

ترجمہ آن مہد
کنز الایمان
تفسیر

نور العیون

ترجمہ
امام اہلسنت والجماعت احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ

تفسیر
محکم الدین نقی احمد یار خان میمنہ

ناشر

پیئر بھائی کھپڑی

38 اردو بازار لاہور

ترجمہ قرآن مجید

کنز الایمان

تفسیر

نُورُ الْعُرْفَانِ

ترجمہ

ایمان اہلسنت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

تفسیر

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

پیر بہائی کمپنی

۴۰، اردو بازار لاہور

ترجمہ قرآن مجید

کنز الایمان

تفسیر

نور العرفان

ترجمہ

امام اہلسنت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

تفسیر

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

پیر بہائی کمپنی

۴۰، اردو بازار لاہور

پیش روینِ مکتبِ امامِ اہلسنت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان فاضل دیوبند رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف
سوانح

— مصنف و مرتب —
شکیل مصطفیٰ اعوان
صابری چشتی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

فخر کائنات رسالت مآب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
ان اللہ یبعث لہذہ الامۃ علی راسی کل مائۃ سنۃ من یجدب لہا بینہا۔ (ابوداؤد)

یعنی ہر صدی کے اختتام پر اس امت کے لئے اللہ تعالیٰ ایک مجدد ضرور بھیجے گا جو امت کے لئے اس کا دین تازہ کرے۔

مجدد وہ جو امت مسلمہ کو فراموش کردہ احکام شریعت یاد دلانے، آقا و مولا سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مردہ سنتوں کو زندہ فرمائے اور اپنی عالمانہ سطوت کے ذریعے کلمہ حق کا اعلان فرما کر باطل کا سر پھیل دے اور حق کا علم بلند کرے اسے مجدد کہتے ہیں۔

تیرہویں صدی کے آخر میں جب انگریز سرکار کی سرپرستی میں سارے ہندوستان میں 'نچریت'، 'دہریت'، 'وہابیت' اور دیوبندیت کی باورسوم چل رہی تھی۔ فضا ان کے بد عقائد سے آلودہ ہو چکی تھی چار جانب الحاد و بے دینی کے گھٹا نوپ اندھیرے چھا چکے تھے تو اس دورِ ظلمت میں ایک عاشقِ رسول اٹھا جس نے باطل کے اندھیروں میں حق کا چراغ روشن کیا اور جس کا قلم گستاخانِ رسول پر قہرِ الہی کی بجلیاں بن کر گرے اور ان کے باطل عقائد کو جلا کر راکھ کر دیا۔ جس نے مسلمانوں کو انگریزوں اور ہندوؤں کی غلامی سے آزاد ہونے کا سبق دیا پھر جس کے سامنے عرب و عجم حل و حرم

کے بڑے بڑے علماء نے سرنیاز خم کئے دنیا اس عظیم ہستی کو اعلیٰ حضرت امام الشاہ محمد احمد رضا خان فاضل بریلوی کے نام سے جانتی ہے (رضی اللہ عنہ)

ولادت :- آپ کی ولادت باسعادت ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۳ جون ۱۸۵۶ء بروز ہفتہ وقت ظہر ہندوستان کے مشہور شہر بریلی (یو۔ پی) محلہ جھولی میں ہوئی۔ اعلیٰ حضرت نے اپنا سنہ ولادت اس آیت سے نکالا۔

اولنگ کتب فی قلوبہم الایمان وایدہم بروح منہ

۱۲۷۲ھ

ترجمہ :- ”یہ ہیں وہ لوگ جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان نقش کر دیا ہے اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد فرمائی۔“
لہذا یہ کہنا بالکل بجا اور درست ہے کہ اعلیٰ حضرت اللہ تعالیٰ کے ان خاص بندوں میں سے ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان نقش فرمادیا وہ عشق الہی اور محبت رسول میں سر تپا ڈوبے ہوئے تھے۔ چنانچہ خود فرماتے ہیں کہ اگر میرے دل کے دو ٹکڑے کر دیئے جائیں تو خدا کی قسم ایک پر لکھا ہو گا ”لا الہ الا اللہ“ اور دوسرے پر لکھا ہو گا ”محمد رسول اللہ“ (جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم) یوں تو بیشتار لوگوں بشمول علماء فضاء کی ولادت ۱۲۷۲ھ میں ہوئی ہوگی لیکن اگر آپ اعلیٰ حضرت کی پاکیزہ زندگی پر نظر ڈالیں تو بے ساختہ پکار اٹھیں گے کہ آیت ”اولنگ کتب فی قلوبہم الایمان وایدہم بروح منہ“ کا تاج کرامت اعلیٰ حضرت کے سر اقدس پر کتنا پُر زیب ہے۔

نام :- اعلیٰ حضرت کا پیدائشی نام ”محمد“ اور تاریخی نام ”الحقار“ ہے لیکن آپ کے جدِ امجد مولانا رضا علی خان رحمۃ اللہ علیہ نے ”احمد رضا“ تجویز فرمایا چنانچہ بعد میں اعلیٰ حضرت نے خود ہی اسم شریف کے ساتھ ”عبد المصطفیٰ“ کا اضافہ فرمایا۔ ایک شعر میں فرماتے ہیں۔
خوف نہ رکھ رضا ذرا تو تو ہے عبد مصطفیٰ
تیرے لئے امان ہے تیرے لئے امان ہے

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نسباً پٹھان، مسلکاً حنفی مشرباً قادری تھے آپ کے والدِ امجد مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ اور جدِ امجد مولانا رضا علی خان رحمۃ اللہ علیہ بلند پایہ عالم اور صاحبِ حال بزرگ تھے آپ نے اپنے نعتیہ دیوان میں دونوں بزرگوں کا اس طرح تذکرہ فرمایا ہے احمد ہندی رضا ابن نقی ابن رضا

شجرہ نسب :- امام احمد رضا مولانا نقی علی خان بن مولانا رضا علی خان بن مولانا حافظ کاظم علی خان بن مولانا شاہ محمد اعظم بن حضرت محمد سعادت یار خان بن حضرت محمد سعید اللہ خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ حضرت محمد سعید اللہ خان قدس صا (افغانستان) کے با عظمت قبیلہ بڑھک کے پٹھان تھے مغلیہ دورِ حکومت میں لاہور تشریف لائے اور معزز عہدوں پر فائز رہے۔ لاہور کا شیش محل انہیں کی جاگیر تھا پھر وہاں سے دہلی تشریف لائے اس وقت آپ شیش ہزاری عہدے پر تھے وریار شاہی سے آپ کو ”شیاعت جنگ“ کا خطاب ملا۔

تحصیل علوم :- اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے چار سال کی عمر میں قرآن پاک ناظرہ پڑھ لیا۔ (اکثر لوگ آپ کے القاب میں حافظ لکھ دیتے تھے آپ نے فرمایا ان بندگانِ خدا کا کہنا غلط نہ ہو مجھے قرآن مجید حفظ کبریٰ لینا چاہیے۔ چنانچہ رمضان المبارک کے ایک مہینے میں پورا قرآن مجید حفظ فرمایا گیا اگر حفظ کرنے کے وقت کو جمع کیا جائے تو پندرہ گھنٹے بنتے ہیں)۔

چھ سال کی عمر میں ماہِ ربیع الاول میں منبر پر رونق افروز ہو کر ایک بڑے مجمع کی موجودگی میں تین گھنٹے میلاد شریف پر تقریر فرمائی۔ آٹھ سال کی عمر میں فنِ نحو کی مشہور کتاب ”ہدایۃ النحو“ پڑھی اور علمِ خدا واداکایہ عالم تھا کہ اس چھوٹی عمر میں ”ہدایۃ النحو“ کی شرح عربی زبان میں لکھ ڈالی۔

اپنی فطری ذکھوت کی بنا پر ۱۳ سال ۱۱۰ اور ۵ دن کی عمر میں تمام علوم و رسید معقول و منقول کی تکمیل فرما لی اور دستار فضیلت سے نوازے گئے۔ اسی دن (۱۳ شعبان ۱۲۸۶ھ مطابق ۱۹ نومبر ۱۸۶۹ء) مسئلہ رضاعت سے متعلق ایک فتویٰ لکھ کر اپنے والد ماجد کی خدمت میں پیش کیا جو ایسا صحیح قیاس کو دیکھ کر مفتیان کسب سال و تک رہ گئے تھے۔ آپ کے والد ماجد مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ نے افتاء کی ذمہ داری آپ کے سپرد کر دی۔

اردو فارسی کی کتابیں پڑھنے کے بعد حضرت مرزا غلام قادر بیگ علیہ الرحمۃ سے میزان ہنشعب وغیرہ کی تعلیم حاصل کی پھر آپ نے اپنے والد ماجد تاج العلماء سنداً و تحقیقاً مولانا شاہ نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ سے درج ذیل ۲۱ علوم پڑھے۔

- | | |
|--|----------------------------------|
| ۱۔ علم القرآن | ۲۔ علم تفسیر |
| ۳۔ علم حدیث | ۴۔ اصول حدیث |
| ۵۔ کتب فقہ حنفی | ۶۔ کتب فقہ شافعی و مالکی و حنبلی |
| ۷۔ اصول فقہ | ۸۔ جدل منہب |
| ۹۔ علم العقائد و کلام (جو مذہب باطلہ کی تردید کیلئے ایجاد ہوا) | ۱۱۔ علم صرف |
| ۱۰۔ علم نحو | ۱۲۔ علم بیان |
| ۱۱۔ علم معانی | ۱۳۔ علم منطق |
| ۱۲۔ علم بدیع | ۱۴۔ علم فلسفہ مدلسہ |
| ۱۳۔ علم مناظرہ | ۱۵۔ ابتدائی علم حکمیر |
| ۱۴۔ ابتدائی علم حکمیر | ۱۶۔ علم ہندسہ |
| ۱۵۔ علم حساب جامع تفریق ضرب تقسیم | |

بیعت :- اعلیٰ حضرت اپنے والد گرامی مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ سید الاولیاء قطب زمانہ سید آل رسول صاحب مار ہروی کی خدمت میں حاضر ہو کر سلسلہ قادریہ میں مشرف بیعت ہوئے مرشد برحق نے علوم باطنی کی تکمیل فرمائی خلافت و اجازت جمع سلاسل اور سند حدیث سے مشرف فرمایا بعد از بیعت حاضرین مجلس سے فرمایا قیامت میں اگر رب تعالیٰ مجھ سے سوال کرے گا کہ تو میرے لئے کیا لایا تو میں ”احمد رضا“ کو پیش کر دوں گا مرشد برحق کے وصال کے بعد بعض تعلیم طریقت نیز ابتدائی علم حکمیر و ابتدائی علم جعفر وغیرہ استاذ السالکین حضرت مولانا سید ابوالحسن احمد نوری مارہروی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل فرمایا شرح چھیمینی کا بعض حصہ حضرت مولانا عبد العلی رامپوری رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا۔

خدا اولاد علمیت :- فضل ربانی و فیض نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ پر عنایت کی خصوصی نگاہ ڈالی جس کے نتیجہ میں آپ نے کسی استاذ سے پڑھے بغیر محض خدا اولاد بصیرت نورانی سے حسب ذیل علوم و فنون میں دسترس حاصل کی ہے اور ان کے شیخ و امام ہوئے۔

- | | | |
|-----------------------|---------------------------|------------------|
| ۱۔ قرأت | ۲۔ تجوید | ۳۔ تصوف |
| ۴۔ سلوک | ۵۔ علم الاخلاق | ۶۔ اسماء الرجال |
| ۷۔ تفسیر | ۸۔ تواریخ | ۹۔ لغت |
| ۱۰۔ ادب مند جملہ فنون | ۱۱۔ ارتقا لیمیعی | ۱۲۔ جبر و مقابلہ |
| ۱۳۔ حساب ستینی | ۱۴۔ لغات ثنائی (نوگار شم) | ۱۵۔ علم التوقیت |
| ۱۶۔ علم الاکر | ۱۷۔ ایجات | ۱۸۔ مشائ کروی |

۲۰	ہیت جدیدہ (انگریزی فلسفہ)	۲۱	مربعات
۲۳	علم زائچہ	۲۴	علم فرائض
۲۶	نظم فارسی	۲۷	نظم ہندی
۲۹	انشاء نثر فارسی	۳۰	انشاء نثر ہندی
۳۲	خط نستعلیق	۳۳	مثنوی علم حساب
۳۵	مثنوی علم ہندسہ	۳۶	مثنوی علم تکمیر
۳۸	مثنوی علم ہیت		
۳۹	مثنوی علم جبر		
۴۵	نظم عربی		
۴۸	انشاء نثر عربی		
۵۱	خط نسخ		
۵۲	علم رسم خط قرآن مجید		

آپ نے شان رسالت فضائل و مناقب اور عقائد پر ۳۲ کتابیں تحریر فرمائیں حدیث اور اصول حدیث پر ۱۳ کتب، علم کلام اور مناظرہ پر ۳۵ کتب، فقہ اور اصول فقہ پر ۵۹ کتب اور متفرق باطل فرقوں کے رد میں ۳۰۰ سے زائد کتابیں لکھ کر شائقین رسالت کی زبانوں کو بند کر دیا اور ہر سمت نعرہ رسالت سے گونج اٹھی۔ اس قدر تصانیف کے علمی سرمایہ کے علاوہ آپ کا فقہی شاہکار ”فتاویٰ رضویہ“ ہے جس کا پورا نام۔ ”العطایہ النبویہ فی الفتاویٰ رضویہ“ ہے جو تقریباً ۱۲ جلدوں پر مشتمل ہے جن میں سے اب تک پانچ یا چھ جلدیں شائع ہوتی ہیں تاریخ الفتاویٰ میں یہ مجموعہ امتیازی حیثیت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے انتہا علوم و فنون سے نوازا تھا آپ کا سینہ جمیع علوم کا گنجینہ تھا۔ آپ نے تقریباً ۵۰ علوم و فنون پر ایک ہزار سے زائد کتب و رسائل تصنیف فرمائے یوں تو آپ کے علمی کارناموں کی تفصیل بہت طویل ہے لیکن ان میں سب سے بڑا علمی کارنامہ ترجمہ قرآن مجید ہے ترجمہ کیا ہے قرآن حکیم کی اردو میں ترجمانی ہے بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ آپ کا یہ ترجمہ الہامی ترجمہ ہے تو کچھ غلط نہ ہو گا آپ کا ترجمہ ”کنز الایمان“ دیگر دستیاب ترجموں میں ایک منفرد شان اور اہمیت رکھتا ہے ”کنز الایمان“ اور دوسرے ترجموں کا نمایاں فرق ”قرآن مجید کے غلط ترجموں کی نشاندہی“ کے زیر عنوان مضمون میں ملاحظہ فرمائے گا۔

عالم اسلام میں مشکل ہی سے کوئی ایسا عالم نظر آئے گا جو اس قدر علوم و فنون پر دسترس رکھتا ہو اعلیٰ حضرت نے ان علوم کی نہ صرف تحصیل کی بلکہ ہر علم و فن میں اپنی کوئی نہ کوئی یادگار چھوڑی ہے جن علوم و فنون کا ذکر کیا گیا ہے ان میں سے بعض کو فاضل بریلوی نے خود ترک فرمادیا اور بعض کو اپنا یا اس ترک و قبول پر اس طرح روشنی ڈالتے ہیں۔

”میں نے اس وقت سے فلسفہ اولیٰ کو ترک کیا جب میں نے محسوس کیا کہ اس میں سوائے طبع کاری کے کچھ نہیں اس کی ظلمت اور رنگ ایسا چھا جاتا ہے کہ دین سلب کر لیتا ہے اور ظلمت کی وجہ سے قیامت کا خوف ہلکا ہو جاتا ہے اس لئے میں نے اپنی ذمہ داریوں پر غور کیا اور ”ہیت“ ”ہندسہ“ ”نجوم“ ”لوگار ثمات“ اور فنون ریاضی سے میرا شغف اس لئے نہیں کہ اسمیں مجھے مزید مشغ حاصل ہو بلکہ یہ توجہ تو محض تفریح طبع کے لئے ہے اس کے علاوہ اسے وقت کے تعین اور تعدیل میں مدد ملتی ہے جس سے مسلمانوں کو نماز روزے کے اوقات کی جانچ کے لئے فائدہ ہے۔“

مجھے تین کاموں سے دلچسپی ہے اور ان کی لگن مجھے عطا کی گئی ہے۔ جن کی تفصیل یہ ہے۔

- ۱۔ سید المرسلین صلوٰۃ اللہ تعالیٰ و سلامہ علیہ و علیہم اجمعین کی حمایت کرنا کیونکہ ہر ذلیل و ہلکا آپ کی شان میں توہین آمیز کلام سے زبان درازی کر رہا ہے میرے لئے یہی کافی ہے کہ میرا رب اسے قبول فرمائے گا اور رب کی رحمت کے بارے میں میرا یہی ظن ہے جیسا کہ اس نے خود فرمایا ہے میں اپنے بندے سے اس کے حسن ظن کے مطابق معاملہ فرماتا ہوں۔
- ۲۔ اس کے علاوہ دیگر بدعتیوں کی جمع گئی جو دین کے دعویدار ہیں حالانکہ وہ مفید محض ہیں۔

درس و تدریس :- اعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے جب بریلی شریف میں درسگاہ کی بنیاد رکھی اس وقت علاقے کے تمام مدارس جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کی نذر ہو چکے تھے تشنگانِ علم کے لئے ضروری تھا کہ کوئی مشربِ تدریس نظر آئے چنانچہ آپ نے بریلی شریف میں علوم دینیہ کی عظیم درسگاہ ”مصلح التہذیب“ کو زینت بخشی جو آج بھی منظرِ اسلام کے نام سے قائم ہے جب آپ کے فضل و کمال کا شعروہ ہو تو برصغیر پاک و ہند کے علاوہ دیگر اسلامی ممالک سے طلباء اس گلستانِ علوم میں پہنچ کر اپنے دل و روح کو مہکانے لگے اور علوم و فنون کے پیکرین کو کائنات و اطراف میں علم سے دوسروں کو منور کرنے کے لئے پھیل گئے۔ آپ کے شاگردوں کی درست تعداد معلوم نہیں کی جاسکتی۔

آپ کے نامور تلامذہ نے تحریک بریلی کو ایسا عروج بخشا کہ برصغیر میں حنفیت ان ہی کے دم قدم سے زندہ ہے ورنہ ابو الفضل اور فیضی کے پیروکار برصغیر میں اپنے قدم جمانے کی فکر میں تھے جو اکبر کے دین الہی کو دوبارہ ٹانڈ کرنا چاہتے تھے مگر آپ کے قلم کے سامنے کسی کو سر اٹھانے کی مجال نہ رہی۔

انگریز سے نفرت :- اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے عشق رسول ﷺ کی شدت کا یہ عالم تھا کہ جس چیز کو بھی حضور سید عالم ﷺ سے نسبت ہوتی اس کی تعظیم و توقیر کرتے تھے اس لئے ساداتِ کرام کو جزء رسول ﷺ ہونے کی وجہ سے سب سے زیادہ مستحق توقیر و تعظیم سمجھتے ایک کم عمر صاحبزادے خاندانِ داری کے کاموں میں مدد کی خاطر کاشانہ اقدس میں ملازم ہوئے بعد میں معلوم ہوا کہ سید زاہد ہیں لہذا گھروالوں کی تاکید کر دی کہ سید صاحب سے خبردار کوئی کام نہ لیا جائے جس تنخواہ کا وعدہ ہے بطور نذرانہ پیش کی جائے چنانچہ حسب ارشادِ تعیل ہوتی رہی آپ کسی سید صاحب کی بے خرمی تو کیا ان کی پریشانی پر بھی بے پناہ دکھ اور کرب محسوس کرتے آپ کو یہ گوارہ نہیں تھا کہ کوئی سید زاہد پریشان نظر آئے۔

کرامت :- اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ بذریعہ ترین پہلی بحیثیت سے بریلی تشریف لے جا رہے تھے ترین نواب منج کے اسٹیشن پر ایک دو منٹ کے لئے رکی نماز مغرب کا وقت ہو چکا تھا آپ احباب کے ساتھ پلیٹ فارم پر نماز کی ادائیگی کے لئے اترے احباب پریشان ہوئے کہ گاڑی چلی جائے گی۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں گاڑی ہمیں لے کر ہی جائے گی۔ چنانچہ اذان دلوں کر بڑے خضوع و خشوع سے باتِ صامت نماز شروع کر دی۔ لوہر ڈرائیور نے انجن چلایا لیکن وہ ایک انج بھی آگے نہ بڑھا ڈرائیور نے انجن کو پیچھے کی طرف چلایا تو وہ چل پڑا اس نے دوبارہ آگے کی طرف چلایا تو انجن پہلے والی جگہ پر آکر بند ہو گیا۔ ایک آواز بلند ہوئی کہ دیکھو وہ درویش نماز ادا کر رہا ہے اسی وجہ سے ریل نہیں چلتی لوگ آپ کے گرد جمع ہو گئے انگریز گاڑی جو حیران کھڑا تھا بڑے ادب سے آپ کے قریب بیٹھ گیا جو نبی آپ نماز سے فارغ ہو کر ریل میں سوار ہوئے ریل چل پڑی انگریز گاڑی آپ سے متعارف ہو اور اپنے بیوی بچوں سمیت بریلی شریف حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے متذکرہ کرامت کے علاوہ آپ کی اور بھی بہت سی کرامتیں ہیں جو طوالت کے خوف سے نہیں لکھی جا رہیں۔

حج بیت اللہ :- پہلی بار آپ اپنے والدین کریمین کے ہمراہ ۱۲۹۵ھ میں حج بیت اللہ شریف اور زیارتِ روضہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تشریف لے گئے تھے۔

۱۳۲۳ھ میں دوسری بار یہ مقدس سفر کیا حج اور زیارتِ روضہ نبوی ﷺ سے مشرف ہوئے اس سفر میں علمائے حجاز نے آپ کی بڑی قدردانی کی ہر سو آپ کی عظمت کا ذکر کیا جہاں کا بخوبی اندازہ ”حسام الحرمین“ ”الدولۃ المکیہ“ اور کفل القتیہ کے مطالعہ سے ہوتا ہے مذکورہ کتب نے حجاز مقدس اور برصغیر میں تسلمہ مچا دیا تھا اہل مکہ جوق در جوق آپ کے ارگرد جمع ہو گئے بہت سے حضرات نے آپ سے التجاہ کی ان کو سند اجازت مرحمت فرمائی جائے چنانچہ ان کے اصرار کی وجہ سے ایسا ہی کیا گیا مولانا حامد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ اس سفر میں آپ کے ہمراہ تھے انہوں نے الاجازت المتینہ کے مقدمے میں لکھا ہے کہ اجازت طلبی کیلئے سب سے پہلے مولانا سید عبدالحی علی (م۔ ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۳) تشریف لائے

ان کے ہمراہ ایک جوان صالح شیخ حسین جمال بن عبدالرحیم تھے دونوں حضرات کو سید اجازت مرحمت فرمائی ان کے بعد بہت سے اور اہل علم حضرات اجازت سے شرف ہوئے کچھ حضرات رہ گئے تو ان سے وعدہ فرمایا کہ وطن واپسی پر سندت ارسال کر دی جائیں گی۔

پھر اعلیٰ حضرت دیار حبیب صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لے گئے مولانا عبدالکریم مہاجر کی رحمت اللہ علیہ ذاتی تاثرات کا اظہار فرماتے ہیں کہ مدینہ طیبہ میں فاضل بریلوی کو بے انتہا اکرام و اعزاز اور احترام سے نوازا گیا۔ ہندوستان سے ہزاروں صاحب علم آتے ہیں۔ ان میں علماء صلحاء، اقلیاء سب ہی ہوتے ہیں جن کو کوئی پوچھتا بھی نہیں۔ لیکن فاضل بریلوی کی شان عجب ہے یہاں کے علماء اور بزرگ سب ان کی طرف جوق درجوق کھنچے چلے آتے ہیں اور ان کی تعظیم میں بعدِ قبیل کوشاں ہیں یہ ربِّ کریم کا فضل ہے جس پر ہو جائے۔ مدینہ طیبہ میں بھی اعلیٰ حضرت سے بہت سے علماء نے اجازت حاصل کی۔

چند مخصوص علوات:- جب کسی سنی عالم سے ملاقات ہوتی دیکھ کر باغ باغ ہو جاتے اور اس کی ایسی عزت و قدر کرتے جس کے لائق وہ اپنے کو نہ سمجھتا جب کوئی صاحب حج بیت اللہ شریف کر کے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو ان سے پہلے یہی پوچھتے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ یکس پناہ میں بھی حاضری دی؟ اگر وہ ہاں کہتے تو فوراً ان کے قدم چوم لیتے اور اگر کہتے کہ نہیں تو پھر ان کی جانب بالکل توجہ نہ فرماتے۔ کاشانیہ اقدس سے کوئی سائل خالی واپس نہ ہوتا۔ یوگان کی امداد اور ضرورت مندوں کی حاجت روائی کے لئے آپ کی جانب سے ماہوار لقمیں مقرر تھیں۔ آپ کے سب کام محض اللہ تعالیٰ کے لئے تھے نہ کسی کی تعریف سے مطلب نہ کسی کی ملامت کا خوف۔ ”حدیث شریفہ“ من احب للہ وابغض للہ واعطى للہ ومنع فقد استكمل الايمان (مشکوٰۃ شریف) کے مطابق آپ کسی سے محبت کرتے تو اللہ ہی کے لئے مخالفت کرتے تو اللہ ہی کے لئے کسی کو دیتے تو اللہ ہی کے لئے نہ دیتے تو اللہ ہی کے لئے۔ آپ ہمیشہ بشکل تام اقدس ”محمد“ ﷺ سویا کرتے اس طرح کہ دونوں ہاتھ ملا کر سر کے نیچے رکھتے اور پاؤں سمیٹ لیتے جس سے سر ”میم“ کہیں ”ح“ ”کر“ ”میم“ پاؤں دال بن کر گویا تام پاک ”محمد“ ﷺ کا نقشہ بن جاتا۔

کتب احادیث پر دوسری کتب نہ رکھتے اگر کسی حدیث کی ترجمانی کے دوران کوئی بات کاٹتا تو سخت کبیدہ اور ناراض ہوتے۔ مجلس میلاد شریف میں ذکر ولادت شریف کے وقت صلوٰۃ و سلام پڑھنے کے لئے کھڑے ہوتے باقی شروع سے آخر تک ادباً دو زانو بیٹھے رہتے۔ ہنسنے میں کبھی ٹھٹھانہ لگاتے جملہ آئے پر دانتوں میں انگلی دبالیے جس کی وجہ سے آواز نہ ہوتی۔ قبلہ کی طرف نہ تھوکتے نہ پاؤں پھیلاتے۔ پانچوں نمازوں کے وقت مسجد میں حاضر ہوتے اور ہمیشہ باجماعت نماز پڑھتے۔ کسی ہی گرمی کیوں نہ ہو ہمیشہ علمہ اور انگرکھے کے ساتھ نماز پڑھا کرتے۔ کسی شخص کو کوئی چیز دیتے اور وہ بیاں ہاتھ بڑھاتا تو فوراً دست مبارک روک کر فرماتے داہنے ہاتھ میں لوبائیں ہاتھ میں شیطان لیتا ہے۔ بسم اللہ شریف کے عدد بھی دہائی طرف سے یوں لکھتے کہ (پہلے ۶ پھر ۸ پھر ۷)۔

نعتیہ کلام:- اعلیٰ حضرت کے نعتیہ کلام ”حدائق بخشش وغیرہ“ میں ایک ایک لفظ سید عرب و عجم ﷺ کی محبت میں ڈوبا ہوا ہے تمام کلام میں کہیں لفظ ”یثرت“ نہیں کہ اللہ کے پیارے حبیب دافع البلاد ﷺ نے اپنے قدم ناز سے تمام برائیوں اور بیماریوں کو دور فرما کر یثرت کو طیبہ بنا دیا ہے آپ کے کلام میں کہیں تو قرآن و حدیث کے بعینہ کلمات و عبارات ہیں کہیں ان کے ترجمے ہیں اور کہیں تلمیحات و اشارات ہیں۔ غرضیکہ آپ کے اشعار کے ہاخذ کلام الہی و حدیث نبوی کے مضامین ہیں آپ کا نعتیہ کلام شاعرِ بارگاہ رسالت ﷺ سیدنا احسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاکیزہ کلام کا آئینہ ہے لہذا یہ کہنا بالکل حق بجانب ہے کہ اعلیٰ حضرت ”حَسَنُ الْعَصْرِ“ تھے۔ آپ کا کلام جھوٹ، مبالغہ، ریا، تصنع سے بالکل منزہ ہے ہر جگہ خلوص و عقیدت صدق و حقانیت اور جذبِ دل کی ترجمانی ملے گی ایک شعر ملاحظہ فرمائیے۔ ع

جان و دل ہوش و خرد سب تو مدینے پہنچے

تم نہیں چلتا رضا سارا تو سلمان گیا

آپ کے کلام میں فصاحت اور بلاغت، عشق، سرمستی، احترام، عفت سید عالم ﷺ کا اظہار ایک ایک حرف سے ہوتا ہے اس کی ایک

مثال آپ کا شہرہ آفاق سلام بخمخور رحمت دو عالم ﷺ ”مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام“ آج بھی مساجد اور دینی محافل میں ذوق و شوق سے پڑھا جاتا ہے۔ اور انشاء اللہ قیامت تک پڑھا جاتا رہے گا۔

رحلت :- آفتاب حنفیت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ مطابق ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۱ء کو جمعۃ المبارک کے دن ۳ بج کر ۳۸ منٹ پر عین لڑائی جمعہ کے وقت جب مکتفٰن نے **حی علی الفلاح** کہا تو اُدھر آپ نے کلمہ طیبہ **لا الہ الا للہ محمد رسول اللہ** پڑھا پھر بر اور م مولانا مصطفیٰ رضا خان سے ارشاد فرمایا سورہ یٰسین شریف اور رد شریف تلاوت کرو حسبِ الحکم دونوں سورتیں تلاوت کی گئیں۔ آپے حضور قلب اور تيقن سے سنیں کہ جس آیت میں اشتباہ ہو یا سننے میں نہ آئی تو خود تلاوت فرما کر بتا دی (سبحان اللہ والحمد للہ) ٹھیک دو بج کر ۳۸ منٹ ہوئے چہرہ مبارک پر ایک لمحہ نور کا چمکا جس کی ایسی جنبش تھی جس طرح آئینے میں لمعانِ خورشید جنبش کرتا ہے اس کے عائب ہوئے ہی وہ جانِ نور جہیم اطہر سے پرواز کر گئی۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے سرکارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عطا فرمودہ علوم سے اپنی وفات سے چار ماہ بائیس دن قبل ۳ رمضان المبارک ۱۳۳۹ھ کو اپنی تاریخِ وصال کی خبر دیتے ہوئے اپنے قلم سے یہ آیت تحریر فرمائی۔ ”ویطاف علیہم بانیۃ من فضۃ واکواب“

مزار مبارک :- شہر بریلی شریف محلہ سوداگران میں دارالعلوم مظہر اسلام کے شمالی جانب ایک پیکرِ جلال و ہیبت بلند عمارت کے اندر آپ کا مزارِ پاک ہے آپ کا عرس جو شریعت کا آئینہ دار ہے ہر سال ۲۴-۲۵ صفر کو منعقد ہوتا ہے جس میں اکناف ہند کے مشاہیر علماء خطباء مشائخ شریک ہو کر گوہرِ مروے دامن بھرتے ہیں۔

بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں مقبولیت :- مولانا عبد العزیز محدث مراد آبادی (استاذ دارالعلوم اشرفیہ۔ اعظم گڑھ) درگاہِ اجیر شریف کے سجادہ نشین دیوانِ سید آلِ رسول صاحب کے عم محترم رحمۃ اللہ علیہ (جو ایک بلند پایہ بزرگ تھے) کی زبانی ایک واقعہ نقل فرماتے ہیں جس سے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہِ رسالت مآب میں مقبولیت کا حال معلوم ہوتا ہے۔ راوی معتبر اور بات خواب کی ہے۔ جن لوگوں کو رب کریم نے بصیرتِ قلبی عطا فرمائی ہے وہ اس واقعہ سے ضرور روشنی حاصل کریں گے۔

واقعہ :- ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۴۰ھ میں ایک شامی بزرگ دہلی شریف لائے ان کی آمد کا سن کر ملاقات کی، بڑی شان و شوکت کے بزرگ تھے طبیعت میں استغناء بہت زیادہ تھا مسلمان جس طرح عربوں کی خدمت کرتے تھے ان کی خدمت میں بھی نذرانہ پیش کرتے لیکن وہ قبول نہ کرتے اور فرماتے تھے کہ، غنبدِ تعالیٰ میں فارغ البال ہوں مجھے ضرورت نہیں۔ ان کے اس استغناء اور طویل سفر سے سخت تعجب ہوا عرض کیا حضرت! یہاں تشریف لانے کا سبب کیا ہے؟ فرمایا مقصد تو پردازیں تھا لیکن حاصل نہ ہوا۔ افسوس

واقعہ یہ ہے کہ ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ کو میرے نصیب جاگے۔ خواب میں نبی کریم علیہ السلوۃ والتسلیم کی زیارت نصیب ہوئی دیکھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حاضر دربار ہیں لیکن مجلس پر سکوت طاری ہے لگتا تھا کسی کا انتظار ہے۔ میں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا۔ ”فداک ابی دہامی“ میرے ماں باپ حضور ”صلی اللہ علیہ وسلم“ پر قربان کس کا انتظار ہے؟۔ ارشاد فرمایا۔ احمد رضا کا انتظار ہے میں نے عرض کیا احمد رضا کون ہے؟ فرمایا ہندوستان میں بریلی کے باشندے ہیں۔ بیداری کے بعد میں نے تحقیق کی۔ معلوم ہوا مولانا احمد رضا خان صاحب بڑے ہی جلیل القدر عالم ہیں اور بقید حیات ہیں۔ ملاقات کے شوق میں بریلی (ہندوستان) پہنچا۔ معلوم ہوا کہ ان کا انتقال ہو گیا ہے اور وہی ۲۵ صفر ان کی تاریخِ وصال تھی ان سے شوقِ ملاقات میں طویل سفر کیا لیکن افسوس ملاقات نہ ہو سکی۔

حواشی

۱۔ تفصیلات آئندہ سطور میں۔

۲۔ گیارہ برس کی عمر کا یہ تھیں مفتی عزیز احمد صاحب بدایونی کے بیان پر مبنی ہے۔

۳۔ بقول علامہ عبداللہ کوکب صاحب مفتی عزیز احمد علامہ میں ایک محترم اور بزرگ شخصیت کی حیثیت رکھتے ہیں وہ ۱۹۶۱ء میں آنولہ (بریلی) میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم مدرسہ بدایوں میں پائی پھر مدرسہ شمس العلوم میں مولانا احمد الدین سواتی (سنہری ریاست سوات) مولانا شاہ محمد ابراہیم بدایونی اور مولانا واحد حسین بدایونی (تلمیذ علامہ برکات ٹوگی) سے اعلیٰ کی فراغت پر مدرسہ قادریہ بدایوں میں مدرس مقرر ہوئے ریاست گوالیار اور پونا میں بھی مدرس رہے قبلہ مفتی احمد یار خان صاحب مفتی عزیز احمد صاحب کو اپنے واجب الاحترام بزرگوں میں شمار کرتے تھے۔

۴۔ علامہ مشتاق احمد کانپوری کا خاندان علم و فضیلت میں ممتاز تھا ان کے بڑے بھائی مولانا شاد احمد کانپوری اردو زبان کے بلند پایہ خطیب شمار ہوتے تھے اور انہیں جلیل بند کہہ کر پکارا جاتا تھا۔

۵۔ علامہ ہزاروی نے بریلی میں اعلیٰ حضرت کے بڑے صاحبزادے مولانا شاہ خالد رضا خان قدس سرہ کے آگے زانوئے تلمذ طے کیا انہوں نے ان کو ابو الخاق کا لقب عطا فرمایا۔

۶۔ ”تفسیر نعیمی“ اساس بیشتر عربی تفاسیر پر قائم ہے بقول مفتی صاحب۔ یہ ”تفسیر“ عموماً کی معتمدہ تفاسیر کا خلاصہ ہے۔ اس سلسلے میں یہ تفسیر روح البیان ”تفسیر کبیر رازی“ کے علاوہ فارسی تفاسیر میں ”تفسیر عزیزی اور اردو تفسیر خزائن العرفان سے استفادہ کیا گیا ہے۔ مؤرخ الذکر اردو تفسیر کے حعلق لکھتے ہیں کہ ”اردو تفاسیر میں سب سے بہتر تفسیر خزائن العرفان“ مصنفہ حضرت مرشدی استاذی صدر الافاضل مولانا الحاج سید محمد نعیم الدین مراد آبادی ہے اس کو مشعل راہ عطا کیا گیا۔ گویا یہ تفسیر اس کی تفصیل ہے (تفسیر نعیمی جلد اول) مصنفہ مفتی احمد یار خان نعیمی۔

علیہ رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ قرآن حکیم (کنز الایمان) اور دیگر اُردو تراجم قرآن کا تقابلی جائزہ

سیرت سرور کونین سمجھنے کے لئے
تم کو قرآن مقدس کو سمجھنا ہو گا

لہم ابلسنت مجدد وقت اعلیٰ حضرت شاہ عبداللطیف احمد رضا خاں دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۳۰ھ کا شجرہ نسب اس طرح ہے۔ عبدالمصطفیٰ احمد رضا خاں بن مولانا محمد تقی علی خاں ابن مولانا رضا علی خاں۔

آپ کی ولادت باسعادت بریلی شریف کے محلہ جموں میں۔ ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۳ جون ۱۸۵۶ء بروز ہفت بوقت ظہر ہوئی۔ آپ کا تاریخی نام المختار ہے۔ آپ نے اپنا سن ولادت اس آیت کریمہ سے نکالا۔

اولنگ کتب فی قلوبہم الایمان وایدہم بروح منہ

۱۲۷۲ھ

”یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان نقش فرمادیا اور اپنی طرف کی روحانیت سے ان کی مدد فرمائی۔“
آپ کے والد ماجد حضرت مولانا محمد تقی علی خاں رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے ممتاز عالم اور مصنف تھے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً تمام وِریات اپنے والد ماجد سے پڑھیں اور چودہ سال کی عمر میں ایک معرکتہ الاداء فتویٰ کا جواب تحریر کیا۔ چنانچہ آپ کی استعداد اور خداوندِ قابلیت کی بناء پر اس کم عمری ہی میں آپ کو مفتی کا منصب عطا کر دیا گیا۔ اعلیٰ حضرت نے استفاء کے جولیت کے ساتھ ہی ساتھ تصنیف و تالیف کا کام بھی شروع کر دیا۔ جس مسئلہ پر بھی آپ نے قلم اٹھایا اپنے جگر علمی کی بدولت اس کے ہر پرہیزگار پر نہایت عمدہ طریقے سے روشنی ڈالی۔ اور ایسی واضح بحثیں اور براہین قائم فرمائیں کہ ہم عصر علماء و محدثین نے لہامِ الہیست، مجددِ دین و ملت کا خطاب دیا۔

یوں تو آپ کے علمی کارناموں کی تفصیل بڑی طویل ہے لیکن ان میں سب سے بڑا علمی کارنامہ ترجمہ قرآن مجید ہے۔ ترجمہ کیا ہے قرآن حکیم کی اردو میں ترجمانی ہے۔ بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ آپ کا یہ ترجمہ الہامی ترجمہ ہے تو کچھ غلط نہ ہو گا۔

ترجمہ میں فصاحت، بلاغت، اندازِ خطاب اور سیاق و سباق کا خیال

ایک زبان سے دوسری زبان میں لفظی ترجمہ کرنا کچھ مشکل نہیں بلکہ یہ بہت ہی معمولی اور آسان کام ہے کسی بھی درخواست کا لفظی ترجمہ تو اعتراض نہیں بھی فوراً کر دیتے ہیں۔ مگر کسی زبان کی فصاحت و بلاغت، سلاست و معنویت، اس کے محاورات اور اندازِ خطاب کو سمجھنا، سیاق و سباق کو دیکھ کر کلمہ اور جملہ کی ترجمانی کرنا انتہائی وقت طلب کام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم کی تشریح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی۔ اس کی تفسیر آپ کے صحابہ کرام نے بیان کی۔

ترجمہ میں مناسب معنی کا انتخاب

قرآن کریم کے دوسری زبانوں میں تراجم کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ کسی لفظ کا ترجمہ عموماً اس کے مشہور معنی کے مطابق کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ ہر زبان میں کسی بھی لفظ کے بہت سے معنی ہوتے ہیں۔ ان مختلف معانی میں سے کسی ایک مناسب معنی کا انتخاب مترجم کی ذمہ داری ہے۔ ورنہ لفظ کا ظاہری ترجمہ تو ایک مبتدی بھی کر سکتا ہے۔

بے احتیاطی کے نتائج

اعلیٰ حضرت کا ترجمہ قرآن مجید دیکھنے کے بعد جب ہم دنیا بھر کے تراجم قرآن پر نظر آتے ہیں تو یہ حقیقت منکشف ہو کر سامنے آتی ہے کہ اکثر مترجمین قرآن کی نظر الفاظ قرآن کی روح تک نہیں پہنچ سکی۔ اور ان کے ترجمہ سے قرآن کریم کا مفہوم ہی بدل گیا ہے بلکہ بعض مقامات پر تو سہواً یا قصداً ترجمے میں ان سے تحریف بھی ہو گئی ہے۔ یا لفظ بلفظ ترجمہ کرنے کے سبب حرمتِ قرآن، عصمتِ انبیاء اور وقارِ انسانیت کو بھی خمیس پچنی ہے۔ اور اس سے بھی آگے بڑھ کر اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کو حلال ٹھہرایا ہے ان تراجم کی بدولت وہ حرام قرار پا گئی ہیں۔ اور اسی تراجم سے یہ بھی معلوم ہو تا ہے کہ معاذ اللہ بعض امور کا علم اللہ رب العزت کو بھی نہیں ہوتا۔ اس قسم کا ترجمہ کر کے وہ خود بھی گمراہ ہونے اور مسلمانوں کے لئے گمراہی کا راستہ کھول دیا۔ اور یہودیوں، عیسائیوں اور ہندوؤں کے ہاتھوں میں (اس طرح کا ترجمہ کر کے) اسلام کے خلاف اسلحہ دے دیا گیا۔ چنانچہ ستیا رتھ پرکاش نامی کتاب اسلام پر طغی سے بھری ہوئی ہے کہ جو خدا اپنے بندوں سے مکر، فریب، دغا کرتا ہو۔ ایسے خدا کو دور سے سلام وغیرہ وغیرہ۔

اعلیٰ حضرت نے جملہ مستند و مروج تفسیر کی روشنی میں قرآن حکیم کی ترجمانی فرمائی ہے۔ جس آیت کی وضاحت مفسرین کرام کافی کئی صفحات میں فرمائیں گے اعلیٰ حضرت کو اللہ تعالیٰ نے یہ خوبی عنایت فرمائی کہ وہی مفہوم ترجمہ کے ایک جملہ یا ایک لفظ میں ادا فرمایا۔ قلیل جملہ کثیر مطالب اسی کو کہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اعلیٰ حضرت کے ترجمہ سے ہر پڑھنے والے کی نگاہ میں قرآن کریم کا استقام، انبیاء کی عظمت اور انسانیت کا وقار بلند ہو تا ہے۔

ذیل میں اعلیٰ حضرت کے ترجمہ قرآن حکیم اور دیگر اردو تراجم قرآن کا ایک تقابلی مطالعہ پیش کیا جاتا ہے۔

ولما يعلم الله الذين جاهدوا منكم۔ پ ۳، سورہ آل عمران، آیت ۱۳۲

ترجمہ: اور ابھی معلوم نہیں کئے اللہ نے لڑنے والے ہیں تم میں۔ (شاہ عبد القادر)

◆ علامہ ابھی خدا نے تم میں سے جہاد کرنے والوں کو تو اچھی طرح معلوم کیا ہی نہیں۔ (فتح محمد جالندھری دیوبندی)

◆ و ہنوز تمیز ناساخت است خدا آل را کہ جہاد کردہ اند از شما۔ (شاہ ولی اللہ)

◆ علامہ ابھی اللہ نے ان لوگوں کو تم میں سے جہاد ہی نہیں جنہوں نے جہاد کیا۔ (عبد الماجد دریا آبادی دیوبندی)

◆ اور ابھی تک اللہ نے نہ تو ان لوگوں کو جانچا جو تم میں سے جہاد کرنے والے ہیں۔ (ڈپٹی نذیر احمد دیوبندی)

◆ علامہ ابھی اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو تو دیکھا ہی نہیں جنہوں نے تم میں سے جہاد کیا ہو۔ (قحطوی دیوبندی)

◆ اور ابھی تک معلوم نہیں کیا اللہ نے جو لڑنے والے ہیں تم میں۔ (دیوبندی محمود الحسن)

◆ اور ابھی اللہ نے تمہارے غازیوں کا امتحان نہ لیا۔ (اعلیٰ حضرت)

کیا اللہ تعالیٰ علیم وخبیر نہیں؟

اللہ تعالیٰ جو علیم وخبیر ہے، 'علم الغیب والصلوٰۃ'، 'علیم بذات الصدور' ہے۔ ان مترجمین کے نزدیک اردو میں بے علم و بے خبر ہے۔ آپ خود فیصلہ کریں ترجمہ پڑھنے کے بعد علم الہی کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ ایک طرف تو اللہ تعالیٰ کی مصلحت کمالیہ، دوسری طرف اس قدر بے خبری کہ مومنین میں سے کون لوگ جذبہ جہاد سے سرشار ہیں؟ اللہ کو اس کا علم نہیں۔ ابھی اس نے جہاد ہی نہیں۔ گویا شانِ رسالت کی تنقیص سے فارغ ہوئے تو شانِ الوہیت پر حرف گیری شروع کر دی۔

”اللہ نے تمہیں جہاد“ شاہ رفیع الدین صاحب کا خیال ہے۔ ”ابھی معلوم نہیں کیا اللہ نے“۔ شاہ عبد القادر صاحب کی اہلہ ہے، ابھی تک معلوم نہیں کیا اللہ نے، محمود الحسن صاحب فرماتے ہیں۔

بروزِ حشر خدا اور رسول کی گرفت سے نہ بچ سکیں گے۔

ترجمہ لکھتے وقت کس قدر غیر حاضر تھے یہ مترجمین کہ تفسیر کے مطالعہ کی زحمت ہی نہیں کی اور کس سلامتی سے قلم چلا دیا۔ آج بھی ان حضرات کے معقین، 'مریدین' متبعین موجود ہیں۔ اگر ان تراجم پر ان کے پیرو کار مطمئن و خوش عقیدہ ہیں تو بروزِ حشر خدا اور رسول کی گرفت کے لئے تیار رہیں۔ ورنہ تفسیر قرآن و ترجمہ اعلیٰ حضرت کے مطابق آئندہ تمام ایڈیشن قرآن کریم کے درست کرا دیں، ورنہ ترجمہ پڑھنے والی نسل کی گمراہی کے ذمہ دار ہوں گے۔

ویمکرون ویمکر الله والله خیر المکرون۔ پ ۴، سورہ انفال، آیت ۳۰

ترجمہ: اور وہ بھی فریب کرتے تھے اور اللہ بھی فریب کرتا تھا۔ اور اللہ کا فریب سب سے بہتر ہے۔ (شاہ عبد القادر)

◆ اور مکر کرتے تھے اور مکر کرتا تھا اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ نیک مکر کرنے والوں کا ہے۔ (شاہ رفیع الدین)

◆ وایشاں بدگلی کی کردند و خدا بدگلی می کرد (یعنی ہائشاً) و خدا بہترین بدگلی کنندگان است۔ (شاہ ولی اللہ)

◆ وہ بھی داکو کرتے تھے اور اللہ بھی داکو کرتا تھا اور اللہ کا داکو سب سے بہتر ہے۔ (محمود الحسن دیوبندی)

◆ اور حال یہ کہ کافر اپنا دلو کر رہے تھے۔ اور اللہ اپنا دلو کر رہا تھا اور اللہ سب داکو کرنے والوں سے بہتر داکو کرنے والا ہے۔ (ڈپٹی نذیر احمد)

◆ اور وہ اپنی تدبیر کر رہے تھے اور اللہ میاں اپنی تدبیر کر رہے تھے اور سب سے زیادہ مستحکم تدبیر والا اللہ ہے۔ (قحطوی دیوبندی)

♦ اور وہ اپنا سا کر کرتے تھے اور اللہ اپنی خفیہ تدبیر فرماتا تھا۔ اور اللہ کی خفیہ تدبیر سب سے بہتر۔ (اعلیٰ حضرت)
 اردو ترجمہ میں جو الفاظ استعمال ہوئے وہ شان الوہیت کے کسی طرح لائق نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف مکر، فریب، بدسگلی کی نسبت اس کی
 شان میں حرف گیری کے مترادف ہے۔ یہ بنیادی غلطی صرف اس وجہ سے ہے کہ اللہ اور رسول کے افعال مقدسہ کو اپنے افعال پر قیاس کیا ہے۔
 اسی وجہ سے مترجمین نے ہنسی مذاق، ٹھٹھا، مکر، فریب، ظلم سے بے خبر بدسگلی کو اس کی صفت ٹھہرایا ہے۔

اللہ تعالیٰ ”میاں“ کی صفت سے پاک

اللہ پاک کی عزت افزائی کے لئے تھانوی صاحب نے ”میاں“ استعمال کیا ہے۔ ان تمام الفاظ کو سامنے رکھ کر الوہیت کا آپ تصور کریں تو
 تبارک و تعالیٰ انسانوں سے عظیم تر انسان ابھر کر آپ کے سامنے ہو گا۔ یہی وجہ ہے کہ جب بھی رسول کریم کی شان کے لائق کوئی تعریف کی جاتی
 ہے تو یہ چیخ اٹھتے ہیں کہ تم نے رسول کو اللہ سے ملا دیا۔ اور خود موجودوں کے نام نے ”میاں“ اللہ تعالیٰ کو کہہ کر عام انسانوں کے برابر کر دیا تو پھر
 بھی وہی دیوبندی توحید میں بال برابر فرق نہیں آیا۔ مذکورہ آیت میں ”مکر“ کا ترجمہ اعلیٰ حضرت نے تقائیر کی روشنی میں کیا ہے خفیہ تدبیر۔
 اور لفظ ”مکر“ کو پہلے مقام پر ترجمہ میں کافروں کی طرف منسوب کر دیا۔ فہافہم۔

ووجدک ضالاً فہدی۔ سہ ۳۰ سورۃ الضحیٰ آیت ۵

ترجمہ۔ اور پایا تجھ کو بھٹکتا پھر راہ دی۔ (شاہ عبدالقادر)

♦ اور پایا تجھ کو راہ بھولا ہو ایس راہ دکھائی۔ (شاہ رفیع الدین)

♦ دریافت ترا راہ گم کردہ یعنی شریعت نبی دانستی پس راہ نمود۔ (شاہ ولی اللہ)

♦ اور آپ کو بے خبر پایا سو رستہ بتایا۔ (عبد الماجد دریا آبادی دیوبندی)

♦ اور تم کو دیکھا کہ راہ حق کی تلاش میں بھٹکے بھٹکے پھر رہے ہو تم کو دین اسلام کا سیدھا راستہ دکھا دیا۔ (دیوبندی ڈپٹی منیر احمد)

♦ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو (شریعت سے) بے خبر پایا سو آپ کو (شریعت کا) راستہ بتا دیا۔ (اشرف علی تھانوی دیوبندی)

♦ اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی۔ (اعلیٰ حضرت)

آیت مذکورہ میں لفظ ”ضالاً“ استعمال ہوا ہے۔ اس کے مشور معنی گمراہی اور بھٹکتا ہیں۔ چنانچہ بعض اہل قلم نے مخاطب پر نوک قلم
 کے بجائے خنجر پوست کر دیا۔ یہ نہ دیکھا کہ ترجمہ میں کس کو راہ گم کردہ، بھٹکتا، بے خبر راہ بھولا کہا جا رہا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی
 عصمت باقی رہتی ہے یا نہیں اس کی کوئی پروا نہیں۔ کاش یہ مفسرین تقائیر کا مطالعہ کرنے کے بعد ترجمہ کرتے یا کم از کم اس آیت کا سابق و سابق
 (اول و آخر) ہی بخور دیکھ لیتے۔ انداز خطاب باری تعالیٰ پر نظر ڈال لیتے۔

ایک طرف ماوہبک ربکا وما قلی ولا خیر لک من الاولی۔ تمہیں تمہارے رب نے نہ چھوڑا اور نہ مکروہ جانا اور
 بے شک بچھل تمہارے لئے پہلی سے بہتر ہے۔ اے اس کے بعد ہی رسول ذیشان کی گمراہی کا ذکر کیسے آگیا۔ آپ خود غور کریں حضور علیہ الصلوۃ
 و السلام اگر کسی لحظہ گمراہ ہوتے تو راہ پر کون ہوتا۔ یا یوں کہئے کہ جو خود گمراہ رہا ہو، بھٹکتا پھر رہا ہو، راہ بھولا ہوا ہو، وہ ہادی کیسے ہو سکتا ہے؟

اور خود قرآن مجید میں نفی ضلالت کی صراحت موجود ہے۔ ماضل صاحبکم وما غوی پ ۲ سورہ شمس آیت ۲ آپ کے صاحب
 (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) نہ گمراہ ہوئے اور نہ بے راہ چلے۔ جب ایک مقام پر رب کریم گمراہ اور بے راہی کی نفی فرما رہے ہے تو دوسرے مقام
 پر خود ہی کیسے گمراہ ارشاد فرمائے گا؟

انا فتحنا لک فتحاً مبیناً لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر۔ پ ۲۶ سورہ الفتح۔ آیت ۱

ترجمہ۔ ہم نے فیصلہ کر دیا تیرے واسطے صریح فیصلہ تا کہ معاف کرے تجھ کو اللہ جو آگے ہوئے تیرے گناہ اور جو پیچھے رہے۔ (شاہ)

- ◆ تحقیق فتح دی ہم نے تجھ کو فتح ظاہر تو کہ بخشے واسطے تیرے خدا جو کچھ ہوا تھا پہلے گناہوں سے تیرے اور جو کچھ پیچھے ہوا۔ (شاہ رفیع الدین)
- ◆ ہر آئینہ ما حکم کر دیم برائے تو، منہج ظاہر عاقبت فتح آست کہ بیا مرز ترا خدا آنچہ کہ سابق گزشت از گناہ تو و آنچہ پس ماند۔ (شاہ ولی اللہ)
- ◆ اے پیغمبر یہ حدیبیہ کی صلح کیا ہوئی درحقیقت ہم نے تمہاری کھلم کھلا فتح کر دی تا کہ تم اس فتح کے شکر یہ میں دین حق کی ترقی کے لئے اور زیادہ کوشش کرو اور خدا اس کے صلہ میں تمہارے اگلے اور پیچھے گناہ معاف کر دے۔ (ڈپٹی نذیر احمد دیوبندی)
- ◆ بے شک ہم آپ کو ایک کھلم کھلا فتح دی تا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی سب اگلی جھیلی خطائیں معاف فرما دے۔ (تھانوی دیوبندی)
- ◆ بے شک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح دی تا کہ اللہ تمہارے سب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پیچھلوں کے۔ (اعلیٰ حضرت)

حضور معصوموں کے سردار؟ یا گنہگار؟

عام تاجم سے ظاہر ہو تا ہے کہ نبی معصوم ماضی میں بھی گنہگار تھے مستقبل میں بھی گناہ کرے مگر فتح مبین کے صدقے میں اگلے پیچھے تمام گناہ معاف ہو گئے۔ اور آئندہ گناہ رسول معاف ہوتے رہیں گے۔

کاش یہ فتح مبین آپ کو نہ دی گئی ہوتی تا کہ آپ کے گناہوں پر سختاری کا پردہ پڑا رہتا۔ اس معصوم رسول کے گنہگار ہونے کو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا۔ کھلم کھلا فتح کیا ملی کہ رسول معصوم کے تمام غلطی گناہ ترجمہ پڑھنے والوں کے سامنے آشکارا ہو گئے اور معلوم ہوا کہ آئندہ بھی گناہ سرزد ہوتے رہیں گے۔ یہ دوسری بات ہے کہ ان گناہوں کی غلطی کی عقلی طہارت ہو گئی ہے۔ ان مترجمین سے آپ دریافت کیجئے کہ اس آیت کی تفسیر میں جو تلو طبات کی گئی ہیں۔ مفسرین نے جو معنی بیان کئے ہیں اس کے مطابق انہوں نے ترجمہ کیوں نہیں کیا۔ ترجمہ پڑھنے والوں کی گمراہی کا کون ذمہ دار ہے؟ جب نبی معصوم گنہگار ہو تو لفظ عصمت کا اطلاق کس پر ہو گا؟ عصمت انبیاء کا تصور اگر جزو ایمان ہے تو کیا گنہگار خطاکار نبی ہو سکتا ہے؟ اقوال صحابہ مفسرین کی توجیحات سے ہٹ کر ترجمہ کرنے پر کس نے آپ کو مجبور کیا۔ ایک عربی یہودی یا نصرانی یا ہمارے یہاں جنہوں نے عربی زبان پڑھی ہے وہ بھی اس قسم کا ترجمہ کر سکتے ہیں تو آپ جو کہ عالم دین کہلاتے ہیں تفسیر اور حدیث و فقہ کی تعلیم سے آراستہ ہیں۔ بغیر سوچے سمجھے لفظ بلفظ ترجمہ کر دیں تو آپ میں اور ان میں کیا فرق ہو گا؟ افسوس کہ لفظ ذنب کی تفسیر میں امام ابو ایوب یا سلمیٰ کی توجیہ پڑھ لیتے تو اتنی فاش غلطی مترجمین سے نہ ہوتی۔ مگر یہ صاحبان جب تک رسول اللہ کی نقص جوئی نہ کر لیں ان کو اپنے علم پر اکتفا نہیں ہو تاکہ ڈپٹی نذیر احمد کا ترجمہ مطبوعہ تاج کینی نمبر ۱۳۱ کے آخر میں مضامین قرآن مجید کی مکمل فہرست دی گئی ہے۔ اس فہرست کے حصہ دوم باب ۵ کا عنوان (سرفی) یہ ہے۔ ”حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جو خدا کی طرف سے عتاب ہوا یا آپ کی کسی بات پر گرفت ہوئی۔“ حوالے کے طور پر یہ آیات قرآن کی گئی ہیں۔ اس سے آپ ان کی اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دلی عداوت و بغض کا اندازہ کر سکتے ہیں۔

لک میں ”ل“ سبب کے معنی میں

ظاہر ہے کہ اعلیٰ حضرت کا جوش عقیدت جناب ختمی مرتبت کے لئے اپنے کمال پر ہے۔ ان کو بھی ترجمہ کے وقت بہت تشویش ہوئی ہو گی کہ عصمت رسول پر حرف نہ آئے اور قرآن کا ترجمہ بھی صحیح ہو جائے۔ وہ عقیدت بھری نگاہ جو آستانہ رسول پر ہمہ وقت نگہمی ہوئی ہے اس نے دیکھا کہ لک میں ”ل“ سبب کے معنی میں مستعمل ہوا ہے لہذا جب حضور کے سبب سے گناہ بخشے گئے تو وہ شخصیتیں اور ہونئیں جن کے گناہ بخشے گئے۔ اہل بصیرت کے لئے اشارہ کافی ہے۔ معذرت سے بھرپور روشن فتح کے مطابق ترجمہ فرمایا ہے۔

فان یشاء اللہ یختم علی قلبک۔ ۲۵ شوریٰ، آیت ۲۲

ترجمہ۔ پس اگر خواہد خدا مہر بند دل تو۔ (شاہ ولی اللہ) اگر خدا چاہے تو اسے مہر تہارے دل پر مہر لگا دے۔ (فتح محمد جالندھری)

◆ پس اگر چاہتا اللہ، مہر رکھ دے تا لو پر دل تیرے کے۔ (شاہ رفیع الدین)

◆ سو اگر چاہے مہر کر دے تیرے دل پر۔ (شاہ عبدالقادر)

◆ تو اگر اللہ چاہے تو آپ کے قلب پر مہر لگا دے۔ (عبدالباہد و ریاضی دیوبندی)

◆ سو خدا اگر چاہے تو آپ کے دل پر بند لگا دے۔ (مابہ ترجمہ) "دل پر مہر لگا دے"۔ (اشرف علی تھانوی دیوبندی)

◆ اور اگر اللہ چاہے تو تمہارے دل پر اپنی رحمت و حفاظت کی مہر لگا دے۔ (اعلیٰ حضرت)

تمام مترجم سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ختم اللہ علی قلوبہم کے بعد مہر لگانے کی کوئی جگہ قطعی تو یہی تھی۔ صرف ڈرامہ کا کہہ چھوڑ دیا۔ کس قدر بھیاں تک تصور ہے وہ ذات اطہر کہ جس کے سر مبارک پر اسرائیلی کا تاج رکھا گیا۔ آج اس سے فرمایا جا رہا ہے کہ ہم چاہیں تو تمہارے دل پر مہر لگادیں۔

مہر کے اقسام

مہر دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک تو وہ جو ختم اللہ علی قلوبہم میں استعمال ہوئی اور دوسری خاتم النبیین کی۔

کاش تمام مترجمین فقہیری روشنی میں ترجمہ کرتے تو ان کی نوک قلم سے رحمت عالم کا قلب مبارک محفوظ رہتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب مبارک کہ جس پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور انوار کی بارش ہو رہی ہے۔ جس دل کو ہر شے سے محفوظ کیا گیا ہے اس آیت مبارک میں اس کی مزید توثیق (وضاحت) کر دی گئی۔

ولئن اتبعت اہواؤ انہم من بعد ما جائک من العلم انک اذا لعن الظالمین۔ پ، سورہ بقرہ، آیت ۱۳۵۔

ترجمہ۔ اور کبھی چلا تو ان کی پسند پر بعد اس علم کے جو تجھ کو پہنچا تو تیرا کوئی نہیں۔ اللہ کے ہاتھ سے حمایت کرنے والا نہ مددگار۔ (شاہ عبدالقادر)

◆ اور اگر بیروی کرے گا۔ تو خواہشوں ان کی پیچھے اس چیز سے کہ آئی تیرے پاس علم سے نہیں واسطے تیرے اللہ سے کوئی دوست اور نہ کوئی مددگار۔ (شاہ رفیع الدین)

◆ اگر بیروی کر دی آرزو ہائے باطل ایشان را پس آنچہ آمد است تجاوز دانش نہ باشد ترا برائے خلاص از عذاب خدا بیچ دوستی و نہ یارے زند۔ (شاہ ولی اللہ)

◆ اور اگر آپ کے بعد اس علم کے جو آپ کو پہنچ چکا ہے ان کی خواہشوں کی بیروی کرنے لگے تو آپ کے لئے اللہ کی گرفت کے مقابلے میں نہ کوئی یار ہو گا نہ مددگار۔ (عبدالباہد و ریاضی دیوبندی)

◆ اور اے پیغمبر اگر تم اس کے بعد کہ تمہارے پاس علم یعنی قرآن آچکا ہے ان کی خواہشوں پر چلے تو پھر تم کو خدا کے غضب سے بچانے والا نہ کوئی دوست اور نہ کوئی مددگار۔ (ڈپٹی نذیر احمد دیوبندی و فتح محمد جالندھری)

◆ اور اگر آپ اتباع کرنے لگیں ان کے غلط خیالات کا علم قطعی ثابت باوجودی آپ نے کے بعد تو آپ کا کوئی خدا سے بچانے والا نہ یار نکلے نہ مددگار۔ (تھانوی دیوبندی)

◆ اور (اے سننے والے کے باشند) اگر تو ان کی خواہشوں پر چلا بعد اس کے کہ تجھے علم مل چکا تو اس وقت تو ضرور ستم گار ہو گا۔ (اعلیٰ حضرت)

ترجمہ تفسیر خازن کی روشنی میں

نبی معصوم جن کی نسبت سے قرآنی مہلت بھرے ہیں۔ جن کو طلعہ یمن، منزل، حدیث جیسے القاب و آداب دیئے گئے، اچانک اس قدر زبرد توخ کے کلمات سے اللہ تعالیٰ ان کو مخاطب کرے؟ سیاق و سباق سے بھی کسی تہدید کا پتہ نہیں چلتا۔ لہذا مترجم کو چاہیے کہ کھوج لگائے نہ یہ کہ براہ راست کلمات کا ترجمہ کر دے۔ جو بات ان کی عصمت کے خلاف ہے وہ کیسے امکانی طور پر ان کی طرف منسوب کی جاسکتی ہے۔ لہذا اعلیٰ حضرت نے اس کی تحقیق فرمائی اور تفسیر خازن کی روشنی میں انہوں نے ترجمہ فرمایا کہ مخاطب ہر سامع ہے نہ کہ نبی معصوم صلی اللہ علیہ وسلم اور اسی طرح کتب معانی و بیان میں بھی اس بات کی تصریح ہے۔

تراجم مذکورہ میں بعض حرمین نے خاصی حاشیہ آرائی کی ہے مگر کسی حرجم کو یہ توفیق نہیں ہوئی کہ وہ غور کرے کہ ڈانٹ ڈپٹ کے الفاظ حضور کی شان میں کیوں کہے جا رہے ہیں۔ جب کوئی وجہ نہیں تو مخاطبیت اللہ کے محبوب سے خاص نہیں بلکہ ہر سننے والے سے خطاب ہے۔

ما كنت تدري ما الكتب ولا الايمان۔ سورہ شوریٰ، آیت ۵۲

ترجمہ۔ تو نہ جانتا تھا کہ کیا ہے کتاب اور نہ ایمان۔ (شاہ عبد القادر) تم نہ تو کتاب کو جانتے تھے اور نہ ایمان (فتح محمد جالندھری)

◆ نہ جانتا تھا تو کیا ہے کتاب اور نہ ایمان۔ (شاہ رفیع الدین)

◆ نئی دانستی کی حیثیت کتاب و نئی دانستی کہ حیثیت ایمان۔ (شاہ ولی اللہ)

◆ جنہیں کچھ پتہ نہ تھا کہ کتاب کیا ہوتی ہے اور ایمان کیا ہوتا ہے۔ (ابوالاعلیٰ مودودی)

◆ آپ کو نہ یہ خبر تھی کہ کتاب کیا چیز ہے اور نہ یہ کہ ایمان کیا چیز ہے۔ (عبد الماجد دریا آبادی دیوبندی)

◆ آپ کو نہ یہ خبر تھی کہ کتاب (اللہ) کیا چیز ہے اور نہ یہ خبر تھی کہ ایمان (کا انتہائی کمال) کیا چیز ہے۔ (اشرف علی تھانوی دیوبندی)

◆ اس سے پہلے نہ تم کتاب جانتے تھے نہ احکام شرع کی تفصیل۔ (اعلیٰ حضرت)

ظہور نبوت سے قبل حضور کے مومن ہونے کی نفی؟

لوح و قلم کا علم ہی نہیں بلکہ جن کو ہم ماکان و مایکون کا علم ہے، معاذ اللہ آیت مذکورہ کے نزول سے پہلے مومن بھی نہ تھے۔ کیونکہ حرمین کے تراجم کے مطابق ایمان سے بھی نااہل (کورے) تھے۔ تو غیر مسلم ہوئے۔ موجد بھی نہیں کہہ سکتے کہ وہ بھی آپ کی بعثت سے پہلے مومن ہوتا ہے (بعد میں رسالت پر ایمان لانا شرط ہے) تراجم مذکورہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایمان کی خبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بعد میں ہوئی۔

اعلیٰ حضرت کے ترجمے سے اس قسم کے تمام اعتراضات ختم ہو گئے کہ آپ احکام شرع کی تفصیل نہ جانتے تھے ایمان اور احکام شرع کی تفصیل میں جو فرق ہے وہی اعلیٰ حضرت اور دیگر مترجمین کے ترجمہ میں فرق ہے۔

الرحمن ① علم القرآن ② خلق الانسان ③ علمه البيان ④ پ ۲۷ سورہ الرحمن۔ آیت ۳

ترجمہ۔ الرحمن نے سکھایا قرآن، بنایا آدمی، پھر سکھائی اس کو بات، (شاہ عبد القادر)

◆ الرحمن نے سکھایا قرآن، پیدا کیا آدمی کو، سکھایا اس کو بولنا۔ (شاہ عبد القادر)

◆ خدا آدم و خث قرآن را۔ آفریدی آدمی را و امو خث سخن گفتن۔ (شاہ ولی اللہ)

◆ خدا نے الرحمن ہی نے قرآن کی تعلیم دی۔ اسی نے انسان کو پیدا کیا۔ اس کو گویائی سکھائی۔ (عبد الماجد دریا آبادی دیوبندی)

◆ جنوں اور آدمیوں پر خدا نے الرحمن کے جمال اور بے شمار احسانات ہیں ازل جملہ یہ کہ اسی نے قرآن پڑھایا۔ اسی نے انسان کو پیدا

کیا۔ پھر اس کو بولنا سکھایا۔ (ذی نذر احمد دیوبندی)

رحمن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا۔ انسانیت کی جان محمد کو پیدا کیا۔ ماکان و مایکون کا بیان انہیں سکھایا۔ (اعلیٰ حضرت)
مندرجہ بالا تراجم غور سے پڑھئے۔ پھر اعلیٰ حضرت کے ترجمہ کا بغور مطالعہ فرمائیں۔

آیت نمبر ۲ میں لفظ علم جو مستعدی بد و مفصل ہے۔ تمام تراجم میں رُحْمَن نے سکھایا قرآن۔ پیدا ہوتا ہے کہ کس کو قرآن سکھایا۔ اس سے کس کو انکار ہو سکتا ہے۔ خود قرآن شہد ہے **عَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَم**۔ اللہ نے آپ کو ہر اس چیز کا علم دیا جو آپ نہ جانتے تھے۔

آیت نمبر ۳ کا ترجمہ ہے آدمی کو پیدا کیا وہ کون انسان ہے؟ مترجمین نے لفظ بلفظ ترجمہ کر دیا۔ بعض تراجم میں اپنی طرف سے بھی الفاظ استعمال کئے گئے پھر بھی لفظ انسان کی ترجمانی نہیں ہو سکی۔ اب آپ اس ذات گرامی کا تصور کریں جو اصل الاصول ہیں جن کی حقیقت المتقائے ہے۔ جن پر تحقیق کی اساس رکھی گئی۔ جو مبداء خلق ہیں، روح کائنات، جان انسانیت ہیں۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں انسانیت کی جان محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پیدا کیا۔ **الانسان** سے جب حضور سرور کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کا تقش ہو گیا تو ان کی شان کے لائق اللہ تعالیٰ کی طرف سے تعلیم بھی ہونی چاہیے۔ چنانچہ عام مترجمین کی روش سے ہٹ کر اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔ ماکان و مایکون کا بیان انہیں سکھایا۔

سوال نہ۔ اس جگہ گستاخ رسول ذہنوں میں ضرور سوال ابھرتا ہے کہ یہاں ”ماکان و مایکون کا بیان سکھانا“ کہاں سے آگیا۔ یہاں تو مراد ”بولنا سکھانا“ ہے۔ یا یہ کہنے کہ قرآن کا علم دوسری آیت ظاہر کر رہی ہے۔ تو اس چوتھی آیت میں اس کا ”بیان سکھانا“ مراد ہے۔

جواب نہ۔ تو جواب اس کا یہ ہے کہ ماکان و مایکون (جو کچھ ہوا اور جو کچھ قیامت تک ہو گا) کا علم لوح محفوظ میں اور لوح محفوظ قرآن شریف کے ایک جز میں اور قرآن کا بیان (جس میں ماکان و مایکون کا بیان بھی شامل ہے) سکھایا یہ تفسیری ترجمہ ایسا ہی ہے جیسا کہ کسی شاعر نے کہا کہ۔

گس کو باغ میں جانے نہ دینا
کہ ناحق خون پروانوں کا ہو گا

کبھی کو باغ میں نہ جانے دو کہ یہ پھولوں کا رس چوس کر شد و موم کا سبب بنے اور موم سے جلی اور موم جلی جب جلے گی تو پروانے جل کر قریان ہوں گے۔ اب بتائیے اعلیٰ حضرت نے ترجمہ (ماکان و مایکون کا بیان سکھایا) کیا کیا؟
میں پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ مذکورہ چار آیات کا ترجمہ آپ متعدد بار پڑھیں۔ یقیناً آپ کے ایمان میں بے پناہ گھسار پیدا ہو گا اور عشق رسول میں آپ پر یقیناً ایک وجدانی کیفیت طاری ہو جائے گی۔

لا اقسام بهذا البداء ۳۰ سورہ بلد۔ آیت ۱

ترجمہ نہ۔ قسم کھاتا ہوں اس شہر کی اور تجھ کو قید نہ رہے گی اس شہر میں۔ (شاہ عبد القادر)

قسم کھاتا ہوں اس شہر کی اور تو داخل ہونے والا ہے بیچ اس شہر کے۔ (شاہ رفیع الدین)

قسم می خورم باین شہر۔ (شاہ ولی اللہ)

میں قسم کھاتا ہوں اس شہر مکہ کی۔ (اشرف علی تھانوی دیوبندی)

میں قسم کھاتا ہوں اس شہر کی۔ (عبد الماجد دریا آبادی دیوبندی)

قسم کھاتا ہوں اس شہر کی۔ (محمود الحسن)

ہم اس شہر مکہ کی قسم کھاتے ہیں (ذی نذر احمد دیوبندی)

نہیں، میں قسم کھاتا ہوں اس شہر کی۔ (مودودی وہابی)

انسان قسم کھاتا ہے۔ اردو اور فارسی میں قسم کھائی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کھانے پینے سے بے نیاز ہے۔ مترجمین کرام نے اپنے محاورہ کا اللہ کو کیوں پابند کیا۔ کیا اس لئے کہ اس بے نیاز نے کچھ نہیں کھلیا تو کم سے کم قسم ہی کھائے۔ ایسی بھی کیا بے نیازی کہ کچھ نہیں کھاتا۔ اس باریک مسئلہ کی طرف عام مترجمین کی توجہ نہیں۔ اعلیٰ حضرت نے کس خوش اسلوبی سے ترجمہ فرمادیا۔ مجھے اس شرکی قسم۔

ترجمہ: ترائی پر ستم دار تو مدودی ظلم۔ (شاہ ولی اللہ) ہم تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔ (فتح محمد جالندھری)

◆ تجھ ہی کی عبادت کرتے ہیں ہم اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں ہم۔ (شاہ رفیع الدین و محمود الحسن دیوبندی)

◆ ہم آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں اور آپ ہی سے درخواست اعانت کرتے ہیں (اشرف علی تھانوی دیوبندی)

◆ ہم تجھی کو پوجیں اور تجھی سے مدد چاہیں۔ (اعلیٰ حضرت)

سورہ فاتحہ، سورۃ الدعاء ہے۔۔۔۔ دعا کے دوران دعائیہ کلمات کہے جاتے ہیں۔ خبر نہیں دی جاتی۔ جب کہ تمام تراجم میں خبر کا مفہوم ہے دعا کا نہیں۔ اور ظاہر ہے عبادت کرتے ہیں۔ مدد چاہتے ہیں۔ دعائیہ کلمات نہیں ہیں یہ کلمات خبر کے ہیں جب کہ اعلیٰ حضرت نے دعائیہ کلمات سے ترجمہ کیا ہے۔

ترجمہ۔ اے نبی۔ (شاہ عبدالقادر) اے نبی۔ (عبدالماجد وریا آبادی دیوبندی)
 اے پیغامبر۔ (شاہ ولی اللہ) اے پیغمبر۔ (ڈپٹی نذیر احمد دیوبندی)
 اے نبی۔ (شاہ رفیع الدین) اے نبی۔ (اشرف علی تھانوی دیوبندی)
 اے غیب کی خبر بتلانے والے۔ (اعلیٰ حضرت)

قرآن کیم میں لفظ "رسول" اور "نبی" متحد مقامات پر آیا ہے۔ مترجم کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس کا ترجمہ کرے۔ رسول کا ترجمہ پیغمبرؐ یا ظاہر ہے مگر نبی کا ترجمہ "پیغمبر" نامکمل ہے۔ اعلیٰ حضرت نے لفظ نبی کا ترجمہ اس اسلوب سے کیا ہے کہ لفظ کی معنویت اور حقیقت آشکار ہو کر سامنے آجی۔ مگر افسوس کہ بعض لوگوں کو اس ترجمہ سے بہت صدمہ ہوا ہے کہ ان کی نگاہ نظری اور بد عقیدگی کا جواب ترجمہ اعلیٰ حضرت سے ظاہر ہو گیا۔

والنبوة سفارة بين الله وبين ذوى العقول من عباده لا زاحة علتهم فى امر معادهم و محاشهم والى لكونه منبأ بما تسكن اليه العقول الزكية وهو يصح ان يكون فعيلًا بمعنى فاعل لقوله بناء عبادى الى (حيوت الله تعالى اور اس کے ذوى العقول بندوں کے درمیان سفارت کو کہتے ہیں تاکہ ان کی تمام آخرت اور دنیا کی معاشی نیازیوں کو دور کیا جائے۔ اور نبی خبر دیا ہوا جو تا ہے ایسی باتوں کا جن پر صرف عقل سلیم الطمینان کرتی ہے۔ اور یہ لفظ اسم فاعل بھی صحیح ہے اس لئے کہ بناء کا حکم آیا ہے۔)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ترجمہ: شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا۔ (شاہ عبد القادر)

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے۔ (شاہ رفیع الدین)

شروع اللہ نہایت رحم کرنے والے بار بار رحم کرنے والے کا نام سے۔ (عبد الماجد دریا آبادی دیوبندی)

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں۔ (اشرف علی تھانوی دیوبندی)

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا۔ (اعلیٰ حضرت)

تمام اردو ترجمے ملاحظہ کیجئے۔ سب نے اسی طرح ترجمہ کیا ہے۔ ”شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے۔“ یا ”شروع ساتھ نام اللہ کے۔“

چنانچہ مترجم کا قول خود اپنی زبان سے غلط ہو گیا۔ کیونکہ شروع کرتا ہوں سے ترجمہ شروع کیا ہے اللہ کے نام سے شروع نہیں کیا۔ اس پر طرہ یہ کہ جناب اشرف علی تھانوی صاحب نے آخر میں ”ہیں“ بڑھا دیا۔ ان کے مخالفہ یا معتقدین بتائیں کہ ”ہیں“ کس لفظ کا ترجمہ ہے۔

وما اهل به لغير الله ۲ سورہ بقرہ۔ آیت ۱۷۳۔

ترجمہ: اور جس پر نام پکارا اللہ کے سوا کہ۔ (شاہ عبد القادر) اور جس جانور پر نام پکارا جائے اللہ کے سوا کسی اور کا (محمود الحسن)

اور جو کچھ پکارا جاوے اوپر اس کے واسطے غیر اللہ کے۔ (شاہ رفیع الدین)

و آنچه نام غیر خدا بوقت ذبح اویاد کرده شود۔ (شاہ ولی اللہ)

اور جو جانور غیر اللہ کے لئے نامزد کر دیا گیا ہو۔ (عبد الماجد دریا آبادی دیوبندی۔ اشرف علی تھانوی دیوبندی)

اور وہ جس چیز خدا کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے حرام کر دیا ہے۔ (فتح جانندھری دیوبندی)

اور وہ جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا گیا ہو۔ (اعلیٰ حضرت)

کسی پر غیر خدا کا نام حرام نہیں ورنہ ہر چیز حرام ہوگی

جانور کبھی شلوی کے لئے نامزد ہو تا ہے کبھی عقیدہ ولیمہ قربانی اور ایصالِ ثواب کے لئے مثلاً گیارہویں شریف، چارہویں شریف تو گویا ہر

وہ جانور جو ان مذکورہ ناموں پر نامزد کیا گیا ہے وہ مترجمین کے نزدیک حرام ہے۔ اعلیٰ حضرت نے حدیث و فقہ و تفسیر کے مطابق ترجمہ کیا۔ ”جس

کے زخم میں غیر خدا کا نام پکارا گیا ہو۔“ اس ترجمہ سے وما اهل به لغير الله کا مسئلہ واضح ہو گیا۔

قرآن کریم کا تفسیری ترجمہ نہ کہ لفظی ترجمہ

اگر قرآن کریم کا لفظی ترجمہ کر دیا جائے تو اس سے بے شمار خرابیاں پیدا ہوں گی۔ کہیں شانِ الوہیت میں بے ادبی ہوگی تو کہیں شانِ انبیاء

میں اور کہیں اسلام کا بنیادی عقیدہ مجروح ہو گا۔ چنانچہ آپ مندرجہ بالا تراجم پر غور کریں تو تمام مترجمین نے قرآنی لفظ کے اعتبار سے براہِ راست

اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ مگر اس کے باوجود وہ تراجم کلاموں پر گراں ہیں اور اسلامی عقیدے کی رو سے مذہبی عقیدت کو سخت صدمہ پہنچ رہا ہے۔

کیا آپ پسند کریں گے؟

کہ کوئی کہے۔ ”اللہ ان سے ٹھنکا کرتا ہے۔“ ”اللہ ان سے نفی کرتا ہے۔“ ”اللہ ان سے دل لگی کرتا ہے۔“ ”اللہ انہیں بنا رہا ہے۔“

اللہ ان کی نفی اڑاتا ہے۔ ”آیت کریمہ اللہ يستهزی بهم“ سورہ بقرہ۔ آیت ۱۷۳ کا اکثر مترجمین نے یہی ترجمہ کیا ہے۔ ان میں مشہور

فہرٹی نذیر احمد صاحب دیوبندی، شیخ محمود الحسن صاحب و فتح محمد جانندھری و عبد الماجد دیوبندی دریا آبادی مرزا حیرت دہلوی (غیر مقلد) و نواب وحید

الزمان (غیر مقلد) سہرید احمد صاحب علی گڑھی (پجری)، حضرت شاہ رفیع الدین صاحب وغیرہ ہیں۔ اسی طرح ایک مشہور آیت ہے۔ ثم

استون علی العرش پہ ۸ سورہ اعراف۔ آیت ۵۴۔ لفظ استوی قرآن کریم میں متعدد مقامات پر آیا ہے۔ اکثر مترجمین نے اس کا ترجمہ کیا ہے ”پھر قائم ہوا تخت پر“۔ (عاشق الہی)۔ ”پھر اقرار پکڑا اوپر عرش کے“۔ (شاہ رفیع الدین) پھر عرش پر دراز ہو گیا۔ (وجدی صاحب) محمد یوسف صاحب کا کوروی) اسی طرح آیت فاینما تولوا فثم وجہ اللہ پہ ۱۵ سورہ بقرہ۔ آیت ۱۱۵ میں وجہ اللہ کا ترجمہ اکثر مترجمین نے کیا ہے۔ اللہ کا منہ، اللہ کا رخ، چنانچہ شاہ رفیع الدین صاحب نے ترجمہ فرمایا ہے۔ پس جدھر کو منہ کر دیں وہیں ہے منہ اللہ کا، چہرہ ہے (نواب وحید الزمان غیر مقلد و محمد یوسف صاحب)۔ ”اور اللہ ہی کا رخ ہے“ (شیخ محمود الحسن و عاشق الہی دیوبندی صاحبان) و مولانا اشرف علی صاحب تھانوی دیوبندی ”اور اللہ کا سامنا ہے۔“ (ذہبی نذیر احمد و مرزا حیرت غیر مقلد دہلوی و سید فرمان علی شیعہ) مذکورہ بالا تمام تراجم پڑھنے کے بعد اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کا ترجمہ دیکھئے کہ ہر سہ آیات میں سے کسی آیت کا انہوں نے اردو میں ترجمہ نہیں کیا۔ اس لئے کہ قرآنی الفاظ ”استون“ استہزا وجہ اللہ کا ترجمہ کرنے کے لئے اردو میں ایسا کوئی لفظ نہیں کہ لفظی ترجمہ کر کے مترجم شرعی گرفت سے اپنے کو محفوظ کر سکے۔ لہذا اعلیٰ حضرت نے بلفظ ترجمہ فرمایا ہے۔ نمبر ۱ ”اللہ ان سے استہزا فرماتا ہے“ (جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے) نمبر ۲ ”پھر عرش پر استوا فرمایا“ (جیسا اس کی شان کے لائق ہے) نمبر ۳ ”تو تم جدھر منہ کرو اور وجہ اللہ ہے“ (خدا کی رحمت تمہاری طرف متوجہ ہے)۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ قرآن کریم کا لفظی ترجمہ کرنا ہر موقع پر تقریباً ناممکن ہے۔ ان مواقع پر ترجمہ کامل یہ ہے کہ تفسیری ترجمہ کیا جائے تاکہ مطلب بھی ادا ہو جائے اور ترجمہ میں کسی قسم کا سقم باقی نہ رہے۔ اعلیٰ حضرت کے ایمان افروز ترجمہ کی خوبیوں کو دیکھ کر یہ کہنا مبالغہ نہ ہو گا کہ تمام تراجم قرآن میں یہ ایک معیاری ترجمہ ہے جو ترجمہ کی غلطیوں سے میرا ہے (دیگر مترجمین نے خالق کو مخلوق کے درجے میں لاکھڑا کیا)۔

دعا بازی، قریب، دھوکہ اللہ کی شان کے لائق نہیں

ان المنافقین یخادعون اللہ وھو خادعہم۔ پ ۵ سورہ نساء۔ آیت ۱۴۲

”منافقین دعا بازی کرتے ہیں اللہ سے اور اللہ بھی ان کو دغا دے گا۔“ (ترجمہ عاشق الہی میرٹھی، شاہ عبدالقادر صاحب و مولانا محمود الحسن صاحب) ”اور اللہ قریب دینے والا ہے ان کو۔“ (شاہ رفیع الدین صاحب) ”خدا ان ہی کو دھوکا دے رہا ہے“ (ذہبی نذیر احمد صاحب) ”اللہ انہیں کو دھوکہ میں ڈالنے والا ہے“ (فتح محمد صاحب جالندھری) ”وہ ان کو قریب دے رہا ہے۔“ (نواب وحید الزمان غیر مقلد و مرزا حیرت غیر مقلد دہلوی و سید فرمان علی شیعہ)۔

دعا بازی، قریب، دھوکہ کسی طرح اللہ کی شان کے لائق نہیں ہے۔ اعلیٰ حضرت نے تفسیری ترجمہ ”بے شک منافق لوگ اپنے گمان میں اللہ کو قریب دیا چاہتے ہیں اور وہی ان کو غافل کر کے مارے گا۔“ تفاسیر قرآن کے مطالعہ کے بعد اندازہ ہوتا ہے کہ اس ترجمہ میں آیت کا مکمل مفہوم نہایت مختلط طریقہ پر بیان کیا گیا ہے۔ یہ لفظی ترجمہ نہیں بلکہ تفسیری ترجمہ ہے۔

قل اللہ اسرع مکر۔ پ ۱۱ سورہ یونس۔ آیت ۲۱

ان آیات کے ترجمہ میں اللہ تعالیٰ کے لئے مکر کرنے والا، چال چلنے والا، حیلہ کرنے والا کہا گیا ہے۔ حالانکہ یہ کلمات کسی طرح اللہ کی شان کے لائق نہیں ہیں، اعلیٰ حضرت نے لفظی ترجمہ فرمایا ہے۔ پھر بھی کس قدر پاکیزہ زبان استعمال کی ہے۔ فرماتے ہیں ”تم فرماؤ اللہ کی خفیہ تدبیر سب سے جلد ہو جاتی ہے۔“

نسوا اللہ فسیہم۔ پارہ ۱۰ سورہ توبہ۔ آیت ۲۷

”یہ لوگ اللہ کو بھول گئے اور اللہ نے ان کو بھلا دیا۔“ (فتح محمد دیوبندی و جالندھری، ذہبی نذیر احمد دیوبندی) ”وہ اللہ کو بھول گئے اللہ ان کو بھول گیا۔“ (شاہ عبدالقادر صاحب، شاہ رفیع الدین صاحب، شیخ محمود الحسن دیوبندی) اللہ تعالیٰ کے لئے بھلا دینا، بھول جانے کے لفظ کا استعمال اپنے مفہوم اور معنی کے اعتبار سے کسی طرح درست نہیں ہے۔ کیونکہ بھول سے علم کی نفی ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بیٹ عالم الغیب و الشہادۃ

ہے مترجمین کرام نے اس آیت کا لفظی ترجمہ کیا ہے۔ جس کا لفظ نتیجہ ہر پڑھنے والے پر ظاہر ہے اعلیٰ حضرت نے تفسیری ترجمہ فرمایا ہے۔
 فرماتے ہیں۔ ”وہ اللہ کو چھوڑ بیٹھے تو اللہ نے انہیں چھوڑ دیا۔“

یہ چند مثالیں تقابلی مطالعہ کی قارئین کے سامنے پیش کی گئیں۔ اس کے علاوہ بھی سینکڑوں مثالیں ہیں۔ اس مختصر سے مطالعہ کے بعد آپ نے ترجمہ کی اہمیت کو محسوس کر لیا ہو گا۔ اعلیٰ حضرت کا ضل برطوی یا اوقات کسی ایک آیت کے ترجمہ کے لئے تمام مشہور تفسیر قرآن کا مطالعہ کر کے مناسب و موزوں ترین ترجمہ کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ لفظ استہزا استہزا استہزا اور وجہ اللہ کا کوئی موزوں ترجمہ اردو میں نہیں کر سکے اس لئے مجبوراً وہی الفاظ ترجمہ میں بھی برقرار رکھے۔ یہ تقابلی مطالعہ صرف اس لئے آپ کی خدمت میں پیش کیا ہے کہ آپ ترجمہ قرآن کی اہمیت کو سمجھ سکیں۔ ورنہ غیر مناسب لفظی ترجمہ کی وجہ سے آپ کا ایمان خطرہ میں پڑ سکتا ہے یا کم از کم نیکی برباد گناہ لازم کا امکان تو بہت زیادہ ہے۔

رضاء المصطفیٰ اعظمی خطیب نیو میمن مسجد و مہتمم الجود احمد رضا اکیڈمی کراچی

ضروری وضاحت: طوالت سے بچنے کے لئے ان کفریہ عبارتوں کے انتہائی درج کرتا ہوں۔ مکمل مضامین ان کتابوں میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

وہابی دیوبندی عقائد کے چند نمونے

عقیدہ نمبر ۱ حضور مسلم کا مزار گرا دینے کے لائق ہے۔ اگر میں اس کے گرا دینے پر قادر ہو گیا تو مزاروں گاہ بانی وہابی مذہب محمد بن عبد الوہاب نجدی (دائع البراہین)۔

عقیدہ نمبر ۲ میری لاشی محمد مسلم سے بہتر ہے کیونکہ اس سے سب مارنے کا کام لیا جاسکتا ہے۔ اور محمد مرگئے انہیں کوئی نفع باقی نہ رہا۔ (دائع البراہین صفحہ ۱۰)

عقیدہ نمبر ۳ محمد بن عبد الوہاب کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہل عالم و تمام مسلمان دیار مشرک و کافر ہیں اور ان سے قتل و قتل کرنا ان کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال اور جائز بلکہ واجب ہے، ماخوذ حسین احمد مدنی (اشباب مشاہیر ص ۳۳) کتب خانہ اعزازیہ دیوبند

عقیدہ نمبر ۴ غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے ایسا علم زید و عمر بچوں اور یتیموں کو، بلکہ تمام جانوروں کو حاصل ہے، رسول کی تخصیص نہیں۔ ”خوالہ کے لئے دیکھئے کتاب (حفظ الایمان صفحہ ۸) مصنف مولوی اشرف علی تھانوی، شائع کردہ کتب خانہ اشرفہ کیپٹی دیوبند اور کتب خانہ اعزازیہ دیوبند

عقیدہ نمبر ۵ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی سمجھنا عوام کا خیال ہے اہل علم کا نہیں (تحذیر الناس صفحہ ۳) مصنف مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی شائع کردہ کتب خانہ اعزازیہ دیوبند

عقیدہ نمبر ۶ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا ہو جائے تو پھر بھی حقانیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ (تحذیر الناس ص ۲۵)

عقیدہ نمبر ۷ شیطان و ملک الموت کو تمام روئے زمین کا علم ہے اور حضور علیہ السلام کے علم سے زیادہ ہے۔ (براہین قاطعہ ص ۵۵) مصنف مولوی خلیل احمد انبیٹھوی شائع کردہ کتب خانہ اداویہ دیوبند

عقیدہ نمبر ۸ نماز میں حضور علیہ السلام کا خیال گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوبنے سے برا ہے۔ (صراط مستقیم ص

۹۷ مصنف مولوی اسعیل دہلوی شائع کردہ کتب خانہ اشرفیہ راشدی کمپنی دیوبند

”ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چہرے سے بھی ذلیل ہے۔“ (تقویٰ الایمان ص ۱۳ مصنفہ مولوی اسعیل دہلوی شائع کردہ کتب خانہ اشرفیہ کمپنی دیوبند)

عقیدہ نمبر ۹

سب انبیاء و اولیاء اس کے دیوبند ایک ذرۃ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ (تقویٰ الایمان ص ۲۸)

عقیدہ نمبر ۱۰

حضور علیہ السلام کی تعظیم بڑے بھائی کی سی کیجئے۔ (تقویٰ الایمان ص ۵۲)

عقیدہ نمبر ۱۱

حضور علیہ السلام پر افتراء پاندھا کہ گویا آپ نے فرمایا ہے: ”میں بھی ایک دن مرکز مٹی میں گٹنے والا ہوں۔“

عقیدہ نمبر ۱۲

(تقویٰ الایمان ص ۵۳)

حضور علیہ السلام کا یوم میلاد متنا کھنیا کے جنم دن منانے کی طرح ہے۔ (براہین قاطعہ ص ۵۲) خلیل

عقیدہ نمبر ۱۳

احمد دیوبندی حضور علیہ السلام کے لئے اردو زبان کا علم دیوبند کے علماء سے آتا ہوتا ہے (براہین قاطعہ ص ۳۰)

بلغت الحیران نامی کتاب ص ۸ میں حضور علیہ السلام کا گریٹا لکھا اور اپنے لئے لکھا کہ میں نے انہیں گرنے سے روکا۔

رسول کو دیوار کے پیچھے کاظم نہیں۔ (براہین قاطعہ ص ۵۵) ”رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا“ (تقویٰ الایمان ص ۵۰)

یہ چند حوالے حاضر ہیں۔

آپ خود ہی فیصلہ کر لیں کہ کیا ان عقائد کے حامل افراد مسلمان کہلانے کے حقدار ہیں؟ اگر یہ عقائد رکھنے

والے کافر و مرتد ہیں تو ان کو مسلمان سمجھ کر نماز میں امام بنانا کیا کفر نہیں؟

اس طرح کے مزید عقائد دیکھنے ہوں تو ”دہلی مذہب“ اور ”دیوبندی مذہب“ نامی کتابیں مطالعہ فرمائیں۔

نوٹ:-

حواشی

۱۔ ہو میاں اللہ تعالیٰ کے لئے لکھتا ہے وہی میاں کشف الجوب کے خائن مہترم میاں محمد طفیل مرہودی کو بولا جاتا ہے۔

۲۔ اور تم کو بھٹکا ہوا پایا اور منزل مقصود تک پہنچایا۔ (مقبول شیعہ) پ ۳۰ 'سورۃ والضحیٰ' آیت ۱۸

۳۔ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ کی دس نشانیوں ارشاد فرمائیں، آخری نشانی بعد ذالک زفیم کہ وہ حرای ہے اور آگے کے سزا یہ نکالی کہ سنفسمہ علی الخوطلوم یعنی قرب ہے کہ ہم اس کی سوز کی سی تھوٹی پر داغ دیں گے۔ پ ۲۹ 'سورہ ظلم لہذا اہم مسلمانوں کو چاہیے کہ دُعا سے بھیجیں تا کہ گستاخ رسول پیدا نہ ہوں۔ یہ عذر تسلیم کرتے ہیں کہ شہ ولی اللہ، شاہ رفیع الدین، عبدالقادر وغیرہ کے چونکہ غیر مقلد حضرات قریب رہے جس کی وجہ سے بعض کتب (تراجم قرآن وغیرہ) میں مضمون تبدیل کر کے چھپوانے میں وہ کامیاب ہوئے۔ مگر خلیل احمد کی برائین قاطعہ، حسین علی کی تفسیر یافتہ الیہاں۔ اشرف علی کی حفظ الایہاں وغیرہ کتب میں اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پاک میں گالیاں گستاخیاں (تھا سکتے ہیں کہ) کس نے شامل کیں؟ اگر خیانت نہیں کی اور یقیناً نہیں کی تو قرآن و حدیث کی روشنی میں کوئی دیوبندی عالم آج تک ان کی کفریہ عبارات سے کفر کیوں نہ ہٹا سکا؟

قارئین قرآن شریف کا مختصر مقابلہ ملاحظہ کیا۔ شرح صدور میں عیسیٰ تھانوی، کشف الجوب میں میاں محمد طفیل مرہودی نے جس طرح خیانت کی اس سے انداز لگائیں جن کتب کے خود دیوبندی مصنف ہوں گے ان میں کیا کچھ شیطان نہ کریں گے۔

ترجمہ قرآن مجید

کنز الایمان

تفسیر

تُورُ الْعُرْفَانِ

ترجمہ

بناؤ اہلسنت الطیغزت احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

تفسیر

مکتبہ اہلسنت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

پیڑجانی کمپنی

۴۰، اردو بازار * لاہور

اس سورہ فاتحہ کیہ بھی ہے مدنیہ بھی اس سورہ میں سات آیتیں سات کہیں گئے ایک سو چالیس حروف ہیں ۳۰ بسم اللہ الرحمن الرحیم جو بسم اللہ ہر سورت کے اول میں ہے پوری آیت ہے اور جو سورہ نمل میں ہے وہ آیت کا جزو خیال رہے کہ بسم اللہ ہر سورہ کے اول نازل نہیں ہوئی بلکہ ایک جگہ نازل ہوئی پھر وہ مکرر کر دی گئی آ - سوروں میں فاصلہ ہو جائے اسی لئے بسم اللہ سورہ کے اوپر اتنا ہی نشان میں لکھی جاتی ہے تیات کی طرح مگر نہیں لکھتے بیروں جہی نمازوں میں بسم اللہ آواز سے نہیں پڑھتا حضرت جبریل جو پہلی وحی لائے وہ واقوا بسم ربک الذی خلق یعنی اس میں بسم اللہ نہ تھی تراویح میں حافظ امام کو چاہیے کہ کسی سورہ کے اول میں بسم اللہ آواز سے پڑھے اس سے معلوم ہوا کہ ہر آیت کا نام کو بسم اللہ سے شروع کرنا چاہیے حضرت سلیمان نے بھی کہ کیا کلمات اول بسم اللہ لکھی اس کی برکت سے انہیں ملکہ سخن اور ملک سخن عطا ہوئے ہمارے حضور نے صلح حدیبیہ کی تحریر بسم اللہ سے شروع کی تو آپ کو فتح تک عطا ہوئی مرقاۃ صاف بسم اللہ اللہ اکبر کے بعد کہ قرہ کے نام پر رب کی رحمت کا ذکر نہ کرے اسی لئے حضور کا نام ذبح پر نہیں لیا جاتا ۲۰ بسم اللہ کی "ب" تہات کی ہے اور اس سے قبل پوشیدہ ہے اس کے معنی ہیں شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام کی مدد سے اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے سوا سے بھی مدد لینا جائز ہے تو اللہ کے رسول اور اس کے نیک بندوں سے بھی جائز ہے کہ وہ بھی اسم اللہ کی طرح اللہ کی ذات پر ولایت اور رہبری کرتے ہیں اس لئے قرآن نے حضور کو ذکر اللہ فرمایا ۳۰ اگر اللہ میں "الف لام" استغراق ہو تو معنی وہ ہیں جو مترجم قدس سرہ نے فرمایا یعنی بلا واسطہ اور بلا واسطہ ہر حمد رب کی ہی ہے کیونکہ بندے کی تعریف در حقیقت اس کے بنانے والے کی تعریف ہے اور اگر لام عمدی ہو تو معنی یہ ہوں گے جو مقبول وہ حمد ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے کی جاوے لہذا مشرکین و کفار خدا کی کسی ہی حمد کریں ناقبول ہے کیونکہ وہ حضور کی تعلیم کے ماتحت نہیں۔ (روح البیان) ۵۰ اس سے معلوم ہوا کہ اگرچہ چیز کا خالق و مالک رب تعالیٰ ہی ہے مگر اسے اعلیٰ مخلوق کی طرف نسبت کرنا چاہیے لہذا یہ نہ کہا جائے اے ابوجہل کے رب بلکہ محمد رسول اللہ کے رب ۱۰ نصیحت کے چھ فرمائے سے معلوم ہوا کہ نماز جماعت سے پڑھنی چاہیے اگر ایک کی قبول ہو سب کی قبول ہو ۲۰ اس سے معلوم ہوا کہ حقیقت مدد اللہ تعالیٰ کی ہے جیسے حقیقت محمد رب کی ہے خواہ واسطہ سے ہو یا بلا واسطہ خیال رہے کہ عبادت صرف اللہ کی ہے مدد لینا حقیقت اللہ سے ناپازا اس کے بندوں سے اس فرق کی وجہ سے ان دونوں چیزوں کو علیحدہ جگہوں میں ارشاد فرمایا خیال رہے کہ عبادت اور مدد لینے میں فرق یہ ہے کہ مدد تو مجازی طور پر غیر خدا سے بھی حاصل کی جاتی ہے رب فرماتا ہے انما

یوحکم اللہ ورسولہ اور فرماتا ہے وتعاونوا علی البر والتقویٰ لیکن عبادت غیر خدا کی نہیں کی جاسکتی نہ حقیقت نہ حکم کیونکہ عبادت کے معنی ہیں کسی کو خالق یا خالق کی مثل مان کر اس کی بندگی یا اطاعت کرنا یہ غیر خدا کے لئے شرک ہے اگر عبادت کی طرح وہ سرے سے استغاثہ بھی شرک ہوتی تو یہاں ہوا ارشاد ہوتا ایک نصیحت و اباحت نصیحت یہ بھی خیال رہے کہ دنیاوی یا دینی اور میں بھی اسباب سے مدد لینا یہ درپردہ رب سے ہی مدد لینا ہے پھر کا حکیم کے پاس بلانا معلوم کا حکم سے فرمایا تا "پھر کا جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرنا اس آیت کے خلاف نہیں جیسے کسی بندہ کی تعریف کرنا نصیحت اللہ کے عموم کے خلاف نہیں کیونکہ وہ بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حمد ہے یہ بھی خیال رہے کہ اللہ کے نیک بندے بعد وفات بھی مدد فرماتے ہیں معراج کی رات موسیٰ علیہ السلام نے پچاس نمازوں کی پانچ دس "اب بھی حضور کے نام کی برکت سے کافر گھر پر پڑھ کر موہن ہوتا ہے اللہ صالحین سے ان کی وفات کے بعد بھی مدد مانگا اس آیت کے خلاف نہیں ۸۰ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ رب کی تمام نعمتوں سے اعلیٰ نعمت سیدھے راستے کی ہدایت ہے کہ جود رحمت میں اس کی دعا کرائی گئی وہ سب سے زیادہ سیدھے راستہ کی پہچان ہے کہ اس پر اولیاء اللہ اور صالحین ہوں کیونکہ وہی رب کے انعام والے بندے ہیں رب فرماتا ہے ۱۰ بکنون مع الصالحین اور وہ راستہ صرف مذہب اہل سنت ہے کہ اس میں اولیاء اللہ مژدے اور اسب بھی ہیں تیسرے یہ کہ ہدایت صرف اپنی کوشش سے نہیں ملتی بلکہ رب کے کرم سے ملتی ہے نیز معلوم ہوا کہ

سورہ فاتحہ

سُورَةُ الْفَاتِحَةِ مَكِّيَّةٌ

سورہ فاتحہ مکی ہے اور اس میں سات آیتیں ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بسم اللہ کے نام سے شروع جو بہت ہرمان رحمت والا ہے

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ الرَّحْمَنِ

سب خوبیاں اللہ کو ملے جو مالک سارے جہان والوں کو ملے بہت ہرمان

الرَّحِيمِ ۝ فُلْكَ يَوْمَ الدِّينِ ۝ إِلَٰكَ

رحمت والا روز جزا کا مالک

تَعْبُدُ ۝ إِلَٰكَ نَسْتَعِينُ ۝ اهْدِنَا

ہمیں کو پادشاهیں ملے اور ہمیں سے مدد پہنچا دے ہم کو

الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِينَ

سیدھا راستہ چلا دے راستہ ان کا

أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ

جن پر تو نے عذاب کیا نہ ان کا جن پر

عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ۝

غضب ہوا نہ اور نہ ہنے ہوؤں کا

مذہب ۱

و یحکم اللہ ورسولہ اور فرماتا ہے وتعاونوا علی البر والتقویٰ لیکن عبادت غیر خدا کی نہیں کی جاسکتی نہ حقیقت نہ حکم کیونکہ عبادت کے معنی ہیں کسی کو خالق یا خالق کی مثل مان کر اس کی بندگی یا اطاعت کرنا یہ غیر خدا کے لئے شرک ہے اگر عبادت کی طرح وہ سرے سے استغاثہ بھی شرک ہوتی تو یہاں ہوا ارشاد ہوتا ایک نصیحت و اباحت نصیحت یہ بھی خیال رہے کہ دنیاوی یا دینی اور میں بھی اسباب سے مدد لینا یہ درپردہ رب سے ہی مدد لینا ہے پھر کا حکیم کے پاس بلانا معلوم کا حکم سے فرمایا تا "پھر کا جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرنا اس آیت کے خلاف نہیں جیسے کسی بندہ کی تعریف کرنا نصیحت اللہ کے عموم کے خلاف نہیں کیونکہ وہ بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حمد ہے یہ بھی خیال رہے کہ اللہ کے نیک بندے بعد وفات بھی مدد فرماتے ہیں معراج کی رات موسیٰ علیہ السلام نے پچاس نمازوں کی پانچ دس "اب بھی حضور کے نام کی برکت سے کافر گھر پر پڑھ کر موہن ہوتا ہے اللہ صالحین سے ان کی وفات کے بعد بھی مدد مانگا اس آیت کے خلاف نہیں ۸۰ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ رب کی تمام نعمتوں سے اعلیٰ نعمت سیدھے راستے کی ہدایت ہے کہ جود رحمت میں اس کی دعا کرائی گئی وہ سب سے زیادہ سیدھے راستہ کی پہچان ہے کہ اس پر اولیاء اللہ اور صالحین ہوں کیونکہ وہی رب کے انعام والے بندے ہیں رب فرماتا ہے ۱۰ بکنون مع الصالحین اور وہ راستہ صرف مذہب اہل سنت ہے کہ اس میں اولیاء اللہ مژدے اور اسب بھی ہیں تیسرے یہ کہ ہدایت صرف اپنی کوشش سے نہیں ملتی بلکہ رب کے کرم سے ملتی ہے نیز معلوم ہوا کہ

۱۔ سورہ بقرہ میں ہے اس میں دو چیمائی آیتیں چالیس رکوع چھ ہزار ایک سو اکیس کلمے پچیس ہزار پانچ سو حرف ہیں (خزائن) ۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوتے ہیں ایک یہ کہ قرآن میں شک و تردد کی گنجائش نہیں اگر کسی کو شک ہے تو اس کو اپنی کلمہ سمجھنے کی وجہ سے ہے اس لئے وہ اپنے رب نے فرمایا وہاں کھٹھ فہ وہ اب اگر تم شک میں ہو قرآن میں شک ہوئے کی نفی اور لوگوں کے دلوں میں شک ہونے کا ثبوت ہے لہذا آیات میں تضاد نہیں دوسرے یہ کہ قرآن میں شک نہ ہو اس وقت درست ہو گا جب حضرت جبریل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں اور صحابہ میں شک نہ ہو کیونکہ جبریل قرآن کو رب سے لینے والے حضور جبریل سے لینے والے اور صحابہ حضور سے لینے والے اگر ان تین جگہ میں کسی شک ہو چلے تو قرآن مشکوک ہو گا تو جو صحابی کو فاسق مانے وہ قرآن کو یقیناً نہیں مان سکا کیونکہ پھر شبہ ہو گا کہ شاید صحابی نے قرآن میں حیثیت کر لی ہو لہذا صحابہ کا متقی ماننا ناقص ضروری ہے جتنا حضرت جبریل یا حضور کو ماننا نیز یہ بھی ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کو جھوٹ سے پاک مانا جائے وہ قرآن کا مصدق یعنی نہ ہو گا۔ س۔ متقی کے معنی ہیں ڈرنے والے یا بچنے والے یعنی اللہ سے ڈرنے والے اور برے عقائد برے اعمال سے بچنے والے تعالیٰ وہ

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہدایت رب کے فعل سے حاصل ہوتی ہے محض اپنی کوشش کا نتیجہ نہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ جسے رب ہدایت فرماوے وہ انشاء اللہ اس پر قائم رہے گا غرض ہدایت والا ہدایت دے گا۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دنیاوی عزت و مال مل جانا کامیابی نہیں ہدایت ملنا اور نیک اعمال کی توفیق ملنا بڑی کامیابی ہے۔ رب فرماتا ہے: **قَدْ فَتَحْنَا لَكَ ذَٰلِكُ** ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ کھرواسے وہ لوگ مراد ہیں جو علم الہی میں کافروں کی فہرست میں آچکے انہیں تبلیغ قائمہ نہیں دے سکتی، کیونکہ کوئلہ دھوئے سے سفید نہیں ہو سکتا۔ "نفس الامین" کو پانی پاک نہیں کر سکتا ۳۔ علیہم سے معلوم ہوا کہ ڈرانا نہ ڈرانا انہیں برابر ہے

جس میں برابر نہیں وہ تبلیغ سے فائدہ نہیں اٹھائیں گے مگر آپ کو تبلیغ کا ثواب ہر حال ملے گا۔ اسی لئے عنیک نہ فرمایا جس کے ایمان سے ناامیدی ہو اسے بھی تبلیغ کی جاوے، اگر ملے گا ۴۔ یہ آیت کریمہ ابو جہل ابوباب وغیرہ ان کفار کے مطلق اترتی جن کے مقدہ میں ایمان سے محرومی تھی۔ اس سے اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو لوگوں کے خاتمہ سعادت و شقاوت کی خبر دی ہے۔ حضور ہر ایک کا انجام جانتے ہیں کیونکہ شان نزول اگرچہ خاص ہے مگر الفاظ عام ہیں الفاظ کا ہی اعتبار ہے ۵۔ یعنی ان کی بدکاریوں کی وجہ سے اللہ نے ان کے دلوں پر مہر کر دی جیسے بکری کے گلے پر چھری چلنے کی وجہ سے رب نے موت دے دی، لہذا اس میں وہ کفار نہ بے تصور ہیں نہ مجبور ۶۔ تین قسم کے لوگ ہیں۔ "مومن"، "کافر"، "منافق"۔ مومن وہ جس کے دل و زبان میں ایمان ہو۔ کافر وہ جس کے دل و زبان پر کفر ہو۔ منافق وہ جس کے دل میں کفر ہو مگر تقیہ کر کے زبان پر اسلام ظاہر کرے۔ سب میں بدتر منافق ہے۔ یہاں تقیہ ایمان سے کیا کہ دل میں حضرت آدم کا دشمن تھا اور زبان سے دوست بنا۔ وقاصبتہا انی کما لمن الناصحین دو جہاتوں کا ذکر کر کے اب بدترین قسم یعنی تقیہ باز منافقوں کا ذکر فرمایا۔ خیال رہے کہ چوتھی قسم اور بھی ہے "سارتر" جس کے دل میں ایمان ہو مگر زبان سے ظاہر نہ کرے یہ سخت ضرورت کے وقت بقدر ضرورت جائز ہے بلکہ مجبوری کی حالت میں اگر زبان سے کفر بھی بول دے جب بھی پکڑ نہیں رب فرماتا ہے **الْأَمْسُ أَكْرَهُ** دُقبلہ مطلق بالایمان لیکن اس جگہ سے ہجرت کر جانا ضروری ہے جہاں اپنا ایمان ظاہر نہ کر سکے۔ یا تو اس لئے یہ مومن نہیں کہ دل سے نہیں کہہ رہے ہیں صرف زبانی منع خرچ ہے یا اس لئے کہ انہوں نے اللہ اور قیامت کا نام تو لیا۔ رسول کا نام نہ لیا جو رسول کو چھوڑ کر باقی ساری چیزوں کو مان لے وہ کافر ہی ہے جیسے انہیں کہ سارے ایمانیات کا معتقد تھا مگر کافر ہے کیوں؟ اس لئے کہ رسالت کا منکر ہے اس سے

۱۔ **أَوَلَيْكَ عَلَىٰ هٰذِهِ مِّنْ ذِكْرٍ وَأَوَلَيْكَ هُمُ الْمُبْذَحُونَ** ۲۔ **إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ ءَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ** ۳۔ **خَتَمَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَذُرَارِئِهِمْ** ۴۔ **وَعَلَىٰ أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ** ۵۔ **وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ** ۶۔ **يُخَذُّونَ** ۷۔ **اللَّهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا يُخَذُّونَ إِلَّا أَنفُسُهُمْ** ۸۔ **وَمَا يَشْعُرُونَ** ۹۔ **بِئَنِّي قُلُوبُهُمْ مَّرْضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ يُبَاكَتُونَ** ۱۰۔ **وَلَا ذَرِئَةٌ لَهُمْ لَا تَفْسُدُ وَفِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا** ۱۱۔ **نَحْنُ مُصْلِحُونَ** ۱۲۔ **إِلَّا أَنَّهُمْ الْمُفْسِدُونَ وَلٰكِنْ**

نبی کے دشمنوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیے ۸۔ اس طرح کہ اس کے رسول کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں اور حضور کو دھوکا دینا رب کو دھوکا دینا ہے کیونکہ حضور رب کے خلیفہ ہیں (تفسیر خازن) ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ تقیہ بدترین عیب ہے اس پر سخت سزا ہے جس دین کی بنا تقیہ پر ہو وہ باطل ہے اور تقیہ باز سخت درو ہاک و ذاب کا مستحق ہے۔ ۱۰۔ اس طرح کہ مومن اور کافروں کو راضی رکھتے ہیں کہ ہم پانیسی والا ہیں۔ صلح کل ہیں۔ معلوم ہوا کہ صلح کلی لباد کی جڑ ہے۔ سونا خالص اچھا ہے۔ مومن خالص مبارک۔

اگر انسان سے مراد صحابہ ہوں تو معلوم ہوا کہ ایمان وہی ہے جو صحابہ کی طرح ہو۔ صحابہ ایمان کی سموتی ہیں۔ جس کا ایمان ان کی طرح نہیں وہ بے ایمان ہے۔ اگر عام مسلمان مرد ہوں تو معلوم ہوا کہ راستہ وہی برحق ہے جو عام مومنین کا ہو۔ عام مسلمانوں کے راستہ پر چلنا چاہیے حدیث شریف میں ہے کہ مسلمان اچھا جائیں وہ عند اللہ بھی اچھا ہے محفل میلاد گیارہویں وغیرہ کو عام مسلمان اچھا سمجھتے ہیں۔ لہذا یہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے اس سے عین مسئلہ معلوم ہوئے ایک یہ کہ صالحین کو برا کہنا منافقین کا طریقہ ہے۔ جیسے روافض صحابہ کو خارج اہل بیت کو غیر مقلد امام ابوحنیفہ کو وہابی اولیاء اللہ کو برا کہتے ہیں ان سب کو ان آیات سے

عبرت چکرائی چاہیے۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا خود بدلہ لیتا ہے۔ کہ رب نے انہیں جواب میں اتنی فرمایا۔ تیسرے یہ کہ علماء کو بے دینوں کے طعنوں سے برا نہ ماننا چاہیے کیونکہ بے دینوں کا پیشہ یہ طریقہ رہا ہے۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفار و منافقین اللہ کے نزدیک شیاطین ہیں۔ لہذا جو ان کی خوشامد میں تعظیم کرے وہ شیاطین کی تعظیم کرتا ہے۔ دوسرے یہ کہ اپنی جگہوں میں مسلمانوں سے چپ کر جھوٹا کرنا منافقوں کا کام ہے۔ تیسرے یہ کہ شریعت یا شریعت والوں کا مذاق اڑانا کفر ہے۔ چوتھی اس مذاق اڑانے کی سزا دینا ہے۔ سزائے جرم کو جرم کے نقطہ سے تعبیر فرمایا گیا نصاحت و بلاغت کے طور پر۔ کہ مسلمانوں کا حال دیکھ کر کہیں کہ اسلام حق ہے اور کافروں کا حال دیکھ کر کہیں کہ کفر حق ہے۔ تہذیب میں رہیں فیصلہ نہ کر سکیں اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ کفار کی محبت منافقت کی چیز ہے۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ مومن کو سکون قلبی بخشتا ہے۔ منافق کو جبرانی و پریشانی مومن کی زندگی جیسا طیبہ ہوتی ہے۔ اس طرح کہ کفر بھی ان کے سامنے تھا اور اسلام بھی انہوں نے اسلام چھوڑ کر کفر اختیار کیا یہ گویا خرید و فروخت ہوئی۔ ۶۷۔ اس تشبیہ کا خلاصہ یہ ہے کہ منافقین نے ظاہری اسلام سے دنیاوی نفع تو حاصل کر لیا۔ کہ ان کی جان و مال مازیان اسلام سے محفوظ رہے مگر آخری نفع حاصل نہ کر سکے۔ وہاں سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ معلوم ہوا کہ جس آنکھ سے اللہ کی آیات نہ دیکھی جائیں۔ وہ اندھی ہے جن کانوں سے رب کا کلام نہ سنا جائے وہ بہرے ہیں۔ جس زبان سے جو الٰہی نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ادا نہ ہو وہ گونگی ہے، کیونکہ ان اعضاء نے اپنا حق پورا نہیں کیا اس لئے رب نے زندہ کافروں کو مردہ اور مقتول شدہ کو زندہ فرمایا یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کے دشمنوں کا ہدایت پر آنا بہت مشکل ہے۔ رب نے خبر دے دی کہ قَتْلُ لَا یُزِجُ حُتُوٰنَ

البقرة

۵

التحفة

لَا يَشْعُرُونَ ۝ وَإِذْ قِيلَ لَهُمُ امْنُوا كَمَا امْنِ النَّاسُ

انہیں شعور نہیں اور سب ان سے کہا جائے ایمان لاؤ جیسے اور لوگ ایمان لائے ہیں

قَالُوا أَلَمْ نَكُنْ كَمَا امْنِ السُّفَهَاءُ ۖ أَلَا أَنَّهُمْ هُمُ

تو کہیں کیا ہم اممنوں کی طرح ایمان لے آئیں سنتا ہے دینی

السُّفَهَاءُ وَلَكِنْ لَا يَعْلَمُونَ ۖ وَإِذْ الْقَوَّالُ الَّذِينَ

احق ہیں مگر جانتے نہیں کہ اور سب ایمان والوں سے

اٰمَنُوا قَالُوا اٰمَنَّا ۖ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شٰیْطٰنِهِمْ قَالُوا

میں تو کہیں ہم ایمان لائے اور سب اپنے شیطانوں کے پاس آگئے ہوں تو

اِنَّا مَعَكُمْ اٰمِنًا ۚ نَحْنُ مُسْتَهْزَؤْنَ ۖ اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ

کہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں ہم تمہارے ہنس کرنے میں اللہ ان سے استہزاء فرماتا ہے نہ

بِهِمْ وَيَمْدَاهُمْ فِي طٰغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۖ اُولٰٓئِكَ

ایسا اس کی شان کے لائق ہے اور انہیں دلیل دیتا ہے کہ انہیں مرنے میں جھٹکتے ہیں نہ وہ

الَّذِيْنَ اشْتَرَوْا الضَّلٰلَةَ بِالْهٰدٰی فَمَا رَجَعَتْ تِجَارَتُهُمْ

لوگ جن جنوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خریدی ہے تو ان کا سودا کچھ نفع نہ دیا

وَمَا كَانُوْا مُهْتَدٰیْنَ ۖ مِثْلَهُمْ كَمِثْلِ الَّذِي

اور وہ دوسرے کی راہ نہ لیتے ہیں نہ فقہ ان کی کہادت اس کی طرح ہے جس

اَسْتَوْقَدْنَا نَارًا فَلَمَّا اَضْءَتْ مَا حَوْلَهَا ذَهَبَ اللّٰهُ

نے آگ روشن کی تو جب اس سے آس پاس سب جگہ اٹھا اللہ ان کا نور

بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمٰتٍ لَا يَبْصُرُوْنَ ۖ صٰمٌ

نے کیا اور انہیں اندھیر میں چھوڑ دیا کہ کچھ نہیں سمجھتے تھے

بِكُمْ عَمٰی فَرٰهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ۖ اَوْ كَصَيْبٍ مِّنَ السَّمَاءِ

گوئی اللہ سے تو پھر وہ آنے والے نہیں تھے یا جیسے آسمان سے اترتا ہوا

مقتول

ابہ خیال رہے کہ بادل و بارش سایہ والوں کے لئے رحمت اور بے سایہ یعنی جنگل کے مسافروں کے لئے عذاب ہوتا ہے حضور آسمان جوت ہیں۔ قرآن اس کا بدل احکام قرآنی بارش، آیات عذاب گرج، آیات حدود کڑک ہے۔ سایہ والے صحابہ کے لئے یہ سب کچھ رحمت ہے۔ کیونکہ وہ بے سایہ والے نبی کے سایہ میں ہیں اور بے سایہ منافقین کے لئے عذاب ہے۔ سبحان اللہ کیسی نفیس مثال ہے ۲۔ اس تشبیہ کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن تو روحانی بارش ہے اس کے دلائل بجلی کی مانند ہیں۔ رب کے عذاب کا ذکر ان کی گرج ہے ان کے کفر کے بیان ان کے لئے اندھیراں جیسے اندھیری رات میں جنگل میں پھنسا ہوا مسافر بجلی کی چمک سے کچھ راست چل لیتا ہے اور گرج سے گھبراتا ہے بجلی کی روشنی ختم ہونے پر کھڑا رہ جاتا ہے ایسے ہی ان منافقوں کا حال ہے کہ اسلام کا غلبہ دیکھ کر منافق کچھ نائل اسلام ہوتے ہیں اور کسی مشقت کے درپیش آنے پر کفر کی تاریکی میں حیران و پریشان کھڑے رہ جاتے ہیں ۳۔ یعنی منافقوں کی اس بد عملی کی سزا تو یہ ہے کہ انہیں اندھا بھرا کر دیا جائے مگر رب نے انہیں اندھا بھرا نہ کیا۔ معلوم ہوا کہ اسباب کا اثر رب کے ارادے پر موقوف ہے نہ یہاں شے سے مراد ہر ممکن چیز ہے جو مشیت الہی میں آنے والی چیزیں اور محلات اس میں سے نہیں۔ لہذا نہ تو رب تعالیٰ خود عیب سے متعف ہو سکتا ہے کہ یہ ناممکن ہے اور نہ واجب اپنی ذات کو فاکر سکتا ہے کہ وہ واجب ہے اس آیت سے خدا کا جھوٹ بولنا ممکن ماننا اشتدادِ رنج کی حقیقت ہے اس کی تحقیق ہماری تفسیر نصی میں دیکھو ۵۔ اس طرح کہ پہلے ایمان لاؤ پھر عبادت کرو۔ کیونکہ کافر عبادت کا محفل

نہیں یا یہ کہا جاوے کہ ایمان لانا بھی عبادت ہے تو معنی یہ ہوئے کہ اسے کافرو اپنے رب پر ایمان لاؤ ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ اپنے باپ دادوں پر احسان اپنے پر احسان ہے۔ اس لئے رب تعالیٰ نے ہم سے پہلوں کی پیدائش کا ذکر فرمایا۔ لہذا رب نے جو درجے اور مرتبے ہمارے نبی کو بخشے ان کا ہم سب پر احسان ہے۔ الحمد للہ ہمارے لئے ایسے محبوب نبی کی امت میں ہونا فخر ہے جو کسی امت کو حاصل نہ ہوا۔ یہ امید بندے کے لحاظ سے ہے نہ کہ رب کے لحاظ سے اس سے معلوم ہوا کہ کوئی شخص اپنے اعمال پر یقین نہ کرے کہ قبول ہی ہوں گے بلکہ امید بھی رکھے اور خوف بھی، یہی اصل ایمان ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ خود اعمال پر بہیز گاری نہیں بلکہ پرہیز گاری کا ذریعہ ہیں اصل پرہیز گاری دل کا تقویٰ ہے جو کبھی نیک اعمال اور اکثر کسی شگہ سے حاصل ہوتی ہے ۸۔ آسمان کی طرف سے یعنی بلندی سے یا آسمان کے اسباب سے کہ سورج کی گرمی سے سمندر سے بخار اٹھے اور اوپر زمرہ میں پہنچ کر جم گئے پھر ٹپک پڑے لہذا بارش آسمان سے ہی

فِيهِ ظَلَمْتُ وَرَعْدًا وَبَرْقًا يَجْعَلُونَ أَصَابِعَهُمْ

اس میں انھیں ظلم اور عذاب اور عجز اور جھک اپنے کانوں میں انھیں

فِي أَذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ وَاللَّهُ فَحِيطٌ

تھوٹ رہتا ہے کڑک کے سب موت کے ڈر سے اور اللہ کافروں کو

بِالْكَافِرِينَ ۝ يَكَادُ الْبَرْقُ يُخْطِفُ أَبْصَارَهُمْ كُلَّمَا

کھڑے ہوتے ہے کہ بجلی بڑی عجز ہوتی ہے کہ ان کی نگاہیں اٹک لے جائے گی سب

أَضَاءَ لَهُمْ مَّشْوَاقِيهِ وَإِذَا أَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوا وَلَوْ شَاءَ

کچھ چمک بڑی اس میں چمکے لگے اور جب اندھیرا ہوا کھڑے رہ گئے اور اللہ چاہتا

اللَّهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ

شے کان کے کان اور آنکھیں لے جاتا ہے جسے اللہ سب کچھ

شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي

کرسکتا ہے تم لوگو اپنے رب کو پڑو جو تم نے نہیں

خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ الَّذِي

اور تم سے انگوں کو پیدا کیا ہے یا امید کرتے ہوئے کہ تم پر بد مزہ گاری نہ کرے وہ جس

جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِرَاشًا وَالسَّمَاءَ بَنَاءً وَأَنْزَلَ مِنَ

نے تمہارے لئے زمین کو بچھوٹا اور آسمان کو عمارت بنایا اور آسمان سے پانی

السَّمَاءِ مَاءً فَخَرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِيشًا قَالَتْ لَهُ

انبارش تو اس سے کچھ پھل نکالے تمہارے کھانے کو

فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَندَادًا وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ وَإِنْ كُنْتُمْ

تو اللہ کے لئے جان پڑو کہ برابر دانت نہ ٹھہراؤ اور اگر تمہیں کچھ

فِي رَبِّ قِمَّاتٍ نَّزَّلْنَا عَلَى عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّمَّنْ قَبْلِهِ

نیک ہوا میں جو ہم نے پہلے ان خاص بندے پر اتارا اس میں ایک سورت تو لے آؤ کہ

مختار

ہوتی ہے خیال رہے اس سے پہلی آیت میں ایجاد کا ذکر تھا اس آیت میں بقاء کے ذریعہ کا ذکر ہے جو نعمت پر نعمت ہے ۷۔ معلوم ہوا کہ انسانی مصنوع اور رب کی مصنوع میں فرق یہ ہے کہ جس کی مثل بندہ بنا سکے وہ انسانی مصنوع ہے اور جس کی مثل بندے سے نہ بنے وہ ربانی مصنوع ہے۔ گیس اور انجن انسانی مصنوع ہیں کہ اس کے تیاروں کا ڈھانے ہیں جتنو اور جیوٹی ربانی مصنوع ہے کہ انسان سے نہیں بنتے۔ اسی لحاظ سے یہاں گفتگو فرمائی گئی۔

اسے قرآن کریم میں اکثر عینِ دونوں خدا کے دشمنوں اور مردودین یا رگاہ الہی کے لئے بولا جاتا ہے لہذا ان حمایتیوں سے مراد بت اور بت پرستیوں کے حمایتی اور علماء یہود اور عیسائیوں کے پادری ہیں۔ یہ مطلب نہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام یا موسیٰ علیہ السلام اور عبد اللہ امین سلام یا کعب احبار وغیرہ کو بلاوجہ سے دہرے کرنا ہے، انہیں وہاں تصدیق، عینِ دونوں اللہ حضرت جبرائیل علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے مراد مردودین یا رگاہ ہیں۔ عینِ صلی علیہ السلام و عزیر علیہ السلام، اگرچہ ان کی بھی پوجا ہوتی ہے۔ وہ پھر جن کی کفار پوجا کرتے ہیں یعنی بت۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ درخت، چٹان، سورج، تارے وغیرہ سب دونوں میں جنہیں کے مکرذ اپ پانے کے لئے نہیں بلکہ عذاب دینے کے

لئے اس سے سبک اسود اور مقام ابراہیم وغیرہ خارج ہیں
اگر کبھی کفار ان کی پوجا بھی کر لیں مگر یہ جتنی چہرہیں جیسے
کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام و عزیر علیہ السلام اگرچہ
صیالی اور یہودی ان کی پوجا کرتے ہیں مگر وہ جتنی ہیں لہذا
الْحَمْدُ لِلّٰہ میں الف لام عہدی ہے ۳۔ اس سے دو مسئلے
معلوم ہوئے ایک یہ کہ دوزخ پہلے سے ہی پیدا ہو چکی ہے
کیونکہ اَعْدَیْنا ماضی ہے دوسرے یہ کہ مومن کو دوزخ
میں بھیجنا نہ ہوگی کافر کبھی وہاں سے نکلے گا جس ۴۔ اس
سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نیک اعمال کے لئے
ایمان شرط ہے کہ پہلے ایمان ہے پھر اعمال دوسرے یہ کہ
ایمان لا کر بندہ اعمال سے بے نیاز نہیں ہو سکتا ہر شخص
اعمال ضرور کرے تیسرے یہ کہ اعمال بقدر طاقت
ضروری ہیں جو ایمان لاتے ہی فوت ہو جاوے یا مسلمانوں
کی پچھٹی اولاد جو بچپن میں ہی فوت ہو جاوے انہیں صرف
ایمان کافی ہے خیال رہے کہ دخول جنت نور ایمان سے
ہے اور وہاں کی نعمتیں اعمال سے اور رب کا دیدار محض
اللہ کے فضل سے نیز دخول جنت ایمان سے اور دخول
اول اعمال سے ہے یہ قانون ہے۔ فضل الہی اور چیز ہے
۵۔ یعنی دنیا میں یا جنت میں اس سے پہلے۔ جنت کے
میوے شکل میں یکساں اور لذت میں مختلف ہوں گے۔
۶۔ اس میں دنیا کی پیویاں بھی داخل ہیں اور خوریں بھی
مومنہ یہودی اپنے آخری مومن خاوند کے ساتھ ہو گی یہ
بھی معلوم ہوا کہ جنت میں غیر مومن کے ساتھ نکاح جائز
ہے کیونکہ خوریں انسان اور حضرت آدم کی اولاد نہیں
مگر انسانوں کے نکاح میں ہوں گی دنیا میں نکاح کے لئے
ہم جنس ہونا شرط ہے۔ ۷۔ کفار عرب کہا کرتے تھے کہ
اگر قرآن مجید کلام الہی ہو تا تو اس میں کبھی پیمبر وغیرہ کی
متاواں کا ذکر نہ ہوتا کہ ان کا ذکر اللہ کی شان کے خلاف
ہے اس کے جواب میں یہ آیت اتری اس سے معلوم ہوا
کہ کسی چیز کا جاننا یا ذکر کرنا برا نہیں اگرچہ وہ چیز خود بری
ہو جو لوگ کہتے ہیں کہ شعرو وغیرہ کا جاننا حضور کی شان کے
خلاف ہے وہ اس آیت سے عبرت لیں۔ سب شعرا کا

وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ

اور اللہ کے سوا اپنے سب طاقتوں کو بلا و سولہ ائمہ تم
صِدِّقِينَ ﴿۱۶﴾ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ

یہ بڑا پھر اگر نہ لاسکو اور ہم فرمائے دیتے ہیں کہ اگر نہ لاسکو گے تو

الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ ﴿٣٠﴾

وَلْيُرِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَلِمُوا الصَّلَاةَ أَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ

کے لئے ہیں اور خوشخبری ہے انہیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کریں گے ان کے لئے نیک نواہیوں

تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ كُلَّمَا رُزِقُوا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ

جس کے بچے فرس رواں حسب انہیں ان باغوں سے کوئی پھل کھانے

متشابهاً ولهم قبا ازواج مطہرات وھم قبا

میں ملتا تھا انہیں دیکھا اور ان کے لئے اسی باتوں میں تھری سیالیاں ہیں کی اور وہ ان

خلعوا (۷۵) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَیْجُ اَنْ اُضِلَّ وَتُضِلَّ اَمَّا

یہاں پر ایک اور عجیب و غریب واقعہ درج ہے۔

ذکر دئے بغیر یہاں اسے بڑھ کر لکھ کر دیا جو ایمان لائے وہ تو جانتے ہیں کہ ان

کے رب کی طرف سے حق ہے دے گا نہ وہ کہتے ہیں ایسی کجگوئی میں

اللہ کا کیا مقصد ہے۔ اللہ بشیروں کو اس سے کڑا ہے نہ اورا بہیروں

مقولہ

کی شان کے خلاف نہیں تو حضور کی شان کے خلاف کیسے ہو سکتا ہے ۸۔ اس سے مطلب ہے کہ دل میں قرآن والے سے نفرت ہو اس کے لئے قرآن ہدایت کا باعث ہے اور جبر کے

جانتا خدا کی شان کے خلاف نہیں تو حضور کی شان کے خلاف کیسے ہو سکتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن سے ہر شخص ہدایت نہیں لے سکتا اس سے گمراہی بھی ملتی ہے جس کے دل میں قرآن والے سے نفرت ہو اس کے لئے قرآن بدایت کا باعث ہے اور جس کو ان عجیب سے الفاظ نہ ہو۔ اسے قرآن سے گمراہی ملے گی۔ قرآن تو بارش کی مثل ہے اگر سینہ میں غم اچھا ہے تو درخت اچھا نکالے گا۔ اسی لئے کلہ پھاڑ کر مسلمان کرتے ہیں نہ کہ قرآن پڑھا کر اور حضور نے سب سے پہلی تبلیغ میں کفار سے پوچھا کہ مجھے پہچانو۔ تم میں کیا ہوں۔ حضور کی معرفت سب سے مقدم ہے اس کا ذکر اعلیٰ آیت میں آ رہا ہے۔

اس میں عند سے وہ جملہ مراد ہے جو اللہ نے حضور پر ایمان لانے کے حقائق یا قاطعین جنہوں نے حضور پر ایمان اختیار کیا انہیں قرآن سے گمراہی ملتی ہے ۳۔ اس سے وہ منکے معلوم ہوئے ایک ہے کہ قرآن سے ہدایت بھی ملتی ہے، گمراہی بھی مگر حضور سے صرف ہدایت ملتی ہے گمراہی نہیں۔ رب فرماتا ہے اِنَّكَ تَهْدِي الْاَبْطَالِ وَتُضِلُّوهُمُ ۱۰۰ مرے ہے کہ قرآن سے گمراہی اسے ملتی ہے، جو صاحب قرآن سے رشہ غلامی توڑ دے اور ہدایت اسے ملتی ہے جس نے ان سرکار سے رشہ غلامی جوڑا یا خود میں قرآن اور دل میں قرآن والا تشریف لایا ۳۔ اس سے وہ منکے معلوم ہوئے ایک یہ کہ رب نے بعض سے تعلق توڑنے کا حکم دیا ہے اور بعض سے تعلق جوڑنے کا بھی سے رشہ غلامی جوڑو، غفار سے تعلق توڑو

دوسرے یہ کہ اللہ کے بندوں کی غلامی میں عزت ہے ان سے رشتہ توڑنے میں سراسر نقصان ہے۔ ۴۴۔ یہاں مردہ سے مراد بے جان ہے نہ وہ جو زندگی کے بعد مردہ کیا جائے نہ قبر میں ہے۔ اِنَّمَا اَنْتَ مُرْسَلٌ اِلٰی قَوْمٍ اَعْمٰیۃ یعنی تم پہلے سب جان نطفہ تھے پھر جنس جان بخشی پھر جنس مردہ کرنے کا پھر دائمی زندگی بخشے گا خیال رہے کہ اہل زندگی کا مدار اس زندگی کے اعمال پر ہے اگر اچھے اعمال کئے تو اگلی زندگی اچھی ہوگی اگر اچھے اعمال خراب کئے تو اگلی زندگی ویاں ہوگی۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام قابل نفع چیزوں میں اصل یہ ہے کہ وہ مباح ہیں یعنی جس کو اللہ و رسول حرام نہ فرمائیں وہ حلال ہے کیونکہ ہر چیز ہمارے نفع کے لئے ہے حلال ہونے کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔ حرام نہ ہونا ہی اس کی حلت کی دلیل ہے۔ حرام چیزوں میں بھی ہمارا نفع ہے کہ ان سے بچیں اور ثواب حاصل کریں پورے اس لئے بچنا کہ وہ حرام ہے ثواب کا باعث ہے۔ ۶۔ یہ تم ذکر کی ترتیب کے لئے ہے نہ کہ واقعی ترتیب کے لئے کیونکہ واقع میں زمین کا پھیلاؤ اور زمین کی چیزوں کا پید افرمانا آسمان کی پیدائش کے بعد ہے رب فرماتا ہے اِنَّ الْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَهْرًا کہ زمین آسمان سے افضل تھی اور زمین ہی پیدائش عالم میں اصل مقصود تھی کہ زمین انبیاء کرام کا مسکن تھی۔ اس لئے زمین کا ذکر پہلے کیا۔ ۷۔ معلوم ہوا کہ فرشتوں کو غیب بتایا گیا کہ انہوں نے انسانوں کی حرکتوں کو وقت سے پہلے بتایا یہ بھی معلوم ہوا کہ مشورہ کرنا سنت الہیہ ہے اور مشورہ میں ہر ایک کو حق ہوتا ہے کہ اپنی رائے کا اظہار کرے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض غیر معین کی غیبت جائز ہے کیونکہ فرشتوں کا یہ کہنا آدم علیہ السلام کی غیبت تھی مگر بغیر تقرر کے۔ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ عصمت حاصل کرنے کی کوشش کرنا اس کے لئے اچھا استحقاق بیان کرنا جائز ہے حضرت یوسف علیہ السلام نے بادشاہ مصر سے فرمایا تھا اِنِّیْ اَعْلَمُنِّیْ بِکَیِّ خَلْقِیْ اِنَّ اِلٰہِیْ اِنِّیْ خَلِّیْتُ فِیْہِ ۴۔ معلوم ہوا کہ تمام کے نام آدم

كَثِيرًا وَمَا يُضِلُّ بِهِ إِلَّا الْفَاسِقِينَ الَّذِينَ يَنْقُضُونَ

کو ہدایت فرماتا ہے اور اس سے انہیں گمراہ کرتا ہے جو سب مکہ میں وہ ہجرت کے

عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ وَأَمْرَ اللَّهِ

عبدالکرم قوڑ بیٹے ہیں پکا ہونے کے بعد اور کاٹتے ہیں اس چیز کو جس سے جوڑنے

لَا أَنْ يُوَصَّلَ وَيُقْسَدُونَ فِي الْأَرْضِ أُولَٰئِكَ هُمُ

کاغذ نے حکم دیا ہے اور زمین میں نساں پھیلاتے ہیں وہی نقصان

لُخَيْرُونَ ﴿١٠﴾ كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَكُنْتُمْ أَمْوَاتًا

میں نہیں آئے بھلا تم کیونکر خدا کے بندہ ہو گئے مالا نچہ تم مردہ تھے

فَأَحْيَاكُمْ ثُمَّ مِيتَكُمْ ثُمَّ يُحْيَاكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿١٧٠﴾

س نے تھیں جلا یا کچر قبیس مبارے کشا پھر تھیں : حال نے کا کچر کسی کہ طریقت ملت کر ملا

هو الذي خاف لكم ثابا الأرفي جمعائه استوى

تھے وہی سے جس نے تمہارے لئے خانا جو کو زمین میں سے تھو کھڑا کیا۔

التاريخ سنة ١٢٨٠ هـ

سواء (قصد) فرمایا تو خود کجاست آمالہ بنا سکتا اور نہ ہو کہ

لَمْ يَكُنْ لَكُمْ كَلِمَةٌ فِي الدِّخْرِ

بسم الله الرحمن الرحيم

وہاں سے لوگوں کو روک دیا۔

مَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ

وہاں سے لوگوں کو روک دیا۔

وَأَمَّا الْفُلُ فَأُرْسِلَتْ بِرَحْمَةٍ مِنَّا لِيُبَيِّنَ مَا نَالِ الْغَالِغَالِ

۱۰۰ ۹۹ ۹۸ ۹۷ ۹۶ ۹۵ ۹۴ ۹۳ ۹۲ ۹۱ ۹۰ ۸۹ ۸۸ ۸۷ ۸۶ ۸۵ ۸۴ ۸۳ ۸۲ ۸۱ ۸۰ ۷۹ ۷۸ ۷۷ ۷۶ ۷۵ ۷۴ ۷۳ ۷۲ ۷۱ ۷۰ ۶۹ ۶۸ ۶۷ ۶۶ ۶۵ ۶۴ ۶۳ ۶۲ ۶۱ ۶۰ ۵۹ ۵۸ ۵۷ ۵۶ ۵۵ ۵۴ ۵۳ ۵۲ ۵۱ ۵۰ ۴۹ ۴۸ ۴۷ ۴۶ ۴۵ ۴۴ ۴۳ ۴۲ ۴۱ ۴۰ ۳۹ ۳۸ ۳۷ ۳۶ ۳۵ ۳۴ ۳۳ ۳۲ ۳۱ ۳۰ ۲۹ ۲۸ ۲۷ ۲۶ ۲۵ ۲۴ ۲۳ ۲۲ ۲۱ ۲۰ ۱۹ ۱۸ ۱۷ ۱۶ ۱۵ ۱۴ ۱۳ ۱۲ ۱۱ ۱۰ ۹ ۸ ۷ ۶ ۵ ۴ ۳ ۲ ۱

وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا

منزل

علیہ السلام کو آج بھی کئے گئے یوں تعلیم سکھانے کو کہتے ہیں کہ محض جانے کو نہیں دیا، غلط و غلط میں لوگوں کو مسائل بتا دے تو لوگوں کو وہ مسائل آنا ضروری نہیں مگر سکھانے میں کوشش ہوتی ہے کہ مشاگردہ کیلئے بھی جائے۔

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب نے تمام چیزیں دکھا کر نام بتائے تھے، ورنہ جنت کرنے کے کیا معنی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کی نگاہ محدود کو بھی دیکھ سکتی ہے کیونکہ چیزیں محدود تھیں مگر آدم علیہ السلام کو دکھا دی گئیں ۲۔ یہ حکم شرعی تکلیفی نہیں بلکہ مجزی ہے یعنی فرشتوں کا جبر ظاہر فرمانے کے لئے حکم دیا گیا تھا۔ عرب سے فرمایا گیا تھا بسوۃ من شدہ اگر تم اپنے کو خلافت کا حقدار خیال کرتے میں ہے ہو تو نام بتاؤ۔ یہ جبر کا کام سارے فرشتوں کا ہے شیطان کا نہیں، وہ تو حاسد بن چکا تھا، خاموش رہا خیال رہے کہ شیطان بھی چیزوں کے نام نہ بتا سکا۔ اس لئے وہ بھی عیدے کے حکم میں داخل تھا۔ معلوم ہوا کہ شیطان کا علم حضرت آدم سے بھی کہیں کم تھا جو کہے کہ حضور کے علم سے اس کا علم زیادہ

تھے وہ بے ایمان ہے ۴۔ یعنی اے مولیٰ ہم نے جو کچھ عرض کیا تھا وہ تجھ پر اعتراض کے ارادے سے عرض نہ کیا تھا بلکہ رائے دیتے ہوئے یا بکت پوچھنے کے لئے عرض کیا تھا ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ آدم علیہ السلام نے فرشتوں کو نام سکھائے نہیں بلکہ صرف بتائے جیسے واعظ ایک مجلس میں پچاس مسئلے لوگوں کو سناوے اس سے وہ لوگ عالم تھے بن جاتے لہذا فرشتے حضرت آدم علیہ السلام کی طرح ناموں کے عالم بن سکے وہاں علم فرمایا تھا یہاں ایسا نہ یہ عیدہ حکم شرعی نہ تھا۔ کیونکہ شریعت نبی کے ذریعہ لوگوں کو ملتی ہے۔ نیز فرشتوں پر شرعی احکام جاری نہیں ہوتے نیز صرف یہی عیدہ فرشتوں پر فرض کیا گیا، آئندہ پھر حکم عیدہ نہ رہا لہذا دین آدم علیہ السلام میں عیدہ تعظیفی کا جائز ہونا اس آیت سے قطعی طور پر معلوم نہیں ہوتا کیونکہ اس حکم کے وقت حضرت آدم کا دین انسانوں میں جاری نہ ہوا تھا۔ لہذا حدیث سے قرآن منسوخ نہیں ہوا۔ بلکہ حدیث منسوخ ہوئی اس کی پوری بحث سورہ یوسف میں دیکھو۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ علم عمل سے افضل ہے کیونکہ عابد فرشتے آدم علیہ السلام کے آگے چلے یہ بھی معلوم ہوا کہ کوئی علم برا نہیں کیونکہ یہ ناموں کا علم ہی حضرت آدم علیہ السلام کی فویت کا ثبوت ہوا۔ فرعون کے جادوگر جادو کے علم کے ذریعہ حضرت موسیٰ کی حقانیت پہچان گئے۔ اے اللہ تعالیٰ نے شیطان کو عابد عالم بنا کر مارا۔ اوجھے سے گرایا تاکہ اقیامت علماء صوفیا سمجھ لیں کہ نبی کی توہین بڑے بیوقوف کا بیزار غرق کر دیتی ہے۔ بارگاہ نبوت بہت نازک ہے ۸۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جنت پیدا ہو چکی ہے وہاں کے پھل فروٹ بھی بن چکے ہیں۔ دوسرے یہ کہ حضرت آدم کا جنت میں یہ قیام جزا کے لئے نہ تھا بلکہ تربیت کے لئے تھا۔ کہ جنت کی آبادی دیکھ کر دنیا کو اس کی مثل آباد کریں۔ تیسرے یہ کہ اس وقت آپ کی بیوی صرف حوا تھیں حوریں نہ تھیں۔ چوتھے یہ کہ آپ کا یہ قیام عارضی تھا کہ دائمی کیونکہ آپ تو زمین کی خلافت کے لئے پیدا کئے گئے تھے ابھی جنت میں مستقل رہنا لکھا اسی لئے آپ وہاں حکم شرعی کے مختلف ہونے اور بعد میں باہر بھیجے گئے ۹۔ خیال رہے کہ حکم ارادہ رضا خلف چیزیں ہیں یہاں حکم تو یہ کھانے کا تھا مگر ارادہ الہی کھانے کا تھا رضا بھی کھانے میں تھی کہ یہ اندام کھانا زمین پر تھے خلافت اب حاصل ہونے کا ذریعہ تھا جو کہ آدم علیہ السلام پر اکیلے امرت جنت میں گئے تھے لہذا کھاتے اب وہاں تکلیف شرعی نہ ہوئی ۱۰۔ یہاں حکم شرک کے معنی میں نہیں بلکہ ظلم، معنی ظلم اس ہے کہ جو نبی کو ظالم کہے وہ کافر ہے کہ وہ نبی کی توہین کرتا ہے نبی یہ لفظ خود اپنے لئے فرمادیں تو یہ رب فرمادے تو وہ مالک و مختار ہے بندوں کو یہ کہنے کا حق نہیں ۱۱۔ شیطان اس وقت تک جنت میں جانا بالکل بند نہ ہوا تھا اگرچہ وہاں سے نکال دیا گیا تھا مگر جانا آتا تھا۔ معلوم ہوا

الْحَقُّ	۹	البقرة ۲
عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلِكَةِ فَقَالَ أَنْبِئُونِي بِأَسْمَاءِ هَؤُلَاءِ		
سب الاشياء بل لا تحصى بل وہ پیش کر کے فرمایا کہ بچے اور تر ان کے نام		
إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝ قَالَ أَوْاسِبْحَنكَ لَا أَعْلَمُ لَنَا إِلَّا		
تو بتاؤ ان کے نام یا کہ جتنے ہیں مجھے علم نہیں مگر		
مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ۝ قَالَ يَادُمُ		
جنتا تو نے نہیں سکھا یا کہ بچے تک تو ہی علم رکھتے والا ہے نہ فرمایا اے آدم		
أَنْبِئْهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ فَلَمَّا أَنْبَأَهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ قَالَ أَلَمْ		
بتاؤ اے انہیں سب اشیا کے نام کہ جب آدم نے انہیں سب کے نام بتائے فرمایا		
أَقُلْ لَكُمْ إِنِّي أَعْلَمُ غَيْبِ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ وَأَعْلَمُ		
میں نہ کہتا تھا کہ میں جانتا ہوں آسمانوں اور زمین کی سب اشیا وغیرہ		
مَا تَبْدُونَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ ۝ وَذَقْنَا لِلْمَلِكَةِ		
اور میں جانتا ہوں جو کچھ تم ظاہر کرتے اور جو کچھ تم چھپاتے ہو اور اذکر جب ہم فرشتوں		
أَسْبَدَ وَالْأَدَمُ فَسَجَدَ إِلَّا إِبْلِيسَ ۝ أَبَى وَاسْتَكْبَرَ ۝		
کو نیکر و یا کہ آدم کو عیدہ کر دیا تو سجدہ کیا سوا ابلیس کے منکر ہوا اور غرور کیا		
وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ ۝ وَقُلْنَا يَادُمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَ		
اور سامانہ ہو گیا جنت اور ہم نے فرمایا اے آدم تو اور تیری		
زَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا		
ملی یا کہ جنت میں رہو نہ اور کھاؤ اس میں سے بے پروا کہ جہاں تماری ہوا ہے مگر		
تَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ ۝ قَالَ لَهَا		
اس چیز کے پاس نہ جانا کہ جس سے ترختے درختوں میں ہو جاؤ گے تو شیطان نے		
الشَّيْطَانُ عَنْهَا فَأَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ ۝ وَقُلْنَا		
جنت سے انہیں لغزش دی کہ اور جہاں رہتے تھے وہاں سے انہیں الگ کر دیا اور ہم نے فرمایا		
مَنْزِلًا		

تھا کہ دائمی کیونکہ آپ تو زمین کی خلافت کے لئے پیدا کئے گئے تھے ابھی جنت میں مستقل رہنا لکھا اسی لئے آپ وہاں حکم شرعی کے مختلف ہونے اور بعد میں باہر بھیجے گئے ۹۔ خیال رہے کہ حکم ارادہ رضا خلف چیزیں ہیں یہاں حکم تو یہ کھانے کا تھا مگر ارادہ الہی کھانے کا تھا رضا بھی کھانے میں تھی کہ یہ اندام کھانا زمین پر تھے خلافت اب حاصل ہونے کا ذریعہ تھا جو کہ آدم علیہ السلام پر اکیلے امرت جنت میں گئے تھے لہذا کھاتے اب وہاں تکلیف شرعی نہ ہوئی ۱۰۔ یہاں حکم شرک کے معنی میں نہیں بلکہ ظلم، معنی ظلم اس ہے کہ جو نبی کو ظالم کہے وہ کافر ہے کہ وہ نبی کی توہین کرتا ہے نبی یہ لفظ خود اپنے لئے فرمادیں تو یہ رب فرمادے تو وہ مالک و مختار ہے بندوں کو یہ کہنے کا حق نہیں ۱۱۔ شیطان اس وقت تک جنت میں جانا بالکل بند نہ ہوا تھا اگرچہ وہاں سے نکال دیا گیا تھا مگر جانا آتا تھا۔ معلوم ہوا

(بقیہ صفحہ ۵)۔ کوئی شخص اپنے شیطان سے محفوظ نہ سمجھے کہ آدم علیہ السلام معصوم تھے اور جنت جگہ محفوظ پھر بھی وہاں شیطان کا داخلہ چل گیا۔ نہ تو ہم معصوم ہیں نہ دنیا جگہ محفوظ ہے تو ہم کس شمار میں ہیں۔

ادھر خطبہ میں خطاب اولاد آدم علیہ السلام سے ہے جو آپ کی پشت میں تھی بعض علماء فرماتے ہیں کہ ہم کو آدم علیہ السلام جنت سے باہر نہ لانے بلکہ ان کو ہم باہر لانے کیونکہ ان کی پشت میں کافر منافق سب ہی تھے سب کا کھانا تھا کہ دنیا میں جا کر ان خیشوں کو اپنی پشت سے نکال آویں پھر یہاں آجلیں اگر آدم علیہ السلام یہاں

رہتے تو یہ تمام مرد و عورتیں یہاں ہی پیدا ہوں گے اور جنت ان کی جگہ نہیں اس لئے اھیطوا حیضہ جمع فرمایا آگے بِمُتَمَكِّنٍ بِبَعْضِ عَنَدٍ سے بھی یہی معلوم ہو رہا ہے کیونکہ یہ دشمنی وغیرہ آدم علیہ السلام میں نہ تھی ان کی اولاد میں تھی خیال رہے کہ آدم علیہ السلام سراندر پھاڑ پر بندہ میں اور حواءہ شریف میں اتاری گئیں ۷۲ یعنی اپنی آخری عمر تک ۷۲ وہ طے حضور کے وسیلہ سے توبہ کرنا تھے کیونکہ رَبَّنَا فَلَنْفَتَنَّا تُوَدَّ جنت سے باہر آنے سے پہلے ہی عرض کر چکے تھے جیسا کہ دوسری آیت میں مذکور ہے۔ ۷۳ توبہ توبہ سے بنا۔ توبہ کے معنی ہیں رجوع کرنا۔ اگر یہ اللہ کی صفت ہو تو معنی ہیں غصب سے رحم کی طرف رجوع کرنا اور اگر بندے کی صفت ہو تو معنی ہیں غافلانی سے فراموشداری کی طرف رجوع کرنا۔ لفظ ایک ہے نسبت سے معنی مختلف ہماری توبہ میں تین چیزیں ضروری ہیں گزشتہ پر ندامت، آئندہ کے لئے نہ کرنے کا ارادہ، اپنے قصور کا اقرار ۷۵ یعنی وہ حضرات قیامت کے دن خوف و غم سے آزاد ہوں گے رب فرماتا ہے کہ لا یحزنہم الفزع الاکبر دنیا میں انہیں کسی چیز کی ہمت کا خوف اور دنیا کا غم نہیں ہاں کسی کی ایذا کا خوف اور اللہ کا خوف ہوتا ہے موسیٰ علیہ السلام کو پہلی بار عیسا کے سانپ بن جانے پر خوف ہوا مگر یہ ایذا کا خوف تھا ۷۶ اس سے معلوم ہوا کہ مفصل ایمان اور اعمال اس پر واجب ہے جسے نبی کی تبلیغ پہنچے اور وہی دوزخ کا مستحق ہو گا جو نبی کی مخالفت کرے جسے نبی کی تبلیغ نہ پہنچے اس کے لئے صرف توحید کا قائل ہونا کافی ہے کیونکہ رب نے ان دونوں چیزوں کو فساد یا تینک مبینہ ہدٰی سے شروع فرمایا لہذا حضور کے والدین معذور ہیں بے گناہ ہیں کیونکہ انہیں کسی نبی کی تبلیغ نہیں پہنچی اور وہ موحّد ہیں ان کی بخشش کے لئے اتنا ہی کافی ہے ۷۷ اس سے معلوم ہوا کہ محفل میلاد شریف باعث برکت ہے کہ اس میں رب تعالیٰ کی اعلیٰ نعمت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی یاد ہے ۷۸ یعنی قرآن نے تمہاری کتابوں کو چا کر دیا کہ ان کتب نے قرآن کے

اٰهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ

مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ اِلٰی حَیْثُ ۝ فَتَلَقٰی اٰدَمَ مِنْ رَبِّہٖ ۝

کَلِمَتٍ فَاْتَابَ عَلَیْہِ اِنَّہٗ ہُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ۝ فَلَمَّا

اٰهْبِطُوا مِنْہَا جَمِیْعًا ۝ فَاَمَّا یٰۤاٰدَمُ فَخُذْ ۝

فَمِنْ تَبِعَ ۝ هٰذَا ۝ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝

وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَکَذَّبُوْا بِآٰیٰتِنَا ۝ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۝

ھُمْ فِيْہَا خٰلِدُوْنَ ۝ اٰیٰتِیْ نِیِّ اٰتٰی اٰدَمَ ۝ اٰدَمَ ۝ اٰدَمَ ۝

اَللّٰہُ اَنْعَمْتَ عَلَیْکُمْ ۝ وَاَوْفُوا بِعَہْدِیْ ۝ اَوْفِ بِعَہْدِکُمْ ۝

وَاٰیٰتِیْ ۝ فَاٰرَہْمُوْنَ ۝ وَاَمِنُوْا ۝ اِمَّا اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا

مَعَکُمْ ۝ وَلَا تَكُوْنُوْا اَوَّلَ کٰفِرِیْنَ ۝ وَلَا تَشْرُوْا بِآٰیٰتِیْ ۝

ثُمَّ تَقِیْلُوْا ۝ وَاٰیٰتِیْ ۝ فَانْقُرُوْنَ ۝ وَلَا تَلِیْسُوْا الْحَقَّ

۝ وَاَمَّا نَکُوْنُوْا ۝ اور بھی سے ڈرو اور حق سے باطل

تشریف لانے کی خبریں تھیں اس کے آنے سے وہ خبریں تھیں ہوا کہ قرآن نے تمہاری کتابوں کو دیا پھر سے سچا کلمہ الیا کہ ہر قرآن کا لٹنے والا تورتے و انجیل کو سچا مانتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کے بعد نہ کوئی نبی ہے نہ کوئی آسمانی کتاب کیونکہ یہ صرف تصدیق فرمانے والا ہے کسی کی بشارت نہیں دیتا تصدیق گوشت کی ہوتی ہے اور بشارت آئندہ کی ۷۹ معلوم ہوا کہ ہر کافر سردار اپنے ماتحتوں کے خلاف سے سلا کافر ہے اس میں مل باپ عالم شیخ بادشاہ سب داخل ہیں ۸۰ اس سے مراد ہے روپے کے شرعی حکم پر لانا جیسا کہ یہود کے علماء کیا کرتے تھے قرآن چھاپ کر پچھلے قرآن یا تعلیم قرآن یا امامت یا دم تعویذ یا وعظ یا جرت لینا اس میں داخل نہیں۔ اگرچہ ان میں سے بعض چیزیں انہیں وقت منع ہیں۔ مگر وہ دوسری وجہ سے نہ اس لئے کہ آیات قرآنی کافر و کفر کرنا ہے اس کو اگلی آیت بیان فرما رہی ہے۔ ولا

۱۔ یہاں حق سے مراد حضور کے وہ اوصاف حمیدہ ہیں جو تورات شریف میں تھے جنہیں علماء یہود چھپاتے تھے۔ حضور بھی حق ہیں حضور کے اوصاف بھی حق۔ جو حضور سے وابستہ ہو جائے وہ بھی حق ۲۔ اس سے چھ مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نماز و زکوٰۃ سے افضل اور مقدم ہے۔ دوسرے یہ کہ نماز پڑھنا مکمل نہیں۔ نماز قائم کرنا مکمل ہے۔ تیسرے یہ کہ انسان کو جانی مالی ہر قسم کی فکلی کرنی چاہیے۔ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ جماعت سے نماز پڑھنا بہت بھتر ہے۔ اشارہ یہ بھی معلوم ہوا کہ

رکوع میں شامل ہو جانے سے رکعت مل جاتی ہے جماعت کی نماز میں اگر ایک کی قبول ہو جائے تو سب کی قبول ہو جاتی ہے ۴۔ بعض مسلمانوں نے اپنے رشتہ دار علماء یہود سے اسلام کے متعلق پوچھا کہ یہ دین سچا ہے یا نہیں انہوں نے جواب دیا کہ اسلام سچا دین ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہی رسول برحق ہیں جن کی خبر تورات میں دی گئی۔ تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا کہ اے علماء یہود تم لوگوں کو تو اسلام پر قائم رہنے کی تلقین کرتے ہو۔ خود ایمان نہیں لائے یہ کیوں ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ بے عمل واعظ یا عالم رب کو ناپسند ہے بہترین واعظ وہ ہے جس کا عمل قول سے زیادہ وعظ و تبلیغ کرے۔ اسے دیکھ کر لوگ متقی بن جائیں ۶۔ کبھی قن یقین کے معنی میں آتا ہے۔ یہاں اسی معنی میں ہے کیونکہ قیامت وغیرہ پر یقین چاہیے صرف گمان کافی نہیں ۷۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ عام طور پر لوگ نماز سے غافل رہتے ہیں۔ حج زکوٰۃ

بروزہ شوق سے ادا کرتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ نماز کی پابندی ایمان و خشوع کی علامت ہے ۸۔ کہ جنہیں نبیوں کی اولاد بنایا اور تمہیں بادشاہت بخشی یعنی دین و دنیا کی سرداری سے نوازا۔ اور جس پر احسان زیادہ ہوں اسے شکر بھی زیادہ کرنا چاہیے۔ ۹۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ رب کی نعمت یاد کرنا عبادت ہے۔ لہذا عید میلاد، عید معراج منانا عبادت ہے۔ دوسرے یہ کہ بزرگوں کی اولاد ہونا سرداری کا باعث ہے بنی اسرائیل اسی لئے اس زمانہ میں عالین سے افضل ہوئے کہ ۱۰۔ انبیاء کی اولاد تھے۔ لہذا سید الفضل ہیں ۱۱۔ فدیہ نہ ہونا شفاعت نہ ہونا یہ تمام عذاب کافروں کے لئے ہیں۔ مومنوں کی شفاعت جی ہو گی۔ اللہ کے حکم سے نیک لوگ ان کی مدد بھی کریں گے۔ اور کافر مومن کا فدیہ بن کر دوزخ میں جائیں گے۔ ان کی دوزخ کی جگہ سنبھالیں گے۔ لہذا یہ آیت ان آیتوں کے خلاف نہیں جن میں شفاعت وغیرہ کا ثبوت ہے۔ ۱۲۔ متبعین کو بھی آل کہا جاتا ہے۔

۱۰	۱۱	۱۲
بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ ۝		
نماز رکعت اور زکوٰۃ دو اور رکوع یا رکعتوں کے ساتھ رکوع کرنا		
اتَّامُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ كِنَانٌ لَّكُلِّ كَوْمٍ يَكْفُرُ ۝		
تم لوگوں کو ہدایت کا حکم دیتے ہو مگر اپنی جانوں کو بھولتے ہو گمراہ		
تَتْلُونَ الْكِتَابَ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝ وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ ۝		
تم کتاب پڑھتے ہو تو کیا نہیں عقل نہیں اور صبر اور نماز سے مدد لیا ہو اور خشک نماز ضرور عبادی ہے مگر ان پر نہیں ہر دل سے جو حق صرف جانتے ہیں		
يُظَنُّونَ أَنَّهُمْ مُلَاقُوا رَبِّهِمْ وَأَنَّهُمْ إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۝		
جنہیں یقین ہے کہ انہیں اپنے رب سے ملنا ہے اور اسی کی طرف پھرنا		
يٰۤبَنِي إِسْرَءِيلَ اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ ۝		
اے اولاد یعقوب یاد کرو میری زیادہ احسان جو میں نے تم پر کیا		
وَإِنِّي فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ ۝ وَاتَّقُوا يَوْمًا لَا تَجْزِي نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ شَيْئًا وَلَا يَقْبَلَ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَلَا		
اور یہ کہ اسی سارے زمانہ پر میں نے تمہیں جہاں دی گئی اور دوسرا دن سے جس دن کوئی جان دوسرے کا بدلہ نہ کر سکے گی اور نہ کافر کے لئے کوئی سفارش مانی جائے گی		
يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ۝ وَإِذْ نَجَّيْنَكُمْ		
اور یہ کہ تمہیں اس کی جہان چھوڑی جاسے اور ان کی مدد جو اور یاد کرو جب تم نے		
مِّنَ آلِ فِرْعَوْنَ يَوْمَ مَوَّنَاكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ بِئِنَّ يَحْشُرُونَ		
آلوں فرعون والوں سے جہان بخش لے گا تم پر برا عذاب کوئی ہے نہ		

۱۰۔ یہاں لکھا کہ انہیں جہان چھوڑی جاسے اور ان کی مدد جو اور یاد کرو جب تم نے

۱۱۔ یہاں لکھا کہ انہیں جہان چھوڑی جاسے اور ان کی مدد جو اور یاد کرو جب تم نے

۱۲۔ یہاں لکھا کہ انہیں جہان چھوڑی جاسے اور ان کی مدد جو اور یاد کرو جب تم نے

۱۔ کیونکہ فرعون نے خواب میں دیکھا تھا کہ بیت المقدس کی طرف سے ایک آگ اٹھی جس نے بنی اسرائیل کو تو چھوڑ دیا مگر قبیلوں کے گھر جلا دیے اسے لاکھوں نے تعبیر دی کہ بنی اسرائیل میں ایک ایسا بچہ پیدا ہو گا جو تجھے اور میری قوم قبیلوں کو ہلاک کر دے گا۔ فرعون نے یہ عمل شروع کیا کہ بنی اسرائیل کے گھر پیدا ہونے والے لڑکوں کو قتل کرو دیتا تھا اور لڑکیوں کو اپنی خدمت کے لئے باقی رکھتا تھا۔ ستر ہزار بچے قتل کرائے اور نوے ہزار حمل کرائے۔ قبیلوں نے حکایت کی کہ اس طرح سارے اسرائیلی ختم ہو جائیں گے۔ پھر ہماری خدمت کو کن کرے گا۔ تو اس پر قوت نے حکم دیا کہ ایک سال بچے قتل کرائے جائیں۔ اور ایک سال باقی رکھے جائیں۔ ہارون علیہ السلام باقی رہنے والے سال میں اور

موسیٰ علیہ السلام قتل کے سال میں پیدا ہوئے ۲۔ یعنی فرعون کا یہ ظلم بلا تھی یا ہمارا حجت دینا برا انعام تھا ۳۔ اس سے صوفیائے کرام کے چلوں کا ثبوت ہوا کہ فیض ربانی کے لئے چالیس دن اعتکاف روزہ وغیرہ رکھنا سنت پیغمبر ہے۔ ہمارے حضور نے بھی وحی شروع ہونے سے پہلے چلے گئے تھے ۴۔ بت بنانے کی حرمت معلوم ہوئی۔ خواہ مٹی کے بنائے یا دھات کے یا فوٹی شکل میں ہوں۔ کیونکہ رب نے گائے کا بچہ بنانے کو ظلم فرمایا ۵۔ یہاں ہدایت سے مراد اعمال کی ہدایت ہے کیونکہ بنی اسرائیل ایمان تو پہلے ہی لائے تھے نیز ایمان کی ہدایت نبی سے اور اعمال کی ہدایت کتاب سے بواسطہ نبی ملتی ہے۔ اس لئے کافر کو کلہ پڑھا کر مسلمان کرتے ہیں پھر اسے قرآن پڑھاتے ہیں ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ کرنے والا گناہ کرانے والا راضی ہونے والا سب گنہگار ہیں۔ کیونکہ چھڑا صرف سامری نے بنایا تھا۔ مگر سارے لوگوں کو بنانے والا قرار دیا گیا۔ کہ فرمایا یاغذاذکم العجل کیونکہ ان میں سے بعض بنوانے میں مددگار تھے اور بعض راضی تھے۔ معلوم ہوا کہ مرتد کی سزا قتل ہے۔ رب مرتدین کے بارے میں فرماتا ہے تقاتلونی وادبیلو یہاں ناقلا و انفسکم سے خود کشی مراد نہیں۔ بلکہ معنی یہ ہیں کہ اپنے کو قتل کے لئے پیش کر دو۔ ۸۔ خدا کے دیدار کی تمنا اچھی چیز ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی کی تھی۔ مگر نبی پر اعتقاد نہ کرنا کفر اور عذاب کا باعث ہے اسی لئے ان پر عذاب آیا کہ کڑک سے سب ہلاک کر دیئے گئے۔ خیال رہے کہ بنی اسرائیل کی چھڑا پرستی سے توبہ کرنے کے بعد علم الہی ہوا کہ اے موسیٰ ستر آدمیوں کو عذر خواہی کے لئے طور پر لاؤ۔ موسیٰ علیہ السلام لے گئے۔ ان لوگوں نے وہاں پہنچ کر یہ کہا کہ ہم آپ کی نہ مانیں گے۔ خود رب ہم سے بالشفاء کلام فرمائے۔ یہاں یہ واقعہ مذکور ہے۔

الْقَا	۱۴	البقرة ۲
اِبْنَاءُكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ وَفِي ذَلِكُمْ بَلَاءٌ مِّنْ رَبِّكُمْ عَظِيمٌ ۝۱۰ وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمْ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنَاكُمْ وَاَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُونَ ۝۱۱ وَاِذْ وَعَدْنَا		
کو ذبح کرنے اور بہاؤ کی بیٹیوں کو زندہ رکھنے اور اس میں تمہارے رب کی طرف سے بڑی		
مُوسَىٰ اَرْبَعِينَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِهِ		
سے چالیس رات کا عذر فرمایا پھر اس کے ذبحے تم نے کچھ سے کی بد جانوسوں کو		
وَاَنْتُمْ ظَالِمُونَ ۝۱۲ ثُمَّ عَقَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ		
دلی اور تم ظالم تھے کہ پھر اس کے بعد ہم نے تمہیں سزا دی		
لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝۱۳ وَاِذْ اَتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَالْفُرْقَانَ		
کہیں تم اسان مانو اور جب ہم نے موسیٰ کو کتاب طحا کی اور حق و باطل میں تمیز		
لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ۝۱۴ وَاِذْ قَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ يَقَوْمِ		
کہو بنا کہ کہیں تم راہ پر آؤ گے اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم		
اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوبُوا اِلٰى		
تم نے پہچڑ بنا کر اپنی جانوں پر ظلم کیا کہ تو اپنے پیدا کرنے والے		
بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوا اَنْفُسَكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ		
کی طرف رجوع لاؤ تو آپس میں ایک دوسرے کو قتل کر دو تمہارے پیدا کرنے والے کے نزدیک تمہارا		
فَتَابَ عَلَيْكُمْ اِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۝۱۵ وَاِذْ قُلْتُمْ		
کہ ہمارے رب تو اس نے ہماری قوم قبول کی ہے شک کی ہے بہت تو کہہ کر جو اللہ امران اور جب تمہارے		
يٰمُوسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرٰى لِلّٰهِ حُجْرًا فَاَخَذْنَا		
کہا اے موسیٰ ہم ہرگز تمہارا یقین نہ کریں گے جب تک علامت خدا کو نہ دیکھ لیں کہ		
مَنْزِل		

اب موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ الہی میں عرض کیا کہ مولیٰ بنی اسرائیل کو کیا جواب دوں گا مجھے الزام لگائیں گے کہ تم نے ان ستر کو مار دیا۔ تب رب نے انہیں زندہ فرما دیا اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کی دعا بڑی چیز ہے کہ مردہ زندہ کر دیتی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ان کی دعا سے دوبارہ عمر ملتی ہے کیونکہ وہ لوگ اپنی عمر پوری کر کے ہلاک ہوئے تھے۔ موت عمر ختم ہونے کے بعد آتی ہے آپ کی دعا سے عمر دینے گئے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ دعا سے تقدیریں بدل جاتی ہیں ۳۔ موسیٰ علیہ السلام نے واپس آکر بنی اسرائیل کو حکم الہی سنایا کہ مصر سے نکلو۔ شام میں جاؤ۔ قوم عاتقہ سے جہاد کرو۔ وہاں ہی آباد ہو جاؤ۔ یہ لوگ چار و ناچار پادل خواستہ نکلے۔ راہ میں ایسے

جنگل میں پھنسے۔ جہاں نہ سایہ تھا نہ کھانے پینے کی چیز موسیٰ علیہ السلام نے دعا فرمائی تو رب نے سفید ابر سایہ کے لئے، من و سلویٰ کھانے کے لئے، نوات کو نوری ستون روشنی کے لئے بھیجا۔ یہاں کے زمانہ قیام میں ان کے کپڑے نہ میلے ہوئے نہ پھنسے نہ بال ناخن بڑھے یہاں چالیس سال تک مقید رہے اس جنگل کو تیرہ کہتے ہیں یعنی حیران کا میدان ۳۔ اس طرح کہ انہیں من و سلویٰ جمع کرنے کی ممانعت تھی انہوں نے ذخیرے جمع کئے وہ سڑ گئے اس سے پہلے چیزیں ہزار نہ کرتی تھیں من ایک قسم کا بیضا حلوہ تھا ترجمین کی طرح سلویٰ نمکین گوشت۔ ۴۔ تیرہ سے آزاد ہونے کے بعد انہیں بیت المقدس یا اریحا جانے کا حکم ہوا جس میں قوم عاتقہ آباد تھی اور اسے خالی کر گئی تھی وہاں باغات میوے بہت کثرت سے تھے۔ ۵۔ معلوم ہوا کہ متبرک مقامات کی تعظیم چاہیے رب فرماتا ہے وَمَنْ عَظَّمَ شَعَائِرَ اللَّهِ فَاَنَّا مِنْ تَقْرِی الْقُلُوبِ یہ بھی معلوم ہوا کہ بزرگوں کے شہر متبرک ہوتے ہیں کیونکہ بیت المقدس انبیاء کا مقام ہے رب فرماتا ہے ان الشفا والعمرة من شعائر اللہ یہ بھی معلوم ہوا کہ بزرگوں کے قرب میں توبہ اور نیکیاں قبول ہوتی ہیں بلکہ ان کے قرب کی برکت سے نیکیوں کا ثواب بڑھ جاتا ہے اسی لئے مدینہ منورہ کی مسجد میں ایک نیکی کا ثواب پچاس ہزار ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جیسی خطا ویسی توبہ۔ یعنی علانیہ گناہ کی علانیہ توبہ۔ خفیہ گناہ کی خفیہ توبہ چاہیے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رب کی رحمت اگرچہ ہر جگہ ہے مگر ملتی اسٹیشن پر ہے۔ اولیاء اللہ کے آستانے رحمت ربانی کے اسٹیشن ہیں۔ ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ وحیفہ اور درود کے الفاظ نہ بدلے جائیں شیخ سے جو ملا ہو اسی پر عمل کرنا چاہیے۔ ان لوگوں نے حطہ کی بجائے حنطہ کہا تھا۔ تون بڑھا دیا تھا۔ اس بدلنے کو ظلم فرمایا گیا اور عذاب کا مستحق قرار دیا گیا۔ ۷۔ یعنی طاعون جس سے آنا "فانا" چوبیس ہزار اسرائیلی ہلاک ہوئے۔ طاعون بنی اسرائیل پر عذاب تھا۔ جہاں طاعون پھیلا ہو وہاں نہ جائے۔ اور اگر اپنی جگہ میں طاعون آ

البقرة	۱۱۱	الذکر
<p>الصَّيْغَةَ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ ۝ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِ لَوْ تَبَيَّنَ لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَأَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّاءَ وَالسَّلْوَىٰ كُلَّوَامٍ مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَسَقْنَاكُمْ وَمَا ظَلَمُونَا وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝ وَإِذْ قُلْنَا ادْخُلُوا هَذِهِ الْقَرْيَةَ فَاكُلُوا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا قَوْلًا حِطَّةً تُعْفِرُ لَكُمْ خَطِيئَتَكُمْ وَسَيَرْزِقُ الْمُحْسِنِينَ فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ فَأَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا رِجْزًا مِنَ السَّمَاءِ يَمَّا كَانُوا يَفْسُقُونَ ۝ وَإِذْ اسْتَسْقَىٰ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِعَصَاكَ الْحَجَرَ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ مَذَلَّةٌ</p>		

جائے۔ تو وہاں سے نہ ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ نافرمانی اور گناہ سے بلائیں بیدار رہیں۔

۱۔ اس طرح کہ قوم نے موسیٰ علیہ السلام سے پانی مانگا اور موسیٰ علیہ السلام نے رب تعالیٰ سے یہ واقعہ سفر میں پیش کیا۔ جہاں پانی بالکل نہ تھا وہ پتھر اور حصیے سے موسیٰ کے ساتھ رہتا تھا۔ جب پانی کی ضرورت ہوتی تھی اس پتھر سے صاف کر پانی نکال لیتے تھے۔ ۲۔ یا یہ واقعہ مقام تیس میں ہی پیش آیا جہاں من و سبوی انکار کیا۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے رب سے اپنی قوم کے لئے پانی کی دعا کی۔ تب یہ عجم ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام رحمت الہی کے لئے کا وسیلہ ہیں کہ رب نے نبی اسرائیل کو پانی تو دیا مگر موسیٰ علیہ السلام کے وسیلے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہمارے حضور کا حجرہ موسیٰ علیہ السلام کے اس مجرہ سے زیادہ اعلیٰ ہے کہ موسیٰ علیہ

السلام نے پتھر سے پانی کے چشمے جاری کئے اور ہمارے حضور نے انگلیوں سے چشمے بہائے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ لامبھی ساتھ رکھنا سنت ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ بارش وغیرہ کی دعائیں انبیاء ہے اور گناہ و فساد سے نعتیں چھین جاتی ہیں۔ ۳۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں سے دعا کرانی چاہیے اور بزرگوں کے پاس اپنے دکھ درد بیان کرنا جائز ہیں۔ کیونکہ نبی اسرائیل جب کچھ رب سے مانگنا چاہتے تھے تو موسیٰ علیہ السلام سے عرض کرتے تھے۔ ۴۔ یہ واقعہ بھی مقام تیس کا ہے جب نبی اسرائیل من و سلویٰ کھاتے کھاتے تھک گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہوس کا نتیجہ خراب ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر چھوٹی بڑی چیز رب سے مانگنی چاہیے۔ ۵۔ کیونکہ جو روزی بغیر مشقت مل جائے اور خالص حلال ہو حرام کا اس میں احتمال نہ ہو وہ اعلیٰ نعمت ہے۔ اس سے جس کے حاصل کرنے میں مشقت کرنا پڑے اور حرمت کا بھی احتمال ہو۔ ۶۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ گناہوں کی وجہ سے دنیاوی آفات بھی آجاتی ہیں۔ دوسرے یہ کہ انبیاء کی توہین سے ذلت و خواری دنیا و آخرت میں آتی ہے اور نبی کی تعظیم سے عزت و عظمت ملتی ہے۔ ظاہر ہے کہ "ان" سے مراد وہی یہودی ہیں۔ جو ان مذکورہ جرموں کے مرتکب ہوئے تھے کہ نہ انہیں عزت ملی نہ مال۔ اگر بعد والے یہودیوں کو مال مل جاوے یا کبھی ان کی حکومت قائم ہو جاوے تو اس آیت کے خلاف نہیں جیسا کہ آج فلسطین میں اسرائیلی حکومت قائم ہو گئی ہے۔ ۷۔ یعنی خود ان کے عقیدے میں بھی قتل ناحق قمار ورنہ قتل ہی تو ناحق ہی ہوتا ہے۔ خیال رہے کہ وہی نبی ان کے ہاتھوں قتل ہوئے۔ جن پر جہاد فرض نہ تھا۔ جیسے زکریا، یحییٰ اور عیسیٰ علیہم السلام۔ ورنہ کوئی نبی جہاد میں کفار کے ہاتھوں شہید نہیں ہوا۔ نیز انبیاء کی یہ شہادت تبلیغ کی تکمیل کا ذریعہ تھی۔ لہذا یہ آیت اس کے خلاف نہیں۔ یہاں حقائقنا نصر المؤمنین یا فرمایا کیا کہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ

اَشْتَرَا عِبَادًا قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرِبَهُمْ

بارہ پختے نہ پختے نہ ہر گروہ نے اپنا کھاٹا پہچان لیا

كُلُّوْا وَاَشْرَبُوْا مِنْ رِّسْقِ اللّٰهِ وَلَا تَعْنُوْا فِی الْاَرْضِ

کھاؤ اور پیو خدا کا دیا اور زمین میں فساد اٹھاتے نہ پھرو

مُفْسِدِیْنَ ۝ وَاذْقَلْتُمْ یٰمُوسٰی اَنْ تَضِرَّ عَلٰی طَعَامِ

مے اور جب تم نے کہا اسے کھول دے ہم سے تو ایک کس سے پر

وَاحِدٍ فَاذْعُ لِنَارِکَ یُخْرِجُ لَنَا مِمَّا تَنْتَبِہُ الْاَرْضُ

ہرگز میرے ہر کمال کو اپ پختے نہ پختے نہ زمین کی نکال ہوئی ہرگز میں ہمارے لئے نکالے

مِنْ بَقْلِهَا وَقِثَآئِهَا وَفُومِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصِلِهَا

کھلے ساک اور گدھڑی اور گہوں اور سمور اور پیاز

قَالَ اَتَنْتَبِهٰۤیۡۤوْنَ الَّذِیْ هُوَ اَدْنٰی بِالَّذِیْ هُوَ خَبِیْرٌ

فرمایا کیا ادنیٰ چیز کو بہتر کے بدلے مانگتے ہو

اِهٰیطُوْا مَصْرًا فَاِنْ لَّکُمْ مَّا سَأَلْتُمْ وَضُرِبَتْ عَلَیْہِ

ایک مصر یا کسی خبر میں انوکھا نہیں ہے گا جو تم نے مانگا اور ان پر ضرر کر دی گئی

الدِّیَالَةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَآءٌ ۚ وَبَغْضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ذٰلِکَ

خواری اور ناواری نہ اور تمہارے غضب میں ۲۔ یہ بدلہ تھا

بِاٰتِمِّمْ کَا تُوٰی کُفِرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیِّیْنَ

اس کا کہہ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے اور انبیاء کو قتل

بِغَیْرِ الْحَقِّ ذٰلِکَ بِمَا عَصَوْا وَکَا تُوٰی اِیْعَدُوْنَ ۝

بہید کرتے نہ یہ بدلہ تھا ان کی نافرمانیوں کا اور حد سے بڑھنے کا

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَادُوْا وَالنَّصْرٰی وَ

جسے شک ایمان والے نیز یہودیوں اور نصاریوں اور

اس سے اشارہ معلوم ہوا کہ کافر جب ایمان لے آئے تو اسے کفر کے زمانہ کے صدقہ و خیرات وغیرہ کا ثواب بھی ملے گا۔ اسلام پہلے لایا جاتا ہے پھر نبیوں نہیں ملتا۔ ہاں اگر زمانہ کفر میں حج کیا تھا تو وہ حج اسلام نہ ہوا اب حج اسلام ادا کرنا پڑے گا کہ صحت حج کے لئے اسلام شرط ہے ایمان باللہ بھی ہے کہ حضور کے زور سے اللہ پر ایمان لائے ورنہ جیسا کہ یہودی پہلے بھی اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے تھے۔ پھر اللہ کی قید لگی۔ رب فرماتا ہے ومن یتق علیہ السلام - ۴۔ یہ واقعہ میدان تپ سے پہلے کا ہے۔ جب موسیٰ علیہ السلام کو تورات ملی تو آپ نے ان ستر آدمیوں سے جو آپ کے ساتھ طور پر گئے تھے۔ اِسارے بنی اسرائیلیوں سے

توریت پر عمل کرنے کا عہد لیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مقبول بندوں کا کام رب کی طرف نسبت ہو جاتا ہے کیونکہ یہ عہد موسیٰ علیہ السلام نے لیا تھا۔ مگر رب نے فرمایا کہ ہم نے عہد لیا ایسے ہی کوہ طور حضرت جبریل نے اٹھایا تھا اور رب نے فرمایا کہ ہم نے اٹھایا کہ ان کا کام ہمارا کام ہے۔ ۳۔ کیونکہ ساری توریت ایک دم آگئی تمام احکام کی پابندی ان پر اٹھانک پڑ گئی۔ اور انہیں اس کے قبول کرنے سے انکار ہوا۔ تو ان پر طور کڑا کر دیا۔ کہ قبول کرو ورنہ گرنا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کا آہستہ آہستہ آثار رب کی رحمت ہے کہ آسانی سے احکام پر عمل ہو گیا۔ ۴۔ جو دنیاوی تکالیف ہدایت کا ذریعہ بن جائیں وہ رب کی رحمت ہیں کہ طور اٹھانے کو نعمتوں میں شمار فرمایا گیا۔ خیال رہے کہ توریت کی حفاظت کی ذمہ داری یہود پر ڈالی گئی کہ فرمایا گیا خذوا ما آتینکم بقوة وہ نہ سنبھال سکے، مگر قرآن کی حفاظت خود رب تعالیٰ نے اپنے ذمہ کر لی۔ لہذا محفوظ رہا۔ ۵۔ اللہ کا فضل یا تو یہ کی توین ملتا ہے یا عذاب میں تاخیر ہونا یا حضور کی تحریف آوری۔ یعنی اگر یہ سرکار نہ آجاتے اور تم ان کے واسطے میں پناہ نہ لے لیتے تو تم ہلاک ہو جاتے معلوم ہوا کہ حضور مخلوق پر اللہ کا فضل بھی ہیں اور رحمت بھی ۶۔ یعنی ایلہ والوں نے جو مدینہ اور شام کے درمیان مگر قلم کے کنارے واقع ہے۔ یہ عذاب داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں آیا۔ کیونکہ بنی اسرائیل پر ہفت کے دن شکار حرام تھا۔ انہوں نے اس حیلہ سے چھپیلوں کا شکار کیا کہ دریا کے کنارے غار کھودے تا کہ ہفت کے دن چھپیلوں ان میں آجائیں اور اقدار کو شکار کر لیں۔ ستر سال تک یہ کام کرتے رہے اس سے معلوم ہوا کہ گناہ معفیہ ہفت کرنے سے گناہ کبیرہ بن جاتا ہے۔ ۷۔ یعنی صرف صورت بند کی ہی باقی روح وہ انسانی ہی رہے لہذا آریوں کا مسئلہ نتائج اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ وہ روح کی تبدیلی کے قائل ہیں ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ شرعی حیلے کرنے بنی اسرائیل پر حرام تھے۔ ہماری امت پر حلال ہیں کیونکہ یہود نے شکار کا حیلہ

الْحَقُّ	۱۵	الشُّعْرَةُ
<p>الضَّيِّبِينَ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ</p> <p>ستارہ برکتیں ہیں سے کہ وہ بچے والے اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائیں اور نیک</p> <p>صَالِحًا فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ</p> <p>ہمارے ان کا ثواب ان کے رب کے پاس ہے نہ اور نہ انہیں کچھ اٹھنا پڑے</p> <p>عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝۱۵ وَأَذِّنْ لَنَا بِثَأْنِكُمْ</p> <p>اور نہ بچے تم اور جب ہم نے تم سے عہد لیا کہ</p> <p>وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّورَ خُذُوا مَا آتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ</p> <p>اور تم پر طور کو اٹھایا گیا کہ لاؤ تم کو میرے زور سے</p> <p>وَأَذْكُرُوا مَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝۱۶ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ</p> <p>اور ان کے منہوں کو یاد کرو اس عہد پر کہ تمہیں پڑھنا یاد دلائے کہ پھر اس کے بعد تم</p> <p>بَعْدَ ذَلِكَ قَالُوا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ</p> <p>پھر گئے تو اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی</p> <p>لَكُنْتُمْ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝۱۷ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِينَ</p> <p>تم نے والوں میں جو جانتے تھے اور نے تمہیں معلوم ہے کہ تم کے وہ</p> <p>أَعْتَدُوا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً</p> <p>جہوں نے تمہیں میں سرکش کی کہ تم نے ان سے فرمایا کہ ہو جاؤ بندرت</p> <p>خَاسِرِينَ ۝۱۸ فَجَعَلْنَاهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا</p> <p>دیکھائے ہوئے تو ہم نے اس میں ناکاہ واقعہ اس کے آگے اور پیچھے والوں کے لئے</p> <p>خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ ۝۱۹ وَأَذَّانَ مُوسَىٰ</p> <p>صبر کرنے والا اور پڑھنا یاد دلائے نصیحت اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے</p> <p>لِقَوْمِهِ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً قَالُوا</p> <p>فرمایا کہ خدا تمہیں حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کر دے کہ لوگ</p>		

منزل

یہ کیا تھا کہ شب کے دن دریا کے کنارے گڑھوں میں چھپا کر لیتے تھے اور اقدار کو شکار کرتے تھے۔ اس پر عذاب آیا ۹۔ جب کہ بنی اسرائیل میں ایک مالدار شخص عامیل کو اس کے عزیز نے خبیہ طور پر قتل کر کے دوسرے محلہ میں ڈال دیا تا کہ اس کی میراث بھی لے اور خون بھی اچھی اور پھر دعویٰ کر دیا کہ مجھے خون ہمارا دلوایا جائے۔ قائل کا پتہ نہ چلتا تھا۔ ۱۰۔ معلوم ہوا کہ گائے کا ذبح اور قربانی گمشدہ شیعوں کے دین میں بھی تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرشتوں کے سامنے بھی چھڑا ہی رکھا تھا۔

کے لئے ہے اور یہ مدھی حقیقت ٹھیکہ پوچھنے کے لئے
یعنی پہلے مدھی کے معنی یہ تھے کہ وہ گائے ہزاری ہے یا
دریائی آبادی کی ہے یا صحرائی یعنی نیل گائے اب یہ پوچھ
رہے ہیں کہ پالتو گائے میں سے کوئی گائے ذبح کی جائے۔
لہذا سوال میں تکرار نہیں جب اس سے دو مسئلے معلوم
ہوئے ایک یہ کہ ہر آئندہ بات پر انشاء اللہ کہنی چاہیے
حدیث شریف میں ہے کہ اگر یہ لوگ انشاء اللہ نہ کہتے تو
کبھی شانی بیان نہ پاتے۔ دوسرے یہ کہ اچھی بات پر انشاء
اللہ کہو۔ بری بات نہیں۔ کہ انشاء اللہ چوری کروں گا
وغیرہ۔ ۵۔ اس سے اشارہ معلوم ہوا کہ قربانی کا جانور
بے عیب ہونا چاہیے۔ پنجتنہ ان صفات کی گائے صرف
ایک شخص کے پاس ملی۔ جس کا باپ بھیجن میں فوت ہو گیا
تھا اور یہ اپنی ماں کا بڑا فرمانبردار تھا۔ اس سے قیمت یہ
ملے ہوئی کہ گائے کی کھال میں سونا بھر دیا جاوے۔ ماں
باپ کی خدمت کا بدلہ دنیا میں بھی اولاد کو ملتا ہے۔ اور
آخرت میں بھی ملے گا۔ ۶۔ کیونکہ اس گائے کی قیمت
بہت زیادہ تھی۔ اور صرف ایک ہی شخص کے پاس ایسی
گائے تھی جو اپنی ماں کا بڑا فرمانبردار تھا۔ اس سے معلوم
ہوا کہ ماں کی خدمت بڑی اچھی چیز ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا
کہ گائے کی قربانی افضل ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ قربانی
اچھے جانور کی کرنی چاہیے۔

ٹھیک بات لائے تو اسے ذبح کیا اور ذبح کرتے معلوم نہ ہوتے تھے

اگرچہ قاتل تو ایک ہی تھا مگر قتل کی سازش میں اور بھی شریک تھے اس لئے بیچ کا بیڑا رشاد ہو انور حضور کے زمانہ کے یہودی لٹن یہودیوں کی اولاد تھے۔ اس لئے ان سے یہ خطاب فرمایا جیسے ہم بندوں سے کہیں کہ ہم نے تم پر اتنے سو برس حکومت کی یعنی ہمارے باپ دلوں نے قصاص سے آواز اٹھا کر ایسے نہ کیا ہے۔ ۲۔ طوم ہوا کہ رب کی قدرت میں طاری مثل دوم سے بلا ہیں کہ گئے کے گوشت کا گوا مردے سے مارا گیا اور وہ رب کی قدرت سے بچھ دیو گئے زندہ ہو کر اپنے قاتل کا چہرہ بنا کر پھر مود ہو گیا۔ دوسرے یہ کہ قرطی اور خون وصال حکمت کے لئے اکسیر ہے، عالم غیب سے فیض لینے کے لئے قرطی کرنا چاہیے۔ تیسرے یہ کہ جس کا ثبوت مجھڑ ہو وہاں گواہی وغیو کی ضرورت نہیں

چڑتی نہ یہاں صرف ایک عقل کے کہنے پر قتل کا ثبوت ہو گیا کیونکہ یہ کہنا بطور مجھڑ تھا جیسے یہ صحت علیہ السلام کی پاک دامن کا ثبوت صرف ایک بچہ کی گواہی سے ہو گیا کیونکہ وہ بچہ کا بولنا بطور مجھڑ تھا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عصمت صرف قرآنی آیات سے ثابت ہو گئی کہ قرآن ہمارے حضور کا مجھڑ ہے اور رب کی گواہی سب سے اعلیٰ ہے ۳۔ اس میں موجودہ بنی اسرائیل سے خطاب ہے اور تم بھی تاخیر کے لئے ہے یعنی اس قدر معجزات دیکھ کر من کر تمہارے دل نرم نہیں پڑتے ۴۔ خیال رہے کہ معرفت الہی چھوڑ کو بھی حاصل ہے۔ خوف خدا انہیں بھی ہے۔ ایسے ہی حضور کی معرفت اور محبت لکڑیوں اور چھوڑ کو بھی ہے۔ حضور فرماتے ہیں کہ احد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے۔ ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور چھوڑوں کے دل کی بات بھی جانتے ہیں تو انہیں انسانوں کے دلوں کی باتیں کیوں نہ معلوم ہوں گی، اور جس دل میں حضور کی محبت نہ ہو وہ پھر سے بدتر ہے۔ یہ معلوم ہوا کہ انسانی دل اگر درست رہے تو فرشتوں سے بڑھ چلے اور اگر گولے تو چالوں چھوڑوں سے بدتر ہو چلے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ چھوڑوں کی تاثیریں مختلف ہیں ۶۔ توریت انجیل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا طبع شریف او آپ کے اوصاف مذکور تھے۔ ان کے علاوہ دودہ دانستہ وہ بدل دیئے، اس کا ذکر یہاں ہو رہا ہے۔ جس ۷۔ یہ لوگ توریت شریف کی تعلیم سے اثر پذیر نہ بنے۔ بلکہ اسے تبدیل کرنے لگے۔ تو ان کے حالات تمہاری محبت سے کیا بدلیں گے۔ یہ بد نصیب تو ہمیں بدلنے کی کوشش کریں گے۔

الطہرۃ	۶	التہرۃ
وَإِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادَرَأْتُمُوهَا ۖ وَاللَّهُ مَخْرُجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ ۚ فَقُلْنَا اضْرِبُوهُ بِبَعْضِهَا كَذَلِكَ يُحْيِي اللَّهُ الْمَوْتَىٰ وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿٦﴾		
اور جب تم نے ایک خون کیا تو ایک دوسرے پر اس کی تہمت ڈالتے گئے اور اس کو غار کر		
کرتا تھا جو تم بھاتا تھے۔ تو ہم نے فرمایا اس شخص کو اس گائے کا ایک ٹکڑا مار دو۔ (تفسیر)		
مردے جلنے کا اور نہیں ایسی نشانیاں دکھاتا ہے کہ کہیں تمہیں عقل ہوگی		
تَمَقَّتْ قُلُوبُكُم مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَمِیْ كَالِیْحَارَةِ		
بھرا اس کے بعد تمہارے دل سخت ہو گئے کہ تو وہ چھوڑوں کی مثل ہی		
أَوَاشِدُّ قَسْوَةً فَلَا تَمِنَ الْجَارِۃُ لِمَا یَتَفَجَّرُ مِنْهُ		
بلکہ ان سے بھی زیادہ کرتے۔ اور چھوڑوں سے کہ وہ ایسی تھیں سے نہ ہوں		
الْأَنْهَرُ ۚ وَإِنْ مِنْهَا لِمَا یَشْقٰۤی فِیْ خُرُوجِہٖ مِنْہَا الْمَآءُ		
بہر نکلتی ہیں، اور کہ وہ بھی جوش ملتا ہے تو ان سے ہانی نکلتا ہے		
وَإِنْ مِنْهَا لِمَا یَہِیْطُ مِنْ خَشِیۃِ اللّٰہِ ۚ وَمَا اللّٰہُ بِغَافِلٍ		
اور بلکہ وہ ہیں جو اللہ کے ڈر سے گرجتے ہیں۔ یہ اللہ اللہ تمہارے کو نہیں سے		
عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٧﴾ اَفَتَطْمَعُونَ اَنْ یُّؤْمِنُوا بِالْکُفْرِ وَقَدْ		
ہے غیر نہیں ۷۔ تو اسے مسلمانوں کیا نہیں یہ جس سے کہ یہ یہودی تو ہمارے انہیں		
كَانَ فَرِیقٌ مِّنْہُمْ یَسْمَعُونَ کَلِمَ اللّٰہِ ثُمَّ یَحَرِّفُوۡنَہٗ		
گئے اور انہیں کاتو ایک گروہ وہ تھا کہ اللہ کا کلام سننے پھر سمجھنے کے		
مِنْ یَّعِیۡ مَا عَقَلُوۡہُ وَہُمْ یَعْلَمُوۡنَ ﴿٨﴾ وَاِذَا قُلُوۡا الَّذِیۡنَ		
بعد اسے دانستہ بدل دیتے تھے اور جب مسلمانوں سے میں		
اٰمَنُوۡا قَالُوۡا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَا بِعَضُّہُمْ اِلٰی بَعْضٍ قَالُوۡا		
تو ہمیں ہم ایمان لائے اور جب آپس میں اکیلے ہوں تو کہیں		

۱۔ شان نزول۔ منافق یہود مسلمانوں سے کہتے تھے کہ ہم تمہارے نبی پر ایمان لائے کیونکہ ہماری کتابوں تو ریت وغیرہ میں ان کے اوصاف موجود ہیں۔ جب ان کے علماء پادری ان سے ملتے تو انہیں ڈانٹتے کہ تم یہ کیا غضب کر رہے ہو کہ اپنا عہد مسلمانوں کو بتاتے ہو تو ریت کی ان آیات کی مسلمانوں کو خبر نہ دے۔ ورنہ وہ تم کو قیامت میں پکڑیں گے اس پر یہ آیت اتری۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی صفت بیان کرنے میں کل سے کام لینا یا لوگوں کو اس سے روکنا یہود کا طریقہ ہے موجود وہابیوں کو اس سے عبرت پکڑنا چاہیے کہ وہ حضور کی نعت اور حضور کے ذکر کو خلف جیلے ہماروں سے روکتے ہیں۔ ۳۔ معلوم ہوا کہ عطا کے میں ظن و گمان کافی نہیں یقین ضروری ہے نیز عطا کے میں تقلید نہیں تحقیق چاہیے۔ ۴۔ چونکہ توریت شریف قرآن کریم کی طرح عام مروج نہ تھی اور نہ اس کی علامات کا رواج تھا۔ اس لئے وہ علماء یہود تک محدود ہو کر رہ گئی تھی وہ پادری جو چاہتے من مانی کارروائی کر لیتے۔ جب کوئی امیر آدمی کوئی ایسا جرم کرتا جس کی سزا از روئے توریت سخت ہوتی تو یہ پادری اس سے رشوت لے کر سخت سزا کی بجائے نرم سزا تجویز کرتے اور توریت کے نسخے میں وہ ہی لکھ دیتے جیسے دنیا کی سزا بجائے سنگسار کرنے کے صرف منہ کالا کرنا رکھ دی۔ اس آیت کہہ میں ان کی اس حرکت کا ذکر ہے۔ اللہ اللہ کہ قرآن مجید تحریف و تبدیلی سے محفوظ ہے۔ ۵۔ خیال رہے کہ کتاب کے احکام یا عبارت رشوت لے کر تحریف کرنا یہ آیات کا بیچنا ہے۔ خود قرآن چھاپ کر کمانی کرنا یا امامت، تعلیم قرآن، تعویذ پر اجرت لینا اس میں داخل نہیں۔ کیونکہ یہ قرآن کی تبدیلی نہیں بلکہ عمل کی اجرت ہے خلفاء راشدین نے خلافت پر اجرت لی تھی ۶۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حرام کام کی کمانی بھی حرام ہے۔ دوسرے یہ کہ گمراہی کمانیں لکھنا چھاپنا شائع کرنا سب حرام ہیں۔ تیسرے یہ کہ قرآن میں تغیری عبارتیں رکوع وغیرہ کے نشانات ایسے ممتاز طریقہ سے لکھنا چاہئیں کہ ان میں اور قرآن میں فرق رہے۔ اللہ کے کلام سے بندے کی چیز غلط نہ ہو جائے۔ اسی لئے رکوع، نصف، راجع وغیرہ کی علامتیں حاشیہ پر اور سورتوں کے نام بسم اللہ ممتاز کر کے لکھی جاتی ہیں۔ ۷۔ اس سے پتہ لگا کہ اپنے نسب پر فخر کرنا اور اعمال سے بے پرواہ ہونا طریقہ کفار ہے۔ کیونکہ بنی اسرائیل اپنے کو نبیوں کی اولاد سمجھ کر اعمال سے مستغنی جانتے تھے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اعمال صالحہ کی سب کو ضرورت ہے۔ جب خود بخیر علیہ السلام تقویٰ اور طہارت سے بے نیاز نہ ہوئے تو ہمارا تمہارا کیا پوچھنا۔ ۸۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ و عصب غفاری، عیب سے پاک ہے جو ان چیزوں کا امکان بھی مانے وہ ایمان سے خارج ہے۔ نیز معلوم ہوا کہ نقلی چیز کے لئے نقلی دلائل کافی نہیں۔ نقل پیش کرنا چاہیے قرآن یا حدیث سے ۹۔ جب ان تحریف کرنے والوں کو اس سے ڈرایا جاتا تھا تو کہہ دیتے کہ یہ کچھ بھی کریں ہم کو عذاب صرف چالیس دن ہو گا۔ جتنے روز ہمارے سب داداؤں نے پھل پڑھائی کی تھی۔ اس آیت میں ان کی اس تکبر کی تردید ہے۔

أَتُخَذُ ثَوْنُكُمْ بِمَا فَعَلَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَاجُّوكُمْ بِهِ عِندَ

وہ علم جو اللہ نے تم پر پھر مسلمانوں سے ایمان کئے جیتے ہو کہ اس سے تمہارے رب کے

وَبِكُمْ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝ أَوَلَا يَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ

ہمیں نہیں ہر جہت لائق کیا کہیں عقل نہیں لے کیا نہیں جانتے کہ اللہ جانتا ہے

مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ۝ وَمَنْهُمْ أَمِّيُونَ لَا يَعْلَمُونَ

جو کچھ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں وہ اور ان میں کچھ ان پڑھ ہیں کہ جو کتاب پر

الْكِتَابِ إِلَّا أَمَانِي وَإِنَّهُمْ إِلَّا يَتْلُونَ ۝ فَوَيْلٌ

نہیں جانتے سحر زبانی پڑھ لینا یا پھر اپنی سن گھڑت اور وہ نہ گمان میں ہیں نہ نظر الٰہی ہے

لِلَّذِينَ يَكْتُمُونَ الْكُتُبَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَذَا

ان کے لئے جو کتاب اپنے ہاتھ سے لکھیں پھر کہہ دیں یہ خدا کے

مِنْ عِنْدِ اللَّهِ لِيُشْتَرَوْا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۝ فَوَيْلٌ لَهُمْ

باس سے ہے کہ ان کے عوض تھوڑے دام حاصل کر لیں تو غرابی سے ان کے

مِمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا يَكْسِبُونَ ۝

لے ان کے ہاتھوں کے لکھے سے اور غرابی ان کیلئے اس کمانی سے نہ

وَقَالُوا لَنْ نَمْسَسَكَ السَّالِمَةَ إِلَّا آيَاتًا مَّعْدُودَةً ۝ قُلْ

اور بولے ہمیں تو ہر گز نہ چھوئے گی مگر گنتی کے دن ٹم تم فرما دو

أَتُخَذُ ثَمَنُكُمْ عِنْدَ اللَّهِ عَهْدًا فَلَنْ يَخْلَفَ اللَّهُ عَهْدَهُ

کہ تمہارے تم نے کوئی عہد لکھا ہے جب تو اللہ ہر گز اپنا عہد خلاف نہ کرے گا کہ

أَمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝ بَلَىٰ مَنْ كَسَبَ

یا خدا ہر وہ بات کہتے ہو جس کا نہیں علم نہیں ہاں کیوں نہیں جو گناہ

سَيِّئَةً وَاحْتِطَتْ بِهِ خَطِيئَتُهُ فَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ

گناہنے اور اس کی خطا لے گھر لے وہ روزِ داؤد

۱۔ اس سے اشارہ معلوم ہوا کہ کفار کے شیرخوار بچے دوزخ میں نہ جائیں گے کیونکہ انہوں نے گناہ نہیں کئے۔ اللہ و رسول اعظم اور دوزخ میں جانا گناہ کرنے پر مطلق لہذا کیا۔ ۲۔ مومن گناہگار دوزخ میں پیش نہ رہے گا کیونکہ اسے گناہوں نے گھیرا نہیں۔ اس کا دل برے عقائد سے پاک ہے۔ گناہ گھیر لینے کی صورت یہ ہے کہ دل بھی گندے عقیدوں سے گھرا جائے۔ ۳۔ جتنے نیک کام کرنے کا موقع ملے اتنے کرے۔ اگر کسی کو بالکل نیک عمل کا موقع نہ ملا تو اس کے جنتی ہونے کے لئے صرف ایمان ہی کافی ہے، جیسے وہ شخص جو اسلام لاتے ہی فوت یا شہید ہو گیا۔ بلکہ مسلمانوں کے فوت شدہ بچوں کے لئے ان کے ماں باپ کا ایمان لانا کافی ہے۔ اسی لئے

صلوات کو مطلق رکھ دے۔ ۴۔ یہ عہد یا تورات شریف میں لیا گیا یا عیسیٰ کے دن خصوصیت کے ساتھ بنی اسرائیل سے لیا گیا۔ اول ظاہر ہے۔ ۵۔ ماں باپ کے ساتھ زندگی میں احسان یہ ہے کہ ان کا ادب کرے ان کی جانی مالی خدمت کرے، ان کے جائز حکموں کو مانے۔ ان کی خدمت کے لئے نوافل ترک کر سکتا ہے، فرائض واجبات نہیں چھوڑ سکتا۔ اگر ماں باپ کسی گناہ یا کفر میں مبتلا ہوں تو ان کو اچھی تدبیر سے روکے، والدین کے مرنے کے بعد ان سے بھلائی یہ ہے کہ ان کی وصیتیں پوری کرے۔ ان کے دوستوں کا احترام کرے۔ فاتحہ تلاوت قرآن۔ دیگر عبادات کا ثواب بخلا دے، اور ان کے اچھے مراسم کو جاری رکھے۔ کم از کم ہفتہ میں ایک مرتبہ ان کی قبر کی زیارت کرے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ماں باپ کی خدمت بڑی ضروری ہے کہ رب نے اپنی عبادت کے ساتھ ان کی اطاعت کا ذکر فرمایا۔ ۶۔ اس ترتیب ذکر سے معلوم ہو رہا ہے کہ پہلے ماں باپ کا حق پھر دوسرے قربت واردوں کا پھر فیروں کافرین میں یکس جہم مقدم ہیں کہ وہ مسکین بھی ہیں اور یکس بھی۔ پھر دوسرے مسکین۔ ۷۔ کہ انہیں گناہوں سے روکو اور نیک کام کی رغبت دو، اس میں دینی دھنڈا بھی داخل ہیں اور عام تبلیغ بھی شامل۔ ۸۔ معلوم ہوا کہ دین موسوی میں زکوٰۃ اور نماز فرض تھی اس میں اسلامی نماز سے کچھ فرق تھا ان پر دن رات میں دو نمازیں اور چارم حصہ مال کی زکوٰۃ فرض تھی۔ ۹۔ معلوم ہوا کہ سارے بنی اسرائیل سرکش نہیں ہوئے تھے کچھ قائم بھی رہے۔ وہی ہمارے حضور کا زمانہ یا کر ایمان لے آئے اور کیوں نہ ہو تا کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی تھی کہ ہماری اولاد میں ایک جماعت ضرور مسلم رہے ومن ذریتنا ملة لک ۱۰۔ رب تعالیٰ نے تورات میں بنی اسرائیل کو حکم دیا تھا کہ آپس میں ایک دوسرے کو قتل نہ کریں۔ کوئی قبیلہ دوسرے کو ایس نکال نہ دے۔ اور اگر کوئی اسرائیلی دوسرے کی قید میں ہو تو اسے قاتل قیدی دے کر چھڑالیں۔ لیکن وہ اس پر

التَّائِبِينَ	۱۹	البقرة ۲
النَّارَ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ		
کام کئے گا وہ جنت والے ہیں انہیں اس میں ہمیشہ رہنا		
وَاِذَا اخَذْنَا مِنْتَاقَ بَنِي إِسْرَٰءِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا		
اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد کیا کہ اللہ کے سوا کسی		
اللَّهِ وَبِأُولَٰئِكَ إِحْسَانًا وَذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ		
کو نہ بلو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں		
وَالْمَسْكِينِ وَفَوَّضْنَا لِلنَّاسِ حَسَنًا وَآفِئُوا الصَّلَاةَ		
اور مسکینوں سے نہ اور لوگوں سے اچھی بات کہو اور نماز قائم رکھو		
وَأَتُوا الزَّكَاةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِّنْكُمْ وَأَنتُمْ		
اور زکوٰۃ دوٹ پھر تم پھرتے ہو تم میں سے کچھ تو اسے نہ اور تم		
مُعْرِضُونَ وَإِذَا اخَذْنَا مِنْتَاقَ لَّاسْتَفْكُونَ دِمَاءَكُمْ		
روگردان ہو اور جب ہم نے تم سے عہد لیا کہ اپنوں کا خون نہ کرنا		
وَلَا تَخْرُجُونَ أَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ أَقْرَرْتُمْ وَأَنتُمْ		
اور اپنوں کو اپنی بستیوں سے نہ نکالنا پھر تم نے اس کا اقرار کیا اور تم		
تَسْفِهُونَ ثُمَّ أَنْتُمْ هَٰؤُلَاءِ تَقْتُلُونَ أَنْفُسَكُمْ وَ		
کواہ ہو پھر یہ جو تم ہو اپنوں کو قتل کرنے لگے اور اپنے آپ سے ایک گروہ کو اپنے دلی سے		
تَخْرُجُونَ فَرِيقًا مِّنْكُمْ دِيَارَهُمْ تَظْهَرُونَ عَلَيْهِمْ		
نکالتے ہو ان پر سدا دیتے ہو (ان کے مخالف کو)		
يَا أَيُّهَا الْعَادُونَ إِنَّ يَأْتِيَكُمُ اسْرِي تُقْدُوهُمْ		
گناہ اور زیادتی میں اور گروہ قیدی ہو کر تمہارے پاس آئیں تو پھر تم نے انہیں چھڑا لیتے ہو		
مَنْزِل ۱		

قائم نہ رہے کہ بنی قریظہ اور بنی نضیر آپس میں لڑتے جڑتے تھے اور ایک دوسرے کو موقع پا کر جلا وطن کر دیتے تھے۔ مگر کسی اسرائیلی کو قید میں دیکھتے تو اسے چھڑا لیتے اس آیت میں اس کا ذکر ہے۔

یعنی تم پر از دوسے توبہ، شریف ایک دوسرے کو جلا وطن کرنا تو حرام ہے اور قیدیوں کو چھڑانا لازم۔ تم جلا وطن بھی کرتے ہو اور قیدیوں کو چھڑاتے بھی ہو۔ یہ دو عمل یکساں ہیں۔ پوری کتب پر عمل کرو۔ یہ شریعت کے سارے مسکوں پر سب کو عمل کرنا چاہیے کوئی شخص کسی وقت بھی شریعت کی پابندی سے آزاد نہیں ہو سکتا۔ ہاں اگر کسی کو کسی وجہ سے شریعت سے آزاد کر دے وہ دوسری بات ہے جسے فقیر کو زکوٰۃ سے، حافظ کو نماز سے، سب اس سے چند مسئلے معلوم ہوتے ایک یہ کہ قرآنی خبریں و افعال پر حق ہیں کہ قرآن کی خبر کے مطابق ہی قرینہ تو مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دنیاوی رسوائی ہوئی۔ دوسرے یہ کہ کبھی

مکناہوں کی شامت سے دنیاوی آفت بھی آجاتی ہیں تیسرے یہ کہ کفار پر دنیاوی آفت ان کے مکناہوں کا کفارہ نہ ہوں گی۔ آخرت میں عذاب اس کے عطا ہو گا۔ خلاف مومن کے کہ اس کی دنیاوی سختی بھی رب کی رحمتیں میں جاتی ہیں کہ ان کی وجہ سے وہ مکناہوں سے پاک و صاف ہو جاتا ہے صحت یکساں ہے مگر نتیجہ میں فرق ہے۔ سب اس میں مومن و کافر دونوں سے خطاب ہے کہ اللہ نیک کاروں کی نیک بدیوں کی بدی سے بے خبر نہیں۔ لہذا یہ آیت عتاب و ثواب کی ہے۔ ۵۵۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ کفار کے سرداروں کا عذاب بھی ہلکا نہ ہو گا۔ اگرچہ بعض تانت کفار کا عذاب کسی وجہ سے ہلکا ہو جائے۔ جیسے ابو طالب کا عذاب اس لئے ہلکا ہے کہ انہوں نے حضور کی خدمت کی۔ دوسرے یہ کہ قیامت میں مدد کسی کی نہ ہو گا کفار کے لئے ہو گا اللہ تعالیٰ مومنوں کے لئے مدد سے مددگار مقرر فرمادے گا کہ جو امدادگار کوئی نہیں وہ درپردہ اپنے کفر کا اقرار کرتا ہے۔ ۵۶۔ موسیٰ علیہ السلام کے چار ہزار پیغمبر تعریف لائے، جو شریعت موسیٰ کے حلقہ اور توبہ کے احکام کو جاری کرتے تھے، چہ تک ہمارے حضور کے بعد کوئی نبی نہیں، اس لئے خلافت کا یہ کام علیہ السلام کے سپرد ہوا اور الحمد للہ کہ علیہ نے کمال طور پر یہ فریضہ ادا کیا اسی لئے حضور نے فرمایا کہ میری امت کے علیہ بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں۔ ۵۷۔ روح القدس حضرت جبریل علیہ السلام کا لقب ہے کیونکہ وہ روحانی ہیں اور انبیاء پر وحی لاتے ہیں اور وحی روح الامن ہے اور آپ مرصع سے پاک ہیں، حضرت جبریل عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہر وقت رہتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ غیر خدا کی مدد شرک نہیں، رب نے عیسیٰ علیہ السلام کی مدد حضرت جبریل کے ذریعہ فرمائی۔ جب جبریل مدد کر سکتے ہیں تو حضور بھی مدد فرما سکتے ہیں۔ ۵۸۔ خیال رہے کہ کفار کے مقابلہ میں تکبر کرنا ثواب ہے مومنوں کے مقابلہ میں تکبر کرنا گناہ، نبی کی ہار گناہ میں تکبر کرنا کفر ہے وہاں ادب و نیاز چاہیے۔

یعنی

وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ إِخْرَاجُهُمْ أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ

اور ان کو نکالنا تم پر حرام ہے نہ تو کیا خدا کے حکم میں ایمان رکھتے ہو

الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضِ فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلُ ذَلِكَ

لاتے ہو اور کفر سے انکار کرتے ہو تو جو تم میں ایسا کرے اس کا بدلہ کیا ہے

مِنْكُمْ الْآخِرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَتَوْمَ الْقِيَمَةِ يُرَدُّونَ

مگر یہ کہ دنیا میں رسوا ہو جائے اور قیامت میں سخت تر

إِلَىٰ أَشَدِّ الْعَذَابِ يَوْمَ اللَّهِ يُغَافِلُ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۚ أُولَٰئِكَ

عذاب کی طرح بھرے جائیں گے اور اللہ تمہارے کرتوتوں سے بے خبر نہیں نہ ہیں

الَّذِينَ اشْتَرُوا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ فَلَا يَخَفُفُ

لوگ جنہوں نے آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی مول لی تو نہ ان پر سے عذاب

عَنْهُمْ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يَنْصَرُونَ ۚ وَلَقَدْ اتَيْنَا

ہلکا ہو اور خدا ان کی مدد کی جائے نہ اور بے شک ہم نے

مُوسَىٰ الْكِتَابَ وَفَقَيْنَا مِنْ بَعْدِهِ بِالرُّسُلِ ۚ وَآتَيْنَا

موسیٰ کو کتاب عطا کی اور اس کے بعد چلے در چلے رسول بھیجے نہ اور ہم نے

عِيسَىٰ ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ ۖ

عیسیٰ بن مریم کو کھلی نشانیاں عطا فرمائیں اور پاک روح سے اس کی مدد کی

أَفَكُلَّمَا جَاءَكُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَىٰ أَنْفُسُكُمْ اسْتَكْبَرْتُمْ

تو کب کب تمہارے پاس کوئی رسول وہاں کہ تمہارے نفس کی خواہش نہیں مگر کرتے ہو

فَقَرِيبًا كَذَبْتُمْ وَقَرِيبًا تَقْتُلُونَ ۚ وَقَالُوا قُلُوبُنَا

شہ تو انرا انبیاء میں ایک گروہ کو تم جھٹلاتے ہو اور ایک گروہ کو تم تھماتے ہو اور یہ کہہ دیتے ہو کہ

غُلْفٌ بَلْ لَعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيلًا مَّا يُؤْمِنُونَ ۚ

جائے لوں پر بے شک ہے ایسے لوگ اللہ نے ان پر لعنت کی ان کے کفر کی وجہ سے تو ان میں سے کچھ نہ ماننے والے ہیں

مقلد

۹۔ کوئی پیغمبر جہاد میں کفار کے ہاتھوں شہید نہ ہوئے وہی نبی شہید ہوئے جن پر جہاد فرض نہ تھا۔ لہذا یہ آیت اس آیت کے خلاف نہیں، کان حقایقنا نصر المؤمنین۔ یا لا ظالمین افادو سلی

۱۔ تصدیق فرمانے کے یا یہ معنی ہیں کہ قرآن نے ان تمام کتابوں کو سداً بحال وغیرہ کو چاکر دیا۔ کیونکہ ان کتب نے قرآن کی آمد کی خبر دی تھی قرآن کے آنے سے وہ خبریں سچی ہو گئیں یا یہ معنی کہ قرآن نے ان سب کتب کو چاکر دیا یا یہ معنی کہ قرآن نے ان سب کتب کو دھوا سے چاکر دیا۔ اگر قرآن ان کتب کی تصدیق نہ کرتا تو کوئی انہیں جان بھی نہیں دیکھو جن نبیوں کا قرآن نے ذکر نہ کیا ان کے نام تم ہو گئے۔ ۲۔ شانِ رسول جب بھی اہل کتب شرکین سے جنگ کرتے تو حضور کے وسیلے سے وہاں نصرت کرتے تھے۔ کہ خدا یا اس نبی آخر الزمان کے فضل ہمیں بخش دے، رب ہمیں فتح دے تاکہ کیونکہ گزشتہ کتب اور پہلے نبیوں نے حضور کا لفظ عالم میں پھیلا دیا تھا اس آیت میں وہ واقعات یاد دلانے جارہے ہیں

کہ پہلے تم ان کے نام کے فضل دعائیں مانگتے تھے، اب جب وہ محبوب تشریف لے آئے تو تم ان کے منکر ہو گئے۔ معلوم ہوا کہ حضور کے توسل سے دعائیں مانگنا بدیہی پرانی سنت ہے، اور ان کے وسیلے کا منکر ہونا اور نصاریٰ سے بدتر ہے اور حضور کے وسیلے سے پہلے ہی خلق کی حاجتوں سے روائی ہوتی تھی۔ ۳۔ اس ماہِ مبرا نبی علیہ السلام ہیں، کیونکہ جب کسی ذات کو صفات سے بیان کریں۔ تو وہاں مابولی دیتے ہیں، رب فرماتا ہے لَا تَكْفُرْ لِمَا مَنَعَكَ الْبَاطِلُ ظَاهِرٌ بَعَثْنَاكَ عَلَى الْوَحْيِ مِنْ رَبِّكَ فَكَلِّمْهُمْ عَلَى مَا بَعَثْنَاكَ عَلَيْهِ مِنْ حَقِّ الْوَحْيِ فَهُمْ يَكْفُرُونَ

خبر دی کہ میں نے ان میں مشورہ تھی، نصرت یعنی علیہ السلام نے فرمایا تھا میں براہِ رسول باقی من بعدی اسے احمد ۵۴ رب نے ان کے توسل کو برا نہ فرمایا وہ تو محبوب چیز ہے بلکہ انکار رسول پر لعنت کی، اسلئے علیم نہ فرمایا تاکہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ وسیلہ بکڑے پر لعنت فرمائی گئی۔ ۵۔ یعنی ان لوگوں کے کفر کو اپنی قسمت قرار دیکھنا رہے کہ ہر شخص تاجر ہے، زندگی اس کی دوکان، زندگی میں ساتھی اس کے سودے ہیں جو ہر وقت گھٹ رہے ہیں یہ ساتھی خرچ کر کے اعمال کے سودے خرید رہا ہے جو ہر وقت بڑھ رہے ہیں جو نیک اعمال کماے وہ فسخ والا دیواری ہے جو کفر و گناہ کماے وہ خسارہ میں جا رہا ہے۔ ۶۔ بنی اسرائیل کو یہ خدا ہوا کہ ختم نبوت کی نعمت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کہیں ملی کسی اسرائیلی کو ملنا چاہیے تھی۔ اس لئے وہ حضور پر ایمان نہیں لائے۔ معلوم ہوا کہ حد بھی ایمان سے بھی روک دیتا ہے۔ ۷۔ یعنی طرح طرح کے تعصب میں گرفتار ہوئے۔ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام آسمانی کتابوں پر اور حضور کے فرماؤں پر ایمان لانا ضروری ہے۔ ایک کا بھی انکار کفر ہے یہی انبیاء کرام کا حال ہے بلکہ یہی اہل بیت عظام اور صحابہ کبار کا حال ہے کہ سب پر ایمان لانا سب کی تعظیم کرنا لازم ہے۔ ۹۔ جن پیغمبروں یا جن کتابوں کا قرآن نے ذکر نہ کیا۔ وہ تم ہو کر رہ گئے

وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَهُمْ

اور جب انکے پاس اللہ کی وہ کتاب (قرآن) آئی جو انکے ساتھ والی کتاب (توریت) کی تصدیق فرماتی

وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا

ہوئے اور اس سے پہلے وہ اسی نبی کے وسیلے سے کافروں پر فتح مانگتے تھے نہ

جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ

تو جب انکے پاس وہ کتاب پہنچا تو انہیں اس کے منکر ہو گئے اور انہیں لعنت ہو

بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهِ أَنْفُسَهُمْ أَنْ يَكْفُرُوا بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ

اُنکے کس پر سے کھول انہوں نے اپنی جانوں کو خرید لیا کہ اللہ کے انکسار سے منکر ہوں

بَغْيًا أَنْ يَنْزِلَ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ

اس کی بجائی سے کہ اللہ اپنے فضل سے اپنے جس بندے پر چاہے

عِبَادِهِ فَبَاءُوا بِغَضَبٍ عَلَى غَضَبٍ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ

وہی انہوں نے تو غضب پر غضب کے سزا دار ہوئے نہ اور کافروں کے لئے ذلت کا عذاب

مُهِينٌ ۚ وَآذَانُ قَلِيلٍ لَهُمْ أَمْنًا بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالَُوا

ہے اور جب ان کے کہا جاوے کہ اللہ کے اوتارنے پر ایمان لاؤ گے کہیں

تَوْفَنُ بِمَا أَنْزَلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُونَ بِمَا وَرَاءَهُ سَاءَ

وہ جو ہم پر اترا اس پر ایمان لاتے ہیں اور باقی سے منکر ہوتے ہیں مانگتے رہا

الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِمَا مَعَهُمْ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُونَ النَّبِيَّ

حق ہے ان کے پاس دالے کی تصدیق فرماتا ہوا تم فرماؤ کہ پھر اے انبیاء

اللَّهُ مِنْ قَبْلُ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۚ وَلَقَدْ جَاءَكُمْ

کہ کیوں شہید کیا اگر تمہیں اپنی کتاب پر ایمان تھا نہ اور بیشک تمہارے

مُوسَى بِالْبَيِّنَاتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِ

پاس توسل کس نشانیاں لے کر تشریف لایا پھر تم نے اس کے بعد بھروسے

کوئی انہیں جانتا نہیں۔ ۱۰۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر کو قتل کرنا یا ان کی امانت کرنا کفر ہے، انبیاء کی تعظیم ایمان کا رکن اعلیٰ ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ کفر سے راضی ہونا بھی کفر ہے کہ موجود بنی اسرائیل نے انبیاء کرام کو شہید کیا تھا۔ مگر چونکہ وہ قاتلین کی اس حرکت سے راضی تھے اور قاتلین کو محفلت سے ملے کرتے تھے۔ لہذا انہیں بھی قاتلوں میں شامل کیا گیا۔ یہی حال نیک اعمال کا بھی ہے۔

131

مازلہ

173

11
E

منازل

جواب سے اسلامی سلام و جواب افضل ہیں کیونکہ ان کے سلاموں میں صرف دنیا کی دعائیں ہیں، اسلامی سلام میں سلامتی کی دعا ہے جو دنیا و آخرت کو شامل ہے۔
بھی معلوم ہوا کہ جھگوڑے پجڑ کی مزاحمت ہے۔

۱۔ شان نزول۔ ابن صوری یودی نے حضور کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ چونکہ قرآن حضرت جبریل لائے ہیں لہذا ہم قرآن کو نہیں مانتے اگر کوئی اور فرشتہ لاتا ہو تا تو مان لیتے اس پر یہ آیت اتری۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ الفاظ قرآن کان پر اور اسرار قرآن حضور کے دل پر رب کی طرف سے اترے رب فرماتا ہے شان ملنا بیانہ لہذا حضور کے برابر کسی کو قرآن کا علم نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ حضور کو خود رب نے سکھایا۔ ۳۔ یعنی قرآن ایک اللہ کی ہدایت اور جنت کی خوش خبری صرف مسلمانوں کو دیتا ہے۔ ایمان کی ہدایت سارے انسانوں کو۔ دوسری جگہ ہے۔ ۴۔ حدیث بخاری۔ لہذا آیات میں تعارض نہیں۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ جبریل علیہ السلام

حضرت میکائیل، جبریل، ہارے فرشتوں سے افضل ہیں اسی لئے ان کا ذکر پہلے ہوا کیونکہ حضرت جبریل خدائے روح یعنی وحی لاتے ہیں اور حضرت میکائیل خدائے جسم یعنی بارش لاتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ماں باپ نے استاد و پیر کا درجہ زیادہ ہے کہ جسم ماں باپ سے ملا اور علم و ایمان استاد و پیر سے۔ ۵۔ معلوم ہوا کہ خدا کے پیاروں سے عداوت خدا سے عداوت ہے اور خدا کے پیاروں کی محبت رب کی محبت ہے فَاَتُفَوِّضُ إِلَيْكُمْ اللَّهُ يَهْدِيكُمْ اللَّهُ يَهْدِيكُمْ اللَّهُ یہ بھی معلوم ہوا کہ محبوب کے خدام بھی پیارے ہوتے ہیں۔ حضرت جبریل خادم انبیاء ہیں۔ اسی لئے خدا کو اتنے پیارے ہیں کہ ان کا دشمن رب کا دشمن ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک فرشتہ سے عداوت سارے فرشتوں سے عداوت ہے۔

یہی حال انبیاء اولیاء سے عداوت رکھنے کا ہے۔ ۶۔ فاسق اعتقادی یعنی کفار و منافقین یہ فسق کفر ہے۔ ۷۔ معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لانے سے پہلے رب کے قرب خاص میں حاضر تھے وہاں سے رب کے پیغمبر ہونے آئے ہم لوگ دنیا میں آئے ہیں اور حضور بھیجے گئے ہیں۔ اسی لئے ہم رسول نہیں۔ حضور رسول ہیں ہم اپنے ذمہ پر آئے، حضور رب کی ذمہ داری پر۔ ۸۔ یہود کے چار فرقے تھے ایک توریت کے حقوق ادا کرنے والا جو بعد میں حضور پر بھی ایمان لائے۔ دوسرا وہ جو اعلانیہ توریت کی حدود توڑ کر سرکش ہوا۔ تیسرا فریق بنی اسرائیل ان کا ذکر ہے۔ تیسرا وہ جس نے جماعت سے

معتدی عمل کی۔ اس کا اعلان نہ کیا۔ ان کے لئے سناہتم لا یُعْلَمُونَ ہے جو تھے وہ جس نے بظاہر عداوتے باطن عداوت کرتے رہے۔ یہ جاہل بننے تھے ان کے لئے بنی اسرائیل کا یَعْلَمُونَ ہے۔ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ کتاب پر عمل نہ کرنا اسے پیغمبر بھیجے ڈالنا ہے اگرچہ اسے روز پر ہے اور اچھے کپڑوں میں لپیٹ کر رکھے۔ جیسا کہ یہود توریت کی بہت تعظیم کرتے تھے مگر حضور پر ایمان نہ لائے۔ تو اس پر عمل نہ کیا گیا۔ گویا اسے پس پشت ڈال دیا۔ ۱۰۔ اس سے اشارہ معلوم ہوا کہ قرآن شریف کی طرف پیغمبر نہیں کہنی

الْحَمْدُ	۴۴	البقرة
<p>قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلْجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَى قَلْبِكَ</p> <p>مُرَافِقًا وَهُوَ كَوْنِي جبریل کا دشمن ہوئے تو اس (جبریل) نے تمہارا مددگار بن دیا</p> <p>يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنِ عَدُوًّا لِلَّهِ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَى قَلْبِكَ</p> <p>اللہ کے حکم سے یہ قرآن اتارا اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتا اور ہدایت اور بتا دیتا</p> <p>لِلْمُؤْمِنِينَ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ</p> <p>مسلمانوں کو ملے جو کوئی دشمن ہو اللہ اور اس کے فرشتوں اور ان کے رسولوں</p> <p>وَجِبْرِيلَ وَمِيكَالَ فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِلْكَافِرِينَ وَلَقَدْ</p> <p>اور جبریل، میکائیل اور مکیال کا تو اللہ دشمن ہے کافروں کا تو ہے اور بیشک</p> <p>أَنزَلْنَا إِلَيْكَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ وَمَا يَكْفُرُ بِهَا إِلَّا الْفَاسِقُونَ</p> <p>ہم نے تمہاری طرف روشن روشنیوں، آماروں اور ان کے منکر ہونے کے کواشف لوگ نہ</p> <p>أَوْكَلْنَا عَهْدًا وَعَهْدًا تَبَيَّنَ لَهُ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ بَلْ أَكْثَرُهُمْ</p> <p>اور کیا سب سے بھی کر رہے ہیں ان میں سے ایک فریق اسے پہچانے کیلئے تیار ہے بلکہ ان میں سے بہتوں</p> <p>لَا يُؤْمِنُونَ وَلَمَّا جَاءَهُمْ رَسُولٌ مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ</p> <p>کو ایمان نہیں اور جب ان کے پاس تشریف لایا اللہ کے نبیال سے ایک رسول نہ</p> <p>مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيقٌ مِّنَ الَّذِينَ آمَنُوا</p> <p>ان کی کتابوں کی تصدیق فرماتا تو کتاب والوں سے ایک گروہ نے کہ</p> <p>الْكِتَابُ كِتَابُ اللَّهِ وَرَأَوْا ظُهُورَهُمُ كَأَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ</p> <p>اللہ کی کتاب اپنے پیچھے چھپک دی کہ گویا وہ لوگ علم ہی نہیں رکھتے کہ</p> <p>وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِينُ عَلَىٰ مُلْكٍ سَلِيمٍ</p> <p>اور اس کے پیرو ہوئے جو شیطان پڑھا کرتے تھے سلطنت سلیمان کے زمانہ میں نہ</p> <p>وَمَا كُفِرُ سَلِيمٍ وَلَكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا وَأَعْلَمُونَ</p> <p>اور سلیمان نے کفر نہ کیا ہاں شیطان کافر ہوئے نہ</p>		
مقول		

چاہیے کہ یہ سب وحی اور بے توہمی کی علامت ہے۔ دوسرے یہ کہ سب عمل عالم جاہل کی طرح ہے بلکہ اس سے بھی بدتر۔ ۱۱۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جادو حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ سے پہلے۔ دوسرے یہ کہ اس کے پھیلانے والے شیاطین تھے۔ اس کی ابتدا فرشتوں سے نہیں۔ ۱۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ پیغمبروں سے دشمنوں کے الزام دور کرنا رب تعالیٰ کی سنت ہے کہ لوگوں نے حضرت سلیمان پر جادوگری کی حسرت لگائی۔ تو رب نے اس آیت میں اسے دفع فرمایا، دوسرے یہ کہ جادو کرنا کفر بھی ہوتا ہے جب اس میں کفریہ الفاظ ہوں۔

مداومت مادوت دو فرشتے ہیں جو تمام فرشتوں سے زیادہ عابد و زاہد تھے۔ ایک دفعہ اہل انسانی دنیا میں حاضری و حاکم بنا کر پہنچے تھے ایک عورت زہرہ کا مقدر پیش ہوا۔ جس پر یہ ماضی ہو گئے اور اس کے حق میں بہت کچھ کر بیٹھے، اور اس علیہ السلام کا نواز قلم ان کے ویسے سے توبہ تو قبول ہوئی مگر پہلے کے تو سب میں قید کر دیے گئے اور انہیں جلدی کی تعلیم کے لئے مقرر کر دیا گیا۔ پھر لگا کر نورانی فرشتے جب اہل انسانی میں آئیں ان میں کھائے پیئے بلکہ بیچ کر کئے کی تو سب یہاں پہنچ گئے ہیں۔ سوئی علیہ السلام کی لامنی سادہ بن کر کھائی تھی مختلف مایا ہوتوں لہذا حضور بھی اللہ کے نور میں مگر بشری لباس میں آئے تو کھاتے پیئے سوتے جاتے تھے۔ سبھی

نورانیت کا تصور ہوتا تو کھاتے پیئے سے بے نیاز بھی ہو جاتے تھے جیسے سراج میں نور روزہ وصل میں بھی علیہ السلام چوتھے آسمان اور اصحاب کف عمار میں ہزاروں سال سے بغیر کھاتے پیئے زندہ ہیں یہ ہے نورانیت کا تصور۔ ۱۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جلدو کے موجد شیاطین ہیں۔ فرشتے نہیں یہ صراحت تو جلدو میں پختے کے بعد لوگوں کو اس سے بچنے کے لئے آئے تھے۔ دوسرے یہ کہ اکثر جلدو کفر ہوتا ہے یا تو اس طرح کہ اس میں شرک لگے ہوئے ہیں یا اس کی شرائط میں شرک ہوتا ہے تیسرے یہ کہ جلدو سکھاتا کفر نہیں بلکہ اس سے بچنے کے لئے اس کی برائی جان کر کے سکھاتے ہیں اس پر عمل کرنے کیلئے سکھاتا کفر ہے۔ جیسا کہ شیاطین سکھاتے تھے۔ دیکھو بچے کے لئے کلمات کفریہ لکھا سکھا دیتے ہیں کفر جانا کفر نہیں کفر جانا اور اس پر عمل کرنا کفر ہے۔ ۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جلدو میں ازہ ہے اگرچہ اس میں کفر لگے ہوں دوسرے یہ کہ کفار بھی قصان لکھتی پٹھا مکتے ہیں۔ جب جلدو میں قصان کی نامیج ہے تو قرآنی آیات میں ضرور شک کی تاثیر ہے رب فرماتا ہے۔ **وَيَقُولُ سَوَاءٌ عَلَيْنَا لَأَعِيشَ فِيهِ بَشَرٌ حَتَّىٰ نُفِثَ فِي عَصَنِكَ إِنَّكَ لَبِاعِلٌ مُّشْوَغٍ** جب کفار جلدو سے قصان پہنچاتے ہیں تو خدا کے بندے بھی کرامت کے ذریعہ نفع پہنچاتے ہیں۔ یعنی علیہ السلام نے فرمایا تھا **إِنِّي أَنَا نَكْتُبُ لَكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ** یعنی میں نے اس سے معلوم ہوا کہ علم میری خدا کی علموں میں سے ایک علم ہے جس کی کتاب کو منظور ہے (عربی) اسی لئے اس کے کھانے کیلئے طاہرہ کچھ مسئلہ۔ جو جلدو کفر ہے اس کا کرنے والا مرتد ہے اور جو جلدو کفر نہیں محو جلدو کر لوگوں کو اس سے ہلاک کرتا ہے وہ ڈاکو کے حکم میں ہے۔ مسئلہ۔ جلدو کو توڑنے کے لئے جلدو کھینکا کفر نہیں بلکہ اس میں کفریہ کلمات نہ ہوں۔ ۵۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قصان پہنچانے کے لئے جلدو کھینکا حرام ہے لہذا دفع قصان کے لئے جائز ہے دوسرے یہ کہ اہل کتاب بھی جانتے تھے کہ جلدو بری چیز

چ

النَّاسِ السَّعَرُ وَمَا نُزِّلَ عَلَى الْمَلَائِكَةِ بِبَابِلَ

لوگوں کے عابد سکھاتے ہیں اور وہ (نورانی) بایابل میں دو فرشتوں

هَارُوتَ وَمَارُوتَ وَمَا يَعْلَمُونَ مِنْ أَحَدٍ حَتَّىٰ

ہاروت و ماروت پر امتحان اور وہ دونوں کسی کو کچھ نہ سکھاتے

يَقُولُوا إِنَّمَا أَنْتَ مُفْتَنٌ فَلَا تُكْفِرْ فَيَتَعَلَمُونَ مِنْهَا

جب تک یہ کلمہ کہے کہ تم توڑی آزمائش میں تو اپنا ایمان دکھوت تو ان سے کچھ نہ سیکھو

مَا يَفْقَرُونَ بَيْنَ يَدَيْهِ الْمَرْءَ وَزَوْجَهُ وَمَا هُمْ بِضَارِينَ

جہاں تو اس کی مرد اور اس کی عورت میں اور اس سے ضرر نہیں پہنچتا

يَهْدِي مَنْ أَحْبَبَ إِلَّا يَذْنُ اللَّهُ وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمْ

کسی کو گمراہ کئے حکم سے اور وہ کچھ نہیں بدلتا انہیں نقصان لگنے کا

وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَلَقَدْ عَلِمُوا لَمَنِ اشْتَرَاهُ مَا لَهُ

نفع نہ ہے حکم اور ایک ضرور انہیں معلوم ہے کہ جس نے یہ سودا لیا

فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلْقٍ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهِ أَنْفُسَهُمْ

آخرت میں ہلاک کر دینے کی اور بیک کیا بری چیز ہے وہ جس کے بدلے اپنا ہول لے لیا

لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۝ وَلَوْ أَنَّهُمْ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَمَثُوبَةٌ

جائیں یہی کسی طرح انہیں علم ہو تا اور اگر وہ ایمان لاتے اور پرہیزگار کرتے لانا

مِنْ عِنْدِ اللَّهِ خَيْرٌ لَّوْكَانُوا يَعْلَمُونَ ۝ يَا أَيُّهَا

وہ بایابل کا جواب بہت اچھا ہے کہ کسی طرح انہیں علم ہو جائے ایمان والو

الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انظُرْنَا وَ

راعیانہ نہ کہوت اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر

اسْمِعُوا ۚ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ مَا يُوَدُّ الَّذِينَ

کفر رکھیں کہ اور بلیے کی ہے بھروسہ اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے

منزل

ہے اس سے آخرت کی محرومی ہے۔ ۶۔ آخرت کی تھوڑی سی نعمت دنیا کی بڑی سے بڑی نعمت سے اعلیٰ ہے۔ ۷۔ حضور کی شان میں ہر کلمہ بولنا حرام ہے اگرچہ توہین کی نیت نہ بھی ہو اور توہین کی نیت سے بولنا کفر ہے نیز جس لفظ کے دو معنی ہوں اچھے اور برے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ اور حضور کے لئے استعمال نہ کئے جائیں۔ تاکہ دو سوال کو بدگوئی کا مقصد نہ لے لے اللہ تعالیٰ کو مہیا نہ کو کہے کہ مہیا کے معنی مالک بھی ہیں اور خلدو بھی۔ لہذا اب اللہ کو مالک کے معنی میں بھی مہیا نہ کہو۔ ۸۔ پھر لگا کر حضور کی بارگاہ کا وہ رب تعالیٰ خود سکھاتا ہے اور ان احکام کو خود جاری فرماتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہر کلمہ بولنا کفر ہے اسی لئے فرمایا گیا **لَا تَقُولُوا** ای۔ ۹۔ بعض دفعہ اصحاب حضور کے وعظ میں عرض کرتے تھے **رَاعِنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ** یعنی ہماری رعایت فرماتے ہوئے یہ کلام واضح فرمادیں۔

پیشہ مطر ۴۳۳ یسوع کی وفات میں یہ لفظ کالی تھا۔ انہوں نے بری نیت سے یہی لفظ کہنا شروع کیا۔ حضرت سعد نے یسوع سے کہا کہ اگر تم نے اس کلمہ پر لفظ بولا تو تمہاری گردن مار دوں گا کیونکہ آپ یسوع کی زبان سے واقف تھے۔ یسوع بولے کہ مسلمان بھی تو یہ لفظ بولتے ہیں۔ تب یہ آیت نازل ہوئی جس میں مسلمانوں کو بھی اس لفظ کے استعمال سے منع کر دیا گیا۔

۱۔ معلوم ہوا کہ کوئی کافر مشرک بھی مسلمانوں کا خیر خواہ نہیں ہو سکتا جو انہیں خیر خواہ کہے گا اور دھوکا کھائے گا ۲۔ شان نزول۔ کچھ کفار قرآن کریم کے بعض احکام

منسوخ ہونے پر اعتراض کرتے تھے۔ بعض لوگ کہتے تھے کہ توریت و انجیل منسوخ نہیں ہو سکتی ان کے جواب میں یہ آیات اتریں۔ خیال رہے فتح تین طرح کا ہے۔ فتح جلالت، فتح حکم یا دونوں سب جیسے قرآن کہ توریت و انجیل سے بہتر ہے یا قرآن کی بعض نافع آیات بمقابلہ بعض منسوخ آیات سے افضل اور نافع ہیں۔ ۳۔ بعض موجودہ آیات دوسری بعض سے افضل ہیں، جیسے تین بار قل عر اللہ کا ثواب پورے قرآن کے برابر ہے اور تین سو بار تبت پر کا ثواب اتنا نہیں، حالانکہ دونوں رب کا کلام ہیں۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض آیات تلاوت یا حکم منسوخ ہیں اور یہ فتح مخلوق کے لئے تبدیل ہے مگر رب کے نزدیک ایک حکم کی مدت کی اتنا کامیاب ہے، جیسے طیب بیمار کی حالت کے مطابق نسخہ میں تبدیلی کرتا ہے یہ ہی مطلب ہے، یخفیٰ بینہما اذ وکلھا ۶۷۔ لہذا رب کو اختیار ہے کہ اپنے ملک میں جب تک چاہے جو چاہے جب چاہے قانون جاری کرے، جب کبھی قانون میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے، دن جاتا ہے رات آتی ہے عالم میں ہر طرح تبدیلی ہوتی رہتی ہے تو بشری قانون میں بھی تبدیلی ہو سکتی ہے یہ تبدیلی مخلوق کی مصلحت کی وجہ سے ہے۔ ۷۔ جو خدا کے عذاب سے جہنم بچا سکے۔ اولیاء انبیاء کی امداد اور حقیقت رب ہی کی امداد ہے۔ رب فرماتا ہے اِنَّمَا یُؤْمِنُ بِکُمْ اللّٰهُ وَرُسُلُہٗ وَلَآئِیْنَ اٰمَنَ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اللّٰہَ وَرُسُلَہٗ اِلٰہُ اِن تَحٰجِبْہِمْ اٰیٰتِیْ فِی رِبِّہِمْ تَعَالٰی کے مقابلہ میں مدد کرنا مراد ہے کہ رب تو مدد کرنا چاہے اور وہ رب کا مقابلہ کر کے مدد کر دیں یہ ناممکن ہے خیال رہے کہ اَوَّلٰیٰیْنَ دَعٰی اللّٰہَ اور ہیں اور دُلّٰی اللّٰہَ اور۔ ولی اللہ، اللہ کے دوست ہیں اور مِنْ دَعٰی اللّٰہَ اللّٰہ کے دشمن، اس میں فرق کرنا ضروری ہے۔ ۸۔ شان نزول یسوع نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ آپ سارا قرآن ایک دم اتروا کر لائیں، ان کے جواب میں فرمایا گیا کہ یہ سوال ایسا لغو ہے جیسا کہ تم لوگوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کیا تھا کہ ہمیں خدا کو دکھا دو۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے،

۲۵	الشّٰرۃ
<p>کَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَلَا الْمُشْرِكِينَ أَنْ يُنَزَّلَ</p>	
<p>وہ جو کافر ہیں کتابی یا مشرک وہ نہیں چاہتے</p>	
<p>عَلَيْكُمْ مِنْ خَيْرٍ مِّنْ تَرْتِكُمْ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ</p>	
<p>کہ تم پر کوئی بھلائی اترنے تمہارے رہنے کے پاس سے نہ اور اللہ اپنی رحمت سے خاص</p>	
<p>مَنْ يَّشَکْ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝ مَا نَنْسَخْ مِنْ</p>	
<p>کرتا ہے جسے چاہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے جب کوئی آیت منسوخ</p>	
<p>آیۃً أَوْ نُنَسِّہَا نَاتٍ بِخَيْرٍ مِّمَّہَا أَوْ مِثْلَہَا ۝ لَمْ تَعْلَمُ</p>	
<p>فراموش یا بھلا دینا اس سے بہتر نہ یا اس جیسی نئے آیتیں گے نہ کیا تھے خبر نہیں</p>	
<p>أَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ لَمْ تَعْلَمُ أَنَّ اللّٰہَ لَهُ</p>	
<p>کہ اللہ سب کچھ کر سکتا ہے نہ کیا تھے خبر نہیں کہ اللہ ہی کے لئے ہے</p>	
<p>مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا لَکُمْ مِّنْ دُونِ اللّٰہِ</p>	
<p>آسمان و زمین کی بادشاہی نہ اور اللہ کے سوا تمہارا نہ کوئی</p>	
<p>مِّنْ قَوْلِیْ وَلَا نَصِیْرٌ ۝ اَمْ تَرِیْدُوْنَ اَنْ تَسْأَلُوْا</p>	
<p>معاہدی نہ مدد بخار نہ کیا نہ چاہتے ہو کہ اپنے رسول سے</p>	
<p>رَسُوْلَکُمْ کَمَا سَئِلَ مُوسٰی مِنْ قَبْلُ وَمَنْ یَّتَبَدَّلِ</p>	
<p>وہا سوال کرو جو موسیٰ سے پہلے ہوا تھا اور جو ایمان کے بدلے</p>	
<p>الْکُفْرَ بِالْاٰیٰتِیْنَ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیْلِ ۝ وَذَکِیْرٌ</p>	
<p>کفر نے وہ گمراہ راستہ بہک گیا نہ بہت کتابوں میں</p>	
<p>مِّنْ اٰهْلِ الْکِتٰبِ لَوْ یُرِیْدُوْنَ مِّنْ بَعْدِ اٰیٰتِنَا لَمْ نَّفَعَا</p>	
<p>نے چاہا کاش کہ کتب میں ایمان کے بعد کفر کی طرف پھیر دیں</p>	
<p>حَسَدًا ۚ اَمِنْ عِنْدِ الْاَنْفُسِیْمِ مِّنْ بَعْدِ مَا تَبِیْنُ لَہُمْ</p>	
<p>اپنے دلوں کی مصلحت سے نہ بعد اس کے کہ حق ان پر خوب ظاہر ہو</p>	
<p>مَقْلُوبًا</p>	

ایک یہ کہ قلم انجیز سوال منع ہے دوسرے یہ کہ بدگوئی کی بارگاہ میں زیادہ پوچھ گچھ کرنا ہے اور یہ ہے، قول کم کہو عمل زیادہ کرو۔ زیادہ باتیں کرنے والے عمل میں صفر ہوتے ہیں۔ ۹۔ غیر ضروری یا ضلوعیہ کرنے والے سوال کرنا بھی مکمل ہیں۔ کیونکہ یسوع نے حضور سے یہی کہا تھا کہ آپ اچانک پوری کتاب کیوں نہیں لاتے، موسیٰ علیہ السلام سے بھی کہا تھا کہ آپ ہمیں رب کیوں نہیں دکھاتے، اس قسم کے سوالات منع ہیں۔ ۱۰۔ معلوم ہوا کہ حد بڑی بڑی بتا دی ہے جس سے ایمان بھی ختم ہو سکتا ہے، شیطان کو حد سے زیادہ کیا۔ رب تعالیٰ حد سے بچائے۔ شان نزول یسوع نے جبکہ اس کے موقع پر مسلمانوں سے کہا تھا کہ اگر تم حق پر ہوتے تو فکرت نہ کھاتے۔ اس پر یہ آیت اتری۔

111

هینزلی

45

100

ہوا۔ دورانِ مناظرہ انھوں نے خوب شور مچایا۔ یہود کہتے تھے کہ عیسائی کلمے تھے کہ یہودی کلمے نہیں! اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اب یہود تو ریت
عیسائی اُٹھ کر پڑھتے ہیں، ان دونوں میں کوئی دھمکی طبعاً السلام کی تصدیق ہے، پھر ایک دو سمرے کا انکار کرتے ہیں۔ اس کی پہلی تردید ہو رہی ہے۔

اس خیال رہے کہ یہود و نصاریٰ نے ایک دوسرے کے پیغمبر کا انکار کیا اور ایک دوسرے کی کتابوں کے منکر ہوئے، اسلئے ان پر یہ عتاب آیا۔ اب مسلمان تمام پیغمبروں کو برحق مان کر یہودیوں اور عیسائیوں کی تردید کرتے ہیں لہذا اس میں اور اس زمین آسمان کا فرق ہے، اب آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ۷۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز کے وقت مسجد میں قفل لگا رکھنا منع ہے یہی معلوم ہوا کہ مسلمان کو مسجد میں نماز سے روکنا منع ہے، کفار کو مسجد سے روکا جاسکتا ہے۔ رب فرماتا ہے: اِنَّمَا الشُّرُكُوْنَ اَعْيُنُهُمْ لِّلْبَصَرِ كَاِذَا شَهِدُوا الْقُرْآنَ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ اِذَا دُعِيَ الرَّسُوْلُ اِلَى الْغَزَا فَوَسَّوْا بَيْنَ يَدَيْهِمْ ۚ وَكَذٰلِكَ فَجَعَلْنَا لِّلشُّرِكِ بُرْهٰنًا ۚ وَهُوَ فِيْ عِندِ رَبِّیْ سَوِیٌّ لِّدَعْوِیِّ الرَّسُوْلِ ۚ وَكَذٰلِكَ فَجَعَلْنَا لِّلشُّرِكِ بُرْهٰنًا ۚ وَهُوَ فِيْ عِندِ رَبِّیْ سَوِیٌّ لِّدَعْوِیِّ الرَّسُوْلِ ۚ

کی اور جس کے منہ سے آ رہی ہو اس کو یہ نماز سے روکنا نہیں بلکہ ایذا دہ چیز کو مسجد سے دور رکھنا ہے۔ جیسے کوڑے کو مسجد سے نکالنا۔ ۷۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسجد کے نزدیک دو سواری مسجد مانا کہ پہلی مسجد ویران ہو جائے منع ہے کہ یہ بھی مسجد کی ویرانی میں کوشش کرنا ہے۔ ۷۴۔ یہ آیت ان مشرکوں کے متعلق نازل ہوئی جو مسلمانوں کو کعبہ معظمہ میں نماز پڑھنے سے روکتے تھے اور صلح حدیبیہ میں بھی اس کا شان نزول منقول ہے۔ ۷۵۔ اس سے چند فائدے حاصل ہوئے ایک یہ کہ قرآن کی غیبی خبریں برحق ہیں کہ رب نے خبر دی تھی کہ عکرب وہ وقت آئے گا کہ کفار خود حرم شریف میں نہ آسکیں گے۔ عمر ڈرتے ہوئے اور ایسا ہی ہوا۔ دوسرے یہ کہ مسجد میں نعت خوانی، تلاوت قرآن، محفل میلاد شریف سے روکنے والا بھی اس وعید میں داخل ہے۔ کیونکہ یہ سب اللہ کا ذکر ہیں بشرطیکہ ان سے جماعت اولیٰ میں حرج نہ ہو۔ تیسرے یہ کہ مسجد میں چراغاں، قلعی، بھاڑو وغیرہ سب مسجد کی آبادی کا ذریعہ ہیں، ان سے روکنے والا بھی اس وعید میں شامل ہے۔ ۷۶۔ شان نزول صحابہ کرام کی ایک جماعت جو اندھیری رات میں سفر کر رہی تھی نماز عشاء پڑھنے لگی۔ اندھیرے کی وجہ سے کسی کو قبلہ کی سمت معلوم نہ ہو سکی۔ جس طرف جس کا دل تھا اس طرف نماز پڑھ لی، بعد میں حضور کی خدمت عالیہ میں عرض کیا گیا تب یہ آیت نازل ہوئی جس میں بتایا گیا کہ ایسی حالت میں جس طرف دل تھے اسی طرف قبلہ ہے، یا یہ آیت مسافر کے سواری پر نفل پڑھنے کے متعلق ہے (تخائن وغیرہ)۔ ۷۷۔ یا یہ آیت اس آیت سے منسوخ ہے: وَحِثُّ مٰکُمْ خُودًا وَجُوهُکُمْ۔ شرطہ یا مسافر جب سواری پر نفل پڑھے یا خائف جب ہلکتے ہوئے نماز پڑھے تب اس آیت پر عمل ہو گا۔ ۷۸۔ معلوم ہوا کہ بیابان کی ملک نہیں بن سکتا فوراً آزاد ہو جائے گا جیسا کہ بل سے پتہ لگا کہ چونکہ آسمان زمین کی تمام چیزیں اللہ کی ملک ہیں لہذا اس کی اولاد نہیں بن سکتے۔ ۷۹۔ اس آیت میں رب کی قدرت کا ذکر ہے اور یہ

۲۷	البقرة	۲۸
<p>فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿٢٧﴾ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسْجِدَ اللَّهِ</p> <p>رہے ہیں اور اسی سے بڑھ کر ظالم کون ہو اللہ کی مسجدوں کو روکنے</p> <p>اَنْ يُّذَكِّرَ فِيْهَا اسْمَهُ وَسُغِي فِيْ خُرَابِهَا ۚ اُولٰٓئِكَ مَا كَانُ</p> <p>ان میں ناکھڑا لٹے ہاتھ سے ان کی ویرانی میں کوشش کرے نہ ان کو نہ پہنچا تھا کہ</p> <p>لَهُمْ اَنْ يُّذَكِّرُوْهَا ۚ الْاَخْيَارُ فِيْٓ هٰذَا الدِّیْنِ اَخْزٰی</p> <p>مسجدوں میں غائب ہیں مگر اللہ نے ان کے لئے دنیا میں رسالتی ہے</p> <p>وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿٢٨﴾ وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ</p> <p>اور ان کے لئے آخرت میں بڑا عذاب ہے اور یارب</p> <p>وَالْمَغْرِبُ ۚ فَاِیْنَمَا تُوَلُّوْا فَتَمُ وَجْهَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ وَّاسِعٌ</p> <p>بجانب اللہ ہی کا ہے نہ تو تم کو نہ اللہ کو اور اللہ کا رخ ہر طرف ہے</p> <p>عَلِيْمٌ ﴿٢٩﴾ وَقَالُوْا اَتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۚ سُبْحٰنَہٗ ۚ بَلْ لَّهٗ مَا فِی</p> <p>اللہ سے شک نہ ہو اللہ وسعت والا علم والا ہے اور اسے فائدے پہنچنے والے اولاد کی بات ہے اسے</p> <p>السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ كُلٌّ لَّهٗ قِنْتُوْنَ ﴿٣٠﴾ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ</p> <p>بلکہ اللہ کی عبادت جو آسمانوں اور زمین میں ہے نہ سب اس کے حضور گروں والے ہیں نہ پائیدار</p> <p>وَالْاَرْضِ ۚ وَاِذَا قَضٰی اَمْرًا فَاِنْبَا یَقُوْلُ لَہٗ کُنْ</p> <p>کرنے والا آسمانوں اور زمین کا اور جب کسی بات کا حکم فرمائے تو اس سے یہی فرماتا ہے</p> <p>فَیَکُوْنُ ﴿٣١﴾ وَقَالَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ لَوْلَا یُکَلِّمُنَا اللّٰهُ</p> <p>کہ جو جاوہ فرما کر جاتی ہے اللہ اور مابل بولے اللہ ہم سے کیوں نہیں کلام کرتا</p> <p>اَوْ تَنْزِیْلًا ۚ اٰیۃٌ کَذٰلِکَ قَالَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِہُمْ</p> <p>یا میں کوئی نشانی ہے۔ ان سے انھوں نے بھی ایسی ہی کہی</p> <p>قُلْ قَوْلُہُمْ تَشَابَہَتْ قُلُوْبُہُمْ ۚ قَدْ بَیَّنَّا الْاٰیٰتِ</p> <p>ان کی بات لگتی ہے ان کے دل ایک جیسے ہیں بے شک نے نشانیاں گھول دیں</p>		
منزل		

سنہ ایام اسی طرح خلقک من لفظہ وغیرہ آیات میں قانون کا ذکر ہے لہذا آیات میں تصریح نہیں یعنی رب اس پر لگاؤ ہے کہ کن سے ہر چیز پیدا کر دے مگر قانون یہ ہے کہ کچھ کو لفظ بقرہ بقرہ وغیرہ سے جائے یا امر سے مراد عالم امر ہے جیسے ادراج وغیرہ کہ وہ صرف کن سے یہ ہوا کہیں چنانچہ رب فرماتا ہے قل الودم من امری اور یہ عالم اجسام ہے اس کیلئے وہ آیات ہیں جو اوپر بیان ہوئیں۔ ۸۰۔ افراد کیلئے رب سے ہم کلامی یا دیوار کی تمنا کرنا کفر ہے۔ محبت و شوق میں یہ تمنا میں ایمان ہے۔ کفار کا مقلد یہ کہ ہم کی بات نہ مانیں گے ہم سے خود رب تعالیٰ براہ راست کلام فرمائیے جیسے موسیٰ علیہ السلام سے کہ ان زمن لك حق ذی اللہ جبرۃ تو ہے ایمان ہوئے۔ حضرت موسیٰ نے عرض کیا کہ ذی اللہ یہ مجھ سے کیا ہویت کی شان تھی۔ ۸۱۔ بغیر وسیلہ پیغمبر رب تک پہنچنے کی خواہش کرنا کفار کا کام ہے، جب رب ہم تک پہنچے

(بقیہ صفحہ ۲) وسیلہ نبی نہیں پہنچتا حالانکہ وہ غنی ہے تو ہم اس تک بغیر وسیلہ کیسے پہنچیں حالانکہ ہم محتاج ہیں۔

۱۔ یعنی جس کی غیر غیبتی دینے والا۔ دوزخ سے ڈرانے والا۔ کیونکہ یہاں بشارت تصدیق کے ساتھ صحیح نہیں ہوئی بلکہ ڈرانے کے ساتھ حضور کسی نبی کی بشارت دینے والے نہیں بلکہ سب کی تصدیق فرمانے والے ہیں کیونکہ آخری نبی ہیں۔ ۲۔ یعنی دیگر انتہاء کرام کی احسن ان کی تبلیغ کا انکار کریں گی۔ جس پر رب تعالیٰ تحقیقات فرمانے کا حکم دے گا حضور کے حلق کوئی کافر بھی یہ نہ کہہ سکے گا کہ آپ نے تبلیغ میں کوئی برائی۔ قیامت کے حضور کی تحقیقات کا ذکر اس آیت میں ہے، لکن کونوا

مطلب یہ ہے کہ اے محبوب جو دوزخ میں چلے تم سے یہ سوال نہ ہو گا کہ یہ لوگ کیوں ایمان نہ لائے۔ ۳۔ مطلب یہ ہے کہ کافر مومن سے بھی راضی نہیں ہو سکتے۔ ان سے اتفاق کی وہی صورت، ہیں ایک یہ کہ وہ مومن ہو جائیں دوسرے یہ کہ معاذ اللہ ہم ان کی طرح کافر ہو جائیں۔ ان دو صورتوں کے سوا اگر اتفاق ہو تو ان کی خود غرضی کی بنا پر ہو گا۔ جس کا بار بار تجربہ ہو چکا ہے۔ خیال رہے کہ ولی اور مددگار نہ ہونا رب کا عذاب ہے، مومن کے لئے اللہ نے ولی اور مددگار مقرر فرمائے، رب فرماتا ہے، اِنَادِلِكُمُ اللّٰهُ رَسُوْلًا وَلَٰذِٰلِكَ اَمَّا الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيَتَّقُوْنَ الذِّكْرَ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ ۝۵ اس سے معلوم ہوا کہ درحقیقت کتاب اس کو ملتی ہے جسے اس پر عمل کی توفیق ملے اور ہدایت حاصل ہو فقط اہل کتاب ہو جانا اور کتاب کو غلط طریقہ سے پڑھ لینا کافی نہیں۔ کتاب اللہ کو جو صحیح معنی میں پڑھے گا۔ وہ یقیناً مومن ہو گا۔ کیونکہ۔

توریت و انجیل میں حضور پر ایمان لانے کا حکم فرمایا گیا ہے۔ اب جو حضور پر ایمان لایا وہ اس کتاب پر عامل ہے۔ اور جو ایمان نہ لایا وہ عامل نہیں۔ ۶۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نبی کی اولاد ہونا باعث عزت ہے اور رب کی رحمت ہے۔ دوسرے یہ کہ رب کی نعمتوں کا چرچا کرنا، ذکر کرنا شکر کی قسم ہے اس سے عقل میلاد کا ثبوت ہوا۔ یعنی اس زمانہ میں بنی اسرائیل تمام انسانوں، فرشتوں اور تمام مخلوقات سے افضل تھے۔ کیونکہ یہ نبیوں کی اولاد تھے اور ان میں صالحین امت تھے اب حضور علیہ السلام کا انکار کر کے اور سرکشی کر کے دلیل ہو گئے۔ معلوم ہوا کہ عزت حضور کے قدم سے وابستہ ہے۔ جو ان کا ہو گیا عزت پا گیا۔ جو ان سے بچ گیا ذل ہو گیا۔ ۸۔ خیال رہے کہ اگر قحطی کے بعد آگ وغیرہ کا ذکر ہو تو اس کے معنی ہوتے ہیں بچنا جیسے واقفوا النار اور اگر اس کے بعد قیامت یا اللہ کا ذکر ہو تو اس کے معنی ہوتے ہیں ڈرنا جیسے اتقوا اللہ، لہذا یہاں ڈرنا مراد ہے۔ کیونکہ اللہ سے باقیامت سے کوئی بچ نہیں سکتا۔ ۹۔ یہاں پہلے نفس سے مراد یہاں ہے اور دوسرے نفس سے مراد کفار ہیں۔ یعنی کافر کا بدلہ کوئی نہ دے گا۔ مومن کا ذکر دوسری آیت میں ہے، یہ تمام مذاہب کفار کے ہیں۔ ۱۰۔ یہ تمام چیزیں کافروں کے لئے ہیں۔ مسلمانوں کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ مسلمانوں کا دین کفار ہیں اور ان کے لئے شفاعت و مدد بھی ہے، جیسا کہ دوسری آیات سے ثابت ہے۔ رب فرماتا ہے۔ ان الارضیہ و غایہا جہاد الصالحیہ۔

البقرة ۲۸ البقرة

لِقَوْمٍ يُّوقِنُونَ ﴿۲۸﴾ اِنَّا اَرْسَلْنَا بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا

یعنی والوں پہلے بھیک ہم نے نہیں حق کے ساتھ بھیجا تو غیبتی اور ذکر سناتا کہ

وَلَا تَسْأَلُ عَنْ اَصْحَابِ الْجَحِيْمِ ﴿۲۹﴾ وَلٰكِنْ تَرْضٰی عَنْكَ

اور تم سے دوزخ والوں کا سوال نہ ہو گا نہ اور ہرگز تم سے یہود اور نصاریٰ

اليهود ولا النصارى حتى تتبع ملتهم قل ان هدى

راضی نہ ہوں گے جب تک تم ان کے دین کی پیروی نہ کرو گے تم فرماؤ اللہ کی ہدایت

اللّٰهُ هُوَ الْهُدٰى وَلٰكِنْ اتَّبَعْتَ اَهْوَاۗءَ هُمۡۤ اَبَعَدَ النَّبِیِّ

ہدایت ہے اور اسے سننے والے کسے ہدایت اگر تو ان کی خواہشوں کا پیروی

جاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ دَلٰیۡلٍ وَلَا نَصِيْرٍ ﴿۳۰﴾

جو علم اس کے لئے آیا تو کوئی اللہ سے تیرا کوئی بھانے والا نہ ہو گا اور نہ مددگار

الَّذِیۡنَ اتٰیَنَّهُمُ الْكِتٰبَ یَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوٰتِهٖۙ

انہیں ہم نے کتاب دی ہے کہ وہ جیسے چاہیے اس کی تلاوت کرتے ہیں

اَوَلٰیكَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖۙ وَمَنْ یَّكْفُرْ بِهٖۙ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ

وہی اس پر ایمان رکھتے ہیں اور جو اس کے منکر ہوں تو وہی

الْخٰسِرُوْنَ ﴿۳۱﴾ یٰۤاٰیُّہَا اِسْرَآءِیْلُ اذْكُرْ وَاَنْعَمْتِیۤ اِلَیَّ

زبان کا رہی۔ اے اولاد یعقوب (علیہ السلام) یاد کرو میرا احسان کہ

اَنْعَمْتُ عَلَیْكُمْ وَاِنِّیۡ فَضَّلْتُكُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ﴿۳۲﴾ وَاتَّقُوا

جو میں نے تم پر کیا اور وہ جو میں نے اس زمانہ کے سب لوگوں پر نہیں بڑی دہائی اور ڈرو کہ

یَوْمَآ لَا تَجْزِیۡ نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ شَيْۡا وَلَا یُقْبَلُ

اس دن سے کوئی جان دوسرے کا بدلہ نہ ہو گی نہ اور نہ اس کو کچھ لے کر

مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةُ وَّلَا هُمْ یَنْصُرُوْنَ ﴿۳۳﴾

چھوڑیں اور نہ کفار کوئی سفارش نفع دے اور نہ ان کی مدد ہو نہ

معتزل

۱۔ یعنی کافر کا بدلہ کوئی نہ دے گا۔ ۲۔ مومن کا ذکر دوسری آیت میں ہے، یہ تمام مذاہب کفار کے ہیں۔ ۳۔ یہ تمام چیزیں کافروں کے لئے ہیں۔ مسلمانوں کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ مسلمانوں کا دین کفار ہیں اور ان کے لئے شفاعت و مدد بھی ہے، جیسا کہ دوسری آیات سے ثابت ہے۔ رب فرماتا ہے۔ ان الارضیہ و غایہا جہاد الصالحیہ۔

۱۔ ایک شرعی احکام کیجے جسے منوجہ ترشواہ۔ تاک میں پانی کا استعمال۔ مسواک۔ بائیں ترشواہ۔ بغل۔ زیر ناف کے بال کی صفائی۔ تھنہ۔ پانی سے استنجا کہ یہ چیزیں آپ پر فرض تھیں۔ یا ان میں سے کسی ایک پر فرض نہ ہو۔ کچھ کو بے آب وادہ۔ بھل میں چھوڑنا وغیرہ۔ ۲۔ یہاں نہایت سے مراد نہایت تھیں۔ کیا تک نہایت تو پہلے ہی ل بھی تھی۔ تب ہی تو آپ کا حق ادا کیا۔ بلکہ اس نہایت سے مراد وہ خصوصی صفت ہیں جو آپ کو عطا ہوئے جسے خلیل اللہ ہونا تمام انبیاء کا آپ کی لولاد میں ہو۔ تمام دھن میں ذکر ۳۔ ظالم قاتل کو بھی کہتے ہیں کافر کو بھی اور ظالم کو بھی۔ یہاں تیسرے سنی مرکز مراد نہیں، اگر مراد سے مراد نہایت ہو تو ظالم سے مراد کافر ہو گا۔

اور اگر مراد سے مراد دینی پیشوا ہیں تو ظالم سے مراد کافر ہو گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اپنی اولاد کے لئے دعا فرم کرنا سنت انبیاء ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ قاتل نبی نہیں ہو سکتا اور نبی قاتل نہیں ہو سکتے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ کافر مسلمانوں کا دینی پیشوا نہیں ہو سکتا اور مسلمانوں کو اس کی اتباع چاہئے نہیں، بلکہ امام حسین رضی اللہ عنہ نے تو زیادہ قاتل کے مقابل جان دے دی۔ اور اس کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دیا۔ ۴۔ کہ سب مسلمان اپنی دینی ضرورتیں پوری کرنے سمیت اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ وہاں تلخ کراچ و عمو کرتے ہیں اور اوپر سے کر کے نماز پڑھتے ہیں دعا کرتے ہیں اور ادھر ہی منہ کر کے دعا کرتے جاتے ہیں۔ وہاں گل و قارٹ سے امن ہے۔ مومن کو وہاں تلخ کراچ و عمو اللہ عذاب الہی سے امن ہے۔ ہاں مقام ابراہیم وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ بنایا۔ وہ اب تک کعبہ شریف کے پاس موجود ہے۔ صلی بنائے کے یہ سنی ہیں کہ اس کو سامنے کے کرطوف کے لعل ادا کرو۔ جیسا کہ آج بھی حاجی کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس پتھر کو نبی کی قدم پوسی حاصل ہو جائے اس کی عظمت ہو جاتی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ عین نماز کی حالت میں غیر اللہ کی تعظیم چاہئے کہ مقام ابراہیم کا احترام نماز میں ہوتا ہے۔ لہذا عین نماز میں حضور کی تعظیم نماز کو ناقص نہ کرے گی بلکہ کامل بنائے گی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جب پتھر نبی کے قدم تلے سے عظمت والا ہو گیا تو حضور کے ازواج و اصحاب کی عظمت کا کیا پوچھنا ہے۔ اس سے تہکرات کی تعظیم کا بھی ثبوت ملتا ہے۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسجدوں کو پاک صاف رکھا جائے۔ وہاں گندگی اور بدبودار چیز نہ لائی جائے۔ یہ سنت انبیاء ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اعتکاف عبادت ہے اور پچھل اتوں کی نمازوں میں رکوع خود دونوں تھے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مسجدوں کا متولی ہونا چاہیے اور متولی صالح انسان ہو۔ یعنی حرم شریف کو نمازیوں، معتکفين اور طواف والوں کے لئے تمام ظاہری و باطنی گندگیوں سے پاک و صاف رکھو۔ پتہ لگا کر طواف و

المذہب	۶۹	القرآن
<p>وَاذِ ابْنَتِي اِبْرٰهٖمَ رَبُّهُ بِكَلِمَتٍ فَاَتَمَّهِنَّ قَالَ</p> <p>اور جب ابراہیم کو اس کے رب نے کہہ کر ان سے آزمایا تو اس نے وہ پوری کر دکھائیں</p> <p>اِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي</p> <p>فرمایا میں نہیں کروں کہ بیشوا بنائے والا ہوں نہ عرض کی اور میری اولاد سے</p> <p>قَالَ لَا يَتَّالِ عَهْدِي الظَّالِمِيْنَ ۝ وَاذْجَعْنَا الْبَيْتَ</p> <p>فرمایا میرا عہد ظالموں کو نہیں، چھینا۔ اور یاد کرو جب بنائے اس گھر کو</p> <p>مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا وَاَتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ</p> <p>لوگوں کیلئے مرجع اور امن بنایا اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بنا دو</p> <p>مُصَلًّی وَعَهْدًا اِلٰی اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ اَنْ طَهَّرَا</p> <p>اور ہم نے تاکید فرمائی ابراہیم اور اسماعیل کو کہ میرا گھر خوب صاف رکھو</p> <p>بَيْتِي لِلطَّائِفِيْنَ وَالْعَاكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ۝ وَاذْكُرْ</p> <p>کر دے طواف والوں اور اعتکاف والوں اور رکوع سجود والوں کیلئے اور جب</p> <p>اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَاَرْضًا</p> <p>عرض کی ابراہیم نے کہ میرے رب اس گھر کو امن والا کر دے اور اس کے بننے والوں کو</p> <p>اَهْلًا مِّنَ الشَّمَارَاتِ مَنَ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ</p> <p>طہر طریق کے پھلوں سے روزی دے جو ان میں سے اللہ اور پچھل دن پر</p> <p>الْاٰخِرِ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاَمْتَعْنٰهُ قَلِيْلًا ثُمَّ اَظْمَرْهٖ</p> <p>ایمان لائیں۔ فرمایا اور جو کافر ہوا تو تھوڑا برتنے کو اسے بھی دیکھا پھر اسے عذاب</p> <p>اِلٰی عَذَابِ النَّارِ وَبَنَسَ الْمِصْبُورِ ۝ وَاذِ بَعْرَ اِبْرٰهٖمَ</p> <p>دوزخ کی طرف بھجور کروں گا اور وہ بہت بڑی جگہ ہے بننے کی اور جب اٹھا تو تھا ابراہیم</p> <p>الْقَوَاعِدُ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِیْلَ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا</p> <p>اس گھر کی غوطہ اور اسماعیل نہ کہتے ہوئے لئے رب ہمارے ہم سے قبول فرما</p>		
<p>منقول:</p>		

نماز و اعتکاف بڑی پرانی عبادتیں ہیں جو زمانہ ابراہیمی میں بھی تھیں ۸۔ خیال رہے کہ نیکی کر کے قبولیت کی دعا کرنا سنت خلیل ہے۔ لہذا بعد نماز چٹاہ اور روزہ کے انظار کے وقت کی دعائیں بہتر ہیں کہ اس میں قبولیت کی دعا ہے ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ کبھی انبیاء کرام کی دعا کو ترمیم سے قبول کرتا ہے کہ پچھلی دعائیں تخصیص اور اس دعا میں ترمیم فرما کر قبول فرمائی۔ یہ دعا کا رد نہیں بلکہ ترمیم قبولیت ہے۔ ۱۰۔ بعض بزرگ مسجد کی تعمیر تک مسلمانوں سے کراتے ہیں اور بلا مشورہ بناتے ہیں۔ یہ آیت ان کی دلیل ہے کہ کعبہ خلیل اللہ نے بنایا اور یہ دعا پڑھتے ہوئے بنایا۔

۱۔ ہذا "فرمانے سے معلوم ہوا کہ حضور شرفا اور عیش شہر سے گامبھی گاؤں نہ بنے گا۔ نیز یہاں اگرچہ پیر اور نہ ہو مگر یہاں کے لوگوں کو رزق ملے گا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کے بندوں کی زبان کن کی کھلی ہوتی ہے، رب کی وہ مانتے ہیں رب ان کی مانتا ہے، ۲۔ معلوم ہوا کہ سارے سید بھی گمراہ نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ یہ اولاد ابراہیم ہیں جن کے لئے حضرت ابراہیم نے یہ قبول دعا مانگی۔ ۳۔ یعنی اس امت مسلمہ میں نبی آخر الزماں کو بھیجے۔ حضرت ابراہیم نے ہمارے حضور کی تعریف آدوری کی دعا کی۔ ۴۔ حضور دعا ابراہیم و بشارت مسیح ہیں ۵۔ معلوم ہوا کہ حضور امت مسلمہ میں پیدا ہوئے اور حضور کے آباء اجداد موحد مومن تھے۔ کیونکہ حضرت

ابراہیم کی یہ دعا قبول ہوئی اللہ نے آپ کے والدین بلکہ تمام آباء اجداد کو شرک، کفر، اور زنا سے پاک و صاف رکھا۔ اس کی تحقیق ہماری تفسیر نبی میں دیکھئے جہاں (حضرت آمنہ و عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے) ایمان کی مفصل بحث ہے ۵۔ ابراہیم علیہ السلام نے حضور کے حلق بست سی دعائیں مانگیں جو رب تعالیٰ نے لفظ بلفظ قبول فرمائیں۔ حضور مومن جماعت میں پیدا ہوں۔ حضور مکہ معظمہ میں ہی پیدا ہوں۔ حضور صاحب کتاب رسول مرسل ہوں۔ حضور کو کتاب کے علاوہ حکمت بھی عطا ہو۔ یعنی حدیث۔ حضور تمام جہان کے معلم ہوں کہ سب ان سے سیکھیں۔ وہ بجز پروردگار کسی سے نہ سیکھیں۔ حضور کے پاس بیٹنے والے سب پاک مومن ہوں۔ کوئی فاسق و فاجر نہ ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص صحابہ کو فاسق و فاجر کہے وہ ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا کی قبولیت کا منکر ہے جس خوش نصیب جماعت کو حضور جیسا بڑی اور پاک و صاف فرمانے والا معلم ملے وہ جماعت کیسی پاک ہوگی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ خاندان کعبہ قبولیت دعا کی جگہ ہے۔ یہ بھی علم ہوا کہ ہر ایک کام کر کے قبولیت کی دعا کرنی چاہیے۔ ۶۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ قرآن آسمان نہیں ورنہ اس کی تعلیم کے لئے حضور نہ بھیجے جاتے، دوسرے یہ کہ قرآن کے ساتھ حدیث کی بھی ضرورت ہے، اسی طرف وحی و حکمت میں اشارہ ہے تیسرے یہ کہ اعمال سے طہارت نصیب نہیں ہوتی، طہارت نفسانی روحانی نگاہ پاک مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے نصیب ہوتی ہے، جیسا کہ پہلے معلوم ہوا۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ سچے دین کی پہچان ہے کہ وہ مطلق صالحین کا دین ہو، یہ حضرات ہدایت کی دلیل ہیں، رب نے حاکمیت اسلام کی دلیل یہاں دی کہ دولت ابراہیمی ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر ہم خود اچھے نہیں تو کسی اچھے کے ساتھ ہو جاویں۔ انہی کے پیچھے مال کا ڈبہ بھی کھینچ جاتا ہے، شیخ کے دلوں کے ساتھ دھاکا بھی بک جاتا ہے۔ ۸۔ معلوم ہوا کہ مسلمان ہونا کمال نہیں۔ بلکہ مسلمان

مرتا کمال ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایمان پر موت نصیب فرمائے۔ آمین اس آیت میں مسلمان سے مراد دین ابراہیمی کا پھر و کار ہے۔

إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمِينَ

ہے تنگ تو ہی ہے مستجابات ان سے رب ہمارے اور گزشتہ سیر سے حضور گردن رکھتے

لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةٌ مُّسْلِمَةٌ لَّكَ وَإِنَّا مَنَّا سَكُنَا

والا اور ہمارے اولاد میں سے ایک امت تیری فرمانبردار ہوگی جس میں ہماری عبادت کے قاعدے

وَتَبَّ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ الثَّوَابُ الرَّحِيمُ رَبَّنَا وَ

ہمارے پر ہمیں رحمت کے ساتھ رزق فرما، تنگ تو ہی ہے بہت توبہ قبول کرنا اور ایمان لے کر

ابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَ

ہمارے اور بھیج ان میں سے ایک رسول انہیں میں سے کوئی ہر سیری آیتیں تلاوت فرمائے گا

يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ

اور انہیں سیری کتاب اور رزق علم سکھائے گا اور انہیں خوب سکھائے گا، تنگ تو ہی ہے

الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ وَمَنْ يَرْغَبْ عَنْ قَوْلِ آبَائِهِمْ

غالب سخت والا اور ابراہیم کے دین سے کون منہ پھیرے

إِلَّا مِنْ سَفَاهَةٍ لِّنَفْسِهِ وَلَقَدْ اصْطَفَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا وَ

مگر اس کے خود کا حق ہے۔ اور بیشک ضرور ہم نے دنیا میں اسے چن لیا اور بیشک وہ

إِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ إِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ

آخرت میں ہمارے خاص قرب کی تمایلت والوں میں ہے نہ جب کہ اس سے اس کے رب

أَسْلَمَ قَالَ أَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ وَوَضَعِي يَدَا

نے فرمایا کروں کہ اس کی میں نے گردن دلی اس کیلئے جو رہے مانتے جہاں کہ اور اس دین

إِبْرَاهِيمَ بَيْنِي وَيَعْقُوبَ يُبَيِّنُ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَى لَكُمُ

کی وصیت کی ابراہیم نے اپنے بیٹوں کو اور یعقوب سے کہو کہ میرے بیٹوں بیشک اللہ نے جو دین

الَّذِينَ فَلَا تَمُوتُونَ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ آمَنْتُمْ

ہمارے لئے جنہیں یا کر نہ مرنے مگر مسلمان تھے

۱۔ شان نزول یہود کہتے تھے کہ یعقوب علیہ السلام نے اپنی اولاد کو یہودی رہنے کی وصیت فرمائی تھی ان کی تردید میں یہ آیت نازل ہوئی۔ اس وصیت یعقوبی سے معلوم ہوا کہ اپنی اولاد کو متبعانہایت ضروری ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ دین ہونی اہم چیز ہے۔ اسی لئے حضرت یعقوب نے اپنی اولاد کو اس پر قائم رہنے کی وصیت فرمائی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ایمان کے بغیر پھر زادہ ہونا بے کار ہے۔ ۲۔ معلوم ہوا کہ رب وہ ہے جو ان ائمہ کرام کا رب ہے یہ حضرات رب کی معرفت کی دلیل ہیں اس طرح چار دین وہ جو صالحین کا دین ہو، رب وہ ہے جسے نبیوں و رسولوں نے رب مانا۔ ۳۔ شان نزول۔ جب یہود دلائل میں عاجز ہو جاتے تو آخر کار کہہ دیتے تھے کہ اگر چارے عطا ہو، اعلیٰ لفظ بھی ہوئے تو ہمارے باب

الحق المبررة

شَهِدًا إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتَ إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ

بلکہ تم میں سے خود کو جو دیکھے بہ یعقوب کو موت آنی کہ جبکہ اس نے اپنے بچوں سے فرمایا

مَا تَعْبُدُونَ مِنِّي بَعْدِي قَالُوا نَعْبُدُ إِلَهَكَ وَاللَّهُ

میرے بعد کسی کی پوجا کرو گے۔ بولے ہم پوجیں گے اسے جو خدا ہے آپ کا اور آپ کے

آبَائِكَ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحٰقَ إِلَهًُا وَاحِدًا

آپاؤ ابراہیم و اسماعیل و اسحاق کا ایک خدا ہے

وَمَنْ لَهُ مُسْلِمُونَ ۚ تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ

اور ہم اس کے حضور گردن رکھتے ہیں۔ یہ ایک امت ہے کہ ان بھی اچھے لئے ہے جو

وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْأَلُونَ عَنْهَا كَانُوا

انہوں نے کیا اور تمہارے لئے ہے جو تم سماؤ اور اچھے کاموں کی تم سے پرسش

يَعْمَلُونَ ۖ وَقَالُوا كُونُوا هُودًا أَوْ نَصَارَى تَهْتَدُوا ۗ

نہ ہو گی نہ اور کتابی بولے یہودی یا نصرانی ہو جاؤ راہ پاؤ گے،

قُلْ بَلَّغْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝٢٠

تم فرماؤ بلکہ تم تو ابراہیم کا دین لیتے ہیں جو ہر مائل سے ہوا تھا کہ اند شرکوں سے نہ تھے

قُولُوا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنزِلَ إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ

بولو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو جاری طرف امرا اور جوانا آیا ابراہیم

وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحٰقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطَ وَمَا أُوتِيَ

و اسماعیل و اسحاق و یعقوب کہ اور انبی اولاد پر کہ اور جو عطا کئے گئے

مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِن سَيِّئِهِمْ ۙ

موسیٰ و عیسیٰ اور جو عطا کئے گئے باقی انبیاء اپنے رب کے پاس سے

لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ۝٢١

ہم ان میں سے کسی پر ایمان میں فرق نہیں کرتے نہ اور اللہ کے حضور گردن رکھتے ہیں۔

ہے۔ ا- اس سے معلوم ہوا کہ ایمان سارے نبیوں پر لائے، تعداد مقرر نہ کرے، کیونکہ انبیاء کرام کی تعداد کسی قطعی دلیل سے ثابت نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ انبیاء کرام کے درجوں میں فرق ہے۔ مگر نبوت میں فرق نہیں۔ ا- اس طرح کہ بعض نبیوں کو مائیں اور بعض کا انکار کریں، یا اپنی طرف سے نبیوں کے مراتب میں فرق نہیں کرتے اللہ نے جو فرق رکھا ہے اسے مانتے ہیں۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ سارے نبی نبوت میں یکساں ہیں کوئی عارضی نبی جیسے سب اعلیٰ ہیں، دوسرے یہ کہ سب نبیوں پر ایمان لانا فرض ہے ایک کا انکار بھی کفر ہے۔ بل ان کے مراتب میں فرق ہے، بعض بعض سے اعلیٰ ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ تِلْكَ الْأَنْفُسُ الَّتِي أُعْطِيَ النَّبِيُّ مِنْ رَّبِّهِ فَسَمِعُوا اللَّهَ يَدْعُوهم إِلَى اللَّهِ وَقَالَ لِّلَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْكُمْ هَذِهِ تُحِيزُونَ

25. 11. 2011

14

12

پھر اگر وہ بھی یوں ہی ایمان لائے مہیا تم لائے کہ جب وہ ہلاکت پہنچے گا۔

منہ پھیریں تو وہ نرئی ضرور میں ہیں، تو اے محبوب غفر میرے اللہ ان کی طرف سے تپس کافراں

السَّيِّئِ الْعَظِيمِ طَبَقَ اللَّهُ مِنْ آسِنِ

اللَّهُ صَبِيغَةً وَنَحْنُ لَهُ عِيدُونَ ﴿١٢٥﴾ قُلِ الْحَاقُّونَ

وَاللَّهُ وَهَّابٌ عَلِيمٌ وَلَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ

... (17) ...

۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔

اسماعیل و اسحاق و یعقوب اور ان کے بیٹے یہودی

یا نصرانی تھے، تم فرماؤ کیا تمہیں علم زیادہ ہے یا اللہ کو؟ اور اس سے بڑھ کر ظالم

کوئی جہز کے پاس آئے کہ طرف کی گواہی ہو اور وہ اسے چھاننے لگا اور فرمایا ہے کہ تم کو

لَعْنَتُونَ عَلَيْكَ أُمَّةٌ فَلَا حِلَّ لَهَا مَا لَسِبْتَ وَ

لَا حُرْمًا لِّسَبْتِكُمْ وَلَا تَسْلُونِ عِبَادًا لِّئَلَّا يَعْلَمُونَ ﴿٢١﴾

مسئلہ

179

کے پاس حضور کی نبوت کی گواہیاں موجود تھیں، یعنی قرأت کی آیات جو انہوں نے چھپائیں بلکہ بدلئیں۔ اس لئے انہیں بڑا ظالم کہا گیا، اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کو اپنے عقائد کا اور ظکر طبع کا اعلان کرنا چاہیے، ہمارا مؤمن علانیہ اذان میں کہتا ہے، انھذا رسول اللہ اس میں فقرہ کہلا، وہ یعنی چونکہ تم کافر ہو۔ لہذا تمہیں ان خطیبوں کے نیک اعمال فائدہ نہیں دے سکتے اور چونکہ تمہارا کفر ان کی رضا سے نہیں ہوا تمہارے شرک و کفر سے انہیں نقصان نہیں پہنچ سکتا خیال رہے کہ بزرگوں کے نیک اعمال انشاء اللہ ہم جیسے گنہگار مسلمانوں کے کام آئیں گے، حضور نے ہماری طرف سے قربانی فرمائی اور جو کسی سے شرک کفر کرائے وہ اس کے کفر کا مجرم ہے لہذا اس آیت کا مطلب بالکل واضح ہے۔

۱۔ لیکن قبول۔ یہ امت یوں یا مشرکین یا منافقین کے حلقہ اتاری جو تبدیلی قبلہ پر اعتراضات کرنے والے تھے۔ کیونکہ وہ حج کے قائل نہ تھے۔ گزشتہ آیتوں میں حضور کو بھی یقین فرمایا گیا ہے تبدیلی قبلہ حضور کی نبوت کی دلیل تھی۔ مگر یہاں یوں نے مشرکین کے ساتھ مل کر حضور کو بھلا دیا۔ خیال رہے کہ حج بیت المقدس کا بول بیت المقدس کا حج بھی نہیں ہوا لیکن آدم علیہ السلام سے موسیٰ علیہ السلام تک کعبہ قبلہ رہا۔ مگر موسیٰ علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام تک بیت المقدس قبلہ رہا۔ شروع اسلام میں مسلمانوں کا قبلہ بھی بیت المقدس تھا۔ ہجرت کے ایک سال ساڑھے پانچ ماہ کے بعد مکہ میں رہنا ضروری رہا۔ لیکن میں نماز عمر کی حالت میں تبدیلی قبلہ کا واقعہ ہوا۔ رب نے انکھ ہونے

والے اعتراض کو مدعا بنایا۔ پہلے ہی ذکر فرمایا۔ ۳۔ یعنی بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے اس کعبہ کی طرف کیوں پھر گئے۔ معلوم ہوا کہ جو شخص دینی مسائل کی تعلیم نہ سمجھ سکے اور سچے جاہل مزاج نہ ہو اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے۔ اگرچہ دنیاوی کاموں میں کتنا ہی جالاک ہو ۴۔ یعنی ہم مشرق و مغرب کے پجاری نہیں۔ کہ ستموں پر اڑے رہیں۔ ہم تو رب کے عابد ہیں جو دھرم نہ کرنے کا ہم کو حکم دے ہم تو عربی منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ حضور کی امت زمانہ کے لحاظ سے سب سے پیچھے ہے اور درجہ کے لحاظ سے درمیانی یعنی افضل جیسے دائرے میں مرکز یا پیر میں دھرم۔ یا تانوں میں سورج یا بار کے قوس میں بڑا پھول یا مسجد کا عراب نیز اس دین میں نہ دین موسوی کی طرح سختی ہے اور نہ دین عیسوی کی طرح نرمی۔ ہر چیز درمیانی ہے۔ ۶۔ اس سے بہت مسائل معلوم ہوئے ایک یہ کہ جس کو مسلمان ولی کہیں وہ ولی ہے دوسرے یہ کہ مسلمان جس چیز کو بہتر اور مستحب جانتے وہ مستحب ہے لہذا حضور غوث پاک کی ولایت حق ہے۔ محفل میلاد وغیرہ مستحب ہے کہ اس پر مسلمانوں کی گواہی قائم ہے۔ تیسرے یہ کہ مسلمانوں کا اجتماع شرعی دلیل ہے پڑھتے ہیں کہ خلفاء راشدین کی خلافت برحق ہے کیونکہ مسلمانوں نے اسے حق جانا اور ان کی خلافتوں پر مسلمان متفق ہوئے۔ ۷۔ قیامت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے تقویٰ و طہارت کی بھی گواہی دیں گے۔ کہ یہ لوگ گواہی کے لائق ہیں قاصد نہیں اسی لئے علیہم السلام فرمایا۔ اور حضور کی یہ گواہی سنی سنائی نہ ہوگی کیونکہ سنی گواہی تو مومنین دے چکے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور نے تمام امتیاء کے حالات آنکھوں سے دیکھے اور اپنی امت کے ہر ظاہر و باطن حال کا مشاہدہ فرما رہے ہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ جنتی ہیں۔ کیونکہ حضور نے ان کے جنتی ہونے کی گواہی دی۔ خیال رہے کہ قیامت میں دیگر امتیاء کی قویں ان بزرگوں کی تبلیغ کا انکار کریں گی تو

ج

سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلَهُمْ عَن قِبَلِهِمُ الْقِتْلَةَ إِن كَانُوا عَلِيمًا قُلْ لِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝۱۰

اس قبلہ سے جس پر جتنے تم فرما دو کہ یورپ یا ہند

قِبَلَتِهِمُ الْقِتْلَةَ كَانُوا عَلِيمًا قُلْ لِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝۱۰

اس قبلہ سے جس پر جتنے تم فرما دو کہ یورپ یا ہند

الْمَغْرِبُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝۱۰

اللہ ہی کا ہے کہ جسے چاہے سو ہی راہ چلاتا ہے۔

وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ۝۱۱

اور بات یوں ہی ہے کہ تم لوگوں کو ان کے

النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ۝۱۱

اور یہ رسول تمہارے عیاب و گواہ ہیں اور اے نبی

الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعِ الْفِتْنَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعِ

جس قبلہ پر جتنے ہم نے وہ اسی لئے مقرر کیا تھا کہ

الرَّسُولَ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَى عَقْبَيْهِ فَإِنَّ كَانَتْ لِكَبِيرَةٍ إِلَّا عَلَى الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضَيِّعَ أَمْرًا ۝۱۲

مگر نہایت اہم اور اہم اللہ ہاں پھر جاتا ہے۔ اور یہ

لِكَبِيرَةٍ إِلَّا عَلَى الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضَيِّعَ أَمْرًا ۝۱۲

بہلی تھی مگر ان پر نہیں اللہ نے ہدایت کی ہے اور اللہ کی شان نہیں کہ

لِيُضَيِّعَ أَمْرًا ۝۱۲

تیار ایمان آیت کہ اسے نہ شک اللہ آدمیوں پر ہدایت فرماتا ہے

قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۝۱۳

اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ تیرا رخ آسمان کی طرف منہ کرنا تو

قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۝۱۳

تیس پھر اللہ کے اس حکم کی طرف تیرا رخ کرنا

مَسْجِدَ الْحَرَامِ ۝۱۳

مسجد

حضور کی امت ان امتیاء کے حق میں گواہی دے گی اور حضور اپنی امت میں حدیث فرمائیں گے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مقدس کی تحقیقات حاکم کی بے علمی کی دلیل نہیں کہ رب قیامت میں تحقیقات کے بعد فیصلہ فرمائے گا۔ اس سے امت سے مساکین سستہ ہوتے ہیں اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض صورتوں میں سن کر بھی گواہی دی جاسکتی ہے کیونکہ حضور کی امت حضور سے سن کر ہی یہ گواہی دے گی۔ شہید کے معنی گواہ بھی ہیں اور مطلع و گواہ بھی۔ رب فرماتا ہے وَشَهِدْنَا نَحْنُ وَرَسُولُنا مَا نَقُولُ وَحَدَّثْنَاكَ الْقُرْآنَ بِحَقِّهِ وَأَنَّا نَمْنَنُ فَرْدًا ۝۱۴

(صفحہ ۳۳) تمہاری بھی وہ نمازیں جو بیت المقدس کی طرف ہوئیں سب قبول ہیں۔ نماز دلیل ایمان ہے اس لئے اسے ایمان فرمایا گیا۔ شان نزول۔ تہیج قبلہ کے بعد بعض مصلی نے عرض کیا کہ حضور جو مصلی تہیج قبلہ سے پہلے وقت پاگئے ان کی نمازیں نیز چارویں کچھ نمازوں کا کیا حال ہے جو بیت المقدس کی طرف پڑیں گئیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا کہ ان نمازوں کا کوئی مسئلہ نہ آئے گا۔ شان نزول۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شوق تھا کہ ہمارا قبلہ کعبہ ہو جائے ایک دین نماز کی حالت میں حضور علیہ السلام نے آسمان کو ملاحظہ فرما رہے تھے انتظار وہی میں کہ آپ تہیج قبلہ کا حکم آجائے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں وہ نص دیکھا گیا۔

و کھایا گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ کی تہیج قبلہ حضور کی خواہش کی بناء پر ہے جب حضور کی خواہش سے کعبہ قبلہ بن سکا ہے تو اگر حضور مجھ جیسے منکدار کی بخشش چاہیں تو خدا ضرور بخشن دے گا۔ اسی لئے آپ انتظار وہی میں تھے نماز کی حالت میں آسمان کی طرف دیکھتے ہیں ہم آپ کا یہ دیکھنا محبت سے دیکھ رہے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ حضور کا نماز میں وہی کے انتظار میں آسمان کو دیکھنا مکروہ نہیں ہم ایسا نہیں کر سکتے۔ ۳۔ معلوم ہوا کہ قبلہ کعبہ بننے میں حضور کا حجاج ہے جب کعبہ حضور کا حجاج ہوا تو تمام مخلوق رحمت الہی لے لے میں حضور کی دست نگر ہے۔ معلوم ہوا کہ تمام جہان رب کی رضا چاہتا ہے اور خود رب تعالیٰ حضور کو راضی فرماتا ہے۔ وَتَسْتَوِي عَلَى سَدَا

انہ یعنی ابھی نماز کی حالت میں ایسا نہ کعبہ کی طرف موڑو۔ ۴۔ معلوم ہوا کہ نماز میں کعبہ کو منہ کرنا فرض ہے مگر درود والوں کے لئے سمت کعبہ کو منہ کرنا کافی ہے مکہ والوں کو عین کعبہ کی طرف جیسا کہ شطرہ سے معلوم ہوا۔ ۵۔ کیونکہ ان کی کتابوں میں حضور کے حالات طیبہ میں یہ بھی ہے کہ آپ امام القبلیں ہوں گے اگرچہ بظاہر انکار کرتے ہیں مگر ان کے دل جانتے ہیں تو یہ تہیج قبلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حد ہے۔ معلوم ہوا کہ جس عین میں حضور کا کعبہ ہے وہ بھی ہدایت پر نہیں آسکتا اسے قرآن و معجزات و لائق عقل و نقل مفید نہیں ہو سکتے۔ ۶۔ یعنی اب تم کو بیت المقدس کی طرف نہ بھیجا جاوے گا بلکہ کعبہ تمہارا قبلہ پیشہ رہے گا لہذا یہ آیت ان حکمت سے ہے جن کا رخ نہیں ہو سکتا۔ ۷۔ یہود و نصاریٰ دونوں بیت المقدس کو قبلہ مانتے ہیں مگر یہود عہدہ اور عیسائی اس کے شرقی مکان کو جہاں حضرت مریم حاملہ ہوئیں۔ ۸۔ اس طرح کہ نہ تو یہود عیسائیوں کے قبلہ کو مانتیں نہ عیسائی یہود کے قبلہ کی طرف رخ کریں۔ وہ آپس میں بھی متفق نہیں۔ ۹۔ معلوم ہوا کہ عالم کا کٹناہ جلال کے گناہ سے زیادہ خطرناک ہے اور عالم کا جناح کی خورشید کرنا ان کا تابع بن جانا چاہی کا باعث ہے کیونکہ یہاں علم کی قید لگائی گئی۔

علم بڑی چیز ہے۔ ۱۰۔ حضور کی بچپان ایمان نہیں بلکہ حضور کا کٹناہ ایمان ہے جس نے اور ماننے میں بڑا فرق ہے یہاں حضور کی بچپان کو بیٹے کی بچپان سے تشبیہ دی گئی حالانکہ حضور تو باپ کی مثل ہیں اس کی دو وجہ ہیں ایک یہ کہ باپ اپنے بیٹے کو دلائل سے جانتا ہے کہ یہ میرا بیٹا ہے اور چٹا اپنے باپ کو محسوس کر دوسرے یہ کہ باپ اپنے بیٹے کو یہ انش سے پہلے ہی جانتا ہے مگر بیٹا اپنے باپ کو ہوش منہ لائے کے بعد جانتا ہے۔ یہ کفار حضور کو پیدائش سے پہلے ہی دلائل سے پہچانتے تھے۔ ۱۱۔ علامہ یہود کا وہی حامد گروہ ہے جو حضور کے اوصاف کو چھپاتا تھا اور حق پند علامہ یہود حضور پر ایمان لائے۔ جیسے سیدنا عبد اللہ ابن سلام کعب احبار و قیرہ اس سے معلوم ہوا کہ علم کا کٹناہ عوام کے گناہ سے سخت تر ہے۔ ۱۲۔ یعنی قرآن شریف یا حضور کے سادے احکام و فرمان یا تہیج قبلہ یا خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہ حضور کا

علم بڑی چیز ہے۔ ۱۳۔ حضور کی بچپان ایمان نہیں بلکہ حضور کا کٹناہ ایمان ہے جس نے اور ماننے میں بڑا فرق ہے یہاں حضور کی بچپان کو بیٹے کی بچپان سے تشبیہ دی گئی حالانکہ حضور تو باپ کی مثل ہیں اس کی دو وجہ ہیں ایک یہ کہ باپ اپنے بیٹے کو دلائل سے جانتا ہے کہ یہ میرا بیٹا ہے اور چٹا اپنے باپ کو محسوس کر دوسرے یہ کہ باپ اپنے بیٹے کو یہ انش سے پہلے ہی جانتا ہے مگر بیٹا اپنے باپ کو ہوش منہ لائے کے بعد جانتا ہے۔ یہ کفار حضور کو پیدائش سے پہلے ہی دلائل سے پہچانتے تھے۔ ۱۴۔ علامہ یہود کا وہی حامد گروہ ہے جو حضور کے اوصاف کو چھپاتا تھا اور حق پند علامہ یہود حضور پر ایمان لائے۔ جیسے سیدنا عبد اللہ ابن سلام کعب احبار و قیرہ اس سے معلوم ہوا کہ علم کا کٹناہ عوام کے گناہ سے سخت تر ہے۔ ۱۵۔ یعنی قرآن شریف یا حضور کے سادے احکام و فرمان یا تہیج قبلہ یا خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہ حضور کا

الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ
سجد و اہم کی طرف نہ اور اے مسلمانو تم جہاں آئیں سو پھرانہ اسی کی طرف کرو
وَالَّذِينَ اَوْتُوا الْكِتَابَ لِيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ
اور وہ جنہیں کتاب ملی ہے ضرور جانتے ہیں کہ یہ ان کے رب کی طرف
مِنْ رَبِّهِمْ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ وَلٰكِنْ
سے حق ہے نہ اور اللہ ان کے کرموں سے بے خبر نہیں اور اگر
اَتَيْتَ الَّذِيْنَ اَوْتُوا الْكِتَابَ بِكُلِّ آيَةٍ فَاتَّبِعُوْهَا
تم ان کتابوں کے پاس نہ ہر کتاب کے لئے کراؤ وہ تمہارے قبلہ کی
قِبْلَتِكَ وَمَا اَنْتَ بِتَّابِعٍ قِبْلَةٍ هُمْ وَمَا بِغَضَمٍ
یہودی و کمری کے حق اور تم ان کے قبلہ کی پیروی کرو اور وہ آپس میں
بِتَّابِعٍ قِبْلَةٍ بَعْضٌ وَلٰكِنْ اَتَّبَعْتَ اَهْوَاءَهُمْ
ایک دوسرے کے قبلہ کے تابع نہیں اور اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اے اللہ ان کی
فَمِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ اِنَّكَ اِذَا اَمْسَرَ
خواہشوں پر چلا۔ بعد اس کے کہ تجھے علم مل چکا تو اس وقت تو ضرور
الظَّالِمِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اَتَيْنَهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُوْنَ
اس گروہ کو گناہ جنہیں ہم نے کتاب عطا فرمائی وہ اس نبی کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے آپ اپنے
كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَاءَهُمْ ۚ وَالَّذِيْنَ فَرَّقَا مِنْهُمْ لِيَكْتُمُوْنَ
بچوں کو پہچانتا ہے نہ اور بے شک ان میں ایک گروہ جان بوجھ کر
الْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۚ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ
حق چھپاتے ہیں نہ اے سلطان اے حق ہے نہ میرے رب کی طرف سے لاف و بدمعاش
مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۚ وَلٰكِنْ وَّجْهَهُ هُوَ مَوْلَاهُ
جو میرے رب کی طرف سے ہو، تو ضرور وارث ملک ذکر آ اور ہر ایک کیلئے تو جسکی ایک سمت ہے

مترجم

(فقیر صفحہ ۳۳) کھانا چاہتا تھا مگر سونا مانگا ہر حال میں حق ہے اور رب کی طرف سے ہے اسی لئے حضور کے کسی فعل شریف پر اعتراض نہ کرے۔ خود فرماتے ہیں۔
 اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ بِرَحْمَتِکَ وَرَحْمَةِ رَسُوْلِکَ اِنَّکَ اَعْلَمُ بِمَا فِیْ سُلُوْبِیْ وَرَحْمَتِکَ اَوْفٰی مِنْ رَحْمَتِیْ وَرَحْمَتِ رَسُوْلِکَ اَوْفٰی مِنْ رَحْمَتِ رَسُوْلِیْ
 یعنی جس جسم کا قبلہ کعبہ ہے دل کا قبلہ رخ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نفس کا قبلہ انیس اور دنیا یا ہر قوم کا قبلہ طبعہ ہے۔ جس کی طرف وہ عبادت میں رخ کرتا ہے
 اس سے معلوم ہوا کہ وہیں کے کاموں میں ایک دوسرے سے بھرت لے جانے کی کوشش کرنا بھی جڑ ہے 'نیکوں میں حرص محمود ہے دنیا میں حرص مذموم۔ مسئلہ

جو صف اول میں بیٹھا ہو۔ اور چپے آنے والے کو اپنی جگہ
 دے دے تو اگر وہی لحاظ ہے یہ احرام ہے۔ تو جائز ہے
 ورنہ نہیں۔ ۳۔ یا اس طرح کہ قیامت میں قول اول سب
 مومن و کافر ایک جگہ جمع کر دیے جائیں گے اسی لئے
 اسے شریکتے ہیں یا اس طرح کہ قیامت میں آخر وقت ہر
 شخص اپنی جماعت کے ساتھ ہو گا۔ کافر کفار کے ساتھ
 مومن مومنین کے ساتھ۔ اسی لئے قیامت کو یوم الفصل
 کہتے ہیں 'رب فرمائے گا وَنُفَاثُ الرِّجَالِ وَنُفَاثُ النِّسَاءِ
 ۳۔ یعنی شمر کے کسی گلی کوچہ میں ہو نماز میں منہ کعبہ کی
 طرف کرے یا جس جگہ بھی سر یا حجر میں تم ہو منہ کعبہ
 ہی کو کرو۔ ۵۔ کو کہ گزشتہ آملی کتب میں نبی آخر
 الزمان کی طاعت یہ بھی ہے کہ وہی الحرمین لام القبلین
 ہوں گے تو جیسے آپ کا جہت فرمایا خود ہی قادیانے ہی
 آپ کے لئے تبدیلی قبلہ لازم تھی تاکہ وہ غریب رہی ہو
 جائے 'چاہیے تو یہ قاکہ اس طاعت کو دیکھ کر یورو
 نصاریٰ ایمان لے آتے لیکن وہ اگلے اور جہت بازی
 کرتے ہیں ۶۔ یعنی جس وقت بھی تم ٹکڑ تو کعبہ ہی کو منہ
 کرو۔ یا سفر میں جہاں کہیں ہو تو کعبہ کو منہ کرنا اچھلے
 سب میں جگہ کا موم ہے اور یہاں وہی حجت میں وقت
 کی قسیم ہے 'یا پھلے وہی حجت میں منہ منورہ کے گلی
 کوچوں کی قسیم ہے اور یہ وہی حجت دوسرے شہروں یا
 جگہ کی قسیم کے لئے 'یا پھلے وہی حجت حجت میں
 حضور سے خطاب ہے اور یہاں ہر مسلمان سے لفظ آیت
 میں تکرار باطل نہیں کی طرح فرق ہو سکتا ہے۔ یعنی
 مشرکین کہ کو اب یہ طاعت اپنے کاموں نہ رہا کہ حضور
 صلی اللہ علیہ وسلم خود کو ایسا ہی کہتے ہیں مگر ایسی قبلہ
 کی طرف نماز نہیں پڑھتے۔ لہذا ان کے جلا اب بھی یہ
 طاعت دیں گے کہ ان مسلمانوں کا کوئی اعتبار نہیں کسی کسی
 کو قبلہ ملے ہیں اور بھی کسی کو ایسے لوگوں کی پروا نہ
 کرے۔ یہ تو طعنہ دینے ہی رہیں گے اس سے معلوم ہوا کہ
 دین پر عمل کرنے میں کسی کے طعنہ و تشنیع کا خیال نہ
 کرنا چاہیے۔ جو شخص چھوٹی ہوئی سنت جاری کرے سو

سید	۳۵	البقرة ۲
<p>فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ اِنَّ مَا تَكُونُوا يَاتِ بِكُمْ اَللّٰهُ</p> <p>کہو اسی کی طرف نہ کرنا ہے نہ تو یہ چاہو کہ نیکوں میں اوروں سے آگے نکل جائیں نہ تم</p> <p>جَمِيعًا اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَمِنْ حَيْثُ</p> <p>کہیں جو اللہ تم سب کو اکٹھے لے آئے گا نہ بے شک اللہ چاہے کرے اور جہاں سے آؤگا</p> <p>خَرَجْتَ قَوْلٍ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ</p> <p>اپنا منہ مسجد حرام کی طرف کرو</p> <p>وَاِنَّهٗ لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَاَللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ</p> <p>اور وہ ضرور تمہارے رب کی طرف ہے حق ہے۔ اور اللہ تمہارے کاموں سے غافل نہیں</p> <p>وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ قَوْلٍ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ</p> <p>اور اسے محبوب تم جہاں سے آؤ اپنا منہ مسجد حرام کی طرف کرو</p> <p>الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْكُمْ شَطْرَ</p> <p>اور اسے مسافروں تم جہاں کہیں ہو اپنا منہ اسی کی طرف کرو</p> <p>لِلنَّبَاۤءِ لِيَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا</p> <p>کہ لوگوں کو آمد کوئی جہت نہ رہے نہ مگر جو ان میں نا انصافی</p> <p>مِنْهُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَمْنَعُوْا عَلَيْهِمْ</p> <p>کہیں نہ تو ان سے ڈرو اور نہ خود اور نہ اس لئے ہے کہ میں اپنی نعمت</p> <p>وَالْعَلَمُ تَهْتَدُوْنَ ۚ كَمَا اَرْسَلْنَا فِیْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ</p> <p>تم پر ہدایت کروں اور کسی طرح تم پر ہدایت پاؤں جیسا ہم نے تم میں بھیجا ایک سولہ میں سے</p> <p>يَتْلُوْا عَلَیْكُمْ اٰیٰتِنَا وَیُزَكِّیْكُمْ وَیُعَلِّمُکُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ</p> <p>کہ تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں پاک کرتا ہے اور تمہیں علم سکھاتا ہے</p> <p>وَيُعَلِّمُکُمْ مَا لَمْ تَكُوْنُوْا اَتَعْلَمُوْنَ ۚ فَاذْكُرُوْا اِذْ کُنْتُمْ</p> <p>اور تمہیں وہ تعلیم فرماتا ہے جس کا تمہیں علم نہ تھا تو تمہاری یاد</p>		

شہیدوں کا ثواب پانے کا یہ کہ شہید ایک مرتبہ دُغم کھا کر فوت ہو جاتا ہے عمر یہ شخص بیستہ سالوں کے دُغم کھاتا رہتا ہے۔ یعنی تبدیلی قبلہ اس لئے ہوتی کہ تم پر
 نعمت پوری ہو کہ تمام امتیں تو ایک قبلہ کو رخ کرتی رہیں تمہارے قبلہ دو رہ جائیں۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کی شریف آدمی رب
 العالمین کی اعلیٰ نعمت ہے۔ رب نے فرمایا لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ یہ کہ حضور مبارک جہان کے نبی ہیں کیونکہ رسول میں کوئی قید نہیں کہ کسی کے
 رب فرماتا ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا فِیْ سَبَیْلِ اللّٰهِ مِمَّا کَانَ عَلٰی رِجْلِ الْکُفْرِ اِنَّ فِیْ سَبَیْلِ اللّٰهِ کَانَ عَلٰی رِجْلِ الْکُفْرِ اِنَّ فِیْ سَبَیْلِ اللّٰهِ کَانَ عَلٰی رِجْلِ الْکُفْرِ
 باعث جیسا کہ 'بُیِّنْکُمْ' سے معلوم ہوا۔ چوتھے یہ کہ قرآن کی تلاوت کے احکام قرآن کے لغو و بطلان سب حضور سے ملتے ہیں جیسا کہ بَیِّنَات

اسی وقت

نہ کہ وہ آدمی کوئی عقل یا سادہ بی طرفیت سے کہہ کر کسی کو اللہ جل کا صلہ دینے والا ہو رہا ہے۔

دوسری جگہ ارشاد ہوا وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ

آؤ آؤ ۸۔ یعنی شہرہ کی زندگی احساس دنیاوی نہیں اسی لئے ان پر شرعی احکام مردے کے سے جاری ہوتے ہیں۔ جیسے قبر و دفن تقسیم میراث، ان کی بیویوں کا نکاح بعد عدت اور جگہ کر سکتا ۹۔ یعنی اللہ کا ڈر۔ رمضان کی بھوک۔ زکوٰۃ کے ذریعہ مال کا کم ہونا۔ اولاد جو دل کا پھل ہے اس کا مر جانا۔ یہ سب مومن کا امتحان ہے اور بھی اس کی بہت چیزیں ہیں ۱۰۔ یعنی ایسے صابروں پر اللہ کی عام رحمتیں بھی ہیں اور خلاص بھی ۱۱۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جس چیز کو صالحین سے نسبت ہو جائے وہ حق عظمت والی بن جاتی ہے، مضافہ پناہ حضرت باجوہ کے قدم کی برکت سے اللہ کی نشانی بن گئے دوسرے یہ کہ معظم چیزوں کی تقسیم وقت قیامت میں داخل ہے لہذا لکے مضافہ کی سعی جس میں شامل ہوئی۔ تیسرے یہ کہ برکت والے مقام پر اگر گناہ ہونے لگیں نشان ہوں کو مٹاؤ مگر ان مقامات کو معظم سمجھو کہ یہ دونوں پناہ

(انجی صفحہ ۳۷) بلوچیت رکھے جانے کے اسلام میں عظمت والے رہے ۳۲ بلکہ سنی نہ کرنے میں مکتبہ ہے کیونکہ مضمونہ کی سنی واجب ہے یعنی بت پرستی کی بدستابی کی وجہ سے تم سنی نہ چھوڑو ۳۳ شان نزول زمانہ جاہلیت میں مضمونہ پانڈوں پر وبت اصاب ڈالکر رکھے گئے تھے کفار ج میں ان پانڈوں کی سنی کرتے وقت ان بتوں کی قدم بوسی کرتے تھے فتح کہ پر یہ بت بھی یہاں سے چٹا دیئے گئے مگر مسلمانوں کو مضمونہ کی سنی گراں گزری کہ یہ اصل کفار سے مشابہ تھا انہیں سمجھانے کے لئے یہ آیت نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا کہ تم یہ نہ دیکھو کہ یہاں بت رکھے گئے تھے بلکہ یہ دیکھو کہ ان پر حضرت ابراہیم کے قدم پڑے جن کی برکت

سے یہ پکارا کہ اللہ تعالیٰ نے جو چاہا ان بزرگوں کے پاس
 سستی کو گناہ سمجھا تھا اس لئے ارشاد ہوا کہ مہی گناہ نہیں
 بلکہ مہی واجب ہے کہ نہ کر گناہ ہے ۱۳۔ یعنی جو غلی عمرو
 یا غلی ج یا غلی طواف کرے تو رب اس کو ثواب دے
 گا۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نفل نوا
 کرنے پر ثواب ہے نہ کرنے پر عذاب نہیں دوسرے یہ
 کہ اللہ کے شکر کے مستحق ہیں اپنے شاکرینوں کے شکر کی
 جزا عطا فرماتا۔ جیسے اللہ کی توبہ کے مستحق ہیں توبہ قبول
 فرماتا۔ اسی لئے اسے تائب کہا جاتا ہے۔

۱۔ شان نزول۔ یہ آیت ان علماء یہود کے حطلق نازل ہوئی جو توحید شریف کے احکام اور نعمت مصطفویٰ کی آیتیں چھپاتے تھے۔ ۲۔ دینی مسائل کا چھپانا گناہ ہے خواہ اس طرح کہ ضرورت کے وقت بتائے نہ جائیں یا اس طرح کہ غلط بتائے جائیں۔ یہ دونوں گناہ علماء یہود کرتے تھے۔ کہ حضور کی نعمت بتاتے نہ تھے۔ اور دنیا کی مزاہل دیتے تھے کہ بجائے رجم کے منہ کالا کراتے تھے ۳۔ خیال رہے کہ شریعت کا چھپانا گناہ ہے اور طریقت کا غافل لوگوں پر ظاہر کرنا برا ہے کیونکہ شریعت عام لوگوں کے لئے بیان کی گئی اور طریقت خاص لوگوں کے لئے توبہ کے لئے گناہ کا کشادہ کرنا ضروری ہے کیونکہ آیات چھپانے والوں کے حطلق ارشاد ہوا کہ گرفتار پر ظلم ہوں آئندہ اپنا حال درست کریں اور چھپیں ہوئی آیتیں ظاہر کر دیں تب ان کی توبہ قبول ہوگی صرف توبہ توبہ کہہ لینا کافی نہیں ۴۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ ہر گناہ سے ہر وقت توبہ ہو سکتی ہے کیونکہ نبیوا میں گناہ یا وقت کی قید نہیں ہاں نذر کی حالت میں عذاب الہی دیکھ کر کفر سے توبہ قبول نہیں رب نے فرعون سے فرمایا اِنَّكَ اَنْتَ الَّذِیْ وَفَدَ صَیْغَتِیْ اَوْ فَرَاہَ وَصَّیْتُ النَّبِیَّہُ اَنْتَ الَّذِیْہِ سَلَّہَ سَلَّہَ جس کے کفر پر مرنے یقین نہ ہو اس پر لعنت نہ کی جائے نیز فاسق کا نام لے کر لعنت جائز نہیں ہاں وصف کے ساتھ لعنت کر سکتے ہیں رب فرماتا ہے لَنْعَنَّ الَّذِیْنَ اٰذَوْا عَنْ کَلِمَیْہِیْ ذٰلِکَ یَا قَوْمَاس سے مراد مسلمان ہیں یا اس میں آخرت کا ذکر ہے کہ قیامت میں

خود کافر بھی کفار پر لعنت کریں گے دوست دشمن ہو جائیں گے نہ معلوم ہوا کہ کافر کو دوزخ میں جتنی تکلیف اول مرتبہ ہو گی اتنی ہی بیش رہے گی۔ کعبہ مومن کا یہ حال نہ ہو گا اس کا ظاہر ہلکا ہو جائے گا۔ یعنی کفار کو بھی عذاب سے چھٹی نہ ملے گا کہ اسے یا پھر انیس ایک اعمال کی یا تو بہ کی صلت نہ دی جائے گی۔ خیال رہے کہ یہ عام کفار کا حال ہے جو دوزخ میں پہنچے ہوں گے انھاری شریف کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ قبر میں ابولہب کو پیر کے دن عذاب ہلکا ہوتا ہے کیونکہ اس نے اس دن حضور کی خبر یا کراچی کو لڑی تھی کہ آزاد کیا تھا۔ اور ثویب نے حضور کو دودھ پلایا تھا۔ یہ حکم خصوصی ہے۔ ۹۔ چونکہ رب کی رحمت اس کے غضب بر غلبہ ہے۔ اس لئے ایسے مواقع میں رحمت ہی کا ذکر فرماتا ہے۔ عمومی رحمت کے لحاظ سے وہ رحمان اور خصوصی رحمت کی وجہ سے وہ رحیم ہے کہ

الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا آتَيْنَا مِنْ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَى

بے شک وہ چلتا ہمارے آگے ہوتی دستانوں اور ہدایت کو بھانپنے میں نہ

مِنْ بَعْدِ مَا يَنْتَهِ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ

بعد اس کے کہ لوگوں کے لئے ہم اسے کتاب میں واضح کرنا چاہے اللہ تعالیٰ

اللہ ویلعنہم اللعنون ﴿۱۰﴾ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا

لنت ہے اور لعنت کرنے والوں کی لعنت ہو وہ جو لوگ کریم اور مکمل کریم

وَيَتُوبُ أُولَٰئِكَ إِلَيْهِمْ وَأَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿١٠﴾

اور ظاہر کر دی تو میں انہی کو یہ قبول فرمائیں گے کہ اللہ نے ان کے لیے کفر سے توبہ کی راہ نکال دی ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ مُكْفِرُونَ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ

لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ خَلِيدِينَ

لے کر ہے اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی کہ ہمیشہ رہیں گے

فِيهَا لَا يَخْفَى عَنْهُمْ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يَنْظُرُونَ ﴿٢٠﴾

اے میں نے ان ہر سے خطاب کیا کہ اور نہ انہیں ہمت دی جائے کہ

وَاللّٰهُمَّ اِلَهَ وَّاحِدٌ لَا اِلَهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۰۰﴾

اور تمہارا مہیود ایک مہیود ہے اس کے سوا کوئی مہیود نہیں مگر وہی بڑی رحمت والا مہیود ہے

وَالنَّهَارِ وَالْفَلَاحِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ

اور کشتی کے دہرائے میں لوگوں کے فائدے کے لئے کر رہی ہے۔

النَّاسُ وَمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ فَاوْجِيَابِهِ

اور وہ جو اللہ نے آسمان سے ملے پانی اور سرسبز درختوں کو

مصلیٰ

محمد بن عبد اللہ

ہر مومن کا یہ حال نہ ہو گا اس کا عذاب ہو گا وہ جئے گا ۸۔ یعنی کفار کو کبھی عذاب سے خیال رہے کہ یہ عام کفار کا حال ہے جو دوزخ میں پہنچے ہوں گے بخاری شریف کی روایت

خدا اس نے اس دن حضور کی ولادت کی جبرائیل کو بھی کھانا کھایا تھا۔ اور کھانے کے غضب پر غالب ہے۔ اس لئے ایسے مواقع میں رحمت ہی کا ذکر فرماتا ہے۔ عمومی رہ

(بقیہ صفحہ ۳۸) بیرونی نہ کریں وہ مومن کے اعمال انشاء اللہ قیامت میں اس کیلئے باعث حسرت نہ ہوں گے بلکہ باعث مسرت ہوں گے اس طرح کہ ان کی نیکیاں مقبول ہوں گی اور اکثر کے گناہ مغفور ہوں گے اگرچہ گناہ حسرت کریں گے مگر کفار جیسی حسرت نہ ہوگی کافر کی نیکیاں بھی حسرت کا باعث ہوں گی کہ قبول نہ ہوں گی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ گناہ مومن کی دوزخ میں منتقل نہیں۔

اب یہ آیت ان مشرکین کے حلقی آئی جو بتوں پر چھوٹے ہوئے جانوروں بھیرہ سانپ وغیرہ کا کھانا حرام سمجھتے تھے قصہ یہ ہے کہ ان جانوروں کا کھانا حرام نہ سمجھو اور

مسلمان ہو جاؤ طلال و طیب جیسی کھانا اس سے چھ مسئلہ معلوم ہوئے ایک یہ کہ کھانا بھی حکم خداوندی ہے جو بھوکا رہ کر جان دے دے وہ گناہ ہے۔ لہذا بھوک بڑھل کرنا یا عرن بیت رکھنا حرام ہے۔ دوسرے یہ کہ طلال روزی کھانا ضروری ہے حرام کھانا منع ہے حضور نے حضرت سہ سے فرمایا کہ اے سہ خوراک پاک کرو قبول اللہام بن جاؤ۔ تیسرے یہ کہ ولایت یہ نہیں کہ انسان طلال چیزوں کو اپنے پر حرام کرے بلکہ حرام سے بچنے کا نام ولایت ہے چوتھے یہ کہ اولیاء اللہ کے نام پر پالا ہوا جانور حرام نہیں طلال ہے جب وہ رب کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔ پانچویں یہ کہ کفار مومن ہونے کے بعد شرعی احکام کے مکلف ہوتے ہیں لہذا تم کافروں کو شریعت پر عمل کرنے کے لئے مجبور نہیں کر سکتے جس چیز کو رب یا اس کے رسول نے حرام نہ فرمایا وہ وہ طلال ہے۔ اصل اشیاء میں اباحت ہے کیونکہ کذب نے یہ قید ان سب کو طلال طیب فرمایا ۳۔ یعنی تم جو کہتے ہو کہ بھیرہ و سانپ وغیرہ جانور حرام ہیں انہیں خدا نے حرام نہ کیا تم رب پر برتان باندھتے ہو اس سے باز آ جاؤ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ بلا دلیل کسی چیز کو حرام کرنا شیطان کی بیروی کرنا ہے جیسے کفار کہ بھیرہ سانپ جانوروں کو بلا دلیل حرام کہتے تھے۔ اس سے وہیوں کو عبرت لینی چاہیے کہ وہ بلا دلیل قاتلہ میلاد شریف وغیرہ کو حرام کہہ دیتے ہیں کراہ پاپ دادوں کی بیروی کرنا شریعت کے مقابلہ میں حرام ہے بزرگان دین کی بیروی کرنا اور شرعی روشنی میں ان کی راہ چلنا امت اعلیٰ چیز ہے رب فرماتا ہے وَتُؤْتَانَا مِمَّنْ شِئْتُمُ اور فرماتا ہے وَتَقْرَأُوا الذِّكْرَ فَتُحْيِيهِمْ حضور فرماتے ہیں جسے مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے اس لئے یہاں ارشاد ہوا تِلْكَ اَيَاتُ الذِّكْرِ الَّتِي نُنَزِّلُ بِهَا مَا اسْتَلْزِمْتُمْ اس سے دو مسئلہ معلوم ہوئے ایک یہ کہ عبادت کی طرح ہر وقت ضرورت کھانا چنا بھی اہم فرض ہے کیونکہ اس پر تمام فرائض کی ادا اسوقوف ہے دوسرے یہ کہ پیش پاک اور طلال جیسی کھانا چاہیے تقویٰ کے یہ معنی نہیں کہ اچھے

سورۃ	۳۹	المائدہ
<p>النَّاسِ ۙ يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا ۚ</p> <p>اے لوگو! کھاؤ جو زمین میں نہ حلال پاکیزہ ہے نہ</p> <p>وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿۳۹﴾</p> <p>اور شیطان کے قدم پر قدم نہ رکھو بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے</p> <p>إِنَّمَا يَأْمُرُكُمْ بِالسُّوءِ وَالْفَحْشَاءِ ۚ وَأَنْ تَقُولُوا عَلَىٰ</p> <p>دو نہ کہیں یہی حکم دے گا بدی اور بے حیائی کا اور نہ کہ اللہ پر دہات</p> <p>اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۚ ﴿۴۰﴾ ۚ وَإِذَا قِيلَ لَهُمَا تَبِعُوا مَا</p> <p>جوڑو میں کہ نہیں خبر نہیں نہ اور جب ان سے کہا جائے اللہ کے نام پر</p> <p>أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا ۖ</p> <p>جوڑو کہیں بلکہ ہم تو اس پر نہیں سمجھتے کہ اپنے باپ دادا کو کیا</p> <p>أَوَلَوْ كُنَّا آبَاءَهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ ﴿۴۱﴾</p> <p>کیا اگرچہ ان کے باپ دادا نہ کہ عقل رکھتے ہوں نہ ہدایت</p> <p>وَمَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا كَمَثَلِ الذِّبْءِ يَنْفَعُ بِمَا لَا</p> <p>اور کافروں کی کجیادت اس کی سی ہے جو بھیرے الجھڑے کھال</p> <p>يَسْمَعُ إِلَّا دُعَاءَ وَنِدَاءَ ۚ صُمُّ بَكُمْ عَنْ فِهُمَ لَا</p> <p>سننے بھلا کے سوا کہ نہ سنے پھرے گئے اندھے تو انہیں</p> <p>يَعْقِلُونَ ﴿۴۲﴾ ۚ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا</p> <p>کہ نہیں اے ایمان والو! کھاؤ بخاری دی ہوئی شہری</p> <p>رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ إِنْ كُنْتُمْ آيَاةً تَعْبُدُونَ ﴿۴۳﴾</p> <p>دینداروں سے اور اللہ کا احسان مانو اگر تم اس کی بات چیتے ہو</p> <p>إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ ۖ</p> <p>اس نے یہی نہ تم پر حرام کئے ہیں مردار اور خون اور سور کا گوشت</p>		

کھانے چھوڑے بلکہ تقویٰ یہ ہے کہ حرام چیزیں چھوڑ دے ۴۰۔ اس سے دو مسئلہ معلوم ہوئے ایک یہ کہ نعمت کا شکر یہ ادا کرنا دیگر عبادت کی طرح ضروری ہے کیونکہ یہاں بھی امر کا مینہ ارشاد ہوا اور ہر نعمت کا شکر یہ اس نعمت کی طرح ہو گا دوسرے یہ کہ یہ تمام احکام مومنوں کے لئے ہیں اس لئے اس مضمون کو تِلْكَ اَيَاتُ الذِّكْرِ سے شروع فرمایا کافر کی کھانا پھرے نہیں اس سے عقل نہیں اسلامی سلطان اسے زبردستی نہ دے گا ۴۱۔ یہاں لفظ کافر اضافی ہے حقیقی میں یعنی جن جانوروں کو تم نے حرام سمجھ رکھا ہے جیسے بھیرہ وغیرہ وہ حرام نہیں۔ حرام صرف یہ ہیں جو ہم نے فرمادیتے۔ اس آیت سے یہ لازم نہیں آتا کہ کتا یا طلال ہو جائے۔ حضور کا فرمایا ہوا رب کے حرام کے ہونے کی طرح ہے۔ ۴۲۔ سور کے تمام اجزاء حرام ہیں گوشت مٹھر کردہ وغیرہ۔ رب فرماتا ہے اِنْ شِئْتُمْ لَوَرِّسْتُمْ لَبِيسًا مِّنْ دُونِ الَّذِي بَارَأَكُم مِّنْهُ لَتَكُونُنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ

(بخیر صفحہ ۳۹) ہوتی ہے لیکن رب کی مرضی یہ تھی کہ سورہ کا گوشت میں حرام کھول اور اس کے باقی اجزا میرے حبيب حرام فرمائیں۔ جیسے اس نے صرف سورہ کو حرام کیا۔ باقی کتابہ وغیرہ اس کے حبيب نے۔

اب اور جس پر زندگی میں غیر خدا کا نام پکارا گیا وہ حلال ہے، جیسے کھیر اور سائید جانور یا جیسے لڑکی کا گائے اور عمو کا کبوتر۔ جب گناہ کا پانی حرام نہیں اور خود گناہ سے جو شرکین کی سجدہ ہے حرام نہ ہوتی تو صرف ان کی طرف نسبت کیسے حرام کر دے گی جب اس ناچاری کی کئی صورتیں ہیں۔ بھوک سے جان جاتی ہے اور سوا حرام کے

کوئی حلال غذا موجود نہ ہو۔ کوئی شخص اسے حرام کھانے پر مجبور کرتا ہے۔ کوئی سخت بیمار ہے۔ طیب حافظ یہ کہتا ہے کہ حرام ہی میں تیری شفا ہے۔ اس کے سوا کسی چیز سے تجھے آرام نہ ہو گا لہذا صورتوں میں حرام کھانا واجب ہو جاتا ہے۔ اگر نہ کھائے تو مر جائے تو حرام موت مرے گا۔ اگر بلا قصد ضرورت سے کچھ زیادہ کھالیا تو اللہ صلیٰ فرمائے گا ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ مجبوری کے وقت حرام چیزیں حلال ہو جاتی ہیں دوسرے یہ کہ بھوک ضرورت ہی حلال ہوں گی زیادہ نہیں اگر چھانک سے کلام لکل ملتا ہو تو آدھ پاؤ نہ کھاؤ ۳۔ معلوم ہوا کہ اگر ایسا مجبور انوارہ سمجھ نہ کر سکے اور ضرورت سے کچھ زیادہ کھا جائے تو اللہ بخل دے گا وہ بڑا بخور اور رحیم ہے وہ کتاب چھپانے کی صورتیں ہیں۔ اصلی آیات ہی ظاہر نہ کی جاویں۔ آیات کے مطالب ظاہر نہ کئے جائیں۔ آجوں کے علماء مطلب لوگوں کو بتائے جائیں۔ اللہ کے احکام بدلے جائیں۔ ۱۔ شان نزول، بیودہندہ حضور کی تحریف اور ہی سے پہلے کچھ ہوئے تھے کہ نبی آخر الزمان بنی اسرائیل میں ہوں گے اس امید پر حضور کے اوصاف جو توریت میں تھے لوگوں کو ملاتے تھے حضور کی تعریف آوری پر اپنی ریاست و آمدنی جاتے رہنے کے خوف سے درپردہ حضور سے حد کرنے لگے اور حضور کی نعمت کی آیات، توریت چھپالیں یا بدل دیں۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا کہ یہ لوگ توریت کی آیتیں دنیاوی مال و محتاج کی خاطر بدلنے یا چھپاتے ہیں۔ یہ ہے ذیل قیمت خریدنے۔ ۲۔ یا اس طرح کہ یہ حرام غذا میں اضمین و دوزخ میں پانچائیس کی اور یا اس طرح کہ خود یہ غذا نہیں وہاں آگ کی شکل میں نمودار ہوں گی جسے یہ دوزخی لوگ کھائیں گے۔ اب اس آیت سے دو مسئلہ معلوم ہوتے ایک یہ کہ حشر میں رب کا کلام نہ فرمایا بھی عذاب ہو گا۔ یا کلام رحمت نہ فرمایا عذاب ہو گا۔ دوسرے یہ کہ یہ تینوں عذاب الہی چھپانے والے کافروں مجرموں کے لئے خاص ہیں، اللہ مسلمانوں کو ان سے بچائے گا۔

۳۰

وَمَا أَهْلَ بِهِ لَعْنَةُ اللَّهِ فَمَنْ أَضْطَرَّ غَيْرُ بَاغٍ وَلَا

اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا وہ تو حرام ناچار ہوئے نہ لوگوں کو خواہش سے

عَادٍ فَلَا اَثمَ عَلَيْهِ اِنَّ اللہَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ اِنَّ

کھائے اور نہ لوگوں کو ضرورت سے آئے بڑے ناس پر گناہ نہیں ایک اللہ بخیر والا مہربان

الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا اَنْزَلَ اللہُ مِنَ الْكِتَابِ فَيَشْتَرُونَ

جس نے کچھ دھوپا ہے جس اللہ کی کتاب سے بچا اور اس کے بدلے ذلیل نسبت

بِهِ ثُمَّ قَلِيلًا اُولَئِكَ مَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ

لے رہے ہیں کہ وہ اپنے پیٹ میں آگ ہی بھر رہے ہیں

اِلَّا النَّارُ وَلَا يَكْلَهُمُ اللہُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَلَا يَزَكِيهِمْ

اور اللہ قیامت کے دن ان سے بات نہ کرے گا اور نہ انہیں سزا کرے

وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيمٌ ۝ اُولَئِكَ الَّذِينَ اشْتَرُوا

اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے وہ لوگ ہیں جنہوں نے دانت کے بدلے

الضَّلٰلَةَ بِالْهَدٰى وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ فَمَا أَصْبَرُوا

گمراہی مولیٰ اور بخشش کے بدلے عذاب تو کون درجہ انہیں آگ کی

عَلَى النَّارِ ۝ ذٰلِكَ يَآئِ اللہُ نَزَلَ الْكِتَابُ بِالْحَقِّ

سارا ہے۔ اسی لئے کہ اللہ نے کتاب حق کے ساتھ انہیں

وَالَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِي الْكِتَابِ لَفِي شِقَاقٍ

اور بے شک جو لوگ کتاب میں اختلاف ڈالنے لگے وہ ضرور بدلے مرے گے

يَعْبُدُ ۝ لَيْسَ الْبِرُّ اَنْ تُولُوا وَجُوهَكُمْ قَبْلَ

بجھنا ہو، بلکہ اصل یہی ہے نہیں نہ کہ منہ

الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ

مشرق یا مغرب کی طرف کرے اس اصل یہی ہے کہ

ان سے کلام بھی کرے گا ان کے گناہ بھی معاف فرمائے گا انہیں دردناک عذاب بھی نہ دے گا۔ یعنی وہ دانت جو حاصل کرنے پر قادر تھے یا وہ دانت جو پیشانی کے ان انہیں ملی تھی اور جس پر وہ پیدا ہوئے تھے درنہ ان بد نصیبوں کے پاس دانت تھے ہی نہیں اب کتاب سے مراد قرآن شریف ہے یا توریت شریف۔ پہلی صورت میں اختلاف سے مراد ہو گا نہ مانا اور دوسری صورت میں اس سے مراد ہو گا صحیح طور پر نہ اتفاق کہ یہود قرآن کو تو باطل نہ مانتے تھے اور توریت کو ماننے کے دعویدار تھے مگر صحیح طور پر نہ مانتے تھے اور نہ حضور پر ایمان لے آئے۔ اب اگر اس آیت میں مسلمانوں سے خطاب ہو تو مطلب یہ ہو گا کہ صرف کعبہ کو نہ کر کے لہذا پڑھ لکھا کافی نہیں۔ ولی میں عطا دے رکھو اس سے معلوم ہوا کہ ہر اہل قبلہ سو من میں ملکہ ان میں بعض مرتد بھی ہیں، جیسے مرزائی اور رسول یا صاحب کی

(بقیہ صفحہ ۳۰) توہین کرنے والے اسلام ابو حنیفہ قدس سرہ کا فرمان ہے کہ ہم اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتے۔ اس سے مراد وہ ہیں جن کے عقائد قرآن نہ ہوں نہ کہ صرف کتب کو مد کر کے نفاذ دینے والے جیسا کہ شرح فقہ اکبر میں ہے اور اگر اس میں یہود و نصاریٰ سے خطاب ہو تو معنی یہ ہوں گے کہ اب بیت المقدس کا مشرقی یا مغربی حصہ قبلہ نہ رہا اب اور حرم نہ کرنا اعلان نہیں۔ مسلمان ہو اور کتب کو مد نہ کرو۔
۱۔ معلوم ہوا کہ اہل سے ان کا مقدم ہے پہلے ایمان لانا، پھر ایک عمل کو کیونکہ یہ دشمنوں سے پہلے ہوتی ہے۔ ایمان جز ہے اور اعمال شاخیں ایمان میں سب سے

اول رب پر ایمان ہے۔ ۲۔ ایمان منسل جو بچوں کو سکھایا جاتا ہے اس کی اصل یہ آیت بھی ہے اور دوسری آیات بھی ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیار مال راہ خدا میں دے اور زندگی و تمدن کی میں دے جب خود اسے بھی مال کی ضرورت ہو۔ رب فرماتا ہے۔ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا يَحِبُّونَ ۚ اِلٰل قربت کو مقدم کرے۔ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسافر اگر گھر میں مالدار ہو۔ لیکن سفر میں حاجت مند ہو گیا ہو تو صدقات و زکوٰۃ لے سکتا ہے اگر اس آیت سے غریب مسافر مراد ہو تا تو وہ اُلْطِفُیْنِ میں آچکا تھا خیال رہے کہ ابن السلسل اس راہ گیر کو کہتے ہیں جو ستر کر رہا ہو اور جو کسی جگہ مقیم ہو گیا وہ ابن السلسل نہیں ۵۔ اس سے دو مسئلہ معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ اگرچہ سوال کرنا اکثر ممنوع ہے مگر مسائل کو دینا جائز اِلَّا اَنَّا بِنِی السَّجِدِ دوسرے یہ کہ بھکاری کی تحقیقات کرنا ضروری نہیں۔ اگر دفعہ وہ غنی تھا اور تم نے اسے فقیر سمجھ کر زکوٰۃ دے دی۔ پھر پتہ چلا تو زکوٰۃ ادا ہو گئی ۶۔ نماز پڑھنا کمال نہیں۔ نماز قائم کرنا کمال ہے۔ بیشہ پڑھنا دل نکار کر پڑھنا یہ قائم کرنا ہے۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهِ لَکَافٍ ۝۱۰ عطاوہ دوسرے خرچ مراد ہیں کیونکہ زکوٰۃ کا ذکر علیحدہ ہو رہا ہے۔ ۸۔ اس آیت سے سارے سے سارے جائز وعدے مراد ہیں خواہ رب سے کہے ہوں یا رسول سے یا شیخ سے یا نکاح کے وقت بیوی سے یا کسی اور سے بشرطیکہ جائز وعدے ہوں نا جائز وعدوں کو پورا کرنا حرام ہے ۹۔ ہنس کے معنی مطلق جنگ ہیں۔ مگر یہاں کفار سے جنگ مراد ہے یعنی ہمد کہ اس میں استقامت ثواب ہے اور مسلمانوں سے جنگ ختم کرنا ثواب ۱۰۔ یعنی ایمان و قول کا سچا وعدہ جس کے عمل اچھے ہوں ۱۱۔ اس حکم میں ہی کریم داخل نہیں۔ نبی سے امتی کا قصاص نہیں لیا جاتا جیسے یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا الصَّوْاۤفِرَ اذْهَبُوا بِهٖمْ فَاغْلُظْ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ اَجْرٌ کَثِیْرٌ مِّمَّا کُتِبَ لَهُمْ لَا یُغٰیۡرُ ۝۱۲ اَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَلَا یُغٰیۡرُ ۝۱۳ یعنی قصاص میں حاضر داخل نہیں ۱۳۔ یعنی قصاص میں قاتل ہی کو قتل کیا جائے گا آزاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت لہذا اگر مرد کو عورت نے قتل کر دیا تو قاتل عورت

ایمان لائے نہ اللہ اور کیا امت اور فرشتوں اور کتاب اور پیغمبروں پر نہ
وَاتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِی الْقُرْبٰی وَالْيَتٰمٰی
اور اللہ کی محبت میں لپٹا عزیز مال جسے نہ رشتہ داروں اور یتیموں
وَالْمَسٰکِیۡنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَالسَّآئِلِیۡنَ وَفِی
اور مسکینوں اور راہ گیر کے اور سالوں کے اور گردنیں
الزَّكٰۤاتِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتٰی الزَّكٰوةَ وَالْمُؤَقِّنَ
پہنرانے میں اور نماز قائم رکھنے اور زکوٰۃ دینے اور اپنا قول پکھڑانے
بِعَهْدِہُمْ اِذَا عٰہَدُوْا وَالصّٰدِقِیۡنَ فِی الْاَبْسَآءِ
والے جب ہمد گمیں اور صبر والے صہبت اور
وَالصَّرَآءِ وَحِیۡنَ الْبَآسِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ صَدَقُوْا
حق میں اور جہاد کے وقت کی جہی میں جنہوں نے اپنی بات میں
وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝۱۰ لَیۡتَہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوْا
کی اور جی پرہیز گار میں نہ اسے ایمان داروں کے
کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلِ ۝۱۱ الْحُرُّ
تم پر فرض ہے کہ جو نا حق مارے جائیں ان کے خون کو بدلہ لو آزاد کے
بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ ۝۱۲ اَلَا نُنۡبِئُکُمۡ بِاَلَا نُنۡبِئُکُمۡ
ہے لے آزاد اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت تمہیں کے لئے
عَفِیۡ لَہٗ مِنْ اَخِیۡہِ شَیْءٌ ۝۱۳ فَاتَّبِعُوا بِالْمَعْرُوفِ
اس کے بھائی کی طرف سے کچھ معافی ہوئی مگر تو بھائی سے تقاضا ہو
وَاَدَّ اِلَیۡہِ بِاِحْسَانٍ ۝۱۴ ذٰلِکَ تَخْفِیۡفٌ مِّنۡ رَبِّکُمۡ
اور اچھی طرف ادا یہ تمہارے رب کی طرف سے تمہارا جوہر ہلکا کرنا ہے
۝۱۵

ہی کو قتل کیا جائے گا۔ خیال رہے کہ اگر مومن ذی کفر کو قتل کر دے تو اس مومن قاتل کو قصاص میں قتل کیا جائے گا۔ حضور زمین کے بارے میں فرماتے ہیں قصاص وہ کلمہ نہ ان کے خون تمہارے خون کی طرح ہیں وہ جو حدیث میں ہے کہ مومن کو کافر کے عوض قتل نہ کرو اس سے حلی کفار مراد ہیں لہذا آیت و حدیث صاف ہے ۱۳۔ جو قصاص ہندے کا قتل ہے ہندے کے صاف کر دینے سے صاف ہو جاتا ہے خیال رہے کہ اگر باپ بیٹے کو قتل کر دے تو قصاص نہیں۔ یوں ہی مولی غلام کو قتل کر دے تو قصاص نہیں۔ نیز شبیر امتی کا قصاص نہیں۔ حضور کا اپنے کو قصاص کے لئے پیش فرماتا تعلیم تھا۔

۱۔ اس طرح کہ قتل میں مقتول کے اولیاء کو معافی کا حق رہا قاتل کا قتل ہی واجب نہ فرمایا ۲۔ اس طرح کہ غیر قاتل کو قتل کر دیا جائے یا قاتل کو قصاص میں شامل نہ کیا
 دی جائے۔ جیسے ہاتھ پاؤں کاٹنا یا قتل یا گناہ ۳۔ کفار سے بدلہ لو اپنے نفس سے بدلہ لو۔ ظالم مسلمان سے بدلہ لو۔ اگر گناہ ہو جائے تو بعد میں بھی کر لو۔ اس میں دنیاوی
 اور دینی زندگی ہے قصاص کے بغیر قوم مردہ ہے ۴۔ جب تک اسلام میں میراث کے احکام نہیں آئے تھے اس وقت تک مرنے والے پر وصیت کرنا واجب تھی۔
 کیونکہ اس وقت صرف وصیت پر مال تقسیم ہوتا تھا جب میراث کے احکام آگئے تو وصیت کا وجوب منسوخ ہو گیا ۵۔ خیر اسے معلوم ہوا کہ اپنے مال میں وصیت

ہوگی دو حصے کے مال میں نہیں ۶۔ اب وارث کے لئے
 وصیت نہیں ہو سکتی۔ غیر وارث کے لئے ہو سکتی ہے
 معلوم ہوا کہ قرآنی آیت حدیث سے منسوخ ہو سکتی ہے
 کیونکہ وارث کے لئے وجہ ۷۔ قرآن سے ثابت ہے اور
 اس کا صحیح حدیث سے لا وصیۃ للوارث ۸۔ اس سے دو
 مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جائز وصیت میں تبدیلی کرنا
 گناہ ہے۔ دوسرے یہ کہ بدلنے والا خواہ مفتی ہو خواہ
 قاضی یا گواہ یا کوئی اور سب گنہگار ہیں ۸۔ یعنی جو عالم
 حاکم وصی شیخ وغیرہ یہ معلوم کرے کہ مرنے والا وصیت
 میں کسی پر لیاؤتی کر رہا ہے یا شرعی احکام کی پابندی نہیں
 کرتا تو مرنے والے کو سمجھا بھگا کر درست کر دے تو گنہگار
 نہیں کیونکہ اس میں حق کی حمایت ہے نہ کہ حق کی
 مخالفت ۹۔ ماہ رمضان شریف کے خیال رہے کہ اسلام
 میں اولاً صرف عاشورہ کا روزہ فرض تھا۔ یعنی سال میں
 ایک۔ پھر ہر مہینہ میں تین روزے فرض ہوئے۔
 تیرھویں چودھویں پندرھویں چاند کی پھر ماہ رمضان کے
 روزے اس آیت سے فرض ہوئے۔ اور ان روزوں کی
 فرضیت منسوخ ہو گئی یہ آیت ان روزوں کی ناسخ ہے۔
 معلوم ہوا کہ حدیث قرآن شریف سے منسوخ ہوتی ہے۔ ان
 دیکھو اول روزوں کی فرضیت حدیث سے ثابت تھی۔ ان
 کے لئے کوئی آیت نہ آئی اور اس کی فرضیت نسخ قرآن
 سے ثابت روزہ بعد ہجرت ۱۰ھ میں فرض ہوا۔ ۱۱۔ معلوم
 ہوا کہ شرعی عبادات کے مکلف کفار نہیں اسی لئے
 مسلمان ہونے کے بعد وہ زمانہ کفر کی عبادتیں تقاضا نہیں
 کرتے ۱۲۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ
 روزہ بڑی پرانی عبادت ہے۔ گزشتہ دہائیوں میں بھی تھا
 دوسرے یہ کہ روزہ تعوی کی کا ذریعہ ہے کیونکہ گناہ نفس
 مارہ کرتا ہے اور روزہ سے نفس کمزور پڑتا ہے۔ تیسرے
 یہ کہ انسان کو اپنے نیک اعمال پر بھروسہ نہ کرنا چاہیے
 بلکہ رب کا فضل مانگتا رہے اس لئے یہاں نفل فرمایا گیا۔
 یہ امید ہمارے لحاظ سے ہے نہ کہ رب کے لحاظ سے۔
 ۱۳۔ امتیں یا تین دن۔ اس لئے گھبرانہ جانا جس رب
 نے تم کو گیارہ ماہ کھلایا پلایا اگر ایک ماہ صرف دن میں کھائے پینے سے منع فرما دے تو ضرور اس کی اطاعت کرو۔

وَرَحْمَةً فَمِنْ أَعْتَدَايَ بَعْدَ ذَلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ
 اور تم پر رحمت نہ تو اس کے بعد جو زیادتی کرے ت اس کے لئے دردناک
 الْعِیمُ وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَوةٌ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ
 مزاب ہے اور ان کا بدلہ لینے میں تمہاری زندگی ہے نہ اے عقلمندو
 لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۱۵۸ کُتِبَ عَلَيْكُمُ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ
 کہ تم کہیں یا تم پر فرض ہوا کہ جب تم میں سے کسی کو
 الْمَوْتُ أَنْ تَرَكْ خَيْرًا ۱۵۹ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ
 موت آئے اگر کچھ مال پھر بڑے ش تو وصیت کر جائے اپنے ماں باپ اور
 الْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ ۱۶۰ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ ۱۶۱
 قریب کے رشتہ داروں کے لئے موافق دستور یہ واجب ہے برائے گناہوں پر نہ
 فَمَنْ بَدَّلَهُ بَعْدَ مَا سَمِعَهُ فَأَنَّمَا آثَمَهُ عَلَى
 تو جو وصیت کو پس سننا کر بدل دے تو اس کا گناہ انہیں
 الَّذِينَ يَبْدِلُونَهُ ۱۶۲ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۱۶۳ فَمِنْ
 بدلنے والوں پر سے بے قیاب اللہ سنتا جانتا ہے نہ پھر ہے
 خَافَ مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا وَإِثْمًا فَاصْلَحَ بَيْنَهُمَا
 اور پھر ہوا کہ وصیت کرنے والے نے کچھ بے ایمانی یا گناہ کیا تو اس نے ان میں
 فَلَا أَمْرَ عَلَيْهِ ۱۶۴ إِنَّ اللَّهَ عَفُورٌ رَحِيمٌ ۱۶۵ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ
 صلح کر دی نہ اس پر کچھ گناہ نہیں شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اے ایمان والو
 أَمْتُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ
 تم پر روزے کی فرض کئے گئے نہ جیسے انہوں پر
 مِنْ قَبْلُ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۱۶۶ أَيَّامًا مَعْدُودَاتٍ
 فرض ہوئے تھے کہ کہیں نہیں برائے بخاری نے کہ متفق کے دن میں نہ

مصلح

۱۶۷۔ امتیں یا تین دن۔ اس لئے گھبرانہ جانا جس رب نے تم کو گیارہ ماہ کھلایا پلایا اگر ایک ماہ صرف دن میں کھائے پینے سے منع فرما دے تو ضرور اس کی اطاعت کرو۔

۱۔ یعنی ایسا پکارا ہو کہ روزہ اسے نقصان دے اور جس پکار کو روزہ مفید ہو نقصان نہ دے تو قضا کرنے کی اجازت نہیں ۲۔ یعنی وہ سفر جس پر شرعی احکام مرتب ہوں ۳۔ میل کی مسافت پر گھر سے باہر جائے۔ اور کہیں چند روزہ دن ٹھہرنے کی نیت نہ کرے ۴۔ معلوم ہوا کہ مسافر پر خواہ قنواہ روزہ قضا کرنا فرض نہیں اسے اجازت ہے کہ قنواہ روزہ سفر میں رکھ لے یا قضا کر دے۔ بخلاف نماز قصر کے کہ وہ مسافر پر لازم ہے۔ جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے ۵۔ یہاں باب افعال ماہ کے سلب کے لئے ہے یا لا پوشیدہ ہے۔ لہذا یہ آیت منسوخ نہیں بلکہ محکم ہے اس سے مراد وہ شخص ہے جس میں اب بھی روزہ کی طاقت نہ ہو اور آجندہ آنے کی امید نہ ہو جیسے بہت ضعیف، بوڑھا یا مرض موت اور اگر کفارہ دینے کے بعد طاقت آگئی۔ تو پھر روزہ قضا کرنا ہو گا ۵۔ یا دو وقت

ایک مسکن کو کھانا کھلاوے یا ایک مسکن کو فطرہ کی بقدر گندم دے دے یعنی قریباً سو ادوسیر ۶۔ معلوم ہوا کہ فدیہ میں زیادتی کر سکتے ہیں کی نہیں کر سکتے تلوع سے بھی مراد ہے۔ ۷۔ معلوم ہوا کہ مسافر کو اگرچہ روزہ قضا کر دینے کی اجازت ہے۔ مگر روزہ رکھ لینا زیادہ بہتر ہے۔ ۸۔ یعنی روزوں کے لئے ماہ رمضان اس لئے منتخب ہوا کہ اس مہینہ میں قرآن کریم لوح محفوظ سے نکل ہو کر آسمان اول پر لایا گیا۔ جہاں سے آہستہ آہستہ ۲۳ سال میں حضور پر اترا۔ چونکہ یہ مہینہ نزول قرآن کا ہے۔ لہذا اس میں روزے رکھو۔ خیال رہے کہ قرآن کریم میں سوائے ماہ رمضان کسی مہینہ کا نام نہیں جیسے حضرت مریم کے سوا کسی عورت کا نام نہیں اور حضرت زید کے سوا کسی صحابی کا نام نہیں یہ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ جس وقت کو کسی اشرف چیز سے نسبت ہو جائے وہ قیامت تک اشرف ہے۔ دوسرے یہ کہ اگرچہ اس میں نعمت تو ایک بار آچکی مگر جب وہ تاریخ یا مہینہ آئے تو اس نعمت کی یادگار منائی جائے۔ تیسرے یہ کہ اس وقت میں خوشی منانا عبادت کرنا محمود ہے لہذا عید میلاد کی خوشی بہتر ہے۔ ۱۰۔ قرآن شریف کے ۲۳ نام ہیں جن میں سے ایک نام قرآن ہے۔ یعنی جمع کرنے والی کتاب جس نے سارے انسانوں کو ایک دین اسلام پر جمع کر دیا یا پڑھی ہوئی کہ اس کا نزول لکھ کر نہ ہوا۔ دوسرا نام فرقان ہے۔ یعنی کافر و مومن حلال میں فرق کرنے والی کتاب۔ دیکھو ہماری تفسیر تفسیر کا مقدمہ ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ رمضان کا روزہ فرض ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو کوئی رمضان بھرے ہوش رہے اس پر روزہ فرض نہیں کیونکہ اس نے ماہ رمضان پایا ہی نہیں اور جو ایک ساعت کے لئے ہوش میں آگیا اس پر سارے روزے فرض ہو گئے ۱۲۔ یعنی رمضان کی فرضیت سے قضا کی اجازت نہ جاتی رہی۔ اب بھی تم سفر و مرض کی وجہ سے قضا کر سکتے ہو۔

سجوق ۲	۲۴	البقرہ ۲
<p>فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ</p>		
<p>تو تم میں سے جو کوئی بیمار یا سفر میں ہو نہ تو اسے روزے اور دنوں میں ملے اور ہمیں اس کی طاقت نہ ہو نہ وہ بدلوں ایک</p>		
<p>وَمُسْكِينٍ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ شَهْرُ</p>		
<p>مسکین کو کھانا دینا یا پھر جو اچھی چیز دے گا وہ اس کے لئے بہتر ہے اور روزہ رکھنا تم کے لئے زیادہ بہتر ہے اگر تم جانو کہ</p>		
<p>رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ</p>		
<p>ہمینہ نہ جس میں قرآن اترا نہ لوگوں کے لئے ہدایت اور رہنمائی اور فیصلہ کی روشن باتیں نہ تو تم میں سے جو کوئی یہ</p>		
<p>مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۖ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ</p>		
<p>ہمینہ ہائے ضرور اس کے روزے رکھے نہ اور جو بیمار یا سفر میں ہو تو اسے روزے اور دنوں میں ملے اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے</p>		
<p>وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ وَعَلَّامُ الْغُيُوبِ ۝ وَإِذَا</p>		
<p>اور تم بددستواری نہیں چاہتا اور اس لئے کہ تم اپنی پابندی کرو گے اور اللہ کی باتوں کو پورا کرنا اور اسے</p>		
<p>سَأَلْتُ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ السَّائِلِ ۖ وَإِن يَدْعُنِي فَإِنِّي سَمِيعٌ ۚ</p>		
<p>محبوب تم سے میرے لئے مجھے تمہیں نزدیک ہوں نہ دما ہوں نہ ہوں بجاؤ گے اور تم</p>		
<p>مترنل</p>		

لہذا یہ آیت مکرر نہیں ۱۳۔ یعنی رمضان کے انیس یا تیس دن پورے کر دے کہ خیال رہے کہ چاند کے ثبوت میں دیکھنے یا کوئی اعتبار ہے۔ حساب، ہجری، نجومیوں کے قول کا کوئی اعتبار نہیں۔ ایسے ہی تاریخی اخبار یا روایت کی افواہ کا کوئی اعتبار نہیں۔ ۱۴۔ اس سے نماز عید، اس کی خوشی میں اس دن تعمیریں کنا۔ عبادت کرنا رمضان کی خوشی کی خوشی منانا سب سے بہتر ہے۔ مگر یہ خوشی رمضان جانے کی نہیں بلکہ اس میں خوشی خیر ملنے کی ہے۔ ۱۵۔ شان نزول۔ بعض لوگوں نے حضور سے پوچھا کہ کیا وہ ہم سے دور ہے کہ اسے آواز سے پکاریں یا قریب ہے کہ آہستہ عرض کریں۔ اس پر آیت نازل ہوئی۔ یعنی میری رحمت قریب ہے اس کی نصیحت یہ آیت ہے

(بقیہ صفحہ ۳۳) رہے تو میں بھی اس سے دور ہوں۔ رب فرماتا ہے۔ جَلَدُكُمْ مَكْرُوهٌ وَاللَّهُ تَعَالَى كَرِيمٌ

۱۔ جتنی بندے کی پکار پر ایک فرماتا ہوں اور یہ ایک ظہری کی معرفت سے ہم تک پہنچ جاتی ہے رہا بندے کا سوال پورا کرنا وہ بھی ہوتا ہے بھی نہیں بندہ بھی بری چیز بھی مانگ لیتا ہے ۲۔ صوفیہ کرام فرماتے ہیں کہ اگر تم چاہتے ہو کہ رب تمہاری باتوں کی نافرمانی نہ کرے اس کی نہ مان کر اپنی بات سناؤ خیال خام ہے اس سے بطور ہوا کہ رسول کی بات سنا کر اپنی ہی کی اطاعت ہے ۳۔ یہ طاعت لفظی ہے جس کا انکار کفر ہے۔ کبھی مباح یا مستحب کا انکار بھی کفر ہوتا ہے ۴۔ شان نزول

البقرة

۴۴

سَيَقُولُ

الدَّاعِ إِذَا دَعَاكَ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي

جب مجھے پکارے کہ تو انہیں چاہیے میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں

لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ۝ اِحْجِلْ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ

کہ کہیں راہ پائیں روزوں کی راتوں میں اپنی عورتوں کے پاس جانا

الرَّفَثِ إِلَى نِسَائِكُمْ هُنَّ لَكُمْ لِبَاسٌ لَكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ

تمہارے لئے عداوت پرانے وہ تمہاری لباس ہیں اور تم ان کے لباس

لَهُنَّ عِلْمٌ اللَّهُ أَلَمْ تَكُنْ تَخْتَلُونَهُنَّ أَنْفُسُكُمْ

انہوں نے جانتا کہ تم اپنی جانوں کو خیانت میں ڈالتے تھے مگر

فَقَاتَبَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ

تو اس نے تمہاری توبہ قبول کی اور تمہیں معاف فرمایا تو اب ان سے صحبت کرو

وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى

اور طلب کرو جو اللہ نے تمہارے نصیب میں لکھا ہو اور کھاؤ اور پیو یہاں تک

يَتَبَيَّنَ لَكُمْ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ

کہ تمہارے لئے ظاہر ہو جائے سفید کا ڈورا سیاہی کے ڈورے سے

مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ آتُوا الصِّيَامَ إِلَى الْبَيْتِ وَلَا

(پہنچ کر) پھر رات آنے تک روزے پورے کرو اور عورتوں

تَبَاشَرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسْجِدِ

کو باہر نہ نکالو جب تم مسجدوں میں انگٹا سے ہو

تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَقْرُبُوهَا كَذَلِكَ يبينُ

یہ اللہ کی حدیں ہیں ان کے پاس نہ جاؤ اللہ یوں ہی بیان کرتا ہے

اللَّهُ أَلَيْسَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ۝ وَلَا تَاْكُلُوا

لوگوں سے اپنی آئینہ کہ کہیں انہیں پرہیزگاری ملے اور آپس میں پائے

مَعْلُومٌ

اسلام میں 'اولا' رمضان کی راتوں میں بھی اپنی بیوی سے صحبت حرام تھی۔ حضرت عمر و دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے یہ فعل واقع ہو گیا۔ مقدمہ بارگاہ نبوی میں پیش ہوا۔ اس پر یہ آیت اتری اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کی خطا چھوٹوں کے لئے عطا کا ذریعہ ہوتی ہے عالم کا بطور آدم علیہ السلام کے گندم کھانے کے صدقہ سے ہے۔ ہماری اطاعتوں سے ان کی خطائیں افضل ہیں۔ خیال رہے کہ یہاں خیانت سے مراد غلطی، لغزش، خطا ہے نہ وہ جو گناہ کبیرہ ہے جیسے انبیاء کرام کی خطا کو قرآن میں قلم فرمایا گیا ہے ۵۔ اس سے ایک مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ رب نے صحابہ کی غرض غلطی کو معاف فرمایا کوئی کفارہ وغیرہ لازم نہیں فرمایا یہ ان کی خصوصیت ہے دوسرے یہ کہ اب جو کوئی ان بزرگوں کی اس لغزش کو برائی سے یاد کرے وہ سخت مجرم ہے رب معافی کا اعلان کر چکا تو پھر پکڑنے والے کون ۶۔ یعنی طلب اولاد کے لئے صحبت کرنا کہ حق شہوت پوری کرنے کو لہذا اللہ ناجائز ہے کہ اس میں صرف خیال سمجھنا مقصود ہوتی ہے یا یہ معنی ہیں کہ صحبت صرف قرآن میں ہو۔ لہذا عورت کے ساتھ لواطت یا بخل یا ران میں صحبت کرنا حرام ہے یا یہ مطلب ہے کہ رمضان کی راتوں میں عبادت زیادہ کرو۔ ان کاموں میں ایسے مشغول نہ ہو کہ عبادت سے قافل ہو جاؤ ۷۔ شان نزول اسلام میں 'اولا' حکم یہ تھا کہ روزہ افطار کر کے سونے سے پہلے جو کھالیا کھالیا سوتے ہی کھانا پینا حرام ہو جاتا تھا حضرت عمرہ ابن قیس ایک بحث مشقت کرنے والے آدمی تھے ایک دفعہ رمضان میں روزہ افطار کر کے سو گئے پھر آگے کھلی تو بیوی نے کھانا پیش کیا نہ کھایا اور کل پھر روزہ رکھ لیا۔ دوسرے کو بے ہوش ہو گئے تب یہ آیت اتری اور صبح سے پہلے تک کھانا پینا حلال کر دیا گیا ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ رات آنے پر روزہ افطار کرنا فرض ہے لہذا روزہ وصال یعنی بغیر افطار روزہ پر روزہ ناجائز ہے اس حکم میں حضور داخل نہیں۔ حضور کے لئے صوم وصال جائز تھا ۹۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ

کہ اختلاف میں صحبت کرنا حرام ہے خواہ اختلاف نقلی ہو یا سنت یا فرض دوسرے یہ کہ مرد کا اختلاف صرف مسجد میں ہو سکتا ہے گھر وغیرہ میں نہیں ہو سکتا اختلاف کے معنی ہیں عبادت کی نیت سے مسجد میں ٹھہرنا یا یہ نیت تم کا ہے۔ فرض جس کی نذر ملان لی جائے۔ یہ کم از کم ایک دن رات کا ہونا ہے سنت یہ رمضان کا آخری پورا عشرہ ان دونوں انگٹوں میں روزہ ضروری ہے اختلاف نقلی یہ ایک ساعت کا بھی ہو سکتا ہے اس میں روزہ لازم نہیں۔ جب مسجد میں آئے اختلاف کی نیت کرے۔

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ حرام ذریعہ کی کمائی بھی حرام ہے، جیسے گانا، ٹیپا، ڈانسی، موویز، سینما کی اجرتیں، کہ یہ سب حرام ہیں، یعنی ناجائز طریقوں سے لوگوں کا مال کمانا بھی حرام ہے اور ان کا ناجائز ذریعوں پر حکام کی مدد لینا بھی جرم ہے۔ ۳۔ معلوم ہوا کہ جھوٹی کوئی، جھوٹی وکالت، جھوٹے فتویٰ، جھوٹے مقدمہ کی جیروی و کوشش کی اجرتیں حرام ہیں، ہاں اگر غلطی سے اسے سچا سمجھا تو حرام نہیں۔ اس لئے قرآن اِذَا تَمَّ تَعْلُوتُ ۳۔ یعنی یہ کہ چاند ٹھٹھا دیکھتا کیوں ہے۔ سورج کی طرح دیکھ کر کھانے کیوں نہیں دیکھتا اس کے جواب میں اس کا قاعدہ بیان کیا کہ کھنے پونے کی وجہ۔ کیونکہ یہ جواب زیادہ مفید تھا۔ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے کاروبار چاند کی آمدنیوں سے ہونے چاہئیں کہ رب نے چاند کو

وقت کی علامت بنایا ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ قری میٹھے خشکی مینوں سے افضل ہیں کہ قری مینوں کی جنتی آسمان پر ہے، چاند سے ہی تارین کا چک نہ چک پتہ لگ جاتا ہے اور خشکی مینوں کی جنتی صرف زمین پر ہے۔ ۶۔ شان نزول، کفار عرب احرام کی حالت میں گھر میں دروازے سے جانا مکہ گناہ سمجھتے تھے۔ بحیثیت یا بھت کے راستہ سے آتے جاتے تھے۔ اس کی تردید میں یہ آیت اتری، اس سے معلوم ہوا کہ کسی چیز کو بغیر ممانعت کے ناجائز سمجھنا جملاء کا کام ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ عبث اور لغو کاموں کو ثواب کا ذریعہ جانا بھی احمقوں کا کام ہے۔ ثواب ہر اس جائز خیر کام پر ہے جو خیریت سے کیا جاوے۔ ۷۔ یہ امر اباحت کے لئے ہے یعنی احرام و غیر احرام ہر حال میں دروازے سے آنا جائز ہے لہذا اس کے معنی یہ نہیں کہ ضرورت بھی بھت سے آنا منع ہے ۸۔ فی الحال لڑتے ہوں یا آئندہ جنگ کی تیار کرتے ہوں۔ لہذا یہ آیت منسوخ نہیں حکم ہے۔ کفار کے چھوٹے بچے، بوڑھے آدمی، گوشہ نشین، عابد گھر میں رہنے والی عورتیں جنہیں جنگ سے کوئی تعلق نہ ہو انہیں قتل نہ کیا جائے ۹۔ حد سے بڑھنے کی کلی صورتیں ہیں، جن کو قتل کرنا منع ہے انہیں قتل کرنا۔ معاہدے کے خلاف جنگ کرنا جنہیں دعوت اسلام نہ پہنچی ہو ان کے ساتھ بغیر دعوت دیئے جنگ کرنا جو کفار جزیہ پر راضی ہو جائیں انہیں قتل کرنا وغیرہ یہ سب منع ہے ۱۰۔ معلوم ہوا کہ ذاتی دشمن کو معاف کرنا اچھا ہے مگر قوی اور دینی دشمنوں سے بدلہ لینا ضروری ہے کیونکہ انہیں معاف کرنا قوم یا دین کو ہمداد کرنا ہے، ذاتی معاملات میں معافی بہتر ہے ۱۱۔ چنانچہ فتح مکہ کے دن جو لوگ اسلام لائے وہ مکہ میں رہے، جنہوں نے اسلام قبول نہ کیا وہ یا تو قتل ہوئے جیسے ابن خلل وغیرہ یا بھاگ گئے جیسے حضرت عمرؓ جو بعد میں واپس آکر ایمان لائے، اس سے معلوم ہوا کہ مکہ مکرمہ میں کفار کو رہنے کی اجازت نہ دی جاوے۔ حدیث پاک میں ارشاد ہوا کہ یہود و نصاریٰ کو جزیہ عرب سے نکال دو، حجاز میں نہ رہیں ۱۲۔ مسجد حرام سے مراد کعبہ حنظلہ ہے۔ یا وہ مسجد جس میں کعبہ واقع ہے اور عند سے مراد حرم شریف کے حدود ہیں جو مکہ منظر ہے، کسی کی میل چو طریقی ہیں حدود حرم کا یہ ادب دکھایا گیا کہ وہاں جنگ کی ابتداء نہ کی جائے۔ اس لئے وہاں اس جرم کو سزا نہیں دیتے جو باہر سے جرم کر کے وہاں چاہے لے۔

۳۵
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰
۱۰۱
۱۰۲
۱۰۳
۱۰۴
۱۰۵
۱۰۶
۱۰۷
۱۰۸
۱۰۹
۱۱۰
۱۱۱
۱۱۲
۱۱۳
۱۱۴
۱۱۵
۱۱۶
۱۱۷
۱۱۸
۱۱۹
۱۲۰
۱۲۱
۱۲۲
۱۲۳
۱۲۴
۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰
۲۰۱
۲۰۲
۲۰۳
۲۰۴
۲۰۵
۲۰۶
۲۰۷
۲۰۸
۲۰۹
۲۱۰
۲۱۱
۲۱۲
۲۱۳
۲۱۴
۲۱۵
۲۱۶
۲۱۷
۲۱۸
۲۱۹
۲۲۰
۲۲۱
۲۲۲
۲۲۳
۲۲۴
۲۲۵
۲۲۶
۲۲۷
۲۲۸
۲۲۹
۲۳۰
۲۳۱
۲۳۲
۲۳۳
۲۳۴
۲۳۵
۲۳۶
۲۳۷
۲۳۸
۲۳۹
۲۴۰
۲۴۱
۲۴۲
۲۴۳
۲۴۴
۲۴۵
۲۴۶
۲۴۷
۲۴۸
۲۴۹
۲۵۰
۲۵۱
۲۵۲
۲۵۳
۲۵۴
۲۵۵
۲۵۶
۲۵۷
۲۵۸
۲۵۹
۲۶۰
۲۶۱
۲۶۲
۲۶۳
۲۶۴
۲۶۵
۲۶۶
۲۶۷
۲۶۸
۲۶۹
۲۷۰
۲۷۱
۲۷۲
۲۷۳
۲۷۴
۲۷۵
۲۷۶
۲۷۷
۲۷۸
۲۷۹
۲۸۰
۲۸۱
۲۸۲
۲۸۳
۲۸۴
۲۸۵
۲۸۶
۲۸۷
۲۸۸
۲۸۹
۲۹۰
۲۹۱
۲۹۲
۲۹۳
۲۹۴
۲۹۵
۲۹۶
۲۹۷
۲۹۸
۲۹۹
۳۰۰
۳۰۱
۳۰۲
۳۰۳
۳۰۴
۳۰۵
۳۰۶
۳۰۷
۳۰۸
۳۰۹
۳۱۰
۳۱۱
۳۱۲
۳۱۳
۳۱۴
۳۱۵
۳۱۶
۳۱۷
۳۱۸
۳۱۹
۳۲۰
۳۲۱
۳۲۲
۳۲۳
۳۲۴
۳۲۵
۳۲۶
۳۲۷
۳۲۸
۳۲۹
۳۳۰
۳۳۱
۳۳۲
۳۳۳
۳۳۴
۳۳۵
۳۳۶
۳۳۷
۳۳۸
۳۳۹
۳۴۰
۳۴۱
۳۴۲
۳۴۳
۳۴۴
۳۴۵
۳۴۶
۳۴۷
۳۴۸
۳۴۹
۳۵۰
۳۵۱
۳۵۲
۳۵۳
۳۵۴
۳۵۵
۳۵۶
۳۵۷
۳۵۸
۳۵۹
۳۶۰
۳۶۱
۳۶۲
۳۶۳
۳۶۴
۳۶۵
۳۶۶
۳۶۷
۳۶۸
۳۶۹
۳۷۰
۳۷۱
۳۷۲
۳۷۳
۳۷۴
۳۷۵
۳۷۶
۳۷۷
۳۷۸
۳۷۹
۳۸۰
۳۸۱
۳۸۲
۳۸۳
۳۸۴
۳۸۵
۳۸۶
۳۸۷
۳۸۸
۳۸۹
۳۹۰
۳۹۱
۳۹۲
۳۹۳
۳۹۴
۳۹۵
۳۹۶
۳۹۷
۳۹۸
۳۹۹
۴۰۰
۴۰۱
۴۰۲
۴۰۳
۴۰۴
۴۰۵
۴۰۶
۴۰۷
۴۰۸
۴۰۹
۴۱۰
۴۱۱
۴۱۲
۴۱۳
۴۱۴
۴۱۵
۴۱۶
۴۱۷
۴۱۸
۴۱۹
۴۲۰
۴۲۱
۴۲۲
۴۲۳
۴۲۴
۴۲۵
۴۲۶
۴۲۷
۴۲۸
۴۲۹
۴۳۰
۴۳۱
۴۳۲
۴۳۳
۴۳۴
۴۳۵
۴۳۶
۴۳۷
۴۳۸
۴۳۹
۴۴۰
۴۴۱
۴۴۲
۴۴۳
۴۴۴
۴۴۵
۴۴۶
۴۴۷
۴۴۸
۴۴۹
۴۵۰
۴۵۱
۴۵۲
۴۵۳
۴۵۴
۴۵۵
۴۵۶
۴۵۷
۴۵۸
۴۵۹
۴۶۰
۴۶۱
۴۶۲
۴۶۳
۴۶۴
۴۶۵
۴۶۶
۴۶۷
۴۶۸
۴۶۹
۴۷۰
۴۷۱
۴۷۲
۴۷۳
۴۷۴
۴۷۵
۴۷۶
۴۷۷
۴۷۸
۴۷۹
۴۸۰
۴۸۱
۴۸۲
۴۸۳
۴۸۴
۴۸۵
۴۸۶
۴۸۷
۴۸۸
۴۸۹
۴۹۰
۴۹۱
۴۹۲
۴۹۳
۴۹۴
۴۹۵
۴۹۶
۴۹۷
۴۹۸
۴۹۹
۵۰۰
۵۰۱
۵۰۲
۵۰۳
۵۰۴
۵۰۵
۵۰۶
۵۰۷
۵۰۸
۵۰۹
۵۱۰
۵۱۱
۵۱۲
۵۱۳
۵۱۴
۵۱۵
۵۱۶
۵۱۷
۵۱۸
۵۱۹
۵۲۰
۵۲۱
۵۲۲
۵۲۳
۵۲۴
۵۲۵
۵۲۶
۵۲۷
۵۲۸
۵۲۹
۵۳۰
۵۳۱
۵۳۲
۵۳۳
۵۳۴
۵۳۵
۵۳۶
۵۳۷
۵۳۸
۵۳۹
۵۴۰
۵۴۱
۵۴۲
۵۴۳
۵۴۴
۵۴۵
۵۴۶
۵۴۷
۵۴۸
۵۴۹
۵۵۰
۵۵۱
۵۵۲
۵۵۳
۵۵۴
۵۵۵
۵۵۶
۵۵۷
۵۵۸
۵۵۹
۵۶۰
۵۶۱
۵۶۲
۵۶۳
۵۶۴
۵۶۵
۵۶۶
۵۶۷
۵۶۸
۵۶۹
۵۷۰
۵۷۱
۵۷۲
۵۷۳
۵۷۴
۵۷۵
۵۷۶
۵۷۷
۵۷۸
۵۷۹
۵۸۰
۵۸۱
۵۸۲
۵۸۳
۵۸۴
۵۸۵
۵۸۶
۵۸۷
۵۸۸
۵۸۹
۵۹۰
۵۹۱
۵۹۲
۵۹۳
۵۹۴
۵۹۵
۵۹۶
۵۹۷
۵۹۸
۵۹۹
۶۰۰
۶۰۱
۶۰۲
۶۰۳
۶۰۴
۶۰۵
۶۰۶
۶۰۷
۶۰۸
۶۰۹
۶۱۰
۶۱۱
۶۱۲
۶۱۳
۶۱۴
۶۱۵
۶۱۶
۶۱۷
۶۱۸
۶۱۹
۶۲۰
۶۲۱
۶۲۲
۶۲۳
۶۲۴
۶۲۵
۶۲۶
۶۲۷
۶۲۸
۶۲۹
۶۳۰
۶۳۱
۶۳۲
۶۳۳
۶۳۴
۶۳۵
۶۳۶
۶۳۷
۶۳۸
۶۳۹
۶۴۰
۶۴۱
۶۴۲
۶۴۳
۶۴۴
۶۴۵
۶۴۶
۶۴۷
۶۴۸
۶۴۹
۶۵۰
۶۵۱
۶۵۲
۶۵۳
۶۵۴
۶۵۵
۶۵۶
۶۵۷
۶۵۸
۶۵۹
۶۶۰
۶۶۱
۶۶۲
۶۶۳
۶۶۴
۶۶۵
۶۶۶
۶۶۷
۶۶۸
۶۶۹
۶۷۰
۶۷۱
۶۷۲
۶۷۳
۶۷۴
۶۷۵
۶۷۶
۶۷۷
۶۷۸
۶۷۹
۶۸۰
۶۸۱
۶۸۲
۶۸۳
۶۸۴
۶۸۵
۶۸۶
۶۸۷
۶۸۸
۶۸۹
۶۹۰
۶۹۱
۶۹۲
۶۹۳
۶۹۴
۶۹۵
۶۹۶
۶۹۷
۶۹۸
۶۹۹
۷۰۰
۷۰۱
۷۰۲
۷۰۳
۷۰۴
۷۰۵
۷۰۶
۷۰۷
۷۰۸
۷۰۹
۷۱۰
۷۱۱
۷۱۲
۷۱۳
۷۱۴
۷۱۵
۷۱۶
۷۱۷
۷۱۸
۷۱۹
۷۲۰
۷۲۱
۷۲۲
۷۲۳
۷۲۴
۷۲۵
۷۲۶
۷۲۷
۷۲۸
۷۲۹
۷۳۰
۷۳۱
۷۳۲
۷۳۳
۷۳۴
۷۳۵
۷۳۶
۷۳۷
۷۳۸
۷۳۹
۷۴۰
۷۴۱
۷۴۲
۷۴۳
۷۴۴
۷۴۵
۷۴۶
۷۴۷
۷۴۸
۷۴۹
۷۵۰
۷۵۱
۷۵۲
۷۵۳
۷۵۴
۷۵۵
۷۵۶
۷۵۷
۷۵۸
۷۵۹
۷۶۰
۷۶۱
۷۶۲
۷۶۳
۷۶۴
۷۶۵
۷۶۶
۷۶۷
۷۶۸
۷۶۹
۷۷۰
۷۷۱
۷۷۲
۷۷۳
۷۷۴
۷۷۵
۷۷۶
۷۷۷
۷۷۸
۷۷۹
۷۸۰
۷۸۱
۷۸۲
۷۸۳
۷۸۴
۷۸۵
۷۸۶
۷۸۷
۷۸۸
۷۸۹
۷۹۰
۷۹۱
۷۹۲
۷۹۳
۷۹۴
۷۹۵
۷۹۶
۷۹۷
۷۹۸
۷۹۹
۸۰۰
۸۰۱
۸۰۲
۸۰۳
۸۰۴
۸۰۵
۸۰۶
۸۰۷
۸۰۸
۸۰۹
۸۱۰
۸۱۱
۸۱۲
۸۱۳
۸۱۴
۸۱۵
۸۱۶
۸۱۷
۸۱۸
۸۱۹
۸۲۰
۸۲۱
۸۲۲
۸۲۳
۸۲۴
۸۲۵
۸۲۶
۸۲۷
۸۲۸
۸۲۹
۸۳۰
۸۳۱
۸۳۲
۸۳۳
۸۳۴
۸۳۵
۸۳۶
۸۳۷
۸۳۸
۸۳۹
۸۴۰
۸۴۱
۸۴۲
۸۴۳
۸۴۴
۸۴۵
۸۴۶
۸۴۷
۸۴۸
۸۴۹
۸۵۰
۸۵۱
۸۵۲
۸۵۳
۸۵۴
۸۵۵
۸۵۶
۸۵۷
۸۵۸
۸۵۹
۸۶۰
۸۶۱
۸۶۲
۸۶۳
۸۶۴
۸۶۵
۸۶۶
۸۶۷
۸۶۸
۸۶۹
۸۷۰
۸۷۱
۸۷۲
۸۷۳
۸۷۴
۸۷۵
۸۷۶
۸۷۷
۸۷۸
۸۷۹
۸۸۰
۸۸۱
۸۸۲
۸۸۳
۸۸۴
۸۸۵
۸۸۶
۸۸۷
۸۸۸
۸۸۹
۸۹۰
۸۹۱
۸۹۲
۸۹۳
۸۹۴
۸۹۵
۸۹۶
۸۹۷
۸۹۸
۸۹۹
۹۰۰
۹۰۱
۹۰۲
۹۰۳
۹۰۴
۹۰۵
۹۰۶
۹۰۷
۹۰۸
۹۰۹
۹۱۰
۹۱۱
۹۱۲
۹۱۳
۹۱۴
۹۱۵
۹۱۶
۹۱۷
۹۱۸
۹۱۹
۹۲۰
۹۲۱
۹۲۲
۹۲۳
۹۲۴
۹۲۵
۹۲۶
۹۲۷
۹۲۸
۹۲۹
۹۳۰
۹۳۱
۹۳۲
۹۳۳
۹۳۴
۹۳۵
۹۳۶
۹۳۷
۹۳۸
۹۳۹
۹۴۰
۹۴۱
۹۴۲
۹۴۳
۹۴۴
۹۴۵
۹۴۶
۹۴۷
۹۴۸
۹۴۹
۹۵۰
۹۵۱
۹۵۲
۹۵۳
۹۵۴
۹۵۵
۹۵۶
۹۵۷
۹۵۸
۹۵۹
۹۶۰
۹۶۱
۹۶۲
۹۶۳
۹۶۴
۹۶۵
۹۶۶
۹۶۷
۹۶۸
۹۶۹
۹۷۰
۹۷۱
۹۷۲
۹۷۳
۹۷۴
۹۷۵
۹۷۶
۹۷۷
۹۷۸
۹۷۹
۹۸۰
۹۸۱
۹۸۲
۹۸۳
۹۸۴
۹۸۵
۹۸۶
۹۸۷
۹۸۸
۹۸۹
۹۹۰
۹۹۱
۹۹۲
۹۹۳
۹۹۴
۹۹۵
۹۹۶
۹۹۷
۹۹۸
۹۹۹
۱۰۰۰

تم سے جنگ کرنے کو آمادہ ہو گئے۔ حالانکہ حرم اور زیقہ
ماہ حرام میں جنگ کرنا سخت حرم تھا تو اگر تم نے ان کے
جواب میں اس وقت دفاعی جنگ کی تیاری کرتے ہوئے
حدیبیہ میں بیعت رضوان کی، اور پھر مدہ زیقہ میں عمرہ
تھا اور اگر لیا تو کوئی حرم نہیں اس آیت میں ان لوگوں کو
جواب دیا گیا جو مسلمانوں کی حدیبیہ والی تیاری جنگ پر
اعتراض کرتے تھے کہ انہوں نے حرم شریف اور ماہ زیقہ
میں جو ماہ محترم ہے جنگ پر آمادگی کیوں کی ۶۔ زیادتی کے
بدلے کو زیادتی فرماتا ایسا ہی ہے جیسے برائی کی سزا کو برائی
فرمانا ورنہ زیادتی کرنے کی سزا زیادتی نہیں وہ تو عین
انصاف ہے، مخالفت کی وجہ سے اسے زیادتی کہہ دیا گیا۔
رب فرماتا ہے **لَا تَزِدْ لِلْكَافِرِينَ سَعَةً** یعنی رحمت و کرم
کے ساتھ اس کی تعمیر ہے آیت ہے **وَاللَّهُ رَئُوفٌ بِالْغَافِلِينَ**
الْمُحْسِنِينَ اس کے یہ معنی نہیں کہ اللہ کافروں فاسقوں
سے بے خبر ہے۔ رب فرماتا ہے **وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَا كُنْتُمْ** ۸۔
جماد میں اور علم دین میں اور ان تمام جگہوں میں جہاں
خروج کرنے سے اللہ و رسول راضی ہوں۔ ۹۔ کیونکہ
مہدقات اور خیرات کو بند کرنا اپنے آپ کو ہلاکت میں
ڈالنا ہے۔ معلوم ہوا کہ ہلاکت کے اسباب سے بھی بچنا
فرض ہے۔ جیسے خود کشی کرنا بھوک ہڑتال کر کے اپنے
آپ کو ہلاک کرنا۔ لہر کھانا، طاہون کی جگہ جانا وغیرہ ۱۰۔
حج و عمرہ میں دو طرح فرق ہے ایک یہ کہ حج میں توقف
عزقات بھی ہے عمرہ میں نہیں اس میں صرف طواف و سعی
ہے دوسرے یہ کہ عمرہ سبلی بھر ہو سکتا ہے مگر حج مخصوص
تارکین میں ہی ہوتا ہے کبھی عمرے کو حج اصغر اور حج کو حج
اکبر کہہ دیتے ہیں اس آیت سے معلوم ہوا کہ قرآن
افضل ہے یعنی ایک ساتھ حج و عمرے کا احرام باندھنا ۱۱۔
اس سے معلوم ہوا کہ غیر واجب عبادت شروع کرنے سے
واجب ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی نفل حج یا نفل عمرہ کا احرام
باندھ لے تو اس کا پورا کرنا اس آیت سے ضروری ہو گیا۔
اسی طرح جو نفل نماز یا روزہ شروع کر دے اسے پورا
کرتے ۱۲۔ اسی طرح کہ احرام باندھنے کے بعد بیماری یا

و شش کی وجہ سے حج اوانہ کر سکے ۳۱ یعنی جو مسلمان حج کا
بھیج دے اور لے جانے والے سے زوج کی تاریخ مقرر کرے
احصار کا چالور صرف حرم میں ہی ذبح ہو سکتا ہے نہ حدیبیہ کا

سید قبول ۲

مسفران:

و خشی کی وجہ سے حج ادا نہ کر سکے ۱۳۔ یعنی جو مسلمان حج یا عمرہ کا احرام باندھ لے مگر کسی مجبوری کی وجہ سے حج یا عمرہ نہ کر سکے تو وہ حرم شریف میں ذبح کے لئے جانور بھیج دے اور لے جانے والے سے ذبح کی تاریخ مقرر کرے اس تاریخ پر وہ حرم میں جانور ذبح کر دے اور عمرہ سے منع اگر احرام کھول دے ۱۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ احصار کا جانور صرف حرم میں ہی ذبح ہو سکتا ہے۔ حدیبیہ کا کچھ حصہ مکہ میں داخل ہے جہاں حضور نے صلح حدیبیہ کے وقت ذبح فرمایا۔

مذہب کی تکلیف سے ہر وہ تکلیف مراد ہے جس کی وجہ سے حرم سرمنڈانے پر مجبور ہو جائے، جیسے سرسماں یا سر کا سخت دودھ کہ طیب جاذب سرمنڈانے کا حکم دے، ایسے ہی جو نہیں لیکن اور دوسری تکلیف وہ چیزیں اب سب کو شامل ہیں ۷۔ یعنی جو حرم بخوری کی وجہ سے سرمنڈانے، تو تین روزے رکھے یا چھ مسکینوں کو کھانا دے یا مسکین سوا دو سیر گندم یا چاندی ذبح کرے، خیال رہے کہ نماز کا واجب چھوٹ جائے تو سجدہ سوا واجب ہے اور اگر حج کا واجب چھوٹ جائے تو قربانی واجب۔ لہذا سب یا اسی طرح کہ احرام باندھنے کے بعد اللہ کے فضل سے کوئی رکاوٹ ہی نہ پیدا ہو یا رکاوٹ پیدا تو ہوئی تھی مگر دور ہو گئی اور ابھی اتنا وقت باقی تھا کہ حج پائے۔ لہذا

مستند دونوں صورتوں کو شامل ہے تو اسے اب حج کرنا یا عمرہ کرنا لازم ہو گیا۔ (نوٹ: ضروری) صبح حدیبیہ کے موقع پر حضور کی طرف سے صبح کی تکفیر کرنے کا حکم غنی کے مفسر کے لکھنے کے لیے کہ آپ عمرہ کر لوں جواب دیا کہ کعبہ دل اور قبلہ ایمان رسول اللہ تو رکھے ہوئے ہوں اور میں عمرہ کر لوں یہ نہیں ہو سکتا۔ عثمان غنی نے حضور کے احصار کو اپنا احصار تصور فرمایا، یہ کمال ایمان تھا۔ ادولب دانائی اور ہیں سوختہ جان روانی کچھ اور ۷۔ یعنی یہاں جمع لغوی معنی میں ہے جو قرآن اور شرعی جمع دونوں کو شامل ہے جو شخص جمع اور قرآن کرے وہ شہرہ کی قربانی دے اور چونکہ یہ قربانی شہرہ کی ہے ہرمانہ کی نہیں لہذا اس جانور سے خود بھی کھا سکتا ہے اور ہر امیر غریب کو دے سکتا ہے ۵۔ ساتویں آٹھویں نویں ذی الحجہ ۶۔ یعنی جمع یا قرآن کا جائز بخیر کی کے لئے ہے کہ کے رہنے والے کے لئے نہ جمع ہے نہ قرآن کیونکہ اسے حج کے زمانے میں عمرہ کرنا ہی منع ہے۔ خیال رہے کہ یہاں سید حرام سے پورا حرم شریف اور اس کے مضامین کا علاقہ مراد ہے لہذا جو کوئی میقات کی حدود کے اندر رہتا ہو اس کا بھی حکم ہے کہ نماز حج میں عمرہ نہ کرے اہل سے مراد بیوی یعنی جس کی بیوی مکہ معظمہ میں رہتی ہو اس کو جمع کرنا منع ہے۔ معلوم ہوا کہ بیوی اہل بیت ہے ۷۔ حج کے ارکان صرف ساتویں ذی الحجہ سے ہا۔ عموماً تک ادا ہوتے ہیں مگر شوال، ذی قعدہ کو بھی حج کے مہینے اسی لئے کہا گیا کہ ان میں احرام باندھنا بلا کراہت جائز ہے اور اس احرام سے جمع یا قرآن ہو سکتا ہے ۸۔ اس سے اشارہ معلوم ہوا کہ احرام شوال سے پہلے نہ باندھے۔ حج کے مہینے پورا شوال، ذی قعدہ اور ذی الحجہ کے دس دن ہیں، جھگڑے سے مراد دنیاوی جھگڑے ہیں، دینی منظرے جائز ہیں ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ متبرک مقامات میں جیسے نیکیوں کا ثواب بڑھ جاتا ہے۔ ویسے ہی گناہوں کا عذاب بھی زیادہ ہو جاتا ہے، مکہ معظمہ میں نیکی کا ثواب اگر ایک لاکھ ہے تو گناہ کا عذاب بھی ایک لاکھ نقص و فحور تو ہر جگہ

سید	۴۷	القصہ
<p>مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِّن رَّأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِّن صِيَامٍ</p> <p>بھلا ہو یا اس کے سر میں بھگت ہو یا اس کے سر منڈانے پر مجبور ہو جائے، جیسے سرسماں یا سر کا سخت دودھ کہ طیب جاذب سرمنڈانے کا حکم دے، ایسے ہی جو نہیں لیکن اور دوسری تکلیف وہ چیزیں اب سب کو شامل ہیں ۷۔ یعنی جو حرم بخوری کی وجہ سے سرمنڈانے، تو تین روزے رکھے یا چھ مسکینوں کو کھانا دے یا مسکین سوا دو سیر گندم یا چاندی ذبح کرے، خیال رہے کہ نماز کا واجب چھوٹ جائے تو سجدہ سوا واجب ہے اور اگر حج کا واجب چھوٹ جائے تو قربانی واجب۔ لہذا سب یا اسی طرح کہ احرام باندھنے کے بعد اللہ کے فضل سے کوئی رکاوٹ ہی نہ پیدا ہو یا رکاوٹ پیدا تو ہوئی تھی مگر دور ہو گئی اور ابھی اتنا وقت باقی تھا کہ حج پائے۔ لہذا</p>		
<p>أَوْ صَدَقَةٌ أَوْ نَسْكَ فَإِذَا أَفْتَمْتُمْ فَمِنْ تَمَتُّعٍ أَوْ بِعَصْرَةٍ</p> <p>یا عیادت یا قربانی نہ پھر جب تم ایمان سے عورت تو ہر حج سے عمرہ ملائے</p>		
<p>إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ</p> <p>کا ناکارہ اٹھائے کہ اس پر قربانی ہے، یہی میرا ہے پھر سے ضرور نہ ہو</p>		
<p>فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ</p> <p>تو تین روزے حج کے دنوں میں رکھے اور سات جب اپنے گھر پہنچ جاؤ</p>		
<p>تِلْكَ عَشْرَةٌ كَامِلَةٌ ذَلِكَ لِمَنْ لَمْ يَكُنْ أَهْلَهُ حَاضِرًا</p> <p>۷۔ پورے دس ہونے یہ حکم کہ اس کے لئے ہے جو سب کا رہنے والا</p>		
<p>الْمُسْحِدِ الْكِرَامِ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ</p> <p>خبر اور اللہ سے ڈرنے رہو اور جان رکھو کہ اللہ کا عذاب</p>		
<p>الْعِقَابِ ۝ الْحَجُّ أَشْهُرٌ مَّعْلُومَاتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ</p> <p>حج ہے ۱۱۔ حج کے مہینے ہیں جانے ہوئے نہ تو جو ان میں حج کی نیت کرے نہ</p>		
<p>الْحَجَّ فَلَارِثٌ وَلَا فُسُوقٌ وَلَا جِدَالٌ فِي الْحَجِّ وَمَا</p> <p>تو نہ عورتوں کے سامنے محبت کا تذکرہ ہو نہ کوئی گناہ، جس سے جھگڑا حج کے وقت</p>		
<p>تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ يَعْلَمُهُ اللَّهُ وَتَزُودُوا فَإِنَّ خَيْرَ</p> <p>حکم کہ اور تم جو بھلائی کرو اللہ اسے جانتا ہے اور توش ساتھ لوں گے یہ توش</p>		
<p>الزَّادِ التَّقْوَىٰ وَاتَّقُوا اللَّهَ يَا أُولِيَ الْأَلْبَابِ لَيْسَ عَلَيْكُمْ</p> <p>پر زائد گناہی ہے کہ اور تم سے ڈرنے۔ پہلے عقل والوں نے تم پر کچھ گناہ نہیں</p>		
<p>جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ فَإِذَا أَفْتَمْتُمْ</p> <p>کہ اپنے رب کا فضل تمہیں سب سے پہلے تو جب عیادت</p>		
<p>مَنْزِل</p>		

ی عمرہ ہے مگر حج میں زیادہ گناہ ہے اس لئے کہ حج کی نیت لگائی گئی اس کے معنی یہ نہیں کہ حج کے بعد بے خوف فسق و فجور لازمی جھگڑے یا کراہت ۱۰۔ معلوم ہوا کہ اسباب سفر ساتھ رکھنا توکل کے خلاف نہیں بلکہ ضروری ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ حج کے لئے بھیک مانگنا قرض لینا جائز نہیں، جب مال ہو تو حج کرے ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ فقیری ہزار گناہوں کا سبب ہے، فقیر چور، ڈاکو، بھکاری بن جاتا ہے، قرآن کا حج میں توش ساتھ رکھنا کہ حقیقی رہو، چوری اور بھیک سے بچو ۱۲۔ معلوم ہوا کہ حقل دہی ہے جو اللہ سے خوف پیدا کرے، جس حقل سے دنیا جنت دین نہ بنے وہ بے عقل ہے حقل نہیں، ابو جہل بے حقل تھا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ تھے ۱۳۔ معلوم ہوا کہ حج میں تجارت کرنا کراہی پر کوئی نہ جانا جائز ہے اس سے حج میں کوئی فرق نہیں پڑتا، بشرطیکہ ارکان حج ادا کرنے میں کوئی کمی نہ آئے پائے۔ اس

(تقریباً ۷۳) سے اشارتاً یہ بھی معلوم ہوا کہ امام کا اجرت پر نماز پر حاضرت اجرت پر مسجد کی خدمت کرنا نماز کو خراب نہیں کرے گا۔ عرس بزرگان میں دو کاتبین لے جائے گا ہاں بازار کاروبار کرنے کی بھی دیکل یہ آیت ہے 'ج' میں دکائیں بازار کاروبار سب ہوتے ہیں 'یہ آیت ان لوگوں کے جواب میں نازل ہوئی جو حج میں تمہاری کاروبار کو برا سمجھتے تھے وہ کہتے تھے کہ عبادت میں دنیا کو شامل نہ کرو'۔

۱۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حج میں عرقاں جانا فرض ہے کیونکہ عرقاں سے لوٹنا جب ہی ہو سکتا ہے جب پہلے وہاں پہنچ جاوے دوسرے یہ کہ امیر و فقیر

ارکان حج میں سب برابر ہیں اسلام سے پہلے امیر لوگ مزدور میں ہی ٹھہر جاتے تھے غریب لوگ عرقاں جاتے تھے۔ رب نے سب سے خطاب کیا کہ تم سب عرقاں سے چلو۔ عرقاں عرف سے بنا۔ جس کے معنی ہیں پہچانا اور اعتراف و اقرار کرنا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے اس جگہ ملے۔ ان دونوں نے ایک دوسرے کو پہچانا نیز اسی جگہ پر حاجی اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہیں لہذا اس جگہ کو عرقاں اور اس دن کو عرفہ کہا گیا۔ حج میں مزدور میں قیام واجب ہے اور مشعر حرام چارے کے پاس ٹھہرنا افضل ہے وہاں اللہ کا ذکر زیادہ چاہیے۔ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض مقالات پر وہ دعائیں پڑھیں جائیں اور وہ ذکر کئے جائیں جو حضور سے متقول ہوں کہ رب نے اسی کی ہدایت فرمائی تاکہ ذکر کے ساتھ زبان کی تاخیر بھی جمع ہو جائے اور نیت مفید ہو۔ ۴۔ کہ تم عقائد اعمال عبادات معاملات سب باتوں میں غلطی کرتے تھے۔ حضور کے صدقہ سے تمہاری بگڑی ہوئی مٹی اس سے معلوم ہوا کہ حضور اللہ کی بڑی نعمت ہیں اس کا بڑا شکر ادا کرنا چاہیے۔ ۵۔ یہاں انبیاء میں قریش سے خطاب ہے اور اناس سے عام حجاج مراد ہیں۔ یعنی قریش! تم بھی عرقاں جایا کرو اور دیگر حاجیوں کے ساتھ وہاں سے ہی واپس چلا کر وہاں معلوم ہوا کہ ذکر یا پھر اچھی چیز ہے کیونکہ حکم دیا گیا کہ حج سے فارغ ہو کر رب کا ویسے ہی ذکر کرو جیسے اپنے باپ دادوں کا کرتے تھے۔ اور کفار عرب اپنے باپ دادوں کا ذکر علاقہ ہی طور پر جمع لگا کر کرتے تھے۔ تو اب اللہ کا ذکر بھی علاقہ ہی کرنا چاہیے۔ ۷۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ صرف دنیا طلب کرنا میری چیز ہے ہر عبادت میں ہر دعا میں اللہ کی رضا کی تلاش کرنا چاہیے۔ دوسرے یہ کہ دوسرے حتی تو اچھے پر ناراض ہوتے ہیں ارب ایسا کریم ہے کہ نہ مانگے یا کم مانگے پر ناراض ہو جائے۔ لہذا غریب مانگو اور ہر وقت مانگو۔ خیال رہے کہ یہ آیت ان کافروں کے لئے ہے جو آخرت کے قائل نہ تھے۔ اس لئے صرف دنیا چاہتے تھے۔ لہذا ارشاد

فَمَنْ عَرَفْتُمْ فَادْكُرُوا اللَّهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ

سے پہچان لے کر اللہ کی یاد کرو مشعر حرام کے پاس نہ اور

ادْكُرُوهُ كَمَا هَدَاكُمْ وَإِنْ كُنْتُمْ مِنْ قَبْلِهِ لَمِنَ

اس کا ذکر کرو۔ جیسے اس نے ہمیں ہدایت فرمائی تھی اور جب تک اس سے پہلے تم

الضَّالِّينَ ۝ ثُمَّ أَفِضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ

جگہ پر گئے تھے نہ بھراتا ہے نہ کہہ کر باطل تو نہیں وہیں سے چلا جاؤ وہاں سے لوگ پہنچتے

وَأَسْتَغْفِرُوا لِلَّذِينَ أَنْتُمْ اللَّهُ عَفْوَهُمْ رَحِيمٌ ۝ فَادَّا

تسبیح اور اللہ سے معافی مانگو جسے اللہ بخشنے والا مہربان ہے پھر یہ

قَضَيْتُمْ مَنَاسِكَكُمْ فَادْكُرُوا اللَّهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ

پہنچنے کی گئی کہ تم اپنے باپوں کی یاد کرو جیسے اپنے باپ دادا کا ذکر کرتے تھے

أَوْ أَشْدَّ ذِكْرًا فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا

تو بلکہ اس سے زیادہ اور کوئی آدمی یوں کہتا ہے کہ اے رب ہمارے ہیں

فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ مِنَ الْآخِرَةِ مَنْ خَلَقَ ۝ وَمِنْهُمْ

دنیا میں دے۔ اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں دے۔ اور کوئی یوں

مَنْ يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ

کہتا ہے کہ اے رب ہمارے ہیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں

حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ أُولَٰئِكَ لَهُمْ نَصِيبٌ

بھلائی دے اور ہمیں عذاب دوزخ سے بچائے انہوں کو ان کی کمائی

مِمَّا كَسَبُوا وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝ وَادْكُرُوا اللَّهَ

سے بھاگتے ہیں اور اللہ جلد حساب کرنے والا ہے نہ اور اللہ کی یاد کرو

فِي أَيَّامٍ مَعْدُودَاتٍ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلَا

کئے ہوئے دنوں میں نہ تو جو جلدی کرے دو دن میں چلا جائے تو اس پر کچھ

معتدل

ہو اگر انہیں آخرت میں کوئی حصہ نہیں ملے گا۔ ۸۔ یہ دعا جامع الدعوات ہے کہ خواہ لفظ میں دین و دنیا کی تمام بھلائیاں اس میں مانگی گئیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ ۹۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ دعا بھی کسب اور عمل ہے دوسرے یہ کہ ہر نیک عمل کے ساتھ دعا مانگنا بہتر ہے اس لئے نماز جنازہ کے بعد دعا مانگی جاتی ہے۔ کہ نہ لے جتنا بھی نیک عمل ہے۔ اب یہی مقرب حساب لے گا۔ نیکیوں میں جلدی کرو یا تمام خلقت کا حساب چند ساعتوں میں لے گا قیامت کا باقی دن حضور کی عزت و ازدائی نعمت خدائی اور اللہ عظمت میں صرف ہو گا۔ کیونکہ یہی قیامت کا اصل مقصود ہے۔ رب فرماتا ہے مَنْ عَمِلَ سَعْيًا يَبْغِي وَفَعَلْنَا حَقًّا ۝ ۱۱ یعنی ایام تشریق میں مٹی میں حکم کرنا نہ کرنا۔ ذکر اللہ سے اللہ کی محبوبت کہیں کہیں مراد ہے کیونکہ حج کا مقصد تو رسولی الیٰ الحج مراد ہے۔

۱۔ معلوم ہوا کہ سنی سے بارہوی الجھ کو بھی داییں آسکتے ہیں اور تیرہ کو بھی تیرہ کو داییں آتا افضل ہے۔ اور تیرہویں تاریخ کو رومی ہمارے زوال سے پہلے بھی کر سکتے ہیں۔ تفصیل کتاب فقہ میں ہے مگر تیرہویں کا قیام تقویٰ کے لئے ہو۔ اپنے نام و نمود کے لئے نہ ہو۔ ۲۔ شان نزول یہ آیت احسن ابن شریک مناہی کے متعلق نازل ہوئی جو حضور کی مجلس شریف میں بہت کچھ چڑی باتیں ہمارا تھا۔ اور حضور کی محبت کا دم بھرتا تھا۔ اور قاتلانہ مسلمانوں میں فساد پھیلاتا تھا۔ اور ان کے مال میں کھانسی ہلاک کرتا اور ان کے مال میں آگ لگاتا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بغیر عمل دعویٰ محبت مسلمانوں کا طریقہ ہے۔ ۳۔ معلوم ہوا کہ جھوٹ پر اللہ کو گواہ لانا یا اس کی قسم کھانا جرم پر جرم ہے بلکہ حرام چیز پر اللہ کا ذکر کرنا حرام ہے شراب پینے یا جوا کھینے یا رشوت لینے پر بسم اللہ نہ پڑھے کہ اس سے رب کے نام کی توہین ہے۔ ۴۔ معلوم ہوا کہ زیادہ کچھ چڑی باتیں کرنے والے اکثر اول کے چور ہوتے ہیں۔ دیکھو احسن ابن شریک زبان کا بہت میٹھا تھا مگر عمل کا خراب تھا۔ اسی کے متعلق یہ آیت کریمہ اتری۔ انسان کو معاملات سے آزاؤ نہ کہ زبان سے۔ ہر چکھنے والا سونا نہیں ۵۔ یعنی وہ منع کرنے پر اور زیادہ گناہ و فساد کرتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ عالم کی بات ماننا میری عزت کے خلاف ہے۔ معلوم ہوا کہ چھوٹے گناہ پر اڑ جانا گناہ کبیرہ ہے۔ ۶۔ شان نزول۔ یہ آیت حضرت حبیب ابن سنان رومی رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔ جو مکہ مکرمہ سے ہجرت کرتے ہوئے راستہ میں مشرکین کے گھیرے میں آ گئے۔ اور اپنے سارے مال کا پتہ مشرکوں کو دے کر ان سے چھوٹے اور مدینہ منورہ پہنچے اس سے معلوم ہوا کہ کوئی شخص صحابی کے برابر نہیں ہو سکتا۔ کہ ان کی نیکیوں کی قبولیت قرآن میں آگئی۔ دوسروں کو یہ موجب کیسے حاصل ہو سکتا ہے ۷۔ شان نزول۔ سیدنا عبد اللہ ابن سلام یہود کے سردار تھے۔ اور ان کے دین میں اونٹ کا گوشت حرام تھا اسلام لانے کے بعد آپ نے اونٹ کے گوشت سے اس لئے پرہیز کیا کہ اسلام میں اس کا کھانا فرض نہیں اور یہودیت میں حرام ہے لہذا اس کے نہ کھانے سے ہم پر کوئی گناہ نہیں۔ اس پر یہ آیت کریمہ اتری جس میں بتایا گیا کہ اسلام میں دوسرے دینوں کی رعایت کرنا ٹھیک نہیں۔ کچے مسلمان ہو۔ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ واضح منڈواتا مشرکوں کا سا لباس پہننا ایمانی کمزوری کی علامت ہے جب مسلمان ہو گئے تو سیرت و صورت میں ہر طرح مسلمان ہو۔ کندے گھاس میں اچھا شہرت نہیں پیا جاتا۔ مشرکوں کی سی صورت میں قرآن پڑھنا مناسب نہیں۔ اپنے ظاہر و باطن

اِنَّكُمْ عَلَيْهِ وَمَنْ تَاَخَّرُوا اِنَّكُمْ عَلَيْهِ لَمِنَ التَّغٰى

گناہ نہیں اور جو تاخیر کرے گا اس پر گناہ نہیں ہرگز گناہ کے لئے نہ

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تَحْشُرُونَ ۝۷۰

اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ تمہیں اس کی طرف لٹا ہے اور جس

النَّاسِ مَنْ يُعْجِبُكَ قَوْلُهُ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ

آدمی وہ ہے کہ دنیا کی زندگی میں اس کی بات تجھے بھلی لگے اور

يُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِى قَلْبِهِ وَهُوَ الدّٰخِرُ خَصٰمٌ ۝۷۱

اپنے دل کی بات ہر گناہ کو گواہ لائے گا اور وہ سب سے بڑا کرشمہ باز ہو گا

وَإِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِى الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ

اور جب پوچھ پھرے تو زمین میں فساد ڈالتا پھرتے اور مہلک اور

الْحَرٰثُ وَالنَّسْلُ ۚ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفٰسَادَ ۝۷۲

جانیں تباہ کرے اور افساد سے راضی نہیں اور سب اس سے کما جائے

لَهُ اَتَقٰ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُ جَهَنَّمُ

کو اللہ سے ڈرو تو اتنے اور پھر بڑے گناہ کی تے ایسے کو دوزخ کافی ہے

وَلِبَاسٌ اَلِيْقٌ ۚ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْرِي نَفْسَهُ

اور وہ ضرور بہت بڑا بھگتا ہے اور کوئی آدمی اپنے جان و بدن

اِبْتِغَاءَ مَرْضٰتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ سَرِيعٌ ۚ ۝۷۳

اللہ کی مرضی حاصل کرنے اور اللہ کی تندوں پر ہر زمانہ ہے کہ

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اٰمِنُوْا اَدْخُلُوْا فِى السَّلٰمِ ۚ كَافًۭا تَسُوْكَ

اے ایمان والو اسلام میں پورے داخل ہو جاؤ اور

تَتَّبِعُوا اَخْطُوْا الشَّيْطٰنُ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝۷۴

شیطان کے قدموں پر نہ چلو گناہ سے شک۔ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے کہ

دونوں کو سمجھا لو۔ ۱۔ معلوم ہوا کہ مسلمان کا دوسرے مذہب۔ یا دوسرے دین والوں کی رعایت کرنا شیطانی دھوکے میں آنا ہے۔ اونٹ کھانا اسلام میں فرض نہیں۔ مگر یہودیت کی رعایت کے لئے نہ کھانا بجا سخت جرم ہے۔ ہندوستان میں گائے کی قربانی ہندوؤں کو راضی کرنے کے لئے بن کر گناہ بھی اسی میں داخل ہے۔ یا کسی جگہ اذان بند کرنا یا اذان آہستہ آواز سے دہرایا اسی میں داخل ہے۔

اب اس سے معلوم ہوا کہ ظرافت کے گناہ کا اور حکم ہے اور واقف ہونے کے بعد گناہ کا کچھ اور حکم ہے، واقف کا گناہ سخت ہے ۳۔ اللہ آئے جانے سے پاک ہے وہ مکان اور مکانات سے مبرا ہے لہذا یہاں اس کے عذاب یا رحمت کا آنا مراد ہے۔ کیوں کہ رحمت یہاں پر عذاب آتا ہے لہذا یہاں عذاب پوشیدہ ہے۔ مصافح الیہ اس کا قائم مقام ہے۔ ۳۔ یہ پوچھنا نہیں فائل کرنے اور شرمندہ کرنے کے لئے ہے۔ اور ان کی اپنی نافرمانیوں اللہ کی مہربانیوں کا اقرار کرانے کے لئے ہے ۴۔ یہود نے قریت کی ان آیات میں خصوصیت سے تحریف و تبدیلی کی۔ جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف مذکور تھے ان کے متعلق یہ ارشاد ہوا۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ آیات اللہ کی بڑی نعمتیں ہیں۔ ان میں لفظی یا معنوی تحریف کرنا بڑے عذاب کا باعث ہے۔ اس سے غلط مفہوم کو عبرت حاصل کرنا چاہیے۔ ۵۔ دنیا کی زندگی وہ ہے جو نفس کی خواہشات میں صرف ہو اور جو توش آخرت جمع کرنے میں خرچ ہو وہ بخلاف تعالیٰ دینی زندگی ہے۔ اس میں وہ لوگ داخل ہیں جو آخرت سے غافل ہیں ۶۔ معلوم ہوا کہ غریب مسلمانوں کا مذاق اڑانا کسی مومن کو ذلیل یا کمینہ جاننا کافروں کا طریقہ ہے۔ فاسق و کافر اگرچہ مالدار ہے ذلیل ہے۔ مومن اگرچہ غریب ہو کسی قوم سے ہو عزت والا ہے بشرطیکہ متقی ہو۔ ۷۔ خیال رہے کہ قیامت کے دن متقیوں کی عزت کا ظہور ہو گا۔

یہ جنت میں ہوں گے اور کفار و فاسقوں میں دور نہ حقیقتہً آج بھی متقی فاسقوں سے اوپر ہیں۔ رب فرماتا ہے الْعِزَّةُ لِلَّهِ وَ لِرَسُولِهِ وَ لِلْمُؤْمِنِينَ ۸۔ یعنی دنیا میں مطلب یہ ہے کہ دنیا میں مال کی زیادتی محبوبیت کی علامت نہیں۔ بہت دفعہ کافر مالدار ہو جاتے ہیں مومن غریب، امام حسین شہید ہو گئے۔ یزید یوں کی بظاہر فتح ہوئی۔ محبوبیت کی علامت توفیق خیر ہے۔ ۹۔ حضرت حسن ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک وقت وہ بھی گزرا ہے جب نور نبوت دنیا سے غائب ہو چکا تھا اور لوگ سب کافر ہو گئے تھے۔ تب اللہ نے پیغمبر بھیجے (تقریر کبیر) یا یہ مطلب ہے کہ آدم علیہ السلام سے نوح علیہ السلام تک لوگ مومن رہے پھر ان میں اختلاف نمودار ہوا۔ بعض مومن بعض کافر ہوئے پھر رب نے پیغمبر بھیجے۔ ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض اتفاق و اتحاد توڑنے کے لائق ہیں اگر لوگ فسق و فجور، کفر و شرک میں اتفاق کر لیں تو اسے توڑ دینا چاہیے۔ یہ تنظیم اچھی نہیں تنظیم خیر اچھی ہے۔ ۱۱۔ معص فرمایا۔ عَلَيْنِهِمْ نہ فرمایا۔ تاکہ معلوم ہو کہ ہر نبی پر علیحدہ نئی کتاب نہ اتری۔ بعض پر نئی آئی اور بعض پہلی کتاب کی تبلیغ فرماتے تھے۔ خیال رہے کہ کتابیں کل چار اتریں اور صحیفے ایک سو دس آدم علیہ السلام پر تھیں حضرت شیث علیہ السلام پر، پچاس حضرت ادریس علیہ السلام پر، حضرت موسیٰ علیہ السلام پر دس۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر دس۔

فَإِنْ زَلَلْتُمْ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْكُمْ الْبَيِّنَاتُ فَأَعْلَمُوا

اور اگر اس کے بعد بھی پھلو کر تمہارے پاس روشن حکم آچکے تو جان لو

أَنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَهُمُ

کہ اللہ زبردست حکمت والا ہے نہ کہ اس کے انتظار میں ہیں مگر یہی کہ اللہ کا عذاب

اللَّهُ فِي ظُلُمٍ مِنَ الْغَمَامِ وَالْهَبْلِكَةُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ

آپ نے پھانے ہوئے بادلوں میں اور فرشتے اتریں اور حکم ہو چکے

وَالِلَّهِ تُرْجِعُ الْأُمُورَ ۝ سَلِّ بَنِي إِسْرَءِيلَ

اور سب کاموں کی رجوع اللہ ہی کی طرف ہے۔ بنی اسرائیل سے پوچھو کہ

كَمَا آتَيْنَهُمْ مِنْ آيَةٍ بَيِّنَةٍ وَمَنْ يُبَدِّلْ نِعْمَةَ اللَّهِ

ہم نے کتنی روشن نشانیاں انہیں دیں اور جو اللہ کی

مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝ زَيْنَ

نعت کو بدل دے تو بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے کہ کافروں

لِلَّذِينَ كَفَرُوا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُونَ مِنَ الَّذِينَ

کی نگاہ میں دنیا کی زندگی آراستہ کی گئی ہے اور مسلمانوں سے ہنستے ہیں نہ اور

آمَنُوا وَالَّذِينَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ ۝ وَاللَّهُ يَزِدُّ

ڈر والے ان سے اور ہر مومن کے قیامت کے دن ثواب اور عذاب بڑھاتا ہے

مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً

بے شک وہ دسے نہ ایک ایک دین پر تھے نہ پھر اللہ

فَبَعَثَ اللَّهُ النَّبِيِّينَ مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ ۝ وَأَنْزَلَ

نے انبیاء بھیجے نہ خوشخبری دینے اور ڈر سناتے اور ان کے

مَعَهُمُ الْكِتَابُ بِالْحَقِّ لِيُحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيمَا اخْتَلَفُوا

ساتھ بھی کتاب تھی تاکہ وہ لوگوں میں ان کے اختلافوں کا فیصلہ

اب یعنی بے پائے لوگوں نے تو انبیاء کی اطاعت کی اور بڑے نکمروں کا بیڑا غرق ہوا۔ صرف اس لئے کہ کہیں ہماری آمدنی یا عزت میں فرق نہ آجائے۔ یہ اہل علم انبیاء کے مخالف ہوتے رہے، اس میں حضور کو تسلی ہے۔ کہ اگر عام علماء یہود آپ کی مخالفت کرتے ہیں تو آپ ملول نہ ہوں۔ پہلے ہی سے یہ دستور رہا ہے، ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ جھگڑا لوہہ کھائے گا جو باطل پر ہو علماء حقانی جھگڑا لو نہیں، پولیس اور ڈاکوؤں میں جنگ ہو تو پولیس جھگڑا لو نہیں بلکہ ڈاکو جھگڑا لو ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر بدعت رہائی دیکھری نہ کرے تو علم ترا جھگڑا اور فساد ہے۔ اگر رب کے فضل کے ساتھ ہو تو جھگڑے دفع کرنے والا ہے۔ کبھی علم بھی گمراہی کا سبب بن جاتا ہے۔

جیسے شیطان کا علم۔ رب فرماتا ہے۔ **وَأَسْأَلُ اللَّهَ عَلَىٰ عِلْمِهِ** ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ سیدھے راستے کی ہدایت رب کے فضل سے ملتی ہے۔ علم، نب، قوم، نبی کی اولاد ہونا اس کے لئے کافی نہیں ۴۔ شان نزول۔ احتساب کے دن مسلمانوں کو سخت بھوک، سردی، خوف پیچھے ان کی تسلی کے لئے یہ آیات نازل ہوئیں ۵۔ یہ کلمہ انتہائی شدت کے وقت ان حضرات کے منہ سے نکلا۔ نہ کسی شیعہ کی بنا پر نکلا نہ رب پر ناراضگی کی وجہ سے اس سے معلوم ہوا کہ بے قرار کا یہ کہنا کہ خدا یا! تو کب ہماری مدد کرے گا۔ یہ بھی ایک قسم کی دعا ہے۔ دعا کی نوعیتیں مختلف ہیں۔ ۶۔ یعنی انبیاء کرام اور مومنین سے کہا گیا کہ مت گھبراؤ نصرت الہی قریب ہے۔ یا اے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام! اللہ کی مدد قریب ہے ۷۔ اس سے اشارہ ”دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ راہ خدا میں حلال مال خرچ کرے۔ جیسا کہ خیر سے معلوم ہوا۔ رب فرماتا ہے۔ **لَا تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّىٰ تُنْفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاكُمْ** شب برات کا طوطا اور میت کی فاتحہ اس کھانے پر کرنا جو میت کو مرغوب تھی اس سے مستحب ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنی زندگی میں خیرات کرنا بہت اچھا ہے۔ جیسا کہ **الْأَنْفَقْتُمْ** سے معلوم ہوا ۸۔ معلوم ہوا کہ صدقہ اور خیرات پہلے قربت داروں کو دو۔ پھر دوسروں کو۔ البتہ زکوٰۃ مال باپ اور اپنی اولاد یا اپنی بیوی یا خاوند کو نہ دے۔ باقی کو دے سکتا ہے ۹۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ صرف مالی عبادت پر قناعت نہ کرے بلکہ ہر قسم کی عبادت کرے کیونکہ **مَّا تَفْعَلُونَ** کے بعد **مَّا تَفْعَلُونَ** میں خیر فرمایا گیا۔ دوسرے یہ کہ ہر عبادت میں صرف فرائض پر قناعت نہ کرے۔ نوافل بھی ادا کرے جیسا کہ **مِنْ خَيْرٍ** سے معلوم ہوا۔ فرائض روحانی غذا ہیں اور نوافل روحانی میوے ہیں، پھل فروٹ وغیرہ۔

فِيهِ وَمَا اخْتَلَفَ فِيهِ إِلَّا الَّذِينَ أُوتُوا مِنْ بَعْدِ

کرتے اور کھاتے ہیں اختلاف انہیں نے ڈالا جن کو روٹی گئی تھی بعد اس کے

مَا جَاءَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ بَغْيًا بَيْنَهُمْ فَبُذِيَ اللَّهُ الَّذِينَ

کہ ان کے پاس بدوشن حکم آچکے ل آپس کی سرکشی سے تو اللہ نے ایمان والوں کو وہ حق بات

أَمَنُوا لَكِنَّا اخْتَلَفُوا فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِأُذُنِهِ وَاللَّهُ

سو بھاری حق میں جھگڑا سے بچتے تھے اپنے حکم سے اور اللہ

يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝ أَمْ حَسِبْتُمْ

بیسے چاہتے ہیں صراطِ راستہ دکھائے کہ کیا اس گمان میں ہو

أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُمْ مَثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا

کہ جنت میں پہلے جہاد گئے اور ابھی تم میری گواہی کی رو داد

مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمْ الْبَأْسَاءُ وَالضَّرَاءُ وَزُلْزَلُوا

نہ آئے تھے انہیں سختی اور شدت اور بلا بلا ڈالے گئے

حَتَّى يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ مَتَى

جسناں تک کہ کہہ اٹھا رسول اور اس کے ساتھ کے ایمان والے کہ آئے

نَصْرُ اللَّهِ ۖ أَلَا إِنَّ نَصْرَ اللَّهِ قَرِيبٌ ۝ يَسْأَلُونَكَ مَاذَا

گئی اللہ کی مدد سے من لو بے شک اللہ کی مدد قریب ہے ق تم سے پوچھتے ہیں کہ

يُنْفِقُونَ ذَقُلْ مَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ خَيْرٍ فَلِلَّهِ الدِّينُ

خیر کی بات تم فرماؤ جو کہ مال بھی میں خرچ کرو گے تو وہ مال باپ

وَالْأَقْرَبِينَ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ

اور قریب کے رشتہ داروں کے یتیموں اور محتاجوں اور راہ گزر کے لئے

وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ ۝ كُتِبَ

اور جو بھلائی کرو گے بے شک اللہ اسے جانتا ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

14

مقتل

نکاح سے نکل جاتی ہے۔ وہ اپنے کسی رشتہ دار کی میراث نہیں پاتا۔ اس کا مال مالِ قسیمت بنایا جاسکتا ہے۔ اس کے قتل کا حکم ہے: اس کے ساتھ محبت کے سارے تعلقات حرام ہو جاتے ہیں۔ اس کی کسی طرح کی مدد کرنا جائز نہیں۔ اور آخرت میں اس طرح مجاز ہوئے ہیں کہ ان کی کوئی جزا نہیں۔ معلوم ہوا کہ خاتمہ کا اعتبار ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو خاتمہ بخیر نصیب کرے۔

۱۔ خیال رہے کہ رب نے خلف مقابلت پر خلف افعال کا ذکر فرمایا ہے۔ یہی صحت نماز و روزہ بھی ذکوۃ کا بھی ہجرت کا بھی جہاد کا بھی اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ آیات مختلف موقعوں پر آئیں۔ جب صرف نماز و ذکوۃ ہی فرض ہوئی تھی تب صرف ان ہی کا ذکر فرمایا گیا اور جب روزہ یا ہجرت و جہاد بھی فرض ہو گئے تو ان کا بھی ذکر فرمایا گیا۔ لہذا آیات میں کسی قسم کا تضاد نہیں۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مومن بھی اپنے افعال پر مجبور نہیں کرتا بلکہ امید رکھتا ہے جس میں خوف ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ اصلی بخشش صرف رحمت الہی سے ہوگی نہ کہ نیک افعال سے۔ تیسرے یہ کہ نیک افعال وہ ہے جو افعال کرنے کے بعد ہو۔ افعال چھوڑنا پھر امید کرنا مذاق ہے امید نہیں۔ ۳۔ مجاہدین اسلام جو عبد اللہ ابن جس کی سرکردگی میں جہاد کو گئے اور غلطی سے رجب کی پہلی تاریخ میں جہاد کر بیٹھے اور پچھلی آیت میں ان کی معافی کا اعلان ہوا تو بعض نے سمجھا کہ اچھا اس جنگ میں گناہ تو نہ ہوا مگر ثواب بھی نہ ملے گا۔ اس پر یہ آیت اتری جس میں اعلان ہوا کہ یہ حضرات ثواب کے مستحق ہیں اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جہتہ اگر غلطی کرے تب بھی ثواب کا مستحق ہے دوسرے یہ کہ غلطی سے نماز خلاف قید کی طرف ہو جائے یا بے خبری میں روزہ ان دنوں میں رکھ لیا جائے جن میں روزہ منع ہے پھر چھ گئے تو یہ عبادتیں درست ہیں اور ثواب کا باعث ہیں ۳۔ جوئے کو میسر اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں ہارنے والے کا مال آسانی سے حاصل ہو جاتا ہے۔ جس چیز میں مال کا جانا آنا شرط غیر معلوم پر موقوف ہو تو وہ جو ہے لہذا اس زمانے کی معصہ بازی خالص جو ہے اسی طرح سنہ اور وہ تجارتیں جن میں مالی ہار جیت ہے سب حرام ہیں ایسے ہی تاش طرچ وغیرہ۔ ۵۔ کہ کفار ان کے ذریعے سے کچھ روپے کما لیتے ہیں ۶۔ اس میں اشارہ "و" مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ یہ آیت شراب کے حرام ہونے کے بعد نازل ہوئی ورنہ اسے گناہ نہ کہا جاتا۔ دوسرے یہ کہ شراب نوشی کا کبیرہ گناہ ہونا انسانی ہے یعنی نفع سے گناہ زیادہ۔ ورنہ شراب نوشی جو گناہ صغیرہ ہیں جو بیٹھکی سے کبیرہ بن جاتے ہیں ۷۔ یہاں ایک فصل چھپا ہوا ہے۔ یعنی ضروریات سے بچا ہوا خیرات کو اگر یہ امر جو ثواب کے لئے ہے تو ذکوۃ کی آیت سے منسوخ ہے اور اگر احتساب کے لئے ہے تو ثواب بھی باقی ہے۔ کیونکہ نقلی حدیث سے بھی ثواب ہے ۸۔ یعنی اپنی ضروریات کو سوچ لو اور فاضل کو بھی۔ اگر تحفہ میں غلطی ہوئی تو معافی ہے۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

۱۰۰
۱۰۱
۱۰۲
۱۰۳
۱۰۴
۱۰۵
۱۰۶
۱۰۷
۱۰۸
۱۰۹
۱۱۰
۱۱۱
۱۱۲
۱۱۳
۱۱۴
۱۱۵
۱۱۶
۱۱۷
۱۱۸
۱۱۹
۱۲۰
۱۲۱
۱۲۲
۱۲۳
۱۲۴
۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰

جس میں جہم کی بھڑی ہو۔ لیکن ملنا غریب نیست سے نہ ہو۔ اگرچہ اس آیت کا نزول قیہوں کی مالی اصلاح کے بارے میں ہوا مگر لفظ اصلاح میں ساری مصیحتیں داخل ہیں۔ قیہوں کے اطلاق اعلیٰ ازیت تعلیم سب کی اصلاح کرنی چاہیے۔ یوں سمجھو کہ جہم سارے لوگ بلکہ ساری مسلم قوم کی اولاد ہیں کہ کیونکہ مسلمان ہیں اور مسلمان آپس میں برائی ہیں اور برائی کامل برائی کو جائز طریق سے کھانا جائز ہے۔ لہذا اگر ان کے آگے ملک و قوم کا کچھ حصہ ملانے سے تمہارے حکم میں جہم کی قوم پر کوئی پڑ نہیں۔ ۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

(تقریباً صفحہ ۵۳) آپ نے فرمایا: یہ بھی حضور سے پوچھ کر۔ واپس آکر آپ نے یہ مسئلہ حضور سے دریافت کیا۔ اس کے جواب میں یہ آیت اتری: خیال رہے کہ شرک سے مراد اہل کتاب کے سوا تمام کافر عورتیں ہیں۔ کیونکہ اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح حلال ہے، باقی تمام کافر عورتوں سے حرام۔ ہاں اگر مسلمان عورت عیسائی یا ہندو شریک سے مراد کافر ہے۔ کیونکہ مومنہ عورت کا نکاح کسی کافر مرد سے جائز نہیں۔ اسی طرح: لَا یُغْفَرُ لَیْسَ لَکُمْ شَرِکٌ سے مراد کفر ہے حضور کا منہ

شریک ہے اگرچہ خدا کو ایک مانے۔ جیسے شیطان مومن نہیں ہے کہ اگر مومنہ عورت کافر کے نکاح میں جاوے تو وہ اسے کافر بنائے۔ اس میں دینی خطرہ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرد کے ساتھ بھی مومنہ کا نکاح نہیں ہو سکتا۔ جیسے شیخ، مرزائی، قادیانی، چکوالوی وغیرہ۔ اس کے تجربے ہو بھی چکے ہیں، کہ ایسے نکاح کامیاب نہیں ہوتے۔ ۳۔ اس پوری آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ مومن و کافر نکاح نہیں اگرچہ رشتہ دار ہوں۔ دوسرے یہ کہ اگر مشرک عورت اہل کتاب بن جاوے تو اس سے مسلمان مرد نکاح کر سکتا ہے۔ کیونکہ اہل کتاب عورت سے مسلمان مرد کا نکاح حلال ہے۔ تیسرے یہ کہ مشرک مرد اگر عیسائی ہو جائے تو اس سے مسلمان عورت کا نکاح درست نہیں۔ چوتھے یہ کہ کفار کی محبت مسلمان کو جائز نہیں، کیونکہ وہ دوزخ کی طرف بلاتے ہیں یا پتھر ہیں یہ کہ اللہ تعالیٰ کے احکام بڑا دھماکت پر مبنی ہیں، اگرچہ ہمیں اس کی خبر نہ ہو، وہ ہمیں جنت کی طرف بلاتا ہے، ہم اس سے معلوم ہوا کہ عورت سے لواطت حرام ہے، کیونکہ حیض کی حالت میں بالکل علیحدگی کا حکم دیا گیا۔ اگر یہ حلال ہوتی۔ تو اس کا استثناء فرما دیا جاتے۔ نیز جیسے حیض گندگی ہے، ویسے ہی لواطت گندگی ہے علت ایک رہے تو حکم بھی ایک۔ ۵۔ اگر دس دن سے کم میں حیض بند ہو تو غسل کے بعد یا بغیر غسل دس دن سے، اور اگر دس دن پر بند ہو، تو فوراً وضو کر سکتے ہو، اس لئے تطہیر کے معنی ہیں کہ خوب پاک ہو جائیں یعنی غسل بھی کر لیں۔ ۶۔ معلوم ہوا کہ عورت سے لواطت حرام ہے۔ کیونکہ محبت کرنے میں قید نکاح کی من حیث انہی حکم اللہ کی، اور اللہ کا حکم اوجہ نہیں ہے۔ لیٹ کر بیٹھ کر کھڑے کھڑے، بشرطیکہ محبت صرف فرج میں ہو۔ کیونکہ یہ ہی راستہ کھیتی ہے، جس سے اولاد ہوتی ہے غرضیکہ یہاں ایسی کیفیت کے عموم کے لئے ہے، نہ کہ محل محبت کے عموم کے لئے۔ لڑکے سے لواطت کی حرمت کی صریح آیت موجود ہے۔ ۸۔ یعنی تہیوں میں مشغول ہو کر عیالات سے غافل ہو جانا۔ یا صحبت سے پہلے ہم اللہ پر نہ لیا کو، تاکہ اولاد نیک ہو۔ بغیر ہم اللہ کے محبت میں شیطان کی شرکت ہوتی ہے۔

فَمِنْ مُّشْرِكَةٍ وَلَوْ أَعْبَبْتُمْ وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ

سے ابھی ہے اگرچہ وہ نہیں بھاتی ہو اور مشرکوں کے نکاح میں نہ دو

حَتَّىٰ يُؤْمِنُوا وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَلَوْ

جب تک وہ ایمان نہ لائیں اور بے شک مسلمان غلام مشرک سے اچھا ہے اگرچہ وہ

أَعْبَبَكُمْ أُولَٰئِكَ يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ وَاللَّهُ يَدْعُو

نہیں بھاتا جو وہ دوزخ کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ جنت اور

إِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِأَذْنِهِ وَيُبَيِّنُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ

مخبرش کی طرف بلاتا ہے اپنے حکم سے اور اپنی آیتیں لوگوں کو بیان کرتا ہے

لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ

کہ ہمیں وہ نصیحت مانیں اور تم سے پوچھتے ہیں میں کیا حکم

قُلْ هُوَ أَذًى لَا فَاعِلٌ لِّلنِّسَاءِ فِي الْمَحِيضِ وَلَا

تم فرماؤ وہ ناپاک ہے تو عورتوں سے لگا رہو نہیں کے دنوں اور ان سے

تَقَرَّبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ

نزدیکی نہ کرو جب تک پاک نہ ہوئیں پھر جب پاک ہو جائیں تو ان کے پاس

مِّنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ

جائز جہاں سے ہمیں اللہ نے حکم دیا کہ اللہ پسند کرتا ہے بہت توبہ کرنے

وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ نِسَاءُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا

دلوں کو اور پسند رکھتا ہے تمہارے عورتیں تمہارے لئے کھیتی ہیں تو

حَرْثَكُمْ إِنِّي يَشَتُّكُمْ وَقَدْ مَوَّالَ أَنْفُسِكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ

آؤ اپنی کھیتوں میں میں طرح بہاوتوں در پہنچے بھلے کا کام نہ لے کر اور اللہ سے ڈرنے کو

وَأَعْلَمُوا أَنَّكُمْ مَّالِقُونَ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ وَلَا تَجْعَلُوا

اور جان رکھو کہ تمہیں اس سے دنا ہے اور تمہیں محبوب اللہ سے ایمان والوں کو اور اللہ کو اپنی

اب عبد اللہ ابن رواحہ نے قسم کھائی تھی کہ میں اپنے بیٹوں نعمان ابن ابیہر سے نہ کلام کروں گا نہ ان کے گھر جاؤں گا اور ان کے خالصین سے ان کی صلح نہ کروں گا۔ اس پر یہ آیت اتری 'اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ زیادہ قسمیں کھانا برا ہے۔ دوسرے یہ کہ اگر اچھے کام کے لئے قسم کھائی جائے تو قسم توڑ دے۔ پھر کفارہ اسے ۲۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ زیادہ قسمیں کھانا منع ہے زیادہ قسموں سے رزق مختار ہے دوسرے یہ کہ قسموں کو گناہ کرنے یا نیکی نہ کرنے کا باعث نہیں بنانا چاہیے کہ ہم نماز کیے پڑھیں ہم تو نہ پڑھنے کی قسم کھا چکے ہیں۔ تیسرے یہ کہ مسلمانوں میں صلح کرانی بہترین عبادت ہے جیسے ان میں فساد پھیلانا بدترین

جرم ہے' ۳۔ ایسی بے قصدی قسم کو قسم الغرض کہتے ہیں نہ اس میں کفارہ ہے نہ گناہ اور اگر گواہی چیز پر بیہوشی قسم کھائے تو گناہ ہے کفارہ نہیں اسے قسم غوس کہتے ہیں اور اگر آئندہ پر قسم کھا کر توڑ دے تو کفارہ ہے اسے قسم منعقدہ کہتے ہیں 'ان قسموں کا ذکر دوسری جگہ آئے گا' ۴۔ مذہب حنفی میں کثرت قنوتیک سے یہ مراد ہے کہ دیدہ دانستہ بیعت پر قسم کھائے اگر کسی والدہ پر بیعت سمجھ کر قسم کھائی اور وہ غلط نکلا تو یہ قسم لغو ہے گناہ نہیں 'امام شافعی کے نزدیک قسم لغو وہ ہے جو بلا قصد نہ سے نکل جائے' جیسے کھنڈ والے بولتے ہیں 'آئیے واللہ۔ جائیے واللہ' یہ واللہ شافعی مذہب میں قسم لغو ہے ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایماہ صرف بیعت یونی سے ہو سکتا ہے نوہری سے نہیں 'یہ بھی معلوم ہوا کہ حد خالص زمانہ ہے کیونکہ موقوف عورت یونی نہیں ہوتی۔ اسی لئے مذہب شیعہ میں اس سے ایماہ نہیں ہو سکتا لہذا حد حرام ہے ۶۔ یہ قسم کھانا کہ میں اپنی بیوی سے چار ماہ تک صحبت نہ کروں گا اسے ایماہ کہتے ہیں۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اگر قسم توڑے اور چار ماہ کے اندر صحبت کرے 'یا منہ سے کہہ دے یا صحبت کا وعدہ کرے۔ تب تو اس پر قسم کا کفارہ واجب ہے۔ ورنہ چار ماہ کے بعد عورت کو طلاق پانے پر جائے گی اس آیت میں اسی کا بیان ہے ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر ایماہ میں چار ماہ تک رجوع نہ کرے تو طلاق واقع ہوگی نکاح صحیح نہ ہو گا۔ لہذا اس کے بعد دوسری طلاق بھی پڑ سکتی ہے ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ بالغ عورت اپنے نفس کی خود مختار ہے کسی ولی کو اس پر جبر کا حق نہیں کیونکہ یہاں نکاح سے روکے رکھنے کا خود عورتوں کا حکم دیا گیا۔ یہ نہ فرمایا گیا کہ اسے ولی تم انہیں روکے رہو۔ مسئلہ ۱۔ طلاق میں اس عورت پر عدت واجب ہوگی جس کے ساتھ خلوت گھبراہ صحبت ہو چکی ہو۔ ورنہ نہیں جیسا کہ دوسری جگہ قرآن کریم میں ہے۔ ۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ عدت والی عورت کو چاہیے کہ اپنا محل یا حیض نہ چھپائے نہ اس میں

۵۵
سبق ۲
الفردہ
اللہ عَزَّوَجَلَّ لَا يُمَانُكُمْ أَنْ تَبْرُوا وَتَتَّقُوا وَتَصْلَحُوا
قسموں کا نشانہ نہ بنالوں کہ احسان اور برائی بھاری اور لوگوں میں صلح کرنے کی
بَيْنَ النَّاسِ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۱۰ لَا يُؤَاخِذُكُمْ
قسم کرنا اور اللہ سنا جانتا ہے اللہ نہیں نہیں پڑتا
اللَّهُ بِالْغُفْوِ إِيْمَانُكُمْ وَلَكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا
ان قسموں میں جو بے ارادہ ہوں سے نکل جائے بل اس پر گرفت فرماتا ہے جو
كَسَبَتْ قُلُوبُكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ ۱۱ لِّلَّذِينَ
کام تیار سے دنوں نے کئے تھے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے وہ جو قسم کھا
يُولُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ فَإِنْ
بچتے ہیں اپنی عورتوں کے پاس جانے کے لیے انہیں چار مہینے کی مدت ہے پس اگر
فَاءَوْوْا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۱۲ وَإِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ
اسی مدت میں پھر آئے تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے نہ اور اگر جبراً چھوڑ دینے کا ارادہ چکا کر لیا
فَإِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۱۳ وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ
تو اللہ سنا جانتا ہے اور طلاق والیاں اپنی عورتوں کو روکے
بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَنْ يَكْتُمْنَ
دیں تین مہینے تک نہ اور انہیں نکاح نہیں کر سکتیں وہ جو
مَا خَلَقَ اللَّهُ فِي أَرْحَامِهِنَّ إِنْ كُنَّ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ
اللہ نے ان کے پیٹ میں پیدا کیا ہے اگر اللہ اور قیامت پر ایمان
وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَبِعُولَتِهِنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِي ذَلِكَ
رکھتی ہیں اور ان کے شوہروں کو اس مدت کے اندر ان کے
إِنْ أَرَادُوا إِصْلَاحًا وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ
پھر چلنے کا حق پہنچتا ہے نہ اگر ملاپ چاہیں اور عورتوں کا حق بھی ایسا ہی ہے جیسا
مستقل

غلطی پائی کرے 'ورنہ اگر غلط پائی کی وجہ سے راحت یا نکاح طالی میں غلطی ہوئی۔ تو وہ گناہ ہوگی۔ دوسرے یہ کہ عدت اور حمل وغیرہ میں صرف عورت ہی کا قائل مستحب ہے اگر خلوت کتابت کے انہی عدت نہیں گزری وہ نکاح ہے کہ گزرتی ہے اور عدت بھی اتنی گزرتی ہے کہ جس میں عدت پوری ہو سکتی ہے تو عورت ہی کی بات طالی جائے گی۔ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ طلاق رجعی میں دوبارہ نکاح کی ضرورت نہیں۔ صرف رجوع کافی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ طلاق رجعی میں عورت کی مرضی ضروری نہیں۔ صرف مرد کا رجوع کافی ہے 'پس ظلم کے لئے رجوع کرنا سخت برا ہے۔ بلکہ بھلائے کے لئے رجوع کرنا چاہیے۔

ان اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ عورت پر مرد کا حق خدمت ہے اور مرد پر عورت کا حق پرورش۔ دوسرے یہ کہ اپنی لونڈی سے نکاح جائز نہیں کیونکہ یہودی کا غلام ہے قانونی حق تو اسے اور لونڈی کا مولیٰ پر کوئی حق نہیں۔ لہذا زوجیت اور انصاف کا اجتماع نہیں ہو سکتا۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو کہتا ہے کہ شوہر عورت کے حقوق برابر ہیں وہ جھوٹا ہے مرد عورت سے افضل ہے۔ اس کے حقوق زیادہ ہیں کیونکہ عورت کا خرچہ اور مرد کے ذمہ ہوتا ہے۔ لہذا اس کے حقوق بھی زیادہ ہوں گے۔ انصاف کا یہ ہی تقاضا ہے ۳۔ یعنی طلاق رجعی جس میں عدت کے اندر مرد کو رجوع کا حق ہوتا ہے۔ وہ دو ملائیں ہیں۔ انطلاق لے کر اس طرف اشارہ فرمایا کہ طلاق رجعی صریح ہوتی ہے اور طلاق کتابی آنکھ پائے ہوتی ہے۔ جس میں دوبارہ نکاح کرنا پڑتا ہے۔ جب بھلائی اسے روکنا یہ ہے کہ عدت میں رجوع کرے مگر آباد کرنے کے لئے نہ کہ برہاد کرنے کے لئے اور نکلی سے چھوڑنا یہ ہے کہ تیسری اور دسے کر مطلقہ کر دے۔ جس کا ذکر آگے آ رہا ہے۔ یا عدت گزار جانے دے رجوع نہ کرے کہ وہ طلاق بائنہ بن جاوے۔ ۵۔ اس سے اشارہ کیا یہ بھی معلوم ہوا کہ زوجین ایک دوسرے سے دیا ہوا مہر واپس نہیں لے سکتے زوجیت مانع رجوع ہے۔ مانع رجوع کل سات ہیں جن کو فقہاء نے مع غزوہ میں جمع فرمایا۔ لفظ ذی زوجیت مراد ہے اسی طرح غلامہ چوٹی سے مرہمی واپس نہیں لے سکتا۔ ۶۔ اس میں قوم کے سردار ولی یا زوجین کے وارثوں کو خطاب ہے جو اختلاف کے موقع پر چھ بچاؤ کرتے ہیں۔ ۷۔ اس طلاق کا نام طلع ہے۔ شان نزول۔ یہ آیت جبیلہ بنت عبد اللہ کے حق میں اتری۔ جنہوں نے اپنے غلامہ ثابت بن قیس سے مہر کا باغ واپس دے کر طلاق حاصل کی۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ طلع طلاق ہے صحیح نکاح نہیں کیونکہ مہر مذبیہ دینے کا ذکر فرمایا۔ جو عورت کا کام ہے۔ مرد کے کام کا ذکر نہ فرمایا۔ معلوم ہوا کہ شوہر کا کام وہی ہے جو اوپر گزرا یعنی طلاق۔ دوسرے یہ کہ عورت کا کام طلع میں صرف مذبیہ دینا ہے طلاق مرد ہی دے گا نہ کہ حاکم یا خود عورت تیسرے یہ کہ طلع میں جو مذبیہ ملے ہو جائے وہ دینا پڑے گا۔ اگرچہ مہر سے زیادہ ہو۔ لیکن مہر سے زیادہ لینا مکروہ ہے۔ چوتھے یہ کہ طلع میں مال عورت دے گی اگر کوئی اور شخص مال دے کر طلاق حاصل کرے عورت کو خبر بھی نہ ہو تو طلع نہیں جیسا کہ نجاب میں رواج ہے پانچویں یہ کہ طلع میں طلاق بائنہ واقع ہوگی۔ کیونکہ مذبیہ وہ مال ہے جو خاوند کو دے کر جان چھڑائی جائے اور طلاق رجعی میں عورت کی جان چھوٹی نہیں۔ ۸۔ یعنی دو طلاقیں کے بعد خواہ بھلے مال کے دی جائیں یا مال لے کر یعنی طلع کی فعل میں اس سے معلوم ہوا کہ طلع کے بعد بھی طلاق ہو سکتی ہے۔ اور طلع طلاق ہے۔ صحیح نکاح نہیں دینے اس کے بعد یہ طلاق نہ ہوتی۔ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ طلاق میں صرف دو مکرر نکاح کافی نہیں بلکہ دوسرے غلامہ کی محبت ضروری ہے کیونکہ نیک کے معنی ہیں محبت اور لفظ زوجہ تھا سے نکاح ثابت ہوا۔ ۱۰۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تین طلاقیں میں طلاق کے بعد مہر ملے طلاق کے لئے کوئی حرج نہیں دوسرے یہ کہ اگر اب دوبارہ نکاح ہو تو اس میں شوہر عورت دونوں کی رضامندی ضروری ہے۔ اس لئے جتنی عورت اور خاندانہ کے مینے ارشاد ہوئے تیسرے یہ کہ طلاق کے بعد جو نکاح ہو گا اس میں مہر خاوند تین طلاقیں کا مال ہوا۔ کیونکہ یہاں پہلے بیٹھا تھا تو اب لیا ہے۔ رجوع کے معنی ہیں بکلی حالت کی طرف واپس ہونا اور بکلی حالت میں تین طلاقیں کی ملکیت تھی۔ لہذا اب بھی یہی ہوگی۔

صحیح

بِالْمَعْرُوفِ وَلِلزَّجَالِ عَلَيْهِنَ دَرَجَةٌ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝۱۰

ان پر ہے عورت کے حوائق اور مردوں کو ان پر نصیحت ہے کہ اور اس کتاب

حکیم ۱۰۔ طلاق دو بار تک ہے نہ پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا

تشریح: باحسان ولا یجزل لکم ان تاخذوا مِمَّا

نکاح کے ساتھ چھوڑ دینا ہے نہ اور نہیں روا نہیں کہ جو کچھ عورتوں کو دیا اس میں

اتیشموہن شیئا الا ان یخافا الا یقیمہا حدود

سے کہ وہ اپنی لوث نہ کرے۔ دونوں کو اندیشہ ہو کہ اللہ کی حدیں قائم نہ کریں گے

اللہ فان خفتما الا یقیمہا حدود اللہ فلا جناح

پھر اگر نہیں خوف ہو کہ وہ دونوں قیام نہیں ہوں بد نہ رہیں گے تو ان پر

علیہما فیما افدت بہ تِلْکَ حُدُودِ اللہ فلا

جو کچھ انہیں اس میں جو بدلے کر عورت چھوٹی ہے نہ اللہ کی حدیں ہیں ان سے

تعتدواھا ومن یتعد حدود اللہ فاولیک ہم

آگے نہ بڑھو اور جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھے تو وہی لوگ

الظالمون ۱۱۔ فان طلقہا فلا تحل لہ من بعد

ظالم ہیں پھر اگر تیسری طلاق اسے دی کہ تو اب وہ عورت اسے طلاق نہ ہوگی

حتی تنکح زوجا غیرہ فان طلقہا فلا جناح

جب تک دوسرے غلامہ کے پاس نہ رہے نہ پھر وہ دوبارہ اسے طلاق نہ لے

علیہما ان یتراجعا ان ظنا ان یقیمہا حدود

تو ان دونوں پر مکروہ نہیں کہ پھر آپس میں مل جائیں نہ اگر بچنے ہوں کہ اللہ کی حدیں

اللہ وتِلْکَ حُدُودِ اللہ بینہما لیسوا یتعلمون ۱۲

بچائیں گے اور یہ اللہ کی حدیں ہیں۔ انہیں جان کرنا ہے ورنہ انہوں کے لئے

مکروہ

۱۱۔ اور طلع طلاق ہے۔ صحیح نکاح نہیں دینے اس کے بعد یہ طلاق نہ ہوتی۔ ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ طلاق میں صرف دو مکرر نکاح کافی نہیں بلکہ دوسرے غلامہ کی محبت ضروری ہے کیونکہ نیک کے معنی ہیں محبت اور لفظ زوجہ تھا سے نکاح ثابت ہوا۔ ۱۳۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تین طلاقیں میں طلاق کے بعد مہر ملے طلاق کے لئے کوئی حرج نہیں دوسرے یہ کہ اگر اب دوبارہ نکاح ہو تو اس میں شوہر عورت دونوں کی رضامندی ضروری ہے۔ اس لئے جتنی عورت اور خاندانہ کے مینے ارشاد ہوئے تیسرے یہ کہ طلاق کے بعد جو نکاح ہو گا اس میں مہر خاوند تین طلاقیں کا مال ہوا۔ کیونکہ یہاں پہلے بیٹھا تھا تو اب لیا ہے۔ رجوع کے معنی ہیں بکلی حالت کی طرف واپس ہونا اور بکلی حالت میں تین طلاقیں کی ملکیت تھی۔ لہذا اب بھی یہی ہوگی۔

۱۰ یا اس طرح کہ تیسری طلاق اور دس دیا اس طرح کہ عدت گزار جائے دو۔ رجوع نہ کرو۔ ۳۔ اس طرح کہ عورت کو رکھنے کی نیت نہ ہو۔ اس کی عدت بڑھانے یا اس سے کچھ لینے یا اسے پریشان کرنے کی نیت سے رجوع کرو۔ یہ سخت ظلم اور جرم ہے ۳۔ شان نزول۔ یہ آیت ثابت ابن ابیاری کے متعلق نازل ہوئی جنہوں نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور جب عدت ختم ہونے لگی تو محض عدت بڑھانے اور عورت کو پریشان کرنے کے لئے رجوع کر لیا۔ کئی بار ایسا کیا۔ ۴۔ یعنی احکام الہی کو خلاف نہ سمجھو اور ظلم کے لئے نکاح یا طلاق کو استعمال نہ کرو۔ ورنہ عورت سے زیادہ تم کو نقصان پہنچے گا۔ کہ اللہ کے مجرم بنو گے۔ ۵۔ کہ تمہیں اپنے حبیب کی

امت میں بنایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ محفل میاں شریف اچھی چیز ہے کہ اس میں خدا کی بڑی نعمت یعنی حضور کی تشریف آوری کا ذکر ہے۔ رب فرماتا ہے۔ وَفَقَدْ بَيَّنَّاهُ فِي مَعْنَى ۷۶۔ معلوم ہوا کہ قرآن کے ساتھ حدیث کی بھی ضرورت ہے، کیونکہ کتاب سے مراد قرآن مجید ہے اور حکمت سے مراد حدیث شریف ہے۔ جو یہ خیال رکھے کہ میرے ہر کلام رب جانتا ہے وہ انشاء اللہ کبھی گناہ کی جرأت نہ کرے گا۔ یہ دھیان تقویٰ کی اصل ہے۔ جانتا ماننا اور ہے خیال رکھنا کچھ اور۔ یہاں دماغی سے خیال رکھنا مراد ہے۔ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ بالغ عورت اپنا نکاح خود کر سکتی ہے۔ ولی کی اجازت لازم نہیں کیونکہ یہاں نکاح کو عورت کی طرف نسبت کیا گیا ہے۔ ہاں غیر کفو میں نکاح نہیں کر سکتی، جس میں عورت کے میکے والوں کو شرم و عار ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ نکاح میں کوئی ناجائز بات پر رضامندی کی چمکے، اگر کی بھی گئی تو وہ مستحب نہ ہوگی۔ یہاں تک کہ اگر نکاح میں شراب یا خنزیر پر مقرر کیا گیا۔ تو یہ مستحب نہ ہوگا۔ ہر مثل وغیرہ دینا ہوگا۔ اس لئے بالمعروف کی قید لگائی ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ لڑکی کو بلاوجہ اس کی پسندیدہ جگہ نکاح کرنے سے روکنا ہزار ہا خرابیوں کا باعث ہے۔ پیشہ اولاد کی پسندیدہ جگہ نکاح کراؤ۔ یا انہیں خود کرنے دو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ احکام شریعہ مسلمانوں پر جاری ہیں نہ کہ کفار پر۔ کیونکہ یہاں اعلان فرما دیا گیا کہ یہ نصیحت مومنوں کو دی جارہی ہے۔

سبق ۲	۵۵	البقرة ۲
وَإِذَا طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ فَلْيُغْنِ أَجَلُهُنَّ فَامْسِكُوهُنَّ		
اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور ان کی عیادت آگے تو اس وقت تک یا بھلائی		
بِمَعْرُوفٍ أَوْ سِرِّحُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ وَلَا تَمْسِكُوهُنَّ		
کے ساتھ روک کر یا نکلنے کے ساتھ چھوڑ دو لے اور انہیں غمزدار دینے کے لئے		
ضَرَارًا لِّتَغْتَدُوا وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ		
نفسہ نہ ہو کہ عدت سے بڑھ کر اور جو ایسا کرے وہ اپنا ہی نقصان		
نَفْسَهُ وَلَا تَتَّخِذُوا آيَاتِ اللَّهِ هُزُوًا وَاذْكُرُوا		
کرتا ہے تم اور اللہ کی آیتوں کو ہنسنے نہ بناو تم اور یاد کرو		
نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَمَا أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنَ الْكِتَابِ		
اللہ کا احسان جو تم پر ہے اور وہ جو تم پر کتاب اور		
وَالْحِكْمَةَ يَعِظُكُمْ بِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ		
حکمت نہ لاری نہیں نصیحت دینے کو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان کو		
اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝ وَإِذَا طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ		
کہ اللہ سب کچھ جانتا ہے اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور		
فَلْيُغْنِ أَجَلُهُنَّ فَلَا تَعْضَاوُهُنَّ أَنْ يَتَزَكَّيْنَ		
ان کی عیادت پوری ہو جائے تو اسے عورتوں کے دایرہ انہیں نہ روکو اس سے کہ		
أَرْوَاجُهُنَّ إِذَا تَرَاضَوَا بَيْنَهُمَا بِالْمَعْرُوفِ ذَلِكَ		
پہننے عورتوں سے نکاح کر لیں نہ جب کہ آپس میں موافق شرع و مصلحت ہو جائیں نہ بغیر		
يُوعِظُ بِهِ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ		
الآخر ذلکم ازکی لکم واطہر و اللہ یعلم و		
پہرے دی جاتی ہے جو تم میں سے اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو		
الآخر ذلکم ازکی لکم واطہر و اللہ یعلم و		
پہرے دیئے لئے زیادہ سخی اور پاکیزہ ہے نہ اور اللہ جانتا ہے اور		
مستقل		

عبدالقادر

مستزاد

میں غلوٹ وغیرہ کی فہرست لگائی گئی۔ اور یہ حدت غیر حاملہ کی ہے۔ حاملہ کی حدت وضع اصل ہے۔ جیسا کہ دو سری آیت سے معلوم ہوتا ہے۔

۱۔ نکاح اور اسباب نکاح سے۔ یعنی ہذا شکار سے بھی روکیں۔ یہ حکم نافذ ہالذ اور بوضعی تمام عورتوں پر شامل ہے جن کے خاوند مر گئے ہوں ان سب کی عدت بھی ہے۔ ۲۔ اس سے اشارہ ”دوستے معلوم ہو رہے ہیں۔ ایک یہ کہ عورت پر عدت میں سوگ کرنا ضروری ہے۔ یعنی ہذا شکار چھوڑنا دوسرے یہ کہ اگر عدت میں عورت ہذا شکار کرے تو اس کے درجہ بھی گنہگار ہیں۔ جو اسے منع نہ کریں۔ باوجود طلاق کے گناہ سے نہ روکنا بھی گناہ ہے۔ ۳۔ یعنی زینت اور ہذا شکار، کیونکہ شکار عدت میں کرنا منع ہے۔ جب عدت بھی مگر گئی تو حرمت بھی جاتی رہی بشرطیکہ ناجائز شکار نہ کریں اور بے پردہ نہ پھریں۔ جیسا کہ بالمعروف سے معلوم ہوا۔

۳۔ اس سے دوستے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ عدت کے زمانے میں نکاح کا پیغام صراحت ”وذا منع ہے دوسرے یہ کہ کنایت ”پیغام دینا جائز ہے۔ مثلاً اس کی عدت کا خرچہ یہ شخص خود برداشت کرے جو نکاح کرنا چاہتا ہے یا کہ مجھے نکاح کی ضرورت ہے۔ یا کہ کہ تجھے رب تکلیف نہ ہونے دے گا۔ ۵۔ یعنی نکاح کرنا تو کیا معنی نکاح کا ارادہ بھی نہ کرو۔ مسئلہ نہ عدت کے اندر نکاح باطل ہے اور اگر قطعی سے یہ سمجھتے ہوئے نکاح ہو جاوے کہ عدت مگر گئی حالانکہ نہیں مگر زنی تھی تو نکاح فاسد ہے۔ نکاح فاسد اور باطل کا فرق ہمارے فتاویٰ نسیبہ میں ملاحظہ کرو۔ ۶۔ اس سے اشارہ معلوم ہو رہا ہے کہ ارادہ گناہ پر پکڑ ہوگی۔ گناہ کا ارادہ بھی گناہ ہے خیال گناہ گناہ نہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ دیدہ واپست عدت میں نکاح کرنا باطل ہے کیونکہ یہاں فرمایا گیا وَلَا تَقْرُبُوا اَرْوَاحَهُمْ فرماتے ہیں کہ ارادہ واپست چیز کا ہوتا ہے۔ ۷۔ اَنْفُسِكُمْ فرمانے سے معلوم ہوتا ہے کہ احکام مسلمانوں پر جاری ہیں کفار پر نہیں کفار پر ان کے مذہب کے مطابق ہمارا حاکم فیصلہ کرے گا۔ ان کو دینی آزادی حاصل ہوگی ہاں سیاسی احکام ان پر بھی جاری ہوں گے لہذا ان میں سے جو چوری کرے گا۔ اس کا ہاتھ کٹے گا۔

میتقول	۵۹	البقرة
پھر میں وہ چار بیٹے دس دن اپنے	مِنْكُمْ وَيَبْدُرُونَ اَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ	
آپ کو روکے رہیں کہ تو بہب ان کی عدت پوری جائے تو اسے واپس	اَرْبَعَةَ اشْهُرٍ وَعَشْرًا اِذَا بَاغَضَ اِبْغَضَ اَجَلُھُنَّ فَلَا	
تو بدروانہ نہیں اس کا آئیں جو عورتیں اپنے معاملہ میں موانع شرع کریں	جَنَاحَ عَلَیْكُمْ فَمَا فَعَلْنَ فِیْ اَنْفُسِهِنَّ بِالْهَعْرُوفِ	
اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے اور تم ہر گناہ نہیں اس بات میں	وَاللّٰھُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ۝۱۰ وَلَا جَنَاحَ عَلَیْكُمْ	
جو پردہ رکھ کر تم عورتوں کے نکاح کا پیام دو گے یا اپنے دل میں	فِیْہَا عَزَّضَتْہُمْ بِہِ مِنْ خُطْبَةِ النِّسَاءِ اَوْ اُكْنِثَتْہُمْ	
پتھیا رکھو اللہ جانتا ہے کہ اب تم ان کی یاد کر دو گے ہاں	فِیْ اَنْفُسِکُمْ عَلِمَ اللّٰھُ اَنْتُمْ سَتَدَّکُرُوْنَهُنَّ وَلَکِنْ	
ان سے خفیہ وعدہ نہ کر رکھو مگر یہ کہ اتنی بات کہ جو شرع میں	لَا تَوَاعِدُوْھُنَّ سِرًّا اِلَّا اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا	
معروف فادہ ولا تغرؤوا عقدۃ النکاح حتی	مَعْرُوْفًا ۝۱۱ وَلَا تَغْرُؤُوْا عَقْدَۃَ النِّکَاحِ حَتّٰی	
معلوم ہے اور نکاح کی عمر پہنچ نہ کرے جب تک	یَبْلُغَ الْکِتْبُ اَجَلَہُ وَاَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰھَ یَعْلَمُ	
کہا ہوا حکم اپنی میعاد کو نہ پہنچے اور جان لو کہ اللہ جانتا ہے	مَا فِیْ اَنْفُسِکُمْ فَاحْذَرُوْہُ ۝۱۲ وَاَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰھَ	
کی جانتا ہے کہ تو اس سے ڈرو اور جان لو کہ اللہ	عَفُوٌّ حَلِیْمٌ ۝۱۳ لَا جَنَاحَ عَلَیْکُمْ اِنْ طَلَقْتُمْ	
بخشنے والا حلم والا ہے تم بدروانہ نہیں اگر تم عورتوں کو		
منزل		

۱۔ ہاتھ لگانے سے مراد محبت کرنا ہے اور خلوت صحیح محبت کے حکم میں ہے خلوت صحیح خاندان ہوی کا خدائی میں جمع ہونا اور صحبت کا مانع عورت کی طرف سے نہ ہونا ہے۔ بعض صورتوں میں مرد کے مانع کا بھی اعتبار ہے ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر مثل آدھا واجب نہیں ہوتا یا کل ہوتا ہے یا بالکل نہیں۔ یعنی اگر عورت سے بغیر ذکر ہر نکاح کیا تو اگر خلوت کے بعد طلاق دے دی تو کل ہر مثل لازم آئے گا اور اگر خلوت سے پہلے طلاق دے دی تو بالکل مرد واجب نہیں۔ صرف ایک جوڑا دے گا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ نکاح بغیر مرد کے جائز ہے۔ ہر کا ذکر نکاح کے لئے شرط نہیں بلکہ اگر یہ بھی کہ نکاح کیا ہو کہ ہر بالکل نہ دونوں گاہ بھی نکاح ہو جائے گا اور اگر بعد خلوت طلاق دی تو ہر مثل واجب ہو گا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ طلاق میں زوج مستقل ہے۔ یعنی جیسے نکاح عورت 'مرد' دونوں کی رضا سے ہوتا ہے، ایسے ہی طلاق میں قید نہیں۔ صرف خاوند طلاق دے سکتا ہے۔ عورت قبول کرے یا نہ کرے ۳۔ اگر کسی عورت سے بغیر ہر مقررہ کے نکاح کیا اور محبت و خلوت سے پہلے طلاق دے دی تو اسے صرف جوڑا دیا جائے۔ یہ جوڑا بقدر وسعت ہو گا۔ امیر پر قیمتی کپڑے کا جوڑا غریب پر معمول۔ اگر ہر مقررہ ہو۔ پھر کل خلوت طلاق ہو تو مقررہ ہر کا نصف ملے گا ۴۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جس عورت سے بغیر ذکر ہر نکاح کیا ہو۔ پھر بغیر خلوت طلاق دے دی ہو۔ تو اسے جوڑا یعنی کریم 'پاجامہ' دوپٹہ دینا واجب ہے۔ دوسرے یہ کہ یہ جوڑا خاوند کی حیثیت کا ہو گا۔ یہ دونوں مسئلے لفظ علی اور لفظ قدرہ سے معلوم ہوئے ۵۔ اس سے اشارہ معلوم ہوا کہ اگر بغیر خلوت ہوئے خاوند مر جائے تو عورت کو پورا ہر مقررہ ملے گا۔ ہر کا آدھا ہونا طلاق قبل خلوت میں ہے ۶۔ عورت کی معافی یہ ہے کہ نصف سے بھی کم مرد وصول کرے باقی صاف کر دے، اور مرد کی معافی یہ ہے کہ نصف سے زیادہ یا پورا ہر مقررہ کردہ دے دے ۷۔ معلوم ہوا کہ نکاح کی گمرہ مرد کے ہاتھ میں رہی گئی ہے، طلاق کا اس کو ہی حق ہے عورت کو نہیں۔ نہ ظلم میں نہ بغیر ظلم۔ یعنی ظلم میں مرد کی مرضی پر طلاق موقوف ہوگی۔ آج کل عوام نے جو ظلم کے معنی سمجھے ہیں کہ عورت اگر مال دے دے تو ہر حال طلاق ہو جائے گی خواہ مرد طلاق دے یا نہ دے، یہ غلط ہے ۸۔ یعنی طلاق کی صورت میں عورت کو تم زیادہ دینے کی کو مشن کرو اس سے صاف کرانے کی کو مشن نہ کرو کہ تم حاکم ہو حاکم دینا ہوا اچھا معلوم ہوتا ہے نہ کہ لینا ہوا۔ ۹۔ یعنی طلاق کے بعد آپس میں حسد و کینہ نہ ہو، اسلامی اور قرابت کے حقوق کا لحاظ رکھا جائے ۱۰۔ اس تمہانی میں ہمیشہ نماز پڑھنا یا نہایت پڑھنا درست پڑھنا صحیح وقت پر مناسب داخل ہیں۔ یہ آیت **فَإِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ** کی تفسیر

ہے ۱۱۔ چھ کی نماز سے عصر کی نماز مراد ہے۔ اور اس سے معلوم ہوا کہ فرض نمازیں پانچ ہیں، کیونکہ چھ کی نماز کے کلمے کی جس کے اس پاس برابر عدد ہوں اور عدد کم از کم دو ہیں ایک تو عدد نہیں تو نمازیں پانچ ہو گئیں عصر کی نماز کا تاکید وہ ہے کہ ایک تو اس وقت دن و رات کے فرض جمع ہوتے ہیں۔ دوسرے اس وقت کا ادا کرنا چاہئے۔ یہ تو قریح ہوتی ہے ۱۲۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نماز میں قیام فرض ہے۔ قیام ۱۳۔ امر ہے۔ دوسرے یہ کہ نماز صلاحت سے پڑھنی چاہئے جو نماز ہے۔ تیسرے یہ کہ نماز میں کلمہ چنانچہ بیعت کا حرام ہے۔ جیسا کہ قیام سے معلوم ہوا۔ خیال رہے کہ نماز میں کلمہ کرنا اس آیت سے منسوخ ہے اور لام کے پیچھے قرأت کرنا **وَأَنْتُمْ** سے منسوخ ہے۔ ۱۴۔ یعنی اتنا خوف بیہ جائے کہ ایک جگہ ٹھہرنا ممکن ہو جائے اور اگر ٹھہرنا ممکن ہو تو اس کے لئے وہ طریقہ ہے جو اس آیت میں مذکور ہے **وَإِنْ كُنْتُمْ فِي سَفَرٍ**

النِّسَاءَ مَا لَمْ تَمْسُوهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوا لِهِنَّ فَرِيضَةً

طلاق دو جب تک تم نے ان کو ہاتھ نہ لگایا ہو یا کوئی ہر مقررہ نہ لیا ہو

وَمَيِّتُوهُنَّ عَلَى الْمَوْسِعِ قَدَرَهُ وَعَلَى الْمُقْتَرَرِ

اور ان کو ہر مقررہ کو دو جس مقدار والے ہر اس کے لائق اور مقررہ

قَدَرَهُ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِينَ

دست ہر اس کے لائق حسب دستور کہ ہر مقررہ کی پیڑہ واجب ہے عیال والوں پر

وَأَنْ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمْسُوهُنَّ

اور اگر تم نے عورتوں کو جسے ہونے طلاق دے دی تھ

قَدْ فَرَضْتُمْ لِهِنَّ فَرِيضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ

اور ان کے لئے ہر مقررہ کر چکے تھے تو مٹنا ٹھہرا تھا اس کا آدھا واجب ہے

إِلَّا أَنْ يَعْفُونَ أَوْ يَعْفُوا الَّذِي بَيْنَهُمَا عَقْدًا

مگر یہ کہ عورتوں کو بھڑکائی نہ ہو یا وہ زیادہ سے جس کے ہاتھ میں نکاح کی

النِّكَاحُ وَأَنْ تَعْفُوا أَقْرَبُ لِلتَّقْوَى وَلَا تَنْسُوا

مگر یہ نہ اور اسے مرد و عورتوں کے درمیان عفو کی سبب سے نزدیک تر ہے اور آپس

الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ

میں ایک دوسرے پر احسان کو کچھ نہ دیکھتے جسے اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے

حِفْظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى وَقُومُوا

حفاظت کرو صلاحتوں کی اور صلاحت کی نماز کی کھڑے ہو

لِلَّهِ قُنْتَيْنِ ۖ فَإِنْ خِفْتُمْ فَرَجَلَا أَوْ رُكْبَانًا فَإِذَا

اللہ کے حضور دو گاہ سے کھڑے ہو کر رکعت میں ہوں تو زیادہ یا سوار مجھے یا پیادہ

أَمِنْتُمْ فَأَذْكُرُوا اللَّهَ كَمَا عَلِمَكُمْ مَا لَمْ تَكُونُوا

امنیان ہو تو اللہ کی یاد کرو جیسا اس نے سکھا یا جو تم نے

مستقل

ہے ۱۵۔ چھ کی نماز سے عصر کی نماز مراد ہے۔ اور اس سے معلوم ہوا کہ فرض نمازیں پانچ ہیں، کیونکہ چھ کی نماز کے کلمے کی جس کے اس پاس برابر عدد ہوں اور عدد کم از کم دو ہیں ایک تو عدد نہیں تو نمازیں پانچ ہو گئیں عصر کی نماز کا تاکید وہ ہے کہ ایک تو اس وقت دن و رات کے فرض جمع ہوتے ہیں۔ دوسرے اس وقت کا ادا کرنا چاہئے۔ یہ تو قریح ہوتی ہے ۱۶۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نماز میں قیام فرض ہے۔ قیام ۱۷۔ امر ہے۔ دوسرے یہ کہ نماز صلاحت سے پڑھنی چاہئے جو نماز ہے۔ تیسرے یہ کہ نماز میں کلمہ چنانچہ بیعت کا حرام ہے۔ جیسا کہ قیام سے معلوم ہوا۔ خیال رہے کہ نماز میں کلمہ کرنا اس آیت سے منسوخ ہے اور لام کے پیچھے قرأت کرنا **وَأَنْتُمْ** سے منسوخ ہے۔ ۱۸۔ یعنی اتنا خوف بیہ جائے کہ ایک جگہ ٹھہرنا ممکن ہو جائے اور اگر ٹھہرنا ممکن ہو تو اس کے لئے وہ طریقہ ہے جو اس آیت میں مذکور ہے **وَإِنْ كُنْتُمْ فِي سَفَرٍ**

۱۔ یعنی زیادہ خوف کی حالت میں تو پیدل و سوار نماز پڑھ لینے کی اجازت ہے مگر اطمینان کی حالت میں نماز کے تمام ارکان قیام و قعود وغیرہ ادا کرنا لازم ہے۔ آج کل جا ضرورت جو مسافر ریل میں بیٹھ کر نماز پڑھ لیتے ہیں یہ ناجائز ہے۔ اگر وقت چارہوا اور گاڑی ٹھہری نہ ہو۔ تو جیسے بن پڑے پڑھ لے۔ مگر بعد میں اس کا اعلا کرے ۲۔ یہ آیت میراث کی آیت سے منسوخ ہے اب بعد وفات عورت کو خرچہ ملے گا۔ بلکہ میراث ملے گی لہذا یہ آیت دو طرح منسوخ ہوئی۔ نان و نفقہ دینے میں اور ایک سال کی مدت کے بارے میں ۳۔ یہ آیت سب کے نزدیک عدت کی آیت سے منسوخ ہے کیونکہ اب وفات کی عدت یا وضع حمل ہے یا چار ماہ و دس دن ہیں اور

یہاں ایک سال کا ذکر ہے۔ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس وقت عورت کو خاوند کے مرنے کے بعد ایک سال تک خاوند کے گھر رہنے کا بھی حق تھا اور کھانے پینے کا بھی لیکن یہ عورت کا اپنا حق تھا اگر چاہے رہے چاہے نہ رہے۔ مگر ایک سال تک نکاح نہ کر سکتی تھی۔ اب یہ حکم منسوخ ہو چکا۔ ۵۔ یعنی جائز زینت اور خوشبو لگانا سوگ چھوڑنا دوسرے نکاح کی تیاری کرنا اس سے معلوم ہوا کہ اس وقت بھی عورت پر ایک سال کی عدت واجب نہ تھی بلکہ حکم یہ تھا کہ اگر وہ پہلے خاوند کے حق میں بیٹھا چاہے تو ایک سال تک اسے خاوند کے مال سے جان و نفقہ دینا پڑتا تھا۔ یعنی عورت خود مختار تھی اور مرد کے ورثہ پابند تھے ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ عدت طلاق میں نان و نفقہ طلاق دینے والے خاوند پر ہے۔ وفات میں عورت کو چونکہ میراث ملتی ہے لہذا عدت کا خرچہ خاوند کے مال سے نہیں ۷۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ شرعی احکام فقط عقل سے معلوم نہیں ہو سکتے۔ ورنہ ان کے لئے آیات امارت کی ضرورت نہ ہوتی۔ دوسرے یہ کہ شریعت کے سارے احکام ایسے نہیں جن کی حکمت عقل سے معلوم کر سکے۔ بہت سے وہ احکام ہیں جن کی حکمت عقل سے معلوم ہو جاتی ہیں مسائل کی تعلیم ہماری کتاب اسرار الاحکام میں ملاحظہ کرو۔ ۸۔ یہ واقعہ شہر واسطہ علاقہ دار روان کا ہے وہاں کے لوگ طاعون سے بچنے کے لئے بھاگے تھے اور مر گئے پھر عمرہ کے بعد حضرت حنظل علیہ السلام کی دعا سے زندہ ہوئے ۹۔ موت کا ڈر اچھا بھی ہے اور برا بھی اگر اس ڈر سے انسان گناہوں سے توبہ کرے تو اچھا ہے اور اگر اس کی وجہ سے انسان نیک اعمال چھوڑ دے یا گناہ پر راضی ہو جائے تو برا ہے جیسے بعض لوگ موت کے خوف سے حج و جہاد سے گھبراتے ہیں۔ داوروان والوں کا یہ خوف دوسری قسم کا تھا۔ ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ موت سے بچنے کے لئے وہابی مقام سے بھاگتا رہا ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگلے پچھلے سارے واقعات حضور کی نگاہ میں ہیں کیونکہ یہ واقعہ

سینقول	۶۱	البقرة
تَعْلَمُونَ ﴿۱۰۰﴾ وَالَّذِينَ يَتَّقُونَ مِنْكُمْ وَيَدْرَأُونَ		
جاننے تھے اور جو تم میں مریں اور مریاں بچھوڑ		
أَزْوَاجًا وَصِيَّةً لَّأَزْوَاجِهِمْ مَتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ		
جانیں وہ اپنی عورتوں کے لئے وصیت کر جائیں نہ سال بھر تک نان و نفقہ دینے		
إِخْرَاجٍ فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِي مَا فَعَلْنَ		
کی بے تکلفی سے بھاگروہ خود مکمل جائیں تو تم پر اس کا کوئی عیب نہیں کی جو انہوں نے اپنے سوا		
فِي أَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوفٍ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿۱۰۱﴾		
میں مناسب طور پر کیا اور اللہ غالب حکمت والا ہے اور		
لِلْمُطَلَّقاتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ ﴿۱۰۲﴾		
طلاق دیوں کے لئے بھی مناسب طور پر نان و نفقہ ہے وہ واجب ہے پر ہم پر کاروں پر		
كَذَلِكَ يبينُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿۱۰۳﴾		
تو اللہ بول رہا ہے بیان کرتا ہے تمہارے لئے اپنی آیتیں کہ تم سمجھ لو گے خوب		
تُرْأَىٰ إِلَيْهِ الَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ أَلُوفٌ		
کیا تم نے دیکھا تھا انہیں جو اپنے گھروں سے نکلے اور وہ ہزاروں تھے		
حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ اللَّهُ مُوتُوا ثُمَّ أَحْيَاهُمْ		
موت کے ڈر سے لے کر اللہ نے ان سے فرمایا جاؤ تمہارا پھر انہیں زندہ فرمادیا		
إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَٰكِن أَكْثَرُ النَّاسِ		
ہے نیک اللہ لوگوں پر فضل کرنے والا ہے بلکہ سچ اکثر لوگ		
لَا يَشْكُرُونَ ﴿۱۰۴﴾ وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَعَلِمُوا		
ناشکرے ہیں اور لڑو اللہ کی راہ میں ملے اور جان لو کہ		
أَنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿۱۰۵﴾ مَن ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ		
اللہ سنتا جانتا ہے ہے کوئی جو اللہ کو قرض دے		
منزل		

مردوں پہلے کا تھا۔ لیکن فرمایا گیا کہ کیا تم نے نہ دیکھا؟ یعنی دیکھا ہے ۱۱۔ ابن عربی نے فرمایا کہ جو موت سزا ہو اس کے بعد زندہ کیا جاتا ہے اور جو موت قصاص ہو اس کے بعد زندہ کرنے کا قانون نہیں۔ حسن فرماتے ہیں کہ داوروان والوں کی یہ موت عرقتم ہونے سے پہلے واقع ہوئی۔ پھر اپنی عمر پوری کرنے کے لئے انہیں زندہ فرمایا گیا۔ یہ لوگ حضرت حنظل ابن یوزی علیہ السلام کی دعا سے زندہ ہوئے تھے جو موسیٰ علیہ السلام کے تیسرے خلیفہ تھے پہلے خلیفہ یوشع بن نون علیہ السلام دوسرے کلاب بن یحنا تھے تیسرے حضرت حنظل بن یوزی (روح البیان) ۱۲۔ حبلی کافروں سے لڑو۔ اسلام کو فروغ دینے کے لئے لڑو۔ نہ صرف ملک گیری یا حصول مال کے لئے۔

☆ جنگ شاہاں قند و غارت گری است ☆ جنگ مومن سنت پیغمبری است ☆
۱۳۔ بزرگان دین فرماتے ہیں کہ حاجت مند کو بوقت ضرورت قرض لینا بھی ثواب ہے بلکہ بعض صورتوں میں قرض لینا حد سے بہتر ہے کیونکہ صدقہ تو غیر ضرورت
مند بھی لے لیتا ہے مگر قرض ہمیشہ حاجت مند ہی لیتا ہے۔

۱۔ قرض حسن وہ کھانا ہے جس کا مقروض پر تقاضا نہ ہو۔
دیکھئے، ضرورت حلاف۔ اس میں چند شرطیں ہیں۔ دینے
والے میں اخلاص ہو۔ خوشدلی سے دیا جاوے۔ مال طلال
خرچ کرے۔ اس کے بدلہ میں جلدی نہ کرے۔ کبھی ہر
صدقہ کو قرض حسن کہہ دیتے ہیں اب اس سے معلوم ہوا
کہ رب کو فقیر بڑے پیارے ہیں کیونکہ امیروں سے
قرض لیا اور فقیروں کو دے دیا جس کے لئے قرض لیا
جاوے وہ پیارا ہے۔ ۳۔ صدقہ سے دنیا میں بھی مال میں
برکت ہوتی ہے اور آخرت میں بھی اجر و ثواب۔ اور مال
پاپ کی خدمت ان نیکیوں میں سے ہے جن کا بدلہ دنیا و
آخرت دونوں جگہ ملتا ہے ۴۔ صوفیہ کرام فرماتے ہیں کہ
قبض و بسط ہر چیز میں ہوتا ہے ولی۔ عالم، مالدار، بادشاہ
ایک حال پر ہمیشہ نہیں رہتے شہرہ۔

گئے برطرام اعلیٰ تقسیم

گئے پرشت ہائے خود نہ بسم
۵۔ یہ واقعہ حضرت شموئیل علیہ السلام کے زمانہ کا ہے۔
جب بنی اسرائیل جاوٹ بادشاہ کے مقابل جنگ کرتے پھیر
گئے تھے۔ جاوٹ قوم غلاد کا بڑا ظالم بادشاہ تھا جو بنی
اسرائیل کی غلامیوں کی وجہ سے ان پر مسلط کر دیا گیا تھا۔
جیسے ایک زمانہ میں فرعون ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی
کے دروازہ سے بادشاہت بھی ملتی ہے۔ وہ قاسم نعمت الہی
ہوتے ہیں۔ اب بھی حضور کے دروازے سے سلطنت
حکومت تقسیم ہوتی ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس زمانہ میں
نبوت اور سلطنت جمع نہیں ہوتی تھی ورنہ حضرت شموئیل
علیہ السلام خود ہی بادشاہ ہوتے۔ طاووت کو مقرر نہ فرماتے
حضرت داؤد و سلیمان و یوسف علیہم السلام میں نبوت و
سلطنت جمع ہوئیں۔ فریقہ نبوت اور سلطنت دونوں اللہ
کی نعمتیں ہیں۔ ۷۔ یعنی پھر تم پر دو گناہ ہوں گے ایک
جہاد نہ کرنے کا دوسرے اللہ کے مقرر کئے ہوئے بادشاہ
کی نافرمانی کا۔ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار سے بدلہ
لینے کی نیت سے جہاد کرنا بھی درست ہے یہ جہاد بھی جہاد
فی سبیل اللہ کی ہی ایک قسم ہے 'جاوٹ نے بنی اسرائیل

قَرْضًا حَسَنًا فَيُضِعُّهُ لَهُ اَضْعَافًا كَثِيرَةً وَاللَّهُ

حسن دے لے تو اللہ اس کے لئے بہت گنا بڑھا دے گا اور اللہ

يَقْبِضُ وَيَبْضُطُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿۱۳﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَا

ئحتی اور کائنات کو کہ اور ہمیں اسی کی طرف پھرانا اے محبوب کیا تم نے

مِنْ بَنِي إِسْرَءِیْلَ مِنْ بَعْدِ مُوسَى اِذْ قَالُوا لِنَبِيِّ

نہ دیکھا بنی اسرائیل کے ایک گروہ کو جو موسیٰ کے بعد ہوا تھا جب اپنے ایک پیغمبر سے

لَهُمْ اَبْعَثْ لَنَا مَلِكًا نَقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالَ هَلْ

لوگے جاسے لئے کھڑا کرو ایک بادشاہ کہ ہم خدا کی راہ میں لڑیں نبی نے فرمایا کیا تمہارے

عَسَيْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ اَلَا تَقَاتِلُوْا قَالُوا

انہارا یہ ہیں کہ تم پر جہاد فرض کیا جائے تو پھر نہ کرو گے

وَمَا لَنَا اَلَا نَقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ

ہیں کیا ہوا کہ ہم اللہ کی راہ میں نہ لڑیں حالانکہ ہم نکالے گئے ہیں اپنے

وَيَايُرَاؤُا وَابْنَانَا فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا

وہیں اور اپنی اولاد سے تو پھر جب ان پر جہاد فرض کیا گیا تو منہ پھیر گئے

اَلَا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ وَاللَّهُ عَلِيْمٌ بِالظَّالِمِيْنَ ﴿۱۴﴾ وَقَالَ

سگور ان میں سے خروٹے تھے اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو اور ان سے

لَهُمْ نَبِيٌّ مِّنْ اِنِّ اللّٰهُ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكًا

ان کے نبی نے فرمایا ہے تم اللہ نے جاوٹ کو تمہارا بادشاہ بنا کر بھیجا ہے

قَالُوا اِنِّ يَكُوْنُ لَهُ الْمَلِكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ اَحَقُّ

لوگے اے ہم پر بادشاہی کیونکر ہوگی شا اور ہم اس سے زیادہ سلطنت

بِالْمَلِكِ مِنْهُ وَلَمْ يُوْتِ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ قَالَ اِنَّ

کے سگور ہیں کہ اور اسے مال میں بھی دست نہیں دی گئی فرمایا اے

مستزل

کے شاہی خاندان کے چار سو چالیس آدمیوں کو مقرر کیا تھا ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ جہاد سنت انبیاء ہے 'پہلے پیغمبروں اور ان کی امتوں پر فرض تھا ۱۰۔ یعنی ہزاروں
میں سے صرف تین سو تیرہ ہی تعداد اصحاب بدر کی ہے 'جنہوں نے نافرمانی ایک چلوپا تھا وہی جہاد کر کے اور جنہوں نے زیادہ کیا۔ وہ بڑوں ہو گئے ۱۱۔ طاووت
حضرت نبیائیں ابن یعقوب علیہ السلام کی اولاد سے تھے۔ ورنہ قند تھے 'اس لئے طاووت کہلاتے تھے۔ حضرت شموئیل کو حکم الہی آیا تھا کہ جس کا قد آپ کے اس عصا
کے برابر ہو وہ بادشاہ ہے 'طاووت برابر ہوئے۔ لہذا سلطنت کے لئے مقرر ہوئے حضرت شموئیل خود بادشاہ نہ ہوئے کہ اس وقت نبوت اور سلطنت کا اجتماع نہ تھا ۱۲۔
یہ ان کی پہلی نافرمانی ہوئی کہ رب کے حکم کے مقابلہ میں اپنا قیاس کیا۔ اور کج ہمتی کی۔ حالانکہ رب کے مقابلہ میں قیاس کرنا شیطانی کام ہے ۱۳۔ یعنی وہ غریب ہیں۔

(بقیہ صفحہ ۶۲) اور سلطنت کے کاروبار کے لئے مال و دولت کی بڑی ضرورت رہتی ہے۔ لہذا وہ سلطنت کے لائق نہیں۔

۱۔ معلوم ہوا کہ علم عبادت سے افضل ہے کہ عابد کے لئے کوثر مسجد ہے اور عالم کے لئے تخت خلافت، یہ بھی معلوم ہوا کہ مال سے علم افضل ہے۔ خلافت اعلیٰ علم سے حاصل ہوتی ہے کہ مال سے، یہ بھی معلوم ہوا کہ یاد شاہ عالم اور متذکرست ہونا چاہیے۔ جس سے مملکت کے کام بخوبی انجام پانے لگیں۔ آج کل حکومت کا ادارہ صرف مال اور کثرت رائے پر ہے۔ یہ غلط ہے۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ سلطنت نسب اور مال پر نہیں ہونی چاہیے بلکہ علم اور شجاعت و ہمدردی پر ہونی چاہیے۔ علم

سے مراد دینی سیاست کا نام ہے اس سے یہ دلیل چلائے کہ
حرف سیاستدان ہی خلیفہ ہونا چاہئیں غلط ہے کیونکہ ابوبکر
صدیق تمام صحابہ میں زیادہ عالم تھے۔ اس لئے حضور نے
اپنی وفات شریف کے وقت انہیں نماز کا امام بنایا۔ حضرت
فاروق اعظم کی سیاست آج تک مثال بنی ہوئی ہے۔ یہ
تاہوت شمشاد کی لکڑی کا ایک صندوق تھا۔ تین ہاتھ لمبا دو
ہاتھ چوڑا، اس میں انبیاء کرام کی قدرتی تصویریں تھیں
اور تورات کی تحفیں اور موسیٰ علیہ السلام کا عصا آپ
کے کپڑے اور مہلبیں شریف اور حضرت ہارون کا علمہ
شریف اور کچھ من کے ٹکڑے۔ اس سے معلوم ہوا کہ
بزرگوں کے تہرکات مشکل کشا اور باذن خدا حاجت روا
ہیں، اسی لئے میت کے ساتھ بزرگوں کے تہرکات رکھے
جاتے ہیں۔ دیکھو حضرت موسیٰ کے تہرکات جنگ میں فتح
کے لئے رکھے جاتے تھے۔ معلوم ہوا کہ ہوسن وہ ہے
جو مقبول بندوں کے تہرکات کی تاثیر کا قائل ہو، اس کا
انکار رب کی قدرت کا انکار ہے، چنانچہ وہ صندوق سیکر

فرشتے لائے اور طاووت کے سامنے رکھ دیا۔ جنگ کی حالت میں یہ صندوق اسلامی فوج کے آگے رہتا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے مسلمانوں کو فتح بخش تھا۔ آپ کے بعد نبی اسرائیل میں یہ صندوق رہا۔ وہ لوگ ہر مشکل کے وقت اس صندوق کو آگے رکھ کر دعائیں کرتے تھے جو قبول ہوتی تھیں۔ جنگوں میں ساتھ لے جاتے اور فتح پاتے تھے۔ پھر بعد میں بنی اسرائیل میں وہابی مجددی خیالات کے پیدا ہو گئے جنہوں نے اس صندوق کی بے حرمتی کی۔ اور مصیبتوں میں گرفتار ہوئے۔ جب یہ صندوق طاووت کے سامنے آیا تو وہ مطمئن ہو گئے اور طاووت نے ستر ہزار اسرائیلی جوان چھاننے۔ جنیں جاووت کے مقابل جہاد میں لے گئے۔ ۶۔ بنی اسرائیل کا یہ سفر جہاد ختم گرمی میں تھا۔ موسم کی گرمی جنگ کی پیش قدمی کی سخت حرارت سے ان مجاہدین کو سخت چپاس لگی۔ تب طاووت نے انہیں خبر دی کہ غزق قریب ایک نہر آئے گی مگر یہ تمہارے امتحان کا وقت ہے پانی نہ پینا۔ طاووت یہ سب کچھ حضرت شموئیل

علیہ السلام کی وفات سے کہہ رہے تھے کہ یعنی میری برادرت کا تعلق اور وہ میرے ساتھ جہاد میں نہ جائے گا کیے مطلب نہیں کہ وہ کافر ہے۔ کیونکہ ہرگز نہ کفر میں ہوتا ہے بھی کہا جاسکتا ہے کہ وہ ایمان سے خارج ہو جائے گا لیکن اس کا زیادہ پہلی چیز ان میں اتفاق پیدا کرے گا یہ کہ عداوت کفر کو کہ یعنی وہ میری جماعت کا ہے یا میرے دین کا میرے ساتھ جہاد ہے کیونکہ یہ جو حق طو پر پیاس کی شدت برداشت نہ کر سکا وہ آئندہ جہاد کی منتیں بھی نہ سمجھ سکے گا اس سے معلوم ہو کہ آج کے جہادوں کو فتح برداشت کرنے کا کامیابی یا ناکامی اور اس میں ان کا جہاد لینا نہایت اہمیت ہے آج کل کے یہ اور جہاد وہ نہیں جو سچے کرائی جاتی ہے ان سب کا خلاصہ یہ آیت ہے اس وقت یہ پانی نہ پینا اور واجب تھا بلکہ پانی پینا اور کفر میں گیا جیسا کہ اگلی عبارت سے معلوم ہو رہا ہے یہ یعنی شدت کی گہری، سزا کا حال پیاس کی شدت اور رب کا یہ حکم مبرا کا پورا امتحان تھا کہ اگر یہ لوگ یہاں صبر کر گئے تو آئندہ بھی جہاد کی مشقوں پر صبر کر

اللَّهُ أَصْطَفَاهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعَالَمِ وَ

اللّٰهُمَّ اِنِّى اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابٍ مِنْهُمُ الَّذِى يُصْلَوْنَ عَلَيْهِ اَرْبَعَةَ اَلْفِ سَلَامَةٍ

عَلَيْهِمْ ۖ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ

معمولاً ہے اور اسی نے ان کے ہی نے قرآن اس کی بادشاہی کی سنانی ہے کہ اے نبی

پاس ماموت کا جس میں ہمارے دہک کی طرف سے دلوں کا پانی ہے اور وہ بھی

تَرَكَ آلَ مُوسَىٰ وَآلَ هَارُونَ تَحِيَّةً الْمَلِكِ

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٥٨﴾

فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوتُ بِالْجُنُودِ قَالَ إِنَّ اللَّهَ

مُتَبِّئِيكُمْ بِهِمْ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّي

وَمَنْ لَمْ يَطْعَمْهُ فَإِنَّهُ مِنِّي إِلَّا مَنِ اعْتَرَفَ غُرْفَةً

پیداۓ فشر بوا منہ الا قلیلا قنہم فلمّا

جَاوَزَهُ هُوَ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ قَالُوا لَا طَاقَةَ

منزل

مفتزلا

(فقہ صفحہ ۶۳) سیکس گے اور اگر یہاں گھبرا گئے تو آئندہ بھی جہاد کریں گے ۱۰۔ معلوم ہوا کہ اگر بیٹ قلعہ بند سے تھوڑے ہوتے ہیں کہ ہزاروں میں سے صرف ۳۳ قلعہ لگے۔ رب فرماتا ہے: **فَلْيَنْتَهِزِ الْمُنَافِقُ الْيَوْمَ يَكُونُ لِلْمُؤْمِنِينَ عَدُوًّا**۔ معلوم ہوا کہ نہ یہ وہ جانے والے کافر قرار دیئے گئے۔ اس لئے وَالَّذِينَ اسْتَوَاعُوا دِيَارَهُمْ اس سے معلوم ہوا کہ دشمن کا ہر حکم واجب العمل ہے۔ اگرچہ وہ کسی مصلحت کی بنا پر ہی ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ پانی پینے والے نہ یہ وہ گئے تھے "جب صابر لوگ اس کنارے پر پہنچ گئے تو اس طرف سے ان بے مبروں نے پکار کر کہا کیونکہ یہ لوگ نہ ہوتے تھے۔

۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کی اطاعت بھاری پید کرتی ہے اور نبی کی مخالفت بزدلی لاتی ہے، سچے نبی خود بھاری ہوتے ہیں۔ جھوٹے نبی بزدل دیکھو قادیانی نے ذری وچ سے سچ نہ کیا ۱۲۔ کبھی ظن معنی یعنی بھی آتا ہے۔ ان مومنوں کو رب سے ملنے کا کامل یقین تھا۔ یقین کے بغیر ایمان نصیب نہیں ہوتا۔ رب فرماتا ہے: **وَلَوْلَا إِيمَانُ بَعِيثُوهُ** **فَتَنَّا الْمُؤْمِنِينَ وَوَضَعْنَا لِلْبَاقِيَةِ فِتْنًا** یہاں بھی ظن معنی یقین ہے کیونکہ حضرت عائشہ کی عصمت پر یقین ضروری ہے ۱۳۔ فتح و نصرت زیادتی اسباب اور زیادتی جماعت پر موقوف نہیں، یہ اللہ کے فضل و کرم پر موقوف ہے، اگر وہ کرم کر دے تو امانت فیل کو ہلاک کر دیتی ہے۔ معلوم ہوا کہ مومن کو رب پر کامل توکل چاہیے۔ ہاں اسباب پر عمل توکل کے خلاف نہیں رب فرماتا ہے: **وَأَعِزَّنَا لَهُمْ مَا اسْتَغْنَوْا مِنْ قُوَّةٍ وَفَوْزًا بِطَانَتِنَا** ۱۴ یعنی اللہ مدد اور رحمت سے صابروں کے ساتھ ہے غصب و قہر سے بے مبروں کے ساتھ اور علم و قدرت سے سب کے ساتھ ہے۔ ۱۵۔ جہاد کے موقع پر مقابلہ کے وقت یہ دعا پڑھنی چاہیے اور ایسی حالت میں ہزاروں کا ساتھ اچھا ہے ۱۶۔ یعنی طاووت بادشاہ کی اس چھوٹی اور تھوڑی جماعت نے زیادہ اور طاقتور فوج کو شکست دے دی۔ ۱۷۔ یعنی داؤد علیہ السلام کو سلطنت اور بت دونوں عطا فرمائیں اس طرح کہ آپ کا نفاق طاووت بادشاہ کی بیٹی سے ہوا۔ کیونکہ انہوں نے اعلان کیا تھا کہ جو چاہوت کو قتل کرے میں اپنی بیٹی کا نکاح اس سے کروں گا۔ پھر طاووت کے بعد آپ سرور آراء سلطنت ہوئے۔ ۱۸۔ جمل وغیرہ تفسیروں میں ہے کہ حضرت ایشا داؤد علیہ السلام کے والد مع اپنے تمام فرزندوں کے طاووت کے لشکر میں تھے، داؤد علیہ السلام ان سب میں کم عمر اور کمزور تھے، بیماری سے اٹھے تھے رنگ مبارک زرد تھا، طاووت نے شموکل علیہ السلام نے عرض کیا کہ چالوت بہت شاہ زور ہے آپ رب سے دعا فرمادیں کہ یہ مارا جائے۔ تب وحی الہی آئی کہ اسے داؤد علیہ السلام قتل کریں گے، چنانچہ آپ کو پہن لئے ہوئے

لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ قَالَ الَّذِينَ يَظُنُّونَ

انہیں ملے جالوت اور اس کے لشکروں کی بلوے وہ جہنم سے

أَنَّهُمْ مَلَقُوا اللَّهَ كَمَنْ فِتْنَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ

ملنے کا یقین تھا کہ ہار ہاکم جماعت غالب آتی ہے

فِتْنَةٍ كَثِيرَةٍ بَاذِنَ اللَّهُ وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ ۱۰

زیادہ گروہ بدر اللہ کے حکم سے تھے اور اللہ صابروں کے ساتھ ہے

وَلَمَّا بَرَزُوا لِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ قَالُوا رَبَّنَا

بکھر جب سامنے آئے جالوت اور اس کے لشکروں کے مرض کی لئے رب

أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانصُرْنَا

ہمارے ہم پر صبر اتریل اور ہمارے پاؤں جتے رکھ اور کافر لوگوں

عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۱۱ فَهَزَمُوهُمْ بِإِذْنِ اللَّهِ

پر ہماری مدد کر کے تو انہوں نے ان کو ہتک دیا اللہ کے حکم سے

وَقَتَلَ دَاوُدُ جَالُوتَ وَآتَاهُ اللَّهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ

اور قتل کیا داؤد نے جالوت کو اور اللہ نے اسے سلطنت اور حکمت عطا فرمائی

وَعَلَّمَهُ مَا يَشَاءُ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ

اور اسے جو چاہا سکھایا اور اگر اللہ لوگوں میں بعض سے بعض کو روکے

بِبَعْضٍ لَفَسَدَتِ الْأَرْضُ وَلَٰكِنَ اللَّهُ ذُو فَضْلٍ

بکھرے گا تو ضرور زمین تباہ ہو جائے نہ مگر اللہ مانتے جانے پر

عَلَى الْعَالَمِينَ ۱۲ تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ تَتْلُوهَا عَلَيْكَ

لفظ کرنے والا ہے۔ اللہ کی آیتیں ہیں کہ ہم سے محبوب تم پر

بِالْحَقِّ وَإِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ۱۳

حکمت ٹھیک پڑھتے ہیں اور تم بے شک رسولوں میں سے ہو

اس کے مقابل ہوئے۔ اس نے بہت لشکر کا کلاس کی مگر آپ نے کو پہن کے ذریعہ ایک چھوٹا سا جو اس کی کھینچ پر پڑا اور مر گیا ۱۵۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ ایک بندوں کی بہت سے دوسروں کی باتیں بھی دفع فرماتا ہے۔ اور مجاہدین کے ذریعے کفار کے زور کو توڑتا ہے ۱۰۔ معلوم ہوا کہ جہاد میں ہزاروں مصلحتیں ہیں اگر گناہ نہ کافی جائے۔ تو کھیت پر ہاد ہو جاوے۔ اگر آپ پیش کے ذریعہ موانع نکالا جائے تو بدن بڑ جائے۔ اگرچہ راز کو نہ پکڑے جائیں تو امن پر ہاد ہو جاوے۔ ایسے ہی جہاد کے ذریعے مغرور اور باغی کفار کو دایا نہ جاوے تو ایک بندے نہ ہی سکین، جہاد پر اعتراض کرنا حماقت ہے۔ ۱۱۔ یہی حکم بھی شدہ تاریخی حالات اور علوم غیبی کی عطا آپ کی ثبوت کی دلیل ہے۔ کہ آپ نے نہ علم تاریخ حاصل کیا نہ مورخین کی صحبت میں رہے، پھر ایسے درست حالات بیان فرمائے۔ معلوم ہوا کہ آپ سے رسول صاحب وحی ہیں۔

اب اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ سارے انبیاء نبوت میں برابر ہیں کوئی اصلی اور کوئی نقلی نہیں ہے۔ سب کو اللہ نے رسل فرمایا دوسرے یہ کہ نبوت کے علاوہ دیگر فاعل میں انبیاء کے درجے مختلف ہیں بعض بعض سے اعلیٰ اور ہمارے حضور سب سے اعلیٰ ہیں تیسرے یہ کہ یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ بعض رسول بعض سے اعلیٰ ہیں یہ نہیں کہہ سکتے کہ بعض بعض سے اعلیٰ ہیں۔ اس میں ان کی توہین ہے جیسا کہ قتلتا سے معلوم ہوا ۲۸۔ یعنی زمین پر بے واسطہ کلام موسیٰ علیہ السلام کی خصوصیت ہے۔

سے صراح میں جو پہلے پردہ کلام فرمایا وہ لکھن پر نہ تھا ۳۳۔
بعضہم سے قصود مراد ہیں اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے
ایک یہ کہ حضور تمام نبیوں سے اعلیٰ ہیں دوسرے یہ کہ
ان کی افضلیت ہمارے خیال و گمان و دہم سے باہر ہے
کیونکہ درجات کی حد بیان نہ فرمائی گئی یہ بھی معلوم ہوا
کہ سارے نبی نبوت میں یکساں ہیں۔ مراتب میں مختلف
ہیں ۳۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر
باپ کے صرف ماں سے پیدا ہوئے اگر ان کا کوئی والد ہوتا
تو انہیں ماں کی طرف نسبت نہ کی جاتی رب فرماتا ہے
أَتَدْعُونَ بَنَاتِيَهُمْ فَيَذَرُوهَا لَكُمْ سَائِلَاتٍ فَمِمَّ تَعْبُدُونَ
نام نہ لیا ۳۵۔ روح القدس سے مراد حضرت جبریل ہیں جو
ہر وقت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ رہتے تھے۔ اس سے
معلوم ہوا کہ اللہ کے بندے مدد کرتے ہیں اور غیر خدا کی
مدد شرم نہیں۔ حضرت جبریل خدا کے بندے ہیں۔ مگر
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مددگار رہے۔ یہ بھی معلوم
ہوا کہ ان بزرگوں کی مدد و حقیقت رب ہی کی مدد ہے کہ
رب نے جبریل کی مدد کو اپنی مدد فرمایا ۳۶۔ یعنی ان انبیاء
کرام کے بعد ان کی امتیں آپس میں لڑتی رہیں۔ اس میں
اس جانب اشارہ ہے کہ آپ کی امت میں بھی آپ کے
بعد جنگیں ہوں گی اور ایسا ہی ہوا کہ حدیث اکبر نے
انہیں ذکوة کی سرکوبی فرمائی۔ حضرت علی و معاویہ میں جنگ
ہوئی۔ ۳۷۔ یعنی گزشتہ امتوں میں جو جنگیں ہو چکیں یا
آپ کی امت میں جو خانہ جنگیاں ہوں گی وہ سب اللہ کے
ارادہ و مشیت سے ہیں۔ اس ارادہ میں ہزارہا حکمتیں
ہیں اس میں مسئلہ تقدیر کی طرف اشارہ ہے اس کی تحقیق
ہماری تفسیر نصی میں ملاحظہ کرو۔ ۳۸۔ معلوم ہوا کہ ذکوة
و غیرہ تمام عبادات اہل ایمان پر ہیں کافروں پر نہیں اور بغیر
ایمان کوئی عبادت درست نہیں ۳۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ
رب کی ہر نعمت میں سے خیرات کنی چاہیے۔ علم مال
تندرستی اولاد وقت سب میں سے اللہ کی راہ میں خرچ
کرس۔ ۴۰۔ کافروں کے لئے نہ دوستی کام آئے نہ کسی کی
شفاعت اس لئے آگے فرمایا وَابْتَغُوا فَوْزَ الْفَاطِرِينَ ۔

البقرة	۶۵	تِلْكَ الْآيَاتُ
<p>تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ مِنْهُمْ</p> <p>یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر اعلیٰ کیا ان میں کسی سے</p> <p>مَنْ كَلَّمَ اللَّهُ وَرَفَعَ بَعْضُهُمْ دَرَجَاتٍ وَآتَيْنَا</p> <p>اللہ نے کلام فرمایا اور کوئی وہ ہے جسے سب درجوں بلند کیا اور ہم نے</p> <p>عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيْتِ وَأَيَّدْنَا بِرُوحِ الْقُدُسِ</p> <p>مریم کے بیٹے عیسیٰ کو کھلی نشانیاں دیں اور پاکیزہ روح سے اس کی مدد کی</p> <p>وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَقْتُلَ الَّذِينَ مِنْ بَعْدِهِمْ مَنْ</p> <p>اور اللہ چاہتا تو ان کے بعد والے آپس میں نہ لڑتے</p> <p>بَعْدَ مَا جَاءَتْهُمْ الْبَيِّنَاتُ وَلَكِنْ اخْتَلَفُوا فِيهِمْ مَنْ</p> <p>بعد اس کے کہ ان کے پاس کھلی نشانیاں آچکیں لیکن وہ مختلف ہو گئے اس میں کوئی ایمان</p> <p>أَمِنَ وَمِنْهُمْ مَنْ كَفَرَ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَقْتُلُوا</p> <p>پر رہا اور کوئی کافر ہو گیا اور اللہ چاہتا تو وہ نہ لڑتے</p> <p>وَلَكِنْ اللَّهُ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا</p> <p>مگر اللہ جو چاہے کرے اے ایمان والو</p> <p>اتَّبِعُوا مِمَّا رَزَقْنَكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا</p> <p>اللہ کی راہ میں ہمارے دینے میں سے خرچ کرو گے وہ دن آنے سے پہلے میں نہ</p> <p>يَنْعِي فِيهِ وَلَا خُلَّةٌ وَلَا شَفَاعَةٌ وَالْكَافِرُونَ هُمُ</p> <p>غیر مدد و فرشتہ ہے اور کافروں کے لئے دوستی اور نہ شفاعت اور کافروں</p> <p>الظَّالِمُونَ ۝ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا</p> <p>یہی ظالم ہیں اللہ ہے جس کے سوا کوئی سمجھتا نہیں وہ اپنے زبور اور ادبوں کا قائم رکھنے والا</p> <p>تَأْخُذُ سِنَةً وَلَا تَوْمٌ لَهُ مَا فِي السَّمُوتِ وَمَا</p> <p>اسے نہ اونچا آئے نہ نیند اس کا ہے جو پچھ آسمانوں میں ہے اور جو پچھ</p>		

مسلمانوں کے لئے دونوں چیزیں باذن الہی مفید ہوں گی
رب فرماتا ہے الْفَاطِرُ يُدْخِلُهُمْ فِي بَيْتِهِمُ الْبَيْتِ ۝ ۱۱۔ علم کے معنی ہیں کسی کی چیز مانتے ہوئے مالک کی چیز ہونے کا حق فرمایا اور ظالم کو ہے نہ کہ ظالم کو کافر
نارہان ہے اس کا رب کی چیز برتا ظلم ہے۔ غیر بات کی دعوت وہ کھاتے ہیں جو دوا کے حلقہ میں سے ہوں۔ بے عقل آدمی چورین کر کھاتا ہے۔ حضور عالم کے
دوا ہیں۔ مومنین بندے ان کے ظالم اور کافران کے دشمن۔ لہذا کافر ظالم اور چورین کر کھاتے ہیں ۱۲۔ اس آیت کا نام ایہ مقصود ہے۔ حدیث شریف میں اس
کے بڑے فاعل ارشاد ہوئے۔ جان و مال کی حفاظت اور ایمان پر خاتمہ کے لئے یہ اکیر ہے۔ سوئے وقت چاہ کر سوتے چھوٹا کر رہے گاہ ہر نماز کے بعد پڑھے جتنی ہوگا

(بقیہ صفحہ ۱۵) گا۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء ہے۔

۱۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ کے بندے رب کے ہاں شفاعت فرمائیں گے۔ دوسرے یہ کہ ان کی شفاعت دھونس کی نہ ہوگی اُن کی ہوگی لہذا جو بالکل شفاعت کا انکاری ہو وہ ایمان ہے اور جو مشرکین عرب کی طرح دھونس کی شفاعت مانے وہ بھی سبے دین ہے۔ خیال رہے کہ شفاعت کرنے والے حسب ذیل ہیں۔ انبیاء، اولیاء، علماء، مشائخ، عجم، اسود، قرآن مجید، کعبہ، ملا و مضامین، مسلمانوں کے مبلغین، شفاعت تین طرح کی ہوگی۔ میدانِ معرفت، جہالت کے لئے، مصلحتوں

کی مصلحت کے لئے، بشری درجہات کے لئے، پہلی شفاعت سے کفار بھی فائدہ اٹھائیں گے۔ دوسری سے مستحکم مسلمان۔ تیسری سے نیک کار۔ یعنی اللہ تعالیٰ لوگوں کے لئے کچھ اعلیٰ جانتا ہے۔ یا شفیع الذین لوگوں کے لئے کچھ جانتے ہیں کیونکہ حکم کے بغیر شفاعت ممکن ہے۔ طیب جانتا ہے کہ کمال طالع کون ہے اور لا طالع کون شفیع الذین جانتے ہیں کہ کمال شفاعت کون ہے اور ناقص شفاعت کون۔ لہذا یہ جزو حضور کی نعمت بھی ہے۔ (روح البیان)۔ سب اس سے معلوم ہوا کہ رب نے اپنے بندوں کو اپنا حکم دیا ہے ہر ایک کو بقدر وسعت۔ کرسی سے مروی اللہ کا حکم ہے یا اس کی قدرت یا عرش اعظم یا عرش اور مسالوں آسمان کے سکون، اسی کو علم ربوت والے اشخاص آسمان یا فلک الیون کہتے ہیں اور عرش کو نوں آسمان یا فلک اعلیٰ کہتے ہیں۔ خیال رہے کہ کسی کو جزا مسلمان بنانا جائز نہیں مگر مسلمان کو جزا مسلمان رکھنا ضروری ہے لہذا کسی مسلمان کو مرتد ہونے کی ایذا نہ ملے اور جاسکتی یا تو وہ اسلام لائے یا قتل کیا جائے لہذا آیت اور حدیث میں تفسیریں ہیں۔ رب نے مرتدین غنی امیرانہ سے لفظ اقا یا قتلوا انہم کفار لہذا آیت کو کل کے لئے نہیں کر دو۔ معلوم ہوا کہ مرتد کو قتل کیا جائے گا۔ یہاں تک کہ توفیق حق میں ہے۔ یعنی انکار میں ہے۔ معلوم ہوا کہ ایمان کے لئے دو چیزیں ضروری ہیں اللہ کا ماننا اور شیطان سے عقائد سے بچنا۔ سب اس سے معلوم ہوا کہ اللہ پر ایمان جب ہی قبول ہے کہ اس کے دشمنوں سے بھاری ہو کیونکہ شیطان کے انکار کو رب نے ایمان سے پہلے بیان فرمایا اس کی طرف لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ میں اشارہ ہے ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسلام پر مضبوطی سے وہ ہی قائم رہ سکتا ہے جو بے شک کی محبت، ان کی الفت ان کی کتابیں دیکھنے ان کے وعظ سے دور رہے کیونکہ اسی مضبوطی کو شیطان کے انکار پر موقوف رکھا گیا سانپ اور چور سے اس لئے بچ کر وہ جان و مال کے دشمن ہیں، بے دین کی محبت سے اس لئے بچ کر وہ ایمان کے دشمن ہیں رب فرماتا ہے فلا تعد بعد الذکر مع المقدم القلمین ۱۰ نو مسلموں کو کفر سے نکال کر گمراہی سے توبہ کرنے والوں کو گمراہی سے نکال کر داعی صالحین کو کفر و گمراہی سے بچا کر لہذا یہ آیت سب کو عام ہے اور اس پر کوئی اعتراض نہیں، اللہ کا والی

۲۔ فی الارض من ذا الذی یشفع عنده الا بذینہ
 زمین میں وہ کون ہے جو اس کے جہاں سفارش کرے ہے اس کے حکم کے لئے
 یعلم ما بین یدینہم وما خلقہم ولا یحیطون
 جانتا ہے کہ ان کے لئے ہے اور کہ ان کے لئے ہے اور وہ نہیں جانتے اس کے علم میں
 بشی من علمہ الا بما شاء وسع کرسیہ السموت
 سے مگر جتنا وہ چاہے اس کی کرسی میں سمائے ہوئے ہیں آسمان اور
 والارض ولا یؤدہ حفظہما وھو العلی العظیم
 زمین اور اسی کی ممانعت میں ان کی جہاں اور وہی ہے بخیر باری والا
 لا یراہ فی الذین قد تبین الرشد من الغی
 اللہ کسی شخص کو نہیں دیکھتا جس کے لئے شک و شبہ ہو جائے ہے ایک وہ گمراہی کے
 فمن یکفر بالطاغوت ویؤمن باللہ فقد
 جو جو شیطان کو نہ مانے اور اللہ پر ایمان لائے اس نے
 استمسک بالعروة الوثقی لا انقصاص لہا
 بڑی حکمت سے اس نے اسے بھی کھنکھایا ہے
 واللہ سمیع علیم ۱۱ اللہ ولی الذین امنوا
 اور اللہ سنتا جانتا ہے اللہ والی ہے مسلمانوں کا
 یرجھم من الظلمت الی النور والذین کفروا
 انہیں اندھیروں سے نور کی طرف نکالتا ہے اور کافروں کو گمراہی
 اولیہم الطاغوت یرجھونہم من النور الی
 پہلی شیطان میں لے کر وہ انہیں نور سے لے کر اندھیروں کی طرف
 الظلمت اولیٰ ان اصحب النار هم فیما خلدوا
 لکھتے ہیں یہی لوگ دوزخ والے ہیں نہ انہیں جہنم میں رہنا

ہو اس طرح ہے کہ وہ خود مومنوں کا والی ہے، اور اس کے انبیاء اولیاء بھی ان کے والی، رب فرماتا ہے انا ویکم اللہ ورسولہ والذین امنوا لہذا اس آیت سے نبی ولی کی حد کا انکار نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ حضور کے بارے میں فرماتا ہے یرجھونہم من الظلمت الی النور، تا کہ لوگوں کو آپ نکالیں تاریکی سے روشنی کی طرف ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں بعض کفار بعض کفار کے مددگار ہیں، لیکن آخرت میں مددگار نہ رہیں گے، لہذا یہ آیت اس آیت کے خلاف نہیں رہا مفسرین میں انصاف اختلاف مومن کے کہ اللہ رسول اور نیک بندے ان کے دنیا و آخرت میں ولی و وارث ہیں کہ یہ حضرات مسلمانوں کی شفاعت کریں گے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا ہے یہاں نور سے مروی دینی فطرت ہے جس پر ہرچیز پیدا ہوا ہے کیونکہ کافر پہلے مومن تھا ہی نہیں۔ پھر یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ شیطان نے اسے اسلام سے نکال کر کفر

(بقیہ صفحہ ۶۶) میں داخل کر دیا جائے آیت مرتبین کے حقیقی ہے جب اس سے معلوم ہو کہ روزِ قیامت ہوتا تو روزِ قیامت میں بھی رہتا کفار کے لئے خاص ہے۔ سلطان اگرچہ کتنا ہی مٹا بگاڑ ہو مگر وہ روزِ قیامت والا نہیں مگر والا اور ہے صمان اور۔

۱۔ اس سے مراد محمود امین کھانہ بادشاہ ہے جو تمام روئے زمین کا بادشاہ تھا۔ آپ کے زمانہ میں تھا۔ آپ نے اسے توحید و رسالت کی تبلیغ فرمائی تب اس نے سچ کچھ بھی
کی اور غالباً یہ بحث آگ میں ڈالنے کے بعد کی ہے واللہ اعلم۔ اس سے معلوم ہو کہ کفار سے متعلقہ کرامت انبیاء سے ہے۔ کہ کہ اس نے جو قیدی ہائے ایک کو
قتل کر دیا۔ دوسرے کو چھوڑ دیا اور ہولاکہ اسے میں نے

زندہ کر دیا۔ اسے مار دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مقابل کی کج بجٹی پر طول نہ ہونا چاہیے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر مقابل ایک دلیل سے نہ سمجھے تو دوسری دلیل پیش کی جاوے ۳۔ یہ حکم اس مردود کا مجروحانہ کے لئے تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جھوٹے مدعی نبوت سے اس لئے مجروح طلب کرنا کہ اس کا جھوٹ ظاہر ہو جائز ہے۔ اور اگر اس کی نبوت کا احتمال رکھتے ہوئے مجروح مانا تو کافر ہو گیا ۴۔ خیال رہے کہ نمود نے ابراہیم علیہ السلام سے یہ نہ کہا کہ آپ رب سے کو کہ وہ سورج کو مغرب کی طرف سے نکالے اس لئے کہ وہ قرآن سے سمجھ چکا تھا کہ حضرت ابراہیم کی دعا سے ابھی سورج ڈوب کر مغرب کی طرف سے نکلے گا اور میری خدا کی کرسی ہو جائے گی کیونکہ وہ آگ ٹھہرا ہونے کا واقعہ دیکھ چکا تھا (روح المعانی) حضور نے سورج مغرب کی طرف سے نکال کر دکھا دیا۔ جو والد نے فرمایا تھا ان کے فرزند نے کر دکھایا ۵۔ یہ واقعہ عزیر علیہ السلام کا ہے۔ نبی سے مراد بیت المقدس ہے۔ جبکہ اسے بخت نصر بادشاہ نے ہلا کر دیا تھا اور عزیر علیہ السلام دراز گوش پر سوار ہو کر وہاں سے گزروے۔ آپ کے ساتھ ایک برتن میں آٹھو کا رس اور کچھ کھجوریں تھیں۔ تمام شہر میں پھرے کوئی آدمی نہ دیکھا تب آپ نے یہ فرمایا اور دراز گوش سے اتر کر سو گئے۔ جان قبض کر لی مئی ۶۔ یا تو اس میں زندہ کرنے کی کیفیت و نوعیت کا سوال ہے یا یہ تعجب کے لئے ہے غرضیکہ انکار کے لئے نہیں۔ کیونکہ قیامت کا ماننا ایمان کا رکن ہے ۷۔ یہ اس لئے فرمایا کہ رب نے ان کی توجہ اس حالت میں دیا سے ہٹا دی تھی۔ ورنہ انبیاء کرام اور صالحین بعد وفات دنیا سے خبردار رہتے ہیں اور تصرف کرتے ہیں اسی لئے موسیٰ علیہ السلام حضور کے جبینہ الوداع میں شریک ہوئے اور سارے نبی معراج کی رات حضور کے مقتدی بنے۔ قبرستان میں سلام کیا جاتا ہے ۸۔ عزیر علیہ السلام کو اس موقع پر وفات کی حالت میں اس

الْمُتَرَالِي الذِي حَاجِبُهُمْ فِي رَيْبِهِ اَنْ اَتَهُ

اے محبوب کیا تم نے نہ دیکھا تھا اسے جبرائیل سے اٹھوانے اس کے ہاتھ کے بارے میں اس پر کہ

اللَّهُ الْمَلِكُ إِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمَ رَبِّىَ الذِّى يَحْيَىٰ وَ

اللہ نے اسے بادشاہی دی جبکہ ابراہیم نے کہا کہ میرا رب وہ ہے کہ جلاتا اور

يُؤْتِي قَالَ أَنَا حَيٌّ وَأَمِيتُ قَالَ إِبْرَاهِيمُ فَإِنْ

مکرتا ہے ۱۰ لا میں چلا گیا اور مکرتا ہوں کہ ابراہیم نے فرمایا تو

اللَّهُ يَأْتِي بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأْتِ بِهَا مِنَ

اللہ عزوجل کو ماننا ہے کہ وہ اپنے بندوں کو اپنی مرضی سے لے کر آئے گا

الْمَغْرِبِ فِيهِمُ الَّذِي كَفَرُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

کہ ہوش اڑ گئے کافر کے یہ اور اللہ راہ نہیں دکھاتا

الظالمين ﴿١٠٠﴾ أَوَكَا الذِّمَىٰ مَرَعَىٰ قَرْيَةٍ وَهِيَ

ظالموں کو یا اس کی طرح جو گنا ایک بقیہ پر شہ آور ہو

خَاوِیة عَلُو عَرُوشَهَا قَالِ اِنِّی بِحِجْمِ هَذِهِ اِلَهِی

دُھن پڑی تھی اپنی ہمتوں پر بلوا اسے کیونکر جلائے نکالے اللہ

عَدَمُهَا فَأَمَّا إِلَهُ الْمَائَةِ عَالِمٌ بَعَثَ

انہی کی موت کے بعد تو اللہ نے اسے مردہ رکھا سو برس تک پھر زندہ کر دیا

قَالَ كَمْ لَسْتُ قَالَ لَسْتُ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ

فرمایا تو یہاں کتنا ظہرا عرض کی دن بھر ظہرا ہوں گا

قَالَ يَا لَيْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ إِلَى طَعَامِكَ وَ

یہ کہہ کر فرمایا: "ہیں، مگر تیرے لیے جو کچھ ہے اور اسے کھائے اور

بسم الله الرحمن الرحيم

عالمی کونسل کے اس حکم کو لانا اور اسے گوئیے کہ کچھ کام آئے گا۔ یہ سلاطین و شہزادے

مقولہ

دینا ہے ایسے بے توجہ کر دیا گیا جسے کہ تحریر کی رات میں اللہ نے حضور کو بے توجہ فرما دیا اور نماز پھر خفا ہو گئی۔ ورنہ آپ کو عیند میں غفلت نہیں ہوتی تھی۔ اسی لئے عیند سے آپ کا وضو نہ ہوتا تھا۔ یہی کہانی پانی جلد خراب ہونے والی چیز ہے وہ تو خراب نہ ہوتی اور مرنے کا جسم جو کہ دیر میں بگڑتا ہے۔ وہ خراب ہو گیا اور مڑیاں بھی سفید پڑ گئیں۔

اس طرح کہ آپ کے دیکھتے دیکھتے گدھے کے سارے اجزاء جمع ہو گئے جسم پر کمال ہل چڑھے اور زندہ ہو کر نکلے گا پھر آپ اس گدھے پر سوار ہو کر اپنے قلم میں لکھنے لگے 'انڈاز سے اپنا مکان معلوم فرما کر دروازے پر آؤ اور کسی کما' عزیز کا پانی کرے' ایک بوڑھی اندھی باج عورت وہاں تھی آپ کا نام سن کر بہت روئی اور بولی کہ آج سو برس کے بعد کون عزیر کا نام لے رہا ہے وہ تو سو برس سے لپٹے ہیں یہ آپ کی بوڑھی تھی آپ نے فرمایا کہ میں ہی عزیر ہوں سو سال عرصہ وہ کر زندہ ہوا ہوں اس نے عرض کی کہ میری روشنی نگاہ کے لئے دعا فرمائیں آپ نے دعا فرمائی انھیں محل تکمیل میں اور آپ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اٹھ رہا ہے

آيَةُ لِلنَّاسِ وَالنَّظْرُ إِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا

اور یہ اس لئے کہ عظیم لوگوں کے واسطے نشان کرش اور ان پر لیل کو دیکھ کر حکم ابراہیم اٹھان

ثُمَّ نَكْسُوها لِحْماً قَلْبًا تَبَيَّنَ لَهُ قَالَ أَعْلَمُ أَنَّ

دیتے پھر میں گوشت پہنتے ہیں جب یہ مساطراں پہننا ہر بوڑھا ہر لڑکے کو لایا میں خوب جانتا ہوں کہ

اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝۱۰۰ وَأَدَّ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ

کہ اللہ سب کے کر سکتا ہے اور جب عرض کی ابراہیم نے کہ اے رب

أَسْرِ بِي كَيْفَ تَشِئُ الْمَوْتَى قَالَ أَوْلَمْ تَوْفِّقُنِي قَالَ

میرے بچے دکھائے تو کو بخیر موت دلانے کا فرمایا کیا تجھے یقین نہیں عرض کی

بَلَىٰ وَلَٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِي قَالَ فَخُذْ أَرْبَعَةً

یقین کیوں نہیں کرتے ہوتا ہوں کہ میرے دل کو قرار آجائے یہ فرمایا تو چار چلے بڑے

مِّنَ الطَّيْرِ فَصَرَّهُنَّ لِيَدِكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلَىٰ كُلِّ

لے کر اپنے ساتھ بلائے کہ پھر ان کا ایک ایک ٹکڑا ہر پہاڑ پر

جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِيَنَّكَ سَعْيًا

لکھ لے پھر انہیں جاتے وہ تیرے پاس چلے آئیں گے پاؤں سے دوڑتے نہ

وَأَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝۱۰۱ مَثَلُ الَّذِينَ

اور جان رکھ کہ اللہ غالب حکمت والا ہے کہ ان کی کہادت جو

يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ

اچھے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں کہ اس دان کی طرح

أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلٍ فِي كُلِّ سَبِيلَةٍ فَإِنَّ حَبَّةَ

جس نے اچھا نہیں سات ہائیں کہ ہر مال میں سو دانے

وَاللَّهُ يُضْعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝۱۰۲

اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جس کے لئے چاہے وہ اللہ وسعت والا علم والا ہے

کے حکم ہے۔ اس کے ہاتھ پاؤں درست ہو گئے اور اس نے آپ کو دیکھ کر پہچانا۔ پھر وہ عورت اس جگہ پہنچی جہاں لوگوں کا اجتماع تھا۔ اس مجمع میں آپ کا بیٹا بھی موجود تھا۔ جس کی عمر ایک سو اٹھارہ برس تھی اور پوتا بھی۔ بڑھیا نے لوگوں سے کہا کہ عزیر زندہ ہو کر آگے ہیں دیکھو میں ان کی دعا سے تندرست ہو گئی ہوں تب لوگوں نے یقین کیا اور آپ کی علامت دیکھ کر پہچان لیا۔ اسی وجہ سے آپ کو یہود خدا کا بیٹا کہتے ہیں۔ یقین اب خوب جانتا ہوں کیونکہ پہلے یقین تھا اور اب میں یقین ہو گیا، یعنی پہلے سن کر جانتا تھا اب دیکھ کر معلوم کر لیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کا ایمان کبھی بالمشاہدہ بھی ہوتا ہے لہذا وہ امتی سے زیادہ یقین والے ہوتے ہیں ہمارے حضور نے معراج میں وہ اور جنت و دوزخ سب ہی فیہی چیزوں کا مشاہدہ فرما لیا آپ کا ایمان بالمشاہدہ ہوا۔ ۱۰۰۔ لطیفہ قرآنی معہ جانا وہ کون بزرگ ہیں جو خود چالیس سال کے اور بیٹا ایک سو چالیس کا اور پوتا نوے برس کا وہ حضرت عزیر ہیں کیونکہ آپ جو سو برس تک وفات یافتہ رہے جب فوت ہوئے تو چالیس سال کے تھے جب اٹھے تو آپ کی عمر وہی تھی۔ سبحان اللہ ۱۰۱۔ ابراہیم علیہ السلام ایک دفعہ سمندر کے کنارہ سے گزرے ملاحظہ فرمایا کہ وہاں ایک نقش پڑی ہوئی ہے جب سمندر کا پانی چڑھتا ہے تو اس کا گوشت پھیلیاں کھاتی ہیں جب پانی اترتا ہے تو جنگلی جانور اور چیل کو لے کھاتے ہیں یہ ملاحظہ فرما کر آپ کو شوق ہوا کہ مردہ زندہ ہونے کا کالافہ دیکھیں تب آپ نے رب سے عرض کی ہ۔ یعنی علم یقین سے ترقی کر کے میں میں یقین حاصل کر لوں یعنی کمال سے اعلیٰ کمال کی طرف منتقل ہو جاؤں ۱۰۲۔ تاکہ ہمیں ان کی پہچان ہو جائے اور ان کے زندہ ہونے پر معلوم کر لو یہ وہی ہیں ۱۰۳۔ معلوم ہوا کہ کبھی بے جان جانوروں کو بھی پکارنا جائز ہے فیض بخونے کے لئے تو گوشت خبیوں ویوں کو پکارنا بھی جائز ہے فیض لینے کے لئے ۱۰۴۔ چنانچہ آپ نے مور مرغ کیوتر کو اپالا پھر انہیں ذبح کر کے قیمہ بنایا ان کے اجزاء ایک دوسرے سے ملائے اور چار پہاڑوں پر رکھ دیتے ان کے سر اپنے پاس رکھے پھر انہیں آواز دی ان کے اجزاء حکم الہی اڑنے اور ایک دوسرے سے ممتاز ہوئے۔ ہوا میں ان کے اجسام تیار ہوئے اور پھر اپنے سروں سے ٹک کر زندہ ہو گئے ۱۰۵۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ کے بندے جب کسی بات پر خند کریں تو رب ان کی خند پوری فرماتا ہے دوسرے یہ کہ ہمارے ایمان کے لئے ایمان و انقیاب شرط ہے مگر انبیاء کرام کا ایمان بالمشاہدہ بھی ہوتا ہے وہ خواہ نقلی صدق کرے یا وہ جب اس میں ایصال ثواب کے لئے جو خرچ کیا جاتا ہے وہ بھی داخل ہے لہذا نتیجہ چالیسوں سب ہی شامل ہیں (خواتین المرفلان) ۱۰۶۔ اگلے والا رب تعالیٰ ہے مگر ایمان دانہ کی طرف اس کی نسبت کردی گئی معلوم ہوا کہ سب کی طرف فعل کی نسبت جائز ہے۔ شان نزول۔ یہ آیت حضرت عثمان غنی کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے غزوہ تبوک کے

مائل اور چار پہاڑوں پر رکھ دیتے ان کے سر اپنے پاس رکھے پھر انہیں آواز دی ان کے اجزاء حکم الہی اڑنے اور ایک دوسرے سے ممتاز ہوئے۔ ہوا میں ان کے اجسام تیار ہوئے اور پھر اپنے سروں سے ٹک کر زندہ ہو گئے ۱۰۵۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ کے بندے جب کسی بات پر خند کریں تو رب ان کی خند پوری فرماتا ہے دوسرے یہ کہ ہمارے ایمان کے لئے ایمان و انقیاب شرط ہے مگر انبیاء کرام کا ایمان بالمشاہدہ بھی ہوتا ہے وہ خواہ نقلی صدق کرے یا وہ جب اس میں ایصال ثواب کے لئے جو خرچ کیا جاتا ہے وہ بھی داخل ہے لہذا نتیجہ چالیسوں سب ہی شامل ہیں (خواتین المرفلان) ۱۰۶۔ اگلے والا رب تعالیٰ ہے مگر ایمان دانہ کی طرف اس کی نسبت کردی گئی معلوم ہوا کہ سب کی طرف فعل کی نسبت جائز ہے۔ شان نزول۔ یہ آیت حضرت عثمان غنی کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے غزوہ تبوک کے

(بقیہ صفحہ ۶۸) موقع پر ایک ہزار لوٹ مع سالانہ چندہ میں دیتے ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ نیک اعمال کیساتھ ہیں مگر ثواب میں فرق یا اس لئے کہ اخلاص اور سنیت میں فرق ہوتا ہے یا اس لئے کہ مقبول بارگاہ کا قہر اور عمل زیادہ ثواب کا باعث ہے حضور فرماتے ہیں کہ میرا صحابی ایک صالح جو خیرات کرے اور تم ہمارا بھروسہ تو اس کے جو تمہارے سونے سے زیادہ ثواب کا باعث ہیں۔

۱۳۔ یعنی جو لوگ اپنے ہر مال میں سے ہر وقت ہر کار خیر میں ہر قسم کا خرچ کرتے رہتے ہیں جیسا کہ یسقطون اور انما لہم سے عموم وقت و عموم حال معلوم ہوا۔ ۱۴۔

احسان رکھنا یہ ہے کہ وہ سبوں کے سامنے دعا کا ذکر کریں۔

اور فقیر کو رسوا کریں۔ اور آپ تکلیف دینا یہ ہے کہ اسے

طغذ دیں۔ ان سے صدقات کا ثواب جاتا رہتا ہے۔ بلکہ

مسلمان کو ایذا دینے کا عذاب لازم ہو جاتا ہے ۱۵۔ یا اس

سے روز قیامت کا رنج و غم مراد ہے کہ مومنین اس سے

آزاد ہوں گے۔ رب فرماتا ہے لا یجزئہم الفزع الاکبر یا

دنیا میں وہ رنج و غم مراد ہیں جو رب سے حجاب بن جائیں

ورنہ خدا کا خوف مین ایمان ہے نیز سانپ پھو و دشمن سے

اندیشہ اس کے خلاف نہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر

عصا کے سانپ بن جانے پر خوف ہوا اور فرعون کے

مخلوق جناب باری میں عرض کیا۔ فَلَاذْبْكَاتَا نَخَافُکَ

يَهْوَكَ مَنَافَاؤُا اَنْ يُّفْطِلَ اس سے معلوم ہوا کہ صالح مومن

ولی اللہ ہوتا ہے۔ کیونکہ یہی صفات اولیاء کے قرآن نے

بیان فرمائے ہیں ۱۶۔ یعنی فقیر کو نرمی سے منع کر دینا اور

اگر وہ اس منع کرنے پر غایا الفاظ کے تو اس کو درگزر کر

دینا اس دینے سے بہتر ہے جس کے بعد فقیر کو ستایا جاوے

یا بدنام کیا جاوے۔ کیونکہ مال دینے میں فقیر کے قالب کو

راحت دینا ہے اور قول معروف سے اس کے دل کی

پرورش ہے ۱۷۔ یعنی رب تعالیٰ غنی ہو کر بھی حلیم ہے کہ

بندوں کے گناہوں سے درگزر فرماتا ہے۔ تو تم بھی فقرانہ

اور اپنے ماتحتوں کی خطاؤں سے درگزر کیا کرو۔ علم سنت

اہلہ ہے۔ سبحان اللہ کیسے پاکیزہ اخلاق کی کیسی نفس تعلیم

ہے ۱۸۔ اس سے اشارہ معلوم ہو رہا ہے کہ اگر صدق ظاہر

کرنے سے فقیر کی بدنامی ہو تو صدقہ اسے چھپا کر دو کہ کسی

کو خبر نہ ہو۔ ایسی صورت میں صدقہ کو ظاہر کرنا اذی میں

داخل ہے ۱۹۔ بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ اگر کسی کو علم

دین سکایا تو اس کے جزا کی بھی بندے سے امید نہ رکھے

نہ اسے طغی دے کیونکہ یہ بھی علمی صدقہ ہے ۲۰۔ یہ

مناقضوں کے صدقات کا حال ہے کہ وہ رب کے لئے نہیں

بلکہ دکھاوے کے لئے خیرات کرتے ہیں پھر طغی وغیرہ

دے کر سب شائع کر لیتے ہیں خیال رہے کہ علانیہ صدقہ

دینا اگر ریا کے لئے ہے تو برا ہے اگر لوگوں کو ترغیب دینے

الَّذِينَ يُنْفِقُونَ اَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ثُمَّ

وہ جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں نہ پھر

لَا يَتَّبِعُونَ مَا اَنْفَقُوا مَنًّا وَلَا اَذًى لَهُمْ

دینے نہ پیچ نہ احسان رکھیں نہ تکلیف دیں نہ ان کا

اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا

نیک ان کے رب کے پاس ہے اور انہیں نہ بھگ اندیشہ ہو اور

لَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ قَوْلٌ مَّعْرُوفٌ وَمَغْفِرَةٌ

نہ بھگ غم نہ اچھی بات کہنا اور درگزر کرنا نہ

خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَتَّبِعُهَا اَذًى ۝ وَاللّٰهُ غَفِيْرٌ

اس خیرات سے بہتر ہے جس کے بعد ستانا ہو اور اللہ بڑے بردبار

حَلِيْمٌ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لَا تَبْطُلُوا صَدَقَاتِكُمْ

علم حال ہے اے ایمان والو! اپنے صدقے باطل نہ کرو اور احسان نہ کرو

بِالْمَنِّ وَالْاَذَىٰ كَالَّذِي يُنْفِقُ مَالَهُ رِئَاءَ

اور ایذا سے نہ اس کی طرح جو اپنا مال لوگوں کے دکھانے کے لئے

النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَمَثَلُهُ

فروغ کرنے کی اور اللہ اور قیامت پر ایمان نہ لائے تو اس کی کجماوت

كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهُ وَاِبِلٌ

ایسی ہے جیسے ایک چٹان کہ اس پر مٹی ہے اب اس پر زبرد کا پانی پڑا

فَتَرَكَهُ صَلْدًا لَا يَقْدَرُوْنَ عَلٰی شَيْءٍ ۝ وَمِمَّا

جس نے اسے زبرد پھیر کر چھوڑا ۱۸۔ اپنی کمائی سے کسی چیز پر قابو نہ

كَسَبُوا ۝ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِيْنَ ۝

پائیں گے ۱۹۔ اور اللہ کافروں کو راہ نہیں دیتا ۲۰۔

کے لئے ہے تو اچھا ہے رب فرماتا ہے ان تہود الصدقہ فقہا میں ۱۹۔ منافق کامل گویا چمکی چٹان ہے اس کی عبادات خصوصاً صدقات و ریا کی خیراتیں گویا وہ گرد و غبار ہیں جو چٹان پر پڑ گئیں۔ جن میں غم کی کاشت نہیں ہو سکتی رب تعالیٰ ان سب کو رد فرما دیتا گویا وہ پانی ہے جو سب مٹی بنا کر لے گیا۔ چتر کو وسای کر گیا لہذا یہ مثل بہت موزوں ہے۔ ۲۰۔ معلوم ہوا کہ ظاہر عبادات کی پیشداری اخلاص اور سنیت کی درستی سے ہے۔ جس قدر اخلاص زیادہ اس قدر عمل کا پھل اور اس کی مقبوضی زیادہ۔ ۲۱۔ یعنی کافر کو نیک اعمال کی راہ نہیں ملتی کیونکہ یہ نیکی ایمان سے قبول ہوتی ہے اگر اسے نیکی کی راہ ملتی تو کفر سے توبہ کر کے نیکی کرتا یا یہ معنی ہیں کہ جو علم الہی میں کافر رہیں گے انہیں ایمان کی توفیق نہیں ملے گی ورنہ لاکھوں کافر ایمان لے آئے اور ان کا ایمان قبول ہوا۔

۱۔ اموال جمع فرمانے میں اس طرف اشارہ ہے کہ مومن اپنے ہر مال میں سے ہر کار خیر میں خرچ کرے۔ صرف زکوٰۃ ہی قاعدہ نہ کرے۔ کبریا کھانا پینے بلکہ زمین جائیداد میں سے اللہ کی راہ میں دے اس اتفاق میں حاصل سیلار شریف اور فاضل بزرگان بھی داخل ہے۔ کہ یہ بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ہے۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ صدقہ اور اعمال کا ثواب نیت اور انخاص کے مطابق ملتا ہے اسی لئے ہمارا پہلا مرحلہ سوائے خیرات کرنا صاحب کے سوا میری جو کی خیرات کے برابر نہیں ہو سکتا کیونکہ ہم کو ان کا سوا انخاص نصیب نہیں اسی طرح کسی قبول رہائی فقیر کو صدقہ دینا قاسم فقیر کو صدقہ دینے سے افضل ہے۔ جیسی زمین دیہاتی کی پیداوار صدقہ رحم ہے اور فقیر

زمین ۳۔ یعنی جیسے بلند اور اچھی زمین میں کھیتی ضرور ہوتی ہے خورہ بارش کم ہو یا زیادہ ایسے ہی مومن کے صدقہ کا ثواب ضرور ملتا ہے خورہ صدقہ معمولی ہو یا زیادہ۔ وہاں کی کیفیت دیکھی جاتی ہے نہ کہ فائدہ مال کی مقدار ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ جیسے طاقتور زمین میں غم اچھا آتا ہے ایسے ہی بعض زمینوں میں نیکیاں پہنچتی پھرتی ہیں۔ جیسے کہ مسجد نبوی میں ایک نیکی بجاس ہزار نیکیوں کے برابر ہے ۵۔ یہ داخل صدقہ کی نہیں ملتا ہے۔ جیسے اگر کسی کا بلبل یا مرغ اس کے پدھاپے میں اڑ جائے تو اسے سخت تکلیف ہوتی ہے ایسے ہی داخل اور دیا کر کے صدقہ قیامت میں اس کے کام نہ آویں گے جب اسے سخت ضرورت ہوگی ۶۔ یعنی اسے مال کی ضرورت زیادہ اور کمائے کی طاقت نہ رہے ایسے ہی قیامت میں نیک اعمال کے ثواب کی ضرورت ہوگی اور اب نیکیاں کرنے کی طاقت نہ ہوگی۔ خیال رہے کہ مومن قبر میں بھی نماز اور تلاوت قرآن کرتا ہے مگر ان پر ثواب نہیں ملتا۔ ثواب زندگی کے اعمال کا ہے۔ اسی لئے زندہ لوگ مردوں کو ثواب بھیجتے ہیں کہ اب مردے ثواب کے کام خود نہیں کر سکتے ۷۔ اس مثال سے یہ سمجھایا گیا کہ اولاد تو نیکی را کے لئے نہ کرو۔ پھر نیکی کے بعد اب کوئی کتاہ ایسا نہ کرو جس سے نیکی برباد ہو جائے۔ ورنہ قیامت میں ایسے بھیجتاؤ گے۔ جیسے یہ ہانغ والا ایسے نازک وقت میں ہانغ جل جانے سے بچتا ہے خیال رہے کہ جیسے بعض نیکیوں سے کتاہ سبب ہو جاتے ہیں۔ ایسے ہی بعض کمناہوں سے نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں رب فرماتا ہے ان تحبطوا اعمالکم ولا تغفروا ۸۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کسب کرنا تجارت لوکری اور تمام حلال پیشے کرنا چاہئیں۔ بے کار رہنا برائے دوسرے یہ کہ اپنی کمائی سے خیرات کرنا بہتر ہے۔ تیسرے یہ کہ جو اپنا پسندیدہ مال وہ اس میں سے خیرات کرے چوتھے یہ کہ مال حلال سے خیرات دے۔ پانچویں یہ کہ سارا مال خیرات نہ کرے بلکہ کچھ اپنے خرچ کے لئے بھی رکھے۔ جیسا کہ مساعیہ سے معلوم ہوا۔ چھٹے یہ کہ صرف زکوٰۃ پر ہی قاعدہ نہ کرے بلکہ اور صدقہ نفل بھی دیتا رہے۔ جیسا کہ الفقہاء کے ظلال سے معلوم ہوا۔

وَمَثَلُ الَّذِينَ يُبْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ

اور ان کی کمناہت جو اپنے مال اللہ کی رضا ماننے میں خرچ کرتے ہیں

اللَّهُ وَتَشْبِيهُتًا مِّنْ أَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ

اور اپنے دل جاننے کو اس باغ کی سی ہے نہ جو سمیرا پر ہو

أَصَابَهَا وَاِبِلٌ فَاتَتْ أَكْهَامُ ضَعْفَيْنِ فَإِن

اس پر زور کا پانی پڑا تو دوڑنے سے لگا ہوا پھر اگر

لَمْ يُصِيبْهَا وَاِبِلٌ فَطُلَّ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ

زور کا نہ اسے نہ پہنچے تو اس کا پانی ہے نہ اور اگر نہ اسے کا کچھ

بَصِيرَةٍ أَوْ يَوْمَ أَحَدُكُمْ أَن تَكُونَ لَهُ جَنَّةٌ

دیا ہے نہ کیا تم میں کوئی اسے پسند رکھے گا کہ اس کے پاس ایک باغ ہو

مِنْ نَّخِيلٍ وَأَعْنَابٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا

سمیروں اور انگوروں کا شہ جس کے نیچے نہریاں بہیں

الْأَنْهَارُ لَهُ فِيهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَأَصَابَهُ

اس کے لئے اس میں ہر قسم کے پھول سے ہے اور اسے بڑھا کر آنا

الْكِبَرُ وَلَهُ ذُرِّيَّتُهُ ضِعْفَيْنِ فَاصْبَابُهَا إِعْصَارٌ

اور اس کے پتوں پر پانی نہ تو آنا اس پر ایک بجلا

فِيهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ

جس میں آگ تھی تو جل گیا ایسا ہی بیان کرنا ہے اللہ تم سے

الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

ایہی آیتیں کہ کہیں تم دھیان نہ کرو اے ایمان والو

أَمِنُوا أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا

اپنی پاک کمائیوں میں سے کچھ دینا اور اس

ہوا۔ چھٹے یہ کہ صرف زکوٰۃ پر ہی قاعدہ نہ کرے بلکہ اور صدقہ نفل بھی دیتا رہے۔ جیسا کہ الفقہاء کے ظلال سے معلوم ہوا۔

اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ وَلَا تَيْمَنُوا الْحَيْثُ
 تمہارے جو زمین کے لئے ہم نے نکالا ہے اور زمین کا جس کا ارادہ ہو
 مِنْهُ تَتَفَقَّهُونَ وَلَسْتُمْ بِأَخْذِيهِ إِلَّا أَنْ
 کرو کہ دو آراہیں سے اور نہیں ہے تو نہ لو گمے جب تک اس
 تَقْبِضُوا فِيهِ وَعَلِمُوا أَنَّ اللَّهَ عَنِّي حَمِيدٌ
 میں بخیر پڑھی نہ کرو گے اور جان رکھو کہ اللہ ہے پندارہ ہوا گیا ہے
 الشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاءِ
 شیطان تمہیں اندیشہ دلاتا ہے مٹائی کا اور حکم دیتا ہے بے جا مال کا کہ
 وَاللَّهُ يُعِدُّكُم مَغْفِرَةً مِنْهُ وَفَضْلًا وَاللَّهُ
 اور اللہ تم سے دعوہ فرماتا ہے بخشش اور فضل کا اور اللہ
 وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝ يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَشَاءُ وَ
 وسعت والا مہربان ہے کہ اللہ حکمت دیتا ہے جسے چاہے وہ
 مَنْ يُؤْتِ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا
 جسے حکمت ملی اسے بہت بھلائی ملی ہے
 وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ ۝ وَمَا أَنْفَقْتُمْ
 اور نصیحت نہیں دانتے مگر عقل والے اور تم جو خرچ کرو
 مِنْ نَفَقَةٍ أَوْ نَذْرٍ تُمْ مِنْ نَذْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ
 اسے بہت مانو کہ اللہ تمہاری بات کو
 يَعْلَمُهَا وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ ۝ إِنْ
 خبر ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہے اگر
 تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَإِنْ تُخْفُوهَا
 خیرات ملانے دو تو وہ کیا ہی اچھی بات ہے یہ اور اگر چھپا کر

ازی۔ یعنی جب تم رب سے جڑا اچھی چاہتے ہو تو اس کی راہ میں مال بھی اعلیٰ درجے کا اپنا پندیدہ خرچ کرو ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ نیک کام میں خرچ کرنے میں فقیری کا خوف اور برے کاموں میں دیرلی سے خرچ کرنا شیطانی دوسرہ ہے۔ رب محفوظ رکھے جو لوگ شادی بیاہ میں برے مراسم میں پیسہ خرچ کرنے کا مشورہ دیں۔ اور صدقات سے روکیں وہ شیطان ہیں۔ ان کے مشورہ سے کوسوں دور ہٹا کرنا چاہیے۔ جب اس سے معلوم ہوا کہ بفضل تعالیٰ خیرات سے بھی مال میں نقصان ملکہ بڑھتا ہے۔ آفات بھی دور ہوتے ہیں۔ رَوَایَةُ عَیْنِی میں اسی طرف اشارہ ہے ۵۔ حکمت سے مراد علم دینی ہے۔ یعنی کتاب و سنت کا علم۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مال کے صدقہ سے علم کا صدقہ افضل ہے کہ یہ صدقہ جاریہ ہے۔ دوسرے یہ کہ علم دین فضا کتابیں پڑھنے سے نہیں آتا بلکہ رب کے فضل سے آتا ہے محض قرآن و حدیث پڑھنے سے ہدایت نہیں ملتی جب تک کہ رب کی مہربانی نہ ہو۔ جیسے ریڈیو کی جینی سے وہاں کی آواز آتی ہے جہاں کی سونے لگا دی جائے۔ ایسے ہی قرآن و حدیث کا پڑھنا ہے والا اگر بے دین ہے تو قرآن سے کفر سکھائے گا ۶۔ معلوم ہوا کہ علم دین تمام نعمتوں سے اعلیٰ ہے مال عبادت سلطنت سے اعلیٰ علم ہے چونکہ حضور سب سے بڑے نبی لہذا حضور سب نبیوں سے بڑے عالم ہیں آدم علیہ السلام کو رب نے تمام چیزوں کا علم دیا تو یقیناً ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے بھی زیادہ علم عطا فرمایا۔ سرکار خود فرماتے ہیں۔ فَتَعَلَّمُوا بِمَا تَعَلَّمْتُ وَتَعَزَّوْا عِلْمَ كَا صَدَقَتْ سَب سے بہتر ہے ۷۔ شرعی نذر صرف اللہ ہی کے لئے ہو سکتی ہے کیونکہ اس کے متنی میں غیر لازم عبادت کو لازم کر لیتا۔ ہاں اس نذر کا مصرف اولیاء اللہ کے غریب بخادر بھی ہو سکتے ہیں۔ لغوی نذر۔ بعض نذرانہ مخلوق کے لئے بھی ہو سکتی ہے۔ جیسے ایک لوہڑی نے نرمائی تھی کہ اللہ تعالیٰ حضور کو جنگ احد سے سلامت لائے تو میں دف بجائوں ۸۔ معلوم ہو کہ مسلمانوں کے دنیاوی آخرت میں رب نے کے لئے عذاب ہے۔ ۹۔ خیال رہے کہ فرض صدقہ ظاہر کرنا بیت سے ظاہر کر کے دینا کہ اور بھی دین جائز بلکہ بہتر ہے ۱۰۔

اب صدقات سے گناہ معفو ہو جاتے ہیں، آفات دور ہوتی ہیں اسی لئے یہاں کچھ گناہ فرمایا۔ ۲۔ یعنی آپ ان کی ہدایت کے ذمہ دار نہیں اور نہ آپ سے یہ سوال ہو گا کہ یہ لوگ ایمان کیوں نہ لائے اس سے معلوم ہوا کہ ہم سب حضور کے محتاج ہیں۔ حضور ہم سے ملنی ہمارے ایمان لانے سے حضور کی شان بڑھتی نہیں۔ کافر رہنے سے آپ کی شان میں فرق نہیں آتا جیسے سورج کہ اسے کوئی نور مانے یا نہ مانے وہ روشن ہے۔ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہدایت اللہ کی مشیت سے ملتی ہے صرف محبت سے نہیں ملتی کیونکہ اللہ کو ہر بندے سے رعبیت کی محبت ہے ورنہ اس کے لئے روزی نہ آتا۔ ان میں غیما نہ بھیجتا مگر اس محبت سے سب کو ایمان و ہدایت نہ ملی، معلوم ہوا کہ محبت اور ہے اور مشیت کچھ اور ۴۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بیش اللہ کی راہ میں حلال اور اعلیٰ چیز سے جیسا کہ من خیر سے معلوم ہوا۔ دوسرے یہ کہ فقیر پر احسان نہ دھرے کیونکہ خیر رات اپنے لئے دی ہے۔ ۵۔ خیال رہے کہ بزرگوں کے نام پر جو خیرات کی جاتی ہے وہ خیرات تو اللہ کی رضا کے لئے ہوتی ہے تو اب اس بزرگ کو جیسے حضرت سعد نے کوال کھدا کر فرمایا تھا کہ یہ ام سعد کے لئے ہے لہذا انبیاء پر شرف وغیرہ اس آیت کے خلاف نہیں۔ ۶۔ یعنی ہمارے ایک اعمال کی جزا میں کی نہیں کی جاوے گی پوری جزا ضرور ملے گی لہذا اس آیت میں زیادتی کی فتنہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ بندوں کو ان کی نیکیوں سے کہیں زیادہ جزا دے گا فرماتا ہے مَثَلُ الَّذِي يَتَّقِ اللَّهَ يَتَّقِ اللَّهُ الْفَقْرَ وَالْغِنَىٰ فِي مَا تَتَّقُوا مِنْ خَيْرٍ فَمَا تُنْفِقُوا وَمَا تَتَّقُونَ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللَّهِ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ يُوَفِّ إِلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تُظْلَمُونَ ۱۰ لِّلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ أَحْصَرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ ضَرْبًا فِي الْأَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيمَاهُمْ لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ ۱۱

ایمان و ہدایت نہ ملی، معلوم ہوا کہ محبت اور ہے اور مشیت کچھ اور ۴۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بیش اللہ کی راہ میں حلال اور اعلیٰ چیز سے جیسا کہ من خیر سے معلوم ہوا۔ دوسرے یہ کہ فقیر پر احسان نہ دھرے کیونکہ خیر رات اپنے لئے دی ہے۔ ۵۔ خیال رہے کہ بزرگوں کے نام پر جو خیرات کی جاتی ہے وہ خیرات تو اللہ کی رضا کے لئے ہوتی ہے تو اب اس بزرگ کو جیسے حضرت سعد نے کوال کھدا کر فرمایا تھا کہ یہ ام سعد کے لئے ہے لہذا انبیاء پر شرف وغیرہ اس آیت کے خلاف نہیں۔ ۶۔ یعنی ہمارے ایک اعمال کی جزا میں کی نہیں کی جاوے گی پوری جزا ضرور ملے گی لہذا اس آیت میں زیادتی کی فتنہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ بندوں کو ان کی نیکیوں سے کہیں زیادہ جزا دے گا فرماتا ہے مَثَلُ الَّذِي يَتَّقِ اللَّهَ يَتَّقِ اللَّهُ الْفَقْرَ وَالْغِنَىٰ فِي مَا تَتَّقُوا مِنْ خَيْرٍ فَمَا تُنْفِقُوا وَمَا تَتَّقُونَ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللَّهِ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ يُوَفِّ إِلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تُظْلَمُونَ ۱۰ لِّلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ أَحْصَرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ ضَرْبًا فِي الْأَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيمَاهُمْ لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ ۱۱

اس سے معلوم ہوا کہ یہاں سوال ہی کی فتنہ ہے نہ کہ گمراہی کی۔ جیسا کہ اوپر دلی آیت سے ظاہر ہوا۔

وَتُؤْتُوهُمُ الْفَقْرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ

فقیروں کو دو روپے ہمارے لئے سب سے بہتر ہے اور اس میں ہمارے کچھ

مِنْ سَيِّئَاتِكُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۱۰

گناہ تمہیں سے نہ اور اللہ کو ہمارے کاموں کی خبر ہے

لَيْسَ عَلَيْكَ هُدَاهُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ فَلَا يُنْفِكُمْ وَمَا

انہیں راہ دینا تمہارے ذمہ لازم نہیں بلکہ ہاں اللہ راہ دیتا ہے

تَتَّقُونَ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللَّهِ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ

اور تمہیں قرآن کریم مناسب نہیں مگر اللہ کی مرضی چاہئے کہ لے لے اور جو مال دو

خَيْرٍ يُؤَفِّ إِلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تُظْلَمُونَ ۱۰ لِّلْفُقَرَاءِ

بہترین ہولہ لے گا اور نقصان نہ پہنچے جاؤ گے نہ ان فقیروں

الَّذِينَ أَحْصَرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ

کے لئے نہ جو راہ خدا میں روکے گئے نہ زمین میں ہیں

ضَرْبًا فِي الْأَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِيَاءَ

نہیں سمجھتے بلکہ نادان انہیں تو غمگین سمجھے

مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيمَاهُمْ لَا يَسْأَلُونَ

پچھنے کے سبب تو انہیں ان کی صورت سے پہچان لے گا نہ لوگوں سے سوال

النَّاسَ إِلْحَافًا وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ

انہیں کوئے کہ جو مال انہیں سے لے اور تم جو خیرات کرو اللہ اسے

بِهِ عَلِيمٌ ۱۱

جاننا ہے وہ جو اپنے مال خیرات کرتے ہیں۔ رات میں

بِهِ عَلِيمٌ ۱۱

جاننا ہے وہ جو اپنے مال خیرات کرتے ہیں۔ رات میں

۱۔ ا۔ شان نزول۔ یہ آیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی اس سے معلوم ہوا کہ صدق چھپا کر بھی کرے اور علانیہ بھی بلکہ صدق فرض علانیہ کرے اور صدق نقل چھپا کر جیسے حق گناہ اور جہنم میں کی نماز علانیہ پڑھے۔ تجھ خلیفہ ادا کرے خیال رہے کہ صدیق اکبر نے چالیس ہزار اشرفیاں چار طرح خیرات کیں۔ دس ہزار دن میں اور اتنی ہی رات میں اتنی ہی چھپا کر اتنی ہی علانیہ ۲۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت صدیق اکبر پوتہ اجر کے مستحق ہیں۔ ان کے اعمال پوتے مقبول ہیں وہ اللہ کے ولی ہیں۔ دنیا و آخرت کے رنج و غم سے آزاد ہیں ان کا لقب حقیق ہے ۳۔ سود خوار ظاہر میں انسان حقیقت میں شیطان ہے کہ اسے غریب پر

رحم نہیں آتا، اسے برباد کر کے اپنے کو بناتا ہے لہذا اسی شکل میں قیامت میں ہو گا ۴۔ یعنی سود خوار قیامت میں ایسے محبوس الحواس ہوں گے اور ایسے کرتے پڑتے کھڑے ہوں گے، جیسے دنیا میں وہ شخص جس پر بھوت سوار ہو کیونکہ سود خوار دنیا میں لوگوں کے لئے بھوت بنا ہوا تھا۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ آسیب حق ہے اور وہ انسان کو دیوانہ بنا دیتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ خدائی کاموں کو بددلوں کی طرف نسبت کر سکتے ہیں کیونکہ دیوانہ کرنا، بیمار کرنا رب کا کام ہے۔

جن کی طرف نسبت کیا گیا ۶۔ یہ لوگ سود کو اس قدر حلال و طیب جانتے تھے۔ کہ تجارت کو سود سے تشبیہ دیتے تھے ۷۔ قرض پر جو فتنہ لیا جائے وہ سود ہے، ایسے ہی محمد جنس کو زیادتی سے فروخت کیا جائے وہ سود ہے۔ جیسے سیرگندم سوا سیر کے عوض پچھتا۔ سود کی بہت سی صورتیں ہیں جو فقہ میں مذکور ہیں۔ ہماری تفسیر لکھی میں اس کا مطالعہ کرو ۸۔ اس میں اشارہ فرمایا گیا کہ جو شخص حرمت سود کے بعد بھی سود لیتا رہا وہ گزشتہ لئے ہوئے سود کا بھی مجرم ہو گا۔ حلت سود کے زمانے کا سود اس کے لئے قابل معافی ہو گا جو اب سود سے باز آ جاوے ۹۔ جب چاہے جو چاہے جس پر چاہے حرام فرماوے اس پر اعتراض نہیں ہاں اس کے احکام کی حکمتیں سوچنا منع نہیں غلط ثواب ہے ۱۰۔ اگر سود کو حلال کر لیا تو کافر ہوا۔ وہ دوزخ میں بیٹھ رہے گا اور اگر حرام جان کر لیا تو فاسق ہوا۔ بہت عرصہ دوزخ میں رہے گا ۱۱۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مومن کے لئے سود میں برکت نہیں ہے۔ کافر کی غذا ہو سکتی ہے مومن کی نہیں گندگی کا کڑا گندگی کھا کر جیتا ہے بلبل پھول کو۔ لہذا اپنے آپ کو کفار پر قیاس نہ کرو کافر سود لے کر ترقی کرے گا مومن زکوٰۃ دیکر دوسرے یہ کہ سود کے پیسے سے زکوٰۃ خیرات قبول نہیں ہوتے۔ سود مٹانے کی یہ بھی ایک صورت ہے ۱۲۔ دنیا میں بھی آخرت میں بھی۔ دنیا میں برکت دے کر آخرت میں ایک کا سات سو یا اس سے بھی زیادہ عطا فرما کر ۱۳۔ معلوم ہوا کہ حرام کا مرتکب ناشکر ابھی ہے۔ شکر بھی اطاعت شکر ہے اور مطیع شکر گزار ہے۔

ثالث الرسل ۴۳ البقرة ۲

وَالنَّهَارِ سِرًّا وَعَلَانِيَةً فَاهْمُ اجْرَهُمْ عِنْدَ

اور دن میں کھچے اور ظاہر ان کے لئے ان کا جنگ ہے ان کے

سَرِيمٌ وَلَاخَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۱۰

رب کے پاس ان کو نہ ہلکا اندیشہ ہو نہ ہلکا غم نہ

الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقْوَمُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ

وہ جو سود کھاتے ہیں نہ قیامت کے دن نہ کھڑے ہوں گے مگر جیسے کھڑا

الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ذَٰلِكَ

جو تار ہے وہ بے آسیب ہے جسے کھڑکھڑاتا دیا جو تار ہے اس لئے

بِأَنَّهُمْ قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا وَأَحَلَّ

کر انہوں نے کہا بیع بھی تو سود ہی کے مانند ہے نہ اور اللہ نے

اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا فَمَنْ جَاءَهُ مَوْعِظَةٌ

حلال کیا بیع کو اور حرام کیا سود کو جو ہے اس کے رب کے پاس سے نصیحت

مِّن رَّبِّهِ فَانْتَهَىٰ فَلَهُ مَا سَلَفَ وَأَمْرُهُ إِلَىٰ

آئی اور وہ باز رہا تو اسے حال ہے جو پہلے لے چکا تھا اور اس کا کما خدا کے

اللَّهُ وَمَنْ عَادَ فَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ

پھر وہ گناہ اور جو اب ایسی حرکت کرے گا تو وہ دوزخی ہے وہ اس

فِيهَا خَالِدُونَ ۱۱ يَمْحَقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُزِيلُنِي

میں بددلوں میں سے نہ اللہ ہلاک کرتا ہے سود کو لے اور بڑھاتا ہے

الصَّدَاقَتِ ۱۲ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيمٍ ۱۳

خیرات کو لے اور اللہ کو پسند نہیں آتا کوئی ناشکر بڑا گنہگار

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَأَقَامُوا

جسے نیک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور

۱۔ معلوم ہوا کہ نماز پڑھنا کمال نہیں نماز قائم کرنا کمال ہے نماز پیش پڑھنا درست پڑھنا دل لگا کر پڑھنا نماز قائم کرنا ہے۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن پر بیزار گاری ولی اللہ ہے کیونکہ اولیاء اللہ کے لئے بھی فرمایا گیا اَلَّذِي يَتَذَكَّرُ اللّٰهَ لَعَلَّهٗ خَفِيَ عَلَيْهِمْ وَلاَ هُمْ يَخْزَوْنَ اور یہاں اس مومن کے لئے بھی یہی فرمایا گیا۔ ولایت عمل سے بھی حاصل ہوتی ہے۔ ۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ہر مومن کو تقویٰ پر بیزار گاری ضروری ہے دوسرے یہ کہ تقویٰ ایمان کے بعد ہے ایمان تقویٰ کے لئے ایسی شرط ہے جسے وضو نماز کے لئے ۳۔ یعنی اگر سو حرام ہونے سے پہلے مقروض ہو گیا تو پھر اس سے پہلے لے لیا تھا وہ واپس نہ کیا ہو مگر تو جو سو اس سے پہلے لے لیا تھا وہ واپس نہ کیا جاوے گا اور اب بچا سو نہ لیا جائے گا۔ یہی حکم اس کافر کا بھی ہو گا جس کا لوگوں پر سودی قرض تھا اور اب وہ مسلمان ہو گیا۔ اس ہی طرح جو کافر مسلمان ہو اور اس کے نکاح میں چھ سات بیویاں ہوں تو اب اس کا کفار سے زیادہ کو علیحدہ کرنے پر اسے گا اس آیت سے اس کے جسم کے ہمت سے مسائل مستنبط ہوں گے۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ سودی کاروبار کفار کی علامت ہے مومن کی شان نہیں۔ کفار کی علامت اختیار کرنا حرام ہے اور کفر کی علامت اختیار کرنا کفر ہے جیسے زنا یا عداوت سر پر چھل رکھنا صلیب کو سجدہ کرنا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دھوکا دہنی بیعت وغیرہ مسلمان کو جائز نہیں۔ کہنی زنا نہ ہے کفار یا فساق کی علامت ہیں ۶۔ خیال رہے کہ دو گناہوں پر اعلان جنگ دیا گیا ہے ایک سود لینے پر دوسرے ولی اللہ سے عداوت رکھنے پر جیسا کہ حدیث میں ہے۔ معلوم ہوا کہ سود لینا سود دینے سے زیادہ سخت جرم ہے کہ سود دینے والے کو اعلان جنگ نہیں وہ جو حدیث میں ہے کہ دونوں برابر ہیں وہاں اصل گناہ میں برابری مراد ہے نہ کہ مقدار گناہ میں یہ بھی خیال رہے کہ کافر مومن سے سود نہیں لے سکتا اور اگر کافر کافر سے سود لے تو حاکم اسے نہ روکے کہ کفار کو دینی آزادی ہے۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ سود حرام ہونے سے پہلے جو سود لیا یا وہ جلال تھا وہ رقم اصل قرض سے نہ کٹے گی بلکہ اب پورا قرض لینا جائز ہو گا ۸۔ مسئلہ قرض میں مدت معتبر نہیں جب چاہے قرض خواہ مطالبہ کر لے۔ دین میں مدت کا اختیار ہے کہ پہلے تقاضا نہیں کر سکتا دست گردان قرض ہے اور تجارتی قرض دین کھاتے ہیں۔ یہ آیت قرض و دین دونوں کو شامل ہے کہ ٹھگ دست دین یا مقروض کو مصلحت دینا درست و ناجائز ہے۔ معلوم ہوا کہ مقروض کو معافی دینا صدقہ ہے مگر اس سے زکوٰۃ ادا نہ ہوئی اس کے لئے یہ صورت کرے کہ ٹھگ دست مقروض کو زکوٰۃ دے۔ قبضہ کے بعد اس سے اپنا قرض وصول کرے ۹۔ یعنی تم اپنے

الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ

وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ يٰۤاَيُّهَا

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ

الرِّبٰوِ اِنَّ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا

فَاذْنٰوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِٗ ۚ وَاِنْ تَبْتَغُوْا

فَلَكُمْ مَّرۡءُوْسٌۢ بِاَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا

تُظْلَمُوْنَ ۝ وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى

مِيسِرَةٍ ۚ وَاِنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ

تَعْلَمُوْنَ ۝ وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلٰى

اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفَّى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ

لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا تَدٰىنٰتُمْ

مجبور مقروض کو معافی دینا کہ روز قیامت اللہ تمہیں بھی معافی دے تم بھی اس کے مقروض ہو رہے ہو کہ تم نے کئے جائز اس سے بہت مسائل نکل سکتے ہیں ۱۰۔ یعنی نہ ان کی نیکیاں گناہی جاپیں اور نہ گناہ زیادہ کئے جاپیں۔ سیدنا محمد اللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ سب سے آخری آیت کریمہ اتزی جس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم اکھیں دن یا لو دن یا سات دن دنیا میں تشریف فرما رہے۔

فقہ سلیمان علیہ السلام پر ایمان لا کر آپ کی ماتحت رہی۔ معلوم ہوا کہ حقوق کی کوئی رعایت فرض ہے اس کو چھپانا حرام ہے۔ خیال رہے کہ گواہ کا خروج بدی کے ذمہ ہے یہ قربان ہے وہ نہ بدعت نہ ضابطہ نہ ضابطہ اس طرح بدی ادا کرے گواہ کوئی پر اجرت نہیں لے سکتا کہ یہ فرض ہے ۱۳۔ یہ امر بھی استنباطی ہے اس لئے یہ حکم دیا گیا کہ جھگڑے نہ واقع ہوں اور اگر وجوب کے لئے ہے تو منسوخ ہے۔

سے انکار نہ کریں کہ اور کسے بخاری نہ جانو کہ میں چھوٹا بھائی ہوں

اس سے لازم یہ نہیں آتا کہ احوار کے کارکنان نہ کھانا گناہ ہے کیونکہ مفہوم مختلف ہے مسئلہ شرعی ثابت نہیں ہوا کرتا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہاں جناح سے مراد سرج اور مضائقہ ہو۔ یعنی نقدی لین دین میں چونکہ جھگڑے کا احتمال نہیں اس لئے نہ کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اس آیت کے دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ کھانے والے اور گواہ کو نقصان نہ دیا جاوے اس طرح کہ کھانے والے کی اجرت یا گواہ کا آمد و رفت کا کرایہ وغیرہ نہ دیا جاوے۔ ان کا وقت برپا کیا جاوے خیال رہے کہ کاتب ملکیت کی اجرت لے سکتا ہے لہذا عالم دین فقیہ جیسے مسئلہ جانے کی اجرت نہ لے کہ یہ حرام ہے، اس پر تبلیغ دین فرض ہے، لیکن فقیہ کھانے یا پھری

میں جانے کی اجرت لے سکتا ہے ایسے ہی گواہ گواہی پر اجرت نہ لے کہ حق گواہی دینا فرض ہے۔ مگر وقت صرف ہونے کی اجرت لے سکتا ہے۔ ایسے ہی آمد و رفت کا کرایہ لے سکتا ہے دوسرے یہ کہ کاتب و گواہ نقصان نہ دے کہ بوقت ضرورت تحریر نہ کرے یا گواہی نہ دے ۳۔ یعنی کاتب یا گواہ کو نقصان پہنچانا گناہ ہے۔ اس صورت میں یہ آیت حکم ہے یا بغیر لکھت پڑھت قرض کا معاملہ کرنا گناہ ہے تو آیت منسوخ ہے کیونکہ اب یہ تحریر فرض نہیں ۴۔ خواہ اس طرح کہ راستے طے کر رہے ہو یا اس طرح کہ کسی جگہ عارضی طور پر ٹھہر گئے ہو۔ اور وہاں قرض کی ضرورت درپیش آ جاوے اور وہاں کھانے والا نہیں جو دستاویز لکھتا ہو تو کچھ گروی رکھ دو ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ گروہ میں مرتن کا قبضہ ضروری ہے اور اسے قرض تک وہ چیز مرتن کے قبضہ میں رہے گی۔ گروی رکھنے کا حکم بھی احتمالی ہے اور سفر کی قید اضافی ہے خود وطن میں بھی گروی رکھنا جائز ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں ایک یہودی سے بیس صلح جو قرض لئے اور اپنی زرہ اس کو گروی دی۔ رہن میں ملک مقروض کی ہو گی اور قبضہ قرض خواہ کا ۶۔ یعنی اطمینان کی وجہ سے بغیر لکھت پڑھت اور بغیر گرو رکھے قرض دے دیا۔ لہذا امانت سے مراد وہی قرض ہے جس کی یہ صفت ہو ۷۔ یعنی حقوق العباد کی گواہی جس سے کسی بندے کا حق وابستہ ہو چھاپنا حرام ہے، اسی طرح حقوق شرعی کی گواہی جیسے ماہ رمضان عیدین کے چاند کی گواہی چھاپنا حرام ہے۔ ۸۔ یعنی ایسی گواہی چھاپنا ہوا گناہ ہے جو دل پر اثر کرتی ہے جیسے کہ جبرک جھڑوں کی تعظیم بڑی پرہیز گاری ہے۔ جس سے دل ستھرا ہوتا ہے۔ رب فرماتا ہے رَمِّنْ بِعَظْمِ شَعَارِ اللَّهِ كَأَنَّهُمَا تَقْوَى الْقَذِبِ مَلُومٌ هُوَا کہ گناہوں کے مختلف درجات ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حقوق العباد ضائع کرنا ہوا گناہ ہے۔ ۹۔ یعنی عالم اجسام میں ہر چھوٹی بڑی چیز کا حقیقہ رب مالک ہے۔ چونکہ عاری اللہ کے سامنے یہی عالم ہے اس لئے اسی کا ذکر فرمایا ورنہ رب تعالیٰ اپنے ماسوا کا مالک ہے اس سے معلوم ہوا کہ عارضی طور پر بندے کا مالک ہو چاہا تو ب کی ملکیت کے منافی نہیں۔ چنانچہ ہم اپنے گھر یا ر کے بادشاہ ملک کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالم کے بہ عطا الہی مالک ہیں۔

تِلْكَ الْوَسِيلُ

۷۶

البقرة

إِلَىٰ أَجَلِهِ ذَلِكُمْ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ وَأَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ

اس کی برادری گت کرلو یہ اللہ کے نزدیک زیادہ انصاف کی بات ہے اس کی گواہی خوب ٹھیک

وَأَذِّنِي إِلَّا تَرَ تَابُوا إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً حَاضِرَةً

جس کی اور اس سے قریب ہے کہ ہمیں شہرہ بڑے ہو کہ کوئی ضرورت کا سودا درست ہے

تَدِيرُ وَنَهَايَيْنَا فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَلَّا تَكْتُبُوهَا

ہو تو اس کے نہ کھانے کا تم پر گناہ نہیں ملے

وَأَشْهِدُوا إِذَا تَبَايَعْتُمْ وَلَا بَصُرًا كَاتِبٌ وَلَا شَهِيدٌ

اور جب خرید و فروخت کرو گواہ کرو اور نہ کسی کھانے والے کو ضرور دیا جائے نہ گواہ نہ

وَأَنْ تَفْعَلُوا فَإِنَّهُ فُسُوقٌ بِكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ

زیادہ کھانے والا خرید و فروخت اور جو تم ایسا کرو تو یہ تمہارا فسق ہو نکات اللہ سے ڈرو

وَيَعْلَمُ اللَّهُ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝۱۰ وَإِنْ كُنْتُمْ

اور اللہ نہیں سمجھتا ہے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے اور اگر

عَلَىٰ سَفَرٍ وَلَمْ تَجِدُوا كَاتِبًا فَرِهْنِ مَقْبُوضَةً

تم سفر میں ہو اور کھانے والا نہ پاؤ تو گرو ہو قبضہ میں دیا ہوا

وَأَنْ أَمِنْ بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ فليؤدِّ الَّذِي أَوْتِنَ

اور اگر تم میں ایک کو دوسرے پر اطمینان ہو تو وہ جسے اس نے امن سمجھا

أَمَانَتَهُ وَلْيَتَّقِ اللَّهَ رَبَّهُ وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ

اپنی امانت ادا کر دے اور اللہ سے ڈرے جو اس کا رب ہے اور گواہی نہ چھپاؤ

وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ إِثْمٌ قَلْبُهُ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ

اور جو گواہی چھپائے گا تو اللہ سے اس کا دل گھٹا رہے گا اور اللہ ہر کام سے کاویل

عَلِيمٌ ۝۱۱ وَاللَّهُ مَا فِي السَّمُوتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَإِنْ

کو جانتا ہے اللہ ہی کا کہ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اللہ اور اگر

مَعَزَلٌ

مَعَزَلٌ

ہمیں ایمان ملا اسی لئے رسول کا ذکر پہلے فرمایا۔ دوسرے یہ کہ حضور ایمان میں ہمارے شکل نہیں۔ اور نہ لفظ مومن میں حضور کا اثر ہے اسی لئے خصوصیت سے آپ کا ذکر علیحدہ فرمایا۔ ہم بعض مومن ہیں حضور ہمارے ایمان ہیں ہمارا ایمان محض ہائقیب اور حصول ہے حضور کا ایمان شہادۃ اور حضوری بھی کہ حضور کو اپنی نبوت کا علم حضوری رب اور جنت دوزخ کا مشاہدہ فرمایا۔ تیسرے یہ کہ سارے صحابہ سچے کچے مومن ہیں کہ رب نے ان کے ایمان کی تصدیق فرمائی چوتھے یہ کہ نبی اور مومن کے ایمان کی نوعیت میں فرق ہے اگر دونوں کا ایمان یکساں ہوتا تو سب کے ایمان کا ذکر ایک ہی لفظ سے کیا جاتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ ہے **اَشَاحِدُكُمْ اَنْ تَكُونُوا مَعِيَ** کہیں تو بے ایمان ہو جاویں۔ پانچویں یہ کہ مومنین کے لفظ میں نبی داخل نہیں ہوتے اس لئے رب نے رسول کا ذکر علیحدہ فرمایا۔ اور مومنوں کا علیحدہ۔ ۳۔ اسی طرح کہ یہود و نصاریٰ کی طرح بعض نبیوں پر ایمان لائیں اور بعض کا انکار کر دیں۔ ہاں انبیاء کرام کے مراتب میں فرق ہے یا یہ صحت ہیں کہ ہم اصل نبوت میں فرق نہیں کرتے کہ بعض کو اصلی نبی جاتیں اور بعض کو ظلی بروزی مرزائیوں کی طرح یا یہ مطلب ہے کہ ہم اپنی طرف سے نبیوں میں فرق نہیں کرتے کہ محض اپنی رائے سے بعض کو بعض سے افضل مان لیں۔ بہر حال یہ آیت اس کے خلاف نہیں **يَذْكُرُ الرَّسُولَ مَقْصُودًا مِّنْهُمْ عَلَى بَعْضٍ** اسی طرح فرشتوں اور کتابوں پر ایمان لانے کا حال ہے۔ کہ ایمان سب پر ہے مگر مراتب میں فرق کرنا ضروری ہے ۵۔ یعنی اللہ تعالیٰ کسی پر طاقت سے زیادہ بوجہ نہیں ڈالتا۔ **لَقَدْ غَرِيبٌ يَّرْتَوِي** اور اگر پر جحیم پر نماز میں قیام فرض تھیں فرماتا۔ یہ آیت کریمہ بہت سے احکام کا ماخذ ہے ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ بدنی فرائض دوسرے کی طرف سے ادا نہیں ہو سکتے کیونکہ کسب بدنی کام کو کہتے ہیں ثواب اعمال ضرور بخشا جاسکتا ہے اس کی یہاں نفی نہیں ۷۔ دعا کے وقت اللہ کو پکارنا اور رب یا اس نام سے پکارنا جو اپنے مقصد کے

تَبَدُّوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تَخْفَوْهُ يُمْسِكُمْ بِهِ
 تم ظاہر کرو جو کہ تمہارے ہی میں ہے یا چھپاؤ اللہ تم سے اس کا حساب
 اللَّهُ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ وَ
 لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ تو مجھے چاہے تمہا چھپاؤ اور مجھے چاہے تمہا ظاہر کرے گا اور
 اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا
 اللہ پر ہر چیز پر قادر ہے رسول ایمان لایا اس پر
 اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلُّ اٰمَنَ
 جو اس کے رب کے پاس سے اس پر اتارا اور ایمان والے مکہ کے سامنے
 بِاللّٰهِ وَمَلٰئِكَتِهِ وَكِتٰبِهِ وَرُسُلِهِ لَا نَقْرُقُ
 اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کو یہ کہتے ہوئے
 بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهِ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا
 کہ ہم اس کے رسول پر ایمان لائے ہیں فرق نہیں کرتے کہ اللہ اور اس کی کتاب اور اس کے رسول پر
 غَفَرَ اَنَّا رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝ لَا يَكْفُرُ اللّٰهُ
 تیری سمانی ہوئے رب ہمارے اور تیری ہی طرف پھرنا ہے اللہ کسی جان پر اور
 نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا
 نہیں ڈالتی مگر اس کی حالت بھری اس کا خاندان ہے جو اچھا کیا یا اور اس کا نقصان
 اَكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تَأْخُذْنَا اِنْ نَسِينَا اَوْ اَخْطَاْنَا
 ہے جو برائی کرائی نہ لے رب ہمارے ہمیں نہ بھلا کریم جو میں یا جو میں
 رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا اَصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلٰى
 لے رب ہمارے اور ہم پر بھاری ہو کہ نہ رکھ بھلا تو نے ہم سے
 الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْنَا مَا لَا اِطَاقَةُ
 انہوں پر رکھا تھا اے رب ہمارے اور ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جس کی ہمیں

مواضع ہو سکتے ہیں۔ یہ شافی الامراض محتاج پکارے باقاضا الحاجات گنکار پکارے یا مختار رائد قلوب اسی لئے رب کے نام سے ہیں کیونکہ بندوں کی حاجات بہت ہیں۔ ﴿وَقَبَّالَهُمْ بِرُءُودٍ مَّيْمُونٍ﴾ ہے۔ ا۔ جیسے بعض کتابوں کی قُب میں خود لکھی کرتا۔ نیا کتبہ کپڑے کا جاتا تھا۔ تہی کمال لکھتا اور جہم کی مزا نہایت ہی سخت ہوتا۔ جیسا کہ یہود وغیرہ پر تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ مسلمانوں کو دینا چاہتا ہے، اس لئے ان کو مانگنے کی تعلیم دے رہا ہے۔

تملك الرمح

2/2/03

مفتوحاً

(صفحہ ۷۸) نہیں۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو علم غیب دیا بھی نہیں۔ ابراہیم علیہ السلام کے متعلق قرآن کا ارشاد ہے۔ وَكَذَٰلِكَ نُرِي الْمُؤْمِنِينَ سُلُوكَهُمْ فَاسْتَبْرَأْ لِقَوْلِ اللَّهِ فَقُلْ رَبِّهِمْ الْغُيُوبُ۔ حضور فرماتے ہیں۔ اَللّٰهُ لَا يَخْفَىٰ عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ۔ اسی لئے رب نے ہر چیز کو جو مخلوق میں لکھ دی تا کہ اس کے ذریعے ان غائب ہندوں کو علوم ظاہر مانے جائیں جن کی فکر و لوح مخلوق پر ہے۔ دیکھو رب تعالیٰ کی کس کس چیز کے علم سے ہم بھی فی کس چیز کے علم سے محروم ہیں مگر فرق وہی ہے جو ہم نے عرض کیا۔

۱۔ معلوم ہوا کہ رب کے قبول ہندوں کے علم رب کے علم میں ہے مگر چونکہ وہ رب کے حکم سے ہے اس لئے رب کا علم قرار پایا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ دنیا کی شکل و صورت انسان کے اعمال کا نتیجہ نہیں۔ رب کی مشیت سے ہے مگر آخرت میں اعمال کے مطابق صورت ہوگی تَبٰرَكَ الَّذِي يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ وَلَٰسَٰتُ ذُنُوبُهُ۔ ۲۔ اس طرح کہ شرعی احکام انہیں سے معلوم ہوتے ہیں اور مسائل فقہ کی وہی آیات دلیل ہیں عمل انہیں پر ہوتا ہے۔ ۳۔ یعنی یا تو ان کے معنی سمجھ میں نہیں آتے جیسے خطبات اور یا ظاہری معنی درست نہیں بیٹھے جیسے آیات صفات۔ ۴۔ اس سے اشارہ معلوم ہوا کہ خطابات کی توبہیں کرنا فساد کے لئے حرام ہے اور دفع فساد کے لئے جائز ہے۔ جیسے بعض علماء کرام خطابات کے کچھ معنی بتاتے ہیں مگر اس پر اکتفا نہیں کرتے تا کہ لوگ گمراہوں کی توبہ سے بھیجیں یہ گناہ نہیں ہے۔ اور اس لئے اپنے نبی کو ہدایا رب فرماتا ہے اَلَمْ نَشْرِكْ لَكَ الْاِلٰهَ الْغَافِلِ۔ اور ظاہر ہے کہ رب نے حضور کو سارا قرآن سکھایا اور سارے قرآن میں خطابات بھی داخل ہیں نیز اگر خطابات کا علم حضور کو بھی نہ دیا گیا ہوتا تو ان کا نقل کرنا محبت ہوتا جیسے ارشاد جلتے والے سے عربی میں گفتگو کرنا جسے وہ سمجھ نہ سکے۔ حق یہ ہے کہ خطابات رب و محبوب کے درمیان اسرار ہیں اور حضور کے فضیل بعض اولیاء اللہ و علماء کو ان کا علم دیا گیا۔ ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنت عالم کی شان یہ ہے کہ جو مسئلہ معلوم نہ ہو اس کے جاننے کا دعویٰ نہ کرے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اصحاب "ایمان" جائز ہے جیسے سارے انبیاء پر ایمان لانا۔ خبر نہیں وہ کتنے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ شرعی احکام کی وہیں سمجھ میں آئیں یا نہ آئیں "ایمان" و عمل واجب ہے۔ دوا بہر حال فائدہ دیتی ہے اس کے اجزاء ترکیب ہمیں معلوم ہوں یا نہ ہوں ایسے ہی عوام مومن جو عربی نہیں جانتے انہیں بغیر ترجمہ کچھ بھی قرآن مفید ہے اگر ترجمہ سمجھنا ضروری ہو تا تو خطابات آیات نہ آدھی جائیں۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض جگہ سے علم رہتا اور اس کے علم کی کوشش نہ کرنا بھی عبادت و ثواب ہے۔ جس چیز سے رب راضی ہو وہی عبادت ہے۔ خطابات کے متعلق ہے علی ظاہری کرنے سے ہی رب

توقفاً احی سلفہ علیہ السلام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فِي الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ

اَلَّذِي اَنْزَلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰیٰتٌ فَتُحْكَمْتُ مِنْهَا اَمَّا الْكِتٰبُ وَآخِرُ مَا نَزَّلَ عَلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ فَقُلُوْهُمْ زَیْعٌ فِیْئَتِیْعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَاْوِیْلِهِۦ وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَہٗ اِلَّا اللّٰهُ وَالَّذِی یُسْخَرُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اَمْثٰلَہٗ کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا

وَمَا یَذِکُّرُ اِلَّا اَوَّلُوْا الْاَلْبَابِ رَبَّنَا لَا تَزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ

النَّاسِ لَیُّوْمٍ لَاۤ اَمْرَیْبُ فِیْہِۦ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخَفِّفُ

راہیں ہے لہذا انکی تواب و عبادت ہے۔ ۸۔ اس طرح کہ ہم ہدایت کا راستہ چھوڑ کر گمراہی کا راستہ اختیار کریں۔ جیسے ہدایت خدا اللہ کی رحمت ہے۔ ایسے ہی ہمارا ہدایت پر رہنا بھی اس کی ہی رحمت ہے۔ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ بڑے سے بڑا مومن بھی اپنے خاتمہ سے خوف کرنا رہے۔ دل رب کے قبضہ میں ہے۔ جن سے جنت کا وعدہ ہو چکا ہے ان کا یہ آیت پڑھنا ہمیں تعلیم دینے کے لئے۔ ۱۰۔ وہ اس طرح کہ قیامت کے دن سارے اولین و آخرین ایک وقت میں ایک جگہ ایسے جمع ہوں گے کہ ان کی زبانیں بھی ایک ہی ہوں گی۔ سب سے عربی زبان میں حسب کتب ہو گا اگرچہ دیگر مخلوقات بھی اس جگہ جمع ہوگی لیکن چونکہ انسانوں کا جمع فرمانا اصل مقصود تھا اس لئے خصوصیت سے انسانوں کا ذکر فرمایا گیا لہذا اس آیت میں اور حدیث میں تعارض نہیں۔

ملفات الرجل ٣

سے غافل ہو گئے ان میں پھنس گئے۔ مومن ان چیزوں سے اللہ کے لئے محبت کرتا ہے۔

اولوں کے لئے راستہ کی گئی ان خواہشوں کی بہت بڑی ضرورتیں اور پیشے

مسئله ۱

۱۔ یہ تمام چیزیں اگر دنیا کے لئے رکھی جائیں تو دنیا ہیں۔ اگر خدمتِ دین کے لئے رکھی جائیں تو دین بن جاتی ہیں جیسے نمازی کا گھڑا اور دوا وغیرہ یا سفیرِ رسول کچھ کچھ بھی نہیں کی پرورش کرنا دیا اصل صراط کے ہے۔ صراطِ الہیہ تو ہے مگر ہر آدمی کے ساتھ مل جلنے کو دے دیا اگر دین سے لے کر دے دے دیا گناہوں کے جیسے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی مثال ۲۔ یعنی جنت اور وہاں کی نعمتیں، لہذا انسان کو لازم ہے کہ دنیا میں کچھ کر اس سے محروم نہ ہو جائے۔ اس کا ذکر اگلی آیت میں ہے۔ ۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جنت صرف پرہیزگاروں کے لئے ہے جیسا کہ یٰٰذِیْنَ التَّقْوَا کے لام اور اس کے مقدم کرنے سے معلوم ہوا

۴۔ دوسرے یہ کہ ایک متقی کو چند جہنمی لیں گی کچھ اپنی کچھ کفار کی وارفت جیسے کہ جنت کی جمع سے معلوم ہوا ۵۔ یعنی دودھ، شہد، شراب، طہور اور پانی کی سرس خیال رہے کہ وہاں سرس ہوں گی دریا نہ ہوں گے۔ کیونکہ شراب میں وہ حسن ہوتا ہے جو دریا میں نہیں ہوتا۔ نیز دریا غیر اختیاری ہوتا ہے اور شراب اختیاری، نیز دریا منہد بھی ہوتا ہے اور نقصان دہ بھی، شراب صرف قائمہ منہ ہے نقصان دہ نہیں، شہد، شہد وغیرہ میں سرس ہی لائی جاتی ہیں دریا نہیں لئے جاتے، اس لئے وہاں جنتی کے مکانات میں سرس ہوگی نہ جنتی کو تین طرح کی ہویاں لیں گی ایک تو اپنی دنیا کی عیوی جو اپنے ظلم میں فوت ہوئی۔ دوسرے کفار کی مومن ہویاں جو خود جنت میں آگئیں اور ان کے خلاف دوزخ میں گئے یا جو کنواری لڑکیاں سوئے فوت ہوئیں۔ تیسری جنتی جو دین چنانچہ ہمارے حضور کہ حضرت مریم اور فرعون کی عیوی حضرت آدم علیہ السلام کی یہ تمام ہویاں جنت میں گئیں تو جنتوں وغیرہ اور گندے اخلاق سے پاک ہوں گی جیسا کہ صراط سے معلوم ہوا ۶۔ اس طرح کہ رب ان سے راضی ہو گا۔ اس کے عارض ہونے کا ظہور نہ ہو گا یہ نعمت جنت کی تمام نعمتوں سے اعلیٰ ہوگی۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ اپنے آپ کو گناہار کتنا جائز ہے مگر اپنے آپ کو بے ایمان کتنا گنہگار ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایمان کے وسیلے سے دعا کرتی چاہیے۔ انسان اپنے ضعیف الاعتقاد ہونے کا بھی اعلان یا اقرار نہ کرے، یہ نہ کہے کہ میں بہت ضعیف الاعتقاد ہوں۔ مومن اپنے نیک اعمال کے وسیلے سے بھی دعا کرے کہ خدا یا اگر تو نے میرا ظلم کام قبول کیا ہو تو میری یہ دعا قبول فرما جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ صبح کے وقت دعا اور استغفار زیادہ اچھے ہیں کیونکہ اس وقت ساری مخلوق ذکرِ الہی کرتی ہے سوا کئے کے۔ اگر ایک کا بھی ذکر قبول ہوا تو انکسارِ اللہ سب کا قبول ہو گا۔ آخری نصف شب سے آفتاب نکلنے تک کہ حرکت کرتے ہیں۔ سنت فجر پڑھ کر قرصوں سے پہلے ستر بار استغفار پڑھنے کے بڑے فاعل

تِلْكَ الرِّسَالُ	۸۱	الْمَعْلُومَاتُ
<p>وَالْقَنَاطِيرُ الْمُقَنْطَرَةُ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفَضَّةِ وَالْخَيْلُ الْمُسَوَّمَةُ وَالْأَنْعَامُ وَالْحَرْثُ ذَلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَاللَّهُ عِنْدَ حَسَنِ الْمَالِ قُلُوبٌ أَوْ تَبَخَّرَكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذَلِكَ لِّلَّذِينَ اتَّقَوْا عِندَ رَبِّكُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَأَرْوَاجُ مَطْفُورَةٌ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ ۝ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا إِنَّا أَمْنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ الضُّعِفُونَ وَالصَّادِقِينَ وَالْقَسَّاتِينَ وَالْمُنْفِقِينَ وَالْمُسْتَغْفِرِينَ ۝</p>		
<p>اور سونے اور چاندی کے قنطار اور نشان کئے ہوئے گھڑے اور چربائے اور کھیتی ۷۔ یعنی دنیا کی مالیت ہے کہ اور اللہ ہے جس کے پاس اچھا ٹھکانا ہے</p>		
<p>قُلُوبٌ أَوْ تَبَخَّرَكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذَلِكَ لِّلَّذِينَ اتَّقَوْا عِندَ رَبِّكُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَأَرْوَاجُ مَطْفُورَةٌ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ ۝</p>		
<p>تم فرماؤ کیا میں تمہیں اس سے بہتر چیز بتا دوں جو بہتر گھڑوں کے لئے ان کے</p>		
<p>رَبِّكُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَأَرْوَاجُ مَطْفُورَةٌ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ ۝</p>		
<p>رَبِّكُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَأَرْوَاجُ مَطْفُورَةٌ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ ۝</p>		
<p>میں اور تمہاری عیوی میں جنت ہے جس کے نام میں ہیں</p>		
<p>فِيهَا وَأَرْوَاجُ مَطْفُورَةٌ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ ۝</p>		
<p>میں اور تمہاری عیوی میں جنت ہے جس کے نام میں ہیں</p>		
<p>بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ ۝ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا إِنَّا أَمْنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝</p>		
<p>میں اور تمہاری عیوی میں جنت ہے جس کے نام میں ہیں</p>		
<p>وَالصَّادِقِينَ وَالْقَسَّاتِينَ وَالْمُنْفِقِينَ وَالْمُسْتَغْفِرِينَ ۝</p>		
<p>میں اور تمہاری عیوی میں جنت ہے جس کے نام میں ہیں</p>		
<p>بِالْأَسْحَارِ ۝ شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ</p>		
<p>میں اور تمہاری عیوی میں جنت ہے جس کے نام میں ہیں</p>		
<p>وَأُولُوا الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ</p>		
<p>میں اور تمہاری عیوی میں جنت ہے جس کے نام میں ہیں</p>		

ہیں اس سے روزی میں برکت اور گھر میں اتفاق و اتحاد ہوتا ہے ۹۔ شانِ نزول۔ شہد کے عطاء یہود میں سے دو عالم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ آپ کی کتاب میں سب سے بڑی گواہی کس کی ہے اس پر یہ آیت اتری۔ معلوم ہوا کہ رب کی گواہی یہی ہے، انبیاء کی گواہی ہرچیز کی گواہی رب کی گواہی ہے اور خود رب کا اپنی توحید کا اعلان فرمائیے رب کی گواہی ہے جب معلوم ہوا کہ عطا یہودی عورت والے ہیں کہ رب نے انہیں اپنی توحید کا کوا لہ اپنے ساتھ عطا، مگر عطا دین جو عطا دہلی ہیں نہ جو اخوان اشیائین ہیں، عطا دہلی ہیں جو خود اللہ والے ہیں اور لوگوں کو اللہ والے بناتے ہیں۔ جن کی صحبت سے خدا کی کامل محبت نصیب ہوتی ہے۔ جس عالم کی صحبت سے اللہ کے خوف حضور کی محبت میں کسی آئے وہ عالم نہیں، عالم ہے، خیال رہے کہ اولو العزم میں انبیاء کرام۔ اولو العزم

(ترجمہ) یہاں مقام طہ طہ تمام حضرت شامل ہیں۔
 قرآنی اصطلاح میں اسلام دین بھی کہاہے بلکہ قرآن ہی سنی مراد ہوتے ہیں وہ فرماتا ہے: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّبِعُوا نِعْمَتَ اللَّهِ** اس کے معنی ہر جگہ اطاعت کے ہوں تو تم کفار بھی اطاعت کر کے اللہ کے پیارے بن جاؤ گے یہ بھی معلوم ہوا کہ دین بھی کے ساتھ دین باطل ہیں بعض وہ جو پہلے سے ہی باطل تھے جیسے مشرکین کاذب بعض وہ جو پہلے ہی تھے اب مشرک ہو کر باطل ہو گئے جیسے

یہودیت، نصرانیت، سورج کے ہوتے کسی چراغ کی ضرورت نہیں، پھر اسلام قبول کے کوئی اللہ کے نزدیک قبول نہیں ہے بلکہ پھر میں پڑھنے والا وہ ہو گا جو صحیح راستہ چھوڑ کر اللہ اختیار کرے اور جو صحیح دین پر قائم ہے وہ نہ پھوٹ میں پڑتا ہے نہ پھوٹ ڈالتا ہے مگر بھی ڈاکوؤں اور پولیس میں جنگ ہو تو ڈاکو مار دیں پولیس برحق اگرچہ لڑتے وہ تو ہیں سب میں کتھیں سے مراد طہ طہ کل کتب ہیں اور علم آچکے سے یہ مراد ہے کہ انہیں نئی آخر اللہ کی وہ تمام طہ طہ معلوم ہیں جو توحید و انجیل میں مذکور ہیں اور انہیں یہ بھی علم ہے کہ وہ سب طہ طہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود ہیں سب ان بد نصیبوں کو وہ طہ طہ بھی خود خدا ہوا ایک یہ کہ نئی آخر اللہ صلی اسرائیل میں کیوں نہیں ہوئے، نئی اسرائیل سے کیوں ہوئے، دوسرے یہ کہ خود ہم یا ہماری اولاد کیوں نہیں ہوئے ہم تو خدا اور بھی ہیں اور جتنے والے بھی اس سے معلوم ہوا کہ خدا ہی بلا ہے سب کو شیطان نے گمراہ کیا اور شیطان کو خدا سے الگ یعنی حامد کا خیال رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کو سب جہ حساب دینا ہے یہ خیال ان کے دلوں سے خدا نکال دے گا۔ یعنی ان سے مٹا دے گا بلکہ اپنے اسلام و ایمان کا اعلان فرما کر انہیں تبلیغ فرمادے اور پھر ان سے اعراض فرمادے۔ اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کی مجلس ایمان ایسی تھی ہے کہ رب تعالیٰ نے اس کی کوئی وی اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے دلوں پر ان کے ایمان میں شک کرے وہ اس آیت کا شکر ہے اب ان پڑھوں سے مراد یا تو مشرکین عرب ہیں اور یا اہل کتاب کے حرم، جہل لوگ پہلی صورت میں، لہذا ان کتب سے مراد سارے یہود نصاریٰ ہیں اور دوسری صورت میں ان کے علماء و اس سے معلوم ہوا کہ کوئی یہودی نصرانی مسلم نہیں۔ مسلم صرف وہ ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے گردن رکھنے سے مراد اسلام قبول کرنا ہے۔ صلی یعنی ان کے کفر کا آپ سے سوال نہ ہو گا معلوم ہوا کہ جیسے رب اپنی رعبیت میں بندوں کے سامنے سے بے نیاز ہے ایسے ہی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نبوت میں دنیا والوں سے غنی ہیں کسی کے انکار سے سورج کا نور گھٹ نہیں جاتا مگر تمام حضور کا انکاری ہو جائے تو ان کے مرتب میں کی نہیں آئی۔ یہاں اللہ کی آیتوں سے مراد یا تو قرآنی آیات ہیں یا حضور کے عجوبات، کتاب پر آیات قرآن پر ایمان لانا فرض ہے اور ایمان لانے کے بعد عمل کرنا ضروری ہے۔ یہی بات خدا قوی ہے۔ ۱۱۔ کثرت و قنات کو چلنے سے تعبیر فرمادے دین میں قنات قائم فرمانے کے لئے اور ان کفار کے باطل و گمراہی کے کام خود ان کی طرف نسبت کے کیونکہ یہ ان سے راضی تھے مگر اسرائیل نے ایک دن میں حج کے وقت چھپ چھپ کر قتل کیا اور اسی شام کو ایک سو بارہ مالوں، جاہلوں کو وہ حج کیا کہ صرف اس لئے کہ انہوں نے سچے راستے کی ہدایت کی تھی۔ ۱۲۔ یعنی ان گمراہوں کی وہ سزا میں ہیں۔ دنیا و آخرت میں جہنم

الْحَكِيمُ ۝ اِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ ۚ وَمَا خَلَفَ دَالًا بَلْ لَكُمُ الشَّكُّ فِيهَا اِسْلَامٌ ۚ وَدِينُ جَدِّكَ اَبَدًا

اَخْتَلَفَ الَّذِينَ اَوْتُوا الْكِتَابَ الْاَمِنْ بَعْدَ مَا بُعِثَ فِيهِمْ ۚ بَلْ لَمْ يَكُنْ لَكَ عَمْرٍ اَمِنْ اِسْلَامٌ ۚ وَدِينُ جَدِّكَ اَبَدًا

جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَعِيَا بَيْنَهُمْ وَمَنْ يَكْفُرْ بِآيَاتِ اللَّهِ فَلَئِنْ لَمْ يَنْتَهِ لَعَنَّا لَكَ عَمْرٍ اَمِنْ اِسْلَامٌ ۚ وَدِينُ جَدِّكَ اَبَدًا

فَاَنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝ فَاَنْ حَاجُّوكَ فَقُلْ اَسَلَّمْتُ وَجْهِي لِلَّهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ وَقُلْ لِلَّذِينَ اَوْتُوا الْكِتَابَ وَالْاَمِينَ ۚ اَسَلَّمْتُ فَاَنْ اَسَلَّمُوا فَقَدْ اَسَلَّمُوا

وَاَنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاءُ وَاللَّهُ بِصِيرٍ بِالْعِبَادِ ۝ اِنَّ الدِّينَ يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّنَ

بَغْيًا حَقًّا وَيَقْتُلُونَ الَّذِينَ يَأْمُرُونَ بِالْقِسْطِ مِنْ النَّاسِ ۚ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْدٍ ۚ وَلِلَّهِ الدِّينُ حَقًّا

اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَا لَهُمْ مِنْ نَاصِرٍ ۝ اِنَّ الدِّينَ يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّنَ

بَغْيًا حَقًّا وَيَقْتُلُونَ الَّذِينَ يَأْمُرُونَ بِالْقِسْطِ مِنْ النَّاسِ ۚ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْدٍ ۚ وَلِلَّهِ الدِّينُ حَقًّا

اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَا لَهُمْ مِنْ نَاصِرٍ ۝ اِنَّ الدِّينَ يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّنَ

بَغْيًا حَقًّا وَيَقْتُلُونَ الَّذِينَ يَأْمُرُونَ بِالْقِسْطِ مِنْ النَّاسِ ۚ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْدٍ ۚ وَلِلَّهِ الدِّينُ حَقًّا

اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَا لَهُمْ مِنْ نَاصِرٍ ۝ اِنَّ الدِّينَ يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّنَ

بَغْيًا حَقًّا وَيَقْتُلُونَ الَّذِينَ يَأْمُرُونَ بِالْقِسْطِ مِنْ النَّاسِ ۚ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْدٍ ۚ وَلِلَّهِ الدِّينُ حَقًّا

اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَا لَهُمْ مِنْ نَاصِرٍ ۝ اِنَّ الدِّينَ يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّنَ

بَغْيًا حَقًّا وَيَقْتُلُونَ الَّذِينَ يَأْمُرُونَ بِالْقِسْطِ مِنْ النَّاسِ ۚ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْدٍ ۚ وَلِلَّهِ الدِّينُ حَقًّا

اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَا لَهُمْ مِنْ نَاصِرٍ ۝ اِنَّ الدِّينَ يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّنَ

۱۔ شان نزول۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یارِ یود کے بہت دوس میں جا کر انھیں دعوتِ اسلام دی۔ یودوں نے کہ آپ کسی دین پر ہیں آپ نے قرطباؤین ابراہیم علیہ السلام پر دہانے ابراہیم علیہ السلام تو یودی تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرطباؤ تو ریت لاؤ۔ لہذا ہو جائے گا وہ اس پر راضی نہ ہوئے تب یہ آیت

اس نے رجم کی آیت پر اہل رکہ کی آگے پیچھے سے پڑھا۔
 دیا۔ سیدنا عبداللہ ابن سلام نے اس سے اہل انصاف کی تو

رجم کا حکم نکل آیا۔ وہ دونوں رجم کر دیئے گئے، تب یہ آیت اتری، ہر حال کتب سے مراد قودت ہے اور کتب

کے حصہ والوں سے مراد یہود کے علماء ہیں۔ اب یحییٰ خواد
ہم کہتے ہی منگوا کریں شرک کریں کلز کریں۔ ہم کو صرف

اتنی ہی مدت طلب ہو گا جتنی مدت ہمارے باپ و مائوں نے مجھ پر چاہا کیونکہ ہم رب کے عین ہیں اور اس کے

چارے، گھاس، سارے قصور جنگ ہیں جس حکومت ہوا
کہ رب تعالیٰ پر امن کفار کا کام ہے اس سے ڈر لو رہیے
وہ نواز مسلمانوں سے گھبرائی ہوئی ہے اس سے

دولوں کا بیچہ اسن سے کنہ پر کنہی ہوں ہے امید ہے
 ذریعہ ہوتا ہے جب اس طرح کہ کسی کی نیکی کا بدلہ کم یا
 گنتہ کا بدلہ زیادہ نہ دیا جاوے گا۔ ہاں نیکیاں بدعا دینا یا

آیت سنانی کے خلاف نہیں ہے۔ شان نزول۔ حضور صلی

اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو فارس و روم کی طرحی خیر دی
تو منافقین اور یہود نے مذاق اڑایا کہ کہاں وہ محفوظ ملک

اور کہاں یہ مسلمان اس پر آیت اتری، دعاؤں کے اول
غل قرآنے میں اس طرف اشارہ ہوتا ہے کہ اے محبوب!

انتظام و عاقبت ہمارے ہوں اور زبان تفساری یا اس کی جسے تم
اجازت دو۔ وہیوں کی اجازت کی یہ آیت اصل ہے ۶۔

عالم اجسام کا نام ملک اور عالم ارواح کا عالم انوار کا نام ملکوت ہے۔ اجسام پر ظاہری سلطنت بندوں کو عطا ہو جاتی

ہے مگر عالم ارواح پر رب تعالیٰ کی سلطنت ہے یا ظاہری قوانین و دیگر مصلحتیں بھی جاری کرتے ہیں مگر عجیبی قانون

جیسے موت و حیات، غور، حسی، بدھیمی پر وہ

ایک اہل اختیار کریں یہ مطلب میں کہ بعد ازت کے کام ہے۔ ا۔ لوب کے لئے صرف غیر کا ذکر فرمایا ورنہ درحقیقت ہر

امکان تھا مولیٰ ہے۔ اس کی پوری تفسیر طبری تفسیر فیسی میں

یہاں نے انہیں دیکھا نہیں کتاب کا ایک حصہ ملا کتاب اللہ کی طرف

اسی لیے اللہ چاہتا ہے کہ اس کی عبادت کرنے والے اس سے
 ملنے والے اجر سے محروم نہ رہیں۔

ہم مقررہ وقتوں کے لئے انہیں قائلین تمہیں اللہ

إِلَّا آيَاتًا مَعْدُودَاتٍ وَغَرَّهُمْ فِي دِينِهِمْ مَا كَانُوا

یَقْتَرُونَ ﴿٢٧﴾ فَلْيَكْفُرُوا إِذْ أَجْمَعُوا لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيهِ

ہندوستان کے لئے کوئی عرصہ نہیں تھا کہ جس میں اس کی دلی جگہ ہوگی۔

وفیت کی نفس ماسبت وھملا یطعمون

اللَّهُمَّ مَلِكَ الْمَلِكِ تَوَقَّى الْمَلِكُ مِنْ تَشَاءٍ وَتَنْزِعِ
اے اللہ ملک کے ملک توجہ ہے ملک سے نہ اور بھی سے حاجہ

الْمَلِكِ مِمَّنْ تَشَاءُ وَيُعْزِمُ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُبْدِلُ مِمَّنْ تَشَاءُ

مِلّتِ کہین نے اور میں نے ہا ہے نہ تے نہ اور میں نے ہا ہے نہ تے

بِسْمِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٠﴾ تَوَلَّجُ الْبَلَّ

ساری بھلائی تیرے ہی ہاتھ ہے، یہ ہے کہ اوسہ کہ کر سکا ہے کہ تیرے ہاتھ سے ہوتی ہے۔

فی النهار ونولج النهار فی الیل وخرج الی یمن
 میں ڈالے اور رات کا عقد دن میں ڈالے نک اور مردہ سے زہرہ

الْمَيْتِ وَتُخْرِجُ الْمَيْتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ

مَقُولٌ

خدا ہوتے ہیں۔ اس طرح کہ عزت والے کام کی توفیق بخشے کہ وہ بندے حیرت کی توفیق سے ایمان و نیک اعمال اختیار کریں یہ مطلب نہیں کہ بندہ دولت کے کام

کرتے اور اس عزت دے دی جائے کہ وہ فرما رہا ہے: **لَقَدْ بَلَّغْنَاكُم مَّا وَعَدْنَاهُ**۔ یہی اُلت کا حال ہے۔ ا۔ لوہ کے لئے صرف خیر کا ذکر فرمایا ورنہ وہ حقیقت ہر خیر و شر کے بعد میں ہے مگر اوب یہ ہے کہ صرف خیر کو اس کی طرف لبت دی جاوے۔ یعنی ہر ممکن خیر پر تو قدرت رکھتا ہے خیال رہے کہ غافلان اور واجب

پھر، شیئی نہیں۔ اور نہ وہ رب تعالیٰ کی قدرت میں داخل ہے، لہذا اس آیت سے اللہ تعالیٰ کے بھٹ کا امکان ماننا بالکل جہل اس کی پوری فہم پر ہی مبنی ہے۔

٢٠٠٠

اور تھامے غنہ و غفلت سے اور اس طرح پہنچے قالا جبریل سے کہ تم فرمادو

[illegible]

ہے جیسے: اَللّٰہُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ قُلُوبٍ لَا تُفْقِدُ مِنْ عَذَابِ مَنْ يُغْلَبُ۔ اے اللہ! ہم تجھ سے قلوب کے عذاب سے اور غلبہ سے بچنا چاہتے ہیں۔

مستقل:

(بقیہ صفحہ ۸۴) اطاعت کا حضور کی اطاعت و اطاعت دونوں لازم ۸۔ اس سے پہلے لگا کر حضور کی اتباع محبت والی چاہیے۔ نہ کہ محض ظاہری یا خوف و لالچ والی۔ ایسی اتباع تو حائل بھی کر سکتے تھے اس لئے اس مضمون کو محبت سے شروع کیا گیا اور محبت ہی پر ختم کیا گیا۔ یہ بھی پہلے لگا کر ایمان اور عاری مہلوات اصلی بھی ہیں اور نقلی بھی۔ حضور کی ذات کریم اصلی اور نقلی ایمان کی کسوٹی ہے، پھر حضور کی جس درجہ کی کامل اطاعت ہو گی۔ اس درجہ کی محبت حاصل ہو گی دینے والا ایک ہے مگر لینے والے مختلف، جیسے علی کا پورا کمال آتا ہے عمر بن قوت کا فقر ہو اسی قدر پادور حاصل کرتا ہے ۹۔ شان نزول۔ ایک یار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کو کہتے ہیں کہ بت پرستی کی وجہ دریافت کی تو وہ بولے کہ ہم اللہ کی محبت میں ان کی پوجا کرتے ہیں تب یہ تمت اتزی (غنائن العرقان) یا یہود مدینہ کہا کرتے تھے کہ ہم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی ضرورت نہیں۔ ہم تو اللہ کے بیٹے ہیں اور اس کے پیارے ہیں۔ تب یہ آیت اتزی۔ یہ ہی قوی ہے کیونکہ سورۃ آل عمران مانی ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہر شخص کو حضور کی اتباع ضروری ہے اگر آج موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہوتے تو حضور کی اتباع کرتے (حدیث) یہ بھی معلوم ہوا کہ نہ بھائی بن کن حضور کے برابر آؤ۔ نہ بھائی بن کر آگے بڑھو۔ بلکہ غلام بن کر پیچھے رہو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور اللہ کے محبوب اکبر ہیں کہ ان کا مطیع غلام بھی اللہ کا محبوب ہے۔

۱۔ خیال رہے کہ بعض دیکھے شریک مقصود پر پہنچ کر چھوڑ دینے جاتے ہیں جیسے ریل، بعض دیکھے بھی چھوٹ نہیں دیتے، جیسے روشنی کے لئے چراغ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم دوسری قسم کے دیکھتے ہیں کہ کوئی شخص خدا تک پہنچ کر حضور کو چھوڑ نہیں سکتا۔ اس لئے رب نے اپنے ساتھ اپنے حبیب کا ذکر فرمایا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سرتابی کرنے والا کافر ہے اسی لئے آگے فرمایا۔ نا بیعت الکفر بنی ۲۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کی اولاد ہونا بھی دینی عزت کا باعث ہے کہ آل ابراہیم علیہ السلام اس لئے افضل ہوئے کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مومن اولاد تھے۔ ۳۔ یعنی ابراہیمی اور آل عمران ایک دوسرے کے ساتھ تھے اور دینی ہدایت گاہ ہیں تو اسے یہود اگر تم سچے ابراہیمی ہوتے تو مومن ہوتے اور ایمان میں عاری عد کرتے لہذا تم اپنے اس دعویٰ میں مجھنے ہوئے ہو معلوم ہوا کہ بزرگوں کی بھی اولاد وہ جو ان کے نفس قدم پر چلے۔ صحیح یہود ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سے کام کرے ۴۔ یہاں عمران سے مراد عیسیٰ علیہ السلام کے تانا

عمران ابن ماریا ہیں اور ان کی پوری خاندان فاقوا ہیں۔ قرآن کریم نے سوا حضرت مریم کے کسی عورت کا نام نہ لیا۔ دوسرے عمران ابن۔ میر ابنی لادی ابن محبوب علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے والد ہیں، ان دونوں عمرالوں میں احماد سورس کا قاصد ہے ۵۔ نہ لاولہ نہیں چھاپے میں اولاد کے آثار نمودار ہوئے سمجھیں کہ میرے بیٹ میں لڑکا ہے، نذر مانی کی جس اسے بیت المقدس کی خدمت کے لئے وقف کرتی ہوں۔ کیونکہ بیت المقدس میں صرف لڑکے خدام ہوتے تھے اب بھی اگر مسلمان اپنے بچوں کو خدمت دین کے لئے وقف کر دیں تو وقف لغوی درست ہے۔ رب فرماتا ہے نَذْرًا لِّذَلِّذِينَ كُنْزُكَ يَخْلَقُكَ كَمَا يَخْلُقُ ۶۔ آپ کا یہ عرض کرنا ظاہر افسوس کے لئے قائل اور آپ کو لڑکی پیدا ہونے کا افسوس نہ تھا کیونکہ یہ کفار کا طریقہ ہے بلکہ اپنی ضرورت دی نہ ہو سکے کا افسوس تھا۔ یہ یہ مقصود تھا کہ وہ بے علم ہے اسے خبر دیں اس لئے ارشاد ہوا وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَمَا تَشْفَعُ ۷۔ یعنی کوئی لڑکا اس لڑکی کی طرح نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ تمام جہان کی عورتوں سے افضل روح اللہ علیہ السلام کی ماں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
۸۵
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ
 کرم ماوا اللہ اور رسول کان پھر اگر وہ نہ سمجھیں تو اللہ کو خوش نہیں آئے ۸۴

الْكَافِرِينَ ۝ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ وَنُوحًا وَإِبْرَاهِيمَ
 جسے اللہ نے چنا لیا آدم اور نوح اور ابراہیم کی آل اولاد

وَالْعِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ ۝ ذُرِّيَّتِي بَعْضُهُمْ أَمْرُ
 اور عمران کی آل کو سارے جہان سے نہ ایک مثل ہے ایک دوسرے سے ہے

بَعْضٌ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ إِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرَانَ
 اور اللہ سنا جاتا ہے جب عمران کی بیوی نے اسے عرض کی

رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّي
 نے دیکھا کہ میں نے تجھ کے لئے نذر مانی بول جو میرے پیٹ میں ہے کہ فاعل میری ہی ہے

إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ
 میں نے تجھ کو تولد سے قبول کرنے کے لئے نذر مانی چھوڑتا ہوں جب اسے مایوس

رَبِّ إِنِّي وَضَعْتُهَا أُنْثَىٰ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا وَضَعْتَ
 نے دیکھا کہ میں نے لڑکی ہی نہ اور اللہ کو خوب معلوم ہے مجھ کو وہ بھی

وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنْثَىٰ ۝ إِنِّي سَمِيتُهَا مَرْيَمَ ۝ وَإِنِّي
 اور وہ لڑکا جس نے بظاہر اس لڑکی کا نہیں اور میں نے اس کا نام کریم رکھا اور میں

أَعِيزُ هَآئِكَ وَذُرِّيَّتُهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝
 اسے اور اس کی اولاد کو میری پناہ میں دیکھ بول نام سے کہے شیطان سے ہے

فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ ۝ وَأَنْبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۝
 تو اسے اس کے رب نے اچھی طرح قبول کیا اور اسے اچھا پروان چڑھایا

وَوَضَعَهَا زَكْرِيَّا ۝ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ
 اور اسے زکریا کی گھائی میں دیکھا جب دروازہ اس کے پاس اس کی تلاوت کرتے کی گھبراہٹ لگا جس

منزل

السلام موسیٰ علیہ السلام کے والد ہیں، ان دونوں عمرالوں میں احماد سورس کا قاصد ہے ۵۔ نہ لاولہ نہیں چھاپے میں اولاد کے آثار نمودار ہوئے سمجھیں کہ میرے بیٹ میں لڑکا ہے، نذر مانی کی جس اسے بیت المقدس کی خدمت کے لئے وقف کرتی ہوں۔ کیونکہ بیت المقدس میں صرف لڑکے خدام ہوتے تھے اب بھی اگر مسلمان اپنے بچوں کو خدمت دین کے لئے وقف کر دیں تو وقف لغوی درست ہے۔ رب فرماتا ہے نَذْرًا لِّذَلِّذِينَ كُنْزُكَ يَخْلَقُكَ كَمَا يَخْلُقُ ۶۔ آپ کا یہ عرض کرنا ظاہر افسوس کے لئے قائل اور آپ کو لڑکی پیدا ہونے کا افسوس نہ تھا کیونکہ یہ کفار کا طریقہ ہے بلکہ اپنی ضرورت دی نہ ہو سکے کا افسوس تھا۔ یہ یہ مقصود تھا کہ وہ بے علم ہے اسے خبر دیں اس لئے ارشاد ہوا وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَمَا تَشْفَعُ ۷۔ یعنی کوئی لڑکا اس لڑکی کی طرح نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ تمام جہان کی عورتوں سے افضل روح اللہ علیہ السلام کی ماں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

卷四

یہ احبار کے سپرد کر چکی تھیں، نور ثابت نہیں ہوتا کہ آپ کے معلوم ہوا کہ وہاں کے پاس دھانا گٹنا سنتی ہے اور وہاں دھانا زیادہ فروغ پانے لگا ہے یہ بھی مسئلہ واضح ہوتا ہے کہ جس قسم میں لے نہیں بلکہ روپ کے لئے کہ وہ دھندلا کر صاف ہو، تاکہ ہمیں ہے کیونکہ اس کا دھونے والے فرشتے کو خبر تھی کہ آپ کو پتہ لگے گا

سفر

یہ جہاد کے سپرد کر چکی تھیں، اور ثابت ہو تا کہ آپ کے لئے کوئی دلی مقرر کی گئی ہو۔ ۲۔ یعنی حضرت مریم کے پاس کھڑے ہو کر بیٹے کی دعا کی، اس سے معلوم ہوا کہ ولی کے پاس دعا مانگنا مستحق ہے اور وہاں دعا زیادہ قبول ہوتی ہے خواہ زندہ ولی کے پاس دعا کرے یا قبروں کے پاس، رب فرماتا ہے: **أَنذَرُ الْبَلَاءِ شَفَعَةُ** انذار بلی کے لئے یہ بھی مسئلہ واضح ہو تا ہے کہ جس قبر میں خود صالحین ہوں، اس قبر کا احترام کرے ۳۔ معلوم ہوا کہ بیٹے کی دعا کا مستحق انبیاء ہے مگر نفس کے لئے نہیں بلکہ دہ کے لئے کہ وہ دھندلے صاف ہو، تاکہ ہمیں قبر میں اس کی نیکیوں سے آرم پڑے ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو علم غیب دیا ہے کیونکہ اس پر کارنے والے فرشتے کو خبر چھٹی کہ آپ کو پناہ ملے گی اور وہ پناہی ہو گی اور ان صفات کا مالک ہو گا یہ علوم عیب ہیں بلکہ علوم غیب ہیں۔ جب ذکر

دوسرے یہ کہ عورتیں مردوں کی جماعت میں پردے کے ساتھ علیحدہ رہ کر نماز پڑھ سکتی ہیں، تیسرے یہ کہ عورت خود جماعت نہیں کر سکتی اس طرح کہ عورت امام بنے کیونکہ رکوع جمع ذکر فرمایا گیا ہے جسے یہ کہ داور ترتیب نہیں پاتا کیونکہ رکوع بعد سے پہلے ہوتا ہے مگر یہاں بعد کے ذکر پہلے ہے رب فرماتا ہے یا عیسیٰ اِنِّیْ مَعْقِلُکَ وَ اِنِّیْ اَمْلِکُکَ حَتّٰی تَرْضٰی عَلَیْہِ السَّلَامَ کا آسمان پر جانا پہلے ہے اور وفات بعد میں جب یعنی اسی جسم شریف کے ساتھ اور پھر آپ کا ذکر یہ خبریں جتا رہے ہیں۔ تو یہ علم آپ کی نبوت و رسالت کی دلیل ہے۔ کیونکہ آپ کے مشعلہ میں تمام گزشتہ اور آنکھ حالات ہیں رب فرماتا ہے اِنَّا نَسْخَرُکَ مِنْہُ اَمْرًا اور فرماتا ہے اَنَّا نُرِکِّکَ مِنْہُ رَحْمَةً بَاطِلُ الْغِیْبِ غِیَالٍ رہے کہ نبی صلی اللہ علیہ و سلم اور نبوت کے لحاظ سے ہر وقت ہر جگہ جلوہ گر ہیں اور ہر شے سے خود ار گزشتہ واقعات کو ملاحظہ فرما رہے

٧٤٠

۱۔ یعنی تم کتواری ہی رہو گی اور فرزند پیدا ہو جاوے گا
 اللہ بڑا قدرت اور حکمت والا ہے یہ معلوم ہو اگر یہی
 علیہ السلام صرف بنی اسرائیل کے نبی تھے لہذا انہارے
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین قریشی کہ
 اسلام سے پہلے یہی تھے نہ تھے کیونکہ یہ لوگ بنی اسماعیل
 تھے حضور کے والدین دین ابراہیمی پر تھے۔ یہاں
 آیت سے مراد یہی ہے جس سے یہی کی نبوت ثابت
 ہوتی ہو۔ اسی لئے آپ نے آج کل کے غیر میں اپنے چند
 بھجورے بیان فرمائے جو آگے آ رہے ہیں یہ ہماری
 شریعت میں کافی تصویر باطنی کی صورت جاندار کی بنانا
 حرام ہے اس سے پہلی شریعتوں میں جائز تھا۔ یہی علیہ
 السلام یہ صورتیں اختیار بھجورے کے لئے بنا تھے۔
 حضرت سلیمان علیہ السلام نے جنت سے تصویریں بنوائی

تھیں، اقدار کمال کے لئے رب فرماتا ہے یَسْتَفْتُونَكَ عَنْ مَا أَنزَلَ
فِي صُورَةِ الْإِلَهِامِ كُتُوبَ وَأُورْزَنْدِی كَا اِیْتِبَارِ دِوَا قَدَامَا كَر
وَقَات كَا اِیْتِبَارِ دِوَا۔ میں نے آخرت كَا اِیْتِبَارِ فرمایا ۱۔ چنانچہ
پروردہ ہے كہ اس كے دانت ہیں پستان سے بدودہ (۱۰) ہے اپنے
مُخْطُوب ہو سكتے ہیں كیونكہ طُغْرَا رُوب كَا كَام ہے اَلْوَی كَر

محل

منزل

تھیں، اکتار کمال کے لئے رب فرماتا ہے: **يَسْتَوْفُوا نَفَقَاتَهُمْ بِأَعْيُنِنَا** وہ اس میں اولیاء کے دم و درود کا ثبوت ہے، ان آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حبشی علیہ السلام کو موت اور زندگی کا اختیار دیا تھا حالانکہ یہ وہ چیز ہے جہاں کسی کا اختیار نہیں چلتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھے رب نے زندگی اور وفات کا اختیار دیا۔ میں نے آخرت کو اختیار فرمایا۔ چنانچہ آپ نے لوگوں کو عرض پر چکڑوڑی کھل دیا کہ اس میں چوک ماری تو وہ زندہ ہو کر اڑنے لگی۔ چکڑوڑی جیب پر بند ہے کہ اس کے دانت ہیں پستان سے دودھ ۱۰۰ ہے لہجہ روں کے اڑتی ہے آہستی ہے اندھے نہیں دیتی، بچے جنتی ہے۔ ۷۔ معلوم ہوا کہ رہائی کام صالحین کی طرف منسوب ہو سکتے ہیں کیونکہ خداوند رب کا کام ہے خدا ہی کہنا جائز ہے کہ رسول اللہ و اہل بیت ہیں لولاد دیتے ہیں کیونکہ حبشی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں موتے زندہ کرتا

(صفحہ ۸۸) ہوں میں اطلاع پانچوں کو اچھا کرتا ہوں میں بھی خبریں دیتا ہوں۔ حالانکہ یہ تمام کام رب کے ہیں ۸۔ خیال رہے کہ یحییٰ علیہ السلام کے زمانہ میں علم طب کا دست زور تھا جالغوس حکیم آپ ہی کے زمانہ میں تھا۔ اور اسی کے نزدیک تین چیزیں ناممکن ہیں۔ مردہ زندہ کرنا، بارہ زلازل سے اچھے کرنا، تمام بدن کے کوڑھی کو تندرست کرنا۔ آپ نے یہ تین کام کر کے دکھا دیے معلوم ہوا کہ نبی کو وہ عجوبے دیئے جاتے ہیں جن کا اس زمانہ میں جہاں ہوا اگر کلاویں ہی ہو تو چاہیے تھا کہ وہ مانتی لکھوات کی قسم کا چھو دکھاتا۔ جس سے سائنس کل ہو جاتی ۹۔ یحییٰ علیہ السلام نے چار مردے جلائے، چار مردے آپ کا دست تھاموت کے تین دن بعد اسے زندہ کیا اور عرصہ تک زندہ رہے اس کے اولاد بھی ہوئی ایک بیٹھا کالا کاجس کا جنازہ چارہا تھا آپ نے زندہ فرمایا وہ لوگوں کے کندھوں سے کود پڑا۔ عرصہ تک زندہ رہا اولاد ہوئی ایک چنگی کے حصول واسطے کی لڑی، سام ابن لوح علیہ السلام جنہیں وفات پانچے ہزار سال ہو چکے تھے آپ ان کی قبر پر شریف لے گئے اور انہیں زندہ فرمایا۔ مگر انہوں نے عرض کیا کہ اب مجھے زندگی کی خواہش نہیں اس سے معلوم ہوا کہ اگر حضور غوث پاک نے بارہ برس کی طبیعت ہوئی رات کو زندہ فرمایا ہو تو کوئی مضائقہ نہیں اس دولہا کی بھرپور تہنیت میں ہے اس کا نام کبیر الدین ہے اور شہ دولہ کے نام سے مشہور ہے حضور غوث پاک کے خلیفہ ہیں ان کی قبر شریف زیارت گاہ تھیں وہ علم سے ان کی عمر چھ سو برس ہوئی مد خیال رہے کہ تاسخوت اور پختختن مضارع ہے جس میں زمانہ حال اور استقبال دونوں کا احتمال ہوتا ہے یا سنی یہ ہیں کہ جو تم سب لوگ کھا کر آؤ یا جو کچھ سال دولہ کے لئے کم لکڑی وغیرہ جمع کرو۔ وہ سب مجھ سے پوچھ لو۔ یا ہر شخص عربی میں جو کچھ کھائے گا یا جمع کرے گا آج ہی سب کچھ میں جاسکا ہوں یعنی ہر دانہ کے حلق جان ہوں کہ یہ کس کی قسمت کا ہے اب بتاؤ ہمارے حضور کا علم کتنا ہے یہ تمام علوم حضور کے سمندر علم کے قطرے ہیں معلوم ہوا کہ علم غیب ہی کا چھوڑ ہے۔ وہ جیسے اونٹ کا گوشت چھلی ہو کر پختہ ہوئے وہی موسوی میں حرام تھے یحییٰ علیہ السلام نے طحال فرماتے۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ صحیح تصدیق کے خلاف نہیں کہ آپ توحید کی تصدیق بھی کرتے ہیں اور اسے منسوخ بھی فرماتے ہیں دوسرے یہ کہ انبیاء کرام بلاذن الہی حلال و حرام فرماتے کے مختار ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ میں طحال کرتا ہوں ۱۲۔ یعنی میں اتنی قدر قوت اور علم کے باوجود اللہ نہیں بلکہ بندہ ہوں اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء اولیاء میں معجزات یا کلمات ماننا شرک نہیں اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہم نے انہیں رب مان لیا اس سے

تلاوت قرآن ۲	۸۹	آل عمران ۴
<p>فَلَمَّا أَحْسَسَ عِيسَىٰ مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ أَنْصَارِي ۖ</p> <p>پھر جب یحییٰ نے ان سے کھرا لیا انے لگا کہ ان مجھے سے مددگار ہوتے ہیں</p> <p>إِلَى اللَّهِ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنْصَارُ اللَّهِ أَمَّا</p> <p>اللہ کی طرف حواریوں نے کہا ہم دینی خدا کے مددگار ہیں نہ ہم اللہ ہر</p> <p>بِاللَّهِ وَأَشْهَدُ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ۖ رَبَّنَا أَمَّا بِمَا اتَّخَذَتْ</p> <p>ایمان لائے اور آپ کو وہ دیکھیں کہ یہ مسلمان ہیں سب ہمارے ہم آں بڑا بیان لائے جو کہ</p> <p>وَاتَّبَعْنَا الرَّسُولَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ ۖ وَمَكْرُؤًا</p> <p>لے اٹھا اور رسول کے تابع ہوئے تو ہمیں حق ہو گا وہی ہے وہ اول میں کھڑے ہوا کہ انہوں نے</p> <p>وَمَكْرًا لِلَّهِ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَكْرِيينَ ۖ إِذْ قَالَ اللَّهُ</p> <p>مکرا اور اللہ کے خیر تدبیر فرمائے کہ اور اللہ سب سے بہتر تدبیر والا ہے اور وہ سب</p> <p>يَعِيسَىٰ إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ</p> <p>اللہ نے فرمایا میں ہی میں مجھے پھر تم کو اٹھاؤں گا اور تمہیں میری طرف اٹھا دوں گا</p> <p>مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فُتُوحٍ</p> <p>اور مجھے کافروں سے پاک کر دوں گا اور میرے پیروؤں کو فتح عطا کرے گا</p> <p>الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ثُمَّ إِلَىٰ مَرْجِعِكُمْ</p> <p>پھر تمہارے روز کا تمہارے پھر تم سب میری طرف بلاتے ہیں</p> <p>فَأَحْكُم بَيْنَكُمْ فِي مَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ۖ فَاَمَّا</p> <p>آؤں تو میں تم میں فیصلہ فرما دوں گا جس بات میں جھگڑتے ہو تو وہ</p> <p>الَّذِينَ كَفَرُوا فَاعْلَنُوا أَنَّهُمْ عَدَاوَاتِي الدُّنْيَا</p> <p>کافر ہوئے میں انہیں دنیا اور آخرت میں سخت عذاب</p> <p>وَالْآخِرَةِ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نَّاصِرِينَ ۖ وَأَمَّا الَّذِينَ</p> <p>کروں گا کہ اور ان کا کوئی مددگار نہ ہو گا کہ اور وہ جو</p>		

مذلل

موجودہ دہائیوں کو عبرت پڑنا چاہیے۔
 ۱۔ یعنی اولوہ عقل جو یہودیوں نے کر لیا تھا۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر کی ایذا کا راہ نہ کرنا بھی کفر ہے۔ ان کی تعظیم و خدمت ایمان ہے ۲۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بوقت معیت اللہ کے بندوں سے مدد مانگنا سخت وغیرہ ہے دوسرے یہ کہ نبی کی مدد گویا خدا کی مدد ہے کہ ان لوگوں نے یحییٰ علیہ السلام کی مدد کی۔ مگر انہیں انصار اللہ کہا گیا اب بھی ان کے دین والوں کو انصاری کہتے ہیں۔ جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی ایک جماعت کا نام انصار ہے۔ تیسرے یہ کہ اپنے ایمان کا اعلان کرنا چھپا کر نہ رکھنا سنت ہے چوتھے یہ کہ اپنے ایمان پر نبی کو گواہ ماننا محمود ہے ۳۔ شاہچوند سے مراد تو اوست محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو قیامت میں

(بقیہ صفحہ ۸۹) نبیوں کی گواہی دے گی یا انبیاء کرام ہیں جنہوں نے اللہ کی توحید کی سب سے پہلے گواہی دی ۳۔ کہ ان کا عین کے ایک آدمی کو یحییٰ علیہ السلام کا ہم شکل بنادیا اور انہوں نے اسے یحییٰ علیہ السلام سمجھ کر سولی سے دی۔ مگر سے مراد خلیفہ خدیجہ ہے ۵۔ وہ ان ترتیب نہیں چاہتا۔ کبھی خلاف ترتیب بھی ذکر ہو جاتا ہے رب فرماتا ہے: **وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ** کیونکہ آپ کا آسمان پر اٹھنا پہلے ہے اور وفات بعد میں۔ مگر عین میں اس کے برعکس ہے جیسے روکھ سجدے سے پہلے ہے ۶۔ یعنی آسمان پر جہاں فرشتے رہتے ہیں کوئی بے دین نہیں جیسے ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تھا: **إِنِّي خَافُ الْغَابِ** اے غائب اللہ! اپنے رب کے پاس جا رہا ہوں یعنی شام کی سر زمین میں جہاں نور اسلام درخشاں ہے۔ آج بھی مسجد میں جانے والا کعبہ کو جانے والا کہتا ہے کہ میں رب کے پاس جا رہا ہوں۔ اس سے یحییٰ علیہ السلام کا زندہ آسمان پر جانا ثابت ہے آپ قریب قیامت اتریں گے اور دین اسلام کی اشاعت کریں گے نکاح کریں گے اور نور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دونوں حضرات دفن ہوں گے (حدیث شریف) چالیس سال زندہ رہیں گے ۷۔ اس طرح کہ کفار کے نرے سے جنہیں بچاؤں گا وہ جنہیں سولی نہ دے سکیں گے ۸۔ خواہ وہ اس زندہ کے صحیح عیسائی ہوں یا مسلمان کیونکہ ہر مسلمان یحییٰ علیہ السلام کو مانتا ہے ان کی پیروی کرتا ہے کیونکہ قرآن کا ماننا یحییٰ علیہ السلام کی پیروی ہے وہ اس کا حکم دے گئے ہیں۔ مسلمان ہر نبی کا پیرو ہے کیونکہ ہر نبی نے قرآن کا حکم دیا ہے ۹۔ مگر وہ سے مراد یا سارے کفار ہیں یا یہود اور غلبہ سے مراد یا سلطنت کا غلبہ ہے یا دینی غلبہ یا دلائل کا غلبہ لہذا اس آیت کا یہ مطلب نہیں کہ قیامت تک تو مسلمان یہود پر غالب رہیں اور قیامت کے بعد یہود غالب آجائیں کیونکہ اس غلبہ کی ابتدا قیامت ہے قیامت کے بعد وہ مری جسم کا غلبہ مسلمانوں کو ملے گا جس کا ذکر تم کے بعد آ رہا ہے ۱۰۔ دنیا میں عذاب، قتل، قید، جزیہ قائم ہوتا ہے آخرت کا عذاب بدتر ہے الب اس سے معلوم ہوا کہ مددگار نہ ہونا کفار پر عذاب ہے اللہ تعالیٰ مومنوں کے لئے بہت سے مددگار بنا دے گا۔ جو کہتا ہے کہ دنیا و آخرت میں میرا مددگار کوئی نہیں وہ درپردہ اپنے کفر کا اقرار کر رہا ہے۔

۱۰۰	۱۰۱	۱۰۲
الاحزاب	۱۰۰	۱۰۱
أَمِنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَيُوَفِّيهِمْ أَجْرَهُمْ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ﴿۱۰۰﴾		
ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کا ایک ایسا اجر ہے جو ان کا تمام اللہ		
وَالَّذِينَ الظَّالِمِينَ ﴿۱۰۱﴾		
کرتے ہیں جانتے ہیں کہ تم بد کرتے ہو تم پر کچھ آجائیں		
وَالَّذِينَ الظَّالِمِينَ ﴿۱۰۲﴾		
اور مکت والی نصیحت یحییٰ کی کہادت اللہ کے نزدیک آدمی کی طرح ہے کہ		
أَدَمُ خَلْقَهُ مِنْ تَرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴿۱۰۳﴾		
اسے مٹی سے بنایا پھر فرمایا ہو جاؤ تو رہا تو رہا جاتا ہے کہ		
الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِنَ الْمُمْتَرِينَ ﴿۱۰۴﴾		
اے نبی صاف بات ہے تجھ سے یہی ہے تو شک والوں میں نہ ہونا پہلے ہی		
حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ		
جو تم سے علم کے اسے پہنچا دیتے ہیں میرا اس کے کہ نہیں تم آگیا تو ان سے فرماؤ		
تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَابْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ		
آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں		
وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ		
اللہ اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں پھر مالد کر لیں تو جو بولیں اللہ کی		
اللَّهُ عَلَى الْكَافِرِينَ ﴿۱۰۵﴾		
لعنت ڈالیں نہ بھی ہے شک سہا جوان ہے کہ		
وَمَا مِنْ إِلَهٍ إِلَّا اللَّهُ وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۱۰۶﴾		
اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور ہے شک اللہ ہی غالب ہے حکمت والا		
فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِالْمُفْسِدِينَ ﴿۱۰۷﴾		
پھر اگر وہ منہ پھیریں کہ تو انہیں فاسقوں کو جانتا ہے تم فرماؤ		

ہے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن پر خدا حضرت جبریل کا حکم تھا مگر رب نے فرمایا کہ تم عبادت کرتے ہیں ایسے ہی جیسا کہ اللہ کا پیارا رب کے حکم کو کہہ دیتا ہے کہ یہ میرا حکم ہے یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں زندہ کرتا ہوں حضرت جبریل نے نبی بی مہم سے فرمایا کہ میں تمہیں سزا دیتا ہوں گا (قرآن) ۳۔ کہ جیسے آدم علیہ السلام بغیر اللہ کے بنے ایسے ہی یحییٰ علیہ السلام جب آدم علیہ السلام خدا کے بننے نہ ہوئے تو یحییٰ علیہ السلام خدا کے بننے کیسے ہو سکتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ یحییٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے ۵۔ یعنی اس کی قدرت یہ ہے کہ اگرچہ قانون یہ ہے کہ چھ ماہ باپ کے نطفہ سے ہو لہذا تم رب کے قانون اور قدرت دونوں کو مانو ۶۔ یعنی نہ تو اس میں شک کرو کہ یحییٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے اور نہ اس میں شک کرو کہ یحییٰ علیہ السلام خالص بندہ ہیں اللہ یا اللہ کے

(پیش صفحہ ۹۰) بیٹے فیض اللہ اکھتری اور میسائی دونوں ہی بے دین ہیں۔ انہوں نے نوامیس کو چٹا اور بیٹی کو اپنی کونہ کہہ سکتے ہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس موقع پر حضرات حسینؑ، طاہرہ الزہراءؑ، علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم کو حرم کے باہر لے کر پہلے گئے تھے۔ پھر علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی بیٹوں میں داخل تھے۔ کہ چھوٹے بھائی تھے اور طاہرہ ہے کہ انسان ایسے موقع پر اپنی اور اپنی اولاد کی حق نہیں کھاتا ہے، احباب! ازدواج کی حق نہیں کھاتا یہ آیت اللہ بیت الطہارہ کی ابتلائی علیہ السلام پر ہی ہے، لیکن مساکرے بڑے دین سے تمام جعفر صادقؑ من محمدیؑ اور دین کی کہ حضور پہلے میں ان چار حضرات کے ساتھ ظلمہ ملا اور ان کی اولاد کو بھی ساتھ لے گئے

۱۔ یعنی تورات و انجیل و قرآن سب میں اس کا حکم ہے۔ معلوم ہوا کہ عقائد میں تمام شریعتیں برابر ہیں، اعمال میں فرق ہے ۲۔ یعنی احمق نبی کو اللہ نہ سمجھیں کہ یہود نے حضرت عزیر علیہ السلام اور نضاری نے حضرت مسیح علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا سمجھ لیا۔ یا جابل عالم کو دہرے چلنے کے ان عالموں کو حرام و حلال کا مالک کہے اور اللہ کی ظاہر مافی میں الٰہ کی عظمت کرے لہذا یہ جملہ کلمۃ سواد کا بیان ہے 'خیال رہے کہ نبی اور احمق میں کلمہ سواد کے یہی معنی ہیں جو بیان ہوئے۔ دہرے احمق نبی کے برابر کسی شک میں نہیں ہو سکتا۔ احمق سوچنے سے نبی ایمان ہے نبی کا کلمہ ہے انا اللہ و اللہ اللہ۔ اگر ہم اس طرح کہیں تو کافر ہو جائیں ۳۔ یعنی تم مسلمان نہیں معلوم ہوا کہ مسلمان صرف حضور کے احمق کو کہنا جاتا ہے۔ خیال رہے کہ یہود اور یہودی اپنے راہبوں یا پوروں کو سچے کہتے ان سے اپنے کتاب مخالف کرواتے تھے یہ ان کا اپنے

الْحَمْدُ لِلَّهِ

يَا هَلْ الْكِتَابُ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ

۱۔ شان نزول :- آیات لان یهود کے متعلق نازل ہوئی جو حضرت معاذ بن جبل، حذیفہ ابن یمان، عمر ابن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ جیسے صحابہ کو یہودی بطنے کی کوشش کرتے تھے اور ان پر دلو چلانے کی ہوس خامش پیچھے ہونے لگی۔ اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کے ایمان کی رتبہ تعلی نے غور کی ہے وہی کہ انہیں کوئی گمراہ نہیں کر سکتا کیونکہ وہ رب کی امانت میں ہیں اللہ کوئی بھی صحابہ کی طرح جو حسن میں ہو سکتا ہو نہ کہ برائی کا حامل خطرے میں ہے سوائے صحابہ کے رب فرما تا ہے واللہ اعلم بالصواب التقری والافعال اعلیٰ اور فرما تا ہے حکوہ البکم لکن والفسوق والعیب والرب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فرمایا ہے کہ انکم انکفروا والنسوة واللعیان سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا

اللہ رب کی ساری آیتوں کا انکار ہے لہذا آپ کا مناسب کلمہ ہے
 کہیے کہ اہل کتب کے حضور کا انکار کیا؟ رب نے اس انکار کو آیات
 پر کیا؟ انکار قرار دے دیا۔ یہاں حق سے مراد تورہ و انجیل کی اصل
 آیات ہیں جو رب کی طرف سے نازل ہوئیں اور باطل سے مراد یہود
 کی "بیانات یا نئی طرف" ملانی ہوئی عبارتیں ہیں۔ مفسرین تفسیر
 میں اس طرح ممتاز کر کے عبارتیں لکھتے ہیں کہ قرآن مجید علیحدہ
 معلوم ہو تا ہے لہذا اس آیت میں داخل نہیں ہے۔ اس سے دو
 مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کلام اللہ کو انسانی کلام سے خط طوط کرنا
 جس سے امتیاز نہ رہے حرام ہے اس لئے سورتوں کے نام ممتاز کر کے
 لکھے جاتے ہیں، دوسرے انصاف و غیور کے اشارے حاشیہ پر تفسیری
 عبارت آیت سے فرق کر کے لکھی جاتی ہے دوسرے یہ کہ غلط
 مسئلہ بنانا حق چھپانا حرام ہے خصوصاً عقائد میں۔ اہل مسلمانوں کو مرتد
 کرنے کی یہ چلائی ہوئی خبر کے بارہ راہبوں نے سوچی تھی کہ صحیح
 یہودی کی ایک جماعت ایمان لائے شام کو مرتد ہو جائے یہ کہہ کر کہ
 اسلام میں کوئی خلی نہیں لورنہ تھی اسلام وہی نہیں جن کی خبر ہماری
 کتاب میں تھی۔ پہلے سے قرآن نے ان کی اس سازش کی خبر سے کر

کتاب علیہ میں کہیں نہ تھا مگر قرآن کریم نے اعلان فرما دیا کہ جس کے گناہوں کی معافی مرزا میں نہیں کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے میرا فضل ہے جسے چاہوں دوں۔ میں نے کافضل ہے آدم علیہ السلام جیسی علیہ السلام پر انہی نے حضرت مریم بیچن شریف میں ولی نہیں۔ حالانکہ اس وقت

تلك الوصل ١٣

الشيخ محمد بن عبد الله

وَدَّتْ خَافِقَةٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ أَنْ يُضِلُّوكُمْ وَمَا

يُضِلُّونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَيَشْعُرُونَ ﴿١٩﴾ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ

لَمْ تَكْفُرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَأَنْتُمْ تَسْهَوْنَ يَا هُلَّ

الْكِتَابَ لَمْ تَأْتِ بِشَيْءٍ جَدِيدٍ

وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٥٠﴾ وَقَالَتْ كَأَيْفَ تُقْنِ أَهْلَ الْكِتَابِ

فَمَنْ يَدْعُ إِلَى الْإِثْمِ وَالْفَسَادِ يَحْمِلْ أَوْثَرَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

وَالْقَوْمُ الْغَافِلُونَ

تَعُوذُ بِكَ يَا اَبِي الْقُدَّامِ هَذِهِ الْفُقَرَاءُ

أَحَدٌ مِّنَّا أَوْ سِتْرًا أَوْ حَاجَةً عِنْدَ رَبِّكَ فَإِلَّا يَكُنِ

الْقُرْآنُ الْمَجِيدُ

الحمد لله الذي جعل القرآن الكريم من أجل ما فيه من النعمان والبركات

مذہب

کتب علیہ میں کہیں نہ تھا مگر قرآن کریم نے اعلان فرمادیا کہ نبوت ابراہیم علیہ السلام کے خاندان سے خاص کر دی گئی۔ وَجَعَلْنَاهُ فِذِ الْقُرْآنِ آيَةً وَالْكَتُوبِ ۖ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ۔ یعنی اللہ نے جس چیز میں قدرت لگائی تم لگائے والے گون۔ نبوت میرا فضل ہے جسے چاہوں دلوں میں نے اس کو نبی اسرائیل کے لئے خاص نہ فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبوت اعمال سے نہیں ملتی۔ یہ شخص اللہ کا فضل ہے، آدم علیہ السلام یعنی علیہ السلام پر انکس نبی ہیں، ایسے ہی ولایت بھی اعمال پر موقوف نہیں کبھی عمل سے اور کبھی بغیر عمل عطاء رب سے ملتی ہے۔ حضرت مریم بچپن شریف میں ہی ولی تھیں۔ حالانکہ اس وقت تک کوئی عمل نہ کیا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جسے اللہ خاص کر دے اسے کوئی عام نہیں کر سکتا۔

ابن کثیر نے فرمایا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور قتیبہ بن نافع رضی اللہ عنہما کے حق میں ثابت ہوئی کہ عبداللہ بن مسعود کے پاس ایک قریشی نے بارہ سو اونچے سو امانت رکھ رکھ جس کی نہ خبر تھی نہ کوئی، مطالبہ کے وقت آپ نے اسی طرح جواب فرمایا۔ قتیبہ کے پاس ایک شخص نے صرف ایک اشقی امانت رکھی تھیں۔ بتائے وقت وہ اس سے انکاری ہو گیا حالانکہ یہ دونوں اسی وقت یہودی تھے۔ عبداللہ بن مسعود میں اسلام لے آئے، اس سے معلوم ہوا کہ امانت داری تعریف کے

قاتل صفت ہے، اگرچہ غیر مسلم میں ہو یہ بھی معلوم ہوا کہ ہونہار کی علامتی پہلے سے ہی معلوم ہو جاتی ہیں، ہندی میں کلموت ہے ہونہار ہوا کے چٹکے چٹکے پات، یہ بھی معلوم ہوا کہ خیانت بری چیز ہے ۲۔ یعنی یار پار قضا کرتا رہے اور لوگوں کے سامنے اسے یاد دلانا رہے جس کی وجہ سے انکار نہ کر سکے، یعنی اللہ کے خوف سے نہیں بلکہ انسانوں کے خوف سے وہ ادا کرتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ حکومت کے ڈر، آدمیوں کے خوف سے نیکی کرنا قاتل تعریف نہیں ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی کا مال مارنا، امانت میں خیانت کرنا حرام ہے، اگرچہ کافر ہی کا کیوں نہ ہو، قرض، امانت سب کا ادا کرنا لازم ہے، بددیانتی کرنا کفار کا طریقہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہجرت فرمائی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ ان کفار کی لامنتیں میرے پاس ہیں جو مجھے اس وقت قتل کا ارادہ کر رہے ہیں تم یہ لامنتیں ادا کر کے مدینہ آ جاؤ، سبحان اللہ! ۴۔ یعنی کہتے ہیں کہ توریت میں رب نے ہمیں حکم دیا ہے کہ اپنے دین والوں کے علاوہ کی لامنتیں کسا جایا کرو۔ محاذ اللہ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو کسی سے وعدہ کیا جائے اسے ضرور پورا کیا جائے خواہ رب سے کیا ہو یا عام انسانوں سے، یا نبی سے یا اپنے پیارے یا بوقت نجات پوری سے یا کسی اور عزیز سے اس آیت سے عہد کے متعلق بہت مسائل نکلے ہیں، ۶۔ اس دعوے میں جھوٹی قسم کھا کر مال لے لینے والے رشوت لے کر جھوٹی گواہی دینے والے یا جھوٹی فیصلے کرنے والے، دام لے کر جھوٹے قرضے دینے والے، محتانہ لے کر جھوٹوں کی جھوٹی وکالت کرنے والے سب ہی داخل ہیں، اللہ محفوظ رکھے۔ ۷۔ علاوہ فرماتے ہیں کہ رب ان سے محبت کا کلام اور رحمت کی نظر نہ فرمائے گا۔ غضب کا کلام فرمائے گا۔ صوفیاء کے نزدیک دوزخ میں رب ان سے بالکل کلام نہ فرمائے گا اور یہ کلام نہ فرمائے گا، احتمالی طرب ہو گا۔ کیونکہ وہاں بندے کے دل میں عشق الہی کی آگ بھڑک تھی ہوئی پھر اس محبوب کا جواب فرماتا، چینی عذاب ہو گا۔

رب فرما تا جب فلاں مقام میں پہنچے تب یہ التجویز ہیں اس سے معلوم ہوا کہ موسیٰ کو رب سے ہم کتابی اور اس کا یہ ارہو کہ اللہم ارزنا الموت علی الإنساب ۸۔ معلوم ہوا کہ گناہوں کی سزا میں نہ ہونا کفار کے لئے بطریق عذاب ہو گا موسیٰ کے لئے گناہوں کی ضرورت معافی ہوگی۔ خواہ تمام کی خواہ بعض پر کچھ سزا مل جاوے اور بعض کی معافی ہو جائے۔ ۹۔ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تمہیں انھوں سے اللہ تعالیٰ کام نہ فرمائے گا نہ انھیں گناہوں سے پاک فرمائے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ انسان جنکے والا مخلوق سے محبت نہ لکھائے والے جھوٹی تمہیں کھا کر مال بیچے والا۔ اور یہی ہے آیت خلوات فرمائی ۱۰۔ یعنی اپنی ملاوٹی عمارتوں کو توڑتے کی طرح پڑھتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ غیر قرآن کو تجویز قرآنی اور قرآنی لیے میں نہ پڑھا جائے۔ اس پر آیات درکوع وغیرہ نہ لگتے۔ دلائل الخیرات اور حزب البحر

إِلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَنْ إِنْ تَأْمَنَّهُ بِيَدِ الْيَوْدِ

إِلَيْكَ الْأُمُودُ عَلَىٰ قَائِمًا ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ

قَالُوا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْأُمِّيِّينَ سَبِيلٌ وَيَقُولُونَ

عَلَّمَ اللَّهُ الْكُذْبَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿٥٥﴾ بَلَىٰ مَنْ أَوْفَىٰ

جان بوجھ کر جھوٹا بیعتے ہیں مگر ہاں کیوں نہیں جی نے

يَعْرِضُهَا وَاتَّقِ فَإِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ﴿٢١﴾ إِنَّ

اپنا عہد پورا کیا ہے اور بد میں گزارنے کی اور بیشک بد میں گزارنا شروع کرتے ہی دم

النَّاسُ يَشْكُرُونَ يَعْبُدُونَ اللَّهَ وَإِنَّمَا تَجْعَلُونَ لِكُلِّ قَوْمٍ

جو اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے پورے ذلیل و نام لیتے ہیں تو

وَأُولَٰئِكَ أَخِلَاقُهُمْ فِي الْأَخِيَّةِ وَلَا يَكِلُهُمُ اللَّهُ

۶ حضرت میں ان کا کچھ حصہ نہیں اور اللہ نہ ان سے بات کرے

وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ

مذہبی حُرمت نظر فرمائے شہ قیامت کے دن اور نہ انہیں پاک کرے شہ اور ان کے لئے

عَذَابُ الْيَمِينِ ۝ وَإِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيقَيْنِ لَیْسَ لَهُمْ

لہذا ناگ مذاب ہے کہ احمد ان میں کہہ رہا تھا جو زبان پھر کتاب میں نقل کرتے

يَا كُتَيْبُ لِيَحْسَبُوهُ مِنَ الْكُتَيْبِ وَمَا هُوَ مِنْ

یہاں تک کہ تم سمجھو یہ بھی کتاب میں ہے اور وہ

(صفحہ ۹۳) دنیوی دنیا میں یہ بات نہیں ہے۔ وہاں صرف جہنم کے گھر ہیں۔ قرآنی کوئی چیز نہ کی گئی ہے اس سے معلوم ہوا کہ غیر قرآن کو اس طرح پڑھنا یا لکھنا جس سے اس کا قرآن ہونے کا شبہ ہو منع ہے۔ اس لئے مہل غاصریں قرآنی آیت اور مہل غیر قرآنی عبارت میں فرق کر کے لکھتے ہیں۔ بلکہ جلد ساری قرآن اور دوسری کتابوں کی جلدوں میں فرق رکھتے ہیں۔ تاکہ شبہ واقع نہ ہو۔

۱۔ معلوم ہوا کہ عالم کا لکھنا جہل کے گھر سے زیادہ سخت ہے اس لئے قرآن کریم نے اکثر جگہ **مَنْ لَمْ يَلْمِزْ يَلْمِزْهُ فَإِنَّهُ بَشَرٌ** فرمایا ہے۔ یہ نعرہ کے جہانوں کے اس قول کا رد ہے۔ کہ

الْكِتَابُ وَيَقُولُونَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَمَا هُوَ مِنْ

عِنْدِ اللَّهِ وَيَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ

کتاب میں نہیں اور دیکھتے ہیں کہ اللہ کے پاس سے ہے اور وہ اللہ کے

مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُؤْتِيَهُ اللَّهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ

کسی آدمی کا یہ حق نہیں کہ اللہ اسے کتاب اور حکم دے

وَالنَّبِيُّ تَمَّ يَقُولُ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِي مِنْ

دینبری دے پھر وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ کو ہرگز میرے بندے

دُونِ اللَّهِ وَلَكِنْ كُونُوا رَبَّكُمْ عَلِيمُونَ

جو جانتے ہوں کہ تم اللہ کو اپنے ربوں کے طور پر کہتے ہو اس سبب سے کہ تم

الْكِتَابُ وَمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُونَ ۝ وَلَا يَأْمُرُكُمْ أَنْ

کتاب لکھتے ہو اور اس سے کہ تم دوس کرے ہو اور نہ تمہیں یہ حکم دے گا

تَتَّخِذُوا الْمَالِيَّةَ وَالنَّسَبَ أَرْبَابًا أَيَأْمُرُكُمْ

کہ فرستوں اور پیغمبروں کو خدا ٹھہرا کر کہ تمہیں حکم کا حکم

يَا الْكَافِرَ بَعْدَ إِذْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ۝ وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ

دے گا بعد اس کے کہ تم مسلمان ہوئے تھے اور یاد کرو جب اللہ نے

مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ

پیغمبروں سے ان کا عہد لیا کہ جو میں تم کو کتاب اور حکم دوں

ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتَقُولَنَّ

پھر تمہیں آئے گا ایک رسول کی تائید کی کتابوں کی تصدیق فرمائے گا کہ تم

يَا وَلِتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ

خود اس پر ایمان لانا کہ اور پھر وہ رسول اس کی تائید فرمائے گا کہ تمہیں کتاب اور حکم کی تصدیق سب سے آخری نبی علی

ہم کو دینی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مجھے رب مقرر کیا ہو
 رافع یودی اور یودیہ کے اس گناہ کی تردید ہے کہ
 انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض
 کیا کہ آپ یہ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کو پوچھیں اور آپ کو
 رب مانیں حضور نے فرمایا استغفر اللہ۔ ہر حال اس سے
 معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ اپنے رسول سے دشمنوں کے
 الزام دور فرماتا ہے۔ یہ ان کی انتہائی محبت کی دلیل ہے
 سب عبادہ کی جمع ہے عہد علیہ کو بھی کہتے ہیں اور غلام
 کو بھی یہاں عہد یعنی بھاری ہے عہد یعنی غلام کی
 نسبت غیر اللہ کی طرف بھی ہو سکتی ہے رب فرماتا ہے۔
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ
 کما جاتا ہے۔ یعنی انبیاء کرام عالم رہائی بنے کا حکم دیتے
 ہیں اس سے معلوم ہوا کہ عالم رہائی ہونا رحمت ہے اور
 عالم نفسانی یا عالم شیطانی ہونا عذاب ہے اللہ محفوظ رکھے
 وہ اس سے معلوم ہوا کہ علم سیکھنے اور سکھانے کا مقصد
 ہے اللہ والا بننا۔ جس عالم کو یہ نصیب نہ ہو اس کو علم کا
 مقصد میرے ہوں۔ عالم کو چاہیے کہ ایک عمل اختیار
 کرے۔ قرآن شریف میں رب یعنی معبود و خالق
 بھی آیا ہے اور یعنی مہل اور پرورش کرنے والا بھی
 یہاں پہلے معنی مراد ہیں۔ دوسرے معنی کے لحاظ سے
 بندے کو بھی قرآن نے رب فرمایا۔ ارشاد ہوتا ہے۔
إِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الْبَنِي إِسْرَءِيلَ
 ضمیر پہلے معنی سے کسی کو رب سمجھنا شرک ہے اور غیر
 شرک کی تعلیم نہیں دیتے۔ اسی لئے ارشاد ہوا کہ **يَا أَيُّهَا**
الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ
 اللہ کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کو رب مانیں اور
 آپ کی عبادت کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 کہ معاذ اللہ میں غیر خدا کی عبادت کا حکم نہیں دیتا نہ
 اس لئے سمجھا دیا ہوں نیز نجران کے عیسائیوں نے کہا تھا کہ
 ہم کو دینی علیہ السلام حکم دے گئے ہیں کہ انہیں رب
 مانیں ان کی تردید میں یہ آیت اتری ہے اس سے معلوم
 ہوا کہ نبی کی عبادت کرنا کفر ہے مگر نبی کی اطاعت اور

(تقریباً ص ۹۴) کہ سنا ہے۔ وہ حضور ہی ہیں، دوسرے یہ کہ حضور کے بعد کوئی نبی کوئی کتاب نہیں آ سکتی، کیونکہ حضور صرف صدیق ہیں کسی نبی کے پیش نہیں، صدیق پہنچوں کی ہوتی ہے اور بشارت انگوں کی ہے، اگرچہ سارے نبی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اس دن ہی ایمان لائے تھے مگر وہ ایمان نظری تھا ایمان شرعی دنیا میں آ کر اختیار کیا جاتا ہے یہ ہی شرعی ایمان ثواب و جزا کا ذریعہ ہے، جیسے سارے انسان یثاق کے دن اللہ پر ایمان لائے تھے مگر اس ایمان کی وجہ سے سب کو مومن نہ کہا جلائے گا ورنہ سارے کافر مومن ہوں گے۔ یہاں ایمان سے شرعی ایمان مراد ہے، اس سے معلوم ہوا کہ صحابین بعد وفات بھی مدد کرتے ہیں کیونکہ انبیاء سے

دین محمدی کی مدد کا عہد لیا گیا۔ حالانکہ رب جاننا تھا کہ حضور کے زمانہ میں یہ حضرات وفات پا چکے ہوں گے اور موسیٰ علیہ السلام نے مدد کی اس طرح کہ شب معراج پہچاس نمازوں کی پانچ کرا دیں، اس طرح اب بھی حضور کی مدد اپنی امت پر برابر جاری ہے اگر ان کی مدد نہ ہو تو ہم کوئی نکل نہیں کر سکتے۔

اب اس اقرار کی اہمیت دکھانے کے لئے یہاں بتی نہ کہلوا لیا گیا جیسے توحید کے اقرار میں بتی نہ لیا گیا۔ بلکہ افسوسنا کہلوا لیا اور سب نبیوں کو ایک دوسرے پر گواہ بنایا خود اپنی شائق گواہی شامل فرمائی یثاق کے دن تین عہد لئے گئے سب سے اپنی الوہیت کا نبیوں سے حضور کا علماء بنی اسرائیل سے تبلیغ کا، یہاں دوسرے عہد کا ذکر ہے اس سے معلوم ہوا کہ اہم چیز کے اقرار میں صرف ہاں یا جی ہاں کہلوانا کافی نہیں صاف الفاظ کہلوانے چاہئیں، نکاح میں اہجاب کے بعد ہاں نہ کہا جائے بلکہ کہا جاوے گا۔ میں نے قبول کیا، ایسے ہی اہم تجارتی معاملات وغیرہ میں اب یہاں قاسم، یعنی کافر ہے حضور کا انکار کفر ہے، اسلام کے سوا تمام دین، دین اللہ کے سوا ہیں خواہ شرک ہو یا یسویت یا مجذبت، اسی طرح دعویٰ اسلام کرنے والوں میں جو فرقہ حضور سے پھرا ہو وہ دین الہی پر نہیں، خیال رہے کہ یہاں قاسم، یعنی کافر ہے یعنی قاسم اعتقادی اور یہاں حال کو محال پر مطلق کیا گیا ہے جیسے ان کتاب بالذخین ولذہنا ذل العابدین اس سے معلوم ہوا کہ اگر یوں سے ہوا آدمی حضور سے پھر جاوے وہ کافر و زندیق ہے، ان سرکار کی چو کھٹ کی غلامی کا نام ولایت ہے، یعنی جنت، فرشتے اور تمام عاقل، جاندار اور غیر جاندار چیزیں، معلوم ہوا کہ بے جان چیزوں میں بھی کچھ بوجھ ہے۔ ۵ یعنی کافر و منافق بھی مرتے وقت عذاب دیکھ کر ایمان لے آتے ہیں مگر یہ ایمان قابل قبول نہیں ۶ یعنی میرا یہی صحیفہ کہ یہ تمام بزرگ ان ہی پر عامل تھے ان میں سے ہر ایک کو کتاب یا صحیفہ نہ دیئے گئے، یہ خیال رہے کہ ہم اپنے نبی پر بھی ایمان لائے اور اگلے تمام

لکات الرسل	۹۵	ال عمران
<p>ذَلِكُمْ اَصْرِي قَالُوا اَقْرَبْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا <small>بجاری دریا سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا ہے فرمایا تو ایک دوسرے سے ہر گواہ ہو جاؤ</small></p> <p>وَاَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ ﴿۱۱﴾ فَمَنْ تَوَلَّى بَعْدَ <small>اور میں آپ کے ہمراہ ہوں ساتھ گواہوں میں ہوں تو جو کوئی اس کے بعد پھرے</small></p> <p>ذَلِكَ فَاُولَٰئِكَ هُمُ الْفٰسِقُونَ ﴿۱۲﴾ اَفَغَيْرِ دِيْنِ <small>تو وہاں کون فاسق ہیں نہ تو کیا اللہ کے دین کے سوا اور دین</small></p> <p>اَللّٰهُ يَبْعَثُ وَلَهٗ اَسْلَمَ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ <small>ہائے زمین اور اسی کے حضور گردن رکھے ہیں جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں</small></p> <p>طَوْعًا وَّكَرْهًا وَاِلَيْهِ يُرْجَعُونَ ﴿۱۳﴾ قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ <small>خوشی سے اور مجبوری سے اللہ اور اسی کی طرف پھریں گے یوں کہ ہم ایمان لائے اللہ</small></p> <p>مَا اَنْزَلَ عَلَيْنَا وَمَا اَنْزَلَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ <small>مراد اس پر جو ہماری طرف اترا اور جو اترا ابراہیم اور اسماعیل</small></p> <p>وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ <small>اور اسحاق اور یعقوب اور ان کے بیٹوں ہر گروہ اور جو گروہ ملا ہو</small></p> <p>عِيسٰى وَالتَّيْمُوْسَ مِنْ نَّوْمٍ لَا تَفْرِقَ بَيْنَ اَحَدٍ <small>عیسیٰ اور انبیاء کو ان کے رب سے نہ ہم ان میں کسی پر ایمان میں فرق</small></p> <p>مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ﴿۱۴﴾ وَمَنْ يَتَّبِعْ غَيْرَ <small>انہیں کرنے نہ اور ہم اسی کے حضور گردن رکھنے ہیں اور جو اسلام کے سوا</small></p> <p>اِلَّا سَلاَمًا دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ <small>کوئی دین چاہے گا وہ ہرگز اس سے قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں</small></p> <p>مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۱۵﴾ كَيْفَ يَهْدِى اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرًا <small>کیوں ہدایت دے گا اللہ ایسی قوم کی ہدایت چاہے گا جو ایمان</small></p>		

جنہوں پر بھی لیکن ان دونوں ایمانوں میں وہ طرح فرق ہے ایک یہ کہ ان بزرگوں پر فعلی ایمان ہے۔ حضور پر تعمیلی، دوسرے یہ کہ ان کے احکام کی اطاعت ہم پر لازم نہیں، حضور کی اطاعت لازم ہے، یہ یعنی سب پر ایمان لائے ہیں اس امت سے حضور کی عظمت و قدرت کا پتہ چلتا ہے، کیونکہ حضور نے اپنی امت کو حکم دیا۔ کہ سارے نبیوں کو مگر سب نے ہمارے حق پر ایمان لیا، مگر صلی علیہ السلام اور دیگر پیغمبروں نے اپنی امتوں سے کہا کہ تم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ، وہ نہ لائے معلوم ہوا کہ حضور کی زیادہ اطاعت کی گئی، اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کا دین منسوخ ہونے سے ان کی نبوت منسوخ نہیں ہوتی ورنہ ان پر ایمان لانا ضروری نہ ہوتا، اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کو چاہیے کہ اپنے ایمان کا اپنے قول و عمل و صورت و میراث سے اعلان کرے، تفسیر کر کے دین کو نہ چھپائے اور اپنی صورت و اخلاق

(فقیر صفحہ ۵۵) کافروں کی طرح نہ ملے۔ جب اس طرح کہ ۱۲ ت میں اس کوئی نئی قول نہیں ہوگی اور کوئی گناہ محفل نہ ہو گا۔ شان نزول یہ آیت ابن عباس
 یہود نصاریٰ کے حلق نازل ہوئی۔ جو حضور صلی اللہ علیہ و کی تحریف آوری سے پہلے لوگوں کو خوشیوں دیتے تھے حضور کی عقل سے دعائیں کرتے تھے مگر
 تحریف آوری کے بعد حضور کے مخالف ہو گئے اس سے معلوم ہوا کہ جس بد نصیب کو شیخ سے عداوت ہو اسے ہدایت نصیب نہیں ہوئی انہی کے حلق حضور نے
 فرمایا۔ **فَلْيَايِسُوا** ۱۳۔ اس سے وہ بے میلی اور۔۔۔ دی مروا ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تحریف آوری سے پہلے آپ کی ہمت کا اقرار کرتے تھے اور آپ کے
 عقل و دعائیں کرتے تھے لوگوں کو آپ کی بشارت دیتے
 تھے مگر آپ کے تحریف لانے پر آپ کے انکری ہو
 گئے۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ایسے لوگ
 مرتد نہیں کے جلیں گے کیونکہ اس ایمان کا اعتبار شرعاً
 نہیں دوسرے یہ کہ حامد کو ہدایت بہت مشکل سے ملتی
 ہے جو عقلی سے اسلام نہ لائے اس کی ہدایت آسان
 ہے۔ جیسا کہ یقین بخدوی اللہ سے معلوم ہوتا ہے۔

۱۔ خیال رہے کہ یہاں ایمان سے مروا شرعی ایمان نہیں
 ہے اور نہ وہ لوگ مرتد مانے جاتے بلکہ ایمان غیر شرعی
 مروا ہے جو انہیں توریت و انجیل کے ذریعہ حضور پر اعتقاد
 نصیب ہوا تھا یہ ایمان فطری کی طرح تھا ۲۔ جب تک وہ
 ظالم رہے اگر ظلم سے توبہ کرے تو ہدایت مل جاتی ہے
 یہاں ظالم سے مروا حد کا کافر ہے ۳۔ یعنی قیامت میں
 سارے لوگ انہیں لعنت کریں گے مسلمان بھی اور ان کی
 اپنی جماعت بھی ”ہاں“ سے مروا مسلمان ہیں لہذا آیت
 پر کوئی اعتراض نہیں ہے یعنی لعنت میں اس طرح کہ ان
 پر بیعت لعنت پڑتی رہے گی اس سے معلوم ہوا کہ نام لے
 کر لعنت صرف کافری پر ہو سکتی ہے فاسق مومن پر نہیں
 ۵۔ یعنی جیسی سختی اول وقت ہوگی ویسی ہی پیشہ رہے گی
 اور یہ ہو سکتا ہے کہ بعض کافروں کو اول سے ہی عذاب
 ہلکا ہو جیسے ابوطالب وغیرہ اس لئے دوزخ کے کئی طبقے ہیں
 جن کے عذاب مختلف ہیں۔ بعض کے عذاب نرم ہیں یا یہ
 مطلب ہے کہ حد کے کافروں پر عذاب سخت ہو گا۔ دیگر
 کافر پر عذاب نرم ہو گا۔ لہذا آیت پر اعتراض نہیں ۶۔
 اس سے معلوم ہوا کہ توبہ کی دو شرطیں ہیں ایک تو کفر سے
 پر نہ امت دوسرے آئندہ کے لئے اپنے حال کی اصلاح۔
 یہ بھی معلوم ہوا کہ توبہ ہر گناہ کی ہوتی ہے حتیٰ کہ کفر کی
 مگر ہر گناہ کی توبہ کی نوعیت علیحدہ ہے ۷۔ شان نزول۔
 حارث بن ابی سفیان یہود نصاریٰ مرتد ہو کر کفار سے جا ملے تھے۔
 پھر شرمندہ ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
 میں عرض کرا بھیجا کہ کیا میری توبہ قبول ہے ان کے حق
 میں یہ آیت نازل ہوئی چنانچہ پھر وہ حاضر بارگاہ ہو کر توبہ

بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوا اَنَّ الرَّسُولَ حَقٌّ وَجَاءَهُمُ
 اَلْبَيِّنَاتُ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۱۱ اُولٰٓئِكَ
 جَرَّأُوْهُمْ اَنْ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ
 اَجْمَعِيْنَ ۝۱۲ خُلِيْدِيْنَ فِيْهَا لَا يَخْفُفُ عَنْهُمْ الْعَذَابُ
 وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ۝۱۳ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابَوْا مِنْۢ بَعْدِ
 ذٰلِكَ وَاصْلَحُوا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۱۴
 الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ ثُمَّ اٰزَدُوْا كُفْرًا لَّنِ
 ثَقِيْلٌ تَوْبَتُهُمْ ۝۱۵ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰلُوْنَ ۝۱۶ اِنَّ الَّذِيْنَ
 كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كٰفِرًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْۢ أَحَدِهِمْ
 قَوْلُ الْاَرْضِ ذٰهَبًا وَّلَوْ اَفْتَدٰى بِهٖ ۝۱۷ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ
 عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَمَا لَهُمْ مِنْ نّٰصِرِيْنَ ۝۱۸

ہوئے اور ان کی توبہ قبول ہوئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر مرتد کی توبہ قبول ہے البتہ بعض مرتدین کی توبہ پر شرعی احکام جاری نہیں ہوتے جیسے بار بار مرتد ہونے
 والا حضور کا استخ کے بعد توبہ کے بعد بھی قتل ہو گا۔ معلوم ہوا کہ کفر میں زیادتی کی ہوتی ہے مگر یہ کیفیت کی زیادتی کی ہے نہ کہ مقدار میں رب فرماتا ہے **ثَقِيْلٌ**
اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۱۶۔ معلوم ہوا کہ کافری نہ گناہوں سے توبہ قبول ہو نہ کوئی نئی قول ہو سب کچھ مردود ہے بغیر وضو نماز و دست نہیں۔ بغیر ایمان اعلیٰ صلح نہیں۔
 خیال رہے کہ یہاں توبہ سے مروا گناہوں سے توبہ ہے نہ کہ کفر سے۔ کیونکہ کفر سے توبہ کافری بھی قبول ہے جب اس سے معلوم ہوا کہ غافل کا اعتبار ہے اگر کوئی
 شخص تمام عمر مومن رہا مرتے وقت کافر ہو گیا تو اس آیت میں شامل ہے اور اگر کوئی ساری عمر کافر رہا مرتے وقت مومن ہو کر مرا۔ تو اس آیت سے خارج ہے ۱۸۔

مترجم

ابھلائی سے مراد تقویٰ اور اطاعت الہی ہے یا اس کی نعمتیں ہیں تو پانے سے مراد اولاد پانا ہے۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ہمارا مال خیرات نہ کرے۔ کچھ خیرات کرے کچھ اپنے خرچ کے لئے رکھے۔ اس لئے مسافر فرمایا۔ دوسرے یہ کہ ہر مال میں خرچ کرے اس لئے ماگو عام رکھا گیا تیسرے یہ کہ صرف فرض پر کفایت نہ کرے بلکہ مدد قنطاری بھی دیا کرے۔ اس لئے تنفقوں کو عام رکھا گیا چوتھے یہ کہ اپنی پیاری چیز اللہ کی راہ میں خیرات کرے۔ حضرت عمر ابن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ شکر کی پوریاں خرید کر خیرات کرتے تھے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ آپ ان پوریوں کی قیمت ہی کیوں نہ خیرات فرمادیں۔ تو فرمایا کہ مجھے شکر مرغوب ہے اور یہی امت کریمہ خلافت کی۔ پانچویں یہ کہ

خیرات کی قبولیت اخلاص پر موقوف ہے۔ زیادتی و کمی پر موقوف نہیں۔ یعنی رب یہ بھی جانتا ہے کہ تم نے کیا مال خرچ کیا اور یہ بھی جانتا ہے کہ کس نیت سے خرچ کیا۔ لہذا اخلاص سے خیرات کرو۔ اچھے مال کا ذکر تو پہلے فرمایا۔ اچھی نیت کا ذکر یہاں ہوا۔ شان نزول۔ مدینہ کے یہودیوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن کیا کہ آپ اپنے کو ابراہیمی فرماتے ہیں اور اونٹ کا گوشت دودھ حلال جان کر استعمال فرماتے ہیں۔ ملت ابراہیمی میں یہ دونوں حرام تھے ہم اصلی ابراہیمی ہیں کہ دونوں کو حرام جانتے ہیں۔ ان کی تردید میں آپ نے فرمایا کہ دین ابراہیمی میں یہ چیزیں حلال تھیں۔ تو وہ بولے کہ یہ تو نوح علیہ السلام کے زمانہ سے حرام ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا تو ریت لاؤ تھیں اس میں دکھادیں گے کہ دین ابراہیمی میں یہ حلال تھیں۔ وہ لوگ اپنی رسوائی کے خوف سے تو ریت نہ لائے۔ تب یہ آیت اتری۔ اس سے معلوم ہوا کہ کج بیعت سے ہوتا رہا۔ لہذا قرآن کی بعض آیات کے منسوخ ہونے پر کوئی اعتراض نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم شریف لدنی ہے کہ آپ تو ریت و انجیل سے خبردار ہیں۔ فقہی علوم اللہ نے عطا فرمائے ہیں۔ اگلی شریعتوں میں حلال کو حرام کر لینے کی بھی منت ہوئی تھی۔ اس قاعدے کی بنا پر یعقوب علیہ السلام نے ایک بیماری میں منت مانی کہ اپنے پر اونٹ کا دودھ گوشت حرام فرمایا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر پر جھوٹ باندھنا اللہ پر جھوٹ باندھنا ہے کیونکہ یہود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر تخت پر جھوٹ باندھی کہ ان کے ہاں اونٹ کا گوشت حرام تھا مگر رب نے فرمایا کہ انہوں نے رب پر اعتراض باندھا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ عالم کا اتحاد سخت برا ہے۔ یہ یعنی دین محمدی کی پیروی کر کہ اس کی پیروی ملت ابراہیمی کی پیروی ہے۔ کیونکہ یہ ملت اس ملت کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن کی شان یہ ہے کہ ہر بے دین سے علیحدہ رہے۔ صلح

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تَحِبُّونَ ۚ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ ۝ كُلُّ

تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک کہ نہ خرچ نہ کرو گے۔ اور خدا اس میں بھاری پختہ خبر رکھتا ہے۔

الطَّعَامِ كَانَ حِلالًا لِّبَنِي إِسْرَءِيلَ إِلَّا مَا حَرَّمَ

کھانے بنی اسرائیل کو حلال تھے سب کچھ مگر وہ جو منع ہے۔

إِسْرَءِيلَ عَلَىٰ نَفْسِهِ مِنْ قَبْلِ أَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرَةُ ۚ

اپنے اوپر حرام کر لیا تھا اس قدریت اترنے سے پہلے

قُلْ فَأْتُوا بِالتَّوْرَةِ فَاتْلُوهَا إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝

تم فرمادو تو ریت لا کر دکھاؤ اگر سچے ہو

فَمِنْ أَفْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ

تو اس کے بعد جو اللہ پر جھوٹ باندھے تو

فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝ قُلْ صَدَقَ اللَّهُ فَاتَّبِعُوا

وہی ظالم ہیں کہ تم فرمادو اللہ سچا ہے تو ابراہیم کے

مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝

دین جو چلو جو ہر باطل سے جدا تھے کہ اور فرقہ والوں میں نہ تھے

إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا

ہے شک سب میں پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کو مقرر ہوا وہ ہے جو مکہ میں ہے

وَهَدَىٰ لِلْعَالَمِينَ ۝ فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَّقَامُ

برکت والا اور سارے جہان کا رہنما اس میں کئی کئی نیک نیتوں کی علامتیں ہیں ابراہیم کے گھر پر

إِبْرَاهِيمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا ۚ وَلِلَّهِ عَلَىٰ

ہونے کی جگہ لگائی اور جو اس میں آئے آسان میں ہو گئے اور اللہ کیلئے لوگوں پر

ج

دفعہ چہارم از کتاب التلازم

منزل

کل ہونا ملت ابراہیمی کے خلاف ہے خالص گھی اور خالص سوئے کی قیمت ہے۔ ایسے ہی بازار قیامت میں خالص مومن کی قدر ہو گی۔ شان نزول۔ یہود نے کہا تھا کہ ہمارا قبلہ یعنی بیت المقدس کعبہ سے افضل ہے اور کعبہ سے پرانا ہے۔ ان کے دوسرے یہ آیت کریمہ اتری۔ لہذا یہ آیت تبدیلی کعبہ کے بعد اتری ہے۔ خیال رہے کہ قریش کا قبلہ بیت المصروع ہے جو آسمان میں ہے بالکل اس کے مقابل کعبہ شریف ہے۔ ان آیات میں کعبہ معلوم کی بہت سی خصوصیات ارشاد ہوئیں۔ نہرا سب سے پہلا عبارت گاہ ہے کہ آدم علیہ السلام نے اس کی طرف نماز پڑھی۔ نمبر ۴ تمام لوگوں کی عبادت کے لئے بنایا گیا۔ بیت المقدس مخصوص وقت میں خاص لوگوں کا قبلہ رہا۔ نمبر ۳ مکہ معلوم میں واقع ہے جہاں ایک نیکی کا ثواب ایک لاکھ ہے۔ نمبر ۵ صحت سے حج صرف اسی کا ہوا۔ کبھی بیت المقدس کا نہ ہوا۔ اس میں بہت سی

(فقہ ص ۷۷) حبرک جنس ہیں۔ مقام ابراہیم، مقامہ، حجر اسود، رکن بلی، عرفات، منی وغیرہ ساری حلقوں کے لئے جائے امن ہے ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس چتر سے بطور کے قدم چھو جائیں وہ حبرک اور شکار اللہ اور یت اللہ بن جاتا ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ اَصْفَاَ الشُّرُوفِ شَارِبُ رُشْدٍ ظاہر ہے کہ یہ دونوں پہاڑ حضرت باجرہ کے قدم پر جانے سے شکار اللہ بن گئے۔ مقام ابراہیم اس چتر کا نام ہے۔ جس پر کھڑے ہو کر آپ نے کوہ کی تعمیر فرمائی۔ یہ چتر کعبۃ اللہ کی دیواروں کی اونچائی کے مطابق خود بخود لوٹا ہوا تھا ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو حرم شریف میں جرم کرے اور کھل کا مستحق ہے اسے امن نہ ہوگی۔ کیونکہ آیت کا مفسر یہ ہے کہ جو مستحق قتل حرم سے باہر ہو جائے۔ مگر حرم میں ہلکے وہ امن میں ہے۔

۱۔ یہاں ہاں سے مراد مسلمان ہیں کیونکہ کافر پر کوئی عہدیت فرض نہیں سوا ایمان کے، اس سے معلوم ہوا کہ جنگ اور فرشتوں پر حج فرض نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ حج کا جب بیت اللہ ہے کہ وہ تکہ رب نے حج کو بیت اللہ کی طرف منسوب فرمایا۔ لہذا عمر میں حج صرف ایک بار فرض ہو گا کہ تکہ منسوب حج ایک ہی ہے ۱۳۔ اس میں راستہ کا امن، تندرستی، سواری سب ہی داخل ہیں، معلوم ہوا کہ حج فرض ہونے کی شرط یہ استطاعت ہے جو یہاں مذکور ہوئی ۱۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ فرض اعتقادی کا حکم کافر پر یہ بھی معلوم ہوا کہ حج فرض اعتقادی ہے۔ سنی یہ ہیں کہ حج کا انکار کر کے کافر ہو چلوے رب اس سے بے پرواہ ہے ۱۵۔ یہاں اللہ کی آیتوں سے مراد تورات کی وہ آیات ہیں جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نصت ہے یا قرآن کریم کی آیات یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عجولت ۱۶۔ یعنی جن صفات مومنین کے دل میں ابھی ایمان مضبوط نہیں ہوا تم انہیں یہ کہہ کر کیوں بھگاتے ہو کہ یہ وہ نبی نہیں جن کی خبر تورات و انجیل میں ہے۔ اس سے مراد اکابر صحابہ میں ۱۷۔ گواہ وہ ہوا وراثت سے واثق ہو اور اس کو دکھا ہو اسے جانتا ہو خود گواہی دے یا نہ دے۔ لہذا سنی یہ ہونے کہ تم نے تورات کی وہ آیات دیکھی ہیں جن میں اسلام کی حقانیت مذکور ہے۔ لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۱۸۔ معلوم ہوا کہ گمراہ کرنے کا گناہ گمراہ ہونے والے کے برابر یا اس سے بھی زیادہ ہے جس کی مزاحمت ہے۔ ۱۸۔ شان نزول۔ شاہ ابن قیس یہودی مسلمانوں کی مجلس پر گزرا جس میں انصار کے دونوں قبیلے اوس اور خزرج نہایت محبت سے باتیں کر رہے تھے۔ اسلام سے پہلے ان کی آپس میں بہت جنگ تھی اسے ان کا اتفاق بہت شاق گزرا۔ ایک یہودی مسلمان سے کہا کہ تو ہمیں ان کی گزشتہ جھگیں یاد دلا کر ہمیں فراہم ہے۔ اس نے کچھ قصیدے کہے جن میں ان کی

النَّاسِ حَجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا
اس کلمہ کا حج کرنا ہے نہ جو اس تک پہنچ سکے ۱۹
وَمَنْ كَفَرًا فَانَ اللّٰهُ عَنِّي عَنِ الْعَالَمِيْنَ ۝ قُلْ
اور جو کفر ہو تو اللہ سارے جہان سے بے بدو ہے نہ تم فرماؤ
يَا اَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِآيَاتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ شَهِيدٌ
اسے کتابوں اللہ کی آیتیں کبھی نہیں مانتے گے اور تمہارے کام اللہ کے
عَلٰی مَا تَعْمَلُوْنَ ۝ قُلْ يَا اَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَصَدُّوْنَ
سامنے ہیں تم فرماؤ اسے کتابوں کبھی اللہ کی راہ سے
عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اَمِنَ تَبَغُّوْهَا عِوَجًا وَاَنْتُمْ
روکتے ہو اسے جو ایمان لانے لائے اسے پڑھا کیا جانتے ہو اور تم خود
شَهِدَاءُ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ يٰ اَيُّهَا
اس پر گواہ ہوتے اور اللہ ہر شے کو سمجھتا ہے خبر نہیں لے لے ایمان
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنْ تَطِيعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ
والو ۲۰ اگر تم کچھ کتابوں کے کہے ہو پھر
اَوْتُوا الْكِتٰبَ يَرُدُّكُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كَفِرِيْنَ ۝
تو وہ تمہارے ایمان کے بعد تمہیں کافر کر پھر تمہیں گمراہ
وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ عَلَيْنَا آيَاتِ اللّٰهِ
اور تم کبھی کلمہ کر دو گے تم پر اللہ کی آیتیں پڑھیں باقی میں اور تم
وَفِيْكُمْ رَسُوْلٌ ۝ وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لِّهٖ فُقْدًا هُدًى
تو اس کا رسول شریف فرما ہے کہ اور میں نے اللہ کا سہارا لیا کہ تو سرور
اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ يٰ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا
وہ سیدھی راہ دکھا یا گیا کہ لے ایمان والو اللہ سے

مقول

گزشتہ جنگوں کا ذکر تھا۔ ان قصائد کو سن کر ان انصار کو اپنی گزشتہ جھگیں یاد آگئیں اور پھر لڑ پڑے۔ قریب تھا کہ خان ریزی ہو جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فوراً موقوفہ پر تشریف لائے اور فرمایا کہ کیا جاہلیت کی باتیں کرتے ہو۔ میں تمہارے دو ایمان موعود ہوں۔ انہوں نے اختیار پیچیدہ دینے اور دو تے ہوئے ایک دوسرے سے لپٹ گئے۔ اس پر یہ آیت کہ اتھی (روح و خزانہ) اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ یہاں کلمہ سے عملی کلمہ مراد ہے یعنی نفسانی جنگ جو کافروں کا کام ہے مسلمانوں کی شان سے دور ہے۔ دوسرے یہ کہ لڑتے ہوئے کو طارنا سنت رسول ہے۔ تیسرے یہ کہ مسلمانوں کو آپس میں لڑنا یا یوں کا کام ہے ۱۹۔ معلوم ہوا کہ کافر کی بات غیر سچ ہے کیونکہ نانی چاہیے اگرچہ وہ بظاہر اچھی بات ہے کہ رہا ہو کیونکہ اس میں اس کی کوئی جگہ ضرور ہوتی ہے۔ ۲۰۔ یعنی اسے عافیت حاصل ہے تم کافروں کی

۱۔ یعنی بقدر طاقت اس کی تعمیر و آیت ہے لیکن شکیفہ نما
(شکیفہ) اس آیت کا بیان ہے نہ کہ طرح ۳۔ اس سے
معلوم ہوا کہ اسلام پر خلافت ہونے کا اعتبار ہے اگر عربیہ
مومن رہے، مرتے وقت کافر ہو جائے تو وہ اصلی کافر کی
طرح ہے۔ اللہ اچھا خاتم نصیب فرمائے ۳۔ بعض
مفسرین نے فرمایا کہ اصل اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی
آل پاک ہے لہذا آل رسول کی قتالی ہدایت و نصرت کا
ذریعہ ہے اور بعض کے نزدیک اصل اللہ خود حضور ہیں
جیسے کہ نبی میں گرا ہوا آدمی دسی پکڑ کر اوپر آتا ہے۔
ایسے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ پیے والے
لوگ تک پہنچتے ہیں ۳۔ معلوم ہوا کہ انتقال وہ اچھا ہے
جو اللہ رسول کی اطاعت پر کیا ہو۔ ان کا رستہ پھوڑ کر
انتقال کرنا انتقال میں ملکہ نصرت ہے۔ صلہ کی لڑائیاں فرقہ
پساری کی نہ تھیں، اجتہادی تھیں۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوا
کہ اللہ کی فتنوں کو یاد کرنا ایک وہ سب سے کو یاد دلانا محض
عبادت ہے۔ لہذا محض میلاد شریف اچھی چیز ہے کہ اس
میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شریف آدمی کا ذکر ہو
۶۔ جو تمام فتنوں سے اعلیٰ نصرت ہے ۶۔ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ایک دوسرے کا بھائی بھائی بنانا
حضور خود مسلمانوں کے بھائی تھیں باپ اپنی اولاد کو بھائی
بھائی کر دیتا ہے خود ان کا بھائی نہیں بننا۔ اس ہی لئے
تصور کی بیویاں مسلمانوں کی مائیں ہیں، بھانج تھیں۔ ۷۔
اس طرح کہ تم میں اپنا رسول سمجھا اور تم کو ان کی اطاعت
کی تلقین بخشی۔ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
ہمارے لئے دوزخ سے بچنے کا وسیلہ عقلی ہیں اور رب کی
اعلیٰ نصرت ہیں۔ ۸۔ معلوم ہوا کہ پورا پورا عالم دین بننا
فرض نکلیا ہے، ہر شخص پر فرض نہیں ہر شخص ایک عالم
بن چوے گا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ وہی چیز جس میں
ایک کی خبر مستحب ہے کہ ایک عالم جو مسئلہ بتائے قبول ہو
گا اگرچہ بتائے والا ایک ہی ہو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ عالم
دین پر تبلیغ ضروری ہے قبولی اور عقل بھی ۹۔ اس سے
معلوم ہوا کہ تبلیغ کرنے والا عالم بہت کامیاب ہے تبلیغ

اَللّٰهُ حَقُّ نَفْسِهِ وَلَا تَمُوتُنَ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ﴿١٠﴾
 اُردو جیسا اسی سے اُرنے کا حق ہے اور ہرگز دینا نہ سزا اور تم مسلمان نہ
 وَاَعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا سُوًى
 اور اللہ کی رسی منہبہ نہ تھا اور ہر مل کر اور آپس میں بحث نہ بنانا
 اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَاءً قَالَف
 اور اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو کہ جب تم میں ہر تھا اس نے کہا ہے
 بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاصْبِرْهُمْ يَنْفَعِيْهِ اِخْوَانًا وَاَنْتُمْ
 دلوں میں ملاپ کر دیا تو اس کے فضل سے تم آپس میں بھائی ہو گئے نہ ہوں
 عَلٰی شَفَا حَقِيْقَةٍ مِّنَ الشَّارِفِ اَنْتُمْ كَذِبُكُمْ كَذِبُكُمْ
 ایک بار دوزخ کے کنارے بٹھتے تو اس نے نہیں اس سے کہا دیکھو کہ
 يٰبَيْنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَيْتَةٌ لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿١١﴾ وَلَتَكُنَّ
 سے ہوں ہی ایسی آیتیں یہاں فرماتا ہے کہ کہیں تم ہدایت پاؤ اور تم
 مِنْكُمْ اَمَةٌ يَدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْعُرْفِ
 ایک گروہ ایسا برتاویے کہ بھلائی کی طرف بلائیں اور اچکی بات کا حکم دیں
 وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿١٢﴾
 اور بری سے منع کر دیں اور یہی رگ ہلاک کو پہنچے گی
 وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاَخْتَلَفُوْا مِنْ بَعْدِ
 اور ان جیسے نہ ہونا جو آپس میں بحث بن گئے اور ان میں بحث ہو گئی نہ ہوں
 مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ
 اس کے کہ روٹیں نہ بنائیں آپس میں نہیں اور ان کے لئے بڑا عذاب
 عَظِيْمٌ ﴿١٣﴾ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهُ وَتَسْوَدُّ وُجُوْهُ
 ہے نہ جس دن کو منہ اوبھلے ہوں گے اور کو منہ کالے

۲۔ اس سے کلمے مند والوں کا بھی حال معلوم ہو گیا کہ وہ ہمیشہ روزِ غیر رہیں گے۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مومن کتنا ہی گنہگار ہو مگر

انشاء اللہ قیامت میں اس کا منہ کالا نہ ہو گا۔ چہرے کی سیاہی کفار کے لئے ہے۔ ہاں گنہگاروں کے چہروں پر وارغہ رعبے اور غبار وغیرہ ہوں گے۔ دوسرے یہ کہ انسان کا چہرہ رب تعالیٰ کی چلتی پھرتی کتاب ہو گی جیسے آج دنیا میں بہت سی اندرونی بیماریاں چہرے سے پچھانی جاتی ہیں ایسے ہی قیامت میں کفر و ایمان تقویٰ و طغیان چہرے سے معلوم ہو گا۔ علماء اولیاء سب کے چہرے خصوصی پیمانہ رکھیں گے ۳۔ اس طرح کہ کسی کو بغیر جرم عذاب نہیں دیتا ہے اور کسی کی نیکی کا ثواب کم نہیں فرماتا۔ (خزان العرفان) اس سے معلوم ہوا کہ کفار کے چھوٹے بچے جو قوت ہو گئے وہ دوزخ میں نہیں جائیں گے۔ مسلمانوں کے چھوٹے بچے جتنی ہوں گے ۴۔ خیال رہے کہ حضور کی امت تمام امتوں سے افضل ہے۔ بنی اسرائیل کا عاقلین سے افضل ہونا اس وقت ہی تھا۔ مگر حضور کی امت کا افضل ہونا دائمی ہے جیسا کہ کتب سے معلوم ہوا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کی امت تمام عالم کی استاذ ہے ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر مسلمان مبلغ ہونا چاہیے۔ جو مسئلہ معلوم ہو دوسرے کو بتائے اور خود اس کی اپنے عمل سے تبلیغ کرے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کا ماننا اللہ کا ماننا ہے حضور کا منکر رب کا منکر ہے۔ اس لئے فرمایا کہ تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کا منکر درحقیقت رب کا منکر ہے۔ حضور کو ماننا رب کو ماننا ہے۔ دیکھو رب نے مسلمانوں سے فرمایا کہ تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اہل کتاب کے متعلق فرمایا کہ اگر وہ ایمان لاتے۔ حالانکہ تمام اہل کتاب اللہ کو مانتے تھے کوئی اللہ کا منکر نہ تھا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ فاسق کافر کو بھی کسا جاتا ہے بلکہ جب یہ لفظ ایمان کے مقابل بولا جائے تو وہاں اس سے کفر ہی مراد ہوتا ہے۔ اسے علم کلام والے فقہ عہدی کہتے ہیں۔ ۷۔ اس میں عجیب خبر ہے کہ صحابہ کرام کو یہود و نصاریٰ کے مقابل فتح ہو گی۔ یہ وعدہ پورا ہوا کہ پچاس ہزار مسلمانوں کو سات لاکھ عیسائیوں پر فتح بخشی۔ جنگ بروک و قادسیہ اس آیت کی زندہ جاوید تفسیر ہیں۔

لو کہ بن کے نکالے ہوئے کیا تم ایمان لا سکر

کافر ہوئے نہ تو ایسا خطاب پیغمبر اپنے کفر کا

اور وہ جہن کے منہ اور نچالے ہوئے وہ اللہ کی رحمت میں رہے۔

هَمْ فِيهَا خِلْدُونَ ﴿١٠﴾ تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ تَنْزِلُهَا عَلَيْكَ

۵۰ جیتے اس میں رہیں گے ۷۰ یہ اللہ کی آیتیں ہیں کہ ہم ٹھیک ٹھیک

بِإِذْنِ رَبِّهِ يَدِ الطَّيِّبِينَ وَاللَّهُ يَدْرِي

السُّمُّوۃُ وَالْأَكْضُطُّ وَالْأَبْرَارُ وَالْأَشْقَارُ

ہر پیر انسانوں میں ہے اور جو کہ زمین میں ہے اور اللہ کی طرف سے کاموں کی وجہ سے

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَتْلُوا آيَاتِ اللَّهِ وَمَا رَفَعُوا إِلَيْهِ مِنْ شَيْءٍ

م: بہتر جو ان سب اسٹوں میں کی جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں بھلائی کا حکم دیتے ہو۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْحَقُّ وَالْحَقُّ لِلَّهِ

۱۲۹۰

ایمان لاتے تو ان کا بھلا تھا ان میں کچھ مسلمان ہیں

وَأَنشَرَهُمُ الْفَاسِقُونَ ۝ لَنُصِِّرَنَّوَكُمُ الْآدَمِيَّةَ

اور زیادہ کافر تھے وہ تمہارا بھائی نہ بھگاڑیں علی مگر یہی ستاتا

وَأَن يَفْقَهُوا قَوْلَهُ بَلَدًا بَارِئًا لِّمَصْرُونَ ﴿٣١﴾

مستقل

۱۔ یعنی ان اہل کتاب پر جو حضور کے زمانہ میں موجود تھے اور انہوں نے حضور کی اطاعت نہ کی اور ہو سکتا ہے کہ اس سے سارے یہود مراد ہوں۔ کہ ان کی عداوت اور محبتیں دلیلوں کی سی ہوں گی اور بیشک دوسروں کی رعایا بن کر رہیں گے۔ اور اگر کبھی انہیں حکومت مل بھی جاوے تو وہ عارضی ہوگی اور انشاء اللہ ان کی یہ حکومت کسی بڑی ذلت کا پیش خیمہ ہوگی۔ جیسے کسی گزرو کو کسی بڑے مضبوط پہلو ان کے مقابلہ میں اکھاڑے میں اٹار دیا جائے تاکہ خوب ڈیل ہو۔ آج جو فلسطین میں یہودی عارضی حکومت قائم ہو گئی ہے انشاء اللہ کسی بڑی ذلت کا پیش خیمہ ہے۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ ذلت اور خواری کا لازم ہونا صرف ان یہود پر تھا جنہوں نے رب تعالیٰ کی یہ نافرمانیاں کیں جو یہاں مذکور ہیں۔ لہذا اگر کسی وقت یہود کی سلطنت قائم ہو جاوے، جیسا کہ آج فلسطین میں ہو گئی تو اس آیت کے خلاف نہیں بلکہ حدیث شریف میں تو خبر دی گئی ہے کہ آخر زمانہ میں مسلمانوں کی یہودیوں سے جنگ ہوگی۔ یہودی مارے جائیں گے حتیٰ کہ اگر کوئی یہودی پتھر کی آڑ لے گا تو پتھر پکارے گا کہ یہ یہودی ہے اسے مارو۔ اگر ان کی سلطنت قائم ہونے والی نہ تھی تو اس خبر کے کیا معنی سہ۔ یعنی دوسری قوموں کی امن میں رہیں گے۔ مسلمانوں کی پناہ میں رہیں یا عیسائیوں کی۔ آج فلسطین میں یہودیوں کی سلطنت امریکہ کی مہربانی کا نتیجہ ہے ۳۔ چنانچہ یہود بڑے مال دار ہو کر بھی دلی غنی نہیں ہوتے۔ مٹا ہوں فقیروں کی طرح رہتے ہیں جیسے پرانے ہندو بننے لگے اگرچہ لکھ بٹی ہوں مگر نہ انہیں چین کا ٹکڑا نہ اچھا کپڑا نصیب۔ حسرت کی زندگی گزارتے ہیں ۵۔ یعنی ان کے عقیدہ میں بھی وہ قتل ناحق تھا کہ وہ اس کی کوئی وجہ بیان نہ کر سکتے تھے وہ قتل ہی ناحق ہی ہوتا ہے ۶۔ جب سیدنا عبد اللہ ابن سلام اور ان کے ساتھ والے حضور پر ایمان لائے تو یہود سے کہا کہ یہ بدترین لوگ ہیں۔ اگر بدتر نہ ہوتے تو اسلام میں داخل نہ ہوتے۔ ان کی تردید میں یہ آیت اتنی جس میں فرمایا گیا کہ یہ بہترین جماعت ہوگی۔ ۷۔ یعنی اسلام لا کر نماز تہجد کے پابند ہیں اور قرآنی آیات کی تلاوت کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز تہجد بہت اعلیٰ عبادت ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز کے ارکان میں سجدہ بہت اعلیٰ عبادت ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رات کی عبادت و نماز و تلاوت دن کی ان عبادات سے بہتر ہے کیونکہ جو دل کی یکسوئی رات کو میسر ہوتی ہے دن کو نصیب نہیں ہوتی۔ خیال رہے کہ دُھنْ یُخْذُوْنَ کا واو حالیہ نہیں کیونکہ نماز کے سجدہ میں تلاوت قرآن نہیں ہوتی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ تمام رات نماز پڑھنا بہتر نہیں کچھ سونا چاہیے۔ اسی لئے اَنْکَاذِیْ فرمایا گیا۔ جن بزرگوں سے تمام رات نماز پڑھنا ثابت ہے اس میں چند راز تھے ۸۔ یَوْمَئِذٍ بِاللّٰهِ میں

من تبارک	۱۰۱	الحمد لله
<p>ضَرَبَتْ عَلَيْهِمُ الدِّلَّةُ اَيْنَ مَا يَفْقَهُوْا اِلَّا بِحَبْلِ مِّنْ اللّٰهِ وَحَبْلِ مِّنَ النَّاسِ وَاَبَاؤُهُمْ يَغْضِبُ مِّنَ اللّٰهِ وَ اور آدمیوں کی ذمہ داری تھی جو ان کے لئے تھے اور غضب الہی کے علاوہ اور ضَرَبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ان پر ہمارا دی گئی کتابیں تھیں یہ اس لئے کہ وہ اللہ کی آیاتوں سے کفر کرتے بِآيَاتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ذٰلِكَ بِمَا اور پیغمبروں کو ناحق شہید کرتے تھے یہ اس لئے کہ عَصَوْا وَكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝ لَيْسَ اَسْوَاَ مِنْ اَهْلِ نافرمانی دار اور سرکش تھے سب ایک سے نہیں سنگاروں میں یہ کہ الْكِتٰبِ اَمَّةٌ قَايِمَةٌ يَّتَتَلَوْنَ اٰيَاتِ اللّٰهِ اِنَّهُ الْبَيْلُ وہ ہیں کہ حق پر قائم ہیں اللہ کی آیتیں پڑھتے ہیں رات کی نظر یوں میں وہ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ ۝ يَوْمُئِذٍ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ اور سجدہ کرتے ہیں اللہ اور پہلے دن پر ایمان لائے ہیں کہ اور يٰۤاَمْرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ بھلائی کا دینے اور برائی سے منع کرتے ہیں اور نیک کاموں پر دوڑتے فِي الْخَيْرٰتِ ۝ وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَمَا يَفْعَلُوْا میں نہ اور یہ لوگ لائق ہیں اور وہ جو بھلائی مِّنْ خَيْرٍ فَاَلَنْ يُّكْفِرُوْا ۝ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالْمُتَّقِيْنَ ۝ اِنْ کریں ان کا حق نہ مارا جلتے تھا کہ اور اللہ کو معلوم ہیں ڈر والے وہ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تَغْنِيْ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَا اَوْلَادُهُمْ جو کافر ہوں گے ان کے مال اور اولاد</p>		
مترجم		

حضور پر ایمان لانا بھی داخل ہے۔ کیونکہ حضور کو بغیر اللہ کا ماننا ایمان باللہ نہیں۔ ۹۔ یعنی نبی کریمؐ نے ایک دوسرے پر سخت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں یا نیک کام میں بلا وجہ دیر نہیں لگاتے۔ خیال رہے کہ نماز عشاء دیر سے پڑھنا یُنْهَوْنَ کے خلاف نہیں کیونکہ عشاء کا وقت مستحب نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسابقت فی الخیرات اور جرح ہے۔ حسد اور حرص کچھ اور ہے۔ ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافر خواہ کتنی ہی نیکی کرے وہ آخرت میں بخشش اور رحمت الہی کا حقدار نہیں کیونکہ نیکی کی درستی کے لئے ایمان لینی شرط ہے جیسے نماز کے لئے وضو بزرگت کھنے کے بعد شائوں کو پانی دینا بے کار ہے۔

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ قیامت میں موسیٰ کامل اور لولہ اللہ کے فضل سے عذاب دفع کریں گے۔ جو مال راہ خدا میں خرچ کیا اور نیک لولہ کی برکت سے عذاب دور ہو گا کیونکہ لولہ مال کا عذاب کو دفع نہ کر سکتا۔ عذاب سے جس سے موسیٰ محفوظ ہے۔ اس خرچ سے مراد یا تو یہود کے وہ خرچ ہیں جو اپنے پادریوں کو نہیں خرچ کرتے تھے، یا کفار اور مشرکین کے سارے خیرات و صدقات ہیں یا دیا کار کے تمام خرچ مراد ہیں جو دکھلاوے کے لئے کئے جاتے ہیں۔ چونکہ ان کے اعمال حیرت اللہ کے لئے نہیں، لہذا ان پر آیت کی بیان ہوئی مثال ٹہلی چپاں ہے۔ یعنی جسے برقی ہوا کھیت کو کچھ کر دیتی ہے، ایسے ہی فضیلتی ہوا اعمال کی تحقیق کو پہل کر دیتی ہے۔ ۲۔ یعنی ان کے صدقات کا پھل ہوا خود

ان کے اپنے بے ایمان ہونے کی وجہ سے ہے، اور یہ بے ایمانی ان کے اپنے اختیار سے ہے لہذا وہ ظالم ہوئے۔ ۳۔ شکان نفل، بعض مسلمان اپنے قرابت دار اور رشتہ دار یہودیوں وغیرہ سے قرابت یا پڑوس کی بنا پر دوستی و میل جول رکھتے تھے۔ ان کے حلقے یہ آیت کہہ اتری۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار سے دوستانہ تعلقات، دعوتِ بدیہ ان کے ساتھ الٹا بیٹنا وغیرہ سب بھاجڑ ہیں اور تجربے سے پتا چلا کہ مسلمان کو ان کی دوستی سے نقصان پہنچاؤ۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان بادشاہ کافروں، مرتدوں کو کلیدی جگہ پر نہ لگائے جیسے وزارت، عدلیہ، وزارت خارجہ جس سے یہ لوگ غداری کرنے کا موقعہ پائیں۔ اسی طرح کفار کو اپنا راز دار بنانا جائز نہیں حتیٰ کہ اگر مسلمان کے قلعہ میں جیسائی یا یہودی عورت ہو تو اسے بھی اپنے خصوصی راز پر اطلاع نہ دے ورنہ دھوکہ کھائے گا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ کافر بھی جو مسلمان کا خیر خواہ نہیں ہو سکتا۔ ۴۔ یعنی یہ کفار یہ گفتہ تم سے وہ حتیٰ ظاہر کرتے ہیں مگر باطن میں ان کے منہ سے ہے اعتقاد ایسے الفاظ نکل جاتے ہیں جن سے ان کی دل دشمنی ظاہر ہو جاتی ہے اور جو عداوت کی آگ ان کے سینوں میں بھڑک رہی ہے وہ تو کہیں زیادہ ہے۔ جسے رب فرمادے، اکبر سمجھ لو وہ کسی آگ ہو گی۔ رب تعالیٰ خالق ہے۔ خالق کو اپنی مخلوق کا حال زیادہ معلوم ہے تمام کافروں کا یہ ہی حال ہے جیسا کہ یونسؑ سے معلوم ہوا۔ ۵۔ یہ خطاب ان مسلمانوں سے ہے جو کفار سے قرابت داری کی بنا پر طبی طور پر ان سے محبت رکھتے تھے۔ یہ محبت قریباً غیر اختیار ہوتی ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ صحابہ کرام کے دلوں میں کفار سے وہ محبت تھی جو علامت نفاق ہے۔ ۸۔ یعنی تم تو توریت و انجیل پر ایمان رکھتے ہو مگر وہ قرآن پر ایمان نہیں رکھتے۔ جب وہ اپنے کفر میں اتنے پختہ ہیں تو آپ نے ایمان میں پختہ کیوں نہیں ہوتے؟ ۹۔ یہ تمام اہل کتاب کا حال نہیں بلکہ ان میں سے منافقین کا حال ہے، اس کی تفسیر پہلے بارہ کے شروع میں گزر چکی ہے۔ ۱۰۔ اس میں بھی خبر ہے کہ ان بد نصیبوں کے بچنے سے مسلمانوں کا کچھ نہ بچوے گا۔ ان کا سورج چوں ہی چڑھا رہا ہے گا۔ یہ پگھاڑوں کی طرح بجے رہی گے اور اللہ نہ ایسا ہی ہوا۔ بلکہ قیامت انشاء اللہ دین اسلام غالب رہے گا۔ کفار اگرچہ جلتے رہیں۔ مسلمان خیر مطلوب ہوں یا مقاب۔

فَمِنْ اللَّهِ شَيْئًا وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ

ان کو اللہ سے کچھ نہ بچائیں گے نہ اور وہ جہنمی ہیں ان کو بیٹھ اس میں رہنا

مَثَلُ مَا يُنْفِقُونَ فِي هَذِهِ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيحٍ

کھوت اس کی جو اس دنیا کی زندگی میں خرچ کرتے ہیں اس کی ہوا کی ہے جس میں

فِيهَا ضَرْبٌ أَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ فَأَهْلَكَ

پالا ہوا وہ ایک ایسی فوج کی کہیں ہر ٹہنی جو لہنا ہی برا کرتے تھے تو اسے ہلک کر ماری

وَمَا ظَلَمَهُمُ اللَّهُ وَلَكِنْ أَنْفُسُهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿١٠﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

اور اللہ نے ان پر ظلم نہ کیا ہاں وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے لہذا ایمان والوں کو

أَمِنُوا لَا تَتَّخِذُوا أِطَّانَ قَوْمٍ دُونَكُمْ لَا يَأْتُوا نَفْعًا

میںوں کو لہنا راز دار نہ بنناؤ وہ تمہاری برائی میں کمی نہیں

خَبَالًا وَلَا ذَمًّا عِنْتُمْ قَدْ بَدَأَ الْبَغْضَاءَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ

کرتے ان کی آرزو ہے جتنی ایذا نہیں پہنچے، ہر اچھی باتوں سے جھلک اٹھا

وَمَا تَخْفَى صُدُورُهُمْ الْكِبَرُ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ إِنْ

لہ اور وہ جو سینے میں چھپائے ہیں بڑا ہے ہم نے نشانیاں نہیں کھول کر سنائیں

كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ ﴿١١﴾ لَهَا تَمَازُ وَلَا تَجْتَبُونَهُمْ وَلَا يَحْجُبُونَكُمْ

نہیں عقل پر سننے پر تم کو ہم تو انہیں چاہتے ہو اور وہ جہیں نہیں چاہتے

وَتُؤْمِنُونَ بِالْكِتَابِ كُلِّهِ وَإِذَا الْقَوْمُ كَالُوا أَمَّا نَتُوبُ

اور حال یہ کہ تم سب کتابوں پر ایمان لاتے ہو اور وہ جب تم سے ملے ہی کہتے

وَإِذَا أَخْلَوْا عَصَوْا عَيْتَكُمْ إِلَّا أَنْ مَلَ مِنَ الْغَيْظِ قُلْ

یہی ہم ایمان لاتے تھے اور اچھے بول تو تم پر اچھی ہیں جہاں حق سے تم لڑاؤ

مَوْثُؤًا بِغَيْظِكُمْ إِنْ اللَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿١٢﴾

کہ تم مجاز اپنی گھٹن میں نہ اللہ خوب جانتا ہے دلوں کی بات

شروع میں گزر چکی ہے۔ ۱۰۔ اس میں بھی خبر ہے کہ ان بد نصیبوں کے بچنے سے مسلمانوں کا کچھ نہ بچوے گا۔ ان کا سورج چوں ہی چڑھا رہا ہے گا۔ یہ پگھاڑوں کی طرح بجے رہی گے اور اللہ نہ ایسا ہی ہوا۔ بلکہ قیامت انشاء اللہ دین اسلام غالب رہے گا۔ کفار اگرچہ جلتے رہیں۔ مسلمان خیر مطلوب ہوں یا مقاب۔

۱۔ یعنی کفار اگرچہ ظاہری طور پر تمہاری صحبت پر غم خواری کی باتیں کر دیں۔ لیکن درپردہ خوش ہوتے ہیں جیسا کہ آج کل بھی دیکھا جا رہا ہے۔ اگر کوئی کافر سلطنت کسی صحبت میں مسلمانوں کی مدد کرتی ہے تو اپنی خود غرضی کے ماتحت نہ کہ مسلمانوں کی محبت میں اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی تکلیف پر خوش ہوا کفار کا طریقہ ہے۔ ۲۔ اس سے مانگہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دل بیت رسول اللہ ہوا معلوم ہوا۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے ہی تشریف لے گئے تھے جنہیں رب نے اہل فرمایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا۔ **شَاقِلٌ فِيهِ نَفْسٌ شَاقِلَةٌ** (خج وہاں بھی اہل سے مراد یہی ہیں۔ ۳۔ ان آیات میں جبکہ احد کی طرف اشارہ ہے جو ۳۳ھ میں مدینہ منورہ سے تین میل دور احد پہاڑ کے دامن میں واقع ہوئی۔ کفار کہ جبکہ بدر میں شکست کھا کر خضہ میں بھرے ہوئے تھے۔ ایک سال تک تیاری کرنے کے بعد وسط شوال ۳۳ھ میں مدینہ منورہ پر چڑھ آئے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی کہ کفار احد پر آگئے ہیں تو حضور نے تمام صحابہ بلکہ عبداللہ ابن ابی ابن سلول کو حضور کے لئے بلایا۔ بعض صحابہ اور اس منہل کی رائے ہوئی کہ جبکہ مدینہ منورہ میں وہ کہہ افغانہ طور پر کی جائے۔ یہی حضور والا کی رائے عالی بھی تھی۔ مگر بعض جو شیلے نوجوانوں کی رائے تھی کہ میدان میں جا کر ان کا مقابلہ کیا جائے۔ آخر کار یہی طے ہوا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پشیمین صحابہ جماعت صحابہ کے ۱۰ شوال ۳۳ھ یوم بکشب کو میدان احد میں تشریف فرما ہوئے۔ ابن ابی منہل کی رائے نے ہلکی گئی تھی وہ دل میں ناراض ہو گیا تھا اس لئے اپنے ۳۰۰ ساتھیوں سے کہا کہ جب تمھیں کارن پڑے تو تم میدان سے بھاگ جانا کہ مسلمانوں کے پاؤں اکڑ جائیں۔ مسلمان مع ان منافقین کے ایک ہزار تھے۔ بعد میں سلت سورہ نکمے۔ منافقوں کے بھاگ جانے کی وجہ سے حضور نے عبداللہ ابن جبر کو پچاس تیر اندازوں کے ساتھ احد کے درہ پر مقرر فرمایا کہ اس طرف سے کفار کو آنے نہ دیں۔ رب کے فضل سے مسلمانوں کو بہت شاندار فتح ہوئی کفار بھاگ گئے۔ یہ پچاس حضرات سمجھے کہ اب فتح تو ہو ہی چکی چلو ہم بھی نصرت حاصل کریں۔ عبداللہ ابن جبر نے مع بھی کیا مگر نہ مائے درہ خالی ہو گیا۔ شکست خوردہ کفار یہ درہ خالی دیکھ کر پیچھے پلٹے اور اس درے سے مسلمانوں پر پیچھے آن پڑے۔ جس سے جنگ کا نقشہ بدل گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جہاد میں مال پر نظر نہ رکھی جائے ورنہ خرابی ہوگی۔ اس کا بار بار تجربہ ہو چکا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ خطا اجتہادی مخاف ہے جیسا کہ عبداللہ ابن جبر کے ساتھیوں سے ہوا۔ ۴۔ خزانہ میں سے نبی سلمہ اور اس

۱۰۳	۱۰۴	۱۰۵
<p>إِنْ تَمْسِكُمْ حَسَنَةً تَنْوَهُهُمْ وَإِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةً يَأْخُذُوا بِهَا وَإِنْ تُصِيرُوا وَتَتَّقُوا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ</p> <p>خوش ہوں کہ اور اگر تم صبر اور پوزیٹو گاری کے رہو تو ان کا دواں ہلا کر دے گا</p> <p>شَيْئًا إِنْ اللَّهَ يَهْمُ الْغَافِلُونَ مُحِيطٌ ۝ وَإِذْ عَدُوَّتُ</p> <p>بھارت سے گئے شنگ ان کے سب کا فدا کے لیے ہیں اور پاک و نیک محبوب</p> <p>مِنْ أَهْلِكَ تَبَوَّءُ الْمُؤْمِنِينَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتٌ مِنْهُمْ أَنْ تَفْشَلَا</p> <p>اللہ متنا جانتا ہے کہ جب تم میں کے دو گروہوں کا ارادہ ہوا کہ نامردی کر جائیں</p> <p>وَاللَّهُ وَلِيُّهُمَا وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ۝</p> <p>اللہ اور اللہ ان کا سمجھالے والا ہے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پھر دوسرا پانچے</p> <p>وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدْرٍ وَأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللَّهَ</p> <p>اور بیشک اللہ نے بدر میں تمہاری مدد کی جب تم بالکل بے سروسامان تھے لی تو اللہ</p> <p>لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ إِذْ يَقُولُ لِلْمُؤْمِنِينَ أَكُنْ</p> <p>سے ڈرو کہیں تم شکوگزار ہو جب اسے مجھو کہ تم مسلمانوں سے فرمائے تھے کیا</p> <p>يَكْفِيكُمْ أَنْ يُمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلَاثَةِ فِئَةٍ مِّنَ</p> <p>ہیں۔ کافی نہیں کہ تمہارا رب تمہاری مدد کرے لیکن ہزار</p> <p>الْمَلَائِكَةِ مُنَزَّلِينَ ۝ بَلَىٰ إِنْ تَصِيرُوا وَتَتَّقُوا</p> <p>فرشتہ اتار کر کہ تہاں کہوں نہیں اگر تم میری تقویٰ کرو اور</p> <p>يَأْتُوكُم مِّنْ قُدْرِهِمْ هَذَا يُمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ</p> <p>کافر اسی دم تم پر آ کر ہلاک کر دے گا تمہارا رب تمہاری مدد کو</p>		

میں سے نبی عارث دونوں نصاریٰ تھے انہوں نے میدان جہاد سے بھاگ جانے کا قصد کیا۔ یہ سمجھ کر اس وقت صلوات اسی میں ہے انہوں نے اجتہادی غلطی کی معلوم ہوا کہ ارادہ کیا بلکہ گناہ سے انسان اللہ کی رحمت یا ایمان سے خارج نہیں ہو سکتا کیونکہ جہاد سے بڑوں نے ارادہ گناہ کبیرہ کا ارادہ ہے مگر اس کے باوجود ارشاد ہوا کہ **وَاللَّهُ يَهْدِي الْقَوْمَ الصَّالِحِينَ** اور اللہ مومن ہی کا ولی ہے نہ کہ کافر۔ اب جو انہیں برا کہے ہے ایمان ہے۔ جبکہ بدر ۱۲ رمضان ۳۳ھ میں جمعہ کے دن ہوئی مسلمان ۳۱۳ تھے کفار قریباً ایک ہزار۔ مسلمان بے سرمد ملان تھے۔ کفار ملان سے لیس تھے۔ ہر ایک کتوں سے جو ایک گھنٹہ منہی بدر ابن عاصم نے کھودا تھا۔ اب وہاں چھوٹی سی بستی ہے۔ کہ کربہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ہے۔ اب مدینہ پاک کے راستے میں آتا ہے۔ ۶۔ یعنی اولاً تین ہزار فرشتے اترے پھر دو ہزار اور اترے جن

(بقیہ صفحہ ۱۰۲) سے مل کر پانچ ہزار ہو گئے لہذا اس آیت میں اور اگلی آیت میں کوئی شارح نہیں ہے۔ یا تو یہ رب کا کلام ہے جو اس نے اپنے حبیب کی تصدیق کے لئے فرمایا۔ یا حضور ہی کا کلام ہے جو رب نے نقل فرمایا۔ ان آیات سے معلوم ہوا کہ حضور کو بدر میں آنے والی ہدٰی خبر تھی کیونکہ یہ آیات تائید میں آئیں جن میں حضور کی غیبی خبروں کی تائید کی گئی۔

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ بدر میں شرکت کرنے والے تمام صحابہ کرام و انصار صابر اور متقی ہیں۔ ان کے میر اور تعویٰ پر قرآن گواہ ہے۔ کیونکہ ان کی مدد کے لئے

فرشتے بدر میں اترے جنہیں بعض صحابہ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بدر میں شرکت کرنے والے فرشتے دوسرے فرشتوں سے افضل ہیں کہ رب نے ان پر خاص نشان لگا دیے ہیں جن سے وہ دوسروں پر ممتاز ہوتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور غازیان اسلام کی خدمت اعلیٰ عبادت ہے کہ یہ تمام فرشتے دوسرے فرشتوں سے افضل۔ لہذا حضور کے صحابہ تمام مسلمانوں سے افضل ہیں کہ وہ حضرات وہ خوش نصیب ہیں جنہیں حضور کی خدمت نصیب ہوئی ۲۔ یعنی بدر میں یہ فرشتے کافروں کو ہلاک کرنے نہ آئے تھے ورنہ ایک فرشتہ ہی کافی تھا جیسا کہ قوم لوط وغیرہ کا حال ہوا۔ بلکہ وہ صرف تمہاری جماعت بچانے اور تمہاری مدد کرنے آئے تھے اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان اللہ کے پیارے ہیں کہ ان کی خدمت کے لئے فرشتے مقرر ہوتے ہیں۔ ۳۔ یعنی بدر میں کافر تین طرح کے ہو گئے ایک وہ جو مسلمانوں کے ہاتھوں مارے گئے۔ دوسرے وہ جو گرفتار ہو گئے تیسرے وہ جو نامراد ہو کر بھاگ گئے حالانکہ انہیں اپنی حق کاقین تھا۔ یہ ذلت انتہائی ہے۔ ۴۔ یعنی بدر میں آنے والے کافروں کے دو حصے کئے جائیں گے۔ ایک وہ جو تمہارے ہاتھوں قتل ہوں گے جیسے ابو جہل، ابو اسب، امیہ وغیرہ دوسرے وہ جو ناکام واپس ہوں گے جیسے ابوسفیان وغیرہ۔ اس دوسرے گروہ میں سے اکثر لوگ بعد میں ایمان لے آئے۔ ۵۔ شان نزول۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرمعونہ والے کفار کے لئے بدر کا جنوں لے دیا کہ وہ اس کے مقابلے میں ہار جائیں اور حضور کو بددعا سے روک دیا گیا۔ حضور نماز فجر کی دوسری رکعت میں بعد رکوع ان کافروں پر بددعا کیا کرتے تھے۔ جسے قوت نازل کتے ہیں۔ اس آیت سے قوت نازل منسوخ ہوئی ۶۔ اس آیت کا مطلب یہ نہیں کہ اے محبوب تمہیں ان کفار پر بددعا کرنے کا اختیار یا حق نہیں، ورنہ غزوات انبیاء کرام کفار پر بددعا کر کے انہیں ہلاک نہ کراتے، بلکہ مطلب یہ ہے کہ یہ بددعا آپ کی شان کے لائق نہیں کیونکہ آپ رحمت للعالمین ہیں۔ یعنی سارا عالم اجسام جسے ملک کہتے ہیں مافی السموات سے طوایف مراد ہیں اور مافی الارض سے مخلوقات مراد ہیں۔ اور اوج وغیرہ کو ملکوت کہتے ہیں۔ چونکہ صرف اجسام ہی ہمارے سامنے ہیں لہذا اکثر اس کا ذکر ہوتا ہے ۸۔ یعنی جس مجرم کو چاہے جسے اور جس مجرم کو چاہے عذاب دے۔ اس کے یہ سنی نہیں کہ نیکو کار کو بھی عذاب دے جیسا کہ دینار مسروق نے سمجھا۔ کیونکہ یہ ظلم بھی ہے اور خلاف وعدہ بھی ۹۔ دوادوں کی قید اتفاقی ہے کہ یہ کہ سود سوایا دیو زحابی حرام ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تمہارا گناہ کی وجہ سے کافر نہیں ہو جاتا۔ سود خواروں کو اللہ تعالیٰ کے خطاب سے پکارا گیا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ سود لینے والے دینے والے سے زیادہ گناہ گار ہیں۔ اسی لئے اس پر زیادہ زور ہے ۱۰۔ اپنے نیک اعمال پر نازاں نہ ہو بلکہ

بِخَمْسَةِ آلْفٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِينَ ﴿۸﴾ وَمَا

جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشْرَىٰ لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوبُكُمْ بِهِ

وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ﴿۹﴾ لِيَقْطَعَ

طَرَفًا مِّنَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوا

خَآئِبِينَ ﴿۱۰﴾ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ

عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبُهُمْ فَاتَّخِذْهُمْ ظُلُمُونَ ﴿۱۱﴾ وَلِلَّهِ مَا فِي

السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ يَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ وَ

يُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۲﴾ يَا أَيُّهَا

الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً

وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿۱۳﴾ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي

أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ ﴿۱۴﴾ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ

﴿۱۵﴾

ہے کہ یہ بددعا آپ کی شان کے لائق نہیں کیونکہ آپ رحمت للعالمین ہیں۔ یعنی سارا عالم اجسام جسے ملک کہتے ہیں مافی السموات سے طوایف مراد ہیں اور مافی الارض سے مخلوقات مراد ہیں۔ اور اوج وغیرہ کو ملکوت کہتے ہیں۔ چونکہ صرف اجسام ہی ہمارے سامنے ہیں لہذا اکثر اس کا ذکر ہوتا ہے ۸۔ یعنی جس مجرم کو چاہے جسے اور جس مجرم کو چاہے عذاب دے۔ اس کے یہ سنی نہیں کہ نیکو کار کو بھی عذاب دے جیسا کہ دینار مسروق نے سمجھا۔ کیونکہ یہ ظلم بھی ہے اور خلاف وعدہ بھی ۹۔ دوادوں کی قید اتفاقی ہے کہ یہ کہ سود سوایا دیو زحابی حرام ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تمہارا گناہ کی وجہ سے کافر نہیں ہو جاتا۔ سود خواروں کو اللہ تعالیٰ کے خطاب سے پکارا گیا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ سود لینے والے دینے والے سے زیادہ گناہ گار ہیں۔ اسی لئے اس پر زیادہ زور ہے ۱۰۔ اپنے نیک اعمال پر نازاں نہ ہو بلکہ

(بقیہ صفحہ ۱۰۳) قبولیت کی امید رکھنے اور رد ہونے سے ڈرنا رہے کہ اس دریا میں بہت جہاز ڈوب چکے ہیں۔ شیطان کے واقعہ سے عبرت لکھنے والا معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم کیسے ہے کہ دونوں تقویٰ کے لئے ضروری ہیں اور بلا تامل و چن و چرا دونوں اطاعتیں لازم ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ رسول کا ساتھ ساتھ ذکر کرنا سنت الہیہ ہے شرک نہیں۔

اب اس طرح کہ توبہ اور اولاد عبادت میں جلدی کرو اور اس میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ انسان ہر وقت کو اپنا آخری

وقت سمجھ کر اللہ کی عبادت کرے ۲۔ یعنی جب جنت کی چوڑائی کا یہ حال ہے تو اس کی لمبائی کتنی ہوگی مومن لمبائی چوڑائی سے زیادہ ہوتی ہے ۳۔ معلوم ہوا کہ جنت بنی تو پرہیزگاروں کے لئے ہے ان کی فطرت بعض بے عمل یا بد عمل بھی وہاں پہنچ جائیں گے جیسے مسلمانوں کے ہاتھ سے فوت شدہ بچے اور وہ گنہگار جو حضور کی شفاعت سے بخشے جالیں۔ شَفَاعَتُكَ يَا مُحَمَّدُ أَتُكَلِّمُ بَيْنَ أُمَّتِي ۳۔ شادی بیاہ کے موقع پر شہر کیبہ میں حدیث و خیرات کرنا اسی طرح نعمتیں ملنے پر اللہ کی راہ میں خرچ کرنا نقد سرائ میں داخل ہے۔ اور موت وغیرہ کے موقع پر میت کو ایصالِ ثواب کے لئے خرچ کرنا۔ دیگر مصیبتوں میں مصیبت ٹالنے کے لئے خیرات کرنا ربح کا خرچ ہے۔ بہر حال اس سے مراد اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ہی ہے ۵۔ خیال رہے کہ معافی اور درگزر اپنے حقوق میں کی جاسکتی ہے۔ اللہ رسول کے مجرم کو معاف نہیں کیا جاسکتا مرد کو قتل کیا جائے گا اور چور کے ضرور ہاتھ کٹیں گے۔ اس آیت کا یہی مفہوم ہے ۶۔ فضیل ابن عیاض فرماتے ہیں کہ احسان کے عوض احسان کرنا بدلہ ہے اور برائی کے عوض برائی کرنا مجازات اور سزا ہے۔ برائی کے عوض بھلائی کرنا کرم اور جود ہے اور بھلائی کے عوض برائی کرنا خیانت ہے۔ اسے آیت میں کرم و جود کا ذکر ہے انہیں حسن فرمایا گیا ہے ۷۔ فاحشہ سے مراد وہ گناہ ہے جس کی شریعت میں سزا ہے جیسے زنا چوری اور ظلموں سے وہ گناہ مراد ہیں جن کی سزا مقرر نہیں جیسے نماز چھوڑنا۔ اور ہر مجرم کی توبہ علیحدہ حکم کی ہے۔ یا فاحشہ سے مراد گناہ کبیرہ اور ظلم سے مراد صغیرہ یا فاحشہ سے مراد وہ گناہ جو دوسروں کی تکلیف کا باعث ہو اور ظلم سے مراد وہ گناہ جو الیانا ہو ۸۔ اس میں گنہگاروں کو توبہ کی دعوت عامہ ہے کہ نیک تو اس کے ہیں گنہگار کس کے ہیں۔ وہ دروازہ سب کے لئے کھلا ہے۔ خیال رہے کہ حقوق العباد صاحب حق معاف کرتا ہے مگر یہ معافی بھی اللہ کے فضل و کرم سے ہے۔ ذنب کی معافی صرف اللہ کے فضل و کرم سے ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ گناہ بڑے سے بڑا

۱۰۵	۱۰۶
۱۰۷	۱۰۸
<p>لَعَلَّكُمْ تَرْحَمُونَ ۝ وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ ۖ وَرَحْمَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ ۖ وَارْتَدُّوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ ۖ وَارْتَدُّوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ ۖ وَارْتَدُّوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ ۖ</p>	
<p>اس امید پر کہ تم رحم کے ہاؤ اور درگزر اپنے رب کی بخشش</p>	
<p>رَبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ ۖ وَارْتَدُّوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ ۖ وَارْتَدُّوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ ۖ وَارْتَدُّوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ ۖ</p>	
<p>اور اپنی جنت کی طرف میں کی پھڑان میں سب آسمان و زمین پر پھیر گاروں کے</p>	
<p>لِلْمُتَّقِينَ ۝ الَّذِينَ يَنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ ۖ</p>	
<p>لئے تیار کر رکھے ہیں وہ جو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے میں خوش ہیں اور رنج میں</p>	
<p>وَالْكَافِرِينَ ۖ الْغَيْظُ وَالْعَافِينَ ۖ عَنِ النَّاسِ ۖ وَ</p>	
<p>اور غصہ پہنے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے</p>	
<p>اللَّهُ يُحِبُّ الْيُحْسِنِينَ ۝ وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا</p>	
<p>اور نیک لوگ اللہ کے محبوب ہیں اور وہ کہ جب کئی بے جا</p>	
<p>فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا</p>	
<p>یا اپنی جانوں پر ظلم کریں اللہ کو یاد کر کے اپنے گناہوں کی</p>	
<p>لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يُغْفِرِ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ ۖ وَكَمْ</p>	
<p>معافی پائیں اور گناہ کون بخشے سوا اللہ کے اور</p>	
<p>يَصِرُوا عَلَىٰ مَافَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۝ أُولَٰئِكَ</p>	
<p>اپنے کئے پر جان بوجھ کر اڑ رہے ہیں انہوں کو</p>	
<p>جَزَاءُ وَهُمْ مَغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَجَنَّتُ تَجْرِي</p>	
<p>بدلہ ان کے رب کی بخشش اور جہنم میں جن کے بچے</p>	
<p>مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَنَعْمَ أَجْرُ</p>	
<p>بہترین دواں ہمیشہ ان میں رہیں اور کامیوں کا کیا اچھا</p>	
<p>الْعَمِلِينَ ۖ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ ۖ</p>	
<p>نیک ہے تم سے پہلے جو طریقے برساتے چکے ہیں</p>	

بھی قتل معافی ہے رب سے نامید نہ ہو ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ صغیرہ پر اڑ جانا گناہ کبیرہ بنادیتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ توبہ کے لئے اصرار معصوم ہے کہ توبہ بھی کرتا چلوے اور گناہ بھی بلکہ قبول توبہ کے لئے گوشت گناہ پر نہ امت اور آئندہ کے لئے ترک کا حتیٰ ارادہ ضروری ہے۔ شان نزول یہاں غرام فروش کے پاس ایک حسین عورت غرام خریدنے آئی اس نے کہا کہ یہ خرے اچھے نہیں ہیں۔ بہترین خرے گھر میں ہیں۔ اسے اندر لے گئے اور وہاں جا کر اس کا پوس لے لیا۔ چنا لیا۔ اس نے کہا کہ اللہ سے ڈرو۔ یہ سنتے ہی اسے چھوڑ دیا اور شرمندہ ہو کر حضور کی خدمت میں عرض کیا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ایک روایت یہ ہے کہ دو مصلوں میں پانچ بار تھلا ایک جہاد کے لئے کیا۔ دوسرے کے سپرد اپنا گھریا کر گیا۔ ایک روز اس جہاد کی پیروی نے اس انصاری سے گوشت منگایا۔ جب اس لقمی کی

(فقیر صفحہ ۱۰۵) عورت نے گوشت لینے کو ہاتھ بڑھایا تو اس نے ہاتھ چوم لیا۔ چوتھی سخت شرمندگی ہوئی۔ جنگ میں لکھ لکھ کر پہنچے مارا اور سر پر خاک ڈالنا شروع کیا۔ جب تحقیق اپنے گھر والیں آیا تو عورت سے اپنے اس انصاری دوست کا حال پوچھا۔ وہ بولی کہ اللہ ایسے دوست سے بچائے۔ تحقیق اس کو خلاش کے بعد حضور کی خدمت میں لایا۔ اس کے حق میں یہ آیات اتریں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ دونوں دھتے اس کا شان نزول ہوں۔ (خزان العرفان)

۱۔ یعنی اسے کفار عرب ان زمینوں کی طرف سفر کرو جہاں پہلے کفار آباد تھے جنہوں نے اپنے رسولوں کی مخالفت کی ان پر عذاب الہی آیا اور وہ تباہ کر دیئے گئے۔ ان کی اجڑی بڑیاں دیکھ کر عبرت کچھو اور حضور پر ایمان لاؤ۔

سورۃ الاحزاب ۱۰۶

فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

الْمُكذِبِينَ ﴿١﴾ هَذَا بَيَانٌ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَ

مَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ ﴿٢﴾ وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَ

أَنْتُمْ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿٣﴾ إِنْ يَمْسُرْكُمُ

الْعَدُوُّ يَرْبِطْكُمْ وَلَا تَكُنُ لِلْكَافِرِينَ

وَعِصْرًا ﴿٤﴾ وَلَا تَحْزَنُوا إِنَّا جَاعِلُونَ

الْفِتْنَةَ أَلْحَقَ الْمُنَافِقِينَ بِالْأَعْدَاءِ

وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ أَكْثَرُ

وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ أَكْثَرُ

وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ أَكْثَرُ

وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ أَكْثَرُ

وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ أَكْثَرُ

وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ أَكْثَرُ

وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ أَكْثَرُ

وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ أَكْثَرُ

وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ أَكْثَرُ

وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ أَكْثَرُ

وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ أَكْثَرُ

وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ أَكْثَرُ

وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ أَكْثَرُ

۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کا عذاب دیکھنا ہو تو عذاب ولی تینوں کو دیکھو۔ اور اگر اللہ کی رحمت کا پتہ لگانا ہو تو رحمت والی ہستیوں کو دیکھو۔ جہاں اللہ کے پیارے سو رہے ہیں۔ اور ان کے دم قدم سے روئیں لگی ہوئی ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اس مقصد کے لئے سفر کرنا جائز ہے۔ لہذا عرس وغیرہ میں سفر کرنا درست ہے ۳۔ اللہ کا یہ وعدہ بالکل سچا ہے ہم نااہلوں نے شرط پوری نہ کی جس کی وجہ سے پست ہو گئے اس سے معلوم ہوا کہ تمام صحابہ خصوصاً خلفائے راشدین سچے اور مخلص مومن تھے کیونکہ رب نے ایمان کی شرط پر سرملندی کا وعدہ فرمایا اور انہیں سر ملندی خلافت اور حکومت سب کچھ بخشی معلوم ہوا کہ ان میں وہ شرط موجود تھی ۴۔ یعنی اے مسلمانو! اگر تمہیں جنگ احد میں تکلیف پہنچی تو کفار کو بھی جنگ بدر میں ایسی ہی تکلیف پہنچی تھی۔ مگر وہ بدل نہ ہوئے تو بدل کیوں ہوتے ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلم قوم کو کفار کے حالات شاکر غیرت اور جوش دلانا چاہیے ۵۔ یعنی دنیا کی سرملندی اور اپنی باری باری سے قوموں کو مل کر کرتی ہے کسی ایک قوم کا اس پر اجارہ نہیں۔ درخت بھی ٹکا ہوتا ہے کبھی سرسبز۔ چاند بھی چھوٹا کبھی بڑا ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ شکست بھی مسلمان کے لئے ترقی ورجات کا باعث ہے۔ مار آئے تو غازی مر گئے تو شہید۔ نیز شکست کھرنے کوئے کی کسوٹی ہے ۷۔ قرآن کریم میں ظالم کافر کو بھی کہا گیا ہے اور گنہگار کو بھی۔ یہاں کافر مراد ہے کیونکہ مومن کے مقابلہ میں بولا گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافر خواہ کتنے ہی ٹیک کام کرے خدا کا پیارا نہیں کیونکہ وہ رب کا باغی ہے ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن کا قتل اس کے گناہوں سے نکھر جانے کا ذریعہ ہے اور کافر کا قتل اس کے مٹانے کا ذریعہ۔ قتل ایک ہے مگر انجام میں فرق ہے ۹۔ یہ سوال کی شکل میں نہیں ہے یعنی بدگمانی نہ کرو۔ اس کے معنی یہ نہیں کہ صحابہ کرام کو یہ گمان یا ان کا یہ عقیدہ تھا۔ کیونکہ وہ حضرات غلط عقیدوں سے محفوظ تھے

منزل

تھے ۱۰۔ جرات کے لئے۔ آدم علیہ السلام جنت میں رہتا تعلیم کے لئے تھا کہ دنیا کو جاکر اس طرح بائیں۔ اور ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج میں جنت میں جانا گواہی کے لئے تھا۔ یہ بھی خیال رہے کہ یہاں جنت عملی کا ذکر ہے۔ بعض لوگوں کو عطا کے طور پر بھی جنت ملے گی جیسے مسلمانوں کے چھوٹے بچے جو اپنے ماں باپ کے طفیل جنت میں جائیں گے۔ یا ہم جیسے گنہگار جو انشاء اللہ زوف ورحیم مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد جنت میں پہنچیں گے۔ رب فرماتا ہے۔ لَنُفَاتِحَنَّ بَابًا لِّكُلِّ هُمْ لَئِذَا أَلِيتُمْ مِمَّنْ تَبَارَئِشْتُمْ فَيُسَبِّحُ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْخَرُونَ مِنْهُمْ ۱۱۔ لہذا آیات میں تبارش نہیں ال۔ حضرت خیر مجتہد قدس سرہ نے یہاں علم کے معنی آزمائش فرمائے تا کہ معلوم ہو کہ اس علم سے علم بطور مراد ہے جو آزمائش کے بعد ہوتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا علم ازلی قدیم ہے۔ لہذا آیت بے غبار ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ احد میں جہاک جانے والے عذاب کے مستحق ہیں۔ لیکن ان کی معافی کا

(قریہ صفحہ ۱۰۶) اعلان ہو چکا ہے۔ اب جو ان پر اعتراض کرے وہ قرآن کا منکر ہے۔

۱۔ لیکن جو لوگ بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے۔ انہیں اس پر ندامت تھی۔ اور آنکھوں جہاد میں شرکت کی توبہ مگر بعد میں ان کے قدم اکڑ گئے۔ اس سے اشارہ یہ بھی معلوم ہوا کہ موت کی تہنیت کرنی چاہیے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے۔ ۲۔ یہ حضور اعلیٰ ہے۔ یعنی وہ صرف رسول ہیں رب نہیں۔ اور نبیؐ رہتا رہا کی صفہ ہے۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضور میں رسالت کے سوا اور کوئی وصف نہ ہو۔ حضور صفیٰ المزین رحمت اللعالمین ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں وہ صفات

دلکش جو ہمارے دہم و گمان سے بھی باہر ہیں۔ ۳۔ خواہ وفات پا چکے ہوں یا زندہ موجود ہوں

مگر ان کی شریعت منسوخ ہو چکی ہو اور وہ دنیا والوں کی ظاہر آنکھوں سے چھپ چکے ہوں۔ جیسے حضرت ادریس و عیسیٰ و الیاس و خضر علیہم السلام۔ اس لئے یہاں اللہ تعالیٰ نے موت کا لفظ نہ فرمایا۔ اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر دلیل پڑتا لگا ہے۔ ۴۔ یعنی کیا اسلام سے ہر جاؤ گے۔ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جبکہ جنگ احد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شہید ہو جانے کی خبر اڑی تو بعض منافق اور کفار نے بعض نو مسلموں سے کہا کہ جن کے دم کی ہمار تھی وہ وفات پا چکے۔ اب اپنے پرانے دین کی طرف لوٹ جاؤ۔ اس پر فرمایا گیا کہ نبی کی وفات سے دین فاسد نہیں ہو جاتا۔ کیونکہ دین تو باقی رہے گا۔ اسلام کسی کا محتاج نہیں۔ سب اسلام کے محتاج ہیں۔ دیکھو سرداران قریش نے قرے کے لئے تو وہ ایک طرف کر دیئے تھے اور یہ سورہ کے مساکین سے اسلام کی اشاعت کرا دی تھی۔

۵۔ تم جو جس خاک کو چاہو وہ بنے بندہ پاک میں بھی کسی کو بناؤں جو غلام ہو جاؤ ۶۔ یعنی ان تمام صحابہ کو جنہوں نے اس وقت ثابت قدمی دکھائی معلوم ہوا کہ تمام ثابت قدم صحابہ اعلیٰ درجہ کے شاکر ہیں اور جن کے قدم اکڑ گئے تھے وہ بارگاہ رب سے ملنے پا چکے ہیں۔ سب اللہ کے پیارے ہیں درجہ عقاب ہیں ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ جہاد سے بھاگنا بہت برا ہے کہ اس سے موت مل نہیں سکتی اور ثابت قدمی سے انسان سونچیں جاتا ۸۔ یعنی جو جہاد میں صرف غنیمت کا مال حاصل کرتے گئے اسے آخرت کا ثواب نہ ملے گا دنیا کے آرام اور راحتیں اس کے عمل کا بدلہ ہو جائیں گی۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ اسے دنیا ضرور مل جائے گی لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۹۔ یعنی اس کو دنیا بھی دیں گے اور دین بھی۔ کیونکہ اس میں دنیا عطا فرمانے کی نفی نہیں ۱۰۔ جہاد ابراہیم علیہ السلام سے شروع ہوا۔ سب

۱۰۷	بیشاوار
<p>مِنْ قَبْلِ أَنْ تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَأَيْتُمُوهُ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ ۝ وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ</p>	
<p>کے سامنے اور تم کو ایک رسول ہیں کہ ان سے پہلے اور</p>	
<p>مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ</p>	
<p>رسول ہو چکے نہ تو تم اگر وہ انتقال فرمائیں یا شہید ہوں تو تم</p>	
<p>عَلَى أَعْقَابِكُمْ ۚ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَى عَقْبَيْهِ فَلَنْ</p>	
<p>الٹے پاؤں پھر جاؤ گے نہ اور جو الٹے پاؤں پھرے گا اللہ کا پھر</p>	
<p>يَضُرَّ اللَّهُ شَيْئًا وَسَيُجْزَى اللَّهُ الشَّاكِرِينَ ۝ وَمَا</p>	
<p>لنفس نہ کرے گا ش اور حضرت علیہ السلام کو صلہ سے گات اور کوئی مان</p>	
<p>كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تَمُوتَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ كَتَبَ</p>	
<p>پلے حکم تھا مرنے میں سب کا وقت لکھا رکھا</p>	
<p>مُوجَلًّا ۚ وَمَنْ يَرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا ۚ</p>	
<p>بہت اور جو دنیا کا انعام چاہے ہم اس میں سے اسے دیں</p>	
<p>وَمَنْ يَرِدْ ثَوَابَ الْآخِرَةِ نُؤْتِهِ مِنْهَا ۚ وَسَجَّزَى</p>	
<p>اور جو آخرت کا انعام چاہے ہم اس میں سے اسے دیں اور سب کا ہم</p>	
<p>الشَّاكِرِينَ ۝ وَكَأَيِّنْ مِنْ نَبِيِّ قُتِلَ مَعَهُ رَيْثُونٌ</p>	
<p>شکر والوں کو صلہ عطا کریں اور کتنے ہی انبیاء نے جلد کیا کہ ان کے ساتھ بہت قرا</p>	
<p>كَثِيرٌ فَمَا وَهَنُوا لِمَا أَصَابَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ</p>	
<p>والے تھے نہ کورست ہرے ان عیسویوں سے جو اللہ کی راہ میں پہنچیں</p>	
<p>وَمَا ضَعُفُوا وَنَا اسْتَكَانُوا ۚ وَاللَّهُ يُحِبُّ الضَّعِيفِينَ</p>	
<p>اور نہ کمزور ہوئے اور نہ دبانے اور مہر والے اللہ کو محبوب ہیں</p>	
مقتل	

سے پہلے آپ نے جہاد فرمایا۔ آپ سے پہلے کسی نبی نے جہاد نہ کیا تھا۔ آپ کے بعد بہت سے پیغمبروں کی شریعت میں جہاد تھا۔ اعلان مشائخ تھی لوگ جو اللہ کو راضی کرنے کی کوشش میں گئے رہیں۔ صوفیاء کی اصطلاح میں اللہ والے وہ ہیں جو اس کے رسول والے ہو جائیں۔ رب فرماتا ہے۔ مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ طَاعَ اللَّهَ اور فرماتا ہے۔ فاجتنبوا عن الناس کلہم اللہ ۱۳۔ یعنی تمہارے نبی ان تمام قوموں کے سردار ہیں اور تم تمام ان امتوں سے افضل ہو تو چاہیے کہ تمہاری پیروی اور اطاعت ان سے زیادہ ہو۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوتے ہیں کہ افضل کو افضل نیکیاں کرنی چاہئیں۔ وہ تمام مانتوں سے عمل میں پورہ کر دو۔ یہود و عیسوی و مشائخ کو دو سروں سے زیادہ نیک ہونا چاہیے۔ دوسرے یہ کہ دو سروں کے اعمال دیکھا کر سنا کر کسی خوش دلانہ منہ الیہ ہے۔ بلکہ تاریخی حالات کا بھی اس نیت سے جاننا پڑتا ہے۔ ۱۳۔

(ایضاً صفحہ ۱۹) طاعت پر قائم رہنے والا بھی صابر ہے اور گناہوں سے بچنے والے بھی۔ مصیبتوں میں نہ گھبرائے والے بھی۔ صبر کی بہت سی قسمیں ہیں۔ یہاں تیسرے معنی مراد ہیں جیسے کہ سوچ اور عمل سے معلوم ہو رہا ہے۔

بہت ہی رسولوں کے سامنے یہ کیونکہ رسول گناہ اور اسراف سے معصوم ہوتے ہیں۔ اور ان متقیوں کا اپنے کو گناہگار کہنا تو اضعاف اور انکارا تھا۔ لطف جب ہے کہ ہمارے اپنے کو گناہگار کہے اور رب اسے ابرار فرمائے۔ ۳۔ تاکہ ہم کفار کا ٹھکانہ مقابلہ کریں۔ خیال رہے کہ جہاد میں ثابت قدمی رب تعالیٰ کی خاص عطا سے میسر ہوتی ہے۔ یہ اسباب اور تعداد پر قوف نہیں ۳۔ اس سے چند مسائل معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ جہاد کے وقت دعا مانگنی چاہیے۔ کیونکہ جہاد بھی نماز روزے کی طرح عبادت ہے جس کے ساتھ دعا بہتر سے دوسرے یہ کہ دعا سے پہلے اپنے گناہوں سے توبہ کرنی چاہیے جیسے جو الہی اور درود شریف پڑھنا کہ یہ سب دعا کے آداب ہیں تیسرے یہ کہ جہاد میں اپنے مسلمان اور فوج کی تعداد پر بھروسہ نہ کرے رب کے کرم پر کرے۔ چوتھے یہ کہ کوئی ایک کار اپنی ننگی پر پھول نہ جائے۔ رب کو بھول نہ جائے۔ ۴۔ دنیا کا ثواب سچ و ظفر ہے اور آخرت کا ثواب جنت اور گناہوں کی معافی وغیرہ اس سے معلوم ہوا کہ آخرت کا ثواب دنیا کے انعام سے کہیں زیادہ ہے۔ اسی لئے وہاں لفظ ضمن زیادہ فرمایا گیا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ دین کی خدمت کرنے والے کو دنیا بھی ملتی ہے ۵۔ کیا لطف کی بات ہے کہ وہ اپنے کو مذہبین کہتے ہیں اور رب انہیں محسنین فرماتا ہے۔ گویا اپنی مجرور گھمڑی کا اقرار اعلیٰ درجہ کی نیکی ہے۔ ۶۔

۱۰۹

وَمَا كَانَ قَوْلُكُمْ إِلَّا أَنْ قَالُوا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا

وہ کہو بھی نہ کہتے تھے نہ سوا اس دعا کے کہ اے ہمارے رب بخش دے ہمارے گناہ

وَأَسْرَأْنَا فِي أَمْرِنَا وَثَبَّتْ أقدامَنَا وَأَنْصَرْنَا

اور ہم زیادہ دیاں بہنے اپنے ہاتھوں میں اور ہمارے قدم ہمارے لئے اور ہمیں

عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۝ فَآتَاهُمُ اللَّهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا

ان لوگوں پر بدلہ دے گا تو اللہ نے انہیں دنیا کا انعام دیا

وَحَسَنَ ثَوَابِ الْآخِرَةِ ۖ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ

اور آخرت کے ثواب کی نعمت اور نیکی والے اللہ کو بہار سے ہیں

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تَطِيعُوا الَّذِينَ كَفَرُوا

اے ایمان والو اگر تم کافروں کے کہے ہو پھر تو

يُرَدُّوكُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوا خِيسِينَ ۝ بَلْ

تو وہ تمہیں الٹے پاؤں لوٹا دیں گے پھر لوٹنا تمہارے ہاتھ باز نہ ہو

اللَّهُ مَوْلَاكُمْ وَهُوَ خَيْرُ النَّاصِرِينَ ۝ سَنُقِي فِي

اللہ تمہارا مولیٰ ہے اور وہ سب سے بہتر مددگار کوئی دم بھاتا

قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَا أَشْرَكُوا بِاللَّهِ

ہے کہ ہم کافروں کے دلوں میں رعب ڈالیں گے کہ انہوں نے اللہ کا شریک ٹھہرایا

مَا لَهُمْ يَنْزِلُ بِهِ سُلْطَانٌ وَمَا لَهُمُ الْتَارُوتُ وَبِئْسَ

جس پر اس نے کوئی کچھ نہ اتاری اور ان کا ٹھکانہ نادر ہے اور کیا برا

مَثْوًى لِلظَّالِمِينَ ۝ وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللَّهُ وَعْدَهُ

ٹھکانا نا انصافوں کا اور بیشک اللہ نے جس میں وعدہ کر دیا تھا پلہ پلہ وہ

إِذْ تَحْسَبُونَهُمْ بِأَذْنٍ ۖ حَتَّىٰ إِذَا فُشِيتُمْ وَمَتَّازَعْتُمْ

مجھو تم اس کے حکم سے کافروں کو نکل گئے تھے یہاں تک کہ جب تم نے بزدلی کی اور حکم

منزل

جنگ احد کے بعد واپس ہوئے تو راستہ میں خیال کیا کہ کیوں لوٹ آئے۔ سب مسلمانوں کو قسم کیوں نہ کر دیا یہ اچھا موقع تھا۔ واپس ہونے پر آمادہ ہوئے کہ قدمی طور پر ان تمام کے دلوں میں مسلمانوں کا ایسا رعب طاری ہوا کہ کہہ سکتے۔ رب کا وعدہ سچا ہے۔ مسلمان سچے رہیں تو قیامت تک ان کا رعب کفار کے دل میں رہے گا۔ ہمارے برے گروہ سے ہماری ہوائی ہوئی ہے۔ رب فرماتا ہے: **وَلَا تَأْسَوا وَلَوْ أَقْبَلْتُمْ أَتْرَابَهُمْ**۔ یعنی رب نے جو تم سے سچ کا وعدہ کیا تھا کہ فرمایا تھا کہ **وَأَنْتُمْ لَا تَخْشَوْنَ كَثْرَتَهُمْ** اور فرمایا تھا کہ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا هَؤُلَاءِ** وہ وعدہ احد میں پورا ہوا چکا تھا کہ تم کفار پر غالب آ چکے تھے۔ پھر تم نے غیبت حاصل کرنے کے لئے احد کا درہ چھوڑ دیا جس سے کفار لوٹ پڑے اور سچ گشت سے بدل گئی۔ یہ کشت تمہاری اپنی غلطی سے ہوئی۔

۱۔ پہلی اسی طرح کہ مہمیت کی طرف راغب ہو گئے اور محبت میں بڑی کا ذریعہ ہے اور بھلا اس طرح کیا کہ تمہارے سردار عبداللہ بن جبر نے تم کو ہمت منع کیا کہ درہ نہ چھوڑو۔ تم نے ان کی بات نہ مانی اور ان کی مخالفت کرتے ہوئے وہاں سے ہٹ گئے حالانکہ امیر کی اطاعت واجب ہے۔ ۲۔ یعنی کفار کا بھاگ جانا اور تمہارا طالب آجانا۔ کیونکہ جنگ احد میں پہلے کفار بھاگ چکے تھے تمہارا درہ خلی ہوئے سے دوبارہ لوٹے جس سے جنگ کا نقشہ بدل گیا۔ ۳۔ یعنی جو مرکز چھوڑ کر نصرت لینے چلے گئے۔ وہ طالب دنیا تھے جسے عبداللہ ابن جبر کے ساتھی جو درہ احد پر ناک روکنے کھڑے کئے تھے اور اپنے امیر ابن جبر کے ساتھ ڈٹے رہے اور شہید ہو گئے۔ وہ طالب آخرت تھے۔ خیال ہے کہ یہاں دنیا سے مراد وہ دنیا نہیں ہو دین کے مقابل ہو۔ وہ مذموم ہے بلکہ اگر نصرت حاصل کرنا غلط طریقہ سے ہو تو وہ دنیا ہے اور تقاضی طور پر ہو تو دین ہے جہاد کا رکن ہے ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ احد کی جنگ میں جن مومنوں کے قدم اکھڑ گئے ان کی معافی ہو گئی اب جو ان کے اس واقعہ کو ان کی توبہ کی نصرت سے بیان کرے وہ بے ایمان ہے جیسے حضرت آدم علیہ السلام کا گندم کھا لینا معاف ہو چکا۔ اب جو ان پر طعن کرے وہ کافر ہے بلکہ جس قصور کی معافی کا رب اعلان فرما دے وہ ہماری اطاعتوں سے بہتر ہے جن کی قبولیت کا کوئی یقین نہیں ۵۔ جنگ احد میں جب کفار پیچھے سے آ رہے تو مسلمان گھبرا کر بھاگ پڑے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور کچھ صحابہ کرام اپنی جگہ سے نہ ہٹے۔ اس جماعت سے آوازیں دی جا رہی تھیں کہ اللہ کے بندہ اوھر آؤ مگر گھبراہٹ اور شور میں یہ لوگ یہ نہ سن سکے۔ اس آیت میں اسی کا ذکر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنگ احد میں حقیقتہً مسلمانوں کو شکست نہیں ہوئی کیونکہ سردار کا اپنی جگہ سے ہٹ جانا شکست مانا جاتا ہے ۶۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ صحابہ کا فضل حضور کا فضل ہے کہ پکارنے والے صحابہ تھے مگر فرمایا گیا کہ تم کو رسول پکار رہے تھے۔ دوسرے یہ کہ جن آیتوں میں فرمایا گیا کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پکارو، وہاں پکارنے سے مراد پوچنا ہے ورنہ مصیبت کے وقت کسی بندے کو مدد کے لئے پکارنا جائز ہے کہ اس آیت میں مسلمانوں کو مدد کے لئے پکارا گیا ہے یعنی تم نے جو ہمارے نبی کو غم پہنچایا اس کے بدلے میں تم کو ہزیمت کا غم دیا گیا۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کبھی بعض لوگوں کی غلطی سب کو مصیبت میں ڈال دیتی ہے۔ کیونکہ درہ چھوڑنے والے صحابہ کے اپنی جگہ سے ہٹ جانے سے سب کو یہ ہزیمت ہوئی۔ دوسرے یہ کہ اللہ اپنے پیاروں کی معمولی سی خطا پر پکڑ فرما لیتا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی معمولی سی خطا پر

۱۰۵	ابن قتادہ
فِي الْأَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مَن بَعْدَهَا أَلَيْسَ لَكُم مَّا تَرْجُونَ میں چھوڑو ڈالو اور نافرمانی کی ہوا اس کے ساتھ نہیں دکھا چکا تمہاری خوشی کی بات ۱	
مِنْكُمْ مَّن يُرِيدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّن يُرِيدُ الْآخِرَةَ تم میں کوئی دنیا چاہتا تھا اور تم میں کوئی آخرت چاہتا تھا ۲	
ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ پھر تمہارا منہ ان سے پھیر دیا کہ تمہیں آزمائے اور بے شک اس نے تمہیں معاف کر	
وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ ۝ اِذْ تَصْعَدُونَ دیا کہ اور اللہ مسلمانوں پر فضل کرنا ہے جب تم منہ اٹھائے چلے جاتے تھے	
وَلَا تَلُونَ عَلَى أَحَدٍ وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ فِي اور پیچھے پھیر کر کسی کو نہ دیکھتے ۳ اور دوسری جماعت میں ہلستے بولی نہیں	
أُخْرَاكُمْ فَاتَّابَكُمْ عَنْهَا بِعَمَلِكُمْ لَكِنَّا لَا تَحْزَنُوا عَلَى پھلار رہے تھے نہ تو ہمیں غم کا بدلہ تم دیا تھا اور معافی اس لئے سنائی کہ جو ہاتھ سے	
مَا قَاتَلْتُمْ وَلَا مَا أَصَابَكُمْ وَاللَّهُ خَيْرٌ بِمَا تَعْلَمُونَ کیا تم اور اللہ اچھے پڑی اس کا بدلہ نہ کرو اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے نہ	
ثُمَّ أُنْزِلَ عَلَيْكُمْ مِّن بَعْدِ الْغَمِّ أَمْنٌ نَّعَاسًا پھر تم پر تم کے بعد ہمیں کی نیند اتاری تھی کہ تمہاری ایک	
يَغْشَى طَآئِفَةً مِّنْكُمْ وَطَآئِفَةٌ قَدْ أَهَمَّتْهُمْ جماعت کو گھیرے تھی ۴ اور ایک گروہ کو اپنی جان کی	
أَنْفُسُهُمْ يَظُنُّونَ بِاللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ پڑی تھی اللہ پر بے ہاشمان کرتے تھے ظن کا بہت کے سے گمان	
يَقُولُونَ هَلْ لَّنَا مِّنَ الْأَمْرِ مِنْ شَيْءٍ قُلْ إِنَّ کہتے کیا اس کا میں کچھ ہمارا بھی انصاف ہے نہ تم فرما دو	
منزل	

عقاب آگیا۔ تیسرے یہ کہ عتاب اور دنیاوی تکلیف ان کی خطا کا ثمرہ بن جاتا ہے۔ آخرت میں ان کا معاملہ بالکل صاف ہو جاتا ہے۔ ۸۔ یعنی اس معافی کے اعلان نے تمہارے دل کے زخموں کے لئے مرہم کا کام دیا کہ تم اس غرض میں شہید ہوئے، دُعا ہوئے وغیرہ کے تمام غم بھول گئے۔ ۹۔ یعنی تمہارے غموں اور غمناکی کو جانتا ہے اسے معلوم ہے کہ ہٹ جانے والوں کی نصرت خراب نہ تھی غلطی تھی ہوئی ۱۰۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حجہ ہوا کہ جنگ احد میں اس قدر پیچھے کی بات ہو تو صحابہ پر غصہ ایسا غالب تھی کہ ان کے ہاتھ سے ہتھیار گر جاتے تھے۔ یہ سیکڑ کا نزول تھا۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو مصیبت کے وقت قدرتی سکون دینا عطا فرماتا ہے۔ اب بھی اس کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ ۱۱۔ اس دن فتنہ مومن اور منافق میں طاری تھی۔ جو ادھر گھر رہے۔ فتنہ مومن تھے کیونکہ ان کے دل اللہ کے فضل سے

(آخر صفحہ ۱۵۹) مطمئن تھے اور جی پریشان تھے وہ منافق تھے کیونکہ ان پر سیکڑ کا نزول نہ ہوا تھا ۱۲۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے اور اب دین اسلام ختم ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی مدد نہ کرے گا۔ ۱۳۔ یہ انتظام انکاری ہے مگر ہم مجبوراً جنگ احمد میں آئے اگر ہمارا اختیار ہو تا تو ہرگز نہ آتے جس کی تفسیر اگلی آیت فرمادی ہے لیکن ان کا یہ انتظام بھی اس سے معلوم ہوا کہ وہی کام کرنے پر اگر تکلیف بھی جائے تو حاضر رہنا مومن کی شان ہے اور بے مبری کی کھاس کھانا منافقوں کی پہچان ہے۔

۱۔ ان کے دل میں یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فتح کے وعدے غلط ہیں اگر درست ہوتے تو ہم کو یہاں شکست کیوں ہوتی مگر مسلمانوں کے خوف سے یہ کہہ نہ سکتے تھے ۲۔ کیوں اس عبد اللہ ابن ابی منافق نے کی تھی کہ ہم لوگ تو مجبوراً کفار مکہ سے لڑنے آ گئے تھے۔ نہ آتے تو نہ مارے جاتے ۳۔ کیونکہ جیسے موت کا وقت مقرر ہے ایسے ہی موت کی جگہ بھی متعین ہے۔ جہاں جہاں جیسے جیسے مرنا ہے وہاں ہی مرے گا ۴۔ اس سے دو سٹکے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ جنگ احمد میں شرکت کرنا اور وہاں جنگ کرنا مومنوں کی علامت تھی اور وہاں نہ جانا یا جا کر چپکے سے لوٹ کر اپنے گھروں میں چاہیے مشرکوں اور منافقوں کی نشانی تھی جیسے کہ عبد اللہ ابن ابی اپنے تین سو ساتھیوں کو لے کر وہاں ہو گیا تھا دوسرے یہ کہ آزمائشیں اللہ تعالیٰ کے علم کے لئے ہیں بلکہ لوگوں پر ظاہر کرنے کے لئے ہوتی ہیں کہ لوگ دھوکا میں نہ رہیں اسی لئے آگے ارشاد ہوا۔ **وَاللّٰهُ يَبْلُغُ الصَّدُورَ** ۵۔ اس سے دو سٹکے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مسلمانوں کو جنگ میں شکست یا دوسری مصیبتیں کھربے کھونٹے میں فرق کرنے کے لئے آتی ہیں کہ مجلس کون ہے اور منافق کون۔ دوسرے یہ کہ یہ فرق اللہ کے علم کے لئے نہیں ہوتا وہ تو ہر ایک کے دل کی حالت جانتا ہے بلکہ مخلوق کے علم کے لئے ہوتا ہے۔ لہذا مصیبت میں بھی حکمت ہے۔ ۶۔ جنگ احمد میں چودہ اصحاب کے سوا جن میں حضرت ابوبکر صدیق، عمر فاروق، علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم بھی شامل ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے باقی تمام اصحاب کے قدم اکڑ گئے تھے۔ (خزان العرفان) ۷۔ اس آیت میں جنگ احمد کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے میں صحابہ کو احمد کے درہ پر مقرر فرمایا جن کا سردار عبد اللہ ابن جبیر کو مقرر فرمایا اور حکم دیا کہ جب تک ہم نہ کہیں یہاں سے نہ ہٹنا۔ پہلے حملے میں ہی کفار کے قدم اکڑ گئے مسلمان غالب آئے۔ تب ان درہ والوں نے کہا کہ چلو ہم بھی قیمت لوٹیں۔

الْأَمْرُ لِلَّهِ يُخْفُونَ فِي أَنْفُسِهِمْ لَا يَبْدُونَ

کہ اختیار تو سارا اللہ کا ہے اپنے دلوں میں چھپاتے ہیں جو ظاہر نہیں کرتے نہ

لَكَ يَقُولُونَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ نَّقَاتِلْنَا

کہنے میں جارا کہہ میں ہوتا تو ہم جہاں نہ مارے

هَهُنَا قُلْ لَوْ كُنْتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ لَبَرَّ الَّذِينَ كُتِبَ

ہاتے نہ تم زیادہ کہ اگر تم اپنے گھروں میں ہوتے تب بھی جن کا سارا جانا

عَلَيْهِمُ الْقِتْلُ إِلَىٰ مَضَاجِعِهِمْ وَلِيَبْتَلِيَ اللَّهُ مَا

لکھا ہوا تھا قاتل تلو کا ہوں تک نکل کر آتے تھے اور اس لئے کہ اللہ بہارے

فِي صُدُورِكُمْ وَلِيُمَحَّصَ مَا فِي قُلُوبِكُمْ وَ

مسیحوں کی بات آزمائے اور جو کچھ بہارے دلوں میں ہے تم

اللَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝۵ إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا

اسے کھولے اور اللہ دلوں کی بات جانتا ہے ۵۔ جنگ وہ جو تم میں

مِنْكُمْ يَوْمَ التَّقِي الْجَمْعِينَ إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ

سے بھڑکے نہ جس دن دونوں فرمیں لی تھیں نہ انہیں ٹھیلان ہی لے

الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا وَلَقَدْ عَفَا اللَّهُ

نفرتیں دیں ان کے بعض اعمال کے باعث نہ اور جنگ اللہ نے انہیں

عَنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ ۝۶ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

صاف فرمادیا کہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے نہ لے ایمان والو

أَمِنُوا لَا تَتَوَلَّوْا كَالَّذِينَ كَفَرُوا وَقَالُوا لِإِخْوَانِهِمْ

ان کافروں کی طرح نہ ہونا جنہوں نے اپنے بھائیوں کی نسبت کہا ہے کہ

إِذَا ضَرَبُوا فِي الْأَرْضِ أَوْ كَانُوا غُزًى لَوْ كَانُوا

جب وہ سفر یا جہاد کو گئے کہ ہمارے

منازل

عبد اللہ ابن جبیر نے مع فرمایا غریب لوگ سمجھے کہ فتح ہو چکی اب نصرے کی کیا ضرورت ہے۔ درہ چھوڑ دیا۔ بھاگتے ہوئے کفار نے درہ کو خالی دیکھا تو پلٹ کر درہ کی راہ سے مسلمانوں پر پیچھے سے حملہ کر دیا۔ جس سے جنگ کا نقشہ بدل گیا یہاں اس کا ذکر ہے۔ ۸۔ اس سے دو سٹکے معلوم ہوئے ایک یہ کہ صحابہ کرام کا جنگ احمد میں بھاگ جانا گناہ نہ تھا کیونکہ دہ نے اسے نفوش و خطا فرمایا جو بغیر ارادہ واقع ہو جاتے تھے آدم علیہ السلام کے لئے فرمایا **لَا تَهْتِكُنَّ الْأَرْضَ** وہی یہاں فرمایا۔ دوسرے یہ کہ اللہ کے خاص بندوں کو شیطان گمراہ نہیں کر سکتا۔ رب فرماتا ہے **إِنَّ ضُلَّالِي لَيَسْتَكْفِرُونَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ مِّنْ دُخَانٍ** یعنی غلطی میں جلا ہو کر احمد کا درہ جو ہم کڑی ستارہ خالی چھوڑ ہے۔ جیسے حضرت آدم علیہ السلام سے صادر ہوئی لہذا یہ آیت اللہ ضالوں کے خلاف نہیں۔ ۹۔ یعنی غلطی میں جلا ہو کر احمد کا درہ جو ہم کڑی ستارہ خالی چھوڑ

(بقیہ صفحہ ۱۸۰) دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ کبھی معمول غلطی بڑی مصیبت کا باعث بن جاتی ہے۔ ۱۰۔ سبحان اللہ کہنا پکارا اعلان ہے کہ بزرگوں کی اس لغزش پر ہماری طاعت قربان۔ اللہ تعالیٰ ان کے مدد سے ہمارے گناہوں کی معافی دے (احمد یار) یعنی ان کی لغزش کی بھی معافی دے دی گئی۔ اس اعلان کے بعد جو ان صحابہ پر اس لغزش کا ظن دے وہ بے ایمان ہے۔ ۱۱۔ خیال رہے کہ احد کا درہ چھوڑنے والوں سے تو یہ خطا ہوئی کہ درہ چھوڑ دیا اور بھاگ جانے والوں سے یہ خطا ہوئی کہ وہ ثابت قدم نہ رہے۔ پہلی خطا کا ذکر بعض مسالکت میں ہوا اور دوسری خطا کا ذکر تَوَلَّوْا یُحْکَمُ میں اور تَوَلَّوْا عَصَاؤُا کی معافی کا اعلان ہوا۔ ان کے طفیل اللہ مجھ گنہگار کو بھی معافی دے دے۔ اس سے

معلوم ہوا کہ کبھی کسی کی خطا کا اثر دوسروں پر پڑ جاتا ہے۔ کہ پہلوں کی خطا دوسروں کی خطا کا ذریعہ بن گئی۔ ۱۲۔ یہاں کفر و کفر سے مراد کلمے کا کفر ہیں اور ان کے بھائیوں سے مراد منافقین ہیں۔ جو منافق بھجورا جاتے تھے اور وہاں مرجاتے یا مارے جاتے تھے ان پر کفار کف افسوس مل کر یہ کہتے تھے۔ یا کفر و کفر سے مراد منافقین ہیں اور ان کے بھائیوں سے مراد وہ تھیں مومن ہیں جو رشتہ میں ان منافقوں کے بھائی برادر تھے۔ اس سے دو سٹے معلوم ہوئے ایک یہ کہ منافق اور کلمے کا کفر ایک ہی فعل کے چٹے ہیں دوسرے یہ کہ مسلمانوں کو لازم ہے کہ کافروں کی سی باتیں بھی نہ دے نہ لگا لکریں۔ صورت عیرت اعمال میں ان سے ممتاز رہیں۔ بے صبری کے الفاظ منہ سے نہ نکالنا چاہیے۔

۱۳۔ معلوم ہوا کہ زیادہ اگر مگر کفار کی علامت ہے۔ مومن رب کی تقدیر پر ایمان رکھتا ہے اور اس کی رضا پر راضی رہتا ہے۔ یہ علامت ہمیشہ ہی موجود رہے گی ۱۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ تقدیر پر شاکر و صابر نہ ہونے سے غم و تکلیف زیادہ ہوتے ہیں صبر و شکر راحت قلبی کا ذریعہ ہے۔ دنیا میں زیادہ مشغولیت بھی موت کو سخت بنا دیتی ہے۔ اور آخرت سے تعلق موت کو آسان کر دیتا ہے اسی لئے بزرگوں کی موت کو وصال یا عرس کہتے ہیں ۱۵۔ یعنی حقیقتہً موت و حیات دینے والا رب ہی ہے۔ ہاں مجازاً کبھی بندوں کی طرف نسبت کر دیا جاتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ یَسْمَعُ تَعْدِیْ بِیْذِی اللہ میں اللہ کے حکم سے مرے جلا رہتا ہوں۔ ۱۶۔ اللہ کی راہ میں مرنے والے کہ اللہ کا کام کرتے کرتے موت آجائے۔ عبارت کرتے ہوئے ذکر کرتے ہوئے، علی خدمت کرتے ہوئے مرنا ب اللہ کی راہ میں مرنے والے اور سب کا نتیجہ مغفرت ہے ۱۷۔ یعنی کفار کی جمع کی ہوئی تمام دولت سے یہ اللہ کی راہ کی موت بہتر ہے۔ خیال رہے کہ کافر کی کمائی بہتر نہیں اسے بہتر گناہ ان کی سمجھ کے لحاظ سے یعنی جس

دولت کو وہ اچھی چیز سمجھتے ہیں اس سے یہ بہتر ہے۔ ۱۸۔ یہاں مہدیت کے تین مقاموں کا ذکر فرمایا گیا۔ بعض لوگ دوزخ کے خوف سے عبادت کرتے ہیں ان کے لئے ارشاد ہوا كُنْهَافَیْن اللہ بعض لوگ جنت کے لالچ سے طاعت کرتے ہیں۔ ان کے حق میں ارشاد ہوا وَفَیْہِیْ بعض لوگ محض عشق الہی میں اسے پوچھتے ہیں۔ ان کے متعلق ارشاد ہوا۔ قَوْلُہُ تَعَالٰی وَفَیْہِیْ (روح المعانی و فرائض العرفان) کہ سبحان اللہ غور و متفکر سے کر رب اپنے حبیب سے ان کی سفارش فرما رہا ہے کہ تم بھی انہیں معافی دے دو اور پہلے کی طرح مقرب بارگاہ بناؤ۔ ۱۹۔ شہن نزول۔ محمد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے بارے میں اتاری کہ آپ ان سے مشورہ فرمایا کریں حضور فرماتے ہیں کہ مجھے رب نے ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مشورہ لینے کا حکم فرمایا۔ (حاکم) مشاویق

۱۱۱
فی سبیل اللہ

عِنْدَنَا مَا مَاتُوا وَمَا قَتَلُوا لِيَجْعَلَ اللَّهُ ذَلِكَ

پاس ہوتے تو نہ مارتے نہ اور نہ مارے جاتے اس لئے کہ اللہ ان کے دلوں میں

حَسْرَةً فِي قُلُوبِهِمْ وَاللَّهُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَاللَّهُ

اس کا انہیں رکھنے اور اللہ جلالت اور مارتا ہے اور اللہ

بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝ وَلَٰكِنْ قُتِلْتُمْ فِي سَبِيلِ

تھوڑے کا کچھ رہا ہے اور بے شک اگر تم اللہ کی راہ میں مارے

اللَّهُ أَوْ مُمْتَّكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنَ اللَّهِ وَرَحْمَةً خَيْرٌ

ہوگا یا مرنے والے تو اللہ کی بخشش اور رحمت ان کے مارے دھن

فِيمَا يَجْمَعُونَ ۝ وَلَٰكِنْ مِّمَّا أَوْقَعْتُمْ لَا إِلَىٰ

دولت سے بہتر ہے اور اگر تم مرد یا مارے جاؤ تو اللہ کی

اللَّهُ تَحْشَرُونَ ۝ فِيمَا رَحْمَةً مِّنَ اللَّهِ لَئِنْ كُنْتُمْ

طرف نشاہد نہ تو کہیں کہ اللہ کی مہربانی ہے کہ اسے جو تم ان کیلئے نزول ہوئے

وَلَوْ كُنْتُمْ فَظًا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَأَنفَضُوا مِنْ حَوْلِكُمْ

اور اگر تم انداز سے سخت دل ہوتے تو وہ ضرور تمہارے گرد سے ہر نشان ہر جاتے

فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي

تو تم انہیں معاف فرماؤ اور ان کی شفا سے کرو اور کاموں میں ان سے

الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ

مشورہ لوں اور جو کسی است کارا رہ چکا کرو تو اللہ پر بھروسہ کرو بیشک توکل والے

يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ ۝ إِنْ يَنْصَرِكُمْ اللَّهُ فَلَا

اللہ کو جیسا ہے میں نے اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو کوئی تم پر غالب

غَالِبٌ لَّكُمْ وَإِنْ يَخْذَلْكُمْ فَمِنَ ذَاكَ يَمْسِكُ

نہیں شکستہ اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو ایسا کون ہے جو پھر

(بقیہ صفحہ ۱۱) (محرَق) اس سے معلوم ہوا کہ یہ حضرات سرکار کے شاندار وزیر ہیں۔ ۹۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ دنیا میں اسباب پر عمل اور مشورہ کر لینا سنت ہے دوسرے یہ کہ مشورہ اور اسباب پر عمل توکل کے خلاف نہیں۔ مومن کا اعتماد رب پر ہی ہوتا ہے۔ ان سب پر عمل بھی رب کے حکم سے ہے۔ یعنی اگر رب کی مدد چاہتے ہو تو رب پر بھروسہ کرو۔ جب وہ مدد کرے تو سب ایک طرف اور رب ایک طرف۔

۱۰ یعنی اس کے رسوا کر دینے اور چھوڑ دینے کے بعد نہ کہ خود رب تعالیٰ کے بعد ۱۲۔ صوفیا فرماتے ہیں کہ توکل کی تین ملائیں ہیں۔ ٹہرا بندہ غیر خدا کو اپنا مددگار نہ

جائے۔ ۱۳۔ نیر خدا کے سوا کسی کو اپنے رزق کا خازن نہ سمجھے۔ ۱۴۔ خدا کے سوا کسی کو اپنے علم کا مقصود نہ جائے۔ یہ توکل وہ ہے جو بے حساب جنتی ہونے کا ذریعہ ہے۔ ۱۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب اللہ کرم کرے تو اس کے بندے مدد کرتے ہیں۔ بندوں کی مدد رب کی مدد۔ یہ آیت اس آیت کی تفسیر ہے۔ وَمَا كُنْتُمْ بِمُعْذِرِينَ عِنْدَ اللَّهِ وَلَئِنْ اِلٰهٌ اِلٰهٌ غُلُوْلٌ اَسْخَاوْا اُولٰٓئِكَ يَكْفُرُوْنَ۔ شان نزول۔ ایک جنگ میں مال غنیمت میں ایک چادر گم ہو گئی۔ بعض منافقوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے رکھ لی ہوگی۔ اس پر یہ آیت اتری۔ اس سے چار مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تقسیم غنیمت کے بغیر ناجائز طریقہ پر کچھ لینا سخت جرم ہے۔ دوسرے یہ کہ نبی گناہوں سے معصوم ہیں۔ گناہ اور نبوت میں وہی نسبت ہے جو اندھیرے اور اجالے میں ہے تیسرے یہ کہ نبی پر بدگمانی منافقوں کا کام ہے کفر ہے۔ چوتھے یہ کہ نبی رب کے ایسے پیارے ہیں کہ رب ان پر سے لوگوں کے اتمام اٹھاتا ہے۔ ان کی عقلی دماغ ہے ۱۵۔ یعنی نبی تو مگر قاروں کو چھڑوانے والے ہیں اگر وہ خود ہی مگر قار ہوں تو انہیں کون چھڑوائے لہذا یہ ناممکن ہے ۱۶۔ اس طرح کہ نہ ان کی نیکیوں کی جزا میں کمی ہو اور نہ گناہوں کی سزا میں زیادتی کی جاوے۔ نہ بغیر گناہ کسی کو سزا دی جاوے ۱۷۔ جیسے ہاجرین و انصار اور تمام صلح مؤمنین کے انہوں نے اپنے عقائد و اعمال درست کر کے رب کو راضی کر لیا۔ ۱۸۔ جیسے کفار اور منافقین جنہوں نے رب کو ناراض کر لیا۔ یہ جماعتیں برابر نہیں۔ مومن کافر، منافق، خلیص ایک دوسرے سے ممتاز ہیں ۱۹۔ یعنی ہر ایک کی منزلیں اور مقامات جدا گانہ ہیں۔ ہر ایک کے الگ مقام اور ایمانوں کے الگ۔ ۲۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری تمام نعمتوں سے اعلیٰ ہے کہ لفظ من قرآن شریف میں اور نعمتوں پر ارشاد نہ ہوا۔ وجہ یہ ہے کہ تمام نعمتیں فانی ہیں اور ایمان باقی۔ یہ ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا۔ اور تمام

نیر خدا کے سوا کسی کو اپنے رزق کا خازن نہ سمجھے۔ ۱۴۔	۱۱۲	ان عباد
يَنْصُرْكُمْ مِنْ بَعْدِهِ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ		
تمہاری مدد کرے گا اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ		
الْمُؤْمِنُونَ وَمَا كَانَ لِنَبِيِّ أَنْ يُغْلَ وَمَنْ		
چاہے تہ اور کسی نبی پر یہ گمان نہیں ہو سکا کہ وہ بھٹا رکھتے		
يُغْلِلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَمَةِ ثُمَّ تَوَكَّلْ كُلَّ		
اور جو چھپا رکھے وہ قیامت کے دن اپنی چھپائی چیز سے کرائے گا پھر ہر جان کو ان		
نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝ اَفَمِنْ اَتْبَعِ		
کی کمانی بھری ہوئی جائے گی اور ان پر ظلم نہ ہوگا تو کیا جو اللہ کی		
رِضْوَانِ اللَّهِ كَمَنْ بَاءَ بِسَخِطِ مِنَ اللَّهِ وَمَا وَهْ		
ممنی پر چلا وہ اس جیسا ہوگا جس نے اللہ کا غضب اور عداوت اور اس		
جَهَنَّمَ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝ هُمْ دَرَجَاتٍ عِنْدَ اللَّهِ		
کا ٹھکانا جہنم ہے اور کیا بری جگہ چلتے کی وہ اللہ کے یہاں درجہ بدرجہ ہیں		
وَاللَّهُ بِصِيرٍ بِمَا يَعْمَلُونَ ۝ لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى		
اور اللہ ان کے کام کو دیکھتا ہے بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا کہ		
الْمُؤْمِنِينَ اِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ		
مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا کہ جو ان پر		
يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ		
اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت		
وَالْحِكْمَةَ ۚ اِنَّ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝		
سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے گمراہی میں تھے		
اُولٰٓئِكَ اَصَابَتْكُم مَّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مَّثٰلِهَا		
کیا جب تمہیں کوئی مصیبت پہنچے کہ اس سے وہی تم پہنچا چکے ہو مثلاً		
منزل		

نعمتوں کو نعمت بنانے والے حضور ہیں۔ اگر ان نعمتوں سے گناہ کئے جائیں تو وہ عذاب میں جاتی ہیں۔ نیز باقیہ پاؤں وغیرہ رب کے آگے شکایت بھی کریں گے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سفارش فرمائیں گے۔ لہذا حضور نعمت مطلقہ ہیں ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت عام ہے کسی قوم کسی ملک کسی وقت سے خاص نہیں۔ کیونکہ یہاں رسول بغیر قید کے مذکور ہوا۔ بعض قرات میں نفس کے ف کو ذہر ہے۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری بہترین نسب شریف میں ہوئی۔ آپ قریشی باغی، مطلبی ہیں جو تمام نبیوں سے اعلیٰ نسب ہے آپ عربی ہیں جو تمام سے افضل ہیں ۱۲۔ معلوم ہوا کہ پائی صرف نیکیوں سے حاصل نہیں ہوتی۔ یہ نیکیاں تو پائی کے سبب ہیں۔ پائی نگاہ کرم معطی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتی ہے۔ نیکیاں تم ہیں اور حضور کی نگاہ کرم رحمت کا پانی۔ یعنی پانی

(بقیہ صفحہ ۱۱۲) ہم بیکار ہے جیسے کہ شیطان کی عبادات بیکار ہوئیں لہذا کوئی متقی اور دلی حضور سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ ۱۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قرآن کے ساتھ حدیث بھی ضروری ہے اس لئے کتاب و سنت دو چیزیں فرمائی۔ دوسرے یہ کہ قرآن کی صحیح سمجھ صرف اپنے علم و عقل سے نہیں ہو سکتی بلکہ قرآن سخت ترین علم ہے اسی لئے اس کی تعلیم کے لئے رب نے اپنے رسول کو بھیجا۔ بڑے استاد بڑی کتاب پڑھائے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خود رب نے قرآن سکھایا کہ فرمایا: ﴿مَنْ لَمْ يَلْمِزْ يَنْفِرْ﴾ یعنی اگر جنگ احد میں تمہارے ستر مسلمان شہید ہو گئے تو اس سے پہلے جنگ بدر میں ان کفار کے ستر آدمی تمہارے ہاتھوں ہلاک اور ستر آدمی گرفتار ہوئے جب وہ اس مصیبت سے نہ گھبرائے اور ایک سال بعد پھر تم پر حملہ آور ہو گئے تو تم کیوں ہمت ہارتے ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ دو سروں کا حال سنا کر جوش دلانا اچھی چیز ہے۔

۱۴۔ شنیٰ قرآن کریم کی اصطلاح میں معلوم موجود ممکن کو کہا جاتا ہے خانہ کئی شنیٰ میں شنیٰ یعنی موجود ہے۔ وہ حضور ﷺ کی شنیٰ میں شنیٰ یعنی معلوم ہے۔ ممکن ہوا واجب یا محال۔ اور غرضی شنیٰ شنیٰ قید میں یعنی ممکن ہے لہذا اس سے امکان کذب کا مسئلہ ثابت کرنا انتہائی طاقت ہے کیونکہ باری تعالیٰ کا کذب محال بالذات ہے اس مسئلہ کی تیس تحقیق ہماری تفسیر ضمیمہ میں مطالعہ کرو۔ ۲۔ یعنی احد کے دن جو تیس بظاہر شکست ہوئی یہ اللہ کے ارادے سے ہوئی۔ اس میں مصیبت تھی۔ یزیدوں کی خطا بھی رب کے اذن سے ہوئی ہے اور اس میں رب کی حکمت ہوئی ہے۔ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ مقبولین بارگاہ الہی کی خطا بھی رب کی طرف سے ہوئی ہے اور اس میں ہزار بار

تکلیفیں ہوتی ہیں۔ تمام دنیا کا ظہور آدم علیہ السلام کی ایک لغزش کا نتیجہ ہے۔ ان کی لغزشیں بھی ہماری اطاعتوں سے افضل ہیں صحابہ کرام کا احد ہارنے کے دورے سے بچ جانا غلطی تھا مگر رب نے فرمایا کہ ہمارے اذن سے تھا۔ اس میں وہ مصلحتیں تھیں جو آگے مذکور ہیں ۴۔ یعنی یہ احد کی شکست مومن و منافق کی کوئی ہے جو صابر رہے وہ مومن جنہوں نے زبان طعن و راز کی وہ منافق ہیں۔

۵۔ بھان اللہ! صحابہ کی خطا بھی مومن کا فخر کی کوئی ہے۔ اب جو بد بخت ان پر زبان طعن و راز کرے وہ منافق ہے اور جس کے دل میں ان کا احترام ہو وہ مومن ہے غرضیکہ یہ شکست ناقامت مومن اور منافق کی کوئی ہے ہ۔ اس سے معلوم ہوا کہ میدان جہاد میں جاکر لڑنا بھی عبادت ہے اور دشمن کے مقابل و ٹھٹھا کرنا کہ وہ حملہ آور نہ ہو سکے یہ بھی عبادت ہے اور بلاغ و باوجود ضرورت کے جہاد سے باز رہنا منافقوں کی علامت ہے نیز جو نے ہمانے بھانا کہ ہم

فوج جنگ کے ماہر نہیں وغیرہ سب منافقوں کی علامات ہیں۔ مسلمان کو اس سے پرہیز چاہیے۔ ۶۔ یعنی ایمان تو ان کا زبانی ہے مگر دلی ہے اور زبان سے دل زیادہ قوی ہے۔ بدن سے وہ مسلمانوں کے قریب ہیں دل سے کافروں کے۔ لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس بارگاہ میں قرب بدنی سے قرب روحانی زیادہ قوی ہے۔ ابو جہل دور رہا اور اوس قرنی قریب۔ ۷۔ کیونکہ وہ منہ سے تو یہ کہتے ہیں ہم جنگ کرنا نہیں جانتے لیکن دل میں یہ کہتے ہیں کہ کفار کو اپنا دشمن نہ بناؤ۔ مسلمانوں کو ان کے ہاتھوں چلا ہو جانے دو۔

اس قسم کے لوگ پیش ہی مسلمانوں میں رہے اور وہیں کے ۸۔ یہاں بھائیوں سے مراد کسی قربت دام میں نہ کہ دینی بھائی۔ کیونکہ شہداء احد مجلس مومن تھے اور یہ لوگ منافق اور ان منافقوں کی یہ کہ اس القوس کے لئے نہ تھی بلکہ طعن کے طور پر تھی۔ وہ تو مسلمانوں کی تکلیف پر خوش ہوتے تھے ۹۔ تفسیر خزائن المعرفان میں

۱۰۔ مسلمانوں کی علامت ہے کہ وہ مسلمانوں کے قریب ہیں دل سے کافروں کے۔ لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس بارگاہ میں قرب بدنی سے قرب روحانی زیادہ قوی ہے۔ ابو جہل دور رہا اور اوس قرنی قریب۔ ۱۱۔ کیونکہ وہ منہ سے تو یہ کہتے ہیں ہم جنگ کرنا نہیں جانتے لیکن دل میں یہ کہتے ہیں کہ کفار کو اپنا دشمن نہ بناؤ۔ مسلمانوں کو ان کے ہاتھوں چلا ہو جانے دو۔ اس قسم کے لوگ پیش ہی مسلمانوں میں رہے اور وہیں کے ۱۲۔ یہاں بھائیوں سے مراد کسی قربت دام میں نہ کہ دینی بھائی۔ کیونکہ شہداء احد مجلس مومن تھے اور یہ لوگ منافق اور ان منافقوں کی یہ کہ اس القوس کے لئے نہ تھی بلکہ طعن کے طور پر تھی۔ وہ تو مسلمانوں کی تکلیف پر خوش ہوتے تھے ۱۳۔ تفسیر خزائن المعرفان میں

۱۴۔ مسلمانوں کی علامت ہے کہ وہ مسلمانوں کے قریب ہیں دل سے کافروں کے۔ لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس بارگاہ میں قرب بدنی سے قرب روحانی زیادہ قوی ہے۔ ابو جہل دور رہا اور اوس قرنی قریب۔ ۱۵۔ کیونکہ وہ منہ سے تو یہ کہتے ہیں ہم جنگ کرنا نہیں جانتے لیکن دل میں یہ کہتے ہیں کہ کفار کو اپنا دشمن نہ بناؤ۔ مسلمانوں کو ان کے ہاتھوں چلا ہو جانے دو۔ اس قسم کے لوگ پیش ہی مسلمانوں میں رہے اور وہیں کے ۱۶۔ یہاں بھائیوں سے مراد کسی قربت دام میں نہ کہ دینی بھائی۔ کیونکہ شہداء احد مجلس مومن تھے اور یہ لوگ منافق اور ان منافقوں کی یہ کہ اس القوس کے لئے نہ تھی بلکہ طعن کے طور پر تھی۔ وہ تو مسلمانوں کی تکلیف پر خوش ہوتے تھے ۱۷۔ تفسیر خزائن المعرفان میں

۱۸۔ مسلمانوں کی علامت ہے کہ وہ مسلمانوں کے قریب ہیں دل سے کافروں کے۔ لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس بارگاہ میں قرب بدنی سے قرب روحانی زیادہ قوی ہے۔ ابو جہل دور رہا اور اوس قرنی قریب۔ ۱۹۔ کیونکہ وہ منہ سے تو یہ کہتے ہیں ہم جنگ کرنا نہیں جانتے لیکن دل میں یہ کہتے ہیں کہ کفار کو اپنا دشمن نہ بناؤ۔ مسلمانوں کو ان کے ہاتھوں چلا ہو جانے دو۔ اس قسم کے لوگ پیش ہی مسلمانوں میں رہے اور وہیں کے ۲۰۔ یہاں بھائیوں سے مراد کسی قربت دام میں نہ کہ دینی بھائی۔ کیونکہ شہداء احد مجلس مومن تھے اور یہ لوگ منافق اور ان منافقوں کی یہ کہ اس القوس کے لئے نہ تھی بلکہ طعن کے طور پر تھی۔ وہ تو مسلمانوں کی تکلیف پر خوش ہوتے تھے ۲۱۔ تفسیر خزائن المعرفان میں

۲۲۔ مسلمانوں کی علامت ہے کہ وہ مسلمانوں کے قریب ہیں دل سے کافروں کے۔ لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس بارگاہ میں قرب بدنی سے قرب روحانی زیادہ قوی ہے۔ ابو جہل دور رہا اور اوس قرنی قریب۔ ۲۳۔ کیونکہ وہ منہ سے تو یہ کہتے ہیں ہم جنگ کرنا نہیں جانتے لیکن دل میں یہ کہتے ہیں کہ کفار کو اپنا دشمن نہ بناؤ۔ مسلمانوں کو ان کے ہاتھوں چلا ہو جانے دو۔ اس قسم کے لوگ پیش ہی مسلمانوں میں رہے اور وہیں کے ۲۴۔ یہاں بھائیوں سے مراد کسی قربت دام میں نہ کہ دینی بھائی۔ کیونکہ شہداء احد مجلس مومن تھے اور یہ لوگ منافق اور ان منافقوں کی یہ کہ اس القوس کے لئے نہ تھی بلکہ طعن کے طور پر تھی۔ وہ تو مسلمانوں کی تکلیف پر خوش ہوتے تھے ۲۵۔ تفسیر خزائن المعرفان میں

۲۶۔ مسلمانوں کی علامت ہے کہ وہ مسلمانوں کے قریب ہیں دل سے کافروں کے۔ لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس بارگاہ میں قرب بدنی سے قرب روحانی زیادہ قوی ہے۔ ابو جہل دور رہا اور اوس قرنی قریب۔ ۲۷۔ کیونکہ وہ منہ سے تو یہ کہتے ہیں ہم جنگ کرنا نہیں جانتے لیکن دل میں یہ کہتے ہیں کہ کفار کو اپنا دشمن نہ بناؤ۔ مسلمانوں کو ان کے ہاتھوں چلا ہو جانے دو۔ اس قسم کے لوگ پیش ہی مسلمانوں میں رہے اور وہیں کے ۲۸۔ یہاں بھائیوں سے مراد کسی قربت دام میں نہ کہ دینی بھائی۔ کیونکہ شہداء احد مجلس مومن تھے اور یہ لوگ منافق اور ان منافقوں کی یہ کہ اس القوس کے لئے نہ تھی بلکہ طعن کے طور پر تھی۔ وہ تو مسلمانوں کی تکلیف پر خوش ہوتے تھے ۲۹۔ تفسیر خزائن المعرفان میں

۱۱۳
المعروف

قُلْتُمْ أَنِي هَذَا قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ وَمَا أَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعُ فَبِأَذْنِ اللَّهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِينَ ۝

۱۔ کہنے لگو کہ یہ کہاں سے آئی تم فرما دو کہ وہ ہمارے ہی طرف سے آئی ہے شک اللہ

۲۔ سب بیکار ہو گئے اور وہ مصیبت جو تم پر آئی جس دن دونوں فوجیں مل

۳۔ فی زمین وہ اللہ کے حکم سے تھی نہ اور اس لئے کہ بھان کرادے ایمان والوں

۴۔ وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ نَافَقُوا وَقِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوا

۵۔ کی اور اس لئے کہ بھان کرادے انکی جو منافق ہوئے تھے اور ان سے کہا گیا کہ آؤ اللہ کی

۶۔ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْادُ فَعُولُوا قَالُوا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا

۷۔ راہ میں لڑو یا دشمن کو ہلاک کرنے کے لئے اگر ہم جانتے ہوتے تو ضرور

۸۔ لَا اتَّبَعْنَاكُمْ هُمْ لِلْكَفَرِ يَوْمَئِذٍ اقْبُرْ مِنْهُمْ لِإِيمَانٍ

۹۔ تمہارا ساتھ دیتے وہ اس دن ظاہری ایمان کی بہ نسبت کہتے کفر سے زیادہ قریب ہیں

۱۰۔ يَقُولُونَ يَا فُؤَادُ هُمْ مَا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ وَاللَّهُ أَعْلَمُ

۱۱۔ اپنے منہ سے کہتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں ہے اور اللہ کو معلوم ہے

۱۲۔ بِمَا يَكْتُمُونَ ۝ الَّذِينَ قَالُوا إِخْوَانُهُمْ وَقَعَدُوا

۱۳۔ جو چھپا رہے ہیں وہ جنہوں نے اپنے بھائیوں کے لئے میں کہا ہے اور آپ شہید ہے

۱۴۔ لَوَاطِئُهُمْ مَا قَاتِلُوا قُلْ قَادِرٌ وَعَنْ أَنْفُسِكُمْ

۱۵۔ کہ وہ ہمارا کہا جانتے تو نہ مارے جاتے تم فرما دو تو اپنی ہی موت عمال دو

۱۶۔ الْمَوْتِ إِنَّ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ

۱۷۔ اگر چہ ہو نہ اور جو اللہ کی راہ میں

۱۸۔ قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ

۱۹۔ مارے گئے نہ ہرگز انہیں ہر وہ خیال بیکار نہ بکرو وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں

۲۰۔ مسلمانوں کی علامت ہے کہ وہ مسلمانوں کے قریب ہیں دل سے کافروں کے۔ لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس بارگاہ میں قرب بدنی سے قرب روحانی زیادہ قوی ہے۔ ابو جہل دور رہا اور اوس قرنی قریب۔ ۲۱۔ کیونکہ وہ منہ سے تو یہ کہتے ہیں ہم جنگ کرنا نہیں جانتے لیکن دل میں یہ کہتے ہیں کہ کفار کو اپنا دشمن نہ بناؤ۔ مسلمانوں کو ان کے ہاتھوں چلا ہو جانے دو۔ اس قسم کے لوگ پیش ہی مسلمانوں میں رہے اور وہیں کے ۲۲۔ یہاں بھائیوں سے مراد کسی قربت دام میں نہ کہ دینی بھائی۔ کیونکہ شہداء احد مجلس مومن تھے اور یہ لوگ منافق اور ان منافقوں کی یہ کہ اس القوس کے لئے نہ تھی بلکہ طعن کے طور پر تھی۔ وہ تو مسلمانوں کی تکلیف پر خوش ہوتے تھے ۲۳۔ تفسیر خزائن المعرفان میں

(بقیہ صفحہ ۱۱۳) ہے کہ جس دن ابن ابی نے یہ کہا اس دن ستر مہینے مرے ۱۰۔ یہاں شہداء کی پانچ صفات بیان ہوئیں۔ وہ کمال زندگی والے ہیں وہ اللہ کے پاس ہیں۔ انہیں روزی ملتی رہتی ہے۔ وہ دنیا اور دنیا والوں کے انجام سے باخبر ہیں۔ جو ان 'مستدرست' آزاد کی زندگی کمال ہے۔ جنت کے پہنچنے 'نومولود' سوتے ہوئے اور پیار' قیدی کی زندگی ناقص ہے۔ شہداء کی تمام قوتیں اعلیٰ ہیں اور کمال زندہ ہیں۔ احیاء کی خوبیوں تعظیفی ہے۔ شہید کی روح زندگی میں حقیقہ ہے مگر بعد شہادت ایک قدم میں مدینہ منورہ پہنچ جاتی ہے۔ ۱۱۔ اگرچہ یہ آیت شہداء اور کے حق میں اتنی مگر ناقصامت تمام شہداء کی زندگی ثابت فرما رہی ہے۔ کیونکہ آیت کی عبارت عام ہے

اس میں کوئی قید نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ شہداء کے جسم و روح دونوں ہی زندہ ہیں اسی لئے ان کے اجسام قبر میں گئے سے محفوظ رہتے ہیں جس کا بکثرت مشاہدہ ہوا۔ البتہ ان کی حیات ہماری حس سے بالاتر ہے اس لئے ان پر موت کے بعض احکام جاری ہو جاتے ہیں۔ حیات شہداء کی بحث ہماری فقیر نہیں پارہ دوم میں ملاحظہ کرو۔

۱۔ یہاں روزی سے مراد صرف روحانی روزی یعنی ثواب قبر میں وہ تو تمام مومنوں کو ہوتا ہے بلکہ جنت کے میوے اور وہاں کے پیش مراد ہیں کہ شہداء کی روحیں ہر پندوں کی فعل میں جنت کی سر کرتی ہیں اور جو چاہے کمال پہنچیں۔ ۲۔ یعنی جو مومن ابھی تک شہید نہیں ہوئے آئندہ شہید ہو کر ان کے پاس پہنچنے والے ہیں ان کے استقبال کی خوشیں متاثر ہے یہی مورد ان کے انتظار میں ہیں۔ ۳۔ اس پوری آیت سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک تو شہیدوں کا زندہ ہونا۔ دوسرے یہ کہ وہ شہداء پرساندگان کے خاتمہ کو جانتے ہیں اور اب بھی ان کے حالات سے خبردار ہیں کہ وہ زندہ ہیں 'تکلیف' کر رہے ہیں اور آئندہ شہید ہو کر ہم سے ملیں گے۔ ورنہ خوشی کے کیا معنی۔ حدیث پاک میں ہے کہ جب کسی مسلمان کی پیروی اس سے لڑتی ہے تو جنت سے دور پکارتی ہے کہ اسے مت ستاہے ہمارے پاس آئے والا ہے۔ معلوم ہوا کہ خود دور سے متنی دیکھتی اور ہر ایک کے انجام کو بھی جانتی ہے۔ پھر ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کا کیا پرچہ تھا۔ حضور تو اعلم الاولین و آخرین ہیں۔ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ کاروں کے اجر خالص و برباد ہیں کیونکہ انہوں نے شرط قبول نہیں کی یعنی ایمان۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ شہداء کا ثواب بہت ہے کیونکہ انہوں نے ملے وقت و غیرہ راہ الہی میں خرچ کیا اور شہید نے جان دی۔ جان سب سے اعلیٰ ہے تو اس کا ثواب بھی کمال ہے۔ اور خدا تعالیٰ مومن کی نیکی برباد نہیں کرتا۔ نیز معلوم ہوا کہ اس بارگاہ کے بے ادب مومن ہی عیسٰی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی کفر ہے اور بے ادب کافر کیونکہ

يُزَكُّونَ ۖ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ۚ

روزی جاتے ہیں شہداء میں اس ہر جو شہداء انہیں اپنے فضل سے دیا

وَيُسَبِّحُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِنْ

اور خوشیاں مناتے ہیں اپنے بھائیوں کی جو ابھی ان سے نہ ملے تھے

خَلْفِهِمْ ۖ الْأَخَوَفُ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝۱۰

کہ ان پر نہ کچھ اندیشہ ہے نہ کچھ غم ہے

يُسَبِّحُونَ بِنِعْمَةِ رَبِّهِمْ ۖ وَاللَّهُ وَفُضِّلَ ۖ وَاللَّهُ

خوشیاں مناتے ہیں انہر کی نعمت اور فضل کی اور یہ کہ

لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُؤْمِنِينَ ۖ الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ

اللہ کا صلہ نہیں کرتا اور مسلمانوں کا صلہ وہ جو اللہ و رسول کے بلائے پر

وَالرَّسُولِ مِنْ بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِينَ

ماہر ہوئے بعد اس کے کہ انہیں دھم پہنچ چکا تھا ان کے نیکو کاروں نے

أَحْسَنُوا لَهُمْ ۖ وَاتَّقُوا أَجْرَ عَظِيمٍ ۖ الَّذِينَ قَالَ

اور بہتر کاروں کے لئے بڑا ثواب ہے وہ جن سے انہوں

لَهُمُ النَّاسُ ۖ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ

نے کہا کہ انہوں نے تمہارے لئے جفا جوڑا تو ان سے ڈرو تو ان

فَأَدَّاهُمْ إِيْمَانًا ۖ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ ۝۱۱

کا ایمان اور فائدہ ہوا اور بڑے اللہ کو تمہارا ہے اور کیا اچھا کارساز

فَأَنْقَلِبُوا إِلَىٰ نِعْمَةِ رَبِّهِمْ ۖ وَاللَّهُ وَفُضِّلَ لَمْ يَمَسَّ لَهُمْ

تو پہنچے اللہ کے احسان اور فضل سے کہ انہیں کوئی برائی

سُوءٌ ۖ وَاتَّبَعُوا رِضْوَانَ اللَّهِ ۖ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَظِيمٍ ۝۱۲

نہ پہنچی نہ اور اللہ کی خوشی پر پہنچے اور اللہ بڑے فضل والا ہے

حضور کی آواز پر اٹھتی آواز کرنے سے تکلیف بردہ ہو جاتی ہیں ۵۔ شان نزول: جنگ احد کے بعد مدینہ منورہ میں خبر پہنچی کہ ابو سفیان مچر مدینہ پر چڑھائی کرنے آ رہے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو سفیان کے مقابلہ میں اپنی ردا کی کا اعلان فرمایا۔ دشمنی صحابہ بھی حضور کے ہمراہ اسی حال میں روانہ ہو گئے۔ آٹھ میل جا کر مقام حراء الاسد پر پہنچے لگا کہ ابو سفیان مرحوب ہو کر کہہ چکے تھے۔ ان صحابہ کی تعریف میں یہ آیت کریمہ اتاری۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بلانا رپ کا بلانا ہے اور حضور کے پاس آنا رپ کے پاس آنا ہے کیونکہ حضور نے بلایا تھا تو رپ نے فرمایا۔ اَسْتَجَابُوا لِلَّهِ وَالرَّسُولِ اس آیت میں من بیانہ ہے حقیقت نہیں۔ کیونکہ وہ سب صحابہ نیک کار پر ہیز گار ہیں۔ ہاں یہ بتلایا گیا کہ اگر کامیاب ان کی پرہیز گاری ہے۔ وہ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان میں زیادتی دکن ہو سکتی ہے۔ مگر

(بقیہ صفحہ ۱۱۳) مقدار کی نہیں بلکہ کیفیت کی۔ کیونکہ مقدار جسم میں ہوتی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ذرہ اور خوف مومن کا ایمان جو ملتا ہے نہیں کھلتا اور نہ ہادی آئیں مسلمان کے لئے رہتے ہیں۔ ۱۵۔ شان نزول۔ یہ واقعہ بدر صغریٰ کا ہے جو جنگ سے احمد سے ایک سال بعد ۳ھ مقام بدر میں واقع ہوا کہ ابوسفیان نے احمد میں کہہ دیا تھا کہ یا رسول اللہ آئندہ بدر میں پھر ہماری آپ کی جنگ ہوگی۔ مسلمان وہاں پہنچ گئے مگر ابوسفیان مرحوم ہو کر وہاں نہ پہنچے بلکہ ابوسفیان نے قسم لی کہ مسجد اقصیٰ سے کما کر کسی تدبیر سے مسلمانوں کو بھی بدر میں آنے سے روک دے۔ قسم نے مدینہ آکر دیکھا کہ مسلمان جنگ کی تیاری کر رہے ہیں تو کما تم وہاں نہ جاؤ ابوسفیان بہت لشکر لے کر آئے ہیں۔ مسلمانوں نے کہا

بِسْمِ اللَّهِ وَبِغَمٍّ مِّنَ اللَّهِ، اس سے معلوم ہوا کہ یہ آیت ہر شدت کے وقت پڑھنی چاہیے۔ ۱۶۔ جب صحابہ کرام بدر صغریٰ کے موقع پر میدان جنگ میں پہنچے تو وہاں کوئی مقابل نہ پایا۔ اتفاقاً اس کے قریب ہی میں سوق بن کنانہ کا میلہ لگا ہوا تھا جو آٹھ دن رہتا تھا ان حضرات کے پاس جو مسلمان قادی وہاں لے گئے اور خوب لٹچ سے فروخت کیا۔ صحیح سلامت اور خوب لٹچ کما کر مدینہ منورہ واپس ہوئے اس لشکر کا نام پیش السوق رکھا گیا کیونکہ لوگوں نے خوشی میں کہا کہ یہ حضرات بہت کما کر لٹچ کما لائے۔ رب کو راضی کر آئے (روح) اس سے معلوم ہوا کہ دینی سفر میں دنیاوی کاروبار کر لینا ممنوع نہیں۔ لہذا حاجی شرح میں تجارت کر سکتا ہے۔ رب نے اسے نعمت اللہ اور فضل فرمایا۔ ۱۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو شیطان کی پیروی کرے وہ بھی شیطان ہے اور جو اس کی بات مانے وہ شیطان کا دوست ہے۔ شیطان جن دلوں سے بچو۔

۱۸۔ اس میں قیامت تک کے مسلمانوں کی ہمت افزائی ہے کہ تمام کفار و منافقین ان کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے اگر ان کے دل میں اللہ کا خوف ہو جس کے دل میں رب کا خوف ہو اس سے دنیاؤرتی ہے وہ دنیا سے نہیں ڈرتا۔ ۱۹۔ اس میں غیب کی خبر ہے کہ اے پیارے حبیب اگرچہ یہ کفار و منافقین مرتدین یہود عیسائی جمع ہو جاویں لشکر اور پیسہ جمع کریں لیکن آپ کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔ اللہ آپ کو فتح و نصرت دے گا اور ایسا ہی ہوا۔ چنانچہ جنگ یرموک میں چالیس ہزار مسلمانوں کے مقابل سات لاکھ عیسائی یہودی تھے۔ مگر حج مسلمانوں کی ہوتی ۴۔ یعنی رسول اللہ کا کچھ نہ بگاڑیں گے۔ بہت جگہ قرآن کریم رب کا ذکر فرماتا ہے اور اس سے مراد رسول ہوتے ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ يَخُذُكَ اللَّهُ اور مراد ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں ہمارا اپنا نقصان ہے ان کا نقصان نہیں۔ ہم ان کے حاجت مند ہیں۔ وہ ہم سے بے نیاز ہیں۔ ۱۰۔

اس طرح کہ پہلے مسلمان قتلہ پھر مرتد کافر ہو گیا۔ یا جو ایمان پر قدرت رکھتے ہوئے مسلمان نہ ہوئے کافر رہے۔ پہلی صورت میں یہ آیت مرتدین کے متعلق ہے دوسری صورت میں منافقین اور کئے کفار کے متعلق ہے۔ ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہی عرب جب ابھی ہے کہ نیک اعمال میں گزرتے وہ نہ عذاب ہے۔ لہذا مومن و متقی کی یہی معرفت ہے۔ کافر ناجر کی یہی عمر عذاب کیونکہ مومن اس عمر میں نیکیاں پڑھتے گا اور کافر گناہ زیادہ کرے گا۔ اس سے ایک پارک مسئلہ معلوم ہوا۔ وہ یہ کہ جب فکری کی نعمت کی وجہ سے عمر زیادہ اور مال کثیر مل جاتا ہے تو نیک اعمال کی برکت سے ضرور عمر و مال میں برکت ہو سکتی ہے۔ شیطان کو بھانسنے کے لئے عمر و مال اور بہت قوت عطا ہوتی ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ ذلت اور رسوائی کا عذاب کفار سے خاص ہے۔ قیامت میں رب تعالیٰ ہیکل مسلمانوں کو وہاں کی رسوائی سے

ان متاعا ۱۱۳	۱۱۵	ان متاعا ۱۱۳
<p>اِنَّمَا ذَلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَاءَهُ لَا مَلَأَتْهَا فَاوَهُمْ</p> <p>وہ تو شیطان ہی ہے نہ کہ اپنے دوستوں سے دھمکا رہا ہے تو ان سے نہ ڈرو</p> <p>وَحَافُوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَلَا يَخْزِيْكَ الَّذِيْنَ</p> <p>اور تم سے ڈرو، اگر ایمان رکھتے ہو اور تم نے محبوب تم ان کا بھگت نہ کرو</p> <p>يَسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ اِنَّهُمْ لَنْ يَصُرُوْا اِلَّا شَيْئًا</p> <p>جو کفر بہت دھڑکتے ہیں نہ وہ اشر کا کچھ نہ بگاڑیں گے نہ</p> <p>يُرِيْدُ اللّٰهُ اَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْاٰخِرَةِ وَلَهُمْ</p> <p>اور اللہ چاہتا ہے کہ آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہ رکھے اور ان کے</p> <p>عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اَشْتَرُوا الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ</p> <p>لے بڑا عذاب ہے ۱۰۔ وہ جنہوں نے ایمان کے بدلے کفر بول لیا</p> <p>لَنْ يَصُرُوْا اِلَّا شَيْئًا وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَلَا يَخْشٰى</p> <p>اللہ کا کچھ نہ بگاڑیں گے اور ان کے لئے عذاب کفار اور ہرگز کافر اس</p> <p>الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَلَمْ اَنْتَ لِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّنَفْسِهِمْ اِنْ اَنَا</p> <p>گمان میں نہ رہیں کہ وہ ہر گز انہیں ڈھیل دیتے ہیں بلکہ ان کے لئے بھلا ہے ہم</p> <p>لُبِّيْ لِيْ لَهُمْ لِيَزِدْ اَدْوَانِيْ ۝ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۝</p> <p>تو اے نبی! انہیں ڈھیل دیتے ہیں کہ وہ گناہ میں بڑھیں شادمانی کئے ذلت کا عذاب ہے نہ</p> <p>مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُذِلَّ الرُّسُلَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۝ مَا اَنْتُمْ عَلَيْهِ</p> <p>اللہ مسلمانوں کو اس حال پر چھوڑنے کا نہیں جس پر ہم پورے جب تک</p> <p>حَتّٰى يُمَيِّزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَمَا كَانَ اللّٰهُ</p> <p>جدا نہ کرے گندے کو شرف سے نہ اور اشر کی شان نہ</p> <p>لِيُظْلِمَكُمْ عَلٰى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهِ</p> <p>نہیں ہے کہ اسے ماکر کو جیسے غیب کا علم دے نہ ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں</p>		

۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ ذلت اور رسوائی کا عذاب کفار سے خاص ہے۔ قیامت میں رب تعالیٰ ہیکل مسلمانوں کو وہاں کی رسوائی سے

(بقیہ صفحہ ۸۵) پہلے گاہے حتیٰ کہ اس کے گناہوں کا حساب بھی ختم ہو گا۔ یعنی اسے مہلک یا یہ حال رہے گا نہیں کہ منافق و مومن ملے جلتے رہیں بلکہ عقوبت اللہ کے رسول منافقوں کو چھانت کر دکھادیں گے باذن الہی۔ اب جو کہے کہ (سوال اللہ) اکثر صحابہ پیچھے ہوئے منافق تھے جو حضور کے بعد خلیفہ بھی بن گئے وہ اس آیت کا منکر ہے۔ حضور نے وفات سے بہت پہلے کھسکنا منافق علیہہ کر کے دکھا دیئے تھے۔ ملے اس طرح کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان منافقوں کے رسوا فرمانے کی اجازت دیدیے گئے۔ پھر حضور ان کی پردہ پوشی نہ فرمائیں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ بھی ہر کافر مومن و منافق کو پہچانتے تھے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پہچان کا کیا

پر چھانتا۔ اب جو کہے کہ حضور کو کھسکنا و منافق کی پہچان نہ تھی وہ اس آیت کا منکر ہے۔ اس آیت کا ظہور اس طرح ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مجلس میں منافقوں کو نام بہ نام پکار کر نکال دیا تھا جس سے ان کا نفیٰ خوب کھل گیا۔

۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰
۱۰۱
۱۰۲
۱۰۳
۱۰۴
۱۰۵
۱۰۶
۱۰۷
۱۰۸
۱۰۹
۱۱۰
۱۱۱
۱۱۲
۱۱۳
۱۱۴
۱۱۵
۱۱۶
۱۱۷
۱۱۸
۱۱۹
۱۲۰
۱۲۱
۱۲۲
۱۲۳
۱۲۴
۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰
۲۰۱
۲۰۲
۲۰۳
۲۰۴
۲۰۵
۲۰۶
۲۰۷
۲۰۸
۲۰۹
۲۱۰
۲۱۱
۲۱۲
۲۱۳
۲۱۴
۲۱۵
۲۱۶
۲۱۷
۲۱۸
۲۱۹
۲۲۰
۲۲۱
۲۲۲
۲۲۳
۲۲۴
۲۲۵
۲۲۶
۲۲۷
۲۲۸
۲۲۹
۲۳۰
۲۳۱
۲۳۲
۲۳۳
۲۳۴
۲۳۵
۲۳۶
۲۳۷
۲۳۸
۲۳۹
۲۴۰
۲۴۱
۲۴۲
۲۴۳
۲۴۴
۲۴۵
۲۴۶
۲۴۷
۲۴۸
۲۴۹
۲۵۰
۲۵۱
۲۵۲
۲۵۳
۲۵۴
۲۵۵
۲۵۶
۲۵۷
۲۵۸
۲۵۹
۲۶۰
۲۶۱
۲۶۲
۲۶۳
۲۶۴
۲۶۵
۲۶۶
۲۶۷
۲۶۸
۲۶۹
۲۷۰
۲۷۱
۲۷۲
۲۷۳
۲۷۴
۲۷۵
۲۷۶
۲۷۷
۲۷۸
۲۷۹
۲۸۰
۲۸۱
۲۸۲
۲۸۳
۲۸۴
۲۸۵
۲۸۶
۲۸۷
۲۸۸
۲۸۹
۲۹۰
۲۹۱
۲۹۲
۲۹۳
۲۹۴
۲۹۵
۲۹۶
۲۹۷
۲۹۸
۲۹۹
۳۰۰
۳۰۱
۳۰۲
۳۰۳
۳۰۴
۳۰۵
۳۰۶
۳۰۷
۳۰۸
۳۰۹
۳۱۰
۳۱۱
۳۱۲
۳۱۳
۳۱۴
۳۱۵
۳۱۶
۳۱۷
۳۱۸
۳۱۹
۳۲۰
۳۲۱
۳۲۲
۳۲۳
۳۲۴
۳۲۵
۳۲۶
۳۲۷
۳۲۸
۳۲۹
۳۳۰
۳۳۱
۳۳۲
۳۳۳
۳۳۴
۳۳۵
۳۳۶
۳۳۷
۳۳۸
۳۳۹
۳۴۰
۳۴۱
۳۴۲
۳۴۳
۳۴۴
۳۴۵
۳۴۶
۳۴۷
۳۴۸
۳۴۹
۳۵۰
۳۵۱
۳۵۲
۳۵۳
۳۵۴
۳۵۵
۳۵۶
۳۵۷
۳۵۸
۳۵۹
۳۶۰
۳۶۱
۳۶۲
۳۶۳
۳۶۴
۳۶۵
۳۶۶
۳۶۷
۳۶۸
۳۶۹
۳۷۰
۳۷۱
۳۷۲
۳۷۳
۳۷۴
۳۷۵
۳۷۶
۳۷۷
۳۷۸
۳۷۹
۳۸۰
۳۸۱
۳۸۲
۳۸۳
۳۸۴
۳۸۵
۳۸۶
۳۸۷
۳۸۸
۳۸۹
۳۹۰
۳۹۱
۳۹۲
۳۹۳
۳۹۴
۳۹۵
۳۹۶
۳۹۷
۳۹۸
۳۹۹
۴۰۰
۴۰۱
۴۰۲
۴۰۳
۴۰۴
۴۰۵
۴۰۶
۴۰۷
۴۰۸
۴۰۹
۴۱۰
۴۱۱
۴۱۲
۴۱۳
۴۱۴
۴۱۵
۴۱۶
۴۱۷
۴۱۸
۴۱۹
۴۲۰
۴۲۱
۴۲۲
۴۲۳
۴۲۴
۴۲۵
۴۲۶
۴۲۷
۴۲۸
۴۲۹
۴۳۰
۴۳۱
۴۳۲
۴۳۳
۴۳۴
۴۳۵
۴۳۶
۴۳۷
۴۳۸
۴۳۹
۴۴۰
۴۴۱
۴۴۲
۴۴۳
۴۴۴
۴۴۵
۴۴۶
۴۴۷
۴۴۸
۴۴۹
۴۵۰
۴۵۱
۴۵۲
۴۵۳
۴۵۴
۴۵۵
۴۵۶
۴۵۷
۴۵۸
۴۵۹
۴۶۰
۴۶۱
۴۶۲
۴۶۳
۴۶۴
۴۶۵
۴۶۶
۴۶۷
۴۶۸
۴۶۹
۴۷۰
۴۷۱
۴۷۲
۴۷۳
۴۷۴
۴۷۵
۴۷۶
۴۷۷
۴۷۸
۴۷۹
۴۸۰
۴۸۱
۴۸۲
۴۸۳
۴۸۴
۴۸۵
۴۸۶
۴۸۷
۴۸۸
۴۸۹
۴۹۰
۴۹۱
۴۹۲
۴۹۳
۴۹۴
۴۹۵
۴۹۶
۴۹۷
۴۹۸
۴۹۹
۵۰۰
۵۰۱
۵۰۲
۵۰۳
۵۰۴
۵۰۵
۵۰۶
۵۰۷
۵۰۸
۵۰۹
۵۱۰
۵۱۱
۵۱۲
۵۱۳
۵۱۴
۵۱۵
۵۱۶
۵۱۷
۵۱۸
۵۱۹
۵۲۰
۵۲۱
۵۲۲
۵۲۳
۵۲۴
۵۲۵
۵۲۶
۵۲۷
۵۲۸
۵۲۹
۵۳۰
۵۳۱
۵۳۲
۵۳۳
۵۳۴
۵۳۵
۵۳۶
۵۳۷
۵۳۸
۵۳۹
۵۴۰
۵۴۱
۵۴۲
۵۴۳
۵۴۴
۵۴۵
۵۴۶
۵۴۷
۵۴۸
۵۴۹
۵۵۰
۵۵۱
۵۵۲
۵۵۳
۵۵۴
۵۵۵
۵۵۶
۵۵۷
۵۵۸
۵۵۹
۵۶۰
۵۶۱
۵۶۲
۵۶۳
۵۶۴
۵۶۵
۵۶۶
۵۶۷
۵۶۸
۵۶۹
۵۷۰
۵۷۱
۵۷۲
۵۷۳
۵۷۴
۵۷۵
۵۷۶
۵۷۷
۵۷۸
۵۷۹
۵۸۰
۵۸۱
۵۸۲
۵۸۳
۵۸۴
۵۸۵
۵۸۶
۵۸۷
۵۸۸
۵۸۹
۵۹۰
۵۹۱
۵۹۲
۵۹۳
۵۹۴
۵۹۵
۵۹۶
۵۹۷
۵۹۸
۵۹۹
۶۰۰
۶۰۱
۶۰۲
۶۰۳
۶۰۴
۶۰۵
۶۰۶
۶۰۷
۶۰۸
۶۰۹
۶۱۰
۶۱۱
۶۱۲
۶۱۳
۶۱۴
۶۱۵
۶۱۶
۶۱۷
۶۱۸
۶۱۹
۶۲۰
۶۲۱
۶۲۲
۶۲۳
۶۲۴
۶۲۵
۶۲۶
۶۲۷
۶۲۸
۶۲۹
۶۳۰
۶۳۱
۶۳۲
۶۳۳
۶۳۴
۶۳۵
۶۳۶
۶۳۷
۶۳۸
۶۳۹
۶۴۰
۶۴۱
۶۴۲
۶۴۳
۶۴۴
۶۴۵
۶۴۶
۶۴۷
۶۴۸
۶۴۹
۶۵۰
۶۵۱
۶۵۲
۶۵۳
۶۵۴
۶۵۵
۶۵۶
۶۵۷
۶۵۸
۶۵۹
۶۶۰
۶۶۱
۶۶۲
۶۶۳
۶۶۴
۶۶۵
۶۶۶
۶۶۷
۶۶۸
۶۶۹
۶۷۰
۶۷۱
۶۷۲
۶۷۳
۶۷۴
۶۷۵
۶۷۶
۶۷۷
۶۷۸
۶۷۹
۶۸۰
۶۸۱
۶۸۲
۶۸۳
۶۸۴
۶۸۵
۶۸۶
۶۸۷
۶۸۸
۶۸۹
۶۹۰
۶۹۱
۶۹۲
۶۹۳
۶۹۴
۶۹۵
۶۹۶
۶۹۷
۶۹۸
۶۹۹
۷۰۰
۷۰۱
۷۰۲
۷۰۳
۷۰۴
۷۰۵
۷۰۶
۷۰۷
۷۰۸
۷۰۹
۷۱۰
۷۱۱
۷۱۲
۷۱۳
۷۱۴
۷۱۵
۷۱۶
۷۱۷
۷۱۸
۷۱۹
۷۲۰
۷۲۱
۷۲۲
۷۲۳
۷۲۴
۷۲۵
۷۲۶
۷۲۷
۷۲۸
۷۲۹
۷۳۰
۷۳۱
۷۳۲
۷۳۳
۷۳۴
۷۳۵
۷۳۶
۷۳۷
۷۳۸
۷۳۹
۷۴۰
۷۴۱
۷۴۲
۷۴۳
۷۴۴
۷۴۵
۷۴۶
۷۴۷
۷۴۸
۷۴۹
۷۵۰
۷۵۱
۷۵۲
۷۵۳
۷۵۴
۷۵۵
۷۵۶
۷۵۷
۷۵۸
۷۵۹
۷۶۰
۷۶۱
۷۶۲
۷۶۳
۷۶۴
۷۶۵
۷۶۶
۷۶۷
۷۶۸
۷۶۹
۷۷۰
۷۷۱
۷۷۲
۷۷۳
۷۷۴
۷۷۵
۷۷۶
۷۷۷
۷۷۸
۷۷۹
۷۸۰
۷۸۱
۷۸۲
۷۸۳
۷۸۴
۷۸۵
۷۸۶
۷۸۷
۷۸۸
۷۸۹
۷۹۰
۷۹۱
۷۹۲
۷۹۳
۷۹۴
۷۹۵
۷۹۶
۷۹۷
۷۹۸
۷۹۹
۸۰۰
۸۰۱
۸۰۲
۸۰۳
۸۰۴
۸۰۵
۸۰۶
۸۰۷
۸۰۸
۸۰۹
۸۱۰
۸۱۱
۸۱۲
۸۱۳
۸۱۴
۸۱۵
۸۱۶
۸۱۷
۸۱۸
۸۱۹
۸۲۰
۸۲۱
۸۲۲
۸۲۳
۸۲۴
۸۲۵
۸۲۶
۸۲۷
۸۲۸
۸۲۹
۸۳۰
۸۳۱
۸۳۲
۸۳۳
۸۳۴
۸۳۵
۸۳۶
۸۳۷
۸۳۸
۸۳۹
۸۴۰
۸۴۱
۸۴۲
۸۴۳
۸۴۴
۸۴۵
۸۴۶
۸۴۷
۸۴۸
۸۴۹
۸۵۰
۸۵۱
۸۵۲
۸۵۳
۸۵۴
۸۵۵
۸۵۶
۸۵۷
۸۵۸
۸۵۹
۸۶۰
۸۶۱
۸۶۲
۸۶۳
۸۶۴
۸۶۵
۸۶۶
۸۶۷
۸۶۸
۸۶۹
۸۷۰
۸۷۱
۸۷۲
۸۷۳
۸۷۴
۸۷۵
۸۷۶
۸۷۷
۸۷۸
۸۷۹
۸۸۰
۸۸۱
۸۸۲
۸۸۳
۸۸۴
۸۸۵
۸۸۶
۸۸۷
۸۸۸
۸۸۹
۸۹۰
۸۹۱
۸۹۲
۸۹۳
۸۹۴
۸۹۵
۸۹۶
۸۹۷
۸۹۸
۸۹۹
۹۰۰
۹۰۱
۹۰۲
۹۰۳
۹۰۴
۹۰۵
۹۰۶
۹۰۷
۹۰۸
۹۰۹
۹۱۰
۹۱۱
۹۱۲
۹۱۳
۹۱۴
۹۱۵
۹۱۶
۹۱۷
۹۱۸
۹۱۹
۹۲۰
۹۲۱
۹۲۲
۹۲۳
۹۲۴
۹۲۵
۹۲۶
۹۲۷
۹۲۸
۹۲۹
۹۳۰
۹۳۱
۹۳۲
۹۳۳
۹۳۴
۹۳۵
۹۳۶
۹۳۷
۹۳۸
۹۳۹
۹۴۰
۹۴۱
۹۴۲
۹۴۳
۹۴۴
۹۴۵
۹۴۶
۹۴۷
۹۴۸
۹۴۹
۹۵۰
۹۵۱
۹۵۲
۹۵۳
۹۵۴
۹۵۵
۹۵۶
۹۵۷
۹۵۸
۹۵۹
۹۶۰
۹۶۱
۹۶۲
۹۶۳
۹۶۴
۹۶۵
۹۶۶
۹۶۷
۹۶۸
۹۶۹
۹۷۰
۹۷۱
۹۷۲
۹۷۳
۹۷۴
۹۷۵
۹۷۶
۹۷۷
۹۷۸
۹۷۹
۹۸۰
۹۸۱
۹۸۲
۹۸۳
۹۸۴
۹۸۵
۹۸۶
۹۸۷
۹۸۸
۹۸۹
۹۹۰
۹۹۱
۹۹۲
۹۹۳
۹۹۴
۹۹۵
۹۹۶
۹۹۷
۹۹۸
۹۹۹
۱۰۰۰

مَنْ يَشَاءُ قَامِنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَإِنْ تُؤْمِنُوا

جیسے چاہے ملے تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسولوں پر اور اگر ایمان لاؤ اور

تَتَّقُوا فَلَكُمْ أَجْرٌ عَظِيمٌ ۝ وَلَا يَحْسِبَنَّ الَّذِينَ

پر ایمان لاری کرو تو تمہارے لئے بڑا ثواب ہے نہ اور جو کھل کرتے ہیں نہ

يَبْخُلُونَ بِمَا أَلَّهِمُّ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرٌ

اس بھڑ میں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دی ہے اگر اسے اپنے

لَهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَهُمْ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخُلُوا بِهِ

نے اچھا نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کے لئے برا ہے عقوبت وہ جس میں کھل کیا تھا قیامت کے

يَوْمَ الْقِيَمَةِ ۝ وَاللَّهُ مِيرَاثُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

دن ان کے لئے کا طوق بڑگاٹھ اور اللہ ہی وارث ہے آسمانوں اور زمین کا

وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝ لَقَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ

اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے نہ کہ اللہ نے سنا انہوں

الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ فَقِيرٌ وَحَنُّ غَنِيَاءُ سَنَكْتُبُ

نے کہا کہ اللہ محتاج ہے اور ہم غنی ہیں اب ہم تم کو دکھیں گے

مَا قَالُوا وَقَتْلَهُمُ الْآيَاتِ بِغَيْرِ حَقٍّ وَنَقُولُ ذُوقُوا

ان کا کہا اور انبیاء کو ان کا ناقص شہید کرنا اور فرمائیں گے کہ چھوڑ

عَذَابَ الْحَرِيقِ ۝ ذَلِكُمْ بِمَا قَدَّمْتُمْ أَيْدِيَكُمْ وَ

آگ کا عذاب ہے جو کہ اس کا جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھجوا اور

إِنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِظَالِمٍ لِّلْعَبِيدِ ۝ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ

اللہ بندوں پر ظالم نہیں کرتا نہ وہ جو کہتے ہیں اللہ نے ہم سے

اللَّهُ عَهْدَ الْيَمِينِ ۝ أَلَا نُوْمِنُ لِرَسُولٍ حَتَّىٰ يَأْتِيَنَا

آقرار کرے کہ ہم کسی رسول پر ایمان نہ لیں جب تک ایسی قرآن کا

مستقل

ہوئی۔ حدائق کا عبد اللہ کا باپ ہونا یہ وہ پوشیدہ خبر ہے جس کی خبر سوالن کی ماں کے کسی کو نہیں مگر آپ اسے بھی جانتے ہیں ۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ تمام رسولوں پر ایمان لانا ایسا ہی ضروری ہے جیسے اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا۔ دوسرے یہ کہ حضور کے علم غیب کا انکار کر کے حضور پر ایمان لانے کا دعویٰ کرنا ظلم قبول نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے معنی یہ ہیں کہ حضور کے تمام اوصاف حمیدہ کو مانے۔ کیونکہ ان منافقوں نے حضور کے علم غیب کا انکار کیا تو ارشاد ہوا کہ اللہ رسول پر ایمان لاؤ تیرے یہ کہ ایمان کے ساتھ تقویٰ بھی ضروری ہے۔ کوئی مومن کسی درجہ پر پہنچ کر اعمال سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ صاحب حقوق کا ادا نہ کرنا ظلم ہے خواہ انسان کا حق ادا نہ کرے یا شریعت کا یا اللہ تعالیٰ کا اللہ از کوۃ وینہ والہ اپنے حاجت مند مال باپ بچوں اہل قرابت پر خرچ نہ کرنے والے

ہوں یا جن یا فرشتہ۔ غرضیکہ اللہ کے سوا ہر زندہ کو موت آتی ہے اور ہر چیز قائل ہے۔ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں جو بعض گناہوں پر عذاب اور بعض نیکیوں پر رحمت کی رحمت آجاتی ہے۔ یہ اس کا حقیقی بدلہ نہیں یہاں بجز ان کی جہنم سے جیسے عقوبت سے پہلے مہلک کو حالات اور نیک کار کو رحمت ایسی ہے جیسے ملازم سرکار بہتہ۔ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیاوی زندگی وہ ہے جو دنیا کے بھگڑوں میں گزار دی جائے۔ وہ نرا دھوکا ہے۔ اولیاء صالحین کی زندگی دنیاوی ہوتی ہی نہیں۔ ۱۰۔ آخرت کمانے میں خرچ ہوتی ہے لہذا وہ دھوکا نہیں۔ ۱۱۔ اسے قبا ہے وہ ابدال الیاد تک باقی ہے۔ ۱۲۔ جیسے زکوٰۃ و جہاد کا فرض ہوتا اور دنیا میں آفات جان و مال پر آنا پہلے سے اس لئے اطلاع دے دی گئی تاکہ یہ چیزیں آسمان ہو جائیں۔ ۱۳۔ جیسے بے چالوں و خفیج اور بہتان لگانا۔ اس سے معلوم ہوا کہ سارے کافر مسلموں کے



(ترجمہ صفحہ ۷۱) دشمن ہیں۔ ۱۳۔ اگر اس کے یہ معنی ہوں کہ ان پر جہاد نہ کرو مگر یہ کہ ان کی ایلیا انہیں برداشت کرتے رہو تو یہ آیت جہاد کی کلیات سے منطبق ہے اور اگر یہ معنی ہوں کہ تم بدلہ میں اہل کتاب کے پیغمبروں کو براندہ نہ کرو، بلکہ ان کا احترام ہی کرو تو یہ آیت حکم ہے۔ کسی کافر کا بدلہ لینے کے لئے بزرگوں کی توہین نہ کی جائے کیونکہ وہ پیغمبر ہمارے بھی رسول ہیں۔ ہمارا ان پر ایمان ہے۔

اب الی کتاب کے علاوہ ہے یہ خصوصی عہد لایا گیا تھا یا تو بیشاق کے دن یا تو رست میں۔ ظاہر یہ ہے کہ یہ عہد بیشاق کے دن ہی لایا گیا۔ اس سے دو مکتے معلوم ہوئے

آپ یہ کہ دین چ کر چنی دولت بھی وصول کی جاوے وہ
توڑی ہے وہ خالص دنیا ہے اور دنیا کتنی بھی زیادہ ہو
گلیل ہے۔ دوسرے یہ کہ روپے لے کر احکام شری چھپانا
دہنا یہ آیات الہی کو چھپانا ہے۔ قرآن چھاپ کر فروخت
کرنا، تعلیم قرآن پر اجرت لینا، نامتو مدرسے پر تحفہ لینا
ہے اس میں داخل نہیں ورنہ علماء متاخرین اسے جائز نہ
کہتے۔ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ شری مسئلہ چھپانا حرام
ہے۔ علماء پر واجب ہے کہ اپنے علم سے مسلمانوں کو فائدہ
پہنچائیں بلکہ انہیں چاہیے کہ اپنا لباس اپنی وضع طہاری
رکھیں تا کہ لوگ انہیں عالم سمجھ کر مسائل و دیانات کر
لیں۔ عالم کا غیر عالم کے لباس میں رہنا بھروسے کے خطرو
ہے کہ یہ بھی علم چھپانے میں داخل ہو جاوے۔ ۴۔
معلوم ہوا کہ بزدلوں کو خان بہادر کا اور چالوں کو شمس
الضراء کا خطاب دینا اور ان خطاب یافتہ لوگوں کا اس پر
خوش ہونا طریقہ کفار ہے۔ اسی طرح بے علم لوگوں کا
مولوی عالم، مولوی فاضل بن جانا اور اس کی ڈگری پر
خوش ہونا طریقہ جمال ہے۔ کیونکہ آج کل بعض چال
تدبیر کے مولوی فاضل وغیرہ کی ڈگریاں حاصل کر لیتے
ہیں۔ ۵۔ یہ وعید ان کفار کے لئے ہے جو لوگوں کو گمراہ
کرنے یا گمراہ رکھنے پر خوش ہوتے ہیں اور اپنی قریب
چاہے ہیں۔ ۶۔ یہ حصر حقی ملکیت کے لحاظ سے ہے یعنی
حقی ملک، بادشاہ رب ہی ہے دوسرے اس کی عطائے
عجازی طور پر بادشاہ ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ علم قیہ،
مد، حسیب ہونے کے حقیق جو حصر کی آیات آئی ہیں
ان سے بھی حقیقی معنی ہی مراد ہیں جیسے کہ تَفْہِیْمُ الشَّرِیْطِ
وَالْاَدْبِیِّ وَالْفَنِّ بِالْاَدْبِیِّ شَیْخِنا اور کُنْی بِالْاَدْبِیِّ شَیْخِنا
حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے وقت بیڑا ہو کر آسمان
پر نظر فرما کر یہ آیت کریمہ میعاد تک پڑھتے تھے اور فرمایا
کرتے تھے کہ اس پر افسوس ہے جو یہ آیات پڑھے اور
آسمان و زمین کی کھٹوں پر غور نہ کرے۔ لہذا علم جغرافیہ
و سائنس حاصل کرنا بھی ثواب ہے بشرطیکہ یہ علوم اسلامی
مقاصد کے مؤید ہوں۔ ۸۔ ان کو دیکھ کر رب کی

وحدانیت اس کے علم و قدرت معلوم کریں اور یقین کریں کہ قوموں کا بھی یہی حال ہے کبھی کوئی قوم عروج پر اور کبھی دوہری۔ اس عروج پر فخر نہ کریں یہ اس سے معلوم ہو کہ عقلمند وہ ہے جو اپنی زندگی اللہ کی یاد میں گزارے اگرچہ دنیا زیادہ نہ کہے۔ ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کا ذکر ہر حال میں چاہیے۔ اسی لئے ذکر اللہ کے لئے وضو وغیرہ کی قید بھی نہیں لگائی۔ کیونکہ مرے وقت کس کا وضو ہو یا نہ ہو مگر کلمہ پڑھ کر مرتے ہیں۔

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ دعا سے پہلے رب کی حمد کرتا اور اللہ کو دیکھتا کہ کون پکارا اور بار بار زینبا یا بیٹھنے عرض کرتا۔ حفظ تعالیٰ دعا کی قبولیت کا وسیع ہے ۲۔ اس سے پتہ لگتا کہ جو ظالم یعنی کافر ہو اس کے مددگار اللہ کی طرف سے ہوتے ہیں۔ چنانچہ رب فرماتا ہے: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا الَّذِينَ يَدْعُواكُم مِّنْ دُونِ اللَّهِ**۔ اور فرماتا ہے: **وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِهِ يَلْعَنُوا**۔ کافر ہے یا مددگار ہے۔ مسلمان کے مددگار اللہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کافر کے سب ہیں۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ**۔ اور فرماتا ہے: **وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِهِ يَلْعَنُوا**۔ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کو۔ معلوم ہوا کہ دین کے ظالم کی قلیق ان کی آواز میں بالواسطہ حضور ہی کی

هَذَا أَبَاطِلُ مَا سَبَّحْتَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿١٠١﴾ رَبَّنَا

۱۔ معلوم ہوا کہ جہاد شہادت گناہوں کا کفار ہے مگر حقوق کا کفار نہیں کہ تکلیف جہاد متعارف کئے ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ اِنَّ الْقِتْلَہٗ بُدْعٌ جَدِّیْکُمْ اَیْکُمْ اور فرماتا ہے۔ اِنَّ الْقِتْلَہٗ لَکُمْ مَّا شَکَلْتُمْ مِّنْهُ لَکُمْ نَکْرٌ یَّکْفُرُ بِکُمْ خِیَالٌ رَّسَہٗ کہ یہ سب نہیں کا قتل کرنا شہادت میں جہاد سے ہے۔ یعنی جہاد کرنا کفر سے نکالا جائے۔ اگر ادا کیا جائے۔ یہ سب کچھ اللہ کی راہ میں ہو تب یہ وعدہ ہے۔ ۲۔ اس میں فرمایا گیا کہ رب کی رضا تمہارے اعمال کے لائق نہ ہو گی بلکہ ہماری شان کرے۔ گے مطابق ہو گی لہذا وہ ثواب تمہارے خیال و ممکن میں بھی نہیں آسکتا۔ ۳۔ یعنی تم کافروں کی آزادی اور مال داری سے یہ نہ سمجھو کہ کافر اللہ کے مقبول ہیں ورنہ انہیں دنیا کی نعمتیں کیوں ملیں۔

دو لہا کی چھاور عالم لوگ لڑتے ہیں۔ مومن دو لہا ہے۔ یہ دنیا میں کی چھاور ہے جسے کفار برت رہے ہیں۔ اس لئے جب مومن نہ رہیں گے تو قیامت آجائے گی۔ ۴۔ شان نزول۔ یہ آیت کریمہ مسلمانوں کی اس عرض کرنے پر نازل ہوئی کہ کفار پیش میں ہیں اور ہم غلی میں۔ انہیں بتایا یہ گیا کہ کفار کا یہ پیش مصافحہ میں ذہر ہے۔ اس سے دھوکہ نہ کھاؤ۔ ۵۔ اس میں اشارہ فرمایا گیا کہ جنتیں کی بیش ایسی خاطر تواضع کی جاوے گی۔ جیسی مہمان کی ہوتی ہے کہ میزبان اس میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتا۔ ہم بھی تمہاری خاطر میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑیں گے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ جنتی اپنی جنت کے مالک نہ ہوں گے صرف مہمان کی حیثیت رکھیں گے۔ جنتی جنت کے لام سے معلوم ہوتا ہے کہ جنتی جنت اور وہاں کی نعمتوں کے مالک ہوں گے۔ لام ملکیت کا ہے۔ ۶۔ یعنی آخرت کی نعمتیں جو نیکیوں کو ملیں گی وہ دنیا کی نعمتوں سے کہیں بہتر ہیں کہ وہ باقی ہیں اور یہ فانی۔ یا یہ مطلب ہے کہ نیکیوں کی نیکیاں جو اللہ کی بارگاہ میں قبول ہو جاویں وہ تمام دنیا سے افضل ہیں۔ خیال رہے کہ مقبول اعمال اللہ کے پاس رہتے ہیں۔ مردود اعمال برباد ہو جاتے ہیں۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ حقیقتہً اللہ پر ایمان لانے والا وہی ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاوے۔ کیونکہ سامنے اہل کتاب اللہ کو مانتے تھے مگر فرمایا کہ ان میں سے بعض اللہ کو مانتے ہیں ان سے مراد میرا عبد اللہ ابن سلام، کعب احبار وغیرہ رضی اللہ عنہم وہ حضرات ہیں جو پہلے یہود کے پورے عالم تھے۔ ۸۔ شان نزول۔ بادشاہ حبشہ نجاشی یعنی امرو کا حبشہ میں انتقال ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی وفات کی خبر صحابہ کو دی اور فرمایا کہ چلو ان پر نماز پڑھیں۔ جنت البقیع میں تشریف لے گئے۔ حبشہ کی زمین اور نجاشی کی میت آپ کے سامنے تھیں۔ حضور نے نماز جنازہ پڑھی۔ منافقوں نے غصہ دیا کہ آپ اس پر نماز جنازہ پڑھ رہے ہیں جسے کبھی دیکھا بھی نہیں۔ اس پر یہ آیت اتاری معلوم ہوا کہ جنازہ کی نماز کی شرط یہ ہے کہ میت امام کے سامنے ہو۔

وَقَتْلُوا وَقَتِلُوا لَا كُفْرًا عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَ

اور لڑو اور مارو مگر تمہارے گناہوں میں ضرور ان کے سب گناہ انار دوں گا

لَا دُخْلَہُمْ جَنَّتِ تَجْرِي مِنْ تَحْتِہَا الْأَنْهَارُ

اور ضرور انہیں باغوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے بہنے والی دریاں

ثَوَابِ قِنْ عِنْدَ اللّٰہِ وَاللّٰہُ عِنْدَ کَ حُسْنِ

اللہ کے پاس کا ثواب اور اللہ ہی کے پاس ایسا ثواب

الثَّوَابِ لَا یَغْیَرُ تَقْلِبُ الذِّیْنَ کَفَرُوا فِی

جنت کے اسے سننے والے کافروں کا ثبوتوں میں اپنے بدلے پھرنا نہیں

الْبِلَادِ مَتَاعٌ قَلِیلٌ ثُمَّ مَا وَہِبْہُمْ جَہَنَّمُ وَ

دھوکہ نہ دے کہ تمہارا برتنا ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور

یَأْسَ الْیَہَادُ لَکِنَ الذِّیْنَ اتَّقَوْا رَبَّہُمْ لَہُمْ

کیا ہی برا بھلا نہ ہو لیکن وہ جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں ان کے بدلے

جَنَّتِ تَجْرٰی مِنْ تَحْتِہَا الْأَنْهَارُ خَلِیْدِیْنَ فِیہَا

جنتیں ہیں جن کے نیچے بہنے والی دریاں ہیں ان میں رہیں

نَزَلْنَا قِنْ عِنْدَ اللّٰہِ وَمَا عِنْدَ اللّٰہِ خَیْرٌ

اللہ کی طرف کی جہان ۳ اور جو اللہ کے پاس ہے وہ نیکیوں

لِلْأَبْرَارِ وَلَکِنْ مِنْ أَہْلِ الْکِتَابِ لَمَنْ یُّؤْمِنُ

کے لئے سب بھلائی اور ہے شک کچھ کہانی ایسے ہیں کہ اللہ بڑا ایمان

بِاللّٰہِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَیْکُمْ وَمَا أُنْزِلَ إِلَیْہِمْ خَشِیعِیْنَ

لانے میں اور اس پر جو تمہاری طرف اترا اور جو انہی طرف اترا ان کے دل اللہ

لِلّٰہِ لَا یَسْتَرْوْنَ بِآیَاتِ اللّٰہِ ثُمَّ قَلِیْلًا أُولَٰئِکَ

کے حضور جتنے ہو گئے اللہ کی آیاتوں کے دے ذیل والے ہیں جیسے یہ وہ ہیں

۱۔ کہ ہماری مخلوق کا حساب چند گھنٹوں میں فرما لے گا۔ مگر اس کے باوجود قیامت کا دن بھاس ہزار برس کا ہے۔ باقی دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعمت خزانہ اور انکار عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوگی۔

نظم ان کی شان عجب ہے انظار
چلنے والی ہے

۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسلامی ملک کی سرحد پر رہنا بھی عبادت ہے کیونکہ وہاں کفار کا ہر وقت خطرہ رہتا ہے اس لئے وہاں ہر شخص جہاد کے لئے ہر وقت تیار رہتا ہے۔ اور تیاری جہاد جہاد کی طرح عبادت ہے۔ ۳۔ اس طرح کہ کافر تو ایمان لے آئیں اور مومن گناہ چھوڑ کر نیکی اختیار کریں۔ تقویٰ کی بہت سی قسمیں ہیں۔ اور ناس میں مومن و کافر سب داخل ہیں۔ جنات سے خطاب نہیں۔ ۴۔ یعنی سارے انسانوں کو حضرت آدم و حوا سے بطور نسل و ولادت پیدا فرمایا۔ مگر حضرت حوا کو حضرت آدم علیہ السلام کے جسم سے بغیر نطفہ بنایا۔ دیکھو انسان کے جسم سے بہت سے کیڑے پیدا ہوتے ہیں مگر وہ اس کی اولاد نہیں کہلاتے۔ جیسے گھر کے ایک خاندان کی انتہا ایک شخص پر ہوتی ہے۔ ایسے ہی سارے انسانوں کی انتہا ایک انسان پر ہے وہ آدم علیہ السلام ہیں ۵۔ اس میں لطیف اشارہ اس طرف ہے کہ ہر انسان دوسرے کی خیر خواہی کرے کیونکہ یہ سب ایک ہی بڑ کی شاخیں ہیں اور ایک ہی شاخ کے پھل پھول۔ نیز کوئی مسلمان نسل اور قومی فخر نہ کرے۔ کیونکہ سب قوموں کی اصل ایک ہے۔ ۶۔ ایک دوسرے سے رب کے نام پر مانگتے ہو کہ کتنے ہو اللہ کے واسطے مجھے یہ دو جس کا نام کریم ہے۔ کہ ہماری کار سازی کرتا ہے تو جتنا کہ نام والا خود کیسا ہے۔ ۷۔ کہ رشتہ داروں سے اچھا برتاؤ کرو رشتے قطع نہ کرو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو رزق کی کھانسی اور عمر میں برکت چاہے وہ رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرے۔ ۸۔ شان نزول۔ ایک شخص کے پاس اس کے یتیم بچے کا مال تھا جب وہ یتیم بالغ ہوا تو اس نے بچا سے اپنے مال مانگا۔ بچا نے دینے سے انکار کر دیا۔ اس پر یہ آیت اتری۔ اس شخص نے یہ آیت سن کر فوراً مال یتیم بچے کے حوالے کیا۔ اور کہا اللہ رسول کی اطاعت سب سے بہتر ہے تم اس کے مطیع ہیں۔ (خزائن الغرمان) خیال رہے کہ اس بالغ کو یتیم فرمانا گزشتہ کے لحاظ سے ہے ورنہ بالغ ہو کر بچہ یتیم نہیں رہتا۔ انسان کا وہ بچہ یتیم ہے جس کا

۱۱۱

ابن تالوہ ۱۲۱ النساء

لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ

حسب جن کا ثواب ان کے رب کے پاس ہے اور اللہ جلد حساب

الْحَسَابِ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَاصْبِرُوا

کرنے والا ہے نہ ملے ایمان والو صبر کرو اور صبر میں دشمنوں سے آگے

وَرَابِطُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝

رہو اور سرحد پر اسلامی ملک کی گنجائی کروڑوں اور اللہ سے ڈرنے جو اس ایسا کرنا

يَا أَيُّهَا ۱۵۶ سُورَةُ النِّسَاءِ مَدَنِيَّةٌ ۴۰ رُكُوعَاتُهَا

سورۃ نساء مدنی چھ اس میں ۱۵۶ آیات ہیں اور ۴۰ رکوع

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ

اے لوگو اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے

نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا

پیدا کیا اور اسی میں سے اس کا جڑا بنایا تم اور ان دونوں سے

بِجَالٍ كَثِيرٍ وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ

بہت مرد و عورت پہلا بیٹے اور اللہ سے ڈرو جس کے نام پر مانگتے ہو

بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ۝

اور رشتہ داروں کا لحاظ رکھو تمہیں ایک ہر وقت ہمیں دیکھ رہا ہے

وَأَتُوا إِلَيْنَهُ أَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا الْخَيْثَ

اور پیسوں کو ان کے مال و دولت اور گھر کے بدلے کنڈا

بِالْغَيْبِ وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَهُمْ إِلَى أَمْوَالِكُمْ ۝

نہ لوق اور ان کے مال اپنے مالوں میں ملا کر نہ کھا جاؤ تم

مذکور

باپ فوت ہو گیا ہو۔ جانور کا وہ بچہ یتیم ہے جس کی ماں مر جائے مگر وہ یتیم ہے جو بیپ میں اکیلا ہوا اسے در یتیم کہتے ہیں۔ بوجہی ہوتا ہے۔ ۷۔ یعنی اپنا مال جو حلال ہے وہ یتیم کے مال میں رکھ کر اس کا مال اس کے عوض نہ لو کیونکہ وہ حرام ہے۔ یہ اس صورت میں ہے جب اس سے ظلم مقصود ہو ۸۔ جب یتیم کا مال اپنے مال سے ملا کر کھانا حرام ہو تو بطور پر کھانا بھی ضرور حرام ہے اس سے معلوم ہوا کہ یتیم کو یہ دے سکتے ہیں مگر اس کا بدلہ لے نہیں سکتے۔ یہی معلوم ہوا کہ وارثوں میں جس کے یتیم بھی ہوں اس کے ترکہ سے نیاز فاتحہ خیرات کرنا حرام ہے اور اس کھانے کا استعمال حرام۔ اولاً مال تقسیم کرو۔ پھر بالغ وارث اپنے مال سے خیرات کرے۔

۱۔ بعض اولیاءِ جہنم کی شادی ان کے مال سے بہت دھوم سے کرتے ہیں۔ جن میں بہت عجاظ خرچ کروا لیتے ہیں وہ ان تیسوں کے دشمن ہیں اور اسی آیت میں داخل ہیں اور جو غریب اولیاءِ جہنم کے مال سے حق پرورش حق سے زیادہ لیں وہ بھی اس میں داخل ہیں ۲۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ بوقت ضرورت دینی خدمت پر بھی اجرت لیتا جائے۔ دیکھو جہنم کا پالنا دینی کام ہے مگر فقیر وارث کو حق ہے کہ جہنم کے مال سے اس کی اجرت لے اسی لئے خلفائے راشدین نے خلافت پر اجرت لی۔ سوا مکن فنی کے رضی اللہ عنہم۔ لہذا امامت دینی مدرسہ پر اجرت لے سکتے ہیں۔ ۳۔ یہ امر استنباطی ہے۔ ہر مال معاملہ جس میں بھڑکے کا اندیشہ ہو اس میں گواہ بنانا بہت اچھا ہے اس سے معلوم ہوا کہ ہر امر و وجہ کے لئے ہمیں جو تاکہ کبھی دھوب کے علاوہ اور صفائی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیٹے کے ہونے پر تا اور بیٹی کے ہونے کو سوا میراث نہیں پاسکتا کیونکہ پوتے سے بیٹا اور لڑکے سے بیٹی قریب تر ہے۔ ۵۔ شان نزول: اوس ابن حسانت رضی اللہ عنہ نے وفات پائی ایک بیوی ام کہ اور عین بنیاد دو چار سوید غرض چھوڑے۔ ان دونوں چچاؤں نے حضرت اوس کے سارے مال پر قبضہ کر لیا۔ ان کی بیوی اور بیٹیوں کو محروم کر دیا جیسا کہ جاہلیت میں رواج تھا۔ حضرت اوس کی بیوی بچے حضور کی بارگاہ میں فریادی ہوئے۔ اس پر یہ آیت کریمہ اتاری پھر بعد میں یُؤْتِیْکُمُ اللّٰهُ اِلٰی اٰیۃِ اتاری اور حضرت اوس رضی اللہ عنہ کا مال حضور نے اس طرح تقسیم فرمایا کہ ۱/۸ ان کی بیوی کو ۲/۳ لڑکیوں کو باقی چچاؤں کو (روح) ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیٹے کو میراث دینا سچی کو نہ دینا صریحی ظلم اور قرآن کے خلاف ہے دونوں میراث کے حقدار ہیں ۷۔ جو میراث سے محروم ہو گئے ہیں۔ محمد ابن سیرین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کے والد نے تقسیم میراث کے وقت ایک مہری ذبح فرما کر ان سائیکین رشتہ داروں کی دعوت کر دی جو میراث سے محروم ہو گئے تھے۔ اس سے میت کے تیجہ 'دوس' چالیسوں کا ثبوت ہوا کہ اس میں یہ بھی صحت ہے (یہ آیت ان تمام فاتحہ کا ماخذ ہے) (خزان الخزان)۔ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر چچا کی وجہ سے دوا کی میراث سے پوتا محروم ہو گیا تو دوا کو چاہیے کہ اسے وصیت کر کے مال کا مستحق بنا جاوے اور اگر دوا نے ایسا نہ کیا تو وارثوں کو چاہیے کہ اپنے حصہ میں سے اسے کچھ دے دیں۔ اس میں مسلمانوں نے بہت سستی کی ہے مگر خیال رہے کہ نابالغ اور غیر موجود وارث کے حصہ میں سے نہ دیا جائے ۹۔ یعنی یتیموں کے دلی اور وصی جن کے ذمہ یتیموں کی پرورش ہے یہ سمجھ کر پرورش کریں کہ اگر ہمارے بچے یتیم رہ جائیں تو کوئی انہیں پرورش کرے تو وہ

کبھی پرورش چاہتے ہیں۔ لہذا حق پرورش وہ دوسرے کے یتیم کی کریں۔ یہ آیت کریمہ اطلاق کی بہترین تعلیم ہے۔ بیش دوسرے کے ساتھ وہ معاملہ کرنا جو اپنے ساتھ چاہتے ہو۔ جو اپنے لئے پسند نہ کرنا وہ دوسروں کے لئے بھی پسند نہ کرنا۔ ہاں یتیم مرنے والے کے پاس بیٹھنے والے سیدھی بات کریں کہ اسے صدقہ اور انہیں وصیت کا مشورہ دیں اور اولاد کے لئے ترک چھوڑ جانے کے فضاں اسے جائیں جان کی کے وقت کلہ طیبہ کی تلقین کریں۔ یتیموں سے سیدھی بات یہ ہے کہ یتیم کا دلی یا وصی اس سے اچھا برتاؤ کرے اچھی تعلیم دے۔ کمانا سکھائے۔ فرطیکہ اس سے وہ معاملہ کرے جو اپنی اولاد سے کرنا ہے۔

ان یكبروا وامن کان عینیا فلیستعفف ومن	ان یكبروا وامن کان عینیا فلیستعفف ومن
کان فقیرا فلیاكل بال معروف فاذا دفعتم	کان فقیرا فلیاكل بال معروف فاذا دفعتم
الیهم اموالهم فاشهدوا علیهم وكفی بالله	الیهم اموالهم فاشهدوا علیهم وكفی بالله
حسبنا للرجال نصیب مما ترك الوالدین	حسبنا للرجال نصیب مما ترك الوالدین
والاقریون وللنساء نصیب مما ترك الوالدین	والاقریون وللنساء نصیب مما ترك الوالدین
والاقریون مما قل منه او اكثر نصیبا مقروضا	والاقریون مما قل منه او اكثر نصیبا مقروضا
واذا حضر القسمة اولو القربی والیتیم المسكین	واذا حضر القسمة اولو القربی والیتیم المسكین
فانزقوهم منه وقولوا لهم قولا معروفا	فانزقوهم منه وقولوا لهم قولا معروفا
ولیتخس الذین لو تركوا من خلفهم ذریة	ولیتخس الذین لو تركوا من خلفهم ذریة
ضعفا خاتوا علیهم فلیتقوا الله ولیقولوا قولا	ضعفا خاتوا علیهم فلیتقوا الله ولیقولوا قولا
سبیبا ان الذین یاكلون اموال الیتیم ظلما	سبیبا ان الذین یاكلون اموال الیتیم ظلما

مذہب

اب اس سے معلوم ہوا کہ جب وصیت کے نتیجہ یا غائب وارث ہوں تو مل مشترک میں سے اس کی فاتحہ وغیرہ حرام ہے کہ اس میں نتیجہ کا حق شامل ہے۔ بلکہ پہلے تقسیم کرو۔ پھر کوئی بالغ وارث اپنے حصہ سے یہ سارے کام کرے ورنہ جو بھی وہ کھائے گا دوزخ کی آگ کھائے گا قیامت میں اس کے منہ سے دھواں نکلے گا جس حدیث شریف میں ہے کہ نتیجہ کا مال ظلماً کھانے والے قیامت میں اس طرح اٹھیں گے کہ ان کے منہ کان اور ناک سے بلکہ ان کی قبروں سے دھواں اٹھتا ہو گا جس سے وہ پھپھانے جائیں گے کہ یہ نتیجہوں کا مال ناحق کھائے والے ہیں ۳۔ اولاد کی میراث کے حلق رب تم کو مائیگی تم روتا ہے خیال رہے کہ اہل عرب وصیت کو

بموت اجسام سے پورا کرتے تھے اس لئے ہر مائیگی حکم کو وصیت کہہ دیا جاتا ہے ۴۔ یہاں اولاد سے مراد بلا واسطہ اولاد ہے۔ یعنی بیٹے بیٹیاں۔ پوتے اور نواسے اس سے خارج ہیں کیونکہ وہ بیٹے کے ہوتے ہوئے عروم ہوتے ہیں جیسا کہ سلمیٰ رَضِیَ اللہُ عَنْہُا سے معلوم ہو چکا۔ لہذا بیٹے کے ہوتے ہوئے پوتے یا نواسے کو میراث دلوانا مراہ۔ قانون اسلامی کی مخالفت ہے۔ اس جگہ اولاد کو عام سمجھنا اور بیٹے کے ہوتے ہوئے پوتے کو اور بیٹی کے ہوتے ہوئے نتیجہ نواسہ کو میراث دلوانا بڑی جرات ہے۔ آج تک کسی مسلمان نے اس کی جرأت نہ کی۔ ۵۔ معلوم ہوا کہ بیٹا ذی فرض نہیں ہے عصبہ ہے اور بیٹے کے ہوتے ہوئے بیٹی بھی عصبہ بن جاتی ہے کیونکہ قرآن کریم نے ان کا حصہ مقرر نہ فرمایا۔ آدھا یا تہائی بلکہ اگر کوئی ذی فرض نہ ہو تو سارے مال کو بیٹا، بیٹی اس طرح بانٹ لیں اور اگر وہ تو اس سے بچے ہوئے کو۔ ۶۔ اب اس سے معلوم ہوا کہ بیٹی ذی فرض ہے اگر چنانہ ہو اور عصبہ ہے اگر ساتھ بیٹا بھی چھوڑا ہو کیونکہ بیٹے کے ساتھ تو بیٹی کا حصہ مقرر نہ فرمایا اور صرف بیٹی کے لئے حصہ مقرر فرمایا گیا۔ ۷۔ حضرت استاذی مرشدی مراد آبادی قدس سترہ نے اس سے ثابت فرمایا کہ اگر صرف ایک بیٹا چھوڑا ہو تو اسے کل مال ملے گا۔ کیونکہ جب ایک بیٹی آدھا لیتی ہے اور بیٹے کا حصہ بیٹی سے دگنا ہوتا ہے تو لڑکے کو کل مال ملنا چاہیے۔ (سبحان اللہ) ۸۔ یعنی بیٹا بیٹی یا پوتا پوتی۔ کہ اگر ان میں سے کوئی بھی ہو تو ماں کو ۱/۶ ملے گا۔ ۹۔ اور نہ خاوند یا بیوی ہو، کیونکہ ان کے ہوتے ہوئے ماں کو بیوی یا خاوند کا حصہ نکالنے کے بعد باقی کا تہائی ملے گا نہ کہ کل کا ۱۰۔ مردہ کی اولاد نہ ہونے کی صورت میں ماں ذی فرض ہے اور باپ عصبہ۔ کیونکہ یہاں ماں کا حصہ تو قرآن شریف نے مقرر فرمایا مگر باپ کا ذکر نہ فرمایا۔ جس سے معلوم ہوا کہ باپ لائق پچا ہوا یعنی ۲/۳ ملے گا۔ کیونکہ پہلے فرمایا ہے۔ وَرِثَتُہُمَا ۱۱۔ اخوة کی جمع سے معلوم ہوا کہ ایک سے زیادہ بہن یا بھائی ہوں تو ماں کو چھٹا حصہ ملے گا۔ ۱۲۔

اِنَّمَا يَكُونُ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلُونَ سَعِيرًا
اپنے پیٹ میں نری آگ بھرتے ہیں نہ اور کوئی دوا ہے کہ بیڑے کے زہرے میں جالسا

يُوصِيكُمُ اللّٰهُ فِيْ اَوْلَادِكُمْ لِلَّذِيْ كَرَّمَ مِثْلُ حَظِّ
اللّٰہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تمہاری اولاد کے ہائے میں سے ہر ایک کا حصہ دو بیٹیوں

الْاُنثٰیْنَ فَاِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اِثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ
کے برابر ہے کہ پھر اگر نری عورتیں ہوں اگرچہ دو سے اوپر تو ان کو ترکہ کی

ثُلُثًا مَّا تَرَكَ وَلِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ
دو تہائی نہ اور اگر ایک عورتی ہو تو اس کا آدھا نہ

وَلَا يُوْرِيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ
اور وصیت کے مال باپ کو ہر ایک کو اس کے ترکہ سے ہٹا

اِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ وَوَرِثَتْهُ اَبُوْهُ
اگر وصیت کی اولاد ہو نہ پھر اگر اس کی اولاد نہ ہو تو اس کا باپ

فَلَاُوْلٰہِ الثَّلَاثُ فَاِنْ كَانَ لَهُ اِخْوَةٌ فَلِاُوْلٰہِ السُّدُسُ
تو ماں کا تہائی نہ پھر اگر اس کے کوئی بہن یا بھائی ہوں تو ان کا ہٹا

مِنْ بَعْدِ وَصِيَّتِہٖ یُوْصِیْ بِہَا اَوْ دِيْنٌ اَبَاؤُكُمْ وَاَبْنَاؤُكُمْ
بعد اس وصیت کے جو کر عیالت اور دین کے لئے تمہارے باپ اور

اَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّہُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا فَرِيْضَةٌ
تمہارے بیٹے کر لیا جاؤ کہ ان میں کون تمہارے زیادہ کام آئے گا نہ وہ حصہ اندھا

مِّنَ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا وَلَكُمْ نِصْفُ
ہو ہے اللہ کی طرف سے بے شک اللہ علم والا حکمت والا ہے اور تمہاری بیبیاں

مَّا تَرَكَ اَزْوَاجُکُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّہُنَّ وَلَدٌ فَاِنْ كَانَ
جو چھوڑ جائیں کہ اب میں سے نہیں آدھا ہے اگر ان کی اولاد نہ ہو تو پھر اگر ان کی

مَنْزِل

یعنی جائز وصیت جو تہائی سے زیادہ نہ ہو اور کسی وارث کو نہ کی گئی ہو یا جائز وصیت مراد نہیں ۱۳۔ یہاں قرض سے مراد انسانوں کا قرض ہے اللہ کا قرض مراد نہیں لہذا اگر وصیت کے ذمہ زکوٰۃ رہ گئی ہو تو وہ وصیت پر مقدم نہ ہوگی۔ یہ بھی خیال رہے کہ قرضہ وصیت پر مقدم ہے مگر وصیت کی اہمیت دکھانے کے لئے پہلے وصیت کا ذکر فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ وہ اور وراثت نہیں چاہئے۔ ۱۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ میراث کے حصے محل و عیال سے مقرر نہیں کئے جاسکتے۔ اس کے معلوم کرنے میں محل عاجز ہے۔ یا نہیں چاہیے یا اصرار بھندیں جو شخص کی قائم مقام ہے۔ ۱۵۔ بیوی کے چھوڑے ہوئے مال میں اس کا بیڑہ خاوند کا یا دوا مال چڑھایا ہوا زیادہ خاوند کے ذمہ مرسب داخل ہیں۔ ان میں یہی احکام جاری ہوں گے ۱۶۔ یعنی ان کے پیٹ کی اولاد خواہ تمہارے نطفے سے ہو یا دوسرے خاوند کے نطفے سے لڑکی

(فقیر ص ۳۳) ہوا لڑکے ولد نہ کر سوت وہ نون کو شامل ہے۔ ابن حنفی نے کو اور بنت بیٹی کو کہتے ہیں اور یہاں ولد میں پوتے پوتی بھی شامل ہیں۔

۱۔ بیٹی نسب والی اولاد۔ لہذا اس میں تو بہا نواسی شامل نہ ہوں گے۔ کیونکہ نسب واداسے ہوتا ہے نہ کہ نانا نانی سے لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۲۔ پوری خلو ایک ہی ہو یا چند ان کا یہ ہی ہو گا یعنی ۱/۲ یا ۱/۴ میت کی مسلمی اولاد پوری کا حصہ آسمانوں کر دیتی ہے جو اس عورت یا خاوند سے ہو یا دوسرے سے۔ لہذا اس میں روافض کی دلیل نہیں بن سکتی۔ وہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج حضور کے بعد وراثت کی مستحق نہ تھیں۔ کیونکہ کسی سے اولاد نہ تھی۔ کیونکہ قرآن

کی اس آیت میں یہ قید نہیں کہ وہ اولاد تم سے ہو ورنہ منکم فرمایا جائے خیال رہے کہ ولد میں پوتا پوتی بھی داخل ہے۔ ۳۔ ما کے عموم سے معلوم ہوا کہ حقوقی اور غیر حقوقی ہر قسم کے مال میں حصے ہوں گے ۵۔ خیال رہے کہ وارث کو وصیت جائز نہیں اور قتلی سے زیادہ کی وصیت جائز نہیں۔ اگر زیادہ کی وصیت کر گیا ہو تو قتلی میں ہی جاری ہو گی زیادہ میں نہیں ۶۔ اس قرض میں عورت کا مرہمی داخل ہے لہذا مردہ خاوند کے مال سے پہلے اس کی پوری کا مرہم یا جو سے گا پھر میراث جاری ہو گی۔ آج کل جو مرہم اعتبار نہیں کرتے محض غلط ہے۔ اس سے میراث کے چند مسائل معلوم ہوئے ایک یہ کہ نکاح وہ شخص ہے جس کے اصول و فروع نہ ہوں۔ نہ مال باپ وغیرہ نہ اولاد دوسرے یہ کہ اخیانی بھائی بہن یعنی ماں شریکے ذی فرض ہو سکتے ہیں۔ تیسرے یہ کہ اخیانی اولاد کے حصے میں لڑکا لڑکی برابر کے حصے وار ہیں یہاں لڑکا لڑکی سے گناہ پلوے گا ۸۔ چونکہ اخیانی بھائی بہن ماں کے رشتہ سے میراث پاتے ہیں اور ماں کو قتلی سے زیادہ کسی صورت میں بھی میراث نہیں ملتی اس لئے اس کی اولاد کو بھی اس سے زیادہ نہ ملے گی۔ (خواتین) خیال رہے کہ جماعت کی نماز اور میراث کے مسائل میں دو بھی جماعت کے حکم میں ہیں کہ بہت سوں کو وہ حق ملتا ہے جو دو کو۔ اور دو مستحقین سے بھی امام آگے کھڑا ہو گا جیسے زیادہ کے آگے کھڑا ہوتا ہے۔ یہی اس حدیث کا مطلب ہے کہ دو اور زیادہ جماعت میں ہیں۔ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ ناجائز وصیت جاری نہ کی جائے گی اور اس کا اثر میراث کے حصول پر نہ پڑے گا۔ ناجائز وصیت کی تین صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ وارث کو وصیت کرے۔ دوسرے یہ کہ کسی کو قتلی سے زیادہ کی وصیت کرے تو قتلی درست ہو گی اور باقی غیر درست۔ تیسرے یہ کہ حرام کام میں خرچ کرنے کی وصیت کرے کہ میرے بعد نوہ والیوں کو اتنا دے۔ فلاں مندر یا کرے میں اتنا دے کہ مسلمان کے لئے یہ حرام ہے اور یہ وصیت بالکل جاری نہ ہو گی ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ میراث

النساء ۱۲۵	النساء ۱۲۵
لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمْ الزَّيْعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْ بَعْدِ	اولاد ہونے کو ان کے ترکہ میں سے نہیں ہو سکتا ہے جو وصیت
وَصِيَّةً يُوصِيْنَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ وَلَهُنَّ الزَّيْعُ مِمَّا	وہ کر سکیں اور دین نکال کر اور ہمارے ترکہ میں عورتوں
تَرَكْنَ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ	کو چھو سکتا ہے۔ نہ کہ اگر ہمارے اولاد نہ ہو تو پھر اگر ہمارے اولاد ہو تو انکا
فَالَهُنَّ الثَّمَنُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصَوْنَ	تہارے ترکہ میں آسمانوں کی جو وصیت تم کر جاؤ گے اور قرض
بِهَا أَوْ دَيْنٍ وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَّةً أَوْ امْرَأَةً	نکاح کرتی اور اگر کسی ایسے مرد یا عورت کا ترکہ جتنا پوسنے والی باپ اولاد
وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلٍّ وَاحِدٌ مِّنْهُمَا السُّدُسُ	باند نہ پھرے اور مال کی طرف سے اسکا بھائی یا بہن ہے تو ان میں سے ہر ایک کو چھٹا
إِنْ كَانَ أَكْثَرُ مِنْ ذَلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثَّلَاثِ	پھر اگر وہ بہن بھائی ایک سے زیادہ ہوں تو سب بھائی میں شریک ہیں نہ
مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصَى بِهَا أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَارٍّ	بیت کی وصیت اور دین نکال کر جس میں اس نے نقصان نہ پہنچا یا ہو
وَصِيَّةً مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ خَلِيمٌ ۝ تِلْكَ حُدُودُ	اللہ کا ارشاد ہے اور اللہ علم والا ہے یہ اللہ کی حدیں ہیں
اللَّهِ وَمَن يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يَدْخُلْهُ جَنَّتُ بَجَرَىٰ	اور جو حکم مانے اللہ اور اللہ کے رسول کاٹ اللہ اسے آسمانوں میں نہ جائیگا جن کے
مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ وَذَلِكَ الْفَوْزُ	بچنے والا ہے جس کو ہمیشہ ان میں رہنے کے اور یہی ہے
مَنْزِلٌ	مَنْزِلٌ

میں حدیث پاک ایسے قول ہوئی جیسے قرآن کریم کی یہ آیت۔ کیونکہ میراث کے کچھ احکام یہاں مذکور ہوئے اور پھر فرمایا گیا کہ جو حکم مانے اللہ رسول اللہ کا بیٹی باقی احکام رسول اللہ سے پوچھ لو وہ بتا دیں گے۔ چنانچہ حکم حدیث پاک پوتی پوتی وغیرہ۔ اگر میت کی اولاد نہیں تو بیٹی کے حکم میں ہے اور اگر میت کی ایک بیٹی بھی ہے تو پوتی کو چھٹا حصہ۔ اور اگر میت کے بیٹا بھی ہے تو پوتی محروم۔ اور اگر میت کے دو لڑکیاں ہیں تو بیٹی پوتی محروم۔ لیکن اسی صورت میں اگر پوتا بھی ساتھ ہے تو وہ بیع پوسنے کے حصہ ہو گی۔ "میراث کی پوری تفصیل کے لئے ہماری کتاب علم المیراث کا مطالعہ فرمادے جو مختصر مگر نہایت جامع ہے۔

الحمد لله

وہاں ہے کہ اگر وہ کوئی ایسی چیز نہیں جو گناہوں میں سے ہے

کی مزائیں حجاب کرام نے مختلف دیں اگر اس میں حد ہوئی تو ایک سزا دی جاتی اشکاف نہ ہو کہ صفت یعنی لڑکھٹا پر نام ہو جائیں اور آئینہ کے لئے نیک بن جانے کے آثار ان پر ظاہر ہو جاویں۔ اس سے معلوم ہوا کہ تصویر والا مجرم اگر تصویر سے پہلے صحیح معنی میں توبہ کرے تو اس پر خواہ کتنا تعزیر لگانا ضروری نہیں کہ وہ بڑے بڑا گنہگار مجرم بھی اس کی رحمت سے بایں نہ ہو تو توبہ کرنے۔ خیال رہے کہ توبہ کے معنی ہیں رجوع کرنا۔ لوٹنا۔ اگر یہ بندے کی صفت ہو تو سستی ہوں گے گناہ یا ارادہ گناہ سے رجوع کرنا اور اگر رب تعالیٰ کی صفت ہو تو سستی ہوں گے ارادہ سزا سے رجوع کرنا۔ یا بندے کی توبہ قبول فرمنا۔ ۱۲۔ موت سے پہلے کا وقت قریب ہی میں داخل ہے۔ خیال رہے کہ کفر سے توبہ نزع کے وقت بلکہ موت دیکھ کر قبول نہیں اور گناہ سے توبہ اس وقت بھی قبول ہے۔ جمالت سے مراد حماقت ہے۔ بارگاہی یہ قوتی

۱۔ یعنی وہی منہ لہو حقیقہ اور جسمانی منہ لہو اعمال سب کچھ کرتے رہے۔ کیونکہ کفری وہ منہ ہے جس کی قہر موت کے وقت قبول نہیں یا سینات سے گنہا ظاہری

طلاق دینا چاہتے تو اسے جھوٹی قسم لگاتے تھے تا کہ عورت پریشان ہو کر اپنا مرد وغیرہ واپس کر کے طلاق لے۔ اس آیت میں اس سے منع فرمایا گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ پاک عورت کو پریشان لگانا کبیرہ ہے۔ خیال رہے کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کی عصمت کے متعلق ادنیٰ شک کرنا کفر ہے کہ ان کی گواہی دہ دے چکا ہے۔ ان کی عصمت ایسی یقینی ہے۔ جیسی اللہ تعالیٰ کی توحید۔

$$\left(\gamma \left(\frac{\partial}{\partial t} \right) \right)_{\text{max}}$$

اور کھلے غنا سے نہ اور کچھ نہ کہ اسے واپس لوگے حالانکہ تم میں ایک دوسرے کے سامنے

مقتول

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ غلوت صحیح ہو جانے سے پورا مرد یا پڑنا ہے اور اگر غلوت نے پورا مرد سے واپس لے لیا تو اس سے پہلے طلاق دے دی تو آزاد رہے۔
۲۔ نکاح کے وقت دہانہ کو کھدو وغیرہ پڑھا کر نکاح کیا جاوے تاکہ نکاح کا عہد و پیمان مضبوط ہو جائے۔ وعدہ کی مضبوطی کے لئے بھی کھدو پڑھایا جاتا ہے۔
یہ آیت کھدو پڑھانے کی دلیل ہے۔ اسی لئے ہمارے ملک میں رواج ہے کہ عورت اور مرد دونوں کو کھدو پڑھا کر نکاح کرتے ہیں ۳۔ اگر نکاح سے مراد عقد نکاح ہے تو معلوم ہوا کہ سوتیلی ماں سے نکاح حرام ہے اگرچہ باپ نے غلوت سے پہلے اسے طلاق دے دی ہو۔ اور اگر نکاح سے مراد محبت ہے تو معلوم ہوا کہ جس عورت سے اپنا باپ محبت کرے حرام یا حلال بیوی بنا کر یا لونڈی بنا کر

سب عورتیں بیٹے پر حرام ہیں کیونکہ یہ عورتیں بیٹے کی ماں کی طرح ہیں۔ ۴۔ یعنی جاہلیت کے زمانہ میں تم نے جو ایسے نکاح کر لئے اور اب وہ عورتیں مرتبی چکیں تم پر اس کا گناہ نہیں کیونکہ وہ گناہ قانون بننے سے پہلے تھے مسئلہ اگر مجوسی اسلام لائے اور اس کے نکاح میں اپنی ماں یا بہن ہے تو اسے چھوڑ دینا فرض ہے لیکن اس نے نہ نہ کفر میں جو نکاح کئے ہوں ان سے جو اولاد ہو چکی ہو وہ اولاد حلال ہوگی۔ کیونکہ کفار پر شرعی احکام جاری نہیں ہ۔ جن کے چیپ سے تم پیدا ہوئے اس میں ثانی وادی وغیرہ بھی داخل ہیں۔ سوتیلی ماؤں کی حرمت کا ذکر پہلے ہو چکا۔ اس میں پوتیاں، نواسیاں، لکھ ان کی اولاد بھی داخل ہے کہ ان سب سے نکاح حرام ہے۔ ۷۔ اس میں بھانجیلیاں، بھینجیاں اور ان کی اولاد بھی داخل ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اپنی اولاد اور اپنی اصول حرام ہیں۔ ماں باپ کی ساری اولاد حرام۔ اس کی تصریح خود اسی آیت میں آگے آ رہی ہے ۸۔ صرف یہ حرام ہیں ان کی اولاد حلال کیونکہ یہ اصول بعیدہ یعنی دادا نانا کی اولاد ہیں۔ ان کا یہ ہی حکم ہے کہ خالہ زاد چھوٹی زاد لڑکی حلال ہے۔ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ نسبی رشتہ سے سات عورتیں حرام ہیں جن کا قاعدہ یہ ہے کہ اپنے سارے فروغ حرام اپنے سارے اصول حرام اصولی قریبہ کے سارے فروغ حرام اور اصول بعیدہ کے قریبہ فروغ حرام۔ فروغ بعیدہ حلال۔ لہذا خالہ چھوٹی حرام ہیں مگر ان کی اولاد حلال۔ کیونکہ یہ اصول بعیدہ یعنی دادا، نانا کی اولاد ہیں مگر بھائی بہن کی حرام اولاد حرام کیونکہ بھائی بہن اصولی قریبہ یعنی ماں باپ کی اولاد ہیں ۱۰۔ وہاں سال کی عمر میں جس عورت کا دودھ تھوڑا سا بھی پی لیا جاوے وہ عورت اور اس کی اولاد اور اصول سب اس بچے پر حرام ہیں۔ ۱۱۔ خیال رہے کہ دودھ کے رشتہ کی حرمت نسب کی طرح ہے۔ شرب

از جانب شیردہ ہر خوش شہوہ واز جانب شیر خوار و جان و فروغ

۱۲۔ جس عورت سے نکاح کر لیا اس کی ماں حرام ہو گئی خواہ اس سے محبت کی ہو یا نہ کی ہو ۱۳۔ یہ قید اتفاق ہے اپنی بیوی کی بیٹی جو دوسرے خاندان سے ہو وہ حرام ہے اگرچہ ہماری پرورش میں نہ ہو۔ مگر یہ سوتیلی لڑکی صرف ہمارے لئے حرام ہے ہماری اولاد کے لئے حلال اور ہمارے لئے بھی جب حرام ہے جبکہ بیوی سے محبت کر لی اور اگر بغیر محبت طلاق دی یا وہ فوت ہو گئی تو اس کی بیٹی حلال ہے۔ اس کی تفصیل ہمارے فتاویٰ میں ملاحظہ کرو۔ ۱۴۔ معلوم ہوا کہ اپنے ہالک یعنی منہی کی بیوی حلال ہے۔ ۱۵۔ ہر دو عورتیں جن کا رشتہ ایسا ہو کہ جو بھی ان میں سے مرد ہو تو وہ ساری عورت اس پر حرام ہو لہذا دو عورتوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے جسے دو بہنیں۔ یا خالہ بھانجی، چھوٹی بھینجی وغیرہ۔

إِلَى بَعْضٍ وَأَخَذْنَ مِنْكُمْ مِيثَاقًا غَلِيظًا ۝ وَلَا

جسے پردہ ہو یا نہ ہو وہ تم سے گاڑھا ہند لے چکیں اور

تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ

باپ داد کی نکاح سے نکاح نہ کرو مگر جو ہو گزرا وہ نہ نکاح

إِنَّهُ كَانَ فَرِيشَةً وَمَقْتًا وَسَاءَ سَبِيلًا ۝ حُرِّمَتْ

جسے جانی اور غضب کا کام ہے اور بہت بری راہ حرام بہنیں

عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَتُكُمْ وَعُمَّتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ

تم پر تمہاری ماںیں اور بیٹیاں اور بہنیں اور چھوٹی بہنیں اور خالائیں

وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهَاتُ النِّسَاءِ الَّتِي أَزَعْتُمْ

اور بھینجیاں اور بھانجیاں اور تمہاری ماںیں جنہوں نے دودھ پلایا

وَأَخَوَتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ وَ

اور دودھ کی ماںیں اور تمہاری عورتوں کی ماںیں اور

رَبَائِبُكُمُ الَّتِي فِي حُجُورِكُمْ مِّنْ نِّسَائِكُمُ الَّتِي

ان کی بیٹیاں جو تمہاری گود میں ہیں ان بیویوں سے جن سے تم

دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَإِن لَّمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا

محبت کر چکے ہو پھر اگر تم نے ان سے محبت نہ کی ہو تو

جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ

ان کی بیویوں میں مرتب نہیں اور تمہارے نسل جنہوں کی بیویاں

أَصْلَابُكُمْ وَأَن تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا

اور دو بہنیں اکٹھی کرنا منع ہے

قَدْ سَلَفَ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝

جو گزرا ہے کب اللہ بخشنے والا مہربان ہے

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ گم شدہ خاوند کی عورت اس وقت تک دوسرے پر حرام ہے جب تک کہ اس کی موت کا یقین غالب ہو قریب یقین ہے نہ ہو چاہے۔ ایسے ہی جن عورتوں کے نکاح ناجائز طور پر حکم وقت توڑ دیں وہ سب حرام ہیں کیونکہ یہ خاوند والی عورتیں ہیں۔ ۲۔ معلوم ہوا کہ کافر کا نکاح اختلاف ملک کی وجہ سے ٹوٹ جاتا ہے۔ کہ مرد تو دار الحرب میں رہے اور عورت گرفتار ہو کر دار الاسلام میں آجائے۔ مومن کے لئے یہ حکم نہیں ۳۔ جس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ اور جو ان میں سے کسی کی حرمت کا انکار کرے وہ کافر ہے ۴۔ خیال رہے کہ عورت کی حرمت کی چار باتیں ہیں۔ ۱۔ فہرا کفر۔ ۲۔ فہرا سرالی رشت۔ ۳۔ فہرا ۳۔ ۴۔ فہرا ۳۔

فہرہ ۳۔ ۱۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ حرام ہونے کے لئے دلیل درکار ہے۔ حلال ہونے کے لئے کسی دلیل کی ضرورت انہیں کیونکہ فرمایا کہ اس کے سوا سب حلال ہیں۔ اس کی پوری بحث ہمارے فتاویٰ میں دیکھو۔ ۵۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جو چیز مال نہ ہو وہ مہر نہیں بن سکتی جیسے خاوند کی خدمت یا قرآن شریف پڑھاؤ۔ ۶۔ دوسرے یہ کہ بہتر یہ ہے کہ مرد کی طرف سے عورت کو پیغام دیا جائے نہ کہ اس کا برعکس کیونکہ یہاں مردوں سے خطاب ہوا کہ تم حلال کرو ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ حد حرام ہے کیونکہ اس سے صرف شہوت رانی مقصود ہوتی ہے نہ کہ اولاد کا حاصل کرنا اور یہ زنا کی قسم ہے۔ لہذا اسلام میں یہ اسی طرح حلال تھا جیسے شرب۔ ۸۔ یا یہ مطلب ہے کہ جس مشکوٰۃ بی بی سے تم نفع یعنی صحبت کر لو اسے پورا مرد۔ اس حد سے مراد شیعہ فرقہ کا حد تھا کیونکہ یہ حد تو غیر مسلمانین سے نکل گیا اس حد سے صرف شہوت پوری کرنا مقصود ہوتا ہے نہ کہ اولاد حاصل کرنا۔ نکاح دائمی کا مقصود صرف شہوت رانی نہیں۔ رب فرماتا ہے۔ فَتَنَّا ابْنَتَ دَاوُدَ وَآدَمَ فَادْبَعْنِي فَهَمَّ الْفَلَكُ ۱۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیوی کا مہر ادا کرنا ایسا ہی ضروری ہے جیسے اور قرضوں کا ادا کرنا۔ لہذا امراتنا باندھنا چاہیے جتنا ادا ہو سکے۔ ۹۔ اس طرح کہ یا تو عورت کچھ کم کر دے یا بالکل معاف کر دے یا خاوند مہر بڑھا دے یا عطیہ دے ۱۰۔ اس سے مراد اپنی لونڈی نہیں کیونکہ اپنی لونڈیوں سے نکاح نہیں ہوتا۔ بغیر نکاح ہی صحبت حلال ہے۔ مومن کی قید استنبالی ہے کیونکہ کتابیہ لونڈی سے نکاح حلال ہے۔ رب فرماتا ہے۔ وَاجْعَلْ لَكُمْ مَآزِنًا تَبْلُغُونَ مِسْلًا ۱۱۔ جو آزاد عورتوں سے نکاح کر سکے وہ لونڈی سے نکاح نہ کرے یہ حکم استنبالی ہے ہاں جس کے نکاح میں آزاد عورت ہو وہ لونڈی سے نکاح نہیں کر سکتا ۱۲۔ یعنی لونڈیوں سے نکاح کرنے میں شرم و عار نہ کرو۔ کیا خبر ایمان میں کون افضل ہو آزاد عورت یا لونڈی۔ بزرگی ایمان و تقویٰ سے ہے نہ کہ محض آزاد ہونے سے ۱۳۔

۱۲۹	الحجۃ
وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ	
اور حرام ہیں شوہر دار عورتیں نہ مگر کافروں کی عورتیں جو تمہاری	
کُتِبَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكَ مَا أَنْ	
ملک میں آجائیں نہ یہ اللہ کا رشتہ ہے تم پر نہ اور ان کے سوا جو رہیں وہ نہیں	
تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُمْ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسْرِفِينَ فَمَا	
حلال ہیں نہ کہ اپنے مالوں کے عوض نکاح کر دینا لائے نہ مالی گزارے نہ زمین	
اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَأُولَئِهِنَّ أَجُورُهُنَّ فَرِيضَةٌ	
عورتوں کو نکاح میں لانا چاہو ان کے بندھے ہوئے ہر انہیں دو ٹ	
وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا تَرْضَيْتُمْ بِهِ مِنْ بَعْدِ الْفَرِيضَةِ	
اور قرار داد کے بعد اگر بندھے سے آپس میں کچھ رضامندی ہو جائے تو اس میں گناہ نہیں	
إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ۱۸ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ	
کہ بے شک اللہ علم و حکمت والا ہے اور تم میں سے مقدوری کے باعث	
طَوْلًا أَنْ يَبْتَئِجَ الْمُحْصَنَاتُ الْمُؤْمِنَاتِ فَمِنْ مَّا	
جن کے نکاح میں آزاد عورتیں ایمان والیاں نہ ہوں تو ان سے نکاح	
مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ فَمِنْ فِتْيَانِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ وَاللَّهُ	
کرے جو تمہارے ہاتھ کی ملک میں ایمان والی کمینہ ہیں نہ اور اگر تمہارے	
أَعْلَمُ بِأَيْمَانِكُمْ بَعْضُكُمْ مِنْ بَعْضٍ فَأُولَئِھِ	
ایمان کو خوب جانتا ہے تم میں ایک دوسرے سے ہے قرآن سے نکاح کر دینا	
بِأَذْنِ أَهْلِيھِمْ وَأُولَئِھِ أَجُورُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ	
ان کے مالکوں کی اجازت سے لگے اور حسب دستور ان کے مہر انہیں در مل	
مُحْصَنَاتٍ غَيْرِ مُسَفِّحَاتٍ وَلَا مَتَّخَذَاتِ أَخْدَانٍ	
قید میں آئیاں نہ کسی نکاحی اور نہ بارہ نہ مالی نکاح	

اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کسی کی لونڈی سے نکاح اس کے مالک کی اجازت کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ دوسرے یہ کہ خود اپنی لونڈی سے سوئی نکاح نہیں کر سکتا کیونکہ اس سے بغیر نکاح صحبت حلال ہے بغیر نکاح میں زوجین میں سے ہر ایک کے دوسرے پر حقوق ہوتے ہیں مگر لونڈی کا حق مالک پر نہیں ہوتا۔ لہذا نکاح میں اور لونڈی ہونے میں حد ہے ۱۳۔ اس طرح کہ ان کے مالکوں کو ادا کر دینا کیونکہ ان کا مہر ان کے مالکوں کو دینا گویا خود ان لونڈیوں کا کو دینا ہے۔ لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۱۴۔ معلوم ہوا کہ لونڈی سے بھی نہ حد حلال ہے نہ زنا۔ صافاً سے حد حرام ہو اور متخذات اخذن سے ظاہر و خفیہ زنا۔ کفار عرب اپنی لونڈیوں سے زنا کر اس کی آمدنی خود کھاتے تھے۔

11.

مستقل

5571

قیمت، حیات، سود، سب حرام ہیں۔ اب اس سے معلوم ہوا کہ جبری بیع درست نہیں۔ لہذا حکومت کے ضبط کئے ہوئے مالوں کا بیلازم خریدنا حرام ہے کہ یہ بیع و مضامے نہیں کیونکہ وہاں مالک راضی نہیں ہو تا اور حاکم مالک نہیں۔ دیوالیے کے مال کا بیلازم کچھ شرعاً کے ماتحت جائز ہے۔ یوں ہی کسی کی وکان، زمین پر چڑھا قبضہ کر لینا اور حقو را کر یہ مالک کی مرضی کے خلاف دینا بھی حرام ہے کیونکہ معاملات میں دھانے فریقین شرط ہے۔ ۱۴۔ اگر علان سمجھ کر خود کشی کرے تو کفر ہو اور داعی عذاب میں گرفتار ہو گا۔ اور اگر حرام جانتے ہوئے کی تو جہنم کا داخلہ عارضی ہو گا۔ لہذا خود کشی، جو کہ بڑا مکمل سے مرنہ حرام ہے۔

۱۔ ظلم کی قید اس لئے لگائی گئی کہ جن صورتوں میں مومن کا قتل جائز ہے، اس صورت میں قتل کرنا جرم نہیں جیسے قاتل ذاتی کو حکومت کے حکم سے ہلاک کرنا یا ڈاکو کو مار ڈالنا۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ کبیرہ سے بچنا، مغیرہ گناہوں کی محاذی کا ذریعہ ہے، کبیرہ گناہ وہ ہے جس پر نفس میں کوئی دنیاوی یا اخروی سزا مقرر فرمائی ہو جیسے شرک، ظلم، قتل، زنا و چوری وغیرہ۔ اور گناہ مغیرہ ہمیشہ کبیرہ ہے۔ رب فرماتا ہے۔ **وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْوَدَّاعِ** ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ حد حرام ہے بلکہ تمام گناہوں کی جڑ ہے۔ شیطان اسی سے مارا گیا۔ حد کے معنی ہیں جتنا یعنی دوسرے سے نفرت کا ذوال چاہتا اور اپنے لئے اس کا حصول رہا غبطہ یہ دنیاوی نعمتوں میں حرام ہے۔ دینی چیزوں میں جائز ہے۔ غبطہ کے معنی ہیں اپنے لئے بھی نفرت چاہنا جس کا ترجمہ ہے رنگ۔ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ نیک خاوند کی بیوی اور نیک بیوی کا خاوند اعمال سے بے نیاز نہیں ہو سکتا ہر ایک کو نیک عمل کی ضرورت ہے۔ ۵۔ شان نزول۔ حضرت ام سلمہ نے عرض کیا تھا کہ اگر ہم مرد ہوتے تو جہاد کرتے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی فرمایا گیا کہ تم اپنے اپنے فرائض منصبی پورے کرو۔ جنہیں جہادِ اوقاب ملے گا۔ یعنی تم خاوند کی اطاعت پاک دامن اختیار کر کے جہاد کا ثواب پا سکتی ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ عورت پر گھر میں پردے سے رہنا فرض ہے ۶۔ یعنی اگر وہ فطری فرمائے تو نحوڑے عمل پر زیادہ ثواب دے دے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی شخص اللہ کے فضل سے مستغنی نہیں ہو سکتا یہ بھی معلوم ہوا کہ رب کا فضل مانگنا بہترین دعا اور جامع دعا ہے کیونکہ اس کا فضل ہر چیز کو شامل ہے ۷۔ جس کو جو دیا اپنے علم و حکمت سے دیا۔ لہذا کسی پر حد کرنا درپردہ رب تعالیٰ کے انتخاب پر اعتراض کرنا ہے ۸۔ خیال رہے کہ والدین صرف نیک ماں باپ کو کہتے ہیں۔ اس میں نہ سوتیلے ماں باپ داخل نہ دادا دادی، نانا نانی وغیرہ۔ رب فرماتا ہے۔ **وَالْوَالِدَاتُ يَرْضَعْنَ** اولاد دھن حلیوں کا لین دین کو دودھ پلانا سگی ماں پر ہے نہ سوتیلی ماں پر نہ دادی نانی پر۔ اور فرماتا ہے۔ **إِنْ سَأَلْتَهُمْ** اولاد دھن دادا دادی، خدیوہ میں داخل ہیں نہ کہ والدین میں۔ لہذا بیٹے کے ہوتے پوتا محروم ام اور اب میں یہ سب داخل ہوتے ہیں۔ وہب فرماتا ہے۔ **وَمِنْهُمْ** علیکم السلام اور فرماتا ہے **وَأَزْوَاجُهُمْ** اور فرماتا ہے **إِنْ سَأَلْتَهُمْ** یا سئلین ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ نزدیکی قربت والے کے ہوتے دور والا محروم ہو گا۔ لہذا بیٹے کے ہوتے پوتا، پوتی، نواسا، نواسی محروم کیونکہ اقرب تفصیل کا معنی ہے۔ ۱۰۔ یعنی اگر کوئی مجہول النسب کسی سے کہے کہ تو میرا مولیٰ ہے اگر تو پہلے مر جاوے تو میں تیرا وارث اور اگر میں تجھ سے پہلے مر جاؤں تو تو میرا وارث یا وصی۔ اس کی تفصیل ہماری کتاب

الرحمن الرحیم	۱۳۱	البقرہ
<p>وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ عَدُوًّا وظلماً فَسَوْفَ نُصْلِيهِ اور جو ظلم و زیادتی سے ایسا کرے گا تو مغرب ہم اسے آگ میں داخل کر دیں</p> <p>ثَارًا وَكَانَ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ۝۱۰ گئے نہ اور یہ اللہ کو آسان ہے اگر چاہے</p> <p>كِبَارًا فَاتَّبِعُونِ عَنْهُ نَكْفِرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ کبرہ گناہوں سے جن کی ہمیں ممانعت ہے تو ہمارے اور گناہ ہم بخش دیں گے اور</p> <p>مُدْخَلًا كَرِيمًا ۝۱۱ نہیں عزت کی جگہ داخل کر دیں گے اور اس کی آرزو نہ کر جس سے اللہ نے تم میں ایک</p> <p>عَلَىٰ بَعْضِ الرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا وَلِلنِّسَاءِ کو دوسرے پر بڑائی دی تہ مردوں کے لئے ان کی کمائی سے حصہ ہے نہ اور عورتوں کے</p> <p>نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ وَسَأَلُوا اللَّهَ مِنْ فَضْلِهِ ۚ إِنَّ لئے ان کی کمائی سے حصہ اور اللہ سے اس کا فضل مانگوں بے شک</p> <p>اللَّهُ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝۱۲ اللہ سب کچھ جانتا ہے شے اور ہم نے سب کچھ مال کے مستحق</p> <p>تَرَكَ الْوَالِدِينَ وَالْأَقْرَبُونَ وَالَّذِينَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ نہا دیئے ہیں وہ کچھ بھڑ جائیں مالا مال اور قربت والے اور عہدہ میں سے قیامت</p> <p>فَأَنذَرْتَهُمْ نَصِيبَهُمْ إِنْ اللَّهُ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ بندہ بچانے انہیں ان کا حدود بے شک ہر چیز اللہ کے سامنے ہے کہ</p> <p>شَهِيدًا ۝۱۳ مرد اگر میں نہ مردوں پر اس لئے کہ اللہ نے ان میں</p> <p>اللَّهُ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ وَبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ ایک کہ دوسرے پر فضیلت دی تھ اور اس لئے کہ مردوں نے ان پر بیشمار مال خرچ کیا تھ</p>		

علم الحیرات میں ملاحظہ فرماد۔ ۱۱۔ لہذا اپنی قسمیں پوری کرو اور جس سے جو جائز معاہدہ کیا ہو اسے بھادو۔ ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیوی شوہر کے حقوق برابر نہیں۔ مرد کے حق زیادہ ہیں اور یہ عین انصاف ہے کیونکہ مرد پر عورت کا خرچہ اور مرد واجب ہے۔ عورت پر مرد کا کوئی مالی حق نہیں لہذا مرد کا رتبہ زیادہ ہونا چاہیے۔ ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسلام میں مرد عورت سے افضل ہے اسی لئے نبوت، امامت، قضاء، اِذَا ان، خطبہ وغیرہ مردوں کے لئے ہے عورتوں کے لئے نہیں۔ کیونکہ عورت پر پردہ فرض ہے اور یہ کام پردہ میں وہ کر نہیں ہو سکتی۔ نیز نسائی عوارض بھی ان کاموں میں خارج ہیں۔ ۱۴۔ یعنی مرد کو عورت پر دودھ سے بزرگی ہے۔ ایک ذاتی۔ دوسری عارضی ذاتی فضیلت مرد ہونا ہے۔ عارضی فضیلت عورت کو خرچہ دینا ہے۔ لہذا اگر کوئی مرد کسی وجہ سے عورت کو خرچہ نہ دے پانے دے کے، جب بھی

(فقہ صفحہ ۱۳۱) عورت سے افضل ہے۔ خیال رہے کہ جن مرد جنس عورت سے افضل ہے نہ کہ مرد کی ہر فرد عورت کی ہر فرد سے افضل۔ ہم جیسے لاکھوں مرد حضرت عائشہ صدیقہ اور فاطمہ الزہرا کے نقیبین کے برابر بھی نہیں۔ جنس اور چڑ ہے فرد کچھ اور۔

اب اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ عورت کا خرچ مرد پر واجب ہے دوسرے یہ کہ مرد کے گھر ہار کی حفاظت عورت کے ذمہ ہے۔ تیسرے یہ کہ عورت پر خاوند کا ادب و احترام لازم ہے۔ لہذا عورت مرد کو نام لے کر نہ پکارے۔ مرد نے اپنی خدمات نہ لے چوے یہ کہ مال کمانا مرد کا مال خرچ کرنا عورت کا۔

برکت کا باعث ہے۔ مرد چڑ نہ کائیں۔ عورت لی اسے لی۔ لی ہو کر نوکری کرنے نہ لگے۔ اگر عورت کو بھی نکالی کرنی لازم ہوئی تو مرد پر عورت کا خرچ نہ ہو تا۔ یعنی عورتوں کو خاوندوں کی نافرمانی کے برے نتائج ہونا جو دنیا و آخرت میں فوٹش آویں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرد کو چاہیے کہ خود بھی شرعی احکام سے واقف ہو اور بیوی کو بھی سکھائے۔ ان سے صحبت نہ کرے۔ بات چیت ترک کر کے مکمل ترک مولات اور اس کا پابکات کر دو کہ اس سے بہتر عورت کا کوئی علاج نہیں ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ افسر اپنے ماتحت کو سزا دے سکتا ہے مگر ماتحت افسر کو سزا نہیں دے سکتا خاوند بیوی کو ادب کے لئے مار سکتا ہے مگر بیوی خاوند کو نہیں مار سکتی۔ یہی حال استاد شاگرد پیر مرید اور باپ بیٹے وغیرہ کا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ افسر ماتحت کا قصاص نہیں شاگرد استاد سے بیٹا باپ سے بیوی خاوند سے امی بی سے قصاص نہیں لے سکتا۔ قصاص میں ایک گونہ برابری ہے ۵۔ یعنی جب رب تعالیٰ تمہاری توبہ قبول فرماتا ہے تو تم بھی عورت کی معذرت قبول کر لیا کرو اور توبہ کے بعد اسے شک نہ کیا کرو ۶۔ اسے خاوند اور بیوی کے ویلو۔ اس سے معلوم ہوا کہ شوہر اور بیوی میں صلح کرنا بہترین عبادت ہے۔ ایسے ہی مسلمانوں میں صلح کرنا بہت اچھا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ صلح کے لئے شیخ مقرر کرنا اعلیٰ چیز ہے اسی لئے حضرت علی مرتضیٰ اور امیر معاویہ نے صلح کے لئے ابوموسیٰ اشعری اور عمرو بن عاص کو اپنا شیخ مقرر فرمایا۔ معلوم ہوا کہ غیر خدا کو حکم اور حاکم طاعتا جائز ہے۔ یہ اس آیت کے خلاف نہیں ان **اَتَكُمُ اللّٰہُ** کیونکہ وہاں جہم سے مراد حقیقی یا کھوئی حکم ہے ۸۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ماں باپ کا حق تمام رشتہ داروں سے زیادہ ہے اسی لئے رب نے اپنی عبادت کے ساتھ ان کی اطاعت کا حکم دیا۔ اور تمام قربات داروں سے پہلے ان کی اطاعت کا ذکر فرمایا۔ دوسرے یہ کہ ماں باپ کی خدمت ہر طرح کی چاہوے۔ بدنی بھی اور مالی بھی ۹۔ یعنی جس کا گھر شمار گھر ملے ملا ہوا ہو اور جو محلہ دار تو ہو مگر اس کا گھر تم سے ملا ہوا نہ ہو یا ہو شمار پڑی بھی ہو اور رشتہ دار بھی۔ اور وہ جو صرف پڑی ہو رشتہ دار نہ ہو یا وہ جو پڑی بھی ہو مسلمان بھی اور وہ جو صرف پڑی ہو مسلمان نہ ہو غرضیکہ پاس کے ہمسایہ اور دور کے ہمسایہ کی ہمت سی تقییریں ہیں (روح) ۱۰۔ یعنی بیوی یا سفر کا ساتھی یا اپنا ہم سبق یا بی بی یا منجھ میں برابر بیٹھے والا۔ غرضیکہ کوٹ کے ساتھی کی ہمت سی تقییریں ہیں۔ (فرائض العرفان)۔ اب اس میں ممکن بھی شامل ہے اور مسافر بھی۔ ممکن کی خاطر تواضع مسلمان کا طرہ امتیاز ہے۔ ممان وہ جو ہم سے ملاقات کرنے کے لئے ہمارے بلانے پر یا بغیر بلانے باہر سے آئے۔ جو اپنے کام کے لئے آیا وہ ممان نہیں۔ جیسے حاکم کے پاس مقدمہ والے یا مفتی کے پاس مستفسی ۱۱۔ اس طرح کہ قلاموں ہاندیوں سے ملاقات سے زیادہ کام نہ لو۔ ان سے سخت کلام نہ کرو۔ انہیں بقدر ضرورت

فَالصَّاحِبُ قُنْتُ حِفْظُ الْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ

تو ایک حکمت تو نہیں ادب و ایمان اس غائب کے کچھ حفاظت رکھتی ہیں جس طرح اللہ نے

وَالَّتِي تَخَافُونَ تُنْزَوْنَ عَنْهُمْ فِعْظُهُمْ وَاهْجَرُوهُمْ

خاطبت کا حکم دیا اور جن عورتوں کی نافرمانی کا نہیں اندیشہ ہو تو انہیں بھاری اور

فِي الْمَضَاجِعِ وَاصِرُ يَوْمُنَ فَإِنْ أَطَعَكُمْ فَلَا تَبْغُوا

ان سے الگ سوؤ اور انہیں مارو پھر اگر وہ تمہارے حکم میں آجائیں تو ان پر

عَلَيْهِمْ سَبِيلُ اِنْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيرًا **وَاِنْ حَقَمْتُمْ**

راہوں کی کوئی راہ نہ چلو جو ہے شک اللہ بڑا بلند ہے شہ اور اگر تم کو مایاں

شِقَاقٍ بَيْنَهُمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِنْ اَهْلِهِ وَحَكَمًا مِنْ

دوئی کے جھگڑے کا وقت ہو تو ایک شیخ مرد و عورت کی طرف سے بھیجو اور ایک

اَهْلًا اِنْ يَزِيدَا اَصْلَاحًا يَوْفِقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا اِنَّ اللّٰهَ

بڑی عورت و عورت کی طرف سے چودوں اگر صلح کرنا چاہیں گے تو اللہ ان میں صلح کر دے گا

كَانَ عَلَيْهِمْ اَخْيَارًا وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تَشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا

بلے تک اللہ نہ مانو والا پھر دوسرے اللہ اللہ کی بندگی کرو اور اس کا شریک کسی کو نہ

وَيَا اُولِي الدِّينِ اَحْسِنَا وَاِذْ يَزِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِيْنَ

تمہارا اور مال باپ سے صلائی کر دو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں

وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنبِ

اور پاس کے ہمسائے اور دور کے ہمسائے اور کروت کے ساتھی

وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ

اور راہ گیر کو اور جسے ہاندی خدا سے ملے شک اللہ کو خوش نہیں آتا

مَنْ كَانَ مُخْتَلًا فِ خُورَاتِ الَّذِينَ يَبْخُلُونَ وَ

کوئی تیرا نہ والا بڑا نہ والا جو آپ بخل کرے

جو اور جو محلہ دار تو ہو مگر اس کا گھر تم سے ملا ہوا نہ ہو یا ہو شمار پڑی بھی ہو اور رشتہ دار بھی۔ اور وہ جو صرف پڑی ہو رشتہ دار نہ ہو یا وہ جو پڑی بھی ہو مسلمان بھی اور وہ جو صرف پڑی ہو مسلمان نہ ہو غرضیکہ پاس کے ہمسایہ اور دور کے ہمسایہ کی ہمت سی تقییریں ہیں (روح) ۱۰۔ یعنی بیوی یا سفر کا ساتھی یا اپنا ہم سبق یا بی بی یا منجھ میں برابر بیٹھے والا۔ غرضیکہ کوٹ کے ساتھی کی ہمت سی تقییریں ہیں۔ (فرائض العرفان)۔ اب اس میں ممکن بھی شامل ہے اور مسافر بھی۔ ممکن کی خاطر تواضع مسلمان کا طرہ امتیاز ہے۔ ممان وہ جو ہم سے ملاقات کرنے کے لئے ہمارے بلانے پر یا بغیر بلانے باہر سے آئے۔ جو اپنے کام کے لئے آیا وہ ممان نہیں۔ جیسے حاکم کے پاس مقدمہ والے یا مفتی کے پاس مستفسی ۱۱۔ اس طرح کہ قلاموں ہاندیوں سے ملاقات سے زیادہ کام نہ لو۔ ان سے سخت کلام نہ کرو۔ انہیں بقدر ضرورت

(بقیہ صفحہ ۱۱۳۲) کھانا کپڑا دے۔ خیال رہے کہ کوئی غلاموں کے یہ حقوق ملتی ہیں۔ اگر ان میں کوئی ایسی چیز ہو جسے وہ ان حقوق کا مطالبہ نہیں کر سکتے۔ لہذا فقہاء کرام قرآن کریم کی اس آیت کے خلاف نہیں ۱۳۲ حقوق ادا کرنا چاہئے۔ زکوٰۃ صدقات واجبہ بیوی بچوں وغیرہ کا ضرور دینا چاہئے۔ اسی طرح علم کا چھپانا بھی مکمل ہے۔ مال و حال دونوں کے سختی سے۔

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب کی نعمت کا ظاہر کرنا شر میں داخل ہے اور ظہور اور شہنی مارنا جرم ہے۔ حضور نے فرمایا اِنَّا سَيِّدُ الْخَلْقِ لَا خَفَرُ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ

دیدہ دانش حضور کے فضائل بیان نہ کرنا یا ان میں تبدیلی کرنا کفر ہے۔ شان نزول۔ یہ آیت ان علماء یہود کے بارے میں نازل ہوئی جو حضور کے وہ اوصاف حمیدہ چھپاتے تھے جو تورات میں مذکور ہیں۔ اس سے موجودہ زمانے کے علماء کو عبرت حاصل کرنی چاہیے جو حضور کی نعمت خود بھی نہیں کہتے اور کہنے والوں کو طرح طرح کے بہانوں سے روکتے ہیں۔

۳۔ ذکر رو کے فعل کاٹے نقص کا جو یاں رہے پھر کمرے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی جگہ کا ذکر ہو چکا۔ اب فضول خرچی کا ذکر ہے۔ اس میں دکھاوے کے لئے خیرات، نام نمود کے لئے شادی بیاہ کی بے جا رسوم میں خرچ وغیرہ سب ہی اسراف یعنی فضول خرچی میں داخل ہیں ۴۔ دنیا میں تو اس طرح کہ جو شیطان کو خوش کرے شیطان اس کے ساتھ رہتا ہے۔ حتیٰ کہ اس کے ساتھ کھانا پینا صحبت کرتا ہے۔ اس لئے حکم ہے کہ ہر جائز کام کو ہم اللہ سے شروع کرے اور آخرت میں اس طرح کہ وہ شیطان کے ساتھ ایک ذخیرہ میں بندھا ہو گا ۵۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ کی ہر نعمت میں سے کچھ خیرات کرے اسی لئے ما ارشاد ہوا دوسرے یہ کہ سارا مال خیرات نہ کرے بعض کرے کچھ سے منہ بچھڑے سے معلوم ہوا۔ تیسرے یہ کہ حلال روزی سے خیرات کرے۔ اسی لئے اس رزق کو رب کی طرف نسبت فرمایا۔ ۶۔ کہ کسی کے اعمال خیر بلا سبب رہا۔ فرما کر جزانہ دے یا بھرم کو جرم سے زیادہ سزا دے یہ ناممکن ہے۔ ۷۔ معلوم ہوا کہ رب اپنے فضل سے عذاب میں کمی اور ثواب میں زیادتی فرماتے گا۔ یہ دونوں فضل کی قسمیں ہیں۔ مگر یہ دونوں فضل مومن کے لئے ہیں۔ ۸۔ ہر نبی اپنی امت کے نیک و بد کی گواہی دیں گے اور امت محمدی ان نبیوں کی گواہ ہو گی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے گواہ ہوں گے۔ مگر ان کی گواہیوں میں فرق ہو گا کہ آپ کی امت کی گواہی تو آپ سے سن کر ہو گی۔ اور آپ کی گواہی چشم دید ہو گی۔ اس سے معلوم

۱۱۳۳	المائدہ
<p>يَا أَيُّهَا النَّاسُ بِالْبَخْلِ وَيَكْتُمُونَ بَأَنَّهُمْ اللَّهُ</p> <p>اور آدمیوں سے بخل کے لئے کہیں اور اللہ سے جو انہیں اپنے فضل سے دیا ہے</p>	
<p>مِنْ فَضْلِهِ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُّهِينًا ۝</p> <p>اسے چھپائیں نہ اور کافروں کے لئے ہم نے عذاب کا عذاب تیار کر رکھا ہے نہ</p>	
<p>وَالَّذِينَ يَنْفَقُونَ أَمْوَالَهُمْ رِئَاءَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ</p> <p>اور وہ جو اپنے مال لوگوں کے دکھاوے کے لئے خرچ کرتے ہیں اور لوگ ان میں سے</p>	
<p>بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَنْ يَكُنِ الشَّيْطَانُ لَهُ قَرِينًا</p> <p>اللہ اور نہ قہامت بہر اور جس کا مصاحب شیطان ہوا تو کھٹا ہوا</p>	
<p>فَسَاءَ قَرِينًا ۝ وَمَا ذَا عَلَيْهِمْ لَوْ آمَنُوا بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ</p> <p>مصاحب ہوتے نہ اور ان کا کیا نقصان تھا اگر ایمان لائے اللہ اور قہامت</p>	
<p>الْآخِرِ وَانْفَقُوا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللَّهُ وَكَانَ اللَّهُ بِهِمْ</p> <p>پر اور اللہ سے دیتے ہیں سے اس کی راہ میں خرچ کرنے پر اور اللہ انکو</p>	
<p>عَلِيمًا ۝ إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَإِنْ تَكَ</p> <p>جانتا ہے اللہ ایک ذرہ بھر علم نہیں فرماتا اور اگر کوئی نیکی</p>	
<p>حَسَنَةً يُّضَعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَدُنْهُ أَجْرًا عَظِيمًا ۝</p> <p>جو تو اسے دہری کرنا اور اپنے پاس سے بڑا ثواب دیتا ہے نہ</p>	
<p>كَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا وَجِئْنَا بِكَ</p> <p>تو ہمیں ہر قوم کی ہر امت سے ایک گواہ لائیں اور نہ محبوب نہیں</p>	
<p>عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا ۝ يَوْمَئِذٍ يُودَّ الَّذِينَ كَفَرُوا</p> <p>ان سب پر گواہ و گواہان بنا کر لائیں نہ ان دن متا کر دیں گے وہ بہتر سے کفر</p>	
<p>عَصَوُوا الرَّسُولَ لَوْ تُسَوَّى بِهِمُ الْأَرْضُ وَلَا يَكْتُمُونَ</p> <p>کیا اور رسول کی نافرمانی کی نہ کامل ان میں ہیں پھر نہ عذر نہ کر دیتا ہے نہ اور کرنا بات نہ</p>	
<p>مستزل</p>	

ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اگلے اگلے تمام حالات کا مشاہدہ فرما رہے ہیں۔ اسی لئے کفار حضور کی گواہی پر وہ اعتراض کریں گے کہ یہ لوگ بغیر دیکھے گواہی کیسے دے رہے ہیں ۹۔ یعنی ان کے عقیدے اور اعمال دونوں خراب ہوتے۔ عقیدے کی خرابی کُفْر میں اور عمل کی خرابی غفواً الذمیر میں مذکور ہے۔ انسان کو چاہیے کہ عقیدہ اور اعمال دونوں کو درست کرے ورنہ آگے چل کر معیت چڑے گی۔ ۱۰۔ جیسا کہ جانور ایک دوسرے کا بدلہ دلا کر مٹی کر دیے جا دیں گے۔ ایسا ہی کفار کی تمنا ہو گی کہ میں بھی مٹی کر دیا جاتا۔ رب فرماتا ہے وَتَقُولُ الْغَايِبُ إِنَّا لَمَعْنُ كُنْتُمْ نَحْنُ

شان نزول۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف کے گھر صحابہ کی دعوت تھی۔ کھانے کے بعد شراب کا دور چلا۔ اسنے میں نماز کا وقت ہو گیا۔ امام نشہ میں تھے۔ فرمایا
 انصرونہ دجی اور ہر جگہ لا پھرو گئے اس پر یہ آیت اتری۔ اس وقت تک شراب حرام نہ ہوئی تھی اس سے معلوم ہوا کہ بے ہوشی، جنون، نیند کی حالت جب ایسی
 ہو کہ پتہ نہ لگے کہ کیا پڑھ رہا ہے تو اس حالت میں نماز نہ پڑھے جیسا کہ حدیث شریف میں ارشاد ہوا۔ اس آیت کے نزول پر نماز کے اوقات میں شراب پینا حرام ہوا
 پھر مطلقاً حرام کر دیا گیا۔ اس سے پتہ لگا کہ نشہ یا بے ہوشی میں کفر یہ بات منہ سے نکلے سے کافر نہ ہو گا۔ اس کا تعلق صفی نقصان سے ہے یعنی جلالت کی حالت میں

اللہ حٰدِیْثًا ۖ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ
 سے نہ چھپا سکیں گے اسے لکان والوں نشہ کی حالت میں نماز کے
 وَاَنْتُمْ سٰکِرٰی حَتّٰی تَعْلَمُوْا مَا تَقُولُوْنَ وَلَا جُنُبًا
 یا اس نہ جاؤ گے جب تک اندہ ہوش نہ ہو کہ جو کہو اسے سمجھ اور نہ ناپاکی کی
 الْاَعَابِرِیْ سَبِیْلٍ حَتّٰی تَغْتَسِلُوْا ۚ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰی اَوْ
 حالت میں تھے بے ہوش تھے مسافر میں اور اگر تم بیمار ہو گئے یا سفر میں
 عَلٰی سَفَرٍ اَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِّنْکُمْ مِّنَ الْغَیْطِ اَوْ لَمَسْتُمُ
 گئے یا تم میں سے کوئی تمناے حاجت سے لگا یا تم نے عورتوں کو
 الْیَسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَمِیْمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا
 چھرا اور پانی نہ پایا تو پاؤں مٹی سے تمیم کرو گے تو اپنے منہ اور
 فَاَمْسَحُوْا بِوُجُوْهِکُمْ وَاَیْدِیْکُمْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا
 ہاتھوں کا مسح کرو گے جسے تک اللہ معاف فرمائے والا۔ غفرتے
 غَفُوْرًا ۚ اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ اٰوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْکُتُبِ
 والا یہ نہ کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جن کو کتاب سے ایک حصہ ملانے
 یَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ وَیُرِیْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوْا السَّبِیْلَ ۝
 غلو کی مولیتیں ہیں اور جانتے ہیں کہ تم بھی راہ سے بہک جاؤ گے
 وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَائِکُمْ وَکَفٰی بِاللّٰهِ وَلِیًّا ۚ وَکَفٰی بِاللّٰهِ
 اور اللہ خوب جانتا ہے تمہارے دشمنوں کو اللہ اور اللہ کافی ہے
 نَصِیْرًا ۝ مِّنَ الَّذِیْنَ هَادُوْا یَحِرفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ
 والی اور اللہ کافی ہے مددگار لے کچھ بیوردی کلاموں کو ان کی جگہ سے
 مَوَاضِعَہُمْ وَیَقُولُوْنَ سُبْحٰنَا وَعَصِیْنَا وَاَسْمَعُ غَیْرَ مَسْمُوعٍ
 پھر سے کہہ گئے اور کہتے ہیں ہم نے سنا اور سنا اور سننے آپ سنا ہے نہ ہمیں

مَنْزِل ۱

کہ یہ تمہارا دشمن ہے اسے دشمن جانو اگرچہ وہ تمہارا ظاہری دوست یا لولہ یا بیوی ہو۔ رب فرماتا ہے اِنْ مِّنَ الْوَاسِعِکُمْ وَلَا وَادٍ لَّکُمْ عَذَابٌ لَّعِنٌ فَمَذْمُوْمٌ اِس سے معلوم ہوا
 کہ بے دین اگرچہ عزیز اور قریبی رشتہ دار ہو مگر مومن کا دشمن ہے اور مومن اگرچہ اجنبی ہو مومن کا دوست ہے۔ یعنی تمہیں ان کے دلوں سے محفوظ رکھے گا
 اس سے معلوم ہوا کہ بغض ظالمی حضور کے صحابہ گمراہی سے محفوظ رہے۔ بلکہ جن پر صحابہ کرام کی نظر حمایت ہو جائے وہ رب کے فضل و کرم سے گمراہی سے بچا رہتا
 ہے۔ شان نزول۔ رفیقہ ابن زید اور مالک ابن حنم وغیرہ بیوردی زبان موز کر حضور سے کلام سلام کرتے تھے اور منہ سے معصیت کہتے تھے۔ دل سے معصیت نہ

بغیر غسل کے نماز کے قریب نہ جاتے لیکن اگر مسافر ہو اور پانی نہ پائے
 تو تیمم کر کے بھی نماز پڑھ سکتے ہو۔ مسافر کی قید اس لئے ہے کہ پانی نہ
 نہ ملنا اکثر سفری میں ہو تا ہے۔ اگلی آیت میں اس کی تفصیل آ
 رہی ہے۔ صلیبی بیماری جس میں پانی کا استعمال مضر ہو تا ہے یا تو
 تجربہ سے یا طبیب حلاق کے بتلنے سے۔ صلیبی شر سے باہر ہونے
 پانی موجود نہ ہو۔ لہذا سفر سے مراد شرعی سفر نہیں ہے۔ اس سے
 معلوم ہوا کہ فقط عورت کو چھوئے یا ذکر کو ہاتھ لگائے سے وضو
 نہیں چاہا تاکہ بے ہوشی یا بے ہوشی سے مراد ہاتھ بھر کر آنا
 ہے۔ ایسے ہی عورت کو چھوئے سے مراد یا صحبت کرنا ہے چٹنا
 برہنہ ہو کر صحبت کرنے سے غسل فرض ہو تا ہے اور غنا چٹنے سے
 وضو۔ غرضیکہ صرف ہاتھ لگانا مرد نہیں۔ مٹی کی جنس بھی مٹی
 میں سے ہی ہے جس مٹی ہر وہ چیز ہے جو نشین سے پیدا ہو اور
 آگ میں نہ لگے نہ رکھ جائے۔ جیسے کان کو تھک اور پراگ تھک چتر
 وغیرہ۔ ان سب سے تیمم جائز ہے پانی کا تھک اگرچہ گل جلا نہیں
 گمراہی سے ہوتا ہے۔ لہذا تیمم کے لائق نہیں۔ شان نزول۔
 غزوہ بنی مصلط سے واپس آتے ہوئے حضرت عائشہ صدیقہ کا ہار
 گم ہو گیا۔ اس کی تلاش کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پور
 تمام گھولیں چگل میں ہی گھر گئے نماز کا وقت آیا پانی نہ تھا تب
 یہ آیت نازل ہوئی۔ تیمم کا حکم آیا۔ حضرت اسد بن حضیر نے عرض کیا کہ
 اسے اس لوگو پر تیمم کی بجائے پانی برکت نہیں تمہاری برکت سے
 مسلمانوں کو تیمم آسائیں ہوئی ہیں۔ اس واقعہ سے حضرت عائشہ
 صدیقہ کی عظمت کا پتہ لگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ وضو اور
 غسل کا تیمم ایک ہی طرح ہو گا کیونکہ رب نے دونوں نجاستوں
 حدیث احمد اور اکبر کا ذکر فرما کر طریقہ تیمم ایک ہی بیان فرمایا۔
 کہ تو ریت کے ایک حصہ پر ایمان لائے اور دوسرا حصہ کے منکر ہو
 گئے یا مٹی علیہ السلام کا ملنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کیا
 وہ۔ یعنی خود کو ایمان لائے نہیں لانا تمہیں گمراہی نہیں کرنے کی
 کو شش میں ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ گمراہ انسان شیطان سے
 زبان غلطی تک ہے کہ خاص اولیاء اللہ کو گمراہ کرنے سے شیطان
 مایوس ہو چکا ہے۔ لوگ مایوس نہ ہونے کو شش میں لگے
 ہوتے ہیں۔ لہذا رب نے جس کے حلقہ فرمایا

(فقیر صفحہ ۱۳۴) سے واضح کئے گئے۔ دل میں ہر مسیح کہہ کر کہتے تھے اس طرح اپنی بدامنی کا ثبوت دیتے تھے۔ ان کے بارے میں یہ آیت اتری۔

۱۔ اس طرح کہ دانا را عیان جا جس کے معنی ہیں چرواہا۔ یا رعوت، یعنی ملکت سے شتق۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس لفظ میں برے معنی کا احتمال بھی ہو وہ اللہ و رسول کی شان میں بولنا حرام ہے۔ ۲۔ اس طرح کہ یہ بدامن یہود حضور کی بارگاہ میں ایسی گستاخیاں کر کے جاتے اور پھر اپنے دوستوں سے کہتے کہ اگر حضور چپے نمی ہوتے تو ہماری اس خبر کو سمجھ جاتے کہ ہم منہ سے کچھ بولتے ہیں اور دل میں کچھ اور ہے ہم دانا اور معنی سے بولتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کلمہ پر طعن کرنا درحقیقت دین اسلام پر طعن ہے اور یہودیوں کا

طریقہ ہے کہ اسے رب نے طعن فی الدین قرار دیا۔ موجودہ زمانہ کے گستاخوں کو اس سے عبرت چلانی چاہیے۔ ۳۔ یعنی بجائے دانا کے اُنْظُرْنَا بولتے جس میں برے معنی کی گنجائش نہ ہوتی۔ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کے ادب میں ہمارا ہی فائدہ ہے اور بے ادبی میں ہمارا ہی نقصان۔ اس سے اس سرکار کا کچھ نہیں ٹوٹتا۔ سورج کی تفریق کہو یا برائی وہ نوری ہے ۵۔ اس طرح کہ صرف خدا احمال کو مانتے ہیں، نبی کے مکر اور صرف خدا کو ماننا ایمان کے لئے کافی نہیں۔ صرف خدا کو تو شیطان بھی مانتا ہے یا وہ صرف اپنے ہیوں کو مانتے ہیں۔ آپ کے منکر ہیں۔ یہ بھی ایمان کے لئے کافی نہیں ۶۔ یعنی قرآن جمہاری کتابوں کو سچا کہتا ہے یا سچا کرنا ہے کہ انہوں نے قرآن کی آمد کی خبر دی تھی۔ اگر قرآن نہ آتا تو وہ تمام کتب جھوٹی ہو جاتیں یا سچا کھانا ہے کہ صرف وہی کتب اور صحیفے اور وہی نبی دنیا میں چکے جن کو قرآن نے چمکایا۔ باقی کو دنیا بھول گئی۔ ۷۔ معلوم ہوا کہ مسیح وغیرہ عذاب خصوصی طور پر قیامت تک آتے رہیں گے۔ حضور کی تشریف آوری پر عام مسیح ختم ہو گیا ۸۔ یعنی جیسے سر کا پچھلا حصہ یکساں ہے ایسے ہی اے جی کر دیں کہ اس میں نہ آنکھیں رہیں نہ ناک نہ وغیرہ ۹۔ جن یہودیوں نے منافقت کے باوجود ہندو کو ہمانہ سے چمکایا۔ وہ ہندو بنا دیے گئے یہ مسیح قیامت کے قریب واقع ہو گا۔ دنیا میں ہی یا قیامت میں واقع ہو گا۔ اس میں فرق نہیں ہو سکتا۔ ۱۰۔ یہاں شرک، یعنی کفر ہے لہذا حضور کا ہر منکر شرک ہے خواہ رب کو ایک مانے یا چند۔ رب فرماتا ہے۔ عَلَّامُ الْغُیُوبِ حَقِّ یُؤْمِنُوا جو کفر پر مرجاؤے اس کی بخشش ناممکن ہے۔ اس لئے کافر کو مروجہ وغیرہ کما منع ہے۔ قرآن میں شرک، یعنی کفر آتا ہے۔ ۱۱۔ مقصد یہ ہے کہ جو کفر ہرے گا اس کی بخشش ناممکن ہے۔ اس کے علاوہ ہرے سے بڑا گناہ بخشش کا قائل ہے خواہ چھوٹا ہو یا بڑا حق العہد ہو یا حق اللہ مگر بخشش

کی نوعیتوں میں فرق ہے اللہ کے حق کی بخشش اور طرح ہو گی بندے کے حق کی بخشش اور طرح۔ حق العہد بندے سے مطالب کرنا دینے جاویں گے باقی حقوق کچھ قیامت سے کچھ دوزخ میں عارضی طور پر داخل کر کے۔ ۱۲۔ یہاں بھی شرک سے مراد کفر ہی ہے۔ ہر کافر یا طوفان باندھنے والا ہے۔ روح البیان میں فرمایا کہ یہ دونوں آئیں حضرت وحشی (فاضل امیر) کہے حق میں آئیں جنہوں نے حضور کی خدمت میں کھڑا کر بھیجا کہ میں اسلام لانا چاہتا ہوں مگر یہ آیت مجھے اسلام سے روکتی ہے تو اللہ نے نہ تو خود نہ اللہ تعالیٰ نے اس میں تو شرک بھی ہوں اور مومن کا قائل بھی۔ اس پر یہ آیت اور چند دوسری آیات اتریں ۱۳۔ معلوم ہوا کہ اپنے نام کے ساتھ صاحب یا القاب خود لکھنا منع ہے کہ یہ اپنی تحریر کی جان کرنے میں داخل ہے۔ ایسے ہی اپنی تفریق اپنے منہ سے جان کرنا درست نہیں۔ ہاں رب کی نعمت کے

المصنف	۱۳۵	النساء
<p>وَرَأَيْنَا بَالِيسِيَّتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّينِ وَلَوْ أَنَّهُمْ قَالُوا</p> <p>اور راہنما کہتے ہیں زبانیں پچھ کر کوٹ اور دین میں طعن کیلئے کہ اور مردہ کہتے کہ</p> <p>سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَأَسْمَعُ وَأَنْظُرْنَا لَكَ خَيْرًا لَّهُمْ وَأَقْوَمُ</p> <p>ہم نے سنا اور مانا اور حضور ہماری بات سنیں اور حضور ہم پر نظر فرمائیں نہ تو ان کیلئے بھلا</p> <p>وَلَكِنْ لَعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا ۝</p> <p>اور لاکھ میں زیادہ بڑا ہی نہیں ان پر تو اللہ نے لعنت کی لئے کفر کے سبب تو یقین نہیں رکھتے</p> <p>يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا الْكِتَابَ إِمْنًا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا</p> <p>مگر حضور ان کے کتاب والو ایمان لاؤ اس پر ہر جہم کے انکار تمہارے ساتھ ولی کتاب کی</p> <p>لِمَا مَعَكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ تُطِيسَ وَجُوهًا فَنُرَدَّهَا عَلٰی</p> <p>تعدیل فرمائے قبل اس کے کہ تم بگاڑیں یہ کہو یہوں کوٹ تو انہیں پچھو یہی ان کی</p> <p>أَدْبَارِهَا أَوْ تُلْعَقَهُمُ كَمَا لَعَنَّا أَصْحَابَ السَّبْتِ وَكَانَ</p> <p>بجھد کی طرف نہ یا انہیں لعنت کر دیں جیسے لعنت کی ہندواں بدعت اور خدا کا</p> <p>أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا ۝ إِنْ اللَّهُ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَ</p> <p>حکم ہو کر ہے۔ جنگ اللہ سے نہیں ہفتا کہ اس کے ساتھ کفر کیا جائے نہ اللہ</p> <p>يَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ</p> <p>کفر سے کچھ جو کچھ ہے جسے چاہے سنا دیا یا تباہی لے اور کفر سے نوازا شرک</p> <p>أَفْتَرَىٰ اتِّمَاعِظِيمًا ۝ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْكُونَ أَنْفُسَهُمْ</p> <p>تھہرا یا اس نے بڑے گناہ کا طرفان یا مصلحت کیا تم نے انہیں دیکھا جو خود اپنی تحریروں میں</p> <p>بَلِ اللَّهُ يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِمْ وَمَنْ يَشَاءُ وَلَا يُظْلَمُونَ قَلِيلًا ۝ أَنْظُرْ</p> <p>کرتے ہیں بل اللہ سے چاہے تمہارا کہے اور ان پر ظلم نہ ہو گا دانہ فرما کے دوسرے پر ہر</p> <p>كَيْفَ يَقْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَكَفَىٰ بِهِ إِبْنًا مِّبِينًا ۝</p> <p>مگر کھینچا اللہ پر جھوٹ باندھ رہے ہیں علی اور یہ کافی ہے صریح گناہ</p>		

کی نوعیتوں میں فرق ہے اللہ کے حق کی بخشش اور طرح ہو گی بندے کے حق کی بخشش اور طرح۔ حق العہد بندے سے مطالب کرنا دینے جاویں گے باقی حقوق کچھ قیامت سے کچھ دوزخ میں عارضی طور پر داخل کر کے۔ ۱۲۔ یہاں بھی شرک سے مراد کفر ہی ہے۔ ہر کافر یا طوفان باندھنے والا ہے۔ روح البیان میں فرمایا کہ یہ دونوں آئیں حضرت وحشی (فاضل امیر) کہے حق میں آئیں جنہوں نے حضور کی خدمت میں کھڑا کر بھیجا کہ میں اسلام لانا چاہتا ہوں مگر یہ آیت مجھے اسلام سے روکتی ہے تو اللہ نے نہ تو خود نہ اللہ تعالیٰ نے اس میں تو شرک بھی ہوں اور مومن کا قائل بھی۔ اس پر یہ آیت اور چند دوسری آیات اتریں ۱۳۔ معلوم ہوا کہ اپنے نام کے ساتھ صاحب یا القاب خود لکھنا منع ہے کہ یہ اپنی تحریر کی جان کرنے میں داخل ہے۔ ایسے ہی اپنی تفریق اپنے منہ سے جان کرنا درست نہیں۔ ہاں رب کی نعمت کے

(بقیہ صفحہ ۱۳۵) اظہار کے لئے ج ۱۰۔ حضور فرماتے ہیں۔ انا سید ولد آدم ۱۳۔ یعنی جو کفار اپنے کو بڑا اور مومنوں کو چھوٹا سمجھتے ہیں وہ رب پر افترا کرتے ہیں کیونکہ رب نے مومنوں کو بڑا اور کافروں کو ذلیل فرمایا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ والوں کی برائی کرنا غضب الہی کا باعث ہے۔
 اب شان نزول۔ کعب ابن اشرف اور اس کے ساتھی حترہودی مشرکین مکہ کے پاس پہنچے اور انہیں حضور سے جنگ کرنے پر آمادہ کیا۔ قریش بولے کہ ہمیں خطرہ ہے کہ تم بھی کتالی ہو، ان سے قریب تر ہو۔ اگر ہم نے ان سے جنگ کی اور تم ان سے مل گئے تو ہم کیا کریں گے۔ اگر ہمیں اطمینان دلانا ہو تو ہمارے بھوں کو مجھ کر دو۔

ان بد نصیبوں نے سجدہ کر لیا۔ ابو نفیان بولے کہ بتاؤ ہم ٹھیک راستہ پر ہیں یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کعب بولا کہ تم ٹھیک راہ پر ہو۔ اس پر یہ آیت اتری ۱۔ یعنی علم کا نہ کہ عمل کا، کیونکہ کعب بن اشرف یسود کا پادری تھا۔ معلوم ہوا کہ کتاب الہی کے دو حصے ہوتے ہیں۔ علم و عمل اللہ دونوں نصیب فرمادے۔ عمل کے بغیر علم وہاں ہے۔ طاغوت طغی سے بنا۔ معنی سرکشی جو رب سے سرکش ہو اور سرکش بنائے وہ طاغوت ہے خواہ جتنی شیطان ہو یا انسانی شیطان۔ قرآن کریم نے سرداران کفر کو بھی طاغوت کہا۔ جو نبی کو طاغوت کہے وہ بے دین ہے جیسے حسین علی و آل۔ پھر انوالہ۔ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومنوں کے لئے انبیاء اولیاء چھوٹے بچے وغیرہ باذن الہی مددگار ہوں گے۔ طغوتوں کا کوئی مددگار نہ ہو گا۔ جو کہے کہ کوئی مددگار میرا نہیں وہ درپردہ اپنے کفر کا اقرار کرتا ہے۔ رب فرماتا ہے۔ اَنَّا نُرِيكُمْ آلِهَتَكُمْ ثُمَّ نُلْقِيهَا فِي سَمَاءٍ مِّنْ دُحَانٍ ۚ ۴۔ شان نزول۔ یسود کہتے تھے کہ نبوت اور حکومت کے ہم ہی حقدار ہیں کیونکہ ہم بنی اسرائیل ہیں تو حضور کی اتباع اور عرب کی اطاعت کیجیے کریں۔ ان کی تردید میں یہ آیت کریمہ اتری۔ ۶۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں سے ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان، تقویٰ، نبوت اللہ کا فضل ہے اس میں کسی کی شئی نہیں ۸۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نبوت اور علم دین اللہ کی بڑی ہی نعمت ہیں کہ رب نے حضرت ابراہیم کے فضائل میں اس کا ذکر فرمایا۔ دوسرے یہ کہ نبوت حضرت ابراہیم کے بعد ان کی اولاد میں خاص کر دی گئی کہ کوئی غیر ابراہیمی نبی نہ ہوا لہذا مرزا قادیانی نبی نہیں کیونکہ وہ سید نہیں بلکہ مغل تھا تیسرے یہ کہ بزرگوں کی اولاد ہونا اور اعلیٰ خاندان سے ہونا بھی خدا کی نعمت ہے۔ دیکھو حضور کے بعد خلافت قریش سے مخصوص کر دی گئی کہ فرمایا اَلْاَئِمَّةُ فِي الْاَقْبَابِ ۚ بلکہ صواعق حرکت میں ہے کہ قلب الاقطاب ہمیشہ سیدی ہو گا امام مہدی سیدوں میں سے ہوں گے ۹۔ بنیادی سلطنت

الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِشَيْءٍ مِّنْ دُونِ اللَّهِ ۚ هُمُ الْمُحْسِنُونَ ۚ

کیا تم نے وہ نہ دیکھا کہ جنہیں کتاب کا ایک حصہ ملائے ایمان لاتے ہیں

بِالْحَبِيبِ وَالطَّاغُوتِ وَيَقُولُونَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا هَؤُلَاءِ

بت اور شیطان بدست اور کافروں کو کہتے ہیں کہ یہ مسلمانوں سے

أَهْدَىٰ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا سَبِيلًا ۚ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ

زیادہ راہ پر ہیں یہ ہیں سب سے

لَعَنَهُمُ اللَّهُ وَمَن يَلْعَنِ اللَّهُ فَلَنَ يَجِدَ لَهُ نَصِيرًا ۝۱۱

اللہ نے لعنت کی اور جسے خدا لعنت کرے تو ہرگز اس کا کوئی یار نہ پائے گا کہ

أَمَرَ أَنُصِيبَ مِنَ الْمَلِكِ فَاذِلَّةٌ لِلَّذِينَ آمَنُوا

کیا ملک میں ان کا کچھ حصہ ہے؟ ایسا ہو تو لوگوں کو مل بھر

نَقِيرًا ۚ أَمَ يُخَسِّدُونَ النَّاسَ عَلَىٰ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ

نہ دین یا لوگوں سے حسد کرتے ہیں اس پر جو اللہ نے انہیں اپنے

فَضْلِهِ فَقَدْ أَتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَاهُمُ

فضل سے دیات کو تم نے تو ابراہیم کی اولاد کو کتاب اور حکمت عطا فرمائی اور انہیں بڑا

مُلْكًا عَظِيمًا ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ آمَنَ بِهِ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ

ملک دیا کہ قرآن میں کوئی اس پر ایمان لایا نہ اور کسی نے اس سے منہ

عَنَّهُ وَكَفَىٰ لِحُبِّهِمْ خَيْرًا ۚ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا

پھیرا نہ اور روزِ قیامت کے دن انہیں ہم سے بڑا دیاں گے۔ انہوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا

سَوْفَ نُصْلِيهِمْ نَارًا كَمَا نَصَجَتْ جُلُودُهُمْ بِدَلَاهِمُ

حضر جب ہم انکو آگ میں داخل کریں گے تب کہیں اسی کا تھیں پاک جاہل کی ہم انکو

جُلُودًا غَيْرَ هَٰلِكَ ۚ وَقَالُوا الْعَذَابُ إِنَّا لِلَّهِ كَانِ عَذَابًا

سوا اسی کا تھیں انہیں بدل دیاں گے کہ عذاب کا مزہ میں جیٹک اللہ غالب گنت

منقول

جیسے حضرت یوسف و داؤد سلیمان علیہم السلام۔ کہ اللہ نے انہیں نبوت اور سلطنت دونوں بخشے۔ ایسے ہی اگر ہم نے اپنے محبوب کو نبوت و سلطنت بخشی تو تم کو کیوں برا لگا ۱۱۔ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا۔ جیسے عبداللہ بن سلام اور کعب احبار وغیرہ رضی اللہ عنہم۔ ۱۲۔ کہ ایمان سے محروم رہا۔ جیسے کعب بن اشرف وغیرہ۔ اس سے پتہ لگا کہ علم حبیب ہی مفید ہے جب رب کا فضل شامل حال ہو۔ عبداللہ بن سلام بھی توریت کے عالم تھے اور کعب بن اشرف بھی۔ مگر وہ ایمان لائے یہ کافر رہا۔ ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کا انکار رب کی قیام آیتوں کا انکار ہے اور انکار کا انجام ناسخ ہے۔ ۱۴۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اگرچہ روزِ قیامت آگ کا کفر کے ہر حصہ پر پہنچے گی مگر صرحت کمال ملے گی۔ رب فرماتا تَطْلُقُ عَنْ اَلْاَذَى ۚ دوسرے یہ کہ اتنی سخت آگ میں رہنے کے باوجود انہیں موت نہ آئے

(بخش ۱۲) ی۔ بلند ہوا۔ اہل اپنے سے بعد دوسری اہل ایسے بن جاوے گی جیسے آج چھالے کے نیچے نئی کھال تیار ہو جاتی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اس طرح کا عذاب کافروں کو ہو گا مومن گنہگار کے عذاب کی نوعیت یہ نہ ہو گی۔

۱۔ نہ وہ ہر قسم کے عذاب دینے پر قادر ہے اور ہر عذاب میں اس کی حکمت ہے، نہ اس پر قادر ہے کہ ایسی سخت آگ میں وہ کربھی کافر کو موت نہ آئے۔ دیکھو کہ زمین میں لوہے بلکہ فولاد کو دفن کر دو تو اسے ٹکا کر کھا کر دیتی ہے مگر دانہ کو کھا نہیں کرتی۔ یہ اس کی قدرت ہے۔ ۲۔ کہ ہر جنتی کو کئی جنتیں دی جاویں گی۔ مختلف

اعمال کی مختلف جنتیں ہر گنہگار کے حصے کی جنت کے بھی یہ ہی وارث ہوں گے جیسے شہرین بہت ایسے ہی ہر جنتی کی جنتیں بہت۔ ۳۔ ہر جنتی کو کئی کئی بیویاں عطا ہوں گی۔

اپنی دنیا کی مومنہ بیوی، حور عین اور دنیا کی وہ عورتیں جن کے خاوند دوزخ میں گئے کہ یہ تمام بیویاں حیض، نفاس، تھوک، ریسٹ، میل، کج خلقی وغیرہ تمام جسمانی و قلبی گندگیوں سے پاک و صاف ہوں گی ۴۔ اس طرح کہ وہاں دھوپ ہوگی ہی نہیں کیونکہ سورج نہ ہو گا۔ رب کے نور کی بجلی ہوگی یہ مطلب نہیں کہ دھوپ ہو پھر درخت سایہ کرے ۵۔ امانت خواہ مال کی ہو یا اعمال کی یا علم کی یا اسرار الہی کی۔ جو اس کے اہل ہوں انہیں

سپردہ کی جاوے بعض لوگوں نے کہا ہے کہ عثمان ابن طلحہ جو کعبہ کے کلید بردار تھے ان سے حج مکہ کے دن کعبہ کی چابی لی گئی۔ پھر دوسرے صحابہ نے خواہش کی کہ یہ خدمت ہمارے سپرد کی جائے اور چابی ہم کو عطا کی جائے۔

آیت اتری اور چابی حسب سابق عثمان ابن طلحہ کو عطا ہوئی۔ اور آج تک انہی کی اولاد میں یہ چابی ہے۔ عثمان ابن طلحہ یہ امانتداری ملاحظہ کر کے ایمان لے آئے مگر

تفسیر خزائن العرفان میں حضرت صدر الافاضل مراد آبادی قدس سرہ نے فرمایا کہ صحیح تر یہ ہے کہ عثمان ابن طلحہ ۸۸ میں یعنی حج مکہ سے قریب دو سال پہلے اسلام لا چکے تھے۔

واللہ اعلم۔ بہر حال نزول اگرچہ خاص موقع پر ہوا مگر حکم عام ہے ۶۔ علماء فرماتے ہیں کہ حاکم پانچ باتوں میں مدعی مدعی علیہ کے درمیان براہیہ کرے اپنے پاس آئے جانے کی اجازت میں۔ نشت میں کہ دونوں کو یکساں دے۔ توجہ

میں کہ دونوں کی طرف یکساں کرے۔ کلام سننے میں فیصلہ دینے میں کہ حق کا فیصلہ دے ۷۔ لہذا اسے حاکم خیال رکھو کہ تمہارا بھی کوئی حاکم ہے جو تمہارے فیصلوں کو دیکھ رہا ہے تمہاری باتیں سن رہا ہے کل تمہیں بھی اس کے دربار میں پیش ہونا ہے ۸۔ خواہ وہی حکومت والے ہوں جیسے عالم، مرشد کمال فقیہ، مجتہد یا دنیاوی حکومت والے

جیسے اسلامی سلطان اور اسلامی حکام۔ انہیں دینی حکام کی اطاعت دینا ہی حکام کا بھی واجب ہوگی۔ مگر ان دونوں کی اطاعت میں یہ شرط ہے کہ نص کے خلاف حکم نہ دیں ورنہ ان کی اطاعت نہیں۔ حضور کی اطاعت : حکم میں واجب ہے اگرچہ کسی کو قرآن کے خلاف ہی حکم دیں۔ اس کے حق میں وہی نص ہوگی۔ حضرت علی کو قاتلہ زہرا کی موجودگی میں دوسرے نکاح کی اجازت نہ

ہو نہ حضرت خزیمہ انصاری کی ایک گواہی دہی کے برابر ہوتا اسی میں داخل ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہاں رسول کو اولی الامر سے علیحدہ بیان فرمایا۔ اس کی تحقیق ہماری کتاب سلطنت مصطفیٰ میں ملاحظہ کرو۔ اس آیت سے مسئلہ تقلید بھی ثابت ہوتا ہے۔ ۹۔ تم میں اور حاکموں میں کسی مسئلہ شرعی میں اختلاف ہو جاوے (روح البیان) تو

اسے نص سے سلجھاؤ۔ معلوم ہوا کہ حضور حاکموں کے حاکم، سلطانوں کے سلطان ہیں ۱۰۔ فقہاء کی طرف رجوع کرنا بھی رسول ہی کی طرف رجوع کرنا ہے کیونکہ فقہاء

جیسے اسلامی سلطان اور اسلامی حکام۔ انہیں دینی حکام کی اطاعت دینا ہی حکام کا بھی واجب ہوگی۔ مگر ان دونوں کی اطاعت میں یہ شرط ہے کہ نص کے خلاف حکم نہ دیں ورنہ ان کی اطاعت نہیں۔ حضور کی اطاعت : حکم میں واجب ہے اگرچہ کسی کو قرآن کے خلاف ہی حکم دیں۔ اس کے حق میں وہی نص ہوگی۔ حضرت علی کو قاتلہ زہرا کی موجودگی میں دوسرے نکاح کی اجازت نہ

ہو نہ حضرت خزیمہ انصاری کی ایک گواہی دہی کے برابر ہوتا اسی میں داخل ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہاں رسول کو اولی الامر سے علیحدہ بیان فرمایا۔ اس کی تحقیق ہماری کتاب سلطنت مصطفیٰ میں ملاحظہ کرو۔ اس آیت سے مسئلہ تقلید بھی ثابت ہوتا ہے۔ ۹۔ تم میں اور حاکموں میں کسی مسئلہ شرعی میں اختلاف ہو جاوے (روح البیان) تو اسے نص سے سلجھاؤ۔ معلوم ہوا کہ حضور حاکموں کے حاکم، سلطانوں کے سلطان ہیں ۱۰۔ فقہاء کی طرف رجوع کرنا بھی رسول ہی کی طرف رجوع کرنا ہے کیونکہ فقہاء

الحجۃ ۱۳۷

الحکم

حَکِیْمًا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلْہُمْ

والا ہے نہ اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے مغرب ہم انہیں باطن میں

جَنَّتْ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِہَا الْاَنْہٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْہَا اَبَدًا

سے جاگیں گے جن کے نیچے نہریں رواں نہ ان میں ہمیشہ رہیں گے

لَہُمْ فِیْہَا اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَفِیْہُمْ خٰلِدٌ اَبَدًا

ان کے لئے وہاں شہری بیویاں ہوں گی اور ہم انہیں وہاں داخل کریں گے جہاں ہمیشہ رہیں گے

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُوَدُّوا الْاٰمَنَتِ اِلٰی اٰہْلِہَا وَاِذَا

یوگا کہ ہے شک نہ میں حکم دیتا ہے کہ مائیں جن کی دین اہل ہوں کر دوں اور یہ کہ

حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ اِنَّ اللّٰہَ

جب تم لوگوں میں فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو بے شک اللہ

یُعِیْبُکُمْ بِہٖ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ سَمِیْعًا بَصِیْرًا

بہیں کہا ہی خوب نصیحت فرماتا ہے بے شک اللہ شناسا دیکھتا ہے اے ایمان

الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اطِیْعُوا اللّٰہَ وَاطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولٰٓئِ

والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو حکم میں

الْاَمْرِ مِنْکُمْ فَاِنْ تَنٰازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہٗ اِلَی اللّٰہِ

حکومت والے ہیں نہ پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا اٹھے تو اسے اللہ

وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُوْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ

اور رسول کے حضور رجوع کرو نہ اگر اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو

ذٰلِکَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ

یہ بہتر ہے اور اس کا اچھا سب سے اچھا تفسیر کیا تم نے انہیں دو جگہاں کا دعویٰ

یَزْعَمُوْنَ اَنھُمْ اٰمَنُوْا بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَا اُنْزِلَ

ہے کہ وہ ایمان دے اس پر ہر پہلوی طاعت آتا ہے اس پر ہر قسم سے

(بقیہ صفحہ ۱۳) حضور ہی کا حکم ملتے ہیں۔ جیسے حضور کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے ایسے ہی عالم دین کی فرمانبرداری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری ہے۔ یوں ہی سلطان اسلام کی اطاعت بھی ضروری ہے۔ ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان کا دعویٰ ہے اور عمل اس کی دلیل ہے۔ جو منہ سے کہے کہ میں اللہ رسول کو مانا ہوں اور عمل کرنے کفار کے سے قانون کے امریکہ و انگلستان کے اس کا دعویٰ ناقص و بے دلیل ہے۔ ۱۲۔ یعنی اگرچہ شریعت کے بعض احکام فہم پر مگر ان ہیں جیسے زکوٰۃ، جہاد کا فرض ہونا، سود کا حرام ہونا، عین انجام ان کا اچھا ہے، مسلم قوم سود لے کر فکا ہوگی زکوٰۃ دے کر زندہ رہے گی۔

المحکمہ	۱۳۸	السنہ
<p>مِنْ قَبْلِكَ يَرِيدُونَ أَنْ يَتَحَكَّمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ</p> <p>پہلے آگرا پھر چاہتے ہیں کہ شیطان کو اپنا بیٹا بنائیں نہ</p> <p>وَقَدْ أَمَرُوا أَنْ يَكْفُرُوا بِهِ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ</p> <p>اور ان کو تو حکم یہ تھا کہ اسے اصلاً نہ مانیں نہ اور انہیں یہ چاہتا ہے کہ</p> <p>يُضِلَّهُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا وَإِذْ قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَى</p> <p>انہیں دور بھاگتے اور جب ان سے کہا جائے کہ اللہ کی عبادت کی</p> <p>مَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَآلِیَ الرَّسُولِ رَأَيْتُ الْمُنَافِقِينَ يَصْنَعُونَ</p> <p>جوئی کتاب اور رسول کی طرف آؤ تو تم دیکھو گے کہ منافق تم سے منہ موڑ کر</p> <p>عَنْكَ صَدَادًا فَكَيْفَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ</p> <p>پھر ہاتھ دینے کیس بڑے عجب ان پر کوئی القاد بھٹے بدلہ</p> <p>بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ ثُمَّ جَاءُوكَ يَخْلِفُونَ بِاللَّهِ أَنْ</p> <p>اس کا جو ان کے ہاتھوں نے آگے بھجوا کر محبوب کہا ہے حضور حاضر ہوں اللہ کی</p> <p>أَرَدْنَا إِلَّا أَحْسَنًا وَتَوْفِيقًا ۚ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَعْلَمُ</p> <p>تم کہتے کہ ہمارا حضور تو بھلائی اور نیکی ہی تھا حق ان کے دلوں کی گواہی کہ</p> <p>اللَّهُ تَأَنَّى قَوْلَهُمْ فَاغْرَضَ عَنْهُمْ وَعِظَهُمْ وَقَالَ لَهُمْ</p> <p>جانتا ہے کہ تم ان سے جہلم بدقسمی کر دو اور انہیں بھادو اور ان کے سادہا میں</p> <p>فِي أَنْفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيغًا ۚ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا</p> <p>ان سے رہا بات کہہ اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا سچ</p> <p>لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ</p> <p>اس لئے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جاسکتی تھی اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر</p> <p>جَاءُوكَ فَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ الرَّسُولُ</p> <p>تو کہہ کر کہتے کہ اللہ سے معاف کرو اور اللہ سے معاف کرو اور رسول ان کی خطا معاف</p>		
<p>مَنْزِل</p>		

۱۔ شان نزول۔ بشر منافق کا ایک یہودی کے ساتھ کچھ جھگڑا تھا۔ یہودی نے کہا کہ چلو حضور سے فیصلہ کرانیں۔ منافق بولا کہ چلو کعب بن اشرف سے فیصلہ کرانیں۔ یہودی نے کعب ابن اشرف کو بیچ ماننے سے انکار کر دیا اور مقدمہ بارگاہ نبوی میں چلی ہوا۔ حضور نے یہودی کے حق میں فیصلہ دیا۔ بشر منافق اس فیصلہ پر راضی نہ ہوا۔ پھر یہ دونوں حضرت عمر فاروق کے پاس یہ مقدمہ لائے۔ یہودی نے آپ سے عرض کیا کہ بارگاہ نبوی میں میرے حق میں فیصلہ ہو چکا ہے مگر بشر راضی نہ ہوا اور آپ کے پاس لایا فاروق اعظم نے اسے قتل کر دیا اور فرمایا کہ جو فیصلہ مصطفویٰ سے راضی نہ ہو اس کا فیصلہ یہ ہے۔ اس پر یہ آیت اتری۔ اس سے چند مسائل معلوم ہوئے ایک یہ کہ منافق کئے کافروں سے بدتر ہیں۔ دوسرے یہ کہ حضور کے فیصلہ کی انہیں کیس نہیں ہو سکتی۔ آپ کا فیصلہ رب کا فیصلہ ہے۔ تیسرے یہ کہ حضور کے حکم سے راضی نہ ہونا کفر ہے اور وہ شخص مرتد واجب القتل ہے۔ کیونکہ یہ شخص ظاہر مسلمان تھا آج شرعاً مرتد ہوا اور قتل کیا گیا۔ چوتھے یہ کہ عدل میں اپنے پرانے کا خیال نہ چاہیے منافق کو ظاہری مسلمان تھا مگر فیصلہ یہودی کے لئے ہوا۔ پانچویں یہ کہ سرداران کفر طاغوت یعنی انسانی شیطان ہیں کہ کعب ابن اشرف یہودی کو طاغوت قرار دیا گیا۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ بخوشی کفار کو حکم یا حاکم بنانا ان کے قوانین پر فریفتہ ہونا سخت جرم ہے۔ مجبوری کی معافی ہے۔ ۳۔ معلوم ہوا کہ شریعت کا حکم ہوتے ہوئے امریکہ لندن والوں کے قانون کو اچھا سمجھنا منافقانہ طریقہ ہے۔ ۴۔ یعنی وہ بشر فاروق اعظم کے ہاتھوں جہنم میں پہنچا اور اس کے وارث جب خون کا بدلہ مانگیں تو بدلہ نہ دلوایا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور رب نے فاروق اعظم کے اس فعل کو سراہا۔ چنانچہ بشر کے وارثوں نے ہمانہ بنایا کہ حضور بشر آپ سے مغرور نہ تھا بلکہ مسلح کل قصاب میں اتفاق چاہتا تھا اس لئے کعب ابن اشرف کے پاس مقدمہ لے جانا چاہتا تھا۔ ۵۔ کیونکہ منافقوں کو شریعت میں

قتل نہیں کیا جاتا۔ بشر کے وارثوں کو صرف سمجھا دیا۔ ۶۔ یعنی اگرچہ تم بھی دیا میں آئے اور تم بھی محمد رسول اللہ کی خطا میں فرق ہے تم نبی و رسول کی اطاعت و فرمانبرداری کے لئے تو تم پر حکومت کرنے کے لئے ہما میں مسافر اور پکھان دونوں سوار ہیں۔ مگر مسافر پار گئے کو پکھان پار لگانے کو۔ اسی لئے مسافر کرایہ دے کر سوار ہوتے ہیں پکھان ٹھکانے کے۔ کشتی اسلام میں تم پار گئے کو سوار ہوئی پار لگانے کو بیعت کے اطلاق سے معلوم ہوا کہ نبی کے ہر قول کی اطاعت چاہیے اور ہر فعل کا اتباع۔ اس آیت میں علم، ظالم، زیان و مکان کسی قسم کی قید نہیں۔ ہر قسم کا جرم ہر زمانے میں خواہ کسی قسم کا جرم کہے ہمارے آستانہ پر آجلوے اور جہاد کی میں یہ قید نہیں کہ مدینہ مطہرہ میں ہی آئے بلکہ ان کی طرف توجہ کرنا یہ بھی ان کی بارگاہ میں حاضری ہے۔ اگر مدینہ پاک کی حاضری نصیب ہو جائے تو زبہ

(بقیہ صفحہ ۸) نصیب۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی بارگاہ وہ شفاخانہ ہے جس میں ہر بیماری کی دوا ہے۔ کسی کو محروم واپس نہیں کیا جاتا کوئی آنے والا ہو۔ خیال رہے کہ ہمارے پاس حضور کا آنا اور ہے اور ہمارا حضور کی بارگاہ میں حاضر ہونا کچھ اور۔ سورج کا ہمارے پاس آنا یہ ہے کہ وہ ہم پر چمک جائے۔ ہمارا سورج کے پاس آنا یہ ہے کہ ہم آڑ ہٹا کر اس کی دھوپ میں آجائیں۔ لہذا اَللّٰہُ تَعَالٰی تَعَالٰی تَعَالٰی اور جَلَدُ تَعَالٰی میں فرق ہے۔

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ قراب اور رحیم اس کے لئے ہے جو حضور کی بارگاہ میں حاضر ہو اور حضور اس کے لئے دعا فرمائیں ورنہ وہ قہار و جبار ہے۔ صوفیاء

کرام فرماتے ہیں کہ جو آپ کے دروازہ پر آجائے وہ رب کو پاوے گا مگر صفت رحمت میں۔ گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم رب کا پتہ ہیں اسی پتے پر اللہ ملتا ہے۔ ۲۔ یعنی ایسوں کو اصل ایمان ہی نصیب نہ ہو گا۔ آیت میں ایمان کی لکھی ہے نہ کہ کمال ایمان کی۔ مومن اگرچہ گناہ کرے مگر وہ حضور کے فیصلہ کو ناحق نہیں سمجھتا ناحق جانتا ہے اپنے کو ناحق، ظالم، غمناک جانتا ہے لہذا ایمان سے خارج نہیں ہوتا۔ ہاں جو کلمہ پڑھنے کے باوجود اسلامی احکام میں نقص نکالے اور جیسا ہی مشرکوں کے قانونوں کو اچھا جانے وہ اسلام سے خارج۔ اس آیت کے حکم میں داخل ہے۔ ۳۔ اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ خدا کے سو کوئی حاکم ماننا جائز ہے خصوصاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو نائب جناب کبریا ہیں۔ حضور کو حاکم ماننا رب ہی کو حاکم ماننا ہے۔ لہذا یہ اس کے خلاف نہیں ان احکام اللہ کیونکہ وہاں مخلوقی احکام یا حقیقی حکم مراد ہے دوسرے یہ کہ اب حضور کے پروردہ فرمانے کے بعد علماء دین کو حاکم ماننا حضور ہی کو حاکم ماننا ہے کیونکہ یہ حضرات حضور کے لوکر چاکر اور اس آستانے کے کارندے ہیں۔ تیسرے یہ کہ حضور کے احکام قبول کر لینا اور دل سے ان پر راضی نہ ہونا کفار کا طریقہ ہے ۴۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کے سارے فیصلے ہمارے لئے برحق واجب العمل ہیں۔ دوسرے یہ کہ حضور کے فیصلے پر زبان اعتراض دراز کرنا یا نہ ماننا کفر و ارتداد ہے۔ تیسرے یہ کہ اگر کوئی مجبوراً حضور کا فیصلہ مان تو لے کر دل سے راضی نہ ہو وہ بھی کافر ہے چوتھے یہ کہ مطلق امر و وجوب کے لئے ہوتا ہے ۵۔ اس پوری آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ اہل مدینہ پہاڑی پانی سے اپنے کھیت سیراب کرتے تھے حضرت زہرا اور ایک انصاری کے کھیت ملے ہوئے تھے۔ ان دونوں کا اس پانی کے متعلق جھگڑا ہو گیا کہ پہلے کون اپنے کھیت کو پانی دے۔ یہ مقدمہ بارگاہ رسالت میں پیش ہوا۔ حضور نے فیصلہ فرمایا کہ پہلے حضرت زہرا پانی دیں پھر انصاری کیونکہ حضرت زہرا کا کھیت

لَوْ جَدُّ وَاللَّهُ تَوَّابًا رَحِيمًا ۖ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ

و مضرہ القدر کو بہت توجہ قبول کرو والا مہربان یا میں کہ تو سے محبوب تھا اسے رب کی قسم مسلمان

حَتَّى يُخَيَّرُوا قِيَمًا شَجَرِيَّةً ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي الْفَيْمِ

نہ بول گئے جب تک اپنے آپ کے جھگڑے میں آپس میں حاکم نہ بنائیں۔ پھر یہ کہ تم حکم فرماؤ اپنے لوگوں میں۔

حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُشِيرُوا إِلَيْهَا ۖ وَلَوْ أَنَّا كُنْتُمْ

اس سے رکاوٹ نہ پائیں گی اور حق سے مان لیں گے اور اگر ہم ان پر فرض کرتے ہیں

عَلَيْهِمْ أَنْ أَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَخْرُجُوا مِنْ دِيَارِكُمْ مَا

کہ اپنے آپ کو قتل کر دیا اپنے گھر بار پھوڑ کر نکل جاؤں گا تو ان میں

فَعَلُوا بِالْأَقْلَمِ قِيَّتَهُمْ وَلَوْ أَنَّهُمْ فَعَلُوا مَا يُوعَظُونَ بِهِ

نحوہ سے ہی ایسا کرتے ہیں اور اگر وہ کرتے ہیں بات کی انہیں فہمیت ہی جاتی

لَكَانَ خَيْرًا لَّكَ إِنْ كُنْتَ عَلِيمًا ۚ وَإِذْ أَنْتَ فَاعِلٌ فِي الْقُرْآنِ

ہے تو اس میں ان کا بھلا تھا اور ایمان پر خوب جتنا کہ اور ایسا ہوتا تو ضرور ہم انہیں

لَدُنَّا أَجْرٌ عَظِيمٌ ۖ وَلَئِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ الْإِسْلَامَ فَاسْتَأْذِنُوا بَلَدَكُمْ ۖ وَالْأَعْيُنُ عَلَىٰ رِجَالِهِمُ الْمُنْتَبِهَةُ ۚ وَالْمُنَافِقُ يُدْخِلُ رِجْلَهُ فِي الدِّينِ الْخَالِقِ ۚ وَالشُّرَكَاءُ فِيهِ يُصِيبُ بِقَوْلِهِ كِتْلَتًا مِمَّا يَبْنِيهِ أَوَّلًا ۚ وَالْمُنَافِقُ يُدْخِلُ رِجْلَهُ فِي الدِّينِ الْخَالِقِ ۚ وَالشُّرَكَاءُ فِيهِ يُصِيبُ بِقَوْلِهِ كِتْلَتًا مِمَّا يَبْنِيهِ أَوَّلًا ۚ

اپنے پاس سے بڑا ثواب دیتے اور ضرور ان کو سیدھی راہ کی ہدایت کرتے تھے۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّهْدِي اللَّهُ سَبِيلَهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّضَلُّ اللَّهُ سَبِيلَهُ إِنَّ اللَّهَ ذُو الْقُدْرَةِ الْعَظِيمَةِ

اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم ماننے والے تو اسے اللہ کا ساتھ ملے گا۔

السلامة والبركة

پیر اللہ نے فقیر کما بین اہل علم اور صوفی اور شہسوار اور

9 2 7 7 | 2 7 7 7 | 2 7 7 7 | 2 7 7 7 |

الحکیمین و حسن اولیاد ریتا دیتا نک

وَاللَّهُ يَكْفِيكَ إِشْرَافَكَ عَلَىٰ أَعْيُنِ الْمُؤْمِنِينَ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِي ضَلَالٍ مِّنَ الْأَمْرِ

وَمِنْ آيَاتِهِ وَكُنِيَ بِإِلَهِ عَلَيْهِ سَالِفَاتُهَا الدِّينِ أَهْلُوا

مَنْزِل

اوپر کی جانب قتل۔ یہ فیصلہ انصاری کو ناگوار محسوس ہوا۔ اس کے منہ سے نکل گیا کہ ذہیر آپ کے چچو بھی زاد قریبی ہیں۔ اس پر یہ آیت کریمہ اتری۔ ظاہر یہ ہے کہ اس وقت اس انصاری پر مرتد ہونے کا حکم نہ دیا گیا ہوگا۔ کیونکہ ان کا یہ واقعہ اس قانون بننے اور اس آیت کے نزول سے پہلے تھا قانون کے احکام اس کے بن جانے کے بعد جاری ہوتے ہیں۔ اب اگر کوئی مسلمان غصے ایسا کرے تو مرتد ہے۔ ۶۔ لہل عرب پر جن میں غصے و مناقب سب شامل ہیں ۷۔ جیسا کہ بنی اسرائیل پر توبہ کے لئے حکم کا اپنے کو قتل کے لئے پیش کر دینا یا دوس نکالنے کا حکم دیا جاتا تھا اس سے اسلامی ہجرت اور جلو مراد نہیں وہ دونوں تو اسلام میں بھی ہیں لہذا آیت کریمہ پر کوئی اعتراض نہیں۔ ۸۔ یعنی ایسے سخت احکام صرف غصے موثرین صحابی مانتے مناقبین و کفار نہ مانتے لہذا اس آیت سے شیعہ دلیل نہیں نکال سکتے کیونکہ صحابہ کرام نے

(بقیہ صفحہ ۱۳۹) جس بنیاد پر طریقہ سے حضور پر چلی تھادی کی وہ دنیا جاتی ہے۔ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ رسول کی اطاعت و فرمانبرداری ایمان میں پہلی چیز اور سب سے اہم اور بڑے ثواب کا باعث ہے۔ ۱۰۔ اس سے ولایت اور قرب الہی کی راہ مراد ہے۔ کیونکہ وہ طلحہ مومن تو پہلے ہی تھے اس سے معلوم ہوا کہ کبھی نیک اعمال سے بھی ولایت مل جاتی ہے جسے ولایت کہتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ہمارے صحابہ ولی اللہ ہیں کیونکہ ان سب نے حضور کی اطاعت کی بلکہ اگر منافقین بھی یہ اطاعت کر لیتے تو وہ بھی ولی بن جاتے۔ ۱۱۔ شان نزول: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ حضور کے ایسے سچے عاشق تھے کہ ان میں آپ کی جدائی کی تاب نہ لائی۔ ایک روز بہت

عشقیں و رنجیدہ ہو کر حضور کی بازگاہ میں حاضر ہوئے۔ سرکار نے رنج و غم کی وجہ پوچھی تو عرض کیا کہ جب مجھے یہاں آپ کی جدائی برداشت نہیں ہوتی تو آخرت میں کیا حال ہو گا۔ وہاں حضور کا دیدار کس طرح پاؤں گا۔ حضور جنت کا اعلیٰ علیین میں ہوا۔ اگے اور میں کہیں اور جگہ میرے لئے تو جنت وحشت کی جگہ بن جاوے گی۔ تب یہ آیت کریمہ اتزی ۱۲ اس کا مطلب یہ نہیں کہ اللہ کی اطاعت کرنے والے نبی بن جاویں گے تاکہ آئندہ سلسلہ نبوت جاری رہے جیسا کہ قادیانیوں نے اس سے سمجھا۔ ورنہ رب فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰدِقِیْنَ چاہیے کہ صابر اللہ بن جاویں۔ ساتھ ہونا اور چیز ہے اور خود وہی بن جانا اور چیز ۱۳ خیال رہے کہ حضور کے چاہنے والے اسی کا حضور کے ساتھ جنت میں رہنا ایسا ہو گا جیسے سلطان کے خدام خاص کا سلطان کے ساتھ کوٹھی میں رہنا۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ اسی درجہ میں حضور کے برابر ہو جاوے گا۔ ۱۴ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ جنت میں حضور کا قرب جنت کی بڑی نعمت ہو گی۔ دوسرے یہ کہ ہر مدی محبت عاشق رسول نہیں۔ یہ تو اللہ کوئی خیر ہے۔

۱۔ یعنی جہاد میں دشمن کی گھات سے بچ۔ ہتھیار اپنے ساتھ رکھو اور موقع کے مطابق تھوڑے یا بہت ان کے مقابلہ میں جاؤ۔ اس سے معلوم ہوا کہ اپنے بچاؤ کے لئے ہتھیار اور سامان رکھنا توکل کے خلاف نہیں ۲۔ یعنی منافقین، اس سے معلوم ہوا کہ عبادات میں سستی کرنا منافقوں کی علامت ہے ۳۔ معلوم ہوا کہ مسلمانوں سے علیحدہ رہنا اور اس پر خوش ہونا کفر ہے۔ اعمال میں عقائد میں عام مسلمانوں کے ساتھ رہو۔ جو بکری ریوڑ میں رہے وہ بھڑیئے سے محفوظ رہتی ہے۔ ۴۔ دشمن پر فتح اور مال نیست، اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان اپنی فتح کو رب تعالیٰ کا فضل جانیں محض اپنی ہمداری کا نتیجہ نہ سمجھیں ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیاوی نفع کے لئے مسلمانوں کے ساتھ رہنا یا ساتھ رہنے کی تمنا کرنا ایمان نہیں۔ یہ تو

خُذُوا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوا ثُبَاتٍ وَاِنفِرُوا جَمِيعًا ۝

ہوشیار رہو اسے کا اور پھر دشمن کی طرف حضور سے تھوڑے ہو کر نکلو یا اگلے چلوں اور

اِنْ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيْطِئَنَّ فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيبَةٌ

تم میں کوئی وہ ہے کہ ضرور دیر لگائے گا پھر اگر تم پر کوئی آفت پڑے

قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلٰی اِذْ لَمْ اَكُنْ مَعَكُمْ شَرِيفًا ۝

تو کہے خدا کا مجھ پر احسان تھا کہ میں ان کے ساتھ حاضر نہ تھا کہ

وَلٰكِنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ لِيَقُولَنَّ كَاَنْ لَمْ تَكُنْ

اور اگر تم میں اللہ کا نفل ملے تو وہ کہے گا گویا تم میں اس میں

بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ مَوَدَّةٌ يَّلِيَّتُنِيْ كُنْتُ مَعَكُمْ فَاَفَوْزَوْا

کوئی دوستی نہ تھی اسے کاٹل میں ان کے ساتھ ہوتا تو بڑی

عَظِيْمًا ۝ فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ

مرد اپنا تو انہیں اللہ کی راہ میں لڑنا چاہئے نہ خود دنیا کی زندگی بچ کر

الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ وَمَنْ يُقَاتِلْ فِيْ سَبِيلِ اللّٰهِ

آخرت لیتے ہیں اور جو اللہ کی راہ میں لڑے پھر مارا جائے

فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ وَاَلَا لَكُمْ

یا غالب آئے تو تم پر قرب ہم اسے بڑا ثواب دیا کہ تم نے اللہ نہیں کیا ہوا

لَا تَقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِّنَ

کہ نہ مظلوموں کی راہ میں نہ اور کمزور مردوں اور

الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُولُوْنَ رَبَّنَا

مردوں اور عورتوں کے واسطے نہ یہ دعا کر رہے ہیں کہ اے ہمارے رب

اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظّٰلِمِ اَهْلُهَا ۝ وَاجْعَلْ

ہمیں اس ہستی سے نکال دے جس کے لوگ ظالم ہیں اور ہمیں اپنے پاس

مستقل

خود غرضی اور منافقوں کا طریقہ ہے دین و دنیا میں ہر طرح ان کے ساتھ رہو۔ ۶۔ تاکہ اسلام بلند ہو اور کفر کا زور نہ لے۔ مسلمانوں کو رب کی عبادت میں کوئی آڑ نہ ہو۔ یہی جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ ۷۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جہاد میں اپنے نفس کے نفع کا بالکل خیال نہ ہو۔ ملک گیری صرف دین کی خدمت کے لئے ہو۔ دوسرے یہ کہ عباد اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر جائے۔ یہ سمجھ لے کہ میں شہید ہونے جا رہا ہوں جیسا کہ یزیدوں سے ظاہر ہے۔ اگر یہ دو وصف مومن میں جمع ہو جائیں تو اللہ اس کو فتح دے گا وَ اَنْتُمْ لَا تَخْشَوْنَ اِنَّ اللّٰهَ يُخْرِجُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ ۸۔ حق مند کو دنیا میں خیمت دے کہ اور آخرت میں جنت دے کہ شہید یا قتلت خوردہ کو آخرت میں بڑا اجر عطا فرما کہ ہر حال یہ ایسا سوا ہے جس میں گناہ کوئی نہیں ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ جہاد فرض ہے۔ بلا وجہ نہ کرنے والا ایسا ہی گنہگار ہو گا جسے نماز پڑھوئے والا۔

و مسلم کے مدد متوہ نہ کیجئے۔ مکہ مکرمہ میں صرف نماز فرض ہوئی تھی جو معراج کی رات ملی۔ چنانچہ مکہ مکرمہ کے وہاں اسے فرض عین نہ فرمایا۔ اگر اس فرق سے مراد منافقین ہیں تب یہ خوف ضعف ایمان کی حکم شرعی سے ناراضی ہے اور اگر اس فرق سے مراد مومنین ہیں تو خوف سے خوف طبعی غیر اختیاری وہ خدا کی اطاعت کو نہیں چھوڑتا اور سوال سے مقصود حکمت و دریافت کرنا ہے۔ تفسیر خزائن العرفان سے خوف طبع بشری کی بنا پر تقاضا یہ خلاف ایمان نہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کو قرون و اہامان سے خوف ہوا تھا۔

المستند

میں ہر طرح آپ کا فرمان واجب العمل ہے۔ اگر کسی کو ایسا علم دیا جو ظاہر حکم قرآن کے خلاف ہو تو اس پر اطاعت لازم اس کی ہزاروں مثالیں موجود ہیں۔ اس کے لئے ہماری کتاب سلطنتِ مصطفیٰ دیکھو۔ اکیلے خیریدہ انصاری کی گواہی دو کی طرح بنادی۔ حضرت علی کے لئے قاطرہ زہر کی موجودگی میں دو سرانکاح حرام فرمادیا۔ حضرت سراقہ کو سونے کے نگینے پنا دیئے۔ ۷۔ شانِ نبول۔ یہ آیت منافقین کے بارے میں آئی جو حضور کے سامنے کہتے تھے کہ ہم آپ پر ایمان لائے۔ آپ کی اطاعت ہم پر فرض ہے۔ اور وہاں سے اٹھ کر اس کے خلاف کرتے تھے۔ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ محبوب بندوں کے کام خور رب کے کام ہیں۔ ثارہ اعلیٰ لکھتا فرشتوں کا کام ہے۔ رب نے فرمایا اللہ لکھتا ہے: "یٰسے ہی اللہ کے کام کو اس کے خاص بندے کہہ دیتے ہیں کہ یہ ہمارا کام ہے" عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں ہزاروں

(بقیہ صفحہ ۱۳۷) اللہ مردے زندہ بنیادھے کرتا ہوں حضرت جبریل نے فرمایا کہ اے مریم میں تمہیں بیٹا بخشوں گا حالانکہ یہ کام رب کے ہیں۔ یعنی ان منافقوں کو مانت نہ لگا دیا انہیں قتل نہ کر دیا کہ قتل کا حکم کلر کے ظاہر ہونے پر جاری ہوتا ہے۔ ان کا کفر چھپا ہوا ہے جس کی اطلاع ہم نے آپ کو دی۔ شریعت ظاہر پر ہے۔ لہذا یہ آیت منسوخ نہیں حکم ہے۔ وہ معلوم ہوا کہ قرآن میں غور و فکر کرنا بھی عبادت ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ ایک آیت سمجھ کر پڑھنا بغیر کبھی ہزار آیات پڑھنے سے افضل ہے۔ ذکر قرآن، نظر قرآن، فکر قرآن سب عبادت ہے۔ مگر خیال رہے کہ ہر شخص کو قرآن کے مسائل پر غور کرنے کی اجازت نہیں۔ ورنہ وہیں برباد ہو جاوے گا۔ اگر باطل علم طب میں خود غور کر کے علاج کرے تو جان لے گا اور اگر قرآن میں غور کر کے مسائل نکالے تو ایمان لے گا۔ مگر خیال رہے کہ ہر شخص کا غور علیحدہ ہے۔ جہتہدین قرآن میں غور کر کے شرعی مسائل نکالیں۔ صوفیہ اس میں غور کر کے اسرار معلوم کریں۔ علماء اس میں غور کر کے احکام کی تعلیمیں معلوم کریں۔ عوام اس میں غور کر کے ایمان تازہ کریں۔ ہر شخص سندھ میں نہ کرے۔

۱۔ اس طرح کہ اس کی خبریں سچی نہ ہوں یا بعض آیات فصیح و بلیغ ہوں اور بعض اس کے خلاف نیز آیات میں تضاد ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآنی آیات آپس میں تضاد نہیں۔ اگر کسی تضاد معلوم ہو تو یہ ہمارے علم و فہم کا قصور ہے۔ ۲۔ یعنی ضعیف مسلمانوں کے پاس جن میں ابھی کچھ یوحنا کمال نہیں سیدھے سادے اور نیک ہیں۔ انہیں خبر نہیں کہ کوئی غیر اشاعت کرنے کے قائل ہے اور کوئی نہیں۔ ہر بات من کر لوگوں میں پھیلا دیتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر خبر پھیلا دینا بھی فساد کا سبب بن جاتا ہے۔ ۳۔ ان سے مراد اہل علم صحابہ ہیں جسے خلفاء راشدین اور عبد اللہ ابن عباس وغیرہم رضی اللہ عنہم جو علم کے ساتھ کچھ بھی دیکھتے تھے۔ ۴۔ معلوم ہوا کہ قرآن کریم کو جہتہدین پر پیش کرو اور ان سے کچھ کر عمل کرو۔ خود اپنی رائے پر نہ ازود نہ گمراہ ہو گئے کیونکہ قرآن و حدیث ان امن و خوف کی باتوں سے زیادہ اہم ہے۔ جب ان کے متعلق ارشاد ہوا کہ اولو الامر علماء پر پیش کرو تو یہ آیات و حدیث بھی پیش کرو۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی صحابی گمراہ نہیں۔ کسی نے کسی وقت شیطان کی پیروی نہیں کی۔ سب اللہ کے فضل سے شیطان سے محفوظ ہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ تمام صحابہ یکساں درجہ والے نہیں بعض بہت ہی استقامت والے ہیں۔ بعض ان کے بعد ہیں۔ یعنی بدر مغزی کے موقع پر ایو سفیان سے وہ جنگ کرو جس کا ایک سال پہلے احد میں وعدہ ہو چکا ہے۔ اگر لوگ گمراہ سمجھیں تو اسے محبوب تم

اکیلے چلا۔ فتح تھلوی ہوگی۔ چنانچہ حضور ستر صحابہ کے ساتھ گئے۔ کفار مرعوب ہو کر مقابل نہ آئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بدر مغزی میں جنگ کے لئے جانا سب پر فرض نہ تھا جو ستر صحابہ وہاں گئے وہ ثواب کے مستحق ہوئے جو نہ گئے وہ گنہگار نہ ہوئے۔ ۸۔ کہ انہیں (کفار کو) مقابلہ کی ہمت ہی نہ پڑے اور ایسا ہی ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب کا عسی فرمایا بھی سچی تھی ہے۔ معلوم ہوا کہ حضور بوسے بملود ہیں کہ رب نے آپ کو اکیلے جنگ کا حکم دیا۔ ۹۔ معلوم ہوا کہ اچھی سفارش کرنا ثواب ہے اور بری سفارش گناہ کسی کو مصیبت سے جھڑانے کے لئے سفارش کرنا ثواب ہے اور کسی ظالم کو پھڑانے یا ظلم کرانے کے لئے سفارش حرام ہے۔ ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ کرنا بھی حرام ہے اور گناہ کی رحمت دینا گناہ کا مشورہ دینا یہ سب جرم ہیں یہی حال نیکی کا ہے۔ ۱۱۔ معلوم ہوا کہ سلام کا جواب دینا فرض

مباحثہ	۱۳۳	الفصل
<p>اٰخْتَلَفَا فَاْتَبَيَّرَا ۚ وَاِذَا جَاءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوْ</p> <p>آیت اختلاف پائے۔ اور جب ان کے پاس کوئی بات الامین یا گمراہ</p> <p>الْخَوْفِ اِذَا عَوَايَا ۚ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلَى</p> <p>کی آتی ہے اس کا چرچا کر بیٹھے ہیں اور اگر اس میں بدل اور پڑے ذی اختیار لوگوں</p> <p>اَوْ لِيْ اَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَ الَّذِيْنَ يَسْتَنْبِطُوْنَ مِنْهُمْ</p> <p>کی طرف ورجع لاتے تو ضرور ان سے اس کی حقیقت پان لیتے جو بد میں کا دل کرتے ہیں</p> <p>وَلَوْ اَفْضَلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَا تَبْعَثُ الشَّيْطٰنَ</p> <p>اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو ضرور تم شیطان کے کچھ لگ جاتے</p> <p>اِلَّا اَقْلِيْلًا ۝ فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا تَكْفُ الْاَ</p> <p>مگر قوتی سے۔ تو لے محبوب اللہ کی راہ میں لڑو تم نہ لڑتے نہ دینے جاتے مگر</p> <p>نَفْسًا وَحَرِيْضَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّكْفِ</p> <p>اپنے دامن اور مسلمانوں کو آمادہ کر دے کہ اللہ کا فرائض کی</p> <p>بِاسِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ وَاللّٰهُ اَشَدُّ بِاَسَاۗءِ اَشْدَّ تَنكِيْلًا ۝</p> <p>سختی روک دے۔ اور اللہ کی آجی سب سے سخت تر ہے اور اس کا نڈب سے کرا</p> <p>مَنْ يَّشْفَعُ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَهُ نَصِيْبٌ مِّنْهَا</p> <p>جو اچھی سفارش کرے اس کے لئے اس میں سے حصہ ہے۔ ۱</p> <p>وَمَنْ يَّشْفَعُ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَهُ كِفْلٌ مِّنْهَا</p> <p>اور جو بری سفارش کرے اس کے لئے اس میں سے حصہ ہے۔ ۲</p> <p>وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْبِلًا ۚ وَاِذَا حُيِّيْتُمْ</p> <p>اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور جب کہیں کوئی کسی لفظ</p> <p>بِتَحِيَّۃٍ فَجِوَابُهَا حَسَنٌ مِّنْهَا اَوْ رَدُّهَا ۚ اِنَّ اللّٰهَ</p> <p>سے سلام کرے تو تم اس سے بہتر لفظ جواب دینا کو یا وہی کہہ دو۔ ۱ جنگ اللہ</p>		

اکیلے چلا۔ فتح تھلوی ہوگی۔ چنانچہ حضور ستر صحابہ کے ساتھ گئے۔ کفار مرعوب ہو کر مقابل نہ آئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بدر مغزی میں جنگ کے لئے جانا سب پر فرض نہ تھا جو ستر صحابہ وہاں گئے وہ ثواب کے مستحق ہوئے جو نہ گئے وہ گنہگار نہ ہوئے۔ ۸۔ کہ انہیں (کفار کو) مقابلہ کی ہمت ہی نہ پڑے اور ایسا ہی ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب کا عسی فرمایا بھی سچی تھی ہے۔ معلوم ہوا کہ حضور بوسے بملود ہیں کہ رب نے آپ کو اکیلے جنگ کا حکم دیا۔ ۹۔ معلوم ہوا کہ اچھی سفارش کرنا ثواب ہے اور بری سفارش گناہ کسی کو مصیبت سے جھڑانے کے لئے سفارش کرنا ثواب ہے اور کسی ظالم کو پھڑانے یا ظلم کرانے کے لئے سفارش حرام ہے۔ ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ کرنا بھی حرام ہے اور گناہ کی رحمت دینا گناہ کا مشورہ دینا یہ سب جرم ہیں یہی حال نیکی کا ہے۔ ۱۱۔ معلوم ہوا کہ سلام کا جواب دینا فرض

(فقیر صفحہ ۱۳۳) ہے۔ لیکن بعض سنتوں کا ثواب فرض سے زیادہ ہے۔ سلام سنت ہے اور جو اب سلام فرض ہے۔ مگر ثواب سلام کرنے کا زیادہ ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور پر جگہ سے ہمارے سلام سنتے ہیں اور جو اب دیتے ہیں۔ کیونکہ ہر نماز میں حضور کو سلام کیا جاتا ہے اور جو اب دینا فرض ہے۔ جو جو اب نہ دے سکے اسے سلام کرنا منع۔ جیسے سونے والا یا استسحار کرنے والا وغیرہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کتنا بہتر جواب ہے اور صرف وعلیک السلام کتنا رد سلام ہے۔ پہلا یا حسن مناسا سے مراد ہے اور دوسرا اوڑھنا سے مراد اچھا جواب دینا بہتر ہے۔ رد سلام فرض لفظاً فصیحاً اور استسحاراً اوڑھنا امر و جواب کے لئے۔

۱۔ سلام کے مسائل فقہ کی کتابوں میں ملاحظہ کریں۔ یہاں چند مسائل عرض کئے جاتے ہیں۔ کافر مرتد، مشرک کو سلام کرنا حرام ہے کہ وہ بددعا کے مستحق ہیں اور سلام میں دعا جو سلام نہ سننے یا جواب نہ دے سکے اسے سلام کرنا منع ہے۔ جیسے سونے والا یا نماز پڑھنے والا یا استسحار کرنے والا۔ جو مسلمان فقیر و غنی و غریب و غریب کو سلام کرنا مکروہ ہے جیسے جو کا بھار ہوا تاش، خطر کی گھیل رہا ہو۔ مگر میں داخل ہوتے وقت اپنے بیوی بچوں کو سلام کرو۔ سنت یہ ہے کہ کھڑا بیٹھے کو اور سوار پیدل کو سلام کرے غالی گھر میں جاؤ تو یوں سلام کرو۔ السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کیونکہ حضور کی روح انور ہر امتی کے گھر میں جلوہ گر ہوئی ہے (حاضر و ناظر) اجنبی جو ان عورتوں کو سلام نہ کرے کہ اس میں فتنہ کا خوف ہے ۲۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا جھوٹ متفق بالذات ہے کیونکہ پیغمبر کا جھوٹ متفق بالذات ہے اور رب تعالیٰ تمام سے زیادہ سچا تو اس کا سچا ہونا واجب بالذات ہونا چاہیے ورنہ اللہ کے صدق اور رسول کے صدق میں فرق نہ ہو گا ۳۔ جو منافق مسلمانوں کے ساتھ جہادوں میں شریک نہ ہوئے بلکہ ان کے خلاف کفار سے ساز باز کی اور ان کی یہ حرکت مسلمانوں پر کھل گئی تو وہ شریعت کے مرتد اور ملت کے باغی ملک کے غدار، ہر حال قتل کے سزاوار ہیں۔ ان کے متعلق صحابہ کرام کی دو جماعتیں ہو گئیں۔ بعض ان کی ظاہری کلمہ گوئی کو دیکھ کر ان کے قتل کے مخالف تھے اور بعض ان کے اس ارتداد، غداری کو دیکھ کر ان کے قتل کے حامی تھے۔ رب نے دوسری جماعت کی حمایت کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرتد کی سزا قتل ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے مقابل کفار سے ساز باز کرنے والا قتل کا مستحق ہے اگرچہ کلمہ ہی پڑھتا ہو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ محض ظاہری ایمان کے بعد کفر کا ظہور ارتداد ہے۔ منافق پہلے سے ہی جھوٹے تھے مگر بظاہر مسلمان تھے۔ اس غداری سے مرتد ہوئے ۴۔ شان نزول۔ یہ آیت ان منافقوں کے بارے میں اتری جن کو

كَانَ عَلَى كُلِّ نَفْسٍ حَسْبُهَا ۝ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ

ہر چیز پر حساب لینے والا ہے نہ اللہ ہے کہ اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں

لَيَجْمَعَنَّكُمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ ۚ وَمَنْ

وہ حضور نہیں اکٹھا کرے گا قیامت کے دن جس میں شک نہیں اور اللہ سے

أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ حَدِيثًا ۚ فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ

زیادہ کس کی بات بھی نہ تو انہیں کیا ہوا کہ منافقوں کے بارے میں

فِتْنَيْنِ ۚ وَاللَّهُ أَرْكَسُهُمْ بِمَا كَسَبُوا ۚ أَتُرِيدُونَ أَنْ

دو فریق بنو گئے اور اللہ نے انہیں اور حاکم دیا ان کے کجیوں کے سبب کیا چاہتے

تَهُدُّوهُمْ ۚ وَأَصْلَ اللَّهِ ۚ وَمَنْ يُضِلِّ اللَّهُ فَلَنْ يَهْدِيَهُ

جو کہ اسے راہ دکھاؤ جسے اللہ نے گمراہ کیا اور جسے اللہ گمراہ کرے تو ہرگز لوٹاں کیلئے

لَهُ سَبِيلًا ۚ وَذُؤَالُو تَكْفُرُونَ كَمَا كَفَرُوا فَتَكُونُونَ

راہ نہ ہائے گمراہ تو نہ چاہتے ہیں کہ میں بھی کافر ہو جاؤں جیسے وہ کافر ہوئے نہ تو تم

سَوَاءٌ فَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ أَوْلِيَاءَ حَتَّىٰ يَبْهَجُوا فِي

ایکے ہو جاؤ کہ ان میں سے کسی کو اپنا دوست نہ بناؤں جب تک اللہ کی راہ میں

سَبِيلِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوا حُزْمَهُمْ وَأَقْبِلُوا ۚ هُمْ جِثَّةٌ

گھربار نہ پھوڑیں نہ پھر اگر وہ نہ پھریں تو انہیں پھلدار اور جہاں پاؤں نکل کر دیں

وَجَانَتْهُمْ هُمْ وَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۚ

اور ان میں سے کسی کو نہ دوست ٹھہراؤ نہ مددگار نہ

إِلَّا الَّذِينَ يَصِلُونَ إِلَىٰ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُم مِّيثَاقٌ

مگر وہ جو ایسی قوم سے علاف رکھتے ہیں نہ کہ تم میں اور ان میں معاہدہ ہے نہ

أَوْ جَاءُوكُمْ حَصِرَتْ صُدُورُهُمْ أَنْ يَقَاتِلُوكُمْ

یا تمہارے پاس یوں آئے کہ ان کے دلوں میں سکت نہ رہی کہ تم سے لڑیں

منقول

حدیث کی ہوا موافق نہ آئی۔ اور وہ جنگ بدر میں حضور کے ساتھ روانہ ہوئے۔ راستہ میں مسلمانوں سے علیحدہ ہو کر مکہ چلے گئے اور مشرکین سے مل گئے ان کے حلق مسلمانوں میں اختلاف ہوا کہ کیا یہ لوگ منافق ہیں یا ظاہر کافر ہیں اور بوقت موفد انہیں قتل کیا جائے یا نہیں۔ اس پر آیت کریمہ اتری لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں (روح) معلوم ہوا کہ کفار سے محبت بھی ارتداد کا سبب بن جاتی ہے ۵۔ یعنی یہ یہ منافق کلمہ پڑھ کر تم میں نہیں آئے بلکہ جنس لینے آئے تھے کہ تم سے میل جول کر کے کفر میں داخل کریں۔ دیکھ لو اب وہ کسے بھاگ گئے مشرکین سے مل گئے اس سے معلوم ہوا کہ دوسرے کو کافر کرنے کی کوشش کرنا کفر ہے ۶۔ اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ کافر مرتد بدعت کو دوست بنانا حرام ہے اگرچہ وہ کلمہ پڑھتا ہو اور اپنے کو مسلمان کہتا ہو جیسے اس زمانے کے منافق تھے ۷۔ اس طرح کہ

(فقہ صفحہ ۱۳۵) اور پہلے قصوں کے کفار کا قتل حرام ہے ۹۔ قتل خطائی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ کفار کو مار رہا تھا عمری مسلمان کو لگ جی دوسرے یہ کہ مسلمان کو عی کافر چلی سمجھ کر مارا اور بعد قتل اس کا مومن ہونا معلوم ہوا۔ شان نزول فقہ یہ تہمت عیاش ابن ربیعہ کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے حادثہ ابن زید کے قتل کی قسم کھائی تھی۔ حادثہ ابن زید مسلمان ہو گئے عیاش کو ان کے اسلام لانے کی خبر نہ ہوئی اور انہوں نے حادثہ کو قتل کر دیا۔ بعد میں پتہ لگا کہ یہ تو مسلمان ہو چکے تھے۔ اسے قرآن نے قتل خطا قرار دیا ۱۰۔ معلوم ہوا کہ ظلم قتل میں حق اللہ بھی ہے اور حق عبد بھی۔ کفارہ حق اللہ کا اثر ہے دیت حق عبد۔ لہذا مقتول کا وارث کفارہ معاف نہیں کر سکتا دیت معاف کر سکتا ہے۔

حق العبد وہ ہوتا ہے جسے بندہ معاف کر سکے۔ حق اللہ کو بندہ معاف نہیں کر سکتا۔ (الآن یقتلوا) کا تعلق دیت سے ہے نہ کہ غلام آزاد کرنے سے۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ جو کوئی کسی مسلمان کو خطا قتل کر دے تو اس کی جزا ایک مسلمان غلام آزاد کرنا ہے اور مقتول کے وارثوں کو خون بہا یعنی سو اونٹ دینا ہے۔ ہاں اگر ورعاء خون بہا معاف کر دیں تو ان کی مرضی خون بہا کی تفصیل کتب فقہ میں ہے۔

۱۔ یعنی اگر کوئی کافر چلی ایمان لے آیا اور اس کے ایمان کی مسلمان کو خبر نہ ہوئی اس لئے مسلمان نے اسے قتل کر دیا تو صرف کفارہ واجب ہے دیت نہیں کیونکہ اس کی قوم کافر ہے اور یہ مومن، مومن کی دشت کافر کو نہیں ملتی ۲۔ دائمی معاہدہ ہو جیسے ذی کافریا عارضی معاہدہ جیسے مستامن۔ اگر ان میں سے کوئی مسلمان کے ہاتھ سے خطا مارا جائے تو جو مسلمان کی قتل خطائی جزا تھی وہی اس کی ہوگی۔ یعنی دیت اور کفارہ ۳۔ خیال رہے کہ قتل خطا کے کفارہ میں کافر غلام آزاد نہ کیا جاوے گا۔ ہائی دیگر کفارات میں ہر طرح کا غلام آزاد کر سکتے ہیں۔ جیسے روزے کا یا ظہار کا کفارہ (حق) ۴۔ معلوم ہوا کہ ہر جرم کی توبہ علیہ ہے۔ توبہ کے لئے صرف منہ سے توبہ توبہ کہہ دینا کافی نہیں۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنت کی ظلال پر جو مومن کا قتل واقع ہوا اس کا یہ حکم نہیں جیسے امیر معاویہ و علی رضی اللہ عنہما کی جنگ میں ہوا کیونکہ وہاں فریقین نے ایک دوسرے کو مسلح اللہ سمجھا۔ حضرت علی نے امیر معاویہ کو دانی جانا اور امیر معاویہ نے حضرت علی کو قتل مٹل کے بدلے لینے میں سستی کرنے والا سمجھا حضرت علی نے اس آیت سے استدلال کیا فَجَاءَتْهُمُ الْفِتْنَةُ فَمِنْهُمْ كَثِيرٌ اِنَّ اَنْتَ اَنْتَ اَمِيرُ مَعَاوِيہ نے اس آیت سے استدلال کیا فَقَدْ جَعَلُوا لِيْ اِيْتًا يُّنَافِئُ سَلْطَنًا بہر حال امیر معاویہ سے لغزش ہوئی وہ تو ان اللہ کے پیارے ہیں۔ جیسے کوئی مسلمان کو ظلم سے کافر سمجھ کر قتل کر دے تو وہ قتل لعل محو نہیں۔ ایسے ہی وہ ہوا ۶۔ یہ قتل کی قانونی سزا ہے لیکن اگر مقتول

۱۳۶	الحجۃ	السنۃ
مَنْ قَتَلَ عَدُوَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيرُ اس قتل سے ہر جو تباری دشمن ہے اور خود مسلمان ہے نہ تو صرف ایک		
رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ ملوک مسلمان کا آزاد کرنا اور اگر وہ اس قتل میں ہو کہ تم میں ان میں		
مِيثَاقٌ فَدِيَّةٌ مُّسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ وَتَحْرِيرُ معاہدہ ہے نہ تو اس کے لوگوں کو خون بہا پیرو کی جائے اور لگ مسلمان		
رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ ملوک آزاد کرنا جس کا ہاتھ نہ پہنچے وہ لگا تار دو مہینے کے		
مُتَتَابِعِينَ تَوْبَةً مِّنَ اللَّهِ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا روزے رکھے یہ اللہ کے یہاں اس کی توبہ ہے کہ اور اللہ جانتے والا		
حَكِيمًا وَمَنْ يَقْتُلْ مُّؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ حکمت والا ہے اور جو کوئی مسلمان کو جان کو چھو کر قتل کرے شہ تو اس کا بدلہ		
جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ جہنم ہے کہ نہ تروں اس میں پسند اور اللہ نے اس پر غضب کیا اور اس پر لعنت		
وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا ۝ يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا کٹھ اور اس کے لئے تیار کر رکھا ہے بڑا عذاب اسے ایمان والو		
إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَتَبَيَّنُوا وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ جب تم جہاد کو چلو تو تحقیق کرو اور جو نہیں سلام کرے اس سے		
أَلْقَى إِلَيْنَا السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُونَ عَرَضَ یہ دیکھو کہ تو مسلمان نہیں تم جیتی دنیا کا اسباب		
الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللَّهِ مَغَآئِمٌ كَثِيرَةٌ كَذٰلِكَ چاہتے ہو تو اللہ کے پاس بہتری نعمتیں ہیں پہلے		

معاف کر دے رب تعالیٰ رحم فرما دے تو ہو سکتا ہے۔ غرضیکہ عدل اور ہے اور ظلم اور ہے۔ جہاں غلو کے ساتھ ایسا ہو گا وہاں اس کے معنی جھٹکی کے ہوں گے اور اہل کے بغیر اس کے معنی مدت دراز ہوں گے۔ یہاں معنی مدت دراز ہے مسلمان کے لئے جہنم میں جھٹکی نہیں۔ خیال رہے کہ مومن کو اس کے ایمان کی وجہ سے قتل کرنا یا قتل مومن کو حلال جان کر قتل کرنا کفر ہے جس کی سزا دائمی جہنم ہے اس کے سوا کسی جگہ کے وغیرہ میں قتل کرنا فسق ہے جس کی سزا مدت عرصے تک دوزخ میں رہنا ہے۔ ۸۔ اس سے اشارہ معلوم ہوا کہ قاتل کو بغیر قہین کے ہونے لعنت کرنا جائز ہے۔ جیسے کہا جاوے کہ جو نے پر اللہ کی لعنت ۹۔ شان نزول۔ یہ آیت مرواں بن شیک کے حعلق نازل ہوئی جو فدک کے رہنے والے تھے ساری قوم کافر تھی خود اکیلے مسلمان ہو گئے تھے ان کے اسلام کی مسلمانوں کو خبر نہ تھی جب ظفر

(فقہ صفحہ ۱۳۶) اسلام فک کی طرف روانہ ہوا تو اہل فک سب بھاگ گئے یہ اکیلے قائم رہے لشکر اسلام کو دیکھ کر انہوں نے کہا السلام علیکم۔ امام بن زید سمجھے کہ یہ اپنی بکراؤں پہلانے کے لئے سلام کر رہے ہیں۔ انہیں قتل کر دیا اور کہاں غنیمت بنالیں۔ معلوم ہوا کہ جس میں مومن کی علامت ہو اور کفر کی کوئی نشانی نہ ہو اسے کافر نہ کہو۔ یہ مطلب نہیں کہ جو سلام کرے وہ مومن ہے اگرچہ ہزاروں کفر کرے۔ منافق سلام بھی کرتے نمازیں بھی پڑھتے تھے مگر انہیں بے ایمان کہا گیا۔ اس زمانہ میں سارے قادیانی وہابی وغیرہ سلام کرتے ہیں۔ صرف سلام کرنا اسلام نہیں ایسے ہی اپنے کو مسلمان کہنا ایمان نہیں جب تک کہ عقائد بھی ٹھیک نہ ہوں۔ رب

فرمایا ہے۔ **وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اَنَّ الْمُسْلِمِيْنَ لَيَكُوْنُوْنَ**

۱۔ یعنی جب تم مسلمان ہوئے تو صرف تمہارا زبانی کلمہ سن کر تمہیں مسلمان مانا گیا تھا اور تمہارے جان و مال محفوظ کر دیئے گئے تھے اگر دل کی گمراہی تلاش کی جاتی تو تم کو اس وقت مسلمان کیسے مانا جاتا۔ جو تمہارے ساتھ ہوا وہی تم دوسرے تو مسلمانوں سے برتاؤ کرو۔ رب کا تم پر احسان کہ تمہارا مسلمان ہونا مشہور فرما دیا۔ اب کوئی تمہارے اسلام میں تردد نہیں کرتا۔ اس سے پہلے کہ اگر خطا اجتہادی سے مومن کا قتل واقع ہو جاوے تو نہ قتل پر قصاص ہے نہ دیت نہ وہ خود کافر ہو نہ گنہگار۔ دیکھو اسلام ابن زید کو قرآن کریم نے مومن فرمایا۔ ان پر قصاص یا دیت یا دیت واجب نہ فرمائی۔ ۲۔ یعنی غنیمت حاصل کرنے کے لئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو مسلمان کافروں میں رہتا ہو اس کے ایمان کی مسلمانوں کو خبر نہ ہو تو اس کے قتل سے نہ کفارہ واجب ہو گا نہ دیت۔ کچھلی آیت میں وہ صورت مذکور ہوئی جہاں مسلمان کا اسلام سب کو معلوم ہو مگر اندھیرے وغیرہ کی وجہ سے پہلے نہ گئے اور مسلمانوں کے ہاتھ سے مارا جاوے۔ لہذا آیات میں تعارض نہیں ۳۔ جبکہ جہاد فرض عین نہ ہو۔ اگر فرض عین ہو گا تو پلانڈر چنے رہنے والا سخت گنہگار ہو گا اور فرض ہونے کی صورت میں بیمار وغیرہ معذور سمجھے جائیں گے۔ ۴۔ معلوم ہوا کہ جہاد جان کا بھی ہوتا ہے مال کا بھی بلکہ قلم کا بھی زبان کا بھی جیسا موقع ہو دینا جہاد ہو گا ۵۔ شان نزول۔ جب اس آیت کا اٹکا حصہ نازل ہوا تو حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم جو نابینا تھے عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ میں نابینا ہوں جہاد میں کیونکر جاؤں اس پر آیت غیوادی الصنۃ نازل ہوئی ۶۔ معلوم ہوا کہ سارے صحابہ عادل ہیں ان میں فاسق کوئی نہیں کیونکہ فاسق سے جنت کا وعدہ نہیں ہوتا۔ جو تاریخی واقعہ کسی صحابی کا فاسق ثابت کرے وہ جھوٹا ہے۔ قرآن سچا ہے ۷۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ مجاہد غازی کو جنت میں سو رہے عطا فرما دے گا۔ ہر دور ورجوں میں اتنا فاصلہ ہو گا جتنا آسمان و زمین کے

کُنْتُمْ مِنْ قَبْلِ فَمَنْ لِّلّٰهِ عَلَيْكُمْ فَيَنْتَوِلُوْا اِنَّ اللّٰهَ

تم بھی ایسے ہی تھے پھر اللہ نے تم پر احسان کیا کہ تم پر تحقیق کرنا لازم ہے ایک

كَانَ يَمَّا تَعْمَلُوْنَ خَيْرًا ۝ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ

اللہ کو تمہارے کاموں کی قدر ہے برابر نہیں وہ مسلمان کہ جہاد

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرِ اُولٰٓئِ الصِّرَ وَالْمُجَاهِدُوْنَ

جہاد سے بیخبر نہیں اور وہ کہ راہ خدا میں

فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللّٰهُ

اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرنے والے اللہ نے اپنے

الْمُجَاهِدِيْنَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ

مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد کرنے والوں کا درجہ بخشنے والوں سے

دَرَجَةً تَوْكَلْ اَوْعَدَ اللّٰهُ الْحَسَنٰى وَفَضَّلَ اللّٰهُ

بڑا کیا اللہ اور اللہ نے سب سے بھلائی کا وعدہ فرمایا کہ اور اللہ نے جہاد والوں

الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ دَرَجَتِ

کو بخشنے والوں پر بڑے ثواب سے غنیمت دی ہے کہ اس کی طرف سے

مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَرَحْمَةً ۝ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا

درجے اور مغفرت اور رحمت کا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفَّيْنَاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِيْ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا

وہ لوگ جن کی جان فرشتے نکالتے ہیں اس حال میں کہ وہ اپنے دہرے گم کرتے تھے

فِيْمَا كُنْتُمْ قَالُوْا اَنْتُمْ مُّسْتَضْعِفِيْنَ فِي الْاَرْضِ قَالُوْا

کہ ان سے فرشتے کہتے ہیں تم کا یہ ہے میں تم سے کہ تم زمین میں کمزور تھے کہتے ہیں

اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاَسْعَاةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا ۝

کیا اللہ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے کہ

درمیان ہے۔ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ جہاد سے ایسے بڑے گنہگار بھی صحابہ ہو جاتے ہیں جو دیگر نیکیوں سے محاف نہیں ہوتے ۹۔ شان نزول۔ یہ آیت کریمہ کہ مفسر کے ان مسلمانوں کے حلق نازل ہوئی جو بظاہر مسلمان تو ہو گئے تھے مگر ہجرت فرض تھی اور یہ ہجرت کر بھی سکتے تھے مگر نہ کی۔ جنگ بدر میں مجبوراً کفار کے ساتھ آئے اور مسلمانوں کے ہاتھوں مارے گئے ان کے حلق فرمایا جا رہا ہے کہ کفار کے ساتھ رہنا اور ہلاک ہجرت نہ کرنا اپنے پر قلم ہے۔ ان سے مرے وقت فرشتے یہ گفتگو کریں گے۔ خیال رہے کہ حضور کی ہجرت کے بعد مسلمانوں کو بلا مجبوری کہ میں رہنا حرام ہو گیا تھا اگرچہ کعبہ مغنہ وغیرہ سب کچھ تھا مگر دوما کے نکل جانے سے رات بیکار ہو جاتی ہے۔ ایسے ہی جس عالم کے پاس علم و عمل سب کچھ ہو مگر نبی کریم سے تعلق نہ ہو اس عالم سے دور بھاگو۔ ۱۱۔ معلوم ہوا کہ یہ آیت ان لوگوں

(بقیہ صفحہ ۱۳۷) کے متعلق ہے جو اپنے کو ہجرت سے معذور سمجھتے تھے لیکن واقع میں معذور نہ تھے۔ واقعی معذوروں سے یہ باز پرس نہیں جیسا کہ دیگر آیات سے معلوم ہو رہا ہے۔ لہذا آیات میں تعارض نہیں۔ اس سے فقہ کی جرئت مٹی کیونکہ مسلمان کو اس کی اجازت نہیں دی گئی کہ کافروں میں اپنا ایمان چھپا کر زندگی گزار دے اور ان کی خدمت کرتا رہے۔ بلکہ دارا کفر سے ہجرت کرنا واجب قرار دیا گیا۔ اگر خلفائے ثلاثہ کی خلافتیں حق نہ ہوتیں اور ان کے زمانے میں حرمین طہیبین دار الکفر بن گئے ہوتے تو علی المرتضیٰ یا ان سے جہاد کرتے یا وہاں سے ہجرت کر جاتے۔ جب علی المرتضیٰ امیر معاویہ سے بغاوت کی بنا پر اور امام حسین یزید سے اس کے فسق کی وجہ سے جنگ کر سکتے تھے تو علی المرتضیٰ بھی خلفائے ثلاثہ سے ضرور جنگ کرتے۔

۱۔ یعنی جو واقعی معذور ہیں، ہجرت پر قادر نہیں، جیسے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ جو جنگ بدر میں کفار کے ساتھ جہاد کے لئے حضور نے اعلان فرما دیا کہ کوئی عباس کو قتل نہ کرے وہ بخوشی ہمارے مقابل نہیں آئے مجبوراً لائے گئے ہیں ۲۔ ان وجوہ سے وہ ہجرت نہ کر سکے لہذا وہ معذور ہیں۔ معلوم ہوا کہ جو سفر نہ کر سکے یا جسے دار الاسلام کا رابطہ معلوم نہ ہو وہ سب معذور ہیں ۳۔ مکہ شریف سے مدینہ پاک کی طرف۔ کیونکہ یہ وعدہ اس وقت انہی مہاجرین سے تھا۔ اب اگر کسی مہاجر کو ہجرت کے بعد ابھی جگہ نہ ملے تو اس آیت کے خلاف نہیں وہ اس آیت کا منکر نہ ہو جاوے۔ رب تعالیٰ نے یہ وعدہ پورا فرمایا۔ ۴۔ یعنی ہم ان مکہ کے مہاجروں کو مدینہ منورہ میں بہت گھمانگس دیں گے۔ یہ وعدہ رب نے پورا فرمایا۔

رب کی عبادت میں حضور کو راضی کرنے کی نیت عبادت کو مکمل کر دیتی ہے۔ شرک نہیں۔ ہجرت عبادت ہے جس میں اللہ و رسولؐ فرمایا گیا۔ بخاری شریف میں ہے وَخَنَ كَانَتْ هَجْرًا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ ۶۔ شان نزول۔ یہ آیت کہہ کر حضرت جعفر ابن ضمیرہ یثیب کے حق میں آئی۔ جو بہت ہی بوڑھے تھے۔ جب انہوں نے پچھلی آیت سنی تو کہنے لگے کہ میرے پاس مال بہت ہے۔ میں ہجرت پر قادر ہوں۔ معذورین میں داخل نہیں ہوں۔ اب میں ایک رات بھی مکہ معظمہ میں نہیں ٹھہروں گا۔ چنانچہ ان کو چار بابائی پر لے کر لوگ چلے کیونکہ اونٹ پر بیٹھ نہیں سکتے تھے۔ مقام یمیم میں پہنچ کر ان پر آٹار موت نمودار ہو گئے۔ انہوں نے اپنا پایاں ہاتھ اپنے داہنے ہاتھ میں دیا۔ اور فرمایا کہ اے اللہ! یہ میرا اور تیرے رسول کا ہاتھ ہے۔ میں اس پر بیعت کرتا ہوں جس پر تیرے رسول نے بیعت لی۔ یہ کہہ کر وفات پا گئے مشرکین تو خوب ہنسنے لگے کہ یہ مدینہ پہنچ نہ گئے؟ صحابہ مہاجرین کو خبر لگی تو بہت غمگین ہوئے اس پر یہ آیت کہہ نازل ہوئی۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ جو نیکی کا ارادہ کرے مگر نہ سکے۔ وہ اس نیکی کا ثواب پائے گا دوسرے یہ کہ علم دین سیکھنے، حج، جہاد، زیارت مدینہ منورہ، طلب رزق حلال کے لئے وطن چھوڑ دے اللہ رسول کی طرف ہجرت ہے تیسرے یہ کہ ایسے نازک موقع پر اس طرح کی بیعت قبول ہے۔ چوتھے یہ کہ جو مظلوم یا مظلومین کا طلب علم کے دوران میں مرجعائے وہ قیامت کے دن علماء و حفاظ کے حرم میں اٹھے گا۔ ایسے ہی جو حاکمی راستے میں فوت ہو جائے وہ عاقی ہے بلکہ ہر سال حج کا ثواب پائے گا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ پانچویں یہ کہ مکہ مکرمہ میں رہنا عبادت ہے مگر جبکہ وہ حضور سے خالی نہ ہو۔ اس وقت مکہ کا چھوڑنا عبادت تھا رہنا حرام تھا۔ معلوم ہوا کہ ساری بہار حضور کے دم سے ہے۔ ۷۔ یعنی چار رکعت والی فرض نماز میں۔ اس سے معلوم ہوا کہ

فَاُولَٰئِكَ مَا وَلَهُمْ جَهَنَّمُ وَاَسَاءَتْ مَصِيرًا ۱۰۰

تو ایسوں کا ٹھکانا جہنم ہے اور بہت بری جگہ ملنے کی

اِلَّا الْمُسْتَضْعِفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَ

مگر وہ جو دبا لئے گئے مرد اور عورتیں اور

الْوِلْدَانَ لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَلَا يَهْتَدُونَ

بچے جنہیں نہ کوئی تدبیر میں پڑے نہ راستہ

سَبِيلًا ۱۰۱ فَاُولَٰئِكَ عَسَىٰ اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُو عَنْهُمْ

جانیں نہ تو قریب ہے ایسوں کو اللہ صاف فرمائے

وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُورًا ۱۰۲ وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِى

اور اللہ صاف فرمائے والا بخشنے والا ہے اور جو اللہ کی راہ میں مہاجر

سَبِيلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِى الْاَرْضِ مَرْغَبًا كَثِيرًا

مہاجر کرے اللہ کی راہ میں وہ زمین میں بہت کچھ اور گمانیں پائے گا

وَسَعَةً ۱۰۳ وَمَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهِ مُهَاجِرًا اِلَى

اور جو اپنے گھر سے نکلا اللہ رسول کی طرف

اللّٰهِ وَرَسُولِهِ يُجِدْ رِكَهَ الْمَوْتِ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهُ

ہجرت کرتا ہے پھر اسے موت ملے آگیا تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ

عَلَى اللّٰهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا رَحِيْمًا ۱۰۴ وَاِذَا

پھر جو غمناک اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور جب

ضَرَبْتُمْ فِى الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ

تم زمین میں سفر کرو تم پر گناہ نہیں کہ

اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ

بعض نمازیں قصر سے پڑھو اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ

مقتول

ہوئے اس پر یہ آیت کہہ نازل ہوئی۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ جو نیکی کا ارادہ کرے مگر نہ سکے۔ وہ اس نیکی کا ثواب پائے گا دوسرے یہ کہ علم دین سیکھنے، حج، جہاد، زیارت مدینہ منورہ، طلب رزق حلال کے لئے وطن چھوڑ دے اللہ رسول کی طرف ہجرت ہے تیسرے یہ کہ ایسے نازک موقع پر اس طرح کی بیعت قبول ہے۔ چوتھے یہ کہ جو مظلوم یا مظلومین کا طلب علم کے دوران میں مرجعائے وہ قیامت کے دن علماء و حفاظ کے حرم میں اٹھے گا۔ ایسے ہی جو حاکمی راستے میں فوت ہو جائے وہ عاقی ہے بلکہ ہر سال حج کا ثواب پائے گا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ پانچویں یہ کہ مکہ مکرمہ میں رہنا عبادت ہے مگر جبکہ وہ حضور سے خالی نہ ہو۔ اس وقت مکہ کا چھوڑنا عبادت تھا رہنا حرام تھا۔ معلوم ہوا کہ ساری بہار حضور کے دم سے ہے۔ ۷۔ یعنی چار رکعت والی فرض نماز میں۔ اس سے معلوم ہوا کہ

(بقیہ صفحہ ۱۳۸) ملت اور نفل میں قصر نہیں۔ نماز مغرب و فجر دو تہ میں قصر نہیں جیسا کہ من فصلہ کے من سے معلوم ہوا یہ بھی معلوم ہوا کہ قصر پڑھنے میں گناہ نہیں۔ نہ پڑھنے سے آیت خاموش ہے۔ حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ قصر نہ پڑھنے والا ایسا ہی گنہگار ہے جیسا کہ فجر کے فرض چار پڑھنے والا۔ یہ اللہ کا مدق ہے اسے قبول کرو۔

اب مغرب خوف کی قید اشافی ہے کیونکہ اس زمانہ میں مغرب سے خالی نہ تھے۔ اب اگر خوف نہ بھی ہو جب بھی قصر واجب ہے جیسا کہ لا تَخَافُ وَلَا تَحْزَنُ اِنَّ اللَّهَ كَانَ مُخْلِصًا لِلْغَالِبِينَ

سود و گناہ، ننگا نہ کھاؤ، اس کے یہ معنی نہیں کہ سولا یا ڈیوڑھا کھالیا کرو۔ ۳۔ شان نزول۔ غزوہ ذات الرقاع میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عسکری نماز صحابہ کے ساتھ جماعت ادا فرمائی مشرکوں کو ہمت دینے کے لئے جو کہ ہم کو مسلمانوں کے قتل کا بہت اچھا موقع ملا مگر ہم چمک گئے بعض کفار یوں نے کہ مت گھبراؤ غریب ان کی عسکری نماز کا وقت آ رہا ہے۔ وہ نماز تو مسلمانوں کو جان و مال و اولاد، مال باپ سے زیادہ پھاری ہے جب مسلمان اس کے لئے کھڑے ہوں تو تم پوری قوت سے ان پر حملہ کر دینا تب حضرت جبریل نے نماز خوف پیش کی اور یہ آیات نازل ہوئیں ۳۔ یعنی جب جہاد میں دشمن کا خطرہ بڑھ جاوے تو آپ نمازوں کی دو جماعتیں کر دیں۔ ایک جماعت آپ کے ساتھ ایک رکعت ادا کرے دوسری دشمن کے مقابل رہے۔ دوسری رکعت میں یہ جماعت دشمن کے مقابل چلی جاوے اور وہ جماعت آپ کے پیچھے آ جاوے۔ پھر وہ اپنی ایک ایک بقیہ رکعت پڑھ لیں ۳۔ یعنی خود یہ لوگ جو آپ کے ساتھ رکعت پڑھ رہے ہیں ہتھیار نہ کھولیں۔ بلکہ مع اسلحہ کے نماز پڑھیں۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ یہ نمازی وہ ہتھیار لیں جو نماز میں خلل نہ ڈالیں۔ جیسے تلوار، خنجر یا آج کل ہندوق وغیرہ اور جب خود نماز پڑھنے والے ہتھیار ساتھ رکھیں تو دوسری جماعت جو دشمن کے مقابل کھڑی ہے وہ درجہ اولی ہتھیار ساتھ رکھے گی۔ لہذا دونوں جماعتیں ہتھیار ساتھ لے رہیں ۵۔ یعنی دونوں سجدے کر کے ایک رکعت یا مغرب میں پہلی جماعت دو رکعتیں امام کے ساتھ پڑھ چکے ۶۔ یعنی دشمن کے مقابل خواہ دشمن قبیلہ کی جانب میں ہو یا کسی اور سمت میں ۷۔ معلوم ہوا کہ نماز کی جماعت ایسی ضروری ہے کہ ایسی سخت جنگ کی حالت میں بھی کسی پر جماعت معاف نہ کی گئی۔ انفس ان پر جو بلاوجہ جماعت چھوڑ دیتے ہیں ۸۔ پھر آپ تو اسے محبوب اور رکعتیں پوری کر کے سلام پھیر دیں اور پہلی جماعت آ کر دوسری رکعت بغیر قرات کے ادا کرے کیونکہ وہ

الحجۃ	۱۳۹	السلام
يَقِيْتَكُمْ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ		
کافر نہیں ادا دیں گے نہ اپنے آپ کو تمہارے لئے		
عَدُوًّا قٰمِيْنًا ۚ وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقِمْتْ لَهُمْ		
دشمن ہیں اور اے محبوب جب تم ان میں شرکت فرماؤ پھر نماز میں		
الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَٰٓئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلِيَاْخُذُوْا		
ان کی جماعت کرو نہ تو چاہیے کہ ان میں ایک جماعت تمہارے ساتھ ہوتی اور وہ اپنے ہتھیار		
اَسْلِحَتِهِمْ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ		
لے رہیں نہ پھر جب وہ سجدہ کر رہیں تو تم ان سے پیچھے ہو جائیں نہ		
وَلَتَاْتِ طَٰٓئِفَةٌ اٰخَرٰی لَمْ يَصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكُمْ		
اور اب دوسری جماعت آئے گی جو اس وقت تک نماز میں شریک نہ تھے اب وہ تمہارے		
وَلِيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتِهِمْ وَاَلَّذِيْنَ		
شدید ہوں نہ اور چاہیے کہ انہیں ہتھیار لے رہیں نہ کافروں کی نماز		
كَفَرُوْا وَلَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ		
ہے کہ کہیں تم اپنے ہتھیاروں اور اپنے اسباب سے غافل ہو جاؤ		
فِيْمِیْنُوْنَ عَلَیْكُمْ مِّمْلَةٌ وَّاحِدَةٌ ۚ وَلَا جُنَاحَ		
کو ایک دھم تو ہر جنگ ہند میں نہ اور تم ہر معاملہ		
عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذٰی مِّنْ مَّقْطَرٍ وَّكُنْتُمْ		
نہیں اگر تمہیں مینہ کے سبب تکلیف ہو یا بار		
مَرْضٰی اِنْ تَضَعُوْا اَسْلِحَتَكُمْ وَّخَدُوْا حِذْرَكُمْ		
جو کر چاہے ہتھیار کھول رکھو اور ابھی ہتھیار لے رہو نہ		
اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكَافِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِیْنًا ۝۹ فَاِذَا		
جنگ اللہ نے کافروں کے لئے تیار کر رکھا ہے نہ پھر جب		

منازل

لاحق ہے اور اس کے بعد کی جماعت قرات کے ساتھ پہلی رکعت ادا کرے کیونکہ وہ مسنون ہے۔ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز خوف میں دو میان نماز میں چنانچہ پھرنا کعبہ سے سید پھر جانا سب کچھ صحابہ ہے۔ وہ شخص نماز ہی میں رہے گا جیسا کہ اگر نمازی کا درمیان نماز وضو نہ کرے چاہا پڑتا ہے اور وہ نماز ہی میں رہتا ہے۔ ۱۰۔ شان نزول۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ عبدالرحمن بن عوف اس جنگ میں ہمت نہ ڈھکی تھے انہیں ہتھیار لے کر نماز پڑھنا بہت گراں تھا ان کے حلق یہ آیت نازل ہوئی اس آیت سے بعض علماء نے اس پر دلیل پکڑی ہے کہ نماز خوف میں ہتھیار لے کر نماز پڑھنا واجب ہے لیکن اکثر کافروں یہ ہے کہ مسجد میں ۱۱۔ شان نزول۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ غزوہ نبی المار میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عظیم بخشی۔ کوئی کافر مقابل نہ رہا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فکر

(تقریباً صفحہ ۱۳۹) سے دور رضا حاجت کے لئے جنگل تشریف لے گئے جو رات میں عمارت محرابی کو چھ چلا تو وہ فوراً نکلا اور سوختے ہوئے سامنے آکر ہوا اور بولا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کو میری کھوار سے کون چھائے گا حضور نے نہایت بے پروائی سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ۔ جب اس نے وار کرنے کا ارادہ کیا اور نہ منہ کر پڑا۔ کھوار ہاتھ سے پھوٹ گئی۔ وہ کھوار حضور نے اٹھائی اور فرمایا کہ کتاب تجھے میرے ہاتھ سے کون چھائے گا۔ بولا کوئی نہیں۔ حضور نے فرمایا کہ پڑھ لے تو تجھے لانا ہے۔ وہ بولا میں کلمہ تو نہیں پڑھتا البتہ آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ نہ تو آپ سے لڑوں گا نہ آپ کے دشمن کی مدد کروں گا۔ اس پر حضور نے اسے چھوڑ دیا۔ اس پر یہ آیت کریمہ اتری۔ یعنی ایسے مقام پر جس کام کے لئے جاذب احتیاط سے جاؤ۔

۱۔ یعنی نماز کے علاوہ پھر ہر طرح ذکر اللہ کرتے رہو۔ اس سے وہ مسئلہ ثابت ہونے لگا کہ ایک تو یہ کہ جناب میں غازی کی یہ شان چاہیے کہ ہاتھ میں کھوار اور زبان پر ذکر یاد ہو۔ دوسرے یہ کہ فرض نماز کے بعد جو بلند آواز سے کلمہ طیبہ پڑھتے یا درود شریف پڑھتے ہیں وہ جائز بلکہ بہتر ہے۔ یہ آیت اس کا ماخذ ہے۔ بعد نماز بلند آواز سے ذکر کی بہت سی احادیث ہیں ۲۔ تمام شرائط وغیرہ ادا کر کے یعنی یہ چلنے پھرنے کی اجازت نماز خوف میں تھی۔ اس کے بعد نہیں ہے۔ ۳۔ معلوم ہوا کہ سفر میں دو نمازیں جمع نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ ہر نماز کے لئے اس کا وقت قرآن سے ثابت ہے۔ جن احادیث میں دو نمازیں جمع کرنے کا ذکر ہے وہاں جمع صوری مراد ہے۔ یعنی پہلی نماز آخر وقت میں اور دوسری نماز اول وقت میں ادا کی ۴۔ شان نزول۔ جنگ احد سے فارغ ہونے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو حکم دیا کہ کفار مکہ کا چھپا کو تا کہ وہ پھر پلٹ کر نہ آجائیں تو صحابہ نے سخت زخمی ہونے کی شکایت کی۔ اس پر یہ آیت کریمہ اتری۔ یعنی جب کفار اتنی ہمت کر جاتے ہیں کہ دھم کھا کر تمہارا پیچھا کرتے ہیں تو تم کیوں نہیں کرتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ غازی کی ہمت بندھانے کے لئے کفار کی ہمداری اور جرات کا ذکر کرنا جائز ہے۔ ۵۔ شان نزول۔ یہ آیت طعہ بن ابیرق کے حلق نازل ہوئی جس نے اپنے پڑوسی قتادہ بن نعمان کی زرہ چرائی اور آنے کی پوری میں رکھ کر ایک یہودی کے گھر آنا نہ دیکھ آیا۔ تلاش کرنے پر زرہ اور پوری یہودی کے گھر سے برآمد ہوئی۔ یہودی نے کہا کہ طعہ رکھ گیا ہے۔ طعہ کی قوم اپنی برادری کی حمایت میں یہ پوشش کرنے لگی کہ یہودی کا جرم ثابت ہو۔ طعہ بری ہو جاوے۔ تب یہ آیت کریمہ اتری۔ اس کی قوم نے جھوٹی گواہی دی کہ طعہ بے قصور ہے۔ ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ اکثر حضور کے فیصلے دو چیزوں پر مبنی ہوتے تھے۔ کتاب

تَضَيُّمُ الصَّلَاةِ فَادْكُرُوا اللَّهَ قِيَمًا وَقَعُودًا

تم نماز پڑھتے ہو تو اللہ کی یاد کرو کھڑے اور بیٹھے اور

وَعَلَىٰ جُنُوبِكُمْ فَإِذَا أَطْمَأْنَنْتُمْ فَاقِيَمُوا الصَّلَاةَ

کروڑوں پر بیٹھے پھر جب مطمئن ہو جاؤ تو صوب دستور نماز قائم کرو

إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا

بے شک نماز مسلمانوں پر وقت باندھا ہوا فرض ہے

وَلَا تَهْوُوا فِي ابْتِغَاءِ الْقَوْمِ إِنْ تَكُونُوا تِلْكَ الْأُمَمَ

اور تمہاری قوموں کی تلاش میں سستی نہ کرو کی اگر تمہیں وہ قومیں ہیں

فَإِنَّهُمْ يَأْمُرُونَ بِالْكَفَرِ كَمَا تَأْمُرُونَ بِالْإِيمَانِ

تو انہیں بھی دیکھ دیکھتا ہے جیسا تمہیں بھی دیکھ دیکھتا ہے اور اللہ سے وہ امید رکھتے ہو

مَا لَا يَرْجُونَ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا

جو وہ نہیں دیکھتے اور اللہ جاننے والا ہے اے محبوب

أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ

بے شک ہم نے تمہاری طرف تمہیں کتاب اتاری کہ تم لوگوں میں فیصلہ کرو

بِمَا آرَاكَ اللَّهُ وَلَا تَكُنْ لِلْخَائِنِينَ خَصِيمًا

جس طرح تمہیں اللہ دکھائے نہ اور دغا والوں کی طرف سے نہ جنگجو

وَاسْتَغْفِرِ اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا

اور اللہ سے معافی چاہو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے

وَلَا تَجَادِلْ عَنِ الَّذِينَ يَخْتَلُونَ أَنفُسَهُمْ

اور ان کی طرف سے نہ جنگجو جو اپنی جانوں کی فحاشی میں ڈالتے ہیں

إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا أَثِيمًا

بے شک اللہ نہیں چاہتا کسی بڑے دغا باز و گھٹکار کو

منزل

اللہ اور نور جوت' لہذا حضور کے فیصلے ایسے اہل تھے۔ جن کی اہل ناممکن تھی۔ بعد میں علماء و قاضیوں کے فیصلے کتاب اللہ اور شواہد وغیرہ پر ہوں گے لہذا کسی حاکم کا فیصلہ یقینی نہیں' قابل اہل ہے۔ ۷۔ اس میں بظاہر خطاب حضور سے ہے لیکن درحقیقت قیامت تک کے حکام کو شانا مقصود ہے کہ فیصلہ کرنے میں کوتاہی نہ کیا کریں۔ صحیح طرم کو بغیر وہ رعایت صراحتی دیا کریں۔ دیکھو طعہ بظاہر موسیٰ تھا اور یہودی کا قہر تھا مگر فیصلہ اس موقع پر یہودی کے حق میں ہوا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سارے صحابہ گناہوں سے محفوظ نہیں ہاں رب کے فضل سے گناہ پر قائم نہیں رہتے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ گناہ اگرچہ کتنا ہی بڑا ہو لیکن اس سے انسان کافر نہیں ہوتا کہ رب تعالیٰ نے طعہ کے حساب سے کو کافر نہ فرمایا خائن فرمایا ۸۔ ظاہر یہ ہے کہ اس میں طعہ سے خطاب ہے کہ تو اپنے ان گناہوں کی معافی چاہ اور اگر

SC 10

السبب

155

والرحمن

تو کہ آسمانوں میں ہے اور جو کہ زمین میں ملے اور ہر چیز پر

اللہ کا قابو ہے اور تم سے عورتوں کے پاس سے تو ہی ملو چھتے ہیں

مگر ہمارے دل آئیں ان کا کھوی دیا ہے کہ اور وہ جو ہم بہت سرائے

۱۰۲ - ۱۰۳ - ۱۰۴ - ۱۰۵ - ۱۰۶ - ۱۰۷ - ۱۰۸ - ۱۰۹ - ۱۱۰

الحمد لله الذي جعل القرآن الكريم

اور کمزور بچوں کے بارے میں اور یہ کہ یتیموں کے حق میں

[illegible]

اللَّهُ كَانَ بِهِ عِلْمًا ﴿١٦٩﴾ وَإِنْ أَنتُ خَافْتُ مِنْهُ

کہ اس کی خبر ہے کہ اور انہوں نے عورت اپنے سواہر سے زیادتی کا

پس از آنکه در آنجا رسیدند و در آنجا رسیدند و در آنجا رسیدند

أَنْ يُصْلِحَ بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ وَأَنْ

وہاں میں نے اس کے لئے ایک کتب خانہ بنوایا ہے جس میں
 ۱۰۰۰۰ سے زائد کتب جمع ہیں۔

دل لایم کے پھندے میں ہیں لے اور اگر تم یقین اور ہرگز نہ گھاری سکو

منزل ۱۰

(ابتداء صفحہ ۱۵۰) حضور انور سے خطاب ہے تو اس بنا پر کہ ابرار کی نیکیاں مقربین کے گناہ ہوتے ہیں۔ حضور نے چاہا تھا کہ گواہی پر فیصلہ فرمادیں۔ جیسا کہ شرعی قاعدہ ہے۔ فرمایا گیا کہ اس ارادے سے توبہ فرمادیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ ان لوگوں کے لئے دعائے مغفرت فرمادیں جنہوں نے طہر کی غلط حمایت کی کہ رب ان کی یہ غلطی سنا کر فرمادے۔ اور آئندہ ایسی قوی حمایت سے بچائے جو گناہ کا باعث ہو یا ان کی گواہی قبول فرمالینے کے ارادہ سے محتاطی چاہیں ان کی گواہی پر جرح قدر فرمادیں کیونکہ عدالت الابرار سیات المقربین حاکم کا مدعی کی گواہی قبول کرنا برا نہیں ۹۔ معلوم ہوا کہ جمہور کی وکالت جائز نہیں کیونکہ گناہ کی گناہ پر مد کرنا بھی گناہ ہے اور اس وکالت کی اجرت حرام ہے۔ کیونکہ حرام ذریعہ سے حاصل ہوئی۔

۱۔ یہ آیت تقویٰ و طہارت کی جز ہے۔ اگر انسان یہ خیال رکھے کہ میرا کوئی حال اللہ رسول سے چھپا ہوا نہیں تو گناہ کرنے کی ہمت نہ کرے۔ ۲۔ یعنی اللہ اپنے علم و قدرت کے لحاظ سے ان کے ساتھ ہے اس سے شرم و خیاں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر بندہ اللہ کو اپنے ساتھ سمجھے تو گناہ کی ہمت نہ کرے۔ اسی طرح جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس حاضر و ناظر جانے کبھی گناہ نہ کرے۔ اس آیت میں اشارہ شاید لگا کہ کوئی بھی حضور کی نگاہ سے چھپا ہوا نہیں۔ کیونکہ یہاں یہ فرمایا کہ لوگوں سے چھپتے ہیں۔ یہ نہ فرمایا کہ آپ سے چھپتے ہیں اور لا یستخفون میں رب نے اپنے حبیب کو اپنے ساتھ ذکر فرمایا یعنی مجھ سے اور میرے حبیب سے نہیں چھپ سکتے۔ رب فرماتا ہے۔ تَابِعْنَا الْقَبِيلَ مَا كَانَتْ سُلْطَانُ شَاهِدًا اللہ مومنوں کے ساتھ ہے کرم سے، نبیوں و لوگوں کے ساتھ ہے حمایت اور مہربانی سے کفار کے ساتھ ہے قہر و غضب سے سب کے ساتھ ہے علم و قدرت سے۔ ۳۔ یعنی طہر کی قوم طہر کی طرفداری کے لئے خیرے طور پر تدبیریں سوچتی تھی۔ کہ جیسے ہو سکے طہر کو بری کرایا جاوے تاکہ اپنی قوم بدنام نہ ہو ۳۔ یعنی اللہ کا علم و قدرت انہیں گھیرے ہے کیونکہ اللہ کی ذات محیط ہے نہ محاط۔ وہ جگہ اور جگہ میں ہونے سے پاک ہے ۵۔ خیال رہے کہ دھوکہ دینے کے لئے اللہ کی بارگاہ میں جھگڑنا ممکن ہے۔ محبوس کی شفاعت اور اور چھوٹے بچوں کا اپنے ماں باپ کی بخشش کے لئے رب سے جھگڑنا آیات و احادیث سے ثابت ہے رب فرماتا ہے۔ مَنْ الذِّیْ یُشْفِعُ عِنْدَ الْاِیَّادِیْنِ حضور نے ارشاد فرمایا کہ کچا بچہ رب سے اپنے والدین کی بخشش کے لئے ایسا جھگڑے گا جیسے قرض خواہ مفروض سے اس سے فرمایا جاوے گا اَنْهَیْتُ الشُّفْعَ الْاُولَیْمَیْنِ مگر یہ جھگڑنا نا کا ہو گا نہ کہ مقابلہ کا۔ لہذا اس آیت میں شفاعت کی نفی نہیں۔ ۶۔ معلوم ہوا کہ ہر گناہ کی توبہ ہے مگر طریقہ توبہ مختلف

النساء	۱۵۱	المصنفہ
<p>یَسْتَخْفُونَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُونَ مِنَ اللَّهِ وَهُمْ مَعَهُمْ اذِیْبَتُونَ مَا لَا یَرْضٰی مِنْ</p> <p>اور اللہ ان کے پاس ہے نہ جب دل میں دعوات جوڑ کر لے میں جو اللہ</p> <p>الْقَوْلِ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا یَعْمَلُونَ مُحِیْطًا ۝۱۵۱</p> <p>کو ناہند ہے نہ اور اللہ ان کے کاموں کو گھیرے ہوئے ہے نہ غلطے ہو</p> <p>هُوَ اِلٰهٌ جَدُّ لَتَمَّ عَنْهُمْ فِی الْحَیٰوَةِ الدُّنْیَا قَمِنْ</p> <p>جو تم ہو دنیا کی زندگی میں تو ان کی طرف سے جھگڑے تو ان کی</p> <p>یَجَادِلُ اللَّهُ عَنْهُمْ یَوْمَ الْقِیَمَةِ اَمْ مَنْ یَكُوْنُ</p> <p>طرف سے کون جھگڑے گا اللہ سے قیامت کے دن نہ یا کون ان کا</p> <p>عَلِیْهِمْ وَکِیْلًا ۝۱۵۲ وَمَنْ یَعْمَلْ سُوْءًا اَوْ یُظْلِمْ</p> <p>دیکھل ہو گا اور جو کوئی برائی یا اپنی جان پر</p> <p>نَفْسَهُ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللَّهُ یَجِدِ اللَّهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝۱۵۳</p> <p>ظلم کرے پھر اللہ سے بخشش مانے تو اللہ کو بخشنے والا مہربان پائے گا</p> <p>وَمَنْ یَّکْسِبْ اَثْمًا فَانْمَا یُکْسِبُهُ عَلٰی نَفْسِهِ وَكَانَ</p> <p>اور جو گناہ کمائے تو اس کی کمانی اسی کی جان پر پڑے گی اور اللہ</p> <p>اللَّهُ عَلَیْهَا حَکِیْمًا ۝۱۵۴ وَمَنْ یَّکْسِبْ خَطِیْئَةً</p> <p>علم و حکمت والا ہے اور جو کوئی غلط یا گناہ</p> <p>اَوْ اَثْمًا ثُمَّ یُزِمْرِہٖ بِرِیْءًا فَقَدْ اَحْتَمَلَ بُہْتَانًا</p> <p>کمائے نہ پھر اسے کس سے گناہ پر توہم لے اس نے ضرور بہتان</p> <p>وَاَثْمًا مَّیْمِنًا ۝۱۵۵ وَلَوْ لَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَیْکَ وَ</p> <p>اور گناہ گناہ اٹھایا اور اسے میوہ اگر اللہ کا فضل و رحمت تم پر نہ ہوتا</p>		

۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

ہے۔ کفر کی توبہ ایمان ہے اور حقوق العباد کی توبہ اداء حقوق ہے ترک نماز کی توبہ ان کی تھا ہے۔ پھر سب کے احکام جدا ہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ چوری یا قتل کر کے بھرا کھیل کر صرف منہ سے توبہ کہہ لینا کافی ہے۔ ع۔ یعنی ہر شخص کو اپنے گناہ کی سزا پہنچنی چاہیگی۔ یہ نہ ہو گا کہ کرسے یا اور بھرے کوئی اور۔ ہاں گناہ کرانے والا بھی اس جرم کے ساتھ گرفتار ہو گا۔ ۸۔ یہاں گناہ سے مراد گناہ کبیرہ اور غلط سے مراد گناہ صغیرہ ہے۔ بے گناہ کو تحت لگانا سخت جرم ہے۔ وہ بے گناہ خواہ مسلمان ہو یا کافر۔ کیونکہ طہر نے یہودی کافر کو بہتان لگایا تھا۔ ۹۔ یعنی اگر رب تعالیٰ نے آپ کو معصوم نہ بنایا ہو تا اور آپ پر تمام علوم ظاہر نہ کر دیے ہوتے تو یہ آپ کو بہکا دیتے۔ بہکانے سے مراد دھوکہ دے کر غلط فیصلہ کرا لینا ہے۔

۱۔ معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت رب فرماتا ہے۔ کوئی آپ کو بیکام نہیں سکتا۔ نیز صحابہ کرام کے لئے بھی یہی فرماتا ہے۔ وَمَا يُضِلُّوكَ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ وَمَا يَضِلُّوكَ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ وَمَا يَضِلُّوكَ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ۔ یہ لفظ حضور کی جگہ حضور کے صحابہ پر بھی پڑی کہ ان کا ایمان قطعی ہو گیا اس میں غیب کی خبر ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمل مخالفت کا بیان ہے۔ یعنی نہ آپ سے فلا فیصلہ کرا سکیں گے کیونکہ ہم نے آپ کو معصوم بنالیا اور نہ درست فیصلہ کرنے پر آپ کو دنیاوی نقصان پہنچا سکیں گے۔ کیونکہ اللہ آپ کا ناصر ہے۔ رب فرماتا ہے وَفَالِقُ الْيَعْقُوبَ فَوَاقٍ ۚ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن بھی رب کی طرف سے ہے۔ اور حدیث بھی۔ قرآن کے لفظ بھی رب کے ہیں۔

اور حدیث کا حرف معنوں رب کا ہے۔ الفاظ حضور کے اپنے ہیں ۳۔ معلوم ہوا کہ کوئی حضور کو دھوکا نہیں دے سکتا۔ کیونکہ دھوکا وہ کھائے جو بے خبر ہو۔ البتہ فیصلہ گواہی پر ہوتا ہے اگرچہ گواہی جھوٹی ہو۔ اور اس کے جھوٹ پر دلیل قائم نہ ہو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ نے سارے علوم غیبیہ اپنے حبیب کو سکھادیے ہیں رب نے تمام دنیا کو عقل فرمایا۔ تَدْرُسُ الدُّنْيَا بَعْلًا اور یہاں فرمایا کہ تم پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔ معلوم ہوا کہ تمام دنیا حضور کے ملک کا ایک اونی حصہ ہے۔ ورنہ آپ پر فضل عظیم کیسے ہو گا۔ ۵۔ اس میں تمام مشورے داخل ہیں۔ حکومتوں کی کانفرنسیں، اسمبلی کے اجلاس، قومی چٹانیں، خانگی امور میں مشورے اگر اچھی بات کے لئے ہیں تو مبارک ہیں ورنہ برے۔ ۶۔ یعنی خاندان، بیوی، باپ، بیٹے، دوست، احباب، محلے والے، شہر والے اسلامی حکومتیں جب لڑیں تو ان میں صلح کرا دینا بڑی عبادت ہے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ اس سے مراد مسلمان ہوں۔ اور اگر ناس سے عام انسان مراد ہوں تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ کافروں کو رغبت اسلام دے کر مسلمان بنایا جائے تاکہ مسلمانوں سے ان کی صلح ہو جاوے یا اگر کافروں کو حکومتوں میں جنگ کے آثار ہوں اور مسلمانوں کے لئے صلح بہتر ہو تو صلح میں پڑ کر صلح کراوے جنگ روک دے وہ بھی اس ثواب کا مستحق ہے۔ کفار سے صلح جائز ہے۔ رب فرماتا ہے۔ كَانَتْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ حَاجَةٌ لِّهَادِثِكُمْ عَلَيْهَا تِلْكَ ۚ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس کو اسلام کی دعوت نہ پہنچی ہو اس پر احکام شرعیہ لازم نہیں صرف عقیدہ توحید کافی ہے کیونکہ اس نے رسول کی مخالفت نہ کی نیز جو بے علمی میں گناہ کر بیٹھے اس پر مخالفت رسول کا گناہ نہ ہو گا۔ مخالفت رسول جب ہے کہ دینہ و دانستہ حضور کی نافرمانی کرے۔ یہ بھی خیال رہے کہ مخالفت رسول فی العقیدہ کفر ہے اور فی العمل فسق۔ ۸۔ معلوم ہوا کہ تقلید ضروری ہے کہ یہ عام مسلمانوں کا راستہ ہے۔ اسی طرح ختم فاتحہ، محفل میلاد، عرس بزرگانِ عامۃ المسلمین کے

الاحادیث

۸۵۴

رَحْمَتِهِ لِهَيْبَتِ طَائِفَةٍ مِنْهُمْ أَنْ يُضِلُّوكَ وَمَا يُضِلُّونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضِرُّونَكَ مِنْ شَيْءٍ

اُن میں سے کچھ لوگ بے ہمتی کے ہیں دھوکا دے دیں اور وہ

یضِلُّونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضِرُّونَكَ مِنْ شَيْءٍ

اپنے ہی آپ کو، ہٹکا رہے ہیں نہ اور کہاں کہ نہ بھڑکیں گے

وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ

اور اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت اتاری ہے اور تمہیں سکھا دیا

مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا

جو کچھ تم نہ جانتے تھے نہ اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے

لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِنْ نَجْوَاهُمْ إِلَّا مِنْ أَمْرٍ بِصِدْقَةٍ

ان کے اکثر مشوروں میں کچھ بھلائی نہیں مگر جو حکم دے نصرت

أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ وَمَنْ يَجْرِ

یا اچھی بات یا لوگوں میں صلح کرنے کا کام اور جو

يَفْعَلْ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ

اللہ کی رضا جانے کو ایسا کرے تو اسے مقرب ہم بڑا

أَجْرًا عَظِيمًا وَمَنْ يَشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ

ثواب دے گا اور جو رسول کا کلمات کرے بہر

بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ

اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا ہو اور مسلمانوں کی راہ سے ہٹا

الْمُؤْمِنِينَ نُؤْتِهِ مَا تَوَلَّى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ

راہ لے گا ہم اس کے مال پر ہمارے دین کے جہنم میں داخل کر دیں

وَسَاءَتْ مَصِيرًا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُغْفِرُ أَنْ

کے اور بہت سی بڑی جہنم کی اللہ اسے نہیں بخشتا کہ

الاحادیث

عمل میں اور مسلمان انہیں اچھا سمجھ کر کرتے ہیں۔ لہذا یہ بہتر ہے۔ رب فرماتا ہے وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۚ ۱۔ اور حضور نے ارشاد فرمایا۔ اَنْتُمْ شُعْبَةٌ مِنَ الْوَسْطِ اور فرمایا مَا رَأَى الْوَسْطَ حَسَنًا فَهُوَ وَذَلِكَ حَسَنٌ ۚ ۲۔ مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔

اب شرک سے مراد کفر ہے۔ رب فرماتا ہے۔ لَا تَتَّبِعُوا الشَّيْطَانَ فَهُوَ كَرِيمٌ اور مطلب یہ ہے کہ جو کفر پر مجبور ہو جائے اس کی مغفرت نہیں۔ گناہ پر مرتے والے کی مغفرت ہو سکتی ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ توبہ سے بھی کفر معاف نہیں ہو سکتا۔ عام اہل عرب پہلے کفار ہی تھے۔ ایمان لائے۔ کفر سے توبہ کی۔ بخشے گئے۔ ۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفر ان ہی کو کفر تک نہ پہنچی ہو گناہ کبیرہ، حقوق اللہ اور حقوق العباد تمام گناہ قابل مغفرت ہیں اگرچہ حقوق العباد کی مغفرت کا طریقہ یہ ہو گا کہ رب تعالیٰ صاحب حق سے معاف کرا دے گا۔ دوسرے یہ کہ خلاف وعید جائز بلکہ واقع ہے وہ دراصل ظلم ہی نہیں تمام گناہوں کی سزا شیت الہی پر موقوف ہے۔ تیسرے یہ کہ اس بخشش کا یقین نہیں امید ہے۔

کیونکہ لَمْ يَشَأْ، فرمایا گیا۔ لہذا یہ آیت گناہ پر جرات پیدا نہیں کرتی بلکہ گناہ سے روکتی ہے۔ کیونکہ یاں گناہ کراتی ہے۔ ۳۔ کفار عرب فرشتوں کو رب کی لڑکیاں کہہ کر پوجتے تھے۔ نیز گزشتہ مری ہوئی بعض عورتوں کے بت بناتے تھے نیز بچوں کو زیور پہناتے تھے۔ جیسے آج مشرکین ہندو گناہ کالی وغیرہ کو عورت مان کر پوجتے ہیں ۳۔ حضور کا راستہ چھوڑ کر جس گمراہ کی اطاعت کی جاوے، شیطان کی پیروی نہ کیونکہ سب گمراہوں کو شیطان نے ہی گمراہ کیا ہے۔ ۵۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ تقیہ الہی بری لغت ہے۔ کہ شیطان نے بھی رب کے سامنے تقیہ نہ کیا۔ جو اسے کرنا تھا وہ صاف صاف کہہ دیا۔ دوسرے یہ کہ شیطان کو رب نے اتنا وسیع علم اور قدرت بخشی کہ وہ ہنگامے کے طریقے جانتا ہے اور ہر ایک کو پہچانتا ہے۔ تیسرے یہ کہ انبیاء و اولیاء کو شیطان بھی معصوم یا محفوظ جانتا ہے اس لئے اس نے من عبادک کہا جو انہیں گنہگار بنائیں وہ شیطان سے بھی بدتر ہیں۔ ۶۔ خیال رہے کہ دنیا کی لمبی عمر زیادتی مال وغیرہ کی وہ آرزو جو رب سے غافل کرے شیطانی کام ہے البتہ اللہ کے لئے یہ چیزیں چاہنا عبادت ہے۔ ۷۔ اس سے چہ لگا کہ گناہ کی تنظیم کرنا یا ہولی دیوالی میں جانوروں کے سینک رنگنا یا مشرکین کی سی رسمیں کرنا سب شیطانی کام ہیں۔ مسلمانوں کو اس سے بچنا لازم ہے بلکہ ان کے بوسے دن کی تنظیم گناہ وغیرہ کا احترام کرنا کفر ہے۔ مسلمان کو ہر بری چیز سے نفرت چاہیے۔ ۸۔ معلوم ہوا کہ رب نے شیطان کو بھی علم غیب دیا کہ اس نے آئندہ کے معلق جو خبر دی آج دیا ہی دیکھا جا رہا ہے۔ جب بیماری کی یہ طاقت ہے تو علاج اور دوا کی طاقت زیادہ ہونی چاہیے۔ نبی ولی علاج ہیں شیطان بیماری، مواضعی منڈانا بھی اس میں داخل ہے کہ یہ تقیہ خلق اللہ ہے۔ جیسے عورت کو سر منڈانا حرام ہے ایسے ہی مردوں کو ڈاڑھی منڈانا۔ یہ آیت ان تمام آیتوں کی تفسیر ہے جن میں لَمْ يَشَأْ تَرْفَعِ يَدَيْكَ تَعَالَى کی ممانعت کی گئی

المعصية	۱۵۳	السنہ
<p>يُشْرِكْ بِهِ وَيَغْفِرْ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ</p> <p>اس کا کوئی شرک نہ فرمایا جائے اور اس سے بچے ہر گھر کے بچے علیہ معاف فرمادیا</p> <p>وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا</p> <p>ہے اور جو اللہ کا شرک نہ فرمائے وہ دیر کی گمراہی میں پڑا</p> <p>إِنْ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ إِلَّا اِنْتَا وَإِنْ يَدْعُونَ</p> <p>یہ شرک والے اللہ کے سوا نہیں بلکہ جتنے عورتوں کو تہ اور نہیں پوجتے</p> <p>الْأَشْيَاطَ مَا مَرِيذًا لَّعَنَهُ اللَّهُ وَقَالَ لَا تَخْذَنْ</p> <p>مگر سرکش شیطان کو کہ جس پر اللہ نے لعنت کی اور یوں اسم سے ہی مریز</p> <p>مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مِّمَّا كَسَبُوا وَلَا أَضِلُّهُمْ</p> <p>تیرے بندوں میں سے کچھ نہ فرمادیا جو احسن لوگ تھے کہ تم سے مریزوں کے بندوں کا</p> <p>وَلَا أَمْتِيْنَهُمْ وَلَا أَمْرَهُمْ فَلْيَتَّبِعْنِ اِذَا نَ</p> <p>اور ضرور انہیں آرزو میں دلاؤ جو تمہارا ہوتا ہے کہ وہ ہر باتوں کے کام</p> <p>الْاِنْعَامِ وَلَا أَمْرَهُمْ فَلْيَتَّبِعْنِ اِذَا نَ</p> <p>بجہر میں گئے اور ضرور انہیں کہوں گا کہ وہ اللہ کی پوری چیز میں بدل دیں گناہ</p> <p>مَنْ يَتَّخِذِ الشَّيْطَانَ وَلِيًّا مِّنْ دُونِ اللَّهِ فَقَدْ</p> <p>جو اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنائے وہ</p> <p>خَسِرَ خَسْرًا مُّبِينًا</p> <p>مزیع ہوئے میں پڑا شیطان انہیں وعدے دیتا ہے اور آرزو میں دلاتا ہے</p> <p>وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا</p> <p>اور شیطان انہیں وعدے نہیں دیتا مگر فریب کے لئے ان کا</p> <p>مَا وَلَهُمْ جَهَنَّمُ وَلَا يَجِدُونَ عَنْهَا مَحِيصًا</p> <p>تھکانا دوزخ ہے۔ اس سے بچنے کی جگہ نہ پائیں گے کہ</p>		
منزل ۱		

ہے۔ اس آیت نے بتایا کہ دُونِ يَدْعُونَ اللہ اور شیطان کو کہ ہیں۔ ولی اللہ اور ہیں ولی من دون اللہ کچھ اور۔ اس کا مست خیال چاہیے۔ ۱۰۔ کہ تم کفر کی وجہ سے بخشے جاؤ گے اور بری راہیں تساری عزت افزائی کا ذریعہ نہیں کی۔ یہ دوسرا دھوکہ آج کل مسلمان بہت کھا رہے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ فضول خرچی کی راہیں کولیاں، ڈاڑھیں عزت کا ذریعہ ہیں۔ یہ سب شیطانی دھوکا ہے۔ ۱۱۔ یعنی کفار دوزخ میں جا کر وہاں سے نہ نکل سکیں گے۔ مگر مومن اپنی سزا پوری کر کے بخش دیئے جائیں گے۔ دوزخ میں پہنچ کر کفار کیلئے خاص ہے۔

عذاب ہو گا بقدر مدت پچھڑے کی پوچا کے۔ عیسائی کہتے تھے کہ حضرت عیسیٰ سولی کھا گئے وہ ہمارا کفارہ ہو گیا۔ مشرکین کا عقیدہ تھا کہ ہمارے بت ہم کو عذاب نہ پہنچے دیں گے۔ ان سب کی تردید کے لئے یہ آیت اتنی صاف ہے۔ یعنی اے یہودیو، عیسائیو، مشرکوا! تمہارا یہ عقیدہ غلط ہے کہ تمہیں کوئی گناہ معاف نہیں۔ تم میں سے جو بھی گناہ کرے گا سزا پائے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار احکام شرعیہ کے مکلف ہیں عذاب اخروی کے لحاظ سے لہذا انہیں کفر کی بھی سزا ملے گی اور گناہوں کی بھی ۵۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ بدگوار نہ ہونا کفار کے لئے عذاب ہے۔ مومنوں کے لئے اللہ تعالیٰ بہت سے بدگوار بنا دے گا۔ رب فرماتا ہے۔ اِنَّمَا نَتَّبِعُ الْمُؤْمِنِينَ اَلَّذِينَ اٰمَنُوْا مِنْ نَحْنُ وَنُؤَيِّدُ بِنُورِنَا اَعْمَالَهُمْ ۚ فَاُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ غَفْرًا ۚ وَتَجْزِيْهِمْ وُجُوْهُهُمُ ۚ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۚ (۵۸) یعنی ایمان بھی نیک کرے۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ایمان کے بعد انسان نیک اعمال سے بے نیاز نہیں ہو جاتا۔ حتی المقدور نیکی کرنی چاہیے۔ دوسرے یہ کہ ایمان اعمال سے پہلے ہے۔ اس لئے پچھڑے کو انشاء و جہنم کے بعد بیان کیا ۵۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی اطاعت کے لئے دین ابراہیمی کی پیروی لازم ہے جو اب دین محمدی میں پائی جاتی ہے۔ اس سے منہ موڑ کر صدقہ و خیرات وغیرہ سب برباد ہے۔ جب جڑ نکٹ گئی ہو تو شاخوں کو پانی دینا عبث ہے۔ ۶۰۔ غلت کے معنی ہیں غیر سے منقطع ہو جانا۔ اب اس گمراہی کو کہا جاتا ہے۔ جس میں دوست کے غیر سے انقطاع ہو جاوے۔ ظلیل وہ ہے کہ اللہ کی رضا چاہے۔ محبوب و حبیب وہ ہے جس کی خود رب تعالیٰ رضا چاہے۔ ہمارے حضور اللہ کے ظلیل بھی ہیں حبیب بھی ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ وَلَوْ تَرَىٰٓ اَنَّكَ اٰتٰیكَ ذَرْبًا مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ لَعَلَّكَ تَكْفُرُ ۚ

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنَّٰتٍ تَجْرٰى مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۚ (۶۱) اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے نہ کہہ دیا جائے کہ ہم انہیں جنت میں لے جائیں گے جن کے نیچے نہریں بہیں ہمیشہ ہمیشہ ان میں ابداً وعد اللہ حقاً ومن اصدق من اللہ رہیں اللہ کا سہا وعدہ نہ اور اللہ سے زیادہ کس کی بات قیلاً ۶۲۔ لیس بامانیتکم ولا امانی اہل کتب کا نہ کہ تمہارے خیالوں پر ہے اور نہ کتاب والوں کی الکتاب من یعمل سوءاً تجزیہ ولا یجد ہوس بدعت جو برائی کرے گا اس کا بدلہ پائے گا اور اللہ کے سوا نہ لہ من دون اللہ ولیاً ولا نصیراً ۶۳۔ کوئی اپنا حامی ہائے گمان نہ مددگار نہ اور جو کچھ یعمل من الصلحت من ذکر او انثی وهو مجھے سکام کرے گا مرد ہو یا عورت اور ہو مؤمن فاولیک یدخلون الجنة ولا یظلمون مسلمان تو وہ جنت میں داخل کئے جائیں گے اور انہیں تل بھر نعمان نقیراً ۶۴۔ ومن احسن ذینا ممن اسلم نہ دیا جائے گا اور اس سے بہتر کس کا دین جس نے اپنا منہ وجہہ للہ وهو محسن واتبع ملة ابرہیم حنیفاً واتخذ اللہ ابرہیم خلیلاً ۶۵۔ اللہ کے لئے جسکا ریاضت اور وہ نیکی والا ہے اور ابراہیم کے دین پر چلا جو براہیل سے جدا تھا اور اللہ نے ابراہیم کو اپنا ہر دوست بنایا اور اللہ ہی کا ہے

۱۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے (۱) یہ کہ ایمان اعمال سے مقدم ہے کہ بغیر ایمان اعمال قبول نہیں۔ (۲) یہ کہ نجات کے لئے نیک اعمال بھی ضروری ہیں۔ کوئی مومن کسی درجہ کا ہو نیک اعمال سے مستثنیٰ نہیں۔ (۳) یہ کہ اعمال نہ عین ایمان ہیں نہ جزو ایمان اس لئے کہ معطوف علیہ کا غیر ہوتا ہے۔ (۴) یہ کہ قیامت بہت ہی قریب ہے اگرچہ ہم کو دور معلوم ہو۔ ۲۔ لہذا نیک اعمال کرنے والے کا جنتی ہونا یقینی ہے۔ اب جو شخص حدیث اکبر اور تمام ان صحابہ کے جنتی ہونے میں شک کرے جس کے متعلق قرآن کریم نے وعدہ فرمایا وہ کافر ہے کیونکہ وہ رب کو جھوٹا جانتا ہے۔ ۳۔ شان نزول یہود کہتے تھے کہ ہم کو صرف چالیس روز

۱۔ اس کے معنی یہ نہیں کہ صرف زمین و آسمان کی چیزیں اللہ کی ملک ہیں۔ باقی نہیں۔ چونکہ صرف محسوس چیزوں تک ہماری نگاہ پہنچتی ہے۔ اس لئے ان ہی کا ذکر ہوا۔ ۲۔ شان نزول۔ عرب میں دستور تھا کہ میت کی بیوی اور یتیم لڑکیوں کو میراث نہ دیتے تھے۔ نیز اگر یتیم خواہسورت ہوتی تو میت کے اولیاء قہوڑے مہر پر خود نکاح کر لیتے اور اگر بد صورت و مالدار ہوتی تو نہ خود اس سے نکاح کرتے نہ کسی اور سے کرتے دیتے تھے۔ ان کی تردید میں یہ آیات آئیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مالدار لڑکی کو نہ کما جا سکتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ میراث سے لڑکیوں کو محروم کرنا مشرکین عرب کا دستور ہے اور یہ ظلم عظیم ہے جو توبہ سے بھی معاف نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ حق العید ہے۔ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ میراث کے مسائل بہت اہم ہیں کہ رب تعالیٰ نے جتنی تفصیل ان کی قرآنی اتنی تفصیل دوسرے احکام کی نہ فرمائی۔ نیز اس کے بارے میں فرمایا کہ اللہ تم کو فطری دینا ہے لیکن دوسرے مسائل کے معنی انسان مگر ان کا فطری دینے والا خود اللہ ہے۔ ۴۔ ان آیتوں میں مسلمانوں سے خطاب ہے کہ تم اب تک ایسا کرتے رہے اب آئندہ ایسا نہ کرنا۔ کیونکہ کفار کی میراث ان کے دین کے مطابق دی جاوے گی۔ حاکم اسلام اسی پر فیصلہ کرے گا۔ ۵۔ یعنی ان یتیم لڑکیوں کی بد صورتی اور غربت کی وجہ سے ان سے نکاح نہیں کرتے۔ ۶۔ اس میں بہت صورتیں داخل ہیں۔

قیموں کی وارثت کا حصہ پورا دینا ان کا مال کسی بھانہ سے ناجائز نہ کھانا۔ ان پر ظلم نہ کرنا۔ انہیں اچھی تعلیم و تربیت دینا۔ غرضیکہ ان سے وہ سلوک کرنا جو اپنی اولاد سے کیا جاتا ہے۔ ۷۔ یعنی واجب حق کے سوا اور بھلائی جو تم قیموں سے کرو گے اللہ سے ثواب پاؤ گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قیموں کے ساتھ ان کے حق سے زیادہ سلوک کرنا چاہیے۔ ۸۔ خاوند کی زیادتی یہ ہے کہ اسے کھانے پینے کو نہ دے یا کم دے، مارے پیٹے یا بد زبانی کرے اور اعراض یہ ہے کہ بیوی سے دل سے محبت نہ کرے۔ بول چال ترک کر دے۔ ۹۔ اس طرح کہ عورت اگر اس خاوند کے پاس رہنا ہی چاہے تو اپنے کچھ حقوق کا بوجھ خاوند سے کم کر دے یا مرد کچھ مشقت برداشت کرے کہ باوجود رغبت کم ہونے کے اس بیوی سے اچھا برتاؤ بالکف کرے۔ ۱۰۔ یعنی جدائی اور طلاق سے صلح بہتر ہے۔ کیونکہ طلاق اگرچہ جائز ہے مگر بری چیز ہے۔ ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ فطرت انسانی میں لالچ داخل ہے۔ ہر شخص اپنے آرام و آسائش کو بہت مقدم رکھتا ہے۔ اپنے پر مشقت گوارا کر کے دوسروں کے آرام کی کوشش نہیں کرتا۔ لامشاۃ اللہ۔

والدہ صحتہ
۱۵۵
النساء

مَا فِي السَّمُوتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطًا وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ

اللہ کا قایم ہے اور تم سے عورتوں کے بارے میں فتویٰ پوچھتے ہیں

قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ وَمَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ فِي يَتِمِّي النِّسَاءِ الَّتِي لَا تَوْلِيَهُنَّ

بَرَّحًا مَا جَاءَ ان یتیم لڑکیوں کے بارے میں کہ تم انہیں نہیں دیتے جو احکام مقرر ہے کہ اور انہیں نکاح میں بھی لانے سے نہ پھیرتے ہرگز

وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْوِلْدَانِ وَأَنْ تَقُولُوا

اور کمزور بچوں کے بارے میں اللہ یہ کہ قیموں کے حق میں

لِيَبْتَئِي بِالْقِسْطِ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ

انصاف پر قائم رہنا اور تم جو بھلائی کرو تو اللہ

اللَّهُ كَانَ بِهِ عَلِيمًا وَإِنْ أَمْرًا أَخَافَتْ مِنْ

کہ اس کی خبر ہے کہ اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر سے زیادتی یا

بَعْلًا نُسُورًا أَوْ عَرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهَا

بے رہتی کا اندیشہ کرے تو ان پر گناہ نہیں

أَنْ يَصِلَ حَابِيَتَهُمَا صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ وَ

کہ آپس میں صلح کر لیں صلح اور صلح خوب ہے نہ اور

أَحْضَرْتَ الْأَنْفُسَ الشَّحَّ وَإِنْ تَحْسِنُوا وَتَتَّقُوا

دل لالچ کے پھندے میں نہ آؤ اور اگر تم بھی اور ہر مہر گاری کرو

مترجم

۱۔ یعنی اسے خاوند اگر تم اس کے بل بوتہ کہ تم کو اپنی موجودہ بیوی ٹالیند ہو پھر بھی اس سے اچھی طرح نبھادو اور یہ سمجھو کہ عورت تمہارے پاس اللہ کی امانت ہے تو ہم بھی تم پر فضل و کرم فرمائیں گے۔ ۲۔ کیونکہ حقیقی انسان اگرچہ برتاوے میں برابری کرے اور اپنی ساری بیویوں سے عدل و انصاف کرے مگر عملی طور پر ان میں سے ایک کی طرف یقیناً زیادہ ہو گا۔ لیکن اس پر پکڑ نہیں۔ ہاں اگر برتاوے میں ظلم ہوا تو پکڑ سے جاؤ گے۔ ۳۔ کہ عملی طور پر عدل و انصاف نہ کرو۔ ۴۔ اس طرح کہ نہ اسے طلاق دو نہ اسے آپلو کرو اور اس کا اچھا برتاؤ بنان و نفع و محبت ترک کر دو۔ ۵۔ معلوم ہوا کہ خاوند اور بیوی میں صلح کرنا بڑا ثواب ہے۔ ۶۔

یعنی اگر دو چیزیں میں صلح نہ ہو سکے اور طلاق واقع ہو جائے تو دونوں اللہ پر توکل کریں۔ اللہ عورت کو اچھا خاوند اور مرد کو اچھی بیوی عطا فرما دے گا۔ اور وسعت بھی بخشے گا۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ کبھی عورت کو طلاق دے دینا کشائشِ رزق کا سبب بن جاتا ہے۔ مرد و عورت دونوں کے لئے پیسے کبھی نفع و وسعت رزق کا ذریعہ ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ نہ عورت بالکل مرد کی محتاج ہے اور نہ مرد بالکل عورت کا حاجت مند۔ سب رب کے حاجت مند ہیں۔ ایک کا دوسرے کے بغیر کام چل سکتا ہے۔ ۸۔ یعنی ہر چیز کا مالک حقیقی اللہ ہے۔ اپنے فضل سے جس کو جس چیز کا چاہے عارضی طور پر مالک بنا دے۔ لہذا یہ آیت کریمہ کسی کی عارضی ملکیت کے منافی نہیں۔ قرآن کریم کی بہت سی حصر کی آیات میں ذالِ حصر ہے جیسے اسی کے پاس ہے قیامت کا علم وغیرہ۔ لہذا آیات میں تعارض نہیں۔ ۹۔ معلوم ہوا کہ تقویٰ و طہارت کا حکم دائمی ہے۔ ہر دین میں اس کا حکم تھا۔ لہذا یہ سنت متواتر ہے بلکہ روزہ، احکام، نفل و غیرہ عبادات بھی قدیمی عبادتیں ہیں۔ ۱۰۔ یعنی اگر تم سب کافر ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے۔ سارا عالم اس کی ملک ہے اس کے ہاں تمہاری اطاعتوں کی حاجت نہیں۔ محتاج تم ہو نہ کہ وہ۔ البتہ کہ عالم کا ہر ذرہ اس کی حمد کرتا ہے۔ رب سارے عالم کا محمود ہے۔

فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ۝ وَلَنْ

تستطيعوا أَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ

فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمِيلِ فَتَدْرُوا هَآكَامِلِعَلَقَةٍ

وَأَنْ تَصْلِحُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا

رَحِيمًا ۝ وَإِنْ يَتَفَرَّقَا يُغْنِ اللَّهُ كُلًّا مِّنْ

سَعْيِهِ وَكَانَ اللَّهُ وَاسِعًا حَكِيمًا ۝ وَلِلَّهِ مَا

فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا

الَّذِیْنَ اٰتٰوْا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاٰتٰیكُمُ

اِنْ اَتَّقُوا اللَّهَ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی

السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِیًّا

حَمِیْدًا ۝ وَلِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ

مَثَلُ ذَرِّیَّةٍ ۝ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِیًّا ۝

مَثَلُ ذَرِّیَّةٍ ۝ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِیًّا ۝

مَثَلُ ذَرِّیَّةٍ ۝ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِیًّا ۝

مَثَلُ ذَرِّیَّةٍ ۝ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِیًّا ۝

مَثَلُ ذَرِّیَّةٍ ۝ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِیًّا ۝

مَثَلُ ذَرِّیَّةٍ ۝ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِیًّا ۝

مَثَلُ ذَرِّیَّةٍ ۝ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِیًّا ۝

مَثَلُ ذَرِّیَّةٍ ۝ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِیًّا ۝

مَثَلُ ذَرِّیَّةٍ ۝ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِیًّا ۝

مَثَلُ ذَرِّیَّةٍ ۝ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِیًّا ۝

مَثَلُ ذَرِّیَّةٍ ۝ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِیًّا ۝

مَثَلُ ذَرِّیَّةٍ ۝ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِیًّا ۝

مَثَلُ ذَرِّیَّةٍ ۝ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِیًّا ۝

مَثَلُ ذَرِّیَّةٍ ۝ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِیًّا ۝

مَثَلُ ذَرِّیَّةٍ ۝ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِیًّا ۝

مَثَلُ ذَرِّیَّةٍ ۝ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِیًّا ۝

مَثَلُ ذَرِّیَّةٍ ۝ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِیًّا ۝

مَثَلُ ذَرِّیَّةٍ ۝ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِیًّا ۝

مَثَلُ ذَرِّیَّةٍ ۝ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِیًّا ۝

مَثَلُ ذَرِّیَّةٍ ۝ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِیًّا ۝

مَثَلُ ذَرِّیَّةٍ ۝ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِیًّا ۝

مَثَلُ ذَرِّیَّةٍ ۝ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِیًّا ۝

مَثَلُ ذَرِّیَّةٍ ۝ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِیًّا ۝

۱۔ یا اس طرح کہ تمہیں موت دے کر دوسری قوم کو یہاں آباد کر دے۔ جیسے فرعون کے ملک میں کابلی اسرائیل کو مالک بنادیا۔ یا اس طرح کہ تمہاری حکومت ختم فرما کر تمہارا ملک دوسروں کو دے دے اور تم کو ان کی رعایا بنادے۔ رب فرمایا ہے۔ **يَوْمَئِذٍ اَتُفَكَّدُ مِنْ تَحْتِهَا وَمَنْ يَشَاءُ يَجِزْ** اُن کا اس طرح کہ تم اپنا وطن چھوڑنے پر مجبور ہو جاؤ۔ اور تمہارے گھر یا دوسرے لوگ آباد کریں۔ جیسے کہ بنی فریضہ اور بنی نصیر یہود مدینہ سے سلوک ہوا کہ بنی فریضہ قتل کئے گئے اور بنی نصیر جلاوطن ہوئے۔ غرضیکہ وہ قادر مطلق ہے۔ ۲۔ یعنی جب رب کے پاس دنیا و آخرت سب کچھ ہے تو اس سے دنیا و آخرت کی بھلائی مانگو۔ جسے دالے میں بہت چاہیے اس سے معلوم ہوا کہ نہ تو دنیا کو اپنا اصل مقصود بنایا جائے۔

وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا ۝ إِنَّ يَسَّيْذُ هَبْكَمَ آيَهَا

کہ آخرت کو فراموش کر دے اور نہ بالکل ترک دینا ہی کر دینا چاہیے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر عبادات میں ثواب آخرت کی بھی نیت ہو اور دنیاوی انکسار کے دفعیہ اور دنیاوی رحمت کے حصول کی بھی نیت ہو تو جائز ہے۔ چنانچہ نماز، استسقاء، بارش کے لئے اور نفلہ کسوف و خسوف گھن دفع کرنے کے لئے پڑھ جاتی ہیں۔ ۳۔ اس میں حاکموں، مہماہوں، عالموں، اور درویشوں اور بادشاہوں سب سے خطاب ہے۔ ہر شخص اپنی حیثیت کے مطابق انصاف کرے۔ قوانین مبالغہ فرما کر یہ بتایا گیا کہ مسلمان کی ہر بات، ہر عمل، زندگی کا ہر شعبہ انصاف پر مبنی ہو، اپنے گناہوں کا اقرار، نیکیوں میں قصور کا اعتراف فرض ہے۔ ہزار ہا چیزیں انصاف میں داخل ہیں۔ ۴۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ ماں باپ کی خدمت، قربت داروں سے سلوک اچھی چیز ہے مگر ذاتی معاملہ میں۔ دینی، قومی معاملات میں کسی کا لحاظ نہیں۔ دوسرے یہ کہ غنی کا رعب، فقیر پر رحم، انصاف کے لئے آڑ ہیں۔ اس آڑ کو ہٹانا لازم ہے۔ تیسرے یہ کہ رحم سے عدل افضل ہے۔ چوتھے یہ کہ اللہ کا حق سب سے زیادہ ہے۔ ۵۔ یعنی تاویل میں کر کے انصاف کا خون کرو اور ظلم کو انصاف کے رنگ میں دکھاؤ۔ اس سے معلوم ہوا کہ مجرم کے وکیل کا عدالت میں کج جیٹی کر کے مجرم کو ناحق چھڑانے کی کوشش کرنا۔ حاکم کا غلط فیصلہ کرنا اور اسے درست ثابت کرنے کی کوشش کرنا، عالم کا غلط تاویلوں سے غلط مسئلہ کا درست ثابت کرنا، ایڈوروں کا ناحق کو بیگناہ ثابت کرنے کی کوشش کرنا۔ سب ظلم میں داخل ہے اور سخت جرم ہے۔ قرآن کی صحیح تاویل بوقت ضرورت شریعہ عین عبادت ہے اور غلط تاویل، تحریف و کفر ہے۔ ۶۔ یعنی اسے زبانی ایمان لانے والو، دل سے ایمان لاؤ۔ یا اے دل سے ایمان لانے والو، ہمیشہ ایمان پر قائم رہو۔ لہذا آیت میں تحصیل حاصل نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان وہی قابل قدر ہے۔ جو دنیا سے اپنے ساتھ جاوے۔ یہ بھی

معلوم ہوا کہ حضور پر ایمان کا وہی درجہ ہے۔ جو اللہ پر ایمان لانے کا درجہ ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول کا ذکر اللہ کے ساتھ کرنا اچھا ہے۔ نہ حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر یعنی قرآن شریف، چونکہ قرآن کریم کا نزول آہستہ ہوا، لہذا ایمان نزل فرمایا اور آگے نزل ارشاد فرمایا۔ معلوم ہوا کہ حضور پر ایمان لانا قرآن پر ایمان سے مقدم ہے۔

۱۔ معلوم ہوا کہ تمام کتابوں پر ایمان لانا ضروری ہے مگر عمل صرف قرآن شریف پر ہی ہو گا۔ ان کتب کے حلقیہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ یہ رب کی ہیں نہ یسعی ان میں سے کسی ایک کا انکار کرے یا یہ کہا جاوے کہ ان میں سے ایک کا انکار سب کا انکار ہے۔ فذا جس نے حضور کو نہ مانا اس نے اللہ کو بھی نہ مانا۔ فرشتوں، رسولوں، قیامت کسی کو نہ مانا اس صورت میں واؤ اپنے ظاہری سنی پر ہی ہے۔ یعنی ایسی گمراہی میں جو ہدایت سے بہت دور ہے۔ خیال رہے کہ گمراہی دو قسم کی ہے۔ ایک وہ جس سے انسان اسلام سے خارج ہو کر کفر میں داخل ہو جاتا ہے۔ جیسے تہرائی رافضی، بے ادب گستاخ، وہابی، قادیانی، دوسری وہ گمراہی جس سے انسان اسلام سے خارج ہو کر کفر میں داخل نہیں ہوتا۔ جیسے تفسیلی رافضی یا غیر مقلدیت۔ پہلی قسم کی گمراہی کا نام گمراہی بعید ہے۔ اور دوسری کا نام گمراہی قریب ہے۔ یہاں پہلی گمراہی کا ذکر ہے۔ ۲۔ کفر میں پڑھنا یہ ہے کہ کفر پر ہی موت ہو جاوے اللہ بچائے۔ اور اگر ایمان پر موت ہوئی تو خواہ ہزار دفعہ کفر ہو معافی ہو جاوے گی اگرچہ بعض صورتوں میں شرعاً ایمان مجتہزہ ہو۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ بار بار مرتد ہونے والے کا ایمان شرعاً مجتہز نہیں (رد المحتار) خصوصاً بحالت جنگ بلکہ بعض دفعہ عین جنگ کی حالت میں ایمان لانا بھی مجتہز نہیں ہوتا جیسا کہ رب فرماتا ہے۔

قُلْ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخْشَوْنَ غَيْرَ الَّذِيْنَ ظَنَنْتُمْ جَنَّةَ النَّارِ ۚ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ غَيْرَ مَا ظَهَرَ لَكُمْ ۚ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُنْكَرُونَ ۚ (سورہ بقرہ ۱۷۵) ظاہری علامات بتا رہے ہیں کہ یہ دھوکا دینے کے لئے ایمان لا رہا ہے۔ جیسا کہ پاکستان بننے وقت دیکھا گیا۔ ۶۔ معلوم ہوا کہ کافروں سے محبت، دوستی رکھنا منافقوں کی علامت ہے خصوصاً مسلمانوں کے مقابلہ میں۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہی قومی غدار نہ اپنی قوم میں عزت پائے نہ دوسری قوموں میں۔ عزت دین پر قائم رہنے میں ہے۔ اسی طرح صلح کل عالم کبیں عزت نہیں پاتا۔ عزت اللہ کی ہے اس کی عطا سے اس کے رسول کی اور ان کے صدق سے سچے مسلمانوں کی۔ ۸۔ یعنی جہاں دین کا مذاق ہو رہا ہو وہاں بادل نخواستہ بھی نہ جاؤ اور اگر تم وہاں پہلے سے تھے کہ یہ جرم شروع ہو گئے تو وہاں سے ہٹ جاؤ اور اگر روک دینے کی طاقت ہو تو زور بازو یا زور زبان سے روک دو۔

وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ وَمَنْ يَّكْفُرْ

اور اس کتاب پر جو پہلے اناری لے اور جو نہ مانے

بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكِتٰبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

اللہ اور اس کے فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں اور قیامت کو نہ

فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ۚ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

تو وہ ضرور دور کی گمراہی میں پڑاں۔ بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے

ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا اَدُوّٰ

پھر کافر ہوئے پھر ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر کفر میں

كُفْرًا مَّيْكِنًا ۚ اِنَّ اللّٰهَ لَيَغْفِرُ لَهُمْ وَلَا يَهْدِيْهِمْ

بڑھے لے اللہ ہرگز نہ انہیں سچھے اور نہ انہیں راہ

سَبِيْلًا ۚ بَشِيْرُ الْمُنٰفِقِيْنَ ۚ اِنَّ لَهُمْ عَذٰبًا

دیکھائے ش۔ جو خبری دو منافقوں کو کہ ان کے لئے دردناک

اَلِيْمًا ۚ الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكَافِرِيْنَ اَوْلِيَاۤءَ

مذاب ہے وہ جو مسلمانوں کو پھوڑ کر کافروں کو دوست

مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَيْتَنُوْنَ عِنْدَهُمْ

مناٹے ہیں نہ کیا ان کے پاس عزت ڈھونڈتے

اَلْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۚ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْنَا

ہیں تو عزت تو ساری اللہ کے لئے ہے نہ اور بیشک اللہ تم پر کتاب

فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰیٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا

میں امار چکا کہ جب تم اللہ کی آیتوں کو سنا کہ ان کا انکار کیا جاتا ہے

وَيَسْتَهْزِئُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰی يَخْرُجُوْا

اور ان کی ہنسی مانی جاتی ہے نہ تو ان کو ساتھ نہ بیٹھو جب تک وہ اور بات نہ

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفر کرنا کفر کرنا کفر سے راضی ہونا سب کفر ہے اور سب درجہ میں برابر ہیں۔ بلکہ کفر کی مجلس میں جانا بھی حرام ہے شرکت کی قرض سے۔
لہذا بدعتوں کے جلسوں، نام کی مجلسوں کو نہ تیار کی مجلسوں میں شریک ہونا حرام اگرچہ خود نہ کرے ہاں تردید کے لئے جانا اس سے خارج ہے۔ ۲۔ یعنی منافق و کافر
سب دونوں میں ہوں گے اگرچہ ان کے مخالفت علیحدہ ہوں رب فرماتا ہے۔ **إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرَجَاتِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ** یا یہ لوگ کبھی اکٹھے بھی گئے جلیا کریں گے۔ لہذا
آیتوں میں تعارض نہیں ۳۔ یعنی تمہارے ساتھ تھے کہ نماز وغیرہ میں تمہارے ساتھ رہتے تھے یا جنگ میں تمہارے ساتھ چلے گئے تھے لہذا ہمیں بھی غیبت کا

حصہ دو۔ غرضیکہ زبان سے تمہارے ساتھ اور دل سے
کافروں کے ساتھ رہ کر دو گھر کے مہمان بننے ہیں اور ظاہر
ہے کہ دو گھر کا مہمان بھوکا رہتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا
کہ زبانی، جسمانی ہمراہی بے کار ہے۔ جب دل سے دور
ہو۔ ۴۔ یعنی اے کافر! تمہاری فتح کا بڑا سبب ہم ہیں۔
اولاً تو اس لئے کہ ہم اگرچہ جماد میں مسلمانوں کے ساتھ
میدان میں آگئے مگر تم سے لڑے نہیں اس لئے مسلمانوں
کا حملہ ہلکا رہا۔ دوسرے ہم تمہارا کام کرنے جماد میں آئے
تھے کہ مسلمانوں کے جنگی راؤ سے تمہیں باخبر رکھتے
رہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کافروں کی خفیہ
پولیس بننا اور مسلمانوں کے راؤ، دشمن بنانا منافقوں کا
طریقہ ہے جس میں آج بہت مسلمان گرفتار ہیں۔ ۵۔ یعنی
عملی فیصلہ قیامت میں ہو گا کہ ہر شخص کو اس کے ساتھ
رکھا جاوے گا جس سے اسے محبت ہوگی۔ قوی فیصلہ دنیا
میں بھی ہو چکا ہے۔ ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام دنیا
کے کافر و منافق متفق ہو کر اسلام اور مسلمانوں کو نہیں مٹا
سکتے۔ مسلمان جہاں کہیں نقصان اٹھاتے ہیں اپنی غداری
اور شامت اعمال کی وجہ سے اٹھاتے ہیں۔ اس سے چند
منٹے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مسلمان کے خلاف کافر کی
کو اہی جائز نہیں۔ مسلمان عورت کا کسی کافر مرد سے نکاح
حلال نہیں۔ کسی کافر کو مسلمان غلام خریدنے کا حق
نہیں۔ کافر مسلمان کا وارث اور مورث نہیں۔ ۷۔ اس
سے معلوم ہوا کہ حضور کو یا مسلمانوں کو دھوکا دینے کی
کوشش کرنا دراصل رب کو دھوکا دینے کی کوشش ہے۔
کیونکہ منافق رسول اور مسلمانوں کو فریب دینے کی
کوشش کرتے تھے۔ ۸۔ معلوم ہوا کہ نماز میں سستی کرنا
منافقوں کی علامت ہے۔ اس سستی کی کوئی صورتیں
ہیں۔ بلاوجہ مسجد میں حاضر نہ ہونا۔ جماعت سے بلاوجہ نماز
نہ پڑھنا۔ پیچھے مسجد میں پہنچنا بغیر کرتے یا بغیر ٹوپی کے سستی
کے طور پر نماز پڑھنا۔ ارکان نماز درست نہ کرنا۔ ان
سب سے بچنا چاہیے۔

۱۵۹
المؤمنین
فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ إِنَّكُمْ إِذًا مِّثْلَهُمْ إِنَّ اللَّهَ
مُتَقَوْلٌ لِّبَنِي دَرَجَاتٍ بَعْضُهُمْ أَعْلَىٰ مِنْ بَعْضٍ وَلِلَّهِ الْفَتْحُ
جَامِعُ الْمُنَافِقِينَ وَالْكَافِرِينَ فِي جَهَنَّمَ جَمِيعًا
منافقوں اور کافروں سب کو جہنم میں اکٹھا کرے گا
الَّذِينَ يَتَّبِعُونَكُمْ يَحْمِلُ غَرَامُكُمْ وَأَنْ لَّكُمْ فَتْحٌ
وہ جو تمہاری حالت سمجھتا کرتے ہیں تو اگر اللہ کی طرف سے
مَنْ لِّلَّهِ قَالُوا أَلَمْ نَكُنْ مَعَكُمْ وَإِنْ كَانَ
تم کو لگے کہ ہمیں کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے اور اگر کافروں
لِّلْكَافِرِينَ نَصِيبٌ قَالُوا أَلَمْ نَسْتَحِذْكُمْ
کا حصہ ہو تو ان سے کہیں کیا نہیں تم ہم پر ظاہر و خفیہ
وَلَمْ نَمْنَعْكُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ قَالُوا لِمَ لَمْ يَجْعَلْ لِّيَكُمْ
اور ہم نے نہیں مسلمانوں سے بچایا تو اللہ تم سب میں قیامت کے
يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى
وہ فیصلہ کرے گا کہ اور اللہ کافروں کو مسلمانوں پر کوئی راہ نہ
الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا إِنَّ الْمُنَافِقِينَ يُخَدِّعُونَ
ہے گھٹا ہلے ٹک منافق لوگ اپنے گمان میں اللہ کو فریب دیا
اللَّهُ وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ
جاہلے ہیں نہ اور وہی انہیں غافل کر کے مارے گا اور وہ نماز کو کھڑے ہیں
قَامُوا كَسَالَىٰ يُرَاءُونَ النَّاسَ وَلَا يُدْرِكُونَ
تو بارے ہی سے ٹک لوگوں کو دکھاوا کرتے ہیں اور اللہ کو یاد نہیں کرتے
اللَّهُ إِلَّا قَلِيلًا مَّذَبِّدِينَ بَيْنَ ذَلِكَ
مگر ٹھوڑا ذبح میں ڈگمگا رہے ہیں

۱۔ یعنی ان کا شمار نہ کافروں میں ہے نہ مسلمانوں میں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ کفر و اسلام کے درمیان کوئی اور درجہ بھی ہے جس میں منافق ہیں نہ یہ مطلب ہے کہ منافق کافر نہیں۔ وہ کچے کافر ہیں۔ مگر ان کا شمار کافروں میں نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے بنے دین فرستے مذہباً کافر اور قوی لحاظ سے مسلمانوں میں ان کا شمار ہے۔ نہ بالکل اور نہ بالکل اور نہ بالکل صحیح کے اور نہ میں ہیں۔ اللہ محفوظ رکھے ۲۔ یعنی کافروں سے دوستی کرنا منافقوں کا کام ہے۔ تم اس سے بچو۔ خیال رہے کہ مومن کافر کا رشتہ وار ہو سکتا ہے۔ مگر دوست نہیں ہو سکتا۔ اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح حلال اس کے باوجود ان سے دوستی حرام۔ رشتہ اور بہ دوستی اور۔ دل کا

۱۴۰
الْمُحْتَضَرِّ
النَّاسِ
لَا إِلَىٰ هَٰؤُلَاءِ وَلَا إِلَىٰ هَٰؤُلَاءِ وَمَنْ يُضِلِّ
اللَّهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ سَبِيلًا ۝ يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ
آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ
الْمُؤْمِنِينَ ۚ أَن تَرِيدُوا أَنْ تَجْعَلُوا لِلَّهِ عَلَيْكُمْ
سُلْطَانًا مُّبِينًا ۝ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرَكِ
الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيرًا ۝
إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَاعْتَصَمُوا بِاللَّهِ
وَأَخْلَصُوا دِيْنََهُمْ لِلَّهِ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ ۝
وَسَوْفَ يُؤْتِيكَ اللَّهُ أَجْرًا عَظِيمًا ۝
مَا يَفْعَلُ اللَّهُ بِعَذَابِكُمْ إِن شَكَرْتُمْ وَآمَنْتُمْ
وَكَانَ اللَّهُ شَاكِرًا عَلِيمًا ۝
اور اللہ ہے حمد دینے والا جائے والا

میلان کچھ اور۔ ۳۔ کہ کل قیامت میں اللہ تعالیٰ جسیں کفار کی دوستی کی وجہ سے دوزخ میں بھیجے کیونکہ وہاں ہر شخص اپنے دوست کے ساتھ ہو گا۔ ۴۔ اس آیت سے تین مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ منافق کلمے کافروں سے بدتر ہیں اور ان کا عذاب سخت ہے۔ دوسرے یہ کہ دوزخ کے تمام طبقوں میں نیچا طبقہ زیادہ خطرناک ہے کہ وہاں تمام دوزخیوں کے پیچ اور خون وغیرہ بہہ کر پہنچے ہیں۔ چہے کہ جنت کے تمام طبقوں میں سب سے اونچا طبقہ اعلیٰ علیین بہترین ہے۔ تیسرے یہ کہ منافقوں کا مددگار کوئی نہیں، مومنوں کے مددگار رب نے بہت مقرر فرما دیے ہیں جو کہتا ہے کہ میرا مددگار کوئی نہیں وہ اپنے منافق ہونے کا اعلان کرتا ہے۔ ۵۔ یعنی منافقت سے توبہ کریں اور آئندہ اپنے حالات بدل دیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ بد سے بدتر کافر کی بھی توبہ قبول ہے اگر درست ہو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ توبہ کی صحت کی شرط یہ ہے کہ توبہ کرنے والا اپنا گزشتہ حال بدل دے۔ اگر نہ تو توبہ کرتا رہے مگر کام وہی کلمے جادے تو وہ توبہ نہیں مذاق کرتا ہے۔ ۶۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ انہوں کا ساتھ بڑی اعلیٰ نعمت ہے کہ رب نے بطور انعام یہاں اس کا ذکر فرمایا۔ جو تمہارے خیال و گمان اور وہم سے بھی ورا ہے غرضیکہ رب کی عطا اپنی شان کے لائق ہوگی نہ کہ تمہارے استحقاق کے لائق۔ ۸۔ خیال رہے کہ دنیا کے بادشاہ تین وجہ سے سزا دیتے ہیں۔ اپنے نقصان کے اندیشہ سے، نفسانی غصہ کی آگ بجھانے کے لئے۔ مجرم کے جرم کی وجہ سے۔ تیسری وجہ کی معافی ہو جاتی ہے۔ مگر پہلی دو صورتوں میں معافی نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ مجرموں کو صرف تیسری وجہ سے سزا دے گا وہ پہلی دو وجہوں سے پاک ہے۔ اس آیت میں اسی کا بیان ہے۔

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ علانیہ گناہ کرنا یا جو گناہ خفیہ ہو گیا ہو اس کا اعلان کرنا گناہ ہے۔ اس میں بھوت، چغلی، غیبت، گالی، کتا، کسی کے یا اپنے چھپے چھپے ظاہر کرنا سب شامل ہیں۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ مظلوم حاکم سے ہلکے اور لوگوں سے بھی ظالم کی برائی بیان کر سکتا ہے۔ یہ غیبت میں داخل نہیں اس سے ہزار ہا مسائل مستنبط ہو سکتے ہیں۔ حدیث کے راویوں کا فسخ وغیرہ بیان کرنا چور یا غاصب کی شکایت کرنا ملک کے خدادادوں کی حکومت کو اطلاع دینا سب جائز ہے۔ ۳۔ شان نزول۔ یہ آیت کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی کہ ایک شخص آپ کی شان میں زبان درازی کر رہا تھا۔ آپ نے بہت صبر کیا مگر وہ باز نہ آیا تب آپ

نے بھی اسے جواب دیا۔ اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ اب تک ایک فرشتہ تمہاری طرف سے جواب دے رہا تھا جب تم نے خود جواب دیا تو وہ چلا گیا اس پر یہ آیت کریمہ اتری (خزائن) یعنی مظلوم کا بدلہ لینا جائز مگر درگزر کرنا بہتر۔ لہذا آیت اور حدیث میں تضاد نہیں۔ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض نیکیاں علانیہ کی جائیں اور بعض خفیہ جہ اور عیدین کی نمازیں۔ حج اور اداء زکوٰۃ علانیہ جائیں مگر تہجد کی نماز صدقہ لقل چھپا کر افضل، یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنے ذاتی مجرموں سے درگزر کرنا بہتر ہے۔ جیسا کہ اَوْشَقُوا عَنْ شَيْءٍ سے معلوم ہوا۔ مگر دینی قوی، کل مجرموں کو معاف کرنے کا کسی کو حق نہیں ۵۔ اس آیت نے بتایا کہ اللہ رسول کو ملانا ایمان بلکہ جان ایمان ہے۔ اور اللہ سے رسول کو الگ سمجھنا کفر بلکہ کفر کی جان ہے۔ جیسے یس کی جی کا نور چنی کے رنگ سے ملا ہوتا ہے یا جیسے ٹوٹ کی سرکاری مہر اس کے کافہ سے ملی ہوئی ہے۔ مہر کے بغیر کافہ بیکار ہے۔ ایسے ہی نبوت کا توحید سے ملا رہنا ضروری ہے رب نے کلہ طیبہ میں اپنے نام کے ساتھ حضور کا نام ملایا کہ اول جز میں اللہ آخر میں آیا اور دوسرے جز میں محمد اول۔ تاکہ اللہ و محمد کے درمیان حرف کا قائلہ بھی نہ رہے۔ غرضیکہ نبی کو اللہ سے ملانا ایمان ۶۔ اس سے چند مسئلہ معلوم ہوئے ایک یہ کہ ایک پیغمبر کا انکار بھی ویسا ہی کفر ہے۔ جیسے سارے پیغمبروں کا انکار، یہی حال قرآن کی آیتوں کا ہے۔ کہ ایک آیت کا انکار اور سارے قرآن کا انکار یکساں کفر ہے۔ دوسرے یہ کہ کفر کی مقدار میں زیادتی کسی نہیں ہوتی۔ کہ آدھا یا چوتھائی کافر ہو۔ ہاں کیفیت کفر میں فرق ہو سکتا ہے۔ کہ کوئی سخت کافر ہو کوئی نرم ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگرچہ بعض مومن مجتہدوں کو خطاب ہو گا۔ لیکن انہیں محشر میں ذلیل نہ کیا جائے گا۔ بلکہ ذلت وہاں کافروں کے لئے خاص ہو گی ۸۔ یہ آیت ہود و نصاریٰ کی تردید میں نازل ہوئی۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے منکر تھے۔ اور بعض رسولوں کو مانتے تھے بعض

لا يُجِبُّ اللَّهُ الْجَهْرَ بِالشَّوْرِ مِنَ الْقَوْلِ إِلَّا	۱۶۱	لا يوجب الله
اللَّهُ يَنْدُبُهُ	اللہ نہیں کرتا	ہر کسی بات کا اعلان کرنا نہ ہر مظلوم
مَنْ ظَلَمَ وَكَانَ اللَّهُ سَمِيعًا عَلِيمًا ۝۱۰۱	اِنْ تَبَدُّوا	سے نہ اور اللہ سنا جانتا ہے نہ
خَيْرًا اَوْ تُخَفُّوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوءٍ ۚ وَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ	بَصِيْرًا	بصیرانی علانیہ کر دیا چھپ کر یا کسی کی برائی سے درگزر کرنا نہ تو جبکہ اللہ معاف
عَفُوًّا قَدِيْرًا ۝۱۰۲	اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ	کرتے والا قدرت والا ہے وہ جو اللہ اور رسولوں کو نہیں مانتے
وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُفْرِقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ ۚ وَ	اَوْرِدُوْهُنَّ	اور چاہتے ہیں کہ اللہ سے اس کے رسولوں کو جدا کر دیں اور
يَقُوْلُوْنَ نُوْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۚ	يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۝۱۰۳	کہتے ہیں کہ ہم کسی پر ایمان لائے اور کسی کے منکر ہوئے اور
يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۝۱۰۳	اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَافِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاعْتَدْنَا لِلْكَافِرِيْنَ	چاہتے ہیں کہ ایمان و کفر کے درمیان کوئی راہ نکال لیں
اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَافِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاعْتَدْنَا لِلْكَافِرِيْنَ	عَذَابًا مَّهِِيْنًا ۝۱۰۴	یہی ہیں ٹھیک ٹھیک کا فزق اور ہم نے کافروں کے لئے عذاب کا
عَذَابًا مَّهِِيْنًا ۝۱۰۴	وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ	عذاب تیار کر رکھا ہے اور وہ جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ	وَلَمْ يُفْرِقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمۡ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ	لائے اور ان میں سے کسی پر ایمان میں فرق نہ کیا نہ انہیں منکر اللہ
وَلَمْ يُفْرِقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمۡ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ	يُوْتِيْهِمْ اَجْرُهُمْ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا رَحِيْمًا ۝۱۰۵	یوتی دے گا ان کے اجر کو اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے لئے محبوب اہل کتاب
يُوْتِيْهِمْ اَجْرُهُمْ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا رَحِيْمًا ۝۱۰۵	اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ	ان کے جواب لئے نکالے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے لئے محبوب اہل کتاب
اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ	مَنْزِل	

کے دشمن۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ و اہل بیت کو ملانا ضروری ہے، بعض کو حد سے بڑھا دینا اور بعض کا دشمن ہو جانا یہودی سی نے اٹھائی ہے۔ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ نیکیوں کی جزا ملانا ایمان پر موقوف ہے۔

۱۔ شان نزول۔ کتب ابن اشرف یودی نے ایک بار حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر آپ سچے نبی ہیں تو ہمارے پاس توریت کی طرح ایک کتاب ایک دم لایئے اس پر یہ آیت کہ نہ نازل ہوئی۔ ۲۔ خیال رہے کہ ان یہودیوں کا موسیٰ علیہ السلام سے کہنا کہ ہمیں خدا کو دکھا دو عشق الہی کی بنا پر نہ تھا بلکہ موسیٰ علیہ السلام پر بے اعتقاری کی وجہ سے تھا۔ اسی لئے اس مطالبہ کی بناء پر ان پر یہ عذاب آیا۔ اور موسیٰ علیہ السلام کا طلب وید اور کرنا عشق الہی کی بنا پر تھا۔ معلوم ہوا کہ نیت بدلتے سے احکام بدل جاتے ہیں، قاتل کے بھائی کو ستایا۔ بے ایمان ہوا۔ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے اپنے ان بھائی اور والد کو دکھ دیئے مگر ایماندار رہے۔ کیونکہ قاتل کا وہ کام ایک عورت کی محبت سے تھا۔ اور ان کا یہ کام یعقوب علیہ السلام کی محبت میں تھا۔ ۳۔ یعنی توریت شریف اور موسیٰ علیہ السلام کے معجزات۔ ۴۔ جب انہوں نے توبہ کی اس میں موجودہ یہودیوں کو تلقین ہے کہ تم بھی ایمان لے آؤ ہم معاف کر دیں گے۔ ۵۔ کہ فرعونوں کو غرق کیا اور بنی اسرائیل کے دلوں میں آپ کی ایسی ہیبت قائم ہوئی کہ آپ کے فرمان پر سخت سے سخت علم بھی مان لیتے تھے۔ چھڑے کے پھاریوں نے آپ ہی کی ہیبت سے اپنے کو قتل کے لئے پیش کر دیا۔ ۶۔ یعنی توریت شریف پر عمل کرنے کا عہد۔ کیونکہ بنی اسرائیل پر توریت شریف کے سارے ہماری احکام ایک دم آن پڑے۔ وہ گھبرا گئے۔ اور بولے کہ سن تو لیا مگر ہم سے عمل نہ ہو سکتے گا۔ تب طور پہاڑ اٹھیز کر ان پر مسلط کیا گیا کہ مانو ورنہ گمراہ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم کا آہستہ آہستہ آنا اللہ کی رحمت تھا۔ ۷۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کے شر کی تنظیم چاہیے۔ کیونکہ یہ شر ارجحاً کا دروازہ تھا جس میں انبیاء کرام کے مزارات تھے۔ بعض لوگ قرآن شریف یا بزرگوں کی قبروں کی طرف پیٹھ نہیں کرتے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ بھی مدینہ منورہ میں سواری پر نہ بیٹھے۔ ان سب بزرگوں کی دلیل یہ آیت ہے، رب نے موسیٰ علیہ السلام سے طوطی جنگل کا ادب کرایا کہ فرمایا فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ یعنی جوئے اتار دو۔ ۸۔ یعنی ہفتہ کے دن چھل کا شکار نہ کریں جیسے جمعہ پر دھننے والے مسلمانوں پر نماز جمعہ کے وقت دہاوی کا رد ہار کرنا حرام ہیں۔ ایسے ہی ان لوگوں پر ہفتہ کے سارے دن میں شکار کھیلنا حرام تھا۔ ۹۔ یعنی پیغمبروں کے معجزات۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر کا انکار سارے کافروں سے بدتر کفر ہے۔ ۱۰۔ یعنی خود ان یہودیوں کے خیال میں بھی ان پیغمبروں کا شہید کرنا ناقص تھا، ورنہ واقع میں تو پیغمبر کا قتل حق ہو سکتا تھا نہیں اس سے معلوم ہوا کہ کفر اور بدکاریاں دل پر مرگ جاتے کا باعث ہو جاتی ہیں۔ یہ آیت اس آیت کی تفسیر ہے کہ خَتَمَ اللہُ عَلٰی قُلُوبِہُمْ

يَسْأَلُ أَهْلَ الْكِتَابِ أَنْ تَنزِلَ عَلَيْهِمْ كِتَابًا مِّنَ السَّمَاءِ فَقَدْ سَأَلُوا مُوسَىٰ أَكْبَرَهُمْ ذَلِكَ فَقَالُوا

اتر دو وہ تو وہ تو موسیٰ سے اس سے بھی بڑا سوال کر چکے کہ بولے میں اللہ

أَمْرًا نَّا اللَّهُ جَهْرَةً فَأَخَذَتْهُمُ الصَّعِقَةُ بظُلْمِهِمْ

کو طاریہ دکھا دو تو انہیں سزا کے آگیا ان کے غما ہوں پھر نہ

ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِن بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ

پھر بھڑا لے لیٹھے بعد اس کے کہ روشن آئینیں ان کے پاس آ چکی تھیں

فَعَقَّبْنَا عَنْ ذَلِكَ وَإِنَّا مُوسَىٰ سُلْطَانًا مُّبِينًا

تو ہم نے یہ معاف فرما دیا کہ اللہ ہم نے موسیٰ کو روشن علیہ دیا

وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّورَ بِمِثْقَا قِہِمٍ وَقُلْنَا لَهُمْ

پھر ہم نے ان پر طور کو اٹھایا ان سے عہد لے کر کہ ان سے فرمایا کہ

ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوا فِي

دروازے میں سجدہ کرتے داخل ہوئے اور ان سے فرمایا کہ ہفتہ میں صے

السَّبْتِ وَآخَذْنَا مِنْهُم مِّيثَاقًا غَلِيظًا ۝۱۰ فِيمَا

نہ بدھوئے اور ہم نے ان سے گھاڑا عہد کیا تو ان کی

نَفْسِهِمْ مِّيثَاقَهُمْ وَكُفِّرْهُمْ بِآيَاتِ اللَّهِ وَقَتْلِهِمْ

کیسے بدھوئے ان کے سبب کہ ان پر لعنت کی اور اس لئے کہ وہ آیات الہی کے

الْأَنْبِيَاءِ يَغْيِرُ حَقِّ وَقُولِهِمْ قُلُوبُنَا غُلْفًا ۝۱۱

منکر ہوئے اور انہیں کو ناحق شہید کرتے اور ان کے اس کہنے پر کہ ہمارے دلوں پر

طَبَعَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ لِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا ۝۱۲

طاف میں لکھا کہ ان کے دلوں پر ہم نے رکھ دیا ہے مگر ایمان نہیں لائے مگر تھوڑے

۱۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا لفظ آیت میں تکرار نہیں۔ ۲۔ کہ ان کی عصمت پر داغ نکلیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ پاکدامن مومن بی بی کو تمت نکالا بدترین گناہ ہے۔ خصوصاً جب کہ وہ بی بی خاص عصمت کی مالک ہو لہذا آج حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو تمت لگانے والے سخت مجرم اور یہودیوں کی طرح عذاب الہی کے مستحق ہیں۔ خیال رہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عصمت بی بی مریم رضی اللہ عنہا کی عصمت سے زیادہ اہم ہے کہ بی بی مریم کی کو اسی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے دواولی گئی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی گواہی خود رب نے دی کہ اس بارے میں ۱۸ آیتیں آئیں ۳۔ یہودیوں نے دعویٰ کیا کہ ہم نے

عیسیٰ علیہ السلام کو شہید کر دیا۔ اور عیسائیوں نے ان کی تصدیق کی۔ دونوں جھوٹے اور رب نے دونوں کی تکذیب فرمائی۔ ۴۔ اس طرح کہ جو منافق عیسیٰ علیہ السلام کا یہودیوں کو پتہ دینے کے لئے آپ کے گھر میں داخل ہوا۔ وہ عیسیٰ علیہ السلام کا ہم قتل ہو گیا۔ اور آپ آسمان پر تشریف لے گئے۔ یہودیوں نے اسی منافق کو عیسیٰ علیہ السلام کے دھوکے میں سولی دے دی لیکن پھر خود بھی حیران تھے کہ ہمارا آدمی کہاں گیا۔ نیز اس کا چہرہ عیسیٰ علیہ السلام کا سا تھا۔ اور ہاتھ پاؤں اپنے سے۔ اس کا ذکر اس آیت کریمہ میں ہو رہا ہے۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی آج عیسیٰ علیہ السلام کے قتل یا موت کا قائل ہو وہ یہودی کی طرح جہالت میں گرفتار ہے جیسے لاہوری یا قادیانی مرزائی۔ ۶۔ یہاں اٹھانے سے مراد جسمانی اٹھانا ہے نہ کہ فقط روحانی۔ رب فرماتا ہے وَفَضَّلْنَا يَسُو عَلَى الْغَضِيضِ۔ اگر روحانی بلندی مراد ہوتی تو یہاں بل نہ فرمایا جاتا۔ کیونکہ روحانی بلندی شہید ہونے میں ہے نہ کہ شہید نہ ہونے میں ہے۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ابھی عیسیٰ علیہ السلام کی وفات واقع نہیں ہوئی کیونکہ آپ کی وفات سے پہلے سارے اہل کتاب آپ پر ایمان لائیں گے۔ حالانکہ ابھی یہودی آپ پر ایمان نہیں لائے۔ دوسرے یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام قریب قیامت زمین پر تشریف لائیں گے۔ تیسرے یہ کہ آپ کی اس آمد پر سارے یہودی آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ اس طرح کہ سب مسلمان ہو جائیں گے۔ ۸۔ یعنی قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہود کے خلاف گواہی دیں گے۔ اور جو یہودی ان پر ایمان لایکے ہوں گے ان کے ایمان کی خیال رہے کہ چار بیخبر زندہ ہیں۔ دو زمین میں حضرت خضر و الیاس اور دو آسمان میں۔ حضرت عیسیٰ و ادریس حضرت عیسیٰ علیہ السلام قریب قیامت تشریف لائیں گے امت مہدی کے آخری ولی ہوں گے امام مہدی اور اصحاب کف ان کی خدمت کریں گے نکاح کریں گے اور صاحب اولاد ہوں گے۔ (روح البیان) چالیس سال

السَّامِ	۱۹۳	لا یحب اللہ
<p>وَبَكْفُرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلَىٰ مَرْيَمَ بَهْتَانًا عَظِيمًا ۝۱۸</p> <p>اور اس لئے کہ انہوں نے کفر کیا اور مریم پر بڑا بہتان اٹھایا</p>		
<p>وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَىٰ ابْنَ مَرْيَمَ</p> <p>اور ان کے اس کہنے پر کہ ہم نے مسیح عیسیٰ بن مریم اللہ کے رسول کو</p>		
<p>رَسُولَ اللَّهِ وَما قَتَلُوهُ وَما صَلَبُوهُ وَلَكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ</p> <p>شہید کیا اور بتایا کہ انہوں نے نہ لے کر قتل کیا اور نہ سولی دی بلکہ ان کی جگہ</p>		
<p>وَالَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَقِيَ شَكٌّ مِنْهُ مَا لَهُمْ</p> <p>کام ایک بنا دیا بلکہ امرہ جو اس کے بارے میں اختلاف کر رہے ہیں خود اس کی طرف سے</p>		
<p>بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَما قَتَلُوهُ يَقِينًا ۝۱۹</p> <p>شہید نہیں ہوئے ہیں انہیں اس کی جگہ جس شخص کی جگہ کی جہوری اور جھٹک انہوں</p>		
<p>بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝۲۰</p> <p>لے اس کو قتل نہ کیا بلکہ اٹھانے سے اہل طرف اٹھایا اور اللہ غالب حکمت والا ہے</p>		
<p>وَأَنْ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ</p> <p>کوئی کتابی ایسا نہیں جو اس کی موت سے پہلے اس پر ایمان نہ لائے نہ</p>		
<p>مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَرِيفًا ۝۲۱</p> <p>اور قیامت کے دن ان پر گواہ ہو گا کہ</p>		
<p>فِي ظِلِّهِم مِّنَ الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبَاتِ</p> <p>جو یہودیوں کے جسے ظلم کے سبب ہم نے وہ جسٹن تحریری چیزیں کہ ان کیلئے حلال</p>		
<p>أَحَلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنِ سَبِيلِ اللَّهِ كَيْتَبًا ۝۲۲</p> <p>تھیں کہ ان پر حرام فرما دیں اور اس لئے کہ انہوں نے نبیوں کو اللہ کی راہ سے روکنا</p>		
<p>وَآخِذْهُمْ بِالْزُبُرِ وَقَدْ نَبِّهُوا عَنْهُ وَأَكْبَرُوا أَمْوَالَهُ</p> <p>اور اس لئے کہ وہ سود لینے حالانکہ وہ اس سے منع کئے گئے تھے اور لوگوں کا مال</p>		
<p>منازل</p>		

زمین پر قیام فرمائیں گے اور حضور کے روضہ میں دفن ہوں گے (حدیث) ۹۔ اس کا تفصیلی ذکر سورہ انعام کی اس آیت میں ہے۔ وَاعْلَىٰ الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبَاتِ

اس سے معلوم ہوا کہ پچھلی آیتوں پر عذاب الہی اس طرح بھی آتا تھا کہ ان پر شرعی احکام سخت کر دیئے جاتے تھے اب اس سے امن ہے ہماری شریعت بہت آسان ہے۔

۱۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوتے ایک یہ کہ تمام حرام کھانوں میں سود بدتر ہے۔ اسی لئے رب نے اسے طہرہ ذکر فرمایا۔ دوسرے یہ کہ سود رشوت، چوری، مانع
گمانے کی مزدوری۔ یہ تمام چیزیں پہلی شریعت میں بھی حرام تھیں۔ کیونکہ یہ ظلم ہیں اور ظلم بیٹھ حرام رہا۔ یعنی اپنے کفر اور اڑے رہے اور جو توبہ کر گئے انہیں
صالحی دے دی گئی۔ ۲۔ دینیہ العلم وہ عالم ہے جس کا علم اس کے دل میں اتر گیا ہو جیسے مضبوط درخت وہ ہے جس کی جڑیں زمین میں جگہ پکڑ چکی ہوں اس سے
مراہ خوش عقیدہ اور باعمل علماء ہیں جیسے سیدنا عبداللہ ابن سلام اور ان کے ساتھی جو موجود کے علماء تھے اور حضور علیہ السلام کے صحابی ہوئے صاف خواہ وہی علی سے

جیسے قرآن شریف یا وحی غنی سے جیسے حدیث شریف لفظ
قرآن و حدیث سب پر ہی ایمان چاہیے۔ ۵۔ خیال رہے
کہ پچھلے کتابوں پر ہمارا صرف اعتدالی ایمان ہے اور قرآن
کرم پر تفصیلی ایمان بھی ہے اور عمل بھی، اسی فرق کی
وجہ سے رب تعالیٰ نے اترنے کا الگ الگ ذکر فرمایا ۶۔
اس سے معلوم ہوا کہ عالم باعمل کا ثواب دوسروں سے
زیادہ ہے کیونکہ باعمل عالم دوسروں کو بھی نیک بنا دیتا
ہے۔ چاہیے کہ عالم کا عمل سنت نبوی کا عموں ہو اور اس
کی ہر ادا پہنچ کرے اس سے اشارتاً یہ بھی معلوم ہوا کہ
بے دین۔ یا بے عمل بنا دے گی ۷۔ یہاں
زیادہ ہے کیونکہ وہ گمراہ بھی ہے اور گمراہ کن بھی اور اس
کی بد عملی دوسروں کو بھی بد عمل بنا دے گی ۸۔ یہاں
تشبیہ صرف وحی بھیجے میں ہے اگرچہ وحی کی نوعیت میں
فرق ہے مثلاً حضرت نوح علیہ السلام پر جہاد کی وحی نہ ہوئی
تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نبی
ہیں جو ان کی نبوت کا انکار کرے وہ کافر ہے۔ جیسے آج
کل کے بعض کلمہ گو ۸۔ خیال رہے کہ کفار کو تبلیغ
فرمانے والے پہلے نبی نوح علیہ السلام ہیں۔ نیز آپ ہی
سب سے پہلے شرعی احکام لانے والے ہیں۔ نیز حضرت
نوح علیہ السلام پر کتاب الہی یکدم نہ آئی۔ یہود مدینہ کہتے
تھے کہ چونکہ آپ پر قرآن ایک دم نہ آیا۔ لہذا ہم ایمان
نہ لائیں گے ان کی تردید میں یہ آیت کریمہ آئی جس میں
فرمایا گیا ان پیغمبروں پر بھی کتب اور صفحہ ایک دم نہ آئے
تھے۔ تم ایمان ان پر لائے ہو ایسے ہی حضور صلی اللہ علیہ
وسلم پر ایمان لے آؤ ۹۔ بعض علماء نے اس آیت کی بناء
پر فرمایا۔ کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے سارے فرزند
نبی تھے اور نبی کا نبوت سے پہلے موصوم ہونا ضروری نہیں
ان صاحبوں سے جو خطائیں سرزد ہوئیں۔ وہ عطا نبوت
سے پہلے تھیں دوسرے علماء فرماتے ہیں کہ وہ سب نبی نہ
تھے اور یہاں اسباط سے مراد ان سب کی اولاد ہے۔
کیونکہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بعد سارے ابراہیمی
نبی آپ ہی کی اولاد میں ہوئے۔ اس صورت میں آئندہ

النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ۖ وَاعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ مِنْهُمْ عَذَابًا

نامی کھا جائے اور ان میں بڑا کافر ہوئے کہ ان کے لئے ان کے لئے دروناک عذاب تیار

الْيَمِّ ۚ لَكِنَّ الرَّاكِبُونَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُونَ

کر رکھتے ہاں جو ان میں علم ہیں کہنے اور ایمان والے ہیں

يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَ

وہ ایمان لاتے ہیں اس پر جو ان کے لئے نازل ہوا اور جو تم سے پہلے اترتا

الْمُقِيمِينَ الصَّلَاةَ وَالْمُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالْمُؤْتُونَ

اور نماز قائم رکھنے والے اور زکوٰۃ دینے والے اور اللہ اور قیامت پر

بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ وَلَكُمْ سُنُّوْتِيْمٌ أَجْرًا عَظِيْمًا ۝

ایمان لانے والے انہوں کو عنقریب ہم بڑا ثواب دیں گے کہ

إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَى نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ

جنگ اسے محبوب ہم نے ہماری طرف وحی بھیجی کہ جیسے وحی نوح اور ان کے بعد کے

مِنْ بَعْدِهِ ۚ وَأَوْحَيْنَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَ

ابراہیم کو کہ جیسی کہ اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل اور

إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطَ ۚ وَعِيسَى ۚ وَإِيُوبَ

اسحاق اور یعقوب اور ان کے بیٹوں کے اور عیسیٰ اور ایوب

وَيُونُسَ وَهَارُونَ وَسُلَيْمَانَ ۚ وَاتِّبْنَا دَاوُدَ

اور یونس اور ہارون اور سلیمان کو وحی کی اور ہم نے داؤد کو زور

زَبُورًا ۚ وَرَسَلْنَا قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِنْ

غفار مآل اور رسولوں کو جن کا ذکر آگے ہم سے فرما چکے اور

قَبْلَ وَرَسَلْنَا لَمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ وَكَلَّمَ اللَّهُ

ان رسولوں کو جن کا ذکر تم سے نہ فرمایا اور اللہ نے تم سے حقیقت

عبارت والاسباط کی تفصیل یا تشبیہ ہے ان علماء کے نزدیک نبی نبوت سے پہلے اور بعد میں کتابوں سے موصوم ہوتے ہیں۔ ۱۰۔ اس آیت میں ذکر فرمانے کی نفی ہے نہ
کہ علم دینے کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سارے پیغمبروں کا علم دیا گیا۔ ان سب نے معراج کی رات حضور علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھی رب فرماتا ہے وَكَلَّمَ اللَّهُ
عَلِيًّا مِنْ آثَانِ الْوَسْطِ عَلَامہ یہ کہ ہم نے بعض پیغمبروں کے تفصیلی حالات قرآن میں بیان فرما دیئے اور بعض کے اب تک بیان نہ فرمائے اس کے معنی یہ نہیں کہ
آئندہ بھی بیان نہ کریں گے لہذا وہابی اس سے دلیل نہیں پکڑ سکتے۔

محبت کا باطل یا گناہ سرزد نہیں ہوتا ہے۔ مظلوم ہو کہ دشمن یا ہمارا آقا اور ہم۔ حضور کا آقا اور ہم اپنی ذمہ داری پر آئے ہیں۔ اور حضور رب کی ذمہ داری پر بھیجے گئے ہیں۔ جیسے ملک میں سیاح کا جانا اور وزیر اعظم کا دورہ۔

منزل

۱۔ معلوم ہوا کہ غیر فرض کو فرض سمجھ لینا یا غیر حرام کو حرام مان لینا یا نبیوں میں خدا کے اوصاف ماننا یہ سب دین میں زیادتی ہے اور یہود کا طریقہ۔ ۲۔ معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر والد پیدا ہوئے ورنہ آپ کو باپ کی طرف نسبت کیا جاتا، رب فرماتا ہے اَنْذَرْتُمْ بِالْاَنْبِيَاءِ اِی لَیْسَ قُرْآنِ کَرِیْمَ تَعْرِیْمَ کے سوا کسی بی بی کا نام نہ لیا۔ اور آپ کو روح اللہ اور کلمت اللہ بھی اسی لئے کہا جاتا ہے کہ آپ بغیر نطفہ محض ربانی فیضان سے پیدا ہوئے جیسے بیت اللہ اور کلمت اللہ میں نسبتیں ہیں۔ ایسی ہی روح اللہ میں ہے ۳۔ کہ انہیں فقط کمر سے پیدا فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش نطفہ سے نہیں ہوئی نہ ماں کے نہ باپ کے ۴۔ بعض

النساء

۱۶۶

لا یحب الله

السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝

جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا

اس کے کتاب والو اپنے دین میں زیادتی نہ کرو اور اللہ پر نہ کہو

عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ

مَرْیَمَ

مَرْيَسَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ

کا بیٹا ہے اللہ کا رسول ہے اور اس کا ایک کلمہ کہ مریم کی طرف بھیجا

وَرُوحٌ مِنْهُ فَامْتُوا بِاللَّهِ وَرِسْلَهُ وَلَا تَقُولُوا

اور اس کے یہاں کی ایک روح تو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور میں نہ

ثَلَاثَةٌ إِنَّهُمْ خَيْرٌ الْكُفْرُ إِنَّمَا اللَّهُ إِلَهٌ وَاحِدٌ

کوئی باز دو اپنے بھلے کو اللہ تو ایک ہی خدا ہے

سُبْحَنَهُ أَنْ يَكُونَ لَهُ وَلَدٌ لَهُ مَا فِي السَّمُوتِ

وَمَا فِي الْأَرْضِ وَكَفَى بِاللَّهِ وَكِيلًا ۝ لَنْ

تَسْتَنكِفَ الْمَسِيحُ أَنْ يَكُونَ عَبْدًا لِلَّهِ وَلَا

اللہ کا بندہ بننے سے کچھ نفرت نہیں کرتا اور نہ

الْمَلَائِكَةُ الْمُقَرَّبُونَ وَمَنْ يَسْتَنكِفْ عَنْ

مقرب فرشتے اور جو اللہ کی بندگی سے

عِبَادَتِهِ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ إِلَيْهِ جَمِيعًا ۝

نفرت اور تکبر کرے نہ تو کوئی دم ہاسا ہے کہ وہ ان سب کو اپنی طرف بلانے کا

مَنْزِل

عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے تھے، بعض انہیں تیسرا خدا مانتے تھے اور بعض انہیں کو خدا مانتے تھے ان تینوں فرقوں کی تردید کے لئے یہ آیت کریمہ اتری۔ اللہ میں ایک فرقہ کی تردید ہے واحد میں دوسرے کی اور لہ ولد میں تیسرے کی ۵۔ کیونکہ کچھ اختیار کرنا مجبوری اور مغلوبی سے ہوتا ہے۔ موت کا خطرہ دشمنوں کا ڈر، شہوت کی مغلوبیت کچھ کا باعث ہے، رب ان سب سے پاک ہے ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیٹا باپ کا ظلم نہیں بن سکتا۔ ملکیت اور نبوت جمع نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ رب تعالیٰ نے اپنی ملکیت عامہ کو اس پر دلیل بنایا کہ عیسیٰ علیہ السلام رب کے بیٹے نہیں ورنہ وہ اس کے بندے نہ ہوتے نہ۔ شان نزول، بحران کے عیسائیوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تھا۔ کہ آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عیب لگاتے ہیں کہ انہیں اللہ کا بندہ کہتے ہیں۔ اس پر یہ آیت اتری جس میں فرمایا گیا کہ اللہ کا بندہ ہونا باعث فخر ہے۔ نہ کہ باعث نفرت۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے بندے تو سب ہیں مگر بغیر خصوصی بندے ہیں۔ جن کی ہندگی سے رب کی ربوبیت اور الوہیت ظاہر ہوتی ہے۔ بادشاہ کی سب لوگ رعایا ہیں مگر وزیر اعظم خصوصی شان والا ہے، ان کی ہندگی پر دست قدرت کو بھی ناز ہے کہ فرماتا ہے۔ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ ۝ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی عبادت اور رسول کی اطاعت سے تکبر کرنا ناجائز ہے اور سخت جرم ہے تو یہ جرم محاذ اللہ انبیاء کرام سے کیسے صادر ہو سکتا ہے۔ یہ عیسائیوں کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اہتمام ہے کہ وہ اپنے کو رب کا بیٹا بتاتے تھے اور عہدیت کے منکر تھے۔

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن کو نیک اعمال کی صرف جزا ہی نہ ملے گی۔ بلکہ رب کا وہ عطیہ جو رب کی شان کے لائق ہے وہ بھی ملے گا چنانچہ رب کا یہ اجر انصاف اور رب کا پیش راضی رہنا ہے۔ یعنی اس کے فضل سے ملے گا۔ ۲۔ معلوم ہوا کہ بے یار و مددگار ہونا کفار کا عذاب ہے۔ رب نے مومن کے لئے بہت سے مددگار عطا دیئے ہیں ۳۔ اس ناس میں سارے انسانوں سے خطاب ہے کہیں ہوں یا کبھی ہوں اس سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کسی زمانہ کسی جگہ اور کسی قوم سے خالص نہیں جس کا اللہ رب ہے اس کے حضور نبی ہیں خدا کی غذا کی میں حضور کی مسطیقات اور بادشاہی ہے ۴۔ یعنی اسے تمام لوگوں تمہارے پاس وہ تشریف لائے جو سر تپا اللہ کی معرفت کی دلیل ہیں۔

النساء

۱۶۷

لا حول ولا قوة الا باللہ

فَاقْمَا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَيُوَفِّيهِمْ

تر وہ جو ایمان لائے اور اپنے تمام نیکے ان کی مزدوری انہیں

أَجْرَهُمْ وَيَزِيدُهُمْ مِنْ فَضْلِهِ وَأَمَّا الَّذِينَ

مجرم اور دے گا اور اپنے فضل سے انہیں اور زیادہ دے گا اور وہ جنہوں

اسْتَكْبَرُوا اسْتَكْبَرُوا فَيُعَذِّبُهُمُ عَذَابًا أَلِيمًا وَ

لے نفرت اور مجبر کیا تھا انہیں دردناک سزا دے گا اور اللہ

لَا يَجِدُونَ لَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا

کے سوا نہ اپنا کوئی حمایتی پائیں گے نہ مددگار نہ

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَأَنْزَلْنَا

اے لوگو! بیشک تمہارے پاس ہی اللہ کی طرف سے واضح دلیل آئی ہے اور ہم نے

إِلَيْكُمْ نُورًا مُبِينًا ۚ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ

تمہاری طرف روشن نور اتارا ہے کہ وہ جو اللہ پر ایمان لائے

وَأَعْتَصَمُوا بِهِ فَيُسَبِّحُ لَهُمْ فِي رَحْمَةِ مَوْلَىٰ ذُو الْ

اور اس کی رحمت میں مضبوط تھا کہ تو معزز ہے انہیں اپنی رحمت اور اپنے فضل میں داخل کرے گا

وَالْهُدَىٰ إِلَيْهِ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا ۚ يَسْتَفْتُونَكَ

اور انہیں اپنی طرف ہی ہدایت دلا دیکھتے ہیں کہ انہیں سے فتویٰ پہنچتے ہیں

قُلْ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَامِ ۚ إِنَّ أَمْوَالَكُمْ لَيْسَ

تم فرما دو کہ اللہ نہیں کلام میں فتویٰ دیتا ہے اگر کسی ہر کام کا انتقال ہو جو

لَهُ وَلَدٌ أُولَٰئِكَ أَخْتَفَ فَلَهَا بِنِصْفٍ أَلَا تَعْلَمُ ۚ وَهُوَ يَرْتَفَعُ

بہاؤ والا ہے اور اس کی لکھتیں ہر تو ترک ہیں سے اس کی ہیں کا آدھا ہے اور وہی ہیں

إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا وَلَدٌ فَإِنْ كَانَتْ أَثْنَتَيْنِ فَلَهَا

کا وارث ہوگا اگر بہن کی اولاد نہ ہو نہ پھر اگر دو بہنیں ہوں تو کہ ہیں ان کا

مستزل

پوچھا کہ میں اولاد ہوں میرے بعد میرے مال کا کیا ہو گا تب یہ آیت آئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے جاہل تم اس بیماری میں مرو گے نہیں چنانچہ انہیں صحت ہوئی۔ معلوم ہوا کہ سرکار لوگوں کی موت و زندگی سے خبردار ہیں۔ اور آپ کا وہ خون شفا ہے ۷۸۔ نہ بیٹا نہ بیٹی۔ اگر بیٹی ہے تو عصمت میں کو ملے گا وہ ذی فرض نہ ہوگی اور اگر بیٹا ہو جو ہے تو بھائی، بہن سب محروم ایسے ہی باپ یا دادا کے ہوتے ہوئے بھائی، بہن محروم ہوتے ہیں۔

اب خیال رہے کہ میراث کے مسائل میں وہ بھی جماعت ہے یعنی جو حق دو بیٹوں یا بیٹیوں کا ہے وہی بہت سوں کا ہے اس حدیث کا بھی مطلب ہے کہ دو اور زائد جماعت ہیں۔ پہلے صرف بیٹوں کا ذکر تھا اور اب بیٹائی بہن دونوں کا۔ یعنی اگر سب اولاد نے بھائی بھی چھوڑے اور بیٹیں بھی سب یعنی بھائی کے ساتھ بہن صاحب بن جائے گی ذی فرض نہ رہے گی اور بھائی سے آدھا حصہ پاسے گی خیال رہے کہ یہاں اخلاقی بہن کے سوا یعنی حقیقی اور حلالی بھائی بہن مراد ہیں۔ اخلاقی کے احکام پہلے گزر چکے تھے آج امت میں تقاض نہیں ہے اس سے معلوم ہوا کہ میراث کے مسائل بہت اہم ہیں کہ رب تعالیٰ نے جتنی تفصیل ان کی قربانی اتنی اور کی نہ قربانی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میراث کے علم کو آدھا علم فرمایا۔

الثَلَاثِينَ وَمِمَّا تَرَكَ وَإِنْ كَانُوا إِخْوَةً رَجُلًا وَنِسَاءً

دو تہائی نہ اور اگر بھائی بہن ہوں۔ مرد بھی اور عورت بھی

فَلْيَدْرِكُوا حِصَّ الْأَنْثِيَيْنِ يَبِينُ اللَّهُ لَكُمْ

تو مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے اللہ تمہارے لئے صاف بیان

أَنْ تَقُولُوا وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ

فرماتا ہے کہ تم کہیں، سبک نہ جاؤ گے اور اللہ ہر چیز پر جاننے والا ہے

ابَا ذَرٍّ ۱۳۰ سُوْرَةُ الْمَائِدَةِ مَدِيْنَةُ ۱۳

حدیث مائیدہ مدنی ہے اس میں سورہ کوخ اور ایک سو بیس آیتیں اور ۱۶۴ احادیث

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ أُحِلَّتْ

اے ایمان والو! اپنے قول پر پورے کرو گے تمہارے لئے

لَكُمْ بِفَيْمَةِ الْأَنْعَامِ الْأَمْثِلُ عَلَيْكُمْ حَيْثُ الْخَلْجُ

حلال ہوئے ہیں ان کو بھی پورا کرو جو تمہارے سامنے مثال ہیں جہاں حلال

الصَّيْدِ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ إِنَّ اللَّهَ يُحْكِمُ مَا يُرِيدُ

جب تم احرام میں ہو تو یہ حکم اللہ تم پر فرماتا ہے جو چاہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحْلُوا شَعَائِرَ اللَّهِ وَلَا

اے ایمان والو! حلال و شہداء اللہ کے نشان نہ اور نہ ادب والے بیٹے اور نہ

الشُّهُرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَائِدَ وَلَا

مرد کو بھی بھائی اور نہ بہن کے گھنے میں علامتیں اور ذراں نہ اور نہ

أَمْنِ الْبَيْتِ الْحَرَامِ يَنْتَقُونَ فُضُلًا مِّنْ تَوْمٍ

ان کا حال و آبرو جو عزت والے گھر کا حصہ کے آئیں نہ اپنے رب کا فضل اور اس کی

یعنی آگے میں سارے علوم اور آگے میں یہ اکیلا۔ ایمان والوں سے یا اہل کتاب کے مومن مراد ہیں تو عقود سے وہ عہد مراد ہوں گے جو رب تعالیٰ نے کریم کتابوں میں ان سے لئے تھے تو رخصت و انجیل کی حضور کی نعت والی آیتیں علامہ بیان کرو اس سے عام مسلمان مراد ہیں تو مطلب یہ ہوگا کہ رب سے یا نبی سے یا پھر سے یا بیوی اور خاوند سے یا ایک دوسرے سے کئے ہوئے وعدے پورے کرو۔ مگر اس میں جائز وعدے داخل ہوں گے۔ نہ کہ حرام وعدے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عہد کے دن روزہ کی منت ماننے والا اپنی منت پوری کرے کہ اور دن روزہ رکھے ان کی دلیل یہ آیت بھی ہے ۶۹ اس میں ان کفار کا رد ہے جو جوں کے نام پر چھوڑے ہوئے جانور بخیرہ ساتھ وغیرہ کو حرام سمجھتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حرام صرف وہ ہے جسے اللہ رسول حرام فرما دیں۔ حلال کے لئے خاص دلیل کی ضرورت نہیں۔ کسی چیز کا حرام نہ ہونا ہی حلال ہونے کی دلیل ہے۔ ۷۰ احرام کی حالت میں خشکی کا شکار کھانا حرام ہے دریا کی شکار جائز خیال رہے کہ بحر کا شکار کیا ہو انہ بحر کو حلال ہے نہ فیر کو (کتاب لہ) احرام خواج کا ہوا غرہ کا ۸۸ معلوم ہوا کہ وہی عقلیت والی چیزوں کا احرام کرنا بہت ضروری ہے۔ رب فرماتا ہے۔ وَمَنْ يَعْصِمْ مَعَاذَ اللَّهِ فَمَا مَغْنَمُ آنِفِهِمْ أَفْزَىٰ مِمَّا كَسَبُوا اس شکار اللہ میں غنہ کعب۔ بزرگوں کے مزارات۔ قرآن شریف وغیرہ سب ہی واحسن ہیں بلکہ جس چیز کو اللہ کے مقبول بندوں سے نہایت ہو جائے وہ بھی شعائر اللہ بن جاتی ہے۔ دیکھو حضرت ابراہیم کے قدم مشافہہ پہاڑ پر ہے تو وہ پہاڑ شعائر اللہ بن گئے رب فرماتا ہے۔ إِنَّ الشَّعَائِرَ وَالْمَنَافِعَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ ۚ هُمْ حُرْمٌ مِّنْهَا جَارِئِينَ رَجَبٍ ۚ وَبِالْقَبْرِ ذَوَالِجِ ۚ أَوْ حُرْمٌ كَمَا نَدَّ جَاهِلِيَّتٍ مِّنْهُ يَحْيٰى كَفَارًا ۚ إِنَّ كَالِيبَ كَرِهَتْ ۚ أَسْلَامَ لَمْ يَحْيٰى ۚ إِنَّ كَالِيبَ كَرِهَتْ ۚ أَسْلَامَ لَمْ يَحْيٰى ۚ إِنَّ كَالِيبَ كَرِهَتْ ۚ أَسْلَامَ لَمْ يَحْيٰى ۚ

احرام بدستور باقی ہے وہ عرب والے قربانیوں کے گھوں میں کچھ نشان وال دیا کرتے تھے۔ تاکہ لوگ جان لیں کہ یہ قربانی ہے اور انہیں نہ چھینیں۔ اب نشان نزول ایک بار شریع بہن بدستور منورہ آیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کر کے جاتے وقت عید والوں کے ہاں مونی ہاگ لے گیا۔ مسلمانوں کو بہت رنج ہوا اگلے سال حج کے ارادہ سے وہی کے جانور لے کر مکہ منظر چلائے صحابہ کرام نے چاہا کہ اس سے چار مال کا دل لیں اور یہ تمام جانور چھین لیں۔ حضور نے منع فرمایا۔ حضور کی تائید میں یہ آیت کریمہ اتی۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی کے بدلے میں ہم شرعی حدود نہ تو لیں

۱۔ یہ امر اہلحدیث کے لئے ہے مگر یہ اہلحدیث ایسی قطعی ہے کہ اس کا منکر کافر ہے کیونکہ احرام سے فارغ ہو کر شہادہ کرنا جائز ہے واجب نہیں۔ ہر قسمی چیز کا انکار کفر ہے خواہ قرض یا واجب یا محظوب۔ ۲۔ کفار کہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حدیبیہ کے دن عمرہ سے روکا مسلمانوں سے فرمایا گیا کہ تم اس کے بدلہ میں انہیں حب سے مدت روکو خیال رہے کہ اب کافروں کو روکا جائے گا کفر کی وجہ سے رب فرماتا ہے اِنَّ الشِّرْكَ يَافُوْهُ نَجْسٌ مِّمَّا فَتَرٰ الْبَشَرُ اِنَّ اَكْبَرُ الشُّجُوْءِ اَنْ تَقُوْلَ مَا يَفُوْهُ ۚ ۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ غیر خدا سے دعا لینا جائز ہے۔ دوسرے یہ کہ امداد یا بھی چیز ہے۔ دلی ہو یا جسمانی یا روحانی بشرطیکہ جائز چیز ہو ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ کی حد کرنا

بھی گناہ ہے چوری کرنا، چوری کرنا، چوری کا مال گھریں رکھنا سب جرم ہیں۔ ایسے ہی تنگی کرنا اور کرنا تنگی کے جرم کرنا سب میں ذواب ہے۔ یہاں گیارہ چیزوں کی حرمت کا ذکر فرمایا۔ مردار وہ جانور ہے۔ جس کا ذبح کرنا فرض ہو۔ اور بغیر ذبح مر جائے۔ اس کا صرف کھانا حرام ہے۔ دیگر بعض منافع جائز ہیں۔ مثلاً اس کی کھال پکا کر جوتے وغیرہ بنا سکتے ہیں۔ خوار سے متعلقہ اخراجات وغیرہ۔

تلی اور کچلی جائز ہے۔ ۶۔ چونکہ سور کا صلب گوشت ہی کھایا جاتا تھا۔ ہائی اجزاء کے کھانے کا رواج نہ تھا۔ اس لئے آیت میں لحم کی قید لگائی۔ یہ قید لگانا ہے ورنہ سور کے تمام اجزاء حرام ہیں بلکہ سور کی کوئی چیز کھانے کے سوا اور طرح بھی استعمال نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ سور کو رب نے جس العین فرمایا فَإِنَّهُ مِنْ سِوَرِ كَاكُوشْتِ قرآن

مجید کے حرام ٹیلا اس کے بانی ابو جعفر علیؑ کے خلاف ہے۔ یعنی غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا۔ جیسے کفار عرب کا دستور تھا کہ بھڑوں کے نام پر جانور ذبح کرتے تھے۔ جانور کی زندگی میں اس پر غیر خدا کا نام لے کر حرام نہیں کر دیتا۔ دیکھو بکھرہ اور سانپہ بھڑوں کے نام پر پھوڑے جاتے تھے۔ مگر حلال تھے۔ مسلمان انہیں ذبح کریں اور کھائیں، جب خود گھبرا کر پانی اور مشرکین کے پر جا کر گائے کا چٹا کھانا جائز اور

مندرجہ ذیل کے درخت کا استعمال جائز تو ان کے نام پر چھوڑا ہوا جانور کیوں حرام ہو گا۔ خواہ لاشی سے مارا ہو۔ یا گولی سے یا غلہ سے حرام ہے۔ معلوم ہوا کہ بلی سے چھڑائی ہوئی مرنے۔ بھیرے وغیرہ سے چھڑائی ہوئی بکری اگر زندگی میں ذبح کر لی جائے تو حلال ہے۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جانور کسی نقصان پر بھیجتے اور اس کی عبادت کی نیت سے ذبح کیا جائے وہ

حرام ہے، اگرچہ اللہ کے نام پر ہی ذبح ہو۔ مسئلہ اگر کافر
جینت کا جانور کھان پر لے جا کر مسلمان سے ذبح کروا دے
اور مسلمان بسم اللہ سے ذبح کرے۔ وہ حلال ہے
(عائلیہ) کیونکہ یہاں ذبح کرنے والے کی نیت جھٹ گئی
نہیں۔ اور ذبح کروانے والے کی بیعت کا اہتمام نہیں۔ اس
بددلی لینا غیر مناسبت ہے۔ ہاں اچھی بات یہ

وَقَفَّيْكَ

المؤمنين

[illegible]

خوشن چاہتے اور جب احرام سے نکلے تو شکار کر سکتے ہوں اور ہمیں کسی قوم کی

عدالت کے اجہوں نے تم کو مسجد حرام سے روکا تھا

زیادتی کرنے پر نہ ابھارے نہ اور نیکی اور ہر چیز کا حق پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور

کتاب احمد کی بارش ہم با ہم ملوثہ دوست اور اللہ کے دوسرے دیکھتے ہیں

۱۰۰

یہ سب کچھ کہہ کر وہ اپنے گھر کی طرف لوٹ گیا۔

[illegible]

[Handwritten musical notation]

(Musical notation)

4 5 6 7 8 9 10 11 12 13 14 15 16 17 18 19 20 21 22 23 24 25 26 27 28 29 30 31 32 33 34 35 36 37 38 39 40 41 42 43 44 45 46 47 48 49 50 51 52 53 54 55 56 57 58 59 60 61 62 63 64 65 66 67 68 69 70 71 72 73 74 75 76 77 78 79 80 81 82 83 84 85 86 87 88 89 90 91 92 93 94 95 96 97 98 99 100 101 102 103 104 105 106 107 108 109 110 111 112 113 114 115 116 117 118 119 120 121 122 123 124 125 126 127 128 129 130 131 132 133 134 135 136 137 138 139 140 141 142 143 144 145 146 147 148 149 150 151 152 153 154 155 156 157 158 159 160 161 162 163 164 165 166 167 168 169 170 171 172 173 174 175 176 177 178 179 180 181 182 183 184 185 186 187 188 189 190 191 192 193 194 195 196 197 198 199 200 201 202 203 204 205 206 207 208 209 210 211 212 213 214 215 216 217 218 219 220 221 222 223 224 225 226 227 228 229 230 231 232 233 234 235 236 237 238 239 240 241 242 243 244 245 246 247 248 249 250 251 252 253 254 255 256 257 258 259 260 261 262 263 264 265 266 267 268 269 270 271 272 273 274 275 276 277 278 279 280 281 282 283 284 285 286 287 288 289 290 291 292 293 294 295 296 297 298 299 300 301 302 303 304 305 306 307 308 309 310 311 312 313 314 315 316 317 318 319 320 321 322 323 324 325 326 327 328 329 330 331 332 333 334 335 336 337 338 339 340 341 342 343 344 345 346 347 348 349 350 351 352 353 354 355 356 357 358 359 360 361 362 363 364 365 366 367 368 369 370 371 372 373 374 375 376 377 378 379 380 381 382 383 384 385 386 387 388 389 390 391 392 393 394 395 396 397 398 399 400 401 402 403 404 405 406 407 408 409 410 411 412 413 414 415 416 417 418 419 420 421 422 423 424 425 426 427 428 429 430 431 432 433 434 435 436 437 438 439 440 441 442 443 444 445 446 447 448 449 450 451 452 453 454 455 456 457 458 459 460 461 462 463 464 465 466 467 468 469 470 471 472 473 474 475 476 477 478 479 480 481 482 483 484 485 486 487 488 489 490 491 492 493 494 495 496 497 498 499 500 501 502 503 504 505 506 507 508 509 510 511 512 513 514 515 516 517 518 519 520 521 522 523 524 525 526 527 528 529 530 531 532 533 534 535 536 537 538 539 540 541 542 543 544 545 546 547 548 549 550 551 552 553 554 555 556 557 558 559 560 561 562 563 564 565 566 567 568 569 570 571 572 573 574 575 576 577 578 579 580 581 582 583 584 585 586 587 588 589 590 591 592 593 594 595 596 597 598 599 600 601 602 603 604 605 606 607 608 609 610 611 612 613 614 615 616 617 618 619 620 621 622 623 624 625 626 627 628 629 630 631 632 633 634 635 636 637 638 639 640 641 642 643 644 645 646 647 648 649 650 651 652 653 654 655 656 657 658 659 660 661 662 663 664 665 666 667 668 669 670 671 672 673 674 675 676 677 678 679 680 681 682 683 684 685 686 687 688 689 690 691 692 693 694 695 696 697 698 699 700 701 702 703 704 705 706 707 708 709 710 711 712 713 714 715 716 717 718 719 720 721 722 723 724 725 726 727 728 729 730 731 732 733 734 735 736 737 738 739 740 741 742 743 744 745 746 747 748 749 750 751 752 753 754 755 756 757 758 759 760 761 762 763 764 765 766 767 768 769 770 771 772 773 774 775 776 777 778 779 780 781 782 783 784 785 786 787 788 789 790 791 792 793 794 795 796 797 798 799 800 801 802 803 804 805 806 807 808 809 810 811 812 813 814 815 816 817 818 819 820 821 822 823 824 825 826 827 828 829 830 831 832 833 834 835 836 837 838 839 840 841 842 843 844 845 846 847 848 849 850 851 852 853 854 855 856 857 858 859 860 861 862 863 864 865 866 867 868 869 870 871 872 873 874 875 876 877 878 879 880 881 882 883 884 885 886 887 888 889 890 891 892 893 894 895 896 897 898 899 900 901 902 903 904 905 906 907 908 909 910 911 912 913 914 915 916 917 918 919 920 921 922 923 924 925 926 927 928 929 930 931 932 933 934 935 936 937 938 939 940 941 942 943 944 945 946 947 948 949 950 951 952 953 954 955 956 957 958 959 960 961 962 963 964 965 966 967 968 969 970 971 972 973 974 975 976 977 978 979 980 981 982 983 984 985 986 987 988 989 990 991 992 993 994 995 996 997 998 999 1000 1001 1002 1003 1004 1005 1006 1007 1008 1009 1010 1011 1012 1013 1014 1015 1016 1017 1018 1019 1020 1021 1022 1023 1024 1025 1026 1027 1028 1029 1030 1031 1032 1033 1034 1035 1036 1037 1038 1039 1040 1041

مَنْزِل ۲۷

۲۲۱

۱۔ یعنی جس میں فتح تک نصیب فرمائی۔ ظاہری اور باطنی امن عطا کی، کفر کی علامتیں مٹا دیں۔ خیال رہے کہ ذات کی تحلیل کا نام تحلیل ہے اور مفات کی تحلیل کا نام اتمام۔
 لہذا آیت میں غرار نہیں۔ اس لئے اُخْتُفْتُ کے ساتھ دین اور اُخْتُفْتُ کے ساتھ بتائیں فرمایا ۷۲۔ اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ صرف اسلام خدا کو پکارا ہے یعنی دین محمدیؐ یا کسی سب دین مردود۔ دوسرے یہ کہ اس آیت کے نزول کے بعد قیامت تک اسلام کا کوئی حکم منسوخ نہیں ہو سکتا۔ تیسرے یہ کہ اصول دین میں زیادتی کی نہیں ہو سکتی۔ اجتہادی فرقی مسئلے پیش نظر رہیں گے اس لئے ہنسنا فرمایا۔ صعب نہ فرمایا جو تحفے یہ کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا۔ کیونکہ

الحکم علیہ ۱۴۰ الباب ۱۵

وَاتِمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ

اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی ہے اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند

دینا پسند کیا۔ اضطرار فی مَحْصَصَةٍ غَيْرِ مُتَجَانِفٍ

کیا نہ کہ جو جہوک پیاس کی شدت میں ناچار ہو یوں کہ عشاء کی طرف

لَا تَمُوتُ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۱۵ يَسْأَلُونَكَ مَاذَا

نہ بچے کہ تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے کہ اس لئے مجرب تم سے پوچھتے ہیں کہ

أَحَلَّ لَهُمْ قَوْلُ أَحِلَّ لَكُمْ الطَّيِّبُ وَمَا عَلَّمْتُمُ

ان کیلئے کیا حلال پرانی تم فرماؤ کہ حلال کی نہیں تھامے تھے پاک چیزیں اور جو شکاری

مِنَ الْجَوَارِحِ مَكِيلِينَ تَعْلَمُونَ هُنَّ وَمَا عَلَّمْتُمُ

جانوروں کے مکیلین نہ انہیں شکار پروردگار نے تم کو نہیں سکھائے وہ جانور ہیں جن سے انہیں

اللَّهُ فَمَكُوا وَمِمَّا أَمْسَكْنِ عَلَيْكُمْ وَادْكُرُوا اسْمَ

سکھائے تو کھاؤ اس میں سے جو وہ مار کر تمہارے لئے رخصت کر دیں اور اس پر ان کا نام

اللَّهُ عَلَيْهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَرِيعٌ حَسَابٌ ۱۶

لوگ اور اللہ سے ڈرنے رہو بے شک اللہ کو حساب کرنے والا نہیں ملتا

الْيَوْمَ أَحِلَّ لَكُمْ الطَّيِّبُ وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا

آج تمہارے لئے پاک چیزیں حلال ہو گئیں اور کھانا جو لوگوں کو کھانا تھا اسے

الْكِتَابِ حَلَّ لَكُمْ وَطَعَامُكُمْ حَلَّ لَهُمْ وَالْمُحْصَنَاتُ

حلال ہے تم اور تمہارا کھانا ان کے لئے حلال ہے اور بارگاہِ محمدیہ

مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُحْصَنَاتِ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا

مسلمان اور بارگاہِ محمدیہ ان میں سے جن کو تم سے پہلے

الْكِتَابِ مِنْ قَبْلِكُمْ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أَجُورَهُنَّ

کتاب میں سے پہلے انہیں ان کے ہر روز کے

دین کامل ہو چکا۔ سورج نہیں آئے پر چراغ کی ضرورت نہیں۔ لہذا قادیانی بے دین ہیں۔ پانچویں یہ کہ اسلام کو چھوڑ کر کوئی لاکھوں نیکیاں کرے خدا کو پکارا نہیں۔ جزا کٹ جانے کے بعد چوں کو پانی دینا ہے کار ہے۔ ۳۰ یعنی اگر کسی مسلمان کو حلال چیز میسر نہ آئے اور بھوک پیاس سے جان پر بین جائے تو وہ جان بچانے کی بقدر حرام چیز کھا لی سکتا ہے۔ بشرطیکہ غنا نہ کرے، یعنی زیادہ نہ کھائے اس میں وہ بیمار بھی داخل ہے جس کی حرام کے سوا کوئی دوا نہ ہو۔ یعنی بھالت مجبوری و اضطرار جان بچانے کے لئے بقدر ضرورت حرام چیز کھا لینا جائز ہے، اگر تم اس انداز سے میں غلطی کرو اور ایک آدھ لقمہ زیادہ کھا جاؤ۔ تو ہم غفور رحیم ہیں معاف فرما دیں گے۔ لہذا آیت صاف ہے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ یعنی کونے جانور حلال ہیں جن کو شکار کر کے کھایا جاوے، خیال رہے کہ دریائی جالور سب حرام سوائے پھلی کے خشکی کے بے خون والے جانور سب حرام سوائے مڈی کے، خون والے چرندے کیل والے حرام ہیں، پرندے شکاری بچہ والے حرام ہیں۔ طہیبات سے مراد حلال چیزیں ہیں ۷۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو چیز شریعت حرام نہ کرے وہ حلال ہے۔ نیز لہذا بد چیزیں چھوڑنا تقویٰ نہیں، حرام سے بچنا تقویٰ ہے نہ کہ حلال کو حرام کر لینا ۷۷۔ خواہ درندہ ہو جیسے کتا اور چیتا یا شکاری پرندہ جیسے شکرہ، باز، شاہین وغیرہ، جب وہ ایسے سدھائے جائیں کہ کتا اور چیتا تو بغیر دیے ہوئے اس کا گوشت نہ کھائیں اور باز اور شکرہ اشارہ پر لوٹ آئیں اس سے معلوم ہوا کہ بلی کی ماری ہوئی مرغی حرام ہے۔ ۸۔ یعنی تمہارے سدھائے ہوئے شکاری کتے جب شکار کر کے لاویں اور اس میں سے کچھ نہ کھائیں، تو اگرچہ جانور مر گیا ہو، حلال ہے اور اگر کتے نے کچھ کھالیا ہو تو حرام ہے، مگر یہ اس نے اپنے لئے شکار کیا۔ تمہارے لئے نہ کیا ۹۔ یعنی ان شکاری جانوروں کو چھوڑتے وقت ہم اللہ پڑھ دیا کرو ۱۰۔ کہ چند کھنوں میں ساری مخلوق کا حساب لے لے گا۔ قیامت کا باقی وقت شانِ معظی صلی

اللہ علیہ وسلم کے اظہار میں گزرے گا ۱۱۔ یعنی اہل کتاب پر ان کے گناہوں کی دجا سے بعض پاک چیزیں بھی حرام کر دی گئی ہیں۔ اب آج سے وہ سب تم پر حلال ہیں ۱۲۔ یعنی اہل کتاب کا زیچہ اور ان کی عورتیں مسلمانوں کو حلال ہیں بشرطیکہ وہ اہل کتاب ہوں۔ مودودہ عالمہ اگر زیادہ ہر خدا کے شکر ہو چکے ہیں۔ لہذا ان کا زیچہ حلال ہے نہ عورتیں بلکہ اب تو تمام اگرچہ ذبح کرتے بھی نہیں۔ نیز مسلمان عورت کا ذبح کھانا ہر دے حرام ہے۔ حال اس طرح کہ ان کا مہر ان کے خوالے کر ۱۳۔ اس کا وعدہ کر لو۔ خیال رہے کہ مہر کی تاکید کے لئے یہ ارشاد فرمایا گیا۔ ورنہ نکاح بغیر مہر کے ذکر سے بھی ہو جاتا ہے۔

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ حد حرام ہے۔ کیونکہ حد میں صرف شہوت پوری کرنی ہوتی ہے نہ اولاد حاصل کرنا اور نہ عورت کو نکاح کی قید میں رکھنا اسی لئے مسموعہ عورت کو نہ طلاق ہو سکتی ہے۔ نہ تلخ نہ کھار۔ نہ میراث۔ یہ مسائل کتب شیعہ میں بھی تفصیل وار موجود ہیں۔ ابتدائے اسلام میں حد ایسے ہی عارضی طور پر حلال ہوا تھا جسے شراب سے اس سے معلوم ہوا کہ حد بھی حرام ہے اور خاگی عورتوں سے خلیہ زنا بھی حرام اور کسی لوطی سے غلابہ زنا بھی سخت جرم۔ پہلی دو چیزیں تو عیسائیوں سے حرام تھیں اور تیسری چیز شیخہ فاطمہؓ ہے۔ لہذا آیت میں تکرار نہیں ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرتد کی ساری عبادات برباد ہو جاتی ہیں

لیکن وہ اگر دوبارہ اسلام لائے تو اسے حج دوبارہ کرنا پڑے گا۔ نمازوں وغیرہ کے اعادہ کی ضرورت نہیں (کتب اصول) یہ بھی معلوم ہوا کہ مرتد اصلی کافر سے بدتر ہے ۴۔ خیال رہے کہ یہاں قیام سے مراد وہ نہیں جو نماز میں فرض ہے کیونکہ وہ تو وضو سے پیچھے ہے بلکہ نماز کے لئے اٹھنا اور چلنا مراد ہے اسی لئے یہاں ان الصلوٰۃ فرمایا فی الصلوٰۃ نہ فرمایا ۵۔ معلوم ہوا کہ وضو میں نیت شرط نہیں سنت ہے کیونکہ یہاں ان اعضا کے دھونے کو مطلق رکھا گیا۔ نیز وضو میں کلی اور ناک میں پانی لینا فرض نہیں کیونکہ قرآن کریم نے اس کا ذکر نہ فرمایا۔ بلکہ حدیث کی وجہ سے سنت ہے نیز پاؤں پر مسح نہ ہو گا بلکہ اسے دھویا جائے گا ۶۔ اٹھو ذاباں اٹھو سے ہے یعنی خوب پاک اور صاف ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ غسل میں ان اعضا کا دھونا بھی فرض ہے۔ جو بعض لحاظ سے ظاہر بدن ہیں۔ لہذا کلی اور ناک میں پانی لینا غسل میں فرض ہے وضو میں نہیں کیونکہ وضو میں مبالغہ کا فیض ارشاد نہیں ہوا۔ اگر عورت سے نکاح ہو کر چٹا۔ تو وضو گیا اور اگر صحبت کر لی تو غسل گیا۔ ان دونوں صورتوں میں پانی نہ ملے پر تیمم کیا جائے گا اس سے معلوم ہوا کہ وضو اور غسل دونوں کا تیمم یکساں ہے ۸۔ پانی نہ ملنے کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ پانی وہاں موجود نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ پانی تو ہو۔ لیکن اس کے استعمال پر قدرت نہ ہو یا بیماری سے یا دشمن یا موذی جانور کی رکاوٹ کی وجہ سے دیکھو امام حسین رضی اللہ عنہ نے کربلا میں تیمم سے نمازیں پڑھیں حالانکہ دیائے فرات سامنے تھا۔ کیونکہ آپ وہاں پہنچنے پر قادر نہ تھے ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ مٹی اور مٹی کی مجلس سے تیمم جائز ہے۔ جس مٹی وہ ہے جو زمین سے پیدا ہو۔ اور آگ میں نہ رکھ ہو نہ گلے۔ لہذا پہاڑی نمک اور کان کے کوئلے سے تیمم جائز ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۱۷۱

مُحْصِنِينَ غَيْرِ مُفْجِحِينَ وَلَا مُتَخَذِيْ اٰخِذَانٍ
 قید میں لاتے ہوئے نہ سستی لگاتے نہ اور نہ آشنا بناتے کہ
 وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ وَهُوَ فِي
 اور جو مسلمان کافر ہوا اس کا کیا دھرا سب اکارت نکالت اور وہ
 الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخَيْرِيْنَ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا
 آخرت میں لڑیاں کھارے اسے ایمان والو جب نماز
 قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ
 کو کھڑے ہونا چاہو گے تو اپنا منہ دھو اور کہیںوں تک
 اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى
 ہاتھ اور سرجوں کا رخ کرو اور گتوں تک پاؤں
 الْكَعْبَيْنِ ۚ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ۚ وَاِنْ كُنْتُمْ
 دھوڑے اور اگر نہیں نہانے کی حاجت ہو تو غربہ سے ہونے اور اگر تم
 مَرْضًى اَوْ عَلَى سَفَرٍ اَوْ جَاءَ اَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَايِطِ
 بیمار ہو یا سفر میں یا تم میں سے کوئی قضاے حاجت سے آیا
 اَوْ لَبَسْتُمْ اِلْسَاءً فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا
 یا تم نے عورتوں سے صحبت کی نہ اور ان صورتوں میں پانی نہ پایا نہ تو پاک مٹی سے
 طَيِّبًا فَاَمْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ مِنْهُ ۖ مَا يَرِيْدُ
 تیمم کرو نہ تو اپنے منہ اور ہاتھوں کا اس سے مسح کرو اللہ نہیں
 اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ ۚ وَلٰكِنْ يَّرِيْدُ
 چاہتا کہ تم پر کچھ بھی رکھے ہاں یہ چاہتا ہے
 لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝
 کہ تمہیں خوب صفا کرے اور اپنی نعمت تم پر پوری کرے کہ تم اس کا احسان مانو

۱۔ کہ تمہیں مسلمان بنایا اور تمہارے لئے آسمان احکام بھیجے، ساری زمین کو مسجد اور پاک کرنے والا بنایا ۲۔ اس آیت میں بیعت عقبہ یا بیعت رضوان کی طرف اشارہ ہے، اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ انسان ہر نیک رب کی توفیق سے کرتا ہے اس پر غور نہ کرے بلکہ رب کا شکر ادا کرے۔ دوسرے یہ کہ بیعت عقبہ اور بیعت رضوان والے سارے صحابہ رب کے پیارے مقبول بندے ہیں۔ جنہیں رب نے اس بیعت کا شرف بخشا اسی بیعت کو یہاں نعمت اللہ فرمایا گیا۔ تیسرے یہ کہ ان سارے صحابہ نے ان بیعتوں کے سارے وعدے پورے کئے۔ وہ وعدے کے سچ تھے کیونکہ رب نے یہاں ان کے وعدے بغیر تردید ذکر فرمائے ۳۔ یعنی اللہ تعالیٰ

المائدہ

۱۶۲

الاحزاب

وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَمِيثَاقَهُ الَّذِي وَاثَقَكُمْ

اور یاد کرو اللہ کا احسان اپنے اوپر اور وہ عہد جو اس نے تم سے کیا

بِأَنَّهُ إِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ

جب کہ تم نے کہا ہم نے سنا اور مانا اور اللہ سے ڈر رہے تھے اللہ دلوں

عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝ يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

کی بات ماننا ہے تم اے ایمان والو

كُونُوا قَوْمٌ مِّنْ اللَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ

اللہ کے نام پر غریب تمام ہو جاؤ انصاف کے ساتھ گواہی دینے کی اور تم کو کسی قوم کی

شَنَّانُ قَوْمٍ عَلَىٰ لَا تَعْدِلُوا إِعْدَاؤُهُمْ أَهْوَ اقْرَبُ

عداوت اس پر نہ اٹھائے کہ انصاف نہ کرو انصاف کرو وہ ہمارے گمراہی کے نزدیک

لِتَتَّقُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝

قريب ہے حق اور اللہ سے ڈر رہے تھے اللہ کہ تمہارے کاموں کی خبر ہے

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ

ایمان والے نیکو کاروں سے اللہ کا وعدہ ہے کہ ان کے

مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ ۝ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا

حقے منکشف اور بڑا ثواب ہے وہ اور وہ جنہوں نے کفر کیا اور ہماری

بَايَتَنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ۝ يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

آجئیں جہنمیں وہی درجہ والے ہیں اے ایمان والو

اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ هُمْ قَوْمٌ مُّشْكُوتٌ

اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب ایک قوم نے ہمارے ہمدردی

إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ

کریں تو اس نے ان کے ہاتھ ہم سے روک دیے اور اللہ سے ڈرو

منزل

تمہارے دلوں کے اظہار و نیاز مندی سے مطلع ہے تمہیں اس کی بھی جزا دے گا۔ خیال رہے کہ دل کے برسے خیالات کی حافی ہے۔ مگر نیک اداروں، اچھی بیعتوں پر ثواب ہے، صوفیاء فرماتے ہیں کہ حق کا بدلہ دیدار الہی ہے، سب توفیق، مبالغہ کا میثاق ہے جس سے معلوم ہوا کہ انسان اپنے نفس اپنے اہل قربت اور اہل عداوت عرض سب ہی سے انصاف کرے، اپنے گناہوں کا اقرار، قربت واروں کے حق کا ادا کرے، نبی کی اطاعت، رب کی عبادت سب اسی انصاف کی قسمیں ہیں، یہ معلوم ہوا کہ عدل و انصاف میں اپنے پرانے مسلمان کافر، سب یکساں رکھے جائیں گے، اس آیت کی تفسیر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طے فرماتے ہوئے وہ مقدمے ہیں جن میں حضور نے مسلمانوں کے خلاف اور کافروں کے حق میں فیصلے دیے ۶۔ اس آیت سے دو مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ اعمال پر ایمان مقدم ہے کہ ایمان کا ذکر پہلے ہوا، دوسرے یہ کہ ایمان کے ساتھ نیک اعمال بھی ضروری ہیں۔ بھل وہی کھا سکتا ہے جو جڑ اور شاخوں کی حفاظت کرے ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر نیک مسلمان سے اللہ نے عظمت اور ثواب کا وعدہ فرمایا۔ رب کے وعدے سچے ہیں، لیکن اقرار خاتمہ کا ہے۔ ایمان سے کل جانے والا خود اس وعدے سے کل گیا۔ اللہ سچا ہے بندے جوئے ہو جائے ہیں ۸۔ اس سے یقینی طور پر معلوم ہوا کہ دوزخ میں جہنم صرف کافروں کے لئے ہے مومن کتنا ہی گنہگار ہو دوزخ میں جہنم نہ رہے گا۔ اشارہ یہ بھی معلوم ہوا کہ کفار کے چھوٹے سچے دوزخی نہیں کیونکہ انہوں نے آجہوں کو بھٹایا نہیں۔ ۹۔ ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مع صحابہ کرام کے دوران سفر میں ایک جگہ میں قیام فرما تھے، دوپہر کا وقت تھا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عطف درختوں کے نیچے اور خود حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے نیچے آرام فرما تھے، حضور نے اپنی تلواریں درخت سے لٹکا دی تھیں، ایک ہادی تھی، حضور نے اپنی تلواریں تلواریں بلند کر لیا اور حضور سے کہنے لگا کہ اب آپ کو کچھ

سے کون چھائے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ، جبریل علیہ السلام نے وہ تلواریں اس کے ہاتھ سے گرا دی، حضور نے اٹھائی اور فرمایا کہ تاجی مجھ سے کون چھائے گا۔ اس نے کہا کوئی نہیں، تفسیر ابو السعود میں ہے کہ وہ ہادی مسلمان ہو گیا (واللہ اعلم) اس آیت میں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے، چہرہ کہ ہادی اپنی ساری قوم کی طرف سے آیا تھا اس لئے بے غم قوم فرمایا گیا ۱۰۔ معلوم ہوا کہ اللہ کی نعمت یاد کرنا حکم ربانی ہے۔ محفل میلاد شریف میں بھی اللہ کی بڑی نعمت کی یاد کی جاتی ہے کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت رب کی سب سے بڑی نعمت ہے، بغیر نعمت کی یاد رب کا شکر ہے رب نے فرمایا وَابْتَغُوا فَاغْنُكُمْ عَنْ الْمَالِ الْبَاطِلِ

بِغَيْرِ حِسَابٍ

اس خیال رہے کہ طبیعوں سے دوا اور بزرگوں سے دعا کرنا توکل کے خلاف نہیں کہ یہ اسباب پر عمل ہے۔ انبیاء کرام کے ذریعہ سے یہ عہد اکیلا اس سے معلوم ہوا کہ رب کے خاص بندوں کا کام رب کا کام ہے۔ کیونکہ یہ عہد نبیوں نے لیا تھا مگر رب نے فرمایا کہ ہم نے لیا۔ ۳۔ قیابِ نقب سے بنا۔ معنی کھودنا اور کھینا یہاں اس سے تحقیق اور تحقیق کرنا مراد ہے۔ یعنی قوم کے حالات سے باخبر رہنا۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہی سرداری و نبیواری اللہ کو دینا جائز ہے اس سے سمت سے سیاسی مسئلے مستبعد ہو سکتے ہیں۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیتِ العقب میں بارہ انصاریوں کو قیاب مقرر فرمایا تھا جو بعد کے مسلمانوں کا دینی انتظام کریں اور ان کی اصلاح کرتے رہیں۔ ۴۔ ان سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ بنی اسرائیل پر نماز و زکوٰۃ فرض تھیں۔ اگرچہ وہ ہماری نماز و زکوٰۃ سے مختلف تھیں۔ چنانچہ ان پر دن رات میں دو نمازیں اور چار ماہ مال زکوٰۃ تھی۔ دوسرے یہ کہ مسلمانوں کا سب سے بڑا انصاری تقویٰ اور نیک اعمال ہیں کسی وقت خصوصاً جماد میں ان سے غافل نہیں رہنا چاہیے۔ رب فرماتا ہے اَلَّذِي يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهٗ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْسَبُ ۚ وَمَنْ يُؤْتَ الْحِلْمَ فَلَهُ ابْنٌ عِزٌّ ۚ وَكَفَىٰ لِلْعَبْدِ الْمَلِئَةِ ۚ اِسْمُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ عَمَلَات ہے کہ رب نے اس کا عہد لیا۔ اس تقسیم میں کوئی قید نہیں۔ لہذا ہر وہ تقسیم جو شرعاً حرام نہ ہو وہ کی جائے انیس سورہ نہ کہ انیس خدا یا خدا کا بیٹا نہ کہ باقی جس قدر تقسیم ممکن ہو کہ ہر تقسیم ثواب ہے اس میں نقل اور روایت کی ضرورت نہیں۔ ۶۔ مساکین پر خیرات گویا اللہ کو قرض دینا ہے جیسے کسی کی اولاد کے ساتھ سلوک صاحب اولاد پر قرض ہے۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسلام کی برکت سے زمانہ کفر کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں حقوق کی معافی نہیں ہوتی لہذا نو مسلم کو زمانہ کفر کا قرض ادا کرنا پڑے گا۔ نیز نیک اعمال کی برکت سے گناہ صغیرہ کی معافی ہو جاتی ہے رب فرماتا ہے اِنْ تَجِدُوا الْاَكْبَابَ فَاَتَاَهُنَّ مِنْهُنَّ يَسْرًا ۚ فَمَنْ شَرَسَ مِنْكُمْ فَلْيُجَاهِدْ ۚ اِنَّ يَسْرًا خَيْرٌ مِّنْ جَهْدٍ ۚ وَفِي الْاَكْبَابِ حِكْمَةٌ لِّمَنْ يَدَّبَّرُ ۚ ۸۔ عالم برزخ سے گزرنے اور محشر کے میدان سے فارغ ہونے کے بعد ۹۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان بارہ نقیبوں کو قوم جبارین کے حالات کی تحقیق کے لئے بھیجا۔ جب کہ آپ بنی اسرائیل کو لے کر ان سے جنگ کرنے جا رہے تھے اور نقیبوں سے فرما دیا کہ تم جو کچھ دیکھ کر آؤ ہم سے کہنا اعلان نہ کرنا ان لوگوں نے وہیں آکر علامہ لوگوں سے کہا کہ جبارین نہایت قوی المیہ اور جنگجو بہادر ہیں سوائے حضرت کالب ابن یوقنا اور یوشع ابن نون کے سب نقیبوں نے عہد توڑ دیا۔ اس آیت میں اس کا ذکر ہے اس صورت میں کفر سے مراد بدعتی ہے جو ان نقیبوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کی ۱۰۔ کہ ان لوگوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد پیغمبروں کا انکار کیا۔ بلکہ ان سے

لا یحبہ اللہ	۱۷۴	الانبیاء
<p>وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ۝ وَلَقَدْ أَخَذَ اللَّهُ</p> <p>اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہیے نہ اور ہے ملک اللہ نے</p> <p>مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَءِيلَ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ</p> <p>بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اور ہم نے ان پر بارہ سردار</p> <p>نَقِيًّا وَقَالَ اللَّهُ إِنِّي مَعَكُمْ لَئِنْ أَقَبْتُمُ الصَّلَاةَ</p> <p>تمام کرتے رہو اور اللہ نے فرمایا ہے کہ میں تمہارے ساتھ ہوں ضرور اگر تم نماز قائم کرو</p> <p>وَأَتَيْتُمُ الزَّكَاةَ وَآمَنْتُمْ بِرُسُلِي وَعَزَّرْتُمْ حَرَّتِي</p> <p>اور زکوٰۃ دو اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور اپنی عقیم کردہ اور</p> <p>أَقْرَضْتُمُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّا يَفِرَّنَّ عَنْكُمْ سِيبَاتِي ۚ</p> <p>میرے قرض میں دوت بے شک میں تمہارے گناہ امار دوں گناہ</p> <p>وَلَا دَخَلَتْكُمْ جَنَّتِ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ</p> <p>اور ضرور نہیں باغوں میں لے جاؤں گناہ تمہارے کے نیچے نہریں رواں</p> <p>فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ</p> <p>پھر اس کے بعد جو تم میں سے کفر کرے وہ ضرور سیدھی راہ سے</p> <p>السَّبِيلِ ۝ فَمَا تَقْضُوا مِثْقَا تَقْهُمُ لَعْنُهُمْ وَجَعَلْنَا</p> <p>بھلائی کو ان کی کہیں بد عہد بندوں پر تہ ہم نے انہیں لعنت کی اور ان کے</p> <p>قُلُوبَهُمْ قَسِيَةً يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ ۚ وَ</p> <p>دل سخت کر دیتے کہ اللہ کی باتوں کو ان کے منھانوں سے جھٹکتے ہیں کہ اور</p> <p>نَسُوا حَظًّا مِمَّا ذُكِّرُوا بِهِ ۚ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلَى</p> <p>بھلا بیٹھے بڑا حصہ ان لعنتوں کا جو انہیں دی گئیں اور تم جہنم اللہ کی ایک ایک</p> <p>خَائِنَةٍ مِنْهُمْ إِلَّا قَلِيلًا ۚ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَ</p> <p>دعا پر مطلع ہوتے رہو گے سوا کھنڈوں کے تو انہیں صاف کر دو</p>		
متر ۲		

دشمن کی۔ حضور کے اوصاف چھپائے جو توریت میں مذکور ہیں ۱۱۔ معلوم ہوا کہ گناہوں کا نتیجہ حق دل ہے ایسے ہی نیکیوں سے دل میں نرمی پیدا ہوتی ہے۔ ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ کلام اللہ میں لفظی تحریف بھی جرم ہے۔ خواہ وہ تحریف ذاتی ہو یا وصفی لہذا قرآنی حروف کو دیدہ و دانستہ صحیح خارج سے اوانہ کرنا تو کفر اور کفر کا کلام پڑھنا سخت گناہ ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ذی کفر جب تک جزیہ دیتا رہے، اس وقت تک اس کی معمولی بد عہدی سے درگزر کیا جائے، یہاں بعض بد عہدیاں وہ ہیں جن سے ذر نوت جاتا ہے بعض حضرات فرماتے ہیں کہ یہ آیت اس قوم کے مطلق باطل ہوتی جنہوں نے پہلے ہی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد کیا تھا پھر توڑ دیا اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو ان کی عہد شکنی سے مطلع فرمایا اور درگزر کرنے کا حکم دیا (غزائن) ۲۷۔ اس میں اشارت فرمایا کہ موجودہ عیسائی صرف نام کے نصاریٰ رہ گئے ہیں کام کے نہیں۔ کیونکہ انہوں نے مسیح علیہ السلام کی مدد کرنا چھوڑ دی اور آپ سے کئے عہدوں کو توڑ دیا ۳۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ عیسائیوں کے بہت سے فرتے رہیں گے۔

جن میں ہمیشہ جنگ اور غداوت رہے گی اب بھی لکھتان جرمی وغیرہ کا حال دیکھ لو کہ اگرچہ ان میں کبھی سیاسی خود غرضیوں کی بنا پر ظاہری اتفاق ہو جاتے ہیں لیکن دل سب کے طعنے دیتے رہتے ہیں، ان کی نا اتفاقی مرنے کے بعد بھی نہیں جاتی کہ ولایتی عیسائیوں کے قبرستان اور، مکر دیوں کے اور ۳۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آسمانی کتب کے احکام سے واقف تھے یہ بھی جانتے تھے کہ کون سے احکام اصلی ہیں اور کون سے جعلی کسی کے چھپے عہد وہی ظاہر کر سکتا ہے جو عہد سے واقف ہو، لیکن حضور کو ان کتابوں کے درست کرنے کا حکم نہ تھا۔ کیونکہ وہ منسوخ ہو چکی تھی۔ بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت رجم وغیرہ کو درست فرمایا ۵۵۔ ملا علی قاری نے شرح شفا میں فرمایا کہ نور اور کتاب مبین دونوں حضور ہی ہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منظر صفات منظر ذات منظر احکام و اخبار ہیں۔ لہذا یہ عطف تفسیری بھی ہو سکتا ہے حضور اللہ کا نور اس طرح ہیں کہ آپ ذات باری سے پہلے فیض پانے والے اور آپ کے ذریعہ سے دوسرے لوگ فیض لینے والے ہیں یہ بھی پتہ لگا کہ کوئی نور محمدی کو بجا نہیں سکتا کیونکہ یہ اللہ کا نور ہیں جیسے چاند سورج نیز اس کی کوئی چائش نہیں کر سکتا جیسے سمندر کا پانی اور ہوا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کے بغیر قرآن کی سمجھ ناممکن ہے کیونکہ بغیر نور کتاب نہیں پڑھی جاسکتی قرآن کے نقوش چھونے کے لئے ضروری ہے کہ پانی سے جسم کا غسل کیا جائے اور قرآن کے اسرار چھونے کے لئے ضروری ہے کہ مدینہ طیبہ کے پانی سے دل کا غسل کیا جائے ۳۶۔ معلوم ہوا کہ اللہ جس کسی کو ہدایت دیتا ہے یا دے گا وہ حضور ہی کے ذریعہ سے ہے کوئی شخص حضور سے مستفی نہیں ہو سکتا اسی لئے فرمایا ۳۷۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کفر بے شمار ہیں ایمان صرف ایک، اسی لئے قلت کو جمع اور نور یعنی ایمان کو واحد فرمایا گیا۔ دوسرے یہ کہ ایمان کے لئے ضروری ہے کہ کفر سے بچا جائے، تیسرے یہ کہ ایمان و کفر ایک

وَأَصْفَحْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۝ وَمِنَ الَّذِينَ

اور درگزر نہ کرے تک اسان والے اللہ کو محبوب ہیں اور وہ جنہوں نے دلوئی کیا

قَالُوا إِنَّا نَصْرِي أَخَذْنَا بِنَبَاتِهِمْ فَنَسُوا حَظًّا مِمَّا

کریم نصاریٰ ہیں کہ ہم نے ان سے عہد لیا کہ وہ بھلا بیٹھے ہمارے ساتھ ان

ذِكْرُ وَابِهِ فَأَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَى

تعبیوں کو جو انہیں دی گئیں تو ہم نے ان کے آپس میں فیست کے دن تک جبراً اور

يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللَّهُ بِمَا كَانُوا

بغض و ایل دیات اور عنقریب اللہ انہیں بتا دے گا جو کچھ

يَصْنَعُونَ ۝ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا

کرتے تھے اے کتاب والو بے شک تمہارے پاس ہمارے رسول

يَبِينُ لَكُمْ كَثِيرًا مِمَّا كُنْتُمْ تُخْفُونَ مِنَ الْكِتَابِ

تشریح کرتے کہ تم پر ظاہر فرماتے ہیں بہت سی چیزیں جو تم نے کتاب میں چھپا رکھی ہیں

وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ

جی اور بہت سی باتیں فرماتے ہیں اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور دوسری

مُبِينٌ ۝ يَهْدِي بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ

کتاب سے انہیں ہدایت و تابہت ہے جو اللہ کی مرضی پر چلا سلائی کے

السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِ

رہتے اور انہیں انور میں سے نوری کی طرف لے جاتا ہے اپنے حکم سے

وَيَهْدِيهِمْ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ

انہیں سیدھی راہ دکھاتا ہے نیک سائبر ہوئے

قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ قُلْ فَمَنْ

وہ جنہوں نے کہا کہ اللہ مسیح بن مریم ہی ہے کہ تم فرماؤ پھر

مذکور

جلد جمع نہیں ہو سکتے کیونکہ رب نے ایمان کو روشنی اور کفر کو تاریکی فرمایا۔ جیسے یہ دونوں طریق ہیں ایسے ہی ایمان و کفر، لہذا کافر و مومن میں اتحاد و اتفاق ناممکن ہے۔ ۸۔ یعنی مومنوں کو نیک اعمال کی توفیق دیتا ہے۔ کیونکہ عقائد کی ہدایت تو پہلے ذکر ہو چکی ۷۔ خیال رہے کہ بعض عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کہتے تھے اور بعض خدا کا بیٹا اور بعض انہیں معبودوں میں سے ایک چنانچہ یحییٰ اور مرکانہ عیسائیوں کا یہ عقیدہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ میں ایسا حلول کیا ہے جیسے بچوں میں خوشبو اور آگ میں گرمی ہے۔ اس لئے وہ خدا ہیں نجران کے عیسائیوں نے حضور کی بارگاہ میں ہی عرض کیا تھا انہی کی تردید میں یہ آیت کریمہ اتزی۔ لہذا آیات میں تعارض نہیں۔

ان آیات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت کی کئی طرح تردید ہے۔ ایک یہ کہ عیسیٰ کو موت آسکتی ہے، دوسرے یہ کہ آپ ماں کے شکم سے پیدا ہوئے جس میں یہ مفلکوں وہ اللہ نہیں ہو سکتا تیسرے کہ اللہ تعالیٰ تمام آسمانی اور زمینی چیزوں کا مالک ہے اور ہر چیز رب کا بندہ ہے اگر کسی میں رب نے حلول کیا ہو تو وہ اللہ کا بندہ نہ ہو تا چوتھے یہ کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے۔ خالق ہے۔ اگر آپ میں الوہیت ہوتی تو آپ بھی خالق اور قادر ہوتے۔ مذہب تک ان چاروں چیزوں کا بیان ہے ۳۔ شان نزول۔ حضور کی خدمت میں اہل کتاب کی ایک جماعت آئی حضور نے انہیں اسلام کی تبلیغ کی اور رب کے عذاب سے ڈرایا وہ بولے کہ آپ ہمیں کیا ڈراتے ہیں ہم تو اللہ کے بیٹے ہیں تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ آیت کا

مطلب یہ ہے کہ ہم خدا کو ایسے پیارے ہیں جیسے بیٹا باپ کو۔ کہ بیٹا کتنا ہی برا ہو مگر باپ کو پیارا ہوتا ہے۔ ایسے ہی ہم ہیں۔ یہاں بیٹے سے مراد اولاد نہیں، کیونکہ وہ لوگ اپنے کو اس معنی میں خدا کا بیٹا نہ کہتے تھے، اس آیت سے معلوم ہوا کہ اپنے کو اعمال سے مستغنی جاننا عیسائیوں کا عقیدہ ہے۔ آج کل بعض محبت اہل بیت کے مدعی حضرات اور بعض جلال فقہروں کا یہی عقیدہ ہے یہ سمجھنا کفر ہے قرآن کریم نے ہر جگہ ایمان کے ساتھ اعمال صالحہ کا ذکر فرمایا ۳۔ یہود کا عقیدہ تھا کہ ہم چالیس دن دوزخ میں رہیں گے، یعنی پچھڑے کی پوجا کی بدت، اس آیت میں فرمایا جا رہا ہے۔ کہ اگر تم بیٹوں کی طرح رب کو پیارے ہو، تو تمہیں یہ سزا بھی کیوں ملے گی۔ تمہارے ان دونوں عقیدوں میں تعارض ہے ۳۔ یعنی جس مجرم کو چاہے بخشے جائے سزا دے یہ مطلب نہیں کہ جس نے تصور ہے بلا جرم عذاب دے دے۔ جیسا دینا مذہب سروسوئی نے سمجھا لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ رب فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ شَيْئًا لِّدٰنٍ اور یہ تصور کو مزا دینا عدل کے خلاف ہے ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ساری اہل کتاب امتوں کے نبی ہیں۔ کیونکہ حضور سارے انسانوں بلکہ ساری مخلوق الہی کے نبی ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ حضور کی تشریف آوری سے بہت عرصہ پہلے انبیاء کرام کا آنا بند ہو چکا تھا۔ چنانچہ حضور کی ولادت ۶۵۶۹ میں ہوئی، اس درمیان میں دنیا میں کوئی نبی تشریف نہ لائے۔ خیال رہے کہ اسی درمیانی زمانہ کا نام زمانہ فترت ہے، اس زمانہ کے لوگوں کو صرف عقیدہ توحید کافی تھا۔ جیسے حضور کے والدین۔ یہ بھی خیال رہے کہ انبیاء کرام کے اس عرصہ میں نہ آنے میں حضور کی اختیاری عظمت کا اظہار ہے بہت گہرے اندھیرے کو سورج ہی دور کرتا ہے ۶۔ خیال رہے کہ یہاں بشارت کو ڈرانے کے ساتھ جمع فرمایا نہ کہ تصدیق کے ساتھ یعنی حضور کو بشیر و نذیر فرمایا۔ صدق اور سچ

نہ فرمایا۔ کیونکہ حضور عذاب سے ڈرانے والے اور ثواب کی بشارت دینے والے ہیں۔ آپ کسی پیغمبر کے بشیر نہیں۔ کیونکہ آپ آخری نبی ہیں۔ لہذا آپ نے انبیاء کی تصدیق ہی کی ہے۔ بشارت کسی کی نہیں دی۔

الایحی اللہ	۱۷۵	المائدہ
<p>يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحُ</p> <p>اللہ کا کوئی سبھا کر سکتا ہے اگر وہ چاہے کہ ہلاک کر دے مسیح</p>		
<p>اِبْنِ مَرْيَمَ وَاَمَةٌ وَّمَنْ فِى الْاَرْضِ جَمِيعًا وَّلِلّٰهِ</p> <p>مکہ مہرم اور اس کی سال اور نماز زمین والوں کو ملے اور اللہ ہی</p>		
<p>مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا يَخْلُقُ</p> <p>کے لئے ہے سلطنت آسمانوں اور زمین اور اس کے درمیان کی جو چیز ہے</p>		
<p>مَا يَشَآءُ وَاَللّٰهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۱۰ وَقَالَتِ</p> <p>پیدا کرتا ہے اور اللہ سب کچھ کر سکتا ہے اور مہرمی</p>		
<p>اِلَیْهِمُودُ وَالنَّصَارٰی نَحْنُ اَبْنَاؤُ اللّٰهِ وَاجِبَاؤُهُ قُلْ</p> <p>اور نصرانی بولے کہ ہم اللہ کے بیٹے ہیں تم فرمادو</p>		
<p>فَاَمَ يَعْذِبُكُمْ بِمَا تُوْحٰیۤكُمْ بِلِ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ</p> <p>پھر تمہیں کیوں عذاب کرتا ہے تمہارے لئے کہ تم آدمی ہو اس کی مخلوقات سے</p>		
<p>يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَلِلّٰهِ مُلْكُ</p> <p>بھٹے چاہے بخشا ہے اور جیسے چاہے سزا دیتا ہے اور اللہ ہی کے لئے</p>		
<p>السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَاِلَیْهِ الْمَصِيْرُ ۝۱۱</p> <p>سب سلطنت آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان کی طرف لوٹنا ہے</p>		
<p>يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يٰۤسِّرُ لَكُمْ عَلٰی</p> <p>اے کتاب والو بے شک تمہارے پاس ہمارے رسول تشریف لائے کہ تم ہر عام سے</p>		
<p>فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا جَآءَنَا مِّنْ بَشِيْرٍ وَّلَا</p> <p>انکار اظہار فرمائے میں بعد اُنکے کہ رسولوں کا نام تو میں ہوں ہمارے پاس کوئی نبی نہیں</p>		
<p>نَذِيْرٌ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَنَذِيْرٌ وَاَللّٰهُ عَلَىٰ كُلِّ</p> <p>اور ڈرنا ہے والا آئی کوئی نبی اور ڈرنا ہے والے تمہارے پاس تشریف لائے اور اللہ سب کو</p>		
<p>مَنْزِل</p>		

۱۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ بنی کی اولاد میں ہونا اور یغیر کی قوم سے ہونا شرافت کا سبب ہے، خدا کی نعمت ہے جبکہ ایمان کے ساتھ ہو، لہذا سید حضرات دیگر قوموں سے اشرف ہیں، کیونکہ وہ حضور کی اولاد ہیں اس سے پہلے بنی اسرائیل اسی لئے تمام جہان سے افضل تھے۔ کہ وہ اولاد انبیاء تھے یہ بھی معلوم ہوا کہ محفل میلاد شریف اچھی چیز ہے کیونکہ اس میں حضور کی شریف آوری کا ذکر ہوتا ہے۔ ۲۔ معلوم ہوا کہ سلطنت اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے۔ بنی اسرائیل میں بعض وہ یغیر ہیں جو بنی بھی تھے اور بادشاہ بھی، جیسے حضرت یوسف و حضرت داؤد علیہم السلام ۳۔ اس طرح کہ تم میں اولیاء اللہ پیدا فرمائے۔ تم پر من و سلویٰ اترا، تمہارے دشمن فرعون کو بحر قلزم میں ڈبوایا۔ تمہارے لئے دریا کو چرا اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی نعمتوں کو یاد کرنا اور یاد رکھنا اچھا ہے مگر یارہیں شریف، یارہیں شریف، عرس بزرگان کا یہی مشا ہے ۴۔ ارض مقدس سے مراد شام کا علاقہ ہے اس پر قوم جبار قابض تھی بنی اسرائیل کو حکم ہوا کہ اس پر جہاد اور اس زمین پر راج کر۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جس زمین میں بزرگان دین کے مزارات ہوں وہ شرف اور تمام علاقہ مقدس اور پاک ہو جاتا ہے، کیونکہ رب نے شام کو اسی لئے مقدس فرمایا کہ وہاں انبیاء کرام کے مزارات ہیں لہذا بغداد، اجیرو سرہند کو شریف کہنا۔ مکہ کو معظمہ اور مدینہ کو منورہ کہنا بہت بہتر ہے، اس کا فائدہ یہی آیت ہے کہ جاتا ہے مزاج شریف یا اسم شریف ۵۔ اس قوم جبار بن کی جہالت کا یہ عالم تھا کہ ان کے جوتے میں بنی اسرائیل کا ایک آدی آ جاتا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے ان کے حالات دیکھنے کے لئے بارہ اقلیب بھیجے تھے۔ ان میں سے دس نے یہ حالات لوگوں کو بتا دیئے تب بنی اسرائیل گھبرا گئے اور یہ بولے (روح البیان) ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ امر و وجوب کے لئے ہوتا ہے۔ کیونکہ لا دخلوا فرمائے سے بنی اسرائیل پر اس مخالفت کی وجہ سے مختلف عذاب آئے ۷۔ یہ دونوں حضرات کالب ابن یوقا موسیٰ علیہ السلام کے بہنوئی یعنی مریم بنت عمران کے خاوند اور یوشع ابن نون ابن قراشم ابن یوسف علیہ السلام ہیں۔ جنہوں نے پہلے بھی قوم جبار کی خیر شائع نہ کی تھی ۸۔ اس میں غیب کی خبر ہے۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اولیاء اللہ کو علم غیب عطا فرماتا ہے۔ کیونکہ یہ دونوں حضرات اس وقت دی تھے۔ ۹۔ معلوم ہوا کہ فتح و نصرت کثرت پر موقوف نہیں اگر رب چاہے تو باطل سے لیل مروا دے۔

لا یحب اللہ ۱۷۶ الاحادیث ۵

شَیْءٌ قَدِیرٌ ۱۱) وَ اِذْ قَالَ مُوسٰی لِقَوْمِهٖ یَقُوْمُوا ذٰکُرُوْا

قدرت ہے اور جہت کسی نے کہا اپنی قوم سے اسے میری قوم اللہ کا

نِعْمۃُ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ اِذْ جَعَلَ فِیْکُمْ اَنْبِیَآءَ وَ جَعَلَکُمْ

احسان اپنے اور پھر یاد کرو کہ تم میں سے پیغمبر کئے اور انہیں بادشاہ

مَلُوْکًا وَّ اَنْتُمْ مَا لَمْ یُوْتِ اَحَدًا مِّنْ الْعٰلَمِیْنَ ۱۲)

کيا ہے اور انہیں وہ دیا جو آج سائے جہان میں کسی کو نہ دیا

یَقُوْمُوا دَخَلُوا الْاَرْضَ الْمَقْدَسَۃَ الَّتِیْ کَتَبَ اللّٰهُ

اسے قوم اس پاک زمین میں داخل ہو کہ جو اللہ نے تمہارے لئے لکھی

لَکُمْ وَّ لَا تَرْتَدُّوْا عَلٰی اَدْبَارِکُمْ فَتَقْلِبُوْا خَسِرٰیْنَ ۱۳)

ہے اور نہ پھرتے نہ پھرتے نہ نقصان پہنچاؤ گے

قَالُوْا یٰمُوسٰی اِنْ فِیْہَا قَوْمٌ مَّجْبَرٰیْنَ وَاِنَّا لَنْ نَدْخُلَہَا

بولے اے موسیٰ اس میں تو بڑے زبردست لوگ ہیں اور ہم اس میں برگز و داخل نہ ہوں

حَتّٰی یَخْرُجُوْا مِنْہَا وَاِنْ یَخْرُجُوْا مِنْہَا فَاِنَّا نَدْخُلُوْنَ ۱۴)

تھے جب تک وہ وہاں سے نکل نہ جائیں نہ ہاں وہاں سے نکل جائیں تو ہم وہاں

قَالَ رَجُلٌ مِّنْ الذِّیْنَ یَتَخَفُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْہِمَا

جائیں دو مرد کہ اللہ سے ڈرتے والوں میں سے تھے اللہ نے انہیں نوازا

اَدْخُلُوْا عَلَیْہِمُ الْبَابَ وَاِذَا دَخَلْتُمْ مُّوْءَہُ فَاِنَّا کُمْ

بولے کہ تم دو آدمی دو آدمی میں ان پر داخل ہو اگر تم دو آدمی میں داخل ہو گئے

غَلِبُوْنَہُ وَّ عَلٰی اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۱۵)

ترجمہ ان علی علیہ السلام اور اللہ ہی پر بھروسہ کرو اگر تمہیں ایمان ہے

قَالُوْا یٰمُوسٰی اِنَّا لَنْ نَدْخُلَہَا اَبَدًا وَاَمَّا دُؤٰی فِیْہَا

بولے اے موسیٰ ہم تو وہاں کبھی نہ جائیں گے جب تک وہ وہاں نہیں

آج کل وہابی بھی کہتے ہیں کہ اگر اولیاء میں کچھ قدرت ہے تو دشمن کے مقابلہ میں فوجیں نہ بھیج ایک ولی کو بھیج دو انہوں نے یہ یہاں سے لیکھا ہے ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ موسیٰ علیہ السلام کے صحابیوں سے کہیں افضل ہیں کیونکہ ان حضرات نے کسی سخت موقع پر بھی حضور کا ساتھ نہیں چھوڑا اور ایسا روکھا جو اب نہ دیا۔ بلکہ اپنا سب کچھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کر دیا۔ جیسے حضور تمام نبیوں کے سردار ہیں ایسے ہی حضور کے صحابہ تمام نبیوں کے صحابہ کے سردار ہیں ۳۔ یہاں ملک سے مراد قابو اور اختیار ہے نہ کہ عرفی ملکیت کیونکہ کوئی شخص نہ اپنی جان کا مالک ہوتا ہے نہ نبی کا مطلب یہ ہے کہ مجھے صرف اپنے اور اپنے بھائی پر قابو ہے اور کسی پر نہیں۔ اس سے نبی اسرائیل کی سرکشی معلوم ہوئی کہ ان کے نبی بھی ان سے مایوس تھے ۴۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ یوں سے علیحدگی اچھی چیز ہے جس کی موسیٰ علیہ السلام نے دعا مانگی 'دوسرے یہ کہ بدوں کی بدکاری سے نیک کاروں پر بھی سختی آ جاتی ہے' ان نافرمانوں کی وجہ سے موسیٰ علیہ السلام کو بھی مقام تیبہ میں قیام فرمانا پڑا۔ تیسرے یہ کہ انہوں کی محبت سے برے بھی نیک حاصل کر لیتے ہیں۔ دیکھو موسیٰ علیہ السلام کی برکت سے نبی اسرائیل کو مقام تیبہ میں امن و سلامتی ملا۔ پھر سے پانی کے بارہ چشمے ملے وہ لباس عطا ہوا جو اسے عرصہ تک نہ گانا ملا ۵۵۔ اس جنگ کا نام تیبہ ہوا یعنی جھگڑنے پھرنے کی جگہ یہ میدان نوکوس مرید میں تھا۔ اس جنگ جنگل میں چھ لاکھ اسرائیلی اس طرح قید ہوئے کہ دن بھر چلتے مکر شام کو وہاں ہی ہوتے یہ ایک حیران کن معجزہ تھا یہاں ہی ان لوگوں پر امن و سلامتی اتارا گیا اور اسی میدان میں حضرت ہارون اور موسیٰ علیہم السلام کی وفات ہوئی پھر یوشع علیہ السلام نبی بنائے گئے۔ اور چالیس سال قید کے بعد آپ نے نبی اسرائیل کے ساتھ قوم جبارین پر جھڑپ کیا اور شام فتح فرلیا ۶۔ خیال رہے کہ تیبہ والے نبی اسرائیلیوں میں جن کی عمر قید کے وقت میں سال سے زائد تھی وہ سب اس مدت میں نہیں فوت ہو گئے اور جن لوگوں نے ارض مقدس میں داخل ہونے سے انکار کیا تھا ان میں سے کوئی بھی وہاں داخل نہ ہو سکا۔ یعنی ہاتل و قاتل کا واقعہ کہ حضرت حوا کے شکم سے ہاتل کے ساتھ لیا پیدا ہوئی تھی اور قاتل کے ساتھ اقلیدہ لہذا اس شریعت کی رو سے اقلیدہ قاتل پر حرام تھی اس پر لیا حلال تھی مگر اقلیدہ زیادہ خوبصورت تھی قاتل نے اس سے بھی نکاح کرنا چاہا۔ آدم علیہ السلام نے منع فرمایا تو قاتل بولا کہ یہ آپ کی رائے ہے رب کا حکم نہیں تو آپ نے فرمایا کہ تم دونوں قربانیاں پیش کرو۔ جس کی قربانی کو آگ جلا جائے وہ سچا ہے چنانچہ قاتل نے

بِسْمِ اللّٰہِ	۷۷	المائدہ
<p>فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هُنَا قَاعِدُونَ ﴿۷۸﴾</p> <p>ترجمہ: جاے اور آپ کا رب تم دونوں لڑو گم یہاں بیٹھے ہیں کہ</p> <p>قَالَ رَبِّ اِنِّیْ لَا اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِیْ وَاِخِیْ فَاَفَرُقْ</p> <p>موسیٰ نے عرض کی کہ رب میرے لیے اختیار نہیں مگر اپنا اور اپنے بھائی کا کہ</p> <p>یَسِّنَّا وَبَیْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ ﴿۷۹﴾ قَالَ فَاِنْهَا فُجْرَمَہٗ</p> <p>تو تو ہم کو بے محسوس سے ہمارے گم فرمایا تو وہ زمین ان پر حرام ہے</p> <p>عَلَیْہِم اَرْبَعِیْنَ سَنَۃً یَّتَذٰہَبُوْنَ فِی الْاَرْضِ فَلَا</p> <p>چالیس برس تک بھٹکتے پھریں زمین میں کہ تو تم</p> <p>تَأْسَ عَلٰی الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ ﴿۸۰﴾ وَاَتٰہُمْ نَبَا اٰہِنٰی</p> <p>ان بے محسوس کا افسوس نہ کھاؤ کہ اور انہیں پڑھ کر سناؤ آدم کے دو بیٹوں</p> <p>اَدَمَ بِالْحَقِّ اِذْ قَرَّبَا قُرْبٰنًا فَتَقَبَّلَ مِنْ اَحَدِہُمَا</p> <p>کی بھی خبر نہ جب دونوں نے ایک ایک نیاز پیش کی تو ایک کو قبول ہوئی کہ</p> <p>وَلَمْ یَتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ قَالَ لَا اَقْبَلُکَ قَالَ اِنَّمَا</p> <p>اور دوسرے کی نہ قبول ہوئی بولنا کہ میں سے تم نے نکل کر دوں گا کہ اللہ اسی</p> <p>یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ ﴿۸۱﴾ لَیْسَ بِسَطِّ اِلٰی</p> <p>سے قبول کرتا ہے مجھے ڈر ہے نہ بے شک اگر تو اپنا ہاتھ مجھ پر</p> <p>یَدَاکَ لَتَقْتُلَنِیْ مَا اَنَا بِبَاسِطِ یَدَیْ اِلَیْکَ</p> <p>بڑھانے کا کہ مجھ سے نکل کرے تو میں اپنا ہاتھ نہ بڑھاؤں گا کہ تجھے</p> <p>لَا قِتْلَکَ اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰہَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۸۲﴾ اِنِّیْ</p> <p>قتل کروں گا کہ اللہ سے ڈرتا ہوں جو مالک ساری جہان کا کہ</p> <p>اَسْرِیْدَا اَنْ تَبُوْا اِیَّاشِیْ وَاَنْتُمْ فَتٰکُوْنَ مِنْ</p> <p>میر تو یہ چاہتا ہوں کہ میرا شاہ اور تیرا شاہ ملے دونوں تیرے ہی پلیر سے</p>		

مقدم کا دھیر اور ہاتل نے اونٹ یا بکری ذبح کر کے چاڑ پر رکھی نہیں آگ آئی اور گوشت جلا گئی کدوم چھوڑ گئی اس پر قاتل کو حسد ہوا اور اس نے ہاتل کے قتل کرنے کا ارادہ کر لیا۔ ۸۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قربانی بڑی پرانی عبادت ہے کہ آدم علیہ السلام کے بیٹوں نے دی 'دوسرے یہ کہ کھجلی احمول میں قربانی کا گوشت کھانا جائز نہ تھا ان کی قبول قربانی کو قدرتی آگ جلا جاتی تھی اور مردود قربانی دیکھے ہی پڑی رہتی تھی' قربانی کا گوشت کھانا ہماری امت کی خصوصیت ہے ۹۔ جب آدم علیہ السلام حج کے لئے گئے تو قاتل نے ہاتل کو اپنے اس ارادہ سے مطلع کیا اور دھمکیاں دیں یعنی تیری قربانی قبول نہ ہونے میں میرا اپنا قصود ہے کہ تو متقی نہیں ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر مظلوم اپنی جان کے بچاؤ کے لئے ظالم کا دار روکے یا اسے قتل کرے تو کوئی یہ کہ اس میں حرج نہیں مگر تعویذ یہ ہے کہ

(بقیہ صفحہ ۷۷) اس سے بچا اور خود قتل ہو جانا بہتر دیکھو جہاں غنی رضی اللہ عنہ نے اپنی جان کے بچاؤ کے لئے ہاتھ بھی نہ اٹھایا اور شہید ہو گئے۔ آپ کے اس تقویٰ کا نتیجہ یہ ثابت ہے کہ باطل قاتل سے زیادہ قوی تھے اگر آپ ہاتھ اٹھاتے تو قاتل مارا جا تا۔ اگرچہ آپ کا یہاں جواز ہو نہ لیکن شاید کچھ زیادتی سرزد ہو جاتی اس لئے اس سے باز رہے۔

۱۔ یعنی مجھے قتل کیلئے گناہ، یہاں گناہ کی نسبت باطل کی جانب، قاتل کی طرف نہیں مہمناہ تو قاتل کا تھا، یعنی قتل باطل بلکہ سبب کی طرف نسبت ہے یعنی وہ کام میرے

سبب سے گناہ ہے رب فرماتا ہے **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِنَّهَا تُكَلِّمُ الَّذِينَ يُكَفِّرُونَ بَيْنَ يَدَيْهِ** یا فرماتا ہے لیخص لکھنا مقدم من ذنبک یہاں ذنب کی نسبت حضور کی طرف نسبت سببی ہے، یعنی آپ کی وجہ سے جو لوگوں نے گناہ کئے ۲۰ یعنی میرے بچنے گناہ، مجھ پر حد کرنا، والد کی غافر مالی کرنا حرام عورت کو حاصل کرنے کی کو مش کرنا، خدا کی فیصلہ کو نہ ماننا (خزان) ۳۰ کیونکہ تم ظلم شریعت کا انکار کر کے اور فیصلہ ربانی کو نہ مان کر کافر ہو چکے ہو ۳۰ اس طرح کہ قاتل نے باطل کا سراپا پھر پر رکھا اور دوسرے پھر سے بھل دیا اور یہ طریقہ اس شیطان نے سکھایا تھا۔ یہ قتل مکہ معظمہ یا بصرہ میں واقع ہوا اس وقت باطل کی عمر بیس سال کی تھی ۵۰ اس سے چند مکے معلوم ہوئے ایک یہ کہ انسان نے سب سے پہلا جرم قتل کا کیا دوسرے یہ کہ حد بڑی بڑی چیز ہے حد ہی نے شیطان کو بھلا دیا تیسرے یہ کہ دنیا میں سب سے پہلا فساد عورت کی وجہ سے ہوا عورت فتنہ کی جڑ ہے۔

شعر۔
جھگڑے کی بنیادیں تھیں!

زلہ ہے زر ہے اور زمین

۶۔ قاتل کے سامنے دو کوئے آہیں میں لڑے ان میں سے ایک نے دوسرے کو مار ڈالا پھر زندہ کوئے نے اپنی چوہا اور بچوں سے زمین کریدی غار کر کے مرے ہوئے کوئے کو اس میں رکھا اور مٹی اوپر سے ڈال دی ۷۔ یہ کچھ تانا تو بہ کا نہ تھا بلکہ دفن نہ کر سکے کا تھا یا اس زمانہ میں فقط نہ امت تو بہ کے لئے کافی نہ تھی واللہ اعلم ۸۔ یعنی ظلم، قتل بہت سے گناہوں کا باعث ہے کہ اسی قتل کی وجہ سے قاتل نبی زادہ ہونے کے باوجود ہلاک ہوا اور نبی اسرائیل نے بہت ناحق قتل کئے۔ انبیاء کرام کو شہید کیا۔ لہذا ہم نے یہ حکم دیا ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ کا ایجاد کرنا زبردست گناہ ہے۔ اور نیکی کا ایجاد کرنا زبردست نیکی ہے اس سے اشارہ بدعتِ بدہ اور حسد کی تقسیم معلوم ہوئی کیونکہ موجد قتل کو تمام جہان کے قتل کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا ایسے ہی جو ایک جان کو بچائے اور پھر لوگ اس

لا احب الله
۱۷۸
المائدة

أَصْحَابُ النَّارِ وَذَلِكَ جَزَاءُ الظَّالِمِينَ ۝ فَطَوَّعَتْ
 تو خود دوزخی ہو جائے گا اور بے انصافیوں کی بھی سزا ہے تو اس کے نفس
لَهُ نَفْسُهُ قَتَلَ أَخِيهِ فَقَتَلَهُ فَأَصْبَحَ ۝
 نے اسے بھائی کے قتل کا پھانسا دیا تو اسے قتل کر دیا تو رہ گیا
الْخَبِيرِينَ ۝ فَبِعِثَ اللَّهُ عَرَابًا يَتَحَثَّ فِي الْأَرْضِ
 نقصان میں ملے تو انہوں نے ایک کو اسیسا زمین کمر پڑنا
لِيُرِيَهُ كَيْفَ يُؤَاوِرُ سَوَاءَ أَخِيهِ قَالَ يُؤَيِّلَتِي
 کر اسے دکھائے کیونکہ اسے بھائی کی نافرمانی کو چھپانے کا بولا جائے فرار
أَعَجَزْتُ أَنْ أَكُونَ مِثْلَ هَذَا الْعَرَابِ فَأَوَارَى
 میں اس کو سے جیسا بھی نہ ہو سکا کہ میں اپنے بھائی کی لاشوں
سَوَاءَ أَخِي فَأَصْبَحَ مِنَ الشَّارِبِينَ ۝ مَنْ أَجَلَ
 جیسا تو دیکھتا رہ گیا اس سبب
ذَلِكَ ۝ كَتَبْنَا عَلَى بَنِي إِسْرَءِيلَ أَنَّهُ مَن قَتَلَ
 سے کہ ہم نے بنی اسرائیل پر لکھ دیا کہ جس نے کوئی جان قتل کی
نَفْسًا يَغْيِرْ نَفْسًا أَوْ فَسَادًا فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا
 بھڑکانے کے بدلے یا زمین میں فساد کئے تو گویا اس نے
قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا ۝ وَمَن أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا
 سب لوگوں کو قتل سمجھا اور جس نے ایک جان کو جلا یا اس نے سب
النَّاسَ جَمِيعًا وَلَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَسْفَلِ
 لوگوں کو جلا یا اور بے شک ان کے پاس چائے رسول رحمن دیلوں کے
ثَمَرَانِ ۝ كَثِيرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذَلِكَ فِي الْأَرْضِ
 ساتھ آئے پھر بے شک ان میں بہت اس کے بعد زمین میں زیادتی کرنے

کی دیکھا دیکھی جائیں بچانا شروع کر دیں تو ان سب کی نیکیوں میں اس موجد کا بھی حصہ ہو گا لہذا ہر ایک وہ کام کے ایجاد کا بھی مال ہے خیال رہے کہ یہاں فساد وہ جرم مراد ہے جس سے مجرم قتل کا ستم ہو جائے جیسے دیکھیں کہ اگر وہاں اس سے معلوم ہوا کہ جو سزا ایک قتل کی ہے وہی بہت سے قتل کی یعنی قصاص اور جو گناہ ایک قتل کا ہے وہی بہت سے قتل کا یعنی دوزخ اور غضب الہی اگرچہ گناہ اور عذاب کی کیفیتوں میں فرق ہے ۱۱۔ یعنی موت سے بچایا اور اس کی بہت صورتیں ہیں کوئی بیوک پیاس سے مر رہا تھا اسے کھلا پلادیا یا کوئی ظلم قتل ہو رہا تھا اسے چھڑایا لہذا یہاں جلائے کی نسبت جب کی طرف ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہ کتنا جائز ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عزت دولت ایمان اولاد جنت دیتے ہیں دوزخ سے بچاتے ہیں کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رب

(بقیہ صفحہ ۱۷۸) کی تمام نعمتوں کا سبب ہیں۔

اب اس سے معلوم ہوا کہ نبیوں کی اولاد کا گناہ دوسروں کے گناہوں سے زیادہ سخت ہے کیونکہ یہی بنی اسرائیل پر خصوصیت سے عتاب ہوا۔ جب شان نزول۔ قبیلہ عریضہ کے لوگ مدینہ منورہ میں حاضر ہو کر ایمان لائے، مگر پھر ہو گئے سرکار نے حکم دیا کہ صدقہ کے اونٹوں میں جا کر ان کا دودھ اور چشپ بچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور مندرست ہو گئے۔ مگر ایسی پشکار پڑی کہ چودہ اونٹ بے کربھاگ گئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پیچھے حضرت یسار رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ انہیں پکڑ لائیں، مگر ان پر نصیبوں نے انہیں ہاتھ پاؤں کٹ کر

شہید کر دیا۔ پھر یہ سب گرفتار کر کے لائے گئے اس پر یہ آیت کریمہ اتری۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ حضور سے جنگ رب سے جنگ ہے دوسرے یہ کہ ولی اللہ سے دشمنی اللہ رسول سے جنگ ہے کیونکہ عہد والوں نے حضرت یسار رضی اللہ عنہ سے جنگ کی تھی اسے اللہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ قرار دیا گیا۔ ۳۔ واکو تین قسم کے ہیں لہذا ان کی سزائیں تین طرح کی ہوئیں ایک وہ جو صرف راستہ روکیں، دوسرے وہ جو مال بھی لوٹیں تیسرے وہ جو مال کے ساتھ کسی کو قتل بھی کر دیں، پہلوں کی سزا صرف شہید کرنا۔ دوسروں کی سزا ہاتھ کاٹنا اور تیسرے گروہ کی سزا سولی ہے۔ یعنی اگر واکو گرفتاری سے پہلے ہی قہر کر لیں۔ پھر پکڑے جائیں۔ تو تم انہیں ذبح کی سزا دے۔ ۵۔ اس قہر سے وہ آخرت کے عذاب اور ذبح کی سزا سے قہر جائیں گے مگر مال کی راہیں اور قصاص ملے رہے تب تک اسی لئے یہاں فرمایا گیا کہ پکڑے جانے سے پہلے قہر کر لیں۔ ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کو اہل کے ساتھ انبیاء و اولیاء کا وسیلہ بھی دھڑونا چاہیے کیونکہ اہل تو اتقوا اللہ میں آ گئے تھے پھر تلاش وسیلہ کا حکم ہوا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ وسیلہ کی راہ میں کوشش کرنا چاہیے تاکہ وسیلہ حاصل ہو۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی متقی مومن بغیر وسیلہ رب تک نہیں پہنچ سکتا خیال رہے کہ اس حکم میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم داخل نہیں۔ کیونکہ آپ سب کا وسیلہ ہیں۔ آپ کا وسیلہ کون ہو سکتا ہے۔ ۸۔ یعنی حضور کے منکر ہوئے۔ حضور کا انکار ہر کفر کو شامل ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انکار سے رب کا بھی انکار ہو سکتا ہے اسی لئے یہ آیت وسیلہ کے بعد آئی۔

بج

الاحزاب اللہ	۱۷۹	المائدہ
لَمْ يَرْفُوتْ ۖ إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَ		
رَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوا		
اَوْ يُصَلَّبُوا ۖ أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِّنْ		
خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِّنَ الْأَرْضِ ۚ ذَٰلِكَ لَهُمْ		
حِزْمِي فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ		
عَظِيمٌ ۖ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِن قَبْلِ أَنْ تَقْدِرُوا		
عَلَيْهِمْ فَأَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَفُوٌّ رَّحِيمٌ ۚ يٰٓأَيُّهَا		
الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ		
وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۚ إِنَّ		
الَّذِينَ كَفَرُوا لَوَ أَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا		
وَمِثْلَهُ مَعَهُ لَيَفْتَدُوا بِهِ مِنْ عَذَابِ يَوْمٍ		
مَنْزُولٍ ۚ		

لا بد من التمسك بالدين

مقام

مسئلہ اللہ علیہ وسلم کو اچھے القاب سے حق پکارا۔ دوسرے یہ کہ لوگوں کے اثر و لینے سے عالم کو فکس نہ ہوا جیسے ہرگز سے ہر زمین فائدہ نہیں اٹھاتی۔

یعنی وہ پہلے سے متفق تھے اب تو انہوں نے صرف اظہار کفر کیا ہے لہذا اب تکفیر سے مراد اظہار کفر ہے اس سے معلوم ہوا کہ اگر متعلق بھی کفر ظاہر کرے تو وہ شریعت میں مرتد ہو گا۔ یعنی یہودی کس نہیں بنے جھوٹ بنے ہیں۔ تمہاری نہیں بنے اپنے ان سرداروں کی بنے ہیں جو تمہارے دربار میں حاضر نہیں ہوئے۔ ۳۔ یہودی غیر کے ایک شریف گمراہ میں ایک شادی شدہ جوڑے نے رزاکر لیا تو رست میں رزاکر سزا بخاری تھی انہوں نے یہ مقدمہ حضور کی خدمت میں مدینہ پاک بھجوا دیا لیکن مقدمہ لے جانے والوں کو تاکید کر دی کہ اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رجم کا حکم دیں تو ہرگز نہ ماننا۔ اور اگر کچھ اور حکم دیں تو مان لینا جب یہ لوگ مدینہ منورہ پہنچے تو انہوں نے یہاں کے علماء یہودی کعب ابن اشرف و قیرم کو سفارش کے لئے اپنے ساتھ لے لیا جب یہ مقدمہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش ہوا تو حضور نے رجم کا حکم دیا انہوں نے ماننے سے انکار کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم اپنے فدک کے پادری ابن صوریہ کو مانستے ہو وہ

بولے کہ ہمارا بڑا عالم دی ہے فرمایا اسے بلاؤ وہ حاضر ہوا اور اس نے سخت مجبوری کی حالت میں اقرار کیا تو زانی کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے سنگسار کیا گیا۔ اس آیت میں اسی کا ذکر ہے۔ خیال رہے کہ یہ رجم بطور تعزیر ہو گا نہ کہ بطور حد کیونکہ حد رجم میں احسان شرط ہے اور احسان میں اسلام شرط ہے اور وہ کافر تھے نیز کفار پر ان کے سیاسی احکام جاری نہیں ہوتے۔ ۴۔ اس آیت کریمہ نے ان تمام آیتوں اور احادیث کی تفسیر فرما دی جن میں یہ ہے کہ آپ کسی کے نفع و نقصان کے مالک نہیں اس آیت سے معلوم ہوا کہ رب کے مقابلہ میں کسی کو کچھ اختیار نہیں مگر رب کی عطا سے بعض ہندے مختار بھی ہوتے ہیں ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کی صحبت سے وہی فیضیاب ہوتے ہیں جو ان کے پاس اپنے کو خالی سمجھ کر ان سے کچھ حاصل کرنے کے لئے جائیں جو پہلے سے ہی کوئی خاص رائے لے کر حاضر ہوں وہ کیسے فیش لیں خالی ڈول کو نہیں سے پانی لاتا ہے سفید کپڑے کا رنگنا آسان ہے جو پہلے ہی سے پختہ سیاہ ہو اس پر اور رنگ کیسے چڑھے ۶۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفار کی غیبت یعنی انہیں پس پشت برا کہنا جائز ہے دوسرے یہ کہ رشوت اور سود وغیرہ حرام ہے۔ تیسرے یہ کہ جن کی آمدنی حرام و حلال سے مخلوط ہو ان کے ہدیہ قبول کرنا ان سے تجارتی لین دین کرنا جائز ہے کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے متوفی شاہ اسکندریہ کا ہدیہ قبول فرمایا اور صحابہ کرام نے انہیں یہودیوں سے قرض اور تجارتی لین دین کئے جن کے متعلق قرآن کریم نے فرمایا کہ یہ حرام خور ہیں ۷۔ خیال

لا یحب اللہ ۱۸۱ المائدہ

تَوَمِّنْ قُلُوبَهُمْ وَمِنَ الَّذِينَ هَادُوا سَمْعُونَ

دل مسلمان بنیں نہ اور کچھ یہودی جھوٹ تو ب

لِلْكَذِبِ سَمْعُونَ لِقَوْمٍ آخِرِينَ لَمْ يَأْتُوكَ يَجْرِفُونَ

سننے میں اور لوگوں کی خوب سننے میں نہ جو تمہارے پاس مافخر نہ بولے اللہ کی

الْكَلِمَ مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعَهُ يَقُولُونَ إِنْ أَوْتَيْتُمْ

باتوں کو ان کے منہ نکالنے کے بعد بدل دیتے ہیں یہ حکم نہیں

هَذَا فَخُذُوهُ وَإِنْ لَمْ تَوْثُقْهُ فَاخْذُوا وَمَنْ

سلے تو مانتا اور یہ نہ سلے تو بھجوت اور بے

يُرِدِ اللَّهُ فِتْنَتَهُ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا

اللہ گمراہ کرتا ہے تو ہرگز نہ اللہ سے اسکا کچھ بنا نہ سکے خدا کی

أُولَئِكَ الَّذِينَ لَمْ يُرِدِ اللَّهُ أَنْ يُطَهِّرْ قُلُوبَهُمْ

وہ ہیں کہ اللہ نے ان کا دل پاک کرنا نہ چاہا

لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ

انہیں دنیا میں رسوائی ہے اور انہیں آخرت میں بڑا

عَظِيمٌ سَمْعُونَ لِلْكَذِبِ أَكَلُونَ لِلسُّحْتِ فَإِنْ

غلاب بڑے جھوٹ بننے والے بڑے حرام خورد کر اگر

جَاءُوكَ فَاحْكُم بَيْنَهُمْ أَوْ أَعْرِضْ عَنْهُمْ وَإِنْ

وہ تمہارے حضور حاضر ہوں ان میں فیصلہ فرماؤ یا ان سے منہ پھیرو اور اگر تم

تَعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَصْرِفُوا عَنْ شَيْءٍ وَإِنْ حَكَمْتَ

ان سے منہ پھیرے گئے وہ بدلہ لیں گے اور اگر ان میں فیصلہ فرماؤ

فَاحْكُم بَيْنَهُم بِأَلْقِطِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ

تو انصاف سے فیصلہ کرو کہ بے شک انصاف والے اللہ کو پسند ہیں

مَنْزِل

رہے کہ حاکم کو اپنی رعایا کے مقدمات طے کرنا لازم ہیں مگر کچھ کو کسی کا بیٹا بنا ضروری نہیں اختیاری ہے یہاں دوسری صورت مراد ہے کیونکہ اس وقت خیبر کے یہودی حضور کی رعایا نہ تھے بلکہ حضور کو بیچ بنا کر مقدمہ طے کرنا چاہتے تھے اور آیت وَإِنْ لَمْ يَجِدْ فِيكُمْ شَيْئًا فَتُخْرِجْهُمْ مِنْكُمْ مَرَّاتٍ مَرَّاتٍ سے منسوخ نہیں خیال رہے کہ قنوی اور جڑ ہے اور بیچ کا فیصلہ کچھ اور مفتی کو قنوی دینا لازم ہے مگر بیچ کو بیچاوت لازم نہیں ۸۔ کیونکہ رب تعالیٰ آپ کا حافظ و ناصر ہے ۹۔ سیاسی امور میں اسلام کے مطابق اور میراث اور عبادات میں ان کے دین کے مطابق۔

اس آیت کا مقصد یہ ہے کہ یہودی آپ کے پاس فیصلہ کرائے نہیں آئے ہیں بلکہ آسمانی چاہتے آئے ہیں ورنہ اس کا فیصلہ توریت ہی کے اندر موجود تھا۔ یعنی رجم، توریت کو تو یہ مانتے ہیں آپ کو مانتے ہی نہیں ۷۲۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہر نبی کے پاس ہی کتاب نہ تھی کیونکہ توریت موسیٰ علیہ السلام پر آئی اور آپ کے بعد بہت سے پیغمبروں نے اس توریت پر حکم جاری کئے، خیال رہے کہ نبی تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں اور رسول ان میں سے تین سو چودہ مگر آسمانی کتابیں صرف چار ہیں، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ توریت کے جو احکام اللہ رسول قرآن یا صحت میں بغیر تردید ذکر فرمائیں۔ وہ ہم پر بھی لازم ہیں (تفسیر الیٰسہود) ۷۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ کتاب الہی کی حفاظت عالموں پر فرض ہے الفاظ کی حفاظت ہو یا معانی کی یا احکام کی یہ یعنی اللہ کے احکام بدلنا غرہ لوگوں کے خوف سے ہو یا اپنے نفع کے لالچ سے، حرام اور سخت جرم ہے، رہا قرآن مجید چھاپ کر فروخت کرنا یا تعویذ و تعلیم قرآن یا وعدہ پر اجرت لینا یہ آیات الہی کا فروخت کرنا نہیں جیسا کہ اگلی آیت سے معلوم ہو رہا ہے، ایک صحابی نے سنا کہ کائنات کے ہر نبی کی کتابیں اجرت قرار کر کے سو فیصد سود کر دی جس سے مریض شفا یاب ہوا۔ اور ان سب کتابوں نے وہ کتابیں وصول کر کے کھائیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منہ طیبہ پہنچ کر واقعہ عرض کیا کیا تو سرکار نے اس کا کشت طلب فرما کر کھلایا۔ اس طرح کہ رب کے احکام کو غلط کہے اور دنیاوی قوانین کو صحیح، یا شاہی قوانین کو قانون الہی بتائے جیسا علماء یہود کرتے تھے۔ لہذا اب انگریزوں کے ملازم حکام کا انگریزی قوانین پر احکام جاری کرنا اس آیت میں داخل نہیں۔ کیونکہ یہ حکام مجبوراً دیا کرتے ہیں اور ان مروجہ احکام کو شرعی حکم نہیں سمجھتے ۷۴۔ یعنی اسے مسلمانو! تم بھی ایسا کیا کرو، رب تعالیٰ نے توریت کا یہ قانون قرآن شریف میں بیان کیا مگر ہم کو صبح نہ فرمایا۔

وَكَيْفَ يَحْكُمُونَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرَةُ فِيهَا حُكْمٌ

اور وہ تم سے کیونکر فیصلہ پھاریں گے حالانکہ ان کے پاس توریت ہے جس میں

اللَّهُ تَمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ وَمَا أُولَٰئِكَ

اللہ کا حکم موجود ہے باقی ہر اسی سے نہ کھترتے ہیں اور وہ ایمان لانے

بِالْمُؤْمِنِينَ ۝ اِنَّا اَنْزَلْنَا التَّوْرَةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ

دلتے ہیں کہ جہانگیر ہم نے توریت انور میں اس میں ہدایت اور نور ہے

يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوا

اس کے مطابق یہود کو حکم دیتے تھے ہمارے فرما ہر دار، نبی تو

وَالرَّيْبِيُّونَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتَحْفَظُوا مِنْ

اور عالم اور فقیر کہ ان سے کتاب اللہ کی حفاظت چاہی

كِتَابِ اللّٰهِ وَكَانُوا عَلَيْهِ شُهَدَاءً فَلَا تَخْشَوُا

میں کسی نہ اور وہ اس ہر گواہ تھے لوگوں سے خون نہ کرو اور مجھ سے ڈرو

النَّاسَ وَاخْشَوْنَ وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا

اور میری آیتوں کے بدلے ذلیل قیمت

قَلِيلًا وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاولٰئِكَ

نہ لوگ اور جو اللہ کے احکام پر حکم نہ کرے گا وہی لوگ

هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَا اَنْ النَّفْسِ

کا فرمیں اور ہم نے توریت میں ان پر واجب کیا کہ جان کے بدلے

بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنِ بِالْعَيْنِ وَالْاَنْفِ بِالْاَنْفِ

جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک

وَالْاِذْنَ بِالْاِذْنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرْحَ

اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں میں

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ قصاص میں زلمہ قتل وغیرہ میں برابری ہے 'نوعیت قتل و ذمہ میں برابری ضروری نہیں' لہذا اگر کوئی شخص کسی کا سر کھیل کر ہلاک کرے تو قاتل کو تلوار سے قتل کیا جائے گا نہ کہ سر کھیل کر چبے کہ کوئی شخص کسی چھوٹی بچی کو زنا سے ہلاک کرے 'بہر حال نوعیت قتل میں برابری ضروری نہیں ۲۔ یعنی اگر مظلوم ظالم کو معاف کر دے نہ تو قصاص لے نہ مالی معاوضہ تو مظلوم کی یہ معافی ظالم کے ظلم کا بدلہ ہوگی اور وہ آپ اس کی پاداش سے بری ہوگا' آخرت کے وہاں سے پہلے کے لئے تو یہ ضروری ہے ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ قصاص حق العبد ہے 'حق والے کے معاف کرنے سے معاف ہو جاتا ہے' حق العبد کی یہی پہچان ہے 'حق اللہ کی

کے معاف کرنے سے معاف نہیں ہوتا ۴۔ اس طرح کہ احکام اسلامی کو قطعاً مجھے موجود قانون کو حق جانے وہ کافر ہے ۵۔ یہاں ظالم سے مراد کافر و مشرک ہے 'رب فرما ہے اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ' ۶۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے 'ایک یہ کہ عیسائی علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے' ورنہ آپ کو باپ کی طرف نسبت کیا جاتا۔ دوسرے یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے آخری نبی ہیں' ان کے تمام غیوں کے بعد شریف لائے اسی لئے انہیں صدق کہا گیا ۷۔ انجیل توریت شریف کی ناسخ بھی ہے' اور تصدیق فرماتے والی بھی 'کیونکہ انجیل نے توریت کو سچا کہا' ہاں اس کے احکام ختم کر دیئے' لہذا نسخ تصدیق کے خلاف نہیں' دیکھو ہمارا قرآن شریف تمام کتابوں کا ناسخ بھی ہے' اور صدق بھی ۸۔ یعنی عیسائی علیہ السلام بھی توریت شریف کی تصدیق فرماتے تھے' اور انجیل شریف بھی' یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے شریف لا کر توریت کو سچا کر دیا۔ کیونکہ اس میں آپ کی آمد کی خبر تھی۔ ۹۔ اس حکم سے مراد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ہے' ورنہ اب انجیل کے باقی احکام کے مکلف عیسائی بھی نہیں۔ کیونکہ انجیل منسوخ ہو چکی مسلمان حاکم بھی ان پر اسلامی سزائیں جاری کرے گا' نہ کہ ان کے دین کی 'ہاں عبادت میں ان کو مذہبی آزادی ہوگی' ۱۰۔ یہاں فاسق سے مراد فاسق اعتقادی یعنی کافر ہے جیسا کہ کچھ آیت سے معلوم ہوا۔ لہذا آیات میں تعارض نہیں جو اللہ کے احکام کو کچھ نہ سمجھے وہ کافر بھی ہے ظالم بھی اور فاسق بھی' اس سے معلوم ہوا کہ موجودہ پھر یوں کو عدالت اور جانکوں کو عادل کہنا جائز نہیں کیونکہ ان میں اسلامی قوانین جاری نہیں ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام آسمانی کتابوں کے ماہر ہیں کیونکہ رب نے آپ کو توریت کا کواہ فرمایا اور گواہی بغیر علم ممکن نہیں' ۱۲۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اسلامی حاکم کفار کے مقدمات میں قرآنی فیصلہ کرے گا۔ اور انہیں قرآنی سزائیں دے گا کہ ان کے چور

لا یحب اللہ	۱۸۳	الہدایہ
<p>قِصَاصٌ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ وَمَنْ</p> <p>پہلے سے نہ پھر دین کی قسم سے بدلہ کر دے نہ تو وہ اس کا گناہ اگرتے گناہ اور جو</p> <p>لَمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿۵﴾</p> <p>اللہ کے احکام سے ہر حکم نہ کرے نہ کوئی لوگ ظالم ہیں</p> <p>وَفَقِيلَا عَلَىٰ آثَارِهِمْ يَعِيسَىٰ ابْنُ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا</p> <p>اور ہم ان نبیوں کے پیچھے ان کے نشان قدم پر جیسی بن مریم کو لائے تصدیق کرنا</p> <p>لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَةِ وَإِنِّي أَنُوحِیْلُ</p> <p>ہوا توریت کی جو اس سے پہلے تھی ان اور ہم نے اسے انجیل عطا کی</p> <p>فِيهِ هُدًى وَتُورَةٌ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ</p> <p>جس میں ہدایت اور تورات اور تصدیق فرماتی ہے توریت کی کہ اس سے</p> <p>مِنَ التَّوْرَةِ وَهُدًى وَمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ ﴿۶﴾</p> <p>پہلے تھی تہ اور ہدایت اور نصیحت برائے متقین کو</p> <p>وَلِيَحْكُمَ أَهْلُ الْإِنجِيلِ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فِيهِ</p> <p>اور پہلے کہ انجیل والے حکم کریں اس پر جو اللہ نے اس میں اتارا</p> <p>وَمَنْ لَمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ</p> <p>اور جو اللہ کے احکام سے ہر حکم نہ کریں تو وہی لوگ</p> <p>الْفَاسِقُونَ ﴿۷﴾ وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ</p> <p>فاسق ہیں ان اور اے پیغمبر ہم نے آپ کی طرف سچی کتاب اتاری</p> <p>مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيِّبًا</p> <p>انجیل کتابوں کی تصدیق فرماتی اور ان پر حائف و ڈرنا والا</p> <p>عَلَيْهِ فَاحْكُم بَيْنَهُم بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعْ</p> <p>کو ان میں فیصلہ کرو اللہ کے احکام سے نہ تو اور اے نبی سننے والے</p>		

کے ہاتھ کالے گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غلام یہود کو توریت کی آیت رجم دکھا کر جو رجم کرایا اس کی وجہ یہ تھی کہ اس وقت آپ ان کے حاکم نہ تھے بلکہ حکم تھے۔

اب اس سے معلوم ہوا کہ رشوت لے کر یا مروت یا رعایت یا نفسانی خواہش کی بنا پر عالم کا غلط فتویٰ دینا یا حاکم کا غلط حکم دینا سخت جرم ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ احکام کے سارے احکام حق اور بدل ہیں اس کے مقابل سارے احکام باطل اور ظلم ہیں۔ خیال رہے کہ اس میں خطاب ہر مسلمان سے ہے، اسی لئے اگلی آیت میں ارشاد ہوا لَجْعَلْكُمْ ۛ خَيْرَ اُمَّةٍ اَمَّا كَرَمٌ اَمَّا عَقْلٌ اور شرعی فرعی اعمال میں عقلمی ہے، اس کا یہ مطلب نہیں کہ اب بھی ہر قوم کے لئے جداگانہ احکام ہیں، کیونکہ اب سارے انسانوں کے لئے قرآنی احکام بالائزام ہیں اور سب اس کے مکلف ہیں ۛۛۛ اس طرح کہ اول سے آخر تک ایک ہی نبی اور ان کے شرعی احکام رہے

العبدۃ

۱۸۴

لا یحب اللہ

اَهْوَاءَهُمْ عَمَّا جَاءَكَ مِنَ الْحَقِّ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ

ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کرنا اپنے پاس آیا ہوا حق چھوڑ کر کہ ہم نے

شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً

ہم سب کے لئے ایک ایک شریعت اور راستہ رکھا تھا اور اللہ چاہتا تو سب کو ایک ہی

وَاحِدَةً وَلَٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ فَاسْتَقُوا الْخَيْرَاتِ

امت کر دیتا کہ مگر منظور ہے کہ جو کچھ تمہیں دیا اس میں تمہیں آزمانے اور چھلکوں کی

اِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيهِ

فرق تھے یا جو کچھ سب کا پھرنا اللہ ہی کی طرف سے اور وہ کہیں بنا دے گا جس بات

تَخْتَلِفُونَ ۝ۛۛۛ وَ اِنْ اَحْكَمْتُمْ بَيْنَهُمْ يَمَا اَنْزَلَ اللَّهُ وَلَا

میں تم جھگڑتے تھے اور یہ کہ اے مسلمان اللہ کے آواز سے ہر حکم کر دو اور ان

تَتَّبِعْ اَهْوَاءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ اِنْ يَفْتِنُوكَ عَنْ

کی خواہشوں پر چل اور ان سے بچنا کہ کہیں تجھے لالچ نہ دے دیں نہ کسی

بَعْضُ مَا اَنْزَلَ اللَّهُ اِلَيْكَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاَعْلَمُ اَنْهَا

حکم میں جو میری طرف اترا پھر اگر وہ منہ پھریں تو ہمان لو کہ اللہ

يُرِيدُ اللَّهُ اَنْ يُصِيبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ ۝ۛۛۛ وَاِنْ

ان کے بعض گناہوں کی سزا ان کو پہنچایا جائے ہے نہ اور بیک

كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ۝ۛۛۛ اَفَحُكْمُ الْجَاهِلِيَّةِ

بہت آدمی بدلے حکم میں نہ لایا جاہلیت کا حکم

يَبْفِقُوْنَ ۝ۛۛۛ وَمَنْ اَحْسَنُ مِّنَ اللَّهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ

جانتے ہیں نہ اور اللہ سے بہتر کس کا حکم یقین والوں

يُؤَقِنُوْنَ ۝ۛۛۛ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ

کے لئے اے ایمان والو یہود و نصاریٰ کو دوست

مستقل

کوئی دین منسوخ نہ ہوتا اور سب کو اس کے ماننے کی توفیق مل جاتی مگر ایسا نہ ہوا نہ یعنی مختلف انبیاء پر مختلف شریعتیں نازل ہونا بھی حکمت پر مبنی ہے کہ مقبول بندے اس پر سر جھکا دیتے ہیں اور مردودین اس فتح اور اختلاف کو نہیں مانتے بلکہ اس میں کج بحثی کرتے ہیں نیز ہر زمانے میں اس وقت کے لحاظ سے احکام بھیجے گئے قابل طیب مریض کے حالات کے مطابق دوائیں اور غذاؤں مختلف تجویز کرتا ہے ۛۛۛ خیال رہے کہ قرآن، حدیث، اجماع اور قیاس سب مبنی اللہ میں داخل ہیں قرآن وحی مطلق ہے، حدیث وحی عقلی، اجماع امت پر عمل کا حکم قرآن کریم میں موجود ہے، قیاس قرآن و حدیث کا منظر ہے ۛۛۛ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی شخص اپنے کو کفار کے فریب اور شیطان کے کمر سے محفوظ نہ جائے جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی امتیاز کا حکم دیا گیا تو ہم کس شمار میں ہیں۔ ۛۛۛ اس سے معلوم ہوا کہ کسی کے نفس کا شریعت منظر کے خلاف چاہتا اس پر عذاب الہی آنے کی علامت ہے۔ شعر

ہر کہ سیمائے رحمت وارد
سر خدمت پر آستان وارد

۸۔ شان نزول۔ مدینہ منورہ میں یہود کے دو قبیلے تھے بنی نضیر اور بنی قریظہ جن میں آپس میں کشت و خون ہوتا رہتا تھا۔ مگر بنی نضیر اپنے معقول کا بدلہ بنی قریظہ سے دینا لیتے تھے اور ان کے معقول کا بدلہ آدھا دیتے تھے۔ بنی قریظہ نے حضور سے اس ظلم کی فریاد کی حضور نے فرمایا کہ ہمارا فیصلہ یہ ہے کہ ہر ایک کا خون برابر ہے۔ سب کا بدلہ یکساں ہونا چاہیے۔ اس پر بنی نضیر راضی نہ ہوئے تب یہ آیت کریمہ اتری اس سے معلوم ہوا کہ حکم شرعی پر راضی نہ ہونا اور اپنے نفس کی پیروی کرنا کفار کا طریقہ ہے۔

ع
۱۱

اب شان نزول: یہ آیت کریمہ حضرت عبادہ ابن صامت صحابی اور عبداللہ ابن ابی منافق کے متعلق نازل ہوئی۔ حضرت عبادہ نے فرمایا کہ جوئے شان و شوکت والے یہودی میرے دوست ہیں، لیکن اب میں اللہ رسول کے سوا تمام کی دوستیوں سے بیزار ہوں۔ عبداللہ ابن ابی بولا کہ مجھے یہود کے ساتھ تعلقات رکھنا ضروری ہیں مجھے ان سے محبت ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کی گفتگوں کو اس منافی سے فرمایا کہ یہودی دوستی رکھنا تیرا ہی کام ہے عبادہ کا کام نہیں اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ یہود و نصاریٰ سے دوستی و محبت اور بلاغت ضرورت کے ان کی مدد کرنا ما ان سے مدد لینا حرام ہے دوسرے یہ کہ کفار سے محبت رکھنا منافقوں کی علامت ہے تیسرے یہ کہ جب اہل

کتاب سے محبت حرام تو مشرکین سے بدرجہ اولیٰ حرام، کیونکہ یہ ان سے بدتر ہیں۔ ۲۔ یعنی اسلام کے مقابلہ میں وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں

لیکن حقیقت میں آپس میں ان کا سخت اختلاف ہے، رب فرماتا ہے وَالَّذِينَ آمَنُوا بِالْعَنَاءِ وَالْبَغْضَاءِ اور فرماتا ہے تَحْسِبُهُمْ جُنُودًا وَقَدْ هَمَّتْ شَقِیْ لَقَدْ آيَاتٍ مِّن تَعَارُفِ نَفْسٍ ۳۔ چنانچہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے ایک عیسائی کتاب رکھا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی وجہ پوچھی، انہوں نے عرض کیا کہ یہ بڑا قابل کتاب ہے، اس کے بغیر حکومت بصرہ کا کام چلانا دشوار ہے، آپ نے فرمایا کہ اگر یہ مرگیا تو کیا کر کے (غازان) اس سے معلوم ہو اگر اسلامی حکومت میں کفار کو کھڑی آسامیاں نہ دی جائیں ۴۔ اس کا یا تو یہ مطلب ہے کہ یہود و نصاریٰ کی مخالفت سے ہم کو دنیاوی متمنیات آجانے کا خوف ہے۔

کیونکہ ہمارے سارے کاروبار ان کے ساتھ ہیں وہ سب بند ہو جائیں گے یا یہ مطلب ہے کہ اے مسلمانو اگر ہم تم سے ملیں اور اہل کتاب سے بگاڑ لیں تو کسی آفت نامگانی کے موقع پر ہم تباہ ہو جائیں گے، کیونکہ تم تھوڑے اور غریب ہو اور وہ لوگ زیادہ اور مالدار ہیں، ہمارے کام وہ آئیں گے نہ کہ تم، ۵۔ یہاں فتح سے مراد عام فتوحات ہیں، یا فتح کہ اور حکم سے مراد کفار و مشرکین سے حجاز کا

خالی کر لینا، یا مدینہ منورہ سے یہود کا نکالنا ہے، خیال رہے کہ یہاں اذ صحت خلق کے لئے ہے اللہ نے دونوں خبریں سنی کر دیں ۶۔ منافقین کی شرمندگی کی وجہ یہ ہوئی کہ وہ دو گھر کے مہمان ہیں، ولی کافر اور زہابی مسلمان کفار کا ہو جائیں گے، اور مدینہ پاک میں صرف مسلمان رہ جائیں گے تو منافق شرمندہ ہوں گے، معلوم ہوا کہ صلح علی کا انجام ندامت ہے۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ تنبیہ اور منافقت نیکیاں برباد ہو جانے کا باعث ہیں اور مطلب آیت کا یہ ہے کہ ان منافقوں کے ظاہری نیک اعمال شمار روزہ، حج، زکوٰۃ درست ہیں، نہ آخرت میں ان کا کوئی

وقف لازم
وقف مالوں
عبداللہ ابن ابی
وقف خطان

الذکر

المائدہ

۱۸۵

بایعہ اللہ

وَالنَّصْرَىٰ أَوْلِيَآءُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَآءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَتَوَلَّ

نہ بناؤں وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں نہ اور کم میں جو کوئی ان سے

مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

دوستی رکھے گا کہ وہ انہیں میں سے ہیں بے شک اللہ بے انصافی کو راہ

الظَّالِمِينَ ۝ فَتَرَى الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ قُرْصٌ يَّسَارِعُونَ

انہیں دیکھتا ہے اب تم انہیں دیکھ گئے ہیں کہ دلوں میں آزار ہے کہ یہود و نصاریٰ کی طرف

فِيهِمْ يَقُولُونَ نَخْشَىٰ أَنْ تُصِيبَنَا آيَةٌ ۖ فَعَسَىٰ

دورے میں کہتے ہیں ہم ڈرتے ہیں کہ ہم پر کوئی گردش آجائے گی تو نزدیک ہے

اللَّهُ أَنْ يَأْتِيَ بِالْفَتْحِ أَوْ أَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهِ فَيُصْبِحُوا

اللہ فتح لائے یا اپنی طرف سے کوئی حکم لے پھر اس پر

عَلَىٰ مَا أَسْرَوْا فِي أَنفُسِهِمْ نَدِيرِينَ ۝ وَيَقُولُ الَّذِينَ

جو اپنے دل میں چھپا رکھا ہے پھٹتا ہے یہ ہمیں نہ اور ایمان والے

أَمَنُوا أَهَؤُلَاءِ الَّذِينَ أَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ

کہتے ہیں کیا یہی ہیں جنہوں نے اللہ کی قسم کھائی تھی اپنے صفت میں پوری کوشش

أَنَّهُمْ لَمَعَكُمْ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَاصْبِرُوا خَيْرَ لَّكُمْ ۝

سے کہ وہ تمہارے ساتھ ہیں ان کا کیا دھرا سب کامرت گھاٹ ٹوڑے گئے نقصان

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ

میں اے ایمان والو تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا نہ

فَسَوْفَ يَأْتِيَ اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٌ

تو مہربان اللہ ایسے لوگ لائے گا کہ وہ اللہ کے پیارے اور اللہ ان کو پیارا پسند لوگ

عَلَى الْمُؤْمِنِينَ آيَةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ يَجَاهِدُونَ

پہر نرم اور کافروں پر سخت اللہ کی راہ میں

منزل

لواب، آیت کا یہ مطلب نہیں کہ اولاً ان کے اعمال درست تھے اب باطل ہوئے، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو کافروں سے صورت و سیرت میں اختلاف چاہیے نہ ان کی سی شکل بناؤ، نہ ان کے سے اخلاق بناؤ ۸۔ اس آیت کریمہ میں ایک بھی خبر دی گئی ہے کہ بعض گمراہ پڑنے والے مرتد ہو جائیں گے، چنانچہ ابو بکر صدیق کے زمانے میں کچھ لوگ زکوٰۃ کا انکار کر کے اور کچھ سبیل کذاب پر ایمان لا کر مرتد ہو گئے تھے۔ ۹۔ یہاں قوم سے مراد ابو بکر صدیق اور ان کا لشکر ہے، اور انہیں لانے سے مراد ان حضرات کا برسر اقتدار فرمانا ہے ورنہ وہ حضرات اس وقت بھی موجود تھے۔

اب اس آیت میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور آپ کی خلافت کی حقانیت صاف طور پر مذکور ہے کیونکہ مرتدین سے جہاد آپ ہی نے اپنے زمانہ خلافت میں فرمایا۔ حضرت عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہما کے جہاد کافروں سے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جنگیں صرف باغیوں سے ہوئیں۔ مرتدین سے جہاد صرف حضرت صدیق اکبر نے کیا جو اس آیت میں مذکور ہے، خیال رہے کہ حضور کے زمانہ میں مرتدین پر جہاد نہیں ہوا ہاں قتل کئے گئے ۲۰۰۰ یہاں ولی، یعنی خلیفہ نہیں ہو سکتا اور نہ یہ آیت خلافت مرتضوی کے لئے مخصوص ہو سکتی ہے۔ چند دعوے سے ایک یہ کہ اللہ رسول کسی کے خلیفہ نہیں اور یہاں انہیں بھی ولی فرمایا گیا۔ اور ایک عہد بیگ وقت چند مہینے میں استعمال نہیں ہو سکتا، دوسرے یہ کہ اس آیت کے نزول کے وقت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ نہ تھے اگر آیت میں حضور کے بعد کا زمانہ مراد لیا جائے تو آپ کی خلافت بلا فصل ثابت نہیں ہوتی۔ تین عہد کے بعد بھی بعد کا ہی زمانہ ہے، میرے یہ کہ انہما صر کے لئے ہے۔ اگر خلافت علی مرتضیٰ میں منحصر ہو جائے تو بقیہ کیا ہو؟ اماموں کی خلافت باطل، بہر حال یہاں ولی کے معنی یا دوست ہیں یا مددگار۔ ۳۔ شان نزول: یہ آیت کریمہ حضرت عبد اللہ ابن سلام کے حق میں نازل ہوئی کہ جب انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ہماری قوم نے چھوڑ دیا اور تمہیں کہا کہ ہمارا باپ نکالت کریں گے اس میں فرمایا گیا کہ تم کیوں شکین ہوئے ہو اگر تم سے یہودی چھوٹ گئے تو تمہیں اللہ رسول اور وہ مسلمان مل گئے جو ذکاوت بھی دیتے ہیں اور رکوع والی نماز بھی پڑھتے ہیں۔ اب اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ اللہ کے نیک بندوں کو دوست یا مددگار بنانا مومنوں کا طریقہ ہے ان سے محبت اللہ سے محبت ہے اور ان سے عدوت اللہ سے عدوت ہے۔ دوسرے یہ کہ ہمیشہ مسلمان کو اپنی قوم میں رہنے سے عزت و غلبہ ملے گا اپنی قوم سے کٹ کر کفار سے منافرت کا باعث ہے، وہی شاخ ہری رہتی ہے جو اپنی جڑ سے وابستہ ہو۔ ۵۔ شان نزول: رافعہ ابن زید اور سیدہ ابن جابر زبان سے اسلام ظاہر کرتے تھے ولی میں کافر تھے، یعنی منافق بعض مسلمان ان سے محبت کرتے تھے ان کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی (روح و خزانہ) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ دل کی تقدیر کے بغیر کلمہ پڑھنا اسلام کا بذاتی اثرانہ ہے دوسرے یہ کہ ہر کلمہ کو مسلمان نہیں اور نہ اس سے دوستی جائز ۶۔ اگر یہاں کافروں سے سارے کافر مراد ہیں۔ تو یہ تخصیص کے بعد تفسیر ہے کیونکہ اہل کتاب اور منافقین بھی کافر تھے۔ اور اگر اس سے مشرکین یا کلمے کافر مراد ہیں تو مطلب ظاہر ہے۔

لا یحب اللہ	۱۸۸	المایہ
فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ذَلِكَ		
لڑیں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے نہ یہ اللہ		
فَضَّلُ اللَّهُ يُوتِيهِ مِنْ بَيْشَاءٍ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ		
کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے		
إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ		
تمہارے دوست نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے کہ تمہارا		
يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رُكْعُونَ		
قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں نہ		
وَمَنْ يَتَوَلَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ		
اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کو اپنا دوست		
حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْغَالِبُونَ ۝ يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا		
بنائے تو بے شک اللہ ہی کا گروہ غالب ہے نہ اسے ایمان والو		
لَا تَتَّخِذُوا الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَكُمْ هُزُؤًا وَلَعِبًا مِمَّنْ		
جنہوں نے تمہارے دین کو ہنسی کیل بنا لیا ہے وہ جو		
الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكَفَّارَ أُولَئِكَ		
تم سے پہلے کتاب دیئے گئے اور کافروں میں کسی کو اپنا دوست نہ بناؤ نہ		
وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ وَإِذَا نَادَيْتُمْ		
اور اللہ سے ڈرتے رہو اگر ایمان رکھتے ہو اور جب تم نماز کے لئے		
إِلَى الصَّلَاةِ اتَّخَذُوا هُزُؤًا وَلَعِبًا ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ		
اذان و دوہ تو اسے ہنسی کیل بناتے ہیں یہ اس لئے کہ وہ غریب بے عقل		
قَوْمٌ لَا يَفْقَهُونَ ۝ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ هَلْ تَتَّقُونَ		
لوگ ہیں تم فرماؤ اسے کتابدار ہیں کیا تم اللہ سے ڈرتے ہو		
منزل		

ہے کہ امام حدی فرماتے ہیں کہ عید منورہ میں ایک عیسائی رہتا تھا۔ جب منورہ نکلتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی کائنات کا جل جائے جموع اللہ کی شان کے اس کا خاتم ایک رات آگ بجھنا بھول گیا۔ گھر والے سب سو گئے۔ آگ میں سے ایک شعلہ اٹھا اور وہ نعروں اور اس کے تمام گھر والے جل گئے ۸۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ نماز کا گناہ کے لئے لڑان ہونی چاہیے، اذان کا ثبوت اس آیت سے ہے، دوسرے یہ کہ صاحبین کے خواب شرعاً معتبر ہیں بلکہ اس پر شریعت کے احکام جاری ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ اذان خواب میں دیکھی گئی تھی۔ جس کا قرآن نے اعتبار فرمایا۔ تیسرے یہ کہ دین کی کسی چیز کا مذاق اڑانا کفر ہے، دیکھ رہے ہیں اذان کے مذاق اڑانے والوں کو کافر قرار دیا۔ ایسے ہی عالم مسجد، قائد کعبہ، نماز کے ان میں سے کسی کا مذاق اڑانا کفر ہے۔

۱۔ یعنی اسے کتاب پر ہم تمہارے تمام عقیدوں اور تمہاری تمام کتب کو حق مانتے ہیں۔ پھر تم ہم سے کیوں چلتے ہو۔ صرف اسی لئے کہ ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ایمان لاتے ہیں تم خود سوچ لو کہ ظالم ہم ہیں یا تم۔ خیال رہے کہ یہاں اکثر اس واسطے فرمایا گیا کہ ان میں سے بعض مومنین تھے جیسے عبداللہ ابن سلام وغیرہ۔ شان نزول۔ تعمیر خازن میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ یہودی ایمان لانے کے لئے آئے اور پوچھا کہ آپ نبیوں میں کس کس کو مانتے ہیں ان کا منہ پھر چاکر کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتے ہوں تو ہم ایمان نہ لائیں جب انہیں پتہ لگا کہ حضور سارے نبیوں کو مانتے ہیں تو وہ پھر گئے اس پر یہ آیت اتری ۳۔ یعنی انبیاء کرام کو مانتے والے اللہ کی رحمت میں ہوں گے اور ان میں سے ایک کا انکار کرتے والا اللہ کے غضب اور لعنت میں ہو گا ۳۔ یعنی اسے یہودیوں تم اپنے گروہ اور موجودہ حالات دیکھ کر خود فیصلہ کر لو۔ کہ تم اللہ کے محبوب ہو یا مردود پچھلے زمانہ میں صورتیں تمہاری سبج ہوئیں۔ سور ہندو تم بنائے گئے پچھلے تم نے پوچھے۔ اب بھی بت پرستی تم کر رہے ہو اس آیت سے معلوم ہوا کہ ایمان کے بغیر بزرگوں کا لب اور اشرف جگہ رہنا کام نہیں آتا۔ یہود اپنے اولاد انبیاء ہونے پر سمجھڑ کرتے تھے ۳۔ شان نزول۔ یہودی کی ایک جماعت حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر اقبشار ایمان کرنے لگی۔ لیکن دل میں ان کے کفر قتل ان کے مطلق ہے آیت اتری۔ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ بد نصیب کو اچھی صحبت سے بھی فیض نہیں ملتا۔ بزرگوں کے پاس وہ جیسا آتا ہے ویسا ہی جاتا ہے پیٹھاپ سے بھرا ہوا ڈول کو نہیں سے بکھو نہ لائے گد جب یہ لوگ نبی کی صحبت سے فائدہ حاصل نہ کر سکے تو وہ سری سمجھتوں کا کیا ذکر ہے۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر اتنا مہربان ہے کہ انہیں دشمنوں کی فحش سازشوں سے خیردار فرماتا ہے۔ ۶۔ یہاں گناہ سے مراد تورات کی وہ آیات چھپانا ہے جن میں حضور کی نفی تھی۔ اور زیادتی سے مراد تورات میں اپنی طرف سے بڑھا دینا ہے حرام خوری سے مراد وہ رعوتیں ہیں جو یہ لے کر تورات کے احکام بدل دیتے تھے ۸۔ معلوم ہوا کہ ظالم دین کی اس پر بھی پکڑ ہوگی کہ وہ گناہ ہوتے ہوئے دیکھیں اور باوجود قدرت کے معذہ کریں۔ ظالم پر واجب ہے کہ خود بھی سنبھلے اور دوسروں کو بھی سنبھالے یہ بھی معلوم ہوا کہ علماء پر تبلیغ فرض ہے قلمی ہو یا زبانی یا عملی۔

مِنَّا إِلَّا أَنْ آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ

یہی ذکر ہم ایمان لانے اللہ ہندو جو ہماری قدرت اتر اور اس پر جوہر ملے اتر

مِنْ قَبْلُ وَأَنْ أَكْثَرَكُمْ فَسِقُونَ ۝ قُلْ هَلْ

اور یہ کہ تم میں اکثر جیسے علم میں نہ تھا وہ دیکھا

أَنْبِئَكُمْ بِشَيْءٍ مِّنْ ذَلِكَ مَتَّوْبَةٌ عِنْدَ اللَّهِ مَنْ

میں بتا دوں جو اللہ کے یہاں اس سے بدتر درجہ میں نہ وہ میں

لَعَنَهُ اللَّهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمْ الْفِرْدَۃَ

پھر اللہ نے لعنت کی اور اللہ پر غضب فرمایا اور ان میں سے کریمینے ہندو

وَالْخٰزِرِیْنَ وَعَبْدَ الطَّاغُوتِ أُولَٰئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا

اور ہندو اور شیطان کے پیروی کرنے ان کا ٹھکانا زیادہ برا ہے

وَأَضِلُّ عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ ۝ وَذَآ اَجَآءُكُمْ قَالُوْا

یہ سیدھی راہ سے زیادہ نیکی اور بہتر ہے ہمارے پاس آئیں گے کہ کہتے ہیں

أَمَّا وَقَدْ خَلَوَا بِالْكَفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوا بِهٖ ۝ وَاللَّهُ

ہم مسلمان ہیں اور وہ آئے وقت بھی کافر تھے اور ہمارے وقت بھی کافر تھے اور اللہ

أَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ ۝ وَتَرَىٰ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ

غیب جانتا ہے جو چھپا رہے ہیں نہ اور ان میں تم بہتوں کو

يَسَارِعُوْنَ فِي الْاِثْمِ وَالْعُدُوْاْنِ وَاَكْلِهِمُ السَّحْتِ

دیکھو گے کہ گناہ اور زیادتی اور حرام خوری پھر دوڑتے ہیں

لَيْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ لَّوْلَآئِهِمْ هُمُ الرَّاٰثِيُوْنَ

بیکہ بہت ہی بد سے کافر تھے ہیں انہیں کیوں نہیں معذرت نہ ان کے باور کی

وَالْاٰخْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمُ وَاَكْلِهِمُ السَّحْتِ ۝

اور درویش گناہ کی بات کہتے اور حرام کھاتے سے

ابن شان نزول: یہود مدینہ پہلے بڑے مالدار تھے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ دشمنی کی وجہ سے ان پر شکست آگئی تو فحاشی یہودی ہوا کہ اللہ کے ہاتھ بندھ گئے، یعنی وہ بخیل ہو گیا۔ اس پر یہ آیت اتاری، اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ گناہوں سے روزی کمپنی ہے اور بخیلوں سے روزی میں برکت ہوتی ہے، دوسرے یہ کہ قوم میں سے ایک کا قول سب کا قول ہے اگر قوم منع نہ کرے۔ دیکھو یہ کچھ اس طرف فحاشی نے کی تھی مگر رب نے فرمایا ان سب نے کہا ۲۷ یعنی دنیا میں یا آخرت میں۔ دنیا میں اس طرح کہ وہ بخیل و کجگوں ہو جائیں اور آخرت میں اس طرح کہ دنیا میں بخل و دروغ میں ڈالے جائیں، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

اور ہو گا، یہود سے چھ کر کوڑا قوم کجگوں نہیں سب ہاتھ کشا ہوئے سے مراد ہے ہے حد کرم اور مہربانی کے دوستوں کو بھی تراوے اور دشمنوں کو بھی محروم نہ کرے ورنہ اللہ تعالیٰ ہاتھ اور ہاتھ کے کھلنے سے پاک ہے ۳۰ یعنی کسی کو سیر اور کسی کو غم نہ کرتا ہے لیکن اس وجہ سے نہیں کہ اس کے خزانے میں کچھ کی یا کرم میں کچھ نقصان ہے بلکہ بندوں کے حالات کا تقاضا ہی یہ ہے اور اس میں ہزار ہا مصیبتیں ہیں ۵۰ یعنی یہ قرآن ان بد نصیبوں کے کفر و سرکش پڑھنے کا سبب ہے، جس قدر قرآن اترتا جائے گا ان کا انکار بڑھتا جائے گا حقوی غذا کمزور مددے والے کو پیار کر دیتی ہے، اس میں غذا کا قصور نہیں، ایسے ہی سورج کی روشنی چکاڑو کو اندھا کر دیتی ہے، اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جس کے دل میں حضور کی عظمت نہ ہو۔ اس کے لئے قرآن و حدیث کفر کی زیادتی کا سبب ہیں، جیسے آج بے دین مولویوں کو دیکھا جا رہا ہے، دین کی عظمت دین لانے والے محبوب کی عظمت سے ہے، دوسرے یہ کہ کفر میں زیادتی کی ہوتی ہے مگر یہ زیادتی کی کیفیت میں ہے مقدار میں نہیں۔ کوئی آدمی یا پاؤ کا کفر نہیں۔ تیسرے یہ کہ مومن کے لئے قرآن۔ ایمان و عرفان کی زیادتی کا ذریعہ ہے، رب فرماتا ہے قُلْنَا الَّذِينَ آمَنُوا أَفْزَلُكُمْ يٰمَنَانَا ۶۰ اس میں ان کی آپس کی اصلی دشمنی کا ذکر ہے۔ ان کا اسلام کے مقابلہ میں ایک دوسرے سے مل جانا۔ یا کسی مصلحت سے دوستی کر لینا عارضی ہے لہذا یہ آیت اس آیت کے خلاف نہیں بَعْضُهُمْ أَوْلِيَا بَعْضٍ ۷۰ یعنی یہ یہود کو شش کرتے ہیں کہ سارے کفار کو جمع کر کے مسلمانوں سے لڑا دیں۔ لیکن اگر تو اس میں کامیاب نہیں ہوتے۔ اور اگر بھی جگہ ہو بھی جائے تو مسلمانوں کو فتح عظیم اور کفار کو شکست فاش ملتی ہے۔ غزوہ احزاب اور خلافت فاروقی کی جنگ قادسیہ و یرموک وغیرہ اس آیت کی زندہ جاوید تفسیریں ہیں۔ ۸۰ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کا انکار کر کے ساری کتابوں اور نبیوں کو مان لینا ایمان نہیں۔ حضور کی ذات گرامی

لِئَسْ مَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ﴿۱۷﴾ وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللَّهِ

بے شک بہت ہی بڑے کا کرتے ہیں اور یہودی بولے اللہ کا ہاتھ

مَغْلُولَةٌ غُلَّتْ أَيْدِيهِمْ وَلَعَنُوا بِمَا قَالُوا بَلْ يَدُهُ

بندھا ہوا ہے ان کے ہاتھ باندھے جائیں گے اور ان پر اس لئے لعنت ہے بلکہ

مَبْسُوطَةٌ يَذِقُ كَيْفَ يَشَاءُ وَلِيَزِيدَنَّ كَثِيرًا

اس کے ہاتھ کشادہ میں سے عطا فرماتا ہے جسے چاہے گے اور لے مجھ سے جو

مِنْهُمْ مَا أَنْزَلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ طُغْيَانًا وَكُفْرًا

ہماری طرف تمہارے رب کے پاس سے اترتا ہے ان میں بیوقوفی اور کفر اور نفرت

وَالْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

جو کہ ہے اور ان میں ہم نے قیامت تک آپس میں دشمنی اور بے رحمی دیا ہے

كُلَّمَا أَوْقَدُوا نَارًا لِلْحَرْبِ أَطْفَأَهَا اللَّهُ وَيَسْعَوْنَ

جب کہیں لڑائی کی آگ بھڑکاتے ہیں اللہ اسے بجھاتا ہے اور زمین میں لڑاؤ

فِي الْأَرْضِ فَسَادًا ۚ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ﴿۲۰﴾

کے لئے دوڑنے پھرنے دیتا اور اللہ فسادوں کو نہیں چاہتا

وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَكُنَّا عَنْهُمْ

اور اگر کتاب والے ایمان لاتے اور ڈرتے اور ضرور ہم ان کے

سَيِّئَاتِهِمْ وَلَا دَخَلْنَا لَهُمْ جَنَّتِ النَّعِيمِ ﴿۲۵﴾ وَلَوْ أَنَّهُمْ

گناہ انہیں سے اور ضرور انہیں جہنم کے ہاتھوں میں سے جاتے گے اور اگر وہ قائم

أَقَامُوا التَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ وَمَا أَنْزَلَ إِلَيْهِمْ

رکھتے تورت اور انجیل گے اور جو کچھ ان کی طرف ان کے رب

مِنْ رَبِّهِمْ لَأَكَلُوا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمَنْ تَحْتَ

کی طرف سے اترتا تو انہیں رزق عطا دیتا ہے اور ان کے ہاتھوں

ایمان کا دار ہے، ان کو مناسب کو مانا، ان سے پھر اسب سے پھر دیکھو اہل کتاب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر تھے۔ تو رب نے فرمایا کہ اگر وہ ایمان لے آتے ۹۰ یعنی اگر اہل کتاب مسلمان ہو جاتے تو ان کے گوشہ سارے گناہ مٹا دیے جاتے اور وہ جنت کے منتجب ہو جاتے۔ معلوم ہوا کہ اسلام کی برکت سے زمانہ کفر کے سارے گناہ مٹ جاتے ہیں۔ حقوق نہیں بنتے وہ ادائی کرتے پڑتے ہیں ۱۰ اس طرح کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مان لیتے کیونکہ تورتہ و انجیل میں اس کا حکم ہے

اب یعنی آسمان سے بارش اور زمین سے پیداوار میں برکتیں ہوں گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ دین کی پابندی اور اللہ کی اطاعت سے رزق میں وسعت ہوتی ہے اور یعنی ہمارے اہل کتاب یکساں نہیں، بعض اعتدال پسند ہیں وہ تو آپ پر ایمان لے آئے ہیں جیسے عبد اللہ ابن سلام وغیرہ بعض بہت متعصب انیس ایمان نصیب نہیں ہوتا۔ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی تبلیغی حکم پھیلایا نہیں، لہذا وقت وفات وراثت اور قلم طلب فرمانا اور پھر کلمہ لکھنا کسی حکم تبلیغی کی بنا پر قتل بلکہ گزند بیان کئے ہوئے مکہوں میں سے کوئی حکم تحریر فرمانا مقصود تھا ورنہ اس آیت کے خلاف ہو گا۔ ۴۔ یعنی کوئی کافر آپ کو شہید نہ کر سکے گا اس آیت سے پہلے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا دیا کرتے تھے، اس آیت کے نزول کے بعد وہ پراٹھا دیا گیا، اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ پورا فرمایا دیکھو ہمارے کافر حضور کے دشمن اور حضور اکیلے، مگر سب پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غالب آئے اور کسی کا داؤ آپ پر نہ چل سکا۔ جنگ احد میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچا اس آیت کے خلاف نہیں، خیال ہے کہ کوئی نبی جہاد میں کفار کے ہاتھوں شہید نہ ہوئے جو پیغمبر شہید کئے گئے ان پر جہاد فرض نہ تھا۔ ۵۔ یعنی کفار جن والوں کو آپ پر قابو نہ ملے گا۔ دیگر مخلوق تو پہلے ہی آپ کی مطیع اور فرمانبردار ہے کہ شجر و حجر آپ کا گلہ پڑھتے ہیں۔ اور چاند سورج اشارے پر کام کرتے ہیں۔ ۶۔ اس طرح کہ حضور پر ایمان لے آؤ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اب بھی توریت اور انجیل کے سارے احکام پر عمل کرو۔ کیونکہ وہ کتب منسوخ بھی ہیں۔ اور تحریف شدہ بھی ۷۔ اب یعنی قرآن کریم خلاصہ یہ کہ تمہارے نسب و اعمال سب بیکار ہیں۔ جب تک کہ تم قرآن کریم کو اپنا دستور العمل نہ بناؤ شعر

مگر قوی خواہی مسلمان زمین

نیست ممکن جز یہ قرآن زبانت

۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی پر کتاب اتنا سب پر اتنا ہے۔ کیونکہ نبی اصل مقصود ہیں اور ساری امت ان کے تابع، اسی لئے ارشاد ہوا الیکم ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن و حدیث مثل بارش کے ہیں۔ بارش پونے ہوئے پتھر کو اگا تو سکتی ہے مگر اسے بدل نہیں سکتی، جن کے دلوں میں شقاوت ازل کا تخم ہے ان کے لئے قرآن و حدیث اس کی زیادتی کا باعث ہوں گے اور جن کے دل میں ایمان اور عرفان کا بیج ہے ان کا ایمان و عرفان بڑھے گا اسی لئے کافر کو گلہ پڑھا کہ مسلمان مٹاتے ہیں، پھر قرآن وغیرہ پڑھاتے ہیں تاکہ گلہ سے ایمان کا تخم بڑھ کر قرآن و حدیث کا پانی دیا جائے ۱۰۔ یعنی جو زبانی پڑھ کر قوی مسلمان بن گئے مگر دینی مومن نہ بنے جیسے منافقین، اس

لئے آگے ارشاد ہوا، اے ایمان والو! اس سے معلوم ہوا کہ قادیانی، چکرالوی وغیرہ قوی مسلمان ہیں دینی مومن نہیں ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہودی، عیسائی وغیرہ مومن نہیں۔ اگرچہ تمام اہل آسمانی کتابوں کو مائیں ورنہ آگے من امن نہ فرمایا جاتا۔

لا یصلی اللہ	۱۸۹	المائدہ
<p>أَرْجُلِهِمْ مِنْهُمْ أُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ سَاءَ</p> <p>کے نیچے سے لے کر ان میں کوئی کردہ اعتدال پر ہے اور ان میں اکثریت ہی برے</p> <p>مَا يَعْمَلُونَ ﴿۱۸﴾ يَأْتِيهَا الرُّسُولُ يَلْعَنُ مَا أَنْزَلَ إِلَيْكَ</p> <p>کا کر رہے ہیں ۱۸۔ لے کر رسول پہنچا دو جو کچھ انما نہیں تمہارے</p> <p>مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَغْتَ رِسَالَتَهُ</p> <p>رب کی طرف سے اور ایمان نہ کر لو گے اس کا کوئی پیغام نہ پہنچایا</p> <p>وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ﴿۱۹﴾ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَسْتُمْ عَلَى</p> <p>اور اللہ تمہاری بچائی کرے گا لوگوں سے نہ کہ بے شک اللہ کافروں</p> <p>الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ﴿۱۹﴾ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَسْتُمْ عَلَى</p> <p>کو براہ نہیں دیتا قہم فرما دو اسے کتاب پر تم کہ بھی</p> <p>شَيْءٍ حَتَّى تُقِيمُوا التَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ وَمَا أَنْزَلَ</p> <p>نہیں جو جب تک نہ قائم کرو توریت اور انجیل اور جو کچھ تمہاری</p> <p>إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ مَا</p> <p>طرف تمہارے رب کے پاس سے تراش اور بیش لے کر محبوب وہ جو تمہاری طرف تمہارے</p> <p>أَنْزَلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ طُغْيَانًا وَكُفْرًا أَفَلَا تَأْسَ</p> <p>رب کے پاس سے تراش اس سے ان میں بدعتوں کو غرارت اور کفر کی اور ترقی ہو گی ۲۰</p> <p>عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ﴿۲۰﴾ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ</p> <p>تم کافروں کا کلمہ نہ کھاؤ جنگ وہ جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں ۲۱ اور اس طرح</p> <p>هَادُوا وَالصَّابِقُونَ وَالنَّصَارَى مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ</p> <p>یہودی اور مسندہ پرست اور نصرانی ان میں جو کوئی بچے دل سے اللہ</p> <p>وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلْ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ</p> <p>اور قیامت پر ایمان لائے ۲۲ اور اپنے ماکر سے قرآن پڑھ کر اندیشہ ہے</p>		

۱۔ اس سے معلوم ہوا ہر صالح مسلمان ولی ہے کیونکہ یہی درجات اولیاء اللہ کے بیان ہوئے ہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کا خوف دنیا کی بے غنی کا ذریعہ ہے۔
جھٹلانے میں یودی و نصاریٰ سب شریک تھے مگر انبیاء کرام کو شہید کرنے والے صرف یہود ہیں کہ ان کے ہاتھوں بہت سے نبی شہید ہوئے۔ جن میں حضرت زکریا
اور حضرت یحییٰ علیہم السلام بھی ہیں۔ خیال رہے کہ کوئی نبی جہاد میں کافروں کے ہاتھ سے شہید نہیں ہوا۔ لہذا یہ آیت ان آیات کے خلاف کے نہیں جن میں انبیاء کی
فتح و نصرت کا وعدہ ہے۔ رب نے فرمایا۔ سُبْحَانَ اللَّهِ لَا تِلْكَ الْأَشْوَاقُ إِلَّا ذُرِّيَّتُي ۖ مَا ظَنَنْتُمْ أَنْ يَخْلُقَ بِكُمْ ۚ قُلْ مَنْ يَمْلِكُ أَنْ يَنْزِلَ عَلَيْهِ الْغَمَامُ ۖ ثُمَّ نَزَّلْنَا الْغَمَامَ فَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهِ نَارًا سَاطِعَةً ۖ إِنَّكُمْ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّأُولِي الْأَبْصَارِ ۚ

وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ لَقَدْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي

اور نہ کچھ غم طے ہے شک ہم نے بنی اسرائیل

إِسْرَءِيلَ وَأَرْسَلْنَا إِلَيْهِمُ رَسُولًا قَلِّمًا جَاءَهُمْ

سے مہدیا اور ان کی طرف رسول بھیجے جب کہیں ان کے پاس کوئی

رَسُولٌ يَمُوتُ فَيَرَىٰ أَنفُسَهُمْ فَيَقُولُ سَوَاءٌ

رسول وہ بات ہے کہ آیا ہر ان کے نفس کی خواہش نہ تھی ایک گروہ کو جھٹلایا اور

فَرِيقًا يَبْقَىٰ ۖ وَحَسِبُوا أَنَّ الْآتُونَ فَتْنَةً فَعْبُوا

ایک گروہ کو شہید کرنے میں تھے اور اس گمان میں ہیں کہ کوئی شرانہ ہوگی گواہ سے

وَصَمُّوا ثُمَّ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوا وَصَمُّوا ثَٰثِيَةً

اور بہرے ہو گئے پھر اللہ نے انہی کو توبہ قبول کی تہ پھر ان میں بہرے آدھے اور بہرے

فَتَنَهُمُ وَاللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ ۝ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ

ہو گئے تہ اور ان کے کام دیکھ رہا ہے بے شک کافروں دو جو

قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَقَالَ

کہتے ہیں کہ اللہ وہی مسیح مریم کا بیٹا ہے تہ اور سمجھنے

الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قُلْ عَسَىٰ أَنْ يَكُونَ رِسَالَةٌ

تو یہ کہا تھا ہے بنی اسرائیل اللہ کی بندگی کرو جو ہر رب تہ اور تمہارا رب

إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ

بے شک جو اللہ کا شریک ٹھہرائے تہ تو اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی

وَمَا أُوتِيَ النَّارُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ ۝ لَقَدْ كَفَرَ

اور اس کا ٹھکانہ نادر ہے تہ اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں تہ بے شک کافروں

الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَلَاثُ ثَلَاثٍ وَمَا مِنْ

وہ جو کہتے ہیں اللہ تین تین خداؤں میں کا تیسرا ہے تہ اور خدا کو

نخت ذیل کیا اور بہت ایذا نہیں پہنچائیں پھر ایک فارسی
بادشاہ کے ذریعہ انہیں نجات ملی۔ خیال رہے کہ انبیاء
کرام کو شہید کرنے والوں کی توبہ کی قبول ہوئی نہ
کہ خود قاتلین کی توبہ کی قبول ہوئی نہیں ملتی
اور توبین پیغمبر کی توبہ شرعاً قبول نہیں ہوتی تہ اس
طرح کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کا ارادہ کیا مگر
ناکام رہے خیال رہے کہ کثیر صوا کا قاتل نہیں اس
کا قاتل فیہرہم ہے کثیر اس کا بدل البعض ہے ورنہ صوا
جمع نہ آتا۔ اس سے معلوم تہ قتل کے پہلے بار تو سارے ہی
بہرے ہو گئے تھے مگر دوسری بار سب نہیں آکر
ہوئے کیونکہ یہاں کثیر فرمایا پہلے نہ فرمایا تہ عیسائیوں
میں یسوعیہ اور ملکائی فرقہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا
کہتا تھا یہ لوگ حلول الوہیت کے قائل تھے کہ عیسیٰ
علیہ السلام میں الوہیت ایسی سرایت کی ہوئی ہے جیسے
پھول میں رنگ ہو اسی طرح شیعوں میں نصیریہ فرقہ
حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خدا کہتا ہے ان کا مطلب بھی
یہی ہے۔ ۶۔ یعنی ان عیسائیوں کی یہ یکساں خود حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کی نعیم کے خلاف ہے کہ وہ تو اپنے کو
رب کا بندہ کہتے تھے اور یہ انہیں رب کہنے لگے تہ اس
سے معلوم ہوا کہ رب کے لئے اولاد ماننا شرک ہے اور وہ
عیسائی جن کا یہ عقیدہ ہو شرک ہیں۔ لیکن پھر بھی انہیں
اہل کتاب اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ آسمانی کتاب انجیل
کے قائل ہیں۔ جو شرکین فرشتوں کو رب کی بیٹیاں مانتے
تھے وہ اس لئے شرک کہلائے کہ کسی کتاب کو نہ مانتے
تھے اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر کو مان لینا بھی شرک و کفر
کو بھی بلکہ کر دیتا ہے اور بھی اس سے کفر ختم بھی ہو جاتا
ہے جیسے اسلام کے مرتد فرقے ۸۔ اس سے اشارہ
معلوم ہوا کہ کوئی کافر اعراف میں نہ رہے گا نیز اعراف
دامی مقام نہ ہو گا۔ بلکہ عارضی جن پر جنت حرام ہے ان
کا ٹھکانہ دوزخ ہے نہ کہ اعراف ۹۔ معلوم ہوا کہ رب
نے مسلمانوں کے مددگار مقرر فرما دیے ہیں کیونکہ مددگار
نہ ہونا کفار کا عذاب ہے جس سے مسلمان محفوظ ہیں ۱۰۔

عیسائیوں میں فرقہ مرقیہ اور مسطورہ کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تین ہیں باپ بیٹا روح القدس اللہ کو باپ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس کا بیٹا اور حضرت جبریل علیہ
السلام کو روح القدس کہتے ہیں۔ بعض عیسائی حضرت مریم کو بجائے روح القدس کے خدا مانتے ہیں۔ تثلیث کا یہی مطلب ہے۔

۱۔ یعنی یہ سب کافر ہیں، لیکن ہر مرتبہ وقت تک کافر رہیں گے وہ اس عذاب کے مستحق ہوں گے، کیونکہ خاتمہ کا اعتبار ہے، لہذا چاہیے کہ جلد توبہ کریں۔ اسی لئے آگے توبہ کا ذکر آ رہا ہے۔ ۲۔ یہاں توبہ سے مراد شرک سے باز آ جانا ہے اور استغفار سے مراد توحید کا اقرار کرنا، یا توبہ سے مراد برے عقیدوں سے توبہ کرنا اور استغفار سے مراد برے اعمال سے توبہ کرنا۔ یا گذشتہ کفر پر ندامت توبہ ہے اور آئندہ توحید پر قائم رہنے کا اقرار استغفار ہے۔ لہذا آیت میں تکرار نہیں ۳۔ یہ حصر الوہیت کے لحاظ سے ہے یعنی وہ اللہ نہیں اللہ کے بیٹے نہیں، صرف بندے اور رسول ہیں، یہ مطلب نہیں کہ ان میں رسالت کے سوا اور کوئی وصف نہیں، وہ کلمت

اللہ بھی ہیں۔ روح اللہ بھی ہیں اور مسیح بھی، اسی طرح
خُذْ اَنْتَا نَازِلٌ مِنْ سَمٰوٰتِکُمْ میں جبر کا بھی مطلب ہے ۴۔ صادق
وہ جو جھوٹ نہ بولے کج بولے اور صدق وہ جو جھوٹ نہ
بولے کئے اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی قوم یہ رنگوں کی
شان میں زیادتی کرے تو تم ان بزرگوں کو نکالیں مت دو
بلکہ ان کا احترام قائم رکھتے ہوئے اس قوم کی تردید کرو
دیکھو عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ و مریم علیہم السلام کو خدا
کہہ دیا، تو رب نے ان بزرگوں کا ذکر عزت ہی سے
فرمایا۔ خیال رہے کہ یہاں کھانے کا ذکر اس لئے فرمایا کہ
کھانا بندگی کی بڑی دلیل ہے کھانے والا کھانے سے پہلے
رزق حاصل کرنے میں کھاتے وقت اعضاء کی طاقت میں لڑ
کھانے کے بعد ہضم وغیرہ میں رب کا حاجت مند ہوتا ہے
تمام کاروبار کھانے کے لئے چل رہے ہیں تمام بیماریاں
کھانے سے ہیں۔ یعنی بذات خود نفع نقصان کے مالک
نہیں رب کی عطا سے عقلی دافع بلا اور مشکل کشا ہیں
مردے زندہ کرتے تھے اور بیماروں کو اچھا۔ ۵۔ یعنی باطل
زیادتی نہ کرو کہ یہود نے عیسیٰ علیہ السلام کی رسالت ہی کا
انکار کر دیا اور یہ عیسائیوں نے انہیں خدا مان لیا، اس سے
معلوم ہوا کہ دین میں حق زیادتی جائز ہے جیسے حضور
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جماع و قیاس کا اضافہ اور
ایسے اعمال کی ایجاد۔ اس سے معلوم ہوا کہ مردودوں
گرماہوں کی پیروی بری ہے متبیلوں کی ہادیوں کی پیروی
اچھی، رب فرماتا ہے رَبِّہُمْ تَتَذٰکُرْ اور فرماتا ہے۔ وَتَذٰکُرْ

مَعَ الصَّادِقِينَ

$$\frac{1}{\sqrt{2\pi}} \int_{-\infty}^{\infty} e^{-\frac{1}{2}x^2} dx = 1$$

المباركة

15

پیشہ پناہ

إِلَّا إِلَهُ وَاحِدٌ وَإِنْ لَمْ يَشْعُرْ عِبَادُ يَقُولُونَ

ہیں مگر ایک خط اور اگر اچھی بات سے باز نہ آئے تو

لِيَمْسَنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابَ الْيَمِّ ۖ أَفَلَا

جو ان میں کامر مریں گئے ان کو ضرور دردناک عذاب پہنچے گا تو کیوں

يَتُوبُونَ إِلَى اللَّهِ وَيَسْتَغْفِرُونَهُ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٥٧﴾

یہاں رجوع کرتے اللہ کی طرف اور اس سے عشق مانگتے ہیں اور اللہ بخشنے والا مہربان

مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ

کیج بن کریم نہیں مگر ایک رسول تہ اس سے پہلے بہت

قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَأَمَّةٌ صِدِّيقَةٌ كُنَّا بِكُلِّ

رسول ہو گزرے اور اس کی ماں میری قبر ہے مکہ و دیوبند کھانا کھاتے

الطَّعَامَ أَنْظِرْ كَيْفَ يُبَيِّنُ لَهُمُ الْآيَاتِ ثُمَّ أَنْظِرْ

تھے دیکھو تو ہم کیسی صاف نشانیاں ان کے لئے بیان کرتے ہیں چھوڑ دیکھو ۵)

أَيُّ يَفْكُونِ ﴿٥٨﴾ قُلْ أَتَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا

کیسے اوندھے جاتے ہیں تم زہاؤ کیا اللہ کے سوا اِلٰہ ہے کہ پوچھتے ہو جو

الْإِيمَانُ لَكُمْ ضَرًّا أَوْ لَكُمْ نَفْعًا وَاللَّهُ هُوَ السَّمِيعُ

ہمارے نقصان کا تاک نہ نفع کا شے اور اللہ ہی منتقا

الْعَلِيمُ ﴿٥١﴾ قُلْ يَا هَلْ الْكِتَابُ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ

جانتا ہے تم فرماؤ اے کتاب والو اپنے دین میں ناحق

غَيْرِ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوا أَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوا مِنْ

زیادتی نہ کرو۔ اور ایسے لوگوں کی خواہش پر نہ چلو جو پہلے گمراہ ہو چکے

قَبْلُ وَأَضَلُّوا كَثِيرًا وَضَلُّوا عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ ﴿٥٥﴾

اور بہتوں کو گمراہ کیا اور سیدھی راہ سے بہک گئے تھے

مفتی

۱۔ اس طرح کہ اللہ والوں نے ہفتہ کے دن شکار کیا۔ حالانکہ یہ ان کے دین میں حرام تھا تو وہ واؤ علیہ السلام کی بدعا سے بندر اور سور عبادت کے لئے اور مانکہ والوں نے خوان کی نصیحت کھا کر بھی کفر کیا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بدعا سے پانچ ہزار آدمی بندر اور سور بن گئے۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کی بدعا پوری خطرناک ہے۔ اور بیشعذاب الہی اللہ والوں کی بدعا سے آیا۔ ۳۔ مطلب یہ ہے کہ آپ ان کی سرکشی سے طول نہ ہوں یہ تو عادی عزم اور پرانے سرکش ہیں جس کی سزا میں بندر اور سور بن چکے ہیں۔ اب ان کا امن میں رہنا صرف اس وجہ سے ہے کہ تم رحمت عالم ہو۔ تمہاری موجودگی میں عذاب نہ آئے گا۔ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ پرانی

سے روکنا اچھا ہے یا حکم کرنا واجب ہے تبلیغ بند ہونے پر عذاب الہی آنے کا اندیشہ ہے۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار سے دوستی اللہ کی ناراضگی کا باعث ہے کبھی حرام ہے اور کبھی کفر۔ ۶۔ معلوم ہوا کہ کفار سے دوستی ان کی سبب ہلک و صورت بنانا۔ ان کے طور طریقہ اختیار کرنا۔ منافقوں کی علامت ہے۔ اللہ رسول کی محبت اور ان کے دشمنوں کی محبت ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتیں۔ روشنی اور تاریکی کا اجتماع ناممکن ہے۔ ۷۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کافر عداوت کا کفر محبت سے سخت تر ہے۔ دیکھو عیسائی کافر محبت ہے۔ اور۔ یہود اور مشرکین کافر عداوت۔ مگر ان دونوں کو اشد فرمایا گیا۔ جیسے شیعہ اور وہابی کہ شیعہ محبت میں گمراہ اور وہابی عداوت میں۔ ۸۔ اس آیت میں بادشاہ حبشہ اور ان کے ساتھیوں کی تعریف ہے جو پہلے عیسائی تھے، پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔ قرآن سن کر روئے جو مابہر مسلمان حضور کی ہجرت سے پہلے کہ معظہ سے حبشہ چلے گئے تھے، انہیں امن دیا، اور ان کی خدمت میں کیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تحفہ اور اخلاص کے پیغام بھیجے، خیال رہے کہ مکہ معظہ سے گیارہ سو چار سو تین جن میں حضرت عثمان اور آپ کی بیوی رقیہ رضی اللہ عنہما بہت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تھیں، نبوت کے پانچویں سال ماہ رجب میں ہجرت کر کے چلے گئے۔ پھر جب انہیں وہاں امن ملا تو کفار مسلمان وہاں جانے لگے، یہاں تک کہ وہاں عباسی مروم جمع ہو گئے، عورتیں اس کے علاوہ نجاشی بادشاہ نے ہی حضور کا نکاح ام حبیبہ بنت ابوسفیان سے کر دیا، چار ہزار دینار ہر بھی خود ادا کیا، حالانکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں تھے اور ام حبیبہ حبشہ میں، اسی پر آیت کریمہ اتری تھی۔ عَنِ اللَّهِ أَنْ يَجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِينَ عَادَيْتُمْ الْحَاجَّ وَأَنَّ ابْنِ الْبَنِيَانِ دُخِرَ ۸۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قوم میں علماء اور بددینوں کا رہنا خدا کی رحمت ہے، دوسرے یہ کہ تکبر و غرور بڑی بڑی چیزیں ہیں۔

لَعْنُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَءِيلَ عَلَى لِسَانِ أَوْدَ

لنعت کئے گئے وہ جنہوں نے کفر کیا بنی اسرائیل میں داؤد

وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذَلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ

اور عیسیٰ بن مریم کی زبان پر نہ ہو ان کی نافرمانی اور سرکشی کا

كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُشْكِرِ فَعَلُوهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوا

جو بدی بات کرتے آپس میں ایک دوسرے کو نہ روکتے نہ ضرور بہت ہی برے

يَفْعَلُونَ تَرَى كَثِيرًا مِمَّنْ يَقُولُونَ الَّذِينَ كَفَرُوا

کھا کرتے تھے ان میں تم بہت کو بدچلے گئے کہ کافروں سے دشمنی کرتے

لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ أَنْفُسُهُمْ أَنْ سَخِطَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ

ہیں کیا ہی بدی چیز اپنے لئے خود آگے بھیجی یہ کہ اللہ کا ان پر غضب ہوا

وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خِلْدُونَ وَلَوْ كَانُوا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ

کے اور وہ عذاب میں ہمیشہ رہیں گے اور اگر وہ ایمان لاتے اللہ

وَالْيَوْمِ وَمَا أَنْزَلَ إِلَيْهِ فَاتُخَذُوا لَهُمْ أَوْلِيَاءُ وَلَكِنْ كَثِيرًا

اور ان ہی پر اور اس بدچران کی طرف انہوں کو کافروں سے دوستی کرتے مگر

مَنْهُمْ فَسَيَقُولُونَ لِمَ جَعَلْنَا لِلنَّاسِ عَدَاوَةً لِلَّذِينَ

میں تو بہتر ہے فاسق ہیں ضرور تم مسلمانوں کو سب سے بڑھ کر

آمَنُوا بِالْهُدَى وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا وَلِمَ جَعَلْنَا لَهُمْ قُودَةً

دشمن یہودیوں اور مشرکوں کو پاؤں کے لئے اور ضرور تم مسلمانوں کی دوستی

لِلَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصْرِي ذَلِكَ بَأَنَّ

میں سب سے زیادہ قریب ان کو پاؤں کے لئے تھے ہم تمہاری ہی بات یہ اس

مَنْهُمْ فَسَيَسْأَلُونَ رُحْبَانًا وَأَتَاهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ

لئے کہ ان میں عالم اور درویش ہیں اور یہ ضرور نہیں کرتے

اب ہجرت سے پہلے حضور پر نور کی اجازت سے گیارہ مرد اور چار عورتیں کفار مکہ کی ایذا رسانی سے عک آکر حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے ان میں حضرت جن بھی تھے اور عورتوں میں حضرت رقیہ اور ام سلمہ بھی تھیں۔ پھر حضرت جعفر طیار اور دوسرے لوگ بھی حبشہ پہنچ گئے اس کا نام ہجرت اولیٰ ہے۔ ان مساجد کا پہلا کھانا گیارہ مرد اور چار عورتوں کا گناہ رجب نبوت کے پہلوئے پنجویں سال حبشہ داخل ہوا تھا۔ جب کفار قریش کو پتہ لگا کہ مسلمانوں کو حبشہ میں امان مل گئی تو وہ بادشاہ حبشہ نہابی کے پاس پہنچ کر مسلمانوں کے شاکہ ہوئے کہ یہ لوگ فساد ہی ہیں آپ کے ملک میں فساد پھیلائیں گے۔ نہابی نے کہا کہ ہم ان مساجد سے ہاتھ کر کے غور کریں گے۔ چنانچہ مسلمانوں کو دوبارہ حبشہ بلایا گیا۔ نہابی نے پوچھا کہ تم حضرت عیسیٰ کے متعلق کیا عقیدہ رکھتے ہو۔ حضرت جعفر نے سورۃ مریم کی تلاوت شروع فرمادی۔ تمام دوبارہ کے نصرانی علماء اور خود نہابی رونے لگے۔ نہابی نے مسلمانوں سے فرمایا کہ تم سب کو میرے ملک میں بالکل امن ہے نہابی ایمان کی دولت سے شرف ہوئے رضی اللہ عنہ اس آیت میں یہ واقعہ بیان ہو رہا ہے۔ پھر حبشہ کا وفد حضور کی خدمت میں حاضر ہوا جس میں ۷۷ آدمی تھے۔ حضور نے سورۃ یٰسین طاری جس پر وہ لوگ بھی زار و قطار رونے لگے۔ ۲۱۔ ان سے معلوم ہوا کہ ذکر الہی کے وقت عشق و محبت میں رونا اعلیٰ عبادت ہے۔ اسی طرح عذاب الہی کے خوف و رحمت الہی کی امید میں رونا عبادت ہے۔ نیز اہل کر جنش کے ساتھ قرآن کی تلاوت کرنا سنت ہے۔ کیونکہ یہ جنش عاشقوں کی وجدانی حالت ہے جیسے نسیم سے زم شامیں حرکت کرتی ہیں۔ تلاوت کرنے والا نسیم رحمت الہی سے ہلتا ہے۔ ۳۔ یعنی وہ پرانے سومن صحابہ کرام جو پہلے سے کلمہ توحید کی شلاوت دے چکے ہیں۔ ہمیں بھی اس کلمہ میں شامل فرما اس سے معلوم ہوا کہ پرانا مسلمان اور نیا مسلمان ایمان میں برابر ہیں۔ شرب کا ایک ساتھ ہو گا ۴۔ حبشہ کے اس وفد کو جو سومن ہو کر حبشہ واپس آیا۔ یود حبشہ نے غلامت کی کہ تم نے اسلام کیوں قبول کیا۔ اور انہوں نے یہ جواب دیا جو رب نے نقل فرمایا ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نکتہ نواز ہے۔ اگر ایک لفظ قبول فرمائے تو سارے گناہ معاف فرمادے۔ ان وفد والوں کو صرف اس جواب پر بخش دیا۔ ان کے صدقہ سے اللہ ہمارے گناہ بھی بخش دے ۶۔ اس آیت میں ان یود پر خطاب ہے جنہوں نے اس وفد کو ایمان لانے پر طعن دیا تھا ۷۔ لہذا فاتحہ کی چیز کو حرام نہ جانو۔ کسی حلال کو قسم کھا کر حرام نہ کرو۔ جو چیز رب نے حرام نہ کی جو اسے حرام نہ سمجھو۔ اس سے معلوم ہوا کہ اصل اشیاء میں لاحت ہے۔ حرمت کسی عارضہ کی وجہ سے پیدا ہوئی۔ حرمت کے لئے دلیل

وَاذْكُرُوا	۱۹۳	المائدہ
وَإِذْ أَسْبَغَ خُومًا أَنْزَلَ إِلَى الرَّسُولِ تَزَىٰ أَعْيُنَهُمْ		
اور جبہا سنتے ہیں وہ جو رسول کی طرف اترا ہے انکی آنکھیں دیکھو		
تَقِيضُ مِنَ الدَّمْعِ وَمَا عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ يَقُولُونَ		
کہ رسولوں سے اہل ربی ہیں انہ اس لئے کہ وہ حق کو پہچان گئے کہتے ہیں		
رَبَّنَا آمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ ۝ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ		
اے رب۔ ہمارے ہم ایمان لائے تو ہمیں حق کے گواہوں میں لکھ دے اور ہمیں کیا ہوا کہ		
بِاللَّهِ وَمَا جَاءَنَا مِنَ الْحَقِّ وَكُظِمَعُ أَنْ يُدْخِلَنَا		
ہم ایمان نہ لائیں اللہ ہمارا اس حق پر کہہ رہا ہے پاس آیا اور ہم طبع کر رہے ہیں کہ		
رَبَّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصَّالِحِينَ ۝ فَاتَّبِعْهُمْ اللَّهُ بِمَا قَالُوا		
ہمیں ہمارا رب ایک لوگوں کے ساتھ داخل کرے کہ تو انہوں نے اچھے کہتے کے چلے		
جَنَّتْ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خُلِدِينَ فِيهَا		
فی آریں بانگ مینے حق کے پیچھے نہیں رواں ہمیشہ ان میں رہیں گے		
وَذَلِكَ جَزَاءُ الْمُحْسِنِينَ ۝ وَالَّذِينَ كَفَرُوا		
یہ جزا ہے نیکوں کا اور وہ جنہوں نے کفر کیا اور		
وَكَذَبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ۝ يَا أَيُّهَا		
باری آئیں جہنمیں وہ ہیں دوزخ والے نہ لے		
الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحَرُّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ		
ایمان والو حرام نہ ٹھہراؤ وہ ستمری چیزیں کہ اللہ نے ہمارے لئے		
وَلَا تَعْتَدُوا ۝ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ۝ وَكُلُوا		
حلال کیں نہ اور حد سے نہ بڑھو بیشک حد سے بڑھنے والے اللہ کو نا پسند ہیں نہ اور کھاؤ		
مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا ۝ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي أَنْتُمْ		
جو کچھ نہیں اللہ نے روزی دی حلال پاکیزہ اور اللہ سے جس پر		

چاہیے اور حلال ہونے کے لئے کسی دلیل کی حاجت نہیں ۸۔ شان نزول۔ یہ آیت ان صحابہ کے متعلق نازل ہوئی جنہوں نے حضور کے وعظ سے متاثر ہو کر عثمان ابن مظعون کے گھر میں بیٹھ کر ترک دیا کا حمد کیا کہ ہم ٹاٹ نہیں گے۔ بیش زودہ دیکھیں گے۔ رات بھر عبادت کیا کریں گے۔ گوشت نہ کھائیں گے۔ نرم ہستر نہ سونیں گے۔ ان کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسلام میں ترک دینا حرام ہے۔ تعصوف کے معنی یہ نہیں کہ حلال چیزیں چھوڑ دی جائیں۔ تعصوف حرام سے بچنے سے حاصل ہوتا ہے ۹۔ حلال وہ چیزیں جو حرام نہ ہوں۔ طیب وہ جو گندی نہ ہوں۔ قومک رشتہ وغیرہ حرام نہیں حلال ہیں مگر طیب نہیں نیز لذیذ مزید از چیزیں طیب ہیں یعنی خوب مزہ از چیزیں کھلاؤ مگر حلال ہوں حرام نہ ہوں۔

۱۔ یعنی طلال و پاکیزہ چیزیں خوب کھاؤ پیو۔ مگر اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ نیک اعمال سے غافل نہ رہو۔ دنیا میں سفر کے ہے اگر دین سے غافل ہو تو بے کار اور اگر دین کے ساتھ ہو تو اسے دس گنا کر دیتی ہے۔ ۲۔ مذہب حق میں لغو وہ قسم ہے جو جوئے و اقد پر غلط قسمی سے چٹا سمجھ کر کھالی جائے۔ اس میں نہ کفارہ ہے نہ گناہ۔ کیونکہ اس میں جھوٹ کا ارادہ نہیں ہوتا۔ ۳۔ یعنی فدا و نیت جھوٹی قسم پر چکا ہے۔ خیال رہے کہ قسم تین طرح کی ہے۔ قسم نفی، قسم غوس، قسم متعقدہ، قسم نفی ہم تھا چکے ہیں۔ اس میں نہ گناہ ہے نہ کفارہ۔ قسم غوس یہ ہے کہ گزشتہ واقعہ پر دیدہ و نیت جھوٹی قسم کھالی جائے۔ اس میں گناہ ہے کفارہ نہیں، متعقدہ قسم یہ ہے کہ آئندہ چیز پر قسم کھائے اور پوری نہ کرے اس میں کفارہ ہے یہاں تینوں قسموں اور قسم متعقدہ کے کفارہ کا ذکر ہے اس کا کفارہ غلام آزاد کرنا یا دس مسکینوں کو کھانا کھانا یا کپڑا دینا ہے۔ اگر ان میں سے کچھ نہ کر سکے تو تین روئے رکھے ۴۔ خیال رہے کہ روزے سے کفارہ قسم جب ہی ادا ہو گا جب کھانا کپڑا اپنے غلام آزاد کرنے پر قدرت نہ ہو کفارہ کے روزے مسلسل رکھنے ضروری ہیں قسم کا کفارہ توڑنے کے بعد ادا ہو سکتا ہے اس سے پہلے نہیں۔ ۵۔ اس سے اشارۃ معلوم ہوا کہ قسم پورا کرنے کے لئے کھالی جاتی ہے نہ کہ توڑنے کے لئے کیونکہ اس کی حفاظت کا حکم ہے۔ لہذا قسم توڑنے سے پہلے کفارہ نہیں دے سکتے کیونکہ کفارہ کا سبب قسم نہیں بلکہ قسم کا توڑنا ہے اور سب سے پہلے سبب نہیں ہو سکتا۔ (حق)

۶۔ انجوری شراب جسے خمر کہتے ہیں، نہیں بھی ہے اور حرام غلط بھی دسے یا نہ دے۔ مطلقاً حرام ہے۔ ایسے ہی جوار، بر حال حرام اور دوسری شرابیں اگر نہ دیں تو یقیناً حرام ہیں۔ اس سے قسم کی حرمت میں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ حرام ہیں بت پوجنا، بت بٹانا، بچوں کی تجارت حب حرام ہے۔ ایسے ہی فال کھولنا فال کھولنے پر اجرت لینا یا دینا سب حرام ہے۔ ۷۔ یعنی شیطان یہ کام کراتا ہے۔ خیال رہے کہ یہ حرکت شیطان خود نہیں کرتا۔ دوسروں سے کراتا ہے۔ خود تو پکا موحد ہے۔ اس آیت سے وہ آیات منسوخ ہو گئیں جن میں شراب کے حلال ہونے کا ذکر ہے۔ ۸۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ صرف نیک اعمال کرنے سے کامیابی حاصل نہیں ہوتی۔ بلکہ برے اعمال سے بچنا بھی ضروری ہے۔ یہ دونوں تقویٰ کے دو پر ہیں۔ پرندہ ایک پر سے نہیں اڑتا۔ دوسرے یہ کہ نیکیاں کرنا اور برائیوں سے بچنا دنیا اور دکھاوے کے لئے نہ ہونا چاہیے بلکہ کامیابی حاصل کرنے کو ہو۔ اس طرح کہ شرابی لوگ نشہ میں بھی کہیں میں ایک دوسرے کو مارتے ہیں۔ جوئے میں ہارنے والے کے دل میں جیتنے والے کی طرف سے نفرت پیدا ہوتی ہے جس سے فعل نیک کی

نویت آجاتی ہے۔ جس کا بار بار شلہ کیا گیا۔ یہ تو ان کا بنیادی نقصان ہے۔ دینی نقصان یہ ہے کہ نماز اور اللہ کے ذکر سے روکتے ہیں ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو چیز اللہ کے ذکر اور نماز سے روکے وہ بری ہے۔ چھوڑنے کے قابل ہے۔ اسی لئے جوہ کی اذان کے بعد تجارت حرام ہے۔

بِهِ مُؤْمِنُونَ ۝ لَا يَأْخُذْكُمْ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ

تہیں ایمان ہے لہذا اللہ تمہیں نہیں پکڑتا تمہاری غلط قسم کی قسموں پر نہ

وَلَكِنْ يَأْخُذْكُمْ بِمَا عَقَّدْتُمُ الْأَيْمَانَ ۖ فَكَفَّارَتُهُ

ان ان قسموں پر گرفت فرماتا ہے جنہیں تم نے متعقدہ کیا تھی تو اس قسم کا بدلہ

إِطْعَامُ عَشْرَةِ مَسْكِينٍ مِنْ أَوْسَطِ مَا تَطْعَمُونَ

دس مسکینوں کو کھانا دینا ہے اپنے گھر والوں کو جو کھاتے ہو اس کے اوسط

أَهْلِيكُمْ أَوْ كِسْفَتُهُمْ أَوْ تَحِيْرٌ سَابِقٌ ۚ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ

میں سے یا انہیں کھڑے دینا یا ایک بردہ آزاد کرنا تو جہاں میں سے

فَضِيَاءٌ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ ۚ ذَلِكَ كَفَّارَةُ أَيْمَانِكُمْ إِذَا حَلَفْتُمْ

کہ نہ پائے تو تین دن کے روزے کرو۔ بدلہ سے تمہاری قسموں کا جب تم قسم کھاؤ

وَاحْفَظُوا أَيْمَانَكُمْ ۚ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ

اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو۔ اسی طرح اللہ تم سے اپنی ایمان فرما سکتا

تَشْكُرُونَ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْمِرُ

بکس تم احسان مقرر اسے ایمان والو شراب اور جوار اور

وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ جَسٌّ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ

بت نہ اور پائے نامک ہی ہیں شیطانی کام نہ

فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ

تو ان سے بچتے۔ مگر کہ تم غلام یا غارتہ شیطان نہیں چاہتا ہے کہ تم

يُوقِعَ بَيْنَكُمْ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْمِرِ

میں میں اور دشمنی ڈال دے شراب اور جوار سے

وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ ۚ فَهَلْ أَنْتُمْ

اور نہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روکے نہ تو کیا تم

۱۔ اللہ کی اطاعت صرف اس سے احکام میں ہے۔ رسول کی اطاعت قبولی احکام میں بھی ہے اور عملی سنتوں میں بھی۔ کہ جس کا حکم دین وہ فرض یا واجب ہے۔ جو ہمیشہ عمل کریں وہ سنت ماکوہہ۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ لوگوں کے نہ ماننے سے حضور پر نور پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ سورج کے انکار سے اس کی روشنی میں کمی نہیں آ جاتی۔ کیونکہ ان پر تلخ لازم تھی جو انہوں نے بدرجہ اتم فرمادی۔ ہم ہی ان کے حاجت مند ہیں وہ ہمارے حاجت مند نہیں۔ ۳۔ اس سے پتہ لگا کہ شرعی حکم آنے سے پہلے انسان پر گناہ کی پکڑ نہیں کیونکہ ابھی وہ کام مکمل نہیں ہوا تھا۔ مگر شرک کے ہر اگر کسی کو نبوت کے احکام نہ بھی پہنچیں تب بھی اسے توحید کا اقرار کرنا لازمی ہے۔

کیونکہ ہر ذرہ اس کی توحید کی گواہی دے رہا ہے۔ یہ آیت ان بزرگوں کے حق میں نازل ہوئی جو شراب حرام ہونے سے پہلے وفات پا چکے تھے اور شراب استعمال فرماتے رہے تھے ۴۔ یہاں تقویٰ تین جگہ مذکور ہوا ہے۔ پہلے سے مراد بڑے عقیدوں سے بچنا ہے۔ دوسرے سے شراب بچنا۔ تیسرے سے تمام بری باتوں سے بچنا مراد ہے۔ (خزان العرفان) ۵۔ یہ آیت ایک واقعہ کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ ۱۷ ہجری میں صلح حدیبیہ کا واقعہ پیش آیا مسلمان احرام باندھے ہوئے تھے۔ احرام میں شکار حرام ہے۔ مگر رب تعالیٰ نے مسلمانوں کی آزمائش فرمائی کہ پرندے پرندے شکاری جانور ان کی سوراہوں پر اس طرح چھا گئے کہ مسلمان اگر چاہتے تو ہاتھوں سے یا نیزوں سے شکار کر لیتے۔ تمام صحابہ کرام اول قبر اس امتحان میں پاس ہوئے ۶۔ اس واقعہ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر دو طرح کا خاص کرم فرمایا۔ ایک یہ کہ پہلے سے اس امتحان کی خبر دے دی کہ مسلمان آمادہ ہو گئے۔ دوسرے یہ کہ مسلمانوں کو حاجت قدم رکھا ورنہ طاووت کے ساحلی اسرائیلی شرک کے امتحان میں ہمت سے ٹپل ہو گئے تھے۔ ہمارے حضور پر نور نے قبر کے امتحان کے سارے پرچے اور ان کے جوابات اپنی امت کو بتا دیے۔ حالانکہ امتحان کے سوالات چھپائے جاتے ہیں۔ یہ اس امت پر رب کا احسان ہے۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ بھلا احرام خفگی کا شکار حرام ہے البتہ دیوانہ کتا بھیڑیا، خونخوار دندے، چیل، کوا، چوہا مارنا حلال ہے۔ ایسے ہی چمچر، چوٹی، کھل مارنا حلال ہے۔ (خزان العرفان) ۸۔ محرم جان بوجھ کر خفگی کا شکار کرے یا خطا سے بھر جانے جوا واجب ہے، جان بوجھ کر ذکر تو اس آیت میں ہے اور خطا کا ذکر حدیث شریف میں ہے ۹۔ من لعمہ امام اعظم کے نزدیک ماکا بیان ہے اور امام محمد و شافعی کے نزدیک مثل کا بیان ہے لہذا امام اعظم کے نزدیک مثل سے معنی مثل مراد ہے۔ یعنی قیمت اور امام شافعی کے ہاں مثل سے جانور مراد ہے لہذا امام اعظم کے نزدیک

وَأَطِيعُوا اللَّهَ	۱۹۵	وَأَطِيعُوا اللَّهَ
<p>مَنْهُمْ ۱۰ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَاحِدًا ۱۱</p> <p>باز آئے اور حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور یوشیار رہو</p> <p>وَأَنْ تُولِيْتُمْ قَاعًا لَّمْ يَأْكُلِ الْبَلْعُ الْبَلْعِينَ ۱۲</p> <p>پھر اگر تم پھر عاؤں کو جان لو کہ ہمارے رسول کا ذمہ صرف واضح طور پر حکم دینا ہے نہ</p> <p>لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ ۱۳</p> <p>جو ایمان لائے اور نیک کام کئے ان پر کوئی گناہ نہیں ہے نہ</p> <p>فِي مَا طَعَمُوا إِذَا مَا اتَّقَوْا وَآمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ۱۴</p> <p>جو نیک باتوں نے سمجھا جب کہ ڈر میں اور ایمان رکھیں اور نیکیاں کریں</p> <p>لَمْ اتَّقَوْا وَآمَنُوا ثُمَّ اتَّقَوْا وَأَحْسَنُوا وَاللَّهُ بِحَبِّ ۱۵</p> <p>پھر ڈر میں اور ایمان رکھیں پھر ڈر میں اور نیک رہیں اور اللہ نیکیوں کو</p> <p>الْمُحْسِنِينَ ۱۶ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَبْلُوَكُمُ اللَّهُ ۱۷</p> <p>دوست رکھتا ہے اسے ایمان والا ضرور اللہ نہیں آزمائے گا</p> <p>بَشَىٰ مِّنَ الصَّيِّدِ تَنَالُهُ أَيْدِيكُمْ وَرِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ ۱۸</p> <p>ایسے بعض شکار سے جس تک تم پہنچاؤ یا تھو اور نیزے سے بھیجیں کہ اللہ جان</p> <p>اللَّهُ مَنْ يَخَافُهُ بِالْغَيْبِ فَمِنَّ اعْتَدَىٰ بَعْدَ ذَلِكَ ۱۹</p> <p>کہا کہ اللہ کی پھر اس کے نہ دیکھ کر نہ دے میں پھر اس کے بعد جو حد سے بڑھے</p> <p>فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۲۰ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْتُلُوا الصَّيِّدَ ۲۱</p> <p>اس کے نہ درون تک سزا ہے خدا سے ایمان مانو شکار نہ مارو جب تم دعا</p> <p>وَأَنْتُمْ حُرُمٌ وَمَنْ قَتَلَهُ مِنْكُمْ مُّتَعَدًّا فَجَزَاءُ مَقْتُلٍ مَا ۲۲</p> <p>میں نہ تھے اور تم میں جو اسے تعسداً قتل کرے نہ تو اس کا بدلہ ہے نہ کر و یا ہی</p> <p>قَتَلَ مِنَ النِّعَمِ يَخُمُّ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًا بَالِغَ ۲۳</p> <p>جانور کو پیش سے لے کر تمہیں کے دو اٹھ آدمی اس کا حکم کریں نہ قربانی بوجھ</p>		

شکار کی قیمت واجب ہوگی اور امام شافعی کے نزدیک اس کا ہم مثل جانور اور قیمت وہاں کی جائے گی جہاں شکار کیا گیا۔

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ شکار کے کفارہ تین صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ اس کی قیمت کا جانور حرم شریف میں لے جا کر قربانی کر دے۔ دوسرے یہ کہ اس قیمت کی تہم خرید کر ہر مسکین کو فطرے کے بقدر یعنی سوا دو سیر دے دے۔ تیسرے یہ کہ ہر سوا دو سیر کے عوض ایک دونہ دے دے۔ اب اس آیت سے حالت احرام شکار کرنے کی حرمت معلوم ہوئی۔ حدیث شریف سے ثابت ہے کہ شکاری کو مہلک اس کی طرف اشارہ کرنا بھی حرم کے لئے حرام ہے۔ لہذا حرم کا وجہ شکار جانور ہر ایک کہ نہ خود حرم کھا سکے نہ کوئی دوسرا آدمی حلالی ہو یا غیر حلالی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر حرم چار شکار کرے تو اس پر پنی شکار ایک کفارہ واجب ہے۔ یہ حرم کو دریائی شکار حلال ہے۔ دریائی شکار وہ جو دریا میں پیدا ہو اور خشکی کا وہ جو خشکی میں پیدا ہو۔ دوسرا خواہ کیسی ہو۔ ۳۔ خیال رہے کہ دو شکار حرام ہیں۔ حرم کا اور حرم کفارہ حرم شریف میں رہنے والے شکاری جانور کو نہ حلال آدمی شکار کر سکتا ہے نہ حرم۔ وہ اللہ کی امان میں ہیں۔ یہاں احرام کے شکاری حرمت کا ذکر ہے جو احرام ختم ہونے پر ختم ہو جاتی ہے۔ مگر حرم کا شکار ہمیشہ ہر شخص کے لئے حرام ہے خواہ وہ شخص حلال ہو یا حرم۔ بلکہ حرم کے شکار کو اس کی جگہ سے نہ اٹھائے اب یعنی کعبہ معظمہ کے ذریعہ مسلمانوں کے دینی و دنیاوی امور قائم ہیں کہ وہاں خائف کو امن ملتی ہے۔ اس کعبہ سے اہل جہاد کا رزق وابستہ ہے۔ اس کعبہ سے نمازیں حج عمرہ قائم ہیں۔ لہذا یہ اللہ کی بڑی نعمت ہے۔ ۶۔ ہری اور مہ حرم سے بھی دینی و دنیاوی امور وابستہ ہیں کہ اس کے گوشت سے غریبوں کو اور امیروں کا گزارہ ہے اور اس سے ایک رکن اسلامی اُترا ہوتا ہے۔ ۷۔ اس لئے اللہ سے امید بھی رکھو اور اس کا خوف بھی۔ اس خوف و امید سے ایمان قائم ہے۔ ۸۔ اس میں حضور کی بے نیازی کا ذکر ہے کہ وہ تمہارے حاجت مند نہیں تم ان کے محتاج ہو۔ اگر کوئی بھی ان کی اطاعت نہ کرے تو ان کا کچھ نہ بگڑے کیونکہ وہ تبلیغ فرما چکے۔ سورج سے اگر کوئی نور نہ لے تو سورج کا نقصان نہیں۔

الْكَعْبَةِ أَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسْكِينٍ أَوْ عَدْلُ ذَلِكَ

کو پہنچے یا کعبہ سے چند مسکینوں کا کھانا یا اس کے برابر

صِيَامًا لَيَّةً وَقِيَالِ أَمْرُهُ عَقَابُ اللَّهِ عَنَّا سَلَفٌ

دونوں کے اپنے کام کا وبال دیکھئے اللہ نے سائن کما جو جو گزرا

وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللَّهُ مِنْهُ وَاللَّهُ عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝

اور جو اس کے عا اللہ اس سے بدلہ لے گا اور اللہ غالب ہے بدلہ لینے والا

أَجَلٌ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُ مَتَاعِ الْكَلَمِ وَالْطَّيَارِ

حلال ہے تمہارے لئے دریا کا سمندر اور اس کا کھانا تمہارے اور مسلمانوں کے فائدے

وَحَرْمٌ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا وَاتَّقُوا اللَّهَ

کو اور تم پر حرام ہے خشکی کا شکار جب تک تم احرام میں ہو گے اور اللہ سے ڈرو

الَّذِي إِلَيْهِ تَحْشَرُونَ ۝ جَعَلَ اللَّهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ

جس کی طرف تمہیں اٹھنا ہے اللہ نے اوبہ والے گھر کعبہ کو

الْحَرَامَ قِيَمًا لِلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقُلَادِ

لوگوں کے قیام کا باعث کیا اور حرمت طے بینا اور حرم کی قربانی اور گلوں کی حالت

ذَلِكَ لِيَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي

آسمانوں میں اور زمینوں میں اس لئے کہ تم یقین کرو کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے

الْأَرْضِ وَأَنَّ اللَّهَ يَكُلُّ شَيْءٍ عَالِمٌ ۝ اعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ

اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے جان دیکھو کہ اللہ کا

شَدِيدُ الْعِقَابِ وَأَنَّ اللَّهَ عَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ كَاعْلَى الرَّسُولِ

غلاب سخت ہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے شا رسول پر نہیں

إِلَّا الْبَلَاغُ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ ۝

مگر تمہیں بتانا والا اور اللہ جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے اور جو تم چھپاتے ہو

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ زیادتی تعدد اور کثرت رائے دینی امور میں صحیح نہیں۔ ایک سلطان سواد اعظم ہے 'لاکھوں کفار یا بے دین سواد اعظم نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جو من کافر صالح فاسق حال حرام فضیلت برابر نہیں ہو سکتے۔ جو کس کے بعد اور سلطان آپس میں برابر اور بھائی بھائی ہیں۔ وہ اس آیت کے خلاف کتاب ہے۔ رب فرماتا ہے۔ لَا تَشْفَعُ أَمْثَلُكُمْ إِلَّا بِإِذْنِهِ فَكُلٌّ مِنَ الْأُمَّمِ مُرْتَدٌّ وَإِنْ ظَنَنْتُمْ أَنْ لَكُمْ مَحْرَمٌ فَاحْذَرُوا ۚ وَلَوْ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۚ رَبُّكُمْ يَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۚ وَلَوْ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۚ رَبُّكُمْ يَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۚ وَلَوْ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۚ رَبُّكُمْ يَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۚ

ایک شخص نے پوچھا کہ حضور میرا انجیل کیا ہے۔ فرمایا جنم۔ دوسرے نے پوچھا کہ میرا باپ کون ہے۔ فرمایا صدائق یعنی تو حرای ہے۔ اپنے باپ کے نطفے سے نہیں کیونکہ اس کی ماں کا خاوند کوئی اور تھا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ جس میں فرمایا گیا کہ ہمارے حبیب سے اپنے راز فاش نہ کراؤ۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کو ازل سے ابد تک سب کچھ روشن ہے۔ کس کا بیٹا ابتدا ہے۔ جنم یا دوزخ میں جانا انتہا۔ مگردونوں کی حضور کو خبر ہے اگرچہ ظاہر نہ فرمائیں۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ حضور پرنور نے فرمایا کہ حج فرض ہے۔ کسی نے عرض کیا کہ کیا ہر سال۔ حضور نے خاموشی اختیار فرمائی۔ انہوں نے کی بار یہ سوال کیا۔ تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں ہاں کر دیتا تو ہر سال حج فرض ہو جاتا اور پھر تم نہ کر سکتے۔ ہر میں جان نہ کہوں تم اس کے پیچھے نہ پڑا کرو۔ اس سے وہ مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ حضور کو اللہ تعالیٰ نے بانگ احکام بتایا ہے۔ آپ کی ہاں اور نہ شرعی احکام ہیں۔ دوسرے یہ کہ ہر چیز حلال ہے جب تک شریعت حرام نہ کرے جیسا کہ 'معاذ اللہ غنا سے معلوم ہوا ۲۔ اس سے اشارہ ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ وظیفہ وغیرہ میں پابندیان مت موقوفہ۔ جیسے پیچھے باقیہ ادا کر لو۔ یہ سزا۔ 'معلوم ہوا کہ جو چیز شریعت نے حرام نہ کی ہو وہ حلال ہے حدیث شریف میں ہے کہ حلال وہ جسے اللہ حلال کرے۔ حرام وہ جسے اللہ نے حرام فرمایا۔ اور جس سے خاموشی رہی وہ حلال ہے لہذا محفل میلاد شریف عرس وغیرہ کو چونکہ اللہ رسول نے حرام نہ فرمایا لہذا حلال ہے ۳۔ یعنی اگلی امتوں نے انہوں سے سوالات کر کے احکام سخت کر لئے پھر انہیں نباہ نہ سکے۔ ۵۔ یعنی ان جانوروں کا گوشت حرام نہیں ہو گیا بلکہ حلال ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جانور کی زندگی میں اس پر کسی کا نام پکارنا اسے حرام نہیں کرا دیتا۔ ہاں ذبح کے وقت غیر خدا کا نام پکارنا حرام کر دے گا۔ ۶۔ فرماتا ہے وَمَا جَعَلْنَاهُ فِیْهِ لَکُمْ حَرَامًا ۚ وَلَوْ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۚ رَبُّكُمْ يَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۚ وَلَوْ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۚ رَبُّكُمْ يَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۚ

وَأَذِّنْ صَوَاءً	۱۹۷	الْمَدَائِنُ
<p>قُلْ لَا يَسْتَوِي الْخَبِيثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ أَعْجَبَكَ كَثْرَتُهُ ۚ فَمِثْلُ بَرٍّ مُّطَهَّرٍ ۚ وَفِثْلُ نَجَسٍ ۚ كَثْرَتُهُ يَمَعَانِ ۚ</p> <p>كثرة الخبيث فاقنوا الله يا ولي الألباب لعلمكم كثرات معانے مل کر اللہ سے ڈرتے رہو اسے عقل والو ماکرم</p> <p>تَقْلِحُونَ ۚ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ ۚ لَوْلَا دَاوُدُ ۚ اَللّٰهُمَّ اِن تَبَدَّلْ لَكُمْ تَسْوُكُمُ وَاِنْ تَسْأَلُوا عَنْهَا حِينَ يُنْزَلُ الْقُرْآنُ تَبَدَّلْ لَكُمْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ۚ وَاللّٰهُ عَفُوٌّ رَّحِيمٌ ۚ</p> <p>لَوْلَا دَاوُدُ ۚ اَللّٰهُمَّ اِن تَبَدَّلْ لَكُمْ تَسْوُكُمُ وَاِنْ تَسْأَلُوا عَنْهَا حِينَ يُنْزَلُ الْقُرْآنُ تَبَدَّلْ لَكُمْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ۚ وَاللّٰهُ عَفُوٌّ رَّحِيمٌ ۚ</p> <p>تو ہمیں بری نہیں نہ اور اگر انہیں اس وقت بد چھو گے کہ قرآن اتر رہا ہے</p> <p>اَللّٰهُمَّ اِن تَبَدَّلْ لَكُمْ تَسْوُكُمُ وَاِنْ تَسْأَلُوا عَنْهَا حِينَ يُنْزَلُ الْقُرْآنُ تَبَدَّلْ لَكُمْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ۚ وَاللّٰهُ عَفُوٌّ رَّحِيمٌ ۚ</p> <p>تو تم پر ظاہر کر دی جائیں گی اللہ انہیں معاف کر چکا ہے اور ارشاد فرماتے</p> <p>حَلِيمٌ ۚ قَدْ سَأَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ أَصْبَحُوا بِهَا كَافِرِينَ ۚ</p> <p>مگر ہو نہ تھے کہ اللہ نے مقرر نہیں کیا ہے وہ کان ہر اہل اور نہ ہمار</p> <p>وَلَا وَصِيْلَةٌ وَلَا حَامٍ وَلَكِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يَفْتَرُونَ ۚ</p> <p>اور نہ وصیلہ اور نہ حامی نہ ہاں کافر لوگ اللہ پر جھوٹا افتراء</p> <p>عَلَى اللَّهِ الْكَذِبُ ۚ وَكَثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ۚ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا أَنزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ قَالُوا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْفٰسِقُونَ ۚ</p> <p>اؤ اس طرف جو اللہ نے آتما اور رسول کی طرف ملے تمہیں</p> <p>حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْفٰسِقُونَ ۚ</p> <p>وہ بہت ہے جس پر ہم نے اپنے ابا دادا</p>		

عرب جنوں کے نام پر چھوڑ دیتے تھے پھر ان کا گوشت و دودھ حرام سمجھتے تھے۔ ان کی تردید میں یہ آیت اتری ایک بھیرہ یہ وہ اونٹنی تھی جو پانچ بار بچہ دے دے اور آخر میں اس کے زہرو۔ اس کا کان چیر دیتے تھے۔ دوسری ساہیہ یہ عادت تھی جس کے متعلق وہ جنوں کی نذر مانتے تھے کہ اگر بار اچھا ہو جاوے یا فلاں سفر سے بچرت آ جاوے تو میری اونٹنی ساہیہ ہے۔ یعنی ہمارے تیری وصیلہ یہ وہ کہی تھی جس کے سات پیچھا ہوا جاتے اور آخر میں زہروہ ہوا تو پھر جاتے تھے حای یہ وہ اونٹ تھا جس سے دس بار کیچہ حاصل کر لیا جاتا تو اسے چھوڑ دیتے تھے۔ کہ ان جانوروں کو حرام سمجھتے ہیں جو جنوں کے نام پر چھوڑ دینے لگے تھے۔ حالانکہ وہ حلال ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایسے جانوروں کو حرام سمجھنا کفار کا طریقہ ہے۔ صحابہ کرام جہاں میں کفار کے ہر قسم کے مال پر قبضہ کرتے تھے جن میں یہ جانور بھی ضرور ہوتے تھے مگر سب

(بقیہ صفحہ ۱۹) کو نصیحت بنا کر آپس میں تقسیم کر لیتے تھے اور کھاتے تھے۔ کوئی تحقیق نہ فرماتے تھے۔ ۸۔ معلوم ہوا کہ فقہ قرآن کی طرف آنکا کافی نہیں بلکہ قرآن والے محبوب کی طرف بھی رجوع ضروری ہے۔ یعنی قرآن کے ساتھ حدیث شریف کو بھی ماننے، ہاتھ میں قرآن ہو اور دل میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ جب ہدایت ملتی ہے۔

۱۔ معلوم ہوا کہ شریعت کے مقابلہ میں جاہل باب دادوں کی رسم اختیار کرنا کفار کا طریقہ ہے۔ صالحین کی اتباع ضروری ہے۔ رب فرماتا ہے: وَمَنْ يُضِلَّهُمْ انْصَادِقِينَ اس

لئے یہاں لَا يَفْلَحُونَ اور لَا يَهْتَدُونَ کی قید لگائی گئی ہے۔ ۲۔ دوسروں کی فکر میں اپنے سے غافل نہ ہو جاؤ بلکہ پہلے خود درست ہو پھر بعد میں دوسروں کو درست کرنے کی کوشش کرو۔ ۳۔ عقائد درست کر کے اور اعمال کر کے، ان میں تبلیغ بھی شامل ہے۔ جو باوجود قدرت کے تبلیغ نہ کرے اور وہ راہ پر ہی نہیں آئے اس سے معلوم ہوا کہ فرشتوں کے کام رب کے کام ہیں کیونکہ یہ خبر نہ فرشتوں کا کام ہے مگر رب نے فرمایا ہم خبر دیں گے ۵۔ شان نزول۔ حضرت بدیل بن عمرو ابن عاص کے غلام تھے دو لھرائیوں قحیم بن اوس اور عدی بن بداء کے ساتھ شام کی طرف بغرض تجارت گئے۔ شام پہنچتے ہی بدیل بیمار ہو گئے۔ انہوں نے چپکے سے اپنے سامان کی فہرست لکھ کر سامان میں رکھ دی اور جب مرے گئے تو قحیم اور عدی کو وصیت کی کہ میرا یہ تمام مال مدینہ منورہ پہنچ کر میرے گھر والوں کو دیدیں۔ بدیل کی وفات کے بعد ان دونوں لھرائیوں نے بدیل کا سامان دیکھا تو اس میں ایک چاندی کا پیالہ جس پر سونے کا پانی پھرا تھا وہ بھی تھا۔ ان دونوں نے وہ پیالہ تو غائب کر دیا اور باقی سامان بدیل کے گھر والوں تک پہنچا دیا۔ گھر والوں نے جب اس فہرست کو دیکھا تو پیالہ نہ پایا۔ انہوں نے دونوں لھرائیوں سے پوچھا۔ انہوں نے کہا ہم کو خبر نہیں۔ ہم نے تو جیسا مال پایا ویسا ہی تم تک پہنچا دیا۔ یہ مقدمہ حضور پر نور کی پچھری میں پیش ہوا۔ یہ دونوں وہاں بھی انکاری ہو گئے۔ پھر وہ پیالہ مکہ معظمہ میں پکڑا گیا۔ جس شخص کے پاس تھا اس نے کہا کہ ہم نے یہ پیالہ قحیم وعدی سے خریدا ہے۔ اس موقع پر یہ آیت کہہ نازل ہوئی (خزائن الغرغان)۔ تفسیر خازن۔ ترمذی شریف) ۶۔ یعنی علامات موت نمودار ہو جائیں اور بچنے کی امید نہ رہے کہ اکثر وصیت ایسی ہی حالت میں کی جاتی ہے۔ اگرچہ اس سے پہلے بھی وصیت ہو سکتی ہے۔ اور اس پر بھی یہی احکام جاری ہیں۔ وصیت کی حقیقت ہے کسی کو بغیر عوض اپنے مال کا مالک بنانا موت پر معلق کر کے ۷۔ اس غیر سے مراد عدی علیہ ہے نہ کہ کفار کیونکہ

لَا يَعْلَمُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ ﴿۱۹﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

کو یا ایہذا ایمان والو! تم کو اپنے اعمال کا پورا پورا علم نہ ہے نہ تم کو ہدایت ملے گی۔

عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ

تم اپنی فکر رکھو! تمہارا دل نہ بھڑکے گا جو گمراہ ہوا جبکہ تم راہ پر ہو۔

إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

تم سب کی رجوع اللہ ہی کی طرف ہے پھر وہ تمہیں بتائے گا جو تم

تَعْمَلُونَ ﴿۲۰﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةٌ بَيْنَكُمْ إِذَا

کرتے تھے کہ تمہارے ایمان والو! تمہاری آپس کی گواہی جب

حَضَرَ أَحَدُكُمُ الْمَوْتُ حِينَ الْوَصِيَّةِ أَشْنِ ذَوَا

تم میں کسی کو موت آئے تو وصیت کرتے وقت تم میں سے دو

عَدْلٍ مِنْكُمْ أَوْ آخَرَيْنِ مِنْ غَيْرِكُمْ إِنْ أَنْتُمْ

معتدل شخص میں یا غیروں میں کے دو نہ جب تم تک

ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَاصْبِرْ لَكُمْ مُصِيبَةُ الْمَوْتِ

میں سفر کو جاؤ پھر نہیں موت کا حادثہ پہنچے

تَحْسِبُونَهُمَا مِنْ بَعْدِ الصَّلَاةِ فَيُقْسِمْنَ بِاللَّهِ

ان دونوں کو نماز کے بعد دو کوئی وہ اللہ کی قسم لکھائیں

إِنْ أَرَبْتُمْ لَا نَشْتَرِي بِهِ ثَمَنًا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ

اگر ہمیں کچھ شک پڑے کہ ہم تلف کے بدلے کچھ مال نہ خریدیں گے نہ اگر چہ قرب کا

وَلَا تَكُنْتُمْ شَهِادَةً لِلَّهِ إِذَا لَمِنَ الْأَثَمِينَ ﴿۲۱﴾

رشتہ دار ہو اور اللہ کی گواہی نہ بن جائیں گے اس امر میں تو ہم ضرور گنہگاروں میں ہیں

فَإِنْ عَزَّ عَلَيَّ أَنْهُمَا اسْتَحْقَقَا ثَمَنًا فَأَخْرَجْتُ يَتِيمًا

پھر اگر بہت چلے کہ وہ کسی گناہ کے سزاوار ہوئے نہ تو ان کی جگہ دو اور

کافروں کی گواہی مسلمان پر درست نہیں۔ یعنی دو مرتبہ قبیلہ کے مسلمان اس لئے سفر کا ذکر فرمایا۔ ۸۔ صبر کی نماز کے بعد کیونکہ اس وقت لوگوں کے اجتماع کا وقت ہوتا ہے۔ نیز اہل عرب اس وقت بھٹ بولنے سے پرہیز کرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس وقت یا جس جگہ کو لوگ معظم جاتے ہوں وہاں لے جا کر قسم لی جاوے۔ چنانچہ حضور پر نور نے اپنے منبر کے پاس کھڑا کر کے ان سے قسمیں لیں۔ آج بھی اگر کسی ایسے شخص کو جو بزرگوں کے مزار کا بہت اوبھ کرنا ہو، مزار شریف پر لے جا کر قسم لی جاوے یا مسجد میں یا خانہ کعبہ کے پاس لے جا کر قسم لی جاوے تو بھڑکے۔ ۹۔ ان کی امانت داری اور ویداری میں۔ (خزائن الغرغان) ۱۰۔ یعنی مال کی خاطر جو بی بی قسم لکھائیں گے ۱۱۔ جسے کہ یہاں قحیم اور عدی کا بھوت ثابت ہوا کہ پیالہ مکہ معظمہ میں پکڑا گیا۔

۱۔ یعنی میت کے وارثوں میں سے دو آدمی قسم کھائیں کہ یہ دونوں اٹھن جھوٹے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مالی معاملات اور اکثر امور میں دو کی گواہی چاہیے۔ دینا میں چار کی گواہی ضروری ہے۔ رمضان کے چاند میں ایک کی خبر کافی ہے۔ جب ابرو ہو۔ کبھی ایک گواہی اور جگہ بھی قبول ہو جاتی ہے۔ رب فرماتا ہے وَشَهِدُوا بَيْنَ يَدَيْهِمْ ۲۔ چنانچہ جب چار مکہ مطہر میں ملا تو بدیل کے وارثوں میں سے دو آدمیوں نے قسم کھائی کہ یہ چار ہمارے مورث کا ہے اور ہم سچے ہیں۔ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایک معاملہ میں دو شخص مدعی ہو سکتے ہیں اور ان دونوں پر گواہی قائم کرنا واجب ہوگی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مدعی نفی پر بھی گواہی لازم ہے کیونکہ بدیل کے

وارثین نفی کرنے والے ہی تھے۔ مگر رب نے ان پر بھی گواہی لازم فرمائی۔ بدیل کا واقعہ شان نزول میں بیان ہو چکا۔ ۴۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس قسم کے معاملات میں ایسی گواہیاں اس لئے لی جاویں تاکہ آئندہ لوگ اپنی رسوائی اور سزا کے خوف سے جھوٹ بولنا پھوڑ دیں۔ ۵۔ یعنی کافروں کو جو اہل قہر و شریک یا قیامت کے بندہ جنت کی راہ نہ ملے گی۔ مومن بغیر تعلق قہر و شریک میں صحیح جواب دے گا۔ اور جنت میں اپنے گھر بلا تکلف ایسے بچے کا جیسے ہمیشہ کا رہنے والا ہے۔ یا دنیا میں کفار کو نیک اعمال کی راہ نہیں دیتا۔ کیونکہ اعمال کا نیک ہونا درستی عقاید پر موقوف ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ دنیا میں کافروں کو ایمان کی ہدایت نہیں دیتا۔ حضور نے کافروں ہی کو مسلمان بنایا۔ اب بھی ہزار ہا کافر مسلمان ہو جاتے ہیں۔ ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ سوال ہر جگہ سائل کی بے علمی کی بنا پر نہیں ہوتا کچھ اور مقصد سے بھی ہوتا ہے۔ یہاں رب کا یہ پوچھنا کفار پر نبی سے مخالف دعویٰ کرانے کے

لئے ہے۔ یہ جواب اول قیامت میں ادب و ہمارے لئے ہو گا یا ان کفار سے بیزار ی اور شفاعت کے کفار کے لئے۔ پھر دوسرے وقت میں نبی اپنی قوم کی شکایت فرمائیں گے۔ رب فرماتا ہے۔ وَقَالَ الرَّسُولُ يَا رَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا لہذا اس آیت سے انبیاء کی بے علمی ثابت نہیں ہوتی نہ ان کا کذب لازم آتا ہے۔ نیز آیات میں کسی قسم کا تقاضا بھی نہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ انبیاء کرام اپنی قوم کی تکالیف اور ان کی تہذیب کو بھول جاویں۔ قیامت میں تو ہر شخص کو دنیا کے کام یاد آ جائیں گے۔ رب فرماتا ہے يَوْمَ يَذَّكَّرُ الْأُنْثَىٰ بِمَا ضَعَفَ عَلَيْهَا رَبُّهَا يُدْعَىٰ ۸۔ آپ پر یہ احسان کہ آپ کو کلمۃ اللہ روح اللہ بنایا۔ حضرت جبریل کو آپ کا خادم بنایا۔ والدہ پر یہ احسان کہ انہیں تمام جہان کی عورتوں سے افضل کیا۔ کلمۃ اللہ کی والدہ بنایا۔ یسوع کے الزام دفع کرنے کے لئے شیر خوار بچے کی گواہی دلائی وغیرہ وغیرہ۔ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے مقبول بندوں کی مدد ہر حق ہے۔ اور رب کی نعمت ہے۔ یہ

بے شک

بے شک

ماذامعنا	۱۹۹	العائذہ
<p>مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِينَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْأُولٰٓئِينَ</p> <p>کھڑے ہوں نہ ان میں سے کہ اس گناہ یعنی جہنمی گواہی نے انھیں سزا دی ہو</p> <p>فَيَقْسِمُ بِاللّٰهِ لَآ اَشْهَادُنَا اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا</p> <p>انھما یا جو تم سے زیادہ قریب ہوں تو اللہ کی قسم کھائیں کہ ہمارے گواہ زیادہ</p> <p>وَمَا اَعْتَدْنَا اِنَّا اِذَا اَلَيْنَ الظَّالِمِينَ ۙ ذٰلِكَ اَدْنٰی</p> <p>نہ کہ ان دو کی گواہی سے اور ہم جس سے نہ بڑھ سکتے ہیں ہمارے گواہوں میں ہوں نہ بڑھ سکتے</p> <p>اَنْ يَّاتُوْا بِاللّٰهِ شَٰهَدَةً عَلٰی وُجُوْهِہَا اَوْ يَخَافُوْا اَنْ</p> <p>ترسے اس سے کہ گواہی میں نہ آجائیں نہ کہ گواہی سے کہ کچھ نہیں رو کر دی جائیں</p> <p>تُرَدُّ اِيْمَانٌۢ بَعْدَ اِيْمَانٍہُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسْمِعُوْا</p> <p>ان کی قسموں کے بعد کہ اور اللہ سے ڈرو اور حکم سنو</p> <p>وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝۱۰ يَوْمَ يَجْمَعُ</p> <p>اور اللہ بے شکوں کو راہ نہیں دیتا جس دن اللہ جمع</p> <p>اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَا اُجِبْتُمْ قَالُوْا لَا اَعْلَمُ لَنَّا</p> <p>فرمائے گا رسولوں کو پھر فرمائے گا کہ تم نے جواب کیا کہ میں نے نہیں سنا کہ تم نے</p> <p>اِنَّكَ اَنْتَ عَلٰمُ الْغُیُوْبِ ۝۱۱ اِذْ قَالَ اللّٰهُ لِيَّعِیْسٰی اِنِّ</p> <p>بے شک تویی ہے نبیوں کو خوب جاننے والا جب اللہ فرمائے گا کہ اے مریم کے بیٹے</p> <p>مَرْیَمُ اِذْ كُنْ نَعِيْمًا عَلَیْكَ وَعَلٰی وَاٰلَتِكَ اِذَا اٰتٰیكَ</p> <p>جیسا یاد کر لیا احسان اپنے اور اپنی ماں پر نہ جب میں نے روح</p> <p>بِرُوْحِ الْقُدُسِ نَكَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَاَوْ</p> <p>پاک سے میری مدد کی کہ تو لوگوں سے باتیں کرتا یا نلے میں اور بچے عمر بھر اور</p> <p>اِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰتِ وَالْاِنْجِیْلَ</p> <p>جب میں نے تجھے سکھائی کتاب اور حکمت اور تورات اور انجیل</p>		

منزل

بھی معلوم ہوا کہ انبیاء کرام' ملا کہ سے افضل ہیں۔ کہ حضرت جبریل علیہ السلام کے علوم خاص اور منہج ہیں۔ ۱۰۔ یہ عطف' تفسیری ہے جتنی کتاب و حکمت سے مراد تورات انجیل ہے یا کتاب و حکمت سے تورات و انجیل کے اسرار ہیں اور تورات و انجیل سے مراد ان کتب کے الفاظ ہیں یا کتاب سے مراد قرآن مجید ہے اور حکمت سے مراد حدیث شریف حضرت سجاد نے پہلی بار زمین پر رو کر تورات و انجیل پر عمل کرایا۔ قریب قیامت زمین پر آکر لوگوں سے قرآن و حدیث پر عمل کرائیں گے۔ نہ کسی سے قرآن و حدیث یکساں کے نہ کسی کی تقلید کریں گے چونکہ قرآن تورات و انجیل سے افضل ہے اس لئے اس کا ذکر پہلے ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام کو رب بلا واسطہ سکھاتا ہے۔

۱۔ یہ آیت مثلاً کے دم حدود کی دلیل ہے۔ جیسے فیض دسپہ وقت دم کیا جاتا ہے۔ حضرت جبریل نے بی بی مریم کے گریبان میں چھوٹ سی مادی خمی۔ حضرت اسماعیل چھوٹ مار کر میوہ کے ذریعے لوگوں کو زندہ کریں گے۔ معلوم ہوا کہ چھوٹ میں اثر ہے۔ رب نے حضرت آدم میں روح پھونگی تھی۔ اب بھی صوفیہ کرام دم کرتے ہیں ۲۔ معلوم ہوا کہ نبی حکم پروردگار و افغان اہلواء مشکل کشا ہوتے ہیں کیونکہ انہما حایا و زحی ہو جاتا ہے جو حضرت کج کے دم سے دفع ہوتی تھی۔ منہ پاک کی ملی خاک شفا ہے۔ اب مزموم جو حضرت اسماعیل کی ایڑی سے پیدا ہوا شفا ہے حضرت ایوب کے پاؤں کا خسلہ شفا تھا۔ رب فرماتا ہے۔ اَنْفُکُمْ بِرَبِّکُمْ هَذَا فَتَشْفَوْا

وَاذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ يَازِّنِي فَتَنْفُخُ

اور جب تو مٹی سے ہرند کی سی صورت میرے حکم سے بناتا پھر اس میں چھوٹیں

فِيهَا فَتَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِي وَتُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ

مادتا کو وہ میرے حکم سے اڑنے لگتی ہے اور تو مارد اور اندھے اور سفید داغ والے کو بھرے

بِإِذْنِي وَادْ تَخْرِجُ الْمَوْتَى بِإِذْنِي وَادْ كَفَفْتُ بَنِي

حکم سے نفاق چاتا اور جب تو مردوں کو بھرے حکم سے زندہ نکالتا تب جب میں نے

اسْرَآءِيلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَقَالَ الَّذِينَ

مٹی اسرائیل کو مجھ سے روکا تب تو ان کے پاس روشن نشانیاں لے کر آیا تو

كَفَرُوا مِنْهُمْ اِنْ هَذَا اِلَّا اَسْحَابُ مُبِينٌ ۝۱۰ وَادْ اَوْحَيْتُ

ان میں سے کافر بولے کہ یہ تو انہیں بھڑکھا جاوے اور جب میں نے

اِلَى الْخَوَارِجِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكَ وَبِسُوْرَتِيْ قَالُوْا اٰمَنَّا

خواروں کے دل میں ڈالا کہ کہ ہزار ہا دیر سے رسول پر ایمان لاؤ بولے ہم ایمان لائے

وَاَنْشَرْنَا بِاٰنَاءِ مُسْلِمُوْنَ ۝۱۱ اِذْ قَالَ الْخَوَارِجُ لِبِعِیْسَى

اور گواہ رہ کہ ہم مسلمان ہیں تب جب خواروں نے کہاں اسے بیسی

اِبْنُ مَرْجِهٍ هَلْ یَسْتَطِیْعُ رَبُّکَ اَنْ یُنْزِلَ عَلَیْنَا مَائِدَةً

ابن مریم کیا آپ کا رب ایسا کرے گا کہ ہم پر آسمان سے

مِّنَ السَّمَآءِ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝۱۲

ایک جوان امان سے کہ کہا اللہ سے ڈرو اگر ایمان رکھتے ہو

قَالُوْا زَبِیْدًا اِنْ نَّآکُلْ مِنْهَا وَتَطْمَیْنُ قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ

بولے ہم چاہتے ہیں کہ اس میں سے کھائیں اور ہمارے دل ٹھہریں لے اور ہم

اَنْ قَدْ صَدَّقْنَا وَکُنْ عَلَیْهَا مِنَ الشَّٰهِدِیْنَ ۝۱۳

آجھوں سے دیکھ لیں کہ آپ نے ہم سے حق فرمایا اور ہم اس پر گواہ ہو جائیں گے

۳۔ یعنی قبر میں دفن شدہ مردوں کو زندگی بخشنے تھے۔ چنانچہ آپ نے صد ہا سال پہلے فوت ہوئے حضرت سام بن نوح کی قبر پر جا کر انہیں زندہ فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ مجبوں کی کرامت اور معجزے سے ان کو دوبارہ عمر دیتا ہے جو پہلے اپنی عمر پوری کر کے فوت ہو چکے تھے۔ لہذا اگر حضور غوث پاک نے بارہ برس کی ڈھلی کشی کو صحیح سلامت نکالا ہو تو کیا بعید ہے۔ اس برکت کے دوا کا کام کبیر الدین ہے۔ لقب دریائی دوا۔ اب انہیں شاہد ولہ کہا جاتا ہے۔ ان کی قبر شریف گجرات پاکستان میں ہے۔ ۴۔ اس طرح کہ یسوع آپ کے قتل کے درپے ہو گئے اور سولی دینے کے ارادہ سے آپ کو قید کر دیا۔ رب نے آپ کو زندہ آسمان پر اٹھالیا۔ اور وہ دشمن غائب و غاسر رہ گئے۔ ۵۔ آپ کے زمانہ میں طب کا ست نور تھا۔ آپ کو اسی حکم کا مجوزہ دیا گیا جو اس زمانہ میں رائج تھا جیسے حضرت موسیٰ کے زمانہ میں جادو کا ست زور تھا تو اسی حکم کا آپ کا مجوزہ دیا گیا۔ اگر قدوسی نبی ہوتا تو آج کل مائیس کا زور ہے اسے ایسی اکیلا عطا ہوتی جو ان تمام اکیلوں سے اعلیٰ ہوتی ۶۔ جب وحی کی نسبت غیر نبی کی طرف ہو تو اس سے مراد دل میں ڈالا ہوتا ہے۔ رب فرماتا ہے وَنُوحِیْنَا اِلَیْکَ مَیْمُوْنِیْ اور فرماتا ہے وَذِیْنِیْ اَفْکِیْ وہی معنی یہاں مراد ہیں۔ ۷۔ اس سے وہ مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ اپنا ایمان و اسلام چھپانا نہیں چاہیے ظاہر کرنا چاہیے۔ دوسرے یہ کہ اپنے ایمان پر نبی کو بھی گواہ ماننا بہت اعلیٰ ہے اور افضل ہے کہ یہ وہب کے گواہ ہیں ۸۔ جواری حور سے بنا۔ معنی خالص سفیدی۔ یعنی علیہ السلام کے خالص صحابہ کو جواری کہا جاتا ہے۔ کہ یہ خالص نور خالص مومن تھے۔ ان میں بعض دھوبی بعض پھیرے بعض رنگباز تھے۔ یہ بارہ حضرات تھے ۹۔ ابھی یہ لوگ آداب سے غفلت تھے۔ حضرت روح اللہ کو محض نام سے پکارا اور حق تعالیٰ کے لئے ایسے الفاظ استعمال کئے۔ ناواقفوں پر ان باتوں کی پکڑ نہیں ہوتی۔ جب معجزات کا مطالبہ کرنا مومنوں کا کام نہیں۔ جو معجزہ مطالبہ کر کے دیکھا جاوے اس کے نہ ماننے پر عذاب آ جاتا ہے ۱۰۔ یعنی علم البقین سے زنی کر کے بین البقین حاصل کریں۔ جیسے ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا تھا۔ رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تَخْرِیْجُ الْمَوْتِیْ اور پھر فرمایا اِنَّا لَنَکُنُّنَ یَطْفِئُوْنَ نَارَکَ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان کے درپے تلف ہیں۔ اور کوئی شخص نبی کی طرح مومن نہیں ہو سکتا ۱۱۔ یعنی ہم آپ کی نبوت کے بھی گواہ بن جائیں اور بعد والے ہماری اس بھی گواہی سے فائدہ حاصل کریں۔ یعنی علیہ السلام نے انہیں تین روزے رکھنے کا حکم دیا۔ ان سے فراموش حاصل ہوئے پے ان سے بھی دعا کر لی اور خود بھی وہ دعا کی جو یہاں مذکور ہے۔ خیال رہے کہ اس آیت کے تحت میں دستر خوان سے کھانے غذا دیا وادھ کھانا مقصود تھا بلکہ جو کھانا مقصود تھا جس سے ان کے دلوں میں نور و سرور پیدا ہو۔ اطمینان سے مراد دل کا دائمی چین و سکون ہے اور صدقہ کا مطلب یہ

مطالبہ کر کے دیکھا جاوے اس کے نہ ماننے پر عذاب آ جاتا ہے ۱۰۔ یعنی علم البقین سے زنی کر کے بین البقین حاصل کریں۔ جیسے ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا تھا۔ رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تَخْرِیْجُ الْمَوْتِیْ اور پھر فرمایا اِنَّا لَنَکُنُّنَ یَطْفِئُوْنَ نَارَکَ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان کے درپے تلف ہیں۔ اور کوئی شخص نبی کی طرح مومن نہیں ہو سکتا ۱۱۔ یعنی ہم آپ کی نبوت کے بھی گواہ بن جائیں اور بعد والے ہماری اس بھی گواہی سے فائدہ حاصل کریں۔ یعنی علیہ السلام نے انہیں تین روزے رکھنے کا حکم دیا۔ ان سے فراموش حاصل ہوئے پے ان سے بھی دعا کر لی اور خود بھی وہ دعا کی جو یہاں مذکور ہے۔ خیال رہے کہ اس آیت کے تحت میں دستر خوان سے کھانے غذا دیا وادھ کھانا مقصود تھا بلکہ جو کھانا مقصود تھا جس سے ان کے دلوں میں نور و سرور پیدا ہو۔ اطمینان سے مراد دل کا دائمی چین و سکون ہے اور صدقہ کا مطلب یہ

(بقیہ صفحہ ۲۰۱) ہے کہ آپ نے جو ہم کو مقبول اللہ علیہ زندہ بنایا ہے ہمیں اس کا یقین اور آپ کی تصدیق ہو جائے۔

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور پر نور کی ولادت کے دن کو عید میلاد منانا سنت بخیر سے ثابت ہے کیونکہ حضور پر نور کی ولادت مائدہ سے ہوئی نعمت ہے۔ نیز اس سے نعمتوں کی تاریخیں ملتا انیس بڑا حبرک دن کتنا جائز بلکہ سنت نبی ہے۔ تقرر اور نصین بھی سنت ہے۔ جیسا نبیوں کا پیدائش اسی کی یادگار ہے۔ ۲۔ رازق کے تین معنی ہیں نمبر رزق دینے والا نمبر ۲ رزق پیدا کرنے والا نمبر ۳ اور روزی پہنچانے والا۔ یہاں تیسرے معنی مراد ہیں۔ جو دوسروں کے لئے ظاہری طور پر رزق مہیا کرتے ہیں

اور سبب رزق ہیں جیسے امیر فقیر کے لئے اور حاکم رعایا کے لئے کہ وہ رزق کے ظاہری اسباب ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ حقیقی رازق سبب الاسباب ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اپنی حاجت پر آری کے لئے بزرگوں سے دعا کرنا بہتر ہے۔ کیونکہ ان لوگوں نے مائدہ اتارنے کی خود دعائے کی بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کرائی۔ دعا کے لئے الفاظ کی تاثیر کے ساتھ زبان کی بھی تاثیر چاہیے۔ کارقوس کے اثر کے لئے راقص کی طاقت بھی درکار ہے۔ ۳۔ یہ خطاب تمام سے تھا کہ صرف حواریوں سے یعنی جو یہ معجزہ دیکھ کر اس کا انکاری ہو گا وہ سخت سزا پائے گا۔ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر معجزہ مانگا جاوے پھر ایمان نہ لایا جاوے تو عذاب آجاتا ہے۔ ابوہل نے بارہا معجزے طلب کئے اور دکھائے گئے پھر بھی ایمان نہ لایا۔ اور عذاب بھی نہ آیا۔ اس لئے کہ رب فرما چکا ہے ﴿وَمَا كَانَ لَآلِهَةٍ لِّيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ الْغَافِلُ﴾ اس سے معلوم ہوا کہ حاکم اگرچہ ظالم ہو مگر تحقیق کے لئے اس قسم کے سوالات نہ رکھتا ہے۔ مقدمات کا فیصلہ تفتیش کے بعد ہونا عدل و انصاف ہے۔ ۵۔ یعنی کفر کی رغبت دینا میرا حق ہی نہیں کیونکہ میں تبلیغ ایمان کے لئے بھیجا گیا تھا۔ جیسے آدم کے درخت سے شجرہ نشیں پیدا ہو سکا ایسے ہی نبی کی زبان سے ناحق بات نہیں نکل سکتی۔ ۶۔ معلوم ہوا کہ نفس کے معنی دل بھی ہیں اور ذات بھی۔ چونکہ صفات الہی غیر ذات نہیں اس لئے یہاں نفس فرما کر علم مراد لیا گیا اور مطلب اس کا یہ ہے کہ میں تیرے علم کو بغیر تجربے بتائے نہیں جان سکتا رب فرماتا ہے۔ ﴿فَلَا يُلْهِمُهُمْ عَلَىٰ شَيْءٍ﴾ انہیں ارفضیٰ میں رسول، لہذا اس آیت سے نبی کے علم کی نفی نہیں ہو سکتی۔ وہ اعلم المخلوق ہوتے ہیں۔ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ بغیر کافول و فصل رب کے حکم سے ہوتا ہے۔ ان کی تبلیغ رب کے حکم سے اور ہماری تبلیغ نبی کے حکم سے ہے۔ اس لئے وہ حضرات رسول ہوتے ہیں دوسرے لوگ رسول نہیں اگرچہ تبلیغ کریں اور سارے وہ ہی کام کریں جو نبی کرتے ہیں۔

الْمَدِينَةُ	۲۰۱	اذا سمعوا
<p>قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا أَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً</p> <p>عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ نے عرض کی اے اللہ رب ہمارے ہم پر آسمان سے ایک خوان</p> <p>مِنَ السَّمَاءِ تَكُونُ لَنَا عِيدًا لِأَوَّلِنَا وَآخِرِنَا وَآيَةً</p> <p>اتار کہ وہ ہمارے لئے عید ہو ہمارے اہل و عیال کی لئے اور تیری طرف سے</p> <p>قَبْلِكَ وَآرِزُقْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّزُقِينَ ۵ قَالَ اللَّهُ</p> <p>بخانی اور میں رزق دے اور تو سب سے بہتر روزی دینے والا ہے ۵ اللہ نے فرمایا</p> <p>إِنِّي مُنْزِلُهَا عَلَيْكُمْ فَمَنْ يَكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَإِنِّي</p> <p>اگر میں اسے تم پر اتارتا ہوں پھر اب جو تم میں کفر کرے گا اے تو ایک میں</p> <p>أَعَذِّبُهُ عَذَابًا لَا أَعَذِّبُهُ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِينَ ۶</p> <p>اے وہ عذاب دوں گا کہ سارے جہان میں کسی پر نہ کر دوں گا کچھ</p> <p>وَأَذَّكَ قَالَ اللَّهُ لِيُعِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ أَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ</p> <p>اور جب اللہ فرمائے گا اے عیسیٰ بن مریم کہ بیٹے جیسا کیا تو نے لوگوں سے کہہ دیا تھا</p> <p>اتَّخِذُونِي وَأَقْرَبِي الْهَيْئَ مِنْ دُونِ اللَّهِ قَالَ سُبْحَانَكَ</p> <p>کہ مجھے اور میری ماں کو دو غلہ بناؤ اللہ کے سامنے کہہ گا میں نے تجھے</p> <p>مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقِّ إِنْ كُنْتُ</p> <p>مجھے روا نہیں کہ وہ بات کہوں جو مجھے نہیں پہنچتی نہ اگر میں نے لیا کیا ہو</p> <p>قُلْتُمْ فَقَدْ عَلِمْتُمْ تَعْلَمُونَ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ</p> <p>تو ضرور تجھے معلوم ہو گا تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے اور میں نہیں جانتا</p> <p>مَا فِي نَفْسِكَ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ۷ مَا</p> <p>جو میرے جی میں ہے تو ہے شک تو ہی ہے سب نبیوں کا جاننے والا میں</p> <p>قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَا أَمَرْتُ نُبِيَّ بِهِ أَنْ أَعْبُدُوا اللَّهَ</p> <p>نے تو ان سے کہا سب کو وہی جو تو نے مجھے حکم دیا تھا کہ اللہ کو جو جو میرا بھی</p>		
<p>منزل ۲</p>		

۱۔ اس میں جیسا کہ عقیدے کا رد ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ کو رب کہتے تھے۔ فرمایا کہ میرا اور تم سب کا رب اللہ ہے ہم دونوں محبوب ہیں ۲۔ اس کے معنی یہ نہیں کہ میری زندگی میں تو ان سے بے خبر تھا میں خبردار تھا۔ اور میری وفات کے بعد میں بے خبر تو خدا ہو گیا۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ اپنی زندگی میں میں ان کا وہ وار تھا کہ انہیں تبلیغ کروں بعد وفات میری ذمہ داری تبلیغ کی ختم ہو گئی اور ان کا معاملہ میرے سپرد ہو گیا۔ ۳۔ شہید شہادت سے ہے جس کے معنی گواہی حاضری ہیں۔ شہید، معنی گواہ اور حاضر۔ اللہ تعالیٰ مکانی حضور سے پاک ہے۔ تمام چیزیں اس کے حضور حاضر ہیں اور اس کا علم و قدرت ہر جگہ حاضر ہے۔ ۴۔ کوئی

تجھے عذاب دینے سے روک میں سکنا۔ اور تو ان کے عذاب میں ظالم نہیں۔ کیونکہ تو مالک ہے۔ وہ میرے بندے ہیں اور مالک کو حق ہے کہ اپنے غلام کو جرم پر سزا دے۔ لہذا اس کے جزا ہے کہ تجھ پر اعتراض کرے۔ ۵۔ معلوم ہوا کہ کافر کی شفاعت جائز نہیں۔ اس لئے عیسیٰ علیہ السلام نے مزاح "شفاعت نہ فرمائی اور رب نے بھی سچائی کو نجات کا مدار بنایا۔ ۶۔ یعنی جو دنیا میں سچے عقیدے سچ اعمال پر رہے وہ آج نفع میں ہیں اور جو جھوٹے عقیدے جھوٹے اعمال پر رہے وہ آج نقصان میں ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ بے دین کی بخشش نہیں اگرچہ بزرگوں کی اولاد ہو۔ اور کوئی شخص اعمال سے بے نیاز نہیں۔ جو پوچھے وہی کاٹو گے۔ ۷۔ ہم سے معلوم ہوا کہ جنت کے باغات جنت والوں کی ملک ہوں گے اور ہر جنتی کو چند قسم کے باغ عطا ہوں گے۔ اور ہر جنتی کے باغوں میں ایک نہری نہ ہوگی بلکہ دودھ، شہد، پانی وغیرہ کی متعدد نہریں ہوں گی ۸۔ اس طرح کہ اللہ ان کے تھوڑے اعمال پر خوش یہ لوگ اللہ کے تھوڑے رزق پر راضی ہیں۔ رب ان کے گناہ بخشے گا۔ یہ لوگ اس کی بھیجی مصیبت پر رب سے ناراض نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر سچے معنی کو رضی اللہ عنہ کہہ سکتے ہیں۔ یہ الفاظ صحابہ سے خاص نہیں ۹۔ رب کو راضی کر لیتا ہی بڑی کامیابی ہے۔ بادشاہ بن جانا کمال نہیں نیک بندہ بن جانا کمال ہے۔ ۱۰۔ ظاہر پر ملکیت کا نام ملک ہے اور باطن پر قبضہ کا نام ملکوت۔ ملک تو بے عطاء الہی بندوں کو بھی دیا جاتا ہے مگر ملکوت رب کا ہی ہے۔ بادشاہ چاہی کہ جیل بھیج سکا ہے۔ مگر مرنے کو زندہ خود کو بد صورت میں کر سکا۔ یعنی جسم پر بادشاہ کا راج ہو سکتا ہے روح پر نہیں اولیاء اللہ انبیاء کرام کے نائب و دست قدرت ہوتے ہیں۔ ان کا ہاتھ پر ملکوتی تصرف ظاہر ہوتے ہیں۔ ۱۱۔ خیال رہے کہ ناممکن اور واجب اس اصطلاح میں شئی نہیں کہلاتے وہ رب کی قدرت سے خارج ہیں۔ اس آیت سے رب کا جھوٹ پونے پر قادر ماننا حماقت ہے کہ یہ ناممکن بالذات

سَمِیٌّ وَرَبُّکُمْ وَکُنْتَ عَلَیْہِمُ شَہِیدٌ اَمَّا دُمْتُ عَلَیْہِمُ

رب اور تمہارا بھی رب ہے اور میں ان پر مطلع تھا جب تک ان میں ۲

فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنی کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبُ عَلَیْہِمُ وَاَنْتَ عَلٰی

پھر جب تو نے مجھے اٹھایا تو تو ہی ان پر نگاہ رکھتا تھا اور ہر پہن

کُلِّ شَیْءٍ شَہِیدٌ اِنْ تَعَذَّبْہُمْ فَاتَّہُمُ عِبَادُکَ

تیرے سامنے حاضر ہے نہ اگر تو انہیں عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں کہ

وَاِنْ تَغْفِرْ لَہُمْ فَاَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ قَالَ

اور اگر تو انہیں بخش دے تو بے شک تو ہی غالب حکمت والا ہے اللہ نے

اللہ ہٰذَا یَوْمَ یُنْفَعُ الصّٰدِقِیْنَ صِدْقُہُمْ لَہُمْ

فرمایا کہ یہ ہے وہ دن جس میں بھول کو ان کا سچ سچا آئے گا ان کے

جَنَّتْ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِہَا الْاَنْہٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْہَا

لئے بارگاہی جن کے نیچے نہریں مدد ملتی رہیں ہمیشہ ان میں

اَبَدًا رَفِیْ اللہ عَنْہُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ ذٰلِکَ الْقَوْرُ

رہیں گے اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی نہ رہے بڑی

الْعَظِیْمُ ۝ اللہ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا

کامیابی اللہ کے لئے ہے آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب کی

فِیْہِنَّ وَہُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝

سلطنت ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ

سب قربیاں اللہ کو جس نے آسمان اور زمین بنائے اور انہیں

مذلل

۱۱۔ اگرچہ آسمان بھی سات ہیں اور زمین بھی سات، لیکن آسمان ایک دوسرے سے قاطع ہیں اور زمین کے طبقے آپس میں چنے ہوئے ہیں جیسے چاند کے چکے۔ نیز ہر آسمان کی حقیقت مختلف ہے۔ مگر ہر زمین کی حقیقت مٹی ہے۔ اس لئے قرآن کریم میں ہر جگہ آسمان کو جمع اور زمین کو واحد فرمایا جاتا ہے۔ لہذا قرآنی آیات میں تعارض نہیں۔

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ تاریکیاں زیادہ ہیں اور روشنی صرف ایک جسمانی تاریکیوں کا بھی یہ ہی حال ہے اور روحانی تاریکیاں کفر و فسق کا بھی یہی ہی طریقہ ہے۔ ۲۔ معلوم ہوا کہ شرک میں یہ ضروری ہے کہ بندے کو رب کے ساتھ کسی چیز میں برابر کیا جائے۔ جیسے کہ مشرکین عرب فرشتوں کو خدا کی لڑکیاں یا عیسائی عیسائی علیہ السلام کو رب کا بیٹا بن کر انہیں رب کے برابر کرتے تھے۔ کیونکہ اولاد باپ کے ہم جنس ہوتی ہے۔ نیز مشرکین اپنے مجبوروں کو رب کا بندہ مان کر بھی بعض صفات میں انہیں رب کے برابر مانتے تھے کہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہتے تھے۔ اس برابری کے حقیقے کے بغیر شرک کا تصور نہیں ہو سکتا۔ مومن اپنے نبی ولی کے لئے برابری کا وہم بھی نہیں کرتا۔ انہیں رب کا فضل بندہ مانا ہے۔

لہذا اس آیت کو مسلمانوں پر چپا کر ممانعت ہے۔ ۳۔ اس طرح کہ جہاں سے چہ احمد حضرت آدم کو مٹی سے بنایا اور جہیں ان کی نسل سے یا اس طرح کہ جہیں نطفہ سے، لطفہ خون سے، خون غذا سے اور غذا مٹی سے بنائی۔ اس جگہ جسم کی پیدائش کا ذکر ہے۔ خیال رہے کہ مٹی پانی سے بنی اس لئے دوسری جگہ ارشاد ہوا۔ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ نَجْلًا غَدَقًا ۳۲ جس پیمانہ کے پورا ہونے پر تم کو موت آئے گی۔ خیال رہے کہ حضرت عیسیٰ نے جو مردے زندہ فرمائے اور ان میں سے بعض زندہ بھی رہے انہیں حضرت کی دعا سے دوبارہ عمر عطا ہوئی۔ یہاں قالون کا ذکر ہے اور وہ رب کی قدرت ہے لہذا آیات میں تعارض نہیں ہا۔ مرنے کے بعد قبروں سے اٹھنے کا۔ کہ ہر جگہ اس کی ممانعت ہو رہی ہے۔ خیال رہے کہ جنہوں نے اس کے سوا کسی مخلوق میں مشرک کافر یا فرمان نہیں۔ سب رب کے منج ہیں۔ ۷۔ لہذا ان سب کا تم سے حساب لے گا۔ ۸۔ قرآن کریم کو یا حضور کو یا حضور کے مبعوث کو یا رب تعالیٰ کے احکام خصوصاً کو ۹۔ یا دنیائی میں یہ عذاب آجائیں گے جیسے بد و غیرہ کی شکست فاش یا مرنے وقت یا قبر میں یا حشر میں۔ یہ سب چیزیں ہمت ہی نزدیک ہیں ۱۰۔ یہاں یا تو دیکھنے سے جانتا مراد ہے یا ان قوموں کی اجڑی ہستیاں، ویران مکانات کا دیکھنا مراد ہے کیونکہ یہ واقعات ان لوگوں سے پہلے ہو چکے تھے مگر یہ لوگ اپنے سفروں میں ان کی بستیوں سے گزرتے تھے ۱۱۔ یعنی بدی قوت، مٹی طاقت، ظاہری ساز و سامان انہیں تم سے زیادہ عطا فرمائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی طاقت رب کے عذاب کو دفع نہیں کر سکتی۔ ۱۲۔ اور یہ تاریخی واقعات اہل مکہ کو معلوم ہیں اس سے معلوم ہوا کہ علم تاریخ مبارک ہے۔ اور تاریخی واقعات اگر قصوں کے خلاف نہ ہوں تو مستحکم ہیں۔

الانعام	۶۰۳	اولیٰ الصغواء
<p>الظلمات والنور ثم الذين كفروا بآياتِنا ثم يعدون ۱</p> <p>اور روشنی پیدا کی تھی اس پر کافر لوگ اپنے رب کے برابر ٹھہراتے ہیں کہ</p> <p>هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ طِينٍ ثُمَّ قَضَىٰ أَجَلًا ۚ</p> <p>وہی ہے جس نے ہمیں مٹی سے پیدا کیا ہے پھر ایک عرصہ کا حکم رکھا کہ</p> <p>وَاجِلٌ قَسَمِي عِنْدَآ تُمْ أَنْتُمْ تَهْتَدُونَ ۚ ۲</p> <p>اور ایک مقررہ وعدہ اس کے یہاں ہے کہ پھر تم لوگ ٹھک کر رہے ہو اور</p> <p>هُوَ اللَّهُ فِي السَّمُوتِ وَفِي الْأَرْضِ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ</p> <p>وہی اللہ ہے آسمانوں اور زمین کا لے لے تمہارا بچھا اور ظاہر</p> <p>وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُونَ ۚ ۳</p> <p>سب معلوم ہے اور تمہارے کام کا جانتا ہے نہ اور ان کے پاس کوئی</p> <p>آيَةٍ مِنْ آيَاتِ رَبِّكُمْ إِلَّا كَا تُوَاعَاهُمْ مَعْرُضِينَ ۚ ۴</p> <p>بھی نشان اپنے رب کی نشانوں سے نہیں آتی مگر اس سے نہ بچھیر لیتے ہیں</p> <p>فَقَدْ كَذَّبُوا بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُمْ فَسَوْفَ يَأْتِيهِمْ</p> <p>تو بے شک انہوں نے حق کو جھٹلایا جب ان کے پاس آیا تو اب خبر ہوا یا جاتی ہے</p> <p>أَنْبَاؤُ مَا كَانُوا يَسْتَهْزِءُونَ ۚ ۵</p> <p>اس خبر کی جس بد نہیں ہے تھے کہ کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ ہم نے ان سے</p> <p>مِنْ قَبْلِهِمْ مِنْ قَرْنٍ مَكَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ مَا لَمْ</p> <p>پہلے کئی ستمیں کیا دیں انہیں ہم نے زمین میں وہ ہمارا دیا جرم کو</p> <p>نَمَكُنْ لَكُمْ وَأَرْسَلْنَا السَّمَاءَ عَلَيْهِمْ قَدَارًا وَجَعَلْنَا</p> <p>نہ رہا نہ اور ان پر سوسلا دھار پانی بھیجا اور ان کے نیچے</p> <p>الْأَنْهَارَ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمْ فَاهْلِكْنَاهُمْ يَوْمَ يُرْمَىٰ</p> <p>جہرمان بہائیں تھیں تو انہیں ہم نے ان کے گناہوں کے سبب ہلاک کیا</p>		
منزل ۶		

۱۔ اس طرح کہ انہیں ہلاک کر دیا۔ دوسری قوموں کو ان بستیوں میں بسا دیا۔ جیسے فرعون اور فرعونؑی لوگ بعض جگہ ایسا بھی ہوا کہ وہ بستیاں پھر بھی آباد ہوئی ہی تھیں۔ جیسے قوم عاد و ثمود کی بستیاں۔ اس آیت میں قانون کلی کا ذکر نہیں، مثلاً نزول، غرہا، حادث، عبد اللہ ابن ابی، توفیل ابن خیلید وغیرہ نے کہا تھا کہ ہم حضورؐ پر اس وقت تک ایمان نہ لائیں گے جب تک حضور ہمارے پاس اللہ کی کتاب تحریری شکل میں نہ لائیں اور فرشتے ہمارے سامنے آکر آپ کی رسالت کی گواہی نہ دیں کہ یہ کتاب اللہ کی ہے اور حضور رب کے رسول ہیں تب یہ آیت اتاری جس میں فرمایا کہ اے محبوب یہ کو انکار رہے ہیں۔ اگر یہ جس جس میں آپ انہیں دیکھا

دیں۔ یہ بھی یہ لوگ ایمان نہ لائیں گے، جاو ہی تائیں گے۔ انہوں نے چاند پھٹے دیکھا۔ سنگروں، پتھروں کو کھڑے پڑا، سن لیا۔ اسی جاو ہی کہا۔ کیونکہ خورے بدر اہمانہ بسیار ۳۳۔ جسے ہم دیکھتے ہیں، حضور پر ایک کیا بہت سے فرشتے ہاں ہوتے تھے اور بہا اوقات انسانی شکل میں حاضر ہوتے تھے جنہیں عجاہ بھی دیکھتے تھے۔ ان کفار کا مطالعہ یہ تھا کہ فرشتہ اپنی اصلی صورت میں آئے اور ہم اسے اپنی صورت میں دیکھیں۔ ۳۴۔ یعنی ہلاک کر دیئے جاتے یا اس لئے کہ یہ فرشتے کو نہ دیکھ کتے تھے۔ دیکھتے تو مر جاتے۔ یا اس لئے کہ اگر مجبور مانگ کر ایمان نہ لایا جاوے تو عذاب آجاتا ہے۔ پہلی وجہ زیادہ قوی ہے۔ کیونکہ جو پہلے نے منہ مانتے ہجڑے دیکھے۔ ہلاک نہ ہوا۔ ۳۵۔ تاکہ لوگ اس کا کلام سن سکیں۔ اور اس سے فیض لے سکیں، جو شی کی پشت کا اصل منشاء ہے۔ ۳۶۔ اسے معلوم ہوا کہ عورت غی نہیں ہو سکتی۔ رب فرماتا ہے وَمَا صَلَاتُنَا مِن تَبْلَا لَآلِہِ الْاَوَّلٰی ۲۔ یعنی فرشتے بھی مثل انسانی میں آتے تو پھر اس میں وہ شی ہو تے۔ اس میں حضور کو تسکین ہے کہ آپ ان کے مذاق سے ملے نہ ہوں۔ یہ تو کفار کا دائمی طریقہ ہے۔ ۳۸۔ یہی زمین سے مراد وہ زمین ہے جہاں بجلی قیوموں پر عذاب آیا۔ اور اب تک وہاں اجڑی بستیوں کے آثار موجود ہیں اور یہ امر ترغیب کے لئے ہے نہ کہ وجوب کے لئے۔ ۳۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ خوف الخی پیدا کرنے کے لئے عذاب دلی جگہ جاکر (سزاکر کے) دیکھنا بہتر رہے۔ لہذا رب کی رحمت دیکھنے کے لئے بزرگوں کے آگے جہنم رب کی رحمتیں برحق ہیں، جاکر سزاکر کے دیکھنا بھی بہتر ہے کہ رب کی اطاعت کا شوق پیدا ہو۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایمانی قوت حاصل کرنے کے لئے سزاکرنا باعث رحمت ہے۔ ۴۰۔ اولاً تو وہ خود ہی کہیں گے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کا ہے کیونکہ وہ اس کے معقد ہیں۔ اور اگر وہ یہ نہ کہیں تو ہم خود یہ جواب اس سے معلوم ہوا کہ جو بات خود بتائی ہو اسے پہلے مخاطب سے پوچھ کر بتانا زیادہ شاندار ہوتا ہے۔ اور وہ بات خوب یاد رہتی ہے۔ ۴۱۔ دنیا میں رحمت عامہ، رزق دینا، عذاب میں جلدی نہ فرمانا، انجام کا بھیجنا اور آخرت میں

رحمتِ خاصہ صرف مسلمانوں کے لئے۔ اے اس سے وہ کفار مراد ہیں جن کا کفر پر مرنا علمِ باطنی میں آچکا۔ جیسے ابولسب وغیرہ۔ ورنہ لاکھوں کافر حضور پر ایمان لائے اور لائے ہیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ عبیدی کافر کو ایمان نہیں ملتی۔ جو غلط فہمی سے کافر ہوا اس کی ہدایت آسان ہے۔

وَأَنشَأْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قَرْنًا آخَرِينَ ۝ وَلَوْ نَزَّلْنَاهُ عَلَيْكَ

اور ان کے بعد اور سنت اٹھائی کہ اور اگر ہم تم پر کاغذ میں لکھ

كِتَابُ فِي قُرْطَاسٍ فَلَمْ سُوءُ بِأَيْدِيهِمْ لَقَالَ الَّذِينَ

کھا ہوا امارتے کہ وہ اسے اپنے انھوں سے چھوٹے جب بھی کانٹ

كَفَرُوا إِنَّ هَذَا إِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ ۝ وَقَالُوا لَوْلَا أُنْزِلَ

کہتے کہ وہ نہیں مگر کھلا جا رہا ہے اور بولے ان پر کوئی اثر نہیں

عَلَيْهِ مَلِكٌ وَلَوْ أَنزَلْنَاهَا كَالْقِصَصِ الْأَمْثَلِ لَا يَنْظُرُونَ ٥

ہیں نہ اتار گیا ہے اور اگر ہم فرشتہ امانی تھے تو کام نہا ہو گیا ہوتا ہے پھر انہیں بہت بڑی جاتی

وَلَوْ جَعَلْنَاهُ مَلَكًا لَجَعَلْنَاهُ رَجُلًا وَلَلَبَسْنَا عَلَيْهِ مَآثِمًا

اور اگر ہم فی کفر شہادت کرتے ہیں تو یہی بناتے ہیں اور ان پر وہی شہادت لکھتے ہیں

لَيْسُونَ ۝ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فَخَاقَ

میں اب بڑھے ہیں تہ اور ضرور اسے محبوب تم سے پہلے رسوا کر کے ساتھ بھی لے گیا تورو

الَّذِينَ سَخِرُوا مِنْهُمْ مَا كَانُوا بِهٖ يَسْتَفْهِرُونَ ﴿١٦﴾

برایان سے کہتے تھے ان کی جس انہی کو لے جیسی ہے

لِّسَيِّرُوا فِي الْأَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

فرما دو زمین میں سیر کرو گے پھر دیکھو قبیلانے والوں کا کیا

مُكَذِّبِينَ ۚ قُلْ لِّمَنْ تَأْمُرُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ قُلْ

انجام ہوا ہے تم فرماؤ کس سلسلے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے تم فرماؤ

لَهُ كَتَبَ عَلَى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ لِيَجْزِيَكَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

مذہب کا احساس نے اپنے کرم کے ذمہ ہر رحمت کو دلی جگہ دینے کی ضرورت نہیں قیامت تک وہ

رَبِّ فِيهِ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ لَآ يَبْصُرُونَ

یع کرے گا اس میں کچھ شک نہیں وہ جنہوں نے اپنی جان نقصان میں ڈالی ایمان نہیں لاتے

هينزل

۱۔ یعنی سارا عالم کیونکہ رات و دن تمام مخلوق پر ہی آتے ہیں ۱۱۔ شان نزول۔ کفار عرب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو رغبت دی کہ حضور اپنے باپ و اہل و انساب کے دین کی طرف لوٹ جائیں اور توحید کا ذکر چھوڑ دیں۔ اس کے جواب میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (خزائن العرفان) اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا حق تمام مخلوق سے نفاذ ہے۔ سب یعنی وہ سب سے بے نیاز اور سب اس کے عبادت مند ہیں۔ چاند سورج وغیرہ اگرچہ کھاتے نہیں مگر کھاتے ہی نہیں۔ وہ غنی اور بے نیاز نہیں۔ رب کے کلمہ ہیں ۱۲۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ نور مصطفیٰ اول مخلوق ہے اور رب کے پہلے عابد حضور ہی ہیں۔ اس صورت میں نصرت میں اول

پیدا نسل کے وقت کے حکم کا ذکر ہے۔ اس کی تفسیر وہ حدیث ہے۔ **أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ تَعَالَى نَبِيًّا** یہ حدیث مختلف طریقوں سے مروی ہے نیز اس امت میں حضور سب سے پہلے رب کے عابد ہیں۔ کیونکہ نبی امت سے پہلے عابد و مطیع ہوتے ہیں۔ ۱۳۔ یہ نہ فرمایا کہ شرک نہ کرو کیونکہ یہ عبارت زیادہ بلیغ ہے۔ یعنی شرک کرنا تو بہت دور ہے مشرکین میں سے بھی نہ ہو۔ شکل و صورت، سیرت اعمال، افعال سب میں مشرکین کے مخالف رہو۔ ۱۴۔ خیال رہے کہ یہاں ناممکن کو ناممکن پر مصطفیٰ فرمایا گیا ہے۔ کیونکہ حضور کا رب کی نافرمانی کرنا غیر ممکن ہے اور حضور کو قیامت میں عذاب ہونا بھی محال بالذات ہے۔ ان کی عقلیں تو اوروں کے عذاب دور ہوں گے۔ اس کی مثال یہ آیت ہے **لَوْ كَانَ يَدْرُسُونَ لَمُنَفَّذًا أَوَّلَ الْعَابِدِينَ** ۱۵۔ معلوم ہوا کہ قیامت میں عذاب سے چننا اللہ کے رحم و کرم سے ہو گا صرف اپنے اعمال اس کے لئے کافی نہیں اعمال تو سب ہیں۔ ۱۸۔ یعنی اس کی مرضی کے خلاف اس کا بھیجا ہوا عذاب کوئی نہیں دفع کر سکتا نیک اعمال اور بزرگوں کی دعا سے جو عذاب اٹھ جاتا ہے اسے رب ہی اٹھاتا ہے، اپنے فضل و کرم سے ان اسباب کے وسیلے سے ۱۹۔ لہذا اس رب کی عبادت کرو۔ اس کے سوا عبادت کا مستحق کوئی نہیں۔ کیونکہ معبود وہ جو قدرت کاملہ رکھتا ہو۔ کسی کا حاجت مند نہ ہو۔ اس میں ملک و ملکوت کے سارے بندے مراد ہیں۔ کوئی اس کے قابو سے باہر نہیں اور وہ کسی کے قابو میں نہیں۔ بعض نیک بندے جو رب سے خد کر کے اپنی بات منوا لیتے ہیں یہ مجبوری کی وجہ سے فضل و کرم سے ہوتا ہے نہ کہ غلبہ سے۔ اس کی بہت سی مثالیں ہیں ۱۱۔ شان نزول اہل کہ نے حضور سے عرض کیا تھا کہ آپ اپنی نبوت پر گواہ پیش کریں۔ اس موقع پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا کہ اللہ میرا گواہ ہے اور سب سے بڑا گواہ وہی ہے ۱۲۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کی گواہی چند طرح دی۔ ایک یہ کہ اپنے خاص بندوں سے گواہی دلاؤ ۱۱۔ دوسرے یہ کہ آپ پر جو کلام اتارا اس

الانعام	۲۰۵	الاحزاب
<p>وَلَهُ مَآسِكُنَ فِي النَّارِ وَالنَّارُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿۱۶﴾</p> <p>اور اسی کا ہے جو بکھرتا ہے رات اور دن میں نہ اور وہی ہے سنا جاتا</p> <p>قُلْ أَغْبِرَ اللَّهُ أَنْ تَخْذَ وَلِيًّا قَاطِرَ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ</p> <p>تم فرماؤ کیا اللہ کے سوا کسی اور کو والی بنالوں نہ وہ اللہ جس نے آسمان اور زمین پیدا کئے</p> <p>وَهُوَ يُطِيعُهُمْ وَلَا يُطِيعُهُمْ قُلْ إِنْ أَرِيتُ أَنْ أَكُونَ أَوَّلَ</p> <p>اور وہ کھلاتا ہے اور کھاتے سے پاک ہے نہ تم قبول کیجئے تم پر ہے کہ جسے چاہے تم کو دن</p> <p>مَنْ أَسْلَمَ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿۱۷﴾ قُلْ إِنْ</p> <p>کہوں نہ اور ہرگز شرک والوں میں سے نہ ہونا نہ تم فرماؤ اگر میں</p> <p>أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿۱۸﴾</p> <p>مجھے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے نہ</p> <p>مَنْ يُصْرِفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهُ وَذَلِكَ الْفَوْزُ</p> <p>اس دن جس سے عذاب پھیر دیا جائے فوج اس پر اللہ کی ہر باری نہ اور یہی</p> <p>الْمُبِينُ ﴿۱۹﴾ كَوْنٌ يَتَسَسَّكُ اللَّهُ بَصْرَ فَلَا كَاشِفَ لَهُ</p> <p>کھل کر دکھائی ہے اور اگر تجھے اللہ کوئی برائی پہنچائے تو اس کے سوا اس کا کوئی دور</p> <p>إِلَّا هُوَ وَإِنْ تَسَسَّسْتَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ</p> <p>کرم والا نہیں نہ اور اگر تجھے بھلائی پہنچائے تو وہ سہمہ کر سکتا</p> <p>قَدِيرٌ ﴿۲۰﴾ وَهُوَ أَتَقَاهُ رُفُوقَ عِبَادِهِ وَهُوَ الْحَكِيمُ</p> <p>ہے نہ اور وہی غالب ہے اپنے بندوں پر نہ اور وہی ہے حکمت</p> <p>الْعَبِيرُ ﴿۲۱﴾ قُلْ أَمْسَى شَيْءٌ أَكْبَرُ شَهَادَةٍ قُلْ اللَّهُ شَهِيدٌ</p> <p>والا غیر دار تم فرماؤ سب سے بڑی گواہی کسی کے لئے تم فرماؤ کہ اللہ گواہ ہے</p> <p>بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَأَوْحَىٰ إِلَيَّ هَذَا الْقُرْآنُ لِأُنْذِرَكُمْ</p> <p>میں اور تم میں نہ اور میری طرف اس قرآن کی وحی ہوئی کہ میں اس سے تم کو ڈراؤں گا</p> <p>مغل</p>		

میں آپ کی نبوت کا اعلان فرمایا۔ تیسرے یہ کہ آپ پر بہت سے معجزات اتارے۔ ۱۲۔ سب رب کی گواہیاں ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی گواہی دنیا سے رسول اللہ ہے اور حضور کی گواہی دنیا سے اللہ ہے۔ ہمارے حضور کا گواہ خود رب ہے۔ اس لئے کلمہ شہادت میں دونوں گواہیاں جمع فرمادی گئیں تاکہ وہ دونوں متفق پر عمل ہو جائے۔ چنانچہ لکھ لکھ کر اللہ تعالیٰ سے گواہ نہ ہوتا تو مجھ پر اپنی آخری کتاب کیوں اتارنا۔ اس کا مجھ پر قرآن اتارنا ہی میری نبوت کی گواہی ہے۔

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی نبوت اور قرآن کی ہدایت کسی زمان و مکان اور کسی قوم سے خاص نہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جس کو قرآن نہ پہنچے اس کے لئے صرف عقیدہ توحید کافی ہے جیسا کہ اصحاب فترۃ کے لئے تھا۔ کیونکہ وہ لوگ مریض سے خارج ہیں۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان دار کے لئے ضروری ہے کہ اپنے ایمان کا اعلان کر دے اور تمام بے دینوں سے دور رہے۔ کفر و شرک و گناہ سے ہزار رہے۔ لہذا تقدیر مومن کی شان نہیں وہ تو معصوم کا طریقہ ہے۔ مومن کو چاہیے کہ اپنی صورت، سیرت، رفتار و گفتار سے اپنے ایمان کا اعلان کرے۔ ۳۔ جیسے باپ بیٹے کو دلائل سے اس کی ولادت سے پہلے ہی سے جانتا ہے، ایسے ہی

یہ لوگ حضور کو پہنچاتے ہیں۔ بیٹا باپ کو صرف سن کر اور ہوش سمجھانے کے بعد پہنچاتا ہے۔ لہذا بیٹے کی پہچان زیادہ قوی ہے اس لئے اس ہی معرفت سے تشبیہ دی گئی ورنہ حضور قوش والد کے ہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کو جانتا پہچانتا ایمان نہیں بلکہ انہیں ماننا ایمان ہے۔ ۴۔ اس طرح کہ وہ حد کی وجہ سے ایمان نہ لائے

اور ان کا نام ان لوگوں کی فہرست میں ہے۔ جو کفر پر مرنے والے ہیں۔ خیال رہے کہ شیطان کا کفر حد کا تھا۔ نبی ولی صحابی سے حد، بغض رکھنے والا مشکل سے

ہی ایمان لا سکتا ہے۔ وہ شیطان کے قدم پر ہے۔ ۵۔ اس طرح کہ جو رب نے نہ فرمایا ہو اسے رب کی طرف نسبت کرنے۔ اس میں وہ غلام بھی داخل ہیں جو دیدہ دانش

قرآن کی غلط تفسیر کریں کہ یہ بھی رب پر جھوٹ ہے ۶۔ معلوم ہوا کہ قیامت میں کفار کفار کے ساتھ ہوں گے اور مومن مومن کے ساتھ۔ رب فرماتا ہے وَأَشَارَ إِلَىٰ

أَيُّهَا الْمُنْفَرِقُونَ غرضیکہ قیامت میں معیت ایمان سے ہو گی۔ اللہ انھوں کے ساتھ ہمیں اٹھائے۔ آمین ۷۔ ان کے بچوں کو شرکاء فرمانا انہیں ذلیل کرنے کے لئے ہو گا۔

پچھے رب دوزخی سے فرمائے گا۔ ذُذِّرْتُمْ أَنْتَ الْغَافِرُونَ الْكَافِرِينَ اس سے معلوم ہوا کہ مرتدین کو حضور کا حوض کوثر پر

ایصال فرماتا ہے علی کی وجہ سے نہ ہو گا بلکہ انہیں شرمندہ اور ذلیل کرنے کو ہو گا۔ ورنہ ان کا منہ کالا ہوگا۔ ہاتھ بندھا ہوا ہوگا۔ ملا کہ کارو کتا ان کے کفر کی خاص علامت

ہو گی ۸۔ اولاً یہ لوگ اپنے جرموں کا انکار کریں گے پھر دوسرے وقت اقرار لے لیا آیات میں تضاد نہیں نیز ان مشرکین کا یہ انکار دانستہ ہو گا ورنہ ہر شخص اپنے ہر عمل

سے اس دن خبردار ہو گا۔ دہ فرماتا ہے۔ يَوْمَ يُذَكَّرُ الْإِنْسَانُ مَاسَعَىٰ اِس لے فرمایا گیا۔ كَذَّبُوا بِآَنفُسِهِمْ یعنی دیدہ دانستہ جھوٹ یا نہ جا۔ لہذا آیت بالکل صاف ہے۔

۹۔ یعنی ان کے بت اور پادری جو کسی کوئی کلمہ نہ آئے جنہیں یہ لوگ افتراء خدا کا شریک مانتے تھے۔

بعض اختلاف

وقت لاغیر

۱۰۹

بِهِ وَمَنْ يَلْعَنُ أَيْتُكُمْ لَتَشْهَدُونَ أَنَّ مَعَ اللَّهِ إِلَهَةً

اور جن جن کو اپنے لئے تو کیا تم یہ گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے ساتھ اور خدا ہیں

أُخْرَىٰ قُلْ لَا أَشْهَدُ قُلْ إِنَّمَا هُوَ إِلَهُ وَاحِدٌ وَإِنِّي

تم فرماؤ کہ میں یہ گواہی نہیں دیتا تم فرماؤ کہ وہ تو ایک ہی معبود ہے نہ اور میں نیز اربوں

بِرَبِّي مِمَّا تَشْرِكُونَ ۱۰ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ

ان سے ہیں جو تم شرک ٹھہراتے ہو جن کو اللہ نے کتاب دی اس

يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَ الَّذِينَ خَسِرُوا

خود کو پہناتے ہیں جیسا اپنے بیٹوں کو پہناتے ہیں جنہوں نے اپنی جان

أَنفُسُهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۱۱ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ

تقصان میں ڈالی کہ وہ ایمان نہیں لاتے اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہو اللہ پر

عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ

جھوٹ باندھے گا یا اس کی آیتیں جھٹلے گا بیشک ظالم نالاج

الظَّالِمُونَ ۱۲ وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ

پائیں گے اور ہمیں دن ہم سب کو اکٹھا کریں گے پھر مشرکوں سے

لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا آيِنَ شُرَكَائِهِمْ الَّذِينَ كَفَرُوا

فرمائیں گے کہاں ہیں تمہارے وہ شرک پہن کا تم دعویٰ

تَزْعُمُونَ ۱۳ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فَتَنَّهُمْ إِلَّا أَنْ قَالُوا

کرتے تھے کہ پھر ان کی کچھ بناوٹ نہ رہی مگر یہ کہ وہ بولے

وَاللَّهِ سَیْنَامَا كُنَّا مُشْرِكِينَ ۱۴ أَنْظِرْ كَيْفَ كَذَبُوا

ہیں اپنے رب اللہ کی قسم کہ ہم مشرک نہ تھے تو دیکھو کیسا جھوٹ

عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۱۵

باندھا خود اپنے اوپر اور ہم یونہی ان سے جو باتیں بناتے تھے کہ

۱۔ شان نزول۔ ایک دفعہ ابوحنیفان، ابوہریرہ، ولید، نصر وغیرہ کفار نے اتفاقاً حضور کی تلاوت قرآن سنی۔ لوگوں نے نصر سے پوچھا کہ حضور کیا کہتے ہیں۔ وہ بولا کہ زبان ہلاتے ہیں اور کلمات شائے ہیں میری طرح۔ ابوحنیفان بولے کہ مجھے تو ان کی باتیں سچی معلوم ہوتی ہیں۔ ابوہریرہ بولا کہ اس کا اقرار کرنے سے مر جانا بہتر ہے۔ اس پر یہ آیت اتری (خزائن العرفان) ۲۔ یہ آیت اگرچہ ولید، نصر، ابوہریرہ کے متعلق نازل ہوئی لیکن اس میں ہر وہ شخص داخل ہے جو ان مردودوں کی طرح ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن وہی درست کجے گا جس کے دل میں صاحب قرآن سے محبت ہو ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ ظاہر کو دیکھنے والی نگاہ اور ہے۔ اور حقیقت کو مشاہدہ کرنے والی اور نگاہ ہے۔ رب فرماتا ہے۔

وَعَرَفَهُمْ بِسُفُورِهِمْ إِنَّكَ أَبْصَرُ يُحْضَرُ لَهُمْ لَقَاءُ يُحْضَرُ لَهُمْ لَقَاءُ يُحْضَرُ لَهُمْ لَقَاءُ يُحْضَرُ لَهُمْ لَقَاءُ
 سے دیکھنا صحابی نہیں بناتا۔ ۳۔ شان نزول۔ یہ آیت ان تمام مشرکین کے متعلق نازل ہوئی جو نہ خود ایمان لاتے تھے نہ دوسروں کو ایمان لانے دیتے تھے۔ بلکہ لوگوں کو حضور کی مجلس میں آنے سے بھی روکتے تھے۔ سیدنا عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ یہ آیت ابوطالب کے متعلق آئی جو مشرکین کو حضور کی ایذا سے روکتے تھے۔ مگر خود بھی صراحتاً "ایمان نہیں لاتے تھے۔ (خزائن العرفان) ۵۔ کنارہ جنم پر اس میں ڈالے جانے سے پہلے کافر کہنے کر کے کھڑے کئے جائیں گے تاکہ طہرہ علیحدہ طبقوں میں جانے سے پہلے سب مل کر اپنی گزشتہ بد اعمالیوں پر کف افسوس تو مل لیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان کو اپنے سارے کثرت یاد آئیں گے۔ ۶۔ قیامت میں مشرکین سے فرمایا جائے گا کہ تمہارے جھوٹے معبود کہاں ہیں تو وہ اپنے شرک کو چھپانے کے لئے جھوٹی قسم کا جائیں گے۔ کہ ہم مشرک نہ تھے۔ تب ان کے اعضاء ان کی بت پرستی کی گواہی دیں گے جس پر انہیں اقرار کرنا پڑے گا۔ اس آیت میں اسی گامیاب ہے (خزائن العرفان) ۷۔ پھر وہ عرض کریں گے کہ اچھا ہم کو دنیا میں دوبارہ بھیج دے، اب کفر نہ کریں گے، اس کا جواب آگے آ رہا ہے۔ ۸۔ معلوم ہوا کہ عادی مجرم کے لئے دنیا میں عر قید ہے اور آخرت میں دائمی جہنم۔ کیونکہ دنیا کی عمر سویت پر ختم ہو جاتی ہے اور آخرت کی عمر کبھی ختم نہیں ہوتی۔ مجرم عادی وہ ہے جس کا یہ حال ہو کہ جب پھونکے تب جرم کرے۔ اور بار بار جرم کرنے کا عادی ہو چکا ہو۔ لہذا یہ سزا بالکل برحق ہے۔ جرم سے زیادہ سزائیں۔ ۹۔ بدوستان کے موجودہ مشرکین جو اداگوں کے قائل ہیں وہ بھی نہیں کہتے ہیں کہ سزا جزا تو ہوگی مگر اسی دنیا میں ہوگی کہ مجرم کتا، بگا وغیرہ بن کر آویں گے اور اسی دنیا میں رہ کر جزا و سزا پائیں گے۔ دوسری دنیا اور قیامت کے منکر ہیں۔ مگر یہ عقلا بھی غلط ہے۔ اس لئے کہ جب آسمانی

الانعام	۲۰۶	اذا دعوا
وَمِنْهُمْ مَّنْ يَسْتَمِعُ إِلَيْكَ وَجَعَلْنَا عَلَى قُلُوبِهِمُ الْكَلَّةَ		
اور ان میں کوئی وہ ہے جو تمہاری طرف کان لگا کر کہنے لگا اور ہم نے انکے دلوں پر غلات کر دیئے ہیں		
أَنْ يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا وَإِنْ يَرَوْا كَلًّا		
کر لے دیں کہ ان کے کان میں غٹھ اور اگر ساری نشانیاں دیکھیں		
لَا يُؤْمِنُوا بِهِمْ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُمْ يَجَادِلُونَكَ يَقُولُ		
تو ان پر ایمان نہ لائیں گے کہ جہاں تک کہ جب تمہارے حضور ہم سے جھڑپے مقرر		
الَّذِينَ كَفَرُوا إِنَّ هَذَا إِلَّا آسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ۝		
ہوں تو کاذب کہیں۔ تو ہمیں منکر اگلوں کی داستانیں		
وَهُمْ يَهْجُرُونَ عَنْهُ وَيَتَنَوَّنَ عَنْهُ وَإِنْ يُفْلِحْ كُنْ		
اور وہ اس سے روکتے اور اس سے دور بھاگتے ہیں کہ اگر ہاک نہیں کرتے		
إِلَّا أَنْفُسُهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ۝ وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ وَقَفُوا		
منکر اپنی جانیں اور انہیں شعور نہیں اور کبھی تم دیکھو جب وہ آگ پر		
عَلَى الدَّارِ فَقَالُوا لَيْسَ تَنَارُهُ وَلَا نَكْذِبُ بِآيَاتِ		
کھڑے کئے جائیں گے کہ تو ہمیں کئے گاں کسی طرح ہم دیکھیں بھیجے جائیں اور نہ رب		
رَبِّنَا وَكَانُوا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ بَلْ بَدَأَ الْإِنَّمَاءَ مَا كَانُوا		
کی آئینیں نہ جھٹلائیں اور مسلمان ہو جائیں بلکہ ان پر کھل گیا جو پہلے		
يُخْفُونَ مِنْ قَبْلِ وَلَوْ رُدُّوا لَعَادُوا لِمَا نُهُوا عَنْهُ		
بھجھاتے تھے نہ اور اگر واپس بھیجے جائیں تو پھر وہی کریں جس سے منع کئے گئے		
وَلَهُمْ كَذِبُونَ ۝ وَقَالُوا إِنَّ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا		
تھے اور بیشک وہ ضرور جھوٹے ہیں نہ اور وہ بولے وہ تو ہماری دنیا کی زندگی ہے		
وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ ۝ وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ وَقَفُوا عَلَى رَبِّهِمْ		
اور ہمیں اٹھائے نہیں نہ اور کبھی دیکھو جب اپنے رب کے حضور کھڑے کئے جائیں گے کہ		

جنے کے بعد کوئی تکلیف ہی محسوس نہ ہو تو پھر وہ سزا دیا ہوگی۔ نیز یا کسی کوئی زندگی آرام و تکلیف سے خالی نہیں۔ رب کی سزا اگر ہم سے اور جزا تکلیف سے خالی ہے۔ ۹۔ مگر رب سے جہاں میں وہ کر۔ کیونکہ رب تعالیٰ کا دیر الہی جنت کے لئے ہی خاص ہے۔ رب فرماتا ہے۔ كَذَّبْتُمْ عَنْ قُلُوبِكُمْ قُلُوبُهُمْ لَا تُفْقَهُوهُ

۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافر پر اس کے برے اعمال سوار ہوں گے اور مومن اپنے بعض نیک اعمال پر سوار ہو گا۔ قربانی طواری ہے گی۔ کافر کی نیکیاں جلی اور گناہ بھاری ہوں گے۔ مومن کی نیکی وزنی اور گناہ ہلکے ہوں گے۔ معدہ خراب ہو تو کھانا بوجھ ہو کر دم پر سوار ہوتا ہے۔ عندہ اچھا ہو تو کھانا ہلکا ہو کر خود سواری بن جاتا ہے۔ لہذا عقلی طور پر بھی یہ درست ہے۔ ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ قیامت میں اعمال جسمانی شکل میں ہوں گے۔ ان میں بوجھ بھی ہو گا۔ اس لئے ان کا وزن بھی کیا جائے گا۔ خیال رہے کہ گناہوں میں گردن پر تو مت بوجھ ہو گا اور کافروں کی گردن اتنی لمبی کر دی جائے گی جس پر سارے اعمال آ جاویں اور سارا مال و زر لاد دیا جاوے۔ مگر میزان میں مومن کے گناہ ہلکے اور کافر کے بھاری ہوں گے۔ ۷۔ دنیا کی زندگی وہ ہے جو نفس کی خواہشات میں مگر جاوے اور جو زندگی آخرت کے لئے توجہ جمع کرنے میں صرف ہو وہ غنا میں زندگی تو ہے مگر دنیا کی زندگی نہیں لہذا انبیاء و صالحین کی زندگی دنیا کی نہیں بلکہ دین کی ہے۔ غرضیکہ فاضل اور حافل کی زندگیوں میں بڑا فرق ہے۔ ۸۔ اللہ تعالیٰ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تقویٰ اور نیک اعمال کے سوائے دنیا کی ہر چیز کھیل کود ہے جس کا نتیجہ کچھ نہیں دے۔ شان نزول۔ ابو جہل کا ایک دوست الحس ابن شریق ابو جہل کو تنہائی میں لے گیا اور اس سے پوچھا۔ سچ بتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں یا نہیں۔ میں کسی سے نہ کہوں گا۔ ابو جہل بولا کہ ہیں تو وہ بالکل سچے۔ ان کی زبان سے جھوٹ کبھی نکلا ہی نہیں۔ مگر میں اس لئے انہیں میں مانا کہ ان کے خاندان یعنی قصی کی اولاد میں تمام شرافتیں جمع پہلے ہی ہیں۔ اب اگر نبوت بھی ان میں پہنچ گئی تو ہاتھی قریشوں کے لئے کیا چلے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نزلی۔ بعض روایات میں ہے کہ ابو جہل نے کہا تھا کہ میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم آپ کو جھوٹا نہیں کہتے۔ تو اس کتاب کو جھوٹا کہتے ہیں جو تم لائے (خزان) رب نے فرمایا کہ اسے حبیب یا یہ تمہیں جھوٹا نہیں کہتے اچھے

کہتے ہیں :۔ "کیونکہ آپ کو تو سلاطین، امین عقلی و فہم مانتے تھے اور مانتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو حضور کے کمال کا انکار کرے وہ مشرکین کہہ سے بھی بدتر ہے۔" مہتوانی مکر یزدان شرن مکرشان فی عوالم بدن

اللہ کا انکار اس لئے کیا گیا کہ اسے کسی نے دیکھا نہیں۔ حضور کا انکار کیسے کرے گا انہیں اور ان کے مجتہدوں کو آنکھوں سے دیکھ لیا ہے۔ سبحان اللہ! آپ نے کس انداز سے اپنے حبیب کو تسکین دی کہ یہ تو مجھے اور میری آفتوں کو بھٹا رہے ہیں جنہیں تو نہیں جھٹلاتے! یہ دوسری طرح حضور کی تسلی ہے کہ آپ سے پہلے بھی نبیوں کو جھڑکا گیا۔ انہوں نے صبر کیا تو کفار کی ایذا پر صبر کرنا سنت النبیاء ہے۔ اس میں آپ کا ثواب بڑھ گا۔

حضور کا علم غیب کی حاجت ہوا۔ کیونکہ سارے علوم ان کتابوں میں اور یہ کتابیں حضور کے علم میں چر
کیوں۔ لکھنے کا نشانہ ہے تو ہے نہیں کہ رب کو اپنے بھول جانے کا انوشہ تھا۔ تو حال اس لئے کھسا کہ وہ

وَأَمَّا الْفُلُ فَأُرْسِلَتْ بِرَحْمَةٍ مِنَّا لِيُبَيِّنَ مَا بَيْنَ أَيْمَانِهِ هَذِهِ وَأَيْمَانِ ذُو الْأُنْثَىٰ هَذِهِ ۚ فَيَقْبِضُوا عَلَىٰ الْأُتْرَاقِ فَكَانَ مِثْقَالِ الذُّبَابِ ۚ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذَا ظَاهَمُوا فَأَوَّلَتْ لِيَدَاهُمُ لَعِظْنَا لَهُمُ الْعَذَابُ لَوْمَةً عَلَىٰ آلِهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ

کتاب دی که خالق عالم کریم اورساخته و در آن کتاب همه چیز

2007

اچانک ہوئی۔ غافل بیمار ہو کر مرتے تب بھی اچانک مومن اچانک مرے تب بھی بیماری کر کے مرتا ہے ۱۳۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس قوم پر عذاب آتا ہے اس کی نسل نہیں چلتی۔ جو لوگ مسیح ہوئے وہ ہلاک کر دیئے گئے لہذا موجودہ بندہ رستے ان کی نسل نہیں۔ ۱۳۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کی ہلاکت اللہ کی نعمت ہے جس پر خدا کا شکر کرنا چاہیے۔ ابو جہل کے قتل پر حضور نے سجدہ شکر ادا کیا اور عاشورہ کے دن توڑے کا حکم دیا کہ اس دن فرعون ہلاک ہوا۔ لہذا مومن کے مرتے پر اتنا اللہ بڑے اور مؤوی کا قمر کی موت پر الحمد للہ بڑے۔

۱۔ اس طرح کہ اس پر تاج کی فصیح اثر نہ کرے اور آنکھوں سے اللہ کی آہنگی دیکھ نہ سکے اور کانوں سے رب کا کلام سن نہ سکے اور ممکن ہے کہ اس آیت کے ظاہری معنی ہی مراد ہوں۔ ۲۔ یعنی کوئی نہیں لاسکتا صلیب کی دوا، بزرگوں کی دوا یا بھی رب کی مرضی سے ہی اثر کرتی ہے۔ یہ جہنم اسباب ہیں ۳۔ ظالم سے کافر مراد ہیں۔ یعنی خدا اب اہل صرف کافروں کو بلا کر کرنے کے لئے آتا ہے۔ جانوروں کا بعض ہے قصور لوگوں کا اس میں مرعہ ان کے لئے عذاب نہیں بلکہ صالحین کے اس کے مرض درجہ بلکہ کر دیتے جائیں گے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ خیال رہے کہ اس عذاب سے مراد ظاہری عذاب ہے جو گشت استیلا پر آتے تھے۔

عذاب باطنی جیسے بالقلبی، قلوبی، عقلی و قنات۔ یہ کتابوں سے بھی آجاتے ہیں ۴۔ رب کی رحمت کی خوشخبری دینا عذاب سے ڈرانا حضور کی بھی صفت ہے۔ مگر آئندہ آنے والے نبی کی خوشخبری دینا انبیاء کرام کی صفت تھی، ہمارے حضور کی صفت تھیں۔ کیونکہ آپ آخری نبی ہیں۔ خیر سال رہے کہ جب بشارتِ نذارت کے ساتھ جمع ہو تو اس سے رحمت کی خوشخبری مراد ہوتی ہے۔ ۵۔ یہاں بے حکمی سے مراد کفر ہے۔ اور عذاب سے مراد دولخ کا دائمی عذاب ہے، اس سے معلوم ہوا کہ کفار کے فوت شدہ بچوں کو آخرت میں عذاب نہ ہو گا۔ کیونکہ وہ عذاب کفر و فسق کا نتیجہ ہے اور ان بچوں سے یہ صادر نہ ہوا۔ ۶۔ شانِ نزول۔ کفار عرب حضور سے عرض کرتے تھے کہ اگر آپ مجھے نبی ہیں تو ہم کو مال و دولت دیجئے۔ چاروں کو سونا بنا دیجئے۔ آئندہ چیزوں کے بھاء بنا دیجئے۔ ان کے جواب میں یہ آیات آئیں جن میں فرمایا گیا کہ میں نے دعویٰ نبوت کیا ہے نہ کہ ان چیزوں کا دعویٰ۔ وہ یہ بھی کہتے تھے کہ اگر آپ نبی ہیں تو کھجور کیوں کرتے ہیں۔ جواب میں ارشاد ہوا کہ کھجور نہ کرنا فرشتوں کے لئے چھوڑی ہے نہ کہ نبی کے لئے۔ اس میں دعویٰ کی نفی ہے، عزائم پاس ہونے کی نفی تھیں۔ حضور نے فرمایا: اِنَّكُمْ تَكْفُرُونَ بِمَا تَقُولُونَ اَلَا تَذَكَّرُونَ رب نے فرمایا۔ اِنَّكُمْ تَكْفُرُونَ اِسی طرح علمِ غیب کے دعویٰ کی نفی ہے نہ کہ علمِ غیب کی۔ اسی لئے مقلوہ تین اور اقوال دو ہیں۔ انیٰ سلک میں قول مقلوہ دونوں کی نفی اور اس سے پہلے قول کی نفی اور مقلوہ کا ثبوت ہے۔ یعنی نہ میں فرشتہ ہوں نہ فرشتہ پہلے کا دعویٰ کرتا ہوں۔ باقی دو میں صرف قول کی نفی کی میرے پاس قرآن الہی ہیں اور مجھے رب نے علوم غیبیہ بخشے تھیں یہ دعویٰ نہیں کرتا۔ ۸۔ یعنی میں تم کو نبی و رسول ہوں گا اور وہ جانوں گا جس کی مجھے رب کی طرف سے اجازت ہوگی۔ چنانچہ حضور نے باذنِ الہی قیامت تک کے سارے حالات صحابہ کرام کو ایک مجلس میں بتا دیے اور لوگوں کو فہمی کر دیا۔ رب فرمایا ہے۔ اَفْضَلُهُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ خَيْرٌ

[illegible]

اس سے حضور کی ملکیت اور علم حقائق کا ثبوت ہوا۔ حضرت ربیعہ کو جنت عطا فرمائی۔ دیکھو مسلم شریف کام ہے۔ اس میں اندھا رہنا کافر کا کام۔

۱۔ معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے لئے رب تعالیٰ مددگار اور شفیع بنیاد ہے۔ کیونکہ مددگار و شفیع کا نہ ہونا کفار کا عذاب ہے۔ جو کہ ہے جو مددگار کوئی نہیں وہ درپردہ اپنے کفر کا اقرار کرتا ہے کہ یہ کفار کا ہی حال ہے۔ ۲۔ اس میں صالحین کو خوشخبری ہے کہ وہ حضور کے دروازہ سے درکار سے نہ جائیں گے نہ دنیا میں نہ آخرت میں۔ لہذا جو حضور سے قرب چاہے وہ رب کی یاد کیا کرے یہ حکم تاقیات جاری ہے۔ ۳۔ لفظ مرید یہاں سے حاصل کیا گیا کہ یعنی مرید وہ جو رب کی رضا جوئی کے لئے شی کی بیعت کرے ۴۔ شان نزول۔ کفار کے سردار ایک دفعہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ دیکھا کہ آپ کے ارد گرد غریب اور مساکین کا جھوم ہے۔

بولے کہ ہم کو ان مساکین کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے شرم آتی ہے۔ اگر آپ انہیں اپنی مجلس شریف سے نکل دیں تو ہم آپ کی خدمت میں حاضر رہیں۔ حضور نے منظور نہ فرمایا۔ حضور کی تاکید میں یہ آیت کرمہ نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا کہ آپ ان کفار کی ہدایت کے ذمہ دار نہیں۔ نہ آپ سے اس کا سوال ہو گا۔ لہذا آپ ان کی ہدایت کی امید میں غلام کو رو نہ کریں۔ ۵۔ خیال رہے کہ یہاں ظلم سے مراد نہ کفر ہے نہ کسی کو ستانا۔ کیونکہ کسی کو اپنے پاس آنے کی اجازت نہ دینا کسی طرح جرم نہیں۔ لہذا یہ معنی نہایت ہی موثر ہیں کہ یہ کام آپ جیسے اخلاق مجسم کے کرم کرمانہ سے بعید ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ غریب و مساکین سے الفت منت انبیاء ہے۔ ۶۔ یعنی بیشہ سے کفار کا یہ دستور رہا کہ مسلمانوں کے فقر کو دیکھ کر اسلام کی حقانیت کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر اسلام سچا اور کفر جھوٹا ہے تو مسلمان فقیر اور کفار مالدار کیوں ہیں ۷۔ یعنی ایمان و ہدایت مالدار کی پر موقوف نہیں۔ اللہ جانے ہے کہ کس میں شکر کا مادہ ہے اور کس میں نہیں۔ شاکر کو ہدایت دیتا ہے۔ ۸۔ اس آیت میں قیامت تک کے مسلمان داخل ہیں۔ جو بھی اس سرکار کے دربار میں دل سے حاضر ہوا اعلیٰ بشارت کا مستحق ہے۔ ہمارے پاس سورج کا آنا یہ ہے کہ وہ طلوع ہو جائے اور ہمارا سورج کے پاس آنا یہ ہے کہ ہم آڑھا دیں۔ حضور ہمارے پاس آگئے اَفَذَلُّكُمْ مِّنْ ذَٰلِكَ؟ ہم غفلت کی آڑھا کر حضور تک پہنچ سکتے ہیں۔ ۹۔ بھکاری تین طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو صاف صاف مانگ لیتے ہیں ان کے لئے ارشاد ہوا اَجِدُوهُمْ فَاسْتَخْذُوا اللّٰهَ دُور سے وہ جو جی کو دعا میں دیتے ہیں ان کے لئے ارشاد ہوا اَسْأَلُكُمْ بِمَا تَحِبُّونَ تَسْلِيًا تیسرے وہ جو منہ سے کچھ نہیں کہتے صرف جی کے سامنے آجاتے ہیں۔ ان کے لئے یہ آیت ہے ۱۰۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کی غلامی کی برکت سے اللہ کی رحمت گناہوں کی صفائی سب کچھ نصیب ہوتی ہے۔ دوسرے یہ کہ جیسے اللہ تعالیٰ نے خود

وَالَّذِينَ الَّذِينَ يَخْفَوْنَ أَنْ يُحْشَرُوا إِلَىٰ رَبِّهِمْ

اور اس قرآن سے انہیں ڈراؤ جنہیں خوف ہو کہ اپنے رب کی طرف یوں اٹھائے جائیں

لَيْسَ لَكُمْ مِنْ دُونِهِ وَلِيٌّ وَلَا شَفِيعٌ لَّكُمْ يَتَّقُونَ

کہ اللہ کے سوا ان کا کوئی حمایتی ہو نہ کوئی سفارش کرنے والا ہو نہ وہ دوسرا گواہ ہو جائیں

وَلَا تَطْرُدُ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاوَةِ

اور دور نہ کرو نہ انہیں جو اپنے رب کو بے راستہ میں معیت اور

الْعِشْيِ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ

شام اس کی رضا دینے کا کام نہ ہے ان کے حساب سے کہ

مِنْ شَيْءٍ وَلَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَنْ تَتَّقُونَ

نہیں اور ان پر کیا ہے حساب سے کہہ نہیں سکتے پھر انہیں تم دور کرو

فَتَكُونُوا مِنَ الظَّالِمِينَ

تو یہ سب انصاف سے بعید ہے کہ اور لوگوں کی ہم نے ان میں ایک کو دوسرے

بَعْضٌ لِّيَقُولُوا أَهَؤُلَاءِ مِمَّنْ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِّنْ بَيْنِنَا

کے لئے نہایت باریک انداز سے مسلمانوں کو دیکھ کر کہیں کہا وہ میں سے ہیں یا اللہ کے لئے احسان

أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَعْلَمَ بِالشَّاكِرِينَ

کیا ہمیں نہ معلوم کہ ان شاکر نہیں ہیں ان حق سامنے والوں کو اللہ کے لئے عجب اور عظیم مددگار

يُؤْمِنُونَ بِالْآيَاتِ فَقُلْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَىٰ

یوں کہ جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں اللہ کے لئے عظیم اور عظیم مددگار

نَفْسِهِ الرَّحْمَةِ أَنْ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوءًا مِّمَّا لَمْ يَحْمِلْهُ ثُمَّ

کہ ہر رحمت لازم کر لیا ہے نہ کہ تم میں جو کوئی نافرمانی سے کہ برائی کرے پھر اس کا

تَابَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَصْلَحَ فَإِنَّ عُقُورَ رَحِيمٍ

کے لئے توبہ کرے گا اور سزا دے گا تو یہی اللہ بخشنے والا مہربان ہے

اپنے ذمے کرم پر لازم فرمائیں نہ کہ کسی دوسرے نے لہذا آیات میں تعارض نہیں ۱۱۔ خیال رہے کہ ہر گناہ کی توبہ چاہا گناہ ہے اگر حق مارے ہیں تو اس کی توبہ کے لئے ضروری ہے کہ حق اور اکرے پھر زبان سے توبہ کرے۔ اگر نمازیں نہ پڑھی ہوں تو توبہ یہ ہے کہ ان کی قضا کرے۔ اس کے بغیر توبہ کہیں۔ ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ توبہ کے دو رکھن ہیں۔ ایک تو گناہ پر نہایت دوسرے آئینہ کی اصلاح۔ اگر ایک جز کی بھی کمی رہ گئی تو توبہ قبول نہیں۔ نہ فرمانے سے معلوم ہوا کہ بہت عرصہ کے بعد بھی توبہ قبول ہو جاتی ہے مرتے مرتے توبہ کر لے۔

۱۵۰

مستقبل

۲ منزل

پڑ ہے۔ اس آیت کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ حکم غیبی حساب سے عمل سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ یہ تو رب کی خاص ملک ہے۔ اس کے پاس ہے جسے وہ دے اسے ملے اور غیب کی کتابیں سے مراد وہ پانچ علوم ہیں جو سورۃ لقمان کے آخر میں مذکور ہیں، عندہ علم البست، چھ گنہ یہ پانچ چیزیں لاکھوں غیبوں کے کھل جانے کا ذریعہ ہیں اس لئے انہیں غیب کی کتابیں فرمایا گیا۔

۱۔ لوح محفوظ کتب میں یعنی ظاہر کر دینے والی کتاب اس لئے فرمایا گیا کہ لوح محفوظ علوم غیبیہ ان حضرات پر ظاہر کر دیتی ہے جن کی نظر اس پر ہے جیسے بعض فرشتے اور انبیاء و اولیاء کرام۔ اگر اس پر کسی کی نظر نہ ہو تو وہ کتب میں نہ ہوگی۔ مولانا فرماتے ہیں۔

لوح محفوظ است پیش اولیاء ازچہ محفوظ اند محفوظ از خطا

۲۔ وہ روح سلطانی ہے جس سے ہدایتی ہوش و حواس قائم ہے۔ وہی غیب میں جسم سے نکل جاتی ہے۔ لیکن روح سلطانی یا روح مقہای جس سے زندگی قائم ہے وہ

موت کے وقت خارج ہوگی۔ ۳۔ یعنی فرشتے جن میں سے بعض ہمارے اعمال کی نگرانی کرتے ہیں اور بعض ہمارے اجسام کی۔ معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ اگرچہ قادر ہے کہ ہماری حفاظت براہ راست خود فرماتے مگر اسباب سے کرتا ہے۔ قدرت اور ہے قانون کچھ اور دونوں کو ماننا ایمان ہے ۴۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ علاقے بنے ہوئے ہیں۔ بعض جگہ بعض فرشتے روح قبض کرتے ہیں اور بعض جگہ دوسرے۔ بلکہ ملک الموت اور انکے خدام فرشتے ساری دنیا کی روح قبض کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ وہ ہر جگہ حاضر ہیں اور ہر جگہ ناظر۔ کہ اس کے بغیر یہ کام انجام نہیں پاسکتا۔ ساری دنیا ان کے سامنے ایسی ہے۔ جیسے ہمارے سامنے پتیلی ہے۔ ان فرشتوں سے جان قبض کرنے میں سستی کو تابی واقع نہیں ہوتی۔ وقت مقرر سے ایک آن آگے پیچھے نہیں ہوتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان فرشتوں کو ہر ایک کی موت کا وقت اور موت کی جگہ موت کی کیفیت معلوم ہے۔ یہ علوم خمسہ میں سے ہے۔ جب ان فرشتوں کے علم کا یہ حال ہے تو جو تمام خلق سے زیادہ اعلیٰ ہیں عینہ والے سلطان صلی اللہ علیہ وسلم۔ ان کے علوم کا کیا پیمانہ؟ یعنی مرتے ہی ان کی روحیں بارگاہ الہی میں پیش ہو کر پھر قبر میں واپس لائی جاتی ہیں جیسا کہ حدیث شریف سے ثابت ہے ۷۔ چنانچہ قیامت میں سارے عالم کا سارا حساب دنیا کے چھوٹے دن کے آدھے کی بھر ہو گا۔ یعنی ۴ گھنٹہ میں۔ باقی اتنا بڑا دن حضور کی نعمت مولیٰ اور اظہار شان میں صرف ہو گا۔ رب فرماتا ہے۔ **وَصَلَّىٰ اَنْ يَّحْكُمَ لَكَ ذٰلِكَ مَقَامًا مَّحْضُوًّا** ۸۔ کفار جب جہنم یا سندان میں پھنس جاتے تھے تو یہ دعائیں کرتے تھے پھر نجات پا کر کلہر ہی قائم رہ جاتے تھے۔ یہاں دعا مانگنے پر عتاب نہیں بلکہ اپنا وعدہ پورا نہ کرنے پر اظہار غضب ہے۔ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں کفار کی بعض دعائیں قبول ہو جاتی ہیں کہ کفار جو مصیبت میں پھنس کر نجات کی دعا کرتے تھے رب انہیں نجات دے دیتا تھا۔ شیطان نے اپنی درازی عمر کی دعا کی جو قبول ہوئی۔

اَلَا فِي كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ وَهُوَ الَّذِي يَتَوَسَّوْنَ بِالْاَيْلِ

ہر ایک روح کو کتاب میں لکھا ہوا ہے اور وہی ہے جو ہمارے ہر ایک روح کو نجات دے گا

وَيَعْلَمُ مَا جَرَّجْتُمْ بِالْاَنْهَارِ تَتْرَبِعْتُمْ فِيْهِ لِيَقْضٰی

اور جانتا ہے ہر ایک دن کیا کیا ہو رہا ہے انہاں جگہ کہ نہایت بڑی مقدار

اَجَلٍ مُّسْتَقٰی ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ثُمَّ يَنْبِئُكُمْ بِمَا اَنْتُمْ

ہو رہے ہو پھر اس کی طرف پھر جاتے ہو اور بتائے گا جو کچھ تم

تَعْمَلُوْنَ ۝ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ وَيُرْسِلُ

کرتے تھے اور وہی غالب ہے اپنے بندوں پر اور تم پر نجان

عَلَيْكُمْ حَفْظَةً حَتّٰی اِذَا جَآءَ اَحَدُكُمْ الْمَوْتُ

پہنچتا ہے نہ یہاں تک کہ جب تم میں کسی کی موت آتی ہے

تَوَفّٰهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفْرِطُوْنَ ۝ ثُمَّ رَدّٰوْا اِلٰی

ہمارے فرشتے اس کی روح قبض کرتے ہیں نہ اور وہ تصور نہیں کرتے کہ پھر پھر جاتے

اِنَّهٗ مَوْلٰهُمُ الْحَقُّ اَلَا لَهٗ الْحُكْمُ وَهُوَ اَسْرَعُ

یہی نہ اپنے ہے حتمی اللہ کی طرف ملتا ہے اسی کا حکم ہے اور وہ سب سے تند حساب

الْحٰسِبِيْنَ ۝ قُلْ مَنْ يُنْجِيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ

کرتے والا نہ تم فرماؤ وہ کون ہے جو تمہیں ظلمات دینا ہے جہنم اور دریا کی

وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَہٗ تَضَرَّعًا وَخُفْيَةً ۚ لَیْسَ اِلَّا جُنْدُنَا

آنکوں سے کہے پھرتے ہو کولو اگر اور کہتے ہیں کہ اگر وہ ہیں اس

مِنْ هٰذِهِ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝ قُلْ اِنَّهٗ يَنْفَعِيْكُمْ

سے ہم سے تو ہم ضرور احسان میں سے تم فرماؤ اللہ نہیں نجات دیتا ہے

مِنْهَا وَمِنْ كُلِّ گَرَبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ۝ قُلْ

اس سے اور ہر جہان میں سے ہر طرح کی نجات دے گا تم فرماؤ

تبلیغ کے لئے بھی ان کے پاس جانا جائز بلکہ ثواب ہے۔
۶۔ یعنی اگر بھول کر تم کفار کے جلوں میں چلے جاؤ تو یاد
آئے ہی وہاں سے ہٹ جاؤ۔ پھر نہ ٹھہرو۔ اس سے
معلوم ہوا کہ بری صحبت سے چٹا نہایت ضروری ہے۔ برا
یار برے سانپ سے بدتر ہے کہ برا سانپ جان لیتا ہے
اور برا یار ایمان برباد کرتا ہے۔ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ
تبلیغ دین کرنے یا مناظرہ کرنے، تردید کرنے کے لئے کفار
کے جلوں میں جانا منع نہیں۔ نشست و برخاست اور چڑ
ہے اور مناظرہ و تبلیغ کچھ اور ہے۔ ۹۔ اس سے معلوم ہوا
کہ بے دینوں سے تعلقات توڑ دینا ضروری ہیں۔
دنیوی، دینی تمام رشتے توڑنے ضروری ہیں۔ ان سے
کٹنا، بھاگ لینا، دین کلام و سلام، نماز پڑھنا و دین، میراث
سب مراسم قطع کرنے لازم ہیں۔ یہ بے دینی کے احکام
ہیں۔ مسلمان زندہ رہ کر تبلیغ و نصیحت کی جاوے مگر ان سے
ترک تعلق بلا وجہ نہ کیا جاوے۔ ہاں اگر ترک تعلیق سے
ان کی اصلاح ہوتی ہو تو عارضی طور پر یہ بھی کر دیا
جاوے۔

يَتَّقُونَ ﴿١١﴾ وَذُرِّيَّتَيْنِ اتَّخَذَا دِيْنَهُمَا لِيَعْبَادَهُمَا

۱۔ یعنی کفار کو تبلیغ کرتے رہو اگرچہ ان کے ایمان سے باج کی ہو۔ وہ کفار جن کے متعلق قرآن نے خبر دے دی کہ یہ ایمان نہ لائیں گے انہیں بھی آخر تک تبلیغ کی گئی
۲۔ اس آیت میں کفار کے لئے شفاعت کی نفی ہے۔ جیسا کہ اول آیت اور آخر آیت سے ظاہر ہے یا جن کی شفاعت کی نفی ہے یا جو جس کی شفاعت کا انکار ہے
مومنین کے لئے محبوبین کی شفاعت ثابت ہے **بِإِذْنِ اللَّهِ الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ الْأَنْبِيَاءُ** نماز جنازہ شفاعت ہی پر مبنی ہے۔ رب نے فرمایا **وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ** یہ
آیت شفاعت کی چٹکتی ہوئی دلیل ہے ۳۔ مذہب قبول نہ ہونا کفار کا عذاب ہے۔ مومن کے لئے خود کفار فدیہ نہیں گئے۔ نیک اعمال، قربانی، کفار، گناہ کا فدیہ ہوں

گئے۔ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ دردناک عذاب کفار کے
لئے خاص ہے مومن گناہ کو انشاء اللہ عذاب ہلکا ہو گا
۵۔ اس میں ان کفار کا رد ہے جو مومن کو بلکہ خود نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دین کی طرف لوٹ جانے
کی دعوت دیتے تھے۔ اور طرح طرح کے لالچ دے کر
ہمکنے کی کوشش کرتے تھے۔ ڈراتے دھمکاتے بھی تھے۔
اس سے معلوم ہوا کہ ارتداد سخت جرم ہے۔ اور جاہل و
ناواقف کے گناہ سے واقف کار عالم کا جرم بہت زیادہ
ہے۔ جیسا کہ بعد اذذلک اللہ سے معلوم ہوا۔ اسی لئے
اصلی کافر کو جزیہ پر چھوڑا جا سکتا ہے۔ مگر مرتد کے لئے
قتل ہے یا دوبارہ اسلام۔ اس سے جزیہ نہ لیا جائے گا۔
اس آیت میں ہدایت والے اور گمراہ کی مثال اس مسافر
سے دی گئی ہے۔ جو اپنے ساتھیوں کے ساتھ سفر میں
جاوے جنگل میں پہنچ کر شیطان اسے ہمکا دے اور غلط
راستہ پر لگا دے ساتھی اسے پکارتے ہوں۔ اور وہ ان کی
نہ مانتا ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے گمراہ رشتہ دار
ہمارے ساتھی نہیں بلکہ راہ ہار ہیں اور صالح مسلمان
اگرچہ انہی ہو مگر وہ روحانی اور ایمانی ساتھی ہے۔ اس
ایک انجمن پر ہزاروں بے دین رشتہ دار قربان ہے۔ اس
میں اشارہ فرمایا جا رہا ہے کہ نماز و فیرہ ریا کاری کے لئے
نہ پڑھ بلکہ رب کے خوف سے۔ اس لئے کہ ہمیں اس
کی بارگاہ میں پیش ہو کر جواب دہی کرنا ہے ۸۔ یہاں حق
سے مراد حکمت ہے یا درستی۔ یعنی آسمان کی ہر چیز حکمت
سے ہے اور بالکل درست ہے۔ کہ اس سے رب تعالیٰ کی
قدرت ظاہر ہوتی ہے۔

۱۳

وَعَزَّزْنَاهُمْ بِحَيَوتِهِ الدُّنْيَا وَذَكَّرْنَاهُ أَن تَبْسُلَ نَفْسَ

اور ہمیں دنیا کی زندگی سے قویب دیا اور قرآن سے نصیحت فرمائی کہ اپنی جان اپنے لئے

بِهَا كَسَبَتْ أَلَيْسَ لَهَا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيٌّ وَلَا شَفِيعٌ

بدیہی نہ ہو اسے اللہ کے سوا اس کا کوئی حامی ہو نہ مددگار نہ

وَأَن تَعْدِلَ كُلُّ عَدِيلٍ لَّا يُؤْخَذُ مِنْهَا أُولَئِكَ الَّذِينَ

اور اگر اپنے کون سے سارے دے لئے تو اس سے نہ لئے جائیں یہی وہ عداوت کے لئے ہر

أَبْسَلُوا بِهَا كَسَبُوا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَبِيمٍ وَعَذَابٌ

بہڑے تھے انہیں پینے کو کھرن پانی اور دردناک

أَلِيمٌ بِهَا كَانُوا يَكْفُرُونَ قُلْ أَدْعُوا مِن دُونِ

عذاب بدل ان کے لفظ کائنات تم فرماؤ کہ تم اللہ کے سوا اس کو

اللَّهُ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلَىٰ أَعْقَابِنَا بَعْدَ

ہمیں جو جہاد نہ تھا کرتے نہ پڑا اور اگلے پاؤں پٹا دیکھ جائیں بعد اس

أَذْهَبْنَا اللَّهُ كَالَّذِي اسْتَهْوَتْهُ الشَّيَاطِينُ فِي الْأَرْضِ

کہ کہ اللہ نے ہمیں راہ دکھائی کہ اس کی طرح جسے شیطان نے زمین میں راہ بھلا دی

حَيْرَانَ لَهُ أَصْحَابٌ يَدْعُونَهُ إِلَى الْهُدَىٰ إِنَّنَا قُلْ

جہان ہے اس کے رفیق اسے راہ کی طرف بلا رہے ہیں کہ اذہر ان تم فرماؤ کہ

إِنَّ هُدَىٰ اللَّهِ هُوَ الْهُدَىٰ وَأَفْرَأَ الْيُسْلَمَ رَبِّ الْعَالَمِينَ

اللہ کی ہدایت ہدایت ہے اور میں تم سے کہ ہم اس لئے تم کو دنیا کی ہدایت دے

وَأَن أَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَهُوَ الَّذِي يُبْرِئُ تَفْسِرُونَ

جہانوں کا اور جو کہ نماز قائم رکھو اور اس سے ڈرو اور وہی ہے جس کی طرف نہیں انصاف ہے

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ وَيَوْمَ

اور وہی ہے جس نے آسمان و زمین ٹھیک بنائے تھے اور جس دن

اب یعنی دنیا میں تو لوگوں کی پیدائش بہت آہستگی سے ہوئی۔ کوئی بھی پیدا ہوا کوئی کبھی۔ پھر ہر شخص پہلے بچہ تھا پھر جوان پھر بوڑھا۔ لیکن قیامت میں صرف کلمہ کن سے تمام مخلوق دوبارہ پیدا ہو جاوے گی۔ خیال رہے کہ یہاں کن فرمانے سے کاف نون اور حینہ امر مراد نہیں بلکہ فعلی ارادہ مراد ہے۔ یعنی پیدہ فرمانا چاہے گا تو پیدا ہو جاوے گی۔ لہذا آیت پر نہ تو یہ اعتراض ہو سکتا ہے۔ کہ ہو جاسکے کی جاوے گی اور سننے والا کون ہو گا۔ اور نہ یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ پھر صورت پھر نکلتا پھر ہو گا۔ اور اس آیت کا دوسری آیت سے تضاد ہو گا۔ فرسید آیت صاف ہے۔ ۲۔ پہلی بار یا دوسری بار اولاً صورت پھر نکلتے سے عالم قائم ہو گا اور دوسری بار پھر نکلتے سے دوبارہ پیدا ہو گا۔ مطلب یہ ہے کہ قیامت میں کسی کی ظاہری بادشاہت بھی نہ ہوگی ۳۔ یہاں باپ سے مراد چچا ہے کیونکہ حضرت ابراہیم کے والد کا نام نازخ تھا۔ وہ موحّد مومن تھے۔ چچا کا نام آذر تھا۔ یہ مشرک تھا (از قلموس و مسالک الحنا علامہ سیوطی از خزائن العرفان) عرب میں عام طور پر چچا کو باپ کہا جاتا ہے قرآن کریم نے بھی چچا کو باپ بہت جگہ فرمایا ہے۔ ﴿لَئِنْ آتَيْنَاهُ بِلَبَنٍ وَرَهْا﴾ (سفرات راضیہ و تفسیر کبیر وغیرہ از خزائن العرفان) مگر لفظ والد صرف باپ کو کہا جاتا ہے۔ یونہی لفظ ام ماں 'نانی' والی سب کو کہتے ہیں مگر والدہ صرف ماں کو 'جناب ابراہیم نے بوجہ اپنے میں دعا یوں کی ﴿فَبِالْغُلُوْفِ وَالْغُلُوْفِ﴾ (ہاں نازخ اور ان کی بیوی مراد ہیں وہ دونوں مومن ہیں۔ ۴۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ دینی تبلیغ میں کسی قربت دار یا چھوٹے بڑے کا لحاظ نہیں۔ حضرت ابراہیم نے چچا کو فرما دیا کہ تم گمراہ ہو۔ یہ ہی اخلاق انبیاء ہے۔ دوسرے یہ کہ تفسیر سنت انبیاء کے صریح۔ خلاف ہے۔ تیسرے یہ کہ بد عقیدہ کو بھی دینی رشد داری کام نہ آئے گی۔ اہل مکہ کو یہی شایا جا رہا ہے کہ اولاد ابراہیم ہونے پر فخر کرے۔ ایمان قبول کرے۔ ۵۔ یعنی جیسے ہم نے ابراہیم کو دینی بصیرت بخشی کہ وہ دار الکفر میں پیدا ہونے کے باوجود مومن بلکہ مومن مگر ہوئے ایسے ہی ہم نے ان کو دنیا کی چیزوں کی بصیرت بھی بخشی کہ انہیں عالم دکھایا۔ یعنی ان کو بین البین حاصل ہو جائے۔ چنانچہ آپ کو ایک چھری پٹان پر کھڑا کیا گیا اور فرمایا گیا۔ اوپر دیکھو۔ دیکھا تو عرش و کرسی۔ لوح و قلم۔ فرسید تمام آسمانی چیزوں حتیٰ کہ جنت میں اپنا مقام سب دیکھ دیکھا گیا۔ پھر فرمایا کہ نیچے دیکھو۔ دیکھا تو زمین تخت ارضی تک اور اس کے اندر کی تمام چیزیں دکھائی گئیں۔ مگر ہمارے حضور کو آسمانوں کی سیر بھی کرائی گئی اور تمام چیزیں بھی دکھائی گئیں۔ ۷۔ چونکہ نمود نے آپ کی ولادت سے پہلے ہی بچوں کو قتل کرنے کا حکم دے دیا تھا۔

يَقُولُ كُنْ فَيَكُونُ ۚ قَوْلُهُ الْحَقُّ وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنفَخُ

تھا کہ ہر چیز کو کہے گا ہو جاوے گا اور توڑ دیا جائیگا اس کی بات سب سے اور اس کی مملکت سب سے

فِي الصُّورِ عَلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ

ان امور کو سمجھا جائے گا ہر چہ اور ظاہر کا جاننے والا اور حق سے محنت والا خبردار

وَاذْ قَالِ اِبْرٰهِيْمُ لِرَبِّهٖ اِذَا رَا اَتَّخِذُ اصْنَامًا مَّا رِبٰهُ

اور یاد کرو جب ابراہیم نے اپنے باپ سے کہا کیا تم جنوں کو خدا بناتے ہو

اِنِّیْ اَرٰیكَ وَقَوْمَكَ فِی ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝ وَكَذٰلِكَ نُرِیْ

جنگ میں ہمیں اور تمہاری قوم کو گمراہی میں پاتا ہوں کہ اور اسی طرح ہم

اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَیَكُوْنَ مِنَ

ابراہیم کو کہاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی فی اور اسلئے کہ وہ ہیں

الْمُوقِنِیْنَ ۝ فَلَمَّا جَنَّ عَلَیْهِ الْیَلُ رَا كَوْكَبًا قَائِلًا

الوں میں ہو جائے گی پھر جب ان پر رات کا اندھیرا آیا آیت تلا دیکھا جو نے

هٰذَا اِنِّیْٓ فَلَیْمًا اَقْلَ قَالَ لَا اَحِبُّ الْاَقْلِیْنَ ۝ فَلَمَّا

اسے میرا رب ظہر کرتے ہوئے پھر جب وہ قوب کیا تو مجھے عرض نہیں کرتے تو نے دیکھا

رَا الْقَمَرَ بَارِعًا قَالْ هٰذَا اِنِّیْٓ فَلَیْمًا اَقْلَ قَالَ لَیْسَ لَمْ

تم پھر جب چاند چمکا دیکھا جو نے اسے میرا رب جلتے ہوئے پھر جب وہ قوب کیا

یَهْدِیْٓ اِنِّیْٓ لَکُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّالِّیْنَ ۝ فَلَمَّا رَا

میرے میرا رب ہدایت نہ کرتا تو میں بھی انہیں گمراہوں میں جوتا ہوں پھر جب سورج چمکاتا

الشَّمْسُ بِاِزْرَعَةٍ قَالْ هٰذَا اِنِّیْٓ فَلَیْمًا اَقْلَ

دیکھا جو نے اسے میرا رب کہتے ہوئے تو ان سے بڑا ہے پھر جب

قَالَ یَقُوْمُ اِنِّیْٓ بِرَبِّیْٓ ؕ مِمَّا تَشْرِكُوْنَ ۝ اِنِّیْٓ وَجَّهْتُ

وہ قوب کیا کہاتے قوم کہ میرا رب ان چیزوں سے نہیں تم فریب کھاتے ہو میں نے اپنا

اس لئے آپ کی والدہ نے آپ کو ایک محفوظ جگہ میں پرورش کیا۔ آپ قریباً سات سال تک اس میں رہے۔ جب باہر تشریف لائے اور قوم کو دیکھا کہ وہ چاند و تاروں کی پوجا کرتے ہیں تو آپ نے بطور انکار یہ کلام فرمایا۔ خیال رہے کہ آپ کے اس کلام میں تاروں وغیرہ کی الوہیت کا اقرار نہیں ہے کہ یہ شرک ہے اور انبیاء کرام معصوم ہیں بلکہ ان سے انکاری سوال ہے کہ آیا میرے رب یہ ہیں ۸۔ اسی کو منطقی لوگ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ دنیا اولیٰ بدلتی رہتی ہے اور ہر بدلنے والی چیز نوید ہے اور نوید کو خالق کی ضرورت ہے۔ لہذا دنیا خالق کی حاجت مند ہے۔ سبحان اللہ اس لڑکین میں یہ عقل و دانائی معلوم ہوا کہ انبیاء کرام کا حکم لدنی ہوتا ہے۔ وہ بغیر کسی کے حکم کے پڑھاتے عالم ہوتے ہیں ۹۔ یعنی مجھے رب نے اول ہی سے ہدایت یافتہ بنایا ہے لہذا میں گمراہوں میں سے نہیں ہوں ۱۰۔ جس منوٹ حقیقی

(بقیہ صفحہ ۳۱۷) میں ہے اس لئے نص نہ کرو عنوت دونوں طرح استعمال کر سکتے ہیں۔ چنانچہ یہاں جس کے لئے بڑا عنوت اور ہذا کہ ارشاد ہوا اور ہذا کو نہ کرانا لفظ رب کے اوپ کے لئے ہے اب انکے عنوت میز جمع طالب قربانے سے معلوم ہوا کہ آپ نے ایک آن کے لئے بھی شرک نہ کیا۔ جو کوئی ان آیات سے ان جناب کی طرف شرک منسوب کرے وہ خود جاہل اور بے دین ہے۔

۱۔ خیف کے معنی ہیں قیام جس لئے دینوں سے صاف۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن وہی ہے جو تمام جھوٹے دینوں سے ہزار اور پتھر ہو۔ یہی سنت ابراہیمی ہے۔ ۲۔

ابراہیم علیہ السلام کی ہدایت فطری تھی کہ آپ یحییٰ شریف سے ہی عارف باللہ تھے۔ اس لئے آپ نے بھی شرک، کفر کوئی گناہ نہ کیا۔ یہی حال سارے پیغمبروں کا ہے۔ کہ وہ رب سے ہدایت یافتہ ہوتے ہیں۔ ۳۔ کسی کے ذریعہ نقصان پہنچ سکتا ہے۔ معلوم ہوا کہ نفع نقصان مخلوق سے پہنچ جاتا ہے۔ قرآن کے ارادے سے مخلوق سبب ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم نے ایسے خطرناک موقع پر بھی قیہ نہ کیا بلکہ اپنے ایمان کا اعلان فرمادیا۔ ۴۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر کے دل میں مخلوق کی ایسی ہیبت نہیں آتی جو انہیں ارادے فرانکس سے روک دے۔ ۵۔ ابراہیم علیہ السلام نے یہ تمام گفتگو اپنی قوم سے اس وقت فرمائی جب انہوں نے کہا کہ ہمارے بچوں سے خوف کرو۔ وہ تم کو نقصان پہنچا دیں گے۔ مقصد یہ ہے کہ جس قوی و قادر رب سے ڈرنا چاہیے اس سے تم ڈرتے نہیں اور جن مجبور لکڑی، پتھروں سے نہ ڈرنا چاہیے ان سے مجھے ڈرتے ہو۔ ۶۔ یعنی میں اس کا مستحق ہوں اور تم تم عذاب کے سزاوار ہ۔ اس آیت میں ایمان سے مراد لغوی ایمان ہے یعنی اللہ کو ماننا اور ظلم سے مراد ہے شرک، کفار کہ اللہ کو مانتے تھے ساتھ میں ہوں کو بھی اور یہ سمجھتے تھے کہ یہ شرک توحید کی تکمیل ہے۔ ان کے رد میں یہ آیت اتری۔ اسے جھگڑا مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں رہ فرماتا ہے إِنَّ الْإِسْلَامَ لَطَمٌ خَبِيرٌ ۸۔ یعنی ایسے ظلم مومن کے لئے دنیا میں قبر میں آخرت میں امن ہے کہ وہ دنیا میں شرک سے قبر و حشر میں عذاب نار سے محفوظ رہتا ہے اگرچہ کبھی دنیاوی مصیبت آ جاوے۔ ۹۔ معلوم ہوا کہ انبیاء کا ظلم لدنی ہوتا ہے کہ انہیں کسی کی شاگردی کی ضرورت نہیں ہوتی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ان کے دلوں پر قہر اللہ کی ہیبت نہیں آتی۔ اگر قادوسی نبی ہوتا وہ دنیا میں کسی کا شاگرد نہ ہوتا۔ کفار کی فحاشی میں اور لوگوں کے چندوں پر گزارہ نہ کرتا۔ اور لوگوں کے خوف کی وجہ سے ج نہ چھوڑتا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ کا سورج وغیرہ کو ہذا دینا شرک نہ تھا بلکہ رب کی بتائی ہوئی دلیل و حجت تھی۔ اسی لئے رب نے اسے حجتاً فرمایا۔ ۱۰۔ محل اپنے فضل و کرم سے اب معلوم ہوا کہ بلندی درجات نہ قابلیت پر موقوف ہے نہ اپنے فضل پر لگائی ہے۔ انکو ہر جس کے ان علیہ فرشتوں کو آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ میں جھکا دیا۔ جنہوں نے انہی ایک سجدہ نہ کیا تھا۔ معلوم ہوا کہ نبی ساری مخلوق سے افضل ہوتے ہیں۔ کوئی ان کی مثل نہیں ہوتا۔ اگر وہ ہماری مثل ہوں تو اس آیت کے خلاف ہوگا۔

ابراہیم علیہ السلام کی ہدایت فطری تھی کہ آپ یحییٰ شریف سے ہی عارف باللہ تھے۔ اس لئے آپ نے بھی شرک، کفر کوئی گناہ نہ کیا۔ یہی حال سارے پیغمبروں کا ہے۔ کہ وہ رب سے ہدایت یافتہ ہوتے ہیں۔ ۳۔ کسی کے ذریعہ نقصان پہنچ سکتا ہے۔ معلوم ہوا کہ نفع نقصان مخلوق سے پہنچ جاتا ہے۔ قرآن کے ارادے سے مخلوق سبب ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ پیغمبر کے دل میں مخلوق کی ایسی ہیبت نہیں آتی جو انہیں ارادے فرانکس سے روک دے۔ ۵۔ ابراہیم علیہ السلام نے یہ تمام گفتگو اپنی قوم سے اس وقت فرمائی جب انہوں نے کہا کہ ہمارے بچوں سے خوف کرو۔ وہ تم کو نقصان پہنچا دیں گے۔ مقصد یہ ہے کہ جس قوی و قادر رب سے ڈرنا چاہیے اس سے تم ڈرتے نہیں اور جن مجبور لکڑی، پتھروں سے نہ ڈرنا چاہیے ان سے مجھے ڈرتے ہو۔ ۶۔ یعنی میں اس کا مستحق ہوں اور تم تم عذاب کے سزاوار ہ۔ اس آیت میں ایمان سے مراد لغوی ایمان ہے یعنی اللہ کو ماننا اور ظلم سے مراد ہے شرک، کفار کہ اللہ کو مانتے تھے ساتھ میں ہوں کو بھی اور یہ سمجھتے تھے کہ یہ شرک توحید کی تکمیل ہے۔ ان کے رد میں یہ آیت اتری۔ اسے جھگڑا مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں رہ فرماتا ہے إِنَّ الْإِسْلَامَ لَطَمٌ خَبِيرٌ ۸۔ یعنی ایسے ظلم مومن کے لئے دنیا میں قبر میں آخرت میں امن ہے کہ وہ دنیا میں شرک سے قبر و حشر میں عذاب نار سے محفوظ رہتا ہے اگرچہ کبھی دنیاوی مصیبت آ جاوے۔ ۹۔ معلوم ہوا کہ انبیاء کا ظلم لدنی ہوتا ہے کہ انہیں کسی کی شاگردی کی ضرورت نہیں ہوتی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ان کے دلوں پر قہر اللہ کی ہیبت نہیں آتی۔ اگر قادوسی نبی ہوتا وہ دنیا میں کسی کا شاگرد نہ ہوتا۔ کفار کی فحاشی میں اور لوگوں کے چندوں پر گزارہ نہ کرتا۔ اور لوگوں کے خوف کی وجہ سے ج نہ چھوڑتا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ کا سورج وغیرہ کو ہذا دینا شرک نہ تھا بلکہ رب کی بتائی ہوئی دلیل و حجت تھی۔ اسی لئے رب نے اسے حجتاً فرمایا۔ ۱۰۔ محل اپنے فضل و کرم سے اب معلوم ہوا کہ بلندی درجات نہ قابلیت پر موقوف ہے نہ اپنے فضل پر لگائی ہے۔ انکو ہر جس کے ان علیہ فرشتوں کو آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ میں جھکا دیا۔ جنہوں نے انہی ایک سجدہ نہ کیا تھا۔ معلوم ہوا کہ نبی ساری مخلوق سے افضل ہوتے ہیں۔ کوئی ان کی مثل نہیں ہوتا۔ اگر وہ ہماری مثل ہوں تو اس آیت کے خلاف ہوگا۔

اب یعنی حضرت ابراہیم کی اولاد میں یہ سارے نبی ہوئے۔ خیال رہے کہ حضرت ابراہیم ابو الانبیاء ہیں کہ آپ کے بعد والے تمام نبی آپ کی اولاد میں ہیں۔ رب فرماتا ہے **يَعْلَمُونَ كَذِبُهُمْ وَكُفْرَهُمْ بِآيَاتِهِ** اگر چاہیوں نبی ہوتا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں ہوتا۔ یہاں راہ دکھانے سے مراد فطری ہدایت ہے جو انبیاء کرام کو رب تعالیٰ پر اکل سے پہلے ہی اپنی ذات و صفات حق و باطن میں فرق کرنے کی ہدایت بخشتا ہے۔ یعنی علیہ السلام نے پیدا ہوتے ہی فرمایا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اس کا رسول ہوں۔ برکت والا ہوں۔ ص۔ یعنی اچھی اولاد بھی نیک کاروں کی نیکی کا نتیجہ ہے۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ نبوت نیک اعمال سے حاصل ہوتی ہے۔ بلکہ نبوت کے ذریعہ نیکی ملتی ہے۔ لہذا آیت پر کوئی غبار نہیں۔ ص۔

اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نبی کی شکل کوئی نہیں ہو سکتا کیونکہ جب وہ تمام عالم سے افضل ہوئے تو جو بھی ہو گا عالم میں ہی ہو گا پھر وہ ان کی شکل کیسے ہو گیا۔ دوسرے یہ کہ نبی فرشتوں سے بھی افضل ہیں۔ خیال رہے کہ یہاں عالمین سے مراد غیر نبی ہیں۔ لہذا اس سے نہ تو یہ لازم آتا ہے کہ یہ حضرات ہمارے حضور سے افضل ہوں اور نہ ہی یہ لازم آتا ہے کہ خود اپنے پر افضل ہوں۔ جو کسی غیر نبی کو نبی کی طرح مانے وہ گمراہ ہے۔ ہ۔ بزرگی دی اور نبوت و رسالت بخشی۔ بعض اس لئے فرمایا کہ تمام نبی نہ تھے ایسے ہی بعض انبیاء کے قربت دار کافر تھے۔ ص۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کی گمراہی غیر ممکن ہے کہ رب کی دی ہوئی ہدایت کو کوئی نہیں چھین سکتا۔ جیسے سورج و چاند کوئی بجھا نہیں سکتا۔ لہذا نہ ان پر شیطان کا داؤ چلے نہ کسی اور طاغوت کا۔ رب نے انہیں سے فرمایا تھا۔ **إِنْ يَبَادُوا بِغَيْبَتِنَا فَلْيَسْتَظِلُّوا**۔ ص۔ معلوم ہوا کہ ہدایت نبوت خاص کرم ہے جو خاص بندوں کو ملتا ہے۔

کوئی عمر بھر عبادت سے بھی نبی تو کیا صحابی نہیں بن سکتا۔ یہ ہدایت کسی نہیں محض وہی ہے۔ اس لئے فرمایا گیا۔ اللہ جسے چاہے دے۔ ۸۔ یہاں شرک سے مراد کفر ہے یعنی اگر تمہیں نے کفر کیا ہوتا تو ان کے نیک اعمال زیادہ ہو جاتے کہ نہ ان کے نام رہتے نہ فیضان لیکن ان کے نام فیضان بلکہ کام تابد باقی ہیں چنانچہ جناب ابراہیم کا کعبہ صفا مردہ ترقیانی سب موجود ہیں۔ لہذا وہ حضرات مومن تھے۔ یونہی اگر صحابہ حضور کے بعد کافر ہو گئے ہوتے تو ان کا نام 'کافر' فیضان باقی نہ رہتے۔ مگر حضرت صدیق کی مسجد نبوی' مرفاروق کی نماز گاہوں۔ فتوحات اسلامیہ' جناب عثمان کا مع کیا ہوا قرآن سب موجود ہیں۔ معلوم ہوا کہ وہ مومن ہیں۔ ۹۔ یعنی آسمانی کتاب خواہ مجھے کی شکل میں ہونا یا قاعدہ کھل کتاب اور خواہ بلا واسطہ عطا فرمائی گئی ہو یا نبی کے واسطے سے۔ لہذا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہر نبی کو مستقل طور پر علیحدہ کتاب عطا ہوئی ہو۔ دیکھو موسیٰ

اولاد اسمعيل	۲۱۹	الانعام
<p>لَقَدْ آسَخْنَا يُعْقُوبَ كُلًّا هَدَيْنَا وَنُوحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ وَأَيُّوبَ وَيُوسُفَ</p> <p>راہ دکھائی اور اس کی اولاد میں سے لے۔ داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف</p> <p>وَمُوسَىٰ وَهَارُونَ وَكَذَٰلِكَ نُخَيِّرُ الْمُحْسِنِينَ</p> <p>اور موسیٰ اور ہارون کو لے۔ اور ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں نیکو کاروں کو لے</p> <p>وَزَكَرِيَّا وَيَحْيَىٰ وَعِيسَىٰ وَإِيلَاسَ كُلًّا مِّنَ الصَّالِحِينَ</p> <p>اور زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور ایلاس کو یہ سب ہمارے قریب کے نبی ہیں</p> <p>وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيُوسُفَ وَلُوطًا كُلًّا فَضَّلْنَا</p> <p>اور اسماعیل اور یسح اور یوسف اور لوط کو اور ہم نے ہر ایک کو اس کے</p> <p>عَلَى الْعَالَمِينَ وَمِنْ آبَائِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ وَإِخْوَانِهِمْ</p> <p>وقت میں سب پر فضیلت دی کہ اور کہا گئے باپ دادا اور بھائیوں میں سے جس کو</p> <p>وَاجْتَبَيْنَاهُمْ وَهَدَيْنَاهُمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ</p> <p>اور ہم نے انہیں چن لیا اور سیدھی راہ دکھائی کہ</p> <p>ذَٰلِكَ هُدَى اللَّهِ يَهْدِي بِهِ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحِطَّ عَلَيْهِمْ تَوَاتُرًا يُعْمَلُونَ</p> <p>اور اگر وہ شرک کرتے تو ضرور ان کا کھل اکارت جاتا کہ</p> <p>أُولَٰئِكَ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ</p> <p>یہ ہیں جن کو ہم نے کتاب دی اور حکم اور نبوت عطا کی کہ</p> <p>فَإِنْ يَكْفُرْ بِهَا هَٰؤُلَاءِ فَقَدْ وَكَلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوا</p> <p>تو اگر یہ لوگ اس سے منکر ہوں کہ تو ہم نے اس کو ایسے ایک ایسے قوم کا رکھی ہے جو انکار</p>		

علیہ السلام کو قرینہ فی اور حضرت ہارون اور داؤد سے پہلے کے تمام نبی اسی نوریت کے مبلغ ہوئے۔ آدم علیہ السلام کو مجھے عطا ہوئے۔ ان کے بعد بہت سے رسول ان پیغمبروں کے مبلغ ہوئے۔ ص۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ کوئی پیغمبر علم و حکمت سے خالی نہیں کیونکہ یہاں حکمت سے مراد کتاب الہی کی فہم اور ان کی خاص تعلیم ہے۔ دوسرے یہ کہ کوئی نبی اصل نبوت میں کسی دوسرے نبی کا تابع نہیں۔ تمام انبیاء مستقل اور ذاتی نبی ہیں۔ ہاں کتاب میں بعض نبی بعض کے تابع ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے نبوت کو علیحدہ طور پر جان فرمایا لہذا قادری ہدیہ دی 'حق' 'مراق' 'ذاتی' 'ملکی' 'مطلق' 'پر' 'نبی' ہونا باطن محض ہے۔ اللہ کفار کذب و سرور ان قریش یا وہ تمام کفار جو آخر دم تک ایمان لانے والے نہ تھے۔

۱۔ اس میں بھی خبر ہے کہ آپ کا دین غالب ہو کر رہے گا خواہ یہ کفار ہو کریں یا نہ کریں اور اس ہدکار قوم سے مراد یا مہاجرین و انصار یا سارے صحابہ یا قیامت تک کے سارے دو مومن ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ خدمت دین کی توفیق بخشے۔ علماء اولیاء ملاطین۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دین کی خدمت کی توفیق ملنا خاص عطیہ ربانی ہے کسی کو کبھی نہیں ۲۔ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سارے پیغمبروں کی صفات سے موصوف ہیں کیونکہ یہاں اقدام سے مراد اطاعت نہیں اس لئے کہ ہمارے رسول کسی نبی کے مطیع نہیں بلکہ سب ہمارے رسول کے قبیح ہیں۔ لہذا حضور سارے نبیوں کے ہمدرد ہیں۔ یعنی جو کلمات ان پیغمبروں نے و کلمات تم سب

عالم فرماؤ اور تمام صفات کے جامع ہو جاؤ سبحان اللہ سبحان
کیونکہ میں تم کو دیتے آیا ہوں تم سے لینے نہیں آیا۔
روں کو بڑے ہمارا اثر دے سکتے ہیں۔ حضور کو اثر
رب ہوا دے گا۔ تمام مخلوق تو ان کے ور کی بھکاری ہے۔
نیز حضرت مظلوظات کبریا ہیں۔ رب بلا معاوضہ دیتا ہے۔
میر بھی بلا معاوضہ عطا کرتے ہیں۔ نیز ہماری کوئی
خدمت نبی پاک کی معولی عطا کا معاوضہ نہیں بن سکتی۔
۴۴۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نبی بھی اپنی
نبوت کو مقرر اوقات کا دلچرہ نہیں بناتے۔ اپنے کسب سے
کھاتے اور کھلاتے ہیں۔ مگر مرزا قادیانی نے نبوت کا
باطولک چا کر لوہوں کی سی زندگی گزار دی۔ دوسرے یہ
کہ حضور ساری مخلوق کے نبی ہیں اور قرآن ساری
خلقت کے لئے ہدایت ہے خواہ فرشتے ہوں یا جنات۔
انسان، جانور، درخت، پتھر فرشتہ جس کا رب اللہ ہے۔
حضور اس کے نبی ہیں ۵۰۔ شان نزول۔ یہ آیت یہود کے
ایک بڑے عالم مالک ابن صفیہ کے متعلق نازل ہوئی جو
حضور سے مناظرہ کرنے آیا۔ پھر ناکام ہو کر ایسا بیہوش ہو
گیا کہ بولا اللہ نے کسی انسان پر کچھ وحی نہ
بجھائی جس پر خود اس کی قوم ناراض ہو گئی کہ تو نے ہمارا
بھی بیڑہ غرق کر دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کا منکر کبھی
خدا کو پہچان سکتا ہی نہیں۔ خدا کی قدر وہی جان سکتا ہے
جو نبی کی قدر جانتے ۶۔ مالک ابن صفیہ تھا بڑا موٹا خوب
پلا ہوا، حضور نے پہلے اس سے پوچھا کہ کیا تو نے توحید
کئی یہ آیت دیکھی ہے کہ اللہ مومن پادری کو پسند نہیں
کرتا وہ بولا۔ ہاں حضور نے فرمایا کہ تو مولا پادری ہے۔
بلکہ توحید تو مردود ہے۔ مالک ابن صفیہ کو غصہ آگیا
اور بدلا کہ اس نے کسی بشر پر کوئی کتاب اتاری ہی نہیں۔
یہاں الزام کے طور پر اس سے فرمایا جا رہا ہے کہ اگر ایسا
ہے تو موسیٰ علیہ السلام پر توحید کس نے اتاری تھی۔
خیال رہے کہ مومن پادری کے مراد وہ پادری تھے جو حرام
خوری کر کے خوب مومن تارے ہو جاتے تھے ۷۔ ہمار
لوگوں سے مراد صرف بنی اسرائیل ہیں کیونکہ موسیٰ علیہ

بِمَا يَكْفُرِينَ ﴿٨١﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبُهْدَاهُمْ

والی نہیں ہے۔ میں بھی کوائف نے ہدایت دی تو تم انہیں کی راہ

اَقْتَدِرْ قُلُوبًا لَّا اَسْأَلُكُمْ عَلَيْهَا اَجْرًا اِنْ هُوَ اِلَّا

چلو تم فراد میں قرآن پڑھو تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا وہ تو انیس مگر

ذِكْرَىٰ لِلْعَالَمِينَ ﴿٦٠﴾ وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ إِذْ

نصیحت سارے جہان کو ملے اور یہود نے اللہ کی قسم نہ مانی، یہی چاہیے تھی

قَالُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَى بَشَرٍ مِّن شَيْءٍ قُلْ مَنْ

جب بلائے اللہ نے کسی آدمی پر کہ وہ نہیں اتارا تو تم فرماؤ

أَنْزَلَ الْكِتَابَ الَّذِي جَاءَ بِهِ مُوسَى نُورًا وَهُدًى

کس نے ہماری وہ کتاب جو مولیٰ لائے تھے کہ روٹنی اور لوگوں کے لئے

لِّلنَّاسِ تَجَعَلُونَهُ قَرَاطِيسَ يُبَدِّلُونَهَا وَيُخْفُونَ

ہدایت میں جس کے ہم نے ایک ایک کا نڈ بنا لئے ہیں ظاہر کرتے ہو اور امت سے

كثُرًا وَعَلَيْكُمْ مَا لَمْ تَعْلَمُوا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ قُلْ

انہاں نے بولے اور آپس میں دیکھا یا جانتا ہے جو ہم کو معلوم تھا نہ تھا ہے یا پھر واوا کوئی اللہ

اللَّهُ ثُمَّ ذَرَهُمْ فِي خَوْضِهِمْ يَلْعَبُونَ ﴿٩﴾ وَهَذَا كِتَابٌ

کہوٹہ پھر انہیں چھوڑ دو اور ان کی بے پروائی میں انہیں ٹھیکتا لے لو۔ وہ ہے برکت والی

أَنزَلْنَاهُ مَبْرُكًا مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ

سنا کہ ہم نے انہاری تعلیمی فرمائی ان کتابوں کی جو آئے تھیں اور اس لئے کہ

أَمَّا الْقَائِمُ وَمَنْ حَوْلُهَا وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ

تم نے سنا وہ سب بستیوں کے سردار کو اور جو کوئی سارے جہان میں اس کے لئے نہیں تھا اور جو آخرت

يُؤْمِنُونَ بِهِ وَهُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ﴿٩٦﴾

پھر ایمان لاتے ہیں اس شراب پر ایمان لاتے ہیں اور اپنی غار کی مخالفت کرتے ہیں کہ

علیہ السلام صرف انہیں کے ہی تھے۔ خیال رہے کہ ایک جگہ تورات کو پتلیا ڈال دینا فرمایا گیا۔ کیونکہ جب تورات اتری تھی تو بیان لکھ لکھ کر ہی مکرہب حضرت موسیٰ سے وہ زین پر گر گئی تو ہدایت ہانی روگئی جان سختی نفعی اٹھا لیا گیا اللہ آیات میں تضاد نہیں ۸۔ تورات کا جو حصہ ظاہر کرنے کو منتخب کیا کچھ چھپا رکھے گا کیونکہ تورات شریف صرف پادروں کے قبضہ میں تھی۔ قرآن مجید کی طرح عام لوگوں کے پاس نہ تھی۔ قرآن کا تو پچھ پچھ حافظ ہے۔ الحمد للہ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ نے تورات کی حفاظت نبی اسرائیل کے ذمے فرمائی تھی۔ لہذا اس میں غلط ہو گیا۔ لیکن قرآن کی حفاظت اپنے زور کرم پر ہی اللہ محفوظ رہا۔ ۱۰۔ یعنی آج حضور کے ذریعہ ہمیں وہ علوم دیتے جا رہے ہیں جو تم سے پہلے کسی کو نہ دیئے گئے تھے۔ ان کی قدر کرو ۱۱۔ یعنی اگر مالک ابن صیف اب یہ نہ کہے کہ تورات اللہ تعالیٰ نے موسیٰ

(تقریباً صفحہ ۲۲۰) پر اتاری تھی جو تم خود فرماؤ کہ اللہ نے اتاری تھی ۱۲۔ یعنی ان کے نہ ماننے پر () غم نہ کرو یہ مطلب نہیں کہ انہیں تبلیغ نہ فرماؤ۔ لہذا یہ آیت منسوخ نہیں بلکہ یہ ۳۳۔ معلوم ہوا کہ قرآن کریم کے بعد نہ کوئی آسمانی کتاب آئے والی ہے نہ یا نبی۔ کیونکہ قرآن نے کسی نبی یا کتاب کی خوشخبری نہ دی۔ صرف مکرہتہ کی تصدیق فرمائی ۱۲۔ خیال رہے کہ تمہاری حفاظت کمال ہے نہ کہ صرف بڑھ لانا۔

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ قَالَ أُوحِيَ إِلَيَّ وَلَمْ يُوحَ إِلَيْهِ شَيْءٌ وَمَنْ قَالَ سَأُنْزِلُ مِثْلَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الظَّالِمُونَ فِي غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطُو أَيْدِيهِمْ أَخْرِجُوا أَنْفُسَكُمُ الْيَوْمَ تُخْرَجُونَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ آيَاتِهِ تَسْكِبُونَ ۚ وَلَقَدْ جِئْتُمُونَا فُرَادَىٰ كَمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَتَرْكَبْتُمْ مَا Χَلَقْنَاكُمْ وَرَاءَ ظُهُورِكُمْ وَمَنْ نَرَىٰ مَعَكُمْ شُفَعَاءَ الَّذِينَ زَعَمْتُمْ أَنَّهُمْ فِيكُمْ شُرَكَاءُ لَقَدْ تَقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ سَاجِدَاتُنَا فَعَرَسَ لَكُمْ فِرَاقَهُمُ الْمَلَائِكَةُ لَوْلَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ فَمَا لِيَ بِاللَّهِ مُدِيرِكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوَىٰ ۚ وَمَنْ يَرِ الْغَيْثَ إِذَا سَلَ ۖ أَوْ لَرَىٰ السَّمَاءَ إِذَا أُنْفِثَتْ الْكَوَاكِبُ ۖ أَوْ يُرَىٰ الْوَدَانَ إِذَا حُدَّ فَسَادُ الْغَايِ ۚ وَإِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا عَذَابًا دُونَ ذَلِكَ وَلَٰكِن لَّا يُدْرِكُونَ ۚ

(تقریباً صفحہ ۲۳۱) صوا اے اور فرماتا کہ وَالْعُقَا بَيْنَهُمْ يُنْفَخُ الخ ۱۰ یعنی جن شیاطین نے تم سے وعدے کئے تھے کہ قیامت میں ہم تمہیں بچھڑائیں گے۔ آج تم خوب بہت پرستی کرو اور آج غائب ہو گئے۔ نہ دعویدار تمہارے ساتھ ہیں نہ ان کی مدد اللہ اب اس پر دلیل قائم فرمائی جا رہی ہے۔ کہ ہم کسی کی مدد کے حاجت مند نہیں۔ غنی اور بے پروا ہیں۔ جو ہم کو حاجت مند سمجھ کر ہمارا ولی کسی کو مانے وہ مشرک ہے۔ رب فرماتا ہے وَلَمْ يَكُنْ لَهُ وَلِيٌّ مِنَ الْعَالَمِينَ لَيْسَ جِبِّ اَمٍ وَاَنْتَ حَمَلِيْ جِبِّ كَرِهٍ اَوْسَ اَمَلٍ سَكَنَ جِبِّ۔ تو دوسرے کلاموں میں غیر کے حاجت مند کیوں ہوں گے ۱۲ جان دار سبز کو بے جان وادہ دے۔ جان دار انسان کو بے جان لاش سے بخلاف اس کو بے جان

انہوں سے ایسے ہی عالم کو جال سے 'ولی کو کافر سے' مومن کو منافق سے پیدا فرماتا ہے ایسے ہی اس کے برعکس بھی ہے۔ یہ سب اس کی حکمت کی قوی دلیل ہے۔
۱۔ صبح کے وقت مشرق کی طرف روشنی دھانکے کی طرح نمودار ہوتی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس خطے تاریکی چاک کر دی۔ یہ بھی اس کی قدرت ہے۔ ایسے ہی وہ کفر کی ظلمت چھا کر اس میں نبوت کا نور پھیلانے والا ہے ۲۔ اس طرح کہ چاند سے قمری مینے اور سورج سے شمس مینے بنتے ہیں۔ چاند سے اسلامی عبادات اور سورج سے موسموں نمازوں کا حساب لگتا ہے غرضیکہ ان میں عجیب قدرت کے کرشمے ہیں ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ علم ریاضی بھی اعلیٰ علم ہے کہ اس سے رب تعالیٰ کی قدرت کاملہ ظاہر ہوتی ہے۔ رب نے آسمانی اور زمینی چیزوں کو اپنی قدرت کا نمونہ بنایا ہے ۴۔ کہ مادیوں سے سمت اور وقت کا پتہ لگتا ہے۔ اس سے فکلی اور دلیا کے سفر طے ہوتے ہیں۔ ایسے ہی صحابہ کرام کے ذریعے ہدایت ملتی ہے۔ اسی لئے حدیث شریف میں صحابہ کرام کو تارے فرمایا۔ یعنی تمام چیزیں علم والوں کی رہبری کرتی ہیں یہاں علم سے مراد وہ علم ہے جو معرفت الہی کا ذریعہ ہو۔ اُس سے جو خالی ہو وہ علم نہیں بلکہ جہالت ہے۔ ۵۔ معلوم ہوا کہ حضرت جوا بھی آدم سے ہی پیدا ہوئی ہیں اس لئے انسانوں کے اصل اصول صرف آدم ہی ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مرد عورت سے افضل ہے کہ اس کی اصل اصول ہے۔ اسی لئے قرآن شریف کے اکثر احکام میں مردوں سے خطاب ہے۔ عورتیں ان کی تابع ہو کر داخل ہیں نہ۔ مشفق سے مراد زندگی میں زمین پر رہنا ہے اور مستور سے مراد بعد موت زمین کے اندر رہنا یا پہلے سے مراد ماں کے پیٹ میں رہنا ہے اور دوسرے سے مراد باپ کی پشت میں ٹھہرنا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا کا قیام اور ہمارا یہاں رہنا عارضی ہے۔ اصلی مقام آخرت ہے۔ اس لئے دنیا کو دارالقرار یعنی بھاگ جانے کی جگہ اور آخرت کو دارالقرار مستقل ٹھہرنے کی جگہ کہتے ہیں

ذِكْرُ اللَّهِ فَإِنِّي تُؤْفَكُونَ ﴿۱۰﴾ فَإِنِّي الرُّضْبَارُ وَجَعَلَ النَّيْلُ

یہ ہے اللہ تمہارا دوسرا ہے تاکہ تمہاری ہاک کر کے میں نکالنے والا اور اس نے رات کو

سَكَنًا وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ حُسْبَانًا ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ

ہمیں بنایا اور سورج اور چاند کو حساب نگار یہ مادیات زمین پر

الْعَالَمِينَ ﴿۱۱﴾ وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ النُّجُومَ لِتَهْتَدُوا بِهَا

وَاللَّهِ سَاجِدٌ اور وہی ہے جس نے تمہارے لئے تارے بنائے کہ ان سے راہ پاؤ

فِي ظُلُمَاتِ اللَّيْلِ وَالْبَصَرُ قَدْ فَضَّلْنَا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿۱۲﴾

ظلمتوں اور قمری کے اندھروں میں تاکہ ہم نے نشانیاں مقرر کیں جان کر وہ علم والوں کیلئے

وَهُوَ الَّذِي أَنشَأَكُمْ مِن نَفْسٍ وَاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ

اور وہی ہے جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا ہر کہیں میں ٹھہرنا ہے

مُسْتَوْدَعٌ قَدْ فَضَّلْنَا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَفْقَهُونَ ﴿۱۳﴾ وَهُوَ

اور کبریاں رکھتا ہے جگہ ہم نے مقرر کر دی ہیں جان کر وہ علم والوں کیلئے اور وہی

الَّذِي أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ كَافًّا فَخَرَجْنَا بِهِ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ

ہے جس نے آسمان سے پانی اتار دیا تو ہم نے اس سے ہر گھنے والی چیز نکالی تاکہ

فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُتَرَاكِبًا وَمِنَ

تو ہم نے اس سے نکالی پھری ہر شے سے دانے نکالتے ہیں ایک دوسرے پر چڑھ کر

النَّخْلِ مِنَ طَلْعِهَا قَنَاطِيرُ ذَرَانٍ وَمَجْنِبٌ مِّنْ غَنَابٍ

اور کھجور کے گھاجھے سے داس داس چمکے اور انگور کے دانے

وَالزَّيْتُونِ وَالزَّيْتَانِ مُشْتَبِهًا وَغَيْرَ مُتَشَابِهٍ انظُرُوا

اور زیتون اور انار کی کسی بات میں ملنے اور کسی بات میں الگ ہونے اس کا کھل

إِلَى ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ وَيَنْعِهِ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ

دیکھو جب پھلے اور اس کا پھل بکھڑے ہو اس میں نشانیاں ہیں ایمان

۸۔ جنہیں دنیا کی سمجھ ہو۔ جو دنیا کو دیکھ کر آخرت کا پتہ لگالیں۔ ایسی سمجھ اللہ کی بڑی نعمت ہے۔ مگر ہر ایک کو نہیں ملتی۔ ۹۔ یعنی آسمان کی طرف سے یا آسمان کے سب سے کہ سورج کی گرمی سے سمندر کا پانی بھاپ بن کر اڑا۔ پھر زمزم کی ٹھنڈک سے ہادل بنا پھر بارش بن کر ٹپک دینا بارش آسمان سے نہیں آتی بلکہ ہاول سے آتی ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ پانی اور تمام چیزوں کا تفریق آسمان ہے۔ سمندر اور کونہیں وغیرہ میں وہاں سے پانی اُڑتا ہے۔ رب فرماتا ہے۔ وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمِمَّا تَصْنَعُونَ ۱۰۔ صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ جس طرح دانہ بھیر پانی کی مدد سے اُگ نہیں سکتا ایسے ہی ہمارے اعمال بغیر کسی کی نظر حمایت کے بارگاہ الہی میں قبول نہیں ہو سکتے۔ شیطان کے پاس اعمال کا حق کافی تھا۔ مگر اسے نبوت کا پانی نہ ملا۔ لہذا قبولیت کا پھل نہ لگا۔ ۱۱۔ جیسے کدو جو نیوہ کی بالیوں میں دیکھا جاتا ہے ۱۲۔ جیسے رب

(صفحہ ۷۷۷) خدائی نے کاتب کی پرورش کے لئے خداؤں اور پھل پیدا فرمائے خدا زندگی کے لئے اور پھل لذت کے لئے ایسے ہی تھپ کی پرورش کے لئے شریعت اور حریت بنائی۔ شریعت روحانی زندگی کی غذا ہے، شریعت اس زندگی کے لذت پھل ہیں۔ ایسے ہی فرائض خدا اور نواقل پھل ہیں۔ کتب کہ بعض درخت بعض کے ساتھ شاخوں پتوں میں مشابہ ہوتے ہیں مگر پھول پھل میں علیحدہ یہ تمام چیزیں قدرت الہیہ کا اعلیٰ نمونہ ہیں۔ ایسے ہی تمام انسان عقل و صورت میں مشابہ ہیں مگر پھل میں مختلف کوئی کافر ہے کوئی مسلمان کوئی فاسق ہے کوئی متقی کوئی دل ہے کوئی نبی ظاہری صورت کی یکسانیت دیکھ کر اولیاء، انبیاء کو اپنا مثل نہ سمجھو۔ ہم اور کائنات کا درخت یکساں معلوم ہوتا ہے مگر پھلوں میں زمین، آسمان کا فرق ہے۔ سونا اور چمچل دونوں پہلے ہیں۔ مگر حقیقت میں کوسوں کا فرق ہے۔

رہائی کے لئے نبیؐ ولی کے دوا اڑے پر جانا ضروری ہے توکل کے خلاف نہیں ہے۔ یعنی دایا میں آنکھوں سے رب کو کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ خواب میں دیکھ سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ دیکھنا ان آنکھوں سے نہیں حضور نے معراج میں انہیں آنکھوں سے رب کو دیکھا۔ جتنی انہیں آنکھوں سے رب کو دیکھیں گے۔ مگر یہ دیکھنا دایا میں نہیں۔ معراج کے بارے میں رب نے فرمایا۔ **وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ ۖ جِئْتُ رَبِّيَ رَاكِبًا ۚ** یعنی علی احاطہ میں۔ اس لئے کہ جسالی احاطہ اور گھیرنا رب کیلئے ناممکن ہے۔ رب تعالیٰ اس سے پاک ہے جسالی احاطہ کر سکتا ہے جو خود جسم ہو جیسے دیوار اندر کی چیزوں کو۔ لونا پانی کو شربت نامہ شراب کو گھیرے ہوئے ہیں۔ یہ رب کے لئے ناممکن ہے۔ یہی حضور کے معجزات اور قرآن کریم کی آیات۔ بلکہ حضور خود رب کی دلیل ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ **فَلْيَدْعُوا نَجْمَهُمْ**

(یعنی صفحہ ۲۲۳) یٰٰرَہْمٰنُ بِنِّیْکُمْ مَا اَسَّی سَے در مسئلہ معلوم ہوئے ایک یہ کہ قرآن کریم میں ہدایت و ایمان کو ہدایت اور کفر و ملامت کو انہماک میں فرمایا جاتا ہے۔ دوسرے یہ کہ پیغمبر کسی کے ذمہ دار نہیں۔ اگر تمام جہان گمراہ رہے تو نبی کا کچھ نہیں بگڑتا اور اگر تمام جہان ایمان لے آئے تو ان کی نیت میں زیادتی نہیں ہوتی سورج کے انکار سے اس کا نور گھٹ نہیں جاتا اور اقرار سے بڑھ نہیں جاتا۔ لہذا ہم حضور کے محتاج ہیں۔ حضور اپنے رب کے سوا کسی کے حاجت مند نہیں۔ اللہ یعنی قرآنی آیات کے نزول کی دو سطحیں ہیں۔ ایک یہ کہ سید لوگ اس سے ہدایت پائیں۔ دوسرے یہ کہ بد نصیب یہ کہیں کہ آپ یہ قرآن کسی سے سیکھ کر ہم کو سنا رہے ہیں۔ چنانچہ کفار عرب کہتے تھے کہ بنی جبیر دیار

والد اسمعراء ۲۲۳ الاخلاص

اَلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ ۝۱۰

ترجمہ: رب کی طرف سے وہی ہوتی ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور مشرکوں سے منع پھر لوگ اور اشرک چاہتا تو وہ شرک نہیں کرتے کہ اللہ ہم نے نہیں ان پر

عَلَيْهِمْ حَفِظًا ۚ وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيلٍ ۝۱۱

ترجمہ: ہمیں کیا اور تم ان پر کڑے نہیں تھے اور انہیں گھالی نہ دو

الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَسْبُوهُمُ اللَّهُ عَذَابًا

ترجمہ: جن کو وہ اللہ کے سوا بلا رہتے ہیں کہ وہ اللہ کی شان میں بے ادبی کریں گے

بِغَيْرِ عِلْمٍ كَذَلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ أُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ثُمَّ

ترجمہ: زیادتی اور جہالت سے بے تدبیری ہم نے ہر امت کی نگاہ میں اس کے عمل کیلئے کر دیئے

إِلَىٰ سَبِيلِهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝۱۲

ترجمہ: ہم پھر انہیں اپنے رب کی طرف پھر لاتے اور وہ انہیں بتائے گا جو کرتے تھے

وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَاءَتْهُمْ آيَةٌ

ترجمہ: اور انہوں نے اللہ کی قسم کھائی کہ اپنے دھن میں ہدیہ کی کوشش سے کہ اگر ان کے پاس کوئی

لَا يُؤْمِنُونَ بِهَا قُلْ إِنَّمَا الْآيَاتُ عِنْدَ اللَّهِ وَمَا

ترجمہ: نقلاً از آل نور اور اس پر ایمان لائیں مگر تم فراد کو نشانیاں تو اللہ کے پاس ہیں اور انہیں

يُشْعِرُكُمْ أَنَّهَا إِذَا جَاءَتْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝۱۳

ترجمہ: کیا خبر کہ جب وہ آئیں تو یہ ایمان نہ لائیں گے اللہ اور ہم پھر دیتے ہیں ان

أَفِدَّتْهُمْ وَابْصَارُهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوا بِالْأَوَّلِ مَرَّةٍ

ترجمہ: کئے دلوں اور آنکھوں کو جیسا وہ پہلی بار اس پر ایمان نہ لائے تھے

وَنَذَرُهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ۝۱۴

ترجمہ: اور انہیں چھوڑ دیتے کہ اپنی سرکشی میں بھٹکا پھریں

سے پڑھ کر ہم کو سنا رہے ہیں۔ خیال رہے کہ یسوعیہ میں لام عاقبت کا ہے نہ کہ تہلیلہ یعنی ان آیات کے نزول کا انجام یہ ہو گا (تفسیر خازن و بیضاوی وغیرہ) اس سے معلوم ہوا کہ قرآنی آیات کفار کی گمراہی کا ذریعہ بھی بن جاتی ہے۔ جیسے بارش سے بعض درخت سوکھ جاتے ہیں۔ ۱۔ غلہ وحی جلی ہو جیسے قرآن یا وحی خفی جیسے حدیث شریف۔ کیونکہ حدیث و قرآن دونوں ہی وحی ہیں۔ لہذا یہ آیت چکڑا لوگوں کی دلیل نہیں بن سکتی۔ ۲۔ یعنی فی الحال مشرکین سے روگردانی فرمائیں۔ ان پر سختی نہ کریں۔ جب جہاد کی آیات آئیں تب جہاد فرمائیے لہذا یہ آیت جہاد کی آیت سے منسوخ ہے (خازن و بیضاوی) یا یہ سنی ہیں کہ آپ مشرکوں کی بات نہ مانیں۔ لہذا یہ آیت حکم ہے نہ معلوم ہوا کہ کفار کا کفر رب کے ارادے سے ہے یا اس کی رضا سے ہمیں۔ ارادہ اور رضا میں بڑا فرق ہے۔ ۳۔ یعنی آپ ان کے ذمہ دار نہیں کہ ان کے کفر کا آپ سے سوال ہو کہ یہ لوگ ایمان کیوں نہ لائے ۵۔ مسلمان کافروں کے بتوں کی برائیاں کرتے تھے۔ وہ بے وقوف شان الہی میں یکواں کرتے گئے۔ تب یہ آیت کریمہ اتری۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ بت پرستوں کے سامنے ان کے معبودوں کو برائے کواہن انہاری فرماتے ہیں کہ یہ آیت آیات جہاد سے منسوخ ہے جب مسلمانوں میں طاقت آگئی کہ کفار کو رب کی شان میں گستاخی سے روک سکیں تو انہیں اس کی اجازت مل گئی۔ (خازن۔ خزانہ العرفان) اس لئے خود قرآن کریم میں شیطان اور بتوں اور سرداران قریش کی برائیاں بھری پڑی ہیں۔ رب نے فرمایا اَنْتُمْ مِمَّا ضَالُّونَ اِنْ لَمْ يَرْفَعِ يَدَايَ الْيَوْمَ وَيُغْفِرْ اَنْتُمْ مِمَّا ضَالُّونَ اِنْ لَمْ يَرْفَعِ يَدَايَ الْيَوْمَ وَيُغْفِرْ اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ اگر غیر ضروری عبادت ایسے فساد کا ذریعہ بن جائے جو ہم سے ملت نہ سکے تو اس کو چھوڑ دیا جائے کیونکہ بتوں کی برائی عبادت ہے۔ دوسرے یہ کہ وعظ و عالم اس طریقہ سے وعظ نہ کرے جس سے لوگوں میں ضد پیدا ہو جائے اور

فساد و ملامت تک قوت نہ پہنچے۔ تیسرے یہ کہ اگر کسی کے متعلق یہ قوی اندیشہ ہو کہ اسے نصیحت کرنا اور زیادہ خرابی کا باعث ہو گا تو نہ کرے۔ چوتھے یہ کہ کبھی ضد سے انسان اپنا دین بھی گھو بیٹھتا ہے۔ کیونکہ کفار کہ اللہ کو مانتے تھے۔ پھر حضور کی خدمت میں بھی بے ادبی کرتے تھے۔ ۶۔ معلوم ہوا کہ زیادہ قسمیں کھانا کفار کا طریقہ ہے۔ شیطان نے بھی حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے قسم ہی کھائی تھی۔ وقاسمہ نقاباً یثقلانہ الذناب صحت۔ ۷۔ شان نزول۔ کفار کہ نے حضور کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عجوزات بیان فرماتے ہیں۔ اگر ہم کو ہماری منہ ماگی نشانیاں دکھادیں تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں فرمایا۔ تم کیا چاہتے ہو۔ بولے کہ عقاب پاؤں سونے کا ہو جائے یا ہمارے بعض مونس جی کہ آپ کی کوئی دے دیں۔ یا فرشتے ہمارے سامنے آجائیں۔ فرمایا اگر ان میں سے کچھ

۱۔ اس طرح کہ یہ کتھان فرشتوں کو انکی شکل میں ظاہر طور پر دیکھیں ورنہ فرشتوں کو انسانی شکل میں صواب نے ظاہر ہو گا اس شان منہل۔ کتھان قریش مذاق میں حضورؐ سے کہا کرتے تھے کہ اگر آپؐ سچ ہیں تو ہمارے برائے موئے زہد کر کے لایئے ہو آپؐ کی حقانیت کی کوئی دلیل دیں۔ (اقرئ شے لایئے ہو ہم سے آپؐ کی ہدایت کے حقیقی انگور کریں۔ ان کے وہ لب میں سچ آیت کہے۔ مثال عدلی جس میں فوطیہ ایک بار ان کو کہی یہ مطالبے پر اسے کہی دینے جانیں تب بھی لوگ اعلان نہ لائیں کہ ان مجرمت کو بولہ کہ کرٹا دیں گے ورنہ حضورؐ کی کوئی دلیل نہ تھی۔ لیکن ان کے لئے کتھان نے سچا خاکہ بیان کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کتھان تلخ و بھراوتہ فیو مستقل ہدی نہیں بلکہ رب کے کرم سے لقی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ لب کا لب

۸۰ | اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ

وَلَوْ أَتَيْنَا نَزْلَ الْيَحْيَى الْمَلِكَةِ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْقِي

وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا

إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ جَاهِلُونَ ﴿٦١﴾

مذہبی عقائد پر کڑی نظر رکھنا اور لیکن ان میں بہت نرمی ہونا اور ان میں

وَلَذَلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيْطَانِينَ

الْأَنْسِ وَالْجِنُّ يُوحِىٰ بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ

اور جنوں کے فیضان کے کہ ان میں ایک دوسرے پر غیظ غالب ہے

زُحْرَفِ الْقَوْلِ عَرُوسَهَا وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَفَعَلُوهُ

بنادت لیاات و حجت کو کی اور پھر آپ چاہتا ہوں وہ اہلاد کے لئے

انہیں اللہ کی بناوٹوں پر چھوڑ دوں اور اس لئے کہ اس کی طرف اچھے نلی

الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ وَلَيْسُوا بِمُتَّقِينَ

تھیں۔ جنہیں آخرت پر ایمان نہیں اور اسے جہنم کی آگ کا شہادہ کیا گیا۔

ماہم مقرر ہوں (۱) ان غیر اللہ ابلیسی حیلہ و
 جو انہیں کرنا ہے کہ تو کیا اللہ کے سوا میں کسی اور کا فضل

هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ إِلَيْكُمُ الْكِتَابَ مُفَصَّلًا وَالَّذِي

جاپوں نے اور وہی ہے جس نے ہماری طرف سے مل کر آٹاری لے اور ان کو

أَتَيْنَهُمُ الْكِتَابَ يَعْلَمُونَ أَنَّهُ مُدْرِكٌ مِنْ رَبِّكَ

منازل

جائے۔ مشورہ اور پختہ کی ضرورت ان چیزوں میں ہے جن میں شریعت کا فیصلہ وارد نہ ہو۔ مولود کی شادی کے لئے حقوں کو مگر غلام و داند کے لئے کسی صورت کی ضرورت نہیں۔ ان شاء اللہ۔ کفار کو نہ عرض کیا تھا کہ یہود و نصاریٰ کے پوپ یا پادریوں کو ہم آپ اپنا بیچ جائیں جو یہ فیصلہ کریں کہ ہم حق پر ہیں یا آپ۔ اس سے ان کا مقصد یہ تھا کہ انہیں جگہ رحمت دے کر اپنے حق میں فیصلہ کرائیں گے۔ تب یہ آیت اتاری۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ کار درست ہے کہ اے کفار و قرآن تمہاری طرف بھی آیا ہو کہ ان کی ہدایت کے لئے بھی آیا ہے۔ یعنی اعلیٰ کتاب کی پکی کچھ نصیب کی جیسے عبد اللہ ابن اسلام و فیو یاجیہ مطلب ہے کہ عالم طوائف اعلیٰ کتاب آپ کو حق جانتے ہیں اگرچہ اقرار نہ کریں کسی دنیوی وجہ سے۔

۱۔ یعنی حقیقت یہ ہے کہ جن پاپ یادوں کو یہ کفار اپنا حکم بنانا چاہتے ہیں وہ بھی دل سے آپ کو حق مانتے ہیں۔ اگرچہ زبان سے آپ کی مخالفت کر رہے ہیں۔ یا
 ۲۔ یا تو رب کی بات سے مراد وہ فیصلہ الہی ہے جو کفار و مومن کے متعلق ہو چکا یا اس سے تمام آسمانی کتابیں مراد ہیں۔ یا قرآن شریف۔ جو کچھ بھی مراد ہو
 مقصود بالکل ظاہر ہے۔ ۳۔ یعنی قرآن کتاب برحق ہے اسے قیامت تک کوئی بدل نہیں سکتا۔ اس آیت کو فتح سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ فتح میں کوئی بندہ آیت کو
 نہیں بدل سکتا بلکہ خود رب تعالیٰ اگلے حکم کی مدت ختم فرما دیتا ہے۔ جیسے قاتل طیب مریض کے حال میں تبدیلی ملاحظہ کر کے خود اپنا نسخہ بدل دیتا رہتا ہے۔ اگر مریض خود نسخے

میں تبدیلی کرے تو مجرم ہے۔ ۴۔ لہذا وہی امور میں صرف
 اللہ رسول کی پیروی کرے۔ ان کے مقابل کسی کی پیروی نہ
 کرے۔ علماء امت اور مجتہدین کی پیروی درحقیقت اللہ
 رسول کی ہی پیروی ہے کہ یہ حضرات ان ہی کے احکام
 سناتے ہیں۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن و حدیث کے
 مقابل اپنے پاپ یادوں کی پیروی کرنا مشرکوں کا طریقہ
 ہے۔ اس سخن سے مراد یہی بدگمانی ہے۔ اسے قیاس مجتہد
 سے کوئی تعلق نہیں۔ لہذا اس سے غیر مقلد دلیل نہیں
 چکا سکتے۔ ۶۔ یعنی اپنے اندازے سے چیزوں کو حرام یا
 حلال کہتے ہیں۔ حالانکہ حلال وہ جسے اللہ رسول حلال فرما
 دیں اور حرام وہ جسے اللہ رسول حرام فرما دیں۔ ۷۔ اور
 رب کے بتائے سے اس کے بعض بندے بھی یہ امور
 غیبیہ جانتے ہیں جیسے شہداء کے لئے قرآن فرماتا ہے۔
 رَبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ يَخْتَارُ یا حدیث پاک میں ہے کہ جو
 پکارتی ہے کہ یہ ہمارے پاس آنے والا ہے۔ یا حضور صلی
 اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو بکر جنتی ہیں۔ معلوم ہوا کہ
 جنتی جو اور خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے انجام کو
 جانتے ہیں۔ ۸۔ ذبح کے وقت اس طرح کہ بسم اللہ اللہ اکبر
 کہہ کر ذبح کیا گیا ہو مگر یہ بھی شرط ہے کہ ذبح کرنے والا
 مسلمان ہو یا اہل کتاب اگر مشرک مرتد بسم اللہ سے ذبح
 کرے جب بھی ذبیحہ حلال نہیں۔ ۹۔ شان نزول۔ شرکین
 کہتے تھے کہ مسلمان اپنا مارا تو حلال کہتے ہیں یعنی ذبح کیا
 ہوا۔ اور خدا کا مارا یعنی مراد کو حرام کہتے ہیں۔ اس کے
 جواب میں یہ آیت اتری جس میں فرمایا گیا کہ جو اللہ کے نام
 پر ذبح کیا گیا وہ حلال ہے جو اس کے نام پر ذبح نہ ہوا وہ
 حرام ہے۔ معلوم ہوا کہ حلال جانوروں کو حرام سمجھنا بے
 ایمانی ہے۔ ۱۰۔ معلوم ہوا کہ تجیرہ اور سائبہ اگر خدا کے نام
 پر ذبح ہو جائیں تو حلال ہیں ایسے ہی ہندوؤں کے چھڑے
 جو بتوں کے نام پر چھوئے ہوئے ہیں۔ لہذا کیا ہوں
 شریف کی گائے بھی حلال اور مشرک ہے کیونکہ وہ اللہ
 کے نام پر ذبح ہوتی ہے۔ ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ قانون
 یہ ہے کہ حرام چیزوں کا مفصل ذکر ہوتا ہے۔ اور جس چیز

بِالْحَقِّ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ ۝ وَتَمَّتْ

تو اسے سننے والے تو ہرگز شک والوں میں نہ پڑے اور پوری ہے

كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدًا لَا مُبْدِلَ لِكَلِمَاتِهِ ۝

تیرے رب کی بات سچ اور انصاف میں ہے اس کی باتوں کا کوئی بدلنے والا نہیں ہے

وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ وَإِنْ تَطِعْ أَكْثَرُ مَنْ فِي

اور وہی ہے سنا جاتا اور اسے سننے والے زمین میں اکثر وہ ہیں کہ

الْأَرْضِ يُضِلُّوكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ إِنْ يَتَّبِعُونَ

قرآن کے کہے ہر پھرتے تھے اللہ کی راہ سے بھکا دیں گے وہ صرف گمان کے

إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ۝ إِنْ رَبُّكَ هُوَ

بچھے میں ہے اور نرمی اٹھیں دوڑاتے ہیں اسے تیرا رب خوب جانتا

أَعْلَمُ مَنْ يُضِلُّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ۝

بے شک کہ کوئی بھکا اس کی راہ سے اور وہ خوب جانتا ہے ہدایت والوں کو

فَكُلُوا مِمَّا ذُكِّرَ بِكُمْ مِنْ أَسْمَاءِ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ بِآيَاتِهِ

تو کھاؤ اس میں سے جس پر اشارہ کیا گیا ہو اگر تم اس کی آیتیں

مُؤْمِنِينَ ۝ وَمَا لَكُمْ أَلَّا تَكُلُوا مِمَّا ذُكِّرَ بِكُمْ مِنْ أَسْمَاءِ اللَّهِ

ماننے ہو کہ اور نہیں کیا ہو کہ اس میں سے نہ کھاؤ تھے جس پر اشارہ کیا

عَلَيْهِ وَقَدْ فُضِّلَ لَكُمْ مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا

پہنچا گیا وہ تم سے مفصل بیان کر چکا کہ جو کچھ تم پر حرام ہوا مگر جب نہیں

أَصْطَرَمْتُمْ إِلَيْهِ وَإِنْ كَثِيرًا يَفْضُلُونَ بِأَهْوَاءِهِمْ

اس سے مجھری ہو گئے اور بے شک بہت سے اپنی خواہشوں سے گمراہ کرتے ہیں

يَغْيِرُ عِلْمًا إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِينَ ۝ وَ

بے جانے تھے بیشک تیرا رب حد سے بڑھنے والوں کو خوب جانتا ہے بلکہ

کو حرام نہ فرمایا ہو وہ حلال ہے۔ رب فرماتا ہے قُلْ لَا أَجِدُ فِيمَا نُزِّلَ إِلَيَّ مَسْحُورًا ۱۲۔ معلوم ہوا کہ جان جانے کے خطرے پر بقدر ضرورت ہر اور غیرہ کھالینا جائز
 ہے۔ ۱۳۔ اس طرح کہ تجیرہ سائبہ بتوں پر چھوئے ہوئے جانوروں کو تو حرام جانتے ہیں اور جو جانور غیر خدا کے نام پر ذبح ہوں یا خود مر جائیں انہیں حلال جانتے ہیں۔
 حالانکہ معاملہ بالکل برعکس ہے۔ ان جانوروں کی بات نہ مانو۔ ۱۴۔ اس میں ان لوگوں کو ڈرایا جا رہا ہے۔ جو بغیر علم شخص اپنی رائے سے حرام و حلال کا فطری فتویٰ دیتے
 ہیں۔ مولوی رشید احمد صاحب نے امام حسین رضی اللہ عنہ کی سبیل کے شہادت کو حرام لکھا۔ مگر ہندوؤں کی دیوالی ہولی کی پجوری کو جائز قرار دیا۔ اس قسم کے علماء
 عام کے لئے یہ آیت ہے۔

۱۔ یعنی نہ غلامی۔ گناہ کرو نہ خفیہ ہر حال میں رب سے ڈرو یا نہ بدن کے گناہ کرو نہ دل کے نہ نیت اور ارادہ کے ۲۔ بدر کے میدان میں یا مرتے وقت یا قبر میں یا حشر میں ۳۔ معلوم ہوا کہ اگر مسلمان روز کے وقت بسم اللہ پڑھنا بھول جاوے تو جانور طحال ہے کیونکہ یہاں لفظ کُذِّرَ فرمایا گیا جس کے معنی ہیں دیدہ و دانستہ نہ ذکر کرنا یا غیر خدا کے نام پر رُزق کر دینا یہ دونوں حرام ہیں ۴۔ یعنی غیر خدا کے نام پر رُزق کرنا فرامی ہے یا رب کے نام پر رُزق کئے کو حرام جانا فسق ہے اور شیطان کی اطاعت ہے جو شرک تک پہنچا رہی ہے ۵۔ معلوم ہوا کہ بغیر علم ربی مسائل میں جھگڑنا یا محض جھگڑے کی نیت سے مناظرہ کرنا شیطان یا شیطانی لوگوں کا کام ہے۔ لیکن تحقیق

حق کے لئے مناظرہ کرنا عبادت ہے۔ رب فرماتا ہے
وَجَادِلْهُمْ بَالِغٍ مِّنْ عِلْمٍ ۖ إِنَّهُمْ هُمُ الْمُشْرِكُونَ ۚ
شرکوں سے دینی بحث کرے وہ شرک۔ جو مسلمانوں سے
دینی نفرت رکھے وہ بھی شرک و کافر ہے ۷۔ معلوم ہوا
کہ ایمان زندگی ہے اور کفر موت کہ اس سے روح مردہ
ہو جاتی ہے لہذا اِنَّكَ لَا تَعْلَمُ الْكُلُوفَ میں کفار ہی مراد ہیں
۸۔ نور کو واحد اور ظلمت کو جمع اس لئے فرمایا گیا کہ
ہدایت تو ایک ہے مگر کفر بہت ہیں۔ اس ساری آیت کا
شان نزول یہ ہے کہ ایک دفعہ ابو جہل نے نبی کریم صلی
اللہ علیہ وسلم پر فحاشت پھینکی تھی جس سے حضور علیہ
السلام کو بہت تکلیف ہوئی۔ امیر حمزہ شکار کو گئے تھے۔
واپسی پر جب انہیں پتہ لگا تو طیش میں آ گئے اور تیرہ کمان
لے ہوئے اسی حالت میں ابو جہل کے پاس پہنچے۔ قریب تھا
کہ کمان سے اس کا سر پھاڑ دیتے ابو جہل بہت خوشامد کرتا
ہوا بولا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے بھائی کو برا بھلا
کہتے ہیں تم انہیں کچھ نہیں کہتے۔ آپ فرمانے لگے کہ تم
سے بڑھ کر یہ تو کون ہے کہ خود پتھر کی صورت بناؤ اور
اسے خود پوجتے لگو۔ یہ کہہ کر حضور کی خدمت میں آ کر
ایمان سے شرف ہو گئے اس موقع پر یہ آیت اتری ۹
اس سے معلوم ہوا کہ گنہگار مومن اپنے گناہ کو اچھا نہیں
سمجھتا لہذا مومن رہتا ہے۔ لیکن کافر اپنی بدکرداریوں کو
اچھا جانتا ہے اس پر ناز کرتا ہے اس لئے وہ لائق مغفرت
نہیں۔ شان نزول۔ یہ آیت حضرت امیر حمزہ اور ابو جہل
کے متعلق نازل ہوئی۔ امیر حمزہ تو ایمان لے آئے اور
ابو جہل کفر میں ہی گرفتار رہا۔ لہذا یہ دونوں برابر نہیں۔
یہی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے ۱۰۔ اس
سے معلوم ہوا کہ قوم کے سرداروں کا گناہ قوم کو ہلاک
کرتا ہے۔ رب فرماتا ہے وَإِذَا زُلْزِلَتْ ذُنُوبُهُمْ فَأُخْرِجُوهُمْ مِّنْهَا
فِيهَا نَفْسٌ تَأْبَاهُ فَنَقَضْنَا الذِّكْرَ وَكُنَّا مُنَادِّينَ اٰی
طرح قوم کے پیشواؤں کا سبیل جانا قوم کو سبیل دینا ہے۔
اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دین کی طرف قریب زیادہ
ماکل ہوتے ہیں مالدار اکثر فسق کرتے ہیں ۱۱۔ کفار مکہ کے

دُرُؤَاتُہَا	۲۲۷	الانعام
<p>دُرُؤَاتُہَا لَا تَمَّ وَبَاطِنُہَا اِنَّ الذِّیْنَ یُکْسِبُوْنَ</p> <p>اور چھوڑ دو کھلا اور بچھا گناہ لے وہ جو گناہ کسبتے ہیں</p>		
<p>اَلَا تَمَّ سَیْجَرُوْنَ بِمَا کَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ۝ وَلَا تَاْکُلُوْا</p> <p>عقرب اپنی کمان کی سزا پائیں گے تلے اور اسے</p>		
<p>مِمَّا اَخْرِیْدَ کَرِیْمُ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَاِنَّہٗ لَفِیْ سِقْرِ ۝ وَاِنَّ</p> <p>نہ کھارے جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا تلے اور وہ بے شک</p>		
<p>الشَّیْطٰنِ لَیُوْحِیْنَ اِلٰی اَوْلَیِّہِمْ لَیَجَادُوْکُمْ وَ</p> <p>نعم مدد ملی ہے اور جنگ شیطان اپنے دوستوں کے دلوں میں ڈالتے ہیں کہ تم سے جھگڑیں</p>		
<p>اِنْ اَطَعْتُمْ مَّوْہِمَہُمْ اَنْتُمْ لَمَشْرِکُوْنَ ۝ اَوْ مِّنْ کَانَ</p> <p>اگر تم ان کا کہنا مانو تو اس وقت تم مشرک ہو گے اور کیا وہ کہ</p>		
<p>مِیْتًا فَاَحْیَیْنٰہُ وَجَعَلْنَا لَہٗ نُوْرًا یَّمْشِیْ بِہِ فِی النَّاسِ</p> <p>مردہ تھا تو ہم نے اسے زندہ کیا اور اس کیلئے ایک نور کر دیا جس سے لوگوں میں چلے</p>		
<p>کَمَنْ مَّشٰہُ فِی الظُّلُمٰتِ لَیْسَ بِخَارِجٍ مِّنْہَا کَذٰلِکَ</p> <p>وہ اس جیسا جو جاگے تھا جو اندھیرے میں ہے کہ اس سے نکلے والا نہیں بلکہ وہی کافروں کی</p>		
<p>زُیِّنَ لِلْکٰفِرِیْنَ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝ وَکَذٰلِکَ جَعَلْنَا</p> <p>آج میں ان کے اعمال بھلے کر دیئے گئے ہیں کہ اور اسی طرح ہم نے ہر قسم کی</p>		
<p>فِیْ کُلِّ قَرْیَۃٍ اَکْبَرُ مُجْرِمِہِمَّا لَیْمٰکُمْ وَاَفِیْہَا وَمَا</p> <p>ہر ای کے لیے بڑا گنہگار ہے کہ اس میں وادوں کیلئے تلے اور</p>		
<p>یَمْکُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِہِمَّ وَمَا یَشْعُرُوْنَ ۝ وَاِذَا</p> <p>دلوں میں نہیں سمجھتے مگر اپنی جانوں پر اور انہیں شعور نہیں ہے اور جب</p>		
<p>جَآءَتْہُمْ اٰیۃٌ قَالُوْا اِنَّا نُوْثٰی حَتّٰی نُوْتٰی مِثْلَ</p> <p>ان کے پاس کوئی نفاذ آئے تو کہتے ہیں ہم تو گناہگار نہ لائیں گے جب تک کہ میں بھی دیا ہی</p>		
<p>مَنْزِل ۲</p>		

کہ کے چاروں راستوں پر آدمی بٹھا دیئے تھے کہ کوئی آنے جائے والا حضور کے پاس نہ پہنچے اسے سمجھا دیا جائے۔ مگر ان کے سمجھانے سے بے خبر لوگوں کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر ہو جاتی تھی وہ شوق میں آ کر مسلمان ہو جاتے تھے۔ اس آیت میں ان کا ذکر ہے کہ یہ قریب تو کرتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں کو روکنے کے لئے مگر اس سے اور بھی اسلام کی اشاعت ہوتی ہے۔ انہیں شعور نہیں۔

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبوت کے لئے چنانچہ رب کی طرف سے ہوتا ہے۔ یہ اہل یا قومیت یا مال سے نہیں ملتی۔ جیسے موتی کے لئے ذب خاص ہوتا ہے۔ ایسے ہی نبوت کے لئے چنے مخصوص ہوتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ نبوت کی دعا کرنا یا تنہا کرا حرام ہے۔ کیونکہ مالکن کی دعا نہ چاہیے۔ اب کسی کا نبی بننا ایسا ہی نامکن ہے۔ جیسے خدا کا شریک ہونا۔ لہذا نبوت کی آخری اہم نگہ یعنی ۲۔ شان نزول۔ وید ابن صفیو نے کہا کہ اگر نبوت حق ہے تو اس کا مستحق میں ہوں۔ کیونکہ مردہ مال میں حضور سے زیادہ ہوں۔ اس کے جواب میں یہ آیت کریمہ اتزی اور ملائکہ سے مردہ کوئی اہل 'مجموعات میں یعنی نبوت' ۳۔ معلوم ہوا کہ جو نبی کے خلاف فتویٰ

کرے وہ خود ذلیل و خوار ہوتا ہے۔ اس کا تجربہ ہو چکا اور ہو رہا ہے۔ وہ اپنے کو اس سے عبرت لکھنی چاہیے اسی طرح دین کی خدمت دونوں جہان میں عزت کا باعث ہے۔ ۴۔ حدیث شریف میں ہے کہ سید کو لئے سے مردہ نور ہے جو مومن کے سید میں ڈالا جاتا ہے جس سے وہ سید ایمان کے لئے کھل جاتا ہے۔ اس کی تین علامتیں ہیں۔ دنیا سے نفرت، آخرت کی طرف رغبت اور موت سے پہلے اس کی تباری (اللہ نصیب فرما لے) اس سے معلوم ہوا کہ ایمان رب کی توفیق سے ملتا ہے۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ دینی کام بھاری معلوم ہونا و دنیاوی کام آسان محسوس ہونا۔ اسی سید کی علامت ہے اور اسی سید یہ ہے کہ اسباب کفر قبیح ہو چلیں اور اسلام کے اسباب نہ مہیا ہو سکیں۔ اللہ چاہے بعض پر ایمان بھاری ہوتا ہے۔ بعض پر نیک اعمال بھاری۔ بعض پر عشق و ودان بھاری ہے۔ خیال رہے کہ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ بدہ کفر کرنے پر مجبور ہے بلکہ وہ کفرہ ظہین کرتا ہے وہ اپنے اختیار سے کرتا ہے۔ اس کی بدکرداریوں سے دل میں یہ جل پیدا ہوتا ہے جیسے لہذا رنگ لگ کر بجھ ہو جانا ہے۔ ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ قلب کی تفتی مذاب بھی ہے جو خود اپنے بد اعمال کا نتیجہ ہے مذاب آخرت اس مذاب کا نتیجہ ہو گا۔ یعنی قرآن کریم یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم وہ راستہ ہے جو بلا تکلف رب تک پہنچا دیتا ہے۔ جیسے سیدھا راستہ مثل مقصود تک پہنچاتا ہے اس لئے اسے شریعت کہتے ہیں یعنی وسیع اور سیدھا راستہ جس پر ہر شخص آسانی سے چل سکے۔ طریقت بھی رب کا راستہ ہے مگر وہ ایسا تنگ اور تنگوار ہے جس پر صرف واقف آدمی ہی چل سکتا ہے۔ شریعت جو علی سڑک ہے طریقت گلی کو ہے۔ کہ شریعت دیر سے اور طریقت جلد مقصود پر پہنچاتی ہے۔ مگر شریعت عام لوگوں کو طریقت خاص کو ہے۔ اس سے چند سکے معلوم ہوتے ایک ہے کہ جتنی لوگ اپنی اپنی جگہ کے مالک ہیں نہ کہ صرف صلح جیسا کہ ہم کے لام سے معلوم ہوتا ہے دوسرے یہ کہ ان کی یہ ملکیت آج بھی ہے اور پچھلے رہے

مَا أَتَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اللَّهُ ﷻ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ

نہ ملے جیسا کہ رسول کو طاعت اللہ خوب جانتا ہے جہاں اپنی رسالت

رَسُولُهُ ﷻ سَيُصِيبُ الَّذِينَ أَجْرُهُمْ وَأَصْغَارُ عِنْدَ

رکھے نہ فقیر و غریبوں کو اللہ کے جہاں ذات پہنچے گی

اللَّهُ وَعَذَابٌ شَدِيدٌ لِّمَا كَانُوا يَمْكُرُونَ ﴿۳۰﴾

اور سخت عذاب بدلہ ان کے مکر کا ہے

فَمَنْ يُرِدِ اللَّهُ أَنْ يَهْدِيَهُ يَمْشِمْ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ

اور جسے اللہ چاہے اس کا سید اسلام کے لئے کھل دیتا ہے کہ

وَمَنْ يُرِدْ أَنْ يُضِلَّهُ يَجْعَلْ صَدْرَهُ ضَيِّقًا

اللہ جیسے گمراہ کرنا چاہے اس کا سید تنگ و بکا ہوا کر دیتا ہے

حَرَجًا كَأَنَّمَا يَصْعَدُ فِي السَّمَاءِ كَذَلِكَ يَجْعَلُ

گو یا کہ جس کو زبردستی سے آسمان پر بڑھو رہا ہے اللہ پھر بھی مذاب

اللَّهُ الرَّجْسَ عَلَى الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۳۱﴾ وَهَذَا

ڈان ہے ایمان نہ لانے والوں کو اللہ یہ تمہارے

صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيمًا قَدْ فَصَّلْنَا الْآيَاتِ

رب کی سیدھی راہ ہے نہ تم نے آیتیں مفصل بیان کر دی

لِقَوْمٍ يَذْكُرُونَ ﴿۳۲﴾ لَهُمْ دَارُ السَّلَامِ عِنْدَ رَبِّهِمْ

نہایت ماننے والوں کے لئے ان کے لئے سلامتی کا گھر ہے اپنے رب کے جہاں

وَهُوَ وَلَهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۳۳﴾ وَيَوْمَ يُنْخَشِرُهُمْ

اور وہ ان کا موتی ہے یہ ان کے کاموں کا پھل ہے نہ اور جس دن ان سب کو

جَمِيعًا يَمْشِرُ الْجَنَّةِ قَدْ اسْتَكْبَرْتُمْ مِّنَ الْإِنْسِ

اجملے کا گمراہ اور فرمائے گمانے جن کے گردہ نہ تم نے بہت آدمی گھبر لئے

کی جیسا کہ جملہ امیر سے معلوم ہوا تجربے یہ کہ جنت میں ہر قسم کی ملامتی ہو گی۔ مرض 'موت کسی کی مخالفت کا غطرہ نہ ہو گا اس لئے اسے وار السلام کہتے ہیں جو جتنے یہ کہ جنت حاصل ہونے کا سبب نیک اعمال ہیں جیسا کہ بھائی ب سے معلوم ہوا لیکن یہ اکثر یہ لکھتے ہیں۔ دیوانہ اور بچے اور وہ تو مسلم ہو ایمان لاتے ہی فوت ہو گئے بغیر اعمال کے جتنی ہے۔ بلکہ حضور کے اعمال طیبہ ظاہرہ میں ہم جیسے گمراہوں کا قصہ ہے۔ نبی کے مال میں تقویوں کا قصہ ہوتا ہے۔ رب فرماتا ہے۔ دینی انہماک حق معلوم تشریف لے کر انہماک قیامت میں لولا سب اٹھتے ہوں گے اس لئے اسے حشر کہتے ہیں جو میں اچھے مردوں کی چمکتی ہو جلائے گی اس لئے اسے یوم الفصل کہا جاتا ہے۔ سب کو اٹھانے سے مردہ یا یہ ہے کہ مومن و کافر کو اکٹھا اٹھانے یا انسان و جن کو اکٹھا یا سید و غنی کو اکٹھا۔ اب یہ ان سرکش جنت سے خطاب ہے

(یعنی صفحہ ۲۲۸) جنہوں نے انسانوں کو بکایا۔ مومن جنتِ قاضی کی رحمت میں ہوں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنتِ انسانوں کے دلوں میں بے غلظت پیدا کرتے ہیں۔ گمراہی کی راہ دکھاتے ہیں۔ خصوصاً شیطان اور اس کی ذریعہ۔

۱۔ یعنی انسانوں نے جنت سے فائدہ اٹھایا کہ جنت نے انہیں بے رواد دکھائے اور بد عملیوں کو ان کے لئے آسان کیا اور جنت نے انسانوں سے فائدہ اٹھایا۔ اس طرح کہ انسانوں نے ان کی پوجا کی۔ لہذا فائدہ سے مراد پہلی فائدہ ہے جو در حقیقت نقصان ہی ہے ۲۔ یعنی موت یا قیامت۔ موت ہر شخص کا علیحدہ وقت ہے اور

قیامت سب کا وقت لہذا لانا فرمانا بالکل درست ہے ۳۔ یعنی وہ کفار جن کا ایمان عینیت الہی میں آچکا وہ جنم میں نہ جائیں گے کیونکہ وہ مومن ہو کر مرے گئے۔ یہ مطلب نہیں کہ بعض کفار دوزخ میں جا کر نکالے جائیں گے۔ ۴۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ظالم حاکم کا مسلط ہونا اللہ کا عذاب ہے یا بد نام حسین پر مسلط نہ ہوا بلکہ امام حسین رضی اللہ عنہ اس مروجہ پر مسلط ہوئے۔ اس کی سلسلے کے نکلنے ازا دینے جیسے حضرت موسیٰ فرعون پر اور امیر الیم علیہ السلام نمود پر۔ دوسرے یہ کہ ظالم حاکم ہماری بد اعمالیوں کا نتیجہ ہے۔ تیسرے یہ کہ اگر ایسے حاکم چاہتے ہو تو ایسے اعمال کرو کہ رسول صرف انسان ہوتے ہیں۔ رب فرمانا ہے وَفَضَّلْتُ مُحَمَّدًا وَآلَهُ الْإِسْلَامِ وَخَلَّاهُ مِنَ الدِّينِ جَمِيعًا چنانکہ یہاں جنم و اہل دلوں سے خطاب ہے لہذا حکم فرمایا گیا یا تعظیفاً یا ارشاد ہوا جیسے رب فرمانا ہے۔ يَخْرُجُ مِنْهَا لَكَوْنُكَ وَآلُكَ مِنْهَا حَتَّى تَمُوتَ اور موت کا صرف ہماری سمندر سے نکلا ہے۔ ہر حال اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جنت میں نبی آئے ہیں جنت کے لئے نبی آئے مگر انسان اس سے معلوم ہوا کہ پچھلے نبی جنت کے بھی نبی ہوتے تھے۔ مگر ہمارے نبی سارے جنت کے نبی ہیں۔ ۶۔ کفار اولاً تو انبیاء کرام کی تبلیغ کا انکار کریں گے مگر ہاتھ پاؤں وغیرہ کی گواہی کے بعد اقرار کر لیں گے۔ لہذا آیات میں کوئی تعارض نہیں ہے۔ یعنی قیامت میں حساب کتاب سوال جواب رب تعالیٰ کی ہے علی کی وجہ سے نہیں بلکہ اس لئے ہے کہ چھپے دنیا میں بے غیوروں پر عذاب نہیں ایسے ہی آخرت میں بھی بلکہ مجرموں کو جا کر قاتل کر کے عذاب دیا جائے گا۔ ۸۔ اس آیت میں دو مسئلے بیان ہوئے ایک یہ کہ رب تعالیٰ بغیر عمل کے عذاب نہیں بھیجتا دوسرے یہ کہ بغیر نبی کی تبلیغ پہنچے کسی کو بد عملیوں کی سزا نہیں مل سکتی۔ لہذا شرکین کے فوت شدہ بیچے دوزخی نہیں۔ نیز حضور کے والدین اور زمانہ فطرت کے موجد لوگ دوزخی نہیں۔ یہ قانون دنیاوی عذاب کے لئے بھی ہے اور اخروی عذاب کے لئے بھی۔

الانعام	۲۲۹	دلوں کا	
وَقَالَ اُولٰٓئِہٖم مِّنَ الْاِنسِ رَبَّنَا اسْتَمِعْ بَعْضَنَا			
اور ان کے دوست آدمی عرض کر رہے تھے کہ ہمارے رب! ہمیں ایک سے دوسرے کے			
بَعْضٌ وَبَلَّغْنَا اٰجَلَنَا الَّذِیْ اٰجَلْتَ لَنَا قَالَ			
فَاٰیُّہُمْ اُولٰٓئِہٖم اٰیۡنِ اِسْمٰہٗمُ کُلٌّ مِّنْہُمْ لَمَّا جِئُوۡنَہٗ لَیۡسَ لَہٗمُ فَرَارٰی فَمِنْہُمْ ذَاۤیۡنَ			
النَّارُ مَثُوۡبٰتٌۢمۡ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہُ اِنَّ			
اِلٰہَہُمَا تَحٰکُمَا ہے۔ ہرگز اس میں دوسرے سے جدا نہ ہوگا۔ اس سے خوب			
رَبُّکَ حَکِیۡمٌ عَلِیۡمٌ ۝ وَّكَذٰلِکَ نُوۡحِیۡ بَعْضَ الظَّٰلِمِیۡنَ			
جسک تھوڑا رب کثرت و کلام دلا ہے اور لوگوں کی کم ظالموں میں ایک کو دوسرے پر مسلط			
بَعْضًا بِمَا کَانُوۡا یَکْسِبُوۡنَ ۝ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا			
کرتے ہیں بدلہ ان کے کئے کا تم سے جو ان اور			
الْاِنسِ اَلْمَیۡاۡتِ کُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنْکُمۡ یَقْضُوۡنَ عَلَیْکُمۡ			
آیتوں کے گرد کہنا ہے اس نام میں کہ رسول نہ آئے تھے نہ تم پر نہ کسی اور پر نہ			
اٰیٰتِیۡ وَیُنۡذِرُوۡکُمۡ لِقَآءِ یَوْمِکُمۡ ہٰذَا قَالُوۡا			
اور نہیں یہ دن دیکھنے سے ڈراتے کہیں گے			
شَہِیۡدًا عَلٰی اَنۡفُسِنَا وَغَرَّتْہُمُ الْحَیۡوۃُ الدُّنۡیَا			
ہم نے اپنی جانوں پر گواہی دی کہ اللہ انہیں دنیا کی زندگی سے فریب دیا			
وَشَہِیۡدًا عَلٰی اَنۡفُسِہِمۡ اَنۡہُمۡ کَانُوۡا کٰفِرِیۡنَ ۝ ذٰلِکَ			
اور خود اپنی جانوں پر گواہی دی گئی کہ وہ کافر تھے یہ اس لئے			
اَنَّ لَہُمۡ یَکُنۡ تَرٰثِکَ مُہْلِکَ الْقَرٰمِیۡ یُظْلِمُوۡا وَاَہْلَہُمَا			
کہ میرا رب جنتوں کو ظلم سے تباہ نہیں کرتا کہ ان کے لوگ			
غٰفِلُوۡنَ ۝ وَلٰکِنۡ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوۡا وَاَمَّا رَبُّکَ			
بلکہ خبر ہوں گا اور ہر ایک کیلئے ان کے کاموں سے درجہ میں لگا اور میرا رب			
مَنْزِل			

کے لئے بھی۔ بچوں اور نیک کاروں کو تکلیف عذاب نہیں بلکہ رحمت ہے ۹۔ یعنی جنتیں کو جنت میں اعمال کے مطابق درجے دیئے جائیں گے ایسے ہی دوزخیوں کو دوزخ میں۔ یا یہ مطلب ہے کہ نیک اعمال کے درجے مختلف ہیں۔ ایک ہی عمل ایک شخص کے لئے زیادہ اجر کا باعث ہے دوسرے کے لئے کم اجر کا باعث شریف میں ہے کہ قیامت میں اعمال کا بدلہ عمل کے بقدر ملے گا۔ لہذا اس آیت سے ہزار ہا مسائل منسلط ہو سکتے ہیں۔ عمل کے بدلے 'جگہ' وقت 'موجودہ ضرورت کے لحاظ سے مختلف ہوتے ہیں۔ جہاں مسجدیں بہت ہوں کوئیں کم وہاں مسجد سے کنواں ہونا زیادہ اچھا۔

۱۔ اس طرح کہ تم کو عذاب بھیج کر جاہ کر دے اور دوسرے لوگوں کو تمہاری زمین کا مالک کر دے۔ دیکھو ابو ہریرہ ہلاک ہوا۔ اس کے مال و متاع دوسروں کے قبضے میں پہنچے۔ یا اس طرح کہ تم اپنی عمر پوری کر کے فوت ہو جاؤ۔ تمہاری اولاد تمہاری جائیداد پر غلام ہو۔ غلام یہ کہ دنیا اور اس کے مال و متاع قابلِ احماد نہیں ۲۔ موت یا قیامت یا وہ عذاب جس کی حضور نے پیشگوئی فرمائی تھی یہ سب چیزیں ضرور آئیں گی مگر اپنے وقت پر دیر سے دھوکہ نہ کھاؤ بلکہ اس سے بچنے کے اسباب جمع کرو۔ کیونکہ نہ ہم مجبور ہیں نہ جھوٹی خبر دینے والے۔ نہ تم طاقت ور کہ ہم سے مقابلہ کر کے بچ سکو لہذا مقابلہ نہ کرو بلکہ خوف کرو ۳۔ اس میں کفر یا گناہ کی اجازت نہیں

بلکہ یہ اظہارِ غضب کے لئے فرمایا گیا۔ رب فرماتا ہے۔
فَمَنْ شَاءَ فَلْيُكْفِرْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمَرْ ۳۔ اگرچہ آج بھی فیصلہ ہو چکا کہ مومن جتنی ہے اور کافر روزی لیکن عمل فیصلہ قیامت میں ہو گا یا عذاب آتے وقت۔ وہی یہاں مراد ہے ۵۔ اس سے اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ کفار کا جوں کے نام پر کچھ وقف کرنا باطل ہے اور ان کی شرائط و وقف غیر معتبر اس لئے کہ ان سب کو قرآن نے بزعیمہم فرما کر باطل فرمایا ۶۔ یہاں کفار کی بد عملیوں کا ذکر ہے۔ ایک تو اپنی پیدوار کی خیرات کے دو حصے کرنا ایک اللہ کے لئے ایک جوں کے لئے دوسرے یہ کہ اگر جوں کے حصہ میں گر جاوے تو نہ اٹھائیں۔ کفار عرب اللہ کا حق تو مسمانوں اور فقیروں پر خرچ کرتے تھے اور جوں کا حصہ اپنے پر اور اپنے خدام پر یہ خیبریات کفر اور بد تقسیم حاکمات تھیں۔ خیال رہے کہ اپنے مال سے گیارہویں یا ختم وغیرہ کے لئے پیسے نکالنا اس میں داخل نہیں کیونکہ یہ سب اللہ کے لئے خیرات ہے۔ ثواب ان کی روح کو ہے اس کا ثبوت قرآن کریم اور حدیث سے ہے رب فرماتا ہے
وَيُؤْتِيهِ مَا يَنْفَقُ مِّنْ ذَلِكُم مِّنْ دُونِهِ يَخْتَصِمُ لَكُمْ ذِكْرُ اللَّهِ ۚ وَاللَّهُ خَبِيرٌ ۙ
لے اپنی مال کے نام پر کونوں کھدوایا۔ اس کا نام ہیرام سحر رکھا۔ بت کے نام پر مال نکالنا شرک ہے کہ اس میں رب سے برا بھلا ہے۔ بزرگوں کے نام پر نکالنا درست کہ اللہ کے نام کی خیرات ہے۔ یہ بھی خیال رہے کہ کفار عرب اللہ کو بڑا معبود اور جوں کو چھوٹا معبود سمجھ کر دونوں کی پوجا کرتے تھے۔ بدنی بھی اور مالی بھی۔ مالی پوجا کا یہاں ذکر ہو رہا ہے۔ کہ اپنی پیدوار میں سے کچھ رب کی عبادت کی نیت سے نکالتے ہیں اور کچھ جوں کی عبادت کے لئے یہ بھی خیال رہے کہ گندم وغیرہ جو جوں کے نام پر نامزد کر دیکھاوے وہ حرام نہ ہو چاؤے گی حرام تو صرف وہ چالور ہے جو غیر خدا کے نام پر ذبح کیا جاوے اس لئے صحابہ کرام جہاں میں کفار کا ہر قسم کا مال غنیمت بنا لیتے تھے۔ یہ تحقیق نہ کرتے تھے کہ یہ کس کے نام کا ہے ۷۔ یہاں رب نے ان کے اس کام پر عتاب فرمایا مگر ان چیزوں کو حرام نہ کہا۔

معلوم ہوا کہ جو حصہ کفار جوں کے نام پر نکالتے تھے وہ حرام نہ ہو گیا بلکہ ان کا یہ کام شرک ہے مگر جحلال ہے جیسے بخیرہ سائبہ جانور چھوڑنا شرک لیکن وہ جانور حلال۔ اللہ کے نام پر ذبح کرو اور کھاؤ۔

بِغَافِلٍ عَمَّا يُعْمَلُونَ ﴿۱﴾ وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ﴿۲﴾

ان کے اعمال سے بے خبر ہیں اور اے محبوب تمہارا رب بے پیرا ہے رحمت والا

إِنْ يَشَاءْ يُدْخِلْكُمْ فِيهِمْ وَيُخْرِجْكُمْ مِنْهُمْ أَوْ يَكْفُرْكُمْ أَوْ يُؤَيِّدَ بَعْضُكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا ﴿۳﴾

اے لوگو وہ چاہے کہ تمہیں لے جائے اور جسے چاہے تمہاری جگہ لے

يَشَاءُ كَمَا أَنشَأَكُم مِّنْ ذُرِّيَّةٍ قَوْمٍ آخَرِينَ ﴿۴﴾

جیسے تمہیں اوروں کی اولاد سے پیدا کیا لے

إِنَّ مَا تَعْدُونَ لَأَن لَّا تَمَّ بِمُعْجِزِينَ ﴿۵﴾

بے شک جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے نہ ضرور آنے والی ہے اور تم ٹھکانے نہیں

قُلْ يَقَوْمِ اعْمَلُوا عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ إِنِّي عَامِلٌ ۚ

تم فرماؤ اے میری قوم تم اپنی جگہ پر کام کئے جاؤ گے میں اپنا کام کرتا ہوں

فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ مَنِ تَكُونُ لَهُ عَاقِبَةُ الدَّارِ ﴿۶﴾

تو اب جاننا چاہتے ہو کس کا رہتا ہے آخرت کا گھر مجھ

إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ ﴿۷﴾ وَجَعَلُوا لِلَّهِ مِمَّا ذَرَأَ

جسے شک ظالم ٹھان نہیں پاتے اور اللہ نے جو کچھ تمہاری اور مونس پیدا

مِنَ الْحَرِّ وَالْأَنْعَامِ نَصِيبًا فَقَالُوا هَذَا لِلَّهِ

کئے ان میں اسے ایک حصہ دار ٹھہرایا تو بولے یہ اللہ کا ہے

بِزَعِيمِهِمْ ۚ وَهَذَا الشِّرْكَائِنَا فَمَا كَانَ لَشِرْكَائِهِمْ

ان کے خیال میں اور یہ ہمارے شریکوں کا لے تو وہ جو ان کے شریکوں کا ہے

فَلَا يَصِلُ إِلَى اللَّهِ ۚ وَمَا كَانَ لِلَّهِ فَهُوَ يَصِلُ إِلَىٰ

وہ تو خدا کو نہیں پہنچاتا اور جو خدا کا ہے وہ ان کے شریکوں کو

شِرْكَائِهِمْ ۚ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ﴿۸﴾ وَكَذَلِكَ زَيَّنَ

پہنچاتا ہے کیا وہی برا حکم لگاتے ہیں نہ اور یہی بہت مشرکوں کی نگاہ

معلوم ہوا کہ جو حصہ کفار جوں کے نام پر نکالتے تھے وہ حرام نہ ہو گیا بلکہ ان کا یہ کام شرک ہے مگر جحلال ہے جیسے بخیرہ سائبہ جانور چھوڑنا شرک لیکن وہ جانور حلال۔ اللہ کے نام پر ذبح کرو اور کھاؤ۔

۱۔ یعنی انہوں نے اولاد میں بھی ایسی ہی تقسیم کر رکھی ہے کہ لڑکے کو زندہ رکھنے ہیں لڑکی کو ہلاک کر دیتے ہیں اور یہ سب کچھ ان کے سرداروں کے ہکاتے سے ہے۔
 نیز یہ لوگ بعض اولاد کے ذبح کرنے کی سنت مان لیتے تھے جیسے عبدالمطلب نے سنت مانی تھی حضرت عبداللہ کے ذبح کرنے کی ۲۔ اس طرح کہ یہ لوگ پہلے دین
 اسماعیل پر تھے پھر شیطان نے اس سے ہٹا دیا اور شرک میں گرفتار کر دیا۔ وہ سمجھے کہ دین اسماعیلی میں ہے۔ ۳۔ یہاں چاہتا۔ معنی ارادہ کرتا ہے نہ کہ۔ معنی پسند کرتا۔
 پسند کرنے کو رضا کہا جاتا ہے۔ خیال رہے کہ دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے اللہ کے ارادے سے ہو رہا ہے مگر اللہ صرف نیکیوں سے راضی ہے نہ کہ برائیوں سے لہذا آیت

پر کوئی اعتراض نہیں ۳۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ تم
 انہیں تبلیغ نہ کرو تبلیغ تو آخر دم تک کی جاوے گی۔
 مطلب یہ ہے کہ ان کے کفر و شرک پر غم نہ کرو۔ اپنے
 دل کو صدمہ نہ پہنچاؤ یا تم ایسے کام نہ کرو۔ تو اس میں
 خطاب عام مسلمانوں سے ہو گا۔ کیونکہ حضور تو ان سے
 پہلے ہی ہزار تھے ۵۔ معلوم ہوا کہ کفار کے ایسے کہہ دینے
 سے وہ کھینچاں حرام نہ ہو گئیں بلکہ جو بتوں کے نام پر کی
 گئیں وہ بھی حلال ہی رہیں ورنہ اس آیت میں ان پر اس
 وجہ سے عتاب نہ ہوتا ۶۔ چنانچہ وہ بتوں کے نام پر
 چھوڑی ہوئی پیدوار میں سے بت خالوں کے پجاریوں اور
 بتوں کے خدام کو دیتے تھے ۷۔ جنہیں وہ لوگ بحیرہ
 سائبہ حالی کہتے تھے کہ ان جالوروں کو وہ بتوں کے نام پر
 ایسا چھوڑ دیتے تھے جیسے آج ہندو سانڈ بھار کو بعض
 موجودہ روائش ٹھوٹے کو کہ اس پر سواری وغیرہ کرتے
 تھے کچھ کام نہ لیتے تھے آج کل خلع سحرات میں یہ بتاری
 پھیل رہی ہے کہ بعض چمٹائے امام حسین کے نام پر گھوڑا
 چھوڑ دیا ہے جو صرف حرم میں جلوس نکالنے اور ساتھ
 میں سینہ کوٹنے کے وقت استعمال کیا جاتا ہے ۸۔ اس میں
 کفار کی چند باتوں کا ذکر ہے۔ ایک تو اپنے بعض
 کھینچوں کو بتوں کے نام پر وقف کرتا کہ اس کی پیدوار
 صرف مرد کھائیں عورتیں نہ کھائیں اور وہ آمدنی صرف
 وہ کھائیں جو ان بتوں کے خدام ہیں دوسرے جانور چھوڑ
 دیتا بتوں کے نام پر جیسے بحیرہ سائبہ وغیرہ جن سے کوئی کام
 نہ لیا جاوے نہ کسی کیفیت سے انہیں ہٹایا جائے یہ دونوں
 کام تو شرک ہیں۔ مگر ان چیزوں کا کھانا حرام نہیں۔ اس
 لئے جہاد میں صحابی کرام ان تمام چیزوں پر قبضہ کر کے
 استعمال فرماتے تھے۔ تیسرے بتوں کے نام پر ذبح کرتا۔ یہ
 نام بھی شرک ہے اور اس کا کھانا بھی حرام کیونکہ ماہلہ
 لغیر اللہ میں داخل ہے۔ ۹۔ کفار عرب کا عقیدہ تھا کہ
 بحیرہ سائبہ اونٹنی کا بچہ اگر زندہ پیدا ہو تو صرف مرد کھا
 سکتے ہیں اور عورتیں نہیں کھا سکتیں اور اگر مردہ پیدا ہو تو
 عورت مرد سب کھا سکتے ہیں۔ اس آیت میں ان کے اس

الانعام ۲۳۱ دلوانشاہ

لَکَثِيرٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ قُتِلَ اَوْلَادُهُمْ شُرَکَاؤُهُمْ

میں ان کے مشرکوں نے اولاد کا قتل ہلا کر دکھایا ہے نہ کہ انہیں ہلاک

يَبْرُدُوهُمْ وَيَلْبَسُوا عَلَيْهِم دِينَهُمْ وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ

کرتے اور ان کا دین ان پر نہ لگتا مگر دین لگ اور اللہ چاہتا تو ایسا نہ کرتے بلکہ

مَا فَعَلُوهُ فَاَذَرَهُمْ وَمَا يَقْتُرُونَ ۝ وَقَالُوا هَذِهِ

تو تم انہیں چھوڑ دو وہ ہیں اور ان کے اقتراؤں اور بولنے سے مویشی

اَنْعَامٌ وَحَرَّتْ جَحْوًا لَا يَطْعُمُهَا اِلَّا مَنْ نَّشَاءَ

اور قیمتی روکی ہوئی ہے اسے وہی کھائے جسے ہم چاہیں اپنے جہانے

بِرْغَمِهِمْ ۝ وَاَنْعَامٌ حَرَّمَتْ ظُهُورُهَا ۝ وَاَنْعَامٌ لَا

خیال سے نہ اور کچھ مویشی میں جن پر پڑھنا حرام ٹھہرایا شدہ اور کچھ

يَذْكُرُونَ اَسْمَاءَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَاءٌ عَلَيْهِمْ سِيَئَةٌ مِّنْ

توبہ کے ذبح پر اس کا نام نہیں لیتے سب اللہ پر جھوٹا نام لگنا ہے نہ عقربہ وہ

بِمَا كَانُوا يَقْتُرُونَ ۝ وَقَالُوا مَا فِي بُطُونِ هَذِهِ اَنْعَامٌ

انہیں بدل دے گا ان اقتراؤں کا اور بولے جو ان مویشی کے پیٹ میں ہے وہ

خَالِصَةٌ لِّذٰلِكَ ۝ لَّوْ رِئَاؤُكُمْ عَلٰى اَزْوَاجِنَا وَلٰنَ لٰكِنْ

لوا ہمارے مردوں کا ہے اور ہماری عورتوں پر عجب ہے اور برا ہوا

مَيْمَنَةٌ فَمِنْ فِيْهِ شُرَکَاؤُ سَيِّئَةٌ مِّنْهُمْ وَصَفَّوْهُمْ اِلَآئِهَ

مٹھے تو وہ سب اس میں شرک ہیں نہ فریب اللہ انہیں ان کی باتوں کا بدلہ دے گا

حٰكِمٌ عَلِيمٌ ۝ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْا اَوْلَادَهُمْ

وہ محکوم علم والا ہے بیشک تباہ ہوئے نہ وہ جو اپنی اولاد کو قتل کرتے ہیں نہ

سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَحَرَّمُوا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَاءً عَلٰی

اجماعت جہالت سے اور حرام ٹھہراتے ہیں نہ وہ جو اللہ نے روزی دی اللہ پر جھوٹ

مسائل

عقیدے کا ذکر ہے اور اس پر سخت وعید ہے ۱۰۔ شان نزول۔ قبیلہ ربیعہ اور مصرعہام طور پر لڑکیوں کو قتل کر دیتے تھے۔ لڑکوں کو زندہ رکھتے تھے۔ دوسرے قبیلے لڑکوں
 بھی قتل کر دیتے تھے۔ ان کے متعلق یہ آیت کریمہ اتری۔ یہ عمل دنیا و آخرت دونوں کی تباہی کا باعث ہے۔ معاملات تو دیکھو کہ کتے بے پالے جاتے تھے انسان کے
 بچے ہلاک کئے جاتے تھے ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب حمل میں جان پڑ جاوے تو اگرنا حرام ہے کہ یہ بھی اولاد کا قتل ہے اس سے قبل ضرورت شری کی بنا پر جائز
 ہے (درالمنہاج) ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ اصل ہر چیز میں اہانت ہے کیونکہ اللہ نے ہر چیز ہمارے رزق کے لئے پیدا فرمائی ان میں سے جسے حرام فرمایا وہ حرام ہے
 اور جسے حلال فرمایا یا سکوت فرمایا وہ حلال ہے خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ جُنُودًا

۱۔ مملوم ہو کہ جانوں کے نام پر پھوڑے ہوئے جانوروں یا کھیت کو حرام اکٹھا جموت ہے لفظ پر بہتان ہے۔ وہ حلال ہیں کیونکہ رب نے ان کے اس حرام کھنے کو
 بشرط علی اللہ فرمایا۔ جب یعنی جو ہے وہ ان اپنے گناہوں کو خدا کی رضا کا جب کچے اور کھرو شرک کو نجات کا ذریعہ جانے وہ کیسے ہدایت پر آوے ہدایت تو رب کے
 خوف سے ملتی ہے۔ انہیں ان کالوں میں جلتے خوف کے نجات کی امید ہے۔ ۳۔ یعنی بعض نقل ہوئے ہیں اور بعض درخت جیسے غریبوں نے 'زیر و غیرہ اور جیسے ہم
 سمجھتے ہیں۔ ان میں بعض بعض سے رنگ و بو میں مطلب ہوتے ہیں جیسے انار، زیتون اور بعض مطلب نہیں ہوتے ۴۔ یعنی ان کے پھلوں کو اپنی حکمت سے حرام نہ کچھ

الاصنام

۳۳۳

(الوانہ)

اللَّهُ قَدْ ضَلُّوا وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ۝ وَهُوَ الَّذِي

انسان کو گمراہ ہے شک وہ کچھ اور مادہ نہ پائی نہ اور وہی ہے جس

النَّاسِ جَنَّاتٍ مَّعْرُوسَاتٍ وَعُيُورٍ مَّعْرُوسَاتٍ وَالْخَلَلِ

نے پیدا کئے باغ بہار زمین پر کھائے گئے تھے اور کچھ بہ پھلے اور کھجور

وَالزَّرَّعِ مَخْتَلِفًا أَكْلُهُ وَالزَّيْتُونِ وَالزَّمَانِ

اور کھجور جس میں رنگ رنگ کے کھائے اور زیتون اور انار کسی

مُتَشَابِهًا وَعُيُورٍ مَّتَشَابِهَةٍ كُلُّوا مِنْ ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ

ات میں ملے اور کسی میں ایک کھاؤ اس کا پھل ہی جب پھل لائے

وَالْوَا حَقُّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ

اور اس کا حق دو جس دن کھائے اور بے جا نہ خرچہ جنگ بے جا خرچے والے

الْمُسْرِفِينَ ۝ وَمِنَ الْأَنْعَامِ حَمُولَةٌ وَفَرَسَاتٌ حُلُوا

سے پسند نہیں تھے اور مویشی میں سے کچھ اور کھائے والے کھڑے زحیٰ بد بکھٹ کھاؤ اس

مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ

میں سے جو اللہ نے نہیں روزی دی اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو نہ

إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ۝ ثَمَنِيَّةٌ أَزْوَاجٌ مِنَ الضِّلَافِ

بے شک وہ تمہارا سرخ و دشمن ہے آٹھ نہ و لودہ کی ایک جوڑ

اَثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ۝ قُلْ إِيَّاكَ كَرِهَ حَرَمٌ

بھیر کا اور ایک جوڑ بکری کا تم فرماؤ کیا اس کے دونوں نہ حرام کئے

أَمْ إِلَّا اثْنَيْنِ ۝ أَمَّا اسْتَمَلْتُ عَلَيْهِ أَرْحَامُ

یا دونوں مادہ یا وہ جسے دونوں مادہ نہ بہت میں

الْأَنْثَيْنِ ۝ تَعُوذِي بِعَلِيمٍ ۝ إِنَّ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝

لئے یہی کسی تم سے بتاؤ کہ اگر تم سچے ہو

لو حلال ہیں۔ یا تقویٰ اس کا ہم نہیں کہ اپنے ہر جز

دار حلال ہیں حرام کر لو۔ بلکہ تقویٰ اس کا ہم ہے

کہ حرام سے بچ جاؤ یہ یہ آیت نام صاحب کی قوی

دلیل ہے کہ ہر پیدوار میں ذکوہ ہے کم ہو یا زیادہ۔ اس

کے پھل سال تک بھرا یا نہ رہیں کیونکہ رب نے ہر قدر

سب پر فرمایا و لایسوا فیہم حصادہ فرما کر کھانا کھانے

چاہنے کی طرح پیدوار کی ذکوہ میں سال بھر تک ملک کے

پاس رہنا ضروری نہیں۔ کتنے ہی ذکوہ دینا واجب ہے

خیال رہے کہ کھیت کے دانے سال بھر تک ضرورت میں

کھڑے رہنے کے پھل میں ضرورت میں ان سب کے حلق

فرمایا کہ ان کی پیدوار کی ذکوہ ۶۰۔ ۶۰ ہا ہر چہ خرچ کرنا

بھی بجا خرچ ہے اور سالانہ خیرات کر کے ہا ہا ہا کو

قیمت دینا بھی بجا خرچ ہے ضرورت سے زیادہ خرچ بھی بجا

خرچ ہے۔ اسی لئے اصناف و کھاد کو چار بار دینا اس وقت بجا

کیا ہے۔ ۷۔ تل تو جو لادے ہیں بکری، مرغی، نین پر

کچے ہیں۔ دونوں حلال ہیں ۸۔ اس سے مملوم ہوا کہ

بعض جانوروں کو بلا دلیل حرام مان لینا شیطان کا اندیش

ہے۔ جسے اللہ نے حرام نہ کیا وہ حلال ہی ہے۔ لہذا انہوں

کے ہم پر پھوڑے ہوئے جانور یا کھیت اگر مسلمان کے

قبضہ میں جائز طریقہ سے آجلیں تو ان کا کھانا حلال ہے

جب خود ملک کا پانی اور کھائے کا گوشت حرام نہیں جو

مشروکوں کے بت ہیں تو ان کی نسبت حرمت کیسے پیدا کر

دے گی۔ ۹۔ یعنی لاش، گائے، بھیڑ، بکری کے جوڑے آیا

ان کے صرف نہ حرام ہیں یا اصراف لودہ یا نہ لودہ

دونوں جس کو حرام کہتے ہو اس کی دلیل لاؤ۔ اس کا ذکر

اگلی آیت میں ہے۔ ۱۰۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے بھیڑ، بکری کے نہ

تو نہ بچے حرام کئے نہ لودہ تم بھی نہ کبھی لودہ کو حرام کر لیتے

ہو۔ یہ تمہاری افتراء ہے اب یہاں علم سے مراد یعنی علم

ہے عن و گمان کا مقابل۔ مملوم ہوا کہ حرمت میں گمان

کافی نہیں یقین ضروری ہے۔ ۱۱۔ یعنی اگر ان جانوروں کو

حرام ماننے ہو۔ تم سچے ہو تو اس حرمت کی قطع یقینی دلیل

لاؤ۔ مملوم ہوا کہ حکمت کے مدعی سے دلیل نہ مانگی جاوے

کی بلکہ حرمت کے مدعی پر دلیل لانا لازم ہے۔ آج کل وہابی ہم سے ہر چیز کی حکمت پر دلیل مانگتے ہیں اور خود حرمت کی دلیل نہیں پیش کرتے۔ یہ اصول قرآن کے

مصرح خلاف ہے۔ دیکھو رب نے ان جانوروں کے حرام ماننے والوں سے دلیل مانگی۔

اب شان نزول۔ ایک بار مالک بن عوف بنی نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ ہم نے سنا ہے کہ آپ ان چیزوں کو منع کرتے ہیں جو ہمارے باپ و ارا کرتے چلے آئے ہیں۔ تو حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آٹھ نواہ اپنے بندوں کے کھانے کے لئے پیدا فرمائے۔ تم نے ان میں سے بعض کو بلا دلیل حرام کر دیا۔ اچھا تاہم جانوروں کو تم حرام کہتے ہو ان کی حرمت نر کی طرف سے آئی ہے یا بھوک کی طرف سے۔ مالک ابن عوف اس سوال کا جواب نہ دے سکا اور حیران ہو گیا۔ اس کی تائید میں یہ آیت اتری (فرائض القرآن) ۵۷ یعنی تم سے دہ بے براہ راست فرمایا تمہیں اور پیغمبر کے ذریعے ان جانوروں کی حرمت آئی نہیں تو اب حرام ہونے کی کیا سبیل رہی۔ لہذا اجمار یہ قول تراجمت اور

ہستان ہے۔ اور جو اللہ پر ہستان پانڈے وہ سب سے بڑا ظلم ہے لوگوں کو گمراہ کرتا ہے۔ ان آیات سے موجودہ وہابیوں کو جہت حاصل کرنی چاہیے جو بلا دلیل حلال چیزوں کو حرام کہہ دیتے ہیں۔ یہی جب تک ظالم ظالم رہے اسے اللہ دہ میں دکھانا اور جب راہ دکھانے کا وقت آتا ہے تو بھوکہ ظالم میں رہتا۔ یا یہ مطلب ہے کہ کافر کو دوست اہل عمل کرنے کی راہ نہیں ملتی۔ اہل عمل کی راہ ایمان کے بعد ملتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس چیز کی حرمت شریعت میں نہ ملے وہ حلال ہے حالانکہ ہونے کے لئے دلیل کی ضرورت نہیں کیونکہ یہاں حرام نہ پانے کو حلت کی دلیل مل گیا کہ چونکہ وہی الہی میں ان چیزوں کی حرمت نہ آئی لہذا حرام نہیں۔ ۵۔ یہ جہر اضافی ہے یعنی تمہارے بچوں کے نام پر چھوڑے ہوئے جانور حرام نہیں۔ اسلام میں صرف یہ جانور حرام ہیں اور بچوں والا جانور ان کے سوا ہے لہذا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ کتا یا وغیرہ حلال ہو جانے سے۔ ۶۔ معلوم ہوا کہ بتا ہوا خون یعنی تلی بھی حلال ہے کیونکہ یہ بتا ہوا خون نہیں خیال رہے کہ اگر بتا ہوا خون نکل کر جم جانے سے وہ بھی حرام ہے کہ وہ بتا ہوا ہی ہے اگرچہ عارضی طور پر جم گیا۔ ۷۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ہر جسم چیز حرام ہے۔ مگر ہر جسم چیز جس نہیں۔ دوسرے یہ کہ سو رک ہر چیز کھل وغیرہ سب حرام ہے کیونکہ وہ کل جسم میں ہے۔ تیسرے یہ کہ سو رک کوئی چیز ذبح یا پکھانے سے پاک نہیں ہو سکتی۔ چوتھے پانڈے۔ ۸۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جانور کی زندگی میں اس پر کسی کے نام پکھانے کا اعتبار نہیں بوقت ذبح کا اعتبار ہے۔ اس لئے یہاں دوسرے فرمایا اصل فرمایا وہ ہے کہ بچوں کے نام پر جانور ذبح کرنا فسخ اعتقادی یعنی کفر ہے اس لئے یہاں فسخ ارشاد ہوا۔ ۹۔ اس طرح کہ اس کے لئے اس مجبوری میں یہ چیز حلال ہوں گی یا اگر اندازے میں غلطی کر کے ضرورت سے زیادہ ایک آدمی لکھ کھائے تو پکار دہی ۱۰۔ یہاں

۱۰۴	۱۰۵
وَمِنَ الْإِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ قُلْ آلَّذِينَ	اور ایک بوز اور ایک بھڑا اس کے دونوں
حَرَمُوا الْإِثْنَيْنِ أَمَا اسْتَمَلْتُمْ عَلَيْهِمْ حَرَمًا	حرام کئے یا دونوں نواہ یا وہ جسے دونوں نواہ ہیں
الْأَثْنَيْنِ أَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ وَضَعَكُمُ اللَّهُ فِي هَذَا	لے ہیں نہ کیا تم موجود تھے جب اللہ نے تمہیں یہ علم دیا
فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا لِيُضِلَّ النَّاسَ	تو اس سے بڑھ کر ظالم کوئی ہو اللہ پر جھوٹ باندھے کہ لوگوں کو اپنی جہات سے
يُغَيِّرُ عَلَيْهِمُ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ قُلْ	گمراہ کرے جبکہ اللہ ظالموں کو راہ نہیں دکھاتا تم گمراہ
لَا أُجِدُ فِي مَا أُوْحِي إِلَيَّ حَرَمًا عَلَى طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ	میں نہیں پاتا اس میں جو میری طرف وحی ہوئی کسی کھانے والے کوئی کھانا حرام
إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَقْفُوحًا أَوْ لَحْمَ خَنَازِيرٍ	مگر یہ کہ مراد ہوئے یا دھون کا۔ بتا خون نہ یا بد جانوروں کا گوشت کہ
فَأَنَّهُ رِجْسٌ أَوْ فِسْقًا أَوْ لَحْمُ خَنَازِيرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ	جہات ہے نہ یا بد کہ کا جانور جس کے ذبح میں جھڑا کا نام پکارا گیا تو جہاں جہاں
غَيْرِ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَإِنَّ رَبَّكَ غَفُورٌ رَحِيمٌ وَعَلَى	لوگوں کو آپ کو نہیں کہہ اور نہ یوں کہ ضرورت سے برے تو جبکہ اللہ بخشنے والا جہاں
الَّذِينَ هَادُوا حَرَمًا كُلَّ ذِي ظُلْفٍ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ	شہ اور بوزوں پر ہم نے حرام کیا ہر جانور والا جانور لے اور کھائے اور میری
حَرَمْنَا عَلَيْهِمْ شَحُومَهُمَا إِلَّا مَا حَمَلَتْ	چربی ان پر حرام کی ہے مگر جو ان کی پیٹھ میں

جان سے سروا الہی ہے خواہ انگلیاں سے چٹی ہوں جیسے کتا اور دوسرے یا نہ چٹی ہوں بلکہ لکڑی صورت میں ہوں جیسے اونٹ اور بیج شتر مرغ وغیرہ ہماری شریعت میں شتر مرغ اونٹ وغیرہ حلال ہیں اب یعنی یہودیہ ان کی سرکشی کے باعث گائے بکری کا گوشت وغیرہ حلال تھے مگر چربی حرام تھی۔

۱۔ معلوم ہوا کہ گزشتہ شریعتوں کے وہ احکام جو بطور سزا جاری کئے گئے تھے وہ ہمارے لئے لائق عمل نہیں اگرچہ نص میں مذکور ہو جاوے کیونکہ یہ امت موجود ہے
پچھلی امتوں کے سخت احکام ہم پر جاری نہیں۔ دیکھو یہود کو حق تعالیٰ نے ان کی سرکشی کے باعث ان طیب چیزوں سے محروم کر دیا تھا اونٹ شتر مرغ بکری اور گائے بکری کی
جہتی۔ مگر یہ سب چیزیں ہمارے دین میں حلال ہیں اس پر ساری امت کا اعلان ہے ۲۔ یعنی نبی کو جو یا کتنا عذاب کا باعث ہے لیکن پھر تم پر عذاب جلد نہ آتا اس لئے
ہے کہ یہ نبی رحمت والے ہیں رب رحیم ہے اس کے حکم سے دھوکا نہ کھاؤ ۳۔ اس میں غیبی خبر ہے کہ مشرک جو آئندہ کئے والے تھے اس سے پہلے ہی خبردار کر دیا

الانعام

۳۶

ولولائنا

ظُهُورِهِمْ أَوْ الْحَوَايَا أَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ذَلِكَ

اگر جو یا آنت یا ہڈی سے مل ہو ہم نے ان کی سرکشی کا

جَزَيْنَهُمْ بِغَيْرِهِمْ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ ۝ فَإِنْ كَذَّبُوكَ

بدلہ دیا لے اور بیشک ہم منور ہوئے ہیں پھر اگر وہ ہمیں جھٹلائیں تو

فَقُلْ رَبُّكُمْ ذُو رَحْمَةٍ وَاسِعَةٍ وَلَا يَرُدُّ بَأْسَهُ عَنِ

تم فرماؤ کہ تمہارا رب وسیع رحمت والا ہے نہ اور اس کا عذاب مجرموں پر

الْقَوْمِ الْمَجْرِمِينَ ۝ سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ

سے نہیں والا ہوتا اب کہیں گے مشرک کہ اللہ

شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَمَلْنَا مِنْ شَيْءٍ

پہنچتا تو نہ ہم شرک کرتے نہ ہمارے باپ دادا نہ ہم کچھ حرام ٹھہراتے تھے

كَذَلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتَّىٰ ذَاقُوا بَأْسَنَا

ایسا ہی ان سے انگوں نے جھٹلایا تھا یہاں تک کہ ہمارا عذاب پہنچا

قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوهُ لَنَا إِنْ تَتَّبِعُونَ

تم فرماؤ کیا تمہارے پاس کوئی علم ہے تو کہہ دے لے نکالو تو تو میرے گمان

إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ أَنْتُمْ إِلَّا تَخْرُصُونَ ۝ قُلْ فَلِلَّهِ

کے بچے جو اور تم یوں ہی کہتے ہو تو تم فرماؤ تو اللہ ہی کسی

الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ فَلَوْ شَاءَ لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ ۝

حجت پلیدی ہے تو وہ پہنچاتا تو سب کی ہدایت فرماتا

قُلْ هَلَمْ شَهِدَ كُمُ الَّذِينَ يَشْهَدُونَ أَنَّ اللَّهَ

تم فرماؤ لاؤ اپنے وہ گواہ جو گواہی دیتے کہ اللہ نے اسے

حَرَّمَ هَذَا إِنْ شَهِدُوا فَلَا تَشْهَدُ مَعَهُمْ وَلَا تَتَّبِعْ

حرام کیا لے پھر اگر وہ گواہی دے نہیں تو لے سننے والے ان کے ساتھ گواہی نہ دینا

مَنْزِل

۳۔ آیت میں شیعہ سے مراد رضا مندی ہے اس
لئے ان کی تردید کی گئی ورنہ دنیا کی ہر خیر و شر رب کے
ارادے سے ہے۔ وہ کفار یہ کہتے تھے کہ رب ہمارے کفر
سے راضی ہے لہذا جھوٹے تھے۔ کفار مشیت اور رضائی
فرق نہ کر سکے۔ حالانکہ مشیت اور ہے رضا کچھ اور دنیا
کی ہر چیز اور ہمارا ہر کام اللہ کے ارادے اور اس کی مشیت
سے ہے مگر ہر کام اس کی رضا سے نہیں ۵۔ معلوم ہوا کہ
گناہوں کا جو اثر ثابت کرنے کی کوشش کرنا سخت عذاب کا
سبب ہے۔ انہوں نے کفر کیا اور کہا کہ کفر سے رب راضی
ہے اس لئے سخت عذاب کے مستحق ہوئے ۶۔ خیال
رہے کہ رب کی مرضی وہی ہے جو پیغمبر کے ذریعہ معلوم
ہو۔ مشیت ظاہر فرمانے کے لئے پیغمبر نہیں بھیجے جاتے۔
اگر خدا ان سے راضی ہو تا تو نبی کے ذریعے اس کا اعلان
فرماتا۔ مشیت اور ہے مرضی کچھ اور نہ اس سے
معلوم ہوا کہ جھوٹے کا جھوٹ ظاہر کرنے کے لئے اس
سے دلیل مانگنا جائز ہے۔ لہذا جھوٹے نبی سے مجرہ مانگنا
آتا کہ اس کا جھوٹ ظاہر ہو، نبوی سے نبی خبر پوچھنا
آتا کہ وہ رسوا ہو جائز بلکہ ثواب ہے۔ ہاں اگر تصدیق یا
شہد کی بنا پر ہو تو کفر ہے لہذا قرآن کریم کی یہ آیت بالکل
ظاہر ہے اور فقہاء کا فتویٰ اس کے خلاف نہیں ۸۔ اس
سے معلوم ہوا کہ عقائد میں تخمینے قیاس، عقل کافی نہیں۔
اس کے لئے یقین شرعی درکار ہے۔ ۹۔ جو رسولوں کی
معرفت دنیا میں کبھی گئی اس کے مقابل عقل، قیاس گمان
سب بیکار ہیں۔ ان کا ماننا کفر ہے ۱۰۔ اس طرح کہ تم سب
کو ایمان کی توفیق بخشا۔ یہاں ہدایت سے مراد راہ و کھانا
نہیں ہے کہ وہ تو سب کو دی گئی ہے ۱۱۔ معلوم ہوا کہ جس
چیز کی حرمت نہ دکھائی جاسکے وہ حلال ہے اور یہاں شہداء
سے مراد کتاب اللہ کی آیات یا ان کے پیغمبروں کے اقوال
رہے کہ خود ان کی بکواس۔ جیسا کہ اگلی آیت میں ہے
۔ اس سے معلوم ہوا کہ جھوٹے کی تصدیق کرنا، اس کی
وکالت کرنا۔ اس کے کام پر بے شک گناہا خوشی کا اظہار
کرنا یا تصدیق کے لئے سر ملانا سب حرام ہے کہ یہ ان کے
ساتھ گواہی دینا ہے۔ گناہ کی امداد کرنا بھی گناہ ہے۔

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کو اپنا سرور و پیشوا بنانا ان کی اطاعت کرنا حرام ہے الا بالضرورت ایسے ہی ان کے برے قانون پر عمل کرنا منع ہے الا بالاعتذار اور جو قانون خلاف اسلام ہوں انہیں درست سمجھنا کفر ہے اسلامی قانون ہے چور کے ہاتھ کاٹنا۔ کفار کا قانون ہے چور کو قید کرنا۔ جو قید کو اچھا سمجھے ہاتھ کاٹنے کو برا وہ کافر ہے۔
 ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کی خواہشات نفسانی میں ان کی بیروی حرام ہے۔ نبی کی خواہش رحمانی ہے اس کی بیروی جائز کبھی مستحب کبھی واجب ہوتی ہے اور اسے عہد نہیں کہہ سکتے۔ رب فرماتا ہے۔ وَمَا نُنَاطِقُكَ فِي الشَّهْرِ إِلَّا هَذَا لَا تَنْفِي ۚ ۳۔ تو ریت و انجیل میں اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رب کی تعلیم سے کچھ کتابیں جانتے ہیں۔ یا قرآن میں۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار عقائد کے اور بعض اعمال کے محکف ہیں۔
 لہذا انہیں بچوں کو قتل کرنے عورت کو سستی ہونے، زنا جوئے کی اجازت نہیں دی جاسکتی نہ معلوم ہوا کہ ماں باپ اگرچہ کافر ہوں ان کا حق ماری پوری ادا کرنا ضروری ہے۔ اس احسان میں تمام جسم کے اچھے سلوک داخل ہیں۔ ان کا ادب لحاظ ان پر ضرورت کے وقت مالی خرچ کرنا بعد وفات ان کی فاتحہ و شتم سب ہی داخل ہیں۔
 ۵۔ اس میں ان لوگوں سے خطاب ہے جو غریبی کی وجہ سے لڑکیوں کو قتل کر ڈالتے تھے۔ جو مالدار صرف لڑکیوں کو قتل کرتے تھے ان کا ذکر وہ سری آیات میں ہے لہذا من الملاق کی قیدی جان واقعہ کے لئے ہے احترازی نہیں۔
 ۶۔ یعنی تم اور تمہاری اولاد ہمارے بندے ہیں ان کا رزق ہمارے ذمہ کرم پر ہے تم کیوں انہیں قتل کرتے ہو۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ ظاہر میں ٹیک رہتا چھپ کر گناہ کرنا تقویٰ نہیں بلکہ ریا کاری ہے تقویٰ یہ ہے کہ ہر حال میں رب سے خوف کرے۔ ریا کار کھلے فاسق سے زیادہ خطرناک ہے۔ شعر

تن اجلا من کالا یلقی کے سے بیک
 اس سے تو کاٹھ بھلا کہ اوپر نیچے ایک
 رب تعالیٰ صحیح تقویٰ نصیب فرما دے۔ آمین ۸۔ جو مسلمان قتل کا مستحق ہو جاوے۔ جیسے مرد زانی قاتل اسے قتل کرنا حق ہے مگر یہ حق حاکم کو پہنچتا ہے۔ ہر مسلمان قتل نہیں کر سکتا۔ اس آیت سے چند مسائل معلوم ہوئے ایک یہ کہ صرف نابالغ بچے کو یتیم کہہ سکتے ہیں بالغ یتیم نہیں جیسا کہ حق بیلغ سے معلوم ہوا۔ دوسرے یہ کہ یتیم وہ انسان کا بچہ ہے جس کا باپ فوت ہو گیا ہو۔ مگر جانوروں میں یتیم وہ بچہ جس کی ماں فوت ہو گئی ہو۔ موتی وہ یتیم ہے جو سیپ میں اکیلا ہو۔ میسرے یہ کہ یتیم کا دل یتیم کے مال میں ہر وہ تصرف کر سکتا ہے جس میں یتیم کا قلع ہو۔ وہ کام ہرگز نہیں کر سکتا جس میں یتیم کا نقصان ہو۔ اس سے حد مسائل نکل سکتے ہیں یتیم کے مال میں زکوٰۃ

۲۳۵	الانعام
<p>اَهْوَاءَ الَّذِينَ كَذَبُوا بِالْآيَاتِنَا وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ</p> <p>اور ان کی تمناؤں کے پیچھے نہ چلنا جو ہماری آیتیں بھلا گئے ہیں اور جو آخرت پر ایمان</p> <p>بِالْآخِرَةِ وَهُمْ يَرْجُونَ ۚ قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ</p> <p>نہیں لاتے اور اپنے رب کا برابر والا چھلانے میں نہ تم فرماؤ اور میں نہیں</p> <p>مَاحْزَمٍ بِكُمْ عَلَيْكُمْ إِلَّا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ</p> <p>پر ہر سننا جو تم پر تمہارے رہنے حرام کیا نہ کہیں کا کوئی شریک ذکر و اور ماں باپ کیساتھ</p> <p>إِحْسَانًا وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ ۚ إِنَّهُ لَكُنْزٌ نَزَرْنَاكُمْ</p> <p>بھلائی کر دیتا اور اپنی اولاد قتل نہ کرو۔ غرضی کے باعث تم نہیں اور انہیں سب کو رزق</p> <p>وَأَيُّاهُمْ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا</p> <p>دیکھ گئے اور جے جائیوں کے پاس نہ جاؤ جو ان میں کھلی ہیں اور جو</p> <p>بَطْنٌ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ</p> <p>بھی نہ اور جس جان کی اللہ نے عزت رکھی اسے ماحق نہ مارو کہ</p> <p>ذَلِكُمْ وَصَّيْكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۝ وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ</p> <p>یہ نہیں حکم فرمایا ہے کہ کہیں عقل ہو اور جیہوں کے مال کے پاس</p> <p>الْبَيْتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ وَأَوْفُوا</p> <p>نہ جاؤ مگر بہت اچھے طریقہ سے جب تک وہ اپنی جوانی کو پہنچے اور اپنے</p> <p>الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ لَا تَكُفُّ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا</p> <p>اور تول نقصان کے ساتھ پوری کرو نہ کسی جان پر جو بوجھ نہیں دالتے مگر اپنے</p> <p>وَإِذَا قُلْتُمْ قَاعِدُوا أَوْ لَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ وَبِعَهْدِ اللَّهِ</p> <p>مقدور بصرہ اور جب بات ہو تو انسان کی ہونگر پر ہمارے رشتہ دار کا ساتھ ہو نہ اور اللہ ہی کا</p> <p>أَوْفُوا ذَلِكُمْ وَصَّيْكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۝ وَإِنَّ هَذَا</p> <p>چند پرہیزگاروں سے نہیں تائید فرمائی کہ کہیں تم نصیحت مانو گے اور یہ کہ یہ ہے</p>	
مستقل ۶	

نہیں ۱۰۔ اس طرح کہ تم نہ تو زیادہ قتل کرو نہ کیا خود کم قتل کر لینا ممنوع نہیں۔ یعنی دوسرے کا نقصان نہیں کرنا چاہیے خود اپنے پر نقصان برداشت کرنا کبھی محمود ہے ۱۱۔ یعنی اگر بغیر قصد باپ تول میں معمولی فرق ہو گیا یا یتیم کا کچھ مال بغیر ارادہ اپنے استعمال میں آگیا تو اس کی معافی ہے ورنہ طاقت نے زیادہ بندوں پر بوجھ ہو جاوے گا۔ اعمال کی سزا جزا میں عیت کا بڑا دخل ہے۔ ۱۲۔ خواہ گواہی دو یا فتویٰ یا حاکم بین کر فیصلہ کر دیکھ کبھی ہو انصاف سے ہو اس میں قربابت یا وجاہت کا لحاظ نہ ہو لیکن اللہ اس آیت کی تفسیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کی زندگی شریف ہے یہ ہی عدل و انصاف مومن کا طرہ امتیاز ہے جسے آج ہم کھو بیٹھے۔ غرضیکہ عدل اور بے سلوک اور حسن معاشرت کچھ اور ۱۳۔ خواہ رب سے عہد کیا ہو یا رب کا نام لے کر نبی سے شیخ سے یا کسی اور مخلوق سے۔ سب کا پورا کرنا لازم ہے۔

(بقیہ صفحہ ۲۳۵) اس لئے نجات کے وقت دوسرا لمن کو لے چاہئے ہیں کہ ان کے عہد محمد اللہ بن جلیس ۳۳۰ و صیت امرتے وقت کے اس کلام کو کہا جاتا ہے جس کا تعلق موت کے بعد سے ہو۔ چونکہ اہل عرب و صیت پورا کرنے کا ست ہی زیادہ اہتمام کرتے تھے اس لئے ہر ایک ہی کلمہ کو صیت کہہ دیا جاتا ہے۔ ورنہ رب تعالیٰ و صیت کے ظاہری معنی سے پاک ہے کیونکہ وہ موت سے پاک ہے یعنی یہ ایسا ایک ہی کلمہ ہے۔ جیسے تمہارے نزدیک و صیت۔ اب اس سے معلوم ہوا کہ عقائد کی درستی عبادت کی ادائیگی معاملات کی معافی اور حقوق کا ادا کرنا سیدھا راستہ ہے۔ جو ان تینوں میں سے کسی میں کوتاہی کرے وہ

سیدھے راستے پر نہیں۔ عبادت اور معاملات دو یا دونوں کی طرح ہیں جن میں سے ایک کے بغیر اڑنا ناممکن ہے۔ ۱۔ صرفائے کرام فرماتے ہیں کہ معاملات کی خرابی عبادت کی خرابی تک پہنچا دینا ہے لہذا عبادت کی خرابی کبھی عقائد کی خرابی، زریعہ بن جاتی ہے ترک مستحب ترک سنت کا اور ترک سنت ترک فرض کا زریعہ ہے چہرہ کو پہلے دروازے پر ہی روک دے۔ اس آیت میں اسی طرف اشارہ ہے ۳۔ یعنی تورات شریف سب سے پہلے کتاب الہی ہوئی طبع السلام کو ہی عطا ہوئی۔ اس سے پہلے پیغمبروں کو بھیجے جاتے تھے۔ یہاں ہم ترتیب دیکر کے لئے ہے یعنی پھر یہ بھی یاد رکھو کہ تم سے پہلے ہی اسرائیل کو بھی ایسی ہدایات کے لئے تورات دی گئی تھی تاکہ جو اس پر عمل کرے اس پر رب کی نعمت پوری ہو جاوے ۴۔ خیال رہے کہ اولاً تورات ہر چیز کی تفصیل تھی پھر موسیٰ علیہ السلام نے جب تختیاں جوش غضب سے سج دیں تو تورات کا مست ساحر اٹھا لیا گیا۔ اب اس میں صرف احکام باقی رہے تفصیل اٹھائی گئی۔ رب فرماتا ہے وَ اخذنا من ذلک ذبیحۃً فذبحنا ذلک فلیذین ہم یذبحون یہاں تفصیل کا ذکر نہ آیا لہذا دونوں آیتوں میں تعارض نہیں ہمارا قرآن شریف تفصیل کتب شفیقہ اور ادا ہوا رہا۔ ۵۔ قرآن اس لئے مبارک ہے کہ مبارک قریش اسے لایا مبارک مینے رمضان میں لایا مبارک ذات پر اتر بار و مروب کے درمیان وسیلہ ہے جس کام پر اس کی آیات پڑھ لی جاویں۔ اس میں برکت ہو جاوے ۶۔ یعنی اگر رب کی رحمت چاہتے ہو تو قلب و قالب دونوں کو درست کرو۔ قالب تو قرآن کی پیروی سے اور قلب تقویٰ سے درست ہوں گے۔ خیال رہے کہ حدیث کی یا علماء امت ان پیروی یا واسطہ قرآن کریم کی پیروی ہے۔ رب فرماتا ہے اجتنبوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم لہذا آیات میں تعارض نہیں یہ بھی خیال رہے کہ شریعت چار چیزوں کا نام ہے۔ قرآن، حدیث، اجماع امت، قیاس مجتہدہ۔ یعنی عملی میں قرآن اس لئے اہم تھا کہ تمہیں

۲۳۵

صِرَاطٍ مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ

میرا سیدھا راستہ تو اس پر چلو اور اور راہیں چھوڑ

فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ ذَلِكُمْ وَصَّيْتُ بِهِ لَعَلَّكُمْ

اس کی راہ سے جدا کر دیا کی تاکہ تمہیں حکم فرمایا کر کہیں نہیں

تَتَّقُونَ ۝ ثُمَّ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ تَتْلُوهُ هَذَا عَلٰی النَّبِيِّ

پھر میرے پاس لائے پھر ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی تاکہ اہل اسان کو کہنے

أَحْسَنَ وَتَقْضِي لِكُلِّ شَيْءٍ وَهْدًى وَرَحْمَةً

کو اس پر جو بخوبی سمجھ سکتے اور ہر چیز کی تفصیل کے اور ہدایت اور رحمت کہ

لَعَلَّكُمْ يَرْجِعُونَ رَابِعًا ۝ وَهَذَا كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ

کہیں وہ اپنے رب سے ملنے ہر ایمان لائیں اور یہ برکت والی کتاب ہم نے

مُبَارَكًا فَاتَّبِعُوهُ وَاتَّقُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝ أَنْ تَقُولُوا

آدمی ہے تو اس کی پیروی کرو اور میرا پیغام گاری کہو کہ ہم بددعوت کہیں کہو کہ

إِنَّمَا أَنْزَلَ الْكِتَابَ عَلٰی طَائِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا وَأَنْ

کتاب تو ہم سے پہلے دو گروہوں پر اتری تھی اور ہمیں ان کے

كُنَّا عَنْ دُرَاسَتِهِمْ لَغَفَلِينَ ۝ أَوْ تَقُولُوا إِنَّمَا أَنْزَلَ

ہم نے ہدایت کی کہ غفلت تھی تاکہ ہم بددعوت کہیں کہو کہ

عَلَيْنَا الْكِتَابَ لَكِنَّا أَهْدَىٰ مِنْهُمْ فَقَدْ جَاءَكُمْ بَيِّنَةٌ

تو ہم ان سے زیادہ ہدایت دے دیتے تھے تو تمہارے پاس تمہارے رب

مِّنْ رَبِّكُمْ وَهْدًى وَرَحْمَةً فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ

کی روشنی دلیل اور ہدایت اور رحمت آئی تاکہ تو اس سے زیادہ ظالم کون

كَذَّبَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَصَدَفَ عَنْهَا سَنَجْزِي الَّذِينَ

جو اللہ کی آیتوں کو جھٹلاتے اور ان سے بھڑکے ہمارے عذاب سے جو ہماری آیتوں سے

یہ کہنے کی گنجائش نہ ہو کہ ہمارے عرب میں کوئی نبی نہ آیا جو کتابیں تورات و انجیل انہیں وہ عبرانی زبان میں تھیں جس کو ہم سمجھ نہ سکتے تھے۔ پھر ہدایت پر کیسے آتے اب تمہیں کوئی ہدایت نہ رہی نہ یہود نصاریٰ کے محتاج نہ رہے ۱۔ شان نزول یہ کہ عرب کی ایک جماعت نے کہا تھا کہ تورات و انجیل یہود نصاریٰ پر اتریں مگر وہ بے اصل ہدایت حاصل نہ کر سکے۔ اگر ہم پر کتاب آئی تو ہم بہت نفع اٹھائے کیونکہ ہم ان کی طرف سے وقوف نہیں۔ یہ آیت کہہ کر ان کے جواب میں آئی (فرمانِ العزیز) اس سے معلوم ہوا کہ اپنی عقل پر اکتفا نہ چاہیے۔ رب کے فضل پر محروس کرنا ضروری ہے کیونکہ یہ عقلی بارے والے بھی کافر ہی رہے ایمان نہ لائے۔ اس لئے کہ انہوں نے عقل پر محروس کیا۔ ۲۔ اس سے دو سکے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قرآن کریم دلیل بھی ہے ہدایت بھی رحمت بھی۔ جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

(صفحہ ۲۳۶) ان تمام صفات سے موصوف ہیں۔ وہ مرنے پر کہ قرآن دنیا میں ہر ایک کے پاس اور ہر ایک کے لئے آیا جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک کے پاس پہنچے۔ یعنی سب سے بڑا عالم وہ ہے جو نبی کے معجزات اور ان کی کتابوں کا انکار کرتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنی جان پر ظلم کرتا ہے کہ اسے دائمی عذاب کا مستحق بناتا ہے۔ معلوم ہوا کہ کفر تمام کبیرہ گناہوں سے بڑا گناہ ہے۔ اس طرح کہ انہیں نہ ماننے۔ معلوم ہوا کہ نبی کو جھٹلانے والا اور انہیں نہ ماننے والا کفر میں برابر ہیں۔ جھٹلاتا تو یہ ہے کہ انہیں جھوٹا کہے۔ نہ ماننا یہ ہے کہ نہ انہیں جھوٹا کہے نہ سچا۔ ان کی فراہم کردہ نبی نہ کرے۔ دونوں کافر ہیں۔

۱۔ یا دنیا میں جنگ بدر وغیرہ کے موقع پر یا بدرغ میں عذاب قبر یا آخرت میں عذاب دوزخ۔ ۲۔ یہاں فرشتوں سے مراد موت کے فرشتے ہیں جو جان کنی کے وقت مرنے کے پاس آتے ہیں۔ اور ایک نشان سے مراد آفتاب کا پچھم سے نکلنا ہے۔ اس وقت ہر شخص ایمان لے آئے گا۔ مگر اس وقت کا ایمان قبول نہ ہو گا۔ یعنی جو پہلے کافر رہا ہو اور اب آفتاب مغرب سے نکلنا ہو اذیکہ کہ ایمان لائے تو معجزہ میں وارد ہوئے اس کے بعد پیدا ہوں ان کا ایمان مستحرب ہونا چاہیے اور وہ ایمان کے مکلف ہونے چاہئیں۔ بعض روایات میں ہے کہ اس علامت کے بعد تولد بند ہو جائے گا۔ عورتیں بانجھ ہو جائیں گی۔ پھر اس آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ۳۔ یعنی کافر کو یہ نشان دیکھ کر نہ ایمان لانا فائدہ دے نہ نیک اعمال ثواب وغیرہ جو اب شروع کرے۔ پرانے مومن کی نیکیاں فائدہ مند ہوں گی (صدق الہیان)۔ ۴۔ یعنی اسے کافروں کی ماری ہلاکت کا انتظار کہ وہ تم پر عذاب آنے کا انتظار کر رہے ہیں۔ آئندہ معلوم ہو جائے گا کہ کس کا انتظار صحیح تھا کس کا غلط۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ کافر ہلاک ہوئے مسلمان غالب۔ ۵۔ یعنی خبر کا کتابا ہوا راستہ چھوڑ کر دین میں اور راستے اپنی رائے سے نکال لئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دین میں نئے عقیدے گھڑنا اور انہیں اسلامی عقیدہ جانتا سخت بے دینی ہے۔ ۶۔ یود کے اکثر فرقے ہوئے۔ یہ سانچوں کے بحر مسلمانوں کے تخریق فرتے ہوں گے۔ ایک جتنی بڑی دوزخی جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ ان میں سے ہر ماری فرقے سے حضور ہزار ہیں اس لئے ان میں کوئی ولی نہیں ہوتا جس شرع کا تعلق ہے نہ وہ اس میں پھل پھول نہیں آتے۔ نامی فرقے کا تعلق حضور سے رہے گا۔ اس میں بیعت اولیاء اللہ ہوتے رہیں گے۔ ۸۔ یعنی جو یود و نصاریٰ دین میں فرقے بنا چکے۔ آپ ان سے بھی ہزار ہیں۔ وہ سب جہنمی ہیں۔ سوائے ان کے جو آپ کے راستہ پر ہوں۔ ۹۔ یہ قانون ہے اور اس سے زیادہ ہزار ہا نیک عطا فرمانا رب کا فضل ہے۔ لہذا آیات

الاعلواء

۲۳۶

دولت آباد

يَصْدِقُونَ عَنْ آيَاتِنَا سُوءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوا

ترجمہ: میں ہم انہیں برے عذاب کی نذر دیکھ گئے کہ جو ان کے

يَصْدِقُونَ ۝ هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمُ الْمَلَائِكَةُ

ترجمہ: کا کہہ کے انظار میں ہیں مگر یہ کہ انہیں ان کے پاس فرستے

أَوْ يَأْتِي رَبُّكَ أَوْ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ يَوْمَ يَأْتِي

ترجمہ: رب کا عذاب یا تمہارا رب کی ایک نشان آئے میں دن تمہارا

بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِنَّمَا نَهَا لَمْ تَكُنْ

ترجمہ: رب کی وہ ایک نشان آئے کسی جان کو ایمان لانا کام نہ دے گات ہو پہلے

أَمَدَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا قُلْ

ترجمہ: ایمان نہ لاتی تھی یا اپنے ایمان میں کوئی جلائی نہ لاتی تھی تم فرماؤ

اَنْتُمْ تَرْجَوْنَ اِنْ كَانُمْ يُنْتَظَرُونَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا دِيْنَهُمْ

ترجمہ: رستہ دھجھ رہے ہیں دیکھتے ہیں کہ وہ جنہوں نے اپنے دین میں بدعتا راہیں نکالیں نہ

وَكَا نُوْا اِشْيَاعًا كَسَبَتْ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ اَنْتُمْ اَمَرْتُمْ اِلَى

ترجمہ: اور کئی گروہ ہو گئے کہ اے محبوب نہیں ان سے کہہ عطا نہیں ان کا معاملہ اللہ ہی

اَللّٰهُ ثُمَّ يَنْتَبِهُم بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝ مَنْ جَاءَ

ترجمہ: کے والے ہے پھر وہ انہیں بتا دے گا جو کچھ وہ کرتے تھے جو ایک

بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرًا مِّثْلُهَا وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ

ترجمہ: نیکی لائے تو اس کے لئے اس جیسی دس میں اور جو برائی لائے تو

فَلَا يَجْزِيْهِ اِلَّا مِثْلُهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ قُلْ اِنِّيْ

ترجمہ: اے بدلہ نہ دے گا مگر اچھے برابر نہ ادا ان بد ظلم نہ ہو گات تم ہزار جنگ

هٰدِئِيْ سَبِيْلِيْ اِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيْمٍ ۝ دِيْنًا قَبِيْهَا

ترجمہ: مجھے میرے رب نے سیدھی راہ دکھائی علیٰ حبیب دین اسلام

مَنْزِل ۱۰

میں تدارق نہیں۔ ۱۰۔ خیال رہے کہ گمراہ کرنے والے کا کتاب سب گمراہوں کے برابر ہوتا۔ یہ اس جرم کی مثل ہی ہے۔ مثل وہ جسے قانون مثل کے۔ لہذا آیات میں تدارق نہیں۔ اس طرح کہ انہیں جرم سے زیادہ سزا دے دی جاوے یا بغیر جرم کے عذاب دیا جاوے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کے چھوٹے بچے جو جہنم میں فوت ہو جلیں وہ دوزخی نہیں کیونکہ انہوں نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ ظلم کے دو قسم ہیں۔ (۱) کسی غیر کی چیز میں مداخلت تصرف کرنا۔ (۲) بے قصور کو سزا دے دینا ظلم کہہ کر اس کی اجرت نہ دینا۔ ان جیسی آیات میں ظلم کے دو مرتبہ سنی مراد ہیں اور حدیث پاک کہ اگر خدا تمام دنیا کو دوزخ میں بھیج دے تو ظالم نہیں وہیں ظلم کے پہلے سنی مراد ہیں۔ ۱۱۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کو بلا واسطہ رب نے ہدایت دی۔ عقائد اعمال ہر قسم کی دوسرے کہ حضور اولیٰ سے

(بقیہ صفحہ ۲۳۷) چارائیت پر تھے ایک آن کے لئے اس سے دور نہ ہوئے۔ جو ایک آن کے لئے بھی حضور کو ہدایت سے علیحدہ مانے وہ اس آیت کا مفکر ہے۔ حضور سب کے ہادی ہیں کسی کے مہدی نہیں۔

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنہوں سے کفار کے الزام اٹھائے گئے آپ ہے جو ان کی عزت و عظمت پر اپنی جان و مال و تحریر و تقریر صرف کرتا ہے وہ اللہ کے نزدیک بہت مقبول ہے۔ دیکھو رب نے ابراہیم علیہ السلام سے کفار کا یہ طعن دفع فرمایا کہ آپ معاذ اللہ مشرک تھے۔ ۲۔ معلوم ہوا کہ بدنی عبادات نماز و خیرہ مالی عبادات سے

افضل ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نماز کا ذکر قربانی سے پہلے کیا۔ ۳۔ یعنی میری زندگی حیات دنیا میں بلکہ حیات دینی ہے۔ حیات دنیا وہ ہے جو رب سے غافل کرے اور دنیاوی کاروبار میں صرف ہو۔ اللہ کے لئے زندگی وہ ہے جو رب کے کاموں کے لئے وقف ہو۔ جسے تو دین کی خدمت اور رب کی یاد میں۔ مرے تو رب کی اطاعت کرتا ہوں۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ اپنے تقویٰ طہارت کو لوگوں پر ظہار کرنا یا نہیں بلکہ اس کا اعلان ضروری ہے۔ دوسرے یہ کہ حضور کو علم تھا کہ ہماری آئندہ زندگی اور ہماری وفات حق پر ہوگی۔ یہ علوم خمسہ غیب میں سے ہے ۴۔ معلوم ہوا کہ ساری مخلوق میں سب سے پہلے مومن حضور ہیں۔ حضرت جبریل و میکائیل سے پہلے بھی آپ عابد بلکہ نبی تھے۔ اَللّٰہُ بِرَبِّکُمْ کے جواب میں سب سے پہلے حضور نے بلی فرمایا تھا۔ پھر اور انبیاء نے پھر دوسرے لوگوں نے ۵۔ شان نزول نہ۔ ولید بن مغیرہ نے حضور کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ آپ ہمارے دین کی طرف لوٹ آئیں۔ اگر اس میں کچھ گناہ ہوا تو میں اپنے ذمہ لے لوں گا۔ آپ بری الذمہ ہوں گے۔ اس کے جواب میں یہ آیت کریمہ اتری۔ ۶۔ معلوم ہوا کہ گناہ کر کے دوسرے کو اس کا عذاب بخشنا ناجائز ہے۔ اسے نیکی پر قیاس نہیں کر سکتے۔ نیک اعمال کا ثواب بخشنا جائز بلکہ سنت ہے ۷۔ اس طرح کہ مجرم بالکل بری ہو جاوے۔ ورنہ جرم کرانے والا ضرور مجرم کے ساتھ مجرم ہو گا۔ رب فرماتا اَلَّذِیۡنَ اٰتٰہُمُۡنَا فَانۡقَالُوۡہُمْ اَغۡفَالُوۡہُمْ مَّکْرُوۡہٌ یُّوۡجِہُۡ اِسۡمَہُمۡ اِیۡنَہُمۡ یَّکۡفُرُوۡنَ کَانَ کہ دوسرے کا اسی طرح جرم کا موجد تمام مجرموں کے برابر مزا پائے گا۔ مگر وہ مزا بھی اپنے ایجاد جرم کی ہو گی یا یہ مطلب ہے کہ کوئی شخص دوسرے کے گناہ کا بوجھ اٹھائے پر بخوشی تیار نہ ہو گا۔ رب کی طرف سے اس پر ڈال دیا جاوے گا۔ لہذا آیات کا آپس میں اور آیات و حدیث میں کوئی تعارض نہیں ۸۔ رب کا عمل فیصلہ قیامت میں ہو گا۔ قوی فیصلہ دنیا میں بھی ہو چکا ہے ۹۔ اس طرح کہ تم

والہ انشا،	۲۳۸	الانعام،
<p>مِّلَّةَ اٰبٰیہِیۡمَ حَنِیۡفًا وَّمَا کَانَ مِنَ الْمَشْرِکِیۡنَ ﴿۱﴾</p> <p>کی ملت ہو بر باطل سے جدا تھے اور مشرک نہ تھے بلکہ</p> <p>قُلْ اِنَّ صَلَاتِیۡ وَنُسُکِیۡ وَمَحِیَّاتِیۡ وَمَمَاتِیۡ لِلّٰہِ</p> <p>تم فرماؤ ایک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے</p> <p>رَبِّ الْعٰلَمِیۡنَ ﴿۲﴾ لَا تُشْرِکُ لَہٗ وِبِذٰلِکَ اٰمَرَتُ</p> <p>لئے ہے جو رب سارے جہان کا اس کا کوئی شریک نہیں بھی حکم ہوا ہے</p> <p>وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیۡنَ ﴿۳﴾ قُلْ اَغَیۡرَ اللّٰہِ اَبْغِیۡ</p> <p>اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں تم فرماؤ کیا اللہ کے سوا اور رب</p> <p>رَبًّا وَّہُوَ رَبُّ کُلِّ شَیۡءٍ ۚ وَلَا تَکْسِبُ کُلُّ نَفْسٍ</p> <p>چاہوں گا حالانکہ وہ ہر چیز کا رب ہے اور جو کوئی کچھ کرے وہ اس کے</p> <p>اِلَّا عَلَیۡہَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَتَہٗ وِزْرَ اُخْرٰی ۚ ثُمَّ</p> <p>نہہ ہے نہ اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ اٹھانے کی</p> <p>اِلٰی رَبِّکُمْ مَّزِجَعَلَمۡ فِیۡہِ یَبۡتَغِیۡکُمْ بِمَا کُنْتُمْ فِیۡہِ</p> <p>پھر نہیں اپنے رب کی طرف پھرتا ہے وہ نہیں بتا دے گا جس میں افلات</p> <p>تَخْتَلِفُوۡنَ ﴿۴﴾ وَہُوَ الَّذِیۡ جَعَلَکُمۡ خَلٰٓفَۃَ</p> <p>کرتے تھے اور وہی ہے جس نے زمین میں تمہیں نائب</p> <p>اَلْاَرۡضِ وَرَافِعَ بَعْضَکُمۡ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ</p> <p>کیا کہ اور تم میں ایک کو دوسرے پر درجوں بلندی دی تھی</p> <p>لِیَبۡلُوکُمۡ فِیۡ مَا اٰتٰکُمۡ اِنَّ رَبَّکَ سَرِیۡعُ</p> <p>کہ تمہیں آزمائے اس چیز میں جو تمہیں عطا کی تاکہ تمہارے رب کا عذاب کرتے</p> <p>اَلْعِقَابِ ﴿۵﴾ وَاِنَّہٗ لَغَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۶﴾</p> <p>دیر نہیں سختی لگے اور بیشک وہ ضرور بخشنے والا مہربان ہے۔</p>		

ساری امتوں کے پیچھے آئے اور تم آخر الام ہوئے۔ تم سب کے خلیفہ ہو۔ تمہارا خلیفہ کوئی امت نہ ہو گی ۱۰۔ معلوم ہوا کہ دین و دنیا دونوں لحاظ سے انسان یکساں نہیں آپس میں فرق ہے۔ نبیوں میں ولیوں میں مسلمانوں میں فرق مراتب۔ انہی مراتب پر ایمان لانا مسلمان ہونے کی شرط ہے۔ رب فرماتا ہے۔ فَلَمَّا اَوۡفٰتِ نَفۡسُہَا وَنَفۡسُہَا یَعۡنِیۡ اَللّٰہَ ہے اس کی قدرت کا بیان ہے اور دیر لگنا اور عذاب نہ آتا تھا انہوں کے باوجود اس کی رحمت ہے۔ قدرت اور ہے رحمت کچھ اور۔ لہذا آیات میں تعارض نہیں۔ رب فرماتا ہے وَمَا کَانَ اللّٰہُ لَیۡعۡذِبَہُمۡ وَاَنۡتَ زِیۡنِہُم

۱۔ یعنی اس کی تبلیغ فرماتے ہیں تردّد نہ کریں اور ان کفار کی مخالفت کی پرواہ نہ کریں۔ یہ خطاب بھی بظاہر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے مگر وہ حقیقت امت کے تمام مبلغین سے ہے۔ ورنہ سرکار کو کبھی کسی کی پرواہ نہ ہوتی۔ ان کی شان تو ہمیشہ بلند و بالا ہے۔ جس پر ان کا کرم ہو جاوے وہ دنیا سے بے نیاز اور لاپرواہ ہو جاوے۔
۲۔ یعنی قرآن اہل اعمال صالحہ کی نصیحت صرف مسلمانوں کو فرماتا ہے۔ کفار اس کے مکلف نہیں یا اس کی نصیحت سے صرف مسلمان فائدہ اٹھائیں گے۔ لہذا آیات میں تضاد نہیں۔ ہدایت سارے عالم کے لئے ہے ۳۔ اس آیت کی تفسیر وہ آیت ہے **وَأَذِّنْ لِلْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ** یعنی شیطان ولی من دون اللہ ہے۔ اس کو ولی بنانا کفر ہے۔ اولیاء اللہ کو ولی نہ بنانا ہے وہی ہے۔ حدیث

تدی میں ہے **مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنَنْتُهُ بِالْحَرْبِ** دوسری جگہ رب فرماتا ہے۔ **إِنَّمَا يَعْزَّزُ الشَّيْطَانُ أَهْلَ بَيْتِهِ لِيُذَيِّبَهُمْ** لہذا شیطان ہر حال شیطان کافروں کا ولی من دون اللہ ہے۔ اگر جگہ من دون اللہ سے بھی مراد ہے۔ تیسری جگہ ہے **إِنَّمَا يَعْزَّزُ الشَّيْطَانُ أَهْلَ بَيْتِهِ لِيُذَيِّبَهُمْ** ۴۔ رات کے آخری حصہ میں صبح کے قریب جب سب لوگ خواب راحت میں مست ہوتے ہیں تاکہ بھگ نہ سکیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ رات کا آخری حصہ ذکیوں کے لئے نزول رحمت کا وقت ہے غافلوں کے لئے نزول عذاب کا۔ اسی لئے اس وقت تہجد کی نماز بہت بھرپور ہے کہ غضب الہی کی آگ لٹھری ہو جاوے ۵۔ غرضیکہ ان پر ایسے وقت عذاب آیا جب انہیں اس کے آنے کا وہم بھی نہ تھا اگر پر رات کے آخری حصہ میں اور بعض پر دوسرے آرام کرنے کے وقت عذاب آنے سے پہلے کوئی اس کی علامت بھی نہ ہوتی تھی۔ اچانک آجاتا تھا ورنہ وہ آرام میں مشغول نہ ہوتے ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ عذاب دیکھ کر توبہ یا ایمان قبول نہیں ہوتا۔ ایمان یا اس قبول نہیں تو توبہ یا اس جو انہوں سے ہو قبول ہوتا۔ لہذا ان امتوں سے پوچھا جاوے گا کہ تمہیں تمہارے رسولوں نے تبلیغ کی یا نہیں اور رسولوں سے دریافت کیا جاوے گا کہ تمہاری قوم نے تم کو کیا جواب دیا تھا۔ تمہرے سوال و جواب ہمارے حضور کے متعلق نہ ہو گا۔ رب فرماتا ہے۔ **وَلَا تَسْأَلُنِي عَنْ أَصْحَابِ الْجَنَّةِ** اور نہ کوئی بدامین کافر یہ کہہ سکے گا کہ حضور نے تبلیغ نہیں فرمائی۔ ۸۔ یعنی قیامت میں ہمارا کفار سے اور نیک انبیاء کرام سے پوچھ گچھ فرماتا قانونی کارروائی کے لئے ہو گا نہ اس لئے کہ ہم کو اصل واقعہ کی خبر نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عائشہ صدیقہ کے واقعہ حسرت میں لوگوں سے دریافت فرماتا قانونی کارروائی تھی۔ امت کی تعلیم کے لئے ۹۔ نیک و بد اعمال کا وزن ہو گا۔ یہ اعمال وہاں جو ہر اور جسم ہوں گے یا اعمال کے دفتر کا وزن ہو

۲۳۹

الأعراف

۱۰۶

سُورَةُ الْأَعْرَافِ مَكِّيَّةٌ ۲۹

سورة الاعراف مکیہ ہے اس میں ۲۹ کویت ۲۰۰ آیات اور ۳۲۲ کلمے اور ۱۳۰۰ میں رکوع

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا ہے

الْمَصَّ ۚ كَتَبْتُ إِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِي صُدْرِكَ

لے محبوب ایک کتاب تمہاری طرف اتاری گئی تو تمہارا پیاسے سے ڈنکے کا

حَرْجٌ مِّنْهُ لِنَتَذِيرَ بِهِ وَذِكْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ ۝۱

اس لئے کہ تم اس سے ڈر سناؤ اور مسلمانوں کو نصیحت کہ

اتَّبِعُوا مَا أُتِّرِلَ إِلَيْكُمْ مِّن رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مَن

لوگو اس پر چلو جو تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس اترا اور اسے پیچھڑ کر دو مالکوں

دُونَهُ أُولَٰئِكَ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ۝۲ وَكَمْ مِّن قَرْيَةٍ

کے پیچھے نہ جاؤ تم بہت ہی کم سمجھتے ہو اور کتنی ہی مقامات ہم نے

أَهْلَكْنَاهَا فَجَاءَهَا بَأْسُنَا بَيَاتًا أَوْ هُمْ قَائِلُونَ ۝۳

ہلاک کیا تو ان پر ہمارا عذاب رات میں آیا کہ باجوب وہ دوسرے کو سوتے تھے

فَمَا كَانَ دَعْوَاهُمْ إِذْ جَاءَهُمْ إِلَّا أَن قَالُوا

تو ان کے منہ سے کچھ نہ نکلا جب ہمارا عذاب ان پر آیا مگر وہی بولے

إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ ۝۴ فَلَنَسْأَلَنَّ الَّذِينَ أُرْسِلَ إِلَيْهِمْ

کہ ہم ظالم تھے نہ تو بے شک ضرور میں پوچھنا ہے ان سے جن کے پاس رسول گئے

وَلَنَسْأَلَنَّ الْمُرْسَلِينَ ۝۵ فَلَنَقْضِيَنَّهُمْ عَلَيْمْ يُعَلِّم

اور بیشک ضرور میں پوچھنا ہے رسولوں سے کہ تمہارا ہم ان کو بتا دیں گے اپنے علم سے

وَمَا كُنَّا غَائِبِينَ ۝۶ وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ فَمَن

اور ہم کچھ غائب نہ تھے ۷ اور اس دن وزن ضرور برقی ہے ۸ تو جن کے

۱ منزل

ہو گا۔ ہر حال آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ خیال رہے کہ عشق الہی اور محبت مصطفوی کا وزن نہ ہو گا کہ یہ عمل نہیں قلبی کیفیت ہے۔ ایسے ہی حضور کے اعمال کا وزن نہ ہو گا کیونکہ کوئی ترازو حضور کے اعمال قول نہیں سکتی۔ جیسے دنیا کی ترازو سمندر کا پانی اور ہوائیں نہیں تول سکتی۔ حضور کے نام میں ان کا وزن ہو گا کہ مجھ جیسے لاکھوں گنہگاروں کے گناہوں کے دفتر انشاء اللہ اس کے مقابلہ کچھ ہو جائیں گے۔

۱۔ قیامت میں پہلے اوجھا ہوا وزنی ہونے کی علامت ہوگی اور نیچا ہونا جگے ہونے کی علامت کیونکہ ہادی چیز نیچے کی طرف گرتی ہے اور ثورانی چیز اوپر چڑھتی ہے۔ رب فرماتا ہے۔ **الَّذِينَ يَخْتَفُونَ هِيَ هُنَا أَمَّا جَهَنَّمُ فَأَنْتُمْ عَلِيمُونَ** ۲۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ وزن اعمال صرف ان لوگوں کے لئے ہے جن کے پاس نیکیاں بھی ہوں اور گناہ بھی۔ وہاں وزن اعمال کا اہمال سے ہوگا لہذا انکار کے لئے وزن نہیں۔ رب فرماتا ہے **وَلَا تَقْرَأُ فِيهَا لِلَّهِ اسْمُ** ایسے ہی انبیاء کرام اور خاص صالحین کے لئے وزن نہیں۔ رب فرماتا ہے۔ **يَذْكُرُونَ لَهُمْ وَلَهُمْ فِيهَا مَنَازِلُ** کفار کے گناہ تو لے جائیں گے۔ یہ آیت ان کی دلیل ہے۔ لہذا انکار کے نکل کے

پہلے میں ان کے صدقہ و خیرات رکھے جائیں گے مگر ان میں وزن نہ ہوگا۔ کیونکہ نکل کا وزن ایمان و انفرادیت سے ہوتا ہے۔ ۳۔ میں ان کا انکار کرتے تھے ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ انسان کی جائے سکونت زمین ہے۔ کیونکہ رب کے لئے اس کا ہوا میں اڑنا یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سراج میں آسمان پر تشریف لے جانا یا مینا علیہ السلام کا چرتے آسمان پر رہنا یہ عارضی ہے۔ لہذا اس آیت سے مینا علیہ السلام کے آسمان پر جانے سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ مینا علیہ السلام کا آسمان میں قیام ایسا ہی عارضی ہے جیسے انسان کچھ دنوں سندر میں یا ہوائی جہاز میں رہ لیتا ہے۔ ۵۔ خدا پانی ہوا سورج کی روشنی سب یہاں ہی بھیجی کہ حسیں ان کے لئے آسمان پر یا سندر میں جانے کی حاجت نہیں۔ ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ مقبول بندوں کے کام رب کے کام ہیں کہ مہل کے حصے میں کچھ بنانا قدرت کا کام ہے۔ مگر رب نے فرمایا کہ وہ ہمارا کام ہے اور اگر یہاں حضرت آدم علیہ السلام مراد ہوں جیسا کہ اگلے مضمون سے معلوم ہو رہا ہے تو یہ کام بلا واسطہ رب کا ہے کیونکہ آدم علیہ السلام کو خود رب نے دست قدرت سے بنایا۔ اس ہی لئے انہیں بشر فرمایا۔ مباشرت سے یعنی دست قدرت سے بنائی ہوئی مخلوق ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مجید تعظیمی تھا اور آدم علیہ السلام ہی کو تھا۔ اگر مجید رب کو ہوتا تو آدم علیہ السلام قبلہ ہوتے تو الٰہی اوم فرمایا جانا۔ لہذا مجید تعظیمی شرک نہیں۔ ہاں اب حرام ہے۔ ۸۔ یعنی مجید کہنے والوں کی جماعت میں ہی داخل نہ ہوا اس لئے کہ مجید کو واجب ہی نہ سمجھا۔ معلوم ہوا کہ نماز نہ پڑھنے سے انسان جماعت مسلمین سے خارج نہیں ہو سکتا۔ ہاں نماز کے انکار سے مسلمانوں سے طرد ہو جاتا ہے۔ ۹۔ یعنی آگ مٹی سے افضل ہے اور ہر افضل سے پیدا ہو وہ افضل ہے دونوں یا مٹی افضل ہیں۔ نہ آگ افضل ہے اور نہ افضل سے پیدا ہونے والا افضل۔ معلوم ہوا کہ نص کے مقابل قیاس کرنا شیطان کا کام ہے۔ ۱۰۔ جنت سے اس سے معلوم ہوا کہ جنت پہلے سے موجود ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جنت اوپر ہے زمین کے

تَقُلْتُ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝

پہلے ہماری پونے لے وہی ملود کر رہے تھے

مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا

اور جن کے پے ہلکے ہوئے تو وہی ہیں جنہوں نے اپنی جان

أَنفُسَهُمْ بِمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا يَظْلِمُونَ ۝ وَلَقَدْ مَنَّكُمُ

معاہد میں ڈالنے ان زیادتیوں کا بدلہ ہماری آیتوں پر کرتے تھے اور کھانا

فِي الْأَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ قَلِيلًا مَّا

اُتے تھے زمین میں مخلوق دینا اور تمہارے لئے اس میں زمین کی کھانا ہر گز کم نہ

تَشْكُرُونَ ۝ وَلَقَدْ خَلَقْنَاكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنَاكُمْ ثُمَّ قُلْنَا

کم شکر کرتے ہو اور ایک ہم نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہارے نقشے بنائے پھر ہم نے

لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدْوا لِلْاٰدَمِ فَسَجَدُوْا اِلَّا اِبٰلٰسَ

ملائکہ سے فرمایا کہ آدم کو سجدہ کرو نہ تو سب سجدہ میں گرے مگر ابلیس

لَمْ يَكُنْ مِنَ السَّٰجِدِيْنَ ۝ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ

یہ مجید والوں میں نہ ہوا کہ فرمایا کسی چیز نے تجھے روکا کہ تو نے سجدہ کیا

اِذَا مَرَّكَ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ

جب میں نے تجھے سجدہ دیا تھا بولا میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ

وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِيْنٍ ۝ قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ

سے بنایا اور اسے مٹی سے بنایا فرمایا تو جہاں سے اُتر جاتا ہے جسے میں پہنچا کہ

لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ۝

یہاں رہ کر غرور کرے نکل لے تو ہے ذلت والوں میں ل

قَالَ اَنْظِرْنِيْ اِلٰى يَوْمٍ يُّبْعَثُوْنَ ۝ قَالَ اِنَّكَ مِنَ

بولاجے فرصت سے اس دن تک کہ لوگ اٹھائے جائیں گے فرمایا مجھے

پہنچے تھے۔ یہ کہ انہما اوپر سے ہوتا ہے۔ خیال رہے کہ اس وقت سے شیطان کا جنت میں رہنا سہارا نہ رہا تھا۔ مگر پھر بھی چپ چپا کر وہاں جایا کرتا تھا۔ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تحریف آورلی سے اس کا آسمان پر چاہتا نہ کر دیا گیا۔ ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ شیطان مردود ہونے سے پہلے جنت میں رہتا تھا۔ ورنہ وہاں سے نکالے جانے کے کیا معنی تھے اس کی عزت بھی ختمی ورنہ اب دلیل کرنے کا مطلب کیا۔ مطلب مشور ہے کہ وہ فرشتوں کا استدعا تھا اسی لئے اسے مسلم الملکوت کہا جاتا ہے۔ واللہ رسولہ اعلم ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ مقابل کی ہر بات اور ہر دلیل کا جواب نہیں دیتا چاہیے۔ رب نے شیطان کے دلائل کا جواب نہ دیا بلکہ مردود کر کے نکال دیا۔ کبیر کا انجام ذلت ہے۔ ۱۳۔ دوسرے نکتہ تھا کہ مجھے موت نہ آئے کیونکہ وہ وقت موت کا ہو گا ہی نہیں۔

۱۔ یعنی پہلے وعدہ تک تھے صلت ہے۔ جب پہلی بار مورو چھو کا ہوا تو سب کے ساتھ تو بھی ہلاک ہو گا۔ رب نے اس کی دعا کچھ ترمیم سے قبول فرمائی۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفار کی بعض دعائیں قبول ہو جاتی ہیں۔ دیکھو شیطان کی یہ دعا کچھ ترمیم سے قبول ہو گئی دوسرے یہ کہ دعا سے غمزدار ہو جاتی ہے۔ جب شیطان مردود کی دعا سے غمزدار ہو گئی تو اگر انبیاء کرام اولیاء مقام کی دعاؤں سے یا بعض نیک اعمال کی برکت سے غمزدار ہو جائے تو کیا مضائقہ ہے اس کی پوری بحث اور تفصیل بعد کے بر مفسر کتبگو ہماری کتاب اسرار الاحکام یا تفسیر فیسی میں ملاحظہ کرو۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ کبھی سچ بولنا کفر ہو جاتا ہے۔ گمراہ کرنے والا رب ہے۔ مگر یہ کتنا کفر ہے کہ بے ادبی ہے۔ شیطان یہ کہہ کر زیادہ مردود ہوا۔ آدم علیہ السلام نے عرض کیا۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا إِنَّمَا نَعُوْذُ بِكَ عَلَيْنَا لَعْنَتُكَ يَا سَمِيعُ الْغُثَاثِ ۳۔ یعنی باپ کا بدلہ اولاد سے لوں گا، ان کے دلوں میں وسوسے ڈالوں گا گناہوں کی رغبت دوں گا۔ نیکی سے روکوں گا۔ بعض کو کافر و شرک بنادوں گا تا کہ دوزخ میں آکھلا نہ جاؤں جماعت کے ساتھ جاؤں۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حقہ الہی بری چیز ہے کہ رب کے سامنے شیطان نے بھی نہ کیا جو اسے کرنا تھا صاف صاف کہہ دیا۔ دوسرے یہ کہ شیطان دراصل انسانوں کا دشمن ہے۔ جو جنات ایمان لے آویں ان کا دشمن اس لئے ہے کہ انہوں نے انسانوں کے سے یہ کام کیوں کئے۔ فرشتوں جو روں کا وہ دشمن نہیں اس لئے الہم کہہ ۴۔ یہاں اوپر نیچے کا ذکر نہ کیا۔ کیونکہ آنے والا چار طرف سے ہی آتا ہے۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ شیطان کو بھی آئندہ غیب کی باتوں کا علم دیا گیا ہے۔ چنانچہ اکثر لوگ ناگھر ہیں۔ رب نے فرمایا وَقِيلَ لِلَّذِينَ اتَّخَذُوا شُرَكَاءَ لِلَّهِ أَنْبَاءًا لِلَّهِ يَكْفُرُونَ بِالْبَاطِلِ إِذْ يَقُولُونَ هُوَ اللَّهُ عَالِمُ الْغُيُوبِ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ شیطان بیماری کی قوت یہ ہے تو نبی کا علم اس سے زیادہ ہوتا چاہیے ۶۔ آج فرشتوں میں ذیل اور آئندہ ہر جگہ ذیل و خوار کہ لعنت کی مار تجھ پر پڑتی رہے۔ معلوم ہوا کہ پیشبر کی دشمنی تمام کفروں سے بڑھ کر ہے۔ شیطان باوجود عالم زائد ہونے کے ایسا ذیل کیوں ہوا۔ صرف حضرت آدم نبی کی دشمنی میں۔ اس سے بارگاہ نبوت کے گستاخوں کو سبق لینا چاہیے۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ دوزخ میں شیطان اور بعض جنات اور بعض انسان سب ہی جائیں گے۔ اور ان جنات کو آگ سے ایسے ہی تکلیف پہنچے گی جیسے انسان کو مٹی کے ڈھیلے یا اینٹ لگ جانے سے تکلیف پہنچ جاتی ہے۔ جنت صرف انسانوں کے لئے ہے کما هو قول ابی حنیفہ ۸۔ عارضی طور پر کیونکہ انہیں دشت کی خلافت کے لئے پیدا فرمایا گیا تھا۔ جنت میں نہینک دینے کے لئے رکھا گیا تھا۔ تا کہ دنیا کو اس طرح بنائیں اور

الْغُثَاثِ	۴۴۱	الْغُثَاثِ
الْمُتَضَرِّينَ ۱۵ قَالَ فَمَا آغُوَيْتَنِي لَأَقْعُدَنَّ لَهُمْ	ہمت ہے کہ بولنا قسم اس کی کہ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے میں ضرور تیرے سرد سے	
صِرَاطِكَ الْمُسْتَقِيمَ ۱۶ ثُمَّ لَا تَجِدَهُمْ فِي بَيْنِ	راستہ پر ان کی تاک میں جنہوں کا تھکے پھر ضرور میں ان کے پاس آؤں	
أَيُّ بَيْمٍ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ عَنْ شَمَائِلِهِمْ	۴۔ ان کے آگے اور ان کے پیچھے اور بائیں سے ۵	
وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ ۱۷ قَالَ أَخْرَجَ مِنْهَا	اور تو ان میں سے اکثر کو فخر گزار نہ پائے گا کہ فرمایا یہاں سے نکل جا	
مَذَاهٍ وَمَا مَدْحُورًا لِّكُنْ تَبْعَكَ مِنْهُمْ لَأَمْلَأَنَّ	رو کیا گیا رائدہ ہوا آج ضرور جو ان میں سے تیرے کہے ہو چلا۔ میں	
جَهَنَّمَ مِنْكُمْ أَجْمَعِينَ ۱۸ وَلِيَاذِمَّا سَكُنَ أَنْتَ وَ	جہنم سے جنم بھردوں کا ٹھکانہ اور لے آدم تو اور تیرے جبرائیل	
زَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا	جنت میں رہو نہ کو اس سے جہاں چاہو کھاؤ اور اس بیڑے کے	
هَذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ ۱۹ فَوَسْوَسَ	پاس نہ طمانت کہ جسے بڑھنے والوں میں ہو گئے تھے پھر شیطان نے ان	
لَهُمَا الشَّيْطَانُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وُورِيَ عَنْهُمَا مِنْ	لہما الشیطان لیبیدی لہما ما وورئ عنہما من	
سَوَاتِرِهِمَا وَقَالَ مَا نَهَاكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هَذِهِ	کے ہی میں خطرہ ڈالا کہ ان پر کھول دے الٹی خبر میں جو ان سے	
الشَّجَرَةَ إِلَّا أَنْ تَكُونَا مَلَکَیْنِ أَوْ تَكُونَا مِنْ	بجی نہیں تھے اور بولا تہیں تمہارے رہنے اس بیڑے سے اسی لئے	
مَنْعَ فَرَمَا بِهٖ کہ کہیں تم دو فرشتے ہو یا ہمیشہ رہنے		
مَنْعَ فَرَمَا بِهٖ	مَنْعَ فَرَمَا بِهٖ	

بنانے کی اپنی اولاد کو تعلیم دیں وہ معلوم ہوا کہ جنت کے میوے پیدا ہو چکے ہیں اور اللہ کے بعض بندوں نے وہ کھائے بھی ہیں۔ بی بی مریم نے دنیا میں رہ کر کھائے ۱۰۔ درخت گندم یا کوئی اور جو رب تعالیٰ کے علم میں ہے ۱۱۔ یہاں ظالم۔ یعنی کافر نہیں کیونکہ کفر عقیدہ مقلدے سے ہی ہو سکتا ہے ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی شخص کسی جگہ شیطان کے وسوسے سے محفوظ نہیں آدم علیہ السلام مقبول بارگاہ تھے اور جنت محفوظ مقام تھا موروں و اوزں راویا لہذا ہر جگہ نہ جاؤ۔ اللہ سے پناہ مانگتے رہو۔ اپنے کو شیطان سے محفوظ نہ جانو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ وسوسہ انبیاء کرام کو بھی ہو سکتا ہے ہاں ان سے گناہ یا بد عقیدہ کی سرزد نہیں ہو سکتی لہذا آیات میں قمارش نہیں ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ اب تک ان دونوں نے ایک دوسرے کا ترنہ دیکھا تھا۔ بہتر بھی یہ ہے کہ غلامی پوری ایک دوسرے کو نکال دیکھیں۔

اب یعنی اس درخت میں یہ آٹھ ہے کہ اس کا پھل کھانے والا فرشتہ بن جاتا یا موت سے بچ جاتا ہے اور جب تم پیدا ہوئے تھے تب تم اس پھل کھانے کے قابل نہ تھے لہذا اس وقت تمہیں اس سے منع کر دیا تھا وہ ممانعت واقعی طور پر عارضی تھی اب باقی نہیں۔ اب تم اسے ہم کر سکتے ہو۔ لہذا آیت پر یہ اعتراض نہیں کہ حضرت آدم نے رب پر بدگمانی کی ہو کہ بلا وجہ اچھی چیز سے روک دیا۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ سب سے پہلا تقیہ شیطان نے کیا کہ دل میں آدم علیہ السلام سے دشمنی رکھ کر زبان سے دوستی ظاہر کی۔ ۳۔ معلوم ہوا کہ آدم علیہ السلام نے گناہ نہ کیا۔ گناہ میں ارادہ ضروری ہے۔ جو کچھ ہوا اظہار ہوا اس لئے اس کا ذمہ دار نہیں کو بنایا۔

جو آدم علیہ السلام کو گناہ کرنے سے روک رہا ہے۔ ۴۔ آدم علیہ السلام کو یہ وہم بھی نہ تھا کہ کوئی بندہ اللہ تعالیٰ کی جہولی قسم کھا سکتا ہے۔ آپ نے گندم وغیرہ کھائیں نظر چکھا تھا کہ جتنی لباس اتار لیا گیا ہے۔ اس سے پہلے ان کے تمام جسم پر ماخن کا لباس تھا۔ اس خطا کے بعد وہ ماخن تمام جگہ سے سڑ کر صرف انگلیوں کی ٹوکوں پر رہ گیا۔ (تفسیر روح البیان) اور ان بزرگوں نے انجیر کے پتے جسم شریف پر لپیٹے۔ اس سے معلوم ہوا کہ سڑکھونا آدم علیہ السلام کے وقت سے ہی محبوب ہے۔ عقل انسانی اسے برا سمجھتی ہے۔ ورنہ ان پر سڑ کے شرعی احکام اس وقت تک نہ آئے تھے۔ اب جو نگاہوں پائید کرتے ہیں وہ فطرت انسانی کا مقابلہ کرتے ہیں۔ خیال رہے کہ فرشتوں سے پردہ نہیں رہا ہے۔ ۶۔ گندم پختے وقت رب کا منع نہ فرمانا بعد میں منع فرمانا ان حکمتوں کی بنا پر ہے جن کا ذکر آگے آ رہا ہے۔ ۷۔ مگر تم بھول گئے اور دوست دشمن میں فرق نہ کر سکے۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہی شخص کا سیاق رہ سکتا ہے جو دوست دشمن میں تیز کرے۔ ۸۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ توبہ و استغفار ہمارے دوا کی میراث ہے۔ ہم کو ضرور کرنی چاہیے۔ دوسرے یہ کہ خطا کو اپنی طرف نسبت کرنی چاہیے۔ اور نیک کام کو رب کی طرف۔ یہ سنت نبوی ہے۔ شیطان نے اپنی گمراہی کو رب کی طرف نسبت کیا کہ بولا **يٰۤاٰدَمُ عَلٰى مَا كُنْتَ تَعْبُدُ** تو نے مجھے گمراہ کر دیا۔ وہ مرود ہوا۔ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ دونوں حضرات یہ دعا **وَرَبِّهَا ظَلَمْنَا** اللہ جنت میں پہلے ہی سے مانگ چکے تھے۔ پھر دنیا میں تشریف لا کر کئی سو سال روتے رہے۔ پھر رب کی طرف سے کچھ دعائیں کلمات انہیں القاء ہوئے۔ جن سے توبہ قبول ہوئی اور وہ دعائیں کلمے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ اختیار کرنا تھا۔ جن کا ذکر اس آیت میں ہے **فَلَمَّا اٰدَمُ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ** جن لوگوں نے ان کلمات سے توبہ طلب کرنا شروع کیا وہ اس آیت کے بظاہر خلاف ہے کیونکہ یہ کلمات توبہ دونوں زمین پر آنے سے پہلے ہی عرض کر چکے تھے وہ شیطان

الْخٰلِدِيْنَ ۝ وَاَسَمَ مَا اِنِّىْ لَكُمْ اِلٰهٍ النَّصِيْحِيْنَ

والے ملے اور ان سے قسم کھائی کہ میں تم دونوں کا سرگواہ ہوں گا

فَدَلٰهُمَا بِغُرُورٍ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا

تو انہیں لایا انہیں فریب سے تھ پھر جب انہوں نے وہ پیڑ چکھا ان پر انجی

سَوَاتُهُمَا وَطِفَافٌ يُخَفِّضُ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ

فرش کی پتھریں کھل گئیں۔ اور ایسے درخت پر جنت کے پتے پھیلنے لگے تھے

وَنَادٰهُمَا رَبُّهُمَا اَلَمْ اَنْهٰكُمَا عَنْ تِلْكَ الشَّجَرَةِ

اور انہیں ان کے رب نے فرمایا کیا میں نے تمہیں اس پیڑ سے منع نہ کیا تھا

وَاَقُلْتُ لَكُمَا اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ اَعْدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝۱۶۱

اور نہ فرمایا تھا کہ شیطان تمہارا کدو دشمن ہے نہ دونوں نے عرض کی

رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا

کہ اے رب ہمارے ہم نے اپنا آپ برا کیا تو اگر تو ہمیں نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ

لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝۱۶۲

کرے تو ہم ضرور نقصان والوں میں ہونے لگے فرمایا اترو تم میں ایک

لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ

دوسرے کا دشمن ہے نہ اور تمہیں زمین میں ایک وقفہ تک ٹھہرنے

اِلٰى جِيْنٍ ۝۱۶۳

اور برتنا ہے لہ فرمایا اسی میں جو گئے اور اسی میں رو گئے اور

مِنْهَا تُخْرَجُوْنَ ۝۱۶۴

اسی میں اٹھائے جاؤ گے کہ اے آدم کی اولاد بیشک ہم نے تمہاری طرف ایک

لِبَاسٍ اَيُّوْا رِبِّىْ سَوَاتِكُمْ وَرِيشًا وَلِبَاسُ التَّقْوٰى

لباس و اما کہ تمہاری خیر کی چیزیں چھپائے اور ایک وہ کپڑا ہی آرائش ہوگا اور ہرگز کڑی

انسان اور انسان شیطان کا یا بعض انسان بعض کے / کافر مومن کے / مومن کافر کے دشمن ہیں ۱۱۔ یعنی انسان اور شیاطین کا مقام زمین ہے مگر عارضی۔ پھر بعد موت شیاطین اور ان کے ساتھیوں کا اصل مقام دوزخ ہو گا۔ مومنوں کا دائمی مقام جنت ہو گا۔ ۱۲۔ قیامت کے دن یہ رب کا قانون ہے مگر قدرت یہ بھی ہے کہ بعض کو قیامت میں زمین سے نہ اٹھائے جیسے حضرت اور یس علیہ السلام کو وہ جہاں سے وفات پا کر جنت میں پہنچ چکے اور اب مع جم وہاں زندہ ہیں۔ وہاں سے نہ نکلیں گے۔ رب فرمانے سے **وَزَنَعْنَاهُ مِنْهَا نَعِيْمًا** لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ یہ بھی خیال رہے کہ حضرت یس علیہ السلام کا آسمان پر رہنا عارضی ہے۔ پھر آپ زمین پر تشریف لائیں گے جہاں ہی وفات پائیں گے۔ جہاں سے ہی اٹھیں گے۔ ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہمیں صرف انسانوں کے لئے بنایا گیا۔ فرشتے اور دیگر مخلوق اس سے علیحدہ

(فقہ صفحہ ۲۴۲) ہیں۔ جنات اگر لباس پہنتے ہوں تو وہ انسان کی شکل ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ستر کا لباس پہننا فرض ہے اور بلا حلیہ نہ پہننا مستحب۔

۱۔ یعنی رب نے تین طرح کے لباس اتارے۔ دو جسمانی ایک روحانی جسمانی لباس بعض تو ستر عورت کے لئے بعض زینت کے لئے ہیں دونوں اچھے ہیں۔ اور روحانی لباس ایمان تقویٰ اعمال صالحہ ہیں۔ یہ تمام لباس آسمان سے اتارے ہیں کیونکہ بارش سے روئی اون اور ریشم ہوتی ہے۔ یہ بارش آسمان سے آتی ہے اور وحی سے تقویٰ نصیب ہوتا ہے۔ وحی بھی آسمان سے آتی ہے۔ ۲۔ اس میں مومن 'کافر' ولی 'عالم' پرہیزگار سب سے خطاب ہے۔ کوئی کہنے کو انجلیس سے محفوظ نہ جائے۔ ۳۔ یعنی

حضرت آدم و حوا کے ستر ایک دوسرے کو نظر نہ پڑے یہ پردگی کے ساتھ۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ فرشتوں اور جنات وغیرہ سے پردہ نہیں۔ پردہ صرف انسانوں سے ہے۔ دوسرے یہ کہ خاوند بیوی بھی ایک دوسرے کے سامنے آزادی سے ننگے نہ رہیں۔ بلکہ اکیلے میں بھی انسان ستر چھپائے۔ رب تعالیٰ سے شرم کرے۔ ۳۔ یعنی شیطان اور اس کی ذریت سارے جہان کے لوگوں کو دیکھتے ہیں لوگ انہیں نہیں دیکھتے۔ جہاں کسی نے کسی جگہ اچھے کام کا ارادہ کیا اسے اس کی نیت کی خبر ہو گئی فوراً ہٹا دیا۔ جب بے گراہ گر کر اکتا علم دیا کہ وہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے تو ہی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو سارے عالم کے ہادی ہیں انہیں بھی حاضر و ناظر بنایا تا کہ دوا بیماری سے کمزور نہ ہو۔ افسوس ان پر ہے جو شیطان کی وسعت علم و نظر کا اقرار کریں اور حضور کے لئے انکاری ہو جائیں ۵۔ معلوم ہوا کہ شیطان اولیاء من دون اللہ ہے۔ جہاں ولی من دون اللہ کی برائی آتی ہے وہاں شیطان مراد ہے نہ کہ اولیاء اللہ۔ یہ آیت ان تمام آیات کی تفسیر ہے۔ ۶۔ یعنی شیطان ظاہر کفار کا دوست ہے اور کفار دل سے شیطان کے دوست ہیں ورنہ شیطان درحقیقت کفار کا بھی دوست نہیں وہ تو ہر انسان کا دشمن ہے لہذا یہ آیت اس آیت کے خلاف نہیں جس میں فرمایا گیا کہ شیطان انسان کا کٹھن دشمن ہے۔ وہاں حقیقت کا ذکر ہے اور یہاں ظاہری حال کا ہے۔ جیسے عورتوں مردوں کا ننگے ہو کر طواف کرنا اور بے پردگی و دیگر بے فیرتی کے کام ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ جاہل و بدکار کی تقلید کفار کا کام ہے متقی علماء کی تقلید مومنوں کی شان ہے ۹۔ یہ ان کا صریح فریب ہے کیونکہ مشرکین مکہ کسی نبی کسی آسمانی کتاب کے قائل نہ تھے۔ پھر انہیں حکم الہی کیسے پہنچا۔ اس کا ذکر اگلی آیت میں ہے ۱۰۔ بدل درمیانی حال کا نام ہے جو افراط و تفریط کے درمیان ہے یہ لفظ عقائد و اعمال اور ذاتی و قوی معاملات سب کو شامل ہے اس لئے آگے عبادت کا ذکر ہے اور مسجد 'مصدر' یعنی مسجد ہے۔ مجاہد سے مراد نماز

ذٰلِكَ خَيْرٌ ذٰلِكَ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۷﴾

اس کا لباس وہ سب سے بھلا ہے اللہ کی نشان دہیوں میں سے ہے کہ ان کو نصیحت ملے

يٰۤاَيُّهَا اٰدَمُ لَا يَفْتِنَنَّكَ الشَّيْطٰنُ كَمَا اَخْرَجَ اٰبَوٰكَ

اے آدم کی اولاد نہ فریادار نہیں شیطان غصہ میں ڈولے جیسا کہ اسے ماں باپ کو فریاد

مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسًا مِّمَّا لِيْ فِيْهَا سَوَآءٌ

سے نکالا اترا دیتے ان کے لباس کو ان کی شرم کی چیزیں انہیں نظر نہیں آتے

اِنَّهٗ يَزِيْرُكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهُ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ؕ اِنَّا

ہے شک وہ اور اس کا کنبہ نہیں وہاں سے دیکھتے ہیں کہ تم انہیں نہیں دیکھتے

جَعَلْنَا الشَّيْطٰنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَ

ہم نے شیطانوں کو ان کا دوست کیا ہے جو ایمان نہیں لاتے اور

اِذَا فَعَلُوْا فَاِحْشَةً قَالُوْا وَاَجَدْنَا عَلِيْهَا اٰبَاءَنَا وَاللّٰهُ

جب کوئی بے جا کرتا تو کہتے ہیں اے اس پر اپنے باپ دادا کو کیا

اٰمَرْنَا بِهَا قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَأْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ اَتَقُوْٓنَ

اور اللہ نے ہمیں اس کا حکم دیا کہ تم فرماؤ بیشک اللہ بے جا حکم نہیں دیتا کیا

عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۹﴾ قُلْ اَمَرْتُ بِالْقِسْطِ وَاَقِيْمُوا

پر وہ بات لگاتے جو میں کی نہیں تم فرماؤ میرے رب نے انسان کا حکم دیا ہے

وَجُوهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ

اور اپنے منہ ہر مسجد کے وقت اور اس کی عبادت کرو جس سے اس کے

لَهُ الدِّيْنَ ذٰلِكَ اَبَدًا كُمْ تَعُوْدُوْنَ ﴿۲۰﴾ فَرِيقًا هٰدٰى

بند سے جو کہل رہے اس نے تمہارا نماز کیا دے ہی رہے گا ایک فرقہ گمراہ و گمراہ

وَفَرِيقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ اِنَّهُمْ اٰخَذُوا الشَّيْطٰنَ

اور ایک فرقہ کی گمراہی ثابت ہوئی تھی انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر شیطانوں

سے اور دعوت سے مراد عبادت ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں کعبہ کو نہ کرنا فرض ہے یا مسجد سے مراد خود مسجد ہے تو معلوم ہوا کہ جماعت کی نماز کے لئے مسجد

بمقام ہے۔ نماز کے لئے جماعت واجب اور مسجد کی حاضری انکار واجب بھی غیر واجب۔ (روان الیمان) ۱۱۔ یہاں وہ عوامیں دعا صرف پکارنے کے معنی میں نہیں "معنی عبادت ہے۔ یعنی صرف رب کی عبادت کرو۔ ۱۲۔ جیسے تم پہلا نیست تھے پھر بہت کیا ایسے ہی پھر تم کو نیست کر دے گا۔ پھر بہت کرے گا تقصود یہ ہے کہ جب تم کو آخر کار اس کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے تو اس کی عبادت کرو یا مقصد یہ ہے کہ تم ننگے بے ہتھ پیدا ہوئے ایسے ہی پھر قیامت میں اٹھو گے ۱۳۔ یعنی تمام لوگ ایمان نہ لائیں گے۔ کچھ کافر بھی رہیں گے۔ جن کے حقائق علم الہی میں آچکا کہ یہ کفر میں رہیں گے وہ کیسے ایمان لائیں۔

ولوا انفسهم

اور اگر وہ کمال سے پہلے تو جب ان کا وعدہ آئے گا ایک ٹکڑی

۱۔ اس آیت میں جانوں کا ذکر ہے اور تقدیر کی تبدیلی والی آیت میں رب کی قدرت کا ذکر ہے۔ رب فرماتا ہے **يَمْحُوا اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُكَيِّدُ مَا يُرِيدُ** اور یہی اسی لئے حضرت آدم علیہ السلام کی دعا سے حضرت داؤد کی عمر پچاس سال زیادہ ہو گئی۔ لہذا یہ واقعات آیت کے خلاف نہیں۔ شیطان کی دعا سے اس کی عمر بھی کم ہو گئی۔ رب نے فرمایا **مَنْ مِّنَ الْمَظْهُورِينَ** جب شیطان مرود کی دعا سے عمریں زیادتی ہو سکتی ہے۔ تو صالحین کی دعا یا ایک اعمال سے بھی عمریں بڑھ سکتی ہیں۔ مگر تقدیر میں بن سکتی ہیں۔ ۲۔ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر تک حضور ہی تمام انسانوں بلکہ تمام مخلوق کے نبی ہیں۔ لہذا یہ بیع تنظیم کے لئے ہے۔ یا رسول سے مراد سارے مظہر ہیں۔ ہر حال

اس میں یشاق کے دن کے عہد و بیان کا ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جیسے اپنی ربوبیت کا اقرار سب سے کرایا ایسے ہی حضور کی نبوت کا اقرار سب سے لیا ۳۔ تقویٰ سے مراد نیک اعمال اختیار کرنا اور اصلاح سے مراد برائیوں سے بچنا ہے یا تقویٰ سے مراد آئندہ اچھے کام کرنا اور اصلاح سے مراد گناہوں کا کفارہ وغیرہ دے کر اپنے کو درست کر لینا ہے۔ لہذا تکرار نہیں ۴۔ خیال رہے کہ کفار کے مقابل تکبر کرنا عبادت ہے۔ مسلمان کے مقابل تکبر حرام ہے۔ نبی کے مقابل تکبر کفر ہے۔ یہاں تیسرا تکبر مراد ہے۔ یہی تکبر شیطان نے کیا۔ اس کا انجام معلوم ہے۔ اس لئے انیس اصحاب النار اور خالدون فرمایا کہ یہ دونوں حال کافروں کے ہیں ۵۔ یعنی لوح محفوظ یا ان کے نوشتہ تقدیر میں ان کا جو رزق یا عمر لکھا ہے وہ تو انہیں ملے ہی گا۔ پھر عذاب آوے گا۔ اس سے اصلی رزق و عمر مراد ہے۔ ورنہ بد عملی سے رزق و عمر گھٹ جاتے ہیں۔ جیسے نیکی سے عمرو رزق میں برکت ہو جاتی ہے۔ لہذا آیت وحدیث میں تعارض نہیں ۶۔ اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں ایک یہ کہ جان نکالنے صرف ملک الموت علیہ السلام نہیں آتے بلکہ ان کے ساتھ ان کے ماتحت فرشتے اور بھی آتے ہیں۔ ملک الموت کا آنا اس آیت میں مذکور ہے۔ **مَنْ يَنْزِلْكُمْ** ۱۔ ملک الموت الذی یقول بکم اور ماتحتوں کا آنا اس آیت سے معلوم ہے۔ دوسرا مسئلہ یہ کہ یہ جان نکالنے والے فرشتے بیک وقت ہر جگہ پہنچ کر مرنے والوں کی جان نکال لیتے ہیں تو ایک وقت میں چند جگہ موجود ہو جانا اللہ والوں کے نزدیک باذن الہی مشکل نہیں۔ ایسے ہی قبر میں سوال کرنے والے ماں کے چہرے میں بچہ بنانے والے فرشتے یہ طاقت رکھتے ہیں۔ حاضر ناظر ہونا بعض بندوں کی صفت ہے۔ ۷۔ یہ سوال مشرکین سے ان کے بتوں کے متعلق ہو گا۔ مومن کی مدد موت کے وقت ضرور ہوتی ہے۔ اسی لئے آگے فرمایا گیا۔ **تَمَكِّدُ الْكَلْبِ** مسلمانوں کو حکم ہے کہ مرنے والے کے پاس بیٹھ کر کلمہ پڑھیں۔ تاکہ اسے کلمہ یاد آوے۔ یہ مومنوں کی بدد ہے لہذا اس آیت کو

اولیائنا	۲۴۵	الاحزاب
سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِرُونَ ۝ يَبْنِي اٰدَمُ مَا يَرِىْتَنِي		
جیسے بولے آگے سے آدم کی اولاد اور جہاد سے پاس میں کے		
رَسُولٌ مِّنْكُمْ يَفْقِصُونَ عَلَيْكُمْ اٰتِيَّتِي فَمِنْ اَنْتُمْ		
رسول آئیں گے میری آیتیں پڑھیں تو جو ہر چیز کو دیکھ کر دے گا		
وَأَصْلَحَ فَلَا خَوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝		
اور سنبھلے تو ان پر نہ ہو کہ خوف اور نہ ہو کہ غم		
وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَاسْتَكْبَرُوا عَنْهَا أُولَٰئِكَ		
اور جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائی اور ان کے مقابل تکبر کیا وہ		
أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ فَمِنْ أَطَاعَ		
دوزخی ہیں انہیں اس میں ہمیشہ رہنا تو اس سے نتیجہ کو		
مِمَّنْ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ		
ظالم کون ہیں نے اللہ پر جھوٹ یا دعا یا اس کی آیتیں جھٹلائی		
أُولَٰئِكَ يَتْلَاهُمْ نَصِيبُهُمْ مِّنَ الْكِتَابِ حَقًّا إِذَا		
انہیں ان کے نصیب کا کچھ پڑھنا پڑے گا وہ ان کی کتاب کے حصے کو		
جَاءَهُمْ رَسُولٌ مُّسْتَاذِرٌ يَقُولُهُمْ قَالُوا اٰيُنْ مَا كُنْتُمْ		
ان کے پاس جاتے جیسے بولے ان کی جان نکالنے آئیں تو ان سے کہے اور کہاں		
تَدْعُونَنَا مِنْ دُونِ اللَّهِ قَالُوا ضَلُّوا عَنْهُ وَشَهِدُوا		
کہ وہ ہم کو اللہ کے سوا پوجتے تھے کہ ہمیں اس سے تم ہو گئے اور اپنی باتوں پر		
عَلَى الْفَسِيرِ ۝ اَنَّهُمْ كَانُوا كَافِرِينَ ۝ قَالَ اَدْخُلُوا		
آپ کو ای دیتے ہیں کہ وہ کافر تھے اللہ ان سے فرماتا ہے		
فِي اَمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِنَ الْبُحْنِ وَالْاِش		
کو تم سے پہلے جو اور جانتیں ہیں اور آدمیوں کی جنگ میں نہیں آئیں		

مومنین یا اولیاء اللہ سے کوئی غلط نہیں۔ ہر حال موت یا اس کے بعد کسی کی مدد نہ پہنچا کفار کا عذاب ہے ۸۔ یہ اقرار اور وقت ہو گا اور اپنے کفر کا انکار دوسرے وقت ہو گا۔ لہذا اس آیت اور دوسری آیت **وَمَا كُنَّا مُنْشِرِينَ** میں کوئی تعارض نہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ قیامت میں ہر ایک اس ہی کے ساتھ ہو گا جس سے دل کا قطع ہو گا۔ زمانہ اور جگہ ایک ہو یا مختلف ۳۔ یعنی ہر قسم کا کفر اپنی قسم کے کافر کو لعنت کرے گا۔ ہندو ہندو کو عیسائی عیسائی کو یہودی یہودی کو۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس لعنت کے عذاب سے مسلمان محفوظ ہوں گے ان کا پردہ رہے گا۔ ۴۔ یعنی اولاد اپنے باپ دادوں کو یا آجین اپنے پیشواؤں کو اس سے معلوم ہوا کہ دوزخ کے عذابوں سے ایک عذاب وہاں واپس کی باقائے بھی ہے جیسے جنت کے ثوابوں میں سے ایک ثواب وہاں کا انتقال و محبت ہے۔ دنیا میں جس مومن کے گھر میں صلح ہے وہ جنتی گھر ہے ۴۔ کیونکہ ہم نے صرف ایک گناہ کیا یعنی کافر ہونا۔ انہوں نے دو گناہ کئے خود گمراہ ہونا۔ ہم کو گمراہ کرنا۔ اور یہ دو گناہ عذاب ایسا ہو کہ ہم بھی دیکھیں ۵۔ کیونکہ تم سب گمراہ اور گمراہ کن ہو۔ ہر شخص گمراہ ہو کر اپنے یہودی بچوں اور دوستوں کو گمراہ کرتا ہے۔ لہذا جتنا عذاب تم اوروں کے لئے چاہتے ہو اتنا ہی تم کو بھی ہے ۶۔ کہ کس کو کتنا عذاب ہے۔ معلوم ہوا کہ دوزخ میں ہر دوزخی اپنے حال میں ایسا گرفتار ہو گا کہ کبھی گناہ سے بڑھ کر میں ہی تکلیف میں ہوں۔ ۷۔ یعنی دنیا میں کیونکہ اگر ہم میں کفر اور تکفیر اور تضلیل تھی تو تم میں کفر اور کفار کی تقلید تھی۔ نیز تم بھی اپنے بچوں کے کافر کن تھے۔ نیز کس کفر میں ہم تم دونوں شریک تھے۔ لہذا یہ آیت اس آیت کے خلاف نہیں کہ وَلَيُؤْمِنَنَّ أَقْبَانُكُمْ مَعَ أَقْبَانِهِمْ ۸۔ یعنی تم اپنے کئے کا مزہ چکھو ہم اپنے کئے کا۔ کفر و بد عملی، پیغمبروں کی لہانت، مسلمانوں کو ستانا ہم تم دونوں ہی کرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کے نامکھنے بچے جو اس ہی حال میں فوت ہو گئے دوزخ میں نہ جائیں گے کیونکہ انہوں نے کسب شر نہ کیا وہ اس طرح کہ زندگی میں ان کی نیکیاں بارگاہ الہی تک نہیں پہنچیں کیونکہ غیر مقبول ہیں۔ مرتے وقت ان کی روح کے لئے دروازہ آسمان نہیں کھلتا۔ مومن کی زندگی میں اس کے اعمال کے لئے اور موت کے بعد روح کے لئے آسمان کا دروازہ کھلتا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ۱۰۔ اور یہ ناممکن ہے کہ اس میں اجتماع خدین ہے اور ناممکن پر جو موقوف ہو وہ بھی ناممکن ہوتا ہے۔ کیونکہ اونٹ بڑا ہے۔ اور سوئی کا ناک چھوٹا۔ اونٹ بڑا رہے اور ناک چھوٹا رہے تو اونٹ کا اس میں داخل ہونا محال ہے۔ ہاں اگر ناک بڑا کر دیا جائے یا اونٹ چھوٹا تو دوسری بات ہے۔ لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۱۱۔ صرف اوپر نیچے کا ذکر فرمایا۔ کیونکہ دایاں پایاں خود ہی سمجھ میں آگیا۔ یعنی ہر طرف سے انہیں آگ گھیرے ہو گی ۱۲۔ معلوم ہوا کہ دوزخ میں آگ کا ہر طرف سے گھیر لینا کفار کے لئے ہے گنہگار مسلمان کو اگرچہ کچھ دن دوزخ میں رکھا جائے گا مگر دوزخ اسے گھیرے گی نہیں۔

۲۲۶	تولوات	الاحزاب
<p>فِي النَّارِ كُلَّمَا دَخِلَتْ اُمَّةٌ لَعْنَتْ اَخْتَهَا حَتَّىٰ اِذَا</p> <p>میں جاتوں جب ایک گروہ داخل ہوتا ہے دوسرے بد لعنت کرتے ہیں یہاں تک کہ جب</p> <p>اِذَا رُكُوْفِيَهَا جَمِيعًا قَالَتْ اُخْرَاهُمْ لَا اُولَاهُمْ رَبَّنَا</p> <p>سب اللہس جا پڑے تو دیکھتے ہیں ان کو کہیں گے اے رب</p> <p>هُوَ لَا اَصْلُوْنَا فَارْتَمَ عَذَابًا بِاضْعَافٍ مِّنَ النَّارِ ۙ</p> <p>ہمارے انہوں نے ہم کو ہٹا دیا تھا تو انہیں آگ کا دوا عذاب جسے</p> <p>قَالَ لِكُلِّ ضِعْفٌ وَلٰكِنْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۙ وَقَالَتْ اُولَاهُمْ</p> <p>زمانے کا سب کا دوا ہے لیکن تم نہیں جانتے اور پہلے پہلوں سے</p> <p>اُخْرَاهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ فذَوَقُوا</p> <p>کہیں گے تو تم ہم سے اچھے نہ رہے لیکن تو چکھو</p> <p>العَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ۙ اِنَّ الدِّينَ كَذَبُوْا</p> <p>عذاب بدل اپنے کئے کا گناہ وہ جہنم نے ہماری آیتیں</p> <p>بَايْتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنَّا لَا تَفْتَحْ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَاءِ</p> <p>جہنم اور ان کے مقابل جبرائیل کے لئے آسمان کے دروازے نہ کھولے جائیں گے</p> <p>وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتَّىٰ يَلْبِغَ الْجَمَلُ فِي سَمٍّ</p> <p>اور وہ جنت میں داخل ہوں جب تک سوئی کے ناکے اونٹ داخل نہ</p> <p>اُخْيَاطٌ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِيْنَ ۙ لَّهُمْ مِّنْ</p> <p>مگر انہیں جہنم کی سزا دی جائے گی یہاں آیتیں آگ ہی</p> <p>جَهَنَّمَ مِمَّا دَوَّ مِنْ قَوْقَرٍمْ عَوَاشٍ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي</p> <p>چکھو یا آگ ہی اڑھناٹ اور قاقاؤں کو ہم ایسا ہی بدل</p> <p>الظَّالِمِيْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ</p> <p>دیتے ہیں لیکن اور وہ جو ایمان لائے اور عافیت پھر اچھے کام کئے گا</p>		

ایو طالب بھی ۱۴، سے مستثنیٰ ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے ۱۳۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ایمان اعمال پر مقدم ہے۔ پہلے مومن ہو۔ بعد میں نیک کام کرو۔ دوسرے یہ کہ کوئی شخص نیک اعمال سے پہلے تیار نہیں خواہ کسی طبقہ اور کسی جماعت کا ہو۔

۱۔ یعنی ہر مسلمان اپنی طاقت کے مطابق نیک اعمال کر لے۔ جنت کا مستحق ہے۔ امیر صدقہ دے کر فقیر مومن صلح حدقد لے کر ملتی ہیں اور کوئی بھی جنت میں پہنچ کر وہاں سے نہ نکلے گا۔ جیسا کہ خالدوں سے پتہ لگے۔ ۲۔ شان نزول:۔ صواعق عرقہ میں ہے کہ یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی کہ رب نے ان کے سینے میں کسی کی طرف سے کینہ نہ چھوڑا۔ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت اہل بدر کے حق میں ہے۔ میں اور عثمان اور طلحہ اس میں شامل ہیں۔ ہر حال اس میں رخص کی جڑ لگنے کی سبب یعنی رب نے ہم کو دنیا میں ایسے عقائد و اعمال کی توفیق دی جس کی برکت سے ہم یہاں پہنچے۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب کا شکر اس کی حمد جنت میں بھی ہو گی۔ باقی

عبادتیں نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، جہاد وہاں ختم ہو چکی ہوں گی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ہدایت اپنی طاقت یا علم یا عبادت سے نہیں ملتی۔ رب کا خاص عطیہ ہے ورنہ شیطان پکا مومن ہونا چاہیے تھا کیونکہ اس کے پاس یہ سب چیزیں موجود تھیں۔ ۳۔ دنیا میں انہوں نے نبیوں کی تعذیب سن کر کی تھی۔ اور جنت کا مشاہدہ کر کے عینی تعذیب سن گئے۔ ۴۔ جنت کو دوزخ سے میراث فرمایا گیا۔ ایک یہ کہ کفار کے حصہ کی جنت بھی وہ ہی ہیں گے جیسے کفار ان کے حصہ کی دوزخ لیں گے۔ دوسرے یہ کہ جنت کا ملنا اللہ کے فضل و کرم سے ہے نہ کہ اپنے کمال سے جیسے میراث میں دوسرے کا مال محض قربت سے ملتا ہے نیک اعمال تو اس فضل کے حاصل ہونے کا ذریعہ ہیں ۵۔ یہاں دوزخ والوں سے مراد کفار جنہی ہیں نہ کہ گنہگار مومن، کیونکہ جنتی مسلمان ان گنہگاروں کو طعن نہ دیں گے بلکہ ان کی شفاعت کر کے وہاں سے نکالیں گے۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ارشاد ہوا ہے۔ یعنی ہمارے تمہارے رب نے نیکی پر جنت کا وعدہ فرمایا تھا اور سرکشی پر دوزخ سے ڈرایا تھا۔ بولوچ ہوا یا نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ڈرانے کو بھی وعدہ کہہ دیا جاتا ہے۔ یعنی وعید وعدہ سے تعبیر کر دی جاتی ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کے وعدے وعید رب ہی کے وعدے وعید ہیں کیونکہ ان سے براہ راست کلام کرنے والے پیغمبر تھے ۸۔ پکارنے والے حضرت اسرافیل علیہ السلام ہیں یا دوسرا فرشتہ جس کی یہ ڈیوٹی ہو گی اور ظالمین سے مراد کفار ہیں جیسا کہ اگلی آیت سے پتہ لگ رہا ہے ۹۔ اگرچہ روکنا دنیا میں ہی ہو چکا تھا لیکن چونکہ اس کا نتیجہ آج ظاہر ہو رہا ہے، اس لئے حال سے تعبیر فرمایا گیا گویا وہ قیامت میں روک رہے ہیں۔

دولت آباد	۲۴۷	الاعمال
لَا تُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ		
ہم کسی پر طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں رکھتے۔ وہ جنت والے ہیں		
هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿۴﴾ وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ		
انہیں اس میں ہمیشہ رہنا اور ہم نے ان کے سینوں میں سے کینے		
غُلٍّ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ		
پہنچنے والے ان کے۔ بچے ہمیں نہیں کی اور انہیں گے سب جہانوں		
الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنَّ		
کو جس نے ہمیں اس کی راہ دکھائی تھی اور ہم راہ نہ پاتے اگر اللہ ہمیں راہ نہ		
هَدَانَا اللَّهُ لَقَدْ جَاءَتْ رَبَّنَا بِالْحَقِّ وَلَوْ دَوَّا		
دکھانا بے نیک ہمارے رب کے رسول حق لائے تھے اور نما ہوئی		
أَنْ تُلَكِمَ الْجَنَّةَ أَوْ رَتَّمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۵﴾		
کہ یہ جنت ہمیں میراث ملی ہے۔ حد بہت سے اعمال کما		
وَنَادَىٰ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ أَصْحَابُ النَّارِ أَنْ قَدْ		
اور جنت والوں نے دوزخ والوں کو پکارا کہ ہمیں تو مل گیا		
وَجَدْنَا مَا وَعَدَ رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُمْ مَا		
جو پچھا وعدہ ہم سے ہمارے رب نے کیا تھا تو کیا تم نے پچھا جو تمہارے رب نے		
وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا قَالُوا نَعَمْ فَإِذْ نُودِيَ بَيْنَهُمْ		
پہاڑہ نہیں دیا تھا۔ اوسے ہاں اور نبی میں منادی نے پکار دیا		
أَنْ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ ﴿۶﴾ الَّذِينَ يَصْدُرُونَ		
کہ اللہ کی لعنت ظالموں پر ہے جو اللہ کی راہ سے		
عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَيَبْغُونَهَا عِوَجًا وَهُمْ بِالْآخِرَةِ		
روکنے ہیں اور اسے کجی پہنچتے ہیں اور آخرت کا انجام		

مَعْلُومَات

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام کفر و عداوت اور بد عملی کی وجہ قیامت کا انکار ہے۔ اگر بندے کے دل میں قیامت کا خوف ہو تو جرم کرنے کی ہمت ہی نہ کرے۔ ۲۔ تاکہ دوزخ کا اثر جنت میں اور جنت کا اثر دوزخ میں نہ آ سکے اور حق یہ ہے کہ یہ پردہ اعراف ہی ہے چونکہ یہ پردہ بہت اونچا ہو گا اس لئے اسے اعراف کہا جاتا ہے۔ اس پر صرف انسان ہوں گے اور صرف بالغ مرد جیسا کہ رجال سے معلوم ہوا۔ ۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اعراف والے حضرت عباسؓ 'جزہ' محض و علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم ہیں۔ جو اپنے محبت کو چہرے کی سفیدی سے اور اپنے دشمنوں کو چہرے کی سیاہی سے پہچانیں گے

(صواعق) بعض نے فرمایا کہ وہ انبیاء کرام ہوں گے بعض نے فرمایا کہ وہ لوگ ہوں گے جن کی نیکیاں گناہ برابر تھیں۔ اور بھی اس میں چند قول ہیں ۳۔ یعنی جنت دوزخ میں داخلے سے پہلے ہی وہ ہر ایک کو پہچانیں گے لہذا حضور بھی ہر سعید و شقی کو ضرور پہچانیں گے۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ نورانی مخلوق لاکھوں کوس کی معمولی آواز سن لیتی ہے۔ کیونکہ جنت آسمانوں سے بھی زیادہ اونچی ہے۔ اور دوزخ نہایت ہی گہری۔ مگر پھر بھی جتنی لوگ دوزخیوں کو چھ و پکار سن لیں گے تو دنیا میں بھی نورانی لوگ دور والوں کی فریاد سن لیتے ہیں۔ حضرت سلیمان نے دور سے چوٹی کی باتیں سن لیں رب فرماتا ہے مَنِّيْمٌ حَاجِبِيْنَ فَوَلَّاهُ۔ اسی طرح اصحاب اعراف دور کے لوگوں کا حال دیکھیں گے اور کام سنیں گے ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ اعراف کے لوگ جتنی لوگوں سے کم درجے والے ہوں گے درجہ طبع کے کیا معنی لہذا یہ قول قوی ہے کہ اعراف والے وہ ہیں جن کی نیکیاں اور گناہ برابر ہیں ۷۔ یعنی ہم کو دوزخ والوں میں نہ کر۔ یہ دعا محض برکت کے لئے ہو گی ورنہ وہ جگہ دعا کرنے کی نہیں۔ دعا و عبادت دنیا میں ہے۔ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار و مجرم نشانی سے پہچانے جائیں گے کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہ ہو گی۔ پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حضور کو قیامت میں موس و معانی کی پہچان نہ ہو ۹۔ یہ سوال عتاب کے طور پر ہو گا نہ کہ پوچھنے کے لئے ۱۰۔ یعنی دنیا میں ان جنتیوں کی غریبی فقیری دیکھ کر تم تمہیں کھا کر کہتے تھے کہ انہیں آخرت میں بھی اللہ کی رحمت نہ ملے گی۔ دیکھو آج یہ کیسے سڑے میں ہیں اور تم کیسی مصیبت میں۔ معلوم ہوا کہ دنیا میں مومن کی فقیری یا کافر کی امیری سے دھوکا نہ کھانا چاہیے۔ ۱۱۔ یعنی جنت میں نہ آنندہ کا خوف ہو گا نہ گزشتہ کا غم۔ نہ بیماری ہے نہ آزاری نہ کوئی اندیشہ نہ نا اتفاقی۔ نہ عداوت نہ آہیں کے بعض۔ اس ایک جملہ میں تمام تکلیف دہ چیزوں کی نفی ہو گئی۔ ۱۲۔ جب اعراف والے جنت میں داخل ہو جائیں گے تو دوزخی لوگ عرض کریں

لَقَرُونَ ۝ وَيَذَرُهُمْ أَجَابٌ وَعَلَى الْأَعْرَافِ رِجَالٌ

رکھتے ہیں کہ اللہ جنت دوزخ کے درمیان ایک پردہ ہے کہ اعراف والے ہر ایک مرد ہوں گے کہ

يَعْرِفُونَ كُلًّا بِسِيمَاهُمْ وَنَادَا أَصْحَابَ الْجَنَّةِ

کہ دونوں فریق کو ان کی نشانیوں سے پہچانیں گے کہ اوردہ جنتیوں کو پکاریں گے

أَنْ سَلِّمُوا عَلَيْكُمْ أَلَمْ يَدْخُلُوهَا وَهُمْ يَطْمَعُونَ

کہ سلام تم پر دیتے ہیں جنت میں نہ گئے اور اس کی طمع رکھتے ہیں نہ

وَإِذَا صُرِفَتْ أَبْصَارُهُمْ تِلْقَاءَ أَصْحَابِ النَّارِ قَالُوا

اور جب ان کی آنکھیں دوزخیوں کی طرف پھرنے کی کہیں گے

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝ وَنَادَى

اسے ہمارے رب ہمیں ظالموں کے ساتھ نہ کر دے اور اعراف والے

أَصْحَابُ الْأَعْرَافِ رِجَالًا يَعْرِفُونَهُمْ بِسِيمَاهُمْ قَالُوا

کہ مردوں کو پکاریں گے ہمیں اسی نشانی سے پہچانتے ہیں نہ نہیں گے

مَا أَعْنَى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ تُسْتَكْبِرُونَ

بہیں سلام آیا تمہارا جھٹا اور وہ جو تم دور کرتے تھے

أَهْلَاءَ الَّذِينَ أَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللَّهُ بِرَحْمَةٍ

کہا یہ ہیں وہ لوگ کہ جن پر تم قسمیں کھاتے تھے کہ ان پر اللہ رحمت بہے

أَدْخَلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا أَنْتُمْ تُخْزَوْنَ

کہہ کرے گا ان سے تو کہا گیا کہ جنت میں ماؤں تم کو اندیشہ نہ ہو تم

وَنَادَى أَصْحَابُ النَّارِ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ أَنْ أَفِيضُوا

اور دوزخی جنتیوں کو پکاریں گے کہ ہمیں اپنے پانی کا

عَلَيْنَا مِنَ الْمَاءِ أَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ قَالُوا إِنَّ

ہم فیض دوزخ یا اس کھانے کا جو اللہ نے ہمیں دیا نہیں گے۔ یہ ایک

گے کہ خدا یا ہمارے کچھ عزیز و اقارب جنت میں ہیں ہم کو اجازت دے کہ ہم انہیں دیکھیں ان سے کچھ بات چیت کریں انہیں اجازت دی جاوے گی۔ دوزخی تو اہل جنت کو پہچان لیں گے مگر جتنی دوزخ والوں کو نہ پہچان سکیں گے۔ کیونکہ وہ دوزخیوں کے منہ بگڑ چکے ہوں گے۔ یہ دوزخی جنتیوں کو نام لے کر پکاریں گے کہ ہمیں پانی دو ہمیں کھانا دو ہم مل گئے ہیں ہم پر پانی ڈالو۔ اس پر جنتی لوگ وہ جواب دیں گے جو آگے آ رہا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنت اوپر ہے اور دوزخ نیچے کیونکہ فیض و غنا سے ہے جس کے معنی اوپر سے نیچے نکلنے کے ہیں۔

اب اس سے معلوم ہوا کہ جتنی مومن کو دوزخی کافر سے بالکل محبت نہ ہوگی نہ رحم آوے گا۔ اگرچہ اس کا باپ یا بیٹا دوست ہو کہ مانگنے پر بھی اوجھڑائی نہ دیکھنے کا خیال دے کہ یہاں حرام سے مراد شرعی حرام نہیں کیونکہ وہاں شرعی احکام جاری نہ ہوں گے بلکہ مراد کمال محرومی ہے۔ رب فرماتا ہے: **وَمَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلَّهِ فَاللَّهُ عَدُوٌّ لَهُ** یعنی جو اللہ کا دشمن ہو اللہ بھی اس کا دشمن ہو۔ یعنی حرام ہے۔ ۲۔ اس طرح کہ اپنی لسانی خواہشوں سے جسے جاہل حرام کما حقہ جاہل حال اور مومنوں کا مذاق اڑایا۔ ۳۔ کہ دنیا کی لذتوں میں مشغول ہو کر آخرت کو بھول گئے اور ہال بھول کی محبت میں گرفتار ہو کر اللہ کے حبیب سے محبت کا رشتہ قائم نہ کر سکے۔ ۴۔ یعنی دوزخ یا عذاب میں یا ہمہ رحم نہ کریں گے۔ مطلق چھوڑنا مراد نہیں کیونکہ وہ رب کی پکڑ میں ہمیشہ رہیں گے۔ اس سے کبھی نہ چھوڑیں گے۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ یہاں نسیان اپنے معنی میں نہیں کیونکہ رب تعالیٰ کے لئے ناممکن ہے۔ ۵۔ یعنی دیدہ وادست قیامت کا انکار کیا لہذا یہاں نسیان سے مراد بھول نہیں بلکہ بھول کے لازمی معنی ہیں۔ کیونکہ وہ عموماً قیامت کے منکر تھے۔ ۶۔ یعنی قرآن شریف جو ان کی زبان، ان کے ملک میں نازل ہوا جس سے انہیں امت عزت ملی کہ تمام جہان ان کا دست نگر ہو گیا معلوم ہوا کہ قرآن کریم جس کے لئے عموماً اور اہل عرب کے لئے خصوصاً جری نعمت ہے۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن شریف میں ہر علم تفصیل وار مذکور ہے۔ جسے رب قوت قدیم دے وہ اس سے ہر علم حاصل کر سکتا ہے۔ ۸۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کی رحمت عامہ سارے عالم کے لئے ہے کہ اس کی برکت سے دنیا میں ظاہری عذاب آنے بند ہو گئے۔ وغیرہ وغیرہ۔ مگر رحمت خاصہ اور ہدایت صرف مومنوں کے لئے ہے لہذا آیات میں کوئی تضاد نہیں۔ رب حضور کے بارے میں فرماتا ہے: **رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ** اور فرماتا ہے: **وَيَا أَيُّهَا مَعْشَرُ ذُوقُوا ذِجْرَكُمْ**۔ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ جسے حضور سے ایمان نہ ملے اسے اور کسی ذریعہ سے ایمان نہیں مل سکتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت کا آخری ذریعہ ہیں۔ اور اب حضور کے بعد کوئی نبی نہیں آئے والا۔ ۱۰۔ اس دن سے مراد یا تو ان کی موت کا دن ہے کہ وہ فرشتوں کو دیکھ کر یہ کہیں گے یا قیامت کا دن مگر وہ اس قدر زیادہ قوی ہے اور آئندہ مضمون کے مناسب ۱۱۔ حضور کا تشریف لانا گویا تمام رسولوں کا تشریف لانا ہے۔ دیکھو عرب میں حضور کے سوا کوئی رسول حضرت اسماعیل علیہ السلام کے وقت سے تشریف نہ لائے مگر یہاں جمع فرمایا گیا ۱۲۔ قیامت میں کفار جب دیکھیں گے کہ مسلمانوں کی شفاعت نبیوں و پیروں علماء چھوٹے بچوں ماہ رمضان خانہ کعبہ وغیرہ نے کی تھیں افسوس ملے ہوئے یہ کہیں گے اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مسلمانوں کی شفاعت ہوگی۔

بولواۓ
۲۴۹
الاعراف

اللَّهُ حَرَّمَهَا عَلَى الْكَافِرِينَ ۝ الَّذِينَ اتَّخَذُوا

وَدِينَهُمْ لَهْوًا وَلَعِبًا وَغَرَّتْهُمَا حَيَاةُ الدُّنْيَا فَاَلَيُّوهُ

نَنسَهُمْ كَمَا نَسُوا لِقَاءَ يَوْمِهِمْ هَذَا وَمَا كَانُوا

يَايْتِنَا يُحَدِّثُونَ ۝ وَلَقَدْ جِئْتُم بِكِتَابٍ فَصَّلْنَاهُ

عَلَىٰ عِلْمٍ هُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝ هَلْ

يَنْظُرُونَ إِلَّا تَأْوِيلَهُ يَوْمَ يَأْتِي تَأْوِيلَهُ يَقُولُ

الَّذِينَ نَسُوا مِن قَبْلُ قَدْ جَاءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا

بِالْحَقِّ فَهَلْ لَّنَا مِن شَفْعَاءَ فَيَشْفَعُوا لَنَا أَوْ

نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِي كُنَّا نَعْمَلُ ۚ قَدْ خَسِرُوا

أَنفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۝ إِنَّ

رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي

سِتَّةِ أَيَّامٍ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ ۝

دوسرے یہ کہ کفار کی شفاعت نہ ہوگی۔ تیسرے یہ کہ شفاعت کرنے والے بہت ہوں گے اسی لئے وہ خدا جمع کے صفحے سے کہیں گے۔ لیکن اول قیامت بے کسی کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا شفاعت کوئی نہ کرے گا۔ اسی لئے لفظ اللہ تعالیٰ حضور ہی کا لقب ہے۔ شفاعت کبڑی حضور ہی کریں گے۔ دروازہ شفاعت آپ کے ہی ہاتھ پر کھلے گا۔ لہذا آیات میں تضاد نہیں ۱۳۔ اس طرح کہ ایمان اور نیک اعمال اختیار کریں۔ مگر اور گناہوں سے بچیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان بھی عمل میں ہے یعنی عمل قلب جہاں ایمان کے ساتھ عمل کا ذکر ہو وہاں جسم کے عمل مراد ہوتے ہیں ۱۴۔ اس طرح کہ ایمان و عمل کا وقت ضائع کر بیٹھے اور بعد میں پچھتائے ۱۵۔ معلوم ہوا کہ بھولنے سمجھنا ان کا ساتھ چھوڑیں گے عیوبین خدا ہم گناہوں کا ساتھ نہ چھوڑیں گے۔ اگر وہ بھی ساتھ چھوڑیں تو فرق کیا

بَنَاتُهُ بِأَدْنَىٰ رُبَّةٍ ۖ وَالَّذِي حَبِثَ لَآيَحْزُرُ إِلَّا

سبزه اللہ کے علم سے نکلتا ہے اور جو خراب ہے اس میں نہیں نکلتا مگر غمور

تَكَدَّ أَكْذَالُكَ نَصْرُفُ الْآيَةِ لِقَوْمٍ يَشْكُرُونَ ۝

بیشکل نہ ہم بدی طرح طرح سے آئیں یا نہ کرتے ان کیلئے جو ایمان میں نہ

لَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَقَالَ لِقَوْمٍ عَبْدُوا

بیشک ہم نے نوحؑ کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تاکہ وہ اس نے کہا ہے میری قوم اللہ

اللَّهُ مَا لَكُمْ مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ

کوہو جو اس کے سوا تھا مگر کوئی معبود نہیں بیشک مجھے تم پر بڑے دن کے عذاب

يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ قَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِهِ إِنَّا لَنَرَاكَ فِي

کا دوسرے اس کی قوم کے سردار بولے ہم تمہیں کھل گمراہی میں

ضَلِيلٍ مُّبِينٍ ۝ قَالَ لِقَوْمٍ لَيْسَ بِي ضَلَالَةٌ وَلَٰكِنِّي

دیکھتے ہیں کہ کہا ہے میری قوم بھڑ پر گمراہی مگر نہیں نہ میں تو

رَسُولٌ مِّنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ أَيْلَعُكُمْ رَسُولٌ مِّنِّي

رب العالمین کا رسول ہوں نہ نہیں کہنے رب کی رسالتیں پہنچاتا

وَأَنْصَحْ لَكُمْ وَأَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝ أَوْ

اور ہمارا بھلا چاہتا اور میں اللہ کی طرف سے وہ علم رکھتا ہوں جو تم نہیں رکھتے اور

عَجَبْتُمْ أَن جَاءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَبِّكُمْ عَلَىٰ رَجُلٍ مِّنكُمْ

کیا نہیں اس کا ارہا ہوا کہ تمہارے رب کی طرف سے ایک نصیحت آئی تم میں

لِيُنذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوا وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝ فَكَذَّبُوهُ

اکٹھارویں طرف سے کہ وہ ہمیں ڈرانے اور تمہیں پرہیز پر ہم بولنے کو انہوں نے اسے

فَاتَّبَعْنَاهُ وَالَّذِينَ مَعَهُ فِي الْفُلِ وَأَغْرَقْنَا الَّذِينَ

جسٹلا لا قوم نے اسے اور جو اس کے ساتھ تھے میں سے کچھ تھے اور جو اپنے آپ میں جھلنے والوں

(بقیہ صفحہ ۲۵۰) جاتا ہے ۱۳۔ سمندر سے۔ اس سے معلوم ہوا کہ خود ہوا بادل میں بن جاتی بلکہ سمندر کا پانی بھاپ میں کر طبقہ زمہری میں پہنچتا ہے۔ پھر ہوا بادل کے ذریعہ دوسری جگہ منتقل ہو جاتا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بھاپ میں جو بوجھ ہوتا ہے کیونکہ بادل بھی ہوئی بھاپ ہی کا نام ہے۔ اسے قرآن کریم نے بھاری فرمایا ۱۵۔ جہاں عرصے سے بارش نہ ہوئی تھی اور زمین خشک پڑی تھی معلوم ہوا کہ ہر چیز کی موت طبعیہ ہے۔ ۱۶۔ کیونکہ بارش کے پانی کے بغیر کبھی پھل پھول نہیں ہوتے۔ کوئیں دریا کے پانی بارش کی جگہ کام نہیں دیتے۔ جیسے بارش کی برکت سے خشک لکڑیوں کو ہر ابھرا کر کے پھولوں سے لاد دیتے ہیں ایسے ہی صورتی آواز سے مردوں کو زندہ فرمادیں گے۔

۱۔ یعنی بارش زمین یا زمین میں بونے ہوئے جسم کو نہیں بدل سکتی۔ ایسے ہی قرآن کریم فطرت میں بدلنا۔ اس سے کوئی حدیث میں بن جاتا ہے کوئی زندگی۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن و حدیث سے نااہل گمراہ بھی بن جاتے ہیں۔ رب فرماتا ہے: يُضِلُّ مَن يَشَاءُ ۚ وَيَهْدِي مَن يَشَاءُ ۚ غَافِلٌ ۚ لوگ اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے قرآن روحانی بارش ہے۔ ۳۔ نوح علیہ السلام کا نام شریف بشکر یا عبد الغفار ابن ملک ابن متوکل ابن اخوق ہے۔ اخوق اور یس علیہ السلام کا نام شریف ہے۔ آپ کی عمر قریباً پندرہ سو برس ہوئی۔ چونکہ آپ خوف الہی میں گریہ و نوحہ بہت کرتے رہے اس لئے آپ کا لقب نوح علیہ السلام ہوا۔ آپ کے زمانے میں بہن سے نکاح حرام ہوا ۱۷۔ ایمان لاؤ یا ایمان لا کر عبادت کرو کیونکہ کافر پر عبادت فرض نہیں ہوتی۔ ۱۸۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ انبیاء کرام کے مطیع اکثر غریب و مسکین ہوتے ہیں۔ امیر اور سرداران کے مخالف۔ مگر مرزا قادیانی کے مطیع اکثر اہل اہرام اور وجاہت والے ہوتے غریب و مسکین۔ ۱۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ گمراہ کتا مشرکوں کا طریقہ ہے۔ ۲۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبوت اور گمراہی جمع نہیں ہو سکتیں اور کوئی نبی ایک آن کے لئے بھی گمراہ نہیں ہو سکتا کیونکہ لیکن کا بعد لیکن سے پہلے کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتا۔ اگر نبی گمراہ ہوں تو انہیں ہدایت کون کرے گا۔ کیونکہ جب دنیاوی بادشاہ نااہل بنے علم، فاضل کو اپنا وزیر یا حاکم نہیں بناتے تو کیسے ہو سکتا ہے کہ رب العالمین کم عقل یا گمراہ یا کم علم کو نبوت جیسا عہدہ عطا فرمادے۔ اس میں رب کی توفیق ہے کہ اس کا انتخاب غلط ہو۔ ۲۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ ظہیر کی شان پوست میں کی طرح صرف احکام پہنچا دینا نہیں بلکہ وہ احکام پہنچاتے بھی ہیں انہیں لوگوں میں جاری بھی کرتے ہیں اور قول بھی کراتے ہیں۔ یہ ان کی شجاعت ہے اور رب کی طرف سے خصوصی علم بھی لے کر آتے ہیں۔ جو دوسروں کو نہیں ملتے۔ رسالت کے جمع فرمانے سے معلوم ہوا کہ وہ حضرات عظام افعال، تصوف یعنی شریعت و طریقت کے تمام مسائل پہنچاتے ہیں ۲۲۔ معلوم ہوا کہ نبوت مردوں سے خاص ہے کوئی عورت نبی نہیں ہوئی رب فرماتا ہے: وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رَجُلًا مُّبِينًا ۚ نیز نبوت صرف انسانوں میں ہے کوئی جن یا فرشتہ نبی نہیں ہوا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ نبوت بیشک اعلیٰ عالم کے اعلیٰ افراد کو عطا ہوئی تاکہ انہیں کوئی نظر غارت سے نہ دیکھ سکے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی یوسف علیہ السلام کے دامن سے دلخ غلامی دھونے کے لئے سات برس کی قلعہ سالی بھیجی اور تمام دنیا کو ان کا غلام بنا دیا۔ ایک نبی کے احکام کے لئے تمام دنیا کو معیت میں جتلا فرمادیا۔ ۲۳۔ معلوم ہوا کہ نبیوں کا انسانوں میں آنا اللہ تعالیٰ کی انسانوں پر خاص رحمت ہے کہ اس سے انسانیت ہمیشہ فخر کرے گی۔

کے متغیر صالح علیہ السلام ہیں۔ ان دونوں میں سورہ کا
فصل ہے۔ چنانچہ عابد ابن ارم ابن سام ابن نوح علیہ السلام
کی اولاد ہیں۔ حضرت ہود کا نسب یہ ہے۔ ہود ابن عبد اللہ
ابن رباح ابن ۴۰ عابد ابن عوص ابن ارم ابن سام
ابن نوح علیہ السلام (روح البیان) ۴۳ ہندگی سے مراد
زمان لانا ہے کہ یہ تمام ہندگوں کی اصل ہے۔ ۵۔ جو
کوئی نبی کی عقل یا علم کسی سے کم مانے وہ بے دین ہے۔
وہ حضرات علم و عقل کے انتہائی درجہ میں ہوتے ہیں۔
اس قوم کا کفر یہ بیان ہوا کہ انہوں نے اپنے کو ہود علیہ
السلام سے زیادہ عقلمند سمجھا۔ ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ
نبوت اور سفاہت جمع نہیں ہو سکتی نبی کامل عقل والے
ہوتے ہیں اور ہمیشہ ہدایت پر ہوتے ہیں۔ ایک آن کے
لئے بھی رب سے غافل نہیں ہوتے ورنہ لکن کے معنی
درست نہیں ہو سکتے خیال رہے کہ تمام جہان کی عقل نبی
کی عقل کی نسبت سے ایسی ہے جیسے قطرہ سمندر کی نسبت
ہے۔ اور تمام رسولوں کی عقل حضور کی نسبت سے ایسی
ہے جیسے قطرہ سمندر کی نسبت سے۔ ۷۔ اس سے دو مسئلے
معلوم ہوئے ایک یہ کہ جاہلوں کی بد تمیزی پر عمل کرنا مذمت
انہیام ہے۔ دیکھو ہود علیہ السلام نے ان کی سخت اور بد تمیز
منگلو کا جواب سختی سے نہ دیا بلکہ نرمی سے دیا۔ دوسرے
یہ کہ اپنے فضائل بیان کرنا تبلیغ کے لئے یا فدا کے عذر
کے لئے مذمت انہیام ہے فخر کے لئے نہیں ۸۔ اس سے
معلوم ہوا کہ علم تاریخ بھی اچھی چیز ہے بشریکہ صحیح ہو۔
اور مگر مشرک قوموں کے حالات سے سبق لینا ضروری ہے۔
۹۔ اللہ کی نعمتوں میں غور کرنا عبارت ہے کہ اس سے بہت
بہتر ہوتی ہے۔ ۱۰۔ اللہ نے انہیں سلطنت اور قوت بدنی
عطا فرمائی تھی چنانچہ شہداد ابن عاد جیسا بڑا بادشاہ انہیں میں
ہوا۔ ان میں پست قد آدمی ساتھ ہاتھ اور لمبا آدمی سوا ہاتھ
۱۱۔ ان کا بڑے قوت والے اور شد زور تھے ان کا سرخبرہ
برابر آئینوں پرندوں کے گھونسلوں کی طرح تھیں ۱۲۔
معلوم ہوا کہ نہ ان کی فتنوں کو یاد کرنا اور یاد رکھنا مہارت
ہے۔ اس میں محفل میلاد شریف بھی داخل ہے کہ اس

قَالُوا اجْتَنِبُوا زُجْرَةَ اللَّهِ وَهَدَاهُ وَنَذَرْنَا كَانُ

میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا چرچا ہے اور ولادت حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ اب ہود علیہ السلام بھی سے دور عبادت خانے میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرتے تھے۔ جب کوئی دی ٹیلی آئی تو ہمیشہ میں آکر لوگوں کو بتایا کرتے تھے۔ تب قوم یہ جواب دیتی تھی۔ اللہ یہاں آنے سے مراد جگہ سے ہستی میں آنا ہے۔

۱۔ یعنی بت اس سے معلوم ہوا کہ نبی کے مقابلہ میں جاہل باپ دادوں کی جاننا زمرہوں کی پابندی کفار کا طریقہ ہے۔ سارے عالم کے لوگ خلیفہ کے فرمان کے مقابلہ میں جھوٹے ہیں اور مؤثر چچ وہاں کثرت رائے کا اقتدار نہیں ہو گا۔ ۲۔ یعنی ہم تم کو جہاد کی پاک سیرت و صورت اور ہمارے مجاہدین کو دیکھ کر سچا نہیں مانیں گے۔ بلکہ مذہب دیکھ کر سچا مانیں گے سچ ہے خدا جب دین لیتا ہے عقل بھی جھین لیتا ہے۔ ۳۔ قرآن کریم میں آئندہ یقینی واقعات کو ماضی سے تعبیر فرما دیتے ہیں۔ چونکہ مذہب کا یقینی قائلہ فرمایا گیا کہ مجھو مذہب آئی گیاد۔ ۴۔ جن کی حقیقت کچھ نہیں صرف فرضی نام ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہندوستان کے مشرکوں نے جن بتوں کو گھڑ

دولتنامه ۳۵۳ الاحرف

وقف الزمر

بھائی نہیں ہوتے وہ تو باپ سے زیادہ عقلمت رکھتے ہیں اسی لئے نبی کی بیویاں امت کی بھالیا ہیں نہیں ہوتیں بلکہ ان کی نائیں ہوتی ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ **وَالَّذِينَ لَا يَدْعُوا مَعَ اللَّهِ**
قَوْمًا ثَمُودَ قَوْمَ عَادَ كَے بعد ہوئی اور صالح علیہ السلام حضرت ہود علیہ السلام کے بعد ہیں (روح) ۱۳۔ جو اللہ کی قدرت سے بغیر باپ پیدا ہوا۔ یہ معنی نہیں کہ اللہ
تعالیٰ کے سوا ہونے کا ناقد ہے۔ جیسا کہ دیندہ مسرتی نے اپنی بد رفتاری سے سمجھا۔ قوم ثمود کے عہد اور جنہد ابن عمرو نے صالح علیہ السلام سے عرض کیا تھا کہ اگر
آپ سچے نبی ہیں تو چماڑ کے اسی چتر سے ایسی صفات کی اونٹنی پیدا کریں۔ اگر ہم نے یہ معجزہ دیکھا تو آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ آپ نے ایمان کا وعدہ لے کر
رب سے دعا کی۔ سب کے سامنے وہ چتر چلا اور اسی شکل و صورت کی بوری اونٹنی نمودار ہوئی اور مردا ہوتے ہی اسے برابر بیکہ چلندہ دیکھ کر جنہد تو ایمان

ربیعہ صفحہ ۲۵۳) نے آج اس لیے خاص لوگوں کے باقی اپنے وعدے سے پھر گئے اور کفر قائم رہے۔ اب یہ اونٹنی اس جگہ رہتی بہتی رہی (روح) ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر حلال چیز کا کھانا نقصان دے تو اس سے پرہیز کرے۔ اونٹ کا گوشت حلال ہے لیکن چونکہ اس اونٹنی کو ذبح کرنے پر عذاب الہی آنے کا خوف تھا لہذا اس سے بچنا لازم ہو گیا۔ آج بھی بعض بزرگوں کے جگل کا غبار تجربہ سے مضرت ثابت ہو۔ بعض بزرگوں کے تلاب کی مچھلیاں وغیرہ یہ چیزیں حرام نہیں بلکہ نقصان دہ ہیں لہذا ان سے بچنا ایسا ہے جیسے باغی مزاج والے کا باری چیزوں سے پرہیز کرنا۔

اولاد	۲۵۳	الاحزاب
<p>وَاذْكُرُوا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ مِنْ بَعْدِ عَادٍ وَبَوَّأَكُمْ فِي الْاَرْضِ تَتَّخِذُونَ مِنْ سُوءِ مَا قُضِيَ فِيهَا قِصُورًا ۚ وَتَنْحِتُونَ الْجِبَالَ بُيُوتًا ۚ فَادْكُرُوا الْاِثْمَ الَّذِي كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۚ</p> <p>اور یاد کرو جب تم کو عا د کا خلیفہ بنایا اور تم کو زمین پر بھرتے ہوئے</p> <p>وَتَنْحِتُونَ الْجِبَالَ بُيُوتًا ۚ فَادْكُرُوا الْاِثْمَ الَّذِي كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۚ</p> <p>اور پہاڑوں میں مکان تراشتے ہو تو اللہ کی نعمتیں یاد کرو</p> <p>وَلَا تَعْتَوُوا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِينَ ۚ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوا مِنْ قَوْمِهِ لِلَّذِيْنَ اسْتَضَعُّوْهُمُ</p> <p>عجبر دانے سے کمزور مسلمانوں سے بولے</p> <p>لِيَمْنُ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُونَ اَنْ صُلِحَ مَا رُسُلُ</p> <p>کیا تم جانتے ہو کہ صلح اپنے رب کے رسول</p> <p>مِّنْ رَّبِّهِ ۚ قَالُوا اِنَّا بِمَا ارْسَل بِهِ مُؤْمِنُونَ ۝۱۰</p> <p>ہیں نہ بولے وہ بڑبڑاتے کہ جیسے کہ تم اس پر ایمان رکھتے ہیں</p> <p>قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوا اِنَّا بِالَّذِيْ امْنْتُمْ بِهِ</p> <p>عجبر بولے ہم پر تم ایمان لائے ہیں اس سے</p> <p>كٰفِرُونَ ۝۱۱ فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ</p> <p>انکار ہے کہ پس ناقہ کی کوہیں کاٹ دیں اور اپنے رب کے حکم سے</p> <p>رَبِّهِمْ وَقَالُوا لِصُلْحٍ اَنْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا اِنْ كُنْتَ</p> <p>رسول کی اور بولے اے صلح ہم پر ہے آؤ جس کا تم وعدہ فرماتے ہو</p> <p>مِّنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝۱۲ فَاخَذَهُمُ الرَّجْفَةُ فَاصْبَحُوا</p> <p>تم رسول ہو تو انہیں زلزلے آیا کہ کو بیچ کو اپنے</p>		

۱۔ اس طرح کہ قوم عاد کو ہلاک کر کے تم کو بھلا دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی نعمتوں کا یاد کرنا عبادت ہے۔ میلاد شریف بھی عبادت ہے۔ کہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد ہے جو تمام نعمتوں سے اعلیٰ نعمت ہے۔ ۲۔ قوم ثمود نے گرمیوں کے لئے بستی میں محل بنائے تھے اور سردی کے موسم کے لئے پہاڑوں میں گرم مکانات تعمیر کئے تھے۔ جیسا کہ آج کل بھی دولت مند لوگ کرتے ہیں۔ ان کی عمریں اتنی لمبی ہوئی تھیں کہ مکانات ان کی موجودگی میں فنا ہو جاتے تھے۔ (روح البیان) ۳۔ یعنی زمین میں کفر و گناہ نہ کرو کہ اس سے رب کے عذاب آتے ہیں اور نساہ پھیلتا ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ چوری، دہشت، شراب، بھوا وغیرہ چھوڑ دو ۳۔ یعنی جو واقع میں تو بڑے نہ تھے اپنے کو بڑا سمجھتے تھے۔ متکبر اور متکبر جب انسان کے لئے بولا جائے تو اس کے یہی معنی ہوتے ہیں اور جب رب تعالیٰ کے لئے ارشاد ہو تو اس کے معنی ہیں مت ہی بڑا جو ہمارے خیال و قیاس سے باہر ہے ۵۔ معلوم ہوا کہ آپ کی قوم کے کچھ کمزور اور غریب لوگ تو آپ پر ایمان لائے مگر سردار مالدار ایمان نہ لائے۔ ہمیشہ نبیوں کے ساتھ یہی برتاؤ ہوا کہ ان کی پیروی غریب و مساکین نے کی۔ ۶۔ ان بد نصیبوں کا یہ سوال مذاق اور غصے کے طور پر تھا۔ اسی لئے رب تعالیٰ نے اس سوال کو ان کے کفریات میں ذکر فرمایا ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان اجمالی قبول ہے۔ جیسے کہ ہم تمام نبیوں پر اجمالی ایمان لائے ہیں۔ خبر نہیں کہ نبی کتنے ہیں۔ ایسے ہی حضور کے تمام احکام پر اجمالی ایمان لائے خبر نہیں کتنے ہیں ۸۔ یہاں عجیب لطف ہے کہ مومنین نے اپنا ایمان رسالت پر مبنی فرمایا اور کہا کہ جو کچھ لے کر وہ بھیجے گئے ہم اس پر ایمان لے آئے اور کفار نے اپنا کفر ان کے ایمان پر مبنی کیا کہ جس پر تمہارا ایمان ہے ہم اس کے انکار ہیں۔ اس سے اشارہ معلوم ہوا کہ ایمان عام مسلمانوں کا سا چاہیے ۹۔ اگرچہ اونٹنی کی کوچیں ایک شخص قیدار نے کٹی تھیں لیکن چونکہ سب کے حضور سے کٹی تھیں لہذا یہ کام سب کی

طرف منسوب ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفر کی رائے دنیا بھی کفر ہے۔ انہوں نے بدھ کے دن کو جیسا کہ انہیں۔ صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ تم تین دن کے بعد ہلاک ہو جاؤ گے۔ پہلے دن تمہارے چہرے درد، دوسرے دن سرخ، تیسرے دن سیاہ ہو جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور وہ لوگ الواد کے دن دوسرے کے قریب ہوا۔ ہولناک آواز میں گر قار ہوئے جس سے ان کے جگر پھٹ گئے اور ہلاک ہو گئے۔ پھر سخت زلزلہ قائم کیا گیا۔ صاحب روح البیان نے فرمایا کہ قوم ثمود میں ایک عورت تھی صدوق جو نہایت حسینہ جلیلہ مالدار تھی۔ اس کی لڑکیاں بھی بہت خوبصورت تھیں۔ چونکہ صالح علیہ السلام کی اونٹنی سے اس کے جانوروں کو دھار ہوتی تھی اس لئے اس نے صدوق ابن دہر کو بلا کر کہا کہ اگر تو اونٹنی کو ذبح کر دے تو میری جس لڑکی سے چاہے نکاح کر لیا۔ یہ دونوں اونٹنی کی تلاش میں نکلے اور دونوں نے اسے ذبح

(بقیہ صفحہ ۲۵۴) کیا۔ مگر قید ارنے ذبح کیا اور صدر سے ذبح پر مددی۔ ۱۲۔ اس طرح والا حضرت جبرئیل نے بھی ماری جس سے تختہ زلزلہ پڑا اور وہ ہلاک ہو گئے لہذا پہلی آیت اور زلزلہ کی آیت میں تضاد نہیں۔

۱۔ ان کی ہلاکت کے بعد اولاً حضرت صالح علیہ السلام مع قوموں کے اس پہتی سے نکل کر جھل میں چلے گئے۔ پھر ان کی ہلاکت کے بعد اہلنا سے مکہ معظمہ روانہ ہوئے۔ روانگی کے وقت ان کی لاشوں پر گزرتے تو ان لاشوں سے خطاب کر کے بولے۔ ۱۲۔ اس سے پتا لگا کہ مومے بنتے ہیں کیونکہ صالح علیہ السلام نے ان کی

صوت کے بعد یہ کلام اور خطاب فرمایا اور اللہ کے خالص بندے تو بعد وفات دور سے بھی سن لیتے ہیں۔ اسی لئے ہر نمازی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو التحیات میں سلام کرتا ہے نہ حالانکہ جو سلام نہ سن سکے اسے سلام کرنا منع ہے۔ جیسے سویا ہوا یا بے ہوش۔ ایسے ہی جو سلام کا جواب نہ دے سکے اسے بھی سلام کرنا منع ہے۔ جیسے نماز میں یا قضائے حاجت میں مشغول ۳۔ لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے ہیں۔ آپ سدوم کے نبی تھے اور ابراہیم علیہ السلام شام اور فلسطین کے پیغمبر۔ آپ ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ہجرت کر کے شام میں آئے تھے اور ابراہیم علیہ السلام کی بہت خدمت کی تھی۔ ابراہیم علیہ السلام کی دعا سے آپ کی ہائے گئے ۴۔ یعنی اظلام جس کی تفسیر انکی آنت میں ہے۔ قاضی وہ گناہ ہے جسے حل بھی نہ کئے۔ کفر اگرچہ بدترین گناہ کیہر ہے مگر اسے رب نے قاض نہ فرمایا کیونکہ نفس انسانی اس سے گھن نہیں کرتی۔ بہترے عاقل اس میں گرفتار ہیں۔ مگر اظلام تو ایسی بری چیز ہے کہ جانور بھی اس سے نفرت میں سوائے سور کے ۵۔ اس سے چند مکمل مظلوم ہوئے ایک یہ کہ اظلام بازی قوم لوط کی ایجاد ہے اسی لئے اسے لواطت کہتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ لڑکوں سے اظلام حرام قطعی ہے اس کا منکر کافر ہے تیسرے یہ کہ ان احکام کے کفار بھی مکلف ہیں کیونکہ یہ معاملات ہیں ہاں وہ عبارات کے مکلف نہیں ۶۔ اس طرح کہ اپنی بیویوں کو منہ نہیں لگاتے یا ان کے قابل نہیں رہے۔ کیونکہ لوطی مرد عورت کے قابل نہیں رہتا۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب کسی کے دن برے آتے ہیں تو اوندھی سو جتنی ہے۔ کسی پہتی میں اللہ کے پیارے بندوں کا رہنا اس جگہ اس میں رہنے کا ذریعہ ہے اور ان کا دہلیز سے نکل جانا خوب کا ذریعہ۔ وہ لوگ خورائیں نکال کر اپنے مذاب کا سلطان کرنا چاہتے تھے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ عربی میں بیت شہر کو بھی قریہ کہہ دیتے ہیں۔ کیونکہ یہ سدوم بیت شہر تھا۔ لہذا جس حدیث میں ہے کہ جمعہ قریہ یونانی میں چھایا اس

الاحزاب	۲۵۵	وہ لوہانہ
فِي دَارِهِمْ جُثَيْنٌ ۝ فَتَوَلَّى عَنْهُمْ وَقَالَ انہوں میں اوندھے بڑے رہ گئے تو صالح نے ان سے منہ پھیرا علیہ اور کہا		
يَقُومُ لَقَدْ اَبْلَغْتُمْ رِسَالَةَ رَبِّي وَنَصَحْتُ اے میری قوم بیشک میں نے تمہیں اپنے رب کی رسالت پہنچا دی اور تمہارا بھلا چاہا		
لَكُمْ وَلَكِنْ لَا تُجِبُونَ النِّصَحِينَ ۝ وَلَوْ طَا اِذْ مگر تم خیر خواہوں کے نصیحتیں ہی نہیں مانتے اور لوط کو سمجھا کہ		
قَالَ لِقَوْمِهِ اَتَاْتُونَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا جب اس نے اپنی قوم سے کہا کہ وہ بے حیائی کرتے ہو گئے جو تم سے پہلے یہاں		
مِنْ اَحَدٍ مِنَ الْعَالَمِينَ ۝ اِنَّكُمْ لَتَاْتُونَ الرِّجَالَ میں کسی نے نہ کی تھم تو مردوں کے پاس شہوت سے		
شَهْوَةً مِّنْ دُونِ النِّسَاءِ ۚ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُونَ ۝ جانتے ہو عورتیں چھوڑتے بلکہ تم لوگ حد سے گزرتے		
وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ اِلَّا اَنْ قَالُوا اَخْرِجُوهُمْ اور اس کی قوم کا کچھ جواب نہ تھا مگر یہی کہنا کہ ان کو اپنی بہتی		
مِّنْ قَرْيَةٍ اِنْهُمْ اَنَاسٌ يَّتَطَهَّرُونَ ۝ فَاَنْجَيْنَاهُ سے نکال دو وہ یہ لوگ تو پاکیزگی چاہتے ہیں تو ہم نے اسے		
وَاَهْلَكَ اِلَّا امْرَاَتَهُ ۚ كَانَتْ مِنَ الْغَابِرِينَ ۝ اور اس کے گھر والوں کو کٹ بجات دی مگر اسکی عورت وہ رہ جانے والوں میں بھولی گئی		
وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطَرًا فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ اور ہم نے ان پر ایک سینہ برسایا تا کہ وہ سمجھ کر انہماں ہوا		
الْمُجْرِمِينَ ۝ وَ اِلَى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۚ قَالَ مجرموں کا کہ اور مدین کی طرف ان کی برادری سے شعیب پر لایا کہ تمہارا بھائی		
مائزل ۶		

۱۱

سے مراد شہر جوئی ہے کیونکہ جھکاؤں میں جائز نہیں جن لوگوں نے لفظ قریہ دیکھ کر فرمایا کہ جوئی کاؤں تھا اور گاؤں میں سمجھا ہے۔ ان کی یہ دلیل غلط ہے ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہال پہنے بیوی سب نبی کے اہل بیت میں شامل ہیں۔ لہذا حضور کی ازواج اور اولاد سب اہل رسول اور اہل بیت نبی ہیں۔ ۹۔ اس عورت کا نام والہ تھا۔ آپ پر ایمان نہ لائی بلکہ اپنی قوم کی جاسوسی کرتی تھی۔ معلوم ہوا کہ نبی کی بیوی کا کافر ہو سکتی ہے۔ زانیہ نہیں ہو سکتی۔ رب فرماتا ہے۔ اَلْغَيْبَاتُ لِلَّهِ فَخِشْتُنَّ۔ آپ کی دو لڑکیاں تھیں۔ رعو ز اور رباب۔ یہ دونوں اور سارے مسلمان بچائے گئے۔ باقی لوگ ہلاک کر دیے گئے ۱۰۔ اس طرح کہ پہلے تو زمین کا تختہ ٹوٹا گیا کہ حضرت جبرئیل نے اس پورے طبقہ کو آسمان تک اٹھایا پھر اٹا کر کے گرا دیا۔ پھر اس لئے ہوئے پر ایسے پتھر سے جو ٹوٹ چکے اور آگ سے مرکب تھے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ

(بقیہ صفحہ ۲۵۵) وہاں کے باشندے زمین میں دھنسانے گئے اور جو سفر میں تھے وہ بارش سے ہلاک ہوئے۔ ۱۱۔ اس سے دو نسخے معلوم ہوئے ایک یہ کہ یہ بدکاری تمام قوموں سے بڑا جرم ہے کہ قوم لوط پر ایسا عذاب آیا جو دوسری مذہب قوموں پر نہ آیا تھا۔ اب بھی اسلام میں زانی کی وہ سزا ہے جو قاتل کی بھی نہیں۔ یعنی عسکار کرنا۔ دوسرے یہ کہ قوموں کے تاریخی حالات پر احسانہ ان میں غور کرنا بھی عبادت ہے تاکہ اپنے دل میں گناہوں سے نفرت پیدا ہو۔ اسی طرح محبوب قوموں کے حالات میں غور کرنا محبوب ہے تاکہ اطاعت کا جذبہ پیدا ہو۔ ۱۲۔ یعنی شعیب ابن یسعل ابن یسعل ابن یسعل۔ مدین نے لوط علیہ السلام کی بیٹی ریتا سے نکاح کیا جس سے بہت اولاد ہوئی کہ ان سے یہ بستی بس گئی اور اس بستی کا نام مدین رکھا گیا۔ حضرت شعیب علیہ السلام وجہ و خولہ صورت تھے آپ کی بیٹی حضور اموی علیہ السلام کے نکاح میں تھیں

اب معلوم ہوا کہ بعض احکام کے نکاح بھی مکلف ہیں کیونکہ حضرت شعیب نے اپنی کافر قوم کو ناپ تول درست کرنے کا حکم دیا۔ اور نہ ماننے پر عذاب الہی آگیا۔ بلکہ قیامت میں کافروں کو نماز چھوڑنے پر بھی عذاب ہو گا۔ رب فرما تا ہے فَانْكَرُوا نَكَاحَ الَّذِينَ اتَّخَذْتُمْ مِنَ الدِّينِ الْبَاطِلِ عِبَادَاتِ لَكُمْ ذُنُوبٌ ۚ وَاعْبُدُوا رَبَّكُمُ اسْمًا وَاحِدًا ۚ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيرِ ۚ ۱۔ یعنی یہاں نبی تشریف لے آئے۔ نبوت کے احکام جاری فرما دیئے اس سے بستی کی اصلاح ہو گئی۔ اب تم کفر و گناہ سے فساد پرانہ کرو۔ ۳۔ یعنی اگر تم ایمان لا کر ناپ تول درست کرو اور فساد سے باز آ جاؤ تو تمہارے لئے بہت بہتر ہے کہ آخرت میں اس کا ثواب پاؤ گے۔ حضور فرماتے ہیں کہ سچا تاجر قیامت میں نبیوں کے ساتھ ہو گا اس سے معلوم ہوا کہ کافر کو مغائی معاملات کا اجر آخرت میں نہ ملے گا۔ آخرت کا اجر مومن کے لئے ہے۔ ۴۔ یہ لوگ مدین کے راستوں پر بیٹھے جاتے تھے۔ ہر راہ گیر سے کہتے تھے کہ مدین شرمیں ایک جادوگر ہے اس کے پاس نہ چانا۔ ان کا نام شعیب علیہ السلام ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کے بعض لوگ مسافروں پر ڈکنی کرتے تھے ۵۔ یعنی تم تھوڑے تھے تمہیں بہت کر دیا۔ غریب تھے امیر کر دیا۔ کمزور تھے قوی کر دیا۔ ان نعمتوں کا تقاضا ہے کہ تم اس کا شکر یہ ادا کرو کہ مجھ پر ایمان لاؤ ۶۔ ظاہر یہ ہے کہ یہ کلام بھی شعیب علیہ السلام کا ہے۔ آپ اپنی قوم سے فرما رہے ہیں کہ اپنے سے پہلے امتوں کے تاریخی حالات معلوم کرنا قوم کے بٹنے بگڑنے سے عبرت پکڑنا حکم الہی ہے۔ ایسے ہی بزرگان دین خصوصاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح عمری شریف کا مطالعہ بہترین عبادت ہے اس سے تقویٰ رب کا خوف عبادت کا ذوق پیدا ہوتا ہے۔ ۷۔ جیسے بارش سے زمین کا ہر رقبہ سرسبز نہیں ہوتا کچھ محروم بھی رہتا ہے۔

يَقُومُوا عِبَادُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنَ اللَّهِ غَيْرُهُ ۚ قَدْ

لے میری قوم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا کچھ کوئی مہود نہیں ہے نہ

جَاءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ ۚ فَادْعُوا الْكَيْلَ

تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے روشنی دیل آئی تو ناپ اور تول

وَالْمِيزَانَ ۚ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ

پوری کرو نہ اور لوگوں کی چیزیں گھٹا کر نہ

وَلَا تَفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ ۚ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا ۚ ذَلِكُمْ

اور زمین میں افساد کے بعد فساد نہ پھیلاؤ نہ یہ تمہارا

خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۚ وَلَا تَقْعُدُوا بِكُلِّ

بصلا ہے اگر ایمان لاؤ نہ اور ہر راستہ پر بٹوں نہ

صِرَاطٍ تُوعِدُونَ وَتَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ

بیٹھتے کہ راہ گھروں کو روکو اور اللہ کی راہ سے انہیں روکو

مَنْ أَمَنَ بِهِ ۚ وَتَبْعُوهَا عِوَجًا ۚ وَادْكُرُوا ۖ إِذْ كُنْتُمْ

جو اس پر ایمان لائے اور اس میں بھی چاہو اور یاد کرو جب تم

قَلِيلًا فَكَثَرَكُمْ ۚ وَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ

تھوڑے تھے اس نے تمہیں بڑھا دیا اور دیکھو فسادوں کا کیا انجام ہوا

وَإِنْ كَانَ طَائِفَةٌ مِّنْكُمْ آمَنُوا بِالَّذِي أُرْسِلْتُ

اور اگر تم میں ایک گروہ اس پر ایمان لایا جو میں سے کر بھیجا گیا

بِهِ ۚ وَطَائِفَةٌ أَمْ يَوْمُونَ فَأَصْبِرُوا ۚ حَتَّىٰ يَحْكُمَ

اور ایک گروہ نے نہ مانا نہ تو تمہارے رب کو یہاں تک اللہ

اللَّهُ بَيِّنَاتٌ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ ۝

ہم میں فیصلہ کرے اور اللہ کا فیصلہ سب سے بہتر

ایسے ہی نبی کی تعلیم سے سارے انسان ہدایت پر نہیں آتے بعض محروم رہتے ہیں۔ بلکہ نبوت کی بارش سے دل کے حال کا ظہور ہوتا ہے۔ قدرت نے جیسا حکم دیا وہی دینیت رکھا ہے اسی کا ظہور ہو گا۔ ۸۔ دنیاوی حکام بھی حاکم ہیں مگر مجازی۔ جن کے حکم میں غلطی ہو سکتی ہے۔ رب تعالیٰ حاکم حقیقی ہے جس کے حکم میں نہ غلطی کا احتمال ہے۔ نہ اس کے حکم کی کہیں انہیل ہے۔ لہذا یہ آیت بالکل حق ہے۔ اس پر کوئی اعتراض نہیں۔

۱۔ یعنی قوم کی ہلاکت کے بعد جب آپ اس محفوظ جگہ سے منتقل ہوئے، جہاں آپ محدود تھے تو ان نے جان نেশوں پر مجبور سے یہ کلام کیا (روح البیان وغیرہ) اس ف سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کلام ان کی وفات کے بعد کا ہے۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ مردے سنتے ہیں کیونکہ شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم سے ان کی ہلاکت کے بعد کلام فرمایا۔ حضور نے ابو جہل وغیرہ سے بعد ان کی ہلاکت کے ان کی لاشوں پر کھڑے ہو کر کلام فرمایا ۳۔ یعنی تم لوگ اس قاتل نہیں کہ تم پر رنج و غم کیا جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافر کی ہلاکت یا موت پر غم کرنا جیسا کہ بعض مسلمانوں نے ملک یا گاندھی کی موت پر سیاہ کپڑے پہنے یا اس کے مرثیے لکھے یہ سب

شُعَيْبًا كَأَن لَّمْ يَغْنَوْا فِيهَا ۚ الَّذِينَ كَذَبُوا شُعَيْبًا

گویا ان گھوڑوں میں کبھی رہے نہ تھے شعیب کو چلانے والے ہی

كَأَن لَّمْ يَغْنَوْا فِيهَا ۚ قَوْلِي عَنْهُمْ وَقَالَ يَاقَوْمِ

تجاری میں بڑے قوشیہ زبان سے نہ پھیلاؤ اور کہا اے میری قوم

لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَتِي رَاسِي وَنَصَحْتُ لَكُمْ فَكَيْفَ

میں تمہیں پہنچانے کی رسالت پہنچا چکا اور نصیحت کی تم کو کچھ تم

أَسَىٰ عَلَىٰ قَوْمٍ كَافِرِينَ ۖ وَمَا أَرْسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ

مردوں کا توں کا کہ اندھ نہ بھیجا ہم نے کسی بستی میں

مِّنْ نَّبِيٍّ إِلَّا أَخَذْنَا أَهْلَهَا بِالْبَأْسَاءِ وَالضَّرَاءِ

کوئی نبی بھیجا کہ ان کے لوگوں کو سختی اور تکلیف میں مبتلا کر

لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۖ ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ

کہ وہ کسی طہرہ لاری کر لیا یہ بصرہ میں نے برائی کی جگہ بھلائی بدل

الْحَسَنَةِ حَتَّىٰ عَفَّوْا وَقَالُوا قَدْ مَسَّ آبَاءَنَا الضَّرَّ

دی کہ یہاں تک کہ وہ بستی چھو گئے اور لوگے مشک جیسے باپ و داد کو رنج و

وَالسَّرَّاءُ فَأَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۖ وَلَوْ

راحت پہنچے تھے تو ہم نے انہیں ناگہان ان کی غفلت میں پھڑپھا دیا اور اگر

أَنَّ أَهْلَ الْقَرْيَةِ آمَنُوا وَاتَّقَوْا فَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ

بستوں والے ایمان لائے اور ڈرتے تو ضرور ہم ان پر آسمان اور زمین

مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَلَٰكِن كَذَبُوا فَاخَذْنَاهُمْ

سے برکتیں کھول دیتے کہ اگر انہوں نے تر چھڑا تو ہم نے انہیں

بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۖ أَفَأَمِّنَ أَهْلُ الْقَرْيَةِ أَن

ان کے کئے پر غرور کیا جائے کیا بستیوں والے نہیں ڈرتے کہ ان

ناہتا ہے۔ بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو جہل کی موت کی خبر یا کر سجدہ شکر ادا کیا کسی کی موت پر خوشی نہیں بلکہ دنیا فتنہ سے خالی ہو گئی اس پر خوشی ہے۔ کلمے ہوئے حصو کے کٹ جانے پر رنج و غم کیا۔ ۴۔ یہاں لوگوں سے مراد کفار ہیں۔ اور حق سے مراد فقیری اور دوسری بیرونی مصائب ہیں۔ اور تکلیف سے مراد بیماری آزاری وغیرہ داخلی مصیبت ہیں۔ یعنی آخر کار ان پر تکالیف بھیجیں تاکہ ایمان لادیں ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں مصیبت و آرام امتحان ہیں۔ مصیبت میں صابر آرام میں شاکر رہنا چاہیے۔ گناہوں کے وجود میں ملنا سخت عذاب ہے اور نیک کاروں پر تکلیف آثار رب کی رحمت ہے۔ اگر میری توفیق ملے ۶۔ یا اس لئے کہ ان نعمتوں کے شکر یہ میں ایمان قبول کر لیں یا اس لئے کہ غافل ہو کر اور زیادہ گناہ کر لیں پہلی صورت میں یہ نعمتیں رحمت تھیں دوسری صورت میں عذاب تھیں۔ ۷۔ معلوم ہوا کہ مصیبت میں رب کی طرف رجوع نہ کرنا اس کو اتفاقیات میں سے ماننا عاقل قوم کی علامت ہے۔ صحابہ کرام پر بیماری میں سوچتے تھے کہ کس غلطی کی وجہ سے یہ تکلیف آئی اور ہر نعمت پر غور کرتے تھے کہ کہیں یہ نعمت رب کا عذاب نہ ہو۔ بیدار دل کی یہی علامت ہوتی ہے۔ اللہ نصیب کرے ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ تعالیٰ رحمت الہی کا ذریعہ ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ رب قرباتا ہے۔ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا یہ بھی معلوم ہوا کہ دنیاوی مصائب رفع کرنے کے لئے نیک اعمال کرنے جائز ہیں۔ اسی لئے بارش کے لئے نماز استسقاء اور اگر میں میں نماز کسوف پڑھتے ہیں ۹۔ یعنی عاقل بالغ کافروں کو تو ان کی بد عملیوں کی وجہ سے قسم قسم کے عذاب میں پکڑ لیا۔ اور ان کے بچوں اور جانوروں وغیرہ کو ان کے تابع ہو کر۔ مدم کے ساتھ گھن بھی ہیں جاتا ہے۔ لہذا آیت پر اعتراض نہیں۔

اب یہاں یسوعیوں والوں سے مراد کہ کفر اور اس پاس کی ہستیوں والے ہیں اور نہ ڈرنے سے مراد بے خوفی کا نہ ڈرنا ہے جو کفر ہے۔ لہذا یہ آیت اس کے خلاف نہیں کہ مَنَافَاتُ اللّٰهِ لِيُذَكِّرَهُمْ اَنْتَ فِيهِمْ یعنی آپ کے ہوتے ہوئے ان پر عذاب نہ آئے گا رب کی ہیبت اس کا خوف ایمان کی دلیل ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پادل دیکھ کر بھی خوف کرتے تھے اور رب کی وعدہ خلافی کا خوف کفر ہے۔ نیز رب کی ہیبت کا دل سے نکل جانا کفر کی دلیل ہے وہی اس جگہ مراد ہے۔ ۲۔ کیونکہ عذاب الہی اکثر غفلت کے وقت آتا ہے اور غفلت زیادہ تر رات کے آخری حصہ میں یا دوسرے وقت ہوتی ہے۔ ۳۔ معلوم ہوا کہ اللہ و رسول کی ہیبت کا دل سے نکل جانا سخت نقصان کا ذریعہ ہے۔ رب کی ذمیل یا اس کا کسی بندہ کو

مگناہ پر نہ پکڑنا خلیفہ تھوڑا ہے۔ ۴۔ یعنی انہیں غور کرنا چاہیے کہ جیسے ان کے موروثوں کے پاس یہ دنیا نہ رہی وہ مر گئے یہ ان کی جائیدادوں کے مالک ہو گئے ایسے ہی ان کے پاس نہ رہے گی۔ ان کے بعد دوسروں کو ملے گی۔ خیال رہے کہ مکہ والوں پر کبھی ظاہری عذاب نہ آیا یعنی مسخ صفت وغیرہ۔ اصحاب ثیل پر عذاب آیا۔ مگر وہ مکہ والے نہ تھے اور جن ہستیوں میں عذاب ظاہری آیا۔ وہاں رہنا وہاں کا پانی پینا مکہ وہاں ٹھہرنا بھی ناجائز ہے۔ لہذا اس آیت کی یہ تفسیر قوی ہے جو ہم نے بیان کی کہ یہاں موروثوں کی موت مراد ہے جس کے بعد اس کے وارث اس کا مال سنبھال لیتے ہیں ۵۔ معلوم ہوا کہ دوسروں کی موت سے نصیحت نہ لینا برابر گناہوں میں مشغول رہنا غفلت قلب کی علامت ہے۔ زیارت کچھ اسی لئے مستون ہے کہ اس سے عبرت حاصل ہو۔ ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ برباد شدہ قوموں کے حالات پڑھنا عبرت کے لئے بہت بہتر ہیں۔ ایسے ہی انبیاء کرام اولیاء اللہ کے حالات معلوم کرنا تاکہ عبادت کا شوق ہو بہت ضروری ہے۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کی توبین یا عبادت دل پر مہر ہو جائے کا سبب ہے۔ رب اس سے بچائے۔ یہ مہر ایسی ہوتی ہے جیسے لوہے کا رنگ سے گل جانا۔ ۸۔ معلوم ہوا کہ نبی کی مخالفت کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان کا دل سخت ہو جاتا ہے جس سے اس میں ہدایت قبول کرنے کی اہلیت نہیں رہتی۔ اب جن کو حضور سے تعلق نہیں انہیں قرآن کی سمجھ بھی الٹی ہی آتی ہے فوج باللہ مشاہد کفار عرب مصیبت میں گرفتار ہو کر وعدہ کرتے تھے کہ اگر آپ نجات مل گئی تو ہم ایمان لے آئیں گے اور نجات ملنے پر ایمان نہ لاتے تھے۔ یہاں اس کا ذکر ہے۔

۲۵۹	آلہ اللہ
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا هَذِهِ السُّبُلَ الَّتِي اتَّبَعُوا بِهَا عَذَابَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَزِيزٌ مُّذِلٌّ	
یَا اٰیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا هٰذِهِ السُّبُلَ الَّتِیْ اتَّبَعُوْا بِهَا عَذَابَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ مُّذِلٌّ	
اَهْلُ الْقُرَىٰ اِنَّ يَأْتِيَهُمْ بَأْسُنَا ضَعْفَىٰ وَهُمْ	
اٰلِی الْقُرٰی اِنَّ یَاْتِیْہُمْ بَاْسُنَا ضَعْفٰی وَہُمْ	
يَلْعَبُونَ ﴿۱﴾ اَفَاَمِنُوا مَكْرَ اللَّهِ فَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ اللَّهِ	
یَلْعَبُوْنَ ﴿۱﴾ اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ فَلَا یَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ	
اِلَّا الْقَوْمُ الْخَاسِرُونَ ﴿۲﴾ اَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِیْنَ يَرْتَوُونَ	
اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۲﴾ اَوَلَمْ یَہْدِ لِلَّذِیْنَ یَرْتَوُوْنَ	
الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ اَهْلِهَا اِنْ لَوْ تَشَاءُ اَوْصِیْنٰهُمْ بِذُرُوعِ	
الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِ اٰہْلِہَا اِنْ لَوْ تَشَآءُ اَوْصِیْنٰہُمْ بِذُرُوعِ	
وَنُطْبِعُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا یَسْمَعُوْنَ ﴿۳﴾ تِلْكَ الْقُرَىٰ	
وَنُطْبِعُ عَلٰی قُلُوْبِہُمْ فَہُمْ لَا یَسْمَعُوْنَ ﴿۳﴾ تِلْكَ الْقُرٰی	
نَقُصُّ عَلَیْكَ مِنْۢ اَنْبِیَآءِہَا وَقَدْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُہُمْ	
نَقُصُّ عَلَیْكَ مِنْۢ اَنْبِیَآءِہَا وَقَدْ جَآءَتْہُمْ رُسُلُہُمْ	
بِالْبَیِّنٰتِ فَمَا کَانُوْا لِیُّۤ اٰمِنُوْا بِمَا کَذَّبُوْا مِنْۢ قَبْلُ	
بِالْبَیِّنٰتِ فَمَا کَانُوْا لِیُّۤ اٰمِنُوْا بِمَا کَذَّبُوْا مِنْۢ قَبْلُ	
كَذٰلِكَ یُطْبِعُ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِ الْکٰفِرِیْنَ ﴿۴﴾ وَمَا وَجَدْنَا	
كَذٰلِکَ یُطْبِعُ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِ الْکٰفِرِیْنَ ﴿۴﴾ وَمَا وَجَدْنَا	
اِلَّا کُفْرَہُمْ مِنْۢ عَمْدٍ وَّاِنْ وَجَدْنَا اَشْرَکَہُمْ لَفٰسِقِیْنَ ﴿۵﴾	
اِلَّا کُفْرَہُمْ مِنْۢ عَمْدٍ وَّاِنْ وَجَدْنَا اَشْرَکَہُمْ لَفٰسِقِیْنَ ﴿۵﴾	
ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِہُمْ مُّوْسٰی بِآیٰتِنَا اِلٰی فِرْعَوْنَ وَ	
ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِہُمْ مُّوْسٰی بِآیٰتِنَا اِلٰی فِرْعَوْنَ وَ	

۱۔ یعنی موسیٰ علیہ السلام سے پہلے وہ نبی گزرے۔ ان کے بعد موسیٰ علیہ السلام کو بھیجا۔ چونکہ موسیٰ علیہ السلام نبی اسرائیل میں بہت پایہ کے نبی ہیں۔ پہلے صاحب کتاب ہیں۔ اس لئے آپ کا ذکر خصوصیت سے فرمایا۔ ورنہ تمام نبیوں میں آپ بھی آگئے تھے۔ اور آیات سے مراد موسیٰ علیہ السلام کے معجزات ہیں نہ کہ تورات کی آیتیں۔ کیونکہ تورات شریف پاک فرعون کے بعد عطا ہوئی تھی نیز کتاب ماننے کے مکلف نہیں ہوتے وہ نبی کو ماننے کے مکلف ہوتے ہیں۔ اس زمانے میں ہر بادشاہ مصر کا لقب فرعون ہوتا تھا۔ اس سے پہلے اسے عزیز مصر کہتے تھے اور اب خدو مصر کہلاتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کے فرعون کا نام معصوب بن ریان تھا۔ آپ تمام

الاعراف،

۲۴۰

بآل الملاء

مَلَايَهُ فَظَلَمُوا بِهَا فَأَنْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

کی طرت لہجائے انہوں نے ان نشانوں پر نراوتی کی تو دیکھ کر اس کا انجام ہوا

الْمُفْسِدِينَ ۝ وَقَالَ مُوسَىٰ لِفِرْعَوْنَ إِنِّي رَسُولٌ

مفسدوں اور موسیٰ نے کہا اے فرعون میں ہر دروگر عالم کا

مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ۝ حَقِيقٌ عَلَيَّ أَن لَا أَقُولَ عَلَى

رسول ہوں نہ مجھے سناوار ہے کہ اللہ پر نہ کہوں مگر

اللَّهِ إِلَّا الْحَقُّ قَدْ جُنْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ

بہن بات نہ میں تم سب کے پاس تمہارے رب کی طرف نشان لے کر آیا ہوں

فَارْسِلْ مَعِيَ بَنِي إِسْرَءِيلَ ۝ قَالَ إِن كُنْتَ جئتُ

تو نبی اسرائیل کو میرے ساتھ چھڑ دے تو بولا اگر تم کوئی نشان لے کر

بِآيَةٍ فَأْتِ بِهَا إِن كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝ فَأَلْقَى

تسے جو تو لاؤ اگرچہ جو تو سوتے نے اپنا

عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِينٌ ۝ وَنَزَعْنَاهُ وَاذَاهِي

عصا ڈال دیا وہ فوراً ایک اژدہا بن گیا اور اپنا ہاتھ چھڑا کر بھڑکا

بِضَاءٍ لِلنَّظِيرِينَ ۝ قَالَ الْمَلَأَمِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ إِنَّ

تو وہ دیکھنے والوں کے سامنے چمکانے لگا تھے تو فرعون کے سرداروں نے یہ تو

هَذَا السَّحَرُ عَلِيمٌ ۝ يَرِيدُ أَنْ يُبْرِجَ جُحُمٌ مِّنْ أَرْضِكُمْ

ایک طر والا جادوگر ہے نہ نہیں تمہارے ملک سے نکالنا چاہتا ہے

فَمَاذَا تَأْمُرُونَ ۝ قَالُوا أَرْجِهْ وَأَخَاهُ وَأَرْسِلْ فِي

تو کہا اس کا مشورہ ہے بولے انہیں اور ان کے بھائی کو بھیجا اور شہر میں

الْبَدَايِينَ خَشِيرِينَ ۝ يَا تُولِي كُلَّ شَيْءٍ سَجِّدْ لِعَلِمِ

میں لوگ جمع کرنے والے بھیج دے کہ ہر علم والے جادوگر کو تیرے پاس لے آئیں

منازل ۲

مصر والوں کے نبی تھے خواہ وہ قبیل ہوں یا سبیل یا اسرائیلی
۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ سب سے پہلے نبی کی پہچان
فرض ہوتی ہے۔ پھر دوسری چیزوں کی۔ اسی لئے ہمارے
حضور نے سب سے پہلے تبلیغ میں فرمایا کہ مجھے پہچانو میں
کیا ہوں۔ ۴۔ معلوم ہوا کہ نبی جھوٹ سے معصوم
ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا فرمانا۔ بَنِي فَعَلُوا كَيْدَهُمْ
هَذَا تَبْلِيغٌ تَحْتِ جُحُوتٍ نَهْ تَحْل۔ اسی طرح آپ کا اپنی پوی کو
بہن فرمانا تو یہ تھا جھوٹ نہ تھا۔ نبوت اور جھوٹ میں
وہی نسبت ہے جو اندھیرے اور اجالے میں۔ ان کا کذب
حال ہے اور رب کا جھوٹ محال بالذات ہے۔ یعنی انہیں
اپنی غلامی سے آزاد کر دے تاکہ وہ میرے ساتھ ملک شام
چلے جائیں ۵۔ یعنی موٹائی میں اڑ رہا تھا۔ سحر رکاری میں
پہلے سانپ کی طرح تھا۔ زبردست کا۔ ایک میل اونچا کھڑا
ہو گیا۔ پچھلا چیز زمین پر اونچا فرعون کی محل کی چوٹی پر تھا۔
جب فرعون کی طرف رخ کیا تو فرعون تخت سے اتر کر گود
مارتا تھا۔ اور دیواری ایسے بھاگے کہ بہت سے پھل کر مر
گئے۔ فرعون چیخا کہ میں ایمان لاتا ہوں اور اسے پکڑ لو اور
تمہارے ساتھ میں نبی اسرائیل کو بھیجتا ہوں۔ ۶۔ اس
سے پتہ لگا کہ نبی کو معجزات اس قسم کے ضرور دینے جانتے
ہیں جس کا اس وقت زور ہو۔ چونکہ اس زمانے میں جادو
کا زور تھا لہذا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ معجزات عطا
ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں طب کا زور
تھا لہذا انہیں اندھوں اور کوڑھیوں کو شفا بخشنا مر دے
زندہ کرنے کے معجزے عطا ہوئے اگر قادرانی نبی ہوتا تو
اسے سائنس کی ایجادات کی قسم کے معجزے ملتے کیونکہ
آج کل اسی کا زور ہے۔ ۷۔ چونکہ آپ مصر سے عمر
تک لاپتہ رہے تھے اس لئے فرعون سمجھے کہ آپ جادو
سمجھتے تھے تھے اور کسی ماہر استاد جادوگر کی شاگردی کر کے
جادو میں ماہر ہو گئے ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ہمارے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجن میں کہ وہ لوگوں ہی میں رکھا
اور علیہ دانی کے ہاں بہت ہی کمسنی میں رہے تاکہ کسی
بدبخت کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے۔ چنانچہ فرعون نے ہاروں

علیہ السلام پر الزام نہ لگایا ۸۔ تاکہ ان کا مقابلہ ہو جائے اور موسیٰ علیہ السلام کو شکست ہو۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے فرعون کے منہ سے کئی بات نکلا دی کہ وہ جادوگر مومن ہو کر غالب آئے اور اللہ کے مقرب بن گئے۔ یہ جادوگر کل ستر ہزار تھے جن میں چار سردار تھے۔ شاہد اور حاشد شمعون جب انہیں پتہ لگا کہ موسیٰ علیہ السلام کا عصا آپ کے سونے کے حال میں بھی سانپ بن کر پھر دیتا ہے تو ان کے دل میں ڈنک گیا کہ یہ جادو نہیں کیونکہ جادو خود جادوگر کی بدداری میں کام کر سکتا ہے۔ نیند میں نہیں کر سکتا۔ (روح) ۲۔ مظلوم ہوا کہ کفر یا گناہ کو باطل کرنے کے لئے اس کی اجازت دینا منع نہیں کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں جادو کرنے کی اجازت دی مگر باطل کرنے کے لئے۔ یہ بھی مظلوم ہوا کہ نبی کی تقسیم کرنے سے ایمان مل جاتا ہے۔

اسی ادب کی وجہ سے ان جادوگروں کو ایمان اور شہادت نصیب ہوئی کہ انہوں نے اجازت حاصل کر کے جادو کیا۔ ۳۔ مظلوم ہوا کہ اکثر جادو کی حقیقت کچھ نہیں ہوتی صرف لوگوں کی نگاہ کچھ کچھ دیکھ لیتی ہے۔ مگر معجزے میں جو نظر آتا ہے ویسا ہی واقعہ میں ہوتا ہے۔ یہ ہی کرامت کا حال ہے۔ رب فرماتا ہے سَتَجِدُنَاهُمْ فِيهَا الْأُولَىٰ ۳ یعنی تین سو اونٹ بھر کر لائیاں لائے تھے جنہیں سانپوں کی شکلوں میں دکھا دیا گیا۔ تمام میدان سانپوں سے بھر گیا۔ ۵۔ اس سے مظلوم ہوا کہ جب کوئی چیز کسی اور شکل میں ہو جاوے تو اس کی بعض خصوصیات بھی اس میں آ جاتی ہیں۔ عصا لاشی تھی۔ لاشی کھایا چلا نہیں کرتی۔ مگر جب سانپ کی شکل میں ہوئی تو کھانے پینے لگی۔ اس سے بہت سے مسائل حل ہو جائیں گے۔ حضرت جبریل کا انسانی شکل میں آنا تو لباس پہننا حضرت ملک الموت کی موسیٰ علیہ السلام کے چہرے سے آنکھ کا نکل جانا۔ وغیرہ یہ سب اسی شکل کے احکام ہیں جو اس وقت ان کی تھی۔ حضور اللہ کا نور ہیں۔ مگر جب انسانی شکل میں ہیں تو کھاتے پیتے بھی ہیں۔ نکاح بھی کرتے ہیں۔ وصال کے روزے میں تکلیف نہ ہوتا نورانیت کی جلوہ گری ہے ۶۔ مظلوم ہوا کہ معجزہ کے مقابل جادو نہیں ٹھہرتا حضور پر جو جادو ہوا وہاں معجزے سے مقابلہ نہ تھا خلیہ کیا گیا۔ جیسے بعض انبیاء کرام کو شہید کر دیا گیا۔ جادو کا نی پر اثر کرنا ایسا ہے جیسا تمکواری کا ان کے اجسام پر اثر کرنا ہے۔ یعنی وہ خود سجدے میں نہ کرنے بلکہ توفیق خداوندی نے دھیری کی اور رب کی طرف سے گرائے گئے بشر

مری طلب بھی تمہارے کرم کا صدقہ ہے
قدم یہ اٹھتے نہیں ہیں اٹھائے جاتے ہیں
۸۔ مظلوم ہوا کہ انبیاء کرام رب کی دلیل اور پیمان ہیں۔
یعنی رب العالمین وہ ہے جسے یہ دونوں پیغمبر رب فرمادیں
نہ کہ فرعون۔ اور رب تعالیٰ کی درست و مقبول معرفت
وہی ہے جو نبی کے ذریعہ حاصل ہو۔ ۹۔ یہاں نکل سے

۶۴۱	۶۴۲	۶۴۳
وَجَاءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوا إِنَّ لَنَا لَأَجْرًا إِن كُنَّا	اور جادوگر فرعون کے پاس آئے بولے ہم میں انہیں انعام ملے گا اگر ہم	
مُحْسِنِينَ ۝ قَالَ نَعَمْ وَإِنَّمَا لَكُمْ مِنَ الْمُقَرَّبِينَ ۝	مُحْسِنِينَ ۝ قَالَ نَعَمْ وَإِنَّمَا لَكُمْ مِنَ الْمُقَرَّبِينَ ۝	
قَالُوا يَمُوسَىٰ إِمَّا أَنْ تُلْقَىٰ وَإِمَّا أَنْ نَكُونَ مَحْنُ	قَالُوا يَمُوسَىٰ إِمَّا أَنْ تُلْقَىٰ وَإِمَّا أَنْ نَكُونَ مَحْنُ	
الْمُتَّقِينَ ۝ قَالَ أَتَقْنَأُ قُلُوبًا قُلُوبًا سَحَرًا أَعْيُنَ	الْمُتَّقِينَ ۝ قَالَ أَتَقْنَأُ قُلُوبًا قُلُوبًا سَحَرًا أَعْيُنَ	
النَّاسِ وَاسْتَرَهُبُوهُمْ وَجَاءُ وَبِخَرٍ عَظِيمٍ ۝	النَّاسِ وَاسْتَرَهُبُوهُمْ وَجَاءُ وَبِخَرٍ عَظِيمٍ ۝	
أَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ أَلْقِ عَصَاكَ فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ	أَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ أَلْقِ عَصَاكَ فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ	
مَا يَأْفِكُونَ ۝ فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝	مَا يَأْفِكُونَ ۝ فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝	
فَغُلِبُوا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوا صَغِيرِينَ ۝ وَأَلْقَى السَّحَرَةُ	فَغُلِبُوا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوا صَغِيرِينَ ۝ وَأَلْقَى السَّحَرَةُ	
سُجُودِينَ ۝ قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۝	سُجُودِينَ ۝ قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۝	
مُوسَىٰ وَهَارُونَ ۝ قَالَ فِرْعَوْنُ أَمَنَّا بِهِ قَبْلَ	مُوسَىٰ وَهَارُونَ ۝ قَالَ فِرْعَوْنُ أَمَنَّا بِهِ قَبْلَ	
أَنْ أَدْنَىٰ لَكُمْ لَنْ هَذَا الْمَكْرُ مَكْرُومُهُ فِي الْمَدِينَةِ	أَنْ أَدْنَىٰ لَكُمْ لَنْ هَذَا الْمَكْرُ مَكْرُومُهُ فِي الْمَدِينَةِ	

مراد بظہر ہے۔ یعنی ظہری اجازت تم ایمان کیوں لے آئے جسے اللہ شہید کر دے گی اس سے ضرورت نہیں بلکہ فرائض نماز و حج مانا ہوا شاہ کی اجازت کے بغیر بھی ادا کرنے لازم ہیں۔ ۱۰۔ یعنی تم سب شاگرد ہو۔ موسیٰ علیہ السلام تمہارے استاد ہیں۔ تم نے غیہ سازا کر کے یہ مقابلہ کیا اور تم جان بوجھ کر ہار گئے۔ یہ مقابلہ اسکندر کے یہ علاقہ میں ہوا تھا۔

۱۔ دریا کے کنارے گھجور کے درختوں میں تاکہ لوگوں کو عبرت ہو۔ صاحب روح البیان نے فرمایا کہ سولی کا موجد فرعون ہے۔ اب اسلام میں ڈاکو کی سزا سولی ہے۔
 ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن کے دل میں خوف غیر اللہ نہیں ہوتا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ آدمی نبی کی صحبت کی برکت سے کن کی آن میں دلی ہو جاتا ہے۔ دیکھو آج ہی یہ جادوگر موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے اور آج ہی انہیں یہ قوت عظمیٰ نصیب ہو گئی۔ کہ سولی کا بھی انہیں خوف نہیں۔ ۳۔ معلوم ہوا کہ مومن کمال کی پہچان یہ ہے کہ کفار اس سے ناخوش ہوں۔ کفار کی ناخوشی قوت ایمانی کی دلیل ہے جس سے کافر بھی خوش ہوں اور مسلمان بھی وہ منافق ہے۔ آج تک صحابہ کرام پر کفار تہرے کر رہے ہیں ۴۔ معلوم ہوا کہ صحبت موسیٰ علیہ السلام نے ان پر ایسے کافروں کو ایک دن میں ایمان 'صحائیت' شہادت' تمام مدارج طے کرا دیئے، صحبت کا فیض سب سے زیادہ ہے۔ ۵۔ کیونکہ جادوگروں کے سجدہ میں گر جانے سے چھ لاکھ آدمی ایمان لے آئے، تو یہ سردار گھبرا کر کہنے لگے، 'موسیٰ علیہ السلام کو قتل کیوں نہیں کرتا؟' فرعون کے دربار میں آنے والے خود فرعون کی پوجا کرتے تھے۔ اور دور رہنے والوں کے لئے فرعون کے نام پر پتھر، کڑی وغیرہ کے بت بنوا دیئے گئے تھے، جن کی وہ پوجا کرتے تھے۔ الہنک سے یہی مراد ہے۔ ۶۔ نساء عربی میں جو ان لڑکی پر بولا جاتا ہے، عمر یہاں چھوٹی لڑکیوں پر نساء بولا گیا۔ کیونکہ وہ آئندہ نساء بننے والی تھیں۔ مجازاً

انہیں نساء بولا گیا۔ جیسے طالب علم کو عالم کہہ دیتے ہیں ۸۔ یعنی ہماری برتری اور نبی اسرائیل سے بہتر ہونے میں کچھ شک نہیں۔ یہ محض منہ سے کہتے تھے، مگر ان کے دل دھڑکتے تھے ۹۔ اس سے پتہ لگا کہ فرعون پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا رعب چھا گیا تھا۔ اسی لئے آپ سے کچھ تعرض نہ کیا بلکہ آپ کی قوم کے بچوں پر ظلم ڈھاتا رہا ۱۰۔ جب بنی اسرائیل کو پتہ چلا کہ اب بھی ہمارے لڑکے ذبح کئے جائیں گے تو وہ پریشان ہوئے۔ خیال رہے کہ اب فرعون کی یہ حرکت صرف اپنا بھرم باقی رکھنے کے لئے تھی ورنہ جن کی روک تھام کے لئے پہلے بچوں کو ذبح کراتا تھا وہ تو پیدا ہو چکے تھے۔ تب آپ نے بنی اسرائیل کو مہر کی تلقین فرمائی۔ ۱۱۔ اس میں اشارہ "فرمایا جا رہا ہے کہ تم پر بیڑ گار بن کر رہو۔ انشاء اللہ ملک مصر کے تم ہی مالک ہوؤ گے۔ خیال رہے کہ فرعون نے اپنی چار سو برس کی عمر میں تین سو تیس سال ایسے آرام سے گزارے کہ کبھی اس کا سر بھی نہ دکھا۔ بعد میں اس پر عذاب آئے۔

لِيُخْرِجُوا مِنْهَا أَهْلَهَا فَأُصِيبُوا وَنَلَّاتِهِمْ لَمْ يَنْجُ

کہہ راویوں کو اس نے نکال دیا تو اب جان جلا گئے تھے کہ میں تمہارے

أَيُّدِيكُمْ وَأَرْجُلُكُمْ مِنْ خِلَافٍ ثُمَّ لَأُصِيبَنَّكُمْ

ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹوں گا پھر تم سب کو سولی

أَجْمَعِينَ ۝ قَالَُوا إِنَّا إِلَى رَبِّنَا مُنْقَلِبُونَ ۝ وَمَا

دونوں کاٹا۔ پورے ہم اپنے رب کی طرف پھرنے والے ہیں تمہارا

تَنْقِمُ مِنَّا إِلَّا أَنْ آمَنَّا بِآيَاتِ رَبِّنَا لَمَّا جَاءَتْ ۝ إِنَّا

تمہارا کیا برا لگا رہے ہیں کہ ہم اپنے رب کی نشانیوں پر ایمان لائے جب وہ ہمارے پاس

رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَتَوَفَّنَا مُسْلِمِينَ ۝ وَقَالَ

آپ نے اے رب ہمارے ہم پر صبر آزمائش کے اور ہمیں مسلمان اٹھا کر تو

الْمَلَأَمِنْ قَوْمٍ فِرْعَوْنُ اتَّذَرُ مُوسَى وَقَوْمَهُ

فرعون کے سردار فرعون نے کہا تو موسیٰ اور اس کی قوم کو اسلئے پھر دھما

لِيَفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَيَذَرَكَ وَالرَّهْتَكَ ۝ قَالَ

جسے کہ وہ زمین میں فساد پھیلا دیں اور توئی بچے اور میرے بھروسے عبودوں کو بھڑاسے

سَنَقْتِلُ آبْنَاءَهُمْ وَنَسْتَحْيِي نِسَاءَهُمْ وَإِنَّا فَوْقَهُمْ

میں براہِ اب ہم ان کے بیٹوں کو قتل کر دیں اور ان کی بیویاں زندہ رکھیں گے وہ اور ہم پریشک نہ

قَاهِرُونَ ۝ قَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ اسْتَعِينُوا بِاللَّهِ

ان پر غالب ہو جاؤ۔ موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا سہارا اللہ کی مدد چاہو

وَأَصْبِرُوا إِنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ يُورِثُهَا مَنْ يَشَاءُ

اور صبر کرو۔ بیشک زمین کا مالک اللہ ہے اپنے بندوں میں جسے چاہے

مِنْ عِبَادِهِ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ۝ قَالُوا أَوِزِينَا

اور تہ بنائے اور اگر میدان بدر میں لڑوں کے ہاتھ سے نہ برائے ہم سنا گئے تھے آپ

ی میٹوک ہو جاتے۔ کھالوں میں پانی میں چولوں میں پانی میں میٹوک ہی میٹوک تھے۔ یہ کذاب بھی ان پر ایک ہفتہ رہا۔ آخر جنگ آکر پھر موسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ میں روئے ہوئے آئے اور ایمان کا وعدہ کیا تب کذاب دفع ہوا۔ ۱۲۔ میٹوک کا کذاب قسم ہونے پر یہ لوگ عہد سے پھر گئے۔ تب ان پر خون کا کذاب آیا کہ کہیں جھٹے سامان رونی سب میں تازہ خون ہو گیا۔ فرعون نے حکم دیا کہ قبیلہ اسرائیلی کے ساتھ ایک برتن میں کھائیں تو اسرائیلی کی طرف شہر دیا اور اس کی طرف خون ہوتا۔ اگر اسرائیلی کے برتن سے پانی قبیلوں کے برتن میں ڈالتے تو اتنے ہی خون ہو جاتا۔ حتیٰ کہ قبیلوں نے اسرائیلیوں سے اپنے منہ میں کھیاں کرائیں تو اسرائیلی کے منہ میں پانی ہوتا تھا۔ اور قبیلے کے منہ میں کھینچ کر خون بن جاتا تھا۔

۱۔ کہ رب نے تم سے وعدہ فرمایا ہے کہ تمہاری دعا قبول فرمائے گا معلوم ہوتا ہے کہ فرعون دل سے موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا قائل تھا۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قبول دعا کے لئے بزرگوں کے آستانہ پر جانا انسان کا فطری تقاضا ہے جو اس سے روکے وہ درحقیقت نفرت سے روکتا ہے، ابھی کامیاب نہ ہو گا۔ دیکھو فرعون کا فریاد۔ مگر معیشت کے وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دعا کرنا تھا۔ یہ فطری تقاضا تھا ۲۔ معلوم ہوا کہ خدا کی کاموں کو بندہ کی طرف نسبت کر سکتے ہیں کیونکہ عذاب اٹھانا رب کا کام ہے۔ مگر موسیٰ علیہ السلام کی طرف نسبت کیا گیا اور رب نے اس پر اعتراض نہ کیا اور یہ نہ فرمایا کہ چہ نکہ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام سے فریاد ہی کی

درخواست کی لہذا وہ مشرک ہو گیا ۳۔ معلوم ہوا کہ نبی کے توسل کا فرعون بھی قائل تھا۔ جو اس وسیلہ کا شکر ہے وہ فرعون سے زیادہ گمراہ ہے۔ ۴۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا کی برکت سے۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کی دعا کافروں کو بھی فائدہ دے جاتی ہے تو ہم گنہگار مومنوں کو کیوں نہ فائدہ دے گی۔ ۵۔ یعنی ان کا یہ دفع عذاب عارضی ہوا تھا۔ ہم تو جانتے تھے کہ یہ لوگ کافر ہیں گے اور دُوب کہ ہلاک ہوں گے۔ ۶۔ موسیٰ علیہ السلام کا یا مظلوم بنی اسرائیل کا اس سے معلوم ہوا کہ نبی کا بدلہ کفار سے رب خود لیتا ہے۔ اور مظلوم کا بدلہ قدرت لہی ہے، اگرچہ کچھ دیر ہو۔ ۷۔ دریائے قلزم میں۔ عربی میں ہم بہت گہرے دریا کو کہتے ہیں جس کی تہ آسانی سے نہ معلوم ہو سکے۔ ۸۔ یعنی دیدہ واپست ان میں غور نہ کرتے تھے۔ یہاں بے خبری سے عربی بے خبری مراد نہیں دہندہ رب تعالیٰ بے خبر کو عذاب نہیں دیتا۔ نیز ارشاد ہوا۔ کذباً اور جھٹلاتا اس کا کام ہو سکتا ہے جو خبردار ہو۔ ۹۔ یعنی بنی اسرائیل کو پورے مصر و شام کا مالک بنا دیا۔ فرعون کے فرق ہو جانے کے بعد۔ یہاں زمین سے مراد ہے مصر و شام کی زمین۔ اور پورب پیچھے سے مراد اس کا پورا علاقہ ہے۔ اور وراثت سے مراد فرعون کے بعد مالک ہونا۔ لہذا اس آیت پر وہ اعتراضات نہیں ہو سکتے جو نادان لوگوں نے بے سمجھی میں کئے ۱۰۔ یعنی برکت بھی اور دنیاوی برکت بھی کہ شام کے علاقہ میں پھل فروٹ، سبزہ بہت کثرت سے ہے۔ اور وہ جگہ انبیاء کرام کی قیامگاہ اور ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج کا ریزہ ہے کہ وہاں سے آسمانی معراج شروع ہوئی۔ ۱۱۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے تمام وہ وعدے پورے فرمائے جو آپ نے بنی اسرائیل سے کئے۔ معلوم ہوا کہ نبی کے وعدے رب پورے فرماتا ہے۔ ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل بہت عرصہ کے بعد مصر میں آباد ہوئے۔ جب فرعون بنی اسرائیل باغات برباد ہو چکے تھے ان کی عمارتوں کو استعمال نہ کیا۔ خیال رہے کہ یہ بربادی ویرانی کی وجہ سے ہوئی۔ ورنہ مصر مصر عذاب الہی نہ آیا تھا۔

وَكَانُوا قَوْمًا مَّجْرِمِينَ ۝ وَلَتَأْتِيَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ

اور وہ مجرم قوم تھے اور عذاب ان پر عذاب پڑتا

قَالُوا يَا مُوسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ لِئِن كُنتَ مِنَّا شَاقِقًا

کہنے لگے موسیٰ ہمارے لئے اپنے رب کو اس جگہ کے جب ہمیں اس کا تہا سے پاس ہے

كُشِفَتْ عَنْكَ الرِّجْزُ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ

اپنے انگوٹھ تم سے عذاب اٹھا دینگے کہ تو ہم ضرور تم پر ایمان لائیں گے اور نبی اسرائیل کو بھیجا

بَنِي إِسْرَءِيلَ ۝ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ الرِّجْزَ إِلَىٰ جَلِ

ساتھ کر دیں گے کہ پھر جب ہم ان سے عذاب اٹھا لیتے تھے ایک مدت کے لئے

وَهُمْ يَلْغَوْا إِذَا هُمْ يَنْكُتُونَ ۝ فَأَنْتَقِمْنَا مِنْهُمْ

میں تک انہیں پہنچا ہے کہ ابھی وہ گھبراتے تو ہم نے ان سے بدلہ لیا

فَأَعْرَضْنَا عَنْهُمْ فِي الْيَمِّ بَيْنَهُمْ كَذَبُوا بآيَاتِنَا وَكَانُوا

تو انہیں دریا میں ڈبو دیا ان کے لئے کہ ہماری آیتیں جھٹلاتے اور ان سے

عَنْهَا غَافِلِينَ ۝ وَأَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِينَ كَانُوا

بے خبر تھے ان سے اس قوم کو جو ان کی جگہ پر آئے

يَسْتَضَعِفُونَ مِشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِي

زمین کے پورے دو پہر کا مالک کیا تھے جس میں ہم نے

بَرَكْنَا فِيهَا وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنَىٰ عَلَىٰ

برکت رکھی کہ اللہ تعالیٰ کے احسان کا اچھا وعدہ

بَنِي إِسْرَءِيلَ ذِي بَأْسٍ صَبَرُوا ۝ وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ

بنی اسرائیل پر بلند ہوا تھا بدلہ ان کے صبر کا اور ہم نے برباد کر دیا جو

يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهُ وَمَا كَانُوا يَعْرِشُونَ ۝

فرعون اور اس کی قوم مانی اور جو پناہیں اٹھاتے تھے

اب دریا سے مراد بحر قلزم ہے نہ کہ دریائے نیل۔ قلزم یکہ معطلہ اور مصر کے درمیان ایک شہر ہے۔ طور کے قریب اس شہر سے یہ دریا گزرتا ہے اس لئے اسے قلزم کہتے ہیں یہ پار لگنا دسویں عزم جہ کے دن ہوا اس لئے اس دن روزہ رکھنا سنت ہے ۷۶۔ یہ لوگ کھان کی اولاد اور قبیلہ عیالک سے تھے۔ انہیں سے جنگ کرنے کا موبی علیہ السلام کو حکم دیا گیا تھا۔ یہ بت گائے کی شکل کے تھے یہاں سے بنی اسرائیل کے دل میں چھڑا پونے کا شوق پیدا ہوا جس کا نتیجہ بعد میں گائے پرستی کی شکل میں نمودار ہوا ۷۷۔ یہ عرض سارے بنی اسرائیل نے نہ کی تھی۔ کیونکہ ان میں حضرت ہارون علیہ السلام اور دیگر بزرگان دین اولیاء اللہ بھی تھے۔ بلکہ ان عوام نے

کی قسمی جو ابھی تک رائج الايمان نہ ہوئے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفر کا وہم و خیال کفر نہیں، ارادہ کفر کفر ہے۔ کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کئے والوں کو مرتد قرار نہ دیا ورنہ ان کو مزا دی جاتی۔ یا کم از کم کفر سے توبہ کا حکم دیا جاتا۔ ۷۸۔ کہ تم اتنے عجولانہ دیکھ کر بھی نہ سمجھ سکے کہ عہدات کے لائق اللہ کے ہوا کوئی نہیں معلوم ہوا کہ انسان بہت بھولنے والا ہے۔ ۷۹۔ یعنی غریب یہ بت پرست اور ان کے بت ہمارے ہاتھوں ہلاک کئے جائیں گے۔ تم بت پرست نہیں بلکہ بت شکن ہو۔ اس میں غیب کی خبر ہے اور بعد میں وہی ہوا جو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ ۸۰۔ یعنی وہ خدا نہیں جو تلاش کر کے بنا لیا جائے بلکہ خدا ہے جس نے تم کو اتنی بزرگی دے دی جو اتنے احسانات کرنے پر قادر ہے وہی ان عہدات ہے۔ ۸۱۔ اس سے دو سٹکے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نبی کی اولاد ہونا اور نبی کی قوم ہونا فضیلت کا باعث ہے۔ بنی اسرائیل کی فضیلت کی وجہ یہ تھی کہ وہ انبیاء کی اولاد تھے۔ اسی طرح اب سید حضرات افضل ہیں بشریکہ مومن ہوں۔ لیکن چھوڑنے کے بعد تو سید ہی نہیں رہتا۔ خیال رہے کہ بنی اسرائیل اس وقت تمام جہانوں سے افضل تھے۔ دوسرے یہ کہ خیال کفر کفر نہیں ورنہ یہ لوگ افضل نہ رہتے ۸۲۔ یا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں موجود یہود سے خطاب ہے یا اس وقت کے یہود سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی معرفت یہ خطاب ہوا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنہیں کو بھی آل کا جاتا ہے کیونکہ فرعون کی پولیس یہ عذاب دی تھی نہ کہ فرعون کی اولاد ۸۳۔ یعنی فرعون تہاری لڑکیوں کو اس لئے زندہ چھوڑتا تھا کہ بڑی ہونے پر ان سے اپنی خدمت لے لے۔ اس نجات دینے میں یا اس مصیبت میں تم پر اللہ کا فضل یا اس کی آزمائش ہے۔ پھر موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ طور پر ۴۰ ایک ماہ روزے رکھو تب تم کو تورات دی جائے گی۔ آپ نے فقہاء کا سارا مہینہ روزے رکھے۔ پھر مسواک کر کے بارگاہ الہی میں حاضر ہوئے حکم

قال العلاء	۲۶۵	الاصحاف
<p>وَجَاوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَءِيلَ الْبَحْرَ فَأَتَوْا عَلَى قَوْمٍ يَعْكُفُونَ عَلَى أَصْنَامِهِمْ قَالُوا يَا مُوسَى اجْعَلْ لَنَا آلِهًا كَمَا لَهُمْ آلِهَةٌ قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ</p>		
<p>ہوا کہ اپنے بڑوں کے آگے اس بارے میں نہ بولے اسے موسیٰ نہیں ایک لٹا لٹا ہوا کہ ان کے لئے اتنے خدا ہیں بولا تم غور جاہل لوگ ہو گئے</p>		
<p>إِنَّ هَؤُلَاءِ مُتَّبِعُونَ مَا هُمْ فِيهِ وَيَطِلُ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ قَالُوا أَغَيَّرَ اللَّهُ أَبْعِيَكُمْ إِلَهُاتِهِمْ وَهُوَ فَضْلُكُمْ</p>		
<p>ماہل جیسے کہ کیا کسی اللہ کے سوا تمہارا اور کوئی خدا ملائی کروں نہ ملا کر اس نے تمہارا لئے</p>		
<p>عَلَى الْعَلِيِّينَ وَإِذْ أَنْجَيْنَاكُمْ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ يُقْتُلُونَ أَبْنَاءَكُمْ وَ</p>		
<p>کلمات تکمیلی کہ نہیں بری مار دیتے تمہارے بیٹے ذبح کرتے</p>		
<p>يَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ وَفِي ذَلِكُمْ بَلَاءٌ مِّنْ رَبِّكُمْ عَظِيمٌ وَوَعَدْنَا مُوسَىٰ اَلثَّانِينَ لَيْلَةً وَاتَّخَذْنَا</p>		
<p>فضل ہوا اور ہم نے موسیٰ سے تیس رات کا وعدہ فرمایا اور ان میں دس اور</p>		
<p>بَعِثْنَا فِيهِمْ مُّوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَوَعَدْنَا مُوسٰى اَلثَّانِينَ لَيْلَةً وَاتَّخَذْنَا</p>		
<p>بڑھا کر بڑی کیس نہ تو اس کے سب کا وعدہ بلکہ رات کا ہوا کہ اور موسیٰ نے</p>		
<p>لَاخِيَهُ هَارُونَ أَخْلَفْنِي فِي قَوْمِي وَأَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ</p>		
<p>اپنے بھائی ہارون سے کہا میری قوم چھوڑ دے اور اصلاح کرنا ہے اور خدا یوں کی</p>		
<p>منزل ۲</p>		

ہوا کہ تمہارے من سے روزے کی خوشبو نہیں آتی۔ اچھا اب دس روزے اور رکھو تا کہ پھر وہی خوشبو تمہارے من میں پیدا ہو۔ ایسا ہی کیا اور دسویں ذی الحجہ کو تورات دی گئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ چالیس کا عدد لیغان الہی کے لئے بہت موزوں ہے۔ خیال رہے کہ روزے میں مسواک بالکل ممنوع ہونا اور مسواک کر لینے پر دس روزے اور رکھنا موسیٰ علیہ السلام کی نصیحت ہے۔ اس سے ہم مسواک کو منع نہیں کر سکتے اور نہ مسواک روزہ توڑتی ہے۔ ۸۱۔ اس سے صوفیائے کچھ کا ثبوت ہوا کہ ہمارے حضور نے بھی اولاد چھ ماہ حرام میں چھ کئے پھر حضور پر وحی آئی شروع ہوئی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رات دن سے افضل ہے کہ موسیٰ علیہ السلام دن رات وہاں رہے مگر ذکر رات ہی کا ہوا ۸۲۔ واقعہ یہ ہوا کہ جب موسیٰ علیہ السلام تیس روزے رکھ چکے کے بعد تورات لینے کو جانے لگے تو آپ کو اپنے دہن

۱۔ یعنی بعض بنی اسرائیل سرکش ہیں۔ ان کی رائے پر عمل نہ کرنا۔ ان کی اصلاح کرنا خیال رہے کہ حضرت ہارون کا خلیفہ موسیٰ علیہ السلام بننا ایسا تھا جیسا وزیر اعظم کا بادشاہ کا خلیفہ بننا۔ ورنہ ہارون علیہ السلام مستقل نبی تھے مگر موسیٰ علیہ السلام کے وزیر تھے۔ صوفیوں کو کرام فرماتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے ہارون علیہ السلام کو خلیفہ بنایا۔ قوم بت پرستی میں مشغول ہو گئی۔ ہمارے حضور نے فرمایا: اِنَّهُ عَلَيْهِ سَلَامٌ عَلٰی اٰمِیْنِ اس کی برکت ہے کہ آج تک مسلمان اسلام پر قائم ہیں (روح) ۲۔ موسیٰ علیہ السلام کی یہ دعا شوق دیدار میں تھی۔ اور بنی اسرائیل نے جو موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا تھا کہ ہم کو خدا دکھاؤ یہ سرکشی اور موسیٰ علیہ السلام پر بے اعتدالی کی بنا پر تھا۔ لہذا آپ کی یہ آرزو کمال پائی اور ان کی یہ آرزو باعث عتاب بنی ہو۔ کیونکہ دیدار الہی کا دروازہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ شریف سے کھلے گا۔ جب وہ دیکھ لیں گے پھر دوسرے دیکھ سکیں گے۔ چنانچہ قیامت میں ہر مومن کو دیدار ہو گا۔ اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو طور پر کلام سے اور ہمارے حضور کو اپنے دیدار سے نوازا ۴۔ یعنی رب نے اپنی صفات کی تجلیوں میں سے ایک تجلی کی تجلی طور پر ڈالی۔ کیونکہ تجلی ذات پہاڑ پر نہ ڈالی جتنی اس تجلی کی حقیقت کو ہماری عقل نہیں پاسکتی۔ ۵۔ معلوم ہوا کہ نبی پر بے ہوشی طاری ہو سکتی ہے عارضی طور پر، لہذا صحابہ کا طلب قرطاس کے موقعہ پر عرض کرنا اَحَبُّ اِلَیَّ اَشْجَعُ تَحْوِیْدُ اسی مسئلہ پر مبنی تھا۔ صحابہ کا مقصد یہ تھا کہ آیا حضور بیماری کی فتنی میں یہ کلام فرما رہے ہیں، یا واقعی اس آیت سے مجذوب فقیروں کے جذب کا ثبوت بھی ہوتا ہے۔ وہ حضرات ولایت موسوی پر ہوتے ہیں۔ اور جذب کی حالت میں شرعی احکام کے مکلف نہیں رہتے۔ موسیٰ علیہ السلام لوہی ذی الحجہ بصرات سے بے ہوش ہوئے اور دسویں ذی الحجہ چہرہ کو ہوش میں آئے۔ اس مدت میں آپ نے کوئی شرعی عمل نہ فرمایا۔ جب مصری عورتیں جمال پرستی پر فریفت ہو کر بے خدوشی میں اپنے ہاتھ کاٹ

سَبِيلِ الْمَقْسِدِينَ ﴿٥٧﴾ وَلَمَّا جَاءَ مُوسَىٰ لِهَيْبَتِنَا

وَكَلِمَةً رَبِّهِ قَالَ رَبِّ اِنِّمْنِي اَنْظُرْ اِلَيْكَ قَالَ لَنْ

تَزِينِي وَلَكِنْ أَنْظُرِي إِلَى الْجَبَلِ فَإِنْ اسْتَقَرَّ مَكَانَهُ

فَسَوْفَ تَرَانِي فَمَا تَجْلِي رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًا

وَحَرَّمُوا سِجِّينَ صَبِغًا فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ سُبْحَنَكَ ثَبَّتْ

إِلَيْكَ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٣٦﴾ قَالَ يَسُوءُ سَمِيَّ

صَطَفَيْتَكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسَالَتِي وَبِكَادِمِي فَعُذْ

مَا آتَيْتُكَ وَكُنْ مِنَ الشَّاكِرِينَ ﴿٥٧﴾ وَكَتَبْنَا لَهُ فِي

الْأَوَّاحِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مُوعِظَةً وَتَفْصِيلًا لِكُلِّ

شئ فخذها بقوة وأمر قومك يأخذوا بأحسبها

فرمایا اے موسیٰ اسے چھوٹی سے لے اور اپنی نوادہ کو علم دے کہ اس کی ابھی ہا نہیں اٹھتا۔

سَامِرُ بْنُ الْفَقْدِ (١٥) صَفِيٌّ عَنِ النَّبِيِّ

سید ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

زمین کے مغرب تک نہیں دھماکوں کا بے سول کا کھرب اور میں اپنی اہول سے آئیں

مؤثر ۱۲

مُذْذَبِ فَقِیْروں کے جذب کی اصل یہ آیت ہے۔ ۹۔ یعنی آئندہ ایسی آرزو نہ کروں

ہے۔ عاشقوں کی تو یہ کچھ اور ہے۔ اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ اپنے پیاروں

یہ السلام نے ان آنکھوں سے دیدار الہی کی تمنا کی جو مشکل ہے۔ رب فرماتا ہے لا

۱۔ آئندہ ایسی آزمائش نہ کروں گا یہ حضرات رب کی مانگتے ہیں رب ان کی مانگتا ہے۔

۸۔ یعنی موجودہ لوگوں میں نبوت شریعت اور اتم کلامی رب صرف آپ کو عطا ہوئی۔

[Faint handwritten notes at the bottom of the page]

الغیر مطیع (۳۶) وہ اسی سنت امرائے کا عامل ہے۔ وہ ہاتھوں کے بل گرنا کہتا ہے شرمندہ اور ناموس ہونے سے۔ یہ ہی توبہ کی حقیقت ہے کہ گزشتہ پر ندامت اور آئندہ کے لئے عہد ہو۔

۱۔ آپ کو متحجلا ہٹ اور نصیر سامری پر قہانہ کہ حضرت ہارون علیہ السلام پر کیونکہ رب نے موسیٰ علیہ السلام کو پہلے سے بتایا تھا کہ انہیں سامری نے گمراہ کیا ہے۔ لہذا اس سے آپ کی بے غلی غایت نہیں ہوئی۔ ۲۔ یہ خطاب حضرت ہارون علیہ السلام اور تمام مومنین سے ہے جو پچھلے کی عبادت سے محفوظ رہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ صرف اپنے کو درست کر لینا کافی نہیں۔

دوسروں کو بھی ہدایت دینا ضروری ہے۔ اس واقعے سے سختیوں کی بے حرجی مقصود نہ تھی بلکہ جوش غضب میں یہ ہوا جیسے اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کی داڑھی پکڑ لینا اور انہیں مارنا۔ ورنہ کتاب اللہ کی بے حرمتی اور ہی کی اہانت کفر ہے۔ اور آپ کا یہ غضب رب کے لئے تھا نہ کہ نفس کے لئے اس سے معلوم ہوا کہ ایسی غضب کی حالت میں انسان معذور ہوتا ہے۔ بے خود پر شرعی احکام جاری نہیں ہوتے۔ مصری عورتوں نے بے خودی میں خود اپنے کو زخمی کر لیا اور کوئی گرفت نہ ہوئی ۳۔ معلوم ہوا کہ رب کے لئے غصہ کرنا سنت انبیاء ہے اور اس غصہ میں بڑے پھولے کا فرق اٹھ جاتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام رتبہ میں حضرت ہارون علیہ السلام سے بڑے تھے اور حضرت ہارون علیہ السلام عمر میں آپ سے بڑے تھے۔ اس کے باوجود آپ نے ان کی داڑھی پکڑ لی۔ یہ خیال کرتے ہوئے کہ انہوں نے تبلیغ میں کوتاہی فرمائی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ طیش میں جب انسان بے خود ہو جائے تو اس پر شرعی احکام جاری نہیں ہوتے دیکھو موسیٰ علیہ السلام کا اپنے بڑے بھائی کی توہین کرنا جو نبی تھے تو رات کی سختیوں کو چٹک دینا۔ چونکہ یہ سب کچھ بے خودی میں ہوا لہذا اس پر کوئی گرفت نہ ہوئی۔ اس سے مجذوب قراء کے متعلق بہت سے احکام مستنبط ہو سکتے ہیں ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب حالات نازک ہوں اور خطرہ جان کا ہو تو تبلیغ نہ کرنا بھی جائز ہے۔ دیکھو حضرت ہارون علیہ السلام نے جب حالات بگڑتے دیکھے تو گوشہ نشینی اختیار فرمائی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رعب و دیدہ رب کی طرف سے ہے جو کسی کسی کو ملتا ہے۔ دیکھو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے قوم مرعوب ہوئی۔ حضرت ہارون علیہ السلام نے نہ ہوئی ۶۔ یہ دعا مغفرت امت کی تعلیم کے لئے ہے ورنہ انبیاء کرام گناہوں سے پاک ہوتے ہیں اس لئے اپنے بھائی کو اس میں شامل فرمایا۔ حالانکہ بظاہر ان سے کچھ کوتاہی سرزد نہ ہوئی تھی۔ اس

لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝ وَلَمَّا رَجَعَ مُوسَىٰ إِلَىٰ

قَوْمِهِ غَضْبَانَ أَسِفًا قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُونِي

مِنْ بَعْدِي ۖ أَعَجَلْتُمْ أَمْرًا بَكْرًا ۚ وَالْقَىٰ الْأَوَّاحَ

وَإِخْوَهُ يَجْزُّهُ إِلَيْهِ ۚ قَالَ ابْنَ أَمْرٍ

الْقَوْمَ اسْتَزْعَفُونِي وَكَادُوا يَقْتُلُونَنِي فَلَا تُشْمِتُ

بِيَ الْأَعْدَاءَ وَلَا تَجْعَلْنِي مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِإِخْوَتِي وَاَدْخُلْنَا فِي رَحْمَتِكَ

وَإِنَّكَ أَنْتَ الرَّحِيمُ الرَّحِيمِينَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ اتَّخَذُوا

الْعِجْلَ سِينًا لَهُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَبِّهِمْ وَذِلَّةٌ

فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتِرِينَ ۝

وَالَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ ثُمَّ تَابُوا مِن بَعْدِهَا

وَالَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ ثُمَّ تَابُوا مِن بَعْدِهَا

وَالَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ ثُمَّ تَابُوا مِن بَعْدِهَا

وَالَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ ثُمَّ تَابُوا مِن بَعْدِهَا

وَالَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ ثُمَّ تَابُوا مِن بَعْدِهَا

وَالَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ ثُمَّ تَابُوا مِن بَعْدِهَا

وَالَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ ثُمَّ تَابُوا مِن بَعْدِهَا

وَالَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ ثُمَّ تَابُوا مِن بَعْدِهَا

وَالَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ ثُمَّ تَابُوا مِن بَعْدِهَا

وَالَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ ثُمَّ تَابُوا مِن بَعْدِهَا

وَالَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ ثُمَّ تَابُوا مِن بَعْدِهَا

سے چھ لگا کر اگر اعتقاد یا شکر یا امید کو بلا وجہ بھی مار دے تو اس پر قصاص نہیں ہے۔ یعنی ہاں 'ہاں' بھائی' برادر سب سے بڑھ کر کو مہمان ہے۔ یہ دعا آپ نے اس لئے مانگی کہ دوسرے لوگ یہ سن کر خوش نہ ہوں کہ بھائیوں میں جمل مٹی اور حضرت ہارون علیہ السلام کا ٹھم ٹھم ہو جائے ۸۔ چنانچہ سامری بہت ذلیل و خوار ہو کر مرا ۹۔ آخرت کا عذاب اس کے علاوہ ہو گا۔

اب اس سے معلوم ہوا کہ آپ کو اتنا غصہ آیا تھا کہ حالت جذب پیدا ہو گئی تھی اور جو کچھ صادر ہوا اسی حالت جذب میں ہوا اس حالت کے دور ہوتے ہی ادب و احترام سے چھٹیاں اٹھائیں۔ معلوم ہوا کہ بے غوری میں اگر غلط دلی کتاب ہاتھ سے گر جائے تو گناہ نہ ہو گا۔ معلوم ہوا کہ اب اس ڈالنے کے بعد جو آپ نے تورات کو اٹھایا تو اس میں تفصیل کل شئی باقی نہ رہی اٹھائی گئی۔ صرف ہدایت اور رحمت باقی رہ گئی ورنہ جب آپ کو تورات طور پر دی گئی تھی تو اس میں تفصیل کل شئی بھی تھی جیسا کہ پہلے صفحہ میں ملاحظہ فرمادے۔ معلوم ہوا کہ قرآن تفصیل کل شئی کے لئے آیا بھی تھا اور باقی بھی رہا اور تورات اولاً تفصیل تھی مگر باقی نہ رہی۔ لہذا آیات میں تقاضا نہیں کہ موسیٰ علیہ السلام پہلی بار رب سے مخاطب کرنے اور تورات لینے تشریف لے گئے تھے۔ اور اس بار مجرم اور گناہ کے پجاری قوم کے نمائندے بن کر معذرت فرمانے کے لئے ستر آدمیوں کو لے کر تشریف لے گئے، کیونکہ بنی اسرائیل بارہ گروہ تھے۔ ہر گروہ میں سے ۶ آدمی چنے ۲۰ بڑھ گئے۔ تو آپ نے فرمایا کہ مجھے ستر آدمی لانے کا حکم ہوا ہے تم ستر ہو گئے۔ دو صاحب یہاں ہی رہ جائیں مگر وہ جانے کے لئے کوئی راضی نہ تھا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ جانے والے کو جانے والے کی طرح ہی ثواب ملے گا۔ یہ سن کر کاسب اور یوشع ملیحاً السلام رہ گئے اور کل ستر آدمی آپ کے ہمراہ گئے۔ (روح) ۳۔ گوہ طور پر پہنچ کر موسیٰ علیہ السلام تو رب تعالیٰ سے ہنگامی میں مشغول ہوئے اور ان ستر آدمیوں پر ایسا زلزلہ آیا کہ سب فوت ہو گئے۔ روح البیان نے فرمایا کہ یہ زلزلہ اس لئے آیا تھا کہ انہوں نے رب تعالیٰ کے دیکھنے کی آرزو کی تھی۔ خازن نے فرمایا کہ چونکہ یہ موسیٰ جانے کے پجاریوں سے علیحدہ نہ ہوئے تھے ان کے ساتھ رہے تھے اس لئے یہ زلزلہ میں گرفتار ہوئے۔ یہ ہی سیدنا ابن عباس کا قول ہے ۵۔ یعنی یہاں آنے سے پہلے بنی اسرائیل کے سامنے تاکہ اس وقت بھی پر ان کے قتل کی سخت نہ لگتی۔ اب جو میں اکیلا واپس جاؤں گا تو بنی اسرائیل کہیں گے کہ موسیٰ علیہ السلام ان کو مروا آتے ہیں۔ اے مولا! میری عزت تیرے ہاتھ میں ہے ۶۔ اس میں رب تعالیٰ پر اعتراض نہیں بلکہ اس کی بارگاہ میں دعا کرنا مقصود ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ستر آدمی بے ہوش نہ ہوئے تھے۔ بلکہ فوت ہی ہو گئے تھے۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس قصور کی وجہ سے یہ زلزلہ آیا وہ ان سب سے صادر نہ ہوا تھا بعض سے صادر ہوا تھا۔ یعنی دیدار الہی کی تمنا کرنا یا گناہ کے پجاریوں کے ساتھ رہنا۔ یعنی ان لوگوں کو اپنا کلام سنانا یا ان کا پجاریوں کے پاس رہنا۔ یا ان کا یہاں فوت ہو جانا تیرا امتحان ہے۔ یعنی تیرے امتحان میں سب پاس نہیں

الاعراف	۲۶۹	آل المائدہ
وَأْمِنُوا أَنْ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۱۵۹﴾		
اور ایمان لائے تو اس کے بعد تمہارا رب بخشنے والا مہربان ہے		
وَلَمَّا سَكَتَ عَنْ مُوسَى الْغَضَبُ أَخَذَ الْأَلْوَاحَ ﴿۱۶۰﴾		
اور جب موسیٰ کا فتنہ تھا چھٹیاں اٹھا لیں کہ		
وَفِي نُحُوتِهَا هُدًى وَرَحْمَةٌ لِلَّذِينَ هُمْ لِرَبِّهِمْ		
اور ان کی تحریر میں ہدایت اور رحمت ہے ان کے لئے جو اپنے رب سے		
يَرْهَبُونَ ﴿۱۶۱﴾ وَاخْتَارَ مُوسَى قَوْمَهُ سَبْعِينَ رَجُلًا		
دوست بنائے اور موسیٰ نے اپنی قوم سے ستر مرد ہمارے دودھ کے		
لِمِيقَاتِنَا فَلَمَّا أَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ لَوْ		
لئے چھٹے تھے بھربھابہیں زلزلے لیا کھ موسیٰ نے عرض کی اے رب		
شَدَّتْ أَهْلَكَ تَهُم مِّن قَبْلُ وَإِيَّائِيَ أَتَهْلِكُنَا		
کیونکہ تو پہلے ہی انہیں اور مجھے ہلاک کر دیتا تھا تو میں اس کام		
بِمَا فَعَلَ السُّفَهَاءُ مِنَّا إِنْ هِيَ إِلَّا فِتْنَتُكَ		
پر ہلاک فرمانے کا جو ہمارے لئے مشکل نے کیا وہ نہیں سچا آزمائش		
تُضِلُّ بِهَا مَن تَشَاءُ وَتَهْدِي مَن تَشَاءُ أَنْتَ		
تو اس سے بھٹکائے جسے چاہے اور راہ دکھائے جسے چاہے تو ہمارا		
وَلَكِنَّا فَاعْفُ رَحْمَتَنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الْغَافِرِينَ ﴿۱۶۲﴾		
مولا ہے تو ہمیں بخش دے اور ہم بد پرہیز اور توبہ کرنے والے ہیں		
وَأَكْتُبْ لَنَا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ		
اور ہمارے لئے اس دنیا میں بھلائی لکھ کہ اور آخرت میں		
إِنَّا هُدْنَا إِلَيْكَ قَالَ عَذَابِي أُصِيبُ بِهِ مَنْ		
میں نے تجھ ہم تیری طرف رجوع لانے لے فرمایا میرا عذاب میں سے		

ہوتے۔ جسے تو چاہے وہ کامیاب ہوتا ہے۔ ۸۔ اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ بعض کے قصور کی وجہ سے کبھی بے قصوروں پر عتاب یا بلا آ جاتی ہے۔ گیہوں کے ساتھ گھن ہیں جاتا ہے۔ دوسرے یہ کہ شفاعت نبی برحق ہے جس سے دنیا و دین کی آفتیں ٹل جاتی ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے ان سب کی یہ شفاعت فرمائی۔ جو ان کے کام آئی ۹۔ جاری تقدیر میں دین و دنیا کی بھلائی لکھ دے یا فرشتوں کے صحیفوں میں اور کتاب لازوال میں آپ نے لکھنے کا ذکر اس لئے فرمایا کہ تحریر چننا مانی جاتی ہے۔ دنیا کی بھلائی سے توفیق خیر اور مخلوق میں اچھا ذکر اور تمام قوموں سے اشرف بنانا مراد ہے اور آخرت کی خیر سے قیامت میں مغفرت اور اعلیٰ شان مراد ہے۔ ۱۰۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی اس سب جماعت یا ساری قوم کی طرف سے عرض کیا۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر اپنی امت کے مختار مطلق ہوتے ہیں کہ ان کی توبہ

۱۔ یعنی اسے کسی آپ کی دعا کچھ ترمیم کے ساتھ قبول ہوئی۔ آپ تمام قوم کے لئے دنیا و آخرت کی بھلائی مانگ رہے ہیں مگر آخرت کی بھلائی سب کو نہ ملے گی بعض کو ملے گی۔ ۲۔ دنیا کی رحمت، رزق وغیرہ تمام مخلوق، مومن و کافر کو عطا ہوگی۔ اس میں موسیٰ علیہ السلام کی دعا کارد نہیں۔ بلکہ کچھ ترمیم کے ساتھ قبول فرماتا ہے۔ ۳۔ یعنی اسے موسیٰ علیہ السلام یہ شان تو امت محمدیہ کے پرہیزگاروں اور متقیوں کی ہے کہ دنیا و آخرت میں وہ میری خاص رحمتوں اور مخصوص عنایتوں میں ہوں گے۔

أَشَاءُ وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَاكُنْهَا

چاہوں دوں اور میری رحمت ہر چیز کو گھیرے ہے نہ تو معترب میں منتوں کو

لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ هُمْ

ان کے لئے کچھ دوں گا جو ڈرتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ ہماری آیتوں پر

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ

ایمان لائے ہیں تم وہ جو خلائی کریں گے اس رسول سے پڑھے

النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُجِدُّونَهُ مَكْنُونًا

نبی کی خبریں دینے والے کی جگہ سے کھپا ہوا پائیں گے کہ

عِنْدَهُمْ فِي الثُّورَةِ وَالْإِنْجِيلِ يَا مَرْهُمْ

اپنے پاس تورات اور انجیل میں ہے وہ انہیں بھلائی کا

بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُجِلُّ

تعمد سے گناہ اور برائی سے منع فرمائے گا اور سستی پیڑ میں

لَهُمُ الطَّيِّبَاتُ وَيَحْرِمُ عَلَيْهِمُ الْخَبِيثَاتُ وَيَضَعُ

ان کے لئے حلال فرمائے گا نہ اور گندمی چیزیں ان پر حرام کرے گا اور ان پر

عَنْهُمْ أَصْرَهُمْ وَلَا عِلَّالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ

وہ بوجھ اور گنگے کے بھندے جو ان پر تھے اتارے گا نہ

فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا

تو وہ جو اس پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اسے مدد دیں اور اس پر

النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

کی بہرہوری کریں جو اس کے ساتھ اقرار وہی ہمارا ہوئے الہ

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ

تم فرماؤ اے لوگو میں تم سب کی طرف اس اللہ کا

انکے لئے یہ تمام فضائل لکھ دیئے جائیں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کے نیک اعمال تو پچھلی امتوں کو بتائے مگر ان کی بد عملیاں ظاہر نہ فرمائیں کیونکہ یہ امت اگرچہ گنہگار ہے مگر محبوب کی امت ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کے اوصاف حمیدہ ثورات و انجیل میں مذکور تھے۔ جس کی وجہ سے ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سارے نبی اسرائیل جانتے پہچانتے تھے۔ بلکہ حضور کی امت، حضور کے صحابہ کے فضائل بھی ان کتب میں تفصیل وار مذکور تھے۔ اس جگہ رب نے حضور کے سات فضائل موسیٰ علیہ السلام کو سنائے۔ وہ نبی ہیں ایسی یعنی مان کے حکم سے علم والے ہیں، اچھی باتوں کا حکم فرمائے والے، بری باتوں کو حرام فرمائے والے، مشکل کشا، حاجت روا، واقع البلاء صاحب انجود و اعظام ہیں۔ جیسا کہ بضع عہم الخ سے معلوم ہوتا ہے۔ ۵۔ چنانچہ انجیل میں ہزار ہا تہذیبوں کے باوجود اب بھی ایسی آیتیں موجود ہیں جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشخبریاں ہیں۔ چنانچہ برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی لاہور ۱۹۳۱ء کی چھپی ہوئی پوختا کی انجیل باب ۱۳، آیت ۱۶ میں یہ ہے اور باب سے درخواست کروں گا تو وہ ہمیں دوسرا مدکار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے گا۔ مدکار پر حاشیہ میں ہے وکیل یا شفیع، ظاہر ہے عیسیٰ علیہ السلام کے بعد شفیع سوا ہمارے حضور کے اور کوئی نہیں آیا۔ جن کا دین منسوخ نہیں۔ ۲۹۔ ۳۰۔ آیت میں ہے۔ اس کے بعد میں تم سے مت باتیں نہ کروں گا۔ کیونکہ دنیا کا سرور آتا ہے اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں، اس کتاب کے ۱۶ ویں باب کی ۷ آیت میں ہے لیکن میں سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لئے فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مدکار تمہارے پاس نہ آوے گا لیکن اگر جاؤں گا تو اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا۔ (خزائن العرفان) ۶۔ یعنی جو حلال و طیب چیزیں بنی اسرائیل پر ان کی نافرمانی کی وجہ سے حرام ہو گئیں تھیں وہ نبی آخر الزمان انہیں حلال فرما دیں گے۔ اور

غیبت و گندی چیزوں کو حرام فرمائیں گے خیال رہے کہ خدا نے صرف چند چیزوں کو حرام فرمایا سور اور مردار وغیرہ۔ باقی تمام شہادت حضور نے حرام فرمائے۔ کتابی وغیرہ۔ یعنی وہ رسول ان غیبت و گندی چیزوں کو حرام کریں گے جن میں سے بعض پچھلی شریعتوں میں حلال تھیں۔ جیسے شراب وغیرہ، معلوم ہوا کہ رب نے حضور کو حرام و حلال فرمانے کا اختیار دیا۔ یہاں حرام فرمانے والا حضور کو قرار دیا۔ ۸۔ یعنی تورات کے سخت احکام کو نرم فرمائیں گے۔ جیسے توپ کے لئے قتل ہونا اور گندے کپڑے کو جلانا گندے جسم کو کالت، ان ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی تعظیم قولاً، عملاً، ہر طرح لازم ہے بلکہ رکن ایمان ہے اور جو تعظیم حرام نہ ہو وہ کی جائے، قبول کی ضرورت نہیں۔ مجہد نہ کہ باقی ہر طرح کی تعظیم کرو۔ ۱۰۔ یعنی قرآن و حدیث کیونکہ حدیث بھی وحی الہی ہے، اس کی اتباع بھی ایسی ہی لازم ہے

(تقریباً صفحہ ۴۷) جیسی قرآن کی اس لئے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور کی میراث تقسیم نہ کی کہ حدیث نے یہی فرمایا تھا۔ اس سے پتہ لگا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دنیا و آخرت میں بھلائی لکھ دینے کی دعا اپنی امت کے لئے فرمائی۔ تو رب نے فرمایا کہ یہ شان امت محمدی کی ہے۔ تساری امت کو نہیں مل سکتی۔ سبحان اللہ! اور ساتھ ہی حضور کے فرائض اور امت مرحومہ کے مناقب انہیں سنا دیئے گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی امت پہلے ہی عالم میں مشہور تھی مگر اس امت کی نیکیاں شائع کر دی گئی تھیں اور ان کے کتابوں کا ذکر نہ کیا تھا بلکہ صحابہ کرام بھی مشہور کر دیئے گئے۔ رب فرماتا ہے۔ ذٰلِكَ مَنَّ اللَّهُ فِي الْغُزَاةِ وَتَمَنَّنَا فِي الْاَنْجِلِی

۱۱۔ اگرچہ حضور تمام مخلوق کے نبی ہیں مگر چونکہ انسان سب سے اشراف ہے باقی اس کے تابع اس لئے صرف انسانوں کا ذکر فرمایا۔ رب فرماتا ہے۔ لَیَكُوْنَنَّ لِلْعَالَمِیْنَ نَذِیْرًا

۱۔ اس خطاب میں اس وقت کے موجودہ انسان اور قیامت تک ہونے والے سب داخل ہیں۔ سب پر آپ کی اطاعت واجب ہے۔ بلکہ اگر گزشتہ تمام انسان بھی داخل ہوں تو مضافتہ نہیں کیونکہ حضور پر ایمان لانا سب پر لازم تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی نبوت زمان و مکان سے متغیہ نہیں۔ اس لئے رب نے حضور کی رسالت کا عہد انبیاء کرام سے لیا تھا۔ وَیَا اَحْمَدُ اللّٰهُ یُنَاثِرُ الْاَنْجِلِیْ اِلَیْ خِیَال رہے کہ یہاں صرف انسانوں سے خطاب ہے۔

دوسری جگہ فرمایا گیا۔ لَیَكُوْنَنَّ لِلْعَالَمِیْنَ نَذِیْرًا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس کا رب اللہ ہے اس کے نبی حضور ہیں ۲۔ یعنی اللہ کی یادشای زمین و آسمان میں ہے، ایسے ہی میری نبوت زمین و آسمان میں ہے وزیرِ اعظم کی

وزارت ساری مملکت میں ہوتی ہے ۳۔ یہاں ماں کے پیٹ سے عالم بغیر کسی سے بڑھے ہوئے جہان کے معلم اہی کے معنی ہیں ماں والے یعنی ماں کے حکم سے عالم پیدا ہونے والے، صلی اللہ علیہ وسلم ۴۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم بلا واسطہ رب پر ایمان لائے اور تم ان کے وسیلہ اور ان کے توسط سے ایمان لاؤ۔ معلوم ہوا کہ نفس ایمان میں ہم اور حضور میں فرق ہے۔ حضور کی اتباع کے معنی ہیں بے سوچے سمجھے ان کی اطاعت کرنی، اپنے آپ کو ان کے ہاتھ میں ایسے دے دینا جیسے مردہ غسل دینے والے کے ہاتھ میں۔ ۵۔ یعنی موسیٰ علیہ السلام کے بعد ان کی امت سی امت گمراہ ہو گئی۔ مگر ایک جماعت حق پر بھی قائم رہی۔ یہودنا عبد اللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ یہ حق پرست قوم خفیہ طور پر ان غافلانوں سے علیحدہ ہو کر چین کے بادراء میں آباد ہو گئی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شبِ معراج میں ان سے ملاقات کی اور انہوں نے حضور کو موسیٰ علیہ السلام کا سلام پہنچایا حضور پر ایمان

۴۷	۴۸	۴۹
الاحزاب	۴۸	۴۹
<p>جَمِیْعًا الَّذِیْ لَہٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ</p> <p>رسول ہوں کہ کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی کہ اسی کو ہے اس کے سوائے</p> <p>لَا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ یَحْیِیْ وَیُمِیْتُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَ</p> <p>کوئی معبود نہیں جلنے اور مارے کو ایمان لاؤ اللہ اللہ اس کے</p> <p>رَسُوْلَہِ النَّبِیِّ الْاَرْمٰی الَّذِیْ یُوْمِنُ بِاللّٰہِ وَ</p> <p>رسول بنے پڑھے کے حبیب تلے دلنے پر کہ اللہ اور اس کی باتوں پر ایمان لاتے ہیں گئے</p> <p>کَلِمَتِہٖ وَاَتَّبِعُوْہٗ لَعَلَّکُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝۱۰ وَ</p> <p>اور ان کی تلاقی کرو کہ تم راہ پاؤ اور موسیٰ کی</p> <p>قَوْمَ مُوْسٰی اُمَّةٌ یَّہْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَیَبْعِدُوْنَ</p> <p>قوم سے ایک گروہ ہے کہ حق کی راہ بتاتا اور اسی سے انصاف کرتا</p> <p>وَقَطَّعُوْہُمُ اثْنَتَیْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اِمْبًا وَاَوْحِیْنَا</p> <p>اور ہم نے انہیں بائیس گروہ کیلئے گروہ گروہ کر دیے اور ہم نے وہی</p> <p>اِلٰی مُوْسٰی اِذَا اسْتَسْقَفَ قَوْمُہٗ اَنْ اَضْرِبَ</p> <p>موسیٰ کو جب اس سے اس کی قوم نے پانی مانگا کہ اس بختر پر</p> <p>بِعَصَاکَ الْحَجَرُ فَاَنْبَجَسَتْ مِنْہٗ اثْنَتَا عَشْرَۃٌ</p> <p>اپنا عصا مارو تو اس میں سے بارہ پتھر پھوٹ</p> <p>عِیْنَا قَدْ عَلِمَ کُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرِیْہُمْ وَظَلَمْنَا</p> <p>بھٹکے ہر گروہ نے اپنا گھاٹ پہچان لیا اور ہم نے ان پر</p> <p>عَلِیْہِمُ الْغَمَامُ وَاَنْزَلْنَا عَلِیْہِمُ الْمَنَّ وَالسَّلٰوٰی</p> <p>ابر سنا ہوا کیا اور ان پر من و سلوی اتارا</p> <p>کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ وَاٰمِنُوْا</p> <p>کھاؤ پاکیزہ کی جو چیزیں اور انہوں نے تمہارا کچھ</p>		

لائے (روح البیان) ۶۔ یہ دوسرا واقعہ ہے اور اس سے موسیٰ علیہ السلام کی ساری جماعت مراد ہے۔ نہ وہ خاص مومنین جو چین میں آباد تھے۔ چونکہ یہ یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹوں کی اولاد میں تھے اس لئے ہر قبیلہ کو امتیاز کے لئے علیحدہ کیا گیا اور میدانِ تہ میں ان کے لئے علیحدہ علیحدہ جگہ بتا دیں گے۔ معلوم ہوا کہ اللہ کی نعمتیں اس کے محبوبوں سے مانگنا جائز ہے کہ پانی و دھاب کا کام ہے مگر نبی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مانگا اور رب نے اس پر اعتراض نہ کیا۔ اس میں موسیٰ علیہ السلام کے بڑے مجتہد کا ذکر ہے۔ لاشعری مار کر پتھر سے بارہ ٹکڑے متانہ تہ میں نکال دیئے۔ مگر ہمارے حضور نے انکیوں سے پانچ جیسے جاری فرما دیئے ۷۔ ہر ایک چھ طوطہ تھا جو رات کو چٹھن طرح ہم جاتا تھا۔ چونکہ یہ نعمت بلا منت مٹی تھی اس لئے ہر نبی رب کا انسان و علیہ کلماتی تھی۔ اور رسولوں کی قدرتی

۱۔ کہ انہوں نے حق و سلوکی کی قدرت جانی 'دوسری غذائیں ناقص نیز کچھ شکریہ ادا نہ کیا جس سے من و سلوکی اترنا بند ہو گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہوں کی خواست سے اللہ کی نعمتیں چھین جاتی ہیں ۲۔ اس شر سے مراد بیت المقدس ہے جو انبیاء کرام کا شہر ہے۔ معلوم ہوا کہ مقدس شہر میں رہنا سنا بھی اللہ کی ایک نعمت ہے۔ ۳۔ والدہ خوش نصیب ہیں کہ دیار محبوب میں رہتے ہیں۔ ان کے شہر میں مرنا بھی رحمت ہے یہ شہریت المقدس یا مقام ارضہ اقصیٰ اور عیاض قوم جبارین رافق

تھی۔ مخالف جن کا سردار عروج بن عنق تھا (روح) یعنی تم کو عام اجازت ہے کہ ان کافروں کے ہلاکت اور کھیتیاں کھاؤ۔ ۴۔ تم کو نہ شرعاً 'ممانعت ہو گی نہ کسی اور کی طرف سے' کیونکہ غازی مسلمان حتی کفار کی ہلاکت کے بعد ان کے مال کھا سکتے ہیں۔ ۵۔ بیت المقدس کی ہر چیز قرید کر کھاؤ لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۶۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کے شرکی تقسیم چاہیے اور بزرگوں کے قرب سے گناہ بخشنے جاتے ہیں۔ گناہ بخشوانے کے لئے بزرگوں کے شہر میں جانا چاہیے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ توبہ اور عبادت بزرگوں کے شہر میں زیادہ قبول ہوتی ہے۔ کیونکہ ان سے فرمایا گیا کہ وہاں جا کر یہ کسو خطہ یہ بنی اسرائیل بھانجے خطہ کے حصہ کئے ہوئے شہر میں گئے جس کے معنی ہیں گندم دے۔ مضرمت مانگنے کا حکم تھا۔ گندم مانگتے گئے۔ ۷۔ معلوم ہوا کہ وقفہ کے الفاظ نہ بدلے جائیں۔ ورنہ اثر نہ ہو گا جس طرح شیخ سے وقفہ پیچھے۔ اسی طرح پڑھا جائے۔ ۸۔ وہ عذاب طاعون کی وبا تھی جس سے ایک ساعت میں چوبیس ہزار اسرائیلی فوت ہو گئے۔

اب یہ طاعون مسلمانوں کے لئے رحمت ہے جو کوئی صابر ہو کر اس سے مرے وہ شہید ہے جہاں طاعون ہو وہاں نہ جاؤ۔ اور اگر تمہاری جگہ پر طاعون آجائے تو نہ بھاگو جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ ۹۔ وہ بستی شریلیہ تھی جو مدین اور طور کے درمیان دریا کے کنارے پر واقع تھی۔ یا طبریہ شام یا خود مدین تھی۔ بہر حال یہ بڑا شہر تھا۔ عربی میں شہر کو بھی قریہ کہہ دیتے ہیں۔ ان کا گزارہ مچھلیوں پر تھا اور ہفتہ کے دن شکار کرنا ان پر حرام تھا۔ قدرت خدا ہفتہ کو مچھلیاں بہت نمودار ہوتیں۔ آگے پیچھے بہت کم۔ ان سے صبر نہ ہو سکا اور بہت سے آدمی ہفتہ کو شکار کر بیٹھے جس سے ان پر عذاب آگیا۔ ۱۰۔ جیسے اسلام میں جمعہ عجلت والا دن ہے ایسے ہی یہودیوں کے نزدیک ہفتہ معظم دن تھا۔ اس دن ان پر شکار اور دیناوی کاروبار حرام تھے۔ اسلام میں صرف جمعہ کی اذان سے نماز تک فقط ان لوگوں پر کاروبار حرام ہے جن پر نماز جمعہ فرض ہے۔ مسلمانوں پر

وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿۷۷﴾ وَإِذْ قِيلَ لَهُمْ

لنقلان کیا لیکن اپنی ہی جانوں کا برا کرتے تھے لہذا ان کو مذکور جب ان سے فرمایا گیا

اسْكُنُوا هَذِهِ الْقَرْيَةَ وَكُلُوا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ

اس شہر میں بسو اور اس میں جہاں چاہو کھاؤ

وَقُولُوا حِطَّةٌ وَإِذْ خَلُوا الْبَابَ سَجِدًا لَّنْغْفِرَ

اور کہو گناہ اترے اور دروازے میں سجدہ کرتے داخل ہو کر ہم تم سے

لَكُمْ خُطْبًا تَكُومُ سُنْبُرًا لِّلْمُحْسِنِينَ ﴿۷۸﴾ فَبَدَّلَ

گناہ، محسن دیک گئے مگر غریب لوگوں کو زیادہ علم فرمایا گئے تو ان میں سے

الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ

ظالموں نے بات بدل دی تھی اس کے خلاف جس کا انہیں حکم تھا

فَارْسَلْنَا عَلَيْهِم بَرَجًا مِّنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا

تو ہم نے ان پر آسمان سے مذاب بھیجا تو بدلہ ان کے

يَظْلِمُونَ ﴿۷۹﴾ وَسَأَلَهُمُ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ

ظلم کا اور ان سے حال پوچھا اس بستی کا نام کہ دریا

حَاضِرَةُ الْبَحْرِ اذْ يَعْدُونَ فِي السَّبْتِ اِذْ

کنارے تھی جب وہ ہفتہ کے بارے میں وعدے کر رہے تھے جب

تَأْتِيهِمْ حِيتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَعًا وَيَوْمَ

ہفتہ کے دن ان کی مچھلیاں پانی پر جی رہی ان کے سامنے آئیں اور جو دن

لَا يَسْبِتُونَ لَا تَأْتِيهِمْ كَذَلِكَ نَبْلُوهُمْ بِمَا

ہفتہ کا نہ ہوتا نہ آئیں اسی طرح ہم انہیں آزماتے تھے

كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴿۸۰﴾ وَإِذْ قَالَتْ أُمَةٌ مِّنْهُمْ

ان کی بہن تھی کہ سب لہ اور جب ان میں سے ایک گروہ نے کہا لہ

اللہ کی خالص رحمت ہے۔ ۹۔ الیہ والے تین گروہ ہو گئے۔ ایک وہ جنہوں نے ہفتہ کو شکار کر لیا۔ دوسرے وہ جو ان سے علیحدہ ہو گئے۔ اور اٹھیں بہت منع کیا یہاں تک کہ علیحدہ علاقہ میں چلے گئے اور درمیان میں دیوار بنالی۔ تیسرے وہ جنہوں نے خاموشی اختیار کی۔ نہ شکار کیا نہ کرنے والوں کو منع کیا۔ ۱۰۔ یہ تیسرے گروہ کا ذکر ہے جنہوں نے خاموشی اختیار کی تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ لوگ اس پر بالکل راضی نہ تھے بلکہ ان سے مایوس تھے اس لئے غالب یہ ہے کہ یہ لوگ بھی نہایت پا گئے کیونکہ کفر سے راضی ہونا گھر ہے۔

۱۔ معلوم ہوا کہ جس کے ایمان کی امید نہ رہے اسے تبلیغ نہ کرنا اس سے کنارہ کشی کر لینا بھی حرم نہیں ہے لیکن تبلیغ کرنا بہتر ہے۔ ۲۔ تیسری جماعت یعنی عہدہ نشی کرنے والوں کا ذکر نہ ہوا۔ ظاہر یہ ہے کہ وہ بھی نجات پا گئے کیونکہ پکار صرف ظالموں کی ہوئی اور وہ ظالموں سے نہ تھے اور نہ ظالموں سے راضی ۳۔ اس طرح کہ واکہ علیہ السلام نے انہیں بددعا دی اور وہ رات کو اپنے گھروں میں گئے اور تمام بند رہیں گئے۔ صبح کو جب نکلے تو وہ نہیں تحقیقات کے لئے دیوار پر چڑھے۔ دیکھا وہاں بندر بھرے ہیں۔ اس طرف کو دسے وہ بندر ان کے پاس جمع ہو گئے۔ ہر ایک کو پہچانے اور روئے تھے مگر بات نہ کر سکتے تھے۔ تیسرے دن سب ہلاک ہو گئے۔ یہ

موجودہ بندر ان کی نسل سے نہیں کیونکہ مسخ شدہ قوم کی نسل نہیں چلتی ۳۔ اس طرح کہ ان کی شکلیں تو بندروں کی سی ہو گئیں مگر نفس طاقت اور روح انسانی ہی رہی۔ لہذا اس سے آریہ آواہوں کے مسئلہ پر دلیل نہیں نکال سکتے کیونکہ آواہوں میں روح اور نفس میں تبدیلی مافی پرتی ہے۔ روح کی تبدیلی ناممکن ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا سانپ بن جانا، بعض قوموں کا سور بن جانا اسی قبیل سے ہے ۵۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہود پر بخت نصر، ختاریب، اور رومی عیسائی بادشاہوں کو مسلط فرمایا جو اپنے اپنے زماں میں یہود کو سخت ایذا کیں پہنچاتے رہے۔ پھر مسلمان سلاطین ان پر مقرر ہوئے۔ پھر انگریزوں کی غلامی میں رہے اور اب اگرچہ فلسطین میں یہود کی سلطنت قائم ہو گئی ہے مگر انشاء اللہ یہ سلطنت عارضی ہوگی اور یہ سلطنت کسی بڑی ذلت کا پیشہ خیمہ ہوگی۔ جیسے کسی کمزور کو کسی پہلوان کے مقابل اکھاڑے میں کھڑا کر دیا جائے تاکہ شکست کا مزہ اور ذلت کا لطف اٹھائے۔ ۶۔ یعنی وقتاً

وقتاً یہود پر قیامت تک سختی کرنے والے بادشاہ اور حکام مقرر ہوتے رہیں گے جو انہیں ایذا کیں پہنچاتے رہیں گے اس سے پہلے لگا کہ کبھی آیاؤ اجداد کے گناہ کا نتیجہ اولاد کو بھی دیکھنا پڑتا ہے۔ خصوصاً جب یہ اولاد ان کی ایسی حرکات سے راضی ہو۔ کیونکہ شکار تو خاص جماعت نے کیا تھا اور تاقیامت ان کی اولاد پر یہ عذاب آتا رہے گا۔ ۷۔ یعنی یہود پر رب تعالیٰ کا عذاب اس کے علاوہ ہو گا جو بوقت موت اور قبرہ حشر میں ان پر مسلط ہو گا۔ ۸۔ یعنی انہیں دنیا میں کبھانہ رکھا بلکہ انہیں بکھیر دیا۔ یہ بھی خدا کا عذاب تھا کیونکہ قوم کا بکھر جانا اس کی طاقت کو ختم کر دیتا ہے۔ نیز ان کی جماعتیں متفرق کر دیں کہ ہمیشہ ان کا آپس میں دھول جو تا ہوتا رہا۔ ۹۔ یعنی اسے محبوباً موجودہ یہودیوں میں کچھ نیک بھی ہیں جیسے عبداللہ بن سلام اور کعب ابنہار وغیرہ جو آپ پر ایمان لائے۔ اور کچھ خراب ہیں۔ جو برابر دین بدلنے پر ڈلے ہوئے جیسے موجودہ عام یہودی ۱۰۔ اس طرح کہ کبھی ان پر ارزائی، تذرتی

قال الملاء	۲۷۳	الاعراف
لَمْ تَعْطُونَ قَوْمًا اللَّهُ مُهْلِكُهُمْ أَوْ مُعَذِّبُهُمْ		
کیوں نصیحت کرتے ہو ان لوگوں کو جنہیں اللہ ہلاک کرنے والا ہے یا انہیں سخت		
عَذَابًا شَدِيدًا اَقَالُوا مَعْذِرَةً اِلٰی رَبِّكُمۡ وَ		
مذاب دینے والا ہے۔ بولے تمہارے رب کے حضور معذرت کو اور شاید انہیں		
لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿۲۷﴾ فَلَمَّا تَسَوَّا مَا ذُكِّرُوا بِهِ		
ڈر ہو پھر جب بھلا بٹھے ہو نصیحت انہیں بری تھی		
اُنْحَيْنَا الَّذِیْنَ یَنْهَوْنَ عَنِ الشُّرِّ وَاَحْذَرْنَا الَّذِیْنَ		
انہیں نے بھالے وہ جو برائی سے منع کرتے تھے اور ظالموں کو برے		
ظَلَمُوا بَعْدَ اِیۡبَاسٍ بَیِّنٍۭ یَّٰۤاَکَاۡثِرُوۡا یٰۤاَفْسُقُوۡنَ ﴿۲۸﴾		
مذاب میں پکڑا تھے بدلہ ان کی ظالمانی کا		
فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَا نُهُوا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُفُّوۡا قِرَدَةً		
پھر جب انہوں نے ممانعت کے حکم سے رکھی کی ہم نے ان سے فرمایا جو جانا بند		
خَسِیۡنَ ﴿۲۹﴾ وَاِذۡ تَاۡذَنَ رَبُّكَ لِنَبْعَثَنَّ عَلَیْہِۡمُ اِلٰی		
دستکارے بھیجے تھے اور جب تمہارے رب نے حکم سنا دیا کہ ضرور قیامت کے دن تک		
یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مَنۢ یَّسُوۡمُهُمْۭ سَوَۡءُ الْعَذَابِ اِنَّ		
ان پر ایسے کو بھیجتا رہوں گا کہ جو انہیں بری مار بھجائے گا۔ بیشک		
رَبُّكَ لَسَرِیۡعُ الْعِقَابِ ﴿۳۰﴾ وَاِنَّہٗ لَغَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۳۱﴾		
تمہارا رب ضرور جلد عذاب والا ہے اور بیشک وہ بخشنے والا مہربان ہے		
وَقَطَّعْنٰہُمْ فِی الْاَرْضِ اُمَمًا مِّنْہُمُ الصّٰلِحُوۡنَ		
اور انہیں ہم نے زمین میں متفرق کر دیا گروہ گروہ ان میں سے نیک		
وَمِنْہُمْ دُوۡنَ ذٰلِکَ وَبَاۡکُوۡنَہُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَالسَّیِّاۡتِ		
اور کچھ اور طرح کے گروہ اور کم کے انہیں بھلا بھول اور برا بھول سے آزمایا		
مسائل		

عزت و نیاہی کے دروازے کھول دیتے اور کبھی ان پر قلعہ، چاریاں، مصیبتوں، دلوں کو مسلط کر دیا۔ کیونکہ بعض تو مصیبت میں رب کی طرف رجوع کرتے ہیں اور بعض راجع ہیں۔

۱۔ نبی حضور کے زمانے میں موجود یہودی (یہ لوگ) جنہوں نے تورات کا علم حاصل کر کے غلط استعمال کیا۔ ۲۔ یعنی رشوت لے کر شریعت کا حکم بدل دیتے تھے۔
 ۳۔ یعنی کہتے تھے۔ لہذا قرآن چھاپ کر فروخت کرنا تعلیم قرآن پر اجرت لینا اس سے طبعاً ہے ۳۔ معلوم ہوا کہ رب پر امن کفر ہے۔ اس سے امید ایمان ہے۔ یہ رب پر امن تھی امید میں انسان گناہوں سے توبہ کر لیتا ہے۔ امن میں اور زیادہ گناہ کرتا ہے۔ خیال رہے کہ یہ سمجھ کر گناہ کرتا کہ کل توبہ کر لیں گے یہ بھی رب پر امن کی ایک قسم ہے ۴۔ یہودی میں کوئی قاضی ایسا نہ تھا جو رشوت نہ لیتا تھا دوسرے اسے ملاصت کرتے تھے۔ مگر جب وہ قاضی مرنے جاتا اور یہ ملاصت کرنے

والے خود قاضی مقرر ہوتے تو یہ بھی رشوت لیتی شروع کر دیتے ۵۔ یعنی تورات میں ان بد نصیبوں نے پڑھا ہے کہ گناہ پر قائم رہنے والے کو نہ بخشا جائے گا یہ جانتے ہوئے وہ رشوت خودی پر قائم ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ گناہ بھی بخش دیا جائے گا۔ یہ دیدہ دانستہ رب پر تمست ہے۔ خیال رہے کہ ہر صغیرہ گناہ ہمیشہ کرنے سے کبیرہ بن جاتا ہے۔ رب فرماتا ہے وَلَمْ يَجِدْوا اَعْلٰی مَا نَعْلَمُوْا اس سے معلوم ہوا کہ عالم کا گناہ بمقابلہ جہاں کے زیادہ خطرناک ہے۔ کیونکہ اکثر عالم گناہ کر کے اسے جائز ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ نیز عالم کے پیرو کار اس گناہ میں بھی عالم کی پیروی کرتے ہیں ۶۔ معلوم ہوا کہ موت 'قبر' 'مشرق' پھر اٹھ اور تمام آئندہ حالات عینک کاروں کے لئے اللہ کی رحمت ہیں اور بدکاروں کے لئے رب کا عذاب۔ ۷۔ شان نزول۔ یہ آیت سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اور ان جیسے علماء یہود کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے تورات کو نہ بدلانا چھپایا۔ اس کی بدولت وہ حضور پر ایمان لائے۔ اور جلیل القدر صحابی ہوئے۔ رضی اللہ عنہم ۸۔ جبریل علیہ السلام نے وہ پہاڑ اکھیر کر ان پر سائبان کی طرح لاکھڑا کیا۔ مگر چونکہ رب تعالیٰ کے محبوب بندوں کا کام رب کا کام ہے لہذا فرمایا گیا کہ ہم نے اکھیرا ۹۔ یہ دیکھ کر سب اسرائیلی سجدے میں گر گئے مگر اس طرح کہ دایاں رخسارہ زمین پر رکھا اور بائیں آنکھ سے پہاڑ کو دیکھ رہے تھے کہ کہیں گرد نہ چٹاچے یہودی ادب تک ایسے ہی سجدہ کرتے ہیں۔ پیشانی زمین پر نہیں رکھتے (خزائن العرفان)
 ۱۰۔ جب پوری تورات ایک دم موسیٰ علیہ السلام اچھی قوم کے پاس لائے تو وہ اس کی پابندیاں دیکھ کر گھبرا گئے۔ اور قبول سے انکار کر دیا۔ تب ان پر طور یا فلسطین کا کوئی پہاڑ جس کا سایہ ایک کوس میں تھا جڑ سے اکھیر کر ان پر سائبان کی طرح کر دیا گیا اور کہا گیا کہ قبول کرو ورنہ تم پر آہستہ آہستہ اتنا بھی اللہ کی رحمت ہے اس طرح عمل آسمان ہوا۔ آواز طبیعت ایک دم سارے احکام کی پابندی میں گر گئی۔

لَعَلَّہُمْ یَرْجِعُوْنَ ﴿۵﴾ فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِہُمْ خَلْفٌ

کر وہ رجوع لائیں پھر انکی جگہ کے بعد وہ نالافت آئے لو کہ

وَقَرِثُوا الْکِتٰبَ یَاۡخُذُوْنَ عَرَضَ ہٰذَا الَّاۤذِیْ

کتاب کے وارث ہوئے اس دنیا کا مال لیتے ہیں نہ اور کہتے ہیں

وَلَیْقُوْلُوْنَ سِیْغَفَرْنَا وَاِنْ یَاۡتِہُمْ عَرَضٌ مِّثْلُہٗ

کہ اب ہماری بخشش ہوگی نہ اور اگر دیا ہی سال ان کے پاس اور آئے

یَاۡخُذُوْہُ الْکَرِیْمُ یُؤْخِذْ عَلَیْہُمْ مِّیثَاقَ الْکِتٰبِ

تو لے لیں یہ کیا ان پر کتاب میں عہد نہ کیا گیا

اَنْ لَا یَقُوْلُوْا عَلٰی اللّٰہِ اِلَّا الْحَقَّ وَدَرَسُوْا مَا

کہ اللہ کی طرف نسبت نہ کر میں مگر حق ہے اور انہوں نے اسے

فِیْہِ وَالْاٰرَ الْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ

پڑھا اور بے شک پچھلا گھر بہتر ہے بد بیزگاروں کو

اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶﴾ وَالَّذِیْنَ یَمْسُکُوْنَ بِالْکِتٰبِ وَ

تو کیا نہیں عقل نہیں نہ اور وہ جو کتاب کو مضبوط تھامتے ہیں نہ اور

اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ اِنَّا لَا نَضِیْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِیْنَ ﴿۷﴾

انہوں نے نماز قائم رکھی ہم انہیں کا نیک نہیں مٹواتے

وَ اِذْ تَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَہُمْ کَاۡنَہُ ظِلَّۃً وَّظَلُّوْا

اور جب ہم نے پہاڑ ان پر اٹھایا نہ کرنا وہ سائبان سے اور سمجھ

اَنۡہٗ وَاَقَرُّوْہُمْ حُدُوْا وَاَمَّا اَتٰیٰہُمْ یَقُوْۃٌ وَّاٰذَکُرُوْا

کہ وہ ان پر گر پڑے گا کہ جو ہم نے نہیں دیا زور سے اور یاد کرو

مَا فِیْہِ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۸﴾ وَاِذْ اَخَذَ رَبُّکَ مِنْ

جو اس میں ہے کہ کہیں تم بد بیزگار ہو نہ اور اسے محبوب یاد کرو جب تمہارے

۱۔ یعنی اقیامت نبی کے دشمن آیات الہیہ کے منکروں کا حال ان کوں کا سا ہو گا۔ یہ نہ سمجھو کہ ظلم بن باعور ایک ہی تھا جو مر گیا تھا بلکہ اقیامت ایسے ظلم ہوتے رہیں گے۔ ۲۔ معلوم ہوا کہ عقل اور علم جب ہی درست کام کرتے ہیں جب اللہ کا فضل شامل حال ہو۔ شیطان کا علم و عقل اس کے لئے نقصان دہ ثابت ہوا کہ فضل شامل حال نہ تھا۔ رب کے گمراہ کرنے کے معنی یہ ہیں کہ انسان کے اپنے ارادے کی وجہ سے رب اس میں گمراہی پیدا کر دے۔ جیسے قتل کے وقت رب تعالیٰ مقتول میں موت پیدا فرما دیتا ہے۔ لہذا اس گمراہی میں بندہ مجرم ہے۔ جیسے قتل میں قاتل سزا کا مستحق ہے۔ ۳۔ معلوم ہوا کہ کافر جن جہنم میں جائیں گے۔ لیکن ان کے جنت میں جانے کی کوئی صریح آیت نہیں۔ بلکہ حق یہ ہے کہ

نیک جن جانوروں کی طرح مٹی بنا دیئے جائیں گے۔ ان کا ثواب بھی ہے کہ عذاب سے بچ جائیں ۴۔ معلوم ہوا کہ جو زبان حمد الہی و نعت پیغمبر نہ بولے وہ کوئی گنہگار ہے۔ جو اللہ کا کلام نہ سنیں۔ وہ ہرے ہیں۔ جو آگاہ اس کی دلیلیں نہ دیکھے وہ اندھے ہیں۔ کیونکہ اپنے مقصود پیدا کرنا کو ادا نہیں کرتی یہ بھی معلوم ہوا کہ جن و انس میں ہدایت پر کم ہیں اور گمراہ زیادہ۔ اسی لئے قیامت میں آدم علیہ السلام کو حکم ہو گا کہ اپنی اولاد میں سے بی ہزار ایک جنت کا حصہ نکالو اور ۹۹۹ دوزخ کا حصہ ۵۔ معلوم ہوا کہ انسان اگر ٹھیک رہے تو فرشتوں سے بڑھ جاوے۔ اور اگر الٹا چلے تو جانوروں سے بھی بدتر ہو جاوے کہ جانور تو اپنے برے پہلے کو جانتا ہے۔ یہ نہیں جانتا۔ کتا سو گھ کر مٹے والا ہے مگر یہ انسان بغیر تحقیق ہی حرام حلال سب کھا جاتا ہے ۶۔ شان نزول۔ ابو جہل کتنا تھا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں کہ اللہ ایک ہے اور وہ اللہ اور رحمان دو کو پکارتے ہیں۔ اس کے جواب میں یہ آیت اتری۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ کے ۹۹ نام ہیں جس نے ان میں یاد کر لیا جنتی ہو گیا۔ خیال رہے کہ رب کے نام اور حضور کے نام ایک ہزار ہیں۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ان ناموں کو یاد کرنا جنتی ہونے کا ذریعہ ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ اس کے صرف ننانوے نام ہیں ۷۔ خیال رہے کہ خدا اللہ تعالیٰ کا نام نہیں ہے بلکہ مالک کا ترجمہ ہے۔ گویا اس کا ایک وصف ہے۔ لہذا اسے خدا تو کہہ سکتے ہیں مگر رام یا پرہو نہیں کہہ سکتے۔ جیسے ستار کا ترجمہ پردہ پوش کر لیا جاوے۔ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ کو ایسے ناموں سے یاد کرنا جو اس کی شان کے لائق نہ ہوں یا جن کے ایک معنی تو اچھے ہوں، دوسرے برے ناچاز ہے۔ اسے میاں نہ کہو، رام، کرشن، وغیرہ ناموں سے نہ پکارو، حق یہ ہے کہ رب تعالیٰ کے نام تو قیسی ہیں۔ یعنی شریعت سے ہی معلوم ہو سکتے ہیں ۹۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ انشاء اللہ ہمیشہ حق پرستوں کی جماعت دنیا

كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَاقْصُصْ الْقِصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ

آیتیں چھلانیں تو تم نصیحت سناؤ کہ جن وہ دھواں کر رہیں

سَاءَ مَثَلًا لِّلْقَوْمِ الذِّیْنَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَأَنفُسَهُمْ

کیا بری کہاوت ہے ان کی جنہوں نے ہماری آیتیں چھلانیں اور اپنی جان

كَانُوا بِظُلْمٍ مِّنۢ مَّنۢ يَّهْدِي اللّٰهُ فَمَهۡلِكُمۡ ۚ

کا برا کرتے تھے بھٹے اللہ راہ دکھائے تو وہی راہ ہر ہے

وَمَنۢ يُّضِلِّۖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُونَ ۝ وَلَقَدْ

اور جسے گمراہ کرے تو وہی نقصان میں رہے گا اور بیشک

ذَرٰۤاۤنَا لِحٰجَّتِهِمْ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ كَلِمَ قُلُوْبٍ

ہم نے جہنم کے لئے پیدا کئے بہت جن سے اور آدمی وہ دل دیکھتے ہیں

لَا يَفْقَهُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَاۤ يُبْصِرُوْنَ بِهَا وَاُوۤسُوۤسُ

جن میں سمجھ نہیں اور وہ آنکھیں ہیں سے دیکھتے نہیں اور

لَهُمْ اِذَاۤنٌ لَاۤ يَسْمَعُوْنَ بِهَا اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ

وہ سان جان سے سنتے نہیں کہ وہ چوپایوں کی طرح ہیں

بَلۡ هُمۡ اَضَلُّ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ۝ وَلِلّٰهِ السَّمۡۤاۤءُ

بلکہ ان سے زیادہ گمراہ تھے وہی غفلت میں رہے ہیں اور اللہ ہی کے ہاں ہست

الْحُسْنٰی فَادْعُوْهُ بِهَا وَذُرُوا الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ

اچھے نام آؤ تو اسے ان سے پکارو اور انہیں چھوڑ دو جو اس کے ناموں میں

فِیۤ اَسْمَآئِهٖۤ سٰیجِرُوْنَ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝ وَمِمَّنۢ

حق سے بھٹتے ہیں وہ جلد اپنا کیا پائیں گے اور ہمارے

خَلَقْنَا اُمَّةً یَّهۡدُوْنَ بِالْحَقِّ وَیَبۡعِدُوْنَ ۝

بنائے ہوئے ہیں ایک گروہ کہ جسے حق بتائیں اور اس پر اصرار کریں

میں رہے گی۔ دوسرے یہ کہ اہل حق جس مسئلہ پر اجماع کر لیں وہ حق اور یقیناً درست ہے۔ تیسرے یہ کہ اہل حق کو اہل باطل انشاء اللہ نقصان نہ پہنچائیں گے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

(بقیہ صفحہ ۲۷۷) کہ قیامت تم پر اچانک آوے گی۔ نہ کہ مجھ پر مجھے تو خبر ہے اور خطاب نوع انسان سے ہے

۱۔ یعنی عیسای قیامت کا علم حقیقی و استدلالی نہیں دیا گیا بلکہ علم لدنی روحانی بظاہر علوم عقیدہ کی مطلقاً اشاعت کی جاسکتی ہے لیکن علم لدنی کا اظہار ضروری نہیں۔
شریعت کو ظاہر کرنا اسرار کو چھپاؤ۔ اس لئے یہاں جسے فرمایا عیب نہ فرمایا۔ تعبیر صلاوی میں اس جگہ ہے کہ اللہ نے اپنے رسول کو تمام علوم عیبہ عطا فرمائے لیکن بعض کے چھپانے کا حکم دیا۔ کسی کو افکاح قیاس، اندازے اور علوم عقیدہ سے معلوم نہیں ہو سکتی جسے وہ بتائے اس کو ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ ۳۔ کہ قیامت کا علم

اسرار الہیہ میں سے ہے اسے پوچھنا نہ چاہیے۔ اس لئے تم سے پوچھتے ہیں۔ ۴۔ شان نزول غزوہ بنی مصلط سے واپسی کے وقت راستے میں ہوا تیز چلی۔ جس سے غازیوں کے اونٹ گھوڑے بھاگ گئے۔ حضور نے فرمایا کہ مدینہ منورہ میں رافعہ کا انتقال ہو گیا۔ اور پھر فرمایا کہ دیکھو ہمارا ناقہ کہاں ہے۔ عبد اللہ بن ابی منافق بولا۔ کہ حضور کا عجیب حال ہے کہ مدینہ میں مرے والوں کی خبر دے رہے ہیں اور اپنے ناقہ کی خبر نہیں۔ حضور پر اس کی یہ بکواس بھی چھپی نہ رہی۔ اور فرمایا کہ بعض منافق ہمارے علم پر یہ اعتراض کرتے ہیں۔ اچھا ہماری اونٹنی اس کٹھالی میں ہے۔ اس کی ٹیکل ایک درخت میں الجھ گئی ہے۔ دیکھا گیا تو ایسا ہی تھا۔ اس پر یہ آیت اتری۔ (تعبیر کبیر و خزانہ العرفان) ۵۔ یعنی میں اللہ کے چاہنے سے نفع نقصان کا مالک ہوں نہ کہ اس کے بغیر چاہے چنانچہ ہمارے حضور تمام خدا کی رب کی عطا سے مالک ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ اِنَّا مَخْلُقُونَ الْفَلَكِ نِيزْ غُوْدُ فرماتے ہیں کہ مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں بخش دی گئیں۔ اور فرماتے ہیں کہ اگر میں چاہوں تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلیں۔ رب فرماتا ہے۔ اَنُفِئْمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ مِنْ نَّفْخِمْ حضرت ربیعہ نے حضور سے جنت مانگی جو انھیں عطا ہوئی۔ ۶۔ یعنی اگر میں ذاتی طور پر غیب جان لیا کرتا جس کے لئے قدرت لازم ہے۔ تو ہر چیز جمع کر لیتا۔ اس آیت میں منکرین غیب کی دلیل نہیں بن سکتی۔ کیونکہ بعض علوم غیب عطائی طور پر وہ بھی ملتے ہیں۔ ۷۔ یہاں خبر سے مراد دنیا کی راحتیں خوشیاں ظاہری طور پر دشمنوں پر فتح مندی وغیرہ ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو خیر کثیر عطا فرمائی۔ رب فرماتا ہے۔ وَنَبِیُّنَا الَّذِیْکُمْ مَقْدُوْدٌ فِیْ خَیْرِ کَثِیْرٍ جسے حکمت دی گئی اسے خیر کثیر دی گئی۔ اور حضور کو حکمت کا ماننے والا بنایا۔ ۸۔ لیکن مجھے دنیاوی تکالیف وغیرہ تو پہنچ رہتی ہیں لہذا معلوم ہوا کہ مجھے ذاتی طور پر علم غیب ایک چیز کا بھی نہیں۔ اگر اس سے علم غیب کی عطا کا انکار کیا جاوے تو لازم آوے گا کہ حضور کو ایک چیز کا بھی علم نہیں۔ اور

حَفِیُّ عَنْهَا قُلْ اِنَّمَا عَلِمَهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنْ اَكْثَرُ

الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝۱۳۱ قُلْ لَا اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا

وَلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ وَلَوْ كُنْتَ اَعْلَمُ الْغِیْبِ

لَا سْتَکْثِرُ مِنَ الْخَیْرِ ۝۱۳۲ وَمَا مَسْنِی السَّوْءُ اِنْ اَنَا لَا

نَذِیْرٌ وَیَشِیْرٌ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ۝۱۳۳ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ

مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لَیَسَّکُنَ

اِلَیْهَا فَلَمَّا تَغَشَّیْهَا حَبَلَتْ حَمْلًا خَفِیْفًا فَمَزَّتْ بِهٖ

فَلَمَّا اَنْقَلَبْتَ دَعَوْا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَیْنِ اَنْتَ اَصْحٰی

لَنُکُوْنَنَّ مِنَ الشَّکِرِیْنَ ۝۱۳۴ فَلَمَّا اَتَتْهُمَا صٰحِحًا

لَهُ شَرًّا فِیْمَا اَنْتَ فَعْلٰی اللّٰهُ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ۝۱۳۵

اَیُّ شَرِّکُوْنَ مَا لَا یَخْلُقُ شَیْئًا وَهُمْ یُخْلِقُوْنَ ۝۱۳۶

سے کہ قیامت کا علم

لوگ جانتے ہیں کہ تم فرماؤ میں ابھی جان کے مجھے برے کا خوف نہ تھا

میں نے نہ بہت بھلائی میں نے نہ اور مجھے کوئی برائی نہ پہنچی میں تو نہیں ڈر اور غرض

منا نے والا ہوں انہیں جو ایمان رکھتے ہیں وہی ہے جس نے انہیں ایک

انہیں سے پیدا کیا اور اسی میں سے اس کا بڑا بنایا کہ اس سے ہمیں

پھر جب ہم جنم لے کر دوبارہ اسے ایک ہنگامہ پیش کر دیا تو اسے لئے پھر ایک

یہ قطعی نصوص کے خلاف ہے۔ ۹۔ کیونکہ میرے ڈرانے اور بشارت سے صرف مومن ہی فائدہ اٹھا سکتے ہیں وہ۔ اسے قریشیہ! تم سب کو ایک جان یعنی قصی سے پیدا کیا اور قصی کی جنس سے اس کی بیوی عاتقہ! تاکہ قصی کو سکون و راحت نصیب ہو وہ اب یعنی قصی اور اس کی بیوی دونوں نے۔ ۱۲۔ اچھے بچے ملنے پر میری عبادت اور شکر ادا کریں گے ۱۳۔ بعض علماء نے فرمایا کہ یہاں قریش سے خطاب ہے کہ جنہیں اس نے قصی کی اولاد بنایا۔ اور قصی نے اپنے ہماروں بیٹوں کا نام عبد مناف عبد العزیٰ عبد قصی عبد الدار رکھا۔ ۱۴۔ بشر کوں کو جمع فرمانے سے معلوم ہوا کہ یہ واقعہ حضرت آدم وحواء علیہما السلام کا نہیں بلکہ عام مشرکین مان پاپ کا حال بیان ہو رہا ہے۔ نیز حضرت آدم علیہ السلام ہی ہیں۔ نہی شرک نہیں کر سکتے۔ کیونکہ نبی کی اطاعت واجب اور شرک کی مخالفت لازم۔ اگر کوئی نبی بھی ہو اور شرک

(بقیہ صفحہ ۲۷۸) بھی تو اجتماعِ خدین ہو گا۔ اللہ نے انبیاء کو گناہوں سے معصوم فرمایا۔ پھر ان سے شرک کیسے سرزد ہو سکتا ہے۔ ۱۵۔ یہاں غلطی، معنی گمراہی اور ضلالت ہے۔ ذکر، معنی یاد رکھنا۔ یعنی یہ بت، خود مشرکین کے ہاتھ سے گھڑے ہوئے ہیں، پھر پوچھا جائے لائق کیسے ہو گئے چونکہ مشرکین ان باتوں کو غافل سمجھتے تھے۔ اس لئے عالمین کا حیدر ارشاد ہوا یعنی بخلوں، ورنہ وہ بے جان اور بے سمجھ ہیں۔ اسی لئے انہیں مافرایا گیا جو غیر عاقلوں کے لئے آتا ہے۔ لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔

۱۔ یعنی وہ تمہاری مدد تو کیا کریں گے، خود انہیں اگر کوئی تُوڑ دے، یا کتا اٹھا لے جائے، تو اپنے کو بچا نہیں سکتے۔ خیال رہے کہ اولیاء اللہ کی قوت کی تعظیم ایسی ہے جیسے کعبہ معظمہ کی توقیر اور حجر اسود، یا مقام ابراہیم کی تعظیم و توقیر یا قرآن شریف کا احترام۔ کیونکہ یہ رب کی طرف نسبت رکھتی ہیں۔ لہذا ان کا احترام کیا جاتا ہے۔ اس آیت کو مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں۔ انہیں مجبور کوئی نہیں جانتا۔ ۲۔ یعنی نہ ان میں چلنے پھرنے کی طاقت ہے نہ سنے سمجھنے کی قوت۔ پھر وہ عبادت کے لائق کیسے ہو گئے۔ خیال رہے کہ رب قوی و قادر ہے۔ اس کی قدرت عالم کے ذریعہ ہم کو محسوس و معلوم ہوئی۔ اگرچہ بلا واسطہ اسے دیکھا نہیں گیا۔ ۳۔ یعنی محض بندہ ہوئے ہیں تمہاری مثل ہیں، ورنہ بعض ان معبودوں سے انسان افضل ہیں جیسے چاند تارے وغیرہ یا لائے، منات پتھر وغیرہ۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہم نبی کو مثل نہیں کہہ سکتے اگرچہ انہیں **بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ** فرمایا گیا جیسے کہ ہم انسانوں کو پتھروں کی مثل نہیں کہہ سکتے حالانکہ انہیں بھی منکم فرمایا گیا۔ تعجب ہے کہ بعض لوگ یہ تو کہتے ہیں کہ ہم نبی کی طرح ہیں یہ نہیں کہتے کہ ہم ابو جہل، ابوسب کی طرح ہیں۔ یہ دورخی کیسی جب تم ایمان کی وجہ سے ابو جہل کی مثل نہیں تو نبی بھی نبوت کی وجہ سے تمہاری مثل نہیں ہے۔ اس میں کہ وہ تمہاری سنتے اور حاجت روائی کرتے ہیں، لہذا عبادت کے لائق ہیں اور ایسا تو ہے نہیں ۵۔ اس آیت کا یہ منشا نہیں کہ جو چل پھر سکے، سن سکے، کچل سکے۔ وہ معبود بن سکتا ہے، ورنہ بندہ اور گائے میں یہ تو تمہیں ہیں بلکہ منشا یہ ہے کہ ان پتھروں، درختوں میں تو وہ قوت و طاقت بھی نہیں جو تم میں ہے۔ پھر تم ان کی پوجا کیسے کرتے ہو۔ لہذا یہ آیت بالکل صاف ہے۔ اس پر کچھ غبار نہیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ یہ بت تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ کیونکہ ان میں کوئی طاقت نہیں ۶۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر کو رب تعالیٰ بے حد جرات عطا فرماتا ہے کہ اس کیلئے ہونے کے باوجود اس طرح اپنے مقابلے کیلئے سب کو

الانفال	۲۷۹	فَاللّٰهُمَّ
وَلَا يَسْتَطِيعُونَ لَكُمْ تَصَرُّوًّا وَلَا أَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُونَ ﴿۱۵﴾		
اور نہ وہ ان کو کوئی مدد پہنچا سکیں اور نہ اپنی جانوں کی مدد کر سکیں کہ		
وَلَنْ تَدْعُوهُمْ إِلَى الْهُدَىٰ لَا يَتَّبِعُكُمْ سَوَاءٌ عَلَيْكُمْ		
اور اگر تم انہیں راہ کی طرف بلاؤ تو تمہارے پیچھے نہ آئیں تم پر ایک سا ہے		
ادْعُوهُمْ وَإِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿۱۶﴾		
پہنچاؤ انہیں بھلاؤ یا جھپ رکو نہ بے شک وہ جن کو تم		
تَدْعُوْنَ مِنْ دُونِ اللَّهِ عِبَادًا أُمُّثَلًا كُمْ فَادْعُوهُمْ		
اللہ کے سوا بلو جتے ہو تمہاری طرح بندے ہیں نہ تو انہیں بھلاؤ		
فَلْيَسْتَجِيبُوا لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿۱۷﴾		
پھر وہ نہیں جواب دیں اگر تم سچے ہو بلکہ کیا ان کے		
أَرْجُلُ يَمْشُونَ بِهَا أَمْ لَهُمْ أَيْدٍ يَبْطِشُونَ بِهَا		
پاؤں ہیں میں جن سے چلیں یا ان کے ہاتھ ہیں جن سے حرکت کر سکیں		
أَمْ لَهُمْ آعِينٌ يَّصِيرُونَ بِهَا أَمْ لَهُمْ أَذَانٌ يَسْمَعُونَ		
یا اعلیٰ آئین ہیں ان سے دیکھیں یا ان کے کان ہیں جن سے سنیں		
بِهَاقِلٍ أَدْعَاؤُهُمْ ثُمَّ كَيْدُؤُنْ فَلَا تَنْظُرُونَ ﴿۱۸﴾		
تم فرماؤ کہ اپنے غمخیزوں کو بھلاؤ اور ہم پر دلوں بھلو اور بے مہلت نہ دیکھو		
إِنْ وَلِيَ اللَّهُ الْأَمْرَ نَزَلَ الْكِتَابُ وَهُوَ يَتَوَلَّى		
بیشک ہمارا ولی اللہ ہے نہ جس نے کتاب اتاری اور وہ ہمیں کو		
الصَّالِحِينَ ﴿۱۹﴾ وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا		
دوست رکھتا ہے اور انہیں اس کے سوا بلو جتے ہو وہ تمہاری		
يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَكُمْ وَلَا أَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُونَ ﴿۲۰﴾		
مدد نہیں کر سکتے اور نہ خود اپنی مدد کر سکیں کہ		
مَنْزِلٌ		

پکارتے ہیں۔ اگر مرزا مئی ہوتا تو اس میں جس کی جرأت ہونی چاہیے تھی۔ مگر وہ لوگوں کے خوف سے جی بھی نہ کر سکا۔ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب مشرکین نے حضور کو اپنے جوں سے ڈرایا تھا۔ ۱۵۔ خیال رہے کہ حقیقی ولی و ناصر اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اس کے خاص بندے اس کے مقرر ہیں۔ وہ بھی مجازی طور پر ولی و ناصر ہیں جب فرمایا ہے۔ **إِنَّا نَحْنُ اللَّهُ وَنَسْتَغْفِرُ الذَّنْبَ أَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ**۔ لیکن بعض دواؤں کو دافع بخار، بعض کشا، شربت فریاد رس کہہ دیتے ہیں اور بادشاہ کو ملک کا مالک، اپنے گھر بار کا مالک کہا جاتا ہے۔ لہذا نہ تو آیت میں تضاد ہے نہ نبی ولی کو حاجت روا، مستغفرا ماننا شرک ہے۔ پیاسے کانٹوں پر جانا شرک نہیں، تو گھر کا حضور کے دروازے پر جانا شرک کیوں ہو گا۔ ۱۸۔ اس طرح کہ اگر کتا ان کا چرھا والے جاوے تو وہ چھین نہیں سکتے، اگر ان پر کھیاں بھینک

(بقیہ صفحہ ۲۷۹) رہی ہوں تو انہیں اڑا نہیں سکتے۔

۱۔ یعنی ان بچوں کی آنکھیں کھلی ہوئی ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم کو دیکھ رہے ہیں۔ مگر چہری آنکھیں کیا دیکھیں۔ دیکھتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں مگر دیکھتے نہیں صوفیہ کرام فرماتے ہیں کہ کفار بھی کو دیکھتے ہیں مگر دیکھتے نہیں۔ کیونکہ دیکھنے والی نگاہ ان کے پاس نہیں۔ وہ صرف ان کی بشریت کو دیکھتے ہیں۔ انہیں نبوت نظر نہیں آتی۔ بصیرت سے حضور کو دیکھنے والا صحابی ہو جاتا ہے۔ اور صرف اصر سے دیکھنے والا صحابی نہیں۔ بعض حضرات نابینا تھے اور صحابی تھے کہ وہ بصیرت رکھتے تھے ایک بزرگ

نے فرمایا کہ جو مجھے دیکھ لے وہ جنتی ہو جاوے۔ کسی نے کہا کہ ابو جہل نے حضور کو دیکھا۔ وہ جنتی نہ ہوا تو تمہارے دیکھنے سے جنتی کیسے ہو سکتے ہیں۔ فرمائے گئے کہ اس نے محمد بن عبداللہ کو دیکھا تھا مگر رسول اللہ کو نہ دیکھا اور یہ ہی آیت پڑھی (روح) ۲۔ یعنی اپنے ذاتی دشمنوں کو معاف فرما دو اور جو تمہاری ذات سے جہالت کا برتاؤ کرے اس سے بچے تو جنتی اور درگزر فرماؤ نہ کہ اللہ رسول کے دشمنوں سے۔ لہذا یہ آیت منسوخ نہیں بلکہ محکم ہے اور اس میں اعلیٰ اخلاق کی تعلیم ہے۔ جس سے دشمن بھی دوست بن جاویں ۳۔ اس طرح کہ تمہیں قصہ دلانے اور اپنے دشمن سے لڑنے پر آمادہ کرے تو اعموذ باللہ پڑھ لیا کرو۔ خیال رہے کہ اعموذ باللہ دفع غصہ کے لئے بڑی اکسیر ہے۔ اس میں خطاب عام مسلمانوں سے ہے۔ کیونکہ حضور کو اللہ نے شیطان سے محفوظ رکھا ہے بلکہ آپ کا شیطان مومن ہو چکا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ۴۔ معلوم ہوا کہ جس نگاہ سے توبہ نصیب ہو جاوے وہ اس نیکی سے افضل ہے۔ جس سے غرور، تکبر پیدا ہو۔ شیطان کی عداوت سے آدم علیہ السلام کا اندم خطا کمانا افضل تھا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ گناہ پر فوراً توبہ ہونا چاہیے۔ توبہ میں دیر نہ کرنی چاہیے کیونکہ رب نے یہاں یہ صفت اپنے مقبول بندوں کی بیان فرمائی۔ ۵۔ یہاں آیت سے مراد قرآنی آیت ہے۔ جب کبھی وحی کچھ روز کے لئے بند ہو جاتی تو کفار بطور مذاق یہ کہتے تھے۔ نیز کفار کبھی مذاق کہتے کہ فلاں قسم کی آیت قرآن میں آئی چاہیے جس میں ایسے احکام ہوں۔ اور جب نہ آئی تو مذاق اڑاتے۔ ۶۔ کیونکہ اس سے نفخ صرف مسلمان اٹھاتے ہیں۔ قرآن کی رحمت عامہ سارے عالم کے لئے ہے۔ یعنی دنیا میں ہدایت دینا اور دنیا میں عذاب سے امن لیکن رحمت خاصہ ہدایت ایمان وغیرہ اور آخرت کی رحمت صرف مسلمانوں کے لئے ہے۔ لہذا آیات میں تعارض نہیں۔ یہ ہی حال قرآن والے محبوب کا ہے۔ آپ رحمت للعالمین بھی ہیں اور مومنوں پر بھی رحیم ہے۔

اس آیت سے ذکر باہر کا ثبوت ہے کیونکہ مشاعر خاموش رہنا جب ہو گا جب کہ حالات قرآن بلند آواز سے ہو۔ خیال رہے کہ قرات قرآن کا حکم اور ہے تعلیم قرآن کا حکم کچھ اور ہمت سے سنے مل کر قرآن یاد کر سکتے ہیں۔ اگرچہ آواز اونچی ہو کہ وہ تعلیم قرآن ہے قرات قرآن نہیں۔ چند آدمیوں کا مل کر بلند آواز سے قرآن پڑھنا منع ہے۔ بلکہ خاموش رہ کر خفا ضروری ہے۔ بعض لوگ قسم شریف میں مل کر رو رہے حالات کرتے ہیں یہ بھی ممنوع ہے ۸۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنا مقتدی کو منع ہے خواہ امام جہری قرات کرے یا آہستہ اگر مقتدی پر سورۃ فاتحہ پڑھنا فرض ہو تو رکوع میں مل جانے سے اس کو رکعت نہ ملتی۔ امام کی قرات مقتدی کی قرات ہے۔ جمود صحابہ کا وہ سب یکساں ہے۔ یہ آیت مقتدی کو سورۃ فاتحہ پڑھنے سے روکنے کے لئے ہے۔ کیونکہ نماز میں بات

قال الامام

۲۸۰

الاعراب

وَاِنْ تَدْعُوهُمْ اِلَى الْفَهْدَى لَا يَسْمَعُوا وَتَوَلَّوْهُمْ

اور اگر تم انہیں راہ کی طرف بلاؤ تو نہ سنیں اور تو انہیں دیکھتے

يَنْظُرُونَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ ﴿۱۵﴾ خِذِ الْعَقُو

کر وہ چہری طرف دیکھ رہے ہیں اور انہیں کچھ نہیں تو جہالت کے سبب جان

وَاَمْرًا بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ ﴿۱۶﴾ وَاَمَّا

کروا انہیں راہ کی طرف دیکھو اور انہیں راہ کی طرف نہ دیکھو اور انہیں راہ کی طرف نہ دیکھو

يَنْزِعُكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْعًا فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ

راہ کے اگر شیطان بنے گئے تو انہیں راہ کی طرف نہ دیکھو اور انہیں راہ کی طرف نہ دیکھو

سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿۱۷﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طَٰفٌ

منا جانے سے۔ بلکہ وہ خود ذرا دیر میں وہاں آئیں کسی شیطان کی

مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكُّرًا فَاِذَا هُمْ مُبْصِرُونَ ﴿۱۸﴾ وَ

کی نہیں گئی ہے ہوشیار ہو جاتے ہیں اسی وقت انہیں کھلی جاتی ہیں

اِخْوَانُهُمْ يَمُدُّوْنَ اَيْدِيَهُمْ اِلَيْكَ لَمْ يَلْقَٰهُمْ اِلَّا بِرَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ

اور وہ برہنہ ہونے کے ساتھ انہیں راہ کی طرف نہ دیکھو اور انہیں راہ کی طرف نہ دیکھو

وَ اِذَا لَمْ تَلَوْاْ اَنْتُمْ قَالُوْا لَوْلَا جُنْدِيْٓنَا قَاتِلُوْهُمْ اِنْ كُنَّا

اور لے کر جب تم ان کے پاس کوئی آیت نہ لادو تو کہتے ہیں کہ تم نے ان سے کھلی دیکھنا

اَتَتَّبِعُ مَا يَدْعُوْا اِلٰى مِنْ مَّرٰٓئِيْ هٰذَا بَصٰٓئِرٌ مِّنْ رَّبِّكَ

تم فرماؤ میں تو ان کی ہر بات کو سنوں اور چہری طرف نہ دیکھو اور انہیں راہ کی طرف نہ دیکھو

وَهٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّكَ لِيُؤْمِنُوْا ﴿۱۹﴾ وَاِذَا قُرِئَ

تمہارا صبر کی طرف سے انہیں کھلی دیکھنا اور چہری طرف نہ دیکھو اور انہیں راہ کی طرف نہ دیکھو

الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهُ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۲۰﴾

قرآن پڑھا جائے تو اسے سنا کر سنو اور خاموش رہو کہ تم پر رحم ہو

مستقل

۱۔ معلوم ہوا کہ بعض صورتوں میں ذکر خفی ذکر جہری سے افضل ہے کیونکہ اس میں دیا کا احتمال نہیں ہوتا۔ نیز قرآن سنتے وقت اگر ذکر الہی کرتا ہو تو آواز سے نہ کرے بلکہ خاموشی سے کرے۔ اس لئے یہ حکم گزشتہ آیت سے بعد دیا گیا۔ جب یہ عوارض نہ ہوں تو ذکر باہر افضل ہے۔ رب فرماتا ہے۔ رَبُّكُمْ اَنَا تَسْمِعُ ۝۳ چونکہ فجر اور عصر کے بعد نوافل منع ہیں، لہذا ان وقتوں میں ذکر اللہ کی تہنیت دی گئی تاکہ مومن کا کوئی وقت غفلت میں نہ گزرے ۝۳ یعنی مقرب فرشتے یہاں پاس سے مراد

مکلفی قرب نہیں بلکہ رتبہ کا قرب ہے۔ متصفح یہ ہے کہ جب اللہ کے مقرب فرشتے عبادت اور سجدے کرتے ہیں تو تم بھی کرو ۝۴ افعال لیل کی جمع ہے، معنی زیادتی۔ چونکہ تقییم کا مال غازی کے ثواب پر زیادہ ہے اور یہ مال صرف مسلمانوں کے لئے حلال ہوا۔ بچھلی استوں پر حرام تھا اس لئے اسے افعال کہا گیا۔ قربانی کا گوشت اور مال تقییم کی حالت اس امت کی خصوصیت سے ہے۔ عبادہ بن صامت فرماتے ہیں کہ جنگ بدر میں جب تقییم تقییم

میں غازیوں کا اختلاف ہوا اور بد مذہبی کی قوت آگئی۔ تب یہ آیت کریمہ اتری۔ جس میں تقییم تقییم کا حضور کو اختیار دیا گیا اور حضور نے برابر تقییم فرما دیا ۵۔ مال تقییم کی نسبت اللہ کی طرف عزت افزائی کے لئے ہے اور حضور کی طرف اقتیارات کی بنا پر (روح البیان) یعنی یہ مال بہت طیب و طاہر ہے کیونکہ رب کا عطیہ ہے اور اس کے احکام میں حضور مختار ہیں جو چاہیں حکم دیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ رسول کا ذکر اللہ کے ساتھ کرنا شرک نہیں بلکہ ایمان ہے، جیسے اللہ رسول نے ہمیں ایمان دیا اللہ رسول نے ہمیں غنی کر دیا ۶۔ یعنی تقییم کی تقییم میں لازمی چھکوا نہ کر دجیسے حضور تقییم فرما دیں راضی ہو جاؤ ۷۔ خیال رہے کہ اللہ کی اطاعت صرف اس کے احکام میں ہوگی اور حضور کی اطاعت حکم میں بھی ہوگی اور ان کے افعال طیبہ میں بھی جسے اتباع کہتے ہیں۔ اسی لئے اطاعت کے ساتھ اللہ رسول کا ذکر ہے اور اتباع میں صرف رسول کا ذکر فرمایا گیا۔ فہمونی اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضور کی اطاعت تقاضائے ایمان ہے۔ ۸۔

ذات و صفات کی آیات سے توحید الہی پیدا ہو اور آیات عذاب سے خوف آیات رحمت سے شوق و ذوق پیدا ہو آگھوں سے آنسو جاری ہوں اس سے معلوم ہوا کہ جس کے دل میں عشق کی چلہ گرمی نہ ہو وہ کامل مومن نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن حضور و فروع و فروع قلبی سے پڑھنا چاہیے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مومن کا اس جان میں رب سے ڈرنا آئندہ بے غولی کا ذریعہ ہے۔ رب فرماتا ہے لَا تَخَفْ عَلَيْهِمْ وَلَا خِيفَةَ لَكَ مِنْهُمْ يَخْشَوْنَكَ وَأَنْتَ لَا تَخَفُ ۝۹ اس سے واضح ہے کہ معلوم ہوا ہے کہ ایمان میں کفایت کی نفاذی ہو سکتی ہے۔ دوسرے یہ کہ افعال کامل ایمان کا ذریعہ ہے۔

وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرَّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ

اور اپنے رب کو اپنے دل میں یاد کرنا ڈر سے اور بے آواز

الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ وَلَا تَكُنْ مِنَ

نکلنے والے زبان سے صبح اور شام کے اور غافلوں میں

الْغَافِلِينَ ۝۱۰ إِنَّ الَّذِينَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُونَ

نہ ہونا ہے شک وہ جو تیرے رب کے پاس ہیں نہ اس کی عبادت سے

عَنْ عِبَادَتِهِ وَيَسَبِّحُونَهُ وَلَهُ يَسْجُدُونَ ۝۱۱

تجربہ نہیں کرتے اور اس کی ہانک پڑھتے اور اسی کو سجدہ کرتے ہیں

إِنَّا أَنزَلْنَاهُ ۝ سُوْرَةُ الْأَنْفَالِ مَدِيْنَةُ ۝ وَكَوْنَا نَكُنَّا

سورہ انفال مدنی ہے اس میں دس رکوع اور پچھتر آیتیں ایک ہزار و پچھتر کلمات ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اگر کے نام سے شروع ہو بہت ہر زبان رسم والا

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ قُلِ الْأَنْفَالُ لِلَّهِ وَ

اسے محبوب تم سے نعمتوں کو مانگتے ہیں تم فرماؤ نعمتوں کے مالک اللہ و

الرَّسُولِ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَصْلِحُوا ذَاتَ بَيْنِكُمْ وَ

رسول میں نہ تو اللہ سے ڈرو اور اپنے آپ میں میل نہ کرو اور

اطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝۱۲ إِنَّمَا

اللہ و رسول کا حکم مانو اگر ایمان رکھتے ہو ۱۲ ایمان

الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ

وایں وہی ہیں کہ جب اللہ یاد کیا جائے ان کے دل ڈر جائیں نہ

وَإِذَا تَلَيَّتْ عَلَيْهِمُ آيَةُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَىٰ

اور جب ان پر اس کی آیتیں پڑھیں جائیں ان کا ایمان بڑھ جائے اور اپنے

قَالَ الْجَلِيلُ

بڑے بڑا نقش چھڑا دیا جب امجد خدایہ سے فرار کرنے کے واسطے یہاں تک پہنچ کر میں

علی اور امیر معاویہ کا اختلاف ہے کہ جب حضورؐ سے اختلاف رائے کفر نہیں ہوا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اختلاف رائے کفر کیسے ہو سکتا ہے۔ اس کی بحث ہماری کتاب امیر معاویہ پر ایک نظر میں دیکھو۔ یعنی کفار قریش کا مقابلہ انہیں ایسا ہیبت ناک معلوم ہوتا تھا جسے ابو سفیان کا تجاویز قائلہ اور ابو جہل کا لشکر ۸۰ جنگ بدر کے موقع پر مسلمان عہدہ منورہ سے جنگ کے ارادے سے نہ لے سکے تھے۔ بلکہ ابو سفیان کے قائلہ کی ہیبت سے نکلے تھے کہ اسے روک لیا جائے اور اس کا مسلمان ہال و دولت چاہیں لیا جاوے جس سے آئندہ مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے ہتھیار خریدیں گے، مگر وہ قائلہ دوسرے راستے سے نکل گیا اور کفار مکہ جنگ کے لئے آگئے۔ غیر فالتشو کہ اسے ابو سفیان کا بھی قائلہ مراد ہے۔ اس طرح کہ جنگ بدر واقع ہو جس میں سرداران قریش مسلمان بچوں کے ہاتھوں مارے جانے اور بہت مسلمان مسلمانوں کو مارے

(بقیہ صفحہ ۲۸۲) بہت سے کفار قیدی ہو کر تہارے ہاتھ لگیں اور آخر کار ایمان لائیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ کبھی دنیاوی مصائب کا انجام بڑا شاندار ہوتا ہے۔ ۱۶۔
بحرین سے مراد مشرکین ہیں یعنی کفار کو مسلمانوں کی یہ فتح بہت بھاری پڑی اور علیہ حق ناگوار ہوا

۱۔ میدان بدر میں حضور نے مسلمانوں کی قلت اور کفار کی کثرت ملاحظہ فرما کر بارگاہ الہی میں دعا کی اور عرض کیا کہ اگر تو نے اس کوئی پھوٹی مسلمانوں کی جماعت کو ہلاک کر دیا تو دنیا میں کوئی حیرانامہ یوں نہ رہے گا۔ رب نے حضور کی دعا قبول فرمائی۔ اس موقع پر یہ آیت اتری۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کی دعا ساری امت کی دعا ہے کہ دعا صرف حضور نے کی مگر رب نے فرمایا

تَشْفِعُونَ دِيْنَكُمْ جَعَلَ خَيْرَ تَم سب مرد مانگتے تھے۔ ۲۔
چنانچہ جنگ بدر میں اولاً ایک ہزار فرشتے آئے۔ پھر تین ہزار۔ پھر پانچ ہزار۔ صحابہ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ان کے آگے کافر بھاگا جا رہا ہے۔ اچانک کوڑے کی آواز آئی اور کافر خود بخود قتل ہو گیا ۳۔ معلوم ہوا کہ یہ فرشتے کفار کی ہلاکت کے لئے نہ آئے تھے ورنہ ایک ہی فرشتہ کافی تھا۔ صرف مسلمانوں کی مدد کے لئے آئے تھے۔ ۴۔
اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ اصحاب بدر ایسے غلط والے ہیں کہ ان کے دوش بدوش ملائے کفار سے لڑے۔ دوسرے یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایسی شان والے ہیں کہ فرشتوں نے حضور کے ماتحت اسلام کی خدمت کی۔ کیونکہ اس جنگ میں حضور پہ سالار اعظم تھے اور یہ تمام فرشتے خدام بارگاہ ۵۔ جنگ بدر میں مسلمان قدرتی طور پر اوگھ رہے تھے اور منافق پریشان تھے۔ معلوم ہوا کہ جناد میں ۴ مناظرہ میں اوگھ اللہ کی رحمت ہے کہ یہ اطمینان قلب اور کفار سے بے خوفی کی علامت ہے۔ نماز میں اوگھ شیطانی اثر ہے۔ ۶۔ کہ تم اس پانی سے وضو اور غسل کر سکو کیونکہ مسلمان جس جانب بدر میں تھے اس طرف پانی کی بہت ٹنگی تھی۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ طہارت سے مراد بے وضوئی ہے اور رجز شیطان سے مراد بے غسلی یعنی احتلام ہے کیونکہ احتلام شیطان کے اثر سے ہوتا ہے۔ (روح) ۷۔ اس ناپاکی سے دوسرے مراد ہے نہ کہ بدعتیہ کیونکہ صحابہ بدعتیہ نہیں ہو سکتے۔ معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل کے لئے سکینے تابوت آیا تھا اور ان مومنوں کے لئے فرشتے ۸۔ بدر کے دن مشرکین نے پانی والے میدان پر قید کر لیا۔ اور مسلمان ریت پر حصہ میں اترے جس سے ان کے پاؤں دھنسے تھے۔ بعض حضرات کو وضو کی بعض کو غسل کی حاجت ہوئی اور تمام غازیوں کو سخت پیاس تھی۔ شیطان نے بعض کے دلوں میں دوسرے ڈالا کہ اگر تم حق پر ہو تو تم یہاں ایسی مشکلات میں کیوں چھٹے اور مشرکین ایسے

۲۸۳
آل انعام

لَكُمْ اَنْتِي مُبْدَكُمْ بِالْفِ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرُوۡفِيۡنَ ۝۱۰

نہیں مدد دینے والا ہوں مگر فرشتوں کی قطار سے ۱۰۔

وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰی وَلِتَطْمَیۡنَ بِہٖ قُلُوۡبُکُمْ

اور یہ تو اللہ نے نہ کیا مگر بھاری خوشی کو کہ اس لئے کہ قبائے دل بہن پائیں

وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِّنْ عِنۡدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیۡزٌ

اور مدد نہیں مگر اللہ کی طرف سے کہ جہت شک اللہ غالب

حٰکِمٌ ۝۱۱ اِذْ یَغۡشِیۡکُمُ النَّعَاسَ اَمٰنَۃً مِّنۡہٗ وَیَنۡزِلُ

حکمت والا ہے جب اس نے تمہیں اوگھ سے گھر دیا تو اس کی طرف سے ہیں غمی اور

عَلَیۡکُم مِّنَ السَّمَآءِ مَآءٌ لِّیُطَهِّرَکُمۡ بِہٖ وَیُذَہِبَ

آسمان سے تم پر پانی اتارے کہ تمہیں اس سے تھوکرے نہ اور شیطان کی

عَنۡکُمۡ رَّجۡزَ الشَّیۡطٰنِ وَلِیُزِیۡطَ عَلٰی قُلُوۡبِکُمۡ

ناپاکی تم سے دور فرمائے کہ اور تہارے دلوں کو غمازیانہ صائے اور

وَبَشِّرَتۡ بِہِ الْاَقۡدَامَ ۝۱۲ اِذْ یُوحِیۡ سَرۡبُکَ اِلَی

اس سے تہارے تم مانے کہ جب اے محبوب تمہارا رب فرشتوں کو دے

الْمَلٰٓئِکَۃَ اَتٰی مَّعَکُمۡ فَتَنَّتُوۡا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا

بہت تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تم مسلمانوں کو نہایت رکھو

سَآلِقِیۡ فِیۡ قُلُوۡبِ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَالرَّعۡبُ قَاضِرُوۡا

مقترب میں کافروں کے دلوں میں بہت ڈاؤں چلائے کہ کافروں کی

قُوۡقِ الْاَعۡنَاقِ وَاضِرُوۡا مِّنۡہُمۡ کُلَّ بَنَآنٍ ۝۱۳

گردنوں سے اوپر مارو اور ان کی ٹہک ایک بلور پر ضرب ڈالو کہ

ذٰلِکَ یَاۡمُہُمۡ شَاقُوۡا اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗ وَمَنْ یُّشَاقِقِ

اس لئے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی ۱۳۔ اور جو اللہ اور اس کے

آرام کی جانب کیوں گھمے۔ آئندہ تم کو فتح پانے کی کیا امید ہے۔ رب تعالیٰ نے بارش بھیجی جس سے یہ ریشہ جم کر زمین چٹنے پھرنے کے قابل ہو گئی۔ غسل اور وضو ہو گئے۔ پانی برتنوں میں بھر لئے اور پیاس بجھائی گئی۔ مسلمانوں کے دل مطمئن ہوئے اور یہ بارش آئندہ فتحیابی کی نیک فال ہوئی۔ شیطانی دوسے دور ہوئے صحابہ کے دل بہت خوش ہوئے۔ اس آیت میں اس کی طرف اشارہ ہے۔ ۹۔ یہاں وحی سے مراد الہام اور دل میں ڈالنا ہے اور فرشتوں سے وہ فرشتے مراد ہیں جو مسلمانوں کی مدد کے لئے بدر میں حاضر ہوئے تھے اور اس کلام کا مقصد یہ نہیں کہ فرشتوں کو از قہار تہارے رب نے دور فرمایا کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں مقصد یہ ہے کہ اے فرشتو! اس جلاویں شرکت کی وجہ سے تمہاری شان بہت بلند ہو گئی کہ تم کو ہماری معیت نصیب ہو گئی۔ خیال رہے کہ جیسے صحابہ میں بدر کے صحابہ تمام سے افضل ہیں ایسے ہی

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا دشمن ہے۔ اس وقت اپنی اذیتاں کو عمل نہ دیا جائے۔ غریبہ جہاد مکی جنگ نہ ہو بلکہ دینی جنگ ہو۔ نیاوی جنگ فساد ہے۔ دینی جنگ جہاد۔

۱۔ یعنی بدر کی شکست کا۔ اب اس سے دوسرے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کافر کے دنیاوی مذاہب آخرت کے مذاہب کو ہلانے کریں گے وہ اس کے علاوہ ہو گا دوسرے یہ کہ دنیا کی سزا آخرت کے مذاہب کے مقابل بہت تھوڑی ہے اس لئے اسے قربان کیا یہ چھو ۲۔ لام اردو زبان میں بڑی بھاری فوج کو کہتے ہیں کافروں میں مشرکین، یہودی، عیسائی سب داخل ہیں۔ یہ علم کفار سے جنگ کا ہے مسلمانوں کی دنیاوی جنگ میں جو پیچھے دکھائے اور صلح کرے وہ ثواب کا مستحق ہے بلکہ صلح کرنا بھی ثواب ہے ۳۔ یعنی بھانکا تو برا گناہ ہے بھانکنے کے ارادے سے ان کی طرف پیچھے بھی نہ پیچھو اگرچہ کفار زیادہ ہوں اور مسلمان تھوڑے پھر بھی یہ حکم ہے آخری چیز قتل ہے جو مومن کے لئے شہادت ہے ۴۔ جہاد میں پیچھے پھرنے کی یہاں تین نو عین بیان ہوئیں۔ جنگی چال کہ اولاً "بھانکا پھر اچانک پلٹ کر حملہ کرنا" مسلمان غازی اپنی فوج سے گت کر کافروں میں گھر گیا تھا" بھانگ کر اپنی فوج میں جا پیچھے فرار ہو کر میدان جنگ چھوڑ دینا۔ پہلے دو محمود ہیں۔ تیسرا سرور۔ معلوم ہوا کہ جہاد سے بھانکا گناہ کبیرہ ہے۔ اگر یہ بھانکا سخت مذہوری کی وجہ سے ہو تو اس کا اور حکم ہے۔ جنگ احد اور جنگ حنین میں جن صحابہ کے قدم اکٹھے گئے تھے ان کی عام معافی کا اعلان ہو چکا رب نے فرمایا عفا اللہ عنہم اب جو کوئی ان پر اس وجہ سے زبان طعن و راز کرے وہ بے دین ہے۔ آدم علیہ السلام کی خطا کی معافی کا اعلان ہوا اب ان پر طعن کرنا بے ایمانی ہے۔ گناہ کبیرہ قریباً ستر ہیں۔ ان میں سے جہاد سے بھانگ جانا بھی ہے (روح البیان) ۵۔ شان نزول۔ جب جنگ بدر سے مسلمان واپس ہوئے تو کوئی کہتا تھا میں نے فلاں کافر کو مارا۔ کوئی کہتا تھا کہ میں نے فلاں کافر کو قتل کیا۔ اس

(بقیہ صفحہ ۲۸۳) فرشتوں میں وہ قریشی افضل ہیں جو بدر میں موجود تھے ۱۰۔ معلوم ہوا کہ فرشتوں کے ذریعہ جہاد میں مسلمانوں کو ثابت قدمی دل کا اطمینان نصیب ہوتا ہے ایسے ہی حشر کے وسیلہ سے اللہ کی تمام نعمتیں ملتی ہیں۔ ۱۱۔ کہ وہ قدرتی طور پر مسلمانوں سے ڈریں گے۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے فضل سے مومن کے دل میں کفار کا خوف نہیں آتا۔ بلکہ کفار کو مومن کی اذیت ہوتی ہے ایمان مومن کا پورا ہتھیار ہے۔ ۱۲۔ اس میں مسلمانوں سے خطاب ہے کہ کفار کو جوڑوں پر مارو۔ اس آیت میں نبوت کے فن کا ثبوت ہے جس میں دشمن کے ہر جوڑ پر چوٹ مارنا سکھایا جاتا ہے۔ ۱۳۔ معلوم ہوا کہ جہاد میں مسلمانوں کو کافر پر اس لئے غصہ چاہیے کہ وہ

اللَّهُ وَرَسُولُهُ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝ ذِكْرٌ

رسول سے مخالفت کرے تو بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے یہ قرآن مجید

فَذَوْقُوا وَأَنَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابَ النَّارِ ۝

اور اس کے ساتھ یہ ہے کہ کافروں کو آگ کا عذاب ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا

اے ایمان والو جب کافروں کے لام سے تمہارا مقابلہ ہو

زَحْفًا فَلَا تُولُوهُمْ الْأَدْبَارَ ۝ وَمَنْ يُولُوهُمْ

تو انہیں پیٹھ نہ دوٹ اور جو اس دن انہیں پیٹھ دے گا

دُبْرًا إِلَّا مَتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ أَوْ مُتَحَيِّزًا إِلَىٰ فِئَةٍ

مگر لڑائی کا ہنر کرنے یا اپنی جماعت میں جاملنے کو

فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ وَمَا وَدَّ جَهَنَّمُ

تو وہ سب اللہ کے غضب میں پڑا اور اس کا گناہ دوزخ ہے

وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝ فَلَمْ تَقْتُلُوهُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ قَتَلَهُمْ

اور کیا بری بے جگہ پٹنے کی جگہ تو تم نے انہیں قتل نہ کیا بلکہ اللہ نے انہیں قتل کیا

وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ وَلَئِن لَّمْ

اور لے گھربہ ہوا فاک جو تم نے پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی اور اس نے تم

الْمُؤْمِنِينَ وَمِنْهُ بَلَاءٌ حَسَنٌ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ

کہ مسلمانوں کو اس سے اچھا انجام عطا فرمائے گا ہے بیشک اللہ سنتا

عَلِيمٌ ۝ ذِكْرٌ وَأَنَّ اللَّهَ مُؤَمِّنُ كَيْدِ الْكَافِرِينَ ۝

جاننا ہے یہ تو لوگ اور اس کے ساتھ یہ ہے کہ اللہ کافروں کا دواں سست کر دیتا ہے

إِنْ تَسْتَفْتِحُوا فَقَدْ جَاءَكُمُ الْفَتْحُ وَإِنْ تَنْتَهُوا

اے کافرو اگر تم پھید مانگتے ہو تو یہ فیصلہ تم پر آجھائے اور اگر باز آؤ تو

موقوف پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ جس میں فرمایا گیا کہ تم اس فتح و نصرت کو اپنی قوت بازو کا نتیجہ نہ سمجھو رب کی طرف سے جانو اور اس کا شکر کرو مومن کی یہ ہی شان چاہیے ۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ محبوں کا فضل رب کا فضل ہوتا ہے اور مومن خدا کی طاقت سے کام کرتا ہے کہ اس کے ہاتھ پاؤں میں رب کی طاقت ہوتی ہے ۲۔ یہاں نبی اور صحابہ کے کاموں میں فرق یہ ہے کہ صحابہ سے قتل کی بالکل نفی فرمادی مگر حضور کے معنی بھر خاک پھینکنے کی بالکل نفی نہ فرمائی۔ بلکہ اذیت نہ فرما کر ثابت بھی رکھا۔ جنگ بدر میں حضور نے ایک علمی خاک شافعیہ فرمایا کہ کفار کی طرف جنگی جو قیام کافروں کی آنکھوں میں پڑ گئی۔ یہی واقعہ اس آیت میں بیان ہوا ہے۔ ۳۔ یعنی بدر کے تمام واقعات اس لئے ہوئے کہ مسلمانوں کو نصرت و نصرتی کا انعام دیا جائے۔ یہاں بلاء۔ معنی انعام ہے۔ انعام بھی بڑا بھاری۔ کیونکہ

(بقیہ صفحہ ۲۸۳) جیسے نصیحت آزمائش ہے، ایسے ہی انعام بھی سخت آزمائش ہے۔ ۹۔ ایمان اٹھا لیا یا پار اخطاب ہے کہ اسے محبوب کے غلام یا یہ تمکیدی اور نصیحت تو فی الحال کے لیے۔ ابھی دنیا اور آخرت میں اور بہت کچھ ملے گا۔ مطالبہ ہے اور عزت افزائی بھی ۱۰۔ کفار کہ جب جنگ کے لئے بدر کی طرف چلے تو انہوں نے خطاب کعب سے اپنا کر دیا مگر کہ اسے اللہ اہم میں سے جو حق پر ہو اس کی فتح ہو اور فتح مسلمانوں کو ہوگی۔ تب یہ آیت کریمہ اتری۔ یعنی تمہارا مانگا ہوا فیصلہ ہے جس سے اسلام کی حقانیت ظاہر ہوگئی۔

۱۔ یعنی اگر تم اپنے کفار اور مسلمانوں سے لڑنے سے باز آ جاؤ تو تمہارا ہی بھلا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہماری نیکی خود ہمارے ہی لئے فائدہ مند ہے۔ اللہ و رسول پر اس میں احسان نہیں۔ ۲۔ یہ غیب کی خبر ہے جو رب نے پوری فرمادی حضور کے زمانے اور صحابہ کرام کے عہد خلافت میں قودے مسلمان بہت کافروں پر غالب آئے۔ جنگ یرموک میں جو عہد غاروقی میں ہوئی، عیسائی سات لاکھ تھے، مسلمان چالیس ہزار مگر فتح مسلمانوں کو ہوئی۔ اب بھی اگر مجاہدین اخصاص سے جہاد کریں تو اللہ قودوں کو بہت پر فتح دیتا ہے۔ ۳۔ اللہ تعالیٰ کا ساتھ مکانی نہیں بلکہ کرم کے ساتھ ہے۔ علم الہی کا ساتھ ہونا۔ مومنوں سے خاص نہیں۔ اللہ کا علم تو ہر چیز کے ساتھ ہے۔ غرضیکہ اللہ کا غضب کافروں کے ساتھ ہے اور اس کا کرم مومنوں کے ساتھ، اس کا علم سب کے ساتھ ۴۔ خیال رہے کہ اطاعت تو اللہ تعالیٰ کی بھی واجب ہے۔ حضور کی بھی اور حضور کی نیابت میں علماء دین کی بھی، ماں باپ وغیرہ کی بھی۔ مگر اتباع صرف حضور ہی کا ہو گا۔ اطاعت صرف فرمان میں ہوئی ہے، اتباع قول و فعل سب میں یعنی جو حضور کو کہتے دیکھو وہ کرو ہر حدیث کی بھی اتباع نہیں۔ حضور کی خصوصیات ہم نہیں کر سکتے۔ جیسے نو بیویاں رکھنا، امر کی اطاعت واجب ہے مشورہ میں اختیار ہوتا ہے۔ یعنی رسول اللہ کے 'خیر اپنے قریبی مرتبہ کی طرف لو جتی ہے۔ اور وہ رسول ہے معلوم ہوا کہ رسول سے پھرنا اللہ سے پھرنا ہے اس لئے حد میں واحد کی تعمیر لائی تھی حالانکہ اس سے پہلے اللہ و رسول دونوں کا ذکر ہے۔ ۶۔ جیسے منافقین کہ حد سے کہہ دیتے حضور میں لیا۔ مگر عمل نہیں کرتے۔ کافر سے ممتاز رہے ۷۔ شان نزول۔ یہ آیت بنی عبدالدار بن قحط کے متعلق اتری جو کہتے تھے کہ جو کچھ حضور لائے۔ ہم اس سے ہرے اندھے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو نبی سے فائدہ نہ اٹھائے وہ جانوروں سے بدتر ہے۔ دیکھو نوح علیہ السلام کو حکم تھا کہ کشتی میں جانوروں کو سوار کر لو مگر کافر کو نہ

اقوال العلماء	۲۸۵	الانفال
<p>فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَإِنْ تَعُدُّوا نَعْدًا وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا وَلَوْ كَثُرَتْ وَإِنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ ①</p> <p>یہاں پہلا حصہ ہے اور اگر تم پھر شہادت کرو کہ ہم پھر سزا دل گئے اور تمہارا حصہ</p> <p>اہیں کہ تمہارے لئے کچھ ہے کتنا ہی بہت ہوگا اور اس کے ساتھ ہے کہ اللہ</p> <p>المؤمنین ① یٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اطِيعُوا اللّٰهَ</p> <p>مسلمانوں کے ساتھ ہے۔ اسے ایمان والوں اللہ اور اس کے رسول کا</p> <p>وَرَسُوْلَهُ وَلَا تَوَلَّوْا عَنَّهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ② وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ③</p> <p>حکم مانو گے اور سن سنا کر اس سے نہ پھر رو گے اور ان</p> <p>جیسے نہ ہونا جنہوں نے کہا ہم نے سنا اور وہ نہیں سمجھتے نہ</p> <p>اِنَّ شَرَّ الدِّیْنِ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ الصَّمَّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ④</p> <p>بے شک سب جانوروں میں بدتر اللہ کے نزدیک وہ ہیں جو بولے کچھ</p> <p>وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِیْمَ خَيْرًا لَّاسْمَعَتْ اٰیٰتِیْنَ مِّنْ رَّسُوْلِیْ ⑤</p> <p>اے میں جن کو عقل نہیں ہے اور اگر اللہ ان میں کچھ بھلائی جانتا تو انہیں سنا دیتا ہے</p> <p>وَلَوْ اَسْمَعَتْ لَتَوَلَّوْا وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ⑥</p> <p>اور اگر سنا دیتا جب بھی انہما کھار منہ پھیر کر ہٹ جاتے لے لے ایمان والو</p> <p>اٰمِنُوْا سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَلِلّٰهِ الرَّسُوْلُ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا یُحِبُّکُمْ</p> <p>اللہ اور رسول کے بلانے پر حاضر ہونا جب رسول نہیں لے اس چیز کیلئے بلاتے جو</p> <p>وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ یَحُوْلُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِہٖ ۚ وَاَنَّہٗ</p> <p>نہیں زندگی بچنے کی نلکہ اور جان کر کہ اللہ کو حکم آئی اور اسے ولی اللہوں میں حاضر ہو جاتا ہے کہ</p> <p>اِلَیْہِ تُشْرَکُوْنَ ⑦</p> <p>اور جو کہ نہیں اس کی طرف اٹھتا ہے اور اس شخص سے کہے کہ جو کہ ہم میں حاضر ہو اور جس کام کو سرکار</p>		
<p>مذہب ۲</p>		

بھلائی یہ بھی معلوم ہوا کہ جس زبان 'ا' کے کان عقل سے حضور کی معرفت نصیب نہ ہو وہ کوئی 'اندھی' نہیں ہے اور وہ عقل ہے عقلی ہے۔ ہمارے ہی عبدالدار جنگ احد میں مارے گئے۔ ان میں صرف دو شخص ایمان لائے۔ مصعب بن عمیر اور سہیل بن حرہ (فرزانہ العرقان) ۸۔ یعنی اگر ان کے دلوں میں ایمان ہوتا تو انہیں حق سننے اور اس پر عمل کی قوت ملتی۔ ایمان سب پر مقدم ہے۔ ۹۔ یعنی اگر یہ کفار حضور کی محبت و عقیدت کے بغیر کچھ سن بھی لیں تب بھی اس پر قائم نہ رہیں گے۔ بد نصیب ایمان لانے کے بعد بھی مرتد ہو جاتا ہے ۱۰۔ اس سے چند مسائل معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کا بلانا اللہ تعالیٰ کا بلانا ہے۔ کیونکہ بلا واسطہ کسی کو نہیں بلاتا۔ دوسرے یہ کہ مسلمان کسی حال میں بھی جو حضور کے بلانے پر فوراً حاضر ہو جاوے بلکہ اگر کوئی نمازی بحالت نماز حضور کے بلانے پر حاضر ہو اور جس کام کو سرکار

(صفحہ ۲۸۵) سمجھیں وہ کبھی آئے جب بھی نمازی میں ہو گا جتنی رکعات رہ گئی تھیں وہی پوری کرے گا۔ اگر نمازی کا وضو نیت جائے تو وضو کر آنے سے نماز میں نوبتی۔ حضور کو سلام کرنا نماز فاسد نہیں کرتا۔ ۱۱۔ خیال رہے کہ اللہ بھی حضور کے واسطے سے بلاتا ہے۔ قرآن وحدیث ایک ہی زبان سے ادا ہوتی ہیں یعنی حضور کی زبان سے جس کے مطلق انہوں نے فرمایا کہ یہ قرآن ہے ہم نے اسے قرآن مان لیا اور جس کے مطلق انہوں نے فرمایا کہ یہ حدیث ہے ہم نے اسے حدیث مان لیا۔ زبان ایک ہے مگر کلام کی نوعیتیں دو ہیں۔ لہذا بلانے والے تو حضور ہی ہوں گے۔ کہیں اپنا نام لے کر کہیں رب کا نام لے کر کہیں رب کا حکم سن کر۔

ظَلَمُوا مِنْكُمْ خَاصَّةً وَعَلِمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ

ہی کو نہ پہنچے گمان اور جان لو کہ اللہ کا عذاب

الْعِقَابِ ۝ وَاذْكُرُوا إِذْ أَنْتُمْ قَلِيلٌ مُسْتَضْعَفُونَ

تحت ہے اور یاد کرو جب تم ٹھوسے تھے کم میں دھبے ہوئے

فِي الْأَرْضِ تَخَافُونَ أَنْ يَتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاولَكُمْ

ڈرتے تھے کہ کہیں لوگ تمہیں نہ تو اس نے تمہیں جھڑی

وَأَيُّكُمْ يَنْصُرُهُ وَرِثَاقَكُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ لَعَلَّكُمْ

اور اپنی مدد سے زور دیا اور سفیری چیزیں تمہیں روزی دیں کہ کہیں تم

تَشْكُرُونَ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللَّهَ وَ

احسان مانو اسے ایمان والو اللہ اور رسول سے دغا

الرَّسُولَ وَتَخُونُوا أَمْلَتِكُمْ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ وَعَلِمُوا

نہ کرو اور نہ اپنی امانتوں میں نہ دستہ خیانت نہ اور ایمان رکھو

أَنَّهُمْ أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَأَنَّ اللَّهَ عِنْدَ أَجْرٍ

کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد بھتنے ہیں اور اللہ سے پاس جزا

عَظِيمٌ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَلْ

تو آپ سے لے ایمان والو اگر اللہ سے ڈر گئے تو تمہیں وہ دے گا جس سے

لَكُمْ فُرْقَانًا وَيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ

حق کو باطل سے جاکر لکھ اور تمہاری برائیاں تمہارے گناہوں اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ

ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝ وَادِّعْ كُرْبُكَ الَّذِينَ كَفَرُوا

بڑے فضل والا ہے اور لے محبوب یاد کرو جب کا کفر تمہارے ساتھ کر کرتے تھے

لِيُثْبِتَنَّوْكَ أَوْ يُقْسِلُوْكَ أَوْ يُخْرِجُوْكَ وَيَمْكُرُونَ وَ

کہ تمہیں بندہ کر لیں یا ٹھیکہ کر دیں یا نکال دیں اور وہ اپنا ساز کر کے تھے اور

اس لئے کہ میں دماغ واحد ارشاد ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حدیث پر عمل کرنا اتنا ہی لازم ہے جتنا قرآن ہے۔ ۱۲۔ اس سے مراد کلمہ طیبہ یا حضور کا حفظ یا جہاد یا قرآن کریم ہے۔ آیت کا مضاف یہ ہے کہ چونکہ وہ تمہیں ہمیشہ ایسی چیز کے لئے بلاتے ہیں جو تمہاری زندگی کا باعث ہے لہذا ان کے بلائے پر فوراً حاضر ہوا کرو۔ یہ قید احترازی نہیں بلکہ بیان واقعہ ہے۔ ۱۳۔ کبھی اس طرح کہ اچانک موت آجاتی ہے، کبھی ارادہ خیر دل میں پیدا ہو کر رہ جاتا ہے، غریبیک ہزار رکاوٹیں پیدا ہو جاتی ہیں لہذا حضور کی اطاعت میں جلدی کیا کرو۔

۱۔ جب گناہ زیادہ ہو جاویں اور پیشوایان قوم اچھی باتوں کا حکم دینا بری باتوں سے روکنا چھوڑ دیں تو عذاب عام نازل ہو جاتا ہے۔ لہذا علماء کو یہ خیال نہ چاہیے کہ لوگ گمراہ ہوتے ہوں تو ہوں ہم کو کیا ہم تو نیکی کر رہے ہیں اگر کشتی میں ایک سوراخ کر دے تو عام سواریاں ہلاک ہوں گی۔ ۲۔ اس میں خطاب مہاجرین مومنین سے ہے ان کو وہ

حال یاد دلایا جا رہا ہے جو ہجرت سے پہلے تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی نعمتیں یاد کرنا اور اپنا گزرا ہوا وقت یاد رکھنا اعلیٰ عبادت ہے۔ کہ اس سے اللہ کے شکر کی توفیق ملتی ہے۔ یعنی تم ڈرتے تھے کہ کفار ہم کو ہلاک کر دیں یا تم کو مکہ معظمہ سے نکال دیں ۳۔ یعنی تم کو مدینہ منورہ میں جگہ بخشی اور انصار کے مال میں تمہارا حصہ کیا۔ پھر

جہاد میں غنیمت عطا فرمائی اس سے معلوم ہوا کہ مدینہ پاک میں رہنا اللہ کی نعمت ہے اور غنیمت اعلیٰ درجہ کی غیبی روزی ہے ۴۔ امانت میں مال، راز، عزت و آبرو سب قسم کی امانتیں داخل ہیں۔ یعنی کسی کا مال نہ مارو۔ کسی کے خفیہ راز جو تم سے کہے گئے فاش نہ کرو۔ ایک دوسرے کو ذلیل نہ کرو ۵۔ شان نزول یہ آیت ابولہب صحابی کے بارے میں آئی جنہوں نے مدینہ کے یہودی قرینہ پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک راز فاش کر دیا نبی قرینہ اپنے مکانات میں محصور ہو گئے تھے۔ حضور نے فرمایا کہ تم سعد بن معاذ کے فیصلہ پر راضی ہو جاؤ۔ انہوں نے عرض

کیا کہ ابولہب کو ہمارے پاس بھیج دیں۔ ہم ان سے مشورہ کر لیں۔ ابولہب کو بھیجا گیا تو انہوں نے پوچھا کہ سعد بن معاذ کیا فیصلہ کریں گے تو انہوں نے اپنے حلق پر انگلی پکڑ کر اشارہ کر دیا کہ سب کو قتل کا حکم دیں گے۔ پھر ابولہب شرمندہ ہوئے اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ کی خیانت کی اور اپنے کو مسجد کے ستون سے بندھوا دیا۔ اور فرمایا کہ اللہ کی قسم میں اس وقت تک نہ کھلوں گا جب تک حضور مجھے خود نہ کھولیں۔ جب حضور کے سامنے یہ واقعہ پیش ہوا تو فرمایا کہ اگر ابولہب میرے پاس آجائے تو میں ان کے لئے دعا و مغفرت کروں گا مگر جبکہ وہ مسجد میں پہنچ گئے ہیں تو اب میں اس وقت تک ان کو نہ کھلوں گا جب تک رب تعالیٰ ان کی توبہ قبول نہ فرمائے۔ سات روز تک یہ بندھے رہے، آٹھویں دن توبہ قبول ہوئی۔ لوگوں نے بشارت پہنچائی تو فرمایا مجھے حضور ہی کھولیں تو کھلوں گا اس واقعہ کا اس آیت میں ذکر ہے۔ اس سے

۱۔ اس طرح کہ حضرت جبریل کے ذریعہ آپ کو ان کی ساز باز کی اطلاع دے دی اور کھڑی کے جلال کے ذریعہ آپ کو بچالیا۔ ۳۔ شان نزول۔ صبر میں عارث کتنا تھا کہ قرآن شریف انسانی کلام ہے، اگر ہم چاہیں تو ہم بھی ایسا کلام کہہ سکتے ہیں۔ اس کے متعلق یہ آیت کریمہ اتزی یہ اس کی محض بکواس تھی۔ قرآن کریم نے تو سارے کفار عرب کو اپنے مقابلہ کے لئے لٹکارا سارے فصحاء ایک آیت بھی قرآن کریم کی طرح نہ بنا سکے۔ ۴۔ شان نزول۔ صبر میں عارث اور اس کے ساتھی اپنے مانتوں میں اپنی حقانیت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر طور پر انہیں سنا کر یہ دعا کرتے تھے کہ لوگ سمجھیں کہ ان لوگوں کو اپنی حقانیت اور قرآن کے غلط ہونے کا پورا یقین ہے۔ تب ہی

ایسے جزم سے ایسی دعا کر رہے ہیں ان کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور ہر وقت ہر مسلمان کے ساتھ ہیں اس لئے ہم پر ہمارے گناہوں کی وجہ سے عذاب نہیں آتا۔ کیونکہ عذاب نہ آنے کی وجہ حضور کی موجودگی ہے، رب فرماتا ہے، إِنَّ رُضْفَةَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِنَ الْمُحْسِنِينَ اور فرماتا ہے۔ وَمَا زِلْنَاكَ بِاللَّحْظَةِ نَلْمُكَ بِحُضُورِ اللَّهِ فِي رَحْمَتِ اللَّهِ فِي رَحْمَتِ اللَّهِ۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حدیق اکبر فاروق اعظم کی قبروں میں عذاب نہیں کیونکہ حضور ان کے پاس ہیں اور وہ آغوش مصطفیٰ میں سو رہے ہیں۔ جو انہیں عذاب میں مبتلا نہ کرے۔ ۵۔ یعنی ان کے گلوں میں مکالوں میں فراق مسلمان بھی ہیں۔ جو دعا مغفرت کر رہے ہیں، یا ان کفار کی پشتوں میں موسیٰ اولاد بھی ہے جو آئندہ پیدا ہو کر استغفار پڑھا کرے گی۔ اگر یہ لوگ ہلاک کر دیتے جاویں تو وہ اولاد کیسے پیدا ہو، یا ان میں سے بعض لوگ ایمان لا کر استغفار پڑھا کریں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ استغفار کی برکت سے عذاب دور ہو جاتا ہے۔ غلی مرتضیٰ فرماتے ہیں کہ دنیا میں دو آمان ہیں۔ حضور کی ذات اور استغفار حضور نے تو پورہ فرمایا، استغفار قیامت تک رہے گی۔ ۶۔ یعنی ان لوگوں پر عذاب ضرور آئے گا کیونکہ انہوں نے یہ گناہ مذکور کئے ہیں۔ اگرچہ عذاب کی نوعیت کچھ اور ہو۔ چنانچہ رب تعالیٰ نے کفار کو شکست دی۔ آخرت کا عذاب اس کے علاوہ ہے۔ معلوم ہوا کہ مسلمان کو بلا عذر مسجد سے روکنا سخت جرم ہے۔ ۷۔ معلوم ہوا کہ کوئی کافر اور فاسق ولی نہیں ہو سکتا۔ تقویٰ کے چار درجے ہیں، اس لئے ولایت کے بھی چار درجے ہوئے۔ کفر سے بچنا، گناہوں سے بچنا، محکوک چیزوں اور شہادت سے بچنا، غیر اللہ سے بچنا، غیر اللہ وہ جو رب سے غافل کرے۔ اگر نماز و دیگر عبادات ریا کے لئے ہوں تو وہ غیر اللہ ہیں اور اگر کھانا رب کے لئے ہو تو وہ غیر نہیں۔ مگر بعض لوگ ہر جگہ چری کو ولی سمجھ لیتے ہیں۔ یہ غلط ہے۔ بعض لوگ بے ایمان کو ولی جانتے ہیں۔ یہ بھی دھوکہ ہے ۸۔ شان

نزول۔ قریش مکہ بیت اللہ میں آکر بتائیں اور بیٹھیں بجاتے تھے اور اسے عبادت جانتے تھے۔ جب حضور نماز پڑھتے تو یہ لوگ یہ حرکتیں کرتے اور خوش ہوتے کہ ہم بھی نماز پڑھ رہے ہیں۔ اس پر یہ آیت اتزی یہ اس کی محض بکواس تھی۔ قرآن کریم نے تو سارے کفار عرب کو اپنے مقابلہ کے لئے لٹکارا سارے فصحاء ایک آیت بھی قرآن کریم کی طرح نہ بنا سکے۔ ۴۔ شان نزول۔ صبر میں عارث اور اس کے ساتھی اپنے مانتوں میں اپنی حقانیت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر طور پر انہیں سنا کر یہ دعا کرتے تھے کہ لوگ سمجھیں کہ ان لوگوں کو اپنی حقانیت اور قرآن کے غلط ہونے کا پورا یقین ہے۔ تب ہی

يَمْكُرُ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَكْرِيْنَ ۝ وَاذِنتُ لِي عَلَيْهِمْ

اَللّٰهُ لِيْ خَيْرٌ مِّنْ قَوْلِكَ وَاذِنتُ لِيْ خَيْرٌ مِّنْ قَوْلِكَ اور جب ان پر جاری

اَيْتِنَا قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَاءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَا اَدِ

اَتَيْتُمْ بِحُجَّتٍ مَّا بَيْنَ يَدَيْنَا مِنْ نَّهْيٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ اَمْ هُمْ

اِنْ هٰذَا اِلَّا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَاذِ قَالُوْا اَللّٰهُمَّ

اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمِطْ عَلَيْنَا

اَلْزُلْزَلَةَ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَاذِ قَالُوْا اَللّٰهُمَّ

اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمِطْ عَلَيْنَا

اَلْزُلْزَلَةَ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَاذِ قَالُوْا اَللّٰهُمَّ

اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمِطْ عَلَيْنَا

اَلْزُلْزَلَةَ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَاذِ قَالُوْا اَللّٰهُمَّ

اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمِطْ عَلَيْنَا

اَلْزُلْزَلَةَ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَاذِ قَالُوْا اَللّٰهُمَّ

اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمِطْ عَلَيْنَا

اَلْزُلْزَلَةَ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَاذِ قَالُوْا اَللّٰهُمَّ

اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمِطْ عَلَيْنَا

اَلْزُلْزَلَةَ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَاذِ قَالُوْا اَللّٰهُمَّ

اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمِطْ عَلَيْنَا

اَلْزُلْزَلَةَ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَاذِ قَالُوْا اَللّٰهُمَّ

اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمِطْ عَلَيْنَا

اَلْزُلْزَلَةَ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَاذِ قَالُوْا اَللّٰهُمَّ

اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمِطْ عَلَيْنَا

اَلْزُلْزَلَةَ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَاذِ قَالُوْا اَللّٰهُمَّ

اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمِطْ عَلَيْنَا

اَلْزُلْزَلَةَ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَاذِ قَالُوْا اَللّٰهُمَّ

اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمِطْ عَلَيْنَا

اَلْزُلْزَلَةَ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَاذِ قَالُوْا اَللّٰهُمَّ

اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمِطْ عَلَيْنَا

اَلْزُلْزَلَةَ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَاذِ قَالُوْا اَللّٰهُمَّ

اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمِطْ عَلَيْنَا

۱۔ جنگ بدر میں مسلمانوں کے مقابلے میں کفار کے لشکر پر اٹھان نزل۔ یہ آیت ان بارہ قریشیوں کے متعلق نازل ہوئی جنہوں نے بدر کے موقع پر تمام لشکر کفار کو خرچہ اپنے نام لیا تھا۔ چنانچہ وہ ذات دن اوت ذبح ہوتے تھے رب نے ان کے اس خرچ کو اسلام کے مقابلے میں خرچ کرنا قرار دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بے دینی پھیلاتے کے لئے رسلانہ دوسرے وغیرہ پر خرچ کرنا سب اس میں داخل ہیں۔ ۲۔ اس لئے کہ مالی خرچ ہو گا اور کچھ کام نہ بنے گا۔ گویا خود یہ مالی ہی ان کے لئے حسرت ہو گا۔ یہ کام مایوسہ فرمایا گیا۔ ۳۔ اس میں فیما بین خبر ہے کہ جنگ بدر میں کفار کو شکست ہوئی۔ یا اگرچہ کبھی ظاہری فتح کفار کو دے دی جاوے مگر انجام کار فتح مسلمانوں کی ہو گی۔ اور ایسا ہی ہوا ۴۔ معلوم ہوا کہ

مومن گنہگار اگر دوزخ میں گئے بھی تو ایک دوسرے سے علیحدہ علیحدہ ہو جائیں گے۔ جمع ہو کر نہ جائیں گے۔ تا کہ رسوائی نہ ہو۔ جہنم کی طرف حشر اور اجتماع کفار کا عذاب ہے جس سے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو بچائے گا۔ ۵۔ مسلمانوں کی کامیابی، کفر و اسلام، مومن و کافر میں چھانٹ کا ذریعہ ہے۔ ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسلام کے مقابلے میں کفار ایک ہیں عیسائی، یہودی، ہندو اسلام کے مٹانے کے لئے ایک ہو جاتے ہیں۔ کفر نجاست ہے ایمان طہارت ہے کفر تاریکی ہے۔ اسلام نور ہے۔ ہر کفر جھوٹ ہے، اسلام سچ ہے۔ لہذا وہ سب اکہیں میں مل سکتے ہیں۔ لیکن اسلام سے نہیں مل سکتے مگر اس کے باوجود انشاء اللہ غلبہ اسلام کو ہے۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسلام کی برکت سے کافر کا کفر اور زمانہ کفر کے تمام گناہ صاف ہو جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ حقوق العباد میں جو شرعی حق یا حق اللہ ضائع ہوا، وہ بھی صاف ہو جاتا ہے حقوق العباد صاف نہیں ہوتے۔ اگر مشرک کسی کا قرض مار کر مسلمان ہو جاوے تو قرض صاف نہ ہو گا۔ ۸۔ معلوم ہوا کہ جہاد کا یہ مقصد نہیں کہ کفار کو جبراً مسلمان بنایا جائے بلکہ مقصود یہ ہے کہ کفر کا زور ہے کیونکہ کفر مٹانے کے لئے جہاد نہیں ہوتا بلکہ کفر کا زور توڑ دیا جائے تا کہ اسلام کا راستہ صاف ہو جائے۔ ۹۔ خیال رہے کہ یہاں فتنہ سے مراد خود کفر نہیں بلکہ کفر کا زور توڑنے کے لئے ہوتا ہے۔ دوسری جگہ رب فرماتا ہے عَنِ يَعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَهُمْ مُسْتَبْسَرُونَ اس میں یہ ہی بتایا گیا ہے کیونکہ جب کفار نے جزیہ دینا منظور کر لیا تو ان کا زور ٹوٹ گیا۔ حضور فرماتے ہیں۔ اَوْحَىٰ اَنَا اَتَاكَ الشَّيْءُ حَتَّىٰ يَغْلِبُوا اِلَّا اِنَّ اللّٰهَ يَهْدِي مَن يَشَاءُ معنی ہیں تاکہ، یعنی مجھے حکم دیا گیا کہ کفار سے جنگ نہ کروں کہ وہ مسلمان ہو جائیں۔ یعنی جہاد میں مال کی نیت سے نہ جائیے۔ نیت اشاعت اسلام کی ہو، لہذا قرآن کی آیات اور آیت و حدیث میں تضاد نہیں رہا۔ مقصد یہ ہے کہ دین خوب چمک جاوے اور کسی کافر کو مسلمان پر جبر کر کے

كُفَرُوا يَنْفِقُونَ اَمْوَالَهُمْ لِيَصُدَّوْا عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ

اپنے مال خرچ کرتے ہیں تاکہ اللہ کی راہ سے روکیں تو اسے انہیں

فَسَيَنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يَغْلِبُوْنَ ذٰلِكَ

خرچ کر دیں گے پھر وہ ان پر ہتھیار ہوں گے پھر مغلوب کیجئے ہائیں گے

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِلٰى جَهَنَّمَ يَخْضِبُوْنَ وُجُوْهُهُمْ لِيَمِيْزَ اللّٰهُ

اور کافروں کا حشر جہنم کی طرف ہو گا تاکہ اس لئے کہ اللہ

الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ الْخَبِيْثَ بَعْضُهُ

گندے کو ستھرے سے جدا فرما دے اور نکستوں کو تلے اوپر رکھ کر

عَلٰى بَعْضٍ فَيَرْكَبُہٗ جَمِیْعًا فَيَجْعَلُہٗ فِیْ جَهَنَّمَ

سب ایک ڈھیر بنا کر جہنم میں ڈال دے تاکہ

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝۱۰ قُلْ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِنْ يَنْتَظِرُوْا

وہی نقصان پائے دے گا میں تم کافروں سے فراڑاؤ اگر وہ باز نہ آئیں تو جو

يَغْفِرْ لَكُمْ مَا قَدْ سَلَفَ ۚ وَاِنْ يَّعُوْدُوْا فَقَدْ مَضٰی سَبِيْلُ

جو گزرا وہ انہیں سناں فرما دیا جائے گا اور اگر پھر وہی کریں تو

سَبِيْلُ الْاَوَّلِيْنَ ۝۱۱ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰی لَا تَكُوْنُ فِتْنَةٌ

انہوں کا دستور گزر چکا اور ان سے لڑو یہاں تک کہ کوئی فساد باقی نہ رہے

وَيَكُوْنُ الدِّيْنُ كُلُّہٗ لِلّٰهِ ۚ فَاِنْ اَنْتُمْ اَوْفَاۤءٌ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا

اور سارا دین اللہ ہی کا ہو جائے گا پھر اگر وہ باز رہیں تو اللہ ان کے

يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝۱۲ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ

کا ادب دیکھ رہا ہے اور اگر وہ پھر میں تو جان لو کہ اللہ تمہارا

مَوْلٰیكُمْ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ۝۱۳

مولا ہے تمہارا اچھا مولا اور کیا ہی اچھا مددگار

اعمال صاف سے روکنے کی جراحت نہ رہے۔ گوارا قرآن کا راستہ صاف کرنے کے لئے اور قرآن کو تلواریں کو فلا چلانے سے روکنے کے لئے ۱۱۔ اس کی مدد کے ہوتے ہوئے تمہیں کسی کی مدد کی ضرورت نہیں۔ اولیاء النبیاء کی مدد رب ہی کی مدد ہے۔

۱۔ جہاں میں جو مال کفار سے جبراً لیا جاوے وہ غنیمت ہے۔ تھوڑا ہوا بہت مال قیمت کے کل پانچ حصے کے جاتے ہیں۔ اس میں سے چار حصے مجاہدین کے ہیں۔ اور ایک حصے کے پھر پانچ حصے ہوتے ہیں۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ رسول کا حصہ اللہ ہی کا حصہ ہے۔ اگر اللہ کے حصے سے مراد اور کوئی حصہ ہو تا جو علاوہ حضور کے حصے کے ہے تو چھ حصے بن جاتے ہیں پانچ نہ رہتے۔ غرضیکہ اس حصے کا اللہ کی طرف نسبت کرنا برکت کے لئے ہے۔ اور حضور کی طرف نسبت کرنا استحقاق کے لئے۔ اس سے حضور کا قرب الہی معلوم ہوتا ہے۔ ۳۔ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قربت دار حضور کی زندگی میں تو قربت کی وجہ سے اور حضور کی وفات کے بعد فقر اور

سکنت کی وجہ سے لیں گے۔ یعنی اس شخص میں نبی

مطلب: نبی ہاشم وغیرہم مساکین کو دیا جاوے گا اس طرح کہ حضور کی حیات شریف میں اس شخص کے پھر پانچ حصے کے جاتے تھے جن میں سے ایک حصہ یعنی کل غنیمت کا

چھ سوواں حصہ حضور کو اور ایک حصہ حضور کے اہل قربت

اور تین حصے فقراء و مساکین کے ہوتے تھے۔ حضور کی

وفات کے بعد اہل قربت کا حصہ فقراء و مساکین پر صرف

ہو گا۔ اب وہ حصہ سادات فقراء کو ملے گا۔ امام ابو حنیفہ

علیہ الرحمۃ کا یہی فرمان ہے۔ ۴۔ خیال رہے کہ حضور

محمد ابن عبد اللہ ابن عبد المطلب ابن ہاشم ابن عبد مناف

ہیں۔ عبد مناف کے چار بیٹے تھے۔ ہاشم، مطلب، عبد

شمس، نوفل، حضرت عثمان عبدالغنی کی اولاد میں تھے اور

عبید بن مطعم نوفل کی اولاد میں۔ حضور نے خیبر کی

غنیمت میں ان دونوں بزرگوں کو خمس میں سے کچھ نہ دیا تو

ان صاحبوں نے وجہ پوچھی تو سرکار نے فرمایا کہ ہاشم و

مطلب کی اولاد نے اسلام میں بڑا تعاون کیا۔ معلوم ہوا کہ

محض قربانداری استحقاق کا سبب نہیں نصرت سبب ہے۔

جو حضور کی وفات سے ختم ہو چکی ہے۔ مسافر اگرچہ اپنے

گھر میں غنی ہو، مگر جب سفر میں اسے حاجت پڑ جاوے تو

اسے بھی دیا جائے وہ مسافر خواہ اولاد رسول ہو یا اور

مسلمان۔ خیال رہے کہ حضور کے ذی قربی نبی ہاشم و نبی

مطلب ہیں۔ عبدالغنی اور نوفل کی اولاد اگرچہ قریش

میں مگر اس شخص کے مستحق نہیں۔ یہاں اُن تک و تردد

کے لئے نہیں بلکہ اس سے کلام کی اہمیت کا اظہار مقصود

ہے۔ جیسے کوئی باپ اپنے فرمانبردار فرزند سے کہے کہ اگر

تو میرا بیٹا ہے تو بیشہ فرمانبرداری کرتا۔ کیونکہ صحابہ سچے

مومن متقی بلکہ مومنوں کے سردار ہیں۔ رب فرمانا ہے۔

إِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ فَتُخَفَّفْ عَنْهُمْ يَوْمَ الْفُرْقَانِ

مراد جنگ بدر کا دن ہے اور دو جماعتوں سے مراد مومن و

کافر ہیں۔ بدر کا واقعہ سترہ رمضان ۳ھ میں ہوا۔ ۸۔

چنانچہ اس قدرت والے نے تم تھوڑوں اور کمزوروں کو

بڑی جماعت کفار پر فتح دے دی۔ یہ اس کی قدرت کی اعلیٰ

الانفال

۲۸۹

واعلموا

وَأَعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ لِلَّهِ

اور جان لو کہ جو کچھ غنیمت لوٹ لو اس کا پہلو اٹھ

خُمُسُهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَ

خاص اللہ کے اور رسول اور قربت والوں سے اور یتیموں اور

الْمَسْكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ إِنْ كُنْتُمْ آمَنْتُمْ بِاللَّهِ

مساکینوں کے اور مسافروں کا ہے مگر اگر تم ایمان لائے ہو اللہ پر

وَمَا أَرْزَلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ التَّلَقَّى

اور اس پر جو ہم نے اپنے بندے پر فیصلہ کے دن اتارا ہے جس دن دونوں فوجیں

الْجُحُومِ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝۱۰ إِذْ أَنْتُمْ

مٹی تھیں اور اللہ سب کچھ کر سکتا ہے نہ جب تم نالے کے

بِالْعُدُوِّ الدِّينِيَّةِ وَهُمْ بِالْعُدُوِّ الْقُصُوفِ

اس کنارے تھے اور کافر ہر لے کتا تھے اور قافلہ تم

وَالرَّكْبُ أَصْفَلُ مِنْكُمْ وَلَوْ تَوَاعَدْتُمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي

سے ترائی میں تھے اور اگر تم آپس میں کوئی وعدہ کرتے تو ضرور

الْمُبْعَدِ وَلَكِنْ لِّيَقْضِيَ اللَّهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُولًا لَّ

وقت ہر بڑا بڑا نہ پہنچتے تھے لیکن یہ اس لئے کہ اللہ بلور کرے جو کا ہونا ہے

لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيَىٰ مَنْ حَيَّ عَنْ

لے کہ جو ہلاک ہو دلیل سے ہلاک ہو اور جو بچے دلیل سے

بَيِّنَةٍ وَإِنَّ اللَّهَ لَسَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝۱۱ إِذْ يَرِيكَمُ اللَّهُ

جئے تھے اور بیشک اللہ ضرور سنتا جانتا ہے کہ جب کر لے محبوب اللہ

فِي مَنَائِكَ قَلِيلًا وَلَوْ أَرَاكَهُمْ كَثِيرًا لَفَشَلْتُمْ

نہیں کافروں کو تمہاری قواب میں تھوڑا دکھانا تھا اور لے سنا اگر وہ نہیں بہت کر کے دکھانا

منزل

دلیل ہے۔ ۹۔ یعنی بدر میں تم تو اس میدان کے قریشی کنارہ پر تھے جو مدینہ کی طرف ہے اور کفار دوسری جانب جو کہہ کی طرف ہے اور ابو سفیان کا قافلہ سمندر کے کنارے کنارے مسلمانوں سے تین میل کے فاصلے سے نکل گیا۔ گویا رب نے اس آیت میں جنگ کا نقشہ بتایا کہ اس طرح صف آرائی ہوئی۔ ۱۰۔ یعنی تم اور کفار اگر اول سے جنگ کا وقت مقرر کرتے تو تم ان کی زیادتی اور اپنی کمی دیکھ کر گھبرا جاتے اور وقت پر میدان میں نہ پہنچتے۔ مگر ہم چاہتے تھے کہ اچانک جنگ ہو جاوے اور دنیا فتح اسلام کا نظارہ کر لے۔ ۱۱۔ اس لئے اس نے تم کو اور کفار کو کو بغیر پہلے ملے کئے ہوئے مجزا دیا اور پھر تم کو فتح دی جو قیامت تک بطور یادگار قائم رہے گی ۱۲۔ یعنی بدر کا واقعہ دلیل خفایت اسلام ہے۔ اب مومن آنکھوں دیکھ کر ایمان پر قائم رہے گا اور کافر دیکھ بھال کر صرف خدو خصلت سے کافر رہے گا۔ یہاں زندگی سے مراد

(صفحہ ۲۸۹) ایمان ہے اور ہلاکت سے مراد کفر ہے ۱۳۔ اللہ متاوسب کی ہے مگر ماسب کی نہیں۔ ایمان ان کی ہے جو رب کی مانتے ہیں۔ دیکھو جنگ بدر میں حضور نے فتح اسلام کی دعا مانگی۔ رب نے کیسی قبول فرمائی۔ ۱۴۔ حضور نے خواب میں ان کفار کو بہت تھوڑا دیکھا اور صحابہ کو وہ خواب سنائی تو ان کے دل مضبوط ہوئے خیال رہے کہ حضور کو صرف وہ کافر دکھائے گئے جو کفر کرنے والے تھے لہذا حضور کا خواب بالکل درست تھا۔ نبی کا خواب وحی ہوتا ہے۔ ص ۵۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ بدر کے دن مسلمانوں کی آنکھ نے بھی کافروں کو تھوڑا ہی محسوس کیا۔

۱۔ یعنی تم میں کوئی جنگ کی رائے نہ رہے، کوئی اس کے خلاف، معلوم ہوا کہ اختلاف اگرچہ خیر سے ہو کفر نہیں، نہ مذہب سے۔ اطاعت حکم کی ضروری ہے ۲۔ تم کو بدل اور اختلاف رائے سے بچالیا۔ یہ تھوڑا دکھانے کی حکمت کامیاب ہے۔ ۳۔ چنانچہ مسلمانوں کو ایسا معلوم ہوا کہ کافر سزا اس سے بھی کم ہیں اور ابو جہل وغیرہ کفار کو یہ معلوم ہوا کہ مسلمان دس بیس سے زیادہ نہیں۔ اگر مسلمان کفار کی نگاہ میں زیادہ دکھائی دیتے تو وہ بغیر جنگ کے بھاگ جاتے اور اسلام کی شوکت ظاہر نہ ہوتی۔ پھر جنگ شروع ہو چکنے کے بعد کفار کو مسلمان بہت سی زیادہ نظر آنے لگے۔ جس سے ان پر رب چھا گیا۔ سبحان اللہ ۴۔ اسلام کا لقب کفر کی مغضوبیت ۵۔ فتح و نصرت اس کی مدد سے ہے۔ لہذا آئندہ مسلمان محض اسباب پر نظر نہ کرو۔ خالق اسباب پر توکل کرو۔ ۶۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ جنگ کی دعائے کو اور جب آپ نے تو ہاتھ نہیں اور دشمن کو حقیر نہ جانو پوری تیار کرو۔ ۷۔ معلوم ہوا کہ جنگ میں ذکر اللہ زیادہ چاہیے ہاتھ میں تھوڑا ہو۔ منہ میں قرآن ہو۔ اسی طرح اس وقت اللہ رسول کی فرمانبرداری اشد ضروری ہے اور آپس کا اتفاق لازم ہے ۸۔ معلوم ہوا کہ جہاد میں مومن کی فتح تین چیزوں پر موقوف ہے۔ ثابت قدمی، رب کی یاد کی کثرت اور دل کا اخلاص، کہ ملک گیری کی نیت سے جہاد نہ ہو بلکہ محض اللہ رسول کی رضا کے لئے ہو۔ جہاد میں نماز تو کیا جماعت نماز بھی حتی الامکان نہ چھوڑے۔ ایسے موقعہ کے لئے نماز خوف کی قرآن نے تعلیم دی ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ جہاد چونکہ اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے۔ اس لئے اس میں ٹیم و نمود کا دخل نہ ہو، صرف دین اسلام کی حفاظت کی نیت ہو اور غرور تکبر نہ ہو۔ ہاں کفار کے سامنے ہمدردی کی باتیں کرنا ضروری ہیں۔ بلکہ بہتر ہے ۱۰۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ آپس کے جھگڑے کمزوری کا سبب ہیں۔ دوسرے یہ کہ باثباتی دور کرنے کے لئے اللہ رسول کی اطاعت کرنی چاہیے۔ اس سے اتفاق نصیب ہوتا ہے۔ تیسرے یہ کہ

وَلْتَنَزَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ وَلَكِنَّ اللَّهَ سَلَّمَ إِنَّهُ

اور ضرور جہاد کرے گا اور معاملہ میں جھگڑا اسی سے مگر اللہ نے پہلایا ہے۔ ایک

عَلَيْكُمْ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۱۴) وَادِيرُكُمْ هُمْ إِذِ

وہ دلوں کی بات جانتا ہے اور جب لڑتے وقت نہیں

التَّقِيَّتُمْ فِي أَعْيُنِكُمْ قَلِيلًا وَيُقَلِّكُمُ فِي أَعْيُنِهِمْ

کافر تھوڑے کر کے دکھائے اور تمہیں انہی نگاہوں میں تھوڑا ہی سمجھتا ہے کہ

لِيَقْضِيَ اللَّهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُولًا وَاللَّهُ تَرْجِعُ

اللہ پورا کرے جو کام، جو بات ہے اللہ کی طرف سے کاموں کی

الْأُمُورُ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا اقْتَتِمْتُمْ فَعَةً

رجوع ہے فتح ایمان والو جب کسی فوج سے تمہارا مقابلہ ہو تو

فَاتَّبِعُوا أَوْادَكُمْ وَاللَّهُ كَثِيرٌ الْعِلْمُ تَفْلَحُونَ ۱۵)

تو ثابت قدم رہو اور اللہ کی یاد بہت کرو کہ تم سزاؤ کو پہنچو گے

وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا فَعَتْشَلُوا

اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اور آپس میں جھگڑو نہیں کہ پھر غفلت

وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ وَأَصِيرُوا إِنَّا اللَّهُ مَعَ

کرو گے اور تمہاری ہمدردی ہوگی جو بات ہے کی ہے اور مگر جو جنگ اللہ مگر غفلت

الْصَّادِقِينَ ۱۶) وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ

کے ساتھ ہے اور ان جیسے نہ ہونا جو اپنے گھر سے نکلے

دِيَارِهِمْ بِطَرَاوِقِ آلِ النَّاسِ وَيَصُدُّونَ

انہیں اور لوگوں کے دکھانے کو اور اللہ کی بات

عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَاللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ۱۷)

سے دور رکھے اور ان کے سب کام اللہ کے ہاتھ میں ہیں

جنگ میں اللہ تعالیٰ فتح و نصرت کی ہوا بھیجتا ہے۔ یعنی صاب اگر ان بدلتوں پر عمل نہ ہو تو وہ ہوانہ آئے گی۔ (روح البیان) یا ہوا جانے سے مراد ہے اپنی ہیبت کا اٹھ جانا اس سے معلوم ہوا کہ یوں تو ہر حال میں اللہ رسول کی فرمانبرداری ضروری ہے لیکن جہاد میں زیادہ ضروری ہے تاکہ اس کی برکت سے فتح نصیب ہو۔ اس لئے عین جنگ میں خطرے کے وقت بھی جماعت صحابہ نہیں بلکہ وہاں نماز خوف پڑھی جاوے جس کا ذکر قرآن شریف میں گذر چکا ان پر انوس ہے جو جہاد نماز چھوڑ دیتے ہیں ۱۲۔ شان نزول۔ یہ آیت ان کفار قریش کے مطلق آئی جو گھمنڈ و غرور کرتے ہوئے بدر میں آئے یہاں تک کہ ابو سفیان نے ابو جہل کو کہلا بھیجا کہ تمہارا کاٹھ بٹھیمت چھڑ گناہ واپس آ جاؤ مگر وہ نہ مانا آخر کار یہ سب جنگ میں مارے گئے۔ اسے مسلمانوں اس سے عبرت لے کر اور جہاد میں غور نہ کرو ۱۳۔ یعنی کفار تو اللہ

اب اس طرح کہ کفار عرب نے حضور کی مخالفت میں جو حرکتیں کیں شیطان نے فعل انسانی میں آکر ان سب کی مدد تعریف کی اور اس پر انھیں قائم رہنے کی رغبت

سے محفوظ ہے مومن کا اس وقت فرشتے احرام بھی کرتے ہیں اور نری بھی ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافر کو مرتے وقت بھی اور قبر میں بھی اگل کا عذاب ہوتا ہے۔ مگر دوزخ میں داخل قیامت کے بعد ہو گا۔ لہذا اس سے عذاب قبر کا ثبوت ہو سکتا ہے اور بھی کئی آیتوں سے اس کا ثبوت ہے۔ ۱۲۔ یعنی عذاب قبر ہمارے بد عملوں کا نتیجہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ پیشاب کی چھینٹوں سے نہ بچنے والا جملہ خور اس عذاب میں گرفتار ہو گا۔ ایسے ہی مسجد میں روشنی کرنے سے قبر میں نور ہوتا ہے۔ ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ جہنم کو بھی آل کتے ہیں۔ فرعون لاد لہ قتلا۔ اور اپنی پولیس اور فوج سے ظلم کرنا تھا۔ اس فوج کو آل فرعون کما گیا۔ لہذا اس معنی سے حضور کے سارے صحابہ بلکہ ساری امت آل رسول ہے۔ آل کے یہ معنی ایسے عام ہیں کہ اس میں اہل بیت، صحابہ اور ساری امت شامل ہے۔

پس بصرہ پہنچے۔ کتاب الیوم میں
مردوں پر ظلم نہیں کرتا ہے جسے غزوان دالیل ہے
مذکورہ

۱۔ دنیا میں عذاب پہنچ کر قبر میں اور حشر میں سخت عذاب میں گرفتار کر کے۔ اس آیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے کہ کفار کے انکار سے طول نہ ہوں۔ ایسا ہمیشہ ہوتا رہتا ہے۔ ۲۔ کفار کہہ کو اللہ نے امن، گمراہی، روزی، عزت عطا فرمائی۔ آخر میں نبی آخر الزمان کو ان میں بھیجا۔ جو تمام نعمتوں سے اعلیٰ ہے۔ انہوں نے ان نعمتوں کی نافرمانی کی، بت پرستی، بد عملی، حضور کی مخالفت کی تو رب نے ان سے امن، روزی سب کچھ چین لیا۔ شکر سے نعمت بڑھتی ہے۔ ناشکری سے عذاب آتا ہے۔ ۳۔ یہ آیت اس آیت کی تفسیر ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغَيِّرُ مَا بَقِيْعٌ حَتّٰى يَنْزِلَ اَمَّا بَاْنُ نٰصِيْعٍ اِسْ آیت کا بھی فحشایہ ہے کہ رب تعالیٰ کسی قوم سے اپنی دی ہوئی نعمتیں نہیں چھینتا تو فیکہ وہ قوم اپنا حال خود نہ بدل لے کہ فرمایا ہوا رہی چھوڑ کر نافرمانی کرنے لگے۔ یہ مطلب نہیں کہ کسی قوم کو بغیر اس کے نیک اعمال کے نعمت نہیں دیتا۔ اس کا کرم ہماری قابلیت پر موقوف نہیں بلکہ اس کا عذاب ہماری بد کاریوں کی بنا پر ہے۔ مولانا فرماتے ہیں۔

داو حق را قابلیت شرط نیست
بلکہ شرط قابلیت داو اوست
مکہ معظمہ والوں کو صدہا نعمتوں سے نوازا۔ پہلے سے وہ کوئی نیکیاں کرتے تھے۔ حضرت مریم کو پیدائشی ولی، حضرت آدم کو پیدائشی نبی و مہود ملا کہ بنا دیا۔ لہذا اس آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ فرعون سے اگلی قومیں قوم عاد و ثمود وغیرہ۔ ان سب کو اللہ نے بے ہمتیوں بخشی تھیں مگر ناشکری کی وجہ سے ہلاک ہو گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مردودوں کے تاریخی حالات پڑھنا عبرت کے لئے ضروری ہیں۔ اسی طرح قصص اولیاء کا مطالعہ کرنا کہ رب کی عبادت کا شوق پیدا ہو بہت اچھا ہے۔ رب تعالیٰ نے اسی لئے ہر طرح کے قصے قرآن شریف میں بیان کئے ہیں اگرچہ فرعون کوگ سخت ظالم تھے اور اس کے ماتحت اس سے کم، مگر عذاب سب پر آیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار جانور ہیں بلکہ جانور سے بھی بدتر ہیں۔ کیونکہ کوئی جانور کفر نہیں کرتا۔ کوئی بت پرستی نہیں کرتا حالانکہ وہ بے عقل ہے اور یہ عاقل ہو کر رب کا مقابلہ کرتا ہے۔ اس لئے کافر انسان کو عذاب ہو گا۔ جانوروں کو نہیں ہو گا۔ شان نزول۔ یہ آیات یہود مدینہ بنی قریظہ کے متعلق نازل ہوئیں۔ جن سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شرط پر صلح فرمائی تھی کہ نہ حضور سے جنگ کریں نہ جنگ کرنے والوں کی مدد کریں۔ مگر انہوں نے مشرکین کہہ کر ایک جنگ کے موقع پر حضور کے مقابلہ میں مدد کی۔ بعد میں کہنے لگے کہ ہم سے غلطی ہو گئی۔ پھر عہد کیا۔ لیکن بعد میں پھر کفار کی مدد کی آیت کا مقصد یہ ہے کہ اول کفر ہی بڑا عیب ہے لیکن جب اس کے ساتھ

الانفال

۲۹۲

واعلموا

وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ فَآخَذَهُمُ

اور ان سے انہوں کا دستور وہ اللہ کی آیتوں کے منکر ہوئے تو اللہ نے انہیں انکے

اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿۵۶﴾

گناہوں پر پھنسا لے بے شک اللہ قوت والا سخت عذاب والا ہے

ذَلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا لِّعَمَلِهِمْ تَبَعًا

یہ اس لئے کہ اللہ کسی قوم سے جو نعمت انہیں دی تھی بدلتا نہیں

قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرَ مَا بِأَنفُسِهِمْ وَأَنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ

جب تک وہ خود نہ بدل جائیں نہ اور بیشک اللہ سنا

عَلِيمٌ ﴿۵۷﴾ كَذٰبُ الْاِلٰهِيْنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

جانتا ہے۔ جیسے فرعون والوں اور ان سے انہوں کا دستور کہ

كَذٰبُ الْاِلٰهِيْنَ سَابِقٌ لِّمَا يُكْفَرُوْنَ اِنَّهُمْ

انہوں نے اپنے رب کی آیتیں جھٹلائیں تو ہم نے ان کو ان کے گناہوں کے سبب

وَاعْرِضْنَا اِلٰى فِرْعَوْنَ وَكُلِّ كَاٰثِلِيْمِيْنَ ﴿۵۸﴾

ہلاک کیا اور ہم نے فرعون والوں کو ڈبو دیا اور وہ سب ظالم تھے

اِنَّ شَرَّ الْاَلْوَابِ عِنْدَ اللَّهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

بیشک سب جانوروں میں بدتر اللہ کے نزدیک وہ ہیں جنہوں نے کفر کیا

فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۹﴾ الَّذِيْنَ عٰهَدَتْ مِنْهُمْ

اور ایمان نہیں لائے کہ وہ جن سے تم نے معاہدہ کیا تھا

ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِي كُلِّ مَرَّةٍ وَهُمْ

پھر ہر بار اپنا عہد توڑ دیتے ہیں اور

لَا يَتَّقُوْنَ ﴿۶۰﴾ فَاَمَّا تَثَقَّفَهُمْ فِي الْحَرْبِ

ڈرتے نہیں تو اگر تم انہیں کہیں لڑائی میں پاؤ تو انہیں ایسا

منزل

بد عہدی بھی ہو تو اور بھی سخت ترین عیب ہے۔ مومن پر بھی اپنا عہد پورا کرنا لازم ہے۔ رب فرماتا ہے۔ اَوْفُوا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا

۱۔ اس طرح کہ انہیں آئندہ تم سے لڑنے کی ہمت نہ رہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنگ میں ہر وہ جائز طریقہ استعمال کرنا درست ہے۔ جو کفار کی ہمت توڑے۔ ان کے جانور ہلاک کرنا، ان کے باغات و کھیتوں میں آگ لگانا ان کی جائیدادوں کو برباد کرنا وغیرہ۔ بچوں، عورتوں کا قتل شریعت میں جائز نہیں۔ ۲۔ یعنی اگر تم نے کسی کافر قوم سے معاہدہ کیا تھا۔ مگر علامات اور قریبوں سے پتہ لگا کہ یہ لوگ عہد شکنی کریں گے۔ تو اولاً "انہیں اطلاع دے دو کہ فلاں تاریخ ہم تم پر حملہ کریں گے، پھر حملہ کر دو۔" فرضیکہ سانپ کے کاٹنے سے پہلے اس کا سر کھل دو۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایسی صورت میں بغیر اطلاع دینے حملہ کرنا جائز نہیں کیونکہ یہ بدعہدی ہے۔ ۳۔

یعنی جو کفار جنگ بدر سے بھاگ جانے میں کامیاب ہو گئے وہ اپنے کو ہماری قدرت اور پکڑ سے باہر نہ سمجھیں۔ ہم ہر طرح پکڑنے پر قادر ہیں۔ جو پیار اچھا ہو جائے جو مصیبت زدہ آفت سے نکل جائے۔ وہ اپنے کو اللہ کی پکڑ سے باہر نہ جانے۔ اس آیت سے ہجرت ہے۔ ۴۔ معلوم ہوا کہ تیاری جہاد بھی عبادت ہے اور جہاد کی طرح حسب موقع فرض ہے جیسے نماز کے لئے وضو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ عبادت کے اسباب عبادت ہیں اور گناہ کے اسباب جہاد کرنا گناہ۔ حج فرض کے لئے سفر کرنا فرض۔ چوری کے لئے سفر کرنا حرام ہے۔ تیاری جہاد کرنے والا جہاد کی طرح حساب قبر سے محفوظ ہو گا اور قیامت میں اختیاء اللہ خواہین کے ساتھ اٹھے گا۔ بلکہ جہاد کی صحیح تہنابھی عبادت ہے۔ ۵۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفار کو ڈرانا دھمکانا اپنی قوت دکھانا بہادری کی باتیں کرنا جائز ہیں۔ حتیٰ کہ غازی اپنی سفید واڑھی کو سیاہ کر سکتا ہے۔ کافروں کے دل میں رعب ڈالنے کے لئے دیئے سیاہ خضاب منع ہے۔ دوسرے یہ کہ اللہ کے پیارے بندوں کا دشمن اللہ کا دشمن ہے کیونکہ وہ کفار اللہ کو تو اپنا رب مانتے تھے مسلمانوں کے دشمن تھے۔ رب نے انہیں اپنا دشمن قرار دیا۔ ۶۔ پھر صحابہ کرام بھی حضور کے ہاتھ دینے سے منافقین کو پہچان گئے تھے حتیٰ کہ آج تک عبداللہ امین ابی وغیرہ منافقت میں مشہور ہیں۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ اے مسلمانو! تمہارے دو دشمن ہیں۔ ایک کلمے یعنی کفار اور دوسرے چھپے ہوئے یعنی منافقین جنہیں تم اس تک نہیں پہچانتے۔ دونوں سے محتاط رہو۔ ۷۔ یعنی تمہاری آستینوں کے سانپ منافقین کہ کفار پر غنی کرنے سے ان پر بہت چھا جاتی ہے۔ تفسیر روح البیان میں ہے کہ اس سے مراد کافر جنات بھی ہیں کیونکہ غازی کے گھوڑے کی آواز سے ان جنات کو خوف آتا ہے۔ اس میں خطاب عام مسلمانوں سے ہے ۸۔ یعنی جہاد وغیرہ میں خرچ کرنا برباد نہ ہو گا۔ بلکہ اصل مع نفع واپس ہو گی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کو جہادوں کی برکت سے غنی کر دیا۔ آخرت کا ثواب علاوہ ہے۔ ۹۔ یعنی ان سے صلح قبول کرو۔ یہ حکم تب ہے جبکہ صلح میں مسلمانوں کا فائدہ ہو جیسا کہ قرآن سے معلوم ہو رہا ہے۔ خیال رہے کہ مشرکین و کفار سے صلح اور جزیہ لینا جائز ہے۔ مگر مرتدین سے صرف جنگ یا اسلام نہ ان سے صلح جائز نہ جزیہ۔ رب فرماتا ہے۔ تقاتلوہم ادیبون

۱۰۰ علامہ
۲۹۳
الاحوال

فَشَرِّدْهُمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ لَعَلَّهِمْ يَذْكُرُونَ ﴿۵۰﴾

بہل کر دو جس سے ان کے پیامندوں کو بھگاؤ کہ اس امید پر کہ شاید انہیں ہجرت ہو

وَمَا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْبِذْ إِلَيْهِمْ

اور اگر تم کسی قوم سے دغا کا اندیشہ کرو تو ان کا عہد ان کی طرف

عَلَىٰ سَوَاءٍ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْخَائِنِينَ ﴿۵۱﴾ وَلَا

بیک دو برابری پر نہ جنگ دغا والے اللہ کو پسند نہیں اور ہرگز

يُحْسِبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَبْقُوا إِلَيْهِمْ لَا يُعْجِزُونَ ﴿۵۲﴾

کافر اس گھنڈ میں نہ رہیں کہ وہ ہاتھ سے نکل گئے جنگ وہ ناکام نہیں کرتے

وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ

اور ان کے لئے تیار رکھو جو قوت نہیں بن پڑے کہ اور

بِرِبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ

گھڑے باندھ سکو کہ ان سے ان کے دلوں میں دھماک شاد جو اللہ کے دشمن اور تمہارے

وَأَخْرِبَ مِنْ دُونِهِمْ لَا تَعْلَمُونَهُمُ اللَّهُ

ان میں سے اور ان کے سوا کچھ اور ان کے دلوں میں جنہیں تم نہیں جانتے کہ اللہ

يَعْلَمُهُمْ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ فِي سَبِيلِ

انہیں جانتا ہے کہ اور اللہ کی راہ میں جو کچھ خرچ کرو گے

اللَّهُ يُوَفِّ إِلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تُظْلَمُونَ ﴿۵۳﴾ وَإِنْ

نہیں پورا دیا جائے گا اور کسی طرح بھائے میں نہیں رہو گے کہ اور اگر

جَنَحُوا لِلسَّلَامِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ

و صلح کی طرف بھکیں تو تم بھی بھگو اور اللہ پر بھروسہ رکھو

إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿۵۴﴾ وَإِنْ يَرِيدُوا أَنْ

اے شک وہی ہے سنا جانتا کہ اور اگر وہ نہیں چاہیں

سُورَةُ

دیا۔ آخرت کا ثواب علاوہ ہے۔ ۹۔ یعنی ان سے صلح قبول کرو۔ یہ حکم تب ہے جبکہ صلح میں مسلمانوں کا فائدہ ہو جیسا کہ قرآن سے معلوم ہو رہا ہے۔ خیال رہے کہ مشرکین و کفار سے صلح اور جزیہ لینا جائز ہے۔ مگر مرتدین سے صرف جنگ یا اسلام نہ ان سے صلح جائز نہ جزیہ۔ رب فرماتا ہے۔ تقاتلوہم ادیبون

یعنی اگر کفار فریب دینے کے لئے صلح کی پیش کش کریں تو اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے فریب سے بچائے گا کہ ہمیں کسی طریقہ سے خبر دے دے گا۔ پھر میں اللہ کی مدد تو وہ تھی جو فرشتوں کے ذریعے آئی اور مسلمانوں کی مدد وہ تھی جو ماجرین و انصار کے ذریعے پہنچی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے بندوں سے مدد لینا شرک نہیں بلکہ سنت انبیاء ہے اور یہ بات کافی ہے کہ خلاف نہیں یعنی علیہ السلام نے مصیبت کے وقت فرمایا قلہ من انصارتہ الی اللہ ۳۳ یعنی انصار مدینہ کے دو گروہوں اوس و خزرج کے درمیان صدقوں سے ایسی مدد اوتس پڑی ہوئی تھی کہ کسی مدد سے دور نہ ہو سکتی تھی۔ تمہاری برکت سے اللہ نے ان کے اپنے کینے سے پاک و صاف فرما دیے۔ یہ آپ کا خاص مجرہ ہے۔ معلوم ہوا کہ آپس کا اتفاق رب کی نعت ہے۔ ۳۴۔ اے محبوب تمہارے ذریعہ خیال رہے کہ دریا کا رخ پھیر دینا۔ پہاڑ جگہ سے ہٹا دینا آسان ہے۔ مگر بگڑی قوم کو بٹانا۔ چھڑوں کو ملانا بہت مشکل ہے۔ یہ کام حضور نے مدینہ منورہ آتے ہی کر دکھایا۔ اور صرف دس سال کی قحوظی مدت میں عرب جیسے بگڑوں کو بٹا دیا۔ شہر

بدلتی جو تھے وہ نیک ہوئے، لڑتے تھے بیش وہ ایک ہوئے جھگڑے، تو نے آکر میٹ دیئے تیری قم و ڈکا کا کیا کنا ۵۔ معلوم ہوا کہ حقوق پر اعتدال کرنا رب پر توکل کے خلاف نہیں کیونکہ فرمایا کہ تمہیں اللہ تعالیٰ اور یہ مومنین کافی ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کے نیک اور محبوب بندوں کو اللہ کے ساتھ مل کر ذکر کرنا شرک نہیں۔ لہذا یہ کہنا جائز ہے (کہ اللہ رسول بھلا کرے) کیونکہ قرآن نے فرمایا کہ اے نبی تمہیں اللہ اور یہ اتباع کرنے والے مومنین کافی ہیں۔ یہ آیت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اہمان لانے پر نازل ہوئی۔ یہ ہی عبد اللہ ابن عباس کا فرمان ہے۔ لہذا یہ آیت کہی ہے اور میں اُتَقَتُّ لَفْظِ اللہ پر معظوف ہے (روح البیان) حضرت عمر کے ایمان سے مسلمانوں کی تعداد چالیس ہوئی۔ حضور نے ان کی دعا بڑھ کو مانگی اور آپ جعرات کو ایمان لائے اس وقت آپ کی عمر ۶۹ سال تھی ۶۔ اس سے دو سکتے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جہاد بہت اعلیٰ عبارت ہے جس کی رغبت دلانے کا حضور کو حکم دیا گیا۔ جو جہاد سے روکے وہ شیطان ہے جیسے مرزا قادیانی۔ دوسرے یہ کہ جہاد کی ہر جائز طریقہ سے رغبت دینا جائز ہے۔ غازی کی تحوۃ مقرر کرنا، اس کے پیوی بچوں کی پرورش کرنا، بہادر روں کی قدر دانی کرنا سب اس میں داخل ہیں۔ ۷۔ اس میں بشارت بھی ہے اور خاص حکم بھی۔ بشارت تو یہ ہے کہ غازی رب کے فضل سے اپنے سے دس گنا کفار پر فتح حاصل کیا کریں گے اور رب نے یہ وعدہ پورا فرمایا۔ دوسرے یہ کہ مسلمانوں پر فرض ہے کہ ایک دس کے مقابلے سے نہ بھاگے بلکہ ڈٹ

يَخْدَعُوكَ فَإِنْ حَسِبَكَ اللَّهُ هُوَ الَّذِي آتَاكَ

بِنَصْرِهِ ۖ وَالَّذِينَ آمَنُوا بَيْنَ قُلُوبِهِمْ

لَوْ أَنفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَا أَلْفَ

بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ أَلْفَ بَيْنَهُمْ إِنَّهُ عَزِيزٌ

حَكِيمٌ ۝ يَأَيُّهَا النَّبِيُّ حَسِبَكَ اللَّهُ ۖ وَمَنْ اتَّبَعَكَ

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ يَأَيُّهَا النَّبِيُّ خَرَضَ الْمُؤْمِنِينَ

عَلَى الْقِتَالِ إِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ عَشْرُونَ صَابِرُونَ

يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ وَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ يَغْلِبُوا

الْفَاقِسَ الَّذِينَ كَفَرُوا يَا أَيُّهَا قَوْمُ لَا يَفْقَهُونَ ۝

الَّذِينَ خَفَفَ اللَّهُ عَنْكُمْ وَعَلَّمَكُمْ ۖ وَإِنْ يَكُنْ

ضَعْفًا فَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ صَابِرَةٌ يَغْلِبُوا

كُزُورًا ۖ فَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ صَابِرَةٌ يَغْلِبُوا

كُزُورًا ۖ فَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ صَابِرَةٌ يَغْلِبُوا

كُزُورًا ۖ فَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ صَابِرَةٌ يَغْلِبُوا

كُزُورًا ۖ فَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ صَابِرَةٌ يَغْلِبُوا

كُزُورًا ۖ فَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ صَابِرَةٌ يَغْلِبُوا

كُزُورًا ۖ فَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ صَابِرَةٌ يَغْلِبُوا

كُزُورًا ۖ فَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ صَابِرَةٌ يَغْلِبُوا

كُزُورًا ۖ فَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ صَابِرَةٌ يَغْلِبُوا

كُزُورًا ۖ فَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ صَابِرَةٌ يَغْلِبُوا

كُزُورًا ۖ فَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ صَابِرَةٌ يَغْلِبُوا

كُزُورًا ۖ فَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ صَابِرَةٌ يَغْلِبُوا

كُزُورًا ۖ فَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ صَابِرَةٌ يَغْلِبُوا

كُزُورًا ۖ فَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ صَابِرَةٌ يَغْلِبُوا

كُزُورًا ۖ فَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ صَابِرَةٌ يَغْلِبُوا

كُزُورًا ۖ فَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ صَابِرَةٌ يَغْلِبُوا

كُزُورًا ۖ فَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ صَابِرَةٌ يَغْلِبُوا

كُزُورًا ۖ فَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ صَابِرَةٌ يَغْلِبُوا

كُزُورًا ۖ فَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ صَابِرَةٌ يَغْلِبُوا

كُزُورًا ۖ فَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ صَابِرَةٌ يَغْلِبُوا

جولوے۔ پھر یہ حکم اگلی آیت اَلَّذِينَ خَفَّفَ اللہ سے منسوخ ہو گیا۔ لہذا صحابہ نہیں ہوا بلکہ فتح حکم ہوا۔ ۸۔ کیونکہ وہ اللہ کے لئے نہیں بلکہ نفسانی خواہشوں کے لئے ایسے لڑتے ہیں۔ جیسے جانور آپس میں لڑتے بھڑکتے تھے۔ لہذا وہ ان کے مقابل نہیں ٹھہر سکتے جو خاص اللہ کے لئے لڑیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ملک کے لئے یا قوم کے لئے لڑنا جہالت ہے۔ مومن صرف اللہ رسول کے لئے لڑتے ہیں۔ ۹۔ کمزوری ایمان نہیں بلکہ کمزوری ایمان مراد ہے۔ یعنی پہلے تو سو کے مقابلے میں دس مسلمانوں کو ڈٹ جانا فرض تھا اب سو کافروں کے مقابلے میں پچاس کو ڈٹ جانا فرض رہ گیا۔

(بقیہ صفحہ ۲۹۵) جس کے لئے میں اوقہ سونا ساتھ لائے تھے۔ مگر اتفاقاً جس دن ان کے کھانا دینے کی باری تھی اسی دن جنگ ہو گئی اور کھانے کا موقع نہ آیا اور حضرت عباس گرفتار ہو گئے۔ جب قیدیوں پر فدیہ لازم کیا گیا۔ تب آپ نے عرض کیا کہ یہ سونا میرے فدیہ کے حساب میں لگا لیا جاوے۔ حضور نے فرمایا یہ نہیں ہو سکتا۔ فدیہ علیحدہ دو۔ حضرت عباس نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپ کا چچا عباس مکہ کی گلیوں میں بھیک مانگ کر گزارا کرے۔ تو حضور نے فرمایا کہ وہ سونا کہاں ہے جو آپ چلتے وقت میری چچی ام الفضل کو دے آئے تھے جسے ام الفضل نے فلاں جگہ دفن کیا ہے۔ حضرت عباس نے عرض کیا کہ آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا۔ حضور نے فرمایا کہ رب کے بتانے سے تو

حضرت عباس نے خفیہ طور پر اسلام قبول کر لیا۔ اس واقعہ پر یہ آیت کریمہ اتزی خزائن فتح کہہ کے دن آپ نے اپنا اسلام ظاہر کیا اب رب تعالیٰ نے یہ وعدہ پورا فرمایا۔ چنانچہ جب حضور کے پاس بحرن سے اسی ہزار روپیہ آیا تو حضور نے ٹکڑا کا وضو فرما کر نماز سے پہلے پہلے تمام تقسیم فرمایا اور حضرت عباس کو اتنا عطا فرمایا جو ان سے اللہ نہ سکا۔ حضرت عباس فرماتے تھے کہ جو مجھ سے فدیہ لیا گیا قاس سے بھر تو مل گیا۔ دوسرے وعدے یعنی مغفرت کی امید رکھتا ہوں۔

اب یعنی جو قیدی اب اسلام لاکر آئے اس سے پھر جائیں تو آپ رنج نہ کریں کیونکہ یہ لوگ مشیق کے دن مجھ سے وعدے کر کے دنیا میں بھیج کر پھر مکے کیوں لکھنا کوئی تعجب کی بات نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو رب کا وعدہ پورا نہ کرے اس کے کسی عہد و پیمان کا اظہار نہیں۔ وہ ہندوں کے عہد سے پھر سکتا ہے۔ یعنی جیسے رب نے اسے کفار کو دے کے دن ہمارے قابو میں دے دیا کہ وہ ہمارے بھی گئے اور قیدی بھی ہوئے۔ اسی طرح ہی اگر آئندہ یہ قیدی مرتد ہو گئے تو اللہ تعالیٰ پھر انہیں ہمیں قابو دے گا وہ قلوب سے اس سے اشارہ ”معلوم ہوا کہ شریعت میں مہاجر وہ ہے جو اللہ رسول اللہ کے لئے گھریا چھوڑے کسی اور مقصد کے لئے گھریا چھوڑنے والا مہاجر نہیں۔ یہ ہی جہاد کا حکم ہے کہ کفار سے محض اللہ و رسول کے لئے لڑنے والا جہاد ہے اور کسی وجہ سے لڑنے والا جہاد نہیں۔ اور جہاد جیسے جان سے ہوتا ہے ویسے ہی مال سے ہوتا ہے۔ یہ آیت میراث کی آیت سے منسوخ ہو گئی۔ مہاجر و انصار ایک دوسرے کے وارث تھے۔ اگرچہ ان میں قرابت داری بالکل نہ ہو۔ اور غیر مہاجر باپ مہاجر بننے کا وارث نہ تھا۔ اب یہ حکم نہیں۔ اب وارث قرابت نسبی سے ملے گی بشرطیکہ اختلاف دین نہ ہو۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوا ابتداء میراث ملنے کی دو شرطیں تھیں۔ اتحاد فی الدین اور ہجرت۔ اس کی تاریخ یہ آیت ہے ولولا الاحرام بعضهم ائیی بعض خیال رہے کہ تاریخ حج مکہ سے ہوا جبکہ ہجرت فرض نہ رہی (روح) ۶۔ اس میں

فَقَدْ خَانُوا اللَّهَ مِنْ قَبْلُ فَأَمْكَنَ مِنْهُمْ وَاللَّهُ

نواس سے پہلے اللہ کی خیانت کر چکے ہیں لہٰذا جس پر اس نے اتنے تمہارے

عَلَيْمٌ حَكِيمٌ ۝۱۰ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَ

قَابِلُوْا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ هُمْ اَوْلٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَ

جَهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ

اَمْرًا مَّجْمُوْعًا ۝۱۱ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَ

بَعِثُوْا اَوْلٰٓئِكَ اَوْلٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلٰٓئَا

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَبَعِثُوْا اَوْلٰٓئِكَ

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَبَعِثُوْا اَوْلٰٓئِكَ

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَبَعِثُوْا اَوْلٰٓئِكَ

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَبَعِثُوْا اَوْلٰٓئِكَ

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَبَعِثُوْا اَوْلٰٓئِكَ

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَبَعِثُوْا اَوْلٰٓئِكَ

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَبَعِثُوْا اَوْلٰٓئِكَ

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَبَعِثُوْا اَوْلٰٓئِكَ

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَبَعِثُوْا اَوْلٰٓئِكَ

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَبَعِثُوْا اَوْلٰٓئِكَ

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَبَعِثُوْا اَوْلٰٓئِكَ

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَبَعِثُوْا اَوْلٰٓئِكَ

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَبَعِثُوْا اَوْلٰٓئِكَ

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَبَعِثُوْا اَوْلٰٓئِكَ

تین مسئلے بیان ہوئے ایک یہ کہ غیر مہاجر مومن اگر کسی کافر قوم سے دینی وجہ سے جنگ کریں اور وہ تم سے مدد مانگیں تو مدد دو۔ لہٰذا ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اپنے مسلم بھائی کی دینی جنگ میں مدد کرے۔ دوسرے یہ کہ مدد دینا جہاد میں ضروری ہے نہ کہ محض دنیاوی مجتہدوں میں۔ تیسرے یہ کہ اگر مسلمانوں کی جنگ کسی ایسی کافر قوم سے ہے جن کا ہمارے ساتھ معاہدہ ہو چکا ہے تو ہم اب ان کے خلاف مدد نہیں دے سکتے کیونکہ اس میں مدد دینے سے ہم اپنے آپ کو کفر اور ان مسلمانوں میں صلح ہو جائے اگر صلح ناممکن ہے۔ تو ہم غیر جانبدار رہیں۔ چنانچہ اللہ کیسے نفیس تعلیم ہے۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن و کافر میں تواریف نہیں۔ کافر کافر کا وارث ہے۔ نیز مشرک عیسائی کا عیسائی مشرک کا وارث نہ ہونا چاہیے۔ کیونکہ ان میں بھی اختلاف دین ہو گیا۔ بلکہ کفار میں اختلاف دار بھی محرومان کا باعث

(تقریباً صفحہ ۲۹۶) ہے۔ یعنی ایک ملک کا کافر دوسرے ملک کے کافر کا وارث نہیں ۸۔ یعنی اگر مسلمانوں نے ایک دوسرے کی مدد نہ کی بلکہ ایک دوسرے کو چٹا ہوا دیکھ کر دوسرا خاموش رہا تو یہاں فتنہ فساد ہو گا مسلمانوں کو جینا مشکل ہو گا۔

۱۔ یعنی وہ انصار جنہوں نے مہاجرین کو مدینہ منورہ میں اس طرح ٹھہرایا کہ اپنے گھر مال و متاع میں برابر کا شریک کر لیا اور ان کی ہر طرح مدد کی یہ سچے بچے مومن ہیں۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ اللہ کے بندوں کی مدد برحق ہے۔ دوسرے یہ کہ بزرگوں کی خدمت سچے ایمان کی علامت ہے۔ تیسرے یہ کہ

سارے انصار سچے مومن ہیں۔ چوتھے یہ کہ مہاجرین کی مدد کرنے کا بڑا درجہ ہے اور انصار کی جماعت بڑی ہی شان والی ہے۔ پانچویں یہ کہ اللہ کے بندوں سے مدد لینا شرک نہیں۔ کفر نہیں بلکہ سنت انبیاء ہے۔ اسی لئے اس جماعت کا نام انصار ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کے مددگاروں کا نام نصاریٰ ہے۔ ۲۔ اس آیت سے تمام مہاجرین و انصار کا سچا مومن ہونا اور ان کا صاحب درجہ ہونا معلوم ہوا۔ ان میں سے کسی کے ایمان یا حق ہونے کا انکار کفر ہے۔ یہ بھی پتہ لگا کہ تمام صحابہ عادل ہیں فاسق کوئی نہیں۔ اگر کسی سے کوئی جرم سرزد ہو گیا تو توبہ نصیب ہو جاتی ہے اس پر باقی نہیں رہتے ۳۔ مہاجرین

کے چند طبقے ہیں ایک وہ جنہوں نے پہلی بار ہی مدینہ پاک کو ہجرت کی جنہیں مہاجرین اولین کہا جاتا ہے۔ دوسرے وہ جنہوں نے حبش کو پھر حبشہ سے مدینہ کو ہجرت کی انہیں صاحب ہجرتین کہتے ہیں۔ تیسرے وہ جنہوں نے صلح حدیبیہ کے بعد ہجرت کی۔ انہیں ہجرت ثانیہ والے کہتے ہیں۔ یہاں مہاجرین اولین مراد ہیں ۴۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ہجرت سے وراثت منسوخ ہو چکی۔ دوسرے یہ کہ اب وراثت کا دارو مدار یہی قربانداری پر ہے جنہیں اولاد الارحام ہمارا ہے کیونکہ دودھ کے رشتے سے کوئی وارث نہیں۔ سرالی رشتہ میں صرف بیوی، خاوند ایک دوسرے کے وارث ہیں، تیسرے یہ کہ ذوی الارحام مومن غلام وغیرہ بھی وارث ہیں۔ جیسا کہ فارانہ پ ہے ۵۔ چونکہ اس سورۃ میں حضرت کعب بن مالک وغیرہ صحابہ کرام کی توبہ کی قبولیت کا ذکر ہے۔ اس لئے اسے سورۃ توبہ کہا گیا۔ سورۃ توبہ میں بسم اللہ نہ لکھی گئی کیونکہ حضرت جبریل نے اس سورۃ کے ساتھ بسم اللہ نہ پڑھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں بسم اللہ لکھنے کا حکم نہ دیا۔ سیدنا علی مرتضیٰ فرماتے ہیں کہ بسم اللہ مانا ہے اور یہ سورۃ امان اٹھانے کے لئے آئی لہذا یہاں بسم اللہ نہ لکھی گئی۔ حضرت براء فرماتے ہیں کہ سورتوں میں ۲ آخری سورۃ بھی ہے (خزائن

واعلموا ۱۰
۲۹۷
التوبہ ۹

اللَّهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَتَوَصَّوْا أُولَئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ

لڑے اور جنہوں نے جگہ دی اور مدد کی وہی بچے ایمان والے

حَقًّا لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ۝ وَالَّذِينَ آمَنُوا

میں نے ان کے لئے بخشش ہے اور عزت کی روزی ۱۰ اور جو ایمان کو

مِنْ بَعْدُ وَهَاجِرُوا وَجْهَهُدْ وَأَمْعَكُمْ فَأُولَئِكَ مِنْكُمْ

ایمان لائے تھے اور ہجرت کی اور ہمارے ساتھ جہاد کیا وہ بھی تمہیں میں سے ہیں

وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ

اور رشتے والے ایک دوسرے سے زیادہ نزدیک ہیں اللہ کی کتاب میں ۱۱

إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝

بہ شک اللہ سب کو جانتا ہے ۔

آیات ۱۱۹
سُورَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ ۱۲
اَلْوَعَاظُ ۱۱

سورۃ توبہ مدنی ہے اس میں سورۃ رکوع ایک سو انیس آیتیں اور چار پارے ہجرت کے ہیں

بَرَاءَةٌ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ

بیزاری کا حکم نامہ انشاوار اس کے رسول کی طرف سے ان مشرکوں کو جن سے تمہارا معاہدہ

مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ فَيَسِيحُوا فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ

تھا اور وہ قائم نہ کیے تھے تو چار بیسے زمین پر

أَشْهُرًا وَعَلِمُوا أَنَّهُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللَّهِ ۝ وَأَنَّ

پلوچھو اور جان رکھو کہ تم اللہ کو ٹھکا نہیں کہتے اور یہ کہ

اللَّهُ مُخْزِي الْكَافِرِينَ ۝ وَأَذَانٌ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ

اللہ کافروں کو رسوا کرنے والا ہے ۱۲ اور منادی بھار دینا ہے اللہ اور اس کے

إِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ ۚ إِنَّ اللَّهَ بَرِّئٌ مِّنَ

رسول کی طرف سے سب لوگوں میں بڑے حج کے دن ۱۳ کہ اللہ بیزار ہے

مَنْزِل ۱۴

العرفان و روح البیان) ۶۔ مسلمانوں اور عرب مشرکین کے درمیان عہد و معاہدے تھے۔ لیکن بنی حزمہ اور بنی کنانہ کے سوا سب کافروں نے وہ عہد توڑ دیے۔ تب مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ تم کفار کو چار مہینوں کا توڑ دے دو کہ اس عرصہ میں وہ خوب سوچ بچار کریں یا اپنی احتیاط کریں۔ اس مدت کے بعد یا انہیں اسلام قبول کرنا ہو گا یا قتل۔ یہ سورۃ حج کہ کے ایک سال بعد ۹ھ میں نازل ہوئی۔ اسی ۹ھ کے حج میں حضور نے ابو بکر صدیق اور علی مرتضیٰ کو اس سورۃ کا اعلان فرمانے کے لئے کہ منقطع بھیجا اور حکم دیا کہ سال آنکہہ کوئی مشرک حج نہ کرے۔ کوئی نکاح طواف نہ کرے اور چار ماہ گزرنے کے بعد اس عہد کی مدت ختم ہو جائے گی۔ پھر یا اسلام قبول ہو گا یا قتل معلوم ہوا کہ مشرکین عرب سے جزیہ نہ لیا جائے گا۔ ان کے لئے یا اسلام ہے یا قتل ۱۵۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ اگر حج بعد کا ہو تو حج اکبر ہے

(تقریباً صفحہ ۲۹۷) کیونکہ جمعہ کے ایک حج کا تو قبہ شریع کے برابر ہے۔ حضور کا جبہ اللہ تعالیٰ نے اس کو ہوا اقلہ یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول کا کلام اللہ کا کلام ہے کیونکہ حج اکبر کے دن اعلان توحسور کی طرف سے ہوا مگر رب نے فرمایا کہ اللہ رسول کی طرف سے اعلان ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کے ساتھ رسول کا ذکر بصری و غیرہ جملہ کے سنت الہیہ ہے۔ لہذا یہ کہنا جائز ہے کہ اللہ رسول دیتے ہیں رب فرماتا ہے۔ انفقتم مائتہ من فضلیہ یہ بھی معلوم ہوا کہ جس سے حضور پر بار ہو جاتی ہیں اس سے اللہ بھی پر بار ہے۔ لہذا جس سے حضور راضی ہیں اس سے اللہ تعالیٰ بھی راضی ہے۔

۱۔ نہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم ان کے دین و دنیا میں محتاج ہو وہ تمہارے حاجت مند نہیں سورج سے اگر ہم روشنی لیں تو ہمارا ہی بخلا نہ کہ سورج کا۔ یعنی اے مشرکین عرب اور اے عہد توڑنے والے کافرو! اگر تم اب کفر سے توبہ کر کے ایمان نہ لائے تو تم اللہ و رسول کو عاجز نہ کر سکو گے۔ قتل کر دینے جاؤ گے۔ دیگر ممالک کے کفار سے جزیہ بھی قبول کر لیا جاتا ہے۔ مگر مشرکین عرب سے صرف اسلام قبول ہے۔ ۳۔ دنیا میں قتل و غارت کا مذاب۔ آخرت میں دوزخ کا مذاب اس سے معلوم ہوا کہ یہ تمام مذاب کفار کے لئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس سے محفوظ رکھے گا۔ دنیا میں مسلمانوں کا کفار کے ہاتھوں قتل یا قید ہو جانا رب کی طرف سے امتحان ہے۔ جو بلندی حجاب کا ذریعہ ہے۔ مذاب نہیں ۴۔ جیسے بنی بکر قبیلہ نے حضور کے حلیف بنی خزاعہ کے مقابل ان کے دشمنوں کی مدد کی۔ وہ بھی اس عہد توڑنے والوں میں داخل ہیں۔ ۵۔ روح البیان نے فرمایا کہ یہاں حرمت والے میوں سے مراد ان کفار کی امان کے سینے ہیں جو مسلسل ہار تھے لہذا یہ آیت منسوخ نہیں اور جن میوں میں جنگ اول اسلام میں حرام تھی۔ وہ رجب و نصفر و ذی الحجہ حرم ہیں اب ان میں جہاد جائز ہے چونکہ ان امان کے میوں میں ان کفار سے جنگ حرام تھی اس لئے انہیں اشہر حرم فرمایا گیا۔ ۶۔ چنانچہ بنی حمزہ کے معاہدہ کے نواہ باقی تھے ان کی یہ مدت پوری فرمائی گئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہمارا صرف ان کفار کے لئے تھے۔ جنہوں نے خود عہد شکنی کی تھی۔ ۷۔ حل میں یا حرم میں نہ زمان انہیں اس دے گا نہ مکان (روح و خزائن العرفان) ۸۔ معلوم ہوا کہ جہاد میں ہر دم شے استعمال کرنا جائز ہے ہر شے سے جو نہ ہو کیونکہ یہاں فرمایا گیا کہ ہر طرح ان کی ناک میں بیٹھو یعنی ہر طرح ان کو شکست دو۔ ۹۔ اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مکہ یعنی مجبور کا ایمان مستتر ہے جیسا کہ خلاف تبارک سے معلوم ہوا۔ یعنی اگر کفار جنگ کی حالت میں کفر سے توبہ کر لیں یہ توبہ قبول ہے۔ خوبی سے

المشیرکین ۵ ورسولہ فان تبتم فهو خیر لکم
مشرکوں سے اور اس کا رسول تو اگر تم توبہ کرو تو تمہارا بھلا ہے
وان تولیتکم فاعلموا انکم غیر معجزی اللہ
اور اگر تمہارا پیغمبر تو ایمان ہو کہ تم اللہ کو شکستہ کر سکتے ہو
وبشیر الذین کفروا بعد اب الیم ۶
اور کافروں کو خوشخبری سناؤ ورنہ ناک مذاب کی تیج مگر وہ مشرکین
عہد تم من المشیرکین تم کم یفصوکم شیئا
جن سے تمہارا معاہدہ تھا پھر انہوں نے تمہارے عہد میں ہتھیار نہیں کھینچے
ولم یظاہروا علیکم احدا فاتیوا الیم عہدکم
اور تمہارے مقابل کسی کو مدد نہ دی تھی اور ان کا عہد پھری ہوئی حالت
الی مدنتم ان اللہ یحب المتقین ۷ فاذا
مک پورا کرو بیشک اللہ پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے پھر جب
انسلاخ الاشہر الحرم فاقتلوا المشیرکین
حرمت والے جیسے پہلے ایمان میں تھے تو مشرکوں کو مارو
حیث وجدتموہم وخذوہم واحصروہم
جہاں پاؤ نہ اور انہیں پکڑو اور قید کرو
واقعدوا لہم کل مرصد فان تابوا واقاموا
اور ہر جگہ ان کی ناک میں بیٹھو شے پھر اگر وہ توبہ کر لیں اور نماز
الصلوة واتوا الزکوۃ فخلوا سبیلہم ۸ ان اللہ
قائم رکھیں اور زکوۃ دیں تو ان کی راہ چھوڑ دو شے بیشک اللہ
غفور رحیم ۹ وان احد من المشیرکین
بچنے والا ہر ایمان ہے نہ اور اسے محمد اب اگر کوئی مشرک

مقل

ہو یا ذکر کہ دوسرے یہ کہ نماز و زکوۃ مسلمان ہو جانے اور کفر سے جی توبہ کی علامت ہے۔ کیونکہ یہ دونوں تمام نیکیوں کی جڑ ہیں۔ تیسرے یہ کہ جو کافر قیدی ایمان تو لے آئے مگر نماز نہ پڑھے وہ رہائی کا مستحق نہیں کیونکہ فخلوا کو نماز قائم کرنے پر موقوف رکھا۔ یعنی توبہ اور نماز و زکوۃ کی ہر حالت سے کفر اور کفر کے زمانے کے سارے گنہ معاف ہو جائیں گے۔ مسئلہ اگر کسی کو جبراً مسلمان کیا گیا ہو پھر وہ مرتد ہو جائے تو اسے قتل نہ کیا جائے گا بلکہ دوبارہ اسلام لانے پر مجبور کیا جائے گا جیسے مرتدہ عورت (روح)

۱۔ یعنی ان چار ماہ گزرنے کے بعد ان مشرکین میں سے جنہیں قتل کا حکم دیا گیا ہے، اگر کوئی مشرک ایمان مانگے تو اسے کچھ عرصے کے لئے امن دے دو۔ اس سے چند مہینے معلوم ہوتے۔ ایک یہ کہ کافر مسلمان فی کی طرح دار الاسلام میں محفوظ ہے۔ کہ نہ اسے قتل کیا جاوے نہ اس کا مال چھینا جاوے۔ دوسرے یہ کہ مسلمان کو ہمیشہ دار الاسلام میں رہنے کی اجازت نہیں۔ تیسرے یہ کہ مدت امن گزر جانے کے بعد اسے سلامتی سے دار الاسلام سے نکال دیا جائے اگر وہ مومن یا ذی نہ بنے۔ چوتھے یہ کہ مسلمان کو اسلام کی تبلیغ کی جائے شاید وہ ایمان لے آوے۔ ۲۔ یعنی نہیں ہو گا۔ کیونکہ وہ بار بار عہد توڑ چکے ہیں۔ معلوم ہوا کہ جو عہد شکنی کرے، اس کے عہد کے ہم بھی پابند نہیں ۳۔ یعنی صلح حدیبیہ کے موقع پر بنی حزمہ قبیلہ سے آپ نے معاہدہ فرمایا اور انہوں نے کوئی عہد شکنی نہ کی۔ ان کے معاہدہ کی مدت پوری کرو

۴۔ یعنی مدت معاہدہ کے اندر جب تک وہ اپنے عہد پر قائم رہیں، تم بھی قائم رہو۔ اگر وہ اس دوران میں عہد توڑ دیں تو تم بھی ان سے جنگ کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو مسلمان کافر سے بدعہدی کرے وہ بھی متقی نہیں۔ اس پر افسوس ہے، جو مومن کے ساتھ دھوکہ بازی بدعہدی سے باز نہ آئے عداوت و معاملات کی درستی تقویٰ کے دور پر ہیں جیسے پرندہ دو پروں کا حاجت مند ہے ایسے ہی متقی کو یہ دونوں چیزیں ضروری ہیں۔ ۶۔ کفار کا یہ حال ہمیشہ رہا اور رہے گا کہ وہ مسلمان کے مقابلہ میں نہ قربان داری کا لحاظ کریں نہ کسی عہد و پیمان کا۔ اس لئے ان پر اعتماد کرنا مومن کی شان نہیں۔ عاقل ایک سوراخ سے دوبار نہیں کاٹا جاتا۔ مسلمان پر بھی لازم ہے کہ اللہ رسول کے حکم کے مقابلے میں کسی کے دھاوے کا اعتبار نہ کرے

لَا طَاعَةَ لِمَنْ خَلَفَ مِنِّي بَعْدِي إِلَّا فِي طَاعَةِ اللَّهِ وَالْطَّاعَةِ لِلْإِمَامِ الْأَمِينِ اگر مال، باپ، بیٹا، استاد یا آفسر نماز سے منع کریں تو نہ مانو۔ اس ہی طرح کسی قربانیت کا بھی لحاظ نہیں۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض کفار اپنے اصول کے پابند اور وعدے کے پکے بھی ہوتے ہیں۔ اسی لئے یہاں فرمایا گیا کہ اگر تم یہاں فق سے مراد بدعہدی ہے۔ ۸۔ یعنی دنیاوی آدمی کے لالچ میں ایمان نہ لائے اور ابوسفیان کے تھوڑے سے لالچ کی وجہ سے تم لوگوں سے عہد شکنی کر بیٹھے اللہ کی آنحوں سے مراد قرآن کی آیات ہیں یا حضور سے معاہدہ۔ جس کے پورا کرنے کا حکم آیات قرآنیہ میں ہے۔ ۹۔ یعنی یہ کفار تھوڑے پیسوں پر آیات الہیہ کو بدل دیتے ہیں۔ لوگوں کو ایسے راستے سے روکتے رہتے ہیں۔ مومنوں کی قربان داریوں وغیرہ کا لحاظ نہیں کرتے۔ انہیں ستاتے ہیں۔ یہ لوگ حد سے بڑھے ہوئے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی کو گمراہ کرنا یا کسی کی گمراہی کا سبب بننا، یعنی کسی کو نیک اعمال سے روکنا یا کسی کو گناہ کا مشورہ دینا سبب جرم

وَأَعْلَمُوا	۲۹۹	التوبة
<p>اَسْتَجَارَكَ فَاجِرُهُ حَتَّى يَسْمَعَ كَلِمَ اللَّهِ ثُمَّ</p> <p>تم سے پناہ مانگے تو اسے پناہ دو کہ وہ اللہ کا کلام سنے پھر اسے</p> <p>اَبْلَغُهُ مَآمِنَهُ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْلَمُونَ</p> <p>اس کی امن کی جگہ پناہ دو یہ اس لئے کہ وہ نادان لوگ ہیں</p> <p>كَيْفَ يَكُونُ لِلْمُشْرِكِينَ عَهْدٌ عِنْدَ اللَّهِ وَعِنْدَ</p> <p>مشرکوں کے لئے اللہ اور اس کے رسول کے پاس کوئی عہد نہ ہو</p> <p>رَسُولِهِ إِلَّا الَّذِينَ عَهِدْتُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ</p> <p>ان کو گناہ نہ ہو کہ وہ جن سے تمہارا معاہدہ مسجد حرام کے</p> <p>اَحْرَامٍ فَمَا اسْتَقَامُوا لَكُمْ فَاسْتَقِيمُوا لَهُمْ</p> <p>اس ہوالہ کو جب تک وہ تمہارے لئے عہد پورا کرتے رہیں تم ان کے لئے قائم رکھو</p> <p>إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ كَيْفَ وَإِنْ يَظْهَرُوا</p> <p>یہ ہے کہ اللہ پسند کرتا ہے ان کو جو اللہ کے خوف سے ہیں جیسا کہ تمہارا حال تو یہ ہے</p> <p>عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوا فِيكُمْ إِلَّا ذِمَّةً يَرْضَوْنَكُمْ</p> <p>انہم ہر ظاہر پائیں تو نہ قربانیت کا لحاظ کریں نہ عہد کا اپنے منہ سے نہیں راضی</p> <p>بِأَفْوَاهِهِمْ وَتَأْبَىٰ قُلُوبُهُمْ وَأَكْثَرُهُمْ فَاسِقُونَ</p> <p>کرتے ہیں اور ان کے دلوں میں انکار ہے اور ان میں اکثر بڑے فاسق ہیں</p> <p>اَسْتَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ ثَمَنًا قَلِيلًا فَصَدَّوْا عَنْ</p> <p>اللہ کی آیتوں کے بدلے تھوڑے دام مول لئے تھے تو اس کی</p> <p>سَبِيلَهُ إِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا يَعْلَمُونَ لَا يَرْقُبُونَ</p> <p>راہ سے روکنا بڑے نیک وہ بہت ہی برے کام کرتے ہیں کسی مسلمان میں</p> <p>فِي مُؤْمِنٍ إِلَّا ذِمَّةً وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُونَ</p> <p>یہ قربانیت کا لحاظ نہیں کرتے عہد کا اور وہی سرکش ہیں</p>		

ہے اور اسی آیت کے تحت داخل ہے۔ اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو میلاد شریف ختم بزرگان اور دوسرے نیک اعمال سے بلاوجہ مسلمانوں کو روکتے ہیں۔ یہ بھی اللہ کی راہ سے روکنا ہے۔ کیونکہ یہ سارے کام اللہ کے لئے کئے جاتے ہیں۔

۱۔ یعنی نماز و زکوٰۃ کو فرض سمجھیں یا اسے پابندی سے ادا کریں۔ یعنی اعتقاد میں یا عمل میں نماز قائم کریں (روح البیان) ۲۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ اخوت اسلامی عالمگیر اخوت ہے۔ کلی قومی اخوتیں عارضی اور محدود ہیں۔ دوسرے یہ کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ کہ نبی کا بھائی جیسے انصاف کے معلوم ہوا تیسرے یہ کہ مسلمان کا خون حرام ہے کیونکہ وہ بھائی ہے۔ ۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ عالم وہ جس کی نظر تفصیل آیات پر ہو۔ اس کے بغیر عالم نہیں اگرچہ دوسرے علوم میں ماہر ہو۔ دوسرے یہ کہ قرآن و حدیث عالم کے لئے ہیں عوام کے لئے علماء کی اطاعت لازم ہے اگر جملہ قرآن و حدیث سے استنباط

شروع کر دیں تو دین ایک راقی بن کر رہ جائے گا۔ تتم ہوئی جوہری کی دکان سے ملیں گے نہ کہ سمندر سے ۳۔ معلوم ہوا کہ اگر ذی کافر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کرے یا اسلام پر اعتراضات کا منہ کھولے تو اس کا عہد اور ذمہ ٹوٹ جائے گا سے قتل کیا جائے گا۔ کیونکہ ذی کفار پر ہمارے اسلام کا احترام ضروری ہے ۵۔ یعنی اسلام پر اعتراضات کرنے اور مسلمانوں کو ستانے والوں سے جہاد کرو۔ معلوم ہوا کہ جہاد کا مقصود کفار کا قتل کرنا یا انہیں جبراً مسلمان بنانا نہیں بلکہ ان کا زور توڑنا ہے۔ ۶۔ یعنی مہینہ کے بیورو جنہوں نے حضور کے معاہدہ کو توڑا اور مہینہ منورہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے پر مجبور کرنے کی کوشش کی۔ اجزاہ میں یا مکہ کے مشرکین جنہوں نے صلح حدیبیہ کے عہد کو توڑا اور اس سے پہلے وہ حضور کو مکہ مکرمہ سے بھرت کرنے پر مجبور کر چکے تھے (روح البیان) ۷۔ خیال رہے کہ جن کفار سے ہماری صلح ہو چکی ہو ان سے جنگ میں پھل کرنی حرام ہے۔ کہ یہ عہد شکنی ہے۔ دوسرے کافروں پر مسلمان بخوشی ابتدائی حملہ کر سکتے ہیں۔ لہذا اس آیت میں قادیانوں کی دلیل نہیں ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن کے دل میں غیر اللہ کا خوف نہیں ہوتا۔ خیال رہے کہ ایک خوف وہ ہے جو اطاعت کا جذبہ پیدا کرے۔ دوسرا خوف وہ ہے جو نفرت پیدا کر دے جیسے بادشاہ کا خوف، سانپ کا خوف، مومن کو کلوں کا پہلا خوف نہیں ہوتا کہ وہ ڈر کی وجہ سے ایمان یا اطاعت الہی چھوڑ دے۔ دوسرا خوف ہو سکتا ہے۔ مومن علیہ السلام کو سانپ سے خوف ہوا تھا۔ ۹۔ اللہ تعالیٰ نے یہ سارے وعدے پورے فرمائے جس کی تاریخ شاہد ہے۔ یہ آیات حضور کے معجزہ ہیں ۱۰۔ معلوم ہوا کہ کفار سے اپنا بدلہ لینا جس سے مسلمانوں کے دلوں کی بھراس نکلے جائے ہے مگر ظلم و زیادتی نہ ہو۔ بلکہ بعض وقت بدلہ لینا ضروری ہے۔

فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ

پھر اگر وہ توبہ کریں اور نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں

فَأَخْوَانَكُمْ فِي الدِّينِ وَفُضِّلَ الْآيَةُ لِقَوْمٍ

تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں نہ اور ہم آیتیں مفصل بیان کرتے ہیں

يَعْلَمُونَ ۝ وَإِنْ تَكَثَّرُوا آيْمَانُهُمْ مِنْ بَعْدِ

جاننے والوں کے لئے تہ اور اگر بڑھ کر کے اپنی نہیں

عَهْدِهِمْ وَطَعْنُوا فِي دِينِكُمْ فَقَاتِلُوا أَيْمَةً

توڑیں اور تمہارے دین پر منہ آئیں تہ تو کفر کے سرفروں سے

الْكُفْرَ إِنَّهُمْ لَا أَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّكُمْ يَتَّقُونَ ۝

تو، چلک ان کی نہیں بلکہ نہیں اس امید پر کہ شاید وہ باز آئیں گے

أَلَا تَقَاتِلُونَ قَوْمًا نَكَثُوا أَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوا بِإِخْلَافِ

کہ اس قوم سے نہ لڑو گے جنہوں نے اپنی نہیں توڑیں اور رسول کے

الرَّسُولِ وَهُمْ بَدَءُوكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ أَتَخْشَوْنَهُمْ

بھاننے کا ارادہ کیا حالانکہ انہیں کی طرف سے پہل ہوئی ہے کیا ان سے ڈرتے ہو

فَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَوْهُ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝

تو اللہ اس کا زیادہ مستحق ہے کہ اس سے ڈرو اگر ایمان رکھتے ہو تہ

قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبُهُمُ اللَّهُ بِأَيْدِيكُمْ وَيُخْزِهِمْ

تو ان سے لڑو اللہ انہیں عذاب دے گا تمہارے ہاتھوں اور انہیں سزا دے گا

وَيَبْصِرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيُشْفِ صُدُورَكُمْ مَوْمِنِينَ ۝

اور تمہیں ان پر مدد دے گا ایمان والوں کا پیٹ بڑھا کرے گا تہ

وَيَذِهُبُ غَيْظَ قُلُوبِهِمْ وَيَتُوبُ اللَّهُ عَلَى مَنْ

اور ان کے دلوں کی کھین دور فرمائے گا اور اللہ جس کی چاہے توبہ

۱۔ یعنی بعض اہل کہ بعد کو توبہ کر کے ایمان لے آئیں گے۔ چنانچہ حضرت ابوسفیانؓ عمرہ اور عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اٹھیں سب حضرات ایمان لے آئے۔ رب تعالیٰ کی یہ خبر بھی ہوئی۔ ۲۔ سبحان اللہ! امت نہیں ترجمہ ہے۔ اس ترجمہ کا مقصد یہ ہے کہ اللہ کے بندوں کا جاننا اللہ تعالیٰ کا جانتا ہے۔ ان جہادوں کے ذریعے مخلص و منافق کو مسلمان بنائیں گے۔ ورنہ رب تو علیم و خبیر ہے ۳۔ یعنی اسے لوگو! کیا تم چاہتے ہو کہ تم پر جہاد فرض نہ ہو۔ یہ نہ ہوگا۔ جہاد تو مخلص اور منافق میں چھانٹ کا ذریعہ ہے۔ مومن خوشی سے جہاد کی کرتے ہیں منافق ایسے موقع پر کفار کی جاسوسی ۴۔ معلوم ہوا کہ کفار کو نہ تو مسلمانوں کی مسجدوں میں نماز کی اجازت ہے

نہ ان سے مسجدوں میں چندہ لیا جاوے۔ کیونکہ مسجد بنانا اور وہاں نماز پڑھنا یہ سب مسجد کے آباد کرنے میں داخل ہے جس کا حق صرف مسلمانوں کو ہے۔ اسی طرح مسجد کی خدمت کے لئے مسلمان مقرر ہوں۔ حضور نے جو یہودی لڑکے کو مسجد میں جھاڑو کی اجازت دی تھی اس کی بنا ایمان کی امید پر تھی۔ نیز نجران کے عیسائیوں نے جو مسجد یہودی میں اپنی عبادت کی وہ حضور کی اجازت سے نہ تھی انہوں نے خود شروع کر دی۔ ہاں شروع کر دینے کے بعد ان کی نماز تروائی نہ گئی۔ جیسے ایک یہودی نے مسجد میں پیشاب کرنا شروع کر دیا تو اس کا پیشاب روکا نہ گیا بلکہ فراغت کے بعد مسجد دھوا دی گئی ۵۔ یعنی بت پرستی اور مسجد کی آبادی جمع نہیں ہو سکتیں۔ یہ حکم تمام کفار کا ہے خواہ وہ مسلمانوں میں شمار ہوتے ہوں جیسے یہودی وغیرہ ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کی نیکیاں جیسے مسجد کی خدمت، مسافر خانہ، کنوئیں وغیرہ بنانا سب بریاد ہے کسی پر کوئی ثواب نہیں۔ ہاں بعض کفار کو بعض نیکیوں کی وجہ سے عذاب میں تخفیف ہو جاوے گی۔ جیسے ابوطالب وغیرہ جو جگہ عذاب میں ہیں ۷۔ اس سے مراد مسجدوں کی تعمیر وہاں جہاد و صفائی وہاں چراغوں روشنی وغیرہ۔ وہاں اعلیٰ فرش چھانا سب ہی ہیں۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مسجدیں بنانے انہیں آباد کرنے وغیرہ کا حق صرف مسلمانوں کو ہے۔ کفار کی بنائی ہوئی مسجد، مسجد نہیں جیسے مسجد ضرار۔ دوسرے یہ کہ مسجد کی آبادی کا شوق ایمان کی علامت ہے۔ اسی طرح مسجدوں سے نفرت یا مسجدیں بریاد کرنے کا جذبہ کفر کی علامت ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ تراویح میں ختم رمضان کے وقت مسجد میں چراغوں کرنا بہت کار ثواب ہے کہ یہ بھی آبادی مسجد میں داخل ہے۔ حضرت سلیمان بیت المقدس میں ایسے روشنی فرماتے تھے کہ کوسوں تک اس کی روشنی میں عورتیں چراغ کات لیتی تھیں۔ حضرت دجہ کلبی مسجد نبوی میں چراغوں کرتے تھے (روح وغیرہ) ۸۔ مسجد نبوی میں سب سے پہلے اعلیٰ فرش حضرت عمر

والعلماء	(۳۰)	التوبة
<p>يَسَاءُ وَاللَّهُ عَلَيْهِمْ حَكِيمٌ ۝۱۵ أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تُتْرَكُوا</p> <p>بول فرمائے کہ اللہ علم و حکمت والا ہے کیا اس گمان میں ہو کہ ملائی چھوڑ دیئے</p> <p>وَلَمْ يَأْعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ يَجْهَدُوا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوا</p> <p>جاؤ گے اور ابھی اللہ نے یہ جان لیا کہ ان کی جہاد میں سے جہاد کس کے اور اللہ</p> <p>مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَا أَسْأَلُهُ وَلَا الْمُؤْمِنِينَ</p> <p>اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے سوا کسی کو اپنا غم راز نہ</p> <p>وَلِيَجْزِيَ اللَّهُ خَيْرَ لِمَا تَعْمَلُونَ ۝۱۶ مَا كَانَ</p> <p>بنائیں گے اور اللہ تمہارے کاموں سے نبردہ رہے مت شریکوں کو</p> <p>لِلْمُشْرِكِينَ أَنْ يَعْمُرُوا مَسْجِدَ اللَّهِ شَرِيفِينَ</p> <p>نہیں پہنچتا کہ اللہ کی مسجدیں آباد کریں ہی خود اپنے کفر</p> <p>عَلَى أَنْفُسِهِمْ بِالْكَفْرِ أُولَئِكَ حِطَّتْ أَعْمَالُهُمْ</p> <p>کی گواہی دے کر کہ ان کا تو سب کیا دھرا کارت ہے کہ</p> <p>وَفِي النَّارِ هُمْ خَالِدُونَ ۝۱۷ إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسْجِدَ</p> <p>اور وہ ہمیشہ آگ میں رہیں گے اللہ کی مسجدیں وہی آباد</p> <p>اللَّهُ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَقَامَ</p> <p>کرتے ہیں نہ جو اللہ اور قیامت پر ایمان لاتے اور نماز قائم کرتے ہیں</p> <p>الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَلَمْ يَخْشَ إِلَّا اللَّهَ فَعَسَى</p> <p>اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تو</p> <p>أُولَئِكَ أَنْ يَكُونُوا مِنَ الْمُهْتَدِينَ ۝۱۸ أَجَعَلْتُمْ</p> <p>قرب ہے کہ یہ لوگ ہدایت والوں میں ہوں گے تو کیا تم نے</p> <p>سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ</p> <p>مجاہدوں کی سہیل اور مسجد حرام کی خدمت اس کے برابر ٹھہرائی کہ</p>		
مَنْزِل		

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ڈالے۔ اس سے پہلے صرف بجزی تھی۔ اس کی عایشان عمارت سب سے پہلے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بنائی۔ اس میں سب سے پہلے قدیس حیم داری نے روشن کیں۔ عہد فاروقی میں رمضان کی تراویح کے موقع پر آپ نے چراغوں کیا اور حضرت علیؓ نے تمام فاروقی کو انور بقری دعادی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بیت المقدس میں کبریت احمر کی روشنی کی جس کی روشنی بارہ مربع میل میں ہوتی تھی اور اسے چاندی سونے سے آرائش فرمایا (روح البیان) سب حضرات اللہ تعالیٰ کے پیارے تھے۔ ۹۔ شان نزول۔ مشرکین کہ مہاجر مسلمانوں کو طعن دیتے تھے کہ یہ لوگ خانہ کعبہ چھوڑ کر چلے گئے اور فخر کرتے تھے کہ ہم کعبہ ہیں۔ ان کے جواب میں یہ ہمت آئی۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے مخلص بندوں کی ایسی طرفداری فرماتا ہے کہ جو کوئی ان پر اعتراض کرے خود جواب دے

(بقیہ صفحہ ۳۰۱) ہے۔ سبحان اللہ یہ قرب الہی کی انتہا ہے۔

۱۔ معلوم ہوا کہ حضور کی فرمائندہ واری تمام عبادت سے اعلیٰ ہے کہ مہاجرین کو ان کے والوں سے افضل قرار دیا گیا۔ جو کہ میں رہ کر خانہ کعبہ کی خدمت میں رہے۔ کیونکہ وہ والے کعبہ کے پاس رہے اور مدینہ والے مہاجر کعبہ والے کی خدمت میں رہے کعبہ کو دیکھنے والا حلی ہوتا ہے۔ اور کعبہ والے کو دیکھنے والا صحابی ہوتا ہے۔ لاکھوں حاجی ایک صحابی کے گرد قدم کو نہیں بچتے۔ ۲۔ معلوم ہوا کہ ایمان کے بغیر کوئی عبادت کعبہ کی خدمت حاجیوں کو پائی جاتا وغیرہ مستحب نہیں۔ سب عبادتوں میں

ایمان کی شرط ہے۔ بغیر وضو نماز نہیں ہوتی اور بغیر ایمان کوئی عبادت نہیں ہوتی ۳۔ جہاد کی تین صورتیں ہیں۔ فقط جان سے جہاد جو مساکین کرتے تھے۔ فقط مال سے جو غنی مگر معذور مومن کا عمل تھا کہ غازی کو جو زانگوڑا وغیرہ دے دیتے تھے۔ جان و مال دونوں سے کہ غنی قادر مسلمان دوسرے مسکین غازیوں کو سلمان بھی دیتے خود بھی میدان میں جاتے۔ یہ آیت کریمہ ان تینوں مجاہدوں کو شامل ہے۔ اس سے اشارہ ”معلوم ہو رہا ہے کہ مہاجرین انصار سے افضل ہیں اگرچہ دونوں اللہ کے پیارے ہیں ۴۔ دوسرے مسلمانوں سے نہ کہ محض کافروں سے“ کافروں کا اللہ کے ہاں درجہ ہی کہاں ہے تاکہ کہا جاوے کہ کافروں سے زیادہ مجاہد کا درجہ ہے۔ کافر کتے بے سے زیادہ ذلیل ہے۔ نوح علیہ السلام کو کشتی میں جانوروں کو سوار کرنے کی اجازت تھی مگر کافر کو سوار کرنے کی اجازت نہ تھی رب تعالیٰ کفار کے لئے فرماتا ہے۔ **أُولَٰئِكَ هُمُ الشَّاكِرُونَ** ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کے کام رب کے کام ہیں۔ کیونکہ مسلمانوں کو خوشی سنانا حضور کا کام ہے اسی لئے آپ کا نام بشیر ہے۔ مگر رب نے فرمایا کہ ہم خوشی سناتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ قیامت میں بخشش اور جنت کی نعمتیں صرف اپنے عمل کا نتیجہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل کا نتیجہ ہیں۔ نیک اعمال تو اس کا فضل حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کی رضا تمام نعمتوں سے اعلیٰ نعمت ہے اللہ نصیب کرے۔ ۶۔ یہ آیت کریمہ بظاہر مہاجرین صحابہ کے لئے ہے۔ ان بزرگوں کا جنتی ہونا یقینی ہے۔ ان میں سے بعض کا تو نام لے کر جنتی ہونے کا اعلان فرما دیا گیا جیسے حضرات عشرہ مبشرہ وغیرہم۔ جو ان میں سے کسی کے ایمان یا تقویٰ کا انکار کرے وہ اس آیت کا منکر ہے۔ ۷۔ معلوم ہوا کہ تمام حقوق سے بڑھ کر اللہ رسول کا حق ہے۔ اس کے مقابل نہ مال نہ مال ہے نہ باپ باپ نہ بھائی بھائی۔ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی کافر بے خبری سے کفر میں گرفتار ہے اس کا یہ حکم نہیں۔ اسے محبت کے ساتھ سمجھا بجا کر مسلمان بنادو۔ جو کفر پر مصر ہو اس سے علیحدہ ہو جاؤ۔

واعلموا۔

۳۰۲

التوبة

كَمَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَجَاهَدَ فِي سَبِيلِ

جو اللہ اور قیامت پر ایمان لایا اور اللہ کی راہ میں جہاد

اللَّهُ لَا يَسْتَوُونَ عِنْدَ اللَّهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

کیا وہ اللہ کے نزدیک برابر نہیں اور اللہ ظالموں کو راہ نہیں

الظَّالِمِينَ ۝ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجْهَهُمْ

دیتا ہے وہ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اپنے مال

فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ أَعْظَمُ

و جان سے اللہ کی راہ میں لڑے اللہ کے

دَرَجَةٍ عِنْدَ اللَّهِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ۝

یہاں ان کا درجہ بڑا ہے اللہ اور وہی مراد کہ

يُنْشِرُهُم بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَ

ان کا رب انہیں خوشی سناتا ہے اپنی رحمت اور اپنی رضا کی

جَنَّتْ لَهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُّقِيمٌ ۝ خَلِدِينَ فِيهَا

ان باغوں کی جن میں انہیں دائمی نعمت ہے ہمیشہ ہمیشہ ان میں

أَبَدًا ۚ إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ ۝ يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ

رہیں تم سے شک اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے تم لے ایمان والو

آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا آبَاءَكُمْ وَآخَوَانَكُمْ أَوْلِيَاءَ

اپنے باپ اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ سمجھو نہ

إِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْإِيمَانِ وَمَنْ يَتَّبِعْهُمْ

اگر وہ ایمان پر کفر کو پسند کریں اور تم میں سے جو کوئی ان سے

مِنْكُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝ قُلْ إِن كَانَ

دوستی کرے گا تو وہی ظالم ہیں نہ تم فرماؤ اگر تمہارے

منزل ۲

انہوں نے ہی سرکار فتح کیا لہذا یہ فتح کوشہ کا قیام ہو گیا۔ جب بین فرشتے جو مسلمانوں کی شرکت پر جانے کے لئے جنگ حنین میں آئے تھے اس جنگ میں فرشتوں نے جنگ نہ کی تھی۔ جنگ تو صرف پھر میں کی تھی۔

انہوں نے ہی معرکہ فتح کیا لہذا یہ فتح کوشش کا ثمار ہو گئی۔ جب یعنی فرشتے جو مسلمانوں کی شرکت پر حائل جنگ نہ کی تھی۔ جنگ تو صرف بدر میں کی تھی۔

۱۔ چنانچہ ہوا زن کے باقی لوگوں کو اللہ نے اسلام کی توفیق دی جو حضور کی خدمت میں آکر مسلمان ہوئے۔ حضور نے ان کے قیدی چھوڑ دیے کیونکہ یہ لوگ جناب علیہ السلام کے ہم قوم تھے اس لئے ان کی یہ رعایت کی گئی ۲۔ خیال رہے کہ یہاں مشرکین سے مراد سارے غیر مسلم ہیں اور انہیں جہنم کے ذریعے سے یعنی سخت کدے اور گھونٹے۔ گندگی سے مراد عقیدوں کی گندگی ہے یا جسم کی۔ کیونکہ کفار جنابت سے غسل نہیں کرتے۔ نجاست کو پاک جانتے ہیں جیسے مشرکین ہند کہ گائے کے پیشاب کو پاک سمجھتے ہیں ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار و مشرکین کو مسلمانوں کی مسجدوں میں عبادت الہی کرنے کا حق نہیں کیونکہ یہاں قریب نہ ہونے سے عبادت کے لئے قریب نہ ہونا مراد ہے۔ اور تمام مسجدیں احترام میں مسجد حرام کی طرح ہیں ۴۔ یعنی یہ نہ سمجھو کہ اگر حج میں کفار شریک نہ ہوتے تو جہاد ہی تباہ تھیں نہ چلیں گی۔ اللہ مسلمانوں کی جماعت میں اتنی برکت دے گا کہ مسلمان حاجیوں سے اہل مکہ کے تمام کاروبار چلیں گے۔ رب نے اپنا یہ وعدہ پورا فرمایا جو آج تک دیکھا جا رہا ہے۔ اگر چاہے اس لئے فرمایا کہ مسلمانوں کا توکل اللہ پر رہے نہ کہ آنے والے حاجیوں پر۔ ۵۔ لہذا اس نے جو کلمہ کوچ وغیرہ سے روکنے کا حکم دیا اس میں اس کی ہزار بار طمٹیں ہیں جو جنس بعد کو ظاہر ہو جائیں گی ۶۔ معلوم ہوا کہ جو مسلمان نہیں وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کو ماننا ہی نہیں اگرچہ دعویٰ کرے۔ کیونکہ رب کی معرفت کا ذریعہ صرف حضور کی معرفت ہے۔ عیسائی، یہودی، مشرک کوئی بھی رب کو نہیں مانتے۔ ان سب سے جہاد کیا جاوے گا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جہاد تمام ذکوۃ کی طرح تاقیامت جاری رہے گا۔ جو اسے منسوخ مانے وہ مرتد ہے۔ جیسے قادیانی کیونکہ اس

آیت میں جہاد کا حکم مطلقاً دیا گیا کسی وقت سے متعین نہ کیا گیا۔ ۷۔ جو چیزیں قرآن میں حرام کی گئیں وہ اللہ کی حرام قرار پائی ہوئی ہیں۔ جیسے سوار مردار وغیرہ اور جو چیزیں حدیث پاک میں حرام قرار پائی گئیں وہ رسول اللہ نے حرام قرار پائیں جیسے کتا، بلا وغیرہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے حرام قرار دینے کا اختیار دیا ہے ۸۔ یہاں حق سے مراد یا سچا دین ہے یا غیر منسوخ اور باقی دین یا حق تعالیٰ کا نام ہے یعنی سچا دین یا ہمیشہ رہنے والا۔ منسوخ نہ ہونے والا دین یا اللہ تعالیٰ کا دین۔ پہلی صورتوں میں حق دین کی صفت ہے اور آخر صورت میں دین کا مضاف الیہ (روح) یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حق سے مراد حضور کی ذات مبارک ہو یعنی محمد رسول اللہ کا دین ۹۔ من یا مینہ ہے اور یہ لَا یُذْیَبُونَ کا بیان ہے۔ یعنی بے ایمان اہل کتاب کفار سے لڑو، جہاد کرو۔ ۱۰۔ اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کفار عرب میں صرف اہل کتاب سے جزیہ لیا جائے گا۔ مشرکین عرب کے لئے یا قتل ہے یا اسلام۔ دوسرے یہ کہ جزیہ نقد وصول کیا جائے گا و ہار نہیں۔ تیسرے یہ کہ کافر کو اپنا جزیہ خود لے کر حاضر ہونا ضروری ہو گا۔ نوکر وغیرہ کے ذریعے نہیں بھیج سکتا۔ کیونکہ عنید فرمایا۔ چوتھے یہ کہ کافر یا پادشاہ غاصی کے پاس آنے کا جیسے کہ دھمکھاؤں سے معلوم ہوا۔ خیال رہے کہ حنفیہ کے نزدیک جہنم کے مشرکین اہل کتاب کی طرح جزیہ دیں گے۔ شوافع کے نزدیک نہیں۔ کوئی مشرک جزیہ نہ دے گا۔ اسلام یا قتل کا حق ہو گا۔ دونوں کی دلیل یہ ہی آیت ہے ۱۱۔ یہ جزیہ عجم کے تمام مشرکین پر بھی ہو گا۔ خیال رہے کہ جزیہ حق حفاظت ہے۔ چونکہ سلطان اسلام کفار کی حفاظت کرتا ہے کفار کے آرام و آسائش کا انتظام کرتا ہے اس کے عوض ان سے کچھ مال لیا جاتا ہے۔ جیسے آج حکومتیں لیکس لیتی ہیں۔ اس کے مقابلے میں مسلمانوں سے جانوروں کی ذکوۃ وغیرہ بہت سی قسم کے مال لئے جاتے ہیں ۱۲۔ شان

التوبہ ۹

۳۰۴

واعلموا

الْكَافِرِينَ ۝ تَمَّ يَتُوبُ اللَّهُ مَنْ بَعْدَ ذَلِكَ عَلَىٰ

یہی سزا ہے پھر اس کے بعد اللہ جسے چاہے سزا تو یہ

مَنْ يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ

وہ سزا دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اے ایمان والو

اٰمِنُوْا اِنَّهَا الْمَشْرِكُوْنَ ۙ بَحْسٌ فَلَا يَقْرَءُوْا الْمُحَمَّدَ

مشرک نہ کہ نام پاک نہیں بلکہ تو اس برس کے بعد

الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ وَانْ خِفْتُمْ عَيْلَةً

وہ مسجد حرام کے پاس نہ آنے پائیں گے اور اگر نہیں سنا کی کاؤ ہے

فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمْ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ ۚ اِنْ شَاءَ اِنَّ

تو غنیمت اللہ تمہیں دولت مند کرے گا اپنے فضل سے اگر چاہے کہ بیشک

اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ قَاتِلُوْا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

اللہ علم و حکمت والا ہے لڑو ان سے جو ایمان نہیں لاتے

بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ

اللہ پر اور قیامت ہمارے اور حرام نہیں مانتے اس چیز کو جس کو

اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنََ الْحَقِّ ۚ مِنَ

حرام کیا اللہ اور اس کے رسول نے اور جو دین کے تابع نہیں ہوتے نہ لیکن

الَّذِيْنَ اَوْتُوْا الْكِتٰبَ حَتّٰی يُعْطُوْا الْجِزْيَةَ

وہ جو کتاب دی گئی ہے جب تک اپنے ہاتھ سے ہمدرد

عَنْ يَّيْ وَيْ وَهُمْ صٰغِرُوْنَ ۝ وَقَالَتِ الْيَهُودُ

نہ دین نہ ذلیل ہو کر کہ اور یہودی بولے

عُزَيْرٌ ۙ اِنَّ اللّٰهَ وَقَالَتِ النَّصْرٰى الْمَسِيْحِيْنَ اِنَّ

عزیر اللہ کا بیٹا ہے نہ اور نصرانی بولے مسیح اللہ

مذلل

یا اسلام۔ دوسرے یہ کہ جزیہ نقد وصول کیا جائے گا و ہار نہیں۔ تیسرے یہ کہ کافر کو اپنا جزیہ خود لے کر حاضر ہونا ضروری ہو گا۔ نوکر وغیرہ کے ذریعے نہیں بھیج سکتا۔ کیونکہ عنید فرمایا۔ چوتھے یہ کہ کافر یا پادشاہ غاصی کے پاس آنے کا جیسے کہ دھمکھاؤں سے معلوم ہوا۔ خیال رہے کہ حنفیہ کے نزدیک جہنم کے مشرکین اہل کتاب کی طرح جزیہ دیں گے۔ شوافع کے نزدیک نہیں۔ کوئی مشرک جزیہ نہ دے گا۔ اسلام یا قتل کا حق ہو گا۔ دونوں کی دلیل یہ ہی آیت ہے ۱۱۔ یہ جزیہ عجم کے تمام مشرکین پر بھی ہو گا۔ خیال رہے کہ جزیہ حق حفاظت ہے۔ چونکہ سلطان اسلام کفار کی حفاظت کرتا ہے کفار کے آرام و آسائش کا انتظام کرتا ہے اس کے عوض ان سے کچھ مال لیا جاتا ہے۔ جیسے آج حکومتیں لیکس لیتی ہیں۔ اس کے مقابلے میں مسلمانوں سے جانوروں کی ذکوۃ وغیرہ بہت سی قسم کے مال لئے جاتے ہیں ۱۲۔ شان

(بقیہ صفحہ ۳۰۴) شانِ نبویؐ کی ایک جماعت حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگی کہ ہم آپ کو کیسے مانیں آپ نے ہمارا قبلہ چھوڑ دیا۔ دوسرے یہ کہ آپ عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا نہیں سمجھتے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (خزائن القرآن)

۱۔ یعنی ان کے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں۔ صرف ان کے منہ کی بکواس ہے۔ یہ یعنی مشرکین عرب جو قریشوں کو خدا کی بیٹیاں بتاتے تھے۔ ان اہل کتاب نے انہیں کو خدا کا بیٹا بتایا تھا۔ پھر فرقہ کیا رہا۔ لیکن چونکہ اہل کتاب اس شرک کے باوجود ایک پیغمبر کو بھی مانتے ہیں اس لئے انہیں اہل کتاب کہا گیا اور ان کے احکام ہلکے ہوئے ۳۴۔ یہ کلام اظہارِ غضب و عتاب کے لئے ہے نہ کہ بددعا کے لئے۔ رب تعالیٰ بددعا سے پاک ہے۔ مطہم ہوا کہ اللہ رسول کے مقابلے میں جس کی دینی اطاعت کی جائے گی گویا اسے رب بنا لیا گیا اور اللہ کے فرمان کے ماتحت طاعت اولیاء صالحین کی اطاعت عین رسول کی اطاعت ہے۔ رب فرماتا ہے۔ اَطِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ وَاطِيعُوا اَوْلِيَ الْاَمْرِ مِنْكُمْ عیسائی، یہودی رب کے مقابل اپنے پادریوں، جوگیوں کی بات مانتے تھے اور اپنے گناہ ان سے معاف کراتے۔ اس لئے یہ فرمایا گیا۔ مسلمان کسی ولی پر کے متعلق یہ معاملہ نہیں کرتے ۵۵۔ انہیں بھی خدا کا بنایا ہے کہ انہیں خدا کا بیٹا مان لیا۔ بیٹاپاپ کی جنس ہوتا ہے۔ ۵۶۔ یعنی تورات و انجیل میں بھی انہیں یہ حکم دیا گیا تھا۔ ۵۷۔ مطہم ہوا کہ یہ اہل کتاب بھی مشرک ہیں اگرچہ ان کے احکام جدا گانہ ہیں ۵۸۔ اس جگہ نور سے مراد حضور بھی ہو سکتے ہیں۔ اس لئے کہ اگلی آیت میں حضور کا ذکر ہے۔ وہ آیت اس آیت کی تفسیر ہے۔ ملا علی قاری نے موضوعات کیر کے آخر میں فرمایا کہ قرآن کریم میں ہر جگہ نور سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یہاں نور بھانے سے مراد حضور کا دین مٹانا ہے۔ یا قرآن کو شائع نہ ہونے دینا یا حضور کا ذکر روکنا، حضور کے فضائل سے چڑھنا کہ ان کی ان حرکتوں سے حضور کی شان میں فرق نہیں آتا۔ ۵۹۔ مطہم ہوا کہ حضور اللہ کی شان کے منظر ہیں۔ اگر رب کو پہچانتا ہو تو یوں پہچالو کہ رب وہ ہے جس نے محمد رسول اللہ کو رسول بنا کر بھیجا۔ لہذا حضور ذات و صفات کے منظر ہیں ۶۰۔ مطہم ہوا کہ سچا دین اور ہدایت حضور کے ساتھ ایسے وابستہ ہیں جیسے آئینہ کے ساتھ روشنی۔ کہ حضور کو چھوڑ کر نہ ہدایت ملتی ہے نہ سچا دین کیونکہ یہاں الصالح کی ہدایت ارشاد ہوئی۔ اگر صرف قرآن سے ہدایت مل جاتی تو حضور کو دنیا میں کیوں بھیجا جاتا۔ دوسرے یہ کہ حضور بھی ہدایت اور سچے دین سے الگ نہ ہوئے کیونکہ یہ دونوں حضور کے ساتھ جیسے گئے ہیں جو انہیں ایک آن کے لئے بھی ہدایت سے الگ مانے وہ بے دین ہے۔ لہذا اس طرح

واعلموا،	۳۰۵	التوبہ ۹
<p>اللَّهُ ذَلِكَ قَوْلُهُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ يُضَاهَهُونَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ قَتَلَهُمُ اللَّهُ ۖ أَنَّى يُؤْفَكُونَ ﴿۳۰﴾</p> <p>بات بناتے ہیں کہ اللہ انہیں مارے گا کہاں</p> <p>اور جسے جلتے ہیں انہوں نے اپنے پادریوں اور جوگیوں کو اللہ کے سوا</p> <p>مِنْ دُونِ اللَّهِ وَالْمَسِيحِ ابْنِ مَرْيَمَ وَمَا أُمُّوهُمَا بَنَاتُ اللَّهِ وَأُولَئِكَ أَهْلُ الْاَلْحَادِ لَا هُوَ سُبْحَنَهُ</p> <p>منکر یہ کہ ایک اللہ کو کہیں نہ اس کے سوا کسی کی پوری نہیں اسے پاکی ہے</p> <p>عَبَائِهِمْ كُفْرًا ﴿۳۱﴾ يُرِيدُونَ أَن يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ</p> <p>ان کے شرک سے نہ چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے منہ سے</p> <p>بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَبْنِي اللَّهُ إِلَّا أَن يُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ﴿۳۲﴾</p> <p>بہادر اور اللہ نہ مانے گا منکر اپنے نور کا بجھا کر دے گا</p> <p>هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ</p> <p>ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے</p> <p>وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ﴿۳۳﴾ يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن</p> <p>بڑے برا مانیں مشرک اللہ اے ایمان والو بے شک</p> <p>كَثِيرٌ مِّنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُونَ أَمْوَالَ</p> <p>بہت پادری اور جوگی سب لوگوں کا مال</p>		
مَنْزِل ۲		

کہ آپ کے دین سے تمام آسمانی دین منسوخ فرمادے۔ آپ کے دین کو دوسرے دینوں پر دینی غلبہ رہے۔ آج بھی قرآن تمام دینی کتابوں پر مسجد میں تمام دینی عبادت گاہوں پر، حضور کا چرچا تمام دینی پیشواؤں پر غالب ہے جو آج بھی دیکھا جا رہا ہے اور حضرت مسیح علیہ السلام کی تعریف آدھری پر تمام دنیا میں صرف اسلام رہے گا۔ باقی تمام دین مٹ جائیں گے۔ ۳۳۔ مطہم ہوا کہ جو حضور کی عظمت و عزت کو ٹانپہ کرے وہ مشرک ہے ۳۴۔ احبارِ علمائے یہود کا اور رہبان ان کے جوگیوں کا لقب تھا۔ اس آیت میں مسلمانوں کے مولوی و پیر داخل نہیں۔ جیسا کہ آج کل بعض وہابیوں نے سمجھا۔ کیونکہ یہ آیت صحابہ کے زمانے میں اتھی۔ وہ حضرات کسی کا مال ناجائز طور پر نہ کھاتے تھے اور نہ کسی کو اللہ کی راہ سے روکتے تھے۔

اب معلوم ہوا کہ حرام کام کی اجرت اور جو کام خود اپنے پر فرض ہے اس کی اجرت باطل ہے۔ گناہ کار پیسے لینا یا غلط وکالت کی کمانی۔ نماز فرض کی اجرت، تبلیغ دین جو اپنے پر فرض ہو اس کی اجرت بھی حرام ہے۔ (رد المحتار وغیرہ) جائز کام کی اجرت جائز ہے۔ جیسے تعلیم قرآن، امامت، کہیں جا کر وعظ کلمے کی اجرت جائز ہے۔ جب اور لوگ بھی یہ کام کرنے والے موجود ہوں۔ کیونکہ اس وقت یہ امور اس پر فرض نہیں ۲۔ یعنی ناجائز طور پر اس طرح کہ اس میں سے زکوٰۃ و صدقات واجبہ ادا نہیں کرتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مال جمع کرنا جائز ہے جبکہ حقوق مالیہ ادا کئے جاویں۔ اگر مال جمع کرنا حرام ہو تا تو زکوٰۃ کیسے واجب ہوتی۔ زکوٰۃ تو سال بھر تک مال جمع رہنے پر واجب ہوتی ہے۔ نیز حضرت عثمان اور زبیر

ابن عوام وغیرہ صحابہ کرام غنی کیونکر ہوتے۔ اسی لئے مال میں فضول خرچی حرام فرمادی گئی۔ تاکہ اس سے مال برباد نہ ہو ۳۔ اتنا گرم کیا جاوے گا کہ سفید پڑ جاوے گا (خرائین) ۴۔ کیونکہ دنیا میں کنجوس مالدار فقیر کو دیکھ کر منہ بگاڑتا تھا۔ پھر اس کی طرف سے کڑھ پھیر لیتا تھا۔ پھر پیٹھ دکھا کر چل دیتا تھا۔ لہذا ان ہی تین اعضاء کو وعاظ جائے گا۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو اللہ کے لئے جوڑ کر رکھا جائے وہ برا نہیں۔ لہذا وقف مال میں زکوٰۃ نہیں۔ خواہ لاکھوں روپیہ ہوں۔ خیال رہے کہ اپنے لئے جوڑنے میں اپنی ذات کے لئے، اپنی اولاد کے لئے، اپنے عزیز و اقارب کے لئے جوڑنا سب ہی داخل ہیں۔ جب اس سے اللہ کی رضا مقصود نہ ہو۔ ۶۔ معلوم ہوا کہ رب کے ہاں قمری میمون کا اعتبار ہے کیونکہ حرم مینے قمری ہی تھے۔ اسی لئے ہماری تمام عبادتیں زکوٰۃ، روزے، حج، قمری میمون سے ہوتے ہیں ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ مشرکین کا بعض دفعہ سال میں تیرہ مہینے بنانا گمراہی ہے۔ سال کے بارہ مہینے چاہئیں اور مہینہ کے دن ۲۹ یا ۳۰ ہوں۔ ان لوگوں نے موسم کی پابندی کے لئے یہ تمام حرکات کیں ۸۔ تین تو لے ہوئے ذی قعدہ ذی الحجہ، محرم اور ایک علیلہ یعنی رجب۔ یہ اسلام سے پہلے ہی محرم مانے جاتے تھے، اسلام میں بھی۔ مگر اب ان میمون میں جہاد کرنا حرام نہیں رہا۔ ہاں ان کا احترام اب بھی باقی ہے کہ ان میں عبادت کی جاویں، گناہ سے بچا جاوے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام مہینے تمام دن تمام ساعتیں درجے میں برابر نہیں تو انسان آپس میں برابر کیسے ہو سکتے ہیں ۹۔ یعنی خصوصیت سے ان چار میمون میں گناہ نہ کرو کہ ان میں گناہ کرنا اپنے پر ظلم ہے۔ یا آپس میں ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو ۱۰۔ یعنی ہر وقت ہر جگہ ہر اس کافر نے لڑو جو تم سے لڑے یعنی حلی۔ اس سے حرام میمون میں جنگ کی مخالفت منسوخ ہو گئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ ذی اور متاسن کافر سے جنگ کرنی حرام ہے۔ ان کے خون

ہمارے خون ہیں ۱۱۔ لہذا جہاد کے وقت تقویٰ و طہارت اختیار کرو۔ یہ تمہارے لئے بہترین ہتھیار ہے۔

النَّاسُ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ

ناحق کما جاتے ہیں لہ اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں

وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يَفْقَهُونَهَا

اور وہ کہ جوڑ کر رکھتے ہیں سونا لہ اور پھاندی اور اسے اللہ کی راہ میں

فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ يَوْمَ يُخْرِجُ

خرج نہیں کرتے انہیں غریزی شاؤ دردناک عذاب کی جس دن وہ نکالا

عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتَكَلَّمُوا بِهَا جِبَاهَهُمْ وَجُنُوبُهُمْ

جائے گا جہنم کی آگ میں تب پھر اس سے رائیں گے انہی پیشانیوں اور گردنوں

وَضُفُورُهُمْ هَذَا مَا كَنْزْتُمْ لَا نَفْسَكُمْ فَذُوقُوا مَا

اور پیشانیوں سے وہ دھرم نے اپنے لئے جوڑ کر رکھا تھا اب پھوڑا اس

كُنْتُمْ تَكْنِزُونَ ۝ إِنَّ عَذَابَ الشَّهْرِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا

جوڑنے کا بے شک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ

عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمُوتَ وَ

مہینے میں لہ اللہ کی کتاب میں لہ جب سے اس نے آسمان اور

الْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرْمٌ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ ۝

زمین جاتے ان میں سے چار حرمت والے ہیں لہ یہ سیدھا دین ہے

فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ

تو ان مہینوں میں اپنی جان پر ظلم نہ کرو لہ اور مشرکوں سے ہر وقت

كَافَّةً كَمَا يَقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً ۝ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ

لڑو سب سے ہر وقت لڑتے ہیں لہ اور جان لو کہ اللہ

مَعَ الْمُتَّقِينَ ۝ إِنَّمَا النَّسِيءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ

پرہیز کاروں کے ساتھ ہے لہ ان کا بچنے بچھے بٹانا نہیں مگر اور کفر

۱۔ کفار عرب محترم میوں یعنی رجب، ذی قعدہ، ذی الحجہ، محرم کی حرمت کے بڑے معتقد تھے اور اس زمانے میں جنگ حرام سمجھتے تھے لیکن اگر کبھی دور دراز جنگ میں یہ مینے آ جاتے تو انیس ناگوار گذرتا اس لئے محرم کو صفر اور جمادی کے صفر کو محرم بنا لیتے یا جب کبھی حرمت کے پھانے کی ضرورت محسوس کرتے تو ایسے ہی میوں کا چاند کر لیتے تھے۔ اس طرح محرم کے مینے سال میں گردش کرتے رہتے تھے۔ اس تبدیلی کا نام لڑی ہے۔ جس کی برائی یہاں بیان ہوئی۔ چونکہ مینوں دنوں کا تقرر رب تعالیٰ کی طرف سے ہے اس لئے اس میں تبدیلی کوئی سخت جرم ہے اگر آج کوئی دو شنبہ کو جمع بنا کر اس دن جمعہ کی نماز پڑھے یا ربیع الاول کو بقرعید بنا کر اس

میں قربانی وج کرے وہ ایسے ہی کافر ہو گا جیسے اللہ تعالیٰ یا حضور کا منکر کافر ہے کہ اس میں احکام اسلامی کا انکار اور رب تعالیٰ کے تقرر کا منانا ہے۔ ۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مینوں اور وقتوں میں تبدیلی کفار کا طریقہ ہے، دوسرے یہ کہ کفر میں زیادتی کی ہو سکتی ہے۔ بعض کافر بعض سے سخت تر ہیں۔ مگر یہ زیادتی کیفیت کفر میں ہے نہ کہ مقدار کفر میں ۳۔ اب بھی مشرکین ہند کچھ سال کے بعد لونڈ کا مینہ لگاتے ہیں۔ حضرت آمنہ کا حاملہ ہونا ماہ رجب میں تھا مگر اس سال کفار نے اسے ذی الحجہ

بنا کر حج کیا تھا۔ اس لئے روایات میں آتا ہے کہ حمل شریف کا استقرار حتیٰ میں ری جہرہ کے بعد ہوا۔ یہی اس کا مطلب ہے ورنہ حمل شریف کے ۹ ماہ نہیں بنتے۔ ۴۔ کیونکہ جس سال کفار محرم کو صفر بنا کر اس میں جنگ کریں تو گویا اس سال انہوں نے حرام جنگ کو حلال بنا لیا ۵۔ یعنی وہ کفار ہر سال چار مینے ہی حرام بناتے ہیں اور ان چار کی پابندی کرتے ہیں۔ لیکن ان کی تخصیص و تعین میں فرق کر لیتے ہیں ۶۔ یعنی میوں میں تبدیلی گناہ ہے مگر شیطان نے انہیں سمجھا دیا کہ نیکی ہے۔ اب وہ یہ کام نیکی سمجھ کر کرتے ہیں ۷۔ یعنی اللہ تعالیٰ کافروں کو نیک اعمال کی توفیق نہیں دیتا یا جب تک وہ کافر رہیں انہیں اپنے نیک پہنچنے کی راہ نہیں دکھاتا یا قیامت میں کفار کو جنت کی راہ نہ دکھائے گا۔ بہر حال آیت پر یہ اعتراض نہیں ہو سکا کہ ہزارہا کفار کو ہدایت مل جاتی ہے اور وہ مسلمان ہو جاتے ہیں ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ سے مسلمان کافر نہیں ہو جاتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جہاد میں سستی کرنے والوں کو مومن فرمایا حالانکہ جہاد میں سستی کرنا گناہ ہے۔ ۹۔ شان نزول۔ یہ آیت کریمہ غزوہ تبوک کے موقع پر مسلمانوں کو جہاد کی رغبت دینے کے لئے نازل ہوئی۔ یہ غزوہ ماہ رجب ۹ھ میں غزوہ طائف کے بعد واقع ہوا۔ تبوک مدینہ منورہ سے ۱۳ منزل کے فاصلہ پر شام کی جانب واقع ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ غزوہ بڑے اہتمام سے کیا۔ اس موقع پر قحط سالی۔ مسلمانوں پر

واعلموا،	۳۰۷	التوبة ۹
يُضِلُّ بِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا يُحِلُّونَهُ عَامًا وَيُحَرِّمُونَهُ		
میں بڑھانے اس سے کافر بنائے جاتے ہیں ایک برس اسے حلال ٹھہراتے ہیں		
عَامًا لِّيُؤَاطُوا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ فَيُحِلُّوا مَا حَرَّمَ		
اور دوسرے برس اسے حرام بناتے ہیں کہ اس کفر کے برابر ہو جائیں جو اللہ نے حرام		
اللَّهُ زَيَّنَّ لَهُمْ سُوءَ أَعْمَالِهِمْ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ۝		
فرمائی ہے اور اللہ نے حرام کئے، جسے حلال کر لیں ان کے برے کام انہی آنکھوں میں سے نکلتے ہیں		
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَا لَكُمْ		
اور اللہ کافروں کو راہ نہیں دیتا نہ اے ایمان والوں تمہیں کیا ہوا		
إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَأْتُوا مَعَ سَيِّئِلِ اللَّهِ إِنْ أَقْلَسْتُمْ إِلَى		
جب تم سے کہا جاوے خدا کی راہ میں کوئی کر دو تو بوجھ کے سامنے زمین پر بیٹھ		
الْأَرْضِ أَرْضَيْتُمْ بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا مِنَ الْآخِرَةِ		
جاتے ہو کہ کیا تم نے دنیا کی زندگی آخرت کے بدلے پسند کر لی		
فَمَا مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا قَلِيلٌ ۝		
اور جتنی دنیا کا مٹا ہوا آخرت کے سامنے نہیں مگر تھوڑا نہ		
إِلَّا تَتَفَرُّوْا يَعْذِبُكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا وَيَسْتَبْدِلُ قَوْمًا		
مگر نہ کوئی کرو گے تو نہیں سخت سزا دے گا کہ اور تمہاری جگہ اور لوگ		
غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْئًا وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ		
لے آئے گا اور تم اس کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے اور اللہ سب کچھ کر سکتا ہے		
قَدِيرٌ ۝ إِلَّا تَتَضَرَّوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذَا خَرَجَهُ		
ہے اگر تم محبوب کی مدد کرو تو ایک اللہ نے انکی مدد فرمائی جب کافروں		
الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِي اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَائِرَةِ		
کی شہادت سے انہیں باہر تشریف لے جانا ہوا صرف دو جہان سے جب دونوں غار میں تھے		
مغزل ۲		

سخت جنگ تھی۔ سخت گرمی کا موسم تھا اس غزوہ میں عثمان غنی نے دس ہزار مجاہدوں کو مسلمان جہاد۔ دس ہزار اشراف۔ نو سو اونٹ، سو گھوڑے مع مسلمان دیئے اور اس غزوہ میں ابو بکر صدیق نے اپنے گھر کا سامان مال، عمر فاروق نے آدھا مال حاضر کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے علی المرتضیٰ کو مدینہ منورہ میں اپنا نائب بنا کر چھوڑا اور خود تیس ہزار کا لشکر لے کر روانہ ہوئے۔ اس غزوہ میں عبداللہ ابن ابی منافق مع تمام منافقوں کے شہیدہ الدواع تک جا کر واپس لوٹ آیا۔ اس غزوہ میں تبوک کا کنواں جس میں پانی بہت تھوڑا تھا حضور کی کھلی کی برکت سے پانی سے بھر گیا جو تمام غازیوں اور ان کے جانوروں کو کافی ہوا۔ اس غزوہ میں جنگ نہ ہوئی بلکہ ہر قل بادشاہ روم پر مسلمانوں کا رعب طاری ہو گیا۔ ایک پر جو دوست الجندل کا حاکم تھا اور ایلہ کے حاکم پر جزیہ مقرر فرما کر حضور نے واپسی فرمائی۔ اس غزوہ کے بعد حضرت

(بقیہ صفحہ ۳۰) کعب ابن مالک اور ہلال ابن امیہ اور مرارہ ابن ربیع کا بیٹا کیا گیا تھا جس کا ذکر آگے آ رہا ہے ۱۰۔ اس طرح کہ یہ سب قاتی ہے اور آخرت باقی لفظ یہ تھوڑا ہے اور آخرت بہت ۱۱۔ اس طرح کہ تم کو قسط سالی وغیرہ دوسری آفتوں کے ذریعہ ہلاک کر دے گا معلوم ہوا کہ گناہ دنیاوی آفتوں کا سبب ہیں جیسے کہ نیک اعمال رحمت کا باعث ہیں ۱۲۔ جو حضور کے مطیع دنیا پر آخرت کو ترجیح دینے والے ہوں گے جیسے اہل یمن اور اہل فارس (روح) معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا دین ہمارا محتاج نہیں بلکہ ہم اس کے محتاج ہیں۔ نیز اسلام کی اشاعت ہم پر موقوف نہیں۔ ہم سے پہلے بھی اسلام تھا اور ہمارے بعد بھی رہے گا ۱۳۔ تو اللہ تعالیٰ غیب سے

التوبہ

۳۰۸

الاعلام

يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا فَأَنْزَلَ

جب اپنے پیار سے فرماتے تھے کہ تم نہ کھانچو بیٹا اللہ ہمارے ساتھ ہے کہ تو اللہ کے پاس

اللَّهُ سَكِنَتْهُ عَلَيْهِ وَإِيْدَهُ يَجْنُوذُ لَمْ تَرَوْهَا

پہر اپنا سکنا انکارا اور ان فوجوں سے اس کی مدد کی جو تم نے نہ دیکھیں تھیں

وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلَىٰ وَكَلِمَةُ اللَّهِ

اور کافروں کی بات بچے ڈال تھ اللہ ہی کا

هِيَ الْعُلْيَا وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ إِنْفِرُوا خِفَافًا وَ

بول بالا ہے کہ اور اللہ غالب حکمت والا ہے کو بیج کرو بھگ جان سے چاہے بھاری دل سے نہ

ثِقَالًا وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ

اور اللہ کی راہ میں لڑو اپنے مال اور جان سے

اللَّهُ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ لَوْ كَانَ

یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر جانو اگر کوئی

عَرَضًا قَرِيْبًا وَسَفَرًا قَاصِدًا لَا تَبْغُوكُمْ وَلَكِنْ

قرب یا دور سفر ہو یا قریب تو ضرور تمہارے ساتھ جاتے تھے مگر ان پر

بَعْدَتْ عَلَيْهِمُ الشَّقَّةُ ۝ وَسَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَوِ

تو شقت کا راستہ دور ہو گیا تھ اور اب اللہ کی قسم کھا دیں گے کہ ہم سے بن

اَسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ يُهْلِكُونَ أَنْفُسَهُمْ ۝

پڑتا تو ضرور تمہارے ساتھ چلتے اپنی جانوں کو ہلاک کرتے ہیں مگر

وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ۝ عَفَا اللَّهُ عَنْكَ

اور اللہ جانتا ہے کہ وہ بے شک فرور جھوٹے ہیں اللہ تمہیں معاف

لِمَ أَذْنَتْ لَهُمْ حَتَّىٰ يَتَّبِعَنَّ لَكَ الَّذِينَ صَدَقُوا

کہے تھے کہ تم نے انہیں کیوں اذن دے دیا جب تک نہ دیکھتے تھے کہ تم ہرچے

منازل

ان کی مدد فرمائے گا۔ جیسے ہجرت کے موقع پر کی تھی۔ لہذا
لفظ کی ف جزائیہ نہیں بلکہ پوشیدہ جزا کی دلیل ہے اور
آیت کرمہ پر کوئی اعتراض نہیں ۱۳۔ سبحان اللہ بہت
پاکیزہ ترجمہ ہے۔ یعنی یہاں فعل کی نسبت سبب کی طرف
ہے کیونکہ کفار حضور کی ہجرت کا سبب تھے ورنہ ہجرت
رب تعالیٰ کے حکم سے ہوئی ۱۵۔ خیال رہے کہ حضور کو
مکہ مکرمہ سے باہر لے جانے والا رب ہے نہ کہ مشرکین۔
وہ تو شہید کرنا چاہتے تھے لیکن چونکہ اس ہجرت کا سبب یہ
کفار تھے اس لئے انہیں قائل قرار دیا گیا۔ یہ بھی خیال
رہے ثانی، ثانی، اخذیجہ کی وہ ہمیر سے حال ہے تو مستحق یہ
ہوئے کہ مشرکین نے اس حال میں نکالا کہ وہ دو میں کے
ایک تھے یعنی ابوبکر صدیق کو بھی نکالا۔ ۱۶۔ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم اور حضرت صدیق جو حضور کے یار غار ہیں۔ لفظ
یار غار اس آیت سے حاصل ہوا۔ آج بھی ولی دوست
اور یارو یار کو یار غار کہا جاتا ہے۔

۱۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ ابوبکر
صدیق کی صحابیت قطعی ایمانی قرآنی ہے لہذا اس کا انکار
کفر ہے۔ دوسرے یہ کہ صدیق اکبر کا درجہ حضور کے بعد
سب سے بڑا ہے کہ انہیں رب نے حضور کا ثانی فرمایا۔
اس لئے حضور نے انہیں اپنے مسئلے پر لازم بنایا۔ آپ چار
پشت کے صحابی ہیں۔ والدین بھی، خود بھی، ساری اولاد
بھی، اولاد کی اولاد بھی صحابی، جیسے یوسف علیہ السلام چار
پشت کے می۔ یہ آپ کی خصوصیت ہے۔ یہ بھی معلوم
ہوا کہ حضور کے بعد خلافت صدیق اکبر کے لئے ہے۔
رب تعالیٰ انہیں دوسرا بنانا چکا پھر انہیں تیسرا چاہا کہ نہ
والا کون ہے وہ تو قبر میں بھی دوسرے ہیں، حشر میں بھی
دوسرے ہوں گے ۲۔ مجھ پر غم نہ کھاؤ کیونکہ صدیق اکبر
کو اس وقت اپنا غم نہ تھا خود تو سانپ سے کٹوا چکے تھے
حضور پر خدا ہو چکے تھے اگر اپنا غم ہوتا تو حضور کو کندھے پر
اٹھا کر گیارہ میل پہاڑ کی بلندی پر نہ چڑھتے اور اکیلے غار
میں اندھیرے میں داخل نہ ہوتے سانپ سے نہ کٹواتے۔
ان کا یہ غم بھی عبادت تھا اور حضور کا تسکین دینا بھی

عبادت چنانچہ رب تعالیٰ نے ان دونوں ہستیوں کو مٹائی کے جانے اور کبوتری کے انڈوں کے ذریعے پہنچایا ۳۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا إِنَّ هَذِهِ سَيَفْعَلُونِ مِثْرَے
ساتھ میرا رب ہے یعنی تمہارے ساتھ رب نہیں میرے ساتھ ہے۔ مگر حضور نے فرمایا کہ اللہ ہمارے ساتھ ہے یعنی میرے ساتھ بھی ہے اور تمہارے ساتھ بھی جس
کے ساتھ رب ہو وہ بھی گمراہ نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ بیشہ ابوبکر صدیق کے ساتھ تھا اور اسی جیسے حضور کے ساتھ ۴۔ معلوم ہوا کہ سیکندہ کا نزول صدیق اکبر پر ہوا کیونکہ
اس وقت سبہ چینی انہیں کو تھی۔ حضور کا قلب مبارک تو پہلے سے ہی چین میں تھا۔ نیز اس سے قریب میں صدیق اکبر کا ہی ذکر ہوا۔ صاحب اور ضمیر حتی الامکان
قریب کی طرف رجوع ہوتی ہے۔ حضرت صدیق کا خیال تھا کہ کافر غار کے منہ پر آگئے۔ اگر حضور پر مطلع ہو گئے تو حضور کو دکھ دیں گے۔ ۵۔ غزوہ بدر و حنین و

۱۔ غزوہ تبوک کے موقع پر منافقین بیماری آزاری کے بہانے بنا کر حضور سے گھر رہ جانے کی اجازت چاہتے گئے۔ حضور نے اجازت دے دی۔ اس کے متعلق یہ آیات ہیں۔ حضور کی یہ اجازت بے علمی کی بنا پر نہ تھی بلکہ دیگر مصلحتوں پر ۲۔ اللہ پر ایمان رکھنے میں رسول اللہ پر ایمان رکھنا بھی داخل ہے کیونکہ ایمان سے مراد ایمان صحیح ہے وہ وہی ہے جو رسول کے ساتھ ہو ورنہ اللہ کو منافق بھی مانتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جہاد کے موقع پر معذرتیں کرنا منافق کی علامت تھی ۳۔ یعنی جہاد کے موقع پر بہانہ بنا کر رہ جانے کی اجازت مانگنا منافقین کی علامت ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور پر ایمان نہ لانا درحقیقت رب کا انکار ہے کیونکہ منافق اللہ کو

تو مانتے تھے حضور کے منکر تھے مگر ارشاد ہوا کہ وہ اللہ پر ایمان نہیں رکھتے ۴۔ اس طرح کہ اسلام کی حقانیت اور کفر کے بطلان پر اُمّیں یقین نہیں۔ نہ اس کے عکس کا یقین ہے۔ اگر مسلمانوں کو فتح ہوئی تو بولے کہ شاید اسلام برحق ہے اور اگر کفار کو فتح ہو گئی تو بولے کہ شاید یہ لوگ برحق ہیں ورنہ انہیں فتح کیوں ہوتی۔ یا یہ مطلب ہے کہ اُمّیں اللہ رسول کے وعدوں پر یقین نہیں حضور کی خبروں پر اطمینان نہیں معلوم ہوا کہ جو حضور کے علم غیب یا آپ کی خبروں کی حقانیت میں تردد کرنے وہ منافق ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ مومن کو دلی اطمینان عطا فرماتا ہے۔ جتنا ایمان قوی اتنا ہی اطمینان قوی الہی ذکر اللہ تعالیٰ انْقُذْ ۵۔ یعنی منافقین ظاہر تو یہ کہتے ہیں کہ ہم غزوہ تبوک میں جانے کو تیار تھے لیکن اچانک بیماری لا چاری کی وجہ سے رک گئے لیکن جھوٹے ہیں کیونکہ انہوں نے سفر جہاد کی کوئی تیاری پہلے سے ہی نہ کی۔ ان کی نیت اول سے نہ تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ تیاری جہاد بھی

مہادت ہے ۶۔ یعنی اگلے ہال بچوں یا ساتھیوں نے یا شیطان نے انہیں مشورہ دیا یا اللہ تعالیٰ نے غیبی طور پر ان کے دل میں ڈالا۔ پہلی صورت میں قول سے مراد ظاہر طور پر کہنا ہے اور دوسری صورت میں دل میں ڈالنا مراد ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تو انہیں جہاد میں جانے کا حکم دیا۔ آخری معنی زیادہ قوی ہیں کہ روش کلام کے مطابق ہیں اس لئے ترجمہ میں 'فرمایا گیا کیا'۔ عورتوں 'بوڑھوں' بچوں 'بھاریوں کے ساتھ' ۸۔ اس طرح کہ حبس کافروں سے ڈرائے، انہیں میں لڑائے، ہمارے سامنے کافروں کی تعزیتیں اور مسلمانوں کی برائیاں کرتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ منافق جس بھی بری نیت سے کرتا ہے۔ مسجد میں جوتی چرائے جاتا ہے۔ ۹۔ ہماری باتیں اس لئے سنتے ہیں کہ کفار تک پہنچائیں وہ منافق ہیں۔ معلوم ہوا کہ کسی کلمہ کو کافراں کا جاسوس بنانا منافق کی علامت ہے۔ اس صورت میں لہجہ کی تمیز کفار کی طرف ہے یا یہ معنی ہیں کہ اسے مسلمانوں میں بعض تو مسلم ایسے بھولے بہائے۔ ضعیف

واعلموا ۱۰	۳۰۹	التوبة ۱۰
وَتَعْلَمُ الْكُذِبِينَ ۳۰ لَا يَسْتَاذِنُكَ الَّذِينَ		
اور ظاہر نہ ہوئے تھے جھوٹے نہ اور وہ جو اللہ اور قیامت پر		
يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يُجَاهِدُوا		
ایمان رکھتے ہیں کہ تم سے جھٹی نہ مانگیں گے اس سے کہ اپنے		
بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالْمُتَّقِينَ ۳۱		
مال اور جان سے جہاد کریں اور اللہ خوب جانتا ہے ہر بزرگواروں کو		
إِنَّمَا يَسْتَاذِنُكَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَ		
تم سے یہ جھٹی وہی مانگتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان		
الْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَزَّابَتْ قُلُوبُهُمْ فَهُمْ رَفِئُوا		
نہیں رکھتے تھے اور ان کے دل ٹھیک میں ہارے ہیں کہ تو وہ اپنے ملک میں		
رَأْيِهِمْ يَنْتَرِدُّ دُونَ ۳۲ وَلَوْ أَرَادُوا الْخُرُوجَ		
ڈاواں ڈول ہیں انہیں ممکن منظور ہوتا		
لَأَعَدُّوا لَهُ عُدَّةً وَلَكِنْ كَرِهَ اللَّهُ انْبِعَاثَهُمْ		
تو اس کا سامان کرتے تھے مگر خدا ہی کو ان کا اٹھنا ناپسند ہوا تو ان		
فَقَبَضَهُمْ وَقَبَلْ أَعْدُوهُمْ الْقُعُودِينَ ۳۳ لَوْ		
میں کاہلی بھردی اور ڈرا یا گیا کہ جھٹھ رہے دلوں کے ساتھ ہی اگر		
خَرَجُوا فِيكُمْ مَا زَادُوكُمْ الْإِخْبَالَ إِلَّا أَوْضَعُوا		
وہ تم میں نکلتے کہ ان سے سوا نقصان کے نہیں کہ نہ بڑھتا اور تم میں نکتہ		
خَلَلَكُمْ يَبْغُونَكُمْ الْفِتْنَةَ وَفِيكُمْ سَمْعُون		
ڈالے کہ ہمارے: بیج میں غلاں دوڑائے اور تم میں ان کے جاسوس		
لَهُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ ۳۴ لَقَدْ ابْتَغُوا		
جوہر میں تھے اور افسوس جانتا ہے ظالموں کو بیشک انہوں نے پہلے ہی نکتہ		
منزل ۲		

الاعتقاد لوگ موجود ہیں جو منافقوں کی بات سن لیتے ہیں اور ان کے بھڑکانے سے بھڑک جاتے ہیں

النوبة

منزل ۲

لوٹ لائے تو عید۔ بہر حال نفع ہی نفع ہے۔ اس طرح کہ جنہیں کفر پر موت آئے اور تم عذاب قبر اور عذاب حشر میں گرفتار ہو۔ بعض نے فرمایا کہ نمود و عادی طرح تم پر عیب عذاب آوے۔ اس لئے کہ خاص طور پر مغ و عذاب اب بھی آسکتے ہیں۔ حضور کی تشریف آوری سے عالم غیبی عذاب بند ہوئے ہیں نہ کہ خاص عذاب چنانچہ قرب قیامت بعض لوگوں کی صورتیں مغ بھی ہوں گی اور بعض زمین میں دفنائے جائیں گے۔

۱۔ شان نزول۔ جد ابن قیس منافق نے غزوہ تبوک میں جانے سے معذرت کرتے ہوئے کہا تھا کہ میں خود تو نہ جاؤں گا ہاں خرچِ جہاد کے لئے مال دوں گا۔ اس پر یہ آیت آئی خیال رہے کہ یہاں فقہاء امر و نہی کے لئے نہیں ہو سکتا بلکہ یہ جملہ خبریہ کے معنی میں ہے اور قبول نہ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبول نہ فرمائیں گے۔ یا رب تعالیٰ قبول نہ فرمائے گا۔ روح البیان نے فرمایا کہ پھر جد ابن قیس مجلسِ مسلمان ہو گیا اور خلافتِ عثمانی میں فوت ہو گیا۔ واللہ اعلم۔ ۲۔ معلوم ہوا کہ کافر کی عبادت قبول نہیں۔ اسی شاخ میں پھل لگتا ہے جو جز سے وابستہ ہو۔ اعمال کے قبول ہونے کی شرط حضور کی غلامی ہے ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ

سستی سے نماز پڑھنا منافقوں کا طریقہ ہے۔ اس سے بہت سے مسائل فقہیہ نکالے جاسکتے ہیں۔ تنگ وقت میں نماز پڑھنا۔ بغیر جماعت نماز پڑھنے کا عادی ہو جانا۔ شکے سر نماز پڑھنا۔ کھلے ٹیٹن یا آستین چڑھائے ہوئے نماز پڑھنا مکروہ ہے کہ یہ کابلی کی علامات ہیں۔ ۴۔ کیونکہ منافق اس خیرات کے ثواب کے قائل نہیں صرف اپنے نفاق کو چھپانے کے لئے خیرات کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو چندہ کسی کی رو رعایت یا طعن سے بچنے یا فخر کے طور پر دیا جائے اس پر ثواب نہیں ۵۔ اس میں مسلمانوں کو خطاب ہے کہ تم ان منافقوں کی مالداری پر حیرت نہ کرو کہ جب یہ مردود ہیں تو انہیں اتنا مال کیوں ملا ورنہ حضور کی نگاہ میں ان کے مال کی چھھر کے برابر بھی عزت نہ تھی ۶۔ اس طرح کہ محنت سے جمع کریں۔ مشقت سے اس کی حفاظت کریں اور حسرت سے چھوڑ کر مریں۔ ۷۔ معلوم ہوا کہ جو مال، اولاد و پ سے غافل کرے وہ رب کا عذاب ہے اللہ اس سے بچائے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مالدار کی جان بڑی مصیبت سے نکلتی ہے اور اسے دینی تکلیف ہوتی ہے۔ دنیا سے جانے اور مال چھوڑنے کی مومن کی جان آسانی سے نکلتی ہے کہ وہ اسے حضور سے ملنے کا زریعہ سمجھتا ہے۔ اس لئے اس کی موت کے دن کو عرس کہا جاتا ہے یعنی شادی اور دولہا سے ملاقات کا دن۔ موت ایک ریل ہے جو مجرم کو پھانسی کی جگہ اور دولہا کو برات کی جگہ پہنچاتی ہے۔ مومن کے لئے موت ملنے کا دن ہے کافر کے لئے چھوٹے کا دن ۸۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تقیہ کرنا منافقوں کا کام ہے مومن کا کام نہیں دوسرے یہ کہ قسمیں کھا کر اپنے ایمان کا ثبوت دینا منافق کی علامت ہے۔ مومن کو اس کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ اسے لوگ دیکھ ہی مسمیٰ سمجھتے ہیں۔ یہ علامات آج بھی دیکھی جا رہی ہیں۔ تیسرے یہ کہ جب عمل قول کے مطابق نہ ہو تو قول کا کوئی اعتبار نہیں منافق قسمیں کھا کر اپنے ایمان کا ثبوت دیتے تھے مگر رب نے فرمایا کہ وہ تم مسلمانوں میں سے نہیں ہیں۔

واعلموا ۱۰	۳۱۱	التوبہ ۹
<p>مَتَرَبِّصُون ۵۰ قُلْ أَنْفِقُوا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا لَنْ يُتَقَبَلَ</p> <p>رَاه دیکھ رہے ہیں تم فرماؤ کہ دل سے تم کو یا ناگواری سے تم سے ہرگز</p> <p>مِنْكُمْ إِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فَاسِقِينَ ۵۱ وَمَا مَنَعَهُمْ أَنْ</p> <p>تَقَبَّلُوا بوجہ بیک نہ ہے تم کو لوگ قبول اور وہ جو مسخر کرنے نہیں</p> <p>تَقَبَّلُوا مِنْهُمْ نَفَقَتَهُمْ إِلَّا أَنْفَقَهُمْ كَفْرًا وَاللَّهُ وَبَرُّ سُوْلِهِ</p> <p>اس کا قبول ہونا بند نہ ہوا مگر اسی لئے کہ وہ اللہ اور رسول سے منکر ہوئے تھے</p> <p>وَلَا يَأْتُونَ الصَّلَاةَ إِلَّا وَهُمْ كَسَالَى وَلَا يَنْفِقُونَ</p> <p>اور نماز کو نہیں آتے مگر جی ہارے تھے اور خرچ نہیں کرتے</p> <p>إِلَّا وَهُمْ كَرِهُونَ ۵۲ فَلَا تَعْجِبْكَ أَمْوَالُهُمْ وَلَا</p> <p>مگر ناگواری سے تھے تو نہیں ان کے مال اور ان کی اولاد کا</p> <p>أَوْلَادُهُمْ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْحَيَاةِ</p> <p>نہیب نہ آئے تھے اللہ بھی چاہتا ہے کہ دنیا کی زندگی میں ان چیزوں سے ان پر</p> <p>الدُّنْيَا وَتَزْهِقَ أَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كَافِرُونَ ۵۳ وَيَخْلِفُونَ</p> <p>وہاں ڈالتے تھے اور کفر ہی ہر ان کا دم نکل جائے تھے اللہ کی قسمیں کھاتے</p> <p>بِاللَّهِ إِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ وَمَا هُمْ مِنْكُمْ وَلَكِنَّهُمْ قَوْمٌ</p> <p>ہیں کہ وہ تم میں سے ہیں اور تم میں سے میں نہیں تھے ہاں وہ لوگ</p> <p>يَفْقَرُونَ ۵۴ لَوْ يَجِدُونَ مَلْجَأًا أَوْ مَغْرَبًا أَوْ مَخْلَجًا</p> <p>ڈرتے ہیں اگر بائیں کوئی پناہ یا غار یا سامان ملنے کی جگہ</p> <p>لَوْ آوَا إِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُونَ ۵۵ وَمِنْهُمْ مَنْ يَلْمِزُكَ</p> <p>تو رہاں توڑتے اور پھر بائیں گئے تھے اور ان میں کوئی وہ ہے کہ</p> <p>فِي الصَّدَقَاتِ فَإِنْ أُعْطُوا مِنْهَا رَضُوا وَإِنْ لَمْ</p> <p>مدد ملنے میں تم پر طعن کرتا ہے نہ تو اگر ان میں سے کچھ ملے تو راضی ہو جائیں</p>		
مَنْزِل ۲		

چوتھے یہ کہ مسلمان دو طرح کے ہیں۔ دینی مسلمان اور قوی مسلمان۔ منافقین قوی مسلمان تھے دینی نہ تھے۔ اس لئے انہیں مسجد میں نماز پڑھنے کی اجازت تھی۔ انہیں کفار کی طرح قتل نہ کیا گیا لیکن وہ اللہ کے نزدیک مومن نہ تھے منافقین کے یہی معنی ہیں۔ آج بھی مسلمانوں کے متفرق فرقے قوی مسلمان ہیں۔ مگر ہر فرقہ دینی مسلمان نہیں۔ ہاں ان کا شمار مسلم قوم میں ہے۔ ۵۹۔ یعنی ہمارے پاس سے بھاگ جاویں تو کہ تمہاری شکل تک بھی نہ دیکھیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر شخص اپنی جنس سے میلان رکھتا ہے۔ منافق مسلمانوں میں ایسا ہے جیسے طوطی کے ساتھ کوئی ۱۰۔ شان نزول۔ ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غیبت کا مال تقسیم فرما رہے تھے کہ حرقص ابن زبیر نبی نے جس کو ذوالخیرہ کہا جاتا تھا۔ کہا کہ یا رسول اللہ آپ انصاف کریں۔ محمد نے اس کے قتل کی اجازت چاہی تو منع فرمایا یا اور

(بقیہ صفحہ ۳۱۱) ارشاد ہوا کہ اس کی پشت سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو تم سے بڑھ کر غمازی اور قرآن خواں ہوں گے مردین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیرے شکار سے (خارج۔ وہابی) اس کے متعلق یہ آیت اتری۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کے کسی فضل شریف پر اعتراض کرنا کفر ہے۔
اب معلوم ہوا کہ دنیاوی نفع پر حضور سے راضی ہو جانا اور نفع نہ ہونے کی صورت میں ناراض ہو جانا منافق کی خاص علامت ہے، ایسا آدمی حضور پر ایمان نہیں لایا بلکہ اپنے نفس پر ایمان لایا ہے۔ یہ کہتے سے بدتر ہے کہ کتا مالک کی مار کھا کر بھی اس کا دروازہ نہیں چھوڑتا ۲۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ کتنا جائز ہے کہ اللہ رسول نے ہمیں

التوبة ۹

۳۱۳

واعلموا ۱۰

يُعْطُوا مِنْهَا إِذَا هُمْ يَسْخَطُونَ ۝ وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا

اور نہ سنے تو جیسی وہ ناراض ہیں نہ اور کیا ابھرا اگر وہ اس پر راضی

مَا أَتَاهُمْ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ سَيُؤْتِينَا

ہوتے جو اللہ رسول نے ان کو دیا ہے اور کہتے ہیں اللہ کافی ہے کہ اب دیتا ہے

اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَرَسُولُهُ إِنَّا إِلَى اللَّهِ رَاغِبُونَ ۝

ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول اللہ ہمیں اللہ ہی کی طرف رغبت ہے

إِنَّمَا الصَّدَقَتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِينِ وَالْعَمِلِينَ

زکوٰۃ تو انہیں لوگوں کے لئے ہے جو محتاج اور غریبوں اور جو اسے تحصیل کر

عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةُ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَرِيبِينَ

کے لایق اور جن کے دلوں کو اسلام سے الفت دی جائے اور اگر وہیں پھرنے والے ہوں

وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةٌ مِّنْ

اور غریبوں کو اور اللہ کی راہ میں نہ اور مسافر کو نہ ہر ماہ ہوا ہے

اللَّهُ وَاللَّهُ عَلَيْهِمْ حَكِيمٌ ۝ وَمِنَّمُ الَّذِينَ يُؤْذُونَ

اللہ کا نہ اور اللہ علم و حکمت والا ہے اور ان میں کوئی وہ نہیں کہ ان غیب کی

النَّبِيِّ وَيَقُولُونَ هُوَ أَذُنٌ قُلْ أَذُنٌ خَيْرٌ لَّكُمْ

جبر میں لیجھو اے کونسا ہے میں اور کہتے ہیں وہ تو کان میں نہ تم فرماؤ تمہارے بھٹے کہنے

يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِينَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِينَ

کان میں اللہ پر ایمان لانے میں اور مسلمانوں کی بات پر یقین کرتے ہیں ان کو اللہ رحمت میں

أَمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ

مسلمان ہیں ان کے واسطے رحمت میں لگے اور جو رسول اللہ کو اذیت دیتے ہیں ان کے لئے

عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ يَخْلَفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ لِيُرْضَوْكُمْ

وعدناک عذاب ہے کہ تمہارا خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ تمہیں راضی کر لیں

منزل ۲

ایمان دیا، دوزخ سے بچایا وغیرہ وغیرہ۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ رسول دیتے ہیں اور آئندہ بھی دیں گے بلکہ جو اللہ دیتا ہے حضور کے ذریعے سے دیتا ہے ۲۳۔ مال ملے یا نہ ملے اللہ تعالیٰ کا فضل ہی ہم کو کافی ہے یہ مومن کی علامت ہے ۲۴۔ معلوم ہوا کہ اللہ کی ہر نعمت حضور دیتے ہیں کیونکہ یہاں اللہ تعالیٰ کی عطا اور حضور کی عطا بغیر کسی قید کے مذکور ہوئی ۲۵۔ عامل وہ لوگ ہیں جو زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے بادشاہ اسلام کی طرف سے مقرر ہوں۔ ان کی تحفہ زکوٰۃ سے دی جاوے اگرچہ وہ غنی ہوں بشرطیکہ سید ہاشمی نہ ہوں۔ سید حضرات اگر عامل ہوں تو انہیں دوسرے مال سے تحفہ دو، زکوٰۃ سے نہ دو۔ خیال رہے کہ ظاہر مال، جانور یا پیداوار کی زکوٰۃ سلطان اسلام وصول کرتے تھے۔ باطنی مال سونے چاندی کی زکوٰۃ خود مالدار دیتے تھے۔ لیکن اب دونوں زکوٰۃیں خود مالدار دے کیونکہ سلاطین کے عدل کی امید نہیں ۲۶۔ یعنی وہ کفار جن کے ایمان کی امید ہو یا وہ نو مسلم جن کے دلوں میں ابھی ایمان جاگزیں نہیں ہوا یا وہ سخت کافر جس کے حقے کا اندیشہ ہو پہلی اور تیسری قسمیں خارج ہو جائیں دوسری قسم اب بھی مصرف زکوٰۃ ہے۔ اس طرح کہ مکتب قلام کو زکوٰۃ سے مال دو کہ وہ بدل کتابت ادا کر کے آزاد ہو جاوے۔ مکتب وہ قلام ہے جسے مولانا نے کہہ دیا ہو کہ اتنا روپیہ دے دے تو تو آزاد ہے۔ ۸۔ یعنی بے سامان غازی ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ صرف ان لوگوں کو دی جاوے جو یہاں مذکور ہوئے۔ انہیں مالک کیا جاوے۔ لہذا مسند، خانقاہ، مردے کے کفن میں نہ دی جاوے کیونکہ یہ ان آٹھ کے علاوہ ہیں نیز ان کا کوئی مالک نہیں ہوتا ۲۹۔ اگرچہ مسافر اپنے وطن میں غنی ہو مگر سفر میں تنگدست ہو گیا ہو تو اسے بھی زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔ ۱۰۔ یعنی یہ احکام ملے شدہ ہیں لہذا ان کی پابندی کی جاوے (مسئلہ) زکوٰۃ دینے والے کو اختیار ہے کہ خود ان میں سے ایک ہی کو زکوٰۃ دے یا سب مصارف میں خرچ کرے۔ ۱۱۔ جو کوئی کچھ کہہ دے بغیر تحقیق کئے مان لیتے ہیں (شان نزول)

مناقضین اپنی مجلسوں میں حضور کی شان میں بکواس بکارت کرتے تھے۔ بعض بولے کہ اگر ہماری باتوں کی خبر حضور کو پہنچ گئی تو غضب ہو جاوے گا تو جلاس بن سوید بولا کہ کوئی حرج نہیں ہم حضور کے سامنے انکاری ہو جائیں گے اور قسم کھا جائیں گے وہ تو نرے کان ہیں ہر ایک بات مان لیتے ہیں ان کے متعلق یہ آیت کہہ اتری ۱۲۔ یعنی اے منافق! ان کا ہر بات کی تحقیق نہ فرمانا تمہارے لئے بھلا ہے۔ اگر وہ راز فاش فرمانے کے عادی ہوتے تو تمہاری خیر نہ ہوتی۔ وہ تو پردہ پوش ہیں ۱۳۔ یعنی وہ اگرچہ ہر ایک کی بات پر خاموش ہو جاتے ہیں مگر یقین صرف مومن کی بات پر کرتے ہیں ان کی خاموشی بھی رحمت و خیر ہے ۱۴۔ حضور کی رحمت عامہ تو سارے عالم کے لئے رحمت خاصہ صرف مسلمانوں کے لئے ہے لہذا یہ آیت رحمت للعالمین ہونے کے خلاف نہیں ۱۵۔ اپنے قول یا فعل یا کسی حرکت سے ۱۶۔ اس سے دو سکے

(بقیہ صفحہ ۳۱۲) معلوم ہوئے ایک یہ کہ جس کام سے حضور کو ایذا ہو وہ حرام ہے، اگر کسی کی نماز سے حضور کو ایذا پہنچے تو وہ نماز حرام ہے اور اگر کسی وقت نماز قضا کرنے سے حضور راضی ہوں تو قضا کرنی عبادت ہے۔ دوسرے یہ کہ حضور کو ایذا دینا کفر ہے کیونکہ دردناک عذاب کفار کو ہی ہوتا ہے۔ خیال رہے کہ حضور کو ایذا دینا اور ہے اور کسی کے کسی کام سے ایذا پہنچ جانا کچھ اور۔ ایذا دینا کفر ہے۔ ورنہ ہمارے گناہوں سے بھی حضور کو ایذا پہنچتی ہے مگر اس سے ہم کافر نہیں ہوتے۔ یا حضور کو ایذا دینے کے لئے گناہ کرنا کفر ہے۔ ۷۔ اہل شان نزول یہ آیت ان منافقوں کے متعلق نازل ہوئی جو اکیلے میں اسلام اور مسلمانوں کا مذاق اڑاتے تھے اور مسلمانوں کے پاس آکر جھوٹی تمثیل کھا جاتے تھے کہ ہم نے ایسا نہ کیا۔ ۸۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ نمبر ۱۔ عبادت میں اللہ کے ساتھ حضور کو راضی کرنے کی نیت کرنی شرک نہیں ایمان کا کمال ہے۔

۲۔ حضور کے نام پر رب کی عبادت کرنا ثواب ہے جیسے حضور کے نام کی قربانی یا حج کرنا کہ یہ ان کی رضا کا ذریعہ ہے۔ حضور نے اپنی امت کے نام کی قربانی فرمائی تھی ۳۔ اس طرح کہ ان کے احکام کو ناسخ جان کر خلاف کرے۔ لہذا اس سے وہ گنہگار مسلمان خارج ہیں جو اللہ رسول کے احکام کو حق جان کر اپنے کو گنہگار جانتے ہوئے اس کے خلاف عمل کر بیٹھتے ہیں۔ کیونکہ اول چیز کفر ہے اور دوسری چیز کفر نہیں ۴۔ معلوم ہوا کہ دوزخ میں ہمیشہ رہنا اور رسوا ہونا کافروں کے لئے ہے مگر گنہگار مومن اگر دوزخ میں جائے گا تو عارضی طور پر صاف ہونے کے لئے۔ جیسے گند اسونا بھی میں رکھا جاتا ہے صاف ہونے کے لئے اور کوئلہ بھی میں جاتا ہے وہاں ہی جلنے کے لئے۔ کفار دوزخ کے کوئلے ہیں اور گنہگار مسلمان گند اسونا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کی ادنی مخالفت بھی کفر ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کی مخالفت کا وہی درجہ ہے جو اللہ کی مخالفت کا ہے۔ حضور کی مخالفت دینی یا دنیوی امور میں سے کسی میں ہو کفر ہے ۵۔ خیال رہے کہ **تَبَيَّنَ** کی تفسیریں مسلمانوں کی طرف اور **تَبَيَّنَ** کی تفسیر منافقوں کی طرف لوتی ہے۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قرآن کا حضور پر اترنا گویا امت پر اترنا ہے کیونکہ قرآن سے امت کی ہدایت مقصود ہے۔ دوسرے یہ کہ حضور تو منافقوں کو پہلے ہی سے جانتے ہیں منافقوں کی آیات اترنے سے مسلمان انہیں پہچان جائیں گے۔ اس لئے تنہم میں ضمیر جمع لائی گئی۔ تیسرے یہ کہ حضور پر وہ پوش ہیں۔ منافقوں کو حتی الامکان رسوا نہیں فرماتے۔ قرآن ان بد نصیبوں کے راز فاش فرماتا ہے۔ ۵۔ اسلامی احکام پر یا اللہ رسول پر، اس سے مقصود منافقوں کو جھڑکنا ہے نہ کہ انہیں ہٹنے کی اجازت دینا ۶۔ رب نے یہ وعدہ پورا

۱۰۔ اعلیٰ	۳۱۳	الفتویٰ ۹
<p>وَاللّٰهُ وَرَسُولُهُ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضَوْهُ اِنْ كَانُوا مُؤْمِنِينَ ﴿۳۱﴾ اَلَمْ يَعْلَمُوْا اَنْهٗ مِنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ تَحٰۤى اُنْہیں غم نہیں کہ جو خلاف کرے اللہ</p> <p>وَرَسُولُهُ فَاَنْ لَّہٗ نَاسٌ جَہَنَّمُ خَالِدًا فِیْہَا ذٰلِکَ اور ان کے رسول کا حق تو اس کے لئے جہنم کی آگ ہے ہمیشہ اس میں رہے گا وہ یہی بڑی</p> <p>الْخِزْيُ الْعَظِیْمُ ﴿۳۲﴾ یَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنْزَلَ رِسْوَانٌ ہے منافق ڈرتے ہیں کہ ان پر کوئی رسوا ایسی اتری</p> <p>عَلِیْہِمُ سُوْرَةٌ تَبٰیَّنَ مِمَّا فِیْ قُلُوْبِہِمۡ ۚ قُلْ جہ ان کے دلوں کی بھیجی جتا دے گی تم فرماؤ</p> <p>اَسْتَفْہِزُّوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ ﴿۳۳﴾ ہٹے گا وہ اللہ کو ضرور ظاہر کرنا ہے جس کا نہیں ڈرتے تھے</p> <p>وَلٰیۤن سَاَلْتُمْ لَیْقُوْلُنَّ اِنَّمَا کُنَّا نَخْوُضُ وَنَلْعَبُ اور لے محبوب اگر تم ان سے پوچھو کہ ہم تو بے حی ہنس کھیل میں تھے</p> <p>قُلْ اٰی اللّٰہِ وَاٰیٰتِہٖ وَرَسُوْلِہٖ کُنْتُمْ تَسْتَفْہِزُّوْنَ ﴿۳۴﴾ تم فرماؤ کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہٹتے ہو</p> <p>لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ کَفَرْتُمْ بَعْدَ اٰیٰتِنَا ۚ اِنَّمَا تَعْفُو ۚ ہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر اگر تم میں سے کسی</p> <p>عَنْ طَآیِفَةٍ مِّنْکُمْ نُعَذِّبُ طَآیِفَةً بِاٰتِہِمۡ کَاۡنُوْا کہ صاف کر میں تو اوروں کو عذاب دیں گے اس لئے کہ وہ</p> <p>مُجْرِمِیْنَ ﴿۳۵﴾ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقَتُ بَعْضُہُمْ مِّنْ جُرم تھے منافق مرد اور منافق عورتیں ایک دوسری کے</p>		
منزل ۲		

فرمادیا کہ آخر کار منافق بالکل رسوا کر دیے گئے ۷۔ شان نزول۔ غزوہ تبوک میں جاتے ہوئے تین منافقوں میں سے دو آپس میں بولے کہ حضور کا خیال ہے کہ ہم روم پر غالب آجائیں گے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ تیسرا خاموش تھا، لیکن ان باتوں پر ہنستا تھا۔ حضور نے ان تینوں کو بلا کر پوچھا تو وہ بولے کہ ہم تو راستہ کاٹنے کے لئے دل لگی کرتے جا رہے تھے۔ اس پر آیت اتری۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ حضور کو اللہ تعالیٰ نے فیہ کاظم دیا کہ جو تمنا میں باتیں کی جاویں حضور کو ان کی خبر ہے۔ دوسرے یہ کہ کفر کی باتیں سن کر رضا کے طور پر خاموش رہنا یا ہنسی کفر ہے۔ کیونکہ رضا یا کفر کفر ہے۔ تیسرے یہ کہ حضور کی توہین اللہ تعالیٰ کی توہین ہے کیونکہ ان منافقوں نے حضور کی توہین کی تھی مگر فرمایا اَللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا فِیْ قُلُوْبِہِمۡ یعنی حضور کا مذاق اڑانا اللہ تعالیٰ اور اس کی تمام آیتوں کا مذاق اڑانا ہے۔ لہذا حضور

(بقیہ صفحہ ۳۱۳) کی تعظیم اللہ کی تعظیم ہے ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی گستاخی کفر ہے اگرچہ گستاخی کی نیت نہ کرے کیونکہ استہزاء کو کفر قرار دیا گیا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کا استغ مرتد ہے ۹۔ اس میں بھی خبر ہے کہ ان تین میں سے ایک خاموش رہنے والے کو توبہ نصیب ہوگی اور اس کی معافی ہو جائے گی اور باقی دو کو توبہ نصیب نہ ہوگی اور وہ گرفتار عذاب ہوں گے۔ چنانچہ اس تیسرے نے بھی توبہ کی۔ ان کا نام یحییٰ ابن حمران النبی تھا۔ یہ خلافت صدیقی میں جنگ یمامہ میں شہید ہوئے اور ان کی نقشب کا پتہ نہ لگا۔ انہوں نے توبہ کر کے دعا کی تھی کہ مولا مجھے اپنی راہ میں ایسی شہادت نصیب کر کہ نہ مجھے قتل و کفن دینے والا کوئی ہو نہ قتل کرنے والا (خزائن العرفان) مولا اس کے طفیل مجھے گنہگار کو بھی بخش دے مجھ بدکار کو توبہ کی توفیق دے۔

۱۔ یعنی اصل نفاق میں۔ یہ یکساں ہیں اگرچہ بعض سردار ہیں اور بعض اہانت لیکن ان میں سے مومن کوئی نہیں

۲۔ معلوم ہوا کہ اچھی باتوں سے روکنا کافروں کا طریقہ ہے۔ اس سے دباویہ کو عبرت چاہیے کہ وہ ہمیشہ کار خیر سے ہی روکتے ہیں۔ رب فرماتا ہے سَبَّاحٌ لِلَّهِ مَعْنَى أَكْبَرُ دہائی کھیل تماشے روکنے پر زور نہیں دیتے ہیں جب روکتے ہیں تو اللہ رسول کے ذکر سے یا اچھی مجلسوں سے

اللہ سمجھ دے ۳۔ اس طرح کہ راہ خدا میں مال خرچ نہیں کرتے اور دوسروں کو بھی اس سے روکتے ہیں۔ اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو بزرگان دین کی فاتحہ وغیرہ سے بلاوجہ مسلمانوں کو روکتے ہیں۔ یہ خرچ بھی راہ خدا میں خرچ ہے۔ ۴۔ فاسق سے مراد فاسق اعتقادی ہے یعنی کافر نہ کہ فاسق عملی کہ وہ مسلمان ہوتا ہے۔ فسق کی تین قسمیں ہیں جن میں فسق اعتقادی بدترین قسم ہے ۵۔

معلوم ہوا کہ اللہ کے نزدیک منافق و کافر کا حکم ایک ہی ہے۔ شریعت میں منافقوں پر جہاد نہیں کیونکہ شریعت کے احکام ظاہر ہیں۔ ۶۔ جیسے قوم عاد و ثمود بہت زیادہ اور شہ زور تھے۔ مگر پیغمبر کی مخالفت نے ان کا بیزہ فرق کر دیا۔

تم بھی اپنا انجام سوچ لو۔ اس سے معلوم ہوا کہ مادی طاقت روحانی طاقت کے مقابلہ میں شکست کھاتی ہے۔ ستر ہزار جالوگر اکیسے موئی علیہ السلام کے مقابل شکست کھا گئے تمام جہان کی طاقتیں پیغمبر تو کیا ایک ولی کی طاقت کے مقابل ٹل جاتی ہیں۔ ۷۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مخالفت پیغمبر کی وجہ سے نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں۔ گناہ قائم رہتے ہیں کفر ضللی اعمال کا سبب ہے دوسرے یہ کہ قیاس برحق ہے اور شرعی قیاس کا اسلام میں اعتبار ہے کیونکہ رب نے یہاں قیاس فرما کر اپنے بندوں کو سمجھایا کہ اے موجودہ منافقین و کفار تمہارے باطل عقیدے اور بے ہودگیوں پچھلے کفار کی طرح ہیں، تو تمہارا انجام بھی انہیں کی طرح ہو گا یعنی ہلاکت۔ یہ ہی قیاس ہے کہ

معلوم ہوا کہ اللہ کے نزدیک منافق و کافر کا حکم ایک ہی ہے۔ شریعت میں منافقوں پر جہاد نہیں کیونکہ شریعت کے احکام ظاہر ہیں۔ ۶۔ جیسے قوم عاد و ثمود بہت زیادہ اور شہ زور تھے۔ مگر پیغمبر کی مخالفت نے ان کا بیزہ فرق کر دیا۔

تم بھی اپنا انجام سوچ لو۔ اس سے معلوم ہوا کہ مادی طاقت روحانی طاقت کے مقابلہ میں شکست کھاتی ہے۔ ستر ہزار جالوگر اکیسے موئی علیہ السلام کے مقابل شکست کھا گئے تمام جہان کی طاقتیں پیغمبر تو کیا ایک ولی کی طاقت کے مقابل ٹل جاتی ہیں۔ ۷۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مخالفت پیغمبر کی وجہ سے نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں۔ گناہ قائم رہتے ہیں کفر ضللی اعمال کا سبب ہے دوسرے یہ کہ قیاس برحق ہے اور شرعی قیاس کا اسلام میں اعتبار ہے کیونکہ رب نے یہاں قیاس فرما کر اپنے بندوں کو سمجھایا کہ اے موجودہ منافقین و کفار تمہارے باطل عقیدے اور بے ہودگیوں پچھلے کفار کی طرح ہیں، تو تمہارا انجام بھی انہیں کی طرح ہو گا یعنی ہلاکت۔ یہ ہی قیاس ہے کہ

یہ کہ مخالفت پیغمبر کی وجہ سے نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں۔ گناہ قائم رہتے ہیں کفر ضللی اعمال کا سبب ہے دوسرے یہ کہ قیاس برحق ہے اور شرعی قیاس کا اسلام میں اعتبار ہے کیونکہ رب نے یہاں قیاس فرما کر اپنے بندوں کو سمجھایا کہ اے موجودہ منافقین و کفار تمہارے باطل عقیدے اور بے ہودگیوں پچھلے کفار کی طرح ہیں، تو تمہارا انجام بھی انہیں کی طرح ہو گا یعنی ہلاکت۔ یہ ہی قیاس ہے کہ

یہ کہ مخالفت پیغمبر کی وجہ سے نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں۔ گناہ قائم رہتے ہیں کفر ضللی اعمال کا سبب ہے دوسرے یہ کہ قیاس برحق ہے اور شرعی قیاس کا اسلام میں اعتبار ہے کیونکہ رب نے یہاں قیاس فرما کر اپنے بندوں کو سمجھایا کہ اے موجودہ منافقین و کفار تمہارے باطل عقیدے اور بے ہودگیوں پچھلے کفار کی طرح ہیں، تو تمہارا انجام بھی انہیں کی طرح ہو گا یعنی ہلاکت۔ یہ ہی قیاس ہے کہ

یہ کہ مخالفت پیغمبر کی وجہ سے نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں۔ گناہ قائم رہتے ہیں کفر ضللی اعمال کا سبب ہے دوسرے یہ کہ قیاس برحق ہے اور شرعی قیاس کا اسلام میں اعتبار ہے کیونکہ رب نے یہاں قیاس فرما کر اپنے بندوں کو سمجھایا کہ اے موجودہ منافقین و کفار تمہارے باطل عقیدے اور بے ہودگیوں پچھلے کفار کی طرح ہیں، تو تمہارا انجام بھی انہیں کی طرح ہو گا یعنی ہلاکت۔ یہ ہی قیاس ہے کہ

یہ کہ مخالفت پیغمبر کی وجہ سے نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں۔ گناہ قائم رہتے ہیں کفر ضللی اعمال کا سبب ہے دوسرے یہ کہ قیاس برحق ہے اور شرعی قیاس کا اسلام میں اعتبار ہے کیونکہ رب نے یہاں قیاس فرما کر اپنے بندوں کو سمجھایا کہ اے موجودہ منافقین و کفار تمہارے باطل عقیدے اور بے ہودگیوں پچھلے کفار کی طرح ہیں، تو تمہارا انجام بھی انہیں کی طرح ہو گا یعنی ہلاکت۔ یہ ہی قیاس ہے کہ

یہ کہ مخالفت پیغمبر کی وجہ سے نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں۔ گناہ قائم رہتے ہیں کفر ضللی اعمال کا سبب ہے دوسرے یہ کہ قیاس برحق ہے اور شرعی قیاس کا اسلام میں اعتبار ہے کیونکہ رب نے یہاں قیاس فرما کر اپنے بندوں کو سمجھایا کہ اے موجودہ منافقین و کفار تمہارے باطل عقیدے اور بے ہودگیوں پچھلے کفار کی طرح ہیں، تو تمہارا انجام بھی انہیں کی طرح ہو گا یعنی ہلاکت۔ یہ ہی قیاس ہے کہ

یہ کہ مخالفت پیغمبر کی وجہ سے نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں۔ گناہ قائم رہتے ہیں کفر ضللی اعمال کا سبب ہے دوسرے یہ کہ قیاس برحق ہے اور شرعی قیاس کا اسلام میں اعتبار ہے کیونکہ رب نے یہاں قیاس فرما کر اپنے بندوں کو سمجھایا کہ اے موجودہ منافقین و کفار تمہارے باطل عقیدے اور بے ہودگیوں پچھلے کفار کی طرح ہیں، تو تمہارا انجام بھی انہیں کی طرح ہو گا یعنی ہلاکت۔ یہ ہی قیاس ہے کہ

یہ کہ مخالفت پیغمبر کی وجہ سے نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں۔ گناہ قائم رہتے ہیں کفر ضللی اعمال کا سبب ہے دوسرے یہ کہ قیاس برحق ہے اور شرعی قیاس کا اسلام میں اعتبار ہے کیونکہ رب نے یہاں قیاس فرما کر اپنے بندوں کو سمجھایا کہ اے موجودہ منافقین و کفار تمہارے باطل عقیدے اور بے ہودگیوں پچھلے کفار کی طرح ہیں، تو تمہارا انجام بھی انہیں کی طرح ہو گا یعنی ہلاکت۔ یہ ہی قیاس ہے کہ

بَعْضُ يَأْمُرُونَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوفِ

بعض ایسے ہیں کہ برائی کا حکم دے اور بھلائی سے منع کریں نہ اور

وَيَقْبِضُونَ أَيْدِيَهُمْ نَسُوا اللَّهَ فَنَسِيَهُمْ إِنَّ

اپنی منہی بند رکھیں نہ وہ اللہ کو چھوڑ بیٹھے تراشہ نے انہیں چھوڑ دیا بیٹک

الْمُنْفِقِينَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ۱۵ وَعَدَ اللَّهُ الْمُنْفِقِينَ

منافق وہی ہے کہ بے حکم ہیں نہ اللہ نے منافق مردوں

وَالْمُنْفِقَاتِ وَالْكُفَّارِنَا رَجِهَتُمْ خَلَائِفَ فِيهَا هِيَ

اور منافق عورتوں اور کافروں کو جہنم کی آگ کا وعدہ دیا ہے جس میں ہمیشہ رہیں گے

حَسِبُهُمْ وَلَعَنَّ اللَّهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيمٌ ۱۶ كَالَّذِينَ

وہ انہیں پس ہے اور اللہ کی ان پر لعنت ہے اور ان کے لئے قائم رہنے والا عذاب ہے وہ

مَنْ قَبْلَكُمْ كَانُوا أَشْدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَأَكْثَرَ أَمْوَالًا وَأَوْ

جو تم سے پہلے تھے تم سے زور میں بڑھ کر تھے اور ان کے مال اور اموال تم سے

أَوْلَادًا فَاسْتَمْتَعُوا بِخَلَائِقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَائِقِكُمْ

زیادہ نہ کر وہ اپنا حصہ برت گئے تو تم نے اپنا حصہ برتا

كَمَا اسْتَمْتَعْتُمُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَائِقِهِمْ وَخُضْتُمْ

جیسے اگلے اپنا حصہ برت گئے اور تم نے بے ہودگی میں پڑے

كَالَّذِينَ خَاضُوا أُولَئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا

جیسے وہ بڑے تھے ان کے عمل اہارت گئے نہ دنیا

وَالْآخِرَةِ ۱۷ وَأُولَئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ۱۸ أَلَمْ يَأْتِهِمْ

اور آخرت میں نہ اور وہی لوگ گمراہے ہیں کیا انہیں اپنے سے

نَبَاُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٌ وَثَمُودٌ لَا

انہوں کی خبر نہ آئی نہ نوح کی قوم اور عاد اور ثمود

علت مشرک کی وجہ سے حکم مشرک کر دیتا۔ رب فرماتا ہے فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُبْطِلْ دِينَكَ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكَ لَا يَتَذَكَّرُ أُولَئِكَ لَمَّا خَسَفَ وَنُوحٌ وَآلُ هَارُونَ وَآلُ لُوطَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ ۱۷۔ ایک اعمال کا دنیا میں بھی فائدہ ہوتا ہے۔ مصیبتوں سے نجات، رزق میں وسعت ہر طرح کی عزت۔ رب فرماتا ہے وَنَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ مَقَصَاتٍ لِكُلِّ قَوْمٍ ۱۸۔ یعنی رب کی بخشش وغیرہ۔ کافر کی نیکیوں کا نہ دنیا میں فائدہ نہ آخرت میں۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافر کے دم و درد دعائیں توبہ کا فائدہ مند نہیں ہوتے، برباد ہیں۔ ۱۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ صحیح تاریخ پڑھنا تاکہ عبرت اور سبق حاصل ہو بہت اعلیٰ عبادت ہے۔ قرآن پاک میں بزرگوں اور کفار کے صحیح حالات اسی لئے بیان ہوئے۔ عرس بزرگان دین اور میلاد شریف کے جاری کرنے کا نشانہ بھی یہی تھا کہ مسلمانوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات کریمہ اور بزرگان دین کے صحیح حالات کا پتہ لگتا رہے۔ جس سے ان کے عقیدے اعمال

۱۔ یعنی نمرود اور اس کے جتھن جو باوجود اتنی قوت کے ایک چمھر سے ہلاک کر دیئے گئے وہ رب ابائیل سے قبل کو ہلاک کر سکتا ہے۔ ۲۔ یعنی قوم لوط کی پانچ بہنیاں سدوم اور اس کے گرد کے گاؤں جو ایسے اٹلے گئے کہ اوپر کا طبقہ نیچے اور نیچے کا اوپر۔ رب فرماتا ہے ذَهَبْنَا بِأَلْفًا مِّنْ سَابِقِينَ یہ قوم عاد و ثمود و لوط کی بہنیاں اہل عرب کے سفروں میں راستہ پر پڑتی تھیں جن کے اجڑے ہوئے کنڈر اس وقت تک موجود تھے جنہیں وہ دن رات دیکھتے تھے غور نہ کرتے تھے انہیں غور کرنے کا حکم دیا گیا۔

۳۔ اس طرح کہ بغیر جرم سزا دے یا جرم سے زیادہ عذاب بھیجے۔ خیال رہے کہ ظلم کے معنی ہیں دوسرے کی چیز اس کی اجازت بغیر استعمال کرنی۔ یہ معنی رب تعالیٰ کے لئے بنتے ہی نہیں کیونکہ ہر چیز اس کی اپنی ملک ہے۔ لہذا رب کے متعلق ظلم کے یہ ہی معنی ہیں اور وہ اس سے پاک ہے ۴۔ ہر کافر ظالم کیونکہ وہ رب کی ملک میں ناجائز تصرف کرتا ہے وہ خود اور ان کے مال و اولاد اللہ کی ملک ہیں ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان ایک دوسرے کے ولی ہیں اور وہ جو فرمایا گیا کہ مَا لَكُمْ مِّنْ ذُنُوبٍ اَللّٰهُمَّ ذُنُوبًا بَعْضُهَا اَوْفَىٰ مِنْ بَعْضٍ وہاں مراد ہے اللہ کے مقابل شمارا کوئی دوست و مددگار نہیں غرضیکہ ذُنُوبٌ ذُنُوبُ اللّٰہِ اور ہے اور ولی اللہ کچھ اور۔ یہ بھی خیال رہے کہ مومنوں کی یہ ولایت موت سے ٹوٹ نہیں جاتی بلکہ باقی رہتی ہے اس لئے بعد موت زندہ مومن مردوں کے لئے دعا کریں اور ایصال ثواب کرتے ہیں رب فرماتا ہے۔ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِیْ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُدْعَوْنَ اِلَیْهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ ۱۰۰

وَالَّذِينَ يَدْعُونَ

۱۰۰

التوبة ۹

۳۱۵

واعلموا ۱۰۰

وَقَوْمِ اِبْرٰهٖمَ وَاَصْحٰبِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفٰتِ

اور ابراہیم کی قوم لہ اور مدین والے اور وہ کنیاں کہ الٹ دی گئیں تھیں

اَتْتُمۡ رَسُوْلَہٗمۡ بِالْبَیِّنٰتِ فَمَا کَانَ اللّٰهُ لَیْظِلَہُمۡ

ان کے رسول روشن دلیلیں ان کے پاس لائے تھے تو اللہ کی شان و عظمت کہ ان پر ظلم نہ کرے

وَلٰکِنْ کَانُوْا اَنْفُسَہُمۡ یَظْلِمُوْنَ ۱۰۱ وَالْمُؤْمِنُوْنَ

بلکہ وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظالم تھے کہ اور مسلمان مرد

وَالْمُؤْمِنٰتِ بَعْضُہُمۡ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ مِّیۡاْمُرُوْنَ

اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں نہ بھلائی کا

بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْہَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ

حکم دین اور ہر برائی سے منع کریں اور نماز قائم رکھیں

وَلِیُّوْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَیَطِیْعُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ ۱۰۲ اُولٰٓئِکَ

اور زکوٰۃ دیں اور اللہ و رسول کا حکم مانیں یہ ہیں جن پر

سَیَرْحَمُ اللّٰہُ اِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ۱۰۳ وَعَدَ اللّٰہُ

عزیز رحیم اللہ رحم کرے گا کہ بیشک اللہ غالب حکیم واللہ اعلم بالصواب

الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَعَلَتْ تَجَرِبٰی مِنْ تَحْتِہَا

مردوں اور مسلمان عورتوں کو پاؤں کا دمہ دیا ہے کہ ان کے نیچے

اَلَا تَنْہَرُ خٰلِدِیْنَ فِیْہَا وَمَسٰکِنَ طٰیْبَۃٍ فِیْ جَنَّتِ عَدْنِ

نہر میں رواں ان میں ہمیشہ رہیں گے اور پاکیزہ مکانوں کا گھر جس کے باغوں میں

وَرِیضٰوْنَ مِّنَ اللّٰہِ اَکْبَرُ ذٰلِکَ ہُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۱۰۴

اور اللہ کی رضا سب سے بڑی نہ بھی ہے بڑی مراد ہائی کہ

یٰۤاَيُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاَعْلَظْ

اے نبی کی قبریں پیٹنے والے دشمنوں کو جہاد فرماؤ کافروں اور منافقوں پر اور ان پر

ممتل

کفار کے لئے خاص ہے۔ مومن کے ہاں بچے ہاں باپ کے تابع ہیں ۹۔ جو موتی سرخ یا قوت زبرد وغیرہ کے ہوں گے ان کی عمر کی عمر کی عمری عقل و دہم سے وراء ہے ۱۰۔ یعنی جنت کی نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت یہ ہوگی کہ اللہ جنتیوں سے راضی ہو گا۔ کبھی ان پر ناراض نہ ہو گا۔ محبوب کی رضا عاشق کے لئے بڑی نعمت ہے۔ خیال رہے کہ اللہ کی رضا اور اللہ کا دیر کسی عمل کا بدلہ نہ ہو گا یہ خاص علیہ رب ہو گا دنیا میں اللہ تعالیٰ کے راضی ہونے کی علامت یہ ہے کہ اس سے اللہ کے نیک بندے راضی ہوں اور اسے نیک اعمال کی توفیق ملے۔ جب رب کسی سے راضی ہوتا ہے تو فرشتوں میں اعلان ہوتا ہے کہ ہم اس سے راضی ہیں تم بھی اس سے راضی ہو جاؤ اور تمام زمین والوں کے دلوں میں اس کی محبت پڑ جاتی ہے بزرگان دین کی طرف دلوں کا مائل ہونا ان کے محبوب الہی ہونے کی علامت ہے ۱۱۔ یعنی

(بقیہ صفحہ ۳۱۵) اللہ کی تھوڑی رضامندی بڑی کامیابی ہے۔ اللہ اپنے کرم سے نصیب فرمائے ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کو نام لے کر نہ پکارے اچھے القاب سے پکارے جب رب تعالیٰ ان کو نام لے کر نہیں پکارا تو ہم کس شمار میں ہیں، رب فرماتا ہے لَا تَقْرَبُوا دُعَاءَ الْكَافِرِينَ وَلَا تَحْسَبُوا دُعَاءَ الْكَافِرِينَ بِمَعْنَا ۱۔ یہاں کفار سے مراد حربی کفار ہیں اور کفار سے جہاد ٹکوار سے ہے منافقین سے جہاد زبانی سختی اور قوی دلائل سے مسلمان پر نرم ہونا کافروں پر سخت ہونا مومن کی پہچان ہے عطا فرماتے ہیں کہ اس آیت سے تمام نری کرتے کی آیات منسوخ ہو گئیں (روح) ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ کلمے کافر اور منافق دوزخی ہونے میں برابر ہیں

اگرچہ دنیا میں ان کے احکام مختلف ہیں ۳۔ شان نزول۔ غزوہ تبوک کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقین کے برے انجام کا ذکر فرمایا تو ایک شخص جلاس نے کہا کہ اگر حضور سچے ہیں تو ہم لوگ گدھوں سے بدتر ہوتے۔ عامر ابن قیس نے یہ خبر حضور کے گوش گزار کر دی۔ حضور نے جلاس سے پوچھا وہ قسم کھا گیا کہ میں نے یہ نہیں کہا عامر نے مجھ پر تہمت باندھی ہے پھر عامر نے قسم کھا کر کہا کہ میں نے سچ کہا ہے اور عامر نے دعا کی کہ مولا سچے کی تصدیق فرما دے۔ اس وقت یہ آیت کریمہ اتاری۔ روایت میں ہے کہ جلاس نے توبہ کر لی اور حلق مومن بن گیا (خزائن الغرر) ۳۔ کہ حضور کی خبر میں شک کیا اور اسے اگر مکر سے بیان کیا ۱۵۔ یعنی ظاہری طور پر مسلمان ہونے کے بعد ظاہری کافر بھی ہو گئے کیونکہ منافقین درحقیقت تو پہلے ہی کافر تھے۔ جلاس نے عامر کے قتل کی کوشش کی مگر نہ کر سکا ۱۶۔ ظاہر ہے کہ فضلہ کی ضمیر رسول کی طرف لوثی ہے۔ کیونکہ رسول قریب ہے اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور ایسے غنی ہیں کہ دوسروں کو بھی غنی فرما دیتے ہیں جو انہیں فقیر کے وہ بے ادب اور بد نصیب ہے اگر توہین کی نیت سے کہے تو کافر ہے۔ رب فرماتا ہے وَتَجِدُكَ عَائِلًا تَأْتِيكَ رِبَا نِیْسِ غَنًی کر چکا۔ دوسرے یہ کہ کسی کا اللہ رسول پر کچھ حق نہیں۔ انہوں نے جسے جو دیا اپنے فضل سے دیا رب کی مخلوق ان کے در کی بھکاری ہے۔ تیسرے یہ کہ یہ کہنا جائز ہے کہ اللہ رسول نعمتیں دیتے ہیں۔ چوتھے یہ کہ بے ایمان اللہ رسول کی نعمتیں پاکر سرکش ہو جاتے ہیں ۷۔ معلوم ہوا کہ بے یار و مددگار ہونا کفار منافقین کے لئے ہے۔ رب تعالیٰ نے مومن کے لئے بہت سے مددگار مقرر فرما دیئے ہیں فرمایا اِنَّمَا تَقِيَمُكَ اللّٰهُ وَتُدْخِلُكَ دَارَ الْوَدَادِ اِنَّمَا تَقِيَمُكَ اللّٰهُ وَتُدْخِلُكَ دَارَ الْوَدَادِ ۸۔ شان نزول۔ یہ آیت ثعلبہ ابن حاطب کے حعلق نازل ہوئی جو پہلے غریب تھا۔ حضور سے عرض کیا کہ میری امیری کے لئے دعا فرمائیں۔ حضور نے فرمایا تیرے لئے فریبی ہی اچھی ہے اس نے قسم کھا کر کہا کہ اگر میں امیر ہو

التوبة ۱

۳۱۶

واعلموا ۱۰

عَلَيْهِمْ وَمَا أُوْبَهُمْ جَهَنَّمُ وَيَسَّ الْبَصِيرُ ۱۳

سختی کروں اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور کیا ہی بری جگہ ہے کی کہ

يَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوا وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةً

اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے نہ کہا تھا اور بیشک ضرور انہوں نے کفر کی

الْكُفْرَ وَكَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ وَهُمْ أُوْبَاءُ

بات کہی تے اور اسلام میں آکر کافر ہو گئے اور وہ چاہا تھا جو انہیں نہ

لَمَّيْنَا لَهُمْ وَمَا نَقِمُوا إِلَّا أَنْ أَغْنَاهُمُ اللَّهُ وَ

ملا دی اور انہیں کیا برا لگا بھی نہ کہ اللہ و رسول نے انہیں اپنے فضل

رَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ فَإِنْ يَتُوبُوا يَكُ خَيْرًا لَهُمْ

سے سختی کر دیا ت تو اگر وہ توبہ کریں تو ان کا بدلہ ہے

وَلَنْ يَتُوبُوا يَعْنِي بِهِمْ اللَّهُ عَذَابًا أَلِيمًا فِي

اور اگر نہ پھیریں تو اللہ انہیں سخت عذاب کرے گا دنیا

الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَا لَهُمْ فِي الْأَرْضِ مِنْ دَرَجَةٍ

اور آخرت میں اور زمین میں کوئی نہ ان کا حمایتی ہو گا

وَلَا نَصِيرٌ ۱۴ وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰنَا مِنْ

اور مددگار اور ان میں کوئی وہ بھی جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا

فَضْلِهِ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُونَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۱۵

کہ اگر ہمیں اپنے فضل سے دے گا تو ہم ضرور تجارت کریں گے اور ضرور نیک آدمی بنیں

فَلَمَّا اٰتٰهُمْ مِنْ فَضْلِهِ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَهُمْ

جائیں گے تو جب اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا اس میں بخل کرنے لگے اور نہ پھیر

مُعْرِضُوْنَ ۱۶ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ

کر بائٹ گئے ت تو اس کے نیچے اللہ نے ان کے دلوں میں نفاق رکھ دیا

مقول ۲

جاؤں تو بہت شکر ہے اور اگر ان کا حضور نے دعا فرمادی۔ اللہ نے اس کی کبریوں میں ایسا برکت دی کہ عین میں نہ رہ سکیں۔ ثعلبہ انہیں لے کر جنگ میں چلا گیا۔ جماعت کی نماز سے محروم ہو گیا پھر ذکوۃ سے انکاری ہو گیا اور جب حضور کی طرف سے ذکوۃ وصول کرنے والے اس کی ذکوۃ لینے اس کے پاس گئے تو بولا ذکوۃ کیا ہماری نگل ہے جاؤ میں سوچ لوں تو دوں گا۔ اس کی یہ شکایت حضور کی بارگاہ میں پیش ہوئی پھر وہ ذکوۃ لے کر بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا مگر حضور نے قبول نہ فرمائی۔ عہد صدیقی و فاروقی میں ذکوۃ لایا قبول نہ ہوئی۔ خلافت عثمانی میں کافر ہو کر مرا۔

عذاب یہ ہے کہ ایمان و تقویٰ سے محروم ہو جاوے
دنیاوی تکالیف تو کبھی اللہ کی رحمت ہوتی ہیں۔ یہ بھی
معلوم ہوا کہ حضور سے وعدہ کرنا اللہ سے وعدہ کرنا ہے
کیونکہ اس نے حضور سے وعدہ کیا تھا۔ ۳۔ معلوم ہوا کہ
حضور کے دروازے کا نکالا ہوا کہیں امن نہیں پاتا۔ ۴۔
ایک دفعہ حضور نے مسلمانوں کو صدقے کی رغبت دی
بعض صحابہ ہست مال لائے۔ انہیں منافقوں نے دیا کار
کما۔ بعض تھوڑا مال لائے انہیں کہا خدا کو اتنے مال کی کیا
ضرورت ہے۔ ان کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ۵۔ اس
آیت سے موجودہ روافض کو عبرت پکڑنی چاہیے جو صحابہ
کرام کی ہر عبادت کو فحاش یا دکھلاوے پر حمل کرتے ہیں
صحابہ پر طعن کرنا منافق کا کام ہے ۶۔ چنانچہ ابو عبید
انصاری اس موقع پر صرف ایک صاع بھجوریں لے کر
حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آج رات تمام شب میں نے
پانی کھینچ کر دو صاع بھجوریں حاصل کیں۔ ایک صاع گھر
لے آئے اور ایک صاع حضور کی بارگاہ میں لایا ہوں
حضور نے نہایت خوشی سے قبول فرمائیں معلوم ہوا کہ
رب کی بارگاہ میں مال کی مقدار نہیں دیکھی جاتی بلکہ دلوں
کا غلوص دیکھا جاتا ہے ۷۔ معلوم ہوا کہ صلح ہندوں کا
ایراق افراتہ انہیں اتہام لگانا رب سے مقابلہ کرنا ہے اور
اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا بدلہ لیتا ہے۔ ۸۔ اس وقت تک
منافقوں کے لئے دعا سفرت کرنی ممنوع نہ تھی۔ پھر منع
فرمایا گیا۔ **وَالَّذِينَ عَلَىٰ أَعْقِبَتِهِمْ مِّنَ آيَاتِنَا** یہاں سترے
دھڑ مراد نہیں بلکہ بہت زیادہ مراد ہے۔ ۹۔ اس نہ بخشنے کی
وجہ آگے بیان ہو رہی ہے کہ وہ اللہ رسول کے منکر ہیں
اور جو ان کا منکر ہو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لئے
اپنی رحمت عامہ کی بنا پر دعا بھی کر دیں، تب بھی رب
نہیں بخشتا کیونکہ وہ نہیں چاہتا کہ رسول کے دشمن جنت
میں جائیں۔ اس نہ بخشنے میں حضور کی انتہائی عظمت کا
اظہار ہے۔ محبوب کا حسن بے اختیاری ہے مگر محب کی
محبت کا تقاضا ہے کہ محبوب کے دشمن نہ بخشنے جاویں نیز دعا
کرانے میں اور دعا لینے میں بڑا فرق ہے ۱۰۔ اس سے دو

۳۱۷

واعلموا ۱۰ التوبة ۱۱

إِلَى يَوْمٍ يَلْقَوْنَ فِيهَا خُلُوفًا ۚ اللَّهُ مَا وَعَدُوهُ
 اس دن تک کہ اس سے ملیں گے نہ بدلہ اس کا کہ انہوں نے اللہ سے دیا جو حکم کیا ہے
 وَفِيهَا كُنُوزٌ لَّهُمْ كَذِبُونَ ۝ أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ
 اور بدلہ اس کا کہ جھوٹ بولتے تھے کیا انہیں خبر نہیں کہ اللہ ان کے دل کی بھی
 سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ ۚ وَأَنَّ اللَّهَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ۝ الَّذِينَ
 اور اللہ کی سرگوشی کو جانتا ہے نہ اور یہ کہ اللہ سب چیزوں کا بہت جاننے والا ہے وہ
 يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَاتِ
 جو عیب لگاتے ہیں ان مسلمانوں کو کہ دل سے عطا کرتے ہیں نہ
 وَالَّذِينَ لَا يَجِدُونَ إِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُونَ
 اور ان کو کہہ نہیں سکتے مگر اپنی منت سے تو ان سے ہنسنے میں نہ
 مِنْهُمْ سَخِرَ اللَّهُ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝
 اللہ ان کی ہنسی کی سزا دے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے وہ
 اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ
 تم ان کی معافی یا جو کرنا نہ چاہو اگر تم ستر بار
 لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ ۚ ذَلِكَ
 ان کی معافی یا جو کرے نہ تو اللہ ہرگز انہیں نہیں بخشنے کا ہے اس
 بِأَنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ۚ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي
 لئے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے منکر ہوئے تھے اور اللہ ناسحقوں
 الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ۝ فَرَحَ الْمُخَلَّفُونَ بِمَقْعَدِهِمْ
 کو راہ نہیں دیتا کہ پیچھے رہ جانے والے اس پر خوش ہوئے
 خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ وَكَرِهُوا أَنْ يَجَاهِدُوا
 کہ وہ رسول کے پیچھے پیچھے رہے اور انہیں گوارا نہ ہوا کہ اللہ اپنے مال

مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کافر کو کسی کی دعائے مغفرت فائدہ نہیں دیتی۔ اس کی بخشش ناممکن ہے۔ دوسرے یہ کہ حضور کے صحابہ کا انکار ان کا مذاق اڑانا، حضور کا انکار ہے اور حضور کا انکار رب تعالیٰ کا انکار ہے کیونکہ ان منافقوں نے صحابہ کا مذاق اڑایا تھا جس کو رب نے تَعَذُّبًا لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ قرار دیا۔ پھر اس کے بعد منافقین نے حضور سے مدحی مانگی اور عرض کیا کہ حضور ہمارے لئے دعائے مغفرت فرمادیں تب یہ پوری آیت اتری۔ علماء فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ کی توبہ عند القاضی قبول نہیں (در مختار) ممکن ہے کہ یہ آیت اس مسئلے کی اشارۃً "وکیل بن جاوے ۱۲ اور غزوہ تبوک میں نہ گئے بھانے بنا کر بیٹھ رہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ پر فخر کرنا کفر ہے اور حضور کی ساتھ ان کی راحت و تکلیف میں شریک نہ ہونا مومن کی شان سے بعید ہے جیسے کہ حضور کی خوشی پر خوشی منانا

(بقیہ صفحہ ۳۱۷) ایمان کا رکن ہے بَيِّدَ يَكْفِيْقُرْمُو ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان کی برکت سے نیک اعمال پر دلیری پیدا ہوتی ہے اور کفر و نفاق کی وجہ سے کم ہمتی پیدا ہوتی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ منافق پر عشاء اور فجر کی نمازیں بہت بھاری ہیں۔ رب فرماتا ہے تَتَّبِعْتُمُ الْيَهُودَ حَتَّىٰ كَانُوا آسَانُ مَطُومٌ ہوں نیک کلام بھاری۔ سمجھو اس کے دل میں نفاق ہے رب تعالیٰ محفوظ رکھے۔

۱۔ غزوہ تبوک کے موقع پر موسم بہار گرم تھا۔ اور وہ جگہ بھی بہت گرم تھی زمان و زمین کی گرمی جمع ہو گئی تب ان لوگوں نے یہ کہا ۲۔ دوزخ کی آگ کسی چیز سے نہیں بجھ سکتی سوا دو چیزوں کے، مومن کی آنکھ کے آنسو سے جو خوف الہی یا عشق مصطفویٰ میں ہے مومن کے جسم کا گرد و غبار جو راہ الہی طے کرنے میں پڑے جیسے جہاد یا طلب علم، حج وغیرہ کے سفر میں۔ روح البیان نے فرمایا کہ اس غزوہ تبوک کے موقع پر ابو خشیہ نے سفر سے ۱۱ پہر کے وقت واپس آ کے دیکھا کہ ان کے باغ میں ٹھنڈا پانی، گرم روٹی، خوبصورت پیوٹیاں خاضریں۔ فرمایا کہ انصاف کے خلاف ہے کہ حضور تبوک کے تپتے ہوئے ریتے میں ہوں اور میں باغ میں ٹھنڈا پانی اور گرم روٹیاں استعمال کروں۔ مگر میں نہ سمجھنے اسی حالت میں تلوار لے کر چل پڑے اور حضور کے قدموں میں پہنچ گئے۔ یہ لوگ وہ ہیں جن کے صدقے میں ہم جیسے لاکھوں گنکار بخشے جائیں گے ۳۔ یہ دونوں امر، معنی خبریں یعنی منافقین دنیا میں تھوڑا نہیں گئے اور آخرت میں زیادہ روئیں گے کیونکہ مسلمانوں کی تکلیف پر ہنسنا سخت گناہ ہے اس کے لئے امر کیے آسکتا ہے۔ دوزخی ہزاروں سال آنسوؤں سے پھر خون سے روئیں گے پھر روئیں گے حتیٰ کہ آنکھیں خشک ہوں گی ۴۔ یعنی اب جو آپ غزوہ تبوک سے واپس مدینہ منورہ پہنچیں گے تو منافقین دھوکہ دہی کے لئے کہیں گے کہ حضور ہم کو اجازت دیں کہ آئندہ جہاد میں آپ کے ہمراہ چلیں۔ اس میں غیبی خبر ہے کہ وہ ایسا کہیں گے لیکن اگر مکر سے بیان فرمایا گیا ہے یہ خبر، معنی ممانعت ہے یعنی اب تم کو آئندہ جہاد میں شریک ہونے کی اجازت نہیں۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ بے دیوں سے علیحدہ رہنا چاہیے اگرچہ وہ اپنے کو مسلمان ہی کہیں۔ ہر کلمہ کو مسلمان نہیں، منافق کلمہ گو تھے مگر انہیں جہاد میں شرکت سے روک دیا گیا۔ دوسرے یہ کہ بے دیوں کو مسلمان اپنی مساجد میں نماز پڑھنے سے روک سکتے ہیں جیسے کہ منافقوں کو جہاد سے روک دیا گیا حالانکہ نماز کی طرح جہاد بھی عبادت ہے۔ تیسرے یہ کہ کبھی منافقین پر ظاہری کفار کے احکام بھی جاری کر دیئے جاتے ہیں۔ ان منافقوں کو زمانہ نبوی میں مسجدوں سے نہ روکنا ظاہری اسلام کا حکم تھا اور انہیں جہاد سے روکنا ان کے باطنی کفر کا حکم ۶۔ یعنی چونکہ تم نے غزوہ تبوک سے بیٹھ رہنا پسند کیا تو اب بیٹھ بیٹھے ہی رہو۔ ہمیں کسی جہاد میں جانے کی اجازت نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ بد نصیب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے قائمہ نہیں اٹھا سکتا چوگڑ سورج سے نور نہیں لے سکتا اور فیض اٹھانے والے بقدر وسعت ظرف فیض لیتے ہیں بجلی کی پاور یکساں ہی آتی ہے مگر قسمی اتنی نور لیتے ہیں جتنا ان کا اپنا ظرف ہوتا ہے حضور کی محبت یکساں تھی مگر صدیق و فاروق وغیرہ رضی اللہ عنہم کے ظرف مختلف تھے ۷۔ اس آیت سے نماز جہاد کا ثبوت ہوتا ہے کیونکہ کافروں کا جنازہ پڑھنے سے روکا گیا۔ معلوم ہوا کہ مومن کا جنازہ پڑھا جاتا ہے۔ نیز معلوم ہوا کہ کافر کی قبر کی زیارت منع ہے اور حضور کو آئندہ خاتون کی قبر کی اجازت دی گئی۔ لہذا وہ مومنہ تھیں۔ ہاں ان کی حقارت کی دعا سے روکا

التوبة ۱

۳۱۸

واعلموا ۱۰

يَا مَوَالِيْمَ وَاَنْفُسِيْمَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا

اور جان سے اللہ کی راہ میں لڑیں اور کہو

لَا تَنْفَرُوْا فِي الْحَرْقِ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا

اس گرمی میں نہ بھولو تم فرماؤ جہنم کی آگ سب سے سخت گرم ہے نہ

لَوْ كَا تُوْا يَفْقَهُوْنَ ۝۱۰ فليَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَلْيَبْكُوْا

کسی طرح انہیں سمجھ ہوتی تو انہیں چاہیے کہ ہنسنا بہت کم اور بہت

كَثِيْرًا ۝۱۱ جَزَاءُ لِّمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝۱۲ فَاِنْ رَّجِعَكَ

روئیں نہ بدل اس کا جو کاتے تھے پھر اسے محبوب اگر اللہ نہیں

اللّٰهُ اِلٰى طَائِفَةٍ مِّنْهُمْ فَاَسْتَاذَنُوْكَ لِلْخُرُوْجِ

ان میں سے کسی گروہ کی طرف واپس لے جائے اور وہ تم سے جہاد کیلئے نکلے

فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِيَ اَبَدًا وَلَنْ تَقَاتِلُوْا مَعِيَ

کی اجازت مانگتے ہو تم فرماتا کہ تم کبھی میرے ساتھ نہ چلو اور ہرگز میرے ساتھ کسی

عَدَاوًا اِنَّكُمْ رَاٰيْتُمْ بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ

دشمن سے نہ لڑو تم نے پہلی دفعہ بیٹھ رہنا پسند کیا

فَاَقْعُدُوْا مَعَ الْخُلَفَاءِ ۝۱۳ وَلَا تَصِلْ عَلٰى اَحَدٍ

تو بیٹھو جو پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ اور ان میں سے کسی کی بہت ہر

مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِ اِمْرَاٍمْ كَفَرُوْا

کبھی نماز نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا۔ بیشک وہ

بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَاَتُوْا وَهُمْ فَيَسْقُوْنَ ۝۱۴ وَلَا تَعْجَبْكَ

اللہ اور رسول سے ٹھکر ہوئے اور تم ہی میں مر گئے اور ان کے مال

اَمْوَالِهِمْ وَاَوْلَادُهُمْ اِنَّمَا يَرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يَّعْزِبَهُمْ

یا اولاد ہر تمہارے کرنا اللہ ہی چاہتا ہے کہ اسے دنیا میں ان ہر

مقتول ۲

۱۔ یعنی چونکہ تم نے غزوہ تبوک سے بیٹھ رہنا پسند کیا تو اب بیٹھ بیٹھے ہی رہو۔ ہمیں کسی جہاد میں جانے کی اجازت نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ بد نصیب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے قائمہ نہیں اٹھا سکتا چوگڑ سورج سے نور نہیں لے سکتا اور فیض اٹھانے والے بقدر وسعت ظرف فیض لیتے ہیں بجلی کی پاور یکساں ہی آتی ہے مگر قسمی اتنی نور لیتے ہیں جتنا ان کا اپنا ظرف ہوتا ہے حضور کی محبت یکساں تھی مگر صدیق و فاروق وغیرہ رضی اللہ عنہم کے ظرف مختلف تھے ۷۔ اس آیت سے نماز جہاد کا ثبوت ہوتا ہے کیونکہ کافروں کا جنازہ پڑھنے سے روکا گیا۔ معلوم ہوا کہ مومن کا جنازہ پڑھا جاتا ہے۔ نیز معلوم ہوا کہ کافر کی قبر کی زیارت منع ہے اور حضور کو آئندہ خاتون کی قبر کی اجازت دی گئی۔ لہذا وہ مومنہ تھیں۔ ہاں ان کی حقارت کی دعا سے روکا

(بقیہ صفحہ ۳۱۸) کیونکہ وہ بے گناہ تھیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر گناہ کو کی نماز جنازہ نہیں پڑھنی چاہیے ۸۔ شان نزول۔ عبداللہ ابن ابی منافق جب مر گیا تو اس کے بیٹے عبداللہ نے حضور سے عرض کیا کہ حضور اس پر جنازہ کی نماز پڑھیں اور اپنی قمیص اس کو عطا فرمادیں کیونکہ وہ یہ وصیت کر گیا تھا اور اس وقت تک منافقوں کی نماز جنازہ سے منع بھی نہیں کیا گیا تھا۔ نیز حضور کو یہ خبر تھی کہ اس سے ایک ہزار کافر ایمان لائیں گے۔ حضرت عمرؓ نے اس کے خلاف رائے دی مگر حضور نے اس کی میت کو اپنی قمیص بھی دے دی اور اس کی نماز جنازہ بھی پڑھی۔ تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اس کے بعد ایک ہزار آدمی یہ دیکھ کر ایسا مردود بھی حضور کے لباس سے

برکت چاہتا ہے، ایمان لے آئے۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کے تبرکات قمیص، لعاب شریف وغیرہ قبر میں بھی مومن کے کام آتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ کافر منافق کو کوئی تبرک آخرت میں فائدہ نہیں دے گا۔ تیسرے یہ کہ مردے کے کفن میں یا قبر میں تبرکات چیزیں رکھنا تا کہ قبر کا عذاب دفع ہو جائز بلکہ مستحب ہے چوتھے یہ کہ اس خوف سے کہ یہ تبرکات چیزیں مردے کی آلائش سے خراب ہوں گی چیزیں رکھنا نہ چھوڑے۔ آپ زمزم پیچے ہیں اور معلوم ہے کہ بیت میں جا کر پیشاب بن جاتا ہے۔ غرضیکہ اس آیت و حدیث سے مردے کو کفن میں دفن اور غلاف کعبہ میں دفن کرنا ثابت ہے

۱۔ کہ ان چیزوں میں ایسے مشغول ہو جائیں کہ رب کی یاد نہ کر سکیں معلوم ہوا کہ جو مال و اولاد رب کی یاد سے روکے وہ باطل ہے۔ ۲۔ یعنی مرتے وقت تک ان چیزوں کی مشغولیت انہیں رب کی طرف متوجہ نہ ہونے دے۔ رب کی پناہ ۳۔ بعض علماء نے اس آیت کی بنا پر فرمایا کہ

ایمان کے بعد جہاد کا درجہ ہے اور جہاد اعلیٰ درجے کی عبادت ہے کہ رب نے اسے ایمان کے بعد ذکر فرمایا۔ مگر حق یہ ہے کہ نماز سب سے اعلیٰ درجے والی عبادت ہے کہ جہاد اس کے قائم کرنے کے لئے ہے۔ یہ آیت اس خصوصی موقع کے لحاظ سے ہے جب جہاد کی سخت ضرورت تھی ۴۔ معلوم ہوا کہ مجبور لوگوں کا اجازت لے کر وہ جانا منع نہیں ۵۔ وہ بچے، عورتیں، بیمار، ناچار لوگ جو جہاد میں شریک نہ ہو سکیں ان کے ساتھ ہمیں بیٹھے رہنے کی اجازت دے دیں۔ ۶۔ کہ آئندہ بھی ایمان نہ لا سکیں گے اور یہ مہران کے کفر و نفاق کے باعث ہوئی۔

معلوم ہوا کہ بعض بد عملیاں دل پر کفر کی مرگ گ جانے کا باعث ہوتی ہیں ۷۔ یہاں معیت سے زمانے اور کیفیت کی معیت مراد نہیں ہے کیونکہ حضور کا ایمان تمام خلق کے ایمان سے پہلے ہے اور سب کے ایمان سے اعلیٰ ہے۔ صرف موافقت ایمان مراد ہے۔ یعنی اس طرح اخلاص و جذبہ سے ایمان لائے جیسے ہمارے حبیب ایمان لائے

ہیں۔ یقیناً نے کہا تھا۔ وَافَقَتْ نَجْدَ مَدِیْنَةٍ معلوم ہوا کہ حضور ایمان کی کسوٹی ہیں جس کا ایمان ان کے موافق ہو صحیح ہے جو خلاف ہو باطل ہے ۸۔ دنیا کی بھلائیاں قبر کی بھلائیاں، آخرت کی بھلائیاں سب ہی اس میں شامل ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جہاد کے مال و اعمال میں برکت ہوتی ہے اور قبر کے حساب و عذاب و دشت اور نزع کی شدت سے امن ملتا ہے اور آخرت میں درجات نصیب ہوتے ہیں۔ سیدنا زہراؓ ابن عوام کے مال کی برکت کا یہ حال تھا کہ ان کی شہادت کے بعد ان کے تمام مال سے وصیت پوری کی گئی۔ پھر انھوں نے ان کی چار بیویوں میں تقسیم ہوا تو ہر ایک کو دو دو لاکھ لے ۹۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ جنت کی اور وہاں کی تمام نعمتیں ہدا ہو چکی ہیں۔ دوسرے یہ کہ وہ تمام اسے مستحقین کے ہمارے لگاؤ، جاگیر، ۱۱۔ ۱۲۔ لئے حضور نے معراج میں جنت کی یہ فرمائی اور اسے

يَهَانِي الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ أَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كَافِرُونَ ۵۸

وہاں کرے کہ اور کفر ہی ہر ان کا دم نکل جائے کہ

وَأَذَانُ نَزَلَتْ سُورَةُ أَنْ آمَنُوا بِاللهِ وَجَاهِدُوا

اور جب کوئی سورت اتنے کہ اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول

مَعَ رَسُولِهِ اسْتَأْذَنَكَ أُولُوا الطُّوْلِ مِنْهُمْ وَقَالُوا

کے ہمراہ جہاد کر دے تو ان کے مقدور والے تم سے سخت مانگتے ہیں اور کہتے ہیں

ذُرْنَا نَكُنْ مَعَ الْقُعْدِيِّنَ ۵۹ رَضُوا بِأَنْ يَكُونُوا مَعَ

ہمیں چھوڑ دینے کہ بیٹھ رہنے والوں کیساتھ ہوں گے انہیں پسند آیا کہ پیچھے رہنے والے

الْخَوَالِفَ وَطُبِعَ عَلَى قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ ۶۰

مردوں کیساتھ ہو جائیں اور ان کے دلوں پر پھر کر دی گئی کہ تو وہ کچھ نہیں سمجھتے

لَكِنِ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ جَاهِدُوا

لیکن رسول اور جو ان کے ساتھ ایمان لائے انہوں نے اپنے

بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ وَأُولَئِكَ لَهُمُ الْخَيْرَاتُ ۶۱

مالوں اور جانوں سے جہاد کیا اور انہیں کے لئے بھلائیاں ہیں کہ

وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۶۲ أَعَدَّ اللهُ لَهُمْ جَذَّتْ

اور یہی ملاؤ کو پہنچے اللہ نے ان کے لئے جنت کر رکھی ہیں

تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خُلِدِينَ فِيهَا ۶۳

بہشتیں جن کے نیچے نہریں رواں ہمیشہ ان میں رہیں گے

ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۶۴ وَجَاءَ الْمَعْدَرُونَ ۶۵

یہی بڑی مراد معنی ہے اللہ اور بہانے بنائے والے گنہگار آئے کہ

مِنَ الْأَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِينَ

کہ انہیں رخصت دی جائے اور بیٹھ رہے وہ بہنوں نے

(بقیہ صفحہ ۳۱۹) غلاموں کے مکانات، باغات دیکھے۔ پھر بعض کو ان کی خبر دی۔ تیسرے یہ کہ جتنی اپنی اپنی جنت کے پورے مالک ہوں گے۔ وہاں صرف مہمان کی طرح غیر مالک نہ ہوں گے۔ ہاں مہمانوں کی سی خاطر ہوگی۔ ۱۰۔ یعنی عامر ابن طفیل اور اس کی جماعت کے لوگ جو غزوہ تبوک کے موقع پر حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ حضور اگر ہم آپ کے ساتھ جہاد میں گئے تو قبیلہ بنی طے کے لوگ ہمارے گھبراہٹ لیں گے۔ سرکار نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مجھے تم سے بے نیاز کر دے گا اور مجھے میرے رب نے تمہارے حال کی خبر دی ہے۔ ان لوگوں نے یہ جھوٹ بولا تھا۔

الثوبۃ ۹

۳۲۰

واصلہا ۱۱

كَذَّبُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ سَيُصِيبُ الَّذِينَ كَفَرُوا

اللہ اور رسول سے جھوٹ بولا تھا ان جلد ان میں سے کافروں کو نہ

مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۱۰ لَيْسَ عَلَى الضَّعْفَاءِ وَلَا

در وناک عذاب ہے نہ کا ضعیفوں پر نہ کہ ہرج جیس سے اور نہ

عَلَى الْمَرْضَى وَلَا عَلَى الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ مَا

جہادوں پر اور نہ ان پر نہیں خروج کا مقدر

يَنْفِقُونَ حَرْجٌ إِذَا نَصَحُوا لِلَّهِ وَرَسُولِهِ مَا عَلَى

نہ ہو گئے جب کہ اللہ اور رسول کے خبر خواہ رہیں نہ کسی

الْمُحْسِنِينَ مِنْ سَبِيلٍ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۱۱

دلوں پر نہ کوئی راہ نہیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

وَلَا عَلَى الَّذِينَ إِذَا مَا أَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ

اور نہ ان پر جو تمہارے حضور حاضر ہوں کہ تم انہیں سواری عطا کرنا نہ تم

لَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوْا وَعَيْنُكُمْ تَفِيضٌ

سے نہ جواب پائیں کہ میرے پاس کوئی چیز نہیں جس پر تمہیں سوار کروں اس پر یوں دیکھی

مِنَ الدَّمَاعِ حَزَنًا أَلَّا يَجِدُوا مَا يَنْفِقُونَ ۱۲

جانیں کہ انہی آنکھوں سے آنسو بہتے ہوں اس غم سے کہ خروج کا مقدر نہ پایا نہ

لِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَستَازِنُونَكَ وَهُمْ

موانذہ تو ان سے ہے جو تم سے رخصت مانگتے ہیں اور وہ

أَغْنِيَاءُ رَضُوا بِأَنْ يَكُونُوا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطَبَعَ

دو لہندہ ہیں نہ انہیں پسند آیا کہ عورتوں کے ساتھ چمکے پشور رہیں نہ اور اللہ نے

اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۱۳

ان کے دلوں پر مہر کر دی تو وہ کچھ نہیں جانتے

مذلل ۲۷

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور سے جھوٹ بولا اللہ سے

جھوٹ بولا ہے کیونکہ ان بد نصیبوں نے حضور سے جھوٹ

بولاً۔ رب نے فرمایا کہ انہوں نے اللہ سے جھوٹ بولا۔

۲۔ یعنی ان منافقوں میں سے جو کھلے کافریں جاویں، انہیں

دنیا میں قتل و غارت کا عذاب ہو گا یا ان منافقوں میں سے

جو آخر دم تک کفر پر قائم رہیں، انہیں آخرت کا دردناک

عذاب ہو گا۔ لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں کیونکہ

سارے منافق باطنی طور پر کافر تھے ۳۔ جھوٹے عذر

داروں کے بعد صحیح معذروں کا ذکر فرمایا جا رہا ہے۔ یہ

تین قسم کے لوگ ہیں بڑھے بیمار اور وہ شکست جن کے

پاس سامان جہاد نہیں۔ معلوم ہوا کہ ان تینوں پر وہ سفروالا

جہاد فرض نہ تھا ۴۔ بعض ناوار صحابہ نے حضور سے

درخواست کی تھی کہ ہم کو سواریاں عطایت ہو جاویں تا

کہ ہم بھی جہاد میں شرکت کر سکیں۔ سرکار کے پاس فالتو

سواریاں نہ تھیں تو وہ روتے ہوئے واپس ہو گئے۔ ان

کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ اس سے چند مسئلے معلوم

ہوئے ایک یہ کہ دینی ضرورت پوری کرنے کو مانگنا جائز

ہے۔ لہذا ناوار طالب علم بقدر ضرورت مانگ سکتا ہے۔

جہاد کی طرح علم دین سیکھنا بھی عبادت ہے۔ دوسرے یہ

کہ اپنی ضرورت سے بچا ہوا مال خیرات کرنا چاہیے کیونکہ

صحابہ کے پاس خود اپنے جہاد میں جانے کے لئے سواریاں

تھیں جو ان فقراء کو نہ دیں۔ تیسرے یہ کہ جس جہاد میں

سفر کرنا پڑے اس کے فرض ہونے کے لئے سواری شرط

ہے جیسے حج کہ ہر مکہ والے پر فرض ہے مگر باہر والے

صرف مالداروں پر فرض ہے غریبوں پر نہیں ۵۔ معلوم

ہوا کہ حضور کی خیر خواہی رب تعالیٰ کی خیر خواہی ہے۔ یہ

بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی نیکی نہ کر سکے مگر نیکیوں کا دل

سے خیر خواہ رہے تب بھی انشاء اللہ نیکیوں میں شمار ہو گا۔

آیت کا منشا یہ ہے کہ مجبور مسلمان جو جہاد میں شریک نہ ہو

سکیں وہ عینہ میں رہ کر اللہ رسول کی خیر خواہی میں مجاہدین

کے بچوں کی خدمت کریں ۶۔ اس سے دو مسئلے معلوم

ہوئے ایک یہ کہ حضور سے بھیک مانگنا مومن کے لئے

عزت ہے دوسرے یہ کہ نیکی نہ کر سکنے پر افسوس کرنا عبادت ہے۔ ۷۔ شان نزول۔ بعض صحابہ جہاد میں جانے کے لئے حضور کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور

حضور سے سواری مانگی۔ حضور نے فرمایا کہ میرے پاس کچھ نہیں تھیں سواری کیسے عطا فرمائی جاوے۔ وہ لوگ روتے ہوئے واپس ہوئے۔ ان کے حق میں یہ آیت

نازل ہوئی۔ جس میں فرمایا گیا کہ ان لوگوں پر جہاد میں شرکت نہ کرنے پر کچھ عتاب نہیں۔ خیال رہے کہ یہاں لاجہد فرمانا معذرت کے لئے ہے سائل کو رد کرنے کے

لئے نہیں۔ حضور کی زبان پر رد کرنے کے لئے کبھی لانا آیا (حدیث) یہ بھی خیال رہے کہ یہاں لاجہد فرمانا ظاہری اعتبار سے ہے۔ ورنہ حضور خزانہ ربیبیہ کے مالک

ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ اَنْصَحُكُمْ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ بَيْنَ نَفْسَيْهِ اس معذرت میں امت کو معذرت کرنے کی تعلیم ہے۔ لہذا وہ ہندی دہلوی اس سے ہند نہیں پکارتے ۸۔ اس سے

۱۔ یعنی اسے مسلمانوں جب تم غزوہ تبوک سے واپس مدینہ منورہ پہنچو گے تو غزوہ سے رہ جانے والے منافقین جو نے ہمارے بنا کر تم کو راضی کرنے کی کوشش کریں گے۔ اس میں لمبی خبر ہے جو ہو ہو درست ہوئی۔ یہ پیچھے رہ جانے والے ۸۰ مردوں سے کچھ زیادہ تھے (روح) ۲۔ یہاں یہ نہ فرمایا کہ جب تم مدینہ لوٹ کر جاؤ گے کیونکہ بعض منافقین مسلمانوں کے مدینہ منورہ میں کچھ سے پہلے ہمارے ہانے کے لئے ان کے پاس پہنچ گئے تھے (روح) ۳۔ پتہ لگا کہ ہار گاہ رسالت میں اپنے حلق کی کچھ عرض کرنے کی عادت ہی نہیں وہاں شئی کام نہیں آتی۔ انیس ہر شخص کی حقیقت کا پتہ ہے وہاں شئی نہ مارو، معافی چاہو، غدر نہ کرو، توبہ کرو، اللہ قہقہے دے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کے بندوں کے پاس جا کر توبہ کرنی

اچھی ہے۔ یہاں اس پر عتاب نہ ہوا۔ بلکہ جو نے ہمارے بنا کر توبہ فرمایا گیا۔ ۳۔ اس سے چار سٹکے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ عملی گناہ کی توبہ اچھے عمل سے ہوگی۔ صرف زبانی توبہ کافی نہیں۔ کیونکہ یہاں ارشاد ہوا کہ آئندہ دیکھا جائے گا کہ غزوات میں شرکت کرتے ہو یا نہیں۔ جہاد سے رہ جانے کی توبہ آئندہ جہادوں میں شرکت کرنی ہے۔ دوسرے یہ کہ اللہ و رسول کو دکھانے کے لئے نیک اعمال کرنے دیا نہیں۔ حضور کی رضا آپ کی رضا ہے۔ تیسرے یہ کہ حضور ہمارے ظاہر و باطن اعمال دیکھ رہے ہیں کیونکہ یہاں عمل میں کوئی قید نہیں فرمایا گیا کہ تمہارے سب جیسے کئے کام اللہ رسول دیکھیں گے۔ چوتھے یہ کہ حضور کا ذکر اللہ کے ساتھ کرنا جائز ہے یہ کہہ سکتے ہیں کہ اللہ رسول نے چاہا تو یہ ہو گا کہ اللہ رسول نے ہم کو ایمان دیا۔ دولت بخشی۔ قیامت میں لقا بھی کرے اور نیت بھی ٹھیک رکھو کیونکہ وہ غیب و شہادت سب کچھ جانتا ہے۔ ۶۔ پھر جہانے کے بعد سزا دے گا کافروں کی بدیاں علانیہ ظاہر فرما دے گا اور مومن کی نیکیاں جیسا کہ دوسری آیات میں مذکور ہے۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ منافق و گمراہ زیادہ قسمیں کھا کر اپنے مسلمان ہونے کا ثبوت دیتے ہیں۔ الحمد للہ مومنوں کو اس کی ضرورت نہیں پڑتی ۸۔ انیس براہملا نہ کہو۔ ان کا نفاق آشکارا نہ کرو ۹۔ یعنی منافقوں کے ساتھ کلام سلام، امان، بیعت، کھانا، پینا میل ملاپ سب چھوڑ دو۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو منافقین کے ساتھ حلق رکھنے سے منع فرمایا تھا، کیونکہ آپ ان کی اصلاح کی امید نہ رہی تھی۔ (خزان العرفان) خیال رہے کہ یہ اعراض رضا مندی کا نہیں بلکہ ناراضگی اور تحقیر کا اعراض ہے (روح) اس سے معلوم ہوا کہ مرتد بے دینوں سے کامل علیحدگی اختیار کرنی چاہیے ۱۰۔ کہ کسی پائی سے پاک نہیں ہو سکتے جو گناہ مصطفوی سے پاک نہ ہو تو آپ کس سے پاک ہو گا؟ عارضی طہائی دور ہو جاتی ہے۔ بیعت میں کیے

یَعْتَذِرُونَ إِلَيْكُمْ إِذْ رَجَعْتُمْ إِلَيْهِمْ قُلْ لَا تَعْتَذِرُونَ الْاِنْ تُوْمِنُوْنَ لَكُمْ قَدْ نَبَاْنَا اللّٰهُ مِنْ نَّبَاِ ذٰلِكُمْ هُمْ يَرْجُوْنَ اَلَمْ يَكُنْ لَكُمْ رَسُولٌ نَّبَاِيكُمْ وَيَرْسِلُ مَعَكُمْ خَزَائِرَ مِنْ رَّسُوْلِهِمْ سِيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا دُعِيتُمْ لِلْعِلْمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا دُعِيتُمْ لِلْعِلْمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ اَنْقَلِبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِيْتَغْضَوْا عَنْهُمْ فَاعْرَضُوْا عَنْهُمْ ۝ تَمَّ اِنْ اِنْ طَرَفٍ مِّنْكُمْ يَدْعُوْا كَيْفَ اسْتَلَمْتُ اَيْدِيَّ فَاَمْلِكُ لَهُمْ اَنْ يَّخْلِفُوْنَ ۝ اِيْمٌ رَّجَسٌ وَمَا مِنْكُمْ مِنْكُمْ جَزَاءٌ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ يَخْلِفُوْنَ لَكُمْ لِيَتْرَضُوْا عَنْهُمْ ۝ فَاَنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ ۝ فَاَنْ اللّٰهُ لَا يَرْضٰ عَنْ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ۝ ۱۱ ۝ اَلَا عَرَابٌ اَشَدُّ كُفْرًا وَّ نِفَاقًا وَّ اَجْدَرُ اَلَا يَعْلَمُوْا اَحَدٌ وَّ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰی اٰمِيْنٍ مِّنْ اَمْرٍ اَنْ يَّجْعَلَ لِكُلِّ فِرْقٍ مِّنْهُمْ سَبِيْلًا ۝ ۱۲ ۝

جائے ۱۔ شان نزول یہ آیت جد بن قیس، حنظل بن قیس اور ان کے ساتھیوں کے حلق نازل ہوئی جن کے پائی کلاٹ کا حکم دیا گیا تھا یا عبد اللہ بن ابی منافق کے حلق جس نے قسم کھا کر کہا تھا کہ آئندہ جہادوں میں جایا کروں گا ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ منافق ایک کام بھی حلق کو راضی کرنے کے لئے کرتا ہے۔ مومن کا یہ کام نہیں وہ رضا الہی کے لئے سب کام کرتا ہے وفاق عملی ہے ۱۴۔ اس میں عام مسلمانوں سے خطاب ہے کہ تمہارا ان کی جہادی قسموں پر اعتبار کر کے راضی ہو جانا انیس فائدہ مند نہیں۔ ورنہ جس سے حضور راضی ہو جاویں اس سے اللہ تعالیٰ بیعتاً راضی ہے ۲۰۔ یعنی جو اللہ تعالیٰ نے اس سے معلوم ہوا کہ اگر مسلمان دعوہ کے کافروں پر حملہ کرے تو گناہ نہیں۔ کیونکہ یہاں مسلمانوں پر عتاب نہ فرمایا گیا ۱۳۔ معلوم ہوا کہ علم و حکمت بمقابلہ گناہوں کے شہر میں زیادہ ہوتے ہیں اور جمالت و

(یعنی صفحہ ۳۲۱) بے علی گاؤں میں زیادہ اہل عرب کہتے ہیں اَنْعَمَ فِي الْاَمْتَارِ وَالْمَعْدُ فِي الْمَعْرِي علم شروں میں ہے اور جہالت گاؤں میں، کیونکہ وہاں اہل علم کی صحبت میسر نہیں ہوتی۔

۱۔ کیونکہ رسالت میں علم کی روشنی نہیں پہنچتی اور اچھی صحبت میسر نہیں ہوتی اس سے معلوم ہوا کہ اعرابی کو امام بنانا ٹھیک نہیں (روح) ۲۔ خیال رہے کہ ملک عرب میں رہنے والے کو عربی کہتے ہیں جس کی جمع عرب کئی ہے، اور جنگل میں بسنے والے رماہیوں کو اعرابی کہتے ہیں جس کی جمع اعراب ہے، یہاں یہ دوسرے معنی مراد ہیں

۳۔ یعنی یہ لوگ صدقہ و خیرات اور حج میں خرچ تو کرتے ہیں مگر عکس کی طرح صحیح سمجھ بوجھ کو معلوم ہوا کہ وہ صدقہ قبول کے لائق ہے جو خوشدلی سے کیا جائے۔ ۴۔ یعنی وہ یہ انتظار کر رہے ہیں کہ مسلمانوں کا زور کم ہو اور وہ مغلوب ہوں۔ شان نزول۔ یہ آیت قبیلہ اسد غطفان و حمیم کے رماہیوں کے متعلق نازل ہوئی۔ اس میں نہیں خبر دی گئی ہے کہ تم پر نہیں بلکہ ان پر گردش آئے گی اور وہ بیٹھ مغلوب رہیں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے پیادوں کا بدخواہ ذلیل و خوار رہتا ہے۔ جیسا کہ بارہا کا تجربہ ہے ۵۔ اس آیت میں یا تو قبیلہ حمزہ والے مراد ہیں یا اسلم و غفار اور ہمنہ کے لوگ، اس سے معلوم ہوا کہ اگر اللہ کا کرم شامل حال ہو تو دور والے فیض پالیتے ہیں، ورنہ نزدیک والے بھی محروم رہتے ہیں۔ ابوجہل کہ میں رہ کر کافر رہا اور یہ لوگ حضور سے دور رہتے ہوئے بھی مومن، متقی پرہیزگار ہوئے سبحان اللہ وہاں قرب روحانی قبول ہے ۶۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ اور قیامت کا سامنے والا وہی ہے جو حضور پر ایمان لائے کیونکہ دوسرے گنوار بھی اللہ تعالیٰ اور قیامت کو سامنے تھے مگر انہیں منکرین میں شامل کیا گیا۔ دوسرے یہ کہ تمام اعمال پر ایمان مقدم ہے، ایمان بڑا ہے اور نیک اعمال شافعیں۔ خیال رہے کہ اللہ اور قیامت کے ایمان میں تمام ایمانیات داخل ہیں۔ لہذا قیامت، جنت و نزع، حشر، نشر سب ہی پر ایمان ضروری ہے جیسے ہم کہتے ہیں نماز میں اللہ پڑھنا ضروری ہے یعنی پوری سورۃ فاتحہ۔ اس سے معلوم ہوا کہ نیک اعمال میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے ساتھ حضور کی خوشنودی کی نیت کرنی شرک نہیں بلکہ قبولیت کی دلیل ہے رب فرماتا ہے اللہ وَرَسُولُهُ أَحْسَنُ اَنْ يُؤْتُوْهُ صَاحِبِہ صدقات میں حضور کی رضا کی نیت کرتے تھے۔ اس میں ایصال ثواب اور فاتحہ کا ثبوت ہے یعنی نیک عمل پر عرض کرنی کہ حضور انکے متعلق دعا فرمائیں کہ مولیٰ قبول فرما کر ان لوگوں کو ثواب دے۔ فاتحہ میں یہی کہا جاتا ہے کہ اس صدقے وغیرہ کا ثواب فلاں کو دے۔ اب بھی چاہیے کہ

التوبۃ ۹

۳۲۲

مختارون ۱۱

رَسُولُهُ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ

رہیں نہ اور اللہ علم و حکمت والا ہے اور کچھ گنوار تھے وہ بھی کہ جو

يَتَّخِذُ مَا يَنْفِقُ مَغْرَمًا وَيَتَرَبَّصُّ بِكُمُ الدَّوَائِرَ ۝

اللہ کی راہ میں خرچ کر لے تھے تاوان کبھی نہ اور تم پر گردش آنے کے انتظار میں ہیں

عَلَيْكُمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ۝ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ وَمِنَ

انہیں ہمیشہ بری گردش تھی اور اللہ سنتا جانتا ہے اور کچھ

الْاَعْرَابِ مَنْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَيَتَّخِذُ

گاؤں والے وہ بھی جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں اور دوسری فریق کہ

مَا يَنْفِقُ قُرْبًا عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوَاتُ الرَّسُولِ اَلَا

اسے اللہ کی نزول اور رسول سے دعا میں لینے کا ذریعہ سمجھیں نہ ہاں

اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِي رَحْمَتِهٖ اِنَّ

وہ ان کیلئے باعث قرب ہے اللہ جلد انہیں اپنی رحمت میں داخل کرے گا ایک

اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَالسَّيْقُوتُ الْاَوَّلُونَ ۝

اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور سب میں اگلے پہلے

الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارُ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۝

ہماجر و انصار تھے اور جو بھلائی کے ساتھ انکے پیرو ہوئے تھے

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۝ وَاعِدَ اللّٰهُمَّ جَدَّتْ

اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی تھے اور انکے لئے تیلہ کر رکھے ہیں

تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهَارُ خُلْدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ۝

پاخ جن کے نیچے نہریں بہیں ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں

ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ وَمِمَّنْ حَوْلَكُم مِّنْ

میں بڑی کامیابی ہے تلو اور تمہارے آس پاس کے کچھ

منزل ۲

صدقہ لینے والا دینے والے کو دعا خیر دے۔ ۸۔ اس آیت میں ان کے صدقات کی قبولیت کی خبر ہے۔ معلوم ہوا کہ کوئی مسلمان صحابہ کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا ان کی نیکیوں کی رسید عرش اعظم سے آچکی ہماری کسی نیکی کی قبولیت کی خبر نہیں۔ ۹۔ سابقین اولین یا وہ حضرات صحابہ ہیں جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نمازیں پڑھیں۔ یا اہل بدر یا بیعت رضوان والے سب سے پہلے حضرت فدحہ ایمان لائیں۔ اور مردوں میں حضرت ابوبکر صدیق اور بچوں میں حضرت علی مرتضیٰ، اس دستے معلوم ہوا کہ پرانا مسلمان ہونا بھی اچھی صفت ہے اور آڑے وقت میں حضور کی خدمت کرنی بڑی فضیلت کا باعث ہے۔ ۱۰۔ یعنی قیامت تک کے تمام وہ مسلمان جو صابغین و انصار کی اطاعت و پیروی کرنے والے ہیں یا باقی صحابہ کرام، ان سب سے اللہ راضی ہے مگر اگلے امام ہیں اور پچھلے مقتدی ۱۱۔ اس سے عین مسئلے معلوم

(بقیہ صفحہ ۳۲۲) ہوئے ایک یہ کہ قیامت تک وہی مسلمان حق پر ہیں جو تمام مہاجرین و انصار صحابہ کے پیروکار ہیں۔ لہذا روافض و خوارج باطل پر ہیں۔ دوسرے یہ کہ ہر متقی سنی مسلمان کو رضی اللہ عنہ کہہ سکتے ہیں۔ یہ لفظ صرف صحابہ کے لئے خاص نہیں۔ تیسرے یہ کہ جب رب تعالیٰ صحابہ کے غلاموں سے راضی ہے تو خود صحابہ سے کتنا راضی ہو گا ۱۲۔ اس سے چند مسائل ثابت ہوئے ایک یہ کہ سارے صحابہ عادل ہیں، چنتی ہیں ان میں کوئی گنہگار قاصد نہیں، دوسرے یہ کہ کوئی مومن صحابی کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا کہ ان کے جنتی ہونے کا وعدہ الہی ہو چکا۔ تیسرے یہ کہ جو تاریخی واقعہ یا روایت ان میں سے کسی کا نقل ثابت کرے، وہ مردود ہے کہ اس آیت کے خلاف ہے۔ صحابہ کی تعداد ایک لاکھ

چوبیس ہزار ہے جن میں سے بعض کے فضائل خصوصی منقول ہیں مگر کل کے لئے یہ آیت ہے جیسے حضرات انبیاء

۱۔ اگرچہ مدینہ ہر شہر کو کہتے ہیں مگر یہاں مدینہ منورہ مراد ہے کہ جب یہ لفظ بولا جاتا ہے تو یہ شہری مراد ہوتا ہے۔ اس مبارک شہر کے سمت سے نام ہیں مدینہ طیبہ، طابہ، بخشی، اسے شرب کما منع ہے ۲۔ یعنی مدینہ منورہ کی آس پاس کی مہنتوں میں منافق بستے تھے، جیسے قبیلہ، ہینہ، مزینہ، اسلم، اہلج، غفار کے منافقین (روح) ۳۔ اس میں حضور کے علم کی نفی نہیں بلکہ اظہار غضب ہے جیسے کوئی حاکم کسی مجرم کے متعلق اپنے دوست سے کہے کہ اس غیبت کو تم نہیں جانتے اسے تو میں ہی جانتا ہوں یا یہ آیت منافقین کا علم دینے سے پہلے کی ہے۔ لہذا یہ آیت اس کے خلاف نہیں وَلَقَدْ مَقَّهْمُ فِي الْحَنَقِ الْقَوِي ۱۳۔ دنیا میں اور قبر میں

عذاب دیں گے، پھر آخرت میں وہ دونوں عذاب آخرت کے عذاب کے اعتبار سے بہت چھوٹے ہیں۔ لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ایک دفعہ جہ کے دن حضور نے کچھ منافقوں کو نام نظام پکار کر مسجد سے نکالا۔ یہ رسوائی بھی ان کا عذاب ہوئی ۱۵۔ یہاں برے عمل سے مراد غزوہ تبوک سے رہ جانا ہے ۱۶۔ شان نزول یہ آیت کہ یہ ان مخلص مسلمانوں کے حق میں نازل ہوئی جو غزوہ تبوک میں حاضر نہ ہوئے اس کے بعد تو یہ کی اور نام ہوئے یہاں تک کہ بعض حضرات نے اپنے کو مسجد کے ستونوں سے بندھوا دیا کہ جب تک حضور اپنے دست اقدس سے نہ کھولیں گے ہم نہ کھلیں گے۔ حضور نے جب یہ ملاحظہ فرمایا تو ارشاد فرمایا کہ اللہ کی قسم میں ان کو اس وقت تک نہ کھولوں گا جب تک رب تعالیٰ نہ کھولائے تب یہ آیت کہ یہ نازل ہوئی اور حضور نے انہیں کھولا۔ انہوں نے کھلنے کے بعد عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہمارے یہ مال ہماری اس لغزش کا جب ہوئے۔ ہم ان مالوں کو صدقہ کرتے ہیں

بیت زکوة ۱۱
۳۳۳
التوبہ ۹

الْأَعْرَابُ مُنْفِقُونَ وَمِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مَرَدُوا

عَلَى الْبِغَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ سَنُعَذِّبُهُمْ

مَنْ تَبَيْنَ ثُمَّ يَرْدُّونَ إِلَى عَذَابٍ عَظِيمٍ ۱۱ وَآخِرُونَ

عَذَابُ كَرَمٍ كُنْ مَكْرُومٌ عَذَابُ كَرَمٍ كُنْ مَكْرُومٌ عَذَابُ كَرَمٍ كُنْ مَكْرُومٌ

اعْتَرَفُوا بِذُنُوبِهِمْ خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَآخِرًا

عَسَى اللَّهُ أَنْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ إِنْ اللَّهُ عَفُورٌ رَحِيمٌ ۱۲

خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ

سَيَبْعَ عَلَيْهِمُ ۱۳ أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ هُوَ يَقْبَلُ

التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَأْخُذُ الصَّدَقَاتِ وَأَنَّ

اللَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۱۴ وَقُلْ أَعْمَلُوا سِيَرِي

اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ وَسَتُرَدُّونَ إِلَى

مَنْزِلٍ ۱۵

آپ قبول فرمائیں اور ہمارے لئے دعا کریں ہم کو پاک فرمائیں، تب اگلی آیت نازل ہوئی عَذِّبُوا الَّذِينَ خَرَأْنَ الْعِرْفَانَ ۱۶۔ اور اپنے دست مبارک سے قراءہ کو دو تا کہ تمہارے ہاتھ شریف کی برکت سے ان کے صدقات زیادہ قبول ہوں، صحابہ کرام اپنے صدقات حضور سے خیرات کراتے تھے۔ اب بھی مسلمان ایصال ثواب کے وقت پہلے حضور کی بارگاہ میں ثواب کا دیہ کرتے ہیں، پھر دوسروں کے لئے یہ بھی اس آیت سے ثابت ہے۔ جناب میں کچھ پڑھ کر کسی بزرگ سے کہتے ہیں کہ اس کا ثواب آپ کی ملک کیا آپ فلاں کو بخش دیں؟ یہ بھی اس آیت سے ثابت ہے ہر حال ہر مسلمان حضور کا محتاج ہے ۱۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ پاکیزگی حضور کی نگاہ کرم سے ملتی ہے۔ عبادات اس نگاہ کرم کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں۔ کیونکہ فرمایا کہ اس صدقہ کے ذریعے تم انہیں پاک کر دو، ہم معلوم ہوا کہ رب

(بقیہ صفحہ ۳۲۳) تعالیٰ حضور کی دعا سے بندوں کو دیتا ہے۔ کیونکہ فرمایا گیا کہ ان کے لئے دعا کرو۔ بعض مشرین نے اس سے نماز جنازہ کا ثبوت دیا (روح) ۱۰۴ معلوم ہوا کہ حضور کی ذات کریمہ اور حضور کی دعا مومن کے دل کا چین ہے۔ اہل فدا کسی بندے کو رب تعالیٰ سے ناامید نہ ہونا چاہیے۔ خیال رہے کہ مختلف جرموں کی توبہ بھی ممکن ہے۔ کفر سے توبہ یہ کہ ایمان لے آوے۔ حقوق العباد مارے ہوں تو ان کی توبہ یہ ہے کہ ادا کرے یا صاحب حق سے معافی حاصل کرے۔ حقوق شرعیہ رہ گئے ہوں تو ان کی توبہ یہ ہے کہ گزشتہ کا بدلہ کرے، اگر شرائط توبہ جمع ہوں تو توبہ ضرور قبول ہوگی۔ یہ رب تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کے آستانہ پر حاضری دے کر توبہ

کئی زیادہ قبولیت کا باعث ہے دوسرے یہ کہ جو صدقہ حضور کے ہاتھ سے خیرات کرایا جاوے وہ بہت محبوب ہے صحابہ کا اس پر عمل تھا ۱۲ فقہاء فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ کی توبہ قبول نہیں۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ قاضی اسلام اسے معافی نہیں دے سکتا۔ وہ سزا اور حد شرعی کے اعتبار سے قتل کیا جائے گا۔ لہذا یہ فقہی مسئلہ اس آیت کے خلاف نہیں کیونکہ یہاں عند اللہ توبہ قبول ہونے کا ذکر ہے، جیسے بار بار مرتد ہو جانے والے کی توبہ کا حکم ہے ۱۳ صوفیہ کرام فرماتے ہیں کہ اگر کوئی بندہ کوشش میں عمل کرے، رب تعالیٰ اسے فاش کر دیتا ہے۔ (روح البیان) اسی لئے بعض اولیاء کے نیک اعمال آج تک مشہور ہیں اور لوگ ان کی تعریفیں کر رہے ہیں اگرچہ انہیں پردہ فرمائے صدیاں گزر چکیں۔ اس کے بعد بدکاروں کا حال ہے۔

۱۔ یعنی غزوہ تبوک سے رہ جانے والے کچھ لوگ وہ ہیں ان خیال رہے کہ غزوہ تبوک سے رہ جانے والے تین گروہ تھے۔ ایک بہانہ خور منافقین دوسرے وہ غلبین مومنین جنہوں نے فوراً توبہ کر لی۔ تیسرے وہ جنہوں نے دیر سے توبہ کی اس آیت میں تیسری جماعت مراد ہے ۲ کہ ان کی توبہ قبول نہ فرمادے، اس طرح کہ انہیں مقبول توبہ کی توفیق نہ دے اس سے معلوم ہوا کہ دعا کی طرح کبھی توبہ بھی دیر سے قبول ہوتی ہے اور اس دیر میں صدہا غلبین ہوتی ہیں۔ حضرت کعب بن مالک وغیرہ کی توبہ بہت روز بعد قبول ہوئی ۳ عینہ منورہ کے بعض منافقوں نے مسجد قبا شریف کے قریب اس نیت سے ایک مسجد بنائی تھی کہ مسجد قبا کی جماعت گھٹ جائے۔ نیز ان کی نیت یہ تھی کہ ابو عامر ابی قاسم جب بھی عینہ منورہ میں خفیہ طور پر آیا کرے تو مسلمانوں کے خلاف یہاں سازشیں کی جایا کریں اور حضور سے عرض کیا کہ ہم نے بوڑھوں بچاروں کے لئے یہ مسجد بنوائی ہے اور درخواست کی کہ آپ وہاں ایک نماز برکت کے لئے پڑھ لیں۔ حضور کو اس سے منع

۱۰ التوبہ ۹
۳۲۴
۱۱ مستندون ۱۱

عِلْمُ الْغَيْبِ وَاللَّهِ هَادِيَةٌ فَيَنْبَغُ بِهَا لَكُمْ تَعْمَلُونَ

جو چھپا اور کھلا سب جانتا ہے تو وہ تمہارے کام نہیں جانتا ہے گا

وَأَخْرُونَ فَرَجُونَ لِأَمْرِ اللَّهِ أَتَايَعِدُكُمْ وَأَمَّا يَتُوبُ

اور وہ موقوف رہ گئے ہیں کہ اللہ کے حکم پر یا ان پر عذاب کرے نہ یا ان کی توبہ قبول

عَلَيْكُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا

کرتے اور شکر و محبت والا ہے اور وہ جنہوں نے مسجد بنائی نقصان

ضَرَارًا أَوْ كُفْرًا أَوْ تَفْرِيقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَإِصَادًا لِّمَنْ

پہنچانے کو نہ اور کفر کے سبب اور مسلمانوں میں تفریق کرنے کو نہ اور ان کے اختلاف

حَارِبَ اللَّهِ وَرَسُولَهُ مِنْ قَبْلُ وَلَيَحْلُقَنَّ إِنَّ أَرْدْنَا

میں جو تیسرے سے اللہ اور اس کے رسول کا مخالفت ہے اور وہ ضرور قصم کھائیں

إِلَّا الْحَسَنَى وَاللَّهُ يَهْدِي لَكُمْ لِكُنْ بُونَ ۝ لَا تَقُمْ

گئے ہیں تو بھلائی چاہی اور اللہ گواہ ہے کہ وہ بیشک چھوٹے ہیں نہ اس مسجد میں

فِيهِ أَبَدًا الْمَسْجِدَ أَسَسَ عَلَى التَّقْوَى مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ

تم نہیں کھڑے نہ بنانا بیشک وہ مسجد کہہ سکتے ہیں دن سے جس کی بنیاد پر تیرے گاری پر تھی

أَحَقُّ أَنْ تَقُومَ فِيهِ فِيهِ رَجُلٌ يَجْعَلُ أَنْ يَتَّقُوا

گنی ہے نہ وہ اس قابل ہے کہ تم اس میں کھڑے ہو اس میں وہ لوگ ہیں کہ خوب کھڑا

وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ۝ أَفَمَنْ أَسَسَ بُنْيَانَهُ عَلَى

جو نامہایتے ہیں نہ اور جسے اللہ کو چاہے ہیں نہ کہ کیا میں نے اپنی بنیاد میں

تَقْوَى مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرًا مَنْ أَسَسَ بُنْيَانَهُ

اللہ سے ڈر اور اس کی رضا پر نہ وہ بھلا یا وہ جس نے اپنی بنیاد میں ایک

عَلَى شَفَا حَرْفٍ هَاهُنَا فَانْهَارَ بِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ وَاللَّهُ

گراؤ گزشتہ کے کتا ہے نہ تو وہ اسے لے کر جہنم کی آگ میں جسے پڑا ہے اور اللہ

منزل ۱۰

فرمادیا گیا اور حضور نے وہ مسجد ڈھانے کا حکم دیا۔ حسب القلم ڈھا کر جلادی گئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیابان مسجدوں میں نماز نہ پڑھنی چاہیے ۴۔ تا کہ مسجد قبا میں جمع ہو کر نماز پڑھنے والے نمازی حقوق ہو جائیں۔ چنانچہ اس مسجد میں آج بھی اور وہاں کی جماعت گھٹ جائے ۵۔ اس طرح کہ اس مسجد میں جمع ہو کر اسلام کے خلاف تدبیریں سوچا کریں۔ گویا دن کو یہ مسجد ہو اور رات کو کھینچ گھرا۔ اس سے یہ مسئلہ بھی مستند ہو سکتا ہے کہ ایک مسجد کے قریب بلا وجہ شرعی دوسری مسجد نہ بنائی جائے کہ پہلی مسجد دیران ہوگی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ سازشیں کرنے کے ارادہ سے مسجد نہ بنائی جائے کہ یہ بھی مسجد فساد کے حکم میں ہے ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار مرتدین، منافقین کی وقف کردہ مسجدوں میں نماز نہ پڑھی جائے وہ مسجدیں اسلامی مسجدیں نہیں اور نہ ان کا وقت درست ہے۔ نہ ان کا مسجدوں جیسا احترام ہو

(بقیہ صفحہ ۳۲۳) گا۔ اگر کوئی کافر مسلمان کو روپیہ کا مالک کر دے پھر وہ مسلمان اپنی طرف سے اس روپیہ کی مسجد بنادے تو درست ہے کیونکہ ملکیت بدل جانے سے احکام بدل جاتے ہیں۔ تفسیر مدارک میں فرمایا کہ جو مسجد خراب یا یا رضا الخ کے سوا کسی اور غرض سے یا حرام کمائی سے بنائی جائے وہ بھی مسجد ضرار کے حکم میں ہے۔ جہاں تک ممکن ہو مسجد اخلاص اور حلال کمائی سے بنائے۔ ۸۔ اس سے مراد مسجد قاشریف ہے جو پرانے عینہ میں واقع ہے 'نئے عینہ سے تین میل دور۔ اس مسجد شریف کی بناء خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی اور جب تک حضور وہاں قیام فرما رہے اس مسجد میں نماز پڑھتے رہے۔ پھر نئے عینہ میں تشریف لے جانے کے بعد ہر سنیہ کو مسجد قاشیں تشریف لاتے تھے۔ حدیث

شریف میں ہے کہ مسجد قاشیں نماز پڑھنے کا ثواب عمرہ کے برابر ہے۔ بعض نے فرمایا کہ اس مسجد سے مسجد نبوی شریف مراد ہے مگر قول اول قوی ہے۔ ۹۔ اس سے پتہ لگا کہ صالحین کی مسجد بھی دیگر مساجد سے افضل ہوتی ہے کیونکہ مسجد قاشیں برتری اس سے بیان کی گئی اس میں سترے لوگ ہیں ۱۰۔ شان نزول یہ آیت کہ مسجد قاشیں والوں کے حق میں نازل ہوئی۔ اس کے نزول پر حضور نے ان صاحبوں سے پوچھا کہ تم کیسی طہارت کرتے ہو کہ رب تعالیٰ نے تمہاری طہارت کی تعریف فرمائی۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہم اولاد و ضیلوں سے بھری پانی سے استنجا کرتے ہیں۔ فرمایا ٹھیک ہے۔ خزائن العرفان نے فرمایا کہ وضیلوں سے استنجا حضور کی سنت ہے 'سرکار نے اسے بھی نہ چھوڑا۔ اگر نجاست مقعد سے بڑھ کر بقدر درہم چھیل جائے تو پانی سے استنجا کرنا واجب ہے ورنہ سنت مستحبہ ۱۱۔ اپنے ایمان کی یا اپنے اعمال کی یا اس مسجد شریف کی۔ اس سے مراد مسجد قاشیں والے انصار ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ حضرت قرآن کریم کی گواہی سے متقی پرہیزگار ہیں 'اور ان بزرگوں نے مسجد نہایت اخلاص سے بنائی۔ ان کی تفسیر قبول ہوئی۔ اب جو ان انصار کے ایمان یا تقویٰ میں شک کرے وہ اس آیت کا منکر ہے ۱۲۔ اپنے اقرار ایمان کی یا اپنے ظاہری نماز روزے کی یا اس مسجد ضرار کی۔ اس سے مراد وہ منافقین ہیں جنہوں نے مسجد ضرار بنائی تھی۔ ۱۳۔ سبحان اللہ کیسی پیاری تفسیر ہے۔ مقصد یہ ہے کہ مسجد ضرار اور منافقین کے سارے اعمال اس عمارت کی طرح ہیں جو دریا کے نیچے سے کٹی ہوئی زمین پر بنا دی جاوے۔ وہ زمین مع اس عمارت کے دریا میں گر جائے۔ ایسے ہی منافقین کی مسجدیں ہیں کہ ان کی مسجد بھی دوزخ میں ہے 'اور وہ خود بھی۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ وہ مسجد حضور کے حکم سے گرا دی گئی اور میں نے اس سے دوزخ کا حوالہ نکلے ہوئے دیکھا (روح البیان)

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر ایک کی چٹھی پاؤں اور ظاہری

بیت زبور ۱۱	۳۲۵	التوبہ ۹
<p>لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝ لَا يَزَالُ بِبَيِّنَاتٍ يَدْعُوهُمُ إِلَى تَوْبَةٍ لَا يَتُوبُونَ ۝</p> <p>ظالموں کو راہ نہیں دیتا کہ وہ تیسرے جو بھی ہمیشہ انہی دلوں میں</p> <p>بَيِّنَاتٍ يَدْعُوهُمُ إِلَى تَوْبَةٍ لَا يَتُوبُونَ ۝</p> <p>مکمل رہے گی کہ ان کے دل تکرار سے تکرار ہو جائیں گے اور اللہ</p> <p>عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝</p> <p>علم و حکمت والا ہے۔ ہر ایک اللہ نے مسلمانوں سے ان کے مال اور</p> <p>أَنْفُسِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ بِأَنْ لَّهُمُ الْجَنَّةُ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقَاتَلُونَ وَعُودًا عَلَيْهِمْ حَقًّا</p> <p>میں لڑیں تو ماریں اور مریں اس کے ذمہ کراہ پر ہما</p> <p>فِي التَّوْبَةِ وَالْإِحْيَاءِ وَالْقُرْآنِ وَمَنْ أَوْفَى بِعَهْدِهِ</p> <p>وعدہ توبت اور انبیل اور قرآن میں کہ اور اللہ سے زیادہ قول کا</p> <p>مِنْ اللَّهِ فَاسْتَبِشِرُوا بِبَيْعَتِهِمُ الَّذِي بَايَعْتُمْ بِهِ وَذَلِكَ</p> <p>پورا کون تو خوشنماں منافق اپنے دوسرے کی جو تم نے اس سے کیا ہے اور یہی</p> <p>هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝</p> <p>بڑی کامیابی ہے کہ توبہ والے کی عمارت والے مریے والے</p> <p>الْمُتَّقِينَ وَالْمُحْسِنِينَ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ۝</p> <p>دوڑے والے دیکھ والے مسجد والے جہلاں کے بتائے والے</p> <p>وَالْمُتَّقِينَ ۝</p> <p>اور برائی سے روکنے والے اور اشکریہ میں لکھا دیکھنے والے اور خوشی مناؤ</p> <p>الْمُؤْمِنِينَ ۝</p> <p>مکملوں کو جی اور ایمان والوں کو لائق نہیں کہ مسلمانوں کی</p>		

نیکوں کو دیکھ کر اس کے نیک ہونے کا یقین نہ کر لیتا ہے۔ ہر چند ارجح سوچا نہیں ہوتی ۲۔ یعنی ان منافقوں کو اس مسجد کے ڈھلے جانے کا عہدہ موت تک رہے گا۔ خواہ اپنی موت مرے یا قتل ہو کر ہلاک ہوں ۳۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان منافقوں کو اس وقت تک مسجد گرائے جانے کا عہدہ رہے کہ جب تک کہ ان کے دل نفاق سے شرمندہ ہو کر کلکے کلکے نہ ہو جائیں۔ اور یہ لوگ محض مسلمان نہ ہو جائیں۔ معلوم ہوا کہ کفر و خفاق کا علاج ایمان و اخلاص ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اصلی بدعتی نبی کی محبت سے بھی دور نہیں ہوتی۔ پھر اور کس چیز سے دور ہو سکتی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بناء فساد کو مٹا دینا چاہیے 'اگرچہ وہ اچھی شکل میں ہو۔ منافقین کی یہ عمارت اگرچہ مسجد کی شکل میں تھی مگر فساد کی جڑ تھی لہذا اگر اسی میں کسی اعلیٰ مقام میں فساد ڈال دیا گیا ہو تو وہاں سے فساد مٹاؤ 'اس جبرک چیز کو

(فقیر صفحہ ۳۳۵) نہ گراؤ۔ اس سے معلوم ہوا کہ موتی و غلام کی بیع جائز ہے کہ رب نے اپنے بندوں سے سودا فرمایا۔ شان نزول بعض انصار نے بیعت اسلام کرتے وقت عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ جو چاہیں اللہ کے لئے اور اپنے لئے شرط لگائیں ہم اس پر کاربند رہیں گے تو حضور نے فرمایا کہ اللہ کے لئے تو یہ شرط ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور میرے لئے یہ شرط ہے کہ جو چیز تم اپنے لئے پسند نہ کرو وہ انہوں نے پوچھا کہ ان شرطوں کے پورا کرنے پر ہم کو کیا ملے گا تو فرمایا جنت۔ تو عرض کیا۔ یہ تو بڑے نفع کا سودا ہے اس پر یہ آیت کریمہ اتزی (روح البیان) ۵۱ لہذا ہر مومن کو جہاد پر آمادہ رہنا چاہیے

تا کہ جنت کا مستحق ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن مجاہد آج بھی جنت کا مالک ہے قیامت کے بعد اس پر قبضہ کرے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ دین موسوی اور دین عیسوی میں بھی جہاد کا حکم تھا اور تمام مجاہدین سے یہ وعدہ کیا گیا تھا۔ اور اگر جہاد کا موقع مل جائے تو خوشی خوشی ایسے جاؤ جیسے دولہا اپنی برات میں جاتا ہے۔ حضرت ضار بن اذر بغیر زہ پنے شوق شہادت میں جہاد کرتے تھے۔ اب بھی بعض مسلمان قتل کر کے کپڑے بدل کر، عطر مل کر عید کی سی خوشیاں مناتے ہوئے جہاد میں جاتے ہیں۔ یہ اس ہی آیت پر عمل ہے ۸۔ اس سے بڑھ کر کیا کامیابی ہو سکتی ہے کہ رب ہمارا خریدار بن جائے اور ہم سے وہ جان خریدے جو اس کی ہی دی ہوئی ہے، خود ہی عطا فرما دے، خود ہی خریدے، معلوم ہوا کہ رب کی نعمت پر خوشی منانا اچھا ہے ۹۔ یعنی یہ لوگ بھی جنت کے حقدار ہیں۔ اگر کسی مومن کو جہاد نصیب نہ ہو تو یہ عبادت کرے (روح) اس ترتیب سے معلوم ہوا کہ تو یہ تمام عبادت پر مقدم ہے۔ ۱۰۔ مذکورہ بالا نیک اعمال مومن قلمیں کی علامات ہیں۔ مومن کے لئے خود نیک ہونا کافی نہیں بلکہ دوسروں کو بھی نیک بنانے کے لئے کوشش کرنی ضروری ہے اور تبلیغ صرف علماء ہی پر لازم نہیں بلکہ ہر مسلمان پر ضروری ہے جیسا کہ فاشاھوت سے معلوم ہوا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مومن کو ہر قسم کے نیک عمل کرنے چاہئیں اور ہر چھوٹے بڑے گناہ سے بچنا ضروری ہے جیسا کہ والفاظون سے معلوم ہوا۔ کبھی ایک قطرہ پانی جان بچا لیتا ہے۔ اور کبھی ایک چھوٹی چنگاری گھر جلا دیتی ہے۔ کوئی نیکی چھوٹی سمجھ کر چھوڑ نہ دو اور کوئی گناہ چھوٹا سمجھ کر نہ کرو۔

۱۱۔ شان نزول۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طالب کی وفات کے وقت جب انہوں نے گلہ طیب زبان سے ادا نہ کیا تو فرمایا مجھ میں تمہارے لئے دعا مغفرت کروں گا جب تک کہ مجھے منع نہ کر دیا جائے تب یہ آیت اتزی۔ ابو طالب کی وفات نبوت کے دسویں سال یعنی ہجرت سے

۳۳۶

بیشک دونوں

التوبۃ ۹

لِّلْمُتَّكِفِينَ وَلَوْ كُنُوا أُولَىٰ قُرْبَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ

فَشَسَّ جہانیں لہ اگرچہ وہ رشتہ دار ہوں نہ جب کہ انہیں کھل چکا

لَمْ أَكُنْ مِنْكُمْ لَمَّا خَلَّيْتُمُ الْيَمِينَ ۝ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ

کہ وہ دونوں میں نہ اور ابراہیم کا اپنے باپ کی بخشش چاہنا

لِأَبِيهِ إِلَّا عَنِ مَوْعِدَةٍ وَعَدَهَا آيَةً فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ

وہ تو نہ تھا مگر ایک وعدہ کے سبب نہ جو اس سے کر چکا تھا نہ پھر جب ابراہیم کو

أَنَّهُ عَدُوٌّ لِلَّهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ ۝

کھل گیا وہ اللہ کا دشمن ہے کہ اس سے نکال دیا نہ بیشک ابراہیم خود آئیں کر والا کھل گیا ہے

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ إِذْ هَدَاهُمْ حَتَّىٰ

نہ اور اللہ کی شان نہیں کہ کسی قوم کو ہدایت کر کے گمراہ فرمائے نہ جب تک انہیں

يُبَيِّنَ لَمْ يَكُنْ مِنَ الَّذِينَ يَقُولُونَ إِنَّ اللَّهَ يَكُلُ شَيْءٌ عَلَيْنَا إِنْ لَمْ

مات نہ بتائے کسی چیز سے انہیں بچنا ہے نہ بیشک اللہ سب کچھ جانتا ہے بیشک

لَهُ مَلَكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ يَخْبِي وَيُبَيِّنُ ۚ وَمَا لَكُمْ مِنْ

ہی کہنے کے سوا اولاد زمین کی سلطنت جلاتا ہے اور مارتا ہے اور اللہ کے سوا نہ ہمارا

دُونِ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ۝ لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَىٰ

کوئی ولی اور نہ مددگار نہ بیشک اللہ کی رحمتیں متوجہ ہوں ان

النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي

طیب کی خبریں بتانے والے اور ان مہاجرین اور انصار پر جنہوں نے اس کی

سَاعَةِ الْعَصَاةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَغِيغُ قُلُوبُ فَرِيقٍ

گھڑی میں ان کا ساتھ دیا نہ بعد اس کے کہ قریب تھا کہ ان میں کچھ لوگوں کے دل پھر

مِنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ إِنَّهُ يَرْءُوفٌ رَحِيمٌ ۝

جائیں نہ پھر ان پر رحمت سے توجہ ہوا نہ بیشک وہ ان پر نہایت مہربان رحم والا ہے نہ

منزل ۲۱

تین سال پہلے ہوئی بعض مومنین نے حضور سے اجازت چاہی کہ اپنے کافر باپ دادوں کے لئے دعا مغفرت کریں تب یہ آیت نازل ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی والدہ ماجدہ آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا کی قبر انور کی زیارت چاہی جو دے دی گئی مگر جب دعا مغفرت کی اجازت چاہی تو منع فرمادیا گیا اور یہ آیت اتزی یہ تیسرا قول محض غلط ہے۔ حضور کی والدہ مومنہ تھیں۔ اگر کافر ہوتیں تو ان کی قبر کی اجازت نہ دی جاتی۔ دعا مغفرت سے اس لئے منع کیا گیا کہ وہ بالکل بے گناہ تھیں۔ مغفرت گناہگار کے لئے مانگی جاتی ہے۔ اسی لئے بچہ کے جنازہ پر اس کے لئے دعا مغفرت نہیں کی جاتی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی تھی کہ مولا میری اولاد میں ایک مسلم جماعت رکھ اور اس مسلم جماعت میں نبی آخر الزمان پیدا فرما۔ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ اس سے معلوم ہوا کہ کسی مشرک کافر کو مرحوم۔ رحمت باقی صفحہ ۳۳۷ پر

دوسرے یہ کہ غریب آدمی حج اسلام کرے تو ادا ہو جائے گا۔ کیونکہ مکہ معظمہ پہنچ جانے والا مسلمان وہاں کا باشندہ مانا جاتا ہے اور مکہ والے ہجرت فرض ہونے کے لئے غنا شرط نہیں ہے۔ یعنی غزوہ تبوک میں مدینہ منورہ کے تمام باشندوں کو ساجرا انصار پر فرض تھا کہ غزوہ تبوک میں حضور کے ساتھ سفر کریں۔ بغیر شرعی مجبوری کے۔ یہ مجبوری یا تو پہلا بیان "لو انکم" ہے یا خود حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم کہ تم مدینہ ہی میں ہماری نیابت میں رہو جیسے جنگ بدر سے حضرت عثمان کی غیر حاضری اور غزوہ تبوک سے علی المرتضیٰ کی غیر حاضری رضی اللہ عنہما اس قید کو اس آیت کے اگلے جڑ میں بیان فرمایا جا رہا ہے۔ ۸۔ بلکہ ان پر فرض تھا کہ حضور پر اپنی جائیں قربان کر دیں۔ جیسے پروانہ شمع پر، جہاں روزہ "حج" منظر طلب علم سب ہی اللہ کی راہ میں داخل ہیں مگر یہاں جہاد مراد ہے جیسا کہ موقع سے معلوم ہو رہا ہے۔ ۱۰۔ یعنی

(بقیہ صفحہ ۳۲) کفار کی زمین میں قاحمانہ قدم رکھیں جس سے ان کے دل جلیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جیسے اللہ کے دوستوں کو راضی کرنا عبادت ہے ایسے ہی اللہ کے دشمنوں کو جلاتا بھی عبادت ہے۔ ۱۱۔ اس میں کفار کو قتل کرنا، انہیں زخمی کرنا انہیں قید کرنا، انکے مالی غنیمت میں لینا سب شامل ہیں اور یہ سب عبادت ہیں۔ ۱۲۔ معلوم ہوا کہ جلیلہ غازی کا ہر کام عبادت ہے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے، اور اللہ کی رحمت سے امید ہے کہ سترج اور سفر طلب علم کو بھی یہ درجات عطا کرے کیونکہ یہ سارے سرفنی تکمیل اللہ ہیں۔ ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ جہاد بڑی جنگی ہے، اور جہاد کرنے والا محسن خیال رہے کہ جہاد مومن کے لئے بھی بھلائی ہے اور کافر کے لئے بھی

بیتکدرون ۱۱
۳۳۸
التوبہ: ۹

وَلَا يَنْفِقُونَ نَفَقَةً صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً وَلَا يَقْطَعُونَ وَادِيًا إِلَّا كَتَبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللَّهُ أَحْسَنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۱﴾ وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ

لِيَنْفِقُوا وَكَافَّةً فَلَوْلَا نَفَرٌ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ

إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ ﴿۱۲﴾ يَا أَيُّهَا

الَّذِينَ آمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُمْ مِنَ الْكُفَّارِ

وَلْيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ

الْمُتَّقِينَ ﴿۱۳﴾ وَإِذَا مَا أَنْزَلْتُ سُورَةً فَمِنْهُمْ مَنْ

يَقُولُ أَكُنْزَادَتْ لَهُ هَذِهِ آيَاتُنَا فَأَمَّا الَّذِينَ

آمَنُوا فزَادَتْهُمْ إِيْمَانًا وَهُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ﴿۱۴﴾

اپنے دل مضبوط رکھو اور صحبت میں گھبرانا جاؤ۔ اپنے پاس مسلمان جہاد اعلیٰ درجہ کا بلڈر طاقت رکھو۔ کفار سے شکست غنیمت بھلاؤ ان کو۔ بدلے کا موقع آئے تو ایسا بدلہ لو جو انہیں یاد رہے۔ اگر متاعہ کرنا چاہے تو بھی غنیمت مضبوطی سے کرو۔ صرف زیادہ تعداد کافی نہیں کسی نے اسکندر سے کہا کہ وادی کی فوج دس لاکھ ہے۔ تو اس نے جواب دیا کہ قصائی کموں کی زیادہ بھجڑے نہیں گھبراتے۔ ۹۔ یعنی جہاد میں تقویٰ اختیار کرو کہ یہ مومن کا بڑا اختیار ہے ۱۰۔ یعنی منافقین میں سے بعض بعض سے بطور دل گلی یہ سوال کرتے ہیں۔ ان کا قصود اس آیت کا مذاق اڑانا ہے کہ اَلَا تَكُنْتُمْ حَتِّفًا لِمَنْ يَدْعُوهُمْ إِلَى الْإِيمَانِ ۱۱۔ یا تو اس زیادتی سے زیادتی غنیمت مراد ہے یا مومن کی زیادتی کہ جو سورۃ اترتی جاتی ہے وہ لوگ اس پر ایمان لاتے جاتے ہیں۔ یہ فرق ایمان تکمیل میں ہے۔ ایمان اعلیٰ سب کا یکساں ہے۔ ۱۲۔ یعنی آیات قرآنیہ کے

۱۔ چھوٹا خرچ حضرت علی کا تھا کہ آپ نے کچھ مجبوریں غزوہ تبوک میں خیرات فرمائیں اور بڑا خرچ حضرت عثمان کا تھا کہ آپ نے نو سو اونٹ اس غزوہ میں خیرات دیے۔ ۲۔ خواہ اپنے ملک میں یا دشمن کے ملک میں۔ یعنی غازی کا پورا سفر عبادت ہے بلکہ اس کی ہر جنبش عبادت الہی میں داخل ہے ۳۔ اس طرح کہ تمام مسلمان جہاد یا طلب علم کے سفر میں چلے جاویں اور وطن خالی چھوڑ جاویں۔ اس سے معلوم ہوا کہ عموماً جہاد اور مکمل علم دین سیکھنا فرض کفایہ ہے۔ ۴۔ اور ایک جماعت گھر میں رہے معلوم ہوا کہ اگر ہستی میں ایک شخص بھی مکمل عالم دین ہو جائے تو سب کا فرض ادا ہو گیا ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ علوم دینیہ میں علم فقہ سب سے افضل ہے۔ آج کل لوگوں نے اس سے لاپرواہی کر دی ہے اور قرآن کے سچے سمجھنے والوں کے پیچھے پڑ گئے۔ رب فرماتا ہے جسے حکمت دی گئی اسے خیر کثیر عطا کی گئی۔ اور بقدر ضرورت فقہ سیکھنا فرض میں ہے لہذا روزے، نماز، پاکی، چلبلی کے احکام سیکھنا ہر مسلمان مرد عورت پر فرض ہے کہ یہ عبادات سب پر فرض ہیں اور تاجر پر تجارت کے مسائل، ملازم پر نوکری کے مسائل سیکھنا فرض، امام شافعی فرماتے ہیں کہ علم دین سیکھنا افضل، نماز سے افضل ہے (خزان) ۶۔ اس سے تین نئے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مکمل علم دین سیکھنا میں فرض نہیں ہے بلکہ فرض کفایہ ہے۔ دوسرے یہ کہ غیر مجتہد یا غیر عالم کو مجتہد یا عالم کی تقلید کرنی چاہیے۔ تیسرے یہ کہ دنیا جہنم میں ایک کی خبر ستر ہے کیونکہ ایک عالم کے جاتے ہوئے مسائل مسلمانوں کو ماننے چاہئیں ۷۔ سب سے پہلے اپنے نفس امارہ سے جہاد کرنا چاہیے کہ سب سے قریب تر کافر یہ ہے پھر دوسرے کفار سے، صوفیاء کرام قریبی کافر سے بھی مراد لیتے ہیں۔ علماء کے نزدیک یہ ہے کہ جہاد ترتیب وار کرو جیسا حضور نے کیا ۸۔ اس آیت سے تمام نری کی آیات مندرج ہیں اس آیت میں ہر قسم کی مضبوطی و جلی و داخل ہے۔ یعنی

منقول

(بقدر صفحہ ۳۲۸) اترنے پر خوشیاں مناتے ہیں کیونکہ ان میں بشارت وغیرہ پاتے ہیں ہمارے ہاں جب بچہ سورہ اقرأ شروع کرتا ہے تو خوب خیرات کرتے ہیں۔ یہ بھی آیات پر خوشی منانے کی ایک قسم ہے

۱۔ معلوم ہوا کہ جس دل میں حضور سے محبت نہ ہو اس میں قرآن وحدیث سے کفری پیدا ہو گا۔ قرآن رحمت کا پانی ہے۔ پانی سے اندرون بیج ہی اگتا ہے۔ پانی بیج کو بدل نہیں سکتا۔ نیز بارش کا پانی پڑنے سے گندی مٹی کی گندی اور زیادہ ہو جاتی ہے۔ ۲۔ اس طرح کہ پہلے تو ان آیات کے منکر تھے جو اس وقت تک نازل ہو چکی

تھیں اس آیت کے اترنے پر اس کے بھی منکر ہوئے روح البیان نے فرمایا کہ رجس اور نجس میں فرق یہ ہے کہ اکثر نجس طبعی نجاست پر یولا جاتا ہے اور رجس عقلی نجاست پر لولا بعض چیزیں رجس بھی ہیں نجس بھی اور بعض رجس ہیں نجس نہیں اور بعض اس کے برعکس ۳۔ صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ جس کے دل میں نبی سے عداوت ہو اسے توبہ کی توفیق بہت کم ملتی ہے اکثر اس کا خاتمہ کفر ہو جاتا ہے۔ رب تعالیٰ محفوظ رکھے ۴۔ پیاروں اور قلم سالیوں اور معینوں سے اس سے معلوم ہوا کہ مومن ہر مصیبت کو عبرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اسے اپنے گناہ کا نتیجہ یا آزمائش سمجھتا ہے کافر کی نگاہ صرف موسم کی فراہمی اور دنیاوی اسباب پر ہوتی ہے ۵۔ یعنی آنکھوں اور نگاہوں سے اس سورت کا انکار کرتا ہے یا مذاق اڑاتا ہے یا اس مجلس سے نکل بھاگنے کے راستے اور موقع کی تلاش کے لئے اشارے بانٹتا کرتا ہے دوسرے معنی زیادہ قوی ہیں اس سے معلوم ہوا کہ مجلس ذکر سے بھاگنے کی کوشش کرنی ان مجالس سے نفرت کرنی منافقوں کا طریقہ ہے۔ ۶۔ معلوم ہوا کہ جو حضور کے آستانے سے لکھا وہ رب کے دروازے سے نکلا گیا۔ اس کے برعکس جو حضور کا ہوا وہ اللہ کا ہوا ۷۔ اس سے چتر مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بعض غی بلا کر دیتے ہیں بعض آکر چسے کتواں اور پاول حضور آکر دینے والے داتا ہیں جیسا کہ جاء سے معلوم ہوا۔ دوسرے یہ کہ حضور ہر مومن کے دل و جان میں جلوہ گر ہیں جیسا کہ کم جمع سے معلوم ہوا تیسرے یہ کہ حضور سارے انسانوں کے نبی ہیں جیسے کہ رسول کے اطلاق سے معلوم ہوا چوتھے یہ کہ حضور نہایت شاندار نبی ہیں جیسے کہ رسول کی تحویں سے معلوم ہوا پانچویں یہ کہ حضور کو اپنی امت سے وہ تعلق ہے جو روح کو جسم سے ہوتا ہے کہ اس کے ہر عضو کی تکلیف سے خبردار ہوتی ہے جیسا کہ انفسیکم سے معلوم ہوا اسی لئے آگے ارشاد ہوا عَزَّوَجَلَّ عَلَیْہِمْ جیسے کہ حضور اللہ تعالیٰ کی صفات سے موصوف اور اس کے مظہر ہیں

بعثت رسولاً	۳۲۹	التوبہ ۹
<p>وَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجًا إِلَى رِجْسِهِمْ وَمَا تَوَّاهُمْ كِفْرًا ۝۱۵۱</p> <p>اور جن کے دلوں میں آزار ہے کہ انہیں اور بلیدی پر بلیدی</p> <p>بڑھاتی ہے اور وہ کفر ہی پر سرگئے نہ کیا انہیں نہیں سوسکتا</p> <p>أَلَمْ يَفْتَنُونَنَا فِي كُلِّ عَامٍ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ ۝۱۵۲</p> <p>کہ ہر سال ایک یا دو بار آزمائے جاتے ہیں بلکہ</p> <p>ثُمَّ لَا يَتُوبُونَ وَلَا هُمْ يَذْكُرُونَ ۝۱۵۳</p> <p>پھر نہ توبہ کرتے ہیں نہ نصیحت مانتے ہیں اور جب کوئی</p> <p>أَنْزَلَتْ سُورَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ هَلْ يَأْتِيهِمْ سُورَةٌ أُتْرَقِي ۝۱۵۴</p> <p>سورت اترتی ہے ان میں ایک دوسرے کو دیکھنے لگتا ہے کہ کوئی نہیں</p> <p>مِنْ أَحَدٍ ثُمَّ انْصَرَفُوا صَرَفَ اللَّهِ قُلُوبَهُمْ ۝۱۵۵</p> <p>دیکھتا تو نہیں پھر ہٹ جاتے ہیں اللہ نے انکے دل ہٹ دیئے</p> <p>بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَفْقَهُونَ ۝۱۵۶</p> <p>کہ وہ نابجہ لوگ ہیں نہ جھک سہارے پاس نظرین لائے تم میں</p> <p>مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ ۝۱۵۷</p> <p>سے وہ رسول نہ جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے نہ</p> <p>عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ ۝۱۵۸</p> <p>تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے نہ مسلمانوں پر کمال مہربان پھر اگر</p> <p>تَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ ۝۱۵۹</p> <p>وہ مند پھیریں تو تم فرادہ رکھے اللہ کافی ہے نہ اس کے سوا کسی کی بندگی انہیں میں</p> <p>تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ۝۱۶۰</p> <p>میں اس پر بھروسہ کیا اور وہ بڑے عرش کا مالک ہے نہ</p>		
منازل ۲		

کیونکہ اللہ بھی رؤف رحیم ہے اور حضور کو بھی رؤف رحیم فرمایا گیا ہے ساتویں یہ کہ حضور کی رحمت سارے جہان کے لئے ہے مگر اہل صرف مسلمانوں کے لئے۔ خیال رہے کہ اگر عزیز پر وقف کیا جائے تو آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ وہ مسلمانوں کو جانوں سے زیادہ عزیز اور پیارے ہیں ان کے ذمہ کرم پر ہمارے تمام گناہ ہیں یہ معنی روح البیان نے ارشاد فرمائے۔ بعض قرائتیں انفسیکم کی ف پر زبر ہے جس کے معنی ہیں کہ حضور نہیں ترین جماعت میں تشریف لائے کہ عربی قریشی مطلبی باغی ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے تمام آباء واجداد مومن ہیں نیز ان کی امت تمام امتوں سے افضل ان کے ماں باپ تمام نبیوں کے ماں باپ سے افضل ان کا مدینہ منورہ تمام نبیوں کے شہروں سے افضل غرضیکہ افضلیت اور غلظت ان کے دم قدم سے وابستہ ہے۔ خیال رہے کہ حضور کی ولادت مکہ میں ہے

(البقرہ صفحہ ۳۲۹) رہائش دینے میں مگر تشریف آوری ہر مسلمان کے سینہ میں جیسے سورج رہتا ہے چوتھے آسمان پر مگر چمکتا ہے سارے جہان پر پھر جیسے سورج کا عالم فیض یعنی روشنی تو ہر جگہ ہے مگر خاص فیوض خاص جگہ چنانچہ وہ کہیں تو داند پکاتا ہے جن میں بچوں کھلاتا ہے باغوں میں پھل پکاتا ہے، پرنسپل کے ہاؤس میں نعل و یا قوت بناتا ہے ایسے ہی حضور کا عالم فیض یعنی تبلیغ ہر ایک کو پچا مگر ایمان صرف مومنوں کو ملا۔ عرفان عام اولیاء اللہ کو تفسیت اور غوثیت کا جام خاص اولیاء کو صحابیت مخصوص جماعت کو۔ حضور کی ولادت یعنی ظہور ختم ہوا تشریف آوری ختم نہ ہوئی۔ آپ ہمیشہ کے لئے آگئے جیسے سورج کے غروب سے اس کا ظہور ختم ہوتا ہے۔ نہ کہ وجود ۸۰۰ اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے دکھ درد سے خبردار ہیں کیونکہ ہماری تکلیف کی خبر کے بغیر قلب مبارک پر گرائی نہیں آسکتی۔ جیسے حضور کی رسالت ہر وقت ہے ایسے ہی آپ کی خبرداری ہر ساعت ہے یعنی اور لوگ تو اپنی اور اپنی اولاد کی خبر کے حریص ہوتے ہیں مگر یہ: رسول رحمت اپنی امت کی خبر پر حریص ہیں ۱۰۔ نبی پاک اللہ کی بے نیازی کے مظہر تھے ہیں ۱۱۔ ان ساری آیات میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے حضور کا میلاد شریف ارشاد فرمایا ان کی تشریف آوری اور ان کے فضائل۔ معلوم ہوا کہ حضور کا میلاد پڑھنا سنت اہیہ ہے گزشتہ نبیوں نے بھی ان کا میلاد شریف پڑھا۔ لہذا میلاد سنت انبیاء بھی ہے۔

۱۔ حکمت والی کتاب سے مراد قرآن شریف ہے یا لوح محفوظ یعنی جو آیات حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تم کو سناتے ہیں وہ نہ جادو ہیں نہ شعر نہ کمانت بلکہ لوح محفوظ میں لکھی ہوئی آیات ہیں یا یہ قرآن شریف کے اجزاء ہیں جس کے ہر کلمے میں ہزار ہا حکمتیں ہیں۔ اس کا کوئی حکم بیکار نہیں۔ ۲۔ جب حضور نے باذن الہی اعلان نبوت فرمایا تو مشرکین مکہ بولے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ نبوت جیسا بعدہ ایک انسان کو ملے، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (خزائن و روح) ان بے وقوفوں نے لکڑی، پتھروں کو تو خدا مان لیا مگر حضور کو نبی ماننے میں تامل کرتے تھے۔ ۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کا ڈرانا عام انسانوں کو ہے مگر بشارت صرف مومنوں کو ہے، دوسرے یہ کہ حضور تمام اولین و آخرین کے نبی ہیں۔ قدم سے مراد قدم کی جگہ ہے یعنی مقام مطلب یہ ہے کہ قیامت میں سب ہی رب کے حضور کھڑے ہوں گے مگر کافرو مومن کے مقام میں فرق ہو گا قدم صدق سے مراد یا اہل کما رحمت ہے یا حضور کی شفاعت، عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر شفاعت سے فرمائی ہے (روح) مومن کو یہ دونوں چیزیں نصیب ہوں گی ۵۔ کفار کے اس قول میں ان کے اپنے تجزاور حضور کی عظمت کا اقرار ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مافوق العادت

۱۰۹

یٰۤاَيُّهَا

۱۰۹

یونس

۱۰۹ ۱۰ سُوْرَةُ يُّوْسُفَ ۱۱ ۱۰ ۱۱

سورة یونس میں ہے اس میں ہمارے درج ایک سو نو آیات اور ایک ہزار آٹھ سو بیس کلمے ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

الرَّتِّ تِلْكَ اٰیَةُ الْکِتٰبِ الْحَکِیْمِ ۱۰ اَکَانَ لِلنَّاسِ

یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں نہ کیا لوگوں کو اس کا

عَجَبًا اَنْ اَوْحِیْنَا اِلٰی رَسُوْلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اُنْذِرْ

ایضا ہوا کہ ہم نے ان میں سے ایک مرد کو وحی بھیجی کہ لوگوں کو ڈر

النَّاسِ وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْ لَهُمْ قَدَمٌ

سنادہ اور ایمان والوں کو خوشخبری دو کہ ان کے لئے ان کے رب کے

صِدْقٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۱۱ قَالَ الْکٰفِرُوْنَ اِنْ هٰذَا

جاس بیگ کا مقام ہے کہ کافر بولے بیگ یہ تو

لَسِحْرٌ مُّبِیْنٌ ۱۲ اِنَّ رَبَّکُمْ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ

کھلا جادوگر ہے کہ بیگ تمہارا رب اللہ ہے جس نے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی

آسمان تھ اور زمین پھر دن میں بنائے تھ پھر عرش پر استوی فرمایا تھ

عَلِی الْعَرْشِ یَدْبِرُ الْاَمْرَ مَا مِنْ شَفِیْعٍ اِلَّا

رہیسا اس کی شان کے لائق ہے کہا کی تدبیر فرماتا ہے نہ کوئی سفارش نہیں مگر

مِّنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ ۱۳ ذَلِکُمْ اللّٰهُ رَبُّکُمْ فَاَعْبُدُوْهُ

اس کی اجازت کے بعد تھ یہ ہے اللہ تمہارا رب تو اس کی بندگی کرو

اَفَلَا تَذٰکُرُوْنَ ۱۴ اِلَیْهِ مَرْجِعُکُمْ جَمِیْعًا وَعَدَ

تو کیا تم دھیان نہیں کرتے کہ اسی کی طرف تم سب کو پھرنا ہے اللہ کا

مذلل

چیزیں دیکھتے تھے یعنی ہجرات تو اسے جادو کہتے تھے ۶۔ یعنی تعجب ہے کہ تم بشر کے نبی ہونے کا تو انکار کرتے ہو مگر لکڑی، پتھر کو خدا مان لیتے ہو، حالانکہ خدا وہ ہے جو سب کا خالق ہو سب سے پہلے ہو اور یہ چیزیں مخلوق ہیں۔ تمہارے بس میں ہیں، شہوت و الاذنی سے مراد عالم اجسام یعنی ملک ہے ۷۔ یہاں یوم سے مراد وقت ہے جیسے کل یوم صوفی شہادت میں کیونکہ دن رات صبح و شام تو سورج سے حاصل ہوتے ہیں مگر وقت اس پر موقوف نہیں، زمانہ اگرچہ حادث ہے مگر سورج وغیرہ سے پہلے ہے۔ رب نے چھ وقتوں میں اس لئے آسمان زمین بنائے تاکہ بندوں کو تعلیم ہو کہ کاموں میں جلدی نہ کیا کریں۔ توبہ، اوائے قرض، لڑائی کا نکلنا، میت کا دفن، ان میں جلدی چاہیے باقی کام اطمینان سے کرنے چاہئیں۔ نیز یہاں وقت پیدا کر کے اور ٹیکوں میں طریقہ پیدا کر کے یعنی رب نے چھ دن میں بنائے مگر کن فرما کر

(بقیہ صفحہ ۳۳۰) اسے ڈھالنے کو نئے پینے کی ضرورت نہیں ۸۔ یعنی عرش میں احکام مکتوب نافذ فرمائے کہ وہاں سے عالم پر احکام جاری ہوتے ہیں جیسے دار الخلافہ سے قوانین بن کر ملک میں جاری ہوتے ہیں ۹۔ یہاں تدبیر امر رب تعالیٰ کی صفت ہے۔ اور دوسری جگہ فرشتوں کے متعلق ارشاد ہوا: **وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا فِي الْأَرْضِ نَدَاةً مِّنْ فَتًى** لیکن ان آیتوں میں تعارض نہیں، رب تعالیٰ احکام نافذ کرتا ہے، اور فرشتے ان احکام کو جاری کرتے ہیں۔ لہذا حقیقت تدبیر امر رب تعالیٰ ہے اور اس کی عطائے فرشتے ۱۰۔ اس میں بتوں کی شفاعت کا انکار ہے، اور انبیاء و اولیاء علماء صالحین کی شفاعت کا اعلان ہے۔ اللہ تعالیٰ دنیا ہی میں حضور کو شفاعت کا اذن دے چکا ہے، فرماتا ہے: **وَصَلِّ عَلَىٰ عَبْدِكَ** اِنَّ

صَلَّوْكَ سَكَنَ لَّهُمْ۔ قیامت میں حضور کا سجدہ فرمانا عرض معروض کرنے کی اجازت کے لئے ہو گا۔ نہ کہ شفاعت کا استحقاق حاصل کرنے کو ۱۱۔ یعنی رب تو وہ شان والا ہے جس کی بارگاہ میں اس کی اجازت سے انبیاء و اولیاء شفیع ہیں۔ رب کی عظمت شفاعت کرنے والوں کی عظمت سے معلوم کرو۔

۱۔ چونکہ قیامت کا اصل مقصود تنکیوں کی بڑا دینا ہے، اس لئے اس کو وعدے سے تعبیر کیا۔ خطرناک چیز سے ڈرانے کا نام وعید ہے ۲۔ خیال رہے کہ عدل تو کافرو مومن سب کے ساتھ ہو گا۔ مگر مومن کو عدل کے علاوہ فضل بھی ملے گا۔ جنت کا داخلہ وہاں کی نعمتیں عدل سے ہیں مگر دیدار الہی محض فضل سے۔ نیز مومن کے عدل میں بھی فضل شامل ہے ۳۔ یعنی تنکیوں نے دنیا میں انصاف کیا کہ رب کی اطاعت کی۔ اس کا بدلہ انہیں ملے گا یا اللہ تعالیٰ انہیں انصاف سے بدلہ دے گا۔ نہ ان کے ثواب میں کمی کرے نہ عذاب میں زیادتی۔ یہ انصاف رحمت کے خلاف

نہیں، ظلم کے خلاف ہے ۴۔ اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ کھولنا ہوا پانی، کچھ لو، دردناک عذاب۔ صرف کفر کی سزا ہے۔ فاسق مسلمان اس سے محفوظ رہیں گے ۵۔ اس سے اشارہ فرمایا گیا کہ کافروں کے ناسمجھ بچے جو فوت ہو گئے ہوں، انہیں عذاب نہ ہو گا کیونکہ انہوں نے کفر نہیں کیا ۶۔ یہاں ضیاء سے مراد جلال والی گرم روشنی ہے، اور نور سے مراد جمال والی ٹھنڈی روشنی یا ضیاء سے مراد ذاتی روشنی ہے اور نور سے مراد دوسرے سے حاصل کی ہوئی روشنی۔ چاند سورج سے نور لیتا ہے یا ضیاء سے مراد ایسی تیز روشنی ہے جو تمام چراغوں کو بجھا دے نور سے مراد ہلکی خوشگوار روشنی ہے۔ جو چراغ نہ بجھائے ۷۔ سورج کے لئے بارہ برج، منہریں مقرر کیں۔ حمل، ثور، جوزا، رجب کے لئے سرطان، اسد، سنبلہ، گرمی کے لئے میزان، عقرب، قوس، خریف کے لئے جدی، دلو، حوت، سروری کے لئے۔ اور چاند کے لئے اٹھائیس منہریں۔ ہر برج کی ۲ منہریں۔ سورج یہ بارہ برج ایک سال میں

یونس ۱۰	۳۳۱	مختصر دون ۱۱
<p>اللَّهُ حَقًّا إِنَّهُ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ لِيَجْزِيَ یہاں وعدہ لہ بیشک وہ پہلی بار بناتا ہے پھر نئی کے بعد دوبارہ بنائے گا</p> <p>الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ بِالْقِسْطِ وَالَّذِينَ کہ ان کو جو ایمان لائے تھے اور اچھے کام کئے انصاف کا صلہ دے گا اور کافروں</p> <p>كَفَرُوا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيمٍ وَعَذَابٌ أَلِيمٌ کے لئے پینے کو کھوتا پانی تھ اور دردناک مذاب بدل</p> <p>يَهَاكَأُوْا يَكْفُرُوْنَ ۝۴ هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسُ ان کے کفر کا ثبوت وہی ہے جس نے سورج کو جگمگاتا</p> <p>ضِيَاءً وَالْقَمَرَ نُورًا وَقَدَرَهُ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ بنایا اور چاند جگمگاتا اور اس کے لئے منزلیں ٹھہرائیں نہ کہ تم برسوں</p> <p>السِّنِينَ وَالْحِسَابَ مَا خَلَقَ اللَّهُ ذَلِكَ إِلَّا بِالْحَقِّ کی گنتی اور حساب جانو کہ اللہ نے اسے نہ بنایا مگر حق</p> <p>يُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُوْنَ ۝۵ إِنَّ فِي اخْتِلَافِ نشانیاں مفصل بیان فرماتا ہے علم والوں کیلئے نہ بیشک رات اور دن کا</p> <p>النَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللَّهُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ بدلتا آنا لہ اور جو کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین میں پیدا کیا</p> <p>لَايَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَّقُوْنَ ۝۶ إِنَّ الَّذِينَ لَا يَرْجُوْنَ ان میں نشانیاں ہیں ڈر والوں کیلئے نہ بیشک وہ جو ہمارے ملنے کی امید</p> <p>لِقَاءِنَا وَرَضُوا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَأَنَّنُوْا بِهَا نہیں رکھتے اور دنیا کی زندگی پسند کر بیٹھے اور اس پر مطمئن ہو گئے ۷</p> <p>وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ آيَاتِنَا غٰفِلُوْنَ ۝۷ أُولَٰئِكَ مَا لَهُمْ اور وہ جو ہماری آیتوں سے غفلت کرتے ہیں لہ ان لوگوں کا ٹھکانا</p>		
مذلل ۳		

ملے کرتا ہے، اور چاند اٹیس یا تیس دن میں یہ اٹھائیس منہریں ملے کرتا ہے۔ ۸۔ موسم، کمیت کی پیداوار وغیرہ اور نمازوں کا حساب سورج سے اور حساب حج روزے وغیرہ چاند سے معلوم کرو۔ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ چاند کے مینے اللہ کے اپنے مینے ہیں اور منہریں مینوں سے افضل ہیں کہ ان کی جزئی آسمان پر ہے اسی لئے اکثر اسلامی کام چاند کے حساب سے ہوتے ہیں جیسے زکوٰۃ عید روزے وغیرہ۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ ضرورت پوری کرنے کے لئے منہریں مینوں سے کام لے لیا کریں مگر اپنے حساب میں چاند کے مینوں کا حساب رکھا کریں ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ علم ریاضی اور علم ہیئت بڑے مفید علم ہیں۔ اس سے اللہ کی قدرت معلوم ہوتی ہے بشرطیکہ ان سے دینی علوم میں مدد لی جائے ۱۱۔ مقدار اور کیفیات میں دن رات کا بدلنا رہنا، کبھی ٹھنڈے، کبھی گرم، کبھی لمبے، کبھی چھوٹے، رات کے مقدم

(بقیہ صفحہ ۳۴۱) کرنے سے معلوم ہوا کہ رات پہلے ہے، دن بعد میں۔ اور رات دن سے افضل ہے کہ رات مناجات عاشقان کا وقت ہے۔ دن محنت و قراق کا زمانہ ہے۔ ہر رات میں سماعت اجابت ہوتی ہے۔ مگردوں میں صرف بعد میں۔ یعنی ہفتہ میں صرف ایک دن اجابت کی سماعت ہوتی ہے ۱۲۔ چونکہ ان چیزوں میں غور کر کے ایمان و عرفان صرف خوف خدا رکھنے والوں کو میسر ہوتا ہے اس لئے انہی کا ذکر فرمایا۔ کافر یہ چیزیں دیکھ کر زیادہ سرکش ہو جاتے ہیں۔ آج اکثر سائنس دانوں نے سائنس میں ترقی کر کے رب کا انکار کر دیا۔ ۱۳۔ کہ دنیا کو اپنا دارالقرار سمجھ بیٹھے حالانکہ یہ دارالقرار یعنی بھائے کی جگہ ہے ۱۴۔ آیات سے مراد حضور کی ذات آپ

یونس۔

۳۴۳

پیش روں ۱۱

کے معجزات آپ کی صفات اور قرآن شریف کی آیات ہیں۔ غفلت سے مراد ان کا انکار کرنا یہ کفر ہے۔ اس کی وجہ ہے جو آگے لکھ رہا ہے

۱۔ جس میں ہمیشہ رہتا۔ معلوم ہوا کہ سنگھار مسلمان اگرچہ کبھی صورتوں میں دوزخ میں جائیں گے مگردوزخ ان کی منزل ہوگی نہ کہ ٹھکانہ ۲۔ یعنی بقدر موقعہ اور بقدر طاقت لہذا جو کافر مومن ہوتے ہی مر جاوے ایسے ہی مسلمانوں کے نام سمجھ بیچ جاتی ہیں کہ انہیں کسی عمل کا وقت ہی نہ ملا۔ لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ایسے ہی جو صحابہ اس وقت وفات پا گئے جب شرعی احکام بالکل نہ آئے تھے یا بہت کم آئے تھے جیسے حضرت خدیجہ اور ورقہ بن نوفل وغیرہ۔ یہ تمام جنتی ہیں ۳۔ معلوم ہوا کہ جنتی اپنے گھریلو کار خود پہچان لے گا۔ کسی رہبر کی ضرورت نہ ہو گی یہ بھی معلوم ہوا کہ جنت کا داخلہ ایمان کی وجہ سے اور وہاں کی نعمتیں اور درجات اعمال کی وجہ سے ہوں گے۔ یا شخص رحمت الہی سے، مگر رب تعالیٰ کا دیدار اور حضور کی معیت یہ خاص فضل پروردگار ہو گا۔ ۴۔ یعنی جنتی لوگوں کے محلات کے نیچے دودھ، شہد، شراب بطور خالص پانی کے دریا نہ ہیں گے بلکہ سرسبز ہیں گی۔ نہر اور بحر میں فرق ہم پہلے بتا چکے ہیں ۵۔ یعنی جب رب تعالیٰ سے کچھ عرض و معروض کریں گے تو پہلے اس کی حمد و ثناء کریں گے جیسا کہ شہابی دربار کا قاعدہ ہے۔ آج بھی نمازی پہلے سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ پڑھتا ہے۔ گویا وہ نماز کی حالت میں جنت میں ہوتا ہے ۶۔ کہ جب وہ آپس میں ایک دوسرے سے ملیں گے تو سلام کریں گے۔ یا فرشتے جنتیوں کو سلام کریں گے معلوم ہوا کہ بوقت ملاقات سلام کرنا اور بوقت رخصت حمد الہی کرنا جنتی لوگوں کا مشغلہ ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ رب تعالیٰ کی طرف سے جنتیوں کو آیت ہوا کرے گی۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنت میں تمام بلاآت ختم ہو جائیں گی۔ مگر حمد الہی وہاں بھی ہوگی۔ حضور کی نصرت بھی بالواسطہ رب کی حمد ہی ہے۔ ۸۔ کافر کبھی شر کو ایسی جلدی چاہتا ہے جیسے خیر کو کہ کہتا ہے یا

النَّارِ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝۱۰ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

الصَّالِحَاتِ يَهْدِيهِمْ رَبُّهُمْ بِإِيمَانِهِمْ تَجْرِي مِنْ

تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ فِي جَنَّاتِ التَّعْلِيمِ ۝۱۱ دَعْوَاهُمْ فِيهَا

سُبْحَنَكَ اللَّهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلَامٌ ۝۱۲ وَأُخْرُ دَعْوَاهُمْ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝۱۳ وَلَوْ يُعْجِلُ اللَّهُ

لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتَعْجَلَهُمْ بَاخِرٌ لِقَضَى إِلَيْهِمْ

أَجَلُهُمْ فَتَذَرُ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا فِي

طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ۝۱۴ وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ الضُّرُّ

دَعَا نَا الْجَنَّةِ أَتُوعَا دَا أَوْ قَابِئِمَا فَلَمَّا كَشَفْنَا

عَنْهُ ضُرَّهُ مَرَّكَانَ لَمْ يَدْعُنَا إِلَى ضُرِّ مَسَّهُ ۝۱۵

كَذَلِكَ نُرِيَنَّ لِلْمُسْرِفِينَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝۱۶

منازل ۳

اللہ مجھے آج ہی ہلاک کر دے، ہم پر فوراً عذاب نازل فرما دے وغیرہ۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہماری تمام دعائیں قبول نہ ہونا بھی رحمت ہے کہ ہم کبھی برائی کو بھلائی سمجھ لیتے ہیں، جیسے نوان چار طیب سے مٹھی اور خوشنودا مانگتا ہے۔ مگر طیب نہیں دیتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حق میں اپنے کو یا اپنے ہاں بچوں کو کتنا نا چاہیے ہر وقت رب تعالیٰ سے خیر ہی مانگتے۔ نہ معلوم کون سماعت قبولیت کی ہو ۹۔ شان نزول۔ نصر بن حارث نے کہا تھا کہ خدا یا اگر اسلام مجاہدین سے اور ہم اسے قبول نہیں کرتے تو ہم پر پھر برسائے تب یہ آیت نازل ہوئی۔ اس میں فرمایا گیا کہ بندہ جوش میں اپنے اور اپنے مال و عیال کے لئے بددعائیں کر لیتا ہے مگر رب کرم سے قبول نہیں فرماتا ۱۰۔ معلوم ہوا کہ سرکش اور غافل کو اپنی عمر بھری رب کا عذاب ہے، جیسے صاحبین کی لمبی عمریں رب کی رحمت ہیں کہ کافر لمبی عمر میں گناہ زیادہ

(بقیہ صفحہ ۳۳۲) کرے گا اور مومن نیکیاں بڑھائے گا۔ یہاں آدمی سے مراد کافر آدمی ہے، اس لئے آجے انہیں سرسین فرمایا گیا۔ یعنی کافر معصیت کے وقت تو کھڑے اور بیٹھے ہم کو یاد کرتا ہے اور ہم سے دعائیں کرتا ہے اور آرام کے وقت ہم کو بھول جاتا ہے۔ مگر مومن ہر حال میں رب کو یاد رکھتا ہے۔ آرام میں شکر کے ساتھ۔ تکلیف میں صبر کے ساتھ۔ خوشی پر الحمد للہ پڑھتا ہے۔ غم پر فاللہ فرسکد یا اللہ ہی کو کرتا ہے۔ ۱۲۔ اس کی دعا کی وجہ سے یا ویسے ہی اپنے فضل و کرم سے اس سے معلوم ہوا کہ کفار کی بعض دعائیں قبول ہو جاتی ہیں البتہ آخرت میں ان کی کوئی دعا قبول نہ ہوگی۔ رب فرماتا ہے وَمَا مَلَكَتْ يَدَايَ لِلْكَافِرِينَ لَئِنْ أَتَوْا لَيَسْأَلُنَّكَ عَنِ الْغُرُفِ فَجَاهِ ۚ

میں تعارض نہیں ۱۳۔ یعنی معصیت دور ہونے پر پھر پہلے کی طرح کفر و گناہ میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اپنی تکلیف کا زمانہ بھول جاتا ہے۔ مومن اس معصیت کو یاد رکھتا ہے اور خدا تعالیٰ کا ہمیشہ شکر کرتا رہتا ہے ۱۴۔ معلوم ہوا کہ صرف معصیت میں رب کو یاد کرنا اور آرام میں اسے بھول جانا طریقہ کفار ہے، معصیت میں صبر اور راحت میں شکر مومن کی صفت ہے۔

۱۵۔ اس سے اشارہ معلوم ہوا کہ گنہگار مومن اگرچہ گناہ ہی گناہ کرے مگر حد میں رہ کر کرتا ہے۔ کافر کتنا ہی چھوٹا گناہ کرے مگر حد سے نکل کر کرتا ہے۔ ایمان لانا حد میں رہتا ہے اور ایمان سے لٹکا حد بندی سے لٹکا ہے ۱۶۔ روشن دلیلوں سے مراد مکرر شدہ انبیاء کرام کے مختلف معجزات ہیں جو زمانوں کے لحاظ سے انہیں عطا ہونے لگے ہیں علیہ السلام کے زمانے میں طب کا زور تھا۔ تو آپ کو اس کے مطابق مجرے ملے۔ جیسے مروے زندہ کرنا، اندھے کو ڈھکی اچھے کرنا وغیرہ۔ موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں جادو کا شور تھا۔ تو آپ کو اس زمانے کے مطابق معجزے ملے۔ لامنی کا سانپ بننا، ہاتھ کا سورج کی طرح چمکانا۔ ۱۷۔ یہاں زمین سے مراد مطلق زمین ہے نہ کہ عرب شریف کی زمین، کیونکہ عرب کی زمین میں ان سے پہلے کوئی نبی نہ آئے جن کو بھٹلانے سے وہاں عذاب آیا ہو۔ ۱۸۔ یعنی تم لوگ مکرر شدہ لوگوں کی زمین میں آباد ہوں گی۔ جیسے یہ زمین ان سے تم تک پہنچی، ایسے ہی تم سے دوسروں تک پہنچے گی۔ لہذا اچھے اعمال کرو تاکہ اجر بھی پاؤ اور آئندہ نصیب جس جہنم اچھائی سے یاد کریں ۱۹۔ شان نزول۔ کفار مکہ کی ایک جماعت نے حضور کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئیں، تو آپ کوئی دوسرا قرآن لائیں جس میں ہمارے بھوں کی برائی نہ ہو، اور ان کی عبادت چھوڑنے کا حکم نہ ہو۔ اور اگر دوسرا قرآن اس طرح کا نازل نہ ہو سکے تو آپ خود ہی بتائیں یا اس قرآن میں ہماری مرضی کے مطابق ترمیم کر دیں۔ اس پر

یوسف۔ ۱۰

۳۳۳

یوسف۔ ۱۰

وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوا وَجَاءَهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ ۚ وَكَانُوا إِلَيْنَا كَذَٰلِكَ نَجْزِي

ان کے پاس روشن دلیلیں نہ کر آئے کہ اور وہ ایسے تھے ہی نہیں کہ ایمان لاتے، ہم یوں ہی

الْقَوْمَ الْمَجْرُمِينَ ۚ ثُمَّ جَعَلْنَاكُمْ خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ

بدلہ دیتے ہیں مجرموں کو پھر ہم نے ان کے بعد تمہیں زمین میں جانشین

مِنْ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ ۚ وَإِذَا تَنَتَلٰٓى

کیا تھ کہ دیکھیں تم کیسے کام کرتے ہو، اور جب ان پر

عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٌ قَالَ الَّذِينَ لَا يُرْجُونَ لِقَاءَنَا

ہماری روشن آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ کہنے لگتے ہیں میں تم سے ملنے کی امید نہیں

أَنْتُمْ بِقُرْآنٍ غَيْرِ هَٰذَا أَوْبَدِلْتُمْ ۚ قُلْ مَا يَكُونُ لِي

کہ اسکو سوا اور قرآن لے آئے۔ نہ یا اس کو بدل دیجئے تم فرماؤ مجھے نہیں بچتا کہ

أَنْ أُبَدِّلَهُ مِنْ تِلْقَآئِي لَفَسِي ۚ إِنَّ أَتْبَعُ الْأُمِّيَّاتِ

میں اسے اپنی طرف سے ش بدل دوں میں تو امی کا تابع ہوں جو میری طرف دلی

إِلَىٰ إِنِّي أَخَافُ أَنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ

ہوتی ہے میں اگر اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے بڑے دن کے عذاب کا

عَظِيمٌ ۚ قُلْ لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا تَلَوْتُمْ عَلَيْهِمْ وَلَا أَذْرَٰكُمْ

ڈر ہے تم فرماؤ اگر اللہ چاہتا تو میں اسے تم پر نہ پڑھتا نہ وہ تم کو اس سے

بِهِ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمَرَ ۚ مَنِ قَبْلَهُ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۚ

انہر دار کرتا تو میں اس سے پہلے تم میں اپنی ایک مگر گزار چکا ہوں تو کیا نہیں عقل نہیں

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ

تو اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا اس کی آیتیں

منزل ۲

یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (خزانہ العرفان) خیال رہے کہ ان کفار کی یہ جو اس یا حسرت کے لئے تھی یا احتیاج کے طور پر، کچھ بھی ہو، وہ اپنے ارادے میں غائب و خاسر رہے۔ ۱۶۔ یعنی ایسا قرآن لائیں جس میں ہمارے بھوں کی برائی نہ ہو۔ یا اس قرآن میں سے اس قسم کی آیات نکال دیں یا ان میں تبدیلی کر دیں۔ ۱۷۔ اس سے اشارہ معلوم ہوا کہ اپنی طرف سے تو نہیں بدل سکتا۔ ہاں رب تعالیٰ سے عرض کر کے بدلاوا سکتا ہوں۔ جیسا کہ توبہ کی آیت میں ہے کہ ہوا کہ حضور کی مرضی کے مطابق آیات اتریں۔ بلکہ حضرت فاروق کی برکت سے رمضان شریف کی شب میں یحییٰ سے صحبت جائز ہوئی۔ لہذا وہابی اس آیت سے دلیل نہیں چکڑکتے۔ اور حضور کو بالکل غیر مختار طبیعت نہیں کر سکتے حضور کے اختیارات رب کی عطا سے ہیں۔ ۱۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کی عبارت، اعراب، طریقہ تحریر سب رب کی طرف سے

(انجیر صفحہ ۳۳۳) ہے۔ تلاوت کا طریقہ بھی ان میں سے کسی میں تبدیلی جائز نہیں۔ اس آیت میں ناممکن کو ناممکن پر معلق کیا گیا ہے۔ یعنی اگر بالفرض میں بھی رب کا گناہ کروں اور قرآن کریم میں تبدیلی کروں تو مجھے بھی عذاب کا خطرہ ہو گا جیسے رب کا فرمان کہ اگر رب کے بیٹا ہو تو پیلے میں اسے پوجنا ورنہ نہ حضور کا گناہ ممکن ہے نہ یہ خوف خیال رہے کہ انبیاء کرام کو رب کا خوف بہت زیادہ ہوتا ہے مگر عذاب کا خوف نہ ہے نہ ہو گا وہ تو لا خوف علیہم کے حصاد ہیں بلکہ انہیں بیت الہی ہوتی ہے ۱۰۔ کیونکہ نہ میں نے کسی سے کچھ پڑھنا نہ سیکھا۔ رب تعالیٰ نے مجھے سکھایا اور تمہیں تعلیم دینے کا حکم دیا۔ لہذا میرا قرآن پڑھنا اس کے اسرار بیان کرنا

اس کے حکم سے ہے۔ معلوم ہوا کہ حضور کا ہر کام رب کے حکم سے ہے ۱۱۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ظہور نبوت سے پہلے احکام قرآنی سے خبردار تھے۔ ظہور نبوت کے بعد تبلیغ شروع فرمائی اس لئے حضور نے کبھی کوئی گناہ نہ کیا رب کے عابد اور نمازی پہلے سے ہی تھے۔ بلکہ جب پہلی وحی آئی تو حضور احتکاف اور عبادات میں مشغول تھے۔ آیت کا مقصد یہ ہے کہ اگر مجھے جھوٹ پونے، فسق و فجور کی عادت ہوتی تو اس سے پہلے ہی کلام گھڑ کر رب کی طرف نسبت کر دیا کرتا ۱۲۔ اس طرح کہ جھوٹی آیتیں لوگوں کو سنائے اور رب کی طرف ان کی نسبت کرے، یا غیر خدا کی پوجا کرے، بلکہ ہر کفر اللہ پر جھوٹ باندھنا ہے نیز جھوٹی حدیثیں گھڑنا بھی اللہ پر جھوٹ باندھنا ہے

۱۔ چنانچہ تجربہ ہے کہ نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے ہمیشہ ذلیل و خوار ہوتے اور خراب حال میں مرے جیسا کہ مسلمانہ کذاب کا حال اور ہمارے زمانہ میں قلام احمد قادیانی کا انجام گواہی دے رہا ہے۔ ۲۔ اس طرح کہ ان کی عبادت سے کچھ فائدہ نہ ان کے نہ پونے سے کچھ نقصان۔ بلکہ معاملہ برعکس ہے، لہذا اس آیت پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ وہ لوگ پتھروں، چاند، سورج کو پوجتے تھے اور ان چیزوں سے بڑے فائدے پہنچتے ہیں۔ ۳۔ یعنی اللہ تعالیٰ ان کی سفارش سے ہمارے دنیاوی کاروبار چلا رہا ہے۔ کیونکہ وہ لوگ قیامت اور جنت و دوزخ کے قائل نہ تھے نیز وہ بتوں کے متعلق دھونس کی شفاعت کے قائل تھے کیونکہ وہ بتوں کو الہ مان کر شفعہ ماننے تھے اِنْ تَسْأَلُهُمْ رَبِّ الْعَالَمِينَ نیز وہ غیر شفعہ کو شفعہ مانتے تھے۔ اسلامی شفاعت سے تین طرح فرق کرتے تھے۔ لہذا وہ مشرک تھے ۴۔ یعنی ان بتوں کی شفاعت نہ دنیا میں ہے نہ آخرت میں۔ اگر ہوتی تو رب تعالیٰ کے علم میں ہوتی۔ علم الہی کی نفی سے اصل نفی مراد ہے۔ ۵۔ خیال رہے کہ مشرکین کا ان بتوں کو شفعہ مان کر پوجنا شرک تھا یا دھونس و براہی کی شفاعت ماننا شرک تھا اس لئے یہاں پیش کرنا قرمبا گیا انبیاء و اولیاء کی شفاعت برحق ہے۔ وہ شفاعت و جاہت کی محبت کی، اذن کی ہوگی۔ اسے شرک سمجھنا حماقت ہے۔ لہذا یہ آیت دہائیوں کی دلیل نہیں بن سکتی ۶۔ آدم علیہ السلام کے زمانہ میں قل ہاتھ تک سارے لوگ مومن تھے یا طوفان نوح کے بعد زمین پر سب مومن رہ گئے تھے۔ بعض نے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام کے زمانے سے سارے عرب مومن تھے پھر عمر بن لہی نے بت پرستی کی ابتداء کی۔ اس صورت میں لوگوں سے مراد خاص اہل عرب ہیں، یا اول فطرت میں سب لوگ مومن تھے کہ ہر یک ایمان پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر یہاں آکر کچھ ایمان پر رہتے ہیں کچھ کافر ہو جاتے ہیں (خزان و روح) ۷۔ یعنی یہ فیصلہ کہ عذاب قیامت، قیامت کے بعد ہوگا یا براہمت کی ہلاکت کے لئے ایک وقت مقرر ہے۔ ۸۔ جو ہم چاہتے ہیں جیسے صفائہ کو سونا بنانا یا صلح علیہ السلام کی طرح پتھر سے

بَايِنَةُ اِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْمَجْرُمُونَ ۱۰ وَيَعْبُدْنَ مِنْ دُونِ

بھلائے جسے شک مجرموں کا بھلا نہ ہو گا اور اللہ کے سوا ایسی چیز کو پوجتے ہیں

اللَّهُ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هَؤُلَاءِ

جو ان کا بھلا بھلا نہ کرے اور نہ برا کرے ہیں کہ یہ اللہ کے یہاں

شَفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللَّهِ قُلْ أَتَتَّبِعُونَ اللَّهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ

ہمارے سفارشی ہیں کہ تم فرماؤ کیا اللہ کو وہ بات بتاتے ہو جو اس کے علم میں

فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ سُبْحَنَهُ وَتَعَالَى عَمَّا

نہ آسمانوں میں ہے نہ زمین میں اسے پائی اور برتری ہے ان کے

يُشْرِكُونَ ۱۱ وَمَا كَانَ النَّاسُ إِلَّا أُمَّةً وَاحِدَةً فَاخْتَلَفُوا

شرک سے ق اور لوگ ایک ہی امت تھے نہ پھر مختلف ہوئے

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ لَقَضَيْ بَيْنَهُمْ فِيمَا

اور اگر تمہارے رب کی طرف سے ایک بات پہلے نہ ہو جی ہوتی تو ہمیں ان کے اختلاف کو حل

فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۱۲ وَيَقُولُونَ لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ

ان پر فیصلہ ہو گیا ہوتا اور کہتے ہیں ان پر ان کے رب کی طرف سے کوئی نشانی

مِّنْ رَبِّهِ فَقُلْ إِنَّمَا الْغَيْبُ لِلَّهِ فَانْتَظِرُوا إِنِّي

کہوں میں امری نہ تم فرماؤ غیب تو اللہ کے لئے ہے اب راسخ دیکھو میں بھی

مَعَكُمْ مِنَ الْمُنْتَظِرِينَ ۱۳ وَإِذَا أَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً

تمہارے ساتھ راہ دیکھ رہا ہوں ان اور جب کہ ہم آدمیوں کو رحمت کا مزہ

مِنْ بَعْدِ ضَرَاءٍ مَّسَّتْهُمْ إِذِ الْهَمُّ مَكْرُوفٌ ۱۴ إِيَّا تَنَا قُلْ

میں نے کسی تکلیف کے بعد جو اہمیت بھی تھی نہ ہماری آجوں کے ساتھ داؤں ملے ہیں

اللَّهُ أَسْرَعَ مَكْرًا إِن رَّسَلْنَا يَكْتُبُونَ مَا تَكْفُرُونَ ۱۵

تم فرماؤ اللہ کی خفیہ تدبیر سے جلد ہو جاتی ہے بیشک ہمارے لئے تمہارے کفر کے

لئے یہاں پیش کرنا قرمبا گیا انبیاء و اولیاء کی شفاعت برحق ہے۔ وہ شفاعت و جاہت کی محبت کی، اذن کی ہوگی۔ اسے شرک سمجھنا حماقت ہے۔ لہذا یہ آیت دہائیوں کی دلیل نہیں بن سکتی ۶۔ آدم علیہ السلام کے زمانہ میں قل ہاتھ تک سارے لوگ مومن تھے یا طوفان نوح کے بعد زمین پر سب مومن رہ گئے تھے۔ بعض نے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام کے زمانے سے سارے عرب مومن تھے پھر عمر بن لہی نے بت پرستی کی ابتداء کی۔ اس صورت میں لوگوں سے مراد خاص اہل عرب ہیں، یا اول فطرت میں سب لوگ مومن تھے کہ ہر یک ایمان پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر یہاں آکر کچھ ایمان پر رہتے ہیں کچھ کافر ہو جاتے ہیں (خزان و روح) ۷۔ یعنی یہ فیصلہ کہ عذاب قیامت، قیامت کے بعد ہوگا یا براہمت کی ہلاکت کے لئے ایک وقت مقرر ہے۔ ۸۔ جو ہم چاہتے ہیں جیسے صفائہ کو سونا بنانا یا صلح علیہ السلام کی طرح پتھر سے

(تقریباً صفحہ ۳۳۴) لوٹ وغیرہ نکال دیا گیا ان لوگوں نے حضور کے بے شمار معجزات کا اعتبار ہی نہ کیا۔ ۹۔ تاویلات نجیب میں فرمایا کہ اس آیت میں غیب سے مراد عالم ملکوت ہے جو ہم لوگوں سے پوشیدہ ہے، جہاں سے آیات قرآنیہ اور انبیاء کرام کے معجزات اترتے ہیں۔ تو مقصد یہ ہے کہ تمہارے مطلوبہ معجزات ظاہر کرنے پر میں بذات خود قادر نہیں، اللہ کے ارادے سے ظاہر فرماتا ہوں۔ اب جو انہیں نہ مان کر دوسرے معجزات مانگے وہ عذاب الہی کا مستحق ہے، لہذا اب تم عذاب کا انتظار کرو۔ اب اس سے معلوم ہوا کہ رب کی ہدایت کا ادب یہ ہے کہ رمتوں کو اس کی طرف نسبت کرو اور آفات کو نہ کرو۔ کیونکہ رحمت کے لئے ارشاد ہوا اَللّٰهُ اَتَقٰنِیْ مِمَّ حَرٰمَ

چکھادیتے ہیں۔ اور تکلیف کے لئے فرمایا مَسْتَحْتَمٌ رَبِّیْ کی طرف نسبت نہ فرمایا گیا۔ جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کَلَّا اَمَرْتُ فَمَا فِیْ شَیْءٍ جِبْ میں بیمار ہوتا ہوں تو وہ مجھے شفا دیتا ہے۔ اب کفار مکہ پر سات سال تک قحط سالی مسلط رہی۔ قریب تھا کہ ہلاک ہو جائیں۔ پھر جب ان پر بارش ہوئی تو بجائے شکر کے اللہ کے دین کو برباد کرنے کی کوشش کرنے لگے۔ غافلوں کا یہی حال ہے۔ وہ شکر نہیں کرتے ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ کتابیں اعمال کفار پر بھی مقرر ہیں جو ان کے ہر قول و عمل کو لکھتے ہیں۔ البتہ گناہ لکھنے والا فرشتہ تو لکھتا رہتا ہے اور نیکیاں لکھنے والا فرشتہ اس پر گواہ رہتا ہے۔ وہ کچھ نہیں لکھتا کیونکہ ان کی نیکی نیکی نہیں۔ جیسے اللہ کے خاص مقبولوں کی نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور دوسرا فرشتہ گواہ ہوتا ہے۔ (تفسیر روح البیان)

۱۔ معلوم ہوا کہ رب کی نعمت پر کھبر کرنا اڑنا برا ہے۔ شکر کی خوشی کرنا محبوب ہے۔ اگر یہ خوشی خدا کے شکر کی کرتے تو اس کے فرمانبردار بن جاتے ۲۔ یعنی کفار آرام میں اللہ کو چھوڑ دیتے ہیں اور مصیبت میں بھول کو۔ خیال رہے کہ بوقت مصیبت اللہ کے مقبول بندوں کو مدد کے لئے پکارنا کفر نہیں۔ قیامت کی آفت میں سب شفیق کو ہی ڈھونڈیں گے۔ اس کی تحقیق ہماری کتاب جاء الحق اور علم القرآن میں دیکھو۔ یہ آیت بت پرستوں کے متعلق ہے۔ ۳۔ یعنی صرف اللہ کو پکارتے ہیں، بھول کو نہیں پکارتے، اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ کو پکارنا اس سے دعا مانگنا عبادت ہے مگر جب ایمان کے ساتھ ہو۔ کافر کے یہ کام بھی کفر میں شمار ہیں۔ دوسرے یہ کہ ایمان اضطرابی معتبر نہیں۔ ایمان اختیاری کا اعتبار ہے۔ کیونکہ کفار مضطر ہو کر ایمان اختیار کرتے تھے جب اضطراب ختم ہو جاتا تو ان کا ایمان بھی ختم ہو جاتا۔ اسی لئے مرتے وقت کافر کا ایمان معتبر نہیں۔ گنگار مومن کی تو یہ قبول ہے فرعون کا ایمان بوقت غرقابی اسی لئے قبول نہ ہوا۔ ۴۔ یعنی وہ خود بھی اپنے کو ناحق سمجھتے ہیں ورنہ فساد کبھی حق کا

بیت دود	۳۳۵	یوسف ۱۰
<p>هُوَ الَّذِیْ یُسِیِّرُکُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ حَتّٰی اِذَا کُنْتُمْ فِی الْفُلِکَ وَجَرِیْنَ بِہِمَّ بِرِیْحٍ طَیْبَةٍ وَفَرِحُوْا بِہَا فَاِذَا کُنْتُمْ عَلٰی الْاَرْضِ نَکُتْ بِہَا اَعْیُنَکُمْ وَتُنَکِّتُ اَکْثَرُہَا سَکْرًا ۚ وَتُنَکِّتُ اَکْثَرُہَا سَکْرًا ۚ وَتُنَکِّتُ اَکْثَرُہَا سَکْرًا ۚ</p>		
<p>وہی ہے کہ تمہیں سطحی اور تری میں پہلا تا ہے یہاں تک کہ جب تم کشتی میں ہو اور وہ اچھی ہوا سے اٹھیں گے کہ ہمیں اور اس پر</p>		
<p>جاء تھارہ عاصف وجاءہم الموج من کلّ نوح ہونے لے ان پر آمد صی کا جھڑکا آیا اور ہر طرف سے لہروں نے</p>		
<p>مکان وظنوا انہم احیط بہم دعوا اللہ فخلصین انہیں آیا اور سمجھنے لگے کہ ہم گم ہو گئے اس وقت اللہ کو پکارتے ہیں کہ</p>		
<p>لہ الذین ہلین انجبتنا من ہذہ لکنون من الشکرین ۵ فلما انجاہم اذا ہم یبغون فی الارض گوار ہوں گے پھر جب اللہ انہیں بچا لیتا ہے جیسی وہ زمین میں ناحق</p>		
<p>بغیر الحق یأثم الناس انما بغیتم علی انفسکم زیادتی کرنے لگتے ہیں کہ اسے لوگوں ہمارے زیادتی تمہارے ہی جانوں کا وبال ہے</p>		
<p>متاع الحیوة الدنیا ثم الینام رجعکم فننبئکم ث دنیا کے متاع جیسے جی رت لو پھر نہیں ہماری طرف پھرنا ہے نہ اس وقت ہم نہیں</p>		
<p>بما کنتم تعملون ۶ انما مثل الحیوة الدنیا کماء جتناں کے جو تمہارے کو تک تھے دنیا کی زندگی کی کمادت کو ایسی ہی ہے کہ جیسے وہ</p>		
<p>انزلہ من السماء فاحتلط بہ نبات الارض پانی کہ ہم نے آسمان سے اتارا تو اس کے سبب زمین سے اگنے والی چیزیں سب</p>		
<p>مما یأکل الناس والانعام حتی اذا اخذت کشتی ہو کر نکلیں جو کچھ آدمی اور چہرہ پائے کھاتے ہیں یہاں تک کہ جب زمین نے پانی</p>		
<p>منزل ۳</p>		

ہو تا ہی نہیں۔ لہذا یہ قید اتفاق نہیں اجرازی ہے۔ ۵۔ اس میں بھی خیر ہے کہ تمہارے فسادات سے اسلام رک نہ سکے گا بلکہ اس سے تم پر ہی وبال پڑے گا ایسا ہی ہوا سورج کو چھوٹیں مارنے سے سورج نہیں بجھتا چھوٹنے والا ہی مکتا ہے ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا کا سامان کافر کے لئے بعد موت کام نہیں آتا، لیکن مومن کو اس کی دنیا بعد موت بلکہ قیامت میں بھی کام آئے گی وہ دنیا میں صدقہ جاریہ کر کے جاتا ہے بلکہ خود بھی دنیا کو اللہ کے لئے استعمال کرتا ہے۔ جس پر ثواب کا مستحق ہوتا ہے۔ ۷۔ خیال رہے کہ کافر کی زندگی حیات دنیا ہے اور مومن کی زندگی دینی زندگی ہے، کیونکہ کافر کی زندگی خودی کے لئے ہے اور مومن کی زندگی خدا کے لئے ہے مصلحتی و مصلحتی لیلاً و نعلین لہذا یہاں کفار کی زندگی کی یہ مثال بیان ہو رہی ہے مومن کی زندگی دنیا و آخرت میں قائمہ مند ہے، اللہ نصیب فرمادے۔

۱۔ دنیاوی زندگی کو بارش کے پانی سے تشبیہ چند وجہ سے دی گئی ہے، اولاً ”یکونتم“ تلاب کا پانی قبضہ میں ہوتا ہے مگر بارش کا پانی قبضہ میں نہیں ہوتا، ایسے ہی دنیا کے حالات ہمارے قبضہ سے باہر ہیں، دوسرے یہ کہ بارش کبھی ضرورت سے زیادہ آجاتی ہے، کبھی کم، کبھی بالکل نہیں، ایسے ہی دنیا کا حال ہے۔ تیسرے یہ کہ بارش آنے کا وقت معلوم نہیں ہوتا ایسے ہی دنیا ہے چوتھے یہ کہ اگر بارش نہ ہو تو مصیبت، اگر زیادہ ہو تو آفت، ایسے ہی دنیا ہے، تو تکلیف زیادہ ہو تو آفت ہے۔ ۴۔ ایسے ہی کافر بہت مشقت سے دنیا جمع کرتا ہے، جب جمع ہو جاتی ہے، تو کھتا ہے کہ اب یہ میری ہو چکی، ہر طرح اس پر تصرف کروں گا کہ اچانک یا تو مرجاتا ہے یا دنیا اس سے

ایسی رخصت ہو جاتی ہے کہ کف الشوس ملتا رہ جاتا ہے، خیال رکھو کہ بارش کا پانی بارغ میں پڑ کر پھول اگاتا ہے۔ اور خار میں پہنچ کر کاٹنے، دنیا کافر کے پاس پہنچ کر کفر بڑھاتی ہے اور مومن کے پاس جا کر ایمان میں برکت دیتی ہے، ابو جہل نے مال سے دوزخ خرید لیا، عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس مال سے جنت، بلکہ وہاں کا کوثر خرید لیا، یہ تشبیہ مرکب ہے اور نہایت اعلیٰ ہے۔ ایسے ہی دنیا اکثر ایسے وقت دھوکا دے جاتی ہے۔ جب اس کی بہت ضرورت ہوتی ہے۔ اور جب اس کے قبضہ میں آجائے کی امید قوی ہو چکتی ہے۔ اس کا دن رات مشاہدہ ہو رہا ہے لہذا اس پر کبھی گھمنڈ نہ کرنا چاہیے۔ ۴۔ یعنی دنیا کی ناپائیداری اور یہاں مصیبتوں کا اچانک آ جانا بھی عقلمند کو درس عبرت دیتا ہے۔ اس سے ان کا ایمان اور قوی ہو جاتا ہے۔ بلکہ بہت سے قافل دنیا کو کراچی آکھیں کھول لیتے ہیں رب کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ ۵۔ دارالسلام سے مراد جنت ہے جہاں موت اور تمام امراض سے سلامتی اور امن ہے۔ جنت کا اول عطا درمیان رضا آخر بقا ہے۔ یا دارالسلام حضور کا اور مقبول بندوں کا دل ہے، جو سلام یعنی رب تعالیٰ کا گھر ہے اور نفسانی صیوب، حسد، کینہ وغیرہ سے پاک ہے۔ ۶۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ رسول کا بلانا اللہ کا ہی بلانا ہے۔ کیونکہ انہیں حضور بلائے تھے۔ مگر رب نے فرمایا کہ اللہ بلاتا ہے۔ دوسرے یہ کہ جنت سلامتی کا گھر ہے کہ وہاں نہ فنا ہے نہ کوئی آفت، نہ مصیبت تیسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ کی دعوت تو عام ہے مگر اس کی ہدایت خاص ہے۔ بلایا سب کو جا رہا ہے مگر ہدایت کسی کسی کو ملتی ہے۔ سیدھی راہ سے مراد اسلام ہے جو جنت کا سیدھا راستہ ہے۔ ۷۔ بھلائی و احسان سے مراد ایمان و تقویٰ ہے کہ ایمان دل کی بھلائی ہے اور تقویٰ جسم کی بھلائی۔ یا احسان سے مراد اخلاص فی العبادت ہے۔ حضور نے فرمایا کہ احسان یہ ہے کہ تو نماز ایسی پڑھے کہ تو رب کو دیکھ رہا ہے ورنہ ایسی پڑھ کہ رب تجھے دیکھ رہا ہے۔ سبحان اللہ! ۸۔ حسنی سے مراد جنت ہے

یونس ۱۱

۳۳۶

بہشتی دنوں ۱۱

الْأَرْضُ زُخْرُفُهَا وَآرِيتُ وَطَنَ أَهْلِهَا أَنَّهُمْ

سنگارے لیاٹ اور خوب آراستہ ہو گئی اور اس کے ملک سمجھے کہ

قُدْرُونٌ عَلَيْهَا أَنَّهُمْ آمَرْنَا لَيْلًا وَأَنْهَارًا فَجَعَلْنَاهَا

یہ ہمارے بس میں آگئی ہمارا حکم اس پر آ یا رات میں یا دن میں نہ تو ہم نے اسے

حَصِيدًا كَانَ لَمْ تَغْنِ بِالْأَمْسِ كَذَلِكَ نَقْصِلُ

کر دیا کافی ہوتی تو کمال قصی ہی نہیں نہ ہم یوں ہی آئیں مفصل

الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۝ وَاللَّهُ يَدْعُو إِلَى دَارِ

بیان کرتے ہیں نور کرنے والوں کیلئے اور اللہ سلامتی کے گھر کی طرف

السَّلَامِ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝

پکارتا ہے اور جسے چاہے سیدھی راہ چلاتا ہے نہ

لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ وَلَا يَرْهَقُ

بھلائی والوں کیلئے بھلائی ہے اور اس سے بھی زائد اور ان کے منہ پر نہ

وَجُوهَهُمْ قُتِرٌ وَلَا ذِلَّةٌ ۚ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۖ

ہرگز کسی سیاہی اور نہ خواری نہ وہی جنت والے ہیں

هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ وَالَّذِينَ كَسَبُوا السَّيِّئَاتِ جَزَاءُ

وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے نل اور جہنم میں ہر پل کی توبہ کی کا بدلہ

سَيِّئَةٍ يَمْشِيهَا وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۚ مَا لَهُمْ مِّنَ اللَّهِ مِنْ

ابی جیسا اور ان پر ذلت ہرگز کی نہ انہیں اللہ سے بچانے والا کوئی

عَاصِمٍ ۚ كَانُوا أَغْشِيَتْ وَجُوهَهُمْ قِطْعَانِ اللَّيْلِ

نہ ہو گا نہ گویا ان کے جہروں پر اندھیری رات کے ٹکڑے پڑھا لیتے

مُظْلِمًا ۚ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝

میں نہ وہی دوزخ والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے

مغل ۲

اور زیادہ سے مراد دیدار الہی کیونکہ یہ کسی عمل کی جزا نہیں۔ یا حسنی سے مراد اعمال کی جزا اور زیادہ سے مراد زیادتیاں۔ جیسے ایک گاؤں گنایا اس سے بھی زیادہ ۹۔ بلکہ مومن کے منہ انشاء اللہ اچیلے ہوں گے، اولیاء اللہ کے منہ چمکیلے، انبیاء کرام اور خاص محبوبوں کے چہرے سورج سے زیادہ نور ہوں گے۔ لہذا چہروں سے مرتبوں کی پچکان بھی ہو جائے گی۔ ۱۰۔ نہ موت پاکر لکھیں نہ زندہ رہ کر، معلوم ہوا کہ جو شخص جزا و ثواب کے لئے جنت میں داخل ہو جائے گا وہاں سے نکلا نہ جائے گا۔ آدم علیہ السلام اور معراج میں ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ثواب و جزا کے لئے جنت میں تشریف نہ لے گئے تھے لہذا آیات میں تعارض نہیں۔ یہ آیت حدیث معراج کے خلاف نہیں، اللہ یہاں برائیوں سے مراد عقیدے کی برائیاں ہیں نہ کہ اعمال کی۔ کیونکہ جو سزایاں ہو رہی ہے وہ کفار کی ہے۔ بد عملی سے مومن

دورخ میں ان کے ساتھ ہوں گے حتیٰ کہ سورج و چاند بھی وہاں ہوں گے ۸۔ ان کافروں سے پوچھو، بطور سرزنش، 'معلوم ہوا کہ ہر پوچھتا' پوچھنے والے کی بے علمی کی بنا پر نہیں ہوتا یہ سوال اقرار کرانے کے لئے ہے ۹۔ سالوں سے بارش برسا کر، اور زمین سے سبزہ اگا کر لقا یہ آیت اس کے خلاف نہیں۔ رَبِّی السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۱۰۔ عَزَّوَجَلَّ سب کا مدح آسان ہے مگر زمین بعض کا خزانہ ہے ۱۱۔ تمہارے کان، آنکھیں اور ان کی قوتیں کس کے قبضہ میں ہیں کہ جب چاہے تمہیں دے دے اور جب چاہے تم سے چھین لے معلوم ہوا کہ اپنی بے بسی سے رب کی قدرت، یعنی محتاجی سے رب کی غنا معلوم ہوتی ہے صوفیہ فرماتے ہیں جس نے اپنے کو پہچان لیا اس نے رب تعالیٰ کو پہچان لیا۔ ۱۲ انسان کو نفع سے اور نفع انسان سے، مومن کافر سے اور کافر مومن سے، جاہل عالم سے اور عالم جاہل سے ۱۳ یعنی کفار رب تعالیٰ کو

01.01.2019

۲۲ | ۱۳۳۷

انہی بات پرستی کے درست ہونے کی کوئی دلیل نہیں صرف اسی لئے کرتے ہیں کہ ان کے باپ دادا سے کرتے چلے آئے ہیں۔ معلوم ہوا کہ سب دین کو خود اپنے منہ سے بے یقین نہیں ہوئے۔ یہاں اکثر اس لئے فرمایا گیا کہ بعض بیت برت وہ بھی تھے جن کو اپنے جیسے ہوئے اور اسلام کے سچے ہونے کا یقین کامل تھا۔ بعض اپنی آمدنی اور عزت قائم رکھنے کے لئے ڈنڈے ہوتے تھے۔ لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ متغیر کے قرآن کے مقابلہ میں اپنے قیاس و گمان گمراہی کا سبب ہیں اور شریعت کے مطابق قیاس و گمان بدایت کا موجب ہیں۔ رب فرماتا: **كُلُوا وَشَرِبُوا مِنْ ثَمَرِهِمْ اِنْ كُنُوا يُؤْمِنُونَ بِالْوَعْدِ الَّذِي بَعَثْنَاكَ بِهٖ** اے وہ عقائد میں بعض گمانوں پر کاربند ہیں حالانکہ مسائل معقدہ تھیں چنانچہ جن کا ماخذ وحی الہی ہے کہ ان کے انکل بگو قیاس و گمان اے کفار کہتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود قرآنی آیات بتا لیتے ہیں

(بقیہ صفحہ ۳۳۸) اور پھر رب کی طرف منسوب فرما دیتے ہیں (نمود اللہ) اس آیت میں ان کی تبلیغ تردید ہے کہ قرآن کی ایک آیت تم سارے قصداً بظاہر سے نہ بن سکی تو حضور تمہارا قرآن کیسے بنا لیتے ہیں۔ جس کی مثل پر انسان قادر نہ ہو۔ وہ خدا کی چیز ہے جیسے سورج، چاند، تارے وغیرہ تو اس ہی دلیل سے تم نے قرآن کا کلام اللہ ہونا جان لیا ہو۔ ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کے بعد کوئی بھی کوئی کتاب آنے والی نہیں کیونکہ قرآن صرف تصدیق کرنا ہے کسی نبی کی بشارت نہیں دیتا۔ پچھلوں کی تصدیق ہوتی ہے اور آنکھ کی بشارت ۱۳۔ معلوم ہوا کہ قرآن میں لوح محفوظ کی پوری تفصیل ہے اور لوح محفوظ میں سارے علوم ہیں اور سارا

قرآن حضور کے علم میں تھا حضور کو رب نے سارے علوم بخشے ۱۴۔ اب جو اس آیت میں شک کرے کہ قرآن میں سارے علوم ہیں وہ اس آیت کا منکر ہے۔ اور جو اس میں شک کرے کہ حضور کو قرآن کا پورا علم ہے وہ اس آیت کا منکر ہے اَلَّذِينَ عَلِمُوا الْقُرْآنَ بِلِسَانٍ فَهَارَتِ اس کی ترتیب اعراب سب کچھ رب کی طرف سے ہیں۔ جو ترتیب سے انکار کرے وہ اس آیت کا منکر ہے

۱۔ کفار کہ قرآن کرم کے حقائق کبھی کہتے تھے کہ حضور نے خود بنا لیا کبھی کہتے کہ انہیں کوئی سکھا جاتا ہے۔ کبھی کہتے تھے کہ شعر ہے۔ کبھی کہتے چاند ہے۔ خلق آیات میں ان کی خلق کو اس کی تردید کی گئی ہے۔ یہاں ان کے پہلے اہتمام کی تردید ہے۔ ۲۔ یعنی چھوٹی سی سورت جو قُلْ مُحَمَّدٌ لِلّٰہِ اِنَّا نَحْنُ غُلَامٌ کے برابر ہو جیسا کہ سورت کی تحمیل سے معلوم ہوتا ہے، ثابت ہوا کہ قرآن بے مثل ہے

۳۔ ایسے ہی قرآن والے محبوب بے مثل ہیں بلکہ ان کی انواع مطہرات بھی بے مثل ہیں۔ رب فرماتا ہے اَلَّذِينَ يَتْلُونَ الْقُرْآنَ اَنفُسًا اَوْ اَخْرَجُوْا مِنْ اَنْفُسِهِمْ اَلَّذِينَ اَتَتْ ایت بھی اس کی مثل بنائی ہوئی تو آج تک اسے شائع کرتے معلوم ہوا کہ نہ بنی نہ بن سکتی ہے ۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ۱۔ ایک یہ کہ خدا کی مصنوع اور انسانی مصنوع میں فرق یہ ہے کہ جس کی مثل انسان سے بن سکے وہ انسانی چیز ہے ورنہ خدا کی مصنوع ہے۔ کجی و گیس انسانی چیزیں ہیں جتنو خدا کی مصنوع ہے دوسرے یہ کہ ماسوا اللہ کو مدد کے لئے بلانا جائز ہے ۴۔ یا تو اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ کفار نے قرآن کا بے سوچے سمجھے انکار کر دیا محض اندھی تقلید میں یا یہ مطلب ہے کہ ایسی کتاب اعظم کا انکار کیا جس کے علوم و حکمتوں کو عقل انسانی نہیں کھیر سکتی۔ ۵۔ یعنی قرآن کرم فصاحت و بلاغت میں بھی مجرب ہے اور غیبی خبریں دینے میں بھی۔ ان بد نصیبوں نے قرآنی خبروں کے وقوع کا انتظار تو کیا ہوتا۔

۶۔ ایسے ہی انکا انجام بھی ہو گا یا ہونا چاہیے اور اس سے

۳۳۹

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ	۳۳۹	یونس
اَفْتَرٰہُ قُلٌّ فَاَتٰہُ اِسْمٰوۃٌ مِّثْلُہٗ وَاَدْعٰوۃٌ اَسْتَطَعَتْ اسے بنالیا ہے تم فراد تو اس میں ایک سورۃ آؤں اور اشد کوہم ذکر کر دوں بھی		
مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۱﴾ بَلْ کَذَّبُوْا بِہَا سب کو بلاؤں گے اگر تم سچے ہو بلکہ اسے بھلا دیا جس		
لَمْ یُحِیْطُوْا بِعِلْمِہٖ وَلَکِنَّا یٰۤاٰیٰتِہُمْ تَاوِیْلُہٗ ۚ کَذٰلِکَ کے علم پر قابو نہ پایا کہ اور ابھی انہوں نے اس کا انجام انہیں نہ دکھا ایسے		
کَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِہُمْ فَاَنْظُرْ کَیْفَ کَانَ عٰقِبَۃُ اسی ان سے انہوں نے بھلا دیا تھا تو دیکھو فالوں کا کیسا انجام		
الظّٰلِمِیْنَ ﴿۲﴾ وَمِنْہُمْ مَنْ یُّؤْمِنُ بِہٖ وَمِنْہُمْ مَنْ لَا ہوا اللہ اور ان میں کوئی اس پر ایمان لاتا ہے اور ان میں کوئی اس پر		
یُّؤْمِنُ بِہٖ ۚ وَرَبُّکَ اَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِیْنَ ۚ اِنْ کَانَ کَذٰبُکَ ایمان نہیں لاتا ہے اور تمہارا رب مفسدوں کو خوب جانتا ہے اور اگر وہ نہیں بھلا سکتا		
فَقُلْ لِّیْ عَمَلٌ وَّلَکُمْ عَمَلُکُمْ اَنْتُمْ بِرَبِّیُّوْنَ ۭ مَّا اَعْمَلُ تو فرما دو کہ میرے لئے میری کرنی ہے اور تمہارے لئے تمہاری کرنی نہیں میرے		
وَاَنَا بِرَبِّیْ مُقِمٌّ ۭ تَعْمَلُوْنَ ﴿۳﴾ وَمِنْہُمْ مَنْ یُّسْتَعْمَلُوْنَ کام سے ملتا رہیں اور مجھے تمہارے کام سے تعلق نہیں ہے اور ان میں کوئی وہ ملک جو		
اِلَیْکَ اَفَاَنْتَ تَسْمِعُ الصَّمْرَ وَلَوْ کَاَنُوْا لَا یَعْقِلُوْنَ ﴿۴﴾ تمہاری طرف کان لگاتے ہیں لا تو کیا تم بہروں کو سنا دے گے اگرچہ انہیں عقل نہ ہو		
وَمِنْہُمْ مَنْ یُّنْظِرُ اِلَیْکَ اَفَاَنْتَ تَهْدِی الْعَمٰی ۚ وَلَوْ کَاَنُوْا اور ان میں کوئی تمہاری طرف مکتبہ ہے تلا کیا تم انہیں صول کو راہ دکھاؤ گے اگرچہ وہ		
اَلْاَبْصٰرُ وَاَنْ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَظْلِمُ النَّاسَ شَیْئًا وَّلٰکِنْ نے سوچیں مگر بے شک انہیں کوئی بد نہ کرنا تھا ہاں لوگ ہی		
منزل		

معلوم ہوا کہ قیاس برحق ہے۔ یعنی علت مشترکہ کی وجہ سے حکم مشترک کرنا جو قیاس کا انکار کرے اور وہ ان آیات کا منکر ہے۔ اس میں غیبی خبر ہے کہ موجودہ کلمہ والے نہ تو سارے ایمان لائیں گے نہ سارے ایمان سے محروم رہیں گے اور ایسا ہی ہوا اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بڑی سے بڑی مفید چیز سے بھی تمام لوگ فائدہ نہیں اٹھاتے۔ سورج سے چمکاؤ اور بارش سے شور زمین فائدہ نہیں اٹھاتی ۸۔ یعنی قرآن کے مکرین بعض غلط فہمی میں مبتلا ہیں اور بعض حد و ملامت میں پہلوں کو ہدایت مل سکے گی۔ دوسروں کو نہیں کیونکہ یہ مفسدین ہیں ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے حضور کی نیکیاں ہم گناہر مسلمانوں کا پیرا پار کر دیں گی۔ حضور کی نیکیاں کفار کے کام نہ آئیں گی کیونکہ اس مضمون کو کھذیب پر مشتمل کیا گیا۔ حضور نے اپنی امت کی طرف سے قربانی کی اور ہماری شفاعت فرمائیں گے ۱۰۔ معلوم ہوا کہ نبی

(بقیہ صفحہ ۳۳۹) کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسلمان سے بری نہیں بلکہ انشاء اللہ اس کی نیکیاں قبول کرانے گناہ بخشوانے کے ذمہ دار ہیں رب فرماتا ہے۔ عَنِیْنِ مَا عَنِتُمْ تَمَارَے گناہ ان کے ذمہ ہیں۔ تفسیر روح البیان میں اس آیت کی یہ بھی ایک قراءۃ بیان فرمائی اور یہ معنی کے دیکھو روح البیان زیر آیت کَذٰلَکَ جَعَلْنٰکُمْ ذُرِّیَّۃً یَّاهِیَا مُطَلَب ہے کہ اے کافرو! میرے اعمال سے تم کو فائدہ نہیں اور تمہارے اعمال سے مجھے نقصان نہیں۔ مسلمان حضور کے اعمال سے فائدہ اٹھائیں گے الہ یعنی تمہارا کلام خوب غور سے سنتے ہیں مگر قبول کرنے کے لئے نہیں بلکہ عیب نکالنے کی نیت سے اور مذاق اڑانے کے لئے اس سے معلوم ہوا کہ وہی سنا فائدہ مند ہوتا ہے جو ماننے

کی نیت سے سنا جائے حضور کو دیکھنا صحابی بنا دیتا ہے مگر ہر دیکھنا نہیں، جو محبت و ایمان سے ہو، ماں باپ اور عالم دین کا چہرہ دیکھنا عبادت ہے مگر وہ دیکھنا جو محبت سے ہو ۱۲۔ اس آخری عبارت سے معلوم ہوا کہ یہاں بہروں سے مراد دل کے بہرے ہیں یعنی کفار، ورنہ کان کے بہرے کبھی عاقل بھی ہوتے ہیں۔ ۱۳۔ یعنی صرف دماغ والی آنکھوں سے، دل کی آنکھوں سے نہیں جس سے صحابی بن جائے۔ جو حضور کو محمد بن عبد اللہ ہونے کے لحاظ سے دیکھے وہ محروم ازلی ہے اور جو محمد رسول اللہ ہونے کے لحاظ سے دیکھے وہ جنتی ہے اس لئے ان دیکھنے والوں کو اللہ نے اندھا فرمایا یعنی دل کے اندھے جنہیں ہدایت نہ نصیب ہو سکے۔ ۱۴۔ معلوم ہوا کہ جمال مصطفیٰ کو دیکھنے والی نگاہ اور ہوتی ہے جس سے یہ اندھے ہیں وہی نگاہ انسان کو صحابی بناتی ہے، ورنہ ابو جہل نے حضور کو دیکھا مگر صحابی نہ بنا کیونکہ اس نے اس نگاہ سے نہ دیکھا جو نبی کو دیکھنے کی ہے، ہم ماں کو اور نظریے دیکھتے ہیں، بہن کو اور نظریے، بیوی کو اور نظریے، ایسے ہی حضور کو اور نظریے سے دیکھو ۱۵۔ اس لئے اس نے ہدایت کے لئے انبیاء بھیجے اور ان پر وحی اتاری تاکہ جسمانی پرورش کی طرح روحانی پرورش بھی فرمادے

۱۔ کہ کفر کر کے اپنے نفس کو دوزخ کا مستحق کر لیتے ہیں، اپنے پر ظلم کرنے والا، دوسروں پر ظلم کرنے والوں سے زیادہ ظالم ہے کیونکہ اپنے نفس کا حق ہم پر سب سے زیادہ ہے ۲۔ اس ترجمہ میں اس جانب اشارہ ہے کہ اس ٹھہرنے سے دنیا میں ٹھہرنا مراد ہے نہ کہ قبر میں رہنا۔ لہذا معتزلہ اس سے عذاب قبر کی نفی پر دلیل نہیں پکڑ سکتے۔ دنیا آخرت کے مقابلہ میں ایک گھڑی ہے ۳۔ نہ کہ رات کی ایک گھڑی، کیونکہ دن کی گھڑیاں ہر شخص کو محسوس ہوتی ہیں، رات کی گھڑیاں محسوس نہیں ہوتیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن اپنی دنیاوی زندگی کا اندازہ صحیح کرے گا۔ مومن ہوش میں ہو گا کافر عقل و حواس کو بچکے ہوں گے ۴۔ قیامت کے حالات مختلف ہوں گے۔ ایک وقت تو

یونس ۱۰

۳۴۰

یعتقدون ۱۱

النَّاسَ اَنْفُسُهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝۱۰ وَیَوْمَ یَحْشُرُهُمْ کَانَ لَمْ

اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں ۱۰۔ اور جس دن انہیں اٹھائے گا گویا دنیا

یَلْبَثُوْا اِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهْرِ فَيَتَعَارَفُوْنَ بَیْنَهُمْ قَدْ

میں نہ رہے تھے نہ عجز اس دن کی ایک گھڑی تھ آپس میں پہچان کریں گے لگے کہ

خَسِرَ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَمَا کَانُوْا مُّہْتَدِیْنَ ۝۱۱

پلورے گھاتے ہیں سب وہ جنہوں نے اللہ کے لئے کو جھٹلایا اور ہدایت پر نہ تھے

وَلَمَّا نُرِیْکَ بَعْضَ الَّذِیْ نَعِدُہُمْ اَوْ تَنۢوِیۡتَکَ فَاَلِیۡنَا

اور اگر ہم نہیں دکھا دیں کہ وہ اس میں سے جو ہمیں وعدہ ہے پس میں نہیں پہنچے ہی اپنے

مَرۡجِعِہُمْ ثُمَّ اللّٰهُ شَہِیۡدٌ عَلٰی مَا یَفْعَلُوْنَ ۝۱۲ وَلِلّٰہِ

پاس بلا پس نہ پہنچاں انہیں ہماری طرف پلٹ کر آنا ہے نہ پھر اللہ گواہ ہے اپنے کئے کا

اُمۃٌ رَّسُوْلٌ فَاِذَا جَآءَ رَسُوْلُہُمْ قَضٰی بَیۡنَهُمۡ بِالْقِسْطِ

ہر اور ہر امت میں ایک رسول بوائے جب ان کا رسول ان کے پاس آنا ہر انصاف کا

وَهُمْ لَا یَظْلِمُوْنَ ۝۱۳ وَیَقُولُوْنَ مَتٰی ہٰذَا الْوَعْدُ اِنْ کُنۡتُمْ

ظلم کرنا یا نہ ادا کرنا ہوتا اور کہتے ہیں یہ وعدہ کب آئے گا لگے اگر تم

صٰدِقِیۡنَ ۝۱۴ قُلْ لَا اَیۡلَکَ لِیۡنَفْسِیۡ ضَرًّا وَّلَا نَفَعًا اِلَّا مَا شَآءَ

مجھے ہر حال میں نہ فرماؤ میں اپنی جان کے برے بچنے کا (ذاتی) اختیار نہیں رکھتا مگر جو

اللّٰہُ لَکِنِّ اُمۃٌ اَجَلٌ اِذَا جَآءَ اَجَلُہُمْ فَلَا یَسۡتَآخِرُوْنَ

اللہ چاہے نہ ہر گز وہ کا ایک وعدہ ہے بلکہ جب ان کا وعدہ آئے گا تو ایک گھڑی

سَاعَةً وَّلَا یَسۡتَفۡقِیۡمُوْنَ ۝۱۵ قُلْ اَرَاۤیۡتُمْ اِنْ اَنۡتُمْ عِنۡدَیۡہِ

نہ بچے نہیں نہ آگے ہر میں نہ تم فرماؤ بھلا بناؤ تو اگر اس کا عذاب تم پر

یَآتَا اَوْ نَهَارًا مَّاذَآ یَسۡتَعِیۡلُ مِنْہِ الْمَجۡرِمُوْنَ ۝۱۶

رات کو آئے یا دن کو رات کو تو اس میں وہ کو کسی چیز سے کہ ہر روز کو جس کی بھری ہے

مَنْزِل

ایک دوسرے کو پہچانیں گے دوسرے وقت نہ پہچانیں گے لہذا آیات میں کوئی تعارض نہیں کیونکہ کفار قیور سے اٹھتے وقت ایک دوسرے کو پہچانیں گے، پھر وحشت قیامت میں نہ پہچان سکیں گے ۵۔ کافر اپنی تجارت میں بڑے گھاتے میں رہا کہ اس نے ایمان چھ کر کفر اور آخرت چھ کر دنیا اختیار کی۔ ۶۔ خیال رہے یہاں دکھانے سے مراد اس حیات ظاہری شریف میں دکھانا ہے ورنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بعد وفات بھی تمام عالم کو کف دست کی طرح ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ ہر ایک کا سلام سننے اور جواب دیتے ہیں ۷۔ یہاں دکھانے کے مقابلہ میں نہ دکھانا ارشاد نہ فرمایا بلکہ وفات دنیا ارشاد ہوا کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ حضور وفات کے بعد دنیا سے بے خبر ہیں۔ ۸۔ مجبوراً موت کے بعد خیال رہے کہ رب کی طرف اختیاری طور پر رجوع کرنا باعث ثواب ہے، اضطراری رجوع تو کافروں کو بھی ہو گا ۹۔ یہاں وہ امتیں مراد

۱۔ یعنی عذاب دیکھ کر ایمان لانا قبول نہیں ہو تا۔ پس علیہ السلام کی قوم علامات عذاب دیکھ کر ایمان لے آئی تھی اس لئے ان کی توبہ قبول ہو گئی اور فرعون کی نہ ہوئی
۲۔ کفار سے یہ فرمایا جانا حشر میں ہو گا نہ کہ قبر میں کیونکہ قبر کا عذاب دائمی نہیں اس لئے یہاں تم فرمایا گیا۔ لہذا اس آیت سے یہ دلیل پکڑنی کہ عذاب قبر کی کوئی حقیقت نہیں غلط ہے ۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ کفار کو قیامت میں نیکیاں نہ کرنے اور گناہ کرنے کا بھی عذاب ہو گا جیسا کہ تَحْشُرُونَ سے معلوم ہوا کیونکہ کفار عذاب کے لحاظ سے اعمال کے مکلف ہیں رب فرماتا ہے كَاذِبًا هُمْ وَمِنَ الْمُفْسِدِينَ دوسرے یہ کہ کفار کے چھوٹے بچوں کو عذاب نہ ہو گا کیونکہ لا

سے معلوم ہوا کہ عذاب صرف بد عمل یا کفر سے ہو گا ۴۔ یعنی عذاب دنیا یا عذاب آخرت جس کا آپ ہم سے وعدہ فرماتے ہیں۔ یہ سوال مذاق کے طور پر تھا۔ اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بزرگوں سے مذاق کے طور پر باتیں پوچھنا کفار کا طریقہ ہے کیونکہ ان کفار کا یہ سوال پوچھنے کے لئے نہ تھا۔ دوسرے یہ کہ ایسے بے ہودہ سوالات کے جوابات دینا بھی سنت نبی ہے کیونکہ یہ بھی تبلیغ ہی ہے۔ تیسرے یہ کہ جواب سوال سے زیادہ دینا بہتر ہے جبکہ اس میں نفع ہو۔ ۶۔ رب کے عذاب سے بچنے کی تدبیر صرف اس کی اطاعت ہے وہاں زور و زکام نہیں آتا زاری کام آتی ہے۔ ۷۔ ظالم سے مراد کافر و مشرک ہے جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے ۸۔ یہ ایک وقت ہو گا اور دوسرے وقت وہ لوگ اپنی پشیمانی ظاہر کر دیں گے لہذا آیات میں تعارض نہیں۔ رب فرماتا ہے يَوْمَ يَقَعُ الظَّالِمُ عَلَى يَدَيْهِ يَقُولُ يَلَيْتَنِی اَتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيْلًا ۹۔ خیال رہے کہ قانون کے مطابق فیصلہ فرماتا انصاف ہے، کفر و شرک کی سزا دائمی عذاب قانون ربانی کے مطابق ہے لہذا یہ عین انصاف ہوا۔ اس لئے آیت پر اعتراض نہیں کہ چند سال کے کفر کی سزا دائمی عذاب ظلم ہے، معاذ اللہ ۱۰۔ لہذا کافر کسی چیز کا مالک نہ ہو گا دنیا میں بھی ان کی ملکیت ظاہری ہے۔ رب کی چیزوں کے مالک اس کے پیارے بندے ہیں اور ہوں گے۔ ۱۱۔ معلوم ہوا کہ رب کے وعدوں میں جھوٹ کا امکان بھی ماننا جاہلوں کا کام ہے۔ رب کے سارے وعدے یقیناً سچے ہیں جن کا خلاف ہونا محال بالذات ہے ۱۲۔ اے کافر بعد موت جبراً رب ہی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ مومن تو دنیا میں بھی رب کی طرف راضی تھا۔ نیز مومن جبراً لے جایا نہیں جاتا وہ تو خوشی خوشی یہ کہتا ہوا جاتا ہے ع۔ یار خداں! رود بجانب یار ۱۳۔ ہر زمانے کے اور ہر زمین کے لوگو! کیونکہ قرآن کریم تمام کے لئے آیا ہے سورہ کی روشنی پہلی کتابیں چراغ تھیں قرآن کریم سورج ہے ۱۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن دلی

وَلَا يَنْفَعُ الظَّالِمِينَ اَعْمَالُهُمْ

یونس ۱۰	۳۲۱	یسنون رون ۱۱
<p>اَلَمْ اِذَا مَا وَقَعَ اَمْنٌ مِّنْ رَبِّهٖ اَلَنْ وَقَدْ نُنْتَمِیْهِ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۸۱﴾</p> <p>تو کیا جب ہو پڑے گا اس وقت اس کا یقین نہ کر دے گا اب ماننے ہوئے تو اس کی ہڈی چلبے تھے</p> <p>تَمْرِیْلٍ لِّلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا وَفَوَ اَعْدَابُ الْخُلْدِ هَلْ تُجْزَوْنَ</p> <p>پھر ظالموں سے کہا جائے گا بیشہ عذاب کچھ نہ نہیں کچھ اور بدارشے گا</p> <p>اَلَا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۸۲﴾ وَیَسْتَبْشِرُوْنَكَ اَحَقُّ هُوَ قَوْلٌ</p> <p>مگر وہی جو کہتا تھے کہ اور تم سے بدتر تھے میں کیا وہ حق ہے کہ تم ہراؤ</p> <p>اِیْ وَرَبِّیْ اِنَّهٗ لَحَقُّۙ وَمَا اَنْتُمْ بِمُعْجِزِیْنَ ﴿۸۳﴾ وَلَوْ اَنَّ</p> <p>ہاں میرے رب کی قسم بے شک وہ ضرور حق ہے کہ اور تم کو کچھ تھکا نہ سکو گے اور اگر</p> <p>لِکُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِی الْاَرْضِ لَا فُتْدَتْ بِهٖ وَاَسْرَوْا</p> <p>ہر ظالم جان و زمین میں جو کچھ ہے سب کی مالک ہو تی ضرور اپنی جان چھوڑنے میں دستی</p> <p>اَلنَّدَامَةُ لِّمَنۢ لَّارَا وَاَلْعَذَابُ وَفُضِیۡ بَیْنَهُمۡ بِالْقِسْطِ</p> <p>اور دل میں پھلے پھلے پشیمان ہوئے کہ جب عذاب بچھا اور ان میں انصاف سے فیصلہ کر</p> <p>وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ﴿۸۴﴾ اَلَا اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ</p> <p>دیا گیا اور ان پر ظلم نہ ہو گا سن لو بیشک اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے</p> <p>وَالْاَرْضِ اَلَا اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَلٰكِنْ اَكْثَرُهُمْ لَا</p> <p>اور زمین میں سن لو بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے مگر ان میں اکثر کو غیر</p> <p>یَعْلَمُوْنَ ﴿۸۵﴾ هُوَ یُحْیِیۡ وَیُمِیْتُۙ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۶﴾</p> <p>نہیں اللہ اور وہ جلاتا اور مارتا ہے اور اس کی طرف پھرو گے</p> <p>یَاۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَ نَکْمٌ مِّنْ عِظَةِ مَّنۢ لَّکُمْ وَشَفَاۤءٌ</p> <p>اے لوگو! تلہ ہلہ سے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آئی اور دواں</p> <p>لِّمَنۢ فِی الصُّدُوْرِ وَهَدٰیۙ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۸۷﴾</p> <p>کی صحت تلہ اور ہدایت اور رحمت ایمان والوں کے لئے</p>		
مَنْزِل ۲		

بیماریوں کی شفا ہے رب فرماتا ہے شَفَاۤءٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ لَٰذَا قَرَأْنِیْ سے دم و درد، تنوید کرنا جائز ہے۔ قرآن کریم جیسے روحانی بیماریوں کا علاج ہے ایسے ہی جسمانی بیماریوں کا بھی علاج ہے۔ اگر کسی کو لوگدھا کہ دیا جائے تو وہ غصہ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ جب جانوروں کے نام میں یہ تاثیر ہے تو رب کے نام میں بھی دفع مرض کا اثر ضرور ہے ۱۵۔ یہاں قرآن کریم کی چار صفات مذکور ہیں چونکہ ان صفات سے فائدہ صرف مسلمان ہی اٹھاتے ہیں اس لئے انہی کا ذکر فرمایا گیا۔ ورنہ قرآن کریم تو سارے عالم کے لئے ہدایت و شفا ہے

۱۔ بعض علماء نے فرمایا کہ اللہ کا فضل حضور ہیں اور اللہ کی رحمت قرآن کریم۔ رب فرماتا ہے۔ وَتَعَالَى اللَّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ اور بعض نے فرمایا کہ اللہ کا فضل قرآن ہے اور رحمت حضور ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ۲۔ معلوم ہوا کہ قرآن مجید کے نزول کے مہینے یعنی رمضان میں اور حضور کی ولادت کے مہینے یعنی ربیع الاول میں خوشی منانا عبادت کرنا بہتر ہے کیونکہ رب کی رحمت ملنے پر خوشی کتنی چاہیے اور حضور تو رب کی بڑی اعلیٰ نعمت ہیں یہ خوشی رب کی نعمتوں کا شکر ہے ۳۔ یعنی یہ خوشی منانا دنیا کی تمام نعمتوں سے بہتر ہے کیونکہ یہ خوشی عبادت ہے جس کا ثواب بے حساب ہے۔ ۴۔ اللہ تعالیٰ کی حلال چیزوں کو حرام سمجھنا بھی

بھی گمراہی ہے اور حرام چیزوں کو حلال سمجھنا بھی گمراہی ہے۔ لہذا محفل میلاد شریف و یزیدوں کی فاتحہ وغیرہ کو بلا دلیل شرعی حرام سمجھ لینا بے دینی ہے۔ اس قسم کے لوگوں کو اللہ نے فرمایا کہ میرے لوگ رب تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں ۵۔ کفار، بھیرے، سائبے، وید وغیرہ جنوں پر چھوڑے ہوئے جانوروں کو حرام سمجھتے تھے ان پر عکاب فرماتے کہ لے یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ یہ جانور حلال ہیں، انہیں حرام جانا اللہ پر بہتان باندھنا ہے۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ غیر خدا کے نام پر پالا ہوا یا چھوڑا ہوا جانور حرام نہیں اگر اللہ کے نام پر ذبح کر دیا جاوے اور ذابح مسلمان ہو تو حلال ہے۔ دوسرے یہ کہ محفل میلاد شریف بیکار ہویں شریف اور ایصال ثواب کے کھانے حرام نہیں۔ انہیں حرام کہنے والے اللہ پر افزا باندھتے ہیں۔ اللہ کے نام کی برکت سے حلال چیز حرام نہیں ہو جاتی۔ تیسرے یہ کہ بھوک بڑا مال کرنی حرام ہے کہ اس میں اللہ کے حلال رزق کو اپنے پر حرام کر لینا ہے اور اگر اس سے مرگیا تو حرام موت مرے گا۔ چوتھے یہ کہ کھیل کود، تماشا، سود، فوٹو وغیرہ کو حلال کرنے کی کوشش کرنے والے اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں، جسے رب نے حرام کر دیا۔ ہم حلال کرنے والے کون ہیں۔ ۶۔ اس سے موجودہ وہابی عبرت پکڑیں جو جوئے، شراب، سنہا پر ناراض نہیں ہوتے۔ اگر ناراض ہوتے ہیں تو حضور کے ذکر خیر یا ایصال ثواب پر ۷۔ کہ ان میں انبیاء کرام۔ اولیاء اللہ، علماء پیدا فرما کر انہیں حلال و حرام سے واقف فرما دیا۔ ۸۔ اس آیت سے دو باتیں معلوم ہوتیں۔ ایک یہ کہ تمام مخلوق سے زیادہ احسان اللہ نے انسانوں پر فرمایا کہ انہیں عقل بخشی۔ ان میں اولیاء انبیاء بھیجے دوسرے یہ کہ تمام مخلوق سے زیادہ شاکر انسان ہے کہ انسان کے سوا کوئی مخلوق کافر نہیں کسی مخلوق میں بد عملی نہیں بجز جنت۔ تیسرے یہ کہ ہمیشہ شاکرین تھوڑے اور ناشکری زیادہ ہوتے ہیں ۹۔ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر آن ہر حال

قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ

تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت سے اسی پر چاہیے کہ خوشی کریں نہ وہ

خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ ۱۰ قُلْ أَرَأَيْتُمْ مَا أَنزَلَ اللَّهُ

ان کی سب دھن دولت سے بہتر ہے نہ تم فرماؤ بھلا بتاؤ نہ وہ جو اللہ نے

لَكُمْ مِنْ رِزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِنْهُ حَرَامًا وَحَلَالًا قُلْ

تمہارے لئے رزق اتنا اس میں تم نے اپنی طرف سے حرام اور حلال ٹھہرایا کہ تم فرماؤ

اللَّهُ أَذِنَ لَكُمْ أَمْ عَلَى اللَّهِ تَفْتَرُونَ ۱۱ وَمَا ظَنُّ

لہذا اللہ نے اس کی نہیں امتحان دی یا اللہ پر جھوٹ باندھتے ہو اور کیا گمان

الَّذِينَ يَقْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ

ہے ان کا جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں کہ تمہارے میں ان کا کیا حال ہوگا

إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ

بیشک اللہ لوگوں پر فضل کرتا ہے مگر اکثر لوگ

لَا يَشْكُرُونَ ۱۲ وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَمَا تَتْلُوا مِنْهُ

کچھ نہیں کہتے نہ اور تم کس کام میں ہوگے اور اسکی طرف سے کلمہ

مِنْ قُرْآنٍ وَلَا تَعْمَلُونَ مِنْ عَمَلٍ إِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ

قرآن پڑھو اور تم لوگ کوئی کام نہ کرو ہم تم پر نگاہ کرتے ہیں

شَاهِدُونَ إِذْ تَقِفُضُونَ فِيهِ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَبِّكَ

جب تم اس کو شروع کرتے ہو تو اللہ ہمارے رب ذرہ بھر کوئی

مِنْ مِّثْقَالٍ ذَرَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَلَا

چیز غائب ہمیں زمین و آسمان میں اور نہ اس سے

أَصْغَرَ مِنْ ذَلِكَ وَلَا أَكْبَرَ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ۱۳

چھوٹی نہ اور نہ اس سے بڑی کوئی چیز نہیں جو ایک روشن کتاب میں نہ ہوگے

میں اللہ تعالیٰ کی نگاہ کرم میں ہیں رب فرماتا ہے۔ مَا تَدْعُو بِأَلْفِيئَةٍ أَوْ مِائَةٍ أَوْ نِصْفٍ نَّؤْتِيهِمْ ۱۴ اس آیت سے معلوم ہوا کہ تلاوت قرآن بہتر عمل ہے کیونکہ اے خصوصیت سے بیان فرمایا وہ نہ عمل میں تو یہ بھی آیا تھا یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر انسان خیال رکھے کہ مجھے رب دیکھ رہا ہے تو بھی گناہ کی ہمت نہ کرے ۱۵۔ تین آیات یاد رکھو۔ ایک یہ کہ ہر چھوٹی بڑی چیز لوح محفوظ میں ہے دوسرے یہ کہ ساری لوح محفوظ تفصیل وار قرآن شریف میں ہے رب فرماتا ہے يُفَصِّلُ الْكِتَابَ لَكَ ذِيْنُ يَذْكُرُونَ تیسرے یہ کہ سارا قرآن اور قرآنی علوم حضور کے علم میں ہیں رب فرماتا ہے أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ الْغُرَّانَ لہذا سارے علوم حضور کو حاصل ہیں ۱۶۔ تمام علوم لوح محفوظ میں اس لئے لکھ دیئے گئے کہ لوح محفوظ ملاحظہ فرمائے والوں کو ان سب کی اطلاع ہو۔ وہ رب کو اپنے بھولنے کا اندیشہ نہ تھا۔ اسی لئے لوح کو ہمیں فرمایا گیا۔

۱۔ اللہ کے مقبول بندے اولیاء اللہ کہلاتے ہیں اور اس کے مردود اولیاء میں دون اللہ رب فرماتا ہے اُولَیْئِهِمْ اَشْكَوْتُ اَنْ قُبِلُوْا مِنْ بَعْضِ تَوْفِیْقِ طَهَارَتٍ وَغَیْرِهِ سے مقبول ہو جاتے ہیں یہ ولایت کہی ہے۔ بعض مازدار ولی ہوتے ہیں یہ ولایت عطائی دیکھو بی مریم مازدا ولیہ تھیں۔ آدم علیہ السلام پیدا ہوتے ہی سجدو ملا کہ ہوئے اور بعض لوگ کسی کی نگاہ کرم سے ولی بن جاتے ہیں اسے ولایت وہبی کہتے ہیں جیسے موسیٰ علیہ السلام کے جادوگر کہ آنا فنا مومن صحابی شہید ہوئے۔ یا

حبیب نجات جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں میں آنا فنا ولی ہو گئے یہ آیت تینوں قسم کے ولیوں کو شامل ہے جہاں ولی کی برائی ارشاد ہوئی وہ ولی من دون اللہ ہیں ۲۔ ولی دو قسم کے ہیں ولی نصریحی ولی تکوینی ولی نصریحی ہر نیک مسلمان ہے جسے قرب الہی حاصل ہو۔ تکوینی ولی وہ ہے جسے عالم میں تصرف کا اختیار دیا گیا ہو ولی تخریجی تو ہر چالیس متقی مسلمانوں میں ایک ہوتا ہے اور ولی تکوینی کی جماعت مخصوص ہے غوث قلب ابدال وغیرہ اس جماعت کے افراد ہیں۔ یہ تمام قیامت کے دور

رب سے یا دنیا کے مضطرب و غم سے محفوظ ہیں ۳۔ جتنا انہیں موقع ملے خیال رہے کہ بعض لوگ متقی ہو کر ولی بننے میں اور بعض حضرات ولی ہو کر متقی ہوتے ہیں۔ یہاں پہلی قسم کا ذکر ہے لہذا آیت پر اعتراض نہیں کہ حضرت مریم نے ذکر علیہ السلام کے پاس پہنچ کر ۴ سال کی عمر میں تقویٰ اختیار نہ کیا تھا مگر ولی تھیں۔ اور آدم علیہ السلام پیدائش سے پہلے متقی نہ بنے تھے مگر غلثہ اللہ تھے ۴۔ اس طرح کہ خلق کے منہ سے خود بخود نکلتے ہیں کہ یہ ولی ہے جیسے حضور غوث پاک یا خواجہ امیر رشی اللہ عنہم یہ ولی کی بڑی علامت ہے مقبولیت فی الخلق قبول خالق کی علامت ہے ۵۔ اس طرح کہ وفات کے وقت اور قبر سے اٹھتے وقت فرشتے ان کی ولایت کی گواہی دیں گے اور صاحب قبر کی کامیابی پر بشارت قبروں سے اٹھتے وقت جنت کا مژدہ اور رضا الہی کی خوشخبری سنائیں گے ۶۔ لہذا اولیاء اللہ کے جو مراتب مقرر فرمائے گئے اور ان سے جو وعدے کئے گئے سب برحق ہیں اللہ کی شان ہے کہ اولیاء اللہ کا ذکر گیارہویں پارے دسویں سورۃ کے گیارہویں رکوع میں ہے رب تعالیٰ کو گیارہویں بڑی پسند ہے۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک ہے کہ دین حق وہ ہے جس میں اولیاء ہوں دوسرے ہے کہ ولی کی پہچان یہ ہے کہ مخلوق کے منہ سے اس کو ولی کہلایا جائے لہم بشری کی ایک تعمیر یہ بھی ہے کہ لوگ اسے ولی اور جنتی کہیں۔ تیسرے کہ نبوت تو حضور پر ختم ہو گئی مگر ولایت

یعنی دون	۱۲۳	منازل
<p>الْاَن اُولَیْآءِ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ</p> <p>ان کو بے شک اللہ کے دیوں پر نہ کہ خوف ہے نہ کھنہ ہے</p> <p>الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا یَتَّقُوْنَ ﴿۳۳﴾ لَہُمْ الْبَشْرٰی فِی</p> <p>وہ جو ایمان لئے اور ہمیشہ ڈرتے ہیں ان کو بھری ہے دنیا</p> <p>الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرۃِ لَا تَبْدِیْلَ لِّمَکْتُمِ</p> <p>کی زندگی میں نہ اور آخرت میں نہ اللہ کی باتیں بدل نہیں</p> <p>اللّٰہُ ذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿۳۴﴾ وَلَا یَحْزَنُکَ قَوْلُہُمْ</p> <p>سختی نہ ہیں بڑی کامیابی ہے نہ اور غم اہل باور کا غم نہ کرو</p> <p>اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰہِ جَمِیْعًا ھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۳۵﴾ الْاَن</p> <p>بے شک عزت ساری اللہ کے لئے ہے وہی سنا جاتا ہے کن کو بے شک</p> <p>لِلّٰہِ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ وَمَا یَتَّبِعُ</p> <p>اخری کے ملک ہیں جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمینوں میں ہیں اور ہے کہ</p> <p>الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ شُرَکَآءُ اِنْ یَتَّبِعُوْنَ</p> <p>بنا ہے میں تلو وہ جو اللہ کے سوا شریک بناد رہے ہیں وہ تو بے ہیں جاتے</p> <p>اِلَّا الظَّنُّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا یُخْصَوْنَ ﴿۳۶﴾ ھُوَ الَّذِیْ جَعَلَ</p> <p>مگر گمان کے لہ اور وہ تو نہیں مگر انگلیں دوڑاتے تلو وہی ہے جسے پہلے سے</p> <p>لَکُمُ النَّیْلُ لَتَسْكُنُوْا فِیْہِ وَالنَّہَارُ مُبِیْنٌ اِنَّ فِی</p> <p>رات بنائی ہے کہ اس میں یقین پاؤ گے اور دن بنایا ہماری انھیں گونا گونا جگہ میں</p> <p>ذٰلِکَ اٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَمَعُوْنَ ﴿۳۷﴾ کَالَوْ اَتَّخَذَ اللّٰہُ</p> <p>نفا نیاں ہیں بننے والوں کے لئے لہ لئے اللہ نے اپنے لئے</p> <p>وَلَکِنْ اَسْبَحْنٰہُ ھُوَ الْغَنِیُّ لَہُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی</p> <p>اولاد بنائی تلو ہائی اس کو وہی بنے نیاز ہے تلو اسی کا ہے جبکہ اس لوں کیا</p>		

قیامت تک رہے گی۔ اولیاء اللہ آتے رہیں گے کیونکہ ان کا آقا اسلام کی حقانیت کی زندہ دلیل ہے جس شارع پر پھل پھول لگیں اس کی جز زندہ ہوتی ہے اور اس شارع کا تعلق جز سے قائم ہوتا ہے۔ چوتھے یہ کہ اولیاء اللہ کو شرعی احکام پر عمل کرنے میں کسی مخلوق کا ظرف مانع نہیں ہوتا ۸۔ اسے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کیونکہ سورج کو سیاہ کرنے سے سورج سیاہ نہیں ہو جاتا بلکہ سیاہ کرنے والا سیاہ ہو جاتا ہے۔ ۹۔ معلوم ہوا کہ رب کی سلطنت غیر محدود ہے لہذا حضور کی رسالت غیر محدود و ذمہ اعظم کی وزارت سلطنت کی تمام حدود میں ہوتی ہے۔ حضور مملکت الہیہ کے وزیر اعظم کی مجلس ہیں۔ خیال رہے کہ رب تعالیٰ کسی کو وزیر بنانے سے پاک ہے رب کا وزیر کوئی نہیں مملکت کے وزراء ہیں ۱۰۔ یعنی ان مشرکین کے پاس شرک کی کوئی دلیل ہے کوئی نہیں جیسا کہ آگے بیان ہو رہا ہے ۱۱۔ ان کے چڑت وغیرہ

(بقیہ صفحہ ۳۳۳) نکاح حرام ہوا۔ جن کی طرف آپ مبعوث ہوئے اس سے معلوم ہوا کہ کفار کو اپنی قوم کہنا جائز ہے، اس لفظ سے ان کو اپنی طرف مائل کرنا ہے۔ خیال رہے کہ لفظ قوم ہم پیش ہم وطن ہم زبان اور اپنی برادری سب پر بولا جاتا ہے۔ نوح علیہ السلام کی قوم نے آپ کو قتل کی دھمکی دی تھی۔ اس کے جواب میں آپ نے یہ فرمایا۔ ورنہ وہ قوم آپ کو سخت سے سخت ایذا تو دیتی ہی تھی۔ ۸۔ لفظ میں تمہاری ایذا رسانی کے سبب حق کی تبلیغ نہ چھوڑوں گا۔ معلوم ہوا کہ ایک استقامت ہزار ہا کرامت سے افضل ہے۔ ۹۔ اس طرح کہ مجھے مٹانے کی تمام تدبیریں کر لو تا کہ بعد کو نہ بچتا کہ فلاں ایذا نہ پہنچائی یا قتل کی فلاں تدبیر نہ کی

۱۰۔ یہ ہیں لا خوف علیہم کے معنی کہ اکیلے ہیں مگر کسی کا خوف دل میں نہیں۔ اگر قادیانی نبی تو کیا ولی بھی ہوتا تو افغانستان تبلیغ کرنے ضرور جاتا، اور مخلوق کے خوف سے جج سے نہ رکتا۔ خیال رہے کہ خوف دو طرح کا ہے۔ ایک نفرت والا دوسرا اطاعت والا۔ جیسے سانپ سے خوف اور بادشاہ سے خوف، اللہ کے پیاروں کو پہلی قسم کا خوف تو مخلوق سے ہوتا ہے، جیسے موسیٰ علیہ السلام کا سانپ سے خوف، دوسری قسم کا خوف نہیں ہوتا ۱۱۔ جس کے فوت ہو جانے کا مجھے افسوس ہو۔ معلوم ہوا کہ بے غرض و غلط بہت اعلیٰ ہے ۱۲۔ یہاں مسلمان لغوی معنی میں ہے یعنی اللہ کے مطیع، عرب فرماتا ہے كَذَبًا اَسْلَمَدْتَ لَكَ لِلْجَبِينِ اصطلاحی مسلمان نبی کے امتی کو کہا جاتا ہے خصوصاً سید الانبیاء کی امت کو، اس معنی سے نبی کو مسلمان نہیں کہہ سکتے کہ وہ کسی کے امتی نہیں ہوتے جیسے اللہ تعالیٰ لغوی معنی سے مؤمن ہے مگر اصطلاحی معنی سے اسے مؤمن کہنا درست نہیں

۱۔ اس سے اشارہ معلوم ہوا کہ ان مومنوں کو کشتی نے نہ بچایا بلکہ نوح علیہ السلام کی ہرابی نے بچایا۔ کشتی تو اس ہرابی کا ظرف تھی۔ خیال رہے کہ نبی کی ہرابی عقائد، اعمال میں ہونی ضروری ہے ۲۔ یعنی کشتی والوں کو کفار کی ہلاکت کے بعد زمین کا مالک بنایا اور ہلاک شدگان کا وارث قرار دیا، یا نوح علیہ السلام کو اپنا خلیفہ اور ان کے بعد مومنوں کو ان کا خلیفہ بنایا ۳۔ اس کے ظاہری معنی سے معلوم ہوا کہ پیغمبر کی نگاہ گزشتہ اور آئندہ چیزیں ملاحظہ کر لیتی ہے کہ گزشتہ امتوں کا عذاب گزر چکا تھا مگر فرمایا گیا کہ دیکھو، کہیں فرمایا کہ اَلَمْ نَكْرِفْ فَعَلْ رَبُّكَ بِعَاقِبِ الْجَاسِقِ جس سے پتہ لگا کہ آپ نے قوم عاد کا عذاب دیکھا۔ اس طرح حضور نے معراج میں جنتی، دوزخی لوگوں کو ملاحظہ فرمایا، حالانکہ ان کا وہاں داخلہ قیامت کے بعد ہو گا۔ غرضیکہ نبی کی نظر موجود، معدوم، چھپی، غائب چیزوں کو مشاہدہ فرماتی ہے۔ حضور نے ایک بار آسمان کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ یہ وہ وقت ہی ہے جب علم دین دنیا سے

۳۳۵

۱۰ یونس

۱۱ المائدہ

مَعَهُ فِي الْفُلِّ وَجَعَلْنَاهُمْ خَلِيفَ وَأَعْرَقْنَا الَّذِينَ

كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِ رَسُولًا إِلَىٰ قَوْمِهِمْ فَجَاءَهُمْ

بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا بِمَا كَذَّبُوا بِهِ مِنْ

قَبْلُ كَذَلِكَ نَطْبَعُ عَلَىٰ قُلُوبِ الْمُعْتَدِينَ ۝۵۰

بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِم مُّوسَىٰ وَهَارُونَ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ

مَلَائِكَةٍ بَيْنَا فَاستَكْبَرُوا وَكَانُوا قَوْمًا مُّجْرِمِينَ

فَلَمَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا إِنَّ هَذَا السَّحَرُ

مُبِينٌ ۝۵۱ قَالَ مُوسَىٰ أَتَقُولُونَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَاءَكُمْ

أَسِحْرٌ هَذَا وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُونَ ۝۵۲ قَالُوا أَجِئْتَنَا

لِتَلْفِتِنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا وَتَكُونَ لَكُمَا

۳ مائول

اٹھ جائے گا۔ حالانکہ یہ وقت قریب قیامت کے گا۔ مگر فرمایا یہ معلوم ہوا کہ دیکھ رہے ہیں ۳۔ نوح علیہ السلام کے زمانہ میں صرف مومن بچے تھے۔ کافر سب ہلاک ہو گئے تھے۔ مگر ان باقی مانہ گان کی اولاد میں شیطانی اغوا سے کفر و شرک پھیل گیا۔ تو ان میں صالح و بود و ابراہیم علیہم السلام اپنے اپنے وقتوں میں بھیجے گئے۔ خیال رہے کہ ابراہیم علیہ السلام ساتویں نبی ہیں۔ اس طرح کہ اولاً حضرت آدم، پھر شیت، پھر ادریس، پھر نوح، پھر صالح، پھر ہود علیہم السلام تشریف لائے۔ پھر ابراہیم علیہ السلام آپ کے بعد سارے پیغمبر آپ ہی کی اولاد ہیں اور ابراہیمی کہلاتے ۵۰۔ یعنی شریعت کے احکام اور پیغمبروں کے ارشادات یعنی جب انہوں نے ایک پیغمبر کا انکار کیا تو پھر بعد میں اور رسولوں کا بھی انکار کرتے ہی رہے۔ کسی کو نہ مانا۔ ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی کا دل نبی کی محبت سے خالی ہو تو اس میں کوئی ہدایت اثر نہیں

(نقصہ صفحہ ۳۳۵) کرتی اس پر مہر لگ جاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام سارے مصریوں کے نبی تھے۔ خواہ وہ اسرائیلی ہوں یا قبیلہ بنی اسرائیل۔ آیت اس کے خلاف نہیں کہ آپ بنی اسرائیل کے نبی ہیں اس فرعون کا نام صعب بن قہوس بن ریان تھا اور اس زمانے میں ہر بادشاہ مصر کا لقب فرعون ہوتا تھا جیسے یوسف علیہ السلام کے زمانے میں اسے عزت کتنے تھے اور اب خدیو مصر کہا جاتا ہے۔ خیال رہے کہ موسیٰ علیہ السلام سلطان اور حضرت ہارون وزیر تھے۔ ۸ یعنی چھوٹا تھا مگر بڑا باطن۔ شیطان کے یہ ہی معنی ہیں اور فرعون و فرعون پلے ہی سے مادی مجرم تھے۔ عقائد میں کافر افعال میں بڑے ظالم تھے۔ ۹ کیونکہ آپ کا معجزہ اس زمانہ کے

جادو سے متاثر نظر آیا۔ وہ چار گرجا بھی پائس کو اڑا دیا کر دکھا دیتے تھے۔ ہر زمانے میں نبی کو اسی قسم کا معجزہ ملا۔ جس میں اس زمانے میں زور تھا۔ ۱۰ کیونکہ وہی نبوت کے ہاتھ پر جادو نہیں کام کرتا۔ اگر کوئی جادو سیکھ کر دعویٰ نبوت کر دے اور پھر جادو کو ہائے معجزہ کے استعمال کرنا چاہے تو جادو یا تو کام کرنے کا نہیں یا اٹا کرے گا۔ یہ قانون قدرت ہے۔ تو اگر میں جادو کر ہوتا اور پھر دعویٰ نبوت کرتا۔ تو میرا معجزہ میری نمائندہ کرتا۔ ۱۱ فرعون اور اس کے ہائے ہوئے بچوں کی پوجا اور فرعون کی اطاعت و فرمانبرداری

۱۲ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ پیغمبر بدگمانی کفر ہے۔ فرعونوں نے موسیٰ علیہ السلام کے متعلق یہ بدگمانی کی کہ آپ مصر کی بادشاہت چاہتے ہیں اور بادشاہت حاصل کرنے کے لئے نبوت کو ہمانہ بنا رہے ہیں جیسے قادیانی نے اپنی جھوٹی نبوت کو اپنی و اولاد کی گذر اوقات کا ذریعہ بنایا کہ فقیر قابعد میں چندہ بڑھ کر اور جتنی مقبرہ کی قبریں فروخت کر کے نواب بن گیا۔ اب تک اس کی اولاد اسی جھوٹی نبوت کی آڑ میں شاہانہ زندگی بسر کر رہی ہے۔ دوسرے یہ کہ نبی پر ایمان نہ کرنا اور اپنی عقل و علم پر اکتفا کرنا کفر ہے۔ کیونکہ یہ سب لوگ دوسرے وقت ایمان لائے مگر قبول نہ ہو کیونکہ وہ اپنی آنکھ پر ایمان تھا نہ کہ نبی کے فرمان پر۔ ۱۳ موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے کے لئے مسئلہ جادو گر سے جادو کرانا اسے باطل کرنے کے لئے جائز ہے۔ جیسے موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ تفوا اور ہی کے مقابلے کے لئے جادو کرنا کفر ہے۔ ویسے ہی کرنا حرام ہے خصوصاً جب کہ اس سے کسی کو ایذا پہنچائی جائے۔ ۱۴ آپ کا یہ فرمان جادو باطل کرنے کے لئے تھا۔ اس میں جادو کی اجازت نہیں بلکہ عمل تبلیغ ہے لہذا اعتراض نہیں ہو سکتا جیسے رب نے کتاب سے فرمایا۔ قرآن مجید سورت ہاد ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی پر جادو اور معجزہ شبہ نہیں ہوتا۔ وہ معلوم کر لیتے ہیں کہ یہ کھس نظر بندی ہے۔ اس کی

۱۵

الْكَبْرِيَاءُ فِي الْأَرْضِ وَمَنْ خُنْ لَكُمْ بِمُؤْمِنِينَ ۝

۱۶

وَقَالَ فِرْعَوْنُ أَتَأْتُونِي بِكُلِّ سِحْرٍ عَلِيمٍ ۝

۱۷

السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُوسَى الْقَوَامَا أَنْتُمْ مَلْفُونُونَ ۝

۱۸

فَلَمَّا أَتَوْا قَالَ مُوسَى مَا جِئْتُمْ بِهِ السَّحْرُ إِنَّ

۱۹

اللَّهَ سَيَبْطِلُهُ إِنَّ اللَّهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِينَ ۝

۲۰

وَيُحِقُّ اللَّهُ الْحَقَّ بِكُلِّ مِثْلٍ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ ۝

۲۱

فَمَا أَمَّنَ لِمُوسَى إِلَّا ذُرِّيَّتَهُ مِمَّنْ قَوْمُهِ عَلَى خَوْفٍ

۲۲

مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِمْ أَن يَفْتِنَهُمْ وَإِنَّ فِرْعَوْنَ

۲۳

لَعَالٍ فِي الْأَرْضِ وَإِنَّهُ لَمِنَ الْمُسْرِفِينَ ۝

۲۴

مُوسَى يَقُولُ إِن كُنْتُمْ آمَنْتُمْ بِاللَّهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوا

۲۵

إِنْ كُنْتُمْ مُسْلِمِينَ ۝ فَقَالُوا عَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْنَا

۲۶

مُوسَى

حقیقت کچھ نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جادو معجزہ کے مقابل میں بالکل بیکار ہوتا ہے ہاں جادو کا اثر بھی ہو سکتا ہے جیسے تلوار اور زہر کا اثر یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ کو جادو سے خوف نہ ہوا۔ شبہ نہ جانے کا خوف ہوا تھا۔ ۱۵ میرے معجزہ کے ذریعے سے معلوم ہوا کہ رب نے موسیٰ علیہ السلام کو علم فیہ بخشا تھا کہ آپ نے اگلے آنے والے واقعہ کی پہلے ہی خبر دے دی۔ آپ نے جیسا فرمایا ویسا ہی ہوا۔ ۱۶ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جادو کرنا فساد ہے اور جادو گر مفید دوسرے یہ کہ فساد کرنے کے لئے جادو نہیں۔ خیال رہے کہ جادو کھس دعوے نہیں بلکہ اس کی کچھ حقیقت ہے۔ یہی اہلسنت کا مذہب ہے۔ ۱۷ یعنی اس وعدے کی بنا پر جو اس نے مجھ سے کیا ہے یا فقہ کن فرمائے سے ہی حق غالب اور باطل مغلوب ہو جاتا ہے۔ ۱۸ یعنی اولاً صرف تم لوگ اسرائیلی ہی ایمان لائے فرعون کی بیعت کی وجہ سے جزار ہا

(بقیہ صفحہ ۳۴۶) جادو گروں اور باقی اسرائیلی لوگوں کا ایمان لانا بعد میں ہوا۔ لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ فرعون کی قوم کے تھوڑے آدمی ایمان لائے، یا یہ مطلب ہے کہ بنی اسرائیل کے وہ بچے جو ان کی ماؤں نے قتل کے ڈر سے فرعونی عورتوں کے سپرد کر دیئے تھے، جو تھوڑے تھے وہی ایمان لائے۔ یعنی وہ تھے تو اسرائیلی گمان کا شمار فرعونوں میں تھا۔ (خزائن العرفان) ۹۔ اس طرح کہ اسلام لانے کے بعد مرتد ہو جانے پر مجبور کریں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان کے لئے کلمہ پڑھنا شرط ہے۔ صرف دل میں ایمان رکھنا زبان سے خاموش رہنا مومن ہونے کے لئے کافی نہیں، دیکھو جو لوگ فرعون کے خوف سے ایمان کا اعلان نہ کر سکے ان کے حلق رب نے قریباً ماسی یہ لوگ ایمان نہ لائے۔ ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ نفسانی خواہش کے لئے سر بلند ہونا طریقہ کفار ہے اور دینی سر بلندی کی کوشش کرنا سنت انبیاء ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے قریباً

اجتہاد سے خدا تعالیٰ کے لایزال فیض سے اپنے سر بلندی سرکشی سے اور دوسری سر بلندی تبلیغ دین سے الگ کر دیا کہ بندہ ہو کر بندگی کی حد سے گزرنے کی کوشش کرنے لگا اور الودیت کا مدعی ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ حد میں رہنا اللہ کی بڑی نعمت ہے، پانی حد سے بڑھ کر طوفان بن جاتا ہے، آدمی حد سے بڑھ کر شیطان ۱۲۔ آپ کا یہ فرمان ان لوگوں سے ہے جو ایمان لا چکے تھے، اس میں اشارہ انکس پیش آنے والی مصیبتوں کی خبر ہے کہ تم پر مصائب آئیں گے۔ صبر کرنا ۱۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ایمان و اسلام ایک ہی ہے دوسرے یہ کہ کمال ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ بندہ رب پر پورا توکل رکھے۔ خیال رہے کہ یہاں توکل سے مراد یہ ہے کہ خدا کے سوا کسی

سے خوف نہ کیا جائے ۱۴۔ اب ہمارا قدم پیچھے نہ ہٹے گا۔ ان لوگوں نے ایسا ہی کر دکھایا۔ معلوم ہوا کہ اپنے اخلاص کا اعلان کرنا خصوصاً حقی کی بارگاہ میں ظاہر کرنا دیکھنا بلکہ کمال ہے

۱۔ یعنی انہیں ہم پر غلبہ نہ دے جس سے وہ سمجھیں کہ وہ حق پر ہیں اور ہم باطل پر، اس دھوکے سے وہ باطل پر اور زیادہ جم جائیں ۲۔ اس طرح کہ ہم ان کے ظلم سے، ان کے فریب سے، ان کا منہ دیکھنے سے بچیں، وہ ہلاک ہو جائیں۔ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ رہنے سے گھروں میں گھر لو مسجد بنانا جسے مسجدیت کہا جاتا ہے، سنت انبیاء ہے کہ مسلمان گھر کا کوئی حصہ پاک و صاف رکھیں، نماز کے لئے، اس میں عورت احتکاف کرے، یہ بھی معلوم ہوا کہ گھروں میں کچھ نماز پڑھنی چاہیے۔ فرض مسجد میں ہوں، سنت نفل گھر میں ۴۔ گھروں میں چھپ کر، کیونکہ اس وقت ان لوگوں کو غلامیہ نماز پڑھنے کی طاقت نہ تھی۔ خیال رہے کہ موسیٰ علیہ السلام کا قبلہ کعبہ معظمہ ہی تھا۔

اس کی پوری بحث ہماری تفسیر فیضی میں ملاحظہ کرو۔ ۵۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ گھر بنانا بھی سنت انبیاء اور عبادت ہے۔ بشرطیکہ گھر کے لئے نہ ہو ضرورت پوری کرنے کے لئے ہو دوسرے یہ کہ گھر میں نماز کی جگہ مقرر کرنی سنت ہے۔ تیسرے یہ کہ خوف کے وقت چھپ کر گھروں میں نماز پڑھنا جائز ہے کیونکہ بنی اسرائیل اس زمانہ میں ایسے ہی نماز پڑھتے تھے۔ خیال رہے کہ موسیٰ علیہ السلام کا قبلہ کعبہ معظمہ ہی تھا۔ اس واقع پر انہیں گھر بنانے کا حکم دیا گیا تھا جو تھے یہ کہ معیبت کے وقت خوشگیاں دینا سنت ظہیر ہے۔ چوتھوں یہ کہ دین موسیٰ میں نماز فرض تھی۔ اس وقت زکوٰۃ کا حکم اس لئے نہ دیا گیا کہ بنی اسرائیل غریب و مساکین تھے۔ جب ان کے پاس مال آیا تو پھر ان کے مال کا پورا ہونا ضروری تھا۔ زکوٰۃ کا فی فرض ہوئی ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ غافل کے لئے مال غفلت کا باعث ہے۔ خیال رہے کہ یہ

یونس ۱۰

۳۴۶

یونس ۱۰

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا قِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝۱۰ وَتَجْنَا

اے ہم کو ظالم لوگوں کے لئے آزمائش نہ بنا

بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۝۱۱ وَأَوْحِنَا إِلَىٰ

اور اپنی رحمت فرما کہ ہمیں کافروں سے نجات دے اور ہم سے موسیٰ

مُوسَىٰ وَآخِيهِ أَنْ تَبُولَ الْقَوْمُ كَمَا يُبْصِرُونَ ۝۱۲

اور اس کے بھائی کو وہی بھی کہ صبر میں اپنی قوت کیلئے مصائب بناؤ

وَأَجْعَلُوا آيَاتَكُمْ قِبْلَةً وَأَقِمْوَا الصَّلَاةَ وَبَشِّرِ

اور اپنے گھروں کی نماز کی جگہ کرو کہ اور نماز قائم رکھو اور مسلمانوں کو

الْمُؤْمِنِينَ ۝۱۳ وَقَالَ مُوسَىٰ رَبَّنَا إِنَّكَ آتَيْتَ

خوشخبری بناؤ اور موسیٰ نے عرض کی اے رب ہمارے تو نے فرعون اور

فِرْعَوْنَ وَمَلَآئِكَ زِينَةً وَأَمْوَالًا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

اس کے سرداروں کو آرائش اور مال دنیا کی زندگی میں دے دی ہے

رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيلِكَ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلَىٰ أَمْوَالِنَا

اے رب ہمارے اسلئے کہ تیری راہ سے بیکار بنیں اے رب ہمارے ان کے مال برباد کر دے

وَأَشْدُدْ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوا حَتَّىٰ يَرَوْا

اور ان کے دل سخت کر دے کہ ایمان نہ لائیں جب تک درد ناک

الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ۝۱۴ قَالَ قَدْ أُجِيبَتْ دَعْوَتُكُمَا

عذاب نہ دیکھ لیں تم فرمایا تم دونوں کی دعا قبول ہوئی نہ تو ثابت

فَأَسْتَقِيمَا وَلَا تَتَّبِعِنَّ سَبِيلَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۝۱۵

تمرا درجہ نہ اور نادانوں کی راہ نہ چلو

وَجُوزْنَا بِبَنِي إِسْرَءِيلَ الْبَحْرَ فَاتَّبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ

اور ہم بنی اسرائیل کو دریا پار سے گئے مگر فرعون اور اس کے لشکر نے

منزل ۶

(بقیہ ۳۴) لام انجام کا ہے، ورنہ رب نے یہ مال بدعاشی کے لئے نہ دیا تھا۔ شکر کے لئے دیا تھا مگر اس بد نصیب کے لئے فساد کا باعث بنا۔ انجام خراب ہوا۔ یعنی فرعونوں کے مال کا انجام گمراہ گری ہے۔ وہ اس کے ذریعے لوگوں کو ایمان سے روکتے تھے۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کے دلوں میں کبھی کسی کے مال کا لالچ پیدا نہیں ہوتا۔ ۸۔ اس طرح کہ ان کے دلوں میں ایمان قبول کرنے کی گنجائش نہ رہے جسے مرگ جاتا تھا اسے معلوم ہوا کہ دل کی سختی برا عذاب ہے اس سے اللہ بچائے اس کی علامت۔ یہ کہ آئندہ سے آئندہ کے دل اچھوں کی طرف مائل نہ ہو۔ چنانچہ جیسا آپ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا کہ فرعونوں کے درہم و دینار پھل اور

یونس ۱۰

۳۴۸

بعض درون ۱۱

وَجُنُودُهُ بَغْيًا وَعَدُوا حَتَّىٰ إِذَا دَرَكَهُ الْغَرَقُ

ان کا بیچا گیا اور غرق ہو گیا، یہاں تک کہ جب اسے ڈوبنے نہ آیا تھ

قَالَ أَمِنْتُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا الَّذِي آمَنْتُ بِهِ

یوہا ایمان لایا کہ کوئی بچا عبود نہیں سوا اس کے جس پر

بَنُوا إِسْرَءِيلَ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۝۱۰

اسرائیل ایمان لانے والے اور میں مسلمان ہوں کہ کیا اب

قَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْفَاسِدِينَ ۝۱۱

اور پہلے سے نافرمان رہا اور تو فاسدی تھا آج ہم

نُنَجِّكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُونَ لِمَنْ خَلَقَ آيَةً ۚ وَإِنَّ

تیری لاش کو اترا دیں گے کہ تو اپنے بھلوسوں کے لئے نشانی ہوں اور بیشک

كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ عَنِ ابْنِ الْغَفْلُونَ ۝۱۲

لوگ ہماری آیتوں سے غافل ہیں غفیل اور بے شک ہم

بَوَّأْنَا بَنِي إِسْرَءِيلَ مَبْوَءَ صَدُوقٍ وَرِزْقَتِهِمْ

نے بنی اسرائیل کو عزت کی جگہ دی تھی اور انہیں مستقری

مِّنَ الطَّيِّبَاتِ فَمَا اخْتَلَفُوا حَتَّىٰ جَاءَهُمُ الْعِلْمُ

روزی عطا کی گئی تو اختلاف میں نہ پڑے مگر علم آنے کے بعد نہ

إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فِيمَا كَانُوا

بیشک تمہارا رب قیامت کے دن ان میں فیصلہ کرے گا جس بات میں

فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۝۱۳

جھگڑتے تھے اور اے سننے والے اگر تجھے کچھ شہدہ ہو اس میں ہم نے تیری طرف

إِلَيْكَ فَسْئَلُ الَّذِينَ يُقْرَأُونَ الْكُتُبَ مِنْ قَبْلِكَ

اتارا تھ تو ان سے پوچھ دو کچھ جو تم سے پہلے کتاب پڑھنے والے ہیں تھ

مذہل ۱۳

کھانے کی چیزیں پتھر ہو گئیں۔ انہیں ایمان کی توفیق نہ ملی اور ڈوبنے وقت ایمان لائے مگر قبول نہ ہوا۔ معلوم ہوا کہ دنیا کی زبان کن کی کھٹی ہوتی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی کے کافر رہنے کی دعا کرنا کفر نہیں ۱۰۔ موسیٰ علیہ السلام دعا کی تھی ہارون علیہ السلام نے آمین کہا تھا اس سے معلوم ہوا کہ آمین دعا ہے اور دعا آہستہ کرنی بہتر ہے رب فرماتا ہے اَدْعُواذِكُمْ نَصْرًا وَخَفِيَّةً اسی لئے نماز میں آمین آہستہ کہنی چاہیے۔ اس دعا کے چالیس برس بعد فرعون کے مال برباد ہوئے اور وہ ہلاک ہوا ۱۱۔ یعنی تبلیغ کئے جاؤ مومنوں کو احکام کی اور فرعونوں کو ایمان کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس کافر کے ایمان کی امید نہ ہو اسے بھی تبلیغ کی جائے۔ ۱۲۔ جو دعا کی قبولیت میں جلدی کرتے ہیں دیر کی حکمت نہیں جانتے، کبھی تاخیر دعا سے دعا مانگنے والے کے درجات بلند ہوتے ہیں ۱۳۔ دیا سے مراد بحر قلزم ہے، اور اس ٹکالے میں حکمت یہ تھی کہ خاص مصر شریر عذاب نہ آئے کہ پیغمبر کی بستی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ والوں کا کام رب کا کام ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل کو موسیٰ علیہ السلام نے گئے تھے۔ مگر رب نے فرمایا کہ ہم لے گئے اس لئے ان پر اعتراض رب پر اعتراض ہے

۱۔ اس طرح کہ جب فرعون لوگ صبح کو جاگے تو دیکھا کہ کوئی اسرائیلی ان کی خدمت کے لئے نہ آیا پھر اسرائیلیوں کا محلہ دیکھا تو خالی پایا کیونکہ یہ سب حضرات راتوں رات مصر سے جا چکے تھے تو فرعونی تیز سواروں پر سوار ہو کر بنی اسرائیلیوں کے نشانات پر چل پڑے۔ بظاہر یہ پکڑنے جا رہے تھے مگر حقیقت رب کی پکڑ میں جا رہے تھے۔ اس طرح کہ پانی ان کے منہ تک آگیا اور لگام کی طرح لگ گیا (روح البیان) ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ وہ اختیار کرو جو نیک بندوں کا ہو، توحید وہی معتبر ہے جو صالحین کی مائی اور بتائی ہوئی ہو۔ یہ حضرات دلیل توحید اور راہ حق کی پہچان ہیں ۴۔ فرعون نے تین طرح اپنے ایمان کا اقرار و اعلان کیا۔ ۱۔ اَمِنْتُ بِهِ ۲۔ اَمِنْتُ بِهِ ۳۔ اَمِنْتُ بِهِ

قبول نہ ہوا۔ کیونکہ عذاب یا ملا کہ عذاب دیکھ کر ایمان لانا معتبر نہیں ۵۔ اس طرح کہ نہ خود ایمان لایا نہ دوسروں کو لانے دیا۔ عصیت میں اس کے ایمان نہ لانے کا ذکر ہے اور مفید میں ایمان نہ لانے دینے کا۔ خزائن العرفان میں ہے کہ ایک دفعہ جبریل علیہ السلام فرعون کے پاس تحریری سوال لائے کہ تمہارا کیا حکم ہے اس غلام کے بارے میں جو اپنے مولا کی نعمتوں میں پرورش پائے، پھر اس سے سر تابی کر کے خود مولا ہونے کا دعویٰ کر بیٹھے۔ اس نے جواب لکھا کہ میرا حکم ہے کہ اس کو بحر قلزم میں ڈبو دیا جائے۔ جب خود ڈوبنے لگا تو حضرت جبریل نے وہی تحریر دکھادی اور فرمایا کہ شور نہ مچاؤ خود ہی یہ سزا تجویر کر چکا ہے۔ ۶۔ روح البیان نے فرمایا کہ یہ کلام حضرت جبریل کا ہے جو فرعون کی ہلاکت کے بعد آپ نے فرمایا۔ معلوم ہوا کہ مردے سنتے ہیں اور ان سے کلام کیا جا سکتا ہے۔ ہمارے حضور نے ابو جہل وغیرہ

(بقیہ ۳۳۸) سے ان کی ہلاکت کے بعد خطاب فرمایا۔ حضرت صالح و عیسیٰ علیہما السلام نے اپنی عذاب یافتہ قوم کی لاشوں سے خطاب فرمائے ہیں اس کی پوری تحقیق ہماری کتاب علم القرآن میں ملاحظہ کرو۔ اور خلفک سے مراد یا تو وہ بنی اسرائیل ہیں جو پارلگ چکے تھے یا آئندہ آنے والی نسلیں چنانچہ سنایا کہ اب تک کسی عذاب خانہ میں فرعون کی لاش رکھی ہے جسے دیکھ کر لوگ عبرت پکڑتے ہیں۔ اس طرح کہ ان واقعات کو سن کر بھی عبرت نہیں کھاتے۔ معلوم ہوا کہ گزشتہ عذاب والی قوموں کے حالات پڑھنے، سننے، منانے ان سے عبرت حاصل کرنی عبادت ہے۔ ۸۔ کہ انہیں مصر اور فرعون کی چیزوں کا مالک بنا دیا۔ انہیں شام القدس، اردن، کی

سرسبز و شاداب زمینوں میں آباد کیا۔ ۹۔ تیرے میدان میں من و سلویٰ اور شام کے علاقہ میں لذیذ اور حلال پھل۔ مگر ان سے شکریہ ادا نہ ہوا۔ ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس علم کے ساتھ معرفت نہ ہو وہ علم رب کا عذاب ہے اور حجاب رب فرماتا ہے: **وَأَعَدَّ اللَّهُ عَذَابًا لِّهٖ** اور جو علم معرفت الہی کا زلیخہ ہو، وہ رحمت ہے، رب فرماتا ہے: **وَقَدْ رَزَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ** یہاں فیصلہ ۱۱۔ یہاں فیصلہ سے مراد عملی فیصلہ ہے کیونکہ قولی فیصلہ قرآن کریم اور دیگر آسمانی کتابوں میں ہو چکا ہے، وہاں فیصلہ اس طرح ہو گا کہ تم کو کو جنت اور بدوں کو دوزخ عطا ہوگی ۱۲۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے، آیت کا مقصد یہ ہے کہ اے سننے والو! اگر تمہیں ان قصوں میں کچھ تردد ہو تو علماء یہود سے پوچھ لو، وہ ان کی تصدیق کریں گے۔ پھر یہ لگا لو کہ حضور سچے رسول ہیں کیونکہ آپ تاریخ پڑھے بغیر ایسی غیبی اور سچی خبریں دے رہے ہیں، ان آیات میں حضور سے خطاب نہیں ہو سکتا۔ ۱۳۔ ان کتاب پڑھنے والوں سے مراد عبد اللہ بن سلام جیسے علماء یہود ہیں جو حضور پر ایمان لا چکے تھے رضی اللہ عنہم ورنہ یہودی علماء تو کبھی حضور کی تصدیق کرنے پر تیار نہ تھے

۱۴۔ حق سے مراد یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یا قرآن کریم یا دین اسلام ۱۵۔ یعنی شک کرنا تو بہت دور ہے شک والی جماعت سے بھی نہ ہونا یعنی اپنی شکل و صورت اور طریقہ گفتگو بھی کفار کی سی نہ بنانا۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کی شکل و صورت سے بھی انسان کو نفرت چاہیے ۱۶۔ نہ عقیدہ نہ جماعت، یعنی نہ تو اللہ کی آیتیں جھٹلاؤ نہ جھٹلانے والوں کی حمایت کرو نہ ان کی مجلس میں جاؤ نہ ان کے وعظ سنو، نہ ان کی کتابیں شوق سے دیکھو، غرض کہ کسی طرح ان کے سے نہ بنو، ورنہ عذاب میں گرفتار ہو گے ۱۷۔ جن کے متعلق لوح محفوظ میں لکھا جا چکا ہے۔ کہ یہ کفر پر مریں گے یا اس وقت ایمان لائیں گے جب کہ ایمان فائدہ نہ دے گا۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ کفر میں مجبور ہو جاؤ ۱۸۔ یا نزع کا عذاب، یا قبر کا یا حشر

یونس ۱۰	۳۳۹	بقرہ ۱۱
<p>لَقَدْ جَاءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ ﴿۱۰﴾ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الَّذِينَ كَذَبُوا</p> <p>والوں میں نہ ہو نہ اور ہرگز ان میں نہ ہوتا ہے جنہوں نے اللہ کی</p> <p>بِآيَاتِ اللَّهِ فَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿۱۱﴾ إِنَّ الَّذِينَ</p> <p>آئیں جھٹلائیں کہ تو خاسرے والوں میں ہو جائے گا۔ بیشک وہ ہیں جو</p> <p>حَقَّقْتَ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۱۲﴾ وَلَوْ</p> <p>تیرے رب کی بات ٹھیک پڑ چکی ہے نہ ایمان نہ لائیں گے اگرچہ سب</p> <p>جَاءَتْهُمْ كُلُّ آيَةٍ حَتَّىٰ يَرَوْا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ﴿۱۳﴾</p> <p>نشانیاں ان کے پاس آئیں جب تک دردناک عذاب نہ دیکھ لیں</p> <p>فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ أَمَنَتْ فَتَنْفَعَهَا إِيْمَانُهَا إِلَّا</p> <p>تو ہوئی ہوئی نہ کوئی جتنی کہ ایمان لاتی تو اس کا ایمان کام آتا ہاں</p> <p>قَوْمُ يُونُسَ ﴿۱۴﴾ لَمَّا أَمْنُوا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ</p> <p>یونس کی قوم جب ایمان لائے ہم نے ان سے رسوائی کا عذاب دنیا کی زندگی</p> <p>فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَنَجَّيْنَاهُمْ إِلَىٰ جِبْنٍ ﴿۱۵﴾ وَلَوْ</p> <p>میں ہٹا دیا نہ اور ایک وقت تک انہیں برستے دیا نہ اور اگر</p> <p>شَاءَ رَبُّكَ لَأَمَنَّ مَنْ فِي الْأَرْضِ كُلَّهُمْ جَمِيعًا</p> <p>تہا را رب چاہتا زمین میں تھنے میں سب کے سب ایمان لے آتے نہ</p> <p>أَفَأَنْتَ تُكَذِّرُ النَّاسَ حَتَّىٰ يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ﴿۱۶﴾</p> <p>تو کیا تم لوگوں کو زبردستی کرو گے یہاں تک کہ مسلمان ہو جائیں</p> <p>وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تُؤْمِنَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ﴿۱۷﴾</p> <p>اور کسی جان کی قدرت نہیں کہ ایمان لے آئے مگر اللہ کے حکم سے</p>		
منازل		

کا اس وقت یہ ایمان لائیں گے۔ مگر وہ ایمان قبول نہ ہو گا کیونکہ وقت کے بعد ہے۔ ۱۶۔ ان ہستیوں میں سے جو ہلاک کی گئیں ۱۷۔ آپ یونس بن مرقی ہیں مرقی آپ کی والدہ کا نام ہے۔ آپ کی قوم مقام خیزا میں دجلہ کے کنارے موصل کے قریب آباد تھی۔ آپ نے بہت عرصہ پہلے انہیں تبلیغ کی، وہ ایمان نہ لائے آپ نے ان کے لئے بددعا کی، حکم الہی آیا، انہیں اطلاع دے دو کہ تین دن بعد عذاب آئے گا۔ آپ انہیں یہ خبر دے کر خود پہاڑوں میں جا چھپے۔ جب عذاب کی علامت سیاہ بادل نمودار ہوئے تو یہ سب لوگ آپ کی تلاش میں نکلے۔ نہ پائے نہ بارگاہ الہی میں عاجزی کی۔ مرد عورتیں جنگلوں میں نکل گئے۔ کئی توبہ کی اور ایک دوسرے کے دہائے ہوئے بل واپس کئے ان کی دعا قبول ہوئی اور عذاب دفع ہوا۔ تلاش نبی نے انہیں بچا لیا۔ ۱۸۔ قوم یونس سے عذاب دور ہونا یا تو ان کی خصوصیات میں سے

پروٹس ۱۲

450

يعتقدون

اور عذاب ان پر ڈالتا ہے جنہیں عقل نہیں تم منبر ماؤ

و دیگر آسمانوں اور زمین میں کیا ہے اے اور آیتیں اور

رسول انہیں کچھ نہیں دیتے جن کے نصیب میں ایمان نہیں تو انہیں کا ہے

کا اشتہار ہے کہ مگر انہیں لوگوں کے سے دنوں کا جو ان سے پہلے ہو

گزرے جہ تم فرماؤ تو انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ

انظار میں ہوں پختصر ہم اپنے رسولوں اور ایمان والوں کو نجات دیں

گئے بات یہی ہے ہمارے ذمہ کرم پر حق ہے مسلمانوں کو نجات دینا ہی تم فرماؤ اے

لوگو! اگر تم میرے دین کی طرف سے کسی غصہ میں ہو تو میں تو اسے نہ

ہو جائیں گے تم اللہ کے سوا دوسرے کو

یاد جتا ہوں جو تمہاری جان نکالے سکھا اور مجھ حکم سے سکھ

ایمان والوں میں بھوں سے اور یہ کہ اپنا منہ دین کھے لئے

مفتاح

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ علم ریاضی و ہیئت اعلیٰ علوم ہیں۔ اس سے رب کی قدرت کا پتہ چلتا ہے۔ ۲۔ گویا یہ رنگ گزشتہ امتوں کی طرح عذاب الہی کا انتظار کر رہے ہیں۔ یہ کلام بطور تمثیل ہے ورنہ کفار مکہ نہ اپنے کو عذاب کا مستحق جانتے تھے اور نہ عذاب کے انتظار میں تھے۔ اس قسم کے حادے عرب میں بھی رائج تھے اور ہمارے ہاں بھی ہیں ۳۔ ایام سے مراد عذاب کا زمانہ ہے اور پہلوں سے مراد قوم نوح، قوم لوط و ثمود وغیرہ ہیں۔ اس سے قیاس کا ثبوت ہوتا ہے کہ چونکہ ان کی بدحاشیاں ان قوموں کی طرح ہیں، لہذا ان کی طرح ہی عذاب کے مستحق ہیں ۴۔ اس لئے کہ جب کسی قوم پر عذاب آتا ہے تو وہاں سے پیغمبر اور ان کے ساتھی نکال لئے جاتے ہیں جیسے لوط و صالح و ہود علیہم السلام کے ساتھ معاملہ ہوا۔ نوح علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو کشتی میں محفوظ کر لیا گیا۔ قیامت تک اللہ تعالیٰ مومنوں کو شر کفار سے بچائے گا انہیں حج دے کر یا موت عطا فرما کر۔ موت مومن کا تحفہ ہے لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں

۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان دین چھپانا نہیں چاہیے۔ تئیر کرنا منافقوں کا کام ہے۔ سب سے پہلے تئیر اچھے نے کیا کہ آدم علیہ السلام کے پاس دوست بن کر پہنچا حالانکہ دشمن تھا۔ رب فرماتا ہے۔ وَكَانَ مَثَلًا لِّلَّذِينَ آمَنُوا رَءًیٰ رَءًیٰ لَکُمُ الْاٰیٰتِ الْکُبْرٰی (مائدہ ۱۱۰)۔ اپنے عقائد کا پوری طرح اعلان کرو۔ بلکہ چاہیے کہ یہ مومن کا ایمان اس کے چہرے 'لباس' سے ظاہر ہو، کفار کی سی شکل بنانا بھی گویا عملی تئیر ہے تئیر کے تین دکن ہیں۔ ایمان چھپانا کفر ظاہر کرنا، دھوکہ کے لئے کرنا سخت ضرورت کے وقت جان بچانے کے لئے کفر قبول دینا ایسا ہی ہے جیسے ضرورت پر مردار کھا لیتا۔ ۶۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے 'ایک یہ کہ اللہ کے پیاروں کے کام اللہ کے کام ہوتے ہیں' جان نکالنا ملک الموت کا کام ہے مگر فریاد کیا کہ اللہ موت دیتا ہے' دوسرے یہ کہ ہر شخص کو چاہئے کہ اسے کو مومنوں کی

(بقیہ صفحہ ۳۵۰) جماعت میں رکھے، عقائد و اعمال میں ان کے خلاف راہ اختیار نہ کرے، اکیلی بھیل کو بھیلڑا چھاڑتا ہے

۱۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مومن کے لئے ضروری ہے کہ تمام یہ عقیدہ گویں سے پاک و صاف ہو، دوسرے یہ کہ شرک کرنا تو کیا اپنے کو مشرکین میں سے نہ بنائے شکل و صورت اعمال و لباس میں ان سے الگ ہو ۲۔ اس آیت میں پوچھنے کی ممانعت ہے، نہ کہ پکارنے یا بدولینے سے کیونکہ دوسری آیات میں پکارنے کا بھی حکم ہے۔ رب فرماتا ہے: **أَوْفُوا بِلَاٰكِبَتِكُمْ اَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ** اور حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا: **مَنْ اَتَذَكَّرُ لِكَلِمَةِ اللّٰہِ** اگرچہ چھروں کلموں میں لفظ و نقصان ہیں مگر وہ نفس و نقصان جو

الوہیت کا مدار ہے، وہ کسی مخلوق میں نہیں یعنی بالذات
مفکلیں حل کرنا، فریاد ستنا وغیرہ۔ اسی کا ذکر اگلی آیت میں
ہے۔ ۳۔ لہذا پتیاروں کا طبیبوں کے پاس جانا مظلوموں
کا حاکموں کی پکڑی میں پھنسنے کا خیال اس سے نہیں کہ یہ
اللہ کی بھیجی ہوئی مصیبتوں کو ٹال دیں گے۔ بلکہ اس خیال
سے ہوتا ہے کہ ان کے سبب و ذریعہ سے اللہ مصیبت ٹال
دے گا جیسا کہ پیاسے کانٹوں پر جانا بھوکے کا مالداروں
کے پاس جانا، اس طرح گنہگار کا ٹھنی والی کے دروازوں پر
حاضری دینا ہے کہ مغفرت کا ذریعہ ہے نہ شرک ہے نہ
کفر۔ اس سے معلوم ہوا کہ ارادہ الہی کو کوئی بدل نہیں
سکتا۔ ہاں نیک اعمال اور بزرگوں کی دعا سے خود رب
تعالیٰ تبدیل فرما دیتا ہے۔ اس لئے اس کا نام تو اب ہے
یعنی توبہ کرنے والے سے ارادہ عذاب سے رجوع فرمانے
والا۔ آدم علیہ السلام کی دعا سے حضرت زانو علیہ السلام
کی عمر بجائے ساٹھ برس کے سو برس ہو گئی ۵۔ حق سے
مراود حضور ہیں، دوسری جگہ حضور کو برہان یعنی دلیل
تیسری جگہ حضور کو نور فرمایا گیا۔ حضور یہ سب کچھ ہیں۔

حضور کے حق ہونے کے یا یہ معنی ہیں کہ حق کے بیجے ہوئے ہیں یا یہ معنی ہیں کہ ان کے قول و فعل حق ہیں جیسے آدم کے درخت سے جاسن پیدا نہیں ہو سکتا ایسے ہی حضور سے باطل مرزد نہیں ہو سکتا یا حق کے یہ معنی ہیں کہ حضور ایمان ہیں، ان کا مقابل شرک و کفر ہے، یا یہ معنی ہیں کہ حضور کے مقابل کو فتا ہے، اور حضور کو حضور کے دین کو بقا ہے کیونکہ حضور خانی اللہ کے درجہ میں ہیں، یا حق سے مراد قرآن کریم ہے کہ اس کی ہر ہر بات حق ہے یا اس سے مراد اسلام ہے کہ اس کے عقائد و اعمال حق ہیں۔ ۷۔ کہ ہدایت کا فائدہ اسے ضرور پہنچے گا اگرچہ اولاد کی ہدایت سے ماں باپ کو بھی ثواب ملتا ہے لیکن خود وہ محروم نہیں ہوتا۔ لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ تمہاری ہدایت نہ قبول کرنے سے ہمارے محبوب کا کوئی نقصان نہیں، ہدایت قبول کرنے نہ کرنے کا نفی و نقصان خود تمہارے لئے ہے نہ کہ کیونکہ

گمراہی کی سزا گمراہ کو ضرور ملتی ہے، اگرچہ گمراہ کرنے والے اور لاپرواہ ماں باپ پر بھی وبال پڑتا ہے، رب فرماتا ہے: **مَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ ذَاكَ الرَّجُلُ مَعْلُومٌ** اس سے معلوم ہوا کہ لوگ گمراہ رہیں تو حضور پر اس کی ذمہ داری نہیں، نہ حضور سے اس بارے میں سوال ہو گا۔ رب فرماتا ہے: **وَلَا تَسْأَلُ عَنْ أَصْحَابِ الْعَجْنِ لِمَا هُمْ فِيهِ مُضْتَرُونَ** عجب متوجہ نہ ہو کہ وہ خواہ وہی حقیقی حاجت مند ہیں، حضور کو ہماری حاجت، ضرورت نہیں لگدایہ آیت کریمہ حضور کی نعت شریف ہے کہ نیکو اس میں حضور کی بے نیازی کا ذکر ہے ۵۔ خواہ وہی حقیقی جیسے قرآن و حدیث یا دینی حکمی جیسے حضور کے اجتہادات۔ اس لئے حضور نے اجتہاد پر خود بھی عمل فرمایا اور مجتہدین کو اس کا حکم دیا، اجتہاد کی پوری بحث ہماری کتاب باد الخیر میں دیکھو۔ لہذا اس آیت سے نہ غیر مقلد وہابی دلیل پکڑ سکتے ہیں۔ نہ پکڑا لوی ۶۔ مشرکین سے بھاگ کر نے اور اہل کتاب سے جزیہ لینے کا (خزائن العرفان

1. (30)

FBI

مختارون

لِلدِّينِ حَنِيفًا ۚ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٥﴾

سیدھا رکھ سب سے الگ ہو کر اور ہرگز شرک والوں میں نہ ہونا لے

وَلَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا

اور اللہ کے سوا اس کی بندگی نہ کر جو نہ تیرا بھلا کر سکے نہ

يَضُرُّكَ فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِنَ الظَّالِمِينَ ﴿٣٦﴾

بُڑا پھر اگر ایسا کرے تو اس وقت تو ظالموں سے ہو گا لہ

وَأَنْ تَمْسِسَكَ اللَّهُ يَصْرِفَ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا

اور اگر تجھے اٹھ کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کا کوئی ثباتہ والا نہیں

هُوَ وَإِنْ تُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَ لِفَضْلِهِ يُصِيبُ

اس کے سوا تلو اور اگر تیرا کھلا جاسے تو اس کے فضل کا رد کرنا کوئی نہیں

بِهِمْ: نَشَاءُ مِنْ عِبَادَةٍ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿١٠﴾

اسے پہناتا ہے اسے نہرواں میں جے جاسے اور وہی تختے والا نہرواں ہے

قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ

تو فریاد اُٹا کہ اگر تمہارے پاس تمہارے رب کو طرف سے حق آما

فَمِنْ أَهْتَدَىٰ فَأَنْبَأَهُتَدَىٰ لِتَفْسِهِ وَمَنْ

تو چو باده آید و این رخ باده که باده آید آید

خُذَا فَاِنَّا لَضَائِقُهَا وَمَا اَنَا عَلَيْكُمْ

کتابخانه جامعہ اسلامیہ دارالعلوم دیوبند

ہو گیا۔ (۱۰۸) اَتَّعَمَّالَهُمْ ۚ الْبَلْکَ ۚ اَصْدَحٰہُ

بُورِیْنِ وَأَیْمِ مَایُو فِی اَیْمِ رَاکِبِیْنِ

ہیں اور اس پر چلو جو ہم پر وحی ہوئی ہے اور میری کتاب

يُحَامِدُ اللَّهَ وَهُوَ خَيْرُ الْحَمِيدِينَ ﴿١٥﴾

مذہب

منزل

(بقیہ صفحہ ۳۵۱) خیال رہے کہ مشرکین عرب سے کسی امام کے نزدیک جزیہ نہیں صرف اہل کتاب سے جزیہ لیا جاوے گا۔ مشرکین عجم میں اختلاف ہے ہمارے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک ان سے جزیہ لیا جاوے گا امام شافعی رضی اللہ عنہ کے ہاں ان کے لئے صرف اسلام یا جنگ ہے۔
اس سورۃ ہود کیہ ہے سوائے اَیْمَةُ الْقَوْلَةِ اَلْح اور فَتَنُكَ تَارِدَةً اَلْح اور اُولَئِكَ يُؤْمِنُونَ بِہ اور اِنَّ الْعَتَاتِ مَذْهَبٌ اَشْيَاتِ کے اس میں دس رکوع، ایک سو تیس آیتیں اور ایک ہزار چھ سو گئے اور نو ہزار پانچ سو ستر حروف ہیں (خزانة العرفان) ۲۔ سبحان اللہ نہایت نفیس ترجمہ ہے۔ یعنی احکمت، حکم، معنی مضبوط سے شق نہیں،

ہود ۱۱

۳۵۲

یعتزدون ۱۱

ایٰ اَنۡتَہٰ ۱۳۳ ۱۱ سُوْرَةُ هُوْدٍ مَّكِّيَّةٌ ۵۲ رُكُوْعًا ۱۰

سورۃ ہود مکہ میں دس رکوع ایک سو تیس آیتیں اور ایک ہزار چھ سو گئے ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا ہے

الرَّکِیۡبُۙ اَحۡکَمَتۡ اٰیۡتُہٗ ثُمَّ فُصِّلَتۡ مِنْۢ لَّدُنۡ جَہِیۡمٍ

یہ ایک کتاب ہے جس کی آیتیں حکمت بھری ہیں پھر تفصیل کی نہیں رہی حکمت والے

خَبِیۡرٍ ۙ لَاۤ اَتَّعَبُۤہٗ وَاِلَّا اللّٰہُ اِیۡنِیۡ لَکُمۡ مِّنۡہٗ نَذِیۡرٌ

خبردار کی طرف سے تم کو نید کی نہ کر دوں گا اللہ کی جنگ میں تمہارے لئے اس کی طرف سے ڈر

وَبَشِیۡرٍ ۙ وَاِنۡ اَسْتَغْفِرُۤہٗ وَاَرۡبَکُمۡ ثُمَّ تَوَبَّۤاۤ اِلَیۡہِ

اور خوشی دے گا اور اللہ کی طرف سے معافی مانگو پھر اس کی طرف سے توبہ کرو گے

یَتَّبِعُکُمۡ مَّتَآ حَسَنًا اِلٰیۤ اَجَلٍ مُّسَمًّی وَاِیۡوَت

تمہیں بہت اچھا برتنا دے گا ایک ٹھکانے دے گا تمک اور ہر فضیلت

کُلِّ ذِیۡ فَضْلٍ فَضْلَہٗ وَاِنۡ تَوَلَّوۡۤا فَاِنِّیۡۤ اَخَافُ عَلَیۡکُمۡ

وہاں کو اس کا فضل، پہنچانے کا ڈر اور اگر تم پھیر دو تو میں تم پر بڑے دن کے عذاب

عَذَابٍ یُّوۡمَ کَیۡدٍ ۙ اِلَی اللّٰہِ مَرۡجِعُکُمۡ وَہُوَ عَلٰی کُلِّ

کا خوف کرتا ہوں نہ تمہیں اللہ ہی کی طرف پھرتا ہے کہ اور وہ ہر شے پر

شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ۙ اِلَّا اَنۡتُمْ یَّتَنَوۡنَ صُدُوْرَہُمۡ لَّیَسْتَخَفُوۡۤا

تو اوروں سے نہ سنو وہ اپنے سینے دوہرے کرتے ہیں کہ اللہ سے پردہ کریں

مِنۡہِۙ اِلَیۡہِۙ لَّیَسْتَغْشَوۡنَ ثِیَابَہُمۡ یُعَلِّمُ مَا یَسِرُّوۡنَ

انہوں نے اس وقت وہ اپنے کپڑوں سے سہارا لے کر اپنے لئے اس وقت بھی اللہ

وَمَا یُعَلِّیۡنَۡوۡنَ اِنَّہٗ عَلِیۡمٌ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ ۙ

ان کا چھپایا اور ظاہر سب کچھ جانتا ہے نہ شک وہ دلوں کی بات جاننے والا ہے۔

منزل ۲

بلکہ حکمت سے شق ہے کیونکہ قرآن کریم کی تمام آیات اس وقت تک نہیں بعض منسوخ ہونے والی تھیں مگر ساری آیتیں حکمت سے بھری تھیں۔ جو منسوخ ہوئیں۔ ان کے جج میں حکمت ہے اور جو باقی رہیں ان کی بھائیں حکمت ۳۔ یہاں تم رجہ کی ترتیب کے لئے ہے نہ کہ زمانے کی۔ یعنی آیات قرآنیہ میں عقائد افعال قص وغیرہ تفصیل وار مذکور ہیں ۴۔ یعنی جب کلام والا علیہم حکیم، خبر ہے تو کلام میں بھی علم و حکمت غیبی خبریں ہیں کیونکہ کلام کا حال کلام والے کی صفات سے معلوم ہوتا ہے ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور جنت کی خوشخبری دینے والے ہیں نہ کہ کسی نبی کی، آمد کی، اس لئے اسے نذیر کے ساتھ بیان فرمایا ۶۔ گزشتہ سے معافی مانگنا استغفار ہے اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا عہد کرنا توبہ ہے۔ کبھی دونوں ایک ہی معنی میں آتے ہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ توبہ و استغفار سے دنیاوی بلائیں ملتی ہیں اور راحتیں ملتی ہیں۔ رب فرماتا ہے، ۷۔ قلت استغفروا ربکم انہ کان غفارا۔ یعنی جنت میں بقدر عمل ہر مومن کو درجے عنایت فرمائے گا۔ یا نیکی کی برکت سے آئندہ اور زیادہ نیکیاں کرنے کی توفیق بخشے گا۔ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کو اپنے اور اپنے غلاموں کے متعلق عذاب کا خوف نہیں، حضور کو ان کے مراتب بتا دیئے گئے اور معراج میں دکھا دیئے گئے۔ ہاں حضور کو رب کا خوف یعنی اس کی ہیبت کمال درجے کی ہے۔ یہ خوف ایمان کا رکن ہے۔ ۹۔ سب کو اللہ کی طرف لوٹنا ہے مگر مومن کو خوشی سے اور کافر کو مجبوراً ۱۰۔ یہاں جبری رجوع مراد ہے اس لئے صرف کفار سے خطاب ہے ۱۱۔ وہ روزی دینے، موت دینے، بعد موت اٹھانے پر قادر ہے۔ شے سے مراد ممکنات ہیں نہ کہ واجب اور ناممکن ۱۲۔ شان نزول۔ یہ آیت ان مسلمانوں کے حق میں نازل ہوئی جو استغیا اور جماعت کے وقت برہنہ ہوتے ہوئے رب سے شراعت تھے یا ان منافقوں کے متعلق آئی جو حضور کے سامنے اپنے منہ چھپاتے تھے کہ حضور ہم کو دیکھ نہ لیں۔ مگر اول

ظاہر ہے کہ یہ آیت کی ہے مکہ میں منافق نہ تھے ۱۳۔ لہذا رب سے چھپنے کے لئے سر پہنچانے کی کوشش نہ کرو۔ بلکہ حیاء و غیرت کے لئے ستر پوشی کرو۔ خیال رہے کہ عثمانی میں بھی ننگا ہونا منع ہے۔ اس لئے نہیں کہ رب سے چھپا جاوے بلکہ اس لئے کہ اس میں شرم و حیا کا اظہار ہے، رب کا حکم ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب تک میرے حجرے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق دفن تھے میں بے حجاب اندر چلی جاتی تھی۔ کہ ایک میرے شوہر صلی اللہ علیہ وسلم مدفون تھے اور ایک میرے والد۔ مگر جب سے عمر فاروق رضی اللہ عنہ مدفون ہوئے تب سے میں بغیر حجاب اندر نہ گئی۔ کیونکہ حضرت عمر سے حیا کرتے ہوئے، حیا فرمایا، حجاب نہ فرمایا۔ غرض کہ حیا اور بے حجاب کچھ اور۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبر میں مدفون بندے دُائرین کو دیکھتے جانتے اور بھانستے ہیں اور یہ کہ

(بقیہ صفحہ ۳۵۲) ان سے شرم و خیا بھی کرنی چاہیے اور ان کا ادب بھی۔

۱۔ زمین پر پلنے والے کا اس لئے ذکر فرمایا کہ ہم کو انہیں کا مشاہدہ ہوتا ہے، ورنہ جنات، ملائکہ وغیرہ سب کو رب روزی دیتا ہے۔ اس کی رزاقیت صرف حیوانوں میں منحصر نہیں، پھر جو جس روزی کے لائق ہے اس کو وہی ملتی ہے، پھر کو مال کے پیٹ میں اور قسم کی روزی ملتی ہے، اور پیدائش کے بعد دانت نکلنے سے پہلے اور طرح کی بڑے ہو کر اور طرح کی غرضیکہ دانت میں بھی عموم ہے اور رزق میں بھی ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ بندہ ہمستہ یوقوف ہے، جو رزق کی فکر میں اپنی مغفرت کی فکر نہ کرے، کیونکہ رزق کا رب نے وعدہ فرمایا مغفرت کا وعدہ

نہیں فرمایا۔ بلکہ ارشاد فرمایا یَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ فَمَا تَجِدُ فِرَاقَہِ کی چاہیے اللہ نصیب کرے ۳۔ یعنی زندگی میں کہاں ہے گا۔ اور بعد موت کہاں دفن ہو گا۔ یا کس باپ کی پشت میں اور کس ماں کے رحم میں، کس طرح اور کب تک رہے گا۔ یا عالم ارواح میں کس صف میں تھا۔ اور آئندہ قیامت میں کس صف میں ہو گا۔ خیال رہے کہ ميثاق کے دن ارواح کی چار صفیں تھیں، پہلی صف میں انبیاء، دوسری میں اولیاء اللہ تیسری میں تمام مومنین چوتھی میں کفار منافقین کی ارواح تھیں (روح البیان وغیرہ) ۴۔ خیال رہے کہ ہر چیز کا لوح محفوظ میں لکھا جاتا اس لئے تھیں کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے بھول جانے کا خطرہ تھا اس لئے لکھ لیا۔ بلکہ اس لئے ہے کہ لوح محفوظ دیکھنے والے بندے اس پر اطلاع پائیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو لوح محفوظ پر نظر رکھتے ہیں انہیں بھی ہر ایک کے مستقر اور مستور کی خبر ہے۔ کیونکہ یہ سب لوح محفوظ میں تحریر ہے اور لوح محفوظ ان کے علم میں ہے، لوح محفوظ کو مبین اس لئے فرمایا گیا کہ وہ خاص بندوں پر علوم غیبیہ بیان کر دیتی ہے ۵۔ آسمان بھی سات ہیں اور زمین بھی سات، لیکن آسمانوں کی حقیقتیں مختلف ہیں۔ کوئی تانبہ کا، کوئی چاندی کا کوئی سونے کا۔ اور تمام زمینوں کی حقیقت صرف مٹی ہے، نیز آسمانوں میں فاصلہ ہے اور زمین کے طبقات میں فاصلہ نہیں ایک دوسرے سے ایسی چٹنی ہیں جیسے پاز کے چکے کہ دیکھنے میں ایک معلوم ہوتی ہے، اس لئے آسمان جمع فرمایا جاتا ہے اور زمین واحد بولی جاتی ہے۔ خیال رہے کہ آسمانوں کی پیدائش دو دن میں۔ زمین کی پیدائش دو دن میں اور حیوانات و درخت وغیرہ کی پیدائش دو دن میں ہوئی، دن سے مراد اتنا وقت ہے، ورنہ اس وقت دن نہ تھا دن تو سورج سے ہوتا ہے اور اس وقت سورج نہ تھا ۶۔ یعنی یہ تمام مخلوقات تمہاری خاطر بنائی۔ تاکہ اس سے فائدہ اٹھاؤ اور نیک اعمال کرو۔ رب نے سب کچھ تمہارے لئے بنایا۔ کچھ تم ہی اس کے لئے کرو

۷۔ یعنی جیسے جادو کی حقیقت کچھ نہیں ہوتی مگر اثر کرتا ہے، ایسے ہی معوذ اللہ آپ کا کلام باطل ہے مگر دلتشین اور دلکش ہے کہ جس پر اثر کر جاتا ہے وہ آپ ہی کا ہو جاتا ہے ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافر سے عذاب دفع نہیں ہوتا، ہاں مؤخر ہوتا ہے کافر اس تاخیر سے دھوکا کھا جاتا ہے اور طغیان میں زیادتی کرتا ہے، چنانچہ ان کا حضور سے یہ سوال کرنا مذاق کے طور پر تھا نہ کہ خوف کی بنا پر ۹۔ آدمی سے مراد یا کافر انسان ہے یا عاقل، اس سے معلوم ہوا کہ اللہ سے ناامیدی کفار کا کام ہے، رحمتوں کا آنا شکر کے لئے ہوتا ہے اور جانا صبر کے لئے۔ لہذا یہ آنا جانا دونوں ہی اللہ کی رحمت ہیں۔

وَمَا مِن دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا
اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں ملے جس کا رزق اللہ کے ذمہ کرنا ہو نہ ہو نہ
وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِي كِتَابٍ
اور جانتا ہے کہ کہاں ٹھہرے گا اور کہاں پھر ہو گا کُل سب کچھ ایک صف بیان
مُبِينٌ ۱) وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ
کرنے والی کتاب میں ہے لگہ اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن
فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ لِيَبْلُوَكُمْ
میں بنایا اور اس کا عرش پانی پر تھا کہ نہیں آزمائے
أَن تَكُمُ أَحْسَنُ عَمَلًا وَلَٰكِنْ قُلْتَ إِنَّكُمْ مَبْعُوثُونَ
تم میں کس کا کام اچھا ہے نہ اور اگر تم فرماؤ کہ بے شک تم مرنے کے بعد
مِن بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُولَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَذَا
اٹھائے جادو گئے تو کافر ضرور کہیں گے کہ یہ تو نہیں
إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ ۲) وَلَٰكِنْ أَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ
مگر کھلا جادو نہ اور اگر ہم ان سے عذاب کچھ گنتی کی
إِلَىٰ أُمَّةٍ مَّعْدُودَةٍ لَّيَقُولَنَّ مَا يَجِبُ سَاءَ الْيَوْمِ
مدت تک بٹا دیں تو ضرور کہیں گے کس چیز نے رکھا ہے کس لوہے دن
يَأْتِيهِمْ لَيْسَ مَصْرُوفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِم مَّا
ان پر آئے تھا ان سے بھیرا نہ جانے کا اور انہیں کبیرے کا دبی عذاب
كَأُتُوبُ بِهِ يَسْتَفْهِرُونَ ۳) وَلَٰكِنْ أَذَقْنَا الْإِنْسَانَ
جس کی ہنس اڑاتے تھے اور اگر ہم آدمی کو ملے اپنی کسی رحمت کا
مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَرْغَبُهُمْ إِنَّهُ لَيَبْغُؤُنَّ كُفُورًا ۴)
مزدہ دیں پھر اسے اس سے پسین لیں ضرور وہ بڑا ناامید ناکلرا ہے

وَالْأَمْنُ دَائِمٌ ۝

مَقُولٌ

میں تعارض نہیں ۱۱۔ یہاں من دون اللہ سے مراد اللہ کے دشمن بت یا کفار ہیں نہ کہ اولیاء انبیاء یہ مطلب نہیں کہ اے جیسا تو! تم بھلی و عزیز و موسیٰ علیہم السلام کو قرآن کے مقابلہ کے واسطے لے آؤ۔ یا عبد اللہ بن سلام و کعب احبار سے مدد لو۔ اس سے معلوم ہوا کہ بدوں سے مدد لیتا جائز ہے ۱۲۔ یہ شک اور تردد سننے والوں کے لحاظ سے ہے ورنہ رب تعالیٰ تو جانتا ہے کہ وہ سب مل کر بھی قیامت تک قرآن کی حق ایک سورت بھی نہ بتا سکیں گے ۱۳۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے قرآن یہ جان کر اتارا ہے کہ اس کے لائق صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یا قرآن اللہ تعالیٰ کے علم پر مشتمل ہے لہذا حضور کو اللہ نے اپنا عالم دیا۔ کیونکہ انہیں قرآن دیا اور قرآن میں اللہ کا علم ہے۔

۱۔ اس طرح کہ دنیا کی نعمتوں کو ان کے اعمال کا بدلہ بنا دیں گے، یہ مطلب نہیں کہ جو مانگیں وہ انہیں دے دیا جائے، یعنی دنیا میں جو کچھ رزق وغیرہ انہیں ملے گا وہ ان کی نیکیوں کا بدلہ ہو جائے گا۔ مومن خواہ کتنے ہی آرام سے رہے اس کی نیکیوں کا عوض آخرت میں ہے ۲۔ ان آیات میں یا تو وہ مشرکین مراد ہیں جو صدقہ و خیرات، صلہ رحمی وغیرہ کرتے ہیں، رب انہیں وسعت رزق دے کر یہاں ہی بدلہ کر دیتا ہے، یا وہ منافقین مراد ہیں جو صرف مال قیمت کے لئے جہاد میں جاتے تھے، ان کی جزا وہی مال ہو گیا (خزانہ) اس سے معلوم ہوا کہ دنیا صرف ہے اور آخرت عدد، اگر مفر کیا ہو تو خالی ہے اور اگر عدد کے ساتھ مل جائے۔ تو اسے دس گنا بنا دیتا ہے، عثمان غنی اور ابو بکر کی دنیا میں فرق ظاہر ہے ۳۔

اس سے معلوم ہوا کہ ایمان کے بغیر کوئی نیکی رب تعالیٰ کے نزدیک قبول نہیں جیسے نماز کے لئے وضو شرط جواز ہے ایسے ہی اعمال کے لئے ایمان شرط قبول ہے ۴۔ اس سے مراد وہ علماء یہود ہیں جو ایمان لا کر حضور کے صحابی بنے، جیسے عبداللہ ابن سلام اور ان کے ساتھی۔ روشن دلیل سے مراد حقانیت اسلام کے عقلی دلائل ہیں اور گواہ سے مراد قرآن کریم ہے۔ مقصد یہ ہے کہ کیا یہ اہل کتاب جن کو یہ تعین میسر ہوں، ان کی طرح ہو سکتے ہیں جو محض ضد اور عناد سے اسلام سے دور ہیں ہرگز نہیں ۵۔ اس گواہ سے مراد عبداللہ بن سلام اور وہ علماء یہود ہیں جو قرآن کی حقانیت پر ایمان لائے، ۶۔ معلوم ہوا کہ صرف ایمان پر بھروسہ نہ کرے، بلکہ ہمیشہ رب پر دھیان رکھے، گناہ کر کے اس کی مغفرت پر اور نیکی کر کے اس کے فضل و کرم سے قبول فرمانے پر۔ نیکی ختم ہے اور اس کی رحمت بارش کا پانی۔ ختم بارش کا محتاج ہے اور ہمارے اعمال اس

کے کرم کے حاجت مند ہیں ۷۔ یعنی یہ قرآن کرم حق ہے یا آپ کے مخالفوں کا جہنی ہونا برحق ہے یا آپ کے فلاسوں کا جنتی ہونا جہنی چیز ہے کہ قرآن پر کبھی باطل نہیں آ سکتا لہذا کافر جنتی اور مومن دائمی دوزخی نہیں ہو سکتا (روح) اس آیت سے صدمہ ایمانی اور فتنی مسائل مستنبط ہو سکتے ہیں، صحابہ کا جنتی ہونا ابو بکر کا دوزخی ہونا یقینی ہے ۸۔ اس طرح کہ اس کی طرف اولاد یا شرک کو نسبت کرے، یا اس کی کتاب میں طاوٹ کرے، اس سے معلوم ہوا کہ اللہ پر جھوٹ باندھنا بڑا گناہ ہے، حضور پر جھوٹ باندھنا بھی رب پر جھوٹ باندھنا ہے ۹۔ معلوم ہوا کہ کسی مقدمہ میں گواہی لینا حاکم کے بے علم ہونے کی دلیل نہیں، رب بھی گواہی لے کر قیامت میں فیصلہ فرمائے گا، لہذا حضور کا حضرت عائشہ صدیقہ کی حسرت کے وقت گواہی وغیرہ طلب فرمانا۔ تحقیقات کرنا بے علمی کی بنا پر نہ تھا، بلکہ امت کو مقدمہ کی تحقیقات کرنے کی تعلیم دینا مقصود تھا۔ اس آیت میں گواہ سے مراد انبیاء اور فرشتے

مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا نُوفِّ إِلَيْهِمْ

جو دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش چاہتا ہو ہم اس میں ان کا بدلہ دیں

أَعْمَلًا لَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يَخْسُونَ ۱۵ أُولَٰئِكَ

وہ ہیں جن کے لئے آخرت میں کوئی نذر نہیں ہے۔ یہ ہیں

الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا

وہ جن کے لئے آخرت میں کوئی نذر نہیں ہے۔ ان کے لئے صرف آگ ہے اور ان کے لئے جو

صَنَعُوا فِيهَا وَبِطُلَّ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۱۶ أَفَمَنْ كَانَ

کچھ وہاں کرتے تھے اور بنا دیا جانے والا تھا وہ تو کیا ہو جائے

عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهِ

رب کی طرف سے روشن دلیل ہے اور اس پر اللہ کی طرف سے گواہ آئے تھے اور اس

كُتِبَ مُوسَىٰ إِمَامًا وَرَحِبَةً ۱۷ أُولَٰئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ

پہلے موسیٰ کی کتاب پیش اور رحمت وہ اس پر ایمان لاتے ہیں

وَمَنْ يَكْفُرْ بِهِ مِنَ الْأَحْزَابِ فَالْتَأَمُوْعِدُ ۱۸ فَلَا

اور جو اس کا منکر ہو سارے گروہوں میں تو آگ اس کا مدد ہے تو

تَكَ فِي مَرِيَةٍ مِّنْهُ ۱۹ إِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ وَلَكِنَّ

سننے والے تجھے کہ اس میں شک نہ ہو، شک وہ حق ہے شریعہ رب کی طرف سے ہے

أَكْثَرُ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ ۲۰ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ

بہت آدمی ایمان نہیں دیتے اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہو اللہ پر

عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ۲۱ أُولَٰئِكَ يُعْرَضُونَ عَلَىٰ سُرُومٍ ۲۲

جھوٹ باندھے گئے وہ اپنے رب کے حضور پیش کئے جائیں گے اور

يَقُولُ الْأَشْهَادُ هَٰؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَىٰ سُرُومٍ ۲۳

گواہ کہیں گے کہ یہ ہیں جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ بولا تھا

ہیں۔ معلوم ہوا کہ نبی اور فرشتے ہمارے اعمال سے خبردار ہیں ورنہ گواہی کیسے دیتے ۱۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار و منافقین کو قیامت میں رسوا کیا جائے گا اور ان کی بدکاریاں بے ایمانانِ اطاعتیہ بیان ہوں گی۔ بلکہ کفار کے چہرے مرے ان کی بے ایمانی کی نشاندہی کریں گے۔ مسئلہ اللہ تعالیٰ گنہگار مومن کی پردہ پوشی فرمادے گا۔ کہ ان کے نیک اعمال کا اعلان ہو گا، برے اعمال صیغہ راز میں رکھے جائیں گے، دیکھو گزشتہ امتوں کی بدکاریاں قرآن کریم میں مذکور ہوئیں، جس سے وہ رسوا ہوئیں، قرآن کے بعد کوئی کتاب اترے گی نہیں، ہماری بدنامی بھی نہ ہوگی۔ گزشتہ کتابوں میں امتِ محمدیہ کی نیکیاں مذکور تھیں، بدیاں مذکور نہ تھیں۔ رب فرماتا ہے۔ ذٰلِكَ مَكْلَمُنَا الَّذِي يَتَذَكَّرُ فِيهَا مَن يَخْتَلِفُ

۱۔ اس آیت میں وہ کفار و مشرکین بھی شامل ہیں جو ایمان کا سیدھا راستہ چھوڑ کر کفر و الٹے سیدھا راستہ اختیار کرتے ہیں اور وہ مرتدین بھی شامل ہیں جو قرآن کی معنوی تحریف کر کے صحابہ کبار اور عام مسلمانوں کے خلاف راستہ اختیار کرتے ہیں اور آیات کے وہ معنی کرتے ہیں جو متواتر معانی کے خلاف ہیں اگر انہیں آخرت کا ڈر ہوتا تو یہ جرات نہ کرتے ۲۔ یعنی وہ دنیا میں بھی ہمارے قابو میں ہیں ہم جب چاہیں ان کو عذاب میں گرفتار کر دیں۔ اور آخرت میں تو ہوں گے ہی ۳۔ دون کا ترجمہ جدا نہایت نفیس ہے کیونکہ وہ دن کے معنی قہر ہیں (مفردات راقب) قہر کے معنی عیلاہی اور جدائی نہایت موزوں ہے رب فرماتا ہے ان نقص و این الصلوة اور فرماتا ہے۔

۴۔ مقتضوین رب سے جدا ہو کر بندہ محض بیکار ہے۔
 ۵۔ اصل ہو کر ہر طاقت کا مالک ہے جیسے بجلی کا تار کنکشن کئے پر بے کار ہے۔ کنکشن ہو جانے پر بجلی کا تار اللہ ۶۔ معلوم ہوا کہ مومن کے لئے رب نے بہت مددگار مقرر فرما دیئے ہیں کیونکہ مددگار نہ ہوتا یہاں کفار کے عذاب کے سلسلہ میں بیان ہوا ہے۔ اگر مومن کے بھی مددگار نہ ہوتے تو پھر یہ عذاب مومن کو بھی ہو جاتا مومن کے مددگار رسول اللہ اولیاء اللہ نیک اعمال خانہ کعبہ وغیرہ ہیں۔ رب فرماتا ہے اِنَّا دَٰلِمٌ لِّکُمْ ۝ اللّٰہُ دَٰلِمٌ لِّکُمْ ۝ اِنَّکُمْ لَیْۤیۡنٌ اٰمِنُوۡا ۝ ۵۔ معلوم ہوا کہ گمراہ گر کا عذاب گمراہ سے زیادہ ہے۔ کیونکہ وہ خود بھی گمراہ ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے والا ۶۔ یعنی انہوں نے اپنے کو ایسا کر لیا کہ حق سننے دیکھنے پر قادر نہ رہے۔ جیسے کوئی اپنی آنکھ چھوڑ کر اندھا بہرہ بن جاوے۔ یہ مطلب نہیں کہ ان میں قدرتی طور پر یہ قدرت نہیں۔ ورنہ وہ مجرم نہ ہوتے ۷۔ یعنی بتوں کی معبودیت اور ان کی شفاعت جس کے وہ مستحق تھے۔ مگر وہاں یہ کچھ بھی نہ ہو گا ۸۔ یعنی آخرت میں گنہگار لوگ بھی نقصان میں رہیں گے لیکن کفار زیادہ نقصان میں ہوں گے کیونکہ آخر کار عذاب الہی سے گنہگار کا چھٹکارا ہو جائے گا۔ کفار کا چھٹکارا کبھی نہ ہو گا ۹۔ یعنی جنتی وہ لوگ ہیں جن میں تین اوصاف ہوں ایمان نیک اعمال اور ہر حال میں اللہ کی طرف رجوع راحت میں شاکر ہو کر مصیبت میں صابر ہو کر رب کی طرف رجوع کرتے رہیں ۱۰۔ یہ آیت اس آیت کی تفسیر ہے۔ لَا تَتَّبِعِ الْاَسْوَۡیَ وَلَا تَتَّبِعِ النَّفْسَ الدَّاعِیَۃَ اور اس کی تفسیر ہے وَصَٰ اَنْتَ بِطَلْحٰی الْعَلٰی معلوم ہوا کہ وہاں موتی اور اندھے بہرے سے وہ کفار مراد ہیں جو کفر پر مرنے والے ہیں ۱۱۔ اگرچہ ظاہری شکل و شباهت میں گونگا اور بولنے والا ایسے ہی بہرہ اور سننے والا یکساں معلوم ہوتے ہیں۔ مگر معنوی پہنچ فرق ہے ایسے ہی نبی اور غیر نبی یکساں نہیں اگرچہ شکل و شباهت میں ظاہری مشابہت ہے۔

اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰی الظّٰلِمِیۡنَ ۝۱۴ الَّذِیۡنَ یَصُدُّوۡنَ

اے ظالموں پھر خدا کی لعنت جو اللہ کی راہ سے روکتے

عَنِ سَبِیۡلِ اللّٰهِ وَیَبْغُوۡنَهَا عِوَجًا ۝۱۵ وَهُمۡ بِالْاٰخِرَةِ هُمۡ

میں اور اس میں بجلی چاہتے ہیں نہ اور وہی آخرت کے

کٰفِرُوۡنَ ۝۱۶ اُولٰٓئِکَ لَمْ یَکُوۡنُوۡا مُعْجِزِیۡنَ فِی الْاَرْضِ

منکر میں وہ شکستے والے نہیں زمین میں نہ

وَمَا کَانَ لَہُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِیَآءَ ۝۱۷ یُضَعَفُ

اور نہ اللہ سے جدا تھ ان کے کوئی حاجی نہ انہیں عذاب پہر

لَہُمۡ الْعَذَابُ ۝۱۸ مَا کَانُوۡا یَسْتَطِیْعُوۡنَ السَّمْعَ وَمَا

عذاب ہو گا نہ وہ نہ سن سکتے تھے نہ اور نہ

کَانُوۡا یُبْصِرُوۡنَ ۝۱۹ اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ خَسِرُوۡا اَنْفُسَہُمۡ

دیکھتے وہی ہیں جنہوں نے اپنی جانیں گھاسنے میں ڈالیں

وَضَلَّ عَنْہُمۡ مَا کَانُوۡا یَفْتَرُوۡنَ ۝۲۰ لِاَجْرِمَاۡنَہُمۡ فِی

اور ان سے کھوئی گئیں جو باتیں جھڑتے تھے نہ خواہ خواہ وہی آخرت میں

الْاٰخِرَةِ ۝۲۱ هُمُ الْاٰخَسَرُوۡنَ ۝۲۲ اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا

سب سے زیادہ نقصان میں ہیں نہ بے شک جو ایمان لائے اور اچھے

الصّٰلِحٰتِ وَاٰخَبُوۡا اِلٰی رَبِّہُمۡ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ

کا مکے اور اپنے رب کی طرف رجوع لائے وہ جنت والے ہیں نہ

ہُمۡ فِیۡہَا خٰلِدُوۡنَ ۝۲۳ مِثْلُ الْقَرِیۡفِیۡنِ کَا لَعۡلٰی وَالۡاَصۡمِ

وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے دونوں قریفی کا حال ایسا ہے جیسے ایک اندھا اور بہرا

وَالْبَصِیۡرُ وَالسَّمِیۡعُ ۝۲۴ هَلْ یَسْتَوِیۡنِ مِثۡلَا فَا لَاتَکۡرُوۡنَ

اور دوسرا دیکھتا اور سنا تہ کیا ان دونوں کا حال ایک سا ہے نہ تو کیا تم نہیں کرتے

۱۔ نوح علیہ السلام کا نام شریف بشکر ہے۔ آپ آدم علیہ السلام کے زمین پر تشریف لانے کے ایک ہزار چھ سو پچاس سال بعد ہوئے و مشق میں قیام تھا۔ کوفہ میں آپ دفن ہیں۔ ساڑھے نو سو سال تبلیغ فرمائی۔ ذیچہ ہزار سال عمر ہوئی (روح) میں نے آپ کی قبر شریف کی زیارت کی ہے الحمد للہ! بعض روایات میں ہے کہ آپ پچاس سال کی عمر میں بنی ہوئے اور ساڑھے نو سو برس تبلیغ فرمائی۔ طوفان کے بعد ساٹھ سال زندہ رہے اس حساب سے آپ کی عمر ایک ہزار پچاس سال ہوئی۔ واللہ اعلم ۲۔ چونکہ اس وقت قوم کافر تھی لہذا آپ نے بشارت کا ذکر نہ فرمایا ۳۔ یعنی ایمان لا کر صرف اللہ کی عبادت کرو۔ لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۴۔ معلوم ہوا کہ نبی کو اپنے جیسا بشر نہ تھا کفر کی جزا اور گمراہی کی پیڑھی ہے۔ شیطان کی گمراہی کا سبب یہی ہوا کہ اس نے آدم علیہ السلام کو صرف بشر بنا دیا۔ خیال رہے کہ انبیاء کرام کو یا تو رب نے بشر فرمایا یا خود انہوں نے یا کفار نے، چوتھے کسی نے بشر نہ پکارا۔ اب جو حضور کو بشر کہہ کر پکارے سمجھ لے کہ وہ کون ہے ۵۔ معلوم ہوا کہ نبی کے صحابہ کو برا کہنا نظر حقارت سے دیکھنا کافروں کا کام ہے، تمام صحابہ رسول کا احترام نہ ہو گا اسے ایمان نصیب ہے، تمام صحابہ کی عظمت ایمان کی نشانی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جس کے دل میں صحابہ رسول کا احترام نہ ہو گا اسے ایمان نصیب نہ ہو گا بنے ادب بے نصیب، بلکہ صحابہ کی طرف ہر منسوب چیز کا احترام چاہیے۔ ۶۔ یا تو کم میں خطاب صرف نوح علیہ السلام سے ہے۔ عربی زبان میں کبھی واحد کو جمع سے تعبیر کر دیتے ہیں یا خطاب آپ سے اور آپ کے متبعین سے ہے، وہ کہتے ہیں کہ اے نوح علیہ السلام آپ علم و مال میں ہم سے زیادہ نہیں پھر آپ نبی کیسے ہو گئے۔ آپ پر ایمان لانے والے عموماً کپڑا بنانے والے جو تاجینے والے لوگ تھے۔ جنہیں یہ حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے ۷۔ معلوم ہوا کہ نبوت اعمال سے نہیں ملتی، رب کی خاص رحمت ہے، ہاں یہ رحمت کبھی نبی کی دعا سے بھی ملی ہے جیسے حضرت ہارون و حضرت لوط کی نبوت ۸۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ معجزے دکھانے کا مقصود صرف اپنی حقانیت ظاہر فرمانا ہوتی ہے نہ کہ قوم سے جبراً کلمہ پڑھوانا۔ ورنہ جب حضور کنکریوں سے کلمہ پڑھوا سکتے ہیں۔ تو ابو جہل سے کلمہ کیوں نہ پڑھوا لیا۔ کیونکہ جبری ایمان پر ثواب نہیں ملتا۔ اسی طرح جہاد کا مقصود کفر کا زور توڑنا ہے نہ کہ جبراً مسلمان بنانا۔ دوسرے یہ کہ ایمان اس کو نصیب ہو سکتا ہے۔ جس کے دل میں ایمانی چیزوں اور انبیاء سے نفرت نہ ہو، کراہت اور ایمان جمع نہیں ہوتے ۹۔ معلوم ہوا کہ تبلیغ پر اجرت لینا حرام ہے، نہ پیغمبروں نے اجرت لی، نہ علماء کو حلال۔ تعلیم دین وغیرہ کا اور حکم ہے ۱۰۔ قوم نے مطالبہ کیا کہ آپ غریب مومنوں کو اپنے پاس سے دور کر دیں۔ تاکہ ہم کو

۱۰	ما من دآئۃ	۳۵۷	ہود
<p>وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ إِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۝۱۰</p> <p>اور بیشک میں نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا کہ میں تمہارے لئے صریح ڈر سناتا ہوں کہ</p> <p>أَنْ لَا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ</p> <p>کراہنے کے سوا کسی کو نہ ہو جو کہ بیشک میں تمہارے ایک نصیحت والے دن کے خطاب</p> <p>يَوْمِ إِلَيَّ ۝۱۱ فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ</p> <p>سے ڈرتا ہوں اور اس کی قوم کے سرور و کافروں نے مجھے بولے ہم تو</p> <p>مَا نُرِيكَ إِلَّا بَشَرًا مِثْلَنَا وَمَا نُرِيكَ إِلَّا الَّذِينَ</p> <p>نہیں اپنے ہی جیسا آدمی دیکھتے ہیں ہم اور ہم نہیں دیکھتے کہ تمہاری پیروی کسی نے کر</p> <p>هُمْ أَرَادُوا لَنَا بِأَدَى الرَّأْيِ وَمَا نُرِي لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ</p> <p>مگر ہمارے کمینوں نے نہ سرسری نظر سے اور ہم تم میں اپنے اور ہر کوئی بڑائی</p> <p>فَضْلٍ بَلْ نُنَظُّكُمْ كَذِبِينَ ۝۱۲ قَالَ يَقَوْمِ أَرَأَيْتُمْ إِنْ</p> <p>ہمیں پاتے بلکہ ہم نہیں جھوٹا خیال کرتے ہیں نہ بولا اے میری قوم بھلا بتاؤ تو</p> <p>كُنْتُ عَلَىٰ بَيْنَةٍ مِّنْ رَبِّي وَاتَّبَعِي رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِ</p> <p>اگر میں اپنے رب کی طرف سے روشن دلیلیں نہ ہوں اور اس نے مجھے اپنے پاس سے رحمت</p> <p>فُعَيِّبَتْ عَلَيْكُمْ أَنْزَلَ مَكْرَهُهَا وَاتَّبَعْتُمْ لَهَا كُرهُونَ ۝۱۳</p> <p>بجھتی تھی تو میں اس سے اندھے رہے کیا ہم اسے تمہارے گلے چھپت دیں اور تم ہزار ہوں</p> <p>وَيَقَوْمِ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ</p> <p>اور اے قوم میں تم سے کچھ اس پر مال نہیں مانگتا میرا اجر کو اللہ ہی پر ہے اور میں</p> <p>وَمَا أَنَا بِطَارِدٍ الَّذِينَ آمَنُوا إِلَّا أَنَّهُمْ مُّخْلَفُونَ وَلَكِنِّي</p> <p>مسلمانوں کو دور کرنے والا نہیں بلکہ بے شک وہ اپنے رب کے لئے ہیں لیکن میں</p> <p>أَنْتُمْ قَوْمًا تَجْهَلُونَ ۝۱۴ وَيَقَوْمِ مَنْ يَنْصُرُنِي مِنَ</p> <p>تم کو نہ سے جاہل لوگ پاتا ہوں اللہ اور اے قوم مجھے اللہ سے کون بھالے گا۔</p>			
مذہل ۳			

آپ کے پاس آنے میں شرم نہ آئے۔ تب آپ نے یہ فرمایا ۱۱۔ یعنی تم میں اتنا غرور کہ غریب مسلمانوں کے پاس بیٹھنا گوارا نہیں کرتے جمالت کی وجہ سے ہے۔ جمالت سے تکبر پیدا ہوتا ہے۔ علم سے غرور نکلتا ہے۔

۱۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مومنین سے محبت سنت انبیاء ہے اور ان سے نفرت طریقہ کفار ہے۔ دوسرا یہ کہ مومن ققراء کا دور ہو جانا عذاب الہی کا باعث ہے ۲۔ تاکہ تم میرے فخر کی وجہ سے میری نبوت کا انکار کرو۔ میں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے نہ کہ امیری ۳۔ ظاہری معنی میں یہ آیت وہابیوں کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ انبیاء کے لئے بعض علم غیب وہ بھی مانتے ہیں۔ لہذا وہ اس سے نفی علم غیب پر دلیل نہیں چکاسکتے۔ خیال رہے کہ بغیر غیب کے جاسنے میں ایمان حاصل نہیں ہوتا۔ رب فرماتا ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا الْاَغْوَیِّیْنَ (ایمان علم کی اعلیٰ قسم ہے غیب جانے بغیر ایمان کیسا؟ اللہ کی ذات 'قیامت' سب غیب ہے۔ لہذا اس آیت میں دعویٰ علم غیب کی نفی ہے نہ کہ علم غیب کی 'یعنی میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میں غیب جانتا ہوں۔ خیال رہے کہ جنہیں اللہ تعالیٰ تعین دیتا ہے انہیں ضبط کی طاقت بھی دیتا ہے ۴۔ تاکہ تم میری شہادت کی وجہ سے میری نبوت کا انکار کرو۔ یہ ان کے اس قول کا رد ہے کہ مَا نَدَّیْکَ اِلَّا بِیَسْرٍ اِیُّسَیْنَا اس سے معلوم ہوا کہ نبوت انسانوں سے خاص ہے۔ فرشتہ نبی نہیں ہوتا، رب فرماتا ہے اِلَّا رِجَالًا مِّنْ اِنۡحِیۡنَ اِلَیْہِمْ ۵۔ اس میں اشارہ خبردی گئی ہے کہ ان ققراء مومنین کو اللہ تعالیٰ دین و دنیا کی خبر و پھری دے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ دنیا میں تو کفار ہلاک ہوئے اور یہ مومن ان کی جانیہ اوروں کے مالک بنے اور آخرت میں جنت وغیرہ کے حقدار ہوئے۔

اللہ کے بندوں کے منہ سے جو نکلتا ہے کرہتا ہے ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کو بلا دلیل منافق یا کافر کہنے والا ظالم ہے۔ شریعت کا حکم ظاہر پر ہے ۷۔ یعنی ساڑھے نو سو برس تک ہم سے جھگڑتے رہے نبی کی تبلیغ یا علماء کے وعظ کو جھگڑا فساد کہنا کافروں کا کام ہے ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفر یا بد عملی پر عذاب آنا ضروری نہیں بلکہ یہ اللہ کے ارادے پر موقوف ہے (روح) ۱۰۔ معلوم ہوا کہ بغیر مرضی الہی بغیر کی تعلیم اثر نہیں کر سکتی۔ تعلیم رسول ہدایت کا خم ہے اور رب کی مہربانی رحمت کی بارش کی طرح ہے ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی مشرکوں اور ان کے گناہوں سے بیزار ہیں۔ مومنوں اور ان کے گناہوں سے بیزار نہیں۔ ہاں گنہگار سے ناراض ہیں۔ مگر بیزار نہیں ان کی شفاعت فرمائیں گے۔ حضور فرماتے ہیں۔ شَفَاعَتِیْ لَا تَهْلِكُ لِمَنْ اٰمَنَ مِنْ اٰتَمِیْنِ اگر ہم سے حضور الگ اور بیزار ہو جاویں تو ہمارا بیزار غرق ہو جاوے۔ اس قل میں خطاب یا نوح علیہ السلام سے ہے یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ۹۔ یعنی میں رب کا مقابلہ نہیں کر سکتا کہ وہ تمہیں گمراہ رکھنا چاہے اور میں تمہیں ہدایت دے دوں۔ یہ آیت اس آیت کی تفسیر ہے۔ لَا اَمْلَکَ لِنَفْسِیۡ ضَرًا وَّلَا نَفْعًا ان جیسی نفی ملک کی آیات میں رب کے مقابل ملکیت کی نفی ہوتی ہے۔

ہود ۱۱

۳۵۸

وہامن دآبۃ ۱۱

اَللّٰہُ اِنْ طَرَدْتُمْہُمْ اَفَلَا تَذَکَّرُوْنَ ۝۳۵۸ وَلَا اَقُوْلُ لَکُمْ

اگر میں انہیں دور کروں گناہ تو کیا تمہیں دھماں نہیں اور میں تم سے نہیں کہتا

عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰہِ وَلَا اَعْلَمُ الْغِیۡبَ وَلَا اَقُوْلُ

کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں نہ اور نہ کہ میں جب جان پاتا ہوں نہ اور نہ یہ

اِنِّیۡ مَلٰکٌ وَلَا اَقُوْلُ لِلَّذِیۡنَ تَزِدُّوْا عَلَیۡہِمْ

کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں نہ اور میں انہیں ایسا کہتا ہوں کہ تمہاری نیکیاں میری

لَنْ یُّوْتِیَہُمْ اللّٰہُ خَیْرًا ۝۳۵۹ اَعْلَمُ بِمَا فِیۡ اَنْفُسِہِمْ

سچیت ہیں کہ ہرگز انہیں اللہ کوئی بھلائی نہ دے گا کہ اللہ خوب جانتا ہے جو اپنے دلوں میں

اِنِّیۡ اِذَا لَمِیۡنَ الظّٰلِمِیۡنَ ۝۳۶۰ قَالُوْا اَیُّوْہُ قَدْ جَادَلْتَنَا

ایسا کروں تو غور میں قانون میں ہوں نہ لوئے اے نوح تم ہم سے جھگڑو

فَاَکْثَرْتَ جَدَلَنَا فَاَتِنَّا بِمَا تَعِدُنَا اِنْ کُنْتَ مِنَ

اور بہت ہی جھگڑے نہ توئے آؤ میں کا میں وعدہ دے رہے ہو اگر تم

الصّٰدِقِیۡنَ ۝۳۶۱ قَالَ اِنَّمَا یَاۡتِیۡکُمْ بِہِ اللّٰہُ اِنْ شَآءَ ۝۳۶۲

پچھے جو بھلا دے تو اللہ تم پر بلائے گا اگر چاہے نہ اور تم

اَنْتُمْ بِمِعْجَزَیۡنَ ۝۳۶۲ وَلَا یَنْفَعُکُمْ نَصْحِیۡ اِنْ اَرَدْتُ

تمہارا نہ سکو گے اور تمہیں میری نصیحت نفع نہ دے گی اگر میں

اَنْ اَنْصَحَ لَکُمْ اِنْ کَانَ اللّٰہُ یُرِیۡدُ اَنْ یُّغْوِیَکُمْ ۝۳۶۳

تمہارا بھلا جائوں جب کہ اللہ تمہاری گمراہی چاہے نہ وہ تمہارا

رَبِّکُمْ وَاِلَیْہِ تَرْجَعُوْنَ ۝۳۶۴ اَمْ یَقُوْلُوْنَ اَفْتَرٰہُ قُلْ

رب تمہارا اور اسی کی طرف پھرو گے نہ کیا کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنے جہ سے بنا لیا تم

اِنْ اَفْتَرٰہُ فَعَلٰی اِجْرَامِیۡ وَاَنَا بِرَبِّیۡ مُتَّبِعٌ مُّؤْمِنٌ ۝۳۶۵

فرماؤ اگر میں نے بنایا ہوگا تو میرا گناہ مجھ پر ہے اور میں تمہارے گناہ سے الگ ہوں نہ

منزل ۳

پر مرنے اور ہلاک ہونے کا فیصلہ ہو چکا ہے، ان کی سفارش و شفاعت نہ کرنا کہ ان کی ہلاکت قضا مبرم ہو چکی ہو ٹل نہیں سکتی اور آپ کی بات خالی جائے یہ مناسب نہیں اس ممانعت شفاعت میں ان حقارت کی انتہائی عظمت شان ہے۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ جن کفار کے کفر پر مرنے کا فیصلہ ہو چکا ہے، ان کے لئے دعاء نجات کرنا منع ہے اور جو کافر ہو کر مر چکے ان کے لئے دعاء مغفرت حرام، رپ فرمایا ہے۔ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولَئِئِ قُرْبَىٰ ۚ ۶۔ اور کہتے تھے کہ اب تک تو آپ نبی تھے اب بڑھی ہو گئے مگر دیوانے بڑھی ہو کر بلا ضرورت خشکی میں کشتی بنا رہے ہو۔ خشکی کے لئے تو گاڑی بنائی ہوئی۔ خیال رہے کہ نوح علیہ السلام کشتی کے موجد ہیں۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کی ہلاکت پر خوش ہونا۔ ان کے کفر کا مذاق اڑانا عبادت ہے، آیت کے معنی یہ ہیں کہ آئندہ ہم دنیا میں تمہارے غرق پر آخرت میں تمہارے حرق پر نہیں گمے اور خوش ہوں گے ۸۔ ظاہر یہ ہے کہ تور سے روٹی پکانے کا تور مراد ہے یہ تور کوفہ کی جامع مسجد کے دروازہ کی ادھنی جانب واقع تھا۔ اب بھی وہاں کچھ آثار موجود ہیں۔ طوفان آنے کی یہ علامت فرمادی گئی تھی کہ جب اس تور سے قدرتی طور پر پانی جوش مارے تو سمجھ لو کہ عذاب آگیا۔ فوراً کشتی میں دوار ہو جاؤ۔ تور کے متعلق اور بھی کئی قول ہیں، یہ تور آدم علیہ السلام کے زمانہ کا تھا اور پتھر کا تھا۔ میں نے اس جگہ کی زیارت کی ہے، اب وہاں تور نہیں ہے۔ پانی اب بھی رہتا ہے۔ ۹۔ معلوم ہوا کہ کافر کتے بچے سے بھی زیادہ برا ہے، کیونکہ کتوں بولوں کو کشتی میں سوار کرنے کی اجازت تھی۔ کفار کو سوار کرنے کی اجازت نہ تھی ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ اولاد اور بیویاں سب اہل میں داخل ہیں۔ ۱۱۔ چنانچہ جب آپ کشتی چلانا چاہتے تو بسم اللہ پڑھتے چل پڑتی۔ اور جب اسے ٹھہرانا چاہتے تو بسم اللہ پڑھتے ٹھہر جاتی تھی۔ اب بھی جو شخص دریائی سواری میں سوار ہوتے وقت یہ دعا پڑھ لے تو انشاء اللہ ڈوبنے

قوله يفتيهم العلم والبرهان

سے محفوظ رہے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر کام پر بسم اللہ پڑھنا بڑی پرانی سنت ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بسم اللہ کے ساتھ چنانچہ دوا پیتے وقت بسم اللہ اثنیٰ بسم اللہ لکائی دے اور ذبح کرتے وقت بسم اللہ اکر کے دم کرتے وقت بسم اللہ اذینکھ کئے۔

۱۔ کیونکہ کئی دن تک مسلسل بارش موسلا دھار ہوتی رہی۔ زمین نے بجائے پانی چرنے کے پانی اٹھنا شروع کر دیا ۲۔ حضرت علی کی قرأت میں ہے ہنہ یعنی آپ کی کافروں پر وحی کا پہلا۔ بعض علماء نے اس بناء پر فرمایا کہ کنعان آپ کا سوتلا بیٹا تھا۔ مگر حق یہ ہے کہ وہ آپ کا سگا بیٹا تھا ۳۔ یعنی ایمان لا کر کشتی پر سوار ہو جا۔ کیونکہ کشتی میں سوار ہونے کی صرف مومنوں کو اجازت تھی اس سے معلوم ہوا کہ یہ طغیانی ایک نوعیت سے عذاب تھی لہذا کنعان کا اس وقت ایمان لانا مستحب ہو جاتا۔ نیز اگر یہ پانی ہر طرح عذاب ہوتا تو پھر کسی مسلمان کو اس حصہ زمین پر آباد ہونا درست نہ ہوتا جہاں یہ طغیانی آئی۔ کیونکہ عذاب کی ہستی میں صبرنا منع ہے ۴۔ یہ مٹھگو پھاڑوں کے

پانی میں فرق ہو جانے سے پہلے کی ہے، آخر میں تمام پھاڑ بھی پانی میں غرق ہو گئے تھے ۵۔ کنعان کا ڈوبنا بھی نوح علیہ السلام کی دعا سے ہی ہوا تھا کیونکہ آپ نے دعا کی تھی رَبِّ لَا تَذَرْنِي الْاَرْضَ مِنْ الْخَيْرِ مَنْ دَيَّارًا اس دعا میں کسی کافر کا استثناء نہیں فرمایا گیا۔ نہ کنعان کا نہ کسی اور اپنے گھر والے کافر کا۔ لہذا اس میں آپ کی دعا کاردار نہیں۔ بلکہ پچھلی دعا کی قبولیت کی تکمیل ہوئی ۶۔ جو دی پھاڑ موصل کے علاقہ میں واقع ہے۔ نوح علیہ السلام دسویں رجب کشتی پر سوار ہوئے اور دسویں محرم کو جمعہ کے دن جو دی پھاڑ پر اترے اور شکر یہ کاروزہ رکھا۔ شام کو مختلف غلے جمع کر کے پکا کر ملاحظہ فرمائے۔ (خزانن وغیرہ) دسویں محرم کو نجات موسیٰ علیہ السلام ملاقات یعقوب و یوسف علیہما السلام۔ نجات یونس علیہ السلام ہوئی ۷۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ نوح علیہ السلام رب کے کلام کا مطلب نہ سمجھ سکے کہ اھلک سے مراد مومن اہل بیت ہیں۔ بلکہ یہ منکلم کے کلام کو رحمت پر محمول کرنا ہے، جیسے قائل کا قول۔ وَمِنْكَ الْاَمِيْرُ يُجَبِّلُ عَلٰی الْاَذْهِيْمِ یہ غایت رحمت کی دلیل ہے۔ اہل میں لغوی معنی مراد ہیں اور لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ میں مقصود سی معنی مراد ہیں ۸۔ اس عرض میں کنعان کے بچنے کی دعائیں، کیونکہ وہ تو ڈوب چکا تھا اب بچنے کے کیا معنی مقصد یہ ہے اب میری قوم کے گی کہ کنعان تو تمہارا گھر والا تھا وہ کیوں ڈوب گیا۔ میں اسے کیا جواب دوں ۹۔ یعنی تمہارا گھر والا وہ ہے جو تمہارے دین پر ہو ۱۰۔ یہاں عمل غیر صالح سے مراد بد عقیدگی بھی ہے کہ یہ دل کا عمل ہے اور کفار کی صحبت بھی۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو شخص شیعہ وہابی یا حرزائی ہو جاوے وہ سید نہیں۔ اگرچہ حضرت علی کی اولاد سے ہو۔ کیونکہ سید ہونے کے لئے ایمان ضروری ہے۔ دیکھو کافر بیٹا مومن باپ کی میراث نہیں پاتا۔ قربت نسبی اگرچہ دینی قربت سے قوی ہے، لیکن بغیر قربت دینی کے نسبی قربت بیکار ہے۔ ۱۱۔ یعنی اتنی ظاہر بات ہم سے نہ پوچھو۔ اس کا جواب تم خود ہی قوم کو

دے دو۔ جیسے کوئی بڑا شاگرد استاد سے معمولی سوال کرے تو استاد کے کہ نادران نہ ہو۔ یہ سوال تمہاری شان کے خلاف ہے۔

لَعَفُوْرًا حَيِّمًا ۱۱) وَهِيَ تَجْرِيْ بِمَنْ فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ

ضرر دیکھتے والا مہربان ہے اور وہا نہیں لے جا رہی ہے ایسی موجوں میں جیسے پہاڑ

وَنَادٰى نُوْحٌ اِبْنَهُ وَكَانَ فِيْ مَعْزِلٍ لِّبَنِيْ اٰدَمَ

لے اور نوح نے اپنے بیٹے کو پکارا کہ اور وہ اس سے کنارے تھا اسے میرے بچے ہمارے

مَعْنَاوًا تَكُنْ مَعَ الْكَافِرِيْنَ ۱۲) قَالَ سَاوِيْ اِلَىٰ جَبَلٍ

ساتھ سوار ہو جا اور کافروں کے ساتھ نہ ہوتے بولا اب میں کسی پہاڑ کی پناہ لیتا

يَعِصْمِيْ مِنَ الْمَآءِ ۱۳) قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ

ہوں وہ مجھے پانی سے بچائے گا کہ آج اللہ کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہیں

اَلَا مَنِ رَّحِمَ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ ۱۴)

مگر جس پر رحم کرے اور ان کے بیچ میں موج آڑے آئی تو وہ ڈوبوں میں رہ جائے

وَقِيلَ يَا اَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكَ وَاسِمْآءُ اَقْلَعِيْ وَغِيْضُ الْمَآءِ

اور حکم فرمایا گیا کہ زمین اپنا پانی نگل لے اور لے آسمان ٹھہر جا اور پانی خشک

وَقُضِيَ الْاَمْرُ وَاَسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ وَقِيلَ بُعْدَ الْقَوْمِ

کر دیا گیا اور کام تمام ہوا اور کشتی کوہ جودی پر ٹھہری اور فرمایا گیا کہ دور ہوں بے

الظّٰلِمِيْنَ ۱۵) وَنَادٰى نُوْحٌ رَبَّهُ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِيْ مِنْ

انصاف لوگ اور نوح نے اپنے رب کو پکارا عرض کی اے میرے رب میرا بیٹا بھی تو میرا

اَهْلِيْ وَاَنْ وَعَدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ ۱۶) قَالَ

گھر والا ہے نہ اور بے شک میرا وعدہ ہمارے رب سے بڑھ کر حکم والا ہے فرمایا

لِيُوْحِرَ اِنَّهُ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهٗ عَلٰى غَيْرِ صَالِحٍ فَلَا

اسے نوح وہ میرے گھروالوں میں نہیں کہ بیکار اس کے کا بیٹا تالیق میں نہ تو مجھ سے

تَسْأَلُنْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ اِنِّيْ اَعْظَمُكَ اَنْ تَكُوْنَ

وہ بات نہ مانگ جس کا تجھے علم نہیں لہ میں تجھے نصیحت فرماتا ہوں کہ

۱۔ خیال رہے کہ اس آیت میں حضرت نوح کے علم کی نفی مقصود نہیں، کیونکہ آپ یہ بھی جانتے تھے کہ کھان میرا بیٹا ہے اور واقعی وہ بیٹا تھا۔ یہ بھی جانتے تھے کہ کافر ہے۔ یہ بھی جانتے تھے کہ کافر کی بخشش نہیں، کہ یہ عقائد کا مسئلہ ہے، اس میں اٹھارہ غصیبہ رب منافقین کے بارے میں فرماتا ہے۔ لَا تَقْبَلُوا لَهُمْ تَقَابُلًا اے محبوب ان بے ایمانوں کو تم نہیں جانتے ہم جانتے ہیں۔ یعنی ان کی شفاعت نہ کرو ۲۔ یہاں ناممکن کو ناممکن پر معلق فرمایا گیا ہے جیسے رب تعالیٰ کا یہ فرمان اِنْ كَانَتْ يَدَايِیْكَ مَبْرُورَتًا اِلٰی وِیْدِیْكَ وَلَا تَدْرِیْ اِنْ يَرْزُقُكَ رَبُّكَ اَمْ لَا اِنَّ رَبَّكَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۳۔ ہر دو ہاتھ مجھ سے ہزار ہا گنہگار مومن بخشے جائیں گے اور نہ تو یہ ہو سکتا ہے کہ رب تعالیٰ نبی کی بخشش نہ فرمائے نہ یہ ہو سکتا ہے کہ وہ نقصان والوں سے ہوں۔ ان کے صدقہ سے ہزار ہا گنہگار مومن بخشے جائیں گے

۳۔ برکتوں سے مراد زیادہ اولاد ہے اور اولاد میں انبیاء و اولیاء ہیں، کیونکہ بعد کی تمام دنیا نوح علیہ السلام کی اولاد سے ہے، اور سارے پیغمبروں کے آپ جدا ہند ہیں ۴۔ یا تو کشتی کے ساتھی مراد ہیں یا قیامت تک ایمان کے ساتھی۔ یعنی مومنین ۵۔ اس سے آپ کی اولاد کے کفار مراد ہیں، کیونکہ دنیاوی سلام انہیں بھی ملے گا ۶۔ اس میں یہ نہ فرمایا کہ کتنے پہلے، قوم تو اس خبر دینے سے پہلے بالکل نہ جانتی تھی، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم رب کے بتانے سے پہلے نہ جانتے تھے۔ مگر بتایا کہ اس کے لئے خود سرکار فرماتے ہیں۔ کہ اس نے دست رحمت میرے سینے پر رکھا۔ تو تمام چیزیں مجھ پر ظاہر ہو گئیں ۷۔ یعنی اگرچہ بعض دفعہ متقیوں پر آزمائش آ جاتی ہے مگر انجام کار غلبہ انہیں کا ہوتا ہے، یا یہ مطلب ہے کہ دنیا تو متقی و فاسق سب کو مل جاتی ہے، مگر آخرت کی بھلائی صرف متقیوں کے لئے ہے، خیال رہے کہ متقی کی بہت قسمیں ہیں، ایسے ہی آخرت کی بھلائی کی بھی بہت صورتیں ہیں، جس درجہ کا متقی ہو گا اسی درجہ کی بھلائی ملے گی۔ صحابہ کرام کی بھلائی اور درجہ کی ہے۔ اولیاء اللہ کی بھلائی کچھ اور بلکہ ہر مومن بھی مومن اور متقی ہے وہ بھی وہاں کی بھلائی کا مستحق ہے، ۸۔ یہاں بھائی کسی اعتبار سے فرمایا گیا، کہ ہود علیہ السلام اس قوم کے ہم لب تھے۔ یہ مطلب نہیں کہ مسلمانوں کو انہیں بھائی کہنے کی اجازت تھی ۹۔ خیال رہے کہ ایمان لانا بھی عبادت ہے تو آیت کا مطلب یہ ہوا کہ کفر چھوڑو، ایمان قبول کرو، یا مطلب یہ ہے کہ ایمان لا کر رب کی عبادت کرو، جیسے بنے وضو سے کہا جائے کہ نماز پڑھ، یعنی وضو کر پھر نماز پڑھ لہذا آیت پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ مشرک عبادت کا مکلف نہیں ۱۰۔ سارے رسولوں نے اپنی قوموں سے یہ ہی فرمایا۔ کیونکہ خالص صیحت وہ ہی کر سکتا ہے۔ جو بے غرض ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی نبی نہیں۔ کہ اس نے نبوت کے بھانے سے اپنا اور اپنی اولاد کا بیٹ پالا۔ بے غرض صیحت کرنے والا یعنی سچا خیر خواہ ہوتا ہے ۱۱۔ اس

۱۲	۳۶۱	ہود ۱۱
<p>مِنَ الْجَاهِلِیْنَ ۱۲) قَالَ رَبِّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ اَنْ اَسْأَلَكَ</p> <p>نیلان نہ بن نہ عرض کی اے رب میرے میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ تجھ سے</p> <p>مَا لَیْسَ لِّیْ بِہٖ عِلْمٌ وَلَا اَتَغْفِلُیْ وَتَرْحَمْنِیْ اَنْ اَكُنْ مِّنَ</p> <p>وہ چیز مانگو جس کو مجھے علم نہیں اور اگر کوئی نہ بخشے اور رحم نہ کرے تو میں زیان کار</p> <p>الْخٰسِرِیْنَ ۱۳) قَبْلِ یُّنُوْحٍ اٰهْبَطَ بِسَلِیْمٍ مِّنَّا وَبَرَکْتَ عَلَیْكَ</p> <p>جو جاؤں نہ فرمایا کیا اے نوح کتنی سے اسرار ہماری طرف سے سلام اور برکتوں کے ساتھ</p> <p>وَعَلٰی اٰمِیْنٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ وَاَمْرٌ سَمِیْعٌ لِّمَنْ تَمْلِیْہِمُ ۱۴)</p> <p>جو مجھ پر ہیں اور تیرے ساتھ کے کچھ کرو ہوں ہر آدمی کو کہ وہ میں جنہیں ہم دنیا پر</p> <p>مِّنْ اَعْدَابِ الْیَمِّ ۱۵) تِلْكَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْہَا</p> <p>دیں گے پھر انہیں ہماری طرف سے دردناک مذاہب پہنچے گا، یہ غیب کی خبریں ہیں تمہاری</p> <p>اِلَیْكَ مَا كُنْتَ تَعْلَمُہَا اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ ہٰذَا</p> <p>طرف دی کرتے ہیں انہیں نہ تم جانتے تھے نہ تمہاری قوم اس سے پہلے ۱۶)</p> <p>فَاَصْبِرْ اِنَّ الْعَاقِبَۃَ لِلْمُتَّقِیْنَ ۱۷) وَاِلٰی عَادِ اٰخَاھُمْ</p> <p>تو صبر کرو بے شک بھلا انجام ہرگز برکاتوں کا اور عادی کی طرف ان کے ہم قوم</p> <p>ہُوْدًا قَالَ یَقُوْمُ اَعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنَ اللّٰہِ غَیْرَہٗ</p> <p>ہود کوٹ کہا اے میری قوم اللہ کو ہلو جوٹ اس کے سوا تمہارا کوئی ہمود نہیں</p> <p>اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ۱۸) یَقُوْمُ لَا اَسْأَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا</p> <p>تم نے مٹری ہوئے قوم میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا</p> <p>اِنْ اَجْرِیْ اِلَّا عَلٰی الَّذِیْ فَطَرَنِیْ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۱۹)</p> <p>میری مزدوری تو اسی کے ذمہ ہے جس نے مجھے پیدا کیا تھا تو کیا میں عقل نہیں</p> <p>وَلِیَقُوْمُ اسْتَغْفِرْ وَاَرْکَبْ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَیْہِ یُرْسِلُ السَّمَآءَ</p> <p>اور اے میری قوم اپنے رب سے معافی چاہو کہ پھر اس کی طرف رجوع لاؤ تم پر رزق کا پانی</p>		
<p>ماثل ۳</p>		

طرح کہ ایمان لا کر کفر سے توبہ کرو، اور نیک اعمال کر کے گزشتہ گناہوں سے توبہ کرو۔ یعنی زبانی توبہ اور عملی توبہ کرو۔

اب جب ہود علیہ السلام کی قوم نے آپ کی بات نہ مانی، تو تین سال تک ان پر بارش نہ آئی۔ ان کی عورتیں ہانچھو رہیں، سخت قحط پڑ گیا تو وہ لوگ آپ کی خدمت میں سفارت کرتے ہوئے حاضر ہوئے، تب آپ نے یہ جواب دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ استغفار کی برکت سے مال میں اولاد میں برکت ہوتی ہے، بارشیں آتی ہیں، یہ قرآنی عمل ہے اور استغفار پڑھنے کا بہترین وقت بعد سنت فجر ہے ۲۔ پیشہ ضدی اور جھوٹے لوگ یہ ہی کہتے ہیں، ہزار ہا قوی دلائل سن کر بھی کہتے ہیں کہ تم نے کوئی دلیل دی ہی نہیں ۳۔ یعنی ہم صرف تمہاری باتوں سے ایمان نہ لائیں گے کوئی قوی دلیل لاؤ۔ یہ ہے مقولہ کفار مومن کے لئے نبی کا فرمان ہزار دلائل سے بڑھ کر

دلیل ہے۔ نبی کی نبوت کی دلیل ان کا معجزہ ہے جب معجزے سے ان کی نبوت مان لی تو پھر وہ خود توحید، ایمان، اعمال کی دلیل ہو گئے۔ مصرع۔ آفتاب آمد دلیل آفتاب۔ ۴۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوتا ہے کہ شیاطین نبی کی عقل پر غالب نہیں آسکتے۔ اور نہ انہیں دیوانہ کر سکتے ہیں۔ نظرد اور جاوہ کا نبی پر اثر ہو جانا ایسا ہے، جیسا تلوار اور زہر کا اثر ہو جانا۔ مگر شیطان کا ان پر اثر نہیں ہو سکتا۔ رب فرماتا ہے إِنَّ يَتْلُو فِى كَيْفٍ لَّيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ مَلْفٌ اس لئے رب نے اسے مقولہ کفار فرمایا ۵۔ یہاں بطور استثناء اور انہیں ذلیل کرنے کے لئے یہ فرمایا گیا۔ شرعی گواہی اس سے مراد نہیں۔ کیونکہ مومن کا گواہ کافر نہیں ہوتا۔ نیز دشمن دشمن کا اپنی مخالفت پر گواہ نہیں ہوا کرتا ۶۔ یہ ہے لَا حُفَّتْ عَلَيْهِمْ کے معنی کا تصور جس سے معلوم ہوا کہ نبی کے دل میں رب کے مقابل کسی کا خوف نہیں ہوتا۔ اگر قادیانی نبی ہوتا تو پٹھانوں کے خوف سے جج نہ چھوڑتا ۷۔ آپ نے لوکل کی اعلیٰ قسم پیش فرمائی۔ یعنی اسباب چھوڑنا، خالق اسباب پر نظر رکھنا ۸۔ اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سیدھے راستہ پر ہونے کے معنی یہ ہیں کہ جو انہیں چاہے وہ سیدھا راستہ اختیار کرے۔ وہ تب ملیں گے۔ ورنہ راستہ پر تو وہ ہوتا ہے جو منزل پر نہ پہنچا ہو۔ جیسے کما جاوے کہ لاہور سیدھے راستہ پر ہے، رب نے حضور سے فرمایا إِنَّكَ لَكِنَّا الْمُرْسَلِينَ قُلَىٰ صَوَابًا مُّسْتَقِيمًا ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی اپنی امت تک سارے شرعی احکام اپنی حیات شریف میں پہنچا دیتے ہیں کوئی بات چھپا نہیں رکھتے، لہذا بوقت وفات حضور کا فرمانا کہ قلم دوات لاؤ، میں کچھ لکھ دوں، نئے حکم کی تحریر کے لئے نہ تھا۔ بلکہ انہی بتائی ہوئی باتوں میں سے بعض باتیں لکھنا مقصود تھیں، اسی لئے بعد میں حضور نے تحریر بھی نہ فرمایا۔ ضروری باتیں تو حیات شریف ہی میں پہنچا دی تھیں ۱۰۔ یہ قانون قدرت ہے کہ اگر کوئی قوم دین کی خدمت نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اسے برباد کر کے دوسری قوم اس کی جگہ مقرر فرما دیتا ہے، ابو جہل وغیرہ نے سرکشی کی تو انہیں ہلاک فرما کر مدینہ طیبہ کے انصار سے دین کی خدمت لے لی۔ ہم اس کے حاجت مند ہیں۔ وہ سب سے بے نیاز ہے۔

وامن داہۃ

۳۶۳

ہود ۱۱

عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَيَزِدْكُمْ قُوَّةً إِلَىٰ قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا

مُجْرِمِينَ ﴿۵۴﴾ قَالُوا يَا هُودُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَمَا نَحْنُ

بِتَارِكِي الْهِنْدَانِ عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِينَ ﴿۵۵﴾

فَالْيَ تَهَابَ لِي كَيْفَ سَلَّ سَلَّ خَدَاوَلُ كُوْجُوْرَتِي كَيْفَ سَلَّ سَلَّ

إِنْ تَقُولُ إِلَّا اعْتَرَاكَ بَعْضُ الْهِنْدَانِ بِسُوْرَةٍ قَالَ

إِنِّي أَشْهَدُ بِاللّٰهِ وَأَشْهَدُ أَنَّ بَرِيْعِي وَمَا تَشْرِكُوْنَ ﴿۵۶﴾

مِنْ دُونِهِ فَيَكِيْدُ وَفِي جَمِيْعَاتِهِمْ لَا تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۷﴾

تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّيْ وَرَبِّكُمْ مَا مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا هُوَ

أَخَذَ بِنَاصِيَةِهَا إِنَّ رَبِّيْ عَلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۸﴾

فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ مَا أُرْسِلْتُ بِهِ إِلَيْكُمْ وَ

يَسْتَخْلِفُ رَبِّيْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْنَهُ شَيْئًا

إِنَّ رَبِّيْ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ﴿۵۹﴾ وَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا

بِهِ لَمْ يَكُنْ يَمِرُّ رَبُّهُ بِرَبِّهِمْ هُمْ يَمُرُّونَ

بِهِمْ يَمُرُّونَ بِرَبِّهِمْ هُمْ يَمُرُّونَ بِرَبِّهِمْ

بِهِمْ يَمُرُّونَ بِرَبِّهِمْ هُمْ يَمُرُّونَ بِرَبِّهِمْ

بِهِمْ يَمُرُّونَ بِرَبِّهِمْ هُمْ يَمُرُّونَ بِرَبِّهِمْ

بِهِمْ يَمُرُّونَ بِرَبِّهِمْ هُمْ يَمُرُّونَ بِرَبِّهِمْ

بِهِمْ يَمُرُّونَ بِرَبِّهِمْ هُمْ يَمُرُّونَ بِرَبِّهِمْ

بِهِمْ يَمُرُّونَ بِرَبِّهِمْ هُمْ يَمُرُّونَ بِرَبِّهِمْ

بِهِمْ يَمُرُّونَ بِرَبِّهِمْ هُمْ يَمُرُّونَ بِرَبِّهِمْ

بِهِمْ يَمُرُّونَ بِرَبِّهِمْ هُمْ يَمُرُّونَ بِرَبِّهِمْ

بِهِمْ يَمُرُّونَ بِرَبِّهِمْ هُمْ يَمُرُّونَ بِرَبِّهِمْ

بِهِمْ يَمُرُّونَ بِرَبِّهِمْ هُمْ يَمُرُّونَ بِرَبِّهِمْ

بِهِمْ يَمُرُّونَ بِرَبِّهِمْ هُمْ يَمُرُّونَ بِرَبِّهِمْ

بِهِمْ يَمُرُّونَ بِرَبِّهِمْ هُمْ يَمُرُّونَ بِرَبِّهِمْ

بِهِمْ يَمُرُّونَ بِرَبِّهِمْ هُمْ يَمُرُّونَ بِرَبِّهِمْ

بِهِمْ يَمُرُّونَ بِرَبِّهِمْ هُمْ يَمُرُّونَ بِرَبِّهِمْ

بِهِمْ يَمُرُّونَ بِرَبِّهِمْ هُمْ يَمُرُّونَ بِرَبِّهِمْ

بِهِمْ يَمُرُّونَ بِرَبِّهِمْ هُمْ يَمُرُّونَ بِرَبِّهِمْ

بِهِمْ يَمُرُّونَ بِرَبِّهِمْ هُمْ يَمُرُّونَ بِرَبِّهِمْ

بِهِمْ يَمُرُّونَ بِرَبِّهِمْ هُمْ يَمُرُّونَ بِرَبِّهِمْ

بِهِمْ يَمُرُّونَ بِرَبِّهِمْ هُمْ يَمُرُّونَ بِرَبِّهِمْ

بِهِمْ يَمُرُّونَ بِرَبِّهِمْ هُمْ يَمُرُّونَ بِرَبِّهِمْ

بِهِمْ يَمُرُّونَ بِرَبِّهِمْ هُمْ يَمُرُّونَ بِرَبِّهِمْ

بِهِمْ يَمُرُّونَ بِرَبِّهِمْ هُمْ يَمُرُّونَ بِرَبِّهِمْ

بِهِمْ يَمُرُّونَ بِرَبِّهِمْ هُمْ يَمُرُّونَ بِرَبِّهِمْ

بِهِمْ يَمُرُّونَ بِرَبِّهِمْ هُمْ يَمُرُّونَ بِرَبِّهِمْ

بِهِمْ يَمُرُّونَ بِرَبِّهِمْ هُمْ يَمُرُّونَ بِرَبِّهِمْ

بِهِمْ يَمُرُّونَ بِرَبِّهِمْ هُمْ يَمُرُّونَ بِرَبِّهِمْ

منزل

(فقیر صفحہ ۳۶۳) ہے جیسا کہ روح البیان وغیرہ میں ہے ۱۲۔ یہاں شک سے مراد انکار ہے نہ کہ تردد وہ تو صالح علیہ السلام کو بالکل سچا نہ مانتے تھے۔ جیسا کہ آیات سے معلوم ہوتا ہے۔

۱۔ یہاں اگر فرمان شک کے لئے نہیں بلکہ اتمام حجت کے لئے ہے واجب پر تطبیق تاکید کے لئے ہوتی ہے ۲۔ بعض لوگ بعض اولیاء کے جنگل میں شکار نہیں کرتے وہاں کی کھڑی نہیں جلاتے ان کی دلیل یہ آیت ہے کہ صالح علیہ السلام کی کوٹھی کا گوشت حرام نہ تھا اونٹ حلال ہے مگر نقصان دہ تھا اس سے عذاب الہی آ

جاتا تھا۔ اس لئے اس سے بچنے کا حکم دیا گیا۔ ایسے ہی ان جنگلوں کے جانور یا کڑیاں حرام نہیں مگر نقصان دہ ہوتی ہیں جس کا بارہا تجربہ ہو چکا ہوتا ہے۔ لہذا اس سے بچتے ہیں جیسے کہ طبیب کسی کو گائے کے گوشت یا ارد کی وال سے منع کر دیتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عذاب والی جگہ کے پانی پینے سے منع فرمایا۔ بلکہ اس سے گوندھے ہوئے آنے کو بھی چھینکوا دیا۔ حرمت کی وجہ سے نہیں بلکہ نقصان کی وجہ سے ۳۔ یعنی اسے زخمی نہ کرو اسے زنج نہ کرو۔ اگر کسی کے کھیت سے کھائے تو اسے نہ نکالو اس اونٹنی کا یہ لوگ دودھ پیتے تھے اسکا دودھ ساری قوم کو کافی ہوتا تھا۔ حالانکہ وہ ڈیڑھ ہزار تھے اس سے معلوم ہوا کہ نبی کے معجزے کا احترام چاہیے اس کی بے حرمتی پر عذاب الہی آنے کا خطرہ ہوتا ہے پاکستان میں ایک بھینس کے بچہ ہوا جس کی پیشانی پر محمد لکھا ہوا تھا۔ کھیرات میں مرغی کے انڈے پر خرچہ اور احمد لکھا ہوا دیکھا گیا۔ بعض پتھروں پر حضور کے نام لکھے دیکھے گئے ایسا ایک پتھر میرے پاس بھی ہے ان تبرکات کو مٹانا نہ چاہیے۔ بلکہ ان کا احترام ضروری ہے۔ کہ یہ نبی کے معجزے ہیں ان کی بے حرمتی لاشعوراً یا شعوراً میں داخل ہے ۴۔ انہوں نے بدھ کی رات کو اس اونٹنی کے پاؤں کاٹے اور ہفتہ کی صبح کو ان پر عذاب آیا۔ آپ نے فرمایا کہ پہلے دن تمہارے چہرے پیلے پڑ جائیں گے دوسرے روز سرخ تیسرے دن کابلے ایسا ہی ہوا۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے مقبول آئندہ کے حالات پہ تعلیم الہی جانتے ہیں ۵۔ معلوم ہوا کہ صالح علیہ السلام کو تعلیم الہی سے اس قوم کی موت کا وقت معلوم تھا کہ تین دن کے بعد مرے گی یہ علوم خمسہ میں سے ہے۔ ۶۔ یہاں معیت سے ایمانی ہر مان مراد ہے نہ کہ وقت کی ہر لہی کیونکہ نبی کا ایمان امت کے ایمان سے پہلے ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے ان سب بزرگوں کو پہلے ہی وہاں سے نکال دیا ان کے پیچھے کفار پر عذاب آیا جس کا ذکر اگلی آیت میں ہے ۷۔ یہ آواز حضرت جبریل علیہ السلام کی آواز تھی جس کی ہیبت

ہود ۱۱

۳۶۳

یہاں دانت ۱۲

يَقُومُ اَرَيْتُمْ اِنْ كُنْتُمْ عَلٰى بَيْتِنَا مِنْ رَبِّىْ وَابْنِىْ

میں میں ملے بولالے میری قوم جلا بنادو اگر میں اپنے رب کی طرف سے روشن دلیں پر ہوں نہ اور

مِنْهُ رَحْمَةً فَمَنْ يَنْصُرُنِىْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ عَصَيْتَهُ

اس نے مجھے ہتے ہاں سے رحمت بخش تو مجھے اللہ سے کون بچائے گا اگر میں اس کی نافرمانی

فَمَا تَزِيْدُ وَابْنِىْ غَيْرُ تَخْسِيْرٍ ۝۱۳ وَيَقُومُ هَذِهِ نَاقَةٌ

کردوں تو تم مجھے سوا نقصان کے کچھ نہ بڑھاؤ گے اور لے میری قوم یہ اللہ کا نافر ہے

اللّٰهُ لَكُمْ اٰيَةٌ فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِىْ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا

بہارے لئے نشانی تو اسے چھوڑ دو ملک اللہ کی زمین میں کھائے اور اسے بری طرح

تَسُوْهُا بِسُوِّ فَيَاْخُذْكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ ۝۱۴ فَعَقَرُوْهَا

باطل نہ لگانا کہ تم کو نزدیک عذاب پہنچے گا تو انہوں نے اس کی

فَقَالَ تَمْتَعُوْا فِىْ دَارِكُمْ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ ذٰلِكَ وَعَدٌ غَيْرُ

کو نہیں کا میں کہہ تو صالح نے کہا اپنے گھروں میں تین دن اور برت لو یہ وعدہ ہے کہ

مَكْدُوْبٌ ۝۱۵ فَلَمَّا جَاءَ اَقْرَبْنَا بَعْثْنَا صُلْحًا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

جھوٹا نہ ہو گا پھر جب ہمارا حکم آیا ہم نے صالح اور اس کے ساتھ کئے مسلمانوں

مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْيٍ يُؤْمِنُوْنَ اِنَّ سَرَّابَكَ

کو اپنی رحمت فرما کر بچا لیا اور اس دن کی روانی سے بیشک تمہارا رب

هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ۝۱۶ وَاَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا الصَّيْحَةَ

قوی عزت والا ہے اور ظالموں کو چٹھاڑنے آیا

فَاَصْبَحُوْا فِىْ دِيَارِهِمْ جُثَيِّمِيْنَ ۝۱۷ كَانَ لَمْ يَغْنَوْا

تر جمہ اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل پڑے رہ گئے گویا یہی یہاں بسے ہی

فِيْهَا اِلَّا اِنْ تَمُوْدًا اَقْرَبًا وَارْتَمٰۤلُوْا اَلْبَعْدَ النَّثْمُوْدَ ۝۱۸

نہ تھے سن لو بیشک ثمود اپنے رب سے منکر ہوئے تھے اسے لعنت ہو ثمود پھر

منزل ۳

سے ان کے دل چٹ گئے انہی جگہ کی کڑک اور ہم کی آواز سے موت واقع ہو جاتی ہے دوسری جگہ قرآن کہ ہم میں سے فاعذتھم بالحققتہ انہیں زلزلے نے پکڑ لیا ہو سکتا ہے کہ اس آواز سے زمین میں زلزلہ بھی پیدا ہو گیا ہو جیسا آج دھماکے سے زمین ہل جاتی ہے لہذا آیات میں تعارض نہیں ۱۷۔ کیونکہ وہ نبی کے انکاری ہوئے اور نبی کا انکار رب کا انکار ہے۔

۱۔ جبریل علیہ السلام اور ان کے ساتھ کچھ اور فرشتے حسین لڑکوں کی شکل میں یہ خوشخبری دینے آئے کہ حضرت سارہ کے شکم سے اسحاق علیہ السلام پیدا ہوں گے۔ اس سے چند منٹے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ انبیاء کرام کی تشریف آوری بہت شاندار ہوتی ہے کہ ان کی بشارتیں پہلے دی جاتی ہیں۔ دوسرے یہ کہ فرشتوں کو رب نے علم غیب بخشا ہے جس سے وہ آئندہ کی خبریں دیتے ہیں تیسرے یہ کہ ملاقات کے وقت سلام کرنا سنت ملا کہ اور سنت انبیاء ہے، چوتھے یہ کہ سنت یہ ہے کہ آنے والا سلام کرے ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ گائے کا گوشت کھانا، مہمانوں کو کھانا سنت ابراہیمی ہے، اور مہمان کی تواضع کھانے سے کرنا، اگرچہ واقعیت نہ ہو سنت ہے ۳۔

کیونکہ اس زمانے میں نووارد کامیابان کے گھر سے کچھ نہ کھانا جنگ کی علامت تھی۔ کہ یہ لڑنے آیا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ غیر خدا کا خوف توکل اور نبوت کے خلاف نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر فرشتہ کسی اور کام کے لئے آئے تو ہو سکتا ہے کہ بغیر اسے نہ پہچانے۔ مگر جب شری وحی لے کر آئے گا تو بغیر کا پہچانا لازم ہے ۴۔ خوشی کی وجہ سے معلوم ہوا کہ کفار کی ہلاکت پر خوش مٹانا اچھا ہے ۵۔ یعنی اسے سارہ تم یعقوب علیہ السلام کو بھی اپنی گود میں کھلاؤ گی۔ تمہاری عمر اتنی دراز ہو گی کہ پوتے کی بہاریں دیکھو گی۔ معلوم ہوا کہ اللہ والوں کا کام رب کا کام ہے۔ خوشخبری فرشتوں نے دی، رب نے فرمایا ہم نے دی ۶۔ یا تو یہ کلام تعجب کے طور پر ہے یا کیفیت ولادت کے بارے میں سوال ہے کہ آیا ہم دونوں دوبارہ جوان کئے جاویں گے، پھر بچہ ملے گا یا اسی طرح بوڑھے ہونے کی حالت میں، یہ کلام افسوس کا نہیں، خوشی کا ہے ۷۔ کہ ایک سو بیس برس کے بوڑھے اور ننانوے برس کی بوڑھی باجھ بی بی کے اولاد ہو۔ معلوم ہوا کہ بیٹا اللہ کی بڑی نعمت ہے، خصوصاً ایسا صالح فرزند۔ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیوی اہل بیت میں داخل ہے۔ یہاں حضرت سارہ کو، عیلم سے اس لئے خطاب فرمایا۔ کہ انہیں اہل بیت کہا گیا ہے جو مذکر ہے۔ ۹۔ یہ معلوم ہو کر کہ یہ لوگ فرشتے ہیں۔ اس لئے نہیں کھاتے آپ کا خطرہ دور ہو گیا۔ ۱۰۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے پیارے اللہ پر ناز فرماتے ہوئے اس سے جھگڑتے بھی ہیں، اور اس پر ضد بھی کرتے ہیں، ان کی یہ ضد رب کو پسند ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رب کے پیاروں سے جھگڑنا رب سے جھگڑنا ہے، کہ ابراہیم علیہ السلام فرشتوں سے جھگڑتے تھے، رب نے فرمایا ہم سے جھگڑے خیال رہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اس موقع پر قوم لوط کی شفاعت نہ کی بلکہ نعمنا، تاخیر عذاب کی کوشش کی۔

وَمَا مِنْ دَانِيَةٍ ۱۲	۳۶۵	ہود ۱۱
وَلَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ بِالْبَشْرَى قَالُوا سَلِمًا		
اور بیشک ہمارے فرشتے ابراہیم کے پاس مژدہ لے کر آئے ہوئے سلام لے		
قَالَ سَلَمٌ فَمَا لَبِثَ أَنْ جَاءَ بِعُجْلٍ حَنِينٍ ۱۳		
کہا سلام پھر کچھ دیر نہ کی کہ ایک بچہ بھٹکا بھٹکا لے آئے کہ		
فَلَبَّاهُ أَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ إِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَأَوْجَسَ		
پھر جب دیکھا کہ ان کے ہاتھ کھانے کی طرف نہیں پہنچتے انکی اوپری ہما اور جی		
مِنْهُمْ خِيفَةً قَالُوا لَا تَخَفْ إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَىٰ قَوْمِ		
ہی جی میں ان سے ڈرنے لگا تے ہوئے ڈرے نہیں ہم قوم لوط کی طرف بھیجے		
لُوطٍ ۱۴ وَأَمْرَأَتُهُ قَائِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَیَسِّرْنَاهَا		
گئے ہیں اور اس کی بی بی کھڑی تھی وہ ہنسنے لگی تھی تو ہم نے اسے		
بِاسْحَاقَ وَمِنْ وَّرَاءِ اسْحَاقَ يَعْقُوبَ ۱۵ قَالَتْ		
اسحاق کی خوشخبری دی اور اسحاق کے پیچھے یعقوب کی ۱۶ بولی		
يُولِئْتِي إِلَهُكَ وَإِنَّكَ غُجُوزٌ وَهَذَا أَبْعَلَىٰ شَيْخَاؤِ إِنْ		
ہائے خرابی کیا میرے بچہ بزرگات اور میں بوڑھی ہوں اور یہ میرے شوہر بوڑھے بیشک		
هَذَا الشَّيْءُ عَجِيبٌ ۱۷ قَالُوا اتَّعَجِبِينَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ		
یہ تو کہنے کی بات ہے ۱۸ فرشتے بولے کیا اللہ کے کام کا ایسا کرتی ہو		
رَحِمْتُ اللَّهُ وَبَرَكَتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ إِنَّهُ حَمِيدٌ		
اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں تم پر اس گھر والوں بیشک ہی ہے سب خوبوں والا		
مَجِيدٌ ۱۹ فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ الرَّوْعُ وَجَاءَتْهُ		
عزت والا ۲۰ پھر جب ابراہیم کا خوف زائل ہوا ۲۱ اور اسے		
الْبَشْرَىٰ يُجَادِلُنَا فِي قَوْمِ لُوطٍ ۲۲ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ		
خوشخبری ملی ہم سے قوم لوط کے بارے میں جھگڑنے لگا ۲۳ بیشک ابراہیم		
منزل ۳		

۱۔ یعنی آپ بہت رفیق القلب تھے، کفار کی ہلاکت نہ چاہتے تھے، چاہتے تھے کہ قوم لوط کو کچھ اور تامل اور غور کا موقع مل جائے، شاید وہ ایمان لے آویں، اس سے معلوم ہوا کہ کفار کے لئے شفاعت نہیں، مومنوں کے لئے شفاعت ہے۔ ۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تقدیر مہرم کسی صورت میں نہیں ٹل سکتی دوسرے یہ کہ انبیاء کرام کی رب کی بارگاہ میں وہ عزت ہے کہ رب ان کو تقدیر مہرم کے خلاف دعا کرنے سے روک دیتا ہے، تا کہ انکی زبان خالی نہ جاوے۔ ۳۔ آپ مہمانوں کی آمد سے تنگ دل نہ ہوئے، بلکہ اپنی قوم کی بد عملی سے، کیونکہ یہ فرشتے نہایت حسین لڑکوں کی شکل میں تھے، مہمانوں سے تنگ دل ہونا پیغمبر کی شان کے

خلاف ہے، یہ فرشتے ابراہیم علیہ السلام کے پاس سے رخصت ہو کر بستی سدوم میں پہنچے۔ ۴۔ کیونکہ انہیں لوط علیہ السلام کی کافرہ بیوی نے خبر دے دی تھی کہ ہمارے گھر نہایت حسین لڑکے آئے ہیں۔ ۵۔ ہماری بیویاں جو میری قوی بیٹیاں ہیں۔ اس کی تفسیر وہ آیت ہے وَتَذَرُونَ مَا لَدَيْكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ أَنْذَارٍ جَعَلَكُمْ اس سے پتہ لگتا ہے آپ اس مزدور قوم کی بیویوں کو اپنی بیٹیاں قرار دے رہے ہیں جیسے بزرگ اپنے چھوٹوں کو بیٹا یا بیٹی کہہ دیا کرتے ہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مہمانوں کی خدمت اور ان کی حفاظت سنت انبیاء ہے۔ اگرچہ ان کو پہچانتا بھی نہ ہو۔ ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے مقبول اپنے مہمانوں کو ستانے والوں پر ناراض اور ان کی خدمت کرنے والوں سے خوش ہوتے ہیں، اسی لئے اہل مدینہ اب بھی زائرین کی خدمت کرتے ہیں، کہ یہ لوگ صاحب عرس کے مہمان ہیں۔ ان کی خدمت سے صاحب عرس خوش ہوں گے، ان سب کی اصل یہ آیت ہے ۷۔ یعنی اگر تم خدا سے میری بات نہیں مانتے تو تم میں اگر کوئی عقلمند ہو جو تمہیں ان حرکتوں سے روکے اس کی مان لو، یہ کلام آپ نے نہایت پریشانی کی حالت میں کیا، یعنی ہم کو ان کی طرف رغبت نہیں، یا ہم عورت کے قابل نہیں رہے، کیونکہ اقلام کرنے والا عورت پر قادر نہیں ہوا کرتا۔ ورنہ وہ ان کی بیویاں تھیں۔ ۸۔ معلوم ہوا کہ قوم کی یا ظاہری طاقت کی پناہ لینا شرک نہیں۔ نبی کا فعل ہے آپ نے اس پر افسوس کیا کہ میری قوم میں میرا مددگار کوئی نہیں۔ ۹۔ اس قوم پر عذاب لائے ہیں۔ نہ کہ آپ پر وحی کیونکہ وحی لانے والے فرشتے کو نبی ضرور پہچانتے ہیں، ورنہ وہ وحی یقینی نہ رہے، خیال رہے کہ فرشتوں کا خوبصورت لڑکوں کی شکل میں آنا گویا مجرموں کو موقع واردات پر پکڑنے کے لئے تھا۔ جیسے پولیس مجرم کے پاس سادہ وردی میں پہنچ کر جرم کرتے ہوئے مجرم موقع پر پکڑتی ہے۔ جس سے مقدمہ کا ثبوت قوی ہو جاتا ہے۔

لَحَلِيمٍ ۱۱ اَوَاةٌ مُنِيبٌ ۱۲ يَا بَرَهِيمُ ۱۳ اَعْرِضْ عَنْ هَذَا ۱۴

محل والا بہت آئیں کر نیوالا رجوع لا نیوالا ہے لہ اے ابراہیم اس خیال میں نہ پڑ

اِنَّهٗ قَدْ جَاءَ اَمْرٌ مِّنْ رَبِّكَ ۚ وَاِنَّهُمْ اَتٰیہِمْ عَذَابُ ۱۵

جنگ تیرے رب کا حکم آچکا اور جنگ ان پر عذاب آنے والا ہے

غَيْرُ مَرْدُوْدٍ ۱۶ وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سِیِّئًا ۱۷

کہ پھیرا نہ جانے گا کہ اور جب لوط کے یہاں ہمارے فرشتے آئے اے ان کا

بِرْمٍ وَصَاقٍ بِرْمٍ ذُرْعًاوَقَالَ هٰذَا یَوْمٌ عَصِیْبٌ ۱۸

عمر ہوا اور ان کے سبب دل تنگ ہوا کہ اور بولا یہ بڑی سختی کا دن ہے

وَجَاءَہٗ قَوْمُہٗ یُہْرَعُوْنَ اِلَیْہٖ ۱۹ وَمِنْ قَبْلُ کَانُوْا ۲۰

اور اس کے پاس اس کی قوم دوڑتی آئی تھ اور انہیں آگے ہی سے برے

یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ ۲۱ قَالَ یٰقَوْمُ ۲۲ هٰؤُلَاءِ بَنَاتِیْ ۲۳

کاموں کی عادت بڑی تھی کہ اے قوم یہ میری قوم کی بیٹیاں

هٰنَ اَطٰہِرُ لَکُمْ فَاتَّقُوا اللّٰہَ ۲۴ وَلَا تَخْزُوْا فِیْ ۲۵

یہاں یہ پڑھا ہے لئے ستھری ہیں تو اللہ سے ڈرو اور مجھے میرے مہمانوں میں دوسرا

ضِیْفٰی ۲۶ الْبَیْسَ مِنْکُمْ رَّجُلٌ رَّشِیْدٌ ۲۷ قَالُوْا لَقَدْ ۲۸

نہ کروٹ کیا تم میں ایک آدمی بھی نیک چلن نہیں لے بولے تھیں

عَلِمْتَ مَا لَنَا فِیْ بَنٰتِکَ مِنْ حَقٍّ ۲۹ وَاِنَّکَ لَتَعْلَمُ ۳۰

معلوم ہے کہ تمہاری قوم کی بیٹیوں میں ہمارا کوئی حق نہیں ہے اور تم مزدور جانتے

مَا نُرِیْدُ ۳۱ قَالَ لَوْ اَنَّ لِیْ بِکُمْ قُوَّةٌ ۳۲ اَوْ اُوْحٰی اِلٰی ۳۳

جو جو ہماری خواہش ہے بولے اے کاش مجھے تمہارے مقابلہ تھوڑا ہوتا یا کسی

رُّکْنٍ شَدِیْدٍ ۳۴ قَالُوْا یٰلُوطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّکَ لَنْ ۳۵

مضبوط پائے کی پناہ دیتا ہ فرشتے بولے اے لوط ہم تمہارے رب کے بھیجے ہوئے ہیں لے

اب نہ اپنے گھریار کو نہ مال و متاع کو نہ قوم کے لوگوں کو نہ معلوم ہوا کہ کفار کی ہلاکت پر غم کرنا بھی گناہ اور ہلاکت کا سبب ہے کیونکہ آپ کی یہ بیوی اسی وجہ سے ہلاک ہوئی۔ کہ اس نے آپ کے ساتھ جاتے ہوئے قوم کی ہلاکت محسوس کر کے کہا ہائے میری قوم! یہ کہتے ہی ایک پتھر اس کی کھوپڑی پر بھی پڑا وہاں ہی ڈھیر ہو گئی یہ پتھر کی ہوئی مٹی کے تھے ہر پتھر پر مجرم کا نام لکھا تھا۔ ان پتھروں نے ہم کا کام دیا۔ ہر پتھر اپنے نام والے پر پڑا۔ معلوم ہوا کہ ان فرشتوں کو یا سلام الہی معلوم تھا کہ کون کافر مرے گا اور کون مومن ہو کر اور یہ لوگ کب اور کہاں ہلاک ہوں گے یہ تینوں باتیں علوم غیب میں سے ہیں حضور کا علم تمام فرشتوں سے زیادہ ہے

ان پر یہ کیسے مخفی رہے ۳۷۔ معلوم ہوا کہ صبح صادق کا وقت محبوبوں پر رحمت آنے کا وقت ہے اور مردودوں پر عذاب آنے کا وقت ہے اس لئے اس وقت استغفار پڑھنا۔ عبادات کرنا افضل ہے ۵۔ لوط علیہ السلام نے فرمایا کہ میں ان کی ہلاکت بہت جلد چاہتا ہوں تب فرشتوں نے عرض کیا کہ سویرا قریب ہی ہے آپ اسے دور نہ گنیں ۶۔ یعنی ان پانچ بتیوں کا تخت الٹ دیا۔ ان میں بڑا شرمسودم تھا۔ ان کی کل آبادی چار لاکھ تھی۔ جبریل علیہ السلام نے ان شہروں کے نیچے ہاتھ ڈال کر اتنا اونچا اٹھایا۔ کہ وہاں کے مرغوں کی آوازیں آسمان پر پہنچنے لگیں۔ اور ایسا اچانک اٹھایا کہ برتنوں کا پانی تنگ نہ چھلکا۔ سونے والے جاگ نہ سکے ۷۔ معلوم ہوا کہ یاد کاری بہت ہی قس اور سخت گناہ ہے۔ کہ قوم لوط پر اتنا سخت عذاب آیا۔ جتنا اووروں پر نہ آیا۔ اسی لئے اسلام میں قتل کی سزا قتل، مکرزنا کی سزا رجم ہے ۸۔ یعنی جہاں وہ پتھر پڑے تھے وہ جگہ ان کفار مکہ سے دور نہیں ان کے راستے میں پڑتی ہے یا وہ عذاب ان پر بھی آسکتا ہے۔

صرف آپ کی ذات انہیں اس عذاب سے بچائے ہوئے ہے رب فرماتا ہے مَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ أَهْلُهُمْ ۹۔ قوم مدین یا شہر مدین کی طرف مدین حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ایک فرزند کا نام تھا۔ ان کی اولاد کو قبیلہ مدین اور ان کی بستی کو قریہ مدین کہا گیا ۱۰۔ اس قوم نے پیانے چھوٹے بڑے اور ترازو کے ہاتھ کم زیادہ رکھے ہوئے تھے چھوٹے پیانوں اور ہلکے ہاتھوں سے دیتے تھے۔ اور بڑے پیانے اور بھاری ہاتھوں سے لیتے تھے ۱۱۔ ایسا عام عذاب جس سے کوئی بچ نہ سکے خیال رہے کہ جب گناہ عام ہو جاوے تو عذاب آتا ہے جس میں بے گناہ جانور اور بچے بھی گرفتار ہو جاتے ہیں اس کو عذاب محیط کہا جاتا ہے ۱۲۔ معلوم ہوا کہ کفار بھی معاملات کے مکلف ہیں۔ اگرچہ عبادات شرعہ ان پر واجب نہیں لہذا کافر پر نماز فرض نہیں۔ مگر ٹھیک تولن اس پر بھی لازم ہے پوری کرنا اس پر بھی حرام ہے لہذا کافر کو مسلمان سے سود لینے سے

وہاں دآجہ ۱۲
۳۶۷
ہود ۱۱

يَصُومُ الْيَتِيمَ فَاسْرَ بَاهُكَ يَقْطَعُ مِنَ الْيَتِيمِ وَلَا

يَلْتَقِثُ مِنْكُمْ أَحَدًا إِلَّا أَمْرَاتُكَ إِنَّهُ مُصِيبُهُمَا مَا

أَصَابَهُمْ إِنْ مَوْعَدَهُمُ الصُّبْحُ أَلَيْسَ الصُّبْحُ

بِقَرِيبٍ ۝ فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا

وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِنْ سِجِّيلٍ ۝ مَنصُودٍ ۝

مُسَوَّمَةٍ عِنْدَ رَبِّكَ وَمَا هِيَ مِنَ الظَّالِمِينَ بِبَعِيدٍ

وَالِى مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا قَالَ لِقَوْمِ اعْبُدُوا

اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ ۝ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ

وَالْمِيزَانَ إِنِّي أَرَانَكُمْ يُخَيَّرُ وَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ

عَذَابَ يَوْمٍ مُجِيطٍ ۝ وَيَقَوْمًا أَوفُوا الْمِكْيَالَ وَ

الْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَنْشِيَاءَهُمْ

مزل ۳

۳۶۷

حکومت اسلامیہ روکے گی۔ معاملات کی شرابی سے کفار پر دنیا و آخرت میں عذاب ہو گا اور ہو گا۔ رب فرماتا ہے وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ جس سے معلوم ہوا کہ زندہ دفن کی گئی لڑکی کی وجہ سے اس کے کافر باپ پر عذاب ہو گا۔

۱۔ ڈکیتی و چوری کرتے ہوئے ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ حلال میں برکت ہے حرام میں بے برکتی۔ بکری سال میں ایک دو بچے دیتی ہے اور کتیا دس بارہ۔ اور بکریاں ہزاروں ذبح ہوتی ہیں کتا کوئی ذبح نہیں ہوتا۔ مگر ریوڑ بکریوں کے دیکھے جاتے ہیں نہ کہ کتوں کے حلال کی تھوڑی روزی حرام کی بہت روزی سے بہتر ہے ۳۔ شعیب علیہ السلام کے دین میں جہاد نہ تھا صرف زبانی تبلیغ کا حکم تھا آپ تمام دن وعظ فرماتے، اور تمام رات نماز پڑھتے تھے ۴۔ معلوم ہوا کہ نبی کی توہین کی نیت سے تعریف کے الفاظ بولنا بھی کفر ہے۔ کیونکہ یہ تعریف نہیں بلکہ مذاق اور دل گلی ہے، خیال رہے کہ نعت گو اور نعت خواں نعت میں اپنی اپنی نیت درست کریں۔ کفار نے اپنے

نبی کو حلیم اور رشید کہا۔ لفظ اچھے تھے مگر نیت گندی تھی ۵۔ روشن دلیل سے مراد نبوت اور وحی ہے اگر فرمانا قوم کی حالت کی بنا پر ہے ورنہ آپ کی نبوت اور وحی ایسی حق البقین تھی کہ جس میں شک کی گنجائش نہ تھی ۶۔ روحانی روزی یعنی ہدایت، نبوت اور وحی جس سے دائمی زندگی وابستہ ہے یا جسمانی حلال روزی، جس میں حرام کا شائبہ بھی نہ ہو۔ حضرت شعیب علیہ السلام بہت بڑے مالدار تھے۔ چاندی اور جانور وغیرہ بہت تھے (روح البیان) ۷۔ معلوم ہوا کہ حضرات انبیاء گناہ کا ارادہ بھی نہیں کرتے کیونکہ گناہ کرنا یا نفس امارہ کا کام ہے یا شیطان کا۔ انبیاء کرام کا نفس امارہ نہیں ہوتا رب فرماتا ہے۔ اِنَّا اَنفُسُ لَا تَحْتَارُکَ بِالْاَسْوَءِ الْاَمَارِیْمَ کَرِیْمٌ۔ اور شیطان ان پر مسلط نہیں رب فرماتا ہے اِنَّ عِبَادِیَ لَیْسَ لَکَ فِیْہِمْ سُلْطٰنٌ اس آیت میں بتایا گیا میں ممنوع کام کرنا تو کیا معنی اس کا ارادہ بھی نہیں کرتا۔ جب انبیاء کرام ارادہ گناہ سے محفوظ ہیں تو گناہ کیا معنی جو انہیں گنہگار مانے وہ شیطان سے بدتر ہے۔ کیونکہ شیطان نے کہا تھا کہ میں خاص بندوں پر غلبہ نہ پا سکوں گا اور یہ بد نصیب انہیں گنہگار یا گمراہ مانتا ہے ۸۔ آپ کے اس کلام شریف میں اس جانب اشارہ ہے کہ کوئی شخص بغیر رب تعالیٰ کی دیکھیری کے شخص اپنی عقل سے ہدایت نہیں پاسکتا۔ یعنی اچھے رب کے ہاتھ میں ہے۔ تم کو چاہیے کہ اپنا ہاتھ مہرے ہاتھ میں دتا کہ رحمت الہی تمہاری دیکھیری کرے معلوم ہوا کہ رب سے براہ راست تعلق صرف بتغیر ہے۔ ہے، ان کے ذریعہ سے دوسرے لوگ اللہ تک پہنچ سکتے ہیں ۹۔ یعنی قوم لوط کی ہلاکت بمقابلہ قوم لوح و قوم ہود کے قریب ہے۔ ورنہ قوم لوط کو ہلاک ہوئے بھی ہزاروں سال گزر چکے تھے۔ کیونکہ لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہم زمانہ تھے۔ اور شعیب علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے ہم زمانہ ہیں۔

وَلَا تَعْتَوُوا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿۸۵﴾ يَقِیْتُ اللّٰہُ خَیْرٌ
اور زمین میں فساد مچانے نہ پھر وہ اللہ کا دیا جو بچ رہے وہ ہمارے لئے
لَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ وَمَا اَنَا عَلَیْکُمْ بِحَفِیْظٍ ﴿۸۶﴾
بہتر ہے اگر تمہیں یقین ہو کہ اللہ اور میں کچھ تم پر نگہبان نہیں کرتے
قَالُوْا یٰشُعِیْبُ اَصْلٰوْکَ تَاْمُرُکَ اَنْ تَتْرَکَ مَا یَعْبُدُ
بولے اے شعیب کیا تمہاری نماز تمہیں یہ حکم دیتی ہے کہ ہم اپنے باپ دادا
اَبَاؤُنَا اَوْ اَنْ تَفْعَلَ فِیْ اَمْوَالِنَا مَا نَشَآءُ ۙ اِنَّکَ
کے خداؤں کو چھوڑ دیں یا اپنے مال میں جو چاہیں نہ کریں ہاں جی
لَاَنْتَ الْحَلِیْمُ الرَّشِیْدُ ﴿۸۷﴾ قَالَ یَقَوْمِ اَرِیْتُمْ اِنْ کُنْتُ
نہیں بڑے عقلمند نیک چلن ہوئے کہا اے میری قوم بھلا بناؤ تو اگر میں
عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَرَزَقْنِیْ مِنْہٗ رِزْقًا حَسَنًا ۙ وَمَا
اپنے رب کی طرف سے ایک روشن دلیل پر ہوں لی اور اس نے مجھے اپنے پاس سے
اَرِیْدُ اَنْ اُخَالِفَکُمْ اِلٰی مَا اَنْہَکُمْ عَنْہٗ اِنْ اُرِیْدُ
اپنی روزی دی نہ اور میں نہیں چاہتا ہوں کہ جس بات سے تم نہیں منع کرتا ہوں آپ
اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ۙ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰهِ
اس کے خلاف کرتے ہوں گے میں تو جہاں تک بے سوا رہا ہی چاہتا ہوں نہ اور میری
عَلِیْہِ تَوَكَّلْتُ ۙ وَالِیْہِ اُنِیْبُ ﴿۸۸﴾ وَلِیَقَوْمٍ لَا یَجْرِمُکُمْ
توفیق اللہ کی طرف سے ہے میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں نہ اور
سِقَاتِیْ اَنْ یَّصِیْبَکُمْ مِّثْلَ مَا اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ
اے میری قوم تمہیں میری ضد یہ نہ لگوائے کہ تم پر بڑے جو بڑا تھا نوح کی قوم یا ہود کی
هُودٌ اَوْ قَوْمِ صَالِحٍ ۙ وَمَا قَوْمُ لُوطٍ مِّنْکُمْ بِبَعِیْدٍ ﴿۸۹﴾
قوم یا صالح کی قوم پر اور لوط کی قوم کو کچھ تم سے دور نہیں ہے

۱۔ بہت سے پیغمبروں نے اپنی قوموں کو توبہ، استغفار کا حکم دیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ توبہ بڑی اہم چیز ہے، یہ بھی خیال رہے کہ ہر گنہگار کی توبہ ملے گی ہے، کفر کی توبہ ایمان لانا ہے، حقوق العباد کی توبہ انہیں ادا کر دینا ہے، غلامیہ گنہگار کی توبہ غلامیہ ہے ۲۔ معلوم ہوا کہ نبی کا کلام ایمانی عمل سے سمجھ میں آتا ہے۔ ظاہری عمل اس کے لئے کافی نہیں بلکہ ان کے دیکھنے کے لئے بھی ایمانی نگاہ درکار ہے ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی ولی کی طاقتوں کا انکار کرنا انہیں کمزور سمجھنا کفار کا کام ہے، رب تعالیٰ نے انہیں وہ طاقت بخشی ہے کہ ان کے مقابل کوئی طاقت کلام نہیں کر سکتی ۴۔ یعنی تمہارے وہ عزیز و اقرباء اور جو تمہارے دین میں ہیں اگر ہم تمہیں ۱۰ پچائیں تو انہیں

قربت داری کا پاس ہو گا۔ تمہاری حمایت میں وہ ہم سے لڑیں گے، اس لئے ہم تم سے کچھ نہیں کہتے، جیسے کفار کہہ ابوطالب کے لحاظ سے حضور کی حمایت کرتے تھے اور ایذا رسانی سے ڈرتے تھے ۵۔ معلوم ہوا کہ جو خود ذلیل ہو وہ نبی کی عزت کیا جائے، یہ ہی موجودہ زمانے میں اسماعیل کی ذرعت کے قول ہیں، ان سب کا مافوق قوم شعیب کی یہ کہو اس ہے ۶۔ معلوم ہوا کہ نبی کے فرمان کو پیٹھ دینا اور حقیقت رب کے فرمان کو پیٹھ دینا ہے اور ان کی فرمائش واری رب کی اطاعت ہے ۷۔ اس میں ان کفار کو شرک و بت پرستی کی اجازت دینا مقصود نہیں بلکہ اظہار غضب مقصود ہے جیسے رب نے فرمایا فَتَنَّا نَبِيَّكَ بِمَا عَمِلَ مِنْ شَاءَ نَفْسِهِ فَكَانَ الْمَوَدَّةَ غُلَامًا فَذَلَّلْتَهُ فَهُوَ امْتَحِنٌ اور موسیٰ علیہ السلام نے جاؤ گروں سے فرمایا قَالُوا مَا آتَيْنَاكَ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَ أَدْرَأْنِي إِذْ يَبْلُغُ الْقَوْمَ الْآخِرُ مَا يَكُونُ مِنْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ ۸۔ یعنی تم تو میری ہلاکت کا انتظار کرو کیونکہ وہ کہتے تھے کہ ہمارے بت شعیب علیہ السلام اور مومنوں کو تباہ کر دیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ آئندہ زمانہ خود بتا دے گا کہ تباہ کون ہوا، میں یا تم، یہ کلام بھی اظہار غضب کے لئے ہے۔ ۹۔ یہاں امر سے مراد شرعی امر نہیں بلکہ مکتویٰ امر ہے یعنی ان کی ہلاکت کا حکم جو فرشتوں کو سنا دیا گیا تھا ۱۰۔ کہ انہیں وہاں سے نکال دیا کیونکہ نبی کی موجودگی میں عذاب نہیں آتا رب فرماتا ہے وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ أَنْتَ فَتَعْلَمُونَ ۱۱۔ اس طرح کہ حضرت جبریل نے بیت ناک آواز سے کہا مَوْجِدًا جَبِيحًا سب مر جاؤ (خزائن العرفان) سورہ اعراف میں ہے کہ انہیں زلزلہ نے پکڑ لیا۔ حق یہ ہے کہ دونوں ہی عذاب آئے جیج سے زلزلہ پیدا ہوا۔

وَأَسْتَغْفِرُكَ وَأَرْبُكَ ثُمَّ تَوَجَّأَ إِلَيْهِ إِنَّ رَبِّي رَحِيمٌ

اور اپنے رب سے معافی چاہا پھر اس طرف رجوع لاؤ بیشک میرا رب مہربان رحیم

وَدَّوْدُ ۱۰ قَالَ أَيْشَعِبُ مَا نَفَقْتُ كَثِيرًا مِمَّا تَقُولُ وَ

دلا ہے ۱۰۔ بولے اے شعیب ہماری سبھی میں نہیں آئیں تمہاری ہی باتیں سن اور

إِنَّا لَنَرَاكَ فِينَا ضَعِيفًا وَلَوْ لَرَهْطُكَ لَرَجَمْنَاكَ

بیشک ہم تمہیں اپنے میں کمزور دیکھتے ہیں مگر اگر تمہارا گروہ ہو تاکہ تو ہم نے نہیں

وَمَا أَنْتَ عَلَيْنَا بَعِزٌّ ۱۱ قَالَ يَقُومُ أَرْهَطِي أَعَزُّ

پتھراؤ کر دیا ہوتا اور کہ ہماری نگاہ میں نہیں عزت نہیں کہ کھلا میری قوم کہتا

عَلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَإِنْ خَذْتُمُوهُ وَرَاءَكُمْ ظَهَرْنَا

ہم میرے کہنے کا دباؤ اللہ سے زیادہ ہے اور اے تم نے اپنی پشت کے پیچھے ڈال رکھا

إِنَّ رَبِّي بِمَا تَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ۱۲ وَلَيَقُومَنَّ أَعْمَلُوا

بیشک جو کہ تم کرتے ہو سب میرے رب کے بس میں ہے اور اے قوم تم اپنی جگہ

عَلَى مَكَانَتِكُمْ إِنِّي عَامِلٌ سَوْفَ تَعْلَمُونَ ۱۳ مَنْ

اپنا کام کئے جاؤ گی میں اپنا کام کرتا ہوں اب بھانا چاہتے ہو کس پر آتا ہے وہ

يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ وَارْتَقِبُوا

عذاب کو اے اے رسوا کرے گا اور کون جھوٹا ہے اور انتظار کرو

إِنِّي مَعَكُمْ رَقِيبٌ ۱۴ وَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا لَجَّ بِنَا شَعِيبًا

میں بھی تمہارے ساتھ انتظار میں ہوں اور جب ہمارا حکم آیا کہ ہم نے شعیب

وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِنَّا وَآخَذَتِ الَّذِينَ

اور اس کے ساتھ کے مسلمانوں کو اپنی رحمت فرما کر بھالیا اور ظالموں کو پکڑنے

ظَلَمُوا الصَّبِيحَةَ فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ جثثِينَ ۱۵

آ گیا لے تو صبح اپنے گھروں میں گھسوں کے بل پڑے رہ گئے

۱۔ قوم نمود اور قوم عاد دونوں ایک ہی قسم کے عذاب میں مبتلا ہوئیں، لیکن قوم صالح جی نمود کو نیچے سے بچنے پکڑا، اور قوم شعیب کو اوپر سے، لولا یہ لوگ سخت گرمی میں گرفتار ہوئے پھر ایک ہول نمودار ہوا، جہاں ٹھنڈی ہوا تھی یہ سب وہاں جمع ہو گئے کہ اچانک وہاں بچ آئی جس سے زمین میں زلزلہ پیدا ہوا، اور تمام علاقہ آگ سے بھڑک گیا، یہ سب ہلاک ہو گئے۔ ۲۔ موسیٰ علیہ السلام کو نو مجرے عطا ہوئے، عصا، بدیعہ، طوفان، مذی، جوں، سینک، خون، مال کی برادری، ہلاکت جان کے عذاب۔ یہ ساتوں عذاب فرعونوں پر آئے۔ ۳۔ چونکہ فرعون اور فرعون لوگ بنی اسرائیل پر غالب تھے اس لئے یہاں انہی کا ذکر ہوا۔ ورنہ موسیٰ علیہ

ہود

۳۶۰

وہاں دایۃ

كَانَ لَمْ يَغْنَوْا فِيهَا الْاَبْعَدُ الْمَدِينِ كَمَا بَعْدَتْ

کریا میں وہاں بسے ہی نہ تھے اس سے دور ہوں مدین جیسے دور ہوئے

ثَمُودَ ۱۹ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوسٰى بِآيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ

نمودہ اور شک، ہم نے موسیٰ کو اپنی آیتوں اور سرکش غم کے

مُيِّنٍ ۲۱ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلٰٓئِهٖ فَاتَّبَعُوْا اَمْرَ

ساتھ فرعون اور اس کے دہاریوں کی طرف بھجائے تو وہ فرعون کے

فِرْعَوْنَ وَمَا اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ ۲۵ يَقْدُمُ قَوْمَهُ

کہنے پر چلے اور فرعون کا کام راستی کا نہ تھا اس لیے قوم کے آگے ہوگا

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۲۶ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ وَبَسَّ الْوَرْدُ الْمَوْرُوْدُ ۲۷

قیامت کے دن تو انہیں دوزخ میں لا دیا، اس سے گلاٹ اور وہ کیا ہی بدگھاٹا لائے گا

وَاتَّبَعُوْا فِیْ هٰذِهِ لَعْنَةً ۲۸ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَبْسُ الرِّقْدُ ۲۹

اور ان کے پیچھے ہڑی اس جہان میں لعنت اور قیامت کے دن نکلیا ہی ہوا

الْمَرْفُوْدُ ۳۱ ذٰلِكَ مِنْ اَنْبِیَآءِ الْقُرْاٰی نَقْصُہٗ عَلَیْكَ

انما جو انہیں ملا برستیوں کی خبروں میں کہ تم نہیں سنا تے اس میں کوئی کمی

مِنْهَا قَالِمٌ وَحَصِيْدٌ ۳۲ وَمَا ظَنُّهُمْ وَلٰكِنْ ظَنَّمُوْا

ہے اور کوئی کٹ گئی اور ہم نے ان پر ظلم نہ کیا بلکہ خود انہوں نے

اَنْفُسَهُمْ فَبِئْسَ مَا اَعْدَتْ عَنْهُمْ اِلٰهَتُهُمُ الَّتِیْ یَدْعُوْنَ

اپنا ہوا کیا تو ان کے معبود جنہیں اللہ کے سوا بدبخت تھے

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ لِّمَآ جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۳۳

ان کے کچھ کام نہ آئے کہ جب ہمارے رب کا حکم آتا

وَمَا زَادُوْهُمْ غَيْرَ تَتٰیْبٍ ۳۴ وَكَذٰلِكَ اَخْذَرٰکَ ۳۵

اور ان سے انہیں ہلاکت کے سوا کچھ نہ بڑھا اور ایسی ہی ہر چیز ہے تیرے رب کی

مغزل ۱۲

السلام بنی اسرائیلیوں کے بھی تھی۔ نیز اگلا مضمون

فَاتَّبَعُوْا اَمْرَ فِرْعَوْنَ قَبْلَیْهِمْ ۳۶ اس لئے انہی

کا یہاں ذکر فرمایا۔ ۳۷۔ یعنی فرعون کی گمراہی بالکل ظاہر

تھی۔ کہ بندہ ہو کر دعویٰ خدا کی کرتا تھا۔ پھر بھی وہ لوگ

اس کے کہنے پر چلے۔ ۳۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ قیامت میں

ہر کافر اپنے سردار کے ساتھ ہو گا۔ اور ان شاء اللہ ہر

مومن اپنے سردار اور اپنے امام کے ساتھ ہو گا، لہذا کسی

کی بیعت ضروری ہے، کیونکہ فرعون صرف شیطان کے

ساتھ نہ ہوں گے بلکہ فرعون کے ذریعے شیطان کے ہمراہ

ہوں گے، ایسے ہی مومن براہ راست حضور کے ہمراہ نہ

ہوں گے، بلکہ اپنے مشائخ کے ذریعہ سے حضور تک

پہنچیں گے، اسی لئے صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ جس کا

کوئی مرشد نہیں، اس کا مرشد شیطان ہے۔ ۳۹۔ دنیا میں

قیامت تک ہر آنے والی نسل انہیں برائی سے یاد کرے

گی، اور آخرت میں تمام اولین و آخرین ان پر لعنت

کریں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا کی رسوائی اور نیک

لوگوں کا بیٹھ کسی پر لعنت کرنا خدا کا عذاب ہے اور ذکر خیر

اور اچھا چرچا اللہ کی رحمت ہے، ۴۰۔ یعنی عذاب والی

بستیوں میں سے بعض کے کھڑے پائے جاتے ہیں۔ جیسے قوم

عاد و ثمود کی اجڑی بستیاں، اور بعض کے نشان بھی مٹ

گئے جیسے قوم نوح کی بستیاں جن کے فقط قصبے رہ گئے ان کا

نام و نشان نہیں رہا۔ ۴۱۔ یعنی جھوٹے معبودوں کی عبادت

انہیں کام نہ آئی۔ یہاں تَذَمُّوْنَ پوچھنے کے معنی میں ہے۔

خیال رہے کہ بچوں کی عبادت تو بہر حال جھوٹی ہے، کیونکہ

خود معبود جھوٹے ہیں۔ رب کی عبادت اگر نبی کی تعلیم

سے کی جاوے تو سچی، جو نبی کی مخالفت کے ساتھ کی

جائے تو جھوٹی، یعنی معبود سچا مگر یہ عابد اور ان کی عبادت

جھوٹی۔ یہ دونوں عبادتیں کار آمد نہ ہوں گی۔ کفار مکہ

کعبہ معظمہ کا ج کرتے تھے۔ گزشتہ کافر قومیں رب کی

عبادت بھی کرتی تھیں، مگر سب بے کار بلکہ نقصان دہ

تھیں۔ ۴۲۔ ان آیات سے معلوم ہوا کہ بے ایمانوں کی

صحبت اور ان کی اطاعت ہلاکت کا باعث ہے، جیسے

ایمانداروں کی صحبت اور ان کی اطاعت رحمت الہی کا ذریعہ ہے۔

۱۔ معلوم ہوا کہ انسانوں کے گناہ کی وجہ سے دیگر حیوانات بھی عذاب میں گرفتار ہو جاتے ہیں، جیسے جانوروں کی برکت سے کبھی انسانوں پر رحمت کی بارش وغیرہ ہو جاتی ہے ۲۔ آیت سے مراد عبرت اور نصیحت ہے، مقصد یہ ہے کہ ان واقعات کو سنیں گے سب، مگر عبرت صرف وہ لوگ حاصل کریں گے، جن کے دل میں خوف خدا ہو بے خوف کسی چیز سے عبرت نہیں لیتا ۳۔ بعض علماء نے شاہد و مشہود میں شاہد سے مراد حضور کی ذات پاک اور مشہود سے مراد قیامت کا دن لیا ہے۔ ان کی دلیل یہ آیت ہو سکتی ہے اور رب کا وہ فرمان بھی **يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا فَرَضَ كَرَّ** قرآن کی ہر تفسیر وہ ہے جو خود قرآن کرے ۴۔ یعنی لفظ **مَدَّ** کلام، معذرت یا شفاعت،

یا سوال کا درست جواب، اذن الہی کے بغیر نہ ہو سکے گا ان کے علاوہ اور کلام بھی ہوں گے، جیسے کفار کا جھوٹ پونا، کہ **وَاللّٰهُ يَتَّبِعُ مَا كُنَّا مُنْشِرِينَ** رب کی قسم ہم تو مشرک نہ تھے وغیرہ لہذا آیات میں کوئی تعارض نہیں ۵۔ یعنی آج دنیا میں بعض لوگ خوش نصیب ہیں، بعض بد نصیب، دل کی نرمی، زیادہ رونما، دنیا سے نفرت، شرم و حیا خوش نصیب ہونے کی علامات ہیں اور دل کی سختی، آنکھوں کی خشکی، دنیا کی رغبت، بے حیائی، لہی امیدیں بد بختی کی نشانیاں ہیں۔ (غرائض العرفان) یا قیامت میں بعض سعید ہوں گے، بعض شقی، منہ اچھلا ہوا، داہنے ہاتھ میں اعمال نامہ ہونا، ہاتھ کھلے ہونا، وہاں سعید کی پہچان ہوگی۔ اس کے برعکس بد بخت کی پہچان۔ اس سے معلوم ہوا کہ چھوٹے بچے دیوانہ وغیرہ بھی انہیں دو جماعتوں میں داخل ہیں، کیونکہ رب نے ان کے لئے کوئی تیسری قسم بیان نہ فرمائی ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض گنہگار مسلمان اگرچہ دوزخ میں عارضی طور پر جائیں گے مگر ان کی آوازیں گدھے وغیرہ کی نہ ہوں گی۔ یہ کفار کے لئے خاص ہے ۷۔ یعنی بیعت، کیونکہ رب کی مشیت کی کبھی حد ہی نہ آوے گی۔ یعنی آسمان و زمین کی بقا کے برابر وہ دوزخ میں رہیں گے اور اس کے علاوہ جب تک ہم اور رکنا چاہیں، اس اور رکھنے کی حد کوئی نہیں رب فرماتا ہے **خُلِدِينَ فِيهَا** لہذا نہ تو آیات میں تعارض ہے اور نہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ جنت اور دوزخ کو فنا ہے۔ اس آیت کے اخیر میں ہے **عَطَاءٌ غَيْرٌ مُّجَدُّودٌ** یہ عطیے کبھی ختم نہ ہوں گے ۸۔ خواہ اپنے آپ جیسے نیک کار مسلمان، یا دوسروں کے طفیل، جیسے مسلمانوں کی چھوٹی اولاد یا مجھ جیسے گنہگار جو حضور کی طفیل انشاء اللہ سعید ہوں گے، یہ سب بھتی ہیں ۹۔ **عَطَاءٌ غَيْرٌ مُّجَدُّودٌ** سے معلوم ہوا کہ جنت اور وہاں کی نعمتوں کو فنا نہیں، دائمی ہیں۔ لہذا اس آیت کے وہ ہی معنی کیوں جو ہم نے لکھے۔

وَلَا مَسْأَلَةَ ۱۲

۱۱

۱۲

۱۳

۱۴

۱۵

۱۶

۱۷

۱۸

۱۹

۲۰

۲۱

۲۲

۲۳

۲۴

۲۵

۲۶

۲۷

۲۸

۲۹

۳۰

۳۱

۳۲

۳۳

۳۴

۳۵

۳۶

۳۷

۳۸

۳۹

۴۰

۴۱

۴۲

۴۳

۴۴

۴۵

۴۶

۴۷

۴۸

۴۹

۵۰

۵۱

۵۲

۵۳

۵۴

۵۵

۵۶

۵۷

۵۸

۵۹

۶۰

۶۱

۶۲

۶۳

۶۴

۶۵

۶۶

۶۷

۶۸

۶۹

۷۰

۷۱

۷۲

۷۳

۷۴

۷۵

۷۶

۷۷

۷۸

۷۹

۸۰

۸۱

۸۲

۸۳

۸۴

۸۵

۸۶

۸۷

۸۸

۸۹

۹۰

۹۱

۹۲

۹۳

۹۴

۹۵

۹۶

۹۷

۹۸

۹۹

۱۰۰

۱۰۱

۱۰۲

۱۰۳

۱۰۴

۱۰۵

۱۰۶

۱۰۷

۱۰۸

۱۰۹

۱۱۰

۱۱۱

۱۱۲

۱۱۳

۱۱۴

۱۱۵

۱۱۶

۱۱۷

۱۱۸

۱۱۹

۱۲۰

۱۲۱

۱۲۲

۱۲۳

۱۲۴

۱۲۵

۱۲۶

۱۲۷

۱۲۸

۱۲۹

۱۳۰

۱۳۱

۱۳۲

۱۳۳

۱۳۴

۱۳۵

۱۳۶

۱۳۷

۱۳۸

۱۳۹

۱۴۰

۱۴۱

۱۴۲

۱۴۳

۱۴۴

۱۴۵

۱۴۶

۱۴۷

۱۴۸

۱۴۹

۱۵۰

۱۵۱

۱۵۲

۱۵۳

۱۵۴

۱۵۵

۱۵۶

۱۵۷

۱۵۸

۱۵۹

۱۶۰

۱۶۱

۱۶۲

۱۶۳

۱۶۴

۱۶۵

۱۶۶

۱۶۷

۱۶۸

۱۶۹

۱۷۰

۱۷۱

۱۷۲

۱۷۳

۱۷۴

۱۷۵

۱۷۶

۱۷۷

۱۷۸

۱۷۹

۱۸۰

۱۸۱

۱۸۲

۱۸۳

۱۸۴

۱۸۵

۱۸۶

۱۸۷

۱۸۸

۱۸۹

۱۹۰

۱۹۱

۱۹۲

۱۹۳

۱۹۴

۱۹۵

۱۹۶

۱۹۷

۱۹۸

۱۹۹

۲۰۰

۲۰۱

۲۰۲

۲۰۳

۲۰۴

۲۰۵

۲۰۶

۲۰۷

۲۰۸

۲۰۹

۲۱۰

۲۱۱

۲۱۲

۲۱۳

۲۱۴

۲۱۵

۲۱۶

۲۱۷

۲۱۸

۲۱۹

۲۲۰

۲۲۱

۲۲۲

۲۲۳

۲۲۴

۲۲۵

۲۲۶

۲۲۷

۲۲۸

۲۲۹

۲۳۰

۲۳۱

۲۳۲

۲۳۳

۲۳۴

۲۳۵

۲۳۶

۲۳۷

۲۳۸

۲۳۹

۲۴۰

۲۴۱

۲۴۲

۲۴۳

۲۴۴

۲۴۵

۲۴۶

۲۴۷

۲۴۸

۲۴۹

۲۵۰

۲۵۱

۲۵۲

۲۵۳

۲۵۴

۲۵۵

۲۵۶

۲۵۷

۲۵۸

۲۵۹

۲۶۰

۲۶۱

۲۶۲

۲۶۳

۲۶۴

۲۶۵

۲۶۶

۲۶۷

۲۶۸

۲۶۹

۲۷۰

۲۷۱

۲۷۲

۲۷۳

۲۷۴

۲۷۵

۲۷۶

۲۷۷

۲۷۸

۲۷۹

۲۸۰

۲۸۱

۲۸۲

۲۸۳

۲۸۴

۲۸۵

۲۸۶

۲۸۷

۲۸۸

۲۸۹

۲۹۰

۲۹۱

۲۹۲

۲۹۳

۲۹۴

۲۹۵

۲۹۶

۲۹۷

۲۹۸

۲۹۹

۳۰۰

۳۰۱

۳۰۲

۳۰۳

۳۰۴

۳۰۵

۳۰۶

۳۰۷

۳۰۸

۳۰۹

۳۱۰

۳۱۱

۳۱۲

۳۱۳

۳۱۴

۳۱۵

۳۱۶

۳۱۷

۳۱۸

۳۱۹

۳۲۰

۳۲۱

۳۲۲

۳۲۳

۳۲۴

۳۲۵

۳۲۶

۳۲۷

۳۲۸

۳۲۹

۳۳۰

۳۳۱

۳۳۲

۳۳۳

۳۳۴

۳۳۵

۳۳۶

۳۳۷

۳۳۸

۳۳۹

۳۴۰

۳۴۱

۳۴۲

۳۴۳

۳۴۴

۳۴۵

۳۴۶

۳۴۷

۳۴۸

۳۴۹

۳۵۰

۳۵۱

۳۵۲

۳۵۳

۳۵۴

۳۵۵

۳۵۶

۳۵۷

۳۵۸

۳۵۹

۳۶۰

۳۶۱

۳۶۲

۳۶۳

۳۶۴

۳۶۵

۳۶۶

۳۶۷

۳۶۸

۳۶۹

۳۷۰

۳۷۱

۳۷۲

۳۷۳

۳۷۴

۳۷۵

۳۷۶

۳۷۷

۳۷۸

۳۷۹

۳۸۰

۳۸۱

۳۸۲

۳۸۳

۳۸۴

۳۸۵

۳۸۶

۳۸۷

۳۸۸

۳۸۹

۳۹۰

۳۹۱

۳۹۲

۳۹۳

۳۹۴

۳۹۵

۳۹۶

۳۹۷

۳۹۸

۳۹۹

۴۰۰

۴۰۱

۴۰۲

۴۰۳

۴۰۴

۴۰۵

۴۰۶

۴۰۷

۴۰۸

۴۰۹

۴۱۰

۴۱۱

۴۱۲

۴۱۳

۴۱۴

۴۱۵

۴۱۶

۴۱۷

۴۱۸

۴۱۹

۴۲۰

۴۲۱

۴۲۲

۴۲۳

۴۲۴

۴۲۵

۴۲۶

۴۲۷

۴۲۸

۴۲۹

۴۳۰

۴۳۱

۴۳۲

۴۳۳

۴۳۴

۴۳۵

۴۳۶

۴۳۷

۴۳۸

۴۳۹

۴۴۰

۴۴۱

۴۴۲

۴۴۳

۴۴۴

۴۴۵

۴۴۶

۴۴۷

۴۴۸

۴۴۹

۴۵۰

۴۵۱

۴۵۲

۴۵۳

۴۵۴

۴۵۵

۴۵۶

۴۵۷

۴۵۸

۴۵۹

۴۶۰

۴۶۱

۴۶۲

۴۶۳

۴۶۴

۴۶۵

۴۶۶

۴۶۷

۴۶۸

۴۶۹

۴۷۰

۴۷۱

۴۷۲

۴۷۳

۴۷۴

۴۷۵

۴۷۶

۴۷۷

۴۷۸

۴۷۹

۴۸۰

۴۸۱

۴۸۲

۴۸۳

۴۸۴

۴۸۵

۴۸۶

۴۸۷

۴۸۸

۴۸۹

۴۹۰

۴۹۱

۴۹۲

۴۹۳

۴۹۴

۴۹۵

۴۹۶

۴۹۷

۴۹۸

۴۹۹

۵۰۰

۵۰۱

۵۰۲

۵۰۳

۵۰۴

۵۰۵

۵۰۶

۵۰۷

۵۰۸

۵۰۹

۵۱۰

۵۱۱

۵۱۲

۵۱۳

۵۱۴

۵۱۵

۵۱۶

۵۱۷

۵۱۸

۵۱۹

۵۲۰

۵۲۱

۵۲۲

۵۲۳

۵۲۴

۵۲۵

۵۲۶

۵۲۷

۵۲۸

۵۲۹

۵۳۰

۵۳۱

۵۳۲

۵۳۳

۵۳۴

۵۳۵

۵۳۶

۵۳۷

۵۳۸

۵۳۹

۵۴۰

۵۴۱

۵۴۲

۵۴۳

۵۴۴

۵۴۵

۵۴۶

۵۴۷

۵۴۸

۵۴۹

۵۵۰

۵۵۱

۵۵۲

۵۵۳

۵۵۴

۵۵۵

۵۵۶

۵۵۷

۵۵۸

۵۵۹

۵۶۰

۵۶۱

۵۶۲

۵۶۳

۵۶۴

۵۶۵

۵۶۶

۵۶۷

۵۶۸

۵۶۹

۵۷۰

۵۷۱

۵۷۲

۵۷۳

۵۷۴

۵۷۵

۵۷۶

۵۷۷

۵۷۸

۵۷۹

۵۸۰

۵۸۱

۵۸۲

۵۸۳

۵۸۴

۵۸۵

۵۸۶

۵۸۷

۵۸۸

۵۸۹

۵۹۰

۵۹۱

۵۹۲

۵۹۳

۵۹۴

۵۹۵

۵۹۶

۵۹۷

۵۹۸

۵۹۹

۶۰۰

۶۰۱

۶۰۲

۶۰۳

۶۰۴

۶۰۵

۶۰۶

۶۰۷

۶۰۸

۶۰۹

۶۱۰

۶۱۱

۶۱۲

۶۱۳

۶۱۴

۶۱۵

۶۱۶

۶۱۷

۶۱۸

۶۱۹

۶۲۰

۶۲۱

۶۲۲

۶۲۳

۶۲۴

۶۲۵

۶۲۶

۶۲۷

۶۲۸

۶۲۹

۶۳۰

۶۳۱

۶۳۲

۶۳۳

۶۳۴

۶۳۵

۶۳۶

۶۳۷

۶۳۸

۶۳۹

۶۴۰

۶۴۱

۶۴۲

۶۴۳

۶۴۴

۶۴۵

۶۴۶

۶۴۷

۶۴۸

۶۴۹

۶۵۰

۶۵۱

۶۵۲

۶۵۳

۶۵۴

۶۵۵

۶۵۶

۶۵۷

۶۵۸

۶۵۹

۶۶۰

۶۶۱

۶۶۲

۶۶۳

۶۶۴

۶۶۵

۶۶۶

۶۶۷

۶۶۸

۶۶۹

۶۷۰

۶۷۱

۶۷۲

۶۷۳

۶۷۴

۶۷۵

۶۷۶

۶۷۷

۶۷۸

۶۷۹

۶۸۰

۶۸۱

۶۸۲

۶۸۳

۶۸۴

۶۸۵

۶۸۶

۶۸۷

۶۸۸

۶۸۹

۶۹۰

۶۹۱

۶۹۲

۶۹۳

۶۹۴

۶۹۵

۶۹۶

۶۹۷

۶۹۸

۶۹۹

۷۰۰

۷۰۱

۷۰۲

۷۰۳

۷۰۴

۷۰۵

۷۰۶

۷۰۷

۷۰۸

۷۰۹

۷۱۰

۷۱۱

۷۱۲

۷۱۳

۷۱۴

۷۱۵

۷۱۶

۷۱۷

۷۱۸

۷۱۹

۷۲۰

۷۲۱

۷۲۲

۷۲۳

۷۲۴

۷۲۵

۷۲۶

۷۲۷

۷۲۸

۷۲۹

۷۳۰

۷۳۱

۷۳۲

۷۳۳

۷۳۴

۷۳۵

۷۳۶

۷۳۷

۷۳۸

۷۳۹

۷۴۰

۷۴۱

۷۴۲

۷۴۳

۷۴۴

۷۴۵

۷۴۶

۷۴۷

۷۴۸

۷۴۹

۷۵۰

۷۵۱

۷۵۲

۷۵۳

۷۵۴

۷۵۵

۷۵۶

۷۵۷

۷۵۸

۷۵۹

۷۶۰

۷۶۱

۷۶۲

۷۶۳

۷۶۴

۷۶۵

۷۶۶

۷۶۷

۷۶۸

۷۶۹

۷۷۰

۷۷۱

۷۷۲

۷۷۳

۷۷۴

۷۷۵

۷۷۶

۷۷۷

۷۷۸

۷۷۹

۷۸۰

۷۸۱

۷۸۲

۷۸۳

۷۸۴

۷۸۵

۷۸۶

۷۸۷

۷۸۸

۷۸۹

۷۹۰

۷۹۱

۷۹۲

۷۹۳

۷۹۴

۷۹۵

۷۹۶

۷۹۷

۷۹۸

۷۹۹

۸۰۰

۸۰۱

۸۰۲

۸۰۳

۸۰۴

۸۰۵

۸۰۶

۸۰۷

۸۰۸

۸۰۹

۸۱۰

۸۱۱

۸۱۲

۸۱۳

۸۱۴

۸۱۵

۸۱۶

۸۱۷

۸۱۸

۸۱۹

۸۲۰

۸۲۱

۸۲۲

۸۲۳

۸۲۴

۸۲۵

۸۲۶

۸۲۷

۸۲۸

۸۲۹

۸۳۰

۸۳۱

۸۳۲

۸۳۳

۸۳۴

۸۳۵

۸۳۶

۸۳۷

۸۳۸

۸۳۹

۸۴۰

۸۴۱

۸۴۲

۸۴۳

۸۴۴

۸۴۵

۸۴۶

۸۴۷

۸۴۸

۸۴۹

۸۵۰

۸۵۱

۸۵۲

۸۵۳

۸۵۴

۸۵۵

۸۵۶

۸۵۷

۸۵۸

۸۵۹

۸۶۰

۸۶۱

۸۶۲

۸۶۳

۸۶۴

۸۶۵

۸۶۶

۸۶۷

۸۶۸

۸۶۹

۸۷۰

۸۷۱

۸۷۲

۸۷۳

۸۷۴

۸۷۵

۸۷۶

۸۷۷

۸۷۸

۸۷۹

۸۸۰

۸۸۱

۸۸۲

۸۸۳

۸۸۴

۸۸۵

۸۸۶

۸۸۷

۸۸۸

۸۸۹

۸۹۰

۸۹۱

۸۹۲

۸۹۳

۸۹۴

۸۹۵

۸۹۶

۸۹۷

۸۹۸

۸۹۹

۹۰۰

۹۰۱

۹۰۲

۹۰۳

۹۰۴

۹۰۵

۹۰۶

۹۰۷

۹۰۸

۹۰۹

۹۱۰

۹۱۱

۹۱۲

۹۱۳

۹۱۴

۹۱۵

۹۱۶

۹۱۷

۹۱۸

۹۱۹

۹۲۰

۹۲۱

۹۲۲

۹۲۳

۹۲۴

۹۲۵

۹۲۶

۹۲۷

۹۲۸

۹۲۹

۹۳۰

۹۳۱

۹۳۲

۹۳۳

۹۳۴

۹۳۵

۹۳۶

۹۳۷

۹۳۸

۹۳۹

۹۴۰

۹۴۱

۹۴۲

۹۴۳

۹۴۴

۹۴۵

۹۴۶

۹۴۷

۹۴۸

۹۴۹

۹۵۰

۹۵۱

۹۵۲

۹۵۳

۹۵۴

۹۵۵

۹۵۶

۹۵۷

۹۵۸

۹۵۹

۹۶۰

۹۶۱

۹۶۲

۹۶۳

۹۶۴

۹۶۵

۹۶۶

۹۶۷

۹۶۸

۱۔ یعنی اسے قرآن پڑھنے والے مسلمان گزشتہ قوموں کی ہلاکت کے واقعات سن کر شک نہ کرنا کہ شاید بت پرستی حق ہو۔ لہذا اسے حضور سے تعلق نہیں، اس میں مسلمانوں سے خطاب ہے ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگرچہ سرداران کفر تمام بیرونی کرنے والوں کا عذاب ہو گا مگر اس سے ان کے تابع کافروں کا عذاب کم نہ ہو گا۔ جیسے کہ ایمان والوں کے پیروؤں کو سب کے برابر ثواب ملے گا مگر نیکی کرنے والے کا ثواب کم نہ ہو گا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایصال ثواب کر دینے سے مال کا ثواب نہیں گھٹتا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ قیاس شرعی برحق ہے، کیونکہ رب تعالیٰ نے موجودہ کافروں کو گزشتہ کافروں پر قیاس فرمایا۔ کفر اور بد عملی کے مشترک

ہونے کی وجہ سے ۳۔ موسیٰ علیہ السلام پہلے صاحب کتاب پیغمبر ہیں اور تورات شریف پہلی آسمانی کتاب ہے، آپ کی امت میں آپ کی وفات کے بعد اصل کتاب میں جھڑکے پڑ گئے، کسی کے پاس اصل تورات رہی اور کسی کے پاس تحریف شدہ۔ الحمد للہ قرآن کریم کے متعلق مسلمانوں میں یہ اختلاف نہ ہوا، نہ ہو گا، تحریف سے یہ محفوظ رہے گا ۴۔ یعنی ہمارا فیصلہ ہو چکا کہ ان پر عذاب اور حساب قیامت میں ہو گا، اس لئے ابھی انہیں نہیں پکارتے ۵۔ اس طرح کہ مومن کی نیکیوں میں کی اور کافر کے گناہوں میں زیادتی نہ فرمائے گا۔ مومن کی نیکیوں میں زیادتی، گناہوں کی معافی اس کے خلاف نہیں، لہذا اس آیت سے اللہ کی رحمت کا انکار نہیں کیا جاسکتا ۶۔ صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ ایک استقامت ہزار کاموں سے بہتر ہے، استقامت یہ ہے کہ بندہ رنج و غم، مصیبت و راحت میں اللہ کی بندگی سے منہ نہ موڑے ہر حال میں راضی بہ رضا رہے، استقامت ہی ولایت کی جڑ ہے، جس سے حضور کی ہر اسی ملتی ہے، ۷۔ یہاں ظالم سے مراد کافر اور سارے گمراہ و مرتدین ہیں، اور ان کی طرف جھکنے سے مراد ان سے محبت یا میل جول رکھنا ان کے اعمال سے راضی ہونا۔ ان کے مقابلہ میں پلچا پن دکھانا، ان کی خوشامد کرنا، سب ہی ہے، کسی بے دین سے یہ کوئی معاملہ نہ کیا جاوے ۸۔ معلوم ہوا کہ مومنوں کے لئے رب مددگار مقرر فرمادیتا ہے کیونکہ مددگار نہ ہونا کفار کا عذاب ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ کافروں کی طرف دلی میلان کفر ہے کہ رب نے اس کی یہ سزا ارشاد فرمائی، یعنی عذاب آنا اور مددگار نہ ہونا ۹۔ اس آیت سے اشارہ پانچ وقت کی نماز ثابت ہے، کیونکہ صبح و شام کی نمازیں دن کے کناروں کی نمازیں ہیں۔ ایسے ہی ظہر و عصر اور عشاء کی نماز زلفا میں داخل ہے ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ نیکیوں سے برائیاں معاف ہو جاتی ہیں، اور نیکیوں کے طفیل بدوں کو معافی ملتی ہے، حسنت اور سیئات عام ہیں (شان نزول) اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ ایک شخص

هَؤُلَاءِ مَا يَعْبُدُونَ إِلَّا كَمَا يَعْْبُدُ آبَاؤُهُمْ مِّنْ قَبْلُ ۚ وَإِنَّا لَمَوْفُوهُمْ نَصِيبُهُمْ عِندَ مَنْ قَوَّصُ

یہ کافر بولتے ہیں کہ یہ ویسا ہی پوجتے ہیں۔ جیسے پہلے ان کے باپ دلو بولتے

تھے اور بیشک ہم ان کا حصہ انہیں پورا پورا پھیر دیں گے جس میں کسی نہ ہو گی کم

وَلَقَدْ أَتَيْنَا مَوْسَى الْكَتَبَ فَاخْتَلَفَ فِيهِ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ

اور بیشک ہم نے موسیٰ کو کتاب دی کہ تو اس میں چھوٹ پڑی اگر تمہارے رب

سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ لَقَضَىٰ بَيْنَهُمْ وَإِنَّهُمْ لَفِي شَكٍّ

کی ایک بات پہلے نہ ہو چکی ہو تو جیسا کہ فیصلہ کر دیا جاتا لیکن اور بیشک وہ اسکی طرف سے

مِّنْهُ مُرِيبٌ ۚ وَإِن كَلَّلْنَا لَيُوقِيتَهُمْ رَبُّكَ

دھوکا ڈالنے والے شک میں ہیں اور بیشک جتنے میں ایک ایک کو تمہارا رب اس کامل

أَعْمَالُهُمْ إِنَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۚ فَاسْتَقِمُّ كَمَا

پورا بھرتے گا، اسے ان کے کاموں کی خبر ہے تو قائم رہو جیسا ہمیں

أَهْرُتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ

عجز ہے اور جو تمہارے ساتھ رجوع لایا ہے نہ اور اسے لوگوں کی رشک نہ کر دے کہ وہ پہلے

بَصِيرٌ ۚ وَلَا تَرْكُنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ

کا دیکھ رہا ہے اور ظالموں کی طرف نہ جھکے کہ تمہیں ہم جھوٹے گی

وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ أَوْلِيَاءَ ثُمَّ لَا تُنصَرُونَ

وہ اللہ کے سوا تمہارا کوئی حمایتی نہیں پھر مدد نہ پاؤ گے نہ

وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ وَزُلْفَا مِّنَ اللَّيْلِ إِنَّ

اور نماز قائم رکھو دن کے دونوں کناروں اور کچھ رات کے حصوں میں نہ بیشک

الْحَسَنَاتُ يُدْهَبْنَ السَّيِّئَاتُ ذَلِكَ ذِكْرُ لِلَّذِينَ

نیکیاں براہیوں کو مٹا دیتی ہیں، اسی لئے یہ نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کو

نے غلطی سے اجنبی عورت کو نظرد سے دیکھ لیا۔ اور کوئی خفیہ سی حرکت کی۔ پھر نام ہو کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس پر یہ آیت اتری، اس نے پوچھا کہ کیا یہ میرے لئے خاص ہے۔ فرمایا نہیں۔ میری ساری امت کے لئے ہے، لہذا میری نیکیوں کی برکت سے معاف ہو جائے ہیں۔ ۱۱۔ یعنی قرآن اگرچہ سب ہی کے لئے نصیحت ہے، مگر اس کی نصیحت سے فائدہ صرف ماننے والے انھیں گے جیسے رب کا فرمانِ حَسَنَاتٍ يُدْهَبْنَ السَّيِّئَاتُ دیکھو حضور صلی اللہ علیہ وسلم رحمتہ للعالمین بھی ہیں اور رحمت للؤمنین بھی۔ لہذا تو آیات میں تعارض ہے نہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قرآن سب کے لئے نصیحت نہیں

تعالیٰ ظلم سے پاک ہے، ظلم الوہیت کے معنی ہے۔ دوسرے یہ کہ جہاں نیک لوگ ہوں وہاں عذاب نہیں آتا۔ ان کا وجود اس کا تعویذ ہے ۷۔ چنانچہ دیکھ لو کہ انسان اپنی بولی، غذا، طریق زندگی اور دین و ملت میں مختلف ہیں، یکساں نہیں، رب کا یہ فرمان بالکل حق ہے۔ خدا کی شان تو دیکھو کہ جانوروں میں کوئی کافر، شرک نہیں، یہ بیماری صرف انسان یا جنات میں ہے۔ یعنی اس اختلاف کے لئے جیسا کہ رب نے فرمایا وَفَعَّلْنَا فِيهِمُ الْخِلَافَ بَعْضَهُ لِيُفْضِيَ عَلَىٰ يَاسِرٍ رَحْمَتُ رَبِّهِ لَئِيَّ اِسِي لَئِيَّ اس کا نام ارحم الراحمین ہے، خیال رہے کہ انسان کی پیدائش کی حکمت عبادت ہے یعنی اس کو عبادت کے لئے پیدا فرمایا۔ رب فرماتا ہے اَلَا يَتَذَكَّرُ لِمَن مَّحَرَّلَ اس کی پیدائش کا نتیجہ اختلاف ہے، جیسا یہاں ارشاد ہوا۔ لہذا آیات میں تعارض نہیں ۸۔ اس آیت سے صراحت معلوم ہوا کہ ہر دار جنات ہر کار انسانوں کی طرح دوزخ میں جائیں گے مگر سورۃ احقاف و سورۃ جن کی آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ مومن جن صرف دوزخ سے نجات پا جائیں گے، یعنی ان کے لئے جنت نہیں، لہذا صحیح یہ ہی ہے کہ جنت صرف مومن انسانوں کے لئے ہے، خیال رہے کہ چاند، سورج، بت وغیرہ بھی دوزخ میں جائیں گے مگر عذاب پانے کے لئے نہیں۔ بلکہ عذاب دینے کے لئے۔ لہذا یہ آیت اس کے خلاف نہیں رَفَعُوا اَنفُسَهُمْ وَاجْبَدُوا ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو سارے رسولوں کے قصے سنا دیئے اور بتا دیئے کچھ قرآن کریم میں اور کچھ رازداری کے ساتھ حضور سب رسولوں سے خبردار ہیں، ۱۰۔ تا کہ کفار کا برا بتا دیکھ کر آپ کے قلب پاک کو ایذا نہ ہو، اور برداشت کی قوت پیدا ہو۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ الوہی کے ذکر سے دل کو چین ہوتا ہے، دوسرے یہ کہ حضور اللہ تعالیٰ کے ایسے پیارے ہیں کہ پروردگار ان کی دل جی کا انتظام فرماتا ہے۔ ان کا دل گھبرانے نہیں دیتا۔

و ما من دآية ۱۲

ہیں لے جس سے تمہارا دل ٹھہرائیں تے اور اس سورت میں تمہارے پاس حق

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ اعمال صالحہ کی نصیحت صرف مسلمانوں کے لئے ہے، عقائد وغیرہ کی ہدایت سارے انسانوں کے لئے ہے، یہ حکم امتیازی غضب کے اظہار کے لئے ہے، معلوم ہوا کہ امر بھی وجوب کے سوا دیگر معنی کے لئے بھی آتا ہے، اس آیت میں بدکاری کرنے کی اجازت نہیں دی گئی ۳۔ وہ جس کو چاہے اس پر اطلاع دے، جیسے رب فرماتا ہے لَنْ يَخْلُقَ الْإِنْسَانَ مِنْ طِينٍ وَزَيْنٍ كِرْهِجَ اللَّهُ لِيُمْسِكَ ۚ اس آیت سے انبیاء اولیاء کے علوم غیب کی نفی نہیں ہو سکتی ورنہ یہ آیت منکرین کے بھی خلاف ہوگی، کیونکہ انبیاء کو بعض علم غیب تو وہ بھی مانتے ہیں ۴۔ (شان نزول) سورۃ یوسف کا شان نزول

یوسف ۱۲

۳۷۴

جامع دآیۃ ۱۲

الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَذِكْرٌ لِلْمُؤْمِنِينَ ۝ وَقُلْ

آیا اور مسلمانوں کو ہندو نصیحت ملے اور کافروں

لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ أَعْمَلُوا عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ إِنَّا

سے نہاؤ تم اپنی جگہ کام کئے جاؤ گے ہم اپنا کام

عَمَلُونَ ۝ وَانْتَظِرُوا إِنَّا مُنْتَظِرُونَ ۝ وَلِلَّهِ غَيْبُ

کرنے میں اور راہ دیکھو ہم بھی راہ دیکھتے ہیں اور اللہ ہی کیلئے نہیں

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَإِلَيْهِ يُرْجَعُ الْأُمُورُ كُلُّهَا ۝

آسمانوں اور زمین کے غیب تکہ اور اسی کی طرف سب کاموں کی رجوع ہے تو اس کی

وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۝

بندگی کرو اور اس پر بھروسہ رکھو اور تمہارا رب تمہارے کاموں سے غافل نہیں

إِنَّا أَنشَأْنَاهُ ۝ ۱۲ سُورَةُ يُوسُفَ مَكِّيَّةٌ ۝ ۱۲ رُكُوعَاتٍ ۝

سورہ یوسف مکی ہے اس میں ۱۲ آیات اور ۱۲ رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا

الرَّتِّلِكَ آيَةُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ ۝ إِنَّا أَنزَلْنَاهُ

یہ روشن کتاب کی آیتیں ہیں کہ بیشک ہم نے اسے

قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۝ نَحْنُ نَقُصُّ

ہی قرآن امارتہ کہ تم سمجھو کہ ہم نہیں سب سے

عَلَيْكَ أَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ هَذَا

اچھا بیان سنانے میں کہ ہم نے تمہاری طرف اس

الْقُرْآنَ ۝ وَإِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهِ لَمِنَ الْغَافِلِينَ ۝

قرآن کی وہی بھی اگرچہ سے غافل نہیں مگر نہ تھی

منزل ۳

یہ ہے کہ یہود کے علماء نے عرب کے سرداروں کو سکھایا کہ تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرو کہ اولاد حضرت یعقوب علیہ السلام ملک شام سے مصر میں کیسے بھیجی اور ان کے مصر میں آباد ہونے کا کیا سبب ہوا اور حضرت یوسف علیہ السلام کا کیا واقعہ ہے اس پر یہ سورۃ شریف اتری یہ سورت کہہ ہے اس کے بارہ رکوع اور ایک سو گیارہ آیات اور ایک ہزار چھ سو کلمات اور سات ہزار ایک سو چھیانوے حروف ہیں ۵۵۔ قرآن کو ہمیں یا تو اس لئے کہتے ہیں کہ وہ تمام لوگوں و آخرین کی باتیں ظاہر فرماتا ہے، یا اس لئے کہ احکام شریعہ طلال و حرام کو واضح طور پر بیان فرماتا ہے ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کے لئے یہ ہی عربی عبارت ضروری ہے اس کے ترجمے قرآن نہیں، نہ انہیں نماز میں پڑھ سکیں، نہ ان کی حلاوت کا ثواب، نہ اسے عرب والا اور تمہارے ذریعہ دوسرے لوگ سمجھیں۔ گویا حضور کا عرب میں اور قرآن کا عربی میں آنا تم لوگوں پر بہت بڑا احسان ہے اس سے تمام دنیا تمہاری حاجت مند ہو گئی۔ یا مطلب یہ ہے کہ قرآن کا عربی زبان میں آنا تم لوگوں کو سمجھانے کے لئے ہے، نہ کہ حضور کو سمجھانے کے لئے وہ تو ہر زبان سمجھتے ہیں، وہ تو جانوروں پتھروں کی بولیاں بھی جانتے ہیں، کیوں نہ جانیں کہ تمام دنیا کے نبی ہیں، اور نبی اپنی قوم کی زبان جانتا ہے، آج حضور کے آستانہ پر ہر زبان میں عرض و معروض کی جاتی ہے۔ حضور سب کی سنتے سمجھتے ہیں، کوئی فرشتہ ترجمہ کر کے بتانے پر مقرر نہیں، ۸۔ یوسف علیہ السلام کے قصہ کو سب سے اچھا قصہ اس لئے فرمایا گیا۔ کہ اس میں عجیب کمپٹیں اور عبرتیں ہیں۔ بادشاہوں اور رعایا کے احوال۔ عورتوں کی عادات، دشمنوں کی ایذاؤں پر صبر، دشمن پر قابو پا کر اسے معاف کر دینا، جوانی میں پاک دامنی اور دنیا کی بے ثباتی، انبیاء کرام کا علم غیب، تبرکات کا دفع امراض ہونا، نبی کے دور کے حالات سے خبر ہونا۔ غرضیکہ یہ قصہ ایمانی و اعمالی ہے، اور بے شمار حکمتوں پر مشتمل ہے۔ ۹۔ یعنی نزول قرآن سے پہلے اس سے

معلوم ہوا کہ حضور نزول قرآن کے بعد بے خبر اور غافل نہیں عالم کے اگلے پچھلے واقعات سے خبردار ہیں۔

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ برادران یوسف علیہ السلام موسیٰ صالح اور صہابی ہیں کیونکہ انہیں یوسف علیہ السلام نے تاروں کی شکل میں دیکھا۔ حضور فرماتے ہیں
فَصَلِّیْ عَلَیْہِمْ جَمْعًا ۲۔ جب یوسف علیہ السلام نے یہ خواب دیکھا تب آپ کی عمر شریف بارہ برس تھی، جمعہ کی شب یلتہ القدر میں یہ خواب دیکھا، اس سے پہلے آپ
ایک اور خواب دیکھ چکے تھے کہ گیارہ لاکھیاں دانہ کی شکل میں زمین پر گری ہیں اور ایک چھوٹی لاکھی ان سب پر محکم رہی ہے، یعقوب علیہ السلام نے اس خواب
کے متعلق بھی کہہ دیا تھا کہ اپنے بھائیوں کو نہ سنا خیال رہے کہ جمعہ کے صبح ہیں خوشی زمین پر رکھنا تو آپ نے گیارہ تارے اور چاند سورج کو انسانی شکل میں

ملاحظہ فرمایا تھا جس کی خوشی ہوتی ہے یا یہاں جمعہ سے
مراد واضح اور عاجزی و انکساری ہے، پہلے صبح زیادہ قوی
ہیں ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ خواب ہر شخص کو نہ سنائی
جاوے۔ خصوصاً عداوت رکھنے والے اور ناگھبر دوستی کو
خواب کی اول تعبیر کا اعتبار ہوتا ہے۔ ۴۔ یعنی ہمیں
ہلاک کرنے کی خفیہ تدبیر کریں گے، اس سے معلوم ہوا۔
کہ آپ جانتے تھے کہ ہلاک نہ کر سکیں گے کیونکہ یہ
خواب برحق ہے، اس کی تعبیر ہو کر رہے گی۔ ۵۔ اس
سے معلوم ہوا کہ گمشدگی کے زمانہ میں یعقوب علیہ
السلام، یوسف علیہ السلام سے بے خبر نہ تھے اور نہ ان کی
موت کا یقین کر چکے تھے، کیونکہ خود انہوں نے یہ تعبیر دی
تھی کہ اے یوسف ہمیں نبوت اور علم وغیرہ عطا ہو گا تو
حضرت یوسف علم و نبوت حاصل کئے بغیر کیسے وفات پا سکتے
تھے۔ بعض علماء کرام نے اس آیت سے اس پر دلیل
پکڑی ہے کہ یوسف علیہ السلام کے بھائی نبی نہ تھے،
کیونکہ نبوت کے لئے چنانچہ صرف یوسف علیہ السلام کا
ہوا۔ واللہ اعلم ۶۔ یعنی میری ہماری اولاد پر نعمت پوری
فرماوے گا اور سلطنت سے نوازے گا۔ اس سے معلوم
ہوا کہ برادران یوسف علیہ السلام نبی یا ولی ہیں، بعض علماء
نے اس آیت سے دلیل پکڑی ہے کہ یوسف علیہ السلام
کے تمام بھائی نبی ہوئے۔ اللہ و رسول اعلم ۷۔ لہذا اس
نے جسے نبوت کے لئے چنا، بالکل حق چنا۔ اس پر کوئی
اعتراض نہیں۔ یا رب علیم و حکیم ہے، اس نے مجھے علم و
حکمت بخشی ہیں جو کچھ خبر دے رہا ہوں، اس کی عطا سے
دے رہا ہوں اس میں خطا نہیں ہو سکتی ۸۔ یہاں پوچھنے
والوں سے وہ مورد مراد ہیں جنہوں نے حضور صلی اللہ
علیہ وسلم سے یوسف علیہ السلام کا حال، اور یعقوب علیہ
السلام کی اولاد کے کنعان سے مصر کی طرف جانے کی وجہ
پوچھی تھی۔ جب حضور نے مکمل واقعہ بیان فرمایا۔ اور
انہوں نے تورات و انجیل کے مطابق پایا، تو انہیں تعجب
ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کسی سے پڑھا
نہ آپ علماء کی صحبت میں بیٹھے تو ایسے مخفی واقعہ کو بالکل

۳۷۵
یوسف ۱۲
یوسف ۱۲

اِذْ قَالَ يُوسُفُ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ
 یاد کرو جب یوسف نے اپنے باپ سے کہا اے میرے باپ میں نے گیارہ
كَوْكَبًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَأَيْتُهُمْ لِي سَاجِدِينَ ۝
 تارے نہ اور سورج اور چاند دیکھے انہیں اپنے لئے سجدہ کرتے دیکھنا
قَالَ يَبْنَئِي لَأَتَقَطُّصُ رُيَاكَ عَلَىٰ إِخْوَتِكَ فَيَكِيدُوا
 کہا اے میرے بچے اپنا خواب اپنے بھائیوں سے ڈھکنا کہ وہ تیرے ساتھ
لَكَ كَيْدٌ إِنَّ الشَّيْطَانَ لِلْإِنْسَانِ عَادُوٌّ مُّبِينٌ ۝
 کوئی حال نہیں گئے نہ بیشک شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے
وَكَذَلِكَ يُخَوِّتِيكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَأْوِيلِ
 اور اسی طرح تجھے ہیرا رب بن لے گا اور تجھے باتوں کا انجان اگانا
الْأَحَادِيثِ وَيَتَذَكَّرُكَ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ آلِ يَعْقُوبَ
 سکھائے گا اور تجھ پر اپنی نعمت یاد دلاوے گا اور یعقوب کے گھر والوں پر رحمت
كَمَا أَنَّهُ قَالَ عَلَىٰ أَبِيكَ مِنْ قَبْلِ إِبْرَاهِيمَ وَاسْتَحَقَّ
 جس طرح تیرے پہلے دونوں باپ دادا ابراہیم اور اسماعیل پر بلور کی
إِنَّ رَبَّكَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ لَقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ
 کی بیشک ہیرا رب علم و حکمت والا ہے نہ بیشک یوسف اور اس کے بھائیوں
وَإِخْوَتِهِ آيَاتٌ لِّلْمُتَذَكِّرِينَ ۝ اِذْ قَالَ الْيُوسُفُ
 میں پر چھنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں نہ جب یوسف نے کہ حضور یوسف
وَأَخُوهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا مَنَا وَنَحْنُ عَصِيْبَةٌ إِنَّا أَنَا
 اور اسکا بھائی نہ مجھے باپ کو ہم سے زیادہ پیار سے ہیں اور ہم ایک جماعت ہیں نہ یہاں
لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ اقْتُلُوا يُوسُفَ وَأَظْهَرُوهُ
 ہمارے باپ ملاحظہ ان کی محبت میں ڈوبے ہوئے ہیں نہ یوسف کو مار ڈالو یا اس زمین میں

۳۷۶
یوسف ۱۲

ٹھیک ٹھیک کیسے بیان فرما دیا (خزان) اس سے آپ کی نبوت کا ثبوت دیا گیا ہے ۹۔ خیال رہے کہ یعقوب علیہ السلام کی دو بیویاں تھیں لایا اور راحیل اور دو
لوطیاں تھیں زلفہ اور بلہ ان چاروں کے بطن سے بارہ بیٹے اور کچھ بیٹیاں تھیں چنانچہ لایا کے شکم سے ایک بیٹی دینیہ اور چھ بیٹے تھے روتیل، سمعون، لادی، یسودا،
یشعیر، زیا لون، راحیل کے شکم سے دو فرزند ہوئے۔ یوسف علیہ السلام اور بنیامین، زلفہ لوطی کے بطن سے دو بیٹے پیدا ہوئے، جادو اور شہرہ کے بطن سے دو لڑکے
ہوئے، دان اور نفتالی، راحیل پہلے پانچ تھیں ان کی اولاد پڑھا ہے میں ہوئی، یہ بنیامین لگی ولادت کے سال میں وفات پا گئیں۔ اس وقت یوسف علیہ السلام کی عمرو
برس تھی، ان سب میں یوسف علیہ السلام والد کو بہت پیار سے تھے ۱۰۔ یعنی یعقوب علیہ السلام کی ضرورت کے وقت ہم زیادہ کام آسکتے ہیں، کیونکہ ہم پوری جماعت

(بقیہ صفحہ ۳۷۵) ہیں اور جو ان دسترس ہیں وہ یہ نہ سمجھے کہ یوسف علیہ السلام کی والدہ بیچن میں فوت ہو چکی ہیں والد کو ان پر زیادہ مہمان ہونا چاہیے کیونکہ وہ بے باں کے بچے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ اپنی بعض اولاد سے زیادہ محبت ہونا برا نہیں کمزور اور چھوٹا بچہ عموماً زیادہ پیارا ہوتا ہے پس اولاد میں انصاف نہ کرنا صحیح ہے البتہ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کی مخالفت کفر نہیں۔ کیونکہ یہ اور ان یوسف علیہ السلام نے یعقوب علیہ السلام کو جو کہ نبی تھے اپنے اوری اور ان کی رائے کو غلط قرار دیا۔ لیکن قرآن کریم نے اسے کفر قرار نہ دیا بلکہ مخالفت یوسف علیہ السلام نے ان سے توبہ کر کے انہیں دوبارہ مسلمان کیا۔ لہذا انہیں مطلوبہ کو محض ملی

یوسف ۱۲

۳۷۶

وہاں دانتہ ۱۲

أَرْضًا يَخْلُ لَكُمْ وَجْهَ أَبِيكُمْ وَتَكُونُوا مِن بَعْدِهِ

بجھک اڈنے کہ تہلے سے باپ کا منہ صرف تمہاری ہی طرف ہے اور ان کے ہند

قَوْمًا صَالِحِينَ ۱۱ قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوا يُوسُفَ

پھر تک ہو جانا کہ ان میں ایک کہنے والا بولا بلا سبب کہ مارو نہیں تم

وَالْقَوَّةَ فِي غَيْبَتِ الْحَبِّ يَلْتَقِطُهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ

اور اسے اندھے کنویں میں ڈال دو کہ کوئی چتا اسے آکر لے جائے

إِنْ كُنْتُمْ فَعِلِينَ ۱۲ قَالُوا يَا أَبَا نَامَلِكْ لَا تَأْمَنَّا

اگر تمہیں کرنا ہے بولے اسے ہمارے باپ کو کیا ہوا کہ یوسف کے معاملہ میں

عَلَى يُوسُفَ وَإِنَّا لَهُ لَنَاصِحُونَ ۱۳ أَرْسَلَهُ مَعَنَا

ہمارا اعتبار نہیں کرتے اور تم اس کے بغیر غراہ میں کھل اسے ہلے ساتھ

غَدَايَرْتَع وَيَلْعَبُ وَإِنَّا لَهُ لَحَفُظُونَ ۱۴ قَالَ إِنِّي

بھیج دینے کے جو سے کھائے اور کھیلے اور بیشک ہم اس کے بھیمان ہیں بولا بیشک

لَيَحْزُنَنِي أَنْ تَذْهَبُوا بِهِ وَأَخَافُ أَنْ يَأْكُلَهُ الدِّبُّ

مجھے رنج دے گا کہ اسے لے جاؤ اور ڈرتا ہوں کہ اسے بھیڑیا کھالے

وَأَنْتُمْ عَنْهُ غَافِلُونَ ۱۵ قَالُوا لَيْسَ أَكَلَهُ الدِّبُّ

اور تم اس سے بے خبر رہو بولے اگر اسے بھیڑیا کھا جائے

وَتَحْنُ عُصْبَةٌ إِنَّا أَذْخِرُونَ ۱۶ فَلَمَّا ذَهَبُوا بِهِ

اور ہم ایک جماعت میں جب تو ہم کسی صورت کے نہیں تھے پھر جب اسے لے گئے تھے

وَأَجْمَعُوا أَنْ يَجْعَلُوهُ فِي غَيْبَتِ الْحَبِّ وَأَوْحَيْنَا

اور جب کی رائے یہی تھی کہ اسے اندھے کنویں میں ڈال دیں اور ہم نے اسے وحی

إِلَيْهِ لَتُبْنِتَنَّهُمْ بِأَمْرِهِمْ هَذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۱۷

بھیجی تھ کہ ضرور تو انہیں ان کا کام جتا دے گا ایسے وقت کہ وہ نہ جانتے ہوں گے

مذلل ۲

مرفعی کی مخالفت کی وجہ سے قاسم وغیرہ نہیں کھا جاسکتا۔

یہاں خطاں سے مراد گمراہی میں کیونکہ نبی کو گمراہ جانا کفر

ہے بلکہ یوسف علیہ السلام سے زیادہ محبت کرنا مراد ہے۔

۱۔ تاکہ انہیں بھیڑیا کھا جائے یا کوئی آدمی اٹھا کر لے

جاوے۔ جن طام نے ان تمام بھائیوں کو یہی مانا ہے وہ کہتے

ہیں کہ پیچھے کفر و شرک سے تو ہمیشہ معصوم ہوتے ہیں

لیکن گناہ سے نبوت کے بعد معصوم ہوتے ہیں نہ کہ پہلے

اور یہ حضرات اس وقت نبی نہ تھے بعد میں بنے کیونکہ یہ

ارادہ سخت گناہ ہے۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان لوگوں

کی یہ ساری حرکات صرف یعقوب علیہ السلام کو اپنی

طرف مائل کرنے کے لئے تھیں نفس کی خاطر نہ تھیں

اس لئے ان کو بھی توبہ نصیب ہو گئی اور قاتل کی حرکات

نفس امارہ کے لئے تھیں اسے توبہ نصیب نہ ہوئی پتہ لگا

کہ پیچھے کی محبت میں گناہ کر لینے کا بھی انجام اچھا ہوتا ہے

اور توبہ نصیب ہو جاتی ہے یہاں تک بن جانے سے مراد

ہے باپ کی خدمت کر کے انہیں راضی کر لینا ورنہ توبہ

کے ارادے سے گناہ کرنا کفر ہے کہ یہ اللہ پر امن ہے نیز

کسی کو سزا کر کسی کا حق مار کر توبہ کرنے سے انسان صالح

نہیں بن سکتا حق العبد توبہ سے معاف نہیں ہوتے ۳۔

کیونکہ بے گناہ کو مارنا سخت گناہ ہے۔ یہ یہود نے کہا تھا جو

ان سب میں رقی القلب تھے ۴۔ یعنی آج تک آپ نے

بھی یوسف علیہ السلام کو ہمارے ساتھ سیر تفریح کرنے

بجلی نہ بھیجا حالانکہ بھائی بھائی کا قوت بازو ہوتا ہے

اگرچہ سوتا ہو ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ بچوں کو جائز

کھیل کھیلنا جائز ہے ایسے ہی جنگلی میوے جن کا کوئی مالک

نہ ہو کھانا جائز ہیں کیونکہ یعقوب علیہ السلام کسی بالغ کے

مالک نہ تھے ۶۔ شاید بھیڑیے سے مراد خود بھائی ہی ہوں۔

کیونکہ یعقوب علیہ السلام کو معلوم تھا کہ یوسف علیہ السلام

نبی ہیں اور نبی کا گوشت کوئی جانور تو کیا قبر کی مٹی بھی

نہیں کھا سکتی لہذا بھیڑیے کے کھانے سے مراد خود

بھائیوں کا انہیں ہلاک کر دینا ہے اور أَنْتُمْ مِنْهُمْ غَافِلُونَ سے

یہ مراد ہو کہ تم ان کے رعب سے غافل ہو گئے۔ چنانچہ

آپ نے یوسف علیہ السلام کو ان کے ساتھ جنگل کی طرف بھیج دیا اور چلتے وقت ابراہیم علیہ السلام کی وہ قیص جو نمروہ کی آگ میں جاتے وقت آپ کے گلے میں تھی

تعوذ تھا کہ یوسف علیہ السلام کے گلے میں ڈال دیں اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے تمکلات گلے میں ڈالنا حفاظت کے لئے جائز ہے ۸۔ آپ جب تک یعقوب علیہ

السلام کی نظر میں رہے اس وقت تک تو بھائی بہت پیار و محبت سے اپنے کندھوں پر اٹھائے رہے اور جب ان کی نظر سے اوجھل ہوئے تو یوسف علیہ السلام کو زمین پر

پٹک دیا اور ہر ایک نے مارنا جیسا شروع کر دیا۔ یوسف علیہ السلام جس کے پاس جاتے وہی مارتا جب بہت ظلم کر چکے تو یہود نے کہا کہ تم بدعادی کر رہے ہو تم

سے قتل کرنے کی نہ ضروری تھی تب وہ اس سے باز آئے ۹۔ چنانچہ ان لوگوں کے کھان سے تین کو س دور بیت المقدس کے علاقہ میں یوسف علیہ السلام کو ایک ایسے

(یعنی صفحہ ۳۷۶) کنوئیں میں ڈالا جو اوپر سے نکل گیا۔ اگلے وقت آپ کی قیسی اتاری اور آپ کے دونوں ہاتھ باندھ کر کنوئیں میں لٹکادیا۔ آدھے کنوئیں تک پہنچے تھے کہ چھوڑ دیا۔ جبریل امین فوراً کنوئیں میں پہنچے اور یوسف علیہ السلام کو اپنے پروں پر لے لیا اور ایراجیم علیہ السلام کی قیسی جو تھوڑی سی گھل میں گئے میں پڑی تھی اتار کر پھنکادی جس سے اندر صبر کنوئیں میں روشنی ہو گئی وہاں وحی سے مراد یا تو السلام ہے یا حضرت جبریل کا کلام کیونکہ اس وقت یوسف علیہ السلام نبی نہ تھے اور وہی نبی پر آتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے مقبول کا کلام رب کا کلام ہے کہ حضرت جبریل نے بات کی اور رب نے کما کہ ہم نے فرمایا۔

یعنی ایک وقت ایسا آوے گا کہ تم تخت شاہی پر جلوہ گر ہو گے اور یہ بھائی تمہارے حاجت مند ہو کر تمہارے پاس آویں گے اور تم انہیں آج کے واقعات یاد دلانے اور یہ شرمندہ ہوں گے، رب فرماتا ہے آپ نے اس وقت فرمایا اللہ عَزَّوَجَلَّ مَا فَتَنَكُمْ يَوْسُفُ اَنَا اس سے معلوم ہوا کہ رب نے یوسف علیہ السلام کو آزمندہ واقعات کا پورا علم بخشا اور علم غیب عطا فرمایا، آپ اس کنوئیں میں تین دن رہے اس زمانے میں فرشتے اس کنوئیں کی زیارت کرتے آتے تھے اور آپ کے ساتھ ذکر الہی میں مشغول رہتے تھے اس وقت آپ کی عمر شریف بارہ برس تھی اتنی سال کے بعد والد صاحب سے ملاقات ہوئی۔ آپ کنوئیں میں اللہ کا ذکر بہت فرماتے تھے۔

۱۔ معلوم ہوا کہ ہر رونے والا سچا یا مظلوم نہیں ہوتا، کبھی ظالم اور بھوٹا بھی رویا کرتا ہے اس سے قاضی اور مفتی صاحبان کو سبق لینا چاہیے ۲۔ یعنی ہم تو تیرا اندازی یا دوز کرتے ہوئے دور نکل گئے انہیں اپنے کپڑوں وغیرہ کے پاس چھوڑ گئے معلوم ہوا کہ دوز اور تیرا اندازی بڑا پرانا مشغلہ ہے اس سے پہلے بھی رائج تھا اس سے معلوم ہوا کہ حاکم ظلم کو دلیل کی تحقیق نہ کرے ان لوگوں کو بھیڑیے کا بہانہ بنانا یعقوب علیہ السلام کے قول سے معلوم ہوا کہ آپ نے فرمایا تھَاوْ لِحَاثِ اَنْ يَأْكُلَ الْيَتِيْمَ۔ اس طرح کہ ایک بکری ذبح کر کے اس کے خون میں قیسی رنگ لی، یعقوب علیہ السلام اس قیسی کو منہ پر رکھ کر بہت رونے اور فرمایا کہ عجیب سمجھ دار بھیڑیا تھا جس نے یوسف کو کھالیا اور قیسی نہ پھاڑی، یہ لوگ قیسی پھاڑنا بھول گئے تھے، یہ معنی ہیں کذب کے، یعنی ان کا جھوٹ ظاہر تھا ۳۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان کے جھوٹے ہونے کا یقین فرمایا کیونکہ وغیرہ کے جسم کو تو قبر کی مٹی بھی نہیں کھاتی، بھیڑیا کیسے کھا سکتا ہے اور یوسف علیہ السلام کی نبوت ان کے خواب سے آپ معلوم کر چکے تھے، اسی لئے فرمایا کہ تم نے بناوٹ کی ہے اور آپ تلاش کے لئے جنگل نہ گئے اسرار

یوسف ۱۲
۳۷۷
ماضی و آتہ ۱۲

وَجَاءَ اٰبَاہُمْ عِشَاءً یَبْکُوْنَ ﴿۱۱﴾ قَالُوْا یٰۤاَبَانَا اِنَّا ذٰہِبْنَآ نَسْتَبِیْثُ وَتَرٰکِنَا یُوْسُفُ عِنْدَ مَتَاعِنَا

اور رات ہوئے اپنے باپ کے پاس رونے ہوئے آئے کہ بولے اسے ہمارے باپ ہم

فَاکْذَبْنَا الدِّیْنَ وَمَا اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ کُنَّا لِرَاسِیْہِیْمَا کٰیہٰیہِیْمَا اور آپ کسی طرح ہمارا یقینی نہ کریں گے اگرچہ ہم

صٰدِقٰیْنِ ﴿۱۲﴾ وَجَلَّ وَعَلٰی قَمِیْصِہِ بِدَمٍ کَذِبٍ

چمچے، بھول اور اس کے کرتے پر ایک بھوٹا خون لگا لئے تھے

قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَکُمۡ اَنْفُسُکُمۡ اَمْرًا فِصْبًا رَّجِیْمًا

کہا بلکہ تمہارے دلوں نے ایک بات تمہارے واسطے بنائی ہے کہ تو صبر ایچھا

وَاللّٰهُ الْمُسْتَعٰنُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَجَآءَتْ سَیَّٰرَۃُ

اور اللہ ہی سے مدد چاہتا ہوں ان باتوں پر جو تم بتا رہے ہو اور ایک فائدہ آتی ہے انہوں

فَاَرْسَلُوْا وَاِیْرَہُمۡ فَاَدْلٰی دَلُوْۃً قَالَ یٰۤیْسٰرٰی ہٰذَا

نے اپنا پانی لانے والا بھیجا تو اس نے اپنا ڈول ڈالا کہ بولا آہ کیسی خوشی کی بات ہے

عُلْمًا وَّاسْرُوۃً بِضَاعَۃٍ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌۢ بِمَا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾

یہ تو ایک لڑکا ہے اور اسے ایک بونٹی بنا کر بھیجا یا اللہ اور اللہ جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں

وَشَرُوْۃً بِشَیْنٍۭ بُحْسٍۭ دَرٰہِمَ مَّعْدُوۃً وَکَا تُوَافِیۡہِ

اور بھیجائیوں نے اسے کھوئے داموں گنتی کے روپوں پر بیچ ڈالا اور انہیں اس میں

مِّنَ الرَّاٰہِدِیْنَ ﴿۱۵﴾ وَقَالَ الَّذِیۡ اشْتَرٰہُ مِنْ مِّصْرَ

کہو رہیت نہ تھی لی اور مصر کے جس شخص نے اسے خرید لیا وہ اپنی عورت سے

اِمْرَاۃً اِکْرَمٰی مِّثْلَہٗ عَسٰی اَنْ یَّنْفَعِنَا اَوْ یُضِلَّہٗ

بولا لا انہیں عزت سے رکھو شاید ان سے میں نفع پہنچے یا انکو ہمیشہ بنائیں

مَنْزِل ۳

الٹی جانتے تھے مگر ظاہر نہ فرماتے تھے یہ قافلہ دین سے آ رہا تھا مصر جا رہا تھا مگر راستہ بھول کر اس جنگل میں پہنچا، اس کنوئیں سے کچھ فاصلہ پر ڈیرہ والا پہلے اس کنوئیں کا پانی کھاری تھا۔ یوسف علیہ السلام کی برکت سے بیٹھا ہو گیا، جیسے ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب سے ہوا ۶۔ اس شخص کا نام مالک ابن ذر خزاعی تھا۔ یہ شخص دین کا رہنے والا تھا جب اس نے کنوئیں میں ڈول ڈالا تو یوسف علیہ السلام نے ڈول پکڑ لیا اور لٹک گئے اس کے کھینچنے سے باہر تھریف لائے وہ آپ کا حسن خداداد دیکھ کر حیران رہ گیا۔ یعنی اس ڈول والے اور اس کے خاص ساتھیوں نے یوسف علیہ السلام کو چھپا لیا، تا کہ قافلہ والے شرکت کا دعویٰ نہ کریں۔ بھائی روزانہ کبھی چرانے اس کنوئیں کے پاس آیا کرتے تھے اور خبر لیتے رہتے تھے آج یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں نہ دیکھ کر قافلہ میں پہنچے تلاش کے بعد آپ کو

۱۔ یعنی مصر کی زمین میں انہیں رہنے سننے، چلنے پھرنے کا موقع عانت فرمایا کہ عزت کے ساتھ جہاں چاہیں پھریں۔
مصر کا علاقہ ۴۰ میل لمبا ۳۰ میل چوڑا تھا ۲۔ احادیث سے مراد خواہیں اور تاویل سے مراد ان کی تعبیر ہے، آپ علم تعبیر میں امام اول ہیں، اور بلا واسطہ معلم اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ علم بخشا معلوم ہوا کہ ایمان بڑ ہے اور علم اس کا پھل، قوت ایمانی سے علم لدنی ملتا ہے (روح) ۳۔ کہ بعض مہیتیں رب کی رحمتیں ہوتی ہیں، یوسف علیہ السلام کا مصیبت اٹھا کر مصر پہنچنا اللہ کی نعمتوں کا دروازہ ثابت ہوا ۴۔ یعنی جوانی کو، جوانی ۱۸ سال سے شروع ہو کر چالیس سال پر ختم ہوتی ہے، چالیس برس سے ساتھ برس تک اور پھر عمر، پھر ساتھ سے ایک سو تیس برس تک

یوحنا اس زمانہ کا ذکر ہے کہ جب عمریں لمبی ہوتی تھیں یہاں اشد سے مراد بیس سال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کو علم لدنی بخشا کہ بلا واسطہ استاد و معلم و فقہ و عمل صالح و عنایت کیا انبیاء کا علم لدنی ہوتا ہے، حضرت علیہ السلام کے بارے میں ارشاد فرمایا وَهَذَا مِنْ نِعْمَاتِنَا لَأَنْتَ أَهْلُهَا اور ہمارے حضور کے بارے میں فرمایا وَنَبَذْنَا فِيهِ الْقُبْرَانَ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ اور فرمایا إِنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِينَ لَقَدْ آتَيْنَاكَ الْفُرْقَانَ قَالُوا لَا يَكُونُ فِى هَؤُلَاءِ فَاسِقٌ وَلَئِنْ كُنْتُمْ إِلاَّ رَجْزٌ مِمَّنْ تُبَدِّلُونَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

یعنی عزیز مصر کی بیوی زلیخا یہ جوان خوبصورت بادشاہ مغرب کی بیٹی تھی، یوسف علیہ السلام کو خواب میں دیکھ کر آپ پر عاشق ہو گئی تھی اسے خواب سے ہی چاہتا تھا کہ آپ سے ملاقات مصر میں ہو سکے گی، اسی لئے اس نے اپنا نکاح عزیز مصر سے کیا تھا (روح البیان وغیرہ) اس کے باپ کا نام میمون تھا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں

باقی ص ۹۴۳ پر

عورت مطلقاً "فرہی اور مکار" ہے، اگر بعض اللہ کی بندیاں مقبول بارگاہ الہی ہوئیں تو وہ مردوں کے فیض سے جیسے پانی فطرۃً عصاً ہے، مگر آگ کے فیض سے گرم ہو جاتا ہے، کیونکہ یہ کلام اگرچہ عزیز مصر کا ہے مگر رب نے بغیر تردید اسے نقل فرمایا گویا اس کی تائید کی۔ شیطان کا کھر کھڑ ہے اور عورت کے کھر کے بارے میں فرمایا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ عورت شیطان کا جال ہے جس کے ذریعہ وہ مردوں کو پھنساتا ہے، دوسرے یہ کہ عورت کا فساد تمام فسادوں سے زیادہ ہے، سب سے پہلا نسل باطل کا عورت کی وجہ سے ہوا۔ تیسرے یہ کہ بمقابلہ انیس کے عورت کا قریب تخت تر ہے۔ کیونکہ رب نے شیطان کے بارے میں فرمایا: **رَأَيْدَ الشَّيْطَانِ كَأَن ضَعِيفًا تَبْرًا** مکر بڑا ہے، چوتھے یہ کہ ہر عورت کا یہ حال نہیں ہے۔ بعض مومنہ صالحہ عورتیں فرشتوں سے افضل ہیں رب نے بی بی مریم کے بارے میں

(بقیہ صفحہ ۳۷۹) فرمایا: **وَاصْطَلِبْ عَلٰی رِجَالِ الْعَذَابِ** اور حضور کی ازواج کے بارے میں فرمایا: **يَلْبَسْنَ الْيَتِي تَقَعْنَ كَأَحْكَوَاتِ الْيَتَامَى** یعنی نہ تم اس کا قم کرو نہ کسی سے یہ واقعہ بیان کرو میری عزت و لالچ رکھو تم مجھے ۸۰ یعنی مجھ سے معافی مانگ، یا یوسف علیہ السلام سے یا اللہ تعالیٰ سے ۹۰ یعنی تجھ سے "اروہ گناہ صادر ہو" اور بے گناہ یوسف علیہ السلام کو تھمت لگاتا اس سے معلوم ہوا کہ زلیخا پہلے سے بدکردار نہ تھی، صرف اروہ گناہ اس سے صادر ہوا، وہ بھی عشق کی بے خودی میں جیسے زنان مصر نے مغربی عشق میں ہاتھ کاٹ لئے پھر بعد میں زلیخا نے توبہ کر لی۔ جس کا ذکر آگے آ رہا ہے، لہذا یہ بھی درست ہے کہ بعد میں زلیخا یوسف علیہ السلام کے نکاح

میں آئیں، اور یہ بھی صحیح ہے کہ نبی کی بیوی بدکاری سے محفوظ رہتی ہے، اسی لئے رب نے زلیخا کے لئے ہلکا لفظ ارشاد فرمایا۔ خطا کار ۱۰ اگرچہ عزیز مصر نے اس واقعہ کو چھپانے کی ہمت کو شش کی مگر پھر بھی بعض خاص لوگوں میں پھیل ہی گیا۔ یہاں عورتوں سے یا تو عام عورتیں مراد ہیں، یا پانچ عورتیں "بادرہجی" ساقی۔ منتظم اسطبل داروغہ تیل اور دربان کی بیویاں (روح) چونکہ عام طور پر اس قسم کے چرچے عورتیں زیادہ کرتی ہیں، اس لئے انہیں کے درمیان چہ میگوئیاں ہوئیں ۱۱ کہ زلیخا کو اپنی عزت کا بھی پاس نہیں، جو اپنے زر خرید سے دل لگا بیٹھی، خود ابھی تک جمال یوسف کی نادیدہ تھیں ۱۲ مگر کے معنی ہیں خفیہ تدبیر چونکہ ان کا یہ کلام بھی خفیہ ملاقات کے طور پر تھا، لہذا اسے مکر فرمایا گیا۔

۱۰ تاکہ اس چھری سے گوشت یا میوے کاٹ کر کھائیں، اسلام میں مکہ لگا کر یا چھری کاٹنے سے کھانا منع ہے، اس وقت اس کا رواج تھا ۱۲ اس وقت پر وہ فرض نہ تھا اور زلیخا کو آپ کی تشریف آوری پر اصرار تھا۔ اگر آپ تشریف نہ لاتے، تو اس سے سخت اندیشہ تھا، اس عذرو مجبوری کی وجہ سے ایک جائز کام کیا، نیز امید تھی کہ جہاں یوسف دیکھ کر شاید ان میں سے کوئی ایمان لے آوے اور آپ کا حسن آپ کا مجرہ تھا۔ مجرہ دکھانا تبلیغ میں داخل ہے، لہذا آپ کو اس پر بھی اجر ملے گا۔ کیونکہ تبلیغ پر ثواب ملتا ہے ۱۳ اس سے معلوم ہوا کہ بے خودی کی حالت میں انسان مکلف نہیں رہتا، اپنے کو زخمی کرنا سخت جرم ہے، مگر ان عورتوں کو اس پر ملامت نہ ہوئی، لہذا مستان دیدار الہی جو مہذب ہوں، ان پر کوئی حکم شرع جاری نہیں، یوں ہی اب زلیخا کو برا نہ کہا جاوے ان سے جو اروہ گناہ صادر ہوا وہ بے خودی عشق میں، بعد میں ان کی توبہ بھی قرآن کریم نے بیان فرمائی انداودتہ عنہ نصہ بد چلن نہ تھیں، نبی کی زوجہ بننے والی تھیں، اللہ تعالیٰ نبی کی بیوی کو بدکاری سے محفوظ رکھتا ہے، اس ارادے کے سوا ان کی بدکاری ثابت نہیں، اس سے بھی رب نے بچا

یوسف

۳۸۰

رومان داآبہ

لَهُنَّ مَتَنُكَ وَأَتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّينًا ۖ

مندی تیار کیں اور ان میں ہر ایک کو ایک چھری دی لی اور یوسف سے کہا

قَالَتْ أَخْرِجْ عَلَيْنَ فَلَمَّا رَأَيْنَهُ أَكْبَرْنَهُ وَقَطَّعْنَ

کہا ان پر نعل آؤ گے جب عورتوں نے یوسف کو دیکھا اس کی بڑائی بولنے لگیں اور اپنے

أَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلَّهِ مَا هَذَا بَشَرًا إِنْ هَذَا

ہاتھ کاٹ لئے تھے اور یوسف اللہ کو پاکی ہے یہ تو جس بشر سے نہیں ہے تو نہیں

إِلَّا مَلَكٌ كَرِيمٌ ۖ قَالَتْ فَذَلِكُنَّ الَّذِي لُمْتُنَّنِي

مگر کوئی عزیز فرشتہ تھے زلیخا نے کہا تو یہ ہیں وہ جن پر تم مجھے لعنہ دیتی

فِيهِ ۖ وَلَقَدْ سَأَوْتُهُ عَنْ نَفْسِهِ فَاسْتَعْصَمَ

تھیں اور بے شک میں نے ان کا بھی لہجہ سنا تھا تو انہوں نے اپنے آپ کو بچایا ۱۰

وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَا أَمَرُهُ لَيُصْجَنَنَّ وَلَيَكُونَا مِّنَ

اور بے شک اگر وہ یہ کام نہ کرے گی جو میں ان سے کہتی ہوں تو ضرور قید میں پڑیں گے

الصَّغِيرَيْنِ ۖ قَالَ رَبِّ السِّجْنُ أَحَبُّ إِلَيَّ وَمِمَّا

اور ضرور ذلت انہیں گے تو یوسف نے عرض کی نے میرے بچے قید خانہ زیادہ پسند ہے

يَدْعُونَنِي إِلَيْهِ ۖ وَلَا تَصْرَفُ عَنِّي كَيْدَهُنَّ

اس کا اسے جس کی طرف یہ بچے بلاتی ہیں ۱۱ اور اگر تو مجھ سے انکار کر دے پھرے گا تو میں

أَصْبُ إِلَيْهِنَّ وَأَكُن مِّنَ الْجَاهِلِينَ ۖ فَاسْتَجَابَ

ان کی طرف مائل ہوں گا ۱۲ اور نادان بنوں گا تو اس کے رب نے اس کی

لَهُ رَبُّهُ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ

سن لی اور اس سے عورتوں کا مکر پھیر دیا ۱۳ بے شک وہی سنا

الْعَلِيمُ ۖ ثُمَّ بَدَأَ لَهُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا رَأَوُا الْآيَاتِ

جانا ہے پھر سب کچھ نشانیاں دیکھ دکھا کر پھیلی مست انہیں یہی آئی کہ ضرور

مذہل

۱۱ فرشتے خوبصورت اور پاکدامنی میں مشہور ہیں، ان عورتوں نے اس قدر حسن کے ساتھ انتہائی پاکدامنی، حیاء و غیرت دیکھ کر یہ کہا، اس کا مطلب یہ نہیں کہ انہوں نے فرشتے دیکھے ہیں، یوسف علیہ السلام کے رخساروں کا عکس درود و بار پر ایسا پڑتا تھا جیسے سورج کی دھوپ (روح) ۱۲ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے گناہ کا ارادہ بھی نہیں کیا تھا، اگر آپ سے اروہ گناہ سرزد ہوتا تو زلیخا یہ اقرار کبھی نہ کرتی، رب بغیر تہیہ اس کا یہ قول نقل نہ فرماتا۔ ۱۳ یعنی انہیں جیل میں چوروں، ڈاکوؤں کے ساتھ رہنا پڑے گا جس میں انکی ذلت ہو گئی۔ معلوم ہوا کہ مقبول بندے معصیت پر معصیت کو ترجیح دیتے ہیں، کہ آپ نے جیل کی تکلیف اختیار کی مگر ان میں سے کسی کی بات نہ مانی ۸۔ یہ کلام یوسف علیہ السلام کا انتہائی مجز و انکسار پر مبنی ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ باوجود معصوم ہونے کے

(بقیہ صفحہ ۳۸۰) ہر وقت اپنے کو رب کا حاجت مند جانتے تھے، لہذا کوئی مسلمان اپنے کو محفوظ نہ سمجھے، بیشہ خطرناک جگہ سے پرہیز کرے، رب کی پناہ مانگتا رہے اور معلوم ہوا کہ عصیت کے مقابلہ میں عصیت آسان ہے، اللہ عصیت سے بچائے، اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کو ان کے پھندوں سے بچا کر جیل خانہ میں رکھا اور اسے احسان و انعام شہر کیا۔ مگر اس کا فضل ہے، یعنی پہلے ان کی رائے تھی کہ اس واقعہ کا کوئی اثر نہ لیا جاوے مگر کچھ عرصہ بعد اسی میں مصلحت دیکھی کہ یوسف علیہ السلام کو جیل میں بھیج دیا جاوے تاکہ لوگوں کو آپ کے قصور وار ہونے کا یقین ہو، لیکن ان کے دل مانتے تھے کہ آپ بے قصور ہیں، اس وقت

صرف دو تین روز کے لئے جیل خانہ بھیجا تھا، شاہ مصر کی تین جلیس تھیں۔ جن قتل، جن عافیت، جن عذاب، جن قتل چالیس گز نیچے زمین میں تھی کہ مجرم کو اوپر سے گرایا جاتا تھا۔ وہ گرتے گرتے مر جاتا تھا۔ جن عذاب بھی زمین دوڑ تھی، اس میں اندھیرا اور سانپ بچھو تھے۔ جن عافیت زمین پر تھی جس میں مجرم رکھے جاتے تھے، آپ کو جن عافیت میں رکھا گیا۔

۱۔ ایک پاورچی خانہ کا داروغہ دوسرا بادشاہ کا سابق، ان دونوں پر الزام یہ تھا کہ انہوں نے بادشاہ کو زہر دیا ہے، اس الزام میں یہ بھی قید میں ڈالے گئے ۲۔ سابق نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں انگور کے باغ میں ہوں، وہاں انگور کے پکے ہوئے خوشہ لگے ہیں، جسے میں چھوڑ رہا ہوں، پاورچی کی خواب آگے آ رہی ہے ۳۔ آپ دن میں روزہ دار رہتے ہیں، رات کو نماز میں مشغول رہتے ہیں، قیدیوں کی عصیت میں کام آتے ہیں، ایسے بزرگ کی تعبیر نہایت درست ہوتی ہے، ۴۔ اس میں اپنے علم غیب کا ذکر ہے کہ مجھے رب نے غیب کا علم دیا کہ تمہیں کھانے کے متعلق تمام باتیں پہلے ہی بتا سکتا ہوں کہ تم کب اور کیا کھاؤ گے، اور اس کھانے کا اثر کیا ہوگا، اور کھانا کہاں سے آئے گا یہ فقط مثال کے طور پر فرمایا تھا، ورنہ آپ علوم غیبیہ سے پورے پورے واقف تھے۔ ۵۔ یعنی میرا یہ علم لدنی ہے۔ کسی استاد سے حاصل کیا ہوا نہیں، بلا واسطہ رب نے مجھے یہ علوم غیبیہ عطا فرمائے۔ معلوم ہوا کہ نبی کے برابر کوئی عالم نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ رب کے شاگرد ہیں۔ ۶۔ یعنی باوجود یکہ میں اپنے گھر میں بہت کم رہا، ان بزرگوں کی صحبت کم میر ہوئی، اب تک زندگی کا اکثر حصہ مصر میں گزرا، جہاں لوگ بے دین ہیں، اس کے باوجود میں نے ان کا دین قبول نہ کیا، اپنے باپ دادوں کے دین پر رہا۔ یہاں ترک کے معنی چھوڑنا نہیں بلکہ قبول نہ کرنا ہے، جیسا کہ مترجم قدس سرہ نے فرمایا۔ کیونکہ چھوڑنے کے معنی ہوتے ہیں قبول کر کے چھوڑ دینا، ہمارے حضور کفار تکہ میں رہے، مگر کفر تو کیا نہ

یوسف

۳۸۱

بلاصن داۃ

لَيَسْجُنُهُ حَتَّىٰ حِينٍ ۖ وَدَخَلَ مَعَهُ السَّجَنَ

ایک مرتبہ اسے قید خانہ میں ڈالیں اور اس کے ساتھ قید خانہ میں دو جوان داخل ہوئے

فَتَيْنِ ۖ قَالَ أَحَدُهُمَا إِنِّي أَرَانِي أَعْصِرُ خَمْرًا ۖ وَ

ان میں ایک بولا میں نے خواب دیکھا کہ شراب پکھڑتا ہوں اور

قَالَ الْآخَرُ إِنِّي أَرَانِي أَحْمِلُ فَوْقَ رَأْسِي خُبْرًا

دوسرا بولا میں نے خواب دیکھا کہ میرے سر پر کچھ روٹیاں ہیں جن میں

تَأْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ نَبِّئْنَا بِتَأْوِيلِهِ ۚ إِنَّا نَرَاكَ مِنْ

سے پرند کھاتے ہیں، ہمیں اس کی تعبیر بتا دیجئے بے شک ہم آپ کو

الْمُحْسِنِينَ ۖ قَالَ لَا يَأْتِيكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقَانِ إِلَّا

بیکو کار دیکھتے ہیں کہ یوسف نے کہا جو کھانا تمہیں ملا کرتا ہے وہ تمہارے پاس آنے

نَبِّئَا تَأْوِيلَهُ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَكُمَا ذَلِكُمَا مِمَّا

ہائے تمہارے میں اس کی تعبیر اس کے آنے سے پہلے تمہیں بتا دوں گا کہ یہ ان علموں میں سے ہے

عَلَّمَنِي رَبِّي إِنِّي تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ

جو مجھے میرے رب نے سکھا ہوا ہے، بیشہ میں نے ان لوگوں کا دین نہ مانا تھا جو اللہ پر ایمان

وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ ۖ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ آبَائِي

نہیں لاتے اور وہ آخرت کے منکر ہیں، اور میں نے اپنے باپ دادا

إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ مَا كَانَ لَنَا أَنْ نَشْرِكَ

ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کا دین اختیار کیا، شاہ میں نہیں پہنچتا کہ کسی

بِاللَّهِ مِنْ شَيْءٍ ۚ ذَلِكُمْ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ عَلَيْنَا

بیزیر کو اللہ کا شریک ٹھہرائیں یہ اللہ کا ایک فضل ہے ہم پر کہ

وَعَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنْ أَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ۝

اور لوگوں پر نہ مگر اکثر لوگ شکر نہیں کرتے

مذہل

کے ارادے سے بھی محفوظ رہے، یہ ہے انبیاء کرام کی عصمت و عفت، یہ معلوم ہوا کہ پیغمبر کسی حال میں بھی مشرک و کافر یا بد مذہب نہیں ہوتے، اب اپنے ماں باپ سے دین لیتے ہیں، اور یہ لوگ ماں باپ وغیرہم کو دین دیتے ہیں، یہ بھی معلوم ہوا کہ انہا دین چھپانا نہ چاہیے، اس کا اعلان ضروری ہے، آپ کافروں کے ملک میں تھے مگر ایمان نہ چھپایا، ۸۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مومن باپ دادوں کے دین کی پیروی کرنی چاہیے جہاں باپ دادوں کی پیروی کی برائی آتی ہے، وہاں کافر باپ دادے مراد ہیں، دوسرے یہ کہ دین حق کی پہچان یہ ہے کہ وہ بزرگوں کا دین ہو جس دین میں انبیاء اولیاء نہیں وہ مگر ایسی ہے، تیسرے یہ کہ نبی زاہد ولی زاہد ہونا شرافت کا باعث ہے کیونکہ یوسف علیہ السلام نے اس بیان میں اپنا نبی زاہد ہونا بھی ظاہر فرمایا۔ یہ رب کی اس نعمت کا شکر ہے، یعنی گروہ انبیاء پر اللہ کا

(بقیہ صفحہ ۳۸۱) یہ فضل ہے کہ وہ ہم کو ہر عقیدے اور عمل کی برائی سے بچاتا ہے، معلوم ہوا کہ نئی نبوت سے پہلے اور بعد بدعتیہ کی اور گندے اعمال سے محفوظ رہتے ہیں، جو انہیں کسی وقت بدعتیہ ماننے وہ اس آیت کا منکر ہے شرک سے مراد ہر بدعتیہ کی ہے۔ یعنی انبیاء کرام کی عصمت ان پر بھی اللہ کا کرم ہے اور لوگوں پر بھی کہ ان کی عصمت کے فضیل لوگ گناہ سے بچتے ہیں، کچھ ان کی سلامتی پورے جہاں کی سلامتی ہے۔
اب اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ کافر کو اپنا ساتھی، قوم وغیرہ کہتا، جائز ہے، اس طرح اگر باپ یا بھائی کافر ہوں تو انہیں اس رشتہ کے لحاظ سے لایا

یوسف ۱۱

۳۸۲

رومانیہ ۱۲

يٰصَاحِبِ السِّجْنِ اٰزْبَابٌ مُّتَفَرِّقُونَ خَيْرًا لِّلّٰهِ

اے میرے قید خانہ کے دونوں ساتھیو! جدا جدا ربا اچھے یا ایک اللہ

الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِهِ اِلَّا اَسْمَاءُ

جو سب پر غالب ہے تم اس کے سوا نہیں پوجتے مگر نرے نام جو تم نے

سَمَّيْتُمُوْهَا اَنْتُمْ وَاٰبَاؤُكُمْ مَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهِمْ

اور تمہارے باپ دادا نے تراش لئے ہیں ان اللہ نے ان کی کوئی

سُلْطٰنُ اِنْ اَحْكَمَ اللّٰهُ اَمْرًا لَا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِيَّاهُ

سندہ اتاری ہے حکم نہیں مگر اللہ کا کہ اس نے فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو

ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنْ اَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ

یہ سیدھا دین ہے کہ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے

يٰصَاحِبِ السِّجْنِ اَمَّا اَحَدُكُمْ فَيَسْقٰى رَبِّهٖ خَمْرًا

اے قید خانہ کے دونوں ساتھیو! تم میں ایک تو اپنے رب (بادشاہ) کو شراب پلانے کا

وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَيَصْلُبُ فَنَآكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَاسِهٖ تَقْضٰى

ربا دوسرا وہ سولی دیا جائے گا تو ہر زندہ اس کا سر کھائیں گے نہ حکم ہو چکا

اَلْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيْنَ ۝ هُوَ قَالَ لِلَّذِيْ ظَنَّ

اس بات کا جس کا تم سوال کرتے تھے وہ اور یوسف نے ان دونوں میں سے جسے

اَنَّهُ نَاجٍ مِّنْهُمَا اِذْ كُنْتُمْ فِيْ عِنْدَ رَبِّكَ فَاَنْسَاهُ

بھٹا سمجھا اس سے کہا اپنے رب (بادشاہ) کے پاس بھلا کر کرنا

الشَّيْطٰنُ ذِكْرًا رَبِّهٖ فَلَيْتَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ

تو شیطان نے اسے بھلا دیا کہ اپنے رب (بادشاہ) کے سامنے یوسف کا ذکر کرے تو یوسف کو

سِنِيْنَ ۝ هُوَ قَالَ الْمَلِكُ اِنِّيْ اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ

بوس اور چیل خانہ میں سات اور بادشاہ نے کہا میں نے خواب میں دیکھی سات گائیں ہر

منزل ۲

بھلا کہہ کر پکارنا درست ہے، قوم کفار کو بھائی کہہ کر پکارنا حرام ہے، جیسے ہندو بھائی وغیرہ رب فرماتا ہے فَاَنْتَحِدُوْا خداؤ! دوسرے یہ کہ تبلیغ میں الفاظ نرم اور دلائل قوی استعمال کرنے چاہئیں۔ تیسرے یہ کہ مرتے وقت ایمان کی تلقین کرنا سنت ہے، آپ نے معلوم کر لیا تھا کہ باورچی عتقیہ پھانسی چڑھے گا تو اسے یہ تلقین فرمائی، ۱۲۔ معلوم ہوا کہ مشرکوں کے اکثر بت صرف خیالی گھڑی ہوئی صورتیں ہیں، حقیقت کچھ نہیں، جیسے ہندوؤں کے ہومان، کشن، گیش وغیرہ کچھ نہیں۔ عقل خیالی چیزیں ہیں کہ کسی کا منہ بند رکھا، کسی کا ہاتھ کا، یہ کوئی چیزیں نہیں ہیں جو مسلمان انہیں نبی ثابت کرنے کی کوشش کرے وہ بیوقوف ہے پہلے ان کا وجود تو ثابت کر لو ۱۳۔ یعنی ان بچوں کے رب ہونے پر وحی الہی نہیں آئی، نہ کسی نبی نے فرمایا، سند سے مراد یہ ہی دو چیزیں ہیں اس سے معلوم ہوا کہ عقائد میں صرف قیاس کافی نہیں، نبوت کی سند ضروری ہے ۱۴۔ حکم سے حقیقی یا کھوئی حکم مراد ہے حکم شرعی میں مخلوق بھی حاکم ہو سکتی ہے، اس کا یہ مطلب نہیں کہ رب کے سوا کسی کو کسی طرح کا حاکم نہ ہو، رب فرماتا ہے اِنَّا بَعَثْنَا مَبْنٰوِيْنَ اٰطَمَ وَحَمٰكُمَا وَنَا اٰخِلَیْہَا یہ حصر حقیقی حکم کے لحاظ سے ہے حکم شرعی میں انبیاء کرام مختار ہوتے ہیں، دیگر احکام میں بادشاہ اور حکام کو اختیارات ہوتے ہیں ۱۵۔ اس وقت اکثر مصر والے ستارہ پرست تھے، اور کچھ لوگ پتھروں، درختوں وغیرہ کو بھی پوجتے تھے، موجد کوئی نہ تھا، وہاں پہلے توحید کے مبلغ حضرت یوسف علیہ السلام ہیں ۱۶۔ جس پر انبیاء کرام ہیں اور رب تک پہنچتا ہے ۱۷۔ یعنی ساتی تو پھر اپنے عہدے پر بحال ہو جاوے گا تین دن جیل میں رہ کر آزاد ہو جاوے گا، انگوڑ کے تین خوشوں سے یہ تین دن مراد ہیں ۱۸۔ یعنی باورچی کو تین دن بعد سولی دی جاوے گی، اس کی نفس سولی پر سوکھے گی، اور جیل کوئے اس کا گوشت کھائیں گے روٹیوں کے تین ٹوکروں سے تین دن مراد ہیں، اس پر وہ دونوں بولے کہ ہم ہنسی کر رہے تھے، خواب کچھ نہیں تھا۔ تو آپ نے یہ

جو باب یا کہ اب جو میرے منہ سے نکل چکا وہ اسل ہے، ہر کوڑے گلہ چنانچہ ایسا ہی ہوا، یا میں سب سے پہلے اس کو سولی دی گئی (درج ۱۶)۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو پیغمبر کے منہ سے نکل جاتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے، یعنی تم نے خواب دیکھا، وہاں تک خوشی نہ کہہ دیا وہ اس سے معلوم ہوا کہ بندے کو رب کہہ سکتے ہیں، یعنی ملی گور پرورش کرنے والا، یہ بھی معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت بندوں سے مدد حاصل کرنا شرک نہیں، بلکہ جائز ہے۔ سنت پیغمبر ہے کہ یوسف علیہ السلام نے اپنی خلاصی کے لئے اس قیدی کو سلیہ اختیار فرمایا، بعض لوگ کہتے ہیں کہ چونکہ یوسف علیہ السلام نے مامو اللہ سے فریاد کی اس سے سلی آپ کا کڑا شک ہے، بھول گیا کہ غلط ہے، صورت پھر فرمایا جا کہ سلی کو اللہ نے بھلا دیا، اجماع کو شیطان کی طرف نسبت نہ فرمایا جائے، ہندوں سے علیہ السلام انبیاء ہے، یوسف علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے فرمایا تھا اِنَّا بَعَثْنَا مَبْنٰوِيْنَ اٰطَمَ وَحَمٰكُمَا وَنَا اٰخِلَیْہَا یعقوب علیہ السلام

(صفحہ ۳۸۴) نے گندم لینے اپنے بیٹوں کو مصر بھیجا اگر یہ برا تھا تو معلوم اللہ ان سب بزرگوں پر عتاب ہونا چاہیے تھا بلت صرف یہ تھی کہ جو مقدار میں ہوتا ہے ہو کر تباہ ہے۔ یعنی سات برس، مگر یہ وقت اس تعبیر دینے کے بعد کی ہے اس سے پہلے آپ پانچ سال رہ چکے تھے کل بارہ برس جیل میں رہے۔ اذکر فی حذر تریک کے حرف بھی بارہ ہیں۔ یعنی سات موٹی گاہوں کو دلی گاہوں نے کھالیا اور ہزاروں کو خشک نے چوس لیا اس سے معلوم ہوا کہ ہر چیز کی قدرتی شکل و صورت ہے خط و ارضی و سبز و خشک ہائوں کی شکل میں خواب میں دکائی گئیں، ایسے ہی قیامت میں اعمال کی مختلف شکلیں ہوں گی جو عمل کرنے والا دیکھے گا۔ خود تعبیر دو۔ ورنہ تعبیر جاننے والے سے

پوچھ کر بتاؤ ۳۔ خواب چند طرح کی ہوتی ہے، رب کی طرف سے، شیطانی و سوسہ سے، نفسانی خیالات جو دن بھر انسان کو رہتے ہیں۔ پہلی خواب رؤیا صادقہ ہے اور باقی احلام، انہیں اضافات اس لئے کہتے ہیں کہ نفل کے معنی ہیں۔ مختلف شکلوں کا مجموعہ، یعنی بھانڈو، یہ بھی مختلف خیالات فاسدہ کا مجموعہ ہوتی ہے، ۴۔ مجھے جیل خانے سمجھو، وہاں ایک بوئے عالم ہیں، جو علم تعبیر میں بڑے ماہر ہیں، کیونکہ وہ یوسف علیہ السلام کی مہارت تعبیر آنکھوں سے دیکھ چکا تھا ۵۔ صادق وہ جو قول کا سچا ہے، صدیق وہ جو قول و فعل و عقیدے کا سچا ہو۔ صادق وہ جو جھوٹ نہ بولے، صدیق وہ جو جھوٹ نہ بول سکے، صادق وہ جس کا کلام واقعہ کے مطابق ہو۔ صدیق وہ کہ واقعہ اس کے کلام کے مطابق ہو۔ جیسا وہ کہے ویسا ہی ہو جاوے، جیسا کہ یہ باورچی آزمائش کر چکا تھا ۶۔ یعنی بادشاہ اور اس کے اراکین سلطنت اس تعبیر سے خبردار ہوں، یا آپ کے فضل و کمال اور علم سے واقف ہو جائیں وہ ابھی تک آپ کو پہچان نہ سکے، کہ آپ کیسے موتی ہیں لعل ہیں، ۷۔ تزدعون لفظ خبر اور معنی امر ہے۔ یعنی پہلے سات سال بارشیں وقت پر ہوں گی، ان میں خوب کھیتیاں کرلو۔ لگا مار ختم کی بجائی کرو۔ کیونکہ ان برسوں کے بعد سات سال خشک ہوں گے، جن میں پیداوار بالکل نہ ہوگی تب تمام دنیا کو یہ جمع شدہ غلہ کام آوے گا ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی دنیاوی اور دینی تمام رازوں سے خبردار ہوتے ہیں۔ کیونکہ یوسف علیہ السلام نے کاشت کاری کا ایسا قاعدہ بیان فرمایا جو کامل کاشت کار کو ہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہالی یا بھوسے میں گندم کی حفاظت ہے، اس سے پتہ چلا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کھجور کی پلٹھی سے منع فرما کر پھر اجازت دے دی، یہ بے خبری کی وجہ سے نہ تھا، بلکہ ان لوگوں کے جلدی کرنے پر تھا، اگر یہ لوگ جلدی نہ کرتے، تو بغیر طلحہ کامیاب ہوتے، اور اظہار ناراضگی کے لئے فرمایا، اَنْتُمْ اَعْلَمُ بِالْعَرَبِ دُنِیَاکُمْ پھر یوسف علیہ السلام کا بادشاہ مصر سے فرماتا کہ مجھے خزانے سپرد کردو اور

والماء دانتہ ۷	۳۸۴	یوسف ۱۲
سَمَانِ يَا كَاهِنَ سَبْعَ عَجَافٍ وَسَبْعَ سَنَبِلٍ خُضِرٍ		
انہیں سات دہلی گاہیں کھا رہی ہیں اور سات ہائیں ہری اور دوسری		
وَاٰخِرُ بَسِطٍ يَّا كَاهِنَ الْمَلَأُ افْتَوْنِي فِیْ رُیَا یَیْ اِنْ		
سات سبکی ملے اسے دربار پر میری خواب کا جواب دو اگر		
کُنْتُمْ لِلزَّیِّ تَعْبِرُوْنَ ۝۱۰ قَالُوْا اَصْغَاثٌ اَحْلَامٌ		
تجس خواب کی تعبیر آتی ہو نہ بولے پریشان تو ہیں		
وَمَا مَحْنُ بَتَاوِیْلِ الْاَحْلَامِ بِعَلَمِیْنِ ۝۱۱ وَقَالَ الَّذِیْ		
اور ہم خواب کی تعبیر نہیں جانتے تھے اور بولا وہ جو ان		
بَحَامِنَا مَا وَاذْکَرُ بَعْدَ اَمَّةٍ اَنَا اُتِیْتُکُمْ بَتَاوِیْلِهِ		
دونوں میں سے بھانڈا اور ایک مدت بعد اسے یاد آیا میں نہیں اسکی تعبیر بتاؤں		
فَاَرْسَلُوْهُ ۝۱۲ یُّوسُفُ اَیُّهَا الصِّدِّیْقُ افْتِنَا فِیْ		
گا مجھے سمجھو کہ اے یوسف اے صدیق! ہمیں تعبیر دیجئے		
سَبْعَ بَقَرَاتٍ سَمَانٍ یَّا كَاهِنَ سَبْعَ عَجَافٍ وَسَبْعَ		
سات خرب گاہوں کی جنہیں سات دہلی کھاتی ہیں اور سات		
سُنَبِلٍ خُضِرٍ وَاٰخِرُ بَسِطٍ لَّعَلَّیْ اَرْجِعُ اِلَیْ		
ہری ہائیں اور دوسری سات سبکی شاید میں لوگوں کی طرف شکر		
التَّاسِ لَعَلَّکُمْ یَعْلَمُوْنَ ۝۱۳ قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ		
جاؤں شاید وہ آگاہ ہوں کہ تم کھیتی کر دو گے سات		
سِنِیْنَ دَابَّا فَمَا حَصَدْتُمْ فَذَرُوْهُ فِیْ سُنْبُلِهِ		
برس لگا تار تار تو جو کاٹو اسے اس کی ہالی میں رہنے دو نہ		
اِلَّا قَلِیْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ۝۱۴ ثُمَّ یَاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ		
مگر ٹھوڑا جتنا کھا لو پھر اس کے بعد سات برس آئیں گے		
مذلل ۲		

پھر تمام دنیا میں غلہ کی تقسیم کا ایسا انتظام فرماتا اس سے پتہ چلا کہ نبی سلطنت کرنا بغیر کیسے ہوئے جانتے ہیں، ان کا علم صرف شرعی مسائل میں محدود نہیں ہوتا۔ ورنہ پھر مولوی میں اور نبی میں فرق کیا ہے۔ یعنی بقدر ضرورت کھانے پھر کا گندم بھوسے سے نکال لو، کیونکہ گندم بھوسے سے نکال کر ایک سال سے زیادہ نہیں ٹھہر سکتا، ہالی اور بھوسے میں عرصہ نکال جاتا ہے۔ اس میں اشارۃ ارشاد فرمایا کہ ابھی سے تم لوگ تم کھانے کی عادات والو! سخت زمانہ آ رہا ہے۔

۱۔ یعنی ان خشک سالوں کا ذخیرہ کیا ہوا سارا گندم کھا لو گے، البتہ اس قدر بچے گا جسے تم بڑھو یعنی بیج، اس سے معلوم ہوا کہ آئندہ کے لئے کچھ پس انداز کرنا توکل کے خلاف نہیں، بلکہ اس کا حکم ہے، رب فرماتا ہے: وَلَا تَبْذُرُوا خَلْقَ آيَاتِنَا تَعْبُدُونَهَا مَخْشَوَاتٍ لِّعَذَابِ اللَّهِ عَظِيمٍ انسان کو اپنی آمدنی سے کچھ بچانا چاہیے، نہ معلوم آئندہ کیسا وقت آئے، یہ بھی معلوم ہوا کہ گندم کا ذخیرہ کرنا جائز ہے۔ جبکہ اس سے لوگوں کو تکلیف نہ ہو، ورنہ حرام ہے۔ جسے عربی میں اشکار کہتے ہیں، یعنی لوگ بھوکے مرنے اور یہ گندم جمع کر کے گرانی کے انتظار میں نہ اس سے دوسرے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کبھی کفار کے خواب بھی چھو جاتے ہیں، کیونکہ بادشاہ مصر کا فرما تھا، دوسرے یہ کہ

حالات اور مصائب وغیرہ کی شکلیں ہیں، جو خواب میں نظر آتی ہیں، جیسے قیامت میں اعمال کی شکلیں ہوں گی۔ ۳۔ یعنی ساقی جب بادشاہ کے پاس پہنچا، اور اس نے یہ تعبیر سنا لی، تو بادشاہ کو یوسف علیہ السلام کی قوت علمی کا پتہ چلا اور وہ سمجھ گیا کہ ایسی علم و حکمت کا مالک قوت عملی میں بھی کمایت اعلیٰ ہو گا۔ لہذا یہ سب انتظام ان کے سپرد کرو۔ میں یہ انجام نہیں دے سکے۔ ۴۔ یا یعنی ساقی آتا تھا یا دوسرا خاص قاصد پہلا احتمال زیادہ قوی ہے، اور اس نے آپ کو بادشاہ کا پیغام سنا کر جیل سے چلنے کی درخواست پیش کی آپ نے اس سے فرمایا ۵۔ معلوم ہوا کہ اپنے سے تھمت دور کرنا، اور اپنا معاملہ صاف کرنا مست انبیاء ہے، کیونکہ یوسف علیہ السلام اس وقت تک جیل سے باہر تشریف نہ لائے، جب تک کہ اپنی پاکدامنی کا خود الزام لگانے والوں سے اقرار نہ کر لیا ۶۔ کیا تم نے یوسف علیہ السلام سے کسی قسم کا کوئی قصور محسوس کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ تفتیش میں ان لوگوں سے تحقیق کی جلائے جنہیں واقعہ سے تعلق ہو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ خود ان عورتوں نے بھی یوسف علیہ السلام کی خواہش کی تھی یا آپ سے دنیا کی سفارش کی تھی اسی لئے فرمایا گیا رَبُّنَا قَدْ مَنَّ عَلَیْكَ بِأَنْتَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ مصر کے لوگ اللہ کو بھی مانتے تھے اور ہو سکتا ہے کہ یہ عورتیں یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر موحدہ، مومن بن چکی ہوں کیونکہ یہ کلام مسلمانوں کا سا ہے ۸۔ یعنی سب لوگوں پر ورنہ خاص خاص پر تو اس دنیا یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی ظاہر ہو چکی تھی، اللہ کی شان ہے کہ پہلے یوسف علیہ السلام اپنی خلاصی کی کوشش فرما رہے تھے، اور آج بادشاہ اور ساری سلطنت کے لوگ خوشامد سے آہ کو باہر تشریف لانے کی درخواست کر رہے ہیں ۹۔ حضرت دنیا کی توبہ کا اعلان رب نے فرمایا کیونکہ اسے قصور کا اقرار توبہ ہے لہذا اب دنیا کو برے انھنوں سے کرنا حرام ہے، کیونکہ وہ یوسف علیہ السلام کی مرید صحابہ اور ان کی زوجہ پاک تھیں، رب نے بھی ان

سَبْعٌ شِدَادٍ يَأْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ إِلَّا قَلِيلًا

کہ سبھا جا میں آئے جو تم نے ان کے لئے پہلے جمع کر رکھا تھا مگر قصوراً

مِمَّا تَخْتِصُّونَ ﴿٢٨﴾ ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ عَامٌ فِيهِ

جو بچا نہ پھر ان کے بعد ایک برس آئے گا جس میں لوگوں

لُعَاتُ النَّاسِ وَفِيهِ يَعْصُرُونَ ﴿٧٧﴾ وَقَالَ الْمَلِكُ

کو چھین دیا جائے گا اور اس میں رس پھوڑیں گے اور بادشاہ بولا کہ انہیں

اَتْتُونِي بِهِ فَلَمَّا جَاءَهُ الرَّسُولُ قَالَ ارْجِعْ اِلَى رَبِّكَ

مہر کے پاس آؤ تو جب اسکے پاس اٹھیں آ یا لے گا اپنے رب (ملو شاہ) کے پاس ملے

فَسَاءُ مَا آَلِ السُّوءِ الَّتِي قَطَعْنَ أَيْدِيَهُنَّ

ماہنامہ ام سے یہ خبر کس حال پر ہے ان عورتوں کا جنہوں نے اپنے ہاتھ کٹائے

الْأَرْبَعُ رَكَعَاتِ هَذَا عِلْمٌ ۝ قَالَ مَا خُطِبُكَ إِلَّا

پہلے سلطان اور سلاطین نے کہا ہے جو تو تیرا کیا کام تھا

اَمَّا دُثْرُ بْنُ لُؤْسٍ فَعَنْ نَفْسِهِ قُلْتُ: حَاشَ لِلَّهِ

راؤدین یوسف بن موسیٰ بن علی بن ابی طالب

عَلَيْهَا عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ مَاتَ الْعَزِيزُ

عَلَيْهَا عَلَيْهِ بَيْنَ لَوِّ قَائِلِ الْمَرَاتِ الْمَرْبِ

حَمْدُكَ يَا اَوْدِيَّةً عَمَّ نَفْسَهُ وَابْنُ لَهْ

حصص الحق النازل وادله من عليه وادله

اصل بات کھل گئی ہے میں نے ان کا بی جھانپا تھا کہ اور وہ جیتے

الضَّادِّينَ ۖ ذَٰلِكَ لِيَعْلَمَ إِلَىٰ لِمَ أَحْبَبْتُ الْيَتِيمَ

چچے ہیں نہ یوسف نے کہا یہ میں نے اس لئے کیا کہ وزیر کو معلوم ہو جائے

وَأَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ﴿٥١﴾

منزل ۳

قصوروں کا ذکر فرما کر ان پر غضب ظاہر نہ فرمایا۔ کیونکہ وہ توبہ کر چکی تھیں، توبہ کرنے والا گنہگار بالکل بے گناہ کی طرح ہوتا ہے، زینکا کا یوسف علیہ السلام کی زوجہ ہونا مسلم و بخاری وغیرہ کی حدیث سے بھی ثابت ہے حضور نے مرض وفات میں اپنی ازواج سے فرمایا: اِنَّ مَعِيَ ثَمَنَ صُورٍ یُوسُفَ صَوَابٍ صاحبہ کی جمع ہے۔ معنی زوجہ رب فرماتا ہے وَلَمْ یُکُنْ لَّکُمْ صَاحِبٌ لِّیْنِیَ تم یوسف علیہ السلام کی زوجہ زینکا کی طرح ہو۔ معلوم ہوا حضرت زینکا کا یوسف علیہ السلام کی زوجہ ہیں، صواب جمع فرمانا اسی لئے ہے کہ شب جمع ہے جیسے صحابہ کو کہا جاتا ہے شمس الہدیٰ یا اقدار ایمان، اب تب بادشاہ نے یوسف علیہ السلام کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ ان تمام عورتوں نے آپ کو، امینہ کا اقدار کہا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ صبر رب کی بڑی نعمت ہے یہ خود تو کمزور معلوم ہوتا ہے مگر اس کا پھل بہت میٹھا ہے اب اس سے معلوم ہوا کہ

اب یوسف علیہ السلام نے بطور انکار بارگاہ الہی میں عرض کیا۔ بادشاہ مصر کے قاصد سے فرمایا کہ میرا پاکہ امن رہنا نہ لگا کی طرف التفات نہ کرنا اپنا کمال نہیں میرے رب کا فضل ہے اس سے معلوم ہوا کہ کوئی بندہ اپنے نیک اعمال پر نازاں نہ ہو رب کا شکر کرے اس آیت کا مفسر ہے نہیں کہ انبیاء کے نفس پاک نہیں ہوتے وہ رب کے فضل سے منکھ سے معصوم ہوتے ہیں ۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نفس انسانی تارہ ہے کوئی اپنے نفس پر مطمئن نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ انبیاء کرام منکھ سے معصوم ہوتے ہیں کیونکہ ان کے نفس مآویہ ترقی میں داخل ہیں تارہ نہیں نیر شیطان کی ان تک رسائی نہیں رہ فرماتا ہے إِنَّ جِبَدَیْ اَوْفَتْ لَكَ بِحَبْلِ مَنَظَرٍ

اسی لئے یوسف علیہ السلام نے یہ نہ فرمایا کہ میرا نفس تارہ ہے ۳۔ شاہ مصر نے یوسف علیہ السلام کا علم و علم، المنداری، قیدیوں سے اچھا سلوک، صبر و شکر کا حال سنا تو اس کے دل میں آپ کا بڑا وقار پیدا ہو گیا اور آپ کی طاقت کے لئے بے چین ہو گیا (خزائن العرفان) ۴۔ بادشاہ نے سب لوگوں کی جماعت شہانہ لباس اور سواریاں جیل خانہ بھیجیں، ان لوگوں نے عفت و عیش کی اور بادشاہ کا بیٹام عرض کیا یوسف علیہ السلام نے قبول فرمایا، اور تمام قیدیوں کے حق میں دعا فرمائی اور انہیں وداع کیا اور شہانہ شان و شوکت سے روانہ ہوئے جب شقی محل کے دروازے پر پہنچے تو فرمایا عَزَّوَجَلَّ مجھے اللہ کافی ہے بادشاہ سحر دنیا میں جانتا تھا اس نے ہر زبان میں آپ سے کلام کیا آپ نے اسی زبان میں جواب دیا اور علی و مہرانی زبان میں بھی کلام فرمایا تو بادشاہ ان زبانوں کو نہ سمجھ سکا اس وقت آپ کی عمر شریف کل تیس سال تھی اس جوان سال میں آپ کے یہ علوم دیکھ کر بادشاہ حیران رہ گیا (خزائن العرفان و روح البیان) ۵۔ بادشاہ نے خود آپ کی زبان مبارک سے خواب کی تعبیر سنی اور کہا کہ مجھ میں اس بار کے اٹھانے کی طاقت نہیں خود آپ یہ انتظام فرمائیں ۶۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جب دوسرے لوگ نائل ہوں تو اہل کو عدل و انصاف قائم کرنے کے لئے حکومت چاہنا عمدہ عقلی حاصل کرنا جائز ہے دوسرے یہ کہ اس عدل کے لئے اپنا احتیاط، قابلیت کا اظہار درست ہے تیسرے یہ کہ کافر بادشاہ کی ملازمت کرنا جائز ہے چوتھے یہ کہ جن حکموں کی آمدن حرام و حلال سے مخلوط ہو ان میں ملازمت کر کے تنخواہ لینا درست ہے پانچویں یہ کہ کفار کے ہمدے قبول کرنا جائز ہے چھٹے یہ کہ کافر ظالم بادشاہ کی طرف سے قاضی وغیرہ بن کر عدل و انصاف کرنا جائز ہے ساتویں یہ کہ اپنا دین چھپانا حرام ہے اس کا اظہار ضروری ہے آٹھویں یہ کہ انبیاء کرام قدرتی طور پر تمام علوم دینیہ و دنیاویہ سے واقف ہوتے ہیں دیکھو یوسف علیہ السلام نے اس سے

۱۰۰

یوسف ۱۰

۳۸۵

وَمَا آتَيْنَا

وَمَا آتَيْنَا نَفْسِي إِنْ النَّفْسُ لَأَمَارَةٌ بِالسُّوءِ

اگر میں اپنے نفس کو بے تصور نہیں بناتا تو یہ ایک نفس تو بھائی کا نیرا حکم و ضابطہ ہے

إِلَّا مَارَجَمَ رَبِّي أَنْ سَرَتِي غُفُورًا حِيمٌ وَقَالَ

جس پر میرا رب دم کرے نہ بے شک میرا رب بخشے والا میرا ہے اور بادشاہ

الْمَلِكُ أَتُتُونِي بِهِ أَسْتَخْلِصُهُ لِنَفْسِي فَلَمَّا

لولا انہیں میرے پاس لے آؤ کہیں انہیں خاص اپنے لئے جن لوگوں کا پھر رب

كَلِمَةً قَالَ إِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِينٌ آمِينَ قَالَ

اس سے بات کی کہ کیا شک آج آپ مجارے یہاں سب سے مستند میں یوسف نے کہا

اجْعَلْنِي عَلَى خَزَائِنِ الْأَرْضِ إِنِّي حَفِيظٌ عَلِيمٌ

مجھے زمین کے خزانوں پر کر دے بے شک میں حفاظت والا علم والا ہوں نہ

وَكُنْ لَكَ مَكْنً لِّيُؤَسِّفَ فِي الْأَرْضِ يَكْتَبُوا مِنْهَا

اور ملوں ہی مجھے یوسف کو اس ملک پر قدرت بخشی ت اس میں بھلا

حَيْثُ يَشَاءُ نُصِيبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَشَاءُ وَلَا نُضِيعُ

بھلا ہے رہے ہم اپنی رحمت بے ہماریں ہماریں اور ہم نیکوں کا

أَجْرًا الْمَحْسِنِينَ وَلَا أَجْرًا الْآخِرَةِ خَيْرٌ لِلَّذِينَ

نیک مانع ہیں کرتے اور بے شک آخرت کا ثواب ان کے لئے بہتر جو

آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ وَجَاءَ إِخْوَةُ يُوسُفَ

ایمان لائے اور ہمیشہ گار رہے نہ اور بلاغت کے بھائی آئے نہ

فَدَخَلُوا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهُ مُنْكَرُونَ وَلَمَّا

تو اس کے پاس حاضر ہوئے تو یوسف نے انہیں پہچان لیا اور وہ اس سے پہچان لیں اور جب

جَهَلَهُمْ بِجَهَارِهِمْ قَالَ أَتُتُونِي بِآخِ لَكُمْ مِنْ آبَائِكُمْ

ان کا سامان بیا کر دیا نہ کہا اپنا سونپلا بھائی میرے پاس لے آؤ

مَنْزِل ۱۰

پہلے نہ تو بادشاہت کی تھی نہ کاشتکاری مگر فرماتے ہیں إِنِّي حَفِيظٌ عَلِيمٌ یہ علم کسی مدرسہ میں نہ سیکھے تھے ۷۔ ایک سال بعد بادشاہ نے آپ کو بادشاہ بنادیا اور عزیز کے مرنے کے بعد زلیخا سے حضرت یوسف کا نکاح کر دیا ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ نیک کاروں کو دنیا میں جو کچھ انعام مل جاتے ہیں وہ آخرت کے فضیلت میں وضع نہ ہوں گے آخرت میں کہیں اس سے زیادہ ملے گا پھر دنیا فانی ہے اور آخرت باقی ۹۔ یوسف علیہ السلام نے ان فراخی کے سات سال میں غلہ کی کاشت کرا کر بے شمار انبار جمع کر لئے زمانہ قحط کا آگیا بادش بند ہو گئی پہلے سال لوگوں نے اپنے بچپلے ذخیرے کھائے دوسرے سال بازار غلہ سے خالی ہو گیا تو سب لوگ روپیہ پیسہ دے کر یوسف علیہ السلام سے غلہ خریدنے لگے تیسرے سال جو ہر زور مال موٹی کے عوض یوسف علیہ السلام سے غلہ خرید اچوتھے سال اپنے قلم باندیاں دے کر غلہ لے آئے

(بقیہ صفحہ ۳۸۵) پانچویں سال اپنی تمام غیر منقولہ جائیدادیں یوسف علیہ السلام کو دے کر قلعہ خریدی، چھٹے سال اپنے بیچے فروخت کر کے قلعہ خریدی، ساتویں سال خود اپنے کو یوسف علیہ السلام کے ہاتھ فروخت کر دیا، اور سب آپ کے غلام بن گئے، وہاں کی ساری عورتیں یوسف علیہ السلام کی لونڈیاں اور سارے مرد آپ کے غلام ہو گئے، یوسف علیہ السلام نے ان سب کو آزاد فرمایا اور ان کے تمام مال و متاع جائیدادیں واپس فرمادیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس پیارے نبی کے دامن سے غلامی کا دبدبہ دور کرنے کے لئے اور پچھلے مال باپ ملائے کے لئے یہ قضا بھیجا تھا۔ پیغمبر کی عزت ایسی عظیم ہوتی ہے کہ اس کے لئے عالم کو پریشان کیا جا سکتا ہے، چنانچہ اس سلسلے میں آپ کے بھائی بھی قلعہ لینے آئے، بنیامین کو ساتھ نہ لائے، کیونکہ یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں ڈالے ہوئے چالیس سال یا قریب اسی سال کا عرصہ ہو چکا تھا وہ سمجھتے تھے کہ یوسف علیہ السلام وقت پاچے ہوں گے، انھوں نے عرض کیا کہ اے بادشاہ ہم نبی زادے ہیں، آپ نے پوچھا تم کیا ہوا ان بھائی کہاں ہے تو بولے وہ ہمارے غمزدہ باپ کا سہارا ہے، اے باپ کے پاس چھوڑ آئے ہیں۔

۱۔ لہذا ہمارے بھائی بنیامین کو یہاں کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچے گی، یوسف علیہ السلام نے ان سب کی بہت خاطر تواضع فرمائی تھی ۲۔ اس قیمت کو پہچان لیں اور سمجھ لیں کہ ہماری امداد کے لئے رقم واپس کی گئی یا نعت کا حق پہچانیں اور مجھے اپنا حصہ جانیں، اور دوبارہ بنیامین کو لے کر آئیں سب یعنی یا تو اس مہمان کو دیکھ کر دوبارہ پھر آویں یا یہ رقم واپس کرنے کے لئے آویں اور سمجھیں کہ قطعی ہے آگئی ہے، کیونکہ نبی زادے منکوک چیز نہیں رکھتے مگر پہلا احتمال زیادہ قوی ہے، جیسا کہ آئندہ کلام سے معلوم ہو رہا ہے، ۳۔ تو سلمان کھولنے سے پہلے یعقوب علیہ السلام سے بادشاہ کی بہت تعریف کی، یہاں تک کہ اس کا کہنا ہمارا بھائی بھی ہوتا، تو اس سے زیادہ ہماری خاطر تواضع نہ کرتا تھا۔ یعنی شاہ مصر نے ہم سے کہہ دیا ہے کہ اگر ہم بنیامین کو نہ لے گئے تو قلعہ نہ پائیں گے بنیامین جانیں گے تو ہم کو بھی قلعہ ملے گا۔ ان کا حصہ علاوہ ہو گا۔ اس لئے اب بنیامین کا جانا ضروری ہے ۶۔ انہیں بخیریت واپس لائیں گے ہم ذمہ دار ہیں ۷۔ معلوم ہوا کہ جس سے ایک بار دھوکہ ہو جاوے اس سے آئندہ احتیاط کرے، حدیث شریف میں ہے کہ مومن ایک سوراخ سے دوبار نہیں گستاخا، یوسف علیہ السلام کو بھیجے وقت آپ اللہ کا ذکر پھول گئے تھے، اس لئے جدائی ہو گئی، اب وہ یاد آگیا جس سے پچھڑے ہوئے بھی مل گئے، اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر کو معمولی لغزش پر فوراً مطلع کر دیا جاتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کا ذکر مصیبت دفع کرنے کے لئے اکسیر ہے۔

الْأَثَرُونَ إِنِّي أَوْفَى الْكَيْلِ وَأَنَا خَيْرُ الْمُنْزِلِينَ ۝۱۳

کیا نہیں دیکھتے کہ میں پورا ماپتا ہوں اور میں سے بہتر مکان نواز ہوں نہ پھر اگر

لَمَّا تَوَفَّيْنَا لَهُ فَإِلَّا كَيْلَ لَكُمْ عِنْدِي وَلَا تَقْرَبُونِ ۝۱۴

اے پیغمبر اے اس نے آؤ گے تو تمہارے لئے میرے یہاں باپ نہیں اور میرے پاس نہ پہنچنا

قَالُوا سُبْحَانَكَ أَبَاهُ وَإِنَّا لَفَاعِلُونَ ۝۱۵

بولے ہم اس کی خواہش کریں گے اس کے باپ سے اور میں یہ فرور کرنا اور یوسف نے

لِفِتْنَتِهِ أَجَعَلُوا بَيْعَتَهُمْ فِي رَحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ

اپنے غلاموں سے کہا ان کی بیعتی اسی فرمایاں میں رکھ دو شاید وہ اسے

يَعْرِفُونَهَا إِذَا انْقَلَبُوا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝۱۶

پہچانیں نہ جب اپنے گھر کی طرف لوٹ کر جائیں شاید واپس آئیں سچ

فَلَمَّا رَجَعُوا إِلَىٰ أَيْمَنَ قَالُوا يَا أَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ

پھر جب اپنے باپ کی طرف لوٹ کر گئے نہ بولے اے ہمارے باپ ہم سے غلاموں کو

فَارْسِلْ مَعَنَا آخَانًا نَّكْتَلُ وَإِنَّا لَهُ لَحَفَظُونَ ۝۱۷

دیا گیا ہے تو ہم سے بھیجے ساتھ بھیجے کہ غلاموں اور ہم غلاموں کی حفاظت

قَالَ هَلْ أَمْنَكُمُ عَلَيْهِ إِلَّا كَمَا أَمْسَكْتُمْ عَلَىٰ إِخْوَتِهِ مِنْ

کھول گئے نہ کیا اس کے پاس نہ ہو یا ہی امانت کروں جیسا پہلے اس کے بھائی کے

قَبْلُ قَالَتْ لَهُ خَيْرٌ حِفْظًا وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّحِيمِينَ ۝۱۸

ہمارے میں کا تھا تو اس سے بہتر مکان ہے اور وہ ہر مردمان سے مہربان تر

وَلَمَّا فَتَحُوا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوا بِضَاعَتَهُمْ هَازِلَةً

اور جب انھوں نے اپنا اسباب کھولا اپنی بیعتی ہائی کران کو پھیر دی

إِنِّمَ قَالُوا يَا أَبَانَا مَا نَبْغِي هَذِهِ بَضَاعَتَنَا رَدَّتْ

گئی ہے بولے اے ہمارے باپ ہم اب اور کیا جانیں یہ سے ہماری بیعتی کہ ہمیں واپس

اسے یہ حضرات سمجھ گئے کہ دیدہ و دانستہ بادشاہ نے یہ رقم واپس رکھ دی ہے، اپنی رعایت سے، اس کو استعمال کر لیتا جائز ہے معلوم ہوا کہ جس چیز کے متعلق حلال ہونے کا گمان غالب ہو تو اس کو استعمال کر سکتے ہیں ۲ تا کہ یہ حفاظت ہمارے پچھلے گناہوں کا کفارہ ہو جائے، ایک بار تو ہم چوک گئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی حفاظت نہ کر سکے، اس بار اور آزمائیں، خیال رہے کہ اس دفعہ بنیامین کی حفاظت کا وعدہ نہایت اخلاص سے کر رہے ہیں، پہلے یوسف علیہ السلام کی حفاظت کا وعدہ ایک سوچی سمجھی اسٹیم کے تحت تھا۔ لہذا یہ وعدہ درست تھا۔ اس لئے یعقوب علیہ السلام نے انکا کلام ارشاد فرمایا ۳ یعنی ہم اس بادشاہ کی کرم تواریز اور دیوا دلی آزما

چکے ہیں۔ اس کے نزدیک اتنا غلہ دے دینا کچھ مشکل نہیں، ہمیں زیادہ معلوم ہوتا ہے، اس کے نزدیک معمولی چیز ہے، چونکہ یوسف علیہ السلام اس غلہ ملک تمام چیزوں کے مالک تھے۔ اس لئے آپ کو اختیار تھا کہ کسی سے قیمت لیں کسی سے نہ لیں، بعد میں تو آپ نے سب کی قیمتیں واپس کر لیں، لہذا آپ کے اس فعل شریف پر کوئی اعتراض نہیں کہ آپ نے بادشاہ کا غلہ اپنے بھائیوں کو بغیر قیمت کھول دیا۔ ۳ یعنی اللہ کی قسم کھاؤ اور یہ اس لئے فرمایا کہ پہلی بار دھوکہ دیا جا چکا تھا، اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت قسم کھانا اور قسم کھانا دونوں جائز ہیں ۵ معلوم ہوا کہ آئندہ پیش آنے والے واقعہ اور بنیامین کے روک لئے جانے سے خبردار ہیں، یعنی اگر بنیامین کا لانا تمہارے بغض سے باہر ہو جائے تو خیر ۶ یعنی تمہاری قسم کھانے کے بعد بھی میرا بھروسہ اللہ پر ہے، نہ کہ کسی اور پر، اس سے معلوم ہوا کہ دھوکے کے متقی یہ ہیں کہ اسباب پر عمل کرے اور سبب الاسباب پر نظر رکھے ۷ یعنی شمر مصر میں اس وقت مصر کے چار دروازے تھے، یہ اس لئے فرمایا تا کہ نظریہ سے محفوظ رہیں، پہلی دفعہ اس لئے نہ فرمایا تھا کہ اس وقت مصر والوں کو پتہ نہ تھا کہ یہ ایک ہی باپ کی اولاد ہیں، یہ لوگ خوبصورت جوان تھے اور پہلی بار بادشاہ کے منظور نظر رہنے کی وجہ سے لوگوں میں مشہور بھی ہو چکے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نظریہ حق ہے اور اس میں اثر ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ نظریہ سے بچنے کی تدبیر کرنا سخت خیر ہے ۸ یعنی یہ مشورہ نظریہ سے بچنے کی تدبیر ہے اور تدبیر تدبیر کو نہیں بدل سکتی تفسیر خازن نے فرمایا کہ علیحدہ دروازوں سے داخل ہونے کا حکم اس لئے دیا کہ بنیامین اس حیلہ سے یوسف علیہ السلام کے ساتھ رہیں، اس طرح کہ وہ لوگ دو، دو ہو جائیں، اور بنیامین اکیلے رہ جائیں تو انہیں یوسف علیہ السلام رکھ لیں اس سے معلوم ہوا کہ یعقوب علیہ السلام یوسف علیہ السلام کے ہر حال سے واقف تھے، ۹ یعنی حکم تکوینی صرف اللہ کا ہے

وَمَا آتَيْنِي ۱۳	۳۸۷	یوسف ۱۳
<p>إِنِّي أَنذِرُ أَهْلَنَا وَنَحْفَظُ أَخَانَا وَنَزِدُ دَاكِيلَ بَعِيرٍ</p> <p>گردی گئی نہ اور ہم اپنے گھر کے لئے غلہ لائیں اور اپنے بھائی کی حفاظت کریں نہ اور ایک اونٹ</p> <p>ذَلِكَ كَيْلٌ يَسِيرٌ ۱۴ قَالَ لَنْ أَرْسِلَهُ مَعَكُمْ حَتَّىٰ</p> <p>کا یہ جو اور زیادہ پائیں یہ دغا بادشاہ کے سامنے کہ نہیں کہہا میں ہرگز اسے تمہارے ساتھ</p> <p>تَوْتُونَ مُوْتِقًا مِّنْ اللَّهِ لَمَّا تَنَبَّأَنِي بِهِ إِلَّا أَن يُحَاطَ</p> <p>نہ بھیجوں گا جب تک کہ مجھے اللہ کا یہ مہد ذمے دینے کا ضرور سے لے کر آؤ گے مگر یہ</p> <p>بِكُمْ فَلَمَّا آتَوْهُ مُوْتِقَهُم قَالَ اللَّهُ عَلَىٰ مَا نَقُولُ</p> <p>کہ تم کچھ ہاؤں پھر جب انہوں نے یعقوب کو قہر دے دیا کہ اللہ کا ذمہ ہے ان باتوں پر</p> <p>وَكَيْلٌ ۱۵ وَقَالَ يَبْنِي لَا تَدْخُلُوا مِن بَابٍ وَاحِدٍ</p> <p>جو ہم کہہ رہے ہیں نہ اور کہا اسے ہر سے بڑا ایک دروازے سے نہ داخل ہونا</p> <p>وَادْخُلُوا مِن أَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ وَمَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِّنْ</p> <p>اور جدا جدا دروازوں سے جانا تا میں نہیں اللہ سے بچا نہیں</p> <p>اللَّهُ مِنْ شَيْءٍ إِنَّ الْحُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۱۶ وَ</p> <p>سکناں تم تو سب اللہ ہی کا ہے نہ میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور</p> <p>عَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ ۱۷ وَلَمَّا دَخَلُوا مِن</p> <p>بھروسہ کرنے والوں کو اسی پر بھروسہ چاہیے اور جب وہ داخل ہوئے جہاں</p> <p>حَيْثُ أَمَرَهُمْ أَبُوهُمْ مَا كَانَ يُغْنِي عَنْهُمْ مِنَ اللَّهِ</p> <p>سے ان کے باپ نے حکم دیا تھا نہ وہ بلکہ انہیں اللہ سے بچا نہ سکتا نہ</p> <p>مِنْ شَيْءٍ إِلَّا حَاجَةً فِي نَفْسِ يَعْقُوبَ قَضَاهَا وَإِنَّا</p> <p>ہاں یعقوب کے ہی کی ایک خواہش تھی، جو اس نے پوری کر لی اور بھگ</p> <p>لَنُوعِلِمَ لِمَا عَلَّمْنَاهُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۱۸</p> <p>وہ صاحب علم ہے حق ہمارے سکھانے سے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے بلکہ</p>		
مَنْزِل ۱۳		

کوئی اس کا شریک نہیں، دنیا کے حکام مجازی طور پر قانونی حکم کے رب کی طرف سے مختار ہیں، لہذا اس آیت پر کچھ اعتراض نہیں، رب فرمانا ہے کہ اگر خاوند دیوی میں کچھ جھگڑا ہو جاوے تو خَابَتْ بَنَاتُكَ مَاتَتْ أَهْلُهَا وَتَعَلَّيْنِ مَاتَتْ أَهْلُهَا ایک حکم مرد کی طرف سے ایک عورت کی طرف سے سمجھو، وہ آیت اس کے خلاف نہیں ۱۰ یعنی فرزند ان یعقوب علیہ السلام اپنے والد کے حکم کے مطابق حنفیہ علیحدہ دروازوں سے شرمیں داخل ہوئے، معلوم ہوا کہ باپ کی فرمانبرداری رب کو بڑی پیاری ہے کہ ان کی اس فرمانبرداری کا بہت محبت سے ذکر فرمایا ۱۱ یعنی تدبیر تدبیر کو نہیں بدل سکتی ہاں بزرگوں کی دعا سے تقدیریں بدل جاتی ہیں آدم علیہ السلام کی دعا سے، داؤد علیہ السلام کا، عمر بھائے ۶۰ سال، کے سر ۳، ۱۰، ۲۰، ۳۰، ۴۰، ۵۰، ۶۰، ۷۰، ۸۰، ۹۰، ۱۰۰، ۱۱۰، ۱۲۰، ۱۳۰، ۱۴۰، ۱۵۰، ۱۶۰، ۱۷۰، ۱۸۰، ۱۹۰، ۲۰۰، ۲۱۰، ۲۲۰، ۲۳۰، ۲۴۰، ۲۵۰، ۲۶۰، ۲۷۰، ۲۸۰، ۲۹۰، ۳۰۰، ۳۱۰، ۳۲۰، ۳۳۰، ۳۴۰، ۳۵۰، ۳۶۰، ۳۷۰، ۳۸۰، ۳۹۰، ۴۰۰، ۴۱۰، ۴۲۰، ۴۳۰، ۴۴۰، ۴۵۰، ۴۶۰، ۴۷۰، ۴۸۰، ۴۹۰، ۵۰۰، ۵۱۰، ۵۲۰، ۵۳۰، ۵۴۰، ۵۵۰، ۵۶۰، ۵۷۰، ۵۸۰، ۵۹۰، ۶۰۰، ۶۱۰، ۶۲۰، ۶۳۰، ۶۴۰، ۶۵۰، ۶۶۰، ۶۷۰، ۶۸۰، ۶۹۰، ۷۰۰، ۷۱۰، ۷۲۰، ۷۳۰، ۷۴۰، ۷۵۰، ۷۶۰، ۷۷۰، ۷۸۰، ۷۹۰، ۸۰۰، ۸۱۰، ۸۲۰، ۸۳۰، ۸۴۰، ۸۵۰، ۸۶۰، ۸۷۰، ۸۸۰، ۸۹۰، ۹۰۰، ۹۱۰، ۹۲۰، ۹۳۰، ۹۴۰، ۹۵۰، ۹۶۰، ۹۷۰، ۹۸۰، ۹۹۰، ۱۰۰۰، ۱۰۱۰، ۱۰۲۰، ۱۰۳۰، ۱۰۴۰، ۱۰۵۰، ۱۰۶۰، ۱۰۷۰، ۱۰۸۰، ۱۰۹۰، ۱۱۰۰، ۱۱۱۰، ۱۱۲۰، ۱۱۳۰، ۱۱۴۰، ۱۱۵۰، ۱۱۶۰، ۱۱۷۰، ۱۱۸۰، ۱۱۹۰، ۱۲۰۰، ۱۲۱۰، ۱۲۲۰، ۱۲۳۰، ۱۲۴۰، ۱۲۵۰، ۱۲۶۰، ۱۲۷۰، ۱۲۸۰، ۱۲۹۰، ۱۳۰۰، ۱۳۱۰، ۱۳۲۰، ۱۳۳۰، ۱۳۴۰، ۱۳۵۰، ۱۳۶۰، ۱۳۷۰، ۱۳۸۰، ۱۳۹۰، ۱۴۰۰، ۱۴۱۰، ۱۴۲۰، ۱۴۳۰، ۱۴۴۰، ۱۴۵۰، ۱۴۶۰، ۱۴۷۰، ۱۴۸۰، ۱۴۹۰، ۱۵۰۰، ۱۵۱۰، ۱۵۲۰، ۱۵۳۰، ۱۵۴۰، ۱۵۵۰، ۱۵۶۰، ۱۵۷۰، ۱۵۸۰، ۱۵۹۰، ۱۶۰۰، ۱۶۱۰، ۱۶۲۰، ۱۶۳۰، ۱۶۴۰، ۱۶۵۰، ۱۶۶۰، ۱۶۷۰، ۱۶۸۰، ۱۶۹۰، ۱۷۰۰، ۱۷۱۰، ۱۷۲۰، ۱۷۳۰، ۱۷۴۰، ۱۷۵۰، ۱۷۶۰، ۱۷۷۰، ۱۷۸۰، ۱۷۹۰، ۱۸۰۰، ۱۸۱۰، ۱۸۲۰، ۱۸۳۰، ۱۸۴۰، ۱۸۵۰، ۱۸۶۰، ۱۸۷۰، ۱۸۸۰، ۱۸۹۰، ۱۹۰۰، ۱۹۱۰، ۱۹۲۰، ۱۹۳۰، ۱۹۴۰، ۱۹۵۰، ۱۹۶۰، ۱۹۷۰، ۱۹۸۰، ۱۹۹۰، ۲۰۰۰، ۲۰۱۰، ۲۰۲۰، ۲۰۳۰، ۲۰۴۰، ۲۰۵۰، ۲۰۶۰، ۲۰۷۰، ۲۰۸۰، ۲۰۹۰، ۲۱۰۰، ۲۱۱۰، ۲۱۲۰، ۲۱۳۰، ۲۱۴۰، ۲۱۵۰، ۲۱۶۰، ۲۱۷۰، ۲۱۸۰، ۲۱۹۰، ۲۲۰۰، ۲۲۱۰، ۲۲۲۰، ۲۲۳۰، ۲۲۴۰، ۲۲۵۰، ۲۲۶۰، ۲۲۷۰، ۲۲۸۰، ۲۲۹۰، ۲۳۰۰، ۲۳۱۰، ۲۳۲۰، ۲۳۳۰، ۲۳۴۰، ۲۳۵۰، ۲۳۶۰، ۲۳۷۰، ۲۳۸۰، ۲۳۹۰، ۲۴۰۰، ۲۴۱۰، ۲۴۲۰، ۲۴۳۰، ۲۴۴۰، ۲۴۵۰، ۲۴۶۰، ۲۴۷۰، ۲۴۸۰، ۲۴۹۰، ۲۵۰۰، ۲۵۱۰، ۲۵۲۰، ۲۵۳۰، ۲۵۴۰، ۲۵۵۰، ۲۵۶۰، ۲۵۷۰، ۲۵۸۰، ۲۵۹۰، ۲۶۰۰، ۲۶۱۰، ۲۶۲۰، ۲۶۳۰، ۲۶۴۰، ۲۶۵۰، ۲۶۶۰، ۲۶۷۰، ۲۶۸۰، ۲۶۹۰، ۲۷۰۰، ۲۷۱۰، ۲۷۲۰، ۲۷۳۰، ۲۷۴۰، ۲۷۵۰، ۲۷۶۰، ۲۷۷۰، ۲۷۸۰، ۲۷۹۰، ۲۸۰۰، ۲۸۱۰، ۲۸۲۰، ۲۸۳۰، ۲۸۴۰، ۲۸۵۰، ۲۸۶۰، ۲۸۷۰، ۲۸۸۰، ۲۸۹۰، ۲۹۰۰، ۲۹۱۰، ۲۹۲۰، ۲۹۳۰، ۲۹۴۰، ۲۹۵۰، ۲۹۶۰، ۲۹۷۰، ۲۹۸۰، ۲۹۹۰، ۳۰۰۰، ۳۰۱۰، ۳۰۲۰، ۳۰۳۰، ۳۰۴۰، ۳۰۵۰، ۳۰۶۰، ۳۰۷۰، ۳۰۸۰، ۳۰۹۰، ۳۱۰۰، ۳۱۱۰، ۳۱۲۰، ۳۱۳۰، ۳۱۴۰، ۳۱۵۰، ۳۱۶۰، ۳۱۷۰، ۳۱۸۰، ۳۱۹۰، ۳۲۰۰، ۳۲۱۰، ۳۲۲۰، ۳۲۳۰، ۳۲۴۰، ۳۲۵۰، ۳۲۶۰، ۳۲۷۰، ۳۲۸۰، ۳۲۹۰، ۳۳۰۰، ۳۳۱۰، ۳۳۲۰، ۳۳۳۰، ۳۳۴۰، ۳۳۵۰، ۳۳۶۰، ۳۳۷۰، ۳۳۸۰، ۳۳۹۰، ۳۴۰۰، ۳۴۱۰، ۳۴۲۰، ۳۴۳۰، ۳۴۴۰، ۳۴۵۰، ۳۴۶۰، ۳۴۷۰، ۳۴۸۰، ۳۴۹۰، ۳۵۰۰، ۳۵۱۰، ۳۵۲۰، ۳۵۳۰، ۳۵۴۰، ۳۵۵۰، ۳۵۶۰، ۳۵۷۰، ۳۵۸۰، ۳۵۹۰، ۳۶۰۰، ۳۶۱۰، ۳۶۲۰، ۳۶۳۰، ۳۶۴۰، ۳۶۵۰، ۳۶۶۰، ۳۶۷۰، ۳۶۸۰، ۳۶۹۰، ۳۷۰۰، ۳۷۱۰، ۳۷۲۰، ۳۷۳۰، ۳۷۴۰، ۳۷۵۰، ۳۷۶۰، ۳۷۷۰، ۳۷۸۰، ۳۷۹۰، ۳۸۰۰، ۳۸۱۰، ۳۸۲۰، ۳۸۳۰، ۳۸۴۰، ۳۸۵۰، ۳۸۶۰، ۳۸۷۰، ۳۸۸۰، ۳۸۹۰، ۳۹۰۰، ۳۹۱۰، ۳۹۲۰، ۳۹۳۰، ۳۹۴۰، ۳۹۵۰، ۳۹۶۰، ۳۹۷۰، ۳۹۸۰، ۳۹۹۰، ۴۰۰۰، ۴۰۱۰، ۴۰۲۰، ۴۰۳۰، ۴۰۴۰، ۴۰۵۰، ۴۰۶۰، ۴۰۷۰، ۴۰۸۰، ۴۰۹۰، ۴۱۰۰، ۴۱۱۰، ۴۱۲۰، ۴۱۳۰، ۴۱۴۰، ۴۱۵۰، ۴۱۶۰، ۴۱۷۰، ۴۱۸۰، ۴۱۹۰، ۴۲۰۰، ۴۲۱۰، ۴۲۲۰، ۴۲۳۰، ۴۲۴۰، ۴۲۵۰، ۴۲۶۰، ۴۲۷۰، ۴۲۸۰، ۴۲۹۰، ۴۳۰۰، ۴۳۱۰، ۴۳۲۰، ۴۳۳۰، ۴۳۴۰، ۴۳۵۰، ۴۳۶۰، ۴۳۷۰، ۴۳۸۰، ۴۳۹۰، ۴۴۰۰، ۴۴۱۰، ۴۴۲۰، ۴۴۳۰، ۴۴۴۰، ۴۴۵۰، ۴۴۶۰، ۴۴۷۰، ۴۴۸۰، ۴۴۹۰، ۴۵۰۰، ۴۵۱۰، ۴۵۲۰، ۴۵۳۰، ۴۵۴۰، ۴۵۵۰، ۴۵۶۰، ۴۵۷۰، ۴۵۸۰، ۴۵۹۰، ۴۶۰۰، ۴۶۱۰، ۴۶۲۰، ۴۶۳۰، ۴۶۴۰، ۴۶۵۰، ۴۶۶۰، ۴۶۷۰، ۴۶۸۰، ۴۶۹۰، ۴۷۰۰، ۴۷۱۰، ۴۷۲۰، ۴۷۳۰، ۴۷۴۰، ۴۷۵۰، ۴۷۶۰، ۴۷۷۰، ۴۷۸۰، ۴۷۹۰، ۴۸۰۰، ۴۸۱۰، ۴۸۲۰، ۴۸۳۰، ۴۸۴۰، ۴۸۵۰، ۴۸۶۰، ۴۸۷۰، ۴۸۸۰، ۴۸۹۰، ۴۹۰۰، ۴۹۱۰، ۴۹۲۰، ۴۹۳۰، ۴۹۴۰، ۴۹۵۰، ۴۹۶۰، ۴۹۷۰، ۴۹۸۰، ۴۹۹۰، ۵۰۰۰، ۵۰۱۰، ۵۰۲۰، ۵۰۳۰، ۵۰۴۰، ۵۰۵۰، ۵۰۶۰، ۵۰۷۰، ۵۰۸۰، ۵۰۹۰، ۵۱۰۰، ۵۱۱۰، ۵۱۲۰، ۵۱۳۰، ۵۱۴۰، ۵۱۵۰، ۵۱۶۰، ۵۱۷۰، ۵۱۸۰، ۵۱۹۰، ۵۲۰۰، ۵۲۱۰، ۵۲۲۰، ۵۲۳۰، ۵۲۴۰، ۵۲۵۰، ۵۲۶۰، ۵۲۷۰، ۵۲۸۰، ۵۲۹۰، ۵۳۰۰، ۵۳۱۰، ۵۳۲۰، ۵۳۳۰، ۵۳۴۰، ۵۳۵۰، ۵۳۶۰، ۵۳۷۰، ۵۳۸۰، ۵۳۹۰، ۵۴۰۰، ۵۴۱۰، ۵۴۲۰، ۵۴۳۰، ۵۴۴۰، ۵۴۵۰، ۵۴۶۰، ۵۴۷۰، ۵۴۸۰، ۵۴۹۰، ۵۵۰۰، ۵۵۱۰، ۵۵۲۰، ۵۵۳۰، ۵۵۴۰، ۵۵۵۰، ۵۵۶۰، ۵۵۷۰، ۵۵۸۰، ۵۵۹۰، ۵۶۰۰، ۵۶۱۰، ۵۶۲۰، ۵۶۳۰، ۵۶۴۰، ۵۶۵۰، ۵۶۶۰، ۵۶۷۰، ۵۶۸۰، ۵۶۹۰، ۵۷۰۰، ۵۷۱۰، ۵۷۲۰، ۵۷۳۰، ۵۷۴۰، ۵۷۵۰، ۵۷۶۰، ۵۷۷۰، ۵۷۸۰، ۵۷۹۰، ۵۸۰۰، ۵۸۱۰، ۵۸۲۰، ۵۸۳۰، ۵۸۴۰، ۵۸۵۰، ۵۸۶۰، ۵۸۷۰، ۵۸۸۰، ۵۸۹۰، ۵۹۰۰، ۵۹۱۰، ۵۹۲۰، ۵۹۳۰، ۵۹۴۰، ۵۹۵۰، ۵۹۶۰، ۵۹۷۰، ۵۹۸۰، ۵۹۹۰، ۶۰۰۰، ۶۰۱۰، ۶۰۲۰، ۶۰۳۰، ۶۰۴۰، ۶۰۵۰، ۶۰۶۰، ۶۰۷۰، ۶۰۸۰، ۶۰۹۰، ۶۱۰۰، ۶۱۱۰، ۶۱۲۰، ۶۱۳۰، ۶۱۴۰، ۶۱۵۰، ۶۱۶۰، ۶۱۷۰، ۶۱۸۰، ۶۱۹۰، ۶۲۰۰، ۶۲۱۰، ۶۲۲۰، ۶۲۳۰، ۶۲۴۰، ۶۲۵۰، ۶۲۶۰، ۶۲۷۰، ۶۲۸۰، ۶۲۹۰، ۶۳۰۰، ۶۳۱۰، ۶۳۲۰، ۶۳۳۰، ۶۳۴۰، ۶۳۵۰، ۶۳۶۰، ۶۳۷۰، ۶۳۸۰، ۶۳۹۰، ۶۴۰۰، ۶۴۱۰، ۶۴۲۰، ۶۴۳۰، ۶۴۴۰، ۶۴۵۰، ۶۴۶۰، ۶۴۷۰، ۶۴۸۰، ۶۴۹۰، ۶۵۰۰، ۶۵۱۰، ۶۵۲۰، ۶۵۳۰، ۶۵۴۰، ۶۵۵۰، ۶۵۶۰، ۶۵۷۰، ۶۵۸۰، ۶۵۹۰، ۶۶۰۰، ۶۶۱۰، ۶۶۲۰، ۶۶۳۰، ۶۶۴۰، ۶۶۵۰، ۶۶۶۰، ۶۶۷۰، ۶۶۸۰، ۶۶۹۰، ۶۷۰۰، ۶۷۱۰، ۶۷۲۰، ۶۷۳۰، ۶۷۴۰، ۶۷۵۰، ۶۷۶۰، ۶۷۷۰، ۶۷۸۰، ۶۷۹۰، ۶۸۰۰، ۶۸۱۰، ۶۸۲۰، ۶۸۳۰، ۶۸۴۰، ۶۸۵۰، ۶۸۶۰، ۶۸۷۰، ۶۸۸۰، ۶۸۹۰، ۶۹۰۰، ۶۹۱۰، ۶۹۲۰، ۶۹۳۰، ۶۹۴۰، ۶۹۵۰، ۶۹۶۰، ۶۹۷۰، ۶۹۸۰، ۶۹۹۰، ۷۰۰۰، ۷۰۱۰، ۷۰۲۰، ۷۰۳۰، ۷۰۴۰، ۷۰۵۰، ۷۰۶۰، ۷۰۷۰، ۷۰۸۰، ۷۰۹۰، ۷۱۰۰، ۷۱۱۰، ۷۱۲۰، ۷۱۳۰، ۷۱۴۰، ۷۱۵۰، ۷۱۶۰، ۷۱۷۰، ۷۱۸۰، ۷۱۹۰، ۷۲۰۰، ۷۲۱۰، ۷۲۲۰، ۷۲۳۰، ۷۲۴۰، ۷۲۵۰، ۷۲۶۰، ۷۲۷۰، ۷۲۸۰، ۷۲۹۰، ۷۳۰۰، ۷۳۱۰، ۷۳۲۰، ۷۳۳۰، ۷۳۴۰، ۷۳۵۰، ۷۳۶۰، ۷۳۷۰، ۷۳۸۰، ۷۳۹۰، ۷۴۰۰، ۷۴۱۰، ۷۴۲۰، ۷۴۳۰، ۷۴۴۰، ۷۴۵۰، ۷۴۶۰، ۷۴۷۰، ۷۴۸۰، ۷۴۹۰، ۷۵۰۰، ۷۵۱۰، ۷۵۲۰، ۷۵۳۰، ۷۵۴۰، ۷۵۵۰، ۷۵۶۰، ۷۵۷۰، ۷۵۸۰، ۷۵۹۰، ۷۶۰۰، ۷۶۱۰، ۷۶۲۰، ۷۶۳۰، ۷۶۴۰، ۷۶۵۰، ۷۶۶۰، ۷۶۷۰، ۷۶۸۰، ۷۶۹۰، ۷۷۰۰، ۷۷۱۰، ۷۷۲۰، ۷۷۳۰، ۷۷۴۰، ۷۷۵۰، ۷۷۶۰، ۷۷۷۰، ۷۷۸۰، ۷۷۹۰، ۷۸۰۰، ۷۸۱۰، ۷۸۲۰، ۷۸۳۰، ۷۸۴۰، ۷۸۵۰، ۷۸۶۰، ۷۸۷۰، ۷۸۸۰، ۷۸۹۰، ۷۹۰۰، ۷۹۱۰، ۷۹۲۰، ۷۹۳۰، ۷۹۴۰، ۷۹۵۰، ۷۹۶۰، ۷۹۷۰، ۷۹۸۰، ۷۹۹۰، ۸۰۰۰، ۸۰۱۰، ۸۰۲۰، ۸۰۳۰، ۸۰۴۰، ۸۰۵۰، ۸۰۶۰، ۸۰۷۰، ۸۰۸۰، ۸۰۹۰، ۸۱۰۰، ۸۱۱۰، ۸۱۲۰، ۸۱۳۰، ۸۱۴۰، ۸۱۵۰، ۸۱۶۰، ۸۱۷۰، ۸۱۸۰، ۸۱۹۰، ۸۲۰۰، ۸۲۱۰، ۸۲۲۰، ۸۲۳۰، ۸۲۴۰، ۸۲۵۰، ۸۲۶۰، ۸۲۷۰، ۸۲۸۰، ۸۲۹۰، ۸۳۰۰، ۸۳۱۰، ۸۳۲۰، ۸۳۳۰، ۸۳۴۰، ۸۳۵۰، ۸۳۶۰، ۸۳۷۰، ۸۳۸۰، ۸۳۹۰، ۸۴۰۰، ۸۴۱۰، ۸۴۲۰، ۸۴۳۰، ۸۴۴۰، ۸۴۵۰، ۸۴۶۰، ۸۴۷۰، ۸۴۸۰، ۸۴۹۰، ۸۵۰۰، ۸۵۱۰، ۸۵۲۰، ۸۵۳۰، ۸۵۴۰، ۸۵۵۰، ۸۵۶۰، ۸۵۷۰، ۸۵۸۰، ۸۵۹۰، ۸۶۰۰، ۸۶۱۰، ۸۶۲۰، ۸۶۳۰، ۸۶۴۰، ۸۶۵۰، ۸۶۶۰، ۸۶۷۰، ۸۶۸۰، ۸۶۹۰، ۸۷۰۰، ۸۷۱۰، ۸۷۲۰، ۸۷۳۰، ۸۷۴۰، ۸۷۵۰، ۸۷۶۰، ۸۷۷۰، ۸۷۸۰، ۸۷۹۰، ۸۸۰۰، ۸۸۱۰، ۸۸۲۰، ۸۸۳۰، ۸۸۴۰، ۸۸۵۰، ۸۸۶۰، ۸۸۷۰، ۸۸۸۰، ۸۸۹۰، ۸۹۰۰، ۸۹۱۰، ۸۹۲۰، ۸۹۳۰، ۸۹۴۰، ۸۹۵۰، ۸۹۶۰، ۸۹۷۰، ۸۹۸۰، ۸۹۹۰، ۹۰۰۰، ۹۰۱۰، ۹۰۲۰، ۹۰۳۰، ۹۰۴۰، ۹۰۵۰، ۹۰۶۰، ۹۰۷۰، ۹۰۸۰، ۹۰۹۰، ۹۱۰۰، ۹۱۱۰، ۹۱۲۰، ۹۱۳۰، ۹۱۴۰، ۹۱۵۰، ۹۱۶۰، ۹۱۷۰، ۹۱۸۰، ۹۱۹۰، ۹۲۰۰، ۹۲۱۰، ۹۲۲۰، ۹۲۳۰، ۹۲۴۰، ۹۲۵۰، ۹۲۶۰، ۹۲۷۰، ۹۲۸۰، ۹۲۹۰، ۹۳۰۰، ۹۳۱۰، ۹۳۲۰، ۹۳۳۰، ۹۳۴۰، ۹۳۵۰، ۹۳۶۰، ۹۳۷۰، ۹۳۸۰، ۹۳۹۰، ۹۴۰۰، ۹۴۱۰، ۹۴۲۰، ۹۴۳۰، ۹۴۴۰، ۹۴۵۰، ۹۴۶۰، ۹۴۷۰، ۹۴۸۰، ۹۴۹۰، ۹۵۰۰، ۹۵۱۰، ۹۵۲۰، ۹۵۳۰، ۹۵۴۰، ۹۵۵۰، ۹۵۶۰، ۹۵۷۰، ۹۵۸۰، ۹۵۹۰، ۹۶۰۰، ۹۶۱۰، ۹۶۲۰، ۹۶۳۰، ۹۶۴۰، ۹۶۵۰، ۹۶۶۰، ۹۶۷۰، ۹۶۸۰، ۹۶۹۰، ۹۷۰۰، ۹۷۱۰، ۹۷۲۰، ۹۷۳۰، ۹۷۴۰، ۹۷۵۰، ۹۷۶۰، ۹۷۷۰، ۹۷۸۰، ۹۷۹۰، ۹۸۰۰، ۹۸۱۰، ۹۸۲۰، ۹۸۳۰، ۹۸۴۰، ۹۸۵۰، ۹۸۶۰، ۹۸۷۰، ۹۸۸۰، ۹۸۹۰، ۹۹۰۰، ۹۹۱۰، ۹۹۲۰، ۹۹۳۰، ۹۹۴۰، ۹۹۵۰، ۹۹۶۰، ۹۹۷۰، ۹۹۸۰، ۹۹۹۰، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴،

(یعنی صلوٰۃ ۳۸۸) السلام سے ملاوٹا آپ کی خواہش تھی جسے آپ نے اس قدر سے پورا کر لیا، یعقوب علیہ السلام بڑے علم والے ہیں، ۳۳۰ یعنی یوسف علیہ السلام کے گروہ نور آئندہ تمام حالات کا انہیں علم ہے اور کہیں نہ ہو حضرت یعقوب خدوی یوسف علیہ السلام کی خواب کی تعبیر میں فرما چکے ہیں وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيَخْلُقُ لَكَ مَا تَشَاءُ یعنی اللہ کے پیاروں کے علوم کا انکو لوگ انکار کرتے ہیں وہ بھی کہتے ہیں کہ یعقوب علیہ السلام اور یوسف علیہ السلام بے خیر تھے۔ ان حضرات نے یوسف علیہ السلام کو خبر دی کہ ہم نبیائیں کو لے آئے، آپ نے فرمایا بہت اچھا کیا، پھر ان سب بزرگوں کی شاندار مصالحت فرمائی۔ علیہ وسلم و سحر و خوں

یوسف ۳۳

۳۸۸

و ما یزنی ۱۳

وَلَمَّا دَخَلُوا عَلَى يُوسُفَ أَوَىٰ إِلَيْهِ أَخَاهُ قَالَ إِنِّي

اور جب وہ یوسف کے پاس گئے اس نے اپنے بھائی کو اپنے پاس بگڑی بنا لیا انہیں وہاں میں

أَنَا أَخُوكَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۖ فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ

میں تیار کیا ان کو یہ جو کہہ کر انہیں اس کا کام دیکھا کہ پھر جب ان کا سامان

يُجَاهِزُهُمْ جَعَلَ السَّقَايَةَ فِي رَحْلِ أَخِيهِ ثُمَّ أَذِنَ

بہا کر دیا یہاں اپنے بھائی کے کام سے میں رکھ دیا تھ پھر ایک منادی نے

مُؤَدِّنَ آيَتِهَا الْعِيبُ إِنَّكُمْ لَسَارِقُونَ ۖ قَالُوا وَأَقْبَلُوا

نہا کی اسے قافلہ والوں سے شک تم چور ہو نہ ہونے اور ان کی طرف

عَلَيْهِمْ مَا ذُكِّرْتُمْ ۚ قَالُوا أَتَفْقِدُونَ ۖ قَالُوا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ

موجود ہونے تم کیا نہیں جانتے ہونے بادشاہ کا وہ باندہ نہیں ملتا ہے

وَلَمِنْ جَاوِيَةٍ حِمْلٌ بَعِيرٌ وَأَنَّا بِهِ زَعِيمٌ ۖ قَالُوا اتَّالِهَ

اور جو اسے لائے گا اس کے لئے ایک اونٹ کا بوجھ ہے اور میں اس کا ضامن ہوں

لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْأَرْضِ وَمَا كُنَّا

ہونے خدا کی قسم تمہیں خوب معلوم ہے کہ ہم زمین میں فساد کرنے دآئے اور نہ ہم

سَارِقِينَ ۖ قَالُوا فَمَا جَزَاءُكَ إِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِينَ ۖ

چور ہیں یا بولے پھر کیا سزا ہے اس کی اگر تم جھوٹے ہو

قَالُوا جَزَاءُكَ مَنْ وَجَدَنِي رَحْلَهُ فهُوَ جَزَاءُكَ كَذٰلِكَ

بولے اس کی سزا ہے کہ جس کے اسباب میں ملے وہی اس کے بدلے میں نکال دے

فَجَزَىٰ الظَّالِمِينَ ۖ فَبَدَأَ بِأَوْعِيَّتِهِمْ قَبْلَ وَعَاءِ أَخِيهِ

یہاں ظالموں کی پہلی سزا ہے نہ تو اول ان کی غریبوں سے تلاشی شروع کی اپنے

ثُمَّ اسْتَخْرَجَهُمْ مِنْ وَعَاءِ أَخِيهِ كَذٰلِكَ كَذٰلِكَ يُوسُفُ

بھائی کی طرف سے پہلے پھر اپنے بھائی کی غریبوں سے تلاشی شروع کی اپنے

مذہل ۳

بجائے۔ ہر دسترخوان پر دو صاحبوں کو بٹھایا۔ نبیائیں اکیلے رہ گئے تو رو پڑے دل میں سوچا کہ اگر آج یوسف علیہ السلام ہوتے تو میرے ہمراہ بیٹھے، یوسف علیہ السلام نے نبیائیں سے کہا کہ تم اکیلے رہ گئے آؤ میرے ساتھ دسترخوان پر بیٹھو۔ ۲۔ یوسف علیہ السلام نے کھانا ملاحظہ فرماتے ہوئے فرمایا کہ اگر میں تمہارے بھائی کی جگہ ہو جاؤں تو کھانا نبیائیں نے عرض کیا کہ آپ جیسا بھائی کے میسر ہو سکتا ہے، مگر یعقوب علیہ السلام کا نور نظر ہوتا اور راحل کلفت بگڑ ہوتا آپ کو کیسے حاصل ہو سکتا ہے، اس پر یوسف علیہ السلام رو پڑے اور چپکے سے فرمایا میں یوسف ہوں، مگر راز ظاہر نہ کرنا نبیائیں سن کر بے خود ہو گئے اور عرض کیا کہ اب میں آپ سے جدا نہیں ہوں گا، آپ نے فرمایا کہ تمہیں روکنے کی کوئی صورت نہیں، اس کے سوائے کہ کوئی ٹاپنہ پرہ پلٹ تمہاری طرف منسوب کی جائے۔ نبیائیں نے عرض کیا کوئی مضائقہ نہیں (خراشیں اٹھانے) تب اگلا واقعہ پیش آیا، اس سے معلوم ہوا کہ جو کچھ ہوا طے شدہ پروگرام کے مطابق ہوا، اس میں نبیائیں کو ذلیل کرنا مقصود نہ تھا معاذ اللہ ۳۔ غلہ میں پکانے یا تو خود رکھ دیا، کسی سے رکھو ادیا۔ پھر حافظ سلمان سے بیان طلب فرمایا، اس نے دو چیزیں انگریزوں کو دے دی ہیں وہاں قافلہ کی طرف گیا اور یہ کھانا وہ سمجھا کہ انہی انہیں کو ٹاپ کر غلہ دیا ہے یہ ہی لوگ لے گئے ہوں گے ۴۔ یہ کلام یوسف علیہ السلام کا نہیں، ورنہ جھوٹ ہوتا۔ ملک ملانے والے کا کلام ہے، وہ اصل واقعہ سے بے خبر تھا، لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۵۔ جو بادشاہ کے پانی پینے کا تھا، جو اہرات سے جڑا ہوا، اس وقت اس سے غلہ ٹاپ کر دیا جاتا تھا، یہ پالہ نبیائیں کے سلمان میں رکھ دیا گیا اور قافلہ کھانوں کے راستہ پر چل پڑا، یعنی جو کوئی وہ پالہ لاوے اسے ایک اونٹ غلہ انعام دیا جاوے گا، آج کل گندہ چیز کی تلاش پر انعام کا اعلان کرتے ہیں، اس کا ماخذ یہ آیت سے ۷۔ معلوم ہوا کہ مال کی خفانت یا کفالت جائز ہے اور لفظ زیمہ سے خفانت ہو جاتی ہے۔ آج بھی ضامن بن جانے کا درواج ہے۔ اس کا ماخذ یہ آیت کریمہ ہے ۸۔ کیونکہ ہم دوبار مقرر آچکے ہیں۔

تم نے ہمارا تقویٰ و طہارت آزمایا، ایسے منہی لوگ چور نہیں ہوتے، تم تو چوری کا چارہ بھی اپنے اونٹوں کو نہیں دیتے۔ مگر سے اپنے لئے کھانا، سواروں کے لئے چارہ لے کر چلتے ہیں ۹۔ یعنی اگر تمہارے پاس چیز نکل آئے تو تم اپنی سزا خود بخود کرو، اس سے معلوم ہوا کہ کسی جرم پر سزا انہیں میں ملے کر لینا بھی درست ہے بشرطیکہ وہ سزا خلاف شرع نہ ہو، مثلاً یعنی دین یعقوبی میں چوری کی سزا یہ ہے کہ مالک مال چور کو جب تک چاہے اپنا غلام بنا کر رکھے مگر وہ اس کو فروخت کرنے کا حق نہ رکھتا تھا صرف اس سے خدمت لیتا تھا اب اس سے معلوم ہوا کہ شرعی حیلے درست ہیں کیونکہ یوسف علیہ السلام نے نبیائیں کو روکنے کا ایک حیلہ ہی اختیار فرمایا اور یہ بالکل

(بقیہ صفحہ ۳۸۸) چنانچہ جلد قاسم پر ظلم نہ تھا۔ رب تعالیٰ نے محبوب علیہ السلام کو ایک جلد کی تعلیم فرمائی تھی کہ خُذْ بِذِيكَ وَنُشْطِ لِحْ اِنِے ہاتھ میں جمانے کے بارے میں خیال رہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اس جلد میں نہ تو جھوٹ بولا کیونکہ آپ کے خدام نے کہا تھا کہ تم چور ہو نہ کہ آپ نے خود خدام سے فرقا نہ آپ نے بھائی کو چوری کا بہانہ لگایا، بلکہ جو کچھ کیا کیا خود غیبی امن کے حوالہ سے کیا گیا۔ اسی لئے رب نے اس کی تہنیت فرمائی اور فرمایا اِنَّكَ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ تھو جسے حق نے ہم نے سکھائی کہ انہوں نے اس معاملہ میں پہلے بھائیوں سے قانون پر چلایا اور غیبی امن کا روکنا آسان ہو گیا۔ راز بھی عقل نہ ہو اور نہ مسر کا قانون چور کا بدلہ اور اس سے دو گنا مل وصول کیا تھا۔ یوسف علیہ السلام ہو اگر انہما کے

کام درپردہ رب کے کام ہوتے ہیں، ان پر اعتراض رب پر اعتراض ہے، دیکھو غیبی امن کو روکنے کا یہ جلد یوسف علیہ السلام نے کیا، مگر رب نے لکھا کہ یہ سب کچھ انہی ہم نے سکھایا

۱۔ یعنی اگر یوسف علیہ السلام پہلے بھائیوں سے یہ سزا ملنے کے لئے تو دوسری قانون سے غیبی امن کو نہ روک سکتے تھے۔ حق کا قانون چور کو ظلم پہنچانے کا نہ تھا۔ اس سے دو گنا سکھایا ہوئے ایک یہ کہ یوسف علیہ السلام کے سارے بھائی عالم دین تھے مگر یوسف علیہ السلام ان سب سے زیادہ عالم تھے، دوسرے یہ کہ علم دین بظہری مرتبہ کا ذریعہ ہے عالم غیر عالم سے افضل ہے۔ یعنی لولا تو غیبی امن نے چوری نہیں کی تھی اس کی عقل سے یہاں ان کے سلمان میں پڑ گیا ہو گا اور اگر واقعی چوری کی ہے تو ہم نے حقور نہیں دیا ہم خود اس کے حکم سے ہیں یہ دوسری جلد کے حکم سے ان کے بھائی یوسف علیہ السلام نے بھی ایک دفعہ چوری کی تھی ۳۔ اس طرح کہ یوسف علیہ السلام نے بچپن

شریف میں اپنے نانا کا بت چرایا تھا اور اسے توڑ کر بھرت میں ڈال دیا تھا۔ یہ درحقیقت بت پرستی تھی دو گنا تھا نہ چوری، انہوں نے بطور وطن یہ کہا کہ یوسف علیہ السلام کے اس مہار کام کو چوری کہتے ہو اور جو کچھ تم نے یوسف علیہ السلام کے ساتھ کیا اس پر شرمندہ نہیں ہوئے، خیال رہے کہ جو کوئی بت چرائے یا توڑ دے یا غلطی مندرگی وغیرہ چرائے یا توڑ دے اس کے ہاتھ نہ کشیں گے کیونکہ وہ کہہ سکتا ہے کہ میں نے کفر یا فسق مطلق نہ کئے یہ کام کیا چوری کرنا مقصود نہ تھا۔ یعنی اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ واقعہ وہ نہیں جو تم کہتے ہو نہ یوسف علیہ السلام نے چوری کی تھی اور نہ غیبی امن نے وہ بت عین تھی اور یہ غیبی امن کو روکنے کی تدبیر ہے جو یوسف علیہ السلام کے فوت ہو جانے سے بہت ممکن رہے ہیں اور غیبی امن سے تسکین حاصل کرتے ہیں غیبی امن کے بدلہ رک جانے سے وہ بہت بے قرار ہو جائیں گے کیونکہ ان کا دبا سا سارا بھی جاتا رہے گا۔ کیونکہ قانون اور چیز ہے اور مہلتی کچھ اور مہلتی قانون سے لپڑ ہے اس سے معلوم ہو اگر کہ یوسف علیہ السلام کے دین میں چوری سزا

ماکان ۳
۳۸۹
یوسف ۱۲

مَا كَانَ لِيَأْخُذَ أَخَاهُ فِي دِينِ الْمَلِكِ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ تَرْفَعُ دَرَجَتٍ مَّنْ نَّشَاءُ وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ

ہوٹا ہے قانون میں اسے نہیں پہنچاتا کہ اپنے بھائی کو لے لے کر پھر کر خدا

عَلِيمٌ ۱۰) قَالُوا لَٰنَ يَسِرُّقَ فَقَدْ سَرَقَ أَخٌ لَّهُ مِنْ قَبْلُ

ہا ہے ہم جسے چاہیں درجوں میں بلند کریں اور ہم دالے سے اور ہر ایک علم والا

فَاسْتَرَاهَا يَوْسُفُ فِي نَفْسِهِ وَلَمْ يُبَيِّهَا لَهُمْ ۱۱) قَالَ

ہے نہ تو یوسف نے یہ بات اپنے دل میں رکھی اور ان پر ظاہر نہ کی تھی میں کیا تم

أَنْتُمْ شَرَرْتُمْ مَكَانًا ۱۲) وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا تَصِفُونَ ۱۳) قَالُوا

ہر جگہ ہو وہی اور اللہ خوب جانتا ہے جو باتیں بناتے ہو

يَا أَيُّهَا الْعَزِيزُ إِنَّ لَهُ أَبًا شَيْخًا كَبِيرًا فَخُذْ أَحَدًا

اے عزیز کا ایک باپ ہیں بڑے بڑے نہ تو ہم میں اس کی جگہ

مَكَانَهُ ۱۴) إِنْ أَنْزَلْنَاهُ مِّنَ الْمَحْسِنِينَ ۱۵) قَالَ مَعَاذَ اللَّهِ

کسی کو لے لو چنگ ہم ہمارے احسان دیکھ رہے ہیں نہ کہا خدا کی بناہ

أَنْ نَّأْخُذَ إِلَّا مَن وَجَدْنَا مَتَاعًا عِنْدَهُ ۱۶) إِنْ أَذًا

کہ ہم میں مگر اسی کو جس کے پاس ہمارا مال ملا جب تو ہم ظالم

لَظْلُمُونَ ۱۷) فَلَمَّا اسْتَبَسَّوْا مِنْهُ خَلَصُوا بِحَيَاتٍ ۱۸) قَالَ

ہوں گے نہ پھر جب اس سے ناامید ہوئے نہ ایک جاگرو کر مٹی کرنے گئے، انکار بڑا

كَبِيرُهُمْ أَلَمْ تَعْلَمُوا أَنَّ أَبَاكُمْ قَدْ أَخَذَ عَلَيْكُمْ مَوْثِقًا

بھائی بولا کیا تمہیں خبر نہیں کہ تمہارے باپ نے تم سے اللہ کا عہد لیا تھا

مِّنَ اللَّهِ وَمِنْ قَبْلُ مَا قَرَّطْتُمْ فِي يُوسُفَ ۱۹) فَلَنْ

اور اس سے پہلے یوسف کے حق میں تم نے کسی تعبیر کی تھی تو میں ہنساں

متر ۳

حق العہد تھی نہ کہ حق اللہ، نہ وہ اس معافی کی سفارش نہ کرتے اتاری شریعت میں بھی مقدمہ حاکم کے پاس پہنچے سے پہلے چوری حق العہد ہوتی ہے اور حاکم کے پاس پہنچ کر حق اللہ میں باقی ہے کہ پھر ہندہ صاف نہیں کر سکتا۔ کیونکہ ہم کہہ رہے ہیں کہ غیبی امن کو روکنے کا حکم ہوا ہے، نیز ہم نے غیبی امن سے ہی روک لینے کا وعدہ کیا ہے اب اگر ہم ان کو چلا جائے تو انہی اور تم کو لیں گے تو رب کے احکام کی مخالفت کریں گے اور غیبی امن سے وعدہ خلافی کیونکہ اس وقت چوری کی سزا حق العہد تھی، نہ ہندہ صاف کر سکتا ہے، نہ وہ واقعہ ہے جس کی غریب یوسف علیہ السلام نے پہلے وقت اشارت، نہ وہی تھی کہ فرما دیا تھا اَلَا يَحْضَاكُمْ كَرِيهَ كَمْ سَبَّحْنَا بِكَ يَٰيُحْيٰى كِي تَنْفُكِلْ ہوتی ہے اب کہ غیبی امن کی مخالفت کرنا اور بھیت اپنے ساتھ لانا ہم نے ان کی مخالفت نہ کی۔ ورنہ ملنے سکتے کہ وہ کر ان کی غرضی بھولنے اور عہد کو اسے نہ کہ چنانچہ اس سے نہ تو اور نہ غیبی امن کو روک سکتے یوسف علیہ السلام کے بارے میں ہم پہلی بار عدلی پر چکے ہیں اب معلوم ہوا کہ جرم پر شرمندہ ہوا تو یہی اصل ہے یہ لوگ کثرت واقعہ پر ظلم

(بقیہ صفحہ ۳۸۸) ہوئے اس لئے سفلیں مل گئی توبہ کے لئے خط توبہ پونا ضروری نہیں جو لفظ یہ معنی دے دے توبہ ہے ان حضرات کا دل میں یہ سوچنا ہی توبہ تھا اب جو انہیں برا کہہ رہا تھا وہ عالم ہے۔
 اب یعنی مصر میں رہوں گا تو قہر کیا تو اب جان مجھے کھانا آنے کی اجازت دے دیں یا بادشاہ مصر بنائیں کو چھوڑ دے اب میں ان کے سامنے کس منہ سے جاؤں۔ یہ
 یسودا کا کلام ہے جو ان سب میں عمر میں بڑے تھے بعد میں یہ ہی یعقوب علیہ السلام کے پاس یوسف علیہ السلام کی خوشخبری لے کر گئے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ یہ گفتگو
 روایت کی ہے جو عقل میں ان سب میں بڑے تھے۔ ۲۔ یعنی ان کی طرف چوری کی نسبت کی گئی اس لئے آگے فرماتے ہیں کہ ہم غیب کے نگہبان نہیں رب جانے

أَبْرَحَ الْأَرْضَ حَتَّى يَأْذَنَ لِي أَبِي أَوْ يَحْكُمَ اللَّهُ لِي

سے نہ تلوں گا یہاں تک کہ میرے باپ کی اجازت نہ ملے یا اللہ مجھے حکم فرمائے

وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ ۝۱۱ ارجعوا إلى آيكم ففقؤوا أيابنا

اور اس کا حکم تم بہتر اپنے باپ کے پاس لوٹ کر جادو پھر عرض کرو کہ اسے ہمارے

إِنَّ ابْنَك سَرَقَ وَمَا شَهِدْنَا إِلَّا بِمَا عَلَّمْنَا وَمَا كُنَّا

بلکہ آپ کے بچے نے چوری کی تھی اور ہم تو اتنی ہی بات کے گواہ ہوئے تھے جتنی ہمارے

لِلْغَيْبِ حَفِظِينَ ۝۱۲ وَسَلِّ الْقَرْيَةَ الَّتِي كُنَّا فِيهَا وَ

میں ہی میں اور ہم غیب کے نگہبان نہ تھے اور اس بستی سے بلکہ وہ دیکھتے جس میں ہم تھے نہ تلو

الْعِيرَ الَّتِي أَقْبَلْنَا فِيهَا وَإِنَّا لَصَادِقُونَ ۝۱۳ قَالَ بَلْ

اس قافلے سے میں ہی ہوں آئے اور ہم نے شک ہے کہ میں نے کہا ہمارے نفس

سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَمْ أَفَصْبِرُ جَبِيلُ عَسَى اللَّهُ

نے ہمیں کہہ حیل بنا دیا کہ تو اہل مہر ہے غریب ہے کہ اللہ

أَنْ يَأْتِيَنِي بِهِمْ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ۝۱۴

ان سب کو مجھ سے لا ملائے نہ ہے شک دینی علم وحکمت والا ہے

وَتَوَلَّى عَنْهُمْ وَقَالَ يَا سَقِي عَلَى يَوْسُفَ وَابْيَضَّتْ

اور ان سے منہ پھیرا اور کہا اسے افسوس یوسف کی بھاری پروا اس کی آنکھیں

عَيْنُهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيمٌ ۝۱۵ قَالُوا تَاللَّهِ تَفْتَقَرُوا

تم سے مفید ہو گئیں تو وہ قصہ کھانا بنا ہی ہوئے خدا کی قسم آپ ہی

تَذَكَّرُ يَوْسُفَ حَتَّى تَكُونَ حَرَضًا أَوْ تَكُونَ مِنَ

یوسف کی یاد کرتے رہیں گے یہاں تک کہ گور کرنا سے جا لیں یا جان سے

الْهَالِكِينَ ۝۱۶ قَالَ إِنَّمَا أَشْكُو بَثِّي وَحُزْنِي إِلَى اللَّهِ

گذر جائیں گے کہا میں تو ابھی پریشانی اور غم کی فریاد اللہ ہی سے کرتا ہوں

واقعہ میں وہ چور ہیں کہ نہیں اس سے معلوم ہوا کہ کسی
 کے پاس مال برآمد ہو جانے پر بھی دیکھنے والا یقین سے
 اسے چور نہیں کہہ سکتا حاکم بھی تحقیق کے بعد ہاتھ
 کاٹنے کا حکم دے۔ محض مال برآمد ہو جانے پر ہاتھ نہ کٹوا
 دے ۳۔ معلوم ہوا کہ عربی زبان میں قریہ شر کو بھی کہتے
 ہیں دیکھو انہوں نے مصر کو قریہ کہا لہذا جہاں جمعہ کے
 لئے قریہ استعمال ہوا وہاں سنی شہر ہیں اور جمعہ گاؤں میں
 نہیں ہو سکتا ۴۔ چونکہ ایک دفعہ پہلے یہ حضرت غلط
 بیانی سے کام لے چکے تھے اس لئے اب انہیں خیال تھا کہ
 لاجپان کو ہمارے جج کا بھی اعتبار نہ ہو گا اس لئے کہا کہ
 مصر والوں سے پوچھ لیجئے انسان کو چاہیے کہ بیش سوچ کر
 بولے ۵۔ اس گفتگو میں یوسف علیہ السلام بھی داخل
 ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ یوسف علیہ السلام کو جدا کرنے میں
 بھی میرے بیٹوں ہی نے حیل کیا تھا اور بنیامین کو بھی جدا
 کرنے میں میرے بیٹے یعنی یوسف علیہ السلام نے حیل
 کیا۔ ورنہ بنیامین بھلا کیسے چوری کر سکتے ہیں۔ معلوم ہوا
 کہ یعقوب علیہ السلام، یوسف علیہ السلام کے ہر حال سے
 خبردار تھے اور انفسکم جمع فرما کر یہ بتایا کہ نہ تم بادشاہ کو
 ہمارا قانون بتاتے نہ بنیامین وہاں روکے جاتے کیونکہ ان
 کے قانون میں چوری کی یہ سزا نہیں تھی ۶۔ اس سے پتہ
 لگا کہ یعقوب علیہ السلام جانتے تھے کہ بنیامین حضرت
 یوسف کے پاس مصر میں ہیں کیونکہ ۱۰۔ جمع کے لئے آتا
 ہے۔ جو کم از کم تین پر بولی جاتی ہے اور وہاں یسودا ہی رہ
 گئے تھے لہذا تیسرے یوسف علیہ السلام ہی ہوئے آپ کو
 یہ بھی خبر تھی کہ عترت یہ وہ سب جگہ سے طیس کے بلینہ
 کے معنی یہ ہیں کہ وہ لوگ جگہ سے لئے کھانا میں آئیں
 گے بلکہ معنی یہ ہیں کہ مجھ سے لئے آئیں گے اور ایسا ہی
 ہوا کہ جب یعقوب علیہ السلام مصر تشریف لے گئے تو
 یوسف علیہ السلام اور بنیامین آپ کے استقبال کے لئے شہر
 سے باہر تشریف لائے ۷۔ اس آیت سے چند مسئلے
 معلوم ہوئے ایک یہ کہ پیاروں کے فراق میں رونا جائز
 ہے۔ دوسرے یہ کہ نبی ناپاک ہو سکتے ہیں یعقوب علیہ

السلام اسی برس تک لگا دھرو تے رہے حتیٰ کہ بیٹیاں جاتی رہی اور یوسف علیہ السلام کی لہجے ڈالنے پر آنکھیں روشن ہو گئیں رب فرماتا ہے فَازْدَحْخِيزْ جِبْتِ شَعِيبَ
 علیہ السلام خوف الہی میں دوڑتے دوڑتے ناپاک ہو گئے تھے (روح) تیسرے یہ کہ یعقوب علیہ السلام کا یہ گریہ و زاری بظاہر یوسف علیہ السلام کے فراق میں تھی اور درپردہ
 عشق الہی میں تھا یہ محبت اس حقیقی عشق کا ذریعہ بن گئی۔ (روح) ورنہ آپ یوسف علیہ السلام کے ہر حال سے خبردار تھے۔ خود فرما چکے تھے کہ اللہ مجھے ان سے
 ملائے گا چوتھے یہ کہ جس روئے میں نوحہ نہ ہو مدح نہیں یہی رسم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیم کی وفات پر آنسوؤں سے روئے تھے ۸۔ یہ عرض و معروض
 آپ کے صاحبزادوں اور دیگر اہل قربت نے کی یہ علامت نہ تھی بلکہ آپ کے حال پر ترس کھا کر مبروئے کی تھی ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ سے فریاد کرنا مبر

(بقیہ صفحہ ۳۹۰) کے خلاف نہیں، بلکہ بے مبری کے کلمات منہ سے نکالنا یا لوگوں سے شکوے کرنا، بے مبری ہے۔ یعقوب علیہ السلام اسی برس تک روئے، مگر ایک بار بھی کوئی بے مبری کی بات منہ شریف سے نہ نکلی

۱۔ مجھے خبر ہے کہ یوسف علیہ السلام زندہ ہیں، یحیرت میں اور مجھ سے ملیں گے، ایک بار آپ نے ملک الموت سے بھی پوچھا تھا کہ کیا تم نے میرے یوسفؑ کی روح قبض کر لی ہے؟ انہوں نے کہا تھا نہیں، نیز جبریل امین سے بھی دریافت فرمایا تھا۔ انہوں نے بھی عرض کیا تھا کہ وہ یحیرت میں ہیں (روح و خزانہ العرفان) نیز یوسف علیہ

السلام کی خواب کی تعبیر بھی خود آپ ہی دے چکے تھے۔

۲۲ یعنی نبیائین جہاں ہیں وہاں یوسف علیہ السلام ہیں،
معلوم ہوا کہ آپ اصل والہ سے خلیفہ ہیں،

ہوا کہ تلاش محبوب کے لئے سفر کرنا سنتِ انبیاء سے

یعقوب علیہ السلام نے بچوں کو تلاش یوسف کے لئے سفر کا

சுந்தரம்

191

وما ابرئى

وَأَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٩١﴾ يٰبَنِي آدَمُ أَذْهَبُوا الصَّلَاةَ

۱۰۔ نبی اللہ کی وہ شائیں معلوم ہیں جو تم نہیں جانتے تھے اسے بیٹو ہلویوسف اور اس کے

مِنْ يُوسُفَ وَأَخِيهِ وَلَا تَأْتِي سُوًّا مِنْ رُوحِ اللَّهِ

بھائی کا سراغ لگاؤ ملے اور اللہ کی رحمت سے نوا امید نہ ہو

إِنَّهُ لَا يَأْتِيَنَّكَ مِنَ رُّوحِ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمَ الْكَافِرُونَ ﴿٥٠﴾

بے شک اللہ کی رحمت سے نا امید نہیں ہوتے مگر کامل لوگ

فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَيْهِ قَالُوا يَا أَيُّهَا الْعَزِيزُ مَسْنَا وَأَهْلُنَا

پھر جب وہ یوسف کے پاس پہنچے تو نے اسے عزیز میں اور چائے گھر والوں کو صحبت

الضَّرُّ وَجُنَّا بِضَاعَةٍ مَّزْجِيَةٍ فَأَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَ

ابھی تک اور ہم بے قدر بلوئی لے کر آئے ہیں تو آپ ہمیں ہلکا تاپ دیکھئے اور

تَصَدَّقْ عَلَيْنَا إِنَّ اللَّهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِينَ ﴿٨٩﴾

مہر خیرات کہے کہ بے شک اللہ خیرات والوں کو صلہ دیتا ہے ۵

قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَا فَعَلْتُمْ بِيُوسُفَ وَأَخِيهِ إِذْ

بولے کچھ خبر ہے تم نے دوست اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا کیا تھاں میرے

أَنْتُمْ جَاهِلُونَ ﴿٥٩﴾ قَالُوا إِنْ أَنْتَ إِلَّا يُونُسُ قَالَ

تم ناوان تھے کہ بولے کیا حج کی آپ ہی یوسف میں نہ کہا

أَنَا يُوسُفُ وَهَذَا أَخِي قَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا إِنَّهُ مِنْ

میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے جسے اللہ نے ہم پر احسان کیا ہے۔

يَتَّقُ وَيَصْبِرْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٥٠﴾

جو ہدایت کاری اور صبر کرے تو اللہ انکو کائنات خالق نہیں کرتا

قَالُوا اتَّٰلَٰهُ لَقَدْ اٰتٰهُ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِئِيْنَ ﴿٩١﴾

بولے خدا کی قسم بینک الٹے آپ کو ہم پر فضیلت دی اور بیشک ہم خطا دار تھے ۳۰

مفتول

فرمانِ مہربانی کے طور پر ہے، نہ کہ عتاب کے طور پر، یہ فرما کر آپ مسکرائے، آپ کے دانشوں کا نور دیکھ کر بھائیوں نے آپ کو پہچانا اور پولے والے یہ حضرات پہلے دوبار میں دربارِ بادِ سخی میں پہنچ کر بھی یوسف علیہ السلام کے پاس نہ پہنچے، انہیں نہ پا سکے آج اپنی بے کسی دکھائی، مجروح و اکسار افسار کیا تو یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچ گئے، دربارِ حموی کا بھی یہی حال ہے، رب فرماتا ہے: **وَرَبُّكَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ** یا مینا، **فَقَدْ ضَلُّوا عَنْ رُوحِ رَبِّكَ** لے لو وہاں بھی جملہ کتے سے بھی آتا مراد ہے اللہ یعنی سگ بھائی، یا وہ بھائی جس پر اللہ نے احسان فرمایا ورنہ بھائی تو یہ بھی تھے ۱۲۔ ہم سے مراد خود اپنی ذاتِ مبارک اور بنیامین ہیں۔ احسان سے مراد چھڑوں کا تجارت مل جانا اور زمانہ مصیبت میں صبر و شکر کرنا ہے، ورنہ تمام بھائیوں کو اللہ نے ایمان و تقویٰ طہارت بخشی غرضیکہ احسان خصوصی مراد ہے ۱۳۔ اس کا ثبوت بتا دے، واقعہ ہے کہ رب نے

(جہ ۳۹) عزت کے ساتھ چھوڑوں کو ملا دیا۔ یہ اتفاق ان بزرگوں کی قیادت میں تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان حضرات نے جو کچھ کیا تھا۔ یوسف علیہ السلام کی دشمنی میں نہ کیا تھا بلکہ ان کی مخالفت میں کیا۔ کہ کبھی نبی کی دشمنی کفر و ارتداد ہے اور مرتد سے تہذیب اٹھائی کرانی جاتی ہے صرف معمولی قیادت نہیں کرانی جاتی۔ اس سے معلوم ہوا کہ امیر سلویہ حضرت علی کے دشمن نہ تھے۔ خون منی کی وجہ سے قاتل تھے۔ دشمنی اور مخالفت میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اختلاف رائے نبی کی بھی گزرتا ہے۔ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو کچھ رائے دیں تو اس پر عمل ضروری نہیں۔ ان کا حکم ملتا فرض ہے۔ خیال رہے کہ یہاں خطا سے مراد عہد کا

مقتل نہیں بلکہ خطا رائے مراد ہے۔ یعنی جو ہم نے رائے قائم کی تھی وہ غلط تھی۔

۱۔ بدر ان یوسف علیہ السلام کے ذمہ حق العبد اور حق اللہ دونوں تھے۔ یوسف علیہ السلام نے حق العبد کو تو خود صاف فرما دیا لَا تَنْتَوِيْطُ بِكُمْ اَنْتُمْ فَرَاكِرْ اور حق اللہ کی مخالفت کے لئے دعا فرمادی کہ اللہ تمہیں صاف کرے۔ پیغمبر کی دعا قبول ہوتی ہے۔ رب تعالیٰ نے ان کی دعا کا بغیر تردید ذکر فرمایا۔ جس سے معلوم ہوا کہ ان سب بھائیوں کی سفارت ہو گئی ۲۔ ظاہر یہ ہے کہ اس قیاس سے مراد وہی کرتہ ہے جو آپ اس وقت پہنے ہوئے تھے۔ اور اس اختلاف سے معلوم ہوتا ہے کہ کرتے میں اس لئے شفا امراض کی تاثیر ہوتی کہ اسے صبر سے ہم سے مس ہو کچھ ضرر نہیں پہنچتا ہے کہ یہ قیاس ابراہیم علیہ السلام کی تھی جو غسل ہوتی ہوئی آپ تک پہنچی تھی ۳۔ اس سے وہ مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ محبوب علیہ السلام دوست دوست بیٹھا ہو چکے تھے۔ ورنہ آپ انھیں کھل جانے اور ان کے انگاریاں ہو جانے کی کیا وجہ۔ دوسرے یہ کہ بزرگوں کے تبرکات ان کے جسم سے چھوٹی ہوئی چیزیں پیاریوں کی شفا، داغ بلا مشکل کشا ہوتی ہیں تو خود وہ حضرات پیغمبر، داغ بلا و مشکل کشا ہیں۔ رب تعالیٰ نے ابوب علیہ السلام سے فرمایا اَنْتُمْ يَنْجِيْكُمْ هَذَا فَخَسِّنْ بِكُمْ وَتُخَسِّنْ۔ اپنا پاؤں زمین پر رکھو اس سے پانی کا چشمہ پھوٹے گا اسے پوچھو اور غسل کرو، شفا ہوگی، مہینہ پاک کی مٹی خاک شفا ہے کہ اسے حضور کے قدم سے مس نصیب ہوا ۴۔ یہ کلام آپ نے اپنے پوتوں اور دیگر اہل قریب سے فرمایا۔ ورنہ تمام فرزند تو اس وقت مصر میں تھے اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ یوسف علیہ السلام کے جسم شریف میں کوئی خاص ملک اور خوشبو تھی دوسرے یہ کہ خیر خدا کی طاقت سے دیکھتے نہتے اور سوجھتے ہیں۔ بنگلوں میں دور سے آپ یہ خوشبو سونگھ رہے تھے جو آپ کی قیاس میں بس مٹی تھی جیسے ہمارے حضور کے ہینڈ شریف میں گلاب کی خوشبو تھی حضرت

قَالَ لَا تَزِيْبُ عَلَيْكُمْ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ وَهُوَ

کہا آج تم پر کچھ طاقت نہیں البتہ نہیں صاف کرے گا اور وہ سب

اَرْحَمُ الرَّحِيْمِيْنَ ۱۰ اِذْ هَبُوا نَبِيْصِيْ هَذَا فَالْقُوْهُ

ہر باؤں سے بڑھ کر ہر بان سے میرا پر کرتاے ہاؤں اسے میرے باپ کے منہ

عَلٰی وَجْهِ اَبِيْ يٰ اَتَ بَصِيْرًا وَاَنْتُمْ يٰ اَهْلَكُمْ اَجْمَعِيْنَ

پر ڈالو ان کی آنکھیں کھل جائیں گی اور اپنے سب گھر بھر کو میرے پاس لے آؤ

وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّيْ اَجِدُ رِيْحَ يُسُفَ

جب قافلہ صبر سے جدا ہوا تو ان کے باپ نے کہا بیشک میں یوسف کی خوشبو پا رہا ہوں

لَوْلَا اَنْ تَفْتِنُوْا ۚ قَالُوْا اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلٰتٍ

اگر کچھ نہ کہو کہ کھٹک رہا ہے تو جتنے بولے خدا کی قسم آپ اپنی اسی پرانی خود رفتاری

الْقَدِيْمِ ۱۱ فَلَمَّا اَنْ جَاءَ الْبَشِيْرُ اَلْقَاهُ عَلٰی وَجْهِهِ

میں میں نے پھر جب خوشی سنائے والا آیا تو اسی نے وہ کرتا یعقوب

فَارْتَدَّ بَصِيْرًا قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَكُمْ اِنِّيْ اَعْلَمُ مِنْ

کے منہ پر ڈالا اسی وقت اس کی آنکھیں پھر آئیں کہ کہا میں نہ کہتا تھا کہ مجھے اللہ کی مدد ملے گی

اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۱۲ قَالُوْا يَا اَبَانَا اَسْتَغْفِرْ لَنَا

معلوم میں جو ہم نہیں جانتے تھے بولے اسے ہمارے باپ ہمارے گناہوں کی معافی

ذُنُوْبِنَا اِنَّا كُنَّا خٰطِيْٖٓنَ ۱۳ قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ

ما بخیر بے شک ہم خطاوار ہیں کہ کہا جلد میں تہجد کی بخشش اپنے رب سے

رَبِّيْ اِنَّهُ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۱۴ فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰی

چاہوں گا بیشک وہی بخشنے والا ہرمان ہے نہ پھر جب وہ سب یوسف کے

يُوسُفَ اَوْى اِلَيْهِ اَبُوْیْهِ وَقَالَ اَدْخُلُوْا مِصْرَانَ

پاس پہنچنے لے اس نے اپنے ماں باپ کو اپنے پاس جگہ دی کہ اور کہا میری داخل ہو

سلیمان علیہ السلام نے کئی میل سے چوٹی کی آواز سن لی تیسرے یہ کہ انبیاء کرام کی صفات کا اظہار ہر وقت نہیں ہوتا۔ یہ تو کل کی چمک کی طرح ہے کبھی ظاہر کبھی پوشیدہ۔ یعنی چونکہ آپ کو ہر وقت یوسف علیہ السلام کا خیال رہتا ہے اس لئے یہ خیال بندہ گیا۔ ورنہ انہیں وفات پائے عرصہ گزر چکا اس سے معلوم ہوا کہ لفظ خال کے معنی صرف گمراہی نہیں اور بہت سے معنی بھی ہیں ۶۔ یعنی یسودا یوسف علیہ السلام کے بڑے بھائی ہیں یہی یوسف علیہ السلام کی خون آلود قیاس لائے تھے اور انہوں نے ہی کہا تھا کہ انہیں بھیڑیا کہا گیا ان کی مرضی تھی کہ آج یوسف علیہ السلام کی زندگی میں ہی پہنچوں گا کہ یہ اس گناہ کا کفارہ بن جائے۔ یسودا کی خوشی کا یہ حال تھا کہ سر اور پاؤں سے نکلے اسی کا کوس تک بھاگتے چلے آئے مصر سے جو کھانا راستہ کے لئے لائے تھے۔ وہ بھی راہ میں پورا نہ کھایا (غزائن العرقان)

(بقیہ ۳۴۷)۔ اس سے معلوم ہوا کہ پانچویں پر بزرگوں کے حرکات و انانیت پر کتنا سخت بیخبر ہے مردے کے کفن میں کلمہ شریف لکھ کر رکھنا یا پھر کی قبض، تمہید رکھنا اس آیت سے مستحب ہو سکتا ہے کہ یہ حرکات پوی پوی شکل حل کر دیتے ہیں ۸۔ یعنی میں جانتا تھا کہ وہ زندہ اور خیریت ہیں بلکہ ان کی ہر حالت سے خبردار تھا ۹۔ قلعہ کے جمع فرمانے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس موقع پر محکمین یہود انہ آئے تھے، بلکہ دسوں بھائی آئے تھے مگر پہلے خوشخبری یہود انہ سنا کی تھی، چونکہ ظلم کی معافی کے لئے شرط یہ ہے کہ مظلوم صاف کرے اس لئے ان صاحبوں نے یعقوب علیہ السلام کی خدمت میں یہ درخواست پیش کی یعنی ہم کو آپ بھی معاف فرمادیں۔

اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں معافی کی درخواست فرمادیں ۱۰۔ اس وقت دعائے فرمائے اس لئے تھا کہ ابھی دل میں جوش نہ تھا جو قبولیت کے لئے اکسیر ہے یا وقت سحر کا انتظار تھا یا ملاقات یوسف علیہ السلام کا اس سے معلوم ہوا کہ صبح کے وقت کی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے ۱۱۔ یوسف علیہ السلام نے اپنے والد ماجد اور تمام اہل و اولاد کے لئے کے لئے دو سو سواریاں اور بہت سلمان بھیجا تھا۔ چنانچہ کل تیس افراد کھان سے مصر روانہ ہوئے، جب مصر کے قریب پہنچے تو یوسف علیہ السلام نے چار ہزار فوج لے کر آپ کا شاندار استقبال کیا۔ مصر کے تمام باشندے اس شاندار جشن کے نظارہ کے لئے نکل پڑے اس وقت یعقوب علیہ السلام یہودا کے ہاتھ پر ٹیک لگائے تشریف لارہے تھے، ملاحظہ فرمایا کہ تمام جنگل زرق برق سواروں، ریشی پھریوں سے بھرا چڑا ہے، پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں، یہودا نے عرض کیا کہ آپ کے نور نظر یوسف علیہ السلام اور ان کا لشکر ہے جو آپ کے استقبال کے لئے حاضر ہیں، جبریل علیہ السلام نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ اوپر دیکھئے، تمام وہ فرشتے اس نظارہ کے لئے حاضر ہیں جو آپ کے ساتھ غم میں رویا کرتے تھے۔ یہ دسویں محرم جمعہ کا دن تھا، جب باپ بیٹے قریب ہوئے تو یعقوب علیہ السلام نے فرمایا۔ تجھ پر سلام ہو اے رنج و غم مٹانے والے، پھر دونوں لپٹ کر خوب روئے، (خزائن العرفان) ۱۲۔ یہاں ماں سے مراد یوسف علیہ السلام کی خالہ یہی ہیں جو اس وقت یعقوب علیہ السلام کے نکاح میں تھیں، یہ ملاقات شہر سے باہر خیمہ میں ہوئی، جو یوسف علیہ السلام نے استقبال کے لئے تیار کرایا تھا

۱۳۔ پہلے کھان والوں کو شاہان مصر سے خوف رہتا تھا، اس لئے وہ مصر نہ آتے تھے اسی لئے آپ نے یہ فرمایا اور مصر کا یہ داخلہ پہلی ملاقات کے چند روز بعد ہوا۔ ۱۴۔ یعنی والدین اور گیارہ بھائی، یہاں مجھ سے مراد وہی عتی مجھ ہے، یعنی بیٹائی زمین پر رکھنا بلا دلیل قرآن کی آیات میں تاویل نہیں چاہیے اور یہ مجھ یوسف علیہ السلام کو تھا

نہ کہ رب تعالیٰ کو، جیسا کہ ل سے معلوم ہوتا ہے، جو مشائخ زمانہ اس آیت سے مجھ تعطبی کا جو از ثابت کرتے ہیں، انہیں چاہیے کہ وہ اپنے مریدوں کو مجھ کیس مریدوں سے اپنے کو مجھ نہ کرایا کریں، کیونکہ یہاں یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کو مجھ کیا ہے، یعنی باپ نے فرزند کو، یا پھر نے مرید کو، ہر حال یہ مجھ مجھ تھا نہ مجھ مہلت نہ تعطبی، دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے فرزند اور چاچہ کو بے آپ و دانہ جنگل میں چھوڑا، حکم الہی، تو یہ حکم خصوصی تھا۔ ان کے دین کا شرعی مسئلہ نہ تھا۔ مجھ تعطبی کی کچھ بحث ہم پہلے پارہ میں حضرت آدم علیہ السلام کو مجھ کی آیت میں کر چکے ہیں ۱۵۔ اس سے یہ قطعی طور پر ثابت نہیں ہوا کہ مجھ تعطبی دین یعقوبی میں جائز تھا کیونکہ ان صاحبوں نے صرف اس موقع پر یہ ہی ایک مجھ کیا اور وہ بھی خواب پورا کرنے کو، جیسے کہ حضرت ابراہیم (علیہ السلام) نے ۹۴۷۔

۳۹۳

یوسف

۳۹۳

یوسف

شَاءَ اللَّهُ آمِينَ ۝ وَرَفَعَ أَبُوبِهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوا

اللہ چاہے تو آسمان کے ساتھ نہ اور اپنے ماں باپ کو گھٹ پر بٹھایا اور سب نے اس کے

لَهُ سُبُعًا ۝ وَقَالَ يَا بَتِ هَذَا تَأْوِيلُ رُؤْيَايَ مِنْ

لئے سب سے گئے تھے اور یوسف نے کہا اے میرے باپ یہ میرے پہلے خواب کی تفسیر ہے

قَبْلُ ۚ قَدْ جَعَلْنَا رُبِّي حَقًّا وَقَدْ أَحْسَنَ بِي إِذْ أَخْرَجَنِي

نہ، بیشک اے میرے رب نے مجھ کو سچا کیا اور مجھے نیک اس نے مجھ پر احسان کیا کہ مجھے قید

مِنَ السِّجْنِ وَجَاءَ بِكَ مِنَ الْبَدْوِ مِنْ بَعْدِ أَنْ

سے نکالا اور آپ سب کو گاؤں سے لے آ کر بعد اُنکے کہ شیطان نے مجھ

تَزَعُ الشَّيْطَانُ بَيْنِي وَبَيْنَ إِخْوَتِي ۚ إِنَّ رُبِّي لَطِيفٌ

میں اور میرے بھائیوں میں نا پائی کرادی تھی نہ بے شک میرا رب جس بات کو

لِيَأْيَسَاءُ إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ۝ رَبِّ قَدْ آتَيْتَنِي

چاہے آسان کرنے بے شک وہی علم و حکمت والا ہے اے میرے رب، بیشک

مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِي مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ ۚ

نے مجھے ایک سلطنت دی اور مجھے کچھ باتوں کا اہتمام نکالنا سکھایا

فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ أَنْتَ وَلِيّٰ فِى الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ

اے آسمانوں اور زمین کے بنانے والے تو میرا کایا بنائے والا ہے دنیا اور آخرت میں

تَوْفَنِي مُسْلِمًا ۚ وَالْحَقْنِي بِالصَّالِحِينَ ۝ ذٰلِكَ مِنْ

مجھے مسلمان اٹھا اور ان سے ملا جو میرے قریب خاص کے لائق ہیں نہ یہ کچھ غیب کی

أَنْبَاءِ الْغَيْبِ ۚ نُوحِيهِ إِلَيْكَ ۚ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ أَجْمَعُوا

خبریں ہیں جو ہم ہماری طرف وحی کرتے ہیں اور ہم ان کے پاس نہ تھے جب انہوں نے اپنا

أَمْرُهُمْ وَهَمَّ يَتُكَّرُونَ ۝ وَمَا أَكْثَرَ النَّاسَ وَلَوْ حَرَصْتَ

کا بچا کیا تھا اور وہ داؤں چل رہے تھے نہ اور اکثر آدمی تم کتنا ہی چاہو ایمان نہ

کہ کیونکہ انبیاء کرام نبوت اور تبلیغ پر کسی سے کچھ اجرت لینے سے معصوم و محفوظ ہیں۔ شان نزول: یہ آیت کفار مکہ کے متعلق نازل ہوئی جو اللہ تعالیٰ کو خالق رزاق مان کر بتوں کو پوچھتے تھے اور اپنے تلبیہ میں کہتے تھے، حیرانگی شریک نہیں، سوائے ایک شریک کے، یعنی لاہ بھی کہتے تھے اور شرک بھی کرتے تھے، اور اللہ کو ایک مان کر اس کے بیٹے بیٹیاں مانتے تھے۔ معلوم ہوا کہ امید اور امن میں بڑا فرق ہے، امید میں خوف رہتا ہے اور امن میں بے غمی ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ پر امن کفر ہے اور امید ایمان ہے، یہاں عذاب سے مراد وہ عذاب ہے جو اسباب کے باعث آوے، جیسے جگوں میں قل و قید یا جیسے قحط وغیرہ کیونکہ مافوق الاسباب کے متعلق رب نے وعدہ فرما دیا تھا کہ مَا كَانِ اللَّهُ يُعَذِّبُهُمْ وَأَنْتَ يُعَذِّبُهُمْ

وما آتینک من شئ الا بحسب ما تطلب ۳۹۱۲

بمؤمنین ۱۰ وَمَا تَسْأَلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ اِنْ هُوَ

لائیس گئے اور تم اس پر ان سے کچھ اجرت نہیں مانگتے لے پو تو نہیں مگر

الَّذِكْرُ لِلْعَالَمِينَ ۱۱ وَكَانَ مِنْ آيَةِ فِي السَّمَوَاتِ

سادے جہان کو نصیحت اور کئی نشانیاں ہیں آسمانوں

وَالْأَرْضِ يَمْشُونَ عَلَيْهِمْ حَذَاهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُونَ ۱۲ وَمَا

اور زمین میں کہ اکثر لوگ ان پر گزرتے ہیں اور ان سے بے خبر رہتے ہیں اور ان میں

يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ ۱۳ أَفَأَمِنُوا

اکثر وہ ہیں کہ اللہ پر ایمان نہیں لاتے مگر شرک کرتے ہوئے ان کا اس سے منکر

أَنْ تَأْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللَّهِ أَوْ تَأْتِيَهُمْ

ہو جیسے کہ اللہ کا عذاب انہیں آکر گھر لے سکے یا قیامت ان پر اچانک

السَّاعَةُ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۱۴ قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي

آجائے اور انہیں خبر نہ ہو تم فرماؤ یہ میری راہ ہے

أَدْعُو إِلَى اللَّهِ عَلَى بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي وَ

میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں میں اور جو میرے ساتھ ہیں وہ بھی دل کی آگاہی رکھتے

سُبْحَنَ اللَّهِ وَمَا آتَانَا مِنَ الْمُسْتَرِكِينَ ۱۵ وَمَا أَرْسَلْنَا

میں نے اور اللہ کو پاک ہے اور میں شریک کرنے والا نہیں ہوں اور ہم نے تم سے

مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رَجُلًا ظَلَمَ الْيَوْمَ مِنَ أَهْلِ الْقُرَىٰ

پہلے تجھے رسول جیسے سب کو ہی تجھے نہیں بھیج دیا کرتے اور سب گمراہ کے ساتھی تھے

أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

لو کیا یہ لوگ زمین میں پڑے نہیں تو دیکھتے ان سے پہلوں کا کیا انجام

الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَكِنَّا أَلَّا تُخَالِفُوا خَيْرَ الَّذِينَ اتَّقَوْا

ہوا ان اور بے شک آخرت کا گھر وہ بہتر گھروں کے لئے بہتر ہے

منزل ۳

اور قیامت سے مراد موت ہے موت ہر شخص کی چھوٹی قیامت ہے، خیال رہے کہ اچانک موت قافل کے لئے عذاب اور بوس قافل کے لئے رب کی رحمت ہے کیونکہ کافر قافل موت کی تیاری پہلے سے نہیں کرتا اور مومن ہمیشہ تیار رہتا ہے۔ حضرت ابراہیم، داؤد و سلیمان علیہم السلام کی وفات اچانک ہوئی، اچانک موت وہ نہیں جس سے پہلے تیاری نہ ہو بلکہ وہ ہے کہ اس سے پہلے تیاری نہ ہو، یعنی اسلام، اس سے معلوم ہوا کہ دین حق کی پہچان یہ ہے کہ وہ اللہ کے نبی اور اولیاء اللہ کا دین ہو جو ان کے خلاف ہو وہ دین حق نہیں آج البتہ کے سوا تمام دین اولیاء اللہ کا دین نہیں، لہذا وہ باطل ادیان ہیں۔ ان سے مراد صحابہ کرام اور اولیاء عظام ہیں، ہر شخص کو لازم ہے کہ ان کی اتباع کرے رب فرماتا ہے وَابْتِغِ فِي نَفْسِكَ ثَوَابَ اللَّهِ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نبی کسی وقت بھی مشرک نہیں ہوتے نہ ظہور نبوت سے پہلے نہ بعد میں، رب فرماتا ہے مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ دوسرے یہ کہ اپنا ایمان چھپانا درست نہیں، ایمان کو اس طرح ظاہر کرو کہ تمہارے قول و فعل صورت، میرت سے تمہارا موطن ہوتا ظاہر ہو، کفار کی شکل بنانا بھی اپنا ایمان چھپانا ہے۔ شان نزول کفار مکہ کا کرتے تھے کہ اللہ نے انسان کو نبی کیوں بنایا، فرشتے نبی بنا کر کیوں نہ بھیجے، ان کے جواب میں یہ آیت آئی۔ جس میں فرمایا گیا کہ اس پر کیا قیوب کرتے ہو، پہلے ہی سے انسان نبی ہوئے اس سے معلوم ہوا کہ فرشتہ، جن، عورت کبھی نبی نہ ہوئے، البتہ بعض انبیاء کو نبوت، بھیجن میں ہی عطا ہوئی، رب فرماتا ہے وَأَنْتَ لَئِنْ لَّمْ يَكُنْ مِّنْهُمْ لَبَدْلٌ لَّكَ عَذَابٌ عَظِيمٌ ہوا کہ عورت سے مرد افضل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبوت، قضاء، امامت مردوں کے لئے خاص فرمائی، یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی شہروں میں ہوتے ہیں، یعقوب علیہ السلام اور آپ کی اولاد گاؤں کے نہ تھے بلکہ اپنے مال مویشی کی وجہ سے وہاں عارضی قیام پذیر تھے ۸۔ اس میں سوال انکاری ہے کہ مکہ والے اپنے کاروبار تجارت کے سلسلہ میں قوم عاد و ثمود کے اجڑے ہوئے دیار پر گزرتے ہیں اور انہیں یہ بھی خبر ہے کہ وہ سب اپنے نبی کی مخالفت سے ہلاک ہوئے پھر بھی عبرت حاصل نہیں کرتے ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن دنیا میں خواہ کتنا ہی عیش و آرام سے ہو مگر آخرت کا عیش یہاں سے کہیں زیادہ پائے گا اور کافر اگرچہ کتنا ہی مصیبت میں ہو مگر آخرت کا عذاب سخت تر پائے گا۔ لہذا مومن عیش میں بھی دنیا سے بیزار رہتا ہے کافر مصیبت میں بھی دنیا پر فریفتہ ہوتا ہے، اسی لئے فرمایا گیا ہے کہ دنیا مومن کی جیل ہے کافر کی جنت، اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ مومن دنیا میں یقیناً تکلیف میں رہے اور کافر راحت میں۔

۱۔ معلوم ہوا کہ اسباب سے ناامیدی بری نہیں، بلکہ بعض وقت ثواب ہے، اللہ تعالیٰ سے ناامیدی بری ہے، اسباب سے ناامیدی اعلیٰ درجہ کا توکل ہے ۲۔ یعنی ان انبیاء کی قوم کے کفار نے گمان کیا کہ نبیوں کی ارشاد فرمائی ہوئی عذاب کی خبریں غلط تھیں، یہ گمان نہ تو نبیوں نے کیا اور نہ ان پر ایمان لانے والوں نے لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں، اس معلوم ہوا کہ رحمت الہی کے آنے میں اگر دیر لگے تو کھیرا نہ چاہیے ۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بزرگان دین کے قصے ایمان و تقویٰ سکون قلب حاصل ہونے کا ذریعہ ہیں، دوسرے یہ کہ جلد وہ ہی ہے جو ان قصوں سے عبرت حاصل کر کے مومن ہو جاوے کافر خواہ کتنا ہی جالاک ہو، بے وقوف ہے، جو گائے بھینس صرف گور پر پیشاب کرے،

دودھ نہ دے، وہ ذبح کے قابل ہے جو عقل صرف دنیا بٹائے دین حاصل نہ کرے، وہ ہلاکت کے لائق ہے ۴۔ معلوم ہوا کہ قرآن شریف کے بعد کوئی اور نبی و کتاب نہیں آئے والی، کیونکہ قرآن میں کسی کی بشارت نہیں، تصدیق ہے، بشارت آئندہ کی ہوتی ہے، یعنی قرآن کا ایک نفع تو گزشتہ نبیوں کو ہوا کہ اس کی برکت سے تمام دنیا میں ان کی تصدیق ہو گئی، ایک نفع اے محبوب آپ کو ہوا کہ یہ آپ کے لئے تمام علوم غیبیہ کی تفصیل ہے جو لوح محفوظ میں ہے، اور ایک نفع سارے مومنوں کو ہوا کہ انہیں قرآن کے ذریعہ سے ہدایت اور رحمت ملی، خیال رہے کہ قرآن کی ایک ہدایت و رحمت تو عام لوگوں کو ملی یعنی راہنمائی اور غیبی عذابوں سے نجات اور ایک ہدایت و رحمت صرف مسلمانوں کو ملی یعنی مقصود تک پہنچانا اور جنت کا استحقاق، لہذا آیت صاف ہے ۵۔ سورہ رعد کی ہے یعنی ہجرت سے پہلے نازل ہوئی، سوائے دو آیتوں کے کہ وہ مدنی ہیں، ایک تو لَا يُؤْمِنُ الَّذِينَ كَفَرُوا آجِ دُوسرے يَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنَّتَ مُرْسَلٌ اس میں چھ رکوع اور ۳۳ آیات آئمہ سو بیس کلمے تین ہزار پانچ سو چھ حروف ہیں بعض علاؤ نے اس سورت کو مدنی فرمایا ۶۔ غلک میں گزشتہ اور آئندہ ساری آیات کی طرف اشارہ ہے یا سورہ رعد کی آیات کی طرف، کتاب سے مراد قرآن ہے ۷۔ معلوم ہوا کہ قرآن و حدیث دونوں ہی حق ہیں کیونکہ یہاں دَالِدٌ عَلَىٰ تَوْحِيدِ اللَّهِ فرمایا گیا، حدیث بھی رب کی طرف سے اتری ہوئی ہے، فرق صرف یہ ہے کہ قرآن میں لفظ بھی رب کے ہیں، حدیث میں لفظ تو حضور کے ہیں اور مضمون رب کا، اس لئے حدیث شریف کی تلاوت نماز میں نہیں ہوتی، مگر احکام شرعیہ کے لئے قرآن و حدیث یکساں رکھتے ہیں، بلکہ دَالِدٌ سے حدیث شریف مراد ہو تو بہتر ہے کیونکہ کتاب کا ذکر تو پہلے ہو چکا، اب دَالِدٌ میں کوئی اور چیز چاہیے مطوف بیٹھ مطوف علیہ سے غیر ہوتا ہے ۸۔ اس طرح کہ کفار میں سے کوئی اسے شعر کہتا ہے کوئی جادو،

وہ آیت ۱۳
۳۹۵
الرعد ۱۳

أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝ حَتَّىٰ إِذَا اسْتَيْسَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوا
 تو کیا نہیں عقل نہیں یہاں تک جب رسولوں کو گھبراہٹ ہوئی کہ ہمیں نہ اور کچھ
أَنَّهُمْ قَدْ كُذِّبُوا جَاءَهُمْ نَصْرٌ مِّنْ قِبَلِي مَن نَّشَاءُ
 کہ رسولوں نے ان سے غلط کہا تھا انہوں نے ہمارے مددگار تو جسے ہم نے چاہا بھیجا گیا
وَلَا كَيْدٌ بِإِسْنَانٍ ۚ الْقَوْمُ الْمُجْرِمِينَ ۝ لَقَدْ كَانَ
 اور ہمارا عذاب ہرگز لوگوں سے بھیرا نہیں جاتا بے شک ان کی
فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ۚ مَا كَانَ حَدِيثًا
 خبروں سے عقلمندوں کی آنکھیں کھلتی ہیں تہہ یہ کوئی بناوٹ کی بات
يُفْتَرَىٰ وَلَٰكِن تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ تَفْصِيلَ
 نہیں بلکہ اپنے سے اگلے کلاموں کی تصدیق ہے اور ہر چیز
كُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّلْقَوْمِ الْيُؤْمِنُونَ ۝
 کا مفصل بیان اور مسلمانوں کے لئے ہدایت اور رحمت تہہ
إِنَّا أَنزَلْنَاهُ ۝ ۱۳ سُوْرَةُ الرَّعْدِ مَدَنِيَّةٌ ۝ ۹۶ لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ
 سورہ الرعد مدنی ہے اس میں ۴۴ آیتیں چھ رکوع اور آئمہ سو بیس کلمے ہیں
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝
 اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا
الْمَزِيَّةَ تِلْكَ آيَةُ الْكِتَابِ وَالَّذِي أُنْزِلَ إِلَيْكَ
 یہ کتاب کی آیتیں ہیں اور وہ جو ہماری طرف ہمارے رب کے
مِّنْ رَبِّكَ الْحَقُّ وَلَٰكِن أَكْثَرُ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ ۝
 پاس سے اترائے حق ہے مگر اکثر آدمی ایمان نہیں لاتے نہ
اللَّهُ الَّذِي رَفَعَ السَّمُوتَ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا
 اللہ ہے جس نے آسمانوں کو بلند کیا بے ستونوں کے کہ تم دیکھو
 منزل ۳

کوئی کثافت اس سے معلوم ہوا کہ مؤثر کی تاثیر مٹا کر قابلیت پر موقوف ہے، بارش شور زمین میں سبز نہیں آگاسکتی، سورج چگاڑو کو روشنی نہیں پہنچا سکتا ۹۔ یعنی ایسے ستون نہیں جو ہمیں نظر آئیں، ورنہ آسمانوں کے ستون ہیں، اللہ کی قدرت معلول و انصاف، اولیاء اللہ انبیاء کرام ہیں اس کے ستون ہیں، یا تم دیکھ رہے ہو کہ آسمان کے ستون نہیں، یا ضیحا کا مرجع آسمان ہیں، یعنی تم آسمانوں کو دیکھ رہے ہو کہ بغیر ستون قائم ہیں، خیال رہے کہ آسمان بذات خود نظر نہیں آتا شفاف ہے، ہاں اس کے چاند سورج، تارے نظر آ رہے ہیں، یہ بالواسطہ آسمان کا نظر آتا ہے۔

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ عرش آسمان کے علاوہ کوئی اور مخلوق ہے، علم ہیئت والوں کا قول غلط ہے کہ فوس آسمان کا نام عرش اور آٹھویں کا نام کرسی ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ عرش کی پیدائش آسمانوں سے پہلے ہے مگر اس پر استواء اور توجہ فرماتا ہے آسمانوں کے بعد رب فرماتا ہے وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى السَّعْدِ قُوسِ سِیِّدِیْنِ کہ اللہ تعالیٰ عرش کے برابر ہو گیا نہ یہ کہ عرش پر بیٹھ گیا۔ بلکہ مقصد یہ ہے کہ عرش پر بعد فرمایا عرش کو اپنے احکام کا منبع بنایا اسے انوار کا تجلی کھڑا کر دیا جسے کہا جاتا ہے انقیض النبی علی تسبیحہ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ نہ زمین گھومتی ہے نہ آسمان بلکہ آسمان میں تارے ایسے گھوم رہے ہیں جسے دریا کے پانی میں چمکے والا رب فرماتا ہے تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَبِهِمْ السُّبْحُ اس گردش سے لوگوں کے فائدے ہیں ۳۔ حقیقت مدبر عالم رب تعالیٰ ہے اور مجازاً اس کے بندے مدبر ہیں رب تعالیٰ فرشتوں کے ہارس میں فرماتا ہے وَابْتَدَأَتْ مِنْهَا بَعْضُ اَوْلِیَاءِ اللّٰهِ تَدْرِیْ عالم کرے ہیں جنہیں کوئی ولیاء اللہ کہا جاتا ہے ۴۔ پانی پر اس طرح کہ پانی میں مکمل میں جاتی ورنہ مٹی پانی میں مکمل جاتی ہے نیز جنہیں نہیں کرتی ورنہ پانی پر ہر چیز تیرا کرتی ہے اور سمجھنے کو جنہیں ضروری ہے ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ زمین حرکت نہیں کرتی کیونکہ لنگر ڈالنے سے زمین کا روکنا اور جنہیں سے محفوظ رکھنا محصور ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ سائنس سمجھنا رب کی قدرت میں معلوم کرنے کے لئے جائز ہے لیکن غلط مسائل سائنس جو کتاب و سنت کے خلاف ہوں ان پر اعتقاد کر لینا غلطی ایمان کا باعث ہے غرضیکہ سائنس کو قرآن و حدیث کا خادم بنادو۔ مقابل نہ بنادو ۶۔ کھٹے میٹھے، کالے سفید، چھوٹے بڑے، گرم سرد، خشک تر، اس سے معلوم ہوا کہ ان چیزوں میں بھی رب نے جوڑے رکھے ہیں، علم جہل، ہدایت گمراہی، ایمان کفر وغیرہ سب جوڑے ہی ہیں پھل کے درختوں کا زمین چیر کر اوپر ٹکنا، اور درمیان میں چیر کر جڑ کی رگوں کا پھیلا نا قدرتی بات ہے ۷۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ سارا عالم معرفت الہی کا دفتر ہے مگر سمجھ دار کے لئے دوسرے یہ کہ فکر اور غور و خوض اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے، ایک ساعت کی فکر ہزار برس کے ذکر سے افضل ہے ۸۔ اس طرح کہ کوئی حصہ شور ہے کوئی قابل زراعت کوئی پھر پلا ہے کوئی ریتلا کوئی سفید ہے کوئی سیاہ پھر ایک دوسرے سے ممتاز رہتے ہیں مخلوق نہیں ہوتے ۹۔ ایسے ہی انسانوں کا حال ہے کہ سب شکل و صورت میں آدمی ہیں، ایک ہی قرآن سب کی ہدایت کے لئے آیا ہے۔ مگر پھر کوئی مومن ہے کوئی کافر، کوئی غافل ہے کوئی عاقل کوئی بوجہ کوئی دل و غیرہ وغیرہ ۱۰۔ یعنی اسے محبوب اگر آپ کو اس پر تعجب ہے کہ یہ کفار اتنے ہجرات دیکھنے کے باوجود آپ کو جادوگر کہتے ہیں نبی نہیں مانتے تو اس سے

بڑھ کر قابل تعجب یہ ہے کہ یہ لوگ میری قدرتوں کو دیکھنے کے باوجود مجھے دوبارہ عالم بنانے پر قادر نہیں مانتے، غرض یہ ہے کہ آپ ان کے انکار پر تعجب نہ کریں نہ افسوس ان کی تو عادت ہی یہ ہے ۱۱۔ انہوں نے یہ نہ سوچا کہ ہر چیز کی ایجاد شکل ہوتی ہے اور ایجاد کے بعد پختا آسمان ہے جب رب نے ہر چیز کی ایجاد فرمائی تو موت کے بعد انشاء کیا شکل ہے نہ جب دن لیتا ہے تو عقل بھی چمک لیتا ہے۔

ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ وَكَوْنُ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ

پھر عرش پر استوی فرمایا اور ایسا اس کائنات کے ان سے ہے اور سورج اور چاند کو سرگرم

کُلَّ یَوْمٍ یَّجْرِیْ لِاٰجَلٍ مُّسَمًّی یَدْبُرُ الْاَمْرَ یَقْضِیْ

ہر ایک ایک دن پھر اپنے ہوتے وعدہ تک چلتا ہے اور اس کا حکم تدبیر فرماتا ہے اور

الْاٰیٰتِ لَعَلَّكُمْ یَلْقَآءُ رَبِّکُمْ تَوْقِنُوْنَ ① وَهُوَ الَّذِیْ

نشانیاں بتلاتا ہے کہیں تم اپنے رب کا ملنا یقین کرو اور وہی ہے جس نے

مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِیْهَا رَاسًّیْ وَانْهَارًا وَمِنْ کُلِّ

زمین کو پھیلا دیا اور اس میں لنگر لگائے اور چہرے بنائیں اور زمین میں

الشَّمٰتِ جَعَلَ فِیْهَا رَاجِحِیْنَ اَشْنِیْنَ یُعْشِیْ اَیْلَیْ

ہر قسم کے پھل دو دو طرح کے بنائے نہ رات سے دن کو بچھا لینا

الْفَہَارِ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ② وَفِیْ

ہے بیشک اس میں نشانیاں ہیں دھیان کرنے والوں کو اور زمین

الْاَرْضِ قَطْعٌ مُّتَجَوِّرٌ وَجَعَتْ مِنْ اَعْنَابٍ وَ

کے مختلف ٹپے ہیں اور میں اس پاس وہ اور باغ ہیں انگوروں کے اور

زَرْعٌ وَنَخِیْلٌ صِنْوَانٌ وَغَیْرُ صِنْوَانٍ یَّسْقٰی بِمَآءٍ

کھیتی اور انگوروں کے پیر ایک ٹپے سے لگے اور انگ انگ سب کو ایک ہی پانی دیا

وَاحِدٍ وَنَفِیْضٌ بَعْضُهَا عَلٰی بَعْضٍ فِی الْاَکْلِ

جانتا ہے کہ اور پھلوں میں ہم ایک کو دوسرے سے بہتر کرتے ہیں بیشک اس

اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ③ وَاِنْ تَعْجَبْ

میں نشانیاں ہیں عقلمندوں کے لئے اور اگر تم تعجب کرو تو اپنا

فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ اِذَا اُنْتَابَ اَبَآءُ اِنَّا لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ

تو ان کے اس کہنے کا ہے نہ کہ کیا ہم مٹی ہو کر پھر نئے نہیں بنے

بڑھ کر قابل تعجب یہ ہے کہ یہ لوگ میری قدرتوں کو دیکھنے کے باوجود مجھے دوبارہ عالم بنانے پر قادر نہیں مانتے، غرض یہ ہے کہ آپ ان کے انکار پر تعجب نہ کریں نہ افسوس ان کی تو عادت ہی یہ ہے ۱۱۔ انہوں نے یہ نہ سوچا کہ ہر چیز کی ایجاد شکل ہوتی ہے اور ایجاد کے بعد پختا آسمان ہے جب رب نے ہر چیز کی ایجاد فرمائی تو موت کے بعد انشاء کیا شکل ہے نہ جب دن لیتا ہے تو عقل بھی چمک لیتا ہے۔

اب رب کے انکار کی چند صورتیں ہیں، اس کی ذلت کا انکار، جیسے دہروں کا عقیدہ، اس کی توحید کا انکار، جیسے مشرکین کا عقیدہ، اس کی صفات کا انکار، جیسے کافر کا عقیدہ، اس کے نبیوں کا انکار، جیسے عام کفار کا عقیدہ یا اس کے نبی کی عظمت کا انکار، جیسے نبی کی توہین کرنے والوں کا عقیدہ یہ سب رب ہی کے انکار کی صورتیں ہیں رب فرماتا ہے۔ رَمَا قَدَرَهُ اللَّهُ مَتَىٰ تَذَرُوهُمْ أَذًا قَالُوا مَا أَتَىٰكَ اللَّهُ تَعَالَىٰ فَتَرْكُهُمْ عَلَىٰ خَيْرٍ مِّنْ أَلَّا تُخَلِّسَهُم مِّنْ الْعَذَابِ ۚ كَذٰبٌ كَرِيْمٌ (یونس: ۶۷) یعنی یہ سب کفار کے لئے ہو گا، کنگار مومن اس ذلت و رسوائی سے محفوظ رہیں گے، کیونکہ یہ کفار کا عذاب ہے، کفر کا بدلہ، ایسے ہی بیشہ و فحش میں رہنا یا رسوائی ہونا یہ سب کفار کے لئے ہے، مومن کا انجام نجات ہے ۳۳ یہاں سنہ سے مراد عذاب ہے اور حسد سے مراد امن و عافیت، استعمال سے مراد وقت سے پہلے مانگنا، یعنی کفار کہ امن و عافیت کا وقت گزرنے سے پہلے ہی عذاب مانگتے ہیں، رب نے کچھ وقت ان کے امن کا رکھا ہے کچھ عذاب کا، جب امن کا وقت گزر جاوے گا، تب عذاب آوے گا۔ مگر یہ اس سے پہلے ہی عذاب مانگتے ہیں، مذاق اور دل گلی کے طور پر، لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں کیونکہ حسد سے مراد جنت یا مغفرت نہیں، نہ کفار اس کے مستحق ہیں سب کہ ہر قوم کو اس کے وقت پر عذاب آیا اور یہ عذاب پیغمبر کے انکار کی وجہ سے آیا، ان چیزوں سے انہیں عبرت ملانی چاہیے ۳۴ یہاں ظالم سے مراد کفر ہے اور مغفرت سے مراد عارضی معافی یعنی عذاب جلد نہ بھیجتا، لہذا یہ آیت اس آیت کے خلاف نہیں۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُشْرَكَ بِهٖ ۚ وَبِالَّذِي يَشَاءُ يُغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ ۚ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (مائدہ: ۷۴) یعنی یہ وہ مغفرت ہے، اسی لئے یہاں اس آیت میں عذاب کا ذکر ہے، یعنی یہ دلیل بھی کفار کے لئے عذاب ہے ۳۵ یعنی وہ ہجرات حضور نے کیوں نہ دکھائے جو ہم مانگتے ہیں جیسے احد پہاڑ کو سونے کا بنا دینا کہ معظ میں انہیں نکال دینا عصا موسیٰ دکھانا وغیرہ ظاہر ہے کہ انبیاء کرام عام ہجرات دکھاتے ہیں جن سے عام لوگ ان کی نبوت معلوم کریں ہر شخص کا مطلوبہ ہجرت دکھاتے رہتا تو ایک قسم کا کھیل ہے، اس لئے گزشتہ رسولوں نے عمومی ہجرات ایک دو دکھائے، ہمارے حضور نے چھ ہزار سے زیادہ ہجرات دکھائے، اب اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اگلے پیغمبر خاص قوم کے خاص جگہ کے خاص وقت تک رسول ہوتے تھے ہمارے حضور کی نبوت ان تمام خصوصیتوں سے پاک ہے جس کا اللہ تعالیٰ رب ہے اس کے حضور نبی ہیں، دوسرے یہ کہ آپ کے ہجرات بھی عام قوموں کے لئے آئے، چنانچہ قرآن کی ہر آیت ہجرت اور قیامت تک کے انسانوں کے لئے ہجرت ہے، تمام پیغمبروں کے ہجرتوں کے قصے وہ گئے حضور کے ہجرات موجود ہیں ۳۸ یعنی رب جانتا ہے کہ کس کے پیٹ میں نہ ہے کس کے شکم میں مادہ، اور کون کچھ کم مدت میں پیدا ہو گا

اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّہُمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ الْاَعْمٰی ۚ فِی

وہ ہیں جو اپنے رب سے منکر ہوئے ۱۴ اور وہ ہیں جن کی گردنوں میں

اَعْنَاقُہُمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ ہُمْ فِيْہَا خٰلِدُوْنَ ۝۱۵

طوق ہوں گے اور وہ دوزخ والے ہیں انہیں اسی میں رہنا ہے

وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْسَّيِّئَةِ ۚ قَبْلَ الْحَسَنَةِ ۚ وَقَدْ خَلَتْ

اور تم سے عذاب کی ہمدی کرتے ہیں رحمت سے پہلے گناہ اور ان سے انہوں

مِّنْ قَبْلُہُمْ الْمَثَلَتْ ۚ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ

کی سزا میں ہو چکیں گے اور بیشک تمہارا رب تو لوگوں کے غم پر بھی

لِّلنَّاسِ عَلٰی ظُلُمِہُمْ ۚ وَاِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ

انہیں ایک طرح کی سزا دینا ہے اور بیشک تمہارے رب کا عذاب سخت ہے

وَيَقُوْلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَالْوَلَاۤ اَنْزَلَ عَلَیْہِ اٰیۃٌ مِّنْ

اور کافر کہتے ہیں ان پر ان کے رب کی طرف سے کوئی نشان کیوں نہیں

رَبِّہٖۤ اِنَّمَا اَنْتَ مُنذِرٌ ۚ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۝۱۶ اَللّٰهُ یَعْلَمُ مَا

اتری ۱۵ تم تو ڈر سائے والے اور ہر قوم کے ہادی ۱۶ اللہ جانتا ہے جو

تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰی وَّمَا یَغِیْضُ الْاَرْحَامُ ۚ وَمَا تَزِدُّاۤءُ

بہو کہ کسی مادہ کے پیٹ میں ہے اور پیٹ جو بہو گھٹتے اور بڑھتے ہیں ۱۷

وَكُلُّ شَیْءٍ عِنْدَہٗ بِمِقْدَارٍ ۝۱۸ اَعْلَمُ الْغٰیْبِ وَالشَّہَادَةِ

اور ہر چیز اس کے پاس ایک اندازے سے ہے ۱۸ سب سے بڑا اور علم غیب و شہادت کا

الْکَبِیْرُ الْمُتَعَالٰی ۝۱۹ سَوَآءٌ مِّنْکُمْ مَّنْ اَسْرَأَ الْقَوْلَ وَمَنْ

سب سے بڑا ہندی والا برابر میں جو تم میں بات آہستہ کہے اور جو

جَہَرَ بِہٖ ۚ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ بِالْاٰیْلِ فَسَارِبٌ بِالنَّہَارِ ۝۲۰

آواز سے لے اور جو رات میں چھپا ہے اور جو دن میں راہ چلتا ہے

کون زیادہ میں، انسان کے حمل کی کم مدت چھ ماہ اور زیادہ مدت دو سال ہے جو بچہ چھ ماہ سے کم میں پیدا ہو جائے وہ جیتا نہیں، وہ درحقیقت سقط یعنی حمل گر جاتا ہے ہر جانور کے حمل کی مدت طبعیہ ہے ۱۹ اور یہ اندازہ لوح محفوظ میں لکھا جا چکا ہے تاکہ اس اندازہ کا علم ان بندوں کو بھی ہو جاوے جن کی نظروں محفوظ پر ہے، اس تحریر کا یہ مقصد ہے ۲۰ یعنی جو چیزیں تمہارے لئے غیب ہیں یا حاضر وہ سب کو جانتا ہے، ورنہ اللہ کے لئے کوئی چیز غیب نہیں خیال رہے کہ غائب وہ جو کسی جس سے چھپا ہو، جیسے رنگ ناک سے غائب اور خوشبو، بدبو آنکھوں سے پوشیدہ لیکن غیب وہ جو تمام حواس اور بدانت عقل سے پوشیدہ ہو۔ غائب کا مقابل حاضر اور غیب کا مقابل شہادت ہے یہ بھی خیال رہے کہ سارے غیب و شہادت کا علم رب کی خصوصی صفت ہے کہ کسی کو عطاء نہ ہوئی، بعض غیب و شہادت کا علم وہ ہے جو مخلوق کو

(بقیہ ۳۹۷) بھی دیا گیا۔ لہذا یہاں دونوں الفاظ استغراقی ہیں اور آیت پر کوئی اعتراض نہیں اب ذکر بابر رب کو سنانے کے لئے نہیں بلکہ اپنے غافل دل اور دوسرے غافلوں کو جگانے، عالم کی چیزوں کو گواہ بنانے کے لئے ہے۔

اب کہ ہر انسان کے ساتھ ساتھ یا کم و بیش فرشتے حفاظت کے لئے رہتے ہیں، اور ہر بالغ عاقل کے ساتھ دو فرشتے دائیں بائیں نامہ اعمال لکھنے کے لئے رب فرماتا ہے۔

عَنِ النَّبِيِّ وَعَنِ الْمَلَائِكَةِ عَنِ رَبِّكَ وَمِنْهُمَا رَاقِدٌ رَقِيبٌ عَنِكَ يَوْمَ تُخْرَجُونَ مِنْ هَاهُنَا ذَاتُ أَلْفِ سَنَةٍ إِلَّا ذُو الْقُرْبَىٰ ۚ وَكَانَ اللَّهُ سَمِيعًا عَلِيمًا ۖ

فرشتے جمع ہوتے ہیں، رب فرماتا ہے۔ اِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا ۚ معلوم ہوا کہ محافظ فرشتے ہر انسان کے ساتھ ہر وقت رہتے ہیں، اسی لئے اگر ایک آدمی کو بھی سلام کرنا ہو، تو اسے السلام علیکم جمع کی ضمیر سے بولتے ہیں، تاکہ فرشتوں کو بھی یہ سلام ہو جائے یہ فرشتے جنات و دیگر آفات سے انسان کو بچاتے ہیں ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ کی شامت سے عذاب آتا ہے، شیطان کا حال تباہ ہوا

نافرمانی کی وجہ سے، بلکہ ہمارا نافرمانی سے برباد ہوا۔ قوم داؤد علیہ السلام گناہ کی وجہ سے بندر سوربن گئی ۴۔ یعنی کسی کافر قوم کو ہلاک کرنا چاہے تو اسے کوئی طاقت نہیں بچا سکتی، بیماری کا علاج کرنا یا مصیبت میں دعائیں کرنا اس کے خلاف نہیں ۵۔ معلوم ہوا کہ کافروں کا ہر کار کوئی نہیں مومن کے لئے اللہ تعالیٰ نے رحمت سے والی وارث، مددگار مقرر فرمائے ہیں۔ حمایت نہ ہونا کفار پر عذاب ہے جس سے مومن محفوظ ہے ۶۔ چمکنے والی بجلی کو برق اور گرنے والی کو صاعقہ کہتے ہیں، بادل کی گرج کو رعد کہا جاتا ہے، برق دیکھ کر یارش کی امید ہوتی ہے اور صاعقہ کا خوف، ایسے ہی برق سے مسافروں کو خوف ہوتا ہے اور گھروالوں کو یارش کی امید سے خوشی ۷۔ اس طرح کہ لاکھوں من پانی، اولاً، اور برف ہوا میں اڑتا پھرتا ہے۔ ۸۔ ایک فرشتہ کا نام ہے، جو رب کی تسبیح کرتا ہے، بادل کی گرج سن کر لوگ تسبیح و تحمید کرتے ہیں۔ یا خود گرج رب کی سوچیت کی دلیل ہے، جو شخص بادل کی گرج کے وقت یہ دعا پڑھ لے تو وہ انشاء اللہ بجلی سے محفوظ رہے گا۔

يَسْبُحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيفَتِهِ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيبُ بِهَا مَنْ يَشَاءُ وَهُمْ يُجَادِلُونَ فِي اللّٰهِ وَهُوَ شَدِيدُ الْحِجَالِ ۚ

اور گرج اسے سراہتی ہوئی اس کی ہاکی بولتی ہے کہ اور فرشتے اس کے ڈر سے ۹۔ اور کواکب بھی تباہ تو اسے ڈالتا ہے جس پر چاہے اور وہ

الْحَقُّ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْتَجِيبُونَ لَهُمْ شَيْءًا اِلَّا كِبَاسٌ مِّنْ عَرْنَبٍ ۚ

اللہ میں جھگڑتے ہوئے ہیں اور اس کی پکار سنت ہے اسی کا پکارنا

وَمَا هُوَ بِالْعَٰلِيَّةِ وَمَا دَعَا الْكَافِرِينَ ۚ

جائے نہ اور وہ ہر گونہ پہنچے گا اور کافروں کی ہر دعا جھٹکتی پھرتی ہے ۱۰۔

مَنْ يَدْعُنِيْ يُجِبْ دَعْوَتَهُ ۚ

اللہ کو پکارنا برحق ہے۔ مخلوق کو پکارنا باطل ہے خیال رہے کہ مصیبت میں حاکم حکیم ولی کو پکارنا درحقیقت رب کو پکارنا ہے۔ یعنی پوچھا کرتے ہوئے یا معبود سمجھ کر انہیں پکارتے ہیں اس آیت میں ماموۃ اللہ کو پکارنا مراد نہیں، اس کا تو رب نے حکم دیا ہے فرماتا ہے۔ اَدْعُوهُمْ يَوْمَ لَا يَكُونُ لَكُم مِّنْهُمْ فَرْقًا وَلَا يَتَّبِعُونَكُم مِّنْ دُونِ اِلٰهِكُمْ اِنَّكُمْ تَكُوْنُوْنَ لَعٰنًا ۚ

یعنی جیسے پانی بے شعور ہے فطرتاً پکارنے سے اوپر چڑھ کر کسی کی پیاس نہیں بجھا سکتا۔ ایسے ہی بت بے شعور میں وہ کسی کی فریاد نہیں سن سکتے بلکہ کافر کی تو رب بھی نہیں سنتا کہ وہ بغیر وسیلہ رب کو پکارتا ہے، وہ اس کی سنتا ہے جو اولیاء کے وسیلہ سے اس تک پہنچنے کی کوشش کرے، رب فرماتا ہے۔ جَاوِدْكَ وَابْتَلِ الْاَوَّلِيْنَ ۚ

۱۳۔ یا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں کافروں کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ شیطان کی پوری دعا رب نے قبول نہ کی، بلکہ رد کر دی، کیونکہ اس نے

اللہ کو پکارنا باطل ہے۔ مخلوق کو پکارنا باطل ہے خیال رہے کہ مصیبت میں حاکم حکیم ولی کو پکارنا درحقیقت رب کو پکارنا ہے۔ یعنی پوچھا کرتے ہوئے یا معبود سمجھ کر انہیں پکارتے ہیں اس آیت میں ماموۃ اللہ کو پکارنا مراد نہیں، اس کا تو رب نے حکم دیا ہے فرماتا ہے۔ اَدْعُوهُمْ يَوْمَ لَا يَكُونُ لَكُم مِّنْهُمْ فَرْقًا وَلَا يَتَّبِعُونَكُم مِّنْ دُونِ اِلٰهِكُمْ اِنَّكُمْ تَكُوْنُوْنَ لَعٰنًا ۚ

یعنی جیسے پانی بے شعور ہے فطرتاً پکارنے سے اوپر چڑھ کر کسی کی پیاس نہیں بجھا سکتا۔ ایسے ہی بت بے شعور میں وہ کسی کی فریاد نہیں سن سکتے بلکہ کافر کی تو رب بھی نہیں سنتا کہ وہ بغیر وسیلہ رب کو پکارتا ہے، وہ اس کی سنتا ہے جو اولیاء کے وسیلہ سے اس تک پہنچنے کی کوشش کرے، رب فرماتا ہے۔ جَاوِدْكَ وَابْتَلِ الْاَوَّلِيْنَ ۚ

۱۳۔ یا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں کافروں کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ شیطان کی پوری دعا رب نے قبول نہ کی، بلکہ رد کر دی، کیونکہ اس نے

اللہ کو پکارنا باطل ہے۔ مخلوق کو پکارنا باطل ہے خیال رہے کہ مصیبت میں حاکم حکیم ولی کو پکارنا درحقیقت رب کو پکارنا ہے۔ یعنی پوچھا کرتے ہوئے یا معبود سمجھ کر انہیں پکارتے ہیں اس آیت میں ماموۃ اللہ کو پکارنا مراد نہیں، اس کا تو رب نے حکم دیا ہے فرماتا ہے۔ اَدْعُوهُمْ يَوْمَ لَا يَكُونُ لَكُم مِّنْهُمْ فَرْقًا وَلَا يَتَّبِعُونَكُم مِّنْ دُونِ اِلٰهِكُمْ اِنَّكُمْ تَكُوْنُوْنَ لَعٰنًا ۚ

یعنی جیسے پانی بے شعور ہے فطرتاً پکارنے سے اوپر چڑھ کر کسی کی پیاس نہیں بجھا سکتا۔ ایسے ہی بت بے شعور میں وہ کسی کی فریاد نہیں سن سکتے بلکہ کافر کی تو رب بھی نہیں سنتا کہ وہ بغیر وسیلہ رب کو پکارتا ہے، وہ اس کی سنتا ہے جو اولیاء کے وسیلہ سے اس تک پہنچنے کی کوشش کرے، رب فرماتا ہے۔ جَاوِدْكَ وَابْتَلِ الْاَوَّلِيْنَ ۚ

۱۳۔ یا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں کافروں کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ شیطان کی پوری دعا رب نے قبول نہ کی، بلکہ رد کر دی، کیونکہ اس نے

اللہ کو پکارنا باطل ہے۔ مخلوق کو پکارنا باطل ہے خیال رہے کہ مصیبت میں حاکم حکیم ولی کو پکارنا درحقیقت رب کو پکارنا ہے۔ یعنی پوچھا کرتے ہوئے یا معبود سمجھ کر انہیں پکارتے ہیں اس آیت میں ماموۃ اللہ کو پکارنا مراد نہیں، اس کا تو رب نے حکم دیا ہے فرماتا ہے۔ اَدْعُوهُمْ يَوْمَ لَا يَكُونُ لَكُم مِّنْهُمْ فَرْقًا وَلَا يَتَّبِعُونَكُم مِّنْ دُونِ اِلٰهِكُمْ اِنَّكُمْ تَكُوْنُوْنَ لَعٰنًا ۚ

یعنی جیسے پانی بے شعور ہے فطرتاً پکارنے سے اوپر چڑھ کر کسی کی پیاس نہیں بجھا سکتا۔ ایسے ہی بت بے شعور میں وہ کسی کی فریاد نہیں سن سکتے بلکہ کافر کی تو رب بھی نہیں سنتا کہ وہ بغیر وسیلہ رب کو پکارتا ہے، وہ اس کی سنتا ہے جو اولیاء کے وسیلہ سے اس تک پہنچنے کی کوشش کرے، رب فرماتا ہے۔ جَاوِدْكَ وَابْتَلِ الْاَوَّلِيْنَ ۚ

۱۳۔ یا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں کافروں کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ شیطان کی پوری دعا رب نے قبول نہ کی، بلکہ رد کر دی، کیونکہ اس نے

اللہ کو پکارنا باطل ہے۔ مخلوق کو پکارنا باطل ہے خیال رہے کہ مصیبت میں حاکم حکیم ولی کو پکارنا درحقیقت رب کو پکارنا ہے۔ یعنی پوچھا کرتے ہوئے یا معبود سمجھ کر انہیں پکارتے ہیں اس آیت میں ماموۃ اللہ کو پکارنا مراد نہیں، اس کا تو رب نے حکم دیا ہے فرماتا ہے۔ اَدْعُوهُمْ يَوْمَ لَا يَكُونُ لَكُم مِّنْهُمْ فَرْقًا وَلَا يَتَّبِعُونَكُم مِّنْ دُونِ اِلٰهِكُمْ اِنَّكُمْ تَكُوْنُوْنَ لَعٰنًا ۚ

یعنی جیسے پانی بے شعور ہے فطرتاً پکارنے سے اوپر چڑھ کر کسی کی پیاس نہیں بجھا سکتا۔ ایسے ہی بت بے شعور میں وہ کسی کی فریاد نہیں سن سکتے بلکہ کافر کی تو رب بھی نہیں سنتا کہ وہ بغیر وسیلہ رب کو پکارتا ہے، وہ اس کی سنتا ہے جو اولیاء کے وسیلہ سے اس تک پہنچنے کی کوشش کرے، رب فرماتا ہے۔ جَاوِدْكَ وَابْتَلِ الْاَوَّلِيْنَ ۚ

۱۳۔ یا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں کافروں کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ شیطان کی پوری دعا رب نے قبول نہ کی، بلکہ رد کر دی، کیونکہ اس نے

(بقیہ صفحہ ۳۸۹) دوسرے نفعہ تک زندگی ماضی یا یہ معنی ہیں کہ دوزخ میں پہنچ کر ان کی دعا قبول نہ ہوگی یا یہ معنی ہیں کہ وہ جو جوں سے دعائیں مانگتے ہیں، سب برہاد ہیں یا یہ شریکین جو جوں کی پوجا کرتے ہیں، وہ برباد ہے، اس کا کچھ نفع نہیں، ہر حال آیت پر کوئی اعتراض نہیں، کفار کی بعض دعاؤں کا قبول ہو جانا اس کے خلاف نہیں۔

۱۔ مومن خوشی سے متعلق مجبوراً اس سے معلوم ہوا کہ نماز سستی سے بڑھنا متعلق کی علامت ہے ۲۔ اس طرح کہ ہر ایک کی پرچمائیں صبح کو مغرب کی طرف بوجھتی

ہے، اور شام کو مشرق کی طرف۔ پرچمائیں کی یہ حرکتیں رب تعالیٰ کی اطاعت پر جتنی ہیں یا یہ مطلب ہے کہ ہر شخص کی پرچمائیں حقیقتہً رب تعالیٰ کی تسبیح و تحمید کرتی ہے تو افسوس ہے کہ بندہ نہ کرے وہ اس پرچمائیں سے بھی بڑھو اس ولی اللہ اور ولی من دون اللہ میں بڑا فرق ہے۔

اللہ کے دوست ولی اللہ ہیں انہیں ماننا ایمان کی نشانی ہے اور ولی من دون اللہ اللہ کے وہ دشمن ہیں جنہیں کفار اپنا دگار مانتے تھے، اس آیت کی تفسیر وہ آیت ہے: **وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَزْوَاجُ طَٰغُوتٍ** انہیں ماننا کفر ہے قرآن میں جملہ ولی من دون اللہ لی برائی بیان ہوئی وہاں ہی مراد ہے یا ان جیسی آیتوں میں ان کفار سے خطاب ہے، جنہوں نے ولیاء اللہ کو بجائے ولیاء اللہ ماننے کے اللہ مان لیا جیسے یہود و نصاریٰ کہ انہوں نے عیسیٰ کو رب یا رب کا فرزند مانا۔ لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں، کفر بہت ہیں، ایمان صرف ایک لفظا

ظلمات جمع اور نور واحد ارشاد ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ سارے جہان کے کفار ایک مومن کے برابر نہیں ہو سکتے ۵۔ یہ آیت اس آیت کی تفسیر ہے: **إِنَّ اللَّهَ عِنْدَ رَبِّهِ** قَدْرٌ جس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کے خلق پر قادر ہے نہ کہ کس پر، وہ برائی سے پاک ہے اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے اعمال اور اچھی بری چیز کا خالق رب ہے، بری چیز کا پیداکرنا برا نہیں ۶۔ یعنی آسمان کی طرف سے، یا آسمانی سبب سے، کیونکہ سورج کی گرمی وغیرہ سے سمندر کا پانی گرم ہو کر اوپر اڑتا ہے پھر اوپر کی ٹھنڈک سے بادل بن کر برستا ہے، ورنہ بارش خود آسمان سے نہیں آتی۔ یا یہ مطلب ہے کہ بارش سمندر سے ہوتی ہے۔ مگر سمندر میں پانی آسمان سے آتا ہے، پانی کا خزانہ سمندر ہے، مگر کس مال آسمان رب فرماتا ہے۔ **ذِي الشَّانَةِ وَرِزْقِهِ** اسی لئے دعائیں آسمان کی طرف ہاتھ اٹھاتے ہیں کیونکہ آسمان ہمارے رزق کا اصل خزانہ ہے نہ اس لئے کہ آسمان میں رب رہتا ہے، وہ تو جگہ سے پاک ہے۔ ۷۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ رب کی دین بہت ہے مگر اس کا لینا اپنے برتن کے مطابق ہے ع جھولی ہی میری جگہ ہے تیرے محل کی نہیں ایک چھٹانک کے قابل برتن میں

رومانی ۱۳	۳۹۹	الروعد ۱۳
<p>وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا اور اللہ کی کو سجود کرتے ہیں، جتنے آسمانوں اور زمین میں ہیں خوشی سے اور خواہ مجبور سے</p> <p>وَوَلِّلّٰهُمْ بِالْاَعْدٰوِ وَالْاَصْحٰبِ قُلْ مَنْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ اور ان کی ہر چھائیاں ہر جمع و شام نہ تم فرماؤ کون رب ہے آسمانوں</p> <p>وَالْاَرْضِ قُلْ اللّٰهُ قُلْ اَفَاَتُخَذَ لَكُمْ دُوْنِهٖ اَوْلِيَاۗءَ اور زمین کا تم خود ہی فرماؤ اللہ تم فرماؤ تو کیا اس کے سوا تم نے وہ حمایت بنائے ہیں</p> <p>لَا يَمْلِكُوْنَ لِنَفْسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا قُلْ هَلْ يَسْتَوِي جو اپنا جلا برا نہیں کر سکتے ہیں نہ تم فرماؤ کیا برابر ہو جائیں گے</p> <p>الْاَعْمٰی وَالْبَصِيْرُ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ انحصار اور انحصار یا کیا برابر ہو جائیں گی اندھریاں اور اجالا</p> <p>اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَاءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابِهَ الْخَلْقُ کہا اللہ کے لئے ایسے شریک جنہوں نے اللہ کی طرح نہ بنایا تو انہیں انکار</p> <p>عَلَيْهِمْ قُلْ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ اسکا بنانا ایک سا معلوم ہوا، تم فرماؤ اللہ ہر چیز کا بنانے والا ہے نہ اور وہ اکمل اس پر</p> <p>اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا قابلیت، اس نے آسمان سے پانی اتارا کہ نہ لے لے اپنے لائق بہہ سکے نہ تریاں کی رو</p> <p>فَاَحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا وَمِمَّا يُوقِدُوْنَ اس پر اجاڑے ہوئے جھاگ اٹھا لائی اور جس پر آگ دہکاتے</p> <p>عَلَيْهٖ فِي النَّارِ ابْتِغَاءَ حِلْيَةٍ اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهٗ میں نہ کہنڈیا اور اجاب بنانے کو نہ اس سے بھی ویسے ہی</p> <p>كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ هٗ فَاَمَّا الزَّبَدُ جھاگ اٹھتے ہیں۔ اللہ بتاتا ہے کہ حق اور باطل کی بھی مثال ہے نہ جھاگ تو پتک</p>		
منزل ۷		

ایک من کیسے سالنے ۸۔ جیسے سونا چاندی وغیرہ دھاتیں جن کا زور دینے کے لئے انہیں آگ میں تپایا جاتا ہے ۹۔ متاع سے مراد زور کے علاوہ دیگر استعمال کی چیزیں ہیں۔ جیسے برتن وغیرہ ۱۰۔ خاصہ مثال یہ ہے کہ باطل اس جھاگ کی طرح بڑھتا ہے جو سیلاب پڑ سونا چاندی وغیرہ دھاتوں پر پگھلاتے وقت ہوتا ہے، اور حق اصل متاع یا سونے چاندی کی طرح ہے کہ جھاگ اوپر اور یہ چیزیں نیچے مگر جھاگ کے لئے ہاتھ نہیں، ان چیزوں کے لئے ہاتھ ہے، ایسے ہی کبھی باطل حق پر چھا جاتا ہے، مگر آخر کا باطل ہلاک ہوتا ہے اور حق کی فتح ہوتی ہے

۱۔ اس سے پہلے لگا کر باطل کا شور زیادہ اور حق کا زور زیادہ۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ نہ ہو گا کہ حق والوں پر بھی مصیبت آئے گی نہیں، آئے گی اور ضرور آئے گی، لیکن آخر کار حق ان کی ہوگی لیکن صبر چاہیے۔ ۳۔ اس طرح کہ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر کام میں اطاعت کی، ورنہ براہ راست رب تعالیٰ کسی کو حکم نہیں دیتا۔ ۴۔ بھلائی سے مراد جنت ہے کیونکہ وہاں ہر قسم کی بھلائی ہے خصوصاً رب کا دیدار نصیب ہو گا صوفیاء فرماتے ہیں کہ جنت اس لئے محبوب ہے کہ وہ دیدار کی جگہ ہے، اس سے معلوم ہوا کہ جنتی لوگ جنت کے مالک ہوں گے کیونکہ لام ملکیت کا ہے۔ ۵۔ اس طرح کہ ایمان قبول نہ کیا، یہاں کفار مراد ہیں، جیسا کہ آئندہ مضمون سے ظاہر ہو رہا ہے۔ گناہ گار مسلمان رب کے احکام کو ماننا تو ہے، مگر بدعتی سے عمل نہیں کرتا، نہ ماننا کچھ اور ہے، اور عمل نہ کرنا کچھ اور۔ ۶۔ لیکن مومن دنیا میں ہی اپنا فدیہ دے چکا، زکوٰۃ، کفارے، قربانی فدیہ ہی تو ہے، فدا ہی بھی کفار کیلئے ہے مومن کے لئے نہیں ہے۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ انشاء اللہ مسلمانوں کا حساب آسمان ہو گا بلکہ بعض کی صرف پیشی ہو کر معافی ہو جائے گی کیونکہ برا حساب کفار کے لئے ہے۔ ۸۔ معلوم ہوا کہ گناہ گار مومن کا ٹھکانہ دوزخ نہیں اگر وہ دوزخ میں گیا تو عارضی طور پر، جیسی کوئلہ کا ٹھکانا ہے، سونے کا نہیں، یہ اس کی ایک عارضی منزل ہے۔ ۹۔ معلوم ہوا کہ جو حضور کو نہ پہچان سکے وہ اگرچہ آنکھوں والا ہو، مگر اندھا ہے آنکھوں کا نقشا اس نے پورا نہ کیا، مومن اگرچہ ٹیٹا ہو مگر وہ اٹھیا رہا ہے کہ دل روشن رکھتا ہے۔ ۱۰۔ خیال رہے کہ عقل وہی ہے جو راہ ہدی کی رہبری کرے اور عقائد وہ ہے جو اس ہدایت کو قبول کرے۔ ابو جہل ہے وقوف تھا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ۔ ۱۱۔ اللہ کے عہد سے یا تو میثاق کے دن کا عہد مراد ہے یعنی توحید و رسالت کا اقرار یا مخلوق سے تمام وہ عہد جو اللہ کے نام کے ساتھ کئے جاویں، اس صورت میں شیخ، ماں، باپ، زوجین اور تمام اہل حقوق کے حقوق اس میں داخل ہوں گے۔ ۱۲۔ رب نے بعض رشتے جوڑنے کا حکم دیا ہے اور بعض کے توڑنے کا، نبی، شیخ، مومنین سے رشتہ غلامی یا رشتہ محبت جوڑو کفار سے رشتہ محبت توڑو، اسی طرح حضور کے اہل قربات سے رشتہ محبت جوڑو، کافر ماں، باپ اور کافر اہل قربات کے نہیں حقوق ادا کرو۔ مگر ان سے محبت نہ رکھو، یہ آیت بے شمار مسائل کا ماخذ ہے، ۱۳۔ یعنی نیکیاں کر کے بھی رب کی بیعت و خوف ان کے دل میں ہوتا ہے، اپنے اعمال پر نازاں نہیں ہوتے، یہ مطلب نہیں کہ اس کی وعدہ ظانی سے ڈرتے ہیں کہ یہ خوف تکفر ہے۔ ۱۴۔ اس طرح کہ قیامت اور قبر کے حساب سے پہلے روزانہ خود اپنا حساب کر لیتے ہیں، ۱۵۔ معلوم ہوا کہ محض مجبوری

کی بنا پر صبر کوئی کمال نہیں، یہ صبر تو کفار بھی کرتے ہیں، رضا الہی کے لئے صبر کرنا کمال ہے، اور یہی مومن کی خصوصیات سے ہے، اسی پر اجر ملے گا، قار ہو کر معافی دینا رب کی رضا کے لئے محمود ہے۔

۱۵

۱۵

الوحدۃ

۴۰۰

وہابیہ

فَيَذْهَبُ جُفَاءً ۚ وَأَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَكُثُ فِي

کر دور ہو جاتا ہے نہ اور وہ جو لوگوں کے کام آئے زمین میں

الْأَرْضِ كَذَلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ ۝ لِلَّذِينَ

دہتا ہے اللہ لوگوں ہی مثالیں بیان فرماتا ہے نہ جی لوگوں نے

اسْتَجَابُوا لِلرَّحْمَنِ الْحُسْنَىٰ وَالَّذِينَ لَمْ يَسْتَجِيبُوا

پنے رب کا حکم ممانات انہیں کے لئے بھلائی ہے نہ اور جنہوں نے اس کا حکم نہ

لَهُ لَوْ أَنَّ لَهُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مِّثْلَهُ مَعَهُ

ماتا ہے اگر زمین میں جو کچھ ہے وہ سب اور اس جیسا اور ان کی ملک میں ہوتا تو یہی

لَا تَفْتَدِيهِمْ ۚ وَلَئِكَ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ الْحِسَابُ ۚ وَمَا وَهُمْ

جان بچرانے کو بے دیتے نہ ہی ہیں جی کا برا حساب ہو گا نہ اور ان کا ٹھکانا

جَهَنَّمَ ۚ وَبِئْسَ إِلَهًا هَٰذَا ۚ أَفَمَنْ يَعْلَمُ نَبَأَ انْزِلِ

جہنم ہے اور کیا ہی برا بتھو ناٹھ کو کیا وہ جو جانتا ہے جو کچھ ہماری طرف

إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ أَعْلَىٰ السَّمَاوَاتِ ۚ

تجارت رب کے پاس سے آتی ہے وہ اس جیسا ہو گا جو اندھا ہے نہ نصیب ہی مانتے

أُولَٰئِكَ الْأَلْبَابُ ۚ الَّذِينَ يُوفُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَلَا

ہی نہیں مقل ہے نہ وہ جو اللہ کا عہد پورا کرتے ہیں نہ اور قول

يَنْقُضُونَ الْمِيثَاقَ ۚ وَالَّذِينَ يَصِلُونَ مَا أَمَرَ

باندھ کر پھرتے نہیں اور وہ کہ جوڑتے ہیں اسے جس کے جوڑنے کا

اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوَصَّلَ وَيَخْشُونَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُونَ

اللہ نے حکم دیا ہے اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور حساب کی برائی

سُوءِ الْحِسَابِ ۚ وَالَّذِينَ صَبَرُوا ابْتِغَاءَ وَجْهِ

سے اندیشہ رکھتے ہیں اور وہ جنہوں نے صبر کیا اپنے رب کی رضا جاننے کو غلط

منزل ۳

کی بنا پر صبر کوئی کمال نہیں، یہ صبر تو کفار بھی کرتے ہیں، رضا الہی کے لئے صبر کرنا کمال ہے، اور یہی مومن کی خصوصیات سے ہے، اسی پر اجر ملے گا، قار ہو کر معافی دینا رب کی رضا کے لئے محمود ہے۔

۱۔ اس طرح کہ ہمیشہ نماز پڑھی۔ صبح وقت پڑھی، صبح طریقہ سے پڑھی، نماز پڑھنا مکمل نہیں، نماز قائم کرنا مکمل ہے۔ اس لئے حق تعالیٰ نے ہر جگہ نماز قائم کرنے کا حکم دیا ہے۔
۲۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ بعض خرچ کرے کل خرچ کرنا فرض نہیں جیسا کہ منہجیہ سے معلوم ہوا دوسرے یہ کہ صرف مال میں خیرات نہ کرے، ہر چیز میں سے کرے، جیسا کہ مالکے عموم سے معلوم ہوا۔ تیسرے یہ کہ صرف ایک بار خرچ کرنے پر قناعت نہ کرے، بلکہ کرتا رہے، دوسری جگہ رب فرماتا ہے وَمَا زَكَاةً تَقْتَضُونَ چوتھے یہ کہ نہ ہمیشہ خیرات کرے، نہ ہمیشہ علانیہ بلکہ دونوں طرح خیرات کرے۔ علانیہ اس لئے خیرات کرے کہ دوسرے بھی کریں اور خفیہ اس لئے کہ ریا نہ ہو۔

فرض صدقہ علانیہ دے، اور لقل صدقہ خفیہ دے ۳۔ یعنی اپنے ذاتی معاملات میں خطا پر عطا ظلم پر صبر سختی پر نری کرے ہیں یا رب کی بارگاہ میں گناہ کو توبہ سے، کفر کو ایمان سے دفع کرتے ہیں جہالت کو علم سے دفع کرتے ہیں ۴۔ اس سے اشارہ ”معلوم ہوا کہ صلح اولاد کے مومن مال باپ و قرابتدار اس صلح کے درجہ میں ہوں گے۔ تاکہ سب ساتھ رہیں۔ انشاء اللہ حضور کے والدین کریمین اولاد و ازواج اور ان کے سچے غلام ان کے صدقہ میں ان کے ہی ساتھ رہیں گے“ دوسرے مقام پر رب فرماتا ہے۔ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ جِس سے معلوم ہوا کہ صلح مال باپ کی اولاد ان کے درجہ میں ہو گی اگرچہ ان کے برابر اعمال نہ کئے ہوں ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ فرشتے جنت میں جایا کریں گے لیکن جزا کے لئے نہیں بلکہ جنتی لوگوں کی خدمت کے لئے، بعض فرشتے ہمیشہ جنت میں رہیں گے، اور بعض فرشتے آتے جاتے رہا کریں گے، مگر یہ رہنا اور آنا جانا صرف خدمت کے لئے ہو گا نہ کہ جزا کے لئے، جزا کے لئے صرف انسان ہی جنت میں جائیں گے، جنت یا فرشتوں کے لئے جنت نہیں، اس سے معلوم ہوا کہ ہر جنتی کے مکانوں کے چند دروازے ہوں گے، اور فرشتوں سے پردہ نہ ہو گا وہ سلام کیا کریں گے ۶۔ رب کی اطاعت پر صبر، اس کی معصیت سے صبر، لوگوں کی تکلیف پر صبر، غرض تمام قسم کے صبر اس میں شامل ہیں، لہذا یہ آیت صرف شہداء یا مصیبت زدگان کے لئے خاص نہیں ہے، کفر و شرک کر کے، لہذا یہ آیت گنہگار مومن کو شامل نہیں، وہ کسی فرض کا منکر نہیں، بعض کا تارک ہے اور ترک پر بھی تادم ہے ۸۔ اس طرح کہ پیغمبر، علماء، اولیاء کی اطاعت نہیں کرتے اور بچوں کی، شیطان کی عبادت کرتے ہیں جوڑنے والے رشتوں کو توڑتے ہیں اور توڑنے والے کو جوڑتے ہیں ۹۔ کفر اور گناہ کر کے، کیونکہ زمین پر عذاب وغیرہ آتا بندوں کے گناہوں کا باعث ہے، ۱۰۔ معلوم ہوا کہ دنیاوی نعمتوں پر فخریہ خوش ہونا طریقہ کفار ہے، اور شکر یہ کا خوش ہونا طریقہ مومنین رب فرماتا ہے۔

قُلْ يَغْفِرُ اللَّهُ ذُنُوبَكُمْ وَيُعَذِّبُكَ نَفْسُكَ فَلْيَفْرَحُوا

الاعمال

۴۰۱

وَمَا آتَيْنَا

رَبِّكُمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَالْفَقْرَ وَمَا رَزَقْنَاهُمْ

اور نماز قائم رکھی، اور ہمارے دینے سے ہماری راہ میں دھجھ

سِرًّا وَعَلَانِيَةً وَيَذَرُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ

اور ظاہر کچھ خفیہ کیا، اور برائی کے بدلہ بخلائی کر کے چھوڑتے ہیں،

أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابُ الدَّارِ الْآخِرَةِ ۖ لَمْ يَجِدُوا عَدَنَ يَدْخُلُونَهَا

انہیں کے لئے پکا گھر کا نفع ہے، بسنے کے بارگاہ جن میں وہ داخل ہوں گے

وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّتِهِمْ

اور جو لائق ہوں ان کے باپ دادا اور بیویوں اور اولاد میں،

وَالْمَلَائِكَةُ يَدْخُلُونَ عَلَيْهِمْ مِنْ كُلِّ بَابٍ ۖ

اور فرشتے ہر دروازے سے ان پر آئیں گے کہ

سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ۖ

سلامتی ہو تم پر تمہارے صبر کا بدلہ نہ تو تھکا، گھر کیا ہی خوب، سلام

وَالَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ

اور وہ جو اللہ کا عہد اس کے پکے ہونے کے بعد توڑتے،

وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ

اور جس کے جوڑنے کو اللہ نے فرمایا اسے قطع کرتے ہیں، اور زمین میں فساد

فِي الْأَرْضِ ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ ۖ

بھیلائے ہیں، ان کا حصہ لعنت ہی ہے اور ان کا نتیجہ برا گھر

اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ زَوْقُ حَوَا

اللہ جس کے لئے چاہے رزق کشادہ اور تنگ کرتا ہے اور کائنات

بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ

دنیا کی زندگی پر اتارے گا، اور دنیا کی زندگی ۶۰ فرات کے مقابل نہیں ہے کچھ

منزل ۱۰

۱۔ خیال رہے کہ دنیا کی زندگی وہ ہے جو دنیاوی مشاغل اور رب سے غفلت میں گزرے، اس کی ہر جگہ برائیاں ہیں اور اسی کے لئے قہر ہے، مگر جو زندگی آخرت کی تیاری میں گزرے وہ بفضلہ تعالیٰ اخروی زندگی ہے، یہی حیات طیبہ ہے، اسے بھی قافیس، رب فرماتا ہے۔ بَلَا تَجِدُ مَوْسَىٰ وَكَافَرَ قَاتِلٍ وَبِرَّيْزَ گَارِیَ زَنْدِکِیوں میں بڑا فرق ہے، بعض لوگ سوتے ہوئے بھی جاگتے ہیں اور بعض جاگتے ہوئے بھی سوتے ہیں بعض جیتے جی مرے ہوئے ہیں بعض مرے بھی زندہ ہیں ۲۔ یعنی ہمارے مانگے ہوئے معجزے کیوں ظاہر نہ ہوئے، جیسے احد پہاڑ کو سونا بنانا اور کہ کرمہ میں نہریں بہا دینا وغیرہ، حالانکہ ہمارے معجزے پر عذاب آ جاتا ہے، اگر ایمان نہ لایا جائے

الوعدۃ

۴۰۶

مکاتیبی ۳۳

الْأَمْتَاعُ ۝ وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا نُزِّلَ

دن برت لینا ۱ اور کافر کہتے ہیں کہ کوئی نشان ان کے رب کی

عَلَيْهِ آيَةٌ مِّنْ رَبِّهِ قُلْ إِنَّ اللَّهَ يُضِلُّ مَن

طرف سے کیوں نہ آتری نہ تم فرماؤ بیشک اللہ جسے چاہے گمراہ

يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَن أَرَادَ ۝ الَّذِينَ آمَنُوا

کرنا ہے اور اپنی راہ اسے دیتا ہے جو اس کی طرف رجوع لائے نہ وہ جو ایمان

وَتَطْمِئِنُّ قُلُوبُهُمْ بِذِكْرِ اللَّهِ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ

لانے اور ان کے دل اللہ کی یاد سے چین پاتے ہیں سن لو اللہ کی یاد ہی میں چین

تَطْمِئِنُّ الْقُلُوبُ ۝ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

دلوں کا چین ہے وہ جو ایمان لائے اور اپنے

الصَّالِحَاتِ طُوبَىٰ لَهُمْ وَحُسْنُ مَّآبٍ ۝ كَذَلِكَ

کام کرنے والوں کو خوشی ہے نہ اور اچھا انجام اسی طرح ہم

أَرْسَلْنَاكَ فِي أُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَا أُمَمٌ

نے تم کو اس امت میں بھیجا جس سے پہلے انہیں ہو گزر رہی تھیں

لِتَتْلُوا عَلَيْهِمُ الذِّكْرَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَهُمْ

کہ تم انہیں پڑھ کر سناؤ جو ہم نے تمہاری طرف وحی کی اور وہ

يَكْفُرُونَ بِالرَّحْمَنِ قُلْ هُوَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا

رہمن کے منکر ہو رہے ہیں قہر تم فرماؤ وہ میرا رب ہے اس کے سوا کسی کی نہ

هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ مَتَابٌ ۝ وَلَوْ أَن

نہیں تھیں نے اسی پر بھروسہ کیا اور اس کی طرف ہرجا رجوع ہے اور اگر کوئی

قَرَأْنَا سِيرَتَ بِهِ الْجِبَالُ أَوْ قُطِعَتْ بِهِ الْأَرْضُ

ایسا قرآن ۴۶ جس سے پہاڑ ٹٹ جائے یا زمین پھٹ جاتی یا مریخے بائیں کرتے

مذہل ۳

۳۰۹

۳۔ یعنی ایمان محض معجزات دیکھنے سے نہیں ملتا بلکہ فضل رہتی ہے ملتا ہے ورنہ تم نے بہت معجزے دیکھے اور ایمان نہ لائے اگر تمہارے منہ مانگے معجزے دکھا بھی دیئے گئے تب بھی تمہیں ایمان نہ ملے گا اگر اس وقت تم ایمان نہ لا کر

ہلاک ہو جاؤ گے معجزہ مانگنے والوں کو ایمان نہیں ملتا بلکہ رجوع الی اللہ کرنے والوں کو ملتا ہے ۴۔ یہ بھی ہو سکتا

ہے کہ ذکر اللہ سے مراد حضور ہوں، رب فرماتا ہے۔ وَأَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ الذِّكْرَ مُؤَكَّدًا ۝ اور فرماتا ہے إِنَّمَا أَنَا مَذْكُورٌ تو معنی

یہ ہوئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دلوں کا چین ہے، چونکہ حضور محبوب عالم اور اصل مخلوق ہیں، ہر شئی

کو محبوب سے چین اور اصل پر پہنچ کر راحت ہوتی ہے ۵۔ یا تو اس لئے کہ بے چینی گناہوں سے ہوتی ہے اور ذکر اللہ

گناہ مٹاتا ہے لہذا چین حاصل ہوتا ہے۔ یا اس لئے کہ اللہ کا ذکر روح کے دہس کا ذکر ہے اور روحی کے ذکر سے چین ہوتا

ہے۔ بہر حال اللہ کا ذکر مومن کے دل کا چین ہے، جیسے دوا سے مرض، پانی سے پیاس، روٹی سے بھوک، سورج سے رات چلی

جاتی ہے ایسے ہی اللہ کے ذکر سے اور حضور کے چرچے سے مومن کے رنج و غم دور ہو کر راحت و چین حاصل ہوتے

ہیں، حضور سے تو جانوروں کو بھی چین نصیب ہوئے، اگرچہ اللہ کے عذاب کے ذکر سے مومن کے دل میں

خوف پیدا ہوتا ہے مگر یہ خوف بھی اطمینان قلب کا ذریعہ ہے کہ ایسے دل میں دنیا والوں کا خوف نہیں ہوتا۔ لہذا یہ

آیت اس کے خلاف نہیں دَحِيتٌ فَلَوْلَہُمْ ۶۔ دنیا میں بھی مرتے وقت بھی آخرت میں بھی یا طوبی سے مراد جنت ہے

یا درخت طوبی ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور آخری نبی ہیں، اور آپ کی امت آخری امت، کیونکہ حضور کے

بعد کسی اور امت کے آنے کا ذکر نہیں فرمایا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور سے تمام دین منسوخ ہو گئے، جیسا کہ

خلت سے معلوم ہوا۔ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کی تلاوت بھی عبادت ہے اور حضور کی نعت بھی، یہ بھی معلوم ہوا کہ جیسے احکام قرآنی حضور سے لئے جائیں گے

ایسے ہی حالات کا طریقہ، اس کے آداب بھی حضور سے لئے جائیں ۹۔ (شان نزول) صلح حدیبیہ کے موقع پر جب

مصلحانہ کھلایا، تو اس میں کھلایا بسم اللہ الرحمن الرحیم، نکارنے کا کہ ہم دشمن کو نہیں جانتے، آپ پر الی بسم اللہ کھلایا، یا نیک اللہ اس پر

۱۔ شان نزول کفار مکہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تھا کہ آپ قرآن پڑھ کر مکہ کے پہاڑوں کو ہٹا دیں، زمین کو کھینچ کے لئے میدان بنادیں، زمین مکہ میں پانی کے چشمے، غریبوں کی گواہی دیں، اس پر یہ آیت کریمہ اتاری، فرمایا گیا کہ اگر مجربات دکھا بھی دیئے گئے تو بھی یہ ایمان نہ لائیں گے چنانچہ حضور نے انھیں سے پانے کے چشمے جاری کئے اور چتر جانوروں سے مکہ پر بھرایا۔ چاند بھاڑا، سورج واپس کیا مگر جو نہ ماننے والے تھے، نہ مانے اس میں بھی خبر بھی ہے جو بھی ہوئی، اس سے معلوم ہوا کہ ایمان مجھ سے دیکھنے سے نہیں ملتا یہ شخص رب کے فضل و کرم سے ملتا ہے، ورنہ ابو جہل کبھی کافرنہ رہتا۔ اس سے دو مسئلے

معلوم ہوئے ایک یہ کہ مسلمانوں کو ان کفار کے ایمان کی امید نہ رکھنی چاہیے، جن کے کفر پر مرنے کا فیصلہ الہی ہو چکا ہے۔ لہذا ان مردودوں کے مطالبہ کے وقت اظہار مجرے کی خواہش نہ کرنا چاہیے، دوسرے یہ کہ کافر کا کفر، گمراہ کی گمراہی رب کے ارادہ سے ہے، لیکن رب کی رضا سے نہیں، رضا اور ارادہ اور امر میں بڑا فرق ہے، اللہ نے ذبح اسماعیل کا حکم دیا، مگر نہ اس کا ارادہ کیا نہ اسے چاہا، نہ اس سے راضی تھا ایسے ہی ان کفار کو ایمان کا حکم دیا اور ان کے ایمان سے راضی بھی ہے مگر نہ اس کا ارادہ کیا، نہ اسے چاہا یا اہمیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے یہ نہ چاہا کہ ان کفار کو مجبور کر کے ان کے بغیر راضی ہوئے انہیں ہدایت دے دے کہ یہ ہدایت ثواب کا باعث نہیں ہدایت بندے کے اپنے اختیار سے چاہیے ۳۔ قل، قید قسط سالیان، آپس کی جنگیں، جو عین مکہ معظمہ میں واقع ہوں۔ ۴۔ یعنی مکہ معظمہ سے باہر جنگیں ہوں۔ جن کا اثر ان لوگوں تک پہنچے ۵۔ آپ کو فتح و نصرت کا یا قیامت کا ۶۔ معلوم ہوا کہ گناہوں پر ڈھیل ملنا سخت عذاب ہے اور گناہوں پر زیادہ تیسرے ملنا قحط کی پناہ بہت ہی سخت عذاب ہے کہ یہ لہو میں زہر ہے، اللہ محفوظ رکھے ۷۔ یعنی ایسے عظیم و خیر رب کی مثل وہ بت کیسے ہو سکتے ہیں جو اپنے سے بھی بے خبر ہیں پھر ان کی عبادت کیسی ۸۔ اور جس چیز کا علم رب کو نہ ہو وہ محض باطل اور جھوٹ ہی ہوگی۔ کیونکہ وہ ہر چیز کو جانتا ہے لہذا رب کے شریک کا کوئی وجود ہی نہیں، یہاں لازم کی نفی سے ملامت کی نفی کی گئی ہے ۹۔ یعنی سرداران کفر کی یکو اس کفار کو بجلی معلوم ہوتی ہے، جیسے صفراوی بخار والے کو کڑوی چیز میٹھی محسوس ہوتی ہے۔

الدعۃ ۱۳

۲۰۳

وَمَا بَدِئُ ۱۳

أَوْكَلَهُ بِهَ الْمَوْتِ بَلْ لِلَّهِ الْأَمْرُ جَمِيعًا أَفَلَمْ

جب بھی یہ کافرنہ مانتے لے بلکہ سب کا اللہ ہی کے اختیار میں تھا تو کیا

يَا أَيُّسَ الَّذِينَ آمَنُوا أَنْ لَوْ يَشَاءُ اللَّهُ لَهْدَى

مسلمان اس سے نا امید نہ ہوتے کہ اللہ چاہتا تو سب آدمیوں کو ہدایت

النَّاسَ جَمِيعًا وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا تُصِيبُهُم

کر دیتا، اور کافروں کو ہمیشہ ان کے کئے پر سخت دھک پہنچتی

بِمَا صَنَعُوا قَارِعَةً أَوْ تَحُلُّ قَرِيبًا مِّنْ دَارِهِمْ

رہے گی تلہ یا ان کے گھروں کے نزدیک اترے گی مکہ

حَتَّى يَأْتِيَ وَعْدُ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَخْلِفُ الْمِيعَادَ

یہاں تک کہ اللہ کا وعدہ آئے گا بلکہ اللہ وعدہ خلاف نہیں کرتا

وَلَقَدْ اسْتَفْزَمْنِي بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَامْلَيْتُ

اور شک تم سے اگلے رسولوں پر بھی ہنسی کی گئی تو میں نے

لِلَّذِينَ كَفَرُوا ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ

کافروں کو بلکہ دونوں ڈھیل دی پھر انہیں پھراتا تو میرا عذاب کیا تھا

أَفَمَنْ هُوَ قَائِمٌ عَلَى كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ

تو کیا وہ جو ہر جان پر اس کے اعمال کی نگہداشت رکھتا ہے

وَجَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ قُلْ سَمُّوهُمْ أَمْ تُنَبِّئُونَهُ

اور وہ اللہ کے شریک ٹھہراتے ہیں تم فرماؤ ان کا نام تو نہ پتا اسے وہ

بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي الْأَرْضِ أَمْ يَبْطِئُ هِرْ مِّنَ الْقَوْلِ

بتاوتے جو اس کے علم میں ساری زمین میں نہیں شے جانوں ہی ادھر ہی بات

بَلْ نُرِيَنَّ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مَكْرَهُمْ وَصُدُّوا عَنِ

بلکہ کافروں کی نگاہ میں ان کا فریب اچھا ٹھہرا ہے لے اور راہ سے

منزل ۳

اب کہ نفس المارہ شیطان اور برے ساتھیوں نے انہیں ایمان سے روک دیا ۲۷ یعنی جس کا کفر مرنا علم الہی میں آچکا، اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا یا جس کی برہمچاری اس کے اختیار سے اس کے دل میں مضبوط ہو چکی، اس کو ہدایت کی کوئی راہ نہیں، لہذا اس آیت میں بندے کا مجبور ہونا لازم نہیں، جسے ہم قتل کریں، اسے بھی موت اللہ ہی نے دی، مگر مجرم ہم بھی ہیں، ایسے ہی جو بت پرستی کر کے مشرک ہوا، اسے بھی اللہ نے گمراہ کیا مگر مجرم وہ بھی ہے ۳۰ قتل، قید قحط وغیرہ کہ کفار کے لئے یہ دنیاوی عذاب ہیں، اور مومن کے لئے ترقی درجات کا باعث، نہیں، عام عذاب آتا حضور کی برکت سے بند ہو چکا ۳۱ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کا

مومن کے لئے اللہ تعالیٰ بچانے والا مقرر فرمائے گا۔ کیونکہ عذاب سے بچانے والا نہ ہونا کفار کے لئے ہے ۵۵ جو خدا کے خوف سے شرک و گناہ چھوڑ دیں، یا صرف شرک و کفر چھوڑ دیں ۵۶ یعنی ان میوں کی نوع بھی بیش اور ان کے اقرا بھی بیش کہ ایک خوشہ کھا بھی لیا جاوے گا اور پھر ویسا ہی رہے گا اس کے بہت دلائل ہیں آج سمندر کا پانی، ہوا، صوب، علم، استعجال سے کم نہیں ہوتے، ایسے ہی وہ بھی کم نہ ہوں گے ۵۷ وہ بھی بیش ہے، اس لئے کہ وہاں سورج نہیں جو سایہ دور کر دے ۵۸ یعنی دوزخ، اگرچہ وہاں کے بعض طبقے ٹھنڈے بھی ہیں، یہاں جز، سے کل مراد ہے۔ ۵۹ یعنی جنہیں نورانیت، انجیل کا علم دیا۔ جس کی برکت سے وہ ایمان لے آئے، اس سے تمام اہل کتاب مراد نہیں، بلکہ عبد اللہ بن سلام وغیرہ رضی اللہ عنہم جیسے پاکرکت نورانی حضرات مراد ہیں، جو یہود کے بڑے عالم تھے اور حضور کے صحابہ ۶۰ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی تشریف آوری یا قرآن کے نزول پر خوشیاں منانا رب کو محبوب ہے، لہذا شب قدر اور شب ولادت دونوں میں خوشیاں منانا، عبادتیں کرو کہ شب قدر قرآن کے آنے کی رات ہے، اور شب ولادت قرآن والے کی تشریف لانے کی شب ہے، ایسی خوشی منانا عبادت ہے ۶۱ یعنی جو اہل کتاب آپ سے دشمنی رکھتے ہیں، وہ قرآن کریم کی بعض چیزیں مانتے ہیں اور بعض کے انکاری، جو احکام ان کے موافق ہوں انہیں مان لیتے ہیں، اور جو ان کے خلاف ہوں ان کے انکاری ہو جاتے ہیں، اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ قرآن کے ایک کلمہ کا انکار بھی ایسا ہی کفر ہے، جیسا سارے قرآن کا انکار، دوسرے یہ کہ قرآن کو اپنے نفس کے مطابق بنانا کفر ہے بلکہ اپنے نفس و عقل کو قرآن کے مطابق اور اس کے تابع بنانا ۶۲ اس سے اشارہ معلوم ہوا کہ احکام شرعیہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم مامور ہیں، اگرچہ اعمال میں فرق ہے کہ بعض وہ چیزیں حضور پر واجب یا حرام ہیں، جو امت پر نہیں، اس کی تفسیر بحث جاری کتاب جاء الحق میں مطالعہ کرو ۱۳۰ یعنی جیسے گزشتہ رسولوں کے صحیفے اور کتابیں ان کی زبان میں دی گئیں، ایسے ہی آپ کو قرآن کریم عربی میں عطا ہوا، کہ آپ کی اصلی زبان عربی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ ترجمہ قرآن، قرآن نہیں، نہ اس کی تلاوت نماز میں جائز ہے، نہ بے قسطن کا اسے پڑھنا ممنوع، ۱۳۱ معلوم ہوا کہ عالم گنہگار کا عذاب جاہل گنہگار سے زیادہ ہے۔

الوعود ۱۲

۴۰۴

وآیتیں ۳۰

السَّبِيلُ وَمَنْ يَضِلْ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ۳۱

روکے گئے، لہ اور جسے اللہ گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت کرنے والا نہیں ۳۱

لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ

انہیں دنیا کے جتنے عذاب ہوگا، اتنے اور بے شک آخرت کا عذاب سب سے

أَشَقُّ وَمَا لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَّاقٍ ۳۲ مَثَلُ الْجَنَّةِ

نہایت ہے اور انہیں اللہ سے بچانے والا کوئی نہیں ۳۲ احوال اس جنت کا کٹھ

الَّتِي وَعَدَ الْمُتَّقُونَ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ

والوں کے لئے جس کا وعدہ ہے ۳۳ اس کے نیچے نہریں بہتی ہیں

أَكْمَلُهَا دَائِمٌ وَظُلُمَاتٌ لَكَ عُقْبَى الَّذِينَ اتَّقَوْا ۳۴

اس کے سونے، ہمیشہ ۳۴ اور اس کا سایہ ۳۵ اور والوں کا توبہ انجام ہے

وَعُقْبَى الْكَافِرِينَ النَّارُ ۳۵ وَالَّذِينَ اتَّبَعَتْهُمْ أَكْبَرُ

اور کافروں کا انجام آگ ۳۵ اور جن کو ہم نے کتاب دی ۳۶ وہ

يَفْرَحُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمِنَ الْأَحْزَابِ مَنْ

اسی بر خوش ہوئے جو تمہاری طرف اترا ۳۷ اور ان گروہوں میں کچھ وہ ہیں

يُنْكِرُ بَعْضُهُمْ قَوْلَ آخَرِيهِمْ أَنِ ابْتَغُوا عِندَ اللَّهِ وَلَا

کراں کے بعض سے منکر ہیں، اللہ سے فرماؤ مجھے تو یہی حکم ہے کہ اللہ کی بندگی کروں اور میں

أُشْرِكُ بِهِ إِلَهُهُ ادْعُوا إِلَيْهِ مَابِ ۳۸ وَكَذَلِكَ

کا شریک نہ شہر اول میں کسی کی طرف، بلکہ انہوں نے اس کی طرف مجھے پڑنا اور اسی طرح

أَنْزَلْنَاهُ حَمَلًا عَرَبِيًّا وَلَكِنْ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ

ہم نے اسے عربی نسل میں اتارا ۳۹ اور اے منکر والے اگر تو ان کی خواہشوں پر

بَعْدَ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ

پسے کچھ بعد اس کے کہ تجھے علم آچکا تھا تو اللہ سے آگے نہ تیرا کوئی حمایتی

مَثَلُ ۳۱

۱۳۰ یعنی جیسے گزشتہ رسولوں کے صحیفے اور کتابیں ان کی زبان میں دی گئیں، ایسے ہی آپ کو قرآن کریم عربی میں عطا ہوا، کہ آپ کی اصلی زبان عربی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ ترجمہ قرآن، قرآن نہیں، نہ اس کی تلاوت نماز میں جائز ہے، نہ بے قسطن کا اسے پڑھنا ممنوع، ۱۳۱ معلوم ہوا کہ عالم گنہگار کا عذاب جاہل گنہگار سے زیادہ ہے۔

۱۔ (شان نزول) بعض کفار نے اعتراض کیا تھا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم جی ہی ہوتے تو آپ نکاح نہ کرتے، بیوی بچے نہ رکھتے تارک الدنیا ہوتے، ان کے جواب میں یہ آیت اتری ۳۔ اس طرح کہ بغیر بیوی و اولاد صرف بچی علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام نے عمر شریف گزاری، باقی تقریباً تمام انبیاء کرام نے نکاح فرمایا یعنی نکاح سنت انبیاء ہے۔ جسے فطرت کہتے ہیں، ایسے ہی زیادہ بیویاں رکھنا بھی نبوت کے خلاف نہیں، داؤد علیہ السلام کی ۹۹ بیویاں اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی ایک ہزار بیویاں تھیں، اور وہ نبی تھے ہندوؤں کے بعض اوتار کنہیا اور راجہ جبرت وغیرہ کی چند بیویاں تھیں۔ کنہیا کی بیویاں ایک ہزار تھیں ۳۔ یعنی تمام معجزے رب کے حکم سے ہوتے ہیں، مگر بعض معجزے نبی کی ذات کو لازم رہتے ہیں جیسے یوسف علیہ السلام کے لئے حسن اور بعض معجزے نبی کے اپنے اختیار سے صادر ہوتے ہیں مگر باذن اللہ، جیسے عصا موسیٰ کا سانپ بن جانا، کہ جب آپ اسے اپنے اختیار سے پھوڑتے تھے تو باذن اللہ سانپ بن جاتا تھا۔ اور بعض میں نبی کے اختیار کو دخل نہیں ہوتا جیسے آیات قرآنی کا نزول ۴۔ یہ کفار کے اس اعتراض کا جواب ہے کہ کلام الہی میں فتح کیوں ہے فرمایا گیا کہ جیسے کوئی احکام موت، زندگی وغیرہ کی مدت مقرر ہے، ایسے ہی شرعی احکام کی بھی ایک مدت معین ہے فتح اس مدت کا بیان ہے لہذا اس پر کچھ اعتراض نہیں ۵۔ معلوم ہوا کہ بعض تقدیروں میں رد و بدل ہوتا ہے اور بعض میں نہیں، پہلے کو محو و اثبات کہتے ہیں دوسری کو حتم متقی دعائوں اور نیک اعمال سے پہلی تقدیر میں تبدیلی ہو جاتی ہے۔ دوسری تقدیر میں رد و بدل ناممکن ہے، بعض علماء نے فرمایا کہ اس میں بندوں کے معاف شدہ اور باقی رہنے والے گناہ مراد ہیں۔ بعض نے فرمایا کہ اس میں منسوخ اور محکم آیات و احکام مراد ہیں، اور بھی اس میں چند قول ہیں ۶۔ یعنی کفار کے جن عذابوں کی آپ نے پیشین گوئی فرمائی ہے، ان میں سے بعض تو آپ کی ظاہری حیات شریف میں آجائیں گے جیسے بدر و حنین میں ان کی شکست اور بعض آپ کے پردہ فرمانے کے بعد ظاہر ہوں گے اگرچہ حضور وفات کے بعد بھی عالم کو دیکھتے سنتے ہیں مگر یہ دیکھنا اور نوعیت کا ہے، حیات شریف میں دیکھنا اور نوعیت کا ہے، اس لئے یہاں وفات کا مقابلہ معائنہ سے کیا گیا، لہذا اس آیت سے حضور کے نہ دیکھنے پر دلیل نہیں چکڑی جاسکتی، دیکھو ہر نمازی قیامت تک نماز میں حضور کو سلام عرض کرتا ہے۔ حالانکہ نہ سننے والے کو سلام کرنا منع ہے ۷۔ اس طرح کہ مجاہدین کفار کے علاقے کو برابر فتح فرما رہے ہیں جس سے دارا کفر کے حدود گھٹ رہے ہیں اور دارالسلام کے حدود بڑھ رہے ہیں، یہ آیت مدنی ہے اگرچہ سورۃ رد کہہ ہے کیونکہ کئی آیات میں جہاد کا ذکر

وَمَا آتَاكَ اللَّهُ وَلَا وَاقٍ ۝ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ
 جہان کا نہ پہلنے والا اور بیشک ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے تھے
 وَجَعَلْنَا لَهُمُ زَوْجًا وَذُرِّيَّةً وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ
 اور ان کے لئے بیویاں اور بچے کئے تھے اور کسی رسول کا کام نہیں کہ کوئی
 أَنْ يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ لِكُلِّ أَجَلٍ كِتَابٍ ۝
 نشانہ آئے مگر اللہ کے حکم سے ہر وعدہ کی ایک کلفت ہے کہ
 يَهْبِئُوا لِلَّهِ مَا يَشَاءُ وَيُثَبِّتُ وَعِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ ۝
 اللہ جو چاہے مٹاتا اور ثابت کرتا ہے اور اصل لکھا ہوا اسی کے پاس ہے
 وَإِنْ تَأْتِرْ بَيْنَكُمْ بَعْضُ الَّذِي نَعِدُهُمْ أَوْ تَتَوَفَّيْتُمْ
 اور اگر ہم نہیں رکھا دیں کوئی وعدہ جو انہیں دیا جاتا ہے یا پہلے ہی بٹے پاس بلائیں
 فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلْغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ۝ أَوَلَمْ
 تو بہر حال ہم پر تو صفت پہنچانا ہے اور حساب لینا ہمارا ذمہ کیا انہیں
 يَرَوْا إِنَّا تَأْتِي الْأَرْضَ نَنقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا
 نہیں سوچتا کہ ہم ہر طرف سے ان کی آبادی گھٹاتے آ رہے ہیں کہ
 وَاللَّهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهِ وَهُوَ سَرِيعُ
 اور اللہ حکم فرماتا ہے اس کا حکم کچھ ڈالنے والا کوئی نہیں نہ اور اسے حساب لینے
 الْحِسَابِ ۝ وَقَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ
 دیر نہیں نکلتی کہ اور ان سے اگلے فریب کر چکے ہیں کہ
 فَلِلَّهِ الْمَكْرُ جَمِيعًا يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ
 تو ساری خفیہ تدبیر کا مالک تو اللہ ہی ہے کہ جانتا ہے جو کچھ کوئی جان کسے
 وَسَيَعْلَمُ الْكُفْرُ لِمَنْ عَقَّبَى الدَّارَ ۝ وَيَقُولُ
 اور اب جانتا ہے جسے دین کا نعرہ ملتا ہے پہلے گھر سے اور کافر

نہیں ہوتا، اس کا مقصد یہ ہے کہ آہستہ آہستہ تمہارے مارے علاقے مسلمان فتح کر لیں گے اور ایسا ہی ہوا ۸۔ یہاں حکم سے مراد کونسی حکم ہیں، جن میں بندوں کا اختیار نہیں ہے، جیسے موت و حیات ۹۔ چنانچہ قیامت میں ساری مخلوقات کے مکمل حسابات دنیا کے آدمے دن کی مدت میں ہو جائیں گے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے (جلالین) قیامت کا باقی دن شفع کی تلاش اور حضور کی نعت گوئی میں صرف ہو گا۔ رب فرماتا ہے۔ عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَ رَبُّكَ مَعًا خَيْرًا ۱۰۔ جیسے عابد و ثمود وغیرہ جنہوں نے اپنے نبیوں کے قتل کی تدبیریں کیں، اس میں حضور کو تسلی دی گئی ہے کہ جیسا معاملہ آپ کی قوم آپ کے ساتھ کر رہی ہے آپ سے پہلے پیغمبروں سے بھی ان کی قوم نے ایسے ہی کیا تھا ۱۱۔ لہذا اسے بغیر ارادہ کوئی کسی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا، اے محبوب آپ مطمئن ہیں، یہ آپ کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے ۱۲۔ یا تو دنیا میں جان لیں

(بقیہ صفحہ ۴۰۵) گئے مسلمانوں کی فتوحات دیکھ کر کیا موت کے وقت یا قبر میں پہنچ کر یا محشر میں، چونکہ ہر آنے والی چیز قریب ہے اس لئے فرمایا بعلم غیب جان لیں گے آخری صورتوں میں سارے کفار مراد ہیں، اول صورت میں صرف کفار رکھے۔

اب اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کی نبوت کا اللہ تعالیٰ گواہ ہے، جیسا کہ اس کی توحید کے حضور گواہ، اسی لئے رب پر اعتراضات کو حضور دفع فرماتے ہیں اور حضور پر اعتراضات کو اللہ تعالیٰ اٹھاتا ہے اللہ تعالیٰ کی گواہی معجزات، قرآنی آیات اور عالم کی چیزوں کا حضور کے تابع فرمان ہونا ہے۔ دوسرے یہ کہ جو حضور کو

رسول نہ مانے، یا آخری نبی نہ مانے، یا حضور کے دین کو غیر مستحکم نہ مانے، وہ کافر ہے ۲۔ اس سے علم کی افضلیت معلوم ہوئی مآلہ تعالیٰ نے علماء کی گواہی اپنے ساتھ بیان فرمائی اور یہاں علماء سے یہود و نصاریٰ کے وہ تمام علماء مراد ہیں، جنہوں نے حضور کی حقانیت کی گواہیاں دیں ۳۔ سورہ ابراہیم کہہ ہے سَوَاءٌ أَمَرَ بِتِلْكَ الْأَشْيَاءِ بِذَلِكَ
دو آیتوں کے، اس سورہ میں سات رکوع، پانچ آیات آٹھ سو اسی کلمات، تین ہزار چار سو چھتیس حروف ہیں ۴۔ معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باذن اللہ لوگوں کو غفلت کفر سے نکال کر ایمان کی روشنی میں داخل کرتے ہیں، کوئی شخص صرف قرآن سے بغیر حضور کے واسطے ہدایت نہیں پاسکتا ۵۔ اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ قرآن کریم لوگوں کو تاریکی سے نکالنے کے لئے آیا ہے، نہ کہ حضور کو، حضور تو اول ہی سے نور ہیں اور نزول قرآن سے پہلے آپ نمازی، عابد و زاہد تھے، دوسرے یہ کہ ہم لوگ نزول قرآن کے بعد بھی حضور کے محتاج ہیں۔ قرآن کریم ختم ہے حضور رحمت کی بارش، جیسے ختم کو زمین میں بوسدینے جانے کے بعد بارش کی حاجت ہے۔ ایسے ہی ہم قرآن سن کر سیکھ کر حضور کی نگاہ کرم کے محتاج ہیں، بہت لوگوں کو بغیر قرآن صرف حضور سے ہدایت ملی ہے، جیسے حضرت ورد بن نوفل بخیرہ راسب، یا وہ کفار جو عین حالت جنگ میں صرف کلمہ پڑھ کر حضور کی زیارت کر کے شہید ہو گئے۔ نہ قرآن شانہ کوئی عمل کیا۔ لیکن صرف قرآن سے بغیر حضور کی وساطت کسی کو ہدایت نہ ملی۔ دیکھو موسیٰ علیہ السلام کے چاروں بغیر تو ریت صرف موسیٰ علیہ السلام کے توسل سے مومن، صالحی، شہید، صابر سب کچھ بن گئے تیسرے یہ کہ حضور باقیات تمام انسانوں کے رہبر ہیں۔ جب جسے ہدایت و نور ملے گا، حضور سے ملے گا۔ کیونکہ رب نے، انسان بغیر کسی قید کے فرمایا چوتھے یہ کہ حضور کی بعثت اصلاً تو انسانوں کے لئے ہے دوسری مخلوق جنات وغیرہ انسانوں کے تابع ہے۔ اس لئے یہاں خصوصیت سے

وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَلَسَتْ مُوسَلَاةً ۚ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا

الَّذِينَ كَفَرُوا أَسْتَ مُوسَى أَقُلْ كَفَى بِاللَّهِ شَهِيدًا

کہتے ہیں تم رسول جہیں تم فرماؤ اللہ گواہ کافی ہے

يَبْنِي وَيُنِشِئُكُمْ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ

مجھ میں اور تم میں اور وہ جسے کتاب کا علم ہے

اِيَّاكَ ۝ ۱۵ سُوْرَةُ اِبْرٰهِيْمَ مَكِّيَّةٌ ۝ ۶۷ رُكُوْعَانِ

سورہ ابراہیم مکی ہے اس میں ۵۲ آیات اور ۴ رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

الرَّكِبِ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ

ایک کتاب ہے کہ ہم نے ہماری طرف اتاری کہ تم لوگوں کو اندھوں

الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ يَا ذُنَّكَ رَبِّهِمْ إِلَى صِرَاطِ

کے اعلیٰ میں، لادیکہ ان کے رب کے علم سے اس کی راہ کی طرف جو

الْعَزِيزُ الْحَمِيدُ ۝ اللَّهُ الَّذِي لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ

۱۶ تہاں سب فوجوں والا حصہ تھا کہ ان کا کام ہے جو کہ آسمانوں میں ہے

وَمَا فِي الْأَرْضِ وَوَيْلٌ لِلْكَافِرِينَ مِنْ عَذَابٍ

اور جو کہ امام ہیں ان کا فرائض کی نگرانی سے ایک سلطنت

ثُمَّ يَدْعُ إِلَى الدُّنْيَا، لِيَسْتَحْيُوا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا

نا سے جسے آگ سے دنا کر نہ ہو

عَلَى الْآخِزَةِ وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَ

۱۰۰

بیماری ہے۔ اور اللہ کی رحمت سے پہلے

کے ساتھ ساتھ ان کے لیے بھی ایک نیا راستہ تلاش کیا جائے گا۔

منزل ۱۳

انسانوں کا ذکر ہوا، لہذا اس سے یہ لازم نہیں کہ حضور جنات و صغیرہ ۶ تاریخی سے نہ نکالیں ۶۔ یہ سب اللہ کی مخلوق در حقیقت اسی ہی کی مملوک ہیں، اگرچہ ظاہری طور پر اس کے بعض بندے بھی مالک ہوتے ہیں ۷۔ کفار عرب اسلام سے اس لئے محروم رہے کہ انہیں اپنی ایمانیاں بندہ ہو جانے اور اپنی ریاست جاتے رہنے کا اندیشہ تھا، لہذا کفار پر یہ آیت تجویز چسپاں ہے ۸۔ یا اس طرح کہ لوگوں کو فطرتاً سے پرستے لگاتے ہیں، یا اس طرح کہ اسلام میں کبھی پیدا کرنا چاہتے ہیں، اس سے ان علماء کو صبرت پہنانی چاہیے، جو نئے مذہب نکالتے ہیں اور اپنے کو عالم دین کہتے ہیں ۹۔ یعنی جو نئے یہ ۱۰ کہہ رہے ہیں اور گمراہ بھی ہیں، لہذا ان کا عذاب بھی سخت ہے۔

۱۔ اس سے اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو رب نے تمام زبانیں سکھائی ہیں کیونکہ ہر نبی اپنی قوم بھوت کی زبان جانتے ہیں اور دنیا کی ساری قومیں حضور کی امت اور حضور کی بھوت الیہ قوم ہیں، لہذا حضور سب کی زبانیں جانتے ہیں، احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اونٹ، بھٹی، چڑیاں، ککڑیاں حضور سے کلام کرتی تھیں اور حضور سمجھ لیتے تھے اور کیوں نہ ہو کہ سرکار تمام انبیاء سے زیادہ عالم ہیں، آدم علیہ السلام کو ہر زبان بتائی گئی۔ سلیمان علیہ السلام کو پرندوں کی بولی کا علم دیا گیا جو قرآن سے ثابت ہے ۲۔ اپنی قوم کو بلا واسطہ اور دوسروں کو علماء کے ترجموں کے ذریعہ سے، چنانچہ آج تمام دنیا میں علماء تبلیغ فرما رہے ہیں، یہ حضوری کی تبلیغ ہے ۳۔ معلوم ہوا کہ نبی کفر سے نکال کر روشنی ایمان میں مخلوق کو داخل کرتے ہیں، ظلمات کو جمع فرماتے سے معلوم ہوا کہ کفر، ظلمات، بد عملی، ہر خرابی سے نکالنا پیغمبری کا کام ہے، ان کی مدد کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا ۴۔

اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ میلاد، معراج و شب قدر میں علماء سے وعظ کرنا محمود ہے کہ وہ واسطین اللہ کے دن یاد دلاتے ہیں، دوسرے یہ کہ جن دلوں کو اللہ کے پیاروں سے کوئی خاص نسبت ہو جاوے، وہ اللہ کے دن بن جاتے ہیں، یہاں ایام اللہ سے مراد یا تو قوم عاود ثمود پر عذاب آنے کی تاریخیں ہیں، یا نبی اسرائیل پر سن و سلاوی اترنے کی، اور فرعون کے غرق ہونے کی، اگلی آیت سے اس دوسری تفسیر کو قوت حاصل ہوتی ہے ۵۔ یعنی کفار پر عذاب آنے کی تاریخیں اور ابراہار کو انعامات ملنے کی تاریخیں اللہ کی نشانیاں ہیں مگر صابروں شاکروں کے لئے ۶۔ یا اس طرح کہ ان باتوں کا ذکر تذکرہ کیا کرو، یا اس طرح کہ جب وہ تاریخیں آئیں تو عبادات کیا کرو۔ چنانچہ یہودی عاشورہ کے دن روزہ رکھتے تھے، کیونکہ اس دن فرعون ڈوبا تھا، اس یادگار میں اسلام میں بھی یہ روزہ اولاً فرض تھا، اب سنت ہے معلوم ہوا کہ بزرگان دین کی یادگاریں منانا، بڑی تاریخوں میں عبادات کرنا سنت انبیاء ہے ۷۔ فرعون کے ظلموں کو عذاب یا، معنی نقوی فرمایا گیا، یعنی سخت تکلیف یا، معنی اصطلاحی یعنی بنی اسرائیل کے جرموں کی سزا جو رب نے دی، اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں پر کافرو ظالم حکام کا تسلط ہونا رب کا دنیوی عذاب ہے اور ہمارے برے اعمال کا نتیجہ ہے اور اچھے حکام رب تعالیٰ کی رحمت اور نیک اعمال کا نتیجہ ہیں ۸۔ یعنی اس نجات دینے میں اللہ کا بڑا فضل ہے اس سے معلوم ہوا کہ کافر و ظالم کی ہلاکت، اس کی موت اللہ کی رحمت ہے جیسے علماء و صالحین کی وفات ہمارے لئے مصیبت ہے، ظالم کی موت پر خوشی کرنا اچھا ہے ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر نعمت کا شکر کرنا چاہیے اور نعمتیں تو مختلف ہیں لہذا ان کے شکر بھی مختلف، کفار مصیبت سے شکر کرتے ہیں، مومن عبادت سے، دیکھ لو ہولی، دیوالی میں کیا ہوتا ہے۔ اور عید بقرہ عید الفطر میں کیا ہوتا ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ شکر سے نعمت میں زیادتی ہوتی ہے اور شکر اللہ تعالیٰ ملتا ہے، لہذا شکر سے صبر افضل ہے ۱۰۔ جن و انس اس سے حضرت انبیاء کرام علیہم السلام کیونکہ ان کا کفر محال ہے یا یہ ناممکن کو فرض کیا گیا جیسے یٰٰنہ کُفْرُکُمْ یُحْضِرُکُمْ عَذَابُکُمْ غَلاظٌ یہ ہے رب تعالیٰ تمہاری اطاعت سے بے نیاز ہے، اس میں تمہارا ہی نفع ہے، نافرمانی میں تمہارا اپنا ہی نقصان ہے۔

۱۳	وَمَا آتٰنٰی	۲۰۶	ابوہدیم ۳
<p>اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ الْاَبْسَانَ قَوْمَهُ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ نے ہر رسول اس کی قوم کی زبان میں بھیجا کہ وہ انہیں صاف بتائے کہ فَيُضِلَّ اللَّهُ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ پھر اللہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہے اور راہ دکھاتا ہے جسے چاہے اور وہی الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوسٰی بِآيَاتِنَا عزت حکمت والا ہے اور بیشک ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں لے کر اَنْ اَخْرِجَ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّورِ وَذَكَرَهُمْ بھیجا کہ اپنی قوم کو اندھیریوں سے اچالے میں لائے اور انہیں اللہ کے بِاَيِّمِ اللّٰهِ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝ دن یاد دلا کہ بیشک اس میں نشانیاں ہیں ہر صبر کرنے والے شکر گزار کو وَاذْقَالَ مُوسٰی لِقَوْمِهِ اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا یاد کرو اپنے اوپر اللہ کا احسان کہ اِذَا اُنْجَاكُمْ مِنْ اِلٍ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُكُمْ سُوْعَ الْعَقَابِ جب اس نے ہمیں فرعون والوں سے نجات دی جو تم کو برائی مار رہے تھے وَيَذَّبَحُونَ اَبْنَاءَكُمْ وَيُسْتَضِيُّونَ نِسَاءَكُمْ وَفِي اور تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے اور تمہاری بیٹیاں زندہ رکھتے اور اس ذٰلِكُمْ بَلَاءٌ مِّنْ رَبِّكُمْ عَظِيْمٌ ۝ وَاذْتَاذَنْ رَبُّكُمْ میں تمہارے رب کا بڑا نفل ہوا اور یاد کرو جب تمہارے رب نے لَيْسَ شُكْرُكُمْ اِلَّا زَيْدٌ لَّكُمْ وَلٰكِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ سنا دیا کہ اگر احسان مانو گے تو میں نہیں اور دوں گا اور اگر ناشکری کرو تو میرا عذاب لَشَدِيْدٌ ۝ وَقَالَ مُوسٰی اِنْ تَكْفُرُوْا اَنْتُمْ وَمَنْ سخت ہے اور موسیٰ نے کہا اگر تم اور زمین میں بستے ہیں نہ سب</p>			
منزل ۴			

۱۔ یعنی آجکی ہیں یا قورات میں، یا وہ لوگ تاریخ سے خبردار تھے، یا ان قوموں کی اجڑی ہوئی بتیوں پر گزرا کرتے تھے، اس سے معلوم ہوا کہ تاریخ کا علم معتبر ہے، اگر نص کے خلاف نہ ہو، ایسے ہی کسی واقعہ کی شہرت اس کا ثبوت ہے۔ ۲۔ جیسے ابراہیم علیہ السلام کی قوم اور قوم شعیب و قوم لوط وغیرہم ۳۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ تمام انبیاء اور ان کی امتوں کا تفصیلی علم ہم کو نہیں ملا، لہذا ان پر ایمان لانا چاہیے۔ کہ سارے نبی برحق ہیں، دوسرے یہ کہ کوئی شخص اپنا نسب آدم علیہ السلام تک نہ بیان کرے کہ کسی کو اس تفصیل کی خبر نہیں، تیسرے یہ کہ حضور کا نسب شریف عدنان تک تو معلوم ہوا ہے، آگے یعنی نہیں،

عدنان موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تھے، انہیں سے عرب عدنان کا سلسلہ چلتا ہے، چوتھے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء اور ان کی امتوں کا تفصیلی علم دیا۔ محراب میں سارے نبیوں سے حضور کی ملاقات ہوئی۔ اور سب نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی، رب فرماتا ہے۔ نَلَّا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ ۝۳۹ اللہ نے ہر نبی کو مجھ سے عطا فرمائے مگر جب ہم کو ہر پیغمبر کی تفصیل وار خبر نہیں، تو ان کے مجبور کی تفصیل کیسے معلوم ہو سکتی، ہاں پیغمبر مجھ کوئی پیغمبر نہیں آئے، ایسے ہی ہر پیغمبر پر تبلیغ کی وحی آتی ضروری ہے۔ ۵۔ حیرت یا غصہ ظاہر کرنے کے لئے یا پیغمبروں کے منہ پر ہاتھ رکھا، ان کی تبلیغ روکنے کے لئے یعنی ایسی بات نہ کہو، پہلی تفسیر قوی ہے کہ عبد اللہ بن عباس و عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے منقول ہے ۶۔ یعنی معاذ اللہ تمہارے جھوٹے ہونے کا ہم کو یقین ہے اور توحید و ایمان کے برحق ہونے میں ہمیں شک ہے۔ کفر و انکار اور چیز کا شک دوسری چیز کا۔ لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی میں شک کرنا درحقیقت رب میں شک کرنا ہے، جیسے کہ نبی کا ماننا رب کا ماننا ہے، کیونکہ یہاں کفار نے نبی میں شک کیا تھا، جسے اللہ کے بارے میں شک کرنا قرار دیا گیا کیونکہ نبی اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے مظہر ہیں، رب نے جسمانی تربیت کے لئے ظاہری غذا اُتھیں و دوا اُتھیں پیدا فرمائیں، روحانی پرورش کے لئے قوتِ ان اور اسلام کے احکام بذریعہ نبی بھیجے، اب نبی کا انکار رب کی ربوبیت کا انکار ہے ۸۔ معلوم ہوا کہ نبی کا بلانا خود رب کا بلانا ہے، کیونکہ ان قوموں کو براہ راست رب نے نہ بلایا تھا بلکہ ان کے رسولوں نے بلایا تھا۔ مگر فرمایا گیا کہ تمہیں رب بلاتا ہے، اس لئے رسول کی اطاعت، رب کی اطاعت ہے، ۹۔ یعنی کفر کے زمانہ کے بعض گناہ، اسلام لانے کی برکت سے بخش دے، کچھ گناہ اس لئے فرمایا کہ حقوق العباد معاف نہیں ہوتے، جب تک کہ خود بندہ معاف نہ کرے ۱۰۔ کفر کی جڑ پیغمبر کو اپنی مثل جانتا ہے شیطان بھی

اللہ تعالیٰ

فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا فَإِنَّ اللَّهَ لَغَفِيْرٌ حَمِيْدٌ ۝۱۰

اکافر جو جاؤ تو بے شک اللہ بے پرواہ سب قوموں والا ہے

أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَبُوءُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمُ نُوحٍ

کیا نہیں ان کی خبریں نہ آئیں جو تم سے پہلے تھے، نوح کی قوم

وَعَادُ وَثَمُودَ وَالَّذِينَ مِنْ بَعْدِهِمْ لَا يَعْلَمُهُمْ

اور عاد اور ثمود اور جو ان کے بعد ہوئے نہ انہیں اللہ ہی جانتے

إِلَّا اللَّهُ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَرَدُّوا أَعْيُنَهُمْ

ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیل لے کر آئے نہ تودہ پہنے ہاتھ

فِي أَفْوَاهِهِمْ وَقَالُوا إِنَّا كَفَرْنَا بِمَا أُرْسِلْتُمْ بِهِ وَ

اپنے منہ کی طرف لے گئے اور بولے ہم تمہیں اس کے جو کہا ہے ہاتھ بھیجا

إِنَّا لَفِي شَكٍّ مِمَّا تَدْعُونَا إِلَيْهِ مُرِيبٍ ۝۹

کیا اور جس راہ کی طرف ہمیں بلاتے ہو اس میں ہمیں وہ شک ہے کہ بات سنے نہیں دیتا ہے

رُسُلَهُمْ فِي اللَّهِ شَكٌّ فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

ان کے رسولوں نے کہا، کیا اللہ میں شک ہے نہ آسمان اور زمین کا بنانے والا

يَدْعُوكُمْ لِيُبْعَثَكُمْ مِنْ دُنُوبِكُمْ وَيُخْرِجَكُمْ

جس بلاتا ہے کہ تمہارے کچھ گناہ دھوئے اور موت کے مقرر

إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى قَالُوا إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا بَشَرٌ

وقت تک تمہاری زندگی بے عذاب کاٹ دے بولے تم تو میں جیسے آدمی

مِثْلَنَا تَزِيدُونَ أَنْ تَصَدُّوْنَ أَعْيُنًا كَانَ يَعْبدُ

ہوئے تم پہانتے ہو کہ میں اس سے باز رکھو جو ہمارے باپ دادا

أَبَاؤُنَا فَاتُّنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝۱۰

پوچھتے تھے اب کوئی رکھن تمہارے پاس لے آؤں ان کے رسولوں نے ان سے کہا

اسی سے کافر ہوا، اور دیگر قومیں بھی اسی سے ملایا ہوئیں، جب تک کہ دل میں پیغمبر کی عظمت نہ ہو، اس وقت تک ان کے دین کا قار ہرگز قائم نہیں ہو سکا اب باپ دادوں کی یہ بیروی حرام ہے، یعنی شریعت اور حکم رسول کے مقابلہ میں اور یزید کا دین کی بیروی ایمان کا رکن ہے، رب فرماتا ہے۔ تَوَلَّوْا الصُّلٰتِیْنَ وَلِکُمْ رَہْ رَہْ رَہْ کی پہچان ہی یہ ہے کہ وہ مقبولین یا راہ کا راستہ ہو ۱۲۔ یعنی جو مجھ سے تم نے دکھائے، وہ تو کچھ شرعی میں نہیں ہماری تسلی ان سے نہ ہوئی جو مجھ سے ہم مانگ رہے ہیں، وہ دکھاؤ۔

۱۔ یہ ہی لفظ کافروں کے منہ سے نکلے تو کفر ہے، نبی کے منہ سے نکلے تو ان کا مکمل ہے، خیال رہے کہ نبی کو بشر یا تو رب نے فرمایا یا خود نبی نے اپنے کو، یا کفار نے، ان تینوں کے سوا کسی نے انہیں بشر نہ کہا، اب جو انہیں بشر کہہ کر پکارے، وہ نہ رب ہے، نہ نبی، تو لا محالہ بے ایمان ہی ہے، رب فرماتا ہے۔ نَقُولُ لِلَّذِينَ يَقُولُونَ سُبْحَانَ اللَّهِ عَلَيْهِمْ صَلَواتُ رَبِّكَ فِي الْآخِرَةِ ۚ

۲۔ یعنی تم نے میری ظاہری شکل تو دیکھی، مگر اندرونی وصف اور رب کا فضل نہ دیکھا۔ معلوم ہوا کہ نبی کو دیکھنے والی نگاہ اور ہی ہوتی ہے جو انسان کو صحابی بنا دیتی ہے

۳۔ یا تو ہر دفعہ حکم آتا ہے، یا ایک بار دے دیا جاتا ہے، پھر وہ معجزات اپنے اختیار سے دکھاتے رہتے ہیں، جیسے ہم کو اجازت دے دی گئی ہے، پھر ہم اپنے اعضاء اپنے اختیار سے استعمال کرتے رہتے ہیں، تو ہماری ہر جنبش اور ہر حرکت رب کے حکم سے ہے مگر اس میں ہمارے اختیار کو بھی دخل ہے۔ لہذا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ انبیاء کرام معجزات میں بالکل بے اختیار ہوتے ہیں، دیکھو

موسیٰ علیہ السلام جب بھی لایخی پھینکتے تھے، سانپ بن جاتی تھی، ہر دفعہ آپ رب سے یا قاعدہ اجازت نہ چاہتے تھے، یوسف علیہ السلام کا حسن معجزہ تھا جو ہر وقت آپ کے ساتھ تھا، اس آیت کا مقصد یہ ہے، کہ جو معجزے تم مانگ رہے ہو، وہ ہم کو عطا نہیں ہوتے، اور ہم بغیر عطاء رب معجزات ظاہر نہیں کر سکتے، لہذا آیت پر کوئی غبار نہیں ۴۔ یعنی مجھے تمہاری مخالفت کی کوئی پرواہ نہیں، کیونکہ جب میرے غلام مومن رب پر متوکل ہیں۔ تو میں نبی ہوں، مجھے اس پر توکل کیوں نہ ہو، اس سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی نبی نہ تھا، وہ لوگوں کے خوف سے جج تک نہ کر سکا، پٹھانوں کے ڈر سے کابل تبلیغ کے لئے نہ گیا، یہ باتیں توکل کے خلاف ہیں ۵۔ یہاں توکل سے مراد بھروسہ پر قائم رہنا ہے، تفسیر خزائن العرفان میں ہے، کہ توکل کی حقیقت بدن کو عبودیت میں ڈالنا، دل کو ربوبیت سے متعلق کرنا، عطا پر شکر اور بلا پر صبر کرنا، جسے یہ چار باتیں حاصل ہیں وہ متوکل ہے ۶۔ خیال رہے کہ یہاں عود کے معنی لوٹنا اور واپس ہونا نہیں، کیونکہ انبیاء کرام کبھی ان مشرکین کے دین میں نہ تھے، پھر واپسی کیسی، نیز ان کفار کا اس ملک کو اپنی زمین سمجھنا اور پیغمبر سے کتنا کہ ہم تم کو اپنی زمین سے نکال دیں گے، یہ بھی کفر ہے، زمین اللہ کی ہے اور اس کے رسولوں کی، اس سے معلوم ہوا کہ کسی کو کفر کی رغبت دینا کفر ہے، جو کوئی کسی عورت کو نکاح توڑنے کے لئے کفر کی رغبت دے، وہ خود کافر ہو جائے گا اور اس کا اپنا نکاح ٹوٹ جائے گا۔ اردو کی وجہ سے ۷۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو کوئی اپنے پڑوسی کو ستاتا ہے اللہ تعالیٰ اسی مظلوم پڑوسی کو اس ظالم کے مکان کا مالک بنا دیتا ہے، خیال رہے کہ جس زمین پر عذاب آئے تو وہاں مسلمانوں کو رہنا منع ہے، لہذا آیت کا مطلب

۱۳۰ ماہی
۴۰۹
ابراہیم ۱۳

إِنَّ نُحُورَ الْأَبْشَرِ مِمَّنْ لَّكُمُ اللَّهُ يَوْمَئِذٍ عَلَىٰ

مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَمَا كَانَ لَنَا أَنْ نَأْتِيَكُمْ

بِسُلْطَنِ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ

الْمُؤْمِنُونَ ۚ وَمَا لَنَا أَنْ نَتَوَكَّلَ عَلَى اللَّهِ وَقَدْ

هَدَانَا سُبُلَنَا وَلَنَصْبِرَنَّ عَلَىٰ مَا أَدْبَيْتُمُونَا وَعَلَىٰ

اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ ۚ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا

لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِنْ أَرْضِنَا أَوْ لَتَعُودَنَّ فِيَّ بَلَدِنَا

فَأَوْحَىٰ إِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظَّالِمِينَ ۚ وَلَنَسُكِّنَنَّهُمْ

الْأَرْضَ مِنْ بَعْدِهِمْ ذَٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِي خَافَ

وَعِيدًا ۚ وَاسْتَفْتَحُوا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ ۚ

مَنْ وَرَّاهُ جَهَنَّمَ وَبِئْسَ مَلَأٌ صَدِيدٌ ۚ

مَنْزِل ۳

یہ نہیں کہ جس جگہ ان پر عذاب آوے گا اسی جگہ تم کو بسایا جائے گا ۸۔ یعنی کفار کو ہلاک کر کے مومنوں کو ان کے ملک کا مالک بنانا، صرف ان پیغمبروں کی امتوں سے خاص نہ تھا۔ قیامت تک یہ قانون جاری ہے کہ بدکاروں کو ہلاک فرما کر نیک کاروں کو ان کی جگہ کا مالک بنایا جائے گا۔ ۹۔ یعنی پیغمبروں نے اپنے رب سے فتح و نصرت مانگی، یا ان کی امتوں نے اپنے نبی کے وسیلہ سے نصرت مانگی۔ تو اللہ نے مومنوں کو فتح دی اور کفار کو ہلاک فرمایا ۱۰۔ کہ مرتے ہی دوزخ کا عذاب، اور بعد قیامت دوزخ کا داخل ہو گا۔ خیال رہے کہ کافروں کو قبر میں دوزخ کا عذاب ہو گا کہ وہاں کی کھڑکی کھل جاوے گی۔ جس سے دوزخ کی گرمی اور بدبو آوے گی، مگر مسلمان کو قبر کی وحشت، سختی و تاریکی کا عذاب تو ہو گا۔ مگر دوزخ کا عذاب نہ ہو گا ۱۱۔ یعنی دوسرے دوزخیوں کا خون و چھپ اس کا پانی ہو گا جسے یہ پئے گا۔ یہ سرداران کفر کا

اب یعنی روزِ قیامت کے ہر روز گئے میں اسبابِ موت داخل ہوں گے، مگر میری موت نہ آئے گی، اس سے معلوم ہوا کہ روزِ قیامت کو فنا نہیں اور روزِ قیامت کو کفاروں کو کبھی عذاب سے نجات نہیں جو اس کا منکر ہے، وہ اس آیت کا انکاری ہے، ۲۔ یہاں کفار کے اعمال سے ان کے وہ کام مراد ہیں، جنہیں وہ نیکی سمجھ کر کرتے تھے، جیسے غریبوں کی دھکاری، کنویں کھدوانا، سبیل اور مسافر خانے بنانا وغیرہ، نہ کہ نماز و روزہ کیونکہ وہ یہ نہ کرتے تھے ۳۔ اس لئے کہ نیک کام پائی ہے اور اچھا عقیدہ جڑ ہے، بڑکٹ جانے پر پانی دینا کام نہیں آتا ۴۔ یعنی ایسی گمراہی جو ثواب سے دور رکھے، کہ خواہ کتنے ہی نیک اعمال کرے، مگر ثواب نہ پائے، کمزور زمین پر عمارت گر جاتی ہے، کمزور عقائد پر نیک اعمال برباد ہو جاتے ہیں ۵۔ یہاں حضور سے خطاب ہے اور حقِ عبث کا مقابل ہے۔ یعنی اسے محبوب تم نے حق دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین میں ہزار ہا عینیں رکھی ہیں، ان میں سے کچھ عبث و بے کار پیدا نہ فرمایا، اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نور سارے عالم سے پہلے پیدا ہوا۔ اور حضور نے ہر چیز کو پیدا ہوتے دیکھا۔ دوسرے یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم آسمان و زمین کی جھلکوں اور ہر چیز کو تاثیر سے واقف ہیں، جن کا پتہ آج تک سائنس والوں کو بھی نہ ملا۔ ۶۔ اس میں کفار مکہ سے خطاب ہے، اور ایسا ہی ہوا کہ ابو جہل وغیرہ ہلاک کئے گئے اور وہاں مسلمان آباد ہوئے، ان سرداروں نے اکڑ دکھائی تو مدینہ منورہ کے مساکین سے دین کی خدمت لے لی گئی۔ ۷۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفار ایک دوسرے کو پچھائیں گے اور دنیا کے معاملات انہیں یاد ہوں گے کہ ہم فلاں کافر کی پیروی کرتے تھے، دوسرے یہ کہ مومنین صالحین اپنے پیرو کاروں کی بلائیں باذن پروردگار ٹال دیں گے، شفاعت وغیرہ کے ذریعہ یہ دیکھ کر ہی کفار اپنے سرداروں سے کہیں گے کہ تم بھی ہماری بلا میں ٹالو، جیسے گنہگار مسلمانوں کی آفات ان کے نیک کاروں کی شفاعت سے ٹل گئیں، تب ان کے سردار وہ جواب دیں گے جو آگے مذکور ہے، بہر حال یہاں کفار کی گفتگو کا ذکر ہے، ۸۔ آیت مسلمانوں پر چسپاں کرنا گمراہی اور جہالت ہے، ۸۔ ان کا یہ کلام بھی بے ادبی کا ہے کہ گمراہی کو رب کی طرف نسبت کیا اس آیت نے صاف صاف بتا دیا کہ یہ گفتگو گمراہوں اور کافروں کی ہے، نہ کہ انبیاء کرام اور اولیاء اللہ کی اپنے معقین سے، جیسے کہ آج جاہل و جاہلوں نے سمجھا

يَتَجَرَّعُهُ وَلَا يَكَادُ يُسَبِّغُهُ وَيَأْتِيهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ

مَكَانٍ وَمَا هُوَ بِمَيِّتٍ وَمِنْ وَرَائِهِ عَذَابٌ غَلِيظٌ ۱۶

بمشکل اس کا تصور آخر تک نہ کر لے گا اور کسے بچے انار کے کی امید نہ ہوگی اور اسے رطوبت سے موت آئے گی اور مرے گا نہیں نہ اور اس کے پیچھے ایک کاڑھا عذاب

مَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ أَعْمَالُهُمْ كَرَمَادٍ اشْتَدَّتْ

بِهِ الرِّيحُ فِي يَوْمٍ عَاصِفٍ لَا يَقْدِرُونَ مِمَّا كَسَبُوا

کاشت ہو رہا تھا آندھی کے دن میں ساری کھیتی میں سے کچھ ہاتھ نہ

عَلَى شَيْءٍ ذَلِكَ هُوَ الضَّلَالُ الْبَعِيدُ ۱۷

لگا تے بھی ہے دور کی گمراہی سے کیا تو نے نہ دیکھا کہ

اللَّهُ خَلَقَ السَّمُوتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ إِنَّ يَئِشًا

يَذُوقُهُمْ وَيَأْتِي بِخَلْقٍ جَدِيدٍ ۱۸

نہیں لے جانے اور ایک نئی مخلوق لے آئے اور یہ اللہ ہر کچھ

اللَّهُ يَعْزِيزُ وَيَرْزُقُ اللَّهُ جَمِيعًا فَقَالَ الضُّعَفَاءُ

لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَمَا هِيَ أَنْتُمْ

مُغْنَوْنَ عَذَابٍ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ قَالُوا لَوْ

ہدانا اللہ کہہ دینا کہ سو اعلیٰ اجزائے صبرنا

اللہ میں ہدایت کرتا تو ہم نہیں کرتے نہ ہم ہر ایک سب سے بے یقاری کریم یا صبر سے

ان سرداروں کے وعدہ کرنے کو اپنا وعدہ قرار دیا۔ ورنہ خود اہلیس نے براہ راست کسی سے وعدہ نہ کیا تھا۔ اس طرح کہ نہ میرے پاس اپنے وعدے پر کچھ دلائل تھے نہ تم پر زور اور جبر، یہاں سلطان سے مراد وہ سلطان نہیں جس کی نفی مقبولین بارگاہ سے کی گئی کہ اِنَّ عِبَادِيْكَ لَيُسِيْرْنَ بِكَ عَلَيْنِهِمْ سُلْطٰنٌ وہاں ہکا سنا مرا ہے۔ ۵۷ کہ تم نے رب کی نہ مانی، میری مانی، بنائے تمہارا قصور ہے یا نہیں۔ ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ شیطان لوگوں سے شرک کرانا ہے، خود کبھی بت پرستی یا شرک نہیں کرتا، وہ بڑا موحّد ہے، ایسا موحّد کہ اس نے خدا کے حکم سے بھی آدم علیہ السلام کو سجدہ تجتبت نہ کیا۔ کیونکہ اس کو اس سجدہ سے شرک کی بو آتی تھی، یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کا انکار کر کے ساری ایمانی چیزوں کا ماننا ایمان نہیں، شیطان رب تعالیٰ کی ذات صفات، جنت، دوزخ، شر، فحش، کافراں کا قائل تھا مگر کافر رہا۔ کیوں؟ صرف اس لئے کہ نبی کا منکر تھا، جس پر مدار ایمان ہے، وہ نبوت کا عقیدہ ہے، اس لئے قبر میں توحید اور دین کا سوال کرنے کے بعد حضور کی پہچان کرائی جاتی ہے۔ ۷۔ کہ ان کا وہاں مددگار کوئی نہیں، اور جن سے انہیں آس تھی، وہ ایسا کو را جواب دے جائیں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے بہت مددگار مقرر فرماوے گا۔ ۸۔ اس سلام کی ابتداء آدم علیہ السلام کے وقت سے ہوئی۔ کہ آپ نے نور محمدی اپنے انگوٹھے کے ناخن میں دیکھ کر اسے سلام کیا۔ رب تعالیٰ نے حضور کی طرف سے جواب دیا۔ ۹۔ کلمہ طیبہ سے مراد کلمہ توحید اور ساری اچھی باتیں ہیں، جیسے قرآن، تسبیح، تہ اللہ، نعت رسول، دین کی تبلیغ وغیرہ تمام کلمات اس میں داخل ہیں، کہ جب دل میں جاگزیں ہو جاویں، تو چمک اٹھیں۔ ۱۰۔ جیسے مضبوط درخت کی جڑیں زمین میں پھیلی ہوتی ہیں، اور شاخیں اوپر چلی جاتی ہیں، ایسے ہی کلمہ طیبہ دل میں قائم ہے اور اس کی شاخیں تمام اعضا میں پھیلی ہوتی ہیں، کہ، کلمہ، کان، ناک، وغیرہ کو برائیوں سے روکتا ہے

اصدقہا لایت وقرعہا فی السماء ﴿۱۸﴾ لہذا فی اقصاء
بڑا قائم اور شامیں آسمان میں نہ ہر وقت لہنا چل دیتا ہے

۱۔ کلمہ طیبہ بھی زندگی میں نیک اعمال، موت کے وقت حسن خاتمہ، قبر میں وحشت کا دفع، مشرق میں صاب میں کامیابی کے پھل دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حسن خاتمہ نصیب کرے۔ ۲۔ جیسے بیتا مای، لسن، گندنا وغیرہ بدبودار درخت جن کی نہ تو جڑیں زمین میں پھیلی ہوتی ہیں، نہ شاخیں اوپر جاتی ہیں۔ زمین پر ہی پھیلا ہوتا ہے اور جلد اکھڑ دیا جاتا ہے۔ بے دین ایک بات پر نہیں ٹھہرتا، بات کا کیا اور پھر جانے والا ہوتا ہے۔ ۳۔ رب کا انکار مٹھو کی توہین وغیرہ کہ کافر مرتے وقت ہی اپنا دین بھول جاتا ہے، حتیٰ کہ قبر میں بھی نہیں کہہ سکتا کہ میرا اللہ دین تھا۔ خدا لا ادوی ہی پکارا ہے۔ ۴۔ اس آیت میں عذاب قبر کا ثبوت ہے یعنی مؤمن دنیا میں ہر حال ایمان پر ثابت قدم رہتا ہے۔ یمن کے رنج و خوشی اسے اسلام سے نہیں ہٹاتے اور مرتے وقت کلمہ طیبہ پڑھ کر گناہوں سے توبہ کر کے مرتا ہے، صاب قبر پر اس کا دل مطمئن رہتا ہے، جس سے بے آسانی جواب دے لیتا ہے مگر کافردنیا میں تو رنج و غم، راحت و مصیبت میں ثابت قدم نہیں رہتا۔ اور قبر میں اس کا دل ٹھکانے نہیں رہتا۔ لہذا آخرت سے مراد قبر ہے کہ یہ بھی دنیا کی بعد کی زندگی ہے، ۵۔ کہ ان کے ظلم کی وجہ سے ان میں گمراہی پیدا فرما دیتا ہے، یعنی کب بندہ کی طرف سے ہوتا ہے اور خلق رب کی طرف سے، جیسے گردن کاٹنے سے رب موت پیدا فرما دیتا ہے۔ تو قتل کرنا بندے کا کام ہے اور موت دینا رب کا کام ہے۔ ۶۔ اللہ کی نعمت نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ فَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ اِنَّا اور نعمت بدلنے والے کفار کو، ان کا کفر اور سرکشی یہ نعمت بدلنا ہے یعنی ہم نے کہ معظمہ کے باشندوں پر اتنا بڑا انعام کیا۔ کہ ان میں اپنا رسول بھیجا۔ مگر انہوں نے بجائے اطاعت کے ان کی نافرمانی کی۔ لہذا اگرچہ اس آیت میں ذکر تو کفار مکہ کا ہے، مگر اس میں سارے کتلخ داخل ہیں۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض گنہگار مسلمان اگرچہ دوزخ میں جائیں گے مگر دوزخ ان کا ٹھکانا نہ ہو گا، بلکہ ایک منزل کی طرح ہو گا۔ کہ وہاں کچھ رہ کر پاک و صاف ہو کر جنت میں جائیں گے، کیونکہ رب نے دوزخ کو کفار کا ٹھکانہ فرمایا۔ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ شرک کا دار و مدار اللہ تعالیٰ کی برابری پر ہے، اگر کسی کو اللہ کا بندہ ہی مان کر کسی وصف میں اس کا مقابل اور برابر مانا جاوے تو ماننے والا مشرک ہو گا۔ چنانچہ کفار اپنے جوں سے قیامت میں یوں کہیں گے۔ اِذْ نُسَبِّحُ بِحَمْدِ الْعَلِيِّ اِنَّا اگر یہ عقیدہ نہ ہو تو شرک نہیں، کفار کا جوں کو عقار ماننا شرک اور

مشرک کا پیغمبروں کو رب کا بندہ مان کر رب کی عطا سے عالم کا عقار ماننا عین ایمان ہے، جیسے حاکم یا بادشاہ کو اپنی مملکت میں عقار ماننا، اسی لئے گنگا کی تعظیم شرک ہے، آپ زمزم کی عظمت ایمان، بت کی طرف سجدہ شرک ہے، کعبہ کی طرف سجدہ ایمان۔ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کو نماز و روزہ و زکوٰۃ کی تبلیغ نہ کی جاوے گی۔ انہیں صرف ایمان کی تبلیغ ہو گی۔ کیونکہ رب نے حکم دیا کہ مومنوں کو نماز، زکوٰۃ، صدقہ و خیرات کی تبلیغ فرمائی جاوے۔

۲۰۱۸

ابو ہریرہ

۲۱۲

وہابی

جَبْنٌ بِأَذْنِ سَرَّهَا وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ

اپنے رب کے حکم سے لے اور اللہ لوگوں کے لئے مثالیں بیان فرماتا ہے

لَعَلَّكُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۝ وَمِثْلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ كَشَجَرَةٍ

کہیں وہ سمجھیں، اور گندمی بات کی مثال جیسے ایک گندہ پتھر

خَبِيثَةٍ اجْتَنَّتْ مِنْ فَوْقِ الْأَرْضِ مَا لَهَا مِنْ

کہ زمین کے اوپر سے کاٹ دیا گیا اب اسے کوئی قیام

قَرَارٌ ۝ يَشِدُّ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي

ہمیں تہہ اللہ ثابت رکھتا ہے ایمان والوں کو حق بات پر دنیا کی

أَحْيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَيُضِلُّ اللَّهُ الظَّالِمِينَ ۝

زندگی میں اور آخرت میں تہہ اور اللہ ظالموں کو گمراہ کرتا ہے تہہ

وَيَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ ۝ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا

اور اللہ جو چاہے کرے کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جنہوں نے

نِعْمَتَ اللَّهِ كَفَرًا وَأَحْلَوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ۝

اللہ کی نعمت نافرمانی سے بدل دی اور اپنی قوم کو بنیادی کے گمراہ امارات

جَهَنَّمَ يَصَلُّونَهَا وَبَسَّ الْقَرَارُ ۝ وَجَعَلُوا لِلَّهِ أُنْدَادًا

وہ جو دوزخ ہے اس کے اند جانیں گے اور کیا ہی بری گمراہی کی جگہ اور اللہ کیلئے برابر

لِيُضِلُّوا عَنْ سَبِيلِهِ قُلْ تَمَتَّعُوا فَإِنَّ مَصِيرَكُمْ

والے گمراہ تہہ کہ اس کی راہ سے بہکا دیں تم فرماؤ کہہ برت لو کہ تمہارا انجام

إِلَى النَّارِ ۝ قُلْ لِعِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا يُقِيمُوا الصَّلَاةَ

آگ ہے میرے ان بندوں سے فرماؤ جو ایمان لائے کہ نماز قائم رکھیں تہہ

وَيُفْقَهُوا مَوَازِينَ سِرًّا وَعَلَانِيَةً مَّنْ قَبْلُ أَنْ

اور ہمارے دین سے کچھ جاری راہ میں چھپے اور ظاہر فرمیں ان کے آگے

منزل

نماز، زکوٰۃ، صدقہ و خیرات کی تبلیغ فرمائی جاوے۔

۱۔ کہ کسی کو کچھ دے کر نیک اعمال خرید لئے جائیں، یا کسی سے اعمال مانگ لئے جائیں اپنے ہی عمل کام دیں گے، اس سے معلوم ہوا کہ کوئی بندہ کسی کی طرف سے بدنی فرائض ادا نہیں کر سکتا۔ نہ نماز پڑھ سکے، نہ روزہ رکھ سکے، مالی اعمال دوسرے کی طرف سے ہو سکتے ہیں، جیسے حج بدل، یا اولاد کوۃ یا قربانی کسی کی طرف سے جب وہ اپنا حق کر دے، خیال رہے کہ اس دن سے مراد یا موت کا دن ہے یا قیامت کا۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ کنوؤں اور دریاؤں کا پانی بھی آسمان سے ہی آیا ہے، اس لئے اگر بارش نہ ہو تو سب خشک ہو جاتے ہیں ۳۔ جن میں سے بعض کو غذاء، اور بعض کو دواء، کھاتے ہو مقصد یہ ہے کہ عالم کی ساری چیزیں تمہاری خاطر بنائیں،

ہم کو ان کی ضرورت نہیں تو انصاف یہ ہے کہ تم بھی کچھ کام ہمارے لئے کیا کرو، ہماری عبادت کیا کرو، اور وہ بھی حقیقت، تمہارے ہی لئے ہے ۴۔ اور تم ان کشتیوں سے فائدے اٹھاؤ۔ ورنہ پانی بوجھ نہیں اٹھاتا۔ اس کا قوام پتلا ہے، پھر اس کشتی کے ذریعہ تمام ہماری چیزیں سمندر میں تیر جاتی ہیں ایسے ہی ہم تو دنیا میں غرق ہو جاتے لیکن انبیاء کرام اور اولیاء اللہ کے طفیل دونوں جہاں میں تر جاتے ہیں ۵۔ لیکن کشتیوں اور چاند سورج کی تسخیر میں یہ فرق ہے کہ کشتیوں میں ہمارے ارادے کو دخل ہے، مگر چاند سورج میں اصلاً دخل نہیں، اس کے باوجود وہ سب ہماری ہی خاطر ہیں، رب کو ان سے کوئی نفع نہیں ۶۔ کہ نہ کبھی نوٹے پھوٹے ہیں، تا کہ مرمت کے لئے بھیجے جائیں، اور نہ کبھی آرام کے لئے چھٹی لیے ہیں، لاکھوں برس سے مسلسل گھوم رہے ہیں تا کہ تم کام اور آرام کے لئے وقت مقرر کرو۔ اور لاکھوں قسم کے فائدے اٹھاؤ ۷۔ یہاں من تبیع ہے یعنی تمہاری ہر قسم کی منہ مانگی مرادوں میں سے بعض عطا فرمائیں، یا کل نکلیں گے لئے ہے اور من یمانیہ۔ یعنی تمہیں بہت سی منہ مانگی بخششیں، جیسے رب فرماتا ہے۔ نَسَخْنَا فِيهِمْ اَرْبَابًا مِّنْ شَيْءٍ۔ مقصد یہ ہے کہ کوڑوں نعمتیں تمہارے بغیر مانگے تمہیں بخششیں، جن کا ذکر ہو چکا۔ اور بہت سی نعمتیں تمہیں منہ مانگی دیں ہم تمہاری طلب تم سے زیادہ جانتے ہیں، ہماری عطا تمہارے مانگے پر موقوف نہیں ۸۔ کیونکہ تمہارے ہر روکنے پر کوڑوں نعمتیں ہیں اور جب تمہیں اپنے بالوں کا شمار نہیں تو ان نعمتوں کا شمار کیسے ہو سکتا ہے، تمہاری گفتی سگھ پر ختم ہو جاتی ہے اور وہاں سگھ سے ابتداء ہوتی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ کوئی شخص حضور کے فضائل نہیں گن سکتا کیونکہ دنیا کی نعمتیں قلیل ہیں، رب فرماتا ہے۔ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ اور حضور کے فضائل عظیم ہیں رب فرماتا ہے۔ اِنَّكَ لَعَلٰی خَلَقْتَ عَظِيْمًا اور فرماتا ہے۔ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عِنْدَكَ عَظِيْمًا اور فرماتا ہے۔ اِنَّا عَظِيْمٌ لَّا تُكْوِّرُوْا جب ہم قلیل یعنی تھوڑی کو نہیں گن سکتے، تو عظیم یعنی

بڑی کو کیسے شمار کر سکتے ہیں ۹۔ یہاں آدمی سے مراد یا ابو جہل، ابولہب وغیرہ ہیں یا مطلقاً کافر و مشرک، جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہو رہا ہے۔ ۱۰۔ یعنی کہ شریف ہمیشہ شر رہے کبھی ویران نہ ہو اور یہاں کوڑھ، جذام، برص، دجال کے داخلہ، قتل و غارت سے امن رہے، ۱۱۔ ظاہر یہ ہے کہ بتی سے صلیبی اولاد مراد ہے۔ یعنی بیٹے اور وہ تمام حضرات شرک سے محفوظ رہے اور اگر مطلقاً اولاد مراد ہو تو معنی ہوں گے کہ میری ساری اولاد شرک میں گرفتار نہ ہو، ان میں مومن ضرور ہیں، رب نے ان کی دعا قبول فرمائی، قیامت تک ہمارے سید گمراہ نہیں ہو سکتے، ان میں مومن ضرور رہیں گے، کیونکہ یہ حضرات اولاد ابراہیم ہیں۔ قلب الانقلاب ہمیشہ سیدی ہو گا۔ (صواعق محرقة) ۱۲۔ یعنی یہ بت لوگوں کی گمراہی کا سبب بنے، ورنہ بت بے جان ہیں، بولتے نہیں ۱۳۔ میری شفاعت سے اس کے گناہ معاف فرما، یہ دعا آپ نے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ لَا يَبْتَغِيْ فِیْهِ وَلَا اِخْلٰۤا ۱۳) اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ

پہلے جس میں سوداگری ہوگی نہ یا رانہ ملے اللہ ہے جس نے آسمان

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَآءً فَاَخْرَجَ

اور زمین بنائے اور آسمان سے پانی اتارا کہ تو اس سے کچھ پھل

یہ مِنَ الشَّمٰتِ رَزَقَاکُمْ وَاَسَخَّرَ لَکُمُ الْفَلَکَ

تمہارے کھانے کو پیدا کئے تھے اور تمہارے لئے کشتی کو سخر کیا

لِتَجْرٰی فِی الْبَحْرِ بِاَمْرِہٖ وَاَسَخَّرَ لَکُمُ الْاَنْهٰرَ ۱۴) وَاَسَخَّرَ

کہ اس کے حکم سے دریا میں چلتے تھے اور تمہارے لئے

لَکُمُ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ دَآبِّیْنِ وَاَسَخَّرَ لَکُمُ الْاَیْلَ

ندیاں سخر کیں اور تمہارے لئے سورج اور چاند سخر کئے، جو برابر چلے جاتے ہیں اور

وَالنَّهَارَ ۱۵) وَاَتٰکُمْ مِنْ کُلِّ مَآسَاۤءٍ ثَمُوۃٌ وَاِنْ تَعَدُّوْا

تمہارے لئے رات اور دن سخر کئے اور نہیں بہت کچھ منہ مانگا دیا ہے اور اگر اللہ کی

نِعْمَتِ اللّٰهِ لَا تُحْصَوْہَا ۱۶) اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ

نعمتیں گنو تو شمار نہ کر سکو گے، بے شک آدمی بڑا

کَفَّارٌ ۱۷) وَاِذْ قَالَ اِبْرٰہِیْمُ رَبِّ اجْعَلْ ہٰذَا الْبَلَدَ

ظالم بڑا نکو ہے، اور یاد کرو جب ابراہیم نے عرض کی کہ میرے رب اس شہر کو

اٰمِنًا وَّاجْعَلْنِیْ وَبَنِیَّ اَنْ تَعْبُدَ الْاَصْنَامَ ۱۸) رَبِّ

آسان والا کر دے تھ اور مجھے اور میرے بیٹوں کو بتوں کے پوجنے سے بچا لے

اِنَّہُمْ اَضِلُّوْا کَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِیْ

میرے رب، بیشک بتوں نے بہت لوگ ہکا دینے تھے، تو جس نے میرا ساتھ دیا

فَاِنَّہٗ مِنِّیْ ۱۹) وَمَنْ عَصٰنِیْ فَاِنَّکَ عَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۲۰)

وہ تو میرا ہے، اور جس نے میرا کہا نہ مانا تو بے شک تو بخشنے والا مہربان ہے تھ

1852

قائم ہو گا اور ہرگز اللہ کو بے خبر نہ جاننا ظالموں کے

اس سے دنیا و آخرت دونوں کمال ہو جاتی ہیں۔ دیکھو۔

ابراہیم علیہ السلام نے اسامیل و اسحاق علیہما السلام کی پیدائش کو اللہ کی بڑی نعمتوں میں سے شمار کیا۔ لیکن لڑکیوں سے غمگن ہونا مومن کی شان نہیں، ۹۰۔ ابراہیم علیہ السلام فرزند کی دعا مانگ کر عرض کرتے تھے: **يَا سَمْعُ يَا بَاقِلُ** اے اللہ سن لے یعنی آئیں جب اسامیل علیہ السلام پیدا ہوئے تو آپ نے اس دعا کی یادگار میں ان کا نام اسامیل رکھا۔ ابراہیم علیہ السلام کی اس وقت عمر شریف ۹۹ سال تھی اور اسحاق علیہ السلام کی پیدائش کے وقت آپ کی عمر ایک سو بارہا گزر چکی تھی، حضرت اسامیل اسحاق علیہ السلام سے تیرہ برس بڑے تھے اس سے معلوم ہوا کہ کبھی رب سے ناامید نہ ہو، دعائیں بار بار پڑھنا چاہئے، دعا سے پہلے اور بعد رب تعالیٰ کی حمد کر دعا کے بعد آمین کہے یا **يَا رَحْمٰنُ** ۹۱۔ یہاں والدین سے مراد جناب ابراہیم کے گھر والے تارخ اور آپ کی والدہ حلی بنت نمر ہیں یہ دونوں مومن تھے ان کے لئے

(بقیہ صفحہ ۴۱۴) آپ نے بوجھاپے میں دعا بغفرت کی یعنی حضرت اسماعیل و اسحاق کی ولادت کے بعد آزر آپ کا چچا تھا۔ جس سے آپ اپنی بھالی بی بی میں بیزار ہو چکے تھے اور وہ کفر پر مہم تھا۔ قرآن مجید میں اب اور ام ماں باپ 'دادا' 'دائی' چچا وغیرہ سب کو کہہ دیا جاتا ہے مگر والدین صرف گئے ماں باپ کو ہی کہا جاتا ہے ۱۱۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ دعا اپنی ذات سے شروع کرے دوسرے یہ کہ ماں باپ کو دعا میں شامل رکھا کرے تیسرے یہ کہ ہر مسلمان حق میں دعائے خیر کرے چوتھے یہ کہ آخرت کی دعا ضرور مانگے صرف دنیا کی حاجات پر قناعت نہ کرے۔

۱۔ یعنی اے مظلوم صبر کر، اللہ ظالم سے غافل نہیں، ضرور بدلہ لے گا۔ ۲۔ کافروں، مجرموں کو حقیقی سزا آخرت میں ملے گی۔ دنیاوی عذاب تو عارضی اور معمولی جھڑک ہیں جس سے وہاں کی سزا کم نہ ہو گی جیسے حوالات جیل کے مقابلہ میں ۳۔ اپنی قبروں سے اسرائیل علیہ السلام کی طرف جہاں وہ صور پھونک رہے ہوں گے ۴۔ یعنی ایک نہ بھٹکائیں گے آنکھیں کھلی رہ جائیں گی یا اس دن اپنے کو یا کسی اور کو نہ دیکھ سکیں گے اوپر ہی کو دیکھتے اور نکتے رہیں گے دل کسی کی طرف متوجہ نہ ہوں گے سب نکتے انھیں گے مگر کوئی کسی کو نہ دیکھے گا ۵۔ یعنی سارے لوگوں کو خواہ مومن ہوں یا کافر، اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سارے انسانوں کے نبی ہیں، اقامت آپ کی نبوت قائم ہے کیونکہ الناس میں کوئی قید نہیں، اقامت علماء اولیاء حضور کی نیابت میں لوگوں کو ڈراتے رہیں گے ۶۔ ظالم سے مراد مشرک ہے رب فرماتا ہے اِنَّ الْبَشَرَةَ لَظُلُمٌ خَبِيْثٌ کیونکہ جسے خدا بخش دے گا وہ کبھی بھی دنیا میں واپس آنے کی تمنا نہ کرے گا جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے ۷۔ یعنی عمل کی مہلت دے، اس طرح کہ ہم کو دنیا میں واپس بھیج دے کیونکہ دنیا ہی عمل کی جگہ ہے نہ کہ آخرت، وہ تو جزا کی جگہ ہے ۸۔ شعر آج لے ان کی پناہ آج بد مانگ ان سے۔ کل نہ ہائیں۔ قیامت میں اگر مان گیا، آج وہ مٹاتے ہیں ہم نہیں مانتے، کل ہم متائیں گے وہ نہ ہائیں گے رب تعالیٰ آج ان کی اطاعت گی۔ توفیق دے ۹۔ یہاں سکھنے سے مراد عارضی طور پر سفر میں ٹھہرنا ہے، اہل عرب اپنے سفر میں غار و ثمود کی زمینوں پر گزرا کرتے تھے وہاں منزل بھی کیا کرتے تھے، ورنہ وہ بستیاں اجڑی ہوئی پڑی تھیں۔ وہاں آبادی نہ ہوئی، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ حضور مع صحابہ قوم ثمود کے جنگل پر سبز۔ تو فرمایا یہاں نہ ٹھہرو، ان کے کنوئیں کا پانی۔ یوں جہاں عذاب الہی جاوے وہاں پھر آبادی کیسی نوح

ماہ اپریل ۱۳	۴۱۵	ابن ہشیم ۱۰
<p>الظَّالِمُونَ ۱۰ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ</p> <p>کام سے لے انھیں ڈھیل نہیں دے رہے مگر ایسے دن کے لئے جس میں آنکھیں کھل کر کل</p> <p>الْاَبْصَارُ ۱۱ مَهْطِعِينَ مُقْنِعِي رَاۤءِ وُسْرِهِمْ لَا يَرْتَدُّ</p> <p>رہ جائیں گی نہ بے گناہ دور تھے انھیں گئے نہ اپنے سر اٹھائے ہوئے کر انکی ہٹک</p> <p>الْيَوْمِ طَرَفَهُمْ ۱۲ وَاَفِدتَهُمْ هُوًا ۱۳ وَاَنْذِرِ النَّاسَ</p> <p>ان کی طرف لڑتی نہیں اور انکی دلوں میں کھ سکت نہ ہو گی نہ اور لوگوں کو اس دن سے ڈراؤ</p> <p>يَوْمَ يَأْتِيهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُولُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَا</p> <p>اے جب ان پر عذاب آئے گا تو ظالم کہیں گے اے ہمارے رب</p> <p>اَخْرَنَا اِلٰى اَجَلٍ قَرِيْبٍ نَّجِبُ دَعْوَتِكَ وَنَتَّبِعِ</p> <p>تھوڑی دیر میں مہلت دے کہ ہم تیرا بلانا مانیں اور رسولوں کی</p> <p>الرُّسُلَ ۱۴ اَوْلَمْ تَكُوْنُوْا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمُ</p> <p>غلامی کر میں تو کیا تم پہلے قسم کیا چکے تھے کہ میں دنیا سے کہیں بٹ کر جانا</p> <p>مِّنْ زَوَالٍ ۱۵ وَسَكَنْتُمْ فِيْ مَسٰكِيْنِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا</p> <p>نہیں نہ اور تم ان کے گھروں میں بے جنہوں نے اپنا برا</p> <p>اَنْفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهُمْ وَضَرَبْنَا</p> <p>کیا تھا ان اور تم پر خوب کھل گیا ہم نے ان کے ساتھ کیا کیا نہ اور ہم نے</p> <p>لَكُمْ الْاَمْثَالَ ۱۶ وَقَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللّٰهِ</p> <p>لوگوں مثالیں دے دے کر بتا دیا کہ اور چٹک وہ اپنا ساداؤں چلے اور انکا داؤں</p> <p>مَكْرُهُمْ ۱۷ اِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ</p> <p>اشارے کے تلا میں ہے اور ان کا داؤں بلکہ ایسا نہ تھا جس سے یہ پہاڑیں</p> <p>الْجِبَالُ ۱۸ فَلَا تَحْسِبَنَّ اللّٰهَ مُخَلِّفًا وَعِدَہٗ</p> <p>جائیں نہ تو ہرگز خیال نہ کرنا کہ اللہ اپنے رسولوں سے وعدہ خلاف</p>		
مذہب ۳		

(بقیہ صفحہ ۳۱۵) اس لئے طوفان کے بعد زمین پر رہنا بسا و درست ہوا۔ اگرچہ طوفان ساری زمین

پر آیا تھا۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بعض چیزوں کے ثبوت کے لئے صرف شہرت کافی ہوتی ہے جیسے نسب، نکاح، بستی کیونکہ ان زمینوں کا قوم عادی و خود کی بستیاں ہونا شہرت سے ہی ثابت تھا۔ دوسرے یہ کہ تاریخی واقعات بلاوجہ رد نہیں کئے جاسکتے ہاں اگر نص کے خلاف ہوں تو رد کئے جائیں گے۔ اب معلوم ہوا کہ قیاس شرعی حق ہے کیونکہ آیت کا فضاء یہ ہے کہ وہ لوگ کفر کی وجہ سے ہلاک ہوئے اور کفر تو تم بھی کر رہے ہو، لہذا تم بھی ہلاک ہونے کے لائق ہو۔ علت کے

اشتراک سے حکم مشترک ہوتا ہے، اسی کو فقہ میں قیاس کہتے ہیں۔ ۱۲۔ حضرت حترجہ قدس سرہ کے ترجمہ میں ان تافہ ہے اور جبال سے مراد آیات الہیہ ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ان کے مکر ہوا کی طرح ہیں، جیسے ہوا پہاڑوں کو نہیں اڑا سکتی، ایسے ہی کفار کی خفیہ تدبیریں، احکام شرعیہ، آیات الہیہ کو نہیں ہٹا سکتیں۔ اس آیت کے اور بھی معانی کئے گئے ہیں۔ مگر یہ معنی بہت اعلیٰ ہیں۔ بعض مفسرین نے یہ معنی کئے کہ اگرچہ ان کے مکر ایسے شدید سخت تھے کہ پہاڑ بھی ٹل جائیں، مگر آپ کا دین اور صحابہ کرام اپنے مرکز سے نہ ہٹے۔ یہ حضرات پہاڑ سے زیادہ مضبوط ہیں۔

۱۳۔ یعنی اے مسلمان، یا اے محبوب آئندہ کبھی ایسا گمان بھی نہ کرنا، کہ اللہ اپنے رسولوں سے کئے ہوئے وعدے پورے نہ کرے، وہ ضرور ان کے دین کو غالب، کفار کو مغلوب کرے گا۔ کیونکہ وعدہ خلائی یا تو مجبوری کی وجہ سے ہوتی ہے، اللہ عزیز و غالب ہے، مجبور نہیں، یا بے غیرو کی وجہ سے ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ ذو انتقام ہے، اپنے مجبوروں کے بدلے دشمنوں سے ضرور لیتا ہے۔ ۱۴۔ قیامت میں پہلے تو آسمان و زمین کے صفات و حالات بدل جائیں گے کہ زمین ایک میدان ہو جاوے گی، جہاں نہ غار ہو گا۔ نہ ٹیلہ، آسمان کے تارے جھڑ جائیں گے اور سرخ چڑے اور کبھی تل کی گادی کی طرح ہو جاوے گا جسے قرآن میں فصل اور دہان فرمایا گیا۔ یہ دوسرے نفع سے پہلے ہو گا پھر حساب و کتاب کے وقت زمین و آسمان کی ذات ہی بدل جاوے گی کہ زمین چاندی کی اور آسمان سونے کا ہو گا۔ لہذا روایات میں تعارض نہیں۔ ۱۵۔ اپنی اپنی قبروں سے نکل کر میدانِ محشر میں حاضر ہوں گے لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ کیونکہ لوگ تو اب بھی اللہ کے سامنے ہی ہیں، اس سے چھپے ہوئے نہیں۔ ۱۶۔ معلوم ہوا کہ محشر میں کفار اور مومن ظاہری علامات سے ہی پہچان لئے جائیں گے کافروں کے منہ کالے، ہاتھ پیچھے بندھے ہوئے اور پاؤں تیزلوں میں بندھے ہوئے، مومن اس کے برعکس ہوں گے رب فرماتا ہے۔ يُعْرِضُ النَّجْمُ وَتُبَيِّنُهُمْ کبھی مجرم سے پوچھنے کی ضرورت نہ ہوگی ہر مجرم اپنے ساتھی شیطان کے ساتھ بندھا ہو گا اس کی اور بھی چند تفسیریں ہیں مگر یہ تفسیر بہتر ہے ہر انسان کے ساتھ شیطان پیدا ہوتا ہے۔ ۱۷۔ یعنی ان کے جسم پر رال لپیٹ دی جائے گی، جو فصل قیص کے ہوگی، رال میں بدبو گرمی ہوتی ہے اور اسے آگ جلد لگتی ہے، سراپاں نہ رال کی جمع ہے۔ معنی قیص، سراپاں واؤ سے۔ معنی پانچواں اور آگ ان کے سالیے جسموں کو جلائے گی حتیٰ کہ چرے بھی، اسی کا ذکر آگے ہے وَتُفَصِّلُهُمْ ۱۸۔ کہ تین چار گھنٹہ میں تمام خلق کا حساب لے لے گا، قیامت کے باقی دروازے میں حضور کی شان کا اظہار ہو گا۔ کبھی شفیع کی تلاش، پھر مقام محمود پر حضور کی جلوہ گری، پھر تمام عالم کا، پھر خالق، عالم کا حضور کا، نعمت دھنا اتنا بڑا دن ۱۹، کام میں صرف ہو گا۔ اگر قیامت صرف حساب کے لئے

الحجۃ

۳۱۶

و ما یزنی

رَسُولُهُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ ذُو انتقامٍ ۱۳ یَوْمَ تُبَدَّلُ

کرے گا۔ بیشک اللہ غالب ہے بدل لینے والا جس دن بدل دی جائے گی

الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمُوتُ وَبَرَزُوا لِلَّهِ

زمین اس زمین کے سوا اور آسمان نہ اور لوگ سب نکل کھڑے ہوں گے

الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۱۴ وَتَرَى الْمَجْرِمِينَ یَوْمَئِذٍ

ایک اللہ کے سامنے جو سب پر غالب ہے اور اس دن تم مجرموں کو دیکھ گے

مُقَرَّنِينَ فِی الْأَصْفَادِ ۱۵ سَرَّابِهِمْ مِّنْ قِطْرَانِ

بندھوں میں ایک دوسرے سے جڑے ہوں گے نہ انکے کرتے رال کے پونکے

وَتَعْشَىٰ وُجُوهُهُمْ لِلنَّارِ لَیْجَزِیَ اللَّهُ كُلَّ

اور انکے چہرے آگ ڈھانپ لے گی اس لئے کہ اللہ ہر جان کو

نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۱۶ هَذَا

اس کی کمانی کا بدلہ ہے بے شک اللہ کو حساب کرنے کا دیر نہیں لگتی نہ یہ

بَلَّغٌ لِلنَّاسِ وَلَیُنذِرُوا بِهِ ۱۷ وَلَیَعْلَمُوا أَنَّمَا هُوَ

لوگوں کو حکم پہنچانا ہے نہ اور اس لئے کہ وہ اس سے ڈرائے جائیں اور اس لئے کہ وہ

إِلَهُ وَاحِدٌ وَلَیَذْکُرُوا إِلَّا الْإِلَٰهَ ۱۸

جان لیں کہ وہ ایک ہی معبود ہے نہ اور اس لئے کہ عقل والے نصیحت مانیں

إِنَّا أَنزَلْنَاهُ ۹۹ سُوْرَةُ الْحَجْرِ مَكِّيَّةٌ ۴۰ رُكُوْعَاتُهَا ۶

سورہ حجر مکہ ہے اس میں چھ رکوع نازلے آئیں اور چھ سو چھتر رکوع و آیتیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا

الَّذِي نَزَّلَ آيَاتُ الْكِتَابِ وَقُرْآنٍ مُّبِينٍ ①

یہ آئین ہیں کتاب اور روشن قرآن کی نل

مَنْزِل

گے رب فرماتا ہے۔ يُعْرِضُ النَّجْمُ وَتُبَيِّنُهُمْ کبھی مجرم سے پوچھنے کی ضرورت نہ ہوگی ہر مجرم اپنے ساتھی شیطان کے ساتھ بندھا ہو گا اس کی اور بھی چند تفسیریں ہیں مگر یہ تفسیر بہتر ہے ہر انسان کے ساتھ شیطان پیدا ہوتا ہے۔ ۱۷۔ یعنی ان کے جسم پر رال لپیٹ دی جائے گی، جو فصل قیص کے ہوگی، رال میں بدبو گرمی ہوتی ہے اور اسے آگ جلد لگتی ہے، سراپاں نہ رال کی جمع ہے۔ معنی قیص، سراپاں واؤ سے۔ معنی پانچواں اور آگ ان کے سالیے جسموں کو جلائے گی حتیٰ کہ چرے بھی، اسی کا ذکر آگے ہے وَتُفَصِّلُهُمْ ۱۸۔ کہ تین چار گھنٹہ میں تمام خلق کا حساب لے لے گا، قیامت کے باقی دروازے میں حضور کی شان کا اظہار ہو گا۔ کبھی شفیع کی تلاش، پھر مقام محمود پر حضور کی جلوہ گری، پھر تمام عالم کا، پھر خالق، عالم کا حضور کا، نعمت دھنا اتنا بڑا دن ۱۹، کام میں صرف ہو گا۔ اگر قیامت صرف حساب کے لئے

اب مرتے وقت عذاب کے فرشتے دیکھ کر اور قبر میں پھر عرش میں مگر اس وقت یہ آرزو کرنا کام نہ دے گا کافر سے ہر قسم کا کافر مراد ہے خواہ مشرک ہو یا یہود نصاریٰ یا مرزائی قادیانی وغیرہ ۲۔ یعنی ان پر غم نہ کرو یا ان کی پرواہ نہ کرو۔ یا جب تک وہ کافر ہیں انہیں سوز کھائے شراب پیئے سے نہ روکو یہ مطلب نہیں کہ انہیں دین کی تبلیغ نہ کرو لہذا یہ آیت محکم ہے مسوخ نہیں اس سے اشارۃً یہ مسئلہ نکل سکتا ہے کہ کفار احکام شرعیہ کے مکلف نہیں جو چاہیں حرام حلال کھائیں اور جو چاہیں حرام حلال چیزیں برتنیں حاکم اسلام انہیں اس سے نہ روکے معاملات دیگر چیزیں ہیں لہذا کافر کو چوری وغیرہ سے روکا جاوے گا ۳۔ مرتے وقت اس سے

معلوم ہوا کہ لذت طلبی اور لمبی امیدیں مومن کی شان نہیں کافر کا غفلت سے کھانا برتنا جرم ہے اور مومن مطلق کا سونامی عبادت ہے ۵۔ یعنی ہر قوم کے عذاب کا وقت لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے جو جن بندوں کی نگاہ لوح محفوظ پر ہے انہیں یہ سب معلوم ہے کیونکہ یہ تحریر رب کے علم کے لئے نہیں بلکہ ان بندوں کو بتانے کے لئے ہے چنانچہ عذاب کے فرشتے اس تحریر کو دیکھ کر ہی عذاب لاتے ہیں اور پیچیدہ تحریر ملاحظہ کر کے پہلے جہنم دیتے ہیں ۶۔ یہاں اہل سے مراد تقدیر مہم ہے جس میں تبدیلی قطعی ناممکن ہے یونس علیہ السلام کی قوم پر عذاب آیا۔ مگر وہ ایمان لے آئی عذاب ٹل گیا۔ یہ ثنائی تقدیر مطلق کا تھا انیس نے اپنی درازی عمر کی دعا کی جو قبول ہو گئی۔ حضرت آدم علیہ السلام کی دعا سے داؤد علیہ السلام کی عمر بچائے ۶۰ سال کے سوا سال ہو گئی یہ تمام تبدیلیاں قضاء مطلق میں ہیں لہذا آیات قرآنیہ میں تضاد نہیں رب فرماتا ہے۔ **يَدْعُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُمْ نَجَاتٍ** انہیں آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ کوئی قوم اپنے اختیار سے آگے پیچھے نہیں جٹ سکتی اگر رب تعالیٰ بٹانا چاہے تو وہ قادر مطلق ہے۔ ان کا یہ کہنا قرآن کی تصدیق کے لئے نہ تھا بلکہ مذاق کے لئے تھا یا یہ مطلب ہے کہ تمہارے خیال میں اور دعوے میں یہ قرآن اترتا ورنہ کفار تو قرآن اترنے کے منکر تھے اس لئے آگے فرمایا۔ **يَتَذَكَّرُونَ** ۸۔ حضور کو مجنون کہنے والا عبد اللہ بن لبیع تھا پھر اوروں نے اس کے اتباع میں کہا (روح) اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر پر کبھی جنون نہیں آتا وہ حضرات گوثا بن، بہر بن، دیوانگی سے محفوظ ہوتے ہیں سب سے اعلیٰ عقل کے مالک ہوتے ہیں ۹۔ جو ظاہر ظہور تمہاری مدد کریں اور تمہارے بچے ہونے کی گواہی دیں اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مشرکین عرب فرشتوں کے قائل تھے بلکہ انہیں خدا کی بیٹیاں مانتے تھے دوسرے یہ کہ انہوں نے منکر، پجروں کو کلہ پڑھتے سنا تھا اس لئے اب فرشتوں کا مطالبہ کیا۔ ورنہ وہ وہی مطالبہ کرتے کہ پجروں سے کلہ پڑھاؤ ۱۰۔

دعائے	۴۱۷	الحجۃ
<p>رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ ﴿١﴾</p> <p>بہت آرزوئیں کریں گے کافر لے کاش مسلمان ہوتے</p> <p>ذَرَهُمْ يَاجُكُوا وَيَتَمَتَّعُوا وَيَأْخُذُوا بِالْأَمَلِ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿٢﴾ وَمَا أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ إِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعْلُومٌ ﴿٣﴾ مَا تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ أَجَلَهَا وَمَا يَسْتَأْخِرُونَ ﴿٤﴾</p> <p>تھاٹ کوئی گروہ اپنے وعدہ سے نہ آجے بڑے نہ نیچے ہے نہ</p> <p>وَقَالُوا يَا أَيُّهَا الَّذِي نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ إِنَّكَ لَجَجُنُّوْنَ ﴿٥﴾ لَوْ مَا تَأْتِيَنَا بِالْمَلِكَةِ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿٦﴾ مَا نُنَزِّلُ الْمَلِكَةَ إِلَّا بِالْحَقِّ سَعَىٰ بَعْضُ النَّاسِ فَرَسْتُمْ يَكْفُرُونَ ﴿٧﴾ وَمَا كَانُوا إِذْ أَمْنُظِرِينَ ﴿٨﴾ إِنَّا نَحْنُ نُزِّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَفِظُونَ ﴿٩﴾ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِي شِبَعِ الْأَوَّلِينَ ﴿١٠﴾ وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ﴿١١﴾ كَذَلِكَ نَسْلُكُهُ لِنُكَرُوا مَا يُكْفَرُونَ ﴿١٢﴾</p> <p>انہیں آتا منکر اس سے ہنسی کرتے ہیں ایسے ہی ہم اس ہنسی کو ان فیکروں کے</p>		
<p>منزل ۳</p>		

یعنی فرشتے اپنی اصل صورت میں یا کفار پر فرشتے عذاب ہی لے کر آتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم بروحی لے کر اور بعض مومنین پر رب کی رحمت لے کر آتے ہیں چیسے نبی مریم اور موسیٰ علیہ السلام کی والدہ پر فرشتوں کا خوشخبری لے کر آتا لہذا اس آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۱۱۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ عربی میں تعظیم کے لئے جمع کا صیغہ واحد پر ہوتا ہے جسے دوسرے یہ کہ مقبول بندوں کے کام رب کے کام قرار پاتے ہیں (یعنی بندوں کے کام رب کے کام قرار پاتے) قرآن کا انکار فرشتوں کا کام ہے مگر رب نے فرمایا کہ ہم نے انکار تیسرے یہ کہ لوح محفوظ اوپر ہے نیچے نہیں کیونکہ نزول اوپر سے اترنے کو کہا جاتا ہے صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ مومن کے دل میں اللہ تعالیٰ ہی قرآن انکارتا ہے اور وہ ہی محفوظ رکھتا ہے کہ اس کا خاتمہ ایمان ہوتا ہے ۱۲۔ لہذا قرآن کو القلم ام کہ ملامت ۱۳۔

(صفحہ ۴۱۷) احکام رب نے محفوظ فرمادے مگر الفاظ تو اس طرح کہ اس میں تبدیلی ناممکن ہے اور معانی و احکام اس طرح کہ اگرچہ بعض لوگ تحریف کی کوشش کرتے ہیں مگر اصلی احکام غلط نہیں پاتے وہ بعینہ موجود رہیں گے اسی لئے رب نے حضور کی حدیثوں کو قیامت تک کے لئے باقی رکھا اور علماء مشائخ کا سلسلہ قائم فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ حدیث شریف قرآن کی معنوی حفاظت کا ذریعہ ہے ۱۳۔ معلوم ہوا کہ ہر زمانہ اور ہر زمانہ والوں کے لئے علیحدہ علیحدہ رسول تشریف لائے ہمارے حضور سارے عالم کے لئے ہیں چراغ ہر گھر کا علیحدہ ہے مگر سورج سب کا ایک ہے۔

فِي قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ ۝ لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ وَقَدْ خَلَتْ

دلوں میں راہ دیتے ہیں نہ وہ اس پر ایمان نہیں لاتے اور انھوں کی

سُنَّةَ الْأَوَّلِينَ ۝ وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِم بَابًا مِّنَ السَّمَاءِ

راہ بٹھ چکی ہے اور اگر ہم ان کے لئے آسمان میں کوئی دروازہ کھول دیں

فَقُلُوبُ فِيهِ يَْعْرُجُونَ ۝ لَقَالُوا إِنَّمَا سُكَّرَتْ

کر دیں کہ اس میں جڑھتے جب بھی بھی کہتے کہ ہماری نگاہ

أَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُورُونَ ۝ وَلَقَدْ

باز نہ دی گئی ہے بلکہ ہم پر جادو ہو رہا ہے اور بے شک

جَعَلْنَا فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَزَيَّنَّاهَا لِلنَّاظِرِينَ ۝

ہم نے آسمان میں برج بنائے ہیں اور اسے دیکھنے والوں کیلئے آراستہ کیا

وَحَفِظْنَا مَا مِّنْ كُلِّ شَيْطَانٍ رَّجِيمٍ ۝ الْإِنَّمَنَ اسْتَرَقَّ

اور اسے ہم نے ہر شیطان مردود سے محفوظ رکھا مگر جو پوری دیکھنے

السَّمْعَ فَاتَّبَعَهُ شَهَابٌ مُّبِينٌ ۝ وَالْأَرْضُ مَدَدْنَاهَا

جلائی تو اس کے نیچے پھیلائی اور زمین نے زمین پھیلائی

وَأَلْقَيْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَنبَتْنَا فِيهَا مِن كُلِّ

اور اس میں لنگر ڈالے اور اس میں ہر چیز اندازے

شَيْءٍ مَّوْزُونٍ ۝ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَاشٍ

سے اگائی اور تمہارے لئے اس میں روزیاں کر دیں

وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهُ بِرَازِقِينَ ۝ وَإِنْ مِّنْ شَيْءٍ إِلَّا

اور وہ کر دینے نہیں تم رزق نہیں دیتے لہذا اور کوئی چیز نہیں جس کے بارے

عِنْدَنَا خَزَائِنُهُ وَمَا نُنْزِلُهُ إِلَّا بَقَدَرٍ مَّعْلُومٍ ۝

پاس خزانے نہ ہوں مگر اور ہم اسے نہیں اتارتے مگر ایک معلوم اندازے

۱۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جس دل پر ایمان کی مرگ جالے وہاں نبی کی توہین مذاق کفر داخل نہیں ہونے پاتا جہاں یہ مرز ہو وہاں ہر چیز پہنچ جاتی ہے دوسرے یہ کہ ہر شے کا خالق رب ہے اگرچہ اسباب کے کسب کرنے والے ہم ہیں کفار کفر کا کسب کرتے تھے تو ان کے دل میں اس دل لگی کا غلطی رب کی طرف سے ہوا جیسے کسی کو قتل ہم کریں تو رب اس کی موت پیدا فرما دے لہذا آیت صاف ہے ۲۔ اس سے اشارہ معلوم ہوا کہ جس دل میں نبی کی عداوت ہو اسے ایمان کی توفیق نہیں ملتی جب ایمان ملنے والا ہوتا ہے تو پہلے نبی کی عظمت دل میں پیدا ہوتی ہے ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب دل میں عداوت ہو تو کوئی مجروح اسے کارگر نہیں ہوتا ۴۔ پارہ برج جو سات سیارہ ستاروں کی منزلیں ہیں برج یہ ہیں حمل ثور جوزا سرطان اسد سنبل میزان عقرب قوس جدی دلو حوت ان کی تفصیل ہم پہلے بیان کر چکے ہیں ۵۔ اس طرح کہ برج انھوں آسمان کے حصے ہیں اور ستارے مختلف آسمانوں پر ہیں مگر یہ تمام پہلے آسمان پر نظر آتے ہیں لہذا دیکھنے والوں کی نگاہ میں پہلے آسمان کی زینت ہیں شریعت میں آسمان سات ہیں فلک اس کے نزدیک نو یعنی انھوں آسمان کا نام کرتی ہے نویں کا نام عرش ۶۔ پہلے شیاطین آسمانوں پر جا کر فرشتوں کے کلام سنا کرتے تھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت شریف پر تین آسمانوں سے روک دیئے گئے اور ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریف پر تمام آسمانوں سے روک دیئے گئے (خزائن العرفان) ۷۔ بعض وقت شیاطین آسمان کے پہرہ دار فرشتوں سے چھپ کر کچھ وہاں کی باتیں سن لیتے ہیں کیونکہ رب سے چھپنا غیر ممکن ہے اب وہ شیطان شعلہ سے مارا جاتا ہے خیال رہے کہ شیطان کا فرشتے سے چھپ کر وہاں بیٹھنا ایسا ہی ہے جیسا ابلیس کا آدم علیہ السلام کے پاس جنت میں پہنچ جانا ہوا یہ سب رب کے ارادے کے ماتحت ہے اور اس ارادے میں لاکھوں

تکلیفیں ہیں ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ خود تارا نہیں ڈالتا بلکہ آگ کا شعلہ تارے سے نکلتا ہے جو شیطان کو گولی کی طرح گلتا ہے ۹۔ زمین پھیلانے سے مراد ہے اس کا وسیع کرنا کہ لمبا چوڑا کرنا کیونکہ زمین گول ہے ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ زمین حرکت نہیں کرتی بلکہ ٹھہری ہوئی ہے کیونکہ لنگر کشی روکنے کے لئے ڈالا جاتا ہے اگر زمین میں حرکت و جنبش ہو تو پھر پناہ دینا اقرانے کا کیا فائدہ ہے جب جہاز کو لنگر سے روک دیا جاتا ہے تو پھر وہ بالکل جنبش نہیں کرتا ۱۱۔ اس طرح کہ جس چیز کی جس وقت اور جس ملک میں جس قدر ضرورت ہو وہاں اسی قدر وہ چیز پیدا فرماتا ہے بنگال میں چاول زیادہ پیدا ہوتے ہیں پنجاب میں گندم پھر کہیں قحط کیسے فراخی اس میں بھی ہزار ہا تکلیفیں ہیں یہ سب چیزیں اندازے میں داخل ہیں ۱۲۔ نوہی بانیاں جانور جو رزق تو ہمارا کھاتے ہیں اور کام تمہارا کرتے ہیں

(بقیہ صفحہ ۳۱۸) ۱۳۔ یہاں خزانہ سے مراد کوئی خزانہ ہے یعنی ہم ہر چیز کے پیدا فرمانے پر قادر ہیں نہ کہ کسی جگہ میں چیزیں جمع کر کے رکھ لی ہیں۔ اسی معنی کے لحاظ سے ارشاد ہوا تِلْكَ آيَاتُ الَّذِي يَدْعُوكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ يَهْدِي مَا يُخَالِفُ لَهُ سُبُلَ الْأَمْرِ إِنَّهُ عَلِيمٌ ذِكْرًا۔ اُنہی کے خزانوں کی کھجیاں بکھی گئیں۔

۱۴۔ قرآن شریف میں رحمت کی ہوا کو دھار اور قمر کی ہوا کو دھار فرمایا جاتا ہے جو ہوا بارش لانے والی ہے وہ بھی افضل ہے کہ رحمت کی چوٹی ہے اس لئے ان

ہواؤں کے چلنے وقت دعا مانگنا بہتر ہے اور غضب کی ہوا چلنے وقت رب کی پناہ مانگنا چاہیے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ۲۔ بارش کا پانی جو آسمان کی طرف یا آسمان اسباب گرمی وغیرہ سے آتا ہے لہذا آیت پر فلاسفہ اعتراض نہیں کر سکتے اس بارش کی برکت سے کوٹوں چشموں میں پانی بڑھتا ہے اور بعض جگہ وہی پانی پیا جاتا ہے ۳۔ اس طرح کہ سب فائدہ ہو جائیں گے اور ہم پانی رہیں گے یہ مطلب نہیں کہ آج ہم مالک نہیں ہیں مثال میں ہر طرح مسالوت ضروری نہیں ۴۔ شانِ نزول۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کی صف اول کے فضائل بیان فرمائے تو صحابہ کو وہاں کھڑے ہونے کا اذہد اشتیاق ہوا۔ حتیٰ کہ بعض حضرات نے چاہا کہ اپنے مکانات فروخت کر کے مسجد کے قریب مکان لے لیں تاکہ نماز میں اول وقت حاضر ہو کر صف اول میں جگہ لیا کریں۔ حضور نے فرمایا کہ اپنی اپنی جگہ رہو رب تعالیٰ نیتوں سے واقف ہے تم کو اجر دے گا تب یہ آیت کہہ اتری، معنی یہ ہیں کہ جو نماز اگلی صف میں کھڑے ہوتے ہیں ہم انہیں بھی جانتے ہیں اور جو عبجوری کھجلی صف میں جگہ پاتے ہیں وہ بھی ہمارے علم میں ہیں (روح و خزانہ) ۲۔ بعض منافقین جماعت کی صف آخر میں کھڑے ہوتے تھے تاکہ رکوع میں پیچھے والی عورتوں کو تاکنے کا موقع ملے اس پر یہ آیت کہہ اتری (روح) ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز ہنگامہ کے لئے جلدی مسجد میں پہنچنا اور صف اول میں کھڑا ہونے کی کوشش کرنا افضل ہے خیال رہے کہ نماز جنازہ میں صف آخر افضل ہے اور بقیہ نمازوں میں صف اول بہتر۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ارشاد ہوا ۱۔ یعنی آدم علیہ السلام کو ایسی مٹی سے بنایا جو پہلے گارا تھی پھر سوکھ کر کھٹکھٹائی ہوئی بن گئی ۷۔ اس سے دو مسئلہ معلوم ہوئے ایک یہ کہ جنات کی پیدائش انسان سے پہلے ہے دوسرے یہ کہ شیطان انسان کے مسلمات میں نفوذ کر جاتا ہے کیونکہ اس کی پیدائش ایسی آگ سے ہے جو نفوذ کر کے ۸۔ یہ خیر رب تعالیٰ نے آدم

۱۵	۲۱۹	ربیع الثانی ۱۳
<p>وَأَرْسَلْنَا الرِّيحَ لَوَاقِحَ فَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً</p> <p>اور ہم نے ہواؤں میں جھیس بادلوں کو بادلوں کے توبہ سے آسمان سے پانی اتار دیا</p> <p>فَأَسْقَيْنَكُمُوهُ وَمَا أَنْتُمْ لَهُ بِخَزَنِينَ ۝۱۳</p> <p>پھر وہ تمہیں پینے کو دیا اور تم کہہ اس کے خزانہ نہیں اور بیشک</p> <p>لَنْحْنُ نَحْيُ وَنُيِّتُ وَمَنْ الْوَارِثُونَ ۝۱۴</p> <p>ہمیں جلاں اور ہمیں ماروں اور ہمیں وارث ہیں کہ اور بیشک ہمیں معلوم ہیں</p> <p>الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَأْخِرِينَ ۝۱۵</p> <p>جو تم میں آگے بڑھے ہیں اور بیشک ہمیں معلوم ہیں جو تم میں پیچھے رہے ہیں</p> <p>وَأَنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ إِنَّهُ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ۝۱۶</p> <p>اور بیشک تمہارا رب ہی انہیں قیامت میں اٹھائے گا بیشک وہی علم و حکمت والا ہے</p> <p>خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ ۝۱۷</p> <p>اور بیشک ہم نے آدمی کو بھٹی ہوئی مٹی سے بنایا جو اصل میں ایک سیاہ بودا گارا تھا</p> <p>وَأَجَانَّ خَلْقُهُ مِنْ قَبْلِ مِنْ تَارِ السَّمُومِ ۝۱۸</p> <p>اور جن کو اس سے پہلے بنایا گئے دھوئیں کی آگ سے</p> <p>وَأَذَقَا رَبُّكَ لِلْمَلِكَةِ إِنِّي خَالِقُ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ ۝۱۹</p> <p>اور یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں آدمی کو بنانے والا</p> <p>ہوں بھٹی ہوئی مٹی سے جو بدبودار سیاہ گارے سے ہے تو جب میں اسے ٹھیک کر</p> <p>وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُّوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ ۝۲۰</p> <p>کروں اور اس میں اپنی طرف کی خاص معزز روح پھونک دوں تو اس کے لئے سجدے میں گر پڑنا</p> <p>فَسَجَدَ الْمَلِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ ۝۲۱ إِلَّا إِبْلِيسَ</p> <p>لہ تو جتنے فرشتے تھے سب کے سب سجدے میں گرے لے سوائے ابلیس کے</p>		
<p>مذہب ۳</p>		

علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے فرشتوں اور ابلیس کو دی تھی چوتھ جماعت فرشتوں ہی کی تھی ابلیس صرف ایک تھا اس لئے اس کا ذکر نہ فرمایا۔ صرف فرشتوں کا ذکر ہوا۔ یہاں آدم علیہ السلام کو بشر فرمانے میں آپ کی انتہائی نعت ہے۔ بشر باشرت سے بنا یعنی رب نے اسے خود اپنے دست قدرت سے بلا واسطہ فرشتوں کے بنایا۔ فرمایا ہے۔ إِنَّا خَلَقْنَاهُ مِنَّا طِينًا مُّسْوًّى۔ خیال رہے کہ آدم علیہ السلام اخیر مخلوق ہیں۔ جیسے ہمارے حضور آخر انبیاء ۹۔ معلوم ہوا کہ سجدہ صرف جسم آدم کو نہ تھا بلکہ روح ۱۰۔ تم کو تھا۔ چونکہ جسم اس کا تجلی گاہ تھا لہذا اسے بھی سجدہ ہوا ورنہ نفع روح کی قید نہ ہوتی ۱۱۔ فرشتوں کا یہ سجدہ آدم علیہ السلام کی شریعت کا حکم نہ تھا کیونکہ ابھی آدم علیہ السلام کی شریعت آئی ۱۲۔ تو انہی احکام شرع انسانوں کے لئے ہوتے ہیں نہ کہ

(بقیہ صفحہ ۴۱۸) فرشتوں کے لئے، نیز صرف ایک باری فرشتوں نے یہ سجدہ کیا، ہر دفعہ سجدہ نہ ہوا لہذا اس آیت سے سجدہ تعظیمی کے جواز پر دلیل پکڑنا جائز نہیں۔
 اللہ کلیم معلوم ہوا کہ سب فرشتوں نے سجدہ کیا، اور انجمنوں سے معلوم ہوا کہ الگ الگ نہ کیا، بلکہ ایک ساتھ کیا۔ ظاہر ہے کہ سارے فرشتوں نے سجدہ کیا۔
 خواہ وہ زمینی ہوں یا آسمانی، بعض لوگوں نے بعض فرشتوں کو اس سے مستثنیٰ فرمایا ہے، روح البیان نے یہاں فرمایا کہ یہ سجدہ درحقیقت نور محمدی کو تھا۔
 اب یہ سوال متبادر اور ناراضگی کے اظہار کے لئے تھا، نہ کہ وجہ پوچھنے کے لئے معلوم ہوا کہ سوال کی وجہ ہمت سی ہو سکتی ہیں ص ۲۷ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے

الحجۃ ۱۵

۴۴۶

ربیع الثانی ۱۳

إِنِّي أَنُيَكُونُ مَعَ السَّاجِدِينَ ﴿٢١﴾ قَالَ يَا بَلِيسُ

اس نے سجدہ والوں کا ساتھ نہ مانا فرمایا اے ابلیس

مَا لَكَ أَلَّا تَكُونَ مَعَ السَّاجِدِينَ ﴿٢٢﴾ قَالَ لَمَّا كُنْتُ

تجھے کیا ہوا کہ سجدہ کرنے والوں سے الگ رہا نہ بولا مجھے زیبا نہیں

لَأَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهُ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ

کہ بشر کو سجدہ کروں جسے تو نے بھٹی مٹی سے بنایا جو سیاہ بودار گارے

مَسْتُونٍ ﴿٢٣﴾ قَالَ فَاحْجُزْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ ﴿٢٤﴾

سے تھی تھ فرمایا تو جنت سے نکل جا کہ تو مردود ہے تھ

وَأَنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ ﴿٢٥﴾ قَالَ رَبِّ

اور بیشک قیامت تک تجھے پور لعنت ہے تھ بولا اے میرے رب

فَانْظُرْنِي إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ ﴿٢٦﴾ قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ

تو مجھے جہنم دے اس دن تک کہ وہ اٹھائے جائیں تھ فرمایا تو ان میں سے

الْمُنْظَرِينَ ﴿٢٧﴾ إِلَى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ ﴿٢٨﴾ قَالَ رَبِّ

جن کو اس معلوم وقت کے دن تک جہنم ہے تھ بولا اے میرے رب

يَمَّا آغْوَيْتَنِي لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَلَا أُغْوِيَنَّهُمْ

قسم اس کی تو نے مجھے گمراہ کیا میں انہیں زمین میں بھلاؤں دوں گا نہ اور ضرور میں ان سے

أَجْمَعِينَ ﴿٢٩﴾ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ﴿٣٠﴾

کو بے راہ کروں گا مگر جو ان میں تیرے چنے ہوئے بندے ہیں تھ

قَالَ هَذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيمٌ ﴿٣١﴾ إِنَّ عِبَادِي لَكِنَّ

فرمایا یہ راستہ میری طرف آتا ہے تھ بے شک میرے بندوں پر تیرا

لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ إِلَّا مَن آتَاكَ مِنَ الْغُيُبِ ﴿٣٢﴾

کچھ قابو نہیں تھ سوا ان گمراہوں کے جو تیرا ساتھ دیں تھ

المیزان ۲

ایک یہ کہ مخلوقات میں نبی کو شرف کننے والا سب سے پہلا
 شیطان ہے، اب جو کوئی نبی کی برابری کے لئے شرکے وہ
 شیطان کی پیروی کرتا ہے، دوسرے یہ کہ شیطان نے آدم
 علیہ السلام کے جسم کو دیکھا، نور اور روح کو نہ دیکھا تو
 جس کی نگاہ نبی کی بشریت پر ہی ہو اس کا انجام شیطان کا سا
 ہو گا تیسرے یہ کہ رب تعالیٰ کے فرمان کے مقابل اپنی
 رائے قائم کرنا ایسی کام ہے لہذا اس کے مقابل قیاس
 جائز نہیں ص ۳ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ
 جاہل کی بکواس کا جواب نہ دینا سنت الہیہ ہے، دیکھو رب
 نے ابلیس کی بکواس کا جواب نہ دیا۔ بلکہ نکال دیا
 دوسرے یہ کہ طور فشق سے پہلے فشق کے احکام جاری نہیں
 ہو سکتے۔ رب نے شیطان کو تنہا نکالا جب اس کی سرکشی
 ظاہر ہوئی، اگرچہ رب پہلے ہی جانتا تھا کہ شیطان کا انجام
 یہ ہو گا ص ۳ یعنی قیامت تک تجھ پر سب کی لعنت ہو گی
 اور قیامت کے بعد دائمی عذاب لہذا قیامت کا دن اس
 لعنت کی انتہا ہے۔ ۵۔ شیطان نے قیامت کے اٹھنے کے
 وقت تک کی زندگی مانگی تھی، تا کہ موت سے بچ جائے۔
 کیونکہ اٹھنے کے بعد موت کا وقت نکل چکا ہو گا۔ لیکن
 اس کی یہ عرض منظور نہ ہوئی اور اسے پہلے نفع نہ تک کی
 زندگی دی گئی۔ لہذا پہلے نفع پر شیطان بھی سب کے
 ساتھ مرجائے گا چالیس سال تک مردہ رہے گا۔ پھر
 دوسرے نفع پر سب کے ساتھ اٹھے گا (روح) بہر حال
 اس کی بعض دعا قبول ہوئی اور بعض رد ۶۔ معلوم ہوا کہ
 کوئی دعا کافروں کی بھی قبول ہو جاتی ہے اور دعا سے عمر
 بڑھ جاتی ہے، تقدیر میں تبدیلی ہو جاتی ہے، کیونکہ شیطان
 کی یہ درازی عمر اس غیث کی اس دعا سے ہوئی، تو نبی
 کی دعا کا کیا پوچھنا ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ شیطان
 دراصل صرف انسان کا دشمن ہے، انسان کی وجہ سے
 اوروں کا بھی دشمن ہے کیونکہ وہ آدم علیہ السلام کی وجہ
 سے نکالا گیا۔ اس کا بدلہ ان کی اولاد سے لے رہا ہے، نیز
 یہ کہ قتیہ کرنا۔ جھوٹ بولنا، اتنا بڑا گناہ ہے کہ ابلیس نے
 بھی نہ کیا لہذا قتیہ باز جھوٹا آدمی شیطان سے بدتر ہے ۸۔

یہ لگا کہ انبیاء کرام معصوم ہیں، کیونکہ گناہ کرانے والا شیطان ہے یا نفس امارہ، انبیاء کے نفوس امارہ نہیں ہوتے۔ یوسف علیہ السلام نے فرمایا۔ الامام معصوم ہیں اور شیطان ان سے گناہ کرا
 سکتا نہیں جو نبی کو معصوم نہ بنائے نہ شیطان سے بدتر ہے ۹۔ یعنی تیرے انگوٹھ اور ہر گناہ کے سبب جاننا اور میری اطاعت پر طاعت قدم رہتا رہا ہے جو سید عالم تک پہنچا رہا ہے، صوفیاء کے
 نزدیک اصل کا خلاصہ صراط مستقیم ہے، کیونکہ یہاں شریک غفلت ہے، اسی سے معلوم ہوا کہ سارے انبیاء معصوم ہیں اور بعض اولیاء کاملین محفوظ یعنی کسی نبی سے گناہ مرزد نہیں ہو سکتا
 اور بعض اولیاء سے کوئی گناہ نہ ہو، جیسے حضرات خلفائے راشدین اور بعض اولیائے کاملین ص ۱۰ اس طرح کہ خود تیری بھی فرمانبرداری کریں یا تیرے اتباع کرنے والوں کی پیروی کریں یہ
 آیت سب کو شامل ہے، اس سے معلوم ہوا کہ کسی شخص کو شیطان مجبوراً گمراہ نہیں کرتا، بلکہ اس کی اپنی خوشی سے، اسی لئے التبع

(بقیہ صفحہ ۳۷۰) فرمایا گیا۔ خیال رہے کہ تمام انبیاء و اولیاء شیطان سے پناہ مانگتے رہے، کیونکہ اگرچہ وہ شیطان کے تسلط سے معصوم یا محفوظ ہیں، مگر دوسرے سے کوئی امن میں نہیں حضرت علی فرماتے ہیں کہ مومن کی پہچان یہ ہے کہ اس کو نماز میں دوسرے آتے ہیں، کیونکہ شیطان کفار سے فانی ہو چکا ہے۔

۱۔ اس طرح کہ جو کافر ہو گئے وہ عیش و دوزخ میں رہیں گے، اور جو مومن ہو کر بد عملی میں گرفتار ہوں گے، وہ عارضی طور پر وہاں قیام کریں گے ۲۔ دوزخ کے سات طبقے ہیں اور ہر طبقے کا ایک دروازہ۔ ہر مجرم اپنے جرم کے لحاظ سے علیحدہ علیحدہ طبقے میں ہوں گے جہنم، ناری، حشر، معیر، عقر، عظیم، اور ہلویہ ۳۔ یعنی دوزخ کے سات

طبقے ہیں، ایسے ہی شیطان کے اجال کرنے والے بھی سات قسم کے لوگ ہیں انہیں سے ہر ایک جماعت کے لئے علیحدہ درجہ ہے، جیسا کافر ویسے ہی درجہ کا مستحق ہو گا ۴۔ یا اس طرح کہ ہر ایک متقی کو مختلف جہنم عطا ہو گی، یا متقی

لوگ مختلف قسم کے ہیں ہر قسم کا جنتی علیحدہ طبقے میں ہو گا۔ متقی وہ جو بد عقیقہ کی اور فسق عمل سے محفوظ رہے

۵۔ یہ کلام فرشتوں کا ہو گا، جو جنتی لوگوں سے جنت کے دروازے پر پہنچ جانے پر کریں گے، یعنی اب تمہیں نہ تو

جنت سے نکالا جاوے گا نہ بیماری آزاری تم پر آوے گی، نہ موت پہنچے گی، ہو گی ۶۔ یعنی جن جنتی لوگوں کے

دلوں میں جو کینہ وغیرہ تھے، وہ یہاں دور کر دیے جائیں گے، جیسے حضرت علی و امیر معاویہ رضی اللہ عنہما وغیرہ

حضرات ۷۔ عمل، اگر یہ آیت کسی حلوے وغیرہ شریعتی پر لکھ کر ان لوگوں کو کھلائی، جاوے جن کا آپس میں بغض

ہو تو انشاء اللہ ان میں محبت پیدا ہو جاوے گی ۸۔ معلوم ہوا کہ جب جنتی جزاء کے لئے جنت میں جائیں گے، تب

نہ نکالے جائیں گے۔ حضرت آدم اور حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کا صراح میں جنت میں داخلہ جزاء کے لئے نہ تھا۔

حضرت آدم کا وہاں رہتا تربیت کے لئے تھا تا کہ زمین میں اس طرح آبادی کریں، اور حضور کا داخلہ میر کے لئے

تقریباً تا کہ مشاہدہ کی گواہی دیں، اس لئے وہاں سے باہر تشریف لے آئے رب فرماتا ہے۔ فَنُفِثْنَا مِنْهُمَا هُنَا آیت میں تعارض نہیں، شان نزول ایک بار نبی صلی اللہ علیہ

وسلم جماعت صحابہ پر مگر ہے، جو آپس میں فتنہ رہے تھے فرمایا کہ میں تم کو ہنسا ہوا کیوں دیکھتا ہوں، وہ حضرات اس

عکاظ کلام سے ڈر گئے، اس وقت یہ آیت کریمہ فاذل ہوئی (روح البیان) اس سے معلوم ہوا کہ ایمان کا دار

خوف و امید پر ہے، اس کی رحمت سے امید، عذاب سے خوف لازم ہے ۱۰۔ حضرت جبریل علیہ السلام، اور ان کے

ساتھ کچھ اور فرشتے جو ابراہیم علیہ السلام کو اسحاق علیہ السلام کی بشارت دینے ممانوں کی شکل میں آئے، جنہیں آپ پہچان نہ

سکے، اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مصائب جان پہچان پر موقوف نہیں، انجی بھی ملنے آ جاوے تو وہ مہمان ہے دوسرے یہ کہ جائز ہے کہ نبی کسی وقت فرشتے کو نہ پہچانیں، جب کہ وہ وحی الہی لے کر نہ آئے ہوں۔

وحی کی صورت میں نبی کا پہچانا ضروری ہے، ورنہ وحی مٹھوک ہو گی ۱۱۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جو ہم سے ملنے کے لئے آئے، وہ ہمارا مہمان ہے، خواہ اسے بلایا ہو یا نہ، دوسرے یہ کہ آنے والے کو سلام کرنا سنت ہے نہ کہ بیٹھے ہوئے کو ۱۲۔ کیونکہ وہ بے وقت آئے تھے اور کھانا بھی قبول نہ فرمایا۔ اس زمانہ میں یہ دشمنی کی علامت تھی، اس سے معلوم ہوا کہ بندوں سے ڈرنا، نبوت کی شان کے خلاف نہیں، مومن علیہ السلام نے فرعون سے خوف فرمایا تھا۔ یہ خوف ایذا ہے نہ کہ خوف اطاعت، انہیں خوف اطاعت غیر اللہ کا نہیں ہوتا۔ لَا تَخَافُ عَذَابَ ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ فرشتوں کو علوم غیبی رب نے دیے ہیں کہ انہیں با عطا الہی

درجہ ۱۳	۳۲۱	الحجۃ
<p>وَاِنْ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِينَ ﴿۳۱﴾ لَهَا سَبْعَةُ</p> <p>اور یہ شش ہفتہ ان سب کا وعدہ ہے لہٰذا اس کے سات دروازے</p> <p>اَبْوَابٌ لِّكُلِّ بَابٍ مِنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُومٌ ﴿۳۲﴾ اِنْ</p> <p>ہیں کہ ہر دروازے کے لئے ان میں سے ایک حصہ بنا ہوا ہے نہ بیشک</p> <p>الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّتٍ وَعِيُونٌ ﴿۳۳﴾ اَدْخُلُوْهَا بِسَلَامٍ</p> <p>درولے باغوں اور چشموں میں ہیں کہ ان میں داخل ہو سلاستی کے ساتھ</p> <p>اِمْنِيْنَ ﴿۳۴﴾ وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ</p> <p>امان میں لے اور ہم نے ان کے سینوں میں جو رکھ کینے تھے سب چھین لئے کہ</p> <p>اِحْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقَابِلِيْنَ ﴿۳۵﴾ لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا</p> <p>آپس میں بھائی ہیں تنوں پر دربر در بیٹھے نہ انہیں اس میں کچھ تکلیف</p> <p>نَصَبٌ وَمَا هُمْ مِنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ ﴿۳۶﴾ نَبِيٌّ عِبَادِيْ</p> <p>ہے نہ وہ اس میں سے نکالے جائیں نہ ہر دو دوسرے کے بندوں کو</p> <p>اِنِّیْ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۳۷﴾ وَاَنْ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ</p> <p>کہ بیشک میں ہی ہوں بخشنے والا مہربان اور میرا ہی عذاب دردناک عذاب</p> <p>الْاَلِيْمُ ﴿۳۸﴾ وَنَبَّأَهُمْ عَنْ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ ﴿۳۹﴾ اِذْ دَخَلُوْا</p> <p>ہے نہ اور انہیں احوال بناؤ ابراہیم کے ہمانوں کا نہ جب وہ اس کے</p> <p>عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلَامًا قَالَ اِنَّا مِنْكُمْ وَجَلُوْنَ ﴿۴۰﴾</p> <p>پاس آئے تو بولے سلام کہہا ہمیں تم سے درمطوّر ہوتا ہے کہ</p> <p>قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نَبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ عَلِيْمٍ ﴿۴۱﴾ قَالَ</p> <p>انہوں نے کہا ڈرے نہیں ہم آپ کو کونک علم والے لڑکے کی بشارت دیتے ہیں تا کہہ</p> <p>اَبَشِّرْ نَبُوْنٰی عَلٰی اَنْ مَّسَّنِيَ الْكِبَرُ فَاِمْۤا نَبَشِّرُوْنَ ﴿۴۲﴾</p> <p>کہا اس پر مجھے بشارت دیتے ہو کہ مجھے بڑھاپا پہنچ گیا اب کلمہ ہے پر بشارت دیتے ہو کہ</p>		

(بخیر ص ۳۷۱) معلوم تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹا ہو گئے اور وہ نبی اور معلم ہو گئے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ نبوت کے لئے علم لازم ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ عالم بیٹا اللہ کی بڑی نعمت ہے۔ صاف یعنی کیا ہم خلد نہ ہی دوبارہ ہوانہ کئے جاویں گے؟ یا اسی طرح بوزے رہیں گے اور بیٹا ہو جاوے گا۔ فرض کہ اس میں رب کی قدرت کا انکار نہیں۔ بلکہ فرزند پیدا ہونے کی نوعیت کا سوال ہے یا اس سوال کا خطا انکار تعجب ہے۔

۱۔ یعنی آپ دونوں ایسے ہی بڑے رہیں گے، اور بیٹا خطا ہو گا۔ اس آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ اللہ کی رحمت سے ناامید ہو چکے تھے۔ حضرت لقمان نے

اپنے فرزند سے فرمایا تھا: **يَا بُنَيَّ لَا تُفَرِّقْ بَيْنَ يَدَيْهِ** اے میرے بچے شرک نہ کرنا، اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ فی الحال وہ شرک کر رہا تھا۔ معلوم ہوا کہ یہ سوال انکار کی وجہ سے نہ تھا بلکہ نوعیت پرچنے کے لئے تھا نیز آپ مایوس نہ تھے، رب سے مایوسی نبی کی شان کے خلاف ہے۔ ۳۰۔ یعنی اب تم اس کے بعد کیا کرو گے؟ شاید آپ نے علامت سے پہچان لیا کہ یہ فرشتے صرف بشارت کے لئے نہیں آئے، بلکہ اور بھی کریں گے اس لئے یہ سوال فرمایا۔ ۴۔ خطاب نازل کرنے کے لئے، مگر تحقیقات کے بعد، جیسا کہ اگلی آیات سے معلوم ہوا ہے۔ ۵۔ معلوم ہوا کہ آل یسوی بچوں سب کو کہا جاتا ہے بلکہ متعین بھی آل میں داخل ہیں، کیونکہ لوط علیہ السلام کی مومن اولاد اور سب متعین کو نجات دینا رب کا کام ہے، مگر فرشتوں نے کہا ہم نجات دیں گے، بچائیں گے، لہذا مومن یہ کہہ سکتا ہے کہ رسول اللہ حکم پروردگار خطاب سے بچائیں گے، یا کہ رسول اللہ مجھے دوزخ سے بچاؤ۔ ۷۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نیک نعتی بدعتی کا علم رب نے فرشتوں کو دیا ہے، فرشتے جانتے ہیں کہ کون مومن مرے گا اور کون کافر، دوسرے یہ کہ رب کو بندے کے ساتھ ملا کر ایک صیغہ جمع کا بولا جاسکتا ہے۔ فرشتوں نے لوط علیہ السلام سے فرمایا کہ ہم تمہارا بچے ہیں یعنی ہم نے اور رب نے یہ فیصلہ کر لیا ہے۔ لہذا یہ کہہ سکتے ہیں کہ اللہ رسول بھلا کرتے ہیں، اللہ رسول دین و دنیا کی نعمتیں دیتے ہیں۔ ۸۔ خوبصورت لڑکوں کی شکل میں لوط علیہ السلام کے گھر مقام سدوم میں ۹۔ معلوم ہوا کہ یہ ہو سکتا ہے کہ بخیر فرشتہ کو نہ بچائیں، مگر اس وقت جب کہ وہ وحی لے کر نہ آئے ہوں، وحی کے وقت پہچان ضروری ہے، ورنہ کلام الہی مشتبہ ہو جائے گا آپ کا مطلب یہ تھا کہ نہ تو تم یہاں کے رہنے والے ہو۔ نہ تم پر علامت سفر سے کوئی علامت ہے، آخر تم یہوں مسافر یا مقیم ۱۰۔ یعنی خطاب الہی جس سے آپ انہیں ڈراتے تھے اور یہ انکار کرتے تھے یا شک، معنی انکار ہے۔ کیونکہ قوم لوط خطاب کی انکاری تھی

۱۵	۲۲۳	ربیعہ
<p>قَالُوا ابْشِرْنَاكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِنَ الْقَاطِئِينَ ۵۰</p> <p>کہا ہم نے آپ کو بھی بشارت دی ہے آپ ناامید نہ ہوں گے</p> <p>قَالَ وَمَنْ يَقْنَطُ مِنْ رَحْمَةِ رَبِّهِ إِلَّا الضَّالُّونَ ۵۱</p> <p>کہا اپنے رب کی رحمت سے کون ناامید ہو سکتا ہے جو گمراہ ہوئے نہ</p> <p>قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ ۵۲</p> <p>کہا پھر تمہارا کیا کام ہے اسے فرستے ہوئے ہم ایک مجرم کو آل کی طرف</p> <p>إِلَى قَوْمٍ مَجْرُمِينَ ۵۳</p> <p>بھیجے گئے ہیں کہ لوط کے گھر والے ہیں ان سب کو ہم بچائیں گے</p> <p>أَجْمَعِينَ ۵۴</p> <p>مگر اس کی عورت ہم تمہارا بچے ہیں کہ وہ تمہارے رہ جائے والوں میں ہے</p> <p>فَلَمَّا جَاءَ آلَ لُوطِ الْمُرْسَلُونَ ۵۵</p> <p>تو جب وہاں کے گھر فرستے آئے کہ ہم تو بلکہ بچے نہ</p> <p>مُنْكَرُونَ ۵۶</p> <p>لوگ جو نہ کہنا بلکہ ہم تو آپ کے پاس وہ لائے ہیں جس میں یہ لوگ شک</p> <p>يَمْتَرُونَ ۵۷</p> <p>کرتے تھے اور ہم آپ کے پاس بجا حکم لائے ہیں اور ہم بے شک ہے ہیں</p> <p>فَأَسْرِ بِأَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِنَ اللَّيْلِ وَاتَّبِعْ أَدْبَارَهُمْ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ أَحَدٌ وَامْضُوا حَيْثُ تُؤْمَرُونَ ۵۸</p> <p>تو اپنے گھر والوں کو کہ رات رہے کہ رہا ہر جائے نہ اور آپ اپنے پیچھے نہ</p> <p>اور تم میں کوئی نہ پیچھے چکر نہ دیکھے اور تمہاں کو حکم ہے یہاں سے چلے جائے</p> <p>وَقُضِيَ إِلَيْهِ ذَلِكَ الْأَمْرُ أَنَّ دَابِرَهُمْ لَمَقْطُوعٌ ۵۹</p> <p>اور ہم نے اسے اس حکم کا فیصلہ سنا دیا کہ کچھ ہوئے ان کافروں کی جو کٹ</p>		

منزل

چرا کہ نبی کی خبر میں شک بھی کفر ہے اس لئے اسے شک سے تعبیر فرمایا ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت لوط پر سوائے ان کے بعض گمراہوں کے اور کوئی ایمان نہ لایا، ورنہ یہاں اس مومن کا بھی ذکر ہوتا، یہ بھی معلوم ہوا کہ جب تک صالحین کسی نعمتی میں رہیں وہاں عذاب نہیں آتا۔ اس لئے عذاب سے پہلے یہ بندے وہاں سے علیحدہ کر دینے جاتے ہیں ۱۲۔ تاکہ آپ خبردار رہیں کہ ان میں سے کوئی رہ تو نہیں کیا، اور ان سب کو رب کا حکم پہنچاتے رہیں کہ کوئی پیچھے بھڑک نہ دیکھے، اس سے معلوم ہوا کہ مخالف کبھی پیچھے بھی رہتے ہیں، کوئی راہ غیب کی طرف پیچھے کر کے جنگ یا مناظرہ میں جائے انشاء اللہ فتح پائے، اس پشت پناہی کا ماخذ یہ آیت ہو سکتی ہے، رجال غیب کے مخالفت کی تاریخیں عمارت رسالہ تصوف میں مذکور ہیں ۱۳۔ یعنی ملک شام کی طرف جہاں جائے کا ان بزرگوں کو حکم تھا۔

(بقیہ صفحہ ۳۴۳) حضرت صالح علیہ السلام تھے، اس سے معلوم ہوا کہ ایک نبی کی مخالفت تمام رسولوں کی مخالفت ہے، کیونکہ قوم ثمود نے صرف صالح علیہ السلام کو جھٹلایا، مگر رب نے فرمایا کہ قوم ثمود نے تمام رسولوں کی تکذیب کی، ایسے ہی ایک صحابی کا انکار درپردہ تمام صحابہ اور اہل بیت کا انکار ہے، اس سے موجودہ زمانہ کے گستاخوں کو سبق حاصل کرنا چاہیے۔

۱۔ پھر سے اونٹنی کا پید ا ہوا، تمام اونٹوں سے زیادہ بڑا ہوا۔ فوراً بچہ دیا۔ بہت دودھ دیا، کنوئیں کا سارا پانی پی لیا، غرضیکہ یہ ایک اونٹنی بہت سے معجزات کا مجموعہ

تھی، اس لئے یہاں آیات جمع فرمایا گیا۔ لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ ۲۔ کہ بجائے ایمان لانے کے اونٹنی کو قتل کر دیا۔ انہوں نے یہ تو دیکھا کہ اونٹنی ایک دن کا سارا پانی پی لیتی ہے، مگر یہ نہ دیکھا کہ دودھ اتنا دیتی ہے، جو ساری قوم کو کافی ہوتا ہے۔ معلوم ہوا کہ معجزہ دیکھ کر اس کو ایمان ملتا ہے جس پر رب کرم فرمائے ۳۔ کہ نہ اس کے گر جانے کا اندیشہ نہ چوروں کے نقب لگانے کا خطرہ، یا یہ معنی ہیں کہ وہ رب تعالیٰ سے بے خوف تھے، پہلی صورت میں یہ امن رب کی نعمت ہے، دوسری صورت میں رب کا عذاب ۴۔ اکثر عذاب الہی صبح کو آیا، اسی لئے نماز فجر و نماز تہجد رکھی گئی ہے کہ ان عابدوں کے فضائل عذاب لوٹ جائے ۵۔ یعنی ان کے مضبوط قلعے اور سارا مال و متاع عذاب الہی کو دفع نہ کر سکا۔ ان کی ہلاکت التواریک صبح کو ہوئی۔ تین دن پہلے علامات عذاب شروع ہو گئے تھے، چنانچہ پہلے دن ان کے منہ زرد پڑ گئے دوسرے دن سرخ ہو گئے، تیسرے دن سیاہ، چوتھے روز ہلاکت (روح البیان) صالح علیہ السلام آنے اپنی مومن جماعت کے ساتھ وہاں سے فلسطین، پھر فلسطین سے مکہ معظمہ میں بیس سال قیام فرما کر وہاں ہی انتقال فرمایا (روح) ۶۔ معلوم ہوا کہ شیب اور غیث چیز کے پیدا فرمانے میں حکمت ہے، کفر برا ہے لیکن اس کا پید ا کرنا برا نہیں۔ شیطان غیث ہے مگر اس کا پید ا کرنا حکمت سے خالی نہیں ہے۔ یعنی دنیوی عذاب، ان کی سرکشی کا پورا بدلہ نہ ہوئے۔ اصل بدلہ قیامت میں دیا جاوے گا ۸۔ یعنی ان کی ایذاؤں پر صبر کرو۔ کوئی بدلہ نہ لو، یہ آیت جہاد کی آیات سے مشورہ ہے، اب کفار سے بقدر طاقت ضرور بدلہ لیا جاوے گا ۹۔ یعنی سورہ فاتحہ اور قرآن کریم اس سے چند مسائل معلوم ہوئے ایک یہ کہ سورہ فاتحہ سات آیات ہیں، اس پر تمام کا اجماع ہے، دوسرے یہ کہ سورہ فاتحہ بہترین سورہ ہے، کیونکہ رب تعالیٰ نے خصوصیت سے اس کا ذکر فرمایا۔ تیسرے یہ کہ سورہ فاتحہ نماز کی ہر رکعت میں پڑھی جاوے گی، جیسے کہ مثنیٰ سے معلوم ہوا۔

۱۵۴	۳۴۳	الحجۃ
اٰیْتِنَا فَاٰتٰنَا عَنْهَا مُعْرِضٰیْنَ ۱۵۴ وَكَانُوْا یٰنْحِتُوْنَ اپنی نشانیاں دیں کہ تو وہ ان سے منہ پھیرے رہے تھے اور وہ پہاڑوں میں مِّنَ الْجِبَالِ یُّوْتٰ اٰمِنِیْنَ ۱۵۵ فَآخَذْتُمُ الصَّیْحَةَ گھر ترانے تھے بے خوف تھے تو انہیں صبح ہوتے ہتھکڑ مُّصْبِحِیْنَ ۱۵۶ فَمَا اَعْنٰی عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ۱۵۷ نے آیا کہ تو ان کی کمائی دیکھ ان کے کام نہ آئی تھی وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا اِلَّا اور ہم نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے جنت نہ بنایا بِالْحَقِّ وَاِنَّ السَّاعَةَ لَا تَیْتُہٗ فَاَصْفَحِ الصَّفْحَ اور بے شک قیامت آنے والی ہے تو تم ابھی طرح الْجَمِیْلِ ۱۵۸ اِنَّ رَبَّکَ هُوَ الْخَلِقُ الْعَلِیْمُ ۱۵۹ وَلَقَدْ درگزر کرو وہ بے شک تمہارا رب ہی بہت بڑا کرنے والا جاننے والا ہے اور بیشک اٰتٰیْنٰکَ سَبْعًا مِّنَ الْمِثْلٰتِیْ وَالْقُرْآنَ الْعَظِیْمَ ۱۶۰ ہم نے تم کو سات آئینوں میں جو دہرائی جاتی ہیں اور عظمت والا قرآن لَا تَتَّبِعْ اَنْۢیْسَیْکَ اِلٰی مَا مَتَّعْنٰہُ اَزْوَاجًا مِّنْہُمْ اپنی آنکھ اٹھا کر اس چیز کو نہ دیکھ جو ہم نے ان کے کچھ جوڑوں کو پرہیز کرنے کو دی تھی وَلَا تَحْزَنْ عَلَیْہِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَکَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ ۱۶۱ اور ان کا کچھ غم نہ کھاؤ اور مسلمانوں کو اپنے رخصت کے ہر روز میں سے کوئی وَقُلْ اِنِّیْ اَنَا النَّذِیْرُ الْمُبِیْنُ ۱۶۲ کَمَا اَنْزَلْنَا عَلٰی اور فرماؤ کہ میں ہی ہوں صاف ڈرسانے والا (اس عذاب سے) جیسا ہم نے بائیں الْمُقْتَسِمِیْنَ ۱۶۳ الَّذِیْنَ جَعَلُوْا الْقُرْآنَ عِضٰیْنَ ۱۶۴ والوں پر اتارا جنہوں نے کلام الہی کو سنبھے ہوئی کر لیا تھی		
منزل ۳		

چوتھے یہ کہ سورہ فاتحہ ہجرت سے پہلے بھی نازل ہوئی۔ اور اس کے بعد بھی۔ کیونکہ مثنیٰ کے ایک معنی یہ بھی کہے گئے ہیں، یعنی بار بار اترنے والی، پانچویں یہ کہ قرآن بڑی عظمت والی کتاب ہے، اس لئے اس کی صفت عظیم فرمائی گئی۔ لہذا قرآن کی طرف پشت پاؤں کرنا ممنوع ہے، بے وضو بے غسل اسے چھونا حرام ۱۰۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مسلمان کو چاہیے کہ کافر اور کافر کے مال و متاع کو کبھی عزت کی نگاہ سے نہ دیکھے، وہ کتنے کی شکل ہیں، دوسرے یہ کہ مومن اگرچہ مسکین ہو، مگر اس کی عزت کرے اور اس کے لئے نرم رہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کی آغوش کرم ہر مومن کے لئے کھلی ہے ۱۱۔ شان نزول کہ معظمہ میں یہود کے سات قافلے بہت مال و متاع لے کر تجارت کے لئے آئے۔ بعض مومنین کے دل میں حسرت ہوئی کہ کاش یہ مال مسلمانوں کا ہوتا۔ کیونکہ مسلمان اس وقت بہت

(بقیہ صفحہ ۴۲۳) تک دست تھے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ جن میں بظاہر حضور سے خطاب ہے، لیکن باطن ہر مسلمان سے، اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کو چاہیے کہ مسلمانوں کے لئے نرم رہے۔ ۱۲۔ یہاں ہائے والوں سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں، اور قرآن سے مراد یا تو رات و انجیل ہیں کہ ان لوگوں نے ان کتب کی بعض آیات باقی رکھیں، بعض بدل دیں، یا قرآن سے قرآن شریف ہی مراد ہے کہ ان میں سے کسی نے اسے شعر کہا کسی نے کہا کہ کسی نے جادو بتایا اور معنی یہ ہیں کہ ہم نے آپ پر یہ کتاب اس طرح اتاری، جس طرح یہود و نصاریٰ پر تورات و انجیل اتاری تھیں۔

۱۔ یہ سوال عذاب و عتاب کے لئے ہو گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے محبوب اکبر ہیں، کہ رب نے اپنی قسم فرمائی تو ان کے ذریعہ سے کہ تمہارے رب کی قسم ۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تنقید حرام ہے، اپنے دین کا اعلان چاہیے، سیرت و صورت سے اس کا اظہار کرے دوسرے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کوئی حکم چھپایا نہیں، سب کچھ ظاہر فرمادیا، رب فرماتا ہے۔ **يَذْكُرُ مَا نَزَّلَ إِلَيْكَ** جو کہے کہ حضور کو حکم تھا کہ علی رضی اللہ عنہ کو اپنا چاشین کریں، مگر صحابہ کے خوف سے نہ کیا وہ کافر ہے کہ ان آیات کا منکر ہے ۳۔ یہ آیت پانچ سرداران قریش کے بارے میں اتاری، حاص بن وائل اسود بن مطلب، اسود بن عبد یغوث، حارث بن قیس، ولید بن مغیرہ، یہ لوگ حضور کو ایذا دیتے اور مذاق اڑاتے تھے، یہ سب بری موت سے ہلاک کئے گئے، اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کی عزت و عظمت کا محافظ ہے، اور حضور کے بدگوئیوں سے بدلہ لیتا ہے ۴۔ چنانچہ یہ پانچوں بدر سے پہلے برے حال میں مرے (روح البیان) اسود بن مطلب اپنا سرورخت سے ٹکرا کر اکرا مرا، اور کتا تھا کہ نہ معلوم کون میرا سر ٹکرا رہا ہے، حادثہ نے مچھلی کھائی شدت کی پیاس سے مرا وغیرہ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ ذکر الہی رنج و غم دور کرنے کے لئے کافی ہے، رب فرماتا ہے۔ **لَا يَذْكُرُكَ إِلَّا دُكْنٌ تَطْبَعُ لَكَ** یہ بھی معلوم ہوا کہ جو دشمنوں میں پھنسا ہو، اس کے لئے اللہ کا ذکر اور تقویٰ مضبوط قلعہ ہے، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار کی ایذا سے ملال ہوتا تھا، اس ملال کو دفع فرمانے کے لئے ذکر الہی کا حکم دیا گیا۔ خیال رہے کہ حضور اللہ تعالیٰ کے ایسے محبوب ہیں۔ کہ بیشک حق تعالیٰ ان کی دلجوئی فرماتا ہے۔ رنج و غم دور فرماتا ہے، ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ بندہ خواہ کتنا ہی بڑا ولی ہو جائے۔ عبادات سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ جب حضور کو آخر دم تک عبادت کا حکم دیا گیا، تو ہم لیا چھڑ ہیں ۷۔ یہاں یقین سے مراد موت ہے، کیونکہ اس کا آنا یقینی

ہے، اس سے معلوم ہوا کہ شرعی تکلیفات کی اتنا سموت پر ہے کہ موت آتے ہی سارے شرعی احکام ختم ہو جاتے ہیں۔ مگر اللہ والے بعد موت بھی رب کی یاد کرتے ہیں۔ بعض صحابہ کو سنایا کہ وہ اپنی قبروں میں سورہ ملک پڑھتے تھے، ۸۔ سورہ نمل کہیے ہے، مگر آیت **فَتَعَالَىٰ ذِكْرُكَ** پڑھنا غرض ہے آخر سورت تک کی آیتیں مدنیہ ہیں۔ اس سورت میں ۱۶ رکوع اور ایک سو اٹھائیس آیتیں اور دو ہزار آٹھ سو چالیس کلمے، اور سات ہزار سات سو سات حروف ہیں، ۹۔ شان نزول۔ کفار کہ غریب اور دل گلی کے طور پر کہا کرتے تھے کہ وہ عذاب کب آوے گا جس سے آپ ہم کو ڈرایا کرتے ہیں، ان کے جواب میں یہ آیت اتاری، اس میں اللہ نے حکم سے یا تو بدر کے دن کا عذاب مراد ہے جو کفار کہہ کر اترایا، قہر کا عذاب یا قیامت کا کہ یہ چیزیں ہماری نگاہ میں دور ہیں، مگر رب تعالیٰ کے نزدیک بالکل قریب ہیں ۱۰۔ وحی کو روح

دعایا ۳	۴۲۵	التعلیل ۱۶
<p>فَوَسَّيْكَ لِنَسْلِكَ اَجْمَعِينَ ۱۶ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۱۷</p> <p>لو ہمارے رب کی قسم ہم مردان سب کو ہمیں گئے نہ جو کہ وہ کرتے تھے لو ملازم کہہ دو</p>		
<p>فَاَصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ ۱۸</p> <p>جس کلمات کا نہیں حکم ہے بلکہ اور مشرکوں سے نہ بھیر لو</p>		
<p>اِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَفْزِينَ ۱۹ الَّذِينَ يَجْعَلُونَ</p> <p>بے شک ان ہستے والوں پر ہم نہیں کفایت کرتے ہیں کہ جو اللہ کے ساتھ</p>		
<p>مَعَ اللَّهِ اِلٰهَا اٰخَرُ فَاَوْفَوْا لَهُمْ ۲۰ وَلَقَدْ نَعْلَمُ</p> <p>دوسرا مہمور ٹھہراتے ہیں تو اب جان جائیں گے کہ اور بیشک ہمیں</p>		
<p>اَنَّكَ يَصْبِقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُولُونَ ۲۱ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ</p> <p>معلوم ہے کہ ان کی باتوں سے تم دل تنگ ہوتے ہو تو اپنے رب کو سراہتے</p>		
<p>رَبِّكَ وَكُنْ مِنَ السَّاجِدِينَ ۲۲ وَاعْبُدْ رَبَّكَ</p> <p>ہوئے اس کی پاکی بلالو اور سجدہ والوں میں ہوئے اور مرتے دم</p>		
<p>حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ ۲۳</p> <p>تک کہ لئے رب کی عبادت میں رہو</p>		
<p>اِيَّاكَ ۱۲۸ ۱۶ سُوْرَةُ التَّحْلِ مَكِّيَّةٌ ۴۰ رُكُوْعًا ۱۶</p> <p>سورۃ نمل مکیہ ہے اس میں سورہ رکوع اور ایک سو اٹھائیس آیتیں ہیں</p>		
<p>بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ</p> <p>اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا</p>		
<p>اِنِّیْ اَمْرٌ لِّلّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ سُبْحٰنَہٗ وَتَعَالٰی عَمَّا</p> <p>اب آتا ہے اللہ کا حکم تو اس کی جلدی نہ کرو کہ پاکی اور برتری ہے اسے ان</p>		
<p>یَشْرُکُوْنَ ۱ ۱۶ یُنَزِّلُ الْمَلَائِکَۃَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِہٖ عَلٰی</p> <p>شریکوں سے ملائکہ کو ایمان کی جان پہنچی وحی کے لئے کہ اپنے جن بندوں پر چاہے</p>		
<p>منزل ۴</p>		

۲۴۶	ربیعہ ۱۴	الحل ۱۴
<p>مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ أَنْ أَنْذِرُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاتَّقُونِ ۚ ۱</p> <p>۱۶۔ جسے کہہ کر ڈر سناؤ کہ میرے سوا کسی کی بندگی نہیں</p> <p>مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ أَنْ أَنْذِرُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاتَّقُونِ ۚ ۱</p> <p>تو مجھ سے ڈرو اس نے آسمان اور زمین بہما بنائے وہ</p> <p>تَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۚ ۲</p> <p>ان کے شرک سے بڑھ کر ہے اس نے آدمی کو ایک تھری بوند بنایا</p> <p>وَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُّبِينٌ ۚ ۳</p> <p>تو جیسا کہلا مجھ کو ہے اور پھر پائے پیدا کئے ان میں ہمارے لئے</p> <p>فِيهَا دِفْءٌ وَمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَكُونُونَ ۚ ۴</p> <p>عمر لباس اور منتفیں میں اور ان میں سے کھاتے ہوئے اور ہمارا ان میں</p> <p>جَمَالٌ حِينَ تُرِيحُونَ وَحِينَ تَسْرَحُونَ ۚ ۵</p> <p>جمل ہے جب انہیں شام کو واپس لاتے ہو اور جب چرنے کو چھوڑنے پر</p> <p>وَتَحْمِلُ أُنْقَالَكُمْ إِلَىٰ الْبَلَدِ لِمَ تَكُونُوا لِلْغِيَةِ إِلَّا ۚ ۶</p> <p>اور وہ ہمارے بوجھ اٹھا کر لے جاتے ہیں ایسے شہر کی طرف کہ تم اس تک نہ پہنچے</p> <p>يَشِقُّ الْإِنْفُسَ إِنَّ رَبَّكُمْ لَعَزِيزٌ مُّقِيمٌ ۚ ۷</p> <p>ادھر سے ہو کر نہ جے ملک تمہارا رب نہایت جہربان دم والا ہے</p> <p>وَالْحَيْلُ وَالْبِقَالُ وَالْحَمِيرُ لَتَرْكَبُنَّهَا وَزِينَةٌ ۚ ۸</p> <p>اور گھوڑے اور چھر اور گدھے کہ ان پر سوار ہو اور زینت کے لئے</p> <p>وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۚ ۹</p> <p>اور وہ پیدا کرے گا جس کی تمہیں خبر نہیں ہے اور بچ کی راہ ٹھیک اللہ تک ہے</p> <p>وَمِنْهَا جَائِرٌ وَلَوْ شَاءَ لَهْدَاكُمْ أَجْمَعِينَ ۚ ۱۰</p> <p>اور کوئی راہ غیر صحیح ہے لے اور چاہتا تو تم سب کو راہ پر لانا</p>		
<p>مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ أَنْ أَنْذِرُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاتَّقُونِ ۚ ۱</p> <p>۱۶۔ جسے کہہ کر ڈر سناؤ کہ میرے سوا کسی کی بندگی نہیں</p> <p>مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ أَنْ أَنْذِرُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاتَّقُونِ ۚ ۱</p> <p>تو مجھ سے ڈرو اس نے آسمان اور زمین بہما بنائے وہ</p> <p>تَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۚ ۲</p> <p>ان کے شرک سے بڑھ کر ہے اس نے آدمی کو ایک تھری بوند بنایا</p> <p>وَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُّبِينٌ ۚ ۳</p> <p>تو جیسا کہلا مجھ کو ہے اور پھر پائے پیدا کئے ان میں ہمارے لئے</p> <p>فِيهَا دِفْءٌ وَمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَكُونُونَ ۚ ۴</p> <p>عمر لباس اور منتفیں میں اور ان میں سے کھاتے ہوئے اور ہمارا ان میں</p> <p>جَمَالٌ حِينَ تُرِيحُونَ وَحِينَ تَسْرَحُونَ ۚ ۵</p> <p>جمل ہے جب انہیں شام کو واپس لاتے ہو اور جب چرنے کو چھوڑنے پر</p> <p>وَتَحْمِلُ أُنْقَالَكُمْ إِلَىٰ الْبَلَدِ لِمَ تَكُونُوا لِلْغِيَةِ إِلَّا ۚ ۶</p> <p>اور وہ ہمارے بوجھ اٹھا کر لے جاتے ہیں ایسے شہر کی طرف کہ تم اس تک نہ پہنچے</p> <p>يَشِقُّ الْإِنْفُسَ إِنَّ رَبَّكُمْ لَعَزِيزٌ مُّقِيمٌ ۚ ۷</p> <p>ادھر سے ہو کر نہ جے ملک تمہارا رب نہایت جہربان دم والا ہے</p> <p>وَالْحَيْلُ وَالْبِقَالُ وَالْحَمِيرُ لَتَرْكَبُنَّهَا وَزِينَةٌ ۚ ۸</p> <p>اور گھوڑے اور چھر اور گدھے کہ ان پر سوار ہو اور زینت کے لئے</p> <p>وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۚ ۹</p> <p>اور وہ پیدا کرے گا جس کی تمہیں خبر نہیں ہے اور بچ کی راہ ٹھیک اللہ تک ہے</p> <p>وَمِنْهَا جَائِرٌ وَلَوْ شَاءَ لَهْدَاكُمْ أَجْمَعِينَ ۚ ۱۰</p> <p>اور کوئی راہ غیر صحیح ہے لے اور چاہتا تو تم سب کو راہ پر لانا</p>		

جانور تھمارے بس میں نہیں ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ گھوڑا حرام ہے، کیونکہ رب تعالیٰ نے اسے گدھے اور خچر کے ساتھ ذکر کیا، اور اس کی پیدائش کی دو مکملیں بیان فرمائیں سواری اور زینت معلوم ہوا کہ ان تینوں کا حکم ایک ہی ہے اور گدھا، خچر تو حرام ہے، لہذا یہ بھی حرام ہے ۹۔ اس میں قیامت تک پیدا ہونے والی تمام سواریوں کا احاطہ ذکر ہے، 'موز'، 'ہوائی جہاز'، ریل وغیرہ غرضیکہ قرآن کریم کی اس آیت نے ہمت سے علوم غیبیہ ظاہر فرما دیے، جن کا تعلق سواریوں سے ہے یا ان کے علاوہ ہے ۱۰۔ یعنی دین اسلام اور مذہب اللہ سنت کیونکہ اسلام میں نہ دین موسوی جیسی ختمی ہے نہ دین عیسوی جیسی نرئی، اور مذہب اللہ سنت میں نہ رفض و خروج کی طرح زیادتی ہے نہ دیگر مذہبوں کی طرح کمی، لہذا اور میانی راستہ یہی ہے، یہ رب تعالیٰ تک پہنچانا ہے ۱۱۔ اس سے تمام قسم کے کفر مراد ہیں، جو ہمارے

(بقیہ صفحہ ۳۲۶) اشارے باہر ہیں، یہ تمام ٹیڑھے راستے ہیں، جنہیں اختیار کر کے رب تک نہیں پہنچ سکتے، جیسے شرک، یہودیت، نصرانیت، مرزائیت، وہابیت، رافضیہ و خروج وغیرہ ۱۲۔ یہ توحید نہایت اعلیٰ اور نفیس ہے، ہدایت کے معنی راہ دکھانا بھی ہے اور راہ پر لگانا بھی پہلی قسم کی ہدایت سب کو کی گئی۔ مگر دوسری قسم کی ہدایت مسلمانوں کو ہوئی، کفار کو نہ ہوئی، مگر اس سے بندہ مجبور نہیں، اپنے اختیار سے کفر اختیار کرتا ہے، اس لئے سزا جزا کا مستحق ہے، رب فرماتا ہے: وَمَا تَشَاءُونَ لَا يَخْتَارُ اللَّهُ مَظْلُومًا بِنْدِهِ تُوخَّرُ کی طرح مجبور ہے۔ نہ رب کی طرح مستقل یا اختیار، جبر میں قدر اور قدر میں جبر ہے۔

۱۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ آسمان ثبوت یعنی حضور کے ذریعہ قرآن، حدیث کا پانی اتارا جس سے جنہیں ایمان بھی ملا جو گویا تمہارے پینے میں کام آیا۔ اور اعمال کے درخت بھی اس سے اگے۔ ان اعمال کے درختوں سے تمہارے نفس بھی فائدہ اٹھاتے ہیں، جو تمہاری سواریاں ہیں۔ اور تمہارے جان و دل بھی، ۲۔ کیونکہ کنوؤں کا پانی بھی بارش کے فیض سے ہے۔ اگر بارش نہ ہو تو کنوئیں وغیرہ خشک ہو جائیں، لہذا یہ حکم سارے جہان کے لئے ہے ۳۔ اگرچہ بارش سے تمام بننے پیدا ہوتے ہیں مگر چونکہ انسانوں کا عام نفع ان ہی درختوں سے ہے جس سے وہ خود کھائیں یا جانوروں کو چرائیں، اس لئے خصوصیت سے ان کا ہی ذکر فرمایا ۴۔ صوفیاء کے نزدیک شریعت ایمانی کھیتی ہے۔ جس سے ایمانی زندگی قائم ہے۔ شرعی اعمال اس کھیت کے غلے اور دانے ہیں، طریقت ایمانی باغ ہے اور طریقت کے اعمال پلے وغیرہ اس باغ کے لذیذ میوے، یہ سب کچھ قرآن شریف سے ہیں، جس کا ماخذ قرآن اور حدیث نہ ہو وہ گمراہی ہے ۵۔ اس سے چند مسئلہ معلوم ہوئے، ایک یہ کہ کھیت باغ سے افضل ہے اور کھیتی باڑی کرنا باغبانی سے افضل کیونکہ کھیتی سے زندگی قائم ہے، باغ لذت اور مزہ کے لئے ہوتے ہیں، اس لئے کھیت کا پہلے ذکر فرمایا دوسرے یہ کہ زیتون، کھجور، انگور دوسرے میوؤں سے افضل ہیں، اس لئے ان کو خصوصیت سے ذکر فرمایا تیسرے یہ کہ دنیا میں رب نے سارے پھل پیدا نہ فرمائے، سارے تو جنت میں ہی ہوں گے، دنیا میں ہر پھل میں سے بعض پیدا فرمائے اسی لئے من کل فرمایا گیا۔ چوتھے یہ کہ فقط ذکر سے فکر افضل ہے فکر سے انسان ولی بن جاتا ہے ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ عالم کا سارا نظام ہمارے لئے ہے، رب کو ان کی حاجت نہ تھی، تو ہم کو بھی چاہیے کہ کچھ کام رب کے لئے کیا کریں تاکہ کچھ تو اس کا شکر ادا ہو ۷۔ یعنی چاند تارے، سورج وغیرہ تمہاری خاطر اپنی ڈیوٹیاں اس طرح دے رہے ہیں کہ نہ کبھی تمہیں نہ چھٹی لیں، خیال رہے کہ ان رات و دن، چاند تاروں

ردیعا ۳۳	۱۲۲۷	النحل ۱۶
<p>هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لَكُمْ مِنْهُ شَرَابٌ دہی ہے جس نے آسمان سے پانی اتارا، اس سے تمہارا پینا ہے ۱۔</p> <p>وَمِنْهُ شَجَرٌ فِيهِ تُسِيمُونَ ۱۰ يَتَّبِعُ لَكُمْ بِهِ اور اس سے درخت ہیں جس سے ہرگز نہ ہو کہ اس پانی سے تمہارے لئے</p> <p>الزَّيْتُونَ وَالنَّخِيلُ وَالْأَعْنَابُ وَ کھیتی اگتا ہے اور زیتون اور کھجور اور انگور اور</p> <p>مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ ہر قسم کے پھل تک بے شک اس میں نشانی ہے دھیان کرنے</p> <p>يَتَفَكَّرُونَ ۱۱ وَسَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ دانوں کوٹ اور اس نے تمہارے لئے سحر کئے رات اور دن ۱۲ اور سورج</p> <p>وَالْقَمَرَ وَالنَّجْمُ مُسَخَّرَاتٌ بِأَمْرِ ذِي ذِكْرِ اور چاند اور ستارے اس کے حکم کے باندھے ہیں ۱۳ بے شک اس میں نشانیاں</p> <p>لِّآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ۱۴ وَمَا ذَرَأْتُمْ فِي الْأَرْضِ ہیں عقلمندوں کوٹ اور وہ جو تمہارے لئے زمین میں پیدا کیا</p> <p>مُخْتَلِفًا أَلْوَانُهُ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَذْكُرُونَ رنگ رنگ ۱۵ بے شک اس میں نشانی ہے یاد کرنے دانوں کوٹ</p> <p>وَهُوَ الَّذِي سَخَّرَ الْبَحْرَ لَكُمْ شَرَابًا ۱۶ لَكُمْ مِنْهُ لَحْمًا اور وہی ہے جس نے تمہارے لئے دریا سحر کیا ۱۷ کہ اس میں سے تازہ</p> <p>طَرِيًّا ۱۷ وَتَسْتَخْرِجُ مِنْهُ حَبًا ۱۸ وَتَبَسُّونَ فِي الْأَنْجَارِ ۱۹ گوشت کھاتے ہو ۱۸ اور اس میں سے کھانا نکالتے ہو بے ہمتے ہوتے اور تو</p> <p>الْفُلْكَ مَوَاحِشٍ فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ ۲۰ وَ اس میں کشتیاں دیکھو کہ پانی پھر کر چکی ہیں ۲۱ اور اس لئے کہ تم اس کا نفع تلاش کرو اور</p>		
مَنْزِل ۱۰		

وغیرہ سے جیسے جسمانی زندگیاں وابستہ ہیں، ایسے ہی ایمانی زندگیاں بھی وابستہ ہیں کہ انہی سے روزے، نماز، زکوٰۃ، حج وغیرہ ادا ہوتے ہیں، غرضیکہ یہ ظاہری یا باطنی اعمال اپنے میں لئے ہوئے ہیں ۸۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ ہر ذرہ معرفت الہی کا دفتر ہے، لیکن عقل کی ضرورت ہے، دوسرے یہ کہ اللہ کے نزدیک وہی عقل اچھی ہے جو رب کو پہچانے، جو عقل رب تک نہ پہچانے وہ بے عقل ہے، تیسرے یہ کہ علم طب، ریاضی وغیرہ اعلیٰ علوم ہیں، ان سے رب کی قدرتوں میں غور کیا جائے ۹۔ صوفیاء کے مشرب میں اس کا طب یہ ہے کہ دل کی زمین میں ایمان، اخلاص، عشق الہی، محبت مصطفوی کے رنگ برنگے پھل پھول پیدا کئے، یوں ہی اس دل میں کفر، فحاشی، فسق، بے ادبی کے رنگ برنگے پھل ۱۰۔ اس سے رب کی قدرت کا پتہ لگو ۱۱۔ یہاں یاد سے مراد وہ یاد ہے، جو غور و فکر

(بقیہ صفحہ ۴۲۷) کے ساتھ ہو، جیسا کہ نزل کے شد سے معلوم ہوا۔ ذکر اور ہے۔ تذکرہ کچھ اور ۱۱۔ جس میں کشتیاں، جہازوں کے ذریعے پہنچ کر کھانے کے لئے چھلیاں، سینے کے لئے موتی موٹے نکل لیتے ہیں، دریا میں جا کر بحیرت وہاں سے نکل آتا اس لئے کہ رب نے اسے تمہارا تالیاں کر دیا کہ جس میں غرق نہیں کرتا ۱۲۔ عربی لغت میں چھلی کے گوشت کو بھی لہجہ کہا جاتا ہے۔ مگر اصطلاح اس کے خلاف ہے، اس لئے جو ہم کھانے کی قسم کھاتے وہ چھلی کہا سکتا ہے، کیونکہ قسم کا مدار عرف پر ہے ۱۳۔ یعنی سمندر سے موتی مرجان نکلتے ہیں، جنہیں تمہاری عورتیں تمہارے لئے پہنتی ہیں اور تم بھی موتی کے ہن وغیرہ استعمال کرتے ہو ۱۴۔ صوفیائے نزدیک طریقت سمندر

النحل ۲۱

۴۲۸

ربیع الثانی ۱۳۵۸

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿۱۳﴾ وَالْقَلَىٰ فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ

کہیں احسان مانو ۱۳ اور اس نے زمین میں لشکر ڈالے

أَنْ تَمِيدَ بِكُمْ وَأَنْهَضُوا سَبِيلًا لَعَلَّكُمْ تُهْتَدُونَ ﴿۱۴﴾

کہ کہیں تمہیں لے کر نہ کاٹنے لگے اور ندیاں اور رستے کہ تم راہ پاؤ

وَعَلِمْتَ ۖ وَالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُونَ ﴿۱۵﴾ أَفَمَنْ يُخْلَقُ

اور علمائیں لگے اور ستارے سے وہ راہ پاتے ہیں نہ تو کیا جو بنائے

كَمَنْ لَا يَخْلُقُ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿۱۶﴾ وَإِنْ تَعَدُّوا

وہ ایسا جو بنائے نہ بنائے نہ تو کیا تم نصیحت نہیں مانتے اور اگر اللہ کی

نِعْمَةً اللَّهُ لَا تَحْصُوهَا إِنَّ اللَّهَ لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۱۷﴾

نعمتیں گناتو انہیں شمار نہ کر سکو گے نہ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے نہ

وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُسْرُونَ وَمَا تَعْلَنُونَ ﴿۱۸﴾ وَالَّذِينَ

اور اللہ جانتا ہے جو چھپاتے اور جو ظاہر کرتے ہو اور اللہ کے سوا

يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَ

جن کو بلوتے ہیں وہ کچھ بھی نہیں بناتے اور وہ خود

هُمْ يَخْلُقُونَ ﴿۱۹﴾ أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ وَمَا يَشْعُرُونَ

بنائے ہوئے ہیں مردے ہیں نہ زندہ نہیں، اور انہیں خبر نہیں

أَيَّانَ يَبْعَثُونَ ﴿۲۰﴾ إِلَهُكُمُ إِلَهُ وَاحِدٌ فَالَّذِينَ

لوگ کب اٹھائے جائیں گے نہ تمہارا مہبود ایک مہبود ہے نہ تو وہ جو

لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ قُلُوبُهُمْ مُنْكَرَةٌ وَهُمْ

۲۰ فرست ہر ایمان نہیں لاتے ان کے دل منکر ہیں اور وہ

مُسْتَكْبِرُونَ ﴿۲۱﴾ لَاجِرَمَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يُسْرُونَ

منفرد ہیں حق فی الحقیقت اللہ جانتا ہے جو چھپاتے

منزل ۲

ہے شریعت کشتی یا فرکان و۔ مٹ سمندر ہے فقہ اس کی کشتی، کہ فقہ کے بغیر قرآن و حدیث ہلاکت کا باعث ہے اس سے بدرو کو امام کی کشتی میں ملے کر۔

۱۳ یعنی کشتیوں کے ذریعہ تم دریاؤں میں سفر کر کے تجارت چکاڑو ہو۔ بعض لوگ اس راستہ سے حج کرتے ہیں، لیکن لوگ کشتیوں کے ذریعہ چھلی وغیرہ کا شکار کرتے، دریا سے موتی موٹے نکالتے ہیں، یہ سب فضل تلاش کرنے میں شامل ہے، اس کا شکر یہ لازم ہے ۱۴۔

معلوم ہوا کہ زمین حرکت نہیں کرتی، کیونکہ لنگر جہاز کو روکنے کے لئے ڈالے جاتے ہیں، اگر اب بھی زمین حرکت کرتی ہو، تو پہاڑوں کا لنگر ڈالنا بیکار ہو۔ آسمان بھی حرکت نہیں کرتا، صرف تارے ایسے گردش کر رہے ہیں، جیسے دریا میں تیرنے والا، رب فرماتا ہے۔ سُبْحٰنَیْ فِی ذٰلِکَ یَسْبُحُونَ کل پہاڑ چھ ہزار چھ سو تتر ہیں، چھوٹی پہاڑیاں علاوہ (روح) ۳۔ یعنی دریا و خشکی میں ایسی علامتیں مقرر فرمائیں، جن کے ذریعہ منزل مقصود تک پہنچنا آسان ہوتا

ہے ۱۵۔ معلوم ہوا کہ تارے وقت اور سمت معلوم کرنے کی علامتیں ہیں، ان سے فیہی حال معلوم کرنا حرام ہے لہذا علم توقیت حق ہے اور علم نجوم باطل۔ ۱۶۔ کفار عرب اپنے بچوں کو خالق نہیں مانتے تھے، اس کے باوجود انہیں خدا کی طرح جانتے تھے، اس لئے انہیں پوجتے تھے۔ اس آیت میں اس کی ترویج فرمائی۔ یعنی مخلوق خالق کی طرح نہیں ہو سکتی، تو اس کی طرح معبود کیسے ہوگی ۱۷۔ خیال رہے کہ تقظیم اللہ تعالیٰ کی بھی ہے اور اس کے بعض خاص بندوں کی بھی، مگر عبادت صرف رب کی ہونی چاہیے، عبادت میں معبود کو رب کی مثل مان کر تقظیم کی جاتی ہے، نماز میں کہہ کر تقظیم ہے، اور رب کی عبادت مگر مشرک کا معبود بھی، بت کی طرف ہے اور عبادت بھی بت کی، لہذا وہ فضل

شر ہے، مومن کا آب و زمزم کی تقظیم کرنا عین ایمان ہے مشرک کا کچھ جل کی تقظیم کرنا شرک ہے ۱۸۔ اللہ تعالیٰ نے کچھ نعمتیں داخلی ہم کو عطا فرمائیں اور کچھ خارجی، اور دونوں ہمارے شمار سے باہر ہیں، چہ جائیکہ ان کا شکر یہ ادا ہو ۱۹۔ کہ باوجود بندوں کے کفر و سرکشی کے اچھی نعمتیں بند نہیں فرماتا۔ اور بڑے سے بڑا گناہ توبہ سے معاف فرمادیتا ہے۔ ۲۰۔ اللہ تعالیٰ ہمارے کاموں کو ازل سے جانتا ہے وہ علیم و قدیم ہے اور ہمارے کام کرنے کی حالت میں بھی ہمارے کاموں کو دیکھتا ہے، یہ مشاہدہ فرمانا حادث ہے۔ اس کے متعلق ارشاد ہوا یَعْلَمُ لَیْلًا تَا کہ اللہ جان لے، یا فرمایا گیا فَتَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ جَعَلُوا اٰیٰتِیْ

انہی تک اللہ نے عبادوں کو نہ جانا، لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ۲۱۔ اس سے مشرکین عرب کے بہت مراد ہیں، یعنی درخت، پتھر وغیرہ حضرت عیسیٰ و عزیر علیہما السلام کو اس آیت سے کوئی تعلق نہیں، ان کے مراتب عالی کا دوسری آیات میں ذکر ہے، بلکہ فرشتے بھی اس آیت سے خارج ہیں، رب تعالیٰ شدائے بارے میں فرماتا ہے۔ کہ اَوَلَمْ نَعْلَمْ اَلَّذِیْنَ یُعَلِّیْنَ فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ اَعْوَابًا لِّذٰلِکَ اِس آیت میں نبیوں کو داخل ماننا غلط ہے ۱۱۔ یعنی

اس آیت سے خارج ہیں، رب تعالیٰ شدائے بارے میں فرماتا ہے۔ کہ اَوَلَمْ نَعْلَمْ اَلَّذِیْنَ یُعَلِّیْنَ فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ اَعْوَابًا لِّذٰلِکَ اِس آیت میں نبیوں کو داخل ماننا غلط ہے ۱۱۔ یعنی

اس آیت سے خارج ہیں، رب تعالیٰ شدائے بارے میں فرماتا ہے۔ کہ اَوَلَمْ نَعْلَمْ اَلَّذِیْنَ یُعَلِّیْنَ فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ اَعْوَابًا لِّذٰلِکَ اِس آیت میں نبیوں کو داخل ماننا غلط ہے ۱۱۔ یعنی

(فقہ صفحہ ۲۲۸) ان بے جان ہوں کو نہ تمہاری موجودہ عبادت کی خبر ہے نہ انہیں تمہارے اگلے حالات کا علم ہے کہ تم قبروں سے کب اٹھو گے، ایسی بے شعور چیز کی عبادت کرنا بالکل حماقت ہے ۱۲۔ اللہ تعالیٰ ذاتاً بھی ایک ہے اور صفاتاً بھی ایک، لہذا جو کوئی رب کو ایک مان کر کسی اور میں اس کی سی صفات مانے وہ بھی ایسا ہی مشرک ہے، جو رب کی ذات میں شریک کرے ۱۳۔ یعنی کفار میں دو عیب ہیں، انکار اور تکبر، اس لئے یہ لوگ نبی کے قول اور دلائل پر بھی ایمان نہیں لاتے، اس سے معلوم ہوا کہ تکبر مومن کی صفت نہیں۔

۱۔ لہذا تمہیں چاہیے کہ دل کی نیت و عقائد بھی ٹھیک کرو جو صحیح ہوئے ہیں اور اعمال بھی درست رکھو جو ظاہر ہیں، صورت بھی مسلمانوں کی سی بنادو اور سیرت بھی اور ظاہری گناہوں سے بھی بچو، باطنی سے بھی اللہ توفیق دے، ۲۔ یعنی خواہ کافر تکبر ہو یا مومن اللہ کو ناپسند ہیں، خیال رہے کہ تکبر حق بھی ہوتا ہے اور باطل بھی، اسی لئے اللہ کا نام ہے تکبر، لیکن انکسار بیشعور غرور کو کہتے ہیں، جہاد میں کفار کے مقابل تکبر کرنا عبادت ہے۔ مسلمان بھائیوں سے تکبر و غرور حرام ہے، اللہ و رسول کے سامنے تکبر کفر و ارتداد ہے، یہاں یہ تیسرا تکبر مراد ہے، کفار عرب کو اسی تکبر کی بیماری تھی، بارگاہ الہی میں عجز و انکسار قبول ہے، ۳۔ شان نزول یہ آیت تفسیر میں حادث کے متعلق نازل ہوئی۔ جس نے جھوٹے قصے کہانیاں یاد کر رکھی تھیں اور لوگوں سے کہتا تھا کہ قرآن بھی جھوٹے قصوں کا مجموعہ ہے اور مجھے بھی کہانیاں بت سی یاد ہیں، ۴۔ اساطیر اسطورہ کی جمع ہے اسطورہ چھوٹی کہانیوں کو بھی کہتے ہیں اور لغو بیہودہ قصوں کو بھی، جن سے فائدہ کوئی نہ ہو۔ کفار عرب قرآن کریم کے قصوں کو انہیں معانی سے اسطورہ کہتے تھے، یعنی جھوٹی اور بے کار کہانیاں، نوح و ابراہیمؑ اس سے معلوم ہوا کہ مومنوں کو گناہوں کی کامل سزا نہ ملے گی، ۵۔ بت کی معافی ہو جاوے گی۔ ۶۔ یعنی سردار کفار پر اپنے گناہوں کا بھی بوجھ ہو گا اور ان متبعین کفار کا بھی جو ان کے بھگانے سے گمراہ یا گمراہ ہوئے ایسے ہی علماء و مشائخ کو اپنے نیک اعمال کا بھی ثواب ملے گا اور ان متبعین کا بھی جو ان کی ہدایت سے نیک بنے، ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ گمراہ کرنے والا سارے تابعین کا بوجھ اٹھائے گا مگر وہ خود بھی بوجھ میں ہوں گے۔ غرض جو نبی نہ اٹھائے گا، مجبوراً اٹھانا پڑے گا، ۸۔ اس مراد یا تو نمرود بن کنعان ہے جس نے بت اور انچا محل بنوایا، تا کہ آسمان والوں خصوصاً رب تعالیٰ سے جنگ کرے، اس کی بلندی پانچ ہزار گزر تھی، رب کی قدرت سے ایسی ہوا چلی۔ جس سے عبادت گرجھی اور بت لوگ اس سے دب کر مر گئے، یا

۱۲	۲۲۹	۱۳
وَمَا يَعْلَمُونَ إِنَّهُ لَا يُجِبُ الْمُسْتَكْبِرِينَ ۝۱۲		
اور جو ظاہر کرتے ہیں کہ، بیشک وہ معذروں کو پسند نہیں فرماتا اور		
إِذْ قِيلَ لَهُمْ مَادَ أَنْزَلَ رَبُّكُمْ قَالُوا اسَاطِيرُ		
جب ان سے کہا جائے تمہارے رب نے کیا اتارا ہے کہیں انہوں کی		
الْأُولَیْنِ ۝۱۳ لِيَحْمِلُوا أَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ		
کہانیاں میں کہ کر قیامت کے دن اپنے بوجھ ہلورے اٹھائیں		
وَمِنْ أَوْزَارِ الَّذِينَ يُضِلُّوهُمْ يُغَيِّرُ عَلِيمٌ الْآسَاءِ		
اور کچھ بوجھ ان کے جنہیں اپنی جہالت سے گمراہ کرتے ہیں کہ سن لو کیا ہی برا بوجھ		
مَا زِرُونَ ۝۱۴ قَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاتَى اللَّهُ		
اٹھاتے ہیں کہ بے شک ان سے انہوں نے فریب کیا تھا نہ تو اٹھنے والی		
بُنْيَانُهُمْ مِنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ		
پتھانوں کو نیو سے لیا تو اوپر سے ان پر بھٹ		
قَوَائِمِهِمْ وَأَتَاهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ۝۱۵		
گر بڑی اور عذاب ان پر رواں سے آیا جہاں کی انہیں خبر نہ تھی کہ		
ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُخْزِيهِمْ وَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَائِي		
پھر قیامت کے دن انہیں رسوا کرے گا کہ انہوں نے کہا کہاں میں میرے وہ		
الَّذِينَ كُنْتُمْ تُشَاقِقُونَ فِيهِمْ قَالَ الَّذِينَ أُوتُوا		
شریک جن میں تم جھگڑتے تھے کہ تم دانتے کہیں گے		
الْعِلْمُ إِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوءَ عَلَى الْكَافِرِينَ ۝۱۶		
آج ساری رسوائی اور برائی کافروں پر ہے		
الَّذِينَ تَتَوَفَّيهِمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ ۝۱۷		
وہ کہ خرٹے ان کی جان نکالتے ہیں ظالم اس حال پر کہ وہ اپنا برا کر بیٹھے تھے کہ		
مَنْزِل		

اس سے مراد عام پچھلی امتیں ہیں اللہ تعالیٰ نے بطور مثال بیان فرمایا کہ کفار کہہ کے فریب اس قسم کے ہیں جیسے پچھلی قوموں نے اپنے پیغمبروں سے کئے، اور ان میں وہ ناکام ہوئے جیسے کوئی بڑی اونچی عمارت بنانے اور وہ عمارت گر جاوے، جس میں وہ خود ہی دب جاوے، ۱۷۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے نمرود جیسے سرکش بادشاہ کو پھر جیسی کمزور چیز سے ہلاک کیا۔ اور نمل والوں کا اپنا ہی سے فنا کیا، قوم عاد جیسی ہمدرد قوم کو ہواست عمارت کی مانند کی فوج چڑھ کر بروقت موجود ہے اس سے ڈرنا چاہیے، ۱۸۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفار پر زیادتی عذاب آخرت کے عذاب کو کم نہ کرے گا، وہ عذاب علیحدہ ہو گا، دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ مسلمان گنہگار کو اگرچہ عذاب دے گا مگر اسے رسوا نہ فرمائے گا۔ رسوائی کفار کے لئے خاص ہے، گنہگار مومن کو عذاب ایسا چھپ کر ہو گا کہ کسی کو خبر تک نہ ہوگی، ۱۹۔ رب کا یہ کلام کفار پر عذاب

(بقیہ صفحہ ۴۲۹) کے لئے ہو گا۔ اور ان کے بچوں کو اپنا شریک فرمانا پر غضب کے لئے یعنی جن بچوں کو تم میرا شریک کہتے تھے تاؤ وہ کہاں ہیں، اس آیت میں انبیاء اولیاء داخل نہیں کہ کوئی مسلمان انہیں خدا کا شریک نہیں مانتا اور وہ اپنے غلاموں کی امداد و رب کے حکم سے ضرور کریں گے۔ ۱۲۔ علم والوں سے مراد امتوں کے نبی ان کے علماء اولیاء اور امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علماء اولیاء ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ علماء کا درجہ دنیا میں بھی اعلیٰ ہے اور آخرت میں بھی اعلیٰ ہو گا۔ کہ رب تعالیٰ نے ان ہی کا قول نقل فرمایا ہے۔ ۱۳۔ اس سے چند مسئلہ معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ کے کام اس کے خاص بندوں کی طرف نسبت کئے جاسکتے ہیں

فَالْقُوا السَّلَامَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوءٍ بَلَىٰ إِنَّ

اب سلاؤا لیس گئے کہ ہم تو بکے برائی نہ کرتے تھے نہ ہاں کیوں نہیں۔ بیشک

اللَّهُ عَلِيمٌ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۱۴﴾ فَادْخُلُوا أَبْوَابَ

اللہ غیب جانتا ہے جو تمہارے کونک تھے نہ اب جنم کے دروازوں

جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا فَلَيْسَ مَثْوًى الْمُتَكَبِّرِينَ ﴿۱۵﴾

میں جاؤ کہ ہمیشہ اس میں رہو گے تو کیا اسی برا ٹھکانہ مغروروں کا کہ

وَقِيلَ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا مَاذَا أَنْزَلَ رَبُّكُمْ قَالُوا خَيْرٌ

اور ڈر والوں سے کہا گیا تمہارے رب نے کیا اتارا بولے خیر ہی ہے

لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَلَدَارُ

جنہوں نے اس دنیا میں بھلائی کی ان کیلئے بھلائی ہے نہ اور بیشک بھلا

الْآخِرَةِ خَيْرٌ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِينَ ﴿۱۶﴾ جَنَّاتُ عَدْنٍ

گھرب سے بہشت اور ضرور کیا ہی اچھا گھر بہرینہ گاروں کا بسنے کے باغ

يَدْخُلُونَهَا تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ لَهُمْ فِيهَا

جی میں جائیں گے ان کے نیچے نہریں رواں انہیں وہاں ملے گا

مَا يَشَاءُونَ كَذَلِكَ يَجْزِي اللَّهُ الْمُتَّقِينَ ﴿۱۷﴾

جو چاہیں نہ اللہ ایسا ہی صلہ دیتا ہے۔ بہرینہ گاروں کو

الَّذِينَ تَتَوَفَّيهِمُ الْمَلَائِكَةُ طَيِّبِينَ يَقُولُونَ

وہ جن کی جان نکالتے ہیں فرشتے سترے بن میں لے یہ کہتے ہوئے

سَلَامٌ عَلَيْكُمْ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۱۸﴾

کہ سلامتی ہو تم پر نہ جنت میں جاؤ لے بدلہ لینے کے ساتھ

هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمُ الْمَلَائِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ

کا ہے کے انتظار میں ہیں نہ مگر اس کے کہ فرشتے ان پر آئیں یا تمہارے

کیونکہ موت وینا رب کا کام ہے مگر رب نے فرمایا کہ انہیں فرشتے وفات دیتے ہیں لہذا یہ کہنا جائز ہے کہ رسول اللہ عزت دیتے ہیں حضور جنت دیتے ہیں، دوسرے یہ کہ جان نکالنا حضرت عزرائیل کا کام ہے مگر ان کے ساتھ ان کے خدام فرشتے بھی ہوتے ہیں لہذا اس آیت اور دوسری آیت میں تعارض نہیں کُلُّ يَوْمٍ تَكُونُ فِيهِ الْمَوْتُ جیسے رب فرماتا ہے۔ يَنْزِلُ الْمَلَائِكَةُ بِأَلْوَحٍ مِّنْ سَمِيعٍ وَيَكُونُ لَنَا حَضْرَتُ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ کا کام ہے مگر ملائکہ جمع فرمایا گیا ہے، تیسرے یہ کہ خاتمہ کا اعتبار ہے جو کفر پر مرے وہ کافر ہے ۱۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان و کفر میں خاتمہ کا اعتبار ہے جو عمر بھر کافر رہے مگر مرتے وقت مومن ہو جاوے وہ مومن ہے، اور جو مومن رہے اور مرتے وقت کافر ہو جاوے وہ کافر ہے، جن آیات میں کفار کی برائی مذکور ہے ان سب میں یہی مراد ہے

۱۔ ظاہر ہے کہ کفار دیدہ دانستہ انکار کریں گے کہ ہم کافر بدکار نہ تھے، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے دین و اعمال کو بھول جائیں، اس لئے انکار کریں، جیسے کہ قبر میں کافر کے گاہ حافلا ندی مجھے نہیں خبر کہ میرا دین کیا ہے مگر مومن کو اپنے اعمال یاد بھی رہیں گے۔ اور وہ اقرار بھی کرے گا کہ میں عظیم و خیر حاکم کے سامنے ملزم کا انکار مفید نہیں، اس کے باوجود خود کافر کے ہاتھ پاؤں وغیرہ سے گواہی دلوا دی جائے گی مگر یہ گواہی رب کے علم کے لئے نہیں، بلکہ مجرم کی زبان بندی کرنے کے لئے ہو گی ۳۔ معلوم ہوا کہ مومن خواہ کیسا ہی بڑا مجرم ہو، دوزخ میں ہمیشہ نہ رہے گا، آخر کار وہاں سے نکلے گا ۴۔ معلوم ہوا کہ انسان کا تکبر جھوٹا ہے اسی لئے جرم ہے یا جو غرور نبی کے مقابلہ میں ہو وہ جرم ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کبریائی برحق ہے، لہذا اس کے لئے تکبر صفات کریمہ میں سے ہے ۵۔ عرب کے رہائی باشندے حج کے موقع پر مکہ معظمہ آکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق حالات کی تحقیقات کرتے تھے، جب کافروں سے پوچھتے تو ان میں سے کوئی تو حضور کو جادوگر کہتا تھا کوئی دیوانہ، کوئی شاعر، معاذ اللہ، اور جب صحابہ سے ملتے تھے تو صحابہ کرام حضور کے اوصاف حمیدہ اور قرآن کریم کے فضائل بتاتے تھے، اس واقعہ کا اس میں ذکر ہے (خزائن العرفان) معلوم ہوا کہ جمال یار تو ایک ہے۔ مگر دیکھنے والوں کی نگاہیں مختلف ہیں۔ ۶۔ پہلی بھلائی سے مراد ایمان، اور نیک اعمال ہیں اور دوسری بھلائی سے مراد جنت اور اللہ تعالیٰ کی رضا مندی ہے بلکہ دنیا میں اچھی زندگی، فتح و کامیابی اور اللہ کی بڑی نعمتیں عمدہ رزق ہے۔ اس لئے کہ وہاں موت نہیں کوئی تکلیف نہیں اللہ کی ناراضگی نہیں، آپس کی عافیت نہیں، اس خیر کو حاصل کرنے کے لئے اعمال بھی خیر چاہئیں ۸۔ یعنی دنیا میں تو ہم جو چاہیں وہ تم کرو۔ جنت میں جو تم چاہو گے ہم کریں گے، خیال رہے کہ دنیا میں ہمارے ساتھ نفس امارہ بھی ہے اور دل بھی، نفس بری خواہشیں کرتا ہے اور دل اچھی خواہشیں، اس لئے یہاں ہماری ہر بات ماننے کے قابل نہیں، مگر جنت میں نفس امارہ نہ ہو گا۔ لہذا

سے ملتے تھے تو صحابہ کرام حضور کے اوصاف حمیدہ اور قرآن کریم کے فضائل بتاتے تھے، اس واقعہ کا اس میں ذکر ہے (خزائن العرفان) معلوم ہوا کہ جمال یار تو ایک ہے۔ مگر دیکھنے والوں کی نگاہیں مختلف ہیں۔ ۶۔ پہلی بھلائی سے مراد ایمان، اور نیک اعمال ہیں اور دوسری بھلائی سے مراد جنت اور اللہ تعالیٰ کی رضا مندی ہے بلکہ دنیا میں اچھی زندگی، فتح و کامیابی اور اللہ کی بڑی نعمتیں عمدہ رزق ہے۔ اس لئے کہ وہاں موت نہیں کوئی تکلیف نہیں اللہ کی ناراضگی نہیں، آپس کی عافیت نہیں، اس خیر کو حاصل کرنے کے لئے اعمال بھی خیر چاہئیں ۸۔ یعنی دنیا میں تو ہم جو چاہیں وہ تم کرو۔ جنت میں جو تم چاہو گے ہم کریں گے، خیال رہے کہ دنیا میں ہمارے ساتھ نفس امارہ بھی ہے اور دل بھی، نفس بری خواہشیں کرتا ہے اور دل اچھی خواہشیں، اس لئے یہاں ہماری ہر بات ماننے کے قابل نہیں، مگر جنت میں نفس امارہ نہ ہو گا۔ لہذا

(بقیہ صفحہ ۴۳۰) وہاں جتنی اچھی خواہشیں ہی کرے گا۔ اسی لئے وہاں ہماری ہر بات مانی جاوے گی۔ یہ معلوم ہوا کہ اعتبار خاتمہ کا ہے، متقی وہ جس کا خاتمہ تقویٰ پر ہو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جان نکالنے کے وقت بہت فرشتے حاضر ہوتے ہیں، ملک الموت اور ان کے خدام، یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ فرشتے سارے عالم میں بیک وقت موجود ہوتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ موت کے فرشتے مومن کو سلام کر کے آتے ہیں اور جنت کی خوشخبریاں دے کر جان نکالتے ہیں، تاکہ نزع آسمان ہو اور یا قونی الحال روحانی طور پر کہ تمہاری رو میں پرندوں کی شکل میں جنت کی سیر کریں یا تمہاری قبر میں جنت کی ہوائیں آتی رہیں گی یا بعد قیامت میں جنت میں جانا کیونکہ جسمانی

طور پر جنت کا داخلہ بعد قیامت ہو گا۔ ۱۲۔ خیال رہے کہ جنت کا حصول تین طرح ہو گا اپنے عمل سے متقیوں کے لئے، کسی دوسرے کے عمل کی برکت سے، جیسے مسلمانوں کے بائبل فوت شدہ بچے بغیر کسی عمل کے، جیسے وہ مخلوق جو جنت بھرنے کے لئے پیدا کی جاوے گی، یہاں خطاب پہلی قسم والوں سے ہو رہا ہے، رب فرماتا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ یُؤْتِیْہُمْ لٰکِنّیْ چوں کہ عام طور پر جنت اعمال کے عوض ملے گی، اس لئے قرآن کریم میں اس کا ذکر بہت زیادہ ہوتا ہے، علماء فرماتے ہیں کہ جنت کا داخلہ اللہ کے فضل سے ہو گا اور وہاں درجات اپنے اعمال سے (روح) ۱۳۔ یعنی جو آپ کو دیکھ کر آپ کا کلام سن کر بھی ایمان نہ لائے، وہ یا تو موت کا انتظار کر رہا ہے، یا دنیاوی عذاب کا، جیسے جنگ بدر و حنین کی شکست اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت کا آخری وسیلہ ہیں، جسے آپ سے ہدایت نہ ملی، اسے کس ہدایت نہیں مل سکتی۔ ۱۴۔ یعنی قوم عاد و ثمود وغیرہ بھی کفر پر اڑے رہے، عذاب دیکھ کر نبی کی سچائی محسوس کی مگر اس وقت کا نانا بیکار ہے عذاب دفع نہیں ہوتا۔ ۱۵۔ ظلم کے معنی ہیں غیری کی چیز اسکی بغیر اجازت استعمال کرنا، ہم رب کے ہیں اس کی مرضی کے خلاف عمل کرنا ظلم ہے، گنہگار مسلمان بھی ظالم ہے اور کافر بھی، البتہ کافر بڑا ظالم ہے، رب فرماتا ہے۔ اِنِّیْۤ اَنْزَلْتُ لَیْلَۃَ الْقَدِیْمِ ۱۶۔ یہاں سیارات سے مراد کفر و گناہ کی سزائیں ہیں رب فرماتا ہے۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا فِیْہِ الْاَسْبَاطَ ۱۷۔ یعنی مشرکین کہ حضور سے مذاق کے طور پر یہ کہتے تھے ۱۸۔ خیال رہے کہ یہاں مشیت سے مراد راضی ہونا ہے، نہ کہ مطلب یہ تھا کہ رب شرک سے راضی ہے اس لئے ہم شرک کرتے ہیں، یہ عقیدہ کفر ہے اور اگر مشیت ارادہ کے معنی میں ہو، تو مسئلہ نہایت درست ہے کیونکہ دنیا کا ہر کام رب کی مشیت اور اس کے رد سے ہوتا ہے، رب فرماتا ہے۔ وَمَا تَشَآؤُنَ اِلَّا اَنْتَ یَقْدِرُ ۱۹۔ یعنی ان بد نصیبوں نے ارادہ اور رضائیں فرق نہ کیا، اس لئے ان کا یہ قول بے ادبی اور کفر ہوا۔ ۲۰۔ اس سے

اَمْرًا بِكَ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِہِمْ

رب کا عذاب آئے ان سے انہوں نے ایسا ہی کیا

وَمَا ظَلَمُوْا اللّٰہَ وَلٰكِن كَانُوْا اَنْفُسَہُمْ یَظْلِمُوْنَ ۲۱

اور اللہ نے ان پر ظلم نہ کیا ہاں وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے

فَاَصَابَہُمْ سِبْاٰتٌ مَّا عَمِلُوْا وَاَوْحَیْۤ اِیْہُمْ مَّا كَانُوْا

تو ان کی بری کاپیاں ان پر پڑیں کہ اور انہیں گھر لیا اس نے

بِہِ یَسْتَهْزِءُوْنَ ۲۲ وَقَالَ الَّذِیْنَ اَشْرٰکُوْا

ہم پر ہنستے تھے اور مشرک بولے کہ

شَآءَ اللّٰہُ مَا عِبَدْنَا مِنْ دُوْنِہِ مِنْ شَیْءٍ لَّحْنٌ

اللہ جانتا تو اس کے سوا کچھ نہ ہوتا ہے شے نہ ہم اور نہ ہمارے

وَلَا اٰبَاؤُنَا وَلَا اَحْرَمٰنَا مِنْ دُوْنِہِ مِنْ شَیْءٍ

باپ دادا اور نہ اس سے جدا ہو کر ہم کوئی چیز حرام ٹھہراتے تھے

كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِہُمْ فَمَلَّ عَلٰی

ایسا ہی ان سے انہوں نے کیا تو رسولوں

الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ۲۳ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ

ہر گناہ کے معصوم پہنچا دینا اور بیشک ہر امت میں

كُلِّ اُمَّۃٍ رَّسُوْلًا اَنْ اَعْبُدُوْا اللّٰہَ وَاجْتَنِبُوْا

ہم نے ایک رسول بھیجا کہ اللہ کو بلاؤ اور شیطان

الطَّاغُوْتَ فِیْہُمْ مِّنْ ہٰدِیٍّ ۲۴ وَاللّٰہُ وَمِنْہُمْ مِّنْ

سے ہجو تو ان میں کسی کو اللہ نے راہ دکھائی اور کسی پر گمراہی

حَقَّتْ عَلَیْہِ الضَّلٰلَۃُ فَمَسٰیروْا فِی الْاَرْضِ

ٹھیک اتری کہ تو زمین میں چل پھر

معلوم ہوا کہ جن چیزوں کو اللہ و رسول نے حرام نہ کیا ہو انہیں حرام جانتا اور اس حرمت کو حکم شرعی سمجھنا کفار کا طریقہ ہے کہ وہ بخیر و سائبہ وغیرہ جانوروں کو حرام سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ رب نے حرام فرمایا ہے، اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو بلا دلیل شرعی ہر چیز کو حرام کہہ دیتے ہیں دلیر ہیں کہتے ہیں کہ گیارہویں شریف حرام، میلاد شریف حرام وغیرہ۔ یعنی بخیر کے ذمہ لوگوں کو ایمان نہ مجبور کرنا نہیں، اس سے معلوم ہوا کہ بخیر مخلوق سے بے نیاز ہوتے ہیں اگر کوئی بھی ایمان نہ لائے تو ان کا کچھ نہیں بگاڑتا۔ سبحان اللہ ۲۵۔ یعنی ایمان لاکر یا نہ لاکر ایمان لانا بھی سبادت ہے ورنہ مشرک ایمان سے پہلے عبادت کے مکلف نہیں، یہ بھی معلوم ہوا کہ ایمان کے لئے بے دینوں سے بچنا بہت ضروری ہے ۲۶۔ یعنی کسی نبی سے سب لوگوں نے ہدایت حاصل نہ کی، سورج سے سب نور حاصل نہیں کرتے، چنگاؤ محروم

(انفہ ص ۳۳۱) رہتا ہے، بارش سے ہر زمین سرسبز نہیں ہوتی، ہجر زمین بے فیض رہتی ہے تو اسے محبوب اگر بعض بد بخت آپ پر ایمان نہیں لاتے تو آپ تمکین کیوں ہوتے ہیں۔

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ عذاب الہی اور قہر ربانی کا مشاہدہ کرنا ہو تو کفار کی ہستی دیکھو لہذا، اگر رحمت الہی کا نظارہ کرنا ہو، تو اولیاء اللہ کے آستانے دیکھو، وہاں کے نظارے کرو، نیز بزرگان دین سے ملاقات کے لئے سفر کرنا بہتر ہے جب کفار کی اجڑی ہستیوں کی طرف سفر کر کے جانا جائز ہے تو یہ بھی جائز ہے ۳۲۔ اس سے معلوم ہوا

النحل ۱۶

۳۳۳

دہیا ۳

فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ۝۳۱

کہ دیکھو کہ کیا انجام ہوا مجھلانے والوں کا کہ اگر تم ان کی

تَحْرِصُ عَلَىٰ هٰذَا ۖ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي مَنْ يَّضِلُّ

ہدایت کی حرص کرو کہ تو بے شک اللہ ہدایت نہیں دیتا جسے گمراہ کرے کہ

وَمَا لَهُمْ مِّنْ نَّاصِرٍۭ ۚ ۝۳۲ ۚ وَاَقْسَمُوا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْْمَانِهِمْ

اور انکا کوئی مددگار نہیں ہے اور انہوں نے اللہ کی قسم کھائی اپنے حلف میں ہدٰی کی کوشش ہے

لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مِّنْ يَّهْيُوتَ بَلٰی وَعَدًا عَلَيْهِ حَقًّا

کہ اللہ دے نہ اٹھائے گا یاں کیوں نہیں سہا وعدہ اس کے ذمہ ہر

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝۳۳ لِّيَبَيِّنَ لَهُمْ

لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے اس لئے کہ انہیں

الَّذِي يَخْتَلِفُونَ فِيْهِ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَنَّهُمْ

صاف بتا دے جس بات میں جھگڑتے تھے اور اس لئے کہ کافر مان لیں کہ

كَانُوا كٰذِبِيْنَ ۝۳۴ اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَا اَرَدْنَاهُ اَنَّا

وہ بھڑکتے تھے کہ جو چیز ہم چاہیں اس سے ہمارا فرمانا یہی ہوتا ہے

نَقُوْلُ لَهُ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝۳۵ وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ

کہ ہم نہیں بوجاہد فوجا بوجاہی ہے نہ اور جنہوں نے اللہ کی راہ میں اپنے گھر بار

مِّنْ بَعْدِ مَا ظَلَمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً

چھوڑے مظلوم ہو کر کہ ضرور ہم انہیں دنیا میں اچھی جگہ دیں گے

وَلَا جُرْاٰلَآخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝۳۶ الَّذِيْنَ

اور بیشک آخرت کا ثواب بہت بڑا ہے کہ کسی طرح لوگ جانتے وہ جنہوں

صَبَرُوْا وَعَلٰی سُرُوْبِهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝۳۷ وَمَا اَرْسَلْنَا

نہ صبر کیا اور اپنے رب ہی پر بھروسہ کرتے ہیں نہ اور ہم نے تم سے

مذہل ۲

کہ تاریخ و جغرافیہ دیکھنا ثواب ہے کہ اس سے رب کا خوف دل میں پیدا ہوتا ہے، لیکن یہ جب ہی ہے کہ تاریخ و جغرافیہ صحیح ہو اور صحیح نیت سے پڑھے ۳۔ (شان نزول) حضور جانتے تھے کہ سب کافر ایمان نہ لائیں گے، بعض کے دوزخی ہونے کی خبر بھی دے دی تھی، اس کے باوجود آپ کی کوشش یہ تھی کہ سارے ہی ایمان لے آئیں، ان بعض کے ایمان نہ لانے پر حضور کو صدمہ ہوتا تھا، اس کے متعلق یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، خیال رہے کہ حضور کا یہ حرص فرمانا، حضور کا مکمل تھا، رحمت للعالمین ہونے کا ظہور تھا اس حرص پر بھی آپ کو ثواب ملے گا کہ یہ تبلیغ کی قسم ہے محبوب کا حسن بے اختیاری ہے اس آیت کو حضور کی بے علی یا کم علی پر دلیل بنانا بڑی حماقت ہے ۳۔ یعنی جسے گمراہ رہنے اور گمراہی پر مرنے کے لئے پیدا فرما دے اس کے ایمان نہ لانے میں آپ پر کوئی باز پرس نہیں، خیال رہے کہ ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اس لئے پیدا فرمایا کہ یہ لوگ اپنے اختیار سے گمراہ رہیں، ان کی یہ گمراہی اور ان کا یہ برا اختیار دونوں اللہ کے علم میں آچکے لہذا بحدہ مجبور نہیں باذن الہی مختار ہے ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ مددگار نہ ہونا کافروں کے لئے ہے مومنوں کے لئے رب ہمت سے مددگار مقرر فرمائے گا، یہ آیت حضور کی انتہائی نصرت ہے، جیسے لائق شاکر و سبقت زیادہ لینا چاہے اور استاد کم پڑھائے اور کہے کہ تم کتنی بھی حرص کرو۔ نہیں سبق انتہائی ملے گا۔ یہ استاد کا کرم ہے ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض چیزیں اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر واجب ہیں، مگر یہ وجوب خود اس کے اپنے ذمہ واجب فرمایا ہے نہ کہ دوسرے کے واجب کرنے سے ۷۔ یعنی قیامت کا اصل مقصد پیغمبروں کی حقانیت کا اظہار ہے۔ حساب و کتاب تو تبعاً ہو گا کیونکہ حساب و کتاب تو ہمت جلد ہو جاوے گا مگر قیامت کا دن پچاس ہزار برس کا ہے باقی وقت میں کیا ہو گا، اظہار عزت رسول، کفار کی رسوائی، مومنین کی عزت افزائی ہو گی ۸۔ یعنی ہماری قدرت یہ ہے کہ کہن سے ہر چیز بنادیں، مگر

۳۳۳

بعض مخلوق کو مٹی سے بعض کو کسی اور چیز سے بڑی مدت میں بنایا، وہ قدرت ہے یہ حکمت، لہذا آیات میں تعارض نہیں، قانون اور چیز ہے قدرت کچھ اور عالم ارواح اور حضرت یحییٰ علیہ السلام، کن سے ہی پیدا ہوئے یہ رب کی قدرت ہے ۹۔ یہ آیت ان سب مہاجرین صحابہ کے حق میں نازل ہوئی جو مشرکین کے مکہ کے مظلوموں سے تنگ آکر حبشہ، پھر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرما گئے، اس سے معلوم ہوا کہ وہ ہجرت عبارت ہے جو نفس کی خاطر نہ ہو، رضا الہی کے لئے ہو، ہر عبادت کا یہی حال ہے ۱۰۔ یعنی مدینہ منورہ میں، چنانچہ رب تعالیٰ نے اپنا یہ وعدہ پورا فرمایا۔ خیال رہے کہ یہ وعدہ صرف اولین مہاجرین صحابہ سے تھا جو پورا ہو چکا، بیشک ہر مہاجر کے لئے یہ وعدہ نہیں، ہمت مہاجر اچھی جگہ نہیں پاتے، بے کسی کی حالت میں فوت ہو جاتے ہیں، اس آیت سے معلوم ہوا کہ بعض لحاظ سے مدینہ منورہ مکہ معظمہ

(بقیہ صفحہ ۴۳۲) سے افضل ہوا۔ کیونکہ فضیلت تو حضور کے قدم سے وابستہ ہے۔ یعنی مہاجرین کو مدینہ منورہ میں آرام مل جانا آخرت کے ثواب کو کم نہ کرے گا۔ جیسے سرکاری حکام کا جسد یا سفر خرچ محض وہ کم نہیں کر دیتا۔ ۱۲۔ مہر اور توکل سلوک کا امتحانی مقام ہے اس سے معلوم ہوا کہ سارے مہاجرین اولین ولایت کے انتہا درجے پر تھے جس کی گواہی رب دے رہا ہے، چونکہ یہ آیت کی ہے اس لئے اس میں صرف مہاجرین اولین واصل ہیں، یہ بھی معلوم ہوا کہ وطن چھوڑنے پر مہر کرنا بڑی فضیلت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بوقت ہجرت مکہ معظمہ کو حسرت کی نگاہ سے دیکھ کر فرمایا کہ اگر میں تجھ سے نکالنا نہ چاہتا تو نہ نکلتا (روح)

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی ہمیشہ انسان مرد باطن ہوئے کوئی مخلوق انسان کے علاوہ نبی نہیں، عورت نبی نہیں، نابالغ بچے، دیوانہ نبی نہیں ہوئے۔ ہاں بعض انبیاء کو بچپن میں نبوت ملی۔ مگر پھر نابالغ ہو کر بھی نبی رہے۔ ۲۔ یہ آیت ان مشرکین کے رد میں اتاری جو کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ بشر کو نبی نہیں بنا سکتا اس آیت سے معلوم ہوا کہ غیر مجتہد پر تقلید واجب ہے۔ کیونکہ نہ جاننے والے پر ضروری ہے کہ وہ جاننے والے سے پوچھے، تقلید میں بھی یہی ہوتا ہے کہ غیر مجتہد اجتہادی مسائل اپنے امام سے پوچھتا ہے۔ ۳۔ بیٹے سے مراد معجزات ہیں، اور کتابوں سے مراد صحیفے اور آسمانی کتابیں سب ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو معجزے عطا فرمائے، کوئی نبی بغیر معجزہ نہ تشریف لائے، اس ہی طرح کوئی بغیر کتاب الہی یا صحیفہ آسمانی سے علی نہیں تھے، خواہ نبی کتاب ہو یا ربانی بحر صلا، یہ آیت صحت سے مسائل کا ماخذ ہے۔ ۴۔ اس سے چند مسئلہ معلوم ہوئے، ایک یہ کہ قرآن کریم کا نام ذکر بھی ہے، کیونکہ یہ مسلمانوں کے لئے باعث عزت و فصاحت ہے، گزشتہ اور آئندہ واقعات کا تذکرہ ہے۔ حضور کی یادگار ہے، دوسرے یہ کہ قرآن تبلیغ کے لئے اترانہ کہ چھپانے کے لئے تیسرے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی حکم قرآن چھپایا نہیں۔ سب شائع فرما دیے، چوتھے یہ کہ قرآن میں فکر و تدبر اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے لہذا قاری سے عالم افضل ہے اور تلاوت قرآن سے تدبر قرآن اعلیٰ ہے کیونکہ نزول قرآن کا اصل مقصد فکر ہے۔ ۵۔ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کو ستانے کی خفیہ تدبیریں سوچتے رہتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ خاص لوگوں پر اب بھی عذاب آسکتا ہے، بلکہ آیا بھی ہے اور آئے گا بھی، ہاں عام عذاب آنا حضور کی تشریف آوری سے بند ہو گیا۔ یہ گفتگو اس عذاب میں ہے جو خلاف عادت الیہ ہے، جیسے آسمان سے حجر برسا۔ صورتیں مسخ ہونا، رہا ظاہری عذاب، جیسے جنگ میں شکست یہ تو آتے ہی رہیں گے۔ یعنی دریا اور خشکی کے

۱۵۴	۴۳۳	المحل ۴
<p>مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رَجَلًا نُوحِيَ إِلَيْهِمْ فَسَلُّوا أَهْلَ</p> <p>پہلے نہ بھیجے مگر مرد لے جن کی طرف ہم وحی کرتے تو اسے لوگوں والوں سے</p> <p>الذِّكْرَ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝ بِالْبَيِّنَاتِ وَالزُّبُرِ</p> <p>بلکہ اگر تم نہیں علم نہیں تم روشن دلیلیں اور کتابیں لے</p> <p>وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ</p> <p>کر لے اور اسے جو سام نے ہماری طرف یہ یادگار اندکی کر تم لوگوں سے بیان کر دو</p> <p>إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ۝ أَفَأَمِنَ الَّذِينَ</p> <p>جو اسی طرف اترا اور کہیں وہ دھیان کریں لے تو کیا جو لوگ برسے سوچتے</p> <p>مَكَرُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ يَخْسِفَ اللَّهُ بِهِمُ الْأَرْضَ</p> <p>ہیں ۹ اس سے نہیں ڈرتے کہ اللہ انہیں زمین میں دھسا دے</p> <p>أَوْ يَأْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ۝</p> <p>یا انہیں وہاں سے عذاب آئے جہاں سے انہیں خبر نہ ہو</p> <p>أَوْ يَأْخُذَهُمْ فِي تَقْلِيدِهِمْ فَيَمُوتُوا يُعْجِزِينَ ۝ أَوْ</p> <p>یا انہیں پکڑے پھرتے پھرتے لے کر وہ نکلا نہیں سکتے یا انہیں</p> <p>يَأْخُذَهُمْ عَلَى تَخَوُّفٍ فَإِنَّ رَبَّكُمْ لَرَؤُوفٌ رَحِيمٌ ۝</p> <p>نقصان دیتے دیتے گزرتی کرتے لے کر، بیشک تمہارا رب نہایت مہربان رحم والا ہے</p> <p>أَوْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝ أَلَمْ يَرَوْا إِلَى مَا خَلَقَ اللَّهُ مِنْ شَيْءٍ يَتَفَقَّهُوْا</p> <p>اور کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ جو چیز اللہ نے بنا دی ہے اس کی بدھانیاں</p> <p>ظَلُّهُ عَنِ الْبَيِّنَاتِ وَالشَّمَايِلِ سُبْحَانَ اللَّهِ وَهُمْ</p> <p>دھنسے اور بائیں جھکتی ہیں لے اللہ کو سجدہ کرنی لے اور وہ اس کے حضور</p> <p>دَاخِرُونَ ۝ وَلِلَّهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمُوتِ وَمَا</p> <p>ذلیل ہیں لے اور اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں جو پہلو آسمانوں میں ہیں اور جو</p>		
مذہل ۱۲		

ستروں میں انہیں ہلاک کر دے کہ گھروٹ کر نہ آسکیں۔ ۸۔ یہاں چار قسم کے عذابوں کا ذکر ہوا۔ زمین میں دھس جانا، قارون کی طرح زمین پر رچے ہوئے عذاب آ جانا۔ سفر میں عذاب آنا، یہ تینوں اچانک عذاب تھے، پہلے علامات عذاب آنا۔ پھر عذاب آنا، مقصود یہ ہے کہ اسے کافروں پر طرح ہمارے بھندہ ہو۔ پھر ہماری فراہم داری اور پیغمبر کی اطاعت کیوں نہیں کرتے۔ ۹۔ اس لئے عذاب جلدی نہیں بھیجتا اور اگر تم اب بھی توبہ کرو تو توبہ رحمت الہی آغوش میں لینے کو تیار ہے، یہ بھی خیال رکھو کہ طیم اور رحم کی پکڑ بہت سخت ہے، جب پکڑتا ہے تو پھر چھوڑتا نہیں، اس لئے عذاب کے ساتھ ان اسماء طیبہ کا ذکر ہوا لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ۱۰۔ یعنی ہر چیز کا سایہ سورج کی حرکت کے مطابق حرکت کرتا ہے، جب سورج مشرق میں ہوتا ہے تو یہ مغرب میں۔ جب سورج جنوب میں تو یہ شمال میں، یہ اپنے سایہ کی

(بقیہ صفحہ ۳۳۳) حرکت بدلنے پر بھی قادر نہیں، تو خود کیوں نہیں رب کی اطاعت کرتے؟ یعنی ان کے سایہ رب کے مطیع ہیں، یہاں مجاہد سے مراد اطاعت ہے نہ کہ اصطلاحی مجاہد، اور ہو سکتا ہے کہ یہی عرفی مجاہد مراد ہو، تو وہ سمجھ سے بالا ہے، ہر چیز رب کی بارگاہ میں ساجد ہے، اگرچہ ہم کو نظر نہ آوے، یعنی مشرکین خود یا ان کے سایہ تابع فرمان ہیں، مگر بخوبی احکام میں مجبور محض ہیں، اس کے چلانے پر چلتے ہیں، مارنے پر مرجاتے ہیں، سلاتے پر سو جاتے ہیں، جگانے پر جاگ اٹھتے ہیں، تو چاہیے کہ تحریمی احکام میں بھی اللہ کی فرمانبرداری کریں

اب اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ جن وانس کے سوا کوئی مخلوق مشرک یا کافر یا نافرمان نہیں، دوسرے یہ کہ انسان کے بعد تمام مخلوق میں فرشتے افضل ہیں، اسی لئے رب نے ان کا ذکر خصوصیت سے فرمایا۔ ۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ فرشتے مکلف ہیں مگر ان کے احکام ان کے لائق ہیں، دوسرے یہ کہ وہ نافرمانی سے معصوم ہیں، ہاروت و ماروت کا جرم اس وقت ہوا جب ان سے ملکی قوت زائل کر کے بشری قوت انہیں بخشی گئی، لہذا وہ واقعہ عصمت ملائکہ کے خلاف نہیں، خیال رہے کہ اسلام میں صرف فرشتے اور پیغمبر معصوم ہیں، ان کے سوا کوئی نہیں، ہاں بعض اولیاء اللہ محفوظ ہیں، ۳۔ ساری مخلوق کو جن وانس ہو، یا اور مخلوقات، توحید کا حکم ایسا عام ہے کہ اس میں کسی بندے کی خصوصیت نہیں، ہر مخلوق اس کی مکلف ہے، ۴۔ الوہیت کا خوف اللہ کے سوا کسی کا نہیں چاہیے، انباء کا خوف اور دوسرے خوف مخلوق سے بھی ہو سکتے ہیں، موسیٰ علیہ السلام کا فرعون سے یا سناپ سے ڈرنا، ہمارا حاکم یا بادشاہ سے خوف کرنا، الوہیت نہیں، یہ ایذا کا خوف ہے یا ان کی عصمت کی ہیبت، لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں، ۵۔ مخلوق اور حقیقی مملوک اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں، ہاں مملوک کا کسی اور کا مالک ہو جانا، عطا کی عارضی، مجازی ہے بلکہ جو اللہ کا پیارا ہو جاتا ہے تمام دنیا اس کی ملک بن جاتی ہے، ۶۔ یعنی اس کے دین و اطاعت کو زوال نہیں۔ وہ دنیا و آخرت میں ثابت و لازم ہے، دوسرے دین انسان مرتے ہی بھول جاتا ہے، آخرت میں کسی کی اطاعت نہ ہوگی رب کے سوا، یعنی بلا واسطہ اور بعض واسطہ سے تم تک پہنچتی ہیں، جیسے سورج کا نور اور چراغ کی روشنی وغیرہ، ۸۔ مشرکین عرب مصیبتوں میں صرف رب سے دعا میں ملتے تھے، اور راحت و سکون میں بت پرستی کرتے تھے، ان کا حال اس آیت میں بیان ہوا۔ خیال رہے کہ مصیبت میں طیب، یا حاکم، یا نبی، یا پیر کے پاس دعا یا دوا، یا فریاد کے لئے جانا اس کے خلاف نہیں کہ یہ مدد الہی کے

بقرہ ۲۲۲

دہدہ ۳

۳۳۳

النحل ۱۰

فِي الْأَرْضِ مِنْ دَابَّةٍ وَالْمَلَائِكَةِ وَهُمْ لَا

يَسْتَكْبِرُونَ ۝ يَخَافُونَ رَبَّهُمْ مِنْ قُوَّتِهِمْ وَيَفْعَلُونَ

مَا يُؤْمَرُونَ ۝ وَقَالَ اللَّهُ لَا تَتَّخِذُوا آلَ إِبْرَاهِيمَ

أَشْيُنًا إِنَّمَّا هُوَ اللَّهُ وَاحِدٌ قَائِمٌ قَاهِبُونَ ۝

وَلَهُ مَا فِي السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ وَلَهُ الدِّينُ وَاصِبًا

أَفَغَيْرَ اللَّهِ تَتَّقُونَ ۝ وَمَا بَكُمْ مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنَ

اللَّهِ ثُمَّ إِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَإِلَيْهِ تَجْأَرُونَ ۝

ثُمَّ إِذَا كُشِفَ الضُّرُّ عَنْكُمْ إِذَا فِرْتُمْ مِنْكُمْ بِهِمْ

يُسْكَرُونَ ۝ لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَاهُمْ فَتَمْتَعُوا قَسُوفَ

تَعْلَمُونَ ۝ وَيَجْعَلُونَ لِمَا لَا يَعْلَمُونَ نَصِيبًا

مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ تَاللَّهِ لَتَسْتَلْنَ عَنْكَ كُنْتُمْ

مَقْرَرُونَ ۝

منزل ۳

منظر ہیں، یعنی جن جن کی ذلت و خفایت وہ نہیں جانتے، انہیں معبود سمجھے بیٹھے ہیں، ۱۰۔ کفار اپنے کھیت، جانوروں وغیرہ میں سے کچھ حصہ بتوں سے نام پر نامزد کر دیتے تھے، کہتے تھے، هَذَا لِلَّهِ وَهَذَا لِلشَّيْطَانِ، یہ شرک ہے، لیکن اگر مسلمان اپنی کمائی سے کچھ حصہ فقراء، مساکین، یتیموں کی فاقہ کے لئے مقرر کر دے تو مباح ہے، فرماتا ہے، وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَقٌّ مِمَّا لِلنَّاسِ وَالْمَلَائِكَةِ

۱۔ اس سے دو مسئلہ نکل سکتے ہیں: ایک یہ کہ اپنی کمائی میں سے جوں کا حد تک لٹا لٹاتا ہے کہ ان کی اللہیت غیر معلوم ہے مگر اولیاء اللہ کے نام کا کچھ لٹا لٹا حلال ہے کہ ان کی ولایت قرآن و حدیث سے معلوم ہے۔ دوسرے یہ کہ جوں کے نام کا حد تک لٹا لٹاتا اگرچہ گناہ ہے مگر اس سے وہ حصہ حرام نہ ہو جائے گا۔ اگر مسلمان کے ہاتھ لگے، یا قیمت میں آجائے۔ تو کام میں لائے، بھیرے، ساتھ جانور اگر مومن اللہ کے نام پر بیع کر دے تو حلال ہیں کیونکہ یہاں رب نے کفار کے اس حصہ لٹانے کو حرام قرار دیا۔ مگر اس حصہ کو حرام نہ فرمایا، صحابہ کرام جہاد میں کفار کے ہر قسم کے مال استعمال کرتے تھے، اگرچہ جوں کے نام کے ہوں ۲۔ نبی فرما رہے تھے اور نبی کائنات کہتے تھے کہ

فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ حالانکہ اولاد باپ کی جنس سے ہوتی ہے، نیز اولاد باپ کے ملک نہیں ہو سکتی تو اگر فرشتے رب کی لڑکیاں ہوتے تو خود رب ہوتے، رب کے بندے نہ ہوتے۔ یعنی بیٹے، مقصد یہ ہے کہ یہ ایسے بد تیز ہیں کہ اپنے لئے بیٹے چاہتے ہیں، اور رب کے لئے بیٹیاں ثابت کرتے ہیں ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ لڑکی پیدا ہونے پر بیع کرنا کافروں کا طریقہ ہے، ہاں لڑکے کی تنہا کرنی دینی خدمت کے لئے سنت انبیاء ہے۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عرب والے اس کا مذاق اڑاتے تھے جس کے لڑکی پیدا ہوتی تھی۔ کیونکہ وہ لڑکی کو جانور سے بدتر جانتے تھے، اونٹنی کے مادہ پیدا ہوتی تو کچھ طہن نہ کرتے لیکن عورت کے لڑکی ہوتی تو بیج و غم طہن و تحفیج کرتے ۶۔ تاکہ اس لڑکی سے ذلت کے کام لے، جیسے گھر کے جانوروں کی خدمت کرنا، یا یہ مطلب ہے کہ خود قوم میں ذلیل ہو کر بیٹی کو زندہ رکھے ۷۔ جیسا کہ کفار مصر، خزاعہ، تمیم لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے ۸۔ کہ لڑکی کو اتنا ذلیل جانتے ہوئے خدا تعالیٰ کے لئے ثابت کرتے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ کے لئے بھی چیزیں ثابت کرنا کفر ہے جیسے جھوٹ، موت وغیرہ ۹۔ کہ دنیا میں ان کے عقیدے اور اعمال خراب، لڑکیوں کو زندہ گاؤں شراب خوری، چوری، قتل، مرتے وقت موت خراب، آخرت میں انہماں خراب ۱۰۔ ترجمہ نہایت ہی اعلیٰ ہے، یہاں مثل، معنی کمالات یا مثال نہیں، رب فرماتا ہے۔ لَئِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُوا أَمْرِي، معنی شان ہے، یعنی رب کی شان اونچی ہے، وہ اولاد سے پاک اس کا کوئی شریک نہیں، ساری خوبیوں سے موصوف، تمام برائیوں سے منہ ۱۱۔ یعنی اگر رب تعالیٰ دنیا میں انسانوں کی ہر گناہ پر پکڑ فرماتا، ورنہ آخرت میں تو ہر گناہ کی گرفت ہوگی، اور دنیا میں بھی بعض گناہوں پر پکڑ ہو جاتی ہے، عذاب الہی آ جاتا ہے، لہذا یہاں ظلم سے مراد ہرید عملی اور ہرید عقیدگی ہے ۱۲۔ جیسا کہ نوح علیہ السلام کے زمانہ میں ہوا کہ زمین پر رہنے والے سارے ہلاک کر دیئے گئے، دنیائی جانور

دہم ۱۳	۴۳۵	النحل ۱۶
<p>تَقْتَرُونَ ﴿۵۶﴾ وَيَجْعَلُونَ لِلَّهِ الْبَنَاتِ سُبْحَنَهُ وَلَهُمْ مَا يَشْتَهُونَ ﴿۵۷﴾ وَإِذْ أَوْفَرْنَا أَخَدَهُمْ إِلَّا نَثِي ظُلًّا وَجْهًا ﴿۵۸﴾</p> <p>یہاں نبی جانتا ہے کہ وہ جب ان میں کسی کو بیٹیاں ہونے کی خوشخبری دی عاقبت ہے تو</p> <p>مَسُودًا وَهُوَ كَظِيمٌ ﴿۵۹﴾ يَتَوَارَى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوءِ ﴿۶۰﴾</p> <p>دن بھر اسے سزا کا لار بناتا ہے، اور وہ غم کھاتا ہے، لوگوں سے چھپتا ہوتا ہے اس</p> <p>مَا يُبَشِّرُهُ أَيْمِسُّهُ عَلَى هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُ فِي ﴿۶۱﴾</p> <p>بشارت کی برائی سے سب سے زیادہ اسے ذلت کے ساتھ رکھے گا، یا اسے مٹی میں</p> <p>الْتَرَابِ الْأَسَاءُ مَا يَحْكُمُونَ ﴿۶۲﴾ لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۶۳﴾</p> <p>دبا دے گا، اسے بہت ہی برا حکم نکلتے ہیں، جو آخرت پر ایمان نہیں</p> <p>بِالْآخِرَةِ مِثْلُ السُّوءِ وَلِلَّهِ الْمِثْلُ الْأَعْلَىٰ وَهُوَ ﴿۶۴﴾</p> <p>لاتے انہیں کا برا حال ہے، اور اللہ کی شان سب سے بلند ہے اور</p> <p>الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۶۵﴾ وَلَوْ يَوَّاخِذُ اللَّهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ ﴿۶۶﴾</p> <p>وہی موت و محنت والا ہے، اور اگر اللہ لوگوں کو ان کے ظلم پر گرفت کرتا، تو</p> <p>مَا تَرَكَ عَلَيْهِمْ مِنْ دَابَّةٍ وَلَكِنْ يُؤَخِّرُهُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ ﴿۶۷﴾</p> <p>تو زمین پر کوئی چٹنے والا نہیں چھوڑتا، لیکن انہیں ایک گھبرائے وعدے تک بہت</p> <p>مُسَبَّحًا فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً ﴿۶۸﴾</p> <p>دیتا ہے، پھر جب ان کا وعدہ آئے گا، نہ ایک گھڑی بچے رہیں</p> <p>وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ ﴿۶۹﴾ وَيَجْعَلُونَ لِلَّهِ مَا يَكْرَهُونَ وَ ﴿۷۰﴾</p> <p>نہ آجے، بڑھیں بل اور اللہ کے لئے وہ ٹھہراتے ہیں جو اپنے لئے ناگوار ہے</p> <p>تَصِفُ السُّنَّةُ الْكُذْبَ أَنَّ لَهُمُ الْحُسْنَىٰ الْكِبْرَ ﴿۷۱﴾</p> <p>تہ اور اچھی زبانیں جھوٹوں کہتی ہیں کہ ان کے لئے بھلائی ہے کہ نہ تو آپ ہی ہوا کہ</p>		
مَنْزِل ۳		

زمین پر نہ تھے، پانی میں تھے، نوح علیہ السلام اور ان کے ساتھی بھی اس وقت زمین پر نہ تھے کشتی میں تھے، اس سے پتہ لگا کہ انسانوں کے گناہوں کی وجہ سے جانوروں پر بھی عذاب آ جاتا ہے، کیونکہ تمام جانور انسانوں کے تابع ہیں، کدیم کے ساتھ گھن بھی پس جاتے ہیں، رب فرماتا ہے۔ كَلِمَاتُ الْمُنَادِي الْمَكِينِ وَالْمُنَادِي الْمَكِينِ الْيَوْمِ، انہیں ۱۳۔ اس وعدے سے مراد یا تو مجرم کی عمر کا ختم ہونا ہے، یا ان کے عذاب کا مقررہ وقت، یا قیامت کے مختلف عذابوں کے توقف وقت ہیں ۱۴۔ یہاں اجل سے مراد تقدیر مہم ہے یعنی علم الہی جس میں تبدیلی ہرگز نہیں ہو سکتی، لیکن تقدیر مطلق جسے خود اثبات بھی کہتے ہیں وہ لائق بدلہ رہتی ہے، رب فرماتا ہے يَمْحُ اللَّهُ غُيُوبَهُمْ، بَشَاءٌ وَبَشَاءٌ حَدَّثَ شَرِيف میں ہے کہ نیک اعمال سے عریضہ جاتی ہے، آدم علیہ السلام کی دعا سے داؤد علیہ السلام کی عمر شریف بچانے، ناسخ سال کے سورس ہو گئی۔

(بقیہ صفحہ ۲۳۵) لہذا آیات میں تضاد نہیں ۵۵ یعنی بیٹیاں اور شریک کہ دونوں چیزیں اپنے لئے پسند نہیں کرتے، مگر رب کے لئے مانتے ہیں۔ تَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْہُ ۱۶۔
شان نزول: کفار کہتے تھے کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہوں اور قیامت واقعی آئے تو بھی ہمیں جنت ہی ملے گی وَلَٰكِنْ نُّجْعِلُہٗا زَیْنًا لِّیْ عِنْدَہٗ نُلْحِقَنَّہٗ اِسْکَوا س کی تردید میں یہ آیت اتری، ورنہ وہ قیامت کے قائل نہ تھے، یعنی کام جہنم کے کر کے جنت کے امیدوار ہیں، جو بزرگمذہب کاٹنے کی آس لگاتے ہوئے ہیں
۱۷ یعنی بیشد دوزخ میں رہتا، لہذا آیت کا صہر درست ہے ۱۷۔ یہاں اعمال سے مراد کفر و شرک اور گناہ ہیں، کیونکہ کفر و شرک بھی دل کا عمل ہے، اس سے معلوم ہوا

کہ گناہ کو نیکی سمجھ کر کرنا کفر ہے اور گناہ سمجھ کر کرنا فسق، جو پہلے جرم سے ہلکا ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ جو شخص برائی کو اچھائی ثابت کرے، وہ شیطان ہے، ایسے ہی جو اچھائی کو برا بتائے وہ بھی ایلیس ہے ۳۳۔ اس ولایت سے مراد دنیا کی جھوٹی دوستی ہے، اور جن آیات میں فرمایا گیا کہ ظالمین کا کوئی دلی نہیں، اس سے مراد بھی دوستی آخرت کی ہے، لہذا آیات میں تضاد نہیں ہے ۳۴۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ قرآن کریم صرف عبادت کے لئے نہیں آیا۔ بلکہ یہ شفا بھی ہے، ہدایت بھی ہے، رب کا قانون بھی ہے، اس کی رحمت بھی ہے، فرشتہ مومنین کو تخت پر بھی کام آتا ہے اور تختہ پر بھی، دوسرے یہ کہ قرآن کریم اس کے لئے ہدایت، رحمت و فیض ہے جو قرآن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت سے قبول کرے، اسی لئے ارشاد ہوا کہ تم لوگوں پر روشن کرو۔ حضور کا توسل چھوڑ کر قرآن گمراہ کرتا ہے رب فرماتا ہے۔ یُضِلُّ یَہٗ یُضِلُّ وَ یُضِلُّ یَہٗ یُضِلُّ ۵۵۔ دنیا یا دنیاوی امور میں، اس سے معلوم ہوا کہ اپنے ہر اختلاف میں قرآن شریف کو حکم بنانا چاہیے، مگر حضور کے توسل سے علماء دین کے ذریعہ سے ۵۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی خاص رحمت مسلمانوں سے خاص ہے، رب فرماتا ہے۔ وَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رِزْوَنٌ وَ دَیْمٌ اور عام رحمت تمام خلق کے لئے ہے، رب فرماتا ہے۔ وَ مَا اَنْتُمْ لَہٗ اَوْ رِزْوَنٌ تَغْلِبُہٗنَّ عام رحمت دنیا میں عذاب الہی نہ آتا، رزق اولاد وغیرہ ملتا، کہ حضور کے صدقے سے سب کو یہ نعمتیں مل رہی ہیں، خاص رحمت ایمان، تقویٰ اور ولایت، قرب الہی کہ یہ چیزیں صرف مومنون کو ملتی ہیں۔ حضور کی عطا سے، کافران سے محروم ہیں ۵۷۔ یعنی آسمان کی طرف سے یا آسمانی خزانہ سے یا آسمان کے اسباب سے، کیونکہ اگرچہ بارش سمندر سے آتی ہے، مگر گرمی آسمان سے آتی ہے، جو اس پانی کو بھاپ بنا کر اوپر اٹھاتی ہے، پھر پانی بنا کر نیچے گراتی ہے ۵۸۔ عقل والے بارش دیکھ کر دو نتیجے نکالتے ہیں، ایک یہ کہ اسی طرح اللہ تعالیٰ صورتی، آواز سے

صفحہ ۱۳

۲۳۴ ۱۱ التحیل

اِنَّ لَہُمْ النَّارَ وَ اَنہُمْ مَفْرُطُوْنَ ۱۷ تَاللّٰہِ لَقَدْ اَرْسَلْنَا

اِلَیْہِمْ اَمْرًا مِّنْ قَبْلِکَ فَرِیْنٌ لَّہُمْ الشَّیْطٰنُ اَعْمٰلُہُمْ

فَہُوَ لَہُمْ الْیَوْمَ وَ لَہُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۱۸ وَ مَا اَنْزَلْنَا

عَلِیْکَ الْکِتٰبَ الْاَلْتَبِیْنِ لَہُمْ الَّذِیْ اَخْتَلَفُوْا

فِیْہِ وَ هَدٰی وَ رَحْمَۃً لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ۱۹ وَ اللّٰہُ

اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاحْیٰہِ الْاَرْضَ بَعْدَ

مَوْتِہَا اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیۃً لِّقَوْمٍ یَّسْمَعُوْنَ ۲۰ وَ

اِنَّ لَکُمْ فِی الْاَنْعَامِ لَعِبْرَۃً نَّسْفِیْہُمْ مِّمَّا فِیْ بُطُوْنِہِ

مِّنْ یَّیْنٍ فَرْثٍ وَ دَمٍ لِّبَنَآ خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشَّٰرِبِیْنَ ۲۱

وَ مِّنْ ثَمَرٰتِ النَّخِیْلِ وَ الْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْہَا

سَکَرًا وَ رِزْقًا حَسَنًا اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیۃً لِّقَوْمٍ

مستقل ۲

مردے زندہ فرمادے گا دوسرے یہ کہ بزرگوں کے وعظ نصیحت، مردہ دلوں کو زندگی بخش ہیں، غافل دل خشک زمین ہے، کامل کی نگاہ بارش کا پانی جس کا سمندر مدینہ منورہ ہے ۲۱۔ کہ دودھ کے جالادوں کو دیکھ کر ایمان و ایمانیات کے بہت مسائل حل کر سکتے ہیں ۵۱۔ بھوسہ اور گھاس ان خشک چیزوں سے دودھ نکالنا قدرت کی بڑی دلیل ہے ۵۲۔ کہ خشک گھاس، چارے سے گوبر، خون، دودھ سب کچھ بنتا ہے، مگر دودھ میں گوبر و خون کا نہ رنگ ہوتا ہے نہ بو، نہ مزہ، کفار کہتے تھے کہ مرنے کے بعد جنسوں کے اجزاء بکھر جائیں گے، پھر ان میں فرق و امتیاز کیسے ہو سکے گا اس شبہ کا جواب اس آیت میں دیا گیا کہ دیکھو بھوسہ، چارہ میں سے خون، گوبر، دودھ نکالا جاتا ہے، اور ایک دوسرے میں غلط نہیں ہونے یا نا ایسی صحیح چھانت ہوتی ہے کہ سبحان اللہ! ایسا قدرت والا رب اس دن بھی اجزاء کی چھانت فرمانے پر قادر ہے،

(بقیہ صفحہ ۳۳۶) صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ اسے انسان جیسے رب نے تجھے خالص دودھ پلایا، جس میں گوہر، خون کی بالکل آمیزش نہیں تو بھی رب کی بارگاہ میں خالص عبادت پیش کر جس میں دیا وغیرہ کی آمیزش نہ ہو۔ (خزان العرفان، روح) ۱۴۔ جیسے چھوہارے، کشمش، منقہ، 'رس'، 'رب'، مرکز وغیرہ، خیال رہے کہ سکر شراب کو بھی کہتے ہیں اور نیزہ یعنی شربت زلال کو بھی، اگر یہاں سکر سے شراب مراد ہے، تو یہ آیت شراب کی حرمت سے پہلے کی ہے اسی لئے شراب کا مقابلہ ایسے رزق سے کیا گیا۔ تاکہ معلوم ہوا کہ شراب غیبی رزق ہے، اور اگر سکر سے مراد نیزہ ہو تو اس میں امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہما کی دلیل ہے کہ انگور یا کھجور کا نیزہ حلال ہے اگر نشہ نہ دے، اگرچہ دو تائی جل چلوے،

اور ایک تائی باقی رہے (خزان العرفان)

۱۔ یعنی قدرتی طور پر اس کے دل میں ڈالا بغیر ماں باپ کے سکھائے جیسے پھل کے پچ کے دل میں تیرنا ڈالا۔ غرضیکہ یہاں وحی لغوی معنی میں ہے، معلوم ہوا کہ شد کی کبھی بڑی عقلت والی ہے، خیال رہے کہ شد حلال ہے، اور شد کی کبھی کھانا حرام، اور اس کا قتل کرنا منع ہے، شد کی کبھی کی بیخ امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کے نزدیک جائز نہیں مگر شد کے تابع ہو کر (روح) ۲۔ یعنی جہاں چاہے لے، جو چاہے کھائے، پھل پھول، چنانچہ یہ کبھی پھل اور پھول کی تلاش میں بہت دور نکل جاتی ہے۔ لیکن اپنا گھر نہیں بھولتی، بے تکلف لوٹ آتی ہے، ۳۔ رب کی راہوں سے مراد وہ راستے ہیں، جو رب نے اسے بتا دیے، سمجھا دیے، ۴۔ رنگ برنگے شد سفید، پیلا، سرخ، سبز، سیاہ شد کے رنگوں کا اختلاف چوتھے ہوئے پھولوں کے رنگ مختلف ہونے کی وجہ سے ہے، نیز جو ان کبھی کا شد سفید، ادھیڑ کا پیلا، بوڑھی کا سرخ ہوتا ہے، شد کی کبھی مختلف پھولوں، پھولوں کے رس چوس کر لاتی ہے، اور اپنے گھر میں اگل دیتی ہے۔ ۵۔ شہوی شریف میں فرمایا کہ شد کی کبھی چمن سے پھولوں کا رس چوس کر حضور پر درود شریف پڑھتی ہوئی آتی ہے، اس کی برکت سے اس شد میں شفا ہے، کیونکہ درود شریف شفا ہے، یہ درود شریف قدرتی طور پر اس کبھی کو سکھایا گیا ہے، اس درود شریف کی تمناں شد میں ہے تو جیسے درود شریف کی برکت سے پھولوں کے پھلنے رس ٹپکنے بن جاتے ہیں، انشاء اللہ درود شریف کی برکت سے ہماری پچھلی عبادات میں مقبولیت کی شیرینی آوے گی، ۶۔ جیسے رب تعالیٰ مختلف پھولوں کے رس شد کی کبھی کے ذریعہ شد میں جمع فرمادیتا ہے اگر وہ قادر کریم قیامت میں بکھرے ہوئے اجزاء جمع فرما کر مردوں کو زندہ فرمادے تو کیا بعید ہے ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب کے خاص بندوں کے کام رب تعالیٰ کی طرف منسوب ہوتے ہیں، کیونکہ جان قبض کرنا فرشتوں کا کام

۹۰۱۵

دیکھا	۳۳۷	التحل
<p>يَعْقُلُونَ ۝ وَأَوْحَىٰ رَبُّكَ إِلَى النَّحْلِ أَنِ اتَّخِذِي</p> <p>والوں کو اور تمہارے رب نے شد کی کبھی کو الہام کیا کہ بہاروں</p> <p>مِنَ الْجِبَالِ يَوَاتَا وَمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُونَ ۝</p> <p>میں گھر بنا اور درختوں میں اور پھتوں میں</p> <p>ثَمَرَكُلِي مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ فَاسْلُكِي سُبُلَ رَبِّكِ</p> <p>پھر ہر قسم کے پھل میں سے کھا کہ اور اپنے رب کی راہیں چل کہ تیرے لئے</p> <p>ذَلَّا لَا يَخْرُجُ مِنْ بُطُونِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ</p> <p>نرم و آسان ہیں اس کے پیٹ سے ایک پینے کی چیز رنگ برنگ نکلتی ہے کہ</p> <p>فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ</p> <p>جس میں لوگوں کی تندرستی ہے کہ ہے شک اس میں نشانی ہے دھیان کرنے</p> <p>يَتَفَكَّرُونَ ۝ وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفَّاكُمْ وَمَنَّ</p> <p>والوں کو کہ اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہاری جان قبض کرے کھا کہ اور تم میں</p> <p>مَنْ يُرِدْ إِلَىٰ أَذَلِّ الْعَمَلِكِ لَا يَعْلَمُ بَعْدَ عِلْمٍ</p> <p>کوئی سب سے ناپس عمل کی طرف پھیرا مانتا ہے کہ جاننے کے بعد کچھ نہ</p> <p>شَيْئًا إِنَّ اللَّهَ عَلَيْهِ قَدِيرٌ ۝ وَاللَّهُ فَضَّلَ بَعْضَهُ</p> <p>جانے کہ ہے شک اللہ سب کچھ جانتا سب کچھ کر سکتا ہے کہ اور اللہ نے تم میں</p> <p>عَلَىٰ بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ فَمَا الَّذِينَ فُضِّلُوا بِرَأْسِي</p> <p>ایک کو دوسرے پر رزق میں بڑائی دی کہ تو نہیں بڑائی دی ہے وہ پناہ رزق</p> <p>رِزْقِهِمْ عَلَىٰ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيهِ</p> <p>اپنے باندی غلاموں کو نہ پھیر دیں گے کہ وہ سب اس میں برابر ہو جائیں گے</p> <p>سَوَاءٌ أَفَبِنِعْمَةِ اللَّهِ يَجْحَدُونَ ۝ وَاللَّهُ جَعَلَ</p> <p>تو کیا اللہ کی نعمت سے منکر ہے میں کہ اور اللہ نے تمہارے لئے</p>		
مذلل		

ہے مگر رب نے فرمایا کہ ہم جان قبض کرتے ہیں ۸۔ انسان پر یہ حالت ۶۰ برس کی عمر کے بعد آتی ہے، جب کہ تمام قوتیں بیکار اور حواس ناکارہ ہو جاتے ہیں، سب پڑھا لکھا، بھول جاتا ہے، سیدنا عبداللہ بن عباس نے فرمایا کہ عقل مومن کی یہ حالت نہیں ہوتی، وہ بوجھاپے میں زیادہ عقل والا ہوتا ہے، ہاں خاص مومنوں کو بھی اللہ کی طرف توجہ کمال ہو جاتی ہے۔ جس سے یہ جان بھول جاتا ہے۔ (خزان) ۹۔ خیال رہے کہ انسانی عمر کی ۵ منزلیں ہیں، سات برس تک طفولیت یعنی لڑکپن، چودہ برس تک شباب یعنی جوانی، پھر کھول یعنی ادھیڑ عمر، پھر بوجھاپا، اپنی ان حالتوں کو دیکھ کر یہ لگاؤ کہ ہم کسی اور کے ہاتھ میں ہیں، مرنے کے بعد جب تک چاہے گا ہمیں مردہ رکھے گا اور جب چاہے گا زندہ فرمادے گا ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ امیری اپنی عقل و علم سے میسر نہیں ہوتی، بڑے بڑے اہل حق

۱۔ وہ قلام نہ اپنی کہہ سکے نہ دوسرے کی سمجھ سکے یہ کافر کی مثال ہے خیال رہے کہ ابکم باور زاد کو گئے کو کہتے ہیں عارضی گوئے کو اعرس کہا جاتا ہے ابکم ناقابل علاج ہوتا ہے ۲۔ کیونکہ وہ مولیٰ کی خدمت کو کیا کرے گا اپنی ضروریات بھی پوری نہیں کر سکتا مولیٰ ہی کو تکلیف دیتا ہے۔ ۳۔ یعنی وہ قلام عاقل بھی ہے معجز الاعضاء بھی یہ مومن کی شان اور اس کی مثال ہے اس مثال سے تین مکے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جو زبان حق نہ بولے وہ گویا گنگی ہے اگرچہ بہت بولتی ہو دوسرے یہ کہ مومن وہ اچھا جو خود بھی نیک ہو دوسروں کو بھی نیک بنائے تیسرے یہ کہ اللہ کے نزدیک مومن و کافر برابر نہیں تو نبی اور پیغمبر کیسے برابر ہو سکتے

ہیں۔ ۴۔ یہاں اللہ کا لام ملکیت ہے یعنی ہر چیز اللہ کی مخلوق اور اس کی ملک ہے یا اس میں اللہ کے علم کا بیان ہے کہ ہر چیز کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے بہر حال یہ آیت اس کے خلاف نہیں۔ خلق کُنتُمْ ہمارے لئے پیدا فرمائیں کیونکہ وہاں لام نفع کا ہے۔ یعنی ہمارے نفع کے لئے ہر چیز مخلوق تو اللہ کی ہے مگر نفع ہم اٹھاتے ہیں ۵۔ یعنی آسمانوں و زمین کی چھٹی ہوئی چیزیں اللہ کی ملک اور اس کے علم میں ہیں کہ اس کے بغیر دینے کوئی مالک نہیں اور اس کے بغیر بنائے کوئی عالم نہیں اس آیت میں رب کی عطا اور بنانے کی نفی نہیں چھپے رب فرماتا ہے کہ مافی السَّمَوَاتِ وَمَافِی الْأَرْضِ تمام آسمان و زمین کی تمام چیزیں اللہ کی ملک ہیں مگر اس کی عطا و دین سے بادشاہ ملک کے

۱۲

اور ہم اپنے گھریاں کے مالک ہیں چھپے یہ ملکیتیں رب کی ملکیت عامہ کے خلاف نہیں ایسے ہی انبیاء اولیاء کے بھی علوم رب کے علم کے خلاف نہیں ۶۔ یا تو یہ مطلب ہے کہ قیامت میں سب کی فاطک چھپکنے ہو جلوس کی یا دوسرے نفع کے وقت سب فاطک چھپکنے زندہ ہو جاویں گے علامات قیامت میں درگاہ کی نہ کہ قیام قیامت میں یا یہ مطلب ہے کہ قیامت کا دن باوجود اتنا بڑا ہونے کے بعض صالحین کو فاطک چھپکنے کی مقدار میں مگر جائے گاہ نہ لہذا قیامت میں ساری مخلوق کو ایک آن میں فاکر دینا اور پھر آن واحد میں سب کو پیدا فرما دینا اس کے نزدیک کچھ مشکل نہیں برسات میں بارش کے چند قطرے گرنے پر کروڑوں مینڈکیاں اور رات کو بے شمار پروانے پیل ہو جاتے ہیں آنا فانا قہ یہ عام انسانوں کا حال ہے اس سے حضرت یسعی علیہ السلام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم السلام بھی کہو کہ یہ حضرات سیکھ سکھائے عارف باطن پیدا ہوئے یسعی علیہ السلام نے پیدا ہوتے ہی فرمایا اِنِّیْ مُحَمَّدٌ اللّٰہُ غَرَضِیْکَ یہ قانون ہے اور وہ قدرت قانون کا قدرت سے مقابلہ نہ کرنا چاہیے قانون کے ہم پائند ہیں رب پائند نہیں ۷۔ تا کہ تم ان کے ذریعہ اپنی جمالت دور کرو خیال رہے کہ کلان کا ذکر اس

۱۲	۲۳۹	ربیع الثانی
<p>عَلٰی شَیْءٍ وَهُوَ کُلٌّ عَلٰی مَوْلٰہِ اٰیْمًا یُّوْجِہُہٗ</p> <p>کر سکتا ہے اور وہ اپنے آقا پر ہوتی ہے نہ ہر صریح ہو</p> <p>لَا یَاْتِ بِخَیْرِ ہَلْ یَسْتَوِیْ ہُوَ وَ مَنْ یَّأْمُرُ</p> <p>بجلائی نہ لائے کیا برابر ہو بنائے گھا یہ اور وہ جو الصات کا</p> <p>بِالْعَدْلِ وَهُوَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝۱۲ وَلِلّٰہِ</p> <p>حکم کرتا ہے نہ اور وہ سیدھی راہ پر ہے اور اللہ ہی</p> <p>غِیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا</p> <p>پکے ذہن تک آسمانوں اور زمین کی چھٹی چیزیں نہ اور قیامت کا معاملہ نہیں مگر</p> <p>کَلِمَۃٍ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ</p> <p>چھپے ایک ہلک کا مارنا بلکہ اس سے بھی قریب نہ بیشک اللہ سب کو کر سکتا</p> <p>قَدِیْرٌ ۝۱۳ وَاللّٰہُ اَخْرَجَکُمْ مِّنْ بَطْنِ اُمِّیّہِکُمْ لَا</p> <p>ہے نہ اور اللہ نے ہمیں ہماری ماؤں کے پیٹ سے پیدا کیا کہ نہ</p> <p>تَعْلَمُوْنَ شَیْئًا وَجَعَلَ لَکُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ</p> <p>جانتے تھے نہ اور ہمیں کان اور آنکھ</p> <p>وَالْاَفْئِدَۃَ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ ۝۱۴ اَلَمْ یَرَوْا اِلٰی الطَّیْرِ</p> <p>اور دل چسپ نہ کہ تم احسان مانو نہ کیا انہوں نے پرندے نہ دیکھے</p> <p>مَسْحَرٰتٍ فِیْ جَوِ السَّمَآءِ مَا یُہْسِکُنَّ اِلَّا اللّٰہُ</p> <p>حکم کے باندھے آسمان کی فضا میں انہیں کوئی نہیں روک سوا اللہ کے نہ</p> <p>اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ۝۱۵ وَاللّٰہُ جَعَلَ</p> <p>بے شک اس میں نشانیاں ہیں ایمان والوں کو اور اللہ نے</p> <p>لَکُمْ مِّنْ یُّمُوْمِکُمْ سَکَنًا وَجَعَلَ لَکُم مِّنْ جُلُوْدٍ</p> <p>ہمیں گھر دیئے بننے کو اور تمہارے لئے جو باہوں کی کھالوں سے کچھ گھر</p>		
<p>مَنْزِل ۱۳</p>		

لئے پہلے فرمایا کہ اس سے وحی سنی جاتی ہے اسی لئے بعض انبیاء کرام بھی ناپیدا کر دیئے گئے مگر کوئی نبی گونا گواہ نہیں ہوا (روح) ۱۰۔ اس طرح کہ ہر عضو کو اس کام میں استعمال کرو جس کے لئے وہ پیدا ہوا ہر عضو کا شکر علیہ ہے ۱۱۔ ورنہ چاہیے تو یہ تھا کہ پرندے فضا میں ٹھہرنے سکیں گرجائیں کیونکہ بھاری چیز زمین کی طرف مائل ہوتی ہے ہوا میں نہیں ٹھہرتی حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ بعض مخلوق وہ بھی ہے جو بالکل ہوا ہی میں رہتی ہے وہاں ہی انڈے دیتی ہے وہاں ہی پیدا ہوا رہتی سستی ہے۔ اور وہاں ہی مر جاتی ہے جیسے پانی میں چھل (روح) چنانچہ اصحاب ٹیل پر جو ابابیل آئی وہ انہیں میں سے تھی۔

ابھیے اور راولی جو عام طور پر سفر میں کام آتی ہیں کبھی وطن میں بھی استعمال ہوتی ہیں ۲۔ لوڑھنے بچانے کی اعلیٰ چیزیں کھل، کندے، قالچے، اس سے معلوم ہوا کہ ان جانوروں کے بال و کھال پاک ہیں، ان کا استعمال جائز ہے (خزانہ العرفان) خیال رہے کہ سوائے سور اور انسان کے باقی تمام جانوروں کے بال و کھال یا ذبح کر لینے سے پاک کھانے سے پاک ہو جاتے ہیں (کتب لفظ) خیال رہے کہ بکری بھینس کے بالوں کو صوف اور لونٹ کے بالوں کو وبر کہا جاتا ہے ۳۔ جیسے سفر کے مکانات معمولی اور کمزور بنائے جاتے ہیں اور رہنے سنے کا گھر بننے اور مضبوط اسی طرح ہمارے یہ دنیاوی اجسام سفر کے کمزور مکانات ہیں جو ایک کائنات کی بھی مبادشت نہیں کر سکتے

اور جنت میں ایسے مضبوط جسم ملیں گے کہ سبحان اللہ! کیونکہ وہ دائمی ہوں گے، لہذا ان جسموں کو دائمی نہ جانو ۴۔ جیسے درخت بالوں، پہاڑ کے قار، مکانات کی چٹیں وغیرہ یہ سب اللہ کی مخلوق ہیں۔ سایہ دیتی ہیں، ایسے ہی حضرات اولیاء و انبیاء کرام مخلوق کو اپنے سایہ میں رکھتے ہیں ۵۔ چونکہ اہل عرب جنگوں اور گرمیوں میں پہاڑوں کے عاروں میں زیادہ پناہ لیا کرتے تھے، اسی لئے ان کا ذکر خصوصیت سے فرمایا ۶۔ یعنی سوتی لباس، چونکہ عام عرب میں گرمی زیادہ ہوتی ہے، اس لئے صرف گرمی کا یہاں ذکر ہوا۔ ورنہ لباس سردی، گرمی دونوں سے بچاتا ہے۔ خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ نے دیگر جانوروں کو پر یا بال یا پٹھے، جو سردیوں میں گرم اور گرمیوں میں ٹھنڈے ہوتے ہیں، انسان بشر تھا یعنی ظاہری چمڑے والا کہ اس پر نہ زیادہ بال نہ پر، لہذا اس کے لئے لباس بنایا۔ یہ بھی اس کی قدرت ہے۔ ۷۔ یعنی لوہے کی زرہ وغیرہ جو جنگ میں حمزہ گوار کا دار روکتی تھی، ۸۔ اے انسانو تم پر، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سب مخلوق سے زیادہ انسان کو نعمتیں بخشیں، مگر انسان ایسی غافریاں کرتا ہے جو کوئی نہیں کرتا ۹۔ اس سے اشارہ ”معلوم ہوا کہ جب رب نے اس فانی جسم کے لئے اتنے انتظامات فرمائے تو باقی رہنے والی روح کے لئے بہت زیادہ انتظامات فرمائے ہوں گے، اس کے لئے بھی کوئی اس کی جگہ، کچھ غذا نہیں، کچھ دوائیں، کچھ روحانی طبیب ضرور پیدا فرمائے ہوں گے، ۱۰۔ یعنی اے محبوب اگر یہ آپ بھی ایمان نہ لائیں، تو آپ غم نہ کریں، کیونکہ آپ پر تبلیغ تھی، نہ کہ انہیں مسلمان بنانا۔ اور آپ تبلیغ پوری پوری کر چکے، ۱۱۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ حضور نے تمام شرعی احکام کی مکمل تبلیغ فرما دی۔ کچھ چھپایا نہیں، دوسرے یہ کہ حضور ہم سے بے نیاز ہیں ۱۲۔ بعض علماء نے فرمایا۔ کہ یہاں اللہ کی نعمت سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، یعنی یہ کفار آپ کو پہچانتے ہوئے، خدا سے انکار کرتے ہیں (خزانہ العرفان) اس آیت کی تفسیر وہ آیت ہے بَیِّنَاتٌ لِّكُلِّ شَيْءٍ

النحل ۱۲

۴۴۰

ربیعہ ۱۴

الْأَنْعَامِ بَيِّنَاتٌ تَسْتَحْفِقُونََهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ

بنائے نہ جو ہمیں جگہ ہارے ہیں ہماری سفر کے دن اور منزلوں

إِقَامَتِكُمْ وَمِنْ أَصْوَابِهَا وَأَوْبَارِهَا وَأَشْعَارِهَا

پر ہمیں کے دن اور ان کی اون اور بری اور بالوں سے کچھ گرمی

أَنَّا كُنَّا وَمَتَاعًا إِلَى حِينٍ ۝ وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمْ مِمَّا

کا سامان نہ اور برتنے کی چیزیں ایک وقت تک ت اور اللہ نے ہمیں اپنی بنائی ہوئی

خَلَقَ ظِلَالًا وَجَعَلَ لَكُمْ مِنَ الْجِبَالِ أَكْنَانًا وَجَعَلَ

بغیروں سے سامنے لیے نہ اور ہماری لئے پہاڑوں میں چھپنے کی جگہ بنائی ت اور ہماری

لَكُمْ سَرَابِيلَ تَقِيكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيلَ تَقِيكُمُ

لئے کچھ پہناوے بنائے نہ کہ ہمیں گرمی سے بچائیں اور ہم پہناوے کے لٹاؤں میں ہماری

بِأَسْمِكُمْ كَذَلِكَ يَتِمُّ نِعْمَتُهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ

حفاظت کریں نہ۔ یونہی اپنی نعمت تم پر پوری کرتا ہے نہ کہ تم فرمان

تَسْلَمُونَ ۝ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاءُ

مانوں پھر اگر وہ نہ بھیریں تو اسے محبوب تم پر نہیں نہ مگر مات

الْبَيِّنِينَ ۝ يَعْرِفُونَ نِعْمَتَ اللَّهِ ثُمَّ يُنْكِرُونَهَا

بہیمان دنیا کہ اللہ کی نعمت پہچانتے ہیں ت پھر اس سے منکر ہوتے ہیں

وَأَكْثَرُهُمُ الْكَافِرُونَ ۝ وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ

اور ان میں اکثر کافر ہیں ت اور جس دن ہم اٹھائیں گے ہر امت میں سے ایک

أُمَّةٍ شَهِيدًا ۝ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَأُولَٰئِهِمْ

گواہ ت پھر کافروں کو نہ اجازت ہو ت نہ وہ

يُسْتَعْتَبُونَ ۝ وَإِذَا رَأَوْا الَّذِينَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ

منانے جائیں ت اور ظلم کرنے والے جب عذاب دیکھیں گے

منزل ۳

نَسْأَلُكُمْ يادہ تمام نعمتیں مراد ہیں جو اوپر ذکر ہوئیں ۱۳۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک کافر ہیں، کہ کفر یہی مراد ہے، لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں، کیونکہ فی الحال وہ سب منکر تھے اور ہر منکر کافر ہوتا ہے خیال رہے کہ یہ اکثریت اضافی نہیں ۱۴۔ ان کے پیغمبر یا علماء و صالحین اول قول زیادہ قوی ہے یہ حضرات ان کے کفر و عناد پر گواہی دیں گے ۱۵۔ دنیا میں واپس آنے کی باعذر و معذرت کرنے کی اجازت نہ ہونا دوزخ میں پہنچ کر ہو گا۔ کہ کفار سے فرمایا جاوے گا۔ اِسْتَشْفَا وَهَاتِلًا فَكَفَرُوا ۱۶۔ اس طرح کہ نہ وہ رب کو مانگیں گے نہ رب تعالیٰ انہیں منانے گا۔ بخلاف مومنوں کے

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ عذاب بھی ہلکا نہ ہونا اور مہلت نہ ملنا۔ کافروں کے لئے خاص ہے، مومن گنہگار ان دونوں سے محفوظ ہو گا انشاء اللہ تعالیٰ ۲۔ یہاں شرکوں سے مراد کفار کے وہ سردار ہیں جو انہیں بکاتے تھے، اور وہ بت جن کی یہ لوگ دنیا میں پوجا کرتے تھے، اسے انبیاء کرام و اولیاء اللہ سے کوئی تعلق نہیں، یہ بھاری اور بت سب دروغ میں ہوں گے، بوقت ملاقات ہر گاہ الہی میں بھاری یہ عرض کریں گے، وہاں دنیا کی دوستیاں دشمنی میں بدل جائیں گی ۳۔ معلوم ہوا کہ کفار کو دنیا کے اعمال یاد ہوں گے، اور ایک دوسرے کو پہچانیں گے، نہ پہچانے کا وقت دوسرا ہو گا۔ لہذا آیات میں تعارض نہیں ۴۔ ہم نے تم کو اپنی مہلت کا حکم دیا تھا، اور نہ ہم

رب کے شریک ہیں، تم ہم کو شریک کہہ کر جھوٹ بول رہے ہو۔ ۵۔ تاکہ یہ گمراہ دنیا کے کفر و شرک کا کفارہ ہو جائے اور رب تعالیٰ انہیں معافی دے دے، اس گمراہ سے مراد رب کو راضی کرنے کی کوشش ہے، وہ سمجھ جو قیامت میں ساق دیکھ کر ہو گا، وہ سمجھ تو صرف مسلمانوں کو نصیب ہو گا۔ ۶۔ یعنی جن بتوں کو مشرکین اپنا مددگار سمجھتے تھے، وہ ان کی مدد نہ کریں گے، بلکہ ان کے خلاف گواہی دیں گے، اور پتھر، چٹان، سورج، وغیرہ انہیں زیادہ عذاب کے باعث ہوں گے، ہم کہہ رہے ہیں یہ ہی مراد ہے

۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ گمراہ اگر کفار کا عذاب گمراہ سے زیادہ ہے کیونکہ اس کا جرم بھی زیادہ ہے، خود گمراہ ہونا اور دوسرے کو گمراہ کرنا، خیال رہے کہ یہ جتنوں کو گمراہ کرے گا اتنوں کا عذاب دیا جاوے گا، چنانچہ اس کی آگ زیادہ تیز ہوگی، اس کے سانپ پھو زیادہ زہریلے اور تمام

دوڑھیوں کا خون و پیپ اس کی غذا ہوگی ۸۔ اس سے مراد یا تو ہر قوم کے نبی ہیں، یا ہر کافر، مجرم کے ہاتھ پاؤں وغیرہ، اول قول زیادہ قوی ہے، جیسا کہ اس آیت کے آخر سے معلوم ہو رہا ہے، خیال رہے کہ انبیاء کرام کی یہ گواہی اپنی کافر قوم کے خلاف ہوگی، جیسا کہ علی سے معلوم ہوا۔ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر امت کے ہر فرد بشر کے ہر حال کا مشاہدہ فرما چکے ہیں، کیونکہ حضور کی یہ گواہی محض سنی سنائی نہ ہوگی، کیونکہ یہ گواہی پر گواہی ہے جو دیکھی ہوئی ہونی چاہیے۔ اس لئے حضور نے دو قبر والوں کے متعلق خبر دی کہ ایک منظور تھا، دوسرا پیشاب سے بے احتیاطی کرتے والا دیکھو بخاری، خیال رہے کہ مقدمہ کا دار و مدار گواہ پر ہوتا ہے، قیامت کے مقدمہ کا دار و مدار حضور کی گواہی پر ہو گا

اس کی نمائندگی لڈیو و نقیصہ تفسیر ہماری کتاب شان حبیب الرحمن میں دیکھو ۱۰۔ یعنی قرآن کریم دین و دنیا کی ہر چیز کا روشن بیان ہے، رب فرماتا ہے حاضر طافی، الکتاب من شہی ہم نے قرآن کریم میں کوئی چیز چھوڑی نہیں، اسی لئے جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور

۱۲

۱۲

۱۳	۲۴۱	التحلیل
<p>فَلَا يَخْفَفُ عَنْهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ ﴿۵۸﴾ وَإِذَا سَأَلَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا شُرَكَاءَهُمْ قَالُوا رَبَّنَا هُوَ الَّذِي كَرَّمَنَا وَلَمْ يَجْعَلْ لَنَا إِلَهًا غَيْرَهُ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا فِي شَرٍّ وَأَعْيُنُكُمْ كَأَنَّهُمْ كِلَابٌ يُعْتَصَمُونَ ﴿۵۹﴾</p> <p>۱۔ اس وقت سے نہ وہ ان پر سے ہلکا ہو نہ انہیں مہلت ملے نہ اور شرک</p> <p>۲۔ اَلَّذِينَ أَشْرَكُوا شُرَكَاءَهُمْ قَالُوا رَبَّنَا هُوَ الَّذِي كَرَّمَنَا وَلَمْ يَجْعَلْ لَنَا إِلَهًا غَيْرَهُ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا فِي شَرٍّ وَأَعْيُنُكُمْ كَأَنَّهُمْ كِلَابٌ يُعْتَصَمُونَ ﴿۵۹﴾</p> <p>کرنے والے جب اپنے شرکوں کو دیکھیں گے نہ کہیں گے اسے ہمارے رب پر</p> <p>۳۔ شُرَكَاءُ الَّذِينَ كَانُوا دُعُوا مِنْ دُونِكَ فَالْقَوْلُ إِلَيْهِمْ الْقَوْلُ إِنَّكُمْ لَكِنُ بُونَ ﴿۵۹﴾ وَالْقَوْلُ إِلَى اللَّهِ</p> <p>کہ تم نے شک جھوٹے ہو گئے اور اس دن اللہ کی طرف عاجزی</p> <p>۴۔ يُؤْمِنُونَ بِالسَّلَامِ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿۶۰﴾</p> <p>سے گمراہ گئے اور ان سے تم ہو جائیں گی جو بنا دینی کرتے تھے نہ</p> <p>۵۔ الَّذِينَ كَفَرُوا وَأَوْصَدُوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ زِدْنَاهُمْ</p> <p>جنہوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا، ہم نے عذاب</p> <p>۶۔ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوا يُفْسِدُونَ ﴿۶۱﴾</p> <p>پر عذاب بڑھایا بدلہ ان کے فساد کا</p> <p>۷۔ وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِمْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيدًا عَلَى هَؤُلَاءِ ۚ وَ</p> <p>اور جس دن ہم ہر گروہ میں ایک گواہ انہیں میں سے اٹھائیں گے کہ ان پر</p> <p>۸۔ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَى لِلْمُسْلِمِينَ ﴿۶۲﴾ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ</p> <p>ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے نہ اور ہدایت</p> <p>۹۔ وَرَحْمَةً وَبُشْرَى لِلْمُسْلِمِينَ ﴿۶۲﴾ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ</p> <p>اور رحمت اور بشارت مسلمانوں کو کہ بے شک اللہ حکم فرماتا ہے</p>		
۳ منزل		

سے پوچھا کہ کیا کسی کی نیکیاں آسمان کے تاروں کے برابر بھی ہیں تو فوراً فرمایا ہاں عمر کی نیکیاں آسمان کے تاروں کے برابر ہیں معلوم ہوا کہ حضور زمین پر تو سارے امتوں کے نیک اعمال کی گنتی جانتے ہیں اور آسمانوں کے تمام چھوٹے بڑے تاروں کے شمار سے واقف ہیں، برابری وہی بتا سکتا ہے جو دونوں کی تعداد جانے والا خیال رہے کہ قرآن کی رحمت عامہ، ہدایت عامہ، بشارت عامہ تو سارے عالم کے لئے ہے، مگر خاص رحمت اور خاص ہدایت مسلمانوں کے لئے ہی ہے، یہاں اس خاص رحمت و ہدایت وغیرہ کا ذکر ہے

اب ظاہر یہ ہے کہ یہ حکم سارے بندوں کو ہے مسلمان ہوں یا کافر۔ اسی لئے یہاں بلکہ نہ فرمایا۔ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ انصاف توحید ہے اور مخلوق کی غیر خواہی نیکی ہے، بعض روایات میں ہے کہ اخلاص اور دل جمعی سے عبادت کرنا احسان ہے ۲۔ رشتہ داروں میں سارے دور و نزدیک کے رشتہ دار داخل ہیں اور دینے میں ہر قسم کا حق اور انکشاف شامل ہے، خواہ ملی حق ہو یا بدنی یا اعلیٰ، رشتہ داروں کی مال سے بدن سے خدمت کرو، انہیں ایمان اور نیک اعمال کی رغبت دو، اس سے مطمئن ہو کہ رشتہ داروں کا حق فیروز سے زیادہ ہے ۳۔ ہر شرمناک کام بے حیائی ہے جیسے چوری، زنا اور ہر ناجائز کام منکر ہے جیسے کفر و شرک وغیرہ

(النحل ۱۶)

۴۴۴

دہما ۱۳

بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَايَ ذِي الْقُرْبَىٰ وَ

انصاف اور نیکی کے اور رشتہ داروں کے دینے کا ملکہ اور

يُنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ

منع فرماتا ہے بے حیائی اور بری بات اور سرکشی سے کہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے

تَذَكَّرُونَ ۝ وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ إِذَا عَاهَدْتُمْ وَلَا

کہ تم دھیان کرو، اور اللہ کا عہد پورا کرو کہ جب قول پانہو اور تمہیں

تَتَّقُوا الْإِيمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللَّهَ

مضبوط کر کے نہ توڑو کہ اور تم اللہ کو اپنے ادھر خاص

عَلَيْكُمْ كَفِيلًا إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ۝ وَلَا

کر چکے ہو کہ بے شک اللہ تمہارے کام جانتا ہے اور اس

تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَقْضَتْ عَنْهُمْ أَمَانٌ بَعْدَ قُوَّةٍ أَنْكَا

عورت کی طرح نہ ہو جس نے اپنا سوت مضبوطی کے بعد ریزہ ریزہ کر کے توڑ

تَتَّخِذُونَ أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ أَنْ تَكُونَ أُمَّةٌ

دشمن ابھی تمہیں آپس میں ایک بے اصل بہانہ بناتے ہو کہ کہیں ایک گروہ دوسرے

هِيَ أَرْبَىٰ مِنْ أُمَّةٍ إِنَّمَا يَبْلُوكُمُ اللَّهُ بِهِ وَلِيُبَيِّنَ

گروہ سے زیادہ نہ ہو کہ اللہ تو اس سے نہیں آزمائے گا اور ضرور تم پر صاف

لَكُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ مَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ۝

ظاہر کردے گا قیامت کے دن کہ جس بات میں جھگڑتے تھے

وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَكِنْ يُضِلُّ

اور اللہ چاہتا تو تم کو ایک ہی امت کرتا لیکن اللہ گمراہ کرتا ہے

مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَلَسْتَ لَنْ عَمَّا

جسے چاہے اور راہ دیتا ہے جسے چاہے اور ضرور تم سے تمہارے کام

منزل ۳

اور ظلم و تکبر سرکشی ہے خیال رہے کہ یہاں تین چیزوں کا حکم اور تین چیزوں سے ممانعت ہے عدل کا مقابل فحشاء ہے، احسان کا مقابل منکر اور ایٹائی ذی القربی کا مقابل بغی ہے، یہ آیت کریمہ تمام اچھے برے باتوں کی جامع ہے اس آیت کو سن کر ایمان بن مطلق ایمان لائے، اور ولید بن مغیرہ اور ابوہل جیسے سخت کافروں نے بھی اقرار کیا کہ یہ تعلیم نہایت اعلیٰ ہے، اسی لئے ہر خطبہ کے آخر میں یہ آیت پڑھی جاتی ہے (خزان العرفان) ۳۔ خواہ اللہ تعالیٰ

سے عہد کیا ہو یا اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے، یا کسی اور بندہ سے اللہ کا نام لے کر عہد کیا ہو، اس میں سارے وعدے داخل ہیں، لہذا اس میں وقت نکاح کی شرائط، مرشد کمال سے بیعت کے وعدے سب ہی داخل ہیں، اس ہی لئے نکاح کے وقت گلے پڑھائے جاتے ہیں تا کہ معاہدہ مضبوط ہو جاوے ۵۔ یہاں قسموں سے مراد وہ چیزیں ہیں جن پر قسم کھائی جاوے، اور اللہ کا ذکر کرنا اس کی مضبوطی ہے لہذا آیت میں مضمون کی تکرار نہیں ۶۔ اس طرح کہ اس کے نام کی قسم کھا کر دوسروں کو اطمینان دلا چکے ہو، خیال رہے کہ ہر وعدہ پورا کرنا ضروری ہے، لیکن قسم والا وعدہ پورا کرنا بہت ہی ضروری، اسی لئے اس کے خلاف کرنے پر کفارہ واجب ہوتا ہے، یہ بھی خیال رہے کہ تاہم نزودہ ہرگز پورا نہ کرے اگرچہ اس پر قسم کھالی ہو۔ ۷۔ مکہ معظمہ میں ایک عورت زبطہ بنت سعد بن تیم قحی، جس کو وہم کی بیماری تھی، وہ روزانہ دوپہر تک سوت کھاتی، اپنی لونڈیوں سے بھی کھاتی تھی، پھر خود ہی وہم کی وجہ سے اسے توڑ کر ریزہ ریزہ کر ڈالتی تھی، اس آیت میں اس کا تذکرہ ہے ۸۔ اہل عرب کا یہ دستور تھا کہ ایک قوم سے حلف کرتے پھر جب دوسری قوم کو اس سے زیادہ مالدار اور قوت والا پاتے تو پہلے حلف کو توڑ کر سے حلف کر لیتے گویا اپنی قسموں کو بدعہدی کا ذریعہ بناتے تھے، جیسے آج ہمیری کے ووٹ کے وقت رائے دہندگان کا حال ہوتا ہے، کہ قسمیں کھا کر پھر جاتے ہیں ۹۔ یعنی ایک قوم کے حلف کے بعد دوسری طاقتور قوم کا تمہیں

دکھانا تمہاری آزمائش ہے جس سے سچے جھوٹے میں فرق ہوتا ہے ۱۰۔ خیال رہے کہ قیامت میں کفار کے گناہ علانیہ ظاہر کئے جائیں گے اور ان کی نیکیوں کا کوئی ذکر ہی نہ ہو گا، مگر مسلمانوں کی نیکیاں علانیہ ظاہر کی جائیں گی، گناہوں کی یا تو معافی ہو جائے گی یا ان کا حساب خفیہ لیا جاوے گا تا کہ مجرم کی رسوائی نہ ہو ۱۱۔ یعنی عملی فیصلہ قیامت میں ہو گا اور قوی فیصلہ بذریعہ انبیاء کرام دینا میں بھی کر دیا گیا ہے لہذا یہ آیت ان آیات کے خلاف نہیں، جن میں ارشاد ہے کہ فیصلہ کر دیا گیا ہے، انڈہ لغول فصل و معاہدہ بالہزل ۱۲۔ اس طرح کہ سب کو اسلام کی توفیق دے دتا اور ہمارے لوگ مسلمان ہو جاتے مگر یہ حکمت کے خلاف تھا، جیسے دنیا امیر، غریب، بیمار، تندرست، کالے اور گوروں سے قائم ہے، ایسے ہی آخرت کی ہمارا کافرو مومن سے ہے کہ جنت، دوزخ دونوں بحر جاویں اور رب کا قہر و رحم ظاہر ہو ۱۳۔ اس طرح

(بقیہ صفحہ ۴۴۲) کہ ایمان و ہدایت کی توفیق عطا فرما دے یا انسان کے دل میں برائی کی طرف میلان پیدا کر دے کہ انسان اپنے اختیار سے کفر و گناہ کرے، بہر حال یہ آیت انسان کے اختیار کے خلاف نہیں۔

۱۔ یہ سوال حساب و کتاب کے لئے ہو گا نہ کہ رب تعالیٰ کے علم کے لئے کہ وہ تو خود عظیم و خیر ہے ۲۔ یعنی جھوٹ اور فریب کے لئے قسم نہ کھاؤ کہ اب ایمان کیسے لائیں، ہم تو قسم کھا چکے ہیں کہ کافر ہیں گے، اس صورت میں یہ خطاب کافروں سے ہے یا یہ معنی ہیں کہ نیک اعمال سے رکنے یا گناہ کرنے کے لئے قسم کو بہانہ نہ بناؤ

کہ ہم تو قسم کھا چکے ہیں۔ نیکی کیسے کریں ۳۔ یعنی اسلام لائچنے کے بعد نیکیوں سے محروم ہو جاؤ۔ مسئلہ جو کوئی کسی اچھی بات سے رکنے یا گناہ کرنے پر قسم کھا لے وہ قسم تو دے، اس معنی پر اس میں مسلمانوں سے خطاب ہے، یا اے کافروں اگر تمہارے دل اسلام کی طرف مائل ہو جائیں تو قسموں کو ایمان سے رکنے کے لئے آڑ نہ بناؤ تو کفار سے خطاب ہے۔ اس صورت میں انکلا کلام بالکل صاف ہے ۴۔ لوگوں کو اے کافرو! یا خود رکتے تھے نیک اعمال سے قسموں کا بہانہ بنا کر، اے مسلمانو! اس صورت میں النساء سے مراد دنیاوی عذاب ہیں ۵۔ آخرت میں کفر کا، یا گناہ کرنے کا یا نیکی نہ کرنے کا ۶۔ اس طرح کہ دنیا کے لالچ میں مشاق کے دن والے عہد کو توڑ دو، اے مسلمانو! تم نے جو بیعت کے وقت حضور سے عہد کئے ہیں، وہ عہد کفار مکہ سے کچھ دام لے کر نہ توڑ دو، اور اسلام سے نہ چھوڑو ۷۔ دنیا میں فتح و نصرت، غنیمت آخرت میں ثواب اور رب کی رضا ۸۔ صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ جو نیکی دیا کے لئے کی جاوے، وہ تمہارے پاس رہے گی اور تمہاری طرح وہ بھی فنا ہو جائے گی، اور جو نیکی رب کے لئے کرے گا، وہ رب کے پاس رہے گی، اور باقی ہوگی ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ مومنوں کو ثواب اپنی شان کے لائق دے گا نہ کہ مومن کے لائق، لہذا وہ ثواب ہمارے عقل و گمان سے باہر ہے ۱۰۔ اچھی زندگی میں مختلف قول ہیں، بعض کے نزدیک قناعت، رضا بالقضا، اچھی زندگی ہے، بعض کے نزدیک عبادات میں لذت آنا اچھی زندگی ہے، مومن غریب بھی ہو تو آرام سے ہے کافر مالدار بھی تکلیف میں ہے کہ ہوس والا ہے مومن قناعت والا، اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نیکیوں کا اچھا نتیجہ کبھی دنیا میں بھی ملتا ہے، آخرت کا بدلہ اس کے علاوہ ہے دوسرے یہ کہ طیب زندگی اللہ کی اعلیٰ نعمت ہے اب اس سے پتہ لگا کہ نیک اعمال کے لئے ایمان شرط ہے ۱۱۔ اعوذ پڑھنا تو اس آیت سے معلوم ہوا، اور بسم اللہ پڑھنا حضرت سلیمان کے خط سے معلوم ہوا جو آپ

۱۱ النحل	۴۴۲	دریہ ۵۵
<p>كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۴۴﴾ وَلَا تَتَّخِذُوا اٰیْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ</p> <p>ہو چکے ہو یا نہیں گے کہ اور اپنی قسمیں آپس میں ہے اصل بہانہ نہ بنا لو تم</p> <p>فَقَدْ زَلَّ قَدَمٌ بَعْدَ ثَبُوتِهَا وَتَذَوُّقُوا الشَّوْءَ بِمَا</p> <p>کہ ہمیں کوئی پاؤں ہلنے کے بعد لغزش نہ کرے اور ہمیں برائی پہنچنی ہو بدلاس</p> <p>صَدَدْتُمْ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿۴۵﴾</p> <p>اگر اللہ کی راہ سے روکتے تھے لگے اور ہمیں بڑا عذاب ہو</p> <p>وَلَا تَشْكُرُوا بَعْدَ اٰیْمَانِكُمْ اِنَّكُمْ اَنْتُمْ اَعْدَا اللّٰهِ</p> <p>اور اللہ کے عہد پر حضور سے دام مول نہ لو کہ بیشک وہ جو اللہ کے پاس</p> <p>هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۴۶﴾ مَا عِنْدَكُمْ</p> <p>ہے تمہارے لئے بہتر ہے کہ اگر تم جانتے ہو جو تمہارے پاس</p> <p>يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ</p> <p>ہے جو بچے گا اور جو اللہ کے پاس ہے ہوش بہنے والا ہے اور ضرور ہم صبر کرنے</p> <p>صَبَرُوا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُونَ ﴿۴۷﴾</p> <p>دالوں کو ان کا وہ ملے دے گا جو اچھے سے اچھے کام کے قابل ہو گے</p> <p>مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَهُوَ مُؤْمِنٌ</p> <p>جو اچھا کام کرے مرد ہو یا عورت اور ہو مسلمان تو</p> <p>فَلَنَجْزِيَنَّهُ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ</p> <p>ضرور ہم اسے اچھی زندگی دلائیں گے نہ اور ضرور انہیں ان کا نیک کام</p> <p>بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُونَ ﴿۴۸﴾ فَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ</p> <p>گئے جو ان کے سب سے بہتر کام کے لائق ہو لے تو جب تم قرآن پڑھو</p> <p>فَاَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿۴۹﴾ اِنَّهٗ لَيْسَ</p> <p>تو اللہ کی پناہ مانگو شیطان مردود سے لے بیشک اس کا</p>		
منزل ۳		

نے بقیس کو لکھا تھا، وَ اِنَّهٗ يَنْهٰى الرَّجْمٰنَ الرَّجِيْمَ، حضور نے بھی حدیث میں صلح نامہ پر اولاً، بسم اللہ تحریر فرمائی قرآن کی ہر سورت کے اول بسم اللہ لکھی گئی لہذا ۱۱ اعوذ اور بسم اللہ دونوں پڑھنی چاہیے

۱۔ اس طرح کے شیطان اولیاء اللہ کو گمراہ نہیں کر سکتا اور نہ ان سے گمراہ کر سکتا ہے اور جن عام مسلمانوں پر رب کا فضل ہے انہیں کافر بھی نہیں اور بعض مرتد گمراہ نہیں کر سکتا ہا شیطان کا وسوسہ وہ بعض وقت انبیاء کو بھی ہوا جائے۔ رب فرماتا کہ فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ لِيَاذِ ابْتِغَاءِ دُونِ اللَّهِ وَأَسْكَنْتُ لَهُمَا وُجُوهُهُمَا لِيُتَوَكَّلَا عَلَيْهِمَا وَمَا هُم بِمُعْتَدِلِينَ۔ شیطان کی دوستی ہے یہی تمام گمراہوں کی جڑ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے خاص بندے جیسے انبیاء اولیاء گمراہوں سے معصوم یا محفوظ ہوتے ہیں کیونکہ گمراہ کرانے والا شیطان ہے اور اس کا طریقہ قابو نہیں نہ انہیں گمراہ کر سکتا نہ ان سے گمراہ سرزد کرانے غلط فہمی اور لغزش و دوسری چیز ہے آدم علیہ السلام سے لغزش ہوئی گمراہ نہ ہوا۔ اس سے

معلوم ہوا کہ آیات قرآنی میں فتح ہوا۔ فتح خلاوت بھی اور فتح احکام بھی فتح پر اعتراض کرنا اور اس کی حکمت نہ سمجھنا کفار کا طریقہ ہے اگر کلام الہی میں فتح نہ ہوتا تو آج تو رات و انجیل کیوں منسوخ ہو گئی۔ فتح رب کے لیے ہی دلیل نہیں بلکہ

ہمارے حالات کی تبدیلی فتح کا سبب ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنی حکمت اور اپنے بندوں کی مصلحت خوب جانتا ہے۔ جس وقت جو حکم نازل فرمایا، اس وقت وہی موزوں تھا۔ اگر طیب شخصوں میں تبدیلی کرتا ہے تو بیمار کی حالت کا اندازہ کر کے۔ ۶۔ (شان نزول) عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جب سخت احکام نازل ہوتے تھے۔ تو مسلمان نہایت بہادری سے ان پر عمل کرتے تھے مگر ان پر دشواری ہوتی تھی، کچھ روز بعد نرم احکام آجاتے تھے، تو کفار کہتے تھے کہ حضور اپنے صحابہ سے مذاق کرتے ہیں، سب کچھ اپنی طرف سے کہتے ہیں، اگر یہ کلام رب کا ہوتا، تو جو نرم حکم آج آیا ہے، وہ اس سے پہلے ہی کیوں نہ آگیا۔ کیا رب جانتا نہ تھا کہ اس منسوخ حکم سے کام نہ چلے گا۔ ان کی تردید میں یہ آیت کریمہ اتری ۷۔ یعنی اکثر کافر تو لاطعی کی وجہ سے فتح پر اعتراض کرتے ہیں، انہیں فتح کی حکمتیں معلوم نہیں، اور کچھ وہ بھی ہیں، جو فتح کی حکمتیں جانتے ہوئے اس پر اعتراض کرتے ہیں، محض ہٹ دھرمی کی بنا پر، فتح کی پوری بحث مع سوال و جواب ہماری تفسیر نفی کے تیسرے پارہ میں ملاحظہ کرو۔ ۸۔ حق سے مراد موقع و ضرورت کے مطابق بغیر کی بیش ہے حضرت جبریل کو روح القدس اس لئے کہتے ہیں کہ وہ خود بھی روح ہیں، اور روح بخشے بھی ہیں، عیسیٰ علیہ السلام کو روح اللہ اس لئے کہتے ہیں کہ وہ جبریل بخش تھے قرآن فرماتا ہے۔ لَاحِبْ ذِكْ عَلَمًا ذِكْرًا۔ پھر ہر قسم کے عیب سے پاک و منزہ ہیں، لہذا روح القدس ہیں۔ ۹۔ اس کا کہ مسلمان فتح کی حکمتیں سمجھیں، تو ان کے ایمان اور زیادہ پختہ ہو جائیں، اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت جبریل مسلمانوں کو ثابت قدم رکھتے ہیں۔ رب کا کام حضرت جبریل کی طرف نسبت فرمایا گیا۔ ۱۰۔ اور

دہما ۱۳	۳۴۴	النحل ۱۶
لَهُ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۹۹﴾		
کوئی قابو ان پر نہیں جو ایمان لائے اور اپنے رب ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں ۹۹		
اِنَّمَا سُلْطٰنُهُ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَكَّلُوْنَهُ وَالَّذِيْنَ هُمْ		
اس کا قابو تو انہیں پر ہے جو اس سے دوستی کرتے ہیں نہ اور اسے شریک		
بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَاِذَا بَدَّلْنَا اٰیَةً مَّكَانَ اٰیَةٍ وَّ		
تکھڑے ہیں نہ اور جب ہم ایک آیت کی جگہ دوسری آیت بدلیں گے اور		
اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يَنْزِلُ قَالُوْا اِنَّمَا اَنْتَ مُفْتَرٍ بَلْ		
اللہ خوب جانتا ہے جو اتنا ہے کہ کافر کہیں تم تو دل سے بنالائے ہو بلکہ		
اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ قُلْ نَزَّلَهُ رُوْحُ الْقُدُسِ		
ان میں اکثر کو علم نہیں کہ تم فرماؤ اسے ہانگی کی روح نے اتارا		
مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُنَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهُدًى		
تمہارے رب کی طرف سے ٹھیک ٹھیک کی کہ اس سے ایمان والوں کو ثابت قدم کرے		
وَبَشٰرٍ لِّلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ		
کہ اور ہدایت اور بشارت مسلمانوں کو نہ اور بے شک ہم جانتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں		
اِنَّمَا يَعْلَمُہٗ بَشَرٌ لِّسَانِ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْہِ		
یہ تو کوئی آدمی سمجھتا ہے کہ جس کی طرف ڈھالتے ہیں اس کی زبان		
اَعْجَبٰی وَّهٰذَا السَّانُ عَمٰی مُبِيْنٌ ﴿۱۰۳﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ		
عجبی ہے اور یہ روشن عربی زبان کہ جسک وہ جو اللہ کی		
لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ لَا يَهْدِيْہِمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ		
آبوں پر ایمان نہیں لائے اللہ انہیں راہ نہیں دیتا کہ اور ان کے		
عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۰۴﴾ اِنَّمَا يَقْتَرِی الْکَذِبَ الَّذِيْنَ لَا		
لئے دردناک عذاب ہے، جھوٹ بپتان وہی بانڈھے ہیں جو اللہ کی آیات پر		
منزل		

کافروں کے لئے گمراہی اور ڈر ہے، قرآن کریم ایک ہے۔ مگر تاثریں مختلف ہیں ۱۱۔ (شان نزول) عید بن مسلمہ فرماتے ہیں کہ ہمارے دو عجبی غلام تھے، یسار اور جیسر جو لوہے پر مہل کرتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان سے گفتگو فرمایا کرتے اور ان کی باتیں سنا کرتے تھے، مشرکین مکہ نے الزام لگایا کہ حضور ان غلاموں سے کچھ کر قرآن پڑھتے ہیں، ان کے رو میں یہ آیت اتری، یہاں پھر سے مراد وہ دونوں غلام ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ کفار کو اپنی بات پر بھی قرار نہیں ہوتا۔ یہ لوگ کبھی قرآن کریم کو جادو کہتے، کبھی شہر کبھی کچھ اور، انہیں اپنی بات پر خود اعتماد نہ تھا ۱۲۔ جس قرآن کی مثل بنانے سے عرب کے فصیح و بلیغ بھی عاجز ہیں۔ اسے عجبی غلام کیسے بنا سکتے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ قرآن لفظ و معنی دونوں کا نام ہے، لہذا قرآن کا ترجمہ قرآن نہیں ۱۳۔ کہ وہ ایمان قبول کر لیں، ورنہ قرآن کریم تمام عالم

۱۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ جھوٹ گناہ کبیرہ اور بدترین جرم ہے، دوسرے یہ کہ جی جھوٹ سے بالکل معصوم و محفوظ ہوتے ہیں۔ ان کی زبان جھوٹ کے لئے نہیں بنی، اس کی پوری بحث ہماری کتاب عصمت انبیاء میں ملاحظہ کرو۔ لہذا تفسیر کتاب بدترین جرم ہے ۲۔ اس طرح کہ اللہ کے رسول کا یا اس کے احکام کا انکار کرے کہ یہ سب اللہ ہی کا انکار ہے ۳۔ (شان نزول) یہ ساری آیت حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔ کہ کفار نے انہیں اور ان کے والد یا سر اور والدہ سمیت کو پکڑ لیا، اور ان کے والدین کو نہایت ہی بیدردی سے قتل کر دیا کیونکہ انہیں مردہ ہونے کو کہا۔ ان بزرگوں نے نہ مانا، اسلام میں سب سے پہلے شہید یہ ہی دو بزرگ ہیں، حضرت عمار کزور تھے۔ کفار کے عذاب کی طاقت نہ رکھتے تھے، انہوں نے اپنے منہ سے وہی کہہ دیا۔ جو کفار نے کہلایا، پھر روتے ہوئے حضور کے پاس آئے حضور نے ان کے آنسو اپنے ہاتھ سے پونچھے، اس پر یہ آیت کہہ اتاری مسئلہ جان کے خوف کے وقت کفر یہ بات منہ سے نکال دینا جائز ہے، بشرطیکہ دل میں ایمان ہو۔ لیکن پھر وہاں ٹھہرے نہیں موقعہ پا کر فوراً وہاں سے نکل جاوے، اور اگر کفر نہ کے اور قتل ہو جاوے تو شہید ہے، اور بڑے ثواب کا مستحق ہے مسئلہ مرد کی تمام نیکیاں برہاد ہو جاتی ہیں، اور یہ اصل کافر سے زیادہ سخت ہے، اللہ کے پیاروں کی خطا، دوسروں کے لئے عطا اور ان کا کفر اور ان کے لئے ایمان بن جاتا ہے۔ مولانا فرماتے ہیں ۴۔ ہرچہ گمراہ علی علیہ السلام کفر گمراہی ملت شود ۳۔ اس سے روافض کا تفسیر نہیں ہوتا، کیونکہ یہ جان بچانے کے لئے کفر صرف منہ سے بولنا ہے، اور تفسیر میں دوسرے کو دھوکا دینے کے لئے جھوٹ بولنا ہے، اسی لئے ایسے مجبور کو حکم ہے کہ فوراً اس جگہ سے بھاگ جاوے اور مجبوری دور ہوتے ہی اپنے ایمان کا اعلان کر دے۔ ۵۔ خیال رہے کہ دنیاوی زندگی کو آخرت کے لئے پیارا جانا مومن کا گناہ ہے وہ اس زندگی کو آخرت کا توشہ جمع کرنے کا ذریعہ بنانا ہے اور آخرت کے مقابلہ میں پیارا جانا کفار کا کام ہے، حضرت عمار نے اسی لالچ میں کفر منہ سے بولا کہ حضور کی صحبت اور زیادہ نصیب ہو جاوے ۶۔ یعنی کافر جب تک کافر ہے اسے اعمال صالح کی ہدایت نہیں ملتی، یا جس کا کفر پر خاتمہ علم الہی میں آچکا ہے، اسے ہدایت ایمان نہیں ملتی، یا جو کافر ہو کر مرا، اسے جو بات قبر اور قیامت کے دن صحیح جواب کی ہدایت نہ ملے گی لہذا اس آیت پر کوئی اعتراض نہیں لاکھوں کافر ہدایت پا کر مسلمان ہو گئے، یہ اس آیت کے خلاف سمجھ ۷۔ کہ ان کے گناہوں کے زیادتی کی وجہ سے اب ان کا یہ حال ہو گیا کہ قرآنی آیتیں ان کے کان تک پہنچتی نہیں۔ دل میں اتاری نہیں آنکھیں مجزوات دیکھتی نہیں لہذا یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ جب اللہ نے ان کے دل کان زبان پر مرکوزی، تو ان کا کیا قصور، ان کے قصوروں کی وجہ سے تو مرد ہوئی، جیسے قتل کے بعد رب تعالیٰ مقتول میں موت پیدا فرماتا ہے ۸۔ معلوم ہوا کہ سب سے بڑی بد نصیبی دل کی غفلت ہے اور سب سے بڑی خوش نصیبی دل کی بیداری ہے ۹۔ (شان نزول) یہ آیت عمار بن یاسر حضرت بلال، حضرت صیب، حضرت خیاب جیسے بزرگوں کے حق میں نازل ہوئی، جو مساجر بھی ہیں، مجاہد بھی، صابر بھی معلوم بھی ۱۰۔ کہ ان کے نیک اعمال کی برکت سے ان کے زمانہ کفر کے تمام گناہ اور لغزشیں معاف فرما دے گا۔ معلوم ہوا کہ نیکوں کی برکت سے گناہ معاف

يَوْمَنُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ ۝۱۶

ایمان نہیں رکھتے اور وہی جھوٹے ہیں ۱۶ جو

كَفَرُوا بِاللَّهِ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مَنْ أَكْرَهَ وَقَلْبُهُ

ایمان لا کر اللہ کا منکر ہوئے سوا اس کے جو مجبور کیا جاوے اور اس کا دل

مُطْمَئِنٍّ بِالْإِيمَانِ وَلَٰكِنْ مَنْ شَرَحَ بِالْكَفْرِ صَدْرًا

ایمان پر جما ہوا ہو تب ہاں وہ جو دل کھول کر کافر ہو

فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللَّهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝۱۷

ان پر اللہ کا غضب ہے اور ان کو بڑا عذاب ہے ۱۷

ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْآخِرَةِ

یہ اس لئے کہ انہوں نے دنیا کی زندگی آخرت سے پیاری مانی تھی

وَأَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ۝۱۸

اور اس لئے کہ اللہ ایسے کافروں کو راہ نہیں دیتا کہ یہ میں وہ جن کے

طَبَعَ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ وَسَمِعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ وَ

دل اور کان اور آنکھوں پر اللہ نے مہر کر دی ہے ۱۸ اور

أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ ۝۱۹

وہی غفلت میں پڑے ہیں آپ جی ہوا کہ آخرت میں وہی

هُمُ الْخَاسِرُونَ ۝۲۰

غراب ہیں وہ پھرے شک تھلا رہے ان کے لئے جنہوں نے اپنے گھر چھوڑے

مِن بَعْدِ مَا قَاتَلُوا ثُمَّ جَعَلُوا وَاصِبُونَ ۝۲۱

پھر اس کے کھائے گئے پھر انہوں نے جاو کیا اور جا رہے بیشک تھلا رہے

بَعْدَ مَا لَقَوْهُمْ رَّحِيمٌ ۝۲۲

اس کے بعد ضرور بخشنے والا ہے میرا جان نہ جس دن ہر جان اپنی ہی طرف جھڑپی

(بقیہ صفحہ ۳۴۵) ہوتے ہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ مجاہد 'غازی' مہاجر کی تمام برائیاں معاف ہو جاتی ہیں۔

اب حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا کہ کافر کے جسم و روح میں جھڑا ہو گا۔ جسم کے گاکہ میں بے قصور ہوں۔ روح نے مجھ میں آکر مجھ سے گناہ کرائے، روح کے گاکہ میں بے دست پا تھی۔ میرے ہاتھ تھے تو نے گناہ کئے، رب تعالیٰ مثال بیان فرمائے گا کہ اگر ایک اندھے کے کندھے پر لنگڑا سوار ہو کر چوری کرے تو دونوں مجرم ہیں، جسم اندھا ہے، روح لنگڑی، لہذا دونوں دونوں میں جاؤ، اس آیت میں اسی کا ذکر ہے (خزائن الغرر) ۲۔ یہ آیت کہہ کے کافروں کی ملامت بیان فرماری

النحل ۱۶

۳۲۶

ربیع الثانی

عَنْ نَفْسِهَا وَتُوْفِّي كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهَمْ

آئی گی اور ہر جان کو اس کا کیا پورا پورا دیا جائے گا اور ان پر

لَا يُظْلَمُونَ ۝ وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ آمِنَةً

مطمئنہ نہ ہو گئی اور اللہ نے کھادت بیان فرمائی ایک بستی کی کہ امان والا تھا

مُطْمَئِنَّةً يَأْتِيهِمْ رَزْقُهَا رَغَدًا مِنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ

سے تھی ہر طرف سے اس کی روزی کثرت سے آتی تو وہ اللہ کی نعمتوں کی ناشکری

بِأَنعَمَ اللَّهُ فَاذْأَقَمَّا اللَّهُ لِبَاسِ الْجُوعِ وَالْخَوْفِ بِمَا

کرتے تھے تو اللہ نے اسے سزا دکھائی کہ اسے بھوک اور ڈر کا پہناوا پہنایا

كَانُوا يَصْنَعُونَ ۝ وَلَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مِنْهُمْ فَكَذَّبُوهُ

بدلتے ان کے کہنا کہ اور بیشک ان کے پاس انہیں میں سے ایک رسول تشریف لایا تو

فَاخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظَالِمُونَ ۝ فَكُلُوا مِنْ ثَمَرِهِ

انہوں نے اسے جھٹلایا تو انہیں عذاب پہنچا لیا اور وہ بے انصاف تھے تو اللہ کی دہی

اللَّهُ هَلَّا كَاطِبًا وَاشْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ

ہوتی روزی حلال پاکیزہ کھاؤ، اور اللہ کی نعمت کا شکر کرو اگر تم اسے

تَعْبُدُونَ ۝ إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ

پلو جیسے بوٹ، تم پر تو یہی حرام کیا ہے کہ مردار اور خون و اور سور کا

الْخَنِزِيرُ وَمِمَّا أَهْلَ لِعَيْبِ اللَّهِ بِهِ فَمَنْ اضْطُرَّ غَيْرَ

گوشت نہ اور وہ جس کے ذبح کرنے وقت غیر خدا کا نام پکارا گیا یا پھر بولا چلا ہو نہ

بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ وَلَا تَقُولُوا

خواہش کرتا اور نہ حد سے بڑھتا کہ تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور نہ کہولے

لِمَا نَصِفُ أَلْسِنَتَكُمُ الْكَذِبَ هَذَا حَلَلٌ وَهَذَا

جو تمہارے زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں یہ حلال ہے اور یہ

منزل ۳

ہے۔ کہ ان لوگوں کو امان بھی تھا۔ اور بغیر مشقت روزی

بھی ملتی تھی، انہوں نے بجائے شکر کے حضور کا انکار کیا۔

اور رب تعالیٰ کی مخالفت، تو حضور کی برکت سے ان پر ایسی

سخت قحط سالی آئی کہ مردار کھانے پر بے اور پھر مسلمانوں

کو ان پر مسلط کر دیا گیا۔ کہ ہر وقت مسلمانوں کے حملہ کا

ڈر رہنے لگا۔ ناشکروں کی بے قدری کا انجام یہی ہے۔

خیال رہے کہ مکہ والوں پر اللہ کا بڑا فضل ہے، پیداوار کے

ملکوں میں بار بار قحط پڑے، لوگ ہلاک ہوئے، مگر اس غیر

زمین میں آج تک قحط سالی اور بھوک سے ہلاکت نہ سنی

گئی، حضور کے زمانہ کا قحط تو ان کی اپنی بد عملی کا نتیجہ تھا۔

پھر ہر طرف سے وہاں رزق اس کثرت سے پہنچتا ہے کہ حج

کے زمانہ میں لاکھوں باہر کے حجاج وہاں پہنچتے ہیں۔ سب کو

نمایت فراخ روزی چل اٹھے بھی ملتے ہیں اور قربانی کے

جانور ہمارے ہاں سے بھی سستے میسر ہو جاتے ہیں، بکر

ہمارے ملکوں میں اتنا جمع میٹوں رہے تو لوگوں کو روٹی نہ

ملے۔ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض گناہ خصوصاً

ناشکری کا عذاب دنیا میں بھی آ جاتا ہے، مگر یہ پورا عذاب

نہیں، پورا عذاب تو آخرت میں ہو گا، جیسے حالات مجرم

کی پوری سزا نہیں، وہ تو مقدمہ کے بعد ہو گی ۴۔ اس

طرح کہ ان مکہ والوں پر قحط سالی اور مسلمانوں کا خوف

مسلط کر دیئے گئے ۵۔ ان مکہ والوں نے نبی صلی اللہ علیہ

و سلم کے حق میں انصاف سے رائے قائم نہ کی کہ انہیں

بجائے نبی رسول کہنے کے شاعر اور جادوگر کا ۶۔ بظاہر یہ

خطاب مسلمانوں سے ہے۔ حلال وہ جو حرام نہ ہو، طیب وہ

جو بد مزہ نہ ہو، لذیذ اور مزیدار ہو۔ یعنی تقویٰ یہ نہیں کہ

انسان لذیذ کھانے چھوڑ دے بلکہ تقویٰ یہ ہے کہ گناہ

چھوڑ دے، یا حلال وہ جو خود حرام نہ ہو، طیب وہ جسے

انسان خود حرام نہ کرے لہذا سورہ حرام ہے اور رشوت

وغیرہ کی کمائی خبیث ہے طیب نہیں، لیکن اگر حلال چیز کو

بت کے نام پر لگا دیا تو نہ وہ حرام ہے۔ نہ خبیث، بلکہ حلال

طیب ہے، اس کو حرام نہ جانو، کیونکہ یہ آیت اس

عقیدے کی تردید میں آئی ہے کہ بحیرہ، سائب وغیرہ جانور

حرام ہیں، جن کا ذکر آگے آ رہا ہے۔ رب کا شکر اعتقادی بھی کہ، عمل بھی اور قوی بھی کیونکہ آیت کریمہ میں مطلقہ شکر کا حکم دیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا اعتقادی شکر ہے، آپ کی اطاعت کرنا عملی شکر اور زبان سے حمد و نعت کہنا قوی شکر ہے ۸۔ یہ حصر اضافی ہے یعنی جنوں کے نام پر چھوڑا ہوا جانور حرام نہیں بلکہ صرف یہی مذکورہ جانور حرام ہیں، اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ تمام غیرہ حرام نہ ہوں، نیز جب خود بت گائے اور گنا کا پانی حلال ہے تو ان کے نام کا جانور کیوں حرام ہو گیا، اس سے معلوم ہوا کہ حلت کے ثبوت کے لئے نص ضروری نہیں، حرمت کے لئے نص ضروری ہے، یعنی جس چیز کے حرام و حلال ہونے کا قرآن و حدیث میں بالکل ذکر نہ ہو وہ حرام نہ ہو گی حلال ہو گی۔ رب فرماتا ہے

مَنْ لَّا يَجِدْ يَنْتَوِيحِ الْفَقْرَ ۝۹۰ خیال رہے کہ جس جانور کا ذبح ضروری ہے اگر وہ غیر ذبح مر جاوے تو حرام ہے

(بقرہ صفحہ ۴۳۶) چھلی اور بڑی کا ذبح واجب ہی نہیں لہذا یہ میت میں داخل نہیں، ایسے ہی ہوتا ہوا خون حرام ہے، کبھی، تلی بھی اگرچہ خون ہیں مگر ہوتا ہوا نہیں اس لئے وہ حلال ہیں ۱۰۔ سور کا صرف گوشت ہی کھایا جاتا تھا، اس لئے اس کو حرام فرمایا اور نہ سور کے ہر عضو کا استعمال مطلقاً "حرام ہے" حتیٰ کہ اس کے بال کو بھی کسی کام میں نہیں لائے، گوشت کا ذکر اتفاق ہے احزابی نہیں ۱۱۔ اس طرح کہ غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا خواہ خدا کا نام بالکل نہ لیا گیا ہو یا خدا کا نام بھی لیا گیا ہو ۱۲۔ لا چاری کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ بھوک سے مر رہا ہو، حرام کے سوا کوئی چیز نہیں کہ کھائے، دوسرے یہ کہ سخت بیمار ہے اور مسلمان متقی حاذق طیبیہ کھدے کہ تیری شفا اس حرام کے سوائے کسی میں نہیں، ان دونوں صورتوں میں بقدر ضرورت حرام کھالینا جائز ہے اس سے معلوم ہوا کہ جو چیز ضرورۃً حلال ہوگی، اس سے زیادہ حرام رہے گی، اگر سور کی ایک بوٹی سے جان بچتی ہے تو دو کھانا حرام ہیں، اس سے بہت قسمی مسائل نکل سکتے ہیں

۱۔ یعنی حرام و حلال اپنی طرف سے نہ بننا، رب کی ہر چیز حلال ہے۔ سوا ان چیزوں کے جسے اللہ و رسول نے حرام فرمایا۔ رب فرماتا ہے: فَخَلَقَ لَكُمْ مِمَّا فِي الْأَرْضِ لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ لہذا جوں کے نام پر چھوڑے ہوئے چالور جب وہ رب کے نام پر ذبح ہوں تو حلال ہیں کہ رب نے انہیں حرام نہ کیا ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ بغیر دلیل کسی چیز کو حرام کہہ دینا اللہ پر جھوٹ ہے جو میلاد شریف کی شیرینی فاتحہ کے کھانے بغیر ثبوت حرام کہتے ہیں، وہ جھوٹے ہیں یہ تمام چیزیں حلال ہیں، کیونکہ انہیں اللہ و رسول نے حرام نہ فرمایا، حضور فرماتے ہیں کہ حلال وہ جسے اللہ حلال فرمائے۔ حرام وہ جسے اللہ حرام فرما دے اور جس سے خاموشی ہے وہ معاف ہے رب فرماتا ہے۔ عَفَا اللَّهُ عَنْهَا ۳۔ یعنی سورہ انعام شریف میں ۱۰۔ ارشاد ہوا: دَعَى الَّذِينَ هَادُوا حُرُمَتًا مِمَّا خَلَقَ ۴۔ یعنی یہودیوں کی بغاوت اور گناہوں کی وجہ سے ان پر بہت سی طیب چیزیں حرام فرما دی گئیں، اے مسلمانو! وہ تم پر حرام نہیں، رب فرماتا ہے: فَخَلَقَ الَّذِينَ هَادُوا حُرُمَتًا مِمَّا خَلَقَ ۵۔ یعنی یہود پر اولاً تو وہ طیبات حلال تھیں پھر حرام کر دی گئیں ۵۔ یعنی اسے حرام جانتے ہوئے کر بیٹھیں، جیسے عام گنہگار مسلمان، کیونکہ حرام کو حلال جانتا کفر ہے ۶۔ یعنی گزشتہ پر شرمندہ ہوں اور آئندہ اس سے دور رہیں ۷۔ یعنی دینی پیشوا، معلم، خیر و تحید والوں کے رئیس تحقیق والوں کے پیشوا، مشرکین کے دشمن ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ جیسے گئی، سونا دی جیتی ہے، جو خالص ہو۔ غیر کی اس میں ملاوٹ نہ ہو، ایسے ہی مومن وہ جیتی ہے جس میں بے ایمانی کی ملاوٹ نہ ہو۔ بے ایمانوں سے محبت نہ ہو۔ اس سے وہ لوگ جبرت پکڑیں جو کہتے ہیں کہ ہر دین والے کو اپنا بھائی

دعیا ۳	۴۷۷	النحل ۱۶
<p>حَرَامٌ لِّتَقْتُلُوا عَلَى اللَّهِ الْكَذِبُ إِنَّ الَّذِينَ يَقْتُلُونَ حَرَامٌ هَلْ يَكْفُرُ لَكُمْ أَنْتُمْ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ</p>		
<p>حرام ہے کہ اللہ پر جھوٹ باندھو بیشک جو اللہ پر جھوٹ علی اللہ الْكَذِبُ لَا يَفْدَحُونَ ﴿۱۶﴾ مَتَاعٌ قَلِيلٌ وَلَكُم عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۱۷﴾ وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَمًا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ وَأَرْسَلْنَا إِلَى قُلُوبِهِمْ فَهُمْ عَلَىٰ سَبِيلٍ مَّيْمُونٍ</p>		
<p>دروماک مذاب اور خاص یہودیوں پر ہم نے حرام فرمائیں وہ قصصنا علیک من قبل وما ظلمناہم ولكن چیزیں جو پہلے ہم نے سنائیں نہ اور ہم نے ان پر ظلم نہ کیا ہاں وہی کَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿۱۸﴾ ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ ابْنُوا تِلْكَ الْبَنَاءَ لِتَحْمِلُوا أَوْيَاتِهِمْ وَلِيَعْلَمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ وَلِيَذَرَّ الْفَاسِقَ</p>		
<p>اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے کہ بھر جے تک تمہارا رب ان کیلئے جو عَمِلُوا الشُّعُوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ نَادَانِي سَے برائی کر بیٹھیں ۱۹ پھر اس کے بعد توبہ کر میں اور وَأَصْلَحُوا إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۲۰﴾ سُنو جائیں کہ بے شک تمہارا رب اس کے بعد ضرور بخشنے والا مہربان ہے</p>		
<p>إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِلَّهِ حَنِيفًا وَلَمْ يَكُنْ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿۲۱﴾ شَاكِرًا لِلْأَنْعَامِ اجْتَنِبْهُ وَهَدَاهُ اللَّهُ لِمَنْ يَشَاءُ إِنَّهُ هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۲۲﴾ وَاتَّبَعْنَاهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَآتَيْنَاهُ فِي الْآخِرَةِ لَمَنْ الصَّالِحِينَ ﴿۲۳﴾ ثُمَّ وَجَّعْنَا لَيْكُمُ</p>		
<p>بیشک ابراہیم ایک امام تھا کہ اللہ کا فرمانبردار اور سچے جہاد اور مشرک من المشرکین ۲۱ شاکر الانعماء اجتنبہ و ہداهہ اللہ لمن یشاء ۲۲ نہ تھا اس کے احسانوں پر شکر کرنے والا اللہ نے اسے چن لیا ۲۳ اور اے سیدھی راہ دکھائی ۲۴ اور ہم نے اسے دنیا میں بھلائی دی ۲۵ وَآتَيْنَاهُ فِي الْآخِرَةِ لَمَنْ الصَّالِحِينَ ۲۶ ثُمَّ وَجَّعْنَا لَيْكُمُ اور بے شک وہ آخرت میں شاہان قرب ہے ۲۷ پھر ہم نے نہیں دی کبھی</p>		
<p>مذلل</p>		

سمجھو۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک آن کے لئے بھی مشرک نہ کیا، آپ کا چاند، سورج کو کھڑا دی فرماتا تردید کے لئے تھا یعنی کیا یہ میرے رب پر عداوت ہے؟ اللہ تعالیٰ نے اس کلام کی تائید فرماتے ہوئے فرمایا۔ مُحَمَّدًا يَنْبَغِي أَنْ يَرْجِعَ عَنْ قَوْلِهِ ۱۔ جو انہیں ایک آن کے لئے بھی مشرک مانے وہ خود بے دین ہے، ۱۰۔ نبوت اور حقت اور نبیوں کے باپ ہونے کے لئے، خیال رہے کہ ان اعمال کی وجہ سے آپ کا یہ چناؤ نہیں ہے بلکہ اس چناؤ کی وجہ سے آپ سے وہ اعمال ہوئے کیونکہ نبوت کسی نہیں ہوتی محض عطائی ہوتی ہے، اسی لئے یہاں نہ آئی ۱۱۔ یعنی مجھ ہی سے رب نے انہیں ہدایت دی کہ کسی وقت بھی آپ سے کوئی گناہ صادر نہ ہوا یہ معنی نہیں نعوذ باللہ پہلے آپ ہدایت پر نہ تھے پھر ہدایت دی کیونکہ پہلے ارشاد ہوا۔ فَلَمَّا بَيَّنَّ مِنَ الشُّرْكِ بَيَّنَّ ۱۲۔ اس طرح کہ انہیں نبوت بہت

وہاں

منزل ۳

534

تیسرے کا علم ماننا ضروری ہے، رائے ماننا ضروری نہیں، دوسرے یہ کہ تجسیر کی رائے بڑی مبارک اور برکت والی ہوتی ہے۔ اس کی مخالفت سے کبھی مصیبت آجاتی ہے۔ ۵۔ یعنی ساری مخلوق کو اسلام کی طرف بلاؤ، اس سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سارے انسانوں کے رسول ہیں اور قیامت تک آپ کی تبلیغ جاری ہے۔ صحابہ کرام کو بلاؤ اسطے حضور نے تبلیغ فرمائی، بعد والوں کو علماء کے واسطے سے، یہ بھی معلوم ہوا کہ اسلام اللہ کا راستہ ہے، اس کے سوا باقی تمام دین شیطان کا راستہ ہیں، رب فرماتا ہے: **إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ** ۶۔ حکمت تو یحییٰ دلائل ہیں، اور نصیحت، رغبت دینا، ڈرانا، گزشتہ قوموں کے واقعات سنانا ۷۔ جس شخص کے لئے جیسا مناظرہ مفید ہو، دیکھا کہ، یا بہ ایت کی نیت سے مناظرہ کرو، نہ کہ فساد کے لئے اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بے دینوں سے دین کے لئے مناظرہ کرنا اچھا ہے،

المستور

الحجج

1

بني اسرائيل

سورة يٰسٓر ١٤ سورة يٰسٓر ١٤ سورة يٰسٓر ١٤

بُورۃ بنی اسرائیل مکی ہے اس میں بارہ رکوع اور ایک سو گیارہ آیات ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت جبریاں رحم والا

سُبْحَنَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ

اسے کہ جو اپنے بندہ کو راتوں رات لے گیا ہے مسجد

الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَا الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ

مسجد اقصیٰ تک ہے جس کے گردا گرد ہم نے برکت رکھی ہے

لِزُرِّيهِ مِنْ أَيْتِنَا إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ① وَأَتَيْنَا

کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیوں دکھائیں گے۔ بیشک وہ سنتا دیکھتا ہے اور ہم نے موسیٰ

مُوسَى الْكِتَابَ وَجَعَلْنَاهُ هُدًى لِّبَنِي إِسْرَءِيلَ

عطا فرمائی تھ اور اسے بنی اسرائیل کے لئے ہدایت کیا تھ کہ

الَّتِي تَخْذُ مِنْ دُونِي وَكِيلًا ۖ ذُرِّيَّةً مِنْ حِمْلِنَا

سوالسی کو کار ساز نہ ٹھہراؤ شے انکی اولاد جن کو ہم نے نوح

مَعَ نُوحٍ إِنَّهُ كَانَ عَبْدًا شَكُورًا ﴿٢٠﴾ وَقَضَيْنَا إِلَىٰ

دوسرا کیا کہ بیشک وہ بڑا شکر گزار بندہ تھا کہ اور ہم نے

بَنَى اسْرَائِيلَ فِي الْكِتَابِ لِنَقْصِدَنَّ فِي الْأَمْزِ

برائیل کو کتاب میں وحی بھیجی تاکہ ضرورت میں

مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلَمَنَّ عُلُوَّ كِبِيرًا ۚ فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ أُولَاهُمَا

دو بار صاف دیکھو گے کہ اور ضرور بڑا درد کر دے پھر جب ان میں پہلی بار کا وعدہ آیا ہم

نے تم پر اپنے بندے کیجئے سخت لڑائی والے لڑ تو وہ مشہور کے اندر

صنزل ۴

(بقیہ صفحہ ۳۵۰) فریضہ قتل کے مئے اور بنی نصیر مدینہ پاک سے نکالے گئے (روح) ۱۰۔ معلوم ہوا کہ دنیا کے عذاب آخرت کے عذاب کے علاوہ ہیں اور دنیاوی عذابوں سے آخرت کے عذاب گھٹتے نہیں۔ ۱۱۔ جنت تک یا خدا تک پہنچانے والی سیدھی راہ توحید اور تمام رسولوں کو ماننا اور ان کی اطاعت ۱۲۔ جو مسلمان بقدر طاقت نیک اعمال کرے اس کے لئے دنیا میں بھی ثواب ہے اور آخرت میں بھی ۱۳۔ اس طرح کہ یا تو آخرت کو مانتے ہی نہیں، جیسے مشرکین یا اسے مانتے تو ہیں مگر غلط طریقہ سے، جیسے بعض عیسائی کہ جنت کے تو قائل ہیں مگر وہاں کی نعمتوں کے قائل نہیں، یا حضور کی شفاعت وغیرہ کو نہیں مانتے، یہ سب آخرت کے منکر ہیں۔

۱۴۔ معلوم ہوا کہ غصے میں اپنے یا کسی مسلمان کے لئے بددعا کرنی اچھی نہیں ہمیشہ منہ سے اچھی بات نکالنی چاہیے۔ نہ معلوم کو کتنا وقت قبولیت کا ہو۔

۱۵۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ نضر ابن حارث کافر نے کہا تھا کہ اے اللہ اگر اسلام سچا دین ہے تو مجھ پر پتھر برسا۔ اس کی یہ دعا قبول ہوئی اور قتل کیا گیا۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہاں انسان سے مراد کافر ہیں بعض نے

فرمایاں کہ یہاں انسان سے مراد ہر وہ آدمی ہے جو غصے میں اپنے یا اپنے بچوں کو سزا ہے اگر اللہ تعالیٰ ہر دعا قبول کر لیا کرے تو یہ لوگ ہلاک ہو جاویں۔ ۲۔ چونکہ رات دن سے پہل ہوتی ہے اس لئے اس کا ذکر پہلے اور دن کا ذکر بعد میں ہوا۔ یعنی رات دن کا آنا جانا، گھٹنا بڑھنا، ٹھنڈا گرم ہونا پاتا رہا ہے کہ زمانہ اثر نہیں کرتا جو اس زمانے کو بدل رہا ہے وہ مؤثر حقیقی ہے، ۳۔ یعنی رات اندھیری اور

دن روشن بنایا، تا کہ رات میں آرام اور دن میں کام کرنا خیال رہے کہ سونا جسم کا آرام ہے اور تہجد کی نماز روح کا آرام ہے ۴۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بیکار رہنا کمائی نہ کرنا گناہ ہے اللہ نے ہاتھ پاؤں برستے کو دیئے ہیں، انہیں بیکار نہ کرو، برتو دن کمائی کے لئے روشن کیا گیا، دوسرے یہ کہ رزق اللہ کا فضل ہے، محض ہماری کمائی کا نتیجہ نہیں، لہذا اپنے ہنر پر ناز نہ کرو اس کا فضل مانگو۔ ۵۔ دن رات کے آنے جانے سے منہ گھٹتے، پہر

تاریخ، مینے، سال صدیاں بتتی ہیں جن سے عمر وغیرہ تمام چیزوں کے حساب درست ہوتے ہیں۔ ۶۔ یعنی دین و دنیا کی ہر چیز قرآن شریف میں یا لوح محفوظ میں تفصیل وار بیان فرمادی تو جن کی نظر ان پر ہے انہیں ہر چیز معلوم ہے۔ ۷۔ حضرت مجاہد نے فرمایا کہ ہر شخص کی نیک بختی اور بد بختی کی سختی اللہ نے اس کے گلے میں ڈال دی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ اللہ والے ہر شخص کی قسمت جانتے ہیں۔ اور اگر قسمت سب سے چھپانے کی چیز ہوتی تو اس کی تحریر ہر ایک کے گلے میں کیوں لٹکائی جاتی، حدیث شریف میں ہے کہ کاتب تقدیر فرشتہ ماں کے پیٹ میں بیچے

کی عمر، نیک بختی بد بختی، رزق، غرضیکہ تمام حالات زندگی لکھ دیتا ہے وہ حدیث اس آیت کی تفسیر ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ فرشتہ ہر شخص کے ہر حال سے خبردار ہے کیونکہ اس نے خود ہی تو لکھا ہے پھر نبی کے علم کا کیا پوچھنا ۸۔ معلوم ہوا کہ قیامت میں کوئی بے پروا نہ رہے گا اور سب کی زبان عربی ہوگی، کیونکہ یہ پڑھنے کا حکم سب کو دیا جائے گا، عالم ہو یا جاہل خواہ کسی زبان کا ہو ۹۔ جو کوئی دنیا میں اپنا حساب خود کرتا رہے گا اسے آخرت کا حساب آسان ہو گا انشاء اللہ ۱۰۔ آیات کا فہم ہے کہ انسان کو اپنی ہدایت و نیک اعمال کا بدلہ ضرور ملے گا، یہ نہ ہو گا کہ نیکی تو یہ کرے جزا کسی اور کو دی جائے، خود یہ محروم رہے، ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ اس کی نیکی سے دوسرے کو بھی فائدہ پہنچ جائے، لہذا یہ آیت ایصال ثواب کے بھی خلاف نہیں اور احادیث کے خلاف بھی نہیں، رب فرماتا ہے۔ وَكَانَ أَبُوهُمَا صَابِقًا نِزَکَی کوئی شخص

۱۱۔ جنت تک یا خدا تک پہنچانے والی سیدھی راہ توحید اور تمام رسولوں کو ماننا اور ان کی اطاعت ۱۲۔ جو مسلمان بقدر طاقت نیک اعمال کرے اس کے لئے دنیا میں بھی ثواب ہے اور آخرت میں بھی ۱۳۔ اس طرح کہ یا تو آخرت کو مانتے ہی نہیں، جیسے مشرکین یا اسے مانتے تو ہیں مگر غلط طریقہ سے، جیسے بعض عیسائی کہ جنت کے تو قائل ہیں مگر وہاں کی نعمتوں کے قائل نہیں، یا حضور کی شفاعت وغیرہ کو نہیں مانتے، یہ سب آخرت کے منکر ہیں۔

۱۴۔ معلوم ہوا کہ غصے میں اپنے یا کسی مسلمان کے لئے بددعا کرنی اچھی نہیں ہمیشہ منہ سے اچھی بات نکالنی چاہیے۔ نہ معلوم کو کتنا وقت قبولیت کا ہو۔

۱۵۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ نضر ابن حارث کافر نے کہا تھا کہ اے اللہ اگر اسلام سچا دین ہے تو مجھ پر پتھر برسا۔ اس کی یہ دعا قبول ہوئی اور قتل کیا گیا۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہاں انسان سے مراد کافر ہیں بعض نے فرمایاں کہ یہاں انسان سے مراد ہر وہ آدمی ہے جو غصے میں اپنے یا اپنے بچوں کو سزا ہے اگر اللہ تعالیٰ ہر دعا قبول کر لیا کرے تو یہ لوگ ہلاک ہو جاویں۔ ۲۔ چونکہ رات دن سے پہل ہوتی ہے اس لئے اس کا ذکر پہلے اور دن کا ذکر بعد میں ہوا۔ یعنی رات دن کا آنا جانا، گھٹنا بڑھنا، ٹھنڈا گرم ہونا پاتا رہا ہے کہ زمانہ اثر نہیں کرتا جو اس زمانے کو بدل رہا ہے وہ مؤثر حقیقی ہے، ۳۔ یعنی رات اندھیری اور دن روشن بنایا، تا کہ رات میں آرام اور دن میں کام کرنا خیال رہے کہ سونا جسم کا آرام ہے اور تہجد کی نماز روح کا آرام ہے ۴۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بیکار رہنا کمائی نہ کرنا گناہ ہے اللہ نے ہاتھ پاؤں برستے کو دیئے ہیں، انہیں بیکار نہ کرو، برتو دن کمائی کے لئے روشن کیا گیا، دوسرے یہ کہ رزق اللہ کا فضل ہے، محض ہماری کمائی کا نتیجہ نہیں، لہذا اپنے ہنر پر ناز نہ کرو اس کا فضل مانگو۔ ۵۔ دن رات کے آنے جانے سے منہ گھٹتے، پہر

تاریخ، مینے، سال صدیاں بتتی ہیں جن سے عمر وغیرہ تمام چیزوں کے حساب درست ہوتے ہیں۔ ۶۔ یعنی دین و دنیا کی ہر چیز قرآن شریف میں یا لوح محفوظ میں تفصیل وار بیان فرمادی تو جن کی نظر ان پر ہے انہیں ہر چیز معلوم ہے۔ ۷۔ حضرت مجاہد نے فرمایا کہ ہر شخص کی نیک بختی اور بد بختی کی سختی اللہ نے اس کے گلے میں ڈال دی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ اللہ والے ہر شخص کی قسمت جانتے ہیں۔ اور اگر قسمت سب سے چھپانے کی چیز ہوتی تو اس کی تحریر ہر ایک کے گلے میں کیوں لٹکائی جاتی، حدیث شریف میں ہے کہ کاتب تقدیر فرشتہ ماں کے پیٹ میں بیچے

کی عمر، نیک بختی بد بختی، رزق، غرضیکہ تمام حالات زندگی لکھ دیتا ہے وہ حدیث اس آیت کی تفسیر ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ فرشتہ ہر شخص کے ہر حال سے خبردار ہے کیونکہ اس نے خود ہی تو لکھا ہے پھر نبی کے علم کا کیا پوچھنا ۸۔ معلوم ہوا کہ قیامت میں کوئی بے پروا نہ رہے گا اور سب کی زبان عربی ہوگی، کیونکہ یہ پڑھنے کا حکم سب کو دیا جائے گا، عالم ہو یا جاہل خواہ کسی زبان کا ہو ۹۔ جو کوئی دنیا میں اپنا حساب خود کرتا رہے گا اسے آخرت کا حساب آسان ہو گا انشاء اللہ ۱۰۔ آیات کا فہم ہے کہ انسان کو اپنی ہدایت و نیک اعمال کا بدلہ ضرور ملے گا، یہ نہ ہو گا کہ نیکی تو یہ کرے جزا کسی اور کو دی جائے، خود یہ محروم رہے، ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ اس کی نیکی سے دوسرے کو بھی فائدہ پہنچ جائے، لہذا یہ آیت ایصال ثواب کے بھی خلاف نہیں اور احادیث کے خلاف بھی نہیں، رب فرماتا ہے۔ وَكَانَ أَبُوهُمَا صَابِقًا نِزَکَی کوئی شخص

سُجِّلَ لِلذَّيْلِ ۱۵
۳۵۱
وَقَدْ اسْرَأَیْلَ ۱۶

دُعَاؤُ الدَّائِي خَيْرٌ وَكَانَ الْإِنْسَانُ عَجُولًا ۝ وَجَعَلْنَا الْيَلَّ

وَالنَّهَارَ آيَتَيْنِ فَمَحْوُتَا آيَةِ الْيَلِّ وَجَعَلْنَا آيَةَ النَّهَارِ

مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوا أَفْضَلًا مِّن رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوا عَاقِدَةَ

السِّنِينَ وَالْحَسَابِ ۝ وَكُلُّ شَيْءٍ فِصْلَانَهُ تَفْصِيلًا ۝

وَكُلُّ إِنْسَانٍ أَلَمِنَهُ طَبَرَةٌ فِي عُنُقِهِ وَنُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ

الْقِيَامَةِ كِتَابًا يَلْقَاهُ مَشْهُورًا ۝ اقْرَأْ كِتَابَكَ كَفَىٰ بِنَفْسِكَ

الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا ۝ مِّنْ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي

لِنَفْسِهِ وَمَنْ ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهِ وَلَاتُزِرْ وَازِرَةً

وَرَأَىٰ أُخْرَىٰ ۝ مَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ تَبْعَثَ رَسُولًا ۝

وَإِذَا أَرَدْنَا أَن نُّهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا فَفَسَقُوا

فِيهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنَاهَا تَدْمِيرًا ۝ وَكَمْ

مَعْلُوم ۳

کی عمر، نیک بختی بد بختی، رزق، غرضیکہ تمام حالات زندگی لکھ دیتا ہے وہ حدیث اس آیت کی تفسیر ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ فرشتہ ہر شخص کے ہر حال سے خبردار ہے کیونکہ اس نے خود ہی تو لکھا ہے پھر نبی کے علم کا کیا پوچھنا ۸۔ معلوم ہوا کہ قیامت میں کوئی بے پروا نہ رہے گا اور سب کی زبان عربی ہوگی، کیونکہ یہ پڑھنے کا حکم سب کو دیا جائے گا، عالم ہو یا جاہل خواہ کسی زبان کا ہو ۹۔ جو کوئی دنیا میں اپنا حساب خود کرتا رہے گا اسے آخرت کا حساب آسان ہو گا انشاء اللہ ۱۰۔ آیات کا فہم ہے کہ انسان کو اپنی ہدایت و نیک اعمال کا بدلہ ضرور ملے گا، یہ نہ ہو گا کہ نیکی تو یہ کرے جزا کسی اور کو دی جائے، خود یہ محروم رہے، ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ اس کی نیکی سے دوسرے کو بھی فائدہ پہنچ جائے، لہذا یہ آیت ایصال ثواب کے بھی خلاف نہیں اور احادیث کے خلاف بھی نہیں، رب فرماتا ہے۔ وَكَانَ أَبُوهُمَا صَابِقًا نِزَکَی کوئی شخص

نہیں، جیسے زکوٰۃ، صدقات، یا عمومی احکام جیسے نماز روزہ مگر خصوصیت سے مالداروں کا اس لئے ذکر ہوا کہ فقراء، غریب ان کے تابع ہوتے ہیں، یہ اطاعت کر لیں تو وہ بھی کر لیں ۱۴۔ اور ان کی وجہ سے ان کے ماتحت غریب لوگ بھی فاسق و فاجر ہو جاتے ہیں۔ لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ۱۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ سرداران قوم کو زیادہ احتیاط کرنی چاہیے۔ ان کے ساتھ دوسرے بھی ہیں

۱۔ جیسے قوم عاد ثمود اور قوم لوط وغیرہ کیونکہ انہوں نے اپنے نبیوں کی مخالفت کی، لہذا مکہ والوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیے اگلا گرسے پچھلا ہوشیار ۲۔ نامہ اعمال فرشتوں سے لکھوانا گواہ شاہد مقرر کرنا، ہمارے اپنے علم کے لئے نہیں مجرم کے لئے ہے، ۳۔ طلب دنیا تب بری ہے جب کہ بندہ رب سے غافل ہو کر طلب کرے، یا حلال حرام کی پرواہ نہ کرے، یا آخرت پر ایمان نہ رکھے، صرف دنیا ہی کو اصل متاع سمجھے یا دین کو دنیا کمانے کا ذریعہ بنائے جیسے کافر و فاسق اور ریاکار ۴۔ یعنی دنیا اتنی ہی ملے گی، جتنی نصیب میں ہے خواہ اسے فکر سے حاصل کرے یا فراغت سے لہذا بندے کو چاہیے کہ دنیا کے لئے آخرت برپا نہ کرے مومن کا دل دنیا میں رہتا ہے اس دنیا میں رہتی۔ اس میں دین رہتا ہے، پانی میں کشتی تیرتی ہے۔ کشتی میں پانی ہو تو ڈوبتی ہے ۵۔ اس قید سے معلوم ہوا کہ فقط زبان سے کہنا کہ ہم آخرت چاہتے ہیں کافی نہیں بلکہ اس کے لئے تیاری اور کوشش بھی ضروری ہے یعنی اچھے عقیدے اور اللہ رسول کی فرمانبرداری ۶۔ معلوم ہوا کہ ایمان کے بغیر کوئی نیکی قبول نہیں نیکیوں کے لئے ایمان الیا ضروری ہے جیسے نماز کے لئے وضو، یا بہترین غذا کے لئے زہر سے خالی ہونا۔ ایمان جڑ ہے اعمال شاخیں ۷۔ معلوم ہوا کہ نیکی قبول ہونے کی تین شرطیں ہیں۔ ایمان، نیت خیر، یعنی آخرت کمانے کی نیت اور کوشش، ان کے بغیر ہوس خام ہے (خزائن العرفان) ۸۔ یعنی دنیا دار اور طالب آخرت سب کے لئے ہم نے دنیا

الحق الذي ٢٥٢ بنى اسرأيل ١٤

اور ہم نے کتنی ہی سنگتیں نوح کے بعد ہلاک کر دیں لہٰذا تمہارا رب کافی ہے

اپنے بندوں کے گناہوں سے خبردار دیکھنے والا کہ جو یہ جلدی والی چاہتے تھے

ہم اسے اس میں جلد دے دیں جو ہمیں جسے ہمیں اس کے لئے

[illegible]

۱۰۰

$\frac{1}{2} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{4}$

9/21/11 1-9/21/11 12/11 2-2/11 3-3/11

١٠٠

مَحْذُورٌ قَضَىٰ إِلَيْكَ الْعِدَّةَ

بِالِدِّينِ أَحْسَنَ مَا يُفْعَلُ عِنْدَ الْكِبَرِ

منزل ۴

میں اسباب جمع فرمادیئے ہیں، روزی سب کو مل رہی ہے، دنیا میں زہر بھی موجود ہے تریاق بھی، شیطان بھی ہے راہ نمائندے بھی ۹۔ اسی لئے دنیا کی نعمتیں فاسق و متقی، مومن و کافر سب کو مل رہی ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ دنیا و دین کی نعمتیں صرف ہماری کوشش کا نتیجہ نہیں۔ اللہ کے فضل سے ملتی ہیں۔ بندہ شیخی و مارے ۱۰۔ یعنی جیسے دنیا میں سب یکساں نہیں، درجے سب کے مختلف ہیں۔ ایسے ہی آخرت میں سب یکساں نہیں درجے مختلف ہوں گے، جو آخرت کے اختلاف مراتب کا انکار کرے وہ درحقیقت چشم بصیرت سے دنیا میں غور نہیں کرتا، پیغمبروں پر تنسکا کا وہ درجہ ہو گا جو ہماری بڑی سے بڑی نیکیوں کا نہیں ہو سکتا۔ صحابی کا واسویر جو خیرات کرنا ہمارے بہانہ بھروسہ خیرات کرنے سے بہتر ہے ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ یکس اور بے یار و مددگار ہونا کفار و مشرکین کے لئے ہے، اللہ تعالیٰ مومن کے لئے بہت یار و مددگار۔

۱۔ یوں تو ہمیشہ ہی ماں باپ کی خدمت ضروری ہے مگر ضرورت کے وقت بہت ضروری۔ مسئلہ یہ ہے کہ بلا ضرورت ان کی خدمت مستحب ہے اور ضرورت کے وقت واجب ہے لہذا نیابتی لاچارہ میں ان کی خدمت واجب ہے ۲۔ مسئلہ اولاد منہ سے ایسی بات نہ نکالے جس سے معلوم ہو کہ ان کی طرف سے طبیعت پر گرائی ہے۔ مسئلہ ماں باپ کو ان کا نام لے کر نہ پکارے ماں باپ سے نوکریوں کا سا برتاؤ نہ کرے بیٹا ماں باپ کو اپنا حق تو کر نہ رکھے ۳۔ کہ انہیں اچھے اور نرم الفاظ سے پکارے 'ابراہیم علیہ السلام نے اپنے چچا کو بابت کہہ کر پکارا یعنی اے ابا جان، ڈانٹ ڈپٹ کر ان سے کلام نہ کرے ان کی بڑھاپے کی بدظنی برداشت کرے، کیونکہ بڑھاپے میں طبیعت چڑچڑی اور دل وہی ہو جاتا ہے غصہ جلد آتا ہے ۴۔ یعنی عملی طور پر ان سے اچھا برتاؤ کر، اور ان پر خرچ کرنے میں تامل نہ کر، کیونکہ تیزی مجبوری کے وقت انہوں نے تجھے پرورش کیا، اب ان کی مجبوری کے وقت ان کی خدمت کر ۵۔ اس سے چند مسئلہ معلوم ہوئے ایک یہ کہ کوئی شخص ماں باپ کے حقوق پورے او نہیں کر سکتا۔ لہذا ان کے حق میں دعا خیر بھی کرے دوسرے یہ کہ ماں باپ کے مرنے کے بعد ان کا توجہ چالیسواں فاتحہ وغیرہ کرنی چاہیے کہ اس میں بھی ان کے لئے دعائیں خیرہ، تیسرے یہ کہ کافر ماں باپ کے لئے ہدایہ دعا کرے، ۶۔ یعنی اگر تمہارے دل میں ماں باپ کی خدمت کا شوق ہے لیکن اس کا موقع نہیں ملتا تو اللہ تعالیٰ اس پر پکڑ نہ فرمائے گا۔ کیونکہ وہ ارادوں اور نیتوں کو جانتا ہے۔ ۷۔ ماں باپ کے ساتھ ان کی اولاد بھی بھائی بہن اور ان کے قربایت داروں یعنی اپنے عزیزوں بھی خدمت کرو، بعض علماء نے اس کی تفسیر میں فرمایا حضور کے رشتہ دار قربایت داروں کے حقوق ادا کرے کیونکہ ماں باپ سے جان ملی اور حضور سے ایمان نصیب ہوا ۸۔ فقیر و مسافر مسلمان اگرچہ اپنے رشتہ دار نہ ہو مگر رکوعہ صدقات سے ان کی بھی مدد کر دے رب نے

اَوْكُلْهُمَا فَاَنْتَقِلْ لَهَا مَا فِي وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهَا
 قَوْلًا كَرِيْمًا ۝۱۷۰ وَخَفِضْ لَهَا جَنَاحَ الذِّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ
 وَقُلْ رَبِّ اَرْحَمْهُمَا لِمَا رَبَّبْتَنِي صَغِيْرًا ۝۱۷۱ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا
 فِيْ نَفْسِكُمْ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰدِقِيْنَ ۝۱۷۲ فَانَّهُ كَانَ لِاَوٰكِبِيْنَ
 غَفُوْرًا ۝۱۷۳ وَاِنَّ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهُ وَالْيٰسِيْنَ ۝۱۷۴ وَابْنَ
 السَّبِيْلِ ۝۱۷۵ وَلَا تَبْدِرُوْا تَبْدِيْرًا ۝۱۷۶ اِنَّ الْمُبْدِرِيْنَ كَانُوْا
 اِخْوَانَ الشَّيْطٰنِ ۝۱۷۷ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهِ كَفُوْرًا ۝۱۷۸
 نَعْرِضُ عَنْهُمْ اَتَتَغٰوْرَحِمَةً مِّنْ رَبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ
 لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ۝۱۷۹ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ
 وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَوْتًا مَّحْسُوْرًا ۝۱۸۰ اِنَّ
 رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاءُ وَيَقْدِرُ ۝۱۸۱ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهِ
 لَخَبِيْرًا ۝۱۸۲

(فقہ صفحہ ۳۵۳) مسکین کو مالی ضرورت درپیش ہو اور تم اس وقت اس کی مدد نہ کر سکو تو ان سے نرم بات کرو، نرم بات سے مراد یا تو دعا بخیر ہے یا آئندہ کے لئے اچھا وعدہ، غرضیکہ مجبوری میں مسائل کو جھڑک نہیں، رب فرماتا ہے: **وَأَقِمُوا صَوَابَ صُلَاحِ الْوَعْدِ** یعنی بخیل و کجیوس نہ بنو کہ ضروریات پر بھی خرچ نہ کرو، یا حق والوں کے حق ادا نہ کرو ۱۳۔ (شان نزول) ایک یہودی عورت اور مسلمان بی بی میں اس پر گفتگو ہوئی کہ موسیٰ علیہ السلام اللہ زیادہ بخشنے والے تھے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہودی نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام کی سخاوت کا یہ حال تھا کہ اپنی ضروریات سے بچا ہوا سارا مال خیرات فرما دیتے تھے۔ مسلمہ بی بی نے بطور آزمائش حضور کی خدمت میں اپنی بیٹی

بجلی اور عرض کیا مجھے فیض کی ضرورت ہے عطا ہو، اتفاقاً حضور کے پاس اس وقت صرف وہی فیض مبارک تھی جو زیب تن فرمائے ہوئے تھے وہ ہی اتار کے عطا فرما دی اور خود دولت خانے میں تشریف فرما ہو گئے، یہاں تک کہ اذان ہو گئی، صحابہ کرام نماز کے لئے جمع ہوئے، مگر سرکار تشریف نہ لائے، اس پر یہ آیت کریمہ اتری، اس سے معلوم ہوا کہ اپنی اور اپنے بچوں کی ضرورت صحت پر مقدم ہیں، ان سے بچے تو خیرات کرے یہ شریعت کا حکم ہے، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اپنا سب کچھ حضور کی بارگاہ میں حاضر کر دینا یہ سلطان عشق کا فتویٰ تھا۔
۱۔ لہذا اس نے جسے غریب کیا وہ بھی درست ہے اور جسے امیر کیا اس میں بھی حکمت ہے ۲۔ (شان نزول) اہل عرب اپنی چھوٹی بچیوں کو زندہ گاڑ دیتے تھے، امیر تو اس لئے کہ کوئی ہمارا داماد بنے اور ہماری مویچہ بچی نہ ہو، غریب و مفلس اس لئے کہ ہم انہیں شادی میں چیز کہاں سے دیں گے اور انہیں کہاں سے کھلائیں گے، ان غریبوں کو اس حرکت سے روکنے کے لئے یہ آیت کریمہ اتری، یہاں خطا سے مراد گناہ کبیرہ ہے، خیال رہے کہ اس قسم کے احکام مومن و کافر سب پر جاری ہیں، لہذا کسی کافر کو قتل نفس کی اجازت نہ ہو گی سب یعنی زنا کے اسباب سے بھی بچو، لہذا بد نظری، غیر عورت سے خلوت عورت کی بے پردگی وغیرہ سب ہی حرام ہیں بخار روکنے کے لئے نزلہ رو کو، طاعون سے بچنے کے لئے چوہوں کو ہلاک کرو، پردہ کی فرضیت لگائے بجانے کی حرمت، نگاہ نیچی رکھنے کا حکم یہ سب زنا سے روکنے کے لئے ہے ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ زنا قتل سے بدتر جرم ہے، کیونکہ قتل کی سزا قتل ہے مگر زنا کی سزا سنگسار کرنا ہے، کیونکہ زنا گناہ بھی ہے اور بے حیائی بھی، اور نسل انسانی کا خراب کرنا بھی ۵۔ خیال رہے کہ حربی کی جان لینا حلال ہے۔ مومن یا ذی یا معاہد کی جان لینا حرام، البتہ تین صورتوں میں مومن کا قتل جائز ہے، قتل کے بدلے میں، یا زنا یا ذیہیت کے عوض، ختم اللہ سے پہلا فائدہ حاصل ہوا اور الٹا بھٹکی سے یہ فوائد

بجلی اور عرض کیا مجھے فیض کی ضرورت ہے عطا ہو، اتفاقاً حضور کے پاس اس وقت صرف وہی فیض مبارک تھی جو زیب تن فرمائے ہوئے تھے وہ ہی اتار کے عطا فرما دی اور خود دولت خانے میں تشریف فرما ہو گئے، یہاں تک کہ اذان ہو گئی، صحابہ کرام نماز کے لئے جمع ہوئے، مگر سرکار تشریف نہ لائے، اس پر یہ آیت کریمہ اتری، اس سے معلوم ہوا کہ اپنی اور اپنے بچوں کی ضرورت صحت پر مقدم ہیں، ان سے بچے تو خیرات کرے یہ شریعت کا حکم ہے، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اپنا سب کچھ حضور کی بارگاہ میں حاضر کر دینا یہ سلطان عشق کا فتویٰ تھا۔
۱۔ لہذا اس نے جسے غریب کیا وہ بھی درست ہے اور جسے امیر کیا اس میں بھی حکمت ہے ۲۔ (شان نزول) اہل عرب اپنی چھوٹی بچیوں کو زندہ گاڑ دیتے تھے، امیر تو اس لئے کہ کوئی ہمارا داماد بنے اور ہماری مویچہ بچی نہ ہو، غریب و مفلس اس لئے کہ ہم انہیں شادی میں چیز کہاں سے دیں گے اور انہیں کہاں سے کھلائیں گے، ان غریبوں کو اس حرکت سے روکنے کے لئے یہ آیت کریمہ اتری، یہاں خطا سے مراد گناہ کبیرہ ہے، خیال رہے کہ اس قسم کے احکام مومن و کافر سب پر جاری ہیں، لہذا کسی کافر کو قتل نفس کی اجازت نہ ہو گی سب یعنی زنا کے اسباب سے بھی بچو، لہذا بد نظری، غیر عورت سے خلوت عورت کی بے پردگی وغیرہ سب ہی حرام ہیں بخار روکنے کے لئے نزلہ رو کو، طاعون سے بچنے کے لئے چوہوں کو ہلاک کرو، پردہ کی فرضیت لگائے بجانے کی حرمت، نگاہ نیچی رکھنے کا حکم یہ سب زنا سے روکنے کے لئے ہے ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ زنا قتل سے بدتر جرم ہے، کیونکہ قتل کی سزا قتل ہے مگر زنا کی سزا سنگسار کرنا ہے، کیونکہ زنا گناہ بھی ہے اور بے حیائی بھی، اور نسل انسانی کا خراب کرنا بھی ۵۔ خیال رہے کہ حربی کی جان لینا حلال ہے۔ مومن یا ذی یا معاہد کی جان لینا حرام، البتہ تین صورتوں میں مومن کا قتل جائز ہے، قتل کے بدلے میں، یا زنا یا ذیہیت کے عوض، ختم اللہ سے پہلا فائدہ حاصل ہوا اور الٹا بھٹکی سے یہ فوائد

لہذا یہ آیت بہت سے شرعی احکام کا ماخذ ہے ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ قصاص حق العبد ہے، اگر ولی چاہے تو معاف کر دے، یہ بھی معلوم ہوا کہ ولی مقتول نہ تو شلہ کرے نہ غیر قاتل کو قتل کرے، یہ واجب نہیں کہ طریقہ قتل یکساں ہو۔ بلکہ قاتل کو تلوار سے قتل کیا جاوے، اگرچہ اس نے اور طرح قتل کیا ہو۔ قتل میں حد سے بڑھنے کی چند صورتیں ہیں، ایک کے بدلے چند قتل کرنا۔ معاف کر کے پھر قتل کرنا، ناحق جیسے ہاتھ پاؤں کاٹ کر، قتل کے بعد ناک، کان وغیرہ اعضا کا کاٹنا یعنی شلہ کرنا یہ سب حرام ہے، زمانہ جاہلیت میں لوگ ایسا کیا کرتے تھے ۸۔ صوامع محدثہ میں ہے کہ عبد اللہ ابن عباس نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ خون عثمان کے مطالبہ میں امیر معاویہ برحق ہیں، کیونکہ وہ بھٹن غنی کے صحیح ولی ہیں، اگر تم نے قصاص میں سستی کی تو امیر معاویہ تمام ملک پر چھا جائیں گے، اور آپ نے اس آیت سے

وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ

اور زمین میں اترنا نہ چل نہ بیٹھ تو ہرگز زمین نہ چیر ڈالے گا

وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا ۝ كُلُّ ذَلِكَ كَانَ سَيِّئُهُ عِنْدَ

اور ہرگز بندری میں پہاڑوں کو نہ پہنچے گا نہ یہ جو کچھ گزرا ان میں کی بری بات میرے

رَبِّكَ مَكْرُوهًا ۝ ذَلِكَ مِمَّا أَوْحَى إِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ

رب کو ناپسند ہے یہ ان وحیوں میں سے ہے جو تمہارے رب نے تمہاری طرف

الْحِكْمَةِ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ فَتُنْفِقُ فِي حَتَمٍ

بھی حکمت کی باتیں نہ اولے سننے والے اللہ کے ساتھ دوسرا خدا نہ ٹھہرا کر تو جہنم میں بیٹھتا

مَلُومًا مَّدْحُورًا ۝ أَفَأَصْفُكُمْ رَبُّكُم بِالْبَنِينَ فَاتَّخَذَ

جانے گا لعل و آتا دیکھے گا تا کہ تمہارے رب نے تم کو بیٹے جن دے اور اپنے لئے

مِنَ الْمَلَائِكَةِ إِنَّا نَاثِرُونَ ۝ لَكُمْ لَتَقُولُونَ قَوْلًا عَظِيمًا ۝

فرشتوں سے بیٹیاں بنائیں گے تم بڑا بول بولتے ہو

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هَذَا الْقُرْآنِ لِيَذَكَّرُوا وَمَا يَزِيدُهُمْ

اور بیشک ہم نے اس قرآن میں طرح طرح سے بیان فرمایا کہ وہ سمجھیں اور اس سے انہیں

إِلَّا تَقْوًا ۝ قُلْ لَوْ كَانَ مَعَهُ آلِهَةٌ كَمَا يَقُولُونَ إِذَا

نہیں برحق مگوشت نہ تم فرماؤ اگر اس کے ساتھ اور خدا ہوتے مہیا نہ ہوتے تو جب

لَا تَتَّقُوا إِلَى ذِي الْعَرْشِ سَبِيلًا ۝ سُبْحَنَهُ وَتَعَالَى

وہ عرش کے مالک کی طرف کوئی راہ نہ دیکھ سکتے گے اسے ہائی اور برتری

عَمَّا يَقُولُونَ ۝ عُلُوًّا كَبِيرًا ۝ يُسَبِّحُ لَهُ السَّمَوَاتُ السَّبْعُ

ان کی باتوں سے بڑی برتری گاہ اس کی پاکی بولتے ہیں ساتوں آسمان اور

وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ ۝ وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يَسْبِّحُ

زمین اور جو کوئی ان میں ہیں نہ اور کوئی چیز نہیں جو اسے سراہتی ہوئی

(بقیہ صفحہ ۱۵۴) استدلال کیا کہ اس سے معلوم ہوا کہ اگر بعض درغاء مبالغہ ہوں تو میت کے مال سے فائدہ وغیرہ نہ کی جاوے گی نہ وہ لٹا کر کسی کو مل جائے گا اور نہ اپنے حصے سے یہ کار خیر کریں کیونکہ یتیم کا مال کھانا و زرخ کی آگ کھانا ہے لوگ اس سے بہت غافل ہیں بلکہ نابالغ یتیم سے پانی بھرا کر بھی نہ لیا جاوے کہ وہ پانی اس یتیم کا مال ہے اب اس سے معلوم ہوا کہ یتیم کا مالی یتیم کے مال سے تجارت وغیرہ کر سکتا ہے جس سے اس کا مال بڑے کہ یہ احسن میں داخل ہے ایسے ہی اس کا روپیہ بک وغیرہ میں اس کے نام پر رکھنا جائز ہے کہ یہ حفاظت کی قسم ہے اب بارہ برس سے اٹھارہ برس تک کی عمر جوانی کی ہے یعنی کم از کم بارہ برس بڑھ کر

اٹھارہ برس لیکن اب فتویٰ قول صاحبین پر ہے یعنی بڑھ کر پندرہ سال اس سے معلوم ہوا کہ بالغ کو یتیم نہیں کہا جاتا ۱۲ خواہ اللہ سے عہد کیا ہوا رسول سے یا شیخ و استاد سے یا کسی قربات و از عزیز سے یا اجنبی سے اس میں ہر جائز عہد داخل ہے ۱۳ دیتے وقت ناپ تول پورا کرنا فرض ہے کچھ نیچا تول دینا مستحب حضور نے ارشاد فرمایا یا زید و زیدہ تول دو اور کچھ نیچا تول دو لیتے وقت پورا تول یا ناپ کرلو نیچا نہ لو اس کا انجام اچھا ہے کہ برکت بھی ہے اور لوگوں میں نیک نامی بھی جس سے تجارت چلتی ہے ۱۴ معلوم ہوا کہ بغیر علم فتویٰ دینا مسائل بیان کرنا حرام ہے کہ وہ بھی اس آیت میں داخل ہے ۱۵ یعنی دل کے برے ارادے یا برے عقیدوں پر پکڑ ہوگی ہاں دل کے دوسے جو بے اختیار دل میں آجائیں وہ معاف ہیں لہذا آیات اور حدیث میں تعارض نہیں ۱۶ یعنی ان ظاہری باطنی اعضاء کے متعلق قیامت میں سوال ہو گا کہ تم نے ان سے ناجائز کام تو نہیں کئے اس لئے ان سے جائز کام ہی کرو یہ سوالات رب کے علم کے لئے نہیں بلکہ مجرم سے اقرار جرم کرانے کو ہوں گے

۱ اب معلوم ہوا کہ فخر و تکبر کی حال اور تکبر کی سی بیشک وغیرہ سب ممنوع ہیں ہمارے چلنے پھرنے بننے اٹھنے میں تواضع و انکساری چاہیے متکبر و زور چلنا آہستگی سے وقار کے ساتھ ہو اس پر بہت سے مسائل متفرع ہیں جن میں فقہائے ہاتھی کی سواری شہر کی کھال کی پوشین بننے سے منع فرمایا ان کا ماخذ یہ آیت ہے ۲ یعنی شیخی میں فائدہ کوئی نہیں گناہ لازم ہو جاتا ہے لہذا شیخی چھوڑو فخر انکساری قبول کرو سر بلند درختوں پر پھل چھوٹا ہوتا ہے تواضع کرنے والی تیل پر بوسے پھل گتے ہیں چبے کدو تروڑ وغیرہ متکبر آگ میں بارغ نہیں لگتے عاجز خاک میں ہی گتے ہیں ۳ یہاں حکمت سے وہ احکام مراد ہیں جن کو عقل سلیم بھی درست مانے حضرت علی فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے حضور کو دیکھا کبھی اپنی شرمگاہ کو نہ دیکھا حضرت عثمان فرماتے ہیں کہ جب سے میں اسلام لایا

کبھی جھوٹ نہ بولا کوڑے کھرے والے مکان میں بادشاہ نہیں بیٹھا گنگار دل و زبان میں نور ایمان کیسے جلوہ گر ہو (روح) ۳ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ مومن گناہ کو ملوں دھکوں سے و زرخ میں محفوظ رکھے گا اس کی رسوائی نہ فرمائے گا کیونکہ یہ دونوں کفار کے عذاب ہیں شرعاً جو یہاں عیب کسی پر نہیں کھلنے دیتے کب وہ چاہیں گے مری حشر میں رسوائی ہو (شان نزول) مشرکین عرب فرشتوں کو رب کی لڑکیاں بتاتے تھے ان کی تردید میں یہ آیت نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا کہ بد نصیبو اپنے لئے لڑکیاں پسند نہ

(بقیہ صفحہ ۴۵۵) کرتے اللہ کے لئے لوگیاں ثابت کرتے ہو، کیا خدا نے اچھی چیز یعنی لڑکے جنہیں دیئے بری چیز اپنے لئے رکھی، اب بھی مشرکین ہندو اکثر جنوں کے نام عورتوں کے سے رکھتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ بیماری مشرکین کی پرانی ہے، ہندو گورا، پارسی، گنگا، جٹا، کالی وغیرہ کو عورت ہی مانتے ہیں ہندوستان کو بھارت مانتے ہیں ۷۶ دلیلوں سے مثالوں سے، حکمتوں سے، عبرتوں سے، قصوں سے، اور ایک ہی مضمون کو چند جگہ مختلف جہازوں میں سمجھایا۔ کیونکہ بعض لوگ دلائل سے مانتے ہیں بعض دوسرے بعض مثالوں سے قرآن کریم سب کے لئے آیا ہے، تو سب کی سمجھ کا لحاظ ہے۔ یہ معلوم ہوا کہ جس دل میں حضور کی عظمت و محبت نہ ہو اسے قرآن

بہی اسرائیل ۱۰

۴۵۶

الحق الذی ۱۵

کریم نفع نہیں دے گا بلکہ نقصان پہنچائے گا، بعض درختوں کو بارش جلا دیتی ہے، بکثرت معدہ والوں کو اچھی غذا تیار کر دیتی ہے اس لئے کافر کو کلمہ پڑھا کر قرآن دیتے ہیں ۸۸ یعنی وہ معبود رب سے مقابلہ کرتے اور اس کے سارے ملک پر قبضہ کرنے کی کوشش کرتے، کیونکہ دوسرے کا دست گھر و محتاج ہونا عیب ہے اور ہر ایک اپنے عیب کو دور کرنے کی کوشش کرتا ہے لہذا وہ معبودین بھی خود مختار ہونے کے لئے یہ کرتے اور اگر اپنے مجرور بے بسی پر راضی ہوتے تو وہ اللہ نہ ہوتے، لہذا یہ دلیل برہان قطعی ہے، صرف قناعت کی نہیں ۹۹ یعنی رب کے لئے شریک ماننا اسے کمزور و ضعیف ماننا ہے، دوسروں کو مدد کے لئے وہ شریک کرتا ہے جو خود کامل نہ کر سکے۔ اللہ کی شان اس سے بلند ہے۔ ۱۰۰ یعنی فرشتے اور دیگر مخلوقات کیونکہ جن و انسان کے سوا کسی مخلوق میں کوئی شرک و کافر نہیں۔

۱۱ اس سے معلوم ہوا کہ ہر چیز زبانِ قلم سے رب کی تسبیح خوان ہے صرف زبانِ حال سے نہیں کیونکہ حال تو ہر عاقل سمجھ جاتا ہے، ہاں ان کا قلم سمجھ سے واریہ ہے، بعض صالحین وہ قلم بھی جانتے ہیں اور ان کی تسبیح سنتے ہیں چنانچہ صحابہ کرام کھاتے وقت کھانے کی تسبیح سنا کرتے تھے، ستون کے رونے کی آواز سنی، خیال رہے کہ اگرچہ ہر چیز تسبیح پڑھتی ہے، لیکن ان تسبیحوں کی تاثیروں میں فرق ہے اس ہی لئے سبزے کی تسبیح سے میت کے عذاب قبر میں تخفیف ہوتی ہے اگرچہ خود کفن اور قبر کی مٹی بھی تسبیح پڑھ رہی ہے اس ہی لئے قبروں پر پھول و سبزہ ڈالتے ہیں، ایسے ہی کافر و مومن کی تسبیح کی تاثیر میں فرق ہے، بلکہ خود مومنوں میں ولی اور غیر ولی کی عبادات میں فرق ہے ۱۲ (شانِ نزول) جب آیت تَنْتَظِرُ نَازِلَ ہُوَی تو ابواب کی بیوی جیلہ پتھر کے کروہاں آئی جہاں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ اس نے حضور کو نہ دیکھا، ابوبکر صدیق کو دیکھا اور آپ سے بولی کہ تمہارے آقا کہاں ہیں، وہ میری

۱۲

بِحَمْدِهِ وَلَكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيحَهُمْ إِنَّهُ كَانَ

اُس کی پاکی نہ بولے ہاں تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے لہٰذا تم کو وہ علم والا

حَلِيمٌ غَفُورٌ ۱۰۰ ۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ۱۴۸۳ ۱۴۸۴ ۱۴۸۵ ۱۴۸۶ ۱۴۸۷ ۱۴۸۸ ۱۴۸۹ ۱۴۹۰ ۱۴۹۱ ۱۴۹۲ ۱۴۹۳ ۱۴۹۴ ۱۴۹۵ ۱۴۹۶ ۱۴۹۷ ۱۴۹۸ ۱۴۹۹ ۱۵۰۰ ۱۵۰۱ ۱۵۰۲ ۱۵۰۳ ۱۵۰۴ ۱۵۰۵ ۱۵۰۶ ۱۵۰۷ ۱۵۰۸ ۱۵۰۹ ۱۵۱۰ ۱۵۱۱ ۱۵۱۲ ۱۵۱۳ ۱۵۱۴ ۱۵۱۵ ۱۵۱۶ ۱۵۱۷ ۱۵۱۸ ۱۵۱۹ ۱۵۲۰ ۱۵۲۱ ۱

(بقیہ صفحہ ۲۵۶) ۳۔ جس سے وہ قرآن کریم کو درست طور پر سمجھ نہیں سکتے، اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کی صحیح سمجھ ایمان اور تقویٰ سے حاصل ہوتی ہے، اس کے بغیر ذہن الناکم کرنا ہے جیسا آج کل دیکھا جا رہا ہے، ہر کتاب نور سے بڑھی جاتی ہے، قرآن کا نور تقویٰ ہے، ہر مفسر کو متقی ہونا چاہیے، اللہ توفیق دے۔ ۵۔ معلوم ہوا کہ جس دل کو حضور سے وابستگی نہ ہو وہ قرآن نہ سن سکتا ہے نہ سمجھ سکتا ہے قرآن کا فہم صاحب قرآن کے احزام سے ہے۔ ۶۔ کیونکہ وہ شرک کے خوگر ہیں جب توحید کے مضامین سنتے ہیں تو نفرت کرتے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ بد نصیب آدمی کہیں سے بھی ہدایت نہیں پاسکتا جسے حضور دروازے سے ہدایت نہ ملی اسے پھر

کہاں ملے گی، تمام جگہ کے گناہ حضور کے دروازے پر معاف کراتے ہیں، حضور کے دروازے پر جو گناہ کئے گناہ معاف کرائیں گے۔ ۷۔ یعنی کفار قرآن کریم سنتے بھی ہیں تو مذاق کے لئے یہ سنا بھی گناہ ہے۔ ۸۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن سے خود بدلہ لیتا ہے کہ کفار نے حضور کو مسخوڑا تو رب تعالیٰ نے انہیں ظالم فرمایا۔ دوسرے یہ کہ جھوٹے کو ایک بات پر قرار نہیں ہوتا، چنانچہ کفار کبھی تو حضور کو ساحر یعنی دوسروں پر جادو کرنے والا کہتے تھے، اور کبھی خود ہی حضور کو مسخوڑ یعنی جس پر دوسرے نے جادو کیا ہو۔ کبھی آپ کو مجنون کہتے جس میں بالکل عقل نہیں اور کبھی شاعر کہتے جس میں بہت عقل ہوتی ہے، معلوم ہوا کہ وہ خود اپنی بات پر اعتقاد نہ کرتے تھے، اس آیت میں رب تعالیٰ نے کفار کا شکوہ اپنے جیب سے فرمایا، لطف یہ ہے کہ حضور نے رب سے عرض نہ کیا۔ مولیٰ دیکھ تو یہ مجھے کیا کہہ رہے ہیں، بلکہ رب نے حضور سے شکوہ کیا اس میں حضور کی انتہائی محبوبیت کا اظہار ہے، جیسا کہ ذوق والوں سے پوشیدہ نہیں۔ ۱۰۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کی شان میں جگہ لفظ استعمال کرنے، ہلکی مثالیں دینا کفر ہے، دوسرے یہ کہ حضور کے ذاتی و عنادی دشمن کو ایمان کی توفیق نہیں ملتی۔ شیطان کو بھی عنادی کی بیماری تھی۔ ۱۱۔ کفار مکہ کا یہ سوال تعجب و انکار کے لئے تھا۔ یعنی مرنے اور ہڈیاں ریزہ ریزہ ہو جانے کے بعد پھر جسم کا جنازہ اس میں روح چھوٹا جانا غیر ممکن ہے، وہ اپنی ابتداء کو بھول گئے، معترض آنکھ بند کر کے اعتراض کرتا ہے۔

۱۲۔ فولاد وغیرہ جسے زندگی سے کوئی تعلق نہ ہو، جب بھی تمہیں زندہ کیا جائے گا چھ جگہ ہڈیاں یا مٹی بنی جانا کہ ان میں تو پہلے جان تھی، خیال رہے کہ کونووالمر کا صیغہ ہے مگر یہ امر واجب کرنے کے لئے نہیں، بلکہ مکررین کو الزام دے کر خاموش کرنے کے لئے ہے، ۱۳۔ چونکہ یہ کفار اپنے موجد کو بھول چکے تھے، اس لئے اپنے ٹوٹنے والے

بقیہ سورہ ابراہیم	۲۵۶	الحسن الذہبی
<p>أَوْحَدِيدًا ۝ أَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ بِنِيَّ صُدُّوهُمْ یوحاؤ یا اور کوئی مخلوق جو تمہارے خیال میں بڑی ہو۔ ۱۴۔</p> <p>فَسَيَقُولُونَ مَنْ يَعْبُدُ نَاقِلَ الَّذِي فُطِرَكُمْ أَوَّلَ تو اب کہیں گے ہمیں کون پھر پیدا کرے گا کہ تم فرماؤ وہی جس نے تمہیں پہلی بار</p> <p>مَرَّةً ۚ فَيَسْتَنْغِضُونَ إِلَيْكَ رُءُوسَهُمْ وَيَقُولُونَ مَتَى پیدا کیا تو اب تمہاری طرف منہ کر کے ہم ہلا کر کہیں گے یہ کب</p> <p>هُوَ قُلْ عَلَىٰ أَنْ يَكُونَ قَرِيبًا ۝ يَوْمَ يَدْعُوكُمْ ہے کہ تم فرماؤ شاید نزدیک ہی ہو کہ جس دن وہ تمہیں بلائے گا کہ</p> <p>فَتَسْتَجِيبُونَ بِحَمْدِكَ وَتَصْنَوْنَ إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا تو تم اس کی حمد کرتے چلے آؤ گے اور سمجھو گے کہ نہ رہے تھے مگر</p> <p>ثَلَاثًا ۝ وَقُلْ لِّلْعِبَادِ يُقُولُوا الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ تھوڑا سا۔ اور میرے بندوں سے فرماؤ وہ بات کہیں جو سب سے اچھی ہو</p> <p>إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ بَيْنَهُمْ ۚ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ بے شک شیطان ان کے آپس میں فساد ڈالتا ہے کہ بے شک شیطان</p> <p>لِلْإِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِينًا ۝ رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِكُمْ ۚ إِنَّ يَسَاءَ آدمی کا کھلا دشمن ہے تمہارا رب تمہیں خوب جانتا ہے وہ چاہے تو</p> <p>يَرْحَمَكُمْ أَوْ إِنَّ يَسَاءَ يَئِيسُ الْعِبَادُ ۚ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ تم پر رحم کرے نہ چاہے تو نہیں مگر عذاب کرے اور ہم نے تم کو ان پر مکرر ڈنکا</p> <p>وَكِيلًا ۝ وَرَبُّكَ أَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ نہ بھیلا۔ اور تمہارا رب خوب جانتا ہے جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں</p> <p>وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّنَ عَلَىٰ بَعْضٍ وَآتَيْنَا اور بے شک ہم نے نبیوں میں ایک کو ایک پر جڑائی دی اور داؤد کو</p>		
منزل ۴		

کو بھول گئے ۱۳۔ کفار نے دوبارہ زندہ ہونے کے متعلق تین باتیں پوچھیں..... کیسے زندہ کرے گا، کون زندہ کرے گا، کب زندہ کرے گا، تینوں سوالوں کے جوابات علیحدہ علیحدہ نہایت نفیس طریقہ سے دیئے گئے ۱۴۔ رب تعالیٰ کا قصیٰ فرمانا یقین پر دلالت کرتا ہے۔ معلوم ہوا کہ قیامت بہت قریب ہے، کیونکہ حضور کی تشریف آوری قیامت کی بڑی علامت ہے، حضور نے اپنی دو انگلیوں کو ملا کر فرمایا کہ ہم اور قیامت ایسے ہیں جس سے اشارہ معلوم ہوا کہ رب نے حضور کو قیامت کا علم دیا ہے، ۱۵۔ صوری کی آواز کے ذریعے اپنی قبروں سے میدانِ محشر کی طرف، اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے خاص بندوں کے کام رب کے کام ہیں، کیونکہ قبروں سے اٹھانا، میدانِ شام کی طرف بلانا، صور چھوٹنا حضرت اسماعیل علیہ السلام کا کام ہو گا۔ مگر رب نے فرمایا کہ رب تعالیٰ تمہیں بلائے گا، ایسے ہی بہت دفعہ بندہ رب کے کاموں کے

بينهم الذي ١٥

فرمایا کہ سب لوگ بھارے رب کے قابو میں ہیں نہ اور ہم سے دیا وہ دکھاؤ اور جو نہیں

منزل:

اور حضور سے دعائی التجائی اس پر یہ آیت لکھ کر لی

(خزائن العرفان) خیال رہے کہ ادعوا امر کا صیغہ ہے مگر یہ طعن کے لئے ارشاد ہوا۔ اس میں کفار کو بت پرستی کی اجازت نہیں دی گئی، یعنی جن کو پکار کر دیکھ لو وہ خطہ سہلی دور نہیں کر سکتے تو ایسے مجبوروں کو پوچھتے کیوں ہو ۳۳ یعنی یہ معبود نہیں نہ تو اس پر قادر ہیں کہ تکلیف منادیں نہ اس پر کہ تم سے غفل کر کے دوسرے پر ڈال دیں، تشف اور تحویل میں یہ ہی فرق ہے ۳۴ جیسے عیسیٰ علیہ السلام، عمر علیہ السلام اور فرشتے اور مومن جنات، حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ یہ آیت ان کفار عرب کے بارے میں آئی جو مومن جنات کو پوچھتے تھے، حالانکہ وہ جن حضور پر ایمان لائے تھے ۵۵ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تک پہنچنے کے لئے وسیلہ و مہذبہ لازم ہے، رب فرماتا ہے، **وَابْتَغُوا الْوَسِيلَةَ** یہ بھی معلوم ہوا کہ کفار کے بعض معبودین بھی وسیلہ چاہتے ہیں، جیسے مومن جنات اور فرشتے، کہ قیامت میں یہ سب

(بقیہ صفحہ ۲۵۸) ہمارے حضور کا وسیلہ پکڑیں گے۔ پھر کافرانہیں کس طرح مجبور سمجھتے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام اور فرشتے سب ہی رب سے خوف و امید رکھتے ہیں، کیوں نہ ہو کہ ایمان خوف و امید ہی پر قائم ہے۔ صورت کے پہلے نفع کے وقت، لہذا قیامت سے مراد یہاں اٹھنے کا وقت ہے جس سے پہلے سب کی ہلاکت ہو چکی ہوگی۔ ۸۸ حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ جس جگہ زنا اور سود کی کثرت ہو جائے، وہاں ہلاکت بھیجی جاتی ہے، بعض علماء نے فرمایا کہ ہلاکت نیک بستیوں کے لئے ہے اور عذاب عجم بستیوں کے لئے (روح) ۸۹ (شان نزول) کفار کہ نے حضور سے عرض کیا تھا کہ اگر آپ سچے نبی ہیں، تو صفا پھاڑو سونے کا یادیں،

اور پھاڑوں کو مکہ معظمہ کی زمین سے ہٹادیں، وحی الہی آئی کہ اگر آپ چاہیں تو ہم ان کے یہ مطالبے پورے کر دیں، لیکن اگر پھر بھی ایمان نہ لائے تو ہلاک کر دیئے جائیں گے اور اگر آپ چاہیں تو ان کو ابھی باقی رکھا جائے اور ان کے یہ مطالبے پورے نہ کئے جائیں (خزانة العرفان) اس موقع پر یہ آیت اتری، لہذا یہاں نشانوں سے ان کے منہ مانگے معجزات مراد ہیں ورنہ حضور نے اس سے کہیں بڑھ چڑھ کر معجزات دکھائے، خیال رہے کہ جو قوم منہ مانگے معجزے مانگے اور پھر ایمان نہ لائے وہ ہلاک کر دی جاتی ہے، لہذا ان معجزوں کا نہ دکھانا بھی رب کی رحمت تھی، ۱۱۰ کہ اس اونٹنی کو ناحق قتل کیا اور یہ معجزہ دیکھ کر بھی ایمان نہ لائے، لہذا انہوں نے اونٹنی پر بھی ظلم کیا اور اپنے پر بھی اللہ عظیم آنے والے عذاب سے، یعنی منہ مانگے معجزے، آئندہ عذاب الہی آنے کا پیش خیمہ ہوتے ہیں ۱۱۱ یعنی رب تعالیٰ کا علم اور قدرت سب کو گھیرے ہوئے ہے، نہ کہ خود رب تعالیٰ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات گھیرنے اور گھرنے سے پاک ہے۔

۱۱۲ اس میں معراج آسمانی کا ثبوت ہے، کیونکہ اس سے معلوم ہوا کہ حضور نے معراج میں آیات ایہ بیداری میں لامکان پر جا کر دیکھیں، جس کا مشرکین نے انکار کیا اور قنہ اٹھایا۔ اگر صرف خواب کی معراج ہوتی تو نہ اس کا انکار ہوتا نہ قنہ، یہاں دکھائے۔ مراد معراج کی رات کی وہ سیر ہے جس کی خبر حضور نے مکہ والوں کو دی تو کفار نے مذاق اڑایا، اور بعض ضعیف الاعتقاد لوگ مرتد ہو گئے، اور حضرت ابو بکر صدیق بن گئے، غرضیکہ معراج کو مان کر کوئی حدیق بنا اور کوئی انکار کر کے زندیق ہوا ۱۱۳ یعنی حقور کا درخت جو جنم کی تہ میں اگے گا، اس کی شاخیں دوزخ کے ہر طبقے میں ہوں گی اور وہی دوزخیوں کی خوراک ہوگی، جب حضور نے یہ خبر کفار کو دی تو وہ ہنس کر کہنے لگے کہ دوزخ کی آگ بھی عجیب ہے کہ انسانوں پتھروں کو جلا دے گی اور ہرے درخت کو نہ

بہی اسراءیل ۱۵
۲۵۹

اَرَبَيْتُكَ الْاَفْتِنَةَ لِلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ وَنَجَّوْهُمْ فَمَا يَزِيدُهُمْ الْاَطْفِئَانَا كَيْدًا ۝۱۰

دیکھا یا تم کو کون کی آزمائش کو مکہ اور وہ بیڑ جس پر قرآن میں لعنت ہے مکہ اور ہم انہیں ڈراتے ہیں تو انہیں نہیں بڑھتی مگر بڑی سرکشی

وَادْقُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدْ وَاِلَادِمَ فَسَجَدُوا ۝۱۱

اور یاد کرو جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو مگر وہ ان سجدے سے بھڑک گیا

اِبْلِيسَ ۝۱۲ قَالَ اَسْجُدْ لِمَنْ خَلَقْتُ طِيبًا ۝۱۳

سوا ابلیس کے، بولا کیا میں اسے سجدہ کروں جسے تو نے مٹی سے بنایا

اَرَبَيْتُكَ هٰذَا الَّذِي كُودِمْتَ عَلٰٓی كَيْسٍ اٰخَرْتِنِ اِلٰی

بولا دیکھ تو جو یہ تو نے مجھ سے معجز رکھا اگر تو نے مجھے قیامت تک

یَوْمَ الْقِیَمَةِ لَا حَتٰی تَنْکَنَ ذُرِّیَّتُہٗ الْاَقْبِلٰ ۝۱۴

ہمت دی تو ضرور میں اسکی اولاد کو ہمیں ڈالوں گا نہ مگر تھوڑا کہ فرمایا

اَذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَاؤُكُمْ

دور ہو، تو ان میں جو تیری پیروی کرے گا تو بیشک تم سب کا بدلہ جہنم ہے

جَزَاؤُ مَوْفُورًا ۝۱۵ وَاسْتَغْفِرْ لِمَنْ اَسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ

بھول کر مزا اور دھکا دے ان میں سے جس پر قدرت پائے

بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلٰیہُمْ مَّجِبٰتِكَ وَرَجَلُکَ وَشَارَکُہُمْ

اپنی آواز سے نہ اور ان پر لام بانہ لا پئے سواروں اور اپنے پیادوں کا اور ان کا سا بھی ہو

فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعَدَّہُمْ وَاَبْعَدَہُمْ الشَّیْطٰنُ

مالوں اور بچوں میں لٹا اور انہیں وعدہ دے اور شیطان انہیں وعدہ نہیں دیتا

الْاَعْرُورًا ۝۱۶ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلٰیہُمْ سُلْطٰنٌ

مگر غریب سے تہ بے شک جو میرے بندے ہیں ان پر تیرا کچھ قابو نہیں ہے

مسئول ۳

جلا سکے گی، غرضیکہ اس کا ذکر کفار کے لئے قنہ بنا، ان اندھوں نے یہ نہ دیکھا کہ جو رب سمندر کیڑے کو آگ میں زندہ رکھ سکتا ہے جس کے حکم سے شتر مرغ اٹکارے کھالیں ہے، ترک میں سمندر کی کھال کی تلیہ پٹائی جاتی تھیں جو آگ میں نہیں جلتی تھیں، اگر اس کے حکم سے تمور کا درخت آگ میں نہ جلتے تو کیا مشکل ہے، ۱۱۳ تعظیبی جہنم ان کے سامنے زمین پر پھیلائی رکھ کر، یہ حکم شرعی نہ تھا کیونکہ اس وقت تک کسی نبی کی شریعت نہیں آئی تھی، نیز شریعت کے احکام زمین پر انسانوں کے لئے ہوتے ہیں نہ کہ فرشتوں کے لئے، نیز یہ جہنم صرف ایک بار ہوا، اگر حکم شرعی ہوتا تو برابر ہوتا رہتا ۱۱۴ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ رب کے حکم کے مقابل اپنا قیاس دوڑانا کفر اور شیطانی عمل ہے دوسرے یہ کہ نبی کے اندر دینی نور کا احترام نہ کرنا صرف ظاہر کو دیکھ کر انہیں غالی یا بشر کے جانا شیطان

۱۔ کہ اپنے خاص بندوں کو تیرے تمام فریبوں سے محفوظ رکھے گا ۲۔ معلوم ہوا کہ دریا کا سفر مبارک ہے، اگر دین یا دنیاوی فائدہ کے لئے ہو جیسے حج یا تجارت وغیرہ اور بلا ضرورت منع ہے، لہذا حدیث و قرآن میں تعارض نہیں ۳۔ مشرکین عرب جب دریا میں مخالف ہوا یا طوفان میں پھنس جاتے تو صرف رب سے دعائیں مانگتے اور اس کو پکارتے تھے کسی بت کو نہ پکارتے تھے، پھر وہاں سے نجات پا کر جب خشکی پر آتے تو پھر شرک میں گرفتار ہو جاتے، اس آیت میں ان کی اس حرکت کا ذکر ہے ۴۔ کہ نعمت الہی پا کر اسے راضی کرنے کی بجائے اس کو ناراض کرنے والے کام کرتے ہیں۔ یہ عیب ہر غافل میں ہے اس لئے انسان فرمایا: ہو غافل مومن اور کافر کو

شامل ہے ۵۔ جیسا کہ قارون کو زمین میں دھنسا لیا۔ مطلب یہ ہے کہ جیسے رب تعالیٰ تمہیں سمندر میں ڈبوئے پر قادر ہے ایسے ہی خشکی میں بھی زمین پر دھنسانے پر قادر ہے، خشکی و تری سب اس کے فرمان میں ہیں، ہر جگہ اور ہر اتہم لوگ اس کے قبضے میں ہو اور اس کی رحمت کے محتاج، پھر خشکی پر آکر کفر کا کئی بڑی بے وقوفی ہے، اس آیت میں اگرچہ کافروں کو خطاب ہے مگر ہم غافلوں کو بھی عبرت پکڑنی چاہیے، رب کو دریا بھی آتا ہے اور چھیننا بھی ۶۔ جیسے قوم لوط پر بھیجے تھے، ان آبیوں سے امکان کذب پر دلیل نہیں پکڑ سکتے، اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد عام عذاب نہ بھیجے گا وعدہ ہے کہ ارشاد ہو مَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ خاص وقتوں میں خاص عذاب آسکتا ہے بلکہ آئے گا لہذا آیات میں تعارض نہیں ۷۔ اس طرح کہ تمہیں پھر سمندر کا سفر درپیش آجائے اور پھر وہاں پھنس جاؤ تم کس بوتے پر رب تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہو، جہاں جس کی موت لکھی ہے وہاں اسے ضرور ہی جانا پڑتا ہے اور وہاں پہنچ کر اسے موت آجاتی ہے (خدا کرے میری موت مدینہ منورہ کی ہو ایمان کے ساتھ (احمد یار) ۸۔ اس آیت میں کفار کے عقیدہ شفاعت کی نفی ہے، ان کا عقیدہ تھا کہ جہنم کی شفاعت دھونس والی ہے، رب تعالیٰ پر ان کا دباؤ ہے مومن ایسی شفاعت کے قائل نہ تھے، نہ ہیں، نہ ہو سکتے ہیں ۹۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ انسان دیگر تمام مخلوقات سے افضل و اشرف ہے اسی لئے اسے اشرف المخلوقات کہتے ہیں، انسان ہی میں نبی ولی ہیں، انسان ہی کو اچھی صورت، تمام چیزوں پر غلبہ، دنیا و آخرت کی تدبیریں، عقل و رائے عطا فرمائیں، تمام چیزیں اس کے لئے پیدا فرمائیں، دوسرے یہ کہ فاسق و کافر کی انسانیت دیگر مخلوق سے افضل ہے، اگرچہ وہ خود جانوروں سے بھی بدتر ہے حقیقت انسان اور چیز ہے، اسی لئے کفار دوزخ میں شکل انسانی میں نہ جائیں گے ۱۰۔ خشکی میں جانوروں پر ریل میں موٹر و ہوائی جہاز وغیرہ اور دریا میں

بہی (سورہ ابراہیم)

۲۶۰

جل جلالہ ۱۵

وَكُنْ بِرَبِّكَ وَكِيلًا ۱۵ رَبُّكَ الَّذِي يُبْرِجِي لَكُمْ الْفَلَكَ

اور تیرا رب کافی ہے کام بنانے کو، تمہارا رب وہ ہے کہ تمہارے لئے دریا میں کھینچ

فِي الْبَحْرِ لَتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ إِنَّه كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ۱۶

رواں کرتا ہے کہ تم اس کا فضل تلاش کرو گے شک وہ تم پر مہربان ہے

وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُونَ إِلَّا

اور جب تمہیں دریا میں مصیبت پہنچتی ہے تو اس کے سوا جنہیں پوچھتے ہو سب

إِيَّاهُ فَلَمَّا نَجَّيْكُمْ إِلَى الْبَرِّ أَعْرَضْتُمْ وَكَانَ الْإِنْسَانُ

گم ہو جاتے ہیں، پھر جب وہ تمہیں خشکی کی طرف نجات دیتا ہے تو نہ پھرتے ہو اور

كُفُورًا ۱۷ أَفَأَمِنْتُمْ أَنْ يُخَسِّفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ أَوْ

آویز بنا کر کہے کہ کیا تم اس سے نڈر ہوئے کہ وہ خشکی ہی کا کوئی کنارہ تمہارے ساتھ

يُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ وَكِيلًا ۱۸

دھنسا دے یا تم پر پھراؤ بھیجے کہ پھر اپنا کوئی حمایتی نہ پاؤ

أَمْ أَمِنْتُمْ أَنْ يُعِيدَكُمْ فِيهِ تَارَةً أُخْرَى فَيُرْسِلَ

یا اس سے نڈر ہوئے کہ تمہیں دوبارہ دریا میں لے جائے یا پھر تم پر جہاز

عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيحِ فَيَغْرِقَكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ ثُمَّ

توڑنے والی آندھی بھیجے تو تم کو تمہارے کفر کے سبب ڈبو دے پھر اپنے لئے

لَا تَجِدُوا لَكُمْ عَلَيْكُمْ إِلَهًا تَسْتَعِينُونَ ۱۹ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ

کوئی ایسا نہ پاؤ کہ اس پر ہمارا بھیجا کہ وہ اور بے شک ہم نے اولاد آدم کو عزت دی کہ

وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِّنَ الطَّيِّبَاتِ

اور انکو خشکی اور تری میں سوار کیا کہ اور ان کو ستھری چیزیں روزی دین

وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا ۲۰

اور ان کو اپنی بہت مخلوق سے افضل کیا کہ جس دن ہم

منزل ۴

کشتیوں جہازوں وغیرہ میں یہ اس کی رحمت و قدرت ہے کہ تمام چیزیں انسان کے لئے مسخر اور تابع فرمائیں، انسان کو چاہیے کہ اللہ و رسول کے تابع رہے مصرع سب ہمارے واسطے ہیں ہم خدا کے واسطے ۱۱۔ حلال اور مزیدار جسمانی نعمتیں اور روحانی غذا، نیک کھیتی باڑی میں محنت زیادہ کرتا ہے مگر اسے گھاس و بھوسا ہی ملتا ہے انسان محنت کم کرتا ہے مگر دولت پھل، دودھ بھی کھاتا ہے یہ رب کی مہربانی ہے ۱۲۔ یہاں اکثر سے مراد کل ہیں، رب فرماتا ہے۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا هَذِهِ سَارَةَ الْكَافِرِينَ یا فرماتا ہے۔ وَمَا يَلْبِسُهُمْ اللَّهُ تَعَالَىٰ فِي سَارَةِ الْكَافِرِينَ کے پیرو ہیں، لہذا بعض انسان فرشتوں سے بھی افضل ہے کیونکہ فرشتوں میں عقل ہے شہوت نہیں، جانوروں میں شہوت ہے عقل نہیں، انسانوں میں دونوں ہیں، اس لئے جنت انسانوں کے لئے ہے، نبوت، ولایت صرف انسان میں (ماخوذ از خزائن العرفان)

(بقیہ صفحہ ۳۶۰) رب نے فرمایا اِنِّیْ فَضَّلْتُکُمْ عَلَی الْعَالَمِیْنَ اور فرمایا اِنَّ عَلَیْکُمْ عَلَی الْعَالَمِیْنَ۔

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں کسی صالح کو اپنا امام بنالینا چاہیے۔ شریعت میں تقلید کر کے اور طریقت میں بیعت کر کے تاکہ حشر اچھوں کے ساتھ ہو، اگر کوئی صالح امام نہ ہوگا تو اس کا امام شیطان ہوگا اس آیت میں تقلید اور بیعت، مریدی سب کا ثبوت ہے۔ ۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قیامت میں کوئی بے پروا نہ ہوگا سب لوگ تحریر پڑھ لیا کریں گے اگرچہ دنیا میں بعض لوگ جاہل بھی تھے دوسرے یہ کہ تمام لوگوں کی زبان اس دن عربی ہوگی، کیونکہ نامہ اعمال کی تحریر عربی زبان میں ہے۔ لیکن کسی کو ترجمہ کرانے کی ضرورت نہ

ہوگی۔ بلکہ حساب قبر بھی عربی میں ہوگا۔ ۳۔ یعنی دنیا میں جس کا دل اندھا رہا، ہدایت قبول نہ کی، وہ آخرت میں نجات اور جنت کی راہ دیکھنے سے اندھا ہوگا۔ بلکہ وہاں اس کا اندھا پن زیادہ ہوگا کہ دنیا میں ہدایت کا امکان تھا آخرت میں یہ امکان بھی نہ ہوگا لہذا یہ آیت اس آیت کے خلاف نہیں، فَصَلِّ لِرَبِّکَ الْیَوْمَ حَذِیذًا ظاہری آنکھیں اس دن سب کی تیز ہوں گی۔ ۴۔ (شان نزول) بنی نضیب کا ایک وفد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ اگر آپ ہماری تین باتیں منظور فرمائیں تو ہم آپ کی بیعت کر لیں، اولاً ہم نماز میں جھکیں گے نہیں، یعنی رکوع سجدہ نہ کریں گے، دوم ہم اپنے بچوں کو نہ پوچھیں گے، مگر سال میں ایک دفعہ ان کے چڑھاوے، نذرانے وصول کر لیا کریں گے، سوم ہم اپنے بچوں کو اپنے ہاتھوں سے نہ توڑیں گے یہ بھی کہنے لگے، آپ ہم کو ایک خاص عزت بخشیں، جو دوسروں کو نہ بخشی ہو۔ اور اگر کوئی عرب آپ سے اس کی وجہ پوچھے تو فرمادیں کہ اللہ کا حکم ایسا ہی ہے۔ حضور نے یہ باتیں نامنظور فرمائیں اس موقع پر آیت اتری۔ جس میں حضور کی استقامت کی تعریف فرمائی گئی معلوم ہوا کہ حضور کو رب نے قدرتی طور پر استقامت بخشی ہے ۵۔ معلوم ہوا کہ کفار لغزش دینے کے قریب تھے، آپ لغزش پانے کے قریب نہ تھے، اسی لئے صیغہ جمع کا فرمایا ۶۔ یعنی آپ قریب جھکنے کے ہو جاتے ۷۔ یہ آیت ایسی ہے، جیسے رب تعالیٰ کا فرمان لَوْ کَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَّا اَدَّلُ الْعٰلَمِیْنَ اگر رب کے بیٹا ہوتا تو اسے پہلے میں پوجتا، نہ رب کی اولاد ممکن نہ اسے حضور کا پوجنا ممکن، ایسے ہی نہ حضور کا کفار کی طرف قریب ایلان ہونا ممکن نہ آپ پر تباہی و دینی عذاب الہی آنا ممکن۔ اس آیت میں بھی لَوْ ہے اور یہاں بھی، اس سے معلوم ہوا کہ جاننے والے کا گناہ نہ جاننے والے سے سخت تر ہے ۸۔ (شان نزول) عرب کے مشرکوں نے چاہا کہ سب مل کر حضور کو عرب سے باہر کر دیں۔ مگر اللہ کے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ	۳۶۱	بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
<p>یَوْمَ نَدْعُوْا کُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ فَمَنْ اُوْتِیْ کِتٰبٌ</p>		
<p>ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے کہ تو جو اپنا نام دہسنے ہاتھ میں</p>		
<p>بِیَمِیْنِهِ فَاُولٰٓئِکَ یَقْرَءُوْنَ کِتٰبَهُمْ وَلَا یُظْلَمُوْنَ</p>		
<p>دیگا یہ لوگ اپنا نام پڑھیں گے اور تاجے پھر ان کا حق نہ دیا</p>		
<p>فَتِیْلًا ۝۱۰ وَمَنْ کَانَ فِیْ هٰذِہٖ اَعْمٰی فَہُوَ فِی الْاٰخِرَةِ</p>		
<p>جائے گا اور جو اس زندگی میں اندھا ہو وہ آخرت میں اندھا ہے</p>		
<p>اَعْمٰی وَاَضَلُّ سَبِیْلًا ۝۱۱ وَاِنْ کَادُوْا لَیْقَتِلُوْکَ</p>		
<p>اور اور بھی زیادہ گمراہ تھے اور وہ تو قریب تھا کہ تمہیں قتل فرما دیتے</p>		
<p>عَنِ الَّذِیْ اَوْحٰیْنَا اِلَیْکَ لِتَقْرٰی عَلَیْنََا غٰیْرَہٗ</p>		
<p>دینے کی ہماری وحی جو ہم نے تم کو بھیجی کہ تم ہماری طرف نہ گمراہ ہو</p>		
<p>وَ اِذَا لَا تَخٰذُلُوْکَ خَلِیْلًا ۝۱۲ وَلَوْ لَا اَنْ تَبْتَئِنَکَ لَقَدْ</p>		
<p>کر دو اور ایسا ہوتا تو وہ تم کو اپنا گمراہ دوست بنا لیتے اور اگر ہم نہیں ثابت قدم نہ رکھتے</p>		
<p>کَدَّتْ تَرْکُنُ الْیَوْمَ شَیْئًا قَلِیْلًا ۝۱۳ اِذَا لَا اَذَقْنٰکَ</p>		
<p>تو قریب تھا کہ ان کی طرف نہ تھوڑا سا لگتے اور ایسا ہوتا تو ہم تم کو دینی</p>		
<p>ضَعْفَ الْحَیٰوۃِ وَضَعْفَ الْمَمٰتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ</p>		
<p>عمر اور دو چند موت کا مزہ دیتے پھر تم ہمارے</p>		
<p>لَکَ عَلَیْنَا نَصِیْرًا ۝۱۴ وَاِنْ کَادُوْا لَیَسْتَفْرِزُوْکَ مِنْ</p>		
<p>مقابلہ اپنا کوئی مددگار نہ پاتے اور شک قریب تھا کہ وہ ہمیں اس زمین</p>		
<p>الْاَرْضِ لَیُخْرِجُوْکَ مِنْهَا وَاِذَا لَا یَلْبِثُوْنَ خَلْفَکَ</p>		
<p>سے ڈھکا دیں کہ تمہیں اس سے باہر کر دیں اور ایسا ہوتا تو وہ تمہارے</p>		
<p>الْاَقْلِیْلًا ۝۱۵ سُنَّہٗ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَکَ مِنْ رُّسُلِنَا</p>		
<p>جو بھی دکھاتے مگر تھوڑا دستور ان کا جو ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے</p>		
<p>مَنْ ذَلٰلَکَ</p>		

فضل و کرم سے وہ اس پر قادر نہ ہوئے، اس پر یہ آیت کریمہ اتری ۹۔ کیونکہ نبی کے تشریف لے جانے کے بعد عذاب الہی آجاتا ہے، ایسے ہی مومنوں سے بستی کا خالی ہو جانا عذاب کا باعث ہے ۱۰۔ یعنی جس قوم نے اپنی بنیوں سے اپنے رسول کو نکالا تو انہیں بھی وہاں رہنا نصیب نہ ہوا عذاب میں گرفتار ہوئے۔

اب خیال رہے کہ رب کے قانون میں کوئی تبدیلی نہیں کر سکتا اگر وہ خود اپنی قدرت دکھانے کو تبدیلی فرمادے تو ہو سکتا ہے، لہٰذا کہنے کے حضور کو مکہ سے باہر کر دیا مگر پھر بھی ان پر عذاب نہ آیا بلکہ اکثر کو ایمان کی توفیق مل گئی یہ رب کا فضل، حضور کی رحمت ہے ابراہیم علیہ السلام کو آگ نے نہ جلا یا۔ حضرت اسماعیل کو چھری نے ذبح نہ کیا یہ سب قانون کی تبدیلیاں اللہ کی قدرت سے ہیں دوسرا کوئی نہیں بدل سکتا۔ یعنی بیشہ پڑھو درست پڑھو، دل لگا کر پڑھو، خیال رہے کہ نماز پڑھنا کمال نہیں بلکہ نماز قائم کرنا کمال ہے، اسی لئے رب نے ہر جگہ نماز قائم کرنے کا حکم دیا ۳۱۔ اس میں چار نمازیں آئیں۔ فجر، عصر، مغرب، عشاء کیونکہ یہ چاروں نمازیں سورج ڈھلنے سے رات گئے تک پڑھی جاتی ہیں ۳۲ یعنی فجر کی

یعنی اسلامی

۲۷۲

یعنی الذی ۱۵

وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيلًا ۝ اَقِمِ الصَّلَاةَ لِذُلُوکِ

اور تم ہمارا قانون بدلتا نہ پاؤ گے نہ نماز قائم رکھو۔ سورج ڈھلنے

الشَّمْسِ إِلَى غَسَقِ اللَّیْلِ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ ۚ قُرْآنَ

سے رات کی اندھیری تک اور صبح کا قرآن تک بے شک صبح کے

الْفَجْرِ ۚ كَانَ مَشْهُودًا ۝ وَمِنَ اللَّیْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً

قرآن میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور رات کے کچھ حصہ میں تہجد کرو لے یہ خاص جہاز

لَكَ ۚ عَسَىٰ اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا ۝ وَقُلْ

لئے زیادہ ہے کہ قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد

رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ

کریم کے اور بلوں میں سے کسی سے بھی طرح داخل کر اور اچھی طرح باہر لے جا

صِدْقٍ وَّاَجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ۝

تو اور مجھے اپنی طرف سے مددگار نصیب دے

وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ

اور فرماؤ کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا کہ بے شک باطل کو شنا ہی تھا

زَهُوْقًا ۝ وَنَزَّلَ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاۗءٌ وَرَحْمَةٌ

تو اور ہم قرآن میں اتار دے ہیں چیز جو ایمان والوں کے لئے شفا اور

لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَلَا يَزِيْذُ الظَّالِمِيْنَ ۚ الْاَخْسَارُ ۝ وَاِذَا

رحمت ہے اور اس سے ظالموں کو نقصان ہی بڑھتا ہے تو اور جب

اَنْعَمْنَا عَلٰی الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ جَانِبَهُ ۚ وَاِذَا

ہم آدمی پر احسان کرتے ہیں نہ پھیر لیتا ہے اور اپنی طرف دور ہٹ جاتا ہے اور

مَسَّهُ الشُّرْكَانَ يُوْسُفُ ۚ قُلْ كُلٌّ يَعْمَلُ عَلٰی شَاكِلَتِهٖ

اسے برائی پہنچے تو نا امید ہو جاتا ہے نہ تم فرماؤ سب اپنے کینڈے پر کرا کرتے ہیں

منزل ۲

نماز، اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں قرآن کی تلاوت فرض ہے یہاں جزو نماز کا کل مراد لیا گیا۔ ۵۔ کہ فجر کے وقت رات کے محافظین اور کاتبین فرشتے جاتے نہیں پاتے کہ دن کے محافظین و کاتبین آ جاتے ہیں یہ دونوں جماعتیں نماز فجر میں شرکت کرتی ہیں محافظین فرشتے ساتھ ہیں۔ کاتبین دو ہر شخص کے ساتھ ہاتھ فرشتے رہتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ صالحین کے ساتھ نماز اچھی ہے اور جس قدر یہ نیک بندے زیادہ ہوں اسی قدر نماز کا ثواب زیادہ ہے ۶۔ یعنی نیک چھوڑو، چھوڑ دینا ہے اور تہجد نیند ترک کرنا اس سے معلوم ہوا کہ نماز تہجد رات میں ہی ہو گی، دوسری نیند چھوڑ کر تہجد نہیں پڑھ سکتے کہ من الیل فرمایا گیا، یہ بھی معلوم ہوا کہ تہجد کے لئے پہلے کچھ سونا شرط ہے۔ کہ بغیر سوئے تہجد نہیں بعد میں بھی کچھ سولینا سنت ہے تہجد رات کے آخری چھ حصے میں پڑھنی بہتر ہے، جو بغیر نماز عشاء پڑھے ہوئے سو کر اٹھا تہجد نہیں پڑھ سکتا تہجد کم از کم دو رکعت ہے زائد سے زائد بارہ رکعتیں ہیں حضور اکثر آٹھ پڑھتے تھے ۷۔ صبح یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز تہجد فرض تھی۔ حضور کی امت پر سنت مودکہ علی الکفایت ہے کہ اگر بستی میں ایک بھی پڑھ لے سب کی طرف سے ادا ہو جائے گی اور اگر کسی نے نہ پڑھی تو سب سنت کے تارک ہوئے ۸۔ خالق بھی اور ساری مخلوق بھی، یہ ہی وہ مقام ہے جہاں تشریف فرما ہو کر حضور شفاعت کبریٰ کا دروازہ کھولیں گے، یہ مقام حضور کے لئے خاص ہے جس پر سب رشک کریں گے، اس سے معلوم ہوا کہ بڑے حبیب والوں کو زیادہ عبادت کرنی چاہیے، یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کا لمحہ ہونا مقام محمود پر ہی پورے طور پر ظاہر ہو گا کہ حضور اس دن خالق و مخلوق کے محمد ہوں گے ۹۔ یعنی جہاں میرا جانا ہو صدق سے ہو اور جہاں سے نکلتا ہو سچائی سے ہو۔ مکہ سے نکلتا مدینہ، پاک میں داخل ہوتا، قبر میں جانا قیامت میں قبر سے اٹھنا، عزت کے ساتھ ہو، عبادت میں داخل ہونا

عبادت سے فارغ ہونا شروع و خضوع کے ساتھ ہی ہو (تفسیر خزائن العرفان) مسلمان جب بھی کہیں جائے یہ دعا پڑھ کر داخل ہو ۱۰۔ لشکر، خدام، دلیل ایسی عطا فرما جس سے تیہی طرف سے دشمن پر غلبہ نصیب ہو، اس سے معلوم ہوا کہ جس سے رب راضی ہو اس کے لئے اچھے مددگار مقرر فرما دیتا ہے ۱۱۔ یعنی حضور تشریف لائے نور آیا، اندھیرا گیا، اسلام آیا کفر گیا، قرآن آیا شیطان گیا خیر آئی شر گئی، ہدایت آئی گمراہی گئی، مگر یہ سب کچھ اس دوا کے دم قدم سے ہوا جس کے دم کی یہ ساری ہمارے سب کچھ وہ ہی لائے صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲۔ فتح مکہ کے دن جب حضور کعبہ معظمہ میں تشریف لے گئے تو آپ کے ہاتھ شریف میں ایک کچی تھی، یہ آیت پڑھتے اور بت کی طرف اشارہ فرماتے وہ گر جاتا حالانکہ سب بت لوہے اور راتک سے بڑے ہوئے تھے، اس سے معلوم ہوا کہ حضور خود حق ہیں جس کو حضور

(بقیہ صفحہ ۴۶۳) حضور سے نسبت ہو جائے وہ حق ہے جو ان سے بے تعلق ہے وہ باطل ہے اگر نماز کو حضور سے تعلق نہ ہو تو وہ نماز باطل ہے اور اگر دنیاوی کاروبار حضور سے وابستہ ہوں تو حق ہیں ۱۳۔ روحانی شفاء کیونکہ روح عالم امر کی چیز ہے اس کی غذائیں اور دوائیں اس ہی عالم کی چائیں جیسے کہ جسم عالم خلق کی چیز ہے اس کی دوائیں غذائیں اسی عالم کی ہیں چونکہ قرآن اور صاحب قرآن کے فرمان عالم امری کے ہیں لہذا یہ ہی روحانی غذائیں ہیں، ناپاک کپڑے پر سارا قرآن پڑھ کر دم کرو پاک نہ ہو گا کیونکہ جب ناپاک اس دنیا کی ہے تو پانی بھی یہاں کا چاہیے اور کافر کو سات سمندروں میں غسل دو پاک نہ ہو گا صرف کلمہ شریف سچے دل سے پڑھ لینے سے پاک ہو گا کیونکہ کفر کی ناپاکی اس دنیا کی ہے تو اس کا پانی بھی وہاں کا ہی چاہیے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ قرآن ہر ظاہری باطنی بیماری کے لئے شفاء ہے لہذا اس کا دم اس کا تعویذ گنڈا سب جائز ہوا ۱۴۔ دیکھ لو آج بھی بعض لوگ وہ کھانا نہیں کھاتے جس پر قرآن شریف پڑھ دیا جاوے ان کے لئے تو قرآن شریف نقصان ہی کا باعث ہوا ۱۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ آرام میں رب کو بھول جانا اور صرف مصیبت میں لمبی دعائیں مانگنا اور اگر قبولیت میں دیے ہو تو یاپس ہو جانا کافریا غافل کی علامت ہے مسلمانوں کو چاہیے کہ ان تینوں عیبوں سے پاک و صاف رہیں خیال رہے کہ یہاں انسان سے کافریا غافل مراد ہے۔

۱۵۔ یعنی روح عالم امر کی مخلوق ہے اور تم عالم جسم کے تو تم اس کی حقیقت نہیں معلوم کر سکتے (تفسیر ابن عربی) کفار قریش علماء یہود کے پاس جا کر بولے کہ کوئی تدبیر بتاؤ جس سے ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جھوٹا کہہ سکیں انہوں نے کہا کہ تم ان سے تین سوال کرو، اصحاب کف کا واقعہ ذوالقرنین کا واقعہ، روح کی حقیقت اگر وہ تینوں سوالوں کا جواب دے دیں تو بھی سچے نبی نہیں اگر تینوں کا جواب نہ دیں تب بھی سچے نہیں اگر پہلے دو کا جواب دیں اور تیسرے کا نہ دیں تو سچے نبی ہیں چنانچہ انہوں نے آکر حضور سے یہ سوالات کئے، حضور نے پہلے دو کے جواب مفصل ارشاد فرمائے مگر روح کی حقیقت بیان نہ فرمائی ۲۔ یعنی اسے پوچھنے والو تم کو علم کم دیا گیا نہ کہ مجھے مجھے تو رب نے ہمت علم دیا، روح تو خود حضور کے نور سے ہی پیدا ہوئی ہے اس کی خبر آپ کو کیسے نہ ہو علم روح کی بحث ہماری کتاب جاء الحق میں مطالعہ کرو ۲۔ اس طرح کہ قرآن کریم کو ورق اور سینوں سے منادیتے جیسا کہ قرب قیامت میں ہو گا ۳۔ کہ اس نے محض اپنے فضل و کرم سے قیامت تک قرآن محفوظ فرمایا قیامت کے قریب قرآن کریم اٹھایا جائے گا اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم کا علم و حفظ اللہ کی مہربانی سے حاصل ہوتا ہے

جلال الدین ۱۵
۴۶۳
بقی اسرار و اہل ۱۴

فَرُبَّكُمْ أَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ أَهْدَىٰ سَبِيلًا ۖ وَيَسْأَلُونَكَ
 تو تمہارا رب خوب جانتا ہے کون زیادہ راہ پرستے اور تم سے روح کو

عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِّنْ
 پلوتھتے ہیں تم فرماؤ روح میرے رب کے حکم سے ایک چیز ہے نہ اور نہیں

الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا ۖ وَلَكِنْ شِئْنَا لَنُدْهِبَنَّهُ بِالذِّمَىٰ
 علم نہ ملا مگر حضورؐ کا اور اگر ہم چاہتے تو یہ دمی جو ہم نے ہماری طرف کی

أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ لَمْ لَا تُجِدْ لَكَ بِهِ عَلَيْنَا وَكِيلًا ۖ إِلَّا
 اسے لے جائے نہ پھر تم کوئی نہ دے کہ تمہارے لئے ہمارے حضور اس پر کلمات کرتا

رَحْمَةً مِّنْ رَبِّكَ إِنَّ فَضْلَهُ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيرًا ۖ
 مگر تمہارے رب کی رحمت کچھ ہے شک تم پر اس کا بڑا فضل ہے

قُلْ لِّمَنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَنْ يَأْتُوا
 تم فرماؤ اگر آدمی اور جن سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کی

بِمِثْلِ هَذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ
 مانند آئیں تو اس کا مثل نہ لا سکیں گے اگرچہ ان میں

بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرٌ ۖ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِي
 ایک دوسرے کا مددگار ہوتا اور بے شک ہم نے لوگوں کے لئے اس قرآن

هَذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ فَأَبَىٰ أَكْثَرُ النَّاسِ إِلَّا
 میں ہر قسم کی مثل طرح طرح بیان فرمائی تو اکثر آدمیوں نے نہ مانا مگر

كُفْرًا ۖ وَقَالُوا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتَّىٰ تَفْجُرَ لَنَا مِنَ
 ناشکری کرنا اور بولے کہ ہم تم پر ہرگز نہ ایمان لائیں گے یہاں تک کہ تم ہمارے لئے

الْأَرْضِ يَنْبُوعًا ۖ وَتَكُونُ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ جَبَلٍ وَ
 زمین سے کوئی چشمہ بہا دوں یا تمہارے لئے چھوڑ دوں اور انچوروں کا کوئی

منزل ۳

۱۵۔ اس طرح کہ رب نے آپ کو نبیوں کا سرور بنایا، آپ پر قرآن اتارا شفاعت کبریٰ اور مقام محمود آپ کو بخشا، آپ کے دین میں قیامت علماء اولیاء پیدا فرمائے، کون ہے جو آپ کی عظمت کا محاذ جان سکے ۲۔ (شان نزول) شریکین عرب نے کہا تھا کہ اگر ہم چاہیں تو قرآن کی مثل بنالیں اس کی تردید میں یہ آیت کریمہ اتزی جب انسان چاند سورج کی مثل نہیں بنا سکتا تو قرآن کی مثل کیسے بنا سکے گا چنانچہ کفار عرب نے ایسی چوٹی کا زور لگایا۔ مگر قرآن کریم کی ایک آیت کی مثل نہ بن سکی خیال رہے کہ یہاں جن میں فرشتے بھی داخل ہیں کیونکہ وہ بھی ہماری نگاہ سے چھپے ہوئے ہیں (روح البیان) ۷۔ یہاں مثل سے مراد ہیں عجیب و غریب معانی ان کے دلائل، تکرید و اتفاقات، ذرائع، خوشحیریاں دینا چونکہ انسانوں کی طبیعتیں مختلف ہیں اور قرآن کریم سارے انسانوں کے لئے آیا لہذا اس میں سب چیزیں ہونی

(بقیہ صفحہ ۴۶۳) چائیں، امام جعفر ابن محمد صادق فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کی عبادت عوام کے لئے ہے اور اس کے اشارے خواص کے لئے اس کے لطائف اولیاء اللہ کے لئے اس کے حقائق انبیاء کرام کے لئے، مولانا فرماتے ہیں۔ ظاہر قرآن چو شخص آدمی ست ☆ کہ لغزش ظاہر و جانش غشی ست ☆ ۸۔ (شان نزول) سرداران قریش جب قرآن کریم کے مقابلے سے عاجز رہے تو کعبہ معظمہ کے پاس جمع ہوئے اور وہاں حضور کو بلایا اور بولے کہ آج ہم نے آپ کو فیصلہ کن بات کے لئے بلایا ہے اگر آپ چاہیں تو ہم ملک و دولت، اچھی بیوی، بادشاہت آپ کو دے دیں، اگر آپ کو کوئی دماغی بیماری ہے تو ہم آپ کا علاج کرا دیں، خرچہ ہم پر ہو گا۔

حضور نے فرمایا کہ ان میں سے کچھ بھی نہیں صرف تم اللہ کو ایک اور مجھے اس کا سچا رسول مان لو، اس میں ہی تمہاری خیر ہے، ورنہ میں تمہاری سختیوں پر صبر کروں گا، اور رب کے فیصلے کا انتظار تب وہ بولے کہ اچھا اگر آپ سچے رسول ہیں، تو آپ مکہ معظمہ میں چار مہینے جاری فرما دیں، مکہ کے جنگل پہاڑوں سے صاف کر دیں، ہمارے باپ دادوں کو زندہ فرما دیں کہ وہ آکر تمہاری گواہی دیں، یا اپنی گواہی کے لئے کوئی فرشتہ اتار دیں یا کم از کم آپ کے پاس اچھے باغات اور سونے چاندی کے خزانے ہونے چاہئیں، اسے بولا کہ میں تو آپ پر جب ایمان لاؤں گا کہ آپ میری لگا کر آسمان پر چڑھ جائیں اور وہاں سے ایسی کتاب لائیں جو ہم بھی پڑھیں، ان کے جواب میں یہ آیت کریمہ اتاری (خزائن) معلوم ہوا کہ مقابلہ کے لئے معجزہ مانگنا طریقہ کفار ہے، اور ایمان کے لئے مانگنا درست ہے۔ ا۔ کہ قیامت میں آسمان گر جائے گا تو آج ہی گرادو۔ ۲۔ جو ہمارے سامنے آکر تمہاری تصدیق کریں۔ ۳۔ اس طرح کہ ہمارے سامنے فرشتہ آئے اور لکھی ہوئی مکمل کتاب آپ کو دے جائے، ہم فرشتہ کو بھی دیکھیں، اس کے ہاتھ سے کتاب ملتی ہوئی بھی ملاحظہ کریں، یہ ساری بکواس محض نہ ماننے کی نیت سے دل لگی اور مذاق کے طور پر تھی، اگر یہ مطالبے پورے کر بھی دیئے جاتے تو بھی وہ ایمان نہ لاتے۔ ۴۔ اس جواب کا منشاء یہ نہیں کہ حضور ان میں سے کوئی مطالبہ بھی پورا نہ فرما سکتے تھے، بلکہ منشاء یہ ہے کہ ہمارے یہ مطالبے منظور نہیں، کیونکہ اگر ان میں سے کوئی معجزہ دکھایا گیا اور پھر بھی تم ایمان نہ لائے تو ہلاک کیئے دیئے جاؤ گے، جیسا کہ عادت الہیہ ہے، یعنی حضور کو ان سب پر قدرت ہے مگر دکھانے کی اجازت نہیں آگ نے جناب غلیل کو بلایا نہیں، چھری نے جناب اسماعیل کو ذبح نہیں کیا کیونکہ اجازت نہ تھی، حضور کے اختیار قدرت کا یہ حال ہے کہ حضور نے ننگروں سے کلہ پڑھوا دیا۔ انگلیوں سے پانی کے چشمے بہا کر دکھائے فرشتے بارہا حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، جو صحابہ نے دیکھے بہر حال نہ کرنا

عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ كَفَرَ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ، كَفَرَ بِرَبِّهِ وَبِالْآيَاتِ الَّتِي أَنْزَلَ فِيهِ»

بارغہ جو پھر تم اس کے اندر اتنی ہی ہمت رواں کرو یا تم ہم ہر آسمان گرا دو

كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسْفًا أَوْ تَأْتِي بِلِلِّهِ وَالْمَلِكَةِ

بیساتم نے کہا ہے کہ منکرے منکرے یا اللہ اور فرشتوں کو صاف

قَبِيلًا ۱۷ أَوْ يَكُونُ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرٍ أَوْ تَرْقَىٰ فِي

لے آؤں یا تمہارے لئے طلائی گھر ہو یا تم آسمان میں

السَّمَاءِ وَلَكِنْ تَوَمَّنْ لِرُقِيكَ حَتَّىٰ تَنْزِلَ عَلَيْنَا كِتَابًا

پڑھ جاؤ اور ہم تمہارے پڑھ جانے پر بھی ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک ہم

تَقْرَأُ ۚ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيَ هَلْ كُنْتُ إِلَّا بَشَرًا

پیر ایک کتاب نہ اتار دو جو ہم پڑھیں نہ تم فرماؤ پاکی ہے میرے رب کو میں کون ہوں

رَسُولًا ۚ وَمَا مَنَعُ النَّاسَ أَنْ يُؤْمِنُوا إِذْ جَاءَهُمْ

مگر آدمی اللہ کا بھیجے ہوا اور کس بات نے لوگوں کو ایمان لانے سے روکا کہ جب اچھے پاس

الْمُهْدَىٰ إِلَّا أَنْ قَالُوا أَبَعَثَ اللَّهُ بَشَرًا رَسُولًا ۚ

ہدایت آئی مگر اسی نے کہ بولے کیا اللہ نے آدمی کو رسول بنا کر بھیجا

قُلْ لَوْ كَانَ فِي الْأَرْضِ مَلَائِكَةٌ يَّبَشُرُونَ مَطْمَئِينَ

تم فرماؤ اگر زمین میں فرشتے ہوتے ہمیں سے چلتے بٹھتے تو

لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِم مِّنَ السَّمَاءِ مَلَكًا رَسُولًا ۚ قُلْ كَفَىٰ

ان پر ہم رسول بھی آسمان سے فرشتہ اتارتے نہ تم

بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ

فرماؤ اللہ بس ہے گواہ میرے تمہارے درمیان کہ بے شک وہ اپنے بندوں کو

خَبِيرًا بَصِيرًا ۚ وَمَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَمَا لَمَهْتَدِ وَمَنْ

جاننا دیکھتا ہے نہ اور جسے اللہ راہ دے وہی راہ پر ہے اور جسے

منزل ۳

اور ہے نہ کر سکتا کچھ اور خیال رہے کہ حضور خود اپنے کو بشر فرمائیں تو آپ کا یہ کمال ہے اگر ہم برابری کے دعویٰ سے بشر کہیں تو کافر ہو جائیں، پیغمبروں نے اپنے کو ظالم، ظال فرمایا ہے ہم کو یہ حق نہیں کہ ان کے حق میں یہ لفظ استعمال کریں۔ ۵۔ معلوم ہوا کہ انبیاء کی بشریت پر نظر رکھنا ایمان سے روک دیتا ہے، جنہوں نے محمد ابن عبد اللہ کو دیکھا وہ کافر رہے، جیسے ابو جہل، جنہوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا وہ صحابی ہو گئے جیسے مولیٰ بن ابی بکر ۶۔ یعنی یہ کہیے ہو سکتا ہے کہ اللہ بشر کو رسول بنا کر بھیجے، رسالت کے لئے کوئی فرشتہ یا کم از کم جن چاہے ان بے وقوفوں کی صافقت تو دیکھو کہ انسان کے بشر ہونے پر تعجب کرتے تھے مگر کڑی چٹروں کو خدا مان لیتے تھے۔ ۷۔ خیال رہے کہ زمین پر بعض فرشتے رہتے تو ہن مگر تھے نہیں، ان کا اصل مقام عالم غیب ہے اس لئے یَبَشُرُونَ مَطْمَئِينَ فرمایا گیا ہے، یہاں زمین پر

(بقیہ صفحہ ۳۶۳) فرشتے ایسے رہتے ہیں جیسے کسی جگہ حکام و پولیس انتظام کے لئے مقرر ہوں، ان کا وطن اور جگہ ہو، لہذا آیت پر یہ اعتراض نہیں کہ زمین پر فرشتوں کا رہنا احادیث سے ثابت ہے۔ ۸۔ یعنی اگر زمین میں پہلے انسانوں کے فرشتے تھے ہوتے تو یہی بھی فرشتہ ہی آتا کہ کبھی نبی تبلیغ کے لئے تشریف لاتے ہیں اور قوم کو تبلیغ دہی کر سکتا ہے جو قوم کی زبان اس کے طور طریقوں سے واقف ہو، ان کے دکھ دردوں سے خبردار ہو اور یہی جب ہی ہو سکتا ہے کہ نبی قوم کی مجلس سے ہو۔ تب ہے کہ کفار فرشتوں کو انسان سے افضل سمجھتے تھے اس لئے کہتے تھے کہ فرشتہ نبی کیوں نہ ہوا، حالانکہ انسان فرشتوں سے افضل ہے، فرشتوں نے انسان کو سجدہ کیا نہ کہ انسان نے فرشتوں کو۔ ۹۔ حضور کے مجربات سے ہے جان چیزوں کا کلمہ پڑھنا، آداب و چاند کا حضور کی اطاعت کرنا، یہ سب رب کی کوئی ہے مگر تاقیامت اللہ کے قبول بندوں کا مومن ہونا بھی رب کی کوئی کی بنا پر ہے، ۱۰۔ کہ کون ہدایت پر ہے کون گمراہی پر اور کس کا انجام کس حال میں ہو گا، آپ سے یہ مطالبے کرنے ان کے انجام خراب ہونے کی علامت ہے۔

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے لئے دنیا اور آخرت میں مددگار مقرر فرما دیے ہیں، کبھی کبھی مددگار نہ ہوا کفار کا خطاب ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن و حدیث سے وہی فیض لیتا ہے جس کے دل میں ہدایت کا علم قدرت نے پیدا ہو، قرآن و حدیث رحمت کی بارش ہے ۲۔ معلوم ہوا کہ آخرت میں دل کا حال احوال پر ظاہر ہو گا۔ جس کا دل اندھا تھا وہاں اس کی آنکھ اندھی ہو گی اور جس کا دل برا تھا وہاں اس کے کان بھرے ہوں گے مگر یہ اول قیامت میں ہو گا مگر سب کو نہایت عجز آگئیں اور کان دیے جائیں گے رب فرماتا ہے۔ نَفْسُهَا غَنَاقَ غَنَاقَاتٍ تَفِثُهُ لِقَائِهِمْ حَبِيبًا گویا قبر سے محشر تک اندھا برا جائے گا اور وہاں پہنچ کر اختیار ہو گا۔ لہذا آیات میں تعارض نہیں مختلف آجوں میں مختلف وقتوں کا ذکر ہے ۳۔ تاکہ کفار کو اس کے بعد یاس بہت تکلیف کا باعث ہو، کیونکہ دوزخ کے ٹھکانے ہونے سے انہیں امید ہو گی، مگر بزرگ جانے سے ان کی اس ٹوٹ جانے کی ۴۔ معلوم ہوا کہ یہ تمام مذاہب کفار کے لئے ہیں، مومنوں کے مذاہب کی نوعیت کچھ اور ہو گی، اگرچہ مومن کتنا ہی سنگسار ہو، خیال رہے کہ ایک آیت کا انکار تمام آجوں کا انکار ہے، اور حضور کی ایک صفت کا انکار سارے قرآن ہلکے تمام کتابوں کا انکار ہے، یعنی نئے طریقے سے بغیر ظن کے صرف مٹی سے اور اس جسم کی نوعیت اس جسم سے جدا ہو گی، یہ کیسے ہو سکتا ہے، خیال رہے کہ یہ سوال پوچھنے کے لئے نہیں بلکہ فراق اڑانے اور انکار کرنے کے لئے تھا۔ ۶۔ یعنی بغیر مادہ اور بغیر کسی مثال کے، تو اگر وہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
۳۶۵
بسم اللہ الرحمن الرحیم

يُضِلُّ فَلَئِنْ يَخْتَرُوا لَمْ يَكُنْ لَهُمْ دُونَهُ وَتَحْشُرُهُمْ
 قُرَاهُ لَيَجْعَلَنَّ لَهُمْ سَرًّا كَذِبًا ۚ وَتَحْشُرُهُمْ
 يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ عَمِيَائًا وَنَسَمًا مَّا وَهَمُوا
 قِيَامَتِ دِينِ الْإِسْلَامِ ۚ وَتَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
 جَهَنَّمَ كَمَا خَبِثَ زِدْنَاهُمْ سَعِيرًا ۚ ذٰلِكَ جَزَاؤُهُمْ
 بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ۚ وَتَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
 عَرَائِكَ الْمُبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا ۚ اُولَٰئِكَ يَدْرَأُ اَنَّ اللّٰهَ
 الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰى اَنْ
 يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ لَهُمْ اَجَلا لَا رَيْبَ فِيْهِ فَاِنِ
 الظَّالِمُوْنَ اِلَّا لِقَوْرٍ اَهْلٍ لَّوْ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ خَرَابِ
 رَحْمَةِ رَبِّكَ اِذَا الْاَمْسَكْتَ خَشِيَةَ الْاِنْفَاقِ وَكَانَ
 الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا ۚ وَلَقَدْ اَتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍ
 بَيِّنٰتٍ فَمَنْ لَّمْ يَنْتَهِ عَنِ اِسْرَآءِئِلَ اِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهُ
 رَبِّهِ اِنَّكَ تَرٰكَ اِسْرَآءِئِلَ ۚ

نہیں بھی بغیر لطف کے پیدا فرما دے، تو کیا حرج ہے ۷۔ خیال رہے کہ محشر میں جسم انسان کے اصلی اجزاء اور وہی ہوں گے جو دنیا میں تھے اسی طرح روح بھی وہی ہو گی، لیکن ترکیبی اجزاء اور ہوں گے، اس لئے گورے کافر وہاں کالے ہوں گے، اور کالے مسلمان گورے، کافروں کے جسم بہت بڑے، اس لئے یہاں محل فرمایا۔ روح اور اجزاء امیہ کے لحاظ سے وہی ہوں گے اور اجزاء ترکیبی کے لحاظ سے محل ۸۔ ہر چیز کا ایک وقت ہے، بیماری، فقہ، کمالی، قبولیت دعا، تمام اپنے وقت پر ہوں گی، قبولیت میں جلدی نہ کرنی چاہیے، رب سے دعا مانگو، اسی طرح کفار کا انجام سے مطالبہ کرنا کہ انہی مذاہب نے آؤ۔ یہ مطالبہ وقت سے پہلے تھا۔ ۹۔ یعنی اے کافر اگر تم لوگ رب کی نعمتوں کے مالک ہو گے تو کسی کو ایک شے نہ دیجئے، صرف اپنے پر خرچ کرتے اور یہ خرچ بھی جی اہیلا سے کرتے کہ

(بقیہ صفحہ ۴۶۵) کہیں ختم نہ ہو جائے اللہ تعالیٰ نے ہمارے حضور کو اپنی تمام نعمتوں کا مالک بنا دیا۔ فرماتا ہے **يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اذْكُرْ** اور حضور فرماتے ہیں کہ مجھے زہنی خزانوں کی کتبیاں دی گئیں اور فرماتے ہیں اگر میں چاہوں تو سونے کے پہاڑ میرے ساتھ چلیں۔ لہذا یہ آیت حضور کی غیر عادی کی دلیل نہیں بن سکتی۔ ۱۰۔ یہاں انسان سے مراد کافر کا فاعل نہیں انسان ہے نہ کہ سارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت کی مثل تو دنیا بھر میں ناممکن ہے۔ ۱۱۔ ان میں سے بعض تو مجبور تھے اور بعض فرعون پر عذاب جو بالواسطہ مجبور تھے عرصہ پیدائش زبان شریف کی لکنت جو جاتی رہی دریا کا پھٹنا طوفانِ ہندی، مینڈک، جو کہیں خون وغیرہ۔

یعنی اسرارِ اہل

۴۶۶

المن الذی

فَرَعُونَ إِنِّي لَا أَظُنُّكَ بِمُوسَىٰ مَسْحُورًا ۖ قَالَ لَقَدْ

فرعون نے کہا اے میرے یہاں میں تو تم پر جادو عیاں کیا جانتا تو

عَلِمْتُ مَا أَنْزَلَ هَؤُلَاءِ إِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ

خوب جانتا ہے کہ انہیں نہ اتارا مگر آسمانوں اور زمین کے مالک نے تو

بَصَائِرَ وَإِنِّي لَا أَظُنُّكَ بِفِرْعَوْنَ مُثْبَوْرًا ۖ فَأَرَادَ

دل کی آنکھیں کھلنے والیاں اور میرے گمان میں تو لے فرعون تو ضرور ہلاک ہونے والا ہے تو

أَنْ يَسْتَفْزَهُم مِّنَ الْأَرْضِ فَأَغْرَقْنَاهُ وَمَنْ مَّعَهُ

اس نے چاہا کہ ان کو زمین سے نکال دے کہ تو ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو سب

جَمِيعًا ۖ وَقُلْنَا مَنِ بَعْدَكَ لِبَنِي إِسْرَءٰلَ يَلْ أَسْكُنُوا

کو بلوایا اور اس کے بعد ہم نے بنی اسرائیل سے فرمایا اس زمین

الْأَرْضِ فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ الْآخِرَةِ جُنَّاتٍ لَّيْفَاقًا ۖ

میں بسوں پھر جب آفت کا وعدہ آئے گا ہم تم سب کو نکال دیں گے انہیں گے گی

وَبِالْحَقِّ أَنْزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ۖ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا

اور ہم نے قرآن کو حق ہی کے ساتھ اتارا اور حق ہی کے لئے اتارا اور ہم نے تمہیں نہ بوجھنا

وَنَذِيرًا ۖ وَوَقَدْ آتَيْنَاكَ آيَاتِنَا ۖ عَلٰى النَّاسِ عَلٰى

خوشی اور ڈرنا تاکہ اور قرآن ہم نے تمہارا کہہ کے اتارا کہ تم اسے لوگوں پر فہم کر کہ پڑھو

مُكِّثًا وَنَزَّلْنَاهُ تَنْزِيلًا ۖ قُلْ اٰمِنُوْا بِهِ اَوْ لَا تُوْمِنُوْا

اور ہم نے اسے پندرہ سو بار کہہ کر اتارا کہ تم فرماؤ کہ تم لوگ اس پر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰوْتُوْا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖ اِذَا بُتِلَ عَلَيْهِمْ

بے شک وہ جنہیں اس کے اتارنے سے پہلے علم ملا جب ان پر پڑھا جاتا ہے

يَخْرُوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ۖ وَيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَا

خوڑ کر کے بل سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور کہتے ہیں ہاں ہے ہمارے رب کو

منزل ۴

۱۔ یعنی اے اسرائیلیو! جب فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کو یہ کہہ دیا تو اگر آج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جلدوگر کو تو کیا بعید ہے یہ کفار کی پرانی عادت ہے ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ فرعون موسیٰ علیہ السلام کی نبوت دل سے جانتا تھا مگر زبان سے انکاری تھا جیسے ابلیس آدم علیہ السلام کی نبوت اور ابوجہل حضور کی رسالت کو جانتا تھا فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کے مجبورے آپ کے بیچین شریف میں ہی دیکھے تھے ۳۔ یہاں ظن معنی یقین ہے معلوم ہوا کہ پیغمبر ہر شخص کے انجمن سے خبردار ہوتے ہیں کہ آپ نے فرعون سے پہلے ہی فرمادیا کہ تو ہلاک ہو گا۔ تجھے ایمان کی توفیق نہ ملے گی اور ایسا ہی ہول خیال رہے کہ سحابت و شعلات پر خاتمہ ہونا معلوم غصہ میں سے ہے جس کا علم انبیاء کرام کو رہ دیتا ہے ہمارے حضور نے خبر دے دی کہ ابوجہر جنتی ہیں۔ حسین جنتی ہیں۔ فلاں دوزخی ہے وغیرہ ۴۔ یعنی موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو قتل و ہلاک کر کے روئے زمین سے نکل دے اور نہ جب موسیٰ علیہ السلام مصر سے چلے تو انہیں پکڑنے کے لئے فرعون نے پچھا کیا اگر مصر سے نکالنا چاہتا تو وہ تو وہاں سے چلے گئے تھے ۵۔ جو کفر میں فرعون کے ساتھی تھے وہ ڈوبے اور نہ بعض قبلی جو ایمان لائے تھے وہ غرق نہ ہوئے جس کا ذکر قرآن کریم میں ہے ۶۔ کہ جس زمین پر عذاب نہ آیا وہاں رہنا جائز ہے فرعون مصر سے نکل کر ڈوبا گیا اور نہ جس سرزمین پر عذاب آیا وہاں ٹھہرا بھی منع ہے چہ جائیکہ وہاں رہنا اس زمین سے مراد شام کی زمین ہے یا مصر و شام دونوں کی ۷۔ یعنی نیک و بد مومن و کافر ایک ساتھ محشر میں جمع ہو گئے پھر ان کی چھٹا ہو گی رب فرمائے گا واما نازا الیوم ایھا المجرمون ۸۔ یعنی جیسار رب نے اتارا تھا ویسا ہی اترا راست میں غلط خط نہ ہوا نیز جیسا اترا تھا ویسا ہی ہم تک پہنچا اس سے معلوم ہوا کہ حضرت جبریل نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام صحابہ سچے امین ہیں یہ آیت وبالحق نزلنا وبالحق نزل ہر بیماری کا علاج ہے بیماری کی جگہ ہاتھ رکھ کر یہ پڑھ کر دم کرے انشاء اللہ شفاء ہو گی محمد ابن سناک کو حضرت خضر علیہ السلام نے یہ دعا بتائی تھی (روح البیان) ۹۔ یعنی ان کی

نزل

ہدایت تمہارے ذمہ نہیں نہ تم سے قیامت میں ان کے حلق یہ سوال ہو کہ یہ ایمان کیوں نہ لائے رب فرماتا ہے ولا تسئل عن صاحبہم لعلہ اس کا مطلب یہ نہیں کہ تمہیں کچھ اختیار نہ دیا گیا حضور تو بظان پروردگار مختار ہیں ۱۰۔ اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قرآن کا آیت نزل لوگوں کی تعلیم کے لئے ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو سارے قرآنی احکام کے پہلے ہی ماہر تھے جیسا کہ علی بن ابی طالب سے معلوم ہوا اس سے حضور نبوت کے ظہور سے پہلے ہی قرآن پر عامل تھے دوسرے یہ کہ قرآن کی قرات میں حضور کی نقل چاہیے اپنی طرف سے تجویز کے مسائل نہ گھڑو تیسرے یہ کہ قرآن کریم کی تلاوت آہستگی سے فہم فہم کر چاہیے چوتھے یہ کہ جیسے قرآن کی قرات حضور سے حاصل ہوگی ایسے ہی قرآن کے اسرار و تفسیر بھی حضور ہی سے ملے گی تفسیر بالرائے حرام ہے اس کی نفیس تحقیق ہماری تفسیر نہیں اور باہر الحق کے مقدمہ میں دیکھو ۱۱۔ اس آیت

میں کفار کو کفر کرنے کا اختیار نہیں دیا گیا، بلکہ رب نے اپنے اور اپنے محبوب کی بے نیازی ظاہر فرمائی کہ تمہارے ایمان سے ہمارا ایمان نہیں، اور تمہارے کفر سے ہمارا کفر نہیں، تمہاری ہمتا ہمارے ۳۷ اس سے معلوم ہوا کہ علماء لیل کتاب پہلے سے ہی حضور کی آمد کے منتظر اور قرآن کریم کے نزول کے منتظر تھے اور حضور کو دیکھ کر قرآن سن کر ایمان لے آئے، جیسے عبد اللہ ابن سلام وغیرہ رضی اللہ عنہ اے مسلمانو تم بھی ان کی پیروی میں مجاہدہ کرو، یہ مجاہدہ یا توحید شکر تھا یا سجدہ عظمت الہی۔
۱۔ یعنی جو وعدہ ہماری کتب میں کیا گیا تھا نبی آخر الزمان کی آمد اور قرآن کے نزول سے پورا ہوا اور ہماری کتابیں سچی ہوئیں ۳۸ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ

کہ تلاوت قرآن پر رونا سنت ہے، دوسرے یہ کہ قرآن کریم دل میں نرمی اور خشوع و خضوع پیدا کرتا ہے ۳۹ (شان نزول) ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت دراز سجدہ فرمایا۔ جس میں آپ بار بار فرماتے تھے باللہ یا رحمن ابو جہل بولا کہ ہم کو تو دو معبودوں کی پرستش سے منع فرماتے ہیں اور خود دو معبودوں کو پکارتے ہیں، اس کی تردید میں یہ آیت کریمہ اتری، جس میں فرمایا گیا کہ نام دو

ہیں مگر نام والا ایک ہی ہے ۴۰ ننانوے سے بھی زیادہ نام جن کے معنی بہت پاکیزہ ہیں۔ چونکہ مانگنے والوں کی حاجات مختلف تھیں تو رب کے نام بھی مختلف ہوئے۔ تا کہ ہر بھکاری اپنی حاجت کے مطابق نام لے کر دعا کرے، اس سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ کو برے ناموں سے یاد کرنا منع ہے اسے رام، پرہو، پرمانمانہ، کو خیال رہے کہ خدا رب کا نام نہیں بلکہ مالک کا ترجمہ ہے جیسے خالق کا ترجمہ پالنا ہے، یہ جائز ہے ۵۰ لفظ لاؤڈ پیکر پر نماز پڑھانی منع ہے، کیونکہ اس میں ضرورت سے زیادہ اونچی آواز نکلتی ہے جو کہ نماز میں ممنوع ہے، اس ہی طرح جب مقتدی تھوڑے ہوں تو زیادہ جھج کر قنوت کرے (شان نزول) حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں بلند آواز سے قنوت فرماتے تھے تو کفار رب کو گالیاں دیتے تھے تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، اس لئے اب بھی تھرو عصر میں آہستہ قنوت کی جاتی ہے۔ تا کہ مسلمان اس زمانے کی اپنی

مجبوری یاد رکھیں ۶۰ جیسا کہ مشرکین عرب اور یہود و نصاریٰ کہتے تھے۔ مشرکین فرشتوں کو رب کی بیٹیاں اور یہود عزیر علیہ السلام کو، اور عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کو رب کا بیٹا کہتے تھے، ۷۰ جیسا کہ مشرکین عرب اور مشرکین ہند کا عقیدہ ہے، مجھتی کہتے ہیں کہ خیر کا خالق یزدان ہے اور شر کا خالق اہرمین، معتزل کہتے ہیں کہ بندہ خود اپنے اعمال کا خالق ہے یہ سب شرک فی الملک بتانے کی صورت ہیں ۸۰ اس میں ان مشرکین کی تردید ہے جن کا عقیدہ یہ تھا کہ رب نے بعض بندوں کو اس لئے اپنا ولی بنایا ہے کہ وہ انکیا سارے عالم کا انتظام نہیں کر سکتا کیونکہ

بِسْمِ الَّذِي ۱۵
۳۶۷
الکھف ۱۸

إِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُولًا ۝ وَيَخْرُجُونَ لِلْذِّقَانِ

بے شک ہمارے رب کا وعدہ پلونا ہونا تھا اور تھوڑی کے بل کرنے میں روئے

يَبْكُونَ وَيَزِيدُهُمْ خُشُوعًا ۝ قُلِ ادْعُوا اللَّهَ أَوْ

بوئے اور یہ قرآن ان کے دل کا پھٹکا ہوا ہے کہ تم دعاؤ اللہ کہہ کر پکارو

ادْعُوا الرَّحْمَنَ أَيُّهَا تَدْعُوا فَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ

یا رحمنی کہہ کر کہہ کر پکارو سب اسمی کے اچھے نام میں کہ

وَلَا تَجْهَرُوا بِصَلَاتِكُمْ وَلَا تَخَافُتُمْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ

اور اپنی نماز نہ بہت آواز سے پڑھو نہ بالکل آہستہ اور ان دونوں کے درمیان

ذَلِكَ سَبِيلًا ۝ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ

میں راستہ بنا ہو اور میں ہوں سب تعویذ اللہ کو جس نے اپنے لئے سب

وَلَدًا أَوْ لَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ فِي الْمَلِكِ وَلَمْ يَكُنْ

اختیار نہ فرمایا اور بادشاہی میں کوئی اس کا شریک نہیں ہے اور کمزوری

لَهُ وَلِيٌّ مِّنَ الدِّنَالِ وَكَثِيرٌ مِّنْ تَكْبِيرًا ۝

سے کوئی اس کا حامی نہیں ہے اور اس کی بڑائی بولنے کو کثیر ہو

أَيُّهَا ۱۰
سُورَةُ الْكَهْفِ مَكِّيَّةٌ ۶۶
ذُرُّوعًا ۱۱

سورہ کھف یکہ سب اس میں بارہ رکوع ایک سو دس آیات ایک ہزار بائیس سورت کے ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع ہو بہت ہر بان رسم والا

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَىٰ عَبْدِهِ الْكِتَابَ وَ

سب تعویذ اللہ کو جس نے اپنے بندے پر کتاب ہماری دے اور اس

لَمْ يَجْعَلْ لَهُ عِوَجًا ۝ قَيِّمًا لِّبِنْدَرِبَاسًا شَدِيدًا

میں اصلا سچی نہ رکھی نہ بدل والی کتاب اللہ کے سخت عذاب سے

وہ کمزور ہے، اسلامی عقیدے کے اولیاء اور مشرکین کے عقیدے کے اولیاء میں یہ فرق ہوا کہ اسلام میں رب نے اعزازی طور پر بعض کو اپنا ولی بنایا، فرشتوں وغیرہ کے ذمہ انتظام عالم کیا ہے کہ کمزوری کی بنا پر ۹۰ نماز میں اور خارج نماز اللہ اکبر کا کہہ۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کو چار گلے جوئے پیارے ہیں وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ أَكْبَرُ مِيجَانَ اللَّهُ تَعَالَىٰ بعض قادری مشائخ ہر نماز کے بعد یہ آیت وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ سے آخر تک ایک بار بلند آواز سے پڑھ کر اونچی آواز سے بھجیر کہتے ہیں ۱۰۰ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور پر قرآن اتارنا رب تعالیٰ کی عکال شان کا مظہر ہے، اس لئے رب نے اپنی معرفت اس صفت سے کرائی، دوسرے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے عبد مطلق ہیں اور یہ عہدیت مطلق حضور کی انتہائی نعمت ہے، باقی ۱۰۲ جہاں رب کے عبد متعبد ہیں (روح) اس لئے حضور اللہ

(تقریب صفحہ ۳۶۷) کے عید حقیقی ہیں، تمام عالم حضور کا محتاج ہے، حضور صرف رب کے حاجت مند ہیں، نہ تو اس قرآن کی عبارت میں قرآنی ہے نہ معانی میں اختلاف، نہ خبریں جھوٹی، نہ مضامین میں ناقص۔
۱۔ یا تو وہ کتاب، یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تبار یا عاتقوں کو دنیاوی یا اخروی عطا ہوں سے ڈرامیں، یہ خیال رہے کہ قرآن کریم نیک مومنوں کو خوشخبری دینے والا ہے اور گنہگار مومنوں کی امید بخدا ہے والا کہ فرمایا: لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ، لَئِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ۔

رضا کے لئے کہے جائیں، لہذا راوی کی غماز یہ معلیٰ ہے اور اللہ کی رضا کے لئے کھانا پینا سونا جانا بھی نیک ہے۔ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی شخص جزا کے لئے جنت جا کر وہاں سے نہ نکلے گا۔ ۴۔ وہ جیسا کہ یہودی اور مشرکین عرب میں اس آیت میں عام کے بعد خاص کا ذکر ہوا، یہاں علم کے معنی جانتا نہیں ہیں بلکہ حق چیز کا جانتا ہے۔ لہذا چیز کا جانتا جہالت مرکہ کھاتا ہے لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ۵۔ کہہ کہ اس سے خدا تعالیٰ کا ظاہر ہوتا، مجبور ہوتا، قہر ہوتا، قہر ہوتا، قہر کے مظاہر ہوتا، شریک والا ہوتا، سب کچھ لازم آتا ہے لہذا اس کے لئے اولاد ماننا صحابہ کرامات کا سبب ہے۔ ۶۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تبلیغ میں اپنے فرض شخصی سے زیادہ کو فرض فرماتے ہیں اور اللہ کے بندوں پر ان کے مال باپ سے زیادہ مہمان ہیں، دوسرے یہ کہ رب تعالیٰ حضور پر ایسا مہمان ہے کہ مال باپ بھی اپنی اولاد پر ایسے مہمان ہیں ہوتے کہ وہ اپنے محبوب کی ہر حالت قلبی کی ہر وقت خبر گیری فرماتا ہے۔ ۸۔ انسان، جانور، کبھی باڑیاں، بالغ، بچی، اس سے معلوم ہوا کہ کسی چیز کو رب نے بیکار پیدا نہ فرمایا، بعض چیزیں بری ہیں مگر ان کا پیدا کرنا برا نہیں، کفار برے مگر کفار کا پیدا کرنا برا نہیں اگر کافر نہ ہوتے تو میدان جملہ کی رحمت مسلمانوں کو غزوہ اور نصیحت و شہادت کیسے نصیب ہوتے، کفر کے وجود سے مومن کی امت ہی عبادات قائم ہیں اس کی تحقیق کے لئے ہماری تفسیر فیضی کا مطالعہ کرو، جہاں شیطان کے پیدا کرنے کی تمکین بیان کی گئی ہیں۔ ۹۔ کون ہے جو طالع چیزوں کو اختیار کرتا ہے اور حرام سے بچتا ہے اور کون ہے جو اس میں فرق نہیں کرتا خیال رہے کہ رب کا امتحان لینا اپنے علم کے لئے نہیں بلکہ اپنے بندوں پر ظاہر کرنے کے لئے ہے تاکہ قیامت میں کوئی اعتراض نہ کر سکے۔ ۱۰۔ یعنی قیامت میں روئے زمین پر کھیت و بلب و غنیمت کچھ نہ رہیں گے تو ایسی ظلی چیز سے دل کیا لگاتا، ۱۱۔ قرآن پاک سے کہتے ہیں روی زبان میں، یا اصحاب کف کے جنگل کا نام ہے یا

قَمِينٌ لَدُنَّهِ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا حَسَنًا لَا مَبْذُورًا ۝ وَيُنَادِیْهِمُ اللَّهُ تَقَالُوبًا ۝ وَلَدَا ۝ مَا لَهُمْ بِهِ عِلْمٌ ۝ فَلَمَّا حَضَرُوا اللَّهَ عَصَوْا ۝ وَكَانَ عَذَابُهُمْ شَدِيدًا ۝

اور ان کو ڈھانسنے کو کہتے ہیں کہ اللہ نے انہیں کوئی کچھ نہ پایا، ان کے بارے میں نہ وہ

مِنْ عِلْمِهِ وَلَا لِأَبَائِهِمْ كِبَرٌ ۝ تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ أَنْ يَقُولُوا رَبَّنَا كَذَبْنَا ۝ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ ۝

نکلے ہیں نہ ذرا جھوٹ کہہ رہے ہیں تو کہیں تم اپنی زبان پر

نَفْسَكَ عَلَى آثَارِهِمْ ۝ لَمْ يُؤْمَرُوا بِهَذَا الْحَدِيثِ ۝

کھیل باز تھے ان کے پیچھے اگر وہ اس بات پر ایمان نہ لائیں

أَسْأَلُ ۝ إِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْأَرْضِ زِينَةً لِّهَا لِيُتَبَوَّاهُ ۝

تم سے نہ بیشک ہم نے زمین کا سنا کر کیا جو کچھ اس پر ہے کہ انہیں آزمائیں

أَيُّهُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ۝ وَإِنَّا لَجَاعِلُونَ مَا عَلَيْهَا ۝

ان میں سے کس کے کام بہتر ہیں، اور بیشک جو کچھ اس پر ہے ایک دن ہم اسے پتہ پر

صَعِيدًا ۝ أَجْرًا ۝ أَمْ حَسِبْتُمْ أَنَّ أَصْحَابَ الْكَهْفِ ۝

میدان کو چھوڑ گئے تھے کیا تمہیں معلوم ہوا کہ ہماری کونہ اور جہنم کے کنارے والے

وَالرَّقِيمِ كَانُوا مِنْ آيَاتِنَا عَجَبًا ۝ إِذْ أَوَى الْفِتْيَةُ ۝

ہماری ایک، عجیب نشان تھے ان ہم ان جوانوں نے غار میں پناہ

إِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوا رَبَّنَا آتِنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً ۝

کی تھ پھر بولے اے ہمارے رب، ہمیں اپنے پاس سے رحمت دے

ان کی یعنی کا یا اس حقیقی کا جس پر اصحاب کف کے نام کندہ کر کے کف کے دروازے پر لٹکی گئی تھی۔ ۱۱۔ اس سے چھ باتیں معلوم ہوئیں ایک یہ کہ اصحاب کف انسان ہیں دوسرے یہ کہ وہ سب مرد ہیں، تیسرے یہ کہ وہ سب جو ان ہیں ان میں کوئی بچہ یا بڑھا نہیں جیسا کہ فتنیہ سے معلوم ہوا، قوی یہ ہے کہ انکی تعداد سات ہے۔ ۱۲۔ بلبل، مکلیٹا، مرطوس، بیٹولس، مارٹولس، ذولانس، کثیف، غولس، کے کا نام ظہیر ہے۔ (خازن و خزان) ان غولوں میں تاثر یہ ہے کہ اگر لکھ کر دووانہ پر لکھ دیتے جائیں تو مکان جیل سے محفوظ رہتا ہے، بل پر رکھ دیتے بدی تو چوری نہیں ہو، کشتی میں لگا دیتے جائیں تو ڈوبنے سے حفاظت ہوتی ہے۔ کہیں آگ لگی ہو تو پکڑے پر لکھ کر آگ میں پھینک دیں تو آگ بجھ جاتی ہے، بچے کے گلے میں لٹکیں تو رونے اور ام ایمل کی بیماری سے حفاظت ہوتی ہے، ان کا توفیق خدا کا عطا ہے

(بقیہ صفحہ ۳۶۸) ہمارے حوالے قیدی آزاد ہو جائے ہے جسے نکلتا ہو جائے۔ (محل و خزانہ)

۱۔ اصحاب کف کا حضور واقع یہ ہے کہ جیسی علیہ السلام کے آسمان پر تشریف لے جانے کے بعد عام لوگ بت پرست ہو گئے، شراف و سب میں یہ ملت حضرات ایمان پر قائم تھے، دقلاوس بادشاہ کا زمانہ تھا، جو موسیٰ کو قتل کر دیا تھا، یہ حضرات ایمان چلانے کے لئے بھاگے اور قریب کے ایک پہاڑ کے غار میں جا چھپے، وہاں سو گئے، کچھ نقدی سکہ اور ایک کتاب ان کے ساتھ تھا، دروازہ غار پر سو گیا، پہاڑ کا نام۔ جنوس اور غار کا نام جوم تھا۔ یہ حضرات رب کی قدرت سے تین سو سال تک سوتے رہے، اور دقلاوس ہلاک ہوا، کئی سلطنتیں گزریں، ۳۰۰

سال کا ایک بادشاہ پید ہوئی، جو موسیٰ صلح تھا، ساتھ سال اس نے سلطنت کی، اس کے زمانے میں لوگ قیامت کے منکر ہو گئے، اس نے دعا مانگی کہ مولا کوئی ایسی نشانی دکھا جو قیامت میں اٹھے پر دلیل ہو۔ اصحاب کف اس دوران میں پید ہوئے جن کے چہرے وحاشا! وحاشا تھے، انہوں نے۔ ملیحانے کہا کہ تم بازار چلو اور کچھ کھانا لاؤ، مگر اپنا پتہ کسی کو نہ بتاؤ۔ ملیحانے شر میں آئے تو شر کا نقشہ بدلا ہوا پایا۔ یہ ہر حال ایک پٹھان کی دکان پر گئے، روٹی خریدی، جب اسے پیسے دیئے تو وہ بولا کہ یہ سکہ تو آج سے تین سو سال پہلے دقلاوس کے زمانے کا ہے، تمہارے پاس کھلے سے آیا۔ اس کو چکر حاکم کے پاس لے گئے حاکم بولا کہ شاید تمہیں کوئی خزانہ ہاتھ لگے، بتاؤ وہ خزانہ کہاں ہے؟ ملیحانے اپنا واقعہ اسے بتایا۔ تب بادشاہ اور دیگر حکام اور شہر والے انہیں دیکھنے غار پر پہنچے۔ بادشاہ پید ہوئی، اس نے ان لوگوں سے مصافحہ کیا اور اپنی رعایا سے کہا کہ جو رب ان بزرگوں کو تین سو سال تک سلا کر اٹھا سکتا ہے وہ قیامت میں مردے بھی زندہ فرما سکتا ہے، یہ حضرات پھر اپنی جگہ جا کر سو گئے۔ بادشاہ نے وہاں غار کے دروازے پر مسجد بنانے کا حکم دیا۔ وہاں لوگ ہر سال جمع ہوتے تھے اور عید کی طرح خوشی مناتے تھے (تفسیر خازن و خزان و غیرہ) معلوم ہوا کہ بزرگوں کا عرس منانا بڑی پرانی رسم ہے، جو موسیٰوں میں رائج ہے۔

۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کرامت اولیاء ہر حق ہے، اصحاب کف بنی اسرائیل کے اولیاء ہیں۔ ان کا بے آب و دانہ اتنی مدت زندہ رہنا کرامت ہے، دوسرے یہ کہ کرامت دلی سے سوتے میں بھی صادر ہو سکتی ہے، اسی طرح بعد موت بھی، ان کے جسموں کو مٹی کا نہ کھانا یہ بھی کرامت اولیاء ہے، ۳۔ یعنی لوگ اصحاب کف کے غار میں ٹھہرنے کی مدت میں اختلاف کریں گے دیکھیں کون صحیح بتاتا ہے، ۴۔ اپنے الہام سے یا عینی علیہ السلام کے بعض حواریوں کے فیض صحبت سے،

۵۔ یعنی ہم نے انہیں ہدایت پر قائم رکھا اور بادشاہ کے سامنے انہیں مقابلے میں ٹھنڈو کرنے کی ہمت دی، ۶۔ یہاں دعا، معنی پوچھتا ہے نہ کہ، معنی پکارنا، یہ مطلب نہیں کہ ہم خدا کے سوا کسی کو پکاریں گے نہیں، دینی و دنیاوی کاموں کے لئے دن رات پکارا جاتا ہے، ابراہیم علیہ السلام نے مردہ جانوروں کو پکارا، ہم ہر اہمیت میں حضور کو پکار کر سلام کرتے ہیں، ۷۔ یعنی انہوں نے دقلاوس سے کہا کہ تمہارے بیٹے ہوئے جنوں کو نہ پوچھیں گے، ۸۔ جب بادشاہ سے یہ سب کچھ کہہ چکے تو آپس میں یوں ٹھنڈو کرنے لگے، ۹۔ یعنی اس کافر قوم میں نہ رہو۔ چلو کیس گوشہ میں جا چھپیں، جہاں ان کے قہر سے بچ کر رہیں، ۱۰۔ ہم کو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر گوشہ عافیت ضرور دے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ قہروں کے زمانہ میں غفلت سے طبع کی اپنے ایمان کی حفاظت کا ذریعہ ہے، ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ قہر کر کے

۱۰ الکہف
۳۶۹
جہنم الذی ۱۱

وَهَيَّيْ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا ۝ قَضَرْنَا عَلَىٰ أَدَانِهِمْ فِي

اور ہمارے کام میں ہمارے لئے رشاہدانی کے سامان کر لے تو ہم نے اس غار میں اپنے ہاتھوں پر

الْكُفَّ بِسِنِينَ عَدَدًا ۝ لَقَدْ بَعَثْنَا لِنَعْلَمَ أَىَ الْخَرَابِ

کتنے کی برس قہر کا پھر ہم نے ہمیں بھلا کر دیکھیں دو گروہوں میں کون ان کے

أَحْصَىٰ لِمَا لَبِثُوا أَمَدًا ۝ فَكُنْ نَقْصُ عَلَيْكَ نَبَاهُ

ٹھہرنے کی مدت زیادہ ٹھیک بتاتا ہے، ہم ان کا ٹھیک ٹھیک حال نہیں سناں

بِأَحْقَ رَأْنِهِمْ فِتْنِيَةً ۝ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنَاهُمْ هُدًى ۝ وَ

وہ کچھ جہان تھے کہ اپنے رب پر ایمان لائے کہ اور ہم نے ان کو ہدایت، بڑھائی اور

رَبَطْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ ۝ إِذْ قَامُوا فَقَالُوا رَبُّنَا رَبُّ السَّمَوَاتِ

ہم نے ان کی دھارس بندھنا دی جب کہنے پر کر لے کہ ہمارا رب وہ ہے جو آسمان

وَالْأَرْضِ لَنْ نَدْعُوهُ مِنْ دُونِهِ ۝ أَلَمْ نَقُلْ لَّكَ إِذَا

اور زمین کا رب ہے ہم اس کے سوا کسی معبود کو نہ پڑھیں گے تو لیا، تو ضرور ہم نے تم سے

شَطَطًا ۝ هُوَ أَكْبَرُ قَوْمَنَا اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ آلِهَةً لَّوَلَا

گزری ہوئی بات ہی نہ یہ جو ہماری قوم ہے اس نے اللہ کے سوا خدا بنا رکھے ہیں کیوں

يَأْتُونَ عَلَيْهِم بِسُلْطٰنٍ بَيِّنٍ ۝ فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ افْتَرَىٰ

نہیں لاتے ان پر کوئی روشن سند تو اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ

عَلَىٰ اللَّهِ كَذِبًا ۝ وَإِذْ اعْتَزَلْتُمُوهُمْ وَوَاعِبِدُونِ الْآ

پر مجبور بنا دے ان اور جب ہم ان سے اور جو کہ وہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں

اللَّهُ فَأَوَّا إِلَى الْكُفِّ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ رَحْمَتِهِ

سب سے الگ ہو جاؤ تو غار میں پناہ لوں، تمہارا رب تمہارے لئے اپنی رحمت

وَيَهَيَّيْ لَكُمْ مِنْ أَمْرِكُمْ مَرْفَقًا ۝ وَتَرَى الشَّمْسَ إِذَا

بچھلا دے گا اور تمہارے کام میں آسانی کے سامان بنا دے گا اور اے محبوب تم سورج کو

منزل ۳

(بقرہ صفحہ ۴۶۹) کفار میں رہتا حرام ہے وہاں سے موقع ملے ہی نکل جانا چاہیے۔ رب فرماتا ہے۔ اَلَمْ یَحْکَمْ اَنْ یَّذُنَ اللّٰہُ وَاسِعَہُ دیکھو اصحاب کُف نے تفسیر نہ کیا بلکہ تمہارے دین پر قائم رہنے کی وجہ سے رب تمہاری مشکلیں آسان فرما دے گا

۱۔ معلوم ہوا کہ حضور نے اصحاب کف کو دیکھا ہے، ان کے آرام فرمانے کے رخ کا بھی مشاہدہ فرمایا۔ جیسا کہ معراج کے واقعات میں مذکور ہے۔ ۲۔ یعنی ان کا غار جنوب رخ واقع ہوا ہے کہ سورج نکلنے وقت بائیں اور غروب کے وقت دائیں ہو جاتا ہے اور ان پر کسی وقت دھوپ نہیں پڑتی یہی تفسیر زیادہ قوی ہے۔ ۳۔ کہ ہر

وقت امنیں تازہ ہوئیں پہنچتی رہتی ہیں یعنی وہ کھلے میدان میں ہونے کے باوجود دھوپ سے محفوظ ہیں، یا تو ان کی یہ کرامت ہے یا کچھ رخ ہی ایسا ہے اول بات زیادہ قوی ہے کیونکہ اسے رب نے اپنی آیات فرمایا ۷۲ یعنی ہدایت والا اولیاء اللہ کی کرامت کا قائل ہونا ہے گمراہ کرامت اولیاء کا منکر رہتا ہے وہ یا بحث کرتا ہے یا شرک کے فتوے دیتا ہے ۷۵ اس سے معلوم ہوا کہ گمراہ کا نہ کوئی مددگار ہے نہ کوئی عرضدہ رہبر اور مومن کے لئے دونوں ہیں، آج جتنے بے ہودے بے نورے ہیں سب گمراہ بے دین ہیں ۷۶ معلوم ہوا کہ وہ ابھی سو رہے ہیں زندہ ہیں فوت نہیں ہو گئے ان کی آنکھیں کھلی ہیں جس سے دیکھنے والا انہیں بیدار کھے، اگر وہ حضرات فوت ہو چکے ہوتے تو انہیں رفوہ فرمایا جانا کیونکہ یہ - کو سوتا ہوا نہیں کہا جاتا ۷۷ سال میں دو دفعہ یا صرف ایک دفعہ عاشورہ کے دن پہلا قول سیدنا ابوہریرہ کا ہے دوسرا قول سیدنا عبد اللہ ابن عباس کا (روح و خزانہ) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ کے خاص بندوں کے کام رب کے کام کھلاتے ہیں کیونکہ یہ کہ نہیں بدلوانا فرشتوں کا کام ہے مگر رب نے فرمایا کہ انہیں ہم کہ نہیں بدلواتے ہیں دوسرے یہ کہ اصحاب کف زندہ ہیں کیونکہ کہ نہیں سوتا ہوا بدلتا ہے نہ کہ مرا ہوا، رب تعالیٰ اس پر قادر تھا کہ وہ حضرات کہ نہیں نہ بدلیں۔ پھر بھی مٹی نہ کھائے ۷۸ اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کی محبت کا کتے پر اتنا اثر ہوا کہ اس کا ذکر عزت سے قرآن میں آیا اور اس کے نام کے وظیفے پڑھے جانے لگے اس کو دائمی زندگی نصیب ہوئی۔۔۔ مٹی اسے نہیں کھاتی، تو جس انسان کو مٹی کی محبت نصیب ہو اس کا کیا پوچھتا ہے بھی معلوم ہوا کہ تمام عبادات سے بڑھ کر اچھی محبت اختیار کرنا ہے کہ اس کا فائدہ انسانوں پر محدود نہیں ۷۹ اس سے معلوم ہوا کہ کرامت ولی پیغمبری میں بھی صادر ہو سکتی ہے کیونکہ اصحاب کف کی یہ فیند اور رعب ان کی کرامت ہے ۸۰ یہ رعب ولایت اصحاب کی حفاظت کے سبب ہیں حضرت

رَبُّنَا الَّذِي ۝۱

760

الكيف (A)

طَلَعَتْ تَرْوَعْنَ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَإِذْ أَعْتَ

کو دیکھ کر اس نے کہ جب نکلتا ہے تو ان کی غارت دہلیز پر آتا ہے اور جب ڈھونڈتا ہے

تَقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشَّمَالِ وَهُمْ فِي فُجُوءَةٍ مِّنْهُ ذَاكُمُ

تو ان سے بائیں طرف کھڑا جاتا ہے کہ حالانکہ وہ اس غار کے کھلے میدان میں رہ رہا ہو اور اس کے

آيَةُ اللَّهِ مِنْ يَدِ اللَّهِ فَهُوَ الْمُهْتَدِ وَمَنْ يُضِلِّ

نشانوں سے ہے جسے اللہ راہ دے تو وہی راہ پر ہے لگے اور جسے گمراہ کرے

فَلَنْ تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُرْسِدًا ۝١٤ وَتَحْسَبُهُمْ أَيْقَاظًا وَهُمْ

تو ہرگز اس کا کوئی حقیقی راہ دکھانے والا نہ ہو سکے گا اور تم انہیں مانگتے ہو اور وہ

رُقُودٌ وَنُقُلُهُمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ

سوتے ہیں، اور ان کے ہاتھ پاؤں کی طرح ہوتے ہیں۔

وَكَلَّمَ نَاسُطُذَا عُنُوبُ بِالْحَبِيبِ بِالْأَطْلَسِ عَلَمُ

وَلَقَدْ أَمَرْنَا بِالنَّبِيِّ أَنْ يُلَاقِيَ بِلَاكِبِيٍّ أَوْ أَشَدِّ عَلَيْهِ

وَمَا يَكْفُرُ أَتَمُّ مِنْ ذَلِكَ

وليت مدام فرار اولمديت مدام رعبا وولديت

تھانک کر دیتے تو ان سے چپہ پھیر کر بھاگے کہ اور ان سے کہیتیں نہ چاہئے نہ اور کوئی کم

بَعْدَهُمْ لِيَتَسَاءَلُوا بَيْنَهُمْ قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ لَمْ يَأْتِ

نے انکو چمکا کر آپس میں ایک دوسرے سے سوال پوچھیں کہ ان میں ایک کسے والا بولتا ہے تم یہاں

قَالُوا لَيْتَنَّا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمِ قَالُوا رَبِّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا

نفس دہا رہے کہہ لوئے ایک دن ہے ماہی سے کم تا دوسرے لوئے تمہارا رب خوب جانتا ہے

لَسْتُمْ فَانْعَمُوا أَحَدَكُمْ بِمِزْقَةٍ هَذِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ

جنتا تم نصیبے ملے تو اپنے میں ایک کو یہ چاندی کے کر شہر میں بھیجو ۱۱

فَالْيَوْمَ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ إِنَّكَ أَنتَ الْغَنِيُّ الْغَنِيُّ ۗ

سفر ۱۴

یہ سب روایتیں صحابہ کرام سے پہنچیں۔
 امیر معاویہ جنگ روم کے موقع پر اس غار پر پہنچے تو آپ نے اس غار میں داخل ہونا چاہا۔ حضرت ابن عباس نے منع فرمایا اور یہی آیت پڑھی، امیر معاویہ نے ایک جماعت اس غار میں بھیجی تو وہ سب وہاں جل گئے (غزائن) ظاہر یہ ہے کہ اس میں خطاب مسلمانوں سے ہے نہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیونکہ حضور نے تو رب کو دیکھا اور نہ کعبہ کے گھرانے کو تو پھر بتائے ہیں کہ وہاں ہے۔ نماز اذ انہو وعاظ میرے جیب نے مجھے دیکھ کر پک پک بھی نہ چھپایا اور نہ وہ دنگے، نیز بعض روایات میں ہے کہ حضور نے معراج میں اصحاب کو ملاحظہ فرمایا، **اَللّٰهُمَّ رَدِّسُوْهُ اَعْلَمُ لَہ** اس میں اصحاب کف کے

(بقیہ صفحہ ۴۷۰) تین سو سال کے بعد جگائے کی حکمت کا ذکر ہے کہ دیکھئے والوں کو ایمان نصیب ہو اور خود اصحاب کف کا ایمان قوی سے قوی تر ہو جائے۔۔۔ ۱۲۔
یعنی مسلمان جو ان تمام میں بڑے اور ان سب کے سردار ہیں (خزائن) ۱۳۔ چوتھے اولیاء اللہ کی کرامت لوگوں کو دکھائی منظور تھی اس لئے رب نے انہیں سونے کی حالت میں اس جہان سے بے خبر کر دیا اور اپنی طرف متوجہ کر لیا جیسے عزیز علیہ السلام کو رب نے سو برس وقت یافتہ اور اوسرے بے خبر رکھا تا کہ ان کے مجبورے کا ظہور ہو ورنہ اللہ کے مقبول سونے میں اور بعد وفات اس عالم سے خبردار ہوتے ہیں رب فرماتا ہے۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَا خَلِقَ خُضْرًا قَبْلَ هَذِهِ السَّاعَةِ مِثْلَ مَا خَلَقَ الْخَضِرَ الْيَوْمَ

دل میں سونا اس ہی لئے غیث سے حضور کا وضو نہ جانا تھا کہ بے خبری نہ ہوتی تھی سارے نبی معراج میں حضور کے پیچھے نماز پڑھ گئے میت سے نبی معراج میں شریک ہوئے اس لئے یہاں قرآن فرما رہا ہے وَكَذَلِكَ خَلَقُوا الْخَضِرَ لَعَلَّكُمْ تُعْلَمُونَ لہذا وہاں کہ یہ قول غلط ہے کہ اللہ کے مقبول بندے بعد وفات اس دنیا سے بالکل بے خبر ہو جاتے ہیں اگر ایسا ہو تا قبرستان میں مردوں کو سلام نہ کیا جاتا۔ کیونکہ بے خبر کو سلام نہیں ۱۲۔ کیونکہ یہ حضرات سورج نکلنے وقت غار میں داخل ہوئے تھے اور آفتاب دوسرے وقت اٹھے تھے وہ سمجھے کہ آج ہی ہم سوتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ اجتماع کرنا جائز ہے کیونکہ ان بزرگوں نے تحفہ اور اجتناب سے ہی عدت بیان کی یہ بھی معلوم ہوا کہ غلبہ ظن پر جو حکم لگایا جائے اس پر یقین نہ کرنا چاہیے ان بزرگوں نے اپنی جاتیں بومی ہوئی ناخن لیے دیکھے تو تردد کرنے لگے کہ ایک دن میں اتنی حیات کیسے بڑھ سکتی قبولے کہ اللہ جلنے ہم کتنا سوئے ملک و قیاسی کہ جو یہ حضرات اپنے ساتھ غار میں لے گئے تھے اس سے معلوم ہوا کہ توشیح پڑھنا ساتھ رکھنا توکل کے خلاف نہیں ۱۱۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کافر سے خرید و فروخت جائز ہے دوسرے یہ کہ کافر کا کھانا ہوا کھانا مسلمان کے لئے حرام نہیں کیونکہ شہر میں سب دکاندار کافر تھے موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے گھر رسوں کھانا کھایا ہمارے حضور نے ظہور نبوت سے پہلے برسوں ابو طالب کے گھر کھانا کھایا ہلی بخاری شریف میں ہے کہ حضور نے نبوت سے پہلے بھی بچوں کے نام کا بیچہ کھایا تیسرے یہ کہ مزید استہزا کھانا تقویٰ کے خلاف نہیں عباد انہیں تھوڑی بھوک صرف اس لئے لگائی گئی کہ اس کے ذریعہ ان کی کرامت ظاہر ہو۔ اور لوگ کرامت اولیاء پر ایمان لائیں ورنہ جو رب انہیں اتنا عرصہ بغیر غذا کے سلا سکا ہے وہ اب بھی بھوک روکنے پر قادر تھا اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ کا آسمان پر بغیر غذا کے زندہ رہنا کچھ مشکل نہیں یہ تو اصحاب کف کے لئے بھی ثابت ہے

نصف القرآن یا عشر غدا والآخر بآبائنا بعد الايام والام اثنا عشر من النصف الاخير

بعض الذی ۱۵	۴۷۱	الکھف ۱۸
وَلَيْتَ تَظْفَرُ وَلَا يَشْعُرَنَّ بِكُمْ أَحَدًا ۝ اِنَّهُمْ اِنْ يَظْهَرُوا		
اور چاہئے کہ نری کرے نہ اور ہرگز کسی کو چھاری اطلاع نہ دے جبکہ اللہ وہ نہیں جان میں		
عَلَيْكُمْ يَرْجِعُكُمْ اَوْ يُعِيدُكُمْ فِي مَلِيَّتِهِمْ وَلَنْ تُفْلَحُوا		
تھے تو نہیں پھراؤ گرجائے یا پتے رہی میں پھیریں گے اور ایسا ہوا تو ہمارا بھی بھلا		
اِذَا اَبَدًا ۝ وَكَذَلِكَ اَعْتَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوا اَنَّ وَعْدَ		
نہ ہو گا نہ اور اسی طرح ہم نے ان کی اطلاع کو دی کہ لوگ جان لیں کہ اللہ کا وعدہ		
اللَّهِ حَقٌّ وَّ اَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيهَا اِذْ يَتَنَازَعُونَ		
سہا ہے اور قیامت میں کچھ شبہ نہیں نہ جب وہ لوگ اپنے معاملہ میں		
بَيْنَهُمْ اَمْرُهُمْ فَقَالُوا اَبْنُوا عَلَيْهِمْ بَيِّنَاتٍ اِنَّهُمْ اَعْلَمُ بِهِمْ		
یا ہم جھگڑنے لگے تو ہرے اپنے غار پر کوئی عمارت بنا دتے ان کا رب انہیں خوب جان		
قَالَ الَّذِينَ غَلَبُوا عَلٰى اَمْرِهُمْ لَنَنبَحِدَنَّ عَلَيْهِمْ		
ہے وہ بولے جو اس کا امیں غالب رہے تھے کہ ہم تو ان پر سجدہ		
مَسْجِدًا ۝ سَيَقُولُونَ ثَلَاثَةٌ رَّا بَعْضَهُمْ كَبِهْمٌ وَيَقُولُونَ		
بنا جس کے تھے اب کہیں گے کہ وہ میں ہیں جو بھلا ان کا کائنات اور کچھ کہیں گے		
خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَبِهْمٌ رَّجَاهُ الْغَيْبِ وَيَقُولُونَ		
باوجود میں ہیں ان کا کائنات ہے دیکھتے اور کچھ کہیں گے		
سَبْعَةٌ وَتَامَهُمْ كَبِهْمٌ قُلْ تَرَى اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَا		
سات ہیں اور آسمان ان کا کائنات تم فرماؤ میرا رب اچھی گنتی خوب جان		
يَعْلَمُ الْاَقْيَلُ ۝ فَلَا تَسْأَلُوهُمْ اَمْرًا ظَاهِرًا		
ہے انہیں نہیں جانتے مگر تجوز نہ تو ان کے بارے میں بحث نہ کرو مگر اسی ہی بحث پر		
وَلَا تَسْتَفْتِ فِيهِمْ مِنْهُمْ أَحَدًا ۝ وَلَا تَقُولُ لَنْ اَشَاءَ		
ظاہر ہو چکی نہ اور ان کے بارے میں کسی نہ کسی سے کہہ نہ پوچھو نہ اور ہرگز کسی کو نہ کہنا		
مذلل ۴		

۱۱۔ خیال رہے کہ وَلَيَتَنَظَّفَنَّ کا دوسرا لام قرآن کریم کے پہلے آئے میں ہے اور ط دوسرے نصف میں۔ ۱۲۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جب اپنے ایمان کے اعلان کرنے پر قدرت نہ ہو تو ایمان چھپانا جائز ہے مگر کفار میں رہنا سنا حرام۔ موقع پاتے ہی وہاں سے نکل جائے لہذا اس سے قید کا ثبوت نہیں ہوتا دوسرے یہ کہ کفر میں لوٹنے کو ایسا پاپ نہ کرنا چاہیے جیسے آگ میں گرنے کو تیسرے یہ کہ کوئی متقی پر بیزار گار اپنے ایمان و تقویٰ پر بھروسہ نہ کرے رب کا فضل مانگتا رہے دیکھو اصحاب کف کو خطرہ تھا کہ آج ہم مجبوراً کفر میں جلائے گئے تو شاید پھر کفر سے ہمارے دل لگ جائیں اور اسلام کی طرف نہ واپس ہوں اور آخرت غراب ہو یہ مراد ہے کہ تَعْلِيْقًا سے لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۱۳۔ یعنی اصحاب کف کو دیکھنے انہیں بھوک لگنے اور بازار میں پیچھے میں یہ متھیں تھیں۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کا کھانا چنانچہ کسی لوگوں کے ایمان کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ ۱۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ صالحین کی قبروں پر قبہ گنبد

(بقیہ صفحہ ۴۷) بتانا درست ہے کہ نگہ رب نے ان کا یہ قول بغیر تردید نقل فرمایا جو علامت ہوا ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ صالحین کے قرب میں مسجد بنائی بہتر ہے کہ وہاں نماز زیادہ قبول ہوتی ہے۔ اسی لئے حضور کی مسجد میں ایک رکعت کا ثواب پچاس ہزار ہے۔ انہیں قریب محبوب کی وجہ سے جہاں نیکیت سے مراد ان کے قریب ہے نہ کہ خاص ان کی آرام گاہ پڑے بھی معلوم ہوا کہ ہزاروں کے مزارات اور ان کے مقلدات کی زیارت کئی مسلمانوں کا بہت پرانا طریقہ ہے۔ ان لوگوں نے مسجد یا قبرستان کی تجویز اس لئے کی کہ زائرین کو آسانی ہو۔ یعنی اس زمانہ نبوی میں جو لوگ اصحاب کف کا قصہ بیان کرتے ہیں ان میں آپس میں اختلاف ہے کوئی ان کی

تقدیر کچھ جانتا ہے کوئی کچھ اور۔ یعنی یہ دونوں اندازے غلط ہیں وہ نہ تین ہیں نہ پانچ۔ ۸۔ یعنی مسلمان جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم کر کے کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کی تردید نہ فرمائی۔ معلوم ہوا کہ یہ قول صحیح ہے اور اصحاب کف کی تقدیر سب سے (روح و خزانہ) ۹۔ معلوم ہوا کہ تھوڑے بدلوں کو اصحاب کف کی تقدیر کا علم دیا گیا ان میں ہمارے حضور بھی جیتے داخل ہیں حضرت عبداللہ ابن عباس اور علی مرتضیٰ فرماتے ہیں کہ میں بھی ان تھوڑے جلاء میں سے ہوں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اصحاب کف کی تقدیر کا علم عطا فرمایا (روح و خزانہ) روح البیان نے اس جگہ اصحاب کف کے نام کچھ فرق سے بیان فرمائے۔ ۱۰۔ یعنی ان کی جماعت ظاہر فرمائے کے لئے ان سے اس معاملہ میں زیادہ بحث نہ فرمادیں کہ ایسے معاصرے پاکیزہ اخلاق والوں کی شان کے خلاف ہیں۔ صرف اسی قدر گفتگو کریں جتنی تفصیل قرآن کریم میں صراحتاً مذکور ہے اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو اصحاب کف کے واقعہ کا بہت تفصیل علم بخشا ہے لیکن اس کے اظہار سے منع فرمایا اغیار اظہار کے لائق نہیں۔ ۱۱۔ کیونکہ آپ کو تو رب نے بتا دیا ہے پھر ان سے پوچھنے کی کیا ضرورت۔

۱۲۔ (شان نزول) کہ والوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اصحاب کف کا حال دریافت کیا تو حضور نے فرمایا پھر بتائیں گے اور انشاء اللہ فرماتا یاد نہ رہا تو کئی روز تک وحی نہ آئی اس وقت تک اللہ تعالیٰ نے حضور سے اصحاب کف کے واقعہ کی تفصیل بیان نہ فرمائی تھی۔ ۱۳۔ یعنی انشاء اللہ کہنا یاد نہ رہے تو جب یاد آئے کہہ لیں روح البیان نے فرمایا کہ اس جملہ کے نزول کے وقت حضور نے انشاء اللہ فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی نماز پڑھتی بھول جائے تو یاد آنے پر پڑھ لے۔ ۱۴۔ یعنی مجھے ایسے معجزے عطا فرمائے جو ان معجزوں سے زیادہ قوی ہوں ابھی صرف اصحاب کف کا واقعہ پوچھ کر ہی میرا امتحان کر رہے ہو ایک روز آئے گا کہ میں منبر شریف پر قیام فرما کر

اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِکَ عَدَاۗءِۨۤ اِلَّا اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ وَاَذْکُرْ رَبَّکَ

کہ میں ہی کر دوں گا مگر یہ کہ اللہ چاہے نہ اور اپنے رب کی یاد کر

اِذَا نَسِیْتُ وَقُلْ عَلٰی اَنْ یَّهْدِیْنَ بَنٰیۤیْ لَا قَرْبَ

جب تو بھول جائے تو فرما کہ کہ تو رہے کہ میرا رب مجھے اس سے نزدیک کر

مِنْ هٰذَا رَشْدًا ۝ وَاَلِیْشَوٰۤا فِیْ کَہْفِهِمْ ثَلَاثَ مِائَۃٍ

راستی کی راہ دکھائے ۷۷ اور وہ اپنے غار میں تین سو برس

سِنِیْنَ وَاَزَادُوْا سَعًا ۝ قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَیْشَوٰۤا

تھوڑے نوادہ پر تھوڑے تھوڑے اللہ خوب جانتا ہے وہ جتنا چاہے

لَهُ غِیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَبْصَرُ بِہٖ وَاَسْمِعُ

اسی کے لئے میں آسمانوں اور زمینوں کے سب سب دیکھتا اور سنا دیتا ہے

مَا لَہُمْ مِنْ دُوْنِہٖ مِنْ قُلٰی وَلَا یَشْرُکُ فِیْ حُکْمِہٖ

اس کے سوا ان کا کوئی والی نہیں ہے اور وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں

اَحَدًا ۝ وَاَتْلُ مَا اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنْ کِتَابِ رَبِّکَ

کرتا ہے اور تلاوت کرو جو تمہارے رب کی کتاب میں وحی ہوئی ہے

لَا مُبَدِّلَ لِحُکْمِہٖ وَلٰکِنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِہٖ مُلْتَفًا ۝

اس کی باتوں کا کوئی بدلنے والا نہیں اور ہرگز تم اس کے سوا نہ پاؤ گے

وَاَصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّہُمْ بِالْغَدٰوةِ

اور اپنی جان ان سے مانوس رکھ جو صبح و شام اپنے رب کو بکارتے

وَالْعِشِیْرِ یُرِیْدُوْنَ وَجْہَہٗ وَلَا تَعْدٰۤیْنٰکَ عَنْہُمْ

میں نے انکی رضا چاہتے ہیں اور تمہاری آنکھیں انہیں چھوڑ کر اور ہر نہ پڑیں

تَزِیْدًا زِیْنَةَ الْحَیْوةِ الدُّنْیَا وَلَا تَطْعُمْ مِّنْ اَعْفٰنَا

کیا تم دنیا کی زیبائی کا شکار چاہو گے مگر اور اس کا کھانا مانو جس کا دل ہم نے

قیامت تک پیش آنے والے واقعات میں سے ایک ایک کا ذکر کروں گا چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ۱۴۔ یعنی حشری میمونوں میں سے تین سو سال اور قمری میمونوں سے نو سال زیادہ۔ چونکہ اس وقت حشری میمون ہی مروج تھے اس لئے اس طرح ارشاد ہوا یعنی اہل عرب نے اہل کتاب کی مدت پر ۹ سال زیادہ کہے۔ ہجران والے اس آیت کو سن کر بولے کہ تین سو سال تو ٹھیک ہے یہ نو سال کی زیادتی کیسی اس پر یہ آیت کریمہ اتاری کہ تم قمری اور حشری میمونوں کا فرق نہیں جانتے خیال رہے کہ چاند کے حساب سے ہر سال میں قریباً دس دن بڑھ جاتے ہیں۔ تو تین سال میں قریباً ایک ماہ بڑھے گا اور ۳۶ سال میں ایک سال کا فرق ہو گا۔ یہ تقریبی فرق ہے ہر سو برس میں تین سال کا فرق ہوتا ہے ۱۵۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا شتا دیکھنا ایسا قوی ہے کہ تم کو اس سے تعجب ہو چلوے بصر اور نسیع تعجب کے وزن ہیں ۱۶۔

(تقریب صفحہ ۴) یعنی زمین و آسمان والوں کا اللہ کے سوا کوئی مددگار حقیقی نہیں یا کافروں کا کوئی واقعہ میں مددگار نہیں جتنیں وہ مددگار کہتے بیٹھے ہیں۔ دعوہ کے میں ہیں۔
 لہذا یہ آیت اس کے خلاف نہیں اِنَّمَا دَعَا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ حَقٌّ اِیْنِ عَمِ اِیْنِ کَاسِ اس کے سوا ہوا حاکم ہیں وہ کاہن ہیں لہذا یہ آیت اس آیت کے خلاف نہیں یا کافروں کا کوئی واقعہ میں مددگار نہیں جتنیں وہ مددگار کہتے بیٹھے ہیں۔ دعوہ کے میں ہیں۔
 لہذا یہ آیت اس آیت کے خلاف نہیں اِنَّمَا دَعَا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ حَقٌّ اِیْنِ عَمِ اِیْنِ کَاسِ اس کے سوا ہوا حاکم ہیں وہ کاہن ہیں لہذا یہ آیت اس آیت کے خلاف نہیں یا کافروں کا کوئی واقعہ میں مددگار نہیں جتنیں وہ مددگار کہتے بیٹھے ہیں۔ دعوہ کے میں ہیں۔

اجما ہے اگرچہ وہ قہر ہوں اور مردوں کے ساتھ رہتا رہا ہے اگرچہ وہ ملواری ہوں یہ بھی معلوم ہوا کہ صبح و شام خصوصیت سے رب کا ذکر کرنا بہت افضل ہے رب فرماتا ہے تَوَدَّ كَيْفَ يَتَذَكَّرَ عَلَيْكَ فَاصْبِرْ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کو صلی اللہ علیہ وسلم غیب سے پیار سے اور محبوب ہیں کیونکہ ان کے دل ٹوٹے ہوئے ہیں اور محبوب ٹوٹے دلوں کی آس ہیں ۳۲ (شان نزول) سرور ان قریب لے عرض کیا تھا کہ ہم سلام تو قبول کر لیں لیکن ان قہراء و مساکین مسلمانوں کے ساتھ بیٹھے اٹھے ہم کو شرم آتی ہے اگر آپ ان غریبوں کو اپنی مجلس شریف سے علیحدہ کر دیں تو صرف ہم ہی نہیں بلکہ بہت فحشت ایمان قبول کر لے گی اس پر یہ آیت کہہ اتری۔ اس سے معلوم ہوا کہ جوڑے خاص مسلمان بہت سے دیکھنا اور ان سے بیعت میں حصہ نہ لینا اجماع و طبقت میں اس کا حکم ہے اللہ تعالیٰ اس طرز کے ہمراہ رکھے ۳۳ معلوم ہوا کہ حضور کی اللہ کرم بیش اپنی امت کے صالحین پر ہے خواہ وہ کس اور کس زمانے میں ہوں حضور کی اللہ میں ہیں اس سے مسئلہ حاضر و ناظر بھی ہٹت ہو جاتا ہے ۳۴ یعنی میں چاہوں گے کیونکہ اسے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے تمہاری فطرت بخالی ہے ہم خوب جانتے ہیں کہ تمہارے دل میں ان کی طرف میلان نہیں یہ سوال اتاری ہے۔

۱۔ اس میں قیامت تک کے مسلمانوں کو ہدایت ہے کہ انھوں کھیلوں دیا کاروں مالداروں کی نہ مانا کریں خاص صلی اللہ علیہ وسلم مساکین مسلمانوں کی اطاعت کیا کریں ان مالداروں کی بات ماننا دنیا و دین ہر دو کو ہٹا ہے اور اللہ غریب کے ساتھ رہنا دونوں جہان درست کر دیتا ہے اسی لئے اکثر انبیاء اولیاء غریب میں ہوئے ۲۔ یعنی تمہاری وجہ سے قہراء صحابہ کو مجلس شریف سے علیحدہ نہ کیا جائے گا تم اسلام لاؤ یا نہ لاؤ لہذا یہ فرمان غضب کے اظہار کے لئے ہے یہ مطلب نہیں کہ اسلام قبول کرنے نہ کرنے کی رپ نے اجازت دے دی اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قہراء صحابہ کا پورا درجہ ہے ۳۔ چونکہ تم

الحق الذي	۴۷۳	الکھف ۱۸
<p>قَلْبُهُ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبِعْهُ هَوَاهُ وَكَانَ امْرُؤٌ قَرِيبًا ۳۸</p> <p>یعنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ اپنی خواہش کے لیے ہلاک اور اس کا اصرار کرتا رہا</p> <p>وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُكْفُرْ اِنَّا اَعْتَدْنَا لِلْظَّالِمِينَ نَارًا اَحَاطَ بِهَا ۳۹</p> <p>اور تم مادیو کہ حق تمہارے رب کی طرف سے ہے جو تمہارے ایمان لانے اور جو</p> <p>شَاءَ فَلْيُكْفُرْ اِنَّا اَعْتَدْنَا لِلْظَّالِمِينَ نَارًا اَحَاطَ بِهَا ۳۹</p> <p>ہمارے کفر کرے نہ چیکہ ہم نے ظالموں کے لئے وہ آگ تیار کر رکھی ہے جسکی</p> <p>سَرَادِقُهَا وَاَنْ يَسْتَعِينُوا اِيْعَانُوا بِمَالِهِمْ لَمْ يَأْتُوا ۴۰</p> <p>دور کیا اس میں کچھ نہیں کی تیار کر دیا ان کے لئے فریاد کوئی تو ان کی فریاد کوئی اس کی پالی سے کچھ نہ</p> <p>يَسْئُرُ الْوُجُوهُ بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَاءَتْ مُرْتَفَقًا ۴۱</p> <p>دینے ہوئے دعوات کی طرح ہے کہ ان کے پیچھے نہ لگایا ہی بلکہ پیچھے ہے اور دور</p> <p>اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِيعُ ۴۲</p> <p>کیا ان کی بری ضرورت کی بجز ایک جو ایمان لانے اور ایک کام کرنے ہم ان کے بیک خانے</p> <p>اَجْرُ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ۴۳ اُولٰٓئِكَ لَمْ يَجْعَلْ لَّهِمْ جَزَاءً ۴۴</p> <p>نہیں کرتے جن کے کام اچھے ہوں تو ان کے لئے بے کے بارگ ہیں</p> <p>تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهَارُ يُجِئُوْنَ فِيهَا مِنْ اَسْوَدَ ۴۵</p> <p>ان کے نیچے نہریاں ہیں وہ اس میں سونے کے کشتی پہناتے جائیں</p> <p>مِنْ ذَهَبٍ وَيَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خَضْرًا مِنْ سُنْدُسٍ ۴۶</p> <p>گے نہ اور سبز کپڑے نہ کریم اور قنادیز کے بنائیں گے</p> <p>وَاَسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِبِينَ فِيهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ نِعْمَ ۴۷</p> <p>دہاں تختوں پر تکیہ لگائے کیا ہی اچھا ثواب اور جنت کیا ہی</p> <p>الثَّوَابُ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ۴۸ وَاصْرِبْ لَهُمْ مِّثْلًا ۴۹</p> <p>اچھی آرام کی جگہ اور ان کے سامنے دو مردوں کا</p>		
	مَنْزِل ۴	

کو غریب کے ساتھ اٹھے بیٹھے شرم آتی ہے اور جنت قہراء کی جگہ ہے لہذا تم کو دوزخ میں رکھا جائے گا جہاں سرداری سردار ہوں گے ۳۳ اس سے معلوم ہوا کہ یہ کھونا پانی اور یہ غذا صرف کفار کے لئے ہوگی کھانا مومن کو اللہ اس سے بجائے گا کیونکہ کفر کا عذاب مسلمان کو نہیں پہنچتا۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ وہ پانی کاڑھا ہو گا تل کی تلجھ کی طرح جب وہ منہ کے قریب ہوگا تو منہ کی کمال جل کر گر جائے گی بعض کا قول ہے کہ وہ پگھلا ہوا سیسہ ہے اللہ کی پناہ (خزان) کہ نہ ان کے نیک اعمال کا بدلہ نہ دیا جائے نہ ہائل ہر دو دینے جائیں بشرطیکہ وہ خود اپنی نیکیاں ہر دو نہ کر گیا ہو۔ رب کسی کی نیکی ہر دو نہیں کرتے ہندہ خود ہر دو کرے تو اس کی خوشی ہے۔ یعنی بیش بے کے کہ نہ وہاں سے نکالے جائیں نہ کسی کو موت آوے اللہ نصیب کرے ۴۸ ہر جنتی کو تین نکلن پہنائے جائیں گے ایک

(بقیہ صفحہ ۳۷۳) سونے کا ایک چاندی کا ایک موتیوں کا جہاں تک وضو کا پانی پہنچتا ہے وہاں تک دنیا میں مردوں کو زیور پہننا اس لئے حرام تھا کہ وہاں جہاد ہوتے تھے اگر ان کے ہاتھوں میں کلن پڑ جاتے تو تلواریں اٹھاتے جنت میں جہاد ہو گا نہیں اس لئے وہاں زیور جائز ہو گا ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب کو ہنر رنگ بہت پسند ہے اسی لئے جنت کی زمین سبز شہداء کی روحوں کا رنگ سبز حضور کے روضہ کا رنگ سبز وغیرہ۔

۱۔ یعنی مومنوں اور کافروں کو یہ دو مثالیں سناؤ تا کہ ہر فرق ہجرت پکڑے اور اپنا اپنا انجام سوچ لے اس سے معلوم ہوا کہ قیاس مجتہد برحق ہے یہ بھی معلوم ہوا

سُجِنَ الذِّیْہ	۳۷۳	الکھف
<p>رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِأَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ أَعْنَابٍ <small>حال یہاں کر دو کہ ان میں ایک کو ہم نے انجوروں کے دو باغ دیئے</small> وَحَفَظَهُمَا بِنَخْلٍ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ۝۱۰ <small>اور ان کو کھجوروں سے ڈھانپ لیا اور ان کے بیچ بیچ میں کھیتی رکھی نہ دونوں</small> الْجَنَّتَيْنِ اتَتْ أَكْلَهُمَا وَلَمْ يُنْظَمْ مِّنْهُ شَيْءٌ وَفَجَّرْنَا <small>باغ اپنے پھل لائے نہ اور اس میں کچھ کی نہ دی نہ اور دونوں کے</small> خَلْلَهُمَا نَهْرًا ۝۱۱ <small>بیچ میں آنے نہ بہاں نہ اور وہ پھل رکھتا تھا نہ تو اپنے ساتھی سے بولا اور وہ</small> يَحَاوِرُهُ أَنَا أَكْشَرُ مِنْكَ مَا لَا ذَوَا عَرْقٍ نُّفَرًا ۝۱۲ <small>اس سے دو چل کر تھا نہ میں تجھ سے میں زیادہ بڑا اور انجیل کا زیادہ زور رکھتا</small> جَنَّتُهُ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ قَالَ مَا أَظُنُّ أَنْ تَبِيدَ <small>ہوں نہ اپنے باغ میں گم ہوا نہ ہی جان پر ظلم کرتا ہوا بولا نہ مجھے گمان نہیں کہ یہ</small> هَذِهِ أَبَدًا هُوَ مَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً وَلَئِنْ <small>کبھی نہ ہو نہ اور میں گمان نہیں کرتا کہ قیامت قائم ہو نہ اور اگر میں</small> رُدِّدْتُ إِلَىٰ رَبِّي لَأَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا ۝۱۳ <small>اپنے رب کی طرف پھر گیا بھی نہ تو ضرور اس باغ سے بہتر دیکھنے کی جگہ پاؤں گا نہ</small> قَالَ لَهُ صَاحِبُهُ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَكَفَرْتَ بِالَّذِي خَلَقَكَ <small>اس کے ساتھی نے اس سے الٹ چکر کرتے ہوئے جواب دیا کہا تو اس کے ساتھ لکھ کر ہے</small> مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوَّاهُ رَجُلًا ۝۱۴ <small>جس نے مجھے مٹی سے بنایا پھر چھڑے ہانی کی بوند سے چھڑچھڑایا لیکن میں تو</small> هُوَ اللَّهُ رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِرَبِّي أَحَدًا ۝۱۵ <small>یہی کہتا ہوں کہ وہ اللہ ہی میرا رب اور میں کسی کو اپنے رب کا شریک نہیں کرتا ہوں اور میں بوا کر جب</small></p>		
مَنْزِل ۳		

قیامت ہوگی ہی نہیں اگر فرض کرو ہوگی بھی تو مجھے وہاں بھی بارغ ہی ملیں گے کیونکہ جیسے دنیا میں آرام و مال ملا ایسے وہاں بھی ملے گا۔ یہاں مال ملنا رب کی رضا کی علامت ہے ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ قیامت وغیرہ اسلامی عقائد کا انکار در حقیقت رب تعالیٰ کا انکار ہے کیونکہ وہ کافر رب کا منکر نہ تھا اس نے کہا تھا کہ اگر میں اپنے رب کی طرف پھیرا گیا لیکن چھڑکے قیامت کو نہ ملتا تھا لہذا مومن پڑوسی نے اس سے یہ خطاب کیا ۱۵۔ تو جو رب تعالیٰ تجھے مٹی اور نطفے سے انسان بنا سکتا ہے وہ بعد مرنے کے قیامت میں دوبارہ پیدا کر سکتا ہے ۱۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن کو اپنے ایمان کا اطمینان کرنا چاہیے اپنے نیک اعمال ظاہر کرنا تا کہ دوسرے اس کی پیروی کریں ثواب ہے یہ دنیا میں داخل نہیں۔

کہ علاوہ کو چاہیے کہ مسلمانوں کو سمجھانے کے لئے مثالیں بیان کیا کریں۔ ۱۔ خیال رہے کہ آس پاس سبز باغ اور بیچ میں نہاں ابراکیت، یکینہ میں بہت ہی خوشنما ہوتا ہے اس سے مالک تمام ضروریات پوری کرتا ہے کھیت سے غذا اور باغ۔ پھل حاصل ہوتا ہے۔ پھل کھجور اور انگور۔ پھل کھجور اور میوہ ہے ۳۔ یعنی کھجور اور انگور کے دونوں باغوں میں خوب ہمار آئی پھل خوب لگے ۴۔ یعنی نہ تو یہ ہوا کہ پھل کم آئے اور نہ یہ کہ پھل لگ کر قبل از وقت جھڑ گئے پورے پھل آئے اور پورے ہی تیار ہوئے ۵۔ باغ کے بیچ میں نہر خوبصورتی و زینت اور باغ کے تروتازہ رہنے کا باعث ہے ۶۔ یعنی مالک باغ کے پاس اس باغ کے علاوہ اور بھی بہت مال سونا چاندی وغیرہ تھا یا انگور، کھجور کے سوا اور بھی میوے کا مالک تھا۔ ۷۔ یعنی یہ جتنی خورہ کافر اور اس کا پڑوسی مومن آپس میں آٹنے سامنے مناظر نہ دیکھتے کرتے تھے تو یہ جتنی کے طور پر مومن کو ذلیل کرنے کے لئے بولا۔ لہذا یہ کلام جرم ہوا ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ جتنی مارنا کفار کا کام ہے اور رب کی نعت پر چڑھائی کرنا مومن کا کام۔ رب فرماتا ہے۔ قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ تَعْلَمُوا أَنَّكُمْ كَافِرُونَ ۝۹ یعنی وہ کافر بھی تھا نا کفر بھی تھا، حکیم بھی رب کی نعت پا کر یہ عیب پڑ گئے، معلوم ہوا کہ دنیاوی دولت فاضل کے لئے زیادہ جرم کرنے کا باعث ہو جاتی ہے روح البیان نے فرمایا کہ اس کا نام قتلوس تھا اور یہ قصہ صرف قتیل کے لئے نہیں بلکہ واقع شدہ ہے ۱۰۔ یعنی میری عمر بھر اس سے ابد الا پاؤ مراد نہیں کیونکہ بے وقوف کفار بھی مانتے ہیں کہ ایک باغ بیٹھ نہیں رہ سکتا اس لئے یہ ہی معنی ہوئے چاہیں ۱۲۔ یعنی مجھے اس کا گمان بھی نہیں ہوتا ۱۔ قیامت قائم ہو بلکہ یقین ہے کہ قیامت نہ آوے گی ۲۔ آیت پر یہ اعتراض نہیں پڑ سکتا کہ کفار تو قیامت نہ ہونے کا اعتقاد رکھتے ہیں ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ برے اعمال کر کے جنت کی آس لگانی کافروں کا شیوہ ہے جو یہ کہ گندم کاٹنے کی امید نہ رکھو ۱۳۔ یعنی اولاً تو

اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نظر بد حق ہے اور اس سے بچنے کے لئے یہ پڑھنا چاہیے ماشاء اللہ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ رب فرماتا ہے ذٰلِكَ كَلِمَةٌ يُدْعَىٰ بِهَا الْمُتَّقُونَ دوسرے یہ کہ مومن نور الہی سے دیکھتا ہے مومن نے جو کچھ خبر دی وہ بھی ہوئی واقعی اس بارغ پر عذاب آگیا۔ ۲۔ یا تو دنیا میں یا آخرت میں مگر پہلے معنی زیادہ قوی ہیں کیونکہ اس کافر نے اس مومن کے دنیاوی بارغ کو ہی مکتور اور حقیر نہ جانتا تھا۔ اگلا مضمون بھی دنیاوی عذاب کے حلقے ہے۔ ۳۔ حیرت زندگی ہی میں کہ تو اس بارغ کو برباد ہوتا ہوا دیکھے اور کف انفس لے۔ ۴۔ معلوم ہوا کہ مومن نور الہی سے دیکھتا ہے اس کا اندازہ صحیح ہوتا ہے کہ اس مومن نے جیسا کہا ویسا ہی ہوا یہ

کرامت مومن یا فرست مومن ہے جب مومن کے الہام یا فرست کا یہ حال ہے تو توئی یا نبی کے علم و فرست کا کیا رواج ہو گا۔ وہ ہمارے اندازے سے باہر ہے۔ ۵۔ یعنی ضرور کہ کوئیں کا پانی اس طرح خشک ہو جائے کہ نظر نہ آئے یا اتنا گنجا ہو جاوے کہ حاصل نہ ہو سکے۔ ۶۔ یعنی جیسا مومن نے کہا تھا ویسا ہی ہوا کہ اس پھلوں سے لدے ہوئے بارغ پر کھلی یا آفت آسمانی آئی جس سے تمام بارغ جل گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ پشمیری کی وجہ سے بارغ و کھیت برباد ہوئے ہیں۔ ۷۔ حسرت اور ندامت کی وجہ سے انسان ہاتھ ملتا ہے یا انگلی کاٹتا ہے یا پھیل چیتا ہے یہاں اس کا قصہ کھینچا گیا ہے۔ ۸۔ یعنی انکسور کی وہ چشیں جن پر انکسور کی تیل پھیلی ہوتی ہے گری پڑی تھیں اور انکسور کی جڑیں انکسور پڑی تھیں ایسا برباد ہو چکا تھا کہ اب پانی وغیرہ دینے سے آباد نہیں ہو سکتا تھا۔ ۹۔ معلوم ہوا کہ یہ اس کی توبہ ہو گئی کیونکہ دنیا کی زندگی میں جرم پر ندامت توبہ ہے یہاں یہ ذکر نہ ہوا کہ آیا وہ توبہ قبول ہوئی یا نہیں اور اسے وہ بارغ پھر ملایا نہیں ظاہر ہے کہ توبہ تو قبول ہو گئی مگر بارغ نہ ملا جیسا کہ اگلی آیت میں آ رہا ہے۔ ۱۰۔ یعنی نہ تو اس کے حوائج اس کا برباد شدہ بارغ درست کر سکے نہ خود وہ کیونکہ اب اس کے پاس اتنی طاقت نہ رہی تھی نہ جانی نہ مالی۔ بدلہ لینے سے مراد وہ سارا بارغ لگانا ہے۔ ۱۱۔ یعنی ایسے واقعات دیکھ کر انسان کو یقین الیقین سے اللہ کی قدرت معلوم ہوتی ہے۔ ۱۲۔ دنیا کو آسمانی پانی سے تشبیہ دی نہ کہ کوئیں کے پانی سے اس لئے کہ آسمانی پانی اپنے بقعہ میں نہیں ہوتا۔ نیز اس کے آنے نہ آنے کی خبر نہیں ہوتی نیز کبھی ضرورت سے زیادہ برس جاتا ہے اور کبھی ضرورت سے کم اور کبھی بالکل نہیں۔ یہ ہی حال دنیا کا ہے اس آیت کی بہت نفیس تفسیر ہماری کتب مواظہ نصیحہ میں مطالعہ کرنی چاہیے۔ خیال رہے کہ جس دنیا کے ساتھ دین شامل ہو پھر وہ دنیا نہیں رہتی اس کے لئے تو نہیں وہ باقی رہتی ہے رب فرماتا ہے ذٰلِكَ يَذُنُّكَ

جل النبی ۱۵	۳۷۵	الکھف ۱۸
<p>جَنَّتْكَ قُلْتُ مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ إِنَّ تَرَن لو اپنے بارغ میں کیا تو کہا ہوتا ہو چکا ہے اللہ میں کہ نہ توئیں مگر احد نہ ہو کہ نہ آنے دیکھے</p> <p>أَنَا أَقَلُّ مِنْكَ مَا الْأَوَّلُ ۝ فَصَيَّرَنِي أَنْ يَتَيْنِ اپنے سے مال و اولاد میں کم دیکھتا تھا تو قریب ہے کہ میرا رب مجھے تیرے بارغ سے</p> <p>خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَيُرْسِلْ عَلَيْهَا حِسَابًا مِّنَ السَّمَاءِ اچھا دے گا اور تیرے بارغ پر آسمان سے بھجائیاں اتارے گا تو وہ پٹ پر</p> <p>فَتَصْبِحُ صَعِيدًا ۝ أَوْ يُصْبِحَ مَا وَهَا غُورًا فَلَنْ میدان ہو کر وہ ہلنے کا یا اس کا پانی زمین میں دھنسنے کا پھر تو</p> <p>تَسْتَطِيعَ لَهُ طَلِبًا ۝ وَأَحْيِطْ بِشَيْءٍ فَاصْبِرْ يَقْلُبْ اسے ہرگز کاوش نہ کر سکے اور اس کے پھل کھلنے کے ت تو اپنے ہاتھ</p> <p>كُفَّهِ عَلَىٰ مَا آتَقَىٰ فِيهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا مٹا رہا کہ گماں اس ناگت پر جو اس بارغ میں خشک تھی اور وہ اپنی میٹروں پر گرا ہوا تھا</p> <p>وَيَقُولُ يَلَيْتَنِي لَمْ أُشْرِكْ بِرَبِّي أَحَدًا ۝ وَلَمْ تَكُنْ لَهُ کہ ان کو رہنے کے لئے کاش میں نے اپنے رب کا کسی کو شریک نہ کیا ہوتا کہ اور اس کے پاس</p> <p>فِتْنَةٌ يَتَصَرَّوْنَ لَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَمَا كَانَ مُنتَصِرًا ۝ کوئی جماعت نہ تھی کہ اللہ کے سامنے اس کی مدد کرتی نہ وہ بدلہ لینے کے قابل تھا نہ</p> <p>هَٰذَا لَكَ الْوَلَايَةُ لِلَّهِ الْحَقُّ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَخَيْرٌ یہاں کہنا ہے کہ اعتبار سے اللہ کا ہے کہ اس کا ثواب سب سے بہتر اور اسے ماننے کا انجام</p> <p>عُقْبًا ۝ وَاضْرِبْ لَهُم مَّثَلِ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَا سب سے بھلا اور ان کے سامنے زندگی دنیا کی کہاوت بیان کرو جسے ایک پانی</p> <p>أَنْزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ ہم نے آسمان سے نازل کیا تو اس کے سبب زمین کا سبزہ گھٹا ہو کر نکلا</p>		

الضِّلَاتِ اور فرماتا ہے وَتَنَزَّلُ الْمَوَاطِنُ فِي سُحُبٍ مُّجْبِلٍ اللہ انوار اور جو دنیا و دین خالی ہو وہ خالی بھی ہے حیرت بھی تمام برائیاں اس دنیا کی ہیں جو دین سے خالی ہو۔

یعنی جیسے گھٹ کا حال ہے کہ اس کی موجودہ بنی قابل اعتبار نہیں۔ نہ معلوم کب گرم ہوا چل جائے، نہ اسے بڑھ کر دے، ایسے ہی دنیا کے مال حرام، جو لائق حسن طاعت کا مجبور نہیں کہ ذرا سی آفت میں سب کا ہو جاتی ہیں، ہری ہری کھیتی، گھن گھن گھن، تب جانوجب نہ تک آئے، یعنی خدا تعالیٰ ہر چیز کو پیدا کرنے اور فنا کرنے پر پوری طرح قادر ہے، دنیا کو ہنر سے اس لئے تخلیق دی گئی کہ وہ سب کے سامنے ترو تازہ و شلاب ہو کر پھر قائم رہے سب دیکھتے ہیں، حتیٰ کہ اس کی بنی، عقلی، لایکا، ہم و دشمن تک معلوم نہیں ہوتا کہ کبھی ہوا بھی قحاک نہیں جو جب کہ انہیں دنیا کے لئے پرانا ہلوسے اور اگر دونوں کو آخرت کا ذریعہ بنایا جاوے تو یہ باقیات الہیالیت ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایک چن صدقہ جاریہ ہے کہ مرے بعد بھی اس کا بیع قبر میں حشر میں پختا رہتا ہے، یہ یعنی وہ نیکیاں جو دنیا میں پیدا نہ ہو جاوےں، بلکہ آخرت میں ہمارے ساتھ جاویں، اس میں مہلات، اٹھے، موت، صدقات جاریہ وغیرہ سب شامل ہیں۔ بعض علماء نے فرمایا کہ اس سے مراد وہ نیکیاں ہیں جن میں کوئی شخص جھکا کر دیا جاوے کہ اس کی نیکیاں مست ہوں، اس طرح کہ زمین سے اکڑ کر پھل کی طرح پھرتے ہوں گے، پھر ریزہ ریزہ ہو کر گر جائیں گے، لہذا آیات میں تعارض نہیں، اس طرح کہ زمین پر نہ پیاز رہے گا، نہ خار، نہ درخت، نہ کوئی عمارت، نہ ساری زمین چٹیل میدان ہو گی۔ یعنی قبر میں کوئی نہ رہے گا سب اٹھائے جائیں گے، انسان بھی اور دوسری مخلوق بھی، ہر مرد بدن اور مردہ پاؤں، بے تختہ جیسے مال کے چھت سے پڑا ہوئے تھے، مجرم سزا کے لئے، مومن جزاء کے لئے، انبیاء اولیاء کو انی کے لئے پیش ہوں گے، ہر شخص کا نامہ اعمال اس کے ہاتھ میں، مومن کا دائیں ہاتھ میں اور کافر کا بائیں ہاتھ میں، اس سے زمین منکس معلوم ہوئے، ایک یہ کہ کافر کے نام بڑے چھوٹے گناہ لکھے جاتے ہیں، صرف حاکم کلویہ کی ہی تحریر نہیں ہوتی، دوسرے یہ کہ کافر کی نیکیاں نہیں لکھی جاتیں، کیونکہ نیکی کی درستگی کی شرط ایمان ہے جو اس کے قبول میں کیا، یا اس کی دنیا کی راحتیں ہی اس کی نیکیوں کا بدلہ ہو گئیں، رب فرماتا ہے: **ذَقْدَ نَسْلًا مَّا قِيلُوا نَفْسًا لِقَتْلِهِمْ جَاءَتْهُمْ قَوْمًا يَمُرُّونَ بِهِمْ لَمَّا كَانُوا فِي أَعْيُنِهِمْ كَذِبًا** اور ہر گناہ سے بچنے کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک مکلف ہے۔ یعنی اس پر فرض ہے کہ ایمان لا کر نماز پڑھے، اور اس پر شراب، ہم سے کہ ان دونوں قسم کی غلطیوں پر اسے عذاب ہو گا، اگرچہ شرعاً وہ احکام شرعیہ کا مکلف نہیں، خیال ہے کہ یہاں صفیر سے مراد چھوٹے گناہ ہیں۔ اور کبیرہ سے مراد بڑے گناہ، جیسے غیر عورت سے بوس و کنار، صفیر گناہ ہے اور ذکا کبیرہ گناہ، اس سے معلوم ہوا

فَأَصْبَحَ هَشِيمًا تَذْرُوهُ الرِّيحُ وَكَانَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ۝۱۸

کہ سوکھی ٹھاس پڑ گیا ہے، ہوا میں اڑا دی گئی اور اللہ ہر چیز پر

قَابِلٌ ۝۱۹

قابِلُ والا ہے، مال اور بیٹے، یعنی دنیا کا

الدُّنْيَا وَالْبَاقِيَةُ الصَّلَاحُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا

مستکار ہے، اور اُنی رہنے والی اچھی باتیں، ان کا ثواب ہمارے رب کے یہاں

وَأَخِيرَ أَمَلِهِ يَوْمَ نَسِيرُ الْجِبَالِ وَتَرَى الْأَرْضَ

بہتر اور امیدیں جسے جلی اور گس بول، ہم پہاڑوں کو چلائیں گے اور تم زمین کو

بَارِزَةً وَخَشَرْتُمْ فَمَا نُفِادُ رِغْمَهُمْ أَحَدًا وَغَرَضُوا

کھل پڑی دیکھ گئے، اور تم انہیں افانیں گے تو ان میں سے کسی کو نہ پھر نہیں گئے، اور

عَلَى رِبِّكَ صَفًا لَقَدْ جِئْتُمُونَا كَمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ

سب ہمارے رب کے حضور پہلا بار آئے، پیش ہوئے، بیشک تم ہمارے پاس دینے ہی آئے

بَلْ زَعَمْتُمْ أَنَّنِي جَعَلْتُكُمْ قَوْمًا ۝۲۰ وَوَضَعُ الْكِتَابَ

جیسا کہ تم نے یہاں بیان کیا، بلکہ تمہارا ایمان تھا کہ ہم ہرگز تمہارے لئے کوئی دوسرا

فَتَرَى الْمَجْرُمِينَ مُشْفِقِينَ مِمَّا فِیهِ وَيَقُولُونَ

وقت کبھی گئے اور نہ اعمال رکھا، حالانکہ تم فرماؤ کہ کوئی گناہ کرے گا اسے گناہ سے نہ دے، تو گئے اور

يُؤْتِيكُمْ مَالًا هَذَا الْكِتَابُ لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً

کہیں گے، ہائے فرانی ہماری اس نذر کو کیا ہوا، نہ اس نے کوئی چھوٹا گناہ چھوڑا، نہ بڑا

إِلَّا أَحْصَاهَا وَوَجَدَ مَا عَمِلُوا حَاضِرًا ۝۲۱ وَلَا يَظْلُمُ رَبُّكَ

بھٹے گھبر نہ لیا، چاہے اور اپنا سب کیا انہوں نے سامنے پایا، اور تمہارا رب کسی پر ظلم

أَحَدًا ۝۲۲ وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا ۝۲۳

نہیں کرتا، اور یاد کرو جب ہم نے فرشتوں کو فرمایا کہ آدم کو سجدہ کرو، تو سب سجدہ کیا

کہ قیامت میں کوئی بے پڑنا نہ ہو گا، سب پڑھ سکیں گے اور سب علی سے واقف ہوں گے، کیونکہ کتب کی تحریر علی میں ہوئی، بلکہ مرتے ہی سب کی زبان علی ہو جاتی ہے کہ قبر میں سوالات علی میں ہوتے ہیں اور سارے لوگ علی میں جواب دیتے ہیں، اور قیامت میں سب اعمالانے پڑھ لیں گے، خیال رہے کہ یہاں حاضر سے مراد ان اعمال کی تحریر کی حاضری ہے، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کفار کی خود بدکاریاں، علق و ہشت ناک، شظیوں میں حاضر ہوں، اس طرح کہ پھر کے گناہ تحریر فرما دیئے جائیں، یا کسی کو جرم سے زیادہ مزادی جیسے غرضیکہ کفار کے لئے بدل اور مومن پر اللہ کا فضل ہو گا، خیال رہے کہ فضل بدل کے خلاف نہیں، بلکہ علم بدل کے خلاف ہے، ۳۱ نصیب و تقسیم کا مجملہ آدم علیہ السلام کو مجملہ بنا کر یہ نہیں کہ مجملہ عبادت کا ہو اور مجملہ رب تعالیٰ ہو، مجملہ آدم علیہ السلام کو مجملہ یہ

ا۔ چونکہ ابلیس فرشتوں میں رہتا تھا اس لئے وہ بھی اس حکم میں داخل تھا خیال رہے کہ ابلیس جنت کا مورث اہل ہے جیسے انسان کے آدم علیہ السلام اس کا پہلا نام عزراہیل تھا۔ گمراہ ہونے کے بعد ابلیس لقب ہوا یعنی دھوکہ باز۔ اس سے معلوم ہوا کہ پہلے شیطان رب کا مطیع بندہ تھا۔ اب تاقرآن ہوا اسے معلوم ہوا کہ اذنیہ بن کذولہ شیطان اور اس کی ذرت ہے اور صالحین اولیاء اللہ ہیں اولیاء اللہ اور ہیں اولیاء اللہ من دون اللہ اور جن اولیاء اللہ کا ذکر ہے وہاں یہ ہی مراد ہیں رب فرماتا ہے اَنْزَلْنَاهُمْ اَنْكَاثًا یہ آیت کریمہ ان تمام آیات کی تفسیر ہے جن میں اولیاء اللہ من دون اللہ اختیار کرنے کی ممانعت ہے۔ یعنی جنت تھارا گمراہ میں نے تھارے گمراہ سے تھارے دھوکے کو تھاری خاطر نکال تو تھارا دل دھوکے کا گمراہ ہے تم میرے گمراہ سے شیطان کو کیوں نہیں نکالتے تھاری وجہ سے شیطان میرا دشمن ہوا پھر تم اس کو اپنا دوست بنائے بیٹھے ہو۔ یعنی ہم نے شیطان اور اس کی ذرت کو آسمان و زمین کی پیدائش اور انسان کی پیدائش کے وقت نہ بلایا تھا پھر وہ میرے شریک کیسے ہو گئے۔ اس سے واضح معلوم ہوئے ایک یہ کہ رب تعالیٰ نے اپنی کمزوری کی بناء پر کسی کو اپنا قوت بازو نہ بنایا وہ اس سے پاک ہے۔ خود فرماتا ہے۔ قُلْ لَّيْسَ لَكَ دُونِيَ اَللّٰهُ دُونِيْ يَوْمَ الْحِسَابِ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انظار مجاہدیت کے لئے اپنے مقرب بندوں کے

سپردہ دیوای انتظامات فرمائے جیسے فرشتے حدرات امر اور انبیاء کرامؑ اولیاء اللہؑ لیکن مرودہ بندوں کے ذمہ کوئی نکوئی انتظام نہ فرمایا۔ اسی لئے یہاں مصلین کا ذکر فرمایا یعنی اپنی مدد کے لئے اپنے جھوٹے معبودوں کو پکارو یہ ان کی بے کسی و مجبوری ظاہر فرمانے کے لئے ہو گا۔ ۸۔ یعنی ان کی مدد نہ کریں گے ورنہ وہ قوی جواب تو دیں گے کہ تم خود گمراہ تھے ہم نے تمہیں گمراہ نہ کیا جیسا کہ دوسری آیات میں ہے۔ ۹۔ مومن یا تو دفعہ کا ایک طبقہ ہے یا اس سے مراد مطلقاً ہلاکت کی جگہ ہے جب کہ کوہ ان کے سامنے اپنے روزنی ہونے کی بحث ہی ظلمات موجود ہیں گی۔ ۱۰۔ کہ کوہ لوگوں کی طبیعتیں مختلف ہیں کوئی دلیل سے ملتا ہے کوئی ڈر سے کوئی لالچ سے اور قرآن سارے انسانوں کے لئے ایک لہذا اس میں سب یکجہ ہے۔ ۱۱۔ یہاں انسان سے مراد تفریقین حادث ہے جو آخر دم تک اپنی ضد پر قائم رہا اور ایمان نہ لیا۔

سُورَةُ الْاَنْكَاثِ ۱۸	۳۷۶	سُورَةُ الْاَنْكَاثِ ۱۸
<p>اَلَا اِبْلٰیْسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهِ</p> <p>سوا ابلیس کے قوم جن سے تھارا دل اپنے رب کے حکم سے کھل گیا تھے</p> <p>اَفْتَتٰخِذُوْنَهُ وَذُرِّيَّتَهُ اَوْلِيَاً مِنْ دُونِیْ وَهُمْ</p> <p>بھوکھا کیا اسے اور اس کی اولاد کو میرے سوا دوست بنائے ہوتے اور وہ</p> <p>لَكُمْ عَدَاوٌۢ وَّيُبْسُ لِلظَّالِمِیْنَ بَدَآءُ مَا اَللّٰهُ هَدٰیكُمْ</p> <p>تھارے دشمن ہیں ظالموں کو کیا ہی برا بدلہ ملے گا نہ میں نے آسمانوں اور</p> <p>خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَا خَلَقَ اَنْفُسَكُمْ وَاَمَّا</p> <p>زمین کے بنانے وقت انہیں سامنے بٹھایا تھا نہ خود ان کے بنانے وقت تھے</p> <p>كُنْتُ مَتَّخِذَ الْمُضِلِّیْنَ عَصٰدًا ۝۱۰ وَّیَوْمَ یَقُوْلُ نَادُوا</p> <p>اور نہ میری شان کو گمراہ کرنے والوں کو بازو بنادوں کہ اور میں دن فرمائے گا کہ پھرو</p> <p>شُرَكَآءِیَ الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ فِدْعُوْهُمْ فَلَمْ یَسْتَجِیْبُوْا</p> <p>میرے شریکوں کو جو تم گمان کرتے تھے تو انہیں پکارے گئے وہ انہیں جواب</p> <p>لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَیْنَهُمْ مَّوْبِقًا ۝۱۱ وَرَآ الْمَجْرُمُوْنَ النَّارَ</p> <p>نہ دیکھ گئے تھارے دیکھ دیکھ ایمان ایک ہلاکت کا میدان کہ میں نے انہیں ہلاکت کو دیکھیں</p> <p>فَظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوهَا وَلَمْ یَجِدُوْا عِنْدَهَا مَصْرَفًا ۝۱۲</p> <p>گئے تو نہیں کسی گئے کہ انہیں اکٹھے کرتا ہے تھے اور اس سے بھرنے کی کوئی جگہ نہ تھی</p> <p>وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ</p> <p>اور ہر جگہ ہم نے لوگوں کے لئے اس قرآن میں ہر قسم کی مثل طرح طرح بیان</p> <p>مَثَلٍ وَّكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرُ شُیْءٍ جَدًا ۝۱۳ وَ مَا مَنَعَكَ</p> <p>فرمائی تھے اور آدمی ہر چیز سے بڑھ کر جھٹلوا رہے تھے اور آدمیوں کو</p> <p>النَّاسُ اَنْ یُّؤْمِنُوْۤا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰی وَّیَسْتَغْفِرُوْۤا</p> <p>کس چیز نے اس سے روکا کہ ایمان لاتے جب جاہلت ان کے پاس آئی اور پشیمان</p>		
<p>مَثَلٌ ۱۳</p>		

۱۔ یہاں ہڈی سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات یا قرآن مجید ہے چونکہ حضور بخوبی ہدایت اور ہوشیاری ہیں اس لئے آپ کو مطلقاً حدی تکہ کر کے فرمایا گیا یعنی ایسی ہدایت کاملہ آجائے کہ بھی ان سرکشوں کا ایمان نہ لانا ہوئے عذاب آجائے کی تمہید ہے جسے حضور سے ہدایت نہ ملے وہ کہیں سے ہدایت نہیں پاسکتا ۲۔ معلوم ہوا کہ جو دلائل اور سمجھانے سے نہ مانے وہ جوئے کھانا چاہتا ہے۔ خدا کا علاج عذاب الہی ہے ۳۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کی بے نیازی ظاہر فرمائی کہ ان کے ذمہ صرف خوشخبری اور ڈر سنانا ہے ہدایت ان پر لازم نہیں لہذا اگر تمام جہاں گمراہ رہے تو ان کا کچھ نہیں بچتا۔ گمراہ خود پہچانے ہوں گے یہ حضرات رب تعالیٰ کی شان خفاء کے منظر ہوتے ہیں ۴۔ کیونکہ وہ انبیاء کو اپنے جیسا بھر سکتے ہیں برابری کا دعویٰ کرتے ان سے مناظرے کرتے ہیں ۵۔ یعنی اپنی پھونکوں سے سورج کا نور بجھانا چاہتے ہیں ۶۔ معلوم ہوا کہ گزشتہ گناہوں کو بھول جانا مردودوں کا طریقہ ہے۔ گناہ یاد رکھنا اور نیکی بھول جانا صالحین کا طریقہ ہے اپنے گناہ اور دوسروں کی نیکی ضرور یاد رکھو۔ اس غلاف وغیرہ کی نسبت رب کی طرف غفلت کی نسبت ہے یعنی ان کی ضد و عناد کی وجہ سے ہم نے ان کے دلوں پر پردے کاڑوں میں بوجھ ڈال دیے جیسے کہا جائے کہ مقتول کو اللہ نے موت دے دی یعنی موت پیدا کر دی۔ ۸۔ اس لئے کہ ان کے دلوں میں تسماری عظمت نہیں قرآن وہاں پہنچتا ہے جہاں قرآن والے محبوب کی محبت پہنچ چکی ہو۔ اسی لئے کافر کو کلمہ پڑھا کر مسلمان بناتے ہیں پھر قرآن پڑھاتے ہیں لہذا اس آیت سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ کفار بے قصور ہوں اس سے معلوم ہوا کہ بے دین کو قرآن کریم کی سچی سمجھ نصیب نہیں ہوتی جیسا کہ آج کل دیکھا جا رہا ہے ۹۔ اس سے وہ کفار مراد ہیں جن کا کفر پر مرنا علم الہی میں آچکا ہے ورنہ لاکھوں کافر ایمان لائے ۱۰۔ یعنی اگر ہم ہر گناہ کی جلدی پکڑ کر لیا کرتے تو اب تک ان پر کبھی کا عذاب آچکا ہوتا ہمارے ہاں جلدی نہیں کیونکہ جلدی وہ حاکم کرتا ہے جسے جرم کے بھاگ جانے کا اندیشہ ہو رب کا مجرم کہاں بھاگے گا تو ہر وقت گرفت میں ہے ایمان اللہ سچا وہ بادشاہ جس کے قبضہ سے کوئی باہر نہیں ۱۱۔ وہ قیامت کا دن ہے یا مرنے کا یا قبر میں دفن ہونے کا مسلمانوں کے متقابل جنگوں میں شکست فاش پانے کا ۱۲۔ یعنی پچھلے کفار پر بھی جلد عذاب نہ آیا تھا بلکہ ان کی ہلاکت کا وقت مقرر تھا اس وقت وہ ہلاک ہوئے۔

رَهُمَ إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمْ سُنَّةٌ الْأُولَىٰ أَوْ يَأْتِيَهُمُ الْعَذَابُ

مما لم يحتسبوا مگر یہ کہ ان پر انہوں کا دستور آئے یا ان پر قسم قسم کا عذاب

قَبْلَهُ وَمَا تُرْسِلُ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ

آئے نہ اور ہم رسولوں کو نہیں بھیجتے مگر خوشخبری اور ڈر سنانے والے نہ

وَيَجَادِلُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوا بِهِ

الْحَقَّ وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَمَا أُنْذِرُوا هُزُوًا ۝۱۱

اور جو کافر ہیں وہ باطل کے ساتھ جھگڑتے ہیں کہ اس سے حق کو

أَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ فَأَعْرَضَ عَنْهَا وَلْيَسَىٰ

بڑھ کر ظالم کون ہے اسکے رب کی آیتیں یاد دلائی جائیں تو وہ ان سے نہ بچنے لے اور اس کے ساتھ

مَا قَدَّمَ مَتَدَاةً إِنَّا جَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَنْ

يَفْقَهُوهَا وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا وَإِنْ تَدْعُهُمْ إِلَى الْهُدَىٰ

قرآن نہ سمجھیں اور ان کے کانوں میں گرائی اور اگر تم انہیں ہدایت کی طرف بلاؤ

فَلَنْ يَهْتَدُوا وَإِذَا بَدَأْنَا بِحُجَّتِنَا لَكُمْ فِيهِ نَقَمَةٌ

لَوْ لَوْ أَخَذْنَاهُمْ بِمَا كَسَبُوا الْعَجَلُ لَهُمُ الْعَذَابُ بَلْ

اگر وہ انہیں ان کے گنہگار نہ بنائیں گے اور تمہارا رب بخشنے والا مہربان ہے

لَهُمْ مَوْعِدٌ لَّنْ يَجِدُوا فِيهِ دُونَ ذَٰلِكَ وَمَا يُؤْمِنُ

لَهُمْ مَوْعِدٌ لَّنْ يَجِدُوا فِيهِ دُونَ ذَٰلِكَ وَمَا يُؤْمِنُ

لَهُمْ مَوْعِدٌ لَّنْ يَجِدُوا فِيهِ دُونَ ذَٰلِكَ وَمَا يُؤْمِنُ

لَهُمْ مَوْعِدٌ لَّنْ يَجِدُوا فِيهِ دُونَ ذَٰلِكَ وَمَا يُؤْمِنُ

لَهُمْ مَوْعِدٌ لَّنْ يَجِدُوا فِيهِ دُونَ ذَٰلِكَ وَمَا يُؤْمِنُ

۱۔ ایک بار موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کی جماعت میں بہت شاندار وعظ فرمایا، وعظ کے بعد کسی نے پوچھا کہ آپ سے بڑا عالم بھی کوئی ہے فرمایا نہیں، رب نے فرمایا اے موسیٰ تم سے بڑے عالم خضر علیہ السلام ہیں، آپ نے رب سے ان کا پتہ پوچھا، فرمایا مجمع بحرن میں رہتے ہیں، وہاں کی نشانی یہ بتائی کہ جہاں بھی چمچلی زندہ ہو کر دریا میں چلی جاوے اور پانی میں سرگرم بن جائے وہاں وہ ہیں، آپ چمچلی لے کر اور یوشع علیہ السلام کو ہمراہ لے کر روانہ ہوئے، یہاں وہ واقعہ بیان ہو رہا ہے۔ ۲۔ وہ خادوم حضرت یوشع ابن نون ابن افرامیم ابن یوسف علیہ السلام ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کے بھانجے، اور آپ کے بعد آپ کے خلیفہ آپ کے لائق شاگرد، اس سے معلوم ہوا کہ شاگرد استاد کا خادوم ہوتا ہے ۳۔ بحر فارس و بحر روم جہاں خضر علیہ السلام سے ملاقات کی جگہ مقرر ہوئی تھی، اس لئے آپ نے وہاں جانے کا ارادہ فرمایا ۴۔ اس واقعہ سے بہت سے مسائل معلوم ہوئے، طلب علم کے لئے سفر کرنا سنت ہے، علم کی زیادتی چاہنا بہتر ہے، سفر اے گھر نہ بلانا سنت ہے، علم کی زیادتی چاہنا بہتر ہے، سفر میں توشہ ساتھ رکھنا اچھا ہے، سفر میں اچھا ساتھی ہونا بہتر ہے، استاد کا ادب کرنا ضروری ہے، استاد کی بات پر اعتراض نہ کرنا چاہیے، طریقت والے کبھی خلاف شرع کریں تو اس کی کوئی خفیہ وجہ ضرور ہوتی ہے، دراصل وہ کام خلاف شریعت نہیں ہوتا اس لئے جلد ان سے بدظن نہ ہونا چاہیے، مگر یہ حد کامل کے احکام ہیں، علم صرف کتاب سے نہیں آتا، استاد کی صحبت سے بھی آتا ہے، بزرگوں کی صحبت کیسا کا اثر رکھتی ہے، ایک معمولی لوہا گر کار کا ہاتھ لگنے سے قیمتی اوزار بن جاتا ہے تو معمولی انسان کامل کی صحبت سے شان والا بن جاتا ہے۔ ۵۔ وہاں ایک پتھری چٹان تھی اس کے نیچے آب حیات کا چشمہ تھا ان دونوں بزرگوں نے وہاں آرام فرمایا، یعنی ہوئی چمچلی ناشہ کے لئے ساتھ تھی اسے جو وہ پانی لگا تو زندہ ہو کر پانی میں اتر گئی اور پانی میں غراب بن گئی۔ یوشع علیہ السلام بیدار تھے اور یہ دیکھ رہے تھے، مگر جب موسیٰ علیہ السلام جاگے تو وہ آپ سے یہ واقعہ عرض کرنا بھول گئے۔ اور دونوں صاحب وہاں سے روانہ ہو گئے ۶۔ یہ ان بزرگوں کا معجزہ تھا یا اس پانی کی تاثیر تھی کیونکہ وہاں حضرت خضر علیہ السلام تشریف رکھتے تھے، بزرگوں کے ملک کی ہوا میں زندگی بخشنے کی تاثیر ہوتی ہے لہذا مدینہ پاک کی مٹی بھی شفا بخش سکتی ہے ۷۔ موسیٰ علیہ السلام کو مجمع بحرن سے آگے بڑھ کر تکلیف محسوس ہوئی، معلوم ہوا کہ طلب علم میں تکلیف اٹھانا سنت ہے ۸۔ معلوم ہوا کہ شیطان غی کی گمراہ نہیں کر سکتا، اور ان سے گناہ نہیں کرا سکتا۔ مگر ان سے بھول چوک صادر کرا سکتا ہے ۹۔ کیونکہ اس بھی ہوئی چمچلی کا جانا ہی ہمارے منزل مقصود پر پہنچ جانے کی

سُورَةُ النِّازِعَاتِ ۱۵	۴۷۹	الکہف ۱۸
وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِفَتْنِهِ لَا آتِرُ حَقِّي أَبْلَغَ جَمْعِهِ		
اور یا کر وہ جب موسیٰ نے اپنے غلام سے کہا کہ میں باز نہ آؤں گا جب تک وہاں نہ پہنچوں		
الْبَحْرَيْنِ أَوْ أَمْضِيَ حُقُبًا ۖ فَلَمَّا بَلَغَا جَمْعَهُ بَيْنَهُمَا		
انہماں دو سمندر ملے ہیں تہ یا ترفوں چلا جاؤں گی پھر جب وہ دونوں ان دریاؤں کے ملنے کی جگہ		
نَسِيًا حُوتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا ۖ فَلَمَّا		
پہنچے اپنی چمچلی بھول گئے تھے اور اس نے سمندر میں اپنی راہ لی سرگرم بنائی نہ پھر جب		
جَاوَرَا قَالَ لِفَتْنِهِ إِنَّا عَدَاؤُنَا لَقَدْ لَقِينَا مِنْ		
دہاں سے گزر گئے موسیٰ نے غلام سے کہا ہمارا صحیح کا کھانا لادو گے شک نہیں اپنے اس		
سَفَرِنَا هَذَا انْصَبًا ۖ قَالَ أَسْمِعْتِ إِذْ أَوْيْنَا إِلَى		
سفر میں بڑی مشقت کا سامنا ہوا اے بولا بھلا دیکھتے تو جب ہم نے اس		
الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ وَمَا أَنسَيْنِيهِ إِلَّا		
بجٹان کے پاس مگر لی تھی تو بیشک میں چمچلی کو بھول گیا اور مجھے شیطان ہی نے		
الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ ۖ وَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ		
بھلا دیا کہ میں اس کا ذکر کروں اور اس نے تو سمندر میں اپنی راہ لی		
عَجَبًا ۖ قَالَ ذَلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۖ فَارْتَدَّ عَلَىٰ آثَارِهِمَا		
اچھا ہے موسیٰ نے کہا یہی تو ہم چاہتے تھے کہ تو مجھے بھلے اپنے قدموں کے نشان		
قَصَصًا ۖ فَوَجَدَا عَبْدًا مِنْ عِبَادِنَا آتَيْنَاهُ رَحْمَةً		
دیکھتے تو ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ پایا ان سے ہم نے اپنے پاس		
مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ۖ قَالَ لَهُ		
سے رحمت دی اور اسے اپنا علم لہذا عطا کیا لہذا اس سے موسیٰ نے		
مُوسَىٰ هَلْ أَتَيْتُكَ عَلَىٰ أَنْ تَعْلَمَ مِنِّي مَا عَلَّمْتُ		
کہا کیا میں تمہارے ساتھ رہوں اس شرط پر کہ تم مجھے سکھا دو گے تک بات جو تمہیں		
منزل ۴		

علامت ہے۔ رب نے یہ ہی فرمایا تھا ۱۰۔ یعنی خضر علیہ السلام، آپ کا نام شریف بلایا ابن مکلان ابن قارح ابن عامر ابن شالح ابن ارشد ابن سام ابن نوح علیہ السلام ہے، آپ کی کنیت ابو العباس اور لقب شریف خضر تھا کہ زور و زور کا زمر، آپ ان چار بیٹیوں میں سے ہیں جو قیامت تک زندہ رہیں گے، دو زمین پر حضرت خضر علیہ السلام دو آسمان پر حضرت اورکس و یحییٰ علیہ السلام (روح) آپ کو خضر اس لئے کہتے ہیں کہ اگر آپ خشک زمین پر بیٹھ جائیں تو وہاں میز لگا آتا ہے۔ آپ کے متعلق اور بھی بہت سے قول ہیں، یعنی بغیر کسی پڑھے ہوئے اور ذلت عالم اور انشاء کرام کا علم لہذا تو ہم نے آدم علیہ السلام کو بھی یہی علم دیا۔

اس سے چند سٹے معلوم ہوئے ایک شاکر کا حضور کے ساتھ رہنا دوسرے اس کی خدمت کرنا تیسرے اس کا لب کرنا چوتھے نبی کا علم طریقت میں دوسرے کی شاکر دی کرنا اس سے معلوم ہوا کہ حضرت خضر علیہ السلام کا کفر قتل سے علم غیب کا طریقہ تھا۔ آپ نے اسی علم سے فرمایا کہ میرے کر سکو گے اور ایسی ہول آپ کا یہ فرمان بڑا بڑا ہے اور تجھ سے نہ تھا بلکہ علم حق سے خاص معلوم ہوا کہ علم کا ہر علم شریعت ہے اور علم میں کلام طریقت نہ اسرار ہیں موسیٰ علیہ السلام شریعت کے نام سے مگر خضر علیہ السلام طریقت کے نام سے لے خضر علیہ السلام نے جو کلم کے بظاہر شریعت کے خلاف تھے وہ یعنی میں اپنے نفس پر قبضہ رکھوں گا موسیٰ علیہ السلام کا یہ ارشاد اپنے علم خصوصی کی بنا پر تھا بلکہ

رُشْدًا ۱۵ قَالَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ۱۶ وَكَيْفَ

تصبر علی ما لم یحط بہ خبراً ۱۷ قَالَ سَتَجِدُنِي إِنْ

كُنْتُ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۱۸

شَاءَ اللَّهُ صَابِرًا وَلَا أَعْصِي لَكَ أَمْرًا ۱۹ قَالَ فَإِنِ

ابن آدم نے کہا آپ میرے ساتھ ہرگز نہ ٹھہریں گے نہ اور اس بات پر

تصبر علی ما لم یحط بہ خبراً ۱۷ قَالَ سَتَجِدُنِي إِنْ

كُنْتُ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۱۸

شَاءَ اللَّهُ صَابِرًا وَلَا أَعْصِي لَكَ أَمْرًا ۱۹ قَالَ فَإِنِ

ابن آدم نے کہا آپ میرے ساتھ ہرگز نہ ٹھہریں گے نہ اور اس بات پر

تصبر علی ما لم یحط بہ خبراً ۱۷ قَالَ سَتَجِدُنِي إِنْ

كُنْتُ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۱۸

شَاءَ اللَّهُ صَابِرًا وَلَا أَعْصِي لَكَ أَمْرًا ۱۹ قَالَ فَإِنِ

ابن آدم نے کہا آپ میرے ساتھ ہرگز نہ ٹھہریں گے نہ اور اس بات پر

تصبر علی ما لم یحط بہ خبراً ۱۷ قَالَ سَتَجِدُنِي إِنْ

كُنْتُ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۱۸

شَاءَ اللَّهُ صَابِرًا وَلَا أَعْصِي لَكَ أَمْرًا ۱۹ قَالَ فَإِنِ

ابن آدم نے کہا آپ میرے ساتھ ہرگز نہ ٹھہریں گے نہ اور اس بات پر

تصبر علی ما لم یحط بہ خبراً ۱۷ قَالَ سَتَجِدُنِي إِنْ

كُنْتُ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۱۸

شَاءَ اللَّهُ صَابِرًا وَلَا أَعْصِي لَكَ أَمْرًا ۱۹ قَالَ فَإِنِ

ابن آدم نے کہا آپ میرے ساتھ ہرگز نہ ٹھہریں گے نہ اور اس بات پر

تصبر علی ما لم یحط بہ خبراً ۱۷ قَالَ سَتَجِدُنِي إِنْ

كُنْتُ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۱۸

شَاءَ اللَّهُ صَابِرًا وَلَا أَعْصِي لَكَ أَمْرًا ۱۹ قَالَ فَإِنِ

ابن آدم نے کہا آپ میرے ساتھ ہرگز نہ ٹھہریں گے نہ اور اس بات پر

تصبر علی ما لم یحط بہ خبراً ۱۷ قَالَ سَتَجِدُنِي إِنْ

كُنْتُ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۱۸

شَاءَ اللَّهُ صَابِرًا وَلَا أَعْصِي لَكَ أَمْرًا ۱۹ قَالَ فَإِنِ

ان ارزے اور تجھ پر تھا اسی ہی لئے آپ نے انشاء اللہ فرمایا اور خضر علیہ السلام نے انشاء اللہ نہ فرمایا۔ نیز موسیٰ علیہ السلام نے یہ فرمایا کہ آپ مجھے ساتھ لیں گے یہ نہ فرمایا۔ کہ میں میری کھانڈ لے کر آؤں گا۔ یعنی آپ مجھے جو علم دیں گے اس پر عمل کروں گا اس سے معلوم ہوا کہ حضور ماکم ہوتا ہے شاکر کا کلم وہ اس سے معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام نبی اسرائیل کے نبی ہیں۔ خضر علیہ السلام پر ان کی شریعت کی تہذیب لازم نہیں اگر یہ مسئلہ حضور سے ہیں آقاؤں کو حضور کے دین کی اپنی کئی چٹی ہے اس سے چند سٹے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جو علم حاصل کرنے کے لئے موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر کے پاس گئے وہ علم شریعت نہ تھا بلکہ علم طریقت تھا ورنہ وہ قتل حضرت جبریل کے ذریعہ اس کی وحی فرمادیتے حضرت خضر کے پاس نہ بھیجا نیز حضرت خضر اشارت سے اس کی تعلیم نہ فرماتے بلکہ عبارت سے فرماتے جیسا کہ طلبہ کا دستور ہے دوسرے یہ کہ علم طریقت زبان سے نہیں بلکہ محبت اور فکر سے سکھایا جاتا ہے (خضر) طلبہ سے مطالبہ جاتی ہے سینوں میں چھپائی جاتی ہے جو توحید کی ہے پیالوں سے نہیں ۲۰ گھون پانی پانی جاتی ہے جو ۲۱ اور سستی والوں نے خضر علیہ السلام کو پہچان کر بغیر کرایہ سوار کر لیا خیال رہے کہ خضر علیہ السلام کا سستی میں سوار ہونا احتیاج اور ضرورت کے طور پر نہ تھا بلکہ اس مصلحت کی بنا پر تھا جس کا ذکر آگے آ رہا ہے ورنہ حضرت خضر پانی میں ڈوبنے سے محفوظ ہیں ۲۲ کیونکہ آپ نے سستی کا وہ عقد توڑا تھا جو پانی میں رہتا ہے لیکن پانی سستی میں نہ بھرا اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے بھروسے کراہی کی برکت سے ڈوبی ہوئی کشتیاں تر جاتی ہیں اگر خضر علیہ السلام لوہے کا عقد توڑتے تو موسیٰ علیہ السلام یہ فرماتے کہ آپ سوار پیوں کو ڈوب دیں گے ۲۳ یعنی مجھے قہقہے سے کہ سستی ٹوٹ جانے سے آپ نہ ڈوبیں گے ۲۴ لیکن سستی کے دوسرے سوار ڈوب جائیں گے اور دوسروں کو ڈوبا تھا کام نہیں اس لئے موسیٰ علیہ السلام نے یہ نہ فرمایا کہ آپ

بج ۱۱

ڈوب جائیں گے بلکہ فرمایا کہ سستی والوں کو ڈوب دیں گے ۲۵ مجھے آپ کا حمد لینا اور اپنا یہ وعدہ کچھ بھی یاد نہ رہا شریعت میں بھول چوک پر گناہ نہیں لہذا آپ بھی درگزر فرمائیں اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام کو بھول چوک ہو جاتی ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو کو چاہیے کہ لوگوں کو دھڑا دھڑا مزید بتانے پر حریص نہ ہو بلکہ مزید صلاح کا امتحان کرے (روح) ۲۶ جو ضرورت ہے بلکہ حکمت تھا اس کا نام جیسور تھا بچوں میں کھیل رہا تھا خضر علیہ السلام اسے روک کر آؤ میں لے گئے اور اس کا سر گردن سے لٹکھڑایا تھا یعنی بے گناہ کیونکہ انکی وہابی قہد شریعت کا مکلف نہ تھا بلکہ نفس فرماتے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر ہمارے کچھ وارچہ کسی مسلمان کو ہمارے قتل کر دے تو اس سے قصاص لیا جائے گا ورنہ موسیٰ علیہ السلام ذکر کے بعد بغیر نفس نہ فرماتے تھے پہلے امر فرمایا تھا یہ گرا فرمایا کہ قتل سستی لا سکتی

(بقیہ صفحہ ۲۸۰) ہے مگر مراد آدمی زندہ نہیں کیا جاسکتا۔ لہذا یہ پہلے سے زیادہ سخت ہے۔

۱۔ یہاں لک فرمایا گیا پہلے دیکھنا کہ معلوم ہو کہ یہاں کتاب زیادہ ہے ۲۔ اس پر دے واقعہ سے معلوم ہوا کہ صاحب شریعت پیغمبر دوسرے پیغمبر کے قبیح ہو سکتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام صاحب کتاب ہیں مگر خضر علیہ السلام کی اتباع کے لئے ان کے پاس گئے۔ لہذا اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام قریب قیامت زمین پر آکر دیکھ سکیں تو کوئی مضافہ نہیں۔ قادیانی یہ نہیں کہہ سکتے کہ ایک نبی دوسرے نبی کی پیروی نہیں کر سکتا۔ حالانکہ اب دین عیسوی منسوخ ہو چکا ہے اس وقت دین موسوی منسوخ نہیں ہوا تھا۔ پھر بھی موسیٰ علیہ السلام

حضرت خضر کے قبیح ہوئے۔ موسیٰ علیہ السلام نبی تھے مگر وہاں کی ان کی نبوت کا ظہور نہ تھا۔ یونہی قریب قیامت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا ظہور نہ ہو گا۔ حضور کے احیائی ہوں گے ۳۔ اس طرح کہ مجھے اپنی محبت سے علیحدہ کر دیں نہ کہ آپ علیحدہ ہو جائیں کہ یہ لب کے خلاف ہے ۴۔ یعنی میری جانب سے تین دفعہ غلطی ہو جانے پر

آپ مجھے علیحدہ فرمائے میں معذور ہوں گے۔ آپ پر وعدہ خلافی کا اعتراض نہ ہو سکے گا۔ وہ یحییٰ انصاری بھی ہوا شہر تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ عربی میں شہر کو بھی قریہ کہتے ہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ ممالی جان بچان پر موقوف نہیں جو ہم سے لئے آئے وہ ممان ہے اسکا حق ہے ۶۔ یعنی ممان کا حق نہ وہ سوال جو شان انبیاء سے دور ہے۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے معلوم ہوا کہ ممان اپنا حق ممالی طلب کر سکتا ہے۔ ۷۔ روح البیان میں بحوالہ تفسیر کبیر ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے پر انصاری والے حضور کی خدمت میں بحث سونا لائے اور عرض کیا کہ حضور یہ سونا قبول فرمائیں اور ابوا کی بکوت بنا دیں تاکہ معنی یہ ہوں جائیں کہ انصاری والے ممالی لائے اور ہماری بدنامی نہ ہو۔ قبول نہ ہوا۔ فرمایا گیا کہ یہ کلام اللہ کی تحریف ہے۔ ۸۔ وہ دیوار ہوا بھائی ابھی تھی۔ خضر علیہ السلام نے ہاتھ کے اشارہ سے دیوار کرامت اسے بیدار کر دیا۔ یہ دیوار جھک گئی تھی۔ گرنے کے قریب تھی۔ اسی لئے رب نے اقامت کا حلیہ ارشاد فرمایا۔ اگر دونوں صاحبوں نے ایٹھ گارے سے درست کیا ہوتا تو اقامت تثنیہ فرمایا جاتا۔ ۹۔ کیونکہ بے مروتوں کے ساتھ سلوک نہ کرنا چاہیے۔ نیز ہم بھوکے ہیں مزدوری کے پیسے ہمارے کام آتے۔ ۱۰۔ یعنی یہ جدائی کا وقت ہے۔ آپ کا یہ اعتراض جدائی کا سبب ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ شیخ مرید کے استاد شاگردوں کے ایک دو قصوروں کی معافی دیا کرے۔ پہلے ہی قصور پر محبت سے علیحدہ نہ کر دیا کرے۔ ۱۱۔ یعنی ان کاموں کے راز اور مصلحتیں بتاؤں گا تاکہ

آپ مطمئن ہو کر جائیں ۱۲۔ خیال رہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر کی شاگردی کرنے چاہی لیکن کی نہیں۔ اس علم پر بعد میں آپ نے عمل کیا۔ رب تعالیٰ نے ان کو کھد دیا کہ تم سے زیادہ جاننے والے بندے بھی ہیں۔ ۱۳۔ جس میں وہ مزدوری کرتے تھے نہ ان کی ملکیت کیونکہ مسکین وہ ہے جو کسی چیز کا مالک نہ ہو یا انہیں محتاج نہ لگایا نہ تم کے لئے۔ اس لئے آگے ارشاد ہوا بعد غرض یہ کہ یہ آیت لام ابو حنیفہ کے خلاف نہیں ۱۴۔ معلوم ہوا کہ عیب کو رب کی طرف نسبت نہ کرنی چاہیے۔ اسی لئے آپ نے اس کو صرف اپنی طرف نسبت کر کے اروت فرمایا یعنی میں نے چھاروں نہ سب کچھ رب کی مرضی سے آپ نے کیا تھا۔ اور عیب دار شعی کو چھوڑ دیا۔ لہذا آپ نے شعی عیب دار کردی تاکہ ان غریبوں کو بچ رہے۔ یہ پھر اس کی مرمت کر لیں اس سے معلوم ہوا کہ اصلاح کے لئے دوسرے

آپ مطمئن ہو کر جائیں ۱۵۔ خیال رہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر کی شاگردی کرنے چاہی لیکن کی نہیں۔ اس علم پر بعد میں آپ نے عمل کیا۔ رب تعالیٰ نے ان کو کھد دیا کہ تم سے زیادہ جاننے والے بندے بھی ہیں۔ ۱۶۔ جس میں وہ مزدوری کرتے تھے نہ ان کی ملکیت کیونکہ مسکین وہ ہے جو کسی چیز کا مالک نہ ہو یا انہیں محتاج نہ لگایا نہ تم کے لئے۔ اس لئے آگے ارشاد ہوا بعد غرض یہ کہ یہ آیت لام ابو حنیفہ کے خلاف نہیں ۱۷۔ معلوم ہوا کہ عیب کو رب کی طرف نسبت نہ کرنی چاہیے۔ اسی لئے آپ نے اس کو صرف اپنی طرف نسبت کر کے اروت فرمایا یعنی میں نے چھاروں نہ سب کچھ رب کی مرضی سے آپ نے کیا تھا۔ اور عیب دار شعی کو چھوڑ دیا۔ لہذا آپ نے شعی عیب دار کردی تاکہ ان غریبوں کو بچ رہے۔ یہ پھر اس کی مرمت کر لیں اس سے معلوم ہوا کہ اصلاح کے لئے دوسرے

آپ مطمئن ہو کر جائیں ۱۸۔ خیال رہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر کی شاگردی کرنے چاہی لیکن کی نہیں۔ اس علم پر بعد میں آپ نے عمل کیا۔ رب تعالیٰ نے ان کو کھد دیا کہ تم سے زیادہ جاننے والے بندے بھی ہیں۔ ۱۹۔ جس میں وہ مزدوری کرتے تھے نہ ان کی ملکیت کیونکہ مسکین وہ ہے جو کسی چیز کا مالک نہ ہو یا انہیں محتاج نہ لگایا نہ تم کے لئے۔ اس لئے آگے ارشاد ہوا بعد غرض یہ کہ یہ آیت لام ابو حنیفہ کے خلاف نہیں ۲۰۔ معلوم ہوا کہ عیب کو رب کی طرف نسبت نہ کرنی چاہیے۔ اسی لئے آپ نے اس کو صرف اپنی طرف نسبت کر کے اروت فرمایا یعنی میں نے چھاروں نہ سب کچھ رب کی مرضی سے آپ نے کیا تھا۔ اور عیب دار شعی کو چھوڑ دیا۔ لہذا آپ نے شعی عیب دار کردی تاکہ ان غریبوں کو بچ رہے۔ یہ پھر اس کی مرمت کر لیں اس سے معلوم ہوا کہ اصلاح کے لئے دوسرے

آپ مطمئن ہو کر جائیں ۲۱۔ خیال رہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر کی شاگردی کرنے چاہی لیکن کی نہیں۔ اس علم پر بعد میں آپ نے عمل کیا۔ رب تعالیٰ نے ان کو کھد دیا کہ تم سے زیادہ جاننے والے بندے بھی ہیں۔ ۲۲۔ جس میں وہ مزدوری کرتے تھے نہ ان کی ملکیت کیونکہ مسکین وہ ہے جو کسی چیز کا مالک نہ ہو یا انہیں محتاج نہ لگایا نہ تم کے لئے۔ اس لئے آگے ارشاد ہوا بعد غرض یہ کہ یہ آیت لام ابو حنیفہ کے خلاف نہیں ۲۳۔ معلوم ہوا کہ عیب کو رب کی طرف نسبت نہ کرنی چاہیے۔ اسی لئے آپ نے اس کو صرف اپنی طرف نسبت کر کے اروت فرمایا یعنی میں نے چھاروں نہ سب کچھ رب کی مرضی سے آپ نے کیا تھا۔ اور عیب دار شعی کو چھوڑ دیا۔ لہذا آپ نے شعی عیب دار کردی تاکہ ان غریبوں کو بچ رہے۔ یہ پھر اس کی مرمت کر لیں اس سے معلوم ہوا کہ اصلاح کے لئے دوسرے

آپ مطمئن ہو کر جائیں ۲۴۔ خیال رہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر کی شاگردی کرنے چاہی لیکن کی نہیں۔ اس علم پر بعد میں آپ نے عمل کیا۔ رب تعالیٰ نے ان کو کھد دیا کہ تم سے زیادہ جاننے والے بندے بھی ہیں۔ ۲۵۔ جس میں وہ مزدوری کرتے تھے نہ ان کی ملکیت کیونکہ مسکین وہ ہے جو کسی چیز کا مالک نہ ہو یا انہیں محتاج نہ لگایا نہ تم کے لئے۔ اس لئے آگے ارشاد ہوا بعد غرض یہ کہ یہ آیت لام ابو حنیفہ کے خلاف نہیں ۲۶۔ معلوم ہوا کہ عیب کو رب کی طرف نسبت نہ کرنی چاہیے۔ اسی لئے آپ نے اس کو صرف اپنی طرف نسبت کر کے اروت فرمایا یعنی میں نے چھاروں نہ سب کچھ رب کی مرضی سے آپ نے کیا تھا۔ اور عیب دار شعی کو چھوڑ دیا۔ لہذا آپ نے شعی عیب دار کردی تاکہ ان غریبوں کو بچ رہے۔ یہ پھر اس کی مرمت کر لیں اس سے معلوم ہوا کہ اصلاح کے لئے دوسرے

آپ مطمئن ہو کر جائیں ۲۷۔ خیال رہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر کی شاگردی کرنے چاہی لیکن کی نہیں۔ اس علم پر بعد میں آپ نے عمل کیا۔ رب تعالیٰ نے ان کو کھد دیا کہ تم سے زیادہ جاننے والے بندے بھی ہیں۔ ۲۸۔ جس میں وہ مزدوری کرتے تھے نہ ان کی ملکیت کیونکہ مسکین وہ ہے جو کسی چیز کا مالک نہ ہو یا انہیں محتاج نہ لگایا نہ تم کے لئے۔ اس لئے آگے ارشاد ہوا بعد غرض یہ کہ یہ آیت لام ابو حنیفہ کے خلاف نہیں ۲۹۔ معلوم ہوا کہ عیب کو رب کی طرف نسبت نہ کرنی چاہیے۔ اسی لئے آپ نے اس کو صرف اپنی طرف نسبت کر کے اروت فرمایا یعنی میں نے چھاروں نہ سب کچھ رب کی مرضی سے آپ نے کیا تھا۔ اور عیب دار شعی کو چھوڑ دیا۔ لہذا آپ نے شعی عیب دار کردی تاکہ ان غریبوں کو بچ رہے۔ یہ پھر اس کی مرمت کر لیں اس سے معلوم ہوا کہ اصلاح کے لئے دوسرے

آپ مطمئن ہو کر جائیں ۳۰۔ خیال رہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر کی شاگردی کرنے چاہی لیکن کی نہیں۔ اس علم پر بعد میں آپ نے عمل کیا۔ رب تعالیٰ نے ان کو کھد دیا کہ تم سے زیادہ جاننے والے بندے بھی ہیں۔ ۳۱۔ جس میں وہ مزدوری کرتے تھے نہ ان کی ملکیت کیونکہ مسکین وہ ہے جو کسی چیز کا مالک نہ ہو یا انہیں محتاج نہ لگایا نہ تم کے لئے۔ اس لئے آگے ارشاد ہوا بعد غرض یہ کہ یہ آیت لام ابو حنیفہ کے خلاف نہیں ۳۲۔ معلوم ہوا کہ عیب کو رب کی طرف نسبت نہ کرنی چاہیے۔ اسی لئے آپ نے اس کو صرف اپنی طرف نسبت کر کے اروت فرمایا یعنی میں نے چھاروں نہ سب کچھ رب کی مرضی سے آپ نے کیا تھا۔ اور عیب دار شعی کو چھوڑ دیا۔ لہذا آپ نے شعی عیب دار کردی تاکہ ان غریبوں کو بچ رہے۔ یہ پھر اس کی مرمت کر لیں اس سے معلوم ہوا کہ اصلاح کے لئے دوسرے

آپ مطمئن ہو کر جائیں ۳۳۔ خیال رہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر کی شاگردی کرنے چاہی لیکن کی نہیں۔ اس علم پر بعد میں آپ نے عمل کیا۔ رب تعالیٰ نے ان کو کھد دیا کہ تم سے زیادہ جاننے والے بندے بھی ہیں۔ ۳۴۔ جس میں وہ مزدوری کرتے تھے نہ ان کی ملکیت کیونکہ مسکین وہ ہے جو کسی چیز کا مالک نہ ہو یا انہیں محتاج نہ لگایا نہ تم کے لئے۔ اس لئے آگے ارشاد ہوا بعد غرض یہ کہ یہ آیت لام ابو حنیفہ کے خلاف نہیں ۳۵۔ معلوم ہوا کہ عیب کو رب کی طرف نسبت نہ کرنی چاہیے۔ اسی لئے آپ نے اس کو صرف اپنی طرف نسبت کر کے اروت فرمایا یعنی میں نے چھاروں نہ سب کچھ رب کی مرضی سے آپ نے کیا تھا۔ اور عیب دار شعی کو چھوڑ دیا۔ لہذا آپ نے شعی عیب دار کردی تاکہ ان غریبوں کو بچ رہے۔ یہ پھر اس کی مرمت کر لیں اس سے معلوم ہوا کہ اصلاح کے لئے دوسرے

قال الم ۲۸۱
۲۸۱
الكهف ۱۸

قَالَ الْمَاقُلُ لَكَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝

کہا میں نے آپ سے نہ کہا تھا کہ آپ ہرگز میرے ساتھ نہ ٹھہریں گے تھے

قَالَ إِنَّ سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِي ۝

کہا اس کے بعد میں تم سے کچھ بدلوں تو پھر میرے ساتھ نہ رہنا کہ

قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَدُنِّي عُذْرًا ۝ فَأَنْطَلَقَا حَتَّىٰ إِذَا

بیشک میری طرف سے تمہارا عُذْر پورا ہو چکا کہ پھر دونوں پہلے یہاں تک کہ

آتَيَا أَهْلَ قَرْيَةٍ اسْتَطَعَا أَهْلُهَا فَابُوا ۝

ایک گاؤں والے کے پاس آئے کہ ان دعاؤں سے کہا ناما نکلا انہوں نے نہیں

يُضَيِّقُوهُمَا فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدَانِ أَنْ يُتَّقِصَ

دعوت دینی قبول نہ کی تھی پھر دونوں میں ایک دیوار پائی کہ گرا جاتی ہے اس

فَأَقَامَهُ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا ۝ قَالَ

بندہ نے اسے بیدار کر دیا کہ تم نے کہا تم چاہتے تو اس پر کہ مزدوری لے لیتے کہ کیا ہے

هَذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ سَأُنَبِّئُكَ بِتَأْوِيلِ مَا لَمْ

میری اور آپ کی جدائی ہے نہ اب میں آپ کو ان باتوں کا پھر بتاؤں گا کہ

تَسْتَطِيعَ عَلَيْهِ صَبْرًا ۝ أَمَّا السَّفِينَةُ فَكَانَتْ لِمَسْكِينٍ

جی ہر آپ سے صبر نہ ہو سکتا کہ وہ جو کشتی تھی وہ کچھ محتاجوں کی تھی کہ

يَعْمَلُونَ فِي الْبَحْرِ فَأَرْدَتْ أَنْ أَعْيِبَهَا وَكَانَ وَرَاءَهُمْ

کہ دریا میں کام کرتے تھے تو میں نے چاہا کہ اسے عیب دار کروں اللہ اور ان کے پیچھے ایک

مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ غَصْبًا ۝ وَأَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ

بادشاہ تھا کہ ثابت کشتی زبردستی چھین لیتا تھا اور وہ جو لڑکا تھا اس کے ماں

أَبُوهُ مُؤْمِنٌ فَخَشِينَا أَنْ يُرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا

باپ مسلمان تھے تو ہمیں ڈر ہوا کہ وہ ان کو مرعشی اور کفر پر

منزل ۴

(فقہ صفحہ ۳۸۱) کی چیز میں بلا اس کی اجازت تصرف کرنا جائز ہے، اگر کسی کے گھر میں آگ لگ جاوے تو اس سے بغیر بچے کچھ حصہ گرا دینا جائز بلکہ ثواب ہے۔ اس بادشاہ کا نام بلندی بن کر تھا جو اندلس کی بہت سی قریب کا بادشاہ تھا کشتی کے مزدور اس سے بے خبر تھے۔ معلوم ہوا کہ بادشاہ کو رعایا کی چیز جبراً لینا غضب میں داخل اور حرام ہے۔ مللی جرمائے حرام اور ان کی نیلام خریدنا حرام ہے کہ یہ غیر مالک کی فروخت ہے۔

السلام فرماتے ہیں: وَلَا تَقْنَطُوا مِنَ الْغَنَى الْكَفَى ۚ ۳ معلوم ہوا کہ اللہ رسول کے لئے ایک ہی صیغہ جمع کا استعمال ہو سکتا ہے۔ کیونکہ فائدہ میں جمع سے مراد غصہ علیہ السلام اور رب تعالیٰ ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان ماں باپ کو ایک نیک بیٹی عطا کی جو ایک پیغمبر کے نکاح میں آئی اور اس بیٹی کی اولاد میں ستر پیغمبر ہوئے (روح) اس جیسو رہائی بچے کی ماں کا نام موسیٰ اور باپ کا نام زحیر تھا۔ خیال رہے

قال المصنف ۱۲۸۲ ۲۸۲ الکوفہ ۱۲

وَقَفَّيْ أَفَارِدْنَا أَنْ يُبْدِيَ لَنَا هَٰذَا خَيْرٌ أَمِنْهُ زَكَاةٌ وَ
 جڑا ہے۔ تو ہم نے جاننا کہ ان دونوں کا رب اس سے بہتر ستم اور اس سے زیادہ ہیرانی
 أَقْرَبَ رَحْمًا ۝۸۱ وَأَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلَامَيْنِ يَتِيمَيْنِ
 میں قریب تھا کہ سیکھ رہی وہ دیوار وہ خیر کے دو یتیم لڑکوں کی تھی۔

اور اہل کعبے کے بچے ان کا خزانہ تھا اور ان کا باپ بیک آدمی
صَلِّحًا قَارِءًا رَبُّكَ أَنْ يَبْلُغَا أَشُدَّهُمَا وَيُخْرِجَا
تھا شہ تو آپ کے رب نے ہما ہاں کر دوزں اپنی جوانی کو پہنچا اور
گَزَّهْمَا رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ وَمَا فَعَلْتُهُ عَنْ أَمْرِي
اپنا خزانہ نکالیں آپ کے رب کی رحمت سے جہ اور یہ کچھ میں نے اپنے علم سے نہیں کیا

اور ابھی حصہ ہے خیال رہے کہ وہ ان بچوں کا آٹھواں

عن رِیِّ الرِّیِّینِ قُلْ سَابِقُوا عَلَیْمَ مَنَدِلِ ۝۱۳۱

اَنَّا مَكْنَالُهُ فِي الْاَرْضِ وَآتَيْنَاهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبِيلًا

فَانْتَبَسَ سَمِيحًا مُتَبَسِّمًا اِذَا الْغَمُوبُ الشَّمْسُ وَجَدَهَا

مرث کی مخالفت کے لئے حضرت خضر کو بھیجا، دیوار بنوا

اسے ایک سیاہ چمڑے کے پتھر میں ڈالتا پایا جاتا ہے اور اس ایک ٹوم ملی ہم نے فرمایا

اے زوالِ قرین یا تو تو انہیں خدا سے ملے یا ان کے ساتھ جلائی اختیار

بجاء۔ سبحان اللہ! وسیلہ بڑی اعلیٰ چیز ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ الہام اور اس کی وحی سے کہتا: خال رہے کہ فخر علیہ السلام کا، نبوت میں اختلاف ہے مگر جہاں سے کہ وہ

۱۰۔ یہ کہہ کر خضر علیہ السلام نے حسب ذیل وصیتیں فرما کر موسیٰ علیہ السلام کو رخصت کیا۔ تم مخلوق کے نافع ہو۔ معزز ہو۔ ہمیشہ ہشاش

حج کا کام مکمل ہو گیا۔ آخرت کی فکر رکھو۔ (روح) ۱۱۔ یسود نے بلور استھان حضور سے پوچھا تھا کہ وہ کون بادشاہ ہے جس نے مشرق و مغرب کی سیر کی؟ اس پر یہ

(بقیہ صفحہ ۳۸۷) آیت اتری ۱۲ ذوالقرنین کا نام اسکندر بن یلقوس یونانی تھا۔ ساری دنیا کے آپ بادشاہ ہوئے، حضرت علیہ السلام آپ کے خالہ زاد بھائی اور وزیر تھے۔ بعض علماء نے آپ کو نبی مانا ہے۔ کل چار بادشاہ تمام دنیا کے مالک ہوئے۔ دومومن حضرت سلیمان اور سکندر ذوالقرنین دو کافر، تیسرا نمرود، ذوالقرنین کی عمر سو برس ہوئی۔ بیت المقدس کے قریب قریہ زور میں وقت پائی۔ آپ کو ذوالقرنین اسی لئے کہتے ہیں کہ آپ نے سورج کے دونوں قروں یعنی مشرق و مغرب کی سیر فرمائی۔ ۱۳ یعنی ضروریات سلطنت میں سے ہر ضروری چیز ہم نے انہیں بخشی ۱۴ یعنی ایک خاص مقصد لے کر آپ روانہ ہوئے۔ یہاں سب سے مراد سب سزا اور

سلطان سے مراد کوئی خاص مقصد سفر سے یا سب سے مراد راستہ ہے ۱۵ یعنی جانب مغرب میں آبادی ختم ہونے کی جگہ جس کے آگے آبادی نہ تھی نہ آبادی ہو سکتی تھی کیونکہ برف کی دلدل تھی۔ لہذا یہ آیت ساتیس کے خلاف نہیں، زمین و آسمان گول ہیں، سورج کسی وقت درحقیقت ڈھکا نہیں بلکہ ہماری نگاہوں سے اوجھل ہو جاتا ہے ۱۶ یعنی محسوس یہ ہوا کہ اس سے مظلوم ہوا کہ مغرب کی طرف سردی اتنی ہوتی ہے کہ وہاں پانی برف کی دلدل بن گیا ہے یہاں دن رات ایک سال کا ہوتا ہے۔ آفتاب ڈوبتے وقت ایسا مظلوم ہوتا ہے کہ وہ اس دلدل میں ڈوب رہا ہے۔ جیسے سمندر کے مسافر کو سورج پانی میں ڈھکا مظلوم ہوتا ہے یہاں مظلوم ہوا کہ بعض بندے رب کی طرف سے عذاب ہوتے ہیں کہ رب تعالیٰ نے ذوالقرنین کو دونوں چیزوں کا اختیار دیا۔ جسے چاہیں سزا دیں جسے چاہیں بخشیں۔

۱۷ یعنی جو کفر قائم رہے گا اور ہماری تبلیغ کے باوجود ایمان نہ لائے گا اسے ہم قتل کریں گے ۱۸ اس سے مظلوم ہوا کہ کافرو مرد کو جو دنیا میں سزا مل جاتی ہے یہ آخرت کی سزا میں عذاب نہ ہوگی۔ وہاں کی مستقل سزا علیحدہ ہے ۱۹ یعنی اس سے کلمہ آسمان لیں گے اور اجرت ابھی دیں گے۔ مظلوم ہوا کہ مومن ہر آسانی کا مستحق ہے ۲۰ یعنی وہاں سے واپس ہو کر مشرق کی طرف چلے، ممالک فتح کرنے کے لئے یا چشمہ آب حیات کی تلاش میں، بلکہ روایات میں ہے کہ آپ کو چشمہ آب حیات میسر نہ ہوا حضرت علیہ السلام کو میسر ہوا۔ بعض نے کہا کہ سکندر بھی اگرچہ وہاں پہنچ گئے مگر مصلحت نہ پائی۔ (از خزانہ) ۲۱ یعنی مشرق کی جانب وہ جگہ جہاں انسانی آبادی ختم تھی، ورنہ زمین گول ہے، ہر جگہ آفتاب کا مشرق ہے

۲۲ یعنی نہ وہاں کوئی درخت یا عمارت تھی، نہ ان لوگوں کے جسم پر کپڑا۔ زمین وہاں کی اتنی نرم تھی کہ اس پر کوئی عمارت بن نہ سکتی تھی، یہ لوگ دن چڑھے غاروں میں چھپ رہے اور سورج ڈھلنے لگ کر کام کاج کرتے۔ چھلی

قال المرحوم	۳۸۳	الکشف
<p>حُسْنًا ۱۱ قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نَعَذِّبُهُ ثُمَّ يُرَدُّ</p> <p>اِلٰی رَبِّهِ فَيُعَذِّبُهُ عَذَابًا ثَكْرًا ۱۲ ۱۱ وَ اَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ</p> <p>صَالِحًا فَلَهُ جَزَاءٌ الْحَسَنَىٰ وَ سَنَقُولُ لَهُ مِنْ اَمْرًا</p> <p>۱۳ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰ ۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ۱۴۸۳ ۱۴۸۴ ۱۴۸۵</p>		

(بقیہ صفحہ ۳۸۳) دشواری نہ تھی ۱۲۔ یہ یافت بن نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ بہت شد زور اور بڑے فساد میں تھے۔ اس طرف آ کر ان لوگوں کے کھیت و باغات اجاڑ جاتے، شنگ جڑیں لے جاتے اور سانپ بچھو تک کھا جاتے تھے۔ انسانوں اور درندوں تک کو کھا لیتے تھے۔ خیال رہے کہ نوح علیہ السلام کے تین بیٹے تھے۔ سام، حام، یافت، عرب و روم، سام کی اولاد ہیں۔ عیسیٰ اور قوم نوحہ حام کی اولاد، اور ترک و یاجوج و ماجوج یافت کی اولاد۔ (روح) یا جوج و ماجوج ایسے قد آور تھے کہ ان میں لیے آدمی کا قد ایک سو بیس گز تھا (روح) تمام جسم بالوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ ۱۳۔ یعنی مال ہم سے لیں اور انتقام آپ کریں۔ ایسی دیوار بنادیں جس سے

یا جوج و ماجوج اور نہ آسکیں اور ہم امن میں ہو جائیں
۱۔ یعنی مجھے رب تعالیٰ نے ہر قسم کا سامان اور دولت بخشی ہے، تم سے کچھ لینے کی حاجت نہیں ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ بندوں سے مدد مانگنا جائز ہے۔ ۳۔ اِنَّا نَكْفِيكَ شَيْئِينَ کے خلاف نہیں۔ اللہ کے مقابل مذکار ڈھونڈنا شرک ہے۔ ۴۔ ذوالقرنین نے اس کلمہ میں رعایا سے مدد مانگی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ مَن نَّصَلِّيَ لِيْ سِتِّينَ ۳۔ یعنی مال و سامان ہم خرچ کریں گے جسملی کلمہ تم کو۔ یا اجرت لے کر یا یونہی رضا کارانہ طور پر دوسرے معنی زیادہ ظاہر ہیں کہ وہ لوگ تو مال دینے پر بھی آمادہ تھے۔ ۵۔ چنانچہ پانی تک بنیاد کھدوائی۔ نکلے ہوئے تانبے کے پتھر جمائے۔ اور لوہے کے تختے اوپر منچے پتے جن کے درمیان میں نکلوی اور کوئلہ بھر دیئے، جن میں آگ لگا دی گئی، جس سے لوہا پگھل کر ایک جان ہو گیا، اس طرح وہ دیوار اوچی کر کے پھاڑے برابر کر دی گئی ۵۔ تاکہ یہ گھا ہوا تانبہ اس دیوار کا پلاستر بن جاوے۔ جیسے آج کل دیوار پر سینٹ ۶۔ یعنی دیوار اوچی اور چٹکی ہونے کی وجہ سے وہ چڑھ نہ سکے اور تخت مضبوط ہونے کی وجہ سے سوراخ نہ کر سکے ۷۔ معلوم ہوا کہ ذوالقرنین کو رب تعالیٰ نے علم غیب عطا فرمایا تھا کہ قریب قیامت جو واقعہ ہونے والا تھا یعنی اس دیوار کا پاش پاش ہو جانا، یا جوج و ماجوج کا نکلنا، آپ نے اسی وقت ارشاد فرمادیا۔ چنانچہ قریب قیامت ایسا ہی ہوا ۸۔ حدیث شریف میں ہے کہ یا جوج و ماجوج روزنہ اس دیوار کو کھودتے ہیں، جب قریب ٹوٹنے کے آتی ہے تو کہتے ہیں چلو باقی کل پھر کھودیں گے جب دوسرے دن آتے ہیں تو وہ دیوار پہلے سے زیادہ مضبوط ہوتی ہے بلکہ پروردگار، قریب قیامت میں وہ کہیں گے چلو کل توڑیں گے انشاء اللہ، انشاء اللہ کی وجہ سے دوسرے دن انہیں دیوار ویسے ہی ٹوٹی ملے گی۔ جیسی کل چھوڑ گئے تھے۔ چنانچہ وہ اسے گرائیں گے اور اس طرف آ جائیں گے، برافساد پھیں گے، سوایت المقدس، مدینہ طیبہ، مکہ مکرمہ کے باقی ہر جگہ پہنچیں گے۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام کی

فَاعَيْنُونِيْ بِقُوَّةٍ اٰجَعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ۱۵ اَتُوتِيْ

بہتر سے نہ تو میری مدد طاقت سے کروں میں تمہیں اور ان میں ایک مضبوط آڑ بنادوں تاکہ میرے

زیر الحدیٰ حتیٰ اذ اسامی بین الصدقین قال

باس لوہے کے تختے لاؤ مجھے یہاں تک کہ جب دیوار دونوں پہاڑوں کے کناروں سے مل کر

انفخا حتیٰ اذ جعله نارا قال اَتُوتِيْ اَفُورِعْ عَلَيْهِ

دی کہارہ کو یہاں تک کہ جب اسے آگ کر دیا گیا لاؤ میں اس پر گھا ہوا تانبہ انڈیل

قطرۃ ۱۶ فَبَا اسطاعوا اَنْ يُّظْهَرُوْهُ وَاَسْتَطَاعُوْا ۱۷

دیوار ۱۶۔ تو یاجوج و ماجوج اس پر نہ چڑھ سکے اور نہ اس میں سوراخ

نقبا ۱۷ قال هذا رحمة من ربی فاذا جاء وعد ربی

کر سکے ۱۷۔ کہا یہ میرے رب کی رحمت ہے پھر جب میرے رب کا وعدہ آجائے

جعلہ دگًا وکان وعد ربی حقًا ۱۸ وَتَرَكْنَا بَعْضُ

اسے باقی ماف کرنے کے گھاہ اور میرے رب کا وعدہ یہاں ہے کہ وہ اور اس دن ہم انہیں

یومین یومرج فی بعض ونبخ فی الصور فجمعنا

پھر دو دن کے کہ ان کا ایک گروہ دوسرے پر ملے گا اور دوسرے گروہ کا ایک گروہ دوسرے

جمعًا ۱۹ وَعَرْضْنَا جَهَنَّمَ یَوْمَئِذٍ لِلْكَافِرِیْنَ عَرْضًا ۲۰

کو اکٹھا کر لائیں گے نہ اور اس دن ہم کافروں کے سامنے لائیں گے راہ

بِالَّذِیْنَ کَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِیْ غُطَاةٍ عَنْ ذِكْرِیْ وَكَانُوْ

وہ جن کی آنکھوں پر میری یاد سے پردہ پڑا تھا اور حق بات

لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ سَمْعًا ۲۱ اَفَحَسِبَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اَنْ

سب نہ سکتے تھے نہ تو کہ کافروں یہ سمجھتے ہیں کہ میرے

یَتَّخِذُوْا عِبَادِیْ مِنْ دُوْنِیْ اَوْلِیَاءَ اِنَّا اَعْتَدْنَا

بندوں کو نہ میرے سوا حمایتی بنالیں گے نہ بے شک ہم نے کافروں کی

دعا سے ہلاک ہو گے (خزانہ) ۹۔ زیادہ تعدا کی وجہ سے ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ یا جوج و ماجوج قریب قیامت نکلیں گے ۱۱۔ اس طرح کہ دوزخ کافروں کو سامنے نظر آوے گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض مومنوں کو دوزخ کا پتہ بھی نہ لگے گا۔ ان سے چھپی رہے گی۔ ۱۲۔ کیونکہ ان کے دلوں میں حضور کا بغض تھا جس دن میں قرآن الے محبوب سے الفت نہ ہو، وہاں قرآن کیسے پہنچے، ۱۳۔ یحود و نصاریٰ یا تمام کفار ۱۴۔ یعنی حضرت عیسیٰ و عزیر علیہما السلام کو یا بتوں کو، کیونکہ سب ہی اللہ کے بندے ہیں ۱۵۔ خیال رہے کہ دون کے لغوی معنی ہیں قصر (مفرات راقب) یعنی علیحدگی اور کٹ جانا۔ رب فرماتا ہے۔ وَمَقْصِرَاتٍ فِیْ ذٰلِکَ اَمِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَہے جو خدا سے علیحدہ ہوئے ہوں یا یعنی بے تعلق پھر من دون اللہ دوسرے کے ہیں۔ واقعی اور کفار کے عقیدے میں واقعی من دون اللہ توبت وغیرہ ہیں۔ دوسرے من دون اللہ۔

(بقیہ صفحہ ۴۸۴) وہ نبی ولی جن میں کفار نے خدائی مان کر رب سے بے تعلق مان لیا۔ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام عیسائیوں کے عقیدے میں۔ لہذا یہ انبیاء ان کے عقیدے میں تو من دون اللہ ہیں مگر واقع میں اولیاء اللہ۔ اسی لئے رب نے انبیاء کے اختیار کا ذکر فرماتے ہوئے فرمایا اِنِّیْ بَابِیْنَ اللّٰہِ نَبِیِّیْ کُورِبَ کَاہِنَہٗ اور اس سے متعلق بات تو وہ سب کچھ کر سکتے ہیں۔ دوسرے بے تعلق ہو کر کچھ نہیں کر سکتے۔ بجلی کا تار پورا ہاؤس سے متعلق ہو کر سب کچھ کر سکتا ہے، اس سے کٹ کر کچھ نہیں کر سکتا۔ رب فرماتا ہے۔ وَذَہَبَ دِیْنُ ذَہَبِہُمْ اَمْرًا یَّہِیْیَ نِیْزَ فَرَمَاتَاہُ۔ فَاَتَمَّذَّتْ مِنْ دَعْوِہِمْ مَّہَیْیَا اور فرماتا ہے۔ دِیْنُ ذَہَبِہُمْ جَہَنَّمِیْ اِن سب آیات میں ذُفْن یعنی علیحدہ الگ اور دور ہے۔

۱۔ قرآن کریم میں اکثر من دون اللہ مردود ان بارگاہ الہی پر بولا جاتا ہے۔ اولیاء اللہ خدا کے پیارے ہیں، اولیاء من دون اللہ وہ بت اور دشمنان خدا ہیں جنہیں مشرکین نے معبود بنا رکھا تھا۔ رب فرماتا ہے۔ وَادْعَاہُمْ اِلَیْہِمْ اَنْ یَّکُونُوا مِنْ دُونِ اللّٰہِ نِیْزَ فَرَمَاتَاہُ۔ اِنِّکُمْ مِّنْ دُونِ اللّٰہِ اِن سب آیتوں میں بت ہی مراد ہیں، رب فرماتا ہے۔ اَنْ یَّکُونُوا مِنْ دُونِ اللّٰہِ نِیْزَ فَرَمَاتَاہُ۔ اور فرماتا ہے۔ اِنْ یَّکُونُوا مِنْ دُونِ اللّٰہِ نِیْزَ فَرَمَاتَاہُ۔ اِن سب آیات سے مراد متقابل ہے، اولیاء اللہ اور انبیاء کرام کو اس آیت سے کوئی نسبت نہیں۔ یا آیت کا مقصد یہ ہے کہ مجھے ناراض کر کے میرے نبیوں کو دوست بنانے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ میرے نبیوں، ولیوں کو معبود بناتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت کفر ہے، خواہ نبی ولی کی پوجا کی جاوے، یا بتوں کی معبود صرف رب تعالیٰ ہی ہے کافروں کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ بدکار سے زیادہ بد نصیب وہ نیک کار ہے جو سخت مشقت اٹھا کر نیکیاں کرے مگر اس کی کوئی نیکی اس کے کام نہ آوے، وہ دھوکے میں رہے کہ میں نیک کار ہوں۔ خدا کی پناہ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافر کی نیکیاں برباد ہیں، اور کفر نیکی برباد کر دیتا ہے۔ لہذا حضور کی ادنیٰ سی بے ادبی بھی کفر ہے، کیونکہ حضور کی آواز سے اپنی آواز اونٹنی کرنے پر ضعیفی اعمال ہو جاتی ہے رب فرماتا ہے۔ اَنْ یَّکُونُوا مِنْ دُونِ اللّٰہِ نِیْزَ فَرَمَاتَاہُ۔ معلوم ہوا کہ کافر کی نیکیاں برباد ہیں کیونکہ جو شاخ درخت سے کٹ جاوے وہ پانی سے بھری نہیں ہو سکتی۔ جس نے پیچھے سے رش غلامی توڑ دیا وہ کسی نیکی سے قائم نہیں اٹھا سکتا۔ مومن کی معمولی نیکی بھی کار آمد ہے کیونکہ یہ درخت سے وابستہ ہے۔ یا اس طرح کہ ان کفار کے نیک اعمال تو لے ہی نہ جائیں گے، ان کے لئے میزان ہو گی ہی نہیں، یا یہ کہ تو نے تجائیں گے مگر ان میں کوئی وزن نہیں ہو گا۔ دیکھنے میں بڑے معلوم ہوں مگر میزان میں کچھ نہیں۔ معلوم ہوا کہ نیک اعمال میں وزن ایمان و اخلاص

قال العز	۴۸۵	الکھف
<p>جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ نَزْلًا ۝ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ</p> <p>بہائی کو جہنم تیار کر رکھی ہے کہ تم فرماؤ کیا ہم نہیں بتا دیں گے سب سے بڑھ کر باخسروں</p> <p>أَعْمَالًا ۝ الَّذِينَ ضَلَّ سَعِيہُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا</p> <p>کرکن گے ہیں ان کے جن کی ساری کوشش دنیا کی زندگی میں کم گئی</p> <p>وَهُمْ يُحْسِبُونَ أَنَّہُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ</p> <p>اور وہ اس خیال میں ہیں کہ ہم اچھا کام کر رہے ہیں کہ یہ لوگ جنہوں نے</p> <p>كَفَرُوا بِآيٰتِ رَبِّہُمْ وَلِقَآئِہِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُہُمْ فَلَا</p> <p>اپنے رب کی آیتیں اور اس کا ملنا نہ مانا کہ تو ان کا کیا دھڑا سب اکارت ہے کہ</p> <p>نَقِیْمٌ لَّہُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ۝ وَزَنَّا ۝ ذٰلِكَ جَزَآؤُہُمْ جَهَنَّمَ</p> <p>تو ہم ان کے لئے قیامت کے دن کوئی تول نہ قائم کریں گے کہ یہ ان کا بدلہ ہے جہنم</p> <p>بِمَا كَفَرُوا وَاتَّخَذُوا آيٰتِیْ وَرُسُلِیْ هُزُوًا ۝ اِنَّ</p> <p>اس بڑے کراہوں نے کفر کیا اور میری آیتوں اور میرے رسولوں کی ہنسی بنائی نہ بیشک</p> <p>الَّذِیْنَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کَانَتْ لَّہُمْ</p> <p>جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے فردوس کے باغ</p> <p>جَنَّٰتُ الْاٰفْرِدِیْیْنَ ۝ نَزَّلًا ۝ خٰلِدِیْنَ فِیْہَا لَا یَبْغُوْنَ</p> <p>ان کی بہائی ہے کہ وہ ہمیشہ ان ہی میں رہیں گے ان سے جگہ بدلنا نہ</p> <p>عَنْہَا حَوْلًا ۝ قُلْ لَّوْكَانَ الْبَحْرُ مَدَادًا لِّکَلِمٰتِیْ</p> <p>بہائیں گے کہ تم فرما دو اگر سمندر میرے رب کی باتوں کیلئے یہاں ہی</p> <p>رَبِّیْ لَیَنْفَدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفِدَ کَلِمٰتُ رَبِّیْ وَ لَوْ</p> <p>جو تو سمندر سمندر ختم ہو جائے گا اور میرے رب کی باتیں ختم نہ ہوں گی نہ</p> <p>جَنَّٰتِیْہِمْ مَّدَدًا ۝ قُلْ اِنَّمَا اَنَا نَبِیٌّ مِّثْلُکُمْ</p> <p>اگرچہ ہم وہاں ہی دوسری مدد کو لے آئیں نہ تم فرماؤ ظاہر صورت میری میں نہ تو میں تم جیسا ہوں</p>		
مَنْزِل		

سے ہوتا ہے۔ دیکھو، کوئی کہ خوارج بڑے علیہ و زاہد تھے، مگر محکم حدیث اسلام سے خارج ہو گئے ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام کفروں سے بڑھ کر کفر نبی کی توہین اور ان کا مذاق اڑانا ہے جس کی سزا دنیا و آخرت میں ملتی ہے۔ خیال رہے کہ اولیاء اللہ اور علماء دین نبی کے نائب ہیں، ان کی توہین درپردہ نبی کی توہین ہے (روح) ۷۔ فردوس جنت کے تمام طبقوں میں اعلیٰ طبقہ ہے، سب سے اونچا، اس کے اوپر عرش الہی ہے جہاں سے اس میں نہیں آتی ہیں۔ مسمانی اس لئے فرمایا کہ وہاں جنتی مومنوں کی خاطر تواضع مسمانوں کی طرح ہوگی، ورنہ وہ لوگ اس کے مالک ہوں گے اور داعی مالک ۸۔ مجھے دنیا میں لوگ بری جگہ چھوڑ کر اچھی جگہ لیتے رہتے ہیں، جنت میں ایسا نہ ہو گا، وہاں ہر جگہ اچھی ہوگی ۹۔ شان نزول: ایک یار یہود نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ کے قرآن کی دو آیتیں آپس میں متقابل ہیں

بعض صوفیہ فرماتے ہیں کہ کلمۃ اللہ صلی علیہ السلام ہیں اور کلیم اللہ موسیٰ علیہ السلام اور کلمات اللہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضور کے حامد و اوصاف تحریر سے باہر ہیں۔ ا۔ ا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آئینہ جمال کبریا ہیں اور آئینہ میں تب ہی پورا عکس آتا ہے جب کہ اس کی ایک جانب شفاف ہو اور دوسری جانب مہال ہو۔ حضور ایک طرف نور ہیں دوسری طرف آپ پر بشریت کا ظلاف ہے تا کہ محل آئینہ ہوں۔ مہال بشریت والی جانب کا ذکر ہے اور قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ میں دوسری جانب کا۔ قل فرما کر اشارۃ بتایا گیا کہ اپنے کو تواضعا بن کر صرف تم ہی کہہ سکتے ہو۔ دوسرے کو یہ کہہ کر پکارنے کی اجازت نہیں۔ رب فرماتا ہے۔ لَا تَجْعَلُوا دَعَاءَ الرَّسُولِ ۖ تِلْكَ بَادِشَاهُ ابْنِ رَعِيَا سے کہہ کے میں تمہارا خادم ہوں تو یہ اس کا کمال ہے۔ مگر دوسرا کہے تو زبانے گا۔

۱۔ یعنی میں بشر صاحب وحی ہوں، جیسے کہا جاوے کہ انسان حیوان ناطق ہے ناطق نے انسان کو تمام جانوروں سے ممتاز کر دیا۔ ایسے ہی وحی نے حضور کو تمام انسانوں سے ممتاز کر دیا۔ ثبوت صرف بشریت یعنی ظاہری چہرے مرے میں ہے جیسے جبل۔ جب شکل بشری میں آتے تھے تو کپڑے، سفید اور بال سیاہ رکھتے تھے۔ اس کے باوجود وہ نور تھے۔ ایسے ہی حضور ظاہری چہرے مرے میں بشر، حقیقت میں نور ہیں۔ فَذَٰلَکَ کَـمِّنْ لَّدُنْکَ خِیَالٍ کہ انھیاء نے اپنے کو خاتم۔ ضال خطا وار وغیرہ فرمایا ہے۔ اگر ہم یہ الفاظ ان کی شان میں بولیں تو کافر ہو جائیں۔ ایسے ہی حضور سے فرمایا گیا کہ اپنے کو بشر کہو۔ اگر ہم برابری کا دعویٰ کرتے ہوئے یہ کہیں تو بے ایمان ہیں۔ جیسے قرآن میں عربی حروف ہیں مگر بے مثال ہیں لہذا کتاب اللہ ہے۔ یونہی حضور میں بشری صفات ہیں پھر بے مثال ہیں لہذا رسول اللہ ہیں آپ بے مثالیت کو یُوحَیٰی اِنِّیْ نے بیان فرمایا ۲۔ یعنی جو رب کا پدید آ چاہے۔ معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ سب سے کلام فرمائے گا مگر دیدار الہی صرف مسلمانوں کو ہو گا ۳۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو کوئی سورہ کف

منزل ۴

جئے دہی آتی ہے کہ تمہارا پیہر ایک ہی پیہر ہے تو بے اپنے رب
يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُتْرَكَ
سے ملنے کی امید ہو لے جائے کہ یہ کام کرے نہ اور اپنے رب کی بندگی میں

ایمان ۹۸ ۱۹ سُوْرَةُ مَرْيَمَ ۲۷ رُكُوْعَاتُهَا ۶

سورة توم کیمر ہے اس میں ۹۹ رکوع ۹۸ آیتیں ۸۰ کلمے اور ۴۰۰ کلمات ہیں (تفزیل)

اللہ کے نام سے شروع۔ جو بہت گہرا بن بھایت رحم والا ہے۔

گھایعص ۱۰ ذکر رحمت ربک عبدکذا ذکر یا ۱۱

اِذْ نَادَى رَبَّهُ نِدَاءً خَفِيًّا ۖ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ وَهَنٌ
 جب اس نے اپنے رب کو آہستہ پکارا تو عرض کی اے میرے رب میری ہڈی

لَعَنُومَنِي وَاسْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا وَلَمْ أَكُنْ بِدُعَائِكَ

رَبِّ شَقِيًّا ﴿٣٧﴾ وَأَنِّي خِفْتُ الْهَوَالِيَّ مِنْ وِصَائِي وَ

کانت امراتی عاقر ا فہب لی من لدنک ولیا ۵

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَّكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَإِنَّا لَجَاعِلٌ لِّكُمْ ذُرِّيَّتَکُمْ وَیَرِثُ مِنْ إِبْلِیْمَ بْنِ یَعْقُوبَ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِیًّا ۝۶

منزل ۴

کے معاملہ ہونے کی خبر ہو جائے اور میں اس وقت سے حیرے شکر میں مشغول ہو جاؤں۔ یعنی آپ کی زبان صرف ذکر اللہ کرے گی۔ لوگوں سے کلام نہ کرے گی۔ معلوم ہوا کہ آپ کو تنگ کی بیماری نہ ہو گی کیونکہ انبیاء کرام اس بیماری سے محفوظ ہیں اس لئے سبوتا فرمایا۔ ۸۔ یعنی آپ مسجد میں اپنے خاص محلے سے نماز فجر ادا کرنے کے لئے آئے، جس نمازی آپ کی تشریف آوری کے شہر تھے، یہ واقعہ دعا اور بشارت سے بہت عرصہ کے بعد ہوا۔ کیونکہ زکریا علیہ السلام کی دعائی بی مریم کے لڑکپن میں ہوئی تھی۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے وقت حضرت مریم کی عمر میں یا تیرہ سال تھی۔ اس کے باوجود عیسیٰ علیہ السلام حضرت یحییٰ کے ہم عمر ہیں صرف چھ ماہ بڑے ہیں (روح) ۹۔ معلوم ہوا کہ ایسے موقع پر پیغمبر اشاروں سے بھی تبلیغ فرماتے ہیں، ان کا کوئی وقت تبلیغ سے غلطی نہیں ہوتا ۱۰۔ یعنی یحییٰ علیہ

(بقیہ صفحہ ۳۸۷) السلام پیدا ہوئے۔ لڑکپن ہی میں ہم نے ان سے یہ فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام رب تعالیٰ کے شاکر و ہوتے ہیں کسی انسان کے نہیں۔ کیوں کہ یہاں کتب سے مراد تورات شریف ہے اور قصے سے مراد ان پر پورا عمل کرنا ہے، عمل بغیر علم نامکن ہے۔ اب معلوم ہوا کہ بچی علیہ السلام ان رسولوں میں سے ہیں جنہیں بچپن ہی سے نبوت ملی۔ اس میں ذکر علیہ السلام کی دعا کی قبولیت کا تصور ہے کہ انہوں نے عرض کیا تھا کہ اسے پسندیدہ کر یعنی نبوت دے، رب نے ان کی ہر بات قبول فرمائی۔ ۱۲۔ یعنی ہم نے بچی علیہ السلام کو بغیر کسی واسطہ کے اپنی طرف سے علم، دل کی نری، پائی و ہدایت، تقویٰ و دیانت بخشی اور اپنے والدین کا خدمت گزار بنایا۔ چنانچہ آپ سے کبھی کوئی گناہ صادر نہ ہوا۔ یہ تمام صفات آپ کو تین سال کی عمر میں حاصل ہوئیں۔ ۱۳۔ معلوم ہوا کہ حضرت زکریا اپنی ولادت، زندگی، وفات، قبر، حشر، فرضیکہ ہر جگہ اللہ کی امان میں رہے ہیں بچی علیہ السلام کو بوقت ولادت شیطان نے نہ چھوا جیسا کہ عام بچوں کو چھوتا ہے (روح) ۱۴۔ یعنی ہم مریم کا واقعہ قرآن میں اتارتے ہیں، آپ ان لوگوں کو پڑھ کر سنائیں تاکہ بی بی مریم کی عصمت و پاکدامنی کا ڈنکا دنیا کے گوشے گوشے میں بچ جائے۔ لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ قرآن کریم حضرت مریم کے سوا کسی عورت کا نام نہ لیا۔ مریم کتنی ہیں عابدہ، خادمہ آپ بچپن شریف سے بیت المقدس کی خادمہ اور وہاں کی عابدہ تھیں۔

۱۔ اپنی خالہ ایشاع کے مکان سے بیت المقدس کی شرقی جانب غسل خانہ میں غسل کے لئے گئیں (روح البیان) یا بیت المقدس کے شرقی حصہ میں علیحدہ عبادت کرنے تشریف لے گئیں (خزائن) ۲۔ غسل کے لئے یا عبادت کے لئے تاکہ انہیں کوئی نہ دیکھ سکے۔ اس وقت حضرت مریم کی عمر تیرہ یا بیس سال تھی

۳۔ یعنی حضرت جبریل جن پر روحانیت کا غلبہ ہے یا جو روح اللہ کے ساتھی ہیں، یا جو روح یعنی وحی لانے پر مقرر ہیں، یا جو روح بنتے ہیں کہ ان کے دم سے جیسی علیہ السلام ہوئے اور ان کی گھوڑی کی ٹاپ کی خاک سے سامری کے بچھڑے میں جان پڑی۔ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ بشر آدمی کے بشر اور ظاہری شکل کو کہتے ہیں جب حضرت جبریل بشری شکل میں نمودار ہوئے تو ان کی ملکی حقیقت بدل نہ گئی تھی۔ جیسے حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کی صورت اور حقیقت میں فرق ہے ۵۔ تو یہاں سے چلا جائیو کہ میں غسل خانہ میں تھا ہوں۔ آپ اس وقت غسل سے فارغ ہو کر کپڑے پہن چکی تھیں۔ اس کلام سے آپ کی انتہائی پاکدامنی اور تقویٰ کا پتہ چلتا ہے کہ آپ نے حج کر کسی اور کو آواز نہ دی بلکہ رب

تعالیٰ کی پناہ پکڑی تاکہ اس واقعہ کی کسی کو خبر نہ ہو ۶۔ معلوم ہوا کہ جبریل علیہ السلام باذن الہی بیٹا دے سکتے ہیں۔ اسی طرح حضور کی پارگاہ سے اولاد اور تمام رب کی نعمتیں ملتی ہیں۔ اس سے پتہ لگا کہ رب کی نعمتوں کو بندے کی طرف نسبت کر سکتے ہیں لہذا کہہ سکتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام اولاد، ایمان، عزت، جنت دیتے ہیں۔ حضرت ربیعہ نے حضور سے عرض کیا تھا کہ میں آپ سے جنت مانگتا ہوں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ فرشتوں سے پردہ نہیں کہ وہ انسان نہیں۔ دیکھو حیوانات سے پردہ نہیں۔ ۷۔ کہ تمہیں بغیر مرد کے چھوئے بیٹا عطا ہو، تاکہ رب تعالیٰ کی قدرت کاملہ ظاہر ہو ۸۔ لباس میں تبدیلی نہیں ہو سکتی (خیال رہے کہ تقدیر مطلق میں تبدیلی ہو جاتی ہے مگر مہرم میں نہیں) یہ کہ حضرت جبریل نے بی بی مریم کے گریبان میں چھوٹا دیس جس سے آپ حاملہ ہو گئیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ

إِذْ أَنْتَبَذْتَ مِنْ أَهْلِهَا مَكَانًا شَرِيفًا ۖ فَانْتَبَذَتْ

جب اپنے گھر والوں سے پروردگار کی طرف ایک جگہ اٹک گئی تھی تو ان سے اوجھ

مِنْ دُونِهِمْ حِجَابًا ۖ فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ

ایک پردہ کر لیا تاکہ اس کی طرف ہم نے اپنا روحانی بھیجا تھا وہ اس کے

لَهَا بُشْرًا سَوِيًّا ۖ قَالَتْ إِنِّي أَعُوذُ بِالرَّحْمَنِ مِنْكَ

ماتھے ایک تندرست آدمی کے روپ میں ظاہر ہوا تو بولی میں تجھ سے رخصت کی پناہ مانگی

إِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ۖ قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ

بول اگر تجھے خدا کا ڈوبے گا تو میرے رب کا بھیجا ہوا بول کہ میں تو تجھے ایک

عَلَمًا زَكِيًّا ۖ قَالَتْ أَنَّى يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي

تھرا بیٹا دوں نہ بولی میرے لڑکا کہاں سے ہو گا تجھے تو کسی آدمی نے ہاتھ

بَشْرًا وَلَمْ أَكُ بِغَيًّا ۖ قَالَ كَذَلِكَ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ

دکھا یا نہ میں بدکار ہوں کہا بول ہی ہے وہ میرے رب نے فرمایا کہ یہ

هَيِّنٌ وَلَنَجْعَلَ لَآيَةً لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا وَكَانَ

جیسے آسان ہے اور اسلئے کہ ہم اسے لوگوں کے واسطے نشانیاں کریں اور اپنی طرف سے

أَمْرًا مَّقْضِيًّا ۖ فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهِ مَكَانًا قَصِيًّا ۖ

ایک رست اور بے کام ظہر چکا ہے تاکہ اسے پیٹ نہ لیا جائے تاکہ اسے کوئی نہ دیکھ

فَاجَاءَهَا الْمَخَاضُ إِلَى جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ يَلَيْتُنِي

بی بی نہ پھرے جسے کا درد ایک گھوڑی جڑ سے لے آیا تھا بولی ہائے کسی طرح میں اس

مِثْلُ قَبْلٍ هَذَا وَكُنْتُ نَسِيًّا مَّسِيًّا ۖ فَتَادَّيَهَا مِنْ

سے پہلے گئی ہوئی اور بھولی بھری ہو جاتی تھی تو اسے اس کے تئیں سے بھارا

تَحْتِهَا ۖ لَا تَحْزَنِي قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ۖ

تاکہ کہ نہ کھا میرے رب نے میرے نیچے ایک بھر بھا دی ہے

(بقیہ صفحہ ۲۸۸) بزرگوں کے دم میں تاثیر ہے۔ نیز اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش لطفہ سے نہیں، نہ ماں کے نہ باپ کے دوسرے یہ کہ آپ ایک حیثیت سے بشر اور دوسری حیثیت سے روح ہیں۔ اسی لئے آپ کو روح اللہ کہا جاتا ہے۔ تیسرے یہ کہ چونکہ آپ فرشتہ کی چھوٹک سے پیدا ہوئے، لہذا آپ کی چھوٹک میں مردہ زندہ کرنے، بیمار اچھا کرنے، مٹی میں جان ڈالنے کی تاثیر تھی۔ چوتھے یہ کہ اصل کائنات فرغ میں بھی آتا ہے۔ حضرت جبریل کا اثر آپ میں تھا۔ وہ روح الامیں ہیں تو آپ روح اللہ ۹۔ شریلیا ۶ میل دور بیت اللحم کے جنگل میں آپ راتوں رات چھپ کر نکل گئیں کیونکہ وضع حمل کے آثار ظاہر ہو گئے تھے اور آپ کسی سے یہ راز شرم کی وجہ سے کہ نہ سکتی تھیں۔ ہمارے حضور ہے شب معراج جبریل نے عرض کیا کہ اس جگہ دو رکعت نماز پڑھ لیں یہ حضرت عیسیٰ کی جائے پیدائش ہے (نسائی، تہذیب از روح البیان) میں نے اس جگہ کی زیارت کی ہے۔ ۱۰۔ یہ درخت خشک تھا۔ پتے، شاخیں، کچھ نہ تھیں، صرف ڈنڈہ رہ گیا تھا اسی لئے قرآن کریم نے جذع الخلد فرمایا نکل نہ فرمایا۔ آپ اس جڑ سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئیں، درود کی شدت تھی اب اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مریم کے حاملہ ہونے اور وضع حمل میں دراز فاصلہ تھا۔ فوراً وضع حمل نہ ہوا تھا۔ روایت میں آتا ہے کہ سوائے یوسف نجار کے کسی اور کو اس حمل کی اطلاع نہ تھی حضرت مریم سے ایک دن حضرت یحییٰ کی والدہ نے کہا کہ جب میں تمہارے سامنے آتی ہوں تو میرے پیٹ کا بچہ تمہارے پیٹ کے بچے کو سجدہ کرتا ہے۔ ۱۱۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے جنگل کے نشیبی حصہ سے حضرت مریم کو پکار کر فرمایا ۱۲۔ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ایڑی یا حضرت جبریل علیہ السلام کے پر سے پیدا ہوئی۔ لہذا اس کا پانی شفا ہے جیسے آج آب زمزم۔

اب جہاں آپ درود کے وقت بیٹھیں تھی۔ وہاں کھجور کا ایک گٹھا ہوا درخت خشک ڈنڈہ تھا۔ فرمایا گیا کہ اسے ہلاؤ تمہارے ہاتھ کی برکت سے ابھی یہ ڈنڈہ ہوا گا ابھی بار آور ہو گا ابھی اس کے پھل پک کر تم پر گرے گے تم کھا لیتا۔ آپ کا ہاتھ اس لئے لگوایا تا کہ معلوم ہو کہ ولی کے ہاتھ کی برکت سے سوکھے ڈنڈہ ہرے ہو جاتے ہیں تو ان کی نظر سے خشک دل بھی ہرے ہو جائیں گے ۱۳۔ اس میں ولی کی کرامت کا ثبوت ہے، یا نبی کا ارہاس ہے کیونکہ خشک درخت سے پھل گرنا عجیب بات ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ ولادت کے وقت عورت کو کھجوریں کھانی جائیں تو اس سے مشکل آسان ہوتی ہے، اب بھی درود میں میں چھوہارے دم کر کے عورت کو کھلانے جاتے ہیں، اس کی اصل یہ آیت کریمہ ہے ۱۴۔ یعنی کھجوریں کھاؤ، پانی پیو

اور اپنے خوبصورت فرزند سے اپنی آنکھیں غنڈی کرو۔ فرزند کو قرۃ العین کہتے ہیں، اس کی اصل یہ آیت ہے ۱۵۔ یعنی اشارے سے، کیونکہ اس زمانے میں چپ کے روزے میں بولنا حرام تھا۔ یعنی اگر تم سے کوئی پوچھے کہ یہ بچہ کیسے ہو گیا تو اشارے سے کہہ دینا کہ میرا روزہ ہے میں نہ بولوں گی۔ ۱۶۔ یعنی آج روزہ رکھ لیا ہے خاموشی کا اور اے مریم ابھی سے روزہ شروع کر دو۔ خیال رہے کہ حضرت مریم نے صبح سے پہلے کھجوریں کھائی اور پانی پیا تھا صبح سے انہیں روزہ رکھوایا گیا کہ نہ کچھ کھائیں، نہ کسی سے بولیں۔ لہذا اس میں صحت کی تعلیم نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جابلو کا جو آب خاموشی ہے ۱۷۔ اس دین میں چپ کا روزہ بھی ہوتا تھا مگر ہماری شریعت میں یہ منسوخ ہے، اور قرآنی ہے مراد اشارۃً کہنا ہے نہ کہ زبان سے کہنا اور نہ روزہ ٹوٹ جانا۔ ۱۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی مریم نفاس اور کمزوری سے محفوظ

قال اللہ ۱۲	۲۸۹	مریجہ ۱۹
<p>وَهَزَمْنِي إِلَيْكَ بِجَذْعِ النَّخْلَةِ تَسْقِطُ عَلَيْكَ رَطْبًا اور کھجور کی جڑ پکڑ کر اپنی طرف ہلائے، تجھے میری تازی پکی کھجوریں گریں گی ۱۲</p>		
<p>جَنِينًا ۱۳ فَكَلِمًا وَأَشْرَبَنِي وَقَرَّمَنِي عَيْنًا قَامَا تَرَيْنِ مِنَ توکھا اور بہنی اور آنکھ غنڈی رکھ ۱۳ پھر اگر تو کسی</p>		
<p>الْبَشَرِ أَحَدًا أَفَقُولِي إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَنِ صَوْمًا آدمی کو دیکھے تو کہہ دینا ۱۴ میں نے آج رخصت کا روزہ مانا ہے ۱۴</p>		
<p>فَلَنْ أَكَلِمَ الْيَوْمَ أَنَسِيًّا ۱۵ فَاتَتْ بِهِ قَوْمَهَا تَحْمِلُهُ تو آج ہرگز کسی آدمی سے بات نہ کروں گی ۱۵ تو اسے گود میں لے اپنی قوم کے پاس آئی</p>		
<p>قَالُوا إِيْمَايِمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا ۱۶ يَا خَتُّ هَرُونَ تو بولے بیشک ہم تمہارے بڑے شے کی بات کی ۱۶ اے ہارون کی بہن ۱۶</p>		
<p>مَا كَانَ أَبُوكَ أَمْرًا سَوِيًّا وَمَا كَانَتْ أُمُّكَ بَغِيًّا ۱۷ تیرا باپ برا آدمی نہ تھا اور نہ تیری ماں بدکار</p>		
<p>فَأَشَارَتْ إِلَيْهِ قَالُوا كَيْفَ نَكَلِمُ مَنْ كَانَ فِي الْهَدْيِ اس پر مریم نے بچہ کی طرف اشارہ کیا تا کہ وہ بولے ہم کیسے بات کر سکتا اس سے جو ہلائے</p>		
<p>صَبِيًّا ۱۸ قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ آتَنِي الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي میں بچہ ہے ۱۸ نے فرمایا میں ہوں اللہ کا بندہ اس نے مجھے کتاب دی اور مجھے نبی</p>		
<p>نَبِيًّا ۱۹ وَجَعَلَنِي مُبْرَكًا آيِنَ مَا كُنْتُ وَأَوْصَانِي کی غمخیز بنانے والا اور نبی کہا تا کہ اور اس نے مجھے مبارک کہا میں کہیں ہوں ۱۹ اور مجھے</p>		
<p>بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ۲۰ وَبَرَّأ أَبَا الدِّي نارو زکوٰۃ کی تاکید فرمائی ۲۰ میں جب تک جیوں اور اپنی ماں سے اچھا سلوک کرنے</p>		
<p>وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا ۲۱ وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ واللہ اور مجھے زبردست بدتمت نہ کیا ۲۱ اور وہی سلامتی مجھ پر جس دن</p>		
<p>مَنْزِل ۱۹</p>		

اور اپنے خوبصورت فرزند سے اپنی آنکھیں غنڈی کرو۔ فرزند کو قرۃ العین کہتے ہیں، اس کی اصل یہ آیت ہے ۱۴۔ یعنی اشارے سے، کیونکہ اس زمانے میں چپ کے روزے میں بولنا حرام تھا۔ یعنی اگر تم سے کوئی پوچھے کہ یہ بچہ کیسے ہو گیا تو اشارے سے کہہ دینا کہ میرا روزہ ہے میں نہ بولوں گی۔ ۱۵۔ یعنی آج روزہ رکھ لیا ہے خاموشی کا اور اے مریم ابھی سے روزہ شروع کر دو۔ خیال رہے کہ حضرت مریم نے صبح سے پہلے کھجوریں کھائی اور پانی پیا تھا صبح سے انہیں روزہ رکھوایا گیا کہ نہ کچھ کھائیں، نہ کسی سے بولیں۔ لہذا اس میں صحت کی تعلیم نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جابلو کا جو آب خاموشی ہے ۱۷۔ اس دین میں چپ کا روزہ بھی ہوتا تھا مگر ہماری شریعت میں یہ منسوخ ہے، اور قرآنی ہے مراد اشارۃً کہنا ہے نہ کہ زبان سے کہنا اور نہ روزہ ٹوٹ جانا۔ ۱۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی مریم نفاس اور کمزوری سے محفوظ

(فقیر صفحہ ۳۸۹) وہیں درندہ عورتیں بعد ولادت چلے پھرنے کے قابل نہیں ہوتیں اور آپ فوراً اپنی قوم کے پاس بچہ کو لے کر تشریف لے آئیں کیونکہ ان کجھوروں اور اس نہیں پانی کے شفاء، صحت، قوت، سب کچھ بخش دی۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کے حکمرانوں سے شفا اور قوت ملتی ہے۔ ۸۔ یہ واقعہ ظہر کے وقت ہوا۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت رات کے وقت ہوئی، اس وقت آپ آدمیے دن کے تھے، اس میں اور بھی چند قول ہیں (روح) ۹۔ ہارون سے مراد یا نبی اسرائیل کا ایک نیک آدمی ہے جو نیکی اور پرہیزگاری میں مشہور تھا، نام اس کا ہارون تھا، یعنی اسے ہارون جیسی نیک لی لی، یا حضرت مریم کے علاقہ قحطانی ہارون تھا جو نہایت نیک تھا۔

مذہب ۱۹

۳۹۰

قالہ

وَلِدَتْ وَيَوْمَ امُوتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا ۚ ذٰلِكَ

میں پیدا ہوا اور میں دن مردوں اور میں دن زندہ اٹھایا جاؤں گا یہ ہے

عِيسٰى ابْنُ مَرْيَمَ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِي فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ۝۳۹

عیسیٰ مریم کا بیٹا جس بات سے جس میں شک کرتے ہیں کہ

مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ وَلَدٍ سُبْحٰنَہٗ اِذَا قَضٰی

اللہ کو لائق نہیں کہ کسی کو اپنا بچہ بنائے پاکی ہے اس کو جب کسی کام کا حکم

اَمْرًا فَاِلٰہًا یَقُوْلُ لَہٗ کُنْ فِیْکُوْنُ ۝۴۰ وَاِنَّ اللّٰہَ رَبِّیْ وَ

فرماتا ہے تو میں ہی کہ اس سے فرماتا ہے جو بادہ فوراً ہوتا ہے اور عیسیٰ نے کہا بیشک اللہ

رَبِّکُمْ فَاَعْبُدُوْہٗ ۚ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ۝۴۱ فَاخْتَلَفَ

رب ہے میرا اور تمہارا تو اس کی بندگی کو یہ راہ سیدھی ہے نہ پھر ہا میں آپس میں

الْاَحْزَابُ مِنْ بَیْنِهِمْ قَوْلٌ لِلَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ

مختلف ہو گئیں گے تو خسروانی ہے کافروں کے لئے ایک بڑے دن کی

مَّشْہَدٍ یَّوْمٍ عَظِیْمٍ ۝۴۲ اَسْمِعْہُمْ وَاَبْصِرْ یَّوْمَ یَا تُوْنٰ

عاضری سے کہ کتنا نہیں گئے اور کتنا دیکھیں گے کہ میں دن ہمارے پاس حاضر ہوں

لَکِنَ الظّٰلِمُوْنَ الْیَوْمَ فِی ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝۴۳ وَاَنْذَرْہُمْ

مگر آج ظالم کھل گرای میں ہیں اور انہیں ڈر سناؤ بھگتاوے

یَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِیَ الْاَمْرُ وَہُمْ فِیْ غَفْلَةٍ وَّہُمْ لَا

کے دن کا نالہ جب کام ہو چکے محالہ اور وہ غفلت میں ہیں اور انہیں ملنے

یُؤْمِنُوْنَ ۝۴۴ اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْاَرْضَ وَمَنْ عَلَیْہَا وَ

تو بیشک زمین اور جو پہلو اس پر ہے سب کے وارث ہم ہوں گے اور وہ ہماری

الْبٰنِیْنَ یَرْجِعُوْنَ ۝۴۵ وَاذْکُرْ فِی الْکِتٰبِ اِبْرٰہِیْمَ اِنّہٗ کَانَ

ہی طرف پھرنے کے لئے اور کتاب میں ابراہیم کو یاد کرو بیشک وہ صدیق تھا

منزل ۳

تھا۔ یا اس سے ہارون علیہ السلام مراد ہیں آپ چونکہ ان کی اولاد میں تھیں، تو انہیں ہارون کی بہن کہہ دیا گیا جیسے عرب والے نبی عیسیٰ کو انجیم کہہ دیتے ہیں، درندہ حضرت ہارون اور بی بی مریم میں ایسا بڑا آٹھ سو برس کا فاصلہ ہے لہذا آٹھ سو کوئی اعتراض نہیں، یعنی اس بچہ سے پوچھو۔ آپ نے گھبرا کر یہ اشارہ کر دیا اور اصل بات فرمائی بھول گئیں، ۱۱۔ یعنی پالنے میں بھولنے کے لائق بچہ ہے درندہ عیسیٰ علیہ السلام اس وقت اپنی والدہ کی گود میں تھے نہ کہ پالنے میں مطلب یہ ہے کہ اے مریم! کیا تم ہم سے مذاق کر رہی ہو کہ ایسی بات کہتی ہو ۱۲۔ یعنی انجیل شریف، معلوم ہوا کہ آپ نزول انجیل سے پہلے انجیل سے خبردار تھے، جیسے کہ ہمارے حضور نزول قرآن سے پہلے قرآنی احکام سے باخبر تھے اسی لئے آپ وحی آنے سے پہلے عابد، زاہد، پاکیزہ تھے خیال رہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو عیس سال کی عمر میں رسالت ملی۔ لہذا آپ کی نبوت رسالت سے پہلے ہے (روح) ۳۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی عارف باللہ پیدا ہوتے ہیں قرآن کریم کا فرمانا ہے مَا کُنْتُ نَذِیْرًا لِّیَٰسَیِّدَکُمْ وَلَا لِیَٰ اٰیْمٰنٍ اس میں وراثت کی نفی ہے نہ کہ علم کی، یعنی آپ عقل سے نہ جانتے تھے۔ دیکھو عیسیٰ علیہ السلام نے پیدا ہوتے ہی اللہ کی توحید، اپنی رسالت، نیک اعمال، معاملات کی کیسی نہیں تقریر فرمائی ۳۳۔ یعنی ہر جگہ لوگوں کو برکتیں پہنچانے والا، ان کے لئے نافع اور معلم بنے۔ معلوم ہوا کہ نبی کی ذات شریف اور نام سے برکتیں نصیب ہوتی ہیں ۳۵۔ یعنی بدن اور نفس کی پاکی کیونکہ انبیاء پر مالی زکوٰۃ فرض نہیں ہوتی اور عیسیٰ علیہ السلام نے تو کبھی مال جمع ہی نہ کیا، ان پر زکوٰۃ کیسی۔ خیال رہے کہ یہاں جیسے سے مراد زمین پر جینا ہے ورنہ آسمان میں آپ پر نماز فرض نہیں ۳۶۔ معلوم ہوا کہ آپ باپ کے پیدا ہوئے ورنہ آپ فرماتے کہ ماں باپ سے بھائی کرنے والا، اس لئے آپ کو قرآن میں عیسیٰ بن مریم فرمایا گیا ہے ۷۱۔ معلوم ہوا کہ انبیاء کرام بد عقیدگی، بد عملی، بد خلقی، سخت دلی سے معصوم ہوتے ہیں کیونکہ بد عقیدہ بد عمل بد بخت ہوتے ہیں۔

۱۔ معلوم ہوا کہ نبی ولادت، زندگی، وفات، حشر ہر جگہ اللہ کے امن میں رہتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ حضرات اپنے انجام سے خبردار ہوتے ہیں، جو کہے کہ حضور کو اپنی بھی خبر نہیں کی میرے ساتھ کیا ہو گا وہ ان آیتوں کا منکر ہے خیال رہے کہ آپ نے سب سے پہلے اپنی عبدیت کا ذکر فرمایا کیونکہ لوگ عترت آپ کو اللہ کا بیٹا کہنے والے تھے اس کی تردید کی نیز آپ نے اپنی ماں کی پاکدامنی کا ذکر نہ فرمایا کیونکہ ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ ایسا شہر اپنا طیب طاہرہ ماں کے شکم سے ہی ہو سکتا ہے کیونکہ ناجائز بچہ بلکہ حرامی کی نسل میں کوئی ولی نہیں ہو سکتا۔ نبوت تو بہت اعلیٰ ہے ورنہ الزام لگتا تھا ماں کو اور آپ نے تعریف کی اپنی یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنے باپ سے ۹۱۔

اب یہاں باپ سے مراد بچا آ رہا ہے نہ کہ حقیقی والد یعنی تارخ اور بچا کو عرف میں باپ کہا جاتا ہے کیونکہ حضرت آدم سے لے کر حضرت عبداللہ تک حضور کے آباؤ اہمات میں کوئی مشرک نہیں ہوا۔ رب فرماتا ہے۔ وَتَقَاتُوا فَنَاءَ جِدِّينِ ہم آپ کے نور کی گردش کو پاک پشتوں اور پاک گھٹنوں میں دیکھ رہے ہیں ۲۔ یعنی دین و دنیا میں تیری مشکل کشائی نہ کر سکے جو اللہ کی صفت ہے، ورنہ چہرہ لوہا دنیا میں بہت کام آتے ہیں، ان سے بڑے فائدے پہنچتے ہیں، وہ ہمارے خادم ہیں نہ کہ ہمارے رب، لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۳۔ لہذا ترجمہ سے علم حاصل کرنے میں شرم و عار نہ کر۔ اس سے معلوم ہوا کہ جاہل باپ، عالم بیٹے کی شاکر دی کرنے اور عامی باپ، صوفی صالح، فرزند کے مرید ہونے میں نہ شرمائے۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ پیغمبروں کے علم لدنی ہوتے ہیں اور وہ دنیا کو سمجھتے آتے ہیں سیکھنے نہیں آتے ۴۔ معلوم ہوا کہ نبی کے والد اگرچہ ابوداؤد کے لحاظ سے بڑے ہوتے ہیں مگر نبی کے امتی اور تابعدار ہوتے ہیں ۵۔ یعنی کفر کے شیطان کی پوجا نہ کر۔ خیال رہے کہ کافر و مشرک اپنے کفر و شرک میں شیطان کی عبادت کر کے اس کا بندہ یا مطیع ہوتا ہے۔ یہاں بندہ، معنی بندگی کرنے والا ہے نہ کہ، معنی مخلوق۔ کہ اس معنی سے خود شیطان اللہ تعالیٰ کا بندہ ہے ۶۔ کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کیا۔ اور نافرمان کی اطاعت نافرمان بنا دیتی ہے۔ نعت سے محروم کر کے مشقت و عذاب میں مبتلا کر دیتی ہے ۷۔ اگر تو میرے دامن میں پناہ نہ لے، معلوم ہوا کہ پیغمبر کا دامن عذاب الہی سے پناہ کی جگہ ہے، ان آیات سے معلوم ہوا کہ کافر باپ یا کافر بیٹے کو اپنا جان یا بیٹا کہہ کر پکارنا جائز ہے، ان کے شرعی حقوق پوری بھی ادا کرنے ضروری ہیں لیکن دل سے انہیں اپنا دوست نہ سمجھے اور انہیں ہدایت کرتا رہے۔ ۸۔ میرے بتوں کو برا کہنے اور مجھے توحید کی تبلیغ کرنے سے ۹۔ یعنی تجھے دور سے ہی سلام ہے، مسئلہ کافر کو سلام کرنا منع ہے کیونکہ سلام میں مغفرت یا جنتی ہونے کی دعا ہوتی ہے اور کافر کے لئے دعا مغفرت حرام ہے، رب فرماتا ہے۔ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلشَّيْطَانِ الَّذِي يَكْفُرُ بِآيَاتِهِمْ يَسْتَغْفِرُوا لَهُ فَمَا يَكْفُرُ بِهِ عَلَيْهِمْ لَمَّا كَانُوا يَعْلَمُونَ ۱۰۔ نماز تہجد کے وقت یا کسی اور قبولیت دعا کے موقع پر تیرے لئے دعا کیوں گاہ۔ معلوم ہوا کہ بیٹے کا باپ کے ساتھ برا سلوک یہ ہے کہ اس کو کوشش سے یا دعا سے ہدایت پر لائے۔ ۱۱۔ اس طرح کہ میرے مولیٰ میرے باپ کو ایمان کی توفیق دے تاکہ وہ مومن ہو کر مغفرت کا مستحق ہو جائے ورنہ کافر کے لئے یہ دعا منع ہے ۱۲۔ اس سے دو مسئلہ معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ اسلام میں تہیہ حرام ہے کہ حضرت ابراہیم نے اپنا دین نہ چھپایا۔ دوسرے یہ کہ بد مذہبوں کے

قال الم ۱۷	۲۹۱	مرید ۱۹
<p>صِدِّيقَانِيَا ۱۱ اِذْ قَالَ لِابْنِهِ يَا بْتَ لِمَ تَعْبُدُ مَا</p> <p>۱۱) بیٹے کی قبر میں بنانا بیٹے اپنے باپ سے بولا ان سے میرے باپ کیوں ایسے</p> <p>لَا يَسْمَعُ وَلَا يَبْصُرُ وَلَا يُعْنِي عَنْكَ شَيْئًا ۱۲ يَا بْتَ</p> <p>۱۲) جانتا ہے بڑے سے نہ دیکھتا اور نہ سمجھتا میرے کام آنے نہ لے میرے باپ</p> <p>اِنِّي قَدْ جَاءَنِي مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَأْتِكَ فَاتَّبِعْنِي اِهْدِكَ</p> <p>۱۳) بیشک میرے پاس وہ علم آیا جو تجھے نہ آیا تو تو میرے پیچھے چلا آئے میں تجھے</p> <p>صِرَاطًا سَوِيًّا ۱۴ يَا بْتَ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطَانَ اِنَّ الشَّيْطَانَ</p> <p>۱۴) سیدھی راہ دکھاؤں لے میرے باپ شیطان کا بندہ نہ بنے بیشک شیطان</p> <p>كَانَ لِلرَّحْمَنِ عَصِيًّا ۱۵ يَا بْتَ اِنِّيْ اَخَافُ اَنْ يَّمْسَكَ</p> <p>۱۵) رحمن کا نافرمان ہے نہ لے میرے باپ میں ڈرنا ہوں کہ مجھے رحمن کا</p> <p>عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمَنِ فَتَكُوْنُ لِلشَّيْطَانِ وَلِيًّا ۱۶ قَالَ</p> <p>۱۶) کوئی عذاب پہنچے نہ تو تو شیطان کا رفیق ہو جائے بولا کیا</p> <p>اَرَاغِبُ اَنْتَ عَنِ الْهَقِيْ يٰ اِبْرٰهِيْمُ لَنْ لَمْ تَنْتَهُ</p> <p>۱۷) تو میرے خداؤں سے منہ پھیرتا ہے لے ابراہیم، بیشک اگر تو باز نہ آیا</p> <p>لَا رَجْمَتَكَ وَاَهْجُرْنِيْ مَلِيًّا ۱۸ قَالَ سَلَامٌ عَلَيْكَ</p> <p>۱۸) تو جس تجھے پھراؤ گردن کا اور مجھ سے زمانہ دراز تک بے علاقہ ہو جا۔ کہا میں تجھے سلام ہے</p> <p>سَاَسْتَغْفِرُكَ رَبِّيْ اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا ۱۹ وَاَعْتَزَّلْتُمْ</p> <p>۱۹) فریب ہے نہ کہ میں تیرے لئے اپنے رب کے سامنے مانگوں گا۔ بیشک وہ مجھ پر مہربان ہے</p> <p>وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَاَدْعُوا رَبِّيْ عَسٰى</p> <p>۲۰) میں ایک کنوے کو جانوں گا۔ ان سے کہ ان کے سوا اور اللہ کے سوا اور اپنے رب کو پوجوں</p> <p>اَلَا اَكُوْنُ بِدَعَا رَبِّيْ شَفِيًّا ۲۱ فَلَمَّا اَعْتَزَّلْتُمْ وَا</p> <p>۲۱) اگر تیرے کہیں اپنے رب کی بندگی سے بدعت نہ ہوں تو پھر جب ان سے اور اللہ کے</p>		

مذہب

ساتھ نشست و برخاست منع ہے کہ حضرت ابراہیم کا فریچا سے علیحدہ ہو گئے ۱۳۔ یعنی بتوں کے پجاری بد بخت ہوتے ہیں، اللہ کا عابد خوش نصیب، اس سے معلوم ہوا کہ عبادت الہی سے بد نصیب دور ہوتی ہے خوش نصیبی حاصل ہوتی ہے۔ لہذا کوئی مسلمان اپنے کو بد بخت یا بد نصیب نہ کہے، اگر ہم بد نصیب ہوتے تو ہم کو حضور کا کلمہ نصیب نہ ہوتا۔

سلام اس پر کہ جس کے ذکر سے میری نہیں ہوتی ☆ سلام اس پر کہ جس کی بزم میں قسمت نہیں سوتی

۱۔ اس طرح کہ شریانی سے شام کی طرف ہجرت فرما گئے اس سے یہ معلوم ہوا کہ قہر بری چیز ہے کہ آپ قہر فرما کر پائل میں نہ رہے ۲۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نیک جیسا اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے، دوسرے یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو رب نے اتنی راز عطا فرمائی کہ انہوں نے اپنے پوتے یعقوب علیہ السلام کو دیکھا تیسرے یہ کہ ہجرت مقبول کی برکت سے اللہ تعالیٰ دنیاوی نعمتیں بھی ماجر کو عطا فرماتے ہیں خیال رہے کہ اسماعیل علیہ السلام حضرت اسحاق علیہ السلام سے بڑے ہیں۔ لیکن چونکہ حضرت اسحاق بہت سے انبیاء کے والد ہیں، اس لئے انہیں خصوصیت سے بیان فرمایا ۳۔ بہت مالدار اور انبیاء کرام کا والد ہونا خانہ کعبہ کی

تغیر کا شرف، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آپ کی اولاد میں ہونا، غرض کہ بے شمار خصوصی رحمتیں ۴۔ کہ یہودی، عیسائی، داؤدی مسلمان سارے دین والے آپ کی تعریف کرتے ہیں حتیٰ کہ بعض مشرکین بھی آپ کو کرشن کہہ آچکا احترام کر رہے ہیں۔ مجھ سے خود ایک مذہبی ہندو نے کہا کہ جنہیں تم ابراہیم کہتے ہو انہیں ہم کرشن جی کہتے ہیں اور حضرت اسماعیل کو ارجن ۵۔ موسیٰ علیہ السلام یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں اسی لئے ان کا ذکر حضرت اسماعیل علیہ السلام سے پہلے فرمایا تاکہ داد دے، پوتے کے ذکر میں فاصلہ نہ ہو۔ ورنہ حضرت اسماعیل موسیٰ علیہ السلام سے بہت پہلے ہیں ۶۔ رسول تو ہمارے اور نبی مخلوق کے، اس لئے رسول کو نبی پر مقدم فرمایا۔ خیال رہے کہ رسالت کا تعلق خالق سے اور نبوت کا خلق سے ہے (از روح البیان وغیرہ) ۷۔ طور مصر و مدین کے راستہ میں ایک چھوٹا سا پہاڑ ہے جہاں موسیٰ علیہ السلام کو اپنی زوجہ بی بی خضر کو مدین سے مصر لاتے ہوئے نبوت بخشی گئی۔ ندائے تعالیٰ یٰٰمُوسٰی اِنَّا اَنْزَلْنٰکَ الْاِیْمٰنَ سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ذاتی جانب ہے، مصر آتے ہوئے یا ایمن کے معنی برکت والی جانب ۸۔ بلا واسطہ جبریل کلام فرمایا۔ اسی لئے آپ کا لقب کلیم اللہ ہوا۔ خیال رہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جو راز کی باتیں رب نے فرمائیں وہ سب حضور کو بتا دیں اور جو حضور سے معراج میں راز و نیاز فرمائے وہ کسی کو نہ بتائے بلکہ ارشاد فرمایا۔ نَادِیْ اِلٰی عِبْدِیْ مَا اَدْعٰی مَعْلُوْمَہٗ اَوْ کہ سب باہر کے دوست ہیں حضور درون سرا ہیں ۹۔ معلوم ہوا کہ ہارون علیہ السلام کو نبوت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے عطا ہوئی اس سے اللہ کے پیاروں کی عظمت کا پتہ لگا کہ ان کی دعا سے وہ نعمت ملتی ہے جو بادشاہوں کے خزانوں میں نہ ہو۔ تو ان کی دعا سے اولاد یا دنیا کی دیگر نعمتیں مل جائیں تو کیا مشکل ہے ۱۰۔ جو ابراہیم علیہ السلام کے بڑے فرزند اور آپ کے جد امجد ہیں ۱۱۔ آپ نے رب سے اور مخلوق سے جو وعدے کئے تمام پورے کئے۔ سارے نبی سچے

قال اللہ

۲۹۲

مدریس

يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَ

سوانح کے معبودوں سے کنارہ گرد کیا بلکہ ہم نے اسے اسحاق اور

يَعْقُوبَ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ۖ وَوَهَبْنَا لَهُم مِّن

یعقوب عطا کیے اور ہر ایک کو نبی کی خبریں بتانے والا دینی کیا اور ہم نے انہیں

رَحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لِمِ لِّسَانٍ صِدْقٍ عَلِيًّا ۖ وَاذْكُرْ

اپنی رحمت عطا کی تہ اور ان کے لئے بھی بلند ناموری رکھی تہ اور سب میں

فِي الْكِتَابِ مُوسَىٰ إِنَّهُ كَانَ مُخْلَصًا وَكَانَ رَسُولًا

موسىٰ کو یاد کرو کہ بیشک وہ چنا ہوا تھا اور رسول تھا غیب کی خبریں بتانے والا تہ

نَبِيًّا ۖ وَنَادَيْنَاهُ مِنْ جَانِبِ الطُّورِ الْأَيْمَنِ وَقَرَّبْنَاهُ

اور اسے ہم نے طور کی دائیں جانب سے ندا فرمائی تہ اور اسے اپنا راز کئے کو

مُحِيًّا ۖ وَوَهَبْنَا لَهُ مِنْ رَحْمَتِنَا أَخَاهُ هَارُونَ نَبِيًّا ۖ

غیب کی بات اور نبی رحمت سے اسے اس کا بھائی ہارون عطا کیا غیب کی خبریں بتانے والا دینی تہ

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ

اور کتاب میں اسماعیل کو یاد کرو کہ وہ بے شک وہ وعدہ کا سچا تھا تہ

الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولًا نَّبِيًّا ۖ وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ

اور رسول تھا غیب کی خبریں بتانا اور اپنے گھر والوں کو

بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهِ فَضِيًّا ۖ

نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتا تہ اور اپنے رب کو پسند تھا ۷۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا ۖ

اور کتاب میں ابراہیم کو یاد کرو کہ بیشک وہ صدیق تھا غیب کی خبریں دیتا

وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا ۖ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ

اور ہم نے اسے بلند مکان پر اٹھا لیا تہ یہ ہیں جن پر اللہ نے احسان کیا تہ

مَنْزِلٌ

وعدے والے ہوتے ہیں مگر حضرت اسماعیل علیہ السلام اس وصف میں بہت مشہور تھے ایک شخص نے آپ سے کہا کہ میں آتا ہوں، آپ یہاں ٹھہریں تو آپ اس کے انتظار میں تین دن اسی جگہ ٹھہرے رہے، زنگ کے وقت صبر کا وعدہ پورا فرمایا ۱۲۔ سب اولاد و خدام کو اور ساری قوم جبریم کو ۱۳۔ معلوم ہوا کہ اپنے بال بچوں کو نماز کا حکم دینا رب کو بڑا پیارا اور سنت انبیاء ہے۔ جو خود تو نمازی ہو مگر اپنی اولاد کو نمازی نہ بتائے اس کی پکڑ کا اندیشہ ہے ۱۴۔ اور یس علیہ السلام کا نام شریف اخنوخ ہے، آپ نوح علیہ السلام کے پروردگار ہیں اور شیت علیہ السلام کی اولاد میں ہیں۔ نوح علیہ السلام کا نسب نامہ یہ ہے نوح بن مک بن متوشلح بن اخنوخ (اور یس) بن یردین سلوس بن قینان بن انوش بن شیت بن آدم علیہ السلام، اور یس علیہ السلام نے سب سے پہلے قلم سے کھسکا، کئے کپڑے پہنے، ترازو بنانے بنائے، ہتھیار باندھے،

(بقیہ صفحہ ۴۹۲) قاتل کی اولاد سے جہاد کیا۔ علم حساب ایجاد فرمایا (خرائن؛ وح) ۱۵ جہنمی موت دے کر پھر وعدہ فرما کر اسی قسم سے جنت میں پہنچا دیا۔ خیال رہے کہ چار نبی زندہ ہیں۔ دو زمین پر حضرت خضر و الیاس علیہما السلام اور ایک آسمان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ایک جنت میں حضرت اور یس علیہ السلام ۱۶ لہذا ان کے ساتھ رہو۔ رب فرماتا ہے: **إِذْ نَادَىٰ الصَّوْرَ اَتُوبُ عَلَيْكَ قَالَ اَنْزِلْ عَلَیْكَ الْكِتَابَ اِنَّكَ رَءِیْسٌ ذُو ذُلْفَرٍ** یعنی ابراہیم علیہ السلام، نوح علیہ السلام کے پوتے اور آپ کے اس فرزند کی اولاد اس سے ہیں جو کشتی میں سوار تھے یعنی سام ۱۷ حضرت اسماعیل و اسماعیل ۱۸

موسیٰ و ہارون و ذکرِ یحییٰ و یحییٰ علیہم السلام۔ ان آیات سے معلوم ہوا کہ نیک اولاد سے ماں باپ کو شرف حاصل ہوتا ہے۔ ۳۔ جو آیات کہ ان پیغمبروں کی کتب میں تھیں جب وہ پڑھی جاتی تھیں تو ہدایت والے لوگ روتے ہوئے مسجدوں میں گر جاتے تھے۔ لہذا اے مسلمانو تم بھی مسجد کرومّا کہ ان کی نقل ہو اس لئے یہاں مسلمانوں پر سجدہ واجب ہے، معلوم ہوا کہ اچھوں کی نقل بھی اچھی ہے۔ ۵۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کلام الہی کی تلاوت کرنی اور تلاوت کرا کر سنتی گوشہ پیغمبروں کی سنت ہے یعنی فطرت ہے، دوسرے یہ کہ تلاوت قرآن شروع و خضوع سے کرنی محبوب ہے تیسرے یہ کہ آیات پڑھ کر یا سن کر، اللہ و رسول کے عشق یا عذاب کے خوف یا دل کے ذوق میں گریہ و زاری کرنی خدا کو بڑی پیاری ہے اور اکثر نبیوں کی سنت ہے۔ ۶۔ یوحنا عیسیٰ اور دیگر ان بزرگوں کے نام لیا جو ان کے خلاف عمل کرتے تھے۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ نمازوں میں سستی تمام گناہوں کی جڑ ہے۔ اس سستی کی کئی صورتیں ہیں، نماز نہ پڑھنا، بے وقت پڑھنا، بلا وجہ بغیر جماعت پڑھنا، ہمیشہ نہ پڑھنا، ریاکاری سے پڑھنا وغیرہ۔ ۸۔ غنی و ورخ کے ایک ہنگام کا نام ہے جس کی گرمی سے وورخ کے دوسرے طبقے بھی پناہ مانگتے ہیں۔ وہاں زانی، سود خوار، ماں باپ کے نافرمان، جھوٹی گواہیاں دینے والے رکھے جائیں گے (خرائن)۔ ۹۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ پہلے کفر سے بیزاری پھر ایمان لانا پھر نیک اعمال کرنا ضروری ہیں۔ ترتیب یہی ہے۔ ۱۰۔ اس طرح کہ ان کی نیکیوں کی جزا بلا وجہ کم کر دی جائے۔ اگر کسی مسلمان کی نیکیاں ضبط یا کم کی جائیں گی تو اس کے اپنے قصور سے۔ ۱۱۔ رحمن فرمانے سے اشارۃً معلوم ہوا کہ جنت جس کو ملے گی رب کی رحمت سے ملے گی نہ کہ محض اپنی کوشش سے۔ ۱۲۔ یعنی اس حال میں کہ جنت مومنوں سے غائب تھی اور وہ جنت سے دور، پھر وہ اس وعدے پر ایمان لائے۔ ۱۳۔ یعنی جنت میں ناجائز اور بیکار بات نہ تو خود کریں گے نہ ان سے کوئی

کرے گا۔ اس میں اشارۃً حکم ہے کہ دنیا میں لغو باتوں سے بچو، بے فائدہ کلام نہ کرو ۱۲۔ جتنی آپس میں ایک دوسرے کو سلام کریں گے یا فرشتے یا رب کی طرف سے سلام سنیں گے۔ معلوم ہوا کہ دنیا میں سلام جنت کا کلام ہے، وہاں بھی ملاقات اور رخصت کے وقت سلام ہوا کرے ۱۵۔ یعنی ہمیشہ، کو کھوکھو وہاں صبح و شام نہ ہوگی۔ بعض نے فرمایا کہ جنتیوں پر اتنے وقفہ سے ملا کہ کھانا حاضر کیا کریں گے ان کے احرام کے طور پر، ورنہ خود جس وقت جتنا چاہیں گے کھائیں گے کوئی پابندی نہ ہوگی ۱۶۔ یعنی وراثت کی جنت صرف پرہیزگاروں کو ملے گی کہ جتنی اپنے حصہ کے ساتھ کفار کا حصہ بھی ملے گا۔ عمر عائشہ جنت بغير عمل ملے گی۔ جیسے مسلمانوں کے نابالغ بچے اور وہ قوم جو جنت بھرنے کے لئے پیدا کی جائے ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱

عَلِيمٌ مِّنَ النَّبِيِّينَ مِنْ ذُرِّيَةِ آدَمَ وَمِمَّنْ

غیب کی خبریں بتانے والوں میں سے آدم کی اولاد سے اور ان میں جن کو ہم

حَمَلْنَا مَ نُوحَ ۚ وَمِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ ۚ وَاسْرَءٰىلَ

نے نوح کے ساتھ سوار کیا تھا لہ اور ابراہیمؑ اور یسوع مسیحؑ کی اولاد سے تھے

وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا إِذِ اتَّخَذُوا عَلَيْهِمْ اٰيَاتٍ

اور ان میں سے عیسٰی، ہم نے راہ دکھائی اور یحییٰ بن مریم کی آیتیں پڑھی جائیں گی

الرَّحْمَنُ خَرُّوا سُجَّدًا أَوْ يَكِينًا ۖ فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ

گر بڑے سجدہ گوئے اور روتے رہے اور ان کے بعد ان کی جگہ وہ ناخلف آئے نہ

خَلْفَ أَضَاعُوا الصَّالَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهْوَاتِ فَسُوفَ

جنہوں نے ناز میں گنوائیں اور اپنی خواہشوں کے پیچھے بہت قریب وہ دوزخ

لَقَدْ نَزَّلْنَا^(١٥) الْأَمْنَ تَابَ وَأَمَّنْ وَعِلَّ صَالِحًا

میں غم کا جھکا، ہاتھ، سر و منہ جو تائب ہوئے اور ایمان لائے اور اچھے کام کئے۔

فَأُولَٰئِكَ دَخَلُوا الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ شَيْئًا ۝

آں لگ حضرت میر جانمیر گھر اور انہیں سبھی فقراؤں کو دیا جائے گا

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ عَادَ الْغَيْبَ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اِنَّكَ كَارٍ وَعَدُّهُ مَا تَنْتَهِا ۝۳۱ لَاسْمِعُوْا لَهُ فَمَا لَفُۦ

این کتاب در سال ۱۳۰۲ هجری قمری در شهر کابل افغانستان به چاپ رسیده است.

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَفَضْلِ عَشِيرَتِهِ الْكَافَّةِ

إِذَا سَأَلْتَهُمْ لِمَ جَاءَ لَكُمْ هَذِهِ الْمَسْجِدُ تُبَايَعُوا فِيهِ لَأَقُولَنَّ إِنَّمَا أَتَيْتُمُوهُم بِبُرْهَانٍ بَلِيغٍ وَبِذِكْرِ آيَاتٍ مُبِينٍ

الْحَيُّ الْقَيُّومُ يُرِيدُ عَبْدَ اللَّهِ وَكَانَ يُقَاتِلُ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي تَوَكَّلْتُ عَلَيْهِ

(بقیہ صفحہ ۳۹۳) خدمت میں عرض کیا ایک بار کفار نے حضور سے اصحاب کف کے بارے میں دریافت کیا تو حضور نے فرمایا۔ کل جائیں گے مگر جہنم میں یا چہرہ دن بالکل دھبی نہ آئی۔ پھر جب جبریل امین وحی لے کر آئے تو حضور نے ان سے فرمایا کہ اتنی دیر میں کیوں آئے۔ انہوں نے عرض کیا بندہ مامور ہوں۔ جب گم ہوتا ہے حاضر ہوتا ہوں۔

۱۔ سامنے سے مراد آخرت پیچھے سے دنیا و درمیان سے مراد ازل سے لے کر اب تک کی خبریں اور حالات ہیں ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ خوشی و غم ہر حال میں ہمیشہ مہلوت

مرتبہ ۴

۳۹۴

قال الحق

وَمَا تَنْتَظِرُ إِلَّا بِمَرِّكَ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا

اور ہر حال میں محبوب سے ۲ کی خبریں نہیں آتے تو مع حضور کے رکے علم ہی کا جو

خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذَلِكَ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ۝۳۷

پارے آگے ہے اور جو پارے پیچھے اور جو اس کے زمانہ کے اور حضور کا رکے علم ہی کا جو

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ

آسمانوں اور زمینوں اور جو ان کے بیچ میں ہے سب کا مالک تو اسے پوجو اور اسکی بندگی پر

لِعِبَادَتِهِ هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا ۝۳۸ وَيَقُولُ الْإِنْسَانُ

عبادت پر ہونے کیا اس کے نام کا دوسرا جانتے ہو گے اور آدمی کہتا ہے کہ

إِذَا مَاتَ لَسَوْفَ أُخْرَجَ حَيًّا ۝۳۹ أَوَلَا يَذْكُرُ الْإِنْسَانُ

کیا جب میں مر جاؤں گا تو غریب ہو کر نکلا جاؤں گا کیا اور کیا آدمی کو یاد نہیں کہ

أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا ۝۴۰ فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُ

ہم نے اس سے پہلے اے بنایا اور وہ کچھ نہ تھا تو تمہارے رب کی قسم ہم نہیں

وَالشَّيْطَانِ ثُمَّ لَنَحْضُرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ۝۴۱ ثُمَّ

اور شیطانوں سب کو گھر لائیں گے اور انہیں دوزخ کے آس پاس حاضر کر کے گھسیٹیں گے

لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيعَةٍ أَيُّهُمْ أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمَنِ

کے بل گورے۔ پھر ہم ہر گروہ سے نکالیں گے جو ان میں دشمنی سے زیادہ بیکار

عِتْيَا ۝۴۲ ثُمَّ لَنَحْنُ أَعْلَمُ بِالَّذِينَ هُمْ أَوْلَىٰ بِهَا صِلِيًّا ۝۴۳

ہر گروہ پر ہم خوب جانتے ہیں جو اس آگ میں جھونسنے کے زیادہ لائق ہیں نہ

وَأَن مِّنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ۝۴۴

اور تم میں کوئی ایسا نہیں جس کا گھر دوزخ میں نہ ہو نہ تمہارے رب کے ذمہ پر ضروری ضروری ہو

ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَنَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا ۝۴۵

پھر ہم نیکوں کو بچا دیں گے اور ظالموں کو اس میں چھوڑ دیں گے کھنکھاتے بل گورے نہ

مَنْزِل ۴

کرتی کمال ہے اور بھی محبوب ہے۔ صرف خوشی یا صرف غم میں عبادت کرتی کمال نہیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے ۳۔ رب کی شان کہ کفار نے بھی اپنے کسی بت کا نام اللہ نہ رکھا تھا فرمایا جا رہا ہے کہ جب نام میں بھی کوئی رب کا شریک نہیں تو کام میں کیسے شریک ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور سے پہلے کسی نبی یا ولی کا نام کچھ نہ رکھا۔ حضور کا یہ مبارک نام بھی اچھوتا رہا ۴۔ شان نزول یہ آیت ولید بن مغیرہ اور ابی بن خلف کے متعلق نازل ہوئی جو مرے کے بعد زندگی کے منکر تھے ۵۔ یعنی اے ولید جب تجھے اللہ پہلی بار نیست سے ہست کر چکا۔ تو کچھ نہ تھا تجھے سب کچھ کر چکا تو تیرے مرنے کے بعد دوبارہ زندگی بخشا کیا چھ شکل ہے۔ ابھوا شکل ہوئی ہے دوبارہ بنانا آسان ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رب کے ایسے محبوب ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی قسم فرماتا ہے حضور کی نسبت سے یعنی تمہارے رب کی قسم۔ ۷۔ معلوم ہوا کہ جس کو جس سے تعلق ہو گا اسی کے ساتھ حشر ہو گا شیطان والوں کا حشر شیطانوں کے ساتھ اولیاء اللہ کے غلاموں کا حشر اولیاء اللہ کے ساتھ اس لئے انسان کو چاہیے کہ اچھوں سے تعلق رکھے۔ قیامت میں ہر کافر اپنے اس شیطان کے ساتھ بندھا ہو گا جو دنیا میں اس کا قرین تھا ۸۔ یعنی قیامت کے بعد دوزخ میں جاتے ہوئے عوام کفار اپنے سرداروں کے ساتھ بندھے ہوں گے مگر بعد میں انہیں علیحدہ کر دیا جائے گا کہ سرداران کفر علیحدہ درجہ میں رکھا جائے اور ماتحت لوگوں کو علیحدہ درجہ میں ۹۔ کفر اگرچہ یکساں ہے اَلْكَفْرُ مِلَّةٌ وَاحِدَةٌ مَّا كَفَرَ الْكَافِرُونَ مگر کفار مختلف قسم کے ہیں۔ ہر قسم کے کافر کو اس قسم کا عذاب ہو گا جس کا وہ مستحق ہے۔ ابوطالب اور ابو جہل عذاب میں برابر نہیں ہو سکتے کہ وہ حضور کے خادم تھے اور ابو جہل حضور کا دشمن سرداران کفر کو عام کفار سے اس لئے نکالا جائے گا کہ انہیں عذاب سخت ہو گا ۱۰۔ یعنی ہم جانتے ہیں کہ کون کافر کس طبقہ کے لائق ہے اسے وہاں ہی بھیجا جائے گا۔ اور کون پہلے پھینکا جائے گا اور کون بعد میں ۱۱۔ کیونکہ دوزخ

جنت کے راستہ میں ہے۔ دوزخ پر پہل صراط ہے سب وہاں سے گزریں گے۔ کفار پار نہ لگ سکیں گے۔ مومن پار لگ جائیں گے کوئی نور نظری کی طرح کوئی ہوا کی طرح کوئی تیز گھوڑے کی طرح گزریں گے۔ ۱۲۔ یعنی مسلمانوں کو پہل صراط پر بھی دوزخ کی گرمی نہ چھوئے گی بلکہ دوزخ کی آگ پکڑے گی کہ اے مومن جلد گزر جا تیرے نور نے میری لپٹ بچا دی ۱۳۔ جو پہل صراط سے پھسل کر دوزخ میں گر جاویں گے کافر وہاں ہمیشہ رہیں گے اور بعض گنہگار مومن جو گر جائیں گے اپنی سزا بھگت کر نکال دیے جائیں گے۔ یہاں ظالم سے مراد کافر ہے اور چھوڑ دینے سے مراد ہمیشہ وہاں رکھنا ہے۔

۱۔ شان نزول: مالدار کفار قریش خوب بناؤ گھسار کر کے، اپنے ہاتھوں میں تیل ڈال کر، اچھے کپڑے پہن کر، فخر و تکبر سے غریب مسلمانوں سے یہ کہا کرتے تھے۔ ان کی تردید میں یہ آیت آئی۔ (خزائن العرفان) ۲۔ یعنی چونکہ دنیا میں ہم تم سے مزے میں ہیں کہ تم غریب ہو، ہم امیر تو اگر بقول تمہارے قیامت ہوئی بھی تب بھی ہم وہاں تم سے اچھے ہوں گے۔ یا یہ مطلب ہے کہ رب تعالیٰ ہمارے کفر سے راضی ہے تمہارے اسلام سے ناراض۔ تب ہی تو ہم کفار تم مسلمانوں سے عیش میں ہیں۔ معلوم ہوا کہ دنیاوی شپ ٹاپ کو آخرت کی بہتری کی دلیل بنانا کفار کا طریقہ ہے یہ چیزیں کبھی آخرت کا وبال بھی بن جاتی ہیں ۳۔ جیسے فرعون ہامان، قارون اور ان کے

ساتھی۔ لہذا دنیا کی مالداری آخرت کی نجات کی دلیل نہیں ۴۔ صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ بندے کو گناہ، کفر، سرکشی کے باوجود مال، دراز عمر، دنیاوی آرام ملنا عذاب الہی کی علامت ہے۔ ایسے انسان سے دور بھاگو۔ اور تقویٰ و طہارت کے باوجود دنیاوی تکالیف آتی رب کی رحمت کی علامت ہے۔ ایسوں کے پاس بیٹھو۔ ۵۔ مسلمانوں کے ہاتھوں قتل یا گرفتاری کے وقت، یا مرتے وقت یا قبر میں یا حشر میں، ان سب میں محشر کا عذاب سخت ہے کہ وہاں عذاب بھی ہے اور رسوائی بھی۔ ۶۔ ظاہر ظہور طور پر دیکھ کر رو نہ بعض کفار دل سے آج بھی جانتے ہیں کہ وہ عذاب کے مستحق ہیں مگر اس کا ظہور اس دن ہو گا۔ یا دنیا میں اس طرح کہ انہیں ہدایت پر استقامت اور ایمان پر خاتمہ نصیب فرمائے گا۔ یا روز قیامت کہ اس دن علم الحقین سے عین الحقین بخشے گا کہ جو

کچھ دنیا میں سن کر جانا تھا آج آنکھوں سے دیکھ لیں گے ۸۔ ہر وہ نیکی جو دنیا میں زیادہ نہ ہو جائے وہ یقیناً صالحات میں داخل ہے۔ اخلاص سے ایمان لانا، اخلاص کی عبادت، سچے معاملات، یہ آیت سب کو شامل ہے، اللہ تعالیٰ نصیب کرے ۹۔ لہذا کافر کا مال آخرت کا وبال ہے۔ مومن کی غریبی بھی آخرت کے عیش کا باعث ہے تو کافر کی امیری سے مومن کی غریبی بہتر ہے۔ ۱۰۔ شان نزول: حضرت خباب کا عاص بن وائل بھی پر کچھ قرض تھا۔ آپ اس کے پاس تھانے کو گئے۔ عاص بولا کہ اسلام چھوڑ دو تو قرض ادا کروں گا۔ حضرت خباب نے فرمایا۔ تو مر بھی جائے اور پھر مر کر اٹھے، تب بھی میں اسلام نہ چھوڑوں گا۔ عاص بولا۔ کیا میں مر کر پھر زندہ ہوں گا۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں تو وہ بولا کہ اچھا مر کر اٹھنے کے بعد مجھے مال اولاد ملے گا، تب ہی آپ کا قرض ادا کروں گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اس سے معلوم ہوا کہ شریعت کے احکام کا مذاق اڑانا کفار کا طریقہ ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ گناہ کر کے رحمت کے امیدوار رہنا، نیک اعمال نہ کرنا، کفار کا طریقہ ہے ۱۱۔ یعنی نہ اس نے رب سے اس کا

مرید

۲۹۵

قال الم

وَإِذْ أَنْتَلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا

اور جب ان پر ہماری روشنائیں برسی گئی ہیں کافر مسلمانوں سے

لَئِنْ نَزَّلْنَاهُمْ مِنْكُمْ آيَةً أَوْ آتَيْنَاهُمْ خَيْرًا مِّمَّا قَالُوا وَاحْسَنُ

کہتے ہیں نہ کون سے گروہ کا مکان اچھا اور پس بہتر ہے

نَذِيرًا ۝ وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنْ قَرْنٍ هُمْ أَحْسَنُ

نہ اور ہم نے ان سے پہلے کتنی شکستیں کھیاں کہ وہ ان سے بھی مسلمان اور بود

أَتَانَا وَرِءْيَا ۝ قُلْ مَنْ كَانَ فِي الضَّلَالَةِ فَلْيَمْدُدْ

میں بہتر ہے نہ تم فرماؤ جو گمراہی میں ہو تو اسے زمین خوب ذمیل دے

لَهُ الرَّحْمَنُ مَدًّا ۚ حَتَّىٰ إِذَا رَأَوْا مَا يُوعَدُونَ إِمَّا

نہ یہاں تک کہ جب وہ دیکھیں وہ چیز جس کا انہیں وعدہ دیا

الْعَذَابَ وَإِمَّا السَّاعَةَ فَيَسْئَلُهُمْ مَنْ هُوَ

جاتا ہے نہ یا تو عذاب یا قیامت تو جان لیں گے کہ کس کا

شَرِّمَكَانًا وَأَضْعَفُ جُنْدًا ۚ وَيُزِيدُ اللَّهُ الَّذِينَ

بزدلرہے اور کس کی فوج کمزور اور جنہوں نے ہدایت پائی اللہ انہیں

أَهْتَدُوا وَهَدَىٰ ۖ وَالْبَلَقِيَّتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ

اور ہدایت بڑھانے کا اور باقی رہنے والی نیک باتوں کا ترے رب کے ہاں ہے

ثَوَابًا وَخَيْرٌ مَرَدًّا ۚ أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ

بہتر ثواب نہ اور ہے بھلائی نہ کہ کفر نے اسے دیا جو ہماری آیتوں سے سب سے زیادہ

لَاؤَتَيْنِ مَا لَا ذُلَّ وَلَدًا ۚ أَظَلَعَ الْغَيْبُ أَمْ انْخَدَعْتُمْ

بے غے ضرور مال و اولاد میں گئے نہ کیا غیب کو جھانک آیا ہے یا رہیں گے پاس

الرَّحْمَنِ عَهْدًا ۚ كَلَّا سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ وَنَمُدُّ

کوئی قرار رکھا ہے ہرگز نہیں اب ہم کچھ رکھیں گے نہ جو وہ کہتا ہے

منازل

اقرار کر لیا ہے نہ وہ غیب جھانک آیا ہے۔ یا اسے ہرگز مال و اولاد نہ ملے گا۔ انشاء اللہ مسلمانوں کو ان کی مومن اولاد بھی ملے گی اور مال کا بدلہ بھی ۱۲۔ یعنی ہمارے فرشتے کرنا کہتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب کے خاص بندوں کا کام رب کا کام ہے۔ ایسے ہی رب کا کام ان بندوں کا کام ہے۔

۱۔ جس کی بھی انتہائیں دائمی ہو گاہ۔ ۲۔ یعنی جن چیزوں کا یہ نام لے رہے مال اولاد وغیرہ اس کی موت کے بعد ان کے ہم ہی وارث ہوں گے۔ اس کے کچھ کام نہ آویں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن کا مال و اولاد بعد موت بھی کام آتے ہیں ۳۔ یعنی وہ مال و اولاد سے اکیلا آئے گا۔ اگرچہ شیطان کے ساتھ بندھا ہوا ہو گا۔ لہذا اس آیت کا ان آیات سے تعارض نہیں جن میں فرمایا گیا ہے کہ ہر شخص اپنے امام کے ساتھ ہو گا وغیرہ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام و اولیاء مومنوں کی عبادت و طاعات کی گواہی دیں گے انکار نہ کریں گے ۵۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بد عمل کی وجہ سے انسان پر شیطان مسلط ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ

لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَذًا ۝ وَتَرْثُهُ مَا يَقُولُ وَيَأْتِيَافُؤًا ۝

اور اسے خوب لیا مذا ب دہی گئے اور جو چیزیں کہتے ہیں وارث ہوں گے اور ایسے

وَاتَّخِذْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِلَهًا لِّيَكُونُوا لَهُمْ عَزًّا ۝

پاس لیا ایلا الہات اور اس کے سوا اور خدا بنائے کہ وہ انہیں زور دہی

كَلَّا سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ۝

ہرگز نہیں کوئی دہا تا ہے کہ وہ انہی بندگی سے منحہ ہو گئے اور ان کے خلاف ہو جائیں گے

الَمْ تَرَأْنَا أَرْسَلْنَا الشَّيْطِينَ عَلَى الْكَافِرِينَ تَؤْزُهُمْ أَزًّا ۝

کیا تم نے نہ دیکھا کہ ہم نے کافروں پر شیطان بھیجے کہ وہ انہیں خوب اہلاتے ہیں

فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ إِنَّمَا نَعْدِلُهُمْ عَذًّا ۝ يَوْمَ نَحْشُرُ

تو تم ان پر جلدی نہ کرو ہم تو ان کی عنتی پوری کرتے ہیں انہیں دن ہم پناہیہ عاروں کو

الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمَنِ وَفَدًّا ۝ وَلَنَسُوقَ الْيَجْرِمِينَ

رحمن کی طرف لے جائیں گے بہانہ بنا کر کہ اور عہروں کو جہنم کی طرف

إِلَى جَهَنَّمَ وَرَدًّا ۝ لَّيَمْلِكُنَّ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ

ہائیں گے ہا سے کہ لوگ شفاعت کے مالک نہیں نہ مگر وہی جنہوں نے

عِنْدَ الرَّحْمَنِ عَهْدًا ۝ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَنُ وَلَدًا ۝

رحمن کے پاس قرار رکھا ہے کہ اور کافر بولے رحمن نے اولاد اختیار کی

لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا ۝ تَكَادُ السَّمَوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ

بے شک تم حد کی بھاری بات لائے قریب ہے کہ آسمان اس سے پھٹ پڑیں

وَتَنْشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخْرُجُ الْجِبَالُ هَدًّا ۝ أَنْ دَعَوْا

اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ نگو جائیں ڈھک اس پر کہ انہوں نے

لِلرَّحْمَنِ وَلَدًا ۝ وَمَا يَنْبَغِي لِلرَّحْمَنِ أَنْ يَتَّخِذَ وَلَدًا ۝

رحمن کے لئے اولاد بتائی نہ اور رحمن کے لائق نہیں کہ اولاد اختیار کرے نہ

برے ساتھی اللہ کا عذاب ہیں تیسرے یہ کہ بری باتوں کی رغبت دینا شیطان اور شیطانی لوگوں کا کام ہے ۶۔ یعنی شیطان اور شیطانی لوگ کفار کو شرک اور کفر اور گناہوں پر خوب رغبت دیتے ہیں اور گناہوں پر طرح طرح کے ہنر باغ دکھاتے ہیں۔ جب اس پر نصیحت آتی ہے تو الگ ہو جاتے ہیں۔ جیسے لوگ مسلمانوں کو زکوٰۃ سے ڈراتے اور سود پر امیدیں بندھاتے ہیں یا خیرات سے روکتے اور بیاہ شادی کی حرام رسموں میں خوب خرچ کراتے ہیں ۷۔ ان کے برے اعمال کی یا ان کی سانسوں کی یا ان کی میعاد عذاب پوری ہونے کی مدت ۸۔ کہ قیامت میں کافروں کی حاضری ایسی ہوگی جیسے مجرم کی حاضری حاکم کے سامنے اور مومنوں کی حاضری ایسی ہوگی جیسے سرزمینوں کی حاضری مہربان میزبان کے سامنے۔ حاضری ایک ہے مگر نوعیت میں فرق ۹۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ کافروں کا روزخ میں داخلہ نہایت ذلت اور رسوائی سے ہو گا اور مومنوں کا جنت میں داخلہ نہایت عزت و احترام سے دوسرے یہ کہ فرشتوں کے کام کو رب اپنا کام قرار دیتا ہے کہ دو چیزوں کو ہانکا فرشتوں کا کام ہے۔ مگر رب نے فرمایا ہمارا کام ہے۔ تیسرے یہ کہ کافر میدان محشر میں پیاسے ہوں گے مومنوں کے لئے حوض کوثر کی ایک نہر میدان محشر میں آئے گی جس سے مرتدین روک دیئے جائیں گے ۱۰۔ اس میں یا تو جنوں کی شفاعت کا انکار ہے یا کفار کے لئے مطلق شفاعت کی نفی ۱۱۔ یعنی جنہیں شفاعت کا اذن مل چکا ہے خیال رہے کہ ہمارے حضور کو دنیا میں رب نے شفاعت کی اجازت دے دی ہے وہاں سجدہ فرما کر اذن حاصل کرنا کلام کرنے کی اجازت حاصل کرنے کے لئے ہو گا۔ لہذا آیت و حدیث میں تعارض نہیں۔ ہر گاہ شای کا وہ یہ ہوتا ہے کہ اس سے اجازت لے کر بات کی جائے ۱۲۔ یعنی رب کے لئے اولاد ثابت کرنا اتنا بڑا گناہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اس پر غضب فرما دے تو آسمان پھٹ جائیں۔ پہاڑ ٹکڑے ہو جائیں۔ ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ اولاد اپنی غلام نہیں بن سکتی کیونکہ اولاد کا والدین پر حق ہوتا ہے اور غلام کا آقا پر کوئی حق نہیں۔ فقہاء فرماتے ہیں کہ اگر باپ اپنے بیٹے کو خریدے جو کسی کا غلام تھا تو بیٹا فوراً آزاد ہو جائے گا۔ اس لئے رب نے ان کفار کی تردید میں اپنی مخلوق کی عہدیت کا ذکر فرمایا۔ خیال رہے کہ سب ہی اللہ کے بندے ہیں۔ مگر بندگی میں فرق ہے۔ بعض وہ بندے ہیں جو رب کو راضی کرنا چاہتے ہیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہ بندے ہیں کہ رب انہیں راضی کرنا چاہتا ہے۔

حق ہوتا ہے اور غلام کا آقا پر کوئی حق نہیں۔ فقہاء فرماتے ہیں کہ اگر باپ اپنے بیٹے کو خریدے جو کسی کا غلام تھا تو بیٹا فوراً آزاد ہو جائے گا۔ اس لئے رب نے ان کفار کی تردید میں اپنی مخلوق کی عہدیت کا ذکر فرمایا۔ خیال رہے کہ سب ہی اللہ کے بندے ہیں۔ مگر بندگی میں فرق ہے۔ بعض وہ بندے ہیں جو رب کو راضی کرنا چاہتے ہیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہ بندے ہیں کہ رب انہیں راضی کرنا چاہتا ہے۔

۱۔ یعنی قیامت میں سب کی بزرگی کا ظہور ہو گا۔ سارے چھوٹے بڑے ظالموں کی طرح نیاز مندی کرتے رہ کر حضور حاضر ہوں گے کوئی بیٹایا اولاد میں کرنے آئے گا۔ ۲۔ یعنی اس کے ساتھ مال اولاد اور کوئی مددگار نہ ہو گا نہ شفیق ہاں شیطان اور گمراہ کرنے والے پٹیاہوں کے لفظ آیات میں کوئی تقاضا نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن کی حاضری اولاد مال اولیاء اللہ کے ساتھ ہو گی۔ رب فرماتا ہے۔ تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ الْوَحْيِ وَفَعَلْنَا ۳۔ یعنی ہم اپنے پیارے بندوں کی محبت قدرتی طور پر لوگوں کے دلوں میں ڈال دیتے ہیں کہ لوگ بلا طاعہری وجہ کے ان سے الفت کرتے ہیں ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ ولی کی علامت یہ ہے کہ خلقت اسے ولی کے اور اس کی طرف قدرتی طور پر دل کھینچیں۔ رب فرماتا ہے۔

لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۚ وَكَلِمَةُ لَوْ۔ آج اولیاء اللہ تقور میں سو رہے ہیں اور لوگ ان کی طرف کھینچے جا رہے ہیں۔ حالانکہ انہیں کسی نے دیکھا بھی نہیں۔ یہ ہے رب کی دی ہوئی محبوبیت۔ ہمارے حضور کی محبت میں لکڑیاں تنک روٹی ہیں۔ ۵۔ اس آیت کے چند معنی ہو سکتے ہیں۔ تمہاری زبان میں آسان کیا یعنی قرآن عربی زبان میں اتارا۔ تمہاری زبان پر آسان کیا یعنی قرآن رب نے تمہارے لئے اتارا آسان کیا کہ تمہیں کسی سے پڑھنے سمجھنے کی ضرورت نہ پڑی۔ قرآن کی قراءت تجوید اس کے معانی اس کے احکام اس کے اسرار سب رب نے تمہیں سکھائے۔ تمہاری زبان سے آسان کیا۔ یعنی دنیا والوں کو قرآن ملنا غیر ممکن تھا کہ وہ لوگ فرشتی ہیں قرآن کریم عرش۔ لیکن تمہاری زبان پاک کی برکت سے دنیا کو قرآن میر ہوا۔ سبحان اللہ قرآن کا ترجمہ تو ابوجہل اور ابولہب بھی جانتے تھے مگر حضور سے بے تعلق تھے کافر رہے ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ حقیقی بشیر و نذیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ قرآن شریف ڈر اور خوشخبری کا ذریعہ ہے۔ جو حضور سے جدا ہو کر صرف قرآن اختیار کرے اس کے دل میں ڈر و امید جو ایمان کا رکن ہے حاصل نہیں ہو سکتی۔ ۷۔ یعنی اے محبوب تم ان ہلاک شدہ قوموں کو دنیا میں نہیں دیکھتے نہ ان کے زمین پر چلنے پھرنے کی آواز سنتے ہو سب نیست و نابود ہو گئے۔ ہاں اب جمال قید ہیں وہاں انہیں حضور کی آنکھیں دیکھ رہی ہیں حضور نے معراج میں ہر جسم کے مجرموں کو دوزخ میں ملاحظہ فرمایا۔ لہذا اس آیت سے وہابی دلیل نہیں پکڑ سکتے۔ ۸۔ سورہ ط کی ہے اس میں آٹھ رکوع ایک سو پینتیس آیتیں اور ایک ہزار چھ سو آتیس کلمے اور پانچ ہزار دو سو پالیس حرف ہیں (خزانہ) ۹۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر عبادت فرماتے تھے کہ پاؤں مبارک پر درم آ جاتا تھا۔ تمام رات نماز پڑھتے اس پر یہ آیت کہہ اتری۔ یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم

۴۱۹

قال العزیز	۲۹۷	طہ ۲۰
<p>إِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا أُنِى الرَّحْمَنِ آسمانوں اور زمین میں ہر مخلوق میں سب اس کے حضور بندے ہو کر حاضر ہوں گے عَبْدًا ۱۰ لَقَدْ أَحْضَمْتُمْ وَعَدَّاهُمْ عَدًّا ۱۱ وَكُلُّهُمْ بیشک وہ ان کا شمار جانتا ہے اور ان کو ایک ایک کر کے گن رکھا ہے اور ان میں ہر أَنْبِيَاءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَرْدًا ۱۲ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا ایک روز قیامت اس کے حضور اکھٹا حاضر ہو گا نہ بے شک وہ جو ایمان لائے ہوں اور اچھے الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَنُ وُدًّا ۱۳ فَإِنَّمَا کام کے مغرب ان کے لئے رحمت محبت کرنے کا صلہ تو ہم نے یہ يُسِّرُنَا لِيُسَارِكُ ابْنُ تَبَشِّرْ بِهِ الْمُتَّقِينَ وَتُنذِرْ بِهِ قرآن تمہاری زبان میں یوں ہی آسان فرمایا ہے کہ تم اس سے ڈرو اور ان کو خوشخبری دو اور قَوْمًا لَدًّا ۱۴ وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هَلْ ہر سال لوگوں کو اس سے ڈرناؤ اور ہم نے ان سے پہلے کتنی شکستیں کھائی ہیں کیا تم تَحْسَبُ مِنْهُمْ مِّنْ أَحَدٍ أَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ۱۵ ان میں کسی کو دیکھتے ہو یا ان کی ہنک سنتے ہو آيَاتُهَا ۱۳۵ سُورَةُ طه مَكِّيَّةٌ ۲۵ رُكُوعَاتُهَا سورہ طہ مکی ہے اس میں ۱۳۵ آیات اور آٹھ رکوع ہیں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے طه ۱ مَا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقٰی ۱۰ اِلَّا اے محبوب نہ ہم نے تم پر یہ قرآن اس لئے نہ اتارا کہ تم مشقت میں پڑو تَذٰكِرًا لِّمَنۢ یَّخْشٰی ۱۱ تَنْزِیْلًا مِّنۢ بَيْنِ خَلْقِ الْاَرْضِ ہاں اسکو نصیحت جو ڈر رکھتا ہو اس کا اتارا ہوا جس نے زمین مَقُولٌ ۴</p>		

کفار کے ایمان نہ لانے پر بہت زیادہ افسوس فرماتے تھے اس پر یہ آیت اتری جس میں فرمایا گیا کہ اے محبوب ہم نے آپ پر قرآن کریم اس لئے نہیں اتارا کہ اس کی وجہ سے آپ جسمانی یا روحانی مشقت میں پڑجوں ۱۰۔ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہائی نصت ہے کہ دوسروں کو اعمال زیادہ کرنے کا حکم ہے مگر حضور کو اعمال کم کرنے کی ہدایت ہے کیونکہ حضور پہلے ہی سے حد سے زیادہ اعمال فرماتے ہیں ۱۱۔ کیونکہ قرآن کریم سے وہی فائدہ اٹھائے گا جو نہ قرآن کریم سارے انسانوں کے لئے نصیحت ہے لہذا آیت پر آریوں کا اعتراض نہیں ہو سکتا۔

۱۔ یعنی سارا عالم اجسام 'چونکہ زمین ہم سے قریب ہے اور آسمان دور' لہذا زمین کا ذکر پہلے فرمایا کہ ہم اس کے تفصیلی حالات سے خبردار ہیں۔ ۲۔ عرش بادشاہ کے تحت کو کہتے ہیں اور استوی اس پر بیٹھنے کو 'اللہ تعالیٰ ان دونوں سے پاک ہے۔ لہذا یہ آیت تقاضات میں سے ہے یعنی جو استوی رب کی شان کے لائق ہے نہ کہ ہماری طرح بیضنا۔ ۳۔ مجھ وہ جسے ہم جانیں دوسرا شخص نہ جانے' اور اخفی وہ جسے ہم بھی نہ جانیں جیسے ہمارے آئندہ کے اعمال جو ہم کریں گے یا مجھ ہمارے خفیہ اعمال جو لوگوں سے پوشیدہ ہیں اور اخفی ہمارے دل کے دوسرے و خیال یا مجھ ہمارے اسرار جن کی ہمیں خبر ہے اور اخفی اللہ تعالیٰ کے اسرار جن تک کسی کا خیال بھی نہیں پہنچ سکتا، مقصود یہ ہے کہ تم علانیہ بھی گناہ نہ کرو اور چھپ کر بھی، کیونکہ ہم کو ہر چیز کی خبر ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ علانیہ خدا کا ذکر نہ کرو، لہذا 'حج کا تلبیہ' بحیث تشریف سب ہی بلند آواز سے ہوتی ہیں۔ ہاں بندہ ذکر بالہر یہ سمجھ کر نہ کرے کہ رب آہستہ ذکر مستحبی نہیں، بلکہ اپنا دل بیدار کرنے، سوتوں کو جگانے اور دل کو رغبت دینے کے لئے کرے۔ ۴۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نام بہت ہیں کیونکہ اس کے صفات بہت نام صفات کے مظہر ہیں۔ نیز بندوں کی حاجات بہت ہیں لہذا اس کے نام بھی بہت نام ہیں کہ ہر حاجت مندی حاجت کے مطابق نام سے پکارے۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ بی بی کو اہل کہا جاتا ہے کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کے ہمراہ اس وقت صرف آپکی بیوی صفورا تھیں جنہیں اہل فرمایا گیا اور اہل مذکر ہے اس لئے مستثنیٰ ذکر فرمایا۔ لہذا آل محمد میں حضور کی ازواج یقیناً داخل ہیں۔ ۶۔ معلوم ہوا کہ وہ آگ صرف موسیٰ علیہ السلام نے دیکھی تھی، حضرت صفورا نے نہ دیکھی۔ یہ بھی پتہ لگا کہ آگ بغیر اجازت لی جاسکتی ہے۔ شاید اس لئے فرمایا کہ آپ کو آگ لایا یقین نہ تھا۔ یہاں موسیٰ علیہ السلام کا وہ واقعہ بیان ہو رہا ہے کہ آپ اپنے خضر حضرت شعیب علیہ السلام کی اجازت حاصل کر کے اپنی زوجہ بی بی صفورا کو لے کر مدین سے مصر کی طرف اپنی والدہ ماجدہ سے ملنے چلے۔ شام کے بادشاہوں کے خوف سے سڑک چھوڑ دی، جنگل کا راستہ اختیار فرمایا۔ حضرت صفورا حاملہ تھیں، رات کے وقت کوہ طور کے قریب پہنچ کر آپ کو درد نہ شروع ہوا۔ رات اندھیری تھی، سخت سردی پڑ رہی تھی، آگ اور دانی کی ضرورت پیش آئی۔ موسیٰ علیہ السلام دور سے روشنی ملاحظہ فرما کر سمجھے کہ وہاں آگ ہے، وہاں غلب یا بنفخ کا سبز درخت دیکھا جو اوپر سے نیچے تک روشن تھا، مگر نہ تو آگ سے اس کی سبزی میں فرق آیا نہ درخت کے سبز پانی سے آگ بھی تھی۔ ۸۔ یہ آواز اس درخت سے آرہی تھی، وہ درخت اللہ نہ تھا بلکہ اس کے کلام کا مظہر تھا، جیسے ریڈیو کی بیٹی نہیں بولتی

وَالسَّمَوَاتِ الْعُلَى ۝ الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى ۝

اور اونچے آسمان بنائے لے وہ بڑی ہر والا اس نے عرش پر استواء فرمایا لے

لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ

جیسا اس کی شان کے لائق ہے اسی کا ہے جو کہ آسمان میں ہے اور جو کہ زمین میں ہے اور جو کہ

النَّارِ ۝ وَإِنْ تَجْهَرُ بِالْقَوْلِ فَإِنَّهُ يَعْلَمُ السِّرَّ وَأَخْفَى ۝

اگے نکالے اور جو کہ اس کیلئے مٹی کے بنے ہے اور اگر تو بات بکا کر کے تو وہ تو مجھ کو جان

أَخْفَى ۝ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى ۝

ہے اور اسے جو اس سے بھی زیادہ چھپا ہے نہ اللہ کہ اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں اسی کے

وَهَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ مُوسَى ۝ إِذْ رَأَىٰ نَارًا فَقَالَ

ہیں سب اچھے نام نہ اور کہ تھیں موسیٰ کی خبر آئی جب اس نے ایک آگ بھی دیکھی تو اپنی بی بی

لِأَهْلِهِ امْكُثُوا إِنِّي آنَسْتُ نَارًا عَلَيَّ آتِيكُمْ مِنْهَا

سے کہا مجھ کو ہے ایک آگ نظر پڑی ہے شاید میں تمہارے لئے اس میں سے کوئی

يَقْبِيسُ أَوْ أَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ۝ فَلَمَّا أَنَّهُ فَأَنذَرُ

چھکاری لاؤں نہ یا آگ پر راستہ پاؤں پھر جب آگ کے پاس آیا

يَمُوسَى ۝ إِنِّي أَنَا رَبُّكَ فَاحْلَعْنِي عَنْكَ إِنَّا كَافُورُونَ ۝

نہا فرمائی مٹی کو لے کر بولے میں تیرا رب ہوں نہ تو تیرے جوتے اتار ڈال بیٹھ کر تو ہاں

الْمُقَدَّسِ طُوسٍ ۝ وَأَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوحَىٰ ۝

جنگل طوسی میں ہے نہ اور میں نے تجھے پسند کیا نہ اب کان لگا کر سن جو تجھے وحی ہوتی ہے

إِنِّي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي وَأَقِمِ الصَّلَاةَ

جنگل میں ہی ہوں اللہ کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری بندگی کرو اور میری یاد کیلئے نماز

لَذِكْرِي ۝ إِنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ أَكَادُ أُخْفِيهَا لِلَّذِي كُلُّ

قائم رکھ لے، جنگل قیامت آنے والی ہے قریب تھا کہ میں اسے سب سے چھپاؤں نہ کہ

بلکہ بولنے والے کی آواز کا مظہر ہوتی ہے اسی طرح جن مجذوبوں نے جوش میں اگر الحق، یا سبحانی ما اعظم شأنی کہنا وہ خود نہ بول رہے تھے بلکہ اس درخت کی طرح کسی کے کلام کے مظہر تھے۔ لہذا حضرت حضور مومن تھے اور فرعون انانیت کا کہ کافر ہوا کہ وہ انارہ کر رہا تھا۔ ۹۔ اس سے تمہیں مسئلہ معلوم ہوئے، ایک یہ کہ جب کہ جنگلوں کا بھی ادب کرنا چاہئے جیسے مینہ منورہ مکہ مکرمہ کے جنگل جو حرم کلمات ہیں۔ دوسرے یہ کہ ادب کے لئے جو تار تار سنت نبوی ہے۔ لہذا مسجدوں میں جو تار تار اچھا ہے اگرچہ جو تار میں نجاست نہ ہو، تیسرے یہ کہ حضور وحی قبلی سے شب معراج میں مشرف ہوئے مگر کہیں ثبوت نہیں کہ حضور کو نعلین شریف اتارنے کا حکم دیا گیا ہو۔ معلوم ہوا کہ حضور کی نعلین شریف عرش اعظم سے افضل ہیں جیسے حضور کی قبر انور۔ ۱۰۔ یہ کلام موسیٰ علیہ السلام نے بغیر قریش کے واسطے

(بقدرہ صفحہ ۲۹۸) کے سنا اور ہر دو گنتے سے سنا۔ اسی لئے آپ کو حکیم اللہ کہا جاتا ہے۔ ۱۱۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ ایمان کے بعد نماز بہت اہم فریضہ ہے۔ دوسرے یہ کہ نماز رب کی یاد کے لئے ہونی چاہئے نہ کہ لوگوں کو دکھانے کیلئے، تیسرے یہ کہ نمازی بندہ کو رب بھی یاد فرماتا ہے کیونکہ اس آیت کے ایک معنی یہ بھی ہیں کہ تو نماز قائم رکھ تا کہ میں تیری یاد کروں ۱۲۔ مگر نہ چھپایا بلکہ اسکی آمد اور علامات اور حالات انبیاء کرام کے ذریعہ سب کو بتا دینے تا کہ لوگ اس دن کی تیاری کریں۔ قیامت کے وقوع کا دن تاریخ، مہینہ، حضور کو بتادیا۔ حضور نے فرمایا کہ قیامت جمعہ کو آو گئی ہے یہی روایت ہے کہ محرم کے مہینہ عاشورہ کے دن آوے گی۔ سنہ نہ ارشاد فرمایا تا کہ بالکل راز غاش نہ ہو جائے۔ اتنا بتادیا کہ ہم اور قیامت دو ملی ہوئی الکیوں کی طرح پڑی ہیں جیسے پڑی کو پڑی کی خبر ہوتی ہے ایسے ہی ہم کو قیامت کی خبر ہے۔

نَفْسٍ بِمَا تَسْعَى ﴿٥٥﴾ فَلَا يَصُدُّكَ عَنْهَا مَنْ لَا يُؤْمِنُ

۱۶ ﴿بِهَا وَأَتَّبِعْهُوَ قَتَرْدَىٰ ۖ وَمَا تِلْكَ يَمِينُكَ يٰمُوسَىٰ﴾

قال هي عصامي أتوكوا عليها وأهش بها علي

[illegible]

فَالْقَهْقَرُ إِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعَى ﴿١٠﴾ قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ

تو موسیٰ نے اسے ڈال دیا تو جیسی وہ دوڑتا ہوا سانپ ہو گیا اسے اٹھلے اور نہ

جَنَاحُكَ تَخْرُجُ بَيْضًا مِنْ غَيْرِ سَوَاءٍ اِلَّا اٰخِرُهَا

سے ملائی خوب سپید نکلتے گا بے کسی مرض کے ایک اور نشان

لِنُرِيكَ مِنْ اٰتِنَا الْكُبْرٰی ﴿۶۲﴾ اِذْهَبْ اِلٰی فِرْعَوْنَ

کہ ہم تجھے ایسی بڑی بڑی نشانیاں دکھائیں فرعون کے پاس جا

اس نے سوا تھا اعرض کی اسے میرے ریت میرے لئے میرا سینہ کھول دے کہ اور میرے

لئے یہ کلام آسان کر اور میری زبان کی گردہ کھول دے نہ کہ وہ میری بات سمجھیں لے

وَأَحْمَدُ بْنُ زَيْدٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَآلُ ابْنِ مَرْزُوقٍ وَمَنْ فِيهِمْ أَهْلٌ لَا يَخْفَى

اور میرے لئے میرے گھر والوں میں سے ایک ذمہ دار کر دے وہ کون میرا بھائی ہارون

مقتول ۴

(بقیہ صفحہ ۲۹۸) کے ساتھ ہر دو گنتے سے سنہ اسی لئے آپ کو حکیم اللہ کہا جاتا ہے۔ اب اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ ایمان کے بعد نماز بہت اہم فریضہ ہے۔ دوسرے یہ کہ نماز رب کی یاد کے لئے ہونی چاہئے نہ کہ لوگوں کو دکھانے کیلئے، تیسرے یہ کہ نمازی بندہ کو رب بھی یاد فرماتا ہے کیونکہ اس آیت میں ایک معنی یہ بھی ہے کہ تو نماز قائم رکھ تا کہ میں تیری یاد کروں۔ مگر نہ چھپایا بلکہ اسکی آمد اور علامات اور حالات انبیاء کرام کے ذریعہ سب کو بتا دیئے تاکہ لوگ اس دن کی تیاری کریں۔ قیامت کے وقوع کا دن تاریخ ہمینہ حضور کو بتادیا۔ حضور نے فرمایا کہ قیامت جہد کو آؤ گی یہ بھی روایت ہے کہ عہد کے مہینہ عاشورہ کے دن آوے گی۔ سنہ نہ ارشاد فرمایا تاکہ باہل راز فاش نہ ہو جائے۔ اتنا بتادیا کہ ہم اور قیامت دو ملی ہوئی الکیوں کی طرح پڑی ہیں جیسے پڑی کو پڑی کی خبر ہوتی ہے ایسے ہی ہم کو قیامت کی خبر ہے۔

۱۔ یعنی اے مسلمان ہا قروں کے کہنے میں نہ آ، قیامت کا انکار نہ کرو نہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ عید سوال پوچھنے والے کی بے طمی کی بنا پر نہیں ہوتا بلکہ اس میں کچھ اور بھی رکھیں ہوتی ہیں۔ لہذا کسی موقع پر حضور کا کسی سے کچھ پوچھنا حضور کے بے خبر ہونے کی دلیل نہیں رب کو معلوم تھا کہ موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ شریف میں لاشی ہے مگر پوچھا کہ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے سب اس لاشی میں اوپر کی طرف دو شاخیں تھیں اور اس کا نام بندہ تھا۔ اس سوال فرمایا کشادہ یہ تھا کہ اس لاشی کو یہاں ہی سانپ بھا کر موسیٰ علیہ السلام کو دکھا دیا جائے تاکہ فرعون کے پاس یہ مجروح ظاہر ہونے پر خود موسیٰ علیہ السلام کو خوف نہ ہو۔ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ عشق و ادب میں جب مقابلہ ہو تو عشق غالب آتا ہے کیونکہ ادب کا تقاضا ہے کہ بات چھوٹی کی جاوے مگر عشق کا تقاضا ہے کہ محبوب سے لمبی گفتگو کرو تاکہ دیر تک ہلکلائی قائم رہے۔ موسیٰ علیہ السلام سے سوال صرف یہ تھا کہ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے۔ جواب یہ ہونا چاہیے تھا کہ لاشی ہے مگر سوال سے زیادہ جواب عشق کے باعث تھا۔ ۴۔ یعنی وہ لاشی موٹائی میں اٹھتا اور رفتار میں پارک سانپ کی طرح تیز ہو گئی۔ رب فرماتا ہے فَذَہَبَ فِیْهَا نَفْسٌ مِّمَّنْ یُّؤْمِنُ اور فرماتا ہے کَانَهَا بَاقِیَ الْآیَاتِ میں تعارض نہیں ہے۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ عصا کا یہ مجروح رب کی طرف سے تھا مگر اس کے لئے وہ خاص لاشی اور موسیٰ علیہ السلام کا ہاتھ شرط تھا کہ آپ کے ہاتھ میں دوسری لاشی اور دوسرے کے ہاتھ میں یہی لاشی سانپ نہ بن سکتی تھی۔ اسی لئے فرمایا۔ خذ تم پکڑو معلوم ہوا کہ اللہ کی رحمتیں قدر تیں اس کے محبوبوں کے ہاتھوں سے ملتی ہیں۔ ۶۔ یعنی دائیں ہتھیلی بائیں ہتھیلی میں ڈال کر

(بقیہ صفحہ ۴۹۹) سامنے رکھے۔ آپ نے آگ والے طخت میں ہاتھ ڈال کر انگارہ منہ میں ڈال لیا۔

اب اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ہارون کو دعا سے نبوت ملی تھی۔ یہ نبوت وہی ہے جسے بعض انبیاء کو وراثت میں نبوت ملی جیسے عیسیٰ و سلیمان علیہما السلام۔ نیز اس سے دوسرے اور بھی معلوم ہوئے۔ ایک پیکر لکھنے کا ہوا سے قوت و مدد حاصل کرنی توکل کے بھی خلاف نہیں اور توحید کے بھی متافی نہیں۔ دوسرے یہ کہ اپنے عزیز کو اپنا جانشین بنانا حرام نہیں۔ لہذا امیر معاویہ کا زید کو اپنا جانشین کرنا فاسق نہیں۔ صدیق اکبر کا حضرت عمر کو خلیفہ بنانا مکاتھ نہیں۔ علی مرتضیٰ کا اپنے فرزند امام حسن کو اپنا

جانشین کرنا جرم نہیں۔ ۴۔ نبوت اور تبلیغ میں آتا کہ فرعون کے پاس میں اکیلا نہ جاؤں کوئی تائید کرنے والا ساتھ ہو ۳۔ یہاں تسبیح سے مراد اللہ کی عبارت اور ذکر اللہ مراد اسکے دین کی تبلیغ ہے۔ یا تسبیح سے مراد نماز میں اللہ کا ذکر اور ذکر اللہ سے مراد نماز سے خارج اسکی یاد ہے۔ معلوم ہوا کہ اللہ کا ذکر جماعت سے کرنا اور بزرگوں کے پاس بیٹھ کر کرنا بہت افضل ہے۔ ۳۔ کہ مجھے مددگار کی ضرورت ہے اور اس کے لئے حضرت ہارون بہت موزوں ہیں۔ رب نے آپکی یہ تمام دعائیں قبول فرمائیں ۵۔ یعنی تمہاری تمام دعائیں قبول ہوئیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ہارون کو نبوت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے ملی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ کی کلفت زمان بالکل تو نہیں مگر بہت حد تک دور ہو گئی جس سے آپ تبلیغ پر قادر ہو گئے مگر پھر بھی کچھ اثر باقی رہا۔ اسی لئے فرعون نے کہا تھا لایکاد نبیین جب پیغمبر کی دعا سے نبوت ملی ہے تو اولاد، سلطنت، شفا بھی ضرور ملے گی لہذا ان سے دعا کرانی بہتر ہے ۶۔ یہاں من کے معنی احسان فرماتا ہے نہ کہ احسان جتنا کہ خیال رہے کہ اللہ رسول کا احسان جتنا ہر کی رغبت کا باعث ہے۔ دوسروں کا احسان جتنا تکلیف کا سبب ہے۔ اسی لئے ہمارے لئے احسان جتنا صحت ہے۔ مقصد یہ ہے کہ اے موسیٰ اب نبوت عطا فرماتا بھی ہمارا احسان ہے۔ اس سے پہلے فرعون سے تمہیں پہچانا بھی ہمارا کرم تھا۔ ہم قدیم الاحسان ہیں ۷۔ خواب میں یا دل میں ڈاکٹر بطور الہام معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ولیہ تھیں کہ الہام ولایت کا نتیجہ ہوتا ہے۔ ۸۔ یہ امر، معنی خبر ہے یعنی دریا اسے کنارے پر ڈال دے گا۔ معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ کی والدہ حضرت یوحنا نہ کو یہ نبی خبر دے دی گئی تھی کہ تمہارا بچہ دریائے نیل میں ہلاک نہ ہو گا بلکہ تمہیں صبح و سالم فرعون کے گھر لے گا۔ چنانچہ حضرت یوحنا نے سلووم بڑھتی سے ایک تابوت بنوا کر اس کی درازیں قیر سے بند کر کے اندر روٹی بچھا کر موسیٰ علیہ السلام کو اس میں لٹا کر

اَشْدُدْ يَهْ اَزْرِي ۱۰ وَاَشْرِكْ فِيْ اَمْرِيْ ۱۱ كِيْ نُسَبِّحَكَ ۱۲
اِس سے میری کمزوریوں کو کم اور اسے میرے کام میں شریک کرنے کا ہم بھگت تیری
كَثِيْرًا ۱۳ وَنَذَرَكَ كَثِيْرًا ۱۴ اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيْرًا ۱۵
پاک، بولیں اور بھگت تیری یاد کریں گے بے شک تو ہمیں دیکھ رہا ہے
قَالَ قَدْ اُوْتِيْتَ سُوْلَكَ يَمُوْسٰى ۱۶ وَلَقَدْ مَنَّا
فرمایا اے موسیٰ تیری مانگ تجھے عطا ہوئی ہے اور بیشک ہم نے تجھ
عَلَيْكَ قَرَّةٌ اٰخَرٰى ۱۷ اِذَا وُجِّدْنَا اِلٰى اَيِّكَ مَا يُوْحٰى ۱۸
پھر ایک بار اور احسان فرمایا کہ جب ہم نے تیری ماں کو اپنا کیا جواب انا تھا
اِنْ اَقْدَرْنٰ فِيْهِ فِيْ التَّابُوْتِ فَاَقْدَرْنٰ فِيْهِ فِي الْيَمِّ فَلْيَبْقَ ۱۹
کہ اس بچہ کو صندوق میں رکھ کر دریا میں ڈال دے تو دریا اسے کنارے پر
الْيَمِّ بِالسَّاحِلِ يَاْخُذْهُ عَدُوِّيْ وَعَدُوْلُهُ وَالْقَبِيْتُ
ڈالے گا اے وہ اٹھالے جو میرا دشمن ہے اور اس کا دشمن اور میں نے تجھ پر
عَلَيْكَ حُبَّةٌ مِّنِّيْ ۲۰ وَلَتَصْنَعَنَّ عَلٰى عَيْنِيْ ۲۱ اِذَا
اپنی طرف کی جنت ڈالی تھی اور اس لئے کہ تو میری نگاہ کے سامنے تیار ہوئے تیری
تَمْشِيْ اُحْتَكُ فَتَقُوْلُ هَلْ اَدْلُكُمْ عَلٰى مَنْ يَّكْفُلُ ۲۲
ہمیں بھلی تھی پھر کہا میں نہیں دہ لوگ بتا دوں جو اس بچہ کی پرورش کریں گے
فَوَجَعْنَاكَ اِلٰى اُمِّكَ كِيْ تَقْرَعَيْنَهَا وَلَا تَحْزَنَ ۲۳
تو ہم تجھے تیری ماں کے پاس پھر لائے کہ اس کی آنکھ ٹھنڈی ہو اور نہ دکرے گے
قَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنَاكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنَّاكَ فُتُوْنًا ۲۴
اور تو نے ایک جان کو قتل کیا تو ہم نے تجھے غم سے نجات دی تھی اور تجھے خوب جانچ لیا
فَلَيْسَتْ سِنِيْنَ فِيْ اَهْلِ مَدْيَنَ ۲۵ ثُمَّ حَبَّتْ عَلٰى
تو توئی برس مدین والوں میں رہا تھے پھر تو ایک ٹھہرائے دہرہ پر

صفحہ ۴

دریائے نیل میں بادیاب۔ دریائے نیل سے ایک نر فرعون کے گل کو جاتی تھی۔ یہ صندوق اس نر میں پڑ کر فرعون کے گل میں پہنچا فرعون اس وقت اپنی بیوی حضرت آسیہ کے ساتھ سر کے کنارے پر بیٹھا تھا۔ صندوق ٹکڑا ہوا۔ کھول کر آپ کو دیکھ کر یہ دونوں آپ پر ایسے عاشق ہوئے کہ سبحان اللہ غرضیکہ جن کی خاطر اسی ہزار اسرائیلی بچے قتل کرائے تھے انہیں خود اپنی گود میں پالا۔ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے بندوں کا دشمن در حقیقت اللہ کا دشمن ہے کیونکہ فرعون بنی اسرائیل خصوصاً موسیٰ علیہ السلام کا دشمن تھا رب نے اسے اپنا دشمن قرار دیا۔ ایسے ہی اللہ کے پیاروں کا پیارا رب کا پیارا ہے۔ ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ محبوبیت و مقبولیت خلق بھی بعض انبیاء کا مجزہ ہے۔ ہمارے حضور پیش ساری مخلوق کے محبوب ہیں۔ یہ محبوبیت بھی حضور کا مجزہ ہے۔ ۱۱۔ معلوم ہوا کہ دوسروں کو ان کے ماں باپ پالنے ہیں مگر اپنے

(بقیہ صفحہ ۵۰۰) محمدیوں کا خود رب تعالیٰ خاص انتظام فرماتا ہے۔ حضور سے فرمایا۔ **فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا** تم ہماری نگاہوں میں رہتے ہو۔ ۱۲۔ موسیٰ علیہ السلام کی بہن کا نام مریم بنت عمران تھا جسکی علیہ السلام کی والدہ کا نام بھی مریم بنت عمران ہی تھا مگر وہ عمران اور ہیں ۱۳۔ فرعون نے شرکی دانیال طلب کیس جو موسیٰ علیہ السلام کی پرورش کریں مگر آپ نے کسی کا دودھ قبول نہ فرمایا۔ تب مریم نے فرمایا کہ مصر میں ایک دانی اور بھی ہے جس کا دودھ نہایت اعلیٰ ہے چنانچہ حضرت یوحنا کو بلایا گیا جو موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ہیں۔ رب نے وعدہ پورا فرمایا ۱۴۔ اس طرح کہ فرزند انیس مل جائے اور فرعون کے ہاں سے کھانا اور مقبول تنخواہ بھی مقرر ہو جائے ۱۵۔

موسیٰ علیہ السلام نے بارہ برس کی عمر شریف میں ایک قبلی کو طمانچہ مارا تھا جس سے وہ مر گیا اور موسیٰ علیہ السلام فرعون کے خوف سے مدین چلے گئے یہاں وہ وقت آنکھ یاد دلایا گیا ۱۶۔ مدین مصر سے آٹھ منزل فاصلہ پر ہے جہاں شعیب علیہ السلام رہتے تھے۔ موسیٰ علیہ السلام وہاں آٹھ یا دس سال رہے اور شعیب علیہ السلام کی صاحبزادی حضرت منقورہ سے نکاح کیا۔

۱۔ اپنی چالیس سال کی عمر شریف پر جس عمر شریف میں عام طور پر نبوت عطاء فرمائی گئی اس سے معلوم ہوا کہ انسانوں کی پیدائش کے مقصد مختلف ہیں انہما کرام رب کے لئے پیدا ہوئے اور دیگر لوگ رب کی عبادت کے لئے۔ رب فرماتا ہے **وَمَا خَلَقْتُ الْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِي** اور فرق ہے رب کی عبادت کے لئے ہونے میں اور رب کے لئے ہونے میں۔ ۲۔ کیونکہ اللہ کا ذکر ہر مشکل آسان

فرمادیتا ہے ۳۔ مگر ہمارے رسول کو حکم ہے۔ **يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ غِلْبَتَهُمْ**۔ کیونکہ حضور خود رحیم ہیں اور موسیٰ علیہ السلام جلال والے تھے۔ یا یہ وجہ ہے کہ فرعون نے آپ کو پرورش کیا تھا اس لئے وہ نرمی کا مستحق تھا۔ ۴۔ یہ امید مخلوق کے لحاظ سے ہے نہ کہ رب کے لئے۔ رب تو جانتا تھا کہ فرعون کا فری مرگا ۵۔

اس سے معلوم ہوا کہ اسباب اور موزنی انسان اور موزنی جانوروں سے خوف کرنا خلاف شان نبوت اور خلاف توکل نہیں۔ **لَا تُخِزُوا غِلْبَتَهُمْ**۔ یا قیامت کا خوف مراد ہے یا وہ خوف جو نقصان دہ ہو کہ خالق سے ہٹا دے۔ خوف ایذا مخلوق سے ہو سکتا ہے۔ ۶۔ یعنی ٹھیری مدد نصرت تمہارے ساتھ ہے، صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر کے پاس رب ملتا ہے۔ پیغمبر رب کا پتہ ہیں۔ رب فرماتا ہے **جَاهِدُوا لِنُخْلِقَ دَاوُدَ**۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کی معرفت سب سے مقدم ہے۔ پہلے نبی کو پہچانو، پھر انکے ذریعہ خدا کو پہچانو۔ اس لئے پہلی تبلیغ میں حضور نے کفار کو اپنی پہچان کرائی کہ پوچھا۔ **سَيِّدُ أَتَنَّا**۔ **يَنْتَكُمُ** تم نے مجھے کیسا پایا ۸۔ انہیں غلامی سے آزاد

قالہ ۱۱	۵۰۱	ظلمہ ۲۰
<p>قَدَرِ يُّوسَىٰ ۖ وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي ۚ اِذْهَبْ اَنْتَ حاضر ہوا اسے موسیٰ لہ اور میں نے تجھے خاص اپنے لئے بنایا تو اور تیرا بھائی دونوں</p> <p>وَ اٰخُوكَ بِاَيْتِي وَلَا تَتَّبِعَانِي ذِكْرِي ۚ اِذْهَبَا اِلٰی فِرْعَوْنَ میری نشانیاں لے کر جاؤ اور میری یاد میں سستی نہ کرنا کہ دونوں فرعون کے پاس جاؤ</p> <p>اِنَّهُ طَعَنَ ۚ فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَّيًّا لَّا عَلَیْكَ يَتَذَكَّرُ بے شک اس نے تمہارا ٹھکانا تو اس سے نرم بات کہنا کہ اس امید پر کہ وہ دھیان کرے</p> <p>اَوْ يَخْشٰی ۚ قَالَا رَبَّنَا اِنَّا خَافُ اَنْ يَفْرَطَ عَلَيْنَا یا تمہارے ڈر سے کہ دونوں نے عرض کیا ہے جا سے رب بیشک ہم ڈرتے ہیں کہ وہ ہم پر غلبہ کرے</p> <p>اَوْ اَنْ يَطْعٰی ۚ قَالَ لَا تَخَافَا اِنِّیْ مَعَكُمْ اَسْمَعُوْ کرے وہ یا شرارت سے پیش آئے فرمایا ڈرو نہیں میں تمہارے ساتھ ہوں سنتا اور</p> <p>اَرٰی ۚ قَالَتِيْہٖ فَقُولَا اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ فَاَرْسِلْ مَعَنَا دیکھتا تو اس کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ ہم تیرے رب کے بھیجے ہوئے ہیں</p> <p>بَنٰی اِسْرَآءِیْلَ ۚ وَلَا تَعِدْ بِهُمْ قَدْ جَعَلْتُکُمْ اٰیٰتِیْہٖ تو لا دو بغیر رب کہ جا سے ساتھ چھوڑے اور انہیں تکلیف نہ دے بیشک ہم تیرے پاس</p> <p>مِّنْ سَّرَّ بِكَ وَاَلَسَّلَمُ عَلٰی مَن اَتَّبَعَ الْهُدٰی ۚ اِنَّا تیرے پسندیدہ طرف سے نشانیاں لائے ہیں اور سلامتی اسے جو ہدایت کی پیروی کرے وہ بیشک</p> <p>قَدْ اَوْحٰی اِلَیْنَا اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰی مَن کَذَّبَ وَ ہماری طرف وحی ہوئی ہے کہ عذاب اس پر ہے جو جھٹلائے اور منہ</p> <p>تَوَلٰی ۚ قَالَ فَمَنْ رَبُّکُمَا یٰ یُّوسٰی ۚ قَالَ رَبُّنَا الَّذِیْ پھیرے نہ بولا تو تم دونوں کا خدا کون ہے اے موسیٰ لہ کہا ہمارا رب وہ ہے جس</p> <p>اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَہٗ ثُمَّ هَدٰی ۚ قَالَ فَمَا بَالُ نے ہر چیز کو اس کے لائق صورت دی کہ پھر راہ دکھائی کہ بولا اگلی مخلوقوں کا</p>		
منزل ۶		

کرتے۔ یہ مطلب نہیں کہ ہم سب کو مصر سے باہر بھیج دے۔ آچو مصر میں رہنا تھا **لَا تَعِدْہُمْ** اس آیت کی تفسیر ہے ۹۔ اگر کفار کو سلام کرنا پڑ جائے تو انہیں الفاظ سے کرے کیونکہ کافر کو سلامتی کی دعا دینا برا ہے، اسی طرح اسے مرحوم یا علیہ الرحمۃ کہنا برا ہے ۱۰۔ ہماری اطاعت اور رب تعالیٰ کی عبادت سے موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے وعدہ فرمایا تھا کہ اگر تو ایمان قبول کرے تو تجھے بھی پڑھایا نہ آئیگا۔ کبھی تیری سلطنت نہ جائیگی۔ کھانے پینے، نکاح کی لذتیں گھرے وقت تک پاتا رہے گا۔ مرنے کے بعد جنت میں جائے گا۔ فرعون ہدایت کی طرف مائل ہو گیا۔ مگر یہاں نے کہا۔ کیا تو خدائی کے بعد بندگی قبول کرتا ہے۔ اور معبود ہو کر عابد بنا جاتا ہے۔ تب وہ ایمان سے باز رہا (خزانہ) ۱۱۔ فرعون نے صرف موسیٰ علیہ السلام سے اس لئے خطاب کیا کہ وہ جانتا تھا کہ آپ سلطان ہیں، ہارون علیہ السلام وزیر۔ ۱۲۔ یعنی

(تقریب صفحہ ۵۶۱) ہر جانور کو وہ صورت بخشی جو اس کے مناسب ہو۔ ہاتھی کو گردن چھوٹی دی تو سوسڑ عثایت کی۔ اونٹ کو سوسڑ نہ دی تو گردن لمبی کر دی۔ یا ہر عضو کو وہ صورت بخشی جو اس کے مناسب تھی۔ پاؤں کی شکل اور ہاتھ کی اور ۳۳ دنیا کی راہ دکھائی اصل بنی کر آخرت کی راہ دکھائی انبیاء بھیج کر۔
اب یعنی قوم جاودہ نمود کا۔ فرعون نے چاہا کہ موسیٰ علیہ السلام کو تبلیغ سے پھیر کر پرانے قہے سنائے میں لگا دے تاکہ لوگ آپ کے کلام شریف سے اثر نہ لیں۔ اس لئے آپ نے سوال کا جواب نہ دیا بلکہ ٹال دیا اور پھر تبلیغ شروع کر دی۔ ۳۲ یعنی لوح محفوظ میں اس نہ جاننے کی وجہ نہ یہ تھی کہ آپ کو ان قوموں کے حالات معلوم

نہ تھے آپ تو فرعون سے خود فرما چکے رَبِّیْ اَنْحَافٌ یُّنْفِکُ مِنْ یَدَیْهِ الْاَنْحَاہُ۔ بلکہ وجہ تھی جو ابھی ہم نے عرض کی ۳۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام احوال کا لوح محفوظ میں لکھا۔ اسلئے نہیں کہ رب تعالیٰ کے بھولنے سے کائنات کا اندیشہ ہے بلکہ یہ تحریر اپنے ان محبوب بندوں کو اطلاع دینے کے لئے ہے۔ جن کی نظر لوح محفوظ پر ہے اس لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ فرمادیا تاکہ فرعون اس معاملہ میں نہ آئے۔ اس سے اشارہ یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ کو ان قوموں کی خبر تو ہے مگر جتنا منظور نہیں ۳۴۔ اس کے بعد رب تعالیٰ بطور جملہ معترضہ موسیٰ علیہ السلام کے کلام کی تائید فرماتے ہوئے کہ والوں سے یوں خطاب فرماتا ہے ۳۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر گھاس وغیرہ میں زوہارہ اور جوڑا ہے۔ رب فرماتا ہے وَنَحْنُ نَخْنُقُ خَلْقًا نَّخْتَلِیْہِمْ لَعَلَّہُمْ یَذَّکَّرُوْنَ یا یہ کہ ایک دوسرے کے مقابل پیدا کیا گرم اور سرد خشک اور تر مضر اور مفید جیسے انسانوں میں کافر مومن عالم جاہل ۶۔ یہ دونوں حکم اباحت کے لئے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ یہ تمام چیزیں ہم نے تمہارے لئے بنائیں تمہیں چاہئے کہ تم بھی کچھ کام ہمارے لئے کیا کرو ۷۔ معلوم ہوا کہ بعد موت سب زمین میں ہی جائیگے۔ یا براہ راست اس میں دفن ہو گئے یا اس طرح کہ جل جاویں یا انہیں شیر وغیرہ کھائے۔ پھر انکے اجزاء اصلہ زمین میں رہیں لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ بلکہ جو سمندر میں ڈوب جائیں اور انہیں مچھلیاں کھائیں وہ بھی زمین میں ہی گئے کیونکہ سمندر کا پانی بھی زمین پر ہے۔ اسلئے انسان کو قدرتی طور پر زمین سے محبت ہے۔ کہ یہ زمین اس کی معاش و معاویہ ہے۔ جنت کا راستہ یہاں سے ہی نکلتا ہے۔ ۸۔ معلوم ہوا کہ انبیاء کرام کے فضل رب کے فضل ہیں کہ ہجرات تو موسیٰ علیہ السلام نے دکھائے مگر رب نے فرمایا کہ ہم نے دکھائے ۹۔ اس طرح ہجرتوں کو جاودہ بنایا اور موسیٰ علیہ السلام کو جاودہ۔ معلوم ہوا کہ جسے نبی کے ذریعہ ہدایت نہ ملے اسے کس سے ہدایت نہیں مل سکتی ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ فرعون کا دل مانتا تھا کہ

النُّقُورُ الْأُولَى ۝ قَالَ عَلَّمَهَا عِنْدَ رَبِّیْ فِی کِتَابٍ

کیا حال ہے نہ کہا ان کا علم میرے رب کے پاس ایک کتاب میں ہے نہ

لَا یُضِلُّ رَبِّیْ وَلَا یَنْسِی ۝ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْأَرْضَ

میرا رب نہ بھولے نہ بھولے گا وہ جس نے تمہارے لئے زمین کو بھرنایا

فَهَذَا أَوْ سَلَکَ لَکُمْ فِیْهَا سَبِيلًا ۖ وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً

اور تمہارے لئے اس میں پہلی راہیں رکھیں اور آسمان سے پانی اتار دیا

فَاخْرَجْنَا بِہِ أَزْوَاجًا مِّنْ تَحْتِ شَجَرٍ ۖ کُلُوا وَ

تو ہم نے اس سے طرح طرح کے پھل کے درختوں سے نکالے تاکہ کھاؤ

ارْعَوْا أَنْعَامَکُمْ ۖ إِنَّ فِیْ ذَٰلِکَ لَآیَاتٍ لِّأُولِی الْأَلْبَابِ ۝

اور اپنے مویشیوں کو چراؤ تاکہ شک اس میں نشانیوں میں عقل والوں کو

مِنْہَا خَلَقْنَاکُمْ وَفِیْہَا نُعِیدُکُمْ وَمِنْہَا نُخْرِجُکُمْ تَارَةً

انہی نے زمین ہی سے تمہیں بنایا اور اسی میں تمہیں پھر لے جائیں گے اور اسی سے تمہیں

أُخْرٰی ۝ وَلَقَدْ آرَبْنٰہُ آبِیْتَنَا کُلَّہَا فَکَذَّبَ وَآبٰی ۝

دو بارہ نکالیں گے اور بیٹک نام نے اپنے اپنی سب نشانیوں کو کھائیں تو اس نے جھٹلایا اور نہ مانا

قَالَ اجْعَلْنٰی لِتُخْرِجَنٰی مِنْ اَرْضِنَا بِسِحْرِکَ یٰمُوسٰی ۝

وہ یوں کہتا تھا مجھے اس لئے کہ میں اپنے جلدی سے کھائیں تو اس نے نکال دیا

فَلَنَاتِیْنٰکَ بِسِحْرِ مِثْلِہٖ ۖ فَاَجْعَلْ بَیْنَنَا وَبَیْنَکَ

موسیٰ تو ضرور ہم بھی تمہارے آگے دوسری جادو لائیں گے تاکہ ہم میں اور اپنے میں

مَوْعِدًا ۖ لَا تَخْلَفُنِیْ ۚ وَ لَا اَنْتَ مِمَّا نَسُوْی ۝ قَالَ

ایک وعدہ تمہارا دو جس سے نہ ہم بدلیں نہ تم ہمارے ہوتے ہوئی نے کہا

مَوْعِدُکُمْ یَوْمَ الزَّیْنَةِ ۚ وَاَنْ یُّخْشِرَ النَّاسُ ضَبْحِی ۝

تمہارا وعدہ میلے کا دن ہے نکال اور یہ کہ لوگ دن چڑھے جمع کئے جائیں گے

منزل ۳

موسیٰ علیہ السلام سچے نبی ہیں کیونکہ جادوگر کسی بادشاہ کو اس کے ملک سے نہیں نکال سکتے ورنہ فرعون کے ملک میں بہت جادوگر تھے۔ ان سے فرعون بھی نہ ڈرا اور نہ کسی سے ایسی گفتگو کی وہ سب اس کے غلام بن کر رہتے تھے ۱۱۔ یعنی لاشعور و سمیع کو سنا کر کہ جادوگر ایسے کرتے دکھایا کرتے تھے ۱۲۔ یہاں موسیٰ سے مراد یا تو ہمارا اور وسیع میدان ہے جہاں لوگ کثرت سے جمع ہو کر بے تکلف بیٹھ سکیں ۱۳۔ اور میدان کی جگہ جو فرعون کے محل اور موسیٰ علیہ السلام کے گھر کے بیچ میں ہو۔ خیال رہے کہ فرعون نے لوگوں کو سمجھایا کہ موسیٰ علیہ السلام جو مصر سے آئے روز غائب رہے آپ جادو سیکھنے گئے ہو گئے حالانکہ آپ مدین گئے تھے شعیب علیہ السلام کے پاس اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی لئے کہ میں دکھا کہ کفار کہ یہ نہ کہہ سکیں کہ آپ کیسے سے جادو سیکھ کر آئے ہیں ۱۴۔ اس میلے سے مراد

(بقیہ صفحہ ۵۰۲) فرعونوں کا کوئی خاص میلہ ہے جہاں سب لوگ جمع ہوئے، آراستہ ہو کر خوشیاں مناتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت شرعی کے وقت مسلمان کو کفار کے میلہ میں جانا جائز ہے کہ موسیٰ علیہ السلام مقابلہ کے لئے کفار کے میلہ میں گئے، ابراہیم علیہ السلام بت شکنی کے لئے بت خانہ میں گئے ۱۲۔ یعنی اس مقابلہ کا تمام علاقہ میں اعلان کر دیا جائے اور مناظرہ کا وقت چاشت کا ہوتا کہ روشنی کافی ہو لوگوں کو اصل واقعہ دیکھنے میں اشتباہ نہ ہو۔ خیال رہے کہ عربی زبان میں دن کے حصوں کے حسب ذیل نام ہیں۔ فجر صبح، غدا، نکر، صبح، عصر، امیل، عشاء اولی، عشاء آخرہ۔ (روح البیان وغیرہ)۔

۱۔ ہمز ہزار جادوگر اور ان کا سلطان ۲۔ یعنی مجرموں کو جادو نہ بتاؤ کہ یہ جھوٹ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جھبیر کو جھوٹ کی طرف نسبت کرنا رب تعالیٰ پر جھوٹ باندھنا ہے ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کی نافرمانی عذاب الہی کا سبب ہے۔ دیکھو اب تک فرعون اور فرعون کفر و شرک کرتے تھے مگر ان پر عذاب نہ آیا۔ موسیٰ علیہ السلام فرما رہے ہیں کہ اب عذاب آجائے گا کہ تم مجھ سے سرتابی کرتے ہو۔ ۴۔ اس طرح کہ بعض جادوگر بولے کہ موسیٰ علیہ السلام ہماری طرح ہی جادوگر ہیں اور بعض نے کہا میں وہ سچے نبی ہیں۔ جادوگروں کا کلام ایسا دلکش اور سچا نہیں ہوتا۔ یا مقابلہ کی نوعیت میں آپس میں جھگڑنے لگے کہ کس طرح ان کا مقابلہ کریں کہ ہماری حق ظاہر ہو۔ ۵۔ اس طرح کہ جنہیں فرعون کی پوجا سے ہٹا کر رب تعالیٰ کی عبادت میں مشغول کر دیں، فرعون کی پرستش اس وقت ان کا نگاہ میں اچھی تھی ۶۔ تاکہ موسیٰ علیہ السلام پر تمہارے پرے اور صفیں دیکھ کر نسبت طاری ہو۔ چنانچہ وہ ہمز صفیں بن کر سامنے آئے۔ ہر صف میں ایک ہزار جادوگر تھے (روح وغیرہ) ۷۔ کہ اگر ہم غالب آئے تو فرعون کے مقرب بن جاویں گے اگر موسیٰ علیہ السلام غالب آئے تو فرعون کے دل میں ان کی عظمت قائم ہو چلائے گی۔ ۸۔ اللہ تعالیٰ کو ان جادوگروں کا یہ ادب بہت پسند آیا کہ انہوں نے موسیٰ علیہ السلام پر پیش قدمی نہ کی بلکہ ادب سے اجازت چاہی۔ اس ادب کی بدولت انہیں دولت ایمان نصیب ہوئی (روح۔ خزائن) ۹۔ اس حکم میں جادو کرنے کی اجازت دینا مقصود نہیں بلکہ جادو کا باطل کرنا مقصود ہے کہ لوگ پہلے باطل کا زور دیکھ کر قانع بھی دیکھیں۔ لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہ ہو۔ موسیٰ علیہ السلام نے حرام کام کی اجازت کہاں دی۔ ۱۰۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جادو میں حقیقت نہیں بدلتی، بلکہ دیکھنے والے کے خیال اور آئینہ پر اثر ہوتا ہے، جیسا کہ بخیل حب سے ظاہر ہوا دوسرے یہ کہ جادو کا اثر نبی کے خیال اور آئینہ پر بھی ہو سکتا ہے۔ ہمارے

حضور کے حافظہ پر جادو کا اثر ہو گیا تھا۔ یہ اثر ایسے ہے جیسے تموار اور زہر کا اثر یہ بیوت کے خلاف نہیں۔ ۱۱۔ ظاہر یہ ہے کہ الیہ کہ خمیر موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹ رہی ہے۔ یعنی آپ کو بھی ایسا محسوس ہوا کہ لاضعیان اور ریاں چل رہی ہیں کیونکہ جادو کا اثر نبی کے خیال پر ہو سکتا ہے۔ ۱۲۔ حضرت موسیٰ کو ان کے جادو کا خوف نہ ہوا بلکہ خوف اس کا ہوا کہ اب میرا مجروح اور جادو خلع طر ہو جاویں گے۔ حق باطل سے ممتاز نہ ہو گا کہ نہ کہ میری لاش بھی سانپ بنے گی اور انہوں نے بھی سانپ ہی بنا کر دکھا دیے۔ ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کو سانپوں سے ڈرنہ ہوا تھا، بلکہ اپنے غالب نہ ہونے کا اور مجروح اور جادو کے خلع کا خوف تھا۔

۵۰۳	ظہر	قال المزمع
<p>فَتَوَلَّىٰ فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهُ ثُمَّ أَتَىٰ ۖ قَالَ لَهُم مُّوسَىٰ وَيْلَكُمْ لَا تَقْتَرُوا عَلَى اللَّهِ كَذِبًا فَيَسْحَکُمُ ۚ</p> <p>کہا نہیں غرلی ہو اللہ پر جھوٹ نہ باندھو کہ وہ تمہیں عذاب سے</p> <p>بَعْدَ آيٍ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرَىٰ ۖ فَتَنَّا عَمَّا أَفْرَمُ ۚ</p> <p>ہٹا کر رہے اور بیک نامزد رہا جس نے جھوٹ باندھا کہ تو اپنے معاملہ میں باہم گفت</p> <p>بَيْنَهُمْ وَأَسْرَأَ النَّجْوَىٰ ۖ قَالَ لَوْلَا اِنَّ هَٰذِهِ لَسِجِّينَ</p> <p>جو گھنٹے اور چپ کر مشورت کی بولے بے شک یہ مدوں ضرور جادوگر ہیں</p> <p>يُرِيدَانِ اَنْ يُخْرِجَاكَ مِنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيقَتِكُمُ الْمُثْلَىٰ ۚ فَاَجْمَعُوا كَيْدَکُمْ ثُمَّ اتَا صَفَا ۚ</p> <p>دین لے جائیں گے تو اپنا دواؤں پکا کر لو پھر ہرا باندھ کر آؤ گے</p> <p>وَقَدْ اَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلَىٰ ۖ قَالَ اَيُّ مَوْسَىٰ اِنَّا</p> <p>اور آج مراد کو پہنچا جو غالب رہا ش بولے اے موسیٰ یا تو</p> <p>اَنْ تُلْقَىٰ وَاَمَّا اَنْ تَكُوْنَ اَوَّلَ مَنِ اُلْقَىٰ ۚ قَالَ بَلْ</p> <p>تم ڈالو یا ہم پہلے ڈالیں گے موسیٰ نے کہا بلکہ</p> <p>اَلْقُوا ۚ فَادْخَبَا لَہُمْ وَعَصِيۡہُمْ یُخِیۡلُ اِلَیۡہِ مَنۡ</p> <p>تھیں ڈالو، جسے ان کی رسیاں اور لاضعیان ان کے جادو کے زور سے ان کے</p> <p>سِحْرِهِمْ اَنۡہَا تَسْعٰی ۖ فَاَوْجَسَ فِیۡ نَفْسِہٖ خِیۡفَۃً</p> <p>خیال میں نہ دوڑتی معلوم ہوئی نہ تو اپنے ہی میں موسیٰ نے خوف</p> <p>مُوسٰی ۚ فَلَمَّا لَا تَخَفْ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعْلٰی ۚ وَاَلِیۡقَ</p> <p>پایا کہ ہم نے فرمایا ڈر نہیں بے شک تو ہی غالب ہے نہ اور ڈال کر دے</p>		
مآزل		

اب اس میں غیب کی خبر ہے کہ آئندہ ایسا ہو گا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ کا عصاب کچھ نکل گیا۔ اس سے چند ٹاکہ جب لاشی سانپ کی شکل میں ہو گئی تو کھائے گی، بچے کی، مگر ہو گی لاشی۔ یہ کھانا چٹا اس کی اس شکل کا اثر ہو گا۔ ایسے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہیں جب بھری لباس میں آئے تو نوری برہتے، یہ کھانا چٹا، نکاح، وفات، اسی برہت کے احکام ہیں اور معراج کی بیڑ وصال کے روزوں میں بھوک پیاس نہ لگتا وغیرہ نورانیت کی جلوہ گری ہے۔ دیکھو بادوت و مروت فرشتے جب شکل انسانی میں دیا میں بیٹھے گئے تو وہ کھاتے پیتے بھی تھے بلکہ ان میں عورت کی خواہش بھی تھی اس کے باوجود وہ نوری فرشتے تھے ۲۰ یعنی خود نہ گرے بلکہ توفیق ربانی نے گرایا کہ انہوں نے اس کے کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا ادب کیا۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر کے ادب سے ہدایت ایمان سب کچھ ملتا ہے اور پیغمبر کی بے ادبی سے ساری نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں۔ دیکھو شیطان کا واقعہ۔ ۳۔ معلوم ہوا کہ انبیاء کرام رب کی پہچان کا ذریعہ اور اس کی دلیل ہیں کہ انہوں نے عرض کیا کہ ہم حضرت موسیٰ و ہارون کے رب پر ایمان لائے۔ یعنی رب وہ ہے جسے یہ حضرات رب کہیں نہ کہ فرعون، اگرچہ اسے سارے فرعون ہی کہیں۔ اس لئے انہوں نے اللہ تعالیٰ کو حضرت موسیٰ کا رب کہا حالانکہ وہ سب کا رب ہے ۴۔ یعنی میری اجازت کے بغیر کیونکہ فرعون سے ایمان کی اجازت کی توقع ہی نہ تھی۔ یہ ایسے ہے جیسے نُنْذِرُكُمْ قَبْلَ أَنْ تَنْفُذَ تَحِيَّتُ رَبِّي ۵۔ یہ ہے حق کی ہیبت کہ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام سے کچھ نہ کہا، جو کہا جاوے گا اس سے کہا حالانکہ خود ہی کہا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام تمہارے استاذ ہیں ۶۔ یا تو فی علی کے معنی میں ہے، یا مراد یہ ہے کہ تم کو سولی دے کر موت عرصہ تک درخت کی شاخوں میں رکھوں گا کہ وہ درخت گویا تمہارا گھر بن جائے گا۔ ۷۔ میرا عذاب یا موسیٰ علیہ السلام کے رب کا۔ اس کے جواب میں جاوے گا کہ ۸۔ جاوے گا کہ اس نے یہ غور کیا کہ اگر موسیٰ علیہ السلام کی لاشی کا سانپ بن جاتا بھی جادو سے تھا تو ہماری اتنی لاشیاں اور دریاں کہاں گئیں کہ وہ عصاب کو نکل گیا، اور اس کا وزن ایک ماشہ بھی نہ بڑھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ علم خواہ کوئی ہو اچھا ہے کہ اس سے کبھی ہدایت مل جاتی ہے۔ جادو گروں نے موسیٰ علیہ السلام کی حقانیت اپنے جادو کے فن سے جانی۔ اور ایمان لے آئے ۹۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ایک نگاہ فیض سے کافر جادو گر، مومن پھر صحابی پھر صابر پھر شہید ہوئے کہ یہ سب کچھ ایک دن کے اندر ہو گیا۔ اس مدرسہ و معلم کے قربان یہ بھی معلوم ہوا کہ مومن کے دل میں برات ہوتی ہے کہ جادو گروں نے مومن ہو کر فرعون سے کہہ دیا کہ جو ہو سکے تو کر لے۔ مرزا قادیانی لوگوں کے خوف سے جج نہ کر سکا۔ ۱۰۔ یعنی اس ایمان کی برکت سے اللہ ہمارے تمام گناہ بخش دے۔ معلوم ہوا کہ ایمان معافی سیات کا ذریعہ ہے۔ ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ سب جادو گر موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ پر راضی نہ تھے۔ فرعون کے مجبور کرنے پر مقابلہ میں آ گئے تھے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کا مقابلہ تمام کفروں سے بدر کفر ہے۔ کہ ان بزرگوں نے خطایا کے بعد اس جرم کا طہیرہ اور خصوصیت سے ذکر کیا اور یہ بھی خطایا میں داخل تھا ۱۲۔ لہذا اللہ کا ثواب و عذاب بھی زیادہ باقی رہے گا۔ یہ کلام فرعون کے اس بکواس کا جواب تھا کہ تم دیکھ لو کہ کس کا عذاب زیادہ ٹھہرا ہے۔

الشاہ

مَا فِي يَمِينِكَ تَلَقَّفْ مَا صَنَعُوا إِنَّمَا صَنَعُوا كَيْدٌ

جو تیرے دائیں ہاتھ میں ہے وہ اسی بناؤں کو نکل جائے گا کہ وہ جو بنا کر لائے ہیں وہ تو جادو گر

سِحْرٌ وَلَا يَفْلَحُ السَّحَرَةُ إِنِّي ۱۱ قَالَتِ السَّحَرَةُ

کافر یہ ہے اور جادو گر کا پھلا نہیں پوتا نہیں آئے ۱۲ سب جادو گر میرے میں

سَجَدَ أَقَالُوا أَمَّا بِرَبِّ هَارُونَ وَمُوسَىٰ ۱۳ قَالَ أَمْنٌ

گر لے گئے کہ بولے ہم اس پر ایمان لائے جو ہارون اور موسیٰ کا رب ہے نہ فرعون بلکہ ایمان

لَهُ قَبْلَ أَنْ أَدْنِ لَكُمْ إِنَّهُ لَكَبِيرٌ لَّكَ الَّذِي عَلَّمَكُمْ

اس پر ایمان لائے قبل اس کے کہ میں تمہیں اجازت دوں گی بیشک وہ تمہارا بڑا ہے جس نے

السَّحَرُ فَلَا قُطْعَنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلُكُمْ مِنْ خِلَافِ

تم سب کافر جادو گر کھانا تو مجھے تم سے ضرور میں تمہارے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف

وَلَا وَصَلْتُكُمْ فِي جُدُوعِ النَّخْلِ وَتَعْلَمُنَّ إِنِّي ۱۴

کے پاؤں کا ٹول کاٹا اور تمہیں گھوڑے و نہ ہر سولی چڑھاؤں گا کہ اور ضرور تمہاں ہاؤں گے کہ تم

أَشَدُّ عَذَابًا وَابْقَى ۱۵ قَالُوا لَنْ نُؤْثِرَكَ عَلَىٰ مَا

میں کس کا عذاب سخت اور دیر پا ہے نہ بولے ہم ہرگز تجھے ترجیح دے دیں گے ان روز میں

جَاءَنَا مِنَ الْبَيْتِ وَالَّذِي فَطَرَنَا فَاقْضِ مَا

دیکھوں ہر جو ہا سے پاس آ میں نہ ہمیں اپنے پیدا کرنے والے کی قسم تو تو کر بیشک

أَنْتَ قَاضٍ إِنَّمَا تَقْضِي هَذِهِ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ۱۶

جو تجھے کرنا ہے نہ تو اس دنیا ہی کی زندگی میں تو کرے گا

إِنَّا أَمَّا بِرَبِّ بَنَّا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطِيئَاتِنَا وَمَا أَكْرَهْتَنَا

بیشک ہم اپنے رب پر ایمان لائے کہ وہ ہماری خطا میں بخش دے گا اور وہ جو تولے نہیں

عَلَيْهِ مِنَ السَّحَرِ وَاللَّهُ خَيْرٌ وَأَبْقَى ۱۷ إِنَّهُ مَنْ

مجبور کیا جادو پر نہ اور اللہ بہتر ہے اور سب زیادہ باقی ہے بیشک جو اپنے

سب جادو گر موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ پر راضی نہ تھے۔ فرعون کے مجبور کرنے پر مقابلہ میں آ گئے تھے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کا مقابلہ تمام کفروں سے بدر کفر ہے۔ کہ ان بزرگوں نے خطایا کے بعد اس جرم کا طہیرہ اور خصوصیت سے ذکر کیا اور یہ بھی خطایا میں داخل تھا ۱۲۔ لہذا اللہ کا ثواب و عذاب بھی زیادہ باقی رہے گا۔ یہ کلام فرعون کے اس بکواس کا جواب تھا کہ تم دیکھ لو کہ کس کا عذاب زیادہ ٹھہرا ہے۔

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے جادو گروں کو ایمان لاتے ہی سارے عقاید اسلامیہ کا لدنی طم عطا فرمادیا کہ انہوں نے عقائد کے ایسے اعلیٰ مسائل بغیر کسی سے سکھے ہوئے بیان کئے۔ ۲۔ کہ انشاء اللہ جنت میں داخل ایمان سے ہو گا، اور بلندی درجات تک اعمال سے، اور یہ جنت کسی کے لئے ہے، کسی کے طفیل بھی۔ جنت ملے گی اور درجات بلند ہوں گے، جیسے مومنوں کے بچے فوت شدہ اور دیوانے ۳۔ دل پرے عقیدوں سے اور بدن برے اعمال سے، وہ اول سے ہی جنت کا مستحق ہے اور جس کا دل تو پاک رہا مگر اعمال برے کرتا رہا وہ معافی یا سزا پانے کے بعد جنت میں پہنچے گا۔ اس کے بعد فرعون نے ان تمام بزرگوں کو سولی دے دی، فرعون نے سب سے پہلے انہیں کو سولی دی ۴۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے لئے بددعا فرمائی، رب نے قبول فرمائی۔ چالیس سال کے بعد اس کی قبولیت کا ظہور ہوا، اور یہ حکم ہوا۔ معلوم ہوا کہ کبھی دعا کا اثر دیر سے بھی ہوتا ہے۔ ۵۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قانون قدرت یہ ہے کہ رب کی قدرت اس کے پیاروں کے بقا پر ظاہر ہو، تا کہ رب کی قدرت کے ساتھ ان کی عظمت کا بھی یقین ہو، رب کو اس دریا کا خشک کرنا مقصود تھا، مگر موسیٰ علیہ السلام کے عصا سے اسے ظاہر کیا۔ دوسرے یہ کہ آپ کے عصا سے متضاد معجزے ظاہر ہوئے۔ اسی عصا سے پھر سے پانی نکلا اور اسی سے دریا کا پانی خشک کیا۔ ۶۔ دریا میں ڈوب جانے کا۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام لوہے محرم گزار کر عاشورہ کی اول شب میں چھ لاکھ ستر ہزار نبی اسرائیل کو لے کر دریائے قلزم کی طرف روانہ ہوئے (روح) صبح فرعون کو پتہ لگا۔ وہ موسیٰ علیہ السلام کے تعاقب میں بہت جماعت لے کر نکلا، دوسرے کو بنی اسرائیل تک پہنچ گیا۔ ۷۔ جس کا مقصد الجیش چھ لاکھ کی نفی تھی۔ ۸۔ معلوم ہوا کہ فرعون اور سارے فرعونی لوگ کفر پر مرے، فرعون کا ڈوبنے وقت ایمان لانا، معتبر نہ ہوا۔ جو فرعون کو مومن مانے وہ قرآن کریم کی بہت سی آیات کا منکر ہے۔ ۹۔ عدد واحد و جمع دونوں کے لئے آتا ہے۔ اس سے مراد فرعون اور سارے فرعونی ہیں ۱۰۔ یعنی جو مصر سے شام کو جاتا ہے، اس کی دائیں طرف کا پہاڑی حصہ، ورنہ پہاڑ کا دایاں پایاں نہیں ہوتا۔ رب تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے وعدہ فرمایا تھا کہ کوہ طور کے دائیں حصہ میں حاضر ہو کر احکامات فرمائیں اور تورات شریف لے جائیں۔ چونکہ نبی سے وعدہ ساری امت سے وعدہ ہوتا ہے اس لئے وعدہ کو سب کی طرف نسبت فرمایا ۱۱۔ جب تم میدان تیرے میں مقید کر دیئے گئے وہاں تمہارے کھانے پینے کا کوئی انتظام نہ تھا۔ من بیضا علوہ تھا اور سلوی نمکین کباب جو قدرتی طور پر ان کو ملتا تھا۔

قال العز	۵۰۵	خلا
يَا أَيُّهَا رَبِّهِ مُجِرِمًا فَإِنَّ لَهُ جَهَنَّمَ لَا يَمُوتُ		
رب کے حضور برم ہو کر آنے کو ضرور اس کے لئے جہنم ہے جس میں نہ		
فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ ۖ وَمَنْ يَأْتِهِ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ		
مرے نہ بنے نہ اور جو اس کے حضور ایمان کے ساتھ آئے گا اچھے		
الصَّالِحَاتِ فَأُولَٰئِكَ لَهُمُ الدَّرَجَاتُ الْعُلَىٰ ۖ جَنَّاتُ		
کام کئے ہوں تو انہیں کے درجے اچھے نہ بنے کے		
عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا		
بارگاہ کے نیچے بہنے والی ہیں ہمیشہ ان میں رہیں		
وَذَٰلِكَ جَزَاءُ مَنْ تَزَكَّىٰ ۖ وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَىٰ مُوسَىٰ		
اور یہ صلہ اس کا جو پاک ہوا نہ اور بے شک ہم نے موسیٰ کو وحی کی		
أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِي فَاضْرِبْ لَهُمُ طَرِيقًا إِلَى الْبَحْرِ		
کہ راتوں رات میرے بندوں کو لے چلے اور ان کے لئے دریائے سوکھا راستہ		
يَبْسًا ۖ لَا تَخَفْ دَرَكًا وَلَا تَخْشَىٰ ۖ فَاتَّبِعْهُمُ فِرْعَوْنَ		
نکال دے تجھے ڈرنے کا کہ فرعون آئے اور نہ خلوہ تو ان کے پیچھے فرعون بڑا		
بِجُودٍ فَغَشِيَهُمْ مِنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ۖ وَأَضَلَّ		
اپنے لشکر کے کھڑے تو انہیں دریائے ڈھانپ لیا، جیسا ڈھانپ لیا اور فرعون نے		
فِرْعَوْنُ قَوْمَهُ وَمَا هَدَىٰ ۖ يَبْنِي إِسْرَءِيلَ قَدْ		
اپنی قوم کو گمراہ کیا اور راہ نہ دکھائی ۱۲۔ بنی اسرائیل بے شک		
أَنْجَيْنَاكَ مِنْ عَدُوِّكَ ۖ وَوَعَدْنَاكَ جَانِبَ الطُّورِ		
ہم نے تم کو تمہارے دشمن سے نجات دی ۱۳ اور تمہیں طور کی داہنی طرف کا وعدہ		
الْأَيْمَنِ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّاءَ وَالسَّلَوىٰ ۖ كُلُوا مِنْ		
دیا نلے اور تم پر من اور سلوی اتارا ۱۴ کھاؤ جو پاک چیزیں		
منازل ۳		

۱۔ اس طرح کہ کل کے لئے کچھ بچا کر نہ رکھو۔ من و سلویٰ کھا کر گناہ نہ کرو۔ ایک دوسرے سے جنگ نہ کرو۔ ۲۔ دوزخ میں عذاب کے لئے یا دنیا میں ذلیل و خوار ہو۔ یا قرب الہی کی بلندی سے دوری حق کے عار میں گرا۔ ۳۔ یعنی گناہ کے مطابق توبہ کی۔ کفر سے توبہ ایمان لا کر گناہ سے توبہ معافی چاہ کر، حقوق العباد سے توبہ وہ حقوق ادا کر کے، اور صاحب حق سے دیر کی معذرت کر کے ۴۔ حضرت ثابت بنی فرماتے ہیں کہ اب ہدایت الہی بیت کی محبت پر موقوف ہے۔ اسی طرح امام جعفر صادق سے منقول ہے (صواعق مخرقة) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ ایمان و توبہ مستتر ہے جس پر غائبہ نصیب ہو۔ یقین وہ کامیاب ہے جو خیریت سے گئے۔ ۵۔ موسیٰ

طَبِيتَ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ

ہم نے تمہیں روزی دیں اور اس میں زیادتی نہ کرو کہ تم پر میرا غضب

غَضِبِيْ وَمَنْ يَّحِلَّ عَلَيْهِ غَضِبِيْ فَقَدْ هَوٰى ۝۱۱

اترے اور جس پر میرا غضب اترا ہے شک وہ گرا گئے

وَاِنِّيْ لَنَفَّارٍ لِّمَنْ تَابَ وَاَمِنْ وَعَمِلْ صَالِحًا ثُمَّ

اور بھاگ میں بہت بخشنے والا ہوں اسے جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھا کام کیا

اِهْتَدٰى ۝۱۲ وَمَا اَعْجَلَكُ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوسٰى ۝۱۳ قَالَ هُمْ

پھر ہدایت پر راہ اور توبہ اپنی قواسم کیوں جلدی کی اے موسیٰ عرض کی کہ وہ

اُولٰٓءِ عَلٰى اَنْزَلْنِيْ وَجَعَلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ۝۱۴ قَالَ

یہ ہیں میرے پیچھے اور اے میرے رب تیری طرف میں جلدی کی کہ حاضر ہوا کہ تو راضی ہوئے

فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْۢ بَعْدِكَ وَاَضَلَّاهُمُ السَّامِرِيْنَ ۝۱۵

فرمایا تو ہم نے تیرے آنے کے بعد تیری قوم کو بلا میں ڈالا اور انہیں سامری نے گمراہ کر دیا

فَرَجَعَ مُوسٰى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسْفًا ۝۱۶ قَالَ يَقُوْمُ

تو موسیٰ اپنی قوم کی طرف ہٹا غصہ میں پھر افسوس کرتا تھا کہا اے میری قوم

اَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعَدًا حَسَنًا ۝۱۷ اَفَطَالَ عَلَيْكُمْ

کیا تم سے تمہارے رب نے اچھا وعدہ نہ کیا تھا ان کیا تم پر مدت نبی

اَلْعَهْدُ اَمْ اَرَدْتُمْ اَنْ يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَبِّكُمْ

گزری گئی یا تم نے چاہا کہ تم پر تمہارے رب کا غضب اترے تو تم نے میرا

فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِيْ ۝۱۸ قَالُوْا مَا اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ

وعدہ خلاف کیا گئے ہمارے آپ کا وعدہ لپٹے اختیار سے خلاف

بِمَلِكِنَا وَلٰكِنَّا حَمَلْنَا اَوْزَارًا مِّنْ زِينَةِ الْقَوْمِ فَقَذَفْنٰهَا

انہیں ۱۸ لیکن ہم سے کچھ بوجھ اٹھائے گئے اس قوم کے گننے کے لئے تو ہم نے انہیں ڈال دیا

علیہ السلام رب سے ملامت ہونے کے لئے جب طور پر تشریف لے گئے۔ تو ستر بنی اسرائیل اپنے ہمراہ لے گئے تھے، قریب طور پہنچ کر شوق کلام الہی کا لیا غالب ہوا کہ ان سب کو کچھ چھوڑ کر اسکیلہ کوہ طور پر پہنچے۔ تب رب نے یہ سوال فرمایا۔ معلوم ہوا کہ سی سے کچھ پوچھنا سائل کے بے علم ہونے کی دلیل نہیں، رب سب کچھ جانتا ہے مگر پھر سوال فرماتا ہے۔ ۱۱۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ اظہار شوق اور جذبہ محبت اچھی چیز ہے۔ دوسرے یہ کہ اجتہاد جائز ہے۔ تیسرے یہ کہ کبھی نبی بھی اجتہاد کرتے ہیں۔ دیکھو موسیٰ علیہ السلام کا یہ اجتہاد تھا کہ جلدی چلو، اس سے رب راضی ہو گا۔ اور رب نے یہ حکم نہ دیا تھا۔ یعنی جو بنی اسرائیل آپ مصر چھوڑ آئے تھے حضرت ہارون کی سرکردگی میں، وہ آذناش میں پڑ گئے۔ ۱۲۔ چونکہ سامری ان لوگوں کی گمراہی کا سبب تھا اس لئے انہی کی طرف گمراہی کو نسبت فرمایا۔ معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ ہدایت دے سکتے ہیں ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے لئے غصہ اور افسوس کرنا پیغمبر کی سنت ہے، اور اس پر ثواب ہے، بلکہ برائی دیکھ کر غصہ نہ کرنا جرم ہے ۱۴۔ یہاں حنا سے مراد تورات شریف ہے۔ تورات شریف میں ایک ہزار سورتیں تھیں، ہر سورت میں ایک ہزار آیتیں۔ اس میں نور تھا۔ ہدایت تھی بنی اسرائیل کے لئے عزت تھی۔ ۱۵۔ یعنی میں ابھی چند روز گزرے کہ تمہارے پاس سے گیا ہوں۔ صرف چالیس دن طور پر قیام کیا ہے۔ اتنی تھوڑی مدت میں تم نے توحید کا سبق بھلا دیا۔ شرک میں مبتلا ہو گئے تو میری وفات کے بعد تمہارا کیا حال ہو گا۔ یا تم نے دیدہ دانستہ یہ جرم کیا اور غضب الہی کے مستحق ہو گئے ۱۶۔ اس طرح کہ تم نے مجھ سے دین پر قائم رہنے کا وعدہ کیا تھا۔ پھر تم نہ رہے ۱۷۔ بلکہ سامری کے بھگانے پر ہماری عقل ٹھکانے نہ رہی اور اس شرک میں مبتلا ہو گئے۔ ۱۸۔ اوزار جمع وزن ذکر کی ہے۔ وزن کے معنی ہیں بوجھ۔ وزن کو اسی لئے وزن کہتے ہیں کہ سلطنت کا اس پر بوجھ ہوتا ہے۔

۱۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ موسیٰ، حزقی، کافر کا مال اگر عاریہ، "بھی اپنے پاس ہو تو اس پر قبضہ کر لیا جائے ان کی ہلاکت کے بعد۔ کیونکہ بنی اسرائیل نے جو غلطی زبور فرعونوں سے عاریہ، "مانگا واپس نہ کیا کہ واپس کرنے میں راز فاش ہو جائے۔ اب وہ اس زبور کے قابض ہوئے مگر چونکہ ان کی شریعت میں غیبت کا مال خود کھانا جائز نہ تھا اس لئے اسے چھڑا دیا۔ اس غیبت کے خبیث سونے نے بھی بنی اسرائیل میں فساد ہی ڈالا۔ ہوں کا مال بھی برا ہوتا ہے۔

قال المصنف

سفر

آرامی کرے۔ اسی طرح صحابہ کرام کی جنگوں کا حال ہے کہ مسلمان اس میں بحث نہ کریں حضور کا اپنے کو قصاص کے لئے پیش فرمانا تعلیم عدل کے لئے تھا۔ خیال رہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے غضب کے جوش اور حالت بے خودی میں حضرت ہارون کی داڑھی پکڑ لی۔ کچھ حقیقت نہ فرمائی تھی۔

۱۔ یعنی میں نے حضرت جبریل کو دیکھا یا ان کی گھوڑی کی خاک کی تاثیر بھی اپنی آنکھوں سے دیکھ لی تھی۔ اگرچہ اس دن حضرت جبریل علیہ السلام ظاہر ظہور آئے تھے کہ ان کی گھوڑی فرحون کے گھوڑے نے بھی دیکھ لی تھی۔ لیکن گھوڑی کی ٹاپ سے گھاس اُٹی لوگوں نے نہ دیکھی صرف سامری نے دیکھی۔ اور اور کسی گادھیان نہ گیا۔

۲۔ جس سے پچھڑے میں جان پیدا ہو گئی۔ معلوم ہوا کہ حضرت جبریل کے گھوڑے کی ٹاپ کی خاک زندگی بخش ہے مگر چونکہ سونا فرعونوں کا تھا اس لئے پچھڑے کی

طہ ۲۰

۵۰۸

قال اللہ

بِهِ فَقَبِضْتُ قَبْضَةً مِّنْ أَثَرِ الرَّسُولِ فَنَبَذْتُهَا

نہ دیکھا تو ایک ٹھنڈی بھری فرشتہ کے نشان سے پھراسے ڈال دیا

وَكَذَلِكَ سَوَّلْتُ لِي نَفْسِي ۖ قَالَ فَاذْهَبْ فَإِنَّ لَكَ

اور میرے جی کو یہی بخلا لگا کہ کہا تو چلا کہ دنیا کی زندگی میں

فِي الْحَيَاةِ أَنْ تَقُولَ لَا مِسَاسَ وَإِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ

پہری سزا یہ ہے کہ تو کہے چھو نہ گا اور شک تیرے لئے ایک وعدہ کا وقت

تُخْلَفُهُ وَانْظُرْ إِلَى إِلَهِكَ الَّذِي ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا لَّنُحْفَةٍ

ہے جو تجھ سے غائب ہو گا اور اپنے اس پروردگار کو دیکھ کہ جس کے سامنے تو دن بھر اپنے سر پر

ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهُ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ۚ إِنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ الَّذِي لَّا إِلَهَ

ہے ہم ضرور اسے جلا دیں گے پھر زہرہ زہرہ کر کے مریں ہم ان کے لئے نہ سزا ہو تو وہی اللہ ہے

إِلَّا هُوَ وَسِعَ كُلُّ شَيْءٍ عِلْمًا ۚ كَذَلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِمَّنْ

جس کے سوا کسی کی تہد کی نہیں ہر چیز کو اس کا علم محیط ہے کہ ہم ایسا ہی تمہارے سامنے اہل غفران

أَتَيْنَاكَ مَا قَدْ سَبَقَ وَقَدْ آتَيْنَاكَ مِنْ لَدُنَّا ذِكْرًا ۚ مَن

آپنا فرماتے ہیں اور ہم نے تم کو اپنے پاس سے ایک ذکر عطا فرمایا جو

أَعْرَضَ عَنْهُ فَإِنَّهُ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وِزْرًا ۚ خَلِيدِينَ

اس سے منہ پھیرے تو بیشک وہ قیامت کے دن ایک بوجھ اٹھائے گا وہ ہمیشہ

فِيهِ وَسَاءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ حِمْلًا ۚ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ

اس میں دھن گے اور وہ قیامت کے دن ان کے حق میں کہاں بڑا بوجھ ہو گا جس دن صور

وَنُخْشِرُ الْمَجْرِمِينَ يُومِئِينَ زُرْقًا ۚ يَتَخَفَتُونَ بَيْنَهُمْ إِنْ

پھونکا جائے گا اور ہم اس دن مجرموں کو اٹھائیں گے نیلی آنکھیں ان آپس میں جھپکے جھپکے کہتے ہیں

لَيْسَتْهُمْ إِلَّا عَسِيرَاتٌ ۚ لَّيْسَ بِمَا يَقُولُونَ إِذْ يَقُولُ أَفِئْتَاهُمْ

گئے کہ تو دنیا میں نہ ہے عسیرات میں غیب جانتے ہیں جو وہ کہیں گے جب کہ ان میں سب سے بڑا

منزلہ

کی آواز سے لوگ گمراہ ہوئے ہدایت پر نہ آئے۔ اسی طرح قرآن و حدیث جب سیدنیوں کی زبان سے نکلے تو اس سے لوگ گمراہ ہوں گے ہدایت پر نہ آئیں گے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ پچھڑے کی ٹاپ کے تاثیر میں سوراخ نہ تھے جس سے بالسر کی طرح آواز نکلتی بلکہ حضرت جبریل کے گھوڑے کی ٹاپ کی خاک کی تاثیر تھی۔ جب حضرت جبریل کی گھوڑی کی خاک بے جان سونے میں جان پیدا کر سکتی ہے تو بزرگوں کے قدموں کی خاک مردہ دلوں کو ضرور زندہ کر دیتی ہے۔ سب یعنی جو کچھ میں نے کیا اپنی نفسانی خواہش سے کیا نہ تو کسی نے مجھے کہا نہ مجھے السلام ہوا۔ چونکہ سامری کے اس کلام میں ندامت و شرمندگی کی جھلک تھی۔ اس لئے آپ نے اسے قتل نہ فرمایا۔ ورنہ مرتد کی سزا قتل ہے ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ صالحین کی زبان کن کی کبھی ہوتی ہے جو ان کے منہ سے نکل جائے وہ بلاذن اللہ ہو کر رہتا ہے۔ چنانچہ سامری کے جسم میں یہ تاثیر پیدا ہو گئی کہ جو کوئی اسے چھو جاتا اسے بھی بخار آ جاتا اور خود سامری کو بھی۔ لہذا سامری لوگوں سے کہتا تھا کہ مجھے نہ چھو نا۔ مجھ سے علیحدہ رہنا۔ اور جانوروں کی طرح سب سے علیحدہ رہتا تھا جیسا کلیم اللہ کے منہ سے نکلا ویسا ہو کر رہا۔ یعنی عذاب آخرت اس کے علاوہ ہو گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ سامری نے توبہ نہ کی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام سامری کے انجام سے خبردار تھے کہ کافر مرے گا۔ عذاب ہو گا وغیرہ ۶۔ معلوم ہوا کہ بت یا لو کے آلات توڑ دینے پر ضمان واجب نہیں ہوتا۔ اگر کوئی کسی شرابی کی شراب پھینک دے یا دھول پھاڑ دے تو اس پر قیمت واجب نہیں کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اس پچھڑے کی قیمت نہیں لی گئی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ان چیزوں کا فائدہ کرنا تبلیغ ہے مال پر نہ کرنا نہیں ۷۔ غالب یہ ہے کہ یہ کلام موسیٰ علیہ السلام کا ہے۔ اور غفلت ہے کہ رب تعالیٰ کا کلام ہو اہل عرب سے خطاب فرماتے ہوئے ۸۔ ہمارے علم کے لئے نہیں بلکہ لوگوں کو سنانے کے لئے ورنہ تم کو تو علم لدنی

بخشا گیا جیسا کہ اگلی آیت میں ارشاد ہے۔ ۹۔ معلوم ہوا کہ حضور کو علم لدنی عطا ہوا جس سے آپ پہلے ہی سے عالم کے حالات سے خبردار تھے یہ قرآن اس علم کا بیان ہے اور لوگوں کی تعلیم کے لئے وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُن تَعْلَمُ اور حضور نے ہیں تَتَجَنَّبُهَا إِلَىٰ تَحْتِیْ وَتَرَىٰ اَنْفُسَیْ تَتَجَنَّبُهَا اِلَیَّ تَتَجَنَّبُهَا اِلَیَّ تَتَجَنَّبُهَا اِلَیَّ تَتَجَنَّبُهَا اِلَیَّ اور فرماتا ہے تَتَجَنَّبُهَا اِلَیَّ تَتَجَنَّبُهَا اِلَیَّ اپنے کفر اور گناہوں کا۔ اور جسے گمراہ کیا ہے ان کی گمراہی و گناہوں کا بھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن گنہگار تمام گناہوں کا بوجھ نہ اٹھائیں گے۔ ان کے کل یا بعض گناہوں میں معافی بھی ہو جائے گی انشاء اللہ ۱۱۔ عذاب کی پھٹکی صرف کفار کے لئے ہے۔ مسلمان اگرچہ کتنا ہی گنہگار ہو اسے ہمیشہ عذاب نہ ہو گا۔ ۱۲۔ قیامت میں کفار کی چند مکمل علامتیں ہوں گی۔ منہ کالا، آنکھیں نیلی، ہاتھ بندھے ہوئے۔ نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں اور مومن کا حال اس کے برعکس ہو گا۔ لہذا قیامت میں کافر و مومن کی پہچان ہر شخص کو ہو

(بقیہ صفحہ ۵۰۸) گی جو کہ حضور کافر و مومن کو نہ پہچان سکیں گے وہ اس آیت کے خلاف ہے ۱۳۔ قیامت میں کفار کا تخمینہ ہو گا۔ آخرت کی ہولناکیوں کو دیکھ کر کفار دنیاوی عیش و آرام کو بہت تھوڑا محسوس کریں گے۔

۱۔ شان نزول، حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ قبیلہ بنی نضیر کے ایک شخص نے حضور سے عرض کیا کہ قیامت میں پہاڑوں کا کیا حال ہو گا۔ اس پر یہ آیت کریمہ اتری۔ معلوم ہوا کہ رب کی بارگاہ میں حضور کا ایسا درجہ ہے کہ حضور سے سوال ہو تو رب تعالیٰ جواب دیتا ہے۔ روح البیان نے فرمایا کہ دنیا میں کل بڑے پہاڑ

چھ ہزار چھ سو تیس ہیں ۲۔ اس طرح کہ صورت کی پہلی آواز پر پہاڑ پھٹ جائیں گے۔ پھر ہوا میں اون کی طرح اڑیں گے، پھر ریزہ ریزہ ہو کر ذرات کی طرح زمین پر گر جائیں گے۔ لہذا آیات میں تعارض نہیں۔ مختلف آجوں

۱۳ میں پہاڑوں کے مختلف حالات بیان ہوئے ۳۔ یعنی حضرت اسرائیل علیہ السلام کی آواز جو بذریعہ صورت نفاخہ ہامیہ کے وقت ہو گی۔ اور تمام جگہ پہنچے گی۔ سب زندہ ہو کر دوڑیں گے۔ ۴۔ یعنی رب تعالیٰ کی بیعت کی وجہ سے تمام محشر میں خاموشی اور سناٹا ہو گا۔ یہ محشر کا پہلا حال ہو گا۔ عرض و معروض کرنا، آپس میں ایک دوسرے سے پوچھ گچھ بعد میں ہو گی، لہذا آیات میں تعارض نہیں ۵۔

قدموں کی آہٹ، چلنے کی سرسراہٹ یا تو قبروں سے میدان محشر کی طرف، یا خود میدان محشر میں شفع کی تلاش میں یا اور کسی وجہ سے ۶۔ یعنی کفار کے لئے شفاعت ہو گی ہی نہیں۔ یہ مطلب نہیں کہ ان کے لئے

شفاعت تو ہو مگر نفع نہ ہو۔ کیونکہ سبب موضوع نہ ہونے سے بھی صادق آ جاتا ہے۔ خیال رہے کہ یہاں شفاعت سے مراد عذاب سے نجات ملنے کی شفاعت ہے، ورنہ بعض کفار کو تخفیف عذاب کی شفاعت ہو گی۔ ابوطالب بت چکے عذاب میں ہوں گے ۷۔ یعنی انہیں پہلے ہی سے شفاعت کی اجازت مل چکی ہے اور ان کا لقب شفع المذنبین ہو چکا ہے، قیامت میں کلام کی اجازت حاصل کرنے کے لئے بارگاہ میں سجدہ فرمائیں گے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بخشش کی شفاعت کے لئے دو شرطیں ہیں۔ ایک شفع کا محبوب ہونا، دوسرے مشفق کا مومن ہونا۔ پہلے کا ذکر امن اذن میں ہے دوسرے کا ذکر و رضی میں ۸۔ یعنی اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کے عزیز و آئندہ

حالات جانتا ہے مگر مخلوق خدا کی ذات و صفات اور اس کے علم کا احاطہ نہیں کر سکتی۔ یا شفع المذنبین مخلوق کے اگلے پچھلے حالات جانتے ہیں مگر مخلوق ان کا احاطہ نہیں کر سکتی۔ کیونکہ بغیر علم شفاعت ناممکن ہے۔ جیسے طیب بغیر مرض پچھلے علاج نہیں کر سکتا۔ (روح البیان۔ ایضاً)

۹۔ یعنی ہر کافر و مومن عاجزی کا اظہار کرے گا۔ کسی میں تکبر نہ رہے گا۔ مگر کفار کا یہ بجز کام نہ آوے گا کیونکہ وہ دنیا میں سرکش رہے۔ ۱۰۔ معلوم ہوا کہ نیک اعمال قبول ہونے کے لئے ایمان شرط ہے، ہاں ایمان لانے کے بعد کفر کے زمانے کی نیکیاں بھی قبول ہو جاتی ہیں، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ خیال رہے کہ قبول اور جزا میں فرق ہے۔ ۱۱۔ وہاں ظلم کا خوف تو کافر کو بھی نہ ہو گا۔ البتہ نقصان کا خطرہ ہو گا۔ یا ظلم سے مراد کافر کے ظلم ہیں جو اس نے اپنے نفس اور دوسروں پر

کئے نہ کہ رب کے ظلم کا خوف۔ یا ظلم سے مراد بالکل جزا نہ ملنا ہے اور نقصان سے مراد ثواب کم ملنا ہے۔ ۱۲۔ یعنی جیسے اور انبیاء کرام پر کتابیں ان کی زبانوں میں آئیں، ایسے ہی ان محبوب پر کتاب عربی میں آئی۔

۱۳۔ یعنی ہر کافر و مومن عاجزی کا اظہار کرے گا۔ کسی میں تکبر نہ رہے گا۔ مگر کفار کا یہ بجز کام نہ آوے گا کیونکہ وہ دنیا میں سرکش رہے۔ ۱۰۔ معلوم ہوا کہ نیک اعمال قبول ہونے کے لئے ایمان شرط ہے، ہاں ایمان لانے کے بعد کفر کے زمانے کی نیکیاں بھی قبول ہو جاتی ہیں، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ خیال رہے کہ قبول اور جزا میں فرق ہے۔ ۱۱۔ وہاں ظلم کا خوف تو کافر کو بھی نہ ہو گا۔ البتہ نقصان کا خطرہ ہو گا۔ یا ظلم سے مراد کافر کے ظلم ہیں جو اس نے اپنے نفس اور دوسروں پر

کئے نہ کہ رب کے ظلم کا خوف۔ یا ظلم سے مراد بالکل جزا نہ ملنا ہے اور نقصان سے مراد ثواب کم ملنا ہے۔ ۱۲۔ یعنی جیسے اور انبیاء کرام پر کتابیں ان کی زبانوں میں آئیں، ایسے ہی ان محبوب پر کتاب عربی میں آئی۔

۱۳۔ یعنی ہر کافر و مومن عاجزی کا اظہار کرے گا۔ کسی میں تکبر نہ رہے گا۔ مگر کفار کا یہ بجز کام نہ آوے گا کیونکہ وہ دنیا میں سرکش رہے۔ ۱۰۔ معلوم ہوا کہ نیک اعمال قبول ہونے کے لئے ایمان شرط ہے، ہاں ایمان لانے کے بعد کفر کے زمانے کی نیکیاں بھی قبول ہو جاتی ہیں، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ خیال رہے کہ قبول اور جزا میں فرق ہے۔ ۱۱۔ وہاں ظلم کا خوف تو کافر کو بھی نہ ہو گا۔ البتہ نقصان کا خطرہ ہو گا۔ یا ظلم سے مراد کافر کے ظلم ہیں جو اس نے اپنے نفس اور دوسروں پر

کئے نہ کہ رب کے ظلم کا خوف۔ یا ظلم سے مراد بالکل جزا نہ ملنا ہے اور نقصان سے مراد ثواب کم ملنا ہے۔ ۱۲۔ یعنی جیسے اور انبیاء کرام پر کتابیں ان کی زبانوں میں آئیں، ایسے ہی ان محبوب پر کتاب عربی میں آئی۔

قال الامام	۵۰۹	طہ ۲۰
طَرِيقَةُ اِنْ لَبِثْتُمْ اِلَّا يَوْمًا ۝ وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْجِبَالِ		
رکھنے والا ہے گا کہ نہ صرف ایک ہی دن ہے جسے اور تم سے پہاڑوں کو بلاتے ہیں ۱		
فَقُلْ يَسْفَهَارُ رَبِّي تَسْفَاهًا ۝ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ۝ ۱		
تم فرماؤ انہیں میرا رب ریزہ ریزہ کر کے اڑائے گا تو زمین کو پٹ پٹ ہوا کو چھوڑے گا		
اَلَا تَرَىٰ فِيهَا عِوَجًا وَّلَا اَمْتًا ۝ يَوْمَ مَيِّدٍ يَّتَّبِعُونَ		
کہ تو اس میں بھگاؤ نہ دیکھے اس دن ہمارے والے کے پیچھے دوڑیں گے اسی		
الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهُ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ		
میں کہی نہ ہو گی اور سب آوازیں رحمن کے حضور ہلست ہو کر رہ جائیں گی کہ		
فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ۝ يَوْمَ مَيِّدٍ لَا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا		
تو تو نہ سے گا مگر بہت بہت آواز اس دن کسی کی شفاعت کا نہ ملے گی نہ مگر کسی		
مَنْ اٰذَنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا ۝ يَعْلَمُ مَا		
جسے رحمن نے اذن دے دیا ہے اس کی بات پسند فرمائی وہ جانتا ہے جو		
بَيْنَ اَيْدِيهِمْ ۝ وَما خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا ۝ ۱۱		
کچھ ان کے آگے ہے اور جو کہ ان کے پیچھے نہ اور ان کا علم اسے نہیں گھر سکتا		
وَعَذَابُ الْوُجُوْهِ لِلَّذِي الْقِيُوْمُ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ		
اور سب نہ جگ جائیں گے اس زندہ قائم رکھنے والے کے حضور اور بیشک ناموہو رہا جس		
ظُلْمًا ۝ وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا		
نے ظلم کا بوجھ لیا اور جو کہ نیک کام کرے اور ہو مسلمان نہ تو اسے نہ		
يُخَفِّ ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا ۝ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَّ		
زیادتی کا خوف ہو گا نہ نقصان کا لالہ اور نہ انہیں ہم نے اسے عربی قرآن انارک اور		
صَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ الْوَعْدِ اَلَعَلَّكُمْ يَتَّقُوْنَ اَوْ يُحْدِثُ		
اس میں طرح طرح سے وعده کیے کہ کہیں انہیں ڈر ہو یا ان کے دل میں کچھ سوچ		
مَنْزِل ۱۱		

الکرمی) ۹۔ یعنی ہر کافر و مومن عاجزی کا اظہار کرے گا۔ کسی میں تکبر نہ رہے گا۔ مگر کفار کا یہ بجز کام نہ آوے گا کیونکہ وہ دنیا میں سرکش رہے۔ ۱۰۔ معلوم ہوا کہ نیک اعمال قبول ہونے کے لئے ایمان شرط ہے، ہاں ایمان لانے کے بعد کفر کے زمانے کی نیکیاں بھی قبول ہو جاتی ہیں، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ خیال رہے کہ قبول اور جزا میں فرق ہے۔ ۱۱۔ وہاں ظلم کا خوف تو کافر کو بھی نہ ہو گا۔ البتہ نقصان کا خطرہ ہو گا۔ یا ظلم سے مراد کافر کے ظلم ہیں جو اس نے اپنے نفس اور دوسروں پر کئے نہ کہ رب کے ظلم کا خوف۔ یا ظلم سے مراد بالکل جزا نہ ملنا ہے اور نقصان سے مراد ثواب کم ملنا ہے۔ ۱۲۔ یعنی جیسے اور انبیاء کرام پر کتابیں ان کی زبانوں میں آئیں، ایسے ہی ان محبوب پر کتاب عربی میں آئی۔

۱۔ شان نزول: جبریل علیہ السلام جب قرآن لے کر حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ ساتھ پڑھنے اور جلدی فرماتے تھے تا کہ قرآن کریم کے الفاظ بھول نہ جائیں۔ تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں وعدہ فرمایا گیا کہ آپ بھولیں گے نہیں ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ علم سے کبھی سیر نہ ہونا چاہیے۔ علم کی حرص اچھی ہے۔ دیکھو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق میں بڑے عالم ہیں مگر انہیں حکم دیا گیا کہ زیادتی علم کی دعا مانگو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ہمیشہ ترقی میں ہے رب فرماتا ہے وَلَا تَزِدْهُ مِنْ آدَانِي یعنی ہر آخر گزری پہلی گزری سے اچھی ہے ۳۔ یہ کہ یہ ممنوعہ درخت کھانا تو درکنار اس کے قریب بھی نہ

جانا ۴۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ آدم علیہ السلام نے عوا "گندم نہ کھائی بلکہ وجہ ممانعت کھنے میں خطا ہو گئی۔ لہذا وہ لگاکار نہیں" دوسرے یہ کہ ہم جیہوں کے لئے بھوک چوک معاف ہے مگر انبیاء کرام پر اس سے بھی عتاب ہو جاتا ہے، ان کی عظمت شان کی وجہ سے۔ تیسرے یہ کہ کوئی شخص اپنے کو شیطان سے محفوظ نہ سمجھے۔ آدم علیہ السلام معصوم تھے اور جنت جگہ محفوظ تھی۔ پھر بھی ابلیس کا داؤ چل گیا تو ہم کس شمار میں ہیں ۵۔ عقیدہ "اور قولا" اور علما "اس نے رب کے حکم کو غلط سمجھا ۶۔ کہ دنیا میں جا کر تم کو روزی کمائی پڑے ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام اسی مشہور جنت میں رکھے گئے تھے جو بعد قیامت نیکیوں کو عطا ہوگی۔ کوئی دنیاوی باغ نہ تھا۔ کیونکہ اس باغ میں تو دھوپ بھی ہوتی ہے اور وہاں بھوک بھی لگتی ہے۔ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت آدم کا جنت میں یہ داخلہ جزاء و عمل کے لئے نہ تھا، بلکہ انہیں تربیت دینے کو تھا کہ جنت دیکھ کر آئیں اور دنیا کو اسی طرح آباد کریں اور انہیں جیسے اسکول میں طلباء کا رہنا جبرائیل کے لئے داخلہ ہو گا نہ نکالا جائے گا۔ خلیفین رضی اللہ عنہم لہذا آیات میں تعارض نہیں ہوا اس وقت تک شیطان کا جنت میں جانا بالکل بند نہ ہوا تھا۔ کبھی کبھی چوروں کی طرح وہاں پہنچ جاتا تھا اس لئے آپ اس سے منع فرمایا تھا تب ہمارا وعدہ اسے ہضم کرنے کے لائق نہ تھا تب تم میں کتنی طاقت آچکی ہے اسے ہضم بھی کر سکو گے لہذا وہ ممانیت وقتی تھی جس کی معیار ختم ہو چکی (از تقریر عزیزی) اس صورت میں آدم علیہ السلام پر یہ اعتراض نہیں کہ انہیں رب کی ممانعت یا دھوپ پھر کیوں کھالیا۔ ۱۱۔ لہذا سے معلوم ہوا کہ حضرت آدم و حوا کے ستر جنت یا شیطان پر نہ کھلے صرف ایک دوسرے پر کھلے کیونکہ جتنی لباس ان سے اتار لیا گیا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بیوی خاوند ایک دوسرے کے سامنے برہنہ نہ رہا کریں کہ بے حیائی ہے ۱۲۔ انجیر کے پتے۔ معلوم ہوا کہ حیا

شرم اور ستر چھپانا انبیاء کرام کی سنت ہے ۱۳۔ یعنی جس مقصد کے لئے گندم کھائی تھی وہ حاصل نہ ہوا یعنی حیات دائمی خیال رہے کہ انبیاء کرام کے عصیان کے گناہ نہیں بلکہ لغزش و خطا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کے لئے وجہ اور پد کے معنی یہ ہاتھ پاؤں نہیں۔ کسی چیز کے معنی منسوب الیہ کے لحاظ سے ضروری ہیں۔ آنکھ بیٹھ گئی۔ گلا بیٹھ گیا۔ دکان بیٹھ گئی۔ دل بیٹھ گیا۔ رعب بیٹھ گیا۔ ان میں بیٹھنے کے معنی الگ الگ ہیں۔

۱۔ جتنی تمہاری اولاد بعض بعض کی دشمن ہو گی۔ مومن کا فری سعید، شقی کے دشمن نیز دنیاوی امور میں بعض بعض کے دشمن ہوں گے ۲۔ یہ اگر آپ تعالیٰ کے لئے کلمہ کے واسطے نہیں بلکہ بڑھ کے لئے ہے۔ کیونکہ بعض کو پیغمبر کی تعلیم پہنچے گی اور بعض کو نہیں۔ دیوانے، فحش والے لوگ اس تعلیم سے محروم رہیں گے ۳۔ معلوم ہوا کہ نبی کی اطاعت کرنے والا نہ دنیا میں شکستے اور نہ آخرت میں بد نصیب ہو، ان کا دامن رحمت دنیا و دین میں جائز امن ہے۔ ۴۔ دنیا کی زندگی یا قبر کی یا آخرت کی دنیا کی زندگی کی تنگی یہ ہے کہ نیک اعمال کی توفیق اور قناعت نصیب نہ ہو۔ حرص کی وجہ سے آرام نہ کر سکے ۵۔ یعنی قبر سے اٹھ کر میدان محشر تک اندھا ہو گا اور شہو کرس کھاتا ہوا یا سر کے بل وہاں پہنچے گا۔ پھر

اس کی آنکھوں میں روشنی دے دی جائے گی دوسری جگہ فرماتا ہے تَنصَحْنَا عَنْكَ فِطْرَتَ دِينِكَ الَّذِي فَطَرَكَهُ مِنْذَرًا لَّعَلَّكُمْ يَرْجِعُونَ ۱۔ لہذا ان دونوں آیتوں میں مخالفت نہیں علیحدہ علیحدہ وقت اور جگہ پر مذکور ہے۔ ۲۔ کتاب اللہ کی آیتیں یا رب تعالیٰ کی وحائیت کے دلائل اور قوی جہتیں، تو نے ان میں غور نہ کیا۔ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ جیسے گناہ کا عذاب دنیا و آخرت میں پڑتا ہے یونہی نیکی کا فائدہ دونوں جہان میں ملتا ہے۔ جو مسلمان سچ گاند نماز پابندی کی پابندی کرے اسے رزق میں برکت، قبر میں فراخی نصیب ہو گی۔ صراط پر آسانی سے گزرے گا۔ جو جماعت کا تارک ہو گا۔ اس کی کمائی میں برکت نہ ہو گی۔ چہرے پر صالحین کے آثار نہ ہوں گے۔ لوگوں کے دلوں میں اس سے نفرت ہو گی۔ پیاس و بھوک میں جان کنی اور قہر کی تنگی میں مبتلا ہو گا۔ حساب سخت ہو گا ۸۔ لہذا جو اس عذاب سے بچنا چاہتا ہے وہ دنیا میں عبادات و ریاضات کی مشقت برداشت کرے۔ ۹۔ کفار کہ تجارتی سفروں میں ان پر ہوا شدہ قوموں کی ہستیوں میں چلتے پھرتے تھے کیونکہ خاص مکہ معظمہ میں کسی قوم پر عذاب نہ آیا۔ اصحاب قبل پر مکہ معظمہ کے جنگل میں عذاب آیا جہاں غارت نہ تھی ۱۰۔ معلوم ہوا کہ جس عقل کے ذریعہ عبرت حاصل نہ ہو وہ بے عقل ہے اگرچہ دنیاوی کاموں میں کتنی ہی تیز ہو ۱۱۔ وہ بات یہ کہ تمہاری امت و محنت پر دنیاوی عام عذاب نہ آئے گا۔ ۱۲۔ آخرت میں ہو گا جو بھی ہو گا ۱۳۔ قیامت کی آمد پر۔ ۱۴۔ یعنی صبر پر قائم رہو کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ہی سے صبر فرماتے تھے۔ یہ ایسا ہے جیسے رب فرماتا ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ ۱۔ ایمان والو! ایمان پر قائم رہو یا اس میں مسلمانوں سے خطاب ہے۔ اگر آیت کا شفاء یہ ہے کہ کفار کی اذیتیں جھیلے رہو۔ انہیں کچھ نہ کہو، تو یہ آیت جہاد کی آیت سے مشورہ ہے۔

قال المرحوم	۵۱۱	طالعہ ۲۰
<p>وَهْدَىٰ قَالَ اهْبِطْ مِنْهَا جَمِيعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ</p> <p>پھر اسے اس کے رب پہنچا لیا تو اس پر اپنی رحمت کے جوار فرمایا تم دونوں مل کر جنت سے اتار دوں گا ایک</p> <p>عَدُوٌّ وَمَا يَأْتِيَنَّكُمْ مِّنِّي هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ هَدَايَ</p> <p>دوسرے کا دشمن ہے بل پھر اگر تم سب کو میری طرف سے ہدایت کہے تو جو میری ہدایت کا پیرو ہوا</p> <p>فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَىٰ ۱۰۰ وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ</p> <p>وہ نہ بھٹکے نہ بد بخت ہوگا اور جس نے میری باتوں سے منہ پھیرا تو شک اس کے</p> <p>لَهُ مَعِيشَةٌ ضَنُكًا وَخُشْرًا يَوْمَ الْقِيَمَةِ أَعْمَىٰ ۱۰۱ قَالَ</p> <p>لے تنگ زندگی سے نہ اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا اٹھائیں گے جسے کلمہ کا</p> <p>رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِي أَعْمَىٰ وَقَدْ كُنْتُ بَصِيرًا ۱۰۲ قَالَ كَذَلِكَ</p> <p>اسے رب میرے بھٹے تو نے کیوں اندھا اٹھایا میں تو اچھا راہنما فرماتے تھا مگر اب تو میرے پاس</p> <p>أَنْتَ أَتَيْتَنَا فَتَبَايَعْنَا بِهَا وَكُنَّا كَالْيَوْمِ تَنسَىٰ ۱۰۳ وَكَذَلِكَ</p> <p>ہماری آیتیں آئیں تھیں نہ تو نے انہیں بھلا دیا اور ایسے ہی آج میری کوئی خبر نہ لگاؤ اور</p> <p>يُخْرِجِي مَنْ أَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِآيَاتِ رَبِّهِ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ</p> <p>ہم لیا بھی بد بخت ہے جس جو حد سے بڑھے اور اپنے رب کی آیتوں پر ایمان نہ لائے اور شک</p> <p>أَشَدُّ وَابْقَىٰ ۱۰۴ أَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّنَ الْقُرُونِ</p> <p>آخرت کا عذاب سب سے سخت تر اور سب سے بڑھاتا ہے نہ تو کیا انہیں اس سے راہ نہ ملی کہ ہم نے ان سے</p> <p>يُشْشُونَ فِي مَسْجِدِهِمْ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّأُولِي النُّهَىٰ ۱۰۵</p> <p>پہلے کتنی سنگین ہلاکتوں کی یہ آنکھیں بند کی جگہ چلتے پھرتے ہیں نہ شک میں نشانیاں ہیں</p> <p>وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَأَجَلٌ</p> <p>عقل والوں کو نہ اور اگر تمہارے رب کی ایک بات نہ گزر چکی ہوتی تو ضرور عذاب انہیں بہت جلد اور</p> <p>مَسْمُومٌ ۱۰۶ فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ</p> <p>اگر نہ ہوتا یا کلمہ نہ تھا یا ہوا کی باتوں پر صبر کروں اور اپنے رب کو سبھاتے ہوئے اس کی پالی بولو</p>		
منزل ۳		

۱۔ یہاں تسبیح و تحمید سے مراد نماز ہے۔ جزاؤں کو مکمل مراد لیا گیا ہے۔ فقط تسبیح و تحمید بھی ان اوقات میں بہت افضل ہے اگرچہ جائز ہر وقت ہے۔ ان دونوں جملوں میں نماز فجر و عصر مراد ہے۔ اور رات کی گھڑیوں میں نماز عشاء اور دن کے کناروں سے فجر و مغرب مراد چونکہ نماز فجر زیادہ اہم ہے اس لئے اس کی طرف دو دفعہ اشارہ فرمایا ۲۔ اس میں نماز پنج گانہ کی طرف اشارہ ہے لَعَلَّكَ تَرْضَىٰ سے معلوم ہوا کہ ہماری نمازوں اور حضور کی نمازوں کے مقاصد میں فرق ہے۔ ہماری نمازیں گناہ کی معافی کے لئے ہیں۔ حضور کی نمازیں ترقی و درجات کے لئے۔ کہ فرمایا لَعَلَّكَ تَرْضَىٰ آپ کے درجات یہاں تک بڑھیں کہ آپ خوش ہو جائیں ۳۔ یعنی کافروں کی

دولت و اولاد وغیرہ کو لالچ و وقعت کی نظر سے نہ دیکھو۔ یہ رحمت کی شکل میں عذاب ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن کے مال و دولت پر غلبہ و رشک کرنا جائز ہے۔ اگر رب تعالیٰ حضرت عثمان کے دسترخوان کا ریزہ ہم کو بھی دے تو ہم بھی صدقات و خیرات کریں۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ۴۔ جو دنیا و آخرت میں مومن کو ملتا ہے۔ معلوم ہوا کہ مومن کا رزق دائمی ہے۔ وہ صدقہ و خیرات کر کے ہمیشہ نفع پاتا ہے۔ ۵۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ گھر میں رہنے والے تمام لوگ انسان کے اہل کہلاتے ہیں۔ بیویاں، اولاد، بھائی برادر وغیرہ دوسرے یہ کہ نمازی کمال وہ نہیں جو صرف خود نماز پڑھ لیا کرے۔ بلکہ وہ ہے جو خود بھی نمازی ہو اور اپنے سارے گھر والوں کو نمازی بنادے۔ تیسرے یہ کہ حکم نماز کی نوعیتیں جدا گانہ ہیں۔ چھوٹے بچوں اور بیوی کو مار کر نماز پڑھائے۔ بھائی برادر کو زہانی حکم دے۔ ۶۔ یعنی تجھے تیری اور تیری اولاد کی روزی کا ذمہ دار نہیں بنایا۔ اس کے کفیل ہم ہیں۔ اس آیت کا منشا یہ نہیں کہ انسان کمانا چھوڑ دے۔ کمانی کرنے کا حکم قرآن و حدیث میں بہت جگہ آیا ہے۔ منشاء یہ ہے کہ کمانی کی فکر میں آخرت سے غافل نہ ہو۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوتا ہے کہ نیک اعمال سے روزی غیب سے ملتی ہے۔ رب فرماتا ہے وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۸۔ یعنی جن کا ہم مطالبہ کرتے ہیں جیسے سونے کا پہاڑ اور مکہ معظمہ کی زمین کا سبزہ زار ہو جائے۔ ۹۔ یعنی حضور کی تشریف آوری کی بشارت گزشتہ کتابوں میں ہونا اور پھر آپ کے دست مبارک پر ایسے معجزات ظاہر ہوئے جو اس سے پہلے کسی کے ہاتھ پر ظاہر نہ ہوئے تھے ایمان لانے کے لئے کافی ہیں۔ ۱۰۔ یعنی اے محبوب اگر ہم بغیر نبی جیسے کفار پر عذاب بھیج دیتے تو یہ لوگ شکایت کرتے کہ مولیٰ ہم میں کوئی رسول بھیجا ہوتا۔ پھر اگر ہم اس کی اطاعت نہ کرتے تو عذاب کے مستحق ہوتے اب انہیں اس شکایت کا بھی موقع نہیں ۱۱۔ بدر و احزاب وغیرہ میں جو عذاب

طُورُ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهِا وَمِنْ اَنَّا اَيُّ الْيَلِ قَسِيْرٌ

سورج چلنے سے پہلے اور اس کے ڈوبنے سے پہلے اور رات کی گھڑیوں میں اس کی ہلکی ہلکی

وَاطْرَافِ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰی ۳۰ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ

اور دن کے کناروں پر اس امید بھر کر تم راہنی ہو نہ اور لئے سننے والے اپنی آنکھیں نہ پھیلا

اِلٰی مَا مَتَعْنٰیہٗ اَزْوَاجًا مِّمَّنْ زُھِرَتْ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۳۱

اس کی طرف جو ہم نے کافروں کے جوڑوں کو ترستے کیلئے دی ہے نہ جیتی دنیا کی تازگی

لِنَقْتَبِہُمْ فِیْہِ وَرِزْقِ رَبِّکَ خَیْرًا وَابْقٰی ۳۲ وَاَمْرًا هَلٰکَ

تاکہ ہم انہیں اس کے سبب فتنہ میں ڈالیں اور تیرے رب کا رزق سب سے اچھا اور سب سے دیر پا ہے کہ

بِالصَّلٰوةِ وَاَصْطَبِرْ عَلَیْہَا لَا نَسْأَلُکَ رِزْقًا فَاَنْ تَرْزُقَکَ

اور لگے گھر والوں کو نماز کا حکم دے اور خود اس پر ثبات رہے کہ ہم تجھ سے روزی نہیں مانگتے ہم تجھے

وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقٰوٰی ۳۳ وَقَالُوْا الْاَوَّلٰی اَتَبٰنَا بِاٰیۃٍ مِّنْ

روزی دیں گے نہ اور انہیں ا کا پھیلا پر میری نگاری کیلئے اور کافر بولے یہ اپنے رب کے پاس سے کوئی

رَبِّہٖۤ اَوْ لَمْ تَأْتِہُمْ بِبَیِّنَةٍ مَّا فِی الصُّحُفِ الْاَوَّلٰی ۳۴ وَلَوْ اَنَّا

نشان کیوں نہیں لاتے اور کیا انہیں اس کا بیان نہ آیا جو ا کے صحیفوں میں ہے نہ اور اگر ہم

اَهْلٰکَہُمْ بَعْدَ اٰبٍ مِّنْ قَبْلِہٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَا اَرْسَلْتَ

انہیں کسی عذاب سے ہلاک کر دیتے رسول کے آنے سے پہلے تو ضرور کہتے اے ہمارے رب تو نے

اِلٰیْنَا رَسُوْلًا فَنُنَبِّئِکَ اٰیٰتِکَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِیْرًا وَ

ہماری طرف کوئی رسول کیوں نہ بھیجا کہ ہم تیری آیتوں پر پڑتے قبل ان کے کہ ذلیل و رسوا

نَحْزٰی ۳۵ قُلْ کُلُّ مِمَّا تَرٰیۤ اَبْصَحُّ فَتَرٰیۤ اَبْصَحُّ فَتَرٰیۤ اَبْصَحُّ فَتَرٰیۤ اَبْصَحُّ

ہوتے کہ تم فرماؤ سب راہ دیکھ رہے ہیں تو تم بھی راہ دیکھو تو اب جان جاؤ گے

مِّنْ اَصْحٰبِ الصِّرَاطِ السَّوِیِّ وَمِنْ اٰهْتَدٰی ۳۶

کہ کون میں سیدھی راہ والے اور کس نے ہدایت پائی ۳۶

مشرکین پر آئے وہ حضور کی تشریف آوری کے بعد آئے۔ لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ۱۲۔ شان نزول، مشرکین عرب کہا کرتے تھے کہ ہم زمانے کے انقلاب کے منتظر ہیں کہ مسلمانوں پر کب آئیں اور یہ ہلاک ہوں۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

۱۔ لوگوں سے مراد کفار ہیں جیسا کہ اگلے مضمون سے معلوم ہو رہا ہے اور حساب سے مراد حساب بقربا حساب حشر ہے۔ چونکہ حضور آخری نبی ہیں لہذا اب قیامت ہی آئے گی۔ یا گزشتہ زمانہ کے لحاظ سے اب قیامت قریب ہے۔ یہ آیت منکرین قیامت کے جواب میں نازل ہوئی۔ اور یہاں کی ہر ساعت کو غیبت جانے کے دنیا کاشت کی جگہ ہے اور آخرت پھل کھانے کی جگہ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں مشغول رہنا اور آخرت کی تیاری نہ کرنا کفار کا طریقہ ہے۔ مومن کو چاہیے کہ اس زندگی کو اس زندگی کا گوشہ بنائے۔ ۳۔ کلام الہی قدیم ہے مگر اس کا ہمارے پاس آنا حادث سے ہے۔ یہاں آنے کے لحاظ سے صحت فرمایا گیا۔ ۴۔ یعنی وہ کفار قرآن کو صحیح ارادے سے نہیں سنتے۔ مذاق اڑانے کا انکار کرنے کی

نیت سے کان لگا کر سنتے ہیں۔ لہذا استماع اور لعب میں تضاد نہیں ۵۔ معلوم ہوا کہ تلاوت قرآن کے وقت لبو و لعب کرنا کفار کا طریقہ ہے۔ رب فرماتا ہے ذلک اوجہ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون۔ اس سے امت سے فنی مسائل مستنبط ہو سکتے ہیں ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار بھی حضور کو علانیہ طور پر اپنے جیسا بٹر کتے ہوئے گھبراتے اور شہراتے تھے کیونکہ ہزار ہا فرق وہ آنکھوں سے دیکھتے تھے، اس لئے خفیہ طور پر کتے تھے۔ آج جو علانیہ طور پر حضور کو اپنے جیسا بٹر کتے وہ ان کفار سے بدتر ہے۔ نیز نبی کو اپنے جیسا بٹر کتنا تمام کفریات کی بڑ ہے تمام کفر اس کی شاخیں ہیں ۷۔ شکل و صورت کھانا پینا زندگی موت دیکھ کر پہچان لو کہ وہ تم جیسے بٹر ہیں۔ ہاں وہ جانتے ہیں تم جادو نہیں جانتے۔ معاذ اللہ ۸۔ لہذا ان کفار کو ان کے اس خفیہ قولوں کی مرادے گا۔ اور مسلمانوں کو ان کی خفیہ عبادات و ایمان کی جزاء۔ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ جھوٹے کو خود اپنی بات کا اعتبار نہیں ہوتا۔ اسی لئے اس کو ایک بات پر قرار نہیں وہ کفار حضور کے کلام کو کبھی جادو، کبھی پریشان خواب، کبھی گھڑی باتیں کبھی شعر و کہانت اسی لئے کہتے تھے۔ خیال رہے کہ یہاں شعر سے مراد کلام منظم نہیں بلکہ جھوٹا مکر حسین و باریک کلام مراد ہے۔ ۱۰۔ جیسے ید بیضا عصاء موسیٰ۔ ناقہ صالح علیہ السلام۔ یا تو اہل کتاب کفار کا یہ قول ہے یا مشرکین کا، مگر پادریوں وغیرہم سے سن کر۔ ورنہ وہ مشرکین ان خفیہوں کے قائل نہ تھے۔

اقترب للناس ۵۱۳

سُورَةُ الْأَنْبِيَاءِ مَكِّيَّةٌ ٤٣ اَرْكُوعًا اَحَدًا

سورة انبیاء مکی ہے اس میں سات رکوع ۱۱۸۶ آیتیں ۱۱۸۶ آیتیں اور چار ہزار آٹھ سو نوے حروف ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ

لوگوں کا حساب نزدیک ہے اور وہ غفلت میں منہ

مَعْرُضُونَ ۱ کَايَاتِيَهُمْ مِّنْ ذِكْرِ مَن رَّبِّهِمْ يُحَذِّثُ

پھیرے ہیں نہ جب ان کے رب کے پاس سے انہیں کوئی نئی نصیحت آتی ہے تو

اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ ۲ لَا هِيَةَ قُلُوْبُهُمْ

تو اسے انہیں سنتے مگر کھینچتے ہوئے نہ ان کے دل کھیل میں پڑے ہیں ۳

وَاَسْرَوْا النَّجْوَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا هَلْ هَذَا

اور ظالموں نے آپس میں خفیہ مشورت کی کہ یہ کون ہیں ایک نہیں جیسے

اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ اَفَتَأْتُوْنَ السَّحْرَ وَاَنْتُمْ تَبْصُرُوْنَ ۴

آدمی تو میں نہ کیا جادو کے پس جانتے ہو دیکھ بھال کری

قُلْ رَبِّيْ يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيْمُ ۵ بَلْ قَالُوْا اَضَاعَتْ اَحْلَامُ

نبی نے فرمایا میرا رب جانتا ہے آسمانوں اور زمین میں ہر بات کو اور

وہی ہے سنا جاتا ہے بلکہ بولے پریشان خوابیں ہیں بلکہ ان کی

بَلْ اِفْتَرَاهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ فَلْيَبِتنْ اٰيَاتِ كَمَا

گزشتہ ہے بلکہ یہ شاعر ہیں تو ہمارے پاس کوئی نشانی نہیں ہے

اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ۶ مَا اَمَدَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ

اچھے جیسے گئے تھے نہ ان سے پہلے کوئی ہستی رہا نہ لائی

مَنْزِل ۴

۱۔ یعنی یہ ان کفار کے بہانے ہیں ورنہ جن قوموں کے پاس ان کے رسول وہی معجزات لائے ہو یہ آپ سے مانگ رہے ہیں وہ بھی ان پر ایمان نہ لائے۔ معجزات کو چاروں ہی کئے رہے 'ماننے کے لئے ایک معجزہ کافی ہے' نہ ماننے والوں کے لئے ہزار ہا معجزات بھی کافی نہیں ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی ہیشہ انسان اور مرد ہی ہوئے کوئی عورت یا جن یا فرشتہ وغیرہ نبی نہیں۔ بخاری کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ہیشہ حسب نسب میں اونچے اور اعلیٰ خاندان میں ہوئے۔ رب کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد ابراہیم نبی ہیشہ ابراہیمی ہوئے وضمن فی ذیل النبوة والکتاب، اور فرماتا ہے۔ اِنَّا جَاعِلٌ لِّذٰلِکَ النَّاسِ اٰمَآثًا لِّذٰلِکَ ذُرِّیَّتِیْ قَالَ فَاٰتَاہُ ۱۰۔ جس سے معلوم ہوا کہ

اٰهْلَکُمْ هَآءِ اَفْهَمُ یُؤْمِنُوْنَ ① وَمَا اَرْسَلْنَا قَبْلَکَ

جسے ہم نے ہلاک کیا تو کیا یہ ایمان لائیں گے نہ اور ہم نے تم سے پہلے نہ بھیجے

اِلَّا رَجَالًا نُّوحِیْ اِلَیْہِم فَسَلُّوْا اَهْلَ الذِّکْرِ اِنْ

مگر مرد نہ جنہیں ہم وہی کرتے تو اے لوگو علم والوں سے پوچھو اگر

کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ② وَمَا جَعَلْنٰہُمْ جَسَدًا اَلَا

تہیں علم نہ ہو تو اور ہم نے انہیں غالی بدن نہ بنایا کہ

یَا کُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا کَانُوْا خٰلِدِیْنَ ③ ثُمَّ صَدَقْنٰہُمْ

کھانا دکھائیں کہ اور نہ وہ دنیا میں ہمیشہ رہیں کہ پھر ہم نے اپنا وعدہ انہیں

الْوَعْدَ فَاَنْجِیْنٰہُمْ وَمَنْ نَّشَآءْ وَاھْلَکْنَا الْمُسْرِفِیْنَ ④

بچا کر دکھائیں تو انہیں نجات دی اور جس کو چاہی اور جس سے بڑھنے والوں کو ہلاک کر دیا

لَقَدْ اَنْزَلْنَا اِلَیْکُمْ کِتٰبًا فِیْہِ ذِکْرٌ کُمْ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ⑤

جیسا کہ ہم نے تمہاری طرف ایک کتاب اتاری جس میں تمہاری ناموری ہے نہ تو کیا نہیں

وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْیَۃٍ کَانََتْ ظٰلِمَیۃً وَّاَنْشَاْنَا

مضل نہیں اور کتنی ہی بستیوں ہم نے تباہ کر دیں کہ وہ ظالم تھیں اور ان کے

بَعْدَہَا قَوْمًا اٰخِرِیْنَ ⑥ فَلَمَّا اَحْسَوْا بَاْسَنَا اِذَا

بعد اور قوم پیچھا کی کہ تو جب انہوں نے ہمارا عذاب پایا بھیجی

ہُمْ مِنْہَا یَرْکُضُوْنَ ⑦ لَا تَرْکُضُوْا وَاَرْجِعُوْا اِلَی

وہ اس سے بھاگنے لگے نہ بھاگ اور لوٹ کے جاؤ ان

مَا اَتُرْتَمِیْ فِیْہِ وَّمَسٰکِیْنُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَسْأَلُوْنَ ⑧

آسمانوں کی طرف جو تم کو دی گئی تھیں لہ اور اپنے مکانوں کی طرف شاید تم سے پوچھا جاوے

قَالُوْا یٰوٰیٓکُنَّا اِنَّا کُنَّا ظٰلِمِیْنَ ⑨ فَمَا زَالَتْ تِلْکَ

کہ لڑنے ہائے غرابی ہماری جیسا کہ ہم ظالم تھے کہ تو وہ بھی بھانسنے ہے

نبوت حضرت ابراہیم کی ذرعت میں ہے۔ غرضیکہ ان آیات و احادیث سے بہت سے عقائد کے مسائل معلوم ہوئے۔ ۳۔ اس سے تھلید کا وجوب ثابت ہوا کیونکہ جو چیز معلوم نہ ہو وہ جاننے والے سے پوچھنا لازم ہے۔ لہذا غیر مجتہد کو اجتہادی مسائل مجتہدین سے پوچھنا اور ان پر عمل کرنا ضروری ہے۔ انہیں خود اجتہاد کرنا حرام ہے۔ ۴۔ یہ آیت کفار کے اس بکواس کا جواب ہے کہ اگر حضور سچے نبی ہیں تو کھاتے پیتے کیوں ہیں اور اگر ہم جیسے بشر نہیں ہیں تو آپ وقت کیوں پائیں گے۔ خیال رہے کہ یہ قرآن کے الفاظ ظاہر ہیں اور اسرار باطن۔ صرف الفاظ کا فرق بھی دیکھ لیتا ہے مگر اسرار صرف مومن ہی جانتا ہے ایسے ہی نبی کی بشریت ظاہر اور خصوصیت باطن ہے۔ کفار نے صرف ظاہر کو دیکھا صحابہ نے باطن کا مشاہدہ کیا۔ نبی کی بشریت دیکھنے والا محال نہیں ہوتا ورنہ ابو جہل بھی صحابی ہو۔ ۵۔ یعنی ہر مخلوق کے لئے فنا اور موت ضروری ہے موت نبوت کے معانی میں خلوہ آجکی ہو یا آنے والی ہو۔ یعنی علیہ السلام کو بھی وفات ہونی ہے لہذا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ وفات پا چکے۔ ۶۔ کہ ان کے مخالفوں کو ہلاک فرما دیا۔ اور ان بزرگوں کو بعد وفات دائمی زندگی بخشی ۷۔ ذکر کے معنی صحت بیان تذکرہ اور ناموری ہیں۔ یہاں ہر مستحق درستی ہیں۔ یعنی اسے عرب والو قرآن میں تمہارے لئے صحت ہے یا تمہاری ضروریات کا بیان ہے یا اس میں گزشتہ اور آئندہ واقعات کا تذکرہ ہے یا تمہاری عزت و شہرت ہے کہ اس قرآن کی وجہ سے عربی زبان اور ملک عرب اور تمہاری قوم کی دنیا بھر میں ہمیشہ عزت ہوگی۔ ۸۔ یعنی کافر تمہیں کیونکہ کافر اپنے پر اور اپنے اہل قربات پر ظلم کرتا ہے۔ رب فرماتا ہے ان انظر لنظلم عظیم ۹۔ انہی ہی تمہارا حال ہو گا اگر تم نے ایمان قبول نہ کیا۔ دیکھ لو سرداران قریش نے دین کی خدمت نہ کی تو رب نے انصار جیسی مسکین قوم سے دین کا کام لے لیا۔ ابو جہل وغیرہ کو بدر وغیرہ میں ہلاک کر دیا۔ ۱۰۔ خزانہ عرفان میں ہے کہ یمن میں ایک

بستی ہے۔ صور۔ وہاں کے لوگوں نے نبی کو بھٹایا اور انہیں قتل کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر بخت نصر ظالم ہوشاہ کو مسلط فرما دیا جس نے ان کو قتل و قید کیا تو یہ لوگ بستی چھوڑ کر بھاگے۔ اس پر فرشتوں نے بطور طہریہ کہا۔ مگر یہ روایت اس صورت میں ہے کہ حضور سے پہلے عرب میں پیغمبر تشریف لائے ہوں۔ ۱۱۔ رب فرماتا ہے فتوا نزلت من عند ربنا وانشأنا قوم۔ یہ دونوں امر تعجیب کے لئے ہیں۔ ۱۲۔ کہ لوگ تم سے تمہاری مصیبتیں اور ان کی وجہ پوچھیں اور تم رو کر ان کو اپنا قصہ سناؤ اور پتہ لکھو وشرک کا اقرار کرو۔ ۱۳۔ یہ الفاظ توبہ کے ہیں مغرذاب دیکھ کر توبہ قبول نہیں بالکل بیکار ہے۔

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ عذاب آجائے پر توبہ یا اپنے جرم کا اقرار ہے فائدہ ہے۔ وہی درخت پھل دیتا ہے جو وقت پر پویا جائے۔ بے وقت کی بوٹی کھتی پھل نہیں دیتی۔ بے وقت کی توبہ عذاب دفع نہیں کرتی ۲۔ بلکہ ان کی پیدائش میں عیب ہیں تو تم کو بھی بے کار نہ بنایا حکمت سے بنایا۔ اگر فقط کھانے پینے کے لئے پیدا ہوئے ہوتے تو یہ کام تو جانور تم سے اچھا کر سکتے تھے معلوم ہوا کہ تم کو کسی بڑے کام کے لئے پیدا فرمایا۔ وہ کام معرفت الہی اور اطاعت پیغمبر ہے۔ یعنی اگر ہمارے ہاں بچے ہوتے جیسا کہ یہود و نصاریٰ کہتے ہیں تو ہمارے پاس رہتے جیسا کہ عام طور پر دستور ہے کہ ہر شخص اپنے ہاں بچوں کو اپنے پاس رکھتا ہے وہ تم میں رہتے ۳۔ معلوم ہوا کہ باطل کا شور زیادہ ہوتا ہے اور حق کا زور زیادہ۔

دیکھو قرآن کریم نہایت بے سرو سامانی کی حالت میں حضور پر آیا مگر تمام کفر و شرک پر غالب آگیا۔ عصا موسیٰ تمام جادوؤں کو ٹھل گیا۔ آخر غلبہ حق کو ہوتا ہے اور ہو گا۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ بیٹا باپ کی اور بیوی خاوند کی مملوک نہیں ہو سکتے کیونکہ رب نے فرمایا کہ آسمان و زمین کی تمام مخلوق میری ملک ہے پھر ان میں کوئی میرے زنا و فرزند کیسے ہو سکتے ہیں۔ ۶۔ یعنی قرب حضوری رکھنے والے فرشتے جنہیں ملائکہ اقرین کہتے ہیں۔ جن فرشتوں کے ذمہ دنیا کا انتظام ہے انہیں مہربات امر کہتے ہیں ۷۔ اللہ تعالیٰ بعض مقبول انسانوں کو بھی یہ طاقت و قوت دیتا ہے۔ وہ بشر صورت ملک سیرت رکھتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صوم وصال کے موقع پر کئی کئی دن کھانا پینا چھوڑے رہتے تھے مگر کوئی ضعف نہ ہوا تھا۔ حضرت بائید۔ سلامی رحمتہ اللہ نے تین سال پانی نہ پیا مگر کوئی اثر نہ ہوا۔ حضرت صدر الافاضل نے فرمایا ہے کہ ایک بار اعلیٰ حضرت نے چند روز تک کچھ نہ کھایا پیا۔ سولہا دن پہلا رمضان کا تھا تب افطار کیا اور آخر دم تک بہت معمولی غذا کھائی ۸۔ ان فرشتوں کے لئے تسبیح و تہلیل ایسی ہے جیسے ہمارے لئے سانس۔ جیسے ہم سانس لیتے ہوئے ہاتھ بھی کر لیتے ہیں ایسے ہی وہ فرشتے تسبیح و تہلیل کرتے ہوئے بھی مسلمانوں کے لئے دعائیں اور کفار پر لعنت کر لیتے ہیں۔ لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۹۔ اس لئے کہ اگر ایسے چند خدا مانے جائیں جیسے مشرکین مانتے ہیں تو یہ مجبور محض ہیں اور مجبور و بے خبری الوہیت سے عالم تباہ ہو جائے گا جیسے غافل بادشاہ کی سلطنت سے ملک برباد ہو جاتا ہے اور اگر حقیقی قدرت و علم والے چند الہ ہوں تو یا اگر وہ دونوں متفق ہو کر عالم کا کام چلائیں تو ایک مظلوم کے لئے دو مستقل مصلیٰ لازم آویں گی۔ یہ محال بالذات ہے اور اگر وہ دونوں مختلف ہوں تو اجتماع خدین بلکہ اجتماع نقیضین لازم آوے گا۔ یہ تمام چیزیں محال بالذات ہیں۔ (خزائن العرفان) ۱۰۔ یہاں پوچھنے سے مراد سرزنش اور حساب کا پوچھنا ہے یعنی کسی مخلوق کی جرأت نہیں کہ رب سے عتاب کی پوچھ گچھ کرے بلکہ رب تعالیٰ ان سے پوچھ گچھ کرے گا۔ رہا سوال یعنی ہیکہ مانگنا۔ اس میں معاملہ برعکس ہے کہ سب اس کے سوالی ہیں۔ رب فرماتا ہے رَبُّنَا مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ فرشتوں نے رب تعالیٰ سے السلام کی پیدائش کی حکمت پوچھی تھی۔ وہ سوال ہی اور تھا

التوب للناس ۱۵
۵۱۵
الانبیاء ۲۱

دَعُوهُمْ حَتَّىٰ جَعَلَهُمْ حَصِيدًا خَبِثِينَ ۱۵

یہاں تک کہ ہم نے انہیں کر دیا کاٹے ہوئے پھسے ہوئے ۱۵

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لِعَيْنِينَ ۱۶

اور ہم نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے عین بنانے کو

لَوْ اَرَدْنَا اَنْ نَّتَّخِذَ لَهُمْ اَلًا تَتَّخِذُوْهُ مِنْ دُونِ مَا كَانَ لَكُمْ ۱۷

اگر ہم کوئی بھلاوا اختیار کرنا چاہتے تو اپنے پاس سے اختیار کرتے کہ

اِنْ كُنَّا فَعٰلِينَ ۱۸ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَی الْبَاطِلِ ۱۹

اگر ہمیں کرنا ہوتا بلکہ ہم حق کو باطل پر پھینک دیتے ہیں

فَيَكْفُرُ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ۲۰ وَلَكُمْ اَلْوَيْلٌ مِّمَّا تَصِفُونَ ۲۱

تو وہ اسکا بھلا نکال دیتا ہے تو جیسا کہ وہ مٹ کر رہ جاتا ہے کہ اور تمہاری غزلی ہے ان

وَلَهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ عِنْدَهُ ۲۲

باتوں سے جو بناتے ہو اور اسی کے میں جتنے آسمانوں اور زمین میں ہیں اور اس کے

لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ ۲۳ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ۲۴

پاس والے اس کی عبادت سے متکبر نہیں کرتے نہ اور نہ پشیمانی

يَسْبَحُوْنَ الْبَيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ۲۵ اَمْ اَتَّخِذُوا ۲۶

رات دن اس کی پاکی بولتے ہیں اور سستی نہیں کرتے کہ انہوں نے

اِلَهَةً مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ يُبْشِرُوْنَ ۲۷ لَوْ كَانَ فِیْہَا ۲۸

زمین میں کچھ ایسے خدا بنالے ہیں کہ وہ کچھ پیدا کرتے ہیں اگر آسمان و زمین میں اللہ

اِلَهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۲۹ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ ۳۰

کے سوا اور خدا ہوتے تو وہ برباد ہوتا ہوتا کہ تو پاکی ہے اللہ رب العرش کے مالک کہ

عِبَادٌ يَّصِفُوْنَ ۳۱ لَا یَسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَهُمْ یَسْئَلُوْنَ ۳۲

ان باتوں سے جو بناتے ہیں اس سے نہیں پوچھا جاتا جو وہ کرے اور ان سے سوال ہو گا نہ

۱۔ دلیل عقلی یا نقلی۔ اس سے معلوم ہوا کہ جھوٹے سے دلیل مانگنا ذلیل کرنے کے لئے جائز ہے اور شک کی بنا پر دلیل مانگنا جرم ہے ۲۔ ساتھ والوں سے مراد حضور کی ساری امت ہے یعنی قرآن کریم میں میری امت کی نیکیوں اور گناہوں کی سزا اجزا کا ذکر ہے اور پچھلی امتوں کے حالات کا قرآن کریم نے بتایا کہ کسی امت میں شرک جائز نہ ہوا۔ لہذا یہ توحید کی دلیل نقلی ہے ۳۔ یہ کفار کے عوام کا حال ہے کہ بے شعوری اور بے علمی سے جن کا انکار کرتے ہیں۔ اور ان کے علماء جان بوجھ کر عناداً منکر ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ دینی امور سے بے علمی جرم ہے، ان کا سمجھنا فرض ہے ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر نبی پر وہی آئی تھی انبوت کے لئے وہی

أَمَّا تَخَذُوا مِنْ دُونِهِ الرِّهَةَ قُلْ هَآؤِاْ بَرِّهَانُكُمْ

کیا اللہ کے سوا اور خدا بنا رکھے ہیں تم فرماؤ اپنی دلیل لاؤ

هَذَا إِذْ كُرِمْنَ مَعِيَ وَذَكَرْ مَنْ قَبْلِي بَلْ أَكْثَرُهُمْ

یہ قرآن میرے ساتھ والوں کا ذکر ہے اور مجھ سے انگوں کا تذکرہ بلکہ ان میں اکثر حق

لَا يَعْلَمُونَ الْحَقَّ فَهُمْ مُعْرِضُونَ ﴿۱۷﴾ وَمَا أَرْسَلْنَا

کونیں جانتے تو وہ دو گروان ہیں ۱۷ اور ہم نے تم سے پہلے کوئی

مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا نُوْحِيَ إِلَيْهِ أَنَّهُ لَكَ إِلَهٌ

رسول نہ بھیجا مگر یہ کہ ہم اس کی طرف وحی فرماتے تھے کہ میرے سوا کوئی معبود

إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ ﴿۱۸﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَنُ وَلَدًا

نہیں تو بھی کو بیو جو وہ اور بولے رحمن نے بیٹا اختیار کیا

وَسُبْحَنَهُ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ ﴿۱۹﴾ لَا يَسْـَٔفُونَ بِالْقَوْلِ

پاک ہے وہ بلکہ بندے ہیں عزت والے لہ بات میں اس سے سبقت نہیں کرتے

وَهُمْ بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ ﴿۲۰﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا

اور وہ اسی کے حکم پر کار بند ہوتے ہیں وہ جانتا ہے جو اس کے آگے

خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنْ ارْتَضَىٰ وَهُمْ مِنْ

ہے اور جو ان کے پیچھے اور شفاعت نہیں کرتے مگر اس کیلئے جسے وہ پسند فرمائے

خَشِيَّتِهِ مُشْفِقُونَ ﴿۲۱﴾ وَمَنْ يَقُلْ مِنْهُمْ إِنِّي إِلَهٌ

اور وہ اس کے خوف سے ڈر رہے ہیں اور ان میں لہ جو کوئی کہے کہ میں اللہ کے سوا

مِنْ دُونِهِ فَذَلِكْ نَجْزِيهِ جَهَنَّمَ كَذَلِكَ نَجْزِي

مجبور ہوں تو اسے ہم جہنم کی جزا دیں گے ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں

الظَّالِمِينَ ﴿۲۲﴾ أَوَلَمْ يَرِ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمَوَاتِ

ستم گاروں کو کیا کافروں نے یہ خیال نہ کیا کہ آسمان

لازم و ضروری ہے۔ یہاں رسول سے مراد نبی ہیں۔ کبھی نبی و رسول میں فرق ہوتا ہے اور کبھی ایک دوسرے کے معنی میں آتے ہیں ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ سارے انبیاء عقائد میں متفق ہیں اعمال میں فرق ہے۔ کسی نبی کے دین میں شرک جائز نہیں ہوا لہذا مجھہ نظمیں شرک نہیں کیونکہ بعض انبیاء کے زمانے میں ہوا ہے ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کی تردید کے لئے بزرگوں کی توہین نہ کرو بلکہ اس طرح تردید کو کہ بزرگوں کی عظمت باقی رہے کفار نے فرشتوں یا بعض پیغمبروں کو خدا کی اولاد مان کر ان کی پوجا کی تو رب نے ان مجبوروں کو برانہ کہا بلکہ انہیں مکرم فرمایا۔ اس سے خوارج اور وہابیوں کو عبرت پکڑنی چاہیے۔ یہ آیت بنی خزاعہ کے متعلق نازل ہوئی جو فرشتوں کو رب تعالیٰ کی بیٹیاں مان کر پوجتے تھے ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ فرشتے معصوم ہیں۔ ان سے گناہ سرزد نہیں ہوتا۔ رب فرماتا ہے لَا يَنْفَعُونَ اللَّهَ شَيْئًا فَهُمْ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ مومن گنہگار سے بھی راضی ہے، ایمان کی بنا پر، کیونکہ شفاعت گنہگاروں کی بھی ہو گی۔ یہ بھی پتہ لگا کہ رب تعالیٰ کافر سے بالکل ناراض ہے اگر گنہگار مومن سے بالکل ناراض ہوتا تو انہیں يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا کے پیارے خطاب سے نہ پکارتا۔ ۹۔ یعنی فرشتے باوجود معصوم ہونے کے ہیبت الہی سے کانپتے ہیں۔ خیال رہے کہ خشیت عظمت کے خوف کو کہتے ہیں اور اشفاق رب کی بے نیازی کے خوف کو۔ رب سے ڈرنا رکن ایمان ہے جو انبیاء اولیاء فرشتے سب کو حاصل ہے بلکہ جتنا ایمان قوی اتنا ہی خوف زیادہ ۱۰۔ یعنی ان فرشتوں میں بغرض حال، جیسے رب فرماتا ہے، اگر خدا کے بیٹا ہو تو پہلے میں اسے پوجوں۔ بعض علماء نے فرمایا کہ یہ کہنے والا طیلس ہے۔ وہ درخت میں جائے گلاب چونکہ وہ فرشتوں میں رہتا تھا اس لئے منہم فرمایا گیا۔

اب اس طرح کہ بارش نہ ہوتی تھی۔ پھر بارش ہوئی۔ یا اس طرح کہ پہلے سب آسمان چنے ہوئے تھے پھر ان میں فاصلہ فرمایا پہلی صورت میں رؤیت سے مراد ہے آکھ سے دیکھنا۔ دوسری صورت میں دل سے دیکھنا یعنی غور کرنا ۲۔ معلوم ہوا کہ ہر حیوان پانی سے نہو ہے یا لطف سے پیدا ہوا۔ سب کی اصل پانی ہے۔ حتیٰ کہ زمین و آسمان بھی پانی سے بنے۔ آسمان پانی کی بھاپ ہے اور زمین پانی کی بھاگ۔ ۳۔ معلوم ہوا کہ زمین حرکت نہیں کرتی کیونکہ رب تعالیٰ نے پہاڑوں کو نگر فرمایا۔ نگر ڈال دینے پر جہاز جنبش نہیں کرتا۔ ایسے ہی زمین اب جنبش نہیں کرتی۔ ۴۔ جو نہ گرے نہ ٹکے، حالانکہ نہ کسی ستون پر قائم ہے نہ کسی چیز میں لٹکا ہوا ہے صرف قدرت الہی سے قائم ہے۔ ۵۔ یعنی کفار ان نشانوں میں غور نہیں کرتے معلوم ہوا کہ علم ریاضی اور علم الافلاک اعلیٰ علوم ہیں جبکہ ان کو معرفت الہی کا ذریعہ بنایا جاوے۔ صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ ایک ساعت کی فکر ہزار سال کے اس ذکر سے افضل ہے جو بغیر فکر کے ہو۔ ۶۔ تاکہ تم رات میں آرام اور دن میں کام کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ رات پہلے ہے اور دن بعد میں۔ یہ ہی اسلامی قانون ہے کہ غروب آفتاب سے تاریخ بدلتی ہے۔ محل بھی یہی چاہتی ہے کیونکہ تاریکی نور سے پہلے ہے۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ آسمان و زمین حرکت نہیں کرتے بلکہ مدار میں سب تارے ایسے تیر رہے ہیں جیسے پانی میں تیرنے والا۔ لہذا فلسفہ قدیم بھی جھوٹا اور نیا فلسفہ یعنی سائنس بھی کیوسا ہے۔ یہ بھی پتہ لگا کہ آسمان کا قوام پانی یا ہوا کی طرح رقیق و پتلا ہے جس میں تارے تیر رہے ہیں۔ ثوس اور سخت نہیں۔ لہذا روسی راکٹ آج آسمانوں میں داخل ہو گیا ہو تو اسلام کے خلاف نہیں بلکہ اس سے اس آیت کا ثبوت اور مصراحت کا اثبات ہو گا۔ ۸۔ حضور کے دشمن حضور کی وفات کا انتظار کرتے تھے اور خوش ہو کر کہتے تھے کہ ایک وقت وہ بھی آئے گا جب آپ کی وفات ہو جائے گی۔ اس پر یہ آیت اتری جس میں فرمایا گیا کہ کوئی موت سے دور نہیں جسے بالکل موت نہ آئے۔ خسرو عیسیٰ علیہ السلام بلکہ مردود البلیس کو بھی موت ضرور آئی ہے۔ اس سے عیسیٰ علیہ السلام کا وفات پا چکنا ثابت نہیں ہو تا جیساکہ قادیانیوں نے وہم کیا۔ غرضیکہ دراز عمر اور چیز ہے غلو کچھ اور۔ دنیا میں غلو کسی کے لئے نہیں ۹۔ عاشقوں کے لئے موت کا مزا لذیذ ہے اور غافلوں کے لئے سخت بد مزہ۔ موت ریل کی طرح کسی کو محبوب تک اور کسی کو جیل تک پہنچاتی ہے۔ ۱۰۔ کوئی خوشی سے اور کوئی ناخوش۔ ۱۱۔ شان نزول ۱۲۔ ابو جہل حضور کو دیکھ کر ہٹا کرتا تھا مذاق کے لئے آوازیں کستا تھا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

الانبیاء ۲۱

۵۷

المقرب للناس ۱۱

وَالْأَرْضُ كَانَتْ تَرْتَقًا فَفَتَقْنَاهَا وَجَعَلْنَا مِنَ

اور زمین بند تھی تو ہم نے انہیں کھولا اور ہم نے ہر جاندار

الْمَاءِ كُلِّ شَيْءٍ حَيٍّ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ ﴿۳۱﴾ وَجَعَلْنَا فِي

چیز پانی سے بنائی نہ تو کیا وہ ایمان نہ لائیں گے اور زمین میں ہم نے

الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيدَ بِكُمْ وَجَعَلْنَا فِيهَا

نگر والے تلے کہ انہیں لے کر نہ کاہنے اور ہم نے اس میں

فِجَاجًا سَبِيلًا لَعَلَّكُمْ يَهْتَدُونَ ﴿۳۲﴾ وَجَعَلْنَا السَّمَاءَ

کٹادہ راہیں رکھیں کہ کہیں وہ راہ پائیں اور ہم نے آسمان کو

سَقْفًا مَحْفُوظًا ۖ وَهُمْ عَنْ آيَاتِهِ مَعْزُومُونَ ﴿۳۳﴾

بچھت بنایا آسمان رکھی گئی نہ اور وہ اس کی نشانوں سے روگرداں ہیں نہ

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ الْبَلَّ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ

اور وہی ہے جس نے بنائے رات اور دن تلے اور سورج اور چاند

كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ﴿۳۴﴾ وَمَا جَعَلْنَا لِلشِّرْكِ مِنْ

ہر ایک ایک گھر سے میں تیر رہا ہے نہ اور ہم نے تم سے پہلے کسی آدمی کے لئے

قَبْلِكَ الْخَلْدَ أَفَإِنَّ مَتَّ فَهُمُ الْخَالِدُونَ ﴿۳۵﴾

دنیا میں ہمیشگی نہ بنائی نہ تو کیا اگر تم انھیں فرماؤ تو یہ ہمیشہ رہیں گے

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَنَبِّئُكُمْ بِالشَّرِّ وَ

ہر جان کو موت کا مزہ چھنا ہے نہ اور ہم تمہاری آزمائش کرتے ہیں برائی اور

الْخَيْرِ فِتْنَةً ۖ وَإِلَيْنَا تُرْجَعُونَ ﴿۳۶﴾ وَإِذَا رَأَوْا الَّذِينَ

بھلائی سے جانچنے کو اور ہماری ہی طرف نہیں لوٹ کر آنا ہے نہ اور جب سمندر

كَفَرُوا وَإِنْ يَتَخَذُوا نَكَالَ الْآهْزَاءِ هَٰذَا الَّذِي

ہمیں دیکھتے ہیں تو ہمیں نہیں ٹھیراتے مگر ٹھٹھا لہ کیا یہ ہیں وہ جو

منزل ۲

۱۔ یعنی نعوذ باللہ یہ ٹیڑی بہت معمولی حیثیت کے ہیں اور ہمارے بہت بہت شاندار یہ اتنے معمولی ہو کر ایسے شانداروں کو برا کہتے ہیں خدا اللہ ہی میں تو ہیں کے لئے ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کو معمولی حیثیت کا آدمی کہنا کفر ہے وہ حضرات عہدیت کے اعلیٰ درجہ پر ہوتے ہیں جس کے اوپر درجہ الوہیت ہی ہے ۲۔ یعنی جو آپ کو ہلکی نظر سے دیکھے وہ اللہ کا ذکر صحیح طور پر نہیں کر سکتا کیونکہ تم اللہ کی معرفت کا وسیلہ عظمیٰ ہو بلکہ تم خود ذکر اللہ ہو۔ اس لئے یہاں انہیں ذکر کا منکر قرار دیا گیا۔ ۳۔ خیال رہے کہ چند چیزوں میں جلدی اچھی ہے۔ گناہوں سے توبہ نماز کی ادائیگی۔ لڑکی کی شادی جب کفول جائے۔ میت کی تجویز و عقیقہ۔ یہ جلدی محبوب ہے دیگر

چیزوں میں جلد بازی بری ۴۔ یعنی اسلام کی حقانیت کفر کے بطلان پر کھلے دلائل قائم کئے جائیں گے اور اس کے روشن نشانات دکھائے جائیں گے جیسے کفرور مسلمانوں کا قوی کفار پر غالب آنا۔ دین بدن اسلام کا عروج کفر کا زوال۔ باوجودیکہ مسلمان بے سرو سامان ہیں کفار سازو سامان والے ۵۔ شان نزول :- تفران حارث کا کرتا تھا کہ جس عذاب سے آپ ہم کو ڈراتے ہیں وہ آتا کیوں نہیں۔ کب آئے گا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور سے جلدی کتنی رب سے جلدی کتنی ہے کہ تفرنے حضور سے ہی یہ کیا تھا اور رب فرماتا ہے مجھ سے جلدی نہ کرو۔ ۶۔ یہ اس جلدی کا بیان ہے لہذا یہ آیت پچھلی آیت کی تفسیر ہے ۷۔ یعنی کفار کو تبرا ہر طرف سے آگ گھیرے گی تو وہ کسی تدبیر سے آگ دفع نہ کر سکیں گے۔ گنہگار مومن کو آگ پہنچے گی بھی تو وہ بفضل تعالیٰ اس کے صدقات و خیرات کی برکت سے یا خوف خدا میں رونے کے آنسوؤں سے انشاء اللہ بچھ جاوے گی۔ نیز مومن کو آگ ہر طرف سے نہ پہنچے گی بلکہ اس کا دل، دماغ اور آثار بخود آگ سے محفوظ رہیں گے۔ ۸۔ معلوم ہوا کہ مدگار نہ ہونا کافروں کے لئے ہے۔ رب نے مومنوں کے لئے بہت مددگار بنائے ہیں فرماتا ہے **رَافَعُوا رُؤُوسَكُمْ لِلَّهِ وَقُولُوا آمَنُوا**۔ ۱۰۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دوزخ کی آگ کافروں کے چروں کو بھی جلادے گی لیکن گنہگار مومن کا چہرہ نہ جلائے گی۔ نشان سجدہ محفوظ رہے گا۔ مومن وہاں شکل انسانی میں ہو گا۔ کفار دوسری شکل میں ہوں گے۔ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ قیامت میں سب کے جو اس خراب نہ ہوں گے بعض کے جو اس ٹھکانے رہیں گے جیسے رب تعالیٰ کے خاص بندے۔ رب فرماتا ہے۔ **لَا يَجْزِيكَمُ اللَّهُ فَوْزًا أَكْثَرُ**۔ اور فرماتا ہے۔ **لَا تُخَفُّ عَلَيْهِمْ وَلَا تُمْسِكُ بِمِصْرَتِهِمْ**۔ ۱۰۔ لہذا اسے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان کیمینوں کی کیمین کی پر دل تنگ نہ ہوں۔ ۱۱۔ یعنی گزشتہ کفار انبیاء کرام کے عذاب کی خبروں پر مذاق اڑاتے تھے۔ اچانک ان پر وہ عذاب آ

يَذْكُرُ إِلَهُكُمْ وَهُمْ يَذْكُرُ الرَّحْمَنَ هُمْ كُفْرُونَ ۝۳۱

ہمارے خداؤں کو برا کہتے ہیں اور وہ رحمن ہی کی بات سے منکر ہیں کہ

خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَجَلٍ سَأَوْا يُكَمِّ إِلَهُي فَلَا

آدمی جلد باز بنایا گیا اب میں نہیں اپنی نشانیاں دکھاؤں گا کہ

تَسْتَعْجِلُونَ ۝۳۲ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَذَا الْوَعْدُ إِن

مجھے جلدی نہ کرو نہ اور کہتے ہیں کب ہوگا یہ وعدہ اگر تم

كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝۳۳ لَوْ يَعْلَمُ الَّذِينَ كَفَرُوا حِينٍ

پچھے ہو نہ کسی طرح جانتے کافر اس وقت کو

لَا يَكْفُونَ عَنْ وُجُوهِ النَّارِ وَلَا عَنْ ظُهُورِهِمْ

جب نہ روک سکیں گے اپنے منہوں سے آگ اور نہ اپنی پیٹھوں سے نہ

وَلَا هُمْ يَنْصَرُونَ ۝۳۴ بَلْ لَتَأْتِيَنَّهُم بَغْةٌ قَتِيلَةٌ ۝۳۵

اور نہ ان کی مدد ہووے بلکہ وہ ان پر اچانک آہڑے گی تو انہیں بے حواس کر

فَلَا يَسْتَطِيعُونَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ ۝۳۶ وَلَقَدْ

دے گی کٹ پھردے اسے پھیر سکیں گے اور نہ انہیں ہمت دی جائے گی اور بیشک

اسْتَهْزِئْ بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِينَ

تم سے اگلے رسولوں کے ساتھ تمھارا کیا کیا تمھاری کسرتے والوں کا

سَخَّرُوا مِنْهُمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝۳۷ قُلْ مَن

ٹھکانا انہیں کو لئے بیٹھا لے تم فرماؤ شبانہ

يَكْفُرُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمَنِ بَلْ هُمْ

روز کو نہ تمھاری تمھاری کرتا ہے رحمن سے بلکہ وہ اپنے رب

عَن ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُونَ ۝۳۸ أَمْ لَهُمُ إِلَهَةٌ تَنْعَمُ

کی یاد سے منہ پھیرے ہیں کہ کیا ان کے کچھ خدا ہیں جو ان کو ہم سے

جانتے تھے۔ یہی حال، ان مذاق اڑانے والوں کا ہو گا ۱۲۔ اللہ کے سوا یعنی رات دن ہم ہی تمھاری حفاظت کرتے ہیں اور عذاب سے بچائے رکھتے ہیں ۱۳۔ مومن کو چاہیے کہ اللہ کے ذکر سے اپنی زبان تر رکھے۔ جو کوئی رات کو سوتے وقت آیت انگری پڑھ لیا کرے تو اس کا سارا گھر چوری ہو گا۔ آیت انسانی سے محفوظ رہے۔ نیز اللہ کے ذکر کی تری دوزخ کی آگ سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے گی۔

۱۔ تو اپنے بچاریوں کو کیا پچائیں گے۔ لہذا ان کی پوجا مفید نہیں مضر ہے۔ ۲۔ جیسے مسلمانوں کی مدد اور یاری ہوتی ہے اور ہوگی۔ ۳۔ معلوم ہوا کہ لمبی عمر اور زیادتی مال زیادہ آرام عذاب الہی ہے اگر گناہوں میں صرف ہو۔ اور رحمت الہی ہے اگر نیکیوں میں صرف ہو۔ شیطان کی لمبی عمر اس کے لئے زیادہ عذاب کا باعث ہے اور نوح علیہ السلام کی دراز عمر شریف عین رحمت پروردگار ہے۔ ۴۔ اس طرح کہ کفار کے ملک پر مسلمان قابض ہوتے جا رہے ہیں۔ مسلمانوں کی سرحدیں لمبی اور کفار کی سرحدیں چھوٹی ہوتی جا رہی ہیں۔ اس سے ہجرت پکڑیں یہ آیت مدنیہ ہے کیونکہ ہجرت سے پہلے تو مسلمانوں نے فتوحات کی ہی نہیں تھیں۔ ۵۔ جن میں غلطی کا احتمال نہیں اپنے انداز سے اور قیاس سے نہیں ڈرانا۔

جس میں غلطی کا امکان ہو ۶۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ پیغمبر پر احکام شاریہ لازم ہیں۔ دل میں اتارنا لازم نہیں۔ یہ رب کا کام ہے۔ دوسرے یہ کہ جو وعظ سے نفع حاصل نہ کرے وہ ہر اے، اندھا ہے، مردہ ہے۔ اگرچہ بظاہر اس میں سب قوتیں موجود ہوں۔ ۷۔ معلوم ہوا کہ کافر بہت بے صبر ہوتا ہے۔ باتیں زیادہ کرتا ہے، وقت پر گھبرا بھی جلدی جاتا ہے۔ ۸۔ یہ ترازو ان کے لئے ہوگی جن کے گناہ اور نیکیاں دونوں ہوں۔ کفار کے لئے وزن نہیں کہ ان کے پاس نیکیاں نہیں۔ رب فرماتا ہے فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ لِّهَافِئَتِ يَوْمِ الْآخِرَةِ ذُرًّا وَرِثًا اور خاص نیکو کاروں کے لئے بھی وزن نہیں کہ ان کے پاس گناہ نہیں۔ رب فرماتا ہے يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَبِغَيْرِ حِسَابٍ یا ترازو تو سب کے لئے ہو گا مگر نیک اعمال کا وزن اخلاص سے ہو گا۔ ۹۔ یعنی قیامت کے دن ہم وزن اعمال کے لئے میزان قائم کریں گے جس میں ہر نیک و بد اعمال تولے جائیں گے یا خود اعمال ہی مختلف شکلوں میں نمودار ہوں گے اور ان کا وزن ہو گا۔ یا نامہ اعمال تولے جائیں گے میزان قیامت حق ہے اس کا انکار گمراہی ہے ۱۰۔ اگرچہ حساب و کتاب قیامت میں فرشتے لیں گے مگر ہماری مجبوری کی وجہ سے نہیں بلکہ قانون کے لحاظ سے۔ رب فرماتا ہے۔ وَكَمْ يَكُنْ لَكُمْ دَوَائِقُنَ الَّذِيْنَ اَلَّا تَوْرَتِ شَرِيفِ موسیٰ علیہ السلام کو تو بلا واسطہ دی گئی اور حضرت ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام کے واسطہ سے لہذا آیات میں تعارض نہیں۔

مَنْ دُونَنَا لَا يَسْتَكْبِرُونَ نَصْرًا لِّنَا وَلَهُمْ

بجائے ہیں وہ اپنی ہی جانوں کو نہیں بچا سکتے کہ اور ہماری

مِنَّا يَصْحَبُونَ ﴿۳۷﴾ بَلْ مَتَّعْنَاهُمْ أَزْوَاجًا هُم

طرف سے انکی یاری ہوتے بلکہ ہم نے ان کو اور ان کے باپ دادا کو برتا دیا

حَتَّى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ أَفَلَا يَرَوْنَ أَنَّا نَأْتِي

یہاں تک کہ زندگی ان پر دلاز ہوئی بلکہ تو کیا نہیں دیکھتے کہ ہم زمین کو

الْأَرْضُ نَنْقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا أَفَمُ الْغَالِبُونَ ﴿۳۸﴾

اس کے کناروں سے گھٹاتے آرہے ہیں تو کیا یہ غالب ہوں گے

قُلْ إِنَّمَا أُنذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَاءَ

تم فرماؤ کہ میں تم کو صرف وحی سے ڈراتا ہوں نہ اور ہرے بکارتا نہیں سنتے

إِذَا مَا يَنْذُرُونَ ﴿۳۹﴾ وَلَئِنْ مَسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ

جب ڈرائے جائیں ت اور اگر انہیں ہمارے رب کے عذاب کی

عَذَابٍ سَبَّأَتْ لِكَيْفَ هُمْ لَوْ يَلْبِغُونَ إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ ﴿۴۰﴾

ہوا پھر جائے تو ضرور کہیں گے ہائے خرابی ہماری بے شک ہم ظالم تھے

وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَمَةِ فَلَا تَظْلُمُ

اور ہم مدول کی ترازو میں رکھیں گے قیامت کے دن نہ تو کسی جان پر کچھ

نَفْسٌ شَيْئًا وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ

ظلم نہ ہو گا اور اگر کوئی چیز رانی کے دانہ کے برابر ہو تو ہم اسے

أَتَيْنَاهَا وَكَفَىٰ بِنَا حُسْبِينَ ﴿۴۱﴾ وَلَقَدْ أَتَيْنَا

لے آئیں گے اور ہم کافی ہیں حساب کو نہ اور بیشک ہم نے

مُوسَىٰ وَهَارُونَ الْفَرَاقَانَ وَضِيَاءَ وَذَكَرْنَا

موسیٰ اور ہارون کو فیصلہ دیا اور اجالا اور ہر نیکو کاروں

موسیٰ اور ہارون کو فیصلہ دیا اور اجالا اور ہر نیکو کاروں

أقرب الناس

منزل ۴

مراد نہیں کیونکہ خود مدعی گواہ نہیں ہو سکتا آپ اس وقت توحید کے مدعی تھے۔

اب معلوم ہوا کہ پیغمبر کے دل میں کسی کا خوف نہیں ہوتا۔ وہ دہسنے کے لئے پیدا نہیں ہوتے۔ اگر مرزا قادیانی نبی ہوتا تو پھانوں کے خوف سے حج جیسے فریضہ سے محروم نہ رہتا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ لفظ کید بھی اچھے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ یعنی خفیہ تدبیر یہ بھی معلوم ہوا کہ پیغمبر بھی تفسیر نہیں کرتے۔ تفسیر تو انہیں کا کام ہے۔ رب فرماتا ہے: **وَقَدْ فَتَنَّا آتِيَّ الْفِتْنَةِ لِنَرِيَ اَتِيَهَا بِرَبِّهَا**۔ اس قوم کا سالانہ میلہ لگتا تھا۔ اس دن وہ سارا دن جنگل میں رہتے۔ رنگ رلیاں کرتے تھے۔ شام کو جب واپس آتے تو پہلے مندر میں جا کر بتوں کو پوچھتے، پھر اپنے گھروں کو جاتے، اتفاقاً اس مناظرہ کے دوسرے دن میلہ تھا۔ وہ بولے کہ اچھا آپ کل چل کر ہمارا میلہ دیکھ لیں۔

پھر کچھ گفتگو کریں۔ دوسرے دن آپ تو معذرت فرما کر شہر میں رہ گئے اور وہ سب لوگ باہر چلے گئے۔ آپ نے ان کے پیچھے مندر کے سارے بت توڑ دیے اور بسولہ بڑے بت کے کندھے پر رکھ دیا۔ اس بڑے بت سے یا ابراہیم سے۔ ۳۔ یہ خبر نمود اور اس کے دہراہوں کو پہنچی تو وہ لوگ ۵۰ کہ ان لوگوں نے بتوں کو توڑتے دیکھا یا بتوں کو برا کہتے سنا۔ معلوم ہوا کہ نمود جیسا ظالم و جابر بادشاہ بھی گواہی شہادی کے بعد مقدمہ کے فیصلے کرتا تھا۔ آج جو حکام یک طرفہ بیان لے کر پیغمبر گواہی شہادی کے فیصلہ کر دیتے ہیں وہ اس سے سبق لیں۔ مدعی مدعا علیہ کے بیان لئے بغیر فیصلہ نہ ہونا چاہیے۔ ۶۔ کبیر ہم سے مراد رب تعالیٰ ہے کیونکہ وہ رب تعالیٰ کو بڑا معبود اور بتوں کو چھوٹا معبود کہتے تھے۔ چونکہ ابراہیم علیہ السلام کا کام گویا رب کا کام تھا۔ لہذا اپنے اس فعل کو رب کی طرف نسبت فرمایا۔ یا وہ مطلب ہے جو ترجمہ قدس سرہ نے فرمایا کہ یہ کلام استہزاء تھا کہ اس بڑے بت نے کیا ہو گا۔ جملہ کھید اور استہزاء میں کذب اور جھوٹ نہیں ہوتا۔ یہ جملہ انشائیہ ہوتا ہے۔ رب کافروں سے فرمائے گا: **ذُنُوبُكُمْ اَنْتُمْ**۔ **الْفِرْيَانُ اَنْتُمْ**۔ ہر حال آپ نے جھوٹ نہ بولا۔ ۷۔ کہ ایسی بے جان اور مجبور چیزوں کی پوجا کرتے تھے۔ ابراہیم علیہ السلام حق پر ہیں مگر اتنا سوچ لینا ایمان کے لئے کافی نہیں جب تک اقرار و اعتراف بھی نہ ہو اس لئے وہ مشرک ہی رہے ۸۔ شیطان نے یا نفس امارہ نے انہیں پھر اوندھے کفر کی طرف لوٹایا مگر چونکہ ان کا پہلا سوچنا ایمان نہ تھا اس لئے اس لوٹنے کو ارتداد نہ قرار دیا گیا۔ ۹۔ یعنی ان کی عبادت نفع نہیں دیتی۔ اور انہیں توڑنا پھوڑنا نقصان نہیں دیتا۔ دیکھ لو میں نے توڑ دیا۔ مجھ سے یہ کچھ نہ بولے۔ ورنہ پتھر سے نفع بھی ہے، اور نقصان بھی۔ اس سے عمارت بنتی ہیں۔ کسی کو مارو تو سر پھٹ جاتا ہے۔

اَلْقُرْبَانِ ۱۰	۵۲۱	الانجیل ۲۱
بَعْدَ اَنْ تَوَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ۝۱۰ فَجَعَلَهُمْ جَذَآءَ الْاٰمِرِ ۝۱۱		
بعد اس کے کہ تم پھر جاؤ پیچھے دسے کرہلے تو ان سب کو جو راگردیا تہ گرا یک کو جو		
كَيْبَرًا ۝۱۲ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ ۝۱۳ قَالُوا مَنْ		
ان سب کا بڑا تھا کہ شاید وہ اس سے کچھ پوچھیں گے۔ بولے کس نے		
فَعَلَ هٰذَا بِالْفِتْنٰۤى اِنَّهٗ لَمِنَ الظَّٰلِمِيْنَ ۝۱۴ قَالُوا		
ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ کام کیا بیشک وہ ظالم ہے ان میں کے		
سَمِعْنَا قَتْلَیْہِمْ یَقَالُ لَہٗ اِبْرٰہِیْمُ ۝۱۵ قَالُوا		
کچھ بولے ہم نے ایک جوان کو انہیں برا کہتے سنا ہے ابراہیم کہتے ہیں کہ بولے		
قَاتُوْا بِہٖ عَلٰی اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّہُمْ یَسْتَدُوْنَ ۝۱۶		
تو اسے لوگوں کے سامنے لاؤ شاید وہ گواہی دیں گے		
قَالُوْۤا اَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِالْفِتْنٰۤی اِبْرٰہِیْمُ ۝۱۷		
بولے کیا تم نے ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ کام کیا اے ابراہیم		
قَالَ بَلْ فَعَلَہٗ کَیْبَرُہُمْ هٰذَا فَاَسْأَلُوْہُمْ اَنْ		
فرمایا بلکہ ان کے اس بڑے نے کیا ہو گا کہ تو ان سے پوچھو		
کَا تُوْا یَطْفُوْنَ ۝۱۸ فَرَجَعُوْۤا اِلَی الْفُسْیْمِ فَقَالُوْۤا اِنَّکُمْ		
اگر بولتے ہوں تو اپنے جی کی طرف پلٹے اور بولے بے شک		
اَنْتُمْ الظَّٰلِمُوْنَ ۝۱۹ ثُمَّ نَسُوْۤا عَلٰی رُءُوسِہُمْ		
نہیں سم گار ہو گئے پھر اپنے سروں کے بل اوندھائے گئے گئے		
لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هَآؤُلَآءِ یَطْفُوْنَ ۝۲۰ قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ		
کہ تمہیں خوب معلوم ہے یہ بولتے نہیں کہا تو کیا اللہ کے سوا ایسے		
مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَنْفَعُکُمْ شَیْئًا وَلَا یَضُرُّکُمْ ۝۲۱		
کو بولتے ہو جو نہ تمہیں نفع دے اور نہ نقصان پہنچائے		
مَزْلُ ۳		

قَتْرِبُ لِلنَّاسِ ۝

اور اس کے لئے جانتی ہو سکتے

۱۔ یعنی لڑکوں سے بد فعلی۔ یہ مدوم اور آس پاس کے رہنے والے لوگ تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کو عبادات کے مکلف نہیں مگر درستی معاملات کے مکلف ہیں۔ ۲۔ یعنی ان کی ایک بیوی کو اور مومن بچوں کو۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیوی اہل میں داخل ہے۔ ۳۔ یعنی کافر قوم سے یا پانی کے طوفان سے، معلوم ہوا کہ کافروں کی ہلاکت اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے جس پر خوش ہونا چاہیے۔ ۴۔ اولاد نوح علیہ السلام کو بھڑے دے کر پھر اس قوم کو عرق کر کے، اس دوسری خبر کا ذکر آگے ہے۔ ۵۔ اس طرح کہ روئے زمین میں کوئی کافر نہ بچا۔ یہ آپ کی اس دعا کا اثر تھا۔ لَا تَذَرْنِي يَا رَبِّ مِنْ الْكَافِرِينَ دُخَانًا ۶۔ داؤد علیہ السلام اس وقت تخت سلطنت پر جلوہ گر تھے۔ نبی تھے اور حضرت سلیمان کس تھے۔ عمر شریف

الکرب العظیم
۵۴۳
الاکتب

الْخَبِيثَاتُ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمَ سَوْءٍ فَسَقِينَ ۝۱۰ وَ
 كَانُوا كَرِهُوا قَوْلَ رَبِّهِمْ لَعَنَتْهُمْ لَعْنَةً وَأَصْرَهُمْ مِّنَ
 الْكُوفِرِينَ ۝۱۱ وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۱۲
 وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۱۳ وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۱۴
 وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۱۵ وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۱۶
 وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۱۷ وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۱۸
 وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۱۹ وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۲۰
 وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۲۱ وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۲۲
 وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۲۳ وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۲۴
 وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۲۵ وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۲۶
 وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۲۷ وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۲۸
 وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۲۹ وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۳۰
 وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۳۱ وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۳۲
 وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۳۳ وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۳۴
 وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۳۵ وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۳۶
 وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۳۷ وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۳۸
 وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۳۹ وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۴۰
 وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۴۱ وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۴۲
 وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۴۳ وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۴۴
 وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۴۵ وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۴۶
 وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۴۷ وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۴۸
 وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۴۹ وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۵۰
 وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۵۱ وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۵۲
 وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۵۳ وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۵۴
 وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۵۵ وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۵۶
 وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۵۷ وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۵۸
 وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۵۹ وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۶۰
 وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۶۱ وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۶۲
 وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۶۳ وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۶۴
 وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۶۵ وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۶۶
 وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۶۷ وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۶۸
 وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۶۹ وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۷۰
 وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۷۱ وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۷۲
 وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۷۳ وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۷۴
 وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۷۵ وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۷۶
 وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۷۷ وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۷۸
 وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۷۹ وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۸۰
 وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۸۱ وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۸۲
 وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۸۳ وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۸۴
 وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۸۵ وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۸۶
 وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۸۷ وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۸۸
 وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۸۹ وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۹۰
 وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۹۱ وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۹۲
 وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۹۳ وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۹۴
 وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۹۵ وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۹۶
 وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۹۷ وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۹۸
 وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۹۹ وَكَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۱۰۰

فصل ۵۴۳
 ۱۔ یعنی لڑکوں سے بد فعلی۔ یہ مدوم اور آس پاس کے رہنے والے لوگ تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کو عبادات کے مکلف نہیں مگر درستی معاملات کے مکلف ہیں۔ ۲۔ یعنی ان کی ایک بیوی کو اور مومن بچوں کو۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیوی اہل میں داخل ہے۔ ۳۔ یعنی کافر قوم سے یا پانی کے طوفان سے، معلوم ہوا کہ کافروں کی ہلاکت اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے جس پر خوش ہونا چاہیے۔ ۴۔ اولاد نوح علیہ السلام کو بھڑے دے کر پھر اس قوم کو عرق کر کے، اس دوسری خبر کا ذکر آگے ہے۔ ۵۔ اس طرح کہ روئے زمین میں کوئی کافر نہ بچا۔ یہ آپ کی اس دعا کا اثر تھا۔ لَا تَذَرْنِي يَا رَبِّ مِنْ الْكَافِرِينَ دُخَانًا ۶۔ داؤد علیہ السلام اس وقت تخت سلطنت پر جلوہ گر تھے۔ نبی تھے اور حضرت سلیمان کس تھے۔ عمر شریف

دردہ حمزہ بحر اللہ کی تسبیح کرتے ہی رہتے ہیں ۱۰۔ یعنی زہرہ جانا۔ اس طرح کہ لوبا آپ کے ہاتھ شریف میں نرم ہو جاتا تھا۔ آپ جدھر چاہتے موڑ لیتے۔ اس سے آپ نے زہرہ بنائیں جو جنگوں میں کام آتی ہیں۔

۱۔ اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ کا کہ تمہیں اس نے حضرت داؤد کے ذریعہ ذرہ بخشی۔ یا اے داؤد کی امت کہ اس نے تمہارے پیغمبر کو یہ نعمت بخشی۔ خیال رہے کہ داؤد علیہ السلام ذرہ بنا کر فروخت فرماتے تھے۔ اس پر آپ کا گزاردہ تھا۔ بیت المال سے کبھی کبھ نہ لیا (روح) آپ ہی ذرہ کے موجد ہیں۔ ۲۔ اس سے دو مکے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضرت سلیمان کی سلطنت عام تھی۔ آپ جنت اور ہوا، بنی حاکم تھے۔ دوسرے یہ کہ یہ کتنا شرک نہیں کہ فلاں کے حکم سے یہ کام ہوتا ہے۔ دیکھو رب نے فرمایا کہ حضرت سلیمان کے حکم سے ہوا چلتی تھی۔ لہذا یہ کہا جاسکتا ہے کہ حضور کے حکم سے بارشیں ہوتیں

الانبیاء

۵۲۱

اقتوب للانس

بِأَسْكُمُ فَهَلْ أَنْتُمْ شَاكِرُونَ ۝ وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحُ

سے بچائے تو کیا تم شکر کرو گے ۱۔ اور سلیمان پہلے پتھر ہوا

عَاصِفَةٌ تَجْرِي بِأَمْرِهِ إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَرَكْنَا

کر دی کہ اس کے حکم سے چلتی ہے اس زمین کی طرف جس میں ہم سے برکت

فِيهَا وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمِينَ ۝ وَمِنَ الشَّيَاطِينِ

رخی تہ اور ہم کو ہر چیز معلوم ہے ۲۔ اور شیطانوں میں سے

مَنْ يَفْعَلُونَ لَهُ وَيَعْمَلُونَ عَمَلًا دُونَ ذَلِكَ

وہ جو اس کے لئے غلط کھاتے تہ اور اس کے سوا اور کام کرتے تہ

وَكَنَّا لَهُمْ حَافِظِينَ ۝ وَيَا أَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي

اور ہم انہیں روکے ہوئے تھے تہ اور ایوب کو یاد کرو ۳۔ جب اس نے اپنے رب کو

مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّحِيمِينَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا

پکارا کہ مجھے تکلیف پہنچی اور تو سب مہروالوں سے بڑھ کر مہروال ہے تہ تو ہم نے سنی

لَهُ فَكَشَفْنَا مَا بِهِ مِنْ ضُرٍّ وَآتَيْنَاهُ أَهْلَهُ وَ

دعاسن لی تو ہم نے دور کر دی جو تکلیف اسے تھی اور ہم نے اسے اس کے گھرانے

مِثْلَهُمْ مَعَهُمْ رَاحَةً ۝ مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرًا

اور ان کے ساتھ ایسے ہی اور عطا کئے تہ اپنے پاس سے رحمت فرما کر اور ہندگی

لِّلْعَبِيدِ ۝ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِدْرِيسَ وَذَا الْكِفْلِ

والوں کے لئے نصبت اور اسماعیل اور ادريس تہ اور ذوالکفل کو یاد کرو ۴۔

كُلٌّ مِّنَ الصَّابِرِينَ ۝ وَأَدْخَلْنَاهُمْ فِي رَحْمَتِنَا ۝

وہ سب صبر والے تھے تہ اور انہیں ہم نے اپنی رحمت میں داخل کیا

إِنَّهُمْ مِّنَ الصَّالِحِينَ ۝ وَذَا النُّونِ إِذْ ذَهَبَ

بیٹھک وہ جمائے قرب خاص کے سزاواروں میں تہ اور ذوالنون کو یاد کرو ۵۔ جب

منزل

وغیرہ۔ یہ حکم عطا فرمادی سے ہے ۳۔ کہ آپ اپنے باپہ تخت سے صبح و شام ہوا میں اڑتے ہوئے ایک ایک ماہ کی مسافت پر سیر فرما آتے تھے۔ یہاں زمین سے مراد زمین شام ہے ۴۔ موقت وغیرہ نکالنے کے لئے ۵۔ عارتیں بنانا بیب و غریب مصنوعات تیار کرنا ۶۔ کہ آپ کے حکم سے سرکشی نہ کر سکتے تھے اور اپنا کیا ہوا کام بگاڑتے نہ تھے جیسا کہ ان کا دستور ہے۔ یہ عموم سلطنت آپ کا مجوزہ تھا۔ ۷۔ ایوب علیہ السلام، اسحاق علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ آپ قرآن یعنی وحی کی ایک ہستی کے نبی تھے آپ کی سات بیویاں اور سات لڑکے اور بیٹا باجور تھے اور مال تھے خود بہت حسین و جمیل تھے رب نے آپ کا امتحان لیا کہ تمام اولاد فوت ہو گئی۔ مکانات گر گئے۔ جانور ہلاک ہو گئے کھیتیاں برباد ہو گئیں۔ خود بیمار ہو گئے۔ تمام جسم شریف میں آبلے پڑ گئے اور سارا جسم شریف زخموں سے بھر گیا۔ آپ کی بیوی کے سوا سب نے آپ کو چھوڑ دیا۔ سات برس تک یہ آزمائش رہی۔ پھر آپ نے یہ دعا فرمائی۔ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ اپنی حاجت پیش کرنی بھی دعا ہے، اور رب کی حمد و ثناء بھی دعا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ دعا کے وقت رب کی حمد ضرور کرنی چاہیے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ دعا میں رب کی ایسی حمد کرنی چاہیے۔ جو دعا کے موافق ہو۔ یہ نہ کہے کہ ابے قہار مجھ پر رحم فرما۔ یا اے ارحم الراحمین کفار کو غارت کر، بلکہ مطابق دعا اسے اعلیٰ ناموں سے یاد کرے۔ ۹۔ اس طرح کہ آپ کے پاؤں کی رگڑ سے غیبی چشمہ پیدا ہوا۔ اس کا پانی پینے اور نہانے سے اندرونی بیرونی بیماریاں دفع ہوئیں اور آپ کی فوت شدہ اولاد زندہ کی گئی۔ بیوی کو دوبارہ جوانی بخشی گئی۔ ۱۰۔ حضرت ادريس کا نام شریف اخلاق ابن بردا بن ملائیل ہے آپ نوح علیہ السلام سے پہلے ہوئے ہیں۔ آپ جنت میں زندہ پہنچائے گئے۔ رب فرماتا ہے۔ وَرَفَعْنَا يَدَنَا حَبِطَ ۝ اللہ کی عبادت، قوم کی تکلیف، قدرتی بلاؤں پر صابر تھے۔ ۱۱۔ آپ کا نام یونس ابن متى سے لقب ذوالنون یعنی مچھلی والے نبی۔ کیونکہ آپ ایک مدت تک مچھلی کے پیٹ میں رہے۔ آپ موصِل کے علاقہ غنواے ہستی کے نبی تھے۔

اب غیوائے والوں سے ناراض ہو کر، کیونکہ انہوں نے آپ کی نصیحت پر عمل نہ کیا۔ ایمان نہ لائے۔ یعنی غلبہ نہ فرمائیں گے۔ یہ آپ سے خطا امتدادی ہوئی۔ کہ آپ نے رب کے حکم کا انتظار نہ فرمایا اور غیوائے بستی سے روانہ ہو گئے۔ مگر روم میں پہنچے کشتی میں سوار ہوئے بیچ سمندر میں پہنچ کر کشتی ٹھہر گئی۔ ملاحوں نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ اس کشتی میں کوئی بندہ اپنے مولیٰ سے بھاگا ہوا ہے۔ قرعہ ڈالا۔ آپ کا نام نکلا۔ آپ نے فرمایا واقعی میں ہی ہوں۔ اور خود سمندر میں چھلانگ لگا دی۔ مچھلی آپ کو گل گئی ۳۰ رات کی، دریا کی، مچھلی کے پیٹ کی اندھیراں ۳۰ اگر یہ لفظ نبی کے لئے کوئی دوسرا بولے تو کافر ہو گا۔ ان کا اپنے متعلق یہ عرض کرنا

کمال ہے۔ یہاں ظلم کے معنی خلاف اولیٰ کا کام سرزد ہو جاتا ہے۔ کیونکہ حضرت یونس علیہ السلام نے کسی حکم الہی کی خلاف ورزی نہ کی تھی۔ اس آیت میں یہ تاثر ہے کہ اس کے ورد سے اڑی مشکلات آسان ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ پیغمبر کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ اثر رکھتے ہیں ۵۔ کہ چالیس دن کے بعد مچھلی نے آپ کو دریا کے کنارے پر ڈالا۔ اس مچھلی کا پیٹ عرش اعظم سے افضل ہے کیونکہ پیغمبر کا مسکن رہا۔ اس دعا کی برکت سے آپ کو مچھلی کے پیٹ میں روشنی اور ہوا ملی۔ ۶۔ اس سے اشارۃً ”معلوم ہوا کہ جو اس دعا کا ورد کرے مصیبت کے وقت تو اسے نجات نصیب ہو گی۔ ۷۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ دین کی خدمت کے لئے بیٹے کی دعا اور فرزند کی تمنا کرنی سنت نبی ہے۔ دوسرے یہ کہ جیسی دعا مانگے، اسی قسم کے نام سے رب کو یاد کرے۔ چونکہ ان کا فرزند ان کے کمال کا وارث ہونا تھا، لہذا رب کو وارث کی صفت سے یاد فرمایا ۸۔ اس طرح کہ وہ بانجھ تھیں انہیں قابل اولاد بنا دیا۔ نہ اس طرح کہ بوڑھی کو جوانی بخشی۔ کیونکہ رب نے پہلے ہی وحی بھیجی تھی۔ قد کذبت تمہارے بچہ ایسے ہی بوجھانے کی حالت میں ہو گا ۹۔ اس سے پتہ لگا کہ جو مقبول الدعاء ہونا چاہے وہ یہ تین کام کرے نیکیوں میں دیر نہ لگائے، ہر وقت رب سے دعائیں مانگے اور رب کے حضور عاجزی اور انکساری کرے۔ ۱۰۔ یعنی بی بی مریم جو ہمیشہ کنواری رہیں اور نہایت پاکدامن۔ معلوم ہوا کہ عورت کے لئے پاکدامنی بہترین وصف ہے ۱۱۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ فیض دینے کے لئے پھونک مارنا سنت ملائکہ ہے، دوسرے یہ کہ صالح بندے کے کام رب کی طرف منسوب ہو سکتے ہیں۔ رب تعالیٰ پھونک اور سانس سے پاک ہے۔ حضرت جبریل نے پھونک ماری تھی مگر رب نے فرمایا کہ ہم نے پھونک ماری۔ اسی طرح فتانی اللہ بندہ رب کے کاموں کو اپنی طرف نسبت کر سکتا ہے۔ حضرت جبریل نے فرمایا۔ يٰذَاكَ عَلَّمَكَ رَبِّي ۱۲۔ عیسیٰ علیہ السلام کا پیغمبر پیدا ہونا اور کنواری مریم سے بچہ ہونا یہ دونوں رب کی نشانیاں ہیں۔ ۱۳۔ یعنی سارے نبیوں کا دین اسلام ہے۔ عقائد میں سب متفق ہیں۔

مُغَاضِبًا فَظَنَّ أَنْ لَنْ نَقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادَىٰ

مُغَضِبٌ میں بھرا، تو گمان کیا کہ ہم اس پر تھوڑے نہ کریں گے نہ تو انہیں۔ یوں

فِي الظُّلُمَاتِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي

میں بھرا نہ کوئی مہور نہیں سوا تیرے ہاکی ہے تجھ کو بے شک

كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَبَجَيْنَاهُ

تجھ سے بے جا ہوا کہ تو ہم نے اس کی بھاری سن لی اور اسے غم سے

مِنَ الْغَمِّ وَكَذَلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِينَ ۝ وَذَكَرَ يَا

نجات بخشی نہ اور ایسی ہی نجات دہں گے مسلمانوں کو نہ اور ذکر کیا کہ

إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَأَنْتَ خَيْرُ

جب اس نے اپنے رب کو بھرا اے میرے رب مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تو سب سے بہتر

الْوَارِثِينَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَوَهَبْنَا لَهُ يَحْيَىٰ

وارث ہے ش تو ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اسے بھیجی دعا فرمایا

وَأَصْلَحْنَا لَهُ زَوْجَهُ إِنَّهُمْ كَانُوا يُسْـَٔرُونَ فِي

اور اس کے لئے اس کی بی بی کنواری ش بچک وہ بچے کاموں میں جلدی

الْخَبَرَاتِ وَيَدْعُونَنَا رِعْبًا وَرَهْبًا ۖ وَكَانُوا لَنَا

کرتے تھے اور ہمیں بھارتے تھے امید اور خوف سے اور ہمارے حضور

خُشِعِينَ ۝ وَالَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا

گو گھڑاتے تھے نہ اور اس عورت کو جس نے اپنی پارسائی نگاہ رکھی نہ تو ہم نے اس میں

فِيهَا مِنْ رُّوحِنَا وَجَعَلْنَاهَا وَابِنَهَا آيَةً

اپنی روح بھونکی لاہ اور اس کے بیٹے کو سارے جہان کے لئے

لِلْعَالَمِينَ ۝ إِنَّ هَذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً

نشان بنایا کہ بے شک تمہارا یہ دین ایک ہی دین ہے کہ

۱۔ یعنی جو دین بذریعہ انبیاء بھیجا گیا وہ پاک ہے اور لائق قبول ہے اسے اختیار کرو۔ پھر میری عبادت کرو۔ کیونکہ عقائد اعمال پر مقدم ہیں۔ خیال رہے کہ امت گروہ و جماعت کو بھی کہتے ہیں اور گروہ کے حاکم یعنی امام کو بھی اور گروہ کے عقیدے یعنی دین کو بھی۔ یہاں تیسرے معنی میں ہے۔ رب فرماتا ہے ان انبیاء کا نقشہ فائنات اللہ وہاں امت۔ معنی امام ہے لہذا آیت صاف ہے۔ ۲۔ یعنی لوگوں نے آسمانی دین کو چھوڑ کر عقل سے مختلف دین گمراہ کئے۔ خود بھی بکھر گئے اور ان کے اعمال بھی جدا گانہ ہو گئے۔ یہ سب سزا کے مستحق ہیں۔ خیال رہے کہ انبیاء کرام کے دینی اعمال مختلف رہے مگر ان کا یہ اختلاف بحکم الہی تھا جس میں ہزار ہا حکمتیں خفیہ تھیں وہ

اختلاف کچھ کا باعث نہیں۔ ان کا خود ساختہ اختلاف عذاب الہی کا سبب ہے۔ لہذا آیت بالکل واضح ہے ۳۔ یعنی جو ایمان لا کر نیک اعمال کرے اسے جزاء دی جائے گی۔ معلوم ہوا کہ بغیر ایمان کوئی نیک قول نہیں اور انشاء اللہ مومن کی نیکیاں زیادہ نہیں بلکہ اہل کی محنت ٹھکانے لگے گی۔ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ محبوبوں کے کام رب کے کام ہیں۔ کیونکہ اعمال لکھنا فرشتوں کا کام ہے مگر رب نے فرمایا ہم لکھ رہے ہیں ۵۔ یہاں حرام۔ معنی ناممکن ہے۔ اور لذیذ جنون حرام کا بیان ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کفار ہلاکت کے بعد دوبارہ دنیا میں نیک کام کرنے کے لئے نہ آسکیں گے ابھی اس زندگی میں جو نیکی ہو سکے کریں ایمان لائیں۔ لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ یا معنی یہ ہیں کہ جو شقی اذلی ہیں وہ حق کی طرف رجوع کرنے سے محروم ہیں ۶۔ یعنی کفار کا ہلاک ہونا رہنا اس وقت تک ہو گا جب تک کہ یا جوج اور ماجوج نکلیں۔ یہ اٹھنا کی انتہا ہے۔ اور بھی اس کے مطلب بیان کئے گئے ہیں ۷۔

یاجوج ماجوج انسانوں کے دو قبیلے ہیں۔ اس قدر زیادہ ہیں کہ نو حصے یہ ہیں اور دسواں حصہ باقی سارے انسان جب وہ نکلیں گے تو تمام دریاؤں کا پانی پی جائیں گے۔ ۸۔ سخت دہشت و وحشت کی وجہ سے اس سے معلوم ہوا کہ انشاء اللہ مومن ایسی دہشت سے محفوظ رہیں گے۔ رب فرماتا ہے وَهُمْ فِيهَا زَوْجٌ مِّنْهُمْ ۹۔ یہ لوگ پہلے تو اپنے کو غافل کہیں گے پھر کہیں گے کہ میں ہم دیدہ و ناشتہ مشرک ہوئے تھے۔ لیکن اس وقت کا اقرار گناہ کام نہ آئے گا۔ ۱۰۔ یعنی وہ بے جان چیزیں جو مشرکین کی معبود ہیں جنہم میں جائیں گی جیسے چاند سورج تارے بعض درخت و پتھر جن کی پوجا ہوتی ہے۔ مگر یہ چیزیں عذاب پانے کو نہ جائیں گی بلکہ انہیں عذاب دینے کو کیونکہ قصور تو مشرکوں کا ہے نہ کہ ان بے جان چیزوں کا۔ لہذا جن انبیاء کی پوجا کی گئی ہے جیسے عیسیٰ و مریم علیہم السلام انہیں اس آیت سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ باغیر ذی عقل کے لئے آتا ہے۔ نیز ان نبیوں کی عبادت نہیں کی گئی بلکہ ان

وَأَن تَارِكُمُ عِبَادُونَ ۖ وَتَقَطَّعُوا أَمْرَهُم بَيْنَهُمْ

اور میں تمہارا رب ہوں تو میری عبادت کرو نہ اور اوروں نے اپنے کا آپس میں غم

كُلِّ الْيَنَارِ جَعُونَ ۖ فَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ

مخوف کر لئے سب کو ہماری طرف پھرنا ہے نہ تو جو کوئی نیک عمل کا کرے

وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لَّسَعِيدَةٍ ۖ وَأَنَّا لَهُ كَاتِبُونَ

اور جو ایمان والا ہو اس کی کوشش کی بے قدری نہیں رہے اور ہم اسے لکھ رہے ہیں

وَحَرَّمَ عَلَىٰ قَرَبَةٍ أَهْلَكْنَاهَا أَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ۖ

اور حرام ہے اس بستی پر جسے ہم نے ہلاک کر دیا کہ پھر لوٹ کر آئیں نہ

حَتَّىٰ إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَهُمْ مِّنْ

یہاں تک کہ جب کھولے جائیں گے یاجوج اور ماجوج شہ اور وہ ہر

كُلِّ حَدَابٍ يَنسِلُونَ ۖ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ

ہند کی سے ڈھلنے ہوں گے اور قریب آیا ہوا وعدہ

فَإِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ أَبْصَارِ الَّذِينَ كَفَرُوا يَوَلُّوْنَ

تو جیسی آنکھیں پھٹ کر رہ جائیں گی کافروں کی پشت کے ہائے

قَدْ كُنَّا فِي غَفْلَةٍ مِّنْ هَذَا بَلْ كُنَّا ظَالِمِينَ ۖ

ہماری غرانی بے فکر ہم اس سے غفلت میں تھے بلکہ ہم ظالم تھے

إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ حَصَبُ

بے فکر تم اور جو کچھ اللہ کے سوا تم پرستے ہو سب جہنم کے

جَهَنَّمَ أَنْتُمْ لَهَا وَرَدُونَ ۖ لَوْ كَانَ هَؤُلَاءِ

انہم جن ہو نہ تھیں اس میں جانا اگر یہ خدا پرستے جہنم میں

إِلَهُةَ مَا وَرَدُوا وَهَآؤُ كُلِّ فِيهَا خَلِدُونَ ۖ لَّهُمْ

نہ جاتے تھے اور ان سب کو ہمیشہ اس میں رہنا تھے وہ اس

کے غلط فوٹوں اور صلیب وغیرہ کی پوجا کی گئی۔ واقعی وہ بھی دوزخ میں جائیں گی۔ ۱۱۔ ان معبود چیزوں کو دوزخ میں بھیجنے کے دو مقصد ہوں گے۔ ایک تو کفار کے عذاب میں زیادتی کہ وہاں کی بھی گرمی ہو اور سورج کی بھی تپش۔ دوسرے ان کفار کو ان چیزوں کی بے بسی دکھانا کہ ان کی عبادت و بندگی ظاہر کرنا۔ یہاں دوسرے مقصد کا ذکر ہے کہ اگر یہ چیزیں رب ہوتیں تو خود دوزخ میں کیوں آئیں ۱۲۔ یعنی معبودوں کو بھی اور ان کے بھاریوں کو بھی۔ بھاری عذاب پانے کے لئے اور جھوٹے معبود سورج وغیرہ عذاب دینے کو

۱۔ یعنی ایک دوسرے کی چیخ و پکار نہ سنیں گے، یا تو دوزخ کی یا اپنی خطرناک آواز کی وجہ سے یا ہر کافر آگ کی چٹائی میں بند ہو گا۔ جس سے ایک دوسرے کی آواز نہ سن سکے گا۔ ۲۔ یعنی صالحین بندے اگر کوئی ان کی پوجا بھی کرے، تب بھی انہیں جہنم سے کوئی تعلق نہ ہو گا۔ ان معبودوں کو دوزخ میں جانا ہو گا جو یا تو بے جان ہیں یا خود کافر ہیں۔ یعنی سرداران کفر۔ لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۳۔ یعنی ان مقبولوں کا دوزخ میں جانا تو بہت دور ہے وہ تو دوزخ کی آواز بھی نہ سنیں گے۔ خیال رہے کہ دوزخ کا جوش اور شور چالیس سال کی راہ سے سنا جاتا ہے۔ مگر یہ لوگ یہ بھی نہ سنیں گے۔ ۴۔ معلوم ہوا کہ قیامت کی گھبراہٹ سب کو ہوگی مگر صالحین اس سے محفوظ رہیں گے کیونکہ وہ دنیا میں رب کے خوف سے گھبرا چکے۔ ۵۔ شان نزول :- جب آیت مَا تَعْبُدُونَ إِلَّا هُوَ دُعا کی تفسیر کی گئی تھی۔

حصب جہنم نازل ہوئی تو ابن زبیر ہی بولا۔ کہ پھر تو عیسیٰ علیہ السلام اور عزیر و تمام فرشتے علیہم السلام دوزخ میں کیونکہ ان کی بھی پوجا کی جاتی ہے۔ تب یہ آیت آئی ۶۔ تاہم اعمال کیسے والا فرشتہ انسان کے مرتبے پر اس کا اندازہ اعمال پر لپیٹ دیتا ہے۔ ۷۔ نکلا اور بے ختم یعنی قیامت میں ہر شخص نکلا اور بے ختم اٹھے گا خیال رہے کہ اس سے ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم علیحدہ ہیں۔ جیسا کہ تفسیر میں ہے مگر بہت کی وجہ سے کوئی کسی کو نہ دیکھے گا۔ ۸۔ یعنی داؤد علیہ السلام کی کتاب میں پہلے ان کی امتوں کو نصیحتیں فرمائیں۔ پھر یہ پیش گوئی درج فرمائی۔ یا ذکر سے مراد تورات شریف ہے یعنی تورات کے بعد زبور نازل فرمائی جس میں یہ درج فرمایا۔ ۹۔ یعنی جنت کی زمین۔ رب فرماتا ہے۔ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي صَدَقْنَا وَنُفَعْنَا وَأَوْفَاَنَا بِالْعَهْدِ۔ یہ شام کی زمین کہ نبی آخر الزمان کی امت فتح کرے گی۔ اور ایسا ہی ہوا۔ یہ مطلب نہیں کہ جو زمین کا مالک ہو جاوے وہ صالح ہو۔ یہ عارضی ملکیت تو نمود اور فرعون کو بھی مل گئی تھی۔ خیال رہے کہ جنتی مومن جنت میں اپنا حصہ بھی لیں گے اور کفار کا بھی کیونکہ رب تعالیٰ نے ہر انسان کے لئے جنت و دوزخ دونوں میں جگہ رکھی ہے۔ ۱۰۔ یعنی قرآن کریم مومنوں کا ہدایت و رہبری کے لئے کافی ہے بشرطیکہ اسے صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تفسیر کے ماتحت سمجھا جاوے۔ محض عقل سے سمجھ کافی نہیں ۱۱۔ خیال رہے کہ رب نے اپنے لئے رب العالمین فرمایا اور حضور کے لئے ذمہ دار بنائے۔ ۱۲۔ یعنی معلوم ہوا کہ جس کا اللہ تعالیٰ رب ہے، اس کے لئے حضور رحمت ہیں۔ چنانچہ آپ کی رحمت مطلق ہے، تام ہے، کامل ہے، شامل ہے، عام ہے، عالم غیب و شہادت کو گھیرے ہوئے، دونوں جہان میں دائمی موجود ہے (روح) پھر حضور کی رحمت عام رزق وغیرہ ہر کافر و مومن کو پہنچتی ہے اور رحمت خاصہ ایمان و عرفان وغیرہ صرف مومنوں کو۔ رب فرماتا ہے۔ وَبِالنُّفُوسِ الَّتِي كَفَرْنَا عَنْ رَحْمَةِ اللَّهِ كَانُوا يَرْجُونَ۔ اس میں سورج و بارش کا تصور نہیں۔

الْغَيْبِ النَّاسِ ۱۰	۵۲۷	الْاِنْشِیَاءُ
<p>فِيهَا زَفِيرٌ وَهُمْ فِيهَا لَا يَسْمَعُونَ ۱۰ اِنَّ الَّذِيْنَ</p> <p>میں سنیں گے اور وہ اس میں کچھ نہ سنیں گے نہ بے شک وہ جن</p> <p>سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَ الْحَسَنٰى اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُعَادُون ۱۱</p> <p>کے لئے ہمارا وعدہ بھلائی کا ہو چکا وہ جنہیں سے دور رکھے گئے ہیں نہ</p> <p>لَا يَسْمَعُونَ حٰسِبٰهُمْ وَهُمْ فِيْ مَا اشْتَهَتْ</p> <p>اور وہ اس کی ہشک نہ سنیں گے اور وہ اپنی ہی باتی خواہشوں</p> <p>اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ۱۲ لَا يَحْزَنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ</p> <p>میں ہمیشہ رہیں گے نہ انہیں میں سے ڈالے کی وہ بے بڑی</p> <p>وَتَتَلَقَّوْهُمْ الْمَلٰٓئِكَةُ هٰذَا يَوْمُكُمْ الَّذِیْ كُنْتُمْ</p> <p>گھبراہٹ نہ اور فرشتے ان کی بھرائی کو آئیں گے کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے</p> <p>تَوَعَّدُوْنَ ۱۳ يَوْمَ نَطْوِی السَّمَاءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ</p> <p>وعدہ تھا شام جس دن ہم آسمان کو پٹیں گے جیسے جمل فرشتہ نامہ</p> <p>لِلْكِتٰبِ كَمَا بَدَا اَوَّلَ خَلْقٍ نَّعْبُدَاكَ وَعَدَا</p> <p>اعمال کو پٹنا ہے نہ ہم نے جیسے پہلے سے بنا یا تھا ویسے ہی پھر کر دیں گے وعدہ</p> <p>عَلَيْنَا اِنَّ كُنَّا فَعٰلِیْنَ ۱۴ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِی الزُّبُرِ</p> <p>ہے ہمارے ذمہ کہ اس کا ضرور کرنا اور بیشک ہم نے زبور میں نصیحت</p> <p>مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ اِنَّ الْاَرْضَ بِرِثَةٍ لِّعِبَادِیْ</p> <p>کے بعد تم کو دیا ہے کہ اس زمین کے وارث میرے نیک بندے</p> <p>الصّٰدِقُوْنَ ۱۵ اِنَّ فِیْ هٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ عٰبِدِیْنَ</p> <p>ہوں گے نہ بے شک یہ قرآن کافی ہے عبادت والوں کو اللہ</p> <p>وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۱۶ قُلْ اِنَّمَا</p> <p>اور ہم نے تجیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کیلئے نہ تم ڈراؤ مجھے تو</p>		
مَنْزِل ۴		

۱۔ یہاں اسماء اضافی ہے۔ یعنی مجھے صرف توحید کی وحی ہوئی، شرک کی نہ ہوئی۔ یہ مطلب نہیں کہ توحید کے سوا کسی حکم کی وحی نہیں ہوئی ۲۔ یعنی پہلے سے تمہیں جنگ کی اطلاع دے دی۔ اچانک تم پر حملہ نہ کیا۔ تاکہ ہماری طرح تم بھی جنگ کی تیاری کر لو۔ یا تم سب کو یکساں تبلیغ فرمادی۔ تبلیغی حکم کسی سے چھپایا نہیں۔ لہذا اس میں فرقہ باطنیہ کا رو ہے ۳۔ یعنی بغیر وحی الہی صرف انکل و قیاس سے نہیں جانتا کہ عذاب الہی دور ہے یا نزدیک لہذا یہ آیت اس کے خلاف نہیں۔ و تعذب الوعد یعنی اور اضعف بلباس جسٹینم حضور جانتے ہیں کہ قیامت قریب ہے خود فرماتے ہیں کہ میں اور قیامت پہلی اور دوسری اگلیوں کی طرح ملے ہوئے ہیں ۴۔ یعنی اللہ

تعالیٰ تمہارے علانیہ کفر اور دلوں کے بغض و حسد مسلمانوں کے خلاف خفیہ سازشوں کو جانتا ہے۔ سب کی سزا دے گا۔ ۵۔ یعنی جنہیں مہلت ملنا اور باوجود اس سرکشی کے تم پر عذاب نہ آتا، رحمت نہیں، بلکہ رب کا سخت عذاب ہے۔ ۶۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کی دعا خاص کا ذکر فرمایا اور اس دعا کے اثر کا ظہور جنگ بدر و حنین میں ہوا۔ کہ کفار کو باوجود زیادہ تعداد و سامان کے شکست ہو گئی۔ نئے تھوڑے مسلمانوں کو فتوحات۔ یہ رب کا فیصلہ حق تھا۔ ۷۔ سورۃ الحج تکبیر ہے سواچھ آیتوں کے ہڈیوں خصلتوں۔ یا مدنیہ ہے۔ اس میں دس "رکوع" اشتر آیتیں، ایک ہزار دو سو آیتوں کے کلمات اور پانچ ہزار چھتر حروف ہیں۔ ۸۔ اس طرح کہ کافر مومن بن جاویں۔ فاسق نیک کار ہو جاویں اور نیک کار نیک پر قائم رہیں۔ غرضیکہ ہر شخص کو رب کا خوف چاہیے ۹۔ اس زلزلہ سے خاص زلزلہ مراد ہے جو قیامت کے قریب آفتاب مغرب سے طلوع ہونے سے متصل واقع ہو گا۔ یہ تمام زلزلوں سے سخت تر ہو گا۔ یا اس سے خاص قیامت کے دن کا زلزلہ مراد ہے۔

الصلوات

الحج ۲۲

۵۲۸

الفترب للناس ۱۴

يُوحِي إِلَىٰ أَتْمَا إِلَهُكُمْ إِلَهُ وَاحِدٌ فَهَلْ أَنْتُمْ

یہی وحی یوحی ہے کہ تمہارا خدا نہیں مگر ایک اللہ ہے تو کیا تم مسلمان

مُسْلِمُونَ ۱۵ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ أَذْنُكُمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ

ہوتے ہو پھر اگر وہ منہ پھیریں تو فرما دو میں نے نہیں لڑائی کا اعلان کر دیا ہڑیری پرک

وَأَنْ أَدْرِمَ أَقْرَبَ أَمْ بَعِيدَ مَا تَوْعَدُونَ ۱۶

اور میں کیا جان کر پاس ہے یا دور ہے وہ جو تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے نہ

إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَيَعْلَمُ مَا

ہے شک اللہ جانتا ہے آواز کی بات اور جانتا ہے جو تم

تَكْتُمُونَ ۱۷ وَأَنْ أَدْرِمَ لَعَلَّه فِتْنَةٌ لَّكُمْ

بھجاتے ہو گے اور میں کیا جانوں شاید وہ تمہاری جانچ ہو کہ

وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ۱۸ قُلْ رَبِّ احْكُم بِالْحَقِّ وَرَبُّنَا

اور ایک وقت تک برتنا ناغی نہ ہوئی کہ اسے ہر عیب حق فیصلہ فرمائے نہ اور ہمارے رب

الرَّحْمَنِ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ ۱۹

رحمن ہی کی مدد و تکیا ہے ان باتوں پر جو تم بتاتے ہو

إِنَّا أَنْتُمْ ۲۰ سُوْرَةُ الْحَجِّ مَدَانِيَّةٌ ۱۳ رُكُوْعَاتُهَا

سورۃ حج کی ہے سواچھ آیتوں ۲۰ صفحہ ۵۲۸ حصہ ۱۳ کے پاس فی اس میں دس رکوع ۲۰ آیتیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ

اے لوگو اپنے رب سے ڈرو کہ بے شک قیامت کا زلزلہ بڑی

شَيْءٌ عَظِيمٌ ۱ يَوْمَ تُرْوَنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ

مخت چیز ہے کہ جس دن تم اے دیکھو گے ہر دودھ پلانے والی اپنے

مزل

۱۔ یعنی قیامت کی دہشت کا یہ عالم ہے کہ اگر اس وقت حاملہ یا مرضہ عورتیں ہوتیں تو ان کے حمل گر جاتے، اور بچوں کو بھول جاتیں ورنہ اس دن نہ کسی کو حمل ہو گا نہ کوئی بچہ شیر خوار ہو گا۔ کیونکہ قیامت سے چالیس سال پہلے ولادت بند ہو چکی ہوگی۔ اگر قیامت سے پہلے مغرب سے آفتاب نکلنے کے وقت کا زلزلہ مراد ہے تو کسی تاویل کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اس وقت حمل وغیرہ سب ہوں گے ۲۔ بلکہ نبیت الہی سے ہوش اڑ چکے ہوں گے۔ اس سے بھی حضور اور حضور کے خاص غلام علیہہ میں ۳۔ جیسے نضر ابن حارث جو فرشتوں کو اللہ کی لڑکیاں مانتا تھا اور اس پر مسلمانوں سے جھگڑتا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مناظرہ میں باطل والا آدمی جھگڑالو اور حق پرست برحق ہوتا ہے۔ دونوں کو جھگڑالو نہیں کہا جا سکتا یہ آیت نضر ابن حارث کے متعلق نازل ہوئی ۴۔

اس سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ کی ذات و صفات میں بغیر علم بحث کئی بری ہے اسے بغیر جھگڑے مالو۔ بغیر کے قول پر اعتماد کرو۔ لیکن علماء دین تحقیق کے لئے اس کی ذات و صفات میں بحث کر سکتے ہیں۔ بشرطیکہ جھگڑا مقصود نہ ہو۔ صرف اعتراضات کا اٹھانا اور حق کی تحقیق کا قصد ہو۔ لہذا علم کلام برا نہیں، اچھا ہے ۵۔ اس طرح کہ برے عقیدے رکھے، یا برے اعمال کرے، یا برے لوگوں سے محبت کرے۔ غرضیکہ شیطانی چیزوں شیطانی لوگوں سے محبت شیطانی سے محبت ہے۔ جیسے اللہ والوں سے محبت اللہ سے محبت ہے۔ ۶۔ یعنی اے کافرو! اور قیامت کے منکرو! کیونکہ آئندہ مضامین اس کے مطابق ہیں ۷۔ یعنی آدم علیہ السلام کو کیونکہ والد کا پیداکرنا بالواسطہ اولاد کو پیدا فرمانا ہے یا اس طرح کہ ہر انسان کی پیدائش نطفہ سے اور نطفہ خون سے خون غذا سے اور غذا مٹی سے ہے۔ ۸۔ اس آیت میں انسان کی پیدائش کا قانون بیان فرمایا گیا۔ اور حضرت آدم و عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش میں قدرت کا اظہار ہے لہذا آیات میں کچھ تعارض نہیں۔ اس آیت سے عیسیٰ علیہ السلام کا باپ سے پیدا ہونا ثابت نہیں ہوتا جیسے کہ قادیانی سمجھے ۹۔ اس طرح کہ پہلے اس گوشت کی بوٹی کا کوئی نقش نہیں ہوتا۔ پھر نقش بنتا ہے۔ اس میں محلفہ گرا ہوا حمل مراد نہیں کیونکہ اس سے کسی کی پیدائش نہیں ہوتی۔ لہذا آیت صاف ہے ۱۰۔ جن میں تم ہوش سنبھالنے کے بعد غور کرو کہ ہم پہلے یا تھے اور اب کیا بن گئے۔ یہ انقلابات کیسے ہوئے ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ حمل میں بچہ ٹھہرنے کی ميعاد ایک حد پر محدود نہیں، نہ رب جتنا چاہے حمل میں رکھے۔ بعض بچے چھ ماہ اور بعض دو سال تک ماں کے پیٹ میں ٹھہرتے ہیں۔ اس میں اشارۃً ”فرمایا جا رہا ہے کہ ماں کا پیٹ تنہا سے لئے جانے قرار نہ تھا ماضی مقام تھا، ایسے ہی دیا جائے قرار نہیں، جائے قرار ہے۔ بھاگ جانے کی جگہ

عَبَا أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا

دودھ پیتے کو بھول جانے لگی تھ اور ہر حاملہ اپنا کام ڈال دے گی

وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَىٰ وَمَا هُمْ بِسُكَارَىٰ وَلَٰكِنَّ

اور تو لوگوں کو دیکھے گا جیسے نشہ میں ہیں اور وہ نشہ میں نہیں ہوں گے نہ مگر بے

عَذَابِ اللَّهِ شَدِيدٌ ۝۶ وَمِنَ النَّاسِ مَن

یہ کہ اللہ کی مار کڑی ہے اور کچھ لوگ وہ ہیں کہ اللہ کے

يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطَانٍ

معاذ میں جھگڑتے ہیں بے علم اور ہر سرکش شیطان کے پیچھے

مَرِيدٌ ۝۷ كُتِبَ عَلَيْهِ أَنَّهُ مَن تَوَلَّاهُ فَأَنَّهُ

پوچھتے ہیں۔ جس پر لکھ دیا گیا ہے کہ جو اسی دوستی کرے گا شے تو یہ

يُضِلُّهُ وَيَهْدِيهِ إِلَىٰ عَذَابِ السَّعِيرِ ۝۸ يَا أَيُّهَا

مذکور اسے گمراہ کر دے گا اور اسے عذاب دوزخ کی راہ بتائے گا اے

النَّاسُ إِن كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَإِنَّا

لوگو! اگر تمہیں قیامت کے دن پہنچنے میں شک ہو تو یہ غور کرو کہ

خَلَقْنَاكُمْ مِّن نُّرَّابٍ ثُمَّ مِّن نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِّن

ہم نے نہیں پیدا کیا مٹی سے نہ پھر پانی کی بوند سے پھر خون کی پٹک سے نہ پھر گوشت

عَلَقَةٍ ثُمَّ مِّن مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ

کی بوٹی سے نقش بنی اور بے مٹی نہ بنا کہ تمہارے لئے اپنی نشانیاں

لِّنَبِّينٍ لَّكُمْ وَيُقَرَّرُ فِي الْأَرْحَامِ مَا نَشَاءُ إِلَىٰ

ظاہر فرمائیں نہ اور ہم ٹھہرائے رکھتے ہیں ماؤں کے پیٹ میں جسے چاہیں

أَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوا

ایک مقرر ميعاد تک لے پھر ہمیں تعالے میں پھرنے پھر اس لئے کہ تم ابھی

ہے۔ تمہیں ماں کے پیٹ میں بدن کامل کرنے کو رکھا اور دنیا میں روح کامل کرنے کو ٹھہرایا۔ ۱۲۔ بچے کو چھ سال کی عمر تک طفل، پھر بھی کہتے ہیں۔ (روح)

۱۔ جوانی بلوغ سے لے کر تیس سال کی عمر تک ہے جس میں عقل کامل ہوتی ہے۔ ۲۔ جوانی سے پہلے یا جوانی ختم ہونے سے پہلے۔ یعنی بعض بچپن میں اور بعض جوانی میں مر جاتے ہیں ۳۔ یعنی بڑھاپے تک خیال رہے کہ عمر کے معنی ہیں جسم کی آبادی ۴۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ جو مسلمان تلاوت قرآن کا عادی ہو اس پر انشاء اللہ یہ حالت طاری نہ ہوگی۔ لہذا انبیاء کرام اور خاص اولیاء اللہ اس قانون سے علیحدہ ہیں۔ اگر انبیاء کرام بھی بڑھاپے میں اس حال کو پہنچ جایا کرتے تو ان پر تبلیغ فرض نہ رہتی اور نبوت سلب کر لی جاتی اور نہ تبلیغ میں غلطی کا احتمال ہو جاتا لیکن وہ حضرات آخر دم تک صاحب دینی نبی رہے ہیں، لہذا وہ اس سے محفوظ ہیں۔

۵۔ یعنی زمین میں اگرچہ ہر طرح کا داند بویا جائے مگر بغیر پانی کے خشک رہتی ہے، ایسے ہی انسان لاکھ عمل کرے مگر فیض نبوت کے بغیر بیکار۔ زمین پانی سے اور دل بزرگوں کے فیض سے ہرا بھرا ہوتا ہے۔ ہجرت کے بعد فتح مکہ سے پہلے مسلمانوں کو مکہ معظمہ میں رہنا حرام تھا۔ ہجرت واجب تھی۔ کیونکہ کعبہ اگرچہ اللہ کا گھر تھا مگر نبوت کے نور سے منور نہ تھا ۶۔ تشبیہ کا خلاصہ یہ ہے کہ جیسے بادشہ سے خشک زمین سرسبز ہو جاتی ہے ایسے ہی صورت کی آواز سے بے جان جسموں میں جان پڑ جائے گی ۷۔ قبر سے مراد عالم برزخ ہے جو موت اور حشر کے بیچ میں ہے۔ نہ محض یہ غار جو مردوں کا مدفن ہو، لہذا یہ جلنے والے، ڈوبنے والے وغیرہ سب ہی اٹھائے جائیں گے۔ امت پر اعتراض نہیں ۸۔ اس سے پتہ لگا کہ اللہ کی راہ میں اللہ کے دین کی حمایت کے لئے علم ہوتے ہوئے کفار سے جھگڑا اچھا ہے۔ علم کلام صحیح طور پر پڑھنا پڑھانا درست ہے کہ وہ اللہ کے لئے علم کے ساتھ منکرین سے جھگڑتا ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ جھگڑا وہ جو باطل پر ہو۔ حق والا جھگڑا تو نہیں، بلکہ وہ حق کا حمایتی ہے۔ اگر ڈاکو پولیس میں جنگ ہو تو ڈاکو مجرم ہے پولیس برحق ۹۔ یہ آیت ابو جہل وغیرہ کفار کے متعلق اتاری، جو مسلمانوں سے مسئلہ توحید پر کج بحثی کیا کرتے تھے، یہاں علم سے مراد فطری علم ہے اور ہدایت سے مراد استدلال علم ہے۔ کتاب سے مراد وحی کا علم ہے۔ یعنی ان کی فطرت اور نظر خراب ہے، وحی سے دور ہیں۔ پھر سمجھ بوجھ کہاں سے آوے۔ ۱۰۔ یعنی تنکیر کرتا ہوا آپ کی مجلس سے نکل جاتا ہے کوشش کرتا ہے کہ مسلمانوں کو ہٹا دے اور کفار کو ایمان نہ لانے دے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو بزرگوں کی مجلس سے بھاگے وہ ہدایت پر نہیں آسکتا۔ ۱۱۔ جنگ بدر میں قتل اور قیامت تک مسلمانوں کی لعنت۔

اَشَدُّكُمْ وَمِنْكُمْ مَنْ يَتُوبُ وَمِنْكُمْ مَنْ يَبْزُدْ

جوانی کو پہنچوں اور تم میں کوئی وہ پہلے ہی مر جاتا ہے اور کوئی سببت تکمیل تک

اِلَى اَزْدَلِ الْعُمُرِ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ مِنْ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْئًا

دُلا جاتا ہے نہ کہ جاننے کے بعد کچھ نہ جاننے کے

وَتَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاذْ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ

اور تو زمین کو دیکھے مرجھائی ہوئی پھر جب ہم نے اس پر پانی اتارا

اهْتَزَتْ وَرَبَّتْ وَاَنْبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍ بَهِيجٍ

ترو تازہ ہوئی اور ابھر آئی اور ہر رنگ و وار جوڑا نکالا

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّهٗ يُحْيِي الْمَوْتٰى

یہ اس لئے ہے کہ اللہ ہی حق ہے اور یہ کہ وہ مرنے والے کو

وَاَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۱۰ وَاَنَّ السَّاعَةَ اَتِيَةٌ

اور یہ کہ وہ سب کچھ کر سکتا ہے نہ اور اس لئے کہ قیامت آنے والی

الْاَرْيَبُ فِيْهَا وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ۝۱۱

اس میں کچھ شک نہیں اور یہ کہ اللہ اٹھائے گا انہیں جو قبروں میں ہیں

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّمَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّ

اور کوئی آدمی وہ ہے کہ اللہ کے بارے میں یوں جھگڑتا ہے کہ نہ تو علم نہ

لَا هُدٰى وَلَا كِتٰبٌ مُّنِيْرٌ ۝۱۲ ثٰنِي عِطْفِهٖ لِيُضِلَّ

کوئی دلیل نہ اور نہ کوئی روشن نوشتہ نہ حق سے اپنی گردن موڑے ہوئے نہ

عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهٗ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّوَنَزِيفَةٌ

تاکہ اللہ کی راہ سے ہٹا دے اس کے لئے دنیا میں رسوائی ہے لہ

يَوْمَ الْقِيَمَةِ عَذَابُ الْحَرِيْقِ ۝۱۳ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ

اور قیامت کے دن ہم اسے آگ کا عذاب پہنکائیں گے یہ اس کا بدلہ ہے جو

مربوبی نفع ہے۔ (بتوں کی شفاعت وغیرہ) یعنی یہ کفار بتوں سے جس نفع کی امید رکھتے ہیں وہ تو بہت دور ہے کہ ناممکن ہے اور ان کا نقصان عنقریب دیکھ لیں گے۔ لہذا یہ آیت پچھلی آیت کے خلاف نہیں جس میں فرمایا گیا کہ یہ بت نہ نفع دیں گے نہ نقصان اس آیت سے یہ بھی لازم نہیں آتا کہ بتوں کے نفع کی توقع تو ہے مگر کچھ دور۔ فرشتہ بے غبار ہے۔ مے خیال رہے کہ ایمان بنت میں داخلے کا سبب ہے اور اعمال وہاں کی نعمتوں کا اور درجات کا باعث۔ یہ کسی بنت کا ذکر ہے۔ عطائی جنت مسلمانوں کے چھوٹے بچوں کو اور جھجے جھبجے گنہگار کو کسی نیک کار کے طفیل ملے گی۔ ۸۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ حضور کی مدد دنیا میں بھی فرمائے گا اور آخرت میں بھی۔ دنیا میں اس طرح کہ ان کے دین کو غلبہ دے گا اور ان کے غلاموں کو عزت۔ آخرت میں اس طرح کہ ان کی شفاعت قبول فرمائے گا۔ انہیں مقام محمود دے گا۔

مستقل ۴

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی جلع، جیسے یا کو اس کے، حضور کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ سورج کو برا کے جاؤ، وہ چمکتا ہی رہے گا۔ حضور کے نام لیا و دین و دنیا میں پہلے پھولیں گے۔ ۲۔ معلوم ہوا کہ ارادہ ہدایت سب کے لئے نہیں۔ رضا ہدایت سب کے لئے ہے۔ یعنی رب پسند کرتا ہے کہ سب ہدایت پر آجائیں مگر ارادہ یہ ہے کہ کچھ ہدایت پر آویں کچھ گمراہ رہیں۔ ارادہ اور محبت و رضائیں بہت فرق ہے۔ اسی لئے سب کو ہدایت کا حکم دیا مگر سب کو ہدایت نہ دی۔ بہت دفعہ حکم ارادہ کے خلاف دیا جاتا ہے۔ حضرت خلیل کو ذبح فرزند کا حکم دیا مگر اس کا ارادہ نہ فرمایا۔ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہود و نصاریٰ نہ مومن ہیں اور نہ مشرکوں بخوشیوں کی طرح

کافر۔ اس لئے رب تعالیٰ نے ان سب کو علیحدہ بیان فرمایا اور ان سب کے شرعی احکام جدا گانہ رکھے۔ کہ ہر کتاب کی عورتوں سے مسلمانوں کا نکاح جائز، ان کا ذبیحہ حلال فرمایا۔ مشرکوں کا یہ سب کچھ حرام، یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کو چھوڑ کر سب کچھ ماننا ایمان نہیں۔ دیکھو یہود، نصاریٰ، قیامت، فرشتے، جنت، دوزخ، باقی انبیاء کرام، رب کی ذات اور بہت سے صفات کو مانتے تھے۔ مگر انہیں مومن نہ فرمایا گیا۔ ہر دار ایمان حضور ہیں۔ ۴۔ یعنی پتھروں، درختوں کے پھاری، لہذا آیت میں تکرار نہیں کہ بخوس و صائی اگرچہ مشرک ہیں مگر پتھر پرست نہیں۔ ۵۔ یعنی عملی فیصلہ کہ مومنوں کو جنت میں اور کفار کو دوزخ میں بھیجے گا۔ ورنہ کوئی فیصلہ دنیا میں بھی فرمادیا ہے۔ لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ۶۔ معلوم ہوا کہ زمین و آسمان کی ساری مخلوق حضور کی نظر میں ہے اور سب کی عبادات و اعمال حضور دیکھ رہے ہیں۔ حضور خود فرماتے ہیں کہ مجھ پر تمہارے رکوع، سجود، تمہارے خشوع و خضوع جیسے

نہیں۔ یعنی قیامت تک کے ہر مومن کی ہر حرکت سے خبردار ہیں۔ حضور نے دو قبر والوں کے مطلق فرمایا کہ ایک پتھور تھا، دوسرا چرواہا تھا جو پیٹھاب کی چیمٹوں سے نہ بچتا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جن و انسان کے سوا کسی مخلوق میں کوئی کافر نہیں۔ سب رب کے ساجد و عابد ہیں کیونکہ رب نے انسانوں کے لئے کثیر فرمایا۔ اوروں میں یہ قید نہ لگائی۔ اور یہاں کثرت اضافی نہیں تاکہ اس آیت کے خلاف ہو کہ اَللّٰہُ یُنِیْضُ بَیْطَیْکُمُ الْاَشْکُرُ بلکہ کثرت حقیقہ ہے۔ یعنی بہت سے مومن ہیں، بہت کافر۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اس آیت میں سجدہ سے مراد امور تکوینیہ کی پابندی نہیں کہ وہ تو کافر بھی کرتا ہے بلکہ سجدہ عبارت مراد ہے۔ ۸۔ چاہیے کہ اس آیت پر سجدہ کرے تاکہ پہلے کثیر میں شامل ہو نہ کہ دوسرے کثیر میں اللہ کرم فرمائے۔ ۹۔ کہ اسے شقی اذلی بتائے، اس کی بد عملیوں کے باعث، خیال رہے کہ مومن اگرچہ غریب ہو، عزت والا ہے، کافر اگرچہ امیر ہو، ذلیل ہے۔ رب فرماتا ہے۔ اَلْوَعْدَةُ لِلّٰہِ وَالْمُؤْمِنِیْنَ

یَسْبَبُ اِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ یَقْطَعُ فَاَیْظُرْ هَلْ یَذْهَبُنَ

کرا دیں کہ ایک رسی تانے پھیر لیتے آپ کو پھانسی دے لے پھر دیکھ کس کا داؤں کھلے

کَیْدُہٗ مَا یَغِیْظُ ۱۵ وَکَذٰلِکَ اَنْزَلْنٰہٗ اٰیٰتِ بَیِّنٰتٍ

گیا اس بات کو جس کی اسے جہن ہے لہ اور بات بھی ہے کہ جہن ہے قرآن اتارا

وَ اَنَّ اللّٰہَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشِیْءُ ۱۶ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

روشن آتیں اور یہ کہ اللہ راہ دیتا ہے جسے چاہے کہ بے شک مسلمان

وَالَّذِیْنَ هَادَوْا وَالصّٰبِیْنَ وَالنّٰصِرِیْنَ وَالْمَجُوسَ

اور یہودی اور سترہ پرست اور نصاریٰ تہ اور آتش پرست

وَالَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا ۱۷ اِنَّ اللّٰہَ یَفْصِلُ بَیْنَهُمْ یَوْمَ

اور مشرک کہ بے شک اللہ ان سب میں قیامت کے دن فیصلہ

الْقِیَمَةِ ۱۸ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَہِیْدٌ ۱۹ اَلَمْ تَرَ

کرنے کا شے بے شک ہر چیز اللہ کے سامنے ہے کیا تم نے نہ

اَنَّ اللّٰہَ یَسْجُدُ لَہٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی

دجھات کہ اللہ کے لئے سجدہ کرتے ہیں وہ جو آسمانوں اور

الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُومُ وَالْجِبَالُ

زمین میں ہیں اور سورج اور چاند اور ستارے اور پہاڑ

وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ وَکَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ وَکَثِیْرٌ

اور درخت اور چوہاٹے اور بہت آدمی تہ اور بہت وہ ہیں

حَقَّ عَلَیْہِ الْعَذَابُ ۲۰ وَمَنْ یُّهِنِ اللّٰہُ فَمَا لَہٗ مِنْ

جن پر عذاب مقرر ہو پکا شے اور جسے اللہ ذلیل کرے لہ اسے کوئی

مُکْرِمٌ ۲۱ اِنَّ اللّٰہَ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ ۲۲ هٰذِیْنَ خَصَّ

عزت دینے والا نہیں بے شک اللہ جو چاہے کرے یہ دو طبقہ ہیں

۱۔ یعنی یہ پانچوں قسم کے کافر اور مومن آپس میں دشمن ہیں۔ ان کی دشمنی کا تعلق رب کی ذات سے ہے۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کافر مومن میں کبھی حقیقی اتفاق نہیں ہو سکتا کیونکہ انہیں رب نے خصم فرمایا۔ دوسرے یہ کہ حضور کے بارے میں جھگڑا اور حقیقت رب کے بارے میں جھگڑا ہے کیونکہ یہود و نصاریٰ رب کے منکر نہ تھے، حضور کے منکر تھے۔ حضور کا دوست رب کا دوست ہے۔ حضور کا دشمن رب کا دشمن ہے۔ ہر معلوم ہوا کہ آگ کے کپڑے، کھولنے، پانی کا غسل، کھولنا پانی پینا، لوہے کے گرزوں سے مار پڑنا، کفار کا عذاب ہے۔ رب تعالیٰ مومنوں کو اس سے محفوظ رکھے گا۔ بعض جنگدار مومن دوزخ میں اپنے گناہوں سے پاک و صاف ہونے جائیں گے۔ جیسے آگ میں گندہ اور

میلا سونا ۳۔ کبھی ایسا بھی ہو گا کہ دوزخ کا دروازہ کھلے گا۔ دوزخی نکلنے کے لئے اس طرف بھاگیں گے جب مصیبت اٹھاتے ہوئے وہاں پانچویں گے تو دروازہ بند ہو جاوے گا۔ ایسا ہوا ہی کرے گا۔ ۴۔ چار نہیں پانی کی، دودھ کی، شہد کی اور شرابا طوراً کی۔ جیسا کہ دوسری آیات میں ان کا ذکر ہے۔ ۵۔ جہاں تک وضو کا پانی پہنچے گا وہاں تک ہاتھوں میں نکلن پرنائے جائیں گے۔ یعنی کھینچوں تک ۶۔ معلوم ہوا کہ بری باتیں بندے خود کرتے ہیں اور اچھی باتیں رب کی توفیق سے نصیب ہوتی ہیں۔ دنیا میں بھی، قبر میں بھی، آخرت میں بھی کیونکہ اچھی باتوں کے لئے فرمایا گیا۔ حدیث میں اس کی ہدایت دی گئی۔ اس پاکیزہ بات میں کلمہ طیبہ تلاوت قرآن کریم، درود شریف، اور نعت خوانی، گنجی اور اچھی ساری باتیں داخل ہیں۔ ۷۔ یہ وہی راستہ ہے جو انبیاء کرام اور اولیاء اللہ کا ہے۔ رب فرماتا ہے۔

۲۴۹

۱۔ ایضا الذین اٰتٰتْ عَلَیْہِمْ اور فرماتا ہے۔ تَرْتَاہُ الشَّٰقِیْقِیْنَ اسی راستے پر چلنے سے رب ملتا ہے۔ رب تعالیٰ نصیب کرے اور قائم رکھے ۸۔ کافروں کو ایمان لانے سے اور مسلمانوں کو اللہ کی عبادت سے، یا عمرہ کرنے والے مومنوں کو عمرہ کرنے سے تیسری صورت میں یہ آیت ابوسفیان اور ان کے ساتھیوں کے متعلق ہے جنہوں نے مسلمانوں کو مکہ معظمہ میں داخل ہونے سے روکا تھا۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر اور آیت مدنی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی شخص کسی کو مسجد حرام سے کبھی نہ روکے۔ اسی لئے حرم شریف کے دروازے رات کو بھی کھلے رہتے ہیں ۹۔ مسجد حرام خاص کعبہ کو بھی کہتے ہیں اور اس مسجد کو بھی جس میں کعبہ معظمہ واقع ہے اور پورے مکہ شریف کو بھی اور حدود حرم کو بھی خفیوں کے نزدیک یہاں مکہ معظمہ مراد ہے اور شافعیوں کے نزدیک صرف مسجد مبارک۔ اسی لئے خفیوں کے نزدیک مکہ معظمہ کے مکانات کی بیچ و کراہیہ ممنوع ہے شوافع کے نزدیک جائز۔

الحج ۲۲

۵۳۳

القدر للناس

اٰخْتَصَمُوْا فِیْ سَبَبٍ فَاَلْزَمَ الْکُفْرَ وَاقْطَعَتْ لَہُمْ

کہ اپنے رب میں جھگڑے نہ تو جو کافر ہوئے ان کے لئے آگ کے

نَبَاتٍ مِّنْ نَّارٍ یَّصْبُ مِنْ فَوْقِ سَآءٍ وَسِیْہُمْ

کپڑے۔ جو نہتے گئے ہیں اور ان کے سروں پر کھوتا ہوا پانی ڈالا

اَلْحَکِیْمُ ۙ یَصْہَرُ بِہٖ مَا فِیْ بُطُوْنِہُمْ وَالْجُلُوْدُ ۙ

جھلکے گا جس سے گل جائے گا تو کھان کے بیٹوں میں ہے اور اچھی کھالیں

وَلَہُمْ مَّقَامِعٌ مِّنْ حَدِیْدٍ ۙ کُلَّمَا اَسْرَدُوْا اَنْ

اور ان کے لئے لوہے کے گرز ہیں کہ جب کھن کے سبب

یَخْرَجُوْا مِنْہَا مِنْ غَیْمٍ اَعْبَدُوْا فِیْہَا وَذُوْقُوا

اس میں سے نکلتا جائیں گے تب پھر اسی میں لوٹا دیے جائیں گے اور حکم ہو گا کہ

عَذَابُ الْحَرِیْقِ ۙ اِنَّ اللّٰہَ یُدْخِلُ الَّذِیْنَ

جھگڑا آگ کا عذاب بے شک اللہ داخل کرے گا انہیں جو

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ جَنَّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِہَا

ایمان لانے اور اچھے کام کئے بہشتوں میں جن کے نیچے نہریں

اَلَا تَہْمُ اَوْ یُحْمَلُوْنَ فِیْہَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَّہَبٍ وَّلَوْ لَآ

ہیں کہ اس میں پہنائے جائیں گے سونے کے کنگن اور موتی

وَلِبَاسًا مِّنْ فِیْہَا حَرِیْرٍ ۙ وَہُدُوْا اِلَی الطَّیِّبِ مِنَ

اور وہاں اچھی بو شاک ریشم ہے اور انہیں پاکیزہ بات کی ہدایت

اَلْقَوْلِ ۙ وَہُدُوْا اِلَی صِرَاطِ الْحَکِیْمِ ۙ اِنَّ الَّذِیْنَ

کی گنجی اور سب خوبیوں پر اس کی راہ بتائی گئی ہے بے شک جنہوں نے

کُفَرُوْا وَیَصُدُّوْنَ عَنِ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَالْمَسْجِدِ

کفر کیا اور روکتے ہیں اللہ کی راہ اور اس ادب والی مسجد سے کہ

مَنْزِل ۴

۱۔ کہ دیکھی ہو کسی ہر ایک کو وہاں طواف و نماز کا ہر وقت حق ہے (شواہق) یا دیکھی ہو کسی ہر ایک کو مکہ میں رہنے کا یکساں حق ہے (حقی) ۲۔ شان نزول نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ ابن ابی اسحاق کو ایک انصاری کے ساتھ بھیجا۔ انہوں نے آپس میں اپنی خاندانی غلطی بیان کیں۔ عبد اللہ ابن اسحاق کو غصہ آیا اور انصاری کو قتل کر کے مرثد ہو کر مکہ مکرمہ بھاگ گیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی (خزائن العرفان) ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ مکہ معظمہ میں گناہ کا ارادہ کرنے پر بھی پکڑا ہے مسئلہ مکہ معظمہ میں ایک نیکی پر ایک لاکھ کا ثواب اور ایک گناہ پر ایک لاکھ کا عذاب اور گناہ کا ارادہ کرنے پر بھی پکڑا۔ مدینہ منورہ میں ایک نیکی کا ثواب پچاس ہزار اور گناہ کا عذاب ایک اور ارادہ گناہ پر پکڑ نہیں ۴۔

الحجۃ ۲۲ ۵۳۴ اختصار للناس ۱۰

الْحَرَامُ الَّذِي جَعَلَهُ لِلنَّاسِ سَوَاءً الْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ وَمَنْ يَرِدْ فِيهِ بِالْحَادِ يَظْلِمُ نَفْسَهُ

جسے ہم نے سب لوگوں کے لئے مقرر کیا اس میں ایک سا حق ہے وہاں کے رہنے

وَالْبَادِ وَمَنْ يَرِدْ فِيهِ بِالْحَادِ يَظْلِمُ نَفْسَهُ

وہاں سے دور ہر آدمی کا مکہ میں کسی زیادتی کا ناجائز ارادہ کرے نہ کرے

مِنْ عَذَابِ إِلِيمٍ ۝۱۰ وَأَذْبَانَا لَابْرَهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَنْ لَا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا وَطَهِّرْ بَيْتِيَ

دردناک عذاب چھائیں گے کہ اور جب کہ ہم نے ابراہیم کو اس گھر کا مکان ٹھیک

لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ۝۱۱

طواف والوں اور اعتکاف والوں اور رکوع سجود کے لئے والوں کے لئے اور

أَذِنَ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَى كُلِّ

لوگوں میں حج کی عام نداء کرے گی وہ میرے پاس حاضر ہوں گے شہ پیادہ اور ہر

ضَاهٍ يَأْتِيهِمْ مِنْ كُلِّ فِجٍّ عَمِيقٍ ۝۱۲ لِيَشْهَدُوا

دینی اونٹنی ہر کہ ہر دور کی راہ سے آتی ہیں تاکہ وہ اپنے

مَنَافِعِ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا أَنَّمَا اللَّهُ فِي أَيَّامٍ مَعْلُومَةٍ

فائدہ پائیں کہ اور اللہ کا نام لیں جانے ہوئے دنوں میں کہ

عَلَى مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ فَمَاؤَ مِنْهَا

اس ہر کہ انہیں روزی دی ہے زبان پڑ جائے تو ان میں سے خود کھاؤ اور

أَطْعَمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ ۝۱۳ ثُمَّ لِيَقْضُوا تَفَثَهُمْ

مصلحت زدہ محتاج کو کھلاؤ کہ پھر اپنا میل بیکل اتاریں کہ

وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ ۝۱۴

اور اپنی نیتیں پوری کریں کہ اور اس آزاد گھر کا طواف کریں کہ

منزل ۳

یعنی خانہ کعبہ کی تعمیر کے وقت اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بادل کا ٹکڑا کعبہ کی جگہ کے مقابل قائم فرمایا۔ اور ہوانے اتنی جگہ صاف کر دی جس سے آپ نے پہچان لیا کہ یہاں کعبہ بنانا چاہیے۔ خیال رہے کہ آدم علیہ السلام نے اولاً کعبہ بنایا جو طوفان نوح کے وقت غائب ہو گیا۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تعمیر کعبہ کا حکم ہوا اور اس طرح وہ جگہ بتائی گئی ۵۔ یعنی شرک نہ کرنے پر قائم رہو، ورنہ انبیاء کرام ایک آن کے لئے بھی شرک نہیں کرتے، وہ گناہوں سے بھی معصوم ہیں۔ ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسجدوں میں جھاڑو دینا، انہیں صاف ستھرا رکھنا، وہاں کی زینت کرنا سنت ابراہیمی اور اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے۔ رب فرماتا ہے۔ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ الْمُتَذَكِّرِينَ مِنَ الْاٰفِئَةِ يَوْمَ الْاٰخِرَةِ یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز، طواف، اعتکاف، بڑی پرانی عبادتیں ہیں اور مسجد کا متولی نیک آدمی چاہیے ۷۔ چنانچہ ابراہیم علیہ السلام نے بو قیس پہاڑ پر کھڑے ہو کر چاروں طرف ایک ایک آواز دی کہ اللہ کے بندو۔ اللہ کے گھر کی طرف آؤ۔ قیامت تک پیدا ہونے والوں نے یہ آواز سنی جس نے جتنی بار لبیک کہا وہ اتنے ہی حج کرے گا اور جو روح خاموش رہی وہ حج نہ کر سکے گی (روح، خزائن) اس سے معلوم ہوا کہ دور سے غائبانہ خدا جائز ہے، لہذا ہم کہہ سکتے ہیں یا رسول اللہ حضرت عمرؓ مدینہ منورہ سے حضرت سارہؓ کو پکارا۔ حالانکہ وہ منامہ میں جہاد کر رہے تھے۔ یا اس میں حضور کو حکم ہے آپ لوگوں میں حج کی فرضیت کا اعلان فرمادیں ۸۔ معلوم ہوا کہ کعبہ بنانا گویا ابراہیم علیہ السلام کے پاس جانا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ کی پکار کا اثر قیامت رہے گا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کا معجزہ یہ بھی ہے کہ ان کی آواز مشرق و مغرب میں پہنچ جاوے اور موجود و معدوم سب سن لیں۔ یہ کرامت بعض اولیاء سے بھی ظاہر ہوتی ہے۔ خیال رہے کہ خانہ کعبہ پانچ بار بنا۔ آدم علیہ السلام نے بنایا۔ ابراہیم علیہ السلام نے۔ قریش نے حضور کی نبوت سے چندہ

برس پہلے۔ پھر حضور کے بعد عبد اللہ ابن زبیر نے پھر حجاج بن یوسف نے۔ آج حجاج کی تعمیر موجود ہے (روح) ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیادہ حج کرنا سواری کے حج سے افضل ہے۔ تکلیف سے حج میر ہو یا آرام کے حج سے افضل ہے۔ دور سے وہاں پہنچنا وہاں کے حج سے افضل ہے (روح) ۱۰۔ حج میں دینی نفع بھی ہیں اور دنیاوی بھی، تجارتی کاروبار، گراہی بیرو غیرہ دنیوی نفع ہے اور مغفرت گناہوں سے صفائی اور عبادت دینی نفع ۱۱۔ یعنی ذبح قربانی کے وقت دسویں سے بارہویں کی شام تک تکبیر یعنی بسم اللہ اللہ ابراہیمیں۔ یہاں اس ذکر سے مراد تکبیر نہیں کیونکہ تکبیر جہر عقبہ کی رہی پر ختم ہو جاتا ہے۔ ۱۲۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ قربانی ہدی قرآن اور تنہا کا ذبیحہ خود بھی کھا سکتے ہیں۔ کفارہ کا ذبیحہ خود نہیں کھا سکتے۔ دوسرے یہ کہ بہتر یہ ہے کہ قربانی کا گوشت سب نہ کھایا جائے۔ تیسرے یہ کہ یہ

(بقیہ صفحہ ۵۳۴) گوشت سارا خیرات نہ کرے بلکہ کچھ کھائے کچھ خیرات کرے۔ ۱۳۔ یعنی حجامت کریں، ناخن ترشائیں۔ زیر ناف بال صاف کریں کہ احرام سے کھلے وقت حجامت فرض ہے باقی تمام مذکورہ چیزیں مستحب ۱۴۔ منت پورا کرنا فرض ہے بشرطیکہ اللہ کے لئے ہو اور جنس واجب کی ہو۔ گیارہویں شریف وغیرہ کی منت منت شرعی نہیں بلکہ منت لغوی ہے۔ یعنی نذرانہ۔ اس کا پورا کرنا سنت اچھا ہے۔ ۱۵۔ یہاں طواف سے طواف زیارت مراد ہے۔ جو احرام کھول دینے اور حجامت کے بعد ہوتا ہے۔ اس کا وقت دسویں ذی الحجہ سے بارہویں ذی الحجہ کی شام تک ہے۔

۱۔ جن چیزوں کا احترام ہے ان کا اوب کرنا ضروری ہے اس میں خانہ کعبہ، قرآن شریف، ماہ رمضان، مسجد حرام، مدینہ منورہ کے درو دیوار کا اوب، حضور کی تمام سنتوں کی حرمت سب ہی داخل ہیں۔ ان کی تعظیم رب کی تعظیم ہے۔ ۲۔ معلوم ہوا کہ اللہ کی چیزوں کی تعظیم عبادت کی جز ہے۔ اگر دل میں تعظیم و محبت ہے تو عبادت قابل قبول ہے ورنہ نہیں۔ شیطان کی عبادت اسی لئے برباد ہوئیں کہ اس کے دل میں آدم علیہ السلام کی تعظیم نہ تھی۔ ۳۔ اس سے سورہ مائدہ کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے۔ حُرِّمَتْ عَلَيْكَ الْمَيْسَةَ ۴۔ غلط عقیدوں، ناجائز مال، اور جھوٹ بولنے سے ۵۔ جیسے سونا اور دودھ وغیرہ خالص اچھا ہوتا ہے، ایسے ہی ایمان بھی خالص ہی قبول ہوتا ہے جس میں کسی کفر یا کفر کی آمیزش نہ ہو۔ ۶۔ یہ تفسیر مرکب ہے ایمان بلندی ہے اور کفر گمراہی، جو کفر میں گرا، اسے شیاطین نفس امارہ تکہ پونی کر لیتے ہیں۔ ہر بڑی جگہ لئے پھرتے ہیں۔ اسے کہیں ٹھکانا نہیں ملتا۔ ۷۔ معلوم ہوا کہ عبادت ظاہری تو ظاہر جسم کا تقویٰ ہیں اور دل میں بزرگوں اور ان کے تبرکات کی تعظیم ہونا دلی تقویٰ ہے۔ اللہ نصیب کرے، یہ بھی معلوم ہوا کہ جس جانور یا پتھر کو عظمت والے سے نسبت ہو جائے، وہ شعائر اللہ بن جاتا ہے۔ قرآن نے ہدی کے جانور کو کعبہ کی نسبت سے اور صفا مرودہ پہاڑ کو کعبہ والی ہاجرہ (رضی اللہ عنہا) کی برکت سے شعائر اللہ فرمایا۔ تفسیر روح البیان میں فرمایا کہ بزرگوں کی قبریں بھی شعائر اللہ ہیں اور جن لوگوں کو اللہ کے پیادوں سے نسبت ہو جائے وہ سب شعائر اللہ ہیں ۸۔ یہاں ہدی کا ذکر ہے جو صرف حرم شریف میں ہی ذبح ہو سکتی ہے۔ یہی احتلاف کا مذہب ہے۔ قربانی جو مالداروں پر واجب ہے وہ ہر جگہ کی جائے گی۔ رب فرماتا ہے۔ لَنْفُذَ بَیِّنَاتٍ وَنُحُزٍّ نَّمَازَ کے لئے کوئی جگہ مقرر ہر جگہ پڑھی جاوے گی، نہ قربانی کے لئے خاص جگہ کی پابندی، ہر جگہ ہو گی۔ حج کی قربانی اور ہے جرم حج کا ذبح اور، اور ہدی اور ہے۔ قربانی کچھ اور، حضور بیٹھ مدینہ پاک میں قربانی کرتے تھے ۹۔ یعنی جو ہدی تم حرم شریف میں ذبح کے لئے لے جاؤ، تمہیں جائز ہے کہ بوقت ضرورت ان پر سوار ہو جاؤ یا دودھ وغیرہ پو۔ بعد ذبح بھی ان کے گوشت کھاؤ، ان کی کھال اون وغیرہ استعمال کرو، خیال رہے کہ ذبح سے پہلے بلا ضرورت ہدی پر سوار نہ ہو اور دودھ نہ پئے۔ ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسلام سے پہلے بھی دوسری امتوں پر قربانیاں تھیں۔ یہ بڑی پرانی عبادت ہے۔ بائبل اور تائیل نے بھی قربانی پیش کی تھی، سب فرماتا ہے۔ اِبْدَقْنَا عَيْنَانَا ۱۱۔ تو ذبح کے وقت صرف اسی کا نام لو۔ مسئلہ اگر ذبح پر خدا کے نام کے ساتھ کسی اور کا نام بھی لے دیا گیا تو جانور حرام ہے۔ اگر رب کا نام بھول گیا تو حلال ہے۔ اگر جان بوجھ کر چھوڑ دیا تو حرام۔

الحج ۲۲
۵۳۵
اقترب الناس

ذٰلِكَ وَمَنْ يُعِظْ حَرَمَاتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لِّهِ عِنْدَ رَبِّهِ ۙ وَاجْتَنِبُوا حُرْمَاتِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يُضِلَّ حُرْمَاتِ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ يَكُونُ لِحَرَمَاتِ اللّٰهِ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۚ

یہاں بھلا ہے کہ اور بھلائے لئے حلال کئے گئے بے زبان چربائے سوائے جن کی ممانعت تم پر

فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّوْرِ ۚ حَنَفًا لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِينَ بِهٖ ۚ وَمَنْ يَشْرِكْ بِهٖ ۙ فَقَدْ كَفَرَ بِاللهِ فَاِنَّ اللهَ فَكَانَ ثَمَرُ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهَا الطَّيْرُ ۚ

سے ایک اللہ کے ہو کر کہ اس کا ساجھی کسی کو نہ کروں اور جو اللہ کا شریک

تَهْوِيْ بِهٖ الرِّجْيُ فِیْ مَكَانٍ سَكِيْنٍ ۚ ذٰلِكَ وَمَنْ يُعِظْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوٰی الْقُلُوْبِ ۚ

اللہ کے نشانوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی ہر ہر نگاری سے ہے

لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ تَحْمِلُهَا اِلٰی الْبَيْتِ الْعَتِيقِ ۚ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مُسْكَالًا لِّذِكْرِهِمْ ۚ

انہارے لئے چوبایوں میں فائز ہے، ایک مقرر مینا دن تک پھر اٹھا پھینکا ہے اس

اَسْمَ اللّٰهِ عَلٰی مَا رَزَقْنٰهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْاَنْعَامِ ۚ فَالَهُمْ

کہ اللہ کا نام لیں اس کے دینے ہوئے بے زبان چوبایوں پر تو تمہارا مہبود

اِلٰهٍ وَّاحِدٌ فَلَهُ اَسْلَمُوْا وَاَبْشِرِ الْمُخْبِتِيْنَ ۚ

ایک جو دے لے لای کے حضور گردن رکھو اور اسے محبوب ہوئی سادو ان تواسع دلوں کو کہ جب

مَنْزِل ۴

۱۔ اس میں تلاوت قرآن، وضو، ذکر کے ملتے، تمنا میں اللہ کی یاد کرنا سب ہی داخل ہے۔ ۲۔ اس میں ہر کار خیر میں خرچ کرنا داخل ہے۔ ذکوۃ، صدقہ، فطر، قربانی، مسجدیں بنانا، بلکہ اولاد کی پرورش، ماں باپ پر خرچ کرنا، قربت داروں سے سلوک سب ہی داخل ہیں۔ مگر سب مال خیرات نہ کرے۔ بعض کرے جیسا کہ من سے معلوم ہوا۔ ۳۔ یعنی قربانی کے اونٹ و گائے اللہ کی نشانیاں ہیں۔ ان کا احترام کرو۔ اس سے دو مکے معلوم ہوئے ایک یہ کہ گائے بھی قربانی کا جانور ہے کہ بدن میں داخل ہے دوسرے یہ کہ قربانی ہر جگہ دی جاسکتی ہے۔ صرف مکہ معظمہ میں ہی قربانی نہیں۔ تیسرے یہ کہ قربانی کی گائے اونٹ سب انہیں گھانا سب جائز ہے کہ یہ

شعائر اللہ کی تعظیم ہے۔ جو لوگ گائے کی قربانی کا انکار کرتے ہیں یا جو کہتے ہیں کہ قربانی صرف مکہ معظمہ میں ہے وہ اس آیت سے جہرت پکڑیں۔ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس چیز کو کسی عظمت والی چیز سے نسبت کیا جاوے وہ شعائر اللہ بن جاتی ہے۔ صفامروہ حضرت ہاجرہ کے قدم شریف کی برکت سے، اور ہدی کا جانور کعبہ معظمہ کی نسبت سے شعائر اللہ ہو گئے۔ اور شعائر اللہ کی تعظیم ایمان کی اصل ہے۔ قربانی کی تعظیم یہ ہے کہ اسے خوب فریہ کرے۔ خوشی سے ذبح کرے۔ بلا ضرورت اس پر سوار نہ ہو۔ اس کا دودھ نہ پئے۔ بعد ذبح اس کا گوشت تیرکا کھائے۔ ۵۔ دنیا میں بھی دین بھی، قربانی کا گوشت کھانا کھال ہال اون استعمال کرنا دنیاوی نفع ہے اور ثواب، اخروی اجر ہے۔ ۶۔ اونٹ کی ذبح میں سنت یہ ہے کہ اس کا ایک پاؤں ران سے باندھ کر تین پاؤں پر کھڑا کر کے گردن لہائی میں چیرے اسے نخر کھینچے ہیں۔ گائے بکری میں یہ نہیں ہے۔ ۷۔ اگر چاہو، کیونکہ قربانی کا گوشت نہ خود کھانا واجب ہے نہ دوسروں کو کھانا۔ دونوں مستحب ہیں۔ اگر کوئی نہ کھائے تب بھی جائز ہے۔ ۸۔ کہ یہ جانور باوجود موت قوت رکھنے کے تھمارے کینے پر چلتے ہیں۔ تمناز مقابلہ نہیں کرتے۔ دیکھو کبھی چھڑھمارے بس میں نہیں اور اونٹ، گھوڑا، باہی ہمارے بس میں ہیں۔ رب نے طاقت و جرأت جمع نہیں فرمائی۔ ورنہ ہم ہلاک ہو جاتے۔ ۹۔ اس سے اشارہ، معلوم ہوا کہ اگر کسی کو کھانے کا ثواب بخشا جاوے تو اس وقت اصل کھانا نہیں پہنچتا، بلکہ اس کا ثواب جو تقویٰ کا نتیجہ ہے وہ پہنچتا ہے۔ ایصال ثواب کا مذاق اڑانے والے اس آیت سے جہرت پکڑیں۔ خیرات کے ثواب کا پہنچنا عقلاً، ہر طرح ثابت ہے۔ اس کی مکمل بحث ہماری کتاب جاء الحق میں دیکھو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ کوئی نیک عمل بغیر نیت قبول نہیں ہوتا۔ ۱۰۔ نیک اعمال کی برکت سے یا محبوب بندوں کی طفیل اور محض اپنے کرم سے اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی بلائیں جاتا ہے اور آخرت میں بھی ملے گا۔ جیسا کہ احادیث صحیحہ اور قرآنی آیات سے ثابت ہے۔

إِذَا ذَكَرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَالصَّابِرِينَ عَلَى

مَا أَصَابَهُمْ وَالْمُقِيمِي الصَّلَاةِ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ

يُنْفِقُونَ ۝ وَالْبَدَانَ جَعَلْنَا لَكُمْ مِنْ شَعَائِرِ

اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ فَادْكُرُوا أَسْمَاءَ اللَّهِ عَلَيْهَا

صَوَافٍ ۝ فَادْأَوْجِبَتْ جُنُوبَهَا فَاكُلُوا مِنْهَا وَ

أَطْعِمُوا الْقَنَاعِ وَالْمُعْتَرِّكَ ذَلِكُمْ سَخَّرْنَا لَكُمْ

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ لَنْ يَبْنِيَ اللَّهُ لِحُومِهَا وَلَا

دِمَائِهَا وَلَكِنْ يَبْنِيهِ التَّقْوَى مِنْكُمْ كَذَلِكَ

سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَى مَا هَدَاكُمْ وَبَشِّرِ

الْمُحْسِنِينَ ۝ إِنَّ اللَّهَ يُدْفِعُ عَنِ الَّذِينَ آمَنُوا

إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُورٍ ۝ أذن للذين

بجس میں خون ہاں تھماری ہرگز بھاری اس تک باریاب ہوتی ہے نہ یوں ہی انھوں نے

۱۔ مکہ معظمہ میں کفار صحابہ کرام پر بہت ظلم کرتے اور ستم ڈھاتے تھے۔ صحابہ روزانہ حضور کی بارگاہ میں اس حال میں حاضر ہوتے تھے کہ کسی کا سر پٹا ہے، کسی کا ہاتھ ٹوٹا ہے، کسی کے پاؤں پر پٹی بندھی ہے۔ صحابہ کرام کفار سے بدلہ لینے کی اجازت چاہتے تھے۔ مگر حضور فرماتے تھے کہ صبر کرو۔ ابھی مجھے جہاد کی اجازت نہیں ملی۔ مدینہ منورہ پہنچ کر یہ آیت کریمہ اتری اور صحابہ کو جہاد کی اجازت دی گئی۔ (تذاتن العرفان) اس سے معلوم ہوا کہ بغیر اذن الہی جہاد جائز نہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے حکم الہی سے پہلے ایک قبیلے کو مارا تو اس پر نام ہوئے حالانکہ کافر کو مارنا ثواب ہے۔ ۲۔ یعنی مسلمانوں نے حق بات کسی اور کفار نے حق پر ناحق ظلم کیا۔ انہیں وطن سے نکالا۔ ۳۔ یہ اس زمانے کے لحاظ سے ہے جب دین عیسوی یا دین موسوی منسوخ نہیں ہوا تھا۔ مگر جب اور کلیسے قابل احترام تھے اب نہ ان کا احترام ہے نہ ان کا گرا دینا ممنوع۔ اگر کہیں کے عیسائی مسلمان ہو جائیں تو اپنا گرجا گرا سکتے ہیں، اور وہاں مسجد بنا سکتے ہیں ہاں مسلمانوں کو حق نہیں کہ دوسروں کے عبادت خانے مگر انہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اگر گزشتہ زمانہ میں جہاد نہ ہوئے ہوتے تو نہ یہودیوں کے عبادت خانے محفوظ رہتے اور نہ عیسائیوں کے۔ ۴۔ یعنی گزشتہ زمانوں میں بھی جہاد کی برکت سے کلیسے، مگر جب، خانقاہیں وغیرہ کفار کے ہاتھوں سے محفوظ رہیں۔ اب بھی خانقاہیں مسجدیں جہاد ہی کے ذریعہ محفوظ رہ سکتی ہیں۔ انسان کی حفاظت کے لئے سانپ چھو کو قتل کرو۔ ایمان کی حفاظت کے لئے جہاد کرو۔ یار کے پتھر سے یار کا شیشہ توڑو۔ ۵۔ اولیاء اللہ کی مدد کرنا نبی کی خدمت، علم دین پھیلانا، سب اللہ کے دین کی مدد ہے۔ ۶۔ کہ کفار پر فتح دے کر انہیں بادشاہت حکومت عطا فرادیں۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن کی سلطنت نفسانی خواہش کے لئے نہیں ہوتی بلکہ دین قائم کرنے کے لئے ہوتی ہے۔

جنگ شاہان قتل و غارت گری است

جنگ مومن سنت پیغمبری است

لہذا جنگوں کی نوعیت مختلف ہے ۸۔ قوت و طاقت سے، کیونکہ حاکم قوت سے اور عالم زبان سے برائی روکیں۔ عوام دل سے برا جائیں لہذا آیت کا مطلب یہ نہیں کہ اگر مسلمانوں کے پاس بادشاہت نہیں تو وہ تبلیغ ہی نہ کریں۔ اس آیت کی تفسیر دیکھنی ہو تو خلفائے راشدین کی خلافتیں ملاحظہ کرو۔ وہ اس کی زندہ جاوید تفسیر ہیں ۹۔ آیت کا مطلب ہے کہ ان مومن غازیوں کی مدد اللہ کے ذمہ ہے۔ جو سلطنت پاکر شہوات میں مشغول نہیں ہوتے۔ بلکہ سلطنت کے ذریعہ اللہ کی زمین کو اللہ کی عبادت سے بھر دیتے ہیں۔ لوگوں کو گناہوں سے روکتے ہیں۔ پاکستانی مسلمانوں کو اس سے عبرت پکڑنی چاہیے۔ وہ سوچیں کہ انہوں نے پاکستان حاصل کر کے دین کی کیا خدمات انجام دیں۔

مکتوب للناس	۵۳۷	الحکم ۲۶
يَقْتُلُونَ بِأَنَّهُمْ ظَلَمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ		
یعنی کافر لوگ انہیں مار رہے ہیں کہ انہیں ظالم ہوا اور اللہ ان کی مدد کرنے پر ضرور		
لَقَدِيرٌ ۝ الَّذِينَ أَخْرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بَغْيٍ		
تلاش ہے وہ جو اپنے گھروں سے ناحق نکالے گئے مرنے والے		
حَقِّ إِلَّا أَنْ يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ		
بات پڑ کہ انہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے اور اللہ اگر آدمیوں میں		
النَّاسِ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ لَهْدٍ مَتَّ صَوَامِعُ		
ایک کو دوسرے سے دین نہ فرماتا تو ضرور ڈھسا دی جاتیں		
وَبِيعَ وَصَلَاتٍ وَمَسْجِدٍ يُدْعَىٰ فِيهِ اسْمُ اللَّهِ		
خانقاہیں اور گرجا اور کلیسے اور مسجدیں جن میں اللہ کا بھگت نام		
كَثِيرٌ وَلَٰكِنْ يَنْصُرَنَّ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ		
لیا جاتا ہے اور بیشک اللہ ضرور مدد فرمائے گا کسی جو اس کے دین کی مدد کرے بیشک		
عَزِيزٌ ۝ الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا		
ضرور اللہ قوت والا غالب ہے وہ لوگ کہ اگر ہم انہیں زمین میں قابو دیں تو نماز		
الصَّلَاةِ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَآمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَ		
برپا رکھیں اللہ اور زکوٰۃ دہی اور بھلائی کا حکم کریں اور		
نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۚ وَاللَّهُ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ ۝ وَإِنْ		
برائی سے روکیں اللہ اور اللہ ہی کے لئے سب کاموں کا انجام ہے اور اگر جب		
يَكْذِبُونَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٌ		
تھاماری کذب کہتے ہیں تو بے شک ان سے پہلے بھٹلا چکی ہے قوم کی قوم اور عاد		
وَتَمُودُ ۝ وَقَوْمُ إِبْرَاهِيمَ وَقَوْمُ لُوطٍ ۝ وَأَصْحَابُ		
اور تمود اور ابراہیم کی قوم اور لوط کی قوم اور مدین		
مَنْزِل ۳		

إقترب للناس

هفتاد و سه

استفہام انکاری ہے۔ یعنی یہ لوگ ان اجڑی ہستیوں پر گزرتے ہیں مگر ہجرت نہیں پکڑتے اس سے معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ کے آستانوں پر حاضری دینا چاہیے۔ تاکہ وہاں کی رونق دیکھ کر نیک اعمال کا شوق پیدا ہو۔ خوف پیدا کرنے کے لئے کفار کے عذاب کی جگہ جاؤ۔ امید حاصل کرنے کے لئے صالحین کی قبروں پر جاؤ۔ حلال رحمتیں اتر رہی ہیں ۷۔ یعنی کفار کے پاس بصارت تو ہے مگر بصیرت نہیں۔ بصارت دماغ کی آنکھوں میں اور بصیرت دل کی آنکھ میں ہوتی ہے۔ بصیرت پر ہدایت کا مدار ہے۔ بصیرت کا سرمد اللہ کا ذکر بزرگوں کی صحبت، تلاوت قرآن، پیٹ کا خالی رکھنا، تہجد کی نماز صبح کا استغفار ہے۔ (روح) ۷۔ یہ آیت اس آیت کی تفسیر ہے وَمَا أَنْتَ بِمُهْدًى الْغَفَى کہ وہاں اندھوں سے مراد دل کے اندھے ہیں۔ ایسے ہی اس آیت کی تفسیر ہے۔ مَنْ كَانَ فِي هَذِهِ أَعْمًى تَهْتَدِ فِي الْآخِرَةِ أَعْمًى، لہذا کافر اگرچہ اٹھیا رہا ہے۔ مگر اندھا ہے مومن اگرچہ ٹاپٹاپا ہو مگر اٹھیا رہا ہے جیسے زندہ کافر مردہ ہے اور مردہ شہید زندہ ہے۔ ۸۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفار پر عذاب مسلمانوں پر رحمت ہے۔ اسی لئے اسے وعدہ فرمایا گیا، وعید نہ فرمایا۔ دوسرے یہ کہ کفار کے لئے خلف وعید ممکن نہیں جیسے مومن کے لئے خلف وعید ممکن نہیں۔ البتہ مومن کے لئے خلف وعید ممکن ہی نہیں بلکہ واقع ہے۔ (روح) چنانچہ کفار پر عذاب کا وعدہ بدر میں پورا ہوا۔ عذاب آخرت علاوہ ہے ۹۔ خیال رہے کہ دنیا میں سردی کا دن چھوٹا اور گرمی کا دن بڑا ہے۔ ایسے ہی آخرت کا دن ایک ہزار سال کا ہے اور قیامت کا دن پچاس ہزار برس کا۔ لہذا آیات میں تعارض نہیں پھر قیامت کا دن بعض کو چند منٹ محسوس ہو گا۔ ۱۰۔ یعنی ان کے بسنے والے انسان ستم گار، کافرتھے، چونکہ انسان اشرف المخلوق ہے اور باقی اس کے تابع لہذا ان تیبوں کو ظالم فرما دیا گیا۔ اور عذاب آنے پر سب کو ہلاک کر دیا گیا۔ ۱۱۔ لہذا تم اس دیر سے رھو کہ نہ کھاؤ۔ غضب کی جگہ دیر میں بیٹھتی ہے مگر نہایت پارک بیٹھتی ہے۔

۱۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور سارے انسانوں کے رسول ہیں۔ کسی خاص قوم سے آپ کی نبوت خاص نہیں، دوسرے یہ کہ حضور کا ذرا نام عام ہے اور بشارت خاص کسی کو عذاب نارسے کسی کو عذاب فراق یار سے ڈراتے ہیں ۲۔ دنیا میں نیک اعمال کی توفیق۔ لوگوں کی نگاہ میں عزت و آبرو۔ آخرت میں جنت کی نعمتیں، رب کا دیدار، حضور کی شفاعت۔ ۳۔ اس سے اشارہ ”معلوم ہوا کہ جو ضدی عالم جھوٹ کو بیچ ثابت کرنے کی کوشش کرے اور آیات قرآنیہ کو اس پر سند لائے وہ دوزخی ہے اسی طرح مناظرہ محض اپنی جیت کے لئے کرنا جس میں احقاق حق اور دین کی خدمت مقصود نہ ہو، کافروں کا کام ہے۔ اظہار حق کے لئے مناظرہ سفت پیغمبر ہے۔ رب فرماتا ہے وَجَادِلْهُمْ بِلَاغٍ

بھی اُخسُس اور فرماتا ہے حَاجُّوا إِلَيْكُمْ فَيَنْبَغِ أَنْ تُدْعُوا ۳۔ نبی اور رسول میں فرق ہے۔ نبی عام ہے رسول خاص یعنی ہر رسول نبی ہے مگر ہر نبی رسول نہیں۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ نبی ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں اور رسول تین سو تیرہ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایسے پیغمبر کی شکل تو نہیں بن سکتا مگر آواز ان کی آواز سے مشابہ کر دیتا ہے۔ حضور نے فرمایا۔ مَرَمَنْ نَأْتِي نَقْدَرُ أَيْ الْمَخِي فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَنْصَرُّ بِكَ ۶۔ لیکن جب بھی شیطان آواز میں مشابہت پیدا کر کے غلطی میں ڈال دے تو رب اس غلطی کو دور فرما دیتا ہے۔ شبہ باقی نہیں رہتا۔ ۷۔ شان نزول جب سورہ والجم نازل ہوئی تو حضور نے مسجد حرام میں اس کی تلاوت فرمائی بہت ٹھہر کر، تا کہ لوگ غور کر سکیں۔ جب وَشَرُّهُ أَمَّا بَقَّةُ الْإِنْخِرَی فرما کر ٹھہرے تو شیطان نے مشرکین کے کان میں کہہ دیا۔ تِلْكَ الْغُرَابِيُّ الْمَقِيَّةُ فَكَانَ شَعْبًا مَعْتَمِدَةً ۸۔ یعنی یہ بت اونچی شان والے ہیں، انکی شفاعت کی امید ہے۔ کفار غلطی سے سمجھے کہ حضور نے یہ فرمایا ہے تو بہت خوش کر سجدہ شکر میں گر گئے کہ حضور نے ہمارے بتوں کی تعریف کی۔ تب یہ آیت اتری۔ یہی روایت درست ہے اس پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا۔ خیال رہے کہ اس وقت شیطان کی آواز لوگ سنا کرتے تھے اور کبھی اس سے غلطی بھی کھا جاتے تھے۔ بدر کی جنگ میں کفار سے شیطان نے کہا تھا۔ لَا تَأْبِئُكُمْ الْيَوْمَ ۹۔ اور جنگ احد میں شیطان نے آواز دی تھی کہ حضور شہید ہو گئے ۷۔ چنانچہ مشرکین و کفار اس واقعہ سے اور شبہ میں پڑ گئے کہ جب حضور نے بتوں کی تردید کی تو بولے کہ حضور اپنی بات سے پھر گئے معاذ اللہ مگر مومنوں کو کوئی تردد نہ ہوا کیونکہ مسلمانوں کو شیطان کی اس آواز سے کوئی دھوکا نہ ہوا تھا۔ خیال رہے کہ شیطان کی آواز واقع میں حضور کی آواز سے مشابہ نہ ہوئی تھی کیونکہ حضور کی ہر چیز بے مش ہے بلکہ باوجود فرق کے کفار دھوکا کھا گئے اپنی غلطی سے۔ اسی لئے قرآن نے فرمایا۔ أَفَلَا الشَّيْطَانُ ۱۰۔ لہذا اس آیت سے حضور کی بے

الحج ۲۲

۵۳۹

الْعَنْزَابُ لِلنَّاسِ ۱۴

إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ نَذِيرٌ مُبِينٌ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰ ۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ۱۴۸۳ ۱۴۸۴ ۱۴۸۵ ۱۴۸۶ ۱۴۸۷ ۱۴۸۸ ۱۴۸۹ ۱۴۹۰ ۱۴۹۱ ۱۴۹۲ ۱۴۹۳ ۱۴۹۴ ۱۴۹۵ ۱۴۹۶ ۱۴۹۷ ۱۴۹۸ ۱۴۹۹ ۱۵

۱۔ یعنی آخرت میں جنت کی طرف یا دنیا میں نیکیوں کی طرف، ورنہ عقائد کی ہدایت تو انہیں مل چکی ہے۔ کہ وہ مومن ہو چکے اور تحصیل حاصل ناممکن ہے ۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کافر ازل کے لئے کوئی دلیل مفید نہیں وہ ہمیشہ شک میں گرفتار رہے گا۔ دوسرے یہ کہ موت کے وقت یا قیامت میں یا عذاب الہی دیکھ کر کفار ایمان قبول کر لیتے ہیں مگر وہ اللہ کے نزدیک معتبر نہیں ۳۔ اس طرح کہ اس دن کوئی شخص سلطنت کا دعویٰ بھی نہ کرے گا اور کسی بادشاہ کا قانون نہ ہو گا۔ سوائے رب تعالیٰ کے ورنہ حقیقی بادشاہت تو آج بھی اس کی ہی ہے ۴۔ اس طرح کہ ان کا خاتمہ بھی ایمان پر ہوا کیونکہ شریعت میں خاتمہ کا اعتبار ہے۔ یہ بھی خیال

رہے کہ جنت کا داخلہ ایمان سے ہے اور وہاں کے درجات اعمال سے۔ یہ جنت کسی میں ہے ورنہ بعض لوگ اذیر عمل جنت میں جائیں گے جیسے مسلمانوں کے نابالغ بچے اور وہ تو مسلم جو ایمان لاتے ہی فوت ہو گیا۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ بعض مسلمانوں کو دوزخ میں اگرچہ عذاب دے گا مگر وہاں انہیں ذلیل نہ کرے گا۔ کیونکہ ذلت کفار کا عذاب ہے۔ انشاء اللہ گنہگار مومن کے عذاب کی کسی کو خبر بھی نہ ہوگی ۶۔ یہ فتح مکہ سے پہلے کے لحاظ سے ہے جب اہل مکہ پر ہجرت فرض تھی۔ یا اس وقت کے لحاظ سے ہوگی جب مسلمان دارالحرب میں گھر جاویں اور اپنی عبادت کی آزادی نہ پادیں۔ ورنہ جہاد کے لئے ہجرت شرط نہیں۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ جو مومن ہجرت کر کے دارالاسلام میں آ جاوے، پھر خواہ جہاد میں شہید ہو یا اپنی موت مرے، اللہ اسے اجر دے گا۔ معلوم ہوا کہ ہجرت اس وقت ضروری تھی کہ بلا قدر ہجرت نہ کرنے والا مجرم تھا۔ ۷۔ یہاں رازق کے معنی ہیں رزق کا کفیل وضامن۔ اس معنی سے بعض بندے بعض کے رزق کے کفیل ہیں۔ جیسے ماں باپ اولاد کے لئے آقا غلام کے لئے مگر رب کی ضمانت رزق سب سے اعلیٰ ہے کہ وہ بے حساب بغیر ملامت ہمیشہ دیتا ہے۔ آیت کا مطلب یہ نہیں کہ رزاق یعنی خالق رزق بہت ہیں، اللہ ان سے اچھا ہے کہ یہ معنی تو عین شرک ہیں ۸۔ شان نزول :- بعض صحابہ نے عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ جو جہادوں میں شہید ہو گئے وہ تو بڑے درجہ والے ہیں۔ ہم لوگ جہادوں میں حضور کے ساتھ رہتے ہیں اور انشاء اللہ رہیں گے لیکن اگر ہمیں بغیر شہادت موت آئی تو ہمارے لئے کیا حکم ہے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا کہ تم فکر نہ کرو تم شہید ہو یا ویسے وفات پاؤ جنت اور اچھا رزق اے لئے نامزد ہو چکا رب تم سے راضی ہو چکا اب تمہیں بھی وہ دے گا کہ تم خوش ہو جاؤ گے۔

وَأَنَّ اللَّهَ لَهَادِ الَّذِينَ آمَنُوا إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ

اور بے شک اللہ ایمان والوں کو سیدھی راہ بھلائے والا ہے ۱

وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتَّىٰ

اور کافر اس سے ہمیشہ شک میں رہیں گے یہاں تک کہ

تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً أَوْ يَأْتِيَهُمْ عَذَابٌ يَوْمٍ

ان پر قیامت آجائے اچانک یا ان پر ایسے دن کا عذاب آئے جس کا پہل ان کیلئے

عَقِيمٌ ۲۵ أَلَمْ يَكُنْ لَّكَ يَوْمَئِذٍ آلِيكُمْ يَوْمَ لَقِيَكَ يَٰٓأَبِي

کہ اچھا نہ ہو بارش ہی اس دن اللہ ہی کی ہے نہ وہ ان میں فیصلہ کرنے کا تو جو ایمان

آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي جَدَّتِ النَّعِيمُ ۲۶

لائے گا اور اچھے کام کئے وہ جہن کے باغوں میں ہیں

وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَوَلَّيْنَاكَ لَهُمْ

اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتیں جھٹلائیں ان کے لئے

عَذَابٌ مُّهِينٌ ۲۷ وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي سَبِيلِ

ذلت کا عذاب ہے اور وہ جنہوں نے اللہ کی راہ میں اپنے گھر بار

اللَّهِ ثُمَّ قَاتَلُوا أَوْ مَاتُوا لِيَرْزُقْهُمْ اللَّهُ رِزْقًا

بھجھوئے نہ پھر مارے گئے یا مر گئے تو اللہ ضرور انہیں اچھی روزی

حَسَنًا وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ خَيْرُ الرَّزَاقِينَ ۲۸ لِيَذْخُلَنَّهُمْ

دے گا اور بے شک اللہ کی روزی سب سے بہتر ہے کی ضرور انہیں ایسی جگہ

مَدْخَلًا يَرْضَوْنَ وَإِنَّ اللَّهَ لَعَلِيمٌ حَلِيمٌ ۲۹

جائے گا جسے وہ پسند کریں گے اور بیشک اللہ علم والا ہے نہ

ذَٰلِكَ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوقِبَ بِهِ ثُمَّ

بات یہ ہے اور جو بدلہ لے جیسی جھٹلت پہنچائی گئی تھی پھر اس پر

۱۔ شان نزول: ایک دفعہ ماہ محرم کے آخر میں مشرکین نے مسلمانوں پر حملہ کیا۔ چونکہ اس وقت محرم وغیرہ اشہر حرم میں جنگ ممنوع تھی اس لئے مسلمانوں نے لڑنا نہ چاہا مگر مشرکین نہ مانے اور انہوں نے جنگ شروع کر دی۔ مسلمانوں نے مجبوراً مقابلہ کیا اور رب تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد کی۔ اس کے متعلق یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں مسلمانوں کو تسلی دی گئی کہ وہ اس مقابلہ کرنے میں مجرم نہیں ۲۔ اس میں اشارۃً فرمایا گیا کہ جیسے کبھی دن بڑے کھجرات ایسے ہی کبھی کفار کا غلبہ ہے کبھی مومنوں کا تسلط۔ اس سے دل ٹھک نہ ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ستاد دیکھتا ہے اس کے ہر کام میں حکمت ہے ۳۔ یعنی جموئے معبود باطل ہیں اس آیت کو انبیاء اولیاء سے

کوئی تعلق نہیں، وہ سب حق ہیں کیونکہ حق کے ہیں رب فرماتا ہے۔ تِلْكَ جُنُودُكَ لَكَ مِنَ رَبِّكَ حُضُور فرماتا ہے۔ مَنْ رَأَى فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ، چونکہ ما غیر حقیقی چیزوں کے لئے آتا ہے۔ لہذا اگر حسیلی و غیرہ علیہا السلام کی کفار پوجا کرتے ہیں مگر اس سے یہ دونوں بزرگ باطل نہ کہے جائیں گے وہ حق ہیں، ان کا ہر فعل حق ہے۔ یا آیت کا مطلب یہ ہے کہ ان کفار کا غیر خدا کی پوجا کرنی باطل ہے اس صورت میں، ما مصدریہ ہو گا یا یوں کہو کہ اہل کتاب در حقیقت نبیوں کو نہیں پوجتے بلکہ ان کے مجسموں تصویروں اور صلیب کو پوجتے ہیں۔ واقعی یہ چیزیں باطل ہیں ۴۔ آسمان کی طرف سے یا آسمانی سبب سے بارش برسائی۔ ورنہ بارش خاص آسمان سے نہیں آتی بلکہ سورج کی گرمی سے سمندروں کا پانی بھاپ بن کا اڑتا ہے۔ اوپر جا کر ٹھنڈک سے جم کر بادل بن جاتا ہے مگر یہ سب کچھ اللہ کے حکم سے ہوتا ہے ۵۔ ایسے ہی قیامت میں مردے زندہ ہوں گے اور انشاء اللہ مسلمانوں کو کمزوری کے بعد طاقت ملے گی۔ جیسے خشک زمین کو بارش کے ذریعہ سرسبزی ملتی ہے خیال رہے کہ اگرچہ کنوؤں کے پانی سے بھی سبزی ہو جاتی ہے، مگر بارش کے پانی سے عام سبزی اور مستقل ہوتی ہے۔ پھل بھی اسی سے گلتا ہے۔ ایسے ہی اگرچہ اپنی کوشش سے بھی عارضی عزت و قوت مل جاتی ہے مگر دائمی، حقیقی عظمت رب کے کرم سے حاصل ہوتی ہے ۶۔ حقیقی اور دائمی ملک اس کا ہے۔ اس کی عطا سے کچھ عارضی طور پر بعض ہندوں کو عطا ہو جاتا ہے۔ ۷۔ جانور، آگ، پانی، دھاتیں وغیرہ کہ وہ تمہیں نفع پہنچاتی ہیں۔

۱۵

الحجہ ۲۲	۵۴۱	افلوب الناس ۱۵
<p>بُغِيَ عَلَيْهِ لِيَبْصُرَهُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ لَعَفْوٌ غَفُورٌ ۶</p> <p>زیادتی کی جائے تو جنگ اللہ اس کی مدد فرمائے گا جنگ اللہ صفات کرنے والا۔ بخشنے والا ہے</p>		
<p>ذَلِكَ يَأْتِ اللَّهُ يُؤَلِّجُ الْيَلَّ فِي النَّهَارِ وَيُؤَلِّجُ النَّهَارَ فِي الْيَلِّ وَأَنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ۷</p> <p>یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ رات کو ڈالتا ہے دن کے حصہ میں اور دن کو لاتا ہے</p>		
<p>ذَلِكَ يَأْتِ اللَّهُ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ هُوَ الْبَاطِلُ وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ۸</p> <p>یہ اس لئے کہ اللہ ہی حق ہے اور اس کے سوا جسے پوجتے ہیں وہی باطل ہے</p>		
<p>ذَلِكَ يَأْتِ اللَّهُ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَتُصْبِحُ الْأَرْضُ مُخْضَرَّةً إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ۹</p> <p>والا ہے کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے پانی اتارا کہ</p>		
<p>وَأَنَّ اللَّهَ لَهُ مَا فِي السَّمُوتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَإِنَّ اللَّهَ لَهُ الْغَنَى الْحَمِيدُ ۱۰</p> <p>خبردار ہے اسی کا مال ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے</p>		
<p>سَخَّرَ لَكُمْ مِمَّا فِي الْأَرْضِ وَالْفَلَكَ تَجَرَّى فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِ رَبِّهِمْ إِنَّ تَقَعُ عَلَى</p> <p>پس میں کر دیا جو کچھ زمین میں ہے شہ اور کشتی کہ دریا میں اس کے حکم</p>		
<p>مَنْزِل ۱۱</p>		

اسے یہ آیت اس آیت کی تفسیر بھی ہو سکتی ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ يُبَيِّنُ الشُّمُوْبَ وَاللَّذِیْنَ اَنْتُمْ عَلٰیہِمْ فَاوْشَاۤہُ یعنی آسمان حرکت مستفیض نہیں کر سکتا مگر قیامت یہ حرکت کرے گا اور زمین پر گر پڑے گا۔ مطلب یہ ہے کہ آسمان نہ کسی چیز پر رکھا ہے نہ کسی میں ٹانگا ہوا ہے۔ پھر بھی نہیں گرتا۔ اسے کون روکے گا سوا اہل عرش کے۔ انہیں نعمتوں سے سرفراز فرماتا ہے اور آفتوں سے بچاتا ہے اور دنیاوی راحتوں کے لئے عرشِ نعمتیں بخشتا ہے۔ انبیاء کرامؑ اولیاء اللہ کے ذریعے ۳۰ بے جان مٹی سے نطق بنا کر پھر نطق سے انسانی صورت بخش کر اعمال کرنے کے لئے زندگی بخشی پھر عمر ختم ہونے پر موت دے گا۔ پھر ثواب یا سزا کے لئے دائمی زندگی دے گا۔ ۴۰ میل

تجوید للناس، ۱۱

۵۲۲

الحج ۲۲

اَلْاَرْضُ اِلٰیذِہٖ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَعَرُوفٌ

مگر پڑے نہ مگر اس کے حکم سے بے شک اللہ آدمیوں پر بڑی ہر والا

رَحِیْمٌ ۝۱۱۰ وَهُوَ الَّذِیْ اَحْیَاکُمْ ثُمَّ یَمِیْتُکُمْ ثُمَّ

مہربان ہے نہ اور وہی ہے جس نے تمہیں زندہ کیا تم پھر تمہیں مارے گا پھر

یُحْیِیْکُمْ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَکَفُوْرٌ ۝۱۱۱ لِّکُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا

نہیں جلائے گا بے شک آدمی بڑا ناشکر ہے کہ ہر امت کئے ہم نے عبادت

مَنْسُکًا ۝۱۱۲ لَّہُمْ نَاسِکُوْہُ فَلَا یُنَازِعُکَ فِی الْاَمْرِ

کے قاعدے بنا دیئے کہ وہ ان پر چلے تو ہرگز وہ تم سے اس معاملہ میں جھگڑا

وَادْعُ اِلٰی رَبِّکَ اِنَّکَ لَعَلٰی ہُدٰی مُسْتَقِیْمٌ ۝۱۱۳

نہ کر دے اور اپنے رب کی طرف بلاؤٹ بیشک تم سیدھی راہ پر ہو ٹ

وَ اِنْ جَدَلُوْکَ فَقُلِ اللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا نَعْمَلُوْنَ ۝۱۱۴

اور اگر وہ تم سے جھگڑیں تو فرما دو کہ اللہ خوب جانتا ہے تمہارے کیا کرنے

اللّٰہُ یَحْکُمُ بَیْنَکُمْ یَوْمَ الْقِیَمَةِ فِیْمَا کُنْتُمْ فِیْہِ

اللہ تم پر فیصلہ کرے گا قیامت کے دن جس بات میں اختلاف

تُخْتَلِفُوْنَ ۝۱۱۵ اَلَمْ تَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ

کہ ہے ہوٹ کیا تو نے نہ جانتا کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور

وَالْاَرْضِ اِنَّ ذٰلِکَ فِیْ کِتٰبٍ اِنَّ ذٰلِکَ عَلٰی اللّٰہِ

زمین میں ہے بیشک یہ سب ایک کتاب میں ہے بیشک یہ اللہ پر آسان

یَسِیْرٌ ۝۱۱۶ وَلِیَعْبُدُوْنَ مَنْ دُوْنَ اللّٰہِ مَا لَمْ یَنْزِلْ

ہے نہ اور اللہ کے سوا ایسوں کو نہ پوجتے ہیں جن کی کوئی سند انہیں نہ

بِہٖ سُلْطٰنًا وَّمَا لَیْسَ لَہُمْ بِہٖ عِلْمٌ وَّمَا لَیْلَیْنِ

اتاری اور ایسوں کو جن کا خود انہیں کچھ علم نہیں ہے اور ستم گاروں کا

منزل ۴

انسان سے مراد یا کفار ہیں یا غافل مسلمان یا جنس انسان اس سے انبیاء کرامؑ اولیاء اللہ کو کوئی تعلق نہیں۔ رب فرماتا ہے۔ اِنَّہٗ كَانَ عَلٰی عَرْشِہٖ شَکُوْرًا ۷۵ شان نزول۔ بدیل ابن ورقہؓ بشر ابن سفیان وغیرہم نے کہا تھا کہ تم لوگ عجیب ہو کہ جس جانور کو تم مارو اسے جلال کہتے ہو اور جسے خدا تعالیٰ مارے اسے حرام۔ ان کے جواب میں یہ آیت آئی۔ (خزائن العرفان) مطلب یہ ہے کہ اس قسم کے مسائل ہر آسمانی دین میں تھے تو تم صرف مسلمانوں پر یہ امتزاج کیوں کرتے ہو۔ خیال رہے کہ ہر جانور کو رب ہی موت دیتا ہے مگر جس جانور کا خون رب کے نام پر بھیا جاوے وہ حلال ہے اس کے سوا حرام ۶۔ صوفیاء کرامؑ فرماتے ہیں کہ تمام انبیاء مخلوق کو رب کی صفات کی طرف بلائے ہیں خود رب کی ذات کی طرف بلائے ہیں۔ اسی لئے رب نے آپ کو خاتم النبیینؐ فرمایا خیال ہے کہ حضور قیامت یہ دعوت دے رہے ہیں۔ تمام علماء صوفیاء کی تبلیغیں حضور کی دعوت ہے۔ یعنی جس راستے پر تم ہو وہ سیدھا ہے تم راستہ کے سیدھا ہونے کی دلیل ہو۔ رب فرماتا ہے۔ اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی سُلُوْبٍ مُّسْتَقِیْمٍ معلوم ہوا کہ حضور کی صورت سیرت سیدھا راستہ ہے۔ یا اے محبوب! تم لوگوں کو سیدھے راستہ پر ملے ہو۔ جو تم سے ملنا چاہے وہ سیدھی راہ چلے ۸۔ یعنی ان سے مناظرہ نہ کرو صرف عذاب الہی سے ڈراؤ۔ معلوم ہوا کہ ہر بات کو جھگڑالو سے مناظرہ نہ کرنا چاہیے۔ رب تعالیٰ نے شیطان کے دلائل کا جواب نہ دیا۔ بلکہ فرمایا۔ اَخْرِجْنِہَا فَاَنْتَکَ زَہِیْمٌ ۹۔ اب دنیا میں کیوں کہ مرتے وقت اور عیش میں کوئی جھگڑا نہ کرے گا۔ سب اسلام مان لیں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جھگڑالو وہ ہے جو حق کا انکار کرے۔ حق پر رہنے والا جھگڑالو نہیں۔ پولیس اور ڈاکوؤں میں جگ ہو تو ڈاکو جھگڑالو ہیں نہ کہ پولیس ۱۰۔ کہ سارے غیبی واقعات ایک لوح محفوظ میں لکھ دیئے اور یہ تحریر اس لئے ہے کہ جو بندے لوح محفوظ پر نظر رکھتے ہیں انہیں اب غیوب پر اطلاع دی جائے ورنہ رب تعالیٰ کو اپنے بھول جانے کا فخر نہ تھا ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو علم واقعہ کے مطابق نہ ہو وہ جہالت ہے جسے جمل مرکب کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ اپنی دانست میں چند معبود جانتے تھے مگر ان کے اس جانے کو نہ جانتا فرمایا گیا

جانے کا فخر نہ تھا ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو علم واقعہ کے مطابق نہ ہو وہ جہالت ہے جسے جمل مرکب کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ اپنی دانست میں چند معبود جانتے تھے مگر ان کے اس جانے کو نہ جانتا فرمایا گیا

۱۔ مظلوم ہوا کہ مومنوں کے لئے رب نے مددگار بنائے ہیں۔ کیونکہ مددگار نہ ہونا کافروں پر عذاب ہے۔ ۲۔ اس سے مظلوم ہوا کہ چہرہ دل کا آئینہ ہے۔ دل کے آثار چہرے پر نمودار ہوتے ہیں۔ یہ بھی مظلوم ہوا کہ مومن کی پہچان یہ ہے کہ اس کے چہرے پر رب تعالیٰ کی حمد، حضور کی نعت شریف سن کر خوشی کے آثار نمودار ہوتے ہیں۔ کفار کے منہ بکڑ جاتے ہیں۔ یعنی ابھی تم دوزخ وغیرہ کا ذکر سن کر جلتے بھتے ہو، جب دوزخ دیکھو گے تو زیادہ بھنوں گے۔ بھتی کا حال اس کے برعکس ہے کہ ابھی سن کر خوش ہوتا ہے پھر دیکھ کر زیادہ خوش ہو گا ۳۔ یہاں وعدہ، معنی وعید ہے۔ رب تعالیٰ نے کفر پر مرنے والوں کو دوزخ کی بھتی خبر دی ہے۔ مومن گنہگار کو اگرچہ عذاب سے ڈرایا ہے مگر مغفرت کی امید بھی دلائی ہے کہ

قَرَأَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ
لِذَا یہ آیت صرف کفار پر چسپاں ہے۔ ۵۔ یعنی غور کرو۔
مظلوم ہوا کہ قرآن کریم کا سنا کمال نہیں، بلکہ اس پر غور کرنا کمال ہے۔ رب فرماتا ہے: فَاسْتَعِذْ بِالْكِتَابِ وَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ
تَوَكَّلْ عَلٰی ۶۔ یہ آیت مشرکین کے متعلق نازل ہوئی اور یہاں دعا سے مراد پوجنا ہے نہ کہ پکارنا، کیونکہ اللہ کے ماسوا کو پکارنا درست ہے رب نے پہاڑوں، زمین کو پکارا ہے۔ ہم کو حکم دیا۔ اذْذَعُوْهُمْ اِلَآ مَا يَمْنُنَ اللّٰهُ اِس آیت کریمہ کو اولیاء یا انبیاء کرام پر چسپاں کرنا ہے دینی ہے۔ ۷۔ چنانچہ بتوں پر کفار، زعفران، شہد وغیرہ مل دیتے تھے اور ان پر کھیاں بھتی تھیں۔ تو ایسے مجبور کی پوجا کرنا حماقت ہے۔ پوجا قوی و قادر کی کی جاوے۔ خیال رہے کہ قرآن کریم، خانہ کعبہ، سنگ اسود بزرگوں کے مزارات کی کوئی پوجا نہیں کرتا۔ تعظیم کرتے ہیں لہذا یہ آیت وہاں چسپاں ہو گئی۔ کیونکہ ان کی تعظیم اس لئے کی جاتی ہے کہ یہ چیزیں شعائر اللہ ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ وَمَنْ يُعْظِمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوٰی الْقُرْآنِ وَبِیْ اِس آیت کو بزرگوں کے مزارات پر چسپاں کرتے ہیں مگر خود بھی خانہ کعبہ، قرآن کریم بلکہ مولوی اسماعیل کے بوسیدہ جھنڈے کی تعظیم کرتے اسے چوستے چاہتے ہیں۔ وہاں یہ آیت کیوں بھول جاتے ہیں ۸۔ یعنی بت پرست اور بت یا کھنٹی اور شہد یا کھنٹی اور بت ۹۔ اس لئے وہ مان بیٹھے کہ اکیلا رب اتنے بڑے جہاں کا انتظام نہیں کر سکتا۔ اسے مددگار شریکوں کی ضرورت ہے۔ معاذ اللہ۔ ان کفار نے دنیا کو تو دیکھا مگر رب کی شان میں غور نہ کیا۔ ان کی مثال اس دہمائی کی سی ہے جو مال گاڑی کے ۲۷ ٹیوں کو دیکھ کر کہے کہ اسے ایک انجن نہیں سمجھ سکتا۔ اس نے ڈیے دیکھے مگر انجن کا زور نہ دیکھا۔ جنوں نے رب کو پہچانا، وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسے ایسے لاکھوں جہاں بنا سکتا ہے اور چلا سکتا ہے۔ ۱۰۔ وحی کے لئے کہ بعض فرشتے، انبیاء کرام پر وحی لاتے اور انبیاء وحی لیتے ہیں کہ اللہ کے دین کی مدد کریں اور

الحجہ ۲۲	۵۴۳	عذاب للناس
مَنْ تَصِيْرٌ ۝۱۱۰ وَاِذَا تَنَالَىٰ عَلَيْهِمُ اٰیَتُنَا بَيِّنَاتٌ کوئی مددگار نہیں ہے اور جب ان پر ہماری روشن آیتیں بڑھی جائیں تو ان کے		
تَعْرِفُ فِي وُجُوْهِ الدِّیْنِ كَفَرُوْا الْمُنْكَرِ كَادُوْنَ پچھروں پر بگڑنے کے آثار دیکھ گے جنوں نے کفر کیا کہ قریب ہے کہ		
یَسْطُوْنَ بِالَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ عَلَیْهِمْ اٰیَتُنَا قُلْ لیٹ بڑھیں ان کو جو ہماری آیتیں ان پر پڑھتے ہیں تم فرما دو		
اَفَاَنْتُمْ شَرٌّ مِّنْ ذٰلِكُمُ النَّارُ وَعَدَهَا اللّٰهُ کیا میں نہیں بتا دوں جو تمہارے اس حال سے بھی بدتر ہے نہ وہ آگ ہے اللہ		
الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَبَسَّ الْمَصِیْرِ ۝۱۱۱ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ نے اس کا وعدہ دیا ہے کافروں کو اور کیا ہی بڑی بے گناہی ہے لوگو		
ضَرْبٌ مِّثْلٌ فَاَسْتَمِعُوْا لَآ اِنَّ الدِّیْنَ تَدْعُوْنَ ایک کھادوت فرمائی جاتی ہے اسے کان ٹکا کر سنو وہ جنہیں اللہ کے سوا		
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذٰبَابًا وَّلَوْ اِجْتَمَعُوْا تم بولتے ہو ایک مکھی نہ بنا سکیں گے اگر سب اس پر اکٹھے		
لَهُۥ وَاِنْ یَّسْأَلُوْا الدِّیْنَ شَیْئًا لَا یَسْتَنْقِذُوْهُ ہو جائیں گے اور اگر کہیں ان سے کہتے ہیں بچیں کر لے جائے تو اس سے بچتا نہ		
مِنْهُ ضَعْفَ الطَّالِبِ وَالْمَطْلُوْبِ ۝۱۱۲ مَا قَدَرُوْا سکیں گے کتنا کمزور بھاٹنے والا اور وہ جس کو بھاٹا ہے اللہ کی قدر		
اللّٰهُ حَقٌّ قَدِرٌ ۝۱۱۳ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیُّ عَزِیْزٌ ۝۱۱۴ اللّٰهُ نہ جانی جیسا ہے جتنی نہ ہے نہک اللہ قوت والا غالب ہے اللہ		
یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلَائِکَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ چن لیتا ہے فرشتوں میں سے رسول اور آدمیوں میں سے		
منزل ۴		

درجات حاصل کریں مظلوم ہوا کہ جنات رسول نہیں ہوتے۔ یعنی یہ چناؤ اس کی عادت قدیمہ ہے۔ یہ مطلب ہمیں کہ آئندہ بھی چننا رہے گا تا کہ آئندہ نبی آنے کی توقع ہو۔ جنہیں چنا تھا چن لیا اور جنہیں چن لیا وہ دائمی نبی ہو گئے۔ کیونکہ نبی کی عظمت منسوخ نہیں ہوتی۔ شریعت منسوخ ہو سکتی ہے۔ اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نہ عظمت منسوخ ہو نہ شریعت۔ جیسے اب کسی فرشتے کا چناؤ نہیں ہو سکتا۔ ویسے ہی اب کسی انسان کا نبوت کے لئے چناؤ نہیں ہو سکتا۔ لہذا قادیانی اس آیت سے اجراء نبوت پر دلیل نہیں پکڑ سکتے

۱۔ لہذا جس کو جو درجہ عطا فرمایا ہے، اہل کو عطا فرمایا ہے، نائل کو نہیں نائل کو عطا کرنے والا خود نائل ہوتا ہے اور رب تعالیٰ اس سے پاک ہے نیز نائل کو عطا سے نقصان ہی ہوتا ہے اور عطا کی بربادی۔

☆ اہل راحبت نائل زیا نما وارو ☆ آب درکوزہ ناہنتہ گل آلود شود ☆
۲۔ خیال رہے کہ جہاں قرآن کریم میں سجدہ کا حکم رکوع کے ساتھ ہے وہاں نماز کا سجدہ مراد ہے۔ لہذا یہاں خفیہ کے نزدیک سجدہ تلاوت واجب نہیں ۳۔ اچھے

الحجہ ۲۲

۵۴۲

اقتراب للناس

إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ۝ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ

بے شک اللہ شہتا دیکھتا ہے جانتا ہے جو ان کے آگے ہے

وَمَا خَلْفَهُمْ وَآلِ اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ۝ يَا أَيُّهَا

اور جو ان کے پیچھے ہے وہ اور سب کاموں کی رجوع اللہ کی طرف ہے اے

الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا وَاعْبُدُوا

ایمان والو رکوع اور سجدہ کرو نہ اور اپنے رب کی

رَبِّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ وَ

بندگی کرو اور بھلے کام کرو نہ اس امید پر کہ تمہیں

جَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ هُوَ اجْتَبَاكُمْ

پیمبر کا ہوا اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا حق ہے جہاد کرنے کا

وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ مَلَّةٌ

نہ اس نے تمہیں پسند کیا نہ اور تم پر دین میں کچھ بھی نہ رکھی نہ تمہارے

أَيُّكُمْ أِبْرَاهِيمَ هُوَ سَمٌّ كَرِيمٌ الْمُسْلِمِينَ ۝

پاپ ابراہیم کا دین اللہ نے تمہارا نانا مسلمان رکھا ہے

مِنْ قَبْلُ وَفِي هَذَا لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيدًا

اگلی کتابوں میں نہ اور اس قرآن میں تاکہ رسول تمہارا گواہ

عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ فَأَقِمْ وَجْهَكَ

بروٹ اور تم اور لوگوں پر گواہی دو تو نماز

الصَّلَاةَ وَآتِ الزَّكَاةَ وَاعْتَصِمُوا بِاللَّهِ هُوَ

برہا رکھو اور زکوٰۃ دو نہ اور اللہ کی رہی مضبوط تھا کہ وہ

مَوْلَاكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ النَّصِيرُ ۝

تمہارا مولیٰ ہے تو کیا ہی اچھا مولیٰ اور کیا ہی اچھا مددگار

منزل ۳

اخلاق اور درست معاملات لہذا عبادت اور خیر علیہ
علیہ ذکر فرمانے میں تکرار نہیں ۳۔ اپنے نفس سے
برے ساتھیوں، بری اولاد سے جہاد کرو کہ انہیں راہ
راست پر لاؤ۔ اور کفار سے جہاد کرو اخلاص اور درستی
نیت کے ساتھ جس میں دیا کاری اور بعض ملک گیری کی
نیت نہ ہو۔ ۵۔ جہاد اور اپنی عبادت کے لئے، کیونکہ تم
محبوب کی امت ہو۔ ۶۔ جیسی پچھلی امتوں پر تھی۔
تمہارے لئے نہایت آسان احکام بھیجے۔ تمام زمین
تمہارے لئے مسجد بنائی۔ مٹی سے تمیم جائز کیا۔ سفر میں
تصر کر دیا۔ ۷۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ
امت مصطفوی کا نام پہلی کتابوں میں بھی مسلمان ہی تھا۔
دوسرے یہ کہ مسلم صرف امت مصطفوی کو ہی کہا جاسکتا
ہے دوسروں کو نفع ہوا گیا ہے۔ رب فرماتا ہے إِنَّ الدِّينَ
عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ اور فرماتا ہے هَذَا دِينُكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى
تُحْكِمُوا دِينًا شَجَعُ بَيْنَهُمْ ہمارے علاوہ جن بزرگوں کو
مسلم فرمایا تھا وہ نفع تھا ۸۔ اس جگہ علی نقصان کے
لئے نہیں اور گواہی سے مخالف گواہی مراد نہیں بلکہ گواہی
تو امت کے مطابق ہوگی۔ مگر ساتھ ہی امت کی توثیق بھی
ہوگی کہ یہ امت عادلہ ہے، فاسقہ نہیں اس لئے علی فرمایا
گیا۔ قیامت میں یہ امت تمام نبیوں کے حق میں گواہی
دے گی کہ مولیٰ انہوں نے اپنی امتوں کو تبلیغ کی تھی۔ یہ
توثیق چھوٹی ہیں جو کہتی ہیں کہ ہم تک تیرے رسول نہ
پہنچے پھر حضور اس امت کی گواہی دیں گے۔ کہ یہ مسلمان
گئی گواہی دے رہے ہیں ۹۔ تاکہ تم قیامت میں گواہی
کے قابل ہو کیوں کہ فاسق کی گواہی قبول نہیں ہوتی۔

۱۰۱۱

۱۔ اس طرح کی جنت اور وہاں کی نعمتوں کے مستحق ہوتے۔ دہر الہی کے حقدار بنے، یا دنیا میں مقبول الدعاء ہوئے اور ان کی زندگی کامیاب ہوئی۔ معلوم ہوا کہ ایمان اور تقویٰ دونوں جہان کی کامیابیوں کا ذریعہ ہے۔ اس سے دعائیں قبول، آفات دور، مرادیں حاصل ہوتی ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا ۚ ۲۔ اس طرح کہ نماز کی حالت میں ان کے دلوں میں رب کا خوف، اعضا میں سکون ہوتا ہے، نظر اپنے مقام پر قائم ہوتی ہے، نماز میں کوئی غبٹ کام نہیں کرتے۔ دھیان نماز میں رہتا ہے، نماز قائم کرنے کے یہ ہی معنی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نصیب کرے۔ ۳۔ یعنی ایسا کام نہیں کرتے جس میں دنیا یا دنیاوی نفع نہ ہو، خیال رہے کہ مضر

کام باطل ہے اور بے فائدہ کام لغو، تقویٰ کے لئے ان دونوں سے بچنے ۴۔ یعنی ہمیشہ زکوٰۃ دیا کرتے ہیں ۵۔ اس طرح کہ زنا اور لوازم زنا سے بچتے ہیں حتیٰ کہ غیر کلاسیکی دیکھتے نہیں۔ ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن اپنی شرعی لوظی سے صحبت کر سکتا ہے۔ مگر مولا عورت اپنے غلام سے صحبت نہیں کر سکتی ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ متحہ حرام ہے، کیونکہ جس عورت سے متحہ کیا جاوے، وہ لوظی تو ہے نہیں اور بیوی بھی نہیں، اس لئے اس پر طلاق، طلع، طہار، ایلاء نہیں ہوتا۔ نہ وہ میراث کی مستحق ہے۔ جب وہ کچھ بھی نہ ہوئی تو اس کی طرف رخ کرنا رَابِعِيٌّ وَزَادَ الْإِثْمَ بَعْدَ هَجْرَتِ كَچھ روز متحہ حلال فرمایا جانا عارضی تھا۔ جیسے شراب کی حلت عارضی تھی۔ نیز پتہ لگا کہ انعام، جلق وغیرہ سب حرام ہیں۔ کیونکہ یہ بھی رَابِعِيٌّ وَزَادَ الْإِثْمَ میں داخل ہے۔ شہوت پوری کرنے کے لئے صرف پیوی اور لوظی ہے باقی تمام ذرائع حرام ہیں۔ مجبوری کی حالت میں روزے رکھے کہ اس سے شہوت کا زور ٹوٹ جائے گا۔ جلق لگانے پر ایک امت پر عذاب الہی آچکا ہے۔ (از قرآن) ۸۔ اس طرح کہ حلق کی اور خالق کی امانت میں خیانت نہیں کرتے، خیال رہے کہ ہمارے اعضاء، رب کی امانتیں ہیں، ان سے گناہ کرنا، امانت میں خیانت ہے۔ ایسے ہی اللہ سے، اس کے رسول سے اور دیگر مخلوق سے جو وعدے کے سب پورے کرے ۹ نماز کی حفاظت کی تین صورتیں ہیں۔ ہمیشہ پڑھنا، صحیح وقت پر پڑھنا، صحیح طریقہ سے واجبات، سنن، مستحبات سے پڑھنا، نماز پڑھنی کمال نہیں بلکہ نماز قائم کرنی، اور اس کی حفاظت کرنی کمال ہے۔ صوفیاء کے مشرب میں نماز کی حفاظت یہ ہے کہ ایسے گناہوں سے بچے جن سے نیکی برباد ہو جاتی ہیں۔ مال کمانا بھی اچھا، اسے کما کر پھر اسے سنبھالنا بہت اچھا ہے، اللہ توفیق دے کہ مرتے وقت تک نماز، روزہ، حج وغیرہ کو سنبھالیں۔ خیریت سے یہ متاع منزل مقصود پر پہنچیں ۱۰۔ اپنے دادا آدم علیہ السلام کی، لہذا جنت صرف انسانوں کے لئے ہے۔ یا مومن کافروں کا جنتی

قَالَ فُلَيْحٌ ۱۸ ۵۴۵ ۱۹ الْمُؤْمِنُونَ

۱۱۸ اَيُّهَا ۱۹ سُوْرَةُ الْمُؤْمِنُوْنَ مَكِّيَّةٌ ۲۰ زَكَوٰتُهَا ۲۱

سُوْرَةُ الْمُؤْمِنُوْنَ مَكِّيَّةٌ ۲۰ زَكَوٰتُهَا ۲۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللّٰہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۱۱۸ ۱۹ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ

پے شک مراد کو پہنچے ایمان والے ۱۱۸ جو اپنی نماز میں

خٰشِعُوْنَ ۱۱۹ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللّٰغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۱۲۰

خاشع ہوتے ہیں اور وہ جو کسی بے پرواہی کی طرف التفات نہیں کرتے

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوٰتِ فَاعِلُوْنَ ۱۲۱ وَالَّذِيْنَ هُمْ

اور وہ کہ زکوٰۃ دینے کا کام کرتے ہیں اور وہ جو اپنی شرمگاہوں

لِفِرْوٰجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۱۲۲ اِلَّا عَلٰی اَرْوَاحِهِمْ اَوْ

کی حفاظت کرتے ہیں شہوت، مگر اپنی بیسیوں یا

مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۱۲۳

شرعی باندیوں پر جو ان کے ہاتھ کسی ملک میں نہ کہ ان پر کوئی طاعت

فَمِنْ اِبْتِغٰی وِرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۱۲۴

نہیں تو جو ان دو کے سوا کچھ اور چاہے وہی حد سے بڑھنے والے ہیں

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاٰمٰنِيَّتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۱۲۵

اور وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کی رعایت کرتے ہیں

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰی صَلٰوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۱۲۶ اُولٰٓئِكَ

اور وہ جو اپنی نمازوں کی نگہبانی کرتے ہیں وہی لوگ

هُمُ الْوَارِثُوْنَ ۱۲۷ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ

وارث ہیں کہ فردوس کی میراث پائیں گے

مَنْزِل ۱۲۸

حصہ بھی لیں گے۔ خیال رہے کہ وارث ملکیت کا اعلیٰ ذریعہ ہے جو نہ فتح ہو سکے نہ باطل ہو سکے نہ ٹوٹ سکے۔ اسی لئے یہ کلمہ ارشاد ہوا۔

۱۔ اس طرح کہ نہ مریں نہ وہاں سے نکالے جاویں۔ ۲۔ اس طرح کہ مٹی سے غذا اور غذا سے خون خون سے نطفہ اور نطفہ سے انسان بنایا ۳۔ یعنی نطفہ کو ماں کے رحم میں محفوظ رکھا وہاں ہی رکھ کر مختلف رنگ بدلتا ہوا انسان بنایا ۴۔ خیال رہے کہ مذکورہ تبدیلیاں چالیس چالیس دن کے بعد ہوتی ہیں۔ چلہ بڑی برکت والی چیز ہے ۵۔ کہ اس میں روح پھونکی اور سمجھ و بصیرت بنایا۔ سبحان اللہ ۶۔ یہاں خلق یعنی صورت گزرتا اور شکل بناتا ہے رب فرماتا ہے وَتَخْلُقُونَ اِنَّهُ حَسْبُ عَلِيهِ السَّامِ لَمْ يَفْرَأْ قَتْلًا ۱۱ اَخْلَقَكُمْ مِّنَ الطِّينِ ثُمَّ يَفْقَهُ الْكَلِمَ اور اگر معنی پیدا کرتا ہے تو یہاں مقابلہ مقصود نہیں عربی میں افضلیت بیان فرمانے کے لئے یہ صنف اسی طرح استعمال کرتے ہیں۔ رب فرماتا ہے وَاللَّهُ خَيْرُ الْوَارِثِينَ اس آیت کے یہ معنی نہیں کہ خالق بہت ہیں جن میں سے اللہ تعالیٰ بہتر ہے کہ یہ تو عین شرک ہے۔

مجاورہ عرب کا لحاظ ضروری ہے کیونکہ قرآن عربی زبان میں نازل ہوا۔ ۷۔ اپنی عمر پوری کر کے یعنی علیہ السلام کی چونکہ ابھی عمر پوری نہیں ہوئی تھی لہذا ان کی وفات نہ ہوئی۔ عمر اس دنیا میں رہ کر پوری ہوتی ہے۔ اسی لئے ماں کے پیٹ میں رہنے کا زمانہ عمر میں شمار نہیں ہوتا ۸۔ اپنی قبروں سے میدانِ محشر کی طرف ثواب و عذاب کے لئے۔ لہذا یہ آیت قبر میں اٹھنے اور حسابِ قبر کے خلاف نہیں ۹۔ یعنی سات آسمان جن میں فرشتوں کے آنے جانے کے راستے ہیں ۱۰۔ معلوم ہوا کہ بندہ رب سے غافل ہے۔ رب غافل نہیں۔ بندہ اس سے دور ہے وہ دور نہیں بندہ اس تک نہ پہنچے مگر وہ بندہ کے پاس ہے ۱۱۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ پانی کا اصل کارخانہ آسمان میں ہے رب فرماتا ہے۔ وَفِي السَّمَاءِ بِرُفُوفٍ مَّمْدُودَاتٍ سَمِدَرٍ تَوَّاسٍ كَاخْرَانٍ ہے جیسے خزانہ میں روپیہ رہتا ہے بنتا نہیں بنتا کمال میں ہے۔ دوسرے یہ کہ رب تعالیٰ ہر ملک میں اس انداز سے بارش بھیجتا ہے۔ جتنی وہاں کی ضروریات کے لئے کافی ہو۔ اسی لئے بنگال میں پنجاب سے زیادہ بارش ہوتی ہے۔ ایسے ہی ہر زمانے میں ضرورت اور وقت کے مطابق بارش آتی ہے۔ اور ضرورت کو رب تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے۔ ۱۲۔ اس طرح کہ نہ تو زمین کا پانی خشک ہو گیا نہ بگڑا بلکہ جمع رہا۔ جس سے تمہاری ضروریات پوری ہوئیں۔ بہت جگہ بارش کا پانی ہی پیا جاتا ہے۔ بلکہ کنوؤں میں پانی بارش کی وجہ سے ہی آتا ہے۔ ۱۳۔ اس طرح کہ پانی خشک کر دیں یا بگاڑ دیں کہ پینے کے قابل نہ رہے۔ لہذا اس کا شکر کرو ۱۴۔ بہت سی قسم کے میوے۔ یہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کی دلیل ہو سکتی ہے۔ کہ انگور اور کھجور محض میوہ نہیں کہ اس میں غذائیت بھی ہے لہذا جو کوئی میوہ نہ کھائے کی قسم کھائے وہ انگور یا کھجور کھانے سے حادث نہ ہو گا۔

هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۱۱ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ مِّنْ طِينٍ ۱۲ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نَظْفَةً فِي قَارَاتٍ كَيْنٍ ۱۳

وہاں میں ہمیشہ رہیں گے اور بیشک ہم نے آدمی کو چینی مٹی سے بنایا

ثُمَّ خَلَقْنَا النَّطْفَةَ عَلَاقَةً فَنَخَلُّهَا عُلَاقَةً مُّضْغَةً ۱۴

پھر ہم نے اس پانی کی بوند کو خون کی پھٹک کہا پھر خون کی پھٹک کو عورت کی بوند

فَنَخَلُّهَا الْمُضْغَةَ عِظْمًا فَكُسُونَا الْعِظْمَ عِظْمًا ثُمَّ ۱۵

پھر عورت کی بوند کو ہڈیاں پھر ان ہڈیوں پر گوشت پہنایا

أَنشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ فَبُغِزَ رَبُّكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَافِقِينَ ۱۶

پھر اسے اور صورت میں انسان دی تو بڑی برکت والا ہے اللہ سب سے بہتر

ثُمَّ أَنَا كُمْ بَعْدَ ذَلِكَ لَعَلَّيْتُونَ ۱۷ ثُمَّ أَنَا كُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ ۱۸

والا ہے پھر اس کے بعد تم سب ضرور نے دلے ہوئے پھر تم سب قیامت کے دن اٹھائے

تُبْعُونَ ۱۹ وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَائِقَ وَمَا ۲۰

جدا کرے گا اور بے شک ہم نے تمہارے اوپر سات راہیں بنائیں نہ اور

كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غَفِيلِينَ ۲۱ وَأَنزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً ۲۲

ہم خلق سے بے خبر نہیں تھے اور ہم نے آسمان سے پانی اتارا ایک

يَقْدِرُ فَاسْكَنْهُ فِي الْأَرْضِ وَإِنَّا عَلَى ذَهَابٍ بِهِ ۲۳

اندازہ پھر اسے زمین میں پھیرا لے گا اور بے شک ہم اس کے لئے

لَقَدْ رَوْنُ ۲۴ فَأَنشَأْنَا لَكُمْ بِهِ جَنَّتٍ مِّنْ نَّخِيلٍ وَ ۲۵

جائے پر قنادیں لگائیں تو اس سے ہم نے بنائے ہیں باغ بہار کے کھجور

أَعْنَابٍ لَّكُمْ فِيهَا فَاوَاكِهِ كَثِيرَةٌ وَفِيهَا تَأْكُلُونَ ۲۶

اور انگوروں کے تنہا سے لے ان میں بہت سے میوے ہیں لے اور ان میں سے کھاتے ہو

کیونکہ رب تعالیٰ نے ان دونوں کو دیگر میوؤں سے علیحدہ بیان فرمایا ہے۔ ۱۵۔ یعنی میوہ جات کا کچھ حصہ تم کھاتے ہو اور بعض تمہارے جانوروں کی غذا ہے۔ چمکا کر کھانے کی دیکھ دیتے ہو۔ اشارۃً فرمایا گیا کہ مال میں سے کچھ ذکوۃ بھی دیا کرو۔ سارا مال کھانے کی کوشش نہ کرو۔

۱۔ یعنی درخت زیتون کہ یہ دوسرے درختوں سے زیادہ کار آمد ہے۔ یہ اگرچہ بہت جگہ پیدا ہوتا مگر اس کی اصل جگہ کوہ طور ہے اس لئے اس درخت اور اس جگہ کا ذکر خصوصیت سے فرمایا۔ ۲۔ زیتون کا تیل چراغ میں جلتا ہے، دوا میں کام آتا ہے، سالن کی طرح کھایا جاتا ہے، یہ اس میں عجیب خوبیاں ہیں ۳۔ اس طرح کہ خشک بھوسہ اور گھاس اس کے پیٹ میں پہنچ کر دودھ لگتا ہے۔ وہی چارہ کوئی اور جانور کھائے تو دودھ نہیں بنتا۔ یہ ہماری قدرت ہے۔ ۴۔ کہ ان کے بال، کمال، ہڈیاں سب ہی تمہارے کام آتی ہیں ۵۔ اس سے اشارہ ”معلوم ہوتا ہے کہ حلال جانور کے بعض اعضا حرام ہیں۔ جیسے خون، پتہ، قرن حصیہ وغیرہ۔ کیونکہ منہائیں من“

بعضیت کے لئے ہے۔ یعنی تم ان جانوروں کے بعض اعضاء کو کھاتے ہو۔ یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ خارجی نفع تو ہر جانور سے ہے مگر ان میں سے حلال بعض ہی ہیں ۶۔ یعنی ہم جنہیں ان جانوروں پر اور کشتیوں پر سوار کراتے ہیں۔ تم خود سوار نہیں ہو سکتے۔ خیال رہے کہ سب جانوروں پر سواری نہیں ہوتی۔ صرف اونٹ تیل وغیرہ پر ہوتی ہے ۷۔ اس وقت تمام انسان آپ کی قوم تھے کیونکہ انسان بہت تھوڑے تھے۔ لہذا نوح و آدم علیہما السلام اس وقت کے تمام انسانوں کے نبی تھے ۸۔ یعنی ایمان لاؤ یا ایمان لا کر عبادت کرو، کیونکہ کافر اسلام سے پہلے کوئی عبادت فرض نہیں ۹۔ معلوم ہوا کہ نبی کو اپنے جیسا آدمی سمجھنا اور ان کے فضائل خصوصی پر نظر نہ کرنا کافروں کا طریقہ ہے۔ اور ہمیشہ کافر اسی وجہ سے کفر کرتے رہے۔ ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفر سے عقل بھی ماری جاتی ہے کیونکہ مشرکین درختوں، پتھروں وغیرہ کو خدا مان لیتے تھے مگر انسان کو نبی ماننے میں تامل کرتے تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ نبوت کا بوجھ انسان جیسی کمزور مخلوق نہیں اٹھا سکتی۔ یہ نہ سمجھے کہ نبی تبلیغ کے لئے آتے ہیں اور انسان کو تبلیغ انسان ہی کر سکتا ہے جو ان سے مل جل سکے۔ ۱۱۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اور میں علیہ السلام اور نوح علیہ السلام میں بہت دراز مدت کا فاصلہ ہے جس میں حضرت اور میں کی تعلیم گم ہو کر رہ گئی تھی ورنہ وہ لوگ یہ نہ کہتے ۱۲۔ جس میں انہیں اس جنوں سے آرام ہو جائے۔ اور یہ ایسی جگہیں باتیں کرنا چھوڑ دیں۔ ۱۳۔ اس طرح کہ انہیں ہلاک کر دے۔ خیال رہے کہ آپ نے ان کے ایمان کی دعا نہ کی، ہلاکت کی دعا کی کیونکہ آپ جانتے تھے کہ یہ ایمان نہ لائیں گے خود فرمایا تھا لَا يَنْبَغُ الْآخِجِرُ الْكَفَّارَ معلوم ہوا کہ نبی لوگوں کے انجام سے خبردار ہوتے ہیں۔

قد افلحہ ۱۸	۵۴۷	المؤمنون ۳
<p>وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُورِ سَيْنَاءَ تَنْبُتُ بِالذَّهْنِ اور وہ بہتر پیدا کیا کہ طور سینا سے نکلتا ہے لے کر ان سے تیل</p> <p>وَصَبْغٍ لِلْأَكْلَيْنِ ۱۰) وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً اور کھانے والوں کے لئے سالن کہ اور بیشک تمہارے لئے ہر جانور میں کچھ نکاحا</p> <p>نُسْقِيكُمْ مِمَّا فِي بُطُونِهَا وَلَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ ہے ہم تمہیں پلاتے ہیں اس میں سے جو انکے پیٹ میں ہے تیل اور تمہارے لئے ان میں بہت</p> <p>كَثِيرَةٌ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ۱۱) وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفَالِجِ فالحہ میں تھ اور ان سے تمہاری خوراک ہے تھ اور ان پر اور کشتی پر سوار</p> <p>تَحْمِلُونَ ۱۲) وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَقَالَ کہہ جاتے ہوئے اور بیشک میں نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تھا تو اس نے کہا</p> <p>يَقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ أَفَلَا تَتَّقُونَ ۱۳) اے میری قوم اللہ کو بلوچو اس کے سوا نیلہ کوئی خدا نہیں تو کیا نہیں</p> <p>تَتَّقُونَ ۱۴) فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ تھ نہیں تو اس کی قوم کے کفر کرنے والوں نے کفر کیا بولے</p> <p>مَا هَذَا إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يَرِيدُ أَنْ يَتَفَضَّلَ یہ تو نہیں مگر تم جیسا آدمی تھ بھارتا ہے کہ تمہارا بڑا بنے</p> <p>عَلَيْكُمْ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَأَنْزَلَ مَلَكًا مِّنَّا سَمِعْنَا اور اللہ بھارتا تو فرماتے ہوتا ہوتا ہم نے تو یہ اپنے اگلے</p> <p>بِهَذَا فِي آيَاتِنَا الْأُولَىٰ ۱۵) إِنَّ هُوَ الْأَرَجَلُ بِهِ باپ داداؤں میں نہ سنا لے وہ تو نہیں مگر ایک دھات</p> <p>جَنَّةٍ فَرِيقًا صَوَابٍ حَتَّىٰ حِينٍ ۱۶) قَالَ رَبِّ انصُرْنِي مرد تو کہ زمانہ تک اسکا انتظار کہے رہوں نوح نے لڑائی کے لئے میرے رب میری مدد فرما</p>		
مَنْزِل ۳		

۱۔ یعنی ہماری تعلیم سے ہماری حفاظت و نگرانی میں کشتی بٹاؤ۔ خیال رہے کہ نوح علیہ السلام کشتی کے موجد ہیں۔ آپ نے رب کی تعلیم سے کشتی بنائی تھی، نہ کہ کسی سے سیکھ کر۔ ۲۔ کوفہ کی جامع مسجد کے پاس والا نور جب اس میں سے قدرتی طور پر پانی اٹھنے لگے تو فوراً کشتی میں سوار ہو جانا کہ یہ طوفان آنے کی علامت ہے۔ ۳۔ یسوع، مسیح یا سارے مومنین، یہ ہی زیادہ ظاہر ہے۔ ۴۔ تمہارا بیٹا کھان اور اس کی ماں و اہل بھی انہیں ہلاک ہونے والے کفار سے ہے۔ ۵۔ نوح علیہ السلام یا تو اس نئی کو بھول گئے یا ان سے خطا اجتہادی ہوئی کہ کھان کو اپنا اہل سمجھے، اور اس سے مراد دوسرے لوگ سمجھے۔ اس لئے آپ نے وہ بات عرض کی تھی جو سورہ ہود میں تفصیل سے مذکور ہوئی۔ ۶۔ یعنی اسے نوح علیہ السلام۔

اب کسی کافر کے متعلق نجات کی سفارش نہ کرنا۔ کیونکہ اب ان سب کی غرقابی کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ ۷۔ معلوم ہوا کہ کافر کتے بٹے سے بھی بدتر ہیں کہ کتوں، بٹوں کو تو کشتی میں سوار کرنے کی اجازت مل گئی، مگر کافروں کو سوار کرنے کی اجازت نہ تھی۔ ۸۔ معلوم ہوا کہ کفار پر عذاب اور ان کی ہلاکت مومنوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔ جس پر شکر کرنا چاہیے۔ اسی لئے حضور نے ابو جہل کے قتل پر سجدہ شکر ادا کیا اور عاشورہ کے دن روزہ رکھا کہ اس دن فرعون غرق ہوا تھا۔ ۹۔ جہاں رزق جسمانی و روحانی نصیب ہو۔ چنانچہ آپ کی دعا قبول ہوئی۔ رب نے فرمایا۔
يَا نُوحُ اٰخِضْ بِسَلَامٍ مِّنَّا وَبَرَكَاتٍ اور آپ کی نسل میں ایسی برکت ہوئی کہ تمام انسان آپ ہی کی اولاد سے ہوں۔ ہر مسافر کو چاہیے کہ کسی منزل پر اترتے وقت یہ دعا پڑھ لیا کرے۔ ۱۰۔ مومنوں کے لئے بھی اور کافروں کے لئے بھی۔ کافر سمجھ لیں کہ انبیاء کرام کی مخالفت کا انجام یہ ہوتا ہے۔ مومنین یقین کریں کہ نبی کی خلافی نجات کا باعث ہے، اور بری جگہ سے ہجرت ضروری ہے۔ اسی لئے اکثر نبی مہاجر ہوئے اور کافر اولاد باپ کی بزرگی سے فائدہ نہیں اٹھاتی، اور بہت سے فرائد ہیں۔ ۱۱۔ یعنی نوح علیہ السلام کے بعد پھر بہت قومیں دنیا میں ہوئیں جن میں ان کے رسول تشریف لائے جن کی مخالفت کی وجہ سے وہ قومیں ہلاک ہوئیں۔ ایسے ہی موجودہ کفار جو آپ کی مخالفت کر رہے ہیں ہلاکت کے ستحق ہیں۔ ۱۲۔ جیسے ہود و صالح طیما السلام اکثر پیغمبر اپنی اپنی قوم میں مبعوث ہوئے۔ ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام انبیاء کرام عقاید میں متفق اور عملی عبادات میں مختلف تھے جو کام کسی نبی کی شریعت میں ہو وہ شرک نہیں ہوتا۔ کیونکہ کوئی نبی شرک کی تعلیم دینے کے لئے تشریف نہ لائے۔

بِمَا كَذَّبُوا ۖ فَأَوْجِبْنَا إِلَيْهِ أَنْ اصْنَعِ الْفُلْكَ

اس پر کہ انہوں نے مجھے جھٹلایا تو ہم نے اسے جی بھیجی کہ ہماری نگاہ کے سامنے نہ ہارے

بَاعَيْنَا وَوَجِبْنَا فَاذْأَجَاءَ أَمْرُنَا وَفَارَ التَّنْوِيرُ فَاسْلُكْ

مکمل سے کشتی بنان پھر جب ہمارا حکم آئے اور نور بٹنے لگا تو اس میں بچا لے

فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ بَئِينَ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ إِلَّا مَن

جوڑے میں سے دو اور اپنے گھر والے تہ مگر ان میں سے

سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ وَلَا تَخَاطَبُنِي فِي الَّذِينَ

وہ جن پر بات پہلے پڑ چکی اور ان ظالموں کے معاملہ میں مجھ سے بات

ظَلَمُوا إِنَّهُمْ مُّعْرِضُونَ ۖ فَاذْأَسْتَوَيْتِ أَنْتَ وَ

نہ کرنا کہ یہ ضرور ڈوبنے جائیں گے پھر جب ٹھیک جھجھکے کشتی بند تو

مَنْ مَعَكَ عَلَى الْفُلْكَ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي

اور تیرے ساتھ والے تہ کہ سب خوبیاں اللہ کو جس نے ہمیں

نَجَّيْنَا مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۖ وَقُلْ رَبِّ أُنْزِلْنِي

ان ظالموں سے نجات دے اور عرض کر اے میرے رب

مِنْ أَمْرٍ مُّبِينٍ وَأَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِينَ ۚ إِنَّ فِي ذَلِكَ

مجھے برکت والی جگہ اتار دے اور تو سب سے بہتر اتارنے والا ہے بلکہ اس میں ضرور

لَايَةٍ وَإِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِينَ ۖ ثُمَّ أَنْشَأْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ

نشانیوں میں نہ اور بے شک ضرور ہم جانچنے والے تھے پھر ان کے بعد ہم نے اور

قَوْمًا آخَرِينَ ۖ فَارْسَلْنَا فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ أَنْ

ملت پیدا کی کہ تو ان میں ایک رسول ایسے میں سے بھیجا کہ

اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهِ غَيْرُهُ أَفَلَا تَتَّقُونَ ۚ

اللہ کی بندگی کرو کہ اس کے سوا تمہارا کوئی خدا نہیں تو کیا تمہیں ڈر نہیں

۱۔ اس سے چند لگا کر ہمیشہ مادر، سردار، دنیاوی عزت والے لوگ وغیرہوں کے مخالف ہونے فریاد و مساکین زیادہ مومن ہونے اب بھی دیکھا جا رہا ہے کہ عموماً فریاد ہی دینی کام زیادہ کرتے ہیں ۲۔ معلوم ہوا کہ نبی کو اپنے جیسا بشر کما اور ان کے ظاہر کھانے پینے کو دیکھنا باطنی اسرار کو نہ دیکھنا ہمیشہ سے کفار کا کام رہا ہے۔ اولاً شیطان نے نبی کو بشر کما پھر ہمیشہ کفار نے کما۔ قرآنی جزوان کو دیکھنا غافل کا کام ہے اور جزوان کے اندر قرآن کو دیکھنا مومن کا شیوہ ہے۔ ابو جہل صحابی نہ ہوا حضرت صدیق صحابی ہوئے اگرچہ دونوں نے حضور کو دیکھا کیونکہ ابو جہل نے صرف بشریت کو دیکھا اور صدیق نے بشریت کے خلاف میں نور کو دیکھا ۳۔ یعنی اگر یہ نبی ہوتے

تو فرشتوں کی طرح کھانے پینے کے حاجت مند نہ ہوتے۔ انہوں نے کھانے پینے کی ابتدا دیکھی، ابتدا کا فرق نہ دیکھا۔ بخوار شد کی کبھی ایک ہی پھول چو پی ہیں۔ مگر یہ پھول کا رس بھڑکے پیٹ میں پہنچ کر زہر اور شد کی کبھی کے پیٹ میں پہنچ کر شہد بنتا ہے۔ ایسے ہی ہمارا کھانا غفلت کا باعث ہے۔ انبیاء کرام کی خوراک نورانیت کے ازادی کا ذریعہ ہے۔ ۴۔ ان یوقونوں نے نبی کی اطاعت میں ناکامی اور اور پتھروں کی عبادت میں کامیابی سمجھی۔ معلوم ہوا کہ کافر بوا بے عقل ہوتا ہے۔ ۵۔ اپنی قبروں سے زندہ رہے، معلوم ہوا کہ وہ کافر اپنے مرنے سے دفن کرتے تھے، ہندوؤں کی طرح جلاتے نہ تھے۔ ۶۔ یعنی جس قیامت وغیرہ کا یہ نبی وعدہ کرتے ہیں وہ ہماری عقل سے بہت دور ہے یا وقوع سے بہت دور ہے کہ آتا تو درکنار آ سکتی بھی نہیں ۷۔ اس طرح کہ کوئی مرتا ہے کوئی پیدا ہوتا ہے ہمیشہ ایسا ہی ہوتا رہتا ہے۔ معلوم ہوا کہ وہ کفار آواگون کے قائل نہ تھے ۸۔ نہ آخرت میں نہ دنیا میں پھر کتابین کر آتا ہے۔ معلوم ہوا کہ وہ لوگ روح کی بھی فہمائے تھے کہ روح مرنے پر فنا کر دی جاتی ہے ۹۔ کہ اپنے کو اللہ کا نبی بتایا اور مرنے کے بعد انٹنے کی خبر کو اللہ کی طرف نسبت کر دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ کفار اللہ تعالیٰ کو مانتے تھے، دہریہ نہ تھے ۱۰۔ معلوم ہوا کہ نبی کا انکار کر کے سب کچھ ماننا ایمان نہیں۔ ان کفار نے یہ نہ کہا کہ ہم رب کو نہیں مانتے بلکہ کہا کہ ہم پیغمبر کو نہیں مانتے۔ عذاب آگیا۔ شیطان نبی کے سوا اور سب کچھ ماننا ہے مگر کافر ہے ۱۱۔ اس طرح کہ انہیں ہلاک فرما کیونکہ آپ جانتے تھے کہ یہ لوگ ایمان نہ لائیں گے ورنہ آپ انکی ہدایت کی دعا فرماتے ۱۲۔ عذاب دیکھ کر اپنے کفر پر شرمندہ ہوں گے مگر اس وقت کی شرمندگی فائدہ مند نہ ہو گی۔ تو اب بھی ایک وقت ہے جس کے بعد قبول نہیں ہوتی ۱۳۔ حضرت جبریل کی چچ نے انہیں ہلاک کر دیا۔ معلوم ہوا کہ سان فرشتے کی ایک چچ برداشت نہیں کر سکتا۔ جب بجلی کی کڑک اور ہادل کی گرج سے سان مر

۱۸	۵۴۹	المؤمنون ۳۳
<p>وَقَالَ الْمَلَأَمِنْ قَوْمِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا اور بلوے اس کی قوم کے سردار جنہوں نے کفر کیا نہ اور آخرت کی</p> <p>بِلِقَاءِ الْآخِرَةِ وَأَتَرَفَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا مَا هَذَا حاضر کو جھٹلایا اور ہم نے انہیں دنیا کی زندگی میں جہنم دیا کہ یہ تو نہیں</p> <p>الْأَبَشْرُ مَثَلُكُمْ يَأْكُلُ مِمَّا تَاكُلُونَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مگر تم جیسا آدمی ہو تم کھاتے ہو اسی میں سے کھاتا ہے اور تم پیتے ہو</p> <p>مِمَّا تَشْرَبُونَ ۱۶ وَلَكِنْ أَطَعْتُمْ بَشَرًا مِثْلَكُمْ إِنَّكُمْ اس میں سے بیٹا ہے کہ اور اگر تم کسی اپنے جیسے آدمی کی اطاعت کرو جب تو</p> <p>إِذَا الْخُسُوفُ ۱۷ أَلَيْسَ لَكُمْ أَنْتُمْ إِذَا امْتَمْتُمْ وَكُنْتُمْ تم ضرور گھاٹے میں ہو گے کیا انہیں یہ وعدہ دینا ہے کہ تم جب رہاؤ گے</p> <p>تُرَابًا وَعِظَامًا إِنَّكُمْ مَخْرُجُونَ ۱۸ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ اور نبی اور فرمایا ہو جاؤ گے اس کے بعد پھر کھائے جاؤ گے کتنی دور ہے کتنی دور</p> <p>لِمَا تُوْعَدُونَ ۱۹ إِنَّ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ ہے جو نہیں وعدہ دیا جاتا ہے نہ وہ تو نہیں مگر ہماری دنیا کی زندگی کہ ہم مرتے</p> <p>وَنُحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ ۲۰ إِنَّ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ افْتَرَى جیسے میں ٹ اور ہیں اٹھا نہیں ٹ وہ تو نہیں مگر ایک ہو جس نے اٹھ پر</p> <p>عَلَى اللَّهِ كَذِبًا وَمَا نَحْنُ لَهُ بِمُؤْمِنِينَ ۲۱ قَالَ رَبِّ جھوٹ باندھا اور ہم اسے ماننے کے نہیں نہ عرض کی اسے میرے رب</p> <p>انْصُرْنِي بِمَا كَذَبُونَ ۲۲ قَالَ عَمَّا قَلِيلٍ لَيُصْبِحُنَّ میری گرفتار الہ انہوں نے مجھے جھٹلایا اللہ نے فرمایا کہ کچھ دیر جاتی ہے کہ یہ صبح کریں گے</p> <p>نَارٍ مِّنْ لَّهِ ۲۳ فَآخَذَهُمُ الصَّبْحَةُ بِأَلْحَقٍ فَجَعَلَهُم پھٹاتے ہوئے آتہ انہیں آیا بھی پھٹانے آتہ تو ہم نے انہیں گھاس کھڑا</p>		
مذہل ۴		

جاتا ہے تو فرشتے کی چچ تو بڑی چیز ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ میں صلح علیہ السلام کی قوم نمود مراد ہے ورنہ قوم عاد آندھی سے ہلاک ہوئی تھی۔

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار پر عذاب تب ہی آتا تھا جب کہ وہ نبی کی بددعا لیتے تھے۔ اس سے پہلے اگرچہ کئی ہی سرکشی کرتے مگر عذاب نہ آتا۔ رب فرماتا ہے۔
وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ تَبُوءَ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ۚ ان کے قہے ہماری ہجرت کے لئے بیان ہو رہے ہیں۔ ۳۔ یعنی ایک دوسرے کو
ہلاکت میں ملادیا۔ ورنہ کفار نہ دوزخ میں ملے ہوتے ہوں گے نہ برزخ میں۔ ہر قسم کے کافروں کا علیحدہ ٹھکانا ہو گا۔ لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ۴۔ اس طرح کہ
ان قوموں کا ایک فرد بشر نہ بچا۔ صرف ان کے قہے رہ گئے جو قرآن کریم نے بیان کئے۔ ۵۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کیونکہ وہ انبیاء کی نظر کرم سے دور رہے۔ ۶۔ یعنی
مجموعات یعنی حصا اور بدیضہ خیال رہے کہ یہ مجبورے

۵۵۔ المؤمنین ۲۰

غَنَاءٌ فَبَعْدَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝ ثَمَّ أَنشَأْنَا مِنْ
بَعْدِهِمْ قُرُونًا آخَرِينَ ۝ مَا تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ أَجَلَهَا
وَمَا يَسْتَأْخِرُونَ ۝ ثَمَّ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرًا ۝ كُلَّمَا
جَاءَ أُمَّةٌ رَّسُولًا كَذَّبُوهُ فَاتَّبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا
وَجَعَلْنَاهُمْ أَحَادِيثَ فَبَعْدَ الْقَوْمِ لَا يُؤْمِنُونَ ۝
ثُمَّ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ وَأَخَاهُ هَارُونَ بِآيَاتِنَا وَسُلْطٰنٍ
مُّبِينٍ ۝ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَفُلَاٰنِهِ فَاسْتَكْبَرُوا وَكَانُوا
قَوْمًا عَالِينَ ۝ فَقَالُوا أَنُؤْمِنُ بِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا
لَنَا عِبَادُونَ ۝ فَلَمَّا بُوْهُمَا فَاكْفَرُوا مِنَ اللَّهِ مَلَٰكِيْنَ ۝
وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ ۝ وَجَعَلْنَا
ابْنَ مَرْيَمَ وَآمَنَةً ۝ وَآوَيْنَاهُمَا إِلَىٰ رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَ

۳ منزل

صرف موسیٰ علیہ السلام کو عطا ہوئے مگر دونوں بزرگوں کی
طرف منسوب ہوئے۔ معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام
سارے مصر والوں کے نبی تھے۔ خواہ نبی اسرائیل ہوں یا
قبلی یا جاوید۔ اسی لئے دوسری جگہ یہ بھی ارشاد ہوا کہ
آپ نبی اسرائیل کے نبی تھے ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ
اگر گناہوں کے باوجود دنیاوی نعمتیں ملتی ہوں تو خدا کا
عذاب ہے۔ جیسے نیکیوں کے باوجود کبھی دنیاوی تکلیف کا
آجانا رب کی خاص رحمت ہے۔ انبیاء کرام یا اولیاء اللہ پر
مصائب آتے رہتے ہیں۔ ۹۔ کافر کی عقل ماری جاتی ہے
کہ انہوں نے اپنے جیسے بھرفروں کو تو خدا مان لیا مگر
موسیٰ علیہ السلام کو باوجود معجزے دیکھنے کے نبی نہ مانا۔ اس
سے معلوم ہوا کہ نبی سے ہمسری کا دعویٰ ایمان سے
روک دیتا ہے۔ دل میں پہلے نبی کی عظمت آتی ہے۔ پھر
رب کی ہیبت پیدا ہوتی ہے۔ ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ
مسلمانوں کی ذلت کفار کی زیادہ گراہی کا سبب ہے۔ کہ وہ
اس سے اسلام کے باطل ہونے اور اپنے حق ہونے پر
دلیل پکڑتے ہیں۔ اس لئے یہ دعا کرنا چاہیے۔ رَبَّنَا لَا
تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ ۱۱۔ یعنی ان کی ہلاکت کا سبب
ان دونوں بزرگوں کو بھٹانا ہے۔ معلوم ہوا کہ دنیاوی
عذاب نبی کی نافرمانی پر آتا ہے۔ رب کے منکر جب تک
نبی کے انکاری نہ ہوئے عذاب نہ آیا۔ ۱۲۔ یعنی نبی
اسرائیل کو نیک اعمال کی ہدایت نصیب ہو کیونکہ تواریت
شریف فرعون کے ہلاک ہونے کے بعد عطا ہوئی اور اس
وقت سارے نبی اسرائیل ایمان لائے تھے ۱۳۔ اس سے
معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔
کیونکہ اگر ان کے والد ہوتے تو آپ کو ان کے والد کی
طرف نسبت کیا جاتا۔ رب فرماتا ہے اِذْ قَوْصُوا بِآبَائِهِمْ اِسْمِی
لئے قرآن کریم نے حضرت مریم کے سوا کسی نبی کی نام
نہیں لیا ۱۴۔ جس کا نام ناصرہ ہے علاقہ الیما میں ہے۔ یہ
دمشق کی بیٹیوں میں سے ایک مشہور بہت ہے۔ حضرت
مریم نے ہود سے تنگ آکر یہاں بارہ برس قیام فرمایا مع

عیسیٰ علیہ السلام۔ یہ جگہ سلح سمندر سے بہت بلند ہے اسی لئے اسے ربوہ فرمایا گیا۔ یعنی بلند جگہ۔ (از روح وغیرہ) یہ سرسبز جگہ تھی۔ یہاں کثرت سے پانی کی نهریں
تھیں۔

۱۔ یعنی اسے رسول! خوب مزید اور طلال چیزیں شوق سے کھاؤ۔ مہو، طلال چیزیں حرام کر لینا تقویٰ نہیں بلکہ حرام سے بچنا تقویٰ ہے بعض لوگ گوشت نہیں کھاتے مگر نماز نہیں پڑھتے جھوٹ سے پرہیز نہیں کرتے۔ یہ صوفی نہیں ہیں یعنی ہم نے ہر زمانے کے اس وقت کے رسول کو یہ حکم دیا۔ مظلوم ہوا کہ طلال اور پاکیزہ غذا حاصل کرنی پڑی عبادت ہے۔ اس سے عبادت میں لذت آتی ہے۔ ۳۔ مظلوم ہوا کہ انبیاء کرام پر بھی عبادت فرض ہیں۔ کوئی شخص خواہ کسی درجہ کا ہو، عبادت سے بددش نہیں ہو سکتا۔ ۴۔ کیونکہ تمام آسمانی دین عقاید میں یکساں ہیں۔ اعمال میں فرق تھا۔ خیال رہے کہ دین عقاید کا نام ہے۔ اعمال کو مذہب کہا جاتا ہے۔ تقویٰ

کے معنی یہ ہیں کہ ایسے نیکو کھانے چھوڑ دیے جائیں بلکہ حرام کھانوں سے بچنا تقویٰ ہے ۵۔ اس طرح کہ یہودی اور عیسائی مختلف فرقوں میں تقسیم ہو گئے۔ ایک دوسرے کو کافر کہنے لگے ۶۔ یعنی انہوں نے رائے کو دین بنالیا۔ اور اس پر خوش ہو گئے۔ جیسا کہ لہ ایم سے مظلوم ہوا۔ ان کی موت آئے تک اس سے مظلوم ہوا کہ کفار کو جبراً مسلمان بنانا جائز نہیں ۸۔ یعنی کفار دھوکا کھا گئے۔ وہ سمجھے کہ اگر کفر برا ہوتا اور ہم سے رب ناراض ہوتا تو ہم کو کفر کے باوجود مال و اولاد کیوں دیتا اور عموماً مسلمان غریب کیوں ہوتے۔ مظلوم ہوتا ہے کہ کفر اچھا ہے۔ یہ دھوکا اب بھی غافل و کافر کھا جاتے ہیں ۹۔ کہ وہ اہل مال و اولاد کی کثرت کو رب کی رحمت سمجھ بیٹھے حالانکہ یہی چیز ان کے لئے عذاب تھی۔ ۱۰۔ اس طرح کہ نیکیاں کرتے ہیں پھر بھی ڈرتے ہیں۔ بلکہ مومن کا جتنا درجہ بلند ہوتا ہے اتنا ہی خوف زیادہ ۱۱۔ اس طرح کہ ان سب کو حق مان کر عمل کرتے ہیں (دوسرے) لہذا اس میں عمل بھی داخل ہے ۱۲۔ یعنی شرک اعتقادی (کفر) اور شرک عملی (ریاکاری) سے دور رہتے ہیں ۱۳۔ مظلوم ہوا کہ نیکی کرنا اور ڈرنا کمال ایمان کی علامت ہے۔ گناہ کر کے ڈرنا کمال نہیں۔ شیطان نے بھی کہا تھا کہ اِنَّا اَخْلَقْنَا فَتَرَكْنَا النَّاصِيَتَيْنِ پھر گناہ پر ہی قائم رہا۔ ہاں گناہ کر کے ڈرنا کہ گناہ چھوڑ دے، کمال ہے اور گناہ کر کے نہ ڈرنا سخت جرم ہے۔ ۱۴۔ نہ مظلوم کہ ہمارا حساب کیا ہو اور یہ اعمال قبول ہوں یا نہ ہوں۔ اس خوف سے اپنے تقویٰ پر ناز نہیں کرتے ۱۵۔ اس آیت میں نیک لوگوں کے دو وصف بیان ہوئے۔ ایک تو نیکی میں جلدی کرنا دوسرے ایک دوسرے پر سبقت کرنے کی کوشش کرنا نیکیوں کی حرص و ہوس بھی اچھی ہے۔

مَدَامِلُ ۱۰	۵۵۱	الْمُؤْمِنُونَ ۳۳
<p>مَعِينٌ ۱۰ يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ۱۱ وَإِنَّ هَذِهِ أُمَّتُكُمْ</p>		
<p>کر دوں میں تمہارے کاموں کو جاننا ہوں گا اور ہے تم تک یہ تمہارا دین</p>		
<p>أُمَّةٌ وَاحِدَةٌ وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُونِ ۱۲ فَتَقْطَعُوا</p>		
<p>ایک ہی دین ہے تم اور میں تمہارا رب ہوں تو مجھ سے ڈرو تو انہی اموروں</p>		
<p>أَمْرُهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا كُلٌّ حَرْبٌ بِمَا لَدَيْهِمْ فَوَحَنَ</p>		
<p>نے اپنا کا آپس میں حشرے حشرے کر لیا ہر گروہ جو اس کے پاس ہے اس پر خوش</p>		
<p>فَذَرَهُمْ فِي غَمَرِهِمْ حَتَّىٰ حِينٍ ۱۳ أَيْحَسِبُونَ أَنَّهُمْ</p>		
<p>چاہے توں انکو چھوڑ دو انکے غم میں ایک وقت تک نہ کیا یہ حال کر رہے ہیں گروہ</p>		
<p>نَهْدَهُمْ بِهِ مِنْ مَّالٍ وَيَنْتَهِنَ ۱۴ تَسَارِعَ لَهُمْ فِي</p>		
<p>جو ہم ان کی مدد کر رہے ہیں مال اور بیویوں سے نہ یہ جلد جلد انکو بھلا لیاں</p>		
<p>الْخَبَرَاتِ بَلْ لَا يَشْعُرُونَ ۱۵ إِنَّ الَّذِينَ هُمْ مِنْ خَشْيَةِ</p>		
<p>دیتے ہیں بلکہ انہیں خبر نہیں ہے شک وہ جو اپنے رب کے ڈر سے بچے</p>		
<p>رَبِّهِمْ مَشْفِقُونَ ۱۶ وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِ رَبِّهِمْ يَوْمِنُونَ ۱۷</p>		
<p>ہوئے ہیں نہ اور وہ جو اپنے رب کی آیتوں پر ایمان لاتے ہیں نہ</p>		
<p>وَالَّذِينَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُونَ ۱۸ وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ</p>		
<p>اور وہ جو اپنے رب کا کوئی شریک نہیں کرتے نہ اور وہ جو دیتے ہیں</p>		
<p>مَّا اتَّوَفَّاوْا قُلُوبَهُمْ وَجَلَّتْ أَعْيُنُهُمْ إِلَىٰ رَبِّهِمْ رَاجِعُونَ ۱۹</p>		
<p>جو کچھ دیں اور انکے دل ڈر رہے ہیں نہ یوں کہ انکو اپنے رب کی طرف پھرنے لے</p>		
<p>أُولَٰئِكَ يُسْرِعُونَ فِي الْخَبَرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَبِقُونَ ۲۰</p>		
<p>یہ لوگ بھلائیوں میں جلدی کرنے میں اور بھی سب سے پہلے انہیں پہنچنے لے</p>		
<p>مَنْزِل ۳</p>		

قد اقلع

منزل ۴

ممتاز ہیں۔ ۵۔ ظاہر یہ ہے کہ اس عذاب سے مراد دوزخ کا عذاب ہے۔ یعنی رب تعالیٰ اولاً "کفار کے سرداروں کو دوزخ میں ڈالے گا۔ ان کے ماتحت دیکھتے ہوں گے اور خوشامدیں کرتے ہوں گے" ۶۔ معلوم ہوا کہ رب کی طرف سے مومنوں کی امداد ہوگی۔ صالحین اور چھوٹی اولاد کی شفاعت، نیز نیکیاں قبول ہونا یہ سب رب کی مدد سے ہو گا ہے۔ اس آیت میں کفار مکہ کے تین جرم بیان ہوئے ایک تو قرآن کریم کو بغور نہ سنا۔ دوسرے یہ کہنا کہ ہم حرم شریف کے رہنے والے ہیں، ہم کو عذاب الہی نہ پہنچے گا۔ تیسرے کعبہ کے ارد گرد جمع ہو کر بجائے عبادت کرنے کے غصے کمائیاں بکنا اور قرآن کا مذاق اڑانا، اس سے معلوم ہوا کہ متبرک مقامات پر رہنا کفار کے لئے مفید نہیں۔ شیطان فرشتوں میں رہتا تھا مگر مارا گیا۔ ۸۔ یعنی تم سے پہلے بھی دنیا میں نبی آئے اور ان کے دین لوگوں تک پہنچے۔ پھر تم کو حضور کے آنے پر تعجب کیوں ہے ۹۔ معلوم ہوا کہ حضور کا وصف آپ کی نبوت پر دلیل ہے۔ اور آپ نور کی طرح سب پر ظاہر ہیں۔ اور یہ نور اور دلیل ہونا قیامت تک رہے گا۔ کیونکہ یہاں استقامت انکاری ہے۔ ۱۰۔ یعنی ان کفار کا آپ کو دیوانہ یا کچھ اور کہنا اس وجہ سے ہے کہ انہیں حق پسند نہیں۔ اس لئے حق لانے والے بھی پسند نہیں۔ یہاں حق سے مراد یا اسلام ہے یا قرآن یا حضور کے سارے احکام، یا حضور کے سارے اوصاف، آپ خود حق ہیں۔ آپ کی ہر اور حق، ہر کلام حق۔

اب اس سے معلوم ہوا کہ حق انسانی خواہش کے تابع نہیں۔ ہاں بعض ایسے متیولان بارگاہ بھی ہیں کہ ان کی رائے حق کے مطابق ہوتی ہے جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہ قریباً پندرہ احکام شرعی ان کی رائے کے مطابق آئے، جیسے عورتوں کا پردہ، شراب کی حرمت، مقام ابراہیم کا مسئلہ بنایا جانا وغیرہ یہ بھی معلوم ہوا کہ ہٹوئی اور رائے میں بڑا فرق ہے۔ ہٹوئی نفسانی خواہشوں کو کہا جاتا ہے اور رائے ایمانی رائے کو کہتے ہیں۔ حق ہٹوئی کے مطابق نہیں ہوتا ایمانی رائے کے مطابق ہوتا ہے۔ ۲۔ اس لئے کہ کفار شرک، کفر، ظلم، ظلم، فتنہ کرتے تو یقیناً عذاب کا نزول ہوتا

۳۔ یعنی قرآن مجید دنیائیں بھی اور آخرت میں بھی اس پر عمل کر کے جنت کے مستحق بن جاتے اور دنیا والوں کے پیشوا ہو جاتے ۴۔ یعنی ان کفار کے ایمان نہ لانے کی وجہ یہ نہیں کہ آپ ان سے ایمان پر کچھ اجرت مانگتے یا جو ان پر بھاری ہے، بلکہ سرکشی سے ایمان نہیں لاتے۔ معلوم ہوا کہ کسی نبی نے تبلیغ پر اجرت نہ لی ۵۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ رازق بہت ہیں، رب ان سے بہتر ہے، بلکہ عربی زبان میں مطلق کمال بیان کرنے کے لئے اس طرح کلام کرتے ہیں جیسے کہ رب نے فرمایا تَبَارَكَ اللَّهُ أَكْثَرُ تَبَارَكَ اللَّهُ اس کا مطلب بھی مقابلہ میں کمال بتانا نہیں، بلکہ رب کے کمال کا اظہار ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ رزق ملنے کے اسباب و ذرائع میں سب سے اعلیٰ ذریعہ رب کی عبادت ہے، بادشاہوں اور امیروں کے ملازم ان کی خدمت کر کے رزق حاصل کرتے ہیں تو ان ملازمین کے لئے یہ امیر ذریعہ رزق ہوئے۔ ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ خوف قیامت انسان کو نیک بناتا ہے۔ قیامت سے بے خوفی تمام گناہوں کی جڑ ہے۔ ۷۔ حضور کی دعا سے مکہ معظمہ پر سات سال قحط سالی مسلط ہوئی یہاں تک کہ اہل مکہ نے درختوں کی چھالیں کھائیں۔ تب سرداران قریش نے ابوسفیان کو حضور کی خدمت میں دعا کے لئے بھیجا۔ ابوسفیان نے آکر عرض کیا کہ آپ رحمت اللعالمین ہونے کا دعویٰ فرماتے ہیں۔ اور مکہ والے بھوک سے ہلاک ہوئے جا رہے ہیں۔ دعا فرمائیں کہ رب تعالیٰ قحط سالی دور فرمائے۔ حضور نے دعا فرمائی جس سے قحط سالی دور ہو گئی۔ یہ واقعہ اس آیت میں مذکور ہے۔ فرمایا گیا کہ یہ لوگ وقتی طور پر چالیسی کرپے ہیں مصیبت تل جانے پر آپ کی خدمت میں حاضر نہ ہوں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار بھی سمجھتے تھے کہ حضور کی دعا وائے ملا ہے۔ جو شخص اسلام کا دعویٰ کر کے حضور کی بارگاہ سے بھاگے وہ ان کفار سے زیادہ یوقوف ہے ۸۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مصیبت کے موقعہ پر بھی رب تعالیٰ کی اطاعت نہ کرنی بڑی بدبختی کی دلیل ہے۔

دوسرے یہ کہ حضور کی خدمت میں صرف دنیاوی غرض حاصل کرنے کے لئے جانا خود غرضی ہے، تقویٰ نہیں دیکھو ابوسفیان اس وقت حضور کی بارگاہ میں آئے مگر رب نے فرمایا وہ مجھے نہیں ۹۔ اس سخت عذاب سے یا نزاع کا عذاب مراد ہے یا قبر کا یا آئندہ اسلامی فتوحات کا جو کفار کے لئے عذاب ہیں۔ بہر حال آئندہ عذاب مراد ہیں۔ انہیں ماضی سے تعبیر فرمانا اس لئے ہے کہ وہ یقینی آئے والے ہیں چونکہ یہ آیت یکہ ہے۔ اس لئے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ جنگ بدر ہو جانے کے بعد یہ آیات اتریں ۱۰۔ تاکہ تم حق سنو، حق دیکھو، حق سمجھو۔ جس نے اپنی آنکھ، کان اور دل سے یہ کام نہ لئے اس نے ان نعمتوں کا شکر یہ اوانہ کیا۔ مسلمان جتنا بھی رب کا شکر کریں وہ ان نعمتوں کے مقابلہ میں کم ہے۔ تمام عمر کی ہماری عبادات محض پانی کے ایک گلاس کا شکر یہ نہیں بن سکتیں۔ کفار تو بالکل شکر کرتے ہی نہیں، ان کا

تَدَاوُلُح ۵۵۳ المومنون ۲۲

اتَّبِعِ الْحَقَّ أَهْوَاءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمَوَاتُ وَالْأَرْضُ
 ان کی خواہشوں کی پیروی کرتا تو ضرور آسمان اور زمین اور ہٹوئی ان میں ہیں
 وَمَنْ فِيهِنَّ بَلْ أَتَيْنَهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ
 سب تباہ ہو جاتے بلکہ تم تو ان کے پاس پہنچاؤ جس میں انہی ناموری تھی
 مُعْرِضُونَ ۱۱ أَمْ تَسْأَلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَجَ رَبُّكَ خَيْرٌ
 تو وہ اپنی عزت سے ہی منہ پھیرے ہوئے ہیں کیا تم ان سے کچھ اجرت مانگتے ہو تو تمہارا
 وَهُوَ خَيْرُ الرَّزَاقِينَ ۱۲ وَإِنَّكَ لَتَدْعُوهُمْ إِلَى صِرَاطٍ
 رہا اگر سب بھلائی اور وہ سب بہتر روزی دینے والا ہے اور بیشک تم انہیں سیدھی راہ کی
 مُسْتَقِيمٍ ۱۳ وَإِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ عَنْ
 طرف ہلاتے ہو اور بیشک جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ضرور سیدھی راہ سے
 الصِّرَاطِ لَنُكِبُونَ ۱۴ وَلَوْ رَحِمْنَاهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِمْ مِنْ
 کھڑے ہوئے ہیں نہ اور اگر ہم ان پر رحم کریں اور جو مصیبت ان پر پڑی ہے
 ضَرًّا لِّلْجَوَانِ طَعْيَانَهُمْ يَبْغُهُونَ ۱۵ وَلَقَدْ أَخَذْنَاهُمْ
 مال دین تو ضرور دھت بنا کر دیں گے اپنی سرکشی میں بکتے ہوئے تھے اور بیشک ہم نے انہیں
 بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَاوُا إِلَهِرَّهْمُ وَمَا يَتَضَرَّعُونَ ۱۶
 عذاب میں پکڑا تو نہ وہ اپنے رب کے حضور میں بکتے اور نہ گھڑاتے ہیں نہ
 حَتَّىٰ إِذَا فُتِحْنَا عَلَيْهِمْ بَابُ آدَابٍ شَدِيدٍ إِذَا
 یہاں تک کہ جب ہم نے ان پر کھولا کسی سخت عذاب کا دروازہ نہ تو وہ
 هُمْ فِيهِ مُبَسِّسُونَ ۱۷ وَهُوَ الَّذِي أَنشَأَ لَكُمُ السَّمْعَ
 اب اس میں ناامید پڑے ہیں اور وہی ہے جس نے بنائے تمہارے لئے کان
 وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ۱۸ وَهُوَ
 اور آنکھیں اور دل نہ تم بہت ہی کم حق مانتے ہو

مَنْزِل ۲۲

دوسرے یہ کہ حضور کی خدمت میں صرف دنیاوی غرض حاصل کرنے کے لئے جانا خود غرضی ہے، تقویٰ نہیں دیکھو ابوسفیان اس وقت حضور کی بارگاہ میں آئے مگر رب نے فرمایا وہ مجھے نہیں ۹۔ اس سخت عذاب سے یا نزاع کا عذاب مراد ہے یا قبر کا یا آئندہ اسلامی فتوحات کا جو کفار کے لئے عذاب ہیں۔ بہر حال آئندہ عذاب مراد ہیں۔ انہیں ماضی سے تعبیر فرمانا اس لئے ہے کہ وہ یقینی آئے والے ہیں چونکہ یہ آیت یکہ ہے۔ اس لئے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ جنگ بدر ہو جانے کے بعد یہ آیات اتریں ۱۰۔ تاکہ تم حق سنو، حق دیکھو، حق سمجھو۔ جس نے اپنی آنکھ، کان اور دل سے یہ کام نہ لئے اس نے ان نعمتوں کا شکر یہ اوانہ کیا۔ مسلمان جتنا بھی رب کا شکر کریں وہ ان نعمتوں کے مقابلہ میں کم ہے۔ تمام عمر کی ہماری عبادات محض پانی کے ایک گلاس کا شکر یہ نہیں بن سکتیں۔ کفار تو بالکل شکر کرتے ہی نہیں، ان کا

۱۔ اس طرح کہ دنیا میں انسانوں کو مختلف ملکوں میں آباد کیا اور ہر ایک کو اس کی ضرورت کے مطابق روزی بخشی، یا اس طرح کہ ایک آدمی سے اس کی نسل بوسالی اور پھیلائی۔ اس سے معلوم ہوا کہ انسان کی اصلی جگہ زمین ہے اگرچہ بعض حضرات عارضی طور پر آسمان پر ہیں جیسے یحییٰ علیہ السلام، مگر یہ رہتا عارضی ہے۔ جیسے آدم علیہ السلام کا پہلے جنت میں رہنا، یا حضور کا معراج میں آسمان پر جانا۔ اس طرح کہ جلائے اور مارنے میں کوئی اس کا شریک نہیں، یحییٰ علیہ السلام کا مروے زندہ

الَّذِي ذَرَأَكُمْ فِي الْأَرْضِ وَإِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ۝ وَهُوَ

اور وہی ہے جس نے ہمیں زمین میں بھجلا یا نہ اور اسی کی طرف تمھارے اور وہی

الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ وَلَهُ اخْتِلَافُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۝

جلائے اور مارے نہ اور اسی کے لئے ہیں رات اور دن کی تبدیلیاں نہ

أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝ بَلْ قَالُوا مِثْلَ مَا قَالَ الْأَوَّلُونَ ۝

تو کیا نہیں سمجھ نہیں بلکہ انہوں نے وہی کجی جو اگلے کہتے تھے۔

قَالُوا إِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا إِنََّّا لَمُبْعُوثُونَ ۝

بولے کیا جب ہم مرجائیں اور مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں کیا پھر نکالے جائیں گے نہ

لَقَدْ وَعَدْنَا لَكُنْ وَآبَاءَنَا هَذَا مِنْ قَبْلُ ۚ إِنَّ هَذَا

بے شک یہ وعدہ ہم کو اور ہم سے پہلے ہمارے باپ دادا کو دیا کیا یہ تو نہیں سنا

الْأَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ۝ قُلْ لِمَنِ الْأَرْضُ وَمَنْ فِيهَا

وہی اگلی داستانیں تم فرماؤ گے کسی کا حال ہے زمین اور جو کچھ اس میں ہے

إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ قُلْ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۝

اگر تم جانتے ہو اب کہیں گے کہ اللہ کا تم فرماؤ پھر کیوں نہیں سوچتے نہ

قُلْ مَنْ رَبُّ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ۝

تم فرماؤ کون ہے مالک ساتوں آسمانوں کا اور مالک بڑے عرش کا

سَيَقُولُونَ لِلَّهِ قُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ ۝ قُلْ مَنْ يَدْعُو

اب کہیں گے کہ اللہ ہی کی شان ہے تم فرماؤ پھر کیوں نہیں ڈرتے تم فرماؤ کس کے ہاتھ

مَلَكَوتُ كُلِّ شَيْءٍ ۚ وَهُوَ يُجِيرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ ۚ إِنْ

ہر چیز کا قابو اور وہ پناہ دیتا ہے اور اس کے خلاف کوئی پناہ نہیں دے

كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ قُلْ فَأَنِّي تُشْعِرُونَ

سنا اگر نہیں علم ہو اب کہیں گے یہ اللہ ہی کی شان ہے تم فرماؤ پھر کس جادو کے ذریعہ

فرماتا، رب کے اذن سے تمام آپ اس کے سبب ظاہری تھے لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں س۔ سروری گری، زیادتی، کسی روشنی، تاریکی یہ تمام تبدیلیاں رب کی طرف سے ہیں ۲۔ یہ استفہام انکاری ہے۔ یعنی ایسا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ رزقہ مجبوں نے ہمارے باپ دادوں سے قیامت کا وعدہ کیا تھا مگر قیامت نہ آئی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء گزشتہ کی تعلیم کچھ نہ کچھ ان تک پہنچی تھی۔ اور انہیں بعض باطنی باتیں یاد تھیں ۵۔ یہ ان کفار کا مقولہ ہے جو خدا کے قائل تھے۔ بعض ان میں دہریہ بھی تھے جو کہتے تھے۔ وَهَذَا نَبِيُّكَ إِلَّا الْأَدْهَمُ یہ ان کا جواب نہیں لہذا آیات میں تعارض نہیں ۶۔ یعنی یہ کفار اللہ کے لئے ملک ملکوت خلق، ربوبیت سب کچھ مانتے ہیں اس لئے بے دھڑک اس کا اقرار کر لیتے ہیں مگر رب کی اطاعت نہیں کرتے ۷۔ اور رب پر ایمان کیوں نہیں لاتے، قیامت کو کیوں نہیں مانتے۔ معلوم ہوا کہ صرف رب کی ذات و صفات کا ماننا ایمان نہیں، نبوت کا قائل ہونا ضروری ہے۔

۸۔ ملک اور ملکوت میں کئی طرح فرق ہے۔ جسم پر قبضہ ملک ہے، روح پر قبضہ ملکوت ہے۔ ظاہری قبضہ ملک، باطنی قبضہ ملکوت ہے۔ ملک کا قبضہ ملک، خلق کا قبضہ ملکوت ہے۔ اسی لئے ملک تو مخلوق کے لئے بھی ثابت ہو جاتا ہے، مگر ملکوت صرف رب کے لئے ہے جیل، پھانسی پر قادر، بادشاہ بھی ہے۔ مگر موت، حیات، بیماری، شفا پر رب کے سوا کوئی قادر نہیں ۹۔ یعنی ان تمام باتوں کے اقرار کرنے کے باوجود مشرک ہیں اس لئے کہ وہ رب کے بعض بندوں کو رب کے برابر مانتے ہیں اسی لئے وہ قیامت میں اپنے بچوں سے یوں کلام کریں گے۔ إِذَا نُسِئْتُمْ رَبِّتِ الْعَالَمِينَ نیز ان کا عقیدہ یہ بھی تھا کہ بعض بندوں کی رب پر حسد ہے۔ چونکہ رب تعالیٰ اکیلا دنیا کا انتظام نہیں کر سکتا، اس لئے اس نے بعض بندوں کو عالم کے انتظام میں شریک کر لیا ہے۔ اسی عقیدہ کی تردید اس آیت میں ہے۔ وَلَكُمْ يَتَجَدَّدُ الَّذِينَ الذَّلَّ اس لئے وہ مشرک ہوئے بعض کفار تو خدا کی اولاد بیوی مانتے ہیں۔ نیز جو نبی کا انکار کر کے

رب کے تمام صفات مانے وہ ایسا ہی مشرک ہے۔ جیسے چند رب مانتے والا۔ کفار عرب ان باتوں کو مان کر اسی لئے کافر رہے کہ انہوں نے حضور کے بغیر دوسرے یہ چیزیں مانی تھیں۔ ایمان کی حقیقت یہ ہے کہ رب کی ذات و صفات کو حضور کے ذریعے سے مانے۔ رب فرماتا ہے۔ هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ رَسُولَنَا بِالْهُدَى ۱۰۔ کہ یہ سب کچھ مان کر بھی مومن نہیں بنتے۔ بت پرستی نہیں چھوڑتے، تمہارا حال ایسا ہے کہ جیسے کسی نے تم پر جادو کر دیا ہے۔

۱۔ یعنی ان کے عقیدے 'قول' اعمال سب مجموعے کیونکہ وہ قیامت کے منکر شرک کے قائل ہیں 'حرام کو حلال جانتے ہیں' یا یہ مطلب ہے کہ وہ بعض باتیں سمجھتے ہیں مگر مجموعے میں جیسے منافقین کہتے تھے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں مگر محبت بولتے تھے دل سے ان کے معتقد نہ تھے۔ ایسے ہی یہ کفار منہ سے کہہ دیتے تھے کہ خالق مالک رب اللہ ہے مگر مجموعے میں کیونکہ دل سے نہیں مانتے ۲۔ عیسائی تو رب تعالیٰ کے لئے جینا مانتے تھے اور مشرکین عرب قرشوں کو رب کی لڑکیاں کہتے تھے۔ ان آیات میں ان سب کی تردید ہے۔ ۳۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے لئے خالق ہونا ضروری ہے مطلب یہ ہے کہ جب چند بادشاہوں میں ملک تقسیم ہو جاتا ہے تو اگر چند خالق ہوتے تو اپنا اپنا بنایا ہوا ملک تقسیم کر لیتے۔ سارے عالم کا ایک ہی رب نہ ہوتا۔ کوئی رب کسی سے دب کر نہ رہتا ورنہ نیاز مند ہوتا یعنی نہ ہوتا۔ ۴۔ اس عذاب سے مراد دنیاوی عذاب ہے یعنی اگر میرے سامنے اور میری حیات ظاہری میں ان کفار پر دنیا میں عذاب آوے تو مجھے اس سے محفوظ رکھنا۔ ۵۔ اس طرح کہ مجھے کفار کے عقائد اعمال اور ان کے عذاب سے بچانا۔ یہ دعا اُمت کو سکھانے کے لئے ہے۔ ورنہ انبیاء کرام خصوصاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم نگاہ سے معصوم ہیں۔ ان کی موجودگی میں کفار پر دنیاوی عام فنی عذاب نہیں آسکتا۔ رب فرماتا ہے تَاَمَّانَ اِنَّہُمْ یُصِیْبُہُمْ رَاٰتِیْ فِیْہِمْ تو ان پر یہ عذاب آتا تو ایسے ناممکن ہے جیسے مجبور دو ہوتا ۶۔ آیت کا مقصد یہ ہے کہ ہم اس پر قادر ہیں کہ آپ کی حیات شریف میں کفار پر اسلامی فتوحات کے عذاب سمجھیں کہ آپ انہیں شکست خوردہ دیکھیں۔ رب نے حضور کو یہ دکھا بھی دیا عذاب استیصال مراد نہیں کیونکہ اس کے متعلق وعدہ ہو چکا کہ آپ کے

ہوتے ہوئے ان پر ایسا عذاب نہ آئے گا۔ لہذا اس آیت سے امکان کذب کا ثبوت نہیں ہوتا۔ فنی پتھر برستا' صورتیں مسخ ہونا وغیرہ یہ عذاب کفار پر نہ آیا اور مخالف وعدہ الہی نہ آسکتا تھا۔ یعنی توحید سے شرک کو دفع کرو۔ تقویٰ طہارت سے گناہوں کو بھلائی سے برائی کو نور سے قلت کو دلائل سے ان کے اعتراضات کو رحم و کرم سے ان کی تضحیٰ کو انقلاط سے ان کی کج خلقی کو علم سے جہالت کو دفع فرماؤ۔ جہاد سے کفر کی تضحیٰ کو مٹاؤ۔ غرضیکہ اس آیت میں بڑی وسعت ہے احسن میں گرم نرم تبلیغ، جہاد سخت سزائیں سب داخل ہیں۔ طیب کا مریض کو آپریشن کرنا ہی احسن ہے جس سے بیمار کو شفا ہو جائے۔ یہ آیت مسخ نہیں بلکہ محکم ہے ۸۔ اللہ تعالیٰ کے اور آپ کے متعلق کہ رب کے لئے شرک یا اولاد ثابت کرتے ہیں اور آپ کو دیوانہ یا شاعر کہتے ہیں ہم ان کو ان کی سزاؤں گے ۹۔ اس میں صوفیانہ اشارہ ہے اس طرف کہ دعا کی تاثیر کے لئے پاک زبان یا پاک زبان والے کی اجازت چاہیے کیونکہ رب اَعُوذُ بِکَ دعا ہے۔ قل میں حضور کی زبان شریف کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی اے محبوب دعا ہماری بنائی ہوئی ہو اور زبان ہماری ہو۔ کار تو سدا نقل سے پوری مار کرتا ہے ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رب کے فضل و کرم سے شیطان کے وسوسوں سے بھی محفوظ ہیں اور حضور کی بارگاہ تک شیطان کی رسائی نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو یہ دعا سکھائی اور حضور نے یہ دعا مانگی اور حضور کی دعا قبول ہوئی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بڑے سے بڑا آدمی بھی اپنے کو شیطان سے محفوظ نہ سمجھے۔ جب حضور نے شیطان سے پناہ مانگی تو ہم کیا چیز ہیں۔ ۱۱۔ یعنی کافر مرتے دم تک کفر پر ڈھرتا ہے۔ مرتے وقت دنیا میں لوٹنے کی تمنا کرتا ہے جو پوری نہیں ہوتی معلوم ہوا کہ مومن دنیا میں دوبارہ آنے کی تمنا نہیں کرنا سوائے شہید کے۔ وہ چاہتا ہے کہ پھر دنیا میں جا کر جہاد کروں

۱۸ فصل
۵۵۵
المؤمنون

بَلْ آتَيْنَهُم بِالْحَقِّ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿۱﴾ مَا اتَّخَذَ اللَّهُ

بلکہ ہم ان کے پاس حق لانے اور وہ بہ شک جھڑپتے ہیں نہ اللہ نے کوئی بھلائی

مِنْ وَلَدٍ وَمَا كَانَ مَعَهُ مِنَ الْإِلَٰهِ إِذْ ذَہَبَ كُلُّ

نہ کیا اور نہ اس کے ساتھ کوئی دوسرا خدا ہوتا تو ہر خدا اپنی صلوٰۃ

إِلَٰهٍ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَّ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ سُبْحٰنَ اللَّهِ

لے جاتا نہ اور ضرور ایک دوسرے پر اپنی تعالیٰ مانتا پاکی ہے اللہ کو

عَمَّا يَصِفُونَ ﴿۲﴾ عَلِيمُ الْغَيْبِ وَالشَّہَادَةِ فَتَعَلٰی عَمَّا

ان باتوں سے جو بناتے ہیں۔ جاننے والا ہر نہاں و عیاں کا تو اسے بندگی

يُشْرِكُونَ ﴿۳﴾ قُلْ رَبِّ اِمَّا تُرِيّیْ مَا يُوْعَدُونَ ﴿۴﴾ رَبِّ

مے اپنے شرک سے تم عرض کرو کہ میرے رب اگر تو مجھے دکھائے جو انہیں وعدہ دیا جاتا

فَلَا تَجْعَلْنِیْ فِی الْقَوْمِ الظَّٰلِمِیْنَ ﴿۵﴾ وَاَنَا عَلٰی اَنْ تُرِیَکَ

ہے نہ تو میرے رب مجھے ان ظالموں کے ساتھ نہ کرنا اور بیشک ہم قادر ہیں کہ

مَا نَعِدُہُمْ لَقْدِرُونَ ﴿۶﴾ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ

تمہیں دکھاؤ جو انہیں وعدہ دے رہے ہیں نہ بگڑا بھی بھلائی سے برائی کو

السَّیِّئَةِ فَخَنّٰ اَعْلَمُ بِمَا یَصِفُونَ ﴿۷﴾ وَقُلْ رَبِّ اَعُوْذُ

دفعہ کر دے ہم خوب جانتے ہیں جو باتیں بناتے ہیں اور تم عرض کرو کہ اے میرے

بِکَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّیْطٰنِ ﴿۸﴾ وَاَعُوْذُ بِکَ رَبِّ اَنْ

رب میری پناہ لینا میں نے وسوسوں سے اور اے میرے رب میری پناہ کہ وہ

یَحْضُرُوْنِ ﴿۹﴾ حَتّٰی اِذَا جَآءَ اَحَدُہُمُ الْمَوْتُ قَالَ

میرے پاس آئیں مگر یہاں تک کہ جب ان میں کسی کو موت آئے کہ تو مانتا ہے

رَبِّ اَرْجِعُوْنِ ﴿۱۰﴾ لَعَلّٰی اَعْمَلُ صَالِحًا فِیْمَا تَرٰکُمْ کَلَّا

کو اے میرے رب مجھے واپس پھر میرے لئے شاید میں کچھ بھلائی کماؤں اس میں جو چھوڑ آیا ہوں

والے کی اجازت چاہیے کیونکہ رب اَعُوذُ بِکَ دعا ہے۔ قل میں حضور کی زبان شریف کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی اے محبوب دعا ہماری بنائی ہوئی ہو اور زبان ہماری ہو۔ کار تو سدا نقل سے پوری مار کرتا ہے ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رب کے فضل و کرم سے شیطان کے وسوسوں سے بھی محفوظ ہیں اور حضور کی بارگاہ تک شیطان کی رسائی نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو یہ دعا سکھائی اور حضور نے یہ دعا مانگی اور حضور کی دعا قبول ہوئی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بڑے سے بڑا آدمی بھی اپنے کو شیطان سے محفوظ نہ سمجھے۔ جب حضور نے شیطان سے پناہ مانگی تو ہم کیا چیز ہیں۔ ۱۱۔ یعنی کافر مرتے دم تک کفر پر ڈھرتا ہے۔ مرتے وقت دنیا میں لوٹنے کی تمنا کرتا ہے جو پوری نہیں ہوتی معلوم ہوا کہ مومن دنیا میں دوبارہ آنے کی تمنا نہیں کرنا سوائے شہید کے۔ وہ چاہتا ہے کہ پھر دنیا میں جا کر جہاد کروں

(بقیہ صفحہ ۵۵۵) جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ۱۲۔ یہاں جمع کا صیغہ تعظیم کے لئے ہے جیسے اِنَّا نَزَّلْنَاهُ فِي الْفَجْرِ الْغَازِبِ یا عذاب کو ہے اور عرض فرشتوں سے ہے جو دنیا سے اسے یہاں لائے تھے ۱۳۔ اس سے مراد یا دنیا ہے یا مال یا اولاد یعنی دنیاوی زندگی یا مال یا اولاد میں جو کو تمہاریاں کر آیا ان کا بدلہ کموں۔
۱۔ مگر اس کی یہ آرزو پوری نہ ہوگی۔ مرنے کے بعد دنیا میں کوئی عمل کے لئے واپس نہ ہو گا۔ یعنی علیہ السلام کا مردہ کو زندہ کرنا یا حضرت عمر علیہ السلام کا وقت کے بعد زندہ ہونا اس سے خارج ہے۔ کیونکہ دنیا کی یہ واپسی مردہ کی اپنی تمنا سے عمل کرنے کے لئے نہیں تھی بلکہ رب نے خود اپنی قدرت کے اظہار کے لئے زندہ

فرمایا ۲۔ موت سے لے کر قیامت میں اٹھنے تک کے وقت کا نام برزخ ہے۔ یعنی ایک آڑ سے جو دنیا کی طرف لوٹنے نہ دے گی۔ ۳۔ اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب طحہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب مومن سادات کو کام آئے گا۔ جیسا کہ احادیث صحیحہ میں وارد ہے (در الحار) بلکہ قیامت میں سکون ہونے پر مومن قربت دار بھی شفاعت کریں گے۔ کچے بچے صالح ماں باپ، شیخ، استاذ کی شفاعت ہوگی۔ رب فرماتا ہے۔
اَلَا جَلَدٌ لَّيْسَ لَكُمْ فِي بَعْضِ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰكُمْ اَلْحَدٰثَۃَ لَیْسَ لَكُمْ فِيْ بَعْضِ الَّذِیْنَ اٰتٰیْنٰكُمْ دَرَجَتٌ ۚ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُلُّوْا مِنْ ثَمَرِهَا حِیْثُ شِئْتُمْ لَیْسَ لَكُمْ فِيْهَا مَوَازِیْنٌ ۚ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانَ لَهُمْ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ۚ
۴۔ یہ وہ نیک لوگ ہیں جن کی نیکیاں گناہوں سے زیادہ وزنی ہیں۔ ۵۔ یعنی کفار جن کے پاس نیک اعمال تھے ہی نہیں یا تھے مگر قبول نہ ہوئے جیسے کفار کے صدقات وغیرہ ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض کفار کے لئے وزن ہو گا۔ اور دوسری جگہ فرمایا گیا۔ نَحْنُ نَبۡیۡتُہُمْ اَلَّذِیۡنَ یَقۡرِءُ عَلَیْہِمْ اٰیٰتِہُمۡ یَوْمَ تَبۡتَلٰوۡنَہُمۡ یَوْمَ یُفۡتَحُ السَّعۡدُ ۚ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانَ لَهُمْ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ۚ
۷۔ اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ کفار کی نیکیوں صدقہ و خیرات وغیرہ میں بوجھ نہ ہو گا۔ بلکہ ہوں گے۔ کیونکہ نیکی کا وزن ایمان و اطاعت سے ہوتا ہے ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ دوزخ کی آگ مومن کا منہ نہ بگاڑے گی۔ خصوصاً سجدہ کیا جبکہ کو نہ جلا سکے گی۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ یہاں منہ جھلنا وغیرہ کافر کا عذاب فرمایا گیا۔ ۸۔ یعنی یہ منہ جھلنا جانا تمہارے کفر و انکار کی سزا ہے ۹۔ دوزخی لوگ چالیس سال تک دارودہ جہنم مانگ کو پکاریں گے۔ اس کے بعد وہ فرمائے گا۔ دوزخ میں پڑے ہو، پھر دنیا کی عمر سے دگنی مدت تک رب کو پکاریں گے۔ تب انہیں وہ جواب دیا جائے گا جو اگلی آیت میں ہے۔ دنیا کی عمر تین لاکھ ساٹھ برس ہے۔ (تراویح العرفان ص ۱۰۰) یہ آیت اس آیت کی تفسیر بھی ہو سکتی ہے۔ وَ مَا دَعَاہُ اَلْعٰزِیۡزُ ۚ اِلَّا بِاَنۡ یَّضَلَّی ۚ
یعنی آخرت میں کفار کی دعائیں برباد ہیں۔ ان کا کوئی اعتبار نہیں۔ کیونکہ دنیا میں کفار کی بعض دعائیں قبول ہو جاتی ہیں۔ شیطان نے اپنے لئے راز زندگی مانگی جو کچھ ترمیم کے ساتھ قبول ہوئی ۱۱۔ یہ وہ حقیقی

اِنَّہَا کَلِمَۃٌ ہُوَ قَالِہَا وَمَنْ وَّرٰہُمۡ بَرَزَخًا اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ۚ فَاِذَا نَفَخَ فِی الصُّوْرِ فَلَا اَنْسَابَ بَیْنَهُمْ

ہفت پر تو ایک بات جو مردہ اپنے منہ سے کہتا ہے نہ اور انہی آگے ایک آڑ ہے اس دن تک

جس میں انھارے باقیں گے نہ تو جب صور پھونکا جائے گا تو نہ ان میں رہنے رہیں گے

یَوْمَیۡنَ وَلَا یَتَسَاءَلُوْنَ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیۡنُہٗ فَاُولٰٓئِکَ

اور نہ ایک دوسرے کی بات پوچھتے تو جن کی تولییں بھاری ہوں گی

ہُمُ الْبٰقِلٰحُونَ ۚ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِیۡنُہٗ فَاُولٰٓئِکَ

مراد کو ہونے والے اور جن کی تولییں ہلکی ہوں گی

الَّذِیۡنَ خَسِرُوْا اَنْفُسَہُمۡ فِیۡ جَہَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۚ تَلۡفَحُ

جہنم نے اپنی جانیں گھائے میں ڈالیں ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے انہی منہ

وَجُوۡہُہُمُ النَّارُ وَہُمْ فِیۡہَا کٰلِحُونَ ۚ اَلَمْ تَكُنْ اٰیٰتِیۡ تَتْلٰی

پیر آگ پڑھتے ہو اور وہ اس میں منہ چڑاتے ہوں گے کیا تم پر میری آیتیں

عَلَیْکُمْ فَلَمۡ تَكُنۡمُ بِہَا تَذٰکِرًا ۚ قَالُوْا رَبَّنَا عَلَبْتَ عَلَیۡنَا

نہ پڑھی جاتی تھیں تو ہم انہیں جھٹلاتے تھے کہ کہیں گے اسباب ہمارے ہم پر

تَشَقُّوۡنَا وَکُنَّا قَوْمًا ضٰلِّیۡنَ ۚ رَبَّنَا اَخْرِجۡنَا مِنْہَا

ہماری بدعتی غالب آئی اور ہم گمراہ لوگ تھے اے رب ہمارے ہم کو دوزخ سے

فَاِنَّ عَذَابَنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۚ قَالَ اَخَسُوْا فِیۡہَا وَلَا

نکال مجھے پھر اگر تم دے ہو کہ میں ظالم ہوں نہ رب تمہارے کا دھنکارے پڑے رہو

تُكَلِّمُوْنَ ۚ اِنَّہٗ كَانَ فِیۡ ذٰلِکَ لَآیٰۃٍۭ لِّمَنْ یَّعْقِلُوْنَ ۚ

اس میں اور مجھ سے بات نہ کرو نہ بے شک میرے بندوں کا ایک گروہ کہتا تھا

رَبَّنَا اَمۡنَا فَاغۡفِرۡ لَنَا وَاَرۡحَمۡنَا وَاَنْتَ خَبِیۡرُ الرَّحِیۡمِۡنِ ۚ

اے ہمارے رب ہم ایمان لائے تو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو بہتر رحم کرنے والا ہے

مسلمان ہیں جو نیک کار ہونے کے باوجود اپنے کو گنہگار سمجھتے ہیں اور رب سے معافی مانگتے ہیں۔ ۱۲۔ یعنی میرے بعض بندے باوجود حقیقی پرہیزگار ہونے کے اپنے کو گنہگار سمجھ کر ہماری بارگاہ میں دعا سے مغفرت کرتے تھے۔ تو ان کا اور ان کی دعاؤں کا مذاق اڑاتے تھے۔ اس دعا سے معلوم ہوا کہ رب کی بارگاہ میں اپنے ایمان کے وسیلے سے دعا کرنی چاہیے جیسا کہ ”امنا سے ظاہر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مولیٰ ہم مجرم ہیں مگر باقی نہیں۔ مومن ہیں۔ ہمارے ایمان کی برکت سے ہم کو بخش دے۔

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کی ہنسی اڑانا، کفر بلکہ اشد کفر ہے کہ اس سے دل غافل ہو جاتا ہے۔ پھر بندہ رب کی یاد نہیں کرتا۔ یہ جرم معاف نہیں ہوتا، رب تعالیٰ اس کا بہت سخت بدلہ لیتا ہے۔ یہ آیت ان کفار قریش کے بارے میں اتری جو حضرت عمار و یا سر و بلال رضی اللہ عنہم فقراء کا مذاق اڑاتے تھے۔ ۲۔ یعنی تم ان کی ہنسی اڑانے میں اپنے مشغول تھے کہ رب کو یاد نہ کر سکتے۔ تو وہ لوگ تمہاری بد بھائی کی وجہ سے تمہارے لئے غفلت کا سبب بن گئے۔ لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں، وہ حضرات تو اللہ کی یاد دلانے والے ہیں ۳۔ وہ بدلہ جو تمہارے وہم و گمان میں نہ آ سکے۔ اسی لئے یہاں بدلہ کی تفصیل نہ فرمائی گئی ۴۔ اللہ تعالیٰ کفار سے یہ

فرمائے گا خیال رہے کہ کفار کو عذر و معذرت کی گفتگو سے روکا گیا تھا۔ یہ گفتگو سرزنش اور عتاب کی ہے، لہذا پچھلی آیت کے خلاف نہیں۔ ۵۔ کیونکہ آرام کی مدت بہت تھوڑی معلوم ہوتی ہے۔ دنیا کفار کے آرام کی جگہ تھی۔ یا دوزخ کی زندگی کے مقابل دنیا کی زندگی بہت تھوڑی محسوس ہوگی ۶۔ یعنی ان فرشتوں سے پوچھ لے جو ہماری عمریں اور اعمال لکھتے پر مقرر تھے۔ ۷۔ یعنی اگر تم دنیا میں یہ جانتے ہو کہ یہاں کی عمر آخرت کے مقابلے بہت تھوڑی ہے وہاں سے نیک اعمال کر کے آتے ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب کی عبادت نہ کرنا، اپنے کو عبث سمجھنا ہے کیونکہ ہماری زندگی کا اصلی مقصد رب کی عبادت ہے۔ ۹۔ یہ خطاب ان کفار سے ہو گا جو قیامت کے منکر تھے۔ جیسے عام شرکین، یا ان کفار سے جو قیامت کو مانتے ہوئے اس کی تیاری نہ کرتے تھے۔ جیسے یہود و نصاریٰ وغیرہ ۱۰۔ اگرچہ عالم کے ہر ذرہ کا اللہ تعالیٰ رب ہے، مگر ادب یہ ہے کہ اس کی ربوبیت، اس کی مخلوق کی طرف نسبت کی جاوے، اسے کفار کا رب کہہ کر نہ پکارو۔ اسے حضور محمد مصطفیٰ کا رب کہہ کر پکارو ۱۱۔ یہ آیت ان تمام آیات کی تفسیر ہے جن میں غیر خدا کو پکارنے سے منع فرمایا گیا۔ یعنی غیر خدا کو خدا کہہ کر نہ پکارو اور ان کی عبادت نہ کرو، ورنہ رب نے خود اپنے بندوں کو پکارا ہے اور پکارنے کا حکم دیا ہے، محض پکارنا شرک کیسے ہو سکتا ہے ۱۲۔ سند سے مراد نبی کا فرمان ہے یعنی نقلی دلیل کسی پیغمبر نے شرک کا حکم نہ دیا ورنہ کفار شرک پر عقلی بکواس تو بہت کرتے ہیں جسے وہ سند کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ ۱۳۔ یعنی مشرکوں کو شرک کی اصلی سزا تو بعد قیامت ملے گی۔ حساب و کتاب کے بعد دنیاوی اور قبر کی تکالیف شرک کی اصلی سزا نہیں۔ حوالات کی سختی، حساب میں نہیں لگتی۔ جیل کی مدت مقدمہ کے فیصلہ کے بعد شروع ہوتی ہے ۱۴۔ میری امت کو، یا سارے مومن کو، خواہ اولین ہوں یا آخرین، اس میں حضور کی شفاعت کا ثبوت ہے کہ حضور سب کے شفیع ہیں۔

۵۵۷	فصل ۱۸	الہود مثنوی ۲۳
<p>فَاتَّخَذَتْهُمْ سَخِرًا حَتَّىٰ أَنسَوُكُمْ ذِكْرِي وَكُنْتُمْ لَوْمَةً لِّأَنفُسِكُمْ بَنِي إِسْرَٰءِيلَ لَمَّا كَذَبُوا كِتَابَ الْإِنشِاقِ قَالُوا لَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُم بِمَا صَبَرُوا أَنَّهُمْ هُمُ الْفَٰئِزُونَ ۝۱۱۱ قُلْ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْأَرْضِ عَدَادَ سِنِينَ ۝۱۱۲ قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسَلِّ الْعَادِينَ ۝۱۱۳ قُلْ إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا لَّوْ أَنْتُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝۱۱۴ أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ ۝۱۱۵ فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ ۝۱۱۶ وَمَنْ يَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهُ بِهِ فَإِنَّمَا حِسَابُهُ عِنْدَ رَبِّهِ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ ۝۱۱۷ وَقُلْ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّحِمِينَ ۝۱۱۸ اے میرے رب بخش دے اور رحم فرما اور تو سب سے برتر رحم کرنے والا۔</p>		
مذہب ۳		

۱۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لیل کوڑہ کو لکھا کہ اپنی عورتوں کو سورۃ نور سکھائے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ اپنی عورتوں کو بلا خالوں پر بے پردہ نہ بھجوائے۔ انہیں لکھنا نہ سکھائے۔ انہیں چہرہ کا ناتا اور سورۃ نور کی تعلیم دو (روح البیان وغیرہ) کیونکہ اس سورۃ میں پردہ، شرم و حیا اور صحت و عفت کے احکام ہیں۔ اس لئے خصوصیت سے اس کے سکھانے کا حکم دیا گیا۔ ۲۔ آیات کا وہ مجموعہ جس کا کوئی نام رکھ دیا گیا ہو سورۃ کہلاتا ہے کی سورۃ وہ ہجرت سے پہلے اتری۔ مدنی وہ جو ہجرت کے بعد آئی ۳۔ مسلمانوں پر کیونکہ اس سورت کے اکثر احکام کفار پر نہیں ۴۔ یعنی اس صورت میں ضروری احکام کی روشن آیتیں نازل فرمائی گئی ہیں۔ جن سے

سے قریباً عالم کا نظام قائم ہے۔ یعنی زنا کرنے اور کسی بے قصور کو زنا کی حسرت لگانے کی سزائیں اور ان کے بقیہ احکام ۵۔ یہ آیت عقیدوں کی دلیل ہے کہ اس زنا کی حد صرف سو کوڑے ہیں۔ ایک سال کے لئے جلا وطن کرنا حد میں داخل نہیں۔ جن احادیث میں ایک سال جلا وطنی کا حکم بھی ہے۔ وہ تقریری سزا ہے کہ اگر قاضی مناسب سمجھے تو یہ بھی دے دے۔ لہذا آیت و حدیث میں تضاد نہیں۔ آیت میں حد شرعی کا ذکر ہے۔ حدیث میں تعزیر کا ۶۔ اس میں حکام سے خطاب ہے کیونکہ شرعی احکام حکام ہی جاری کر سکتے ہیں۔ یہاں زانیہ زانی سے مراد وہ ہیں جو محسن نہ ہوں کیونکہ محسن زانی کی سزا سنگسار کرنا ہے یعنی پتھر مار کر ہلاک کرنا۔ محسن وہ ہے جو آزاد ہو، مسلمان ہو، بالغ ہو، اور نکاح صحیح ہے اپنی بیوی سے صحبت کر چکا ہو۔ ۷۔ یعنی شرعی سزائیں جاری کرنے میں کسی کی رعایت نہ کرو۔ نہ کمزور پر ترس کھا کر اسے مخاف کرو، نہ بڑے آدمی کی بڑائی سے مرعوب ہو کر اسے چھوڑ دو۔ معلوم ہوا کہ شرعی سزائوں میں رعایت کوئی کفار کا طریقہ ہے۔ نیز اس رعایت کرنے سے دنیا میں جرم بڑھیں گے۔ اور ملکی انتظام میں فرق آئے گا۔ ۸۔ یعنی مجرموں کو علانیہ سزاؤں تا کہ دیکھنے والوں کو ہجرت ہو۔ ۹۔ یہ آیت دو طرح منسوخ ہے۔ ایک اس طرح کہ ابتدا اسلام میں زانیہ سے نکاح کرنا حرام تھا۔ پھر اس آیت سے منسوخ ہوا۔ ثانیاً لَیْسَ لَکُمْ اَنْ تَنْکِحُوا الْمُشْرِکِیْنَ (روح و خزانہ) دوسرے اس طرح کہ اب مومن کا نکاح مشرک سے نہیں ہو سکتا۔ رب فرماتا ہے۔ وَلَا تَنْکِحُوا الْمُشْرِکِیْنَ حَتّٰی یُؤْمِنُوْا ۱۰۔ شان نزول۔ بعض قراء مہاجرین نے چاہا کہ مدینہ منورہ کی بدکار، مشرک، مالدار عورتوں سے نکاح کریں تاکہ ان کی دولت کام آوے اور وہ عورتیں ہمارے نکاح کی برکت سے فتنے سے توبہ کر لیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں انہیں اس سے منع فرما دیا گیا (روح و خزانہ) ۱۱۔ یعنی جو مسلمان پارسا عورت کے متعلق کے کہ اس نے زنا کیا پھر اس کے ثبوت میں چار یعنی گواہ پیش

صفحہ ۳	۵۵۸	النور ۲۳
۹۳	سُورَةُ النُّوْرِ مَدَنِيَّةٌ ۱۲	رُكُوْعَاتُهَا
سورۃ نور مدنی ہے اس میں ۱۲ رکوع ہر رکوع ۲ آیات ہیں		
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ		
شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان رحم والا		
سُورَةُ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنٰقِیْہَا اٰیٰتٍ بَیِّنٰتٍ		
۱۔ ایک سورۃ ہے کہ ہم نے اناری اور ہم نے اس کے احکام فرض کئے تاکہ اور ہم نے اس میں		
لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ الْزَّانیۃُ وَالزَّانی فَاجْلِدُوْهُمَا		
روشن آیتیں نازل فرمائیں کہ تم وہاں کرو کہ جو عورت بدکار ہو اور جو مرد تو ان میں ہر ایک		
وَاحِدًا مِّنْ مَّا مِائَةِ جَلْدَةٍ وَلَا تَاْخُذْکُمْ بِہِمَا رَافَةٌ		
کوڑھ کوڑے لگاؤ ۱۰۰ اور نہیں ان پر ترس نہ آئے		
فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ		
اللہ کے دین میں اگر تم ایمان لاتے ہو اللہ اور پچھلے دن بدکار		
وَلَیْسَ لَکُمْ اَنْ تَنْکِحُوْا الْمُشْرِکِیْنَ ۝ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ		
اور چاہیے کہ ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کا ایک گروہ حاضر ہو نہ بدکار		
لَا یَنْکِحُ الْاَزَّانِیۃَ اَوْ الْمُشْرِکَۃَ وَالزَّانیۃَ لَا یَنْکِحُہَا اِلَّا		
مرد نکاح نہ کرے مگر بدکار عورت یا مشرک والی سے اور بدکار عورت سے نکاح نہ کرے مگر		
زَّانٍ اَوْ مُشْرِکٍ وَحَرِّمْنَا ذٰلَکَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ		
بدکار مرد یا مشرک ۱۱۔ اور یہ کام ایمان والوں پر حرام ہے نہ اور جو پارسا		
یُؤْمِنُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ یَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شَہَدَآءٍ		
عورتوں کو جب لگائیں پھر چار گواہ معاند نہ کریں نہ لائیں تو		
فَاجْلِدُوْهُم مِّنْ ثَمٰنِیْنَ جَلْدَةٍ وَلَا تَقْبَلُوْا لَہُمْ شَہَادَۃً		
ابھیں اسی کوڑے لگاؤ ۸۰ اور ان کی کوئی گواہی کبھی نہ		
قد افلحہ ۱۲		

نہ کر سکے ۱۲۔ اس حسرت لگانے والے کو اسی کوڑے لگائے جائیں گے۔ تحت خلوہ مراد "لگائے جیسے کے کہ فلاں عورت نے زنا کیا خواہ نمنا"۔ شفا کے کہ فلاں عورت ہاچہ حرامی ہے۔ خیال رہے کہ اگر تین آدمی کہیں کہ ہم نے فلاں کو زنا کرتے دیکھا تو بھی انہیں یہ سزا لگ جائے گی۔ کیونکہ چار گواہ نہیں۔ اور اگر دو ہزار آدمی بھی کہیں کہ فلاں عورت نے زنا کیا مگر چشم دید گواہ نہ ہو تو بھی سب کو سزا

۱۔ اس آیت سے چند مسائل معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ زنا کا ثبوت چار گواہوں سے ہو گا جو سنی گواہی دیں۔ دوسرے یہ کہ جو کسی یا رسا عورت کو تحت لگائے زنا کی اور ثابت نہ کر سکے تو اس پر حد قذف یعنی تحت لگانے کی سزا ہے۔ تیسرے یہ کہ یہ سزا اسی کوڑے ہیں۔ چوتھے یہ کہ ایسی تحت لگانے والے کی آئندہ کبھی گواہی قبول نہ ہوگی وہ ہمیشہ کے لئے مردود شہادت ہوگا۔ پانچویں یہ کہ ایسا شخص فاسق ہے۔ چھٹے یہ کہ زنا میں صرف دو مردوں کی گواہی قبول ہوگی۔ خیال رہے کہ یہ سارے احکام محض عورت کو تحت لگانے کے ہیں۔ محض وہ عورت ہے جو باطل ہو، مسلمان ہو، آزاد ہو، عاقلہ ہو، زنا سے پاک ہو۔ جس عورت میں اتنے اوصاف نہ ہوں اسے زنا کی تحت لگانے سے حد قذف واجب نہیں۔ ۲۔ یعنی اگر تہمت لگانے والا سزا پا کر توبہ کرے تو وہ فاسق نہ رہے گا مگر اس کی گواہی اب بھی قبول نہ ہو گی۔ ۳۔ الا الذین کا تعلق فاسقوں سے ہے اور گواہی سے متعلق ارشاد ہو چکا کہ ان کی گواہی بھی قبول نہ کر دینی نہ توبہ سے پہلے نہ توبہ کے بعد ۳۔ زنا کا یا تو اس طرح کہے کہ میں نے اپنی بیوی کو زنا کرتے دیکھا ہے۔ یا کہے کہ اس کا یہ حمل میرا نہیں جرم کا ہے۔ ۴۔ یعنی چار بار اشد باطل کہے، یہ گناہ گواہی کے قائم مقام ہو گا ۵۔ یہاں عذاب سے مراد زنا کی سزا ہے۔ یعنی رجم اور شہادت سے مراد شرعی گواہی نہیں بلکہ اپنی پاکدامنی اور عصمت پر چار قسمیں کھانا مراد ہے۔ آیت کریمہ کی طرز سے معلوم ہوا کہ عورت کی یہ قسمیں صرف عورت کو سزا سے بچانے کا کام دیں گی۔ ان قسموں سے مرد پر کوئی اثر نہ ہو گا۔ ۶۔ اس تحت لگانے میں ۷۔ خیال رہے کہ کسی مسلمان پر نام لے کر لعنت کرنا یا غضب کی بددعا کرنا منع ہے عوائے

لعان کے اگرچہ مسلمان کیسا ہی فاسق ہو مگر لعنت کا مستحق نہیں۔ ۸۔ اس کا نام لعان ہے۔ اگر خاوند اپنی بیوی کو زنا کی تحت لگائے اور وہ دونوں گواہی کے اہل ہوں اور عورت اس کا مطالبہ کرے تو مرد پر لعان واجب ہو جاتا ہے اگر مرد اس سے انکار کرے تو قید کر دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ یا تو لعان کرے یا اپنے جھوٹے ہونے کا اقرار۔ اگر اپنے جھوٹے ہونے کا اقرار کرے تو اس پر حد قذف اسی کوڑے واجب ہوں گے۔ ۹۔ تو تم معصیت میں پڑ جاتے اور تم کو لعان وغیرہ کے احکام نہ معلوم ہوتے ۱۰۔ یہاں بڑے بہتان سے مراد ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تحت لگانا ہے۔ چونکہ وہ تمام مسلمانوں کی ماں ہیں اور ماں کو تحت لگانا بیٹے کی انتہائی بد فضیہ ہے اسی لئے اسے بڑا بہتان فرمایا گیا۔ اس کا مختصر بیان یہ ہے کہ ۵ھ ہجری میں غزوہ بنی مطلق واقعہ ہوا جس میں ام المؤمنین حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھیں واپسی پر غازیوں کا قافلہ ایک منزل پر ٹھہرا۔ صبح

صلوٰۃ سے پہلے ام المؤمنین رفع حاجت کے لئے کسی گوشہ میں تشریف لے گئیں۔ وہاں آپ کا ہار ٹوٹ گیا۔ اس کی تلاش میں آپ کی دیر لگی۔ ادھر قافلہ نے کوچ کر یا۔ قافلہ والوں کو پتہ نہ لگا کہ ام المؤمنین موجود نہیں ہیں۔ آپ قافلہ کی جگہ واپس آکر بیٹھ گئیں۔ حضرت صفوان قافلہ سے کچھ پیچھے ٹھہرائے گئے تھے تاکہ وہ قافلہ کا اگر ادا مسلمان اٹھالائیں جیسا کہ اس زمانہ میں دستور تھا۔ جب حضرت صفوان یہاں پہنچے اور آپ کو دیکھا تو بلند آواز سے قاللہ پڑھا ام المؤمنین پر غنودگی طاری تھی۔ اس آواز سے چونک پڑیں حضرت صفوان نے اپنا اونٹ بٹھا دیا۔ آپ سوار ہو گئیں اور حضرت صفوان اونٹ کی مہار پکڑنے ہوئے آگے آگے چلنے لگے یہاں تک کہ لشکر تک پہنچا۔ سیاہ دل، بد باطن منافقوں نے تحت لگا دی اور بعض سادہ دل مسلمان بھی ان کے اس فریب میں آ گئے۔ ام المؤمنین کو اس تحت کا بالکل

۵۵۹

فی اقلہ ۱۰

اَبَدًا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ وَالَّذِيْنَ

اور سوار ہوئے توبہ سے شک اثر نہ ہونے والا جہان ہے نہ اور وہ جو

يَزْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شَهِدٰٓءُ اِلَّا اَنْفُسُهُمْ

اپنی عورتوں کو عیب لگائیں اور ان کے پاس اپنے بیان کے سوا گواہ نہ ہوں تو

فَشَهِدَآءُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهِدٰتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهُ لَمِنْ

اپنے کسی کی گواہی ہے کہ چار بار باطل گواہی دے گا اللہ کے نام سے کہ وہ

الصّٰدِقِيْنَ ۙ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ

جہاں ہے اور پانچویں یہ قسم اللہ کی لعنت ہو اس پر اگر

مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۙ وَيَدْرُءُ عَنْهَا الْعَذَابُ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعُ

جھوٹا ہو اور عورت سے یوں سزا ملے گی کہ وہ اللہ کا نام لے کر چار

شَهِدٰتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهُ لَمِنْ الْكٰذِبِيْنَ ۙ وَالْخَامِسَةَ

بار گواہی دے کہ مرد جھوٹا ہے نہ اور پانچویں یوں

اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۙ

کہ عورت پر غضب اللہ کا ہے اگر مرد سچا ہو نہ

وَلَوْ اَفْضَلُ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ

اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی نہ اور یہ کہ اللہ توبہ قبول فرماتا

حٰكِمٌ اِنَّ الَّذِيْنَ جَاؤْا بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ

حکمت والا ہے تو تمہارا چہرہ کھول دیتا ہوں کہ وہ کہہ کر بڑا بہتان لائے ہیں نہ نہیں میں ایک

لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمۡ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ لِكُلِّ اٰمِرٍ

جماعت ہے نہ اسے اپنے لئے برا نہ سمجھو کہ وہ تمہارے لئے بہتر ہے نہ ان میں ہر شخص

(بقیہ صفحہ ۵۵۹) پتہ نہ چلا، آپ بیمار ہو گئیں، ایک ماہ تک بیمار رہیں۔ اس دوران میں ام سلمہ کے ذریعے آپ کو پتہ چلا تو آپ کا مرض اور بھی بڑھ گیا۔ آپ اپنے میکے تشریف لے گئیں اور اس غم میں اتاروئیں کہ کئی رات بالکل نیند نہ آئی۔ اس موقع پر یہ آیات اتریں جن میں ام المؤمنین کی طہارت، عفت و عصمت کی خود رب نے گواہی دی۔ ان آیات کے نزول سے پہلے تمام مومنوں اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے دل ام المؤمنین کی پاکدامنی پر مطمئن تھے۔ چنانچہ حضور نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اپنی ان بیوی کی پاکیزگی یاقین معلوم ہے۔ (بخاری) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کے جسم کو مکھی سے محفوظ رکھا کہ وہ نجاست پر بیٹھتی ہے۔ کیسے ہو سکتا ہے کہ رب تعالیٰ آپ کو بری عورت سے محفوظ نہ رکھتا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رب نے آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑنے دیا کہ کسی کا پاؤں اس پر نہ پڑے تو کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ رب آپ کی المیہ کو محفوظ نہ فرمائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک جوں کا خون لگ جانے پر رب نے آپ کو غصیلین شریف اتارنے کا حکم دیا تو کیسے ہو سکتا ہے کہ اب آپ کی اہل بیت کی آلودگی منظور فرمائے۔ اس ہی طرح اور مخلص مومنوں اور مومنات نے آپ کی عصمت کے گیت گائے۔ (خزائن و روح) اب یعنی کلمہ گوئیوں کی جو قوی لحاظ سے مسلمان مانے جاتے ہیں جیسے منافقین، یا مذہبی لحاظ سے تہماری جماعت میں ہیں جیسے وہ مسلمان جو منافقین کے جال میں پھنس گئے ۱۲۔ کیونکہ تم کو اس واقعہ سے حسرت کے مسائل معلوم ہو گئے اور ام المؤمنین کے صدقہ تمام مسلم عورتوں کی آبروئیں بچ گئیں۔

اب یعنی ہر ایک کو اس کے عمل کے بقدر سزا ملے گی، کسی نے بہتان لگایا کوئی خاموش رہا، شک کی بنا پر کوئی سن کر ہنس دیا، غرضیکہ جیسا جرم کیا ویسا بدلے گا ۱۳۔ وہ عبداللہ بن ابی بن سلول منافق ہے جس نے یہ طوفان گڑھا اور اسے مشہور کیا سب دنیا و آخرت میں دنیا میں تو اسی کوڑے اور گواہی کا رد ہونا۔ تقایم مسلمانوں کی ملامت اور آخرت میں دوزخ کا عذاب۔ معلوم ہوا کہ بیویوں کی گستاخی پر بڑا عذاب آتا ہے۔ ۱۴۔ اس میں ان لوگوں سے خطاب ہے جو اس واقعہ میں تردد کرتے ہوئے خاموش رہے، اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور مخلص مومنوں کو تردد نہ ہوا ورنہ معاذ اللہ وہ بھی اس عتاب میں داخل ہوتے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اس کا جھوٹا بہتان ہونا غیب نہیں بلکہ بالکل ظاہر تھا جسے رب نے مبین فرمایا۔ لہذا حضور پر کیسے غفلت ہو سکتا ہے۔ ۱۵۔ یعنی ظاہر و باطن جموعے ہیں اور اگر گواہی لے آتے تو ظاہر جموعے نہ رہتے اگرچہ درحقیقت پھر بھی وہ اور

۵۶۰
۲۳ النور
وَمِنْهُمْ مَّنْ اَلْتَسِبَ مِنَ الْاِثْمِ وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ
كَيْفَ يَكُنْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝۱۱ لَوْلَا اِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ
الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَانَفُسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا هَذَا
اِفْكٌ مُّبِينٌ ۝۱۲ لَوْلَا جَاءُوْ عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ ۚ فَاِذَا

اس کے لئے بڑا عذاب ہے نہ کیوں نہ ہوا جب تم نے اسے سنا تھا کہ
المؤمنون والمؤمنات بانفسهم خيرا وقالوا هذا
افك مبين ۱۱ لولا اذا سمعتموه ظن

مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں نے انہوں پر شک کیا ہوتا اور کہتے
افك مبين ۱۲ لولا جاءو عليه باربعة شهداء فاذا

یہ کہلا، بہتان ہے تم نے اس پر چار گواہ کیوں نہ لائے تو جب
لم ياتوا بالشهداء فاولئك عند الله هم الكذبون ۱۳

گواہ نہ لائے تو وہی اللہ کے نزدیک جھوٹے ہیں ۱۳
ولولا فضل الله عليكم ورحمته في الدنيا والآخرة

اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر دنیا اور آخرت میں نہ ہوتی
لم تسمكم في ما افضتم فيه عذاب عظيم ۱۴ اذ

تو جس چیز پر میں تم پر نہیں بڑا عذاب، پہنچتا نہ جب تم
تلقوناه بالسنيتكم وتقولون يا فواكهم ما ليس

ایسی بات اپنی زبانوں پر ایک دوسرے سے سن کر لاتے تھے اور اپنے منہ سے
لكم به علم وتخشوناه هيتا وهو عند الله

عظيم ۱۵ لولا اذا سمعتموه قلتم ما يكون لنا
بزي بات ہے نہ اور کیوں نہ ہوا جب تم نے سنا تھا کہا ہوتا کہ ہمیں نہیں پہنچتا کہ

ان تتكلم بهذا سبحك هذا بهتان عظيم ۱۶
ایسی بات کہیں ایسی پاک ہے مجھے یہ بڑا بہتان ہے نہ

مذلول

ان کے سارے گواہ جمع نہ ہوئے لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ۱۶۔ اس میں صرف ان لوگوں سے خطاب ہے جو حسرت میں شریک ہو گئے یا تردد کرتے ہوئے خاموش رہے یعنی تم کو تو یہ کی مصلحت اور توبہ کرنے پر معافی کا وعدہ ہے اسی لئے تم عذاب سے بچ گئے۔ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کو تردد بھی نہ ہوا ورنہ وہ حضرات بھی معاذ اللہ اس عتاب میں داخل ہو جاتے، تعوذ باللہ ہے۔ اس طرح کہ نہ تم نے کچھ برائی دیکھی، نہ دیکھنے والے سے سنی، صرف بدگمانی سے کہا۔ ۱۷۔ اس سے پتہ چلا کہ بعض صحابہ سے گناہ اور معصیت صادر ہوئی مگر وہ اس پر قائم نہ ہوئے۔ لہذا یہ درست ہے کہ صحابہ سارے عادل ہیں۔ رب نے ان کے بارے میں فرمایا ہے وَحَدَّثَ اللَّهُ أَطْفُسًا اور فرماتا ہے رَجَى اللَّهُ مِنْهُمْ دُفُؤًا فَتَنَّهُ ظاہر ہے کہ رب فاسق سے راضی نہیں ہوتا۔ نہ اس سے جنت کا وعدہ

(بقیہ صفحہ ۵۶۰) فرماتا ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ کی پاکدامنی غیب نہیں بلکہ شہادت ہے۔ ایسی شہادت کہ اس میں شک کرنے والوں کو عقاب ہوا۔ جیسے حضرت حسان وغیرہ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ حسرت عائشہ صدیقہ کا ہستان ہونا بالکل ظاہر تھا۔ اسی لئے اسے ہستان نہ کہنے والوں اور توقف کرنے والوں پر عقاب ہوا۔ لہذا حسرت عائشہ حضور پر کیسے غلی رہ سکتی ہے۔ لیکن اس حکم سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم مستثنیٰ ہیں کیونکہ یہ حضور کے گھر کا معاملہ تھا۔ یہ عقاب دوسروں پر ہے۔ حضرت عائشہ متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بالکل توقف نہیں تھا۔ لیکن حضور وحی آنے تک خاموش رہے کیونکہ اگر آپ اپنے علم کی بناء پر ام المؤمنین کی عصمت کی خبر دیتے تو منافق کہتے کہ آپ نے اپنے

اہلبیت کی طرف داری کی۔ اسی لئے حضرت ابوبکر صدیق بھی خاموش رہے بلکہ خود ام المؤمنین نے بھی لوگوں سے نہ کہا کہ میں بے قصور ہوں۔ حالانکہ آپ کو اپنی پاکدامنی یقین سے معلوم تھی۔

۱۔ خیال رہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اس معاملہ میں مسلمانوں کی تین جماعتیں ہو گئیں۔ ایک وہ جو حسرت میں شریک ہو گئے دوسرے وہ جو گوگو اور تہذیب میں رہے۔ تیسرے وہ جنہوں نے صراحت "فرمادیا کہ یہ کھلا جھوٹ ہے جیسے حضرت علی اور دیگر خلفاء راشدین پہلوں پر عذاب آیا" دوسروں پر عقاب ہوا۔ تیسروں پر رحمت الہی۔ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی معاذ اللہ تہذیب رہا ہوتا جیسا کہ وہابی کہتے ہیں تو نعوذ باللہ آپ بھی تیسری جماعت میں داخل ہو جاتے معلوم ہوا کہ آپ کو حضرت عائشہ کی عصمت کا پورا یقین تھا مگر ظاہر نہ کر لیا۔ کیونکہ یہ آپ کے گھر کا معاملہ تھا۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر خاموش رہے کیونکہ اپنی لخت جگر کا واقعہ تھا۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اب جو حضرت عائشہ پر حسرت لگائے یا ان کی جناب میں تردد میں رہے وہ مومن نہیں کافر ہے۔ ۲۔ احکام شرعیہ کی آیتیں "یا حضرت

ام المؤمنین کی سچائی کی نشانیاں یا علامات ۳۔ جیسے عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھی منافق جن کا کام ہے ہی فتنہ پھیلانا ۴۔ تو اسے حسرت لگانے والا تم پر ایسا بے نظیر عذاب آتا جو آج تک کسی پر نہ آیا کیونکہ تم نے بے نظیر نبی کی بے نظیر طیبہ طاهرہ عقیقہ محفوظہ زوج کو ہستان لگایا ۵۔ یعنی شیطان کے سے کام نہ کرو کہ پاکدامنی کی حسرت لگائے اور ام المؤمنین جیسی طیبہ بی بی کے متعلق تردد کرنا خالص شیطانی کام ہے۔ ۶۔ معلوم ہوا کہ حضرت صدیقہ کی عظمت کا شکر شیطان کا قبیح ہے "بے جا ہے بدکار ہے" اس سے بڑا بے جا کون ہو گا کہ جو اپنی ماں کو حسرت لگائے۔ ۷۔ اس طرح کہ حسرت لگائے والوں اور تردد کرنے والوں کو کبھی توبہ کی توفیق نہ ملتی "یا ان میں سے

کسی کی توبہ قبول نہ ہوتی ۸۔ اس سے پتہ لگا کہ ابوبکر صدیق رب تعالیٰ کی نظر میں بڑی عظمت والے ہیں اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں امامت کے لئے اپنے آخر وقت میں منتخب فرمایا۔ امام افضل ہی کو بنایا جاتا ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ ابوبکر صدیق بعد انبیاء افضل الخلق ہیں کیونکہ رب تعالیٰ نے انہیں اولو الفضل مطلقاً فرمایا بغیر کسی قید "لہذا آپ مطلقاً" بزرگی والے ہیں۔ یہ بھی خیال رہے کہ "مکرم میں خطاب تمام اہل بیت و صحابہ سے ہے تا کہ معلوم ہو کہ وہ تمام اہل بیت اور صحابہ سے افضل ہیں۔ یہ بھی خیال رہے کہ وسیعۃ کے بعد مکرم نہ آیا کیونکہ صدیق اکبر سب صحابہ سے ملاحہ نہ تھے ۹۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے جن کو دین و دنیا کی خواہاں کمال طور پر بخش۔ شان نزول۔ یہ پوری آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی جب کہ آپ نے ہم کھائی تھی کہ مسلح کے ساتھ سلوک نہ

جلد اول	۵۶۱	النور
<p>بِعَظْمِ اللَّهِ أَنْ تَعُودُوا إِلَىٰ مِثْلِهِ أَبَدًا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿١﴾</p> <p>انتر تین نعمت فرماتا ہے کہ اب کبھی ایسا نہ کرنا اگر ایمان رکھتے ہو</p> <p>وَيُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٢﴾ إِنْ الَّذِينَ</p> <p>اور اللہ ہمارے لئے آیتیں صاف بیان فرماتا ہے کہ اور اللہ علم و حکمت والا ہے وہ لوگ</p> <p>يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ</p> <p>جو چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں برا چرچا پھیلے کہ ان کے لئے</p> <p>عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ</p> <p>در دناک عذاب ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ جانتا ہے اور تم</p> <p>لَا تَعْلَمُونَ ﴿٣﴾ وَلَوْ لَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ وَ</p> <p>نہیں جانتے اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی کہ اور</p> <p>إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ لِّبَنِي آدَمَ الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا</p> <p>یہ کہ اللہ تم پر جہرمان ہر والا ہے تو تم اس کا مزہ نہ چکھتے اے ایمان والو شیطان کے</p> <p>خُطُوتِ الشَّيْطَانِ وَمَنْ يَتَّبِعْ خُطُوتِ الشَّيْطَانِ فَإِنَّ</p> <p>قدیموں پر نہ چلوں اور جو شیطان کے قدموں پر چلے تو وہ</p> <p>يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَوْ لَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ</p> <p>بے جا نہ اور ہی بات نہ لگائے گا اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت</p> <p>وَرَحْمَتُهُ مَا زَكَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ أَبَدًا وَلَكِنَّ اللَّهَ</p> <p>تم پر نہ ہوتی تو تم میں کوئی بھی کبھی مستحرام نہ ہو سکتا ہاں اللہ</p> <p>يُزَكِّي مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٤﴾ وَلَا يَتْلُوا</p> <p>نہیں کر دیتا ہے جسے چاہے اور اللہ سنتا جاتا ہے اور تم نہ کھائیں وہ جو</p> <p>الْفُضْلُ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولَى الْقُرْبَىٰ</p> <p>تم میں فضیلت والے نہ اور کھائیں والے ہیں تم قریب والوں</p>		

(بقیہ صفحہ ۵۸) کریں گے کیونکہ یہ حضرت ام المؤمنین کے بہن میں شریک ہو گئے تھے۔ حضرت سلح فقیہ صاحب اور حضرت ابو بکر صدیق کے عزیز تھے۔ اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے ولیفہ پر گزرا ہوا کرتے تھے مگر ام المؤمنین کو حصہ لگانے میں شریک ہو گئے اور انہیں سزا یعنی اسی کوڑے لگائے گئے۔ مگر حضرت صدیق سے فرمایا گیا کہ اسے ابو بکر نام ہی ہو اور وہ وہی ہیں۔ تم صلح کا ولیفہ بنو نہ کو۔ تم تو انہیں اللہ کے لئے دیتے ہو۔

اب اس سے معلوم ہوا کہ بڑا کلمہ بھی مسلمان کو اسلام سے خارج نہیں کرتا یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنے خطا کار بھائی سے بھی بھلائی کرنی چاہیے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رب

تعالیٰ اپنے بندوں کی سفارش فرماتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حقوق پر مہلتی کرنے سے رب مہربان ہوتا ہے ۷۔ جب یہ آیت حضور نے ابو بکر صدیق کو سنائی تو آپ نے عرض کیا کہ ہاں ضرور چاہتا ہوں کہ رب میری مغفرت کرے۔ یہ کہہ کر حضرت سلح کا ولیفہ جاری کر دیا گیا اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کیا۔ ۸۔ اس سے مراد یا تو حضور کی انوار پاک ہیں یا تمام مسلمان پاک اور میں اس سے معلوم ہوا کہ بے گناہ مومن کو حصہ لگانا کبیرہ ہے۔ ۹۔ مرنے لگے جانے سے پہلے پھر بعد میں مرنے لگی۔ لہذا آیات میں تعارض نہیں ۱۰۔ جس کے وہ قانونی طور پر مستحق ہوں گے معلوم ہوا کہ عربی میں دین سزا کو بھی کہتے ہیں۔ اسی لئے قیامت کو یوم الدین کہا جاتا ہے ۱۱۔ یعنی غیبت عورتیں، غیبت خصلتیں، غیبت باتیں تحت وغیرہ غیبت لوگوں کے لئے ہیں۔ اچھے لوگ اس سے بچتے ہیں ۱۲۔ آیت کا مقصد یہ ہے کہ کوئی مہربان باپ اپنی اولاد کا نکاح بری عورت سے نہیں کرتا خوب دیکھ بھال کر تحقیقات کر کے نکاح کرتا ہے تو میں مہربان رب اپنے محبوب اطہر صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح کسی بری عورت سے کیسے کرانا۔ انہوں نے لئے اچھی اور بدوں کے لئے بری عورتیں موزوں ہیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ غیبت لوگ غیبت خصلتیں اور اچھے لوگ اچھی خصلتیں اختیار کرتے ہیں، تو مسلمانوں کی ماں اور سلطان انبیاء کی زوجہ صدیق اکبر کی نور چشم حضرت صدیقہ کسی برے کام کا ارادہ بھی کیسے کر سکتی ہیں ۱۳۔ اس سے پتہ لگا کہ حضرت عائشہ صدیقہ بی بی مریم سے افضل ہیں کہ بی بی مریم کی گواہی عیسیٰ علیہ السلام نے دی اور جناب عائشہ صدیقہ کی عیسیٰ کی گواہی خود رب نے دی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت یوسف علیہ السلام سے افضل ہیں کہ یوسف علیہ السلام کی گواہی پھر نے دی اور حضور کی زوجہ کی گواہی رب نے دی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ کا جنتی ہونا ایسا ہی یقینی ہے جیسا اللہ کا ایک ہونا اور حضور کا رسول ہونا کیونکہ ان کے جنتی ہونے کی خبر اس آیت نے

وَالْمَسْكِينُ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلْيَعْفُوا
اور مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو دینے کی اور چاہیے کہ معاف کریں
وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ
اور وہ اگر کرے گا تم اے دوست جیسے دیکھتے کہ اللہ تمہاری بخشش کرے اور
غَفُورٌ رَحِيمٌ ۱۴) إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ
اللہ بخشنے والا مہربان ہے نہ بے شک وہ جو عجب لگاتے ہیں ایمان
الْغَفْلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لَعْنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ
بارسا ایمان والوں کو ان بد لغت ہے دنیا اور آخرت میں اور ان کے
عَذَابٌ عَظِيمٌ ۱۵) يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَ
لئے بڑا عذاب ہے جس دن ان پر گواہی دیں گی ان کی زبانیں اور
أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۱۶) يَوْمَ يَدْعُوكُمْ
ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں جو کچھ کرتے تھے اس دن انہیں ان کی بھی
اللَّهُ دِينَ هُمْ الْحَقِّ وَيَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ
سزا پوری دے گا اور جان لیں گے کہ اللہ ہی حسیب
الْمَبِينِ ۱۷) الْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ
محق ہے گندیاں گندوں کے لئے اور گندے
لِلْخَبِيثَاتِ وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ
گندلوں کے لئے اور سخیوں سخیوں کے لئے اور سخیے
لِلطَّيِّبَاتِ أُولَئِكَ مَبْتَغَوْنَ وَمَا يَقُولُونَ لَهُمْ
سخیوں کے لئے وہ پاک ہیں ان باتوں سے مجاہد کہہ رہے ہیں ان کیلئے
مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ۱۸) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
بخشنش اور عزت کی روزی ہے اللہ ایمان والو

منزل ۴

صراحہ سنائی۔ حضرت عائشہ صدیقہ کی لاکھوں خصوصیات میں سے چند یہ ہیں۔ ۱) آپ حضور کو کواری ملیں ۲) آپ تمام عورتوں میں بہت بڑی عالمہ زاہدہ، فاضلہ قرآن تھیں ۳) جبریل امین آپ کی تصویر ہر پر حضور کی خدمت میں لائے اور عرض کیا کہ یہ دنیا و آخرت میں حضور کی زوجہ ہیں ۴) آپ کے سینہ پر حضور کی وفات ہوئی ۵) آپ کے حجرے میں حضور دفن ہوئے۔ ۶) آپ کی عصمت کی رب نے گواہی دی۔ ۷) آپ کے بستر پر حضور پر وحی آئی۔ ۸) آپ کو جبریل امین سلام عرض کرتے تھے ۹) آپ پاک پیرا ہوئیں اور پاک ہیں۔ ۱۰) قیامت آپ کا حجرہ اقدس جن و انس و ملائکہ کی زیارت گاہ ہے۔ یہ حجرہ ہی حضور اور کا روضہ مطہر رضی اللہ عنہا۔ اللہ تعالیٰ اس طیبہ ۱۱) صدیقہ ماں کے فضیل ہم شہکار اولاد پر رحم فرمادے۔ اچھے ماں باپ کے برے بچے بھی بخشنے جاتے ہیں۔ عثمان ابو صامحہ ؓ

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ غیر گھر میں بغیر اجازت نہ جاوے خواہ صراحتاً اجازت لے یا بلند آواز سے سلام یا الحمد للہ یا سبحان اللہ کے ملاقات ہونے پر پہلے سلام پھر کلام کرے ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کے گھر میں بغیر اجازت گھر جانا کسی کو جائز نہیں نہ عام لوگوں کو نہ پیرس والوں کو نہ بدشاہان کو نہ بدفقیر کو نہ حکم عام ہے اور حضور کے دولت خانہ میں بغیر اجازت حاضر ہونا قرشتوں کو بھی جائز نہیں۔ رب فرماتا ہے۔ لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُدْعِيَ لَكُمْ دُخُولَہَا۔ یعنی کسی کے خلی مکان میں نہ جاؤ ہاں جب مکان والا تمہیں اجازت دے کہ جاؤ میرے مکان میں داخل ہو جاؤ تو جاؤ۔ ۳۔ جو تمہیں اندر جانے کی اجازت دے ۴۔ یعنی کسی کے خلی مکان میں نہ جاؤ ہاں جب مکان والا تمہیں اجازت دے کہ جاؤ میرے مکان میں داخل ہو جاؤ تو جاؤ۔

نہ برا متلو گور نہ اجازت لینے پر اصرار کرو۔ روح البیان نے فرمایا کہ ان آیات کا شان نزول یہ ہے کہ ایک نبی نبی صاحب حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگیں کہ میں بھی اپنے گھر میں ایسی حالت میں ہوتی ہوں کہ کسی کا دیکھنا پسند نہیں کرتی بعض لوگ اس حال میں اندر آ جاتے ہیں۔ تب یہ آیات کریمہ اتریں ۱۔ شان نزول۔ مچلی آیت اترنے کے بعد صحابہ کرام نے حضور سے ان مسافر خانوں کے حلقے پر چھا جو کہ معتقلہ اور مدینہ منورہ کے درمیان یا شام کے راستہ میں بنے ہیں کہ کیا ان میں بھی بغیر پوچھے اندر داخل نہیں ہو سکتے تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور اس سے مراد مسافر خانے اور منزلیں ہیں۔ ۲۔ کیونکہ وہ وقف ہیں تمہیں وہاں ٹھہرنے، ٹھہرنے، آرام کرنے کا حق ہے ۳۔ اس میں اشارہ فرمایا گیا کہ ان مقامات میں بھی بری نیت سے نہ جاؤ جو چوری کرنے یا غیر محرم عورتوں کو ٹھکنے کے لئے جائے گاسزا پائے گا۔ ۴۔ اس طرح کہ جن چیزوں کا دیکھنا جائز نہیں انہیں نہ دیکھیں۔ خیال رہے کہ امر لڑکے کو شہوت سے دیکھنا حرام ہے اسی طرح اجنبیہ کا بدن دیکھنا حرام البتہ طیب مرض کی جگہ کو اور جس عورت سے نکاح کرنا ہو اسے چھپ کر دیکھنا جائز ہے (ہارک واجدی وغیرہ) ۵۔ اس طرح کہ زنا اور زنا کے اسباب سے بچیں کہ سوا اپنی زوجہ اور مملوکہ لونڈی کے کسی پر ستر ظاہر نہ ہونے دیں ۱۱۔ یعنی نجی نگاہ رکھنا اسباب زنا سے بچنا تمت کے مقام سے بھاگنا بہتر ہے۔ ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ احکام حرم عورتوں کے لئے ہیں۔ کافرہ عورت مردوں کے حکم میں ہے۔ مومنہ کو کافرہ سے پردہ کرنا چاہیے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جیسے مرد اجنبی عورت کو نہ دیکھے ایسے ہی عورت اجنبی مرد کو نہ دیکھے۔ اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ کو گھر میں آنے کی اجازت نہ دی۔ حضرت عائشہ صدیقہ وغیرہم نے عرض کیا کہ وہ تو بیٹیا ہیں تو فرمایا۔ افعصیات انتما کیا تم دونوں بھی بیٹیا ہو ۱۳۔ یعنی اگر ضرورتاً ان عورتوں کو باہر جانا پڑے تو ان پابندیوں

۵۹۳	۵۹۳	۵۹۳
لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْذِنُوا	اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں نہ جاؤ جب تک اجازت نہ لے لو گور	
تَسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ	ان کے مکانوں پر سلام کر لو یہ تمہارے لئے بہتر ہے کہ تم دھماں کرو گور	
فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فِيهَا أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوهَا حَتَّىٰ يُؤْذَنَ لَكُمْ وَإِنْ قِيلَ لَكُمْ ارْجِعُوا فَارْجِعُوا ۚ هُوَ أَزْكَىٰ لَكُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ	پھر اگر ان میں کسی کو نہ پاؤ ج جب بھی بنے مکانوں کی اجازت کے	
جُنَاحٌ أُنْ تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ مَسْكُونَةٍ فِيهَا مَتَاعٌ	ان میں نہ جاؤ کہ اور اگر تم سے کہا جائے واپس جاؤ تو واپس ہو گور	
لَكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ ۚ قُلْ	یہ تمہارے لئے بہت شہر ہے اور اللہ تمہارے کاموں کو جانتا ہے اس میں نہ بد	
لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ	بہکے گناہ نہیں کہ ان گھروں میں جاؤ جو خاص کسی کی سکونت کے ہیں نہ اور ان کے برتنے کا	
مَرْدُونَ كَمَا كُنْتُمْ عَادَةً ۚ قُلْ	تہیں اختیار ہے نہ اللہ جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تمہارے ہونے کی	
ذَٰلِكَ أَرْكَىٰ لَكُمْ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ ۚ قُلْ	مردوں کو سحر وہ اپنی نگاہیں بہک نہی رکھیں اور شر مکاروں کی حفاظت کر لیں نہ	
لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ	یہ ان کے لئے بہت شہر ہے کہ بہ شک اللہ ان کے کاموں کی خبر ہے اور مسلمان عورتوں کو	
فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا	لکم دو گئے اپنی نگاہیں بہک نہی رکھیں اور اپنی ہار سانی کی	
	حفاظت کر لیں گور اور اپنا بناؤ نہ دکھائیں مگر ہضنا خود ہی ظاہر ہے نہ	
	۳۱۱	

کے ساتھ جائیں۔ ورنہ بلا ضرورت گھروں سے نکلتا ہی ٹھیک نہیں۔ رب فرماتا ہے۔ وَنَزَلَ فِي يُسُوبِكُمْ۔ جب پیغمبر کی بیویوں کو جو مسلمانوں کی بیٹیاں ہیں گھروں میں رہنے کی تاکید ہے تو وہ مردوں کا نیا پوچھا۔ ۱۳۔ کہ زنا اور اسباب زنا سے بچیں۔ حتیٰ کہ اپنی آواز بھی غیر محرم کو نہ سنائیں۔ آواز والا زیور نہ پہنیں جبکہ اجنبی سنتے ہوں اسی لئے عورت اذان نہیں کہہ سکتی۔ ۱۵۔ تعمیر احمدی اور خزانہ عرفان میں فرمایا کہ یہ حکم نماز کا ہے یعنی نماز میں عورت چہرہ اور منہ کالٹی سے نیچے ہاتھ، ٹخنے سے نیچے پاؤں دھکنے کی پابندی نہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ یہ اعضا اجنبی مردوں کو دکھائے رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَا تَشْتَبِهْنَ شَاعِرَاتٍ يَتَوَدَّعْنَ مِنْ ذُرِّهِنَّ جَعَابٍ۔ جب تم نبی کی ازواج سے کچھ مسلمان ماگو تو پردہ کے پیچھے سے ماگو۔ ظاہر یہ ہے کہ نہ لورہ ہلا تین عضو ستر عورت نہیں۔ ان کا چھپانا فرض نہیں مگر اجنبی کو دکھانا حرام ہے۔ خیال

(بقیہ صفحہ ۵۶۳) رہے کہ یہاں زینت سے مراد زینت کی جگہ ہے جیسے سرجو بھومر کی جگہ ہے اور ہاتھ نکلنے کی اور پاؤں پازنہ اور جھانجن کی۔ تاک بلاق کی کان ہالی پہننے کی جگہ ہے۔

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ عورت کے لئے صرف کرنا کافی نہیں بلکہ دوپٹہ بھی ضروری ہے تاکہ جسم کا اندازہ نہ ہو سکے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ دوپٹہ صرف سر پر ہی نہ ہو بلکہ اتنا بڑا ہو کہ سرو سینہ اور پیٹ سب ڈھک دے یہ بھی معلوم ہوا کہ دوپٹہ اتنے باریک کپڑے کا نہ ہو جو جسم چھپانہ سکے۔ ۲۔ باپ سے مراد سارے اصول واداء

پڑواؤ وغیرہ ہیں اور بیٹوں سے مراد سارے قروع پونا،
 نواسا وغیرہ ہیں۔ خلاصہ یہ کہ شوہر اور عموں سے پردہ
 نہیں۔ عرم وہ جس سے رشتہ کی بناء پر نکاح کرنا ہمیشہ کے
 لئے حرام ہو، خواہ ذی رحم بھی ہو یا نہ ہو۔ ۳۔ یعنی سوتیلے
 بیٹے کے اب وہ بھی عرم ہو سکے۔ اگرچہ ذی رحم نہیں ۴۔
 چچا ماموں وغیرہ بھی اس حکم میں ہیں کہ ان سے پردہ نہیں
 ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومنہ عورت کافرہ عورت سے
 پردہ کرے۔ حضرت عمرؓ نے حکم دیا تھا کہ کافرہ عورتیں
 مومنہ عورتوں کے ساتھ حمام میں نہ جائیں۔ ۶۔ معلوم
 ہوا کہ مالک اپنے غلام سے پردہ کرے کیونکہ ناسے مراد
 لونڈیاں ہیں۔ ۷۔ بہت بوڑھے مرد بشرطیکہ صالح، نیک
 ہوں اور بالکل شوہت کے قائل نہ ہوں خیال رہے کہ
 خصی اور ناعرد اور بدکار بیچڑے سے پردہ واجب ہے۔
 مومنہ عورتیں ان کے سامنے نہ ہوں۔ ۸۔ یعنی وہ
 چھوٹے بچے جو ابھی بلوغ کے قریب بھی نہ ہوں۔ معلوم
 ہوا کہ مہربان یعنی قریب ابلولڑکے سے پردہ چاہیے۔
 ۹۔ اس سے معلوم کہ عورت کے زبور کی آواز بھی اجنبی
 نہ سنے، تو خود عورت کی آواز کا کیا پوچھنا ایسی عورت
 کو اذان دینا حرام ہے۔ اسی طرح عورتوں کو گانا، لاؤڈ
 اسپیکر یا ریڈیو پر تقریریں کرنا سب ممنوع ہے۔ ۱۰۔ معلوم
 ہوا کہ عورت بچے والا زبور اول تو پچنے ہی نہیں اور اگر
 پچنے تو اتنا آہستہ پاؤں سے چلے کہ اس کی آواز نامعمر نہ
 سنے۔ حضور نے فرمایا کہ رب تعالیٰ اس قوم کی دعا قبول
 نہیں فرماتا جن کی عورتیں جھانجن پستی ہوں۔ (بخاری)
 ۱۱۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ گناہ سے
 انسان ایمان سے نہیں نکل جاتا کہ رب تعالیٰ نے ان
 لوگوں کو جو ان احکام مذکورہ میں کوتاہی کر چکے تھے۔ توبہ کا
 حکم دیا لیکن انہیں مومن فرمایا۔ دوسرے یہ کہ مسلمانوں
 کامل جل کر توبہ کرنا زیادہ قبول ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر
 مسلمان توبہ کرے، خواہ گناہ ہو یا نہ ہو ۱۲۔ مرد یا
 عورت، تنوارے یا غیر تنوارے، یہ امر استحبابی ہے اور
 ضرورت کے وقت وجوب کے لئے ہے اگر زنا کا خطرہ ہو۔

معلوم ہوا کہ لونڈی وغلام موٹی کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں کر سکتے ۱۳۔ جو نکاح کے لائق ہوں۔ یا نیک و صالح ہوں، ملائقوں کا نکاح نہ کرے جو تھیں اور اپنی بیویوں
 کو پریشان کریں ۱۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ عبد کی نسبت غیر خدا کی طرف بھی کر سکتے ہیں۔ معنی خادم، فلذا عبد الہی، عبد الرسول کہہ سکتے ہیں۔ حدیث میں اس کی
 ممانعت تشریح ہے جیسے انور کو کرم کہنے سے منع فرمایا گیا۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا۔ تمت انا فذقنا ذمہ میں حضور کا عبد اور خادم تھا۔ ۱۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ
 کبھی نکاح خنا کا سبب ہو جاتا ہے۔ کہ اس کے سبب اللہ تعالیٰ فقیر کو غنی کر دیتا ہے۔ عورت خوش نصیب ہوتی ہے۔ ۱۶۔ یعنی جو ناداری، غریبی کی وجہ سے نکاح نہ کر
 سکیں وہ انعام، جنت، امت زنی سے بچیں کہ سب کام حرام ہیں۔ ایسے غریبوں کو حدیث شریف میں روزے کا حکم دیا گیا ہے۔ کہ روزے سے نفس کمزور پڑ جاتا

۱۸ اخلاص
۵۶۴
النور ۲۰۰

وَلْيَضْرِبْنَ بُخْرَهُنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ

اور دوپٹے اپنے سر یا نون ہر ڈالے زمین پر اور اپنا منکر ظاہر

زَيْنَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ

نہ کریں منکر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ یا شوہروں کے باپ یا

أَوْ أَبْنَاءِ هُنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي

اپنے بیٹے یا شوہروں کے بیٹے یا اپنے بھائی یا اپنے

إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَالِكَتِهِنَّ

بھتیجے یا اپنے بھائی یا اپنے دین کی عورتیں یا اپنی کھینچیں

أَيَّمَانِهِنَّ أَوِ التَّيْبَعِينَ غَيْرَ أُولَى الْأَرْبَةِ مِنْ

جو اپنے اٹھ کے ملک ہوں یا ذکر بشرطیکہ شوہت والے مرد

الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَى عَوْرَتِ

نہ ہوں یا وہ بچے جنہیں عورتوں کی شرک کی چیزوں کی غیر

النِّسَاءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بَأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ أَيُّ خَفِيْنٍ

جنہیں نہ اور زمین پر پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ کرنا چاہئے انکا چھپا ہوا

مِنْ زَيْنَتِهِنَّ وَتُؤْوِي إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا إِلَهِ الْمُؤْمِنُونَ

منکار نہ اور اللہ کی طرف توبہ کرو اے مسلمانو! اللہ

لَعَلَّكُمْ تَفْلَحُونَ ۝ وَانكحوا الْأَيَّامِي مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ

سب کے سب اس ایام پر کہم نکاح پاؤں اور نکاح کرو وہاں میں انکا جوئے نکاح ہوں

مِنْ عِبَادِكُمْ وَأَمَّا بَكُمْ إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ

اور اپنے لائق بندوں کے اور کمزوروں کا ملکہ اگر وہ فقیر ہوں تو اللہ انہیں

اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ۝ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝ وَلْيَسْتَعْفِفْ

ملتی کرے کہ اپنے فضل کے سبب اور اللہ وسعت والا عطا دے کہ بچے زمین پر

۱۸ اخلاص

۱۔ اس سے اشارہ معلوم ہوا کہ حد حرام ہے کیونکہ خدا کو صبر کا حکم کیا گیا۔ حد کی اجازت نہ دی گئی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حد کسی مجبوری میں بھی جائز نہیں جیسے کہ شراب و سورقہ میں طلال ہو جاتا ہے۔ کیونکہ وہاں جان جانے کا خطرہ ہوتا ہے۔ بی بی کے بغیر جان نہیں جاتی۔ ایسی حالت میں روزے رکھے اس سے مودودی کا رد بخوبی ہو گیا کہ اس جائل نے ایسی صورت میں حد کی اجازت دی ہے۔ نیز جلیل و افلاک کی حرمت بھی معلوم ہوئی ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ امر کبھی استجاب کے لئے بھی آتا ہے۔ گویا رب اپنے بندوں کو مشورہ دے رہا ہے کیونکہ مکاتب کرنا فرض نہیں مستحب ہے۔ ۳۔ شان نزول۔ صبیح غلام نے اپنے مولا حویطب بن عبد العزیٰ سے درخواست کی کہ مجھے مکاتب کر دو۔ انہوں نے انکار کیا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں مسلمانوں کو مشورہ دیا گیا کہ اگر تم سمجھو کہ غلام مال ادا کرنے کا تو اسے مکاتب کر دو۔ اس میں حرج نہیں ۴۔ یہ آیت اس آیت کی تفسیر ہے۔ فنی الزنا ورنہ اپنے غلام کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے یعنی مکاتب کو زکوٰۃ دو تا کہ وہ اپنا بدل کتابت ادا کر کے آزاد ہو جائے ۵۔ شان نزول۔ یہ آیت عبد اللہ ابن ابی بن سلول کے حطلق نازل ہوئی جو اپنی کنیزوں کو بدکاری کرنے پر مجبور کرتا تھا تاکہ اس کی آمدن سے مالدار ہو جاوے۔ ان کنیزوں نے اس کی شکایت حضور کی خدمت میں کی۔ خیال رہے کہ یہ قید اتفاق ہے اجزائی نہیں۔ یہ مطلب نہیں کہ اگر وہ بدکاری سے بچنا چاہیں تب تو انہیں اس پر مجبور نہ کرو اور اگر خود بدکاری کرنا چاہیں تو انہیں حرامکاری کی اجازت دے دو۔ ۶۔ یعنی جس کو زنا پر مجبور کیا گیا تو مجبور کرنے والا سنگسار ہو گا نہ کہ خود زنا کرنے والی۔ یہ حکم اس عورت کے لئے ہے جسے قتل کی دھمکی دے کر زنا کیا گیا۔ مرد کے لئے یہ حکم نہیں۔ اسی لئے اگر اچھن فرمایا گیا ۷۔ جس میں حرام و حلال احکام اور سزائیں تفصیل وار مذکور ہیں ۸۔ اس سے مکرشہ صالحین بھی مراد ہیں جن پر اللہ کی رحمتیں آئیں۔ اور کافر قومیں بھی مراد ہیں جن پر عذاب نازل ہوئے تاکہ رب سے امید اور خوف ہو۔ ۹۔ یعنی آسمانوں اور زمین کا موجد ہے وجود نور ہے اور عدم تاریکی یا ان کے باشندوں کو ہدایت کرنے والا ہے یا زمین و آسمان کو سورج و چاند وغیرہ سے منور فرمانے والا ہے۔ یا نبی کے نور سے ان میں روشنی بٹھنے والا ہے۔ ۱۰۔ اللہ کے نور سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ورنہ رب کی مثال نہیں ہو سکتی۔ خود فرماتا ہے۔ لیس کشفہ شفی اس سے معلوم ہوا کہ حضور اللہ کے نور ہیں یا یہ کہو کہ اللہ کا جمال نور ہے

قد اطلعنا	۵۶۵	النور
<p>الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحًا حَتَّىٰ يُغْنِيَهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ الْكِتَابَ مِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ فَأَبْتَوْهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا وَإِنْ تَوَهُم مِّن مَّالِ كُمَاةٍ كِي شَرْطٍ لَّيْسَ لَكُمْ أَنْزِلُ لَكُمْ زَكَاةً أَوْ كُرْآنًا فِي مَا يُؤْتُونَكُمُ الْوَيْلُ لَكُمْ إِن كُمْ كَرِهْتُمْ</p> <p>اللَّهُ الَّذِي أَنْتُمْ وَلَا تَكْرَهُوا فَتَبَيَّنُوا عَلَى الْبَغَاءِ إِنْ كُمْ مَالٌ سَلَمٌ كَرِهْتُمْ وَلَا تَكْرَهُوا كَيْزُونَ كَرِهْتُمْ كَرِهْتُمْ كَرِهْتُمْ كَرِهْتُمْ</p> <p>أَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوا عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَنْ يَكْرِهْهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ مِنْ بَعْدِ أَكْرَاهِهِمْ عَفُورٌ رَّحِيمٌ</p> <p>وَلَقَدْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ آيَاتٍ مُّبِينَاتٍ وَمَثَلًا لِّلَّذِينَ هُمْ يَكْرِهُونَ أَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ</p> <p>خَاوٍ مِّن قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ ۝ اللَّهُ نُورٌ</p> <p>السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ مِثْلُ نَوْرٍ كَوْشَقُوتٍ قِيَامُ صَبَاحٍ</p> <p>الْبَصَاحِ فِي زُجَاجَةٍ الزُّجَاجَةُ كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ</p> <p>يُوقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبَارَكَةٍ زَيْتُونَةٍ لَا شَرْقِيَّةٍ وَلَا رُومِيَّةٍ هُوَ نُورٌ</p>		
<p>مِثْلُ</p>		

اور حضور اس کی چینی۔ اگر یس پر سبز چینی ہو تو کھر کے ہر گوشہ میں جہاں یس کا نور پہنچے گا وہاں چینی کا رنگ بھی پہنچے گا۔ اسی طرح تمام جہاں میں نور اللہ کا ہے اور رنگ رسول اللہ کا۔ اس سے مسئلہ حاضر و ناظر بھی واضح ہوا کہ جہاں اللہ کا نور ہے وہاں حضور کا رنگ ہے۔ ۱۱۔ یعنی جیسے وہ محفوظ شیخ جو طاق فانوس وغیرہ سے محفوظ ہو ہوا ہے کچھ جھ نہیں سکتی ایسے ہی نور محمدی کسی طاقت سے بچھ نہیں سکتا اور جیسے زحون کے تیل کا چراغ بالکل دھواں نہیں ایسے ہی دین اسلام میں کوئی دھواں اور غبار نہیں۔

قصة القاص

منزل ۴

ہوں یا نہ ہوں۔ نیز وہ سمجھتے ہیں کہ رب کی عبادت کا حق ادا نہ ہو سکا ۱۲۔ دل اپنی جگہ سے ہٹ کر گم ہیں آہٹیں گے اور آنکھیں پٹ جائیں گی ۱۳۔ یہ جملہ نتیجہ کے حلقے ہیں یعنی وہ لوگ دنیا کے دکھاوے کے لئے نہیں بلکہ رب سے ثواب حاصل کرنے کے لئے اس کا ذکر کرتے ہیں ۱۴۔ خیال رہے کہ جنت اور وہاں کی نعمتیں اعمال کا بدلہ ہیں اور رب تعالیٰ کا وعدہ اور اس کا انعام۔ یا ایک کا بدلہ سلت سو تک عرض ہے "اس سے زیادہ انعام" یہ زیادتی ہمارے وہم و گمان سے باہر ہے ۱۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافر کی نیکیاں مردود ہیں جیسے جو کئی ہوئی شاخوں کو پانی دینا ہے سود ہے مگر خیال رہے کہ کافر کی نیکیاں براہِ اولیٰ اور گناہ باقی ہوں گے جیسے مومنوں کے گناہ معاف اور نیکیاں قائم انشاء اللہ ۱۶۔ اسے سراب کہتے ہیں "وہ میری رستہ ہمارے پانی معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ اسے پانی سمجھ کر وہاں جانا ہے مگر اسے پتہ نہ ملتا ہے تو سخت

(بقیہ صفحہ ۵۶۶) ایسے ہی کفار کے حذو و غیرات کا حال ہے کہ قیامت میں پیکار ثابت ہوں گے۔ اب۔ یعنی اللہ کے غضب کو یا اس کی سزا و عقاب کو
۱۸۔ اس طرح کہ کافر کے لئے دنیاوی راحت و آرام اس کی نیکیوں کا بدلہ اقرار دے کر اس کا حساب بے باک کر دیا گیا۔ (اللہ کی پناہ)
۱۔ یعنی جیسے اندھیری اور ہول والی رات میں سمندر کی لہروں میں چند اندھیریاں جمع ہو جاتی ہیں۔ پانی موج، شب اور ہول کی اندھیریاں ایسے ہی کافر بہت سی اندھیریاں
جمع ہیں۔ کفر نفس اندہ برے ماسخی دنیا کی نعمتوں پر سے پیشواؤں کی تعلیم کی اندھیریاں ایسا جمع ہیں کہ اسے کچھ سمجھنا نہیں، ان تمام اندھیریاں کو کاٹنے والا دیکھنے

کا سچا سورج ہے۔ مصلی اللہ علیہ وسلم ۳۷۔ یعنی جسے حضور
کی اطاعت کی توفیق نہ ملی، اسے نیک اعمال کی بھی توفیق
نہ ملے گی، یا جو روزانہ نور کے چھپنے سے محروم رہا وہ
دنیا میں ایمان نہ لائے گا۔ یا جس کے ایمان کا رب نے
ارادہ نہ فرمایا اسے کوئی رہبر ہدایت نہیں دے سکتا۔ ۳۸۔
اس میں حضور سے خطاب ہے اور یہ استغناء انکاری ہے
جس سے مظلوم ہوا کہ حضور مصلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق
کی تسبیح و تحمید فرما رہے ہیں۔ محلیہ کرام فرماتے ہیں کہ ہم
کہا کھاتے تھے اور کھانے کی تسبیح سنتے تھے۔ یہ تو ذروں
کے علم کا حال ہے پھر آفتاب نبوت کا کیا کتنا ۳۹۔ یعنی
آسمانوں کی ساری مخلوقات اور زمین کی تمام مخلوقات
سوائے کفار کے رب کی پاکیزگی بولتے ہیں ۴۰۔ یعنی زمین و
آسمان کے درمیان ہوا میں اڑنے کی حالت میں ۴۱۔ مظلوم
ہوا کہ ہر جانور اختیاری تسبیح پڑھتا ہے جو رب نے بطور امانت
انہیں سونپی۔ اختیاری تسبیح مراد نہیں۔ یہ بھی مظلوم
ہوا کہ ہر حیوان کی تسبیح حد ہے جسے وہ قدرتی طور پر جانتا
ہے۔ جیسے ہر جانور کی غذا الگ ہے وہ فطری طور پر جانتا
ہے کہ کتنا گھاس نہیں کھاتا، کبھی گوشت نہیں کھاتی۔ ۴۲۔
اس میں بد عمل اور بد عقیدہ انسان کو تنبیہ ہے کہ جانور تو
اللہ کی یاد کریں اور تو اشرف المخلوقات ہو کہ بدکاری
کرسے۔ کتنی شرم کی بات ہے ہم حیرے کام جانتے ہیں
۴۳۔ خیال رہے کہ جہاں تک سلطان کی سلطنت ہوتی ہے
وہاں تک وزیر اعظم کی وزارت حضور مصلی اللہ علیہ وسلم
سلطنت الہیہ کے گویا وزیر اعظم ہیں، تو جس کا اللہ رب
ہے اس کے حضور نبی ہیں۔ اسی لئے رب کی صفت ہے
رب العالمین، حضور کی صفت ہے رحمت للعالمین ۴۴۔ اور
وہاں پہنچا تا ہے جہاں بارش کا غم ہو چکا ہے ۴۵۔ جیسے چھٹی
سے پانی۔ اسی لئے دیکھا جاتا ہے کہ بہت بارش کے بعد
بھی بادل دیکھا ہی رہتا ہے۔ جیسا آیا تھا اگر خود بادل پانی بن
کر برستا ہو تو چاہیے تھا کہ بارش کے بعد بادل ختم ہو جاتا
لہذا آیت نہایت صحیح ہے۔ فلسفہ کے دھوکے اعتبار کے
قابل نہیں ہیں ۴۶۔ یعنی اولوں کے پہاڑ کے پہاڑ برسانا

۵۶۶

۱۱۔ خدا اعظم	۵۶۶	النور ۳۷
<p>وَاللّٰهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝ اَوْ ظَلُمْتُ فِيْ بَحْرٍ لِّتِيْ تَغْشٰهُ</p> <p>اور اللہ جلد حساب کر لیتا ہے یا جیسے اندھیریاں کسی کنزے کے دریا میں</p> <p>مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِ مَوْجٍ مِّنْ فَوْقِ سَحَابٍ ظَلُمْتُ بَعْضًا</p> <p>اس کے اوپر موج، موج کے اوپر اور موج اس کے اوپر بادل اندھیرے ہیں</p> <p>فَوْقَ بَعْضٍ اِذَا الْخُرُوجُ يَدُّهُ لَمْ يَكِدْ يَرِيْهَا وَمَنْ لَمْ يَجْعَلْ</p> <p>اُكْبَرُ اِيَّاهُ اِنْ تَسْمَعُ تَرْتَعَالُ وَيَتَسَلَّمُ نَدْوً اَوْ رَحْمَةً اَللّٰهُ نُوْرٌ</p> <p>اللّٰهُ لَهُ نُوْرٌ اَفَمَالَهُ مِنْ نُّوْرِ الْقَمَرِ اِنَّ اللّٰهَ لَيَسِّرُ لَهُ مَنْ</p> <p>نور سے اس کے لئے کہیں نور نہیں نہ کام نہ نہ دیکھا کہ اللہ کی تسبیح کرتے</p> <p>فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرِ صَفِيَتْ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ</p> <p>میں کوئی سانپ اور زمین میں بھی نہ اور ہند سے ہر پہیہ نے میں سے ہاں بھی</p> <p>صَلَاتِهِ وَتَسْبِيْحَةٍ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝ وَاللّٰهُ مَلِكٌ</p> <p>ہے اپنی ناز اور اپنی تسبیح اور اللہ ان کے کاموں کو جانتا ہے اور اللہ ہی کے</p> <p>السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِىُّ اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۝ الْقَمَرُ اَنْ اَللّٰهُ</p> <p>لے ہے سلطنت آسمانوں اور زمین کی اور اللہ ہی کی طرف پھر جاتا، کیا تو نے دیکھا کہ</p> <p>يُرْجَى سَحَابًا ثُمَّ يَفِيْلُ بَيْنَهُ ثُمَّ يَجْعَلُهُ رُكَامًا فَتَرَى</p> <p>اللہ نرم نرم چلاتا ہے بادل کوٹ پھرا نہیں اس میں طمانجہ پھرا نہیں نہ بد نہ کرتا</p> <p>الْوَدْقُ يَخْرُجُ مِنْ خَلِيْلِهِ وَيَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ جِبَالٍ</p> <p>ہے تو نور دیکھ کہ اس کے نبع میں سے میٹھ کھنکھاتا ہے اور بار بار سالہ سے اس میں</p> <p>فِيْهَا مِنْ بَرَدٍ فَيَصِيبُ بِهٖ مَنْ يَّشَاءُ وَيَصْرِفُهُ عَنْ مَنْ</p> <p>جو برف کے پہاڑ ہیں، گواہوں نے پھر دیکھا ہے انہیں میں ہر جا ہے اور پھیر دیتا ہے</p> <p>يَّشَاءُ يَكَادُ سَنَابِقُهُ اِيْذْ هَبَ بِالْاَبْصَارِ ۝ يَقْلِبُ اللّٰهُ</p> <p>جس سے چاہے نہ کرے کہ اس کی جگہ آئیں لے جائے کہ اللہ ہی کی مرضی سے</p>		
<p>منزل ۳</p>		

ہے۔ یا جیسے زمین میں برف کے پہاڑ ہیں ایسے ہی آسمانوں پر برف کے پہاڑ ہیں جن سے اگلے برستے ہیں ۴۷۔ یعنی ان اولوں سے بعض کے کھینچ، گھر، جانور یا کون چاہ
کر دیتا ہے اور بعض کو محفوظ رکھتا ہے۔ ۴۸۔ یعنی نکل کی چمک ایسی جز ہوتی ہے جس سے آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں۔ مظلوم ہوتا ہے کہ آنکھوں کی بصارت جاتی رہے
کی۔

۱۔ اس طرح کہ رات جاتی ہے دن آتا ہے اور دن جاتا ہے رات آتی ہے یا کبھی رات دن ٹھٹھوے ہوتے ہیں کبھی گرم۔ یا اس طرح کہ کبھی رات بڑی ہوتی ہے دن چھوٹا، کبھی اس کے برعکس یہی قوموں کا حال ہے کہ کبھی کسی کو ظہر کبھی کسی کو۔ اس سے عبرت پکڑو۔ ۲۔ اس واقعے سے حضرت آدم عیسیٰ علیہما السلام خارج ہیں۔ حضرت آدم کے لئے رب فرماتا ہے۔ **وَمَنْ مَضَىٰ يَوْمَهُ فَتَدْبُرْهُ** اور عیسیٰ علیہ السلام کے لئے فرمایا۔ **إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِنْدَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ خَلَقْنَاهُ مِنْ تُرَابٍ** حضرت عیسیٰ کی پیدائش نطفہ سے نہ ہوئی نہ ماں کے نہ باپ کے اور اگر پانی سے مراد وہ پانی ہے جو عالم کی اصل ہے تو اس سبکی کی ضرورت نہیں خیال رہے کہ قانون اور ہے

قدرت کچھ اور قانون کے پابند ہم ہیں نہ کہ حق تعالیٰ اگ کا جلا دینا قانون ہے اور ایراجیم علیہ السلام کو نہ جلاتا رب کی قدرت ہے ایسے ہی سب کا نطفہ بننا قانون ہے اور بعض کا بغیر نطفہ پیدا ہونا رب کی قدرت ہے ۳۔ جیسے سانپ مچھلی اور بہت سے کینڑے کو ڈرے۔ ۴۔ جیسے آدمی اور چڑیاں وغیرہ خیال رہے کہ جنت کے چار ہاتھ پاؤں ہیں مگر وہ انسانوں کی طرح دو پاؤں سے چلتے ہیں اور بچے دیتے ہیں ۵۔ جیسے گائے، بھینس، بکری اور اکثر چرندے جانور خیال رہے کہ چار ہاتھ پاؤں والی مخلوق بچے دیتی ہے، باقی انڈے دیتے ہیں، سوائے چھپکلی کے کہ اس کے چار ہاتھ پاؤں ہیں مگر انڈے دیتی ہے۔ ۶۔ چنانچہ رب کی ہمت کی مخلوق ہمارے علم سے باہر ہے۔ کتب عجائب المخلوقات میں ہمت کی عجیب قسم کی مخلوقات کا ذکر ہے۔ یعنی انسان تین قسم کے ہیں۔ ظاہر و باطن مومن، ظاہر و باطن کافر، ظاہر مومن باطن کافر یعنی منافق، اللہ نے ان میں سے مومنوں کو ہدایت دی باقی دو گروہ کافر رہے۔ ۸۔ یہ آیت بشر منافق کے متعلق نازل ہوئی جس کا ایک یہودی سے زمین کے بارے میں جھگڑا تھا جس میں یہودی سچا تھا اور منافق جھوٹا۔ سب جانتے تھے کہ جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عدالت حق و صداقت کی عدالت ہے اس لئے یہودی نے حضور سے فیصلہ کرنا چاہا۔ مگر منافق نے کعب بن اشرف یہودی سے فیصلہ کرانے کی خواہش کی۔ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ۹۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کو اپنا حاکم نہ ماننا کفر ہے۔ کیونکہ رب نے بشر کو کفر کا فتویٰ اسی لئے دیا کہ اس نے حضور کو اپنا حاکم نہ مانا۔ دوسرے یہ کہ منافق کلمہ گو اگرچہ قوی مسلمان تو ہیں مگر مذہبی مسلمان نہیں جیسے آج کل مسلمانوں کے بہت سے مرتد فرتے ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی بارگاہ رب کی بارگاہ ہے، ان کے ہاں حاضری رب کے حضور حاضری ہے کیونکہ انہیں حضور کی طرف بلایا گیا تھا جسے رب نے فرمایا اللہ و رسول کی طرف بلایا گیا۔ نیز حضور کا حکم اللہ کا حکم ہے۔

۵۶۸

الْبَيْتِ وَالنَّهَارِ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَعِبْرَةً لِّأُولِي الْأَبْصَارِ ۝ وَاللَّهُ خَلَقَ كُلَّ دَابَّةٍ مِنْ مَّاءٍ فَمِنْهُمْ مَنْ يَمُوتُ مِمَّنْ يَمْشِي عَلَىٰ بَطْنِهِ ۚ وَمِنْهُمْ مِمَّنْ يَمْشِي عَلَىٰ رِجْلَيْنِ ۚ وَمِنْهُمْ مِمَّنْ يَمْشِي ۚ

رات اور دن کی بات ہے نیک اس میں سیکھنے کا مقام ہے نگاہ والوں کو اور اللہ نے

اور ان میں کوئی دو پاؤں پر چلتا ہے نہ اور ان میں کوئی چار پاؤں پر

علیٰ أربع یخلق اللہ ما یشاء ۚ إِنَّ اللہَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ

ہملا ہے نہ اللہ بنانا ہے جو چاہے نہ بے شک اللہ سب کچھ کر سکتا

قَدِيرٌ ۝ لَقَدْ أَنْزَلْنَا آيَاتٍ مُّبِينَاتٍ ۚ وَاللَّهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝ وَيَقُولُونَ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالرَّسُولِ ۚ وَأَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلَّىٰ فِرْيَقٍ مِّنْهُمْ ۚ بَعْدَ ذَلِكَ وَمَا أُولَٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ ۚ وَإِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ

نہیں تھے اور جب بلائے جائیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف نہ کہ رسول ان میں

إِذَا فِرْيَقٍ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُونَ ۚ وَإِنْ يَكُنْ لَّكَ الْحَقُّ يَٰأَيُّهَا

فیصلہ فرماتے تو کبھی ان کا ایک فریق نہ پھیر دیتا ہے اور اگر ان کی ڈگری ہو تو

إِلَيْهِ مَدْعَيْنِ ۚ أَفَبِقُلُوبِهِمْ قَرَضُوا ۚ أَمْ تَابَعُوا أَمْرَ الظَّالِمِينَ ۚ

اس کی طرف آئیں مانتے ہوئے نہ میرا انجے دلوں میں بیماری سے ڈنک دیکھتے ہیں

أَنْ يَّخِيفَ اللَّهُ عَلَيْهِمُ وَرَسُولَهُ بَلْ أُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۚ

پاپہ ڈرتے ہیں کہ اللہ و رسول ان پر ظلم کریں گے نہ بلکہ وہ خود ہی ظالم ہیں

جس کی ابتیل ناممکن ہے حضور کے حکم سے نہ موثر نہ رب تعالیٰ کے حکم سے نہ موثر نہ ہے ۱۱۔ یعنی منافقوں کا یہ حال ہے کہ جس مقدمہ میں وہ جھوٹے ہوتے ہیں اس میں اللہ کے حبیب کو حاکم نہیں دیتے اور جس مقدمہ میں وہ سچے ہوتے ہیں اس میں دوڑتے ہوئے حضور کی بارگاہ میں فیصلہ کے لئے آ جاتے ہیں۔ وہ اپنے نفس کے بڑے کار ہیں۔ یہی حال آج کل کے ان مسلمانوں کا ہے جو اسلام کو اپنی خواہش نفس کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ ۱۲۔ معلوم ہوا کہ جو نبی کو ظالم کے وہ خدا کو ظالم کہتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جیسے رب تعالیٰ کا ظلم کرنا محال عقلی ہے ایسے ہی حضور کا ظلم کرنا محال عقلی ہے کیونکہ ایک ظلم کو رب نے اپنے اور رسول کی طرف نسبت فرمایا۔ وہ سچے ان کا رب سچا صلی اللہ علیہ وسلم جو حضور پر برکاتی کرے، وہ رب پر کرتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول کا ذکر اللہ کے ذکر کے ساتھ سنت الہیہ ہے

(فقہ صفحہ ۵۶۸) لہذا یہ کہہ سکتے ہیں کہ اللہ رسول بھلا کریں۔ اللہ رسول نصیحتیں دیتے ہیں ۱۳۔ یعنی ان منافقوں کو یہ خوف نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظلم کا فیصلہ فرمائیں گے بلکہ انہیں اپنے حقیقی یقین ہے کہ اس مقدمہ میں ہم ظالم ہیں۔ حضور کا فیصلہ ہمارے خلاف ہو گا اس لئے حضور کی طرف نہیں آئے۔
۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ حکم پیغمبر میں جھل کو دخل نہ دو کہ اگر عقل نہ مانتے تو قبول نہ کرو۔ بلکہ جیسے بیمار اپنے کو حکیم کے سپرد کرتا ہے ایسے ہی تم اپنے کو ان کے سپرد کرو۔ مصرع عقل قرآن کن یہ پیش منطقی اگر اس پر عمل ہو گیا تو پھر دین و دنیا میں تم کامیاب ہو کیونکہ ہماری آنکھیں، عقل، علم چھوٹے ہو سکتے ہیں مگر وہ بچوں کا بادشاہ یقیناً سچا ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) ۲۔ جیسے قاتل طیب کی دوا فائدہ کرتی ہے بیمار کی سمجھ میں آئے یا نہ آئے ایسے ہی حضور کے احکام مفید ہیں خواہ ہماری سمجھ میں آویں یا نہ آویں۔ افسوس ہے کہ دولاوی دوا پر تو ہم کو اعتقاد ہے کہ بغیر اجزا معلوم کئے استعمال کرتے ہیں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان میں تامل ہے ۳۔ منافقین قسمیں کھا کر کھا کر کھاتے تھے کہ اب جب بھی جہاد ہو گا ہم ضرور شرکت کریں گے۔ مگر وہ پتہ چھوٹے بھانے بنا کر رہ جاتے تھے۔ اس آیت میں اس کا ذکر ہے۔ معلوم ہوا کہ بہت قسمیں کھا کر اپنا اعتبار جمانا منافقوں کا کام ہے۔ مومن کو بفضلہ تعالیٰ قسموں کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔ ۴۔ یعنی اپنے قول کو اپنے عمل سے سچا کر دکھاؤ۔ قسموں سے سچا کرنے کی کوشش نہ کرو۔ اس بارگاہ میں عمل دیکھے جاتے ہیں نہ کہ محض زبانی دعوے۔ ۵۔ یعنی اللہ و رسول کی مطلقاً اطاعت کرو۔ انکا ہر حکم مانو۔ خیال رہے کہ حضور مطاع مطلق ہیں ان کا ہر حکم ہر حال ماننا ضروری ہے آپ کے سوا اور بندے کی اطاعت مطلقاً لازم نہیں بلکہ جائز حکم قاتل اطاعت ہیں، ناجائز ناقابل اطاعت۔ یہ بھی خیال رہے کہ اطاعت اللہ تعالیٰ کی بھی ہو گی رسول اللہ کی بھی اور حاکم و عالم کی مگر اتباع صرف حضور کی ہوگی۔ نہ اللہ تعالیٰ کی، نہ دوسرے بندے کی۔ اطاعت کے معنی ہیں حکم ماننا، اتباع کے معنی ہیں کسی کے سے اعمال کرنا۔ اس لئے قرآن مجید نے ایک جگہ فرمایا۔ فاتبعونی۔ ہم اللہ تعالیٰ کی اتباع نہیں کر سکتے۔ وہ دن رات ہزاروں کو موت دیتا ہے اگر ہم ایک کو قتل کر دیں تو مصیبت آجائے ۶۔ یعنی صرف تبلیغ، وہ تمہاری ہدایت کے ذمہ دار نہیں، اگر تم سب کافر رہو تو ان کا کچھ نہیں بگڑتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہدایت حضور کی اطاعت پر منحصر ہے۔ صرف ان کی پیروی سے ہدایت مل سکتی ہے۔ ۸۔ یعنی ان کے ذمہ تمہاری ہدایت نہیں۔ اگر تم سب کافر رہو تو بھی ان کا کچھ نہیں بگڑتا۔ کیونکہ وہ اپنا فرض ادا کر چکے ۹۔ شان نزول۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

۵۶۹	۵۶۹	۵۶۹
اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ اِذَا دُعُوْا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ	مسلانوں کی بات تو یہی ہے جب اللہ اور رسول کی طرف بلائے جائیں	
لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ	کہ رسول ان میں فیصلہ فرمائے کہ عرض کریں ہم نے سنا اور حکم مانا اور یہی لوگ	
الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَمَنْ يُّطِيعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشَ اللّٰهَ	مراؤ کو پہنچے اور جو حکم مانے اللہ اور اس کے رسول کا اور اللہ سے ڈرے	
وَيَتَّقِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰزُوْنَ ۝ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ حَمْدًا	اور ہر بار بزرگاری کرے تو یہی لوگ کامیاب ہیں نہ اور انہوں نے اللہ کی قسم کھائی	
اِيْمَانِهِمْ لِيَنْ اَمْرَتِهِمْ لِيَخْرُجْنَ قُلْ لَا تَقْسَمُوْا طَاعَةً	اپنے حلت میں حد کی کوشش سے کاسرگرم انہیں حکم دو گئے تو ضرور ہمارے کچھ نہیں سمجھتے	
مَعْرُوْفَةً اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ قُلْ اَطِيعُوا	تم فرما دو نہیں رکھا دو موافق شرع حکم برادری چاہیے کہ اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو تم	
اللّٰهَ وَاَطِيعُوا الرَّسُوْلَ فَاَنْ تَوَلَّوْا فَاَنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ	فرماؤ حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا کاش پھر اگر تم نہ پھر دو رسول کے فرمان پر ہی ہے جو اس	
وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ وَاِنْ تَطِيعُوْهُ تَهْتَدُوْا وَمَا عَلٰی	پر لازم کیا گیا اور تم پردہ ہے جس کا بوجھم پھر کھالیا اور اگر رسول کی فرمانبرداری کرو گے گمراہ پاؤ	
الرَّسُوْلٍ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	کئے اللہ اور رسول کے موعظہ مگر موعظہ پڑھا دینا اللہ نے وعدہ دیا ان کو جو تم میں سے	
مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا	ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کے ضرور ان میں زمین میں خلافت سے کائنات ہمیں	
اَسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُبَيِّنَنَّ اَمْرَ دِيْنِهِمْ	ان سے پہلوں کو دے گا اور ضرور ان کے لئے ہمارے کائنات کا وہ دین جو ان	
۵۶۹	۵۶۹	۵۶۹

نے اولاً ۱۔ حیرہ سال کہ مکرمہ میں تبلیغ قربانی اور صحابہ کرام نے کفار کی ایذا میں ہر دہشت کیں پھر جب حدیث منورہ کی طرف ہجرت فرمائی تو کفار مکہ نے یہاں بھی مسلمانوں کو جہنم سے بیٹھنے نہ دیا۔ عیشہ اعلان جنگ دیتے رہے جس سے صحابہ کرام ہر وقت خطرے میں رہتے تھے۔ ایک صحابی نے عرض کیا کہ کیا کبھی ایسا وقت بھی آئے گا جب ہم کو امن ہو گا۔ تب یہ آیت کریمہ انزل ۱۰۔ خلافت سے مراد نبی اللہ ہے۔ رب ظاہری نبی اللہ ہے۔ ظاہری خلفاء راشدین کو مرحمت فرمائے گا۔ اور خلافت باطنی تمام اولیاء اللہ کو۔ اس سے معلوم ہوا کہ خلفاء راشدین صالحین متقی ہیں کیونکہ خلافت دینے کا وعدہ حقیقیوں سے تھا اور انہیں رب نے خلافت دی تو معلوم ہوا کہ وہ اس کے اہل تھے۔ ۱۱۔ جیسے نبی اسرائیل کو ہلاکت فرعون کے بعد مصر و شام کی خلافت مرحمت فرمائی۔

۱۔ چنانچہ رب نے یہ وعدہ پورا فرمایا کہ عہد صدیقی و فاروقی میں روم و فارس کے ملک فتح ہوئے اور مشرق و مغرب میں اسلام پھیل گیا۔ عہد صدیقی دو برس، تین ماہ خلافت فاروقی دس سال چھ ماہ اور خلافت عثمانی بارہ سال، خلافت حیدری چار سال لوہا لہام حسن کی خلافت چھ ماہ ہوئی ۲۔ یعنی ان فتوحات و امن کے وعدے اس بناء پر ہیں کہ یہ لوگ عقاید و اعمال میں درست رہیں۔ چنانچہ ان بزرگوں نے استقامت کی تدبیر کی مثال قائم فرمادی۔ اور رب تعالیٰ نے اپنا وعدہ کمال پورا فرمایا ۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نماز و زکوٰۃ کے ساتھ حضور کی فرمانبرداری بھی لازم ہے۔ صرف ان اعمال پر بھروسہ کر کے حضور سے بے نیاز نہ ہو جاؤ۔

التوبہ ۷۳

۵۷۰

فراقلم

الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلِيًّا لَّهُمْ مِنْ بَعْدِهِمْ فَمِنْ اَمْنًا

کے لئے پسند فرمایا اور ضرور ان کے اگلے خوف کو امن سے بدل دے گا

يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ

میرا عبادت کرو میں میرا شریک کسی کو نہ ٹھہرائیں اور جو اس کے بعد کفری کرے

فَاُولَٰئِكَ هُمُ الْفٰسِقُونَ ۝ وَاَقِمُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ

تو وہی لوگ بے حکم ہیں کہ اور نماز پڑھاؤ اور زکوٰۃ دو

وَاطِيعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝ لَا تَحْسِبَنَّ الَّذِيْنَ

اور رسول کی فرمانبرداری کرو کہ اس امید پر کہ تم پھر دہم ہو ہرگز کافروں کو خیال

كُفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ وَمَا وَهُمْ اِلَّا نَارٌ وَلَيْسَ الْبَصِيْرُ

دیکھنا کہ وہ ہیں جیسے قادیانے سے نکل جاتیں زمین میں کی اور انکا ٹھکانہ آگ ہے اور ضرور کیا

يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا لِيَسْتَاذِنَكُمْ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ

براہمناء۔ اسے ایمان دلو جو اپنے کرم سے اذن لیں تمہارے ہاتھ کے مال غلام

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا يُلْغُوا اِلَيْكُمْ مِنْكُمْ ثَلَاثُ مَرَّاتٍ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ

اور وہ جو تم میں سے ابھی جوانی کر نہ پہنچے تین دن نماز سے

الْفَجْرِ وَحِينَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِنْ الظَّهِيرَةِ وَمِنْ بَعْدِ

پہلے اور جب تم اپنے کپڑے اتار رکھتے ہو دو پہر کو اور نماز عشاء

صَلٰوةِ الْعِشَاءِ ثَلَاثُ عَوْرَاتٍ لَّكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ

کے بعد تین دن وقت تمہاری شرم کے میں ان میں سے ہر ایک

جُنَاحٌۢ بَعْدَ هُنَّ طَوْفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ

گناہ نہیں تم پر نہ ان پر آمد رفت رکھتے میں تمہارے یہاں ایک دوسرے کے

كَذٰلِكَ يَسَبِّحُ اللّٰهُ لَكُمْ الْاٰيٰتِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝

لہ اللہ یوں ہی بیان کرتا ہے تمہارے لئے آیتیں اور اللہ علم و حکمت والا ہے کہ

مستقل

دوسرے یہ کہ حضور کی اطاعت مطلقاً واجب ہے خواہ وہ علم محل و قرآن کے مطابق ہو یا نہ ہو۔ اسی لئے حضرت علی کو قتل نہ ہوا رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں دوسرا کھاج ممنوع رہا۔ ابو خزیمہ کی گواہی دو کے برابر ہوئی ۳۔ یعنی ان کا تابکار کا زمین میں امن سے رہنا اس وجہ سے نہیں کہ وہ رب کے قابو سے باہر ہیں بلکہ یہ رب تعالیٰ کی وصیت ہے ۵۔ شان نزول۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری غلام حضرت مدح بن عمرو کو عمر فاروق کو بلانے بھیجا یہ وقت دوپہر کا تھا حضرت فاروق اعظم اپنے دولت خانہ میں بے تکلف تشریف فرما تھے حضرت مدح بغیر اطلاع گھر میں چلے گئے۔ جس سے حضرت عمر کو خیال ہوا کہ کاش غلاموں کو اجازت لینے کا حکم ہو جائے تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (غرضان العرفان) اس آیت میں خطاب ممکن موعدا ہے بھی ہے اور عورتوں سے بھی ۷۔ یعنی تمہاری لوثی غلام اور قریب بلوغ بچے ان میں و قتل میں تو تمہاری اجازت سے تمہارے گھروں میں آئیں ان کے سوا اور قتل میں بغیر اجازت لئے آجاسکتے ہیں ۷۔ بلکہ ابھی قریب بلوغ نہیں۔ خیال رہے کہ بلوغ کی زیادہ سے زیادہ مدت مذہب حنفی میں پندرہ برس ہے اور کم از کم چھ کے لئے نو برس اور لڑکے کے لئے پندرہ برس ہے ۸۔ اس سے مراد بالکل بچا ہونا نہیں کہ بچا ہونا تمہاری میں بھی بلا ضرورت منع ہے رب سے شرم چاہیے بلکہ مراد یہ ہے کہ ان اوقات میں عموماً لوگ اپنے گھروں میں زیادہ پردے اور ستر کا لحاظ نہیں رکھا کرتے۔ عورتیں بغیر دھندے کے مرید بغیر کرتے رہتے ہیں۔ ۹۔ کیونکہ اس وقت عموماً بیداری کا لباس اتار دیا جاتا ہے اور نیند کا معمول لباس بنیاد و بند پہن لیا جاتا ہے۔ ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان تین وقتوں کے علاوہ دیگر اوقات میں بچے اور اپنے غلام بغیر اجازت گھر میں آسکتے ہیں۔ ان کے علاوہ دوسرے لوگ کسی وقت بھی بغیر اجازت گھر میں نہیں آسکتے ۱۱۔ یعنی چونکہ ان لوگوں کو کام کاج اور خدمت کے لئے گھر میں آنا جانا پڑتا ہے اگر ان پر لڑان و اجازت کی

پابندی لگائی گئی تو برا حرج واقع ہو گا۔ اس لئے ان پر اجازت لازم نہیں کی گئی۔ ۱۲۔ یعنی رب تعالیٰ کے تمام احکام علم و حکمت پر مبنی ہیں خواہ تمہاری سمجھ میں آئیں یا نہ آئیں۔

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ بالغ بیٹا یا بھائی، اپنی ماں یا بہن پر بھروسہ کرے نہ جائے۔ ممکن ہے کہ وہ کسی وجہ سے بے پردہ یا بے رحم ہو جائے۔ یہ حکم آلودہ مردوں کے لئے ہے۔ غلام اگرچہ بالغ ہو، اپنی سیدہ کے پاس ان تینوں وقتوں کے علاوہ بے پردہ جاسکتا ہے۔ اسی لئے اطفال کے ساتھ منکھ فرمایا۔ یعنی تم آلودہ لوگوں میں سے اس لئے معلوم ہوا کہ اپنے گھر میں جوان بیٹی یا بیٹا وغیرہ ہوں تو خبر کر کے داخل ہو، ہاں اگر صرف بیوی ہو تو بلا اذن بھی داخل ہو سکتا ہے کہ بیوی سے کوئی حجاب نہیں۔ ماں بیٹی وغیرہ سے شرم و حیا واجب ہے، ان کے چہرے ہاتھ پاؤں کے علاوہ اور اعضا دکھانا درست نہیں۔ ۳۔ یعنی بوزمی عورتیں جنہیں حیض آتا ہند ہو چکا ہو اور اولاد کے قائل نہ

ہوں ہیں یہ عموماً بچپن سال ہوتی ہے۔ اس لئے اس میں عورتیں عموماً گوشہ نشینی اختیار کر لیتی ہیں۔ اس لئے انہیں قواعد فرمایا گیا۔ خیال رہے کہ یہ حکم صرف بوزمی عورتوں کے لئے ہے ۴۔ یعنی ایسی بوزمیوں کو اجازت ہے کہ سر پر دونپہ چادری نہ رکھیں لیکن پنڈلی وغیرہ کھولے رکھنے کی انہیں بھی اجازت نہیں۔ زینت سے مراد زینت کی جگہ ہے۔ ۵۔ یعنی ایسی بوزمیوں کو بھی بہتر یہی ہے کہ دونپہ وغیرہ اوڑھے رہیں۔ پہلا حکم تقویٰ تھا، یہ حکم تقویٰ ہے۔ ۶۔ شان نزول۔ صحابہ کرام حضور کے ساتھ جہاد کو جاتے تو معذور صحابہ کو جو بوجہ عذر جہاد میں شرکت نہ کر سکتے تھے، اپنے گھروں کی چابیاں دے جاتے تھے کہ وہ ان کے گھروں کی دیکھ بھال رکھیں اور انہیں اجازت دے جاتے تھے کہ کھانے پینے کی چیزیں نکال کر کھائیں پئیں، وہ حضرات اس طرح میں بہت عرصہ محسوس کرتے تھے، ان کے حلق یہ آیت کہہ کر نازل ہوئی کہ۔ خیال رہے کہ اولاد کا گھر اپنا گھر ہے، اور ان کی کمانی اپنی کمانی ہے۔ سورہ نے فرمایا کہ تو اور تیرا مال میرے باپ کا ہے۔ یہاں بھی مراد ہے کیونکہ کسی شخص کو خود اپنے گھر اور اپنی کمانی سے کھانے میں تردد ہوتا ہی نہیں۔ اس کا بیان فرمانا زیادہ مفید نہ ہوتا۔ لہذا اپنے گھر سے مراد اپنی اولاد کا گھر ہونا چاہیے۔ ایسے ہی بیوی کے لئے خاوند کا گھر اور اولاد کے لئے مولا کا گھر اپنا گھر ہے (روح البیان وغیرہ) ۸۔ باپ و ماں میں داوا دانا بھی شامل ہیں ۹۔ یعنی اگر بہن شادی کے بعد اپنے گھر آباد ہو اور بھائی ضرورتاً وہاں رہے یا بلور ممان وہاں جائے تو اس کے گھر کھانا پینا نہ شرعاً ممنوع ہے نہ مثلاً بعض نادان بہن یا بیٹی کے گھر کھانا عار سمجھتے ہیں۔ انہیں اس آیت پر نظر رکھنی چاہیے۔ یہ ہندوؤں کی رسم ہے یعنی بیٹی یا بہن کے گھر کھانا میسوب سمجھا بلکہ اگر بیٹی یا بہن امیر ہو، باپ یا بھائی فقیر یا معذور ہوں تو ان امیر بہن و بیٹی پر ان معذوروں کا نفقہ واجب ہے مگر عورتیں یہ نفقہ اپنے مال سے دیں، خاوند کے مال سے اس کی اجازت کے بغیر۔ دیں نہ کہ

تذکرہ اطفال	۵۷۱	النور ۲۳
وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَأْذِنُوا كَمَا		
اور جب تم میں لڑکے جوانی کو پہنچ جائیں تو وہ بھی اذن مانگیں۔ جیسے		
اسْتَأْذِنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ		
اللہ کے اگلوں نے اذن مانگنا اللہ لوگوں ہی بیان فرماتا ہے تم ہے		
آيَتِهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ الَّتِي		
ابھی آئیں اور اللہ علم و حکمت والا ہے اور بوزمی عورتیں جنہیں حیض نہیں		
لَا يَرْجُونَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَنْ يَضَعْنَ		
نکاح کی آرزو نہیں ان پر کچھ عشاء نہیں کہ اپنے بالائی کپڑے		
يُنَازِلْنَ عَنْهُمْ غِيَرَهُنَّ لِيُزَيِّنَ لَهُنَّ لَعْنَةُ الْكَافِرِينَ ۝ وَالَّذِينَ لَا يَرْجُونَ		
انکار رکھیں جب کہ منکار نہ ہو جائیں کہ اور اس سے بھی بھنا ان کے لئے عذر		
لَهُنَّ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰی حَرَجٌ وَ		
بہتر ہے کہ اور اللہ سنتا جانتا ہے نہ انہیں پر سختی اور نہ		
لَا عَلَى الْاَعْرَاجِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْاُمِّيِّينَ حَرَجٌ وَلَا عَلَى		
لنگڑے پر معذرت اور نہ بیمار پر روک نہ اور نہ تم میں		
اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْ بِيُوْتِكُمْ اَوْ بِيُوْتِ اٰبَايَكُمْ		
کسی پر کہ کھاؤ اپنی اولاد کے گھر یا اپنے باپ کے گھر		
اَوْ بِيُوْتِ اُمَّهَاتِكُمْ اَوْ بِيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ اَوْ بِيُوْتِ اَخَوَاتِكُمْ		
یا اپنی ماں کے گھر یا اپنے بھائیوں کے گھر یا اپنی بہنوں کے گھر		
اَوْ بِيُوْتِ اَعْمَالِكُمْ اَوْ بِيُوْتِ عَمَّتِكُمْ اَوْ بِيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ		
یا اپنے چچاؤں کے گھر یا اپنی پھوپھیوں کے گھر یا اپنے ساموؤں کے		
اَوْ بِيُوْتِ خَلَتِكُمْ اَوْ مِمَّا مَلَكَتُمْ فَمَنْعَتْهُ اَوْ صَدِيقِكُمْ		
یہاں یا اپنی خالائوں کے گھر یا یہاں کی گھیاں جہاں سے منع میں ہیں نہ یا اپنے دوست کے		
منزل ۴		

عام طور پر ان گھروں سے کھانے پینے میں عذر و شرم محسوس نہیں ہوا کرتی۔ ۱۱۔ اس میں، بیکل، عذر عام اور گھر کے کارپرداز سب ہی شامل ہیں جن کے حلقہ گھر کے انتظامات ہوتے ہیں۔

۱۔ یعنی ان گھروں سے جنہیں کھانے پینے کی اجازت ہے خواہ گھروالوں کے ساتھ کھاؤ یا ان کی غیر موجودگی میں بشرطیکہ جنہیں معلوم ہو کہ وہ تمہارے اس کھانے پینے سے راضی ہیں۔ اس زمانے میں یہ حال تھا کہ دوست دوست کے گھر سے اس کی غیر موجودگی میں جو چاہتا ہے لیتا اور گھر والے کو جب خبر ہوتی تو وہ بہت خوش ہوتا۔ اب چونکہ یہ فیاضی نہیں رہی۔ لہذا اب نے اجازت کھانا درست نہیں (تفسیر خازن العرفان و مدارک و جلالین) امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ جو کوئی ذی رحم محرم کے گھر سے چوری کر لے اس کے ہاتھ نہ کہیں گے۔ ان کی دلیل یہ آیت ہو سکتی ہے۔ اس فرمان کا مطلب یہ ہے کہ جب ان لوگوں کو ان گھروں میں آنے جانے کی

اجازت ہے تو جو مال گرمیہ، آزاد پڑا ہے وہ اس کے حق میں محفوظ نہ رہا اور غیر محفوظ مال کی چوری سے ہاتھ نہیں کٹتا۔ ۲۔ یعنی گھر میں داخل ہوتے وقت گھروالوں کو سلام کرو۔ آج وہ تمہارے "باب" ہن، بھائی، اولاد، بیوی ہی ہوں۔ بیکہ وہ بد مذہب نہ ہوں۔ مسئلہ اگر خالی مکان میں داخل ہوں تو یوں کو السلام علی البی و رحمتہ اللہ و برکاتہ۔ ملاحظہ قاری نے شرح شفا میں فرمایا کہ مسلمانوں کے خالی گھروں میں حضور کی روح جلوہ گر ہوتی ہے اس لئے وہاں حضور کو سلام کیا جاتا ہے۔ ۳۔ حقیقت کے معنی ہیں حیات یعنی زندگی و سلامتی کی دعا کہنی۔ یعنی رب تعالیٰ نے تمہیں یہ سلام اس لئے سکھایا کہ یہ دعا زندگی ہے جس سے ایک دوسرے کے دل خوش ہوتے ہیں ۴۔ یعنی کامل مومن وہ ہیں جن میں آئندہ ذکر کے ہونے اوصاف ہیں کہ وہ عقیدے کے پکے اور اعمال کے نیک ہوں۔ ۵۔ یعنی اگر حضور نے ان کو جمعہ وعید میں یا جہاد و تدبیر جنگ کے مشوروں کے لئے جمع فرمایا ہو تو بغیر حضور سے اجازت لئے ہوئے واپس نہ ہوں۔ ۶۔ معلوم ہوا کہ حضور کی مجلس پاک کا ادب یہ ہے کہ وہاں سے بے اجازت نہ جائے۔ اس لئے اب بھی روئے مطہرہ پر حاضری دینے والے بوقت وداع الوداعیہ سلام عرض کرتے ہوئے اجازت طلب کرتے ہیں۔ اس وقت قیامت کا نمونہ ہوتا ہے۔ ۷۔ یعنی مومنوں کی علامت یہ ہے کہ وہ آپ سے اجازت لے کر آپ کی مجلس شریف سے جاتے ہیں اور متافق یونہی بغیر پوچھتے ہوئے اٹھ جاتے ہیں، یہ اجازت چاہنا ایمان کی علامت ہے اور جہاد میں رہ جانے کی اجازت چاہنا منافقت کی پہچان ہے۔ رب فرماتا ہے اِنَّمَا يَسْتَأْذِنُ تِلْكَ الْاَيَاتِ لَا يُؤْذِنُونَ ۸۔ اس سے دربار رسول کا ادب معلوم ہوا کہ آئیں بھی اجازت لے کر اور چائیں بھی اذن حاصل کر۔ جیسا کہ قلاہوں کا مولا کے دربار میں طریقہ ہوتا ہے ۹۔ علوم ہوا کہ سلطان کو مین صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار کے آداب خود رب تعالیٰ سکھاتا ہے بلکہ اسے ادب کے قوانین بنائے اور یہ آداب ہمیشہ کے لئے ہیں وہاں تو

قد افلح ۱۸	۵۷۲	النور ۲۲
لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا وَاَشْتَاتًا		
میان تم پر کوئی الزام نہیں کہ مل کر کھاؤ یا الگ الگ		
فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰی اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةٌ مِّنْ		
پھر جب تم گھر میں جاؤ تو اپوں کو سلام کرو۔ تحیت کی الٹی دعا اظہر		
عِنْدَ اللّٰهِ مُبْرَكَةٌ طَيِّبَةٌ كَذٰلِكَ يَبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ		
کے پاس سے مبارک پاکیزہ اللہ باتوں ہی بیان فرماتا ہے تم سے		
الْاٰیٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ		
آئیں گے تمہیں سمجھ ہو۔ ایمان والے تو وہی ہیں جو اللہ		
اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَاِذَا كَانُوْا مَعًا عَلٰی اَمْرٍ		
اور اس کے رسول پر بائین لائے اور جب رسول کے پاس کسی ایسے		
جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰی يَسْتَاْذِنُوْهُ اِنَّ الَّذِيْنَ		
میں حاضر ہوئے ہوں جس کے لئے جمع کئے گئے ہوں کہ نہ جائیں جب تک اس سے اجازت		
يَسْتَاْذِنُوْكَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ		
نہ لے لیں وہ جو تم سے اجازت مانگتے ہیں وہی ہیں جو اللہ اور اس کے		
رَسُوْلِهِ وَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْئِهِمْ قَاذَن		
رسول پر ایمان لاتے ہیں پھر جب وہ تم سے اجازت مانگیں تو اپنے کسی کام کے لئے روانہ		
لِمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ		
میں جسے تم چاہو اجازت دے دوں اور اللہ سے سمانی مانگوئے اللہ بخیر		
غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ لَا تَجْعَلُوْا دَعَاَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ		
بغضتے والا مہربان ہے تلو رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ		
كَدَعَا بَعْضُكُمْ بَعْضًا قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ		
مہمرا ہو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے کہ ایک اللہ جانتا ہے		
مَنْزِل ۲		

فرماتے بھی بغیر اجازت حاصل کئے حاضر نہیں ہوتے اور سرکار مختار ہیں خواہ اجازت دیں یا نہ دیں ۱۰۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ حضور کی قضاعت برحق ہے کہ رب تعالیٰ نے حضور کو قضاعت کا حکم دیا۔ دوسرے یہ کہ حضور کی قضاعت مومنوں کے لئے ہے کفار اس سے محروم ہیں تیسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر بڑا مہربان ہے کہ اپنے حبیب کو ان کے لئے دعاغیر کا حکم دیتا ہے۔ چوتھے یہ کہ اللہ تعالیٰ اسی کے لئے غور و ارجح ہے جس کی قضاعت حضور کر دیں اسی لئے حضور کے استغفار کے بعد اپنی مغفرت کا ذکر فرمایا۔ پانچویں یہ کہ ہر مومن حضور کی قضاعت کا محتاج ہے۔ دیکھو صحابہ کرام جو اولیاء اللہ کے سردار ہیں ان کے حقیقی قضاعت کا حکم دیا گیا تو انہوں نے کیا پوچھا۔ ۱۱۔ یعنی حضور کی پکار اور حضور کی طلب کو۔ ایک دوسرے کی طلب کی طرح نہ سمجھو کہ قبول کرنا نہ کرنا۔ بلکہ ان کی طلب پر فوراً

(بقیہ صفحہ ۵۷) ہو جاؤ اگرچہ نماز میں ہو یا کسی اور کام میں، رب فرماتا ہے: **يَسْتَعِذُّونَ بِاللَّهِ وَلَئِنْ يَدْعُوهُ لَوْ دَعَاكَ يَا حُضُورُ** کو ایسے القاب و آواز سے نہ پکارو جیسے ایک دوسرے کو پکار لیتے ہو، انہیں بسا اچھا پڑ کہ نہ پکارو۔ انہیں یا رسول اللہ یا شفیع المذنبین وغیرہ ادب کے القاب سے یاد کرو۔

۱۔ شان نزول منافقین پر حضور کا وعظ متناذر ہوا تھا وہ چپکے سے کھٹکے کھٹکے مسد کے کنارہ تک پہنچ جاتے اور پھر کسی چیز کی آڑ لے کر چپکے سے مجلس پاک سے نکل جاتے تھے۔ ان کے مطلق یہ عذاب والی آیت نازل ہوئی ۲۔ تکلیف، قل، زلزلے، ظالم بادشاہوں کا تسلط ہونا، ناگ حادثے، اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی مخالفت سے

دنیاوی عذاب بھی آ جاتے ہیں۔ آخرت کے عذاب اس کے علاوہ ہیں ۳۔ یعنی آخرت کا عذاب یا ایمان پر خاتمہ نصیب نہ ہونا۔ یہ لفظ تو منع غلو کے لئے ہے اجتماع دونوں عذابوں کا ممکن ہے ۴۔ یعنی اللہ تعالیٰ تو سب کچھ جانتا ہے کفار کا یہ حساب و کتاب انہیں روز محشر رسوا کرنے کے لئے ہو گا ۵۔ برکت کے معنی ہیں دنیا و دین کی زیادتی اور کثرت یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات سے تعلق ہمارے لئے دین و دنیاوی برکات اور زیادتیوں کا ذریعہ ہے۔ ۶۔ یعنی حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو اپنی عہدیت میں ایسے مشہور ہیں کہ اس خاص لفظ سے ہر ایک کا خیال حضور کی طرف جاتا ہے۔ خیال رہے عہد اور عہدہ میں بڑا فرق ہے، عہد تو رحمت الہی کا خضر ہے اور عہدہ کی رحمت الہی خضر ہے۔ عہدہ وہ ہے جس کی عہدیت سے اللہ تعالیٰ کی شان الوہیت ظاہر ہو۔ حضور بے نظیر بندے ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ کلب یعنی کتا ذلیل ہے مگر کلہم اصحاب کف کا کتا عزت والا جسے ان کی برکت سے دائمی زندگی اور امن مل گئی ۷۔ گنہگاروں کو ڈر یا افضل بنا کر اور ملا کہ صالح انسانوں کو بالترتیب اور بالفرض کہ اگر تم نے رب کی نافرمانی کی تو گرفت میں آ جاؤ گے جیسے کہ رب نے میثاق کے دن پیغمبروں سے فرمایا۔ **وَمَنْ تَوَلَّى بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَٰسِقُونَ** لہذا آیت پر یہ شبہ نہیں کہ فرشتہ ڈر سنانے کے لائق نہیں ۸۔ اس میں اشارہ فرمایا گیا کہ حضور کی نبوت بھی آسمانوں اور زمینوں کو گھیرے ہوئے ہے کیونکہ حضور مملکت الہیہ کے گویا وزیر اعظم ہیں۔ لہذا جہاں خدا کی خدائی ہے وہاں حضور کی مصطفائی ہے (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ لہذا یہ آیت بچھلی آیت کی دلیل ہے کہ حضور ساری خلقت کے رسول ہیں ۹۔ اس میں ان بت پرستوں کا رو ہے جو رب کے لئے شریک مانتے تھے۔ یا اس کے لئے اولاد ثابت کرتے تھے۔ کہ مشرکین عرب فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے اور عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کو اور یہودی عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا مانتے تھے۔ نعوذ باللہ منہ۔ ۱۰۔ یعنی رب نے ہر مخلوق کو وہی

۵۷	الفراق ۲۵
<p>يَسْأَلُونَ مِنْكُمْ لَوْ اَفْلَحَ خَيْرَ الَّذِيْنَ يُخَالِفُونَ جو تم میں پچھتے نکل جاتے ہیں کسی چیز کی آڑ لے کر توڑیں وہ جو رسول کے حکم کے</p> <p>عَنْ اَمْرِ اَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ خلاف کرتے ہیں کہ انہیں کوئی فتنہ پہنچے نہ یا ان پر دردناک عذاب</p> <p>اَلَيْكُمْ ۝ اَلَا اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قَدْ پڑے اس کو بزرگ اللہ ہی کا ہے جو کہ آسمانوں اور زمین میں ہے بے شک وہ</p> <p>يَعْلَمُ مَا اَنْتُمْ عَلَيْهِ وَّيَوْمَ يَرْجِعُونَ اِلَيْهِ فَيُتَبِّعُهُمْ جانتا ہے جس حال پر تم ہو اور اس دن میں اس کی طرف پھرے جائیں گے تو وہ انہیں</p> <p>بِمَا عَمِلُوْا وَاَللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ بتا دے گا جو کچھ انہوں نے کیا اور اللہ سب کچھ جانتا ہے</p>	
۲۵	سُورَةُ الْفُرْقَانِ مَكِّيَّةٌ ۲۲ رُكُوْعًا ۲
<p>سورہ فرقان بیکہ ہے اس میں چھ رکوع ۴۴ آیات ۸۹۲ کلمات ۳۴۰۳ حروف ہیں (نحوی)</p>	
<p>بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ</p> <p>اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا</p> <p>تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدٍ لِّیْکُوْنَ بڑی برکت والا ہے وہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندہ پر کہ جسارے جہان</p> <p>لِّلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا ۝ الَّذِیْ لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ کو ڈر سنانے والا ہو شہ وہ جس کے لئے ہے آسمانوں اور زمین</p> <p>وَالْاَرْضِ وَلَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَکُنْ لَهُ شَرِیْکٌ کی بادشاہت نہ اور اس نے نہ اختیار فرمایا بیچہ اور اس کی سلطنت میں کوئی ساتھی</p> <p>فِی الْمُلْکِ وَخَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ فَقَدْ رَءٰهُ تَقْدِیْرًا ۝ انہیں وہ اور اس نے ہر چیز پیدا کر کے ٹھیک اندازہ پر رکھی تھ</p>	
<p>منزل ۲</p>	

کچھ بخشا جس کی اسے حاجت تھی۔

۱۔ اور اللہ وہی ہو سکتا ہے۔ جو خالق ہو۔ لہذا بت پرستوں کا جوں کو خالق نہ مان کر الٹا مانا ان کے نظریے سے بھی غلط ہے۔ ۲۔ یعنی یہ بے جان پتھر جنہیں تو کیا نفع نقصان پہنچا نہیں گئے یہ تو اپنی جان سے مستحضر دفع نہیں کر سکتے بعض لوگ یہ آیت غور اولیاء اللہ پر متعلق کرتے ہیں مگر یہ محض غلط ہے۔ جہوں کی آیتیں اولیاء اللہ یا انبیاء کرام پر چہاں کرنا خوارج کا طریقہ ہے۔ کوئی مسلمان دلی کی قبر کو چھتا نہیں۔ احرام و پرستش میں بڑا فرق ہے کہتے اللہ، قرآن کریم کا لوب و احرام کیا جاتا ہے مگر کوئی یہ نہیں کہتا کہ یہ کسی نہیں لڑا سکتے، ان کا لوب، کھاس۔ یعنی کسی کی زندگی اور موت اور بعد موت اللہ ان جہوں کے قبضہ میں نہیں لہذا وہ لایکسے۔ ان

جہوں کے خود شریکین بھی قائل ہیں۔ پھر بھی انہیں اللہ مانتے ہیں ۳۔ جیسے لغزین حادث، عبد اللہ بن امیر نوفل بن خلیلہ اور ان کے اتباع کرنے والے لوگ جو کہتے تھے کہ قرآن کریم حضور کا بھائی ہوا ہے۔ یہ یعنی عداس اور یسار وغیرہ یہود کہ انہوں نے حضور کو مرشد و واقعات تورات وغیرہ سے بتاتے ہیں اور حضور ان واقعات کو عربی عبارت میں بنا کر پیش کرتے ہیں اور اسے قرآن کہہ دیتے ہیں۔ نعوذ باللہ منہ ۶۔ معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ کا بہتان لگانا ظلم بھی ہے اور بڑا جھوٹ بھی۔ تمام گناہوں سے بدترین یہ گناہ ہے ۷۔ یعنی یہی مشرکین یہ بھی کہتے ہیں کہ جیسے رحم و استغفار کے قصے، کہانیاں عام کتابوں میں لکھے ملتے ہیں، ایسے ہی قرآن کریم میں کہانیاں قصے ہی ہیں جنہیں مذہبی رنگ دے دیا گیا ہے۔ ۸۔ یعنی قرآن کریم میں غیبی خبریں بھی ہیں جہاں تک عقل انسانی کی رسائی نہیں۔ اس میں صرف گزشتہ تاریخی واقعات ہی نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن میں غیبی خبروں کا ہونا اس کی حقانیت کی دلیل ہے۔ ایسے ہی حضور کا علوم غیبیہ پر مطلع ہونا اور مطلع کرنا حضور کی نبوت کی دلیل ہے۔ جو حضور کے علم غیب کا انکار کرے وہ درحقیقت حضور کی نبوت کا منکر ہے۔ ۹۔ یعنی اگر یہ رسول ہوتے تو فرشتوں کی طرح کھاتے پیتے بازار جاتے وغیرہ سے پاک ہوتے کیونکہ فرشتے رسول ہیں تو کھاتے پیتے نہیں یہ بھی اپنے کو رسول کہتے ہیں۔ تو کیوں کھاتے پیتے ہیں۔ یہ تو فوں کو یہ خبر نہ تھی کہ فرشتہ رسول۔ معنی قاصد ہیں جو صرف پیغام پہنچاتے ہیں۔ وہ بھی نبی تک یہ حضرات رسول۔ معنی مبلغ ہیں جن کے ذمہ لوگوں کی اصلاح ہے اور اصلاح ہم جنس کر سکتا ہے ۱۰۔ کفار کی حماقت تو دیکھو کہ پتھروں، لکڑیوں کو الہ مان لیتے ہیں مگر نبوت ماننے کے لئے ایسے بھانے بناتے تھے اور نبی میں خدائی صفات دیکھنا چاہتے تھے کہ نبی نہ کھاتے نہ پیتے نہ بازار جاتے۔ ۱۱۔ یعنی حضور کے ساتھ ایسا فرشتہ چاہیے جسے ہم دیکھیں اور وہ ہم سے کہے کہ یہ رسول برحق ہیں۔

وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ آلِیَخْلُقُونَ شَیْئًا وَهُمْ یُخْلَقُونَ وَلَا یَمْلِكُونَ لِأَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا

اور لوگوں نے اس کے سوا اور خدا قرار دے کر وہ بگڑے ہیں۔ بناتے اور

یُخْلَقُونَ وَلَا یَمْلِكُونَ لِأَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا

خود پیدا کئے گئے ہیں نہ اور خود اپنی جانوں کے برے بھلے کے، بلکہ نہیں نہ

وَلَا یَمْلِكُونَ مَوْتًا وَلَا حَیْوَةً وَلَا نُشُورًا وَقَالَ

اور نہ مرنے کا اختیار نہ پھینے کا نہ اٹھنے کا نہ اور سزا

الَّذِینَ کَفَرُوا إِنَّ هَذَا إِلَّا آفَکٌ أَفْتَرَاهُ وَأَعَانَهُ

بولنے والے یہ تو نہیں مگر ایک بہتان جو انہوں نے بنا لیا ہے اور اس پر

عَلِیْهِ قَوْمٌ آخَرُونَ فَقَدْ جَاءَ ظُلْمًا وَزُورًا

اور لوگوں نے انہیں مدد دی ہے کہ بے شک وہ ظلم اور جھوٹ پر آئے نہ

وَقَالُوا أَسَاطِیْرُ الْأَوَّلِینَ انْتَبِهَا فِی تَمَلُّیْ عَلَیْهِ

اور بولے انہوں کی کہانیاں ہیں جو انہوں نے بگڑ لی ہیں تو وہ ان بد معاش

بُکْرَةً وَأَصْبَحًا قُلْ أَنْزَلَهُ الَّذِیْ یَعْلَمُ السِّرَّ فِی

پتھر میں جاتی ہیں نہ نہ فرماؤ اسے تو اس نے اتارا ہے جو آسمانوں اور زمین کی

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ كَانَ غَفُورًا رَحِیمًا

برہمچی بات جانتا ہے نہ بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

وَقَالُوا مَالِ هَذَا الرَّسُولِ یَا کُلَّ الظَّالِمِ الْکَافِرِ الشَّیْئِ

اور بولے اس رسول کو کیا ہوا کھانا کھاتا ہے اللہ اور ہماروں

فِی الْأَسْوَاقِ لَوْلَا أَنْزَلَ إِلَیْهِ مَلَکٌ فَبُکُونُ مَعَهُ

میں چلتا ہے نہ کیوں نہ اتارا خدا ان کے ساتھ کوئی فرشتہ کہ ان کے ساتھ

نَذِیرًا أَوْ یُلْقِیَ إِلَیْهِ کُتُبًا وَتُکُونُ لَهُ جَنَّةٌ یَّا کُلَّ

دور سنا کاٹ یا غیب سے انہیں کوئی خزائن مل جائیگا ان کا کوئی باغ ہو جائیگا میں

ورنہ حضور پر فرشتے نازل بھی ہوتے تھے اور صحابہ کرام بلکہ کفار نے بھی انہیں کئی بار انسانی شکل میں دیکھا اور محسوس کیا۔

ان کا خطا یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو کھانے پینے سے بے نیاز نہیں نہ کر دیا تا انہیں کھانا کھانے کی حاجت ہی نہ ہوئی، اگر حتیٰ تو بھی خزانے ان پر آ جاتے جس سے انہیں کھانے کی ضرورت نہ ہوئی، یہ بھی انہوں نے ظاہر کے لحاظ سے کہہ دیا، ورنہ حضور کے قبضہ میں بھی خزانے بھی تھے اور حضور باقی ہاتھوں پر قابض تھے، انہوں نے فرماتے ہیں۔ اذیت صفاتیہ خواص الارض مجھے زمینی خزانوں کی کھجالیں عطا فرمادی گئیں اور فرماتے ہیں کہ اگر میں چاہوں تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلا کر میں، رب فرماتا ہے اِنَّا نَكْنِثُكَ الْكَوْكَبُ ہم نے آپ کو کوڑھٹیل دیا۔ اور حضور فرماتے ہیں کہ میں نے اس دریا میں جہت دیکھی۔ اگر چاہتا تو ایک خوش فوڑ لڑ لیتا مگر چونکہ ان چیزوں کا حضور نہ تھا اس لئے کفار یہ کہہ کر تھے

تھے ہم مظلوم ہو اگر کفار کو خود اپنی ہمت پر قنوت نہ تھا بھی حضور کو جلد کر سکتے تھے اور کبھی کہتے کہ ان پر جلد کیا کیا ہے۔ کبھی شاعر کہتے، کبھی کلان، وہ خود اپنے قول سے جھوٹے تھے۔ سب یعنی آپ پر ایسی باتیں چسپاں کرنے والے گمراہ ہیں اور آئندہ راہ پائے کے نہیں، انہیں راہ ہدایت نہیں ملتی تھی اس سے چند مسئلے مظلوم ہوئے ایک یہ کہ پیغمبر کے ظاہری کھانے پینے کو دیکھنا، باطنی کمالات پر نظر نہ رکھنا کافروں کا طریقہ ہے۔ دوسرے یہ کہ معجزات مانگنا اور ان پر غور نہ کرنا کفار کا طریقہ ہے۔ تیسرے یہ کہ رب تعالیٰ اپنے بندوں کی شکایت اپنے حبیب سے کرتا ہے۔ یہ محبت کے اظہار کے لئے ہے، چونکہ یہ کہ جس کی نظر انبیاء کے کمالات کو نہیں پاسکتی اسے نہ خدا کے کمالات مظلوم ہو سکتے ہیں، نہ اسے کسی طرح ہدایت مل سکتی ہے۔ رب نے فیصلہ فرمادیا لَا تَسْتَعْجِلُون سَبِيلًا جیسے مسجد میں دعائی آسکتا ہے جو پاک ہو، ایسے ہی رب کی بارگاہِ حجت وہ پہنچ سکتا ہے جس کا دل پاک ہو جسم کی پانی کے لئے کوئیں وغیرہ کا پانی ہے اور دل کی پانی کے لئے حجت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا پانی درکار ہے۔ یعنی ہم اس پر قادر ہیں کہ آپ کو یہ چیزیں ظاہر طور پر بخش دیں مگر یہ ہمارے قانون کے خلاف ہے کیونکہ پھر لوگوں کو ایمان بالغیب کی عمر حاصل ہو گا۔ ۶۶ یعنی یہ لوگ صرف آپ کے منکر نہیں بلکہ میرے کلام، میری قیامت اور میرے بھی منکر ہیں۔ اس آیت سے مظلوم ہوا کہ دوزخ میں عقل و حواس، دیکھنا سنا سب کچھ ہے، وہ مومن و کافر کو پہچانتی ہے اسی لئے کفار کو دیکھ کر غصہ اور غضب کرے گی، اور مسلمانوں کو دیکھ کر ان پر مسرور ہو جائے گا۔ ۸۸ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ کفار کو ہاتھ پاؤں باندھ کر دوزخ کے کنارے سے پھینک دیکھنا جائے گا۔ وہ گرنا ہوا تہ میں پہنچے گا۔ دوسرے یہ کہ کفار دہل موت کی تمنا کریں گے مگر موت نہ آئے گی۔ یہ دونوں مذاہب انشاء اللہ مومن گنہگار کو نہ ہوں گے نہ

الفرقان ۲۵
۵۷۵
قبر العباد

مِنْهَا وَقَالَ الظَّالِمُونَ إِنَّ تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا

سے کھاتے تھے اور ظالم بولتے تھے تو ہمیری نہیں کرتے مگر ایک ایسے مرد کی۔

مَسْحُورًا ۱۰ أَنْظِرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ فَضَلُّوا

جس پر جادو ہوا ہے، محبوب و پیغمبر کسی کہاوتیں ہمارے لئے بنا رہے ہیں دیکھ کر جھوٹے

فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا ۱۱ تَبَارَكَ الَّذِي إِنْ شَاءَ

کہ اب کوئی راہ نہیں ہائے، بڑی برکت والا ہے وہ کہ اگر چاہے

جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِنْ ذَلِكَ جَنَّتٍ بِجُحَىٰ مِنْ تَحْتِهَا

تو ہمارے لئے بہت بہتر اس سے کر دے جنتیں جن کے نیچے ہرگز

الْأَنْهَارُ وَيَجْعَلُ لَكَ قَصُورًا ۱۲ بَلْ كَذَّبُوا بِالسَّاعَةِ

بہیں اور گھڑے ہمارے لئے اور چھوٹے محل بلکہ یہ قیامت کو جھوٹے ہیں نہ

وَأَعْتَدْنَا لِلْإِثْمِ كَذِبَ السَّاعَةِ سَعِيرًا ۱۳ إِذَا رَأَيْتَهُمْ

اور قیامت کو جھوٹے ہم نے اس کے لئے تیار کر رکھا ہے بھڑک رہی ہوئی اس کی

مِنْ مَّكَانٍ بَعِيدٍ سَمِعُوا لَهَا تَغَيُّظًا وَزَفِيرًا ۱۴ وَإِذَا

وہ انہیں دور جگہ سے دیکھی تو نہیں گئے اس کا جوش مارنا اور چنگاڑنا تھ اور جب

الْقَوْمَ مِنْهُمْ مَكَانًا ضَيِّقًا مَّقْرِنِينَ دَعَوْا هُنَالِكَ

اس کی کسم پرسی میں ڈالے جائیں گے دوزخوں میں جڑے ہوئے تو وہاں موت

تُبُورًا ۱۵ لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُورًا وَاحِدًا وَادْعُوا ثُبُورًا

ماں گیں گے نہ فرمایا جائے گا آج ایک موت نہ مانگو اور بہت سی موتیں

كَثِيرًا ۱۶ قُلْ أَذَلِكَ خَيْرٌ أَمْ جَنَّةُ الْخُلَآئِیِ الَّتِیْ وَعَدَ

مانگو؟ تم فرمادیا کہ یا بھلا یا وہ ہمیشگی کے باغ جس کا دوسرا

الْمُتَّقُونَ كَانَتْ لَهُمْ جَزَاءٌ وَصِيْرًا ۱۷ اَللّٰهُمَّ فِيْهَا

دور والوں کو ہے وہ ان کا صلہ اور انجام ہے تہ ان کے لئے وہاں

مَنْزِل ۴

انہیں اور سے، حکایتاً نہ ان کا تمنا موت کرنا بلکہ ان کی جان نکال دی جائے گی حدیث شریف میں ہے کہ گنہگار مومن دوزخ سے بچے ہوئے کو کئے کی شکل میں نکالے جائیں گے۔ پھر جنت کے پانی سے وہ ایسے آگے کے جیسے کھیت میں سبزہ خیال رہے کہ ہر کافر اپنے شیطان کے ساتھ زنجیروں میں جلا ہوا ہو گا۔ یعنی موت کی موت دعائیں مانگو کیونکہ موت ایک ہی ہے زبان نہیں۔ یا یہ کلام حکم کے طور پر ہے، یہ حکم وجوب کے لئے نہیں بلکہ غضب کے اظہار کے لئے ہے۔ یعنی قانونی طور پر جنت ایک لوگوں کو بدلے کے طور پر ملے گی اور مسلمانوں کے چھوٹے چھوٹے جنت میں جاتا رب تعالیٰ کے محض فضل و کرم سے ہو گا۔ ایسے ہی بعض گنہگاروں کو معافی دے کر جنت کا ملنا۔

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ جتنی لوگ اپنے کفر و قرابت اروں کی مغفرت چاہیں گے ہی نہیں نیز کسی بری چیز کی خواہش ہی ان کے دل میں پیدا نہ ہوگی۔ کیونکہ وہاں نفس امارہ نہ رہے گا اس لئے ان کی ہر بات مانی جائے گی۔ دنیا میں نفس امارہ کی وجہ سے بری خواہشیں بھی کر لیتے ہیں۔ جنت کی تمام خواہشیں پوری ہوں گی ۲۔ یعنی یہ جنت مانگنے کے لائق ہے، یا وہ جنت جسے دنیا میں مومن مانگا کرتے تھے۔ خیال رہے کہ رب تعالیٰ کے سارے وعدے سچے ہیں شک تو اس میں ہے کہ ہم اس وعدے میں داخل ہیں یا نہیں۔ رب تعالیٰ سے یہ عرض کرنی کہ **وَتَبْتَ وَابْنَا مَا وَغَدْنَا عَلَىٰ رَيْبِكَ** اسی ناپ رہے کہ ہم کو اس وعدے میں اپنے داخل ہونے کا یقین نہیں ۳۔ اس

سے مراد مشرکین کے بت ہیں پھر، نکڑی، چاند، سورج وغیرہ اس میں حضرت مسیح و عزیر علیہما السلام داخل نہیں کیونکہ یہاں مافریا گیا جو بے عقل چیزوں کے لئے آتا ہے رب فرماتا ہے۔ **اَنْتُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ حَسْبُ جَهَنَّمَ** تم اور تمہارے معبود دوزخ کا ایندھن ہیں۔ یہاں بھی یہ ہی مراد ہیں ۴۔ یہ سوال مشرکین کو ذیل کرنے کے لئے ہو گا ورنہ رب تعالیٰ جانتا ہے کہ ان پتھروں، چاند، سورج نے مشرکین کو اپنی عبادت کا حکم نہ دیا تھا۔ ۵۔ یعنی جب ہم نے خود تیرے سوا کسی کو معبود نہ مانا تو انہیں یہ حکم کیسے دے سکتے تھے ۶۔ اس سے حق تعالیٰ پر اعتراض کرنا مقصود نہیں بلکہ یہ عرض کرنا کہ ان بد نصیبوں نے تیری ذمیل سے غلط فائدہ اٹھایا کہ بجائے شکر کے نکھر کیا ۷۔ یعنی اے کافرو! تم نے اپنے معبودوں کو الہ کہا اور انہوں نے تمہیں جھوٹا کر دیا اب یہ بت نہ تمہاری مدد کر سکیں گے نہ ہم کریں گے نہ تم ایک دوسرے کی مدد کر سکو۔ اس سے معلوم ہوا کہ انشاء اللہ گنہگار مسلمانوں کی مدد ہوگی

۸۔ یہاں ظالم سے مراد کافرو کافر گھر ہے، ورنہ ہر کافر ظالم ہوتا ہے ۹۔ یعنی موجودہ کفار جو کہتے ہیں کہ اگر آپ نبی ہیں تو کھاتے پیچے کیوں ہیں، بازار میں کیوں جاتے ہیں ان کی یہ بکواس قابل توجہ نہیں۔ دنیا میں سارے انبیاء کھاتے پیچے بھی تھے اور بازار بھی جاتے تھے اس سے نبوت پر کیا اعتراض ہے۔ ۱۰۔ مگر نبی کے بازار جانے اور ہمارے بازار جانے میں فرق عظیم ہے ہم محض نفس امارہ کے لئے وہاں جاتے ہیں وہ رضائے الہی کے لئے اور ان کا وہاں کاروبار کرنا بھی تبلیغ ہے کہ لوگوں کو اس سے تجارت کے مسائل معلوم ہوتے ہیں۔ ایسے ہی ہماری عبادات اور نبی کی عبادات میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ جہاز کے مسافر پار گئے کے لئے جہاز میں بیٹھے ہیں اور جہاز کا کپتان پار لگانے کے لئے اسی لئے مسافر کرایہ دے کر اور کپتان تختہ لے کر سوار ہوتے ہیں۔ اسلام کی کشتی میں نبی اور امتی سب سوار ہیں مگر ہم پار لگنے کو نبی پار لگانے کو الہ یہ آیت ابو جہل، ولید بن عقبہ، عاص بن وائل اور نضر بن

حارث وغیرہ سردار ان قریش کے متعلق نازل ہوئی جنہوں نے حضرت بلال، ابوذر غفاری، عمار بن یاسر وغیرہم رضی اللہ عنہم فقراء صحابہ کو کچھ کرکھا تھا کہ اگر ہم ایمان لائیں تو یہ فقراء ہم سے درجے میں افضل ہوں گے کیونکہ یہ ہم سے پہلے ایمان لائے تھے ہیں یا ان جیسے ہو جائیں گے۔ گویا یہ حضرات ان بد نصیبوں کے لئے قبضہ بن گئے۔ اس کے شان نزول میں اور بھی بہت سے اقوال ہیں جو تفسیر خزانہ العرفان میں مذکور ہیں۔

مَا يَشَاءُونَ خُلَيْدٌ كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ وَعْدًا مَسْئُولًا ۝۱۱

میں مانتی ملاؤں میں اللہ میں ہمیشہ رہیں گے تمہارے رب کے کدھر وعدہ ہے مانگا ہوا ہے

وَكُلُّهُمْ خَشَرٌ وَمَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ فَيَقُولُ

اور میں دن اکٹھا کرے گا انہیں اور جن کو ان کے سوا بدھتے ہیں ان پھر ان معبودوں

ءَاَنْتُمْ اَصْلَحْتُمْ عِبَادِيَ هَؤُلَاءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيلَ ۝۱۲

سے فرمائے گا کیا تم نے میرا کو دینے میرے بندے یا یہ خود ہی راہ بھولے گی

قَالُوا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يُبِغِي لَنَا اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ

وہ عرض کریں گے یا کی ہے کچھ کہ ہمیں سزاوار نہ تھا کہ تیرے سوا کسی اور کو

دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِيَاءٍ وَلَكِنْ مَّتَّعْتُمْ وَاٰبَاءَهُمْ حَتّٰى

کھلا بنا نہیں لیکن تو نے انہیں اور ان کے باپ داداؤں کو برتنے دیا یا انک

لَسُوْا الدِّكْرُ وَكَانُوا قَوْمًا بُورًا ۝۱۳ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ بِمَا

کہہ تیرے یا بد بھول گئے ان اور لوگ تھے ہی ہلاک ہونے والے۔ تو اب معبودوں نے تمہاری

تَقْوٰىوْنَ فَمَا تَسْتَطِيعُوْنَ صَرْفًا وَلَا نَصْرًا وَمَنْ

بات جھٹلاؤ تو اب تم نہ مذاہب پھر سکو نہ اپنی مدد کر سکو اور تم میں

يَظْلَمُ مِنْكُمْ نَذْرَهُ عَذَابًا كَبِيْرًا ۝۱۴ وَمَا اَرْسَلْنَا

جو ظالم ہے ہم اسے بڑا عذاب بکھائیں گے اور ہم نے تم سے

قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا اَنْتُمْ كِلٰٓا كُوْنِ الطَّعَامَ

پہلے بھی رسول بھیجے سب ایسے ہی تھے تو کھانا کھاتے

وَكَيْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ

اور بازاروں میں بیٹھتے تھے اور ہم نے تم میں ایک کو دوسرے کی مانع

فِتْنَةً اَتَصْبِرُوْنَ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيْرًا ۝۱۵

کیا ہے اور لے لوگوں کو کھانا تم صبر کرو گے اور لے محبوب تمہارا رب دیکھتا ہے

۱۔ یعنی قیامت کے منکر خواہ رب کے بھی منکر ہوں یا نہ ہوں۔ دوسری بات زیادہ قوی ہے جیسا کہ اگلے مضمون سے معلوم ہو رہا ہے۔ ۲۔ یعنی انسان نبی نہ ہونا چاہیے تھا بلکہ نبوت فرشتوں کو ملنی چاہیے تھی۔ یا یہ مطلب ہے کہ ہمارے سامنے فرشتے کیوں نہ آئے جو حضور کی گواہی دیتے ۳۔ اس طرح کہ نبی کے واسطے کی ضرورت ہی نہ پڑتی۔ ہندے بلا واسطہ رب سے فیض پاتے۔ معلوم ہوا کہ وسیلہ کا انکار کرنا کفار کا شیوہ ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ کے دیدار کی تمنا کرنی اگر شوق و محبت میں ہو تو سنت حکیم اللہ ہے اور نبی کے انکار کی بنا پر ہو تو کفار کا طریقہ ہے۔ ۴۔ یعنی ان بے ہودوں نے اپنے کو اتنا بد سمجھ لیا کہ براہ راست فرشتوں یا اللہ

تعالیٰ سے فیض لینے کے قابل اپنے کو سمجھ بیٹھے۔ نبی کے وسیلہ کے منکر ہو گئے ۵۔ اپنی موت کے وقت یا قیامت کے دن۔ کیونکہ حضور کی برکت سے فرشتے عذاب لے کر دنیا میں نہیں آتے۔ ۶۔ معلوم ہوا کہ مومنوں کے لئے ان کی موت خوشی کا وقت ہوتا ہے۔ اسی لئے صالحین کے موت کے دن کو عرس یعنی شادی کا دن کہا جاتا ہے۔ ایسے ہی قیامت کا دن ان کے لئے سرور و شادمانی کا دن ہو گا۔ ۷۔ یعنی عذاب کے فرشتوں کو ہم سے چھا دے۔ کیونکہ ان کے بہت ناک چہرے دیکھنے سے ہم کو سخت تکلیف ہوتی ہے۔ معلوم ہوا کہ مومن رحمت کے فرشتے دیکھ کر خوش ہوں گے اور ان کا قرب چاہیں گے ۸۔ نیک اعمال جیسے صدقہ خیرات عزیزوں سے اچھا سلوک قبیہوں کی پرورش کیونکہ کفار کے گناہ باقی رکھے جائیں گے صرف نیکیاں برباد ہوں گی۔ قبولیت نیکی کے لئے ایمان ایسی شرط ہے جیسے نماز کے لئے وضو ۹۔ کہ اس کے عذاب کی معاف ان نیکیوں سے نہ بچے گی۔ لیکن بعض کفار کی بعض نیکیوں کی وجہ سے عذاب ہلکا ضرور ہو گا۔ جیسے ابوطالب حضور کی خدمت کی وجہ سے جہنم سے باہر معذب ہوں گے یا ابولہب کو حضور کی ولادت کی خوشی میں توبہ کو آزاد کرنے کی وجہ سے دوزخ میں اٹکی سے پانی ملتا ہے۔ لہذا حدیث اور قرآن میں تعارض نہیں ۱۰۔ جہاں یاریک ریزوں کو کہتے ہیں جو اندھیری کو ٹھنڈی میں کسی روزن کی دھوپ میں محسوس ہوتے ہیں۔ ذروں سے بھی یاریک ہوتے پکڑ میں نہیں آتے مطلب یہ ہے کہ کفار کی نیکیاں ان کھڑے ہوئے ریزوں کی طرح برباد ہوں گی۔ ۱۱۔ یا تو مستقر سے مراد قبر ہے اور مقبل سے مراد جنت۔ مومن کی قبر جنت کا باغ ہوتی ہے۔ اور اس کا دائمی مقام خود جنت ہے یا ان دونوں سے مراد جنت کے دو حصہ ہیں مستقر وہ حصہ جہاں جنتی اپنے دوستوں سے ملاقات کرے گا اور مقبل وہ جگہ جہاں اپنے بھائی بچوں کے ساتھ اٹھے بیٹھے گا۔ یا مستقر دنیا ہے اور مقبل آخرت۔ مومن مسجد میں کافریہ خانہ میں زندگی گزارا ہے اور مسجد کہیں بہتر ہے۔ یا مستقر سے مراد

وقال الذين لا يرجون لقاءنا لولا أنزل علينا
الملائكة أو نرى ربنا لقد استكبروا في أنفسهم
وعتوا عتوا كبيرا ۱۰ يوم يرون الملائكة لا بشرى
لهم يومئذ ولا يقولون حجرا متحجرا ۱۱ و
قد منا إلى ما علموا من عمل فجعلناه هباء منثورا ۱۲
أصحب الجنة يومئذ خير مستقرا ۱۳ وأحسن مقيلا ۱۴
الملائكة يومئذ الحق للرحمن وكان يومنا على
الكافرين عسيرا ۱۵ ويوم بعض الظالم على يديه
يقول لييتني اتخذت مع الرسول سبيلا ۱۶ يويلتي
لييتني لم اتخذ فلانا خليلا ۱۷ لقد أضلني عن
هذا وما كنت بمشتري

حساب سے بعد کی جگہ ہے اور مقبل حساب کے دوران کی جگہ ۱۲۔ یعنی آسمان پھٹ جائے گا اور وہ بادل نظر آنے لگے گا جو آسمانوں سے اوپر اور آسمانوں کی آڑ میں ہے (روح البیان) ۱۳۔ اس طرح کہ اولاً پہلے آسمان کے فرشتے اتریں گے جن کی تعداد تمام جن و انس سے زیادہ ہے۔ پھر دوسرے تیسرے آسمان پھٹیں گے اور وہاں کے فرشتے اترتے جائیں گے۔ ہر آسمان کے فرشتوں کی تعداد پچھلے آسمان کے فرشتوں سے زیادہ ہوگی۔ (خزان العرفان روح) ۱۴۔ یعنی اس دن خدا تعالیٰ کے سوا کسی کی ظاہری سلطنت بھی نہ ہوگی جیسا کہ دنیا میں تھا اور وہ دن کافروں پر سخت اور مومنوں پر نہایت ہی آسان ہو گا۔ مومنوں کو اتنا درازن ایسا معلوم ہو گا جیسے چار رکعت نماز پڑھنے کا وقت۔ ۱۵۔ شان نزول۔ یہ آیت عقبہ بن معیط کے متعلق نازل ہوئی جس نے اولاً کلک پڑھ لیا تھا پھر ابی بن خلف کے کہنے سے مرتد ہو گیا۔ حضور

(بقیہ صفحہ ۵۷) نے اس کے قتل کی خبر دی چنانچہ وہ بدھ میں مارا گیا۔ ابی بن خلف اس کا دوست تھا اسے قیامت میں اس کی دوستی پر ندامت ہوگی۔ آیت کا نزول اگرچہ خاص ہے مگر اس کا حکم عام ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان کے لئے دو چیزیں ضروری ہیں۔ اچھوں سے الفت، بدھوں سے نفرت۔ اس لئے کفار ان دونوں پر کف افسوس ملیں گے، کفار سے دینی محبت رکھنی کفر ہے اور دنیاوی محبت ضعف ایمان۔

۱۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے مقرب بندے قیامت میں اپنے متوسلین کو بے مدد نہ چھوڑیں گے۔ ان کی مدد فرمائیں گے لہذا دنیا میں اچھوں کو دوست بنانا ضروری ہے جن

کی مدد قیامت میں کام آئے۔ ۲۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں رب سے یہ شکایت کی 'یا قیامت میں فرمائیں گے۔ ۳۔ کہ کسی نے اسے جادو کہا۔ کسی نے کمانت کسی نے شعر۔ ۴۔ یعنی بیشک سے کفار پیغمبروں کے دشمن رہے۔ ان کی دشمنی سے آپ مشکل نہ ہوں۔ بیشک اسی کا چرچا زیادہ ہوتا ہے۔ جس کے دشمن بہت ہوں۔ موسیٰ علیہ السلام کے مقابل فرعون۔ حضرت ابراہیم کے مقابل نمرود حضور کے مقابل ابوجہل وغیرہ اسی لئے پیدا کئے گئے کہ نبی کی طاقت کا پتہ لگے۔ ۵۔ وہی آپ کی مدد فرمائے گا۔ خیال رہے کہ اللہ کے مقبولوں کی مدد بھی اللہ کی مدد ہے۔ یہ حضرات عون الہی کے منظر ہیں۔ لہذا اس آیت سے یہ لازم نہیں آتا کہ کسی بندے کی مدد نہ لی جائے۔ رب فرماتا ہے۔ وَتَحَارُّواْ عَلَى الْبَيْتِ وَالتَّهْوٰی ۱۔ یعنی جیسے تورات و انجیل ایک دم نازل ہوئیں، ایسے ہی قرآن کریم ایک دم کیوں نہ اترے۔ یہ اعتراض نہایت حماقت پر مبنی ہے کیونکہ قرآن کریم کے آہستہ اترنے میں اس کے معجزہ ہونے کی بڑی دلیل ہے کہ ہر آیت کے مقابلہ کرنے سے کفار کا بجز ظاہر ہو رہا ہے۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم کا طریقہ نزول، تورات و انجیل کے طریقہ نزول سے دو طرح سے اعلیٰ ہے۔ ایک یہ کہ وہ کتابیں ایک دم آئیں اور قرآن آہستہ آہستہ۔ دوسرے یہ کہ وہ کتابیں لکھی ہوئیں آئیں اور قرآن بولا ہوا۔ آہستہ آنے میں امت کو عمل کرنا نہایت آسان رہا۔ اور رب سے حضور کا سلسلہ کلام ہمیشہ قائم رہا۔ اور پڑھ کر اتارنے میں وہ معافی حاصل ہو سکتے ہیں جو لکھا ہوا سینے میں حاصل نہیں۔ کیونکہ بہت سے مفہوم گفتگو کے لب و لہجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ حضرت ابراہیم نے چاند سورج کے متعلق فرمایا۔ هٰذَا رَبِّيْ۔ میرا رب ہے۔ اگر یہ جملہ خبریہ ہو تو شرک ہے۔ اگر سوال کے لب و لہجہ میں ہو تو عین ایمان ۸۔ اس طرح کہ تیس سال کے عرصہ میں نازل فرمایا۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے نیک بندوں کا کام رب کا کام ہے۔ کیونکہ قرآن پڑھنا حضرت

۲۵ الفرقان
 ۵۷۸
 ۲۵
 الذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَاءَنِي وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِلْإِنْسَانِ
 پامانی ہوئی نصیحت سے اور شیطان آدمی کو بے مدد چھوڑ دیتا
 خذُوا الْقُرْآنَ وَقَالَ الرَّسُولُ يَرْبُّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَذَا
 ہے نہ اور رسول نے تم میں کئی کئی میرے رب کی ہر قوم نے اس قرآن کو چھوڑنے
 الْقُرْآنَ مَهْجُورًا ۲۵ وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا
 کے قابل ہجڑا یا کئے اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لئے دشمن بنا دیئے تھے
 مِّنَ الْمُجْرِمِينَ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ هَادِيًا وَنَصِيرًا ۲۶ وَقَالَ
 جبرائیلؑ کے اور ہمارا رب کافی ہے ہدایت کرنے اور مدد دینے کو کٹ اور کاغذ بولے
 الَّذِينَ كَفَرُوا وَالْوَلَا تَزَلْ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ جُمَّلَةً وَأَجْدَةً
 قرآن ان پر ایک ساتھ کیوں نہ اتار دیا نہ
 كَذَلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهِ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنَاهُ تَرْتِيلًا ۲۷ وَلَا
 ہم نے یوں ہی ہندرتج اے انالا ہے کہ اس سے ہمارا دل مضبوط کریں نہ اور ہم نے اسے
 يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنَاكَ بِالْحَقِّ وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا ۲۸
 غمزدگی کے ساتھ نہ اور وہ کوئی بہادرتج ہمارے پاس نہ لائیں گے مگر ہم تم کو اس کے بہترین بیان
 الَّذِينَ يُخْشَوْنَ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ إِلَىٰ جَهَنَّمَ أُولَٰئِكَ
 لے آئیں گے وہ جہنم کی گھرت ہائے جائیں گے اپنے منہ کے بل انکا شکا سہے برا
 شَرَّمَاكَ نَا وَاضْلُ سَيِّدَا ۲۹ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ
 اور وہ سب گمراہ نہ اور بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی اور
 وَجَعَلْنَا مَعَهُ أَخَاهُ هَارُونَ وَزِيرًا ۳۰ فَقُلْنَا أَذْهَبَا إِلَى
 اس کے بھائی ہارون کو وزیر کیا کہ تو ہم نے فرمایا کہ تم دونوں جاؤ
 الْقَوْمَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَذَرْنَهُمْ تَدْمِيرًا ۳۱ ط
 اس کو اکل طرف جس نے ہماری آیتیں جھٹلائیں نہ پھر ہم نے انہیں تباہ کر کے ہلاک کر دیا
 منزل ۲

جبریل کا کام تھا کہ رب نے فرمایا کہ ہم نے پڑھا۔ اس میں اشارۃً بندوں کو ہدایت ہے کہ قرآن کریم غصہ غصہ کر پڑھا کریں۔ رب فرماتا ہے۔ وَذِی الْقُرْآنِ مُتَنِیْلًا لِّذَا سَارَ الْقُرْآنِ اِیْکَ دِنٍ مِّنْ جُلْدٍ یَّجْلٰی نَزَّہُوْکَ سَوَآءٌ یَغْفِرُ لِمَنۡ یَّشَآءُ وَرَہْطٌ لِّلْعَظِیْمِیْنَ کے اور کچھ سمجھ میں نہ آوے۔ ۹۔ یہاں جمل سے مراد اعتراض ہے اور حق سے مراد اس کا جواب یعنی کفار آپ پر جو بھی اعتراض کریں گے ہم اس کا نامتاً نفس جواب دیں گے معلوم ہوا کہ حضور کو بارگاہ الہی میں وہ قرب حاصل ہے کہ اعتراض حضور پر ہو تو جواب رب دے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن دنیا کی طرح اپنے پاؤں پر بلا تکلف جنت کی طرف جائیں گے بلکہ بعض سواروں پر ہوں گے۔ منہ کے بل راستے طے کرنا کفار کے لئے ہو گا۔ کیونکہ جو چہیز قرآن کریم میں کفار کے عذاب کے طور پر بیان ہوئیں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان سے محفوظ رکھے گا۔ ۱۰۔ اس سے

بقیہ صفحہ ۵۷۸) چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تورات صرف موسیٰ علیہ السلام کو عطا ہوئی نہ کہ حضرت ہارون کو تورات کی تبلیغ کا حکم دیا گیا وہ سرے سے نہ جبریکساں درجہ والے نہیں۔ بعض سلطان ہیں۔ بعض ان کے وزیر تیسرے یہ کہ کوئی نبی خدا تعالیٰ کا وزیر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وزیر وہ جو بادشاہ کی ضرورت پوری کرنے کے لئے اس کی مدد کرے اور سلطنت کا پوجہ اٹھائے۔ رب تعالیٰ ضرورتوں سے پاک اور بے نیاز ہے۔ اللہ العزیز ۱۲ میں قوم سے مراد فرعون اور فرعون کی لوگ ہیں۔ انہوں سے مراد تورات شریف کی آیات اور موسیٰ علیہ السلام کے معجزات نہیں ہیں۔ کیونکہ وہ تو ابھی فرعون کے پاس پہنچے ہی نہ تھے۔ بلکہ آیات سے مراد قدرت کی

نشانیوں ہیں جو رب کی وحدانیت پر دلالت کرتی ہیں ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ قانون قدرت یہ ہے کہ نبی کو جھٹلائے بغیر کسی قوم پر عذاب نہیں آتا۔

۱۔ کیونکہ ایک رسول کا جھٹلانا تمام رسولوں کا جھٹلانا ہے۔ لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۲۔ اس طرح کہ آئندہ پیدا ہونے والی نسلوں کو ان کے قصے سنانے گئے یا کشتی والوں نے ان کفار کو غرق ہوتے ہوئے دیکھا اور عبرت پکڑی ۳۔ یعنی کافروں کے لئے رب فرماتا ہے اِنَّ الْبَشَرَةَ نَظْمٌ عَظِيمٌ ۴۔ عاد و ہود علیہ السلام کی قوم ہے اور ثمود صالح علیہ السلام کی قوم۔ کنوئیں والے شعب علیہ السلام کی قوم جن کے گھر کنوئیں کے آس پاس تھے۔ اس کنوئیں کو ذہنی پتھر سے ڈھک دیتے تھے اور وقت مقررہ پر کھول کر پانی لیتے تھے ۵۔ گزشتہ قوموں کی ہلاکت کے واقعات ۶۔ وہ قوم لوط کی بھتیجیاں ہیں جن پر پتھر برسے اور جو الٹ دی گئیں۔ اہل عرب تجارت کے لئے ملک

شام جاتے تھے۔ راست میں یہ اجڑی ہوئی، الٹی ہوئی بھتیجیاں دیکھتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ تاریخی واقعات کے ثبوت کے لئے شہرت ہی کافی ہے۔ کیونکہ ان مقامات کا یہ حال اور ان کا ٹھکانا اہل عرب کو شہرت سے معلوم تھا نہ کہ آیات قرآنیہ سے۔ ۷۔ معلوم ہوا کہ نبی کا مذاق اڑانا ان کی کسی چیز کو نظر حقارت سے دیکھنا کفار کا طریقہ ہے ۸۔ جن کے پاس نہ دنیاوی شان و شوکت ہے نہ مال و متاع معلوم ہوا کہ نبوت بصارت سے نظر نہیں آتی۔ اس کے لئے بصیرت ایمان کی ضرورت ہے۔ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ ٹایپانے حضور کو پہچان لیا اور آنکھوں والا ابو جمل آپ کو نہ دیکھ سکا ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ معجزات کے قوی اثر کا کفار کو بھی اقرار تھا۔ وہ کہتے تھے کہ اگر ہم پورے خدی نہ ہوتے تو آپ کے معجزات کی وجہ سے کفر سے کبھی کے ہٹ چکے ہوتے۔ معلوم ہوا کہ خدا کا علاج ناممکن ہے ۱۰۔ کفار یا مومنین۔ کفار نے بت پرستی کو ہدایت اور ایمان کو گمراہی کہا تھا۔ رب نے اس کا

وقال الذین	۵۷۹	الفقران
<p>وَقَوْمُ نُوحٍ لَمَّا كَذَّبُوا الرَّسُولَ وَجَعَلْنَاهُمْ لِنَارٍ</p> <p>اور نوح کی قوم کو جب انہوں نے رسول کو جھٹلایا کہ ہم نے تجھ کو بلایا اور انہیں رسولوں کیلئے ناری</p> <p>آيَةً وَاعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ عَذَابًا أَلِيمًا ۝ وَعَادًا وَثَمُودًا ۝</p> <p>کر دیا اور ہم نے ظالموں کے لئے عذاب تک عذاب تیار کر رکھا ہے کہ اور عاد اور ثمود اور</p> <p>اَصْحَابَ الرَّسِّ وَقَوْمَ ثَابُتٍ ذٰلِكَ نَبِيْرًا ۝ وَكَافَرْتُمَا</p> <p>کنوئیں والوں کو اور انہیں بہت سی سنگتیں ہیں اور ہم نے سبے مثالیں</p> <p>لَهُ الْاَمْثَالُ وَكَافَرْتُمَا نَبِيْرًا ۝ وَلَقَدْ اَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ</p> <p>میان فرمائیں اور سب کو تباہ کر کے شاد کیا اور ضرور یہ ہوئے ہیں اہل بستی پر</p> <p>الَّتِي اَمْطَرْتُ مَطَرًا سَوِيًّا فَلَمْ يَكُونُوْا يُرَوْنَهَا بَلْ كَانُوْا</p> <p>میں بد برا برساؤ برساؤ تھا تو کیا یہ اسے دیکھتے نہ تھے بلکہ انہیں ہی انہی</p> <p>لَا يَرْجُوْنَ نَشُوْرًا ۝ وَاِذَا رَاوْا اٰرَافًا يَنْخَنُذُوْنَكَ الْاَهْزَاوَا</p> <p>انید ہی، نہیں اور جب نہیں دیکھتے ہیں تو نہیں نہیں بھڑکتے مگر ٹھٹھانے</p> <p>اَهْذَا الَّذِيْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا ۝ اِنْ كَاذِبٌ بَلَّغْنَا عَنْ</p> <p>کیا یہ ہیں جن کو اللہ نے رسول بنا کر بھیجا وہ قریب تھا کہ یہ نہیں ہمارے خداؤں</p> <p>اِلَهِنَا لَوْلَا اَنْ صَبَرْنَا عَلَيْهِمْ اَوْ سَوْفَ يَعْلَمُوْنَ حٰجِبًا</p> <p>سے ہر کا دیں اگر ہم ان پر صبر نہ کرتے تو اور اب جانا چاہتے ہیں جس دن</p> <p>يُرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ اَصْلُ سَبِيْلًا ۝ اَرْءَيْتَ مَنِ الْخَنَازِ</p> <p>عذاب دیکھیں گے کہ کون گروہ تھا کہ ہم نے اسے دیکھا جس نے اپنے ہی کی خواہش</p> <p>اِلَهٍ هُوَ اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَيْهِ وَكِيلًا ۝ اَمْ تَحْسِبُ اَنْ</p> <p>کو اپنا خدا بنایا کہ تو کیا تم اس کی نگہبان کا ذمہ لے گئے یا یہ سمجھتے ہو کہ ان میں</p> <p>اَنْتُمْ سَمِيعُوْنَ اَوْ يَعْقِلُوْنَ اِنْ هُمْ اِلَّا كَاْلَاْنَعَامِ</p> <p>بہت کچھ سنے یا سمجھتے ہیں وہ تو نہیں مگر جیسے</p>		
منزل ۳		

جواب انہیں کے قول کے مطابق فرمایا کہ وہ آئندہ خود ہی فیصلہ کر لیں گے کہ گمراہوں ہے اور ہدایت پر کون۔ ۱۱۔ مشرکین عرب کا دستور تھا کہ ان میں سے ہر ایک کسی پتھر کو پوجتا رہتا تھا۔ پھر جب کبھی اس سے اچھا پتھر مل جاتا تو پہلے کو پھینک کر دوسرے کو اٹھا لیتا اور اسے پوجنے لگتا۔ نیز ہر ایک اپنی خواہش میں آزاد تھا جو چاہتا کرتا۔ اس آیت میں اسی کا ذکر ہے۔ معلوم ہوا کہ آزادی اچھی چیز ہے مگر یہ قیدی اور لا قانونی بری چیز۔ یہاں الہ کے معنی مطاع ہیں اور ہوس سے مراد وہ خواہش ہے جو نفس کے خلاف ہو۔ رمضان میں بے روزہ رہ کر کھانا پینا ہوس ہے۔ زکوٰۃ نہ دینا ہوس ہے ۱۲۔ ہرگز نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور مسلمانوں کے نگہبان اور وکیل ہیں۔ کیونکہ کلبان کا نہ ہونا کافروں کے لئے بیان ہوا۔ رب فرماتا ہے۔ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْدِ اِيْكُمْ وَرَسُوْلًا شَهِيدًا ۱۳۔ ہرگز نہیں یہ آیت اس آیت کی تفسیر ہے۔

(بقیہ صفحہ ۵۷۹) وَلَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ الذَّمُّ مَعْلُومٌ ہوا کہ ان آیتوں میں بہرے، اندھے، مردے سے مراد کفار ہیں جن کے دل مردہ آنکھیں، کان اندھے، بہرے ہیں کہ حق نہیں دیکھتے، نہیں سنتے۔

۱۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جس عقل سے اللہ رسول کی پہچان نہ ہو وہ بے عقلی ہے۔ اصل مقصود وہ ہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ ان کی پہچان محض عقل سے نہیں ہوتی بلکہ رب کے فضل سے ہوتی ہے۔ دیکھو حضور کو پتھروں، سوسکی لکڑیوں نے پہچان لیا۔ اور نہ مانا تو ابو جہل نے یہ لوگ جانوروں سے بدتر اس لئے ہوئے کہ جانور

رب کی تسبیح کرتے ہیں، چارہ دینے والے مالک کی پہچان و اطاعت کرتے ہیں۔ نفع، نقصان کی چیزیں جانتے پہچانتے ہیں اپنا گناہ پہچانتے ہیں مگر کفار یہ کچھ بھی نہیں جانتے۔ ۱۔ ۲۔ معلوم ہوا کہ حضور نے رب کو دیکھا اور تمام مخلوقات بنی ہوئی ملاحظہ کی ہے۔ کیونکہ حضور اول الخلق ہیں۔ ہر چیز کے سامنے بنی، اسی لئے حضور نے پہلی وحی کے موقع پر حضرت جبریل کو پہچان لیا کہ یہ فرشتہ ہے اور جو کچھ بول رہا ہے وحی الہی ہے ورنہ اگر حضور کو جبریل کی پہچان نہ ہوتی تو آیت اَقْرَبُ اِلَيْهِمْ لَيَقْنُنَ بِمَعْنٰی نہ رہتی۔ ۳۔ خیال رہے کہ رات زمین کا سایہ ہے۔ یعنی ہم نے رات کے وقت عالم میں زمین کا سایہ وسیع کر دیا جس سے اندھیرا ہو گیا۔ ۴۔ اس طرح کہ سورج لکھا ہی نہیں یا سورج تو لکھا مگر اندھیرے کو دور نہ کرتا۔ رات نہ جاتی، دن نہ آتا۔ ۵۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت پر، یا رات کے آنے جانے پر، اس طرح کہ سورج کی رفتار سے پتہ لگ جاتا ہے کہ اب رات قریب آگئی۔ ۶۔ کہ جس قدر سورج چڑھا گیا اندھیرا دور ہوا گیا۔ رات بھینچ گئی۔ اس آہستگی میں بھی رب کی حکمت ہے۔ ۷۔ اس طرح کہ رات برے بھلے آدمی اور اچھے برے اعمال کو چھپا لیتی ہے۔ خیال رہے کہ یہاں پردہ سے مراد شرعی پردہ نہیں۔ لہذا رات میں بھی لباس پہننا فرض ہے۔ رات کے اندھیرے میں نیچے نماز میں پڑھ سکتے۔ ۸۔ نیند عوام کے لئے جسم کا آرام ہے اور خواص کے لئے روح کا آرام، کہ وہ خواب میں اللہ رسول کی زیارت کر لیتے ہیں ۹۔ کہ دن میں کام کاج کرو، رزق کی تلاش کرو، ایسے ہی مرکز قیامت میں اٹھو گے ۱۰۔ قرآن شریف میں رحمت کی ہوا کو دیاں اور غضب و قہر کی ہوا کو ریح سے تعبیر فرمایا جاتا ہے۔ لہذا یہاں ریاں سے مراد رحمت کی ہوائیں ہیں جو بارش لاتی ہیں، مخلوق کو آرام پہنچاتی ہیں، جیسے کہ اگلی آیت سے معلوم ہو رہا ہے۔ ۱۱۔ آسمان کی طرف سے یا آسمان کے سبب سے۔ اس طرح کہ سورج کی گرمی سے سمندر کا پانی بھاپ بنایا۔ اور پھر اس بھاپ کو لوہر اٹھا کر بجایا۔ پھر ٹپکا۔ سبحان اللہ!

۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ بارش کے پانی سے وضو اور غسل درست ہے۔ نیز اس پانی سے جو بارش کے پانی کی طرح مطلق ہو ۱۳۔ خیال رہے کہ بارش کی برکت سے کتوؤں، تلاویں، دریاؤں میں پانی آتا ہے۔ اس لئے خشک سال میں یہ تمام خشک ہو جاتے ہیں اور بعض جگہ بارش کا پانی ہی پھا جاتا ہے، لہذا آیت صاف ہے اس پر کوئی اعتراض نہیں ۱۴۔ کہ کبھی کہیں بارش ہوتی ہے اور کبھی کہیں۔ اور باری باری سے آتی ہے۔ ایسے ہی قرآن کریم رحمت کی بارش ہے، ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ حصہ دیتا ہے ۱۵۔ لیکن ایسا نہ کیا، بلکہ سارے عالم کا باری صرف آپ کو بنایا۔ سب پیغمبر تارے تھے اور اے محبوب تم سورج ہو۔ اس لئے وہ بہت تھے اور تم خاتم النبیین ایک ہو ۱۶۔ جہاد کبیر کی چند صورتیں ہیں، زبانی تبلیغ کرنا، کفار اور ان کے معبودوں کی تردید کرنا۔ دل میں ان سے نفرت رکھنا۔ ان سب سے علیحدہ رہنا۔ ان سے دلی

القرطبان ٢٥

△△△

قال الذين ١٩

بَلْ هُمْ أَصْلُ سَبِيلٍ ۚ أَلَمْ تَرَ إِلَى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ

بیکران سے بھی بدتر گمراہ ملے اسے محبوب کیا تم نے اپنے رب کو نہ دیکھا کہ کیسا پھیلا ہوا

وَلَوْ شَاءَ جَعَلَهُ سَاكِنًا ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسُ عَلَيْهِ دَلِيلًا ۝

سایہ نک اور اگر چاہتا تو اسے ٹھہرایا ہو اگر دیتا کچھ رہنے کو اس پر دلیل کیا

ثُمَّ قَبَضْنَاهُ إِلَيْنَا قَبْضًا يَسِيرًا ﴿٥٧﴾ وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُم

پھر ہم نے آہستہ آہستہ اسے اپنی طرف سونپنا اور وہی ہے جس نے رات کو کہا ہے

إِلَّيْكَ يَا سَاءَ النَّوْمُ سُبَّانًا وَجَعَلَ النَّهَارَ نَشُورًا ﴿٢٠﴾

لئے پردہ کیا اور نیند کو آرام اور دن بنایا اٹھنے کے لئے ۹

وَهُوَ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيحَ بُشْرًا لِّبَنِي إِدْرِمَ

اور وہی ہے جس نے ہوائیں بھیجیں اپنی رحمت کے آغے مژدہ سناٹی ہوئی۔

وَأَنزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا ﴿٢٣﴾ لِّنَحْيِيَ بِهِ بَلْدَةً مِّمَّا

اور ہم نے آسمان سے لے جانی اتارا پاک کرنے والا لے تاکہ ہم اس سے زندہ کریں کسی مرد

وَسُقِيَهُمْ مِنْهَا خَاقِنًا نَعَامًا وَأَنَاسِي كَثِيرًا ۖ وَقَدْ

بشر کو اور اسے بلانیں اپنے بنائے ہوئے بہت سے چتر پائے اور آدمیوں کو سال اور بیشک

صَرَفْنَاهُ بَيْنَهُمْ لِيَذْكُرُوا أَنَّى آتَى النَّاسُ الْآكْفُرَ ۝

ہم نے ان میں پانی کے پھیرے رکھے تھے کہ وہ دھیان کر میں، تو بہت لوگوں نے نہ مانا مگر ناشکی

وَلَوْ شِئْنَا لَبعَثْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ تَذِيراً^(٥١) فَلَا تَطْعَمُ

کرنا اور انہیں چلبستہ توہرستی میں ایک ڈر سنانے والا بھینتے شان تو کافروں کا کہا

الْكُفْرَيْنِ وَجَاهِدْهُمْ بِهِ جِهَادًا كَبِيرًا ۝ وَهُوَ الَّذِي

نہ مان اور اس قرآن سے ان پر جہاد کر بڑا جہاد اور وہی ہے جس نے

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هَذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَهَذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ

ملے ہوئے رفاں کے دو سندر یہ پیش ہے نہایت شیریں اور یہ کھار کا ہے نہایت تلخ

منزل ۴۴

$$20\frac{2}{3} \times 2$$

(بقیہ صفحہ ۵۸۰) محبت نہ کرنا۔ کفار میں گھر کر دین پر قائم رہنا۔ خیال رہے کہ یہاں جہاد سے تلوار کا جہاد مراد نہیں کیونکہ سورہ فرقان یکہ ہے جہاد دین میں فرض ہوا۔

۱۔ سمندر کا بعض حصہ کھاری کر دیا ہے اور بعض ٹیٹھا۔ لیکن کھاری ٹیٹھے میں اور ٹیٹھا کھاری میں مخلوق نہیں ہوتا حالانکہ پانی فطری طور پر رل مل جاتا ہے۔ اس میں رب نے اپنی قدرت کاملہ کا اظہار فرمایا ۲۔ یعنی ماں باپ کے نطفہ سے کہ باپ کے نطفہ سے بڑی اور ماں کے نطفہ سے گوشت بنتا ہے۔ اسی لئے نسب باپ سے ہے نہ

کہ ماں سے، اس قاعدے سے حضرت آدمؑ و حوا عیسیٰ علیہم السلام علیحدہ ہیں قرآن ہی نے علیحدہ کیا ہے قانون اور ہے قدرت کچھ اور قانون کے ہم پائند ہیں رب نہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کے لئے رب فرماتا ہے۔ اِنِّ مَثَلُ یَسُیٰ عِنْدَ الَّذِیْ کُنْتُ اَدَمُ خَلْقَتْنِیْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهَا کُنِیْ کُنْ فَاَنْتِ کُنْ قانون یہ ہے کہ آگ جلا دے۔ قدرت یہ ہے کہ حضرت خلیل کو نہ جلا سکے۔ رب کو قانون کا پابند نہ جانو۔ ہمارا فرض ہے کہ قانون پر بھی ایمان لائیں اور قدرت پر بھی ۳۔ تاکہ تمہاری نسل چلے اور تم جانوروں سے ممتاز ہو جاؤ ۴۔ یعنی ان کی عبادت سے فائدہ نہیں اور ان کی عبادت نہ کرنے سے نقصان نہیں۔ بلکہ معاملہ برعکس ہے۔ کہ ان کی پوجا نہ کرنے سے فائدہ ہے اور کرنے سے نقصان ہے۔ ورنہ چجر و درخت، چاند سورج وغیرہ سے بہت فائدہ پہنچتے ہیں۔ لہذا آیت پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا۔ کہ رب نے ان فائدہ مند چیزوں کو بے فائدہ کیوں فرمایا۔ ۵۔ معلوم ہوا کہ کفر و شرک کرنا شیطان کو مدد دینا ہے اور رب کا مقابلہ کرنا۔ حضور جنت کی بشارت جہنم سے ڈر ساتے ہیں۔ آپ کسی نبی کی بشارت نہیں دیتے کیونکہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے والا۔ لہذا اس آیت سے قادیانی دلیل نہیں پکڑ سکتے کیونکہ یہاں بشارت کو ڈرانے کے ساتھ ذکر کیا ہے نہ کہ تصدیق کے ساتھ۔ جہاں حضور کی تصدیق کا ذکر ہے، وہاں بشارت کا ذکر نہیں ہوتا۔ ۷۔ یعنی تمہارا ہدایت قبول کر لینا اور رب کا مطیع بن جانا ہی میرا اجر ہے کہ رب تعالیٰ مجھے اس پر اجر دے گا۔ یہی مطلب اس آیت کا ہے۔ مَا سَأَلْتُکُمْ مِنْ اَجْرِ فَعَزَّوْا لَکُمْ یعنی جو اجر میں تم سے چاہتا ہوں، وہ تمہارے ہی لئے مفید ہے۔ یعنی تمہارا ایمان قبول کر لینا۔ ۸۔ یہاں توکل سے مراد شرعی توکل ہے۔ یعنی اسباب پر عمل اور خالق پر نظر رکھنا۔ توکل طریقت کا ترک اسباب ہے۔ ۹۔ یعنی چھ دن کے بقدر۔ ورنہ اس وقت سورج نہ تھا۔ دن رات سورج سے جنتے ہیں، اس مہلت میں بندوں کو تعلیم ہے کہ وہ کسی کام میں جلد بازی نہ کیا کریں۔ اطمینان سے کام اچھا ہوتا

وقال الذین	۵۸۱	الفرقان
<p>وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَجِجْرًا مَّحْجُورًا ۝۵۸۱ وَهُوَ الَّذِي</p> <p>اور ان کے بیچ میں پردہ رکھا اور روکی ہوئی آرت اور وہی ہے جس نے</p> <p>خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا ۝۵۸۲ وَكَانَ رَبُّكَ</p> <p>پانی سے بنایا آدمی نہ پھر اس کے رشتے اور سرال مقرر کیے اور تمہارا رب</p> <p>قَدِيرًا ۝۵۸۳ وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا</p> <p>قدرت والا ہے اور اللہ کے سوا ایسوں کو بلا دیتے ہیں جو ان کا بھلا برا کچھ</p> <p>يَضُرُّهُمْ ۝۵۸۴ وَكَانَ الْكَافِرُ عَلَىٰ رَبِّهِ ظَهِيرًا ۝۵۸۵ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ</p> <p>نہ کریں گے اور کافر اپنے رب کے مقابل شیطان کو مدد دیتا ہے نہ اور تم نے نہیں بھیجا</p> <p>الْأَمْبَشِيرَ ۝۵۸۶ وَتَذِيرًا ۝۵۸۷ قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ</p> <p>مگر خوشی اور ڈرنا تاکہ تم فرماؤ میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا</p> <p>إِلَّا مَنْ شَاءَ أَنْ يَتَّخِذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا ۝۵۸۸ وَتَوَكَّلْ عَلَى</p> <p>مگر جو چاہے کہ اپنے رب کی طرف راہ لے اور بھروسہ کرو اس</p> <p>الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهِ ۝۵۸۹ وَكُفِّ يَدَ</p> <p>زندہ بدست کبھی نہ مرے گا اور اسے سبھتے ہوئے اس کی پاکی بولو اور وہی کافی</p> <p>يَدَايُوبَ عِبَادِهِ خَيْرًا ۝۵۹۰ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ</p> <p>ہے اپنے بندوں کے گناہوں پر بخیر دار جس نے آسمان</p> <p>وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى</p> <p>اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے چھ دن میں بنائے گا پھر عرش پر</p> <p>الْعَرْشِ ۝۵۹۱ الرَّحْمٰنُ فَسَلِّ بِهٖ خَيْرًا ۝۵۹۲ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ</p> <p>اسکوی فرمایا ایسا اسکی شان کے لائق ہے وہ بڑی ہر حال تو کسی جاننے والے سے اسکی تعریف</p> <p>اسْجُدُوا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوا وَمَا الرَّحْمٰنُ أَنَسْجُدُ لِمَا</p> <p>پوچھو تم اور جب ان سے کہا جائے تم کو سجدہ کرو کہہتے ہیں تم کو کیا ہے کیا ہم سجدہ کریں گے</p>		
منزل		

۱۰۔ یعنی اے قرآن پڑھنے والے، اللہ کی تعریف اور اس کی حمد رسول اللہ سے پوچھ کہ رب محمود ہے اور حضور احمد ہیں۔ اسی طرح رسول اللہ کی نعمت اللہ سے پوچھ کر اللہ تعالیٰ حامد ہے اور حضور اس کے حمد ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔ لہذا یہاں خطاب مسلمان سے ہے اور خبر سے مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ۱۱۔ اللہ کے لئے نماز چھو۔ یہاں سجدہ سے مراد پوری نماز ہے چونکہ سجدہ نماز کا اعلیٰ رکن ہے اس لئے اس کا ذکر ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار عبادات کے مختلف ہیں، عند اللہ ان پر فرض ہے کہ ایمان لا کر نماز پڑھیں۔

۱۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر کی تعلیم پر نصیب کے لئے زیادہ گمراہی کا باعث بن جاتی ہے۔ جیسے سورج سے چمکاؤڑ کی آنکھ اندھی ہو جاتی ہے ۲۔ سراج سے مراد آپ روشن ضمیر سے مراد دوسرے سے روشن 'سورج خود روشن ہے چاند سورج سے روشن' اس لئے رب نے سورج کو سراج فرمایا اور چاند کو ضمیر 'خیال رہے کہ رب نے سورج کو بھی سراج فرمایا اور ہمارے حضور کو سراج ضمیر فرمایا کہ فرمایا۔ **وَمِنْ جَانِبِينَ** یعنی وہ حضور سے سب سے چمکے حضور کسی مخلوق سے نہ چمکے۔ نیز حضور نے تحریف لاکردن نکال دیا کہ کسی چراغ کی ضرورت نہ رہی۔ خیال رہے کہ سورج چراغوں کو بجھاتا ہے مگر ذروں کو چمکاتا ہے۔ حضور نے انبیاء کرام کے دین منسوخ کئے مگر علماء و اولیاء کو چمکادیا۔ شعر:-

۳۔ ذرہ پر روئے خاک افتادہ بود
آتابے آمد و روشن نمود

۴۔

خیال رہے کہ چاند سورج وغیرہ آسمان کے گھیرے میں ہیں نہ کہ آسمان کے جرم میں۔ ان سے آسمان بہت دور ہیں۔ ۳۔ اس طرح کہ رات دن کی اور دن رات کا غلیف ہے کہ رات میں اگر عبادت رہ جائے تو دن میں تھا کر لو اور دن کی رات میں (خزان العرفان) دن رات کا آگے پیچھے آنا جانا قدرت کی دلیل ہے۔ ۴۔ یعنی عالم کی چیزوں سے پورا فائدہ مومن عاقل اٹھاتا ہے۔ کہ ان کے ذریعہ سے اسے معرفت الہی حاصل ہوتی ہے۔ غافل ان میں تدبیر کرنے سے بالکل کور ا رہتا ہے۔ مومن کے لئے عالم کا ہر ذرہ معرفت الہی کی کتاب ہے ۵۔ یعنی مومن کی رفتار تواضع اور انکساری کے ساتھ ہوتی ہے کہ وہ چلنے میں نگاہ نیچے رکھتے ہیں 'آہستہ قدم نرمی سے چلتے ہیں' جوتا ٹکھٹکاتے 'زور نہ پاؤں مارتے' اکڑتے اتارتے ہوتے نہیں چلتے۔ ۶۔ اس اسلام سے مراد متارکت کا سلام ہے نہ کہ تحیت کا 'جیسے کہا جاتا ہے کہ تجھے دور ہی سے سلام ہے اور یہ نرم گفتگو اپنے نفس کے معاملہ میں ہے۔ اگر اللہ رسول کی عظمت کا معاملہ آپ کے تو یہ حق کئی لازم ہے رب فرماتا ہے۔ **أَشِدُّوا عَلَى الْكُفَّارَةِ** ۷۔ اس سے دو مسئلہ معلوم ہوئے ایک یہ کہ نماز تہجد بہت اعلیٰ عبادت ہے دوسرے یہ کہ نماز میں سجدہ اور قیام بہت اعلیٰ رکن ہے۔ تیسرے یہ کہ تہجد میں کچھ دیر عبادت کئی تمام رات کی عبادت کا ثواب ہے۔ ۸۔ یعنی مومن باوجود بہت عبادت اور ریاضت کے دوزخ سے چاہ مانگتے ہیں۔ اپنی عبادت پر غرور و غامض نہیں کرتے۔ بلکہ جس قدر ایمان قوی عبادت زیادہ 'اسی قدر خوف الہی زیادہ ۹۔ یعنی دوزخ اس کے لئے عذاب کی جگہ ہے جس کا وہ ٹکھٹکا ہے' دوزخ میں رہنے والے فرشتے یا جنتی لوگ جو دوزخ سے گنگناہ مومنوں کو نکالنے چاہتے تھے۔ ان کیلئے عذاب کی جگہ نہیں ۱۰۔ اسراف 'یا تو جائزہ جگہ مال خرچ کرتا ہے۔

تَاهَرْنَا وَزَادَهُمْ نَفُورًا تَبَرَّكَ الَّذِي جَعَلَ فِي السَّمَاءِ

تم کہو اور اس نعم نے انہیں اور بدکنا بڑھا یا نہ بڑی برکت والا ہے وہ جس نے آسمان میں

بَرُوجًا وَجَعَلَ فِيهَا سِرَاجًا وَقَمَرًا مُنِيرًا ۝ وَهُوَ الَّذِي

برج بنائے اور ان میں چراغ رکھا اور چمکتا چاند لٹا اور وہی ہے جس نے

جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ خَلْفَةً لِّمَنۢ ارَادَ أَنْ يَذَّكَّرَ ۝

رات اور دن کی بدلی رکھی تھ اس کے لئے جو دھیان کرنا چاہے یا

ارَادَ شُكُورًا ۝ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى

شکر کا ارادہ کرے گئے اور رحمن کے وہ بندے کہ زمین پر آہستہ چلتے

الْأَرْضِ هَوْنًا ۝ وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا ۝

میں ۱۱۔ اور جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں بس سلام لے

وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا ۝ وَالَّذِينَ

اور وہ جو رات کا نیتے ہیں اپنے رب کے لئے سجدے اور قیام میں ۱۲۔ اور وہ جو

يَقُولُونَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ إِنَّ عَذَابَهَا

خرق کرتے ہیں اے ہمارے رب ہم سے پھیر دے جہنم کا عذاب بیشک اس کا عذاب

كَانَ عَرَامًا ۝ إِنَّهَا سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا ۝ وَالَّذِينَ

گئے کا نخل ہے ۱۳۔ ہے شک وہ بہت ہی بری شہرے کی جگہ ہے ۱۴۔ اور وہ کہ

إِذَا انْفَقَوُا أَمْوَالَهُمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَلِكَ

جب خرچ کرتے ہیں نہ حد سے بڑھے اور نہ سکی کرے نہ اور ان دونوں کے بیچ

قَوَامًا ۝ وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ

اعتدال پر نہیں اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں

وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ

پوچھتے تھ اور اس جان کو جس کی اللہ نے حرمت رکھی ناحق نہیں مارتے تھے

یا جائزہ ضرورت سے زیادہ خرچ کرتا۔ اللہ تعالیٰ کے مقرر کئے ہوئے حقوق میں کمی کئی محلی ہے ان دونوں سے بچنا چاہیے۔ خیال رہے کہ نیکی میں جتنا خرچ کرو اسراف نہیں۔ کسی نے ایک بزرگ کو بہت خیرات کرتے دیکھ کر کہا۔ **لَا تُخْرِقُنِي الْخَيْرَاتِ** یعنی اسراف میں بھلائی نہیں۔ فوراً جواب دیا۔ **لَا تُخْرِقُنِي الْخَيْرِ** بھلائی میں اسراف نہیں۔ ۱۸۔ جتنی کمزور شکر اور بدعتیوں سے دور رہتے ہیں۔ خیال رہے کہ شرک کا ذکر فرمایا کیونکہ یہ بدترین بدعتیگی ہے۔ باقی بدعتیگیوں اس کے ماتحت اور اس کے تابع ہیں ۱۹۔ غیر محترم انسان کو قتل کرنا 'اسی طرح محترم جان کو حق پر قتل کرنا جائز ہے۔ لہذا کافروں کو جنگ میں مارنا حلال ہے۔ مسلمان ڈاکو زانی کو مارنا

انہیں حدیث شریف میں جو اس کی ضمانت آئی اس سے مراد اپنی نفسانی خواہش کے لئے سرداری مانگنا ہے۔ رب فرماتا ہے لَا يَرْجِعُونَ عَلٰی الْاَرْضِ وَلَا فِى السَّمَاءِ ۝۱۱۔ کیونکہ انہوں نے اعمال بھی سب سے اونچے کئے کہ خود بھی نیک بنے اور اپنی اولاد بھیوں کو بھی نیک بنایا۔ ۱۱۔ کہ فرشتے ان کے مرتے وقت ان کی پیشوائی کریں گے، یا قبر میں یا جنت میں داخلے کے وقت ان کی موت کا وقت شانمانی، اور خوشی کا وقت ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ہم کو بھی نصیب کرے۔ آمین۔ یا رب العالمین بھلا جیسا کہ اللہ کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

منزل ۴۲

محبوبوں کے سردار ہیں، ایسے ہی ان کے منکر کفار تمام کافروں سے بدتر اور ان کی مطیع امت تمام امتوں سے بدتر کرے۔ یعنی لازمی اور دائمی عذاب یا دنیا میں جنگ یا دوزخ یا دوزخ کے موقع پر یا قبر میں یا میدان محشر میں یا دوزخ میں پہنچنے پر ۷۔ سورہ شعراء مکیہ ہے آخری چار آیتوں کے سوا۔ وَاللّٰهُ اَشَدُّ بِنَبِيِّهِمْ اَلَدُّیْ سے آخر تک وہ مدنی ۸۔ روشن کتاب سے مراد قرآن کریم ہے۔ چونکہ قرآن کا کتاب اللہ ہونا بالکل ظاہر تھا کہ تمام عرب اس کے مقابلہ سے عاجز آچکے تھے اس لئے اسے روشن فرمایا گیا۔ ۸۔ اس میں محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہائی محبوبیت کا اظہار ہے۔ ساتھ ہی حضور کی مخلوق پر انتہائی کرم نوازی کا ذکر ہے۔ حضور امت پر کریم اور رب تعالیٰ حضور پر کریم۔ یعنی اے محبوب! کیا تم ان کے ایمان قبول نہ کرنے کے غم میں اپنی جان دے دو گے ہرگز غم نہ کرو۔ خیال رہے کہ حضور کو تاقیامت ہمارے گناہوں پر صدمہ ہوتا ہے۔ رب فرماتا ہے۔ عَزِيزٌ عَلَیْہِ مَا نَعْمُ ۹۔ جب کفار مکہ حضور پر ایمان نہ لائے تو حضور کو ان کا کافر رہنا از حد شاق گزرا۔ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔ جن میں فرمایا گیا کہ ان کے کفر پر غم نہ کریں۔ آپ اپنا کام یعنی تبلیغ کر چکے۔ ہدایت دینا ہمارا کام ہے۔ خیال رہے کہ اس جگہ آیت سے مراد یا تو کوئی آسمانی آفت ہے یا عالم غیب کا ظاہر فرما دینا جس سے یہ لوگ ایمان لانے پر مجبور ہو جائیں۔ لیکن ایسے مجبوری ایمان کا اعتبار نہیں ہوتا۔ (روح وغیرہ) ۱۰۔ خیال رہے کہ نصیحت کا ان کے پاس آنا نیا ہے ورنہ قرآن کریم کلام اللہ قدیم ہے۔ ۱۱۔ یعنی کفار کے کافر رہنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ قرآنی آیات کو بے توجہی سے سنتے ہیں۔ سر کے کان سے سنتے ہیں، دل کے کان سے نہیں سنتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم کو توجہ سے سنا چاہیے۔ تلاوت قرآن کے وقت بے رغبتی بے توجہی کفار کا عمل ہے۔ جہاں مسلمان اپنے کاروبار میں لگے ہوں۔ قرآن کی طرف توجہ نہ کر سکتے ہوں وہاں بلند آواز سے تلاوت قرآن منع ہے۔ ۱۲۔ یعنی

اور جسے کی جگہ تم فراؤ تمہاری کچھ قدر انہیں نہ میرے رب کے جہاں اگر تم اسے

نہ پر جو کہ تو تم نے تو بھٹلایا کہ تو اب ہو گا وہ عذاب کہ پھٹ ہے نکال

اس سورۃ میں ۱۱ رکوع ۲۷۴ آیتیں ۱۲۸۹ کلمے اور پانچ ہزار پانچ سو چالیس حروف ہیں۔

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

یہ آیتیں ہیں روشن کتاب کی کہ ہمیں تم اپنی جان پر کھیل

جاؤ گے ان کے غم میں کہ وہ ایمان نہیں لائے تھے اگر ہم چاہیں تو آسمان سے

ان پر کوئی نشانی اتار میں کہ ان کے اوپے اوپے اس کے حضور بظلم رہ جائیں گے

اور ہمیں آئی ان کے پاس زمین کی طرف سے کوئی بھی نصیحت نہ ملے گی اس سے

منہ پھیر لے ہیں کہ رو پیش ابھوں کے بھٹلایا لو اب نہ پر آیا پھا ہی میں

میں نے ان کے ہاتھ کی لکڑی لیا انہوں نے میں کو یہ دیکھا

منازلہ

منزل ۵

ہد رکایا موت کا، قبر یا حشر کا عذاب عنقریب آیا چاہتا ہے ۱۳۔ انسان کے جوڑے، زائدہ سعید و شقی کالے گورے حیوانات کے جوڑے مفید مضر، حلال حرام نباتات کے جوڑے، فائدہ مند نقصان دہ یا جراثیم میں زائدہ ہے۔ ان تمام جوڑوں میں اچھے بھی ہیں، برے بھی، ان سب کا خالق رب ہے مگر انھوں کا ذکر فرمایا، ان کی عزت افزائی کے لئے ۱۴۔ کہ پانی زمین، سورج، ہوا ایک گران سے پیدا ہونے والی چیزیں مختلف اس سے رب کی قدرت کالمہ معلوم ہوتی ہے

اب کیونکہ اسے محبوب جو تم پر ایمان نہ لایا وہ کسی چیز کے ذریعہ رب کو صحیح طور پر نہیں پہچان سکتا۔ ان میں جو آپ کی مان لیں گے وہ تو رب کو پہچان لیں گے۔ اسی لئے اکثر فرمایا گیا۔ خیال رہے کہ یہ اکثر اضافی نہیں کیونکہ اہل مکہ میں سے اکثر لوگ آخر کار ایمان لے آئے۔ تھوڑے لوگ کفر پر مرے۔ اکثر بمعنی بہتر ہے۔ ۲۔ کہ ہر کاروں کو سزا دینا رب کی عزت و عظمت کا ظہور ہے۔ نیک کاروں کو جزا دینا رب کی رحمت پر مبنی ہے۔ ۳۔ وادی امن میں مدین سے مصر کو جاتے ہوئے وہاں کے انہیں نبوت عطا فرمائی گئی ۴۔ قبلی قوم۔ موسیٰ علیہ السلام اگرچہ بنی اسرائیل کے بھی نبی تھے مگر یہ خاص پیغام جو یہاں مذکور ہے، قبطیوں کے لئے ہی تھا اس لئے

انہیں کا ذکر فرمایا ۵۔ یہ خوف بمعنی اندیشہ ہے۔ یعنی موسیٰ کی ایذا کا ڈر۔ یہ خوف نبوت کے خلاف نہیں اور لاذخہ علیہم میں جو خوف اطاعت مراد ہے۔ یہ لاذخہ بمعنی ولی کو ہرگز نہیں ہو سکتا۔ لہذا آیات میں تعارض نہیں۔ ۶۔ موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون کی نبوت کے لئے تین وجوہ عرض کئے۔ فرعون کی ایذا کا ڈر۔ فرعون کے جھٹلانے کے موقع پر دل کی تنگی یعنی زیادہ جوش اور بہت رنج جس سے تبلیغ میں رکاوٹ پیدا ہو۔ زبان شریف کی کثت جس سے بات صاف نہ کہی جاسکے۔ تفسیر تفسیر المقیاس میں فرمایا کہ دل کی تنگی سے مراد جرأت کی کمی ہے۔ جو میری مدد کریں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے بندوں سے مدد لینا سنت انبیاء ہے۔ اسے تمام انبیا کرام نے کیا۔ جہالت ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ نبوت بعض اہیاء کو رہے۔ مٹی جیسے حضرت ہارون اور حضرت موسیٰ علیہما السلام۔ ۸۔ قبلی کا قتل لہم سے معلوم ہوا کہ اس قبلی کا قتل شرعی جرم نہ تھا بلکہ فرعون کا قانونی جرم تھا۔ ۹۔ بہت قسم کا ہے۔ خوف ازیت اور خوف عظمت نبی کے دل میں مخلوق کا خوف ازیت ہو سکتا ہے۔ خوف عظمت نہیں ہو سکتا۔ خوف ازیت نفرت کا باعث ہے، خوف عظمت اطاعت کا موجب ہے۔ ہم سانپ سے ڈر کر بھاگتے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی ازیت کا خوف تھا نہ کہ عظمت کا ۱۰۔ یعنی اب سے نہ تمہاری زبان میں کثت رہے گی نہ دل میں تنگی اور نہ اسے تم پر قابو ہو گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر گونگے، بہرے، دل تنگ نہیں ہوا کرتے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ان پر رب تعالیٰ کی خاص نگاہ کرم ہوتی ہے۔ رب اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے۔ فانت باعدنا ۱۱۔ یہ معلوم ہوا کہ رب اپنے پیاروں کے ساتھ اور ان کے پاس ہوتا ہے، اگر رب کو ڈھونڈنا ہو تو ان محبوبوں کے دروازوں پر جاؤ۔ ۱۲۔ اس فرعون کا نام ولید بن معصب تھا۔ کنیت ابو العباس اس کی عمر چار سو ساٹھ سال ہوئی (زوج) اس کے نام و عمر میں اور بھی بہت سے اقوال ہیں ۱۳۔ اگرچہ موسیٰ و ہارون

۱۱

الشعراء ۲۹

۵۸۵

وقال الذین ۱۹

وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِينَ ۚ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهَؤْلُو الْعَزِيزِ

اور ان کے اکثر ایمان لانے والے نہیں تھے اور بے شک تمہارا رب ضروری دہی عزت والا

الْزَّحِيمُ ۚ وَإِذْ نَادَىٰ رَبُّكَ مُوسَىٰ إِنَّ أَنتَ الْقَوْمُ

مہربان ہے اور یاد کرو جب تمہارے رب نے موسیٰ کو ندا فرمائی کہ کلام لوگوں

الظَّالِمِينَ ۚ قَوْمَ فِرْعَوْنَ أَلا يَتَّقُونَ ۚ قَالَ رَبِّ

کے پاس جا جو فرعون کی قوم ہے نہ کیا وہ نہ ڈرس گئے عرض کی اے میرے

إِنِّي أَخَافُ أَنْ يُكَذِّبُون ۚ وَيُضِيقُ صَدْرِي وَلَا

رب میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے اور میرا سینہ تنگی کرتا ہے اور میری

يُطِيقُ لِسَانِي فَأَرْسِلْ إِلَىٰ هَارُونَ ۚ وَلَهُمْ عَلَىٰ

زبان نہیں چلتی کہ تو تو ہارون کو بھی رسول کرشمہ اور ان کا مجھ پر ایک

ذَنْبٌ فَأَخَافُ أَنْ يَقْتُلُون ۚ قَالَ كَلَّا فَاذْهَبْ بِآيَاتِنَا

انوار ہے کہ تو میں ڈرتا ہوں کہ میں مجھے جھٹلائیں گے کہ تو فرما یاؤں نہیں کہ تم دونوں پر

إِنَّا مَعَكُمْ مُّسْتَمِعُونَ ۚ فَآتِنَا فِرْعَوْنَ فَقُولَا إِنَّا

آئیں گے کہ جہاں ہم تمہارے ساتھ سنتے ہیں کہ تو فرعون کے پاس جاؤ کہ تمہارا رب تمہارا

رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۚ أَنْ أَرْسِلْ مَعَنَا بَنِي إِسْرَءِيلَ

دونوں کے رسول ہیں جو رب سے ہمیں کال کرتا ہے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دے کہ

قَالَ أَلَمْ نُرَبِّكَ فِينَا وَلِيدًا وَلَبِثْتَ فِينَا مِنْ عُمَرٍ

یوں کیا ہم نے نہیں اپنے یہاں بچپن میں نہ پایا اور تم نے ہمارے یہاں اپنی عمر کے کئی برس

سِنِينَ ۚ وَفَعَلْتَ فَعَلَتِكَ الَّتِي فَعَلْتَ وَإِنَّتَ مِنْ

گزشتہ ۱۱۔ اور تم نے کیا ایسا وہ کام جو تم نے کیا تھا اور تم نے کیا

الْكَافِرِينَ ۚ قَالَ فَعَلْتُهَا إِذْ أَنَا مِنَ الصَّالِينَ ۚ

تھے ۱۲۔ موسیٰ نے فرمایا میں نے وہ کام کیا جبکہ مجھے راہ کی خبر نہ تھی ۱۳۔

منزل ۵

علیہما السلام دونوں ہی رسول تھے لیکن چونکہ حضرت ہارون موسیٰ علیہ السلام نے وزیر تھے اس لئے رسول واحد ارشاد ہوا یہ سن کر موسیٰ علیہ السلام مصر روانہ ہوئے۔ آپ پشینہ کا جبہ زیب تن فرمائے ہوئے تھے۔ دست مبارک میں عصا تھا۔ عصا کے کنارے پر زنبیل تھی۔ جس میں سفر کا توشہ تھا۔ اولاً حضرت ہارون کے پاس تشریف لے گئے انہیں اپنی رسالت کی خبر دی اور خوشخبری دی کہ تم بھی نبی کر دیئے گئے۔ فرعون کے پاس چلے کو فرمایا۔ آپ کی والدہ ماجدہ بن کر گبرائیں اور یولیس کہ فرعون تم کو قتل کرنے کے لئے تمہاری تلاش میں ہے مگر موسیٰ علیہ السلام نہ رکے۔ صبح کے وقت فرعون کی دربار میں پہنچے اور رب کا پیغام دیا۔ ۱۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض احکام کے کفار بھی مکلف ہیں۔ فرعون پر بنی اسرائیل کو چھوڑنا واجب ہو گیا تھا۔ ۱۵۔ تین سال تک کہ اتنے عرصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کا

(بقیہ صفحہ ۵۸۵) کھانا، پینا، مکانات استعمال فرماتے تھے۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جس کی کمائی مخلوط ہو۔ حلال و حرام دونوں سے، اس کے گھر کا کھانا درست ہے۔ دوسرے یہ کہ کفار کا کھانا حلال ہے۔ اگر یہ چیزیں حرام ہوتیں تو رب تعالیٰ اپنے نبی موسیٰ علیہ السلام کو اس سے پہلے ہی بچاتا۔ ہمارے حضور نے اول عمر شریف سے کوئی حرام چیز نہ کھائی ۱۶۔ یعنی قبلی کو قتل کیا۔ ۱۷۔ کہ ہماری نعمت کا شکریہ تو ادا نہ کیا، ہمارے آدمی کو مار دیا ۱۸۔ یعنی مجھے یہ خیال نہ تھا کہ وہ مردود قبلی میرے ایک گھونسے سے مر جائے گا، خاصہ یہ کہ میرا ارادہ اسے قتل کرنے کا نہ تھا، بلکہ مارنا ادب کھانے کے لئے تھا

فَقَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِي رَبِّي حُكْمًا

تو میں تمہارے یہاں سے نکل گیا، جب تم سے ڈرا تو میرے رب نے مجھے حکم عطا فرمایا

وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝ وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ

اور مجھے پیغمبروں سے کیا، اور یہ کوئی نعمت ہے جس کا تو مجھ پر احسان

أَنْ عَبْدْتُ بَنِي إِسْرَءِيلَ ۝ قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ

جس کا ہے کہ تو نے غلام بنا کر رکھے بنی اسرائیلؑ فرعونؑ نے کہا اور سائے جان

الْعَالَمِينَ ۝ قَالَ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا

کارب کیا ہے کہ موسیٰؑ نے فرمایا رب آسمانوں اور زمین کا، اور جو کہ ان کے درمیان ہیں

إِنْ كُنْتُمْ مُوقِنِينَ ۝ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهُ أَلَا تَسْتَعِينُونَ ۝

اگر تمہیں یقین ہو کہ اپنے آس پاس والوں سے بولا کہ تم غور سے سنتے نہیں

قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ ۝ قَالَ إِنَّ رَسُولَكُمْ

موسیٰؑ نے فرمایا رب تمہارا اور تمہارے اگلے باپ داداؤں کا، بولا تیار ہے یہ رسول

الَّذِي أَرْسَلَ إِلَيْكُمُ لَمَجْنُونٍ ۝ قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ

جو تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں ضرور مقل نہیں دیکھتے موسیٰؑ نے فرمایا رب یورپ

وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ ۝ قَالَ لِمَنْ

اور؟ پچھم کا اور جوہ کہ ان کے درمیان ہے اگر تمہیں عقل ہو نہ بولا اگر تم نے

اتَّخَذْتَ إِلَٰهًا غَيْرِي ۝ أَجَعَلْتَنَا مِنَ الْمَسْجُونِينَ ۝

میرے سوا کسی اور کو خدا ٹھہرایا تو میں ضرور نہیں قید کردوں گا

قَالَ أَوْ لَوْ جِئْتُكَ بِشَيْءٍ مُّبِينٍ ۝ قَالَ فَأْتِ بِهِ ۝ إِنَّ

فرمایا کیا اگرچہ میں تیرے پاس کوئی روشن چیز لاؤں گے کہا تو لاؤ اگر

كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝ فَالْقَىٰ عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ

لکھی ہو تو موسیٰؑ نے اپنا عصا ڈال دیا بھیجی وہ

۱۔ اور مصر چھوڑ کر مدین چلا گیا۔ ۲۔ مدین سے مصر آتے وقت طور شریف کے پاس ۳۔ یعنی تو مجھ پر اپنی پرورش کا احسان جاتا ہے، اور مجھے ایک قبلی کے مارنے پر الزام دیتا ہے اور خود تو نے میری ساری قوم بنی اسرائیل کو نافع غلام بنا رکھا ہے اور ہزار ہا بے گناہ بچوں کے خون سے تیرے ہاتھ آلودہ ہیں ۴۔ اس سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ فرعون رب تعالیٰ کا منکر تھا۔ خود اپنے آپ کو رب العالمین کہتا تھا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ رب العالمین تو میں ہوں اور میں نے تم کو رسول بنایا نہیں۔ پھر تم رسول کیسے ہو گئے۔ یا یہ مقصد ہے کہ رب العالمین کی صفات بتاؤ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر شخص سے اس کے لائق گفتگو کرنی چاہیے۔ کیونکہ فرعون صرف عالم اجسام کو جانتا تھا۔ عالم انوار، عالم امر، عالم ارواح وغیرہ سے بے خبر تھا۔ اس لئے موسیٰ علیہ السلام نے صرف عالم اجسام کا ہی ذکر کیا۔ اور وہ بھی آسمان و زمین اور ان کے درمیان کا جو اسے محسوس تھا۔ ورنہ رب تعالیٰ تمام عالموں کا رب ہے، خواہ عالم اجسام ہوں یا کوئی اور ۶۔ یقین استدلالی علم پر بولا جاتا ہے، اسی لئے اللہ کے علم کو یقین نہیں کہا جاتا۔ مطلب یہ ہے کہ اے فرعون! اگر تم میں آیات الہیہ میں غور کرنے کی اہلیت ہو تو ان سے رب کو پہچانو۔ ۷۔ اس وقت فرعون کے آس پاس پانچ سو خاص آدمی زیوروں سے آراستہ جواڑو کریدوں پر بیٹھے تھے۔ ان لوگوں کا عقیدہ یہ نہ تھا کہ آسمان و زمین کا خالق فرعون ہے، یا وہ آسمان و زمین کو دائمی مانتے تھے۔ قدیم کو خالق کی ضرورت نہیں۔ لہذا ان کے لئے کوئی خالق نہ مانتے تھے ۸۔ یعنی اگر تم آسمان و زمین کو قدیم مانتے ہو تو تم اور تمہارے باپ دادا تو قدیم نہیں، یہ تو خالق کے حاجت مند ہیں۔ اللہ تعالیٰ وہ جس نے تمہیں، انہیں پیدا فرمایا۔ اور پلا پرورش کیا۔ ۹۔ کہ یہ میرے سوائے دوسرے نہ دیکھے ہوئے کو رب مان رہے ہیں۔ نیل رہے کہ فرعون کا موسیٰ علیہ السلام کو رسول کنا مذاق و دل گلی کے طور پر تھا اور رسول کلم کہنے سے اس کا مطلب یہ تھا اگر یہ رسول ہوں بھی تو تمہارے

ہوں گے نہ کہ میرے میں تو رب ہوں۔ معاذ اللہ! ۱۰۔ یعنی سورج کا پورب سے نکل کر بیچم میں ڈوبتا، اس سے موسموں فصلوں کا بدلنا ہوتا رہا ہے کہ یہ قدیم نہیں کسی قدرت والے کے قبضہ میں ہیں، اور ظاہر ہے کہ تو ان کا رب نہیں کیونکہ یہ تجھ سے پہلے سے ہیں، تیرا ان پر کوئی اثر نہیں۔ لہذا ان کے حرکت دینے والے کو رب مان لے۔ سبحان اللہ! ۱۱۔ اس کلام سے فرعون کی بے بسی اور موسیٰ علیہ السلام کی ہیبت ظاہر ہو رہی ہے کیونکہ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کے دلائل کا کوئی جواب نہ دیا۔ ساتھ ہی قتل کا نام بھی نہ لیا بلکہ قید کرنے کو کہا، یہ بھی اپنے ساتھیوں میں اپنا رعب قائم رکھنے کو ۱۲۔ یعنی اپنے مجبورے جو میری نبوت کی کھلی دلیل ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ تو مجھے بخند تعالیٰ قید بھی نہیں کر سکا۔ رب نے میری حفاظت فرمائی ہے اور مجھے ایسے مجبورے بخشے ہیں جن کے سامنے تیری ساری قوتیں ہتھی جاتی ہیں

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ معجزات صرف نبوت کے ثبوت کے لئے پیش کئے جاتے ہیں کفار کو ہلاک کرنا مقصود نہیں ہوتا۔ وہ نہ عصا موسیٰ سانپ بن کر فرعون کو بھی نکل سکتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند چر دیا مگر ہو جمل کا جگر خن کر کے اسے ہلاک نہ کر لیا۔ یہ بھی خیال رہے کہ نبوت کا ثبوت معجزات سے ہوتا ہے اور کتب الہی کا ثبوت نبی کے فرمان سے۔ ہمارا قرآن چونکہ حضور کا معجزہ بھی ہے اس لئے یہ اس حیثیت سے حضور کی زبانی مبارک سے ثابت ہے ۲۔ ناظرین فرما کر بتایا کہ موسیٰ علیہ السلام کی صرف عقلی چمک جاتی تھی ہاتھ شریف کی پشت جو خود آپ کی طرف ہوتی تھی بدستور رہتی تھی۔ ۳۔ یعنی موسیٰ علیہ السلام اپنے

روز تک جو عتاب رہے کہیں جادو سیکھ گئے تھے۔ خوب سیکھ کر آئے ہیں۔ یہ اس لئے کہا کہ کہیں اس کے درباری ایمان نہ لے آئیں۔ ۴۔ فرعون نے آج پہلی بار ان لوگوں سے مشورہ کیا۔ اس پہلے ہر کلام اپنی رائے سے کرتا تھا (روح) ۵۔ تاکہ وہ ملک مصر کے جادو گروں کو جمع کریں۔ جادو گر موسیٰ علیہ السلام کا مقابلہ کریں۔ مقصد یہ تھا کہ اس طرح یہ ثابت کر دیا جائے۔ کہ ایسے کرشمے نبوت کی دلیل نہیں ہوتے یہ تو ہمارے جادو گر بھی کر لیتے ہیں مگر وہ نبی نہیں معاذ اللہ۔ ۶۔ معلوم ہوا کہ اس زمانے میں جادو کا مست زور تھا۔ اسی لئے ایسا معجزہ آپ کو عطا ہوا۔ جیسے عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ شریف میں طب کا زور تھا تو آپ کو اسی قسم کا معجزہ دیا گیا۔ اگر قادیانی نبی ہو آ تو اس کے زمانے میں سائنس کا زور تھا۔ چاہیے تھا کہ اس کو اسی قسم کا معجزہ ملے۔ فرعونوں کے میلے کے دن چاشت کے وقت ۸۔ یعنی اگر جادو گر موسیٰ علیہ السلام پر غالب آجائیں تو ہم جادو گروں کی پیروی کرتے ہوئے فرعون ہی کو رب مانے جائیں۔ وہ جادو گر فرعون کی پوجا کرتے تھے۔ یہ ہی پیروی یہاں مراد ہے نہ کہ ان کو اپنا بادشاہ مان لینا اور اگر موسیٰ علیہ السلام غالب آجائیں تو ہم ان کی پیروی نہ کریں اور نہ فرعون کی عبادت چھوڑیں۔ اسی لئے موسیٰ علیہ السلام کے غالب آجانے کا ذکر نہ کیا۔ آج جو لوگ اس نیت سے مناظرہ دیکھیں کہ اگر ہمارا جھوٹا عالم غالب آ گیا تو ہم بخوشی قبول کر لیں گے۔ اور اگر دوسرا عالم غالب آیا خواہ وہ سچا ہو تو اسے نہ مانیں۔ اگر مناظرہ صرف سچے کو شرمندہ کرنے کو ہو تو وہ لوگ فرعونوں کے اس طریقے پر ہیں ۹۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ موسیٰ علیہ السلام کی اتباع سے لوگوں کو روکیں نہ یہ کہ جادو گروں کا دین اختیار کریں۔ جادو گر تو خود فرعون کے دین پر تھے۔ اسے رب مانتے تھے۔ ۱۰۔ اس طرح کہ تمہیں فرعون دربار میں خاص عزت ملے گی۔ تم سب سے پہلے دربار میں آیا کرو گے اور سب کے بعد چلنا کرو گے۔

وزارت تمہاری جاگیر ہوگی۔ یہ اس کے ہاں انتہائی عزت تھی۔ مگر آخر کار جادو گر رب کے مقرب بن گئے موسیٰ علیہ السلام کے فیض سے ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ ذلیل کرنے کے لئے جادو گر کو جادو کی اجازت دینی یا جھوٹا کرنے کے لئے نبوی سے قال نکالنے کو کہنا جائز ہے کہ وہاں تبلیغ اسلام اور کفر کی کمزوری دکھانا مقصود ہے ورنہ جادو کرنا یا نبوی سے قال نکھلانا حرام تھی۔ یہاں پہلی صورت تھی کہ جادو گر میل کی وجہ سے ہی مجبور ہوئے۔ ۱۲۔ کیونکہ ہم سارے ملک میں چوٹی کے جادو گر ہیں۔ آج ہم نے اپنی پوری طاقت خرچ کر دی ہے۔

۵۸۷
۲۱

تُعْبَانُ مُبِينٌ ۝ وَنَزَعِيْدٌ ۝ فَآذَاهِيْ يَبِيْضُ ۝ لِلنَّظِيْرِيْنَ ۝

ترجمہ: اُردا ہوا ہو گیا اور اپنا ہاتھ نکالا تو جیسا وہ دیکھنے والوں کی نگاہ میں عیاں ہو گیا

قَالَ لِلْمَلَآئِكَةِ اِنَّ هٰذَا السَّجْرُ عَلَيَّ ۝ يُّرِيْدُ اَنْ

بولے اپنے گرد کے سرداروں سے کہے شک یہ دانا جادو گر ہیں نہ جانتے ہیں کہ

يُخْرِجُكُمْ مِنْ اَرْضِكُمْ بِسُحْرِهِ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ۝ قَالُوْٓا

ہمیں تمہارے ملک سے نکال دیں اپنے جادو کے زور سے تب تمہارا کیا مشورہ ہے کہ

اَرْجِهْ وَاخَاةٍ وَاَبْعَثْ فِي الْمَدَائِنِ خَشِيْرِيْنَ ۝ يٰٓاَتُوْكَ

وہ بولے انہیں اور ان کے بھائی کو نظر نہ رہو اور شہروں میں جمع کرنے والے بھیج دو کہ وہ

بِكُلِّ سِتْرٍ عَلَيَّ ۝ فَجَمَعَ السَّحَرَةُ لِبَيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ۝

تیرے پاس لے آئیں ہر بڑے جادو گر کا آلہ تو جمع کئے گئے جادو گر ایک مقررہ دن کے

وَقِيْلَ لِلنَّاسِ هَلْ اَنْتُمْ فَحْشَةٌ مَّعُوْنٌ ۝ لَعَلَّكُمْ تَتَّبِعُوْنَ

وعدہ پر مشورہ اور لوگوں سے کہا کیا تم جمع ہو گئے شاید ہم ان جادو گروں ہی

السَّحَرَةُ اِنْ كَانُوْهُمْ اُغْلِيْبُوْنَ ۝ فَلَمَّا جَاءَ السَّحَرَةُ قَالُوْٓا

کی پیروی کریں نہ اگر یہ غالب آئیں نہ پھر جب جادو گر آئے فرعون سے

لِفِرْعَوْنَ اَيْنَ لَنَا اَجْرٌ اِنْ كُنَّا نَخْشُ الْاُغْلِيْبِيْنَ ۝ قَالَ

بولے کیا ہمیں کچھ مزدوری ملے گی اگر ہم غالب آئے۔ بولا

نَعْمَ وَاَنْتُمْ اِذَا الْيَمِيْنُ الْمُبَقَّرِيْنَ ۝ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى اَلْقُوا

ہاں اور اس وقت تم میرے مقرب ہو جاؤ گے مگر موسیٰ نے ان سے کہا پاؤں

مَا اَنْتُمْ تَلْقَوْنَ ۝ فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعَصِيْدَهُمْ وَقَالُوْٓا اَبْعَثْ

جو ہمیں ڈانٹتا ہے کہ تو انہوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں ڈالیں اور بولے

فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَخْشُ الْاُغْلِيْبُوْنَ ۝ فَالْقَى مُوْسٰى عَصَاهُ ۝ فَآذَاهِيْ

فرعون کی عزت کی قسم بیشک ہماری ہی جیت ہے کہ تو پہلی نے اپنا عصا ڈالا جیسا کہ ابھی

مذللہ

۱۔ یعنی ان کی تمام رسیاں لافصیاں شہیر جو سانپ کی شکل میں نظر آ رہے تھے سب کو نکل گیا اور جب موسیٰ علیہ السلام نے اسے پکڑا تو پھر ویسے ہی لاشمی ہو گئی۔ نہ بڑھا نہ وزن زیادہ ہوا۔ معلوم ہوا کہ جب لاشمی سانپ کی شکل اختیار کرتی تھی۔ تو وہ بھی کھاپی لیتی تھی۔ یہ اس شکل کے احکام تھے۔ حضور خدا کا نور ہیں۔ آپ کا کھانا چینا سونا چاکنا اس بشریت کے ظاہری احکام ہیں ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی علم برائیں۔ ان جادوگروں کو ایمان جادو کے علم کی بدولت ملا کہ انہوں نے مجھے اور جاہل میں فرق کر لیا۔ ہاں جادو کرنا گناہ ہے۔ فقہاء تو فرماتے ہیں جہاں جادو کا زور ہو وہاں جادو سیکھنا ضروری ہے جادو رو کرنے کو ۳۔ معلوم ہوا کہ نبی

تَقْفُ مَا يَفْكُوْنَ ۖ فَالِقِ السَّحْرَةَ لِمُجِدِّبِ ۖ قَالُوا

جادوؤں کو کھینچ لگا لے اپ سجدہ میں گرے جادو گر کے بولے

أَمْ نَأْتِرَبَ الْعَالَمِينَ ۚ رَبِّ مُوسَىٰ وَهَارُونَ ۚ قَالَ أَمْتُمْ

ہم ایمان لائے اس پر جو پہلے جہاں کا رب ہے جو موسیٰ اور ہارون کا رب ہے کہ فرعون بولا کیا تم

لَهُ قَبْلَ أَنْ أَذِنَ لَكُمْ إِنَّهُ لَكَبِيرُكُمُ الَّذِي عَلَّمَكُمُ السَّحْرَ

اس پر ایمان لائے قبل اس کے کہ میں تمہیں اجازت دوں کہ بے شک تمہارا رب ہے جس نے

فَلَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ۚ لَا قُطْعَانَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ مِمَّنْ

تمہیں جادو سکھایا تو اب جانا چاہتے ہو مجھے قسم ہے بے شک میں تمہارے ہاتھ اور دھڑی

خِلَافٍ وَلَا وَصْلَ بَيْنَكُمْ أَجْمَعِينَ ۚ قَالُوا لَا ضَيْرَ إِنَّا

طرف کے پاؤں کاٹوں گا اور تم سب کو سول دیں گا کہ وہ بولے کچھ نقصان نہیں ہم

إِلَىٰ رَبِّنَا مُنْقَلِبُونَ ۚ إِنَّا نَظْمِعُ أَنْ يَغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا

اپنے رب کی طرف پٹھے والے ہیں کہ ہمیں طمع ہے کہ ہمارا رب ہماری خطائیں

خَطِينًا أَنْ كُنَّا أَوَّلَ الْمُؤْمِنِينَ ۚ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ

بخش دے اسے اس پر کہ ہم پہلے ایمان لائے تھے اور ہم نے موسیٰ کو وحی بھیجی کہ انہوں نے

أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِي الَّذِينَ مُتَّبِعُونَ ۚ فَارْسَلْ فِرْعَوْنَ فِي

میرے بندوں کو کہے نکل بے شک تمہارا بچھا ہونا ہے اب فرعون نے شہر میں

الْمَدَائِنِ خَشِيرِينَ ۚ إِنَّ هَؤُلَاءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيلُونَ ۚ

جمع کرنے والے جیسے کہ لوگ ایک معمولی جماعت ہیں کہ

وَأَنَّهُمْ لَنَا لَعَّائُونَ ۚ وَإِنَّا لَجَمِيعٌ حَذِرُونَ ۚ فَأَخْرَجْنَاهُمْ

اور بے شک وہ ہم سے دل جلا تے ہیں اور بے شک ہم سب جو گئے ہیں ان کو ہم نے

مِنْ جَنَّتٍ وَعُيُونٍ ۚ وَكُنُوزٍ وَمَقَامٍ كَرِيمٍ ۚ كَذَلِكَ

انہیں باہر نکالا لے باغوں اور چشموں اور خزانوں اور عمدہ مکانوں سے کہ ہم نے انہیں

رب کی پہچان ہیں۔ رب وہ ہے جسے حضرات انبیاء کرام و صالحین نے رب مانا۔ کیونکہ عقل تو کبھی چاند سورج کو رب مانا کرتا ہے۔ جادوگروں نے کہا کہ رب العالمین وہ ہے جسے حضرت موسیٰ و ہارون رب مانتے ہیں۔ فرعون یا کوئی اور چیز رب نہیں۔ یہاں قبل سے مراد بغیر ہے۔ یعنی تم میری اجازت کے بغیر موسیٰ علیہ السلام پر ایمان کیوں لے آئے۔ یہ مطلب نہیں کہ فرعون اللہ جادوگروں کو ایمان لانے کی اجازت دینے والا تھا۔ خیال رہے کہ اس موقع پر فرعون نے موسیٰ علیہ السلام سے کچھ نہ کہا۔ یہ اسی وعدہ الہی کا ظہور تھا کہ فرعون تم سے کچھ نہ کہہ سکے گا۔ ورنہ اس کے نزدیک جادوگروں سے زیادہ موسیٰ علیہ السلام کا قصور تھا۔ رب کا وعدہ پورا ہوا کہ فرعون نے جادوگروں کو تو سولی دی مگر موسیٰ علیہ السلام کو کچھ نہ کہہ سکا۔ ۶۔ معلوم ہوا کہ مومن کی موت عید ہے کہ اس کے ذریعہ وہ رب سے ملتا ہے۔ اسی لئے بزرگوں کی وفات کو عرس یعنی شادی کہتے ہیں کہ وہ وہ محبوبوں کی ملاقات کا ذریعہ ہے۔ کافر کی موت ایسی ہے جیسے بھاگے ہوئے طرم کی گرفتاری۔ سبحان اللہ! ایمان لاتے ہی جادوگروں کے دل میں خدا کے سوا کسی کا خوف نہ رہا۔ لَآ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۚ کیونکہ سب سے پہلے نیکی کرنے کا ثواب زیادہ ہے کہ پھر جو لوگ دیکھا دیکھی یہ نیکی کریں گے ان سب کا ثواب اس موجد کو ہو گا۔ ان کا چر بھی کم نہ ہو گا۔ ان کا مطلب یہ تھا کہ موسیٰ علیہ السلام پر سب سے پہلے ایمان لانے والے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن کو غیر اللہ کا خوف نہیں ہوتا۔ ان جادوگروں کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی صحبت ملتے ہی ایمان کا انتہائی درجہ مل گیا۔ ایک ہی دن میں مومن۔ صوفی، صحابی، صابر، شہید ہو گئے۔

دیں جو اندر کتب اسے بے خبر علم و حکمت در کتب دیں از نظر

۸۔ یعنی بنی اسرائیل کو لے کر روانہ ہو جاؤ تمہارے پیچھے فرعون آئے گا اور غرق ہو گا۔ ۹۔ جو فرعون لشکر کو

جمع کریں۔ یہ لشکر بنی اسرائیل کا چچا کریں اور گرفتار کریں اگر گرفتاری میں جگ کرنا پڑ جاوے تو یہ لشکر جنگ کر سکیں۔ اس کی اسکیم تو یہ تھی مگر رب کا فشاء یہ تھا کہ سب فرق کر دیئے جاویں ۱۰۔ بنی اسرائیل اس وقت چھ لاکھ ستر ہزار تھے مگر فرعون لشکر بے شمار تھا۔ فرعون نے اپنے لشکر کے اعتبار سے بنی اسرائیل کو تھوڑا کہا۔ وہ سمجھا کہ آج اکثریت اقلیت کو دبا لے گی مگر قدرت کو کچھ اور منظور تھا۔ ۱۱۔ اس طرح کہ یہاں مصر میں رہے تو ہماری مخالفت کرتے رہے اور پھر ہماری بغیر اجازت مصر سے نکل گئے۔ جاتے وقت ہمارا زیور بھی مانگ کر لے گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حربی کافر کو جلتا بھی عبادت ہے جیسے مومن کو خوش کرنا ثواب ہے ایسے ہی کافر کو ناراض کرنا عبادت ۱۲۔ ہتھیار بند اور مستعد ہیں اس سے غافل نہیں۔ لہذا وہ آج ہم سے بچ کر نہیں جاسکتے۔ ۱۳۔ معلوم ہوا کہ جس جگہ بغیر قبر ہو وہاں عذاب

(اقتیبہ ص ۵۸۸) الہی نہیں آ سکتا۔ مصر میں یوسف علیہ السلام اور آپ کے بھائیوں کی قبریں تھیں۔ اسی لئے فرعون پر وہاں وہ کرب عذاب نہ آیا بلکہ باہر نکال کر۔ دوسری قوموں پر ان کی بستیوں میں ہی عذاب آ گیا۔ مصر محفوظ رہا ان ایذا رموں کی برکت سے۔ ۱۴۔ یعنی بظاہر یہ فرعون کی پکڑنے جا رہے تھے لیکن درحقیقت وہ پکڑ میں جا رہے تھے۔

۱۔ چنانچہ غرقِ قرون کے بعد فوراً حضراتِ داؤد علیہ السلام کے زمانے میں بنی اسرائیل مصر میں جا کر آباد ہوئے اور فرعونوں کی تمام جائیدادوں پر قبضہ کر لیا۔ اگر عہد

داؤدی میں یہ حضرات مصر پہنچے ہوں تو معنی یہ ہیں کہ بنی اسرائیل فرعونئی مالوں کے مالک تو فوراً ہو گئے تھے لیکن قبضہ بعد میں کیا۔ چونکہ مصر میں عذاب نہ آیا تھا اس لئے وہاں رہنا جائز تھا ۲۔ چنانچہ فرعون نے لشکر اس طرح مرتب کیا کہ چھ لاکھ آگے، چھ لاکھ دائیں، چھ لاکھ بائیں، چھ لاکھ پیچھے اور بے شمار جماعت وسط میں تھی اور خود فرعون ان کے درمیان تھا۔ ۳۔ کہ آگے دیا ہے اور پیچھے فرعونئی لشکر ۴۔ یعنی رب میرے ساتھ ہے اور میں تمہارے ساتھ ہوں۔ لہذا رب تمہارے ساتھ بھی ہے اور جس کے ساتھ رب ہو، اس پر کوئی غالب نہیں آ سکتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یوشیر رب کے ملنے کا وسیلہ عطیٰ ہیں کہ انکے بغیر رب نہیں ملتا۔ جو بنی کے ساتھ ہے رب ان کے ساتھ ہے اور جو بنی سے علیحدہ ہیں،

سے دور ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کا یہ فرمانا اس بنیاد پر
رب نے فرمایا تھا۔ انہی محکمات میں تم دونوں کے
ہوں۔ اس طرح کہ دنیا کے بارہ حصے ہو گئے۔

۶۔ سے بارہ خشک راستے بن گئے۔ یہ دریا قلم تھا جو بحر فارس کا ایک حصہ ہے۔ یہاں سے مصر تین دن کی راہ ہے۔ یعنی ان راستوں کے دونوں طرف پانی کے پھاڑ کھڑے ہو گئے۔ سبحان اللہ۔ ۷۔ فرعون اور اس کے لشکر کو اس طرح کہ بنی اسرائیل جب باہر نکلے تو فرعون بچ چکا دریا کے نیچے۔ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ اصل میں تو موسیٰ علیہ السلام کو پار لگانا تھا۔ دوسروں کو اس لئے پار لگایا کہ وہ حضرت موسیٰ کے ساتھ تھے۔ اس لئے ومن معہ فرمایا گیا۔

مذہبی کے ہیں تو باہمی رجا جاتا ہے۔ بزرگوں کی ہمراہی
دین و دنیا میں نجات کا ذریعہ ہے۔ اس طرح کہ جب
تو فرعون بھی سمندر میں آ گئے اور بنی اسرائیل نکل گئے تو
ان تمام پانی کے پہاڑوں کو آپس میں مل جانے کا حکم دے
۱۰۔ اس زمانے کے مومنوں کو تو دیکھ کر اور بعد کے
لوگوں کو، ان کے قصے سن کر، بلکہ فرعون کی لاش دیکھ کر،
اس کی لاش بعد میں محفوظ رکھی گئی۔ رب فرماتا
ہے۔ اَلْيَوْمَ نَجْعَلُكَ بَيْدًا بِكُنُوزِكَ ۚ لَمَّا نَفَخْنَا فِيهِ اَنْفُسَنَا ۚ اَلَمْ نَكُنْ

مصر میں صرف تین حضرات ایمان لائے۔ حضرت آسیہ فرعون کی زوجہ۔ حضرت خربیل آل فرعون کا مومن اور بی بی مریم بنت ناموسہ۔ جنہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر شریف کا پتہ موسیٰ علیہ السلام کو دیا۔ ۱۲۔ معلوم ہوا کہ حضور کو تو حضرت ابراہیم کی خبر پہلے سے ہے۔ قرآن کریم میں ان خبروں کا بیان فرماتا، لوگوں کو سنانے کے لئے ہے۔ ۱۳۔ آپ کا یہ سوال سرزنش کے لئے ہے، ورنہ آپ کو تو معلوم تھا کہ یہ لوگ بت پرست ہیں۔ ۱۴۔ یعنی ان بتوں میں یہ کچھ نہیں، تو پھر انکی پوجا سے کیا فائدہ ہے

الشهر ٢٦٤

549

وقال الذين:

وَأَوْزَنَّا بَيْنَهُمَا مِيزَانًا ۖ وَإِذْ يَسِرَّ الْفِرْعَوْنُ إِلَىٰ مَعْلُومٍ ۖ وَإِذْ مَخْرَجَ ۖ وَآيَاتُ الْمُرْسَلِينَ ۖ وَإِذْ يَخْرُجُ الْكُفْرُ ۖ وَأَوْرَثْنَا نَحْنُ الْيَتَامَىٰ ۖ وَوَضَعْنَا يَحْيَىٰ ۖ وَتَبٰرَكَ الَّذِي يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَلِيمُ ۝

کیا اور ان کا وارث کر دیا بنی اسرائیل کو تو فرعون بنوں نے ان کا تعاقب کیا دن نکلے لے

تَرَاءُ الْجَمْعِ قَالَ أَصْحَابُ مُوسَى إِنَّا لَنَرُوكُمْ كَاذِبِينَ ﴿٦١﴾

پھر جب آنا سامنا ہوا دونوں گروہوں کا موسیٰ والوں نے کہا ہم کہ انہوں نے آیہ کا

قَالَ كَلَّا إِنَّ سَعْيِي لِبِإِثْنَيْنِ ۖ فَآوَحَيْنَا إِلَىٰ

موسلی نے فرمایا کہ میں نہیں بے شک میرا رب میرے ساتھ ہے وہ مجھے اب راہ دیتا ہے

مُوسَىٰ أَنْ اضْرِبْ بِعَصَاكَ الْبَحْرَ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ

تو ہم نے موسیٰ کو وحی فرمائی کہ دریا پر اپنا عصا مار۔ تو جیسی دریا پھٹ گیا۔ تو ہر

فَرَّقَ كَالطُّودِ الْعَظِيمِ ۚ وَالْأَلْفَانِ ۚ وَالْآخِرِينَ ۚ وَ

حصہ ہو گیا جیسے بڑا پہاڑ اور وہاں قریب لائے ہم دو سو روٹ کوٹ اور

فَجِئْنَا مُوسَى وَمَنْ مَعَهُ أَجْمَعِينَ ﴿١٥﴾ ثُمَّ أَغْرَقْنَا

ہم نے پچایا موٹی اور اس کے سبب ساتھ والوں کو شہ پھردوسروں کو

اٰخِرِينَ ۝۱۱۰ ذٰلِكَ لَاۤ اِلٰهَۃٌۭ اِلَّا هُوَ ۚ اَكْثَرُهُمْ

دُھو دیا ہے بے شک اس میں ضرور نشانِ بے نہ اور ان پر کثرتِ مرادیں

وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا تُكْرَهُ

نہ تھے کہ اور بے شک تمہارا رب ہی عزت والا ہے مان سہ اور ان پر

عَلَيْهِمْ نَسَاءٌ يَهْتَمُونَ بِالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ آلِهِمْ وَذُوَاهُمْ أَهْلٌ لَّيْسَ لَهُمْ خَزَائِنُ الْأَرْضِ ۚ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَنْفَعُ الْإِنْسَانَ كَمَا يَنْفَعُ السَّيْرُ الْفَرَسَ

فَاُولَٰئِكَ الْعِبَادُ الْكَاسِبُونَ مَا وَقَفَ عَلَيْهِمْ قُلُوبُهُمْ

(۴۱) اے اللہ! میں نے اپنے رب سے دعا کی ہے کہ وہ اس کتاب کو میری امت کے لئے آسان کرے اور اس میں سے لے سکے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

منزل ۵

وقف الزيد
ع (عليه السلام)

۱۔ یعنی ہم بت پرستی کچھ سمجھ کر نہیں کرتے بلکہ باپ دادوں کی تقلید میں کرتے ہیں ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب کے نافرمان اگرچہ اپنے رشتہ داری ہوں، اپنے دشمن ہیں، اور رب کے پیارے اگرچہ ہم سے اجنبی ہوں مگر ہماری آنکھوں کے تارے دل کے سارے ہیں۔ یہ ہی سنت انبیاء ہے کیونکہ اس قوم کے باپ دادوں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھی آباؤ اجداد تھے۔ اور خود یہ لوگ بھی رشتہ دار تھے۔ مگر ان سب کو اپنا دشمن فرمایا ۳۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہونے ایک یہ کہ بت پرستوں کی ہر چیز سے نفرت چاہیے۔ ان کے بت اور بت خانے قابل نفرت ہیں دوسرے یہ کہ تہیہ کرنا انبیاء کے طریقہ کے خلاف ہے۔ کیونکہ اس وقت حضرت

ابراہیم اکیلے تھے۔ ساری قوم مخالف تھی۔ مگر آپ نے اپنا دین چھپایا نہیں، تیسرے یہ کہ انبیاء کرام کو قدرتی طور پر قوت قلبی عطا ہوتی ہے۔ اگر قادیانی جی ہوتا تو انسانوں کے خوف سے حج نہ چھوڑتا۔ ۴۔ چونکہ یہ لوگ رب تعالیٰ کی بھی عبادت کرتے تھے اور بتوں کی بھی، اس لئے آپ نے یہ استثنافرمایا کہ بت تو میرے دشمن ہیں۔ اور رب العالمین میرا رب ہے، یا مقصد یہ ہے کہ تم لوگ بتوں کی عبادت چھوڑ کر رب العالمین کی عبادت کرو جس کی صفات یہ ہیں ۵۔ معلوم ہوا کہ نبی کا ہادی براہ راست رب تعالیٰ ہے۔ فرشتے یا کتاب کا واسطہ ان کے لئے نہیں ہوتا۔ رب نے قرآن کریم کے متعلق فرمایا۔ هٰذَا نَزَّلْنَاهُ بِقَوْلِ مَقْشُورٍ یعنی اسے محبوب! تمہارے لئے نہیں۔ تم تو پہلے سے ہدایت پر ہو۔ ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ ابراہیم علیہ السلام نے ایک آن کے لئے بھی شرک نہ کیا۔ انبیاء کرام بدعتی گدی اور برے عملوں سے محفوظ رہتے ہیں۔ اس کی تحقیق ہماری کتاب عصمت انبیاء میں مطالعہ کرو۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ برائی کی نسبت اپنی طرف کرنی چاہیے اور خوی و بھڑکی کی نسبت رب کی طرف کیونکہ پیاری کو اپنی طرف اور شفاء کو رب کی طرف منسوب فرمایا۔ ورنہ معیبت و راحت رب کی طرف سے ہیں۔ یہ آپ کا ادب تھا۔ ۸۔ حضرت ابراہیم کا یہ کلام دوسروں کی تعلیم کے لئے ہے۔ تاکہ لوگ آپ سے سن کر استغفار کرنا سیکھیں، ورنہ آپ گناہوں سے معصوم ہیں۔ یا خطا سے مراد وہ ہے جو پیغمبر کی شان کے لحاظ سے خطا ہو۔ مَسَاءَتِ الْاَنْبِيَاءِ مَسَاءَتٌ اَوْفَرَتْ اَنْفُسَهُمْ اس کلام میں حضرت ابراہیم نے اشارہ کیا۔ یہ فرمایا کہ کوئی شخص اگرچہ کتنا ہی پرہیزگار ہو اپنی مغفرت پر یقین نہ کرے، بلکہ رب سے امید و خوف رکھے۔ اسی لئے آپ نے اطلع فرمایا۔ ۹۔ حکم سے مراد علم و حکمت یا نبوت ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا یہ تمام کلام عطاء نبوت سے پہلے ہے۔ ۱۰۔ یہ عرض بھی تعلیم کے لئے ہے ورنہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خاص خدام بھی صالحین یعنی

قَالُوا اَبٰیكَ وَجَدْنَا اَبَاءَكَ كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ۝۱۰ قَالَ اَقُوْبِيْتُمْ

بولے بلکہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسا ہی کرتے پایا اے اباؤ اجداد! کیا تم دیکھتے ہو
مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ۝۱۱ اَنْتُمْ وَاَبَاؤُكُمْ اَلَا اَقْدَمُوْنَ ۝۱۲

یہ جنہیں بلوی رب پر تم اور تمہارے اگلے باپ دادا

وَاَنْتُمْ عَدُوٌّ لِّلْاَرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝۱۳ الَّذِیْ خَلَقْنِیْ فَهُوَ

جسے تم کہتے ہو سب میرے دشمن ہیں نہ مگر پروردگار عالم کی وہ جس نے مجھے پیدا کیا تو

یَهْدِیْنِ ۝۱۴ وَالَّذِیْ هُوَ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِ ۝۱۵ اِذَا مَرَضْتُ

وہ مجھے راہ سے نکالتا اور وہ مجھے کھلاتا اور ہلاکت سے اور جب میں بیمار ہوں

فَهُوَ یَشْفِیْنِ ۝۱۶ وَالَّذِیْ یَمِیْتُنِیْ ثُمَّ یَحْیِیْنِ ۝۱۷ وَ

لو وہی مجھے شفا دیتا ہے تو اور وہ مجھے وفات دے گا پھر مجھے زندہ کرے گا اور

الَّذِیْ اَظْهَرٰ اَنْ یَّغْفِرَ لِیْ خَطِیْئَتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ ۝۱۸

وہ جس کی وجہ سے میں نے میری خطائیں معاف کئے ہیں مجھے سزا

رَبِّ هَبْ لِیْ حُكْمًا وَّالْحَقِّیْ بِالْصّٰلِحِیْنَ ۝۱۹ وَاَجْعَلْ

اے میرے رب مجھے حکم عطا کر اور مجھے ان سے ملانے جو میرے قرب خاص کے سزاوار ہیں

لِیْ لِسَانٍ صٰدِقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ ۝۲۰ وَاَجْعَلْنِیْ مِنْ

تو اور میری بی ناموری رکھنے والوں میں نہ اور مجھے ان میں کر جو

وَرَثَةُ جَنَّةِ النَّعِیْمِ ۝۲۱ وَاَعْفِرْ لِّیْ اِنَّہٗ كَانَ مِنْ

پہچن کے باغوں کے وارث ہیں اے اور میرے باپ کو بخش دے جسکے

الصّٰلِحِیْنَ ۝۲۲ وَلَا تَخْزِنِیْ یَوْمَ یَبْعَثُوْنَ ۝۲۳ یَوْمَ لَا یَنْفَعُ

مگر وہ ہے کہ اور مجھے رسوا نہ کرنا جس دن سب اٹھائے جائیں گے کہ جس دن

مَالٌ وَلَا بَنُوْنَ ۝۲۴ اِلَّا مَنْ اَتٰی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ۝۲۵

نہ مال نہ کام نہ آئے گا نہ بیشی نہ گروہ جو اللہ کے حضور حاضر ہوا سلامت دل کے ساتھ

قرب خاص کے سزاوار ہیں۔ یوسف و موسیٰ علیہ السلام نے اس الحاق کی دعائیں مانگی ہیں۔ یہ دعا مانگنا سنت انبیاء ہے ۱۱۔ اس طرح کہ آئندہ آنے والی تسلوں میں میرا ذکر خیر کے ساتھ باقی رہے اور میری اولاد میں انبیاء و اولیاء ہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں نیک نامی اور اچھا ذکر رب کی رحمت ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اس کی دعا کی اور آپ کی دعا ایسی قبول ہوئی کہ تمام قوموں میں آپ کی آج تک عزت ہے۔ سارے اہل کتاب اپنے کو ابراہیم کہتے ہیں اور ہند کے مشرک انہیں کرشن کا نام دے کر تعریفیں کرتے ہیں۔ مشرکین عرب بھی اپنے کو ابراہیم کہتے تھے۔ ۱۲۔ یعنی اپنے فضل و کرم سے جنت دے۔ اس میں اشارہ فرمایا گیا کہ جنت رب کے فضل سے ملتی ہے نہ کہ محض اپنے عمل سے، جیسے وراثت کا مال وراثت کو ملتا ہے اس کے کسی عمل کا نتیجہ نہیں ہوتا۔ یہی جنت کا حال ہے سبحان اللہ۔ یا یہ مطلب ہے

(بقیہ صفحہ ۵۹۰) کہ ہر جنتی دوزخی کا فر کے حصہ پر بھی قبضہ کرے گا۔ یہ قبضہ گویا وراثت ہے ۱۳۔ یعنی میرے چچا آذر کو ایمان و توبہ کی توفیق عطا فرما جس سے وہ تیری بخشش کا مستحق ہو جائے۔ یہ دعا اس لئے فرمائی کہ آذر نے آپ سے ایمان کا وعدہ کیا تھا۔ رب فرماتا ہے۔ وَمَا كَانَ لِشَيْعَانِ أَنْ يُبَيِّنُوا إِلَيْنَا مَنَافِعَ مَوَدَّةٍ وَمَعَادَ هَاطِلَةٍ (خزائن العرفان) ورنہ مشرک کے لئے دعائے مغفرت جائز نہیں۔ اسی لئے اسے مرحوم و مغفور کہنا حرام ہے ۱۴۔ آپ کی یہ دعا بھی لوگوں کی تعلیم کے لئے ہے ورنہ انشاء اللہ ابراہیم علیہ السلام کے غلام و در غلام بھی قیامت کی رسوائی سے محفوظ ہیں۔ ۱۵۔ معلوم ہوا کہ قیامت میں مال، اولاد کام نہ آتا، کفار کے لئے ہے۔ مومن کو

دونوں چیزیں کام آئیں گی "انشاء اللہ" جیسا کہ آگے استثناء سے معلوم ہو رہا ہے۔ مومن کی اولاد شفاعت کرے گی۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ارشاد ہوا ۱۶۔ یعنی جو سلامت دل لے کر رب کے حضور حاضر ہوا اس کا مال بھی کام آئے گا اور اولاد بھی۔ سلامتی دل سے مراد دل کا بد عقیدہ گویں سے پاک ہونا۔ صوفیاء کے نزدیک قلب سلیم وہ ہے جسے محبت و عشق الہی کے سانپ نے ڈس لیا ہو عربی میں سلیم سانپ ڈسے ہوئے کو کہتے ہیں۔

۱۔ مرتے وقت یا قبر میں یا حشر میں مومن ان تینوں جگہ سے جنت کا ملاحظہ کرتا ہے ۲۔ اس طرح کہ کافر مرتے وقت برزخ میں اور حشر میں دوزخ کو اپنے قریب دیکھے گا۔ ۳۔ معلوم ہوا کہ قیامت میں مجھوٹے معبود اپنے پرستاروں سے غائب ہو جائیں گے۔ اور حضرات انبیاء اولیاء اپنے متبعین سے قریب رہیں گے، ان کی شفاعت کریں گے۔ ان کی آس بندھائیں گے اور مدد فرمائیں گے۔ ۴۔ تم سے اپنا اس طرح کہ چاند سورج اور تمہارے بت دوزخ میں تم کو اور زیادہ تکلیف دیں گے جیسا کہ احادیث میں وارد ہے۔ ۵۔ یعنی تمام بت اور بت پرست، شیطان اور اس کی ذریت سب دوزخ میں گرائے جائیں گے۔ تاکہ ایک دوسرے سے لڑیں جھگڑیں ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ دوزخ میں پہنچ کر دوزخی ایک دوسرے کو بچائیں گے اور ملامت کریں گے۔ نہ پہچانا اول قیامت میں ہو گا۔ لہذا آیات میں تعارض نہیں ہے۔ معلوم ہوا کہ کفار خدا کو عالم کا خالق، مالک، مدبران کر اور بتوں کو اس کے بندے مان کر اس لئے مشرک ہوئے کہ وہ بعض بندوں کو رب کے برابر مانتے تھے۔ کسی کو خدا کی اولاد، کسی کو خدا کا شریک، نیز چونکہ وہ پیغمبروں کا انکار کر کے رب کو مانتے تھے لہذا مشرک ہی رہے ۸۔ مرداران کفر جنہوں نے ہم کو شرک و کفر کی دعوت دی اور ہم نے ان کے کہنے سے بت پرستی کی ۹۔ جیسے مسلمانوں کے بہت شفع ہیں، انبیاء، اولیاء، چھوٹی اولاد، خانہ کعبہ، ماہ رمضان، شفاعت، کا پورا مسئلہ ہماری تفسیر

الشعراء ۲۱۰

۵۹۱

اقوال الدین ۹

وَأَزَلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ ۝ وَبُرْزَتِ الْجَحِيمُ لِلْغَوِيں ۝ وَقِيلَ لَهُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ ۝

اور قریب لائی جائے گی جنت پرہیزگاروں کے لئے اور غلامی ہو جائے دوزخ گمراہوں کے لئے اور اسی سے کہا جائے گا کہاں ہیں وہ جن کو تم بدعت تھے کہ

مِنْ دُونِ اللَّهِ هَلْ يَنْصُرُونَكُمُ أَوْ يَنْصُرُونَ ۝

اللہ کے سوا کیا وہ تمہاری مدد کریں گے یا بدلہ لیں گے کہ

فَكَيْبُوا فِيهَا هُمْ وَالْغَاوُونَ ۝ وَجُنُودُ إِبْلِيسَ ۝

تو اندھا دیکھے گئے جہنم میں وہ اور سب گمراہ اور ابلیس کے

أَجْمَعُونَ ۝ قَالُوا وَهُمْ فِيهَا يَخْتَصِمُونَ ۝ تَاللَّهِ إِنْ كُنَّا لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ اذْهَبْكُمْ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

پکڑے گا انہیں گے اور وہ اس میں باہم جھگڑتے ہوں گے کہ خدا کی قسم

وَمَا أَضَلُّنَا إِلَّا الْمُجْرِمُونَ ۝ فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِينَ ۝

اور ہمیں نہ بہکا یا سکر مجرموں نے نہ تو اب ہمارا کوئی سفارشی نہیں

وَلَا صِدِّيقٍ حَمِيمٍ ۝ فَلَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةٌ فَنَكُونُ مِنْ

اور نہ کوئی عزیز دوست نہ تو کسی طرح ہمیں پھر بھانا ہو تاکہ ہم مسلمان

الْمُؤْمِنِينَ ۝ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝ كَذَّبَتْ

والے نہ تھے کہ اور بے شک تمہارا رب وہی عزت والا ہے ان کے قوم

قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ ۝ اذْ قَالَ لَهُمُ أَخُوهُمْ نُوحٌ أَلَا

نے پیغمبروں کو بھٹکایا کہ جب کہ ان سے ان کے ہم قوم نوح نے کہا کیا تم

منازل ۵

نہی میں ملاحظہ کرو ۱۰۔ معلوم ہوا کہ شفع نہ ہوتا دوستوں کا کام نہ آتا کفار کے لئے ہے۔ مومنوں کی دوستیاں کام نہیں کی اور ان کے بت سے شفع بھی ہوں گے۔ ۱۱۔ دنیا میں اعمال صالح کرنے کے لئے، توبہ ہم وہاں جا کر مومن متقی بن جائیں۔ ۱۲۔ یعنی ابراہیم علیہ السلام کی قوم میں بت ہی تھوڑے آپ پر ایمان لائے۔ اکثر بے ایمان رہے۔ چنانچہ باہل والوں میں سے صرف حضرت لوط اور نمرود کی بیٹی آپ پر ایمان لائے (روح) حضرت سارہ بھی آپ پر ایمان لائیں۔ ۱۳۔ نوح علیہ السلام کا نام شریف بشکریہ آپ چوتھے نبی ہیں۔ تمام انسانوں کے نبی تھے۔ سب سے زیادہ عمر آپ کی ہوئی۔ ایک ہزار برس سے زیادہ آپ نے تبلیغ کی مگر بہتر آدمی باہر کے اور آٹھ آدمی گھر کے آپ پر ایمان لائے۔ چونکہ ایک نبی کا جھٹلانا تمام رسولوں کا جھٹلانا ہے اس لئے مرسلین جمع لایا ہے۔

۱۔ اللہ سے یا نبی سے یا کفر و شرک اور میری نافرمانی سے ۲۔ آپ اعلان نبوت سے پہلے ہی اس قوم میں مانے ہوئے سچے اور امین تھے۔ نیز آپ اللہ کی وحی اور رسالت پر امین تھے۔ خیال رہے کہ نبی کا صادق الوعد اور امانتدار ہونا ضروری ہے ۳۔ خیال رہے کہ جہاں تقویٰ سے مراد ایمان ہے اور اطاعت سے مراد پیریز گاری ہے۔ لہذا آیت میں تکرار نہیں۔ یعنی اولاً پھر اعمال میں میری فرمانبرداری کرو۔ معلوم ہوا کہ نبی مطلق مطاع ہوتے ہیں۔ ان کے ہر حکم کی اطاعت ضروری ہے کیونکہ اطاعت کو مطلق رکھا گیا۔ اس میں کوئی قید نہیں لگائی گئی ۴۔ خیال رہے کہ انبیاء کرام نے نبوت کو دنیا کمانے کا ذریعہ نہ بنایا۔ ہمیشہ اعلان فرمایا کہ ہمیں تبلیغ پر

اجرت نہیں چاہیے۔ ہمارے حضور نے بھی بارہا اس کا اعلان فرمایا کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ نبوت دنیا کمانے کا بہانہ ہے۔ یہ ایک پیشہ ہے بلکہ حضور نے تو اقیامت اپنی اولاد کے لئے ذکوۃ لینا حرام فرمایا۔ یعنی ان کے امیروں پر ذکوۃ دینا فرض ہے۔ مگر ان کے غریبوں پر لینا حرام تاکہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ ذکوۃ اولاد کی پرورش کے لئے جانی گئی ہے مگر مرزا قادیانی نے نبوت کے بہانے ہمیشہ کھایا کھلایا اور مرنے کے بعد قادیان کی قبریں فروخت کر کے ہمیشہ کے لئے دیح اولاد کی روزی کا انتظام کیا۔ ۵۔ یعنی غریاء و مساکین جن کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا ہمارے لئے باعث شرم ہے۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ہمیشہ غریاء نے ہی انبیاء کی اطاعت پہلے کی۔ دوسرے یہ کہ مومن کو کمین کنا، رذیل سمجھنا کفار کا کام ہے۔ کوئی مومن کمین نہیں سب شریف ہیں اور کوئی کافر شریف نہیں۔ ۶۔ یہ بے علی بے تعلقی کے معنی میں ہے۔ یعنی دنیاوی پیشے اور کاروبار سے ہمیں کوئی تعلق نہیں۔ اس سے حضرت نوح علیہ السلام کی بے علی ثابت نہیں ہوتی کیونکہ آپ تو ان لوگوں کے پیشہ اور کاروبار سے خبردار تھے۔ ان میں رہتے تھے۔ آپ تو ماں کے پیٹ، باپ کی پیٹھ کے بچوں کی سعادت و شقاوت سے بھی خبردار تھے۔ خود فرماتے ہیں۔
 رَحْمَةُ اِنْ تَذَرَهُمْ يَفْسِدُوا اِيْصَادًا وَلَا يَذْكُرُوا اِلَّا مَا جَدُّكَ اَلَا ۙ
 یعنی رب تعالیٰ جو انہیں سزا دیتے والا ہے وہ تو انہیں رذیل و کمین کتنا نہیں تم انہیں رذیل کہنے والے کون ہو۔ ۸۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ غریاء و فقراء کے ساتھ مجلس سنت انبیاء ہے، دوسرے یہ کہ رب کی اطاعت میں کسی کی بات کی پرواہ نہ کرنی چاہیے۔ ۹۔ ان مساکین و غریاء کی طرفداری سے اور وعظ و تبلیغ سے ۱۰۔ یہ بدعا آپ نے بہت عرصہ کے بعد قوم کے ایمان سے مایوس ہو کر اور اس کی سرکشی سے تنگ آکر کی تھی۔ ۱۱۔ ان کفار کی شامت اعمال سے ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ اصل میں تو حضرت نوح علیہ السلام کو نجات دی گئی مگر ساتھیوں کو اس لئے نجات دی گئی کہ وہ پیغمبر کے ساتھ

۵۹۲
 وَقَالَ الَّذِينَ ۙ
 تَتَّقُونَ ۙ اِنَّا لَنَرِيْكَ رَسُوْلًا اٰمِيْنًا ۙ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيعُوْنَ ۙ
 ڈرتے نہیں کہ بے شک میں تمہارے لئے اللہ کا پیغمبر ہوں اے امین بولے تو اللہ سے ڈرو اور میرا
 وَمَا اَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِيْ اِلَّا عَلٰی رَبِّ ۙ
 حکم مانو اور میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا میرا اجر تو اسی پر ہے جو ماسے
 الْعٰلَمِيْنَ ۙ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيعُوْنَ ۙ قَالُوْۤا اَنُؤْمِنُ
 جہاں کا رب ہے اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو بولے کیا ہم تم پر ایمان
 لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْاَرْدُ لَوْنٌ ۙ قَالَ وَمَا عَلَيَّ بِمَا كَانُوْۤا
 لے آئیں اور تمہارے ساتھ کہتے ہوئے میں ڈرتا ہوں کیا تمہارا ان کے کام
 يَعْمَلُوْنَ ۙ اِنْ حَسَبُۤا بِہُمْ اِلَّا عَلٰی رَبِّيْ ۙ لَوْ تَشْعُرُوْنَ ۙ
 کیا میں نہ ان کا حساب تو میرے رب ہی پر ہے اگر تمہیں حس ہو
 وَمَا اَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۙ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۙ
 اور میں مسلمانوں کو دور کرنے والا نہیں میں تو نہیں مگر صاف ڈرسانے والا
 قَالُوْۤا اِلَیْہِ لَمْ تَنْتَہِ یٰۤاَنُوْۤا لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِيْنَ ۙ
 بولے اے نوح اگر تم باز نہ آئے تو ضرور سنگسار کئے جاؤ گے
 قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوْمِیْ کٰذِبُوْنَ ۙ فَافْتَحْ بَیْنِیْ وَبَیْنَهُمْ
 عرض کی اے میرے رب میری قوم نے مجھے جھٹلایا نہ تو مجھ میں اور ان میں پورے فضل
 فَتَحْنَا وَبَیْجَنٰی وَمَنْ قَعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۙ فَابْجِیْنٰہُ
 کر دے اور مجھے اور میرے ساتھ والے مسلمانوں کو نجات دے کہ قوم نے مجھ کو
 وَمَنْ مَّعَہُ فِی الْفَلَکِ الْمَشْحُوْنِ ۙ ثُمَّ اَغْرَقْنَاۤ اٰدَمَ
 اے اور اس کے ساتھ والوں کو لے بھری ہوں کشتی میں مگر ان کے بعد کشتی
 الْبٰقِیْنَ ۙ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیۃً وَمَا کَانَ اَکْثَرُہُمْ
 باقیوں کو ڈوب دیا تاکہ بے شک اس میں ضرور نشانی ہے اور ان میں اکثر مسلمان

منزل ۵

تھے۔ اسی لئے من معہ فرمایا گیا۔ پیغمبر کے ساتھ ہونا خواہ جسمانی ہو خواہ روحانی ۱۳۔ جو مومن انسانوں تمام حیوانات اور ان کی ضروریات سے بھری ہوئی تھی غرضیکہ رب تعالیٰ نے ساری دنیا اس کشتی میں جمع فرمادی تھی۔ ۱۴۔ کافر انسانوں کو اور تمام ان حیوانات کو جو کشتی میں پناہ نہ لے سکے۔ خیال رہے کہ مجرم انسان کی وجہ سے بے قصور جانور بھی ہلاک ہو جاتے ہیں رب فرماتا ہے۔ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْغَیْبِ وَالْخَبْرُ بِمَا کُنْتَ اٰیِدٰی اَنَّا یٰۤا ۙ

قال النابلسي ١٥

منزلہ

دوسرے یہ کہ بغیر نبی کی اطاعت کے کتنی ہی نیکی کی جاوے وہ تقویٰ نہیں ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کو دنیاوی نعمتیں مل جانا بڑے عذاب کی تمہید ہے۔ یہ نعمتیں ان کے لئے رحمت نہیں بلکہ رحمت نہیں ہے۔ قوم عاد بڑی مالدار اور بڑی اولاد والی تھی۔ ۱۳۔ دنیا میں عذاب آنے کا دن، یا قیامت کا دن، اس دن کو عظیم اس لئے فرمایا گیا کہ اس میں عظیم عذاب آنے والا تھا ۱۴۔ ہم تمہاری بات کسی طرح نہ مانیں گے۔ یہ اپنی جتنی کفر کا خود اقرار ہے۔ ۱۵۔ یعنی اعلیٰ عمارتیں بنانا، ایسے گناہ کرنا ہم سے پہلے لوگ بھی کرتے رہے ہیں، یا تمہاری طرح وعظ و تم سے پہلے بھی کئے گئے ہیں مگر اب تک قیامت نہ آئی۔

۱۔ یعنی ہم کچھ بھی کریں ہم پر کبھی عذاب نہیں آسکتا نہ دنیا میں نہ آخرت میں یہ قول اللہ تعالیٰ پر امن ہے اور امن کفر ہے امید و خوف ایمان کے رکن ہیں ۲۔ ہوا کے عذاب سے ۳۔ یعنی قوم عاد کے بت تھوڑے لوگ ایمان لائے جو بچائے گئے بت زیادہ کافر ہی رہے جو ہلاک کر دیئے گئے۔ یہ مطلب نہیں کہ جو ہلاک ہوئے ان میں تھوڑے مسلمان تھے۔ کیونکہ سارے مومن عذاب سے بچائے گئے تھے۔ ۴۔ یہ لوگ ثمود بن عید بن عوص بن عاد بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام کے اولاد سے تھے۔ اس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے ۵۔ یعنی صالح علیہ السلام خود اس قوم اور اس ملک کے رہنے والے تھے یاہر سے نہ آئے تھے۔ ۶۔ معلوم ہوا کہ انبیاء حضرات اسرافیل علیہ اور لوگوں کی عزت مال آید وغیرہ سب کے

امین ہوتے ہیں۔ خیانت اور نبوت جمع نہیں ہو سکتیں ہمارے حضور کو اہل کہ بچیں شریف سے محمد امین بکارتے تھے اور بچیں شریف سے آپ کے پاس لمانتیں رکھتے۔ اور اپنے فیصلے حضور سے کرواتے تھے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ پر مطیعوں کے اجر و ثواب دینا لازم ہے واجب ہے۔ مگر یہ لڑو و جو اب اس رب کرم کے وعدہ کرم کی بنا پر ہے جو اس نے اپنے فضل سے نیکوں سے کیا ہے نہ کہ دوسرے کے لازم کرنے سے۔ ۸۔ اور چونکہ وہ رب العالمین ہے اس لئے اس کا اجر یقینی اور کامل ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ پیغمبر کو اجرت رب ہی دے سکتا ہے۔ دوسروں کے پاس ہے ہی کیا جو ان حضرات کو اجر دیں۔ بیڑوں کا اجر دینا بھی بیڑوں ہی کا کام ہے۔ ۹۔ اس طرح کہ تم ان نعمتوں میں ہمیشہ رہو۔ یا یہ نعمتیں تمہارے پاس ہمیشہ رہیں۔ ایسا نہ ہو گا وہ چشموں سے مراد کونیں اور نہیں ہیں کیونکہ قوم ثمود سردیوں میں کوڑوں اور گرمیوں میں عمروں سے پانی حاصل کرتے تھے (روح البیان) ۱۱۔ یعنی عمدہ قسم کی سمجھدیں جیسے برنی سمجھدیں۔ برنی اصل میں بریک ہے جس کے معنی ہیں اچھا پھل (روح) ۱۲۔ فخر کرتے ہوئے، کیونکہ یہ لوگ عمارتی کام میں بڑے استاد تھے۔ معلوم ہوا کہ زیادہ مضبوط عمارتیں بنانا غفلت کے طور پر جرم ہے۔ ۱۳۔ شرکین و کفار کی اطاعت نہ کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن ہونے کے لئے نبی کی اطاعت کے ساتھ بے دیوں سے علیحدگی اور ان سے نفرت لازم ہے خالص چیز کی قدر ہے۔ خالص مومن کی عزت دنیا میں بھی ہے اور آخرت میں بھی ۱۴۔ خود بھی گناہ کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی رغبت گناہ دیتے ہیں جس سے زمین پر عذاب الہی آنے کا اندیشہ ہے یا وہ چوری و کینتی وغیرہ سے فساد پھیلاتے ہیں۔

نَحْنُ بِمَعَذَرَتِنَا ۖ فَكَذَّبُوهُ فَأَهْلَكْنَاهُمْ إِنَّ فِي ذَلِكَ

عذاب ہوتا نہیں ہے تو انہوں نے اسے کھنکھایا تو ہم نے انہیں ہلاک کیا ہے بیشک

لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۚ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۚ وَإِنَّ رَبَّكَ

اس میں ضرور نشان ہے اور ان میں بہت مسلمان نہ تھے نہ اور بے شک تمہارا رب

لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۚ كَذَّبَتْ ثَمُودُ ثَمُودَ الْمُرْسَلِينَ ۚ

یہ عزت والا جبریل ہے ثمود نے رسولوں کو کھنکھایا

إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ صَالِحٌ أَالَاتِتُّكُمْ ۚ إِنِّي لَكُمْ

جب کہ ان سے انکے ہم قوم صالح نے فرمایا کیا کرتے نہیں رہے شک میں تمہارا

رَسُولٌ آمِنٌ ۚ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا ۚ وَمَا أَسْأَلُكُمْ

لے اللہ کا امتداد رسول ہوں کہ تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو اور میں تم سے

عَلَيْهِمْ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجَرْتُمْ إِلَّا عِزِّيَ الْاَعْلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۚ

برکہ اجرت نہیں مانگتا میرا اجر تو اسی پر ہے کہ جو میرے جان باریب ہے کہ

أَنْتُمْ كُنتُمْ فِي قَاهُفِنَا آمِنِينَ ۚ فِي جَنَّتٍ وَعِجُونٍ ۚ

کہا تم ہلال کی نعمتوں میں عین سے چھوڑ دئے جاؤ گے کہ باغوں اور چھوٹے

وَزُرُوعٍ وَنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيمٌ ۚ وَتَنْجُونَ مِنْ

اور کھیتوں اور کھجوروں میں جن کا شکر و نرم نازک لہا پھاڑوں میں سے

الْجِبَالِ بَيَوتًا فَرِهِينَ ۚ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا ۚ

گھر تراشتے ہو استادی سے لے تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو

وَلَا تَطِيعُوا أَمْرَ الْمُسْرِفِينَ ۚ الَّذِينَ يَفْسِدُونَ

اور حد سے بڑھنے والوں کے کہنے پر نہ چلو گے وہ جو زمین میں فساد پھیلاتے ہیں

فِي الْأَرْضِ وَلَا يَصْلَحُونَ ۚ قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مِنَ

کے اور بناؤ نہیں کرتے بلوے تم ہو عباد

۱۔ صرف ایک بار میں بلکہ بار بار جلدو کیا گیا جس سے آپ کے ہوش و حواس بجا نہ رہے۔ اسی لئے انہوں نے مسجور نہ کیا۔ بلکہ مسحر کیا۔ خیال رہے کہ نبی کے حواس پر جلدو اثر نہیں کر سکتا۔ انہیں جادو سے دیوالگی نہیں آ سکتی ۲۔ معلوم ہوا کہ نبی کو اپنے جیسا بڑا سواکت کے لئے کتنا کفر ہے کہ رب نے اس قوم کے کفریات میں اس کو بھی بیان فرمایا۔ خیال رہے کہ نبی کو بشریاً رب نے فرمایا یا خود جبریل نے یا کفار نے۔ اب جو انہیں بشر کے وہ رب تو ہے نہیں، نہ رسول، لہذا کافر ہی ہو گا ۳۔ یعنی ایسا معجزہ دکھاؤ جس سے آپ کی سچائی ظاہر ہو ۴۔ یہ اونٹنی صالح علیہ السلام کی دعا سے بلور معجزہ ایک پتھر سے پیدا ہوئی۔ اس کا بیڑہ ساٹھ گز تھا۔ کنوئیں کے

پانی کی باری مقرر کر دی گئی تھی کہ ایک دن یہ لوگ پانی پئیں، دوسرے دن اونٹنی پئے۔ اونٹنی اپنی باری کا سارا پانی پی جاتی تھی۔ ۵۔ معلوم ہوا کہ جس جانور کو اللہ تعالیٰ سے نسبت ہو جاوے وہ قابل احترام ہو جاتا ہے۔ دیکھ کر آج بھی ہدی اور قربانی کا احترام ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جس جانور کا گوشت نقصان دہ اس سے چٹا چاہیے، کیونکہ مصر حج سے چٹا لازم ہے ۶۔ خیال رہے کہ اس دین میں اونٹ حلال تھا، اس کا ذبح جائز تھا۔ مگر خاص اس اونٹنی ذبح بھی حرام قرار دے دیا گیا اور گوشت بھی اس لئے کہ یہ نقصان کا باعث تھا۔ آج بھی بعض بزرگوں کے جھٹل، شکار تجربہ سے نقصان دہ ثابت ہوا ہے تو لوگ اس سے بچتے ہیں اس کی اصل یہی ہے ۷۔ یعنی صالح علیہ السلام کی امتحانی تبلیغ کے باوجود بہت تھوڑے ایمان لائے، اے محبوب اگر آپ پر سارے عرب ایمان نہ لائیں، آپ غم نہ فرمائیں، اس کی وجہ یہ نہیں کہ آپ کی تبلیغ میں کوتاہی ہے بلکہ یہ خود بد نصیب ہیں ۸۔ یہاں قوم سے مراد نسبی قوم نہیں بلکہ لوط علیہ السلام کی امت و عورت مراد ہے جن کی طرف آپ کو بھیجا گیا کیونکہ لوط علیہ السلام کا وطن اور نسب دوسرا تھا اس قوم سے مراد مدینہ اور اس کے آس پاس کی بستیاں ہیں ۹۔ یہاں اخوت مراد شفقت و مہربانی ہے، ورنہ حضرت لوط، امیر اہل بیت علیہم السلام تھے۔ یعنی ہاران کے بیٹے۔ آپ پر امیر اہل بیت علیہم السلام کے ساتھ ہجرت کر کے ملک شام تشریف لائے اور امیر اہل بیت علیہم السلام کی دعا سے نبوت سرفراز ہوئے۔ ۱۰۔ اللہ سے اور اس کے عذاب سے کیوں نہیں بچتے کفر و بے ایمانی اور میری مخالفت۔ کیونکہ تقویٰ کے معنی ڈرنا بھی ہے اور بچنا بھی۔ فرماتا ہے۔ فَأَتَقُوا لِلَّهِ إِلَهًا وَتَقُوا لِلنَّاسِ إِلَهًا وَتَقُوا لِلْجَزَاءِ عَلِيمًا۔ معلوم ہوا کہ آپ کی نبوت و رسالت صرف مدوم وال کے لئے تھی اسی لئے کلمہ فرمایا گیا۔ ہمارے حضور نبوت سارے جہان کے لئے ہے۔ جس کا خدا رب اہل بیت کے حضور رسوں میں ۱۱۔ میرا اجر صرف یہ ہے کہ

۱۱

وقال الذین	۵۹۵	الشعراء
<p>الْمُسْحَرِينَ ۖ مَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا فَأْتِ بِآيَةٍ ۖ</p> <p>ہوا ہے نہ تم تو میں جیسے آدمی ہو ل تو کوئی نشان لاؤ</p> <p>إِنْ كُنْتُمْ مِنَ الصَّادِقِينَ ۖ قَالَ هَذِهِ نَاقَةُ اللَّهِ</p> <p>اگر مجھے ہو جیسا ہو تم فرمایا یہ ناقہ ہے ایک دن</p> <p>تَشْرَبُ وَلَكُمْ شَرْبٌ يَوْمَ مَعْلُومٍ ۚ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ</p> <p>اس کے پینے کی باری اور ایک مہینہ دن بھاری کی اور اسے برائی کے ساتھ نہ چھوؤ</p> <p>فِي آخِذِكُمْ عَذَابٌ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۖ فَعَقَرُوها فَاصْبِرُوا</p> <p>کہ تمہیں بڑے دن کا عذاب آئے گا اس پر انہوں نے اس کی کچھیں کاٹ دیں</p> <p>ذُرِّيَّتَيْنِ ۖ فَآخَذَهُمَا الْعَذَابُ ۖ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً</p> <p>پھر بیج کو بھستارتے رہ گئے تو انہیں عذاب نے آریا کہ بے شک اس میں ضرور نشان</p> <p>وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۖ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ</p> <p>ہے اور ان میں بہت مسلمان نہ تھے اور بے شک تمہارا رب ہی عزت والا</p> <p>الرَّحِيمُ ۖ كَذَبَتْ قَوْمٌ لُوطَ الْمُرْسَلِينَ ۖ إِذْ قَالَ</p> <p>مہربان ہے لوط کی قوم نے رسول کو بھٹلایا کہ جب کہ ان سے</p> <p>لَهُمْ أَخُوهُمْ لُوطٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۖ إِنِّي كُنتُمْ رَسُولَ آمِينَ ۖ</p> <p>ان کے ہم قوم لوط نے فرمایا کیا تم نہیں لے بے شک میں تمہارے لئے اللہ کا</p> <p>قَالِقُوا اللَّهَ وَاطِيعُونَ ۖ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ</p> <p>اما تمہارا رسول ہوں کہ تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو اور میں اس ہدیت سے کہ نبوت</p> <p>إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۖ أَتَأْتُونَ الذَّكَرَانَ</p> <p>نہیں مانگتا میرا اجر تو اسی پر ہے جو مانگے جہاں کا رب، کیا مخلوق میں مردوں سے</p> <p>مِنَ الْعَالَمِينَ ۖ وَتَذَرُونَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ</p> <p>بدصلی کرتے ہوئے اور چھوڑتے ہو وہ جو تمہارے لئے تمہارے رب نے</p>		

منزل

ایمان لے آؤ جس سے مجھے آخرت میں ثواب ملے۔ ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ اقلام قوم لوط کی ایجاد ہے اس سے پہلے کسی نے نہیں کیا تھا۔ اسی لئے اس کا لواطت بھی کہا جاتا ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ غیبت کام کوئی جانور بھی نہیں کرتا جیسا کہ جن الغیبتین سے معلوم ہوا۔ لوطی آدمی جانوروں سے بھی بدتر ہے۔ یہ معلوم ہوا کہ اس قسم کے احکام کے کفار بھی مکلف ہیں، کیونکہ یہ معاملات ہیں، کفار صرف عبادات سے مستثنیٰ ہیں اور بعض معاملات سے۔

یہ آیت کریمہ اس آیت کی تفسیر ہے کہ فرمایا۔ **خُذُوا زِينَتَكُمْ** یعنی ان کی بیویاں یعنی ان کی بیویاں مراد ہیں ۷۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں سے اظلام، لواطت، حلق وغیرہ تمام حرام ہیں کیونکہ یہ خدا کی حدود سے آگے بڑھتا ہے۔ **رَبَّائِهِمْ** یعنی ان کے رب ہیں کیونکہ ان کا وجود رحمت الہی کا باعث ہے اور بد نصیب لوگ انہیں اپنے لئے بہت جانتے ہیں، ان سے دوری چاہتے ہیں۔ گویا وہ خود اپنی موت اپنے منہ سے مانگ رہے ہیں ۷۳۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تنقید کرنا سنت انبیاء

خلاف ہے۔ دوسرے یہ کہ نبی کو رب تعالیٰ بڑی ہمت اُت بٹھا ہے۔ کہ وہ تمام قوم کی مخالفت کی پروا نہیں کرتے۔ تیسرے یہ کہ بروں سے بیزار بی سنت انبیاء ہے۔ یعنی ان کی شامت اعمال سے مجھے بچالے۔ یہ دعا بروں کی تعلیم کے لئے ہے ورنہ اللہ تعالیٰ اپنے پیوں کو کٹا کر ہر شے سے بچاتا ہے۔ گھروالوں سے مراد مومن گھر لے ہیں۔ آپ کی کافرہ بیوی اس دعا میں داخل نہیں وہ اس عذاب میں گرفتار ہو گئی ۷۶۔ کیونکہ وہ اپنی قوم کی بری سے راضی تھی بلکہ ان کی مددگار تھی اگرچہ آپ بیوی تھی اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بیوی اہل بیت داخل ہے ورنہ یہاں استثناء متصل نہ فرمایا جاتا۔ ۷۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ لواطت سخت تر جرم ہے کہ اس پر سخت عذاب آیا۔ لہذا قاضی کو لازم ہے کہ لوہی کو عذاب دے۔ اونچے مکان سے گر کر مار ڈالنا یا تلوار سے قتل وغیرہ ۷۸۔ یعنی قوم لوط کا جنہیں کہ رب تعالیٰ نے نبی ربیعہ سے ڈرایا تھا۔ معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ بغیر کسی کو عذاب نہیں دیتا۔ اور بغیر رسول کے اسے عذاب نہیں آتا۔ ۷۹۔ یعنی لوط علیہ السلام کی وسیع فتح کے باوجود بہت تھوڑے لوگ ایمان لائے کچھ ان گھر کے اور کچھ دوسرے لوگ۔ ۸۰۔ ایک درختوں کے جھنڈ کو کہتے ہیں جو جنگل میں واقع ہو۔ ان کے نبی اب علیہ السلام تھے ۸۱۔ اس کلمہ سے معلوم ہوا کہ بہت شیعہ علیہ السلام صرف ایکہ والوں کے نبی تھے۔ لئے موسیٰ علیہ السلام باوجود آپ کے پاس رہنے کے کہ امتی نہ ہوئے کیونکہ آپ بنی اسرائیل سے اوہہ مصرتھے ۸۲۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا** میں ایمان اور اطیعون میں سے اعمال کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی پہلے ایمان لاؤ پھر فرمانبرداری کرو۔ معلوم ہوا کہ اعمال سے ایمان م ہے۔ ۸۳۔ خیال رہے کہ کسی نبی نے نبوت پر تے کر گزارہ نہ کیا۔ ہر پیغمبر نے کوئی نہ کوئی ہنر اور اختیار کیا جس سے گزر اوقات فرمائی۔ سوائے مرزا نی کے کہ اس نے نبوت کا ڈھونگ صرف پیہ اور

۵۹۴

۵۹۴

۵۹۴

۵۹۴

۵۹۴

۵۹۴

۵۹۴

۵۹۴

۵۹۴

۵۹۴

۵۹۴

۵۹۴

۵۹۴

۵۹۴

۵۹۴

۵۹۴

۵۹۴

۵۹۴

۵۹۴

۵۹۴

۵۹۴

۵۹۴

۵۹۴

۵۹۴

۵۹۴

۵۹۴

۵۹۴

بیروں کی خوشامد کے لئے رچایا۔ کس نبی نے کیا پیشہ اختیار کیا؟ یہ ہماری تفسیر فیضی میں دیکھو۔ ۸۴۔ خیال رہے کہ نبی کا تقرر رب کے انتخاب سے ہوتا ہے۔ اسی ان کی اجرت تھوڑے کے ذمہ نہیں خلیفہ کا تقرر قوم کے انتخاب سے ہے اسی لئے قوم کے ذمہ ان کی مالی خدمت ہے۔ خلفائے راشدین نے خلافت پر اجرت لی تھی عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے۔ اگرچہ وہ حضرات خلیفہ نبی تھے مگر اجرت کے حقدار تھے

عبادت ہی سکھانے نہیں آتے۔ بلکہ اعلیٰ سیاسیات، معاملات کی درستی کی تعلیم بھی دیتے ہیں ہم کو بھی توفیق عمل دے۔ ۵۔ جب ماں باپ کا گھر ہے کہ تم ان کی مخالفت نہیں کرے حالانکہ ماں باپ نہیں بلکہ سب خلق ہیں تو خود خالق اور رب تو اطاعت کس درجہ لازم ہونی چاہیے جس نے تم کو کیا اور پالتا بھی ہے۔ ۶۔ کیونکہ ہم تم کو اپنے تصرف کرنے سے روکتے ہو۔ ایسی باتیں دہرانے عقل ہی کیا کرتے ہیں۔ ماں ہمارا ہے، جیسے چاہیں کریں۔ ۷۔ معلوم ہوا کہ نبی کو اپنی مثل بشر کرنا کام ہے۔ قرآن کریم میں یہ مقولہ جہاں بھی نقل ہی کا ہے۔ ۸۔ یہاں ظن بدگمانی کے معنی میں ہے پر بدگمانی کفر ہے بعض ظن گناہ بعض کفر بعض بعض ظن فرض ہیں۔ قرآن کریم فرماتا ہے سُبْحٰنَکَ اَیُّہُ الذَّکِیُّ اَیُّہُ الذَّجِیُّ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِالْعَصِیۃِ حَتّٰی اَلْکَافِرِیۡنَ مِیۡلَیۡمَۃً مِّنۡ اَمۡرٍ مِّنۡہُمۡ یَکۡفُرُوۡنَ اَلۡیَہِمْ یَکۡفُرُوۡنَ اَلۡیَہِمْ یَکۡفُرُوۡنَ کے دعوے میں یا اس خبر میں کہ ہم پر عذاب آئے ہے۔ بد نصیب اپنے منہ سے اپنی موت مانگا کرتے یعنی میں عذاب لانے کے لئے نہیں آیا میں تو رحمت کو آیا ہوں۔ تمہاری بد اعمالیاں خود عذاب لے گی۔ خیال رہے کہ انبیاء کرام رب کی رحمت لاؤ گے۔ اسے عذاب بنالیں تو ان کی مرضی ۱۱۔ اس ان کو سات دن تک سخت گرمی میں گرفتار رکھا گیا سے کہیں امن نہ ملتا تھا۔ آٹھویں دن ایک سرد شامیائے کی شکل میں نمودار ہوا۔ جس کے پیچھے ہوا تھی سب لوگ وہاں جمع ہو گئے۔ اس سے آم اور تمام لوگ جل کر راکھ ہو گئے ۱۲۔ یعنی اس اکثر لوگ کافر رہے جو ہلاک کر دیئے گئے بہت ایمان لائے جو بچا لئے گئے ۱۳۔ جو تیس سال میں آہستہ آہستہ آیا اسی لئے تزلزل فرمایا۔

۱۰
ع
۱۲

اَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُخْسِرِينَ ﴿١١١﴾ وَزِنُوا
 بِالْقُسْطِ اِسْمُ الْمُسْتَقِيمِ ﴿١١٢﴾ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَاءَهُمْ
 تَرَادَوْسَ تُولُوهُمْ اور لوگوں کی چیزیں کم کر کے نہ دو گے
 وَلَا تَعْتَوُوا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿١١٣﴾ وَاتَّقُوا الَّذِي
 اور زمین میں فساد پھیلاتے نہ پھرو گے اور اس سے ڈرو
 خَلَقَكُمْ وَالْحَيَلَةَ الْاُولٰٓئِينَ ﴿١١٤﴾ قَالُوْا اِنَّمَا اَنْتُمْ مِنْ
 جس نے تمہیں پیدا کیا اور اگلی مخلوق کو گھمسانے والے تم پر جادو
 الْمَسْحُوْرِيْنَ ﴿١١٥﴾ وَمَا اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَاِنْ نُّظَنُّكَ
 ہوا ہے نہ تم تو ہمیں مگر ہم جیسے آدمی نہ اور بے شک ہم تمہیں جھوٹا
 لِهِنَّ الْكٰذِبِيْنَ ﴿١١٦﴾ فَاَسْقُطْ عَلَيْنَا سَفَاۗءَ السَّمٰۗءِ
 بھٹکتے ہیں نہ تو ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا دو
 اِنْ كُنْتُمْ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿١١٧﴾ قَالَ رَبِّیْ اَعْلَمُ بِمَا
 اگر تم سچے ہو تو فرمایا میرا رب خوب جانتا ہے
 تَعْمَلُوْنَ ﴿١١٨﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمْ عَذَابٌ یَّوْمِ الظُّلُمٰتِ
 جو تمہارے کو تک ہیں نہ تو انہوں نے اسے جھٹلایا تو انہیں ڈھانپنے والے دن کے
 اِنَّهٗ كَانَ عَذَابٌ یَّوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿١١٩﴾ اِنْ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةٌ
 عذاب نے آگیا کہ بے شک وہ بڑے دن کا عذاب تھا جسک اس میں ضرور نشان ہے
 وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٢٠﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ
 اور ان میں بہت مسلمان نہ تھے لہٰذا اور بے شک تمہارا رب ہی عزت والا
 الرَّحِيْمُ ﴿١٢١﴾ وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿١٢٢﴾ نَزَلَ بِهٖ
 ہر بیان ہے اور بے شک یہ قرآن رب العالمین کا اتارا ہوا ہے لہٰذا اسے

۱۔ حضرت جبریل کا لقب روح الامیں ہے کیونکہ وہ وحی پر امانتدار ہیں اور وحی روح ہے ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ معانی قرآن کا نزول دل پر الفاظ قرآن کا نزول کان شریف پر ہوا۔ لہذا قرآن کی فہم حضور کی طرح کسی کی نہیں ہو سکتی۔ معلوم ہوا کہ قرآن کے ترسے قرآن نہیں بلکہ خدا کر عری زبان میں بھی اس کا ترجمہ کر دیا جائے وہ بھی قرآن میں ہو گا۔ ان ترجموں سے نماز نہ ہو گی۔ ان کا پڑھنا بھی کو حرام نہ ہو گا۔ ان کے پڑھنے پر تلاوت قرآن کا ثواب نہ ملے گا۔ صرف وہی قرآن ہے جو حضرت جبریل نے حضور کو آکر سنایا۔ بلکہ عربی عبارت کو ہندی یا انگریزی خط میں لکھا ممنوع ہے کہ اس میں 'ع' 'ح' 'ا' وغیرہ کا فرق نہ ہو سکے گا۔ اردو کے

قرآن کی تلاوت ایسی ہے جیسے کتبہ کے فوٹو کا کاج کرنا ۳۔
ضمیر کے مراد یا تو قرآن کریم ہے یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضور کی نعت شریف اگلی کتابوں میں بھی ملے حضور کے صاحب کا بھی ذکر تھا۔ جیسا کہ سورہ فتح میں ہے ۵۔ مکہ معظمہ کے کفار نے عند منورہ کے علماء یہود کے پاس اپنے لٹرائے حقیق کے لئے بھیجے کہ ان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دریافت کریں۔ ان علماء نے کہا کہ یہ زمانہ نبی آخر الزمان کا ہے۔ ان کی صفات توریت میں موجود ہیں اس کے متعلق یہ آیت اتری۔ نیز عبد اللہ بن سلام اور کتب اخبار جیسے علماء یہود حضور پر ایمان لائے۔ اس میں حضور کی حقانیت کی کھلی دلیل ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ علماء کا درجہ بہت بلند ہے کہ رب نے انہیں قرآن کی حقانیت کی گواہی کے لئے چنا۔ خیال رہے کہ پانچ صوبوں کے مجموعہ کا نام عرب ہے۔ باقی تمام روئے زمین مجسم ہے۔ حجاز، عراق، نجد، بحرین، یمن، ۷۔ آیت کا مقصد یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ای ہیں

کسی سے علم سیکھا نہیں پھر ایسے فصیح و بلیغ کلام سناتے ہیں کہ تمام عرب کے فصحاء اس کی ایک آیت کے مقابلہ سے عاجز ہیں۔ یہ قرآن کے کلام الہی ہونے کی دلیل ہے۔ لیکن یہ کفار ایسے ضدی ہیں کہ اگر ہم کسی غیر عربی پر قرآن اتارتے جو عربی بالکل نہ جانتا ہوتا اور وہ انہیں ایسا فصیح کلام سناتا، پھر بھی یہ نہ مانتے، جادو ہی کہتے ۸۔ یعنی ان کی بد اعمالیوں کی وجہ سے ہم نے ان کے دلوں میں ضد اور عناد پیدا فرما دیا۔ خیال رہے کہ یہ ضد پیدا کرنا ایسا ہے جیسے قتل کے بعد مقتول میں موت پیدا کی جاتی ہے، ایسے ہی یہاں یہ لوگ مجرم ہیں۔ لہذا آیت پر اعتراض نہیں ۹۔ مگر اس وقت کا ایمان قبول نہ ہو گا کیونکہ ایمان بالغیب معتبر ہے ۱۰۔ تا کہ ہم اب ایمان قبول کریں اور نیک کام کریں مگر پھر مصلحت نہ ملے گی۔ کیونکہ انہوں نے ہر فرصت کو غنیمت نہ جانا۔ ۱۱۔ اس طرح کہ وقت سے پہلے عذاب کی دعا میں کرتے ہیں۔ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ ۱۲۔ یعنی کفار کے لئے لمبی عمریں اور زیادہ مال فائدہ مند

نہیں۔ اس سے عذاب دفع یا ہلکا نہ ہو سکے گا۔ خیال رہے کہ مومن صالح کی لمبی عمر و مال مفید ہے کہ وہ ان کے ذریعہ نیکیاں زیادہ کرتا ہے۔ اور کافرو فاجر کے لئے یہ دونوں عذاب ہیں کہ ان سے وہ برائیوں کا ذخیرہ زیادہ کر لیتے ہیں ۱۳۔ کسی بستی میں ایک ڈرائے والا کسی میں دو یا زیادہ کیونکہ اس زمانہ میں ایک ایک بستی میں چند ہی بھی ہوتے تھے۔ دیکھو ایک مصر میں موسیٰ علیہ السلام بھی تھے اور ہارون علیہ السلام بھی۔

الرُّوحُ الْأَمِينُ ﴿۱۸﴾ عَلَىٰ قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ ﴿۱۹﴾

روح الامین سے کمر، تراجم ہمارے دل پر ہے کہ تم ڈر سناؤ

بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُبِينٍ ﴿۲۰﴾ وَإِنَّهُ لَفِي زُبُرِ الْأَوَّلِينَ ﴿۲۱﴾

روح عربی زبان میں ہے اور بے شک اس کا ہر چا اگلی کتابوں میں ہے

أَوَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ آيَةٌ أَنْ يَأْتِيَهِمْ عَلَمٌ مِّمَّا بَنَىٰ إِبْرَاهِيمَ ﴿۲۲﴾

اور کیا یہ ان کے لئے نفاذ نہ تھی کہ اس بنی کو جانے میں بنی اسرائیل کے عالم

وَلَوْ تَرَكْنَا عَنْهُ عَلَىٰ بَعْضِ الْأَعْمَىٰ ﴿۲۳﴾ فَقَرَأَهُ عَلَيْهِمْ ﴿۲۴﴾

اور اگر ہم اسے کسی غیر عربی شخص پر اتارتے کہ وہ انہیں پڑھنا سمجھ

مَا كَانُوا بِهِ مُؤْمِنِينَ ﴿۲۵﴾ كَذَٰلِكَ سَلَكْنَاهُ فِي قُلُوبِ

بھی اس پر ایمان نہ لاتے تھے ہم نے یوں ہی چھلکانا ہر ادا سے تمہارے

الْمُجْرِمِينَ ﴿۲۶﴾ لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ حَتَّىٰ يَرَوُا الْعَذَابَ

کے دلوں میں تھے وہ اس پر ایمان نہ لائیں گے یہاں تک کہ تمہیں دردناک

الْأَلِيمَ ﴿۲۷﴾ فَيَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿۲۸﴾ فَيَقُولُوا

مذاب تھے تو وہ اچانک ان پر آجائے گا اور انہیں خبر نہ ہوگی تو انہیں گے کیا

هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُونَ ﴿۲۹﴾ أَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُونَ ﴿۳۰﴾

ہیں بلکہ مصلحت سے مگنی نہ تو کیا ہمارے عذاب کی جلدی کرنے میں لگ

أَفَرَأَيْتَ إِنْ مَتَّعْنَاهُمْ سِنِينَ ﴿۳۱﴾ ثُمَّ جَاءَهُمْ مَا كَانُوا

بھلا دیکھو تو اگر کچھ برس ہم انہیں برتنے دےں پھر آئے ان پر وہ جس کا وہ

يُوعَدُونَ ﴿۳۲﴾ مَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَسْتَعْوُونَ ﴿۳۳﴾ وَمَا

وعدہ دینے جاتے ہیں تو کیا کام آئے گا ان کے وہ جو برتنے تھے اور نہ

أَهْلَكْنَاهُمْ قَرْيَةً إِلَّا لَهَا مُنْذِرُونَ ﴿۳۴﴾ ذِكْرًا وَمَا

کوئی بستی ہلاک نہ کی جیسے ڈرنا سے والے نہ ہوں گے نصیحت کیلئے اور ہم

منظور نظر اعلیٰ ہو جاوے۔ صلاہ یعنی جب تم آخر رات تہجد پڑھنے والے صحابہ کے حالات کی تفتیش کے لئے مدینہ پاک کی گلیوں میں گردش فرماتے ہو، ہم ملاحظہ فرماتے ہیں۔ یا جب آپ کا نور حضرت آدم سے لے کر حضرت عبداللہ تک پاک بیٹوں میں پاک گلیوں میں گردش کر رہا تھا۔ ہم دیکھتے تھے۔ یا جب بحالت نماز تم قیام رکوع، سجود میں گردش کرتے ہو۔ ہم دیکھتے ہیں یا بحالت نماز تسماری آنکھ شریف کی گردش ملاحظہ فرماتے ہیں کہ تسماری آنکھ آگے پیچھے کیساں ملاحظہ کرتی ہے مگر دوسرے معنی زیادہ قوی ہیں کیونکہ یہ سورۃ اکیہ ہے۔ ہجرت سے قبل نماز تہجد والوں کی تفتیش حال کے لئے گردش فرمانا ثابت نہیں۔ حضور کا یہ دورہ مدینہ منورہ میں تھا۔ ایسے ہی جماعت سے نماز کا اہتمام بھی مدینہ پاک میں ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کے تمام آباء اجداد مومن۔ موجود حق تعالیٰ کے عابد تھے کوئی کافر فاسق نہ تھا۔

هفتاد و نه

حضور کی اتباع کرنے والے ابو بکر صدیقؓ، عمر فاروقؓ جیسے پاک نفس اور پاکباز لوگ ہیں ان پاک لوگوں کو دیکھو اور حضور کی حقانیت کا پتہ لگاؤ۔ اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرامؓ کی پاکبازی حضور کی حقانیت کی دلیل ہے۔ ۱۔ ہر طرح کی جھوٹی باتیں بناتے اور ہر لغو چیز پر شہر گوئی کرتے ہیں کبھی کسی کی تعریف کرتے ہیں اور پھر اس کی برائی، غلی گلوچ، یعنی طنز جھوٹے دعوے، تکبر و فخر کی باتیں کرنا ان کا شیوہ ہے جیسے شعراء عرب کے کلام میں دیکھا جاتا ہے۔ ۲۔ کسی شاعر نے عبد الملک بن مروان کو اپنا قش کلام سنایا۔ عبد الملک نے کہا کہ تجھے زنا کی سزا ملنی چاہیے کیونکہ تو خود اپنے زنا کا اقرار ہی ہے۔ وہ بولا کہ قرآن کتنا ہے کہ میں سزا کے لائق نہیں اور یہ آیت پڑھی کہ شعراء کہتے بہت ہیں کرتے کچھ نہیں ۳۔ اس سے پتہ لگا کہ نعت شہوانی اور حمد کے قصیدے، علم کے مسائل پر اشعار لکھنا عبادت ہے۔ جن شعراء کی برائی فرمائی گئی وہ جھوٹے اشعار ہیں اور کفار کی جو کہ اشعار پہلی قسم میں شمار ہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ جو کہ بدلہ میں جو کرنا برا نہیں کہ یہ بھی انتقام کی ایک صورت ہے ۴۔ ان آیات میں حسب ذیل قسم کے شعرا کو پچھلے حکم سے علیحدہ کیا گیا۔ حمد الہی، نعت رسول لکھنے والے شرعی مسائل اشعار میں لکھنے والے۔ کفار کے بدلہ میں ان کی جو اور برائی کرنے والے، غازیوں کو جوش دلانے والے وغیرہ۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ جب نعتیہ اشعار لکھ کر حضور کو سناتے لاتے تو سرکار ان کے لئے مسجد میں منبر پھجواتے جس پر کھڑے ہو کر وہ نعت خوانی کرتے تھے ۵۔ اس میں غبی خبر ہے کہ حضور کی جو کرنے والے عنقریب اپنی سزا کو پہنچیں گے اور ایسا ہی ہوا۔ ۶۔ کتاب مبین قرآن کی تفسیر ہے یا اس سے مراد لوح محفوظ ہے کیونکہ قرآنی آیتیں پہلے لوح محفوظ ہی میں تھیں ۷۔ یہاں ہدایت سے مراد نیک اعمال جنت کے راستہ کی ہدایت ہے جو صرف مسلمانوں کو نصیب ہوتی ہے۔ ایمان کی ہدایت سب کے لئے ہے۔ ۸۔ اس طرح کہ نماز ہمیشہ پڑھتے ہیں، درست پڑھتے ہیں۔ صحیح

منزل

اب اس طرح کہ نہ تو ان کی نیکیاں قبول ہوں، اور نہ ان کے گناہوں کی معافی ہو۔ گنہگار مسلمانوں کا یہ حال نہیں۔ غرضیکہ کفار دنیا و آخرت کے نقصان میں ہیں، رب

المجلد الثاني

فِي الْآخِرَةِ هُمْ الْآخَسِرُونَ ﴿٥٠﴾ وَإِنَّكَ تَنفِقُ الْفُرَانَ مِنْ

لَدُنْ حَكِيمٍ عَلَيْهِ ۝ اِذْ قَالَ مُوسٰى لِاِهْلِهٖ اِنِّىْ اَنْتُمْ

فَارَا سَاتَيْنِيكَ مِنْهَا بِنُحْدٍ وَأَتَيْنِيكَ مِنْهَا بِسَبْءٍ فَبَسَّ لَعْلَامُ

لصَّطَوْنِ فَلَمَّا جَاءَهُ نُودِيَّ أَنْ يُلَاقِيَ مَنْ فِي النَّارِ

اس جنگ کی جملہ نگاہ میں بعض مومنی اور جواکے آس پاس میں یمنی فرستے تھے اور پاک بے اندک پورچہ لہا

جہاں کائنات نے مولیٰ بات یہ کہہ کر میں ہی ہوں اللہ عزت و شلا عکست اللہ اور اپنا عصا ڈال دے پھر مولیٰ

نے اے دیکھا کرتا ہو گیا سا چہ نہ بیٹھے پھر کر چلا اور مگر نہ دیکھا کہ ہم نے فرمایا اے موسیٰ اور ہارون

جسے ایک میرے تصور رکھوں لوگوں میں جسے ہر حال میں کوئی رمانی سرے میں چھپا کر رکھے

يَدَاكَ فِي جَيْدِكَ تُخْرِجُ يَضَاءً مِنْ غَيْرِ سَوْءٍ فِي تَسْمِعِ

أَيُّهَا قُرْعُونَ وَقُوِيْهُ اِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَسِيقِيْنَ ﴿١٧﴾

مفتول

کھاتا تھا۔ یعنی وہ گویا چٹا سانپ ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ عصا سانپ نہ بنا تھا فقط سانپ جیسا دکھائی دیتا تھا ۱۱۔ معلوم ہوا کہ موزی کی ایڑا سے خوف کرنا شانِ نبوت کے خلاف نہیں ہاں ان کے قلب میں کسی کی عظمت کی ہیبت نہیں آسکتی۔ ایڑا اکی ہیبت، نفرت اور عظمت کی ہیبت اطاعت کا باعث ہے۔ ۱۲۔ کیونکہ نبی میرے امن میں ہوتے ہیں۔ جسے میں امن دوں، اسے کسی کا کیا ڈر۔ ۱۳۔ یہ استثناء منقطع ہے۔ اس سے انبیاء کرام کے علاوہ دوسرے بندے مراد ہیں۔ کیونکہ حضرات انبیاء گناہوں سے معصوم ہیں۔ ۱۴۔ یعنی ڈر تو ان کے لئے ہے جو ٹیک و بدخلو افعال کریں کہ انہیں برے اعمال کی سزا کا خوف ہوتا ہے۔ غلو کی امید تم رسولِ برحق ہو۔ گناہوں سے معصوم۔ تمہیں نہ عذاب کا خوف ہے نہ پکڑ کا۔ اس سے بہت مسئلے حل ہو گئے۔ ۱۵۔ یعنی آپ کے ہاتھ شریف کی سفیدی کسی برص وغیرہ بیماری کی وجہ سے نہ ہو

(بقیہ صفحہ ۶۰۱) گی بلکہ یہ آپ کا دوسرا معجزہ ہے۔ ۱۶۔ کہ موسیٰ علیہ السلام کو تو معجزے عطا ہوئے۔ عصا، پدیشا، دریا چرنا، من و سلویٰ، اترنا، فرعونوں پر جو نہیں مینڈک، خون، طوفان وغیرہ کے عذابات آنا وغیرہ۔ ہمارے حضور کے چھ ہزار معجزے تو روایات میں آئے۔ باقی کی خبر نہیں۔ ۱۷۔ خاصہ خصوصیت سے، کیونکہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے بھی رسول تھے۔

۱۸۔ پہلے دو معجزے، بعد میں باقی اور ۲۔ یعنی عصا اور پدیشا کا جادو ہونا ایسا ظاہر ہے کہ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کر سکتا۔ ۳۔ اس یقین کی وجہ سے وہ فرعون پر

مصیبت پر موسیٰ علیہ السلام سے فریاد کرتے تھے اور آپ سے مدد مانگتے تھے۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بغیر باپنی اقرار کئے ہوئے محض دل سے نبی کو سچا جان لینا ایمان نہیں۔ کیونکہ حضور کو سارے کفار مکہ سچا جانتے تھے، مگر زیار سے انکار کرتے تھے۔ دوسرے یہ کہ جو نبی کی بارگاہ میں تکبر و غرور کرے گا، اسے کبھی ہدایت نہ ملے گی وہ جگہ مجزو انکار کی ہے۔ ۳۔ کہ پہلے ان پر عارضی عذاب آئے خون، جوئیں، قحط وغیرہ کے۔ پھر سمندر میں ڈبو دیے گئے ۵۔ کہ بغیر کسی استاذ سے پڑھے ہوئے داؤد علیہ السلام کو زہر بٹانا، سیاست مدنی، علم قضا، پہاڑوں اور پرندوں کی تسبیح کا علم اور حضرت سلیمان کو چوچاؤں پرندوں کی بولیاں بتائیں۔ داؤد علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایک سو ستر برس بعد میں پیدا ہوئے (روح) خیال رہے کہ کسی کو علم بیان ملتا ہے کسی کو علم عیان، انبیاء کرام کو علم عیان ملتا ہے۔ (روح) ۶۔ یہاں عباد مومنین سے مراد حضرات انبیاء کرام ہیں۔ کثیر اس لئے فرمایا کہ بعض رسول ان دونوں بزرگوں سے افضل ہیں۔ جیسے ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہاں عام مومنین مراد نہیں کیونکہ نبی سارے مومنوں سے افضل ہوتے ہیں نہ کہ اکثر سے۔ اس کا ذکر آگے آ رہا ہے۔ علیسان۔ لہذا ردوافضلی یہ آیت دلیل نہیں بن سکتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کی میراث تقسیم نہیں ہوتی کیونکہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے علاوہ داؤد علیہ السلام کے اور بھی بہت شے بیٹے تھے مگر صرف حضرت سلیمان علیہ السلام کو وراثت علم و نبوت عطا ہوئی۔ یہاں وراثت مال مراد نہیں بلکہ وراثت نبوت و علم مراد ہے یعنی وراثت حال و کمال جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے۔ ۸۔ اس طرح کہ ہم پرندوں کی بولیاں سمجھ لیتے ہیں۔ اور ہماری فہم پرندے سمجھ جاتے ہیں۔ اللہ نے ہمارے حضور کو تمام جانور بلکہ درختوں۔ پتھروں کی بولیوں کا علم دیا۔ حضور سے چڑیوں، انڈوں، لکڑیوں نے فریادیں کیں اور پتھروں نے سلام عرض کئے۔ ۹۔ یہاں کل۔ معنی اکثر ہے۔ شئی

۱۶

وقال الذین

۶۰۲

النمل ۱۵

فَلَمَّا جَاءَهُمْ أَيْنَمَا مَبْرُورَةٌ قَالُوا هَذَا سِرٌّ مَبِينٌ ۝

پھر جب ہماری نشانیاں انھیں کھنچ کر ان کے پاس آئیں تو سرخ ہلا دیے

وَحَدُّوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنْفُسُهُمْ ظُلُمًا وَعُلُوًّا ۝

اور ان کے منکر ہوئے اور ان کے دلوں میں انکار پھیل گیا اور انھیں

فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ۝ وَلَقَدْ آتَيْنَا

تو دیکھو کیسا انجام ہوا فاسدوں کا کہ اور جسے شک ہے

دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ عَلِمَاءَ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي

داؤد اور سلیمان کو بڑے عطا فرمایا اور دونوں نے کہا سب کو یہاں اللہ کو

فَضَّلْنَا عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِينَ ۝ وَوَرِثَ

جس نے ہمیں اپنے بہت سے ایمان والے بندوں پر فضیلت بخشی اور سلیمان

سُلَيْمَانَ دَاوُدَ وَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ عَلِمْنَا مَنَطِقَ

داؤد کا جانشین ہوا شہ اور کہا اسے لوگو! ہمیں پرندوں کی بولی

الطَّيْرِ وَأَوْتَيْنَا مَن كُلِّ شَيْءٍ إِنَّ هَذَا لَهُوَ الْفَضْلُ

سکھائی گئی اور ہر چیز میں سے ہم کو عطا ہوا ہے شک نہ ہو کہ ہر فضل

الْمُبِينِ ۝ وَخَشَرْنَا لِسَيْمَانَ جُنُودَهُ مِّنْ أَلْحَنَ

ہے نہ اور ہم نے سیمان کے لئے انھیں کے لشکر جنوں اور آوازوں

وَالطَّيْرِ فَمِنْ يُّورَعُونَ ۝ حَتَّىٰ إِذَا تَوَاعَلَىٰ وَادِ التَّمِيمِ

اور پرندوں سے توروہ روکے جانے لگے یہاں تک کہ جب چڑھیوں کے نالے

قَالَتْ نَمْلَةٌ يَا أَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوا مَسْكِنَكُمْ لَا

ہر آئے کہ ایک چوٹی بولی کہ لے چڑھیو! اپنے گھروں میں چلی جاؤ تمہیں

يُحْطِمُكُمْ سُلَيْمَانَ وَجُنُودُهُ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝

پھلن کچھ نہ ڈالیں سلیمان اور ان کے لشکر بے خبری میں

مزل ۵

سے مراد دین و دنیا کی نعمتیں ہیں۔ یعنی ملک، نبوت، کتاب، علم، ہواؤں، جنات کی تسخیر، پرندوں کی بولیوں کا علم، بے شمار خزانے عطا ہوئے ہمارے حضور کو خدا نے کوثر بخشا یعنی ماموئی اللہ کا مالک بنا۔ جس کا رب خالق ہے، اس کے حضور، عطاء الہی مالک ہیں۔ فرماتا ہے۔ إِنَّا أَنْظَرْنَاهُ الْكَوْثُرَ ۝ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ کلام فخریہ نہ فرمایا۔ شکر کے طور پر فرمایا۔ آپ تمام تمام روئے زمین کے سلطان رہے۔ اس وجہ پرندے، چمڑے سب پر آپ کی حکومت تھی عجیب و غریب صنعتیں آپ کے زمانہ میں ایجاد ہوئیں۔ روح البیان نے فرمایا کہ آپ نے سات سو برس حکمرانی کی۔ ۱۱۔ یعنی آپ کا لشکر اتنا زیادہ تھا کہ ان کے انتظام کے لئے انگوں کو روکا جاتا کہ پچھلے مل جائیں منتظر نہ ہو جائیں ۱۲۔ یہ لودی مثل طائف شریف سے جس میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ اسے اب بھی

(بقیہ صفحہ ۶۰۲) دلوئی محل ہی کہا جاتا ہے۔ میں اس جنگل کے قریب تک تو پہنچا مگر وہاں نہ پہنچ سکا ۱۳۔ یہ چوٹی تمام چوٹیوں کی سردار تھی۔ اس کا نام مندرہ یا غانیہ تھا۔ ۱۴۔ اس سے تین میلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ چوٹی کا بھی یہ عقیدہ ہے کہ ذخیر کے صحابہ کسی پر ظلم نہیں کرتے۔ اگر وہ چوٹیوں کو چلیں گے تو بے خبری میں۔ لہذا شیخہ چوٹی سے بھی زیادہ کم محل ہیں۔ دوسرے یہ کہ نبی چوٹی کی آواز سن لیتے ہیں۔ اگر ہمارے حضور مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہو کر ہماری فریاد سن لیں تو کیا عجب ہے۔ تیسرے یہ کہ نبی جانوروں کی بولی کو سمجھتے ہیں جیسے ہمارے حضور ہر جانور کی بولی سمجھتے تھے۔ اونٹوں کی فریاد رسی کرتے تھے۔

درختوں کی شاخوں نے حضور سے کلام کیا۔ حضرت سلیمان نے چوٹی کی یہ آواز تین میل کے فاصلہ سے سنی۔ اور اپنے لشکر کو ٹھہر جانے کا حکم دیا تاکہ وہ سوراخوں میں گھس جائیں

۱۔ خیال رہے کہ آج کل خوردبین وغیرہ آلے ایجاد ہو گئے ہیں جن سے باریک چیزیں دیکھ لی جاتی ہیں۔ مگر ایسا آلہ ایجاد نہ ہو سکا جس سے چوٹی کی آواز سنی جاسکے۔ یہ آواز منہا حضرت سلیمان کا معجزہ ہے، جہاں محل عاجز ہے ۲۔ ثبوت و ملک بخشا اور جانوروں کے دلوں میں ڈال دیا کہ ہم کسی پر ظلم نہیں کرتے۔ خلقت میں اچھا چرچا بھی اللہ کی نعمت ہے۔ ۳۔ یعنی مجھے ایسے عمل کرنے پر قائم رکھا یہ زیادہ اعمال کی توفیق دے کیونکہ حضرات انبیاء ہمیشہ سے نیک و صالح ہوتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب سے توفیق خیر مانگی سنت انبیاء ہے ۴۔ یہ دعا ہم جیسے گنہگاروں کی تعلیم کے لئے ہے۔ لہذا آیت سے حاصل چیز کا حاصل کرنا لازم نہیں آتا۔ ۵۔ یعنی یہاں نہیں دیکھتا

دورنہ اللہ والے تمام روئے زمین کو دیکھتے ہیں۔ آصف بن برخیا نے شام سے یمن کے تخت بلقیس کو دیکھ لیا اور اٹھا لائے۔ غائبین کے یہ ہی معنی ہیں۔ یعنی یہاں سے غائب ہے نہ کہ میری نگاہ سے ۶۔ اس سے دو میلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ پرندے آپ کے دربار سے بغیر آپ کی اجازت لئے نہیں نہ جاتے دوسرے یہ کہ آپ کو اختیار تھا کہ اس قصور پر پرندوں کو سزا دیں کہ وہ بغیر اجازت دربار سے چلے گئے۔ عذاب شدید سے مراد اس کے پر اکھڑنا اسے قید کر دینا وغیرہ ہے کیونکہ قتل کا ذکر آگے آ رہا ہے ۷۔ غیر حاضری کا کوئی معقول عذر پیش کرے جس سے اس کی معذوری ظاہر ہو ۸۔ یعنی دیر تک غیر حاضر نہ رہا جلدی دربار شریف میں حاضر ہو گیا ۹۔ یعنی یمن چاکر نہ دیکھی۔ آپ وہاں گئے نہیں۔ خیال رہے کہ عالم کشف میں نبی سے کوئی چیز نہیں چھپتی۔ سارے عالم کا مشاہدہ کرتے ہیں، اس لئے اس نے بحالہ تھک کر کہا یعنی آپ نے اس کا احاطہ نہ فرمایا۔ وہاں تشریف لے چاکر میر فرما کر

لم تر نہ کہا ۱۰۔ اس عورت کا نام بلقیس بنت شریل بن مالک بن ریان تھا۔ روح البیان نے فرمایا کہ بلقیس بنہ عورت کے شکم سے پیدا ہوئی جو شریل کی زوجہ تھی۔ واللہ و رسول اعظم۔ ۱۱۔ یعنی سلطنت کی تمام چیزیں اس کے پاس ہیں ۱۲۔ جس کی لہائی اسی گز اور چوڑائی چالیس گز ہے۔ آگاہ سونے کا، پچھلا حصہ چاندی اور زبر جد کا، جو اہرات سے جزاؤں ہے۔ بڑا قیمتی ہے اس کے چاروں پاسے سرخ یا قوت کے ہیں (روح) ۱۳۔ یعنی ان کے عقاید بھی خراب ہیں، اعمال بھی شیطانی ہیں۔ معلوم ہوا کہ حضرت سلیمان کا ہر عقائد و اعمال سے خبردار تھا ذخیر کی صحبت کی برکت سے جو حضور کے صحابہ کو ایمان پر نہ لانے وہ حضور کا فیض حضرت سلیمان سے بھی کم مانتا ہے کہ حضرت سلیمان کا صحبت یافتہ جانور بھی مومن تھا اور حضم کے صحبت یافتہ انسان بھی مومن نہ ہوں معاذ اللہ۔

وَالَّذِينَ	۶۰۳	النمل
فَتَبَسَّ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأُدْخِلْنِي بِرَحْمَتِكَ فِي عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ ﴿١٠﴾ وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَا أَرَى الْهَدْيَ أَمْ كَانَ مِنَ الْغَائِبِينَ ﴿١١﴾ لَأَعَذِّبَنَّهُ عَذَابًا شَدِيدًا أَوْ لَا أَدْخِلَنَّهُ أُولَٰئِكَ تَتَنَبَّئُونَ بِمَا لَمْ تَحْطُ بِهِ وَ هُمْ لَا يُخْبِرُونَ ﴿١٢﴾ وَجَدَتْ أَمْرًا تَمْلِكُكُمْ وَأَوْتَيْتُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ ﴿١٣﴾ وَجَدَتْهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَرَبُّكَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَاهُمْ فَضَدَّ هُمْ عَنْ سَبِيلِهِمْ		
مَنَزَل ۵		

۱۔ یعنی چونکہ ان لوگوں کو نبی کا فیض نہ پہنچا اس لئے انہیں اپنی بے ایمانیاں تو ایمان معلوم ہوتی ہیں اور گناہ تکلی معلوم ہوا کہ عقل انسانی خیر و شر تک و بد میں فرق کرنے کے لئے کافی نہیں۔ اس کے لئے نیت کا فیض چاہیے۔ جیسے ہماری نگاہ کھولنے کے لئے سوئے کو پہچان نہیں سکتی۔ اس کے لئے کسوٹی چاہیے۔ ۲۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر کی صحبت میں رہنے والے جانور بھی ایمان اور ایمانیت اور کفر و شرک سے واقف ہوتے ہیں اور ان کے ذریعہ ہدایت ملتی ہے۔ دیکھو بلیوں کو ایمان حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہد ہد کے ذریعہ ملا ۳۔ جیسے بارش اور کھیتیں وغیرہ۔ ظاہر یہ ہے کہ یہ کلام ہد ہد کا ہی ہے۔ جس کی رب تعالیٰ نے تائید فرماتے ہوئے نقل فرمایا

۴۔ یہ بھی ہد ہد کا کلام ہے یعنی رب وہ جس میں یہ تین صفتیں ہوں۔ پیدا کرنا، تمام غیوب کا جاننا عرش عظیم اور تمام کائنات کا رب ہونا۔ خیال رہے کہ انبیاء و اولیاء کا علم رب کے علم کے سامنے سمندر میں قطرہ ہے۔ ۵۔ معلوم ہوا کہ اگر کافیلہ تحقیقات پر ہوتا ہے نہ کہ اپنے کشف اور علم ادنیٰ پر۔ رب تعالیٰ بھی قیامت میں گواہی وغیرہ کے ذریعہ تحقیقات فرما کر فیصلہ کرے گا۔ لہذا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضرت سلیمان بلیوں سے بے خبر تھے ۶۔ یعنی خطی خط ڈال کر فوراً واپس نہ آجا۔ بلکہ علیحدہ ہٹ کر ان کی گفتگو سن، حالات کا جائزہ لے کر مجھے خبر دے۔

سبحان اللہ نبی کی صحبت سے جانوروں میں اتنا شعور پیدا ہو جاتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہد ہد انسانوں کی بولی سمجھنے لگا تھا۔ ۷۔ چنانچہ ہد ہد وہ نامہ عالیہ لے کر بلیوں کے پاس پہنچا اس وقت وہ اپنے وزراء امراء کے جمع میں تھی۔ اس کی گود میں یہ خط ڈال دیا۔ اس پر حضرت سلیمان کی مہر تھی وہ آپ کی مہر اور جانوروں کا تابع ہونا دیکھ کر کانپ اٹھیں اور بطور مشورہ ۸۔ چونکہ اس خط کو بسم اللہ سے شروع کیا گیا تھا اور آخر میں حضرت سلیمان کی مہر تھی اس لئے اسے عزت والا کہا ۹۔ معلوم ہوا کہ ہر اچھا کام بسم اللہ سے شروع کرنا چاہیے۔ بسم اللہ کی حدیث اس آیت سے قوت پاتی ہے۔ حضور نے بھی صلح حدیبیہ میں صلح نامہ کے اول بسم اللہ تحریر فرمائی۔ بسم اللہ سے کام شروع کرنے کا نتیجہ کامیابی ہے کہ حضرت سلیمان کو اس کی برکت سے بلیوں جیسی پیوی عطا ہوئی ۱۰۔ اس طرح کہ میرے حضور سر نیاز جھکا کر میری تعظیم کرتے ہوئے حاضر ہو۔ یا رب تعالیٰ کے حضور سجدے کرتے مامومن ہو کر حاضر ہو۔ پہلے معنی زیادہ قوی ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر کا دروازہ تکبر کی جگہ نہیں بلکہ عجز و نیاز کا مقام ہے۔ ۱۱۔ ہر کام تمہارے مشورہ سے کرتی ہوں۔ معلوم ہوا کہ مشورہ اچھی چیز ہے کہ رب تعالیٰ نے بغیر تردید اسے نقل فرمایا ۱۲۔ یعنی اگر میری رائے جنگ کی ہو تو ہم جنگ کو بھی تیار ہیں کیونکہ ہم بہت طاقتور اور جنگ جو ہیں۔

بزدل نہیں۔

وقال الذی

۲۰۴

الفضل

السَّبِيلُ فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ ۱۳ لَا يَسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُونَ ۱۴ وَمَا تُعْلِنُونَ ۱۵ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ۱۶ قَالَ سَنَنْظُرُ أَصَدَقْتَ أَمْ كُنْتَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ۱۷ اذْهَبْ يَكْتَتِبْ هَذَا فَاَلْقِهْ إِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُونَ ۱۸ قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأَؤُا إِنِّي الْفَقِيْرُ إِلَى كِتَابِ كَرِيمٍ ۱۹ إِنَّهُ مِنْ سُلَيْمَانَ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۲۰ أَلَا تَعْلَمُونَ عَلَىٰ وَأَنْتُمْ تُبْذَرُونَ ۲۱ قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأَؤُا أَفْتُونِي فِي أَمْرِي ۲۲ مَا كُنْتُ قَاطِعَةً أَمْرًا حَتَّىٰ تَشْهَدُون ۲۳ قَالُوا نَحْنُ فِيهِ كَمَا سَمِعْتَ مِنْ كُوفِي فَطَلَسَ فَمِنْ كُوفِي جَبَّ مَقْمَرٌ ثُمَّ هَوَّيْنَا الْمَلَأَؤُا تَوَلَّوْا قُوَّةً وَأَوَّلَ أَوْأَبَاسٍ شَدِيدٍ ۲۴ وَالْأَمْرُ إِلَيْكِ فَانْظُرِي نَزَلَ رَوَاهُ اللَّهُ فِي هَذِهِ ۲۵

سے روک دیا تو وہ راہ نہیں جانتے تھے کیوں نہیں سجدتے اللہ کو جو ہر

نکات ہے آسمان اور زمین کی چھٹی بھرتی ہے اور جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے

اور ظاہر کرتے ہو اللہ ہے کہ اس کے سامنے کوئی سہا سہو نہیں وہ بڑے عزت

کا مالک ہے کہ سلیمان نے فرمایا اب ہم دیکھیں گے کہ تو نے سچ کہا یا تو جھوٹا

میں ہے کہ میرا یہ فرمان لے جا کر ان پر ڈال پھر ان

سے ایک ہٹ کر دیکھ کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں وہ عورت بولی اسے سردار

بے شک میری طرف ایک عزت والا خط ڈال دے گا کہ وہ سلیمان کی طرف سے ہے

جنگ وہ اللہ کے نام سے ہے جو نہایت مہربان رحم والا ہے کہ ہر کچھ پر بلندی نہ جا جو اور گردن

رکتے میرے حضور حاضر ہوئے بولی اسے سردار میرے اس معاملہ میں مجھے رائے دو

میں کسی معاملہ میں کوئی قطعی فیصلہ نہیں کرتی جب تک کہ میرے پاس حاضر نہ ہوئے وہ بولے ہم

نزد روائے اور بڑی سخت طرائق دے ہیں کہ اور اختیار میرا ہے تو نظر کر کہ کیا

مذللہ

یعنی ہم مشورے کے تابع نہیں تھے حکم کے تابع ہیں۔ تو ہم سے مشورہ نہ کر، ہم کو حکم دے بلیس نے محسوس کیا کہ یہ لوگ جنگ کی طرف مائل ہیں اور حضرت سلیمان سے جنگ کرنا مصلحت کے خلاف ہے۔ لہذا ۲۱ جنگ کرتے ہوئے فاتحانہ حالت میں ۳۰ یعنی آباد بستیوں کو اجاڑ دیتے ہیں اور ویرانہ امراء کو قتل کر دیتے ہیں۔ یا ذلت کے ساتھ قیدی بنا لیتے ہیں لہذا جنگ کسی طرح مناسب نہیں ۳۲ پانچ سو غلام، پانچ سو باندیاں، زرین لباس سے آراستہ پیراستہ پانچ سو اینٹیں سونے کی واپراہت سے جڑاؤ تاج، بہت جنگ خیر (روح) ۵۱ یعنی اگر سلیمان علیہ السلام صرف بادشاہ ہیں تو میرا ہدیہ بخوشی منظور فرما کر نرم پڑ جائیں گے اور اگر نبی ہیں تو یہ ہدیہ

قبول نہ فرمائیں گے ہم سے اسلام لانے کا مطالبہ کریں گے اب دیکھتی ہوں کہ میرے یہ تحفے لے جانے والے قاصد کیا جواب لاتے ہیں۔ ۶۱ یعنی میرے پاس تم سے زیادہ مال ہے۔ چنانچہ آپ نے ان تحفے لانے والے قاصدوں کے ہاتھ سے پہلے۔ نو نو کوس مربع زمین میں سونے کی اینٹوں کا فرش لگوا دیا۔ اس فرش کے ارد گرد سونے چاندی کی دیوار قائم کرا دی اور دریائی و خشکی کے خوبصورت جانوروں کو دست بستہ کھڑا ہو جانے کا حکم دے دیا۔ ۷۱ معلوم ہوا کہ اللہ والوں کے دل میں دنیاوی مال و متاع کی کوئی قدر و منزلت نہیں ہے۔ نہ وہ اس پر فخر کرتے ہیں۔ اس فانی چیز کے آنے پر کیا خوشی اور جانے پر کیا غم۔ اللہ تعالیٰ داعی خوشی غیب فرمائے آمین ۸۱ اس سے معلوم ہوا کہ جس سے صلہ نہ کرنی ہو اس کا ہدیہ قبول نہ کرنا چاہیے۔ ورنہ ہدیہ قبول کرنا سنت انبیاء ہے آپ نے قاصدوں کو حکم دیا کہ ہدیہ واپس لے جاؤ ۹۱ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ مومن کے دل میں رب کے فضل سے کفار کی ہیبت نہیں ہوتی۔ دوسرے یہ کہ ایمانی اخلاق یہی ہے کہ کافروں سے سخت گفتگو کی جائے۔ کفار کی چالوسی ان کی خوشامد سنت انبیاء کے خلاف ہے۔ مومن کے لئے نرم، کافر پر سخت ہونا اخلاق نبوی ہے۔ رب فرماتا ہے اَشِدُّوا عَلَى الْكُفَّارِ وَاعْلَمُوا بِبَغْيِهِمْ مطلب یہ ہے کہ اگر بلیس اور اس کے تمام متبعین مسلمان ہو کر حاضر نہ ہوئے تو ان کا یہ انجام کیا جائے گا۔ تیسرے یہ کہ مومن کی جنگ مال کے لئے نہیں ہوتی، بلب کے لئے ہوتی ہے۔ چنانچہ قاصدوں نے جا کر بلیس کو اپنے چشم دید حالات سناے اور آپ کا حالات والا پیغام دیا اور کہا کہ ہم میں ان سے جنگ کی طاقت نہیں۔ چنانچہ بلیس اپنے تخت کو سات غلوں کے آخری محل میں محفوظ و مقفل کر کے ایک بھاری لشکر لے کر آپ کی طرف روانہ ہوئی۔ جب بلیس آپ کے تخت سے صرف ایک کوس فاصلے پر رہ گئی تو آپ نے درباریوں سے فرمایا۔ ۱۰۱ تاکہ بلیس کی عقل و دانائی کا امتحان لیا جاسکے کہ

وہ اپنے تخت کو بچاتی ہے یا نہیں نیز بلیس پر آپ کے مجرمہ اور نبوت کی دلیل ظاہر ہو جاوے جس سے اس کا ایمان اور بھی زیادہ پختہ ہو جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی کی چیز اس کی اجازت کے بغیر منگالینا جائز ہے، جب اسے نقصان پہنچانا مقصود نہ ہو بلکہ رب کی شان دکھانی مطلوب ہو۔ ۱۱۱ اس جن کا نام ذکوان تھا۔ اس کا ایک قدم حدنگ تک پڑتا تھا (روح) پھاڑ جیسا جسم تھا ۱۲ یعنی دوپہر سے پہلے۔ کیونکہ آپ کا اجلاس دوپہر تک ہوتا تھا ۱۳ یعنی اس تخت کے جو اہراہت، اصل دیا قوت چوری نہ کریں گے۔ امین ہوں چور نہیں ہوں۔ معلوم ہوا کہ حضرت سلیمان کا مقصد اس تخت پر قبضہ کرنا نہ تھا ۱۴ یہ آصف بن برخیا تھے۔ کتاب سے مراد یا تو لوح محفوظ ہے یا تورات شریف یا ابراہیمی صحیفے۔ یعنی حضرت آصف ان کتب کی تعلیم کی برکت سے ولی ہو چکے تھے۔ کیوں نہ ہوتے کہ حضرت سلیمان کے شاگرد و رشید

۲۰	۲۱	۲۲
مَاذَا تَأْمُرِينَ ۲۱	قَالَتِ إِنَّ الْمَلُوكَ إِذَا دَخَلُوا قَرْيَةً	ففسدوها وجعلوا أعزَّ أهلها أذلةً ۲۲
فَفَعَلُوا ۲۳	وَإِنِّي مُرْسِلَةٌ إِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ فَنَظَرْتُ لَهُمْ	فَفَعَلُوا ۲۳
فَلَمَّا جَاءَ سُلَيْمَنُ قَالَ اتُّبَذِّرُنِ	بِمَالِ ذَاتِنَ ۲۴	اللَّهُ خَيْرٌ مِّمَّا تَتَّبِعُونَ ۲۵
تَقْرَحُونَ ۲۶	رَجِعَ إِلَيْهِمْ فَلَنتَ لَهُمْ بِجُودٍ ۲۷	قَالَ يَأَيُّهَا الْمَلُوكُ إِنِّي بَعَثْتُ إِلَيْكُمْ
بِأُتُوْنِي مُسْلِمِينَ ۲۸	قَالَ عَفَرْتُ مِّنَ الْجِنَّ أَنَا	إِنِّيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ تَقُومَ مِّنْ مَّقَامِكَ وَإِنِّي عَلَيْهِ
لَقَوِيَّ أَمِينٌ ۲۹	قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتَابِ	

(فقہ صفحہ ۶۰۵) تھے۔ علم کتاب سے مراد علم باطن یعنی علم تصوف ہے کیونکہ ظاہری علم ولایت اور یہ طاقت نہیں پیدا کرتا۔ روح البیان نے فرمایا کہ معزلہ فرقہ کہتا ہے کہ یہ حضرت جبریل تھے کیونکہ وہ فرقہ کرامت دلی کا منکر ہے۔ اس فرقہ کی پیروی میں پنجاب کے بعض بے دین دیوبندیوں نے بھی یہ ہی کہا ہے۔
۱۔ اس آیت سے دلی کی قوت دلی کی رفتار دلی کا حاضر و ناظر ہونا معلوم ہوا کیونکہ آصف نے بتلیس کے مقام کا پتہ کسی سے نہ پوچھا اور آکا قانا اتنا دلی تخت بغیر چمکے یا گاڑی کے لے آئے خیال رہے کہ لانے والے حضرت جبریل علیہ السلام نہیں ہیں۔ بلکہ علم من الکتاب سے معلوم ہوا کہ قوت نکلی سے وہ تخت نہ آیا بلکہ

قوت روحانی بشری سے آیا۔ نہ صرف حضرت سلیمان کی دعا سے وہ تخت آیا جیسا کہ اخاتیث سے معلوم ہوتا ہے جب دلی بنی اسرائیل کی طاقت کا یہ حال ہے تو دلی رسول اللہ کی قوت کیسی ہوگی۔ پھر نبیؐ پھر نبی خاتم النبیینؐ کی طاقت کا کیا حال ہے۔ ۲۔ کہ اس نے میرے شاگردوں میں ایسے اولیاء پیدا فرمائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ولایت برحق ہے اور اولیاء اللہ کی کرامت بھی برحق ہیں۔ ۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ رب تعالیٰ بھی بندے سے نفرت لے کر آزماتا ہے کبھی دے کر دوسرے یہ کہ اللہ کے مقبول بندے نعمتوں کو بھی آزمائش ہی سمجھتے ہیں۔ کبھی فخر نہیں کرتے ۴۔ معلوم ہوا کہ جس سے نکاح کرنا ہو اس کی عقل سمجھ دانائی کی تحقیق کرنی بہتر ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ امتحان لینا سنت انبیاء ہے۔ حضور نے بھی اپنے صحابہ کی عقل و دانائی کا امتحان لیا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ دوسرے کی چیز میں اس کی اجازت کے بغیر تصرف کرنا جائز ہے جبکہ اس کا مقصود نیک ہو۔ فساد کی نیت نہ ہو۔ یہ بھی کہا جاسکتا ہے چونکہ یہ تخت آپ کی ملک میں آنے والا تھا اس لئے آپ نے یہ تصرف فرمایا۔ ۵۔ یعنی چیز وہی ہے رنگ و روغن میں کچھ فرق ہے اسی لئے گویا کہا۔ یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ وہی ہے۔ یہ بھی کہ وہ نہیں۔ بہت جامع گفتگو کی۔ سبحان اللہ ۶۔ یعنی ہم کو آپ کی نبوت کی خبر پہلے سے مل چکی ہے اور ہم آپ کا کلمہ دل میں پڑھ کر وہاں سے چلے ہیں۔ اب پھر کہتے ہیں کہ ہم آپ کے مطیع اور رب کے مومن بندے ہیں۔ ۷۔ یعنی بتلیس کے دل میں ایمان تو پہلے ہی آچکا تھا مگر اس کا اظہار آج یہاں پہنچ کر کیا گیا کیونکہ اسے اپنی قوم سے خلع تھا کہ یہ میرا ایمان دیکھ کر مجھ سے بیز جائے گی اور گزشتہ بت پرستی کی وجہ سے اس کے دل میں سب کی مخالفت کی ہمت نہ تھی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی پناہ میں آکر ہمت و جرأت نصیب ہوئی اور ایمان کا اظہار کیا۔ سبحان اللہ! ۸۔ یہ صحن شیشے کا تھا۔ جس کے نیچے شفاف و صاف پانی تھا۔ شیشہ اتنا صاف تھا کہ نظر نہ آتا

أَنَا إِلَٰهِيكَ بِهٖ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ فَلَمَّا رَآهُ

کہ میں اسے حضور میں حاضر کروں گا ایک پل مارنے سے پہلے لے پھر جب سلیمان نے تخت

مُسْتَقَرًّا عِنْدَهُ قَالَ هَذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي لِيَبْلُوَنِي

کہ اپنے پاس رکھا دیکھا کہا میرے رب کے فضل سے ہے نہ تاکہ مجھے آزمائے

ءَأَشْكُرَ أَمْ أَكْفُرُ وَمَنْ شَكَرَ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ ۖ

کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری نہ اور جو شکر کرے وہ اپنے بھلے کو شکر کرتا ہے اور

مَنْ كَفَرَ فَإِنَّ رَبِّي غَنِيٌّ كَرِيمٌ ۖ قَالَ يَدْعُوا لَهُمَا

ناشکری کرے تو میرا رب بے پرواہ ہے سب غریبوں والا سلیمان نے حکم دیا عورت کا

عَرْشَهَا نَنْظُرَ أَتَهْتَدِي أَمْ تَكُونُ مِنَ الَّذِينَ لَا

تخت اس کے سامنے وضع بدل کر بیٹھا دیکھو کہ ہم دو ہمیں کہ وہ راہ پاؤں ہے یا ان میں ہوتی

يَهْتَدُونَ ۚ فَلَمَّا جَاءَتْ قِيلَ أَهَكَذَا عَرْشُكِ

ہے جو ناواقف ہے کہ پھر جب وہ آئی اس سے کہا کیا یہ اراخت ایسا ہی ہے

قَالَتْ كَأَنَّهُ هُوَ ۖ وَأُوتِينَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا

بول گویا یہ وہی ہے کہ اور ہم کو اس واقعہ سے پہلے خبر مل چکی اور ہم

مُسْلِمِينَ ۚ وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَعْبُدُ مِنْ دُونِ

فرمانہزار ہوئے کہ اور اسے روکا اس بت پرستے جسے وہ اللہ کے سوا پرستی

اللَّهِ إِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كَافِرِينَ ۚ قِيلَ لَهَا ادْخُلِي

میں بے شک وہ کافر لوگوں میں سے تھی کہ اس سے کہا گیا صحن میں آ کر

الصَّرْحَ فَلَمَّا رَأَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً ۖ وَكَشَفْتُ عَنْ

پھر جب اس نے اسے دیکھا اسے گہرا پانی سمجھا اور اپنی ساتھی

سَاقِيهَا قَالَتْ إِنَّهُ صَرْحٌ مِمَّا دَرَسْتُ قَوَارِيرَهُ

کہو میں کہ سلیمان نے فرمایا وہ لو ایک پھنسا صحن ہے شیشوں جڑا

تھا۔ پانی ہی پانی نظر آتا تھا۔ اسی لئے ملکہ بتلیس نے پانی عبور کرنے کے ارادے سے اپنے پانچنے سمیٹے جس سے اس کی پٹلی کھل گئی ۹۔ چونکہ حضرت سلیمان کو بتلیس سے نکاح کرنا تھا اور منسوبہ کو دیکھ لینا ممنوع نہیں کسی نے کہا تھا کہ اس کی ساق پر بال ہیں۔ آپ نے حقیق کے لئے کہا کہ اس طرح ساق کا مشاہدہ ہو جاوے اور اسے محسوس بھی نہ ہو اور مسئلہ بھی واضح ہو جاوے اس سے اشارہ ۱۰۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جس سے نکاح کرنا ہو اسے حیلہ سے دیکھ لینا کہ اسے محسوس نہ ہو سنت انبیاء ہے۔ ہمارے اسلام میں بھی اس کی اجازت ہے مگر خیال رہے کہ صرف ہمانہ سے دیکھنا چاہیے۔

۱۔ یہاں ظلم سے مراد شرک و کفر ہے۔ رب فرماتا ہے۔ ان انشر فی ظلم عظیم شرک شرک کی وجہ سے اپنے کو دوزخ کا مستحق بنا رہا ہے اس لئے وہ اپنی جان پر ظلم کرتا ہے۔ ۲۔ یعنی تیری بارگاہ میں بغیر وسیلہ نہیں آئی۔ حضرت سلیمان پیغمبر کے ساتھ آ رہی ہوں، اگر میں قاتل قبولیت نہ ہوں تو اس ساتھ والے کے صدقہ سے قبول فرمائے۔ بلقیس نے حضرت سلیمان کی سلطنت دیکھ کر رب کی قدرت کا پتہ لگایا۔ حجاز حقیقت کا زینہ ہے۔ بلقیس مسلمان ہو کر حضرت سلیمان کے نکاح میں آئی۔ اس کے حکم سے داؤد بن سلیمان پیدا ہوئے جو حضرت سلیمان کی زندگی شریف میں وفات پا گئے حضرت سلیمان ۱۳ برس کی عمر میں تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوئے اور ۵۳ برس کی عمر شریف میں وفات پائی۔ چالیس سال سلطنت کی۔ آپ کی وفات حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات سے ۵۷۵ برس بعد ہوئی، اور آپ کی وفات کے ایک ماہ بعد بلقیس نے وفات پائی (روح البیان) ۳۔

دل سے اور جسم سے، دل سے ایمان لا کر اور جسم سے نیک اعمال، عبادات کر کے۔ لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۴۔ ایک گروہ مومنوں کا دوسرا کافروں کا۔ ہر ایک اپنے کو حق پر کہتا تھا ۵۔ یعنی خود کیوں عذاب مانگتے ہو تو یہ سے پہلے خیال رہے کہ حنہ سے مراد توبہ ہے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ جب ہم پر عذاب آئے گا تو توبہ کر لیں گے۔ ۶۔ اس طرح کہ کفر سے توبہ کر کے ایمان لاؤ۔ بدکاری سے توبہ کر کے نیک کا رہن جاؤ۔ ورنہ کافر کی استغفار قبول نہیں ۷۔ کیونکہ قوم صالح پر ان کی بدکاریوں کی وجہ سے بارش بند ہو گئی تھی انہوں نے اس کا الزام مومنوں پر لگایا ۸۔ معلوم ہوا کہ کفر منوس چیز ہے جس سے دنیا میں عذاب آجاتے ہیں۔ ۹۔ کیونکہ انبیاء و مومنین برکت والے ہوتے ہیں۔ جن کی برکت سے رحمتیں آتی ہیں۔ انہیں منوس کتنا پرلے درجہ کا فتنہ و فساد ہے۔ یا مطلب یہ ہے کہ بارش کا بند ہو جانا تمہاری آزمائش کے لئے ہے۔ رب کبھی دے کر جانتا ہے کبھی لے کر تبت فتنہ۔ معنی آزمائش ہے۔ رب فرماتا ہے اِنَّمَا اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۱۰۔ یعنی قوم ثمود کے شر جہر میں تو آدمی تھے۔ یہاں ربط۔ معنی شخص ہے، بذیل بن عبد الرب، غنم بن غنم، باب بن مرج، صدق بن مرج، عمیر بن کدیہ، عاصم بن مخزوم، سیط بن صدقہ، سالم بن صبی، قدار بن سالف، قدار بن کاسرودار تھا۔ اسی نے ناقہ کو قتل کیا۔ یہ ہستی حجاز و شام کے درمیان تھی۔ ۱۱۔ یعنی یہ لوگ خالص فساد تھے۔ کوئی اچھا کام نہ کرتے تھے۔ اس لئے فساد کے بعد اصلاح نہ کرنے کا ذکر فرمایا۔ ۱۲۔ یعنی رات میں صالح علیہ السلام کو مع ان کے اہل و عیال و جنین کے شیون مار کر ہلاک کر دیں گے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے منکر نہ تھے، خدا کو مان کر

۶۰۷	۶۰۸	۶۰۹
النمل	۶۰۷	۶۰۸
<p>قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَیْمٰنَ</p> <p>عورت نے حق کہا ہے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اب سلیمان کے ساتھ</p> <p>یَلٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۙ وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا اِلٰی نُوْحٍ اَخَاهُمْ</p> <p>اللہ کے حضور گردن رخمی ہوں کہ جو رب سے جہان کا اور بے شک میں نے شرک کرنا</p> <p>صِلْحًا اِنْ اَعْبَدُ وَاللّٰہُ فَاِذَا هُمْ فَرِیْقٰنٍ یَّخْتَصِمُوْنَ ۙ</p> <p>اچھے ہم قوم صالح کو بھیجا کہ اللہ کو بد جو تو فوجی وہ دو گروہ ہو گئے ہیں جو لڑنے</p> <p>قَالَ یَقُوْمُ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالْاٰیٰتِیْنَ قَبْلَ الْحٰسِنَةِ</p> <p>صالح نے فرمایا اے میری قوم کیوں بڑائی کی جلدی کرتے ہو بھلائی سے پہلے</p> <p>لَوْ اَلَّا تَسْتَغْفِرُوْنَ ۙ اَللّٰہُ لَعَلَّکُمْ تَرْحَمُوْنَ ۙ قَالُوْا اَطِیْرًا</p> <p>اللہ سے بخشش کیوں نہیں مانگتے شاید تم پر رحم ہو بولے ہم نے برا شگون کیا</p> <p>بِکَ وَبِمَنْ مَّعَکَ ۙ قَالَ طَیْرُکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ بَلْ اَنْتُمْ</p> <p>تم سے اور تمہارے ساتھیوں سے نہ فرمایا تمہاری بد شگون، اللہ کے پاس ہے نہ بد شگون</p> <p>قَوْمٌ مُّفْتِنُوْنَ ۙ وَ کَانَ فِی الْمِیْدٰنِیْنِ تِسْعَ رِہْطٍ</p> <p>تینے میں ہڑے ہوئے اور شہر میں نو شخص تھے نہ کہ زمین</p> <p>یُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ وَلَا یَصِلِحُوْنَ ۙ قَالُوْا اتَّقٰسَمُوْا</p> <p>میں فساد کرتے اور سنوار نہ پہنچتے کہ آپس میں اللہ کی قسمیں</p> <p>بِاللّٰہِ لَنْبِیْتِنَا وَاٰہِلَہٗ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لَوْ لَیْبُہٗ مَا شَہَدْنَا</p> <p>کھا کر بولے ہم ضرورت کو چاہا پاماریں گے صالح اور اس کے گھر والوں پر کہ پھر اسکے وارث</p> <p>مِنْکَ اٰہِلَہٗ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ۙ وَمَكْرُ وَاَمْرًا وَّمَكْرٰنَا</p> <p>سے کہیں گے کہ اس گھر والوں کے تہ کے وقت ہم حاضر تھے اور یہ شکی ہم سے ہیں کہ</p> <p>مَكْرًا وَّہُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ۙ فَاَنْظُرْ کَیْفَ کَانَ عٰقِبَةُ</p> <p>اور انہوں نے اپنا سا مکر کیا اور ہم نے اپنی خفیہ تدبیر فرمائی اور وہ غافل رہے نہ دیکھو کیا انجام</p>		
منزلہ		

شرک کرتے تھے ورنہ اللہ کی قسم نہ کھاتے ۱۳۔ یعنی صالح علیہ السلام کے وارث سے جس کو ان کے خون کا بدلہ طلب کرنے کا حق ہو۔ معلوم ہوا کہ اس زمانہ میں قصاب اور خون بہا وغیرہ کا بھی دستور تھا ۱۴۔ معلوم ہوا کہ ہر جرم کی جزا جھوٹ ہے۔ مجرم اولاً جھوٹ بولنے کا اور وہ کر لیتا ہے پھر جرم کرتا ہے جھوٹ جیسے جرموں کی جزا کو اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت کرنا بڑی ہی بے دینی ہے ۱۵۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کا حافظ و ناصر ہے، انہیں لوگوں کے خفیہ شر سے بچاتا ہے۔

اب اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے صالح علیہ السلام کے گھر کی حفاظت کے لئے فرشتے بھیج دیئے۔ جب یہ لوگ ہتھیار بند ہو کر وہاں پہنچے تو فرشتوں نے ہلاک کر دیا۔ خیال رہے کہ ان بد نصیبوں کی یہ سازش اونٹنی کے قتل کے بعد ہوئی تھی جب صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگ تین دن کے بعد ہلاک کر دیئے جاؤ گے۔ تب انہوں نے کہا کہ تم تو بعد میں ہلاک ہوں گے۔ پہلے صالح علیہ السلام کو ہلاک کر دیں (روحِ جزائیں) لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ساری قوم صالح کو عذاب سے ہلاک ہوئی۔ یہ تو آدمی اس طرح ۲۰ تمام قوم کو دہشت ناک آواز سے اور ان نو محضوں کو فرشتوں سے، صالح علیہ السلام کے دروازے پر ان نو محضوں کے مرنے میں اور

مَكْرَهُمْ أَنَا دَمَرْنَاهُمْ وَقَوْمَهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿۸۱﴾ فَنَالِكَ

ہوا ان کے محسوسات نے ہلاک کر دیا انہیں لے اور ان کی ساری قوم کو لے تو یہ ہیں ان کے گھر

بَيُوتُهُمْ خَاوِيَةٌ بِمَا ظَلَمُوا إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ

تو بے پڑے بدلہ ان کے ظلم کا لے بے شک اس میں نشانی ہے جاننے والوں

يَعْلَمُونَ ﴿۸۲﴾ وَأَنبِئْنَا الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ﴿۸۳﴾

کے لئے اور ہم نے ان کو بھیجا جو ایمان لائے اور ڈرتے تھے کہ

وَلَوْ طَآذٌ قَال لِقَوْمِهِ أَنَا تُونَ الْفَاحِشَةِ وَأَنْتُمْ

اور لو کہ جب اس نے اپنی قوم سے کہا کہ کیا بے حیائی پر آتے ہو اور تم سوچو

تَبْصُرُونَ ﴿۸۴﴾ أَيْسَرُ لَكُمْ تَوْنُ الرِّجَالِ شَهْوَةً مِّنْ

رہے ہو کیا تم مردوں کے پاس سستی سے جھاتے ہو عورتیں

دُونِ السَّاءِلِ أَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ ﴿۸۵﴾ فَمَا كَانَ جَوَابَ

چھوڑ کر کہ بلکہ تم جاہل لوگ ہو تو اس کی قوم کا کلمہ جواب

قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا أَخْرِجُوا آلَ لُوطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ إِنَّهُمْ

نہ تھا مگر یہ کہ بولے لو کہ گھرانے کو اپنی بستی سے نکال دو یہ لوگ تو

أَنَاسٌ يَّتَطَهَّرُونَ ﴿۸۶﴾ فَأَنبِئْنَاهُ وَأَهْلَهُ إِلَّا أَمْرًا نَّزَّلْنَا

سنتھرا جن پر پڑتے ہیں کہ تو ہم نے اسے اور اس کے گھر والوں کو بھائی کی مگر اس کی

فَنَزَّلْنَا مِنَ الْغَيْرِينَ ﴿۸۷﴾ وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطَرًا فَسَاءَ

اور کت کو ہم نے غبار دیا تھا کہ وہ رہ جانے والوں میں ہے کہ اور ہم نے ان پر ایک برساؤ

مَطَرًا مُنْذَرِينَ ﴿۸۸﴾ قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ وَسَلَامٌ عَلَى عِبَادِهِ

برساؤ تو کیا ہی برا برساؤ تھا ڈرتے ہوؤں کا تم کو سب خوبیاں اللہ کو لے اور سلام کے چنے

الَّذِينَ اصْطَفَىٰ ۚ اللَّهُ خَيْرٌ مَّا يَشْرِكُونَ ﴿۸۹﴾

جوئے بندوں پر لے کیا اللہ بہتر یا ان کے ساتھ شریک

روایات بھی ہیں۔ کہ یہ لوگ ایک بڑے پتھر کے نیچے بڑے ارادے سے چپے۔ وہی پتھر ان پر گر گیا ۳۰ معلوم ہوا کہ یادگاروں کا ثبوت صرف شہرت سے ہو جاتا ہے اس کے لئے کوئی نص یا عینی گواہ ضروری نہیں۔ کیونکہ ان اجڑی ہتھیوں کا ہلاک شدہ قوم کی ہتھیوں ہونا صرف مشہور تھا۔ رب نے اس شہرت کا اعتبار فرمایا۔ آیات میں یہ نہ بتایا کہ کون قوم کہاں آباد تھی لہذا اب یادگاروں اور تہذیب، نسب وغیرہ میں شہرت کافی ہو گی علیحدہ نص کی ضرورت نہیں ۳۱ اس سے اشارہ "معلوم ہوا کہ نبی کے سارے صحابہ مومن و متقی ہوتے ہیں کیونکہ رب نے ان سب مومنوں کو بخش دیا۔ معلوم ہوا کہ وہ سب مومن متقی تھے ان کی تعداد کل چار ہزار تھی ۵۰ جس قوم کے آپ نبی تھے۔ یعنی سدوم بستی کے باشندے۔ یہی قوم مراد نہیں۔ کیونکہ لوط علیہ السلام کو ذہ سے ہجرت کر کے یہاں پہنچے ۲۰ یعنی لواطت سے مرد عورت کے کام نہیں رہتا۔ لہذا اسے عورتیں چھوڑنی پڑ جاتی ہیں، یا کہ تم ان کی طرف رغبت نہیں کرتے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنی بیوی سے رغبت نہ کرنا۔ اسے معلق رکھ چھوڑنا حرام ہے۔ اس سے تعلق رکھنا چاہیے۔ کم از کم چار ماہ میں ایک بار ضرور صحبت کرے اگر عذر نہ ہو۔ بلکہ خاوند نامرد ہو کہ عورت کے قابل نہ ہو تو عورت قاضی کے ہاں دعویٰ کر کے نکاح فسخ کرا سکتی ہے۔ ۷۰ اس طرح کہ ہم کو اس گندے کام سے منع کرتے ہیں۔ ۸۰ کیونکہ وہ کافروں کی دوست تھی، ان سے محبت کرتی تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کی دوستی سے عذاب آتا ہے۔ یہ بھی پتہ لگا کہ اہل بیت نبوت کو ایمان کی سخت ضرورت ہے۔ بغیر ایمان صرف اہل بیت ہونا کافی نہیں ۹۰ یعنی ان پچھلی امتوں کی ہلاکت پر خدا کا شکر کریں۔ معلوم ہوا کہ کفار کی ہلاکت مومن کے لئے خوشی کا باعث ہوتی ہے۔ ۱۰۰ یہ حضرات حضور صلی اللہ علیہ وسلم، حضور کے صحابہ و اہل بیت اطہار ہیں۔ یعنی یہ بھی کہا کرو۔ الحمد للہ اور یہ بھی کہا کرو۔ یا نبی سلام علیک کیونکہ حضور اللہ کے بندہ مصطفیٰ

ہیں۔ انہیں سلام کرنے کا حکم ہے اس لئے نماز کے شروع میں کہتے ہیں الحمد للہ اور اخیر میں کہتے ہیں السلام علیک ایہا النبی اور حضور کے طفیل اللہ کے سارے چنے ہوئے بندوں کو سلام کیا جاتا ہے۔

جس سے رب تعالیٰ کی قدرت کے نظارے کر کے رب کو پہچانا جاوے۔ ۵۔ اس طرح کہ تم سب کا قرار زمین پر ہے یا زمین کو قرار ہے جنس نہیں، ورنہ تم اس میں ٹھہرنہ سکتے زلزلے میں تمام اختتام درہم برہم ہو جاتے ہیں ۶۔ یعنی زمین پانی پر ایسی تھی، جیسے دریا پر کشتی، اس لئے اس میں جنش و حرکت ہوتی، لہذا اس پر پاؤں رکھے تاکہ پاؤں کے وزن سے زمین حرکت نہ کر سکے، ان آیات سے معلوم ہوا کہ زمین حرکت نہیں کرتی۔ ساکن ہے۔ جہاز میں لنگر ڈالنے سے جہاز ٹھہر جاتا ہے۔ ۷۔ اس طرح کہ بعض سمندر بیٹھے ہیں اور بعض کھاری، لیکن نہ بیٹھا پانی کھاری سے غلو ہوتا ہے نہ کھاری بیٹھے سے ان میں قدرتی آڑ رکھی گئی ہے ۸۔ کہ رب تعالیٰ کی صنعتوں میں غور نہیں کرتے، معلوم ہوا کہ جو علم رب کی ذات و صفات کی طرف رہبری نہ کرے وہ جہالت ہے اور اگر علم ریاضی و جغرافیہ سے صحیح نتیجے نکالیں جائیں تو یہ علوم معرفت الہی کا بڑا ذریعہ بن جائیں ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ بے قرار کی دعا بہت قبول کرتا ہے، دعا کی قبولیت کے شرائط میں سے بے قراری بھی ایک شرط ہے، اسی لئے حکم ہے کہ بے قراروں سے اپنے لئے دعا کراؤ۔ مسافروں، بیماروں، کمزوروں، مقروضوں کی دعا قریب قبول ہوتی ہے ۱۰۔ اس طرح کہ اپنے انگوں کی زمینوں کے تم مالک ہوئے اور تمہارے پچھلے تمہاری زمینوں کے وارث ہوں گے، پاک ہے وہ جس کی تیک کو زوال نہیں ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب رب نے دنیاوی سفروں کے لئے ہدایت کے سامان تارے وغیرہ پیدا کئے تو آخرت کے سفر کے لئے ہادی انبیاء کرام، اولیاء، علماء کیوں نہ پیدا فرمائے۔ اس آیت میں آئندہ ایجادات کی خبر بھی ہے کہ ہدایت کے لئے قطب نما وغیرہ بنیں گے، جس سے مسافر رات کی تاریکیوں میں راہ پالیا کریں گے، جیسا کہ آج ہو رہا ہے ۱۲۔ یہاں رحمت سے مراد پادشاہ ہے۔ اور ہواؤں سے مراد مومن سون وغیرہ ہوائیں جو بارش لاتی ہیں۔ جن کے چلنے سے لوگ بارش کے امیدوار ہو جاتے ہیں۔

49

۲- امن خالق:

یا وہ جس نے آسمان و زمین بنائے اور تمہارے لئے آسمان سے

پانی اتارا گئے تو ہم نے اس سے بلوغ لگائے رونق دے دی

طاقت : مٹی کہ ان کے بیڑ اگاتے کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا ہے مگر وہ

لوگ راہ سے ستراتے ہیں کہ یا وہ جس نے زمین بننے کو بنائی ہے

اور اس کے بیچ میں بھر رکھیں نکالیں اور اس کے لئے ٹھہر جائے اور دونوں

سندروں میں آڑ رکھی ہے کیا اللہ کے ساتھ اور خدا سے لگے ان میں اکثر

جاہل ہیں۔ یا وہ جو لاچار کی سنتا ہے جب اسے پکارے

اور دور کر دیتا ہے۔ برائی اور بُہتیں زمین کا وارث کرتا ہے۔

کیا اللہ کے ساتھ اور خدا ہے بہت ہی کم دھیان کرتے ہو یا وہ جو ہمیں راہ دکھاتا ہے

مذہبوں میں فتنی اور ترقی کی راہ اور وہ کہہ رہا تھا ہے اپنی رحمت

کے آگے خوشخبری سنا دی کہ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا ہے۔ بہر تو یہ اللہ ان کے

منزل ۵

قرآن کریم میں ریح رحمت کی ہوا کو اور ریح عذاب کی ہوا کو فرمایا جاتا ہے۔

۱۔ کفار قریش اپنے انہ علی کے تو قاتل تھے اور رب تعالیٰ کو اپنا خالق و مالک مانتے تھے، مگر آئندہ "انھیں کے قاتل نہ تھے۔ لیکن چونکہ دلائل سے اس اعادہ کا ثبوت ہو چکا اس لئے یہ اقسام انکاری فرقان درست ہے۔ لہذا آیت کہہ کر کوئی اعتراض نہیں کیا یعنی آسمان سے بارش اور سورج، چاند، تاروں کی روشنی دیتا ہے اور زمین سے تمام پیدوار پھل، دانہ، غذائیں، درخت، پانی اور تمام پیدوار میں زمین و آسمان کی ادوار شامل ہے کہ زمین کی مٹی آسمانی بارش و نور سے یہ سب کچھ بنتی ہیں۔ یا زمین جس سے جسمانی غذاؤں، بیماری، فتنہ، راحت و مصیبت اور آسمان نبوت سے روحانی غذاؤں ایمان و اعمال عطا فرماتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافر کو

جسوا کرنے کے لئے اس سے دلیل مانگنا جائز ہے۔ ہاں اس کی حقیقت کے احتمال سے دلیل مانگنا، کہ شاید یہ برحق ہو، کفر ہے۔ اگر کسی نے دعویٰ نبوت کیا، دوسرے نے اس سے دلیل مانگی یہ سمجھ کر کہ شاید سچا ہو، تو یہ دلیل مانگنے والا کافر ہو گیا۔ لہذا انہوئی فقہی، اس آیت کے خلاف نہیں۔ ظاہری معنی سے یہ آیت دہائیوں کے بھی خلاف ہے، کیونکہ حضور کے لئے بعض علم غیب وہ بھی مانتے ہیں، لہذا آیت کے معنی یہ ہی ہیں کہ حقیقی طور پر غیب صرف رب تعالیٰ ہی جانتا ہے، پھر جسے وہ چاہے اس کے بتانے سے وہ بھی جانتا ہے، جیسے کہ رب فرماتا ہے۔ اِنَّا نُنْزِلُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لَعَلَّیْ تَعْلَمُوْنَ یعنی حقیقی حاکم صرف رب ہے، اس کی عطا سے دوسرے بھی حاکم ہیں، اس سے الگے رکوع میں ہے۔ وَ مَا مِنْ غَافِلَةٍ فِی السَّمَاوَاتِ اِلَّا فِیْ کِتَابٍ مُّبِیْنٍ تمام غیب ایک جہانے والی کتاب میں ہیں اور وہ کتاب سین ہے یعنی محبوبوں پر وہ سارے غیب ظاہر کرتے والی، اسی سے انبیاء و اولیاء کا علم ثابت ہے۔ ۵۔ یہ ساری آیت مشرکین کے اس سوال کے جواب میں نازل ہوئی کہ بتائیے قیامت کب ہوگی وَمَا تَشْعُرُونَ اِلَّا بِمَقَرٍّ مَّعْجَمٍ فرما کر اس جانب اشارہ ہے کہ یہ علم عوام کو دینے کا نہیں ۶۔ یعنی کیا یہ لوگ قیامت کے قائل ہو گئے، جو اس کی آمد کی تاریخ و وقت پوچھتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ان کا یہ سوال محض ہذاق اور ہنسی کے لئے ہے حقیق مقصود نہیں ۷۔ معلوم ہوا کہ جو قیامت یا موت کی تیاری نہ کرے وہ قیامت سے اندھا ہے۔ اندھا ہونے، مردہ ہونے کی بہت صورتیں ہیں، ان چیزوں کے دلائل سے قائم ہیں جن میں خود کھانا کھانے ۸۔ اپنی قبروں سے حساب و کتاب کے لئے، خیال رہے کہ قبر سے مراد عالم برزخ ہے نہ کہ قبر والے کو جگہ جو لوگ دفن نہ ہوں، وہ بھی اپنی جگہ سے اٹھیں گے ۹۔ یعنی گزشتہ نبیوں نے ہمارے باپ دلوں سے قیامت کا وعدہ کیا تھا۔ مگر اب تک قیامت نہ آئی، یہ ان کی اختلافی حالت تھی، جیسے کوئی درخت کے متعلق کہ کہ آج ہوتے ہی اس میں پھل کیوں نہیں لگتے۔ ہر کام وقت

۱۰۰ خلق ۱۰۰
۹۱۰
النبیل ۲۴

يُشْرِكُونَ ۱۰۰ اَمَّنْ يَبْدُوْا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُوْهُمْنَ
شُرک سے یا وہ جو خلق کی ابتدا فرماتا ہے پھر اسے دوبارہ بنائے گا اور وہ جو
يَزَيِّرُهُمْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۱۰۱ اَلَمْ يَعْزِزْهُمْنَ
تہیں آسمانوں اور زمین سے روزی دیتا ہے کہ اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا ہے تم فرماؤ
هَآؤِا بِرُءُوسِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۱۰۲ قُلْ لَا يَعْلَمُ
کہ اپنی دلیل لاؤ اگر تم بچے ہو تو تم فرماؤ خود غیب نہیں جانتے
مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبُ اِلَّا اللّٰهُ ۱۰۳
جو کوئی آسمانوں اور زمین میں نہیں کہ سچا اللہ
وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّٰنَ يَّجْعَلُوْنَ ۱۰۴ كَلَّ اَذْرَاكُ عَلٰمُهُمْ
اور انہیں خبر نہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے قیامت کی علامت کے جاننے
فِي الْاٰخِرَةِ بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ مِّنْهَا ۱۰۵ بَلْ هُمْ مِّنْهَا
نیک پہنچ کر یا نہ کوئی نہیں وہ اس کی طرف سے شک میں ہیں بلکہ وہ اس سے
عَمُوْنَ ۱۰۶ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِذَا كُنَّا تُرَابًا وَّ
اندر سے ہیں نہ اور کافر بولے کیا جب ہم اور ہمارے باپ دادا
اَبَاؤُنَا اَيُّنَا مَخْرُجُوْنَ ۱۰۷ لَقَدْ وَعَدْنَا هٰذَا
مخبر ہو جائیں گے کیا ہم ہر نکالے جائیں گے نہ بلکہ اس کا وعدہ دیا گیا ہم کو
نَحْنُ وَاَبَاؤُنَا مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَا اِلَّا اَسَاطِيْرُ
اور ہم سے پہلے ہمارے باپ داداؤں کو یہ تو نہیں سچا تھا کہ
الْاَوَّلِيْنَ ۱۰۸ قُلْ سِيرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانظُرُوْا كَيْفَ
کہا گیا کہ تم فرماؤ زمین میں چل کر دیکھو کیا ہوا
كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ۱۰۹ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ
الہام مجرموں کا نہ اور تم ان پر غم نہ کھاؤ کہ

مذہب ۱۰۰

اس سے معلوم ہوا کہ یہ لڑا شدہ قوموں کی اجڑی بیٹیوں کو دیکھنا عبرت حاصل کرنے کے لئے اچھا ہے، اسی طرح انھیں
 واپس لوٹنے کے پرہیز پر آمادگی کی زیارت کرنے کے لئے سفر کرنا تا کہ رب کی عبادت کا شوق پیدا ہو، اور آمید بڑھے، بہتر ہے وہ جو حدیث میں وارد ہے کہ سوا آئین
 مسجدوں کے اور جگہ کا سفر نہ کرے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اور کسی مسجد کو سفر کر کے نہ جلائے۔ یہ سمجھ کر کہ وہاں ثواب زیادہ ہے لہذا حدیث و قرآن میں مخالفت نہیں۔
 اس سے معلوم ہوا کہ کفار کے مذاہب پر غم نہ کھانا چاہیے بلکہ خوش ہونا چاہیے کہ یہ مسلمانوں کے دشمن ہیں، سناپ کو مار کر خوش ہونا اچھا ہے۔

۱۔ یعنی کفار جو اسلام اور مسلمانوں کو جلا کرنے کے لئے تدبیریں کرتے رہتے ہیں آپ اس سے غم نہ کریں کیونکہ یہ لوگ ان تدبیروں میں کامیاب نہ ہوں گے سورج
تمہارا ہی چمکا رہے گا اور ایسا ہی ہوا اس سے معلوم ہوا کہ کفر کا شور زیادہ اور زور کم ہوتا ہے ان کے مقابلہ کی تیاری ضرور کرنی چاہیے بہت نہ ہارنی چاہیے ۲۔
مومنوں کی فتح و نصرت کا یا کافروں پر دنیاوی یا اخروی عذاب کا پہلی صورت میں وعدہ اپنے معنی میں ہے دوسری صورت میں معنی و وعید ہے خیال رہے کہ کفار کا یہ
سوال محض مذاق و دل گلی کے طور پر تھا اس نیت سے ایسے سوال کرنا بھی کفر ہے ۳۔ بعض اس لئے فرمایا کہ کفار پر دنیاوی عذاب تو جلد آنے والے تھے اور قہر و

شر کے عذاب ان کے بعد چنانچہ ان کفار پر مسلمانوں کے
ہاتھوں پہلا عذاب میدان بدر میں آیا۔ ۴۔ یہاں تاں
سے مراد عام لوگ ہیں جن میں مومن و کافر سب داخل
ہیں فضل سے مراد دنیاوی رحمت ہے دنیاوی نعمتیں
عوام کو عطا فرمائی گئیں ایمان و تقویٰ خاص مسلمانوں کو دیا
گیا اور عذاب کا فوراً نہ آنا خاص کافروں کو تھا۔ بلکہ اس
کے فضل کا الٹا اثر لیتے ہیں کہ خود عذاب جلد چاہتے ہیں
۶۔ بہت سے کفار دل سے تو حضور کو سچا جانتے تھے مگر
زبان سے انکار کرتے تھے رب نے فرمایا ہم ان کی دونوں
کیفیتوں کو جانتے ہیں یا یہ مطلب ہے کہ ان کے دل میں
آپ سے حسد ہے منہ پر آپ کی توہین ہم دونوں چیزیں
جانتے ہیں دونوں پر سزا دیں گے یہ خیال رہے کہ لوح
محمود کو ہمیں اس لئے کتے ہیں کہ وہ تمام علوم غیبیہ ان
لوگوں پر ظاہر کرتی ہے جن کی دہانہ نظر ہے اگر لوح
محمود کسی پر ظاہر نہ ہوتی تو اسے ہمیں نہ فرمایا جاتا بلکہ یہ
تحریر اسی لئے ہے کہ اس کتاب کے ذریعہ وہ لوگ سب
علوم حاصل کریں جن کی اس کتاب پر نظر ہے ورنہ
رب تعالیٰ کو اس تحریر کی حاجت نہیں وہ بھول و غیوہ سے
پاک ہے۔ اس آیت کرمہ میں انبیاء و اولیاء کے علم غیب
کا اعلیٰ ثبوت ہے بلکہ یہ عطاء الہی فرشتے بھی جانتے ہیں
کیونکہ ان کی نظروں لوح محفوظ پر ہے ۸۔ گزشتہ واقعات اور
دینی احکام چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی نبوت
اصحاب کعبہ کا واقعہ یوسف علیہ السلام کے واقعات میں
اہل کتاب کا اختلاف قبل قرآن کرم نے حق کا اعتبار فرما
کر جھوٹے کو ختم کر دیا ایسے ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کے متعلق یہود و نصاریٰ جڑتے تھے یہود ان کی طہر و
ظاہر میں کو محب لگاتے تھے عیسیٰ انہیں خدا یا خدا کا چنا
ہوا سمجھتے تھے قرآن کرم نے اصل حقیقت ظاہر فرمادی وہ
خیال رہے قرآن کی خاص ہدایت و رحمت مومنوں سے
خاص ہے اور ہدایت عام ہر مومن و کافر کے لئے ہے
جیسے نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم رحمت عالم بھی ہیں اور
مومنوں کے لئے بھی خاص رحمت رب فرماتا ہے وَا

وَلَا تَكُنْ فِي ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُونَ ۝ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ

اور ان کے مکر سے دل تنگ نہ ہو کہ اور کہتے ہیں کب

هَذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝ قُلْ عَسَىٰ أَنْ

آئے گا یہ وعدہ کی اگر تم کہے ہو تم فرماؤ قریب ہے کہ

يَكُونُ سَرْدَفٌ لَّكُمْ بَعْضُ الَّذِي تَسْتَعْجِلُونَ ۝

تمہارے کچھ آگلی ہو بعض وہ چیز جس کی تم جلدی پنا رہے ہو تم

وَلَنْ رَّبِّكَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنْ أَكْثَرُهُمْ

اور یہ شک تمہارا رب فضل والا ہے آدمیوں پر نہ بلکہ اکثر

لَا يَشْكُرُونَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ

آدمی حق نہیں ماننے اور یہ شک تمہارا رب جانتا ہے جو ان کے سینوں میں چھپے

وَمَا يَعْلَمُونَ ۝ وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ

اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں نہ اور چھپے غیب میں آسمانوں اور زمین کے

إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ ۝ إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَفُصُّ عَلَىٰ

سب ایک کتاب میں روشن ہے شک و قرآن ذکر فرماتا ہے

بَنِي إِسْرَءِيلَ أَكْثَرَ الَّذِي هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۝

بنی اسرائیل سے اکثر وہ باتیں جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں نہ

وَأَنَّهُ لَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ۝ إِنَّ رَبَّكَ

اور یہ شک وہ ہدایت اور رحمت ہے مسلمانوں کے لئے ہے شک تمہارا رب

يَقْضِي بَيْنَهُمْ بِحُكْمِهِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ ۝ فَتَوَكَّلْ

ان کے آپس میں فیصلہ فرماتا ہے اپنے حکم سے اور وہی ہے توحید و احد کا نام تو تم

عَلَى اللَّهِ إِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِينِ ۝ إِنَّكَ لَا تَسْمَعُ

اللہ پر بھروسہ کرو یہ شک تم روشن حق پر ہو نہ شک تمہارے لئے نہیں ہے

أَنْزَلْنَاكَ بِالْحَقِّ تِلْكَ آيَاتُ رَبِّكَ ۚ ذُرْهُمْ وَمَا يَمْكُرُونَ ۚ ۝ یعنی تمہارا حق پر ہونا ظاہر ہے جیسے دیکھ کر سورج اتر جائے آپ کا انکار کرنے کا حق ہمیں
کو مطلق فرماتے سے معلوم ہوا کہ حضور کے حکم کے لئے اہل ملت کے اقوال حق وہاں تک باطل کی پہنچ نہیں حضور ضمیمت کی کلن ہیں۔ سونے کی کلن سے لوبا
نہیں لکھ حضور سے باطل سرزد نہیں ہوتا۔

۱۔ یہاں مردوں سے مراد دل کے مردے ہیں، یعنی کفار، اور اندھوں سے مراد دل کے اندھے ہیں، ورنہ ان کا مقابلہ ایمان سے نہ کیا جاتا، مردوں کا سننا قرآنی آیات اور احادیث سے ثابت ہے، اس کی تفسیر وہ آیت ہے: فَإِنَّمَا أَفْكُفُ الْقُلُوبِ النَّفْسُ الْفَاسِدَةُ لَكِنِ الْقُلُوبُ الْغَافِلُونَ اسی لئے قبرستان میں جا کر مردوں کو سلام کرنا سنت ہے حضور کو اقیامت میں سلام کرنا واجب ہے حالانکہ جو سلام سنانا ہو یا سننا تو ہو مگر جواب نہ دے سکا ہو، اسے سلام کرنا منع ہے۔ ۲۔ دل کے اندھے زیادہ آنکھوں کے اندھے ہیں جن کی آنکھیں بظاہر دیکھتی ہیں مگر تسمار سے عجزات نہیں دیکھتیں، ورنہ حضور نے بہت بائنا لوگوں کو نور ایمان بخشا، یعنی جو علم الہی میں مومن و مسلم ہیں

الْمَوْتَىٰ وَلَا تَسْمَعُ الصَّخَرَةُ إِذَا أَوَلَّوْا مُدْبِرِينَ ۝۱۰

مردے نہ سنے اور نہ پہاڑ سے منائے، ہرے بھڑکے، جب پھر میں پیشے سے کمر

وَمَا أَنْتَ بِهَادِي الْعُجْبَىٰ عَنْ صَلَاتِهِمْ إِنَّ تُسْمِعُ

اور اندھوں کو گمراہی سے تم ہدایت کرنے والے نہیں تہ ہمارے منائے تو وہی

الْأَمَنَ يُؤْمِنُ يَا أَيُّهَا فَهْمٌ مُّسْلِمُونَ ۝۱۱ وَإِذَا وَقَعَ

سنتے ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں اور وہ مسلمان ہیں تم اور جب بات

الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ

ان پر آہٹے گی کہ ہم زمین سے ان کیلئے ایک جوڑا یہ نکالیں گے جو لوگوں سے

إِنَّ النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا لَا يُوقِنُونَ ۝۱۲ وَيَوْمَ نَخْشَرُ

کھلا کرے کھاؤ اس لئے کہ لوگ ہماری آیتوں پر ایمان نہ لاتے تھے اور ہم ان کو خراب

مِنَ كُلِّ أُمَّةٍ فَوْجًا مِّنْ يُّكَذِّبُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ

کے ہر گروہ میں سے ایک فوج، جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے ہیں تو ان سے

يُوزَعُونَ ۝۱۳ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُمْ وَقَالَ كَذَّبْتُمْ بِآيَاتِي

انکار دے جائیں گے کہ بھلا ان سے ۱۲ میں یہاں تک کہ جب سب حاضر ہوں اور ان کے

وَلَمْ تَحِيطُوا بِهَا عُلَمَاءُ مَا ذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝۱۴

گایا تم نے میری آیتیں جھٹلائیں حالانکہ تمہارا علم ان تک پہنچتا تھا یا کیا کیا کرتے تھے

وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوا فَهُمْ لَا يُطِيقُونَ ۝۱۵

تہ اور بات پڑ چکی ان پر ان کے ظلم کے سبب تو وہ اب کچھ نہیں کر سکتے تھے

الْمُبِيرُوا أَنَّا جَعَلْنَا آلِيلَ لَيْسُ كُنُوفِيهِ وَالنَّهَارَ

کیا انہوں نے دیکھا کہ ہم نے رات بنائی کہ اس میں آرام کریں گے اور دن کو بنایا

مُبْصِرًا ۝۱۶ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝۱۷

سو جھانے والا ہے شک اس میں ضرور نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے کہ ایمان رکھتے ہیں

اور جن کی تقدیر میں ایمان لانا لکھا ہے، لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں، اس آیت سے معلوم ہوا کہ اسلام و ایمان میں فرق ہے کیونکہ ف کے آگے اور پیچھے مضمون میں فرق ہوتا ہے ۱۰۔ اس طرح کہ لوگ دینی تبلیغ کرنی اس لئے چھوڑ دیں گے کہ انہیں کفار کی اصلاح کی کوئی امید نہ رہے گی، یہ وقت قریب قیامت آئے گا اس وقت مومن بھی دنیا میں ہوں گے مگر کفار کا غلبہ ہو گا ۱۱۔ اس جانور کا نام چنگر ہے یہ پیدا ہو چکا ہے۔ بعض صحابہ نے اسے دیکھا بھی تھا، وہاں جہاں وچال قید ہے، اسی لئے یہاں أَخْرَجْنَا فَرِيًّا لِّمَّا، یعنی ابھی وہ قید میں ہے، اس وقت اسے آزاد کر دیا جائے گا اس جانور کا ٹکڑا آفتاب کے مغرب سے طلوع ہونے کے بعد ہو گا (روح البیان) اس کے پاس عصا موسوی اور حضرت سلیمان کی انگوٹھی ہوگی، مومن کی پیشانی کو عصا سے مس کرے گا جس سے نوری خطا نمودار ہو گا، اور یہ اس کے ایمان پر خاتمہ کی علامت ہو گی، اور کافر کی پیشانی پر حضرت سلیمان کی انگوٹھی مس کرے گا۔ جس سے ایک سیاہ داغ نمودار ہو گا۔ یہ اس کے کفر پر مرنے کی پہچان ہوگی ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرب قیامت دابتہ الارض کا زمین سے نکلنا حق ہے اس کا ذکر حدیث شریف میں ہے وہ عجیب قسم کا جانور ہو گا۔ کوہ صفا سے نمودار ہو گا، اس سے مراد کوئی انسانی عالم نہیں جیسا کہ فی زمانہ چکر الویوں نے سمجھا ورنہ اس کا لوگوں سے کلام کرنا عجیب نہ ہوتا، یہاں امت سے مراد ہر نبی کی وہ جماعت ہے جن کی طرف وہ بھیجے گئے ۱۳۔ وہاں جہاں حساب و کتاب ہوتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ محشر میں کفار کی بدکاریوں کا حساب علانیہ ہو گا۔ رسوائی کے لئے، انشاء اللہ مومنوں کے گناہوں کا حساب ختمی میں اور نیکیوں کا حساب علانیہ ہو گا ۱۴۔ مطلب یہ ہے کہ تم نے بغیر سمجھے ہوئے قیامت اور آیات الہی کا انکار کر دیا، اگر تم اونی تامل بھی کرتے تو ایمان لے آتے، لہذا یہ بے علمی وہ نہیں جس کی وجہ سے انسان معذور سمجھا جاتا ہے بلکہ اس سے مراد غور و تامل نہ کرنا ہے ۱۵۔ یعنی تم نے یہ بھی غور

۱۰ من خلق

نہ کیا کہ تم پیدا کس لئے کئے گئے اور کام کیا کر رہے ہو، ہر چیز کے بنانے کا کچھ مقصد ہوتا ہے تم نے اپنی پیدائش کے مقصد میں غور نہ کیا۔ ۱۱۔ معلوم ہوا کہ کفار پر قیامت میں وقت آنے کا جب بول نہ سکیں گے اور دوسرے وقت بولیں گے لہذا آیات میں تعارض نہیں ۱۲۔ اسی لئے رات کو تاریک رکھا، کیونکہ تاریکی یا کم روشنی سونے میں مدد دیتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ رات کو آرام کرنا بھی عبادت ہے اگر نیت خیر سے ہو، یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر حقدار کا حق ادا کرنا چاہیے، عبادت و ریاضت روح کا حق ہے، آرام نفس کا حق ہے، دونوں حق ادا کرنے کا حکم ہے، مگر جسے دن میں کچھ آرام کیا جاتا ہے، ایسے ہی رات میں کچھ عبادت کرنی چاہیے۔ اگر نماز تہجد نصیب ہو جائے تو زہے قسمت ۱۳۔ مومن سمجھتے ہیں کہ جیسے سونے کے بعد جاگنا ہوتا ہے ایسے ہی مرنے کے بعد اٹھنا بھی ہو گا، اور جیسے رات کے بعد سویرا

(بقرہ صفحہ ۶۱۳) ہے ایسے ہی موت کے بعد زندگی ہے اور جیسے رات آرام کے لئے ہے، ایسے ہی دن کام کے لئے مگر کام رب کی رضا کے لئے اور جیسے دن رات عبادت نہ ہے، ان میں نکلیں ہیں ایسے ہی تم اور ہمارے اعمال عبادت نہ ہے، اس میں بھی کچھ نکلیں ہونی چاہئیں، خیر! رہے کہ بعض کی نیند جاگنے سے افضل ہے، ان کا مرنا جیسے سے افضل، اور بعض کا جاگنا، سونے سے افضل، اور ان کا جینا مرنے سے بہتر ہے۔

۱۔ پہلی بار سب کو فنا کرنے کے لئے یا دوسری بار سب کو جلانے کے لئے ۲۔ اگر پہلا دفعہ مراد ہے تو گھبراہٹ سے مراد موت کی گھبراہٹ ہے، یعنی گھبرا کر مرجائیں گے

اور اگر دوسرا چھوٹا مراد ہے، تو گھبراہٹ سے مراد قیامت کی وحشت ہے جو کہ خاص متقیوں کے سوا سب کو ہوگی۔ خیال رہے کہ پہلی چھوٹک سے سب مرجائیں گے، سوائے صور اور حضرت اسرائیل اور کچھ اور فرشتوں کے، کہ ان کی موت اس کے بعد حکم الہی سے ہوگی ایسے ہی زندہ ہونا، اولاً، حضرت اسرائیل اور صور اور کچھ فرشتے حکم الہی سے انھیں گے، پھر باقی لوگ صور کی آواز سے، اسی لئے آگے ارشاد ہوا اَلَّذِیْنَ شَآءَ اللّٰہُ لَفِیْہِمْ سُرُوۃٌ کَیۡہِ اعْتِرَاضٌ غَلِظٌ ہِے کہ اگر سب صور سے فنا ہوں گے تو خود صور کس سے فنا ہو گا۔ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ صالحین کو قیامت کی گھبراہٹ نہ ہوگی لَا یَخۡضَعُہُمُ الضَّرَعُ الْاَکۡبَرُ شِءَءٌ بھی انہیں میں داخل ہیں۔ نیز فرماتا ہے۔ وَہُمۡ یُنۡزَعُ یُنۡزَعُہُمُ الْاٰیۡتُنَ ۴۔ یعنی سب رب کے حضور حاضر ہوں گے مگر کوئی سزا پائے کو کوئی انعام لینے کو، کوئی بخشے جانے کو، کوئی گنہگاروں کو بخشانے کو ۵۔ جیسے آج چاند، سورج ہم کو ٹھہرے ہوئے معلوم ہوتے ہیں حالانکہ وہ بہت تیز دوڑ رہے ہیں، بڑے جسموں کی حرکت جلد محسوس نہیں ہوا کرتی ۶۔ یعنی جو مومن کوئی نیک عمل لائے یا جو کوئی ایمان لے کر رب کی بارگاہ میں حاضر ہو، لہذا احسن سے مراد نیک اعمال ہیں، یا اچھے عقیدے، آیت کا مطلب یہ نہیں کہ کافروں کو بھی ان کے نیک اعمال کا ثواب ملے گا۔ جیسا کہ بعض لوگوں نے سمجھا ہے، یہ عقیدہ قرآن کے بالکل خلاف ہے۔ ۷۔ یعنی ہم نیک کاروں کو ان کے اعمال سے زیادہ عوض دیں گے، ہماری عطا اپنی شان کے لائق ہوگی نہ کے بندے کے عمل کے لائق ۸۔ یعنی عذاب کی گھبراہٹ سے جو دوزخ کو دیکھ کر ہوگی، ورنہ قیامت کی ہیبت اور وحشت تو نیک کار مسلمانوں کو بھی ہوگی، سوا خاص الخاص بندوں کے، لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں خیال رہے کہ دوزخ و جنت میں داخلے کا وقت بھی قیامت کے دن میں ہی شمار ہو گا، لہذا اس گھبراہٹ کے متعلق یونہی دیکھنا بالکل درست ہے ۹۔ یعنی اس کا خاتمہ کفر پر ہو جیسا کہ اگلی آیت سے معلوم ہو رہا

۱۰۰	۶۱۳	۱۰۰
وَيَوْمَ يَفۡخَرُ فِی الصُّوۡرِ فَفَزِعَ مَنۡ فِی السَّمٰوٰتِ		
اور جس دن پھر بھانپ جائے گا صور، تو گھبرائے جائیں گے، جتنے آسمانوں میں ہیں		
وَمَنۡ فِی الْاَرۡضِ اِلَّا مَنۡ شَآءَ اللّٰہُ وَکُلٌّ اَتُوۡہُ		
اور جتنے زمین میں ہیں مگر جسے خدا چاہے، سب اس کے حضور		
دٰخِرِیۡنَ ۱۰۱ وَتَرٰی الْجِبَالَ تَحۡسِبُہَا جَآمِدًا وَّہِیۡ		
حاضر ہونے عاجزی کرنے لگی اور تو دیکھے گا پہاڑوں کو خیال کرے گا وہ جمے ہوئے ہیں		
تَتَرٰۤی السَّحَابَ صُنۡعَ اللّٰہِ الَّذِیۡ اَتَقَنَ کُلَّ شَیۡءٍ ۱۰۲		
اور وہ پہلے ہوں گے بادل کی پیمائش یہ کام ہے اللہ کا جس نے حکمت سے بنائی ہر چیز		
اِنَّہٗ خَبِیۡرٌ بِمَا تَفۡعَلُوۡنَ ۱۰۳ مَنۡ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَہٗ		
جے نیک اسے خبر ہے ہمارے کاموں کی جو نیک لائے، اس کے لئے		
خَیۡرٌ مِّنۡہَا وَّہُمۡ مِّنۡ فَرَعَ یُؤۡمِنُ اٰمِنُوۡنَ ۱۰۴ وَمَنۡ		
اس سے بہتر صلہ ہے نہ اور ان کو اس دن کی گھبراہٹ سے امان ہے نہ اور جو		
جَآءَ بِالسَّیِّئَةِ فَلَبِثَ وُجُوۡہُہُمۡ فِی النَّارِ ۱۰۵ هَلْ		
بدی لائے تو ان کے نہ اونٹن چائے گئے ۱۰۵ میں نے نہیں کیا		
تُجۡزَوۡنَ اِلَّا مَا کُنۡتُمْ تَعۡمَلُوۡنَ ۱۰۶ اِنۡہَا اَمۡرٌ اَنۡ		
بدی لے گا مگر اس کا جو کرنے تھے، مجھے تو یہی حکم ہوا ہے		
اَعۡبَدَ رَبَّ ہٰذِہِ الْبَلَدَ الَّذِیۡ حَرَّمَہَا وَاَلَہٗ		
کہ بلوچوں اس شہر کے رب کو لہ جس نے اسے حرمت والا کیا ہے کہ		
کُلِّ شَیۡءٍ ۱۰۷ وَاَمۡرٌ اَنۡ اَکُوۡنَ مِنَ الْمُسۡلِمِیۡنَ ۱۰۸		
اور سب کچھ اسی کا ہے اور مجھے حکم ہوا ہے کہ فرمانبرداروں میں ہوں کہ		
وَاَنۡ اَتَلُوۡا الْقُرْاٰنَ فَمِنۡ اٰہَتَدٰی فَاٰتٰیہِ قُتٰی ۱۰۹		
اور یہ کہ قرآن کی تلاوت کروں کہ تو جس نے راہ پائی اس نے اپنے بچے کو		
مَنۡزِلَہٗ		

ہے کیونکہ اونٹن منہ دوزخ میں گرایا جانا صرف کافروں کے لئے ہو گا اگر کوئی گنہگار مسلمان سزا کے لئے دوزخ میں جائے گا تو اور طریقہ سے ۱۰۶۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ دوزخ میں کفار کی سزائیں مختلف ہوں گی کیونکہ دنیا میں ان کے اعمال مختلف تھے سخت کافر سخت عذاب میں، نرم کافر نرم عذاب میں، دوسرے یہ کہ کافروں کے بچے جو لڑکپن میں فوت ہو گئے تھے۔ وہ دوزخ میں عذاب نہ دیئے جائیں گے۔ کیونکہ دوزخ کا عذاب صرف اپنی بدکاریوں کی بنا پر گا، جیسا کہ یہاں ۱۰۷ کے حصے سے معلوم ہو رہا ہے خیال رہے کہ دوسرے کو گمراہ کرنے کا عذاب بھی اپنے ہی عمل کی سزا ہے یعنی بھلائی کا ۱۰۸۔ چونکہ مکہ معظمہ حضور کی جائے پیدائش اور حج کی جگہ ہے اس لئے اس کی یہ عزت افزائی کی گئی، ورنہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا رب ہے ۱۰۹۔ اس طرح کہ مکہ مکرمہ میں شکار کرنا، گھاس کاٹنا حرام ہے، یا وہ شرعاً نہ د

(یعنی صفحہ ۳۳) حرمت والا ہے۔ ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی کسی درجہ پر پہنچ کر نیک اعمال سے بے پروا نہیں ہو سکتا جب حضور کو اطاعت و عبادت کا حکم ہے تو ہم تم کس شمار میں ہیں خیال رہے کہ یہاں مسلم یعنی فرامیوار ہے نہ کہ۔ یعنی مومن کیونکہ حضور تو بین ایمان ہیں ہم لوگ مومن ہیں اور حضور مومن یہ حضور ہی کے ماننے کا نام ایمان ہے لہذا اس آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضور ہمارے بھائی ہیں کیونکہ ہر مسلمان بھائی ہے ۱۴۔ تاکہ میرے قرآن پڑھنے سے تمہیں ہدایت ملے۔

۱۔ جس کا ثواب اسے ضرور ملے گا اگرچہ ہدایت دینے والے کو بھی ہدایت دینے کا ثواب ہو گا۔ لہذا یہ آیت ایصال ثواب سے منع نہیں فرماتی ۲۔ لہذا ہماری گمراہی سے ہمراہیگہ تصان نہیں معلوم ہوا کہ حضور ہم سے بڑے نیاز ہیں ہم سب حضور کے نیاز مند ہیں ۳۔ ان نشانوں سے مراد حضور کے وہ بھڑات ہیں جو آئندہ ظاہر ہونے والے تھے۔ جیسے شق القمر سورج کا واپسی لوٹنا ٹکڑوں ٹکڑوں کا کٹر پڑھنا وغیرہ۔ یا وہ بھی چیزیں جن کا ظہور ہونے والا تھا۔ جیسے بدر و حنین میں کفار کی شکست مسلمانوں کی فتح یا کفار پر قحط وغیرہ آفتوں کا آنا ۴۔ خیال رہے کہ اس سورت میں آیت اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ اَنَّا ہجرت کرتے ہوئے مدینہ منورہ کے راستہ میں اتاری اور اَذِیْنِ اَنْتُمْ اَلِکِتَابِ چار آیات مدینہ منورہ میں لہذا یہ چار آیتیں مدینہ میں ہی یعنی قرآن کریم کی خیال رہے کہ لوح محفوظ کو بھی کتب مبین فرمایا جاتا ہے اور قرآن کریم کو بھی مگر فرق یہ ہے کہ لوح محفوظ اللہ کے خاص متہمل بندوں کے لئے مبین ہے اور قرآن شریف ہر مومن کے لئے مبین ہے۔ یعنی روشن ہے ۶۔ چونکہ عرب میں موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے قہر بہت مشہور تھے حتیٰ کہ خاص و عام کے تھان ذہن تھے اور ان قصوں میں جی اسرائیل نے بہت غلط کر دیا تھا اس لئے رب تعالیٰ نے یہ قہر قرآن کریم میں جگہ جگہ مختلف طریقوں سے چلایا ہے اس میں حضور کی نبوت کی دلیل بھی تھی کہ آپ بغیر پردے اور بغیر تاریخ و احوال کے پاس بیٹھے ایسے سچے قہر بیان کر رہے ہیں واقعی سچے نبی ہیں جو وحی سے فرما رہے ہیں ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور خود ان قصوں سے پہلے ہی خبردار ہیں۔ ان کا قرآن میں نازل فرمایا مومنوں کے خیر واد کرنے کے لئے ہے اس لئے بقولم انا۔ فرمایا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ان قصوں سے فائدہ صرف مسلمان اٹھائیں گے نہ کہ کفار یہ بھی معلوم ہوا کہ سچے تاریخی واقعات سننا عبادت ہے کہ اس سے تقویٰ حاصل ہوتا ہے ۸۔ مَثْوًی الْاَذِیْنِ قرآن میں اس غلبہ کو

۱۳

القصص ۲۸

۹۱۴

امین خلق ۳

لِنَفْسِهِ وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ اِنَّمَا اَنَا مِنَ الْمُنذِرِينَ ﴿۵۰﴾

راہ پاؤں لے اور جو بھٹکے تو فرما دو کہ میں تو بھی ڈر سناتے والا ہوں نہ

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سِيرَیْكُمْ اٰیٰتِهٖ فَتَعْرِفُوْهُنَّ ﴿۵۱﴾

اور فرماؤ کہ سب خوبیاں اللہ کے لئے ہیں مقرب وہ ہیں اپنی نشانیاں دکھائے گا تو انہیں

وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۲﴾

اور تمہارا رب غافل نہیں ہے اور اے محبوب تمہارا رب غافل نہیں ہے لوگ تمہارے اعمال سے

اٰیٰتِہَا ۸۸ ۷۸ سُوْرَةُ الْقَصَصِ مِکَّتَہٗ ۲۹ رُوْکُوعَاتِہَا ۱۰

کروہ قصص مکی ہے اس میں ۹ روکوع ۸۸ آیتیں ۲۹۱۰ حروف میں مکہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ﴿۱﴾

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت بھراں رم والا

طَسَمَ ﴿۱﴾ تِلْكَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ ﴿۲﴾ نَتْلُوْا

یہ آیتیں میں روشن کتاب کی کہ ہم تم پر

عَلٰیْکَ مِنْ نَّبِیِّمَوْسٰی وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ

بڑھیں ہوئے اور فرعون کی بھی خبر نہ ان لوگوں کے لئے جو ایمان

یُؤْمِنُوْنَ ﴿۳﴾ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلٰی الْاَرْضِ وَجَعَلَ

کہتے ہیں کہ بے شک فرعون نے زمین میں غبار پایا تھا اور اس کے لوگوں

اَهْلَہَا شِیْعًا یَسْتَضِعُّ طَافِۃً مِّنْہُمْ یَذِیْبُہٗ

کو اپنا تابع بنایا ان میں ایک گروہ کو کھڑو در دیکھتا ان کے بیٹوں کو

اٰتٰیۡہُمْ وَیَسْتَسْتَحِیْیُ نِسَآءَہُمْ اِنَّہٗ كَانَ مِنَ

ذبح کرتا تھا اور ان کی عورتوں کو زندہ رکھتا تھا بے شک وہ

الْمُفْسِدِیْنَ ﴿۴﴾ وَنُرِیْدُ اَنْ لَّیْسَ عَلٰی الَّذِیْنَ

خدا ہی تھا اور ہم چاہتے تھے کہ ان کمزوروں پر

منزلہ

کسا جاتا ہے جو قس کے لئے ہو اور اس کا نتیجہ ظلم و ستم ہو۔ یعنی اس آیت میں مراد ہے۔ اَذِیْنِ مَثْوًی الْاَذِیْنِ دین کے لئے غلبہ حاصل کرنا تو بڑی عبادت ہے یوسف علیہ السلام نے بلا شہ سے فرمایا تھا کہ مجھے خزان کا انتظام سونپ دے یہاں الارض سے مراد زمین مصر ہے ۹۔ یعنی مصر کے باشندوں میں سے ایک گروہ کو۔ کہ وہ نبی اسرائیل تھے ۱۰۔ چنانچہ فرعون نے نبی اسرائیل کے اسی "بلکہ نوے ہزار سچے بے قصور ذبح کر دیئے (روح) ۱۱۔ تاکہ یہ لڑکیاں بڑی ہو کر اس کی خدمت کریں۔ نیز اسے لڑکیوں سے فخر نہ تھا۔ کیونکہ کچھوں نے اسے خبر یہ دی تھی کہ نبی اسرائیل کا ایک لڑکا اس کی سلطنت کا خاتمہ کرے گا یہاں نہاء سے مراد چھوٹی بیٹیاں ہیں۔ کیونکہ وہ آئندہ نہاء بننے والی تھیں۔

۱۔ معلوم ہوا کہ نبوت سلطنت اللہ تعالیٰ کے احسانات میں سے بڑے احسان ہیں ۲۔ دینی بھی دنیاوی بھی اس طرح کہ بنی اسرائیل موسیٰ علیہ السلام سے ہدایت حاصل کریں، دوسرے لوگ بنی اسرائیل سے ۳۔ یہاں وارفت سے مراد شرعی میراث نہیں کیونکہ مومن کافر کا وارث نہیں ہوتا۔ نیز قبیلوں اور اسرائیلیوں میں کسی رشتہ نہ تھا، بلکہ لغوی وارث مراد ہے یعنی بعد موت اس کے ملک کا وارث ہونا ۴۔ ارض سے مراد زمین مصر ہے تو یہ وارث کی تعمیر ہے یا زمین سے مراد شام و مصر وغیرہ کی زمینیں ہیں۔ ۵۔ بنی اسرائیل کے ایک فرزند کے ہاتھوں اس کی سلطنت کا زوال اور اس کی اپنی ہلاکت، معلوم ہوا کہ مذکور سے تقدیر نہیں ملتی ۶۔ غراب یا

فرشتہ کے ذریعہ یا ان کے دل میں ڈال دیا۔ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے نام میں بہت اختلاف ہے، قول قوی یہ ہے کہ ان کا نام یوحنا ہے۔ آپ لادی بن یعقوب علیہ السلام کی اولاد سے ہیں (خرائن روح)۔ ۷۔ چند دن تک خفیہ طور پر موسیٰ علیہ السلام اسے روز تک روئے بھی نہیں۔ اور ہوا آپ کی بہن مریم کے آپ کی پیدائش کی کسی کو خبر بھی نہ ہوئی، حتیٰ کہ پڑوسی بھی سب خبر سے (خرائن) ۸۔ یعنی چند روز کے بعد چھ ماہ پڑوسوں کو خبر ہو جائے گی اور وہ فرعون کو مجبری کریں گے، تب تم یہ تدبیر کرنا۔ اس سے معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ اولیاء کاملین سے تھیں۔ اور اولیاء اللہ کو رب تعالیٰ کی طرف سے علم غیب ملتا ہے، چنانچہ حضرت یوحنا نے موسیٰ علیہ السلام کو تین ماہ دودھ پلایا۔ پھر وہ ولادت درپیش آئے جن کا ذکر آگے آ رہا ہے۔ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت یوحنا کو حسب ذیل باتیں بتادی گئی تھیں، موسیٰ علیہ السلام ابھی ولادت نہ پائیں گے موسیٰ علیہ

السلام کو تم خود پرورش کرو گی، موسیٰ علیہ السلام رسول بنائے جائیں گے، یہ سب باتیں علوم غیبیہ میں سے ہیں، معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ کو علوم غیبیہ وحاصل ہوتے ہیں جب اس سے معلوم ہوا کہ پیوی کو آل کما جاتا ہے کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کو حضرت آسیہ زوجہ فرعون نے اٹھایا تھا۔ جنہیں آل فرعون کما گیا، لہذا آل محمد میں حضور کی اذکار داخل ہیں۔ خیال رہے کہ یوحنا نے شہم کو صندوق دیا میں ڈالا اور صبح کو فرعون کے پاس پہنچا، یہی کلام انجیل کا ہے، جیسے کما جاتا ہے، چور چوری کرتا ہے، چیل جانے کے لئے، چور کی نیت یہ نہیں ہوتی مگر انجیل یہ ہوتا ہے ایسے ہی فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کو فرزند بنانے کے لئے اٹھایا تھا نہ کہ دشمن بنانے کے لئے مگر انجیل یہ ہوا۔ خیال رہے کہ یہاں ہم میں حضرت آسیہ یعنی فرعون کی پیوی داخل نہیں، بلکہ فرعون اور اس کے بیٹے مراد ہیں ۱۰۔ موسیٰ علیہ السلام کو لاوارث پچھ سکھنے میں وہ ولی یا وارث والے تھے یا وہ لوگ بڑے بھرم تھے ان کو سزا

القصص ۱۱

۶۱۵

امن خلق ۲

اَسْتَضِعُّوْا فِی الْاَرْضِ وَیَجْعَلْہُمْ اٰیۃً وَیُجْعَلْہُمْ

احسان فرمائیں گے اور ان کو

الْوٰرِثِیْنَ ۝ وَنَمِکِّنْ لَّہُمْ فِی الْاَرْضِ وَیُرِیْ

بنائیں گے اور ان کے مال کا انہیں کو وارث بنائیں گے اور انہیں زمین میں نمکین کر دیں گے

فِرْعَوْنَ وَہٰمَنْ وَجُنُوْدُہِیْمَا مِنْہُمْ مَّا کَانُوْا

اور فرعون اور ہامان اور ان کے لشکروں کو وہی دکھا دیں جس کا انہیں

یُحَدَّرُوْنَ ۝ وَاَوْحِیْنَا اِلٰی اَمِّ مُوْسٰی اَنْ اَرْضِیْہِ

ان کی طرف سے سطرہ ہے اور ہم نے موسیٰ کی ماں کو اہمام فرمایا کہ اسے دودھ پلائے

فَاِذَا خِفْتُ عَلَیْہِ فَاَلْقِیْہِ فِی الْیَمِّ وَلَا تَخَافِیْ

پھر جب تجھے اس سے اندیشہ ہو تو اسے دریا میں ڈال دے اور نہ ڈر

وَلَا تَحْزَنِیْ اِنَّا اَرٰدُوْهُ اِلَیْکَ وَجَاعِلُوْہُ مِنْ

اور نہ غم کرو بلکہ شک ہم اسے تیری طرف پھر لائیں گے اور اسے دہلی

الْمُرْسَلِیْنَ ۝ فَالْتَقَطْہُ اَلْفِرْعَوْنُ لَیْکُوْنَ لَہُمْ

بنائیں گے تو اسے اٹھایا فرعون کے گھر والوں نے لے کر وہ ان کا

عَدُوٌّ وَحَزَنًا ۚ اِنَّ فِرْعَوْنَ وَہٰمَنْ وَجُنُوْدُہَا

دشمن اور ان پر غم ہو جائے گا فرعون اور ہامان اور ان کے لشکر

کَانُوْا خٰطِیْیْنَ ۝ وَقَالَتْ اٰمْرٰتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتْ

خفا کار تھے اور فرعون کی بیوی نے کہا کہ مجھ میری

عَیْنِیْ ۚ وَلَکَ لَا تَقْتُلُوْہُ عَلَیْ اَنْ یَّنْفَعِنَا

اور تیری آنکھوں کی خشک ہے کہ اسے قتل نہ کرو شاید ہمیں نفع ہے کچھ

اَوْ نَتَّخِذْہُ وَلَدًا ۚ وَہُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ۝ وَاَصْبَحَ

یا ہم اسے بچا بنائیں گے اور وہ بچے نہیں تھے اور صبح کو

منزل ۵

دینے والا اب خود ان کے گھر پہنچ گیا یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام ۱۱۔ معلوم ہوا خدمت پیغمبر سے ڈوبے ہوئے پیلے تر جاتے ہیں حضرت آسیہ کو یہ حکمت اس لئے نصیب ہوئی کہ انہوں نے کلیم اللہ کی جان بچائی اور ان کی خدمت کی، حضرت آسیہ لاولہ تھیں، موسیٰ علیہ السلام کو ہر دیکھنے والا آپ پر عاشق ہو جاتا تھا ۱۲۔ یعنی اسے دیکھ کر مجھے محبت آ رہی ہے۔ اور تجھے بھی فرعون کی بیوی کا نام شریف حضرت آسیہ بنت مزاحم بن عید بن ربیع بن ولید ہے یہ ربیع بن ولید وہی ہے جو یوسف علیہ السلام کے زمانے میں بادشاہ مصر تھا (روح) ۱۳۔ روح البیان شریف میں ہے کہ حضرت آسیہ کے ایک لڑکی تھی برص والی۔ اس نے موسیٰ علیہ السلام کا علاج اپنے برص پر لگایا اسے آرام ہو گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس بچے سے ہم کو بہت برکتیں حاصل ہوں گی واللہ اعلم۔ مگر مشورہ یہ ہے کہ آپ بالکل لاولہ تھیں، ممکن ہے یہ لڑکی

(بقیہ صفحہ ۶۱۵) لے پالک ہو، دوسرے کی لے کپال لی گئی ۱۶۔ کیونکہ ہمارے بیٹا کوئی نہیں، اس لئے ہمارے گھر میں چراغ بجے گا۔

۱۔ جب انہوں نے سنا کہ میرا نور نظر فرعون کے ہاں پہنچ گیا، مگر یہ بے صبری فطری تھی، بے خبری کی نہ تھی، کیونکہ انہیں پتہ تھا کہ فرزند میرے پاس پھر بخیریت تمام پہنچے گا، جیسا کہ اوپر گزرا ۱۲۔ اس طرح کہ جوشِ محبت میں ہائے میرا بچہ ان کے منہ سے نکل جاتا ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ کبھی لولا کا جواب خود لولا سے پہلے ہی آ جاتا ہے لہذا سورت یوسف کی یہ آیت وَضَعْنَاهُ أَذْلًا لِّاَنَّ زَا بُرَّهَانَ بَیِّنَةٍ مِّنْ لُّوْلَا شرط مؤخر ہے۔ اور ہم بھلا جزو مقدم اور معنی یہ ہیں کہ اگر یوسف علیہ السلام رب کی

برہان نہ دیکھتے تو لیٹھا کا قصہ کر لیتے ۱۴۔ موسیٰ علیہ السلام کی بہن کا نام مریم بنت عمران ہے اور ان کے خاندان کا نام غالب بن یوشا ہے (روح) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا نام بھی مریم بنت عمران ہے مگر یہ عمران اور ہیں، وہ عمران دوسرے، ان دونوں عمرانوں میں قریباً دو ہزار برس کا فاصلہ ہے ۱۵۔ کہ یہ اس فرزند کی بہن ہے تحقیق حال کے لئے آئی ہے ۱۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر کے معجزے کبھی بچپن شریف میں بھی ظاہر ہوتے ہیں، موسیٰ علیہ السلام کا اپنی ماں کے سوا کسی دانی کا دودھ نہ پینا آپ کا معجزہ ہوا، لہذا اس کا جواب لیا جاتا ہے جیسے عیسیٰ علیہ السلام کا بچپن میں کلام فرماتا ہے۔ یعنی تم سے اجرت لے کر اس کی پرورش کریں۔ جیسے دایاں کیا کرتی ہیں۔ معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کو ان کی والدہ نے فرعون سے اجرت لے کر پرورش کیا تا کہ راز فاش نہ ہو ۱۸۔ اس طرح کہ حضرت مریم اپنی والدہ یوحانہ کو فرعون کے کتے پر بلا لائیں، موسیٰ علیہ السلام نے آپ کی گود میں آتے ہی دودھ قبول فرمایا، اور چین سے سو گئے، اس سے پہلے فرعون آپ کو گود میں لئے ہوئے بہت بسلامت تھا۔ مگر آپ دودھ کے لئے روتے تھے، اور بے قرار تھے جس سے فرعون کو بھی بے قراری تھی، فرعون نے حضرت یوحانہ سے پوچھا کہ تمہارا دودھ بچہ نے کیوں قبول کر لیا تم اس کی کون ہو، تو آپ نے فرمایا کہ اس بچہ کے مزاج میں بہت نفاس معلوم ہوتی ہے۔ میں پاک رہا کرتی ہوں، چنانچہ فرعون نے حضرت یوحانہ کی تجویز مقرر کی، کھانے پینے کا اپنی طرف سے انتظام کیا، اور آپ سے کہا کہ اس بچے کو اپنے گھر لے جاؤ، بہت احترام سے اس کی پرورش کرنا۔ سبحان اللہ (خرائن) ۱۹۔ یعنی مشاہدہ کر کے جان لے، ورنہ انہیں یقین تو پہلے بھی تھا، اب عین یقین ہو گیا۔ ۲۰۔ اللہ کے وعدوں میں شک کرتے ہیں، امکان کذب کے قائل ہیں موسیٰ علیہ السلام دودھ چھوڑنے تک اپنی والدہ یوحانہ کے پاس رہے، اور فرعون روزانہ ایک اشرفی (آج کل پاکستانی روپیہ سے ڈیڑھ سو روپے)

القصص ۲۸

۶۱۶

۱۸ خلیفہ

فَوَادَّ اِمَامُ مُوسٰی فِرْعٰوْنًا اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِیْ بِہٖ

موسیٰ کی ماں کا دل بے صبر ہو گیا کہ فرزند قریب تھا کہ وہ اس کا حال کھول

لَوْلَا اَنْ رَّبَّنَا عَلٰی قَلْبِہَا لَتَكُوْنُ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۱۰

دستی نہ اگر ہم نہ ہمارے بندہ تھے کہ اس کے دل پر کہ اسے ہمارے وعدہ پر یقین نہ

وَقَالَتْ لِاُخْتِہٖ فُصِیْہٖ فَبَصُرَتْ بِہٖ عَنْ جَنْبٍ

اور اس کی ماں نے اس کی بہن سے کہا کہ اس کے پیچھے چلی جا تو وہ اسے دور سے دیکھتی رہی

وَهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ۱۱ وَحَرَّمْنَا عَلَیْہِ الْمِرَاضِعَ

اور ان کو خبر نہ تھی کہ اور ہم نے پہلے ہی سب دایاں اس پر حرام

مِنْ قَبْلِ فَقَالَتْ هَلْ اَدْلٰکُمْ عَلٰی اٰہْلِ بَیْتٍ

کر دی نہیں نہ تو یہ لی کیا میں نہیں بتا دوں ایسے گھر والے کہ تمہارے اس بچہ

یَكْفُلُوْنَہٗ لَکُمْ وَہُمْ لَہٗ نَصِیْحُوْنَ ۱۲ فَرَدَدَتْہٗ

کو ہال دینے اور وہ اس کے خیر خواہ ہیں تو ہم نے اسے اس کی

اِلٰی اُمِّہٖ کٰی تَقَرَّ عَیْنُہَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ

ماں کی طرف پھر اٹ کہ ماں کی آنکھ ٹھنڈی ہو اور غم نہ کھائے اور جان لے

اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ وَلٰکِنْ اَکْثَرُہُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۱۳

کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے کہ

وَلَمَّا بَلَغَ اَشَدُّہٗ وَاسْتَوٰی اٰتٰیہٗ حُكْمًا وَعِلْمًا

اور جب اپنی جوانی کو پہنچا اور پورے زور پر آیا ہم نے اسے حکم اور علم عطا فرمایا

وَكَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ۱۴ وَدَخَلَ الْمَدِیْنَةَ

اور ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکیوں کو کہ اور اس شہر میں داخل ہوا کہ

عَلٰی حِیْنٍ غَفْلَةٍ مِّنْ اٰہْلِہَا فَوَجَدَ فِیْہَا

جس وقت غفلت سے وہ شہر کے خواب میں بے خبر تھے کہ تو اس میں

مستقل ۵

آپ کو دینا تھا ۱۵۔ معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کو علم لدنی تھا جو بلا واسطہ استاد آپ کو عطا ہوا جیسا کہ آئینہ فرمانے سے معلوم ہوا یہ علم عطاء نبوت سے پہلے دیا گیا۔ یہ بھی خیال رہے کہ یہاں حکم و علم سے مراد نبوت نہیں کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کو نبوت تو دین سے مصر آتے ہوئے راست میں عطا ہوئی، یہ وہ علم و حکمت ہے، نبوت سے پہلے عطا ہوا ۱۶۔ یعنی موسیٰ علیہ السلام اول سے ہی صالح، نیک، متقی، پرہیزگار تھے، اس کے صلہ میں ہم نے انہیں یہ علم و حکمت بخشی اس سے دو مسئلہ معلوم ہوئے ایک یہ کہ انبیاء کرام ظہور نبوت اور کتاب الہی ملنے سے پہلے ہی متقی، صالح، رب کے عابد ہوتے ہیں، ہمارے حضور پر جب قرآن کی پہلی آیت اتزی تو اس وقت آپ عار حراء میں احکاف اور رب کی عبادت میں مشغول تھے، بتاؤ حضور کو یہ عبادت اور احکاف کس نے سکھایا، دوسرے یہ کہ نیک اعمال کی برکت سے

(بقیہ صفحہ ۷۱۶) اللہ تعالیٰ کی طرف سے علم کامل ملتا ہے اور عالم کے عمل میں برکت ہوتی ہے، علماء کو چاہیے کہ اعمال صالحہ کیا کریں ۱۳۔ آپ فرعون کے قلعہ سے شہر مصر میں داخل ہوئے کیونکہ فرعون کا قلعہ شہر کے کنارہ یا شہر سے باہر تھا۔ یا آپ مصر سے شہر منصف یا شہر عین شمس میں تشریف لائے، منصف تو مصر کی حد میں واقع تھا اس کا نام اس زبان میں صاف تھا اور عین شمس مصر سے دو کوس کے فاصلہ پر تھا (روح و خزانہ) ۱۴۔ یعنی دوپہر کے وقت جب عام طور پر راستے اور کوچہ و بازار خالی ہو جاتے ہیں لوگ آرام کرتے ہوتے ہیں۔

۱۔ یعنی بنی اسرائیل میں سے تھا۔ روح البیان نے فرمایا کہ یہ سامری تھا۔ بظاہر آپ کی قوم سے تھا مگر انجام کار آپ کی بارگاہ کا مردود ہوا پتھر بنا کر بنی اسرائیل کی گراہی کا سبب ہوا۔ یعنی قبیلہ قوم سے تھا یہ قبیلہ اس اسرائیلی پر ظلم کر رہا تھا اس قبیلہ کا نام قاتون تھا اور فرعون کا باورچی تھا۔ اس اسرائیلی سے یہ کہہ رہا تھا کہ بیکار میں لکڑیاں ملتی تک پہنچا دے۔ اسرائیلی منع کرتا تھا۔ (روح) قرآن مجید میں شیعہ کافر گروہ یا کافر قوم کو کہا گیا ہے۔ یہ لفظ گیارہ جگہ قرآن میں آیا ہے۔ فرماتا ہے: وَهَذَا صِرَاطٌ مُبِينٌ ۲۔ عیدہ السلام کافر گروہ میں اللہ نے ابراہیم جیسے نبی کو بھیجا۔ آپ نے فرمایا۔ اِنِّیْ اُرْسِلْتُ وَتَوْحِیْدًا فِیْ صُلٰلِیْمِیْنِ اِیْسٰی رُکُوْعَیْنِ میں یہاں آگے آ رہا ہے اِنِّیْ اُرْسِلْتُ مِیْنِ ۳۔ پہلے موسیٰ علیہ السلام نے قاتون قبیلہ کو سمجھایا کہ ظلم نہ کر۔ جب وہ نہ مانا تو اسے ایک گھونہ رسید کیا۔ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ پیغمبروں کو روحانی طاقت کے ساتھ جسمانی طاقت بھی کامل عطا فرماتا ہے کہ قبیلہ آپ کے ایک گھونہ کی تمب نہ لاسکا بلکہ ان کی قوت فرشتوں سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ حضرت موسیٰ کے تھپڑ کی تاب حضرت عزرائیل نہ لاسکے۔ خیال رہے کہ کافر ظالم کو مار ڈالنا کوئی جرم نہیں۔ نیز آپ کا ارادہ اسے قتل کرنا نہ تھا ۴۔ یعنی قبیلہ کا اسرائیلی پر ظلم کرنا شیطانی کام تھا نہ کہ اسے قتل کرنا، کیونکہ کافر ظالم کو سزا دینا اچھا ہے۔ نیز نبی گناہ سے معصوم ہوتے ہیں۔ نبوت سے پہلے بھی اور بعد نبوت بھی (خزائن العرفان) ۵۔ یعنی شیطان قبضوں کو گمراہ کر رہا ہے ۶۔ آپ کا یہ کلام انکار اور تواضع کی بنا پر ہے۔ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے۔ وَتَبَّ اِنِّیْ خَلَقْتُ نَفْسِیْ ۱۰ اس سے دوسروں کو تعلیم دینا مقصود ہوتا ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ قبیلہ کو قتل کرنا ظلم ہے۔ کیونکہ حربی کافر کا قتل عبادت ہے ان لوگوں نے ہزار بار بنی اسرائیلی بچے قتل کر دیئے تھے۔ نیز اگر یہ قتل ظلم ہوتا تو موسیٰ علیہ السلام پر قصاص یا دیت یا اس مقتول کے ولی سے معافی چاہنا لازم ہوتا۔ بلکہ آپ خود اپنے کو فرعون

۲۰ القصص	۹۱۷	۲۰ مئی
<p>رَجُلَيْنِ يَفْتَنَيْنِ هَذَا مِنْ شِيعَتِهِ وَهَذَا مِنْ عَدُوِّهِ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِي مِنْ شِيعَتِهِ عَلَى الَّذِي مِنْ عَدُوِّهِ فَوَكَزَهُ مُوسَى فَقَضَى عَلَيْهِ</p> <p>مرد دھوکے پائے ایک دھوکے کے گروہ سے تھا اور دوسرا اس کے دشمنوں سے نہ تو وہ جو اس کے گروہ سے تھا اس نے موسیٰ سے</p> <p>الَّذِي مِنْ عَدُوِّهِ فَوَكَزَهُ مُوسَى فَقَضَى عَلَيْهِ</p> <p>مرد دھوکے پائے ایک دھوکے کے گروہ سے تھا اور دوسرا اس کے دشمنوں سے نہ تو وہ جو اس کے گروہ سے تھا اس نے موسیٰ سے</p> <p>قَالَ هَذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ عَدُوٌّ مُضِلٌّ مُبِينٌ ۱۵ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِّیْ</p> <p>کہا یہ کافر شیطان کی طرف سے ہوا ہے جسے تمک وہ دشمن ہے کھلا گمراہ</p> <p>مُبِیْنٌ ۱۵ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِّیْ</p> <p>کہنے والا اس شخص کی لئے میرے رب میں نے اپنی جان پر زیادتی کی نہ تو مجھے بخش دے</p> <p>فَغَفَرْلَهُ اِنَّهُ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۱۶ قَالَ رَبِّ بِمَا</p> <p>اور ب نے اسے بخش دیا ہے تمک بخشنے والا مہربان ہے نہ اس کی لئے میرے رب جیسا</p> <p>اَنْعَمْتَ عَلَیْ فَلَئِنْ اُكُوْنُ ظَهِیْرًا لِّلْمَجْرُمِیْنَ ۱۷</p> <p>تو نے مجھ پر احسان کیا تو اب ہرگز میں مجرموں کا مددگار نہ ہوں گا نہ</p> <p>فَاَصْبَحَ فِی الْمَدِیْنَةِ خَافِیًا یَّتَرَقَّبُ فَاذَ الَّذِیْ</p> <p>تو صبح کی اس شہر میں ڈرتے ہوئے اس انتظار میں کر گیا ہوتا ہے نہ بھی دیکھا گروہ جسے</p> <p>اَسْتَنْصَرُ بِالْاَمْسِ یَسْتَصْرِخُهُ قَالَ لَهُ مُوسٰی</p> <p>کل ان سے مدد چاہی تھی فرماد کہ رہا ہے نہ موسیٰ نے اس سے فرمایا</p> <p>اِنَّكَ لَغَوِیٌّ مُّبِیْنٌ ۱۸ فَلَمَّا اِنْ اَرَادَ اَنْ یَّبِطِشَ</p> <p>بے تمک تو کھلا گمراہ ہے نہ تو جب موسیٰ نے چاہا کہ اس پر کوفت کرے</p> <p>بِالَّذِیْ هُوَ عَدُوٌّ لِّهِمَا قَالَ یٰمُوسٰی اَتَرِیْدُ اَنْ</p> <p>جو ان دونوں کا دشمن ہے نہ وہ بولا اے موسیٰ کیا تم مجھے ویسا ہی قتل کرنا</p>		

استنزلہ

کے سامنے قصاص کے لئے پیش فرما دیئے۔ حرف توبہ کے الفاظ منہ سے ادا کرنے پر معافی نہ ہوتی کیونکہ یہ حق العبد تھا۔ اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کا یہ گناہ یعنی قتل قبیلہ معاف فرمایا ہے۔ یہ قتل گناہ تھا ہی نہیں جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا نیز جرم قتل بغیر قصاص یا دیت یا معافی مانگے نہیں بخشا جاتا۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ انہیں معذور و معصوم بنایا جیسے رب فرماتا ہے۔ یَغْفِرْ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ ۱۰ انبیاء کرام کی مغفرت کے معنی ہیں ان کا بے گناہ ہونا ۸۔ یعنی مجھے فرعون کے ہاں رہنے سے بچانے کے ان کے پاس بیٹھا بھی گویا ان کی ایک قسم کی مدد ہے جیسے آج اگر عالم کسی ظالم کے پاس بیٹھے تو لوگ سمجھتے ہیں کہ ظالم اس عالم کا صحبت یافتہ ہے جو کر رہا ہے ٹھیک ہو گا ۹۔ معلوم ہوا کہ موسیٰ کی ایذا سے ڈرنا نبوت کی شان کے خلاف نہیں۔ جیسا کہ آپ صاب سے ڈرتے تھے۔ بیت کا خوف نبی کے دل

(بقیہ صفحہ ۶۱۷) میں کسی مخلوق کا نہیں ہوتا۔ لَا تَخُونُ عَلَيْهِمْ وَلَا تُمْسِكُهُمْ بِمَنْعَتِهِمْ ۱۰۔ اس طرح کہ آج پھر وہی اسرائیلی دوسرے قبلی سے لڑ رہا ہے اور موسیٰ علیہ السلام کو مدد کے لئے بلا رہا ہے ۱۱۔ اے اسرائیلی! کیونکہ تو روز کسی نہ کسی سے لڑتا ہے ۱۲۔ یعنی آپ نے چاہا کہ قبلی کو بکرا کر اسرائیلی سے علیحدہ کر دیں تو اسرائیلی سمجھا کہ آج آپ مجھے مار دینا چاہتے ہیں تو وہ چمکا اور بولا۔ خیال رہے کہ اس قبلی کو دونوں کا دشمن فرمایا۔ یعنی موسیٰ علیہ السلام کا اور اس لئے والا کہ کیونکہ کافر ہر مومن کا دشمن ہوتا ہے۔

۱۔ یعنی اے موسیٰ! تم زبان سے صلح میں کراتے مارنے پر آمادہ ہو جاتے ہو تم نے ایک قبلی کو کل مار ڈالا آج مجھے قتل کرنا چاہتے ہو۔ یہ بات اس قبلی نے سن لی اور جا کر فرعون و بختری کر دی۔ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کے قتل کا حکم دے دیا اور فرعون نے پلے آپ کی تلاش میں آگئی ۲۔ اس شخص کا نام غریب تھا۔ یہ ہی قبلیوں میں سے موسیٰ علیہ السلام پر خفیہ طور پر ایمان لایا چکا تھا جس کا ذکر قرآن کریم میں بہت جگہ عزت کے ساتھ ہوا ہے۔ چونکہ فرعون کا قلعہ شہر کے کنارے پر تھا اور یہ شخص وہاں سے آیا تھا اس لئے یہاں اقصیٰ فرمایا گیا یہ مطلب ہے کہ فرعون پولیس تو سیدھی سڑک سے آئے تھی اور یہ اللہ کا بندہ کلی در کلی آپ کے پاس آیا تا کہ پولیس سے پہلے آپ تک پہنچ جائے ۳۔ یعنی فرعون کی درباری آپ کی گرفتاری اور قصاص کی تدبیریں سوچ رہے ہیں۔ آپ فوراً مصر شرعیات فرعون کی سلطنت کی حدود سے نکل جاویں ۴۔ اس سے چند مسئلہ معلوم ہوئے ایک یہ کہ خطرناک جگہ سے نکل جانا اور جان بچانے کی تدبیر کرنا سنت انبیاء ہے دوسرے یہ کہ اسباب پر عمل اور تدبیر توکل کے خلاف نہیں تیرے یہ کہ موزی کی ایذا کا خوف، شان نبوت کے خلاف نہیں۔ ہاں اطاعت والا خوف، انبیاء اولیاء کو کبھی کسی سے نہیں ہوتا بجز پروردگار، لہذا یہ آیت لَا تَخَافُ عَلَيْهِمْ کے خلاف نہیں۔ چوتھے یہ کہ موسیٰ علیہ السلام اس قبلی کے قتل میں حق بجانب تھے ورنہ آپ خود اپنے کو قصاص کے لئے پیش فرما دیتے۔ خیال رہے کہ انبیاء کرام نبوت سے پہلے بھی گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں اور قاتل کا قصاص سے بھاگنا گناہ ہے۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ فرعون لوگ اس ارادہ قتل میں ظالم تھے کیونکہ موسیٰ علیہ السلام پر شرعاً قصاص واجب نہ تھا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ کبھی مصیبت بندے کو اچھی طرف لے جاتی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام بظاہر فرعون سے بھاگ رہے تھے مگر درحقیقت رب کی طرف بھاگ رہے تھے۔ کہ آپ کا یہ سرفراز ظفر و نعل کا پیش خیرہ

تَقْتُلُنِي كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًا بَا لَأَمْسُ إِنَّ تَرْيِدًا إِلَّا

چاہتے ہو جیسا تم نے کل ایک نفس کو قتل کر دیا تم تو یہی چاہتے ہو کہ

أَنْ تَكُونَ جَبَّارًا فِي الْأَرْضِ وَمَا تَرْيِدُ أَنْ تَكُونَ

زمین میں سخت گیر بنو اور اصلاح کرنا نہیں

مِنَ الْمُصْلِحِينَ ۱۸ وَجَاءَ رَجُلٌ مِّنْ أَقْصَا الْمَدِينَةِ

چاہتے تھے اور شہر کے پارے کنارے سے ایک شخص دوڑتا

يَسْعَىٰ قَالَ يَمُوسَىٰ إِنَّ الْمَلَايَا يُرِيدُونَ بِكَ الْيَقْتُلُوكَ

آیات کہا اے موسیٰ بے شک دو بار والے آپ کے قتل کا مشورہ کر رہے ہیں

فَاخْرُجْ إِنِّي لَكَ مِنَ الصَّحِيحِينَ ۱۹ فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا

تو نکل جائیے کہ میں آپ کا بخیر خواہ ہوں تو اس شہر سے نکل دڑتا ہوا کہ

يَتَرَقَّبُ ۲۰ قَالَ رَبِّ نَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۲۱

اس انتظار میں کہ اب کیا ہوتا ہے عرض کی اے میرے رب تم کا رول سے بچائے

وَلَمَّا تَوَجَّهَ تَلَقَّاهُ مَدْيَنَ قَالَ عَسَىٰ رَبِّي أَنْ

اور جب مدین کی طرف متوجہ ہوا کہ بھاگتا تھا کہ میرا رب

يَهْدِيَنِي سَوَاءَ السَّبِيلِ ۲۲ وَلَمَّا وَرَدَ مَاءَ مَدْيَنَ

مجھے سیدھی راہ بتائے تھی اور جب مدین کے پانی پر آیا

وَجَدَ عَلَيْهِ أُمَّةٌ مِّنَ النَّاسِ يَسْقُونَ وَوَجَدَ مِنْ

وہاں لوگوں کے ایک گروہ کو دیکھا کہ اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے ہیں اور انہیں اس

دُونِمْ أَقْرَاتَيْنِ تَذُودُن قَالَ مَا خَطْبُكُمْ قَالَتَا

طرف دو عورتیں دیکھیں کہ اپنے جانوروں کو روک رہی ہیں تو کسی نے فرمایا تم دونوں کا کیا حال

لَا تَسْقَىٰ حَتَّىٰ يُصَدِّرَ الرِّعَاءَ وَأَبَوُنَا شَيْخَ كَبِيرَ ۲۳

وہ بولیں ہم پانی نہیں پلائے جب تک سب چرواہے ہمارے جانوروں کو پانی نہ پلا جائے اور ہمارے باپ بہت بڑے

ہوا۔ حضرت شعیب کی صحبت اور نیک بی بی اور نبوت کا عطا ہوا کہ ۶۔ محض حق تعالیٰ کی رہبری سے کیونکہ موسیٰ علیہ السلام نہ مدین سے خبردار تھے نہ اس کے راستے سے خیال رہے کہ مدین وہی جگہ ہے جہاں حضرت شعیب نبی کا قیام تھا۔ یہ مصر سے آٹھ دن کے فاصلہ پر ہے چونکہ اسے مدین بن ابراہیم علیہ السلام نے آباد کیا تھا اسی لئے مدین کہلانا تھا۔ یہ جگہ فرعون کی ظلمتوں سے باہر تھی آپ بے توشہ اور بے رہبر بے یار و مددگار درختوں کے پتے کھاتے پلے جا رہے تھے خبر نہ تھی کہ کہاں جا رہے ہیں ۷۔ معلوم ہوا کہ آپ کا منہ تو مدین کی طرف تھا مگر دل خالق مدین کی طرف ۸۔ وہ کنواں جو شہر سے باہر تھا۔ لوگ وقت مقررہ پر اس سے پانی لیتے پھر روزی پھر سے اس کا منہ ڈھک کر پلے جاتے تھے تا کہ کوئی کھول نہ سکے ۹۔ یعنی مردوں سے دور اس طرف جدھر کچھ فاصلہ پر موسیٰ علیہ

(بقرہ صفحہ ۷۸) السلام تھے ۱۰۔ ان کی شریعت میں پردہ فرض نہ تھا۔ جیسے شروع اسلام میں ہمارے ہاں بھی فرض نہ تھا۔ یا ضرورت کی وجہ سے وہ صاحبزادیاں یا پردہ کو نہیں سے پانی بھرنے آتی تھیں۔ اس سے بچہ لگا کر عورت ضرورۃً باہر چلوے تو مردوں سے طہرہ رہے۔ بیکھڑیں داخل نہ ہو۔ ان میں سے ایک کا نام صفورہ دوسری کا نام لقا تھا۔ حضرت شعیب کی لڑکیاں تھیں۔ ۱۱۔ کیونکہ یہ لوگ بہت شر زور ہیں۔ جب یہ چلے جائیں گے تب ہماری باری ہوگی اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت انجینی موانع جن عورتوں سے بقدر ضرورت حکام کر سکتا ہے۔ نیز شیر ارادہ بد سے معصوم و محفوظ ہوتے ہیں اور نبی کی صاحبزادیاں بھی ۱۲۔ لکڑا وہ

وہ خود اندر باہر کا کام کاج اپنے دست مبارک سے نہیں کر سکتے اور ہمارے کوئی بھائی بھی نہیں جو یہ کام انجام دے اس لئے خود ہمیں یہ کام انجام دینا پڑتا ہے۔ معلوم ہوا کہ عورت مجبوری کی حالت میں کمائی کرنے یا کام کاج کرنے کے لئے گھر سے باہر نکل سکتی ہے۔ (کتاب فقہ)

۱۔ اس طرح کہ قریب میں جو دروہراکتواں تھا جو زنی پتھر سے ڈھکا ہوا تھا جس سے قوم کل پانی بھرتی، آپ نے اکیلے اس پتھر کو سرکا کر پانی پلا دیا۔ ان کنوؤں میں دو دن میں پانی جمع ہوتا تھا جسے شروالے پیچے پلاتے تھے۔ ۲۔ کیونکہ آپ نے ایک ہفتہ سے کچھ نہ کھایا تھا، حکم شریف پیٹھ سے لگ گیا تھا۔ اور ادھر یہ واقعہ ہوا کہ شعیب علیہ السلام نے صاحبزادیوں سے آج جلد واپس آ جانے کا سبب پوچھا تو انہوں نے سارا ماجرا عرض کیا۔ انہوں نے ایک صاحبزادی سے فرمایا کہ جاؤ، انہیں بلا لاؤ۔ ۳۔ معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت لڑکی انجینی کو بلا سکتی ہے۔ مگر شرم و حیا کے ساتھ، شعیب علیہ السلام کے کوئی فرزند نہ تھا جو

باہر کے کام کرتا اس لئے صاحبزادیوں کو ان کاموں کی تکلیف دی جاتی تھی ۴۔ موسیٰ علیہ السلام اجرت لینے پر آمادہ نہ تھے اور نہ انہوں نے کچھ لے لیا تھا۔ لیکن حضرت شعیب کا شوق ملاقات اور کسی مونس و غم خوار کے پاس پہنچ جانے کی خواہش آپ کو ادھر جانے پر مجبور کر رہی تھی۔ آپ گل دیئے۔ حضرت صفورا آگے تھیں، آپ پیچھے ہوا۔ کپڑا سناں پر سے مٹ جانے کا خطہ تھا۔ اس لئے فرمایا کہ تم میرے پیچھے چلو، اور زبان سے راستہ بتاؤ۔ اس طرح آپ شعیب علیہ السلام کی خدمت میں پہنچے، کھانا تیار تھا فرمایا کھا لو۔ آپ ہمارے مہمان ہیں اور مہمان کی تواضع ہمارے خاندان کی سنت ہے۔ آپ نے قبول فرمایا۔ ۵۔ قبلی کا قتل اور فرعون کا ارادہ قصاص، اور آپ کا وہاں سے آ جانا۔ ۶۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ فرعون اس ارادہ قصاص میں غلام تھا۔ آپ پر قصاص واجب نہ تھا۔ یہ جگہ فرعون کی حکومت سے خارج تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ خبر واحد یعنی ایک آدمی

کی خبر مستحکم ہے کیونکہ ایک ہی صاحبزادی نے فرمایا تھا کہ تمہیں ہمارے والد بلا رہے ہیں جو آپ نے قبول فرمائی۔ دوسرے یہ کہ بوقت ضرورت متقی آدمی کو اجنبیہ کے ساتھ احتیاط اور تقویٰ کے ساتھ چلنا جائز ہے۔ ۷۔ بڑی صاحبزادی حضرت صفورا جو بعد میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زوجیت سے مشرف ہوئیں ۸۔ علماء فرماتے ہیں کہ حضرت شعیب کی صاحبزادیوں کا یہ انتخاب اور حضرت امیر کاموسیٰ علیہ السلام کو فرزند بنانے کا انتخاب، صدیق اکبر کا فاروق اعظم کو خلافت کے لئے انتخاب بہت مبارک ثابت ہوئے ۹۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے بی بی صفورا سے پوچھا کہ تمہیں ان کی قوت و امانت کیسے معلوم ہوئی۔ تو آپ نے فرمایا کہ زنی پتھر جسے دس آدمی بھی نہ اٹھا سکیں، انہوں نے اکیلے اٹھا لیا۔ یہ تو ان کی قوت ہے اور ہم کو دیکھ کر سر نیچا جھکا لیا اور راستے میں ہم کو آگ چلنے کی اجازت نہ دی، یہ ان کی امانت و

فَسَقَى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلَّى إِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ إِنِّي لِمَأْتٍ

کہ تو موسیٰ نے ان دونوں کے ہاؤروں کو پانی پلا دیا تاکہ پیاسہ کی طرف ہمارا من کیلئے میرے صاحب

أَنْزَلْتُ إِلَيْكَ مِنْ خَيْرٍ فَقَبِّيرٌ ۖ فَجَاءَتْهُ أَحَدَاهُمَا

اس کھانے کا جو تو میرے لئے اتارے عجاج ہوں کہ تو ان دونوں میں سے ایک اسکے

تَمْشِي عَلَى اسْتِحْيَاءٍ قَالَتْ إِنَّ ابْنِي يَأْتِيكُمُ

پاس آتی شرم سے چلتی ہوئی نہ بولی میرا باپ نہیں بلاتا ہے کہ نہیں ضروری

لِيَجْزِيَكَ أَجْرًا مَا سَقَيْتَ لَنَا فَلَمَّا جَاءَهُ وَقَصَّ

میرے اس کی بات نے، ہمارے ہاؤروں کو پانی پلانا ہے کہ جب موسیٰ اس کے پاس آیا

عَلَيْهِ الْقَصَصُ قَالَ لَا تَخَفْ بَحُوتٌ مِنَ الْقَوْمِ

اور اسے بائیں کہہ سنائیں کہ اس نے کہا ڈرنا نہیں آپ بھی گئے

الظَّالِمِينَ ۖ قَالَتْ أَحَدَاهُمَا يَأْتِيكِ اسْتَأْجِرُهُ إِنَّ

ظالموں سے کہ ان میں کی ایک بولی نہ لے میرے باپ ان کو ذکر رکھ لوٹ

خَيْرٌ مِّنْ اسْتَأْجَرْتُ الْقَوِيَ الْأَمِينُ ۖ قَالَ إِنِّي

بلے تک بہتر لوگم وہ جو طاقتور و اعتماد ہوئے کہا میں

أُرِيدُ أَنْ أُنْكَحَكَ إِحْدَى ابْنَتَيَّ هَاتَيْنِ عَلَى أَنْ

چاہتا ہوں کہ اپنی ان دونوں بیٹیوں میں سے ایک تیں۔ ماہ دونوں بہن پرکھ

تَأْجِرَنِي ثَمَنِي حَبِيبٌ فَإِنْ أَتَمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ

تم آٹھ برس میری ملازمت کرو گے پھر اگر ہلکے دس برس کرو گے تو ہماری

عِنْدَكَ وَمَا أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكَ عَلَيْكَ سَيَجِدُنِي إِنْ

طرف سے ہے نہ اند میں نہیں مشقت میں ڈرنا نہیں بھانپنا کہ قریب ہے

شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّالِحِينَ ۖ قَالَ ذَلِكَ بَيْنِي وَ

اللَّهِ أَطْرَفَ نَحْنُ بَيْنُوكَ فِي مَا رَكِبَ لَمْ يَكُنْ لِي بِهِ دَرَمِيَانُ

(بقیہ صفحہ ۶۱۹) دیانت ہے۔ یہ سن کر حضرت شعیب علیہ السلام نے ۱۰۰ اس سے چند منے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اگرچہ سنت یہ ہے کہ پیغام نکاح لڑکے کی طرف سے ہو لیکن یہ بھی جائز ہے کہ لڑکی والوں کی طرف سے ہو۔ دوسرے یہ کہ منگنی مروجہ کی یہ آیت اصل ہے کیونکہ منگنی میں وعدہ نکاح ہوتا ہے نہ کہ نکاح۔ تیسرے یہ کہ نکاح میں لڑکے لڑکی کا تقرر ضروری ہے مگر منگنی میں تعین لازم نہیں۔ چوتھے یہ کہ لڑکی کے لئے رندار لڑکے کی تلاش کریں۔ والداری زیادہ طلب نہ کریں۔ موسیٰ علیہ السلام مسافر تھے۔ والد ار نہ تھے۔ مگر دین ملاحظہ فرما کر حضرت شعیب نے لڑکی سے نکاح کر دیا۔ پانچویں یہ کہ نکاح بالشرط جائز ہے کیونکہ یہ آٹھ سال کی ملازمت مہر

نہ تھی بلکہ نکاح کی شرط تھی۔ اس لئے فرمایا۔ فَأَجْرًا مِیْرَی مِلَّازِمَتٍ کَرُوْا مَرْحُوْرًا کَاھُوْا ہے نہ کہ عورت کے والد کی ملک مہر صرف مال ہو سکتا ہے۔ رب فرماتا ہے۔ اِنْ تَسْتَوُوْا بَاھْوَالِکُمْ اَوْر فرماتا ہے اِنْ تَوَلَّیْتُمْ اَضَدُّوْا نَفْسَکُمْ بِخُذُوْا حُرُوْرًا کُوْا اَنْ کَاھِرُوْا۔ الہ یعنی تمہاری مہربانی ہو گی میری طرف سے یہ شرط نہیں۔ صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ بظاہر موسیٰ علیہ السلام سے بکریاں چروانا تھا، مگر درحقیقت ان کو اپنی محبت پاک میں رکھ کر کلیم اللہ بننے کی صلاحیت پیدا کرنا تھا واکثر اقبال نے کیا خوب کہا اگر کوئی شعیب آئے میرے شبانی سے کلیسی دو قدم ہے۔ لہذا یہ آیت صوفیاء کرام کے چلوں اور شیخ کے گھر رہ کر ان کی خدمت کرنے کی بڑی قوی دلیل ہے ۱۲۔ تاکہ تم پر دس سال واجب کر دوں (علماء کا قول) جس میں اپنے گھر رکھ کر تم پر بوجھ ڈالنا مقصود نہیں بلکہ جس میں کچھ بٹاتا ہے۔ یہ بکریوں کا بھانا ہے (صوفیاء کا قول) ۱۳۔ لہذا جو تم سے وعد کرتا ہوں پورا کروں گا (علماء) یا لہذا تم میرے پاس رہ کر صالح یعنی کلیم اللہ بن جانے کے لائق ہو جاؤ گے۔ صالح کی صحبت صالح کر دیتی ہے۔

چراغ زندہ می خواہی درشب زندہ داران زن کہ بیداری بخت از بخت بیداران شود پیدا اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی نعمت کے اظہار کے لئے اپنے فضائل بیان کرنا جائز ہے۔ نیز اپنے مقاصد میں اپنے پر بھروسہ نہ کرے۔ رب پر نظر رکھے۔ اسی لئے آپ نے انشاء اللہ فرمایا۔

۱۔ یعنی میں آٹھ سال کے لئے توفیق وعدہ پابند ہوں مگر بقیہ دو سال کا پابند نہیں وہ میری خوشی پر ہیں ۲۔ لہذا ہم میں سے کوئی بھی اپنے وعدہ و بیان سے نہ بٹے گا۔ کیونکہ ہم نے رب کی عنایت دی ہے پھر حضرت شعیب علیہ السلام نے آپ سے فرمایا کہ حجرے میں جا کر دیکھو وہاں بہت سی لاشیاں رکھی ہیں۔ ایک لاشی تم لے لو۔ بکریاں چرانے کے لئے آپ کے ہاتھ میں وہ عصا آیا جو آدم علیہ السلام جنت سے لائے تھے اور شعیب علیہ السلام تک پہنچا

تھا (روح و خزائن) پھر اس قریب وقت میں شعیب علیہ السلام نے آپ کا نکاح اپنی بڑی صاحبزادی منورا سے کر دیا اور موسیٰ علیہ السلام نے دس سال کی میعاد پوری فرمائی اور آپ کو اپنی والدہ بھائی، بہن سے ملنے کا شوق ہوا خیال تھا کہ اب غرونی وہ قتل قبل کا واقعہ بھول چکے ہوں گے ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیوی کو ناکل کہا جاتا ہے کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اس وقت صرف ان کی بیوی منورا تھیں۔ لہذا آل محمد میں حضور کی ازواج داخل ہیں ۴۔ آپ راستہ میں تھے کہ ایک رات اندھیری سخت سردی تھی۔ آپ راستہ بھول گئے بیوی صاحبہ کو دور دھم تھا کہ اچانک آپ کو دور سے آگ دکھائی دی۔ یہ جگہ وادی طوی تھا اور یہ آگ طور پہاڑ کی طرف سے نظر آ رہی تھی۔ ۵۔ آپ زوجہ پاک کو ہمراہ نہ لے گئے کہ وہ اس وقت چلنے کے قابل نہ تھیں۔ سبحان اللہ رب کا نشاء یہ تھا کہ کلیم اللہ کو اکیلے بلا کر شمالی

بَیِّنَکَ اَیْمًا الْاَجَلِیْنَ قَضِیْتُ فَلَاعْدًا وَاَنْ عَلَی

اقرار ہو چکا میں ان دونوں میں جو میعاد پوری کر دوں تو مجھ پر کوئی مطالبہ نہیں

وَاللّٰہُ عَلَیْ مَا نَقُوْلُ وَکَیْلٌ ۳۸ فَلَمَّا قَضٰی مُوْسٰی

اور ہمارے اس بے بد اللہ کا ذمہ ہے کہ پھر جب موسیٰ نے اپنی

الْاَجَلَ وَسَارَ بِاٰہِلِہٖ اَنْسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ

میعاد پوری کر دی اور اپنی بی بی کو لے کر چلا نہ طور کی طرف ایک

نَارًا اَقَالَ لِاٰہِلِہٖ اَمَکْتُوْا اِنِّیْ اُنْسْتُ نَارًا اَلْعَلٰی

آگ دیکھیں کہ اپنی گھر والی سے کہا تم شہر دیکھو مجھے طور کی طرف ایک آگ کی نظر پڑی ہے

اِنِّیْکُمْ مِنْہَا بِخَبْرٍ اَوْ جَدُوْۃٌ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّکُمْ

شاید میں وہاں سے کچھ خبر لاؤں یا تمہارے لئے کوئی آگ کی بھڑک لاؤں

تَصْطَلُوْنَ ۳۹ فَلَمَّا اَتٰہَا تَوَدَّیْ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِی

کہ تم تاہر پھر جب آگ کے پاس حاضر ہوا کہ ندا کی گئی میدان کے جانب

الْاَیْمٰنِ فِی الْبُقْعَةِ الْمُبْرَکَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ

کتاب کے سے برکت والے مقام میں بیڑے کے کہ اے

یٰمُوسٰی اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۴۰ وَاَنْ اَلْقَی

موسیٰ نے نیک میں ہی ہوں اللہ رب سامنے جہاں کالہ اور کہ ڈال دے

عَصَاکَ فَلَمَّا رَاہَا تَهْتَزُّ کَاَنْہَا جَانٌّ وَّلٰی مَدْبَرًا

اپنا عصا پھر جب موسیٰ نے اسے دیکھا ہلرانا ہوا گویا سانپ ہے کہ پیچھے پھیر کر چلا

وَلَمْ یَعْقِبْ یٰمُوسٰی اَقْبَلْ وَلَا تَخَفْ اِنَّکَ مِنَ

اور مڑ کر نہ دیکھا لے لے موسیٰ ملنے آ اور ڈر نہیں بے نیک بچے

الْاٰمِنِیْنَ ۴۱ اَسْلَکَ یَدَاکَ فِیْ جَبِیْکَ تَخْرُجُ بَیْضًا

امان ہے کہ اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال دیکھے گا سفید بھگتا

کے ساتھ اس وقت صرف ان کی بیوی منورا تھیں۔ لہذا آل محمد میں حضور کی ازواج داخل ہیں ۴۔ آپ راستہ میں تھے کہ ایک رات اندھیری سخت سردی تھی۔ آپ راستہ بھول گئے بیوی صاحبہ کو دور دھم تھا کہ اچانک آپ کو دور سے آگ دکھائی دی۔ یہ جگہ وادی طوی تھا اور یہ آگ طور پہاڑ کی طرف سے نظر آ رہی تھی۔ ۵۔ آپ زوجہ پاک کو ہمراہ نہ لے گئے کہ وہ اس وقت چلنے کے قابل نہ تھیں۔ سبحان اللہ رب کا نشاء یہ تھا کہ کلیم اللہ کو اکیلے بلا کر شمالی

(بقیہ صفحہ ۶۲۰) میں خاص کلام کیا جائے ۶۔ راستہ کی یا کسی قریب کی ہستی کی کیونکہ آگ کے پاس کوئی آدمی بھی ہو گا۔ اور اگر صرف آگ ہوئی ہو کوئی آدمی وہاں نہ ہو تو ۷۔ معلوم ہو کہ جنگل کی آگ بغیر پودے ہوئے بھی لے سکتے ہیں کیونکہ آگ معمولی چیز ہے اس سے کوئی منع نہیں کرتا ۸۔ تو وہ بجائے نار کے نور دیکھا جو عذاب کے درخت سے نمودار تھا۔ درخت بالکل صحیح سالم تھا نہ جلانہ و صول لکھا ۹۔ یہ درخت عجب کا تھا یا پھر یا بھول یا نفع نہ یا درخت عروج جو پیدا ہو کر عرق کلاتا ہے۔ اسے شجر یسود بھی کہتے ہیں۔ جس کی یہودی بہت تعظیم کرتے ہیں (روح) ۱۰۔ یہ درخت نہ بول رہا تھا۔ بلکہ وہ فرمانبردار تھا۔ درخت اس کلام کا مظہر تھا اسی طرح جن اولیاء نے انا اللہ کہا وہ خود نہ کہہ رہے تھے۔ کہنے والا وہ تھا یہ اس کلام کے مظہر تھے۔ مولانا فرماتے ہیں

۱۔ چوں روا باشد انا اللہ از درخت ۱۱ کے روانہ بود کہ گوید نیک بخت (مثنوی شریف) ۱۲۔ رب تعالیٰ کا یہ کلام بلا واسطہ فرشتہ تھا اس لئے آپ کا لقب کلیم اللہ ہے۔ یعنی بغیر واسطہ رب سے ہمکلام ہونے والے رسول۔ اگرچہ معراج میں رب نے ہمارے حضور سے کلام بھی فرمایا۔ خادجی الی صیدہ حاذجی اور آپ کو اپنا دیدار بھی کرایا۔ مالک بن ابی انصاف مادی مگرچہ تک یہ کلام و دیدار دوسرے عالم میں تھا اس لئے آپ کا لقب کلیم اللہ نہیں ۱۳۔ یعنی جہانت میں تو اژدہا کی طرح موٹا، مگر رفتار میں اور لہرائے میں یاریک سانپ کی طرح ۱۴۔ اسی لئے گویا سانپ فرمایا گیا ورنہ عصا سانپ ہی بن گیا تھا۔ نظر بندی نہ تھی۔ لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ۱۵۔ سانپ سے ڈر کر یہ ڈرنا ایذا کا تھا اور طبعی طور پر تھا لہذا یہ آیت لا خوف عظیم کے خلاف نہیں۔ ۱۶۔ یہاں بھی اور فرعون کے ہاں بھی۔ وفات کے وقت بھی حشر میں بھی۔ غرضیکہ دین و دنیا میں ہر جگہ کیونکہ یہ جملہ اسمیہ دوامیہ ہے۔

۱۷۔ یعنی ہاتھ کی یہ سفیدی برص وغیرہ بیماری کی وجہ سے نہ ہوگی بلکہ بطور معجزہ ظاہر ہوگی۔ خیال رہے کہ آپ کا ہاتھ صرف سفید نہ ہوتا تھا بلکہ سورج کی طرح چمکتا دیکھا تھا۔ اسی لئے انیس نہ فرمایا۔ بیضاء فرمایا۔ نیز یہ معجزہ دائیں ہاتھ میں تھا۔ دونوں ہاتھوں میں نہ تھا۔ اسی لئے بدک واحد فرمایا۔ ۱۸۔ یعنی آئندہ جب کبھی آپ کو خوف طاری ہوا کرے تو اپنا ہاتھ سینے پر رکھ لیتا۔ یہ عمل اب بھی مجرب ہے۔ یا اس وقت سانپ کا خوف رفع کرنے کو سینے پر ہاتھ رکھ لیجئے۔ یا آپ اس چپکے ہوئے ہاتھ کو سینے پر رکھ لیں تا کہ ہاتھ اپنی اصلی حالت پر آجائے۔ اور جو خوف آپ کے دل پر ہاتھ کی روشنی سے پیدا ہوا ہے وہ دور ہو جاوے۔ مگر پہلی تفسیر زیادہ قوی ہے۔ ۱۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ فی الحال تو صرف یہ دو معجزے عطا ہوئے، بعد کو سات معجزے اور دیئے گئے یعنی فرعون پر خون، جو کبھی

۱۱

مِنْ غَيْرِ سَوْءٍ وَاصْمِهِ الْيَبْرُوتُ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ

بے عیب لے اور اپنا ہاتھ اپنے سینہ پر رکھ لے خوف دور کرنے کو کہ

فَذَانِكَ بُرْهَانٍ مِنْ رَبِّكَ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ

تو یہ دو جہیں ہیں تیرے رب کی توفیق اور اس کے درباریوں کی طرف

إِنَّهُمْ كَانُوا أَقْوَمًا فَسَقِينِ ۖ قَالَ رَبِّ ارْنِي

بے شک وہ بے حکم لوگ ہیں کہ عرض کی اے میرے رب

فَتَلَّكَ مِنْهُمْ نَفْسًا فَأَخَافُ أَنْ يَقْتُلُونِ ۖ وَ

عمد نے ان میں ایک جان مار ڈالی ہے تو ڈرنا ہوں کہ مجھے قتل کر دیں اور

أَخِي هَارُونَ هُوَ أَفْضَلُ مِنِّي لِسَانًا فَأَرْسَلَهُ مَعِيَ

میرا بھائی ہارون اس کی زبان مجھ سے زیادہ صاف ہے نہ تو اسے میری مدد کیلئے

رَدَّ الْيُسْصِدَ فَنِي إِنْ أَخَافُ أَنْ يُكَيِّدُوا ۖ قَالَ

رسول بنا کہ میری تصدیق کرے مجھے ڈر ہے کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے نہ فرمایا

سَلَسْتُ عَصَدًا بِأَخِيكَ وَجَعَلُ لَكَ سُلْطٰنًا

قریب ہے کہ تیرے بازو کو تیرے بھائی سے قوت دیں گے اور تم دونوں کو غلبہ عطا فرمائیں

فَلَا يَصِلُونَ إِلَيْكُمَا ۖ بِآيَاتِنَا أَنْتُمْ وَمَنْ اتَّبَعَكُمَا

گئے نہ تو تم دونوں کو نہ نقصان نہ کر سکیں گے ہماری نشانیوں کے سبب نہ تم دونوں اور تمہاری

الْغَلْبُونَ ۖ فَلَمَّا جَاءَهُمْ مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا بَيِّنَاتٍ

بیروی کر سکیں گے غالب آؤ گے مگر جبریل کوئی ان کے پاس ہماری روشن نشانیاں

قَالُوا مَا هَذَا إِلَّا سِحْرٌ مُفْتَرًى وَمَا سَمِعْنَا بِهَذَا

لایا بولے یہ تو نہیں مگر بناوٹ کا جادو کہ اور ہم نے اپنے اگلے

فِي آيَاتِنَا الْأُولَىٰ ۖ وَقَالَ مُوسَىٰ رَبِّي أَعْلَمُ

باپ دادوں میں ایسا نہ سنا کہ اور مولے نے فرمایا

میزک وغیرہ کا عذاب آتا۔ لہذا اس آیت میں اور نو معجزے والی آیت میں تعارض نہیں۔ ۲۰۔ موسیٰ علیہ السلام اگرچہ فرعون اور بنی اسرائیل سب کے ہی نبی تھے۔ مگر بنی اسرائیل فرعون کے قبضے میں تھے کہ اس کے سنبھل جانے سے وہ بھی سنبھل جاتے۔ اس لئے خصوصیت سے اس کا ذکر ہوا۔ نیز انکا مضمون بھی فرعونوں پر ہی چپاں ہے یعنی ظالم و فاسق ہونا۔ ۲۱۔ خیال رہے کہ نبی اور ولی کو ماسوا اللہ کا خوف اطاعت نہیں ہوتا۔ مگر خوف ضرر جس سے نفرت پیدا ہو، وہ ہو سکتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کو فرعون سے یہ خوف نقصان کا خوف تھا نہ کہ اس کی اطاعت کا موجب۔ لہذا آیات میں تعارض نہیں۔ ۲۲۔ حضرت ہارون موسیٰ علیہ السلام کے بڑے بھائی تھے۔ موسیٰ علیہ السلام کی زبان شریف میں کثرت تھی کیونکہ آپ نے بچپن میں فرعون کے ہاں انکار منہ میں رکھ لیا تھا۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ

(بقیہ صفحہ ۶۲۱) اللہ کے بندوں کی مدد لیتا سنت انبیاء ہے، شرک نہیں دوسرے یہ کہ بزرگوں کی دعا سے وہ نعمت ملی سکتی ہے جو کسی اور سے نہیں مل سکتی۔ دیکھو حضرت ہارون کی نبوت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے ہے نبوت کسی نیک عمل سے نہیں مل سکتی۔ تیسرے یہ کہ خدا کے کاموں میں بندوں کی مدد لیتا جائز ہے رب فرماتا ہے وَتَعَاوَنُوا لَنَا (تَعَاوَنُوا لَنَا) چوتھے یہ کہ بزرگوں کی دعا سے بعض کو نبوت عطا ہوئی۔ لہذا اب بھی دعا سے ولایت، علم، اولاد، سلطنت مل سکتی ہے۔ نیز اس سے ہمارے نبی کی شان ظاہر ہوئی، کہ حضور سارے عالم کے پیغمبر ہیں مگر نہ کوئی بھائی ہے نہ کسی اور قوت کی مدد کا آسرا ہے۔ ۸۔ اور مجھے ان سے متعلق کرنا پڑے گا تو میری زبان یاری نہ کرے گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ طاقت لسانی اللہ کی بڑی نعمت ہے۔ اگر تقویٰ کے ساتھ ہو۔ بغیر تقویٰ عذاب ہے، اس کی حدیث شریف میں برائی آئی ہے۔ ۹۔ معلوم ہوا کہ اپنی اولاد اور عزیزوں کے لئے نبوت و خلافت وغیرہ کی کوشش یا دعا کرنی ممنوع نہیں۔ لہذا جو بزرگ اپنی اولاد کو اپنا جانشین کرتے ہیں وہ گنہگار نہیں جیسے امیر مصلوبہ اور عام مشعل و سلاطین و کفار کے دل میں شیت، مومنوں کے دل میں محبت یا نبوت کے ساتھ سلطنت و خلافت ال۔ یعنی اس عصا اور بد بیضہ کی وجہ سے وہ حسیں نقصان نہ پہنچا سکیں گے۔ معلوم ہوا کہ اسباب کو ساتھ رکھنا توکل کے خلاف نہیں ۱۲۔ اس طرح کہ تم فرعون پر، تمہاری قوم بنی اسرائیل، فرعونوں پر غالب آئے گی۔ ۱۳۔ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام پر الزام لگایا کہ آپ کہیں جادو سیکھ گئے تھے۔ دس سال میں جادو سیکھ کر آئے ہیں اب ملک مصر پر حکومت چاہتے ہیں۔ اس کے لئے نبوت کو بہانہ بنایا ہے۔ ۱۴۔ کہ میرے

سوا اللہ کوئی اور بھی ہے یا نبوت بھی کوئی چیز ہے۔ اب یعنی ظالم کا انجام ہمیشہ خراب ہوتا ہے۔ تو ظالم ہے اگر تو نے آج میری بات نہ مانی تو آئندہ تیرے منوالے گ۔ مبارک ہے جو بزرگوں کے کہنے سے درست ہو جائے۔ غمخس ہے وہ جسے زمانہ درست کرے ۱۵۔ یعنی رب گواہ ہے کہ میں ہدایت پر ہوں اور تو ظالم۔ تیرا انجام خراب ہے اسے صاف نہ فرمایا ۱۶۔ معلوم ہوا کہ پختہ اعتقاد فرعون نے اٹھایا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ کفار کی اٹھارہ سے قائمہ اٹھارہ جائز ہے۔ آج دنیا پختہ ایمانوں اور ریل، تار وغیرہ سے قائمہ اٹھارہ رہی ہے۔ ۱۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کا مگر خدا کو کبھی نہیں پہچان سکتا۔ چونکہ فرعون کے دل میں موسیٰ علیہ السلام سے عداوت تھی اس لئے اللہ تعالیٰ کو اپنی طرح مکان میں کھنڈا۔ ۱۸۔ فرعون سمجھا یہ کہ شاید موسیٰ علیہ السلام اپنے رب کو آسمان میں مانتے ہیں تو اونچی عمارت بنا کر اس نے آسمان تک ایسے ہی پہنچنا چاہا جیسے آج سائنس والے چاند یا سورج تک پہنچنا چاہتے ہیں۔ مگر

اس کے پاس مسلمان کہ تھا، آج ان کے پاس مسلمان زیادہ ۱۹۔ معلوم ہوا کہ طوطے مرلوی ہیں جو اس آیت میں ذکر ہوا۔ یعنی حق بولتی چھانٹے اللہ بولتی دے وہ بھی بولتی ہے۔ خود رب فرماتا ہے۔ وَتَعَاوَنُوا لَنَا (تَعَاوَنُوا لَنَا) کیونکہ وہ قیامت کے قائل نہ تھے۔ جب رب ہی کو نہیں مانتے تھے تو قیامت کو کیا مانتے ۲۰۔ یعنی فرعون اس قدرت کثرت شوکت کے باوجود ہمارے نزدیک نکر چٹری طرح تھے۔ جنہیں غیبت ہے قدری سے عجز و ظلم میں ڈال دیا گیا۔ معلوم ہوا کہ انسان میں ایمان نہ ہو تو اس کی کوئی عزت نہیں ۲۱۔ یعنی اسے قرآن پڑھنے والے خود کر کہ ان بے دلوں کا انجام کیا ہوا۔ لہذا انظر سے مراد غور و فکر ہے۔ یعنی دل کی مجلس کی نظر۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کے نکر و عذاب میں غور کرنا حکم الہی ہے، معلوم ہے۔ یا بہ مطلب ہے کہ اسے محبوب آب فلاح کر، کہ ان بدکاروں کا انجام کیا

بِمَنْ جَاءَ بِالْهُدَىٰ مِنْ عِنْدِهِ وَمَنْ تَكُونُ

میرا رب خوب جانتا ہے جس کے پاس سے ہدایت لایا اور جس کے لئے آخرت

لَهُ عَاقِبَةُ النَّارِ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ ﴿۲۰﴾ وَ

کہ گھر جو گمراہ بنے شک کا نام مراد کر نہیں پہنچتے ۲۰ اور

قَالَ فِرْعَوْنُ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِنْ

فرعون بولا اے دربار میں تمہارے لئے اپنے سوا کوئی

إِلَهِ غَيْرِي فَأَوْقِدْ لِي يَا مَلِكُ عَلَى الطِّينِ

خدا نہیں جانتا تو اسے ہمارے لئے گارا بھاسکر

فاجْعَلْ لِي صَرْحًا لَعَلِّي أَطَّلِعُ إِلَىٰ آلِ مُوسَىٰ

ایک محل بنا کر شاید میں موسیٰ کے خدا کو جھانک آؤں کہ

وَلَاِنِّي لَأَظُنُّهُ مِنَ الْكَاذِبِينَ ﴿۲۱﴾ وَاسْتَكْبَرُ هُوَ

اور بے شک میرے گمان میں تو وہ جھوٹا ہے اور اس نے اور

وَجُودُهُ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوا أَنَّهُم

اس کے لشکریوں نے زمین میں بے جا بڑائی پھائی تھی اور سمجھے کہ انہیں

إِلَيْنَا لَا يَرْجِعُونَ ﴿۲۲﴾ فَآخَذَهُ وَجُودُهُ قَبْضَتُهُمُ

بدلی طرف پھرتا نہیں تھی تو ہم نے اسے اور اس کے لشکر کو پکڑ دیا

فِي الْيَمِّ فَأَنْظِرُ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظَّالِمِينَ ﴿۲۳﴾

پھینک دیا کہ تو دیکھو کیا انجام ہوا تم عماروں کا

وَجَعَلْنَاهُمْ آيَةً يُدْعَوْنَ إِلَى النَّارِ وَكَيْفَ

اور انہیں ہم نے نصیحتیوں کا بیڑا بنایا کہ آگ کی طرف بلاتے ہیں تو اور قیامت

الْقِيَامَةِ لَا يَنْصُرُونَ ﴿۲۴﴾ وَاتَّبَعْنَاهُمْ فِي هَذِهِ

کے دن ان کی مدد نہ ہوگی اور اس دنیا میں ہم نے ان کے نیچے

(یعنی صفحہ ۳۳۲) ہوا۔ معلوم ہوا کہ نبی کی نگاہ گزشتہ آئندہ موجودہ معدوم سب کو دیکھ لیتی ہے۔ حضور نے سراج کی رات ان لوگوں کو دروغ میں غلاب پاتے دیکھا جو حضور کی وفات کے صد سال بعد پیدا ہوں گے اور بعد قیامت غلاب پائیں گے حضرت جبریل عرض کرتے تھے کہ یہ آپ کی امت کے سود خوار ہیں۔ یہ علماء بے عمل ہیں وغیرہ۔ اس کی پوری بحث ہماری کتاب جہاد الحق میں دیکھو۔ ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ قیامت میں کفار و مومنین اپنے اپنے مریدوں کو جہنم و جنت میں لے جائیں گے رب فرماتا ہے **يَوْمَ يُنْفَخُ الْكُتُبُ بِيَايِهِمْ** یہ بھی معلوم ہوا کہ قیامت میں مومنوں کی مدد ہوگی نہ کہ کفار کی ۱۔ معلوم ہوا کہ دنیا میں کسی کا برا چرچا اللہ کی لعنت ہے۔ اور اچھا چرچا اللہ کی رحمت ہے۔ جیسا کہ انبیاء اولیاء صالحین کا ہو رہا ہے اور شیطان کی بری شرت اس کے لئے لعنت ہے حتیٰ کہ کفار بھی شیطان کی بدنامی سے واقف ہیں کیونکہ اگر انہیں کوئی شیطان کہہ دے تو اسے گالی کھینچتے ہیں۔ ۲۔ اس طرح کہ وہ قیامت میں ہر شر سے دور اور ہر شر سے قریب ہوں گے۔ لہذا مومن، بفضلہ ہر شر سے نزدیک اور ہر شر سے دور ہوں گے سب جیسے قوم نوح و قوم عاد و ثمود وغیرہم یعنی موسیٰ علیہ السلام کا زمانہ ان قوموں کی ہلاکت کے بعد ہوا۔ اور آپ کو تورات کا زمانہ فرعونوں کی ہلاکت کے پیچھے ۳۔ یعنی بنی اسرائیل کیونکہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل ہی کے نبی تھے۔ تورات شریف انہیں کے عمل کے لئے لی۔ ۴۔ جہاں موسیٰ علیہ السلام سے رب نے کلام فرمایا خلاصہ یہ کہ جو ہم نے موسیٰ علیہ السلام سے راز و نیاز کی باتیں کیں وہ سب تمہیں معلوم ہیں تمہیں دکھا دیں ۵۔ بتا دیں جو معراج میں تم سے خصوصی کلام فرمایا وہ کسی کو نہ

مطلوبہ۔ خلوصی ہی عبدہ ماوسیٰ ۶۔ یعنی اس جسم شریف سے ۷۔ درندہ سارے انگلی پچھلے واقعات حضور کی نگاہ میں ہیں اور مشاہدہ میں ہیں (تفسیر صادی) رب فرماتا ہے۔ ہم نہ کیف فعل ربک خلاصہ یہ کہ اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ اس جسم شریف سے وہاں موجود نہ تھے نہ علانیہ سے ملاقات کی پھر ایسے درست واقعات بیان فرما رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ آپ سچے نبی ہیں ۸۔ مطلب یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد بہت سی امتیں آئیں اور ان کی عمریں دراز ہوئیں۔ درازی مدت کے باعث لوگ موسیٰ علیہ السلام کی تعلیم بھول گئے خیال رہے کہ گزشتہ انبیاء کے دین ان کے کچھ عرصہ کے بعد مٹ جاتے تھے یہ ہمارے حضور ہی کی شان ہے کہ اپنی دراز مدت گزرنے کے باوجود حضور کا دین قائم ہے قرآن ویسے ہی موجود ہے۔ اللہ قائم و دائم رکھے ۹۔ اس لئے آپ کو یہ علوم غیبی بخشے۔ معلوم ہوا کہ رسول کو علوم غیبی دیئے جاتے ہیں اور یہ علم ان کی نبوت کی دلیل ہوتے ہیں ۱۰۔ کہ اس ندا کی خبر سوا ہمارے اور موسیٰ علیہ السلام کے کسی کو نہ

حقی مگر تمہیں خبر دے دی کیونکہ وہ کلیم تھے تم حبیب ہو۔ صلی

اللہ علیہ وسلم اس سے معلوم ہوا کہ غایب عرب میں حضور سے پہلے کوئی نبی سوا حضرت اسماعیل علیہ السلام کے نہ آیا۔ جس آسمان پر سورج ہوتا ہے وہاں کوئی نارا نہیں ہوتا۔ حضور سے پہلے وہاں کے لوگوں کا دین لبرائیتی تھا۔ پھر وہ تعلیم بھی مٹ گئی تب صرف عقیدہ توحید ان لوگوں کے لئے کافی رہا۔ جیسا کہ فترت والوں کا حال ہوتا ہے۔ اس توحید اور یکہ بقیہ تعلیم لبرائیتی پر ہمارے حضور کے والدین کریمین تھے۔ وہ حضرات مشرک نہ تھے۔ مسعود تھے۔ اس کی تحقیق کے لئے ہماری تفسیر فیسی پارہ ۱۰ سلا دیکھو۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ اے محبوب! ان واقعات کے دونا ہونے وقت تم وہاں اس جسم شریف سے موجود نہ تھے۔ ان واقعات کی وحی آپ کو کی گئی تاکہ یہ علوم غیبی آپ کی نبوت کی دلیل بن جائیں۔ ۱۱۔ جو سے لوگ آتے آتے ہلاک ہوئے اور صحت حاصل کرے۔ ان خدو کا جو آتے آتے ہلاک ہوئے ان کو نبوت کے لئے نہیں بلکہ آپ کی قوم کی ہدایت کے لئے ہے۔

۱۰ من خلق
۶۳۳
القصص ۱۰

الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ وَوَعَدْنَا لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ

لغت نکاتی ۱۔ اور قیامت کے دن ان کا پھل ہے ۲۔

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ مِنْ بَعْدِ مَا أَهْلَكْنَا

اور بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی بعد اس کے کہ ہم نے انہیں ہلاک

الْقُرُونِ الْأُولَىٰ بِصَافِرٍ لِلنَّاسِ وَهَدًى وَرَحْمَةً

فرمادی تھی جس میں رنگیں کی لکڑیوں کی باتیں اور ہدایت اور رحمت

لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۝ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ

کہ وہ نصیحت مانیں گے اور تم طور کی جانب مغرب میں نہ

إِذْ قَضَيْنَا إِلَىٰ مُوسَى الْأَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ

تھے نہ جب کہ ہم نے موسیٰ کو رسالت کا حکم بھیجا اور اس وقت تم

الشَّاهِدِينَ ۝ وَلَكِنَّا أَنشَأْنَا قُرُونًا فَتَوَلَّوْا ۚ عَلَيْهِمُ

حاضر نہ تھے نہ مگر ہوا کہ ہم نے امتیں پیدا کیں کہ ان پر زمانہ دراز

الْعَمْرُ ۚ وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًّا فِي أَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُو

گزارش اور نہ تم اہل مدین میں مقیم تھے ان پر ہماری آیتیں پڑھتے

عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا وَلَكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِينَ ۝ وَمَا كُنْتَ

ہونے والے ہاں ہم رسول بنانے والے ہوتے تھے اور نہ تم

بِجَانِبِ الطُّورِ إِذْ نَادَيْنَا وَلَكِنْ رَحْمَةً مِّنْ

طور کے کنارے تھے جب ہم نے ندا فرمائی تو ان ہمارے رب کی رحمت

رَبِّكَ لَتَنذِرَ قَوْمًا مَّا أَتَاكَمْ قُرْآنٌ مِّنْ نَّذِيرٍ مِّنْ

کہ تمہیں نبی کے علم پہنچے کہ تم ایسی قوم کو ڈر سناؤ جس کے پاس تم سے پہلے کوئی

قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۝ وَلَوْلَا أَن تَضِيبَهُمْ

سنانے حالانکہ پانچ یہ امید کرتے ہوئے کہ ان کو نصیحت ہو اور اگر نہ ہوتا کہ بھی پہنچتی انہیں

متر ۵

مُصِيبَةٍ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ فَيَقُولُوا رَبَّنَا لَوْلَا

کوئی مصیبت اس کے سبب جو ان کے ہاتھوں نے آگے بھجوا دی تو کہنے لگے ہمارے رب تو نہ تو

أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا فَنَتَّبِعَ آيَاتِكَ وَنَكُونُ مِنَ

نہ بھیجا ہماری طرف کوئی رسول کہ ہم تیری آیتوں کی پیروی کرتے تے اور ایمان

الْمُؤْمِنِينَ ۝ فَلَمَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا

لائے تے پھر جب ان کے پاس حق آیا تے ہماری طرف سے

قَالُوا لَوْلَا أَوْتِيْنَا مِثْلَ مَا أَوْتِيَّ مُوسَىٰ أَوَّلَمْ يَكْفُرُوا

بولے انہیں کیوں نہ دیا گیا تے جو موسیٰ کو دیا گیا تے کیا اس کے منکر نہ

بِمَا أَوْتِيَّ مُوسَىٰ مِنْ قَبْلُ قَالُوا سِحْرَانِ تَظَاهَرَا ۝

ہوئے تھے جو پہلے موسیٰ کو دیا گیا تے بولے دو جادو گر ہیں ایک دوسرے کے سامنے

وَقَالُوا إِنَّا بِلُجْلِ كُفْرُونِ ۝ قُلْ فَأْتُوا بِكِتَابٍ مِّنْ عِنْدِ

ہم اور بولے ہم ان دونوں کے منکر ہیں تے تم فرماؤ تو اللہ کے پاس سے کوئی

اللَّهُ هُوَ أَهْدَىٰ مِنْهُمَا اتَّبِعْهُ إِن كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝

کتاب لے آؤ جو ان کتابوں سے زیادہ ہدایت کی ہو میں اسکی پیروی کروں گا اگر تم سچے ہو

فَإِنْ لَّمْ يَسْتَجِيبُوا لَكَ فَاعْلَمْ أَنَّمَا يَتَّبِعُونَ أَهْوَاءَهُمْ

پھر اگر وہ نہ تیار ہوں تو انہیں نہ کرے کہ اس پر وہ اپنی خواہشوں کی پیروی کرتے ہیں

وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ اتَّبَعَ هَوَاهُ بَغْيَ هُدًى مِّنَ

اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون جو اپنی خواہش کی پیروی کرے اللہ کی ہدایت سے

اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝ وَلَقَدْ

جہا لگے بے شک اللہ ہدایت نہیں فرماتا ظالم لوگوں کو اور بے شک

وَصَلَّاهُمْ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۝ الَّذِينَ

ہم نے ان کے لئے بات مسلسل اتاری تاکہ وہ دھیان کریں جن کو

منزل

۱۔ یعنی اگر یہ نہ ہوتا کہ جب کفار مکہ کو عذاب آخرت دیا جائے ان کے شرک و کفر کی وجہ سے تو وہ کہہ دیتے کہ ہمارے پاس کوئی رسول آیا ہی نہیں تو ہم آپ کو ان میں رسول بنا کر نہ بھیجتے۔ معلوم ہوا کہ رسول کی تشریف آوری کافروں کا منہ بند کرنے کے لئے ہوتی ہے۔ ۲۔ اب آپ کی تشریف آوری کے بعد ان لوگوں کو یہ بھانا بنانے کا موقع نہ ملے گا۔ ۳۔ یہاں ف ترتیب ذکر کے لئے ہے نہ کہ ترتیب زمانی کے لئے کیونکہ رسول کی تشریف آوری تو ہو چکی اور عذاب آئندہ ہو گا۔ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کا اسم شریف حق بھی ہے۔ کیونکہ آپ کی ہر ادا حق ہے گزشتہ اور آئندہ آیت یہ ہی بتا رہی ہے کہ حق سے مراد حضور ہیں۔ ۵۔ کفار مکہ محض عداوت اور سرکشی کی بنا پر ورنہ رب نے آپ کو ایسے معجزات عطا کئے ہیں کہ ان کے ہوتے ہوئے کسی قسم کی شک کی گنجائش نہ تھی۔ ۶۔ عصا اور پدیا یا ایک دم قرآن کریم کا عطا ہونا جیسے موسیٰ علیہ السلام کو تورات ایک دم عطا ہوئی۔ ۷۔ اس میں توجہ کلام ان علماء یہود کی طرف ہے۔ جو قریش کو سکھاتے تھے کہ فلاں اعتراض کرو اسی سلسلہ میں انہوں نے سکھایا کہ حضور سے یہ عرض کرو کہ قرآن شریف تورات کی طرح ایک دم کیوں نہ آیا۔ تو فرمایا گیا کہ ان سکھانے والوں کے بڑوں نے تورات کو بھی کب قبول کیا تھا لہذا آیت پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ اہل مکہ نے موسیٰ علیہ السلام کو نہیں بھٹلایا تھا۔ ۸۔ کفار قریش نے مدینہ منورہ کے علماء یہود سے حضور کے متعلق دریافت کیا کہ ان کی خبر تورات میں دی گئی ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں اس پر کفار مکہ بولے کہ نہ ہم قرآن کو مانیں نہ تورات کو (خزائن العرفان) اس آیت میں اسی جانب اشارہ ہے۔ یعنی اصلی غیر حرف تورات اور اس قرآن کے مقابلہ میں۔ خیال رہے کہ اصلی تورات اب بھی ہادی ہے جو حضور پر ایمان لانے کی ہدایت دے رہی ہے۔ اس کے باقی احکام شریعہ منسوخ ہو چکے۔ اب وہ احکام کی ہدایت نہیں۔ ۱۰۔ معلوم ہوا کہ ناممکن کو ناممکن پر

ج

موقوف کر سکتے ہیں۔ کیونکہ قرآن سے بڑھ کر کتاب ناممکن ہے اور حضور کا اس کی پیروی کرنا بھی ناممکن خیال رہے کہ بعض لوگ کفار سے اس شرط پر مناظرہ کرتے ہیں کہ اگر ہم بار جائیں گے تو کافر ہو جائیں گے، یہ حرام ہے کیونکہ ہمارا بار جانا غیر ممکن نہیں ہے۔ ممکن ہے اپنے کفر کو ایک ممکن ہے پر مطلق کرنا ہو۔ اس آیت کو ہم لوگ اپنے طریقہ کے لئے سند نہیں بنا سکتے۔ ۱۱۔ خیال رہے کہ یہاں، تو جان لو فرمانا نہ تو خدا تعالیٰ کی نسبت سے ہے نہ حضور کی نسبت سے کیونکہ رب تعالیٰ تو جانتا تھا کہ یہ لوگ قرآن کی مثل نہ لائیں گے اور حضور جانتے تھے کہ یہ لوگ اپنی خواہش نفسانی کے پیچھے پڑے ہیں بلکہ یہ سب کچھ عوام لوگوں کے لئے ہے۔ یہ بھی خیال رہے کہ تورات کی عبارت معجزہ نہ تھی بلکہ اس کی ہدایت مجرہ تھی اسی لئے یہاں اھلکھنا فرمایا گیا اور قرآن کریم کی عبارت بھی مجرہ نہ ہے اور ہدایت بھی۔

(بقیہ صفحہ ۶۲۳) قرآن کریم کے مطلق ارشاد ہوا۔ نَافِلًا بِشَرْفٍ مِّنْ جَنَّةٍ ۖ اِس سے معلوم ہوا کہ نفسانی خواہش دو قسم کی ہے۔ حق کے موافق اور حق کے مخالف۔ دوسری قسم کی خواہش پر عمل کرنا بھی حرام بھی کفر ہے۔ پہلی قسم کی خواہش کی بددی کرنا ثواب ہے۔ اسی لئے یہاں بغیر حدی کی قید لگائی۔ بعض مقبول بندے ایسے بھی ہیں جن کی خواہش حق کے موافق ہوتی ہے۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی رائے کے مطابق قرآن کریم کی ہمت سی آیات آئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ظہور نبوت سے پہلے رب کے عابد و ساجد تھے۔ وہ حضور کی خواہش تھی جو حق کے مطابق تھی۔ غرضیکہ نفس غفلت ہیں۔ ان کی خواہشیں اور خواہشوں کے احکام بھی

جد اگانہ ۳۳۔ معلوم ہوا کہ قرآنی آیات آپس میں ربط و تعلق ضرور رکھتی ہیں۔ اگرچہ بعض جگہ ان کا تعلق ظاہر نہ ہو۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے ان کی ہدایت کے لئے ایسا کلام اتارا جو ایک دوسرے کے متصل ہے خلاف نہیں۔ یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے۔ کہ ہم نے مسلسل کلام اتارا۔

۱۔ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ چالیس حضرات حبشہ سے مدینہ منورہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور پر ایمان لائے۔ یہ دین سبکی کے علماء تھے۔ جب ان حضرات نے مسلمانوں کی مہل دیکھی تو حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمارے پاس اپنے وطن میں بہت مال ہے اجازت دیں کہ ہم وہ سب مال لے آئیں جس سے مسلمانوں کی خدمت کریں۔ حضور نے اجازت دی وہ لائے اور اس سے مسلمانوں کی بہت خدمات کیں۔ ان کے حق میں آیات نازل ہوئیں۔ بعض علماء فرماتے ہیں۔ کہ یہ آیات سیدنا عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھیوں کے حق میں نازل ہوئیں (خزائن العرفان) ۲۔ یعنی اے سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی تشریف آوری سے پہلے ہی آپ پر ایمان لائے تھے۔ آپ کے اوصاف حمیدہ و تورات و انجیل میں دیکھ کر ۳۔ کیونکہ ان کا عمل بھی دگنا ہے۔ ایک تو اپنی کتاب پر ایمان لانا دوسرے قرآن شریف پر ایمان لانا ۴۔ اپنے دین کو چھوڑنے اور مسلمان ہو جانے کے بعد مشرکین کی ایذا پر صبر کیا۔ ۵۔ اطاعت سے گناہ کو دفع کرتے ہیں یا ایمان سے کفر کو یا علم سے کفار کی ایذا کو یا علم سے جہالت کو یا توحید سے شرک کو یا نور سے اندھیرے کو (یہ آیت مدنیہ ہیں) ۶۔ مشرکین عرب اور اہل کتاب مومنوں کو گالیاں دیا کرتے تھے یہ حضرات گالیاں سن کر ایسے چشم پوشی کرتے تھے جیسے انہوں نے سنا ہی نہیں۔ یعنی سننے کو ان سنا بنا دیتے تھے۔ ان کے مطلق یہ آیات ہیں۔ ۷۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ تمہارے عمل تمہارے۔ مفید ہیں۔ کیونکہ کفر و شرک فائدہ مند نہیں ہوتا۔ پچھتہ نقصان دہ

۶۲۵

۱۰۰ حلقہ

۱۰۰ حلقہ

اَتَيْنَهُمُ الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِهِ هُمْ بِهِ يُؤْمِنُونَ ﴿۵۷﴾

اِذَا اُنْتَلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْا اَمْنًا بِهٖ اِنَّهٗ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَا اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهِ مُسْلِمِيْنَ ﴿۵۸﴾ اَوَلَيْكَ يٰرَبُّنَا

اَجْرُهُمْ فَتَرْتِيْنَ فِيْهَا صَبْرًا وَّ اِيْدَارًا وَّ نَا بِالْحَسَنَةِ

السَّيِّئَةِ وَّ مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَاِذَا سَمِعُوا

الْغَوَا عَرْضُوْا عَنْهٗ وَقَالُوْا اِنَّا عَمَلُنَا وَلَكُمْ

اَعْمَالُكُمْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَا تَبْتَغِ الْجَاهِلِيْنَ ﴿۶۰﴾ اِنَّكَ

لَا تَهْدِيْ مَنْ اٰجَبْتَ وَلٰكِنْ اَللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ

يَّشَاءُ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۶۱﴾ وَقَالُوْا اِنْ تَتَّبِعْ

الْهُدٰى مَعَكَ تَخْطِفُ مِنْ اَرْضِنَا وَّلَمْ نَمْكِنْ لِّهٖمْ

حَرَمًا اَمْنًا يَّجْبٰى اِلَيْهٖ ثَمَرَاتُ كُلِّ شَيْءٍ رَّزَقًا مِّنْ

منزلہ

ہی ہوتا ہے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ ہماری ملک ہمارے عمل ہیں تمہاری ملک تمہارے عمل۔ ہر ایک کو اپنے عمل کی جزا سزا دی گئی پڑے گی ۸۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ہر جاہل سے متاثر نہ ہونا چاہیے۔ انہیں دوری سے حارکت کا سلام کر دینا چاہیے۔ دیکھو رب نے شیطان کے دلائل کا جواب نہ دیا بلکہ فرمایا۔ نخرج منها دوسرے یہ کہ کافروں کو محبت کا سلام نہ کرے۔ کیونکہ ان کا یہ سلام محبت یا حیت کا نہیں بلکہ بیزاری و نفرت کا ہے جیسے کہا جاتا ہے جس میں دوسری سے سلام ۹۔ یہ آیت ابوطالب کے مطلق نازل ہوئی۔ ان کی وفات کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ چلا کہ پڑھ لو تا کہ میں قیامت میں تمہارا گواہ ہو جاؤں۔ انہوں نے جواب میں یہ دو شعر پڑھے۔ ذلّٰکَ یُنْشِئُ بَا ۙ وَ یُنْشِئُ مَعْدٍ ۚ مِّنْ حَیْثُ اَدْمَانَ الْبَرِّ یُؤْتٰی لَوْلَا اَنْصَلَمَتْ اَوْ حِیْثُ اَرْمٰنُ ۚ وَ اَوْ حِیْثُ نِیَّۃُ سَعَادَۃٍ ۚ

(بقیہ صفحہ ۲۲۵) یقیناً یعنی میں یقین سے جانتا ہوں کہ دین محمدی سب دعوں سے بہتر ہے۔ اگر حلاوت اور گالیوں کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں اس دین کو قبول کر لیتا۔ یہ کہہ کر ابوطالب نے وفات ہو گئی۔ اس پر یہ آیت کریمہ اتزی (خزائن) اس سے چند سکتے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ابوطالب دل سے حضور کی حقانیت جانتے مانتے تھے۔ اس لئے انہوں نے حضور کی بہت شاندار تعظیم فرمائی۔ مگر چونکہ بوقت مطالعہ زبان سے اقرار نہ کیا اس لئے ان کا ایمان شرعاً معتبر نہ ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت کے مطابق ان کا کفن دفن نہ فرمایا۔ بغیر ایمان کوئی نیک قول نہیں ہوتی۔ ابوطالب نے حضور کی ایسی خدمتیں کی ہیں کہ بھلاں اللہ مکر ایمان قبول نہ کرنے کی وجہ سے وہ جنتی نہ ہوئے خیال رہے کہ ابوطالب کے

ایمان میں اہل سنت میں اختلاف ہے۔ حق یہ ہے کہ وہ شرعاً مومن نہ تھے (روح البیان نے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مومن ہیں۔ حضور نے جنت الدوزخ میں اپنے والدین کریمین کے ساتھ انہیں بھی زندہ فرما کر ایمان بخشا۔ بعض نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جن جنہوں کو اپنے دست قدرت میں لے کر دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کرے گا بغیر شفاعت، یہ وہ لوگ ہوں گے جن کا ایمان شرعی نہ تھا، عند اللہ مومن تھے۔ بہر حال ابوطالب کے حقیقی فیصلہ یہ ہے کہ وہ شرعاً مومن نہیں مگر ان کی بدگوئی نہ کی جائے۔ وہ جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے خادم ہیں۔ یہ خیال رہے کہ یہ آیت کریمہ حضور کی تسکین خاطر کے لئے آئی۔ ابوطالب کے ایمان قبول کے بغیر وفات پا جانے پر حضور کو صدمہ تھا اس لئے آپ سے یہ فرمایا گیا۔ یہاں محبت کے مقابل مشیت ارشاد ہوا۔ یعنی وہ ہدایت نہیں پاتا جس سے آپ محبت کریں۔ کیونکہ آپ تو رحمت عالم ہیں۔ سب سے رحم کی بنا پر محبت کرتے، بلکہ ہدایت وہ پائے گا جو آپ سے سچی محبت کرے جیسے کہ ہر وہ شخص ہدایت نہیں پاتا جس سے رب محبت کرے کیونکہ وہ ربوبیت کی محبت ہر بندے سے کرتا ہے۔ بلکہ ہدایت وہ پائے گا جس کی ہدایت رب چاہے اسی لئے یہ نہ فرمایا کہ یٰٰعِیْذُ مَنْ یُّجِبُ اس سے معلوم ہوا کہ مقبول عبادت ہمارے بلکہ نہیں بلکہ رب تعالیٰ کی چیزیں ہیں لہذا وہ نہ دنیا میں ہیں اور نہ فانی ہیں بلکہ وہ عند اللہ میں داخل ہیں۔ جن کی تقدیر میں ہدایت ہے۔ ۱۲۔ حادث بن عثمان بن نوفل بن عبد مناف نے عرض کیا تھا کہ ہم جانتے ہیں کہ آپ کا دین سچا ہے لیکن ہمیں خطرہ ہے کہ اگر ہم ایمان لے آویں تو اہل عرب ہم کو نکال دیں گے۔ ان کے جواب میں یہ آیت اتزی۔

۱۔ یعنی انہیں یہ غور کرنا چاہیے کہ عرب میں ہر طرف لوٹ مار ہے مگر یہ کہہ والے امن میں ہیں اور باوجودیکہ مکہ معظمہ میں پیدا ہوا کچھ نہیں مگر ہر طرف سے رزق

لَدَنَا وَلَٰكِنْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۲۲﴾ وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ

روزی لیکن ان میں اکثر کو علم نہیں ہے اور کتنے گھر ہم نے

قَرْيَةٍ بَطَرَتْ مَعِيشَتَهَا فِتْلَكَ مَسِيكُهُمْ لَمْ تَسْكُنْ

ہاگ کو دیئے جو اپنے عیش پر اتر گئے تھے تو یہیں ان کے مکان نہ کرا کچھ بعد

مَنْ بَعْدَهُمْ إِلَّا قَلِيلًا وَكُنَّا نَحْنُ الْوَارِثِينَ ﴿۲۳﴾

ان میں سکنست نہ ہوئی مگر کم تھے اور ہمیں وارث ہیں

وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرَىٰ حَتَّىٰ يَبِيعَتْ فِي أُمَّهَا

اور تمہارا رب شہروں کو ہلاک نہیں کرتا جب تک انکی اصل زمین میں

رَسُولًا يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرَىٰ

رسول نہ بھیجتے جو ان پر ہماری آیتیں پڑھتے اور ہم شہروں کو ہلاک نہیں کرتے

إِلَّا وَأَهْلُهَا ظَالِمُونَ ﴿۲۴﴾ وَمَا أَوْتِيتُمْ مِّنْ شَيْءٍ

مگر جب کہ ان کے سامنے ہماری آیات اور جو کچھ بیڑ نہیں دی گئی ہے

فَهَيْئَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَٰكِنَّهَا وَمَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ

وہ دعویٰ زندگی کا دنیا اور اس کا شمار اللہ کے پاس ہے وہ بہتر

وَابْقَىٰ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿۲۵﴾ أَفَمِنْ وَعْدَانِهِ وَعَدًّا حَسَنًا

اور زیادہ باقی رہنے والا تو کیا تمہیں عقل نہیں تو کیا وہ بے ہمتی اچھا وعدہ دیا

فَهُوَ لَا قِيَّةَ لِمَنْ مَّتَّعْنَاهُ مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ

تو وہ اس سے بڑا اس جیسا ہے جسے ہم نے دعویٰ زندگی کا بتاؤ ہر سزا دینا

هُوَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِّينَ ﴿۲۶﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ

پھر وہ قیامت کے دن گرفتار کر کے حاضر لایا جائے گا اور جس دن انہیں ندا کرے گا

فَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَآئِيَ الَّذِينَ كُنْتُمْ تُزْعِمُونَ

کہ تو فرماتے گا کہاں ہیں میرے وہ شریک کہ جنہیں تم عثمان کہتے تھے

کھینچ کر یہاں پہنچتا ہے۔ جب کعبہ کے دامن میں رہنے کی برکت سے انہیں امن اور رزق مل رہا ہے تو اگر یہ کعبہ والے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن کرم سے وابستہ ہو جائیں تو اس سے بڑھ کر امن اور روزی پائیں گے کعبہ حرم اجسام ہے حضور حرم ایمان ہیں جہاں ذات و صفات کے پھل آتے ہیں۔ حضور یہ ہے کہ نبی کی اطاعت سے امن اور نبی کی مخالفت سے ہلاکت ہوتی ہے۔ ان لوگوں نے اللہ سمجھ لیا کہ حضور کی اطاعت سے ہدایت اور مخالفت سے امن ملے گا تاریخ اس کے برعکس ہے۔ گزشتہ قوموں کا حال دیکھ لو۔ ۳۔ جن کے کچھ آثار باقی ہیں جنہیں تم اپنے سزوں میں دن رات دیکھتے ہو ۴۔ کہ مسافر و راہ گیزہاں سفر میں کچھ دیر ان میں ٹھہر جاتے ہیں پھر چلے جاتے ہیں وہ غلی بڑے رہتے ہیں یہ مطلب نہیں کہ ہلاک شدہ قومیں ان مکاتوں میں کچھ روز رہیں ۵۔ یعنی ان کا کوئی وارث ہی نہ رہا جو

(بقیہ صفحہ ۶۳۶) ان کی ہلاکت کے بعد ان کے مکانوں کو آباد کرنا۔ اس سے دو مسئلہ معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ پیغمبر کی بددعا کے بغیر عذاب نہیں آتا۔ دوسرے یہ کہ ہر ہستی میں پیغمبر کا آقا ضروری نہیں ایک بڑی ہستی میں پیغمبر کا تشریف لانا اس پاس کی تمام ہستیاں کے لئے کافی ہوتا ہے۔ ۷۔ تبلیغ کے لئے یہاں آجوں سے مراد نبی یا پرانی کتاب کی آیات ہیں یا ہر رسول کی اپنی وحی کیونکہ ہر رسول کے پاس نئی کتاب نہیں آئی ۸۔ کافر اور پیغمبر کے انکاری ہوں ۹۔ اس میں کفار سے خطاب ہے کہ تمہاری تمام متاع مٹا لی ہے۔ ۱۰۔ اللہ تعالیٰ مومن کی متاع، متاع دنیا میں، متاع آخرت ہے۔ مومن کی حیات، حیات اخروی ہے۔ ۱۱۔ نہیں، بلکہ جو فرق دنیا و آخرت میں ہے وہ فرق دنیا دار اور دیندار میں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن و کافر برابر نہیں تو نبی اور غیر نبی کیسے برابر ہو سکتے ہیں جن کے دم کی یہ ساری ہمار ہے ۱۲۔ عذاب کے لئے خیال رہے کہ بارگاہ الہی میں سب ہی پیش ہوں گے۔ مگر مومن خود خوشی سے حاضر ہوں گے اور کفار جبراً حاضر کئے جائیں گے جیسے پچاسی کے مجرم حاکم کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں ۱۳۔ اللہ تعالیٰ یا تو بذریعہ فرشتوں کے یا خود بلا واسطہ فرمائے گا۔ یہ کلام غضب کا ہو گا نہ کہ رحمت کا۔ لہذا یہ اس آیت کے خلاف نہیں لا بکلمہ کہ وہاں رحمت کے کلام کی نفی ہے۔ ۱۴۔ ان بتوں کو اپنا شریک فرمانا بطور غضب ہو گا۔ جیسے حضور حوض پر آنے والے مرتدین کے بارے میں فرمائیں گے کہ یہ میرے صحابہ ہیں۔ نہ یہاں بے خبری ہے نہ وہاں بے خبری ہوگی۔ جیسے ہم غصہ میں دشمن کو کہتے ہیں کہ میرا بوا دوست ہے۔ خیال رہے کہ دیوبند کے فضلاء اس جیسی تمام آیات کو اولیاء اللہ مثلاً عظام پر چسپاں کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ان کے مریدوں سے کہا جاوے گا کہ اپنے پیروں کو بلاؤ۔ حالانکہ یہ آیت بتوں اور مشرکوں کے متعلق ہے۔ بخاری شریف میں ہے کہ کفار کی آیات مسلمانوں پر چسپاں کرنا خوارج کا طریقہ ہے یہ لوگ بھی خوارج ہی ہیں۔

۱۔ یعنی سرداران کفر، ان کا مقصد یہ ہے کہ مولیٰ ان ہمارے ساتھیوں نے ہمیں گمراہ کیا۔ نہ یہ ہماری ہر بات میں اطاعت و فرمانبرداری کرتے، نہ ہم کو یہ بردار مانتے۔ نہ ہم میں یہ تکبر و غرور پیدا ہوتا ۲۔ یہ ان سرداروں کی دوسری محضرت ہے۔ یعنی جیسے ہم اپنے اختیار سے گمراہ ہوئے، ایسے ہی یہ لوگ اپنی خوشی و اختیار سے گمراہ ہوئے۔ ہم نے انہیں مجبور کر کے گمراہ نہیں کیا۔ لہذا ہم پر یہ الزام نہیں ۳۔ بلکہ اپنے نفس کے پھلاری تھے اور اپنی خواہشوں کے تابع۔ ۴۔ معلوم ہوا کہ کسی کو محض پکارنا یا بلانا اگرچہ مدد کے لئے ہو، شرک نہیں، ورنہ رب اس کا حکم نہ دیتا۔ رب فرماتا ہے۔

ذٰلَکُمْ فَتَعٰذِلْکُمْ بِنُورِنَا
اور ایمان لایا اور اچھا کام کیا قریب ہے کہ وہ
الْمُفْلِحِیْنَ ﴿۱۶﴾ وَرَبُّکَ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ وَیَخْتَارُ
راہ یاب ہو اور تمہارا رب پیدا کرتا ہے جو چاہے اور پسند فرماتا ہے
مَا کَانَ لَہُمْ الْخَیْرَۃُ سُبْحٰنَ اللّٰہِ وَتَعٰلٰی عَمَّا
ان کا بلکہ اختیار نہیں ہے پاکی اور برتری ہے اللہ کو ان کے
یُسِّرْکُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَرَبُّکَ یَعْلَمُ مَا تَکُنُّ صُدُوْرُہُمْ وَمَا
شرک سے اور تمہارا رب جانتا ہے جو ان کے سینوں میں چھپا ہے اور جو

اللہ یعنی قرآن کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنے مددگاروں کو مدد کے لئے بلاؤ، پکارو۔ جو پکارنا شرک ہے، وہ عبادت کے طور پر پکارنا ہے۔ خیال رہے کہ یہاں شرکاء سے مراد وہ بت ہیں جن کی مشرکین پوجا کرتے تھے جیسے چاند، سورج، تارے، درخت، پتھریا، ہادیو وغیرہ جن کے نام کے بت بنائے گئے تھے۔ اس آیت کو انبیاء اولیاء سے کچھ تعلق نہیں جیسا کہ وہابیوں نے سمجھا ہے ۵۔ یہ رب تعالیٰ کا دوسرا سوال ہے جس کا تعلق نبی کی رسالت سے ہے۔ پہلے سوال کا تعلق توحید سے تھا معلوم ہوا کہ کفار کو شرک کی بھی سزا ملے گی اور نبی کی مخالفت کی بھی مصلحت کو جمع اس لئے فرمایا گیا کہ یہ سوال ہر نبی کی امت سے ہو گا۔ یعنی کفار کو یاد دہانہ ہے کہ تمہارے رسولوں نے کیا فرمایا تھا اور تم نے انہیں کیا جواب دیا تھا یہ ایک وقت ہو گا دوسرے وقت اس کے خلاف ہو گا۔ لہذا آیات میں تضاد نہیں ۷۔ معلوم ہوا کہ کافر

قَالَ الَّذِیْنَ حَقَّ عَلَیْہِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا هٰؤُلَآءِ الَّذِیْنَ

کہیں گے وہ جن پر بات ثابت ہو چکی ہے ہمارے رب یہ ہیں وہ جنہیں ہم نے

اَعُوْنَا اَعُوْنِہُمْ کَمَا عُوْنَا تَبَرَّأْنَا اِلَیْکَ مَا

گمراہ کیا ہم نے انہیں گمراہ کیا۔ جیسے خود گمراہ ہوئے تھے وہ ہم ان سے

کَانُوْا اِیَّآنَا یَعْبُدُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَقِیْلَ اَدْعُوْا شُرَکَآءَکُمْ

بزار ہو کر تیرے کلمات رجوع لاتے ہیں وہ کہہ کر نہ پڑھتے تھے اور اللہ سے فرمایا جانے

فَدَعَوْہُمْ فَلَمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَہُمْ وَاَوَّاهُ الْعَذَابُ ﴿۱۹﴾

شریکوں کو پکارو کہ وہ تمہاری مدد کریں گے تو وہ ان کو نہ سنیں گے اور دیکھیں گے عذاب

لَآ اَنْہُمْ کَانُوْا یَهْتَدُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَیَوْمَ یُنَادِیْہُمْ فِیْ قُبُوْرٍ

کہا تھا ہوتا اگر وہ راہ پاتے اور جس دن انہیں ندا کرے گا تو زمانے کا

مَا ذَا اَجَبْتُمْہُمُ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۲۱﴾ فَعَبِیْتُ عَلَیْہِمُ الْاَنْبَیَآءُ

تم نے رسولوں کو کیا جواب دیا تھا تو اس دن ان پر غمیں اُنسی ہو جائیں گی

یَوْمَیْنِ فَہُمْ لَا یَنْتَسِعُوْنَ ﴿۲۲﴾ فَاَمَّا مَنْ تَابَ

تو وہ کچھ بدلہ کچھ نہ کرے گا تو وہ جس نے توبہ کی

وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صٰلِحًا فَعَلٰی اَنْ یَّکُوْنَ مِنْ

اور ایمان لایا اور اچھا کام کیا قریب ہے کہ وہ

الْمُفْلِحِیْنَ ﴿۲۳﴾ وَرَبُّکَ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ وَیَخْتَارُ ﴿۲۴﴾

راہ یاب ہو اور تمہارا رب پیدا کرتا ہے جو چاہے اور پسند فرماتا ہے

مَا کَانَ لَہُمْ الْخَیْرَۃُ سُبْحٰنَ اللّٰہِ وَتَعٰلٰی عَمَّا

ان کا بلکہ اختیار نہیں ہے پاکی اور برتری ہے اللہ کو ان کے

یُسِّرْکُوْنَ ﴿۲۵﴾ وَرَبُّکَ یَعْلَمُ مَا تَکُنُّ صُدُوْرُہُمْ وَمَا

شرک سے اور تمہارا رب جانتا ہے جو ان کے سینوں میں چھپا ہے اور جو

(تقریباً صفحہ ۶۲) مکر اپنے دین کو بھی بھول جاتا ہے۔ اسی لئے وہ قبر میں ہر سوال کے جواب میں لا ادوی کہتا ہے غرضیکہ انسانی تعلقات قیامت میں بھی قائم رہیں گے۔ نفسانی تعلقات ٹوٹ جائیں گے۔ اور مومن کو اپنا دین قبر میں حشر میں ہر جگہ یاد رہے گا۔ وہ اپنے رب کو اپنے نبی کو بلکہ اپنے شیخ اور استاد کو بھی پہچانے گا۔ ۸۔ ولید بن منبہ کہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے نبوت کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی کیوں چن لیا یہ قرآن مکہ یا طائف کے کسی بڑے مالدار آدمی پر اترا ہوتا۔ یعنی مجھ پر یا عروہ بن مسعود ثقفی پر اس کی تردید میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (خزائن العرفان) جس میں ارشاد ہوا کہ پیدا فرمائے رسول منتخب کرنے میں ہم کو اختیار ہے کسی کو

اعتراض کا کیا حق ہے جیسے کوئی یہ اعتراض نہیں کر سکا کہ مجھے مودیا کلا، مورا، غریب یا امیر کیوں بنایا۔ یا مجھے اتنی لوگیاں اتنے لڑکے کیوں دیئے۔ کم و بیش کیوں نہ دیئے اس طرح یہ بھی اعتراض نہیں۔ کہ فلاں کو نبی کیوں بنایا۔ ۹۔ یعنی انتخاب نبی میں کسی کو اعتراض نہیں کہ جسے چاہیں ووٹ دے کر نبی بنالیں۔ ہاں یہ تو ہوا ہے کہ نبوت کے لئے کسی نبی نے کسی کو منتخب کر کے دعا کی اور رب نے ان کے انتخاب کو برقرار رکھا اور اپنے فضل سے اسے نبی بنا دیا جیسے موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون کو منتخب کر کے دعا کی اور آپ کی دعا سے وہ نبی بنائے گئے خیال رہے کہ نبوت نیا بت ایہ سے ہے جس کا انتخاب صرف رب فرماتا ہے اور خلافت نیا بت رسول ہے اس کا انتخاب رسول فرمائیں یا رسول کی امت کثرت رائے ہے۔ اگر خلیفہ بھی رب کے انتخاب سے ہوا کرے تو نبی اور خلیفہ میں فرق نہ رہے گا۔

۱۰۔ یعنی ان کفار کے دل میں محبوب سے حسد ہے، زبان میں نفرت پر طعن ہے۔ ہم دونوں کو جانتے ہیں، ورنہ دل ان کے بھی مانتے ہیں کہ حضور کو اللہ تعالیٰ نے نبوت کی اہلیت بخشی ہے، جو خدا کے انتخاب پر انکار کرے وہ کافر ہے۔ خیال رہے کہ حضور کی جڑ پر طعن کفر ہے۔ کیونکہ حضور کا ہر کام ہر وصف رب تعالیٰ کے انتخاب سے ہے۔ اب اس پر اعتراض رب کے انتخاب پر اعتراض ہے۔ اسی لئے جب لوگوں نے حضور کے نکاح پر اعتراض کیا تو رب نے جواب دیتے ہوئے فرمایا۔ زوجت نکاح حضرت زینب سے تمہارا نکاح ہم نے کرایا ہے، کچھ مجھ پر کیا اعتراض ہے۔ ۱۱۔ کہ دنیا میں انبیاء اولیاء علیہم السلام مومنین اس کی حیرت ہے اور آخرت میں ساری مخلوق اس کی حمد کرے گی۔ ۱۲۔ کچھ نبی حکم یا نیکوں کے لئے مغفرت کا گنہگاروں کے لئے شفاعت صاحبین ۱۳۔ نیک لوگ خوش سے اور بدکار جرا، یعنی چار و چارہا جانا اس کی بارگاہ میں ہے مبارک ہے وہ بندہ جو خوش خوش دنیا میں بھی اس کی طرف رجوع کرے ۱۴۔ اس طرح کہ آفتاب کو ٹھہرا دے

۶۲۸	اصح خلق	القصص ۸
<p>يَعْلَمُونَ ﴿١١﴾ وَهُوَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَهُ الْحَمْدُ فِي</p> <p>ظاہر کرتے ہیں کہ اور وہی ہے اللہ کہ کوئی خدا نہیں اس کے سوا اسی کی تعریف بندینا</p> <p>الْأُولَىٰ وَالْآخِرَةُ وَلَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿١٢﴾</p> <p>اور آخرت میں ہے اور اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف پھر جاؤ گے کہ</p> <p>قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ جَعَلَ اللَّهُ عَلَيْكُمُ الْبَيْلَ سُرْمًا</p> <p>تم فرماؤ بھلا دیکھو تو اگر اللہ ہمیشہ تم پر قیامت تک</p> <p>إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَمَةِ مِنْ إِلَهِ غَيْرِ اللَّهِ يَأْتِيَكُمْ</p> <p>رات رکھے تو اللہ کے سوا کون خدا ہے جو نہیں</p> <p>بِضْيَاءٍ أَفَلَا تَسْمَعُونَ ﴿١٣﴾ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ جَعَلَ</p> <p>دوستی لائے نبوت کیا تم سمجھتے نہیں کہ تم فرماؤ بھلا دیکھو تو اگر</p> <p>اللَّهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سُرْمًا إِنْ يَوْمِ الْقِيَمَةِ مِنْ</p> <p>اللہ قیامت تک ہمیشہ دن رکھے تو اللہ کے سوا کون</p> <p>إِلَهِ غَيْرِ اللَّهِ يَأْتِيَكُمْ بَلِيلٌ تُسْكُنُونَ فِيهِ أَفَلَا</p> <p>خدا ہے جو نہیں رات لادے جس میں آرام کرو تو کیا نہیں</p> <p>تُبْصِرُونَ ﴿١٤﴾ وَمِنْ رَحْمَتِهِ جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ</p> <p>سو سمجھتا نہیں کہ اور اس نے اپنی رحمت سے تمہارے لئے رات اور دن بنائے کہ</p> <p>لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ</p> <p>کدات میں آرام کرو اور دن میں اس کا فضل ڈھونڈو کہ اور اس</p> <p>تَشْكُرُونَ ﴿١٥﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَائِيَ</p> <p>لے کر تم حق مانو اور میں دن انہیں ندا کرے گا تو فرمائے گا کہاں ہیں میرے وہ</p> <p>الَّذِينَ كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ ﴿١٦﴾ وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ</p> <p>فریق جو تم کہتے تھے کہ اور ہر عرہ میں سے ہم ایک گواہ</p>		
منزل ۵		

یا اسے بے نور کر دے جس کے طلوع سے دن ہی نہ نکلے یا آفتاب کو کنارہ آسمان کے نیچے حرکت دے یا آفتاب کو بالکل ہی فنا کر دے۔ کس کا ہاتھ وہاں پہنچتا ہے جو دن نکل کے ۱۶۔ یعنی اسے مشرکوا تم بھی مانتے ہو کہ تمہارے ان مجھ نے معبودوں میں یہ تصرف کرنے کی قدرت نہیں۔ پھر تم انہیں کیوں پوجتے ہو۔ خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈوبا ہوا سورج لوٹایا ہے لیکن بارگاہ الہی میں دعا کر کے یہ واقعہ اس کے خلاف نہیں ہے۔ ۱۷۔ دل کے کان جو امکان کا باعث ہوں ۸۔ اس طرح کہ سچ آسمان پر سورج کو روک دے یا کنارے آسمان کے اوپر ہی سورج کو حرکت دے ۹۔ اس آیت سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ سورج کا رک جانا بے نور ہو جانا نہ ڈوبنا، منٹ جانا، منٹ جانا ممکن ہے فلاسفہ کا یہ قول کہ حرکت آسمان کے لئے لازم ہے، کفر الخلاء ہے۔ دوسرے یہ کہ دن رات اللہ کی رحمت ہیں مگر

(فقیر صفحہ ۳۸) جب کہ آتے جاتے رہیں اگر رک جاویں تو عذاب ہیں۔ ۱۰۔ اس تقریب ذکر سے معلوم ہوا کہ رات پہلے بے دن بعد میں۔ اسی لئے اسلام میں آفتاب ڈوبنے سے تاریخ بدلتی ہے تاریکی پہلے روشنی بعد میں۔ چل پہلے ہے علم پیچھے، نیستی پہلے ہستی بعد میں۔ ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ انسان روزی کو اپنی کمائی کا نتیجہ نہ سمجھے رب کا عطیہ جانے کوشش اس عطیہ کے حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ کمائی کوئی بھی محبوب ہے۔ اعضاء کو بیکار نہ چھوڑے یہ بھی معلوم ہوا کہ کمائی کے لئے دن اور آرام کے لئے رات مقرر کرنی بہتر ہے۔ رات گویا جلاؤ نہ جاگے۔ دن میں بیکار نہ رہے۔ اگر مفذوری کی وجہ سے دن میں سوئے

اور رات کو کمائے تو حرج نہیں۔ چپے رات کی نوکریوں والے ملازم وغیرہ ۱۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفار کے گناہ بدعتیگی کا حساب عطایہ ہو گا۔ اس لئے فرمایا۔ بنادی، تا کہ رسوائی ہو۔ مسلمانوں کے نیک اعمال کا حساب عطایہ گناہوں کا حساب خفیہ ہو گا تا کہ رسوائی نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ کفار کا مذاق اڑانا جائز ہے۔ رب تعالیٰ کا فرمانا میرے شریک کہاں ہیں۔ انہیں شرمندہ کرنے کے لئے ہو گا۔

۱۔ یعنی امت کے نیک و بد اعمال پر ان کے رسول گواہ ہوں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر اپنی امتوں کے عطایہ و خفیہ اعمال سے خبردار ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کی گواہی معتبر ہے۔ ۲۔ صفائی کے گواہ یعنی اپنے جھوٹے مجبوروں برے یاروں کو بلاؤ جو تمہاری صفائی پیش کریں ۳۔ قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چچا۔ مصر کا بیٹا تھا۔ تورات کا بدو عالم تھا۔ بہت حسین، متواضع، خوش خلق تھا۔ مال ملنے پر متعلق ہو گیا۔ سامری کی طرح اس کا نسب یہ ہے۔ قارون بن۔ مصر بن فاحش بن لاوی بن یعقوب علیہ السلام۔ موسیٰ علیہ السلام کا نسب یہ ہے۔ موسیٰ بن عمران فاحش بن لاوی بن یعقوب علیہ السلام (روح) قارون کا لقب منور تھا۔ اس کے صن کی وجہ سے اس لئے قارون کو موسیٰ علیہ السلام کا ہم قوم بتایا گیا۔ ورنہ کافر مومن کا ہم قوم نہیں ہوتا۔ یہاں نسبی قومیت مراوے ہے۔ ۴۔ اس طرح کے مومنوں پر اپنی سر بلندی چاہی اور حضرت ہارون کا منصب اپنے لئے چاہا یعنی ناظم قربانی ہونا کہ تمام بنی اسرائیل کی قربانیاں بارگاہ الہی میں پیش کیا کرے ۵۔ کیونکہ اس کی چالیس چالیس خجروں پر لاوی جاتی تھیں اور ہر چالی ایک پورے خزانہ کی تھی (روح) ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ غشی کی خوشی حرام ہے۔ یعنی اترانا۔ لیکن ہلکری کی خوشی عبادت ہے رب فرماتا ہے تَذَكَّرُ اللَّهُ وَ بَرُوحِيَّتِهِ فَبُذِّلَتْ لَكَ خَيْرٌ حَرْوًا قَارُونَ کی خوشی غشی کی تھی۔ اسی طرح بزم کر کے خوش ہونا حرام ہے۔ عبادت کر کے خوش ہونا بہتر ہے۔ اسی طرح بیجا جز طریقے سے خوش منانا

حرام ہے، جیسے خوشی سے بیجا۔ جائز طور سے خوشی منانا اچھی ہے جیسے خوشی میں حد نہ کرنا وغیرہ ۷۔ اس طرح کہ رب کا شکر کر اور فقراء پر صدقہ و خیرات کرنا کہ یہ مال تیرے ساتھ جاوے ۸۔ عبادت کا یہ کہ انسان جو عبادت کرے رب کے نام پر دے لے وہ اپنا حصہ ہے باقی فیروں کا ہے۔ چاہیے کہ بڑھاپے سے پہلے جو اپنی موت سے پہلے زندگی کو بیماری سے پہلے تندرستی کو، مشغولت سے پہلے فراغت کو غنیمت جانے۔ ۹۔ اللہ کے بندوں پر کہ یہ اللہ تعالیٰ کے احسان کا شکر ہے ۱۰۔ یعنی اپنا مال اور اپنی زندگی گناہوں میں خرچ نہ کر کہ اس سے نساہید اہوتا ہے معلوم ہوا کہ گناہ فساد کا باعث ہیں۔ رب فرماتا ہے مَعْظَمُ الْفَسَادِ فِي الْبَيْتِ مَا كُنْتُ أَنْزِلُ مِنْهُ إِلَّا عِلْمٌ يَأْتِي بِطُغْيَانٍ ۱۱۔ اس علم سے مراد یا علم قرأت یا علم کیا ہے جو اس نے موسیٰ علیہ السلام سے حاصل کیا تھا۔ رات کو چاندی اور تانبے کو سونا بنا لیا تھا۔ یا علم تجارت یا

شَهِيدًا أَفْقَلْنَا هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوا أَنَّ الْحَقَّ

انکال کر فرمائیں گے۔ اپنی دلیل لاؤ تو جان میں ہے کہ حق اللہ کا

بَلَّغَهُمْ مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۱۱۔ اِنْ قَارُونَ

ہے اور ان سے کہوں جائیں گی جو بناؤ میں کرتے تھے کہ بے فس قارون

كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوسَىٰ فَبَغَىٰ عَلَيْهِمْ ۚ وَآتَيْنَاهُ مِنْ

موسىٰ کی قوم سے تھا کہ پھر اس نے ان پر زیادتی کی گئی اور ہم نے اس کو اتنے

الْكُفْرَ مَا اِنْ مَفَاتِحَهُ لَتَنُوزًا بِالْعَصْبَةِ ۚ اُولٰٓئِ

خزانے دیتے ہیں کہ کیا ایک زور آور جماعت پر بھاری تھیں

الْقُوَّةَ اِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللَّهَ لَا

جب اس سے اس کہ قوم نے کہا اترا نہیں تھے شک اندازانے

يُحِبُّ الْفَرَحَ ۚ ۱۲۔ وَابْتَغَىٰ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ

دوں کو دوست نہیں رکھا اور جو مال تجھے اللہ نے دیا ہے اس سے آخرت کا شکر

الْآخِرَةِ وَلَا تَتَسَنَّسْ بِنَصِيبِكَ مِنَ الدُّنْيَا وَاحْسِنِ

طلب کر نہ اور دنیا میں اپنا حصہ نہ بھول ۱۳۔ اور احسان کر

كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفُسَادَ ۚ فِي

جیسا اللہ نے تجھ پر احسان کیا ۱۴۔ اور زمین میں فساد نہ

الْأَرْضِ اِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ۱۵۔ قَالَ

چاہے بے شک اللہ فسادوں کو دوست نہیں رکھتا نہ بولا

اِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ عِنْدِي ۚ اَوَلَمْ يَعْلَم أَنَّ

یہ تو مجھے ایک علم سے ملے جو میرے پاس ہے کہ اور کیا اسے نہیں معلوم کہ

اللَّهُ قَدْ أَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهِ مِنَ الْقُرُونِ مَنْ هُوَ

اللہ نے اس سے پہلے وہ سنیک ہلاک فرمادیں گے جن کی قومیں

(بقیہ صفحہ ۶۳۹) کاشتکاری کا علم یا دوسرے پیشوں کا علم مراد ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ مجھ پر خدا تعالیٰ کا کیا احسان ہے۔ یہ مال تو میں نے اپنے علم کے زور سے حاصل کیا ہے۔ ۱۳۔ قارون کا خیال تھا کہ چونکہ میرے پاس علم 'زور'، 'زور'، 'جنت'، 'جماعت' بہت کافی ہے اس لئے مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا اور نہ مجھ پر عذاب الہی آسکتا ہے۔ اس کے اس خیال کی تردید اس آیت میں فرمائی گئی کہ تجھ سے پہلے کے کفار تجھ سے زیادہ ہنرمند 'زور' آور' تھے والے تھے۔ مگر مخالفت نبی کی وجہ سے جو عذاب آیا تو اسے کوئی دفع نہ کر سکا۔

۱۔ جمع سے مراد جمع مال یا بڑی جماعتیں ہیں اور قوت سے مراد جسمانی قوت و جبروتی ہے۔ یعنی قوم عابد و شہود بڑی بلور تھیں اور نمود والے بڑے مالدار تھے مگر عذاب الہی سے بچ نہ سکے ۲۔ یہ ایک وقت میں ہو گا۔ دوسرے وقت پوچھ گچھ ہوگی۔ یا یہ مطلب ہے کہ رب کو پوچھنے کی ضرورت نہیں، پوچھنا ان کو شرمندہ کرنے کے لئے ہو گا قیامت میں ہر کافر خود اپنے چہرے سے پہچانا جائے گا ہر شخص مومن و کافر کو چہرے سے پہچان لے گا۔ ۳۔ قارون اپنی آخری عمر میں ایک دفعہ ستیج کے دن بہت جاہ و جلال سے اس طرح نکلا کہ خود سفید رنگ کے شجر پر سوار تھا۔ سونے کی زین پر ارفغانی جوڑا اپنے تھا۔ اس کے ساتھ اس کے نوے ہزار لوطی عظام عمدہ لباسوں سے آراستہ جلو میں تھے جو حریر کے لباس پہنے ہوئے تھے، گھوڑوں پر سوار تھے۔ غریبہ بہت شاندار جلوس کے ساتھ نکلا تھا۔ بنی اسرائیل کے ضعیف مومنین، ان کی یہ تماشا بھری تھاتھے سے حتیٰ کہ کفر یا کتبہ کبیرہ نہیں۔ خیال رہے کہ دنیاوی نعمتوں میں غبطہ کرنا بھی منع ہے، دینی امور میں غبطہ حلال، حد مطلق حرام ہے خواہ دنیاوی نعمتوں میں ہو یا اخروی میں۔ غبطہ کے معنی ہیں کسی کی نعمت دیکھ کر اپنے لئے بھی اس کی تمنا کرنی جسے رنگ کئے ہیں حد یہ ہے کہ دوسرے سے نعمت کا زوال اور اپنے لئے اس کا حصول چاہے ۵۔ معلوم ہوا کہ دنیا داروں کی دنیا کو لالچ کی نظر سے دیکھنا اور ان کی دنیا کی تمنا کرنی غلطوں کا کام ہے۔ دنیا میں اپنے سے نیچے کو دیکھے، دین میں اپنے سے اوپر پر نظر کرے، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ۶۔ یعنی ملکہ بنی اسرائیل جنہیں علم حاصل نصیب کیا گیا۔ تم یہ آرزو نہ کرو کہ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ ثواب کے مستحق ہونے کے لئے تین چیزیں درکار ہیں۔ ایمان، نیک عمل اور صبر و شکر۔ ۹۔ قارون کے زمین میں دھنسنے کا واقعہ یہ ہے کہ جب بنی اسرائیل پر زکوٰۃ کا حکم آیا تو قارون موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر بولا کہ میں چوتھائی مال زکوٰۃ نہیں دے سکتا، ہاں اگر آپ فرماؤ تو ہزاروں

أَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَآَنْتَرَجَمْعًا وَلَا يُسَلِّ عَنْ ذُنُوبِهِمْ

اس سے سخت تھیں اور جمع اس سے زیادہ مل اور مہربوں سے ان کے عذاب ہوں گی

الْمُجْرِمُونَ ۝ فَخَرَجَ عَلَى قَوْمِهِ فِي زِينَتِهِ قَالَ

بلوچہ نہیں کہ تو اپنی قوم پر نکلا اپنی آرائش میں کہ بولے

الَّذِينَ يُرِيدُونَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا يَلِيتَ لَنَا مِثْلَ

وہ جو دنیا کی زندگی چاہتے ہیں کہ کسی طرح ہم کو بھی ایسا ملتا ہو

مَا أَوْتِي قَارُونُ إِنَّهُ لَذُو حَظٍّ عَظِيمٍ ۝ وَقَالَ الَّذِينَ

قارون کو ملتا بیشک اس کا بڑا نصیب ہے اور بولے وہ ہمیں

أُوتُوا الْعِلْمَ وَبِكُمْ ثَوَابُ اللَّهِ خَيْرٌ لِّمَنْ أَمَنَ وَ

علم دیا گیا کہ خرابی ہو تمہاری کہ اشد کا ثواب بہتر ہے اس کے لئے جو ایمان لائے اور

عَمِلَ صَالِحًا وَلَا يُلْقِيهَا إِلَّا الصَّابِرُونَ ۝ فَخَسَفْنَا

اچھے کام کرے اور یہ انہیں کو ملتا ہے جو صبر والے ہیں تو ہم نے اسے

بِهِ وَبَدَأْ سِرَّهُ الْأَرْضَ فَمَا كَانَ لَهُ مِنْ فِئَةٍ

اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا تو اس کے پاس کوئی جماعت نہ تھیں

يَبْصُرُونَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُتَنَصِّرِينَ ۝

کہ اللہ سے بھانسنے میں اس کی مدد کرتی اور نہ وہ بدلے سکا

وَأَصْبَحَ الَّذِينَ تَمَتُّوا مَكَانَهُ بِالْأَمْسِ يَقُولُونَ

اور کل میں نے اس کے مرتبہ کی آرزو کی تھی صبح پہنے تھے کہ جب بات ہے

وَيَكُنَّ اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ

اللہ رزق وسیع کرتا ہے اپنے بندوں میں جس کے لئے چاہے

وَيَقْدِرُ لَوْ أَنَّ مِّنَ اللَّهِ عَلِيمًا لِّخَسَفٍ بَنًا

اور تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر اللہ ہم پر احسان نہ فرماتا تو میں بھی دھنسا دیتا

مترجم

حصہ نکال سکتا ہوں۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ اتنا ہی لا۔ جب گھر جا کر ہزاروں حصہ کا حساب لگایا تو یہ بھی بہت زیادہ ہوا۔ اس کی بھی بہت نہ ہوئی۔ آخر کار اپنے دوستوں کو جمع کر کے بولا کہ اب موسیٰ علیہ السلام تمہارے مالوں پر قبضہ کر کے تم کو فقیر بنا دیتا چاہتے ہیں کوئی ایسی تدبیر کرو کہ موسیٰ علیہ السلام کا وقار بنی اسرائیل کے دلوں سے جاتا رہے۔ آخر تدبیر یہ سوچی کہ موسیٰ علیہ السلام کو بھرے مجمع میں زنا کا الزام لگایا جائے۔ ایک حینہ جیلہ عورت کو ہزار اشرفیاں نظر دے کے اور بہت سے دھوے کر کے تمہارے لگانے پر آمادہ کر لیا۔ دوسرے دن بنی اسرائیل کو جمع کر کے موسیٰ علیہ السلام کو وعظ کے بہانے سے بلایا۔ آپ نے مجمع کے سامنے وعظ فرمایا جس میں جرموں کی سزاؤں کا ذکر فرماتے ہوئے فرمایا کہ زانی اگر اتوار ہو گا تو اسے سو کوڑے مارے جائیں گے۔ اگر شادی شدہ ہو گا تو سنگسار کیا جائے گا۔ اس پر قارون

(بقیہ صفحہ ۶۳۰) بولا کہ یہ حکم اوروں کے لئے یا آپ کے لئے بھی۔ فرمایا سب کے لئے۔ وہ بولا کہ بنی اسرائیل کا خیال ہے کہ آپ نے معاذ اللہ فلاں عورت سے..... آپ نے فرمایا کہ اس عورت کو بلاؤ۔ وہ آئی کلیم اللہ کی بیعت دل پر چھائی اور بولی کہ مجھے قارون نے ہزار اشرفیاں دے کر کہا تھا کہ میں آپ پر بستان لگا دوں۔ مگر آپ بچے ہیں اور بے عیب ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے سجدہ میں گر کر رب کی بارگاہ میں قارون کے لئے بددعا کی حکم الہی پہنچا کہ زمین آپ کے قبضہ میں ہے آپ جو حکم کریں گے وہ کرے گی۔ آپ نے سجدہ سے سر اٹھایا اور فرمایا کہ جو قارون کے ساتھ ہو وہ اس کے پاس بیٹھا رہے جو اس سے بیزار ہو علیحدہ ہو جائے یہ سن کر قارون کے سارے دوست اس سے علیحدہ ہو گئے سوائے دو کے اس کے ساتھ کوئی نہ رہا۔ پھر آپ نے فرمایا اے زمین انہیں پکڑ لے۔ وہ گھٹنوں تک دھنسن گئے۔ پھر فرمایا۔ پکڑ لے۔ وہ گھٹے گئے دھنسن گئے بعض لوگوں نے کہا کہ آپ قارون کے مل پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں تو فرمایا کہ اے زمین تو قارون کے خزانے، مکانات کو بھی پکڑ لے چنانچہ وہ سب زمین میں دھنسن گئے اور زمین ان پر زبیر ہو گئی ۱۰۔ کل سے مراد گزشتہ قریبی زمانہ ہے۔ ۱۱ یعنی آج ہماری آنکھیں کھل گئی کہ زیادہ مال مل جانا رب تعالیٰ کی رضا مندی کی دلیل نہیں اللہ ایمان نصیب کرے

۱۔ معلوم ہوا کہ فرض کا انکار، نبی کو الزام لگانا کفر ہے کہ قارون کو رب نے کافروں کے زمرے میں داخل فرمایا۔ ۲ یعنی جنت ان مومنوں کو عطا ہو گی جو دنیا میں راضی برضا الہی رہے اور اپنے نفس کے لئے برائی کے مظاہر نہ ہوئے نہ زمین میں فساد پھیلاتے رہے۔ ۳ معلوم ہوا کہ نفسانی بوائی چاہتا فساد کا ذریعہ ہے۔ دینی بوائی کی کوشش کرنا عبادت ہے رب فرمانا ہے۔ وَابْتَغُوا الْوَسِيلَةَ اِلَيْهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۳۔ معلوم ہوا کہ کبھی دنیا میں اگرچہ ظالم و فاسق کا عروج عارضی ہو جاتا ہے مگر آخر کار رب کے مقبولوں کا عروج دائمی ہوتا ہے۔ باطل ہلکے ہے حق سورج باطل پانی کا بجاک ہے حق نہ کاموتی ۵۔ یعنی جو قیامت میں ایمان اور نیک اعمال لے کر ہمارے الہی میں حاضر ہو گا اس کو ایسی بھلائی ملے گی جو خیال و گمان سے بالاتر ہے ایک بھلائی کا بدلہ کم از کم دس گنا زیادہ کی انتہا نہیں۔ پھر وہ دائمی ہے جس کو قاتل نہیں۔ اور دیدار الہی اور لقاء خیال مصطفویٰ اس کے علاوہ ہے غرضیکہ اس کا مکافہ بیان ناممکن ہے۔ ۶ اس سے دو سکے ہوئے ایک یہ کہ گناہ کا بدلہ خود گناہ کو ملے گا۔ ایک کے لئے میں دوسرا گرفتار نہ ہو گا۔ دوسرے یہ کہ گناہ میں رب تعالیٰ زیادتی نہ فرمائے گا کہ یہ خلاف عدل ہے۔ ایسے ہی کسی کو بغیر گناہ نہ پکڑے گا۔ لہذا انکار کے چھوٹنے کے

۱۱

۱۱	۶۳۱	الحق خلقی ۲۰
<p>وَيَكُنْ لَهُ الْيُفُكُ الْكَافِرُونَ تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ اے ہم کافروں کا بھلا نہیں ہے آخرت کا محنت ہم ان کے لئے</p> <p>نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ کرتے ہیں جو زمین میں تکبر نہیں چاہتے اور نہ</p> <p>وَلَا فُسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ۸۶ مَن جَاءَ فساد نہ اور عاقبت پرہیزگاروں ہی کی ہے جو</p> <p>بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِنْهَا وَمَن جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ بھی لائے اس کے لئے اس سے بہتر ہے اور جو بدی لائے</p> <p>فَلَا يُجْزَى الَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ إِلَّا مَا كَانُوا تو بد کام والوں کو بدلہ نہ ملے گا مگر جتنا کیا</p> <p>يَعْمَلُونَ ۸۷ إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ حقانہ ہے شک جس نے تم پر قرآن فرض کیا ہے</p> <p>لَرَأَدُكَ إِلَىٰ مَعَادٍ قُلْ رَبِّي أَعْلَمُ مَن جَاءَ بِالْهُدَىٰ وہ جس پھر لے جائے گا جہاں پھرنا چاہتے ہو تم فرماؤ میرا رب غیب جانتا ہے اے محمد</p> <p>وَمَن هُوَ قُلٌّ ضَلِيلٌ مُّبِينٌ ۸۸ وَمَا كُنْتَ تَرْجُو لایا اور جو کھلی گمراہی میں ہے تم اور تم احمد نہ رکھتے تھے</p> <p>أَنْ يُبَلِّغَ إِلَيْكَ الْكِتَابَ الْآرْحَمَةُ مِّنْ رَبِّكَ کہ کتاب تم پر بھیجی جائے گی نہ ہاں تمہارے رب نے رحمت فرمائی</p> <p>فَلَا تَكُونَنَّ ظَهِيرًا لِلْكَافِرِينَ ۸۹ وَلَا يَصُدُّكَ عَنْ تو تم ہرگز کافروں کی پشتی نہ کرنا لے اور ہرگز وہ نہیں اللہ کی آیتوں</p> <p>آيَةِ اللَّهِ بَعْدَ إِذْ أَنْزَلْتُ إِلَيْكَ وَأَدْعُ إِلَىٰ رَبِّكَ سے نہ روکیں بعد اُنکے کہ وہ تمہاری طرف ہماری طرف لے لے اور اپنے رب کی طرف بلاؤ گے</p>		
مَنْزِلہ		

لا کہیں میں فوت ہو گئے، دوزخ میں ہیں نہ جہنم میں نازل ہوئی جبکہ حضور ہجرت فرما کر مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ جا رہے تھے اور آپ کو ابراہیمی شہر کے چھوڑنے کا مال تھا اس آیت میں وعدہ فرمایا گیا کہ ہم آپ کو پھر مکہ معظمہ واپس فرمائیں گے نہایت شان و شوکت کے ساتھ چنانچہ رب نے اپنا یہ وعدہ پورا فرمایا اور حضور نے مکہ معظمہ فتح کیا (غزائیں) ۸۔ جو کوئی سفر کو جاتے وقت یہ دعا پڑھ کر گھر سے نکلے گا انشاء اللہ بخیر و خوبی کامیابی کے ساتھ لوٹے گا۔ جیسا کہ آگاہے دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم پھر مکہ میں قحطانہ شان سے داخل ہوئے۔ ۹۔ کفار مکہ نے حضور سے عرض کیا تھا کہ اَللّٰهُمَّ ضَلِّلْ مُّبِیْنِ آپ کھلی گمراہی میں ہیں (نعم اللہ) ان کے جواب میں یہ آیت کریمہ اتری جس میں فرمایا گیا کہ تم اس کا پتہ نہیں لگا سکتے کہ گمراہی میں کون ہے اور ہدایت پر کون، رب تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

(بقیہ صفحہ ۶۳۱) اس کا مطلب یہ نہیں کہ حضور کو بھی خبر نہیں کہ میں بدایت پر ہوں یا نہیں اور کفار گمراہ ہیں یا نہیں۔ رب نے تمہیں کھا کر ارشاد فرمایا کہ اے محبوب تم سیدھے راستے پر ہو، تم رسول ہو۔ حضور کو تمام انسانوں کی خبر ہے کس کا خاتمہ ایمان پر ہو گا کس کا کفر پر اس کی تفصیل ہماری کتاب جاہ الحق میں ملاحظہ کرو۔ یعنی ظاہری اسباب کے خلاف سے آپ کو نبوت کی امید نہ تھی۔ صرف خدا کی رحمت سے، امید تو کیا تھی تھا کہ اگر آپ کی نبوت نہ تو حضرت ہارون کی طرح کسی کی دعا سے حاصل ہوئی نہ حضرت یحییٰ و سلیمان علیہم السلام کی طرح بطور میراث ملی بلکہ صرف اللہ کی رحمت سے ملی۔ لہذا اس آیت سے یہ ثابت نہیں ہو گا کہ آپ اپنی نبوت سے خبر تھے۔ آپ کو تو یحییٰ ہی سے بعد جبر سلام کرتے تھے اور رسول اللہ کہہ کر پکارتے تھے۔ بخیرہ راہب نے یحییٰ شریف میں ہی آپ کی نبوت کی خبر دی تھی۔ خود فرماتے ہیں۔ "كُنْتُ نَبِيًّا زَادَنِي لَمْ تُجِدْ فِيَّ طَبِئَةً"۔

ظاہر اس میں خطاب حضور کو ہے مگر درحقیقت مسلمانوں کو ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کی مدد عموماً اور مسلمانوں کے مقابلہ میں خصوصاً سخت جرم ہے، ہاں اگر اس مدد سے ان کو اسلام کی طرف مائل کرنا ہو تو یہ مدد نہیں ۱۲۔ یعنی کفار کی جو اس کی طرف ایسا التفات نہ کرو جس سے رب کے ذکر میں فرق آئے ۱۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور تمام خلق کے دائمی رسول ہیں کیونکہ یہاں یہ نہ فرمایا کہ فلاں وقت تک فلاں قوم کو بلاؤ۔ یعنی ہمیشہ ساری مخلوق کو بلاؤ۔ آج بھی حضور سب کو اللہ کی طرف بلا رہے ہیں۔ علماء صوفیاء، مشائخ انہیں کے دروازے کے چاکر ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھ گنہگار کو بھی ان کا چاکر بنائے دوسرے یہ کہ اور انبیاء کرام رب کی صفات کی طرف مخلوق کو دعوت دیتے تھے۔ حضور رب کی ذات کی طرف بلاتے ہیں۔ رب نے فرمایا۔ یا عیسا ابی اللہ!

۱۔ نہ عقائد میں نہ اعمال میں نہ صورت میں نہ میراث میں۔ ۲۔ یہ آیت تمام ان آیات کی تفسیر ہے جن میں ماسوی اللہ کو پکارنے سے منع فرمایا گیا۔ اس آیت نے بتا دیا کہ کسی کو اللہ کہہ کر پکارنا منع ہے نہ کہ فقط پکارنا ۳۔ یعنی خدا کے سوا ہر چیز قابلِ بلاذات ہے اگرچہ بعض پر قادر طاری نہ ہو۔ جو فانی اللہ ہوں انہیں بھی رب تعالیٰ بتاء عطا فرماتا ہے۔ ۴۔ حکم کوئی صرف رب کا ہے فرشتے، اولیاء، انبیاء اس کے زیرِ فرمان ہیں۔ ہاں احکام حقیقۃ اللہ کے ہیں اگرچہ مجازاً "پادشاہ، حکام، دائرہ بھی حاکم ہیں ۵۔ یعنی ابھی کہہ رہی تھا کہ دوڑو مگر آخر کار تمہیں رب کی طرف لوٹنا و رجوع کرنا ہے۔ مومن بفضلِ تعالیٰ دنیا ہی میں رجوع الی اللہ کر لیتے ہیں ۶۔ یہ آیت ان مسلمانوں کے حق میں نازل ہوئی جو کفار مکہ کی سختی پر کبھی دلی شک

وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُنْشَرِكِينَ ۝ وَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ

اور ہرگز شرک والوں میں نہ ہونا اور اللہ کے ساتھ دوسرے خدا کو

لَهَا آخِرًا إِلَهَ إِلَّا هُوَ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ

نہ ہونا نہ اس کے سوا کوئی خدا نہیں ہر چیز فنا ہے سوا اس کی ذات کے نہ

لَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝

اسی کا حکم ہے نہ اور اس کی طرف پھر جانا کرے

إِنَّا نَحْنُ ۶۹ ۲۹ سُورَةُ الْعَنْكَبُوتِ مَكِّيَّةٌ ۸۵ رُكُوعَاتُهَا

سورۃ عنکبوت مکی ہے ۲۹ آیتیں ۸۵ آیتیں ۸۵ رکوع ہیں ۸۵

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع ہو نہایت مہربان رحم والا

الْع ۱ أَحْسِبَ النَّاسَ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا

کہاں اس گھنڈ میں رہے کہ اتنی بات پر چھوڑ دیتے ہیں کہ کہیں ہم ایمان لائے

وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ ۵ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ

تھے اور ان کی آزمائش نہ ہوگی نہ اور یہ شک ہم نے ان سے انہوں کو پامال نہ

فَلْيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلْيَعْلَمَنَّ الْكَذِبِينَ

تو ضرور اللہ سچوں کو دیکھے گا اور ضرور جھوٹوں کو دیکھے گا

أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ أَنْ يَسْبِقُونَا

ہاں کہے ہوئے ہیں وہ جو بوسے کا کرتے ہیں لاکھ ہم سے کہیں نہیں بھاگیں گے

سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ۶ مَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ اللَّهِ

کیا ہی برا حکم دیتے ہیں جسے اللہ کے ملنے کی امید ہو

فَأَنْ أَجَلُ اللَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۷

اگر بے شک اللہ کی معاد ضرور آنے والی ہے کہ اللہ وہی جانتا ہے

ہو جاتے تھے۔ جس میں فرمایا گیا کہ گمراہ نہیں، یہ تمہارے ایمان کا امتحان ہے، کیونکہ یہ آیت مکی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کا بقدرِ قوت ایمانی کے امتحان لینا، قانونِ الٰہی ہے۔ بیماری، ناواری، غربت، مصیبت، یہ سب رب کی آزمائشیں ہیں جن سے تجھ و منافق ممتاز ہو جاتے ہیں۔ مومن راضی برضا رہتا ہے۔ ۸۔ کہ کوئی اللہ کا بندہ آدے سے چڑا گیا۔ بعض لوہے کی گھنٹیوں سے پرزے پرزے کئے گئے بعض کو آگ میں ڈالا گیا۔ بعض کو حکم دیا گیا کہ اپنے بچے کو اپنے ہاتھ سے زن کر مگر وہ حضرات استقامت کے پہاڑ ثابت ہوئے ۹۔ یہاں علم کا ترجمہ دیکھنا نہایت ہی مناسب ہے اسے علمِ ظہور کہتے ہیں کیونکہ رب تعالیٰ کا علم تو قدیم ہے۔ مگر دیکھنا ظہور کے بعد ہی ہوتا ہے۔ بعض نے فرمایا کہ اللہ کے جاننے سے اللہ کے قبولِ بندوں کا جانا مراد ہے۔ آگ میں جا کر سونے کا میل دور ہو جاتا ہے۔ ۱۰۔ یعنی

(تقریباً ۶۳۲) یہ آزمائشیں تمہارے سچا چھوٹا ہونے کی علامات ہیں۔ خیال رہے کہ یہ علامات ہمارے علم کے لئے ہیں نہ کہ رب کے علم کے لئے۔ ان آزمائشوں مقصد یہ ہے کہ کل قیامت میں کسی کی سزایا جزا پر دوسروں کو اعتراض نہ ہو۔ مثلاً امام حسین کو جب اہل جنت کی سرداری دی جائے تو وہ سزا یہ نہ کہہ سکے کہ ہمیں سرداری کیوں نہ ملی کہلانے ان کا استحقاق ظاہر کر دیا۔ کفر و شرک اور کفر کے ساتھ گناہ اس میں توجہ کفار کی طرف ہے نہ کہ مومن گنہگار کی طرف۔ اس طرح کہ ہم ان سے بدلہ لینے پر قادر نہ ہوں، یا اس طرح کہ وہ کسی اور کی مملکت یا کسی دوسرے اللہ کی بناہ گاہ میں پہنچ جائیں۔ یہاں امید، یعنی یقین ہے، یا امید سے رب تعالیٰ کی رحمت کی امید مراد ہے۔ یعنی جسے امید ہو کہ میں حق تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہوں گا اور وہ میرے گناہ بخش دے گا تو اس کی یہ امید حق ہے واقعی وہ بخور رحیم ہے۔ ۱۴۔ اللہ کی مہاد سے مراد قیامت ہے، یا ہر شخص کی موت، یعنی انسان کو چاہیے کہ اس کی تیاری کرے۔ صرف زبان سے قیامت کا اقرار کر لینا اور تیاری نہ کرنا سخت قحطی ہے۔

۱۔ اس کو شش میں تمام بدنی، مالی عبادات داخل ہیں۔ یعنی تمہاری عبادات کا بدلہ تم ہی کو ملے گا۔ رب تعالیٰ کا اس میں کوئی فائدہ نہیں۔ لہذا اس آیت سے ایصال ثواب کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ اسی لئے آگے رب کی بے پروائی کا ذکر ہوا۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض نیکیاں بعض گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہیں جیسے بعض گناہ نیکیوں کو برابہ کر دیتے ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ اور فرماتا ہے۔ اِنَّ الْاَعْمَالَ بِذُنُوبٍ اَشْيَابُ ۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ایمان و عمل سے دو فائدے ہوں گے ایک گناہوں کی معافی دوسرے اجر کا ملنا۔ دوسرے یہ کہ کسی کو ثواب بقدر عمل نہ ملے گا بلکہ بہت زیادہ ملے گا۔ رب ہم کو دیکھ کر اجر نہ دے گا بلکہ اپنی شان کے مطابق دے گا۔ ۴۔ یہ آیت حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔ یہ اپنی والدہ کے بونے فرمانبردار تھے۔ جب ایمان لائے تو ان کی ماں نے کہا کہ اسلام چھوڑ دو ورنہ میں نہ کھاؤں گی نہ پیوں گی نہ سایہ میں بیٹھو گی، سوکھ کر مر جاؤں گی اور میرے خون کا وبال تم پر ہو گا۔ یہ کہہ کر اس نے کھانا پینا چھوڑ دیا۔ دھوپ میں بیٹھ گئی، چوبیس گھنٹے اسی حال میں رہی اور بہت ضعیف ہو گئی۔ آپ نے فرمایا کہ اماں اگر تیری سوا جائیں بھی ہوں اور ایک ایک کر کے سب قربان ہو جائیں تو بھی میں ایمان نہ چھوڑوں گا۔ جب ماں مایوس ہو گئی تو اس نے کھانا پینا شروع کر دیا، اس موقع پر یہ آیت کریمہ اتری (خزائن الغرر) ۵۔ معلوم ہوا کہ ماں باپ کا مادی پروری حق ضرور ادا کرے اگرچہ

۶۳۲
۱۹ النکبات
۲۰

وَمَنْ جَاهَدْ فَإِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهِ إِنَّ اللَّهَ

اگر جو اللہ کی راہ میں کوشش کرے تو بس ہی مجھ کو کوشش کرنا ہے بلکہ اللہ

لَغَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ ۝ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

اپنے پروردگار سے سارے جہان سے اور جو ایمان لائے اور اچھے

الصَّالِحَاتِ كُنُفَرًا عَنْهُمْ سَيَأْتِيهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ

کام کئے ہم ضرور انکی برائیوں اتار دیں گے بلکہ اور ضرور انہیں اس کام

أَحْسَنَ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ

دوسرے دے دیں گے جو ان کے سب کاموں میں اچھا تھا اور ہم نے آدمی کو تاکید کی کہ

بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ۝ وَإِنْ جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِي

اپنے ماں باپ کے ساتھ چھوٹی کی ش اور اگر وہ تجھ سے کوشش کریں کہ تو ہمارے شرک

مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا إِلَىٰ فَرْجِ عَمَلٍ

نہارا جسے کما حقے علم نہیں تو تو ان کا کہا نہ مان ش میری ہی عزت تمہارا

فَأَنبَأَكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ وَالَّذِينَ آمَنُوا

پھر نابے تو میں بتا دوں گا انہیں جو تم کرتے تھے اور جو ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصَّالِحِينَ ۝

اور اچھے کام کئے ضرور ہم انہیں نیکیوں میں شامل کر دیں گے ۱۹

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ فَإِذَا أُوذِيَ

اور بعض آدمی کہتے ہیں ہم اللہ پر ایمان لائے پھر جب اللہ کی راہ میں انہیں کوئی

فِي اللَّهِ جَعَلَ فِتْنَةً لِلنَّاسِ كَعَذَابِ اللَّهِ وَلَٰكِنْ

تکلیف دی جانے ہے تو لوگوں کے فتنہ کو اللہ کے عذاب کے برابر سمجھتے ہیں نہ اور

جَاءَ نَصْرٌ مِّن رَّبِّكَ لَيَقُولُنَّ إِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ

اگر تمہارے رب کے پاس سے مدد آئے لہٰذا تو ضرور کہیں گے ہم تو تمہارے ہی

دہ کافر ہوں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حق فرزند ہی ہر قوم میں ملایا گیا ہے۔ اسی لئے زَقَيْنَا اَوْثَانًا فرمایا گیا یہ بھی معلوم ہوا کہ احکام شرعی کے مقابلہ میں کسی قریبہ ار کا کوئی حق نہیں جیسا کہ آیت سے معلوم ہو رہا ہے۔ لہذا ماں باپ کے کہنے پر شرعی احکام نماز وغیرہ نہ چھوڑے ۶۔ شرک سے مراد مطلقاً کفر ہے۔ یعنی ماں باپ کے کہنے سے کفر نہ کرنا۔ جب کفر میں ماں باپ کی بھی اطاعت نہیں تو کسی دوسرے کا ذکر کیا ہے۔ ۷۔ ماں باپ کے کہنے سے ایمان نہ چھوڑے نہ فرض عبادت۔ نفل عبادت ماں کے منع پر چھوڑے حج نفل کے لئے سفر پیر ماں باپ کی اجازت کے نہیں کر سکتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان میں تقلید جائز نہیں۔ ۸۔ یہ آیت کچھلی آیت کی دلیل ہے کہ چونکہ تمہیں رب کی طرف ہی رجوع کرنا ہے لہذا تمہیں لازم ہے کہ کسی کو راضی کرنے کے لئے اسے ناراض نہ کرو۔ ۹۔ یعنی نیک کاروں کا

۱۔ یعنی جس گنہگار مومن کو چاہے عذاب دے اور جسے چاہے رحم سے بخش دے اس میں انبیاء کرام اور جن کی مغفرت کے وعدہ ہو چکا ہے وہ داخل نہیں۔ ایسے ہی کفار بھی اس میں داخل نہیں۔ کیونکہ ان پر مومن کا عذاب اور کفار کی مغفرت ناممکن قطعی ہے۔ لہذا اس آیت کو امکان کذب کی دلیل نہیں بتایا جاسکتا کیونکہ یہاں امکان کا ذکر نہیں وقوع کا ذکر ہے اس سے کذب باری تعالیٰ کا وقوع لازم آجائے گا۔ (نور البیان) اگلی آیت میں اس کی تفسیر فرمادی ہے۔ ۲۔ یعنی اگر تم بغرض حال آسمان پر پہنچ جاؤ پھر بھی اس سے نہیں بچ سکتے، یا یہ مطلب ہے کہ آسمان و زمین والے اس کے قبضہ سے باہر نہیں۔ ۳۔ ان جیسی آیتوں میں خطاب کفار سے ہے کہ

تمہارے لئے مددگار کوئی نہیں۔ اس کی تفسیر وہ آیت ہے
وَمَا يُلْقِيهِمْ مِنَ الْأَمْثَالِ يَا يَهُودُ کہ اللہ کے مقلد ہو کر تمہارا مددگار کوئی نہیں مومنوں کے لئے اللہ کی طرف سے بہت مددگار ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ إِنَّمَا نَقِصُّكُمْ لَكُمْ دَرَسًا دُونَ دَرَسٍ کوئی کام بغیر مددگار نہیں ہوتا۔ یہ ہی آخرت میں ہو گا۔ دنیا آخرت کا نمونہ ہے۔ ۳۔ اس طرح کہ قرآن شریف اور قیامت کے انکاری ہو گئے۔ ۴۔ یعنی کفار، منکرین قیامت اللہ کی رحمت سے مایوس ہیں وہ اپنے کسی نیک عمل کی جزاء و ثواب کے قائل نہیں کیونکہ جب وہ قیامت اور جنت کے ہی منکر ہیں تو رحمت الہی اور جزاء کے قائل کیسے ہو سکتے ہیں۔ یہ آیت کریمہ ان کفار کے متعلق ہے جو موت کے وقت جسم و روح دونوں کو فنا مانتے ہیں اور ثواب وغیرہ کے بالکل قائل نہیں مشرکین ہندو ثواب کے قائل ہیں مگر اور لوگوں کے ذریعہ اسی دنیا میں محظوم ہوا کہ رب سے ناامیدی کفر ہے اور ناامید کافر ہے۔ اس ناامیدی پر سخت عذاب ہو گا۔ ۶۔ اس طرح کہ

زندہ آگ میں ڈال دو، خیال رہے کہ اسلام میں کسی جاندار کو زندہ جلانا منع ہے۔ اس قوم کے سرداروں نے ماتحتوں سے یہ کہا تھا معلوم ہوا کہ ہارنے والا لڑائی پر آمادہ ہو جاتا ہے جواب نہیں دیتا۔ یہ بھڑکی دلیل ہے کہ یہاں تھوڑی سی عبارت پوشیدہ ہے۔ یعنی انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کو بھڑکی آگ میں ڈال دیا۔ ہم نے اس آگ کو گلزار بنا دیا اور انہیں بچا لیا سبحان اللہ! اس کی تفسیر دوسری آیات ہیں ۸۔ کیونکہ اتنی زیادہ اور اتنی تیز آگ کا پل بھر میں ٹھنڈا ہونا اور وہاں گلشن و باغ لگ جانا اور یہ سب کچھ ایک پلک جھپکنے سے پہلے ہو جانا اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ ظاہر کر رہا ہے۔ مگر مومنوں کے لئے ۹۔ یعنی تمہارا ان عبودوں سے دوستی عارضی ہے۔ بعد موت تم ان دشمن ہو جاؤ گے۔ محظوم ہوا کہ مومن کو جو اللہ سے محبت ہے۔ بعد موت اور زیادہ ہو جاتی ہے۔ محبتیں نہیں۔ یا بہت پرستوں کی آپس کی دوستی عارضی ہے۔ بعد موت ایک دوسرے کے دشمن ہو جائیں گے۔ محظوم ہوا

تَشَاءُ وَيَرْحَمُ مَنْ يَشَاءُ وَإِلَيْهِ تُقْلَبُونَ ﴿۱۷﴾ وَمَا

جسے چاہے اور رحم فرماتا ہے جس پر چاہے اور انہیں اس کی طرف لوٹتا ہے اور نہ تم

أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ

زمین میں قایم سے نکل سکتے اور نہ آسمان میں کہ

وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ﴿۱۸﴾

اور تمہارے لئے اللہ کے سوا کوئی کام نہ کرنے والا اور نہ مددگار نہ

وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَلِقَائِهِ أُولَٰئِكَ

اور وہ جنہوں نے میری آیتوں اور میرے لئے کو نہ مانا کہ وہ میں

يَسْأَوْنَ مِنْ رَحْمَتِي وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۱۹﴾

جنہیں میری رحمت کی آس نہیں اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے کہ

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا اقْتُلُوهُ أَوْ

تو اس کی قوم کو کچھ جواب نہ آیا مگر یہ کہ بے انہیں قتل کر دیا

حَرِّقُوهُ فَأَنْجَاهُ اللَّهُ مِنَ النَّارِ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ

جلا دیا تو اللہ نے اسے آگ سے بچا لیا کہ اس میں ضرور

لَايَةُ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿۲۰﴾ وَقَالَ إِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ

نفا نیاں میں ایمان والوں کے لئے کہ اور ابراہیم نے فرمایا کہ تو اللہ کے

مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْ ثَنَاءً مَوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيَاةِ

سوا یہ بت چلائے ہیں جن سے تمہاری دوستی نہی دنیا کی زندگی

الدُّنْيَا ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُم بِبَعْضٍ

تک ہے کہ پھر قیامت کے دن تم میں ایک دوسرے کے ساتھ کفر کر پکارت

وَيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا وَمَأْوَاكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ

اور ایک دوسرے پر لعنت ڈالے گا اور تم سب کا ٹھکانہ جہنم ہے لہذا اور تمہارا کوئی

مستند ۵

کہ مومنین کی دوستیاں موت سے ختم نہیں ہوتیں بلکہ بڑھ جاتی ہیں۔ اور آخرت میں کام آتی ہیں۔ ۱۰۔ معلوم ہوا کہ عاقبت میں دنیاوی دوستیاں ختم ہو جائیں گی۔ ایمانی دوستی قائم رہے گی۔ رب فرماتا ہے الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِينَ ۱۱۔ یعنی تم بھاریوں پر اور بھاریوں پر یا بعض بت پرست بعض پر ۱۲۔ جنوں کا بھی بھاریوں کا بھی بہت عذاب دینے کے لئے اور بھاری عذاب پانے کے لئے دوزخ میں جائیں گے۔

انہ نہ یہ بت نہ شمارے سردار کیلکہ وہ خود گرفتار ہوں گے۔ اور جب ابراہیم علیہ السلام آگ سے سلامت نکل آئے تو یہ مجروحہ دیکھ کر۔ ۳۔ لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بچے یا بھانجے تھے۔ (روح) ہاران کے فرزند تھے۔ حضرت ابراہیم پر سب سے پہلے لوط علیہ السلام ایمان لائے۔ یعنی ایمان شریٰ ورنہ تبلیغ سے پہلے اصل تصدیق تو آپ کی والدہ کو حاصل ہوئی۔ جیسے ہمارے حضور پر عطاء نبوت کے بعد اصل تصدیق حضرت خدیجہ کو پہلے حاصل ہوئی اور تبلیغ کے بعد ایمان شریٰ پہلے ابو بکر صدیق کو ۳۱۔ چنانچہ آپ نے حضرت لوط اور بی بی سارہ کے ساتھ عرق سے شام کی طرف ہجرت کی۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ہجرت

سخت انبیاء ہے۔ دوسرے یہ کہ ایسی جگہ چلا جانا جہاں رب کی محبت میں روک ٹوک نہ ہو۔ دراصل رب کی طرف جانا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہاں رب نہیں ہے، جہاں چلنا چاہیں وہاں رب ہے ۳۲۔ لہذا اس ہجرت کے حکم میں ہزاراں حکمتیں ہیں ۳۳۔ حضرت سارہ کے حکم سے اسحاق علیہ السلام اور اسحاق علیہ السلام کی صلب سے یعقوب علیہ السلام۔ چونکہ ان دونوں بزرگوں کی پیدائش آپ کی نہایت ضعیف عمریٰ سن ایسا کے زمانہ میں ہوئی، اس لئے ان کا خصوصیت سے ذکر فرمایا۔ ورنہ آپ کے فرزند حضرت اسماعیل، مدین و مدائن بھی ہیں۔ ۳۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد نبوت ان کی اولاد سے خاص کر دی گئی۔ لہذا مرزا نبی نہیں کیونکہ اولاد ابراہیم سے نہیں ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بزرگوں کی اولاد ہونا بھی رب کی نعمت ہے جب کہ ایمان کے ساتھ ہو۔ صواعق عرقہ میں ابن حجر نے فرمایا کہ قیامت تک قلب الاقطاب سید ہو گا۔ یہ درجہ رب نے حضور کی اولاد کے ساتھ خاص کر دیا۔ حضور غوث پاک حنیٰ صغریٰ سید ہیں ۳۵۔ اس طرح کہ انہیں پاک اولاد بخشی۔ نبوت ان کی اولاد سے خاص فرمادی۔ قیامت تک ہر دین میں ان کا ذکر خیر رکھا ان کی سنتیں قائم فرمائیں۔ ہمارے حضور کے ساتھ ان کا نام بھی درود ابراہیمی میں رکھا۔ سب سے بڑی بات یہ کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی اولاد میں پیدا فرمایا۔ مراسم حج میں ان کی یادگاریں قائم رکھیں ۳۸۔ اولوالعزم پیغمبروں سے ہوں گے ۳۹۔ یعنی جس قوم کے آپ نبی تھے ان سے فرمایا، ورنہ لوط علیہ السلام نہ اس قوم کے خاندان سے تھے نہ وطن والوں سے۔ آپ عراق سے تشریف لائے تھے، یہ لوگ شام کے علاقے کے تھے۔ قوم کے بہت معنی آتے ہیں۔ ۴۰۔ معلوم ہوا کہ لواطت قوم لوط سے پہلے کسی نے نہ کی اور کوئی جانور بھی یہ کام نہیں کرتا۔ لوطی آدمی جانوروں سے بدتر ہے۔ اسے فاحشہ اس لئے فرمایا کہ اس فعل کی برائی ہر عقلمند جانتا مانتا ہے۔ ۴۱۔ اس طرح کہ مسافروں

۲۰ احسان حاقی
۶۳۷
المکتوبات ۲۱

مَنْ يُصْرِبْ ۱۵ قَامَنَّ لَهُ لُوطٌ وَقَالَ إِنِّي مُهَاجِرٌ

مردگار رہیں لہ تو لوط اس پر ایمان لایا تا اور ابراہیم نے کہا میں نے بے گنہ گن ہجرت

إِلَىٰ رَبِّي إِنَّهُ هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۱۶ وَوَهَبْنَا لَهُ

کرتا ہوں کہ بے شک وہی عزت والا حکمت والا ہے مجھے اور ہم نے اسے

إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ

اسحاق اور یعقوب عطا فرمائے گئے اور ہم نے اس کی اولاد میں نبوت

وَالْكِتَابَ وَآتَيْنَاهُ أَجْرَهُ فِي الدُّنْيَا وَإِنَّهُ فِي

اور کتاب دیکھ گئے اور ہم نے دنیا میں اس کا ثواب لے عطا فرمایا اور بیشک آخرت میں

الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ ۱۷ وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ

وہ ہمارے قرب خاص کے ہزاروں میں سے ہیں اور لوگوں کو حکمت دی جب اس نے اپنی قوم سے

إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ

فرمایا تم میرے شک بے حمان کا کام کرتے ہو کہ تم سے پہلے دنیا بھر

أَحَدٍ مِّنَ الْعَالَمِينَ ۱۸ إِنْكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ

میں کسی نے نہ سیکھا نہ سمجھا تم مردوں سے بد فعل کرتے ہو

وَتَقْطَعُونَ السَّبِيلَ ۱۹ وَتَأْتُونَ فِي نَادِيَكُمُ

اور راہ مارتے ہو ۱۸ اور اپنی مجلس میں بڑی بات کرتے

الْمُنْكَرَ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا

ہو گئے تو اس کی قوم کا کچھ جواب نہ ہوا مگر یہ کہ بولے

إِنَّا بَعْدَ آبِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ مِنَ الصَّادِقِينَ ۲۰

ہم بعد اللہ کا مذاق لاؤ اگر تم سچے ہو گے

قَالَ رَبِّ انصُرْنِي عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِينَ ۲۱

عرض کی لئے میرے رب میری مدد کر ان فسادی لوگوں پر کہ

منزل ۵

کے مل لوٹ لیتے ہو یا مسافروں کے ساتھ بد فعل کرتے ہو اس وجہ سے مسافروں نے اس طرف سے گزرنا چھوڑ دیا۔ یا اپنی نسل ختم کرتے ہو۔ کیونکہ لوطی آدمی آخر کار عورت کے قاتل نہیں رہتا (روح) ۴۲۔ گالیاں مکتا، سبیل بھنا، شراب پینا، ایک دوسرے کا مذاق اڑانا۔ معلوم ہوا کہ دوسری اخلاق کے کافر بھی مکلف ہیں کہ اس پر ان کو حاکم اسلام سزا دے سکتا ہے ۴۳۔ یعنی ہماری یہ باتیں اچھی ہیں۔ اگر بری ہیں تو عذاب لاؤ۔ یہ سب کچھ مذاق کے طور پر انہوں کو تھا ۴۴۔ یعنی اس قوم پر عذاب بھیج دے انہیں ہلاک کر دے۔ کفار کی ہلاکت مومن کی مدد ہے۔ رب نے بذریعہ ملائکہ انہیں ہلاک کیا۔ چنانچہ اللہ کے بندوں کی مدد اللہ تعالیٰ ہی کی مدد ہے یہ حضرات مظہرات کبریا ہیں۔

۱۔ جبرائیل علیہ السلام اور ان کے ساتھ کچھ اور فرشتے ۲۔ حضرت اسحاق اور ان کے فرزند حضرت یعقوب علیہ السلام کی ولادت شریف کی اس سے معلوم ہوا کہ نبی کی ولادت کی خوشخبری دینا سنت ملا کہ ہے محفل میلاد شریف کا مقصد بھی یہی ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ نیک فرزند اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے جس کا شکر یہ ادا کرنا ضروری ہے ۳۔ یعنی بستی ممدوم والوں کو جہاں لوط علیہ السلام پیغمبر بنا کر بھیجے گئے تھے۔ ۴۔ معلوم ہوا کہ انسانوں کی بدکاری کی وجہ سے اس بستی میں دوسری مخلوق جانور وغیرہ پر بھی عذاب آجاتا ہے ۵۔ پیغمبر کے ہوتے ہوئے کفار پر عذاب نہیں آتا اسی لئے آپ نے عجب سے پوچھا کہ وہاں تو نبی رہتے ہیں وہاں عذاب کیونکر آوے

وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ بِالْبُشْرَىٰ قَالُوا

اور جب ہمارے فرشتے نے ابراہیم کے پاس خردہ لے کر آئے تھے

إِنَّا مُهْلِكُوا أَهْلَ هَذِهِ الْقَرْيَةِ إِنَّ أَهْلَهَا

ہم ضرور اس خردوالوں کو ہلاک کریں گے یہ بے شک اس کے بننے والے

كَانُوا ظَالِمِينَ ۖ قَالَ إِنَّ فِيهَا لُوطًا قَالُوا

ستم کار رہیں گے کیا اس میں تو لوط ہے؟ فرشتے بولے

نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَنْ فِيهَا لَنَنْجِيَنَّهٗ وَأَهْلَهُ

ہمیں خوب معلوم ہے کہ جو کوئی اس میں ہے ضرور ہم اسے اور ان کے گھر والوں

إِلَّا امْرَأَتَهُ ۖ كَانَتْ مِنَ الْغَابِرِينَ ۖ وَلَمَّا أَنْ

کوئی تباہی نہ گزرتی تھی اس کی عورت کو وہ رہ جانے والوں میں سے تھا اور جب چاہے

جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سِئَیْءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ

فرشتے لوط کے پاس آئے کہ ان کا آنا اسے ناگوار ہوا اور ان کے سبب دل

ذُرْعًا وَقَالُوا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ إِنَّا مُنْجُونَكَ

تنگ ہواٹ اور انہوں نے کہا نہ ڈرئے اور غم نہ کھئے لے بے شک ہم آپ کو

وَأَهْلَكَ إِلَّا امْرَأَتَكَ ۖ كَانَتْ مِنَ الْغَابِرِينَ ۖ

اور آپ کے گھر والوں کو نجات دیں گے مگر ایک عورت کو وہ رہ جانے والوں میں سے

إِنَّا مُنْزِلُونَ عَلَىٰ أَهْلِ هَذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزًا

بے شک ہم اس شہر والوں پر آسمان سے عذاب اتارنے

مِّنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ۖ وَلَقَدْ

والے ہیں کہ چاہے ان کی نافرمانیوں کا اور بے شک

تَرَكْنَا مِنْهَا آيَةً بَّيِّنَةً لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ۖ

ہم نے اس سے روشن نشانہ باقی رکھی عقل والوں کے لئے کہ

گاہ جواب ملا کہ انہیں چھپے ہی وہاں سے علیحدہ کر دیا جائے گا، غرضیکہ آپ نے کفار کی شفاعت نہیں کی ۶۔ یہ بہت اچھا ترجمہ ہے کیونکہ یہاں اعلیٰ کے معنی یہ نہیں کہ ہم آپ سے زیادہ جانتے ہیں فرشتوں کا علم نبی کے علم سے زیادہ نہیں ہوتا۔ غرضیکہ اعلیٰ حضرت ابراہیم کے مقابلہ میں تفصیل نہیں ہے۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے کام اس کے خاص بندوں کی طرف نسبت کئے جاسکتے ہیں۔ دیکھو نجات دینا اللہ کا کام ہے مگر فرشتوں نے کہا ہم نجات دیں گے۔ لہذا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دوزخ سے نجات دیتے ہیں۔ حضور جنت دیتے ہیں حضور مشکل کشائی کرتے ہیں۔ حضرت ربیعہ نے حضور سے عرض کیا تھا کہ میں آپ سے جنت مانگتا ہوں۔ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ فرشتوں کو لوگوں کے انجام کی خبر ہے کہ کون مومن مرے گا کون کافر، کون کس طرح ہلاک ہو گا۔ کہاں ہلاک ہو گا۔ پھر انبیاء کرام، اولیاء اللہ کو یہ علم ماننا شرک نہیں ہو سکتا ۹۔ خوبصورت لڑکوں کی صورت میں وہاں پہنچے تاکہ مجرموں کو موقعہ جرم پر پکڑا جاوے۔ ۱۰۔ مہمانوں کی آمد سے نہیں بلکہ اپنی قوم کی خباثت کا خیال فرماتے ہوئے کہ اب میں ان مہمانوں کی حفاظت کیسے کروں گا۔ معلوم ہوا کہ مہمان کی حفاظت و توقیر میزان کے ذمہ ہوتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کبھی پیغمبر فرشتہ کو نہیں بھیجے جانتے مگر جب نزول وحی کے وقت فرشتہ حاضر ہو گا تو نبی کا پہچانا لازم ہے ورنہ وہی قطع نہ رہے گی۔ ۱۱۔ یعنی قوم سے ڈریں نہیں، ہمارا غم کریں نہیں کیونکہ ہم انسان نہیں ہیں، فرشتے ہیں ۱۲۔ نجات دینی رب کا کام ہے مگر فرشتوں نے عرض کیا۔ ہم نجات دیں گے ۱۳۔ یعنی آپ کی بیوی اس بستی میں رہ جائے گی اور کافر قوم کے ساتھ ہلاک ہوگی۔ کفر برائے گی۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے علم غیب دیا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ کون، کیسے، کہاں اور کب مرے گا۔ دوسرے یہ کہ کافر کو نبی کی صحبت سے فیض نہیں پہنچتا اور کافر کے لئے نبی کی بیوی ہونا بیکار

ہے۔ تیسرے یہ کہ جس کو جس سے محبت ہوگی اس کے ساتھ ہو گا۔ حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کو کفار سے محبت تھی، انہیں کے ساتھ ہلاک ہوئی ۱۴۔ عذاب اتارنا رب کا کام ہے۔ مگر فرشتوں کی طرف نسبت کیا گیا ۱۵۔ چنانچہ اس جگہ سیاہ پانی کے ٹپے بنے گئے جن کی سخت بدود سے محسوس ہوتی تھی جو پھر ان پر برسے تھے ان پر ان لوگوں کے نام لکھے ہوئے تھے وہ عرصہ تک باقی رہے۔ حضور کے صحابہ نے دیکھے (روح) ان کے ویران مکان باقی نہ رہے کیونکہ اس زمین کا طبقہ لوٹ دیا گیا چونکہ ان نشانوں سے دینی عقل والے ہی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اس لئے انہیں کا ذکر ہوا۔ عقل سے مراد دینی عقل ہے جو حق کی طرف دہریہ کے جو اہلکار

۱۔ یعنی شعیب علیہ السلام دوسری جگہ سے آکر یہاں نہ ہوئے بلکہ اس قوم اس نسب، اس ملک سے تھے۔ یہ مطلب نہیں کہ قوم کو انہیں بھائی کہہ کر پکارنا جائز ہے۔
 ۲۔ معلوم ہوا کہ قیامت کا دن مومن کے لئے امید کا کافر کے لئے خوف کا دن ہے، مطلب آیت کا یہ ہے کہ ایمان لا کر اس کی تیاری کرو ۳۔ یعنی کفر کر کے اور کم تول کر ملک میں فساد نہ پھیلاؤ کہ ان سے عذاب آجاتے ہیں ۴۔ معلوم ہوا کہ بغیر پیغمبر کے بھلائے، اور ان کی نافرمانی کے عذاب نہیں آتا خواہ رب تعالیٰ کی سختی ہی نافرمانی کی جائے رب فرماتا ہے۔ اِنَّا كُنَّا مُعَذِّبِينَ مَن ضَلَّ عَنْ ذِكْرِنَا خِیال رہے کہ قوم شعیب پر حج کا عذاب آیا تھا جسکی آواز سے زمین میں زلزلہ آگیا۔ اور قوم کے

کلیجے پھٹ گئے۔ لہذا اس آیت میں اور اِنْ هُمْ لَیْسَبِحُنَّ
 میں تعارض نہیں ۵۔ اس طرح کہ حضرت جبریل نے ان پر حج ماری جس سے زلزلہ اُٹھیا اور وہ لوگ فٹا ہو گئے۔
 لہذا یہ آیت اس کے خلاف نہیں جہاں حج کا ذکر ہے ۶۔
 کہ تم ان بتوں کو اپنے سبوں میں دیکھتے ہو ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہوں کو اچھا سمجھنا کفر ہے اور شیطانی کام۔ خیال رہے کہ شیطان خود برے کاموں کو اچھا نہیں جانتا مگر لوگوں کو اچھا کر کے دکھاتا ہے وہ خود مشرک نہیں، لوگوں کو مشرک بناتا ہے۔ ۸۔ یعنی قوم ثمود و عاد عقلمند ہوشیار تھی مگر دین کے معاملہ میں انہوں نے عقل سے کام نہ لیا، ساری عقل دنیا پر خرچ کر دی۔ معلوم ہوا کہ عقل کا صحیح مصرف دین ہے ۹۔ معلوم ہوا کہ دین کی ایک چیز کا انکار کرنے والا ویسا ہی کافر ہے جیسے ساری باتوں کا منکر۔ کیونکہ رب نے قارون کو جو صرف زکوٰۃ کا انکاری تھا فرعون وہاں کے ساتھ ذکر فرمایا جو سارے دینی امور یعنی توحید و نبوت وغیرہ کے انکاری تھے۔ اسی لئے صدیق اکبر نے زکوٰۃ کے منکرین پر جہاد کا حکم دے دیا۔ توبہ کرنے پر معاف فرمایا اور مسیلمہ کذاب جسکی قوم پر جہاد فرمایا کہ وہ مرتد تھے مسیلمہ کو نبی مان کر ۱۰۔ یہاں قارون کا ذکر اس لئے پہلے فرمایا کہ وہ خاندانی شریف تھا۔ موسیٰ علیہ السلام کا رشتہ دار تھا اس سے معلوم ہوا کہ نبی و خاندانی عزت و عذاب سے نہیں بچا سکتی اگر اعمال اچھے نہ ہوں۔ اس سے کفار قریش کو سمجھانا مقصود ہے کہ تم ایمانی ہونے پر فخر نہ کرو، ایمان لاؤ۔ ۱۱۔ فرعون وہاں بے ایمان لانے سے اور قارون نے زکوٰۃ دینے سے۔ لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ۱۲۔ یعنی تمام کافر قوموں میں سے ہر ایک کو پکڑا۔ یہاں صرف یہ تین مذکور ہیں ہی مراد نہیں جیسا کہ اگلی آیت سے معلوم ہو رہا ہے ۱۳۔ یعنی کسی کو دوسرے کے کفر سے نہ پکڑا بلکہ خود اپنے کفر کی وجہ سے۔ اس لئے ہر جگہ سے مسلمان نکال کر پھر کفار پر عذاب بھیجا خیال رہے کہ کفار کے چھوٹے بچے ان کے تابع ہو کر ہلاک ہوئے لہذا آیت پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ کفار کے بچے کس جرم میں پکڑے گئے۔ جیسے کفار کے علاقوں کے جانور بھی ان کی وجہ سے ہلاک ہوئے خیال رہے کہ دنیا میں تو بعض بے قصوروں پر جرموں کی وجہ سے عذاب آجاتا ہے۔ گندم کے ساتھ گھن میں نیکیوں کے طفیل ہم جیسے مجرم بخشے تو جانیں گے مگر بدکاروں کی وجہ سے بے قصور بڑے نہ جائیں گے۔ ہر شخص کو اپنے جرم کی سزا ملے گی۔

۴۳۹

۲۰ خلق

۱۸ تکوین

وَالۡیٰ مَدَیۡنَیۡنَ اٰخَاھُمۡ شَعِیۡبًا فَقَالَ یٰقَوْمِ
 اور مدین کی طرف ان کے ہم قوم شعیب کو بھیجا تو اس نے فرمایا اے میری
 اَعۡبُدُوا اللّٰهَ وَارۡجُوا یَومَ الْاٰخِرِ وَلَا تَعۡتَوۡا
 تو اللہ کی بندگی کرو اور اپنے دن کی امید رکھو اور زمین میں
 فِی الْاَرْضِ مَفۡسِدَیۡنَ ۚ فَکَذَّبُوۡہُ فَآخَذَہُمۡ
 فساد پھیلانے نہ پھر وہ نے انہوں نے اسے بھلا دیا تو انہیں روک دیا
 الرَّجۡفَۃُ فَاصۡبَحُوۡا فِیۡ دَارِہِمۡ جَنۡنَیۡنَ ۚ وَعَادَا
 ۱۲۔ ایا تم بیچ اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل بیٹھے رہ گئے ت اور عاد
 وَثَمُوۡدَا وَقَدۡ ثَبَتَیۡنَ لَکُمۡ مِّنۡ مَّسٰکِنَہُمۡ ۚ
 اور ثمود کو ہلاک فرمایا اور ثبین ان کی بستیاں معلوم ہو چکی ہیں
 وَزَیۡنَ لَہُمۡ الشَّیۡطٰنُ اَعۡمَالُہُمۡ فَصَدَّہُمۡ
 اور شیطان نے ان کے کو تک ان کی نگاہ میں پھلے کر دکھائے ت اور انہیں راہ سے
 عَنِ السَّبۡیۡلِ ۚ وَکَاۡنُوۡا مُسۡتَبۡصِرَیۡنَ ۚ وَقَارُوۡنَ
 روکا اور انہیں سوجھتا تھا اور قارون نے
 وَفِرَعَوۡنَ وَہَاۡمَ ۚ وَلَقَدۡ جَاۡءَہُمۡ مُّوسٰی
 اور فرعون اور ہامان کوٹ اور بنے تک ان کے پاس موسیٰ روشن
 بِالۡبَیِّنٰتِ فَاسۡتَكۡبَرُوۡا فِی الْاَرْضِ وَمَا کَاۡنُوۡا
 نشانہاں کے کو آتا تو انہوں نے زمین میں بھڑکھڑکے اور وہ ہم سے مل کر مانتے
 سٰیِقِیۡنَ ۚ فَکَلَّاۤ اٰخَذۡنَا بِذُنُبِہٖ فَمِنۡہُمۡ مَّنۡ
 والے نہ تھے ت کو ان میں ہر ایک کو ہم نے اس کے گناہ پر پکڑا ت کو ان میں ہم نے
 اَرۡسَلۡنَا عَلَیۡہِ حَاصِبًا ۚ وَمِنۡہُمۡ مَّنۡ اٰخَذۡتَہٗ
 کسی پر پھراؤ بھیجا اور ان میں کسی کو بھیجا نہ

مقولہ

التكويث ١٩

۲۰۱۳

۲. لیا اور ان میں کس کو زمین میں دھنسا دیا اور

ان میں کسی کو ڈبہ دیا نہ اور اللہ کی شان نہ قص کر ان پر ظلم کرے

۱۔ وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔ ان کی مثال

انہوں نے اللہ کے سوا اور مالک بنائے ہیں مگر اسی کی طرح ہے کہ

میں نے جانے کا گھر بنایا اور بے شک سب گھروں میں کمزور گھر

وہاں پہنچ کر اس نے اپنے دوستوں کو بتایا کہ میں نے ایک نیا مکان خریدا ہے۔

مَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ شَيْءٌ وَهُوَ

زنت و حکمت والا ہے شہ اور یہ مثالیں ہم لوگوں کے لیے

بنايس وما يعقدها إلا العلماءون حق

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لَكَ شَاكِرِيْنَ

نے آسمان اور زمین حق بنائے تھے پہلے ٹیک اس میں

دَلِيلُ رَأْيِهِ لِبُكُوفِ مَسِينِ ۝

مستقل

[illegible]

لکڑی کا جالا کری۔ سردی دور میں کر سکتا۔ کروو عیار کو

حقیقت کچھ نہیں ہے کہ نہ اس کی بنیاد ہے نہ دیواریں نہ

بچوں کی پرستش کرتے تھے مگر تکلیف میں صرف خدا کو

ان کے بیٹے مصیبتوں میں کام آنے والے نہ تھے۔ مگر

انہوں نے جی اس پر غور نہ کیا کہ جسے سب سے پہلے

جاری ہے۔ ہمارا مقصدیت میں حکام یا پولیس سے امر اور لینا

داخل نہیں کی ہم ابھیں رب کی مشکل کشائی حاجت

گنگوکار نے، کے آستانہ بر جا کر فرما دی، جو تو شرک نہیں۔

سولانا بجای کرمانے ہیں

بچو کا ہے آدم کو ہے کتاہ آور وہ ام

معنی پکارنا کرتے ہیں اور کہتے ہیں یا رسول اللہ، یا غوث

حاکموں کو پکارتے ہیں۔ نماز میں سب پڑھتے ہیں۔ السلام

موزوں ہیں ۸۔ یعنی ان کفار مکہ پر اس قدر کفر و عناد کے

شہر، ملک اس کا بہت حکمت منشاں کہ ان کو اس کے بعض

مرد اور عورتوں کی اولاد ایمان لائے والی ہے کہ آپ

بچتے پیدا فرمائے گئے وہاں یہاں حق سے مراد حکمت

عزیزت الہی صرف مومن ہی حاصل کرتے ہیں اس لئے انہیں

ہے، لہذا یہ آیت اس حدیث کے خلاف نہیں ہے کہ اللہ کے سوا سب باطل ہے۔ وہاں باطل سے مراد قائل ہے کہ جو کہ آسمان و زمین کی پیدائش میں غور کر کے معرفت الہی صرف مومن ہی حاصل کر سکتے ہیں اس لئے انہیں کا ذکر ہوا۔ ورنہ یہ سب کے لئے عبرت ہیں۔

نماز پڑھتے ہیں اپنی بخشش کے لئے۔ حضور پڑھتے ہیں ہم کو سکھانے کے لئے۔ امت اور نبی سب پر نماز فرض ہے مگر نوعیت فرضیت میں فرق ہے ۳۔ جو چیز مفسدہ بری ہو وہ فحش ہے جو صرف شرعاً منوع ہو مگر ہے، جیسے زنا اور بہت پرستی۔ صحیح نماز جو پابندی اور حضور دل سے لوا کی جائے وہ ضرور بری عادتیں چھڑا دیتی ہے۔ جو نمازی لوگ بری عادتوں سے نہیں بچتے دراصل وہ صحیح طور پر نماز ہی نہیں پڑھتے۔ منافقین، آج کل کے مرزائی وغیرہ نماز کے بہت پابند ہیں، فحش و منکر سے نہیں بچتے کیونکہ نماز صحیح نہیں پڑھتے۔ عشاق کہتے ہیں کہ یہاں الصلوۃ میں

الف لام عمدی ہے اور اس سے وہ نماز مراد ہے جو حضور
کی قائم کی ہوئی ہو۔ یعنی وہ نماز افضل اور مکمل سے بچائی
ہے جو اسے محبوب نمازی کے دل میں آپ نے قائم کی
ہو۔ خود اپنی قائم کردہ نماز سے یہ قائم نہیں ہوتے
غریبکہ آج کل کوئی اعتراض نہیں صرف ذکر لفظ سے مراد یا
نماز ہے یعنی تمام عبادات میں نماز افضل ہے یا عام ذکر
اللہ۔ کیونکہ تمام عبادات کا بدلہ جنت ہے اور ذکر الہی کا
بدلہ ذکر ہے، رب فرماتا ہے۔ **كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لِيُكْمِلَ تَمَّ**
يَا كَرْدَ مِشْ جس میں یاد کروں گا۔ یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم
میں یعنی حضور تمام مخلوق میں افضل ہیں، رب فرماتا ہے۔
أَنذَرْتُكَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَكَرَّهْتُكَ ۵۔ اپنی زندگی میں نیک و بد اعمال
اور قبر میں یا آخرت میں کرد گئے ۶۔ مضبوط دلائل پیش کر
کے اور اچھے اخلاق رکھا کہ اس سے مظلوم ہوا کہ مناظرہ
میں سخت کلامی گلی گلوچ بھی نہ ملے اس سے پرہیز چاہیے۔ یہ
بھی مظلوم ہوا کہ مناظرہ اچھی عبادت ہے، یہ بھی مظلوم
ہوا کہ علم مناظرہ سیکھنا چاہیے ۷۔ جو مسلمانوں کو ستائیں
یا حضور کی شان میں گستاخی کریں یا تازیہ ادا کرنے میں
کو تابی کریں ان پر ذلت ٹوٹ بلکہ بوقت ضرورت جلا
کرد۔ لہذا یہ آیت منسوخ نہیں محکم ہے ۸۔ اس تشریب
سے دو مسئلے مظلوم ہوئے ایک یہ کہ ہمارا ایمان قرآن
کریم پر پہلے ہے دیگر آسمانی کتابوں پر بعد میں، بلکہ ان
آسمانی کتابوں پر ایمان صرف اس لئے ہے کہ قرآن کریم

نے اس کا حکم دیا دوسرے یہ کہ قرآن پر ایمان بھی ہے اور عمل بھی، ان کتابوں پر صرف ایمان ہے عمل نہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بھیب لیل کتب تم پر توریت وغیرہ کا کوئی مضمون بیان کریں تو نہ ان کی تصدیق کرو نہ تکذیب بلکہ یوں کہہ دو کہ ہم اللہ تعالیٰ اور اس کی کتابوں پر ایمان لاتے ہیں۔ تو چونکہ قرآن کریم بھی رب تعالیٰ کی طرف سے ہے اس لئے اسے بھی مانتے ہیں۔ اس میں اشارۃً فرمایا گیا کہ جو توریت و انجیل کو تو مانتے قرآن کریم کو نہ مانتے وہ درحقیقت رب تعالیٰ کو نہیں مانتے بلکہ اپنی خواہش نفسانی کو مانتے ہیں۔ ۱۰۔ یعنی جیسے گزشتہ انبیاء پر کتابیں اُن کی ایسی ہی تھیں تم پر قرآن اتنا واجب مسلمان ان پر اعتراض نہیں کرتے تو اہل کتب قرآن اتارنے پر کیوں معترض ہیں ۱۱۔ آئندہ زمانے میں جبکہ آپ مدینہ ماکہ پہنچیں گے، کیونکہ یہ آیت کوی سے اور کتب دینے سے ہوا، کتب کا مکمل باقاعدہ عطا فرمایا

النبوت ۲۹	۶۴۱	اتل ما آوی ۲۱
-----------	-----	---------------

أَتْلُ مَا أُوْحِيَ إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ وَأَقِمِ

اے محبوب ہر صوفی جو کتاب تمہاری طرف دھی کی گئی اور نماز قائم

الصَّلَاةُ إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ

فراموشی بے شک نماز منع کرتی ہے بے جہانی اور بری بات سے بے

وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُونَ ﴿٧٥﴾ وَلَا

اور بے شک اللہ کا ذکر سے بڑا ہے اور اللہ جانتا ہے جو تم کو کہتے ہو اور اسے مسلمانو

تُحَادِلُوا هَـ الْكِتَابَ الْأَلَيْتَ هـ أَحَبُّ إِلَيْنَا

بجاءه من الملك العزيز الذي كان في القصر

ظَلَمُوا مِنْكُمْ فِئْتًا كَثِيرًا ۚ سَبِّحْ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ غَفُورٌ ۚ

ان میں سے ظلم کا شہ اور کچھ ایمان لائے اس بد مردہ ہادی طرف اشارہ ہو رہا ہے

الْبُكْمُ وَالرَّهَاءُ وَالْهُكْمُ وَاحِدٌ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ﴿٦٩﴾

طرف اترتا اور پھر ایک مسجد سے گزرتا اس کے حضور گھونکے ہیں

وَكَذَلِكَ أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ فَالَّذِينَ آتَيْنَاهُمْ

اور اے میرے بھائی! ہم نے تمہاری طرف کتاب اتاری نہ تو وہ جنہیں ہم نے کتاب خطا

الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِهِ وَمِنْ هَؤُلَاءِ مَنْ يُؤْمِنُ بِهِ

مقامی اس پرائیکٹ لائے ہیں کہ اس طرح ان میں سے ایک جو اس پرائیکٹ کے لیے

اور ہماری آیتوں سے منکر نہیں ہوئے مگر کافر لگے اور اس سے پہلے تم کوئی

مِنْ قَبْلِهِ مِنْ كُتِبَ وَلَا تَخْطُ بِمِثْنِكَ إِذَا

کتاب نہ پڑھتے تھے کلمہ اور نہ اپنے ہاتھ سے لکھتے تھے۔

لَا رَتَابَ الْمُبْطِلُونَ ﴿٢٨﴾ بَلْ هُوَ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ فِي

ہوتا تو باطل والے ضرور شک و تہیہ لگتے کہ وہ روشن آیتیں ہیں ان کے

هفتاد

(بقیہ صفحہ ۶۳۱) ہے۔ اس سے مراد سیدنا عبداللہ ابن سلام اور دیگر وہ علماء یہود ہیں جو اسلام سے شرف ہیں ۱۲۔ مشرکین کہہ میں سے بھی کچھ لوگ فی الحال ایمان لے آتے ہیں اور آئندہ تو سب ہی ایمان لے آئیں گے ۱۳۔ کافر سے مراد وہ خدائی کافر ہیں جو جان بوجھ کر محض خد سے حضور کا انکار کرتے تھے۔ جیسے علماء یہود یا مشرکین کہ ۱۴۔ یعنی نبوت سے پہلے آپ پڑھتے لکھتے نہ تھے۔ بعد نبوت رب تعالیٰ نے دونوں علم آپ کو عطا فرمایا پڑھنا بھی اور لکھنا بھی۔ لہذا یہ آیت ان اہل بیت کے خلاف نہیں جن سے حضور کا لکھنا پڑھنا ثابت ہے جیسے صلح حدیبیہ میں کچھ تحریر فرماتا ۱۵۔ اس طرح کہ کفار کہہ دو کہہ دیجئے کہ چو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

اول سے ہی عالم فاضل لکھے پڑھے تھے اب آپ نے اپنے زور علم سے قرآن بنا لیا اور علماء اہل کتاب یہ کہتے کہ ہماری کتب میں نبی آخر الزمان کی علامات یہ لکھی ہیں کہ وہ پڑھے لکھے نہ ہوں گے اور آپ تو لکھے پڑھے ہیں لہذا آپ سچے رسول نہیں (معاذ اللہ) اب جبکہ آپ لکھے پڑھے نہیں تو کسی کو کسی شبہ کی گنجائش نہیں خیال ہے کہ لکھا پڑھا ہوا کچھ اور ہے عالم ہوا کچھ اور ہے۔

۱۔ یعنی وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم روشن آئینوں والے ہیں جو اہل کتاب کے سینوں میں محفوظ ہیں کیونکہ اہل کتاب اول ہی سے حضور کو جانتے پہچانتے ہیں (ابن عباس رضی اللہ عنہ) یا وہ قرآن روشن آیات ہے جو عالموں حافظوں کے سینوں میں تاقیامت روشن رہے گا کہ سوائے قرآن کریم کے اور کوئی کتاب اس شان کی نہ ہوگی (از خزانہ العرفان) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ علماء اور حفاظ کا یہ ادبی درجہ ہے کہ ان کے سینے قرآن کریم کے گنجینے ہیں جس کاغذ پر قرآن لکھا جاوے وہ عظمت والا

۵ ج

ہے تو جس سینے میں قرآن ہو وہ بھی عظمت والا۔ قرآن کے کاغذ کو کوندا آدمی نہیں چھو سکتا تو قرآن والے سینے کو کوندا شیطان انشاء اللہ نہ چھوئے گا۔ دوسرے یہ کہ قرآن میں کبھی تحریف نہیں ہو سکتی کیونکہ تبدیلی اور تحریف کاغذ میں ہو سکتی ہے سینوں میں نہیں ہو سکتی ۲۔ کفار کہہ جو کفر و سرکشی میں حد سے بڑھ چکے ہیں ۳۔ اس سے مراد وہ مجرمت ہیں جن کا وہ مطالبہ کرتے تھے ورنہ حضور کے مجرمت تمام مجرموں سے زیادہ ہیں ۴۔ حضور کے مجرمت تین قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو بغیر اختیار ہر وقت آپ سے صادر ہوتے ہیں جیسے جسم پاک کا سایہ نہ ہونا یا بیحد مبارک سے شک و خبر کی خوشبو۔ بعض وہ جن کے ظاہر کرنے میں حضور کو اختیار نہ دیا گیا جیسے قرآنی آیات۔ بعض وہ جو حضور کے اختیار سے صادر ہوئے جیسے نکر چھروں سے لکھ پڑھنا، چاند چاند سورج لوٹنا۔ یہاں دوسرے قسم کے مجرمت مراد ہیں ۵۔ یعنی عام مجرمت میں جو مجرمہ تو قرآن ہے جب یہی انہیں کافی نہ ہو تو جو

صِدُّوا الَّذِينَ آمَنُوا بِالْحَدِّ بِأَن تَبْتَغُوا

سینوں میں جو کوئی دیکھا جائے اور ہماری آیتوں کا انکار نہیں کرتے

الظَّالِمُونَ ۝ وَقَالُوا أَلَمْ نَأْتِزَلْ عَلَيْهِ آيَاتٍ مِّن

عمر ظالم نہ اور بولے کیوں نہ آتے ہیں، مگر انشا ناں ان پر آئیے رب کی

رَبِّهِ ۝ قُلْ إِنَّمَا الْأَيَاتُ عِنْدَ اللَّهِ وَإِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ

طرف سے تم پر انشا ناں تو اللہ ہی کے پاس ہیں کہ اور میں تو یہی صاف ڈر

مُبِينٌ ۝ أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ

سنانے والا ہوں اور کیا یہ انہیں بس نہیں کہ ہم نے تم پر کتاب اتاری ہے

يُنْتَلَىٰ عَلَيْهِمْ إِن فِي ذَٰلِكَ لَرَحْمَةٌ وَذِكْرَىٰ لِقَوْمٍ

جو ان پر پڑھتی جاتی ہے کہ بے شک اس میں رحمت اور نصیحت ہے ایمان والوں

يُؤْمِنُونَ ۝ قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ شَهِيدًا

کے یہ کہ تم فرماؤ اللہ ہی ہے میرے اور تمہارے درمیان گواہ

يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالَّذِينَ آمَنُوا

جانتا ہے جو کہ آسمانوں اور زمین میں ہے کہ اور وہ جو باطل پر

بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوا بِاللَّهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُونَ ۝

یقین لائے اور اللہ کے منکر ہوئے وہی گمراہ ہیں میں نہ

وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَلَوْلَا اَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَاءَهُمْ

اور تم سے عذاب کی جلدی کرتے ہیں کہ اور اگر ایک عذاب مدت نہ ہو تو ضرور ان پر

الْعَذَابُ وَلِيَاْتَنَّهُمْ بَغْةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝

عذاب آجائے گا اور ضرور ان پر آجائے گا جب وہ بے خبریوں میں

يَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ اِنْ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ

تم سے عذاب کی جلدی جلتے ہیں اور بے شک جہنم گھیرے ہوئے ہے

مغلہ

مجرمت وہ مانگتے ہیں وہ دیکھ کر بھی ایمان نہ لائیں گے اور ہلاکت کے مستحق ہوں گے کیونکہ نہ مانگے مجرمت پر ایمان نہ لانا عذاب کا سبب ہوتا ہے لہذا ان کے نہ مانگے مجرمت نہ ظاہر فرماتا بھی حضور کی رحمت ہے ۶۔ آج بھی اور آئندہ قیامت تک۔ مقصد یہ ہے کہ انبیاء کرام کے مجرمت قصہ ہی کر رہے ہیں مگر یہ قرآن ایسا جیتا جاتا مجرمہ ہے جو بیش دیکھا جاتا رہے گا۔ اس پر ایمان نہ لانا انتہائی بدصبری ہے۔ ۷۔ معلوم ہوا کہ قرآن صرف مومنوں کے لئے رحمت ہے یعنی رحمت خاص اور عام رحمت تو سارے جہان کے لئے ماسی طرح ہمارے حضور کی عام رحمت تمام جہانوں کے لئے خاص رحمت مومنوں کے لئے رب فرماتا ہے وَمَا تَلَائِقَ اَنَّا نُنَزِّلُ الْقُرْآنَ اَوْ فَرَاغَ ۝ ۸۔ سبحان اللہ رب تعالیٰ کی توحید کے حضور گواہ اور حضور کی نبوت کا رب تعالیٰ گواہ۔ خیال رہے کہ

(بقیہ صفحہ ۶۴۲) تاقیامت علماء اور صالحین کی گواہی دینا یہ سب کی گواہی ہے اسی طرح حجرات کا حضور سے ظاہر ہونا رب تعالیٰ کی گواہی ہے جیسے کسی کے پاس پتھر دہی کا سر فیکٹ ہوگا۔ اور ٹھکوں کی وردی چٹی، تھنے، پٹے ان ٹھکوں کی گواہی۔ لہذا آیت پر یہ اعتراض نہیں کہ رب نے ہمارے سامنے اگر گواہی نہ دی وہ لہذا رب کی گواہی بہت کھل اور اہل ہے۔ جس قدر علم کامل اسی قدر گواہی مکمل۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کے برابر کوئی بندہ عالم نہیں کیونکہ حضور توحید الہی کے سب سے بڑے گواہ ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے معلوم ہوا کہ حضور کا منکر رب تعالیٰ کا منکر ہے کیونکہ اہل عرب رب تعالیٰ کے منکر نہ تھے حضور کی نبوت کے انکار ہی تھے لیکن انہیں رب کا منکر قرار دیا گیا۔

۱۱۔ شان نزول نصر ابن حارث وغیرہ کفار مذاق کے طور پر کہا کرتے تھے کہ ہم آپ پر ایمان نہیں لائے ہم پر پتھر کیوں نہ برسے، ان کے جواب میں یہ آیت کریمہ اتزی (خزائن و روح) ۱۱۲۔ اس مدت سے حرا یا قیامت سے یا ان کی موت یا آئندہ وہ جنگ و جہاد جن میں کفار ذلت اور خواری سے مارے جاویں گے اس میں اشارہ "فرمایا گیا کہ اب وہ قبیح عذاب نہ آئیں گے جو اور انبیاء کے منکروں پر آئے کیونکہ آپ رحمت عالم ہیں ۱۱۳۔ صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ غافل کی موت اچانک ہے اگرچہ بہت بیماری کے بعد ہو کیونکہ وہ وہاں کی تیاری نہیں کرتا۔ غافل مومن کی موت مخفیات اچانک نہیں اگرچہ سوتے میں ہارٹ ٹل ہو جائے کیونکہ وہ ہمیشہ موت کے لئے تیار رہتا ہے۔

۱۲۔ صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ کفر و عتلا اور بدکاریاں دنیا کا دوزخ ہیں جو غافل اور کافر کو یہاں گھیرے ہیں (روح) جیسے ایمان اور نیک اعمال مومن کے لئے دنیا کی جنت ہے۔ دوزخ و جنت میں یہ اعمال سزا و جزا کی شکل میں نمودار ہوں گے رب کا قریب افضل علاوہ ہو گا اب اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ مومن گنہگار اگرچہ دوزخ میں جاوے مگر اسے عذاب گھیرنے کا نہیں۔ اس کی پیشانی دل، سجدہ کے اعضاء محفوظ رہیں گے کیونکہ عذاب کا گھیرنا کافر کا عذاب ہے دوسرے یہ کہ کافروں کے فوت شدہ تا بحیث بچے دوزخ میں نہ جائیں گے کیونکہ انہوں نے بد عملی نہ کی ۱۳۔ یعنی اے مکہ کے مسلمانو! اگر تم مکہ معظمہ میں رہتے ہوئے کلمے بدوں میری عبادت نہیں کر سکتے، کفار جہیں روکتے ہیں، تو ہماری زمین بہت فراخ ہے یہاں سے ہجرت کر جاؤ اور ایسی جگہ رہو جہاں جہیں عبادت کی آسانی اور آزادی ہو۔ ہجرت کامل وہی ہے، جو عبادت کی آزادی کے لئے ہو نہ کہ محض جسمانی حفاظت یا آرام کے لئے۔ ۱۴۔ معلوم ہوا کہ اس جگہ سے ہجرت کرنی فرض ہے جہاں عبادت کی آسانی نہ ہو وہاں

اتحاد آبادی	۶۴۳	الغلوک و
<p>بِالْكَافِرِينَ ۝ يَوْمَ يُغْشَاهُمُ الْعَذَابُ مِنْ قُدْرِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ وَيَقُولُ ذُقُوا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝</p> <p>بچے سے اور فرمائے گا بھگت اپنے کفر کا جزا</p> <p>يُعْبَادِي الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ أَرْضِي وَاسِعَةً فَإِيَّايَ فَاعْبُدُونِ ۝</p> <p>اے میرے بندو جو ایمان لائے ہلے شک میری زمین وسیع ہے وہ تو میری ہی</p> <p>كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ إِلَيْنَا تُرْجَعُونَ ۝</p> <p>ہر ہنگامی کرو کہ ہر جان کو موت کا مزہ چھٹنا ہے ش پھر ہماری ہی طرف</p> <p>وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا يُجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا نِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ ۝</p> <p>جنت کے بالاخانوں پر ہنگامی دیں گے جس کے نیچے نہریں بہتی ہوئی ہیں ان میں رہیں</p> <p>الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ۝</p> <p>وَكَايُنْ مِنَ دَابَّةٍ لَا تَحْمِلُ رِزْقَهَا ۝</p> <p>بھروسہ رکھنے والے اور نہیں پر کتنے ہی چلنے والے ہیں کہ اپنی روزی ساتھ نہیں رکھتے</p> <p>اللَّهُ يَرْزُقُهَا وَإِيَّاكُمْ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝</p> <p>اللہ روزی دینا ہے انہیں اور ہمیں ملے اور وہی سنا جانتا ہے لہ اور اگر</p> <p>سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ فَأَنَّى يُؤْفَكُونَ ۝</p> <p>تم ان سے پوچھو کس نے بنائے آسمان اور زمین اور کام</p> <p>میں لگائے سورج اور چاند تو ضرور کہیں گے اللہ نے تو کہاں اونہ سے جانتے ہیں لہ</p>		

مستقلہ

ہی تفسیر کر کے رہا حرام ہے اس سے تنقید کی جڑ کٹ گئی۔ اگر خلافت صدیقی و فاروقی میں عرب شریف ایسا دارا الکفر بن گیا تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایمان ظاہر فرمائے مصلی قرآن و کلمائے اور صحیح عبادت کرنے پر بھی قدرت نہ رکھتے تھے تو آپ پر وہاں سے ہجرت کرنا فرض تھا تفسیر کر کے وہاں رہنا حرام ہے۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ ہر زندہ مخلوق کو موت ہے خواہ انسان ہو یا جن و فرشتہ اور ہر ماسوا اللہ کو فنا ہے خواہ جاندار ہو یا نہ ہو اسی لئے یہاں شمس فرمایا اور فنا کے ذکر پر نفس نہ فرمایا بلکہ ارشاد ہوا۔ فَنُفِثْنَا فِيهَا نَفْسًا دوسرے یہ کہ موت سب کو ہے مگر موت کا مقابہ نہیں۔ انبیاء شہداء کو موت آتی ہے پھر زندگی دہائی ہے اس لئے زانقہ فرمایا۔ ۱۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنت میں بدلتی ہے جس قدر نیکیاں زیادہ اسی قدر اس کا مقام اونچا اور ملے۔ ۱۶۔ جہنم، عالم، کفر لکھا اور ۱۷۔

جمع کرتے ہیں۔ خود بخود چہا انسان۔ یہ کھلتے کم ہیں مگر زیادہ کرتے ہیں۔ ان کے سوا کوئی جانور روزی جمع نہیں کرتا۔ حالانکہ بعض جانور روزانہ بہت کھاتے ہیں جیسے ہاتھی، گینڈا وغیرہ۔ یعنی جتنا رزق ہمارے مشرک میں ہے وہ ضرور پیچھے کا خولہ تم کسی جگہ بھی ہو۔ رازق تم نہیں ہم رازق ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم رب تعالیٰ پر پورا توکل کرو تو تم کو پرندوں کی طرح رزق ملے کہ وہ صبح خللی چیت اٹھتے ہیں اور شام کو چیت بھرنے والی ہوتے ہیں۔ ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی حضور کا انکار کر کے رب تعالیٰ کی توحید اور تمام صفات کا قائل ہو وہ مومن نہیں مشرک و کافر ہے۔ دیکھو یہ مشرکین اللہ تعالیٰ کو تمام صفات سے موصوفہ مانتے تھے پھر مشرک تھے کیونکہ حضور کے انکاری تھے۔ شیطان اللہ کی توحید اور تمام اہمیات کو مانا ہے۔ مگر پھر بھی کافر ہے مشرک ہے کیوں؟ نبی کے انکار کی وجہ سے۔

۱۔ یعنی جسے جانتا ہے ملالہ کرتا ہے۔ جسے جانتا ہے فقیر کرتا ہے، یا یہ مطلب ہے کہ ایک ہی بندے کو جب پہلے امیر کر دیتا ہے جب چاہے فقیر بنا دیتا ہے۔ صوفیہ فرماتے ہیں کہ دوستوں کو فقیر کرتا ہے ان پر نظر کرم فرماتے ہوئے، دشمنوں کو امیر کرتا ہے ان پر قہر فرماتے ہوئے، کافر کی امیری قہرے مومن کی فقیری رحمت ہے ۲۔ وہ جانتا ہے کہ کون کس وقت امیری کے لائق ہے کون کس وقت فقیری کے لائق، لہذا اس کے انتخاب پر اعتراض نہ کرو اور اس غریبی اور امیری کو رب تعالیٰ کی محبوبیت و مردودیت کی دلیل نہ بنانا۔ صحابہ کرام غریب ہیں مگر رب کے پیارے، ابو جہل وغیرہ امیر ہیں مگر مردود ہیں ۳۔ ابن قلم اقرآنوں کے بلوچہ وہ مشرک ہیں اس لئے کہ وہ بعض بدوں کو رب کے ساتھ برابر کرتے ہیں چنانچہ وہ خود قیامت میں اقرار کریں گے۔ لَا شَکَّیْکُمْ بِرَبِّتِ الْغَافِلِیْنَ مشرکین فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے۔ یہی سلکی یہودی حضرت عیسیٰ و عزیز علیہما السلام کو رب کا بیٹا بتاتے تھے ۴۔ کہ اس اقرار کے بلوچہ رب کے بعض

[illegible]

بندوں کو رب کے برابر فہمائے تھے رب فرماتا ہے۔ **ثُمَّ لَا يَذُنُّ لَكُمْ فِيمَا فِي أَيْدِيكُمْ ۝** لیکن مومن کی زندگی حیات دنیا میں بلکہ آخرت کا ذریعہ ہے، لہذا وہ اس میں داخل نہیں۔ دنیا صفر ہے اور آخرت عدد، اگر صفر طلعہ رہے تو کچھ بھی نہیں اور اگر عدد سے مل جائے تو اسے دس گنا کرتا ہے مومن کی دنیا آخرت کے ساتھ ہے کافر کی دنیا آخرت سے علیحدہ لہذا اس کی دنیا کھیل کود ہے اور مومن کی دنیا آخرت کا توڑ ہے۔ ۶۔ عاقل کرنے والی چیز کو کہتے ہیں اور بیکار و بھٹ کو لب جس کا ترجمہ کھیل کود ہے۔ حیوان سے مراد وہ زندگی ہے جس میں نہ فقاہ نہ فضیلت نہ مصیبت اور آخرت کی زندگی سے مراد یا بروز کی زندگی ہے یا قیامت کے بعد کی یا مومن کی دنیاوی زندگی کیونکہ مومن فانی اللہ ہو کر باقی رہتا ہے۔ مومن کبھی نہیں مرتا رب فرماتا ہے **بَلَىٰ أَفَعَدَّ إِلَهُاتُ لِقَاءَ رَبِّكَ ۚ** اس لئے آج ہم کلمہ بھی

(پہرہ صفحہ ۷۳۳) کہتے ہیں۔ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اگر حضور زندہ نہ ہوتے تو کہا جاتا کہ اللہ کے رسول تھے۔ جب مکہ نہ بدلا تو پیچھے گئے والا بھی نہ بدلا غریبہ جہنمی زندگی کو موت ہے اہل زندگی کو موت سے پاک ہے۔ اور دُوبے کا اندیشہ ہوتا ہے ہوا مخالف ہوتی ہے اور ۸۔ یہاں اغراض اور دین اصطلاحی معنی میں نہیں کیونکہ وہ کفار ہر دین تھے۔ یہ دین کے پاس اغراض کہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اس آفت میں صرف اللہ سے دعا کرتے ہیں بظن کو نہیں پکارتے معلوم ہوا کہ وہ اپنے کفر میں بھی کچے ہیں۔ ہم نے دیکھا کہ جب کسی ہندو کی جاگتی سخت ہوتی ہے تو اس کے قریب دار مسلمان کو بلا کر مکہ پر حواہی ہے۔ وہ بھی سمجھتے

ہیں کہ اللہ رسول کا نام مشکل کشا ہے اور اس وقت ہمارے بت کام نہیں آتے۔ ۹۔ مشرکین کہ جب دریا کے ستر کو جالتے تو اپنے بت اپنے ساتھ لے جاتے اور جب طوفان میں پھنس جاتے تو سارے پتھر پھینک دیتے اور اللہ سے دعائیں کرتے تھے۔ پھر جب بغیر بت کنارے پر اترتے تو بت پرستی شروع کر دیتے تھے اس آیت میں ان کی اس حماقت کا ذکر ہے۔ وہ خیال رہے کہ لوگ تین قسم کے ہیں یعنی معصیت میں رب کی یاد کرنے والے۔ بعض عیش میں اور بعض ہر حال میں۔ تیسری قسم کے لوگ غافل ہیں پہلے دونوں غافل۔ کفار پہلی قسم کے غافل تھے کہ معصیت میں رب کی یاد کرتے تھے آرام میں کفر اور کفار مکہ نے یا حرم شریف کے رہنے والے مشرکوں نے۔ ۱۲۔ یعنی ان پر اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ انہیں حرم شریف کا باشندہ بنایا جس کا سب احترام بھی کرتے ہیں اور وہاں لوٹ مار قتل و غارت سے امن بھی ہے۔ معلوم ہوا کہ مقدس زمین میں رہنا بھی اللہ کی بڑی نعمت ہے، خوش نصیب ہے وہ مومن جسے مدینہ طیبہ میں قبر نصیب ہو جاوے، اللہ مجھ گنہگار کو بھی نصیب کرے۔ ۱۳۔ یہاں نعمت اللہ سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور باطل سے مراد بت ہیں۔ تمام نعمتوں میں حضور عظیم الشان نعمت ہیں کیونکہ دنیا کی تمام نعمتیں فانی ہیں حضور، نعمت باقی ہیں، ایمان، عرفان، قرآن سب حضور کی طفیل ہیں۔

۱۴۔ اللہ پر جھوٹ باندھنے کی بہت صورتیں ہیں۔ کافر کابیت پرستی کر کے یہ کہتا کہ اللہ نے اسی کا حکم دیا ہے۔ نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنا اور کہنا کہ مجھے خدا نے نبی بنایا ہے۔ کتاب اللہ میں اپنی طرف سے خبط طوطا کر دینا اور کہہ دینا کہ یہ اللہ کا کلام ہے۔ نبی کا انکار کرنا اور کہنا کہ آپ کو اللہ نے نبی نہیں کیا (معاذ اللہ) جھوٹا مسئلہ بیان کر کے کہنا کہ اللہ کا حکم ہے وغیرہ وغیرہ سب اللہ پر جھوٹ باندھنا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر جھوٹ برا ہے لیکن اگر جھوٹ کی نسبت کسی بڑی ہستی کی طرف کی جاوے تو بڑا گناہ ہے جھوٹی حدیث گھڑ کر یہ کہہ دینا کہ حضور نے یہ فرمایا ہے

۱۱۔ اہل ما اوی
۶۲۵
الروم ۳۰

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ

اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہو گا کہ جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا حق کو جھٹلائے

لِّسَاجَدٍ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكَافِرِينَ ۝۱۱ وَالَّذِينَ

جب وہ اس کے پاس آئے تو کیا جہنم میں کافروں کا ٹھکانہ نہیں ہے اور جنہوں نے ہمارے راہ

جَاهِدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ لَعَلَمُ الْحَسِينِ ۝۱۲

میں کوشش کی ضرورت انہیں اپنے راستے دکھا دیں گے اور بیشک اللہ نیکوں کے ساتھ ہے

۱۱۔ اَيَاتُهَا ۶۰
۳۰۔ سُورَةُ الرُّومِ مَكِّيَّةٌ ۸۴
رُكُوْعَاتُهَا ۱

سورۃ الروم ۳۰ اس میں ساتھی آیتیں ہیں پھر سورۃ ۸۱۹ کے ۴۵۳۲ حرف ہیں (عزائم)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

الَّتِي غُلِبَتِ الرُّومُ ۚ فِي أَدْنَى الْأَرْضِ وَهُمْ مِّنْ

رومی مغلوب ہوئے تھے پاس کی زمین میں تھ اور اہل مملکتوں

بَعْدِ غَلِبِهِمْ سَيَغْلِبُونَ ۚ فِي بَضْعِ سِنِينَ ۝۱۳

کے بعد مغرب غالب ہوں گے تو چند برس میں تلخ حکم اللہ

الْآخِرُ مِنْ قَبْلِ وَمِنْ بَعْدٍ ۚ وَيَوْمَئِذٍ يَفِرُّ

ہی کا ہے آگے اور پیچھے لگے اور اس دن ایمان والے

الْمُؤْمِنُونَ ۚ يَنْصَرُّوهُمُ اللَّهُ لِيَنْصَرَّ عَنْ يَشَاءَ ۚ وَهُوَ

طرحش گئے کہ اللہ کی مدد سے جھٹھو کرنا ہے جسکی چاہے اور وہی ہے

الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝۱۴ وَعَدَ اللَّهُ لَا يَخْلِفُ اللَّهُ وَعْدًا

زبردست والا مہربان اللہ کا وعدہ اللہ اپنا وعدہ خلاف نہیں کرتا

وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝۱۵ يَعْلَمُونَ ظَاهِرًا

لیکن بہت لوگ نہیں جانتے کہ جانتے ہیں آنکھوں کے سامنے کی

۱۱۔ اَيَاتُهَا ۶۰
۳۰۔ سُورَةُ الرُّومِ مَكِّيَّةٌ ۸۴
رُكُوْعَاتُهَا ۱

خفت جرم ہے ۱۲۔ حق سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کیونکہ آپ کا ہر قول و فعل حق ہے آپ مہربان ہیں جو ان کے قدم سے وابستہ ہو جاوے وہ بھی حق ہے اگر عبادت کو ان سے بے تعلق ہو جائے تو باطل ہے اگر ہمارے قصور کو ان کے قدم سے نسبت ہو جاوے تو وہ حق ہے ۱۳۔ یا ظاہری جسم شریف سے پیچھے کفار مکہ کے پاس حضور کا تشریف لانا تو رانیت اور روحانیت سے پیچھے ہم مجبوروں کے پاس حضور کا تشریف لانا۔ ۱۴۔ ہر کافر کا ٹھکانہ دوزخ ہے مگر جیسا کہ فرمایا اس کا مقام ۵۔ یہ آیت کریمہ شریعت و طریقت کی جامع ہے یعنی جو توبہ میں کوشش کریں گے انہیں اغراض کی جو طلب علم میں کوشاں ہوں گے انہیں عمل کی، جو اتباع سنت میں کوشش کریں گے انہیں جنت کی حق تعالیٰ تک پہنچنے کے اتنے راستے ہیں جتنے تمام مخلوق کے سانس، اس لئے سب جمع فرمایا ۶۔ اللہ کی رحمت، مغفرت کرم نیک کاروں

کمزور ہوتے ہیں۔ ہمارے یہ اجسام عارضی، مجھو پڑے ہیں معلوم ہوا کہ قحط کے لئے بنے ہیں ۵۰ یعنی ان دلائل کے باوجود لوگ قیامت اور حشر کے منکر ہیں جو بالکل عقل کے مطابق ہے ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ مردودوں کی اجڑی ہستیوں کو چاکر دیکھنا تاکہ خوف الہی پیدا ہو اور مجبوروں کے آپاد مقاموں کو چاکر دیکھنا تاکہ اس سے امید پیدا ہو جائز ہے اس کے لئے سفر مباح ہے۔ سفر عرس ثابت ہوا۔ حدیث شریف میں جو ارشاد ہوا کہ تین مسجدوں کے سوا کہیں سفر نہ کیا جاوے اس کا مطلب بالکل ظاہر ہے کہ ان تین مسجدوں کے سوا کسی مسجد میں سفر کر کے جانا یہ سمجھ کر کہ وہاں ثواب زیادہ ملے گا، ایک نماز کا ثواب پچاس ہزار، یہ غلط اور ناجائز ہے۔ کہ وہ تمام کفار اپنے پیغمبروں کی مخالفت کی وجہ سے ہلاک کر دیئے گئے اگر انہوں نے حضور کی مخالفت کی تو ان کا بھی وہی انجام ہو گا اس سے معلوم ہوا کہ قیاس حق ہے یعنی علت مشترکہ کی وجہ سے مقیس علیہ کا حکم مقیس میں جاری کرنا ۸۔ چنانچہ قوم عاد و ثمود بڑے قد آور بشہ زور تھے۔ عمریں بھی ان کی بہت دراز تھیں۔ عمارتیں بنانے میں بڑے ماہر تھے۔ بہت شہر آباد کئے تھے ان کے والدوں سے کہیں بڑھ چڑھ کر تھے ۹۔ کیونکہ ان کی زمین عرب کی طرح بخر نہ تھی۔ کھیت و باغات کے لائق تھی۔ اور وہ قوم بھی نادان نہ تھی۔ ہوشیار تھی۔ کھیتی باڑی میں بہت ماہر تھی۔ اس لئے انہوں نے زمین خوب آباد کی تھی ۱۰۔ چنانچہ ہر زمانہ میں نبی اپنی قوم کے سامنے اس قسم کا مجھو لایا جس کا اس زمانہ میں دور تھا۔ طب کے زمانے میں پھٹی علیہ السلام نے مروے زندہ اور کوڑھی اچھے کئے۔ جادو کے زور کے زمانے میں موسیٰ علیہ السلام نے لاشیٰ کو ساپ بنا کر دکھا دیا تاکہ اس فن کے استاد عاجز رہیں اور نبی کی تصدیق کرنے پر مجبور ہوں۔ اگر قادیانی نبی ہوتا تو آج سائنس کے زمانے میں کوئی ایسی چیز دکھانا جس سے سائنس والے مات کھا جائے۔ ۱۱۔ ظلم کے سنی ہیں کسی کی چیز میں بغیر مالک کی اجازت تصرف اور عملدرآمد کرنا کافر کا کھانا

اللہ پہلے بناتا ہے پھر دوبارہ بنائے گا پھر اس کی طرف چھوڑے گا

چنانچہ پھر ظالم ہے کہ رب کی بعثت کر کے اس کی چیزوں کو استعمال کرتا ہے مومن کے یہ کام محبت ہیں کہ عہد نبی کا مطیع ہے ۱۲۔ سو فیاض کرام فرماتے ہیں کہ جو سنت کا تارک ہو گا وہ ایک دن فرض کا تارک بھی ہو جائے گا اور جو فرض کا چھوڑنے کا عادی ہو گا وہ آخر کار عقیدے بھی چھوڑ بیٹھے گا۔ چھر چلے پہل دیوار توڑتا ہے وہاں کامیاب ہو کر دوسری دیواروں میں نقب لگاتا ہے۔ لہذا دین کی پہلی دیوار سنت ہے اس کی حفاظت کرو، ورنہ باقی چیزوں کی خبر نہیں۔ دیکھو یہ کفار بد علی سے بد عقیدہ کی میں پہنچے ۱۳۔ کیونکہ انکی ایجاد مشکل ہوتی ہے دوبارہ بنانا آسان ہے جب تم مانتے ہو کہ خلق کا موجد اللہ تعالیٰ ہے تو قیامت میں خلقت کو دوبارہ پیدا فرمانے سے کیوں انکاری ہو گے ۱۴۔ مطیع تو خوشی خوشی سے اور نافرمان جبراً۔ لہذا ہر سچے خوشی خوشی کی طرف چلو صریح یا رخصدان رو بہ جانب یار

۱۔ معلوم ہوا کہ قیامت میں کسی ہی شدت ہو مگر مومن کی آس نہ ٹوٹے گی اسے نبی کی شفاعت رب کی رحمت سے امید ہوگی اس فوٹی کافروں کے لئے خاص ہوگی کیونکہ ان کے جھوٹے معبودین شفاعت نہ کریں گے ہمارے نبی شفاعت کریں گے ۲۔ معلوم ہوا کہ سفارش نہ کرنی جھوٹے معبودوں کے لئے ہے۔ اللہ کے نبی اولیاء مخلوق کی شفاعت کریں گے ۳۔ کافر اپنے جنوں کی الوہیت کا مرتے وقت ہی مگر ہو جاتا ہے اللہ رسول کو مان لیتا ہے مگر یہ ماننا کام نہیں آتا اور قیامت میں اول اول تو کہیں گے کہ ہم شرک تھے ہی نہیں۔ پھر اس کا اقرار کریں گے لہذا اس آیت کا دوسری آیتوں سے تضاد نہیں ۴۔ مومن و کافر قیامت میں ایسے الگ الگ ہوں گے کہ آئندہ بھر کبھی جمع نہ ہوں گے۔ اس کی

تفسیر یہ آیت ہے۔ **وَنُفِثْنَا فِي أَسْوَاقٍ مُّتَفَرِّقَاتٍ**۔ ۵۔ مسالوں کی طرح ہر گروہ جنت کے مالک ہوں گے۔ یہ آیت علیحدہ ہونے کی تفسیر ہے۔ ۶۔ ہمیشہ کے لئے کہ عذاب نہ کبھی دور ہو نہ ہلکا۔ لہذا یہ آیت صرف کفار کے لئے ہے مومن کتنا ہی گنہگار ہو اس کا عذاب ہمیشہ کا نہ ہو گا

عارضی ہو گا جیسے بھی میں کو نکلے گا بھی جاتا ہے اور گنہگار سونا بھی۔ مگر سونا صاف ہونے کے لئے اور کو نکلے وہاں رہنے کے لئے، نکلنے کے لئے نہیں۔ نکلے کا لفظ سونا ہی پاک صاف ہو کر ہے۔ یعنی اس کی تسبیح پڑھو، کیونکہ ان اوقات میں تسبیح پڑھنے کے بڑے فضائل وارد ہیں یا ان وقتوں میں نمازیں پڑھو کیونکہ نماز میں تسبیح و تحمید سب ہی ملے ہے اور ان وقتوں میں زندگی میں انقلاب ہوتا ہے لہذا چاہیے کہ ہر حالت اللہ کے ذکر سے شروع ہو۔ نماز پنج گانہ کے اوقات اور تعداد رکعات کے نکات ہماری کتاب اسرار احکام میں ملاحظہ کرو ۸۔ شام میں مغرب و عشاء کی

نمازیں آگئیں اور نماز فجر، تین نمازیں یہ ہوتیں ۹۔ یہ جملہ معترضہ ہے یعنی تمام آسمان و زمین والے خصوصیت سے ان اوقات میں اللہ کی تسبیح و تحمید کرتے ہیں اے انسان اتم اشرف المخلوق ہو تم ان اوقات میں کیوں غافل رہتے ہو۔ یا یہ معنی ہیں کہ زمین و آسمان والوں پر رب کی حمد لازم ہے کہ وہ ان کا خالق و رازق ہے ۱۰۔ عینیتا میں نماز عصر اور تکبیرات میں نماز فجر پڑھو کیونکہ ظہر ظہیرہ سے بنا، یعنی دوپہر خیال رہے کہ عربی میں صبح سے دوپہر تک غذا دوپہر سے رات کے اول حصہ تک عشاء اور نصف رات کے بعد کو سحر کہتے ہیں۔ جو کوئی ان اوقات میں نماز کی پابندی کرے وہ گویا ہر وقت اللہ کی یاد میں رہتا ہے۔ ۱۱۔ اس میں نماز پنج گانہ کی فرضیت اشارہ مذکور ہے کیونکہ سبحان اللہ سے نماز نماز ہے ۱۲۔ اس طرح کہ جائداد سے باقی آیت میں اوقات کا ذکر ۱۳۔ اس طرح کہ جائداد سے بے جان نطفہ یا انڈا پیدا فرماتا ہے اور مومن سے کافر، حق سے فاسق، عاقل سے غافل کو پیدا کرتا ہے اور نطفہ یا

۲۷۵

۱۱۴۶	۱۱۴۷	۱۱۴۸
وَلَوْ تَقَوُّمُ السَّاعَةِ يَبْلِسُ الْمَجْرُمُونَ ۱۱۴۶	وَلَوْ تَقَوُّمُ السَّاعَةِ يَبْلِسُ الْمَجْرُمُونَ ۱۱۴۷	وَلَوْ تَقَوُّمُ السَّاعَةِ يَبْلِسُ الْمَجْرُمُونَ ۱۱۴۸
اور جس دن قیامت قائم ہوگی مجرموں کی آس ٹوٹ جائے گی نہ اور ان کے	اور جس دن قیامت قائم ہوگی مجرموں کی آس ٹوٹ جائے گی نہ اور ان کے	اور جس دن قیامت قائم ہوگی مجرموں کی آس ٹوٹ جائے گی نہ اور ان کے
لَهُمْ مِنْ شُرَكَائِهِمْ شُفَعَاءُ وَكَانُوا بِشُرَكَائِهِمْ	لَهُمْ مِنْ شُرَكَائِهِمْ شُفَعَاءُ وَكَانُوا بِشُرَكَائِهِمْ	لَهُمْ مِنْ شُرَكَائِهِمْ شُفَعَاءُ وَكَانُوا بِشُرَكَائِهِمْ
شرک ان کے سفارشی نہ ہوں گے نہ اور وہ اپنے شرکوں کے	شرک ان کے سفارشی نہ ہوں گے نہ اور وہ اپنے شرکوں کے	شرک ان کے سفارشی نہ ہوں گے نہ اور وہ اپنے شرکوں کے
كُفْرِينَ ۱۱۴۷	وَلَوْ تَقَوُّمُ السَّاعَةِ يَوْمَئِذٍ يَتَفَرَّقُونَ ۱۱۴۷	وَلَوْ تَقَوُّمُ السَّاعَةِ يَوْمَئِذٍ يَتَفَرَّقُونَ ۱۱۴۷
جو کافر ہیں ۱۱۴۷	اور جس دن قیامت ہوگی اس دن الگ ہو جائیں گے	اور جس دن قیامت ہوگی اس دن الگ ہو جائیں گے
فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَهُمْ فِي	فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَهُمْ فِي	فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَهُمْ فِي
رَوْضَةٍ يَّخْبُرُونَ ۱۱۴۸	وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا	وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا
میں ان کی خاطر جاری ہوگی نہ اور وہ جو کافر ہوئے اور ہماری	میں ان کی خاطر جاری ہوگی نہ اور وہ جو کافر ہوئے اور ہماری	میں ان کی خاطر جاری ہوگی نہ اور وہ جو کافر ہوئے اور ہماری
بِآيَاتِنَا وَلِقَاءِ الْآخِرَةِ فَأُولَٰئِكَ فِي الْعَذَابِ	بِآيَاتِنَا وَلِقَاءِ الْآخِرَةِ فَأُولَٰئِكَ فِي الْعَذَابِ	بِآيَاتِنَا وَلِقَاءِ الْآخِرَةِ فَأُولَٰئِكَ فِي الْعَذَابِ
۲۔ آیتیں اور آخرت کا مانا جھٹلانا وہ عذاب میں لا دھرے	۲۔ آیتیں اور آخرت کا مانا جھٹلانا وہ عذاب میں لا دھرے	۲۔ آیتیں اور آخرت کا مانا جھٹلانا وہ عذاب میں لا دھرے
مَحْضَرُونَ ۱۱۴۸	فَسُبْحَانَ اللَّهِ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ	فَسُبْحَانَ اللَّهِ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ
جائیں گے نہ تو اللہ کی ہاکی بولو جب شام کروئے اور جب	جائیں گے نہ تو اللہ کی ہاکی بولو جب شام کروئے اور جب	جائیں گے نہ تو اللہ کی ہاکی بولو جب شام کروئے اور جب
تُصْبِحُونَ ۱۱۴۹	وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَعَشِيًّا	وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَعَشِيًّا
صبح ہوئے اور اسی کی تعریف ہے آسمانوں اور زمین میں نہ اور کچھ دن بھر نہ	صبح ہوئے اور اسی کی تعریف ہے آسمانوں اور زمین میں نہ اور کچھ دن بھر نہ	صبح ہوئے اور اسی کی تعریف ہے آسمانوں اور زمین میں نہ اور کچھ دن بھر نہ
وَحِينَ تَنْظُرُونَ ۱۱۴۹	يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ	يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ
اور جب نہیں دوپہر ہوئے وہ زندہ کر نکالتا ہے مرے سے اور	اور جب نہیں دوپہر ہوئے وہ زندہ کر نکالتا ہے مرے سے اور	اور جب نہیں دوپہر ہوئے وہ زندہ کر نکالتا ہے مرے سے اور
يُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيَجِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا	يُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيَجِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا	يُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيَجِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا
مرے سے نکالتا ہے زندہ سے لے اور زمین کو بھلا ہے اس کے مرے سے اچھے کرے	مرے سے نکالتا ہے زندہ سے لے اور زمین کو بھلا ہے اس کے مرے سے اچھے کرے	مرے سے نکالتا ہے زندہ سے لے اور زمین کو بھلا ہے اس کے مرے سے اچھے کرے
وَكَذَٰلِكَ تَخْرُجُونَ ۱۱۵۰	وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَكُمْ مِنْ	وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَكُمْ مِنْ
اور یہ بھی تم نکالے جاؤ گے زندہ اور کھلی مشابہتوں سے ہے یہ کہ جس پیدا کیا	اور یہ بھی تم نکالے جاؤ گے زندہ اور کھلی مشابہتوں سے ہے یہ کہ جس پیدا کیا	اور یہ بھی تم نکالے جاؤ گے زندہ اور کھلی مشابہتوں سے ہے یہ کہ جس پیدا کیا
مَنْزِل	مَنْزِل	مَنْزِل

اٹھنے سے جائداد حیات۔ کافر سے مومن، غافل سے عاقل، فاسق سے حق بننے پیدا فرماتا ہے کہی شان والا ہے۔ سبحان اللہ ۱۳۔ کہ خشک زمین پر بارش برسا کر وہاں سبزہ اگاتا ہے اور سیاہ دل پر فیض نبوت کی بارش برسا کر وہاں ایمان و تقویٰ کا سبزہ اگاتا ہے۔ ۱۴۔ قیامت میں اپنی قبروں سے خیال رہے کہ موت کے بعد زندہ جہاں بھی رہے وہی اس کی قبر ہے۔ قبر عالم برزخ کو کہتے ہیں لہذا اس پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ جو لوگ دفن نہ ہوں وہ کیسے اور کہاں سے اٹھیں گے۔

۱۔ یا تو اس طرح کہ تھارے دلوا حضرت آدم کو مٹی سے بنایا، یا اس طرح کہ تم تعلق سے بنے اور تعلق خدا سے اور خدا مٹی سے ۲۔ خیال رہے کہ مٹی بھلاوت میں داخل ہے اور انسان حیوانات ہیں، بھلاؤ اور حیوان میں بہت فاصلہ ہے لہذا پیدائش بہت عجیب ہے ۳۔ یعنی بیویاں، چونکہ عورت کی پیدائش مرد سے ہے یعنی حضرت حوا آدم علیہ السلام سے پیدا ہوئیں اس لئے اس طرح خطاب ہوا۔ یعنی تم مردوں سے عورتیں بنائیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ انسان کا نکاح جانور، جن وغیرہ سے نہیں کیونکہ بیوی اپنی جنس کی چاہیے۔ اور اگرچہ انسان یعنی آدم علیہ السلام کی اولاد میں نہیں مگر جنت دوسری دنیا ہے وہاں کے احکام جدا گانہ ہیں اس ہی لئے آدم علیہ

السلام کی بیوی اس وقت جنت میں صرف خواہیں کسی حور سے اشتیاق نہ تھا ۴۔ معلوم ہوا کہ مرد روزی کمانے کے لئے ہے، عورت مرد کو آرام دینے کے لئے عورتوں کا کمانا، مردوں کا گھر کی خدمت کرنا فطرت کے خلاف ہے اسی لئے عورتوں کو حیض و نفاس وغیرہ ایسے عوارض دیئے گئے، جن میں انہیں گھر میں رہنا پڑتا ہے۔ ۵۔ کہ قہقہہ کی طور پر خاندان و بیوی میں آپس میں محبت ہوتی ہے اگرچہ پہلے اجنبی ہوں بلکہ نکاح سے دو خاندان اور بھی دو ملک مل جاتے ہیں اس لئے اسے نکاح کہتے ہیں یعنی ملانے والی چیز۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرد کو بیوی کے عزیزوں سے اور عورت کو خاندان کے عزیزوں سے محبت ہونا اللہ کی رحمت ہے تا افاقاں اللہ کا عذاب ۶۔ کہ جانوروں میں نہ دامہ ہیں مگر ان میں وہ الفت و محبت اور معاشرت نہیں جو انسانوں میں ہے حالانکہ جماع اور اولاد جانوروں میں بھی ہے نہ اس طرح کہ تھاری عقلیں اب تک معلوم نہ کر سکیں کہ مٹی اور آسمان کس چیز سے بنے ہیں ۸۔ کہ انسان کے سوا تمام جانور غذا، بولی، عقل میں یکساں ہیں۔ انسان ان چیزوں میں مختلف ہے پھر سب کو اسلام نے یکساں بنادیا کہ سب کا کلمہ نماز، رسول، کعبہ ایک ہو گیا غرضیکہ انسان کو رنگ، بو، بولی، شکل و صورت نے بکیرا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کیا۔ ۹۔ اس طرح کہ رات سونے کے لئے اور دن روزی کمانے کے لئے اور اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرنے کے لئے بنایا تاکہ دن بھر تھک کر رات کو آرام کر لو۔ چونکہ جنت میں کمانا اور تھکانہ ہو گا لہذا نہ وہاں رات ہوگی نہ غنیمت ۱۰۔ کہ اس سونے اور جاگنے سے مرنا اور مرجانے کے بعد قیامت میں اٹھنا معلوم کر لیں اور اس پر ایمان لائیں۔ ۱۱۔ بجلی چمکنے پر بارش کی امید اور اس کے کرنے کا اندیشہ اور خوف ہوتا ہے لہذا یہ امید اور خوف دونوں کی جامع ہے۔ ۱۲۔ معلوم ہوا کہ علم و عقل اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمتیں ہیں مگر جب کہ ان سے ایمان اور ایمانیات کا پتہ لگایا جاوے ورنہ یہ علم و عقل ہلاک بھی کر دیتے ہیں رب فرماتا ہے داخلۃ اللہ علیٰ عبیدہ دیکھو اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں فرمایا کہ ان چیزوں سے علم والے عقل والے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ انسان علم و عقل کی وجہ سے دوسری مخلوق سے افضل ہے ۱۳۔ اس سے اشارہ ہے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ زمین و آسمان حرکت نہیں کرتے، دونوں ٹھہرے ہوئے ہیں، صرف تارے متحرک ہیں، رب فرماتا ہے تھلی فی فلک، یسبحون، کیونکہ حرکت قیام کے خلاف ہے۔

تَرَابٍ ثِمًا إِذْ أَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُونَ ۱۰ وَمِنْ آيَاتِهِ

مٹی سے لے پھر بھی تم انسان ہو رہا میں بچنے ہوئے تھے اور اس کی نشانیوں

أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا

کے ہے کہ تھارے لئے تمھاری ہی جنس سے جوڑے بنائے تاکہ ان سے آرام پاؤ گے

وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ

اور تھارے آپس میں محبت اور رحمت رکھی ہے تاکہ اس میں نشانیاں ہیں رحمان

لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۱۱ وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقَ السَّمُوتِ وَ

کرنے والوں کے لئے ۱۱ اور اس کی نشانیوں سے ہے آسمانوں اور

الْأَرْضِ وَاخْتِلَافُ اللَّسَانِ وَالْوَلَوَانِ ۱۲ إِنَّ فِي

زمین کی پیدائش اور تمھاری زبانوں اور رنگوں کا اختلاف ہے تاکہ اس میں

ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِلْعَالَمِينَ ۱۳ وَمِنْ آيَاتِهِ مَنَامُكُمْ بِاللَّيْلِ

نشانیاں ہیں جاننے والوں کے لئے اور اس کی نشانیوں میں سے ہے رات

وَالنَّهَارِ وَابْتِغَاؤُكُمْ مِنْ فَضْلِهِ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ

اور دن میں چھلنا سونا اور اس کا فضل تلاش کرنے کے لئے تاکہ اس میں نشانیاں ہیں

لِقَوْمٍ يَسْمَعُونَ ۱۴ وَمِنْ آيَاتِهِ يُرِيكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا

سننے والوں کے لئے اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ تمہیں بجلی دکھاتا ہے ڈرنا

وَوَطْمَعًا وَيَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَيُخْرِجُ بِهِ الْأَرْضَ

اور امید دلاتا ہے اور آسمان سے پانی اتارتا ہے تو اس سے زمین کو زندہ کرنا

بَعْدَ مَوْتِهَا إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ۱۵

پس اس کے مرے بچے تاکہ اس میں نشانیاں ہیں عقل والوں کے لئے تاکہ

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ تَقُومَ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ بِأَمْرِهِ ثُمَّ

اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ اس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں تاکہ پھر

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دیکھو اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں فرمایا کہ ان چیزوں سے علم والے عقل والے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ انسان علم و عقل کی وجہ سے دوسری مخلوق سے افضل ہے ۱۳۔ اس سے اشارہ ہے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ زمین و آسمان حرکت نہیں کرتے، دونوں ٹھہرے ہوئے ہیں، صرف تارے متحرک ہیں، رب فرماتا ہے تھلی فی فلک، یسبحون، کیونکہ حرکت قیام کے خلاف ہے۔

۱۔ یعنی تم کو قہاری قہول سے بلائے گا اس طرح کہ بلائے وقت تم قہول یعنی عالم برزخ میں ہو گے نہ کہ بلائے والا جیسے کہا جاتا ہے کہ میں نے زید کو مگر سے بلایا یعنی زید کے گھر سے ۲۔ زندہ ہو کر قہول سے نکل کر وہاں پہنچے جہاں قیامت ہو گی یعنی میدان شام میں۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ کے بندوں کے کام اللہ کے کام مانتے جاتے ہیں اس وقت پکارا ہوا فرمان حضرت اسرئیل کا نام ہو گا مگر رب نے فرمایا کہ اللہ پکارے گا دوسرے یہ کہ سب زمین سے اٹھیں گے کوئی آسمان سے نہ اترے گا۔ حضرت جبریل علیہ السلام زمین پر تشریف لا کر یہاں رہیں ہوں گے ۳۔ یعنی عروجی حکموں میں سب زیر حکم ہوں گے اگرچہ تشریف جی حکموں میں

بعض نافران۔ دیکھو مرنے جینے صحت بیماری خوبصورتی وغیرہ میں ہم کو کچھ اختیار نہیں، تابع فرمان الہی ہیں۔ نماز روزہ وغیرہ میں رب نے ہم کو اختیار دیا ہے تو کوئی پڑھتا ہے کوئی نہیں ۴۔ حضرت اسرئیل کے صور پھونکنے پر کہ پہلے صور پر سب کچھ فنا ہو جائے گا۔ اور دوسرے پر سب کچھ پیدا ہو گا۔ غرضیکہ مخلوق کی ابتداء آسمانی سے مگر اعادہ اچانک ہو گا۔ ۵۔ سبحان اللہ! کیا پاکیزہ ترجمہ ہے کیونکہ آیت کا خلاصہ یہ نہیں کہ رب پر خلقت کی ابتداء مشکل تھی اعادہ آسان ہو گا۔ اس پر کوئی شے مشکل نہیں بلکہ یہ اس قانون کا پیمانہ ہے جس کا مخلوق کو تجربہ ہے کہ مخلوق پر ایجاد مشکل ہے۔ اعادہ آسان۔ مگر تم اسے پو تو فرماؤ یہ تو مانتے ہو کہ اللہ نے سب کچھ ایجاد کیا مگر اعادہ ناممکن سمجھتے ہو۔ کیسے بے عقل ہو ۶۔ اس طرح کہ اس کی ہر صفت ہر شان مخلوق کی صفات سے کہیں اعلیٰ و بالا ہے۔ لہذا یہ آیت اس کے خلاف نہیں کہ لیکن تم شک کرتے ہو۔ جس اور عقل میں فرق ہے۔ مَن تَزِدُّہٗ بُكْمًا مُّشْكِلًا ۱۰۰

میں رب کے نور کی تمثیل ہے تشبیہ نہیں ہے۔ اس میں مشرکین سے خطاب ہے جو اپنے جھوٹے معبودوں کو رب تعالیٰ کا بندہ مان کر اس کا شرک مانتے تھے یعنی بندگی اور شرکت جمع نہیں ہو سکتی ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ شرک کا دار و مدار اس پر ہے کہ کسی بندے کو رب کے برابر مانا جاوے۔ اس طرح کہ اس کی اولاد یا رب کو اس کا حاجت مند مانا جاوے۔ بغیر برابری کے عقیدے کے شرک ناممکن ہے ۹۔ چنانچہ مشرکین عرب اپنے معبودوں کی رب تعالیٰ پر دھونس اور زور مانتے تھے کہ رب تعالیٰ کو ان بندوں سے خوف ہے کہ اگر یہ بگڑ گئے تو میری سلطنت نہ چل سکے گی۔ اس لئے یہاں خوف کا ذکر فرمایا اس دھونس کی شفاعت کی قرآن کریم نے تردید فرمائی ہے۔ عزت و محبت کی شفاعت بعض بندوں کے لئے ثابت ہے۔ ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ عقائد میں تقلید، غن، نمان کا اعتبار نہیں، عقاید یعنی تحقیق چاہئیں۔ ۱۱۔ اس طرح کہ اس کی شامت نفس کی وجہ سے اس میں مگر لای پیدا فرمادی

الذکر ۳
۶۳۹
اقل ما اوقی ۱۱

اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةُ مِّنَ الْاَرْضِ اِذَا اَنْتُمْ تَخْرُجُونَ

جب زمین میں سے ایک ندا فرمائے گا جس میں تم نکل پڑو گے

وَلَهُ مَن فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ كُلٌّ لَّہٗ قٰنُتُوْنَ

اور اسی کے ہیں جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں سب اس کے زیرِ حکم ہیں

وَهُوَ الَّذِیْ یَبْدُءُ الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُہٗ وَہُوَ اٰھُوْنَ

اور وہی ہے کہ اول بناتا ہے پھر اسے دوبارہ بنانے کا حکم دیتا ہے اور یہ تمہاری ہی بات ہے اس پر

عَلِیْہِ وَلَہٗ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

روادہ آسان ہونا چاہیے اور اسی کے لئے ہے سب پر نشانی آسمانوں اور زمین میں

وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ **ضَرَبَ لَکُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِکُمْ**

اور وہی عزت و کثرت والا ہے تمہارے لئے ایک کہاوت بیان فرماتا ہے خود کے لئے

ہَلْ لَّکُمْ مِّنْ مَّا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ مِّنْ شُرَکَآءَ

حال سے کیا تمہارے لئے تمہارے ہاتھ کے مال غلاموں میں سے جو غریب ہیں

فِیْ مَا رَزَقْنٰکُمْ فَاَنْتُمْ فِیْہِ سَوَآءٌ تَخَافُوْنَہُمْ کَخِیۡفَتِکُمْ

اس میں جو تم نے ہیں روزی دی تو تم سب اس میں برابر ہو گے تم ان سے ڈرتے ہو جیسے آپس میں

اَنْفُسُکُمْ کَذٰلِکَ نَقُصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ

ایک دوسرے سے ڈرتے ہو گے، ہم ایسی قصص قضاویاں بیان فرماتے ہیں جس طرح واول کے لئے

بَلِ اتَّبَعَ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوْا اٰھُوَآءَہُمْ یَبِیۡرِعِلَیۡمَ فِیۡنَ

بلکہ ظالم اپنی خاہوشوں کے پیچھے ہو گئے بے جا گئے نہ تو اسے

یَہْدِیۡ مِّنْ اَضَلِّ اَللّٰہِ وَمَا لَہُمْ مِّنْ نَّصِیۡرٍ

کوئی ہدایت کرے جسے خدا نے گمراہ کیا اور ان کا کوئی مددگار نہیں

فَاَقِمْ وَجْھَکَ لِلدِّیۡنِ حَنِیۡفًا فِطْرَتِ اللّٰہِ الَّتِیْ فِطَرَ

تو اپنا منہ سیدھا کر دینا اللہ کی امامت رکھنے ایک ایسے ہی کے پور کر کہ اللہ کی ذاتی ہوتی بنا جس پر

ورنہ اللہ تعالیٰ کسی کو گمراہ نہیں کرتا یعنی اسے گمراہ ہونے کا حکم نہیں دیتا ۱۲۔ دنیا و آخرت میں عذاب آنے کے وقت۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے بہت سے مددگار بنا دیئے ہیں بے یار و مددگار ہونا کفار کا عذاب ہے ۱۳۔ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم، تاکہ تمہیں دیکھ کر لوگ سیدھے ہو جائیں یا اے مسلمانو! ہمیشہ سیدھے رہو یا اے کافر سیدھے ہو جاؤ ۱۴۔ اس طرح کہ کسی بد مذہبی کی تم میں ملاوٹ نہ ہو اور بد مذہب کی طرف میلان نہ ہو۔ خالص سونا یعنی خالص ایمان قابل قدر ہے۔

تلی ما اوچی ۲۱

منزل

مراد دنیاوی۔ صبیحتیں ہیں جیسے بیماری، قحط سال جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے ۱۰۔ بہت دفعہ مصیبت کے وقت کفار کہ حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر رب تعالیٰ سے دعا کراتے تھے۔ فرعون بھی مصیبتوں میں موسیٰ علیہ السلام سے دعا کرتا تھا۔ اب بھی بڑے سخت مشرک پیادوں میں مسلمانوں سے دعا کراتے ہیں یہ سب ان کا رب تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں کافروں کو بھی اللہ کی بعض رحمتیں مل جاتی ہیں خواہ اس طرح کہ انکی دعا قبول ہو جاتی ہے۔ یا ویسے ہی یا جن مسلمانوں سے دعا کراتے ہیں ان کی دعا قبول ہو جاتی ہے۔ ۱۲۔ یعنی بعض کفار مصیبت میں توبہ کرنے کے بعد مومن ہو جاتے تھے اور بعض کفر و شرک کرتے لگتے تھے۔ رب فرماتا ہے **فَلَمَّا كَذَبُواْ لِيَ الْبُرْهَانَ فَقُلْتُمْ شَيْئًا** اس لئے یہاں فرق فرمایا گیا۔ ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ آرام میں رب کو بھول جانا اور تکلیف میں

(بقیہ صفحہ ۶۵۰) اسے یاد کرنا کفار کا طریقہ ہے۔ مومن وہ ہے جو ہر حال میں رب کو یاد کرتا رہے ۱۴۔ یعنی اے مشرک! اگر تمہارے پاس اس کفر و شرک کی دلیل ہے تو پیش کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ جھوٹے اور کافرو وغیرہ کو سوا کرنے کے لئے اس سے دلیل مانگنا جائز بلکہ ثواب ہے۔ ہاں یہ سمجھ کر دلیل مانگنا کہ شاید یہ سچا ہو، کفر ہے لہذا فقہا کا فتویٰ اس آیات کے خلاف نہیں ۱۵۔ یعنی غر کا خوش ہونا جو برا ہے نہ کہ شر خوشی جو عبادت ہے۔ رب تعالیٰ نے نعمتوں کے لئے پر خوش ہونے کا حکم دیا ہے کہ فرماتا ہے۔ **ثُمَّ يَفْعَلُ اللَّهُ بِهَذَا مَا يَشَاءُ** لہذا آیات میں تعارض نہیں ۱۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی رحمت اس کے فضل سے آتی ہے اور معیت ہمارے

گناہوں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ معیت میں رب سے غائب ہو جانا کفار کا طریقہ ہے مسلمان بھی مایوس نہ ہو۔ رب فرماتا ہے۔ **لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَتِي** یہ بھی معلوم ہوا کہ جیسے نیک اعمال سے اللہ کی رحمتیں آتی ہیں ایسے ہی گناہوں سے آئیں آتی ہیں۔

۱۷۔ کہ بعض لوگ بہت علم و ہنر کے باوجود غریب ہوتے ہیں اور بعض بالکل بے علم و بے ہنر و دولت مند۔ معلوم ہوا کہ رزق رب کے ہاتھ ہے ۱۸۔ یہ آیت کریمہ تمام قرائد اربوں کے حقوق ادا کرنے کا حکم دے رہی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر رشتہ دار کا حق ہے، کسی کا کتنا؟ اس کی تفصیل فقہ میں ہے اس میں سسرال اور بیسی تمام قربت دار شامل ہیں ۱۹۔ اس میں صمان، نواسی، فقراء پر مہربانی سب ہی شامل ہے۔ ۲۰۔ معلوم ہوا کہ قرائد اربوں سے سلوک اور صدقہ و خیرات نام و نمود رسم کی پابندی سے نہ کرے۔ محض رب کی رضا کے لئے کرے تب ثواب

کا مستحق ہے ۲۱۔ یہاں دلو شری معنی میں نہیں یعنی سود بلکہ لغوی معنی میں ہے۔ یہ آیت ان لوگوں کے متعلق نازل ہوئی جو کسی کو ہدیہ و تحفہ اس نیت سے دیتے تھے کہ ہم کو اس کے عوض زیادہ ملے یہ اگرچہ جائز ہے مگر بہتر نہیں۔ اس لئے اس کو یہاں منع نہ فرمایا بلکہ فرمایا گیا کہ اس کا ثواب نہ ملے گا معلوم ہوا کہ شادی بیاہ کے بیوتے وغیرہ جائز ہیں بہتر نہیں یہ ہمارے واسطے حکم ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایسے ہدیہ دینا حرام تھا۔ رب فرماتا ہے۔ **وَلَا تَنْتَفِعُوا بِهِنَّ** ہدیہ نذرانہ خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے چاہیے۔ خیال رہے کہ جس بہہ میں محض رب کی رضا مقصود ہو وہ صدقہ ہے اور جس میں ہنرے کی رضا مقصود ہو اور ہنرے کو راضی کرنا رب کی رضا کے لئے ہو وہ ہدیہ یا نذرانہ ہے ۲۲۔ خیرات وہ ہے جو فقیر کو فقیروں کی بنا پر محض رب کو راضی کرنے کے لئے دی جاوے۔ فقیر کو ہدیہ دینا صدقہ ہے جیسے کہ امیر کو صدقہ دینا بہرہ ہے۔ صدقہ جاریہ امیر و غریب سب استعمال

الکتاب المادۃ ۱۱	۶۵۱	الروم ۳۰
<p>يُرَوُّ أَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ نہ دیکھا کہ اللہ رزق وسیع فرماتا ہے جس کے لئے چاہے اور تنگی فرماتا ہے جس کے لئے چاہے</p> <p>إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ^{۱۴} فَأَتَى ذَا الْقُرْبَىٰ پہلے تک اس میں نشانیاں ہیں ایمان والوں کے لئے نہ کہ رشتہ دار کو اس کا</p> <p>حَقُّهُ وَالْمَسْكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ ^{۱۵} ذَلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ حق دو رک اور مسکین اور مسافر کو ملے بہتر ہے ان کے لئے</p> <p>يُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ^{۱۶} وَمَا جو اللہ کی رضا چاہتے ہیں اور انہیں کا کام ملے گا اور تم</p> <p>أَتَيْتُمْ مِّنْ رَبِّ الْيَزِيدَ فِي أَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَزِيدُ أَعْدَ جو چیز زیادہ لینے کو دے کر دینے والے کے مال بڑھیں تو وہ اللہ کے یہاں</p> <p>اللَّهُ وَمَا أَتَيْتُمْ مِّنْ زَكَاةٍ يُزِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ نہ بڑھے گی اور جو تم میرات دو اللہ کی رضا چاہتے ہوئے تو انہیں کے</p> <p>هُمُ الْمُضْعِفُونَ ^{۱۷} اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ دوئے ہیں نہ اللہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں روزی دی ۱۸</p> <p>ثُمَّ يَمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ هَلْ مِنْ شَرِكٍ لَّكُمْ مِّنْ پھر نہیں مارے گا پھر نہیں جلنے کا کیا تمہارے شریکوں میں جس کو تمہارا</p> <p>يَفْعَلُ مِنْ دُونِ شَيْءٍ سُبْحَنَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا جو ان کاموں میں سے کچھ کرے نہ پاکی اور برتری ہے اس کے</p> <p>يَشْرُكُونَ ^{۱۹} ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ شرک سے کچھ خرابی ہوئی اور تری میں ان برائیوں سے جو لوگوں کے</p> <p>أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضُ الَّذِي عَمِلُوا ہاتھوں نے کیا میں نے تاکہ انہیں ان کے بعض کرموں کا مزہ چکھائے کہ انہیں باز</p>		

مستزلہ

کر سکتے ہیں۔ صدقہ واجب صرف فقیر کا نہیں۔ صدقہ نفلی فقیروں کے لئے موزوں و مناسب ہے۔ ۲۳۔ دوئے سے مراد یہ کہ تمہارے دینے سے زیادہ خواہ ایک گنا زیادہ ہو یا دو گنا۔ لہذا یہ آیت ان آیات کے خلاف نہیں جن میں بہت زیادتی کا ذکر ہے ۲۴۔ تمہاری بھاکے لئے، جسمانی بھاکے لئے ظاہری رزق بخشا اور روحانی بھاکے لئے ایمان و تقویٰ کا باطنی رزق عطا فرمایا۔ جسمانی روزی دنیا کے کھیتوں باغوں سے بخشی ایمانی روزی مدینہ منورہ کی سرزمین سے پہنچائی۔ ۲۵۔ دوسری بار صورت چوکھٹے پر یہ زندگی عمل کے لئے ہے وہ زندگی جزا کے لئے ہوگی۔ یہ زندگی ثانی ہے وہ زندگی چاروں طرف ہے یہ زندگی جسمانی ہے وہ زندگی روحانی ہوگی۔ اس لئے اس زندگی کے بعد موت کا ذکر نہ فرمایا ۲۶۔ تمہارے عقیدہ میں بھی تمہارا کوئی بت یہ کام نہیں کرتا کیونکہ کنارہ خالق رازق زندگی موت دینے والا صرف رب تعالیٰ کو مانتے تھے ۲۷۔

(بقیہ صفحہ ۶۵۱) چنانچہ کفر اور گمراہیوں کی وجہ سے ظلم سالی، بیماری، دہائی امراض، سیلاب، آگ، گلاب، رزق میں بے برکتی ہوتی ہے اور بارش نہ ہونے سے دریاؤں جانور اندر سے ہو جاتے ہیں۔ سب میں موتی نہیں بنتے۔ غریبہ کمناہوں سے خشکی اور دریاؤں خلوق کو صحت آجاتی ہے۔ اور آج کل جنگوں میں خشکی اور سمندر سب جگہ ہی آفت ہوتی ہے بحرِ مال آیت باطل کج ہے اس پر کوئی اعتراض نہیں ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا کی تکلیف انسان کے بعض گناہوں کی بعض سزا ہے اصل سزا تو آخرت میں ملے گی یا یہ مطلب ہے کہ اگر گناہ رب معاف فرماتا ہے۔ بعض پر گرفت کرتا ہے۔

۱۔ معلوم ہوا کہ انسانوں کی بد عملی سے کبھی جانوروں پر بھی صیبت آ جاتی ہے۔ گندم کے ساتھ کھن بھی پس جاتے ہیں جیسے کبھی جانوروں کی وجہ سے ہم پر بارش ہو جاتی ہے۔ کثرتِ زنا سے قتل و قارت ہوتی ہے ذکوة نہ دینے سے بارش رکتی ہے کم تولنے سے حاکم ظالم مقرر ہوتے ہیں۔ سود خوری سے زلزلے وغیرہ آتے ہیں (روح) ۲۔ زمین سے مراد عذاب و ملی قوموں کی زمینیں ہیں جو مکہ والوں کے سفر میں آتی تھیں اور دیکھنے سے مراد نظر عبرت سے دیکھنا ہے نہ کہ فقط آنکھوں سے اشارہ کر لینا ۳۔ یہاں اکثر سے مراد سارے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ کفار کے اجڑے مکانوں کی طرف سفر کر کے جانا تاکہ خوفِ الہی پیدا ہو عبادت ہے۔ ایسے ہی بزرگوں کے آستانوں پر سفر کر کے حاضری دینی تاکہ رب سے امید اور عیادت کا ذوق ہو یہ بھی عبادت ہے۔ اس سے زیارتِ قبور اور عرسوں کا سفر ثابت ہوتا ہے ۴۔ اے مسلمان! یعنی ایمان لا چکنے کے بعد عبادتیں کرو۔ کوئی مسلمان عبادت سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ یا اے محبوب! تم اپنا چہرہ دین کی طرف قائم رکھو تاکہ تمہاری بدولت سب کے منہ ادھر ہو جائیں کیونکہ ہر قدر تم دیکھتے ہو ادھر خدا بھی دیکھتا ہے، ساری خدائی بھی ۵۔ وہ موت کا وقت ہے یا قیامت کا دن ۶۔ اس طرح کہ موت کے بعد نہیں سارے عزیز چھوڑ دیں گے یا قیامت میں مومن، کافر نیک کار، بدکار چھٹ جائیں گے ۷۔ کہ اس کے کفر سے دوسرے نہ پکڑے جائیں گے خود وہی پکڑا جائے گا۔ اس سے کافروں کے ناکچھ پیچے دوزخ میں اپنے مال باپ کے کفر کی وجہ سے نہ جائیں گے ۸۔ معلوم ہوا کہ نیک کار مسلمان کو اس کی نیکی کی جزا ضرور ملے گی۔ اگر کسی کو اس کا ثواب بخش بھی دیا تب بھی خود محروم نہ ہو گا ۹۔ معلوم ہوا کہ عمل نیک کسی جزا کے فضل و کرم پر موقوف ہے۔ عملِ جزا کا سبب ہیں نہ کہ علت، لہذا کوئی بھی اپنی نیکیوں پر گھبر نہ کرے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اعمال پر ایمان مقدم ہے بے ایمان کی کسی نیکی کا ثواب نہیں کیونکہ ایمان کا ذکر عمل سے پہلے ہے۔ ۱۰۔ بلکہ کافر سے ناراض ہے جس کی بنا پر اسے سخت سزا دے گا۔ کیونکہ رب تعالیٰ کی عدم محبت بغض کو لازم ہے (روح) یہاں خدا فیض کو مستلزم ہے ۱۱۔ چہ نکہ دنیا کی نعمتیں اور رحمتیں آخرت کی نعمتوں کے مقابل بہت تھوڑی ہیں اس لئے رب تعالیٰ دنیا کی نعمتوں کے حصول چکھانا، ذائقہ دینا اور شاد فرماتا ہے ۱۲۔ اس زمانہ میں کشتیاں ہواؤں سے چلتی تھیں اس لئے قرآن کریم میں اکثر اس کا ذکر ہوتا ہے۔ اب بھی مخالف ہوا سے جہاز پھٹ جاتے ہیں۔ سمندروں میں طوفان آ جاتے ہیں جہاز ڈوب جاتے ہیں۔ غریبہ دریائی سفر کے لئے مناسب ہوا بہت ضروری ہے ۱۳۔ کہ دریا کا سفر کر کے تجارتیں کرو جس سے تھیں روزی ملے۔ اس سے معلوم ہوا کہ روزی اگرچہ ہمارے کسب سے حاصل ہو مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہے۔ جس کا شکر یہ لازم ہے ۱۴۔ یہاں قوم سے کسی قوم، مکی قوم، مدنی قوم سب ہی

يَرْجِعُونَ ﴿۱﴾ قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ

آجیں لے تم فرماؤ زمین میں چل کر دیکھو کس طرح

كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلُ كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُشْرِكِينَ ﴿۲﴾

ہوا انہوں کا ان میں بہت مشرک تھے

فَاقِمُوا وَجْهَكُمْ لِلدِّينِ الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ

تو اپنا منہ صاف کر کے جلوت کے لئے قبل اس کے کہ وہ دن آئے جسے اللہ کی طرف

لَا أَمْرَ لَهُ مِنَ اللَّهِ يَوْمَئِذٍ يُصَدِّعُونَ ﴿۳﴾ مَنْ كَفَرَ

سے ٹھنڈا نہیں اس دن آگ پھٹ جائیں گے نہ جو کفر کرے

فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ وَفَإِنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلَا نَفْسٍ مِنْ

اس کے کفر کا وبال اسی بدیہ اور جو اچھا کام کرے وہ اپنے ہی لئے تمہاری

يَمِهِ مُدَوِّنٌ ﴿۴﴾ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

کر رہے ہیں اُن کو تاکہ صلہ سے انہیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اپنے

مِنْ فَضْلِهِ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ ﴿۵﴾ وَمَنْ آيْتَهُ أَنْ

فضل سے ملے ٹھیک وہ کافروں کو دوست نہیں رکھتا اور اس کی خدائیوں

يُرْسِلَ الرِّيَّاحَ بُشْرًا تَلْفُحُهُمْ فَمِنْ رَحْمَتِ اللَّهِ يُخْرِجُونَ

سے بے کہ ہوا بھی بھیجتا ہے مژدہ مٹاتی اور اس لئے کہ نہیں اپنی رحمت کا ذائقہ لے لے اور

الْفُلْكَ بِأَمْرِهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿۶﴾

اس لئے کہ کشتی اس کے امر سے چلے لے اور اس لئے کہ اس کا فضل تلاش کروں لے اور اس لئے کہ تم

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رَسُولًا إِلَى قَوْمِهِمْ فَجَاءَهُمْ

ماتو اور بے شک ہم نے تم سے پہلے کئے رسول ان کی قوم کی طرف بھیجے کہ لوہ انہی

بِالْبَيِّنَاتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِينَ أَجْرُمُوا وَكَانَ حَقًّا

پاس کھل نشان لائے کہ پھر ہم نے انہوں سے بدلہ لیا اور ہمارے ذکر کرم

سے پہلے ہے۔ ۱۰۔ بلکہ کافر سے ناراض ہے جس کی بنا پر اسے سخت سزا دے گا۔ کیونکہ رب تعالیٰ کی عدم محبت بغض کو لازم ہے (روح) یہاں خدا فیض کو مستلزم ہے ۱۱۔ چہ نکہ دنیا کی نعمتیں اور رحمتیں آخرت کی نعمتوں کے مقابل بہت تھوڑی ہیں اس لئے رب تعالیٰ دنیا کی نعمتوں کے حصول چکھانا، ذائقہ دینا اور شاد فرماتا ہے ۱۲۔ اس زمانہ میں کشتیاں ہواؤں سے چلتی تھیں اس لئے قرآن کریم میں اکثر اس کا ذکر ہوتا ہے۔ اب بھی مخالف ہوا سے جہاز پھٹ جاتے ہیں۔ سمندروں میں طوفان آ جاتے ہیں جہاز ڈوب جاتے ہیں۔ غریبہ دریائی سفر کے لئے مناسب ہوا بہت ضروری ہے ۱۳۔ کہ دریا کا سفر کر کے تجارتیں کرو جس سے تھیں روزی ملے۔ اس سے معلوم ہوا کہ روزی اگرچہ ہمارے کسب سے حاصل ہو مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہے۔ جس کا شکر یہ لازم ہے ۱۴۔ یہاں قوم سے کسی قوم، مکی قوم، مدنی قوم سب ہی

(تقریباً صفحہ ۶۵۲) مراد ہیں۔ یہ سب کو عام ہے اس لئے کہ بعض رسول اس قوم و خاندان میں سے تھے جن کے وہ رسول بنے۔ جیسے حضرت صالح و ہود علیہما السلام۔ بعض وہ جو دوسری جگہ سے تشریف لاکر اس قوم میں نبی ہوئے جیسے حضرت ابراہیم و لوط علیہما السلام پھر جن لوگوں نے ان رسولوں کی اطاعت کر لی ان کے بھی رسول جنوں نے مخالفت کی ان کے بھی نبی۔ اطاعت کرنے والے امت اجابت اور مخالفین امت دعوت کھاتے ہیں۔ تمام جہان ہمارے حضور کی امت ہے ۱۵۔ یعنی مہجرات جن سے ان کی نبوت ثابت ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی رسول بغیر مہجرہ کے نہ آئے ہر نبی کے لئے کوئی نہ کوئی مہجرہ ضرور ہوتا ہے

۱۔ اگرچہ کبھی دیر سے ہو مگر انجام مسلمانوں کی نصرت ہے اگر نیت میں اخلاص ہو رب فرماتا ہے۔ وَاللّٰهُمَّ لِلْمُسْلِمِیْنَ خِیَالِ رَہے کہ مومنوں کی مدد ہونے کی چند صورتیں ہیں۔ جہاد میں ان کو کفار پر غلبہ ملنا۔ مناظرہ میں انہیں فتح نصیب ہونا۔ جب مومن مصیبت میں گرفتار ہوں تو رب کا انہیں اپنے پاس بلا لینا۔ دشمنوں کے ہاتھ میں نہ چھوڑنا۔ لہذا امام حسین رضی اللہ عنہ منصور و مظفر ہیں۔ یزید پلید غائب و خاسر تھا اس لئے اس آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ۲۔ سمندر روں سے اٹھا کر لاتی ہیں رب تعالیٰ کے حکم سے ۳۔ یعنی اللہ تعالیٰ اتنا بادل بھیجتا ہے جو تمام میں چھا جاتا ہے اور کبھی کبھی ٹکڑے ٹکڑے ٹکڑے معلوم ہوتا ہے۔ ہوا ایک ہے مگر عمل مختلف ۴۔ اس طرح کہ بادل چھلکی کی طرح پانی گراتا ہے۔ بہت زیادہ بارش ہو چکنے کے بعد بادل دیا ہی رہتا ہے اور واپس ہو جاتا ہے ۵۔ کیونکہ اس سے گرائی دور ہونے اور زانی آنے کی امید ہوتی ہے تو چاہیے کہ حضور کی تعریف اور پی پر بھی غرض متائیں کیونکہ دنیا و دین کی تمام ہماریں حضور کے دم سے وابستہ ہیں آپ رحمت کی عالمگیر بارش ہیں ۶۔ کیونکہ بہت جلد گھبرا جانا۔ جلد ناامید ہو جانا انسانی نصرت ہے۔ لہذا یہ آیت صرف کافروں کے لئے نہیں بلکہ عام ہے۔ ۷۔ یہاں زمین کی موت سے مراد اس کی خشکی ہے اور زندگی سے مراد اس کی سرسبزی و شادابی۔ ہر صفت کے معنی موصوف کے لحاظ سے ہوتے ہیں ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ قیاس برحق ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ آخرت کو دنیا پر قیاس کر کے اپنا ایمان درست کرنا چاہیے۔ ۹۔ معلوم ہوا کہ قرآن کی اصطلاح میں رحمت کی ہوا کو ریاہ اور عذاب کی ہوا کو ریح کہا جاتا ہے۔ دیکھو پہلے ریاہ فرمایا تھا جہاں بارش کا ذکر تھا اور یہاں عذاب کے موقع پر ریح فرمایا ۱۰۔ یعنی کفار نعمت ملنے پر شاکر، تکلیف پر صابر نہیں، بلکہ نعمت ملنے پر غرور اور تکبر کرتے ہیں، تکلیف پر بے صبر ہو جاتے ہیں ۱۱۔ جو زندگی کا مقصد پورا نہ کرے وہ مردہ ہے اگرچہ جان رکھتا ہو اور جو زندگی کا مقصد پورا کرے وہ زندہ ہے اگرچہ

ظاہر بے جان ہو لہذا زندہ کافر مردے اور وفات یافتہ شیعہ زندہ ہیں۔ یعنی جیسے مردہ کو کوئی دوا مفید نہیں ایسے ہی ان کافروں کو کوئی نصیحت کارگر نہیں۔ لہذا اس آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مردے مٹنے نہیں کیونکہ یہاں مردوں سے مراد کافر ہیں اور نہ مٹنے سے فائدہ حاصل نہ کرنا مراد ہے ۱۲۔ یعنی جو بد نصیب دل کے اندر سے ہیں اور ان کے نصیب میں ایمان نہیں وہ آپ سے ہدایت نہیں پاتے اس سے معلوم ہوا کہ جو فقی ازلی نہ ہو حضور اسے ہدایت دیتے ہیں جو کہے کہ حضور ہدایت نہیں دیتے وہ اپنے فقی ازلی ہونے کا اقرار ہی ہے۔

۶۵۳	اٰتِل مَادِی ۱۱	الردہ ۳۰
<p>عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ ۱۰) اَللّٰهُ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیْحَ</p> <p>پہرے مسلمانوں کی مدد فرماتا ہے کہ بھیجتا ہے ہوائیں کہ</p> <p>فَتُثْبِتُ سَحَابًا فِیْ بَسِطَةٍ فِی السَّمَاءِ کَیْفَ یَشَاءُ وَیَجْعَلُہٗ</p> <p>اجاڑتی ہیں بادل نہ پھر اسے پھیلا دیتا ہے آسمان میں جیسا چاہے اور اسے پہلے یا پھر</p> <p>کَسَفًا قَتَرِی الْوَدْقِ یَخْرُجُ مِنْ خِلَالِہٖ ۱۱) اِذَا اَصَابَ</p> <p>کر تھکے تو دھبے کر اس کے نہ بقی میں سے مینہ نکل رہا ہے نہ پھر جب اسے</p> <p>یہُ مِنْ یَّشَاءُ مِنْ عِبَادِہٖ اِذَا هُمْ یَسْتَبِشِرُوْنَ ۱۲)</p> <p>بہنچاتا ہے اپنے بندوں میں جسکی طرف چاہے جیسے وہ خوشیاں مناتے ہیں ۱۳</p> <p>وَلَنْ کَاۡتِبُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ یُنْزَلَ عَلَیْہِمْ مِّنْ قَبْلِہٖ</p> <p>اگرچہ اس کے اتارنے سے پہلے آس توڑے ہوئے</p> <p>لَمُبْلِِسِیْنَ ۱۴) فَانْظُرْ اِلٰی اَثَرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ کَیْفَ یُعِیْ</p> <p>تھے نہ تو اللہ کی رحمت کے اثر و نتیجہ کو جو زمین کو</p> <p>الْاَرْضُ بَعْدَ مَوْتِہَا اِنَّ ذٰلِکَ لَمَجِی الْمَوْتِ ۱۵) وَہُوَ</p> <p>جلاتا ہے اس کے مرنے و مچنے کی جگہ مردوں کو زندہ کرے گا ۱۶ اور وہ</p> <p>عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَلٰکِنْ اَرْسَلْنَا رِیْحًا فَاَوَدَّہٗ مُصْقَرًا</p> <p>سب کچھ کر سکتا ہے اور اگر ہم کوئی ہوا بھیجیں تو جس سے وہ کھینک کر زرد</p> <p>لَا تُطَاوِمْنَ بَعْدَہٗ یُکْفَرُوْنَ ۱۷) فَاِنَّکَ لَا تَسْمِعُ الْمَوْتِی</p> <p>دیکھیں تو حضور اس کے بعد نافرمانی کرتے ہیں نہ اس لئے کہ مردوں کو نہیں سنتے</p> <p>وَلَا تَسْمِعُ الصُّحُفَ الدُّعَاۡ اِذَا وُلُوْا مَدْبِرِیْنَ ۱۸) وَمَا تَنْتَ</p> <p>اور نہ یہودیوں کو بخارنا سناؤ جب وہ چھٹہ دے کر پھریں اور نہ تم</p> <p>یُہْدِی الْعَمٰی عَنْ ضَلٰلَتِہُمْ اِنْ تَسْمِعُ الْاٰمِنِ یَوْمَئِذٍ</p> <p>اندموں کو ان کی گمراہی سے راہ بدر لاؤ نہ تم تو اسی کو سناتے ہو جو ہمارے ایمانی</p>		
منزلہ		

(بقیہ صفحہ ۶۵۳) درجہ یہ ہے کہ انسان اپنے گناہ سے لاپرواہ ہو جاوے۔ گناہ کرے، ٹام نہ ہو، کبھی یہ سوچے بھی نہیں کہ میں کیا کر رہا ہوں۔ اس بیماری سے شفاء بمشکل ہوتی ہے اس کے اوپر یہ کہ اپنے گناہوں کو اچھا سمجھے، دوسروں کی نیکیوں کو برا جانے گناہوں پر فخر کرے اور نیکیوں پر طعنہ کرے یہ دل کی مہر کا باعث ہے اس کا علاج ناممکن ہے یہاں تیسرا درجہ مراد ہے مگر مجاہدہ یا قرآن شریف کی آمیت۔

۱۔ مظلوم ہوا کہ نبی یا ان کے مظلوموں کو جھوٹا یا باطل بائنا مال پر مرگ جانے کی علامت ہے۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔ ۲۔ کیونکہ اللہ کے جھوٹ کا امکان بھی نہیں، جو

رب کے لئے امکان کذب ہانے وہ مومن نہیں۔ ۳۔

یعنی کفار کی تکالیف اور ازیتیں آپ کو غصہ اور غش نہ

دلاویں کہ آپ غش اور جوش میں ان کے لئے بددعا فرما

دیں اور سب کافر ہلاک ہو جاویں۔ اس معنی پر یہ آمیت

منسوخ نہیں بلکہ محکم ہے۔ اب بھی مسلمانوں کو عقل

چاہیے ۴۔ ساری سورہ لقمان کی ہے لَنْزِلَآئِي تَابِي الْاُذُنِ

سے لے کر دو آیات کی انتہا تک اس سورہ میں چار رکوع

چونتیس آیتیں، پانچ سو اڑتالیس کلمے، دو ہزار ایک سو

دس حروف ہیں (خزانہ) ۵۔ قرآن شریف کا نام کتاب

بھی ہے حکیم بھی۔ اس سے مظلوم ہوا کہ غیر اللہ کو بھی

اللہ کے صفاتی نام دے سکتے ہیں۔ دیکھو حکیم، اللہ کا نام

بھی ہے، اور قرآن شریف کا بھی۔ ۶۔ یعنی قرآن

مومنوں کے لئے اعمال کا ہادی ہے اور صالحین کے لئے راہ

جنت کا رہبر۔ اس سے مظلوم ہوا کہ کافروں پر عبادت

فرض نہیں۔ عبادت کی تمام آیات مسلمانوں کے لئے

اتری ہیں ۷۔ مظلوم ہوا کہ قرآن شریف سے پورا فائدہ

وہ اٹھائے گا جو مومن بھی ہو پرہیزگار بھی یہ بھی مظلوم ہوا

کہ قرآن شریف حضور کے لئے ہادی نہیں۔ حضور تو پہلے

ہی سے ہدایت پر ہیں۔ آپ ظہور نبوت سے پہلے مومن،

مثنیٰ پرہیزگار تھے۔ جب قرآن کریم کی پہلی آیت حضور پر

آئی تو آپ نماز و احکام میں تھے کہ احکام اور نماز پہلے

ہی سے جانتے تھے ۸۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے

ایک ۱۔ نماز و زکوٰۃ سے افضل اور مقدم ہے کیونکہ نماز کا

ذکر پہلے ہوا۔ دوسرے یہ کہ نماز و زکوٰۃ کے درست ہونے

کی شرط ایمان ہے کیونکہ وہم کا واؤ حالیہ ہے یعنی نماز و

زکوٰۃ اس حال میں ادا کریں کہ ایمان رکھتے ہوں۔

تیسرے یہ کہ رب تعالیٰ نے زکوٰۃ کی فرضیت سے پہلے

اس کی خبر دے دی تھی اور حکم دیا تھا کہ زکوٰۃ فرض ہونے

پر دیا گیا۔ کیونکہ یہ آمیت کہیے ہے اور زکوٰۃ مدینہ طیبہ

میں فرض ہوئی ۹۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ

کہ کامیابی کے لئے نیک اعمال ضروری ہیں۔ اعمال سے

بے پرواہ ہو کر کامیابی کا تعین نہ کرنا ایسا ہے جیسے جو بو کو

گندم کاغٹے کا تعین کرنا۔ دوسرے یہ کہ ہدایت محض رب تعالیٰ کے فضل و کرم سے ملتی ہے اس کے لئے اپنا علم و عقل کافی نہیں۔ بڑے بڑے عاقل کافر ہو جاتے ہیں

اور ناسمجھ مومن بن جاتے ہیں اللہ اپنا فضل ہی کرے۔ جنت کے لئے قلب و قالب دونوں کو درست کرنا۔ مظلوم ہوا کہ باجے، تاش، شراب بلکہ تمام کھیل کود کے

آلات چھینا بھی منع ہیں اور خرید و بیع کا جائز، کچھ یہ آمیت ان غریب آدمیوں کی برائی میں اتری۔ اسی طرح باجائز مظلوم گندے رسالے، سینٹا کے ٹکٹ، تماشے وغیرہ کے

اسباب سب کی خرید و فروخت منع ہے کہ یہ تمام لوگ اللہ سے ہیں۔ شان نزول یہ۔ یہ آمیت نصر ابن حارث ابن کلدہ کے متعلق نازل ہوئی جو تجارتی سفر میں باہر جانا

دہاں سے بھروسے کے ناول اور حقے کمانیوں کی کتابیں خریدتا۔ کہ دلوں سے کتا تھا کہ تم کو محمد مصطفیٰ صلاوہ ثمود کی کتابیاں سناتے ہیں میں تم کو رستم لفسفہ یار اور شاہاں

۱۱۱	۶۵۵	۱۱۱
<p>كَذٰلِكَ يَظَعُ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَلَا يَسْتَخِفُّكَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتِقُوْنَ ۝</p>		
<p>۱۱۱ ۳۱ سُوْرَةُ الْاٰنِ ۵۰ ۱۱۱</p>		
<p>سورہ لقمان مکی ہے اور اس میں بیس آیتیں اور چار رکوع ہیں</p>		
<p>بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ</p>		
<p>اللّٰهُ کے نام سے شروع جو ہدایت ہر بان دہم والا</p>		
<p>اَلَمْ تَرَ اَنْتَ الْكِتٰبَ الْحَكِيْمَ ۝ هٰدِیْ وَرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلٰی هٰدِیْ مِّنْ رَّبِّهِمْ ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَمِنْ النَّاسِ مَن يَّشْتَرِیْ لَهٗوَ الْحَدِیْثِ لِیُضِلَّ عَن سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۝ وَیَتَّخِذْ هَٰذَا زُورًا ۝ اُولٰٓئِكَ لَہُمْ عَذَابٌ قَرِیْبٌ ۝ وَاِذْ اُنْتَلٰی عَلَیْہِ اٰیٰتُنَا وَلٰی مُسْتَكْبِرًا ۝</p>		
<p>مغزلہ</p>		

گندم کاغٹے کا تعین کرنا۔ دوسرے یہ کہ ہدایت محض رب تعالیٰ کے فضل و کرم سے ملتی ہے اس کے لئے اپنا علم و عقل کافی نہیں۔ بڑے بڑے عاقل کافر ہو جاتے ہیں اور ناسمجھ مومن بن جاتے ہیں اللہ اپنا فضل ہی کرے۔ جنت کے لئے قلب و قالب دونوں کو درست کرنا۔ مظلوم ہوا کہ باجے، تاش، شراب بلکہ تمام کھیل کود کے آلات چھینا بھی منع ہیں اور خرید و بیع کا جائز، کچھ یہ آمیت ان غریب آدمیوں کی برائی میں اتری۔ اسی طرح باجائز مظلوم گندے رسالے، سینٹا کے ٹکٹ، تماشے وغیرہ کے اسباب سب کی خرید و فروخت منع ہے کہ یہ تمام لوگ اللہ سے ہیں۔ شان نزول یہ۔ یہ آمیت نصر ابن حارث ابن کلدہ کے متعلق نازل ہوئی جو تجارتی سفر میں باہر جانا دہاں سے بھروسے کے ناول اور حقے کمانیوں کی کتابیں خریدتا۔ کہ دلوں سے کتا تھا کہ تم کو محمد مصطفیٰ صلاوہ ثمود کی کتابیاں سناتے ہیں میں تم کو رستم لفسفہ یار اور شاہاں

(بقیہ صفحہ ۶۵۳) غم کی کمائیاں سناتا ہوں۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ جو چیز اللہ کے ذکر سے غافل کرے وہ لوالہ و لعل میں داخل ہے حرام ہے دیکھو اذان جمعہ کے بعد تجارت اور دنیاوی مشاغل جو نماز کی تیاری سے روکیں وہ لولہ ہے۔ حتیٰ کہ اگر زن و فرزند یا ر کے ذکر میں آڑ بنے تو لولہ ہے اس آڑ کو چھڑ دو۔ روح البیان نے فرمایا کہ باجا حرام بغیرہ ہے۔ لولہ ہو تو حرام ہے ورنہ نہیں۔ دیکھو غازی کے فقارے جانتے ہیں کہ لولہ نہیں۔ اسی طرح قوالی لولہ کے طور پر ہو تو حرام ہے جیسے آج کل کی عام قوالیاں۔ معلوم ہوا کہ گمراہ کرنے والے کا مذہب بہت زیادہ ہے تمام گمراہوں کا وہاں اس پر پڑے گا۔ دیکھو نضر ابن حارث ابن کلہ پر کس قدر عتاب فرمایا گیا۔

۱۔ مسئلہ قرآن کریم ذوق و شوق سے سننا چاہیے۔ اس کی تلاوت کے وقت دنیاوی کاروبار میں مشغول رہنا تلاوت کی پرواہ نہ کرنا کفار کا طریقہ ہے یہ بھی خیال رہے کہ تلاوت قرآن کا سننا فرض کفایہ ہے جہاں لوگ قرآن شریف سننے سے مجبور ہوں، کاروبار میں مشغول ہوں وہاں بلند آواز سے تلاوت نہ کرنی چاہیے۔ خیال رہے کہ تلاوت قرآن کے احکام اور اس میں تعلیم قرآن کے احکام کچھ اور ۲۔ قانون یہ ہے کہ جنت صرف نیک کاروں کو ملے۔ فضل یہ ہے کہ نیکیوں کی طفیل نگہار بھی جنت داخل ہوں۔ یہاں قانون کا ذکر ہے لہذا یہ آیت دوسری آیتوں کے خلاف نہیں ۳۔ یعنی آسمان کے ستون ہی نہیں جو تم دیکھ سکو۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ستون ہیں لیکن نظر نہیں آتے ۴۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ زمین حرکت نہیں کرتی ٹھہری ہوئی ہے کیونکہ پہاڑوں کو اسی لئے پھانسا گیا کہ زمین حرکت نہ کرنے پائے۔ نگرے جہاز کا ٹھہرا ہوا مقصود ہوتا ہے کہ جنبش نہ کرے۔ ۵۔ بعض جانور پانی میں، بعض زمین پر، بعض ہوا میں گم رہے سب زمین پر ہی ہیں کیونکہ پانی زمین پر ہے اور ہوا بھی زمین سے تعلق رکھتی ہے۔ پھیلانے سے مراد یہ ہے کہ بعض جانور کسی جگہ بعض کسی جگہ پیدا فرمائے ۷۔ آسمان کی طرف سے یا آسمانی اسباب سے لہذا آیت پر یہ اعتراض نہیں پڑ سکا کہ بارش آسمان سے نہیں آتی سمندر کے پانی کی بھاپ ہے۔ کیونکہ وہ بھاپ اوپر جا کر بارش بن کر برسی ہے اور آفتاب کی گرمی سے ہی بھاپ ہول بنتی ہے۔ معلوم ہوا کہ گھاس درخت وغیرہ میں سر نہ لولہ ہیں۔ درخت سے لگ کر جب ہوا مادہ درخت کو چھوتی ہے۔ تو مادہ درخت مائل ہو کر پھل دیتا ہے ۸۔ یعنی اے کافرو! تمہارا بھی یہ عقیدہ ہے کہ یہ تمام مخلوق اللہ نے پیدا فرمائی اور تم بھی مانتے ہو کہ تمہارے بت کسی چیز کے خالق نہیں، تو پھر تم بڑوں کیوں پوجا کرتے ہو ۹۔ کہ جان بوجھ کر غیر خالق کو خالق کے برابر مان کر اس کی بھی پوجا کرتے ہو جب حضرت لقمان کے متعلق مفسرین کا اختلاف ہے۔ بعض

کَانَ لَمْ يَسْمَعْهَا كَأَنَّ فِي آذَانِهِ وَقُرْآنَ فِيسْرَةٍ

جیسے انہیں سننا ہی نہیں جیسے اس کے کانوں میں چٹ ہے نہ تو اسے حد تک

بِعَذَابِ الْيَمِّ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

عذاب کا مزہ دو لے لے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے

لَهُمْ جَنَّاتُ النَّعِيمِ خَالِدِينَ فِيهَا وَعَدَ اللَّهُ حَقًّا

ان کے لئے جہنم کے باغ ہیں جہنم ان میں رہیں گے اللہ کا وعدہ ہے سچا

وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ خَلَقَ السَّمَوَاتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ

اور وہی عزت و محنت والا ہے اس نے آسمان بنائے بے ایسے ستونوں کے جو تھیں

تَرَوْنَهَا وَآلَتِي فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيدَ بِكُمْ

نظر آئیں گے اور زمین میں ڈالے سنگر کہ جس سے نہ گرنے کا پتہ نہ

وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً

اور اس میں ہر قسم کے جانور بھجلائے اور ہم نے آسمان سے پانی اتارا

فَأَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيمٍ هَذَا خَلْقُ اللَّهِ

تو زمین میں ہر نفیس جوڑا نکلتا ہے یہ تو اللہ کا بنایا ہوا ہے

فَارَوْنِي مَاذَا خَلَقَ الَّذِينَ مِنْ دُونِ بَلِ الظَّالِمُونَ

مجھے دکھاؤ جو اس کے سوا اوروں نے بنایا نہ بلکہ ظالم

فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ أَنْ

کل گمراہی میں مل گیا اور بے شک، ہم نے لقمان کو نیک حکمت عطا فرمائی کہ

اشْكُرْ لِلَّهِ وَمَنْ يَشْكُرْ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ وَمَنْ كَفَرَ

اللہ کا شکر کرے اور جو شکر کرے وہ اپنے لئے شکر کرتا ہے مگر اور جو کفر کرے

فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ

لوہ تک اللہ بے محتاج و بے محتاج ہے اور وہ کو جب لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اور وہ

منزل ۵

نے فرمایا کہ آپ لقمان ابن یاجور ابن ثاور ابن تارخ ہیں۔ یہ تاریخ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد ہیں۔ آپ کی عمر ایک ہزار سال ہوئی اور داؤد علیہ السلام کی صحبت پائی۔ بعض نے فرمایا کہ آپ لقمان ابن عقیل ابن سروں ہیں۔ ایلیہ والوں میں سے تھے۔ سیاہ فام غلام تھے۔ بعض نے فرمایا کہ آپ بنی اسرائیل کے صالحین میں سے ان کے قاضی تھے۔ بعض کا قول ہے کہ آپ ایوب علیہ السلام کے بھائی یا خالہ زاد بھائی تھے۔ حق یہ ہے کہ آپ حکیم تھے نبی نہ تھے حکمت، علم معرفت یا دل کی روشنی کو کہتے ہیں۔ عقل و فہم کو بھی حکمت کہہ دیا جاتا ہے۔ یہاں حکمت کے دونوں معنی ہو سکتے ہیں۔ حضرت لقمان علیہ السلام کا علم لدنی اور عطائی تھا جو رب نے بلا واسطہ عطا فرمایا ۱۲۔ اس کی ہر نعمت کا خصوصاً تحت عطا فرمائے گا کہ یہ تمام نعمتوں سے افضل ہے یا اس کا شکر یہ ادا کرے کہ جس نبی کی محبت میسر ہوئی ۱۳۔ کیونکہ

(بقیہ صفحہ ۶۵۶) شکر سے نعمت بڑھتی ہے۔ رب فرماتا ہے۔ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ لَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ لہذا اشکر میں بندہ کا ہی بھلا ہے۔ ۱۳۔ یہاں کفر کفران سے بنا ہے۔ معنی ناشکری یعنی بندوں کی ناشکری سے رب کا کوئی نقصان نہیں خود بندوں کا ہی نقصان ہے

۱۱۔ حضرت لقمان کے بیٹے کا نام انعم یا انعم ہے (خزان) اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ انسان پہلے اپنے گھروالوں کو وعظ و نصیحت کرے پھر دوسروں کو دوسرے یہ کہ نصیحت نرم الفاظ میں ہونی چاہیے۔ آپ نے اسے بچے فرما کر خطاب فرمایا۔ تیسرے یہ کہ اعمال کی اصلاح سے پہلے عقائد کی درستی کی جاوے کہ آپ نے

اپنے فرزند کو پہلے یہ نصیحت کی کہ شرک نہ کرنا۔ چوتھے یہ کہ شرک۔ معنی کفر آتا ہے کیونکہ آپ فرزند کو کفر سے روک رہے ہیں۔ یہ مطلب نہیں کہ شرک تو نہ کرنا باقی کفر کرتے رہنا۔ پانچویں یہ کہ مومن سے بھی کہہ سکتے ہیں کہ کفر نہ کرو۔ یعنی ایمان پر قائم رہو۔ چھٹے یہ کہ گردشِ بزرگوں کی تعلیم یاد دلانا، ان کے اقوال نقل کرنا سنت الہیہ ہے۔ ۲۔ یہ جملہ معترضہ ہے جو حضرت لقمان کی تعلیم کے ذکر کے درمیان ارشاد ہوا۔ معلوم ہوا کہ ماں باپ کی خدمت بڑی سعادت مندی ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر ماں باپ کافر بھی ہوں جب بھی ان کا حق پوری و مادی اولاد پر ہے۔ ۳۔ حمل کا ضعف، پھر درد زہ کی کمزوری، پھر جننے کی مشقت، اس سے معلوم ہوا کہ ماں کا حق باپ سے زیادہ ہے کہ باپ نے ماں سے بچے کو پالا، ماں نے اپنے خون سے، علاوہ فرماتے ہیں کہ حق خدمت ماں کا زیادہ ہے اور حق اطاعت و فرمانبرداری یا حق مالی باپ کا زیادہ۔ اس لئے حضور نے فرمایا کہ جنت تمہاری ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے اور فرمایا کہ تو اور تیرا ماں تیرے باپ کا ہے۔ ۴۔ بچہ کو دودھ پلانے کی مدت دو سال ہے، بعد میں نہ پلایا جائے۔ جہاں تَلْتُونَ شَبْرًا یعنی تیس ماہ فرمایا گیا وہاں حمل کے چھ ماہ بھی اس میں شمار ہیں۔ ۵۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمارا رب ہے اور ماں باپ ہمارے مرنے۔ حضرت سفیان ابن عیینہ نے فرمایا کہ اللہ کے شکر کے لئے بیچ گانہ نماز پڑھو۔ ماں باپ کے شکر کے لئے نمازوں میں ان کے لئے دعا مغفرت کرو رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ ۝۶ یعنی کسی کو اللہ کا شریک نہ کر۔ کیونکہ کسی کی شرکت کا علم بندے کو نہیں۔ وہ رب وجہ لا شریک ہے۔ ۷۔ معلوم ہوا کہ رب کی نافرمانی میں ماں باپ کی فرمانبرداری نہیں یعنی ان کے کہنے سے کفر نہ کرے فرائض عبادت نہ چھوڑے۔ ۸۔ اس ایک جملہ میں ماں باپ کی خدمت و فرمانبرداری کا ذکر آگیا ان پر مال خرچ کرنا، اپنے ہاتھ پاؤں سے ان کی خدمت کرنی، ان کی سختی برداشت کرنی، ان پر نرم رہنا یعنی اپنے مشرک و کافراں باپ کے ساتھ بھی اچھا

بہشتی ہے جو اللہ کی رضا سے ہے

یَعِظُهُ يَبْنِي لَا تَشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ
اے نصیحت کرتا تھا اے میرے بیٹے اللہ کا کسی کو شریک نہ کرنا بیشک شرک بڑا ظلم ہے کہ
وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا
اور ہم نے آدمی کو اس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید فرمائی کہ اس کی ماں نے اسے پیٹ میں
عَلَى وَهْنٍ وَفِصْلَهُ فِي عَامَيْنِ أَنْ اشْكُرْ لِي وَ
رکھا کمزوری پھر کمزوری جمی ہوئی تھی اور اس کا دودھ چھوٹا دوسری برس میں خشک ہو گیا کہ حق ماں میرا اور
لِوَالِدَيْكَ إِلَى الْمَصِيرِ ۝۷ وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلَى أَنْ
اور اپنے ماں باپ کاٹ آخر بھی تک آنا ہے اور اگر وہ دونوں تجھ سے کوشش کریں کہ
تَشْرِكْ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبُهَا
میرا شریک بنائے الی پھر کس کس کا تجھے علم نہیں کہ تو ان کا کتنا نہ مان لے اور دنیا میں بھی
فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنْابَ إِلَى
طرح اس کا ساتھ دے نہ اور اس کی راہ بدل جو میری طرف رجوع لایا کہ
تَعَالَى مَرْجِعُكُمْ فَأَنِيبُوا ۝۸ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝۹
پھر میری ہی طرف ہیں پھر آنا ہے تو میں بتا دوں گا جو تم کرتے تھے
يَبْنِي إِنَّهَا إِنْ تَكُ مَثْقَلًا حَبَّةً مِنْ خَرْدَلٍ
اے میرے بیٹے ہرانی اگر رائی کے دانہ برابر ہو نہ
فَتَكُنْ فِي صَخْرَةٍ أَوْ فِي السَّمُوتِ أَوْ فِي الْأَرْضِ
پھر وہ بٹھر کی پٹان میں یا آسمانوں میں یا زمین میں کہیں ہو اللہ اسے
يَا بَنِي آدَمَ اسْمُ اللَّهِ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ۝۱۰ يَبْنِي أَقِمِ
لے آئے گا کہ بے شک اللہ ہر بار کی کا جاننے والا خبردار ہے کہ لے
الصَّلَاةَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ
میرے بیٹے نماز پڑھ کر کھڑے اور اچھی بات کا حکم دے اور بری بات سے منع کر کہ

منازل ۵

برتاؤ کر مگر راستہ اچھوں کا اختیار ۹۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ خدمت و اطاعت ماں باپ کی ضرورت کرے مگر راستہ اچھوں کا اختیار کرے اگر ماں باپ گمراہ یا فاسق ہوں تو انہیں نرمی سے ہدایت کرے دوسرے یہ کہ وہی دین سچا ہے جس میں اولیاء اللہ ہوں کہ آج تک سوال اہل سنت و الجماعت کے، وہابی، دیوبندی، مرزائی، شیعہ، پیکر الوہی کسی مذہب میں اولیاء اللہ نہیں لہذا اسی کی پیروی چاہیے۔ تیسرے یہ کہ تقلید شخصی اعلیٰ چیز ہے کہ سارے اولیاء اللہ مقلد گمراہ کوئی غیر مقلد نہ ہوا۔ ۱۱۔ اب پھر حضرت لقمان کی تعلیم کا ذکر شروع ہوا ۱۱۔ حضرت لقمان کے فرزند نے پوچھا تھا کہ ابا جان! اگر تبتائی میں چھپ کر گناہ کئے جائیں۔ تو رب تعالیٰ کسے جانے گا۔ اس کے جواب میں آپ نے یہ فرمایا مقصد یہ ہے کہ نیکی یا بدی جیسی ہی معمولی ہو اور کیسے ہی پوشیدہ مقام پر کی جاوے، قیامت میں بندہ پر

فقیر صفحہ ۱۵۷) ظاہر کی جاوے گی۔ اس کا حساب ہو گا۔ مزایا جزائے یا نہ لے، حساب ضرور ہو گا یہ قانون ہے اس کی تفسیر یہ آیت ہے۔ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ مِنْكُمْ فَعَلَيْهِ ثَوَابُ اللَّهِ اور اللہ کا فضل یہ ہے کہ بعض کے گناہ یکیاں بن کر پیش ہوں گے۔ رب فرماتا ہے۔ فَاُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ فَاُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ان دونوں آیتوں میں تعارض نہیں۔ قانون اور ہے فضل کچھ اور ۱۲۔ لفظا وہ ہر جگہ ہمارے ہر حال سے خبردار ہے اعمال کئے والے فرشتوں کا مقرر فرماتا تو مجرم کاملہ بند کرنے کے لئے ہے نہ کہ رب تعالیٰ کی سبے علی کی وجہ سے ۱۳۔ معلوم ہوا کہ ان امتوں پر بھی نماز فرض تھی اگرچہ ان کا طریقہ ادا ہماری اسلامی نماز سے مختلف تھا۔ نماز بڑی پرانی عبادت ہے۔ ۱۲۔ اس میں ترتیب ذکر کی ہے عالم و اعظا پہلے خود نیک عمل کرے پھر دوسروں سے کہے۔ بے عمل واعظ کا وعظ دلوں میں اثر نہیں کرتا۔ نیز ہر مسلمان دین کا مبلغ ہونا چاہیے جو مسئلہ معلوم ہو وہ دوسروں تک پہنچائے۔ صرف علماء پر ہی تبلیغ لازم نہیں ہے۔

۱۳۔ ہر تکلیف وہ چیز دین و غم نیامی و ناداری سب پر مبرک و خصوصا تبلیغ میں جو جلا سے محسوس تکلیف پہنچے اس پر طول ہو کر تبلیغ نہ چھوڑ دو ۱۴۔ اور ان کے کرنے پر بڑا ثواب ہے، معلوم ہوا کہ تبلیغ بھی بڑی پرانی عبادت ہے تمام انبیاء اور ان کی امتوں کے علماء اور ہر جاننے والے معلوم مسائل کی تبلیغ کرتے رہے ۱۵۔ یعنی ہر فقیر و امیر سے محبت سے بیضا کلام کو غریبوں سے منہ نہ موڑو۔ انہیں حقیر جان کر شکریہ نہ کہ ۱۶۔ معلوم ہوا کہ انہوں کی سی شکل بنانا، ان کی سی چال ڈھال اختیار کرنا اچھا ہے اور بدوں کی شکل اختیار کرنی ان کے طریقے برتا برا ہے۔ اس سے موجودہ مسلمانوں کو عبرت پہنچی چاہیے کہ اپنی چال ڈھال شکریہ عیسائیوں کی سی بناتے ہیں۔ شکریہ کی نقل بھی بری ہے۔ متواترین کی نقل اچھی ہے آج کل بالوں میں مانگہ نکال کر ٹنگے سراجھ یا پیر کھاتے ہوئے چلتا خاص مغرور و شکریہ کی چال ہے ہر مسلمان کو اس سے بچنا چاہیے۔ بلاوجہ تیز چلنا بھی اس میں داخل ہے کہ شکریہ ہے ۱۷۔ اندرونی عظمت پر اکڑنا غر ہے جیسے علم، حسن، خوش آوازی، نسب، وعظ وغیرہ اور بیرونی عظمت پر اکڑنا اقتیال ہے جیسے مال، جائیداد، لشکر، نوکر چاکر وغیرہ یعنی نہ ذاتی کمال پر غر کر نہ بیرونی فضائل پر اترا۔ کیونکہ یہ چیزیں تیری اپنی نہیں رب کی ہیں، جب چاہے لے لے ۱۸۔ نہ بہت تیز رفتار چلو نہ بہت سست کہ پہلی صفت چھپوراپن ہے اور دوسری صفت شکریہ وغور ہے ۱۹۔ یعنی اگر اونچا ہونا کمال ہو تا تو چاہیے تھا کہ گدھا بڑا کال ہو تا کیونکہ وہ بہت اونچا ہوتا ہے حالانکہ وہ بہت ہی ذلیل ہے۔ اس میں اشارہ ۲۰۔ یہ ارشاد ہوا کہ بلند آواز اگر اللہ کے ذکر کی ہو تو اچھی ہے اور مصیبت کی ہو تو بہت

وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا أَصَابَكَ إِنَّ ذٰلِكَ مِنْ

اور جو افتاد تجھ پر پڑے اس پر صبر کر کہ بے شک یہ بہت کے

عَزْمِ الْأُمُورِ ۱۵ وَلَا تَصْعَقْ خَدَّكَ

سلام میں نہ اور کسی سے بات کر لے میں اپنا رخوار کج

لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّ

نہ کر کہ اور نہ زمین میں اترتا نہ چل گے بے

اللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ۱۶ وَأَقْصِدْ فِي

شک اللہ کو نہیں جھانسا کوئی اترتا غر کر تاش اور میان چال

مَشْيِكَ وَأَعْصِ مِنْ صَوْتِكَ إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ

چل نہ اور اپنی آواز کج بہت کر بے شک سب آوازوں میں بری آواز

لصَّوْتِ الْحَبِيرِ ۱۷ أَلَمْ تَرَوْا أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُمْ مِمَّا

آواز گھمے کی کج کیا تم نے نہ دیکھا کہ اللہ نے تمہارے لئے کام میں

فِي السَّمُوتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ

لگائے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور نہیں بھر بلور دی اپنی نصیبیں

ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً ۱۸ وَمِنَ النَّاسِ مَن يُجَادِلُ فِي

ظاہر اور چھپی ش اور بعض آدمی اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں

اللَّهُ يُغَيِّرُ عِلْمَهُ وَلَا تَدْرِي وَلَا كُتِبَ مُبِينٌ ۱۹ وَإِذْ قِيلَ

ہوں کہ نہ علم نہ عقل نہ کوئی روشن کتاب نہ اور جب ان سے کہا جائے

لَهُمْ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَنْبَغُ مَا وَجَدْنَا

اس کی پیروی کرو جو اللہ نے اتارا تو کہتے ہیں بلکہ ہم تو اس کی پیروی کریں

عَلَيْهِ آبَاءُنَا أَوْ لَوْ كَانَ الشَّيْطَانُ يَدْعُوهُمْ إِلَىٰ عَذَابٍ

گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا نہ کیا اگر شیطان انکو مذاب دوزخ کی طرف

بری کیونکہ گدھا شہوت میں چھتا ہے اسی وقت لاجل پڑھی جاتی ہے اور مرغ بلند آواز سے اللہ کا ذکر کرتا ہے اچھا معلوم ہوتا ہے۔ اس وقت دعا مانگنے کا حکم ہے۔ ۸۔ ظاہری اور باطنی نعمتوں میں بہت گھٹگو ہے یا تو اچھی صورت ظاہری نعمت ہے اور اچھی سیرت باطنی نعمت ہے یا ظاہر اعضاء کی درستی ظاہری نعمت ہے عقائد کی درستی باطنی نعمت ہے یا اسلام و قرآن ظاہری نعمت ہیں اور عرفان باطنی نعمت یا شریعت ظاہری نعمت ہے شریعت باطنی نعمت یا حضور کی محبت باطنی نعمت وغیرہ (فزان العرفان) اس سے معلوم ہوا کہ شریعت کے ساتھ طریقت کی بھی بڑی اہمیت ہے شریعت ظاہری نعمت ہے طریقت باطنی نعمت، شریعت کے بقاء کے لئے علماء اور طریقت کے لئے صوفیاء اولیاء اللہ پیدا فرمائے گئے۔ شریعت حضور کے جسم شریف حالات کا نام ہے طریقت حضور کے قلب مبارک کے

(بقیہ صفحہ ۶۵۸) احوال کا لقب ہے ۹۔ شان نزول یہ آیت نصر ابن حارث اور امیہ ابن خلف کے متعلق نازل ہوئی جو بوسے جابل تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے متعلق کج بحثی کیا کرتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ جابل عالم سے مسئلہ پوچھے اس سے متاثر نہ کرے کہ یہ طریقہ کفار ہے ۱۰۔ قرآن اور حدیث کہ یہ دونوں اللہ کی آداری ہوئی ہیں قرآن کے الفاظ اور معانی سب اللہ نے اُتارے ہیں حدیث کے مضامین رب نے حضور کے ذہن شریف میں اُتارے ہیں جسے حضور نے اپنے الفاظ سے بیان فرمایا لہذا اس آیت سے پکڑاوی دلیل نہیں پکڑ سکتے ۱۱۔ معلوم ہوا کہ شریعت کے مقابلہ میں جابل باپ دادوں کی رسوم اختیار کرتی کفار کا طریقہ ہے اور صالح باپ دادوں کے طریقہ اختیار کرنے آتھے ہیں رب فرماتا ہے ذُکُوْا فَاِنَّ الْعُقُوْدَ بَيْنَ يَدَيِّ رَبِّكَ لَمُنَّةٌ لِّاُولٰٓئِكَ اِنَّ رَبَّكَ لَخَبِيْرٌ ۱۲۔ اس آیت سے تقلید شرعی کو کچھ تعلق نہیں۔

۱۔ یعنی تمہارے جابل باپ دادوں کو شیطان بکاتا تھا۔ جس سے وہ دوزخ کی طرف جا رہے تھے۔ تمہارے پاس نبوت کا نور آچکا ہے تم شیطان کی پیروی کیوں کرتے ہو معلوم ہوا کہ شیطان لوگوں کا اتباع و راصل شیطان کی پیروی ہے ۲۔ یہاں اسلام سے مراد عبادت ہے اور احسان سے مراد ایمان یعنی ایمان لا کر نیک اعمال کر کے یا احسان سے مراد عبادت اور احسان سے مراد حضور قلبی یا اسلام سے مراد اللہ کو ماننا اور احسان سے مراد حضور کا ماننا یعنی جو اللہ کو ماننے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے ہوئے کیونکہ حضور کا انکار کر کے اللہ کو ماننا بیکار ہے۔ ۳۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ ہم سب لوگ پستی میں پڑے ہیں۔ حضور اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسی میں جس نے آپ کا دامن تھام لیا وہ بلندی پا گیا جو آپ سے علیحدہ پہاڑی میں رہا۔ چبے کنوئیں میں گرے ہوئے ڈول یا آدمی کو رسی کے ذریعے نکالتے ہیں ۳۔ یعنی آخر کار ہوتا وہی ہے جو رب تعالیٰ چاہتا ہے، یا سب کی انتہا رب تعالیٰ کی پارگاہ میں حاضر ہونا اور حساب دینا ہے ۵۔ کیونکہ اس کے کفر کے متعلق آپ سے باز پرس نہ ہوگی کہ وہ کافر کیوں رہا؟ خود اس کا اپنا نقصان ہے رب فرماتا ہے۔ وَلَا تَسْتَفِیْضُ عَنْ أَفْطٰیجِ الْجَبْحِیْمِ فِرّود سری امتوں کی طرح آپ کے متعلق کوئی یہ شکایت نہیں کر سکے گا کہ آپ نے تبلیغ نہ فرمائی ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا کتنی بھی زیادہ ہو تھوڑی ہے رب فرماتا ہے کُلِّیْ مَتَاعِ الدُّنْیَا قَبِیْلَیْ لَکُمْ جَنَّتٌ مَّا تَعْلَقُ ۷۔ آخرت سے ہو جائے تو کثیر بن جاتی ہے ۷۔ معلوم ہوا کہ گنہگار مومن کو عذاب تو اگرچہ ہو گا مگر عذاب غلیظ نہ ہو گا۔ یہ صرف کفار کے لئے ہے۔ عذاب غلیظ سے مراد یا تو ہمیشہ کا عذاب ہے یا رسوائی والا عذاب یا دوزخ کے سخت طبقوں کا عذاب انشاء اللہ اگر گنہگار مومن دوزخ میں گیا تو کچھ عرصہ سب سے اوپر کے طبقہ میں رہے گا۔ جہاں ہلکا عذاب

۶۵۹	اتل ماوسیٰ ۲۱	لقمن ۱۱
<p>السَّعِیْرِ ۱۱) وَمَنْ یُّسَلِّمْ وَجْهَهُ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ جلا تا ہو بل اور جو اپنا منہ اللہ کی طرف جھکا دے اور جو نیکو کار ہو</p>		
<p>فَقَدْ اَسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰی وَاِلٰی اللّٰهِ عَاقِبَةُ تو بے شک اس نے مضبوط گرہ قہامی سے اور اللہ ہی کی طرف ہے سب کاموں</p>		
<p>الْاُمُوْر ۱۲) وَمَنْ کَفَرَ فَلَا یَحْزَنُ لَکَ کُفْرُہٗ اِنِّیْۤ اِنَّمَا جَمَعُ کی انتہائی اور جو کفر کرے تو تم اس کے کفر سے غم نہ کھاؤ اے انہیں ہماری ہی طرف پھرنا</p>		
<p>فَنَبِّئْہُمْ بِمَا عَمِلُوْۤا اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ بِذٰلِ الصُّدُوْرِ ۱۳) ہے ہم انہیں بتا دیں گے جو کرتے تھے بے شک اللہ دلوں کی بات جانتا ہے</p>		
<p>نَبِیِّہُمْ قَلِیْلًا ثُمَّ تَضٰطُّوْۤا اِلٰی عَذَابٍ غَلِیْظٍ ۱۴) ہم انہیں کچھ برسنے دیں گے پھر انہیں بے یارگی کے سخت عذاب کی طرف لے جائیں گے</p>		
<p>وَلٰیۤیْنٌ سَاَلْتُمْ مِّنْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اللہ اور اگر تم ان سے شہادت چاہو کس نے بنائے آسمان اور زمین</p>		
<p>لَیَقُوْلَنَّ اللّٰہُ قُلْ اَحْمَدُ لِلّٰہِ بَلْ اَکْثَرُہُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۱۵) تو ضرور کہیں گے اللہ نے تم پر ماؤں و خویاں اور کونکہ ان میں اکثر جانتے نہیں نہ</p>		
<p>لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِنَّ اللّٰہَ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ ۱۶) اللہ ہی کا ہے جو کہ آسمانوں اور زمین میں کچھ بے نیازی ہے بے نیازی ہے</p>		
<p>وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرٍۭ اَقْلَامٌ وَالْبَحْرِ یَمِیْنٌۭ تو جہوں پر لکھتے اور اگر زمین میں جتنے درخت سب قلمیں بن جائیں اور سمندر اس کی</p>		
<p>مِّنْۢ بَعْدِ سَبْعَةِۤ اَبْحُرٍۭ مَا نَفِدَتْ کَلِمَتُ اللّٰہِ ۱۷) پائی جو اس کے کہنے سات سمندر اور لکھتے لکھتے باقی ختم نہ ہوگی نہ</p>		
<p>اِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ۱۸) مَا خَلَقْنَاکُمْ وَلَا بَعَثْنَاکُمْ اِلَّا بوجہ اللہ عزت والا حکمت والا ہے تم سب کا پیدا کرنا اور قیامت میں اٹھانا ایسا ہی ہے</p>		
<p>مَنْزِلہ</p>		

۸۔ ان کافروں سے جو خدا کے قائل ہیں کیونکہ بعض کفار کہ دہریہ بھی تھے جو اللہ کی ہستی کے ی قائل نہ تھے رب فرماتا ہے۔ کہ وہ کہتے تھے۔ وَاعْبُدُوا لِلَّذِیْۤ اِلَہِۭہِۭ لَدُنَّیْہِۭ آیۃ ان آیات کے خلاف نہیں۔ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کو خالق و مالک و مدبر عالم و غیرہ تمام صفات کے ساتھ مان لینا ایمان کے لئے کافی نہیں۔ یہ سب باتیں شیطان بھی مانتا ہے۔ ایمان نبی کے ماننے کا نام ہے مشرکین عرب خدا کی ذات و صفات کو مانتے تھے مگر مشرک تھے کیوں؟ اس لئے کہ نبی کے منکر تھے ۱۰۔ یعنی ان میں بہت سے لوگ یہ باتیں مان کر بھی شرک کرتے تھے اور بعض ایمان لے آتے تھے یا آپ کی تشریف آوری سے پہلے بھی شرک نہ کرتے تھے۔ موجد تھے جیسے آپ کے آباء اجداد اور دوسرے موجدین۔ اس لئے یہاں ۱۱۔ مایا گیا ۱۲۔ آیت کے حصر سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ کے سوانہ تو کوئی حقیقی غنی ہے نہ حقیقی

(بقیہ صفحہ ۶۵۹) محمود اور لائق حمد۔ جس کو غنائی اس کی عطائے جس کی حمد ہوئی اس کے کرم سے رب فرماتا ہے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی اٰلِ شِمٰنِ نَزُول۔ یحود مدینہ نے حضور سے سوال کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم کو تھوڑا علم دیا گیا اور قرآن یہ بھی فرماتا ہے کہ جسے حکمت دے گئی اسے خیر کثیری دی گئی اور یہ بھی فرماتا ہے کہ تورات میں ہر شے کا علم تھا۔ ان آیتوں میں تعارض ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اللہ کے علم کے مقابل یہ تمام علوم تھوڑے ہیں، اگرچہ فی نفسہ زیادہ ہیں اس کی تائید میں یہ آیت اتنی جس میں فرمایا گیا کہ اگر تمام روئے زمین کے درخت قلم ہوں اور ساتوں سمندر روشنائی اور تمام جن و انس فرشتے لکھنے والے بن جائیں تو یہ سب کچھ کچھ ختم ہو جاوے گا مگر اس کے علوم ختم نہ ہوں گے۔

خیال رہے کہ یہ سوال وجوہ ہجرت کے بعد کا ہے کیونکہ یہ آیت مدنیہ ہے۔ ۱۳۔ اس میں اللہ کی حمد اور حضور کی نعت دونوں شامل ہیں حضور کی نعت بھی اللہ کی باتیں ہیں اگرچہ بندے کے منہ سے نکلیں۔ بلکہ جو باتیں رب قبول کرے وہ اللہ کی باتیں ہیں۔

۱۴۔ شان نزول۔ یہ آیت کفار کے اس سوال کے جواب میں نازل ہوئی کہ رب نے ہم کو دنیا میں بہت طریقوں سے پیدا فرمایا۔ کبھی نطفہ کبھی مضف۔ کبھی کچھ کبھی کچھ تو قیامت میں ہم سب کو ایک دم کیے پیدا فرمائے گا (روح) اس میں فرمایا گیا کہ یہاں بہت آہستگی سے پیدا فرمانا دوسری حکمتوں سے ہے نہ کہ رب تعالیٰ کی مجبوری کی بنا پر اور وہاں ایک دم پیدا فرمانے میں اپنی قدرت کاملہ کا اظہار ہو گا لہذا غائب کو حاضر قیاس نہ کرو ۱۵۔ معلوم ہوا کہ علم ریاضی ہیئت وغیرہ سمجھنا تاکہ اس سے قدرت معلوم ہو سکے قدرت والے کی معرفت حاصل کی جائے

بہت بہتر ہے رات و دن کا گھٹنا پڑھنا اور اس کی وجہ ریاضی سے معلوم ہوتی ہے۔ اس علم سے نماز و روزے کے اوقات بھی معلوم ہوتے ہیں ۱۶۔ اس طرح کہ سر دیوں میں دن چھوٹا اور رات بڑی ہوتی ہے اور گرمیوں میں اس کے برعکس کیونکہ وقت کے بعض اجزاء کبھی دن میں داخل ہوتے ہیں اور کبھی رات میں ۱۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ نہ زمین حرکت کرتی ہے نہ آسمان۔ دونوں نہ ہوتے ہیں۔ چاند تارے سورج گردش کر رہے

ہیں۔ ب تعالیٰ فرماتا ہے۔ نَحْنُ فِيْ فَلَكٍ يَنْبَجُوْنَ لہذا دنیا فلسفہ یعنی سائنس اور پرانا فلسفہ دونوں جھوٹے ہیں۔ وہ لوگ زمین یا آسمان کو صرف اس لئے متحرک مانتے ہیں کہ ان کے نزدیک آسمان کا چھٹنا، چرنا، غیر ممکن ہے اور فلسفہ جدید والے آسمان ہی کے منکر ہیں وہ کہتے ہیں کہ آسمان کوئی شے ہی نہیں۔ وہ سب جھوٹے ہیں، رب اور اس کے نبی سچے ہیں ۱۸۔ یہاں حق سے مراد باقی ہے اور باطل سے مراد فانی۔ یا حق سے مراد سچا ہے اور باطل سے مراد

۱۳

لقمن ۳۱

۶۶۰

آل کاوسی ۲۱

كُنْفُسٍ وَّ اِحْدَیْ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ بَصِیْرٌ ۝۱۳۱ الْم تَرٰ اَنْ

جیسا ایک جان کا لہ بے شک اللہ مستند دیکھتا ہے اے سننے والے کیا تو نے

اللّٰهُ یُوَلِّجُ الْبَیْلَ فِی النَّهَارِ وَ یُؤَلِّجُ النَّهَارَ فِی الْبَیْلِ

نہ دیکھا کہ لندرات لاتا ہے دن کے صبحے میں لہ اور دن کو رات کے صبحے میں لہ

وَسَخَّرَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرَ كُلٌّ یَّجْرِیْ اِلٰی اَجَلٍ

اور س نے سورج اور چاند کا میں لہائے ہر ایک ایک مقرر میعاد تک

مَسْمٰی وَاَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ۝۱۳۲ ذٰلِكَ بِاَنَّ

پرکھتا ہے وہ اور یہ سہ اللہ ہمارے کاموں سے خبردار ہے یہ اس لئے کہ

اللّٰهُ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ الْبَاطِلُ

اللہ ہی حق ہے اور اس کے سوا جن کو پرستتے ہیں سب باطل ہیں لہ

وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ ۝۱۳۳ الْم تَرٰ اَنَّ الْفَلَکَ

اور اس لئے کہ اللہ ہی بلند بڑا ہی والا ہے کیا تو نے نہ دیکھا کہ کشتی

تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لَیْسَ بِکُمْ مِّنْ اٰیٰتِهٖ

دریا میں چلتی ہے اللہ کے فضل سے تاکہ تمہیں وہ اپنی کشتی نشانیاں دکھائے

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّکُلِّ صَبَّارٍ شَکُوْرٍ ۝۱۳۴ وَاِذَا غَشِیْہُمْ

لے تک اس میں نشانیاں ہیں ہر بڑے صبر کرنے والے شکر گزار کو وہ اور جب ان پر

مَوْجٌ کَالظِّلِّ دَعَوْا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ۝۱۳۵

آہڑتی ہے کوئی موج بہاؤوں کی طرح تو اللہ کو بھارتے ہیں اسی پر امید

فَلَمَّا نَجَّہُمْ اِلٰی الْبَرِّ فَمِنْہُمْ مُّقْتَصِدٌ وَّ مَا یَجْحَدُ

رکھتے ہوئے پھر جب انہیں خشکی کی طرف بچاتا ہے تو ان میں کوئی اعتدال پرست

بِاٰیٰتِنَا اِلَّا کُلٌّ خَتَرَ کُفُوْرًا ۝۱۳۶ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا

اور ہماری آیتوں کا انکار نہ کرے گا مگر ٹرائے دنا، ناشائستہ اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو

منزل ۵

جھوٹا۔ یعنی اللہ باقی ہے یہ مجبور فانی۔ یا اللہ سچا ہے اور یہ مجبور جھوٹا۔ آگے اس کی دلیل آ رہی ہے کہ سچا معبود وہ ہے جو بلندی اور بڑائی والا ہو۔ جنوں میں نہ بلندی ہے نہ بڑائی۔ پھر وہ معبود کیسے ہوئے یہ بھی خیال رہے کہ اگرچہ بعض کفار انبیاء کرام کو پوچھتے ہیں مگر ان بزرگوں کو باطل نہیں کہا جاسکتا وہ بالکل حق ہیں اس لئے یہاں رب نے فرمایا جو بے عقل چیزوں کے لئے آتا ہے۔ یعنی تمہارے عقیدہ و خیر و غیور بہت جھوٹے ہیں یا، معبود یہ ہے یعنی تمہارا ماسوا اللہ کو پوجنا باطل اور جھوٹ ہے۔ ۶۔ اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ کشتی دریا میں محض اللہ کے فضل و کرم سے چلتی ہے ورنہ اس کے لئے وہاں ہزار ہا آئین موجود ہیں جو اسکی روانی میں رکاوٹ بن سکتی اور کشتی کو ڈبو سکتی ہیں۔ دوسرے یہ کہ تمہارے مال و اسباب لے کر کشتیاں دریا میں چلتی ہیں حالانکہ پانی پتی چیز ہے بوجہ اٹھائیں سکتا۔ یا

(بقرہ صفحہ ۶۲۰) اللہ کے فضل نے شریعت کی کشتی طریقت کے دریا میں تیرتی ہے اور خیریت سے پار لگتی ہے۔ ۷۔ سمندر کے دلکش نظارے اور بڑی نشانی قدرت تو یہ ہے کہ کشتی بحیرت کنارے لگ جاتی ہے اور سواریاں سلامتی سے خشکی پر اتر جاتی ہیں ۸۔ یعنی ہر مومن عاقل کے لئے کیونکہ مومن ہی صابر و شاکر ہوتا ہے۔ اور مومن ہی اللہ کی قدرت کی نشانیوں پر غور کرتا ہے ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ صرف مصیبت میں خدا کو یاد کرنا۔ آرام میں اسے بھول جانا کافروں کا عمل ہے۔ مومن ہر حال میں رب کو یاد کرتا ہے۔ ۱۰۔ بعض علماء نے فرمایا کہ یہ آیت حضرت عکرمہ ابن ابی جہل کے متعلق ہے کہ فتح مکہ کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کفار مکہ کو

202

رَبِّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَا يَجْزِي وَالِدٌ عَنْ وَلَدِهِ
 اور اس دن کا خوف کرو جس میں کوئی باپ اپنے بچہ کے کام نہ آئے گا
 وَلَا مَوْلُودٌ هُوَ جَارٌ عَنْ وَالِدِهِ شَيْئًا إِنَّ وَعْدَ
 اور نہ کوئی ماں اپنے بچہ کو کچھ نفع دے گی بے شک اللہ کا وعدہ
 اللَّهُ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّكُمْ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّكُمْ
 بھابھہ نہ نہ فریاد نہیں دھوکا نہ دے دنیا کی زندگی اور گھر نہیں اللہ کے حکم پر
 بِاللَّهِ الْغُرُورُ ۝۲۱ إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ
 دھوکا نہ دے وہ بڑا فہمی نہ ہے شک اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم
 وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيُعَلِّمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي
 اور اتارنا ہے پھینک اور جانتا ہے جہرہ کھانوں کے بیٹ میں ہے اور کوئی جان
 نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ
 نہیں جانتی کس کی کیا کمائی گی اور کوئی جان نہیں جانتی کس کس زمین
 أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ۝۲۲
 میں مرے گی نہ ہے شک اللہ جاننے والا بنانے والا ہے
 ۱۱۱۱۱۱۱۱ ۳۱ سُوْرَةُ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ ۵۵ ۱۱۱۱۱۱۱۱
 سورہ سجدہ مکی ہے اور اس میں بیس آیتیں اور تین رکوع ہیں
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا
 اللَّهُ تَنْزِيلُ الْكِتَابِ لَمْ يَأْتِ فِيهِ مِنْ رَبِّ
 کتاب کا اتارنا ہے شک نہ پروردگار عالم کی طرف سے
 الْعَلَمِينَ ۝۱ أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ بَلْ هُوَ الْحَقُّ
 ہے نہ کیا بھننے میں انکی بنائی ہوئی ہے نہ بلکہ وہی حق ہے تمہارے

(بقیہ صفحہ ۲۶۱) مطابق ہے کوئی مخالفت نہیں۔ یہ بھی عقل و قیاس سے معلوم نہیں ہو سکتا۔ ملک الموت ہر شخص کی موت کی جگہ جانتے ہیں سارہ و حضرت مریم کو حضرت جبریل نے فرزند کی خوشخبری دی۔ حضرت زکریا علیہ السلام کو بچیا علیہ السلام کی بشارت دی۔ یہ سب رب کی تعلیم سے تھا نہ کہ قیاس و انکشاف و گمان سے۔ غرضیکہ اس آیت سے یہ لازم نہیں آتا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی بندے کو یہ علوم نہ دیئے۔ رب فرماتا ہے: فَلَا يَظْهَرُ عَلٰی غَيْبِهِ احْدَا الْاَمْنِ اِنْ رَفَعْنِيْ مِنْ رُّسُوْلٍ مِّنْ حُضُوْرٍ كَا جَنَکِ بِرْمِیْ اَیْکَ دِنٍ بِیْلَہِ ہر کافر کے قتل کی جگہ بتانا یا جنت سے حور کا پکارنا کہ اس سے نہ لڑو یہ ہمارے پاس آنے والا ہے یا کتاب تقدیر فرشتے کا سب کچھ لکھ جانا ماں

کے بیٹ میں یہ اللہ تعالیٰ کے بتانے سے ہے لہذا آیت کریمہ کے خلاف نہیں۔ ۸۔ سورہ حمہ کہ یہ سَوَاءُ اَفْئِنُّ کَانَ مُؤْمِنًا۔ تین آجوں کے۔ اس سورت میں تین رکوع تیس آیتیں تین سو اسی کلمات ایک ہزار پانچ سو اٹھارہ حروف ہیں ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت جبریل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام صحابہ کرام امین ہیں سچے ہیں کیونکہ ان تین منزلوں کو طے کر کے قرآن کریم ہم تک پہنچا ہے اگر ان میں سے کوئی بھی امین نہ ہو تو قرآن مشکوک ہو گا۔ قرآن کی مختلف آیات مختلف صحابہ سے ملی ہیں لہذا ہر صحابی امین ہوئے امیر معاویہ کا تب وحی تھے ۱۰۔ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ قرآن کریم عالمین کے لئے آیا ہے کیونکہ رب العالمین کی طرف سے ہے اس لئے رب تعالیٰ نے یہاں اپنے کو رب العالمین فرمایا۔ دوسری جگہ قرآن کریم فرماتا ہے: هٰذَا نَقْلُیْنِیْ اَیْسَہِیْ حُضُوْرٍ صَلی اللہ علیہ وسلم عالمین کے رسول ہیں فرمایا ہے لَیْکُوْنُ لِلْعَالَمِیْنَ نَذِیْرًا ۱۱۔ کفار کو خود اپنی ایک بات پر قرار نہ تھا چنانچہ وہ قرآن مجید کو بھی جادو کبھی شعر کبھی کمانت کبھی حضور کا گڑھا ہوا کلام کہتے تھے۔ یہ ہی ان کے بطلان کی کھلی ہوئی دلیل تھی رب فرماتا ہے

مَا تَدْرِیْنَ قُلُوبَہِ

۱۔ یعنی اس قرآن شریف کے الفاظ کا رب تعالیٰ کی طرف سے ہونا برحق ہے خیال رہے کہ حدیث شریف بھی رب کی طرف سے ہے مگر حدیث کے الفاظ حضور کے ہیں معنون اللہ تعالیٰ کی طرف سے ۲۔ کیونکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک حجاز میں یا سارے عرب میں کوئی نبی تشریف نہ لائے اور جو نبی اسرائیل کے نبی اور جگہ تشریف لائے وہ اہل حجاز کے نبی نہ تھے وہ نبی اسرائیل کے نبی تھے اور یہ لوگ نبی اسماعیل تھے خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں: وَزُیْنُوْنَا اِلٰی بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ یا یہ مطلب ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہ آیا جس سے کفر و تارکی بہت پھیل چکی تھی اس سچ کے زمانے کو فترت کہتے ہیں اور ان لوگوں کو

مِنْ رَّبِّکَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّا اَتَتْہُمْ مِنْ نَّذِیْرٍ مِّنْ قَبْلِکَ لَعَلَّہُمْ یَهْتَدُوْنَ ۝۱۰ اللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

رب کی طرف سے کہہ دو کہ ایسے لوگوں کو جن کے پاس تم سے پہلے کوئی ڈر سنانے

قَبْلِکَ لَعَلَّہُمْ یَهْتَدُوْنَ ۝۱۰ اللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

والا نہ آیات اس امید پر کہ وہ راہ پائیں نہ اللہ ہے جس نے آسمان

وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَہُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی

اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے چھ دنوں میں بنائے گا پھر عرش پر

عَلِی الْعَرْشِ مَا لَکُمْ مِّنْ دُوْنِہِ مِنْ وَّلِیٍّ وَلَا

استواء فرمایا اس سے چھوٹ کر تمہارا کوئی حمایتی اور نہ

شَفِیْعٌ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝۱۱ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْ السَّمٰوٰتِ

معارف شد تو کیا تم دھیان نہیں کرتے کہ اہم کی تدبیر فرماتا ہے آسمان سے

اِلَی الْاَرْضِ ثُمَّ یُعْرِجُ اِلَیْہِ فِیْ یَوْمٍ کَانَ مَقْدَارُہٗ

زمین تک پھر اسی کی طرف رجوع کرے گا اس دن کہ جس کی مقدار

اَلْفَ سَنَۃٍ مِّمَّا تَعْدُوْنَ ۝۱۲ ذٰلِکَ عَلِمَ الْغَیْبُ

ہزار ہزار ہے تمہاری گنتی میں نہ ہے ہر جہاں اور جہاں

وَالشَّہَادَۃُ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ۝۱۳ الَّذِیْ اَحْسَنَ

کا جانتے والا نہ عزت و رحمت والا وہ جس نے جو بہتر بنائی

کُلَّ شَیْءٍ خَلَقَہٗ وَبَدَا خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ

خوب بنائی کہ اور پیدا کرنا انسان کی ابتدا مٹی سے

طِیْنٍ ۝۱۴ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَہٗ مِنْ سُلٰلَۃٍ مِّنْ مَّاءٍ

فرمائی کہ پھر اس کی نسل رکھی ایک جلے قدر ہانی کے خلاصہ

مَّہِیْنٍ ۝۱۵ ثُمَّ سَوَّیْہٗ وَنَفَخَ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِہٖ

سے کہ پھر اسے ٹھیک کیا اور اس میں اپنی طرف کی روح پھونکی کہ

اصحاب فترت کہتے ہیں۔ اگرچہ حضور سارے انسانوں کے نبی ہیں مگر آپ کا ذکر ان اولاد اہل قرابت کو پھر اہل عرب کو پھر دوسروں کو تھا۔ لہذا یہ آیت آپ کی نبوت کے عموم کے خلاف نہیں۔ ۳۔ یہ امید ظاہری اعتبار سے ہے اور بندوں کے لحاظ سے ہے ورنہ رب تعالیٰ جانتا ہے کہ کون ایمان لائے گا اور کون کافر رہے گا ایسے ہی اللہ تعالیٰ کی عطا سے حضور ہر مومن و کافر کو جانتے پہچانتے ہیں۔ حضور نے قوموں کے درجات تک کی خبر دے دی کہ فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہیں اور حسنین جو ان جنت کے سردار۔ رب فرماتا ہے: یٰۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْکُمْ شَہِیْدًا ۳۔ تاکہ مخلوق کو تعلیم دی جائے کہ اپنے کاموں میں جلد بازی نہ کیا کریں چھ دن سے مراد اوقات ہے ورنہ اہل وقت نہ سورج تھا نہ چاند نہ دن نہ رات نہ۔ یعنی عرش اعظم پر تجلی فرمائی۔ ورنہ تقویٰ استواء یعنی برابر ہونا یا سیدھا ہو کر بیٹھنا رب کی شان کے خلاف

(بقیہ صفحہ ۶۶۲) ہے۔ اس میں کفار سے خطاب ہے کیونکہ بغیر ایمان قیامت میں کوئی مددگار اور شفاعت کرنے والا نہ ہو گا۔ مسلمانوں کے لئے اللہ تعالیٰ مددگار بھی مقرر فرما دے گا۔ اور شفاعت کرنے والے بھی۔ وہ شفاعت باذن اللہ ہو گی۔ اس طرح کہ زمین و آسمان کا انتظام فرشتوں کے سپرد فرمادیا اور ان کی علیحدہ علیحدہ ذیویاں لگا دیں۔ لہذا حقیقی انتظام والا رب تعالیٰ ہے اور مجازی و ظاہری تنظیم اس کے فرشتے لہذا یہ آیت اس کے خلاف نہیں، لہذا بتایا کہ ایسے ہی دنیا کے ظاہری انتظامات بادشاہوں اور حکام کے سپرد ہیں اور باطنی انتظامات تکوینی اولیاء اللہ سے متعلق ہیں۔ ان میں کوئی غوث ہے کوئی قطب اور ان کی ذیویاں بھی مختلف ہیں۔ یہ سب رب تعالیٰ کے انتظامات ہیں ۸۔ ہر انتظام اور ہر تدبیر یعنی قیامت میں بھی حق تعالیٰ ہی کا انتظام ہو گا۔ فرشتے جو کچھ انتظام کریں گے وہ رب ہی کے حکم سے کریں گے ۹۔ قیامت کا دن کسی کافر کو پچاس ہزار برس کا محسوس ہو گا کسی کو ایک ہزار برس کا اور مومن کو ایک نماز فرض کے وقت سے بھی کم لہذا آیات و احادیث میں تعارض نہیں ۱۰۔ یہ خالق اور تمام تدبیریں فرمانے والا وہ ہی رب ہے جو غیب و شہادت کا علیم و خبیر ہے۔ ۱۱۔ چنانچہ جس کو جو شکل و صورت بخشی بالکل ٹھیک بخشی اور جسم کا جو عضو جہاں لگایا مناسب لگایا۔ سبحان اللہ! ۱۲۔ اگرچہ جانور بھی مٹی سے ہیں مگر انسان کے مٹی سے ہونے میں رب کی عجیب قدرت کا ظہور ہے اس لئے اسے خصوصیت سے ذکر فرمایا، ہمارے مٹی سے ہونے کے یا یہ معنی ہیں کہ ہمارے جد امجد آدم علیہ السلام مٹی سے ہیں یا یہ کہ ہم نطفہ سے ہیں اور نطفہ خدا سے اور غذا مٹی سے ۱۳۔ یعنی مٹی کے ایک قطرے سے مٹی بے قدر بھی ہے جس بھی کہ اس کے نکل جانے پر انسان مسجد میں آنے اور قرآن پھونکے کے قابل نہیں رہتا ۱۴۔ حتیٰ ماں کے پیٹ میں اسے مکمل درست کر کے اس میں روح پھونکی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کے کام رب تعالیٰ کے کام ہیں کیونکہ ماں کے پیٹ میں بچہ بنانا روح پھونکنا فرشتہ کا کام ہے مگر رب نے فرمایا کہ یہ سب ہم کرتے ہیں۔

۱۔ اگرچہ آگہ کل، دل جانوروں کو بھی عطا ہوئے مگر یہ انسان کے اعضاء بہت اشرف ہیں کیونکہ انسان آگہ کل سے آیات الہیہ سناتا دیکھتا ہے اور اس کا دل یا رگھائی گاہ ہے جس سے وہ تمام مخلوق سے اشرف ہے اسی لئے خصوصیت سے انسان کے ان اعضاء کا ذکر فرمایا ۲۔ یعنی ان کفار کا آپ سے یہ پوچھنا ماننے کے لئے نہیں بلکہ ہٹ دھرمی کے ساتھ انکار کرنے کے لئے ہے ۳۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام جن کے ذمہ سب کی جان نکلانا ہے، یہ تمام کی موت کے وقت اور موت کی جگہ سے خبردار ہیں اس لئے کسی کو وقت سے پہلے اور غلط مقام پر نہیں مارتے یہ

الحمد لله	۶۶۳	النبی الامین
<p>وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ﴿٨﴾ وَقَالُوا إِذَا ضَلَلْنَا فِي الْأَرْضِ أَإِنَّا لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ بَلْ هُمْ بِلِقَائِ رَبِّهِمْ يَكْفُرُونَ ﴿٩﴾ خَلَقَ نَسْلَهُنَّ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ فَمِمَّا يَتَذَكَّرُونَ ﴿١٠﴾ قُلْ يَتُوبُ إِلَهُكُمْ مَلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي نُكَلِّمُ بَكُمْ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ ﴿١١﴾ وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الْبُحْرُومُ نَاكِسَ رُءُوسِهِمْ عِندَ رَبِّهِمْ رَبَّنَا أَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا لِنَعْمَلَ صَالِحًا إِنَّا مُوقِنُونَ ﴿١٢﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَآتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هَدًى وَلَكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّي لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ﴿١٣﴾ فَذُرُّوهُمْ أَمْ أَنْتُمْ مُنَسِّئُونَ ﴿١٤﴾ إِنَّا نَنْسِفُكُمْ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿١٥﴾ إِنَّمَا</p>		
<p>اور نہیں کان اور آنکھیں اور دل عطا فرمائے نہ کیا ہی تھوڑا حق مانتے ہو اور بولے کہا جب ہم مٹی میں مل جائیں گے کیا پھر لفی خلق جدید بل ہُمْ بِلِقَائِ رَبِّهِمْ يَكْفُرُونَ ﴿۹﴾ نسلے بنیں گے بلکہ وہ اپنے رب کے حضور حاضری سے منکر ہیں نہ قُلْ يَتُوبُ إِلَهُكُمْ مَلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي نُكَلِّمُ بَكُمْ ثُمَّ تم فرماؤ تمہیں وفات دینا ہے موت کا فرشتہ ہے جو تم پر معر ہے کی پھر إِلَىٰ رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ ﴿۱۱﴾ وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الْبُحْرُومُ نَاكِسَ اپنے رب کی طرف واپس جاؤ گے نہ اور نہیں تم دیکھو جب بحر نے اپنے رب کے پاس رُءُوسِهِمْ عِندَ رَبِّهِمْ رَبَّنَا أَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا میرے چہرے ڈالے ہوں گے ہمارے رب اب تم نے دیکھا اور سنا میں پھر بھیج نَعْمَلْ صَالِحًا إِنَّا مُوقِنُونَ ﴿۱۲﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَآتَيْنَا کریک کام کریں ہم کو یقین آگیا اور اگر ہم چاہتے ہر ماں کو كُلَّ نَفْسٍ هَدًى وَلَكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّي اس کی ہدایت عطا فرمائے نہ مگر میری بات قرار پا چکی کہ ضرور لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ﴿۱۳﴾ جہنم کو بھر دوں گا ان جنوں اور آدمیوں سب سے مل فَذُرُّوهُمْ أَمْ أَنْتُمْ مُنَسِّئُونَ ﴿۱۴﴾ إِنَّا نَنْسِفُكُمْ اب چھو بدلو اس کا کہ تم اپنے اس دن کی حاضری بھولے تھے نہ ہم نے نہیں چھوڑ دیا وَذُرُّوهُمْ أَمْ أَنْتُمْ مُنَسِّئُونَ ﴿۱۵﴾ إِنَّمَا اب ہمیشہ کا عذاب چھو اپنے کئے کا بدلہ نہ ہماری</p>		
<p>مَنْزِل</p>		

۱۵۔ اگرچہ آگہ کل، دل جانوروں کو بھی عطا ہوئے مگر یہ انسان کے اعضاء بہت اشرف ہیں کیونکہ انسان آگہ کل سے آیات الہیہ سناتا دیکھتا ہے اور اس کا دل یا رگھائی گاہ ہے جس سے وہ تمام مخلوق سے اشرف ہے اسی لئے خصوصیت سے انسان کے ان اعضاء کا ذکر فرمایا ۲۔ یعنی ان کفار کا آپ سے یہ پوچھنا ماننے کے لئے نہیں بلکہ ہٹ دھرمی کے ساتھ انکار کرنے کے لئے ہے ۳۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام جن کے ذمہ سب کی جان نکلانا ہے، یہ تمام کی موت کے وقت اور موت کی جگہ سے خبردار ہیں اس لئے کسی کو وقت سے پہلے اور غلط مقام پر نہیں مارتے یہ

باتیں علوم غیبیہ سے ہیں۔ جب حضرت عزرائیل کے علوم کا یہ حال ہے تو ہمارے حضور کے علم کا کیا حال ہے ۴۔ معلوم ہوا کہ حضرت عزرائیل علیہ السلام ایک وقت زمین کے مختلف حصوں میں حاضر ہو جاتے ہیں اور ایک وقت لاکھوں جگہ تصرف کرتے ہیں اور تمام عالم پر نظر رکھتے ہیں کہ اس کے بغیر وہ یہ کام نہیں کر سکتے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ سب انسانوں کی جانیں صرف عزرائیل علیہ السلام نکالتے ہیں باقی ان کے ساتھی فرشتے ان کا قتل کرتے ہیں۔ لہذا یہ آیت اس آیت کے خلاف نہیں کہ توفیر سلنا اور دوسری آیت اللہ بنو منی الانفس جس میں مونا کہ رب تعالیٰ حقیقی ٹیٹ ہے۔ ۵۔ قیامت میں حساب کتاب کے لئے میدان محشر یعنی شام کی زمین میں حاضر کئے جائیں گے لیکن کوئی خوشی خوشی حاضر ہو گا اور کوئی مجبور ۶۔ گرفتار ہو کر کوئی سوار کوئی پیاد غرضیکہ حالات مختلف ہوں گے ۷۔ یعنی مشرکین و کفار کیونکہ مطلق سے فرد کمال مراد ہوتی ہے اور کمال مجرم کفار ہیں جن کا دل و دماغ جرم کفر و انکار کا

(بقیہ صفحہ ۲۳۳) مجرم ہے۔ یہ خیال رہے کہ قیامت میں بارگاہ الہی میں سب ہی سر جھکائے ہوں گے مگر کافر شرم و ندامت کی وجہ سے اور مومن متقی و دبار کے اوپ سے۔ یہاں شرمندگی کا سرگوش ہو نامراد ہے۔ ۸۔ یعنی قبر سے اٹھنے کے بعد عالم غیب کی چیزیں اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں اور فرشتوں کا کلام اپنے کانوں سے سن لیا۔ اب ہم کو یقین ہو گیا کہ نبیوں نے جو کچھ کھاتاج تھا گریہ و ماتاب ستریزہ ہو گا۔ نہ اس کے ماننے کو ایمان کہا جائے گا کیونکہ ایمان نام ہے بجا پر اعتقاد کرنے اور ان کے ذریعہ تمام غیوب کو ماننے کا۔ اس طرح کہ ہر شخص کو یقین دے دینے کہ وہ اپنی خوشی سے ان باتوں کو اختیار کرتے جو اس کے لئے مفید ہوں۔ لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ اب اس طرح کہ بعض انسان اور بعض جن اپنے اختیار سے کفر و شرک کریں اور دوزخ میں جاویں اس سے معلوم ہوا

کہ جہنم کا فریق دوزخ میں عذاب پانے جائیں گے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ دوزخ صرف کفار سے بھری جائے گی (بقیہ صفحہ ۹۹۸ پر)۔ یعنی اسے کفار تم دنیا میں دوبارہ جا کر بھی مومن و متقی نہ ہوؤ گے۔ مومن تو صرف وہ ہو سکتے ہیں جن میں یہ صفات ہوں ۱۔ ایمان نصیب ہونے کے شکر کا سچہ یا عقلمت کبریائی کا سچہ۔ بہر حال یہاں سچہ سے مراد نماز نہیں اس لئے یہاں سچہ تلاوت واجب ہوتا ہے ورنہ جہاں سچہ سے نماز کا سچہ مراد ہوتا ہے وہاں سچہ تلاوت واجب نہیں ہوتا۔ ۳۔ پیغمبر کی اطاعت و فرمانبرداری کرنے سے اور علماء دین کی پیروی کرنے سے ۴۔ اس طرح رات کے آخری حصہ میں جب سب لوگ سوتے ہیں تو یہ نماز میں کھڑے ہو کر پڑھتے ہیں۔ اس وقت ان کے بستر خالی ہوتے ہیں کیونکہ وہ بستر پر ہوتے ہیں اس میں اشارتاً دو مکملے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تہجد کی نماز سو کر اٹھ کر پڑھے دوسرے یہ کہ نماز بستر پر نہ پڑھے گھر کی مسجد یا بستر پر پڑھے۔ واللہ اعلم و رسولہ اس سے چار مکملے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تہجد کی نماز بہت اعلیٰ عبادت ہے۔ دوسرے یہ کہ اس وقت دعا قبول ہوتی ہے دعا کرنی چاہیے تیسرے یہ کہ دعا کے وقت قبولیت کی امید اور رد کا خوف چاہیے مگر امید غالب چاہیے اگر دعائیں یہ باتیں جمع ہو جائیں تو انشاء اللہ ضرور قبول ہوگی۔ چوتھے یہ کہ عبادت میں ریا نہ چاہیے صرف رب کے لئے کی جائے اس سے قبولیت کی امید اور رد ہونے کا ڈر ہونا چاہیے حضور کی رضا رب کی ہی رضا ہے۔ رب فرماتا ہے وَاللّٰهُ ذُو النُّعُوۡتِ اِنَّ اَشْرَفَ مَا لَكَ مِنَ الْعِزِّ مَا لَكَ مِنَ الْعِزِّ مَا لَكَ مِنَ الْعِزِّ ذُو النُّعُوۡتِ ۶۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ خلل مال سے خیرات کرے دوسرے یہ کہ سارا مال خیرات نہ کرے کچھ اپنے لئے رکھے۔ تیسرے یہ کہ بیش خیرات کرتا رہے ایک بار کی خیرات پر کفایت نہ کرے یہ مسائل من اور ما اور یُنْفِقُوۡنَ کے مضارع ہونے اور رزق کے رب کی طرف نسبت فرمانے سے معلوم ہوئے جو فیاء فرماتے ہیں کہ مال حال کمال سب

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اِذَا ذُکِّرُوۡا بِهَا خَرُوۡا سُجَّدًا
آجوں ہر دوی ایمان لانے میں نہ کہ جب وہ انہیں یاد دلائی جاتی ہیں سجدہ میں گر جاتے ہیں
وَسَبِّحُوۡا بِحَمْدِ رَبِّہُمۡ وَہُمۡ لَا یَسْتَكْبِرُوۡنَ ۱۵
اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی بولتے ہیں اور سجدہ نہیں کرتے کہ
جَنُوۡبَہُمۡ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوۡنَ رَبَّہُمۡ خَوْفًا وَ
ان کی سر زمین میں جما ہوتی ہیں خواب کا ہوں سے اور اپنے رب کو پکارتے ہیں نہ ڈرتے
طَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنٰہُمْ یُنْفِقُوۡنَ ۱۶ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ
اور امید کرتے اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے کچھ خرچہ کرتے ہیں نہ کسی کی کوئی معلوم نہ
مَا اَخْفٰی لَہُمۡ مِّنۡ قُرۡءَانٍ اَعِیۡنَ جَزَآءًا لِّہِمَّا کَاثِرًا یَّعْمَلُوۡنَ ۱۷
جو اٹھ کر شخص ان کے لئے کیا رہی ہے صلہ ان کے کاموں کا نہ
اَفَمِنْ کَانَ مُؤْمِنًا کَمَنْ کَانَ فَاسِقًا لَا یَسْتَوِ ۱۸
تو کیا جو ایمان والا ہے وہ اس جیسو با جائے کا سچہ علم ہے یہ برابر نہیں
اَمَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ فَلَہُمۡ جَنٰتُ
جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کے لئے بے گئے
الْمَاوٰی نَزَّلَ اَیۡہَا کَاثِرًا یَّعْمَلُوۡنَ ۱۹ وَاَمَّا الَّذِیۡنَ
باع میں ان کے کاموں کے صلہ میں جہان داری ہے وہ جو
فَسَقُوۡا فَاِیۡہَا وَاہُمۡ النَّارُ کَلِمًا اَرَادُوۡا اَنْ یَّخْرُجُوۡا مِنْہَا
جئے حکم میں ان کا ٹھکانا آگ ہے جب بھی اس میں سے نکلنا چاہیں گے
اَعِیۡدُوۡا فِیۡہَا وَقِیۡلَ لَہُمۡ ذُقُوۡا عَذَابَ النَّارِ الَّذِیۡ
پھر اسی میں پھر دینے ہائیں گے اور ان سے فرمایا جائے گا جھوٹ اس آگ کا عذاب
کُنْتُمْ بِہِ تَکْذِبُوۡنَ ۲۰ وَلَنذِیْقَنَّہُمۡ مِّنَ الْعَذَابِ
جسے تم جھٹلاتے تھے اور ضرور ہم انہیں بچھائیں گے کچھ نزدیک

منزلہ

میں سے خیرات کرے۔ ماسب کو عام ہے۔ ۷۔ اس میں حضور شامل نہیں کیونکہ آپ نے معراج میں تمام جنت کی سیر فرمائی۔ بلکہ اس میں ہم جیسے لوگ مراد ہیں اور علم سے پورا پورا علم تفصیلی مراد۔ ورنہ حضور کے ذریعہ ہم کو جنت کی نعمتوں کا کچھ نہ کچھ اجمالی علم ضرور ہے جس پر ہمارا ایمان ہے۔ غرضیکہ اس آیت سے نہ تو حضور کے علم کی نفی ہوئی ہے نہ ہمارے ایمان کا انکار یعنی کوئی مومن پورے طور پر ان نعمتوں کو نہیں جانتا ۸۔ یہاں جنت کسی کا ذکر ہے جو اعمال کے ذریعہ رب تعالیٰ عطا فرمائے گا۔ جنت وہی اور عطائی کا ذکر دوسری آیات میں ہے لہذا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ مومن کے کا کچھ بچے یا جن کو نیک اعمال کا موقع نہ ملے وہ جنت میں نہ جائیں یا گنہگار مومن جنت میں داخل نہ ہو۔ غرضیکہ آیات میں تعارض نہیں ۹۔ شان نزول ۱۰۔ یہ دونوں آیتیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تصدیق میں نازل ہوئیں

ہے۔ ۱۰۔ فق کے معنی ہیں حد سے نکل جانا، گنہگار
مومن تقویٰ کی حد سے کافر ایمان کی حد سے بلکہ حضور کا
گستاخ انسانیت کی حد سے خارج ہے، یہاں فق
دوسرے معنی میں استعمال ہوا یعنی کفر۔ اس طرح کہ
دوزخی بھڑکتے ہوئے شعلوں میں اتنا اٹھیں گے کہ
دوزخ کے منہ پر آجائیں گے۔ قریب ہو گا کہ تڑپ کر
باہر نکل پڑیں کہ فرشتے ان کے جسموں پر گرز مار کر پھر
نچے گرا دیں گے۔ یہ مطلب نہیں کہ وہ بھاگ کر ٹھکانا
چاہیں گے کیونکہ وہاں سے بھاگنا کیا۔ یعنی ہمیشہ اپنے
کفر کا مزہ چکھتے رہو اس سے معلوم ہوا کہ یہ خاص سزا جو
یہاں مذکور ہے گنہگار مومن کو نہ ہوگی انشاء اللہ نہ اسے
دوزخ میں بھیجی ہوگی۔ کیونکہ وہ منکر نہ تھا

اب اس سے اشارہ عذاب قبر بھی ثابت ہے کہ وہ اولیٰ ہے اور عذاب قیامت سے پہلے ہے خیال رہے کہ قبر میں دوزخ کا عذاب ہو گا مگر دوزخ سے دور رہ کر اس طرح کہ وہاں سے دھواں اور گرمی آوے گی اور قیامت کے بعد دوزخ میں پہنچ کر عذاب ہو گا لہذا قبر کا عذاب دوزخ کے داخلی عذاب سے کہیں ہلکا ہو گا۔ خیال رہے کہ کافر کو عذاب قبر ہمیشہ تا قیامت ہو گا مومن کا عذاب قبر عارضی ہو گا جو کسی کی دعا وغیرہ سے دور ہو جاتا ہے بعض نے فرمایا کہ یہاں عذاب سے دنیاوی عذاب اور کٹھنہ قرین کلاؤں اور

کہ ان پر دنیا میں قتل وغیرہ آئے ۲۔ تاکہ کفار ان دونوں عذابوں کو سن کر کفر سے لوٹ جاویں تاکہ وہ کافر دنیا کے یہ عذاب دیکھ کر ایمان لے آویں ۳۔ اس طرح کہ نہ تو قرآنی آجوں میں غور کیا نہ ایمان لایا ۴۔ یعنی ذریت شریف جو دنیا میں سب سے پہلے آئی اور موسیٰ علیہ السلام کو عطا ہوئی۔ آپ سے پہلے پیغمبروں کو بھیجے یعنی رسالے ملے تھے پہلے صاحب کتاب نبی موسیٰ علیہ السلام ہیں ۵۔ یعنی آپ نے موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی تھی اور ان سے کلام فرمایا تھا۔ اس میں آپ شک و شبہ نہ کریں کیونکہ وہ ملاقات خواب میں نہ تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ صالحین بعد وفات زندہ صالحین سے ملے ہیں کلام

کرتے ہیں، جواب دیتے ہیں سنتے ہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور سے موسیٰ علیہ السلام نے ملاقات کی اور شب معراج میں حضور سے کلام بھی فرمایا بلکہ ہماری یہ حدیث کہ چچاس غمازوں کی پانچ کراہیں۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے مقبول بعد وفات بھی مد کرتے ہیں ۷۔ موسیٰ علیہ السلام کو کیا کتاب تو ریت کو اس سے معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام صرف بنی اسرائیل کے نبی ہیں، وہ بھی ایک خاص وقت میں ۷۔ موسیٰ علیہ السلام کی موجودگی میں اور آپ کی وفات کے بعد علماء و صالحین بنی اسرائیل میں پیدا فرمائے جو بنی اسرائیل کو ہدایت پر رکھیں ۸۔ اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ دینی علماء و اولیاء امت کے امام ہوتے ہیں دوسرے یہ کہ جیسے خدا رسی کے لئے نبی کی ضرورت ہے ایسے ہی نبی تک پہنچنے کے لئے امام کی ضرورت ہے تیسرے یہ کہ ایمان و تقویٰ حاضر سے دینی پیشوائیت نصیب ہوتی ہے۔ چوتھے یہ کہ

کا عذاب نہ اس بڑے عذاب سے پہلے ہے دیکھنے والا امید کرے کہ ابھی باز آئیں گے۔

اور اسی سے بڑھ کر ظالم کون جیسے اس کے رب کی کہنوں سے نصیحت کی گئی پھر اس نے ان سے منہ

پھر لیاٹ بے شک ہم مجرموں سے بدلہ لینے والے ہیں اور بے شک

ہاں اے لای کو کتاب مقام ہائی کہ کلام اے سے پرست نہ کروست

١٠٩٩

(Faint handwritten notes at the bottom of the page)

القصة فيما كانوا فيه يخلفون (٢٥) أولئك

لَهُمْ أَهْلُكُمْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِنَ الْقُرُونِ لَمْ تَحْشَوْا

فِي مَسَلَّتِهِمْ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ أَفَلَا يَسْمَعُونَ ﴿٢٦﴾

اولم يروا اننا سوقنا الهماء الى الامراض الجذرية

[illegible]

صرف ہی اسرائیل کے ہی ہیں وہ بھی ایک خاص وقت میں ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کی

نئے نبی کی ضرورت ہے ایسے ہی نبی تک پہنچنے کے لئے امام کی ضرورت ہے تیسرے

(بقیہ صفحہ ۶۶۵) اماموں کی تعداد مقرر نہیں کہ بارہ یا چھ یا تین ہوں بلکہ جو ایمان، تقویٰ، صبر کا جامع ہو وہ دینی پیشوا ہے۔ عملی فیصلہ قیامت میں ہو گا کہ مومن جنت میں اور کافر دوزخ میں بھیجے جائیں گے۔ قوی فیصلہ دنیا میں بھی کر دیا گیا مگر یہاں عذاب و ثواب کا فیصلہ نہ ہوا۔ یہ بھی معنی ہو سکتے ہیں کہ مومن و کافر میں رب تعالیٰ فاصلہ کر دے گا اور ان کے ٹھکانے مختلف بنادے گا۔ ۱۰۔ کفار کہ اپنے سنوں میں کچھل بڑا شدہ قوموں کی اجزی بستیوں سے گزرتے تھے اور ان کو تاریخ اور پرانے لکھے لوگوں کی صحبت سے یہ معلوم تھا کہ یہاں فلاں قوم آباد تھی یہاں فلاں۔ یہ بھی جانتے تھے کہ ان لوگوں نے رب کی نافرمانیاں اور اپنے پیغمبروں کی مخالفت کی جس پر وہ

ہلاک ہوئے یہاں اسی کا ذکر ہے اس سے معلوم ہوا کہ برادر شدہ لوگوں کی بستیوں کو جبریت کی نگاہ سے دیکھنا بہت اچھا ہے۔ اسی طرح اللہ کے مقبول بندوں کی خلائقوں میں جانا ان کے پاکیزہ حالات زندگی میں غور کرنا عبادت ہے۔ عرس کا یہ منشا ہے۔

۱۔ اس طرح ہم ان کو بعد موت زندہ کریں گے ان چیزوں میں غور کر کے اپنے ایمان تازہ کریں۔ ۲۔ اس طرح کہ بعض کے چھل انسان کھاتے ہیں۔ چڑیں جانور غرضیکہ اس کی شان عجیب ہے۔ ۳۔ مسلمان کما کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں اور مشرکین کے درمیان فیصلہ فرما دے گا کہ مسلمانوں کو فتح کافروں کو شکست دے گا۔ کفار مذاق اور دل لگی کے طور پر یہ سوال کرتے تھے۔ اس آیت میں اس کا بیان ہے۔ ۴۔ اگر فتح سے مزاح کہ ہو تو اس سے یہ مسئلہ معلوم ہو گا کہ اگر کافر خاص قتل کے وقت جان بچانے کے لئے ایمان ظاہر کرے تو یہ ایمان قبول نہ ہو گا بلکہ اسے قتل کیا جاوے گا جیسے کہ عذاب الہی دیکھ کر ایمان لانا معتبر نہیں۔ چنانچہ فتح مکہ کے دن بنی کنانہ قوم بھاگی تو خالد بن ولید نے انہیں گھیرا وہ گھبرا کر اسلام کا اظہار کرنے لگے مگر حضرت خالد نے ان کا یہ اسلام نہ مانا اور انہیں قتل کر دیا (جمل و خزائن) اور اگر فتح کے دن سے قیامت کا دن مراد ہو تو آیت کا مطلب ظاہر ہے کہ قیامت میں سارے کافر ایمان لائیں گے مگر قبول نہ ہو گا۔ ۵۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ کافر اگر بحالت جنگ یا بحالت قید مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے اسلام لائیں، قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اسلام زرا فریب ہے تو وہ ایمان قبول نہیں بلکہ ان کا قتل جائز ہے جیسے ایک کافر بھاگنے کی انتہائی کوشش کر رہا تھا مگر جب پکڑا گیا تو کلمہ پڑھنے کے باوجود قاتل قتل ہے۔ مسلمانوں نے پاکستان بننے وقت مشرکین کی گولی سے بہت دھوکا کھایا۔ نیز جو یار یار مسلمان و کافر ہوتا رہے یا کلمہ پڑھ کر بھاگ کر کافروں سے جا ملے پھر جب گرفتار ہو تو کلمہ پڑھے اس کا قتل جائز ہے۔ ۶۔ ان پر جہاد نہ کرو۔ لہذا یہ حکم جہاد کی آیت سے منسوخ ہے یا

۱۰۱

۱۰۱

الاحزاب

۶۶۶

اتل ماودی

فَنُخْرِجُ بِهِ زُرْعًا تَأْكُلُ مِنْهُ أَنْعَامُكُمْ وَأَنْفُسُكُمْ

نکالتے ہیں کہ اس میں سے ان کے ہوا پائے اور وہ خود کھاتے ہیں

أَفَلَا يَبْصُرُونَ ۚ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَذَا الْفَتْحُ

تو کیا انہیں سوچتا نہیں اور کہتے ہیں یہ فیصلہ کب ہو گا

إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۚ قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ

اگر تم سچے ہو تم تم فرماؤ فیصلہ کے دن کافروں کو ان کا ایمان لانا

الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَّا يَمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ ۚ

نفع نہ دے گا کہ اور نہ انہیں ہمت ملے گی

فَاعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ إِنَّهُمْ مُنْتَضَرُونَ ۚ

تو ان سے منہ پھیر لو اور انتظار کرو بے شک انہیں بھی انتظار کرنا ہے

سُورَةُ الْاَحْزَابِ مكية ۶۰ اَرْكَوْا نَهْۙ

سورہ احزاب مدنی ہے اس میں سورہ کعبہ ۶۰، ۵۹، ۵۸، ۵۷، ۵۶، ۵۵، ۵۴، ۵۳، ۵۲، ۵۱، ۵۰، ۴۹، ۴۸، ۴۷، ۴۶، ۴۵، ۴۴، ۴۳، ۴۲، ۴۱، ۴۰، ۳۹، ۳۸، ۳۷، ۳۶، ۳۵، ۳۴، ۳۳، ۳۲، ۳۱، ۳۰، ۲۹، ۲۸، ۲۷، ۲۶، ۲۵، ۲۴، ۲۳، ۲۲، ۲۱، ۲۰، ۱۹، ۱۸، ۱۷، ۱۶، ۱۵، ۱۴، ۱۳، ۱۲، ۱۱، ۱۰، ۹، ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَلَا

اے حبیب کی خبریں بتانے والے نبی! اللہ کا پوری خوف رکھنا اور کافروں

الْمُنَافِقِينَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ۚ وَأَتِمَّ

اور منافقوں کی نہ سنا بے شک اللہ علم و حکمت والا ہے اور اسکی پہنچی

مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا

رکھتا جو تمہارے رب کی طرف سے تمہیں وحی ہوتی ہے اللہ لوگوں کے بارے

تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ۚ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ

کام و دیکھ رہا ہے اور اے محبوب تم اللہ پر بھروسہ رکھو اور اللہ تمہیں کام

مَنْزِل

ان کی طرف التفات نہ کرو تو آیت محکم ہے۔ اب بھی مسلمانوں کو چاہیے کہ کفار کی بے ہودگیوں سے نہ دیں۔ اس ندامت سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فقط نام شریف سے پکارنا سنت الہیہ کے خلاف ہے حضور کو ایسے القاب سے پکارو۔ دوسرے یہ کہ حضور کے ذاتی نام شریف محمد احمد ہیں آپ کے القاب اور صفاتی نام شریف بہت ہیں۔ تیسری بھی آپ کے القاب میں سے ہے۔ تیسرے یہ کہ رب تعالیٰ کی بارگاہ میں حضور کی عزت تمام رسولوں سے زیادہ ہے کہ اور انبیاء کرام کو ان کے نام شریف سے پکارا مگر ہمارے حضور کو لقب شریف سے ۸۔ حضور کے دل میں خوف خدا تو پہلے ہی سے کمال درجہ کا تھا۔ اس آیت میں اس خوف پر قائم رہنے کا حکم ہے کہ حاصل چیز کا حاصل کرنا غیر ممکن ہے ۹۔ خواہ ظاہری دجی ہو یعنی قرآن خواہ مخفی دجی یعنی حدیث کیونکہ قرآن

(بقیہ صفحہ ۶۶۶) حدیث اور حضور کے سارے الہام وحی الہی ہیں حضور کا ہر کام وحی کی اتباع ہے۔ شان نزول۔ ایک دفعہ ابوسفیان، کرمہ، ابوالاعور اسلمی وغیرہ جنگ احد کے بعد خفیہ طور پر مدینہ منورہ آئے عبد اللہ ابن ابی منافق کے گھر ٹھہرے۔ حضور سے امان حاصل کر کے یہ سب حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور گفتگو کی۔ دوران گفتگو میں عرض کیا کہ آپ ہمارے بچوں کو برا نہ کہیں بلکہ فرمادیں کہ یہ بت اپنے پیچاریوں کی شفاعت کریں گے تو ہم بھی آپ کو اور آپ کے رب کو کچھ نہ کہیں گے۔ منافقین نے مشرکین کی تائید اور سفارش کی حضور کو یہ بات بہت ناگوار گزری عمر فاروق نے ان سب کے نکل کا ارادہ فرمایا۔ حضور نے منع فرمایا کہ یہ لوگ امان لے کر آئے ہیں عمر فاروق نے ان کفار کو مدینہ منورہ سے نکال دیا۔ اس موقع پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (روح البیان و خزائن وغیرہ)

۱۔ شان نزول۔ ابو معمر حمیری فہری کی یادداشت بہت اچھی تھی اس لئے اہل عرب کہتے تھے کہ اس کے دو دل ہیں مگر جنگ بدر میں مشرکین کے ساتھ یہ اس طرح بھاگا کہ ایک جوتی ہاتھ میں اور ایک پاؤں میں۔ ابوسفیان نے پوچھا کہ تو ایسا بدحواس کیوں ہے تو بولا کہ مجھے خبر نہ دی کہ دوسرا جوتا پہن لیتا۔ میں سمجھا کہ دونوں جوتے پہنے ہوئے ہوں تب لوگ مجھے کہہ کر ہمارا یہ خیال غلط تھانیز منافقین کہا کرتے تھے کہ حضور کے دو دل ہیں، ایک ہمارے ساتھ ہے دوسرا صحابہ کرام کے ساتھ ان سب کی تردید میں یہ آیت اترتی۔ اس میں اس جانب اشارہ ہے کہ انسان یا مومن ہی ہو سکتا ہے یا کافر ہی کیونکہ اس کا دل ایک ہے لہذا منافقوں کو صلہ کلی اور دورنگی چال چھوڑ دینی چاہیے۔ ۲۔ شان نزول اہل عرب منہ بولے بیٹے کو حقیقی بیٹا اور مظاہر کی بیوی کو اس کی ماں قرار دیتے تھے کہ ان کو بیٹے یا ماں کی سی میراث دیتے اور منہ بولے بیٹے کی بیوی کو حرام سمجھتے تھے۔ ان کی تردید میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ظہار کے معنی ہیں اپنی بیوی کو ماں بمن سے تشبیہ دینا۔ سب جس کی حقیقت کچھ نہیں کسی کو باپ بھائی یا بیٹا کہہ دینے سے واقع میں وہ باپ بیٹے نہیں بن جاتے۔ ان کی بیویاں حرام ہوں نہ ان کی ماںیں حلال ہوں اور نہ انہیں میراث ملے۔ ۳۔ شان نزول۔ حضرت زید ابن حارثہ ام المومنین خدیجہ الکبریٰ کے ذر خرید تھے۔ ام المومنین نے انہیں حضور کو پسہ کر دیا حضور نے انہیں آزاد فرما دیا۔ مگر یہ آزاد ہو کر بھی اپنے والد کے پاس نہ گئے حضور کے پاس رہے حضور انہیں محبت میں بیٹا فرماتے تھے۔ لوگ بھی انہیں زید ابن محمد کہتے تھے۔ حضرت زینب بنت جحش زید کی بیوی تھیں۔ زید نے انہیں طلاق دی حضور نے زینب سے نکاح فرمایا۔ اس پر منافقین و کفار نے طعنہ دینے کہ حضور نے اپنی بہو سے نکاح کر لیا۔ اس پر یہ

الاحزاب: ۳۷

۶۶۷

اہل مآذی ۲۱

وَكَيْلًا ۝ مَا جَعَلَ اللَّهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهِ ۝

بنانے والا اللہ نے کسی آدمی کے اندر دو دل نہ رکھے۔

وَمَا جَعَلَ اَرْوَاجَكُمْ اِلَى تَظَاهِرُوْنَ مِنْهُمْ اَقْبَمَتْ ۝

اور تمہاری ان عورتوں کو جنہیں تم ماں کہہ دو تمہاری ماں نہ بنایا۔

وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَاءَكُمْ اَبْنَاءَكُمْ ۚ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ ۝

اور نہ تمہارے لے پالکوں کو تمہارا بیٹا بنایا یہ تمہارے اپنے منہ کا

بافواہکم واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل ۝

کہنا ہے حق اور اللہ حق فرماتا ہے اور وہی راہ دکھاتا ہے۔

اَدْعُوْهُمْ اِلَیْکُمْ ۚ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ

انہیں ان کے باپ ہی کا کہہ کر پکارو۔ یہ اللہ کے نزدیک زیادہ ٹھیک

تَعْلَمُوْا اَبَآءَهُمْ فَاُخَآؤُكُمْ فِی الدِّیْنِ وَ مَوَالِیْکُمْ ۝

ہے جہاں کہیں ان کے باپ ملنا نہ ہوں تو میں میں بھائی ہیں اور ہمت میں تمہاری بھائی

وَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ فِیْمَا اَخْطَاْتُمْ بِهٖ ۚ وَلٰكِنْ

میں تمہارے گنہگاروں میں سے ہوں اگر تمہارے گنہگاروں سے نہ ہو۔

مَا تَعْبَدُوْنَ اَوْ لٰوِیْکُمْ وَ کَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝

عمران ہے جو دل کے قصد سے گمراہ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

النَّبِیُّ اَوَّلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجِہٖ ۝

پہلی نبی مسلمانوں کے سامان کی جان سے زیادہ مالک ہے اور ان کی بیویاں

اَقْرَبُھُمْ وَاَوْلٰوُا اِلَیْھِمْ ۚ بَعْضُھُمْ اَوَّلٰی بِبَعْضٍ ۝

ان کی ماںیں ہیں اور رشتہ والے اللہ کی کتاب میں ایک دوسرے سے زیادہ قریب

فِیْ کِتَابِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُہَاجِرِیْنَ ۚ اِلَّا

میں نہ بہ نسبت اور مسلمانوں اور مہاجرین کے علاوہ۔

منزل ۵

آیات نازل ہوئیں۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے باپ نہ تھے ورنہ انہیں عیسیٰ ابن مریم نہ کہا جاتا مریم ان کی ماں ہیں اور رب فرماتا ہے اَدْعُوْهُمْ اِلَیْکُمْ ۚ یعنی اگر لے پالکوں کے باپ تمہیں نہ معلوم ہوں تب بھی انہیں مرلی کا بیٹا نہ کہو، اسے بھائی کہہ کر اور اگر آزاد شدہ ہے تو مولیٰ کہہ کر پکارو۔ اے ہمارے دوست یا اے فلاں کے مولیٰ۔ پتھر زاد کا ترجمہ مولیٰ دوست کو بھی کہتے ہیں آزاد شدہ کو بھی اور آقا کو بھی۔ یعنی ممانعت سے پہلے جو تم زید ابن محمد کہہ چکے ہو یا خطا تمہارے منہ سے نکل جائے یا کسی کے بیٹے کو خطا تم اپنا بیٹا کہہ دو تو اس میں حرج نہیں تم پر گناہ نہ ہو گا۔ ۸۔ یعنی ممانعت کے بعد اگر تم دیدہ دانستہ لے پالکوں کے ان کے مرلی کا بیٹا کہو گے تو گنہگار ہو گے۔ ۹۔ اولیٰ کے معنی ہیں زیادہ مالک، زیادہ قریب، زیادہ حقدار، یہاں بیویوں کو درست ہیں۔ معلوم ہوا کہ حضور ہر مومن کے دل

(بقیہ صفحہ ۶۶) میں حاضر و ناظر ہیں کہ جان سے زیادہ قریب ہیں رب فرماتا ہے۔ **نَعْلَمُ مَا تَكْفُرُونَ**۔ اے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کا حکم ہر مومن پر بادشاہ، ماں باپ سے زیادہ نافذ ہے کہ حضور ہمارے سب سے زیادہ مالک ہیں۔ یا یہ معنی ہیں کہ حضور تم کو تمہاری جانوں سے زیادہ راحت پہنچانے والے ہیں دنیا و آخرت میں۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی ہمارے بھائی نہیں کیونکہ بھائی کی پیروی بھادج ہوتی ہے ماں نہیں ہوتی بلکہ حضور والد ہیں اور مسلمان ایک دوسرے کے بھائی اور وہی ازواج مومنوں کی والدہ ہیں جو قرمت شریف سے فیضیاب ہو گئیں خواہ بیوی ہوں یا لونڈی۔ جو صرف نکاح میں آکر علیحدہ ہو گئیں جیسے امیہ جو نیوے ماں نہیں خیال رہے کہ

اِنَّ تَفْعَلُوْا اِلَىٰ اَوْلِيَّيْكُم مَّعْرُوْفًا كَانَ ذٰلِكَ فِى

یہ کہ تم اپنے دوستوں پر کوئی احسان کرو گے یہ کتاب میں

لِكَيْتَ مَسْطُورًا ۝ وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ

لکھا ہے کہ اور اے محبوب ہمارے کہو جب ہم نے انہوں سے عہد لیا

وَمِنْكَ نُوحٌ وَإِبْرَاهِيمُ وَمُوسَى وَعِيسَى ابْنُ

درہ نم سے ٹ اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ بن

فَرِيعٌ وَاحِدٌ نَامَةٌ مِّنْ بَيْنَا قَاعِطًا لِّبَسَلِ الصَّادِقِينَ

مریم سے اور ہم نے ان سے گناہ کا عہد لیا کہ چھوٹی سے ان کے ساتھ کا

عَنْ صَدُوقِهِمْ وَأَعَدَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا أَلِيمًا ۝

سوال کو دیکھو اور اس نے کافروں کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ

اے ایمان والو! اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو۔ جب

جَاءَتْكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَمْ تَرَوْهَا

تم میری شکر آئے شکر تو ہم نے ان پر آندھی اور وہ شکر بھی جو تیس لفظ

وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ۝ إِذَا جَاءَ وَكُم مِّنْ

آئی اور اس وقت کے کام دیکھتا ہے جب کافر تم پر آئے تمہارے

فَقُتِمُكُمْ وَمِنْكُمْ أَسْفَلُ وَإِذَا غَتِ الْأَبْصَارُ

اور میرا اور ہمارے بچے سے کہ اور جب کہ شک کو رہ گئیں نکالیں

وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ وَظَنُّونَ بِاللَّهِ الظُّنُونَا ①

اور دل ملاں کے پاس آگئے فرق اور تم اللہ بہر طرح طرح کے گمان کرنے لگے تہ

هَٰذَا لَكُمْ آيَاتُ الْمُؤْمِنُونَ وَزَلْزَلُوا لَئِنْ أَشْهَدُوا ۝

(امید و باور) وہ جگہ تھیں کہ مسلمانوں کی جائیدادوں کی اور غریب مسکینوں سے تقسیم کی گئی تھی۔

مَثَرُ

حضور کا ارولج کا مسلمانوں کی مائیں ہونا وہ مکملوں میں ہے۔ انتہائی اوب و تقظیم اور ان سے نکاح حرام ہوتا۔ میراث و پردہ، اولاد کی حرمت، ان احکام میں وہ ماں نہیں۔ لہذا یہ آیت اس آیت کے خلاف نہیں ان اُمَمَاتِہِم لَآ اَرْثُ وَذَکُّہُمْ کہ وہاں حقیقت کا حصہ ہے لہذا ان کی بیٹیاں مسلمانوں کی جہیں اور ان کے بھائی مسلمانوں کے ماموں نہیں۔ یعنی میراث کسی قرابتداروں کی طے کی ۱۲۔ یعنی ایمان یا ہجرت کے رشتہ سے اب میراث نہ ملے گی اس سے پہلے عقد مواخاتہ کے ذریعہ میراث ملتی تھی۔ اس آیت سے وہ حکم جاتا رہا۔

اب اس طرح کہ کسی غیر وارث کو تہائی مال تک کی وصیت کر جاؤ غرضیکہ میت کا مال پہلے ذی فرض وارثوں کو پھر نسبی عصبات کے لئے اگر عصبہ نہ ہوں تو ذی فرض کو دوبارہ دے دیا جائے پھر ذی رحم عزیز کو پھر مولیٰ مولاتہ کو (تفسیر احمدی و خزانہ)

۴۔ یعنی لوح محفوظ میں میراث کا حکم درج ہے۔ حضور
 سے کسی نبی کی پیروی کا عہد نہیں لیا گیا بلکہ ان سب سے
 حضور کی پیروی کا عہد لیا گیا رہ رہتا ہے وَلَئِذَا أَخَذَ اللَّهُ
 مِيثَاقَ الْنَّبِيِّينَ أَنَّمَا أُوتِيَ زُكْرُكُمْ مِنْهُ فَآتُوهُ حِسَابًا يَسِيرًا سب کی
 تصدیق وہ کرے گا جو سب سے آخر میں آئے وہ حضور ہی
 ہیں۔ یہاں عہد سے تبلیغ کا عہد مراد ہے یعنی تمام انبیاء
 سے عموماً اور اے سید انبیاء آپ سے خصوصاً یہ عہد لیا
 گیا کہ ہمارے احکام کی تبلیغ کرنا کوئی حکم نہ چھپا۔ مخلوق
 کو توحید کی دعوت دینا۔ اس عہد سے مراد یا تو وہی پہلا
 عہد یعنی عہد تبلیغ ہے تاکید کے لئے دوبارہ ارشاد فرمایا۔
 لَئِذَا نَبِئِينَ فِيهِمْ حُضُورٌ بَعْضُهُمْ فِيهِمْ يَأْتِيهِمْ مِنْ رَبِّهِمْ يَأْتِيهِمْ مِنْ رَبِّهِمْ يَأْتِيهِمْ مِنْ رَبِّهِمْ
 ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا عہد ہے جو
 دوسرے نبیوں سے لیا گیا۔ لَئِذَا نَبِئِينَ فِيهِمْ حُضُورٌ بَعْضُهُمْ فِيهِمْ يَأْتِيهِمْ مِنْ رَبِّهِمْ
 کہ حضور ۵۔ نبیوں سے یا ان پر ایمان لانے والوں سے
 اس تبلیغ کے متعلق سوال فرماتے یا نبیوں سے کفار کے
 متعلق سوال کرے کہ انہوں نے تمہیں کیا جواب دیا ۶۔
 جو اس نے جنگ اُتزاب کے دن کیا تھے غزوہ خندق بھی

جس کے جنگ اڑاب کے دن کیا تھے عروہ سہل

کہتے ہیں جو جنگ احد سے ایک سال بعد واقع ہوا۔ تمام مشرک و اہل کتاب یعنی قریش، غطفان اور یہودی قرینہ اور بنی نضیر وغیرہم ۸۔ یعنی بنی غطفان اور کفار ہند و اسد۔ غطفان تو وادی مدینہ کے اوپری جانب سے یعنی مشرقی طرف سے آئے جن کے سردار عیینہ ابن حصین فرازی اور عامر ابن طفیل تھے۔ ان کے ساتھ یہودی بھی تھے اور کفار قریش مع بنی کنانہ وادی مدینہ کی بچی جانب یعنی سمت مغرب سے آئے جن کے سردار ابو سفیان تھے ۹۔ غزوہ خندق کا واقعہ شوال ۴ ہجری میں پیش آیا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ سے بنی نضیر کو ان کی ایک بڑی دھمکی کی وجہ سے جلا وطن کیا۔ یہ یہود مکہ پہنچے اور قریش کو حضور سے جنگ کرنے پر ابھارا۔ پھر بنی یہود قبائل غطفان تھیں، فیلان وغیرہ کے پاس گئے اور باجگادورے کئے۔ سارے کفار کو اس جنگ پر آمادہ کیا جب سب قبیلے مسلمانوں سے جنگ کرنے پر آمادہ

منزل ۵

(بقیہ صفحہ ۶۶۹) سے مانگی۔ پہلا گروہ تو بغیر اجازت ہی واپس چلا گیا یہ دوسرا اجازت لینے کی کوشش میں لگا۔ رب تعالیٰ نے ان دونوں گروہوں کو بھاگنے والوں میں شمار فرمایا اور یکساں مجرم قرار دیا۔ یعنی اگر بالفرض ان کے گھرائیے غیر محفوظ ہوتے کہ جو چاہے ان میں کس جگہ۔ پھر دشمن ان کے گھروں میں کھس کر ان سے مراد ہونے کا مطالبہ کرتے تو یہ لوگ فوراً مرتد ہو جاتے کیونکہ ان کے دل میں ایمان نہیں ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور سے کسی چیز کا عہد کرنا گویا رب سے عہد کرنا ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رب تعالیٰ کے نائب اعظم اور مختار مطلق ہیں اسی طرح اپنے شیخ سے عہد گویا حضور سے عہد ہے۔ اس آیت سے اشارۃً بیعت کا ثبوت ہے۔ رب فرماتا ہے۔ **إِنَّا الْإِسْلَامَ بَيْنَ يَدَيْكُمْ وَإِنَّا بَيْنَ يَدَيْكُمْ**

الاحزاب ۲۱

۶۷۰

اتل ما دہی ۲۱

أَوْ أَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً وَلَا يَجِدُونَ لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ

یا تم پر مہر فرماتا چاہے کہ اور وہ اللہ کے سوا کوئی مای نہ پائیں گے

وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۱۵ قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الْمَعْرُقِينَ مِنْكُمْ

نہ مددگار نہ بے شک اللہ جانتا ہے تمہارے ان کو جو اردوں کو جہاز سے ملنے

وَالْقَائِلِينَ إِخْوَانَهُمْ هَامَّ الْيَنَاءُ وَلَا يَأْتُونَ الْبَاسَ

میں اور اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں ہماری طرف چلے آؤ گے اور تمہاری طرف نہیں آتے

الْأَقِيلًا ۱۶ اِنْشِجَّةً عَلَيْكُمْ فَإِذَا جَاءَ الْخَوْفُ رَأَيْتُمْ

مگر تھوڑے دن ہمارے مدد میں بھی نہ آئے گی پھر جب ڈر کا وقت آئے تم انہیں

يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ تَدُورُ أَعْيُنُهُمْ كَالَّذِي يُغْتَنَبُ عَلَيْهِ

گئے تمہاری طرف بڑے نظر کر رہے ہیں کراہی آجھیں گمراہی میں ہیں جسے کسی بد موت

مِنَ الْمَوْتِ فَإِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوكُمْ بِالسَّيِّئَةِ

بھائی ہوئے پھر جب ڈر کا وقت نکل جائے تم انہیں طعنہ دینے لگیں تیز زبان

حَدَادِ اِنْشِجَّةً عَلَى الْخَيْرِ أُولَئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوا فَاحْبِطْ

سے مال قیمت کے لالچ میں نہ ہو کہ ایمان لائے ہی نہیں کہ تو اللہ نے ان کے

اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ وَكَانَ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ۱۷ يَحْسِبُونَ

عمل امارت کر رہے ہیں اور یہ اللہ کو آسان ہے مگر وہ سمجھ رہے ہیں

الْأَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوا وَإِنْ يَأْتِ الْأَحْزَابَ يَوَدُّوْا

کہ کافروں کے لشکر ابھی نہ گئے ہیں اور اگر لشکر دوبارہ آئیں تو اعلیٰ خواہیں ہو کہ

لَوْ أَنَّهُمْ بَادَوْنَ فِي الْأَحْزَابِ يَسْأَلُونَ عَنْ أَنْبَاءِكُمْ

کسی طرح کافروں میں نکل کر تمہاری خبریں پوچھتے ہیں

وَلَوْ أَنَّا فِينَكُمْ مَا قَاتَلْنَا إِلَّا قَلِيلًا لَقَدْ كَانَ لَكُمْ

اور اگر وہ تم میں رہتے جب بھی نہ لڑتے مگر تھوڑے دن بیشک ہمیں

مذہل ۵

بیعت کی حقیقت یہ ہی ہے کہ کسی مقبول الہی کے ذریعے رب سے عہد و پیمان کرے اور ان عہدوں کو پورا کرے۔ یہ ایسے ہی ضروری ہیں جیسے رب کے عہد کا پورا کرنا یعنی بنی حارثہ اور بنی سلہ نے جنگ کے بعد آپ سے عہد کیا تھا کہ ہم احد میں تو بھاگ گئے تھے مگر اب بھی دشمن کے مقابل سے نہ بھاگیں گے لیکن آج اس عہد سے پھر کے ۹۔ یعنی جیسے قیامت میں اور جہیزوں کا حساب و کتاب سوال و جواب ہو گا ایسے ہی ان سے اپنے عہد و پیمان کا بھی حساب ہو گا۔ ۱۰۔ یعنی اس بھاگ جانے میں تم پر جہاد سے فرار کا گناہ تو ہو جاوے گا مگر کوئی دنیاوی فائدہ حاصل نہ ہو گا۔ اگر تمہاری تقدیر میں آج موت یا قتل لکھا ہے تو ضرور پیچھے لگا۔ اور اگر آج تمہاری موت نہیں ہے تو کچھ دن بعد ضرور مرنے کو تھوڑی سی مہینہ۔ زندگی کے لئے اتنے بڑے گناہ کا بوجھ کیوں اٹھاتے ہو۔

۱۱۔ یہاں برائی سے مراد ان کی موت یا قتل ہے جو انہیں ناگوار ہے اور رحمت سے مراد زندگی اور امن ہے جو انہیں رحمت معلوم ہوتی ہے۔ وہ مومن تو شہادت کی موت کو رحمت اور جہاد سے بھاگنے کے بعد کی زندگی کو عذاب جانتا ہے ۱۲۔ اس سے چند مسائل معلوم ہوئے ایک یہ کہ موت یقیناً آتی ہے اس سے بھاگ نہیں سکتے۔ دوسرے یہ کہ اسباب اور جنگ سے بھاگنا موت کو ٹال نہیں سکتا۔ تیسرے یہ کہ جو خدا کو چھوڑ کر خدائی کو دوست بنائے وہ بڑا بے وقوف ہے اور جو خدا کی محبت میں خدائی کو چھوڑے وہ کامیاب ہے۔ انجام کی بھلائی پائے گا۔ خیال رہے کہ اللہ کے مقبول بندوں کی مدد اللہ کی مدد ہے۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ اگر رب تمہارا برا چاہے تو تمہارا کوئی مددگار نہیں جو اس کے عذاب سے بچالے۔

۱۳۔ یہود نے منافقوں کو خفیہ پیغام بھیجا کہ ہم تمہارے بچے خیر خواہ ہیں اگر تم حضور کے ساتھ رہے تو ابوسفیانؑ تمہیں تباہ کر دیں گے اور اگر تم ہمارے پاس آ گئے تو تمہارا ہال بیکار نہ ہو گا منافقوں نے مسلمانوں کو خفیہ طور پر

رغبت دی۔ جس قدر یہ منافق مسلمانوں کو ڈراتے تھے اسی قدر مومنوں کے ایمان اور زیادہ مضبوط ہوتے تھے۔ اور ان کا استیصال اور بڑھتا تھا۔ وہ کہتے تھے کہ جب مرنا ہی ہے تو بہتر ہے کہ جناب مصطفیٰ کے قدموں میں دم تلے ۱۴۔ اور وہ بھی محض دنیا کاری یا مسلمانوں کو بھگانے اور ان کو بزدل بنانے کی کوشش کرنے کے لئے لہذا ان کا جہاد میں آنا عبادت نہیں کفر ہے ۱۵۔ جیسے مرتے یا ڈوبتے وقت آنکھیں ایسی گھومتی ہیں جیسے آدمی پانی پر تیرے ۱۶۔ کہ ان کے چروں کے رنگ ان کے دل کے خوف کا پتہ دیتے ہیں اور مومن پر اطمینان کے آثار ہوتے ہیں ۱۷۔ اس طرح کہ مسلمانوں کو فتح نصیب ہو اور قیمت ہاتھ آئے ۱۸۔ اور کہتے ہیں کہ ہم کو قیمت کا حصہ زیادہ دو ہم نے تمہاری مدد کی تھی۔ تم ہماری وجہ سے غالب ہوئے۔ ۱۹۔ معلوم ہوا کہ وقت پر ساتھ نہ دینا اور زبان سے دعویٰ محبت کرنا منافقوں کا کام ہے۔ مومن

(بقیہ صفحہ ۶۷۰) کی شان یہ ہے کہ کلام کم کرے کام زیادہ کرے۔ اسی لئے رب نے بولنے کے لئے زبان ایک اور دیگر کام کرنے کے لئے اعضا دو دودیسے ہیں ۱۰۔ منافقوں کی نیکیاں بریاد کر دیں معلوم ہوا کہ ایمان کے بغیر کوئی نیکی قبول نہیں اور منافقوں کافروں کے تمام صدقات و خیرات اچھے کام بریاد ہیں۔ جیسے بغیر بنیاد مکان۔ خیال رہے کہ یہاں بریاد فرمانے سے مراد ہے بریادی کو ظاہر فرمانا۔ ورنہ ان کے اعمال تو اول سے ہی درست نہ تھے ۱۱۔ چنانچہ رب تعالیٰ ایک آن میں عمر بھر کی نیکیاں رد فرما سکتا ہے اور ایک آن میں عمر بھر کے گناہ بخش دینے پر بھی قادر ہے ۱۲۔ یعنی ان منافقوں کی بزدلی کا یہ حال ہے کہ اگرچہ اس تیر ہوا اور فرشتوں کی مدد سے تمام

کفار بھاگ چکے ہیں مگر ان کے دلوں کو اب تک اعتبار نہیں وہ سمجھتے ہیں کہ ابھی وہ بھاگے نہیں اب آیا ہی چاہتے ہیں ۱۳۔ یعنی ان منافقوں کی بے ہمتی کا یہ عالم ہے کہ اگر بفرض محال کفار کے لشکر دوبارہ مدینہ منورہ پر چڑھائی کر دیں تو اب کی بار یہ لوگ مدینہ پاک کو ہی چھوڑ کر دیہات میں بھاگ جائیں اور لوگوں سے تمہاری ہار جیت کی خبریں پوچھ لیا کریں خود مدینہ منورہ آنے کی ہمت کبھی نہ کریں۔ خیال رہے کہ یہ کلام بطریق فرض ہے ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خندق کے بعد خبر دے دی تھی کہ اب آئندہ انشاء اللہ ہم ان پر حملہ آور ہوں گے۔ وہ ہم پر حملہ آور نہ ہوں گے۔ غنڈہ تعالیٰ ایسے ہی ہوا ۱۴۔ یعنی دوبارہ جنگ خندق ہونے پر ہمراہ بھی جاتے تو صرف ریاکاری کے لئے جنگ میں شرکت کرتے۔ یہ بھی کلام تقدیر اور فرض پر مبنی ہے۔

۱۔ معلوم ہوا کہ حضور کی زندگی شریف سارے انسانوں کے لئے نمونہ ہے جس میں زندگی کا کوئی شعبہ باقی نہیں رہتا اور یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ رب نے حضور کی زندگی شریف کو اپنی قدرت کا نمونہ بنایا۔ کاریگر نمونہ پر اپنا سارا زور صنعت صرف کر دیتا ہے۔ معلوم ہوا کہ کامیاب زندگی وہی ہے جو ان کے نقش قدم پر ہو اگر ہمارا جینا مرنا سونا جانا حضور کے نقش قدم پر ہو جائے تو یہ سارے کام عبادت بن جائیں۔ نمونے میں پانچ چیزیں ہوتی ہیں۔ نمبر ۱ اسے ہر طرح مکمل بنایا جاتا ہے۔ نمبر ۲ اس کو یہودی غبار سے پاک رکھا جاتا ہے۔ نمبر ۳ اس کو چھپایا نہیں جاتا۔ نمبر ۴ اس کی تعریف کرنے والے سے صلح خوش ہوتا ہے۔ نمبر ۵ اس میں عیب نکالنے پر ناراض ہوتا ہے۔ نبی اکرم میں یہ پانچ باتیں موجود ہیں۔ ۲۔ علماء فرماتے ہیں کہ جس مومن میں یہ تین وصف جمع ہو جائیں، حضور کی اتباع اللہ سے امید اور رب کا ذکر کثیر وہ دنیا و آخرت میں عیش میں رہے کیونکہ اسے مصیبت میں صبر اور راحت میں شکر نصیب ہوتا ہے ۳۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور نے پہلی ہی خبر دے

جلال ماوی ۲۱	۶۷۱	الاحزاب ۳۳
فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے مث اس کے لئے کہ اللہ اور پہلے		
وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهُ كَثِيرًا ۝ وَلَمَّا رَأَى الْمُؤْمِنُونَ دن کی امید دکھتا ہو اور اللہ کو بہت یاد کرے کہ اور جب مسلمانوں نے کافروں کے		
الْأَحْزَابِ قَالُوا هَذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَ لشکر دیکھنے لگے یہ ہے وہ جو ہمیں وعدہ دیا تھا اللہ اور اس کے رسول نے مث اول		
صَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا إِيمَانًا وَ ہج فرمایا اللہ اور اس کے رسول نے اور اس سے انہیں نہ ہٹا مگر ایمان اور اللہ کی رضا		
تَسْلِيمًا ۝ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا ہر راہی جو ناک مسلمانوں میں کچھ وہ مرد ہیں جنہوں نے ہما کر دیا جو عہد اللہ سے		
اللَّهُ عَلَيْهِ فِيمَن مِّنْهُمْ قَضَىٰ نَجْبَةٌ وَمِمَّنْ مِّنْ کیا تھا ش تو ان میں کوئی اپنی منت بدل دی کہ چکاٹ اور کوئی راہ دیکھ		
يَنْظُرُ وَمَابَدُلُوا تَبْدِيلًا ۝ لِّيَجْزِيَ اللَّهُ الصَّادِقِينَ رہا ہے مث اور وہ ذرا نہ بدلے مث تاکہ اللہ انہوں کو ان کے ہج		
بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنَافِقِينَ إِن شَاءَ أَوْ يَتُوبَ کا صلہ دے مث اور منافقوں کو عذاب کرے اگر چاہے یا انہیں کوہ		
عَلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝ وَرَدَّ اللَّهُ دے بے شک اللہ بخشنے والا مہربان مث ہے اور اللہ نے		
الَّذِينَ كَفَرُوا وَابْغَضْتُمْ لَمْ يَمَلِكُوا خَيْرًا وَكَفَىٰ اللَّهُ کافروں کو ان کے دلوں کی جگہ کے ساتھ پٹایا کہ کچھ بھلا نہ پایا کہ اور اللہ		
الْمُؤْمِنِينَ الْفِتَالُ وَكَانَ اللَّهُ قَوِيًّا عَزِيزًا ۝ نے مسلمانوں کو لڑائی کی کفایت فرمادی مث اور اللہ زبردست عزت والا ہے		
منزلہ		

دی تھی کہ تم پر نیا دس راتوں میں کفار کے لشکر حملہ آور ہونے والے ہیں۔ جب مسلمانوں نے یہ لشکر دیکھے تو ان کے ایمان اور زیادہ قوی ہو گئے کہ حضور کی رسالت کو انہوں نے آنکھوں دیکھ لیا۔ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن کے لئے مصیبت بھی اللہ کی رحمت ہے کہ وہ ہر صبر کر کے صابروں کا درجہ حاصل کرتا ہے اور اللہ رسول کی تصدیق سے اس کی ایمانی قوت زیادہ ہو جاتی ہے ۵۔ جیسے حضرت عثمان غنی اور طلحہ سعید، حمزہ اور حضرت مصعب ابن عمر کے ان بزرگوں نے رب سے عہد کیا تھا کہ اگر جہاد کا موقع ہم کو ملتا تو ثابت قدم رہیں گے۔ پھر انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کی نیکیاں ایسی کامیاب ہیں کہ ان کی قبولیت کا پروانہ رب نے دیا۔ ۶۔ اس طرح کہ جہاد میں ثابت قدم رہتے ہوئے جام شہادت نوش کر لیا۔ جیسے حضرت حمزہ اور مصعب ابن عمیر رضی اللہ عنہم ۷۔ یعنی وہ ابھی تک

(بقیہ صفحہ ۶۱) شہید تو نہ ہوئے مگر جام شہادت کے ایسے فخر ہیں جیسے دولہا اپنی شادی کی تاریخ کا ۸۷۔ معلوم ہوا کہ جو مردوں کے کہ صحابہ کرام حضور کے پردہ فرمانے کے بعد ایمان سے پھر گئے اور انہوں نے اپنا دین تبدیل کر دیا وہ اس آیت کا منکر ہے۔ ان کے منقلب رب تعالیٰ نے اعلان فرما دیا کہ یہ حضرات بالکل نہ بدلے۔ حضرت انس ابن نضر نے جنگ احد میں سنا کہ حضور شہید کر دیئے گئے تو بولے کہ اب جینے کا مزہ کیا جس راستہ پر حضور گئے ہیں میں بھی اسی راستہ پر جاؤں گا۔ یہ کہا اور تلوار اٹھائی بعد میں ان کی نعش مبارک ملی۔ انہا کے جسم شریف پر ۸۳ زخم تھے رضی اللہ عنہ ۹۔ چنانچہ دنیا میں جو صلہ انہیں رب نے دیا وہ ہم آگھوں دیکھ رہے ہیں کہ صدا ہارس گزر جانے کے باوجود دنیا انہیں خیر سے یاد کر رہی ہے زمانہ خرنج کو مٹا دیتا ہے۔ مگر ان کا ذکر خیر نہ مٹ سکا ۱۰۔ اس میں اشارہ ۱۱ خردی گئی ہے کہ بعض منافقین کو تو یہ کہ توفیق ملے گی اور بعض اپنے نفاق پر قائم رہ کر دنیا کی رسوائی و آخرت کے عذاب کے مستحق ہوں گے ۱۱۔ یعنی جنگ احزاب والے کفار جو تناسخ دلوں میں لے کر آئے تھے نہ پاکے اور منہ کی کھا کر شرمندہ و ناکام واپس ہوئے ۱۲ کہ مسلمانوں کو جنگ کرنی ہی نہ پڑی۔ ہوا کی سختی اور فرشتوں کی تکبیروں سے کفار تمام کے تمام بھاگ گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر رب چاہے تو مسلمانوں کو ہوا کے ذریعے سے اور اپنے محبوب کو مکاری کے کمزور جانے کے وسیلے سے دشمن سے بچانے اور چاہے تو فرعون کو مضبوط قلعہ سے نکال کر غرق کر دے ابابیل سے لیل ہلاک فرما دیئے۔

۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰ ۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ۱۴۸۳ ۱۴۸۴ ۱۴۸۵ ۱۴۸۶ ۱۴۸۷ ۱۴۸۸ ۱۴۸۹ ۱۴۹۰ ۱۴۹۱ ۱۴۹۲ ۱۴۹۳ ۱۴۹۴ ۱۴۹۵ ۱۴۹۶ ۱۴۹۷ ۱۴۹۸ ۱۴۹۹ ۱۵۰۰ ۱۵۰۱ ۱۵۰۲ ۱۵۰۳ ۱۵۰۴ ۱۵۰۵ ۱۵۰۶ ۱۵۰۷ ۱۵۰۸ ۱۵۰۹ ۱۵۱۰ ۱۵۱۱ ۱۵۱۲ ۱۵۱۳ ۱۵۱۴ ۱۵۱۵ ۱۵۱۶ ۱۵۱۷ ۱۵۱۸ ۱۵۱۹ ۱۵۲۰ ۱۵۲۱ ۱۵۲۲ ۱۵۲۳ ۱۵۲۴ ۱۵۲۵ ۱۵۲۶ ۱۵۲۷ ۱۵۲۸ ۱۵۲۹ ۱۵۳۰ ۱۵۳۱ ۱۵۳۲ ۱۵۳۳ ۱۵۳۴ ۱۵۳۵ ۱۵۳۶ ۱۵۳۷ ۱۵۳۸ ۱۵۳۹ ۱۵۴۰ ۱۵۴۱ ۱۵۴۲ ۱۵۴۳ ۱۵۴۴ ۱۵۴۵ ۱۵۴۶ ۱۵۴۷ ۱۵۴۸ ۱۵۴۹ ۱۵۵۰ ۱۵۵۱ ۱۵۵۲ ۱۵۵۳ ۱۵۵۴ ۱۵۵۵ ۱۵۵۶ ۱۵

۱۔ یعنی تم اللہ رسول کی فرمانبرداری کرتی تو ہو مگر اس پر قائم رہو۔ یہاں بھی ممکن کا مزن بیان کا ہے بھضبت کا نہیں۔ کیونکہ حضور کی تمام پیویاں اللہ رسول کی فرمانبرداری ہیں معلوم ہوا کہ حضور کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔ ۲۔ اس طرح کہ جس نیکی کا ثواب دوسروں کو زمین و آسمان میں پچاس ہزار ملے گا تم کو اس کا ثواب ایک لاکھ یہ اس لئے ہے کہ ایک حصہ اجر تو اطاعت و تقویٰ کا اور دوسرا حصہ ثواب حضور کی خوشنودی مزاج کا جو تم کو میسر ہے دوسروں کو نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی ازواج اس حکم میں حضور کی اولاد سے افضل ہیں کیونکہ ان کا اجر عملی اولاد سے بھی دگنا ہے ۳۔ یعنی جنت میں اس دنگے اجر کے سوا خاص

روزی تمہارے لئے مخصوص ہے۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ اولاد پاک سے ازواج مطہرات افضل ہیں کیونکہ یہ حضرات جنت میں حضور کے ساتھ ہوں گی اور خاص روزی کی حقدار جس روزی کا کسی کو پتہ نہیں کہ وہ کیا ہوگی۔ ۴۔ بلکہ تم تمام جہان کی اولین و آخرین عورتوں سے افضل۔ از حضرت آدم تا روز قیامت کوئی بی بی تمہاری ہمسرنہ ہوئی نہ ہو۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ ازواج مطہرات اولاد طیبہ طاہرہ سے افضل ہیں کیونکہ نساء سب کو شامل ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جب حضور کی ازواج کی مثل عالم میں کوئی عورت نہیں تو خود حضور کی مثل بھی کوئی نہیں ہو سکتا جو لوگ اپنے کو حضور کی مثل کہتے ہیں وہ اس آیت میں غور کریں ۵۔ یہاں اگر فرمانا نک کہ لئے نہیں بلکہ مضمون کی اہمیت بیان کرنے کو ہے۔ جیسے باپ فرمانبردار بیٹے سے کہے کہ اگر تو میرا بیٹا ہے تو فرمانبردار رہ۔ ۶۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بوقت ضرورت ان ازواج مطہرات کو مردوں

سے گفتگو کرنے کی اجازت تھی۔ دوسرے یہ کہ اگرچہ وہ تمام مسلمانوں کی مائیں ہیں لیکن پھر بھی انہیں حکم دیا گیا کہ پس پردہ گفتگو کریں۔ بات لوچدار اور لہجہ نزاکت والا نہ ہوئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ عورت پر پردہ فرض ہے اور بلا عذر گھر سے نکلتا حرام۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کی پیویاں حضور کی اہل بیت ہیں کیونکہ حضور کے گھروں کو ان کی طرف نسبت فرمایا گیا۔ خیال رہے کہ یہاں بیوت کی نسبت ان حضرات کی طرف ملکیت کی نسبت نہیں، رہنے کی نسبت ہے کیونکہ حضور کی املاک وفات کے بعد وقف ہیں۔ میراث جاری نہیں ہوتی۔ ۸۔ یعنی جیسے اسلام سے پہلے کی عورتیں آراستہ ہو کر اتراتی ہوئی نکلتی تھیں، کاش اس آیت سے موجودہ مسلم عورتیں عبرت لیں۔ یہ عورتیں ان اہمات المؤمنین سے بڑھ کر نہیں۔ روح البیان نے فرمایا کہ حضرت آدم و طوقان نوح علیہ السلام کے درمیان کا زمانہ جاہلیت اولیٰ کہلاتا ہے جو بارہ سو بہتر سال ہے اور یعنی علیہ السلام اور حضور کے

۱۱

۱۲

۲۲	۶۳	الاحزاب ۳۳
<p>وَمَنْ يَقِنْتَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا لَّكَ وَرَسُولُكَ وَتَعْمَلْ صَالِحًا</p> <p>اور جو تم میں فرمانبردار رہے اللہ اور رسول کی لئے اور اچھا کام کرے</p> <p>تُوْزِعْهَا أَجْرًا مِّمَّا تَكْسِبُ وَأَعْتَدْنَا لَهُمْ رِزْقًا كَرِيمًا ۝۱۱</p> <p>ہم اسے اور اس سے دونا ثواب دیں گے اور ہم نے اس کے لئے بہت کی روزی تیار کر دی</p> <p>يُنِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ إِنِ اتَّقَيْتُنَّ</p> <p>رہی ہے اللہ کی پیروی اور عورتوں کی طرح نہیں ہو کہ اگر اللہ سے ڈرو</p> <p>فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ</p> <p>تو بات میں ایسی نرمی نہ کرو کہ وہ اس کی راہ روکی بکھلا دے</p> <p>وَقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوفًا ۝۱۲ وَقُرْنِ فِي بَيْوتِكُنَّ وَلَا</p> <p>ہاں ابھی بات کہو کہ اور اپنے گھروں میں بٹھری رہو نہ اور بے پردہ</p> <p>تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْحَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ</p> <p>نہ رہو جیسے اہل جاہلیت کی پہلے پردہ کی اور نماز تمام رکھو</p> <p>وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ إِنَّمَا يُرِيدُ</p> <p>اللہ زکوٰۃ دو اور اٹھ اور اس کے رسول کا حکم مانو اللہ تو بھی چاہتا ہے</p> <p>اللَّهُ لِيَذْهَبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ</p> <p>ہے اسے نبی کے گھروں کو تم سے ہر ناجائز دور فرما دے نہ اور تمہیں پاک کر کے خوب</p> <p>تَطْهِيرًا ۝۱۳ وَادْكُرْنَ مَا يُتْلَىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ مِّنْ آيَاتِ</p> <p>سخرا کر دے کہ اور یاد کرو جو تمہارے گھروں میں پڑھی جاتی ہیں اللہ کی</p> <p>اللَّهُ وَالْحِكْمَةِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ لَطِيفًا خَبِيرًا ۝۱۴</p> <p>تہیں اور حکمت کے لئے اللہ ہر بار کچھ جانتا غور دار ہے بے شک</p> <p>الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ</p> <p>مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور ایمان والے اور ایمان والیاں</p>		

مفضل ۵

درمیان زمانہ جاہلیت آخری ہے جو قریباً چھ سو برس ہے واللہ ورسولہ اعلم ۹۔ یہاں نماز زکوٰۃ سے عبادات مراد ہیں اور حکم ماننے سے حضور کی خدمت مراد، معلوم ہوا کہ حضور کی خدمت گزاری نماز وغیرہ عبادات کی طرح ضروری ہے۔ ۱۰۔ چونکہ لفظ اہل بیت مذکر ہے اس لئے یہاں ضمیر مذکر لائی گئی۔ اگرچہ اس میں خطاب ازواج سے ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام نے اپنی بیوی سے فرمایا۔ تَقَرَّبْ إِلَىٰ عَالِيَتِكَ اور فرمایا تَقَرَّبْ إِلَىٰ عَالِيَتِكَ اور جیسے فرشتوں نے حضرت سارہ سے کہا۔ رَضَعْنَاهُ وَبَنَيْنَاهُ۔ اور رب نے فرمایا وَفَعَلْنَا لَهُمْ رِزْقًا۔ اور فرمایا وَقَالَ رِزْقًا۔ فریضہ ضمیر میں مقصور کا لحاظ نہیں ہوتا بلکہ لفظوں کا لحاظ ہوتا ہے لہذا حضرت فاطمہ اور ساری ازواج اس ضمیر میں داخل ہیں۔ ۱۱۔ حق یہ ہے کہ حضور کی ازواج و اولاد سب اہل بیت میں اولاد کا اہل بیت ہونا حدیث کساء سے معلوم ہوتا ہے کہ فرمایا۔

(بقیہ صفحہ ۶۷۳) اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی نَبِيِّنَا اور ازواج پاک خصوصاً عائشہ رضی اللہ عنہا کا اہل بیت ہونا اس آیت سے معلوم ہوا۔ وَابَہُ مَدَنَتْ مِنْ اَهْلِکَ تَبَوُّیَ النُّبُوِّیْنَ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیقہ کے گھر سے احد کی طرف تشریف لے گئے تھے جنہیں رب نے نصیب فرمایا ۱۲۔ اس طرح کہ تم کو گناہوں اور بد اخلاقیوں کی نجاست میں آلودہ نہ ہونے دے۔ یہ مطلب نہیں کہ معاذ اللہ اب تک گناہ تھے اب پاکی عطا ہوئی۔ اس آیت سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ حضور کی ازواج و اولاد گناہوں سے پاک ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ کا علی مرتضیٰ سے جب گناہ نہ تھا اجتہادی غلطی تھی کیونکہ وہ گناہوں سے محفوظ ہیں دوسرے یہ کہ

ازواج یقیناً حضور کے اہل بیت ہیں کیونکہ یہ تمام آیات ازواج مطہرات سے ہی مخاطب ہیں ۱۳۔ یعنی اے پیغمبر تمہارا گھر قرآن و حدیث کی کان ہے جہاں سے نبوت کا آفتاب چمک رہا ہے تم کو چاہیے کہ تمہارے اعمال سب سے زیادہ ہوں۔

۱۔ (شان نزول) جب حضور کی ازواج کے فضائل مذکورہ آیات میں نازل ہوئے تو حضرت اسماء بنت عمیس اور دیگر مومنین کی بیویوں نے عرض کیا کہ اگر ہم میں کچھ خوبی ہوتی تو ہمارے حق میں بھی آیات اترتیں اور ہمارا ذکر بھی قرآن کریم میں ہوتا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی (روح البیان) ۲۔ ان آیات میں مردوں کیساتھ عورتوں کے دس مرتبے بیان ہوئے۔ یہاں اسلام سے مراد اللہ و رسول کی اطاعت، ایمان سے مراد درست اعتقاد اور قنوت سے مراد دلی فرمانبرداری، صبر سے مراد اللہ کی فرمانبرداریوں، نفس کی مخالفت پر قائم رہنا، اور مصیبتوں میں گھبراہ نہ جانا ہے۔ شروع سے مراد عبادتوں میں دل کا

اعضاء کے ساتھ ہونا ہے۔ باقی اوصاف ظاہر ہیں۔ ۳۔ دل و زبان دونوں سے اللہ کی یاد۔ یا نماز کے علاوہ اور بھی اللہ کی یاد یا ہر حال میں سوتے جاگتے اللہ کی یاد یا نماز تہجد کی پابندی، یا علم دین میں مشغولیت ذکر کثیر ہے۔ غرضیکہ ذکر کثیر کی بہت صورتیں ہیں۔ ۴۔ (شان نزول) یہ آیت حضرت زینب بنت جحش اسدیہ اور ان کے بھائی عبد اللہ ابن جحش اور ان کی والدہ امیر بنت عبد المطلب حضور ﷺ کی پھوپھی کے حق میں نازل ہوئی کہ حضور نے زید ابن حارثہ جو حضور کے لیے پاک تھے، ان کے نکاح کے لئے زینب کو پیغام دیا جسے زینب اور ان حضرات نے قبول نہ کیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور حضرت زینب و غیرہ رضی ہو گئے اور حضرت زید کا نکاح زینب کے ساتھ کر دیا گیا۔ ۵۔ معلوم ہوا کہ نبی کے حکم اور نبی کے مشورہ میں فرق ہے۔ حکم پر سب کو سر جھکانا پڑے گا۔ مشورہ کے قبول کرنے یا نہ کرنے کا حق ہوگا۔ اسی لئے یہاں نَصَّی اللہ و مَنُّوْکَ فرمایا گیا۔ دوسری جگہ ارشاد ہوا۔ وَشَاوْهُمْ فِی الْاَمْرِ۔

۶۷۴

وَالْقَتِیْبِیْنَ وَالْقَنْتِیْبِیْنَ وَالصَّدِیْقِیْنَ وَالصَّدِیْقَاتِ

فرمانبردار اور فرمانبرداریاں اور سچے اور سچیاں

وَالصَّبِیْرِیْنَ وَالصَّبِیْرَاتِ وَالْخَشَعِیْنَ وَالْخَشَعَاتِ

اور صبر والے اور صبر والیاں اور عاجزی کرنے والے اور عاجزی کرنے والیاں

وَالْمُتَصَدِّقِیْنَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّابِرِیْنَ

اور خیرات کرنے والے اور خیرات کرنے والیاں اور صبر کرنے والے

وَالصَّابِرَاتِ وَالْحَافِظِیْنَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ

اور صبر کرنے والیاں اور اپنی بارہائی نگاہ رکھنے والے اور نگاہ رکھنے والیاں

وَالذَّكِرِیْنَ اللّٰهُ کَثِیْرًا وَالذَّکُوْرَاتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لِهِنَّ

اور اللہ کو بہت یاد کرنا اور یاد کرنا والیاں نے ان سب کے لئے

مَغْفِرَةً وَّاجْرًا عَظِیْمًا وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا

مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضٰی اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَمْرًا اَنْ یَّکُوْنَ

عورت کو کہہ دینا ہے کہ جب اللہ و رسول حکم فرمادیں تو انہیں اپنے

لَهُنَّ الْخَیْرَةُ مِنْ اَمْرِهِنَّ وَمَنْ یَعْصِ اللّٰهُ وَرَسُوْلَهُ

معاصل کا یہ حکم فرمادے اور جس حکم نے ایش اور اس کے رسول کا

فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِیْنًا وَاذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْ اَنْعَمَ

وہ بے شک مریض و گمراہی میں بہکا اور اسے محبوب یاد کرنا تو فرماتے تھے

اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَیْهِ اَمْسَاکَ عَلَیْكَ زَوْجًا

اس سے جسے اللہ نے نعت دی اور تم نے اسے نعت دی کہ کہیں نہ کہیں اس سے نہ

وَاتَّقِ اللّٰهُ وَتَخَفِ فِیْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبِیْنٌ

تو اور اللہ سے ڈرنا اور اللہ کے خوف میں رکھتے تھے وہ جسے اللہ کو ظاہر کرنا منظور تھا

منزل

۶۔ معلوم ہوا کہ حضور کے حکم کے سامنے اپنے ذاتی معاملات میں بھی مومن کو حق نہیں ہوتا۔ اگر حضور کسی پر اس کی منکوحہ بیوی حرام کر دیں تو حرام ہو جائے گی جیسے حضرت کعب کے لئے ہوا غرضیکہ حضور ہمارے دین و دنیا کے مالک ہیں۔ اس سے بہت سے مسائل معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ امر و نہی کے لئے ہوتا ہے دوسرے یہ کہ حضور ہر مومن کے جان و مال کے مالک ہیں۔ تیسرے یہ کہ حضور کا حکم ماں باپ کے حکم سے زیادہ اہم ہے۔ چوتھے یہ کہ حضور کا حکم خدا کا حکم ہے کہ اس میں تردد کرنا گمراہی ہے۔ دیکھو عورت کو اپنے نفس کا اختیار ہوتا ہے کہ کسی سے اپنا نکاح کرے یا نہ کرے۔ مگر حضور کے حکم پر اسے اپنے نفس کا بھی اختیار نہیں۔ یعنی زید ابن حارثہ جن پر اللہ نے بھی انعام کیا کہ انہیں ایمان و عرفان و تقویٰ دیا تم نے بھی ان پر انعام کیا کہ انہیں اپنا صحابی پاک بنایا ہر طرح ان کی ناز برداری

(بقیہ صفحہ ۶۷۳) کی یا یہ کہ ایمان و عرفان، تقویٰ و محابیت یہ سب اللہ کے بھی انعام ہیں اور آپ کے بھی وہ اس سے معلوم ہوا کہ یہ کتنا جائز ہے کہ اللہ رسول نے ہم کو یہ نعمت دی یا اللہ رسول نے ہم کو فنی کر دیا۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے اَنْفَعُكُمْ اللّٰهُ وَذُرِّكُمْ مِنْ نَفْلِهِ ۝ حضرت زید کا نکاح حضرت زینب سے ہو چکنے کے بعد ان کی آپس میں موافقت نہ ہوئی۔ ایک بار حضرت زید نے بی بی زینب کی سخت مزاحی کی شکایت کی جس کی وجہ ظاہر تھی کہ حضرت زینب حبینہ جلیلہ حضور کی پھوپھی زاد عالی خانہ ان تھیں۔ حضرت زید سیاہ قام اور مسکین تھے۔ مشہور تھا کہ وہ غلام ہیں اس لئے نہا نہ ہوا۔ حضور نے حضرت زید کو مشورہ دیا کہ تم اپنی بیوی سے نہا کرو علیحدہ نہ کرو۔ ۱۱۔ کہ اپنی بیوی کو الزام نہ لگاؤ یا اسے بدنام نہ کرو۔

۱۲۔ حضور پر وحی آچکی تھی کہ زینب کا نہا حضرت زید سے نہ ہوگا۔ آخر طلاق واقع ہوگی اور حضرت زینب آپ کے نکاح میں آئیں گی تاکہ جہالت کا یہ قانون ٹوٹے کہ پالک کی بیوی حرام ہے مگر آپ نے یہ امور غیب ان پر ظاہر نہ فرمائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کو خبر سب کچھ ہے بعض کا اظہار نہیں فرماتے۔

۱۳۔ یعنی آپ کو خطرہ تھا کہ اگر زینب سے نکاح کیا تو لوگ طعنہ دیں گے کہ اپنی بہو سے نکاح کر لیا اس سے معلوم ہوا کہ طعنہ سے بچنا اور اپنی عزت کی حفاظت کی کوشش کرنا سنت رسول ہے۔ ۱۴۔ معلوم ہوا کہ دینی مصلحت پر دنیاوی مصلحتیں قربان کر دینی چاہئیں کیونکہ اگرچہ اس نکاح میں طعنہ کا خطرہ تھا مگر ایک دینی مسئلہ ظاہر فرمانا تھا۔ اس لئے کسی طعنہ وغیرہ کی پرواہ نہ کی گئی۔ ۱۵۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کے کام رب کے کام ہیں۔ دیکھو حضرت زینب سے نکاح حضور نے کیا

مگر رب نے فرمایا کہ ہم نے کرایا۔ جب ماں باپ اپنی اولاد کا نکاح خراب عورت سے نہیں کرتے تو رب تعالیٰ نے اپنے حبیب کا نکاح بری عورتوں سے کیسے کیا ہوگا۔ ۱۶۔ یعنی آپ کے اس نکاح سے قیامت تک کیلئے مثال قائم ہو جائے گی کہ مسلمانوں کو اپنے پاکوں کی بیویوں سے نکاح کرنے میں تامل نہ ہوگا کیونکہ نہ تو پالک ہمارے بیٹے ہوتے ہیں اور نہ ان کی بیویاں ہماری بہو۔ چنانچہ حضرت زینب کی عدت گزرنے کے بعد خود حضرت زید کو اس نکاح کا پیام لیکر حضرت زینب کے پاس بھیجا گیا۔ زید نے سر جھکا کر شرم و ادب سے یہ پیام پچھایا۔ حضرت زینب نے فرمایا کہ اس بارے میں میں کچھ رائے نہیں رکھتی جو میرے رب کو منظور ہو میں اس پر راضی ہوں ۱۷۔ یعنی اے محبوب! تم لوگوں کے طعنہ کی پرواہ نہ کرو جس چیز کو اللہ نے حلال کیا اس پر کسی کو طعنہ کرنے کا کیا حق ہے ۱۸۔ اس آیت میں کفار اور یہود کے اس طعنہ کا جواب ہے کہ مسلمانوں کو تو صرف چار بیویاں کرنے کی اجازت ہے،

ومن یقتل ۲۲	۶۷۵	الاحزاب ۳۳
<p>وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَاهُ فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَاهَا لَكَ لَا يَكُوْنُ زَيْدٌ كَمَنْزِلِ اس سے محل لئی تو ہم نے وہ تمہارے نکاح میں دے دی کہ مسلمانوں پر</p> <p>عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِىْ اَزْوَاجِ اَدْعِيَائِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۝۱۱</p> <p>ان کا ۲۲ کا ختم ہو جائے اور ان کا حکم ہو کر رہنا کہ</p> <p>مَا كَانَ عَلَى النَّبِیِّ مِنْ حَرَجٍ فَمَا فَرَضَ اللّٰهُ نَبِیٌّ بِرِکْوٰی حَرَجٍ نِّہیں اس بات میں جو اللہ نے اس کے لئے مقرر فرمائی</p> <p>لَهُ سُنَّةٌ اَللّٰهُ فِی الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا ۝۱۲ الَّذِیْنَ یَبْلِغُوْنَ ۱۲ مقرر تقدیر ہے نہ وہ جو اللہ کے پیام پہنچاتے</p> <p>رَسَلْتُ اللّٰهُ وَیَخْشَوْنَهُ وَلَا یَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهُ وَكَفٰی بِاللّٰهِ حَسِیْبًا ۝۱۳ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبًا</p> <p>کرتے نہ اور اللہ بس ہے صاب یعنی مالا عمدہ تمہارے مردوں میں کسی</p> <p>اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَخَاتَمُ</p> <p>کے باپ نہیں نہ ہاں اللہ کے رسول ہیں نہ اور سب نبیوں میں</p> <p>النَّبِیِّیْنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا ۝۱۴ یٰۤاٰیُّهَا</p> <p>پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے اے ایمان</p> <p>منزل</p>		

حضور کی بیویاں زیادہ کیوں؟ فرمایا گیا کہ انبیاء کرام کے کچھ خصوصی احکام بھی ہوتے ہیں۔ حضور سے پہلے دوسرے پیغمبروں کی بھی بہت بیویاں تھیں چنانچہ حضور داؤد علیہ السلام کی سو بیویاں تھیں اور حضرت سلیمان کی تین سو بیویاں (خزانہ) اور بادشاہان ان کے علاوہ بلکہ آریوں اور ہندوؤں کے دیوتاؤں کے بھی بیویاں تھیں۔ چنانچہ کہہ ہا کی ایک ہزار تھیں۔ رام چندر کے باپ جسرتھ کی دو بیویاں تھیں۔ ۷۔ یعنی نبیوں کے نکاح رب کے حکم سے ہوتے ہیں اور اس ہزار مصلحتیں ہوتی ہیں۔ ان کے نکاح تبلیغ دین کا ذریعہ ہیں اس لئے آگے تبلیغ کا ذکر ہے ۸۔ کہ عقیدت و اطاعت کا خوف انہیں کسی کا نہیں ہوتا ۹۔ حضور کے ایک ہزار نام ہیں جن میں سے محمد احمد ذاتی نام باقی صفاتی نام۔ لفظ محمد تعداد و حرف اور بے نقطہ ہونے میں اللہ کے نام سے بہت مناسب ہے۔ محمد کے سببی عدد تین سو تیرہ ہیں۔ اتنے ہی رسول دنیا میں

(فقہ صفحہ ۶۵۵) تعریف لائے (روح) بدری صحابہ کرام بھی اتنے ہی ہیں۔ ہاں اس آیت میں کفار کے اس اعتراض کا جواب ہے کہ حضور نے اپنے بیٹے زید کی بیوی سے نکاح کر لیا کیونکہ عرب والے پالک کو بھی بیٹا کہہ دیتے تھے اور اسکی بیوی سے نکاح حرام مانتے تھے ہاں اس سے معلوم ہوا کہ نابالغ بچے کو رجب میں کما جاسکتا کیونکہ حضور کے چند صاحبزادے بھی ہوئے جو بچپن میں وفات پا گئے۔ حضور ان کے والد ہیں مگر وہ رجال نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول ساری امت کے والد ہوتے ہیں بھائی نہیں ہوتے اس لئے رسالت کا ذکر والد کیساتھ کیا۔ یعنی ساری امت کے روحانی والد ہیں کیونکہ کلن پہلی لٹی کو توڑنے کے لئے آتا ہے اور مابعد کی چیز ثابت کرنے کے لئے جتنی یہ ہوتی ہے کہ تم میں کسی مرد کے جسمانی باپ تو نہیں ہاں اللہ کے رسول یعنی تمہارے روحانی والد ہیں اور ایسے والد کہ اب کوئی ان کے سوا ایسا والد نہ بن سکے گا کیونکہ وہ آخری رسول ہیں۔ ۱۲۔ لہذا اس کے تمام احکام علم و حکمت سے ہیں۔ پالے کی بیوی کا حرام ہونا تمہاری اپنی رائے ہے اور اس کا حال ہونا رب کا حکم ہے تو یقیناً رب کا حکم درست ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ کا حضور کو آخری نبی بنانا علم و حکمت پر مبنی ہے اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا۔ جواب کسی نبی کا آنا یا اس کا مکان مانے تو وہ مرتد ہے جیسے لا الہ الا اللہ سے معلوم ہوا کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہو سکتا ایسے ہی لائی بعدی سے معلوم ہوا کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا۔ جواب کسی نبی کا آنا یا اس کا مکان مانے تو وہ مرتد ہے۔ جیسے لا الہ الا اللہ سے معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہو سکتا ایسے ہی لائی بعدی سے معلوم ہوا کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا۔ یہ دونوں ایک درجہ کے محل ہیں۔ اسی طرح حضور کے زمانے میں کوئی نبی نہ تھا نہ ہو سکتا تھا کیونکہ خاتم النبیین وہ جو سب نبیوں سے پیچھے ہو۔

۱۔ یعنی بیشہ ہی اس کی تسبیح کرو یا خصوصیت سے صبح و شام کیونکہ اس وقت دن رات کے فرشتے جمع ہو جاتے ہیں۔ ۲۔ ان سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ تمام صحابہ کرام خصوصاً صدیق اکبر بڑے درجہ والے ہیں کہ ان پر رب درود بھیجتا ہے۔ دوسرے یہ کہ حضور کے آل و اصحاب پر حضور کے نام شریف کے ساتھ درود پڑھنا جائز ہے۔ ۳۔ (شان نزول) جب آیت کریمہ **إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُزَكُّونَ النَّبِيَّ** تو حضرت صدیق اکبر نے عرض کیا کہ ہم نیاز مندوں کو حضور کے تفضل رب نے کس عزت سے نوازا۔ اس پر آیت کریمہ نازل ہوئی (خزائن العرفان)۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو صحابہ کرام کو گرامانہ وہ اس آیت کا منکر ہے۔ ۴۔ یعنی انہیں جانکنی کے وقت ملک الموت یا قبر سے نکلنے وقت فرشتے یا جنت میں داخل ہوتے وقت رضوان سلام کریں گے یا رب تعالیٰ بوقت لقا انہیں سلام فرمائے گا۔ یعنی تم امن و سلامتی سے رہو گے۔ ۵۔ شاہد مشاہدہ ہے یا شاہد سے یا شہادۃ سے یعنی ہم نے تمہیں دونوں جہان کا مشاہدہ کرنا والا بنا کر بھیجا یا تمام جگہ میں حاضر بنا کر بھیجا کہ ہر جگہ تمہارا علم و تعریف جاری ہے۔ جیسے سورج مکہ ہر جگہ نور دیتا ہے یا سارے مومنوں و کافروں کا گواہ بنا کر بھیجا کہ قیامت میں آپ سب کے بھنی گواہ ہونگے یا دنیا میں لوگوں کے جتنی دوزخی ہونے کی خبریں دیتے ہیں۔ چنانچہ حضور نے فرمایا ابو بکر جتنی ہیں۔ جس جہنم جو انان جنت کے سردار ہیں وغیرہ وغیرہ۔ یا یہ معنی ہیں کہ تمام کے دلوں میں حاضر یعنی محبوب بنا کر بھیجا کہ تم تمام مخلوق کے محبوب ہو اور داعی محبوب ہو اس لئے آپ کے فراق میں لکڑیاں اونٹ روئے اور آج بغیر دیکھے کردلوں عاشق موجود ہیں اور ریت کے خیال رہے کہ سارے نبی اللہ کے گواہ بھی تھے اور اس کی رمتوں کے شیر بھی اسکے عذابوں کے بڑے بھی۔ مگر ان کی گواہی بشارت و غیوہ سن کر بھی حضور کے یہ اوصاف دیکھ کر کہ حضور نے جنت اور دوزخ کو آنکھوں سے دیکھا اور گواہی دی اور نبی گواہی پر تمام سعی گواہیوں کی تکمیل ہو

منزلہ

الَّذِينَ آمَنُوا إِذْ كُرُوا بِاللَّهِ ذِكْرًا كَثِيرًا ۖ وَسَبَّحُوا

والو اللہ کو بہت یاد کر رہے اور صبح و شام

بُكْرَةً وَأَصِيلًا ۚ هُوَ الَّذِي يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ

اس کی باکی بولتے وہی ہے کہ درود بھیجتا ہے تم پر وہ اور انکے فرشتے

لِيُخْرِجَكُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ

کہ تمہیں اندھیروں سے اجالے کی طرف نکالے اور وہ مسلمانوں پر مہربان

رَحِيمًا ۚ تَجِئْتُمْ يَوْمَ يُلْقُونَ سَلَامًا وَآعَدَ لَهُمْ

ہے ان کے لئے جتنے وقت کی دعا سلام ہے لگے اور ان کے لئے عزت کا ثواب

أَجْرًا كَرِيمًا ۚ يٰ أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا

تیار کر رکھا ہے اے حبیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بے شک ہم نے تمہیں بھیجا مگر

وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۚ وَدَاعِيَا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَ

ناظر اور خوشخبری دینا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اس کے علم سے بلاتا ہے

سِرَاجًا مُّنِيرًا ۚ وَيَشِيرُ الْمُؤْمِنِينَ بِأَنَّ لَهُمْ

اور چراغ دینے والا آفتاب اور ایمان والوں کو خوشخبری دو کہ ان کے لئے

مِّنَ اللَّهِ فَضْلًا كَبِيرًا ۚ وَلَا تَطْعَمُ الْكُفْرَيْنَ وَ

اللہ کا بڑا فضل ہے کفر اور کافروں اور منافقوں کی

الْمُنَافِقِينَ وَدَعَا إِلَهُهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ وَكَفَى

خوشی نہ کرو اور ان کی ایذا پر درگزر فرماؤ اور اللہ پر بھروسہ رکھو اور اللہ

بِاللَّهِ وَكِيلًا ۚ يٰ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَكَحْتُمُ

بس ہے کار ساز لے ایمان والو جب تم مسلمان عورتوں سے

الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ طَلَقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ

نکاح کرو ان پھر انہیں بے اٹھ لگائے پھر وہ لگ

منزلہ

(بقیہ صفحہ ۶۷۶) جاتی ہے کہ ہر کسی گواہی کی ضرورت نہیں رہتی اس لئے حضور خاتم النبیین ہیں اور آپ کی گواہی آخری گواہی۔ رب نے فرمایا: اَنْبِئْهُمْ اَنْكُنْتُ رَحْمَةً رَّبِّكُمْ مَوْرِدٌ مِّنْ مَّوْجِدٍ مِّنْ حَمْدٍ كَمَا يَبْغِي السَّيْفُ مِثْلَ نَجْدٍ مِّنْ جَبَلٍ مِّنْ جَبَلٍ۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ حضور رب کی ذات کی طرف خلق کو دعوت دیتے ہیں۔ صرف داعی الی الصفات نہیں۔ دوسرے یہ کہ حضور ساری خلق کے داعی نبی ہیں۔ کیونکہ یہاں بغیر قید آپ کی رسالت مذکور ہوئی۔ ۸۔ آسمان کا سورج دل کی رات اور قبر کی رات کو دن نہیں بنا سکتا۔ مدینہ منورہ کا یہ سچا سورج وہاں بھی اجالا بخشتا ہے کہ اس کی تجلی سے قبریں روشنی

دل میں نور پیدا ہوتا ہے۔ ۹۔ اس طرح کہ تمام مومنین سے حضور کے مومن بڑے درجہ والے ہیں کیونکہ ان کو خاتم الانبیاء کی غلامی نصیب ہوئی، ان کے اعمال آسمان ثواب زیادہ مقرر ہوا۔ ۱۰۔ جب تک جہاد کی آیات نہ آویں، اس کے بعد ظاہری کفار پر تلوار سے جہاد فرمادیں اور منافقوں پر زبانی جہاد یعنی ان کی رسوائی فرمادیں۔ ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومنہ عورت سے نکاح کرنا بہتر ہے اگرچہ کتابیہ سے بھی جائز ہے (خزانة العرفان) ۱۲۔ معلوم ہوا کہ اگر غلط سے پہلے خاوند فوت ہو جاوے تو بھی عدت ہے۔ مگر ایسی طلاق میں عدت نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ عدت خاوند کے حق کی وجہ سے ہے لہذا اگر عرصہ سے عورت خاوند کے پاس نہ گئی ہو تب بھی طلاق کے بعد عدت کرنی ہوگی اگرچہ حمل کا احتمال نہ ہو۔

۱۔ اس طرح کہ اگر ان کا مقرر نہ کیا تھا اور غلط سے پہلے طلاق دے دی تو انہیں جوڑا دینا واجب ہے ورنہ مستحب (خزائن) ۲۔ اس طرح کہ ان کے تمام حقوق ادا کر دو۔ حتیٰ کہ عدت کا خرچہ بھی تم دو اور اگر ان پر عدت نہ ہو تو ان کو نہ روکو۔ فوراً اور جگہ نکاح کر لینے دو۔ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ افضل یہ ہے کہ نکاح کا مقرر کیا جاوے اور جلدی ادا کیا جاوے لیکن اگر ان میں سے کچھ بھی نہ کیا گیا جب بھی نکاح درست ہوگا اور مرہش واجب ہوگا ۴۔ خواہ تم انہیں آزاد کر کے ان سے نکاح فرماؤ جیسے حضرت صفیہ و جویریہ یا بلور لونڈی رکھو جیسے حضرت ماریہ قبطیہ۔ یہ سب آپ کو حلال ہیں۔ ۵۔ خیال رہے کہ حضور کے چچا بارہ ہیں اور پچھو بیٹیاں چھ چچا یہ ہیں۔ حارث، ابوطالب، زہیر، عبد کعب، حمزہ، مقوم جن کا نام مغیرہ ہے، ضرار، عبد الظریٰ جس کی کنیت ابولسب ہے۔ عباس۔ قسم، عیذاق، بل ان میں حضرت عباس و حمزہ ایمان لائے پچھو بیٹیاں یہ ہیں۔ ام حکیم جن کا نام بیضاء ہے۔ عائکہ، برہ، اردوی، امیہ، صفیہ جن میں سے حضرت صفیہ مومن ہوئیں، عائکہ کے اسلام میں اختلاف ہے اور چچا زاد نہیں آٹھ ہیں، صبا، ام الحکم، ام ہانی،

۱۷۷	۶۷۷	الحجاب ۲
<p>تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عَدَاةٍ تَعْتَدُوْنَ لَهَا فَمَتَّعُوْهُنَّ وَسَوَّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ۝۱۱ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ تَوَالَيْسَ لَكَ خَاوَدَةُ وَوَلَدُهَا الَّذِيْنَ فِيْ يَدَيْكَ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الَّتِيْ اَتَيْتَ اَجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَبَدَتِ عَمَّكَ وَبَدَتِ عَمَّاتُكَ وَبَدَتِ خَالَاتُكَ وَبَدَتِ خَالَاتُكَ الَّتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ وَامْرَاةٌ مُّؤْمِنَةٌ اِنْ وَهَبْتَ نَفْسَكَ لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْكُمْ فِيْ اَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ وَّ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝۱۲ تَزَوَّجْ مَنِ تَشَاءُ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ مِنْ حَرَجٍ ۝۱۳</p>		
<p>مَنْزِل ۲</p>		

جمانہ، ام حبیبہ، آمنہ، صفیہ، اردوی۔ حضور نے ان میں سے کسی سے نکاح نہ فرمایا (روح) ۱۶۔ حضور کی حقیقی خالہ اور ماموں کوئی نہ تھا اس لئے یہاں حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا کے کبریا خاندان کی بیٹیاں مراد ہیں یعنی بنی زہرہ کی لڑکیاں جو عہد مناف کی اولاد سے ہیں۔ ۱۷۔ اس طرح کہ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کر کے آئیں کیونکہ حضور کے ساتھ تو سوا حضرت ابوبکر صدیق کے اور کسی نے ہجرت نہ کی۔ بعض علماء نے فرمایا کہ حضور کیلئے وہی چچا پھر بھی زاد لڑکیاں حلال تھیں جو ہجرت کر آئیں۔ اسی لئے ام ہانی سے نکاح نہ فرمایا کہ انہوں نے ہجرت نہ کی تھی۔ آپ کا انہیں پیغام نکاح دینا اس آیت کے نزول سے پہلے تھا۔ یہ قید حضور کی خصوصیت ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم۔ (روح البیان) ۸۔ اس طرح کہ بغیر مراد بغیر کسی شرط آپ کے نکاح میں آتا چاہے اور آپ قبول کریں جیسے میمونہ بنت حارث،

(بقیہ صفحہ ۶۷) خولہ بنت حکیم، ام شریک، زینب بنت خزیمہ (تفسیر احمدی) اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور پر ایسی بیویوں کا امر اور کوئی حق نکاح لازم نہ تھا۔ دوسرے یہ کہ حضور کے لئے کسی یودہ، نصرانیہ، اہل کتاب کی عورت سے نکاح حلال نہ تھا کیونکہ مومن کی قید لگادی گئی (روح) یہ حضور کی خصوصیات میں سے ہے۔ ۳۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چار سے زیادہ بیویاں نکاح میں رکھنے کی اجازت ہے۔ دوسرے یہ کہ اگر کسی بیوی سے حضور بغیر ہر نکاح کریں تو آپ پر اس کا ہر لازم نہیں۔ تیسرے یہ کہ احکام شرعیہ میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم جیسے نہیں۔ کلمہ نماز، روزہ، نکاح وغیرہ میں سب میں کچھ آپ کے ایسے خصائص ہیں جو دوسروں کے لئے نہیں۔ ۱۔ کہ اگر مومن کسی عورت سے بغیر ہر نکاح کرے تو اسے ہر مثل دینا ہو گا ایسے ہی اس پر عدل واجب ہوگا۔ ۲۔ علیہا سے معلوم ہوا کہ یہ احکام مسلمانوں کے لئے ہیں یعنی باری اور تمام برتاؤ میں عدل واجب ہوتا۔ ہر یقیناً لازم ہوتا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مہر کی کم از کم مقدار مقرر ہے یعنی دس درہم، زیادہ کی حد نہیں یہ ہی خفیوں کا مذہب ہے ۱۲۔ کہ اگرچہ لونڈی کے مالک پر حق نکاح لازم نہیں مگر حق پرورش ضروری ہے۔ لہذا یہ امت حنفی مذہب کے خلاف نہیں۔ ایسے ہی موٹی پر لازم ہے کہ لونڈی کو عذاب نہ دے، طاقت سے زیادہ کام نہ لے ۱۳۔ یعنی آپ کے نکاح کی یہ خصوصیات کہ بغیر، مرد بغیر عدل اور بغیر پابندی تعداد ازواج آپکو نکاح حلال ہے یہ اس لئے ہوا کہ آپ پر کوئی غلّی نہ ہو ۱۴۔ روح البیان نے فرمایا کہ تیس عورتیں وہ ہیں جنہوں نے اپنے نفس حضور کو بہہ کئے مگر حضور نے قبول نہ فرمائے اور تیرہ بیویوں سے اس ترتیب سے نکاح فرمائے۔

خدیجہ پھر سورہ پھر عائشہ پھر حفصہ پھر ام سلمہ پھر ام حبیبہ پھر جویریہ پھر صفیہ پھر زینب بنت جحش زینب بنت خزیمہ پھر زینب بنت جحش کی ایک بی بی پھر بنی کلاب کی ایک عورت رضی اللہ عنہن۔

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور پر باری اور عورتوں میں مساوات لازم نہیں۔ یہ بھی آپ کی خصوصیت ہے۔ مگر اس کے باوجود حضور ازواج مطہرات میں بہت ہی عدل و انصاف فرماتے تھے تاکہ لوگ سبق حاصل کریں۔ ۲۔ یعنی جن بیویوں کو آپ طلاق رجعی دیدیں یا ان کو حق نکاح سے علیحدہ فرمادیں یا ان کی باری ساتھ فرمادیں پھر آپ کا دل ہو اس کی طرف التفات فرمائے کہ تو بھی آپ کو اجازت ہے ۳۔ یعنی جب ان بیویوں کو معلوم ہو جاوے گا کہ آپ کے ذمہ مذکورہ حقوق واجب نہیں جو کسی کو بخشش وہ عطیہ خسروانہ ہے تو ان کے دل مطمئن ہو جائیں گے اور کسی بیوی صاحبہ کو کوئی شکایت نہ ہوگی۔ ۴۔ اسے مسلمانو ہم کو خبر ہے کہ تمہارے دل بعض بیویوں کی

میں

الاحزاب

۶۷

مکاتیب

مِنْهُمْ وَتَتَوَيَّ إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ وَمَنْ ابْتِغَيْتَ

بچے بتائے ان میں سے جسے چاہو اور اپنے پاس جہ دو جسے چاہو اور جسے تم نے نکاح

مِنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ذَلِكَ أَدْنَىٰ أَنْ

کر دیا تھا اسے تمہارا ہی ہے تو اس میں جی تم بہر کچھ تمنا نہیں کر یہ

تَقْرَأُ عَيْنُهُمْ وَلَا يَحْزَنُ وَيَرْضَيْنَ بِمَا آتَيْنَهُنَّ

ہر اس نے جو دیکھ کر اسے انھیں غم نہ ہو اور نہ کوئی اور انہیں جو کچھ عطا فرماؤ

كُلَّهِنَّ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي قُلُوبِكُمْ وَكَانَ اللَّهُ

اس پر مددگار کی سب سے بہتر اور اللہ جانتا ہے جو تم سب کے دلوں میں ہے کہ اور اللہ علم

عَلَيْهَا حَلِيمًا ۝ لَا يَجُلُ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدِ

علم والا ہے ان کے بعد اور عورتیں جنہیں حلال ہیں نہ

وَلَا أَنْ تَبْدُلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَوْ أَعْجَبَكَ

اور نہ یہ کہ ان کے عوض اور بیویاں بدل لو کہ اگرچہ تمہیں ان کا حسن پسند

حُسْنُهُنَّ إِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ

مگر تمہارے ہاتھ کا مال علم اور اللہ ہر چیز پر

كُلِّ شَيْءٍ رَقِيبًا ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا

ایمان والو! یہ نبی کے گھروں میں نہ

بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَىٰ طَعَامٍ غَيْرِ

حاضر ہو کہ جب تک اذن نہ پاؤ گے مثلاً کھانے کے لئے بلائے جاؤ

نَظَرٍ إِنَّهُ وَلَكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا

دعوں کو خود اس کے پھنکے کی راہ نکھو کہ ہاں جب بلائے جاؤ تو حاضر ہو اور جب

طَعِمْتُمْ فَانْشَرُّوا وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ إِنَّ

کھا چکو تو شرف ہو جاؤ نہ یہ کہ بیٹھے باتوں میں دل بہلاؤ گے بلکہ

مذللہ

طرف زیادہ مائل ہیں لیکن عدل و انصاف سے کام لو۔ کسی بیوی کا حق نہ مارو۔ ۵۔ یعنی ان نو بیویوں کے بعد جن کو آپ نے اختیار دیا تھا مگر انہوں نے اللہ رسول کو اختیار کیا طعام فرماتے ہیں کہ جیسے مسلمانوں کے لئے بیویوں کا انصاب چار ہے ایسے ہی حضور کے لئے نو تھا۔ ۶۔ یعنی آپ ان موجودہ بیویوں میں سے کسی کو طلاق نہ دیں کیونکہ تنہا کے موقع پر ان سب نے آپ کو اختیار کیا آپ بھی انہیں اختیار فرمادیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ یہ پابندی اس آیت سے منسوخ ہو گئی۔ ۷۔ فَا لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ لَئِنْ لَمْ يَنْهَ اللَّهُ عَنْهُ لَفَاشَتُمْ فِيهِ قُرْبًا ۚ وَاللَّهُ لَذِي بَأْسٍ عَنِ الْكَافِرِينَ ۚ ۸۔ یعنی یہ پابندی نکاح کے لئے ہے۔ لونڈی رکھنے پر کوئی پابندی نہیں چنانچہ اس آیت کے بعد حضرت ماریہ جب حضور کے نکاح میں آئیں اور ان کے بطن شریف سے حضرت ابراہیم پیدا ہوئے جو لڑکپن میں وفات

(بقیہ صفحہ ۶۷۸) مانگے۔ یا یہ مطلب ہے کہ آپ کو کسی یودیہ نصرانیہ عورت سے نکاح حلال نہیں تاکہ وہ ام المؤمنین نہ بن جائے۔ ہاں اگر ان میں سے کوئی آپ کی لوطی ہو تو حرج نہیں ۸۔ یہ وہ حکم ہے جس میں بعض فرشتے بھی داخل ہیں ان گھروں میں حضرت جبریل بھی اجازت کے بغیر نہ آتے تھے۔ حضرت ملک الموت بھی اجازت سے حاضر ہوئے۔ ان گھروں کی حرمت عرش اعظم سے سواتھی اور اب قبر انور کا وہ حصہ جو جسم شریف سے ملا ہوا ہے کہہ مظهر عرش معلیٰ سے افضل ہے ۹۔ حضور کے نوچرے تھے ہر پوی کے لئے ایک جو اب سارے مسجد نبوی میں داخل ہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضور کے گھر حضور کی ملک تھے پیویوں کے نہ تھے ہاں انہیں رہنے کا حق تھا۔ اس لئے دوسری جگہ ان گھروں کو پیویوں کی طرف نسبت فرمایا گیا کہ ارشاد ہوا فی بیوتکم ۱۰۔ (شان نزول) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بی بی زینب سے نکاح کیا اور ولیمہ شریف کی عام دعوت فرمائی۔ صحابہ کی جماعتیں آتی تھیں کھا کر چلی جاتی تھیں۔ آخر میں تین حضرات کھانے سے فارغ ہو کر بیٹھے رہے اور انکی گفتگو کا سلسلہ کچھ دراز ہو گیا۔ مکان شریف تنگ تھا اس سے گھروالوں کو خصوصاً سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہوئی۔ حضور دوسرے حجروں میں تشریف لے گئے وہاں سے واپس تشریف لائے جب بھی یہ لوگ وہاں بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر انہیں خود خیال ہوا اور وہاں سے چلے گئے۔ تب حضور دولت خانہ میں تشریف لے گئے اور پردہ ڈال دیا۔ اس پر یہ آیت کرمہ اتری۔ ۱۱۔ یعنی دعوت ہو چکنے کے بعد بھی جب تک بلایا نہ جاوے حاضر نہ ہو۔ غرضیکہ کھانا پکنے کے بعد آؤ۔ پک جانے کے بعد بلانے پر آؤ۔ جن عطاؤں میں رواج ہے کہ کھانا پک جانے پر بلانے کے لئے آدمی بھیجے ہیں ان کی دلیل یہ آیت کرمہ ہے۔ ۱۲۔ یعنی کھانا کھا کر فوراً چلے جاؤ۔ معلوم ہوا کہ حضور کا آستانہ وہ آستانہ ہے جس کے آداب خود رب تعالیٰ سکھاتا ہے اور اس آستانہ شریف کے آداب فرشتے، جن، انسان، جانور غرض ساری خدائی بجا لاتی ہے۔ اب اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی جائز کام سے حضور کو تکلیف پہنچے تو وہ حرام ہو جاتا ہے بلکہ اگر کبھی حضور کو کسی کی نماز سے ایذا پہنچے تو وہ نماز حرام ہے۔ اسی لئے حضرت علی کے لئے قاطعہ زہرا کی موجودگی میں دوسرا نکاح حرام رہا۔ کیونکہ حضور کی ایذا کا باعث رہا۔ دیکھو کھانا کھا پکنے کے بعد بائیں کرنا حرام نہ تھا مگر حضور کی تکلیف کی بنا پر حرام ہو گیا ۱۳۔ کیونکہ وہ سرکار سرایا اخلاق ہیں۔ اپنے اخلاق کرمانہ کی وجہ سے اپنی ذات شریف پر تکلیف قبول فرماتے ہیں، مسمان کو جانے کو نہیں فرماتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسمان کو چاہئے کہ میران کے ہاں اتنا نہ ٹھہرے کہ اسے بوجہ بن جائے ۱۴۔ یعنی اس وقت تمہارا

۶۷۹	۳۳	۳۳
<p>ذَلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَجِئُ مِنْكُمْ وَاللَّهُ لَا يَسْتَجِئُ</p> <p>اس میں نبی کو ایذا ہوتی تھی نہ تو وہ ہمارا لحاظ دیتے تھے نہ اللہ اس سے فرماتے ہیں</p> <p>مِنَ الْحَقِّ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَسَأَلُوهُنَّ</p> <p>ہمیں شرمانا کہ اور جب تم ان سے برتنے کی کوئی چیز مانگو تو ہر دوسرے کے</p> <p>مِنْ زَوَاجِهِمْ ذَلِكُمْ أَطْهَرُ لِقَالُوكُمْ وَقَوْلُ بِهِنَّ</p> <p>باہر سے مانگو کہ اس میں زیادہ تمہارا ہی ہے ہمارے دلوں اور انکے دلوں</p> <p>وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا أَنْ تُنْكِحُوا</p> <p>کی بات اور نہیں تھیں بہتہا کہ رسول اللہ کو ایذا دو اور نہ یہ کہ ان کے بعد تم</p> <p>أَزْوَاجَهُمْ مِنْ بَعْدِهِ أَبَدًا إِنَّ ذَلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللَّهِ</p> <p>کبھی ان کی بیویوں سے نکاح کرو بے شک ۱۵۔ اللہ کے نزدیک بڑی عظیم</p> <p>عَظِيمًا ۱۶۔ اِنْ تَبَدُّوا شَيْئًا أَوْ تُخَفُّوهُ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ</p> <p>بات ہے نہ اگر تم کوئی بات ظاہر کرو یا چھپاؤ تو بے شک اللہ سب</p> <p>بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۱۷۔ لَاجُنَاحَ عَلَيْهِمْ فِي آبَائِهِمْ</p> <p>کہہ جاتا ہے کہ ان پر مضائقہ نہیں ان کے باپ</p> <p>وَلَا أَبْنَاءُ لَهُمْ وَلَا إِخْوَانُهُمْ وَلَا بَنَاتُهُمْ وَلَا إِخْوَانُهُمْ</p> <p>اور بیٹیوں اور بھائیوں اور بہنوں اور بھائیوں</p> <p>وَلَا أَبْنَاءُ لَهُمْ وَلَا إِخْوَانُهُمْ وَلَا بَنَاتُهُمْ وَلَا إِخْوَانُهُمْ</p> <p>اور بھائیوں نہ اور اپنے دین کی طوروں نہ اور اپنی بیویوں</p> <p>إِيمَانُهُمْ وَاتَّقِينَ اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ</p> <p>میں تامل اور اللہ سے ڈرنے کا ہر چیز اللہ کے سامنے</p> <p>شَهِيدًا ۱۸۔ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ</p> <p>ہے بیشک اللہ اور اس کے فرشتے تک درود بھیجتے ہیں کہ اس نبی پر ملے والے (نبی) پر</p>		

حضور کے مکان سے نکال دیا ہی حق تھا اور حق سے شرم نہیں۔ لہذا آیت کا مطلب یہ نہیں کہ حضور نے حق چھپایا۔ حضور کا ان حضرات کو نہ اٹھانا کمال تھا اور رب تعالیٰ کا انہیں اٹھانا حق تھا ۱۹۔ معلوم ہوا کہ حضور کی ازواج پاک اگرچہ مسلمانوں کی مائیں ہیں مگر پردہ واجب، اللہ عزوجل کی استاذ کی بیوی حید اور شاگرد سے پردہ کرے۔ جب ان کا پاکیزہ بیویوں کو ان پاکیزہ جماعت صحابہ سے پردہ کرایا گیا تو اب مسلمانوں کو بڑی احتیاط کرنی چاہئے۔ ۲۰۔ کہ اس میں شیطان کو دوسرے اور کسی انسان کو شبہ کی گنجائش نہیں رہتی ۲۱۔ یہ حکم عام ہے۔ ہماری جس ادا سے حضور کو تکلیف پہنچے وہ حرام ہے۔ ۲۲۔ یعنی حضور کی وفات کے بعد ۸۔ یعنی یہ گناہ کبیرہ قطعی حرام ہے کہ اس میں شک کرنا کفر ہے ۲۳۔ لہذا اگر کسی نے ان ازواج پاک سے حضور کی وفات کے بعد نکاح کر لیا وہ بھی کبیرہ گناہ تھا ۲۴۔ کہ عورتیں ان عزیزو

(بقیہ صفحہ ۶۷۹) اقارب کے سامنے ہوں اور ان سے بات کریں۔ کیونکہ یہ لوگ ذی رحم بھی ہیں اور محرم بھی ۱۱۔ یعنی مومنہ عورت کا مومنہ عورت سے پردہ نہیں معلوم ہوا کہ کافرہ عورت سے پردہ ہے۔ ایسے ہی فائدہ دہکار عورتوں سے پردہ لازم ہے (کتب فقہ) اس لئے یہاں نہاء من فرمایا ۱۲۔ بعض علماء نے فرمایا کہ اپنے غلام سے مولاء پردہ نہ کرے۔ حضرت عائشہ صدیقہ کا یہی فرمان تھا اسی لئے آپ نے اپنے غلام ذکوان سے فرمایا کہ تم مجھے قبر میں اتارنا اور جب تم قبر سے باہر نکلو تو تم آزاد ہو۔ مگر مجبور کا یہ قول ہے کہ اس سے بھی پردہ ہے۔ لہذا یہاں لونڈیاں مراد ہیں ۱۳۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ درود شریف تمام احکام سے افضل

ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کسی حکم میں اپنا اور اپنے فرشتوں کا ذکر نہ فرمایا کہ ہم بھی یہ کرتے ہیں تم بھی کرو سوا درود شریف کے دوسرے یہ کہ تمام فرشتے بغیر تخصیص ہمیشہ حضور پر درود بھیجتے ہیں۔ تیسرے یہ کہ حضور پر رحمت الہی کا نزول ہماری دعا پر موقوف نہیں جب کچھ نہ بنا تھا تب بھی رب تعالیٰ حضور پر رحمتیں بھیج رہا تھا ہمارا درود شرف پڑھنا رب سے بھیک مانگنے کے لئے ہے جیسے فقیر داناکے چان و مال کی خیر مانگ کر بھیک مانگتا ہے، ہم حضور کی خیر مانگ کر بھیک مانگتے ہیں۔ چوتھے یہ کہ حضور ہمیشہ حیات النبی ہیں اور سب کا درود و سلام سنتے ہیں جو اب دیتے ہیں کیونکہ جو جواب نہ دے سکے اسے سلام کرنا منع ہے جیسے نمازی سونے والا پانچویں یہ کہ تمام مسلمانوں کو ہمیشہ ہر حال میں درود شریف پڑھنا چاہئے کیونکہ رب تعالیٰ اور فرشتے ہمیشہ ہی درود بھیجتے ہیں ۱۴۔ فرشتوں کی مختلف ڈیوئیاں انسان کی پیدائش کے بعد لگیں۔ اس سے پہلے کروڑوں سال تک ان کے دو ہی مشغلے تھے سجود اور درود ۱۵۔ احادیث میں ہے کہ درود مکمل کرنے کے لئے آل پاک کا ذکر بھی چاہئے لہذا اس آیت میں حضور پر درود سے مراد خود حضور اور آل پاک پر درود ہے۔ (صواعق)

۱۔ درود شریف عمر میں ایک بار پڑھنا فرض ہے ہر اس مجلس ذکر میں جہاں بار بار حضور کا نام آتا ہے ایک بار پڑھنا واجب نماز میں التحیات کے بعد پڑھنا سنت ہے اور ہمیشہ پڑھنا مستحب ہے ۲۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کا مرتبہ حضرت آدم سے زیادہ ہے کیونکہ آدم علیہ السلام کو فرشتوں نے صرف ایک دفعہ سجدہ کیا مگر ہمارے حضور پر تو خود خدا تعالیٰ اور ساری خدائی ہمیشہ درود بھیجتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ اللہ اور فرشتوں کے درود میں سلام بھی آجاتا ہے اس لئے ان کیلئے صرف صلوٰۃ کا ذکر ہوا اور ہم کو صلوٰۃ و سلام دونوں کا حکم ہوا تیسرے یہ کہ درود شریف مکمل وہ ہے جس میں صلوٰۃ و سلام دونوں ہوں۔ نماز میں درود ابراہیمی میں سلام نہیں ہے کیونکہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝۶۱

اے ایمان والو! ان پر درود لے اور خوب سلام بھیجو

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي

الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا ۝۶۲

و دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے کہ اور

يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بَغْيًا ظَنًّا

فَقَدْ احْتَمَلُوا بِهِنَّ نَارًا وَأَنْتُمْ قَائِلُونَ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ

بَشِّرْهُمْ بِذُنُوبِهِمْ إِنَّهُمْ هُمْ الظَّالِمُونَ ۝۶۳

اے نبی! بتا دو ان کو ان کے گناہوں کی عذابتوں سے فرما دو کہ انہی چاروں

عَلَيْهِمْ مِنْ جَلَائِبِهَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَاقِلُ ۝۶۴

کام ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں یہ اس سے نزدیک تر ہے کہ انہی چاروں

فَلَا يُؤْذِنُ وَلَا يَنْفَعُ وَلَا يَنْصُرُ وَلَا يَنْجِي ۝۶۵

نہ تو ستانی نہ مانتی نہ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اگر باز نہ آئے

الْمُتَّقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ وَالْمُجْرِمُونَ

مناقیق اور جن کے دلوں میں روگ ہے دل اور مدینہ میں جھوٹ اٹارے

فِي الْمَكِيدَةِ لَنْفَعِيَنَّكَ بِهِنَّ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُونَكَ فِيهَا إِلَّا

و اے دل و زہرور کہ نہیں ان پر شہرہ کی گئی پھر وہ مدینہ میں جہان سے ہاس نہ رہیں گے

قَلِيلًا مَّالْعُونِينَ أَيْنَمَا ثَقِفُوا أَخْدًا وَاقْتُلُوا

مکھڑوں کو دن رات پھانسی دے دوئے جہاں ہیں میں پھنسنے جائیں اور جہاں ہیں مکر قتل کئے

سلام التحیات میں ہو چکا اور نماز ساری ایک ہی مجلس کے حکم میں ہے مگر نماز سے باہر وہ درود پڑھو جس میں یہ دونوں ہوں۔ حضور نے درود کی جو تعلیم درود ابراہیمی سے فرمائی وہاں نماز کی حالت میں درود مراد ہے غرضیکہ درود ابراہیمی نماز میں کمال ہے لیکن نماز سے باہر کمال کہ اس میں سلام نہیں ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس کام سے حضور کو ایذا پہنچے حرام ہے اگرچہ بظاہر وہ عبادت ہی ہو۔ لہذا اگر حضور کو کسی وقت کسی نماز سے ایذا پہنچے تو وہ نماز حرام ہے اور اگر کسی کے نماز ترک کرنے سے راحت پہنچے وہ نماز چھوٹی فرض ہے اسی لئے حضرت علی کا خیبر میں نماز عصر حضور کی فتنہ پر قریاں کرنا اہل عبادت قرار پایا ۴۔ اللہ کو ایذا دینا ہے کہ اس کی ایسی صفات بیان کرے جس سے وہ شرمے یا اس کے محبوب بندوں کو ستائے۔ حضور کو ایذا دینا ہے کہ حضور کے کسی فعل شریف کو بھی لٹا دے دیکھے یا کسی قسم کا ظلم

تَقْتِيلًا ۱۱ سَنَةِ اللَّهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ وَلَكِنْ

جائیں گے اللہ کا دستور چلا آتا ہے ان لوگوں میں جو پہلے گزر گئے تھے اور تم

تَحْدِثُ سَنَةَ اللَّهِ تَبْدِيلًا ۱۲ يَسْأَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ

اللہ کا دستور ہرگز بدلتا نہ پاؤ گے تم سے قیامت کو پوچھتے ہیں

قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللَّهِ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ السَّاعَةِ

تم فرماؤ اس کا علم تو اللہ ہی کے پاس ہے یہی اور تم کیا جانو شاید قیامت

تَكُونُ قَرِيبًا ۱۳ إِنَّ اللَّهَ لَعَنَ الْكَافِرِينَ وَأَعَدَّ لَهُمْ

جاس ہی ہو رہے ہیں ان کے لئے اللہ نے کافروں پر لعنت فرمائی اور ان کے لئے جہنم

سَعِيرًا ۱۴ خَلِدِينَ فِيهَا أَبَدًا لَا يَجِدُونَ وَلِيًّا وَلَا

آگ تیار کر رکھی ہے ان میں ہمیشہ رہیں گے اس میں نہ کوئی مددگار ہو گا نہ

نَصِيرًا ۱۵ يَوْمَ تَقْلُبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ لِيلَيْنَا

مدد کارش جس دن ان کے منہ اٹھ کر آگ میں لپکتے ہو گئے ہوں گے ہمارے کسی طرح

أَطَعْنَا اللَّهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَ ۱۶ وَقَالُوا رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا

ہم نے اللہ کا حکم مانا ہوتا اور رسول کا حکم مانا ہوتا اور ہمیں گناہوں سے بچانے کے لئے ہم

سَادَتْنا وَكَبَّرْنَا فَاصْضَوْا السَّبِيلَ ۱۷ رَبَّنَا أَنْتُمْ

مزاؤں اور اپنے بیروں کے کہنے پر چلے گئے تو انہوں نے ہمیں راہ سے ہٹا دیا اس لئے ہمیں رب

ضَعُفَيْنَ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنُومُ لَعْنًا كَبِيرًا ۱۸ يَا أَيُّهَا

ایہیں آگ کا دونا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر دے اے ایمان

الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ أَذَوْا مُوسَى فَبَرَّاهُ

وہو ان جیسے نہ ہونا جنہوں نے موسیٰ کو ستایا تو اللہ نے اسے بری کر دیا اس بات

اللَّهُ مِمَّا قَالُوا وَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ وَجِيهًا ۱۹ يَا أَيُّهَا

سے جو جنہوں نے کہا کہ اللہ اور موسیٰ اللہ کے بیان آہو والا ہے نہ اے ایمان

مذللہ

(بقیہ صفحہ ۶۸۰) کہے یا آپ کے ذکر خیر کو روکے۔ آپ کو عیب لگائے۔ اس قسم کے لوگ دنیا و آخرت میں لعنت کے مستحق ہیں ۵۔ یہ آیت ان منافقوں کے متعلق نازل ہوئی جو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ایذا دینے اور ستاتے تھے۔ علماء فرماتے ہیں کہ جانوروں کو بھی ستانا حرام ہے۔ انسان خصوصاً مومن اور بالخصوص حضور کے اہل بیت تو بہت شان والے ہیں (خزائن)۔ ۶۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مومن کو ایذا دینا بھی حق ہوتا ہے کبھی نا حق۔ قصور پر سزا دینا حق ہے بغیر قصور نا حق۔ مگر نبی کو ایذا دینا نا حق ہی ہوگا۔ کیونکہ رب تعالیٰ نے یہاں یثقیل منا الکثیر کی قید لگائی۔ دوسرے یہ کہ مومن کو نا حق ستانا حق ہے کفر نہیں مگر بغیر کو دکھ دینا سخت کفر ہے۔ اسلئے یہاں اسے بہتان فرمایا اور پچھلی آیت میں اسے لعنت و عذاب کا سبب قرار دیا۔ ۷۔ اب اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی صاحبزادیاں زیادہ ہیں اگر فقط فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا ہی صاحبزادی ہوتیں تو جمع کا مشبہ نہ فرمایا جاتا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کی ازواج و اولاد پر پردہ لازم تھا۔ اگرچہ وہ نہایت پرہیزگار ہیں کیونکہ پردہ جنت کی نعمتوں سے ایک نعمت ہے۔ رب فرماتا ہے خُذُوا مَقْصُودَاتِی الْغِنَیْہِ جَنَّتِ مِیْنِ سَارِہِ ی پرہیزگار ہونگے مگر پردہ وہاں بھی ہوگا بے پردگی دوزخ کا عذاب ہے کہ وہاں عورتیں مرد ایک دوسرے کے سامنے ننگے ہونگے ۸۔ حضور کی صاحبزادیاں کل آٹھ تھیں۔ چار حقیقی بی بی خدیجہ کے شکم سے، زینب، رقیہ، کلثوم، فاطمہ زہرا، زینب ابوالعاص کے نکاح میں تھیں، رقیہ اور کلثوم حضرت عثمان کے نکاح میں آگے پیچھے۔ فاطمہ زہرا علی المرتضیٰ کے نکاح میں۔ تمام صاحبزادیاں حضور کی زندگی شریف میں وفات پاگئیں سوائے حضرت فاطمہ زہرا کے۔ چار سوتیلی صاحبزادیاں، برہ، سلمہ، عمرہ، درہ ہیں جو ام سلمہ کی صاحبزادیاں ہیں رضی اللہ عنہم (روح) ۹۔ یعنی جب ضرورت نہ ہو کھر سے باہر نکلتا پرے تو دوشہ کے علاوہ چادر بھی اوڑھ لیا کریں جس کا ایک حصہ چہرہ پر ہو ۱۰۔ کہ یہ عورتیں آزاد ہیں لونڈیاں نہیں کیونکہ لونڈیاں بے پردہ چہرہ کو ملے باہر نکلتی تھیں ۱۱۔ منافقین لونڈیوں کو چھیڑا کرتے تھے۔ لہذا حکم دیا گیا کہ آزاد عورتیں اپنے کو ممتاز کر کے نکلا کریں، اس سے معلوم ہوا کہ عورت کو مرد کی طرح اور مردوں کو عورتوں کی طرح وضع قطع رکھنا حرام ہے کہ جب آزاد عورت کو لونڈی سے ممتاز ہونا چاہئے تو مرد سے بدرجہ اولیٰ ممتاز ہونا ضروری ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اس لونڈی کو سزا دی تھی جو آزاد عورتوں کی طرح برقعہ اوڑھ کر نکلتی تھی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ لونڈی پر پردہ لازم نہیں ۱۲۔ یعنی فاسق و فاجر بڑے خیال رکھنے والے آوارہ لوگ۔ خیال رہے کہ اس قسم کے لوگ کفار منافق ہی تھے۔ صحابی کوئی فاسق نہیں ۱۳۔ جو مدینہ منورہ

میں افکار اسلامی کے متعلق جھوٹی خبریں اڑاتے ہیں کہ مسلمان ہار گئے کفار جیت گئے یا مسلمان بہت مارے گئے وغیرہ تاکہ غازیوں کے بال بچوں اور مدینہ منورہ میں رہ جانے والے مسلمانوں کو پریشانی و صدمہ ہو۔ ۱۴۔ انہیں قتل کرنے یا جلاوطن کر دینے کی اجازت دے دیں گے ۱۵۔ اور مدینہ منورہ ان سے خالی کر لیا جائیگا پھر وہ اس قدر یہاں ٹھہر سکیں گے جتنی دیر مدینہ خالی کرنے میں لگے۔

۱۔ یعنی پھر ان کا یہ حال ہوگا کہ ان کی موجودہ امن ختم کر دیا جائیگا۔ خیال رہے کہ منافقوں کو قتل کرنے، جلاوطن کرنے کی اجازت نہ تھی۔ اگرچہ مسلمان جانتے تھے کہ یہ منافق ہیں۔ ۲۔ کہ پچھلی امتوں کے منافق ایسی حرکتیں کرتے تھے۔ انہیں سزا دی جاتی تھی ۳۔ یعنی رب کے کام بیش حکمت سے ہوتے ہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ

۱۔ معلوم ہوا کہ زبان ٹھیک رکھنا، جھوٹ غیبت، چغلی، کالی گلوچ سے اسے بچانا بڑا اہم ہے۔ کیونکہ رب تعالیٰ نے تقویٰ کے بعد زبان سنبھالنے کا خصوصیت سے ذکر کیا ہے ورنہ یہ بھی تقویٰ میں آچکا تھا۔ زبان کی حفاظت تمام بتلائیوں کی اصل ہے اسی لئے تمام کاموں کے لئے دو عضو ہیں اور بولنے کے لئے ایک زبان وہ بھی مومنوں کے بچانے میں بند اور ۳۲ دانتوں کے سپرے میں مفید تاکہ پتہ لگے کہ زبان کو بے قید نہ رکھو۔ تم کو اور زیادہ نیکیوں کی توفیق بخشے گا۔ فرائض کی پابندی سے سنتوں کی توفیق ملتی ہے سنتوں کی پابندی سے مسجبات ادا کرنے اور گناہوں سے بچنے کی توفیق نصیب ہوتی ہے لہذا یہاں شرط و جزا دونوں ایک نہیں ۳۔ اس سے معلوم ہوا

کہ حقیقی کامیاب زندگی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت میں گزرے۔ ۳۔ امانت سے مراد یا تمام احکام شرعیہ ہیں مہارات و معاملات وغیرہ یا اس سے مراد عشق الہی کی آگ۔ یہ اس آگ کی بھڑک ہے کہ اطاعت ساری مخلوق کرتی ہے۔ عشق الہی صرف انسان کے سینہ میں وہایت کیا گیا۔ خیال رہے کہ اگرچہ ساری مخلوق خدا کی مطیع اور خدا کی ذاکر ہے مگر یہ اطاعت ان کے لئے شرعی حکم نہیں جس کے کرنے پر ثواب نہ کرنے پر عذاب ہو۔ لہذا ان کی عبادتیں شرعی نہیں، نہ امانت میں داخل ہیں۔ ۵۔ یہ انکار سرکشی کا نہ تھا بلکہ معذرت کا تھا کیونکہ رب تعالیٰ کی طرف سے ان پر امانت کا اٹھانا لازم نہ کیا گیا تھا اختیار دیا گیا تھا۔ کہ اگر ادا نہ کر سکے تو عذاب پائینگے اور عرض کرتے گئے کہ ہم تکوینی طور پر تیرے مطیع ہیں تشریحی احکام نہ اٹھائینگے ہم ثواب و عذاب نہیں چاہتے۔ ۷۔ اس طرح کہ آدم علیہ السلام سے فرمایا کہ آسمان و زمین پہاڑ وغیرہ نے تو یہ امانت نہ اٹھائی تم قبول کرتے ہو۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہاں ۸۔ یہ دونوں لفظ تارا اعلیٰ کے نہیں بلکہ محبت و پیار کے ہیں جیسے عربی میں عقری حلفی وغیرہ کیونکہ اطاعت پر رحمت ہوتی ہے غضب نہیں ہوتا۔ گویا رب تعالیٰ ان پر خوش ہو کر فرما رہا ہے کہ بڑا عالم ہے بیوقوف ہے کہ جو بوجہ آسمان و زمین نہ اٹھاسکے یہ ضعیف الخلق اٹھانے کو تیار ہو گیا۔ ظاہر یہ ہے کہ امانت سے مراد خلافت نہیں کہ وہ تو حضرت آدم کے لئے پہلے سے ہی نامزد تھی بعض علماء نے فرمایا کہ ظلموں و ہول ان انسانوں کو فرمایا گیا جو خیانت کر بیٹھے۔ جیسے کافرو منافق۔ اسی لئے اس سے اگلی آیت میں انکا ذکر آ رہا ہے۔ اس صورت میں یہ کلام خطاب کا ہے۔ ۹۔ یٰحٰذِیْثِیْنَ میں لام انجام کا ہے نہ کہ غایت کا۔ یعنی اس امانت کو برداشت کرنا انجام یہ ہوا کہ خیانت کرنے والے کفار و منافقین عذاب کے مستحق ہو گئے اور مومن ثواب کے مستحق بنیں۔ اس امانت میں خیانت نہ کی اللہ اور اس کے رسول کے فرمانبردار رہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ وہ امانت

الہی مومن و کافر کے چھانٹ کا ذریعہ بن گئی ۱۱۔ یعنی ساری حمد و خوبی رب کی ہے بلا واسطہ ہو یا واسطہ سے کیونکہ انبیاء اولیاء کی تعریف بھی درحقیقت رب ہی کی تعریف ہے۔ جس نے انکو یہ خوبیاں بخشیں ۱۲۔ اس طرح کہ تمام چیزیں اس کی مخلوق ہیں اور حقیقت "اسکی ملکوت کی ملکیت عارضی و مجازی ہے۔ حقیقی و دائمی اس کی ملکیت ہے" لہذا اس آیت پر یہ اعتراض نہیں کہ بہت چیزوں کے ہم بھی مالک ہیں۔

۳۸۲
۲۸۲
۳۸۲

الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقَوْلُوا قَوْلًا سَدِيدًا ۝۱

والو اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کہو

يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِيعِ

تمہارے اعمال تمہارے لئے سوار سے گناہ اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور جو اللہ

اللَّهُ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ۝۲

اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے اس نے بڑی کامیابی پائی نہ شک نہ ہمت

الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ

بیش فرمایا کہ آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر تم کو انہوں نے اس کے

أَنْ يَحْمِلَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ إِنَّهُ

اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے نہ اور آدمی نے اٹھائی نہ بے شک وہ

كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا ۝۳

اپنی جان کو مشقت میں ڈالنے والا بڑا نادان ہے نہ تاکہ اللہ عذاب سے متعلق مردوں اور

الْمُنْفِقَتِ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكَاتِ وَيَتُوبُ اللَّهُ عَلَى

منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو اور اللہ کو یہ قبول فرمائے مسلمان

الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۝۴

مردوں اور مسلمان عورتوں کی نہ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

۱۱۸۸
سُورَةُ سَبَأٍ مَكِّيَّةٌ ۵۸
۱۱۸۸

سورہ سبأ کی ۵۸ آیت ویرا ذی بنی نو تو اعلیٰ میں ۵۸ آیت ۸۳۵ کلمات ۵۰ حرف ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَهُ مَا فِي السَّمُوتِ وَمَا فِي

سب خوبیاں اللہ کو کہ اس کا مال ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں

مائل

۱۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قیامت میں دنیا دار کی تعریف کوئی نہ کرے گا صرف رب کی حمد ہوگی۔ دوسرے یہ کہ اللہ کے محبوبوں کی تعریف اللہ کی ہی تعریف ہے کیونکہ قیامت میں حضور کی ست حمد ہوگی۔ رب فرماتا ہے: **خَسْبِيَ اَنْ يُّعَذَّبَكَ رَبُّكَ مَا مَوْجُودًا**۔ مگر وہ حمد چونکہ بالواسطہ رب کی حمد ہے اسلئے اس آیت کا حصر درست ہے۔ یہ بھی خیال رہے کہ کفار کی تعریف کرنا یا کفر سے یا فتنہ مجبور کو معاف اور اللہ کے مقبولوں کی حمد یا عین ایمان سے یا عبادت۔ کلمہ طیبہ میں حضور کی بھی حمد ہے جو عین ایمان ہے۔ نماز میں حضور کی بھی حمد ہے جو عبادت ہے۔ ۲۔ لہذا تمہارا حمد کرنا رائیگاں نہ جائے گا۔ تم کو اس کا ثواب عظیم ملے گا ۳۔ جیسے مردے، دفینے، کانیں، یا جیسے بارش کے قطرے دانہ اور تخم وغیرہ۔

غرضیکہ ہر چھوٹی بڑی چھپی ہوئی چیز کا جاننے والا ہے ۴۔ جیسے سبزہ، درخت، پانی وغیرہ کے جتنے، مختلف کانیں اور قیامت میں مردے، غرضیکہ زمین سے ہر چیز اس کے علم و قدرت سے نکلتی ہے ۵۔ جیسے پانی، اگلے، برف کی بارشیں اور فرشتے، وحی الہی، کتابیں، تقدیریں، رزق وغیرہ سب اس کے علم و ارادے سے اترتی ہیں ۶۔ جیسے بخارات، دھوئیں وغیرہ یا جیسے فرشتے اور مقبولوں کی دعائیں یا ان کی روحیں اور نیک اعمال سب اس کے علم میں ہیں۔ یعنی ایسی عظمت والا رب حقیرے حقیر، اعلیٰ سے اعلیٰ سب کی خبر رکھتا ہے ۷۔ لہذا وہ حمد مطلق کے لائق ہے۔ یہ آیت گزشتہ آیت کی دلیل ہے ۸۔ یعنی ہم سب مخلوق پر یا ہم سب مسلمانوں پر، ان کا مطلب یہ تھا کہ ہم لوگوں پر قیامت نہ آئیگی۔ ہم قیامت سے پہلے فوت ہو جائیں گے کیونکہ وہ تو اصل قیامت کے ہی منکر تھے لہذا اگلے مضمون پر کوئی شبہ نہیں۔ ۹۔ عالم الغیب ربی کا بدل ہے یعنی قسم عالم الغیب رب کی قیامت آئیگی لہذا آیت واضح ہے ۱۰۔ قیامت کے متعلق منکروں کو یہ اعتراض تھا کہ انسانوں کے اجزا بکھرنے کے بعد اس طرح کیسے جمع ہو سکیں گے کسی کا کوئی جزو بدن دوسرے کے بدن میں نہ چھپنے پائے۔ اس آیت میں اس اعتراض کا نفی طریقہ سے جواب دیا گیا کہ تم نے مخلوق کی پر اندگی کو دیکھا۔ خالق کی قدرت و علم کا اندازہ نہ کیا کہ ہر بدن کے ہر ذرہ کو وہ جانتا ہے ۱۱۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ عالم کا ہر واقعہ اور ہر چیز لوح محفوظ میں درج ہے، دوسرے یہ کہ لوح محفوظ اللہ والوں سے پوشیدہ نہیں بلکہ ظاہر ہے۔ ۱۲۔ یہ قیامت کی دوسری دلیل ہے کہ جب تم اپنے نوکر کو کچھ مال دیکر حساب لیتے ہو، مطبوع کو انعام، مجرم کو سزا دیتے ہو تو ہم اپنے مقبولوں کو انعام اور ثواب کیوں نہ دیں۔ اس انعام کی تقسیم کے دن کا نام قیامت ہے۔ سبحان اللہ ۱۳۔ یعنی جنت میں رزق نہ دہ بغیر محنت کے نہایت عزت و احترام سے عطا فرمایا جاوے

۲۴ سیما	۶۸۳	۲۲ یقینت
<p>الْأَرْضُ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْآخِرَةِ وَهُوَ الْحَكِيمُ</p> <p>اور آخرت میں اسی کی تعریف ہے نہ اور وہی ہے حکمت والا</p> <p>الْخَبِيرُ ① يَعْلَمُ مَا يَلْجِ فِي الْأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ</p> <p>خبردار نہ جانتا ہے جو کچھ زمین میں جاتا ہے نہ اور جو زمین سے نکلتا ہے نہ</p> <p>مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا وَ</p> <p>اور جو آسمان سے اترتا ہے نہ اور جو اس میں پڑھتا ہے نہ اور</p> <p>هُوَ الرَّحِيمُ الْغَفُورُ ② وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا</p> <p>وہی ہے مہربان، بخشنے والا نہ اور کافر بولے ہم پر</p> <p>لَا تَأْتِينَا السَّاعَةُ قُلْ بَلَىٰ وَرَبِّي لَتَأْتِيَنَكُمُ عَذَابٌ</p> <p>قیامت نہ آئے گی تم فرماؤ کیوں نہیں تمہارے رب کی قسم بے شک ضرور تم پر آئے گی عذاب</p> <p>الْغَيْبِ لَا يَعْرِضُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمَوَاتِ</p> <p>جاننے والا نہ اس سے غائب نہیں ذرہ بھر کوئی چیز آسمانوں میں نہ</p> <p>وَلَا فِي الْأَرْضِ وَلَا أَصْغَرُ مِنْ ذَلِكَ وَلَا أَكْبَرُ ③</p> <p>اور نہ زمین میں اور نہ اس سے چھوٹی اور نہ بڑی مگر ایک</p> <p>فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ ④ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا</p> <p>صاف بتانے والی کتاب میں ہے نہ تاکہ ملے انہیں جو ایمان لائے اور اچھے</p> <p>الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ⑤</p> <p>کام کئے گئے، وہ ہیں جن کے لئے بخشش ہے اور رزق کی دوزی نہ</p> <p>وَالَّذِينَ سَعَوْا فِي آيَاتِنَا مُعْجِزِينَ أُولَٰئِكَ لَهُمْ</p> <p>اور جنہوں نے ہمارے آیتوں میں ہمارے کی کوشش کی کہ ان کے لئے سخت</p> <p>عَذَابٌ مِّنْ رَّجْزٍ أَلِيمٍ ⑥ وَيَرَى الَّذِينَ أُوتُوا</p> <p>عذاب دردناک ہیں سے عذاب ہے نہ اور جنہیں علم ملا نہ وہ جانتے</p>		
<p>مکمل</p>		

گا۔ خیال رہے کہ قانون یہ ہے کہ نیک اعمال سے جنت ملے۔ مگر اس کا فعل یہ ہے کہ نیک کاروں کو نیک کاروں کے طفیل جنت دیدے ۱۴۔ کہ انہیں جاوے، شعر کہہ کر لوگوں کو ان سے روکا ۱۵۔ اللہ کی آفتوں میں کوشش وہ قسم کی ہے۔ ایک اچھی دوسری بری۔ انہیں سمجھنے یا سمجھانے کی کوشش، ان سے مسائل و اصرار نکالنے کی کوشش عبادت ہے مگر انہیں غلط ثابت کرنے ان میں تعارض دکھانے، انہیں بھٹانے کی کوشش کفر ہے۔ یہاں یہ دوسری کوشش مراد ہے یا ضدی لوگوں کا ایک دوسرے کو ہرانے عاجز کرنے کے لئے قرآن کی آیتیں استعمال کرنا حرام ہے جیسا کہ آجکل عام مناظروں میں ہوتا ہے اس آیت کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں ۱۶۔ صحابہ کرام یا وہ علمائے توریت جو حضور پر ایمان لائے یا قیامت تک کے علمائے اسلام۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ علماء کرام کا درجہ بہت بڑا ہے، دوسرے

(بقیہ صفحہ ۶۸۳) یہ کہ علم وہی مفید ہے جو رب کی راہ دکھائے۔
 ا۔ آئوئی میڈی کا مقبول ہے یعنی علماء قرآن کو حق جانتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ جو عالم حضور کو اور قرآن کو حق نہ جانے وہ عالم ہی نہیں بڑا جاہل ہے۔ حضور کو جانے کا نام
 ہی علم ہے۔ ۲۔ نبوت و قرآن و حدیث و الہام اور وحی خرائیں (از روح) لہذا آیت پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ قرآن تو آہستہ آہستہ آیا اسے لڑکے کیوں فرمایا گیا ۳۔
 کافروں کو ایمان کی، مومنوں کو تقویٰ کی، عاشقوں کو لقاء یاری، عارفوں کو دیدار کی راہ بتاتا ہے ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کو بشر یا رجل وغیرہ عام الفاظ سے یاد کرنا

کافروں کا طریقہ ہے مسلمانوں پر لازم ہے کہ انہیں ایسے
 پاکیزہ القلب سے یاد کریں جن سے کسی بادشاہ کو بھی یاد نہ
 کر سکیں۔ انہیں رسول اللہ نبی اللہ، شفیع المذنبین کہیں۔
 رب فرماتا ہے۔ لَا تَقْعُدُوا عَمَّا آتَاكُم بِإِذْنِي سَبَّحُوا ثَلَاثِينَ
 بِحَمْدِ رَبِّكُمْ ۖ ص ۵۰۔ معلوم ہوا کہ بیوی باطل ہے اور
 اجزائے لاجبڑی حق ہیں۔ کیونکہ بالکل ریزہ ہو جانے کے
 معنی یہ ہیں کہ پھر ان ریزوں کے ٹکڑے نہ ہو سکیں۔ اور
 وہی جز لا یتجدی ہے اور اگر اس کا ٹکڑا ہو سکا تو کل صریح
 نہ رہتا ۶۔ یہ پیرائش ہوگی تو انہیں اصل اجزا پر مگر شکل و
 صورت میں مختلف کہ کالے مومن وہاں گورے ہو جائینگے
 اور گورے کافر کالے ۷۔ معلوم ہوا کہ نبی کو جنوں بھی
 نہیں ہو سکتا۔ پیغمبر گونگے اور بہرے ہونے سے محفوظ ہیں
 کیونکہ ان عوارضات سے تبلیغ کا فرض ادا نہیں ہو سکتا۔
 ہاں عارضی طور پر غشی آ سکتی ہے، رب فرماتا ہے وَخَشَّ
 بُنُوسَىٰ ضَاحِكًا ۖ یعنی جو آپ کو معمولی آدمی کے یا
 بچوں یا بھوت بولنے والا تو وہ ایسا گمراہ ہے جو ہدایت سے
 بہت دور ہے تمام گمراہیوں میں بدتر گمراہی نبی کی لہانت
 ہے ۹۔ یعنی وہ ہر طرف سے اللہ کے قبضے میں ہیں اور اللہ
 کے آسمان و زمین کے گہرے میں ہیں۔ میرے ملک میں
 رہ کر میرے نبی کا مقابلہ کرتے ہیں ۱۰۔ جیسے قارون کو مع اس کے
 خزانوں کے دھنسا دیا گیا تھا ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ آسمان کا گرنا
 پھٹنا ممکن ہے بلکہ قیامت میں واقع ہو گا خیال رہے کہ اس آیت
 سے پہچانوں کا امکان کذب کے مسئلے پر دلیل پکڑنا غلط ہے کیونکہ یہ آیت
 ظاہر معنی سے ان کے بھی خلاف ہے۔ کذب باری میں امتناع یا بغیر
 کے وہ بھی قائل ہیں ظاہر یہ ہے کہ یہ وعید ان لوگوں کے
 لئے نہیں جن سے عذاب نہ آنے کا وعدہ ہو چکا ہے ۱۲۔
 کہ نبوت و سلطنت دونوں انہیں بخشیں اور وہ خصوصیات
 انہیں عطا فرمائیں جو آگے مذکور ہیں ۱۳۔ اس طرح کہ جب
 اود علیہ السلام شیخ و جنیل کریں تو تمام پہاڑ اور پرندے
 بھی ان کے ساتھ اس طرح شیخ کریں جو سننے میں آوے
 ورنہ تمام چیزیں ویسے بھی اللہ کی شیخ کرتی ہیں ۱۴۔ کہ
 آپ کے ہاتھ شریف میں آکر موم یا گوندھے ہوئے آنے

الْعَلَمَ الَّذِي أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ هُوَ الْحَقُّ

ہیں کہ جو کچھ تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس سے اترا وہی حق ہے

وَيَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ وَقَالَ الَّذِينَ

اور عزت والے سب غریبوں سراپے کی راہ بتاتا ہے نہ اور کافر

كَفَرُوا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلَىٰ رَجُلٍ يُبَيِّنُ لَكُمْ إِذَا مَرَّكُمْ

ہوے کیا ہم تمہیں ایسا مرد بتا دیں کہ جو انہیں خبر دے کہ جب تم پھر نہ ہو کر باطل

كُلَّ مَمَّارٍ إِنَّكُمْ لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ أَفْتَرَىٰ عَلَىٰ

ریزہ ریزہ جو عارف تو پھر نہیں بنا جانتے کیا اللہ پر اس نے

اللَّهُ كَذِبًا أَمْ بِهِ جِنَّةٌ بَلِ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ

بھوت یا دھنسا یا اسے سودا جانتے بلکہ وہ جو آخرت پر ایمان نہیں

بِالْآخِرَةِ فِي الْعَذَابِ وَالضَّلَالِ الْبَعِيدِ أَفَلَمْ

لاگے عذاب اور درد کہ گمراہی میں ہیں تو کیا

يَرَوْا إِلَىٰ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ مِنَ السَّمَاءِ

انہوں نے نہ دیکھا جو ان کے آگے اور پیچھے ہے آسمان

وَالْأَرْضِ إِنَّ نَسْأًا خُفِّفَ بِهِمُ الْأَرْضُ أَوْ سَقَطَ

اور نہ میں کہ ہم بھاری تو انہیں زمین میں دھنسا دیں نہ یا ان پر آسمان کا

عَلَيْهِمْ كَسْفًا مِنَ السَّمَاءِ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّكُلِّ

ٹکڑا اگر ا دیں کہ ہر ملک اس میں نشان ہے ہر رجوع لانے والے

عَبْدٍ مُّنِيبٍ ۚ وَلَقَدْ أَتَيْنَا دَاوُدَ مِنَّا فَضْلًا لِّجِبَالِ

نندے کے لئے اور ہے ملک ہم نے داؤد کو اپنا ہوا فضل دیا ان کے پہاڑوں

أَوْ بِي مَعَهُ وَالطَّيْرَ وَالنَّعْلَ الْحَدِيدَ ۚ إِنَّ أَعْمَلَ

اس کے ساتھ اللہ کی طرف رجوع کرو اور لے پزند و لگ اور ہم نے اس کے لئے ہارم کیا نام

کی طرح نرم ہو جاتا ہے۔ آپ جو چاہتے بغیر گرم کئے اور بغیر ٹھوکنے پنے بنا لیتے یہ اس لئے ہوا کہ ایک فرشتہ نے آپ سے عرض کیا تھا کہ آپ بہت ہی اچھے ہیں
 کاش آپ بیت المال سے اپنی روزی نہ لیتے۔ آپ نے دعا کی اے مولیٰ مجھے روزی کا سامان قیہ سے عطا فرما تا کہ میں میں بیت المال سے کچھ نہ لیا کروں۔ تب
 آپ کو یہ مجزہ ملا پھر آپ زہرہ ہا کر گزارہ کیا کرتے تھے۔

۱۔ یعنی ہم نے ان کو بغیر استاد کے ذرا بتائی سکھائی جس کے ملتے یکساں ہوں اور ہر قد و قامت کے مطابق مختلف قسم کی بنایا کریں ۲۔ چنانچہ آپ صبح کو اپنے پایہ تخت دمشق سے تخت شریف پر اڑتے اور دوپہر کا آرام ملک فارس کے شہر اصفہان میں فرماتے اور شام کو کابل میں آرام کرتے تھے (روح و خزائن العرفان) آپ تمام روئے زمین کے بادشاہ ہوئے (روح) ۳۔ کہ جیسے داؤد علیہ السلام کے ہاتھ شریف میں لوہا نرم ہو جاتا تھا ایسے ہی حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے تانبا نرم فرما دیا گیا کہ آپ کے ارادے پر تانبا اپنی کان سے نکل کر پانی کی طرف بہتا تھا (روح) ۴۔ یوں تو تمام جنات حضرت سلیمان علیہ السلام کے تابع تھے لیکن کارگیری کرنے والے ان میں سے بعض تھے اس لئے یہاں۔ غصیت کا من فرمایا گیا۔

لہذا آیت پر یہ اعتراض نہیں ہو سکا کہ ان کے قبضے میں بعض جن تھے، بعض نہ تھے۔ ۵۔ کہ وہ جنات حضرت سلیمان کے سامنے توبہ رہتے تھے اور کام کاج کے جاتے تھے مگر غائب ہوتے ہی سرکشی کرتے تھے اس لئے رب تعالیٰ نے حضرت کی نفس مبارک کو کچھ مینے تک کھڑا رکھا تا کہ جنات کام کے چارویں ۶۔ معلوم ہوا کہ آپ کی سلطنت جن و انس دو پر تھی۔ مگر ہمارے حضور کی نبوت سارے عالم پر ہے۔ سلطنت اور نبوت میں بڑا فرق ہے۔ ہر مخلوق حضور کی امتی ہے ہم بادشاہوں کے رعایا ہیں ان کے امتی نہیں ۷۔ اس طرح کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی اطاعت نہ کرے اس کو دوزخ میں اس نافرمانی کی بھی سزا دی جائے گی۔ حضرت سعدی فرماتے ہیں کہ حضرت سلیمان کے ساتھ ایک فرشتہ آفتاب گزر لئے رہتا تھا جو سرکشی کرنے والے جن کو مارا تھا یہ دوزخ کا عذاب تھا (روح) بہر حال آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔

۸۔ رہنے کی عمارتیں اور عالیشان مسجدیں جن میں بیت المقدس شریف بھی داخل ہے چنانچہ شیاطین نے حضرت کے لئے شام، یمن میں شہر تدبیر اور قلعہ حجاج، مروان، طحین، سندھ اور فلتوم عدنان وغیرہ بنائے جو اب فنا ہو چکے ہیں یا دیران پڑے ہیں (روح) ۹۔ پتھروں سے پرندوں کی تصاویر، ایسے ہی فرشتوں، انبیاء کرام کی تصاویر، کیونکہ اس شریعت میں تصویر سازی اور تصویر رکھنی حرام نہ تھی ۱۰۔ کہ ایک لگن میں ہزار آدمی کھا سکیں خیال رہے کہ جہان ہفت کی جمع ہے بہت بڑے پتالہ کو بھرتے ہیں۔ اس سے چھوٹا قصہ پھر محمد پھر میکہ (روح) ۱۱۔ جو اپنی بڑائی و بوجھ کی وجہ سے پتالی نہ جائیں بیڑھیاں لگا کر ان پر چڑھا جاوے۔ یہ دیکھیں یمن میں تھیں ۱۲۔ آل داؤد سے مراد حضرت سلیمان علیہ السلام اور آپ کی تمام اولاد و برادران ہیں اور شکر سے مراد علی و قلیٰ ہر طرح کا شکر ہے اس سے دو مکملے معلوم ہوئے ایک یہ کہ شکر بڑی عبادت ہے جو گزشتہ انبیاء کے دین

۳۵	۶۸۵	۲۲
<p>سَبِّغْتَ وَقَدَّرْتَنِي السَّرْدَ وَأَعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا</p>		
<p>دوست زاریں بنا اور بنانے میں اندازے کا کفار رکھنا اور تم سب بھی کرو بے شک میں</p>		
<p>تَعْمَلُونَ بِصَيْرٍ ۝ وَلَسْلَيْمُنَ الرِّيحِ غَدَا وَهَاشِمُ ۝</p>		
<p>ہمارے کام کو دیکھو رہا ہوں اور سلیمان کے بس میں ہو کر دے اس کی بیج کی منزل ایک مینے کی راہ</p>		
<p>وَرَوَّاحُهَا شَهْرٌ ۝ وَأَسْأَلُكَ عَيْنَ الْقَطْرِ ۝ وَمَنْ</p>		
<p>اور شام کی منزل ایک مینے کی راہ لے اور ہم نے اس کے لئے پگھلے ہوئے تانے کا</p>		
<p>الْجِنِّ مَنْ يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِأَذْنِ رَبِّهِ ۝ وَمَنْ</p>		
<p>جنت بہا بائٹ اور جنوں میں سے وہ جو اس کے آگے کام کرتے اس کے کچے جسم</p>		
<p>يَزْعُمُ مِنْهُمْ عَنْ أَمْرِنَا نَذِقُهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيرِ ۝</p>		
<p>سے کہ اور جو ان میں ہمارے حکم سے چھپے نہ ہم اسے جنت کی آگ کا عذاب دیکھا نہیں گئے</p>		
<p>يَعْمَلُونَ لَهُ مَا يَشَاءُ مِنْ مَحَارِبٍ وَتَمَاثِيلَ ۝</p>		
<p>اس کے لئے بناتے جو وہ چاہتا اور کچے اور پگھلے اور تصویریں لے اور</p>		
<p>جِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُورٍ رَاسِيَتٍ ۝ اَعْمَلُوا آلَ</p>		
<p>ہم سے حوضوں کے برابر گنگنات اور ٹنگر دار دیکھیں آل لے داؤد والو</p>		
<p>دَاوُدَ شُكْرًا وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ ۝ فَلَمَّا</p>		
<p>شکر کرو آل اور پھر سے بندوں میں کم ہیں شکر والے کل بھر جب</p>		
<p>قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلَى مَوْتِهِ إِلَّا</p>		
<p>ہم نے اس پر موت کا حکم بھیجا کہ جنوں کو اس کی موت نہ بتائی مگر</p>		
<p>دَابَّةَ الْأَرْضِ تَأْكُلُ مِنْسَأَتَهُ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتْ</p>		
<p>زمین کی دیک کہ اس کا عصا کھاتی تھی ملک پھر جب سلیمان زمین پر آیا جنوں کی حقیقت</p>		
<p>الْجِنُّ أَنَّ لَوْكَانُوا يَعْلَمُونَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوا فِي</p>		
<p>کل بھی اگر غیب جانتے ہوتے نہ تو اس خورس کے</p>		
<p>منزل ۵</p>		

میں جاری تھی۔ دوسرے یہ کہ جس قدر رب تعالیٰ کی نعمتیں بندے پر زیادہ ہوں اسی قدر شکر زیادہ چاہیے دیکھو غنی پر زکوٰۃ بھی فرض ہے ۱۳۔ تم بھی انہیں شاکرین میں سے ہوؤ۔ اس سے معلوم ہوا کہ نیک اور تھوڑے بندے بروں سے افضل ہیں خواہ وہ کتنے ہی زیادہ ہوں۔ مولانا علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں فرمایا کہ ایک مومن جو صحابہ کرام کے نقش قدم پر ہو وہ بھی سواد اعظم ہے اس کی اتباع چاہیے۔ ۱۴۔ بعض تفسیر میں ہے کہ حضرت سلیمان کی وفات بیت المقدس کی تعمیر سے نو سال بعد ہوئی، بعض نے فرمایا کہ تعمیر کے دوران میں ہوئی، غالب یہ ہے کہ تعمیر تو مکمل ہو چکی تھی رنگ و روغن باقی تھا کہ آپ کی وفات قریب آگئی تو آپ نے دعا کی کہ موتی مسجد کی تکمیل باقی ہے۔ تب آپ کو حکم ہوا کہ نماز کی نیت باندھ لیں چنانچہ آپ نماز میں کھڑے ہو گئے۔ لاشعری کی نیک لگائی۔ اسی حال میں روح شریف

(بقرہ صفحہ ۶۸۵) قبض کر لی گئی اور آپ لاشی کے سارے ایک سال تک کھڑے رہے۔ جنت کو اس لئے شب نہ ہوا کہ آپ پہلے بھی کئی دن تک نماز پڑھتے رہے تھے اس لئے وہ برابر کام میں لگے رہے۔ ایک سال کے بعد دیکھنے لاشی کھائی جس سے لاشی گر گئی اور آپ کا جسم اقدس بھی زمین پر آگیا۔ تب جنت بھاگ گئے اس وقت تغیر کا کام عمل ہو چکا تھا ۱۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام کے اجسام وفات کے بعد گئے اور مٹنے سے محفوظ ہیں۔ دیکھو دیکھ لاشی کھائی مگر جسم شریف میں فرق نہ آیا۔ لہذا یوسف علیہ السلام کو بھی کیا کیسے کھا سکتا تھا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بعد وفات غیر روحی ضرورت کی وجہ سے ان کے کفن و دفن میں دیر ہو جاتی جائز ہے کہ آپ کا جسم شریف تکمیل مسجد کے لئے

ایک سال تک بغیر کفن و دفن رہا۔ لہذا اگر حضور کے کفن و دفن میں تاخیر خلافت کی وجہ سے کر دی گئی تو جائز تھی ۱۶۔ جنت کو دعویٰ تھا کہ ہم علم غیب جانتے ہیں آج انہیں پتہ لگا کہ یہ غلط ہے۔

۱۔ مسجد کی تعمیر و تکمیل جو ان شیاطین کے لئے عذاب جان تھی۔ آپ کی عمر ترین سال ہوئی۔ ۱۳ سال کی عمر میں تخت نشین ہوئے اور چالیس سال سلطنت فرمائی۔ اس آخری آیت سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفار سے مسجد تعمیر کروا سکتے ہیں کہ کافر راج مزدور سے کام لیں۔ دیکھو بیت المقدس شیاطین سے ہوائی گئی۔ دوسرے یہ کہ تعمیر مسجد کا فائدہ مومن کو ہوتا ہے کافر کو نہیں دیکھو بیت المقدس کی تعمیر شیاطین کے لئے عذاب فرمایا گیا۔ رب فرماتا ہے۔ (وَمَا يَعْزُبُ عَنْهُمْ لَنُفَعَالِئِمْ اَمِنْ يَابِئِئِمْ ۲)

مجاہد کا ایک قبیلہ ہے جو سیاہن۔ شب ابن۔ حرب ابن قطان ابن عامر ابن شارق ابن سام ابن نوح علیہ

السلام کی اولاد میں تھا ۳۔ جو شہر مارب میں تھی۔ مارب صنعاء سے تین منزل پر واقع تھا۔ اس سہا کی بقیس ملکہ یمن تھی جو حضرت سلیمان علیہ السلام کے نکاح میں آئیں (روح) ۴۔ اس طرح کہ ان کے شہر سے دور تک دو

روہ پانچات چلے گئے تھے ان باغوں میں پھولوں کی ایسی کثرت تھی۔ کہ اگر کوئی شخص سر پر ٹوکرا رکھ کر باغ سے

گزرتا تو میوؤں سے ٹوکرا بھر جاتا تھا (خرائن العرفان) ۵۔ جس کی آب و ہوا بھی اچھی اور پھر مکمل سانپ چھو وغیرہ

سے پاک و صاف۔ اس شہر کی پاکیزگی کا یہ حال تھا کہ جو شخص اس طرف سے گزر جاتا تو اس کے کپڑوں بالوں کی

جو کیں مر جاتیں (خرائن العرفان) ۶۔ بڑے سے بڑا گناہ بھی توبہ سے معاف فرما دیتا ہے ۷۔ اس طرح کہ ان میں

تیرہ نبی بھیجے گئے جنہوں نے ان لوگوں کو رب تعالیٰ کی نعمتیں یاد دلائیں۔ وہ ایمان نہ لائے اور بولے کہ ہم کو اللہ نے کوئی نعمت نہ دی ۸۔ بڑا بھاری سیلاب بھیجا جس

سے ان کے باغات تباہ ہو گئے۔ مکانات ریت میں دفن ہو گئے اور وہ علاقہ انہا برباد ہوا کہ عرب میں اس کی مثال دی جاتی ہے ۹۔ معلوم ہوا کہ ناشکری زوال ٹوٹ کا سبب ہے قوم سپاقتی عیش میں تھی رب کی ناشکری کے سبب

سب کچھ کھو بیٹھی ۱۰۔ جیسے عام طور پر جنگلوں میں خود رو پھیاں اگ جاتی ہیں جن کے پھل مزیدار نہیں ہوتے ۱۱۔ معلوم ہوا کہ انسان ناشکری سے خود معیشت متکا لیتا ہے ۱۲۔ یعنی ہم نے شہر سیاہ اور علاقہ شام کے درمیان برابر شہر بسا دیئے تھے کہ راہ میں دروازہ لگے نہ تھے تاکہ سبائوں کو سفر وغیرہ میں آسانی ہو۔ ان قریٰ سے شام کی بتیاں مراد ہیں جہاں پھل پھول بہت ہوتے ہیں ۱۳۔ یعنی یمن کے شہر سیاہ سے شام تک ایسی نسبت اور انداز ہے سے شہر رکھے گئے تھے کہ مسافر کو تو شہر ساتھ لے جانے کی ضرورت نہ پڑے۔ ناشتہ ایک شہر میں کرے تو دوسرے کھانے تک دوسرے شہر میں پہنچ جاوے اور شام تک تیسرے شہر میں داخل ہو جاوے۔ یمن سے شام

الْعَذَابِ الْهَبِيمِ ۱۰ لَقَدْ كَانَ لِسَيِّفِيْ مَسْكِينٍ

عذاب میں نہ ہوتے نہ بد شمس ساتھ کے لئے آج آدمی میں نشانی

اَيُّهٖ جَنَّتْ عَنْ يَمِيْنٍ وَشِمَالٍ كُلُّا مِنْ رِّزْقِ

تھیں نہ دو باغ دایسے اور بائیں اپنے رب کا رزق کھائے

رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ بَلَدًا طَيِّبَةً وَرَبُّ غَفُوْرٌ ۱۱

اور اس کا شکر ادا کرو پاکیزہ شہر میں اور بخشنے والا رب ۱۱

فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرْمِ وَبَدَّلْنٰهُم

تو انہوں نے منہ پھیرا تو ہم نے ان پر زور کا اہل بجھا دیا اور ان کے

بَحْتِيْمٍ جَنَّتِيْنَ ذَوَاتِيْ اٰكُلٍ خَمِيْطٍ وَّاَنۡلَ وَّ

باغوں کے محل دو باغ انہیں بدل دیئے جن میں کٹا بیڑہ اور چھاؤ اور

شَيْءٍ مِّنۡ سَدۡرٍ قَلِيْلٍ ۱۲ ذٰلِكَ جَزِيَّتُهُمْ بِمَا

کچھ ٹھوڑی سی بھڑیل تھیں ہم نے انہیں یہ بدل دیا ان کے

كَفَرُوْا وَاَهْلٌ يُجَزِيْۤىۡ اِلَّا الْكُفُوْرَ ۱۳ وَجَعَلْنٰ يَمِيْنُهُمْ

ناشکری کی سزا اور ہم کے سزا دیتے ہیں اسی کو جہاں ناشکری ۱۳ اور ہم نے یمن قریٰ

وَيَمِيْنِ الْقُرۡىِۚ الَّتِيۡ بَرَكْنَا فِيْهَا قُرۡىٰ ظَاهِرَةً وَّ

میں اور ان شہروں میں جن میں ہم نے برکت رکھی سمراہ کئے شہر ان اور

قَدَّرْنَا فِيْهَا السَّيْرَ سَيَرُوْا فِيْهَا لِبَالِيْ وَاَيَّامًا

انہیں منزل کے انداز سے پر رکھا تاکہ ان میں چلو راتوں اور دنوں امن

اٰمِنِيْنَ ۱۴ فَقَالُوْا رَبَّنَا بَعْدَ يَمِيْنٍ اَسْفَارُنَا وَظَلَمُوْا

امان سے کہ تو بولے کہ ہمارے رب ہمارے سفر میں دوسری مثالیں اور انہوں

اَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ وَمَزَقْنٰهُمْ كُلَّ مَمَزِقٍ ۱۵

نے خود اپنا ہی نقصان کرائے تو ہم نے انہیں کیا کیا کرداروں میں پوری برشتانی سے پرانہ کر

(بقیہ صفحہ ۶۸۶) تک کا سفر آسانی سے کٹ جاوے ۱۳۔ کہ راتوں میں چوری و درندوں کی ایذا کا اندیشہ نہیں۔ دن میں بھوک کا کھٹکا نہیں۔ دن و رات میں امن و امان
۱۵۔ سہا کے مالداروں کو حسد ہوا کہ ہم میں اور فقرا میں سفر میں فرق نہ رہا اگر آبادیاں دور دور ہو تیں تو ہم تو شے غلام، کینزیں ساتھ لے جایا کرتے سفر کا خلف
اٹھاتے۔ ہمارے اور غریبوں کے سفروں میں فرق ہوتا۔ اس لئے یہ دعا کی ۱۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ انسان کے جب دن برے آتے ہیں تو عقل بھی مادی جاتی ہے اور
نقصان دہ چیزوں کی دعا کر لیتا ہے اسی لئے بہتر ہے کہ محفل دعا مانگے۔ اللہ رسول ہم سے زیادہ ہمارے خیر خواہ ہیں ۱۷۔ اس طرح کہ سب والوں کو ایسی عبرتیں
دیں کہ آئندہ شلیل عبرت کے لئے ان کی کمانیاں قصے کما

إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ﴿١٩﴾ وَلَقَدْ

کی عطا سے رب کی ہر چیز کے مالک ہیں، رب فرماتا ہے: **إِنَّا نَخْلُقُكَ الْكَافِرُ** اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: **وَأَخْلَقْتُ لَكُمْ مِنَ الْجِنِّ** ۶ بلکہ رب تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ مصیبت میں حضور کے آستانہ پر جاؤ فرماتا ہے: **وَنُذِرُكُمْ إِذْ تَخْلُقُونَهُمْ جَاوِدًا** ۷۔ بہر حال یہ آیت یوں کے لئے ہے نہ کہ نبیوں اور ولیوں کے لئے ۹۔ کہ یہ بت نہ خلق میں رب کے شریک ہیں نہ ملکیت میں نہ تصرف کرنے میں ۱۰۔ کہ یہ بت اپنے پیچاریوں کی دنیا و آخرت میں مدد نہ کر سکیں گے، بلکہ آخرت میں ان کے دشمن ہو جائیں گے۔ ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ شفیع اور مشفع دونوں کے لئے اذن الہی ضروری ہے لہذا شفاعت صرف صالحین کریں گے اور صرف مومنوں کی کریں گے ۱۲۔ قیامت میں پہلے تو مومن شفیع و مشفع سب کو گھبراہٹ ہوگی مگر جب صالح مومنوں کو شفاعت کی اجازت مل جائے گی تو ان کے دل کی گھبراہٹ

(بقیہ صفحہ ۶۸) دور ہو جائے گی۔ خیال رہے کہ اس گھبراہٹ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور بعض صالحین محفوظ رہیں گے۔ رب فرماتا ہے لا یجزئہم الفزع الاکبر ۱۳ یعنی اجازت شفاعت ملنے کے بعد شفاعت کرنے والے مومن خوشی میں ایک دوسرے سے پوچھیں گے کہ تم سے رب نے کیا فرمایا۔ وہ جواب دیں گے کہ شفاعت کی اجازت دی اور یہ شفاعت اور اجازت برحق ہے ۱۴ کہ تمام بندوں کی بلندی اضافی ہے رب کی عظمت حقیقی جو کسی کے وہم و قیاس و گمان میں نہ آسکے مخلوق میں سب سے بلند عظمت حضور کی ہے۔ حضور سے بڑی عظمت والا ان کا رب ہے جس نے انہیں عظمت دی۔ (روح)

قُلْ لِلّٰهِ وَاَنَا اَرِیَاکُمْ لَعَلَّیْ هُدًی اَوْ فِی ضَلٰلٍ

ہے آسمانوں اور زمین سے تم فرماؤ اللہ اور اسے شک ہم یا تم یا تو ضرور

مُبِیْنٌ ۱۳ قُلْ لَا تَسْأَلُوْنَ عَمَّا اَجْرَمْنَا وَلَا تُسْأَلُ

ہدایت ہمہ ہیں یا کھلی نگاہی میں تم فرماؤ ہم نے تمہارے گمان میں اگر کوئی جرم کیا تو اس کی

عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۱۴ قُلْ یَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ یَفْتَحُ

تم سے جو چیزیں تمہارے کوٹوں کا ہم سے سوال تم فرماؤ ہمارا رب ہم سب کو جمع کرے پھر

بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِیْمُ ۱۵ قُلْ اَرُوْنِی

ہم میں بچا فیصلہ فرمائے گا ان اور وہی ہے بڑا نیا دیکھانے والا سب کچھ جاننا تم فرماؤ مجھے

الَّذِیْنَ اَلْحَقْتُمْ بِهٖ شُرَکَآءَ کَلَّآیْلٌ ۱۶ هُوَ اللّٰهُ الْعَزِیْزُ

دکھاؤ تو وہ شریک جو تم نے اس سے ملائے ہیں بشت نکالے وہی ہے اللہ عزت والا

الْحَکِیْمُ ۱۷ وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا کَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا

حکمت والا اور اسے محبوب ہم نے تم کو نہ بھیجا بلکہ ساری رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھبرانے

وَنَذِیْرًا وَّلٰکِنْ اَکْثَرُ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۱۸

وہی ہے کہ خوشخبری دیتا اور ڈر سنانا لیکن بہت لوگ نہیں جانتے کہ

وَقِیْلُوْنَ مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۱۹

اور کہتے ہیں یہ وعدہ کب آئے گا اگر تم سچے ہو تو

قُلْ لَّکُمْ مِیْعَادُ یَوْمٍ لَا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْدهٖ سَاعَةٌ ۲۰

تم فرماؤ تمہارے لئے ایک ایسے دن کا وعدہ جس سے تم نہ ایک گھڑی بچھو نہ کو

وَلَا تَسْتَفِیْهُمُوْنَ ۲۱ وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ

نہ آگے نہ ہرجہ سکو گی اور کافر بولے ہم ہرگز نہ ایمان لائیں گے

بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَلَا بِالَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ وَلَا تُزِیْرُ اِذْ

اس قرآن پڑھ اور نہ ان کتابوں پر جو اس سے آگے تھیں اور کسی طرح تو

اس قرآن پڑھ اور نہ ان کتابوں پر جو اس سے آگے تھیں اور کسی طرح تو

۱۔ کہ آسمان سے بارش برسا کر زمین سے سبزہ نکال کر
جسمانی روزی دیتا ہے اور آسمان نبوت زمین ولایت سے
روحانی روزی بخشا ہے۔ ۲۔ اولاً "تو کفار خود ہی یہ جواب
دیں گے کہ وہ بھی اس کے قائل ہیں اور اگر وہ یہ جواب
نہ دیں تو آپ خود جواب دے دیں ۳۔ یعنی ہم تم دونوں
نہ ہدایت پر ہیں کیونکہ نقیصہ جمع نہیں ہو سکتی اور نہ
دونوں گمراہی پر کیونکہ دونوں نقیصہ اٹھ بھی نہیں
سکتیں۔ یہاں تو فرمانا شک کے لئے نہیں جو مومن اپنے
ایمان میں شک کرے وہ کافر ہے بلکہ کفار سے اقرار کرانے
کے لئے ہے کہ جو اللہ کو ایک مانے اسے خالق مالک
جائے وہ یقیناً ہدایت پر ہے اور جو اس کے خلاف کہے وہ
گمراہ ہے ۴۔ نہ کہ واقع میں کیونکہ نبی گناہ سے معصوم
ہیں ۵۔ کیونکہ ہم نے تم کو تبلیغ فرادی۔ اب قبول نہ کرنا
تمہارا اپنا تصور ہے لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ۶۔
قیامت میں اولاً سب بندے ایک جگہ جمع ہوں گے پھر
مومن اور کافر کی چھانٹ کر دی جاوے گی کہ رب
فرماوے گا۔ ذٰلَمْنَا زُكُورًا لِلْمُؤْمِنَاتِ لَیْسَ بَیْنَہُمْ وَبَیْنَہُنَّ حَیْثُ
تعالیٰ کا عملی فیصلہ ہو گا۔ کوئی فیصلہ دنیا میں بھی فرما دیا گیا۔
۷۔ لہذا اس کا فیصلہ بالکل برحق ہو گا کیونکہ حاکم اپنی بے
علمی کی وجہ سے غلط فیصلہ کرتا ہے ۸۔ یہاں دکھانے سے
ظاہری دکھانا مراد نہیں کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان
بتوں کو ملاحظہ تو فرماتے ہی تھے بلکہ کفار کو ذلیل کرنے کے
لئے بشرک کے دلائل بیان کرنے کا حکم فرمایا جا رہا ہے کہ
ان بتوں کی الوہیت کے دلائل دکھاؤ بتاؤ ۹۔ ہرگز ان کی
الوہیت ثابت نہیں کر سکتے۔ ۱۰۔ معلوم ہوا کہ اور لوگ
دنیا میں آئے ہیں حضور بھیجے گئے ہیں لہذا ہم اپنے
خود ذمہ دار ہیں اور حضور کا رب ذمہ دار ہے۔ جیسے
کسی جگہ خود جانا اور حکومت کا سنبھالنا کر جانا۔
بہر حال دنیا میں آئے سب مگر آنے کی نوعیت میں
فرق ہے ایسے ہی نبی اور ہمارے کھانے پینے سونے جانے
کی نوعیتوں میں فرق ہے بغیر کا ہر کام عبادت ہے۔ ۱۱۔
معلوم ہوا کہ حضور گزشتہ نبیوں کے بھی نبی ہیں اسی لئے

معراج میں سارے نبیوں نے حضور کے پیچھے نماز پڑھی۔ یہاں انسانوں کی قید بشارت اور ڈرانے کے لئے ہے۔ یعنی جنت کی خوشخبری اور جہنم کا عذاب ان دونوں کا
مجموعہ صرف انسانوں کے لئے ہے۔ جنت کے لئے عذاب و دوزخ تو ہے مگر جنت کا ثواب نہیں اور دیگر مخلوق کے لئے نہ جنت ہے نہ دوزخ۔ ذرا عالمین کے لئے اور
جنت کی خوشخبری صرف انسانوں کے لئے۔ لہذا اس آیت میں اور دوسری آیتوں میں تعارض نہیں۔ خیال رہے کہ جب حضور تمام لوگوں کے لئے کافی ہیں تو اب کسی
اور نبی کی ضرورت نہیں۔ جیسے اللہ رب الناس ہے تو اور رب کی ضرورت نہیں ۱۲۔ بلکہ وہ اپنی جمالت سے یا تو آپ کی نبوت کے منکر ہیں جیسے عام کفار یا آپ کی ختم
نبوت اور کافۃ للناس کے انکاری جیسے اس وقت کے مسیلہ کذاب کے ماننے والے اور آج قادیانی ۱۳۔ ان کا یہ سوال نہیں ہل گئی کے لئے تھا کہ قیامت کب آئے

(بقیہ صفحہ ۲۸۸) گی اس لئے جواب نہ دیا گیا۔ حضور نے مسلمانوں کو قیامت کا دن 'قیامت کا مہینہ' تاریخ' علامات سب کچھ بتا دیں کہ محرم کا مہینہ، عاشورہ کا دن، بروز جمعہ واقعہ ہوگی اور علامات قیامت یہ ہوں گی ۱۲۔ اس دن سے مراد یا قیامت کا دن ہے یا ان کی موت کا دن۔ خیال رہے کہ مدت کا دن بزرگوں کی دعا سے نکل جاتا ہے بلکہ شیطان کی دعا سے بھی اس کی عمر لمبی بخشی گئی۔ فرماتا ہے۔ **يَوْمَ تَذَمَّنُ الْمَغْضِيُّونَ** حضرت آدم علیہ السلام کی دعا سے داؤد علیہ السلام کی عمر بچائے چالیس سال کے سو سال فرمادی گئی۔ آیت کا فاضل یہ ہے کہ تم اپنی فحشا سے اپنی موت سے آگے پیچھے نہیں بٹ سکتے۔ ہم بڑھاپوں تو بڑھاپوں ۱۵۔ یہ شریکین مکہ کا قول ہے ورنہ اہل کتاب تورات و انجیل کو مانتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا

کہ ہم کو تمام آسمانی کتابوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔
۱۔ قیامت میں اپنا فیصلہ سننے کے لئے جبراً 'کھڑے' کئے جائیں گے۔ مومن بخوشی کھڑے ہوں گے۔ ۲۔ اور ہم کو ایمان لانے سے نہ روکے (خزائن العرفان) ۳۔ کیونکہ ہم نے اسلام کی حقانیت کے دلائل دیکھ لئے تھے۔ فقط تمہارے بھگانے کی وجہ سے ایمان نہ لائے۔ معلوم ہوا کہ ایسے عذر بارگاہ الہی میں قبول نہیں ۴۔ ہرگز نہیں 'تم جھوٹے ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ نیا کی دوستیاں آخرت میں دشمنوں سے تبدیل ہو جائیں گی وہی دوستی قائم رہے گی جو اللہ کے لئے ہو جیسا کہ بہت جگہ قرآن نے اعلان فرمایا۔ ۵۔ یعنی گمراہ ہونے میں تم ہماری طرح مجرم ہو۔ لہذا ہمیں تمہیں یکساں عذاب ہونا چاہیے۔ یہ آیت ان آیتوں کی تفسیر ہے کہ قیامت میں کوئی شفاعت نہ کرے گا، یعنی کفار کی بلکہ انہیں جن سے امید تھی وہ دشمن ہوں گے بعض جلاء یہ آیت مسلمانوں اور اولیاء اللہ و انبیاء پر چسپاں کرتے ہیں کہ یہ گفتگو قیامت میں حیر مرید نبی امتی میں ہوگی مگر لطف یہ ہے کہ خود بھی اپنے پیروں کے مرید ہوتے ہیں۔ غرضیکہ تفسیر نہیں بلکہ تحریف ہے۔ بخاری میں ہے کہ خزانہ کا بدترین کفر یہ ہے کہ وہ کفار کی آیتیں مسلمانوں پر لگاتے ہیں۔ خیال رکھو کہ یہ آیت کفار اور ان کے پیشواؤں کے متعلق ہے۔ ۶۔ اور دوسروں کی دیکھا دیکھی کافر ہو گئے تھے۔ اس میں وہ فقراء کفار بھی داخل ہیں جو امیروں کی وجہ سے کافر ہوئے اور وہ جاہل کفار بھی جو علم والے کفار کی وجہ سے ہمک گئے۔ یعنی تم دن رات بھگانے کی تدبیریں کرتے رہے اور ہمارے پیچھے پڑے رہتے تھے۔ غرضیکہ کفار ایک دوسرے کے عیب کھولیں گے ۸۔ اس سے دوسرے معلوم ہوئے ایک یہ کہ رسول اللہ کا انکار اللہ کا انکار ہے کیونکہ وہ کافر اللہ کے منکر نہ تھے 'حضور کے منکر تھے مگر اسے اللہ کا انکار قرار دیا گیا۔ دوسرے یہ کہ کفار اپنے بچوں کو رب کے برابر یا اس کی مثل سمجھتے تھے اس لئے شرک ہوئے۔

رب فرماتا ہے کہ وہ بچوں سے ہیں گئے ذٰلِکَ بِرَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار اپنے بچپن کے گمراہی کے طور پر خدا سے جدا ہو گئے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ قیامت میں مومن و کافر پہچانے جائیں گے۔ گلے میں طوق ہونا کافر کی علامت ہوگی۔ گلا خالی ہونا مومن کی پہچان۔ رب فرماتا ہے **يَوْمَ تَذَمَّنُ الْمَغْضِيُّونَ** غرض کہ گمراہ مومن و دوزخ کی سزا عتاب کے طور پر ہوگی اور کافر کو عتاب و عذاب کے طریقہ ۱۱۔ معلوم ہوا کہ کفار کے چھوٹے بچے دوزخ میں نہ جائیں گے کیونکہ انہوں نے نفرا یا بد عملی نہ کی۔ دوزخ جنت کی طرح بغیر عمل نہ ملے گی۔ جنت بعض کو بغیر عمل بھی ملے گی ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا اکثر مالہ راہی انبیاء کی مخالفت کرتے ہیں اور

۶۸۹
۲۲

الظَّالِمُونَ مَوْقُوفُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ
إِلَى بَعْضٍ الْقَوْلَ يَقُولُ الَّذِينَ اسْتَضَعِفُوا الَّذِينَ
اسْتَكْبَرُوا وَلَا أَنْتُمْ لَنَا مُؤْمِنِينَ ۝ قَالَ الَّذِينَ
اسْتَكْبَرُوا الَّذِينَ اسْتَضَعِفُوا أَنْ هُوَ صَدَدُكُمْ
عَنِ الْهُدَىٰ بَعْدَ إِذْ جَاءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُجْرِمِينَ ۝
وَقَالَ الَّذِينَ اسْتَضَعِفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا بَلْ
مَكْرُ الْبَلِّ وَالْثَّهَارِ أَذْ تَامُرُونَنَا أَنْ تَكْفُرَ بِاللَّهِ
وَنَجْعَلَ لَهُ أَنْدَادًا وَأَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَأَوُا
الْعَذَابَ وَجَعَلْنَا الْأَغْلَلَ فِي آعْنَاقِ الَّذِينَ
كَفَرُوا أَهْلَ يَجْزُونَ إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ وَمَا
أَرْسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيرٍ إِلَّا قَالَ مُتْرَقُهَا

منزل ۵
۵

(بقیہ صفحہ ۶۸۵) قہراہ ان کی ابتلا۔ یہ قانون قیامت تک رہے گا کہ سردار مالدار گناہوں میں پیش پیش۔ قہراہ نیکوں میں آگے والا ماشاء اللہ۔ آج بھی اس کی مثال دیکھی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ شان غنی کے خزانہ کی دولت بخشے۔

۱۔ شان نزول۔ حضور کے زمانے میں وہ شخص تھے تجارت میں شریک ایک تو تجارت کے لئے شام کو گیا دو سارا مکہ طہر میں رہا جب حضور نے اپنی بیعت کا اعلان فرمایا اور یہ خبر شام میں پہنچی تو شام والے نے اپنے مکہ والے شریک کو خط لکھا کہ تو مجھے حضور کے حالات کی خبر دے۔ مکہ والے نے لکھا کہ انہوں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے

سبھا ۳۴

۶۹۰

دوسرے ہفتہ ۲۲

إِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُمْ بِهِ لِفُرُوقٍ ۖ وَقَالُوا نَحْنُ أَكْثَرُ

کہ تم جو لے کر بھیجے گئے ہم اس کے منکر ہیں لے اور بولے ہم مال اور اولاد

أَمْوَالًا وَأَوْلَادًا وَمَا نَحْنُ بِمُعَدِّينَ ۖ قُلْ إِنْ

میں بڑھ کر بھی اور ہم پر عذاب ہونا نہیں ہے تم فرماؤ بے شک

رَبِّي يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ وَلَكِنْ

میرا رب رزق وسیع کرتا ہے جس کے لئے چاہے اور تنگی دیتا ہے

أَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۚ وَمَا أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ

لیکن بہت لوگ نہیں جانتے کہ اور تمہارے مال اور تمہاری اولاد کو

بِالَّتِي تَقْرَبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفَىٰ ۖ الْأَمِنُ الْأَمِنُ وَعَمَلُ

اس قابل نہیں کہ تمہیں ہمارے قریب تک پہنچائیں مگر وہ جو ایمان لائے

صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ لَهُمْ جَزَاءُ الضَّعِيفِ بِمَا عَمِلُوا

اور نیکی کی بات ان کے لئے دونوں صلوٰۃ ان کے عمل کا بدلہ ہے

وَهُمْ فِي الْغُرُفِ آمِنُونَ ۖ وَالَّذِينَ يَسْعَوْنَ فِي

اور وہ بالا خانوں میں امن وامان سے ہیں اور وہ جو بھاری آٹھوں میں

اِبْتِنَاءٍ مُّعْجَزِينَ أُولَٰئِكَ فِي الْعَذَابِ مُخَضَّرُونَ

برائے کی کوشش کرتے ہیں کہ وہ عذاب میں لادھرے جائیں گے

قُلْ إِنْ رَبِّي يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ

تم فرماؤ بے شک میرا رب رزق وسیع فرماتا ہے اپنے بندوں میں جس کے لئے چاہے

وَيَقْدِرُ لَهُ ۖ وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ خِلَافُهُ

اور تم نے خرچ کیا ہے جس کے لئے چاہے اور جو چیز تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو

وَهُوَ خَيْرُ الرَّزْقِينَ ۖ وَيَوْمَ يُحْشَرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ

وہ اس کے بدلے اور دے گا اور وہ سب بھروسہ رازق ہیں نہ دلائل اور جس دن ان سب کو اکٹھے

منازل ۵

مگر صرف غریب ہی نے ان کی بات مانی ہے جب یہ شامی مکہ طہر آیا تو حضور کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر آپ کا وعظ سن کر ایمان لایا اور عرض کیا کہ میں گواہ ہوں کہ آپ سچے رسول ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ تم نے یہ کیسے جانا۔ عرض کیا کہ میں کبھی کتابوں کا عالم ہوں۔ بیش رسولوں کی اطاعت پہلے فریضہ کی ہے۔ اس کی تائید میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (غزائن العرفان) ۲۔ تو مجھے ہم دنیا میں مسلمانوں سے زیادہ عیش میں ہیں۔ ایسے ہی آخرت میں ہو گا۔ یہ الزام کہتے تھے ورنہ وہ آخرت کی مزا و جزا کے قائل نہ تھے ۳۔ کہ دنیا کی غلی و فراخی اعمال یا ایمان کا نتیجہ نہیں۔ آخرت کا عیش اور تکلیف اعمال کا نتیجہ ہوں گے۔ کھیت میں دانا بھوسہ ایک ساتھ رہتے ہیں مگر گائے کے بعد بھوسے کی جگہ اور ہے دانہ کا مقام اور۔ دنیا کھیت ہے۔ ۴۔ اے کافرو! مظلوم ہوا کہ کافر باپ کی مومن یا ولی اولاد اسے عذاب سے نہیں بچا سکتی ۵۔ اس کا مال و اولاد قرب الہی کا ذریعہ ہے کہ نیک اولاد کے ذریعہ مومن ماں باپ کے درجے بلند ہوتے ہیں اور مال کے صدقات و خیرات بلکہ مومن کے تمام اخراجات قرب الہی کا ذریعہ ہیں۔ ۶۔ اپنے اعمال کا بھی بدلہ اور اپنی نیک اولاد کا بھی بدلہ جنہیں نیک بنا کر یہ رب کی بارگاہ میں گیا۔ لہذا تمام امت کی نیکیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بلندی درجات کا ذریعہ ہیں کہ یہ سارا بارگاہ انہی کا ٹکڑا ہوا ہے ۷۔ بالواسطہ یا بلاواسطہ خود اپنے عمل بلاواسطہ اپنے ہیں اور نیک اولاد کے عمل بالواسطہ اپنے عمل ہیں۔ لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۸۔ اس طرح کہ اپنی چرب زبان سے قرآنی آیات بھٹانا چاہتے ہیں ۹۔ مظلوم ہوا کہ ہارجیت کے لئے مناظرہ کرنا اور آیات پڑھنا کفار کا شیوہ اور جنہی ہونے کا ذریعہ ہے۔ آیات الہی صرف اعطاء کلمت اللہ کے لئے پڑھی جاویں۔ اور سب سے بدتر وہ جو قرآنی آیات اس نیت سے پڑھے کہ اس سے حضور کی تحقیر شان ثابت کی جائے۔ قرآن کو قرآن والے محبوب کی اہانت کا ذریعہ نہ بناؤ ۱۰۔ اس طرح کہ ایک ہی بندے پر کبھی فرائض فرماتا ہے کبھی غلی ۱۱۔ یا قند آخرت میں یا دنیا و آخرت دونوں میں کہ کبھی دنیاوی مال میں بھی برکت ہوتی ہے۔ لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ حضور نے فرمایا کہ خرچ کرو تم پر خرچ کیا جاوے گا کہ صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا ۱۲۔ یعنی جن کے ذریعہ تمہیں رزق پہنچتا ہے جیسے غلام کے ذریعہ بیوی کو سلطان کے ذریعہ رعایا کو مولا کے ذریعہ غلاموں کو مالداروں کے ذریعہ خیرات کو ان سب میں رب تعالیٰ اعلیٰ رازق ہے لہذا آیت پر یہ اعتراض نہیں پڑ سکا کہ اس سے بہت سے رازق ثابت ہوئے۔ یہ تو شرک ہے کیونکہ وہ سب مجازی رازق ہیں رب تعالیٰ حقیقی اس سے مظلوم ہوا کہ حضور کو شاخ باغ وغیرہ صفات سے موصوف کر سکتے ہیں۔

طرح کہ ایک ہی بندے پر کبھی فرائض فرماتا ہے کبھی غلی ۱۱۔ یا قند آخرت میں یا دنیا و آخرت دونوں میں کہ کبھی دنیاوی مال میں بھی برکت ہوتی ہے۔ لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ حضور نے فرمایا کہ خرچ کرو تم پر خرچ کیا جاوے گا کہ صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا ۱۲۔ یعنی جن کے ذریعہ تمہیں رزق پہنچتا ہے جیسے غلام کے ذریعہ بیوی کو سلطان کے ذریعہ رعایا کو مولا کے ذریعہ غلاموں کو مالداروں کے ذریعہ خیرات کو ان سب میں رب تعالیٰ اعلیٰ رازق ہے لہذا آیت پر یہ اعتراض نہیں پڑ سکا کہ اس سے بہت سے رازق ثابت ہوئے۔ یہ تو شرک ہے کیونکہ وہ سب مجازی رازق ہیں رب تعالیٰ حقیقی اس سے مظلوم ہوا کہ حضور کو شاخ باغ وغیرہ صفات سے موصوف کر سکتے ہیں۔

۱۔ قیامت میں اولاً "سارے کافر یکجا جمع کئے جائیں گے۔ پھر ان میں سے ہر قسم کے کفار کو علیحدہ کیا جائے گا۔ سب کفار کو جمع کرنا فرشتوں سے یہ سوال ان کفار کو شرمندہ کرنے کے لئے ہو گا نہ کہ فرشتوں پر عتاب کے لئے ۲۔ کیونکہ اس پوچھنا میں وہ شیاطین کی اطاعت کرتے تھے۔ لہذا اور پروردہ شیاطین کے پجاری ہوئے نہ کہ ہمارے ۳۔ یہاں اکثر معنی کل ہے کیونکہ سارے کفار شیاطین کے ماننے والے تھے یا ہم کا مرجع انسان ہیں۔ یعنی اکثر انسان شیاطین کو مانتے تھے۔ اور تھوڑے لوگ مومن تھے (روح) لہذا یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ سارے کفار شیاطین کو مانتے تھے پھر اکثر کیوں فرمایا۔ ۴۔ یہاں ایمان لغوی معنی میں ہے، نہ کہ شرعی معنی میں ۵۔

اسے کافر اور شیطانوں، یعنی نہ کافر کو شیطان نفع دیں نہ شیاطین کو کافر فائدہ پہنچائیں، نیز ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے کے۔ سب رب کے عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ سب کو فرشتے سزا و نقصان دیں گے۔ لہذا آیت صاف ہے ۶۔ اس سے یہ لگا کہ مومن قیامت میں پاؤں الٹی بعض بعض کو نفع پہنچائیں گے۔ کیونکہ یہاں یہ کفار کے لئے فرمایا گیا۔ رب فرماتا ہے: "لَا يَنْفَعُ الظَّالِمِينَ لَدُنَّ رَبِّهِمْ الْقُوَّةُ الَّتِي كَانُوا يَفْقَهُونَ" اس کی حقیقت ہماری کتاب علم القرآن میں دیکھو۔ بعض صالحین کفار مسلمانوں کی شفاعت کریں گے۔ یعنی کافروں سے رب فرماتا ہے: "لَا يَنْفَعُ الظَّالِمِينَ لَدُنَّ رَبِّهِمْ الْقُوَّةُ الَّتِي كَانُوا يَفْقَهُونَ" اس سے دو دشمن مسلمانوں سے طعن کے خطابات نہ ہوں گے۔ ۸۔ معلوم ہوا کہ برابری کا دعویٰ کرتے ہوئے حضور کو مرد، آدمی، بشر، بھائی وغیرہ کہنا کافروں کا کام ہے ۹۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اپنے باپ دادوں کے رسم کو شرعی احکام کے مقابل ترجیح دینا کفار کا کام ہے۔ دوسرے یہ کہ جس دل میں حضور کا ادب و وقار نہ ہو اس دل میں قرآن کریم کا وقار بھی نہیں قائم ہو سکتا ۱۰۔ یہ لوگ اگر حضور کا درجہ جان جاتے تو قرآن کریم کو بہتان بھی نہ کہتے اس لئے حضور نے پہلی تبلیغ میں ہی فرمایا کہ بتاؤ میں تم میں کیا ہوں ۱۱۔ معلوم ہوا کہ کفار کو خود اپنی کسی بات پر قرار نہ تھا کہ بھی قرآن شریف کو بہتان کہتے تھے بھی جلدو بھی شعر بھی کہتے۔ یہ ہی حال آج ہے دین فرقوں کا ہے کہ انہیں اپنی ایک بات پر قرار نہیں ہوتا۔ مرزا قادیانی بھی نئی بات بھی کرشن، بھی خدا بھی سچ، بھی حسین، بھی جیص والی عورت ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ حجاز بلکہ عرب میں حضور سے پہلے کوئی آسمانی کتاب اور کوئی پیغمبر تشریف نہ لائے لوگ اولاً "دین ابراہیمی" تھے پھر اکثر مشرک ہو گئے جس آسمان پر سورج ہے وہاں کوئی اور تارہ نہیں ۱۳۔ اسماعیل علیہ السلام کے بعد لہذا اصحاب فترہ کو صرف توحید کا عقیدہ کافی تھا اور اس میں بھی حضور کی شان کا اظہار بہ زیادہ بگڑی جگہ بڑے مصلح کو بھیجا جاتا ہے۔

۵۰ صفحہ ۱۲	۶۹۱	سبھا
<p>يَقُولُ لِلْمَلِكَةِ أَهْؤَالُ آيَاتِكُمْ كَأَنُؤَابِعْبُدُونَ ﴿۳۰﴾</p> <p>یہاں فرشتوں سے فرمائے جاسکے یہ نہیں ہوتے تھے نہ</p> <p>قَالُوا سُبْحَنَكَ أَنْتَ وَلَيْتَنَّا مِنْ دُونِمْ بَلْ كَانُوا</p> <p>وہ عرض کریں گے ہاں ہے کہ تو ہمارا دوست ہے نہ وہ بگڑ جنوں کو</p> <p>يَعْبُدُونَ الْجِنَّ أَكْثَرُهُمْ مِنْ مُؤْمِنُونَ ﴿۳۱﴾ قَالُوا يَوْمَ</p> <p>ہوتے تھے نہ ان میں اکثر انہیں پر مبین لائے تھے نہ آج تم میں</p> <p>لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَفْعًا وَلَا ضَرًّا وَنَقُولُ</p> <p>ایک دوسرے کے بھلے بڑے کا کہ انکار نہ رکھے عبادت اور ہم فرمائیں گے</p> <p>لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذُوقُوا عَذَابَ النَّارِ الَّتِي كُنْتُمْ يَهَا</p> <p>ظالموں سے نہ اس آج کا عذاب پچھو مجھے</p> <p>تُكَذِّبُونَ ﴿۳۲﴾ وَإِذْ أُنْتَلِيَ عَلَيْكُمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالُوا مَا</p> <p>جسلا تھے تھے اور سب ان ہمارا کی روشنی آئیں بڑھی جائیں تو کہتے ہیں</p> <p>هَذَا الْأَرَجُ لِيُرِيدَ أَنْ يَصُدَّكُمْ عَنْ مَا كَانُوا يَعْبُدُونَ</p> <p>یہ تو نہیں مگر ایک مرد کہ نہیں روکنا چاہتے ہیں تمہارے باپ دادا کے مبودوں</p> <p>أَبَاؤُكُمْ وَقَالُوا مَا هَذَا إِلَّا فُكٌّ مَفْتَرٍ وَقَالَ الَّذِينَ</p> <p>سے نہ اور کہتے ہیں تو نہیں مگر بہتان ہو رہا ہے اور کافروں نے</p> <p>كَفَرُوا بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُمْ إِنَّ هَذَا إِلَّا أَسْخَرُ مِمَّنْ</p> <p>حق کہہا جب ان کے پاس آیا تو نہیں مگر کھلا ہارو کہ</p> <p>وَمَا آتَيْنَاهُمْ مِنْ كُتُبٍ يَدْرُسُونَهَا وَمَا أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمْ</p> <p>اور ہم نے انہیں کچھ کتابیں نہ دی ہیں جنہیں پڑھتے ہوں گے اور تم سے پہلے ان کے</p> <p>مَلَكٍ مِنْ نَذِيرٍ ﴿۳۳﴾ وَكَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَمَا</p> <p>پاس کوئی ڈرسانے والا یا ان کے انہوں نے بھلایا اور یہ اس</p>		
منزل ۵		

۱۔ یعنی کفار قریش کو قوم عاد و ثمود و فرعون وغیرہ کے مقابلہ میں قوت مال اولاد عمر کا دسواں حصہ بھی نہ ملا ہے۔ جب تک کہ مخالفت سے وہ قومیں تباہ ہو گئیں تو ان کفار کی کیا حقیقت ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ روحانی طاقت کے مقابل جسمانی قوت بیکار ہوتی ہے کیونکہ ان کا تکلیف رعب تعالیٰ سے ہوتا ہے ۲۔ جو ایک بات ایمان و عرفان خدا رسی سب کے لئے کافی ہوگی ۳۔ محض حق طلبی کے لئے خدا سے خالی ہو کر معلوم ہوا کہ نیکی کے لئے کھڑا ہونا، بیٹھنا، قیام ہونا بھی عبادت ہے۔ دینی مدرسے دینی چلے سب یا عتق ثواب ہیں۔ اس مقصد کے لئے خلوت جلوت سب ہی عبادت ہے۔ اس سے اشارہ یہ بھی معلوم ہوا کہ سوچنے اور غور کرنے کے لئے بیٹھنے سے

نمائاں بہتر ہے۔ ۴۔ معلوم ہوا کہ حضور کے احوال طیبہ طاہرہ کو سوچنا بھی عبادت اور امر الہی ہے۔ اس سے ایمان میں تازگی ہوتی ہے بلکہ یہ عبادت کی اصل ہے کہ تمام عبادات حضور کی عظمت سے نصیب ہوتی ہیں۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ ایک ساعت کی فکر ہزار برس کے ذکر سے افضل ہے جو بغیر فکر کے ہو ۵۔ یعنی انہوں نے دعویٰ نبوت جنوں سے نہیں کیا۔ ان کے معجزات سے ان کا صحیح ہونا معلوم ہوتا ہے یا یہ مطلب ہے کہ وہ سچے نبی ہیں اور نبی کبھی دہوانہ نہیں ہو سکتے ۶۔ اس عذاب سے مراد یا تو دنیا کے وہ عذاب ہیں جو اسلامی جنگوں کی شکل میں آئے یا وہ عذاب جو موت کے وقت اور موت کے بعد ہوں گے یا قیامت کے عذاب ۷۔ مبارک ہو اپنے پاس سنبھال رکھو۔ یعنی میں نے تبلیغ پر کبھی اجرت طلب نہ کی۔ یا یہ مطلب ہے کہ جو کچھ مظاہر میں نے تبلیغ نبوت کے شکر یہ میں کیا ہے وہ تمہارے ہی لئے مفید ہے یعنی حضور کے قربت داروں سے محبت کرنا۔ رب فرماتا ہے کُذِّرْنَا نُنَبِّئُكُمْ عَنِكَ أَخْبَارًا لَّا تُغْنِيكَ فِي الْغُرْبَةِ کیونکہ حضور کے قربت داروں سے محبت ہمارے لئے ہی مفید ہے (روح) مگر اگلا مضمون پہلے معنی کی تائید کر رہا ہے۔ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ بلا معاوضہ تبلیغ کرنا سنت پیغمبر ہے ۹۔ یہاں گواہ سے مراد شرعی گواہ نہیں جو حاکم کے سامنے مدعی کی گواہی دے۔ رب تعالیٰ احکم الحاکمین ہے وہ گواہی کس کے دربار میں دے گا بلکہ مراد مشاہدہ فرمانے والا ہے۔ یعنی رب تعالیٰ میرے اور تمہارا اعمال کا ایسا مشاہدہ فرما رہا ہے جیسے گواہ واردات کا یا یہ مطلب ہے کہ جیسے میں رب کی توحید اس کی ذات و صفات کا جتنی گواہ ہوں ایسے ہی رب تعالیٰ میری نبوت و میرے صفات کا گواہ ہے جس نے گواہی دے کر میری تائید فرمائی۔ حضور کو معجزات دینا قرآن کریم میں آپ کی نبوت و کمالات کا اعلان فرمانا رب کی گواہی ہے۔ لہذا اکل شئی سے مراد حضور کی تمام صفات کمالیہ ہیں لہذا آیت پر یہ اعتراض نہیں کہ جب رب گواہ ہو تو حاکم کون ہے جو اس کی گواہی پر فیصلہ کرے۔ یہ

بَلِّغُوا مَعْشَارَ مَا آتَيْتُمْ فَكَذَّبُوا رَسُولِي فَكَيْفَ كَانَ

کے رسول کو بھی نہ پہنچے جو ہم نے انہیں دیا تھا بل پھر انہوں نے میرے رسول کو جھٹلایا تو کیسا ہوا

يَكْبِرُ ۚ قُلْ إِنَّمَا أَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ أَنْ تَقُومُوا لِلَّهِ

بیزاد کرنا تم فرماؤ میں نہیں ایک ہی نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ کے لئے

مَنْشَىٰ وَفَرَّادَىٰ ثُمَّ تَتَفَكَّرُوا مَا بِصَاحِبِكُمْ مِنْ

خبر سے رہو کہ دودھ اور اکیلے اکیلے پھر سوچو کہ تمہارے ان صاحب میں جنوں کی

جَنَّةٍ إِنَّ هُوَ الْأَنْذِيرُ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ

کوئی بات نہیں کہ وہ تو نہیں مگر جس دہر سناتے والے ایک سخت عذاب

شَدِيدٍ ۚ قُلْ مَا سَأَلْتُكُمْ مِنْ أَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ إِن

کے آگے نہ فرماؤ میں نے تم سے اس پر جو کہ اجر مانگا ہو وہ تمہیں کوئی

أَجْرِي إِلَّا عَلَى اللَّهِ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۚ

میرا اجر تو اللہ ہی پر ہے نہ اور وہ ہر چیز پر گواہ ہے کہ

قُلْ إِنْ رَبِّي يَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَآمُ الْغُيُوبِ ۚ قُلْ

تم فرماؤ بیشک میرا رب حق کا اظہار کرتا ہے نہ بہت جاننے والا سب غیوب کا تم فرماؤ

جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِيهِ الْبَاطِلُ وَالْغَائِبُ ۚ قُلْ

حق آیا نہ اور باطل نہ بھل کرے اور نہ پھر کر آئے نہ تم فرماؤ

إِنْ ضَلَلْتُ فَإِنَّمَا أَضِلُّ عَلَىٰ نَفْسِي وَإِنْ اهْتَدَيْتُ

اگر میں بھلا تو اپنے ہی بھلے کو بھلا کر اور اگر میں راہ پائی

فَمَا يُوْجِئُ إِلَىٰ رَبِّي إِنَّهُ سَمِيعٌ قَرِيبٌ ۚ وَلَوْ تَرَىٰ

تو اس کی سبب جو میرا یہی طرف دیکھتا ہے کہ بے شک وہ سننے والا نزدیک ہے اور کسی

إِذْ فَرَعُوا فَلَا قُوَّةَ وَأَخَذُوا مِنْ مَّكَانٍ قَرِيبٍ

اگر تو دیکھتے جب وہ گھبراہٹ میں ڈالے جائیں گے پھر پھر کر نہ نکل سکیں گے اور ایک قریب جگہ

گواہی عرفی ہے جو تائید و تقویت کے لئے ہو، شرعی نہیں جو فیصلہ لے ہو ۱۰۔ میرے دل میں اب بھی اور نزول قرآن کریم سے پہلے بھی۔ حضور کو خود رب تعالیٰ نے حق کی تعلیم دی۔ حضور کسی کے شاگرد نہیں ۱۱۔ حق سے مراد قرآن ہے یا اسلام یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیونکہ حضور کا ہر قول و فعل بلکہ زندگی کا ہر شعبہ حق ہے حضور سرایا حق جیسے سونے کی کان سے سونائی نکلتا ہے۔ ایسے ہی حضور سے حق ہی صادر ہوتا ہے ۱۲۔ رب نے یہ وعدہ پورا فرمایا کہ حرمین الشریفین میں شرک و بت پرستی انشاء اللہ قیامت تک نہیں ہوگی اور خانہ کعبہ میں اب کبھی بت نہ آئیں گے ۱۳۔ اس میں حضور نے اپنا ذکر فرمایا مگر مراد دوسرے ہیں یعنی جو بیکارہ اپنی شامت نفس سے بھرا اور جس نے ہدایت پائی وہ میری وحی کے ذریعہ سے۔ نیز کسی کے ہنسنے کا وہاں دوسرے پر نہ ہو گا خود ہنسنے والے پر ہو گا ۱۴۔ یعنی مجھے اور سارے

(بقیہ صفحہ ۶۸۲) عالم کو ہدایت میری وحی کے ذریعہ ملتی ہے۔ ۱۵۔ کفار مرتے وقت یا قبر سے اٹھتے وقت یا بدر کے دن (خزائن)

۱۔ جہاں بھی ہوں نہایت آسانی سے پکڑے جائیں گے۔ کیونکہ رب کی پکڑ بہت قریب ہے ۱۲۔ یعنی اس وقت عذاب دیکھ کر ایمان لائیں گے مگر چونکہ وہ جگہ عمل کی نہیں اس لئے ان کا اس وقت کا ایمان قبول نہ ہو گا ۳۔ یعنی ایسے ہی الاؤ کے حضور کی شان میں کہ اس تک دیتے ہیں جو حق سے بہت دور ۴۔ یعنی توبہ و ایمان لانا چاہیں گے مگر نہ لائیں گے۔ ان میں اور توبہ میں فاصلہ کر دیا جائے گا ۵۔ چنانچہ فرعون ڈوبتے وقت ایمان لایا مگر قبول نہ ہوا۔ دوسری ہلاک شدہ قوموں نے ہلاکت کے

وقت نبی کی تصدیق کی مگر نہ مانی گئی ۶۔ یعنی ایمان و ایمانیات پر یقین نہ کرتے تھے۔ اور جو یقین مومن کو دین پر حاصل ہوتا ہے وہ کافر کو نہیں ہوتا۔ اکثر کفار مرتے وقت کلمہ پڑھا کرتے ہیں۔ ۷۔ اس کو سورہ ملائکہ بھی کہتے ہیں ۸۔ بلا واسطہ یا بالواسطہ ہر حمد رب کی ہے اس آیت سے معلوم ہوا کہ مخلوق خالق کی معرفت کا ذریعہ ہے۔ کہ مخلوق کو دیکھو خالق کا پتہ لگاؤ ۹۔ معلوم ہوا کہ فرشتوں میں اعلیٰ درجہ والے وہ ہیں جو انبیاء کی خدمت میں پیغام الہی لاتے ہیں کیونکہ وہ نبیوں کے خدام ہیں۔ یہاں خصوصیت سے ان کا ذکر فرمایا گیا۔ ۱۰۔ اس طرح کہ بعض فرشتوں کے دو پر ہیں۔ بعض کے تین، بعض کے چار، روح البیان نے فرمایا کہ یہ پروں کی زیادتی ان کے مراتب کی زیادتی کی بنا پر ہے۔ ورنہ فرشتہ آں واحد میں آسمان و زمین کی مسافت طے کر لیتا ہے۔ یہ بھی خیال رہے کہ عدد کا بیان حصراً زیادتی کی نفی کے لئے نہیں ہے۔ بعض فرشتوں کے بہت زیادہ پر ہیں۔ حضور نے حضرت جبریل کے چھ سو پر ملاحظہ فرمائے۔ فرشتوں کے پر پرندوں کے پروں کی طرح نہیں۔ ان کی حقیقت اللہ رسول ہی جانتے ہیں۔ دیکھو چمگاڑ کے پر گوشت و خون ہیں وہ دوسرے پرندوں سے ممتاز ہے ۱۱۔ یعنی ان فرشتوں میں پروں کے علاوہ اور بھی تفاوت ہے۔ نیز رب تعالیٰ نے دیگر مخلوقات میں بہت فرق رکھا ہے۔ جنسیں، نوعیں، صنفیں، اور اشخاص ایک دوسرے سے (فصلوں، عرضوں اور صفوں میں فرق رکھتے ہیں ۱۲۔ لہذا اس کی قدرت ان موجودات میں مختصر نہیں بلکہ ہمارے خیال و وہم سے وراہ ہے۔ یہاں شیء، معنی ممکن ہے نہ، معنی موجود۔

۶۹۳

۶۹۳

۶۹۳

وَقَالُوا آمَنَّا بِهِ وَأَنَّى لَهُمُ التَّنَادُ شُ مِنْ مَّكَانٍ

سے پکڑ لئے جائیں گے نہ اور کہیں گے ہم اس پر ایمان لئے اور اب وہ اسے کون پکڑ جائیں گے

بَعِيدٌ ۱۱ وَقَدْ كَفَرُوا بِهِ مِنْ قَبْلُ وَيَقْذِفُونَ

دور پکڑ سے کہ کہہ رہے تھے تو اس سے کفر کو پکڑ رہے تھے اور بے دیکھے

بِالْغَيْبِ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيدٍ ۱۲ وَحِيلَ بَيْنَهُمْ

بہینک مارتے ہیں دور مکان سے کہ اور روک کر دی گئی ان میں اور اس میں

وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ كَمَا فُعِلَ بِأَشْيَاعِهِمْ مِمَّنْ

جسے چاہتے ہیں کہ جیسے ان کے پہلے گروہوں سے کیا گیا

قَبْلُ إِنَّهُمْ كَانُوا فِي شَكٍّ مُّرِيبٍ ۱۳

تھاک بے شک وہ دھوکا ڈالنے والے شک میں تھے کہ

إِنَّا أَنزَلْنَاهُ ۱۴ سُوْرَةُ قَاطِرٍ مَّكِّيَّةٌ ۱۵ رُكُوْعَاتُهَا

سورۃ قاطر مکی ہے اس میں ۵ رکوع ۵۴ آیات ۵۴ کلمات ۳۱۲ حروف ہیں (خزائن)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

الْحَمْدُ لِلَّهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ

سب فرمایاں اللہ کو شہ جو آسمانوں اور زمین کا بنانے والا شہ فرشتوں

الْمَلٰئِكَةِ رُسُلًا اُولٰٓئِیْ اٰجَنَحَةٌ مُّقْتَنِیْ وَثَلٰثٌ وَرَبْعٌ

کو رسول کرنے والا شہ جن کے دو دو تین تین چار چار پر ہیں نہ

یَزِیْدُ فِی الْخَلْقِ مَا یَشَآءُ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ

برکھاتا ہے آفرینش میں جو چاہے کہ بے شک اللہ ہر چیز پر قادر

قَدِیْرٌ ۱۶ مَا یَفْتَحُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مَرْسَدَ

ہے کہ اللہ جو رحمت لوگوں کے لئے کھولے اس کا کوئی روکنے والا

منزل ۵

۱۔ دینی رحمت یا دنیاوی، ایمان عرفان، رزق، پارش، دولت، صورت و سیرت سب ہی اس میں داخل ہیں۔ لہذا رب پر توکل کرو ۲۔ اس آیت کی تفسیر وہ حدیث ہے اَللّٰهُ لَا يَخْلُقُ شَيْئًا يَزِيدُهَا عِلْمًا ۳۔ لہذا اس نے جسے جو دنیا حکمت سے دیا۔ اس کی عطا پر اعتراض کرنے والا جابل ہے ۴۔ معلوم ہوا کہ اللہ کی نعمت یاد کرنا عبادت ہے اور حضور تمام نعمتوں سے اعلیٰ ہیں تو آپ کی یاد بھی عبادت ہوئی خواہ اکیلے کی جائے یا جماعت میں جیسے میلاد شریف وغیرہ ۵۔ اس میں معجزہ کا رد ہے جو بندے کو اپنے اعمال کا خالق مانتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ ہمارے اعمال بھی رب کی مخلوق ہیں اگرچہ ان کے کاسب ہم ہیں ۶۔ کوئی نہیں لہذا روزی کی طلب میں دل رب سے لگاؤ۔ دیگر

فاطرہ

۶۹۴

وہم یقیناً

لَهَا وَمَا يَمَسُّكَ فَلَا مَرْسَلٌ لَهُ مِنْ بَعْدِهِ وَهُوَ

بیش لہ اور ہر جگہ روک لے تو اس کی روک کے بعد اس کو کوئی چھوڑنے والا نہیں ہے اور وہی

الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ يَأَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ

عزیز و حکمت والا ہے نہ اسے لوگو اپنے اوپر اللہ کا احسان

عَلَيْكُمْ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللَّهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنْ

یاد کرو نہ کیا اللہ کے سوا کوئی اور بھی خالق ہے جسے کہ آسمان

السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَاتَىٰ تَوْفَاقُونَ ۝

اور زمین سے نہیں روزی جسے نہ اس کے سوا کوئی سمجھتا ہے تو تم کہاں اونٹ سے ہاتے ہو

وَإِنْ يَكُذِّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ

اور اگر یہ تمہیں جھٹلائے تو بے شک تم سے پہلے کتنے ہی رسول جھٹلائے گئے

وَالِلَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ۝ يَأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا وَعَدُ

اور سب کام اللہ ہی کی طرف پھرتے ہیں نہ اسے لوگو بے شک اللہ کا

اللَّهُ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمُ

دنیا حق ہے نہ تو ہرگز نہیں دھوکا نہ دے دنیا کی زندگی نہ اور ہرگز نہیں اللہ کے عہد

بِاللَّهِ الْغُرُورُ ۝ إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ

فریب نہ دے وہ بڑا فریبی لہذا ہے کہ شیطان تمہارا دشمن ہے لہذا تم بھی اسے دشمن

عَدُوًّا وَإِنَّمَا يَدْعُوا حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيرِ

مجموعہ وہ تو اپنے گروہ کو اسی لئے بلاتا ہے کہ وہ روزیوں میں ہوں

الَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۝ وَالَّذِينَ

کافروں کے لئے سخت عذاب ہے لہذا اور جو

آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ۝

ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کے لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے نہ

مختزل

جس میں رزق کا سبب ہیں رازق نہیں ہے۔ لہذا رزق یا سبب رزق کی پوجا نہ کرو۔ مشرکین غلط زمین سورج بادل کو پڑھتے ہیں۔ اس طرح موسموں کی پرستش کرتے ہیں۔ کہ یہ سب رزق کے اسباب ہیں۔ یہ ہی حال مشرکین عرب کا تھا۔ ۸۔ تو آپ غم نہ کریں کیونکہ اللہ کی ف جزائیہ نہیں بلکہ پوشیدہ جزا کی عطا بیان کرنے کے لئے ہے۔ یعنی آپ ان کے جھٹلانے پر غم نہ کریں۔ کیونکہ ہمیشہ سے کفار عیوب کو جھٹلاتے رہے ہیں اور انبیاء صبر کرتے رہے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کو خوش کرنا آپ کے غم دور کرنا سنت الہیہ ہے۔ ۹۔ لہذا وہ آپ کو تبلیغ کا اجر کفار کو انکار کی جزا ضرور دے گا ۱۰۔ اس میں اشارہ مسئلہ امکان کذب کا رد ہے۔ یہ بھی اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ وعید کا ظاف ہو سکتا ہے۔ وہ کذب نہیں بلکہ معافی ہے۔ نیز وعید شیت پر موقوف ہے رب فرماتا ہے۔ تَذَكَّرُوا مَا ذُكِّرْتُ إِلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ اگر کسی مجرم کو رب سزا نہ دے تو اس کی وجہ یہ نہیں کہ رب نے معاذ اللہ جھٹ بولا۔ سزا رب کے ارادے پر موقوف ہے۔ چونکہ سزا کا ارادہ نہ ہوا اس لئے اس کو سزا نہ ملی ۱۱۔ کہ دنیا کی لذتوں میں مشغول ہو کر آخرت کو بھول جاؤ۔ ایسا ہرگز نہ کرنا رب کی ذلیل سے دھوکا نہ کھاؤ۔ ۱۲۔ غرور شیطان کا نام ہے۔ اس کے معنی ہیں فریبی دھوکا باز صوفیاء فرماتے ہیں۔ جو مال اولاد حکومت عزت رب سے باقی بنا دے وہ غرور ہے ۱۳۔ کیونکہ تمہاری وجہ سے وہ مرود ہو کر جنت سے نکالا گیا۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ رب نے ہماری وجہ سے ہمارے دشمن شیطان کو ہمارے گھر یعنی جنت سے نکالا تو ہم کو بھی چاہیے کہ شیطان کو خدا کے گھر یعنی اپنے دل سے نکالیں۔ ۱۴۔ اور کبھی اس سے بے خطر نہ رہو اس نے بڑے بڑے عابدوں کو ہکا دیا ہے۔ عقائد و اعمال میں اس کے خلاف رہو ۱۵۔ معلوم ہوا کہ دنیا میں دو دھڑے ہیں۔ ایک روحانی دوسرا شیطانی۔ قیامت میں ہر گروہ اپنے سردار کے ساتھ ہو گا۔ شیطانی فرقہ شیطان کے ساتھ رحمانی فرقہ اللہ کے محبوبوں کے ساتھ ۱۶۔ ہمیشہ کی

رسوائی اور فرشتوں وغیرہ کا عذاب جس سے انشاء اللہ گنہگار مومن محفوظ رہیں گے۔ ۱۷۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ ایمان عمل پر مقدم ہے کہ بغیر ایمان عمل معتبر نہیں۔ دوسرے یہ کہ نیک اعمال گناہوں کی بخشش کا ذریعہ ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ إِنَّ لِّلْعَمَلِ أَجْرًا مِّمَّا يَتَذَكَّرُ بِهِ النَّاسُ

۱۔ یہ آیت ابو جہل وغیرہ ان مشرکین کے متعلق نازل ہوئی۔ جو کفر و گناہ کرتے اور ان حرکات پر فخر کرتے تھے۔ اپنی بدکرداریوں کو اچھا اور مسلمانوں کی نیک کاریوں کو برا سمجھتے تھے۔ اس میں آج کل کے وہ روائض و ہالی چٹرا لوی، مرزائی وغیرہ بھی داخل ہیں جو اپنی بے وقوفیوں کو دین اور بد عملیوں کو نیکی سمجھ کر ان پر فخر کرتے ہیں۔ یہ بدترین جرم ہے ۲۔ اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے کہ آپ ان مردوروں کے ایمان نہ لانے پر افسوس نہ فرمادیں۔ ان کے ایمان نہ لانے سے آپ کا کچھ بگڑتا نہیں ۳۔ اس کی جگہ سے یہ نکتہ ہوا کہ ابھی ایک مقام ہے جہاں سے آتی ہے۔ جو ہوا ہر وقت امارے پاس رہتی ہے یعنی ہماری ہوئی ہے وہ

دوسری نوعیت کی ہوا ہے۔ روح البیان نے فرمایا کہ ارسال کے معنی بچھنا اور کھولنا اور چھوڑنا ہیں ۴۔ مردہ شہر سے مراد خشک زمین ہے۔ اس میں بھی رب تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا ذکر ہے کہ پاول آتا کیس سے ہے اور برستا کیس۔ معلوم ہوا کہ قوی و قادر کے فرمان کے ماتحت ہے ۵۔ اس طرح کہ اگر زمین میں تخم بویا ہو تو وہ الگ جاتا ہے اور اگر کچھ نہ بویا ہو تو قدرتی گھاس اور خورد و میل پونے الگ آتے ہیں۔ جس سے زمین بزرہ زار ہو جاتی ہے۔ ۶۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ قیاس برحق ہے کہ رب نے اس عالم کے حالات پر اس عالم کے حالات کو قیاس کرنے کا حکم فرمایا۔ دوسرے یہ کہ قطعی قیاس ایمان میں مستحب ہے وہ جو کہا جاتا ہے کہ قیاس قطعی ہے اور عقائد میں مستحب نہیں وہ قیاس ہے جس کی علت قطعی ہو ۷۔ اس آیت میں کسی کو عزت دینے کی نفی نہیں۔ رب کی عطا سے پیغمبروں اور ان کے غلاموں کی بھی عزت ہے۔ رب فرماتا ہے۔ الْعِزَّةُ لِلَّهِ وَالْكَرَامَاتُ لِلَّذِينَ يُقَدِّمُونَ مِثْلَ

یہ ہے کہ عزت حاصل کرنے کے لئے رب کے دروازے پر آؤ ۸۔ یعنی اللہ تعالیٰ نیک اعمال کو بلند فرماتا ہے کہ وہ آسمان کے اوپر بارگاہ خاص میں پہنچتے ہیں۔ یا کلمہ طیبہ نیک اعمال کو اونچا کرتا ہے کہ بغیر کلمہ نیک قبول نہیں۔ یہاں پاکیزہ کلام سے یا تو کلمہ توحید مراد ہے یا تسبیح و تہلیل ۹۔ چھپے دار اللہ (کھلی گھر) میں مشرکین کہ کا جمع ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل یا قید کی تہنیتیں سوچنا اس کی تفسیر وہ آیت ہے وَادَّخَلْنَاكَ الَّذِينَ كَفَرُوا الْيَوْمَ ان کفار کو دنیا میں قتل یا قید و قود وغیرہ کی سزا ہو گی اور مرنے کے بعد قبر کا اور قیامت کے بعد آخرت کا عذاب ہو گا ۱۰۔ اس میں شبی خبر ہے کہ ان کے تمام کمر و فریب برباد جائیں گے اور آپ کا سورج چڑھا رہے گا۔ انشاء اللہ رب کا یہ کرم بیشک ہی رہے گا ۱۱۔ یا تو اس طرح کہ آدم علیہ السلام کو مٹی سے بنایا پھر ان کی اولاد کو نطفہ سے یا اس طرح اولاد "مٹی سے غذا بنائی پھر غذا سے خون پھر خون سے نطفہ پھر نطفہ سے انسان" غرضیکہ آیت کریمہ صاف ہے اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ اس آیت میں دوسری طرح قیامت کے دن اٹھنے کو ثابت فرمایا گیا۔ ۱۲۔ مرد، عورت، کالے، گورے، سفید، شقی، مومن، کافر، فاسق، منقذ اللہ تعالیٰ نے ارواح کے بھی جوڑے پیدا فرمائے ۱۳۔ اس میں رب تعالیٰ کی وسعت علم کا ذکر ہے کہ وہ ہر چہ کے اصل پیدا کنش، عمر اور تمام حالات سے خبردار ہے بلکہ جنہیں رب تعالیٰ اپنا علم دے وہ بھی ان چیزوں کی خبر رکھتے ہیں۔

ماں بوقت ۲۰ ۶۹۵ ۳۰ طرہ ۳

اَفَمَنْ زَيْنَ لَهُ سُوءُ عَمَلِهِ فَرَاهُ حَسَنًا اِنَّ اللّٰهَ

تو وہ کیا جس کی نگاہ میں اس کا برا کام اچھا سمجھا گیا کہ اس نے اسے بھلا سمجھا یا یہ اس کی طرف سے بوجھ

يُضِلُّ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ فَلَا تَذْهَبْ

گمراہ اس لئے اللہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہے اور راہ دیتا ہے جسے چاہے تو تمہاری جان الہ پر

نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسْرَتٌ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ بِمَا يَصْنَعُونَ

خسروں میں نہ بچائے نہ اندر غم بھانتا ہے جو کہ وہ کرتے ہیں

وَاللّٰهُ الَّذِي ارْسَلَ الرِّيْحَ فَتَثِيرُ سَحَابًا فُسْقَنُ

اور اللہ ہے جس نے بھیجیں برائیں لہ کر بلبل اُٹھاتی ہیں بھرم اسے کہ وہ بھڑک طوفان

اِلَىٰ بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاجْيِبْنَا بِهٖ الْاَرْضُ بَعْدَ مَوْتِهَا

درواز کرتے ہیں لہ تو اس کے سبب ہزار زمین کو زندہ فرماتے ہیں اس کے مرے دے چکے تھے

كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ۝۱۰ مَنْ كَانَ يَرْيِدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ

یوں ہی حشر میں اٹھتا ہے جس سے عزت کی چاہ ہو تو عزت تو

جَمِيْعًا اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ

سب اللہ کے ہاتھ پہنچتا ہے اسی کی طرف چڑھتا ہے پاکیزہ کلام اور جو نیک کام ہے وہ اسے

يَرْفَعُهُ وَالَّذِيْنَ يَمْكُرُوْنَ السَّيِّئَاتِ لَهُمْ عَذَابٌ

بلند کرتا ہے اور وہ جو برے دواؤں کرتے ہیں کہ ان کے لئے سخت

شَدِيْدٌ وَمَكْرُؤُا لِّكَ هُوَ يَوْمُ ۝۱۱ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِّنْ

عذاب ہے اور انہیں کا مکر برباد ہو گا ۱۱ اور اللہ نے ہمیں بنایا مٹی

تَرَابٍ ثُمَّ مِّنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ اَزْوَاجًا وَمَا تَحْمِلُ

سے لہ پھر ہانی کی بوند سے پھر نہیں کیا جوڑے جوڑے لہ اور کسی مادہ کو بہت

مِّنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ الْاِلْعَامِيَّةُ وَمَا يَعْمُرُ مِّنْ مَّعْمَرٍ

نہیں رچتا اور نہ وہ جنہیں ہے مگر اس کے علم سے ہی اور جس بڑی عمر دے کہ عمر

منزل ۵

۱۔ یا تو اول ہی سے عمر زیادہ اور یا کم رکھی جائے یا کسی کی دعا یا نیک عمل سے عمر بڑھ جائے۔ یا کسی کی بددعا یا بد عملی سے عمر گھٹ جائے سب لوح محفوظ میں ہے۔ شیطان کی دعا سے اس کی عمر بڑھانی گئی کہ فرمایا۔ **فَاِذَا مَنَّ الْمَلٰٓئِکَةُ عَلٰی نَبِیٍّ اَوْزٰی الْمَعْلُوْمَ ف** سے معلوم ہوا کہ عمر کی زیادتی اس کی دعا سے ہوئی ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ جن بزرگوں کی نظروں محفوظ پر ہے وہ سب کی عمریں وغیرہ سب کچھ جانتے ہیں بلکہ یہ چیزیں کتاب لوح محفوظ میں انہیں بتائے ہی کو لکھی گئی ہیں۔ رب تعالیٰ کو اپنے بھولنے کا خطرہ نہ تھا ۳۔ یعنی عمر وغیرہ تمام غیب کا لوح محفوظ میں لکھ دینا یا کسی کی عمر گھٹنا یا بڑھانا اللہ پر نہایت آسان ہے ۴۔ نہ مرنے میں یکساں ہیں نہ

فوتانہ میں کہ کھاری سے موتی نکلتے ہیں ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ جیسے پانی دیکھنے میں یکساں ہے مگر مرنے میں فرق ایسے ہی دیکھنے میں سارے انسان یکساں معلوم ہوتے ہیں مگر کوئی مومن ہے کوئی کافر۔ جب پیٹھے و کھاری سمندر یکساں نہیں تو مومن و کافر انسان کیسے یکساں ہو سکتے ہیں۔ اور نبی اور غیر نبی کیسے برابر ہو سکتے ہیں ۶۔ خیال رہے کہ مچھلی لٹے گوشت ہے چونکہ تازہ تازہ کھائی جاتی ہے رکھنے سے خراب ہو جاتی ہے اس لئے اسے غلط طریقاً یعنی تازہ گوشت فرمایا۔ مگر عرف میں مچھلی کو گوشت نہیں کہا جاتا۔ اسی لئے اگر کوئی شخص گوشت نہ کھانے کی قسم کھا لے تو مچھلی کھانے سے حائل نہ ہو گا۔ جیسے دعا کو قرآن نے صلوٰۃ فرمایا مگر عرف میں صلوٰۃ صرف نماز کو کہا جاتا ہے لہذا یہ فقہی مسئلہ اس آیت کے خلاف نہیں۔ ۷۔ جیسے مولگا، مرغیان، اور موتی جو کہ کھاری سمندر سے نکلتے ہیں مگر تغلیباً دونوں کی طرف نسبت کیا گیا اور زیور اگرچہ عورتیں پہنتی ہیں لیکن چونکہ مردوں کے لئے پہنتی ہیں

اس لئے پہننے کو مردوں کی طرف نسبت کیا گیا۔ خیال رہے کہ مرد کو کوئی چیز پہننا جائز ہے۔ سونا چاندی پہننا حرام ہے۔ اس کی تفصیل ہمارے فتاویٰ نسبہ میں دیکھو ۸۔ کہ پانی پتلا رقیق ہے کشتی بھاری مگر نہیں ڈوبتی۔ یہ رب کی شان ہے۔ ۹۔ دنیاوی فضل جیسے تجارتی کاروبار اور اخروی فضل جیسے ہمارے لئے حج و زیارت کے سفر، معلوم ہوا کہ جسے جو ملتا ہے رب کے فضل سے ملتا ہے ۱۰۔ اس طرح کہ سردی میں رات بڑی دن چھوٹا۔ گرمیوں میں رات چھوٹی اور دن بڑا ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ دن کے اجزائے رات میں اور رات کے اجزائے دن میں داخل ہوتے رہتے ہیں۔ ۱۱۔ جو نہ کبھی چھٹی لیتے ہیں نہ بگڑ کر مرمت ہونے جاتے ہیں۔ یہ تخیل تم لوگوں کے فائدے کے لئے ہے۔ ۱۲۔ معلوم ہوا کہ چاند سورج تارے چلتے ہیں نہ کہ

آسمان یا زمین وہ تو ٹھہرے ہیں۔ لہذا فلسفہ قدیم بھی جھوٹا ہے جو آسمان کی حرکت کا قائل ہے اور فلسفہ جدید یعنی سائنس بھی غلط جو زمین کی حرکت مانتی ہے۔ مقرر مصاد

وَلَا يَنْقُصُ مِنْ عُمُرِهِۦ اِلَّا فِي كِتٰبٍ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ

دلی جائے یا۔ لکھی گئی عمر کے ساتھ ایک لکھ کتاب میں ہے نہ بے شک۔ البتہ اگر آسان

يَسِيْرٌ ۝ وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرٰنِ هٰذَا عَذْبٌ فَرَاتٌ

جس کا پانی خوشگوار اور یہ کھاری ہے بخ شہر اور ایک میں سے تم کھاتے ہو

سَالْبٌ شَرَابٌ ۚ وَهٰذَا مَلْحٌ اَجَابٌ ۚ وَمِنْ كُلِّ تَاكُوْنٍ

لَحْمًا طَرِيًّا ۚ وَتَسْتَخْرِجُوْنَ حَلِيَةً تَلْبَسُوْنَهَا وَتَرَىٰ

تازہ گوشت اور نکالتے ہو۔ جسے ایک کپھانٹا اور کشتیوں کو اس میں دھنچے

الْفَلَکَ فِیْہِ مَوَآخِرٌ لِّتُبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِہٖ وَلَعَلَّکُمْ

کہ پانی پھرتی ہیں نہ تاکو تم اس کا فضل تلاش کرو اور کسی طرح

تَشْكُرُوْنَ ۝ یُّوْلِجُ الْبَیْلُ فِی النَّہَارِ وَیُؤْلِجُ النَّہَارُ فِی

حق ماورات آسمان ہے دن کے حصہ میں اور دن لانا ہے رات کے

الْبَیْلِ ۚ وَسَخَّرَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرَ کُلٌّ لِّیَّجْرِی اِلَیَّ سَمِیًّا

حصہ میں نہ اور اس لئے کہ آسمان کے سورج اور چاند نہ ہر ایک ایک طرف سے چلتا ہے نہ

ذٰلِکُمْ اِلَیَّ رُکُبٌ لِّہٖ الْمَلٰٓئِکَةُ وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ

یہ ہے اللہ ہمارا رب اسی کی بادشاہی ہے لہذا اور اس کے سوا انہیں تم پاؤ نہ ہو دانا فرما

مَا یَمْلِكُوْنَ مِنْ قَظْمِیْرِ ۝ اِنَّ تَدْعُوْهُمْ لَا یَسْمَعُوْا

کہ جھٹکے ملک کے مالک نہیں بلکہ تم انہیں بکارو لو وہ تمہاری بکار

دُعَآءِکُمْ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَکُمْ ۚ وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ

نہ سبیں نہ اور نہ انہیں تم سے بھی تمہارے حاجت روا نہ کو سبیں ان اور قیامت کے دن

یَکْفُرُوْنَ بِشِرْکِکُمْ ۚ وَلَا یَنْبِئُکُمْ مِّثْلُ خَیْرِ ۝

وہ تمہارے شرک سے تم کو نہ بولے نہ اور تمہیں کوئی نہ بتائے گا کہ تمہارے واسطے کی طرح نہ

سے مراد قیامت ہے ۱۳۔ ذلکم میں اشارہ ہے نہیں۔ رب کی ذات حواس میں آنے سے وراء ہے یعنی وہ شانوں والا رب ہے جو حقیقی بادشاہ ہے ۱۴۔ وہابی اس آیت کے معنی یوں کرتے ہیں کہ جن نبیوں، ولیوں کو تم پکارتے ہو وہ تمہاری نہیں سننے اور کوئی نبی ولی کسی چیز کا مالک نہیں نہ حاجت روا اور قیامت میں یہ نبی ولی تمہاری اس پکار کے منکر ہو جائیں گے۔ یعنی کفار کی آیت مسلمانوں پر اور نبیوں کی آیت انبیاء اولیاء پر چپاں کرتے ہیں۔ مگر ان بیوقوفوں سے پوچھو کہ اس آیت کے نزول کے وقت حضور کا زمانہ تھا۔ بتاؤ کون صحابی نبیوں ولیوں کو معصیت میں پکارتے تھے اور مشرک تھے کیونکہ تدعون حال ہے تمہاری تفسیر پر تمام صحابہ مشرک ہوئے۔ نیز تمہارا یہ ترجمہ قرآنی آیات و احادیث کے خلاف ہے۔ رب فرماتا ہے۔ **اِنَّ اَعْلٰیٰکُمْ اَلْکُوْنُ** ہم نے تمہیں بہت ہی خیر بخشی۔ حضور فرماتے ہیں کہ مجھے زمین کے

نئی کیسے برابر ہو سکتے ہیں ۱۳ زندوں سے مراد مومن اور مردوں سے مراد کافر ہیں ۱۴۔ اگر رب چاہے تو اپنے محبوبوں کو دور سے باریک آواز سنا دے۔ جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام کو تین میل سے چوٹی کی آواز سنا دی اور اگر چاہے تو قریب سے توپ کی آواز نہ سنا دے کسی کو بالکل برا کر دے چاہے تو مردوں کو سننے والا بنا دے اور چاہے تو بعض زندوں کو برا کر دے ۱۵۔ یہاں مَنْ فِي الْجُبُودِ سے مراد کفار ہیں ورنہ مردے سننے ہیں۔ اسی لئے قبرستان میں جا کر سلام کرنا سنت ہے ہر نماز میں حضور کو سلام کیا جاتا ہے کیونکہ حضور زندہ اور دور و نزدیک کے حالات کا مشاہدہ فرما رہے ہیں۔ حضرت صلح و شیعہ علیہ السلام نے ہلاک شدہ قوم سے خطاب کیا ہے اسی لئے دوسری جگہ اس کے بعد فرمایا گیا۔ اِنْ شِئْنَا لَآتَيْنَهُنَّ يُدْمِیْنَ بِأَبْنَائِنَا ۱۶۔ لہذا نہ ماننے والے کفار کے متعلق آپ سے سوال نہ ہو گا کہ یہ ایمان کیوں نہ لائے۔ اس

(یعنی صفحہ ۶۹۸) اور نماز تہجد خفیہ ہوتی ہے ۱۶۔ اس سے دو مکملہ معلوم ہوئے ایک یہ کہ عبادات دنیاوی نام و نمود کے لئے نہ کی جاویں۔ محض رضاع الہی اور آخرت کے نفع کے لئے۔ دوسرے یہ کہ اپنے اعمال کی قبولیت کا یقین نہ ہونا چاہیے۔ بلکہ مردودت کا اندیشہ اور قبول کی امید چاہیے۔ اس لئے یہاں پر جون ارشاد ہوا ۱۷۔ ایک کے دس یا سات سو یا اس سے بھی زیادہ دے۔ یا جزا کے سوا اپنا دین اور نصیب کرے جو محض اس کی عطا ہوگی ہمارے کسی عمل کا بدلہ نہیں ۱۸۔ یہاں تکناہ ۱۹۔ من جانے ہے یا۔ حقیقت کا خیال رہے کہ حضور کی وحی صرف قرآن میں منحصر نہیں۔ حضور کے فرمان بھی وحی الہی ہیں ۲۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن آخری کتاب

ہے کیونکہ یہ کتاب صرف تصدیق کرتی ہے۔ کسی کتاب یا نبی کی بشارت میں وحی۔ پیشہ پچھلا انگوں کی تصدیق کرتا ہے۔ اگر کوئی نبی یا کوئی آسمانی کتاب قرآن کریم کے بعد آنے والی ہوتی تو قرآن کریم میں اس کی بشارت ضرور ہوتی لہذا کاربانی مجھوٹا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ میرے بعد تم میں وہاں ہوں گے جو دعویٰ نبوت کریں گے حالانکہ ہم خاتم النبیین ہیں۔ ہمارے بعد کوئی نبی نہیں۔ ۲۱۔ یعنی قرآن کریم کا عالم 'حافظ'، 'حافظ'، 'مفسر'، حضور کی امت کے عالموں حافظوں، اولیاء وغیرہ کو بنایا۔ اس میں اس امت کی عزت افزائی ہے کہ اسے قرآن کی خدمت نصیب کی اور اسے تمام امتوں سے افضل قرار دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ علماء وراثت نبی اور نائب رسول اور وراثت قرآن ہیں ۲۲۔ معلوم ہوا کہ حضور کی امت تمام امتوں سے افضل ہے اور اس امت میں قرآن کریم کی خدمت کرنے والے باقی سے افضل، حضور نے فرمایا کہ تم میں ہمترہ ہے جو قرآن کریم سمجھے اور سکھائے۔ قرآن کی خدمت بڑی نعمت ہے، اللہ نصیب فرمائے ۲۳۔ یہ تینوں جماعتیں مسلمانوں ہی کی ہیں۔ ظلم بائمل مومن، سابقین میں داخل ہے۔ اور رباکار مسلمان متقدمین میں اور شکر نہ کرنے والا ظالمین میں حضور نے فرمایا کہ ہمارا سابق تو سابق ہے ہی۔ متقدم کی نجات ہے۔ ظالم کی مغفرت۔ نیز فرمایا کہ سابق بے حساب جنت میں جاویں گے اور مقدمہ سے آسان حساب لیا جاوے گا اور ظالم کچھ پریشانی کے بعد جنت میں جاوے گا۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ حق الیقین والے سابق۔ عین الیقین والے مقدمہ اور علم الیقین والے ظالم ہیں فریقہ اس میں ۱۱ تفسیریں ہیں ۲۴۔ یہ تینوں گروہ اگرچہ ان میں سے بعض پہلے ہی داخل ہو جاویں اور بعض کچھ سزا پا کر۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر مومن ناجی ہے خواہ کتنا ہی گنہگار ہو۔ دوزخ میں پہنچنے صرف کفار کے لئے ہے ۲۵۔ ہاں ان جماعتوں کے مکانات لباس وغیرہ میں بقدر درجات اختلاف ہو گا۔ اس کے لئے جنت کے طبقے مختلف ہیں۔ خیال رہے کہ دنیا میں مسلمان

مرد پر سونا، ریشم پہننا حرام ہے وہاں انشاء اللہ یہ سب حلال ہو گا ۲۶۔ دنیا کے رنج و غم دور فرما دیئے۔ کہ اب نہ تو نیکیاں رو ہونے کا اندیشہ رہا نہ گناہوں پر پکڑا کاٹکا۔ نہ قیامت کا ہول باقی رہا نہ کوئی رنج و غم۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جنت میں کوئی عبادت نہ ہوگی، مگر خدا الہی اور نعمت مصطفویٰ وہاں بھی ہوگی ۲۷۔ یعنی ہمارا جنت میں پہنچنا اپنے کمال سے نہیں بلکہ عطائے ذوالجلال سے ہے۔ ہمارے اعمال قبول فرمانا، کمال بخش دینا محض اس کا فضل و کرم ہے ۲۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنت لذت و تہذیب کے فضل سے ہے نہ کہ محض اپنے عمل سے۔ اس لئے کوئی پرہیزگار اپنے پرہیزگار ہونے پر ناز نہ کرے۔ نیز جنت کی خوراک پوشاک وغیرہ تو اعمال کا بدلہ ہیں مگر دیدار الہی خاص اس کے فضل سے ہے۔ وہ کسی عمل کا بدلہ نہیں ۲۹۔ بیماری، موت، بھڑوے، لہذا، تکالیف شریعہ، نفسانہ کی شرارتیں سب بیشک کے لئے ختم ہو

۶۹۹	ماہنامہ ۳۵	۲۲
<p>لَوْ قِيمَ اجُورُهُمْ وَيَزِيدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهِ اِنَّ عَفْوَ</p> <p>ماہر ان کے ثواب انہیں بھر پور دے اور اپنے فضل سے اور زیادہ عطا کرے نہ چاہے وہ بخشے یا نہ۔</p> <p>شُكْرُ وَالَّذِي اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ هُوَ</p> <p>قدر فرمانے والا ہے اور وہ کتاب جو ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی تھی وہی</p> <p>الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ اِنَّ اللَّهَ بَعْدَ اَدۡه</p> <p>حق ہے اپنے سے اگلی کتابوں کی تصدیق لائق ہوتی ہے بے شک اللہ اپنے بندوں سے</p> <p>خَيْرٌ رَّصِيۡدٌ ۝ ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِيۡنَ اصْطَفَيْنَا</p> <p>خبردار دیکھنے والا ہے مگر ہم نے کتاب کا وارث کیا کہ اپنے چنے ہوئے</p> <p>مِّنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ</p> <p>بندوں کوئی تو ان میں کوئی اپنی جان پر ظلم کرتا ہے اور ان میں کوئی سواد چال پر ہے</p> <p>وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ اٰذُنَ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ</p> <p>اور ان میں کوئی وہ ہے جو اچھے کے عمل سے پہلے لوگوں میں سب سے گمان ہے یہی</p> <p>الْفَضْلُ الْكَبِيۡرُ ۝ جَعَلْتُ عَدۡنَ يَدۡ خُلُوۡفَہَا يُحَلَوۡنَ</p> <p>بڑا فضل ہے جس کے انہوں میں داخل ہوں گے وہ ثواب ان میں سونے</p> <p>فِيۡہَا مِّنْ اَسَاوِرَ مِّنْ ذَّہَبٍ وَّلَوَّلَآءُ اَلْبَاسُ ۝ ثُمَّ فِيۡہَا</p> <p>کے سنگین اور موتی پہنائے جائیں گے اور وہاں ان کی پوشاک ریشمی</p> <p>حَرِيۡرٌ ۝ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ</p> <p>ہے نہ اور کہیں گے سب غموں اللہ کو جس نے ہمارے غم دور کیا</p> <p>اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوۡرٌ شَکُوۡرٌ ۝ الَّذِیۡ اٰحٰنَاۤ اِلَآلَہِ الْمَقَامَۃِ</p> <p>بیشک ہمارا رب بخشنے والا اور شکر کرنے والا ہے نہ وہ جس نے ہمیں آرام کی جگہ آمادہ اپنے</p> <p>مِّنْ فَضْلِهٖ لَا یَسْتَفِیۡہَا نَصِیۡبٌ وَلَا یَسْتَفِیۡہَا</p> <p>فضل سے نہ، میں اس میں نہ کوئی حصہ ہے نہ میں اس میں کوئی حصہ</p>		
منزل ۵		

۱۔ کہ مرتے وقت تک کافر رہے اور ان کا خاتمہ کفر ہوا۔ کیونکہ اظہارِ خاتمہ کا ہے۔ یا یہ معنی ہیں کہ جو علم الہی میں کافر ہوئے اور جن کے نام کفار کی فہرست میں آ گئے۔ لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۲۔ اور مرکزِ عذاب سے چھوٹ جاویں۔ اس سے معلوم ہوا کہ گنہگار مسلمان دوزخ میں پہنچ کر مر جاویں گے اور جسم کو گئے بن جائیں گے۔ پھر سزا کی مدت پوری ہونے کے بعد انہیں جنت کے پاس رکھ کر وہاں کا پانی دیا جائے گا جن سے وہ ایسے آئیں گے جیسے دانے پانی سے ۳۔ یعنی جس عذاب

میں ان کا داخلہ ہو گا اس میں ہمیشہ رہیں گے اس میں کمی نہ ہوگی۔ ہاں بعض کفار اول سے ہی ہلکے عذاب میں ہوں گے۔ جیسے ابو طالب، حاتم طائی، نو شیرواں وغیرہ ۴۔ یعنی دوزخ میں پہنچ کر نہ مرنا عذاب بلکہ نہ ہونا ہمیشہ دوزخ میں رہنا بڑے ناشکروں یعنی کافروں کی سزا ہے۔ بعض علماء نے اس آیت سے اس مسئلہ پر دلیل پکڑی ہے کہ دوزخ میں نہ مرنا کفار کے لئے ہو گا گنہگار مومن وہاں جا کر مر جاویں گے۔ اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہو سکتی ہے کہ حضور نے فرمایا کہ جتنی لوگ دوزخی مسلمانوں کو جب نکال کر لائیں گے تو وہ کوئلہ ہو چکے ہوں گے جنہیں جنت کا پانی دیا جائے گا تو وہ ایسے بڑھیں گے جیسے دانہ پانی کے مقام پر آتا ہے ۵۔ یعنی دوزخ میں جیتے چلائے ہوں گے۔ کبھی دارِ عہد دوزخ سے فریاد کرتے ہوں گے کبھی رب تعالیٰ سے دعا کریں۔ کبھی آپس میں ایک دوسرے کو لعن لعن، کبھی آہ و فغاں، غرضیکہ ان کی چیخ پکار بہت قسم کی ہو گی ۶۔ اور دنیا میں واپس بھیجے۔ کیونکہ دنیا کے سوا اور کوئی جگہ دارِ اعلیٰ نہیں۔ خیال رہے کہ جنتی تو جنت سے نکل کر گنہگار دوزخی مسلمانوں کو نکالنے دوزخ میں آئیں گے۔ مگر دوزخی کفار ایک آن کے لئے بھی دوزخ سے نہ نکالے جائیں گے۔ ۷۔ یہاں عمل سے مراد دلی عمل یعنی عقائد بھی ہیں اور بدنی عمل بھی۔ یعنی اب ایمان بھی لے آئیں گے اور نیک اعمال بھی کریں گے ۸۔ بعض علماء نے اس آیت سے اس مسئلہ پر دلیل پکڑی ہے کہ کفار کے چھوٹے فوت شدہ بچے دوزخ میں نہ جائیں گے، بلکہ جنیتوں کے خدام ہوں گے۔ کیونکہ انہیں سوچنے سمجھنے کا وقت بھی نہ ملا ۹۔ معلوم ہوا کہ فطرت والے لوگ جن کے پاس نبی نہ پہنچا دوزخ میں نہ جائیں گے۔ ان کی نجات کے لئے صرف عقیدہ توحید کافی ہے ۱۰۔ ظالم سے مراد کافر ہیں۔ معلوم ہوا کہ قیامت اور اس کے بعد کفار کا مددگار کوئی نہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ مومن کے بہت مددگار مقرر فرما دے گا ۱۱۔ لہذا وہ جانتا ہے کہ اگر تم اب بھی دنیا میں جاؤ تو کچھ ہی کرو گے۔ نیم کے درخت میں آم نہیں لگ سکتے۔

وہن یقنت ۴۲

۶۰۰

فاطرہ ۴

لُغُوبٌ ۵۰ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَالَّذِينَ نَارُ جَهَنَّمَ لَا يَقْضِي

لاحق جو اور جنہوں نے کفر کیا ان کے لئے جہنم کی آگ ہے نہ الہی قضاء

عَلَيْهِمْ فَيَمُوتُوا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِنْ عَذَابِهَا ۱

ان کے مر جائیں گے اور نہ ان پر اس کا عذاب کچھ ہلکا کیا جائے گا

كَذَلِكَ نَجْزِي كُلَّ كَافِرٍ ۲ وَهُمْ يَصْطَرِّحُونَ فِيهَا

ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں ہر کافر کو کہ وہ اس میں چلائے ہوئے ہوں گے

رَبَّنَا أَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِي كُنَّا نَعْمَلُ ۳

اے ہمارے رب ہمیں نکال دے کہ ہم اچھا کام کریں اس کے خلاف جو پہلے کرتے تھے

أَوْ لِمَ نَعْمَلُ مَا كُنَّا نَعْمَلُ لَمْ يَكُنْ لَنَا فِيهِ نَفْعٌ ۴ وَتَذَكُّرٌ ۵

اور کیا ہم نے تمہیں وہ عمر نہ دی تھی جس میں تم کو کچھ نفع تھا اور ڈرنا سے ڈرنا

النَّذِيرِ ۶ فَذُوقُوا فَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ نَصِيرٍ ۷ إِنَّ اللَّهَ

تنبہ سے پاس تشریف لایا تھا تو اب چھو کہ ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہے بیشک اللہ

عَلِمُ الْغَيْبِ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ عَلِيمُ بِذَاتِ

جائے والا ہے آسمانوں اور زمین کی ہر چھ بات کا جسے نیکو دلوں کی بات

الصُّدُورِ ۸ هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ خَلْفَ فِي الْأَرْضِ

جانتا ہے وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں آگلوں کا جانشین کیا

فَمَنْ كَفَرَ عَلَيْهِ كَفْرًا وَلَا يَزِدِ الْكَافِرِينَ كُفْرُهُمْ

تو جو کفر کرے تو اس کا کفر اسی بدرجہ سے کہ اور کافروں کو ان کا کفر ان کے رب

عِنْدَ رَبِّهِمْ إِلَّا مَقْتًا وَلَا يَزِدِ الْكَافِرِينَ كُفْرُهُمْ إِلَّا

کے سہاں نہیں بڑھائے گا مگر عداوت اور کافروں کو ان کا کفر نہ بڑھائے گا

خَسَارًا ۹ قُلْ أَرَأَيْتُمْ شُرَكَاءَكُمُ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ

نشان دے تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو اپنے وہ شریک جنہیں اللہ کے سوا پوجتے

مذلل

۱۱۔ اس طرح کہ تمہارے باپ دادے سب کچھ چھوڑ کر فوت ہو گئے۔ اور تم ان کی تمام املاک کے وارث بن گئے۔ ۱۲۔ یعنی آخرت میں کفر کی سزا صرف اس کافر کو ملے گی۔ اگرچہ دنیا میں جب عذاب آتا ہے تو اس ہستی کے جانور تک ہلاک ہو جاتے ہیں۔ لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافر نیک اعمال بھی کر کے رب کا مقبول نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ بیماری کا سبب یعنی کفر موجود ہے جیسے بیماری کے ہوتے ہوئے عمدہ دوا بھی بیماری بڑھاتی ہے ۱۴۔ جیسے بیماری دوا بڑھاتی ہے ایسے ہی کفار کے لئے معجزات، قرآنی آیات، کفر میں زیادتی کا باعث ہیں۔

۱۔ بت لہذا اس آیت کو انبیاء کرام اور اولیاء اللہ سے کوئی تعلق نہیں، مشرکین عرب، عیسویوں کو مانتے ہی نہ تھے ۲۔ یہ سوال کفار سے اس لئے کیا گیا کہ وہ بھی اپنے جوں کو خالق نہیں مانتے تھے وہ خالق عالم رب تعالیٰ کو ہی کہتے تھے۔ اس لئے انہوں نے جواب میں یہ نہ کہا کہ زمین ہمارے فلان بت کی پیدا کی ہوئی ہے۔ ۳۔ اس طرح کہ انہوں نے رب کے ساتھ مل کر آسمان بنائے ہوں یا رب تعالیٰ کو آسمان بنانے میں مدد دی ہو۔ جب یہ کچھ بھی نہیں تو یہ بت خدا کے شریک کیسے ہو گئے اور تم ان کی عبادت کیوں کرتے ہو۔ خیال رہے کہ اطاعت، اتباع، عبادت میں بہت فرق ہے۔ اطاعت، یعنی حکم ماننا رب کی نبی ولی، ماں، باپ، سلطان اسلام سب کی ہو گی۔ مگر اتباع صرف حضور کی اور عبادت صرف اللہ تعالیٰ کی ہو سکتی ہے۔ ۴۔ جس میں لکھا ہو کہ یہ معبودین باطلہ سچے ہیں یعنی ان کے پاس شرک کی نہ عقلی دلیل ہے نہ عقلی ۵۔ یعنی ان کے بروں نے انہیں سمجھا دیا ہے۔ کہ یہ بت رب تعالیٰ کی بارگاہ میں تمہاری شفاعت کریں گے، اسی بخیر پر ہیں۔ ۶۔ معلوم ہوا کہ نہ زمین گھومتی ہے نہ آسمان۔ صرف تارے چاند سورج چکر لگا رہے ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ عَالَمٌ فِي تِلْكَ يَتَّبِعُونَ اَزَاكِلَ ہونے سے مراد جنہیں کرنا ہے خواہ وہ حرکت مستقیم ہو یا حرکت مستدیر یہ۔ لہذا فلسفہ قدیم بھی جھوٹا ہے جو آسمان کی گردش مانتا ہے اور فلسفہ جدید بھی جو زمین کو متحرک مانتا ہے۔ ۷۔ اس طرح کہ انہیں اپنی جگہ سے ہٹنے نہ دے یا پھر ان کی جگہ نہ لگا دے۔ ایسا کوئی نہیں ۸۔ کہ تمہاری شرک و بت پرستی کے باوجود رب تعالیٰ آسمان و زمین کو روکے ہوئے ہے، ورنہ "نپلے" ہے کہ ان بد معاشیوں کی وجہ سے یہ سب بچھ جاسوں اور عالم کا نظام گڑ بڑ ہو جاوے۔ روح البیان نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کفار کے لئے حلیم ہے مومنوں کے لئے غفور، حلیم وہ ہے جو سزا جلد نہ دے۔ غفور وہ جو سزا بالکل نہ دے معافی دے دے ۹۔ حضور کی تشریف آوری سے پہلے قریش عرب نے سنا تھا کہ یہود و نصاریٰ نے اپنے رسولوں کو بھٹایا اور ان کی نافرمانی کی تو بولے کہ خدا تعالیٰ ان قوموں پر لعنت کرے کہ انہوں نے اپنے رسولوں کا انکار کیا۔ اگر ہمارے پاس کوئی رسول تشریف لایا تو ہم ان کی طرح نہ ہوں گے ہم رسول کی اطاعت کریں گے۔ اس آیت میں وہ واقعہ بیان ہو رہا ہے۔ یہاں کو شش کی قسم سے مراد یہ ہے کہ انہوں نے اللہ کی قسم عصر کے بعد شام کے قریب خانہ کعبہ میں جا کر کھائی ۱۰۔ یعنی ان سب سے زیادہ ہدایت پر ہوں گے۔ یہاں اھدیٰ، معنی جمع ہے کیونکہ اھد جب شائع ہو جاوے تو عموم کے لئے ہوتا ہے (روح البیان) اس لئے یہاں من الامہ نہ فرمایا ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ تکبر و غرور ایسی بری بیماری ہے کہ اس کی وجہ سے انسان نبی کی پیروی سے محروم رہتا ہے۔ بارگاہ انبیاء میں مجزو و اکسار ایمان کا ذریعہ ہے۔ کفار مکہ کے کفر کی وجہ یہی ہوئی کہ انہوں نے اپنے کو نبی سے بڑھ کر جانا۔ بولے کہ ہم مالدار ہیں، وہ مسکین اور اکثر نے اپنے کو نبی کی مثل بشر کہا۔ مولانا فرماتے ہیں

فاطرہ ۲۰

۶۰۱

۱۲ یقینت

دُونِ اللَّهِ اَرُونِي مَاذَا خَلَقُوا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ اَمْ اَتَيْنَهُمُ كِتٰبًا فَمَنْ عَلٰى بَيِّنٰتٍ

بول مجھے دکھاؤ انہوں نے زمین میں سے کونسا حصہ بنایا یا آسمانوں میں

بکھ ان کا سا جاسے کہ یا ہم نے انہیں کوئی کتاب دی ہے کہ وہ اس کی روشنی

مِنۡهُ بَلْ اِنْ يُّعٰدِ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا اِلَّا

دلیلوں پر ہیں کہ بلکہ ظالم آپس میں ایک دوسرے کو دھوکہ دیتے مگر

عُرُوْرًا ۱۰ اِنَّ اللّٰهَ يَمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ

غریب کاٹ بٹے نیک اللہ روکے ہوئے ہے آسمانوں اور زمین کو کہ جنہیں نہ

تَزُوْلٰہٗ وَلٰكِنْ زَالَتَا اِنْ اَمْسَكْنٰهُمَا مِنْ اَحَدٍ

کریں ق اور اگر وہ ہٹ جائیں تو انہیں کون روکے گا اللہ کے

مَنْۢ بَعْدَہٗ اِنَّہٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ۱۱ وَاَقْسَمُوْا

بولا بے شک وہ علم والا بخشنے والا ہے کہ اور انہوں نے

بِاللّٰہِ جَعَدَ اٰیٰتِنَا مِنْ لَّیْنٍ جَاۤءَهُمْ نَذِيْرٌ لِّیُّکُوْنُوْنَ

اللہ کی قسم کھاں اجی قسموں میں حد کی کرشم سے کہ اگر ان کے پاس کوئی ڈرنا ہے والا

اٰھْدٰی مِنْ اَحَدٰی الْاُمَمِ فَلَمَّا جَاۤءَهُمْ نَذِيْرٌ مَّا

یا تو وہ ضرور کسی کو گمراہ سے زیادہ راہ پر ہوں گے نہ پھر جب انکے پاس ڈرنا ہے والا تشریف لایا

زَادَهُمُ الْاِنْفُوْرًا ۱۲ اَسْتَبٰرَا فِی الْاَرْضِ وَمَكُوْرُ

تو اس نے انہیں نہ بڑھا یا اگر نفرت کرنا بین جان کو زمین میں اور پھانچھینا کہ اور بولاؤں گا اور بولاؤں

السَّیِّئِ وَلَا یَجِیْقُ الْمَکْرُ السَّیِّئِ اِلَّا بِاٰہِلِہٖ ۱۳ فَهَلْ

اپنے چلنے والے ہی پر ہوتا ہے مکر تو سارے کے

یَظُنُّوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلٰیْنَ فَلَنْ تَجِدَ اِسْنَتَ

انشار میں میں مگر اسی کے جو اگلوں کا دستور ہوا کہ تو ہم ہرگز اللہ کے دستور کو

۵ منزل

محروم رہتا ہے۔ بارگاہ انبیاء میں مجزو و اکسار ایمان کا ذریعہ ہے۔ کفار مکہ کے کفر کی وجہ یہی ہوئی کہ انہوں نے اپنے کو نبی سے بڑھ کر جانا۔ بولے کہ ہم مالدار ہیں، وہ مسکین اور اکثر نے اپنے کو نبی کی مثل بشر کہا۔ مولانا فرماتے ہیں

☆ جملہ عالم زیں سبب گمراہ شد ☆ کم کے ز ابدال حق آگاہ شد ☆
۱۲۔ یعنی کفار مکہ نے بجائے حضور کی اطاعت کے آپ کے ساتھ داؤں چلانا شروع کر دیے۔ ۱۳۔ یہ قانون الہی ہے کہ ظالم خود اپنے داؤں میں آجاتا ہے۔ جو دوسروں کے لئے گڑھا کھودتا ہے خود گرتا ہے۔ دیکھو ہر میں کفار مسلمانوں کو مارنے آئے تھے۔ خود مارے گئے ۱۴۔ جسے نہ لوگ اپنے شام، عراق، یمن کے سفروں

(بقیہ صفحہ ۱۷۷) میں رکھتے رہتے ہیں۔

۴۔ اس سے دو مسئلے ثابت ہوئے ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب دیکھنے کے لئے عذاب والی مبتلوں میں سفر کر کے جانا جائز ہے۔ لہذا اس کی رحمت دیکھنے کے لئے بزرگوں کے شہروں میں جانا بھی جائز نہ ہو دوسرے یہ کہ دلوں کی حالت صرف شہرت سے ہو جاتا ہے اس کے لئے جیسی گواہ یا آیت و حدیث کی ضرورت نہیں۔

مشہور تھا کہ یہ ہستی ملاں کافر قوم کی ہے۔ یہ ہی ثبوت قرآن کریم نے کافی ثابت کیا۔ لہذا حتمیت کے ثبوت کے لئے آیت ضروری نہیں ۳۔ رب تعالیٰ کا کسی مجرم کو جلد نہ چکڑنا رب تعالیٰ کی کمزوری کی وجہ سے نہیں بلکہ اس مہلت دینے میں ہزار ہا مہلتیں ہیں ۴۔ یہ جملہ کلمے جملہ کی دلیل ہے۔ یعنی مجرم کا حاکم کے چہرے لکل جانا یا حاکم کی غفلت دے خبری کی وجہ سے ہوتا ہے یا اس کی کمزوری کی بنا پر رب تعالیٰ ان دونوں چیزوں سے پاک ہے ۵۔ تمام لوگوں کے ہر گناہ پر چکڑ فرماتا۔ معنی یا ذلیل کا قانون نہ ہوتا ۶۔ معلوم ہوا کہ آفریقہ میں اصل مقصود انسان ہے باقی مخلوق تابع لہذا جب انسان قاتل ہوتا تو سب قاتل ہوتے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ انسانوں کے گناہ کی غصت و وہیل دوسری مخلوق پر بھی پڑتا ہے۔ دریا ہوا کے جانور بھی مصیبت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ رب فرماتا ہے فَخَذَّ اللَّهُ النَّارَ فِي آدَمَ بْنِ الْإِبْرَہِیْمَ بِمَا كُنَّتْ آيِدِي النَّارِیْنِ طوفان نوحی میں حیوان بھی قاتل ہوئے ۷۔ مقرر میعاد سے ان کی موت یا قیامت یا دنیاوی عذاب آنے کا مقرر وقت عموماً ۸۔ لہذا بدھوں کو بھی علم و بردباری چاہیے۔ ۹۔ سورہ یٰسین کے بہت فضائل ہیں یہ قرآن کا دل ہے۔ ایک بار سورہ یٰسین پڑھا تو اس بار قرآن کریم پڑھنے کا ثواب ہے حضور نے فرمایا کہ اموات پر یٰسین پڑھو کہ اس سے جاگتی آسمان ہوتی ہے ۱۰۔ خیال رہے کہ رب نے قرآن کریم کی حقانیت آسمان و زمین کی قسم فرما کر بیان کی۔ وَاللَّسْمَاءِ ذَاتِ الرَّجْعِ وَالْأَرْضِ ذَاتِ الْمَقْدَرِ إِنَّ لِقَوْلِیْ فَعْلَ اور صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت قرآن کی قسم سے معلوم ہوا کہ جب اللہ کتب اللہ سے انہیں۔ اس لئے قرآن کا دیکھنے پڑھنے والا قاری ہوتا ہے اور حضور کا چہرہ دیکھنے والا صحابی بشرطیکہ صدیقی نگاہ سے دیکھے ۱۱۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کی نبوت الٰہی اہم ہے کہ رب نے قرآن کی قسم فرما کر اس کا اعلان فرما دیا۔ قرآن کی قسم تم سے رسول ہو۔ دوسرے یہ کہ اللہ رسول ایک ساتھ ہی ملے ہیں۔ رب رسول سے اور رسول رب سے علیحدہ نہیں

لیکھو

71

عن یحییٰ بن یزید

اللَّهُ تَبْدِيلُهُ وَلَنْ يَجْدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَحْوِيلًا ﴿٢٠﴾

بدن نہ ہاؤ گئے اور اگر اللہ کے قانون کو ماننا نہ ہاؤ گئے ملے

أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

اور کیا انہوں نے زمین میں سفر نہ کیا کہ دیکھتے ان سے اگلوں کا کیا انجام

الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَكَانُوا أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَمَا

ہوا ج اور وہ ان سے زور میں صحت تھے اولہ

كَانَ اللَّهُ لِيُعْجِزَهُ مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

اللہ وہ نہیں جس کے قابو سے نکل سکے کوئی شے مٹ آسمانوں اور زمین

الْأَرْضِ إِنَّهُ كَانَ عَلِيمًا قَدِيرًا ﴿١٠٠﴾ وَلَوْ يَوَازِئُ اللَّهُ

میں بے شک وہ علم و قدرت والا ہے کہ اور اگر اللہ لوگوں کو ان کے گئے ہر

النَّاسِ بِمَا كَسَبُوا مَا تَرَكَ عَلَى ظُهُرِهِمْ مِنْ دَابَّةٍ

یہ کہتا ہے تو زمین کی ریت پر کوئی پتے والا : چھوڑتا ہے

وَلَكِنْ نُوَخِّهِمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۖ فَاِذَا جَاءَ اَجَلُهُمْ

تھوڑا سا وقت گزرا تو ایک اور شخص آیا اور کہا کہ میں نے بھی ایک کتاب لکھی ہے جس میں

فَارَبَّ إِلَهِي فَأَعْلَمَ كَافَرًا بِعِبَادِهِ ضُلُّوا ۚ

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُ

لوہے تک اندر کے سب بندے اس کی انتہا میں نہیں آتے

۱۲۷	سُورَةُ الْاِنْفِثَارِ	۱۲۸
-----	------------------------	-----

ایمان آید ۸۴ سورہ یس ۸۵

سَمِ اللّٰهَ الرَّحْمٰنَ الرَّحِیْمَ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

۱۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ بِرَحْمَتِكَ وَرَحْمَةِ رَسُوْلِكَ
اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ بِرَحْمَتِكَ وَرَحْمَةِ رَسُوْلِكَ

يس^١ والفران الحليم^٢ إيت من المرسين

منزل ۵

ہوئے۔ اس لئے کہ رب نے اپنے لئے فرمایا: **وَنَزَّلْنَا عَلٰی صَوَاتِرَ مَٰثِنٍ** اور حضور کے لئے فرمایا: **عَلٰی صَوَاتِرَ مَٰثِنٍ**

(بقیہ صفحہ ۷۴) لئے ان کی بھی تحریر ہو رہی ہے۔ دوسرے یہ کہ جب تک ان رسوم پر عمل ہوتا رہتا ہے، موجد کو ثواب یا عذاب ملتا رہتا ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ارشاد ہو بس آیت کاشان نزول یہ بتایا گیا ہے کہ مدینہ منورہ میں بنی سلمہ مسجد نبوی شریف سے بہت دور آباد تھے۔ انہوں نے چاہا کہ اپنا محلہ خالی کر کے مسجد شریف کے قریب آن بیس تاکہ جماعت نماز میں آسانی سے شرکت کر سکیں حضور نے فرمایا کہ اپنے گھروں میں رہو۔ تمہارے قدم لکھے جاتے ہیں۔ اس محورت میں یہ آیت دہنیہ ہے (خزائن) ۱۲۔ یعنی لوح محفوظ ہیں۔ اسے کتاب مبین اس لئے کہتے ہیں کہ مقبولان بارگاہ کے سامنے ہے۔

۱۔ یہاں شر سے مراد انطاکیہ ہے یا رومیہ، انطاکیہ بارہ میل مرتج میں آباد تھا۔ اس میں بہت جتنے اور پھاڑ تھے۔ نہایت مضبوط شہر پناہ سے محفوظ تھا (خزائن) وہاں کے لوگ بہت پرست تھے۔ رومیہ بھی بہت بڑا اور خوبصورت شہر تھا جس میں ایک ہزار حمام اور ایک ہزار بونٹ تھے۔ یہ شہر روم کے علاقہ میں واقع ہیں۔ (روح) ۲۔ مرسلین سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قاصد صادق و صدوق اور شمعون ہیں جو انطاکیہ یا رومیہ میں تبلیغ کے لئے بھیجے گئے صادق صدوق تو پہلے گئے اور شمعون بعد میں۔ بعض نے فرمایا کہ ان دونوں کا نام یحییٰ و یونس تھا۔ صادق و صدوق لقب تھا (خزائن و روح) ۳۔ عیسیٰ علیہ السلام کے دو حواری یوحنا یا یحییٰ اور یونس جنہیں صادق و صدوق کہا جاتا تھا، جب یہ دونوں شہر انطاکیہ میں پہنچے تو کنارہ شہر پر ایک بوڑھے آدمی کو بکریاں چراتا دیکھا۔ یہ حبیب نجار تھا۔ یہ بہت تراشی کا کام کرتا تھا۔ اسی لئے اسے شمار کہتے تھے۔ اس کا لقب اب صاحب یلین ہے کیونکہ سورہ یلین میں اس کا ذکر یوں کیا ہے۔ وَكَانَ مِنْ أَهْلِ الْيَهُدِيَّةِ وَكَانَ يَتَّبِعُ الْيَهُدِيَّةَ وَكَانَ يَتَّبِعُ الْيَهُدِيَّةَ وَكَانَ يَتَّبِعُ الْيَهُدِيَّةَ اس نے پوچھا کہ تمہاری حقانیت کی دلیل کیا ہے یہ بولے کہ ہم اندھے کو ڈھکے کو شفا دے دیتے ہیں ہاں پروردگار حبیب نے اپنا بیمار لڑکا پیش کیا۔ جو ان کے دم سے شفا یاب ہوا۔ اور حبیب ایمان لے آئے۔ یہ خبر شہر میں پھیل گئی۔ ان دونوں بزرگوں کے پاس خلقت کا جہوم ہونے لگا اور بہت لوگ ان کی طرف مائل ہو گئے اور ایمان لائے۔ بادشاہ نے جس کا نام۔ مناطیس اور لقب شلاح تھا اور اس کے تمام درباریوں نے، کہ بادشاہ نے ان دونوں حواریوں کو قید کر دیا۔ اس طرح کہ جب عیسیٰ علیہ السلام کو یوحنا اور یونس کی گرفتاری کی خبر پہنچی تو آپ نے تیسرے حواری شمعون کو وہاں بھیجا۔ شمعون نے نہایت تدبیر سے بادشاہ تک رسائی پائی اور اس کے خاص حواریوں میں سے ہو گئے اور اپنی حسن تدبیر سے پہلے دونوں حواریوں کو قید سے آزاد کر کے بادشاہ کے دربار میں حاضر

لَمْ مَقْتَلًا أَصْحَابَ الْقَرْيَةِ إِذْ جَاءَهَا الْمُرْسَلُونَ ﴿١٧﴾

نشانیک بیان کرو اس شہر والوں کی کہ جب ان کے پاس فرستادے آئے

إِذْ أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ

جب ہم نے ان کی طرف دو بھیجے پھر انہوں نے ان کو ہمیشہ پائی تو ہم نے تیسرے

فَقَالُوا إِنَّا إِلَيْكُمْ مُّرْسَلُونَ ﴿١٨﴾ قَالُوا مَا أَنْتُمْ إِلَّا كَاثِبُونَ

سے زور دیا کہ اب ان سے کہا کہ تم ہماری طرف بھیجے گئے ہو۔ بولے تم تو نہیں

مُرْسَلُونَ قَالُوا إِنَّا إِلَيْكُمْ مُّرْسَلُونَ ﴿١٩﴾ قَالُوا إِنَّا إِلَيْكُمْ مُّرْسَلُونَ

ہم بھی آدمی نہ اور میں نے کچھ نہیں اتارا تم نے

تَكْذِبُونَ قَالُوا رَبَّنَا عَلِّمْنَا لَنَا لِيَكُونَ عِلْمُكَ لِلْعَالَمِينَ ﴿٢٠﴾ قَالُوا إِنَّا إِلَيْكُمْ مُّرْسَلُونَ

جو تم بڑے جھوٹے ہو اور ہماری طرف بھیجے گئے ہیں

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ﴿٢١﴾ قَالُوا إِنَّا تَطِيرُنَا

اور ہمارے ذمہ نہیں عکس صاف پہنچانا بولے ہم تمہیں خوش

يَكْفُرُ لَكُمْ لَمْ تَنْتَهُوا لَتَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَسَّيَنَّ لَكُمْ يَوْمَئِذٍ مَنَازِلُ

نک بے شک اگر تم باز نہ آئے کہ تو ضرور ہم تمہیں شکار کریں گے اور بے شک ہمارے

عَذَابٌ أَلِيمٌ قَالُوا طَائِفُكُمْ مَعَكُمْ أَلَيْسَ ذِكْرُكُمْ

ہاتھوں تم پر دھک کی مار بیٹے کی انہوں نے فرمایا تمہاری غصہ تو تمہارے ساتھ ہے کہ کیا

بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُونَ ﴿٢٣﴾ وَجَاءَ مِنْ أَقْصَا

پرہیزگے کہ تم سمجھائے گئے بلکہ تم حد سے بڑھنے والے لوگ ہو کہ اور شہر کے پہلے کنارے سے

الْمَدْيَنَ تَزَجُجُ يَسْعَى قَالَ يَاقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِينَ ﴿٢٤﴾

ایک درویش نماز اہل بولنے پہلے قوم بھیجے ہو کہ کی بیرونی کرو اس کی بیرونی کرو

اتَّبِعُوا مَنْ لَا يَسْأَلُكُمْ أَجْرًا وَهُمْ مُّهْتَدُونَ ﴿٢٥﴾

جو تم سے کچھ نیک نہیں مانگتے اور وہ راہ پر ہیں

منزل

کرایا بادشاہ نے ان دونوں سے کرامت طلب کی۔ انہوں نے بادشاہ کے سامنے ایک مردہ زندہ کیا پھر ان تینوں نے اسے تبلیغ کی جس سے بادشاہ اور بہت سے لوگ ایمان لے آئے مگر اکثر لوگ کافر رہے جو عذاب الہی سے ہلاک کئے گئے ۶۔ انبیاء کرام کو اپنے جیسا اثر کنایت سے کفار کا طریقہ رہا۔ خود ان حضرات کا اپنے کو بشر قربانا ان کا کمال ہے۔ یہ ان لوگوں کی گفتگو ہے جو ایمان نہ لائے تھے۔ روح الیمان نے فرمایا کہ بادشاہ بھی اپنے ایمان کا اعلان نہ کرے گا قوم کے خوف سے اس سے معلوم ہوا کہ نبی کے صحابہ کا انکار نبی کا انکار ہے اور نبی کا انکار رب کا انکار۔ انطاکیہ والوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے صحابہ کا انکار کیا اور ہلاک ہوئے۔ ۸۔ عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے تبلیغ کے لئے چونکہ قوم کا انکار سخت ہوا اس لئے ان بزرگوں نے قسم کھا کر اپنی سچائی ظاہر کی ۹۔ اور یہ ہم کہہ چکے کہ دلائل سے بلکہ کرامت دکھا

۱۔ قوم نے حبیبِ نجات کی تبلیغی گفتگو سن کر ان سے کہا کہ کیا تو بھی ان لوگوں پر ایمان لے آیا تو انہوں نے یہ جواب دیا۔ فطرتی کے معنی ہیں مجھے نیت سے ہست کیا یا مجھے اپنے فضل اور ان بزرگوں کے فیض سے دین فطرت یعنی ایمان نصیب ہوا ۲۔ اس رب کی طرف تم کو جبراً پلائے اور میں خوش خوش اس کی طرف جاؤں گا۔ اسی لئے یہاں سینہ بھول اور جمع قاطب ارشاد ہوا۔ جس میں اپنا ذکر نہیں ۳۔ معلوم ہوا کہ انطاکہ والے خدا کے منکرین جبریت نہ تھے بلکہ مشرک تھے ورنہ ان سے ایسی گفتگو مفید نہ ہوتی ۴۔ معلوم ہوا کہ جوئے معبودیت وغیرہ کسی کی شفاعت نہ کر سکیں گے۔ جس سے پتہ لگا کہ رب کے محبوب بندے جن کو شفاعت کا اذن مل

چکا ہے وہ ضرور شفاعت کریں گے۔ شفاعت کے معنی یہ نہیں کہ رب جسے عذاب دینا چاہے اسے شفیق چالے۔ یہ تو رب کا مقابلہ ہے بلکہ جس کے متعلق رب شفاعت کی اجازت دے اس کی شفاعت ہو گی اس کا نام شفاعت بالاذن ہے کفار اپنے جوں کی مطلق دعویٰ کی شفاعت کے قائل تھے۔ ایسی شفاعت ماننا مرتع کفر ہے ۵۔ جبراً دعویٰ سے خیال رہے کہ جوں کے لئے شفاعت و جبر دونوں کی نفی ہے اور مقبول بارگاہ کے لئے صرف جبر کی نفی شفاعت کا ثبوت۔ لہذا آیت بالکل صاف ہے ۶۔ لہذا تم زنی گرائی میں ہو۔ یہ سنتے ہی اس سرکش قوم نے حبیب کو گھیر لیا اور انہیں پتھراؤ کرنے لگے گھونٹے مارنے لگے۔ جب آپ کو یقین ہو گیا کہ میری شہادت اب یقینی ہے تو عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں سے بولے ۷۔ اے رسول! میں اس رب پر ایمان لایا جس کی طرف تم جلاتے ہو۔ سن لو اور میرے ایمان کے گوہر رہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے مقبول بندے اللہ کی دلیل ہیں۔ رب وہ جو رسول اللہ کا رب ہے اسی لئے انہوں نے بیکم فرمایا۔ پھر حبیب شہید کر دیئے گئے ۸۔ یعنی روحانی طور پر شہداء کی طرح کیونکہ جسمانی داخلہ بعد قیامت ہو گا۔ جزا کے لئے جنت میں جانا قیامت سے پہلے نہیں ہو سکتا۔ آدم علیہ السلام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا داخلہ جنت معراج میں جزا کے لئے نہ تھا یعنی حبیبِ نجات سے ان کے شہید ہوتے ہی فرشتوں نے یا رب تعالیٰ نے فرمایا کہ جنت میں داخل ہو جاؤ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعد وفات مومن کو اپنی قوم یاد رہتی ہے۔ وہ اس دنیا سے بالکل بے تعلق نہیں ہو جاتا۔ کیونکہ حبیبِ نجات نے جنت میں پہنچ کر تنہا کی کہ میری قوم مجھے اس حالت میں جان لیتی تاکہ وہ بھی میری طرح ایمان لے آئی ۱۰۔ کہ ایمان کی برکت سے کفر اور کفر کے زمانہ کے سارے گنہ معاف کر دیئے کیونکہ حبیب نے ایمان لا کر کوئی گنہ نہ کیا ۱۱۔ یعنی حضرت حبیب کی شہادت کے بعد اہل انطاکہ کو ہلاک کرنے کے لئے جگہ بدر کی طرح فرشتوں کا لشکر نہ آیا بلکہ

وَمَا لِي لَا أَعْبُدُ الَّذِي فَطَرَنِي وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ
اور مجھے کہہ کر اس کی زندگی نہ کرو ان میں سے مجھے بڑا کیوں اور اسی کی طرف نہیں ہٹنا ہے
عَاتِخْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ يُرِيدِ الرَّحْمَنُ بِضُرٍّ
کیا اللہ کے سوا اور خدا ہے اور اگر رحمن بڑا ہے تو ان کی سندش
لَا تَغْنِي عَنْهُمْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا وَلَا يُنْقِذُون ۱۲
میرے بلکہ کام نہ آئے نہ اور نہ وہ مجھے بچا سکیں گے بے شک
إِذَا لَفِيَ ضَلَلٌ مُبِينٌ ۱۳ إِنْ آمَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوا
جب تو میں گھل کر اہی میں ہوں نہ مغز میں تمہارے رب پر ایمان لایا تو میری سنو
قِيلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ يَلَيْتُ قَوْمِي يَعْلَمُونَ ۱۴
میں سے فرمایا گیا کہ جنت میں داخل ہو شک کیا کسی طرح میری قوم جانتی
يَمَّا غَفَرَ لِي رَبِّي وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُكْرَمِينَ ۱۵ وَمَا نَزَّلْنَا
جیسی میرے رب نے میری مغفرت کی اور مجھے عزت والوں میں کیا نہ اور نہ کیا ہے
عَلَى قَوْمِهِ مِنْ بَعْدِهِ مِنْ جُنْدٍ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا كُنَّا
اس کی قوم پر آسمان سے کوئی لشکر نہ اتارا نہ اور نہ ہمیں وہاں کوئی
مُنْزِلِينَ ۱۶ إِنْ كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً فَاذَاهُمْ
لشکر اتارنا تھا وہ تو بس ایک ہی بیخبر تھی جیسی وہ مجھ کو
خَبِدُونَ ۱۷ يُخْسِرُونَ عَلَى الْعِبَادَةِ مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ
رہ گئے اور کہا گیا کہ ہائے افسوس ان بندوں پر کہ جب ان کے پاس کوئی رسول
إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۱۸ أَلَمْ يَرَوْا أَنَّمَا هُمْ أَهْلُكُنَّا قَبْلَهُمْ
آنا ہے تو اس سے ہنسا، ہی کرتے ہیں کہ کیا انہوں نے نہ دیکھا ہم نے ان سے پہلے
مِنَ الْقُرُونِ أَنَّهُمْ إِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُونَ ۱۹ وَإِنْ كُلُّ لُحَّا
تسخیر سکتی ہلاک فرمائیں کہ وہ اب ان کی طرف ہٹنے والے نہیں تھے اور جتنے بھی ہیں
منزلہ

انہیں جبریل کی چٹ نے ہلاک کر دیا کیونکہ بدر میں فرشتے کفار کو ہلاک کرنے نہ آئے تھے۔ قاریوں کی ہمت و عزت افزائی کے لئے آئے تھے ۱۲۔ کہ ان کا کوئی دُفن کرنے والا بھی نہ رہا اور حضرت حبیب کی قبر شہادتِ انطاکہ میں بنی جو زیارت گاہ خواص و عوام ہے ۱۳۔ انطاکہ والوں پر یا مکہ والوں پر یا عام بندوں پر تیسرے معنی زیادتی قوی ہیں ۱۴۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر کی کسی چیز کا مذاق اڑانا یا نگاہِ خوارت سے دیکھنا کفر ہے، ان کی طین کی بھی عزت چاہیے ۱۵۔ کفار کہنے اپنے سفروں میں یعنی ضرور دیکھا ہے مگر عبرت نہ لکھی ۱۶۔ تاکہ نیک اعمال کریں تو انہیں چاہیے کہ کفر کو نیت مانیں اور جو کچھ کہیں کہیں۔ اس آیت میں آواگون کی نفیس تردید ہے۔ نیز معلوم ہوا کہ رجعت ماننے والے شیعوں مرتدین اس آیت کے منکر ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ قریب قیامت حضرت علیؑ مگر دنیا میں آئیں گے۔

۱۔ جیسے بارش سے خشک زمین زندہ ہوتی ہے ایسے ہی نبوت کی بارش سے مردہ دل زندہ ہوتے ہیں اور صور سے مردہ جسم زندہ ہوں گے۔ ۲۔ یعنی بارش سے غذا نہیں ہوئے، چٹنے بننے ہیں، ایسے ہی نبوت سے شریعت کی غذا، طریقت کے میوے اور اولیاءِ علماء کے چٹنے بننے ہیں ۳۔ یعنی یہ دانے اور پھل انہوں نے پیدا کئے اگرچہ ان درختوں کے اسباب انہوں نے مہیا کئے لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ بعض علماء نے فرمایا کہ تائیفٹ میں ماموولہ ہے اور معنی یہ ہیں کہ تاکہ یہ لوگ پھل اور وہ نعمتیں کھائیں جنہیں اپنے ہاتھوں تیار کرتے ہیں۔ جیسے شیرہ انگور، شربت انار وغیرہ (روح) ۴۔ اس طرح کہ ہمارے حبیب پر ایمان لادیں۔ معلوم ہوا کہ مشرک اگرچہ ہزار طرح ظاہری شکر کرے مگر ناشکرا ہے، خدا کا

شکریہ ہے کہ اس کے حبیب کی اطاعت کرے ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب العالمین نے اپنی مخلوق میں جوڑے رکھے ہیں۔ ٹھنڈا کروا، ٹھنڈا گرم، اچھا برا، وغیرہ سب جوڑے ہیں بے جوڑ رب کی ذات ہے۔ فرماتا ہے: **يَوْمَ تَفُتَىٰ كُلُّ شَيْءٍ ذَلَّتْ بِهَا** بلکہ بعض درخت میں نر و مادہ ہوتے ہیں جو پھلنے بھی جاتے ہیں ۶۔ اس طرح کہ کسی کو صرف لڑکے رہتا ہے کسی کو صرف لڑکیاں، اور کسی کو دونوں، معلوم ہوا کہ سب اس کی عطا کے محتاج ہیں ۷۔ بہت مخلوق وہ ہے جو پیدا شدہ بھی ہے مگر انسان کو ان کی خبر نہیں اور بہت وہ جو انہی پیدا ہوئی آئندہ ہوگی ۸۔ اس طرح کہ فضا بذات خود سیاہ و تاریک ہے۔ رب تعالیٰ اسے آفتاب کے ذریعہ نورانی سفید لباس پہنا دیتا ہے۔ جب آفتاب غروب ہو جاتا ہے تو یہ لباس اتر جاتا ہے اور عالم اپنے اصل رنگ میں نظر آنے لگتا ہے۔ معلوم ہوا کہ ہم سب اصل میں سیاہ تاریک ہیں۔ نور مصطفویٰ کے ذریعہ ایمان کی روشنی ملی ہے ۹۔ معلوم ہوا کہ آسمان و زمین ٹھہرے ہوئے ہیں، تارے ان میں تیر رہے ہیں۔ حرکت زمین و آسمان پر کوئی دلیل قائم نہیں۔ سورج وغیرہ کی حرکت بھی ایک وقت مقررہ (یعنی قیامت) تک ہے ۱۰۔ اس ٹھہراؤ سے مراد یا قیامت ہے یا سورج کی منزلوں کی ابتداء اور انتہاء ۱۱۔ رب کے ان اندازوں میں ہزار ہا طعیں ہیں۔ موسم، فصلیں سب ان اندازوں سے قائم ہیں ۱۲۔ چاند کی افلاکیں حوٹیں ہیں جنہیں وہ افلاکیں راتوں میں طے کر لیتا ہے۔ اگر تیس دن کا مہینہ ہو تو دورانی اگر اسی دن کا ہو تو ایک رات چھا رہتا ہے۔ اس کی بحث سورہ یونس میں ہو چکی ۱۳۔ مہینہ کی آخری راتوں میں چاند چلا ٹھہرا مائل پڑ رہی ہو جاتا ہے جیسا اول تارخوں میں تھا یہی انسان کا حال ہے کہ بڑھاپے میں بچپن کی طرح تاجھ، کمزور، بے قوت ہو جاتا ہے۔ پاک ہے وہ جو تغیر و تبدل سے پاک ہے ۱۴۔ اس طرح کہ رات میں طلوع ہو کر چاند کو بے نور کر دے اور چاند کی بادشاہی

جَمِيعًا لَدَيْنَا مُحْضَرُونَ ۱۵ وَآيَةٌ لَهُمُ الْأَرْضُ الْبَيْتَةُ ۱۶ سَبَّحْ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۱۷ وَجَعَلْنَا آيَاتِهِ لِلَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِنَا لَا يُخَالِفُونَ ۱۸ وَجَعَلْنَا فِيهَا جَنَّاتٍ مِّنْ نَّجِيلٍ وَأَعْنَابٍ وَفَجْرْنَا فِيهَا مِنِ الْعِوْنِ ۱۹ لِيَأْكُلُوا مِن ثَمَرِهِ وَمَا عَمِلَتْهُ أَيْدِيهِمْ أَفَلَا يَشْكُرُونَ ۲۰ سُبْحَنَ الَّذِي خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْبِتُ الْأَرْضُ وَمِنَ أَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُونَ ۲۱ وَآيَةٌ لَهُمُ اللَّيْلُ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاذَاهُمْ مَقْظِيحُونَ ۲۲ وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ ۲۳ لَهَا ذَلِكِ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ ۲۴ الْعَلِيمِ ۲۵ وَالْقَمَرُ قَدَرُهُ مَنَازِلَ ۲۶ حَتَّىٰ عَادَ كَالْعُرْجُونِ ۲۷ وَالْقَنَاقِرُ ۲۸ لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا

چمک لے یا چاند کی طرح تیز حرکت کرے بلکہ چاند جن منزلوں کو افلاکیں دن میں طے کرتا ہے سورج انہیں ایک سال میں طے کرتا ہے۔ اگر سورج بھی چاند کی طرح تیز رفتار ہو تو فصلیں ٹھیک طرح تیار نہ ہو سکیں۔ ۱۵۔ اس طرح کہ دن کا وقت پورا ہونے سے پہلے آجائے تاکہ رات اتنی دراز ہو جو طے کے دن کو آنے والے دن سے۔ یہ نہیں ہو سکتا خیال رہے کہ سورج و چاند کا مع جو چاند قیامت میں ہو گا۔ رب فرماتا ہے: **وَجَعَلَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ** اسی طرح رات کا وقت دراز ہو جاتا بھی طاعت قیامت میں سے ایک طاعت ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ۱۶۔ معلوم ہوا کہ ہر سارہ کا مدار ہے اور وہ تارا اس میں ایسا تار رہا ہے جیسے دریا میں جھل۔ مگر آسمان خود ساکن ہے یا

۱۔ اس کشتی سے مراد نوح علیہ السلام کی کشتی ہے جو سامان اور انسانوں سے بھری ہوئی تھی اور ان انسانوں کی پشت میں یہ لوگ تھے کیونکہ اولاد اپنے باپ دلوں کی پشت میں ہوتی ہے ۲۔ یعنی نوح علیہ السلام کے بعد سے قیامت تک کشتیاں و جہاز بنے رہیں گے۔ ان سب کی اصل کشتی نوح ہے۔ خیال رہے کہ کشتی کے موجد نوح علیہ السلام میں اس کی تحقیق بارہویں پارہ میں ہو چکی ۳۔ یعنی ان کشتیوں کا دریا سے پار ہو جانا عار و کرم سے ہے اگر ہم چاہیں تو غرق کر دیں جیسا کہ دن رات دیکھا جا رہا ہے۔ لہذا تم اپنی صنعت پر نہ اتنا بیشرب سے کرم مانگو۔ دریا میں ڈوبنے وقت کوئی مدد بھی نہیں پہنچی ۴۔ وقت سے مراد لوگوں کی عمریں ہیں یعنی سمندر و

فکلی کے سارے اسباب صرف زندگی میں کار آمد ہیں۔ بعد موت تمہارے لئے سب بیکار۔ لہذا ان میں پھنس کر رب سے غافل نہ ہو جاؤ ۵۔ یا تو سامنے والے عذاب سے مراد گزشتہ امتوں کے عذاب ہیں اور پیچھے آنے والے عذاب سے خود ان پر آنے والے عذاب جن کے آنے کا اندیشہ ہے۔ یا پہلے عذاب سے مراد دنیاوی عذاب ہے۔ اور پچھلے عذاب سے آخرت یا قبر کا عذاب۔ ۶۔ قرآن کریم کی آیت یا حضور کا مجروح یا دنیاوی وہ چیزیں جو رب تعالیٰ کی قدرت پر دلالت کرتی ہیں جیسے ارذائی، گرانی وغیرہ ۷۔ اس طرح کہ ان میں غور نہیں کرتے معلوم ہوا کہ آیات الہیہ میں غور کرنا عجلت ہے اور غور نہ کرنا تاخری ہے ۸۔ مذاق اڑاتے ہوئے مسلمانوں کو یہ جواب دیتے ہیں ۹۔ معلوم ہوا کہ وسیلہ کا انکار کفر اور کفار کا کام ہے۔ وہ کفار یہی کہتے تھے کہ غیبیوں کو امیروں کے وسیلہ کی ضرورت نہیں۔ خدا انہیں خود بلا وسیلہ روزی دے سکتا ہے، حالانکہ قدرت اور ہے قانون کچھ اور، قانون یہ ہے کہ وسیلہ سے رب کی رحمت ملے ۱۰۔ مسلمان کفار کہہ سکتے تھے کہ تم جو اپنی گمراہی میں سے کچھ حصہ اپنے گمان میں اللہ کے نام کا نکالتے ہو وہ حصہ مسکینوں فقیروں کو دو کہ اس کا مصرف فقرا ہیں تو وہ جواب یہ دیتے تھے جو آیت کریمہ میں مذکور ہوا کہ فقرا کو مال دینا رب تعالیٰ کی مشیت و ارادے کے خلاف ہے۔ ان کی یہ امنیں محتاج رکھنا چاہتا ہے ہم امنیں غنی کریں۔ ان کی یہ بکواس مذاق مضحکہ کے طور پر تھی یا بخل و کجوسی کی وجہ سے یہ بہانہ بناتے تھے۔ اس تفسیر سے معلوم ہوا کہ یہاں اتفاق سے مراد زکوٰۃ یا شرعی صدق نہیں کیونکہ ہجرت سے پہلے زکوٰۃ کا حکم نہ آیا تھا۔ نیز کافروں کا مال ہے نہ صدقہ کا۔ مسلمانوں نے کفار کا جھوٹ ظاہر کرنے کے لئے کہا تھا کہ تم خدا کے نام کا نکالا ہو خدا کا جانتے ہو۔ ۱۱۔ قیامت اور حساب و جزا جن کا تم ہم سے وعدہ کرتے ہو یہ سوال تحقیق کے لئے نہ تھا بلکہ مذاق کے طور پر تھا ۱۲۔ صور کا پہلا نغمہ جس میں سب قناب ہو جائیں گے ۱۳۔ یعنی قیامت آنے پر لوگ اپنے سارے کام با تمام چھوڑ دیں گے۔ نہ خود پر کار کیں گے نہ دوسروں کو پر کار کرنے کی وصیت کریں گے۔ نہ بازار سے گھر آئیں گے بلکہ تمام لوگ جمل تھے وہاں ہی قناب ہو جائیں گے

۲۳
۷۷
۲۰۶

اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلِّ الْمَشْحُونِ ﴿٣١﴾ وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِنْ مِثْلِهِ مَا يَرْكَبُونَ ﴿٣٢﴾ وَلَوْ نَشَاءُ لَنَمَوِّتَهُمُ فَلَاحِزٌ لَّهُمْ وَلَاهُمُ يَنْقُذُونَ ﴿٣٣﴾

میں نے ان کے بچوں کی پیدائش میں بھری کشتی میں سوار کیا اور ان کے لئے

لَهُمْ مِنْ مِثْلِهِ مَا يَرْكَبُونَ ﴿٣٢﴾ وَلَوْ نَشَاءُ لَنَمَوِّتَهُمُ فَلَاحِزٌ لَّهُمْ وَلَاهُمُ يَنْقُذُونَ ﴿٣٣﴾

وہی ہی کشتیاں بنادیں جن پر سوار ہوتے ہیں اور ہم چاہیں تو انہیں ڈوب دیتے تو کوئی انکی نجات

لَهُمْ وَلَاهُمُ يَنْقُذُونَ ﴿٣٣﴾

کون بچے والا اور نہ وہ بچا لے جائیں نہ مگر ہماری رحمت اور ایک وقت تک برتنے دیتا

وَإِذْ أَقْبَلُ لَهُمُ انْقِرَاطَ السَّيِّدَاتِ أَيْدِيَهُمْ وَمَا خَلَقْتُ لَكُمْ

اور جب ان سے فرمایا جاتا ہے درویش اس سے جو تمہارے سامنے جلا رہا ہے تمہارے پیچھے آنے والا

تُرْحَمُونَ ﴿٣٤﴾ وَمَا تَأْتِيهِمْ مِنْ آيَةٍ مِّنْ آيَاتِ رَبِّهِمْ إِلَّا

ہے ش اس بعد ہر کلمہ ہر حرف کو نہ بھیر رہتے ہیں اور جب بھی ان کے رب کی نشانیں سے کوئی نشان

كَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ ﴿٣٥﴾ وَإِذْ أَقْبَلُ لَهُمُ انْقِرَاطَ السَّيِّدَاتِ

ان کے پاس آتی ہے تو اس سے مڑی پھرتے ہیں شاد جب ان سے فرمایا جائے اللہ کہہ دے جی

اللَّهُ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا اطْعِمُوا مِن

بلکہ اصل راہ میں حق کرو تو کافر مسلمانوں کے لئے کھنے دیں نہ کہ کھانا ہم اسے کھادیں

لَوْ شَاءَ اللَّهُ أَطْعَمَهُ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٣٦﴾

جیسے اللہ چاہتا تو کھلا دیتا کہ تم تو ہیں مگر کھل سمرای میں نہ

وَيَقُولُونَ مَتَى هَذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٣٧﴾

اور کہتے ہیں کہاں آئے گا یہ وعدہ نہ اگر تم سچے ہو

مَا يَنْظُرُونَ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً تَأْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُونَ ﴿٣٨﴾

ماہرین کو دیکھتے مگر ایک صیغہ کی کہہ جائیں آئے گی جب وہ دنیا کے جزائے میں جھنسنے ہوں گے

فَلَا يَسْتَطِيعُونَ تَوْصِيَةً وَلَا إِلَى أَهْلِهِمْ يَرْجِعُونَ ﴿٣٩﴾

تو نہ وصیت کر سکیں گے نہ اپنے کو وراثت کے لئے

مَنْزِلَہ

۱۴۔ اس طرح کہ صور پھونکے وقت دنیا والے غریب و فروع کھانے پینے میں مشغول ہوں گے ۱۵۔ یعنی قیامت آنے پر لوگ اپنے سارے کام با تمام چھوڑ دیں گے۔ نہ خود پر کار کیں گے نہ دوسروں کو پر کار کرنے کی وصیت کریں گے۔ نہ بازار سے گھر آئیں گے بلکہ تمام لوگ جمل تھے وہاں ہی قناب ہو جائیں گے

۱۔ دوسری بار سب کو زندہ کرنے کے لئے پہلے نفعہ سے چالیس سال بعد یعنی اس قدر فاصلے پر ۲۔ یعنی جہاں وہ دفن ہوئے تھے اور اگر دفن نہ ہوئے تو جہاں کہیں ان کے اجزاء اعلیٰ اس وقت موجود تھے اس کی صورت یہ ہوگی کہ رب تعالیٰ اٹھانے سے پہلے ہر میت کے اجزاء اعلیٰ وہاں ہی جمع فرمادے گا جہاں وہ دفن ہوا یا جلایا گیا یا جہاں اسے شہید یا غیروہ یا پھیلایا گیا ۳۔ شام کے علاقہ کی طرف جہاں قیامت قائم ہوگی کوئی آہستہ کوئی تیز کوئی پیدل کوئی سواری پر جائے گا ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ قیامت میں اٹھنا کفار کو ہم کا باعث ہو گا صالحین کو خوشی کا جیسے موت غافل کے لئے چھوٹے کا دن ہے عاقلوں کے لئے نئے کا دن اس لئے ان کی موت کے دن

یعنی ۲۶

۶۰۸

دہائی ۳۳

وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَاذْهَبْ مِنْ الْآجِدَاتِ إِلَى رَبِّهِمْ

اور پھر بھانپا جائے گا صورت بھی وہ تہوں سے ہے اپنے رب کی طرف دوڑتے

يَسْأَلُونَ ۝ قَالُوا اَيُّ يَوْمَيْنَا مِنْ بَعَثْنَا مِنْ مَرْقَدِنَا ۝

پہلے تھے ت کبیں تھے ہمارے ہماری خزانہ کی کس نے ہمیں سوتے سے بھگا دیا

هَذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمَنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُونَ ۝ اِنْ كُنْتُمْ

یہ ہے وہ جس کا رحمن نے وعدہ دیا حقان اور رسولوں نے حق فرمایا ہے وہ تو نہ ہوگی

الْاٰصْحٰۃُ وَاحِدَةً فَاذْهَبْ اٰهَمُ جَمِيعًا لَدَيْنَا مَحْضَرُونَ ۝

مگر ایک چنگھاڑ نہ بھی وہ سب کے سب جیسے حضور حاضر ہو جائیں گے

فَالْيَوْمَ لَا تَنْظُمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَلَا تَحْزَنُونَ ۝ اَلَا مَا كُنْتُمْ

تو آج کسی جان پر نہ کہ نظم نہ ہو گا اور نہیں بدلے کا مگر اپنے

تَعْمَلُونَ ۝ اِنَّ اَصْحٰۃَ الْيَوْمِ فِي شُغُلٍ وَّاهُونَ ۝

کے سوا کچھ نہ ہو گا آج دل کے بہلاؤ میں ہیں جتنے کرتے ہیں نہ

هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ فِي ظُلُمٍ ۝ اَلَا رَاٰیكَ مُتَكَبِّرًا ۝

وہ اور ان کی بیویاں سانپوں میں ہیں نہ تختوں پر متکبر کرتے ان کے لئے

فِيهَا فَارَكُهُمْ وَلَهُمْ مَّآبِدٌ عَوْنٌ ۝ سَلَّمَ قَوْلًا مِّن رَّبِّ

اس میں نہ ہو اور ان کے لئے ہے اس میں جہاں نہیں لے ان پر سلام ہو گا کہ ہر جان

رَحِيمٍ ۝ وَامْتٰازْ وَالْيَوْمَ اَيُّهَا الْمَجْرُمُونَ ۝ اَلَا اَعْقَدُ

سب کا فرمایا ہوا ہے اور آج ایک جگہ ہمارے مجرموں کے لئے اولاد آدم کیا میں نے تم سے

اَلَيْكُمۡ يٰۤاٰمَنُوۡنَ اَلَا تَعْبُدُوۡنَ الشَّيْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ

محب نہ کیا تھا کہ شیطان کو نہ بد جانا بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن

مُبِينٌ ۝ وَاَنْ اَعْبُدُوۡنِيْ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝

جس کے لئے اور میری بندگی کرنا یہ سیدھی راہ ہے

مزل ۵

کو عرس یعنی شادی کا دن کہا جاتا ہے فرشتے ان سے کہتے

ہیں سو جاؤ نکلا کی طرح اس لئے آگے جنتیں کا ذکر طبعہ

آ رہا ہے ۵۔ یہ کفار کا کلام ہو گا۔ اس چالیس سال کے

عرصہ میں رب تعالیٰ عذاب قبر اٹھائے گا۔ جس سے

یہ کفار آرام سے سوتے رہیں گے۔ اب جب انہیں

گے تو یہ کہیں گے (تفسیر خازن و خزان) ورنہ کفار

اپنی قبروں میں سوتے کمال تھے سخت عذاب میں تھے۔ یا یہ

مطلب ہے کہ کفار قیامت کی سختی دیکھ کر قبر کے عذاب کو

بلکا کہیں گے (خزان) بہر حال اس آیت سے عذاب قبر کی

نفی پر دلیل نہیں پکڑی جاسکتی ۶۔ یہ کلام رب کا ہو گا یا

فرشتوں کا یا مومن جن و انس کا ۷۔ معلوم ہوا کہ قیامت

میں سب سے پہلے جہنموں کی نعت خوانی ہوگی جو قبروں

سے اٹھتے ہی سب لوگ سیں گے۔ پھر فتح کی تلاش و

جنگ ۸۔ اس سے وہ لوگ صبر پکڑیں جو آج نعت خوانی یا

وسیلہ یا بزرگوں کی امداد کے مگر ہیں ۸۔ صور کا دوبرا

نفعہ یہ نَفْخٌ فِي الصُّوْرِ کی تفسیر ہے ہرکار نہیں۔ یا چنگھاڑ

سے مراد حضرت اسماعیل کی وہ آواز ہے جو پھاڑ پر کھڑے

ہو کر دیں گے کہ اے گلی بڑو! پکھرے بالو! اکھڑے ہوئے

جوڑو حساب کے لئے جمع ہو جاؤ۔ بہر حال آیت مکرر نہیں

۹۔ یہ خطاب کفار سے ہو گا اس سے دو مسئلے معلوم

ہوئے۔ ایک یہ کہ کفار کے نا سمجھ فوت شدہ بچے

عذاب نہ دیئے جائیں گے۔ کہ ان کی کوئی بد عملی نہیں

دوسرے یہ کہ مومن کو عمل کی جزا بھی ملے گی اور رب کا

فضل بھی رب فرماتا ہے۔ وَلَذٰلِكَ يَنْتَظِرُ ۝ ۱۰۔ صدا ہتم کی

نعتیں رب کی دعوتیں ہستی درختوں کی نعتیں حینان

جنت کا قرب رب کا دیدار اور حضور کا ساتھ (خزان)

رب نصیب کرے ۱۱۔ ان انداز میں دنیا کی موت منکوحہ

بیویاں بھی داخل ہیں اور حوریں بھی۔ اس سے معلوم ہوا

کہ حوریں لوطیوں کی حیثیت سے نہ ہوں گی بلکہ یوی کی

حیثیت سے۔ رب فرماتا ہے۔ وَلَذٰلِكَ يَنْتَظِرُ ۝ ۱۲۔

چونکہ جنت میں نفس امارہ قاکر دیا جائے گا اس لئے کوئی

جتنی بڑی جتنی خواہش نہ کرے گا ۱۳۔ رب تعالیٰ جنتوں

کو سلام بھیجے گا خواہ بلاوسط یا فرشتوں کے واسطے سے مگر یہ سلام دعا کا نہ ہو گا۔ رب تعالیٰ دعا مانگتے سے پاک ہے اپنی رضا اور جنت والوں کی عظمت کے اظہار کے

لئے ہو گا۔ اس سلام سے مومنوں کو دیدار الہی کا شوق ہو گا جو پورا کیا جائے گا ۱۴۔ مجرموں سے کفار مراد ہیں۔ یعنی اے کافرو مسلمانوں سے طبعہ کھڑے ہو مومن

عرش کی واپسی جانب کفار بائیں طرف یا اے دوڑتی کافرو! ہر قسم کا کافرو دوسری قسم کے کافر سے طبعہ جنم میں رہے گا ۱۵۔ جہنموں کی معرفت تم کو حکم دیا گیا تھا کہ

بت پرستی نہ کرنا خیال رہے کہ اللہ کے سوا کسی کو پوجنا شیطان کو پوجنا ہے۔ کہ اس کے بھانپنے سے ۱۶۔ کہ نہ وہ تمہاری وجہ سے مردود ہوا۔ اب کس طرح وہ

تمہارا دوست ہو سکتا ہے۔ وہ تمہیں اپنے ساتھ دوڑنے میں لے جاتا جاتا ہے۔

وَلَذٰلِكَ يَنْتَظِرُ ۝

۱۔ کو سلام بھیجے گا خواہ بلاوسط یا فرشتوں کے واسطے سے مگر یہ سلام دعا کا نہ ہو گا۔ رب تعالیٰ دعا مانگتے سے پاک ہے اپنی رضا اور جنت والوں کی عظمت کے اظہار کے لئے ہو گا۔ اس سلام سے مومنوں کو دیدار الہی کا شوق ہو گا جو پورا کیا جائے گا ۱۴۔ مجرموں سے کفار مراد ہیں۔ یعنی اے کافرو مسلمانوں سے طبعہ کھڑے ہو مومن عرش کی واپسی جانب کفار بائیں طرف یا اے دوڑتی کافرو! ہر قسم کا کافرو دوسری قسم کے کافر سے طبعہ جنم میں رہے گا ۱۵۔ جہنموں کی معرفت تم کو حکم دیا گیا تھا کہ بت پرستی نہ کرنا خیال رہے کہ اللہ کے سوا کسی کو پوجنا شیطان کو پوجنا ہے۔ کہ اس کے بھانپنے سے ۱۶۔ کہ نہ وہ تمہاری وجہ سے مردود ہوا۔ اب کس طرح وہ تمہارا دوست ہو سکتا ہے۔ وہ تمہیں اپنے ساتھ دوڑنے میں لے جاتا جاتا ہے۔

۱۔ یعنی ہر پہلے کافر کو غور کرنا چاہیے تاکہ شیطان کی بیرونی کی وجہ سے پہلی انہیں تباہ ہو چکیں۔ ان سے عبرت لیں۔ لہذا آیت بالکل صاف ہے۔ خیال رہے کہ یہ خطاب بھی کفار سے ہو گا کہ شیطان نے انہیں مختلف طریقے سے سمجھاوا ۲۔ اب دوزخ کو دیکھ کر اس کی تصدیق کرو، مگر یہ تصدیق مفید نہیں ۳۔ معلوم ہوا کہ نبی پر اعتماد کرنے کا نام ایمان ہے۔ کفار آخرت کو دیکھ کر ساری چیزیں مان جائیں گے۔ مگر وہ ماننا کارآمد نہ ہو گا کیونکہ انہوں نے اپنی آنکھ پر اعتماد کیا نہ نبی پر ۴۔ یہ ان کے لئے ہو گا جو اپنے جرموں کا انکار کریں گے۔ معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ صرف اپنے علم پر سزا جزا نہ دے گا بلکہ گواہی وغیرہ سے تحقیقات کر کے ۵۔ خیال رہے کہ

کاتب اعمال فرشتے، خود نامہ اعمال اور زمین و آسمان کافر کے خلاف گواہی دیں گے۔ لیکن جب وہ انکار ہی کئے جائے گا تب خود اس کے اعضاء گواہی دلاوائی جائے گی۔ معلوم ہوا کہ کافر کی زبان وہاں بھی جھوٹ سے باز نہ آئے گی۔ باقی اعضاء حج عرض کر دیں گے۔ اس کی زبان بڑی مجرم ہے لیوں پر مردا ہی نہ ہوگی۔ اعضاء کی گواہی لے کر توڑ دی جاوے گی۔ اس لئے وہ دوزخ میں پہنچ کر شور مچائیں گے ۶۔ یعنی اگر ہم چاہیں تو تمام کفار کے دلوں کی طرح آنکھیں بھی اندھ کر دیں مگر نہیں کرتے۔ اس قدر کفر و عناد کے باوجود انہیں اپنی نفوس سے نوازا ہے۔ ان پر بھی شکر لازم ہے۔ یہ اس طرح کہ انہیں پتھر یا بندر، سور بنا دیتے وغیرہ جیسے پھیلی ہتھوں کے سرکشوں کے کیا گیا۔ خیال رہے کہ مسخ میں صرف صورت تبدیل ہوتی ہے۔ روح وہی رہتی ہے۔ لہذا اسے آواگون یا سخا سے کوئی تعلق نہیں، کیونکہ آروں کے نزدیک آواگون میں روح بھی بدل جاتی ہے کہ نفس انسانی نفس حماری بن جاتی ہے۔ یہ ناممکن ہے ۸۔ کہ بڑھے کو بچے کی طرح سمجھ اور کمزور کر دیتے ہیں تو اس پر بھی قادر ہیں کہ ہمارا حال بدل دیں ۹۔ شان نزول: کفار مکہ قرآن شریف کو شعر اور حضور کو شاعر کہتے تھے۔ یہی انفریہ بلکہ شاعر اس آیت میں ان کی تردید ہے۔ عربی محاورہ میں جھوٹے شاعر و قریب کلام و خیالات کو شعر کہا جاتا ہے۔ یعنی ناول اور ناول گو کو شاعر کہتے ہیں جس کی حقیقت تو کچھ نہ ہو مگر عبارت بہت و قریب ہو۔ یہاں علم، معنی ملک و عادت ہے۔ یعنی قرآن شریف ناول نہیں اور حضور ناول گو نہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم نے محبوب کو ناول کی حقیقت سے بے خبر رکھا۔ جیسے باپ کہتا ہے کہ میں نے اپنے بچوں کو گالیاں نہ سکھائیں۔ یعنی گالی بجنے کا عادی نہ بنایا۔ نہ یہ کہ اسے گالی کی پہچان نہیں۔ لہذا اس آیت سے حضور کے علم کی کمی نہیں ثابت ہوتی۔ بلکہ آپ کا پاک و ستھرا ہونا ثابت ہے (خبرائن، روح، مدارک، جمل وغیرہ) ۱۰۔ یعنی ناول گوئی آپ کی شان سے بعید ہے نہ یہ کہ شعر کا چانتا کہ علم شعر نہ

۴۰	۴۰۹	۴۱
وَلَقَدْ أَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيرًا أَفَلَمْ تَكُونُوا تَعْقِلُونَ ﴿۳۷﴾		
اور جسے شک اس نے تم میں سے بہت ہی طاقت کو بہکا دیا کہ تم کیا نہیں عقل نہ تھی		
هَذِهِ جَهَنَّمُ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ﴿۳۸﴾ اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ		
یہ ہے وہ جہنم جس کا تم سے وعدہ تھا آج اسی میں جاؤ		
بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿۳۹﴾ الْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰ أَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا		
بدلہ اپنے کفر کا آج ہم ان کے منہوں پر پتھر کر دیں گے اور ان کے		
أَيْدِيهِمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿۴۰﴾ وَلَوْ نَشَاءُ		
ہاتھ، مہرے بات کر سکتے اور ان کے پاؤں ان کے کئے کی گواہی دیں گے اور اگر ہم چاہتے		
لَطَبَسْنَا عَلَىٰ أَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَأَنَّىٰ يُبْصِرُونَ ﴿۴۱﴾		
تو ان کی آنکھیں مٹا دیتے پھر ہلک کر رستے کی طرف جاتے تو انہیں کچھ نہ سمجھتا		
وَلَوْ نَشَاءُ لَمَسَخْنَاهُمْ عَلَىٰ مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوا مُضِيًّا		
اور اگر ہم چاہتے تو ان کے گھر بیٹھے ان کی سر میں بدل دیتے کہ ان کے بڑھ سکتے		
وَلَا يَرْجِعُونَ ﴿۴۲﴾ وَمَنْ يُعْرِضْهُ نَبْكَسُهُ فِي الْخَلْقِ أَفَلَا		
نہ توجھے تو مٹے اور برے ہم بڑی عمر کا کرمل اسے پیدائش میں اتار بیچھڑے تو میرا		
يَعْقِلُونَ ﴿۴۳﴾ وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ إِنْ هُوَ إِلَّا		
وہ سمجھنے نہیں اور ہم نے ان کو شعر کہنا نہ سکھایا اور نہ وہ انہی شان کے لائق ہے نہ وہ		
ذِكْرٌ وَقُرْآنٌ مُّبِينٌ ﴿۴۴﴾ لَيَبْذُرُهُنَّ مِنْ كَانٍ حَيًّا وَيُحِقُّ		
انہیں مگر نصیحت اور روشن قرآن لے کر اسے بھڑائے جو زندہ ہو بلکہ اور کافروں پر		
الْقَوْلُ عَلَى الْكَافِرِينَ ﴿۴۵﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِن مَّاءٍ		
بات ثابت ہو جائے کہ کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ ہم نے اپنے ہاتھ کے بنائے		
عِلَّتْ أَيْدِيَنَا أَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مَالِكُونَ ﴿۴۶﴾ وَذَلَّلْنَاهَا لَهُمْ		
ہوئے تھل چر پائے ان کے لئے پیدا کئے تو ان کے مالک ہیں نہ اور انہیں ان کے لئے		
مَنْزِلٌ		

نبی کی شان کے خلاف ہے نہ رب تعالیٰ کی شان سے بعید، اگر شعر کا چانتا برا ہو تو نہ حضور جانتے نہ رب۔ ۱۱۔ یعنی جسے کفار مکہ ناول یا شعر کہتے ہیں وہ قرآن اور نصیحت ہے۔ معلوم ہوا کہ شعرے کفار کی مراد قصیدہ یا نظم نہ تھی۔ قرآن مجید میں کوئی شعر قصیدہ نہیں۔ وہ اسے شعر کیسے کہہ سکتے تھے۔ بلکہ ان کی مراد و قریب جھوٹی کمائیاں تھیں۔ خیال رہے کہ قرآن کریم میں اگرچہ بعض آجوں میں وزن شعری بن گیا ہے مگر وہ اتفاقاً ہے ارادہ نہیں جیسے لَنْ نَأْتِيَ بِالنَّاصِيَةِ نَبْضِشْنَ اِلَیْهِ یَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ وَتَتَذَكَّرُ اِلَیْهِ یَا اَعْظَمُ عِلْمَیْنِ اَنْتَ بَرُّ وَغَیْرُہ۔ اسی طرح حضور کے بعض کلام میں وزن و قافیہ ہے مگر بلا ارادہ اَنَّا لَنَبْذُرُ الْكَافِبِ اَنَّا لَنُغْنِیْكَ عَنْهُ لَطِیْفٌ وَغَیْرُہ۔ لہذا یہ شعر نہیں کہ شعر میں قافیہ کی قید ضروری ہے۔ یہ بھی خیال رہے کہ حضور اشعار و نظم لے سے بڑھنے پر قادر نہ تھے۔ مگر اچھے برے اشعار کی خوب پہچان فرماتے

(بقیہ صفحہ ۷۹) تھے۔ لہذا علم کی نفی نہیں بلکہ ملک کی نفی ہے۔ ۱۳۔ اس طرح کہ اس کا دل اعلیٰ زندگی سے زندہ ہو۔ ۱۴۔ اسلام کے دلائل پورے واضح ہو جائیں یا وعدہ عذاب پورا ہو جاوے ۱۵۔ ہاتھ سے مراد قدرت کاملہ ہے۔ یعنی تمام جانور ہم نے صرف اپنی قدرت سے بنائے۔ انکے بنانے میں کسی شریک سے مدد نہ لی۔ فرشتوں کا مال کے جہت میں بچہ بنانا رب ہی کے حکم سے ہے لہذا یہ رب ہی کا بنانا ہے۔ آدم علیہ السلام کو رب تعالیٰ نے بغیر فرشتے کے ذریعہ کے بنایا کہ فرمایا۔ بے خلقت بیہوشی، اسی لئے انہیں بشر کہا گیا ہے۔ یعنی اللہ کی بنائی ہوئی ذات مباشرت پاید سے مشتق ہے۔ ۱۵۔ یعنی جانور بنائے ہم نے اور برستے تم ہو اس کا شریک اوارک

۱۔ کہ زور والے باقی اونٹ وغیرہ کو انسان کے بچے لئے بکرتے ہیں۔ یہ رب کی قدرت ہے ۲۔ جیسے باقی صرف سواری کے کام آتا ہے اور مرغ وغیرہ صرف کھانے کے اونٹ، قتل وغیرہ کھانے بھی جاتے ہیں اور سواری بھی دیتے ہیں ۳۔ کہ ان کے دودھ گوشت پرست اون ناخون بڑی شے کام آتے ہیں ۴۔ خدا کے مقابلہ میں، کہ رب تعالیٰ عذاب دیتا چاہے مگر یہ بت عذاب نہ دیتے دیں۔ یہ ماننا شرک ہے اس آیت کو سمجھیں ولیوں سے کوئی تعلق نہیں ۵۔ یعنی کفار اپنے بچوں کا لشکر بن کر قیامت میں حاضر ہوں گے اور مع ان بچوں کے دوزخ میں جائیں گے۔ مگر کافر مزا پائے اور یہ لکڑی پتھر کے بت چاند سورج عذاب دینے کے لئے ۶۔ کفار کے کفر یا آپ کے انکار کا ایذا پر ممکن نہ ہوں۔ معلوم ہوا کہ حضور اللہ تعالیٰ کے بڑے محبوب ہیں کہ رب آپ کو قتل و تشفی دیتا ہے۔ ۷۔ شان نزول یہ آیت عاص بن وائل یا ابوجہل یا ابی بن خلف کے متعلق نازل ہوئی جو ایک گلی سزی بڑی لے کر حضور کی خدمت میں مناظرہ کے لئے آیا تھا اور اس بڑی کو توڑتا جاتا تھا اور کہتا تھا کہ کیا خدا اسے دوبارہ زندہ کرے گا۔ حضور نے فرمایا۔ ہاں ضرور زندہ اٹھائے گا۔ اور تجھے دوزخ میں پہنچائے گا۔ اس آیت میں رب تعالیٰ نے حضور کی تائید فرمائی۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور لوگوں کے انہماج سے خبردار ہیں کہ فرمایا تو دوزخ میں جائے گا۔ ۸۔ کہ گلی ہوئی بڑی دکھا دکھا کر ہماری قدرت کا انکار کرتا ہے ۹۔ کہ ہم نے اسے ایسی ٹھکری ہوئی مٹی سے بنایا تو کیا اب بھٹا بھول گئے اٹھو سے اعادہ آسمان ہے جب ہم پہلی بار بچے کو اب بدرجہ اولیٰ بنا سکتے ہیں۔ ۱۰۔ یعنی رب تعالیٰ پیدا فرماتا جاتا ہے۔ یا مردوں کے ٹکڑے ہوئے اجزا کو جاتا ہے لہذا ساری مخلوق کو اس طرح دوبارہ پیدا کرے گا کہ کسی کا جزو بدن دوسرے میں نہ پہنچے سے گا۔ جب اس کا علم بھی کمال ہے قدرت بھی کمال پھر تمہیں قیامت کے ماننے میں کیوں تامل ہے ۱۱۔ یوں تو ہر سبز درخت سوکھ کر جل جاتا ہے۔

وَالَّذِينَ

وَالَّذِينَ

فَمِنْ هَآؤُنَآ كُفُّوا عَنْ رِجَالِكُمْ وَمِنْ هَآؤُنَآ كُفُّوا عَنْ رِجَالِكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ وَمِنْهَا

نظم کر دیا کہ تم کسی پر زور نہ ہو جس کو تم کو کھاتے ہیں نہ اور انکے لئے اللہ میں کوئی طرح کے نفع

اَفَلَا يَشْكُرُونَ ۝ وَاَتَاخُذُ مِنْ دُونِ اللّٰهِ اِلٰهَةً لَّعَلَّهُمْ

اور اپنے کی چیز میں دوسرا شکر نہ کریں گے اور انہوں نے اللہ سے سوا اور خدا ٹھہرانے کی شان

يَصِرُونَ ۝ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَهُمْ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ

کی مدد ہو کہ وہ ان کی مدد نہیں کر سکتے اور وہ ان کے لشکر سب گرفتار

مُحْضَرُونَ ۝ فَلَا يَخُزُّكَ قَوْلُهُمْ اِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ

حاضر آئیں گے نہ تو ان کی بات کا کام نہ کرو نہ بے شک ہم جانتے ہیں جو وہ چھپاتے ہیں

وَمَا يَعْلَمُونَ ۝ اَوَلَمْ يَرِ الْاِنْسَانُ اِنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ نُّطْقَةٍ

اور نہ ہمارے کہنے میں اور کیا آدمی نے نہ دیکھا کہ ہم نے اسے پانی کی بوند سے بنایا

فَاِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُّبِينٌ ۝ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَنَسِيَ خَلْقَهُ

جہی وہ صریح ٹھکانا ہے کہ اور ہمارے لئے مصلحت بننا ہے اور اپنی پیدا شدہ بھول گیا

قَالَ مَنْ يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ ۝ قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي

بولے ایسا کون ہے کہ ہڈیوں کو زندہ کرے جب وہ بالکل گل غصیں تم فرماؤ انہیں وہ زندہ کرے گا

اَنْشَاَهَا اَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ ۝ الَّذِي جَعَلَ

جس نے پہلی بار انہیں بنایا اور اسے ہر پیدا شدہ کا علم ہے نہ جس نے تیار سے لئے

لَكُمْ مِنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا اِذَا فَاذًا اَنْتُمْ مِنْهُ تُوقِدُونَ ۝

نہ۔ دیز میں سے آگ پیدا کی جہی تم اسے سٹگنے ہو گے

اَوَلَيْسَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقَدِيرٍ عَلٰی

اور کیا وہ جس نے آسمان اور زمین بنائے ان سے اور نہیں

اَنْ يَخْلُقَ مِثْلَهُمْ بَلٰی وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيمُ ۝ اِنَّمَا اَمْرُهُ

بنا کھانوں میں نہیں بل اور وہی چاہتا ہے کہ وہ اس کا کام تو بھی

لیکن عرب میں دوزخ پائے جاتے ہیں۔ مرغ اور عفار، مرغ نہ ہے عفار مادہ جب ان کی ہری شاخیں ایک دوسرے سے رگڑی جائیں تو ان سے آگ نکلے ہے۔ حالانکہ ان میں اتنی تری ہوتی ہے کہ ان سے پانی نکلتا ہے۔ دیکھو رب کی شان کہ پانی اور آگ ایک ہی جگہ جمع فرمادے (خلائق و روح) نیکر کا درخت گھلا بھی جاتا ہے۔ ریل کا کوئلہ بھیگ کر خوب جلتا ہے۔ ایسے ہی رب نے بشریت کے سبز درخت میں محبت و خشق کی آگ و دھیت رکھی ہے ۱۴۔ قرآن کریم میں جہاں جیس یا لولیس آئے وہاں پڑھنے والے کو دل میں پانی کہ لینا چاہیے۔ اور یہاں تو خود قرآن شریف میں پانی آیا۔

اب کن فرماتے سے مراد ہے ارادہ خلق کا قطع نہ کسی سے خطاب فرمانا اور نہ کسی سے عرض فرمانا لہذا اس پر آریوں کے یہ اعتراض نہیں پڑ سکتے کہ اگر سب چیزیں کن سے نہیں تو کن کس سے بنا۔ اس میں پیدائش کے طریقہ اور رب تعالیٰ کی قدرت کا ذکر ہے۔ اور یہی سبب انبیاء میں مدت اور وقت پیدائش اور مہلکات و منکوتات میں اصل پیدائش کا ذکر ہے۔ لہذا آیات میں تعارض نہیں۔ ۳۔ ہر چیز کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن۔ ظاہر کا نام ہے ملک اور باطن کا نام ملکوت ۴۔ مرنے کے بعد یا قیامت میں حساب و سزا و جزا کے لئے مومن خوشی سے جائیں گے کافر مجبوراً لے جائے جائیں گے ۵۔ ان سے مراد یا وہ فرشتے ہیں جو بارگاہ الہی میں صف باندھ کر عبادت کرتے ہیں یا اس کے حکم کا انتظار۔ یا وہ نمازی لوگ جو صف باندھ کر جماعت نماز میں کھڑے ہوتے ہیں یا وہ قاضیان اسلام جو بوقت جہاد صفیں باندھتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ جماعت کی نماز اور جہاد رب تعالیٰ کو بہت پسند ہے کہ ان کی قسم فرمائی (روح و خزانہ) ۶۔ یعنی وہ فرشتے جو بادلوں یا ہواؤں کو جھڑک کر چلائیں یا وہ علماء دین جو لوگوں کو سختی اور ڈانٹ ڈھٹ سے برائیوں سے روکیں یا وہ غازی جو میدان جہاد میں گھوڑے دوڑائیں ڈانٹ ڈھٹ کرے۔ نماز میں یا وحلہ کے وقت یا جہاد کرتے وقت مظلوم ہوا کہ خلاوت قرآن پڑی اعلیٰ عہدیت ہے ہر سزا و عہدیت نہ چھوڑی جائے بلکہ جماعت میں تو زیادہ عہدیت چاہئیں کہ وہاں موت سامنے ہے۔ صحابہ کرام میں جماعت میں قتل و خون ہوتے ہوئے جماعت بھی نہ چھوڑتے تھے۔ بلکہ نماز خوف ادا کرتے تھے۔ انھوں نے ان پر جو بلا و جہاد جماعت بلکہ نماز چھوڑ دیتے ہیں ۸۔ رب نے اپنی وحدانیت اور اپنے صفات ان چیزوں کی قسم سے بیان فرمائے مگر حضور کی نبوت قرآن کی قسم بلکہ اپنی قسم سے بیان کی۔ زائقین انجیل کے انکشاف میں المؤمنین، اور فرمایا لَنَذْرَبُكَ لَا يَذْنُونَ حَتَّى يَحْكُوكَ ۹۔ ہر روز سورج نئی جگہ سے طلوع ہوتا ہے اس لئے مشارق جمع فرمایا گیا ۱۰۔ کیونکہ دیکھنے والے کو سارے تارے پہلے آسمان پر ایسے محسوس ہوتے ہیں جیسے نیلی چادر پر رنگ پر رنگ موتی بکھرے ہوئے ہیں اگرچہ تارے مختلف آسمانوں پر ہیں مگر ذہنیت پہلے آسمان کی ہیں۔ لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں کیونکہ سارے آسمان صاف آئینہ کی طرف خطاب ہیں اب اس طرح کہ جب کوئی شیطان آسمان پر جانے کا ارادہ کرتا ہے تو تارے میں سے آگ کا شعلہ نکل کر اسے گولی کی طرح لگتا ہے۔ اس سے مظلوم ہوا کہ تاروں سے غیبی خبریں معلوم کرنا جائز نہیں کیونکہ تارے 'روحانی' حفاظت، راستہ اور وقت کی علامتوں کے لئے بنائے گئے نہ کہ غیبی خبریں معلوم کرنے اور فال کھولنے کے لئے ۱۲۔ عالم بالا سے مراد فرشتے ہیں جو آئندہ ہونے والے واقعات کے متعلق آپس میں گفتگو کرتے ہیں شیطان چپ کر رہنے کی کوشش کرتے ہوئے وہاں پہنچنا چاہے ہیں تو بار کرہٹا دیے جاتے ہیں ۱۳۔ شاہدوں کی جو انگاروں کی طرح ہوتے ہیں۔ ۱۴۔ یعنی شیاطین کو یہ دنیا میں ماضی عذاب ہے قیامت کے بعد وہ دائمی عذاب میں گرفتار ہوں گے جو دروغ میں دیا جائے گا ۱۵۔ حضور کی تشریف آوری سے پہلے شیاطین آسمانوں پر جاتے تھے حضور کی تشریف آوری کے بعد ان کا جانا بند ہو گیا جیسے کہ سورہ جن میں مذکور ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی تشریف آوری زمین و زمان میں تغیر کا سبب بنی ۱۶۔ شرکین کہہ سکتے ہیں جو قیامت اور سزا و جزا کے انکار ہیں۔

۲۳ مئی
۴۱
الصفۃ

اِذَا رَا دُشْيَانٌ يَّقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴿۳۳﴾ فَبُحِنَ النَّبِيُّ

جہ کہ جب کن پید ہو جائے تو اس سے مانے ہو جائے وہ فوراً ہو جائے نہ تو یہی ہے اسے بچے

يَبْدِئُ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَرَأَيْتُهُ تَرْجَعُونَ ﴿۳۴﴾

بادلوں ہر چیز کا جنم دے گا اور ان کی طرف پھیرے گا دے گا

آیات ۱۸۲
سُورَةُ الصَّفَاتِ مَكِّيَّةٌ ۵۰
رُكُوْعَاتُهَا ۵

سورۃ الصفات مکی ہے اس میں ۱۲۲ آیات ۵۰ آیت کے اور ۳۸۲۹ حروف ہیں (خزانہ)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع ہر نہایت بزرگوار نام والا

وَالصَّفَاتِ صَفَاتُهَا تَرْجَعُونَ ﴿۳۵﴾ فَالْتَلَيْتُ ذِكْرَكَ

قسم اہل کہ باقاعدہ صفات ہر چیز کی کہ جہاد کر چلائیں نہ پھر ان باتوں کی کہ قرآن میں

اِنَّ إِلَهُكُمْ لَوَاحِدٌ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ مَا يَلِيهِمَا

نہایت ایک بھاری سبوت حرفت ایک ہے ایک آسمانوں اور زمین کا اور جو کہ ان کے درمیان

وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ﴿۳۶﴾ اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِزِينَةٍ

جہ اور ایک سورجوں کا پتے ہیں اے بچے کے آسمان کو تاروں کے منکھار سے

بِالْكُوكِبِ ﴿۳۷﴾ وَحِفْظًا مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ مَّا يَرِيدُ ﴿۳۸﴾ لَا

آسمان کی بات اور نگاه رکھنے کو ہر شیطان سرکش سے لا عالم بالا

يَتَمَعُونَ اِلَى الْمَلِئِ الْاَعْلٰى وَيَقْدِفُونَ مِنْ كُلِّ حَاوِيٍ ﴿۳۹﴾

کہرت کا ہاں نہیں لگا سکتے اور ان پر ہر طرف سے مار پھینک ہوتی ہے کن

وَحُورًا وَاُولٰٓئِكَ عَذَابٌ مُّؤَبَّدٌ ﴿۴۰﴾ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ

انہیں بھٹکے گا اور ان کے لئے عذاب کا عذاب کہ منکر جو ایک آدھ بار ایک لے گا

فَاتَّبَعَهُ شَهَابٌ ثَاقِبٌ ﴿۴۱﴾ فَاسْتَفْتِمُوهُمْ اَمْ هُمْ اَشْدُّ خَلْقًا

تو دو شخص انکار اس کے تو چھوڑ دو ان سے چھوڑ دو ان کی پیدائشی زیادہ مضبوط

مغلزل ۶

میں گفتگو کرتے ہیں شیطان چپ کر رہنے کی کوشش کرتے ہوئے وہاں پہنچنا چاہے ہیں تو بار کرہٹا دیے جاتے ہیں ۱۳۔ شاہدوں کی جو انگاروں کی طرح ہوتے ہیں۔ ۱۴۔ یعنی شیاطین کو یہ دنیا میں ماضی عذاب ہے قیامت کے بعد وہ دائمی عذاب میں گرفتار ہوں گے جو دروغ میں دیا جائے گا ۱۵۔ حضور کی تشریف آوری سے پہلے شیاطین آسمانوں پر جاتے تھے حضور کی تشریف آوری کے بعد ان کا جانا بند ہو گیا جیسے کہ سورہ جن میں مذکور ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی تشریف آوری زمین و زمان میں تغیر کا سبب بنی ۱۶۔ شرکین کہہ سکتے ہیں جو قیامت اور سزا و جزا کے انکار ہیں۔

و مالی ۲۳

سفر اول

五

جنوں نے کیا تصور کیا جو وہ دوزخ میں جائیں گے ۳۴۔ دہلی نے بھی اوسعید خدری سے روایت کی کہ لوگوں سے حضرت علی اور اہل بیت اطہار کی محبت کے بارے میں سوال ہو گا کیونکہ حضور نے فرمایا تھا: اَشَدُّكُمْ عَلَيَّ اَهْلًا لِّلْوَغِي الْعَرَبِيِّ لَمَّا رَأَيْتُكُمْ فِي حُبِّ اَهْلِ بَيْتِي (صواعق مہر) یا ان مشرکین سے یہ سوال ہو گا ۱۵۵۔ جیسے دنیا میں بعض کافر بعض کی مدد کرتے تھے یا مدد کا وعدہ کرتے تھے۔ رب ان کفار کا قول نقل فرماتا ہے۔ جو دنیا میں کہتے تھے: عَجَبٌ جَنِينٌ مِّنْكُمْ سِرِّرٌ۔ حال یہ آیت اولیاء اللہ کے لئے نہیں، اولیاء اللہ اور انبیاء کی مدد قیامت میں ضرور ہوگی، مگر مومنوں کی، رب فرماتا ہے: الْكَافِرُونَ لِيَنْبِذَ اللَّهُ فِي هَذِهِ مَا يَصْنَعُونَ الْكَافِرِينَ (سورۃ الاحزاب) جنہوں نے حضور کی شفاعت برحق ہے۔

۱۔ یہ گنگو ماتحت کافروں کی اپنے سرداروں سے ہو گی، نہ کہ مسلمانوں کی انبیاء کرام اور اولیاء اللہ سے، حضرات انبیاء و اولیاء کرامہ جہنم پر کھڑے ہی نہ کہ جاپوس گئے۔ یہ حضرات تو پہلی کی طرح وہاں سے گزریں گے، اپنے غلاموں کو ہمراہ لے کر۔ لہذا موجودہ دہائیہ کی تفسیریں غلط ہیں ۲۔ یعنی تم لوگ اپنی مائی و جانی قوت سے ہم کو کفر کرنے پر مجبور کرتے تھے۔ یہاں ہمیں سے مراد قوت ہے اور قوت میں جانی و مالی ہر طرح کی طاقت داخل ہے (خزائن و روح) اس سے معلوم ہوا کہ مجبوراً کافر بھی کافر ہے۔ مجبوری کی حالت میں لفظ کفر زبان سے نکلنے کی اجازت ہے نہ کہ دل سے کافر ہو جانے کی۔ ۳۔ یعنی بولی کافر تم خود تھے، ہمارا زور تمہارے دلوں پر نہ تھا۔ اس سے جبر کا مسئلہ حل ہو گیا ۴۔ ہم تو صرف تمہارے مددگار اور معاون تھے جس سے تم کفر میں خوب پختہ ہو گئے۔ اصل کفر کے تم خود مجرم ہو، لہذا تم بھی عذاب کے حقدار ہو۔ ۵۔ مگر ایوں کو بھی اور مگرہ کرنے والوں کو بھی عذاب چکنا ہے۔ یہاں چکنا فرمانا کی عذاب کے لئے نہیں بلکہ طعن کے لئے جیسے مجرم سے حاکم کہتا ہے، اب اپنے کئے کا مزہ چکھو۔ ۶۔ تو ہمارے پاس مگر اسی ہی مل سکتی تھی، تم ہمارے پاس آئے ہی کیوں؟ بھول سے آم نہیں ملتے، ۷۔ سردار اور ماتحت، نفس عذاب میں سب شریک ہوں گے۔ اگرچہ عذاب کی کیفیت میں فرق ہو گا کیونکہ یہ لوگ دنیا میں کفر میں شریک تھے ۸۔ یعنی ہم کفار کو اور ان کے ساتھیوں کو یوں ہی مزا دیتے ہیں، انہیں معاف نہیں کرتے، معافی و رحم و کرم مومنوں کے لئے ہے۔ یہاں مجرم سے مراد کافر ہے۔ ۹۔ یعنی توحید و رسالت کو نہ مانتے تھے۔ اس آیت سے معلوم ہوا یہ تمام واقعہ کفار کا بیان ہوا کہ نہ کہ مومنین اور بزرگان دین کا۔

وہابیوں کو یہ آیت دیکھ کر تفسیر کرنی چاہیے۔ ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان کے کلام میں شہرے مراد نظم نہ تھی کیونکہ حضور نے بھی نظم نہ پڑھی بلکہ مراد جھوٹا کلام ہے۔ اہل عرب ہر ناول جیسے دلچسپ کلام کو شعر کہہ دیتے تھے۔ یہ آیت سورہ یٰسین کی اس آیت کی تفسیر ہے و ما یزینہم البقیۃ و ما یغفل اللہ سورہ یٰسین کی اس آیت سے حضور کی لاعلمی ثابت کرنا غلط ہے۔ ۱۱۔ یعنی حضور شعر نہیں کہتے، حق فرماتے ہیں، معلوم ہوا کہ شعر سے مراد حق کا مقابل یعنی باطل اور جھوٹ ہے، نہ کہ نظم اور قصیدہ ۱۲۔ یعنی حضور نے تمام نبیوں کو سچا کر دیا، کیونکہ ان سب نے حضور کی تشریف آوری کی خبر دی تھی۔ حضور کے تشریف لانے سے سب کی سچائی ظاہر ہو گئی۔ یا آپ نے سب نبیوں کو سچا کیا اور مخلوق سے کہلوا دیا، دیکھو انہیں رسولوں کا چرچا ہے جنہیں حضور نے چکا کر دیا ۱۳۔ یعنی جنت تو رب کے فضل سے ملے گی مگر دوزخ صرف عدل سے۔ لہذا مسلمانوں کے چھوٹے بچے

جنت میں جائیں گے، مگر کفار کے چھوٹے بچے دوزخ میں نہ ہوں گے کیونکہ انہوں نے کوئی جرم نہیں کیا ۱۴۔ یعنی مومنین و صالحین، اس سے صرف انسان مراد ہیں کیونکہ فرشتے اور نیک جن جنتی نہیں ۱۵۔ یعنی تم لوگ جنت کے رزق کو کماؤ نہیں جان سکتے۔ وہ تمہاری سمجھ سے درامد ہے، خیال رہے کہ رب تعالیٰ نے وہ تمام نعمتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج میں دکھادیں۔ لہذا رب کی عطا سے حضور کے علم میں بھی ہیں ۱۶۔ معلوم ہوا کہ جنت میں غذا نہ دی جائے گی، میوے عطا ہوں گے کیونکہ غذا بھوک دفع کرنے کے لئے کھائی جاتی ہے، اور میوے صرف لذت کے لئے، وہاں بھوک نہ ہو گی۔ لہذا اندم وغیرہ وہاں نہیں، انگور وغیرہ ہوں گے۔

وما لی ۲۳	۱۳۷	الصفۃ
<p>وَأَقْبِلْ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ﴿۶۸﴾ قَالُوا لَآ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ۚ كُنْتُمْ تَاوْتُنَا عَنْ الْيَمِينِ ﴿۶۹﴾ قَالُوا بَلْ لَمْ تَكُونُوا</p> <p>اور ان میں ایک نے دوسرے کی طرف منہ کیا آپس میں پوچھتے ہوئے، بولے نہ تم ہمارے</p> <p>مُؤْمِنِينَ ﴿۷۰﴾ وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِنْ سُلْطَانٍ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طَٰغِيْنَ ﴿۷۱﴾ فَحَقَّ عَلَيْكُمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا إِنَّكَ لَآ تَقُولُ</p> <p>لوگ تھے کہ تو ثابت ہو گئی ہم پر ہمارے رب کی بات، ہمیں زور چکنا ہے کہ</p> <p>فَاَعُوْذُ بِكُمْ اِنَّا كُنَّا غَوِيْنَ ﴿۷۲﴾ وَآلَهُمْ يُوْمِئِدُنِ فِي الْعَذَابِ ۚ</p> <p>تو ہم نے تمہیں گواہ کیا کہ ہم خود گمراہ تھے کہ تو اس دن وہ سب کے سب عذاب میں</p> <p>مُشْتَرِكُونَ ﴿۷۳﴾ اِنَّا كُنَّا لَنَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ اِنَّمَا كَانَ</p> <p>شریک ہیں نہ مجرموں کے ساتھ ہم ایسا ہی کرتے ہیں نہ بے شک سب</p> <p>اِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللَّهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۷۴﴾ وَيَقُولُوْنَ</p> <p>ان سے کہا جاتا تھا کہ اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہیں تو ادب کی جھنجھٹ تھے اور کہتے تھے</p> <p>اِنَّا لَنَارْكُوا اِلَهًا فَمِنَّا لَشَاعِرٌ مَّجْنُوْنٌ ﴿۷۵﴾ بَلْ جَاءَ بِالْحَقِّ</p> <p>کہہ رہا کہ اپنے خداؤں کو چھوڑ دو، ایک ہی خدا ہے، نہ بلکہ وہ حق لانے میں</p> <p>وَصَدَقَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۷۶﴾ اِنَّا كُنَّا لَنَقُولُ الْعَذَابُ الْاَلِيمُ</p> <p>اور انہوں نے رسولوں کی تصدیق فرمائی کہ بے شک آپس میں زور دے رہے تھے کہ</p> <p>وَمَا تَحْزَنُونَ اَلَا مَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۷۷﴾ اِلَّا عِبَادَ اللَّهِ</p> <p>تو ہمیں بدلہ نہ ملے گا مگر اپنے کئے کا بدلہ، مگر جو اللہ کے پنے ہوئے</p> <p>الْمُخْلِصِيْنَ ﴿۷۸﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿۷۹﴾ فَوَاكِهَ وَهُمْ</p> <p>بندے ہیں ان کے لئے وہ روزی ہے جو ہمارے علم میں ہے نہ میوے نہ اور ان کی</p>		
مَثَلٌ		

۱۔ جنت کی نعمتوں میں بڑی نعمت عزت و اکرام ہو گا، کیونکہ بے عزتی کا رزق جانور کا سارزق ہے۔ کسی بھتی کو یہ محسوس نہ ہو گا کہ میرا درجہ کم ہے ۲۔ معلوم ہوا کہ بھتی لوگ جتنے بڑا کر بیٹھا کریں گے، دنیا میں ذکر کے جتنے گویا جنتیوں کے جتنے ہیں، مگر نمازیں، صلیں، یا کر پڑھو، تاکہ فرشتوں کی صفوں کے مشابہ ہو جاؤ ۳۔ دنیا کی شراب بدودار ہدمزہ ہوتی ہے۔ ۴۔ دنیا کی شراب سے بھید میں درد، پیشاب میں جلن، سر میں چکر ہوتے ہیں۔ طبیعت مائل کرتی ہے۔ تے ہوتی ہے۔ عقل جاتی رہتی ہے جس سے شرابی آپس میں لات گھونٹے کرتے ہیں مگر جنت کی شراب بطور میں یہ کوئی بات نہیں ۵۔ معلوم ہوا کہ جنت میں پردہ ہو گا۔ کوئی عورت ایسی مرد کو نہ

۱۲۷	دومالی ۷۲	التفت ۱۲
<p>مَكْرَمُونَ ﴿۱۲۷﴾ فِي جَنَّتِ النَّعِيمِ ﴿۱۲۸﴾ عَلَى سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ ﴿۱۲۹﴾</p>		
<p>عزت پر کی جہن کے باخوں میں نہ ٹھکڑوں بد ہوں گے آئے سامنے نہ</p>		
<p>يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَأْسٍ مِّنْ مَّعِينٍ ﴿۱۳۰﴾ بِيَضَاءٍ لَّدُنْكَ ﴿۱۳۱﴾</p>		
<p>ان پر دورہ ہو گا نفاہ کے سامنے بہتی شراب کے جام کا سفید رنگ چنے والوں کے</p>		
<p>لِّلشَّرِبِينَ ﴿۱۳۲﴾ لَا فِيهَا غَوْلٌ وَلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُونَ ﴿۱۳۳﴾</p>		
<p>لذت نہ نہ اس میں غار ہے اور نہ اس سے اس کا سر بجھ سے نہ</p>		
<p>وَعِنْدَهُمْ قُصُورُ الطَّرَفِ عَيْنٍ ﴿۱۳۴﴾ كَأَنَّهُمْ بِيضٌ كَلْبُونَ ﴿۱۳۵﴾</p>		
<p>ادراں کے پاس ہیں خوشی ہر دہ کے سوا دوسری طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھنے کی نہ بری آنکھوں</p>		
<p>فَاقْبَلْ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ﴿۱۳۶﴾ قَالَ قَائِلٌ</p>		
<p>واجاب کر یا وہ اندر سے ہیں پوچھ رہے ہو کہ نہ تو ان میں ایک دوسرے کی طرف مٹ کر پوچھ</p>		
<p>قَدِّمُوا لِي كَأَن لِّي قَرِينٌ ﴿۱۳۷﴾ يَقُولُ أَفِنَّكَ لِمَنِ الْمَصِيقِينَ ﴿۱۳۸﴾</p>		
<p>ہوئے نہ ان میں سے کہنے والا بولا میرا ایک ہم نشین تھاں جسے ہمارا کیا نام ہے جسے مانگے ہوئے</p>		
<p>عَزَّازِمْتَنَا وَكُنَّا تَرَابًا وَعِظَامًا ؕ إِنَّا لَمَدِينُونَ ﴿۱۳۹﴾ قَالَ</p>		
<p>کیا ہم تم کو مٹا دیں اور تریاں ہو جائیں گے تو کیا ہمیں جزا سزا دی جائے گی نہ کہا</p>		
<p>هَلْ أَنْتُمْ قَاطِعُونَ ﴿۱۴۰﴾ قَاطِعَةً فَرَادَىٰ فِي سَوَاءِ الْجَحِيمِ ﴿۱۴۱﴾</p>		
<p>کیا تم جہنم کو قطع کرو گے پھر جہنم کا تو لے لے جی جی جی آگ میں دیکھا</p>		
<p>قَالَ تَاللَّهِ إِنْ كِدْتُ لَأَتْرُدِيَنَّ ﴿۱۴۲﴾ وَلَوْ أَنَّ نِعْمَةَ رَبِّي</p>		
<p>کہا خدا کی قسم قریب تھا کہ توبہ ہاں کر دے کہ اور میرا رب فضل نہ کرے کہ</p>		
<p>لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِّينَ ﴿۱۴۳﴾ أَفَمَا تُحْنُ بِبَيْتَيْنِ ﴿۱۴۴﴾ إِلَّا</p>		
<p>تو ضرور میں بھی جیڑ کر حاضر کیا مانتا ہوں تو کیا میں مڑتا نہیں مگر</p>		
<p>مَوْتَيْنِ الْأُولَىٰ وَمَا تُحْنُ بِمَعْدَيْنِ ﴿۱۴۵﴾ إِنَّ هَذَا لَهُوَ</p>		
<p>بارہ کی پہلی موت اور ہم بارہ مڑا نہ ہو سکتا بیشک یہی ہوتی</p>		

دیکھے۔ متقی پر ہیز گار سے بھی پردہ ہے کہ جنت میں سارے متقی ہوں گے، مگر جنتی عورتیں، عورتیں ان سے بھی پردہ کریں گی۔ جن گھروں میں آج پردہ ہے وہ جنتی گھر ہیں اور جہاں بے پردگی بے حیائی ہے وہ دوزخی گھر ۱۔ کہ رنگ، صاف، دلکش، دھول سے بالکل پاک (خزائن) ۲۔ یعنی جب جنتی آپس میں پیار و محبت کی بات کریں گے تو یکایک انہیں دنیا کے بعض گمراہ ساتھیوں کا خیال آئے گا اور کہیں گے کہ کیا چل کر دوزخ میں جھاک کر انہیں دیکھیں۔ کہیں گے ہاں چلو۔ تب اٹھ کے وہاں پہنچیں گے جہاں سے دوزخ صاف نظر آرہی ہوگی۔ ۸۔ پڑوسی یا ساتھ اٹھنے بیٹھنے والا جو قیامت کا منکر تھا مجھ سے مناظرہ کیا کرتا تھا ۹۔ قیامت اور وہاں کے حسب و کتاب، سزا و جزا کو حق مانتے ہو۔ اس کا یہ سوال زیر و فوق کے لئے تھا ۱۰۔ دین دین سے بنا۔ یعنی بدلہ و جزا یعنی تم عجیب بات کہتے ہو کہ سوکھی ہڈیوں کو سزا جزا ملے گی۔ ہم نے تو یہ دیکھا ہے کہ سزا جزا زندگی میں ملتی ہے نہ کہ مرنے کے بعد ۱۱۔ بعد موت خدا تعالیٰ ہمیں کیسے سزا جزا دے گا۔ ۱۲۔ دوزخ میں کہ اس میرے ساتھی کا کیا حال ہے، یہ کہ کر یہ سب لوگ انہیں گے اور دوزخ میں جھانکیں گے۔ معلوم ہوا کہ دوزخ بہت نجی ہو گی اور جنت بہت اونچی۔ کیونکہ اوپر سے نیچے کو جھانکا جاتا ہے ۱۳۔ معلوم ہوا کہ جنتی لوگوں کی نگاہ بہت تیز ہو گی کہ اتنی اونچی جنت سے اتنے نیچے جہنمیوں کو دیکھ لیں گے، اور ان سے کلام بھی کریں گے، نور کے لئے دور و نزدیک سب یکساں ہیں ۱۴۔ اس طرح کہ دنیا میں مجھے گمراہ کر دے جس سے میں عذاب کا مستحق ہو جاؤ ۱۵۔ معلوم ہوا کہ ہدایت اپنے کمال یا علم سے نہیں ملتی، محض عطاء رب سے جو نبی کے ذریعہ سے نصیب ہوتی ہے ۱۶۔ یعنی تیرے ساتھ دوزخ میں میں بھی ہوتا۔ معلوم ہوا کہ اچھوں کا سنگ نصیب ہو جانا اور بروں سے بچ جانا اللہ کا خاص کرم ہے جسے نصیب ہو ۱۷۔ جنتی لوگ فرشتوں سے یہ سوال اس وقت کریں گے جب موت کو فنا ہوتے ہوئے بکسے کی شکل میں ذبح ہوتے دیکھ لیں

گے۔ جب اعلان ہو جائے گا کہ اب دائمی زندگی ہے، کسی کو موت نہ آوے گی۔ یہ سوال بھی پوچھنے کے لئے نہ ہو گا بلکہ امتحانی خوشی میں ہو گا خوشی بڑھانے کے لئے۔

۱۔ یہ کلام بھی ان جنتیوں کا ہے یعنی دنیاوی مال و اولاد حقیقی کامیابی نہیں۔ حقیقی کامیابی یہ ہے جو ہم کو نصیب ہوئی ۲۔ یہ کلام رب تعالیٰ کا ہے جو آج فرمایا جا رہا ہے۔ یعنی اے بندو! ۳۔ مہابی کے لئے کوشش کرو جس کا حال تمہیں بتایا گیا ۴۔ خیال رہے کہ جنت میں خاطر تواضع مسلمانوں کی سی ہوگی۔ لیکن جنتی لوگ اپنی چیزوں کے مالک ہوں گے۔ نہیں مسمان فرمانا خاطر تواضع کے لحاظ سے ہے نہ کہ مالک ہونے کے اعتبار سے، آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۵۔ جو دوزخیوں کی غذا ہے، دلو دار، بد مزہ، سخت کائے دار جو زبان، تلو، پیت تک کو زخمی کر دے گا۔ ۵۔ کافر کہتے ہیں کہ دوزخ کی آگ میں سرسبز درخت کیسے ہو سکتا ہے۔ اس لئے اس تمام کا انکار کر دیتے ہیں، تو قوم کا ذکر بندوں کی جانچ ہے۔ ۶۔

انکار کر دیتے ہیں، تو قوم کا ذکر بندوں کی جانچ ہے۔ ۶۔ اور اس کی شاخیں دوزخ کے ہر طبقے میں پہنچتی ہیں، جو دوزخیوں کو کھائی جاتی ہیں ۷۔ یعنی سانپوں کے بچھن، چبے آج تصور کی شکل ہے۔ چونکہ کفار کا کفر دل میں تھا اور بد اعمالیاں ظاہری جسم میں، اور وہ خود انسانی شکل میں شیطان تھے۔ اس لئے انہیں سزا بھی اسی قسم کی دی گئی۔ ۸۔ دوزخیوں کو بھوک بھی اس غضب کی لگے گی کہ خدا کی پناہ وہ یہ نہ دیکھیں گے کہ کیا کھا رہے ہیں، ایسے کانٹوں والی غذا کھانے پر مجبور ہوں گے، یا تو قوم کے صرف پھل ہی کھائیں گے، یا پھل شاخیں سب ۹۔ چونکہ یہ کانٹوں والا کھانا گلے میں پھنسے گا، نیز اس کے کھانے سے سخت پیاس لگے گی، کھانا اتارنے، پیاس بجھانے کے لئے پانی مانگیں گے تو انہیں ایسا کھولا ہو پانی دیا جاوے گا کہ خدا کی پناہ ۱۰۔ معلوم ہوا کہ دوزخیوں کو تھوہر بھلائے، کوٹل پانی پلانے کے لئے ان کے رہنے کی جگہ سے علیحدہ لے جایا جاوے گا، پھر واپس لایا جاوے گا ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ گمراہوں کی تقلید ہلاکت کا سبب ہے جیسے نیکیوں کی تقلید ہدایت کا ذریعہ، رب فرماتا ہے وَكَذَٰلِكَ نُمَكِّنُ الْقُلُوبَ لِلْغَايِبِ ۱۲۔ لیکن انہوں نے اپنے جاہل باپ داداؤں کی تقلید نہ چھوڑی اور پیغمبروں کا کمانہ مانا۔ یہ ہی موجودہ کافروں کا حال ہے ۱۳۔ کہ انہیں عذاب میں گرفتار کیا گیا۔ یہی حال ان لوگوں کا بھی ہو سکتا ہے۔ معلوم ہوا کہ قیاس برحق ہے ۱۴۔ یعنی اپنی قوم کی ہلاکت کی دعا کے لئے نوح علیہ السلام پہلے صاحب شریعت نبی ہیں اور سب سے پہلے آپ کی قوم پر عذاب آیا۔ ۱۵۔ اس طرح کہ ان کی دعا قبول فرماتے ہوئے تمام کفار کو ڈوب دیا۔ جمع تنظیم کے لئے ہے ۱۶۔ اس سے دو باتیں معلوم ہوتیں۔ ایک یہ کہ سزا سب سے چودہ سو برس کی تبلیغ میں آپ کے بعض گمراہ ایمان لائے جنہیں نجات ملی۔ دوسرے یہ کہ اولاد بھی اہل میں داخل ہے، بلکہ اولاد کی بیویاں بھی اپنے اہل میں ۱۷۔ غرق سے یا قوم کی ایذا سے، معلوم ہوا کہ کفار کی ہلاکت مومن کے لئے رحمت ہے۔

۲۴ مہابی ۶۱۵ الشَّقَاتِ ۲۴

الْقَوْرُ الْعَظِيمُ ۱۰ لِيُثَلَّ هَذَا فَلْيُعْبَلِ الْعَمَلُونَ ۱۱

کامیاب ہے نہ ایسی ہی بات کے لئے کامیوں کو ہم کرنا چاہئے گی

أَذَلِكْ خَيْرٌ نِّزْلًا أَمْ شَجَرَةُ الرَّقْمِ ۱۲ إِنَّا جَعَلْنَاهَا فِتْنَةً ۱۳

تو یہ بہانہ بھلے نہ یا تصور کا بیڑ نہ بے شک ہم نے اسے انہوں کی

لِلظَّالِمِينَ ۱۴ إِنَّمَا شَجَرَةُ الرَّقْمِ ۱۵ فَرَجُوعٌ فِي أَصْلِ الْجَحِيمِ ۱۶

پناہ کیا ہے نہ بے شک وہ ایک بیڑ ہے کہ جہنم کی جڑ میں نکلتا ہے نہ

طَامِعًا كَانَتْ لَهُ وَسُ الشَّيْطَانِ ۱۷ فَأَنَّهُمْ لَا كُفُونَ ۱۸

اس کا شکر مجھے دیدوں کے سر نہ پھر بے شک وہ اس میں سے کھائیں گے

فَمَا لُؤْنٌ مِنْهَا الْبُطُونُ ۱۹ ثُمَّ إِنَّ كَرَمَ عَلَيْهِمُ الشُّوْبَا ۲۰

پھر اس سے بیٹ پھر میں گے نہ پھر بے شک ان کے لئے اس پر رکھوئے پانی کی

مِّنْ حَمِيمٍ ۲۱ ثُمَّ إِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَا إِلَى الْجَحِيمِ ۲۲ أَنَّهُمْ

ملوث ہے نہ پھر ان کی بازگشت ضرور جہنم کی طرف ہے نہ بے شک

أَلْقُوا أَبَاءَهُمْ ضَالِّينَ ۲۳ ثُمَّ عَلَىٰ أَثَرِهِمْ يُهْرَعُونَ ۲۴

انہوں نے اپنے چادا گمراہ پائے۔ تو وہ انہی کے نشان قدم پر دوڑے جاتے ہیں نہ

وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ أَكْثَرُ الْأَوَّلِينَ ۲۵ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا قُرْمَ

اور پہلے شک ان سے پہلے بہت سے لگے گمراہ بھٹے اور پہلے شک ہم نے ان میں ڈر سنائے

مُنْذِرِينَ ۲۶ فَأَنْظَرْتُمْ كَانِ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِينَ ۲۷

والے زبجھ ٹک تو دیکھو ڈرائے گئے ان کا کیا انجام ہوا علی

الْأَعْيَادِ ۲۸ اللَّهُ الْمُخْلِصِينَ ۲۹ وَلَقَدْ نَادَيْنَا نُوْحَ فَلْيَنْعَمْ

مگر اللہ کے چنے ہوئے بندے اور پہلے شک ہمیں نوح نے بکاوا لے تو ہم کیا ہی

الْمُجِيبُونَ ۳۰ وَبُحْبِحْنَاهُ ۳۱ وَآهْلَهُ ۳۲ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ ۳۳

اچھے بولنے والے تھے اور ہم نے اسے اور اس کے گھروالوں کو لے کر بڑی تکلیف سے نجات دی تھی

منزل ۶

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ کشتی میں چھ اور مسلمان تھے ان کی نسل نہیں چلی، صرف آپ کی نسل چلی۔ اسی لئے نوح علیہ السلام کا لقب آدم خانی ہے۔ ماری دنیا میں آپ کے تین لڑکوں کی اولاد ہے، چنانچہ عرب، فارس، روم، سام کی اولاد، اور سواد، سندھ، ہند، نوہ، جیش، حام کی اولاد، اور ترک، یاجوج ماجوج یا نث کی اولاد (روح) یا نث کے سات بیٹے تھے، ترک، خز، مغلاب، تارین، فلک، مکاری، مین۔ حام کے بھی سات فرزند تھے۔ سندھ، ہند، ذبح، جمل، جیش، نوہ، کنعان، سام کے پانچ فرزند تھے، ارم، ارغند، عالم، یتر، قارخ (روح البیان) ۲۔ چنانچہ آپ کے بعد انبیاء کرام آپ کی حر و عار کرتے رہے۔ اب بھی ان کا ذکر خیر جاری ہے۔

الشفقت

۷۱۶

ومال ۲۳

وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمُ الْيَقِينَ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ

اور ہم نے اسی کی اولاد باقی رکھی نہ اور ہم نے بچوں میں اس کی تعریف باقی رکھی نہ

سَلَّمَ عَلَى نُوْحٍ فِي الْعَالَمِينَ ۝ اِنَّا كُنَّا لَكَ نَجْزِي

نوح پر سلام ہو، جہاں والوں میں نہ بے شک ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں بیٹوں کو نہ

الْمُحْسِنِينَ ۝ اِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ۝ ثُمَّ

بے شک وہ ہمارے اعلیٰ درجہ کے کامل الایمان بندوں میں سے ہے پھر

اَعْرَفْنَا الْآخِرِينَ ۝ وَاَنْ مِنْ شَيْعَتِهِ اِبْرَاهِيْمَ ۝

ہم نے دوسروں کو بددیا نہ اور بے شک اسی کے گروہ سے ابراہیم ہے نہ

اِذْ جَاءَ رَبُّكَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ۝ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهِ

جب کہ اپنے رب کے پاس حاضر ہوا غیر سلامت دل کے کرشمہ جب اس نے اپنے باپ اور

مَاذَ تَعْبُدُوْنَ ۝ اَفَاَنْفُكُمُ الْاِلٰهَةُ دُوْنَ اِلٰهِ تَرْبِدُوْنَ ۝

قوم سے فرمایا کہ تم کیا بدجتے ہو کیا بہتان سے اللہ کے سوا اور خدا چاہتے ہو نہ

فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ فَظَنُّوا نَظْرَةً فِي النُّجُوْمِ ۝

تو ہنس کر کیا گمان ہے رب العالمین پر کہ پھر اس نے ایک نماہ ستاروں کو دیکھا نہ

فَقَالَ اِنِّي سَقِيمٌ ۝ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِينَ ۝ فَرَاغَ اِلٰی

پھر کہا میں بیمار ہوں نہ والا ہوں نہ تو وہ اس سے پیچھے دے کر پھر گئے کہ پھر ان کے خداؤں

اِلٰهِتِهِمْ فَقَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ۝ مَا لَكُمْ لَنْ تَحْكُمُوْنَ ۝ فَرَاغَ

کی طرف چھپ کر چلا تو کہا کیا تم نہیں کھاتے نہ نہیں کیا ہو کہ نہیں بولتے نہ تو لوگوں کی

عَلَيْهِمْ ضَرَبًا يَّالِيْسِيْنَ ۝ فَاقْبَلُوْا اِلَيْهِ يَزِفُوْنَ ۝ قَالَ

نظر بجا کر انہیں دانتے ہاتھ سے مارنے کا مثلہ تو کافراں کی طرف جلدی کرتے نہ انے فرمایا

اَتَعْبُدُوْنَ مَا لَا تَحْيُوْنَ ۝ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ۝

کیا اپنے ہاتھ سے مائتوں کو بدجتے ہو گے اور انہیں نہیں پیدا کیا اور تمہارے اعمال کو نہ

منزل

ہے۔ معلوم ہوا کہ بعد وفات ذر خیر دنیا میں رہنا اللہ کی رحمت ہے۔ لوگ اپنا ذکر خیر باقی رکھنے کے لئے بڑی کوششیں کرتے ہیں۔ مساجد، کنوئیں، پل، مسافر خانہ وغیرہ اسی لئے لوگ بناتے ہیں۔ کتابیں لکھی جاتی ہیں اسی لئے رب تعالیٰ فقیر کی یہ دینی تعقیفات قبول کرے اور اس کو توشہ آخرت بنائے۔ ۳۔ فرشتے جنات، جانور، انسان تا قیامت انہیں سلام عرض کرتے رہیں گے۔ جو شخص یہ آیت سلام الخ صبح و شام پڑھ لیا کرے، ذہریلے جانوروں سے امن میں رہے، اور اگر کشتی میں سوار ہوئے وقت پڑھ لے تو ڈوبنے سے محفوظ رہے۔ ۴۔ لہذا ایک کاروں کا ذکر خیر بھی باقی رہتا ہے، فرشتے انہیں سلام بھی کرتے رہتے ہیں۔ ۵۔ یا تو مومن لغوی معنی میں ہے یعنی مسلمانوں کو اس دینے والے یا اصطلاحی معنوں میں تو یہ کلی سنگ ہے۔ انبیاء اعلیٰ درجہ کے مومن، عوام ان سے اولیٰ۔ ۶۔ یعنی مومنوں کے سوا دوسرے لوگوں کفار کو ڈوبو یا یہ تم ترتیب ذکر کی کے لئے ہے۔ ۷۔ قرآن مجید میں لفظ شیعہ ہمیشہ جگہ آیا ہے، ہر جگہ، معنی کافر قوم ہے۔ یہاں بھی اسی معنی میں کیونکہ حضرت ابراہیم کافر قوم میں ہی پیدا ہوئے۔ خود فرماتے ہیں اِنِّیْ لَمِّنْکَ وَفَرَمَکَ الخ ۸۔ یعنی ابراہیم علیہ السلام نوح علیہ السلام کی اولاد میں، انہیں کے دین و ملت انہیں کے طریقہ عبادت پر ہیں۔ خیال رہے کہ حضرت ابراہیم نوح علیہ السلام سے دو ہزار چھ سو چالیس برس بعد ہوئے اور اتنے دراز زمانے میں صرف دو رسول تشریف لائے حضرت ہود و صالح علیہم السلام ۹۔ باپ سے مراد چچا آذر ہے، آپ کے والد تاریخ موجد تھے۔ اس کی تحقیق ہماری تفسیر نعیمی میں دیکھو اور آپ کا یہ فرمان خطاب کے طور پر ہے۔ معلوم ہوا کہ دین میں کسی کی رعایت نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مومن و کافر وطن، نسب، پیٹے کے لحاظ سے ایک قوم کے جاسکتے ہیں نہ کہ ملت کے لحاظ سے۔ ہماری دینی قوم صرف مسلمان ہیں، خواہ کسی ملک و شہر کے ہوں ۱۰۔ چاند، تارے اور نمود کے مجسمے جنہیں تم پوجتے ہو۔ ۱۱۔ کیا جنہیں وہ چھوڑ دے گا

اور کفر و شرک پر عذاب نہ دے گا۔ یہ خیال غلط ہے۔ معلوم ہوا کہ کافر کو نبی سے قرابت داری عذاب سے نہیں بچا سکتی۔ ۱۲۔ قوم نے ابراہیم علیہ السلام سے عرض کیا کہ کل شہر ہائیل سے باہر ہمارا میلہ ہے۔ وہاں ہمارے ساتھ چلے اور روٹی، تھوک، ملاحظہ کیجئے۔ ممکن ہے کہ آپ یہ میر کرنے کے بعد ہم کو بت پرستی پر ملامت نہ کیا کریں۔ تب آپ نے آسمان کی طرف دیکھا، جس سے قوم سمجھی کہ آپ ستاروں سے آنکھوں کی خبر معلوم کر رہے ہیں۔ وہ لوگ ستاروں کی تاثیر کے قائل تھے، ان میں سے اکثر لوگ نبوی تھے۔ آپ کا یہ عمل شریف گویا تو یہ ہے ۱۳۔ ان مقیم میں دو احتمال ہیں ایک یہ کہ میں بیمار ہوں، میرا دل تم سے رنجیدہ ہے اور بیماری غم میں مبتلا ہے یا آئندہ مجھے متعدی بیماری لگنے والی ہے۔ وہ لوگ متعدی بیماری سے بہت گھبراتے تھے جیسے آجکل بعض جلا چمک پیشہ کو اذکر لگنے والی بیماری سمجھ کر اس سے بہت بچتے

(بقیہ صفحہ ۷۱۶) ہیں۔ کلام شریف میں تو یہ ہے جھوٹ نہیں۔ بوقت ضرورت تو یہ جائز ہے۔ یعنی دو صفی والا کلام بول کر بعد صفی مراد لینا ۱۳۔ اور آپ کو ساتھ نہ لے گئے تاکہ آپ کی پیاری اڑ کر انہیں نہ لگ جائے۔ مسئلہ علم نجوم برحق ہے، اس سے نماز روزے کے اوقات کی جتنیاں بتانا حق ہے مگر فیہی خبریں لینا حرام ہے ۱۵۔ ان کے پہلے میں چلے جانے کے بعد آپ، غمانہ پیچھے دیکھا کہ بچوں کے سامنے طرح طرح کے کھانے رکھے ہوئے ہیں جو چڑھلوے کے طور پر مشرکین رکھ کر پہلے گئے تھے۔ واپس ہو کر حیرت کچھ کر کھاتے تو آپ نے بچوں سے یہ فرمایا ۱۶۔ انتہائی غیظ و غضب میں آپ نے یہ کلام فرمایا، ورنہ آپ تو یہ جانتے تھے کہ یہ چکر لایا لیں گے ۱۷۔ اب اور مار مار کر سارے بت توڑ دیئے، پیشہ بندے

بت کے کندھے پر رکھ دیا یہ خبر کفار کو پہنچی تو ۱۸۔ اور بولے کہ جنہیں ہم پوچھتے ہیں انہیں تم نے کیوں توڑا ۱۹۔ جو میری مار سے نہیں بچ سکتے وہ خدا کی مار سے ہمیں کیا بچا سکیں گے ۲۰۔ لہذا عبادت کا مستحق وہ ہے یا یہ مجھو بت۔ اس سے معلوم ہوا کہ اپنے اعمال کے کلیب ہم ہیں، خالق رب تعالیٰ ہے۔

۱۔ چنانچہ تیس گز لمبی میں گز چڑھی تیس گز اونچی چٹری عمارت بناؤ۔ جس میں بے شمار لکڑی جلا کر 'دورخ' بنا کر' ابراہیم علیہ السلام کو اس میں زندہ ڈالو۔ معلوم ہوا کہ زندہ کو جلانا کفار کا طریقہ ہے۔ حدیث شریف میں اس سے سخت منع فرمایا گیا ۲۔ کہ آگ کو ابراہیم علیہ السلام پر گزار نہ دیا۔ سبحان اللہ۔ اللہ چاہے تو نار ابراہیم کو نور بنادے اور چاہے تو فرعون کے لئے بحر قلزم کو آگ لگا دے ۳۔ یعنی آگ سے نجات پا کر فرمایا کہ اب مجھے یہاں سے ہجرت کا حکم ہو گیا۔ ایسی جگہ جاؤں گا جہاں عبادت کی آزادی ہو ۴۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے کس جانا رب کی طرف جانا ہے کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام شام کی طرف تشریف لے گئے تھے سماجر ہو کر اور فرمایا کہ میں رب کی طرف جا رہا ہوں۔ یہاں ہدایت سے مراد ہجرت گاہ کی طرف رہبری ہے ۵۔ آپ نے یہ دعا شام پہنچ کر بت مال و زر لٹنے کے بعد مانگی۔ جب آپ کی عمر سو برس سے زیادہ تھی۔ معلوم ہوا کہ نیک بننا اللہ کی بڑی نعمت ہے ۶۔ حضرت اسحاق کی جو حضرت ہاجرہ کے شکم سے پیدا ہوئے، ولادت فرزند سے پہلے اس کی خبر دے دیا عالم غیب بلکہ علوم غیبہ میں سے ہے، معلوم ہوا کہ اللہ کے مقبول بندے علوم غیبہ کی خبر دیتے جاتے ہیں ۷۔ اور حضرت اسحاق کی عمر شریف تیرہ برس ہو گئی (روح) ۸۔ اس طرح کہ تیسارے ذبح کا انتظام کر رہا ہوں، یا رب نے مجھے تیسارے ذبح کا حکم دیا۔ آپ نے یہ خواب کہ معظم میں بقرہ عید کی آٹھویں شب دیکھی، پھر نویں شب، پھر دسویں شب، تب خاص بقرہ عید

۳۷	۷۱۶	۳۷
<p>قَالُوا ابْنُوا لَهُ بُيُوتًا فَأَلْفَوْهُ فِي الْجَحِيمِ ۖ فَاَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَسْفَلِينَ ۝ وَقَالَ إِنِّي ذَاهِبٌ ۖ</p>		
<p>بولے اس کیلئے ایک عمارت چڑھو اسے جھڑکے آگ میں ڈال دو، کو انہوں نے اس کا پھان</p>		
<p>چلنا چاہا، ہم نے انہیں بچھا رکھا یا نہ اور کہا میں اپنے رب کی طرف جاتے والا</p>		
<p>إِلَىٰ رَبِّي سَيِّدِينَ ۝ رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ ۝</p>		
<p>ہوں کہ اب وہ مجھے راہ دے گا کہ الہی مجھے لائق اولاد دے</p>		
<p>فَبَشِّرْهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ ۝ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ لِبَنِيِّ</p>		
<p>تو ہم نے اسے خوشخبری سنائی ایک عفتن لڑکے کی کہ چرچا وہ اس کے ساتھ لڑکے قابل ہو گیا تھا</p>		
<p>إِنِّي أَرَىٰ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرَىٰ ۖ قَالَ</p>		
<p>اے میرے بیٹے میں نے خواب دیکھا میں تجھے ذبح کرتا ہوں اب تو دیکھ تیری کیا بات ہے</p>		
<p>يَا بْتَ أَفْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۖ سَتَجِدُنِي إِن شَاءَ اللَّهُ مِنْ</p>		
<p>اے میرے باپ کہنے میں بات کا آپ کو حکم ہوتا ہے نہ خدا نے چاہا تو قریب کیا ہے مجھے</p>		
<p>الصُّبُرِينَ ۝ فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّ لِلْجَبِينِ ۝ وَنَادَيْنَاهُ</p>		
<p>سارہ پائیں گے کہ تو جب ان دونوں نے ہمارے حکم پر گردن رکھی اور باپ نے بیٹے کو اٹھنے کے</p>		
<p>أَن يَأْتِيَاهُم ۖ قَدْ صَدَّقَت الرُّؤْيَا ۖ إِنَّا كَذَلِكَ نَجْزِي</p>		
<p>یہاں لایا، اس وقت کا حال نہ پوچھو، ملا اور ہم نے نافرمانی نہ کی ابراہیم شیک تو نے قاب و سحر کر</p>		
<p>الْمُحْسِنِينَ ۝ إِنَّ هَذَا لَهُوَ الْبَلَاءُ الْمُبِينُ ۝ وَفَدَيْنَاهُ</p>		
<p>رکھا یا ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں بچوں کو کہ بے شک یہ روشن چاہیے تھی کہ اور ہم نے ایک بڑا</p>		
<p>بَذِيحٌ عَظِيمٌ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ ۝ سَلَامٌ</p>		
<p>فدینے والے کے قدر میں دے کر لے گیا اور ہم نے بھروسہ میں اس کی تحریک باقی رکھی</p>		
<p>عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ۖ كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۝ إِنَّهُ مِنْ</p>		
<p>ملا اور ابراہیم پر ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو کہ بے شک وہ ہمارے</p>		

کے دن بوقت صبح فرزند سے یہ فرمایا ۹۔ خیال رہے کہ اوائے فرض رائے پر موقوف نہیں ہوتی۔ اسحاق علیہ السلام اگر محاذ اللہ اس وقت انکار بھی کر سکتے تھے تب بھی حضرت ابراہیم انکے ذبح میں تامل نہ فرماتے، آپ کا یہ رائے لینا اس لئے تھا کہ حضرت ابراہیم کا ذبح کرنا بھی عبادت ہو اور حضرت اسحاق کا ذبح ہونا بھی ان کی عبادت ہو۔ کیونکہ بغیر نیت عبادت نہیں ہوتی۔ ۱۰۔ معلوم ہوا کہ بغیر کا خواب بھی حکم شرعی ہے بلکہ امت کے بعض صالحین کے خواب پر شرعی احکام جاری ہوتے ہیں۔ دیکھو اذان صحابہ کرام نے خواب میں دیکھی تھی۔ ابن قیم نے کتاب الروح میں لکھا کہ مومنوں کی خوابوں کا اجماع مثل اجماع امت کے ہے، کبھی مثل حدیث مشہورہ کے ۱۱۔ کہ بوقت ذبح تڑپوں کا بھی نہیں۔ معلوم ہوا کہ انشاء اللہ کہ لینا سخت انبیاء سے۔ وہ امانت سے امت کے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ بوقت ذبح بالکل نہ

(بقیہ صفحہ ۷۷) ترجمہ۔ اپنے چہ اچھ کے قول کو پورا کر دیا ۱۳۔ معلوم ہوا کہ نبی کی خواب وحی ہے، اور ان کے خواب سے حکم شریف منسوخ ہو سکتا ہے کیونکہ بلا جرم بچے کو قتل کرنا شرعاً حرام تھا مگر اس خواب سے ذبح اسلیل آپ پر فرض ہو گیا۔ خیال رہے کہ یہ ذبح فرزند ان کی شریعت کا حکم نہ تھا بلکہ خواب کو پورا کرنا تھا۔ جیسے حضرت یوسف کو سجدہ خواب پورا کرنے کو تھا۔ ۱۴۔ یہ واقعہ دوسری ذی الحجہ کو منی شریف میں ہوا۔ آپ نے اسلیل کے گلے پر چھری پھیر دی مگر چھری نے کام نہ کیا۔ حضرت اسلیل کا بال بھی نہ کٹا ۱۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ نکی کا عزم بالجمہ نکی ہے کیونکہ حضرت ابراہیم کی اس آبادی ذبح کو ذبح قرار دیا گیا اور فرمایا گیا

ثُمَّ صَدَقَتْهُ رَبِّيَا ۱۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ حکم ارادہ رضا علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں، ایک دوسرے کو لازم نہیں، یہاں ذبح کا حکم تھا مگر نہ اس کا ارادہ تھا نہ رب کی رضا، حضرت آدم کو درخت سے روکا گیا مگر اگلے کھانے کا رب نے ارادہ ضرور فرمایا، اور آدم علیہ السلام سے خطاب کے ارادہ سے ہوئی۔ اس نسیان میں ہزار ہا گنہیں تھیں۔ ۱۶۔ خیال رہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے جانی، ملی، وطنی قربانیاں پہلے پیش فرمادی تھیں۔ یہ اولاد کی قربانی پیش کی کہ جس فرزند کو اپنی آخری عمر میں بہت دعاؤں کے بعد پایا، جو گھر کا اجالا، گود کا پالا، آنکھوں کا نور تھا، اسے اپنے ہاتھ سے ذبح فرمایا۔ لہذا سب سے سخت امتحان بھی ہوا ۱۷۔ یعنی جتنی دنیہ، اسے بڑا اسلئے فرمایا گیا کہ یہ بڑے مقبول کا فدیہ بنے، جو بیوں سے قتل رکھے وہ بچا ہوتا ہے ۱۸۔ معلوم ہوا کہ بڑے اہم واقعات کی یادگاریں قائم کرنا حکم شرعی ہے۔ بقرہ عید کی نماز، قربانی، تعمیر سب حضرت ابراہیم کی یادگاریں ہیں ۱۹۔ خیال رہے حج میں صفا مروہ کے درمیان دوڑنا حضرت ہاجرہ کی یادگار ہے، قربانی حضرت ابراہیم و اسلیل علیہما السلام کی یاد، تعمیر تشریق بھی انہی دونوں بزرگوں کی یادگار ہیں کہ حضرت جبریل نے دنیہ لاتے وقت پکارا اللہ اکبر۔ حضرت ابراہیم نے دنیہ دیکھ کر فرمایا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ۔ حضرت اسلیل نے ہاتھ کھٹنے اور امتحان کی کامیابی پر فرمایا واللہ الحمد۔ ان کا مجموعہ آج تعمیر تشریق ہے۔

۱۔ معلوم ہوا کہ ذبح حضرت اسلیل ہی ہیں نہ کہ حضرت اسحق کیونکہ ان کی بشارت ذبح کے بعد ہے۔ ۲۔ کہ ابراہیم علیہ السلام کو دینی و دنیاوی برکتیں نصیب کیں، ہمارے حضور کا نیا اچھ بٹایا، اور حضرت اسحق علیہ السلام کی نسل شریف سے بہت نبی بنائے۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک سارے نبی حضرت اسحق علیہ السلام کی اولاد میں ہوئے۔ اور صرف ہمارے حضور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہیں اس پورے واقعہ سے پتہ لگا کہ کبھی اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو قانون کے دواور حکم دیتا ہے وہ

فورا اس پر عمل کر لیتے ہیں۔ پھر وہ کبھی قانون سے دواور دعائیں مانگ لیتے ہیں۔ رب ان کی مان لیتا ہے۔ بچے کے ذبح کا حکم خاتون سے ورنہ تھا عقل نے مان لیا پھر عقل کی یہ دعا کہ مولا مجھ کو مرنے سے زندہ کر کے وکھڑے یا موسیٰ علیہ السلام کی دعا کہ مجھ کو اپنا وارث وکھڑے۔ یہ سب قانون سے ورنہ دعائیں جو رب نے مان لیں ۳۔ خیال رہے کہ عید انصر میں اس کی خوشی ہے کہ حکو رمضان کی جلوت کی خوشی ملے۔ اسی لئے وہ چھٹی عید کھاتی ہے کہ ہم چھوٹے چھوٹے چھوٹے چھوٹے۔ مگر بقرہ عید میں اس کی خوشی ہے کہ جناب خلیل و ذبح اسحق میں کامیاب ہوئے۔ وہ بڑے ان کی یادگار ہوئی۔ ۴۔ اس طرح کہ حضرت اسحق کی اولاد میں بعض مومن ہوئے بعض کافر۔ یہ اللہ کی شان ہے کہ زندہ سے مردہ پیدا فرماتا ہے ۵۔ اس طرح کہ تمام نبی اسرائیل کو فرعون جیسے ظالم سے نجات دی ۶۔ فرعون اور تمام قہسوں پر ۷۔ یعنی

عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۱﴾ وَبَشِّرْهُ بِأَسْحَقَ نَبِيًّا مِّنَ

اعلیٰ درجہ کے کامل ایمان بندوں میں، ابراہیم نے اسے خوشخبری دی اسحاق کی طرف کی قربانی

الضَّالِحِينَ ﴿۱۲﴾ وَبَرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلَىٰ اسْحَقَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا

جہانے والا نبی پھر سے قرب خاص کے سزاواروں میں ملے اور ہم نے برکت اناری اسی پھر اسحاق

مُحْسِنٌ وَظَلَمْنَا نَفْسَهُ مُبِينٌ ﴿۱۳﴾ وَلَقَدْ مَتَّعْنَا عَلَىٰ مُوسَىٰ

برکت اور اعلیٰ اولاد میں کوئی اچھا کام کرنے والا نہ اور کوئی اپنی جان پر مرتع حکم کرنا والا اور

وَهَارُونَ ﴿۱۴﴾ وَنَجَّيْنَاهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكُرْبِ الْعَظِيمِ ﴿۱۵﴾

جنگ ہم نے موسیٰ اور ہارون پر احسان فرمایا اور انہیں اور ان کی قوم کو جری سخت سے نجات

وَنَصَّرْنَاهُمْ فَاكُنَّا لَهُمُ الْعَالِينَ ﴿۱۶﴾ وَآتَيْنَاهُمَا الْكِتَابَ

بخشش اور احمی ہم نے مدد فرمائی تو وہی تاب ہوئے ت اور ہم نے ان دونوں کو کتاب عطا

الْمُسْتَقِيمِ ﴿۱۷﴾ وَهَدَيْنَاهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ﴿۱۸﴾

عطا فرمائی ت اور ان کو سیدھی راہ دکھائی ت

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْآخِرِينَ ﴿۱۹﴾ سَلَّمَ عَلَىٰ مُوسَىٰ

اور چھوڑ دی ان کی تقریبان باقی رکھی سلام دیا موسیٰ

وَهَارُونَ ﴿۲۰﴾ اِنَّا كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿۲۱﴾ اِنَّمَا مِّنْ

اور ہارون پر ہم نے شک ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں انہوں کو نیکوں کے لئے اور ت

عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ﴿۲۲﴾ وَانِ الْيَاسَ لِمَنِ الْمُسْلِمِينَ ﴿۲۳﴾

جاسے اعلیٰ درجہ کے کامل ایمان بندوں میں ت اور بے شک ایسا ہی ہمیں ہر

اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اَلَا تَتَّقُونَ ﴿۲۴﴾ اَتَدْعُونَ بَعْلًا وَ

جب اس نے اپنی قوم سے فرمایا کیا تم ڈرتے نہیں کیا، بعل کو پوجتے ہو گے اور

تَذَرُونَ اَحْسَنَ الْخَالِقِينَ ﴿۲۵﴾ اَللّٰهُ رَبُّكُمْ وَرَبُّ

چھوڑتے ہو سب سے اچھا پیدا کرنے والے اللہ کو جو رب ہے تمہارا لگے اور ہمارے

(بقیہ صفحہ ۷۱۸) قرأت شریف جو موسیٰ علیہ السلام کو بلا واسطہ عطا ہوئی، ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام کے واسطے سے ۸۔ کہ اول ہی سے انہیں شرک و کفر گناہ سے محفوظ رکھا، بلکہ موسیٰ علیہ السلام کی پرورش بڑے فاسق و کافر کے گریب ہوئی ۹۔ یہ جملہ انشاء، یعنی خبر ہے، یعنی مخلوق ان دونوں بزرگوں کو سلام بھیجتی رہے گی اور ان کا ذکر خیر کرتی رہے گی، یا خالق کی طرف سے وہ دونوں ہمیشہ امن و سلامتی میں رہیں گے ۱۰۔ معلوم ہوا کہ تک کاروں کو دیگر ثوابوں کے علاوہ دنیا میں ذکر خیر اور امن و سلامتی بھی عطا ہوتی ہے ۱۱۔ خیال رہے کہ ایمان کی کشتی میں امنی اور غیر امنی دونوں ہی سوار ہوتے ہیں۔ مگر امنی تو پار لگنے کے لئے اور غیر امنی پار لگانے کے لئے سوار ہونے کی نوعیت میں فرق ہے ہم مومن ہیں

انبیاء کرام ایمان والے ۱۲۔ آپ کا نام حضرت الیاس بن یسین بن شیر بن فخاص بن خیرار بن ہارون علیہ السلام ہے۔ آپ بعلبک اور اس کے اطراف کے نبی تھے۔ حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد ہیں، آپ موسیٰ علیہ السلام کے بہت عرصہ کے بعد ہوئے ہیں۔ یہی صحیح تر ہے۔ خیال رہے کہ چار پیغمبر زندہ ہیں۔ دو آسمان میں حضرت اوریس و عیسیٰ علیہما السلام اور دو زمین پر حضرت خضر الیاس علیہما السلام (روح الباقی) ۱۳۔ جل اس شہر کے مشہور بہت کا نام ہے۔ اس بہت کی وجہ سے اس شہر کو بھلک کہتے ہیں جو شام کے علاقہ میں ہے۔ یہ بہت سونے کا قلعہ ہیں مگر لہا۔ اس کی آنکھوں میں باقوت چڑے ہوئے تھے۔ اس مندر میں سو پجاری رہتے تھے اس بہت کے چہلے میں سے شیطان بولتا تھا جسے یہ بیماری یاد کر کے لوگوں کو سناٹے اور سمجھاتے تھے (روح) ۱۴۔ یا تو خالقین سے مراد صورت اور نقش بنانے والے ہیں، یا ان کے عقائد کے لحاظ سے خالق، کیونکہ ان کے عقیدہ میں بعض چھوٹے رب تھے اور اللہ تعالیٰ بڑا اور ان سب کا حاکم۔

۱۔ معلوم ہوا کہ مومن باپ داداؤں کے رب کی عبادت کرو۔ وہ لوگ رب کی پجاری کا ذریعہ ہیں۔ یعقوب علیہ السلام کی اولاد نے کہا تھا۔ نَعْبُدُ إِلَهَكَ يَا أَبَا نَبْتٍ یہ بھی معلوم ہوا کہ ان کے باپ دادے مومن اور رب کے عابد تھے۔ تو فرمایا کہ جس رب کو وہ پوجتے تھے تم بھی اس کو پوجو ۲۔ قیامت کے دن اور ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ معلوم ہوا کہ مومن عزت سے حاضر ہوگا ۳۔ چنانچہ آج تک الیاس علیہ السلام کا ذکر خیر دنیا میں باقی ہے ۴۔ الیاسین بھی الیاس کی ایک لغت ہے۔ جیسے سینا اور سینین طور سینا ہی کے نام ہیں، غرضیکہ الیاسین الیاس کی جمع نہیں۔ اسی لئے آگے آ رہا ہے۔ اِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا اِنَّ غَيْرِ وَاحِدٍ۔ ۵۔ روح البیان نے فرمایا کہ حضرت خضر سمندر پر اور حضرت الیاس خشکی پر منتظم ہیں۔ قریب

قیامت وقات پانچکے بعض بزرگوں سے اگلی ملاقات بھی ہوئی ۶۔ آپ کا نام لوط ابن ہارن ہے، ابراہیم علیہ السلام کے چچے ہیں۔ آپ ملک شام میں سدوم اور آس پاس کی بستیوں کے نبی تھے۔ ان کی صاحبزادیوں اور ان پر ایمان لانے والوں ۸۔ لوط علیہ السلام کی بیوی کا نام والہ تھا۔ یہ کافر تھی اور خاندان بھی ۹۔ ان پر بھی چھر سا کر اور ان کی بستیوں کا تختہ الٹ کر حب اے مکہ والو! تم اپنے کاروباری شہروں میں دن رات ان بستیوں سے گزرتے ہو، ان کو اجڑا ہوا، اور لٹا ہوا دیکھتے ہو مہرت نکھو۔ ۱۰۔ آپ کا نام یونس بن حنی ہے۔ آپ ہود علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ آپ کا لقب ذوالنون اور صاحب الموت ہے، آپ بستی نینوا کے نبی تھے جو موصل کے علاقہ میں دجلہ کے کنارے پر واقع تھی۔ آپ نے پچاس سال قوم کو تبلیغ کی مگر وہ شرک سے باز نہ آئے۔ تب آپ نے انہیں حکم دیا کہ تین دن کے

۳۰	۷۱۹	۲۳
<p>اَيَّاكُمْ الْاَوَّلِينَ ﴿۱﴾ فَكَذَّبُوهُ فَاَتَنَّهُمْ لَمْ يَحْضُرُوْنَ ﴿۲﴾</p> <p>اگے باپ دادا کا نام پھر انہوں نے اسے جھٹلایا تو وہ ضرور کچھ سے بچیں گے</p> <p>اَلْعِبَادَ لِلّٰهِ اَلْمُخْلِصِينَ ﴿۳﴾ وَتَرْكُنَا عَلَيْهِ ﴿۴﴾ فِي</p> <p>مگر اللہ کے چنے ہوئے بندے اور ہم نے بھلوں میں اس کی شنا باق</p> <p>اَلْاٰخِرِينَ ﴿۵﴾ سَلَّمَ عَلٰى اِلٰى يٰسَيِّدٍ ﴿۶﴾ اِنَّا كُنَّا لَكَ</p> <p>رکھیں سلام ہو الیاس پر شک ہے تک ہم ایسا ہی</p> <p>فَيُزَيِّ الْمُحْسِنِينَ ﴿۷﴾ اِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ﴿۸﴾</p> <p>مگر حق یہی نہیں کہ وہ بے شک وہ ہمارے اعلیٰ درجہ کے کامل ایمان بندوں میں ہے</p> <p>وَاَنْ لُّوطَ الْاِمْنِ الْمُرْسَلِينَ ﴿۹﴾ اِذْ نَجَّيْنَاهُ وَاَهْلَهُ</p> <p>اور بے شک لوط بن پیغمبروں میں ہے۔ جبکہ ہم نے اسے اور اس کے سب عمرہ والوں کو</p> <p>اَجْمَعِينَ ﴿۱۰﴾ اَلْعَجُوزَ اِنِ الْغَيْرِينَ ﴿۱۱﴾ ثُمَّ دَمَرْنَا</p> <p>بہت عظمیٰ ع مگر ایک بڑھاکہ رہ جانے والوں میں ہوئی نہ پھر دوسروں کو ہم نے</p> <p>اَلْاٰخِرِينَ ﴿۱۲﴾ وَاَنْتُمْ لَتَمُوتُنَّ عَلَيْهِمْ فَصَبِّحِينَ ﴿۱۳﴾ وَ</p> <p>بلک فرما دیا کہ اور بے شک تم ان پر گزرتے ہو صبح کو اور</p> <p>بِاَيِّلٍ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَاَنْ يُّوَسَّسَ لِمَنْ الْمُرْسَلِينَ ﴿۱۵﴾</p> <p>رات میں نہ تو کیا نہیں عقل نہیں اور بے شک یونس بن پیغمبروں سے ہے نہ</p> <p>اِذَا بَقِيَ اِلَى الْفَلَكَ الْمَشْحُونِ ﴿۱۶﴾ فَسَاهُمْ فَكَانَ مِنْ</p> <p>جب کہ بھری کشتی کی طرف مائل رہا تھ تو غرقہ ڈالا تو دھیلے ہوؤں</p> <p>اَلْمُدْحَضِينَ ﴿۱۷﴾ فَالْتَقَمَهُ الْحَوْثُ وَهُوَ مَلِيْمٌ ﴿۱۸﴾</p> <p>میں ہوا کہ پھر اسے جمل نے نگل لیا کہ اور وہ اپنے آپ کو مہلت کرتا تھا</p> <p>فَلَوْلَا اَنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِينَ ﴿۱۹﴾ لَكُنْتَ فِيْ بَطْنِهِ</p> <p>تو اگر وہ سب سے پہلے والا نہ ہوتا کہ ضرور اس کے پیٹ میں رہتا</p>		

(بقیہ صفحہ ۷۱۹) بعد عذاب آجہانے کی خبر دی اور خود اس بستی سے دور تشریف لے گئے ۱۲۔ راستہ میں دریا سامنے آیا۔ آپ اسے طے کرنے کے لئے کشتی میں سوار ہو گئے۔ دریا میں پہنچ کر کشتی ٹھہر گئی۔ طالع بولے کہ اس کشتی میں کوئی غلام اپنے مولائے بھاگا ہوا ہے، جس سے کشتی ٹھہر گئی۔ قرعہ ڈالا گیا تو آپ کا نام شریف نکلا۔ آپ نے فرمایا کہ میں ہی اپنے مولائے بھاگا ہوا ہوں کہ بغیر انتظار و وحی آیا ہوں۔ یہ کہہ کر خود دریا میں چلا گیا لگاوی (روح) ۱۳۔ آپ کو قرعہ نے دکھایا کہ کسی آدمی نے ہماری شریعت میں قرعہ سے ایسے احکام جاری نہیں کر سکتے۔ یہ ان کی شریعت تھی یا حکم خاص تھا ۱۴۔ امانت کے طور پر نہ کہ خدا کے طریقہ پر نبی کا جسم

کیزے قبر کی مٹی نہیں کھا سکتی تو چھلی کیسے کھائی۔ دیکھو دیکھ کر حضرت سلیمان کی لامٹی کھائی پاؤں نہ کھایا۔ اس لئے یہاں انتقام فرمایا، اگلے نہ فرمایا ۱۵۔ کہ میں کیوں بغیر وحی چلا آیا، یہ علامت قبول توبہ ہے ۱۶۔ آپ نے چھلی کے پیٹ میں یہ وظیفہ پڑھا: **لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ مَبْنُوكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ** اس سے چند منٹے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ اللہ کے ذکر کی برکت سے آئیں ملتی ہیں، مشکل آسان ہوتی ہیں، دوسرے یہ کہ جو دعائیں بزرگوں سے منقول ہوں ان میں بقایات تاثیر ہوتی ہے چنانچہ یہ آیت آج تک حل مشکلات کے لئے اکسیر ہے۔

۱۔ اس طرح کہ نہ آپ کو موت آئی نہ چھلی کو۔ کیونکہ قیامت میں انھیں کے بعد موت کسی کو نہ آئے گی۔ معلوم ہوا کہ کسی کو بالکل موت نہ آتا ممکن ہے اس لئے یہاں اس موت نہ آنے کو ایک ممکن چیز پر موقوف فرمایا گیا ۲۔ چالیس دن کے بعد چھلی کے پیٹ سے نکلا۔ اس طرح کہ چھلی دریا کے کنارے پر آئی اور اپنے منہ سے آپ کو اگل گئی۔ آپ دسویں عرم جود کے دن چھلی کے پیٹ سے باہر شریف لائے۔ ۳۔ چھلی کے پیٹ میں رہنے کی وجہ سے آپ بہت ضعیف ہو گئے تھے۔ جہاں آپ کو چھلی نے اگلا وہاں کوئی سایہ نہ تھا ۴۔ کدو کی تیل کا سایہ گھٹا ہوتا ہے اور اس پر گندگی وہاں کبھی بھی کم بیٹھی ہے۔ نرم بھی ہوتی ہے۔ بعض عشاق کہتے ہیں کہ کدو بڑی مبارک ترکاری ہوتی ہے۔ حضرت پولس نے اس کے نیچے آرام فرمایا۔ ہمارے حضور کو کدو بہت مرغوب تھا۔ صحابہ کرام بھی اسے پسند فرماتے تھے۔ خیال رہے کہ جو کدو آپ پر اگایا گیا، اس کی تیل زمین پر نہ پھیلی تھی بلکہ یہ درخت دیگر پودوں کی طرح اونچا تھا جس کی سایہ میں آپ آرام فرماتے اور حکم خدا روزانہ ایک کبری آتی اور آپ کو دودھ پلا جاتی۔ یہاں تک کہ جسم شریف پر بال جم گئے اور طاقت آگئی پھر آپ اپنی قوم کی طرف تشریف لے گئے ۵۔ پہلے کی طرح پھر اس قوم کی طرف نبیوی میں نہایت عزت و احترام سے بھیجا ۶۔ اس طرح کہ آثار عذاب دیکھ

إِلَى يَوْمٍ يَبْعَثُونَ ۖ فَنَبِّئْهُمْ بِأَلْعَرَاءِ وَهُوَ سَقِيمٌ ۝

جس تک لوگ اٹھائے جائیں گے، پھر ہم نے اسے تیراں پڑاؤں والا مردہ بنا دیا تھا

وَأَنْبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَقْطِينٍ ۖ وَارْسَلْنَا إِلَىٰ

اور ہم نے اس پر کدو کا پھل اگایا تھا اور ہم نے اسے لاکھ آدمیوں

مِائَةِ أَلْفٍ أَوْ يَزِيدُونَ ۖ فَاَمْنُوا فَنَعَمْ لَهُمُ إِلَىٰ

کی طرف بھیجا بلکہ زیادہ تر تو وہ ایمان لے آئے تھے تو ہم نے انہیں ایک وقت تک نہ سنے

حِينَ ۖ فَاسْتَقْفِمُ الرِّبَاكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُونَ ۝

دیا تھا تو ان سے پوچھ کر کیا تمہارے رب کے لئے بیٹیاں ہیں اور ان کے بیٹے

أَمْ خَلَقْنَا الْمَلَائِكَةَ إِنَاثًا وَهُمْ شَاهِدُونَ ۖ وَالْأَرْحَامُ

یا ہم نے ملائکہ کو عورتیں پیدا کیا اور وہ حاضر تھے تھے ہوتے ہوئے

مِّنْ أَفْئِدَةٍ لِّيقُولُونَ ۖ وَلَكَ اللَّهُ ۖ وَأَنْتُمْ لَكِنِّيُونَ ۝

وہ اپنے بہتان سے کہتے ہیں کہ اللہ کی اولاد ہے اور بے شک ضرور وہ مجھ سے

أَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِينَ ۖ مَا لَكُمْ كَيْفَ

ہیں کیا اس نے بیٹیاں پسند کیں، بیشہ چھوڑ کر نہیں کیا ہے کیسا حکم

تَحْكُمُونَ ۖ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۖ أَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِينٌ ۝

لگاتے ہو، تو کیا دعوایاں نہیں کرتے، یا تمہارے لئے کوئی کھل سند ہے

فَأَنذَرْتُكُمْ إِن كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۖ وَجَعَلُوا بَيْنَهُ

تو اپنی کتاب لاؤ، اگر تم سچے ہو اور اس میں اور

وَبَيْنَ الْجَنَّةِ نَسَبًا ۖ وَلَقَدْ عَلِمْتِ الْجِنَّةُ أَنَّهُمْ

جنوں میں رشتہ تمہارا تھا اور بے شک جنوں کو معلوم ہے کہ وہ ضرور

لَهُمْ حُضْرُونَ ۖ سُبْحٰنَ اللَّهِ عَمَّا يُصِفُونَ ۖ إِلَّا

حاضر لائے جائیں گے، طے پاکی ہے اللہ کو ان باتوں سے کہ وہ تمہارے جیسے

کر توبہ کرلی۔ پھر آپ کے تشریف لانے پر باقاعدہ آپ کی بیعت کی ۷۔ اس طرح کہ وہ لوگ اپنی عمریں پوری کر کے فوت ہوئے ۸۔ یہ نبی مجاہد اور نبی سلمہ سے خطاب ہے جو فرشتوں کو خدا کی لڑکیاں کہتے تھے۔ خیال رہے کہ اہل عرب لڑکوں سے محبت کرتے اور لڑکیوں سے بہت گہراتے تھے۔ حتیٰ کہ بعض لوگ انہیں زندہ گاڑ دیتے تھے۔ ۹۔ یعنی نہ تو تم نے فرشتوں کو پیدا ہوتے ہوئے دیکھا، تاکہ تم کو ان کا لڑکیاں ہونا معلوم ہوتا۔ اور نہ کسی نبی نے فرمایا کہ وہ لڑکیاں ہیں پھر تم کیسے کہتے ہو۔ ۱۰۔ اور خدا تعالیٰ پر بہتان باندھنا سخت جرم ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ کا اولاد و شریک سے پاک ہونا عقل سے بھی معلوم ہو سکتا ہے۔ نئے نبی کی تعلیم نہ پہنچے وہ بھی اس پر ایمان لائے ۱۱۔ یعنی اسے یہ تو قوا تم کیسے امتح ہو۔ دنیا میں ہر شخص اپنی نسل چلنے بڑھانے میں کام آنے کے لئے لڑکے چاہتا ہے نہ کہ لڑکیاں۔ اگر

(بقیہ صفحہ ۷۲۰) تعوذ باللہ خدا کو اولاد کی حاجت ہوتی تو وہ لڑکے چھوڑ کر لڑکیاں کیوں اختیار کرتا جن سے نہ نسل چلے اور نہ آفت میں کام آویں۔ آیت کا یہ مطلب نہیں کہ لڑکے اچھے ہوتے ہیں اور لڑکیاں بری جیسا کہ مشرکین عرب کہتے تھے ۱۲۔ کہ اولاد نسل چلنے کے لئے ہوتی ہے اور نسل کی ضرورت اسے ہے جسے موت آئے دیکھو چاند سورج تاروں کی اولاد نہیں تو رب تعالیٰ کو اولاد کی کیا ضرورت ہے ۱۳۔ یہاں کتاب سے مراد آسمانی کتاب نہیں کیونکہ وہ لوگ اہل کتاب سے نہ تھے۔ مطلب یہ ہے کہ اس دعویٰ پر کوئی سند و دلیل لاؤ ۱۴۔ بعض مشرکین کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے جنات میں شادی کی جس سے فرشتے پیدا ہوئے (خرائن) اس آیت میں

اس کی تردید ہے۔ اور نسب سے مراد نسبی یا سرسالی رشتہ ہے، حالانکہ یہ دونوں رشتے ہم جنس سے ہو سکتے ہیں غیر جنس سے نہیں اور عہدیت، ملکیت محبوبیت کے رشتے جو بنیت نہیں چاہتے وہ رب کے بندوں سے ہیں۔ کہ ہم سب اس کے مملوک اور نبی اس کے محبوب ہیں سب خلق اس کی عابد ۱۵۔ دوزخ میں دائمی عذاب کے لئے۔ اگر یہ رب کے رشتہ دار ہوتے تو عذاب کیوں پاتے۔

۱۔ یعنی مومن متقی بندے دوزخ سے محفوظ رہیں گے۔
۲۔ یعنی تمہاری اور بتوں کی کوششوں سے وہ ہی بچ سکتے ہیں جن میں کفر کا مادہ ہوتا ہے جن میں یہ مادہ موجود نہ ہو وہ نہیں بچ سکتے۔ صحبت ایک قسم کا آگ کا قلعہ ہے۔ قلعے سے وہی چراغ جتا ہے جس میں تیل جلی ہی پہلے سے موجود ہو۔ صحبت نیک کا بھی یہی حال ہے۔ ابو جہل میں ہدایت کی تیل و جلی موجود نہ تھی حضور سے ایمان نہ لے سکا۔ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس پر رب تعالیٰ کا حکم ہو وہ مگر ای سے محفوظ رہتا ہے اسی لئے انبیاء کرام کو معصوم اور بعض اولیاء کو محفوظ کہا جاتا ہے ۴۔ یعنی جن فرشتوں کو تم اللہ کی بیٹیاں کہتے ہو ان کا اقرار یہ ہے کہ ہم رب کی عبادت کرتے ہیں اور ہم سب کے مقامات علیحدہ ہیں جہاں رہ کر اس کی بتائی ہوئی عبادت کرتے ہیں یا یہ مطلب ہے کہ ہر فرشتہ کا مقام و عبادت جدا ہے۔ کوئی بیش رکوع میں ہے، کوئی بیش سجود میں۔ کوئی قدہ میں یا یہ کہ ہر فرشتہ کا درجہ علیحدہ ہے، ملا کہ مقربین کا مقنا اور ہے ہدایت امر کا مقام اور ۵۔ یا صفیں باندھ کر اس کی عبادت میں مشغول ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز و جہاد میں مشغول چاہئے کہ اس میں فرشتوں کی مشابہت ہے ۶۔ کفار مکہ حضور کی تشریف آوری سے پہلے ۷۔ یعنی اگر ہمارے پاس آسمانی کتاب آتی تو ہم یہود و نصاریٰ کی طرح گمراہ اور سرکش نہ ہوتے بلکہ رب تعالیٰ کے عابد اور فرمانبردار ہوتے مگر جب ان کے پاس یہ رسول اور قرآن مجید تشریف لائے ۸۔ اس طرح کہ آسمان و زمین کی پیدائش سے پہلے لوح محفوظ میں لکھ دیا گیا ۹۔ یعنی جہاد

عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلِصِينَ ﴿۱۶﴾ فَإِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ ﴿۱۷﴾ مَا

اللہ کے چنے ہوئے بندے نہ تو تم اور جو کچھ تم اللہ کے سوا پوجتے ہو۔ تم

أَنْتُمْ عَلَيْهِ يَفْتَنِينَ ﴿۱۸﴾ إِلَّا مَنْ هُوَ صَالٍ الْجَحِيمِ ﴿۱۹﴾ وَمَا

اس کے خلاف کسی کی بکارتے والے نہیں نہ مگر اسے جو پیشتر آگ میں جانے والا ہے اور

مِنَّا إِلَّا لَهُ مَقَامٌ مَّعْلُومٌ ﴿۲۰﴾ وَإِنَّا لَنَحْنُ الصَّافُونَ ﴿۲۱﴾

فرشتے کہتے ہیں ہم میں ہر ایک کا ایک مقام معلوم ہے کہ اور بے شک ہم پر پھیلانے حکم

وَإِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُونَ ﴿۲۲﴾ وَإِنْ كَانُوا لَيَقُولُونَ ﴿۲۳﴾ لَوْ

کے منظر میں نہ اچھے شک ہم اس کی تسبیح کرنے والے ہیں اور بے شک وہ کہتے تھے نہ اگر

أَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرُ قِمَرٍ الْأَوَّلِينَ ﴿۲۴﴾ لَكُنَّا عِبَادَ اللَّهِ

ہمارے پاس انھوں کی کوئی نصیحت ہوتی تو ضرور ہم اللہ کے چنے ہوئے

الْمُخْلِصِينَ ﴿۲۵﴾ فَكَفَرُوا بِهِ فَسُوفَ يَعْلَمُونَ ﴿۲۶﴾ وَلَقَدْ

بندے ہوتے نہ تو اس کے منکر ہوتے تو منکر یہ جان میں گئے اور بیشک

سَبَقَتْ كُلُّ مَنَّا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ ﴿۲۷﴾ إِنْهُمْ لَهُمْ

ہمارا کام گزر چکا ہے ہمارے بھیجے ہوئے بندوں کے لئے کہ بے شک انہیں

الْمَنْصُورُونَ ﴿۲۸﴾ وَإِنْ جُنَدُنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ ﴿۲۹﴾ قَتَلُوا

کی مدد ہو گی نہ اور بے شک ہمارا ہی لشکر غالب آئے گا نہ تو ایک وقت

عَنْهُمْ حَتَّى حِينٍ ﴿۳۰﴾ وَأَبْصِرْهُمْ فَسُوفَ يَبْصُرُونَ ﴿۳۱﴾

تم ان سے منہ پھیر لو گاہ اور انہیں دیکھتے رہو کہ غریب وہ دیکھیں گے نہ

أَفَبِعَدْنَا يَنْتَظِرُونَ ﴿۳۲﴾ فَإِنَّا نَزَّلْنَا سَاحَتَهُمْ فَسَاءَ

تو کیا ہمارے عذاب کی جلدی کرتے ہیں نہ پھر جب اتنے گمان کے مانگ میں

صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ ﴿۳۳﴾ وَتَوَلَّوْا عَنْهُمْ حَتَّى حِينٍ ﴿۳۴﴾ وَأَبْصِرْ

تو دیکھ کہ جو لوگ پہلے ہی بری صبح ہو گی اور ایک وقت تک ان سے منہ پھیر لو اور انتظار کرو

میں آخر حج انبیاء اور ان کے غلاموں کی ہوگی۔ اسی لئے کوئی نبی جہاد میں کفار کے ہاتھوں شہید نہ ہوئے۔ یا دلیل و حجت میں حق صالحین کی ہوتی ہے ۱۰۔ حزب اللہ اور جہاد اللہ وہ جماعت ہے جو اللہ کے کام کا ارادہ و تہیہ کرے۔ علماء ہوں یا غازی یا عام مومنین جو خدمت دین اپنے ذمہ لیں انجام کار غلبہ انہیں کا ہے۔ میدان کر بلا میں یہ ظاہر فتح یزید کی ہوئی۔ حضرت حسین شہید ہوئے مگر در حقیقت غلبہ و فتح حسین کی ہوئی یزید شکست کھا گیا۔ کیونکہ اس کی امارت خلافت کے ٹکڑے اڑ گئے۔ امام حسین کا خطاپور اہو گیا یعنی اسلام کی حفاظت ۱۱۔ یعنی جہاد کا حکم آنے تک کفار سے بے توجہی کرو۔ ان سے جہاد نہ کرو۔ لہذا یہ آیت جہاد کی آیت سے منسوخ ہے ۱۲۔ عذاب الہی دنیا میں اور مرتے وقت پھر آخرت میں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی نگاہ سے عذاب قبر و عذاب دوزخ چھپا ہوا نہیں۔ حضور کے نچرنے عذاب قبر

(بقرہ صفحہ ۷۲۱) دیکھا جس سے وہ بدلا۔ جیسا کہ بخاری شریف میں ہے ۱۳۔ یہ آیت ان کفار کے جواب میں ہے جو بطور مذاق کہتے تھے کہ عذاب الہی کہاں ہے، ہم پر آیا کیوں نہیں ۱۴۔ چنانچہ کفار مکہ پر قحط اور جنگوں میں شکست کے عذاب آئے جن سے وہ بھاگ نہ سکے۔
۱۔ یعنی کفار کے مذاق و طعن کا ابھی جواب نہ دو۔ آئندہ عملی جواب دینا جبکہ تمہارے ہاتھوں سے یا غیب سے ان پر عذاب آوے۔ یہ آیت گزشتہ آیت سے مکر نہیں کہ وہاں فرمایا گیا کہ کفار پر ابھی جہاد نہ کرو۔ یہاں فرمایا گیا کہ ان کے مذاق کی پرواہ نہ کرو۔ مگر یہ آیت بھی جہاد کی آیت سے منسوخ ہے ۲۔ جو سبحان یا تسبیح کا ورد

کے، انشاء اللہ اس کے عیوب فنا ہو جائیں گے اور نیک اخلاق نصیب ہو سکیں گے کیونکہ رب کے نام کا اثر ورد کرنے والے پر ہوتا ہے جیسے شافی کے ورد سے شفا اور غفور کے ورد سے مغفرت نصیب ہوتی ہے۔ سبحان کے معنی ہیں عیوب سے پاک ہونا ۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔

ایک یہ کہ انبیاء کرام کو علیہ السلام کتنا چاہئے جیسے موسیٰ علیہ السلام کسی اور بزرگ کے نام پر علیہ السلام نہ کہا جاوے جیسے امام حسین علیہ السلام۔ کیونکہ علیہ السلام نبیوں کے لئے ہے۔ دوسرے یہ کہ حضور پر سلام بھیجتا یا نبی سلام علیہ، یا السلام علیہا ایہا النبی، جائز ہے، اس کا

ماخذ یہ آیت ہے ۴۔ ہر بندے کو ہر حال میں ہر طرح خدا کی حمد کرنی چاہئے۔ اور اپنا وعظ و کلام خدا کی حمد پر ختم کرنا چاہئے ۵۔ یہاں ذکر، معنی چرچا و شہرت و ناموری ہے۔ قرآن کریم کی جتنی شہرت ہوئی اتنی کسی کی نہ ہوئی ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو عزت اللہ رسول کے مقابلہ میں استعمال کی جاوے وہ عذاب ہے اور جو عزت ان کی

غلامی و اطاعت سے ملے وہ دائمی ہے اور رحمت ہے۔ رب فرماتا ہے اَلْعَبْدُ لِلّٰهِ وَ لِلْمَلٰئِكَةِ وَ لِلرَّسُوْلِ ۷۔ اس لئے آپ کی فرمانبرداری نہیں کرتے اور قرآن پر ایمان نہیں لاتے ۸۔ یعنی بہت سی کافرتوں نبی کے مقابل تکبر کیوجہ سے ہلاک ہوئیں ۹۔ کیونکہ عذاب دیکھ کر توبہ کرنا کام نہیں آتا۔ جیسے بے وقت بیج ہونا پھل نہیں پیدا کرتا ۱۰۔ کیونکہ وہ کہتے تھے کہ انسان نبی نہیں ہو سکتا۔ نبوت فرشتے کو ملنی چاہئے۔ اگرچہ پتھروں کو خدا مان لیتے تھے ۱۱۔ شان نزول۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایمان لائے تو کفار مکہ بہت گھبرائے۔ ولید بن مغیرہ جیٹیں سرداروں کو لیکر ابوطالب کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا کہ آپ ہماری اور اپنے بیٹے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صلہ کرادیں۔ ابوطالب نے حضور کو بلا کر فرمایا کہ آپ انکے بچوں کو برا کہنا چھوڑ دیں۔ یہ لوگ آپ کی مخالفت سے باز آجاویں گے۔ حضور نے فرمایا یہ لوگ کلک پڑھ لیں تو عرب و عجم کے مالک ہو جائیں گے۔ یہ سکر سب کفار یہ

صفحہ ۳۸

۷۲۲

وہابی ۳۳

فَسَوْفَ يَصْرَوْنَ ۱۰ سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۱۱

کہ وہ عذرا بہ دیکھیں گے کہ پاک ہے تمہارے رب کو عزت والے رب کو انہی باتوں سے کہ

وَسَلِّمْ عَلٰی الْمُرْسَلِيْنَ ۱۲ وَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۱۳

اور سلام ہے پیغمبروں پر کہ اللہ کو سب حمدیں ہیں اور اللہ کو سب حمدیں ہیں

اٰیٰتُہَا ۸۸ سُوْرَةُ ص مَكِّيَّةٌ ۳۸ رُكُوْعَاتُہَا ۸

سورۃ ص اس سورۃ کا نام سورۃ فاطر ہے یہ ۵۷ آیتیں ہیں ۵۷ رکوع ۸۲ آیات ۳۲ کلمات ۴۲۰ حروف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا

ص وَالْقُرْآنِ ذٰی الذِّکْرِ ۱۴ بَلِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فِیْ

اس نامور قرآن کی قسم کہ جیسے کفار نے

عِزَّةٍ وَ شِقَاقٍ ۱۵ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ

اور خلاف میں میں نے ان سے پہلے کتنی سنگین کھائیں تھے تو اب

فَنَادَوْا وَاٰلَاتٍ حٰیٰنٍ مُّنَاصٍ ۱۶ وَ عَجَبُوْا اِنْ جَاءَهُمْ

وہ پکاریں اور پھر تھے کا وقت نہ تھا اور انہیں اس کا اعجاب ہوا کہ

مِّنْ دُرِّهِمْ ۱۷ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سِحْرٌ كَذٰبٌ ۱۸

انکے پاس انہیں میں کا ایک ڈرنا تھا اور انہیں لایا اور کافروں نے یہ جادو گرے بڑا جھوٹا۔

اَجْعَلِ الْاِلٰهَةَ الْوَاحِدَۃَ اِنْ هٰذَا اَشْیْءٌ عَجَابٌ ۱۹

کیا اس نے بہت خداؤں کا ایک خدا کر دیا ہے شک یہ عجیب بات ہے کہ

وَاَنْطٰقِ الْمَلٰٓئِكَةِ اِنْ اَمْسَوْا وَاَصْبَحُوا عَلٰی

اور ان میں سے سردار چلے کہ اس کے پاس سے چل دو اور اپنے خداؤں پر

اَلِهَتِكُمْ اِنْ هٰذَا اَشْیْءٌ یُّرَادُ ۲۰ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا

صابر رسول کہے شک اس میں اس کا کوئی مطلب ہے کہ نہ تو ہم نے ب سے کچھ

منزل ۶

یہ کہتے ہوئے چلے گئے کہ حضور نے بہت خداؤں کو ایک کر دیا۔ اتنی مخلوق کے لئے ایک خدا کافی نہیں۔ اس موقع پر یہ آیت اتری (خزائن و روح) ۱۲۔ ابوطالب کی مجلس سے یہ کہتے ہوئے چلے۔ ۱۳۔ یعنی اگرچہ تم دلائل میں حضور سے عاجز آ گئے اور تم سے ان کی بات کا کوئی جواب نہ بنا مگر بے دلیل، اناپ شاپ بچوں کو پوچھتے جاؤ۔ یہ کفار کا اپنی کھلی شکست کا اقرار ہے ۱۴۔ اس جملہ کی بہت تفسیریں ہیں۔ بہتر تفسیر وہ ہے جو حضرت مہرجم رحمۃ اللہ علیہ نے اشارۃً فرمائی۔ یعنی حضور جو تبلیغ اسلام میں اتنی محنت فرماتے ہیں اے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں حضور کی کوئی دنیاوی غرض اور لالچ ہے۔

۱۔ کیونکہ نصرانی الل کتاب ہونے کے باوجود تین خدا مانتے ہیں باپ، بیٹا، روح القدس۔ اگر توحید اچھی چیز تھی تو الل کتاب اسکے قائل کیوں نہ ہوئے ۲۔ جس کا نبوت کبھی آسانی کتابوں میں بھی نہیں۔ معلوم ہوا کہ شیطان بہت طرح ہکاتا ہے ۳۔ یہ کفار کہ کا حضور پر حسد ہے کہ ہم اتنے مال والے جتنے والے تھے۔ ہم کو کیوں نبوت نہ ملی۔ خیال رہے کہ نبوت کا حضور کو ملنا حضور کی حقانیت کی اعلیٰ درجہ کی دلیل ہے۔ اگر کسی مالدار کو نبوت دی جاتی تو کوئی کہہ سکتا تھا کہ اسلام کا اتنا بولا پالامالی طاقت سے ہوا۔ اب اسلام کی یہ اشاعت محض حقانیت کے زور سے ہوئی نہ کہ دنیاوی سبب سے ۴۔ کہ کبھی قرآن کریم کو شعر کہتے ہیں، کبھی جادو، کبھی جھوٹ، کبھی

حضور کا گھڑا ہوا کلام فرض انہیں اپنی کواں پر خود یقین نہیں ۵۔ اگر عذاب دیکھ لیتے تو نہ حسد رہتا نہ کوئی شک، فرعون کی طرح ایمان لانے پر مجبور ہوتے۔ معلوم ہوا کہ زیادہ آرام و راحت بھی بندہ کو سرکش کر دیتی ہے ۶۔ تاکہ وہ جسے چاہیں اسے نبوت لے۔ نبوت تو خاص میرا عطیہ ہے اس سے معلوم ہوا کہ نبوت کسی چیز نہیں محض وہی ہے۔ ولایت کبھی محض وہی ہوتی ہے کبھی کبھی حضرت مریم کی ولایت وہی تھی دوسروں کی ولایت کبھی۔ رب فرماتا ہے۔ الَّذِینَ آمَنُوا وَكَانُوا بَشَرًا مِّثْلَکُمْ اُولَٰئِكَ نَجْعَلُ لَهُمْ رِزْقًا ذَرِیًّا وَلَیَّتَ لَہُمْ مَقْصِدٌ یَّہْدٰیہُمْ سُبْحٰنَہُ یَوْمَہِ الَّذِیْ یُنزِلُ عَلٰی رِجْلِہِ خُزْاٰنَ السَّمٰوٰتِ وَہِیْ سَیِّدَہُمْ یَوْمَہِ جَالِلٌ مَّالِدَارٌ ہُوئے ہیں۔ عاقل خوار تو نبوت کس طرح اسباب پر مبنی ہو سکتی ہے ۸۔ یعنی یہ آپ کے دشمن بنا ہوا لشکر ہیں۔ آپ سے پہلے نبیوں کے مقابل ایسے ہی گروہ آئے۔ ۹۔ جنہیں نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو برس تبلیغ فرمائی۔ مگر قوم باز نہ آئی ۱۰۔ جنہیں ہود علیہ السلام نے عرصہ تک تبلیغ فرمائی ۱۱۔ کہ فرعون جب کسی پر ناراض ہوتا تو اس کے چاروں ہاتھ پاؤں یخوں سے بند ہوا کہ کوڑے لگواتا تھا۔ یا اسی طرح دھوپ میں چھوڑ دیتا تھا کہ وہ سوکھ کر ہلاک ہو جاتا۔ حضرت آسیہ کو اس مردود نے چومٹایا کیا (روح) ۱۲۔ شعیب علیہ السلام کی قوم جو جہاز یوں میں یا ایک بستی میں رہتی تھی ۱۳۔ جو پیٹریوں کے مقابل آئے اور ہلاک ہوئے۔ معلوم ہوا کہ مادہ روح کے مقابل نہیں ٹھہرتا جیسے اندھیرا اجالے کے مقابل ۱۴۔ معلوم ہوا کہ بغیر نبی کے جھٹلائے عذاب کبھی نہیں آسکتا۔ رب فرماتا ہے۔ وَتَاٰکُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی یُبْعَثَ رُسُلًا ۱۵۔ صور کا پھلا نفع جب کہ سب ہلاک ہو جائیں گے ۱۶۔ شان نزول۔ نصر بن حارث بلور تمغہ کما کرتا تھا کہ عذاب جلد لائے اس کے متعلق یہ آیت ہے۔

۳۸ ص
۷۲۳
۲۳ وماتی

فِی الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ اِنْ هٰذَا اِلَّا اَخْتِلَاقٌ ۙ نَّزَّلَ

عَلِیْہِ الذِّکْرُ مِنْ بَیْنِنَا بَلْ هُمْ فِی شَکٍّ مِّنْ ذِکْرِیْ

بَلْ لَّمَّا یَذُوْا قُوْا عَذَابٌ ۙ اَمْ عِنْدَہُمْ خِزَیْنٌ

رَحْمَۃُ رَبِّکَ الْعَزِیْزِ الْوَهَّابِ ۙ اَمْ لَہُمْ مَّلٰکُ السَّمٰوٰتِ

وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَہُمَا فَلَیْزُتَفُوْا فِی الْاَسْبَابِ ۙ

جُنْدٌ مَّا هُنٰلَکَ مَّہْزُوْمٌ مِّنَ الْاَحْزَابِ ۙ کَذَّبَتْ

قَبْلَہُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَّعَادٌ وَّقُرْیٰوْنٌ ذُو الْاَوْتَادِ ۙ

وَالْمُودُ وَقَوْمُ لُوطٍ وَّاَصْحٰبُ لَیْلِکَ ۙ اُولٰٓئِکَ الْاَحْزَابُ ۙ

اِنْ کُلٌّ اِلَّا الْاِکْذٰبُ الرَّسُلِ فَحَقَّ عِقَابٌ ۙ وَمَا

یَنْظُرُوْہُۭۤ اِلَّا الْاَصْحٰبَۃُ وَاِحْدَۃُ ثَالِثَہُمَا مِنْ فَوَاقٍ ۙ

وَقَالُوْا رَبَّنَا عَجَلْ لَّنَا فِطْنًا قَبْلَ یَوْمِ الْحِسَابِ ۙ

اور نبوت کی اور جو بکھ ان کے درمیان ہے تو رسالہ شاکر چڑھ نہ جائیں ۱۱

یہ ایک ذیل لشکر ہے انہیں لشکروں میں سے جو وہیں بکھادیا جائے گا ان سے

قَبْلَہُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَّعَادٌ وَّقُرْیٰوْنٌ ذُو الْاَوْتَادِ ۙ ۱۲

پہلے جھٹلائے تھے میں نوح کی قوم اور عاد اور قریظ اور جہنمکے والا فرعون ۱۳

وَالْمُودُ وَقَوْمُ لُوطٍ وَّاَصْحٰبُ لَیْلِکَ ۙ اُولٰٓئِکَ الْاَحْزَابُ ۙ ۱۴

اور ثمود اور لوط کی قوم اور بنو لہٰی ۱۵۔ یہ وہ گروہ ۱۶

اِنْ کُلٌّ اِلَّا الْاِکْذٰبُ الرَّسُلِ فَحَقَّ عِقَابٌ ۙ وَمَا ۱۷

ان میں کوئی ایسا نہیں جس نے رسولوں کو نہ جھٹلایا ہو تو میرا عذاب لازم ہوا کہ

یَنْظُرُوْہُۭۤ اِلَّا الْاَصْحٰبَۃُ وَاِحْدَۃُ ثَالِثَہُمَا مِنْ فَوَاقٍ ۙ ۱۸

اور یہ راہ نہیں دیکھتے مگر ایک پیچھے کی جگہ سے کوئی پیچھے نہیں سکتا

وَقَالُوْا رَبَّنَا عَجَلْ لَّنَا فِطْنًا قَبْلَ یَوْمِ الْحِسَابِ ۙ ۱۹

اور بولے اے ہمارے رب ہمارا حصہ ہمیں جلد دے دے حساب کے دن سے پہلے ۲۰

۶۱ منزل

۱۔ حکم جہاد آنے تک ان کی بکواس کا کوئی جواب نہ دو۔ کفار کے مقابل صبر کی تمام آیات جہاد کے حکم سے منسوخ ہیں ۲۔ جنہیں رب تعالیٰ نے اعلیٰ درجہ کی عبادت کی توفیق بخشی تھی آپ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن انظار کرتے تھے۔ رات کو دو حصہ میں عبادت کرتے، درمیانی ایک حصہ میں آرام فرماتے تھے۔ (خزائن العرفان) یہاں رب تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کی عبادت پھر ان کی خطا پھر اس سے توبہ کا ذکر فرمایا ۳۔ ہر حال میں اپنے رب کی طرف ۴۔ اس طرح کہ آپ کے حکم سے چلتے تھے۔ جیسے سلیمان علیہ السلام کے لئے ہوا (روح) ۵۔ آپ کے ساتھ پہاڑ اس طرح تسبیح کرتے تھے کہ آپ بھی سنتے تھے۔ یہ آپ کا دوسرا معجزہ ہے ۶۔

معلوم ہوا کہ اگرچہ ہر وقت رب کی تسبیح و تحمید کرنی چاہیے لیکن صبح و شام بالخصوص ضرور کرنی چاہیے۔ اسی لئے نماز فجر عصر کی پابندی ضروری ہے ۷۔ کہ آپ کی تسبیح کے وقت پرندے بھی آپ کے گرد جمع ہو کر اللہ کی تسبیح و تحمید کرتے اور آپ کی خوش الحانی پر وجد کرتے تھے۔ خوش آوازی بھی آپ کا معجزہ تھا۔ معلوم ہوا کہ اللہ والوں کے ساتھ عبادت کرنا بہت بہتر ہے اور نبی کی حکومت بے عقل و بے جان چیزوں پر بھی ہوتی ہے ۸۔ پہاڑ اور پرندے سب آپ کے مطیع تھے خیال رہے کہ حضرت داؤد کی سلطنت پہاڑوں اور پرندوں پر تھی۔ مگر ہمارے حضور کی نبوت و رسالت ساری مخلوق پر ہے۔ یہ شان ہی اور ہے ۹۔ اس طرح کہ جیسی آپ کی سلطنت مضبوط ہوئی ویسی کسی کی نہ ہوئی۔ چالیس ہزار زرہ بند سپاہی آپ کے عمل کا پتہ دیتے تھے (روح) ۱۰۔ حکمت سے مراد فقہ اور قول فیصل سے مراد حکومت و قضا کا علم ہے ۱۱۔ دو فرشتے جو انسانی شکل میں مدعی و مدعی علیہ بن کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ انہیں خصم فرمنا ظاہری صورت کے لحاظ سے ہے ۱۲۔ جہاں داؤد علیہ السلام عبادت کرتے تھے اور وہیں بیٹھ کر لوگوں کے فیصلے فرماتے تھے۔ معلوم ہوا کہ قاضی مسجد میں بیٹھ کر قضا کا کام کر سکتا ہے۔ ۱۳۔ کیونکہ دروازہ بند تھا اور یہ دونوں اندر پہنچ گئے۔ صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ آپ کا خوف رب سے تھا۔ فرشتوں کی وجہ سے آپ سمجھ گئے تھے کہ ان کی آمد سے مجھے عتاب فرمنا مقصود ہے (روح) ۱۴۔ کیونکہ آپ تو لَا تُخَوِّئُ عَلَيْهِمْ وَالْوَلَدِ مِنْ سَبِيلٍ۔ آپ کی برکت سے دوسروں کے ڈر دور ہوتے ہیں۔ آپ خود کیوں ڈریں۔ ۱۵۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ نفی حاصل کرنے کے لئے فرضی شکل بنانا جھوٹ نہیں جیسے کہا جاتا ہے کہ زید نے اپنی بیوی کو طلاق دی دوسرے یہ کہ نبی کی عقلت رب تعالیٰ اور ملائکہ بھی کرتے ہیں کہ حضرت داؤد کو اس طرح متوجہ کیا گیا۔ جو ان کے کسی فعل شریف پر اعتراض یا زبان طعن دراز کرے، بے ادب ہے

إِصْبِرْ عَلَى مَا يَقُولُونَ وَادْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُدَ ذَا

تم ان کی باتوں پر صبر کرو اور ہمارے بندے داؤد تمہیں یاد

الْأَيْدِ إِنَّهُ أَوَّابٌ ۱۵ اِنَّا سَخَرْنَا الْجِبَالَ مَعَهُ

کرو۔ بیشک وہ بڑا درجہ کوئے والا ہے۔ بیشک ہم نے اس کے ساتھ پہاڑ

يُسَبِّحُن بِالْعُشِيِّ وَالْإِشْرَاقِ ۱۶ وَالطَّيْرُ كُلُّهُنَّ

سفر فرمادینے کی کہ تسبیح کرتے ہیں شام کو اور صبح چمکتے اور پرندے سب کئے ہوئے

كُلٌّ لَهُ أَوَّابٌ ۱۷ وَشَدَدْنَا مُلْكَهُ وَأَيَّدْنَا الْحِكْمَةَ

سب اس کے فرمانبردار تھے اور ہم نے اس کی سلطنت کو مضبوط کیا اور اسے حکمت

وَفَضَّلَ الْخَطَابَ ۱۸ وَهَلْ أَتَاكَ نَبَأُ الْخَصْمِ

اور قول فیصل دیا۔ اور کیا تمہیں اس دھمکے والوں کی بھی خبر آئی کہ

إِذْ تَسُوْرُ وَالْمُحْرَابِ ۱۹ إِذْ دَخَلُوا عَلَى دَاوُدَ

جب وہ دیہار کو در داؤد کی مسجد میں آئے کہ جب وہ داؤد پر داخل ہوئے

فَفَزَعَ مِنْهُمْ قُلُوْبُ الْأَتَخِفَ خَصْمَيْنِ بَغِي

تو وہ ان سے گھبرا گئے انہوں نے دیکھ کر فریب میں نہ رہے اور فریق میں کر پڑے

بَعْضُنَا عَلَى بَعْضٍ فَأَحْكَمَ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تَشْطِطْ

دوسرے پر زیادتی کی ہے تو ہم میں ہمارے فیصلہ فرما دیجئے اور خلاف حق نہ کیجئے کہ

وَاهْدِنَا إِلَى سَوَاءِ الصِّرَاطِ ۲۰ إِنَّ هَذَا أَخِي لَهُ

اور ہمیں ہدایت دے۔ بتائیے بے شک یہ میرا بھائی ہے کہ اس کے

تَسْعُ وَتَسْعَوْنَ نَعْبَةَ وَلِيٍّ نَعْبَةَ وَاحِدَةٍ ۲۱

پاس ننانوے دنیاں ہیں اور میرے پاس ایک دینی

فَقَالَ أَكْفَلْنِيهَا وَعَزَّنِي فِي الْخِطَابِ ۲۲ قَالَ

اب یہ کہتا ہے وہ بھی مجھے حوالے کرے اور بات میں مجھ پر مذکور فرماتا ہے داؤد نے فرمایا

۱۶۔ یعنی بغیر کسی کی رو رعایت فرمائے جو حق ہے وہ فرمادیجئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسئلہ پوچھنے والا مفتی سے اور مقدم والا حاکم سے ایسے الفاظ کہہ سکتا ہے۔ اس میں حاکم کی توہین نہیں ۱۷۔ یعنی دینی بھائی ہے یا فرضی بھائی۔ فرض کیجئے کہ یہ میرا بھائی ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ زید نے اپنی بیوی کو طلاق دی۔ اسے شطرنج والے تخیل کہتے ہیں۔ یہ تصور کی قسم ہے۔ تصدیق نہیں۔ نہ یہ جملہ خبریہ ہے۔ لہذا اس میں صدق و کذب کا احتمال نہیں ۱۸۔ واقعہ یہ تھا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی ننانوے بیویاں تھیں اور آپ نے ایک عورت کو اور بھی نکاح کا پیغام دیا جس کو ایک اور شخص پیغام دے چکا تھا۔ اس عورت نے آپ سے نکاح کر لیا۔ بعض نے فرمایا کہ وہ عورت دوسرے کے نکاح میں تھی۔ آپ نے اس سے طلاق حاصل کر کے اس عورت سے نکاح کر لیا جیسا کہ اس زمانہ میں عام رواج تھا جو کہ شان نبوت

۱۔ اسے زیادتی فرمایا، ظلم نہ فرمایا۔ کیونکہ کسی کو کسی چیز کی فروخت کی رغبت دینی ظلم نہیں، زیادتی سے مراد خلاف مستحب ہے ۲۔ چونکہ یہ فتویٰ مفید ہے نہ تھا اس لئے آپ نے دوسرے شخص کا بیان نہ لیا جیسے حضور سے ہند زوجہ ابوسفیان نے اپنے خاوند کی شکایت کی کہ وہ مجھ کو خرچ نہیں دیتے تو فرمایا کہ ان کی جیب سے نکال

درجات میں کمی نہیں ہوتی۔ آدم علیہ السلام کدم لہا کے
پر بھی خلیفۃ اللہ تھے بلکہ یہ لغزش ان کی خلافت الہیہ کے
ظہور کا ذریعہ بنی۔ اپنا نائب بنایا کہ نبوت کے ساتھ
سلطنت عامہ بھی بخشی ۸۔ فریقین کے بیانات مگر فیصلہ کیا
کرنا۔ محض اپنے علم پر نہ کرنا۔ کیونکہ قاضی کا فیصلہ گواہی
و قسم وغیرہ پر ہوتا یہی فیصلہ بالحق ہے۔ رب تعالیٰ قیامت
میں محض اپنے علم پر فیصلہ صادر نہ فرمائے گا بلکہ گواہی،

ماہاراجہ یقیقہ کیونکہ نفسانی خواہش کی پیروی دلائل فریقین میں نظر نہیں کرتے ہیں۔ لہذا حاکم کو چاہئے کہ فیصلہ کے وقت مخلوق کی الفت سے دل خالی کرے۔ محض رب کو راضی کرنے کے لئے فیصلہ کرے۔ ۱۱ عقائد میں

اعمال میں یا مقدمات کے فیصلہ میں ۱۲۔ اگر وہ قیامت
یا رکھے تو غلط عقیدے یا غلط اعمال اختیار نہ کرتے،
لوگوں سے رشوت لے کر ناجائز فیصلے نہ کرتے ۱۳۔ بلکہ
ان میں صدقہ حکمتیں ہیں۔ کفار اور کفر شیطان و طغیان
بری چیزیں ہیں۔ مگر ان کا پورا فرمانا نہیں اس پر اکثر

وَمَالِی ۲۲

۴۲۵

ص ۳۸

لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعَجْتِكَ إِلَىٰ تَعَاَجِهِ وَإِنَّ
 بَعْضَ شُكِّهِ بِخَبَرِ زِيَادَتِ كَرْتَاہِ كَقِيَرِ حِجَابِی ذَبِیوں مِیں طَاسِے كَوَا مِگَاسِے اَو بَیگِی

كَثِيرًا قَنِ الْخُلَطَاءِ لِيَبْغِيَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ
 اَكْثَرِ سَابِجِے وَاے اِكَمِ دُوسرے بِرِ زِيَادَتِ كَرْتِے مِیں لَہ

إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَقَلِيلٌ مَّا هُمْ
 مَكْرُجُ اِيْمَانِ لائے اور اِبھے كَام كَرْتِے اور وَہ بِہْتِ قُھُوتِے مِیں نَہ

وَلَوْ أَنَّ دَاوُدَ اٰتٰمَافْتَنٰهُ فَاَسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا
 اَبِ دَاوُدِ سَبَّحَا كَر بِہے يَہ اِس كِ جَايِ كِ قُھُوتِے تُو اِپْنِے رُبِ سَے سَاغِي اَتَا اور

وَاَنَابَ ۷۳ فَغَفَرْنَا لَهُ ذٰلِكَ ۚ وَاِنَّ لَهُ عِنْدَنَا لَزُلْفٰی
 مَحْرَمِے مِیں مَكْرِ پَرَاكِ اور رُجُوعِ لَایَا۔ تُو مِے نَے يَمَانِ فَرِيَا يَہ اَو رُبِے شُكِّ اِس كِ لَے نَے مَارَہَ

وَحَسَنَ مَا بَی ۷۴ لِيَا دَاوُدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِیْفَةً فِی
 مَارِگَہِ مِیں مَزُورِ قَرَبِ اور اِھْمَا كَر نہ يَہ لَے نَے دَاوُدِے شُكِّ بِہے نَے يَحْجَے زَمِيْنِ مِیں نَابِ

الْاَرْضِ فَاحْكُم بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰی
 كِيَاہَ تُو رُكُوكِ مِیں بِھَا حَكْمِ كَر لَہ اور خُوَابِشِ كِے تَبِھْجَے نہ جَا نَا لَہ

فِيْضِلَّكَ عَنِ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ
 كَر بِھْجَے اَشْرَ كِ رَاہِ سَے بِھَا دُوسَے مِیں نَہ يَہ شُكِّ وَہ جو اَشْرَ كِ رَاہِ سَے

سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ يَّمَّا تَسُوْا يَوْمَ
 بِھُكْمِے مِیں لَہ اِن كِے لَے عَذَابِ مُضَابِ ہِے اِس بِرِ كَر وَہ حَاسِبِ كِے دِنِ

الْحِسَابِ ۷۵ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا
 كَر بِھُولِ بِھُكْمِے اور بِہے نَے اَمَانِ اور زَمِيْنِ اور جُہِ كَہ اِن كِے دَرْمِيَانِ ہِے بَے كَارِ

بَاطِلًا ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَوَيْلٌ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا
 نہ جَا تَے كَہ يَہ كَا فِرُوْں سَا كَمَانِ ہِے كَہ كَا فِرُوْں كِے خُرَآیِ ہِے

مَنْزِل ۴

میں ہزارہا مکیش ہیں وہاں ہمارے سب چیزیں داخل ہیں ۱۳۔ جس چیز کا حساب و کتاب ہی نہ ہو وہ عیش ہی ہوتی ہے لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔

۱۔ شان نزول۔ کفار قریش مسلمانوں سے کہتے تھے کہ اگر قیامت ہوگی تو جو نعمتیں تمہیں ملیں گی وہ ہمیں بھی ملیں گی۔ ان کی تردید میں یہ آیت کریمہ اتزی ۲۲ ایسا ہرگز نہ ہو گا۔ یہ تو کوئی عقلمند بادشاہ بھی نہیں کرنا کہ مجرم اور فریادوار کو یکساں کر دے۔ احکم الحاکمین کی تو بڑی شان ہے ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ متقی و قاسم برابر نہیں تو نبی اور غیر نبی کیسے برابر ہو سکتے ہیں۔ فرق مراتب ضروری ہے۔ تمام عالم کے علماء، اولیاء، صحابی کے قدم کے برابر نہیں ۴۔ خیال رہے کہ غیبی خبر کو برکت کہتے ہیں اور جس میں یہ غیبی خبر ہو وہ مبارک ہے۔ قرآن شریف بھی مبارک اور صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم بھی مبارک یعنی علیہ السلام نے فرمایا تھا وجعلنی مبارکاً

مقبولین الٰہی میں دین و دنیا کی غیبی خبر ہوتی ہے ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم کی آیتوں کو سوچنا اور سوچ کر فیض حاصل کرنا اس میں تدریک کر کے دینی احکام نکالنا ہر ایک کا کام نہیں۔ صرف ان کا کام ہے جو دینی عقل رکھتے ہیں یعنی علماء خصوصاً مجتہدین۔ عوم کو چاہیے کہ علماء سے مسائل سیکھیں۔ ۶۔ معلوم ہوا کہ صالح بنابر کی خاص رحمت ہے کیونکہ داؤد علیہ السلام کے اور بھی بیٹے تھے مگر صرف سلیمان کے عطا فرمانے کا ذکر فرمایا کیونکہ آپ نبی تھے اور حضرت داؤد کے علم کے وارث۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ نیک اولاد خاص عطیہ رب ہے کسی عمل کا عوض نہیں۔ اس لئے دُذُنَّا فرمایا۔ رب فرماتا ہے یٰٰہٰی لَیْسَ یُشْکَرُ لَنَا اَنْتَ (روح) ۷۔ یعنی ہر حال میں خدا کو یاد کرنے والا۔ داؤد علیہ السلام کی عمر شریف سو برس ہوئی۔ آپ کی وفات اچانک ہوئی۔ بوقت وصال آپ مجھ سے میں تھے۔ ایسے مبارک درخت کے پھل بھی مبارک ہونے چاہئیں۔ معلوم ہوا کہ اچانک موت مقبولین کے لئے رحمت ہے جو ہر وقت تیار رہتے ہیں غافلوں کے لئے زحمت کہ وہ آخرت کی تیاری نہیں کرتے ۸۔ یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں بعد نماز ظہر ایک ہزار گھوڑے پیش کئے گئے جو جہاد کے لئے تھے بہت ہی اعلیٰ قسم کے اور قیمتی تھے ۹۔ کیونکہ یہ گھوڑے جہاد کا ذریعہ ہیں اور جہاد عبادت ہے تو اس کے اسباب بھی محبوب ۱۰۔ یعنی ان گھوڑوں سے محبت دنیاوی وجہ سے نہیں محض اللہ کے لئے ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ گھوڑوں کی دیکھ بھال میں نماز سے غافل ہو گئے، جیسا کہ بعض مفسرین نے فرمایا۔ یہ شان نبوت کے خلاف ہے ۱۱۔ چھپ جانے والے گھوڑے تھے نہ کہ سورج کیونکہ یہاں سورج کا ذکر بالکل نہیں ہوا۔ یعنی آپ نے گھوڑوں کی دوڑ دیکھنے کے لئے انہیں اتنا دوڑانے کا حکم دیا کہ نگاہ سے اوجھل ہو گئے ۱۲۔ یعنی بس دیکھ لیا۔ واپس لے آؤ ۱۳۔ پیار و محبت سے گھوڑوں پر ہاتھ پھیرا یا گھوڑوں کے عیب و خویاں معلوم کرنے کو نہ کہ انہیں ذبح فرمایا جیسا

مِنَ النَّارِ ۱۵) اَمْ نَجْعَلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

مگر سے کیا ہم انہیں جو ایمان لائے ۱۶ اور اچھے کام کئے

کَالْمُفْسِدِیْنَ فِی الْاَرْضِ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِیْنَ کَالْفَجَّارِ ۱۷)

ان جیسا کہ مفسدین جو زمین میں فساد پھیلاتے ہیں نہ یا ہم پر مومنان کو مفسدین کے برابر ٹھہرائیں

کِتٰبٍ اَنْزَلْنٰہُ اِلَیْکَ مُبَرَّکٌ لِّیَذِّکَّرُوْا اٰیٰتِہٖ وَلَیِّتَذْكُرُوْا ۱۸)

یہ ہے ایک کتاب جسے کہ ہم نے تمہاری طرف اتاری برکت والی کہ تاکہ اس کی آیتوں کو سیکھیں اور

الذِّکْرِ ۱۹) وَوَهَبْنَا لِہٗدَاوُدَ سُلَیْمٰنَ نَّعْمَ الْعَبْدُ اِنَّہٗ

عقلمند نصیحت ماننے والا اور ہم نے داؤد کو سلیمان عطا فرمایا کیا اچھا بندہ ہے نہ کہ بد

اَوَّابٌ ۲۰) اِذْ عَرِضَ عَلَیْہٗ بِالْعِشَیِّ الصّٰفِیۃُ الْاِحْبٰیۃُ ۲۱)

رجوع لانے والا جب کہ اس پر پیش کش کئے تیسرے پہر کو کہ دو تین باؤں پر

فَقَالَ اِنِّیْ اٰجِبْتُ حُبَّ الْخَیْرِ عَنْ ذِکْرِ رَبِّیْ حَتّٰی

کھڑے ہوں جو مجھے کہانہ زمین پر کھائے ہوئے اور چلائے تو ہوا میں نوسیانہ نہ کہا مجھے

تَوَارَتْ بِاَلْحِجَابِ ۲۲) رَدُّوْہَا عَلٰی فُطُوقَ مَسٰجِدَ الْاَسْقٰۃِ ۲۳)

ان گھوڑوں کی محبت پسند آئی ہے نہ پسند کی یاد کے لئے نہ پھر انہیں چلانے کا حکم دیا یہاں کہ

وَالْاَعْنَاقِ ۲۴) وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَیْمٰنَ وَالْقَبِیۃَ عَلٰی کُرْسِیِّہٖ ۲۵)

کہ نگاہ سے ہر دوسے میں چھپ گئے نہ پھر حکم دیا کہ انہیں میرے پاس واپس لاؤ گے تو ان کی ہڈیاں

جَسَدًا اَتَمَّا اَنْابَ ۲۶) قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَهَبْ لِیْ مُلْکًا

اور گردن پر ہاتھ پھیرنے لگا اور ایک کہنے سلیمان کو چاہئے کہ اس کے تخت ہر ایک بے جان ہیں

لَا یَبْغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۲۷)

قال دیا پھر رجوع لایا جس کی لئے میرے رب مجھے معاف فرما اور مجھے ایسی سلطنت عطا کر کہ میرے بعد

فَسَخَّرَ لَہٗ الرِّیۡحَ تَجْرِیْ بِاَمْرِہٖ رُحًا حَتّٰی اَصَابَ ۲۸)

کسی کو لائق نہ ہو بل شک تو ہی ہے بڑے دین والا کہ تو مجھ سے بڑا اس کے پس میں کر دی کہ اس

منزل ۶

کہ بعض مفسرین نے فرمایا۔ کیونکہ گھوڑے بے قصور تھے۔ نیز اس میں مال بڑا کرنا اور آلات جہاد کو ختم کرنا ہے یہ بھی نبوت کی شان کے خلاف ہے۔ (روح و فتوحات) معلوم ہوا کہ گھوڑا اشرف جانور ہے اور جہاد کے لئے اس سے محبت کرنی سنت انبیاء ہے ۱۴۔ اس طرح کہ انہیں ایک اہم موقع پر انشاء اللہ کہنا یاد نہ رہا۔ معلوم ہوا کہ انبیاء کرام کی خطائیں بھی رب کی طرف سے بلندی و درجہ کا ذریعہ ہوتی ہیں ۱۵۔ حضرت سلیمان کی تین سو بیویاں اور سات سو لونڈیاں یا بیٹیاں تھیں (روح وغیرہ) آپ نے ایک دن فرمایا کہ آج میں نوے بیویوں کے پاس جاؤں گا۔ ہر ایک حاملہ ہو کر لڑا کرنے کی جن میں سے ہر ایک مجاہد غازی ہو گا۔ مگر رب کی شان کہ انشاء اللہ کہنا بھول گئے۔ کوئی بیوی حاملہ نہ ہوئی۔ صرف ایک بیوی حاملہ ہوئی اس سے بھی ناقص بچہ پیدا ہوا۔ حضور فرماتے ہیں کہ اگر انشاء اللہ کہہ لیتے تو سب

(بقیہ صفحہ ۷۲۶) بیویوں سے لڑکے ہی پیدا ہوتے۔ جو راہ خدا میں ہمارا کرتے یہاں جسد سے مراد ناقص اور بے جان پتھر ہی ہے۔ اس سے چند مسئلے ہوتے۔ ایک یہ کہ نبی کو رب تعالیٰ بہت زیادہ قوت عرووی بخشتا ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ حضرات پورے عدل و انصاف پر قادر ہوتے ہیں۔ ۱۶۔ اور انشاء اللہ نہ کہنے کی معافی دے دے۔ معلوم ہوا کہ انبیاء کرام مستحب کام کے بھول جانے پر بھی معافی کے خواستگار ہوتے ہیں ۱۷۔ یعنی سلطنت عامہ کی مصیبت سوا میرے کسی نبی کو نہ دینا۔ اسی لئے لا بدیغی فرمایا۔ یا یہ مطلب ہے کہ یہ مملکت میرے لئے مغزہ ہو اور مغزہ خاص ہوتا ہے۔ ۱۸۔ معلوم ہوا کہ دعا کے ساتھ جو الٰہی ضرور کرنی چاہیے اور جیسی دعا کرے دیکھی ہی جو الٰہی کرے۔ وہاب سے مراد سلطنت اور حکومت کی لیاقت علم و کمال بخشنے والا ہے۔

۱۔ یعنی آپ کا حکم ہوا پر بھی جاری تھا۔ معلوم ہوا کہ یہ کہنا جائز ہے کہ ہمارے حضور کے حکم سے بارش برسی ۲۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے محبوب بندوں کا عالم پر راجح ہے کہ وہ عطاء الٰہی جو چاہتے ہیں، وہ ہوتا ہے۔ یہ بجز اس مخلوق رب کی ہیں، ملوک ان کی۔ حضور غوث پاک فرماتے ہیں کہ اللہ کے شریر املاک ہیں ۳۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جنت میں کارنگر اور اعلیٰ درجہ کے دستکار ہیں۔ دوسرے یہ کہ جنت کی پہنچ سمندر کی نہ تک ہے۔ تیسرے یہ کہ ناری طاقت سے نوری طاقت زیادہ ہے۔ کہ حضرت سلیمان کے بس میں سرکش جنت کر دیئے گئے۔ ۴۔ یعنی فساد و سرکش جنت کو حضرت سلیمان نے بیڑیوں میں بکڑ کر قید کر دیا، اس سے معلوم ہوا کہ اگرچہ جنت آگ یا ہوا کی طرح ہماری گرفت میں نہیں آسکتے مگر بزرگان کی گرفت سے چھوٹ نہیں سکتے۔ حضور کے صحابی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے شیطان کو پکڑ لیا۔ ۵۔ معلوم ہوا کہ انبیاء کرام کو رب دیتا ہے اور وہ حضرات رب کے حکم سے مخلوق میں تقسیم فرماتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ اس تقسیم میں مختار اور ماذون مطلق ہوتے ہیں، حضور فرماتے ہیں کہ اللہ دیتا ہے اور میں تقسیم فرماتا ہوں، رب فرماتا ہے اَفْضَلُكُمْ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ خَيْرٌ مِنْكُمْ ۶۔ معلوم ہوا کہ آپ ان مقبول بندوں میں سے تھے جن پر کسی قسم کا حساب نہیں جو چاہیں جس طرح چاہیں خرچ کریں۔ جس کو جتنا چاہیں جب چاہیں دیں یا نہ دیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ پر زکوٰۃ فرض نہ تھی، کسی پیشہ پر زکوٰۃ فرض نہیں ہوئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمانا زَكُوٰتِيْ يَنْقُضُوْا زَكَاٰتَكُمْ ۷۔ میں زکوٰۃ سے مراد طہارت نفس ہے ۷۔ یعنی حضرت سلیمان کی بارگاہ الٰہی میں عزت اور ان کے لئے آخرت کی نعمتیں اس دنیاوی ملک سے کہیں زیادہ ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام بارگاہ الٰہی میں بڑے عزت و وجاہت والے ہوتے

۳۴۴
۱۶
۱۷
۱۸

۳۴۴
۷۲۶
۷۲۶

وَالشَّيْطٰنُ كُلُّ بَنٰٓءٍ وَّعَوَاصٍ ۝۱۶ وَاٰخِرِيْنَ مُّكَرَّمِيْنَ

کے حکم سے نرم نرم ہوتے۔ جہاں وہ چاہتا ہے اور دیکھتا ہے ہر معیار اور غوطہ خورنے اور

فِي الْاَصْفَادِ ۝۱۷ هٰذَا عَطَاؤُنَا فَاَمْنٌ اَوْ اَمْسٰكٌ بِغَيْرِ

دوسرے اور بیڑیوں میں بکڑے ہوئے۔ یہ ہمارا عطا ہے اب تو چاہتے تو اسان کو بادرک رکھو

حِسَابٍ ۝۱۸ وَاِنْ لَهُ عِنْدَنَا لَزُلْفٰی وَحَسَنَ مَّآبٍ ۝۱۹

جہ پر کہ صاحب ہیں اور جگہ کی کے لئے ہماری بارگاہ میں ضرور رب اور اچھا سمجھا نہ ہے

وَاذْكُرْ عَبْدًا اَيُّوْبَ اِذْ نَادٰی رَبَّهُ اِنِّیْ مَسْنٰی الشَّيْطٰنِ

اور یاد کرو ہمارے بندہ ایوب کو جب اس نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے شیطان نے تکلیف

بِنَصِیْبٍ وَّعَذَابٍ ۝۲۰ اَرٰنُصُّ بِرَجْلِكَ هٰذَا مَغْتَسِلٌ ۝۲۱

اور ایذا لگا دی ہے، تم نے فرمایا زمین پر ہانا پاؤں مار لے، یہ ہے منہ پاشہ

بَارِدٍ وَّشَرَابٍ ۝۲۲ وَوَهَبْنَا لَهٗ اَهْلَهٗ وَفَمِنْهُمْ مَّعَهُمْ

ہم نے اور پہنچے کوئلہ اور ہم نے اسے اس کے گھروالے اور ان کے بڑا بڑا اور عطا فرمائیے

رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرٰی لِّاُولٰٓئِی الْاَلْبَابِ ۝۲۳ وَخٰذِلْبِكَ

اپنی رحمت کرے کوئلہ اور محنتہ دل کی نصیحت کو اور فرمایا کہ اپنے ہاتھ میں ایک

ضَعْنَا فَاَضْرِبْ بِهٖ وَلَا تَخَفْ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ۝۲۴

جھاڑوے کو اس سے مار دے گا اور قسم نہ توڑے گا بلکہ ہم نے اسے صابر پایا

نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّهٗ اَوَّابٌ ۝۲۵ وَاذْكُرْ عَبْدًا اٰیْرٰهِيْمَ وَاَسْحٰقَ

کیا اچھا بندہ ہے نیک وہ بہت رجوع لانے والا ہے اور یاد کرو ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحاق

وَيَعْقُوْبَ اُولٰٓئِی الْاَیْدِیْ وَالْاَبْصَارِ ۝۲۶ اِنَّا اَخْلَصْنٰهُمْ

اور یعقوب قدرت اور علم والوں کوئلہ ہے نیک ہم نے انہیں ایک کھری

بِخَالِصَةٍ ذِكْرٰی الدَّارِ ۝۲۷ وَاَمِّنْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفٰیْنَ

بات کا امتیاز بخشنا کہ وہ اس گھر کی یاد ہے نیک وہ ہمارے نزدیک پہنچے ہوئے

مَنْزِل

۸۔ آپ کا نام شریف ایوب ابن آحوص بن رازح بن روم بن عیص بن اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام ہے آپ کی والدہ حضرت لوط علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ آپ کی زوجہ حضرت رحمت بنت افراسیم بن یوسف علیہ السلام ہیں۔ افراسیم یوسف علیہ السلام کے فرزند حضرت زلیخا کے بطن شریف سے ہیں (روح وغیرہ) آپ کی عمر شریف تیرانوے سال ہوئی، آپ پر صرف تین آدمی ایمان لائے (روح) ۹۔ یعنی تخت بیماری کے سات سال بعد بیماری کی تفصیل سورت انبیاء میں گزر چکی ۱۰۔ معلوم ہوا کہ شیطان میں بیمار کر دینے کی قوت ہے جیسے بعض کھانوں میں بیمار کر دینے کی تاثیر ہے لہذا اللہ کے مقبول بندوں میں عطاء الٰہی شفا دے دینے کی بھی طاقت ہے یعنی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اندھے کو ڈھیوں کو شفا دیتا ہوں، رب کے حکم سے، ان کی طاقت ناری مخلوق کی طاقتوں سے زیادہ ہے ۱۱۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں

(بقیہ صفحہ ۷۷) کے پاؤں کا دھون بھی شفا ہوتا ہے۔ اسی لئے اسے وسیلہ شفا بنایا گیا۔ ۱۲۔ اہلباء کہتے ہیں کہ اب بھی غار میں ٹھہرے پانی سے غسل کرنا مفید ہے جو اس آیت سے ثابت ہے ۱۳۔ اس طرح کہ ان کی زوجہ رحمت کو دوبارہ جوانی بخشی اور آپ کی فوت شدہ اولاد کو دوبارہ زندہ فرمایا اور اتنی ہی اولاد اور بھی دی۔ یہ اُکھٹہ وُکھٹہ سے معلوم ہوا ۱۴۔ بیماری کے زمانہ میں حضرت رحمت آپ کی زوجہ ایک بار دیر میں حاضر خدمت ہوئیں۔ تو آپ نے قسم کھائی کہ میں تندرست ہو کر تمہیں سو کوڑے ماروں گا۔ صحت یاب ہونے پر رب تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ آپ انہیں بجاؤ ورنہ جس میں سوتیلیاں ہوں کیونکہ اس زمانہ میں قسم کا کفارہ نہ تھا۔

کفارہ قسم ہمارے اسلام میں ہی ہے۔ رب فرماتا ہے۔ کَذَّبَ اللَّهُ تِلْكَ تَجَلَّةً كَيْتَابُكُمْ ۝۵۵ کیونکہ اس وقت قسم کا کفارہ چھاپا پورا کرنا یا توڑنا ۱۶۔ اس سے اشارہ معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ نے مقبولوں کو اپنی قدرت اور اپنا علم بخشا ہے۔ جس سے وہ عالم کی خبر رکھتے ہیں، اور عالم میں تصرف کرتے ہیں۔ اس کی بحث ہماری کتاب جاء الحق میں ملاحظہ کرو۔ ۱۷۔ اس طرح کہ ان کے دل دنیا سے بے نیاز ہیں اور آخرت کی یاد اور اللہ کے ذکر سے معور ہیں۔ معلوم ہوا کہ ذکر اللہ اور آخرت کی فکر بڑی نعمت ہے جسے مل جائے۔

۱۔ اس طرح کہ وہ خالص ہمارے ہیں اور ہم ان کے جو ہم سے ملنا چاہے وہ ان کی معرفت ملے۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کے کل قول و فعل رب کے پسندیدہ ہیں، اس لئے پیغمبر کے کسی کام پر طعن کرنا کفر ہے ۲۔ آپ کا نام بس ابن اخطوب ہے، آپ الیاس علیہ السلام کے خلیفہ تھے۔ پھر نبی بنائے گئے (روح) ۳۔ ذوالکفل حضرت -ح- کے

کے چچا زاد بھائی ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ آپ نبی ہی نہیں، شام میں آپ کا قیام تھا (روح) ۴۔ یعنی اللہ کے بندوں کا ذکر اللہ کا ذکر ہے جبکہ عقلیت کے ساتھ ہو اور اس ذکر سے ہزاروں نصیب حاصل ہوتی ہیں، یہ بھی معلوم ہوا کہ ان مقبولوں کے ذکر سے دلوں کو چین نصیب ہوتا ہے رب فرماتا ہے۔ اَقْبِلُوا لِيُظْهِرَ لَكُمْ حُضُورَ سَعْدِی کُنُوزِی کہ ان کو بھی چین ہوتا ہے ۵۔ دنیا میں ایمان و تقویٰ کے دروازے ان کے لئے کھلے ہیں۔ وصال کے وقت اور قبروں میں جنت کی کھڑکیاں ہوا کے لئے کھلی ہیں اور آخرت میں جنت کے دروازے داخلہ کے لئے کھلے ہوئے ہیں اور ہوں گے۔ انہیں کھلوانے کا انتظار نہ کرنا پڑے گا ۶۔ اپنے جلاؤ زر نگار تختوں پر، یعنی انہیں کچھ کام نہ ہو گا۔ صرف آرام ہو گا۔ کام تو دنیا میں کر چکے ۷۔ اپنے خدام غلاموں سے یعنی انہیں خود اللہ کر کوئی چیز ملانی نہ پڑے گی۔ خدام حاضر کریں گے۔ شراب سے مراد یا تو پینے کی چیزیں ہیں جیسے دودھ، پانی، شہد یا شراب، طہور، نہ

کہ دنیا کی شراب ۸۔ خود اپنی دنیا کی وہ چیزیں جو ان کے نکاح میں فوت ہوئیں اور حوریں اور کفار و مشرکین کی مومنین جنتی بیویاں ۹۔ معلوم ہوا کہ پردہ اور شرم و حیا جنت میں بھی ہو گا اور عقلی سے پردہ کرنا بھی لازم ہے کیونکہ جنت میں سب عقلی ہوں گے مگر پردہ ان سے بھی ہو گا یہ بھی معلوم ہوا کہ عورت بھی انہیں کو نہ دیکھے یعنی مرد عورت کو اور عورت مرد کو نہ دیکھے۔ جنت کے مکانات پردہ کے لئے ہوں گے نہ کہ حفاظت کے لئے ۱۰۔ یعنی تمام بیویاں حسن میں اور عمر میں یکساں ہیں۔ بلکہ دنیا کی بیویاں حوروں سے زیادہ حسین ہوں گی۔ اور سب ہمیں سال کی۔ بیش کی عمر رہے گی ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنت کے میوے موسم کے پائندہ ہوں گے۔ ہر میوہ ہر وقت بکثرت موجود رہے گا۔ نہ وہاں کے باغوں میں کبھی غزاں آوے نہ پت جھڑ ہو۔ ۱۲۔ یعنی یہ جو کچھ ذکر ہوا مومن حقیقوں کے لئے ہے اب اس کے مقابل

الْاٰخِیَارُ ۝۱۲ وَ اَذْكُرْ اِسْمٰعِیْلَ وَ الْیَسَعَ وَ ذَا الْکِفْلِ وَ كُلُّ

پسندیدہ ہیں اور یاد کرو اسماعیل اور یسع نہ اور ذوالکفل کو نہ اور سب

مِّنَ الْاٰخِیَارِ ۝۱۳ هٰذَا ذِكْرُ وَّ اَنَ لِلْمُتَّقِیْنَ لِحَسَنِ مَّآبٍ ۝۱۴

انہیں میں یہ نصبت ہے کہ اور بے شک وہ بزرگواروں کا ٹھکانہ بھلا

جَنَّتْ عَدْنٌ مَّقْصِدُهُمْ الْاَبْوَابُ ۝۱۵ مُتَّكِئِیْنَ فِیْهَا

لے گئے کے باغ ان کے لئے سب دروازے کھلے ہوئے ہیں ان میں کچھ ٹھکانے نہ

یَدْعُوْنَ فِیْهَا بِمَا كَانَتْ تَشْتَرِیْ ۝۱۶ وَ عِنْدَهُمْ

ان میں بہت سے میوے اور شراب مانگتے ہیں نہ اور ان کے پاس وہ

قُضِرَتْ الطَّرْفُ اَنْ تَرٰبَ ۝۱۷ هٰذَا مِمَّا تُوْعَدُوْنَ لَیَوْمَ

بسیاں ہیں نہ کہ اپنے شوہر کے سوا اور کی طرف آنکھ نہیں اٹھاتیں نہ ایک لمحہ کی توجہ

الْحِسَابِ ۝۱۸ اِنَّ هٰذَا لِرِزْقِنَا مَالٌ مِّنْ نَّفَادٍ ۝۱۹ هٰذَا

وہ ملک کا نہیں وغیرہ دیا جاتا ہے حساب کئے کے ٹھکانے ہمارا نہ کہ کبھی غمزدہ ہو جائے

وَّ اَنَ لِلطَّغِیْنَ لَشَرِّ مَّآبٍ ۝۲۰ جَهَنَّمَ یَصْلُوْنَهَا فَبِئْسَ

کو توڑ ہے ان کے اور بے شک مرکزوں کا برا ٹھکانہ نہ جہنم کہ اس میں جائیں گے تو کیا ہی بُرا

اَلْمَكَادُ ۝۲۱ هٰذَا فَلَیْدٌ وَ قُوَّةٌ حَمِیْمٌ وَ عَسَاقٌ ۝۲۲ وَ اٰخِرُ

بھونا ان کوڑہ ہے تو اسے بھینچ کر پانی اور پیپ ملے اور اسی شکل کے اور

مِّنْ سِکِّهِ اَزْوَاجٌ ۝۲۳ هٰذَا قَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَهُمُ الْاَمْحِجَّاءُ

جوڑے ہیں ان کے کہا جائے گا یہ ایک اور قوج تمہارے ساتھ جنس بھینچتی ہے جو تمہاری قسم نہ وہ

بَرِّمٌ اَنْتُمْ صَالُوا النَّارَ ۝۲۴ قَالُوْا بَلْ اَنْتُمْ لَافْرِحًا بِكُمْ

کہیں گے ان کو کھل جگہ نہ میواں ہیں تو ان کو جانا ہی ہے اب بھی ننگ جگہ میں رہیں گے

اَنْتُمْ قَدْ مَتَّوْهُ لَنَا فَبِئْسَ الْقَرَارُ ۝۲۵ قَالُوْا رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ

ہوئے کہہ نہیں کھل جگہ نہ میوہ ملے نہ نصبت تم ہمارے آگے لئے نہ تو کیا ہی برا ٹھکانہ ہوسکے ہمارے

(بقیہ صفحہ ۷۲۸) سنو ۱۳ معلوم ہوا کہ گنہگار مومن کے لئے دوزخ ٹھکانا نہیں اس کی منزل ہے۔ ٹھکانا صرف کافروں کا ہے ۱۳۔ یہ سب دوزخیوں کے جسوں ان کے مزے ہوئے زمخوں اور نجات کے مقامات سے بے گی۔ سخت بدلوں اور بد مزہ یہ بھی ان کی خوراک ہوگی۔ اللہ کی پناہ ۱۵۔ یعنی ہر طرح کا عذاب جوڑے جوڑے ہوگا۔ کھانے کا عذاب پیپ اور صوہر پینے کا عذاب کھانا پانی اور خون۔ ایسے ہی کائنات کے لئے ساپ اور بچھو، غریبہ ہر چیز میں جوڑے ہوں گے۔ ۱۶۔ کافروں کے سردار آگے آگے جہنم بھیجے دوزخ میں داخل ہوں گے۔ ۱۷۔ غریبہ سردار تابعین کو اور تابعین سرداروں کو کہیں گے یعنی طعن کریں گے معلوم ہوا کہ آپس کی محبت و اتفاق جنت کی رحمت ہے، نا اتفاق دوزخ کا عذاب۔ ۱۸۔ کہ تم نے ہم کو ہٹا کر کافر بنایا اور تم ہم کو یہاں لائے۔

۱۔ یعنی متبعین کفار اپنے سرداروں کے متعلق بارگاہ الہی میں عرض کریں گے کہ مولانا یہ کافر بھی ہیں اور کافر گر بھی۔ ہم صرف کافر۔ لہذا انہیں ہم سے دو گنا عذاب دے۔ ۲۔ کفار آپس میں کہیں گے کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ یہاں دوزخ میں مسلمان نظر نہیں آتے جن کو ہم دنیا میں حقیر سمجھتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار ایک دوسرے کو پچائیں گے اور دنیا کی باتیں بھی یاد کریں گے۔ ۳۔ یعنی ہم نے دنیا میں غلط طور پر ان کی ہنسی اڑائی تھی۔ وہ تو آج دوزخ میں نہ آئے، انہیں حقے مقام پر پہنچے ۳۔ یعنی وہ ہیں تو یہاں دوزخ میں مگر ہمیں نظر نہیں آتے۔ یا دنیا میں ہماری آنکھیں انہیں صحیح طور پر دیکھ نہ سکیں۔ ہم ان کے مراتب پہچان نہ سکے۔ ۵۔ یعنی کفار کی یہ گفتگو اور ان کے جھگڑے ضرور ہوں گے۔ رب کی خبریں غلطی کا احتمال نہیں ۶۔ کافروں کو صرف نذر ہوں، مومنوں کو بشر ہوں۔ ۷۔ جو کوئی یا قہار روزانہ ایک ہزار بار پڑھ لیا کرے اس کے دل سے غفلت کا خوف دور ہو جائے گا ۸۔ چونکہ ہمارے سامنے صرف ہی عالم ہے اس لئے اسی کا ذکر فرمایا گیا، ورنہ وہ ہر ماسوی اللہ کا رب ہے۔ ۹۔ اللہ کا ایک ہونا یا میرا جی ہونا یا قیامت، جنت و دوزخ کا برحق ہونا عظیم الشان خبر ہے ۱۰۔ یعنی اگر میں صاحب وحی رسول نہ ہوتا تو مجھے عالم بالا کے ان واقعات کی خبر کیسے ہوتی جو انسانوں کی پیدائش سے پہلے ہو چکے ہیں۔ کیونکہ ان واقعات کا پتہ تاریخ اخبار وغیرہ کسی ذریعہ سے نہیں لگ سکتا۔ مگر ان واقعات کو جانتا ہوں۔ اور تمہیں بتاتا ہوں، ثابت ہوا کہ سچائی اور صاحب وحی ہوں ۱۱۔ عالم بالا سے مراد فرشتے ہیں، اور ان کے جھگڑنے سے مراد رب تعالیٰ سے یہ عرض کرنا ہے اَنْجَعَلْ يَنْهَانِ يَضُدُّ يَنْهَانِ معلوم ہوا کہ محبوب بندے کا رب سے جھگڑنا یا انہیں بلکہ اس کا ناز ہے (روح) بعض مفسرین نے فرمایا کہ اس آیت میں فرشتوں کے جھگڑنے سے مراد ان کا آپس میں جھگڑنا ہے انسانوں کے بعض نیک افعال لے جانے کے متعلق، جیسے کہ حدیث پاک میں ہے کہ میں نے اپنے رب جبارک و تعالیٰ کو اپنی اچھی صورت میں دیکھا۔ رب نے مجھ سے پوچھا کہ اے محمد! فرشتے کس چیز میں جھگڑتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ مولیٰ و قسیم و خیر ہے۔ رب تعالیٰ نے اپنا دست کرم میرے سینے پر رکھا، جس کا اثر میں نے اپنے دل میں پایا۔ اور آسمان و زمین کی تمام چیزیں میرے علم میں آگئیں۔ پھر مجھ کو اب بتاؤ فرشتے کس چیز میں جھگڑتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ کفارات میں۔ اور کفارات یہ ہیں مسجدوں میں نماز کے بعد کچھ ٹھہرنا۔ جماعت کی نماز کے لئے پیدل چلنا، سردی میں اچھی طرح وضو کرنا۔ ایسے شخص کی زندگی بھی اچھی موت بھی اچھی۔ اور وہ گناہوں سے پاک و صاف ہو جاوے گا (دارمی، ترمذی، خزائن القرآن) ۱۲۔ مجھے یہ تمام وحی

۷۲۹	۳۸	۷۲۳
لَنَاهَذَا فَرْدُهُ عَذَابًا ضَعُفًا فِي النَّارِ وَقَالُوا مَا لَنَا لَا		
رب ہماری صحبت ہمارے آگے لایا ایسے آگ میں دوزخ عذاب بڑھا لے میں کیا ہوا		
نَرَىٰ رَجُلًا لَّنَا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْأَشْرَارِ ۖ أَخَذْنَا مِنْهُمُ سُخْرِيًّا		
ہم ان مردوں کو نہیں دیکھتے جنہیں برا سمجھتے تھے نہ کیا ہم نے انہیں ہنس بنا لیا ہے		
أَمْ زَاغَتْ عَنْهُمْ الْأَبْصَارُ ۚ إِنَّ ذَٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ		
یا آنکھیں ان کی طرف سے پھر گئیں نہ بے نیک یہ ضرور حق ہے دوزخیوں کا		
أَهْلِ النَّارِ ۚ قُلْ إِنَّمَا أَنَا مُنْذِرٌ وَمَا مِّنْ إِلَٰهٍ إِلَّا اللَّهُ		
ہاں جھگڑاؤ تم فرماؤ میں ڈرسانے والا ہوں نہ اور مسجد کوئی نہیں مگر ایک اللہ		
الْوَّاحِدُ الْقَهَّارُ ۚ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيزُ		
سب پر غالب نہ مالک آسمانوں اور زمین کا اور چونکہ ان کے درمیان ہے نہ صاحب عزت		
الْغَفَّارُ ۚ قُلْ هُوَ يَبْذُرُ الْحَبَّ وَيَخْتَارُ ۚ إِنَّكُمْ عَنْهُ مَعْرُضُونَ		
بڑا بخشنے والا۔ تم فرماؤ وہ بڑی خبر ہے نہ تم اس سے غفلت میں ہو		
مَا كَانَ لِي مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَآئِكَةِ إِلَّا ذِي يُخْتَصِمُونَ		
مجھے عالم بالا کی کیا خبر تھی نہ جب وہ جھگڑتے تھے نہ		
إِنْ يُؤْتِي إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۚ إِذْ قَالَ رَبُّكَ		
مجھے تو بھی وحی ہوتی ہے کہ میں نہیں مگر روشن ڈرسانے والا کہ جب تھلے سب نے		
لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ طِينٍ ۚ فَإِذَا سَوَّيْتُهُ		
فرشتوں سے فرمایا کہ میں مٹی سے انسان بناؤں گا حق پھر جب میں اسے ٹھیک بناوں		
وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُّوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ ۚ فَسَجَدَ		
اور اس میں اپنی طرف کی روح پھونکوں کہ تم اس کے لئے سجدے میں گرنا پڑو سب فرشتوں		
الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ ۚ إِلَّا إِبْلِيسَ ۖ اسْتَكْبَرَ		
لے سجدہ کیا ایک ایک نے کو کوئی باقی نہ رہا نہ مگر ابلیس نے اس نے حذر نہ کیا نہ		

مذہل

میں فرشتوں کے جھگڑنے سے مراد ان کا آپس میں جھگڑنا ہے انسانوں کے بعض نیک افعال لے جانے کے متعلق، جیسے کہ حدیث پاک میں ہے کہ میں نے اپنے رب جبارک و تعالیٰ کو اپنی اچھی صورت میں دیکھا۔ رب نے مجھ سے پوچھا کہ اے محمد! فرشتے کس چیز میں جھگڑتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ مولیٰ و قسیم و خیر ہے۔ رب تعالیٰ نے اپنا دست کرم میرے سینے پر رکھا، جس کا اثر میں نے اپنے دل میں پایا۔ اور آسمان و زمین کی تمام چیزیں میرے علم میں آگئیں۔ پھر مجھ کو اب بتاؤ فرشتے کس چیز میں جھگڑتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ کفارات میں۔ اور کفارات یہ ہیں مسجدوں میں نماز کے بعد کچھ ٹھہرنا۔ جماعت کی نماز کے لئے پیدل چلنا، سردی میں اچھی طرح وضو کرنا۔ ایسے شخص کی زندگی بھی اچھی موت بھی اچھی۔ اور وہ گناہوں سے پاک و صاف ہو جاوے گا (دارمی، ترمذی، خزائن القرآن) ۱۲۔ مجھے یہ تمام وحی

(بقیہ صفحہ ۷۲۹) اس لئے ہوتی ہے کہ میں نبی مذہر بشیر ہوں۔ بغیر علم غیب نبوت کے کام انجام نہیں پاتے۔ یا مجھے صرف یہ وحی ہوئی کہ میں نبی ہوں۔ مرزا قادیانی کی طرح یہ وحی نہ آئی کہ خدا کا بیٹا خدا کی بیوی ہوں ۱۳۔ خود اپنے دست قدرت سے آدم علیہ السلام کا جسم شریف بناؤں گا۔ اسی لئے انہیں بشر فرمایا۔ یعنی اپنے ہاتھ کی صنعت (مباشرۃ بالید) ۱۴۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ آدم علیہ السلام کے جسم کی تیاری کچھ مدت کے بعد ہوئی۔ چالیس سال میں تکمیل ہوئی۔ پھر جسم شریف میں روح پھونکی گئی۔ دوسرے یہ کہ دم درود بزرگوں کی پھونک کی یہ آیت اصل ہے کہ فیض دینے کے لئے پھونکا جاتا ہے ۱۵۔ معلوم ہوا کہ یہ سجدہ

وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ ﴿۵۷﴾ قَالَ يَا بَلِيسُ مَا مَنَعَكَ أَنْ

اور وہ تھا ہی کافروں میں لڑنا یا بلے بلین تھے کس چیز نے روکا کہ تو اس کے لئے

تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتَ بِيدِي أَسْتَكْبَرْتَ أَمْ كُنْتَ مِنَ

بکہ کہے مجھے میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا کیا تھے فوراً گیا یا تو تھا ہی ضروروں

الْعَالِينَ ﴿۵۸﴾ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِنْهُ خَلَقْتَنِي مِنْ نَارٍ وَخَلَقْتَهُ

میں سے تہ بولا میں اس سے بہتر ہوں تہ تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے

مِنْ طِينٍ ﴿۵۹﴾ قَالَ فَأَخْرِجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ ﴿۶۰﴾ وَإِنْ

بیدا کیا تہ فرمایا تو جنت سے نکل جا کہ تو راندا بنا گیا اور بے شک

عَلَيْكَ لَعْنَتِي إِلَى يَوْمِ الدِّينِ ﴿۶۱﴾ قَالَ رَبِّ فَأَنْظِرْنِي

مجھے بد بیری لعنت ہے تھامت تک بولنا اے میرے رب ایسا ہے تو مجھے ملتے دے

إِلَى يَوْمِ يَبْعَثُونَ ﴿۶۲﴾ قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ ﴿۶۳﴾ إِلَى

اس دن تک کہ اٹھائے جائیں گے فرمایا تو تو مہلت والوں میں ہے اس جانے

يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ ﴿۶۴﴾ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ أَغْوَيْتَنِي أَلَمْ أَجْعَلْ

ہوئے وقت کے دن تک کہ بولا تو تیری عزت کی قسم ضرور میں اب سن کرٹ غمراہ کردوں گا

الْإِبَادَ لَكَ مِنْهُمْ الْمُخْلِصِينَ ﴿۶۵﴾ قَالَ فَالْحَقُّ وَالْحَقُّ

مگر جو ان میں لالہ میرے پہنے ہوئے بندے میں لالہ فرمایا تو بیچ یہ بے شک اور میں وحی ہی

أَقُولُ ﴿۶۶﴾ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿۶۷﴾

فرماتا ہوں کہ بے شک میں ضرور جہنم بھر دوں گا تجھ سے لے کر اور ان میں سے جتنے تیری پیروی

قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَأَنَا مِنَ الْمُسْتَكَفِينَ ﴿۶۸﴾

کہوں گے میرے لئے تم فرماؤ میں اس قرآن پر تم سے کچھ نہیں مانگتا اور میں بناؤں لوں میں نہیں

إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ ﴿۶۹﴾ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَأَهُ بَعْدَ حِينٍ ﴿۷۰﴾

تہ وہ تو نہیں مگر نصیحت ماسے جہان کے لئے اور ضرور آگے تک بعد تم اس کی خبر جانو گے تہ

صرف آپ کے بدن کو نہ تھا بلکہ روح شریف کو تھا۔ مگر چونکہ بدن کو روح کی بجلی گاہ بنایا گیا تھا۔ اس لئے وہ بھی روح کے ساتھ مجبوراً ہوا اور یہ سجدہ آپ کی شریعت کا حکم نہ تھا کیونکہ ابھی آگ کی شریعت آئی تھی نہ تھی۔ نیز فرشتوں پر شرعی احکام ہر وہی نہیں ہوتے۔ نیز اگر حکم شرعی ہوتا تو ہمیشہ ہوا کرتا صرف ایک بار نہ ہوتا ۱۶۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ سجدہ آدم علیہ السلام ہی کو تھا۔ سجدہ تعظیمی، اگر سجدہ رب کو ہوتا اور آدم علیہ السلام قبلہ ہوتے تو نہ فرمایا جاتا۔ نیز پھر شیطان سجدہ سے انکار نہ کرتا۔ دوسرے یہ کہ سب فرشتوں نے سجدہ کیا۔ مقررین ہوں یا مدبرات امزجی ہوں یا آسمانی ۱۷۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نبی سے اپنے کو بڑا یا برابر سمجھنا شیطان کا کام ہے۔ دوسرے یہ کہ نبی کا گستاخ خواہ عالم ہو یا صوفی یا عابد شیطان کی طرح پایا جاتا ہے۔ شیطان سب کچھ تھا مگر گستاخی سے کچھ نہ رہا۔

۱۔ اللہ کے علم میں مگر مردود کیا گیا جب اس سے سرکشی کا ظہور ہو گیا۔ لہذا حضور کا منافقوں کو اپنے دربار سے نہ نکالنا آپ کی بے علمی کی دلیل نہیں۔ رب نے بھی پہلے سے شیطان کو نہ نکالا ۲۔ معلوم ہوا کہ آدم علیہ السلام کے جسم شریف کی بناوٹ فرشتوں نے نہ کی بلکہ خود رب نے فرمائی۔ اسی لئے آپ کو بشر کہا جاتا ہے۔ کہ آپ کی پیدائش مباشرت بالید سے ہوئی، لہذا بشریت آپ کے لئے باعث فخر ہے ۳۔ یعنی تجھے آج غرور ہوا یا پہلے ہی سے تھا معلوم ہوا کہ کبھی عظیم و خیر بھی بندوں سے پوچھ لیتا ہے۔ یہ پوچھنا بے علمی کی دلیل نہیں ۴۔ کیونکہ میں پرانا صوفی، عابد، عالم فاضل ہوں اور آدم علیہ السلام نے ابھی نہ کچھ سیکھا نہ عبادت کی ۵۔ یعنی الگ خاک سے افضل ہے اور جو افضل سے بنے وہ بھی افضل۔ یہ دونوں قاعدے غلط ہیں۔ خاک آگ سے افضل ہے۔ بارگ خاک میں آگ ہیں آگ میں نہیں ۶۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ کے رسول کے فرمان کے مقابلہ میں قیاس کرنا شیطانی ہے اور لعنت کا باعث ہے۔ دوسرے یہ

کہ ہر مردود کی دلیل کا جواب نہ دینا بلکہ اسے دور کرنا مستحب الہیہ ہے تیسرے یہ کہ بعض دعائیں کافروں کی بھی قبول ہو جاتی ہیں کہ ابلیس کی درازی عمر اس کی بعض دعاؤں کا نتیجہ ہے اور رب کا یہ فرمانا وَمَا نَعُوذُ بِالْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ آخرت کے بارے میں ہے لہذا بزرگوں کی دعا سے بھی عمریں بڑھ سکتی ہیں بلکہ بعد موت زندگی مل سکتی ہے۔ یعنی علیہ السلام نے مردے جلانے کا نامہ میں اولاد آدم کو بکافروں اور موت سے بچ جانوں ۸۔ اس سے مراد قیامت کا پہلا دفعہ ہے جب سب ہلاک ہوں گے تو شیطان بھی ہلاک ہو گا ۹۔ یعنی سب انسانوں کو اسکا مقصد یہ تھا کہ باپ کا بدلہ اولاد سے لوں گا۔ ان کی وجہ سے میں جنت سے نکالا گیا۔ تو ان کی کروڑوں اولاد کو جنت میں نہ جانے دوں گا۔ انوائے مراد عقائد خراب کرنا، نیک عمل سے روکنا ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہاں شیطان نے قیامت نہ کیا، جھوٹ نہ بولا،

(تقریباً صفحہ ۳۰) بلکہ جو کرنا تھا وہ صاف کہہ دیا۔ البتہ شیطان نے تفسیر آدم علیہ السلام سے کیا کہ خیر خواہ بن کر تائیں بنائیں اللہ یعنی انسانوں میں اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ شیطان صرف انسانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ دوسرے یہ کہ انبیاء کرام صرف انسانوں میں ہوئے۔ اکثر اولیاء اللہ بھی انسان ہی ہوئے اگرچہ بعض مومن جن بھی ولی یا صحابی ہیں ۱۲۔ پتہ لگا کہ انبیاء اور بعض صالحین پر شیطان کا دائو نہیں چلتا کہ ان سے گناہ یا کفر کراوے ۱۳۔ جو ہم ارشاد فرماتے ہیں اس کا بیان آگے آ رہا ہے ۱۴۔ معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ کے کلام میں جھوٹ کا احتمال قطعاً نہیں۔ رب کا جھوٹ ایسا ہی ناممکن ہے جیسا رب کا شریک۔ اس کی ذات عیبوں سے پاک ہے ۱۵۔ اور ہمیری ذریت سے جیسے

کافر جنات اس سے معلوم ہوا کہ شیطان اور کافر جن دوزخ میں جائیں گے اور وہاں کی آگ سے ایسے ہی سزا اور تکلیف پائیں گے جیسے ہم مٹی پتھر سے تکلیف پاتے ہیں۔ لہذا آیت کریمہ پر یہ اعتراض نہیں کہ شیطان ناری ہے اسے آگ سے کیا تکلیف ہوگی ۱۶۔ کافر انسانوں سے، کیونکہ مومن گنہگار سے دوزخ بھری نہ جائے گی ۱۷۔ تاکہ تم پر اسلام و ہدایت کا بوجھ پڑے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام نے تبلیغ پیش بلا عوض کی اب بھی تبلیغ پر اجرت لینا منع ہے۔ ۱۸۔ یعنی میری تمام خوبیاں رب کی عطائے ہیں۔ تکلف و بناوٹ سے پاک ہوں۔ چاند خود ہی حسین ہے، اسے زیور سے حسن حاصل کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس سے اشارہ ”معلوم ہوا کہ عالم کو اگر کوئی مسئلہ معلوم نہ ہو تو خاموشی اختیار کرے خود گھڑ کر نہ بتائے کہ یہ بھی تکلف میں داخل ہے ۱۹۔ معلوم ہوا کہ قرآن کریم اور حضور کی نبوت زمان و مکان سے خالص نہیں، حضور ساری خدائی کے دائمی نبی ہیں ۲۰۔ موت کے بعد یا قیامت میں یا دنیا میں ہی جنگ بدر و خیبر کے ہوتے پر قرآن کی غیبی خبریں اپنی آنکھ سے دیکھ لو گے۔

نکات

۱۔ سوا دو آیتوں کے اَللّٰهُ يَجْعَلُ الْوَقْتُ اسْمًا اَوْ اَمْرًا آیت اِنَّهُ نَزَّلَ الْحَقَّ الْبَصِيْفَ ۲۔ یعنی اس کتاب قرآن کریم یا اس سورت کے سمجھنے والا، عزیز و حکیم، لانے والا فرشتہ عزیز، لینے والے رسول عزیز ہیں، تو جو عمل کرے گا، وہ بھی دنیا و آخرت میں عزیز ہو گا۔ کلام کی عظمت کا پتہ، کلام والے کی عظمت سے چلتا ہے (روح) ۳۔ اگرچہ اتارنے والے حضرت جبریل ہیں، لیکن چونکہ ان کا کام درحقیقت رب تعالیٰ کا کام ہے اس لئے فرمایا۔ ہم نے اتارا۔ معلوم ہوا کہ قرآن کریم پہلے اونچے مقام پر تھا۔ کیونکہ اتارنا اوپر سے ہوتا ہے ۴۔ صوفی فرماتے ہیں کہ بندہ عبادت میں جنت حاصل کرنے دوزخ سے بچنے کی بھی نیت نہ کرے۔ صرف رب کو راضی کرنے کی نیت کرے۔ کیونکہ یہ بندگی ہے تجارت نہیں ۵۔ دین کے

۳۹	۴۳	۷۲
الزمر	۴۳	وما لی
<p>۳۹ سُوْرَةُ الزُّمَرِ مَكِّيَّةٌ ۵۹ رُكُوْعَاتُهَا ۸</p> <p>سورة زمر مکی ہے اس میں ۸ رکوع ۵۹ آیات ۱۱۴۲ آیتوں کے ۹۰۸ حرف ہیں (تحریر)</p>		
<p>بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ</p> <p>اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا</p>		
<p>نَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ ۱ اِنَّا اَنْزَلْنٰ</p> <p>کتاب اتارنا ہے اللہ عزت و محنت والے کی طرف سے نہ بے حکم نہ بے</p>		
<p>اِلَیْكَ الْکِتٰبُ بِالْحَقِّ فَاَعْبُدِ اللّٰهَ فَحَصٰلَةُ الدِّیْنِ ۲</p> <p>ہماری طرف یہ کتاب حق کے ساتھ اتاری کہ تو اللہ کو بدو جو تیرے اس کے بندے ہو کر</p>		
<p>اَللّٰهُ الدِّیْنُ الْخَالِصُ وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ</p> <p>ہاں خالص اللہ ہی کسی بندگان سے نہ اور وہ جنہوں نے اس کے سوا</p>		
<p>دُوْنِهٖ اَوْلِیَآءَ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقْرِیْبُوْنَا اِلٰی اللّٰهِ</p> <p>اور والی بنائے نہ کہتے ہیں ہم تو انہیں صرف اتنی بات کے لئے پڑھتے ہیں کہ</p>		
<p>زَلْفٰی اِنَّ اللّٰهَ یَحْکُمُ بَیْنَهُمْ فِیْ مَا هُمْ فِیْهِ</p> <p>کہہ ہیں اللہ کے پاس نزدیک کر دیں کہ اللہ ان میں فیصلہ کرنے کا اس بات کا</p>		
<p>یُخْتَلَفُوْنَ ۳ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ مَنْ هُوَ کَذِبٌ کَفَّارٌ ۴</p> <p>جس میں اختلاف کر رہے ہیں نہ بے شک اللہ راہ نہیں دیتا اسے جو جھوٹا مانا شکرا ہوں</p>		
<p>لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ یَّتَّخِذَ وَلَدًا لَّاصْطَفٰی مِمَّا یَخْلُقُ</p> <p>اگر اللہ اپنے لئے بچہ بنانا تو اپنی مخلوق میں سے جسے چاہتا</p>		
<p>مَا یَشَآءُ ۵ سُبْحٰنَہٗ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۶ خَلَقَ</p> <p>چہن لینا نہ پاکی ہے اسے وہی ہے ایک اللہ سب پر غالب کہ اس نے</p>		
<p>السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ یُکُوِّرُ الْبَیْلَ عَلٰی النَّهَارِ</p> <p>آسمان اور زمین حق بناتے کہ رات کو دن پر بیٹھا ہے</p>		
<p>منزل ۶</p>		

بست معانی ہیں یہاں معنی عبادت ہے یعنی اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں، یا یہ مطلب ہے کہ مقبول عبادت وہ ہے جو خلوص سے ہو ۶۔ یہاں ولی سے مراد معبود ہیں جیسے کہ آگے نجد سے معلوم ہوا اور اس میں شرکین کی تردید ہے جو بت پرستی میں گرفتار تھے۔ اس سے اولیاء اللہ کو کوئی تعلق نہیں۔ ۷۔ یعنی شرکین عرب کہتے ہیں کہ ہم ان بتوں کو اپنا خالق یا حقیقی مالک سمجھ کر نہیں پوجتے ہیں خالق و مالک تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کو مانتے ہیں مگر انہیں خالق تک پہنچنے کا ذریعہ سمجھ کر رب کا قرب حاصل کرنے کے لئے پوجتے ہیں۔ یہ ان کا شرک ہے۔ خیال رہے کہ کسی کو وہب کے قرب کا وسیلہ سمجھنا شرک نہیں اس کا تو حکم ہے رب فرماتا ہے۔ وَابْتَغُوا الْوَسِیْلَةَ بَلْکَہُ جُتُوْا کُوْذِبَہُ اس کا وسیلہ جاننا شرک ہے اور وسیلہ کو معبود جاننا اس کی پوجا کرنا شرک جیسے کعبہ کی طرف سجدہ کرنا عین ایمان ہے۔ آپ زمر کو دوسیلہ

(بقیہ صفحہ ۳۱) قرب الہی سمجھ کر چنانچہ ثواب ہے مغرب کی طرف سجدہ کرنا، لگنا کا بانی احرام، پینا شرک ہے یہ آیت کفار کے لئے ہے۔ اسے مسلمانوں، انبیاء اولیاء پر نہ چکاؤ، اب اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ خدا کے دشمنوں کو خدا ہی کا وسیلہ ماننا کفر ہے۔ دوسرے یہ کہ وسیلہ کی پوجا کرنی شرک ہے، پوجا صرف اللہ کی ہونی چاہیے۔ کفار اپنے معبودوں کو چھوٹا لگتے ہیں اور خدا کو بڑا لگتے کہہ کر ان چھوٹوں کو جبریت شفاعت کا ذریعہ سمجھ کر ان کی پوجا کرتے تھے۔ یہ سب شرک ہے۔ ۹۔ اس طرح کہ مومنوں کو جنت میں کافروں کو دوزخ میں داخل فرمائے گا۔ ورنہ قوی فیصلہ دنیا میں بھی ہو چکا ہے ۱۰۔ یعنی کافر جب تک کافر رہے اسے ہدایت اعمال یا

ہدایت جنت نہیں ملتی۔ ۱۱۔ اس میں ناممکن کو ناممکن پر مطلق کیا گیا ہے۔ یعنی اگر بغیر محال رب اولاد چاہتا تو اپنی تجویز سے اس کا انتخاب کرتا نہ کہ مردود! تمہاری تجویز سے اور اس نے تو چنا نہیں۔ ۱۲۔ جو حقیقت "ایک بھی ہو۔ سب پر غالب بھی ہو، اولاد سے پاک ہے کیونکہ بیٹا باپ کا ہم جنس اور اس کی مثل ہوتا ہے۔ نیز مغلوب شخص بیٹا اختیار کرتا ہے۔ یا شہوت سے مغلوب یا موت سے ڈرنے والا یا دشمنوں سے۔ جب رب تمام کمزوریوں سے پاک ہے تو اس کی اولاد کیسے ہو سکتی ہے۔ ۱۳۔ بغیر کسی کی مدد کے ہزار ہا حکمتوں پر مشتمل بنائے تو اسے اولاد کی کیا ضرورت ہے۔

۱۴۔ اس طرح کہ گرمیوں میں دن کو دراز فرما کر رات کا ایک حصہ دن میں داخل فرما دیتا ہے اور سردیوں میں رات کو دراز فرما کر دن کا ایک حصہ رات میں شامل فرما دیتا ہے۔ یہ ہے لپیٹنا۔ معلوم ہوا کہ چاند تارے چلتے ہیں نہ کہ آسمان یا زمین۔ یہ سب ٹھہرے ہوئے ہیں۔ لہذا فلسفہ قدیم بھی باطل اور فلسفہ جدید بھی۔ پھر ان سب کی گردش مقرر نظام پر ہے۔ سورج ایک حد پر پہنچ کر لوٹ پڑتا ہے۔ یا ان کی گردشیں ہمیشہ نہ رہیں گی۔ قیامت آنے پر تمام نظام درہم درہم ہو جائیں گے۔ بقا صرف رب کے لئے ہے۔ ۱۵۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ رب کی رحمت و مغفرت اس کے غضب اور پکڑ پر غالب ہے، اس لئے سزا جلدی نہیں دیتا۔ دوسرے یہ کہ رب کا بخفا عزت کے ساتھ ہے۔ اگر کروڑوں مجرموں کو بخش دے تو نہ اس کا کچھ بگڑتا ہے نہ اس سے کوئی کچھ پوچھ سکتا ہے۔ ۱۶۔ عالم اجسام میں سب انسانوں کو آدم علیہ السلام سے اور حقیقت "سارے عالم کو نور محمدی سے بنایا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ مگر یہاں پہلے معنی ظاہر تر ہے۔ چپے کہ آئندہ مضمون سے معلوم ہو رہا ہے۔ ۱۷۔ آدم علیہ السلام کی زوجہ بی بی حوا کو بنایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرد و عورت کی اصل ہے اسی لئے اس سے افضل و اشرف ہے اس کی اور بھی چند تفسیریں کی گئی ہیں۔ مثلاً انسان کو

الزمر ۳۹

۳۳۲

ومالی ۲۲

وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى الْبَيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ

اور دن کو رات پر پھیلتا ہے اور اس نے سورج اور چاند کو کایاں لگایا

كُلٌّ يَجْرِي لِأَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ الْاٰهُوَ الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ

ہر ایک ایک ٹھکانے پر چلتا ہے جس کا نام ہے وہی صاحب عزت بخشنے والا ہے

خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا

اس نے تمہیں ایک ہی جان سے بنایا پھر اسی سے اس کا جوڑا پیدا کیا

وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِنَ الْاَنْعَامِ ثَمَنِیَّةً ۚ اَزْوَاجًا یُخَلِّقُكُمْ فِي

اور تمہارے لئے جو جانوروں میں سے آٹھ جوڑے اتار دے کہ تمہیں تمہاری ماؤں کے

بُطُونٍ اَقْبَسَتْكُمْ خَلْقًا مِّنْ بَعْدِ خَلْقٍ فِیْ ظُلُمٰتٍ

بیٹ میں بناتا ہے ایک طرح کے بعد اور طرح میں اندھیروں میں

ثَلٰثٌ ۚ ذٰلِكُمْ اَللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَانِیْ

یہ ہے اللہ تمہارا رب اس کی بادشاہی ہے اس سے سوا کسی کی ہدایت نہیں بلکہ یہاں پہنچ

تَصَرَّفُوْنَ ۚ اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفِیٌّ عَنْكُمْ وَلَا

جاتے ہو۔ اگر تم ناشکری کرو تو بے شک اللہ بے نیاز ہے تم سے اور اپنے

یَرْضٰی لِعِبَادِهِ الْکُفْرَ وَاِنْ تَشْكُرُوْا یَرْضٰهُ لَكُمْ وَلَا

بندوں کی ناشکری اسے پسند نہیں آئے اور اگر شکر کرو تو اسے تمہارے لئے پسند فرماتا ہے اور کوئی

تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ اٰخَرٰی ثُمَّ اِلٰی رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ

ہر بوجھ اٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گی بلکہ پھر نہیں اپنے رب ہی کی طرف پھرنا ہے

فَیَنْتَبِعُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۚ اِنَّہٗ عَلِیْمٌ بِذٰتِ

تو وہ تمہیں بتا دے گا جو تم کرتے تھے بے شک وہ دونوں کی بات

الصُّدُوْرِ ۚ وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّۭ عَارِیٌّ فَبِیْنٰی

جانتا ہے اور جب آدمی کو کوئی نلیف پہنچے ہے مٹا لینا چاہتا ہے اس کی طرف

مَنْزِل

روح سے بنایا اور روح سے اس کے جوڑے دل کی پیدائش فرمائی ۱۔ لوٹ، گائے، بکری، بھیڑ، زروادہ مل کر آٹھ جوڑے ہوئے۔ نرمادہ سے مل کر ایک جوڑا۔ مادہ نرم سے مل کر دوسرا جوڑا (روح) رب فرماتا ہے۔ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ وَالْاَنثٰی ۛ۔ اولاد "نطفہ" پھر خون کی پٹیک، پھر مادہ گوشت، پھر مکمل بچہ۔ ۸۔ ماں کے پیٹ "رحم" اور اس کی جملی کی اندھیریاں جن میں بچہ رہتا ہے۔ انہیں پردوں میں ہوا بھی پہنچاتا ہے اور غذا بھی۔ انڈے میں بچہ کئی دن تک زندہ رہ کر باہر آتا ہے۔ وہاں بغیر کھڑکی کے ہوا پہنچاتا ہے۔ سبحان اللہ ہر جگہ ہر حال میں حقیقی بادشاہت اسی کی ہے۔ لہذا آیت پر یہ اعتراض نہیں کہ بادشاہت تو بہت انسانوں کو ملی ہے ۱۰۔ خیال رہے کہ سلطنت، اہلالت، حکم، مد، مجازی طور پر بندوں کی بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن معبودیت رب کے سوا کسی کی صفت نہیں۔ اس میں مجاز بننا ہی نہیں۔ بعض لوگ

(بقیہ صفحہ ۷۳۲) بادشاہ تو ہیں مگر اللہ کوئی نہیں ۱۱۔ کیونکہ تمہاری عبادت و شکر سے رب کی ملک میں کچھ زیادتی نہیں ہو جاتی اور تمہاری نافرمانی سے اس کا کچھ نقصان نہیں۔ غنی وہ ہے محتاج تم ہو ۱۲۔ یہاں بندوں سے مراد مومن و کافر سارے بندے ہیں۔ ناشکری کسی کی پسند نہیں کیونکہ اس میں بندوں کا نقصان ہے ۱۳۔ معلوم ہوا کہ رضا کچھ اور ہے، ارادہ کچھ اور، کفر رضا نہیں اس کا ارادہ ہے ۱۴۔ یعنی کوئی کسی کا بوجھ بخوشی نہ اٹھائے گا کہ اصل جرم بالکل ہلکا اور بری ہو جائے۔ ورنہ مگر وہ کرنے والوں پر ان کا اپنا بوجھ بھی ہو گا اور دوسرے مگر انہوں کا بھی۔ رب فرماتا ہے۔ ذَلِّعْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْفَٰكِرِمْ وَأَقْلَامًا مَّعًا فَهَٰذَا هُمْ مِمَّنْ سَفِهَ مَعَاہِمْ سِرَ۔ ہر حال آیات آپس میں متعارض نہیں نہ احادیث صحیحہ اس کے خلاف ہیں۔ ۱۵۔ یہاں انسان سے مراد یا ابو جہل ہے یا عام کفار، جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے اور ضرر سے مراد دنیاوی تکالیف ہیں۔ جھکنا کسی بیماری وغیرہ۔

۱۔ معلوم ہوا کہ راحت میں مگر ششہ تکالیف کو یاد رکھ کر رب سے خوف کرنا مومنوں کی صفت ہے ۲۔ جھوٹے معبود، اس کا اولیاء اللہ سے کوئی تعلق نہیں۔ نہ یہ آیت مسلمانوں کے حق میں ہے۔ کفار کی آیات مومنوں پر چسپاں کرنا خوارج کا طریقہ ہے ۳۔ یعنی کافر اپنے کفر کے باوجود دنیا میں کچھ نفع حاصل کر لے آخر کار وہ دوزخی ہے ۴۔ اس سے نماز تہجد کی افضلیت معلوم ہوئی یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز میں قیام اور سجدہ اعلیٰ درجہ کے رکن ہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ نمازی اور پرہیزگار کو رب سے خوف ضرور چاہیے۔ اپنی عبادت پر نازاں نہ ہو، ڈرنا رہے (شان نزول) یہ آیت کریمہ ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے حق میں نازل ہوئی۔ بعض نے فرمایا کہ عثمان غنی کے حق میں نازل ہوئی جو نماز تہجد کے بہت پابند تھے اور اس وقت اپنے کسی خادم کو بیدار نہ کرتے تھے۔ سب کام اپنے دست مبارک سے سرانجام دیتے تھے ۵۔ معلوم ہوا کہ عابد سے عالم دین افضل ہے، ملا کہ عابد تھے اور آدم علیہ السلام عالم۔ عابدوں کو عالم کے سامنے جھکایا گیا، یہاں مطلقاً ارشاد ہوا کہ عالم غیر عالم سے افضل ہے، غیر عالم خواہ عابد ہو یا غیر عابد، ہر حال اس سے عالم افضل ہے۔ خیال رہے کہ عالم سے مراد عالم دین ہیں۔ انہیں کے فضائل قرآن و حدیث میں وارد ہوئے۔ اسی لئے حضرت عائشہ صدیقہ تمام ازواج مطہرات بلکہ تمام مہمان کی بیسیو سے افضل ہیں کہ بڑی عالمہ ہیں ۶۔ اس میں اشارہ فرمایا گیا کہ عاقل وہی ہے جو انبیاء کی تعلیم سے فائدہ اٹھائے جو علم و عقل حضور کے قدم شریف پر نہ جھکے نہ جہالت اور بیوقوفی ہے ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ تقویٰ اور نیک اعمال ایمان کے بعد ہیں۔ کافر کی نیکیاں بیکار ہیں جیسے جڑ کئی شاخوں کو پانی دنیا عبث ہے۔

۲۳ مائی	۷۳۳	النصرہ ۳
<p>إِلَيْهِ تَصَرَّدَ آخُوهُ نَعْمَةً مِّنْهُ سَي مَّا كَانَ يَدْعُوًّا جھکا ہوا پھر جب اللہ نے اسے اپنے پاس سے کوئی نعت دی تو جھول جاتا ہے جس نے</p> <p>إِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلَّهِ أَنْتَادًا لِّبِضْلٍ عَنْ پہلے پکارا تھا لہ اور اللہ کے لئے برابر والے پھرانے لگتا ہے کہ تاکہ اس کی راہ</p> <p>سَبِيلِهِ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيلًا إِنَّكَ مِنْ أَصْحَابِ سے بہکا دے تم فرماؤ تمہارے دن اپنے کفر کے ساتھ موت لے لے بیشک تودوزخ میں</p> <p>النَّارِ أَقَمْتُ هُوَ قَائِلُ إِنَّهُ الْبَيْلُ سَاجِدًا وَقَائِمًا میں ہے کیا وہ بٹھے فرمانبرداری میں رات کی گھڑیاں گزریں گے سجدہ اور قیام میں</p> <p>يُحَدِّثُ الْآخِرَةَ وَيَرْجُو أَرْحَمَ رَبِّهِ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي آخرت سے ڈرتا اور اپنے رب کی رحمت کی آس لگائے کیا وہ تافرازیں ہوتا ہو جائیگا</p> <p>الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ تم فرماؤ گا برابر میں جانتے والے اور ایمان لے لے تو وہی جانتے ہیں حق</p> <p>أُولَ الْأَلْبَابِ قُلْ يَعْبَادُ الَّذِينَ آمَنُوا الثَّقَوَاتُ لَكُمْ جو عقل والے ہیں نہ تم فرماؤ لے میرے بندو جو ایمان لائے اپنے رب سے ڈرو</p> <p>لِّلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَأَرْضُ جنہوں نے بھلائی کی ان کے لئے اس دنیا میں بھلائی ہے نہ اور اللہ کی زمین</p> <p>اللَّهُ وَاسِعَةٌ إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ وسیع ہے کہ صابروں ہی کو ان کا ثواب بھر پور دیا جائے</p> <p>حِسَابٍ قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ فَخَصَّ إِلَهُ بے گنتی نہ تم فرماؤ مجھے حکم ہے کہ اللہ کو بندوں نما اس کا بندہ</p> <p>الَّذِينَ وَأُمِرْتُ لِأَنْ أَكُونَ أَوَّلَ الْمُسْلِمِينَ قُلْ ہو کر لہ اور مجھے حکم ہے کہ میں سب سے پہلے گردن رکھوں لہ تم فرماؤ</p>		
مذلل ۶		

اس ڈر کے چار صورتیں ہیں۔ اور اس کے مستحق چار قسم کے حضرات، تقویٰ عوام اور ہے، تقویٰ خواص کچھ اور، اور تقویٰ خاص الخاص کچھ اور ہی ہے ۸۔ حسنۃ مقبذہ ہے، اور فی حدود اللہ انہیں عجز مہدم۔ یعنی حق کو دنیا میں بھی بھلائی ملے گی صحت، رزق وسیع، آفتوں سے نجات وغیرہ اور آخرت میں بھی بھلائی۔ رب فرماتا ہے۔ وَبَيْنَ يَدَيْهِ جَنَّةٌ مَّا تَصْجُرُ بِهَا يَدْرُكُهَا مِنْ جِبْتٍ لَا تَجْتَبِئُ ۚ ۹۔ لہذا جس جگہ تمہیں رب کی عبادت کی آزادی نہ ہو، وہاں سے ایسی جگہ ہجرت کر جاؤ، جہاں عبادت کی آزادی ہو۔ اس میں ہجرت کی ترغیب ہے۔ غرضیکہ سب کچھ چھوڑ دو۔ اللہ کی عبادت نہ چھوڑو ۱۰۔ (شان نزول) یہ آیت مہاجرین حبشہ کے حق میں نازل ہوئی جو حضور کی ہجرت سے پہلے مکہ معظمہ سے حبشہ چلے گئے تھے جن میں حضرت جعفر طیار بھی تھے یعنی انہیں اتنا اجر ملے گا جو ان کے حساب میں نہ آج آسکتا ہے نہ آئندہ آ

(بقیہ صفحہ ۷۳۳) کے گاہ حضرت علی مرتضیٰ فرماتے ہیں کہ ہر نیکی کا اجر وزن سے ملے گا صبر کے سوا کہ اس کا اجر بغیر وزن ہے۔ صبر کا وزن ہی نہ ہو گا صابرین کے لئے میزان میں (خزان العرفان) ۱۱۔ اور میرے صدقہ و طفیل میں تم کو بھی حکم ہے۔ معلوم ہوا کہ وہی عبادت عبادت ہے اور وہی نیکی نیکی ہے جو حضور کی معرفت اور حضور کے وسیلے سے ملے۔ کفار کے صدقات و خیرات اسی لئے باطل ہیں کہ حضور کی طفیل سے نہیں گئے ۱۲۔ رب کا نرا بندہ ہونا اخلاص کا انتہائی درجہ ہے۔ یہ حضور کو حاصل ہے۔ ۱۳۔ معلوم ہوا کہ حضور اپنی امت میں سب سے پہلے رب کے عابد و عارف ہیں یوفیاء فرماتے ہیں کہ سارے عالم میں سب سے پہلے حضور

عابد حضور ولادت شریف سے پہلے بھی عالم ارواح میں عابد تھے۔ دنیا میں آکر بچپن شریف سے آخر تک عابد رہے صلی اللہ علیہ وسلم۔

۱۔ شان نزول :- کفار مکہ حضور سے عرض کرتے تھے کہ کیا آپ اپنی قوم کے سرداروں کو نہیں دیکھتے کہ وہ بھی ان بتوں کو پوجا کرتے ہیں۔ کیا ایسے لوگ دوزخ ہی ہو سکتے ہیں اس کے جواب میں یہ آیت کریمہ اتری ۲۔ اس میں شرک کی اجازت نہیں بلکہ انتہائی غضب کا اظہار ہے جیسے مہمان باپ باقرین بیٹے سے تنگ آکر کہے کہ جا خوب بد معاشیاں کر۔ سبب معلوم ہوا کہ کافروں میں بدتر کافروہ ہے جو خود بھی کافر ہو اور اس کے گھروالے بھی کافروں جیسے وہ مومن خوش نصیب ہے جو خود بھی متقی ہو اس کے گھروالے بھی متقی۔ ابو بکر صدیق کی شان یہ ہے کہ خود صحابی ہیں ماں باپ بھی صحابی ساری اولاد صحابی پوتے صحابی چار پشت کی صحابیت آپ کی خصوصیت ہے۔ جیسے یوسف علیہ السلام چار پشت کے نبی ہیں۔ ۴۔ یعنی ہر چار طرف سے آگ میں گھرے ہوں گے جیسے وہ دنیا میں ہر طرف سے کفر میں گھرے تھے۔ اس کی تفسیر وہ آیت ہے۔ **يَوْمَ يُنْفَخُ الْفُتُوحَاتُ مِنَ الْوُحُوشِ** ۵۔ تقویٰ اور خشیت وہ خوف ہے جو اطاعت کا ذریعہ بن جاوے۔ اسی خوف پر ایمان کا دار و مدار ہے ورنہ مطلقاً خوف خدا تو شیطان کو بھی ہے۔ اس نے کہا تھا کہ **اِنَّا خَافْنَا اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ** ۶۔ اس طرح کہ عقیدہ بھی اس سے دور رہے اور عملاً بھی۔ خیال رہے کہ طاغوت ہر وہ چیز ہے جو گمراہی و سرکشی پیدا کرے لہذا شیطان سرداران کفریت سب ہی طاغوت ہیں۔ ان سب سے علیحدگی ضروری ہے۔ یہ فتنی سے بنا۔ معنی سرکشی۔ مبالغہ کا معنی ہے۔ جو نبی کو طاغوت مانے وہ ازلی مردود ہے۔ وہ حضرات ہدایت کا سرچشمہ ہیں ۷۔ معلوم ہوا کہ رجوع الی اللہ اس کا معتبر ہے جو برے عقیدوں سے دور ہو خلعت و نور ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ رب سے بھی تعلق ہو اور بے ایمانوں سے بھی ۸۔ مومنوں کو دنیا میں حضور کی خوشخبری

اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْٓ عَذَابٌ يُّوْمٍ عَظِيْمٌ ۱۰

یا لعزیز اگر مجھ سے نافرمانی ہو جائے تو مجھے ہی پائے رب ایک بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے

قُلْ اللّٰهُ اَعْبُدْ فَخُصَّصَالَهُ دِيْنِيْٓ ۙ فَاَعْبُدُوْا مَا نَسْتَعِيْذُ

اے تم فرماؤ میں اللہ ہی کو پوجتا ہوں نرا اس کا بندہ ہو کر تو تم اس کے سوا جسے

مِّنْ دُوْنِهٖ قُلْ اِنَّ الْخَيْرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْا اَنْفُسَهُمْ

پہا ہو رہے جو تم فرماؤ پوری بار انہیں جو اپنی جان اور اپنے

وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرٰنُ الْبَیِّنُ ۱۵

گھروالے قیامت کے دن بار بیٹھے ہاں ہاں یہی کھل بار ہے کہ

لَهُمْ مِّنْ قُوْرٍ مَّ ظَلُّ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ

ان کے اوپر آگ کے پہاڑ ہیں اور ان کے نیچے پہاڑ مکہ

ذٰلِكَ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَہٗ لِيَعْبُدُوْا فَاتَّقُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ

اس سے اللہ ڈراتا ہے اپنے بندوں کو اسے میرے بندوں سے ڈرو اور وہ جو

اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتِ اَنْ يَّعْبُدُوْهَا وَاَنْ اَتُوْا اِلٰی اللّٰهِ

بتوں کی پوجا سے بچیں اور اللہ کی طرف رجوع ہوئے نہ انہیں کہے لئے

لَهُمْ الْبَشَرٰی فَبَشِّرْ عِبَادَہٗ ۙ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ

خوشخبری ہے کہ تو خوشی سناؤ میرے ان بندوں کو جو کان لگا کر بات سنیں

فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَہٗ ۙ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰی اللّٰهُ وَاِلٰی اللّٰهِ

پھر اس سے بہتر چلے یہ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت فرمائی نہ اور

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْاَلْبَابُ ۙ اَفَمِنْ حَقِّ عَلَیْہِ کَلِمَۃٌ

یہ ہیں جو قفل ہیں تو کیا وہ جس پر عذاب کی بات ثابت ہو چکی

الْعَذَابِ اَفَاَنْتَ تَنْقُذُ مَنْ فِی النَّارِ ۙ لٰكِنَ الَّذِيْنَ

نجات والوں کے برابر جو ملے گا کو سیامت ہدایت دے کر آگ کے متقی ہو کر بچاؤ گے لا لیکن جو

ہے عربتہ وقت فرشتوں کی قبر میں ملا کہ کی حشر میں فرشتوں اور رضوان کی۔ یہ تمام خوشخبریاں حضور کی خوشخبری پر موقوف ہیں ۹۔ قول سے مراد حضور کے فرمان ہیں وہ تمام ہی احسن ہیں۔ یہ قید بیان واقعہ کی ہے نہ کہ کیفیت کی۔ یا یہ مطلب ہے کہ حضور کے اس کلام پر عمل کرتے ہیں جو اس کے لئے احسن اور قابل عمل ہیں۔ جیسے زکوٰۃ کے حکم پر امیر لوگ عمل کرتے ہیں ہجاء کے حکم پر تہذیب ست لوگ۔ لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۱۰۔ (شان نزول) یہ دونوں آیتیں ابو بکر صدیق کے حق میں نازل ہوئیں جب آپ ایمان لائے تو آپ نے حضرت عثمان عبدالرحمن بن عوف طہ زہیر سعد بن ابی وقاص سعید بن زید کو اپنے ایمان کی خبر دی اور انہیں بھی دعوت ایمان دی۔ یہ حضرات بھی آپ کی تبلیغ سے ایمان لائے۔ سبحان اللہ مبارک ہے وہ درشت جس کے پھل ایسے ہوں (خزان روح)

(بقیہ صفحہ ۷۳۳) آیات کا مطلب یہ ہے کہ ابوبکر صدیق حضور سے سن کر اور یہ حضرات ابوبکر صدیق سے سنا اچھی باتوں کا اتباع کرتے ہیں ۱۱۔ معلوم ہوا کہ کامل عقل وہ ہے جس سے دین ملے۔ دنیا بنانے والی عقل کامل نہیں۔ ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافر کے لئے بخشش کی شفاعت نہ ہوگی، ہاں بعض کافروں پر شفاعت سے عذاب ہلکا ہو جائے گا جیسے ابوطالب کو کہ انہوں نے اگرچہ ایمان اختیار نہ کیا مگر حضور کی رحمت کی۔ وہ نہایت جلد عذاب میں دوزخ سے علیحدہ رکھے جائیں گے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ اسی لئے یہاں نفاذ فرمایا۔

۱۔ عطا بھی عقیدہ ”بھی۔ لہذا اس تقویٰ میں ایمان و عمل سب داخل ہیں ۲۔ معلوم ہوا کہ جن بندوں سے رب نے جنت کا وعدہ فرمایا ہے جیسے انبیاء کرام اور ان کے بعض متبعین، ان کا دوزخی ہونا ایسا ہی ناممکن ہے جیسے رب کا شریک۔ رب سچا، اس کے وعدے سچے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جنت کے درجات اور نیچے ہیں، جتنا تقویٰ اعلیٰ اتنا ہی درجہ اعلیٰ ۳۔ آسمان کی طرف سے یعنی بلندی سے یا آسمانی سبب سے یعنی سورج کی گرمی سے ۴۔ چنانچہ جب بارش نہ ہو تو توئیں خشک ہو جاتے ہیں پانی کے چٹے سوکھ جاتے ہیں ۵۔ جن کی رقتیں، لذتیں، اثر مختلف ہیں۔ ایسے ہی نبوت کی بارش نے شریعت و طریقت کے چٹے بہائے جن سے لاکھوں قسم کے روحانی پھل پیدا ہوئے ۶۔ کہ کھیتی سبز ہونے کے بعد پک کر چیلی پڑتی ہے۔ پھر کٹ کر بھوسہ دانہ علیحدہ علیحدہ کر دیا جاتا ہے ۷۔ ایسے ہی دنیا کی بہاریں اور انسان کی زندگی ہے اولاً خوشنما پھر سب فنا۔ لہذا اس کی بہتری پر اعتماد نہ کرو۔ ۸۔ معلوم ہوا کہ نور ہدایت ان سب نوروں کے علاوہ ہے۔ یہ ہی نور کلمہ اور قرآن ملنے کا ذریعہ ہے۔ اس نور کا نام توفیق خداوندی ہے۔ ۹۔ یہ قلبی نور کسی کا تو چراغ کی طرح ہے جس سے وہ خود فائدہ اٹھاتا ہے اور کسی کا گیس کی طرح کسی کا تاروں کی طرح، جیسے اولیاء اللہ و صحابہ کرام اور کسی کا سورج کی طرح جس سے زمانہ فیض پاتا ہے۔ جیسے حضور کا نور بلکہ حضور تو نور بنا دینے والے ہیں۔ ان کی صفت ہے سُبْحَانَكَ يَا مَنْ جَنِّدَ لَكَ مَا فِي دِلِّهِمْ ۱۰۔ جن کے دل اللہ کے ذکر سے نرم نہیں ہوتے۔ بزرگوں کی صحت ان پر اثر نہیں کرتی بلکہ اس سے ان کے دل اور زیادہ سخت ہوتے ہیں۔ جیسے آفتاب سے موم نرم ہوتا ہے اور نمک زیادہ سخت۔ اللہ بچائے (خزانہ) ۱۱۔ کہ خود اللہ کا ذکر کرتے نہیں، نہ دوسروں کو کرنے دیتے ہیں۔ صوفیاء کے ذکر کو حرام، بعد نماز درود شریف و کلمہ شریف کو بدعت، یہ ذکر خیر کی محفلوں، میلاد شریف و ختم بزرگان کو شرک کہتے ہیں یہ خاص سختی دل کی پہچان ہے صوفیاء فرماتے ہیں کہ زیادہ

۲۳ مئی	۷۳۵	الذمر ۳۹
<p>الْقَوَامُ لَمْ يَكُنْ عَرَفٌ مِّنْ قُوَّةٍ عَرَفٌ مَّبِينٌ تَجَرُّي</p> <p>اپنے رب سے ڈرے ان کے لئے بالافانے ہیں ان پر بلا غائے بنے ان کے نیچے</p> <p>مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ وَعَدَّ اللَّهُ لَا يَخْلِفُ اللَّهُ الْوَعْدَ ۝</p> <p>نہیں نہیں اللہ کا وعدہ اللہ وعدہ نفلات نہیں کرتا ل</p> <p>الْعَزَّازِ اللَّهُ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَلَكَ سُبُلًا يَبْغِي</p> <p>کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے پانی اتارنا پھر اس سے زمین میں بننے</p> <p>الْأَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهِ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا أَلْوَانُهُ ثُمَّ يَهْبِجُ</p> <p>بنائے نہ پھر اس سے کھیتی نکالتا ہے کئی رنگت کی کٹ پھر سوکھ جاتی ہے</p> <p>فَتَذَرُهُ مَصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهُ حُطَامًا إِنَّ فِي ذَلِكَ لَذِكْرًا</p> <p>تو تو دیکھ کر وہ بھلی پڑ گئی پھر اسے ریزہ ریزہ کر دیتا ہے نہ بنے خشک اس میں جان کی بجائے</p> <p>لِأُولَى الْأَلْبَابِ ۝ أَفَمِنْ شَرَحِ اللَّهِ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ</p> <p>مقلندوں کو نہ دیکھا وہ جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا تو</p> <p>فَهُوَ عَلَى نُورٍ مِّنْ رَبِّهِ قَوِيلٌ لِّلْقَيْسِ قُلُوبُهُمْ مِّنْ</p> <p>وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہے نہ اس جیسا جو بننے کا جو سنگ ل ہے نہ نورانی ہے ان</p> <p>ذَكَرَ اللَّهُ أُولَئِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ اللَّهُ أَنْزَلَ أَحْسَنَ</p> <p>کی جن کے دل یا دوزخ کی طرف سے سخت ہو گئے ہیں نہ وہ کھل گراہی میں ہیں اللہ نے تماری</p> <p>الْحَدِيثِ كِتَابًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِي تَفْشِرُ مِنْهُ جُلُودُ</p> <p>سب کچھ کتاب کر ازل سے آخر تک ایک ہی ہے وہ دہرے بیان والی ہے اس سے بال کھڑے</p> <p>الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمُ الْمُتَرَتِّبِينَ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ</p> <p>ہوتے ہیں اس کے بدن پر جو ایسے دھرتے ہیں پھر ان کی کھالیں اور دل نرم ہوتے ہیں یاد</p> <p>إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ ذَلِكَ هُدًى لِّلَّذِينَ يَهْدِي بِهِ اللَّهُ لِنِاسٍ</p> <p>خدا کی طرف رحمت میں لگے یہ اس کی ہدایت ہے راہ دکھائے اس سے جسے چاہے کہ</p>		
مذہل ۶		

کھانے، زیادہ سونے، زیادہ پونے سے سختی دل پیدا ہوتی ہے۔ کم کھاؤ کم پیار پڑو گے۔ کم بولو گناہ کم کرو گے، درود شریف زیادہ پڑھو، بے ایمان ہو کر نہ مروجے (شاہ عبدالغفور سہلی) ۱۲۔ یہ چار صفتیں قرآن شریف کی ہیں وہ بہترین کتاب، یکساں فصیح و بلیغ ہے، اس کے دہرے بیان ہیں۔ یعنی وعدے کے ساتھ وعید کا، رحمت کے ساتھ عذاب کا، غفلت کے ساتھ نور کا ذکر ہے۔ یا شامی کے یہ معنی ہیں کہ بار بار پڑھی جاوے اور دل نہ بھرے یا ہر بار نیا لطف دے یا زمانہ گزرنے سے ختم نہ ہو یا شامی سے شوق ہے کہ بیش اس کی تعریف ہو جیسے محمد سے بنا کہ بیش ان کی حمد و ثنا ہو حمد کرنے والے ختم ہو جائیں ان کی حمد ختم ۱۳۔ اولیاء اللہ کا یہ حال ہے کہ اللہ کے ذکر خصوصاً تلاوت قرآن کریم سے ان پر ایسی ہیبت الہی طاری ہوتی ہے کہ ان کے روٹنے کھڑے ہو جاتے ہیں، ہم کلاب جا۔ ہیں مگر دل چین پاتے ہیں۔

(بقیہ صفحہ ۳۵) دلوں میں نرمی پیدا ہوتی ہے۔ ۱۳ یعنی آن کا ہدایت دینا عام ہے مگر اس سے ہدایت پانا عام نہیں

۱۔ اس طرح کہ ان کی بد عملیوں کی وجہ سے ان میں گمراہی پیدا فرما دے جیسے جانور میں ذبح کے بعد موت پیدا ہوتی ہے۔ لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۲۔ یہ کفار کا حال ہو گا ان کے ہاتھ گردن سے بندھے ہوں گے گردن میں گندھک کا جلا ہوا پہاڑ ہو گا۔ انہیں اونڈھا کر کے منہ کے بل دوزخ میں گرایا جاوے گا (خزانہ العرفان) ۳۔ اپنے تفرقہ بد عملیوں کی سزا بھگتو۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مشرکین و کفار کے نامیچے دوزخ میں نہ جائیں گے، دوسرے یہ کہ کفار کو دنیا کی

بد عملیوں کی سزا ملے گی۔ وہ اگرچہ شرعاً احکام کے مکلف نہیں مگر اس پر سزا ضرور پائیں گے ۴۔ معلوم ہوا کہ غفلت بھی کفار کے عیوب میں سے ایک عیب ہے۔ یعنی سرکشی کرنا اور انجام سے بے خبر رہنا ۵۔ کہ کسی قوم کی صورتیں مسخ کیں، کسی کو زمین میں وحشیا، کسی پر پانی کا طوفان بھیجا، کسی پر پتھر برسائے ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ کبھی بد عملی کی سزا دنیا میں بھی مل جاتی ہے۔ مگر یہ سزا آخرت کی سزائیں اثر انداز نہ ہوگی۔ وہ سزا پوری پوری علیحدہ ہے جیسے طوم کے لئے حوالات میں رہنے کا زمانہ جیل کی مدت میں کی نہیں کرتا ۷۔ خیال رہے کہ قرآن کریم میں دلائل، مثالیں، بشارات، ڈرانا، عشق الہی، نعت مصطفیٰ سب ہی مذکور ہیں۔ کیونکہ قرآن ساری دنیا کے لئے آیا۔ کوئی دلائل سے مانتا ہے، کوئی خوف سے، کوئی لالچ سے، کوئی عشق و محبت سے، قرآن میں سب کی ضرورتوں کا لحاظ رکھا گیا ہے ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کا ترجمہ قرآن نہیں کیونکہ قرآن عربی زبان میں ہے بلکہ قرآن کا انگریزی وغیرہ نقوش میں لکھنا بھی منع ہے، جیسے قرآن کی زبان عربی ہے ویسے ہی اس کی تحریر بھی عربی ہونی چاہیے۔ نیز انگریزی نقوش میں ح، ہ، س، ص، ث کا فرق نہ ہو سکے گا حالانکہ ان حروف کے بدل جانے سے معنی فاسد ہو جاتے ہیں ۹۔ نہ اس کی کوئی آیت فصاحت سے خالی ہے، نہ اس میں اختلاف۔ نہ اس کی کبھی خبریں غلط نہ اس کے لائے والے محبوب میں کوئی عیب ہے ۱۰۔ اسی طرح مومن ایک اللہ کا ماننے والا بندہ ہے۔ مشرک ہزاروں کا غلام، دو گھر کا مہمان بھوکا اور چند آکاؤں کا غلام پریشان ہوتا ہے کہ کس کس کو راضی کرے اور اپنی حاجت کس سے کہے۔ ایک کا غلام مزے میں رہتا ہے۔ ایسے ہی مومن راحت میں ہے۔ کافر دنیا میں بھی پریشان ہے آخرت میں بھی ۱۱۔ حقیقتہً ”ایک آن کے لئے نہ کہ بیشہ کے لئے“ ورنہ قرآن کریم شداء کے بارے میں فرماتا ہے۔ بَلْ أَخْبِتُوا وَنَكَمُوتُ لَا تَشْعُرُونَ ۱۲۔ خیال رہے کہ موت کی دو صورتیں ہیں، روح کا جسم سے الگ ہونا اور روح کا

نقشہ

۱۲

وَمَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ۱۳ اَمِنْ يَتَقَىٰ بُرْهَانُهُ

اور جیسے اللہ گمراہ کر دے اسے کوئی راہ دکھانے والا نہیں تو کیا وہ قیامت کے دن برے عذاب کی

سُوءِ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَقِيلَ لِلظَّالِمِينَ ذُوقُوا

دُخْلًا نہ پائے گا اپنے پیرے کے سوا نہ نجات والے کی طرف ہو جائے گا اور لاپرواہوں نے

مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُونَ ۱۴ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاتَمَّ

جائے گا اپنے کما یا پھوٹے ان سے انہوں نے بھٹلایا تو انہیں

الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ۱۵ فَاِذَا قَامَ اللَّهُ الْخَزِي

مذاب آیا جہاں سے انہیں خبر نہ تھی وہ اللہ نے انہیں دنیا کی زندگی میں رسوائی

فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْعَذَابِ الْآخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوا

کا مزہ بچھا دیتے اور بے شک آخرت کا عذاب سب سے بڑا ہے کیا اچھا تھا

يَعْلَمُونَ ۱۶ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هٰذَا الْقُرْآنِ مِنْ

اگر وہ جانتے اور بے شک ہم نے لوگوں کے لئے اس قرآن میں ہر قسم کی کھات

كُلِّ مَثَلٍ لِّعَلَّاهُمْ يَنْتَذِرُونَ ۱۷ فَاِنَّا عَرَبِيًّا غَيْرِ ذِي

بیان فرمائی کہ کسی طرح انہیں دھیان ہو کر عربی زبان کا قرآن نہ جس میں اصلا کی نہیں

لَعَلَّاهُمْ يَتَّقُونَ ۱۸ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيهِ شُرَكَاءُ

کہ کہیں وہ ڈریں اللہ ایک مثال بیان فرماتا ہے ایک غلام میں کئی

مُتَشٰكِسُونَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ هَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلًا

بد خواہ آقا شریک اور ایک نرے ایک مولیٰ کا کیا ان دونوں کا حال ایک سا ہے نہ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۱۹ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَاقَوْمُ

سب خوبیاں اللہ کو بیکہ انہی اکثر نہیں جانتے بے شک جہیں انتقال فرماتا ہے وہ اور ان

مَيِّتُونَ ۲۰ ثُمَّ اِنَّكَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ عِنْدَ رَبِّكَ فَتَحْصَوْنَ

کو بھی مرنا ہے نہ پھر تم قیامت کے دن اپنے رب کے پاس جکڑو گے تل

جسم میں تصرف چھوڑ دینا۔ پرورش ختم کر دینا۔ انبیاء کی موت پہلے معنی میں ہے۔ یعنی خروج روح عن الجسم، اور عوام کی موت پہلے دوسرے دونوں معنی سے ہے۔ لہذا نبی کی روح جسم سے علیحدہ ہو جاتی ہے۔ جس بنا پر ان کا دفن کفن وغیرہ سب کچھ ہوتا ہے مگر ان کی روح ان کے جسم کی پرورش و تصرف کرتی رہتی ہے۔ اسی لئے ان کے جسم گھٹے نہیں اور زائین کو پچھانتے، ان کا سلام سنتے، ان کی فریاد رسی اور مشکل کشائی کرتے ہیں ۱۳۔ اس طرح کہ انبیاء کرام تبلیغ کے مدعی ہوں گے، ان کی سرکش قوم مدعی علیہ، حضور کی امت نبیوں کی گواہ، حضور اپنی امت کے گواہ۔ حضور کی گواہی پر انبیاء کرام کی ذمہ داری، کفار کو عذاب۔

۱۔ اس طرح کہ اللہ کے لئے اولاد یا شریک ثابت کرنے پر کہے کہ ہم کو رب نے یہی حکم دیا ہے۔ معلوم ہوا کہ جھوٹ قوی بھی ہوتا ہے، عملی بھی، اعتقادی بھی۔ مگر سب سے بڑا جھوٹ اعتقادی ہے ۲۔ صدق و حق سے مراد یا قرآن شریف ہے کیونکہ اس کی ہر آیت حق ہے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیونکہ حضور کی ہر اولاد حق، ہر کلام حق، ہر اہل دہاں تک پہنچ سکتا ہی نہیں ۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اوروں کو بھٹکانا گناہ ہے۔ حضور کو بھٹکانا کفر ہے۔ دوسرے یہ کہ دوزخ میں ٹھکانا صرف کفار کا ہے۔ مومن گنہگار اگر دوزخ میں گیا تو عارضی طور پر جائے گا۔ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق بڑے درجہ والے ہیں۔

صواعق محرقہ میں روایت ابن عباس فرمایا کہ حضرت علی کی قراءت یوں ہے۔ بِأَمْرِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور حضرت علی اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ سچائی لانے والے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور تصدیق کرنے والے ابوبکر صدیق ہیں ۵۔ سبحان اللہ! اپنے حبیب کے لئے فرمایا کہ آپ کو رب اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے اور ابوبکر صدیق کے لئے فرمایا۔ لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى ابْنِ أَبِي بَكْرٍ وَكَوْنَتَ يَدُ اللَّهِ مَعَ الْبَصِيصِ معلوم ہوا کہ ابوبکر صدیق مظہر محبوبیت مصطفیٰ ہیں صلی اللہ علیہ وسلم ۶۔ لِيُكَفِّرَ مَا تَطَلَّعَ مِنْهُمْ سے ہے۔ معنی یہ ہیں کہ یہ بدل ان لوگوں کو ملے گا جو اس لئے نیکیاں کرتے ہیں کہ ان کی خطائیں معاف ہو جائیں نہ کہ دیا کے لئے (روح) ۷۔ اسلام لانے سے پہلے بے خبری کی حالت میں یا اسلام لانے کے بعد جو لغزشیں اور خطائیں ان سے سرزد ہوئیں۔ لہذا آیت پر یہ اعتراض نہیں کہ صدیق اکبر سے کون سے برے کام سرزد ہوئے ۸۔ یعنی حضرت صدیق کی اسلام سے پہلے والی ساری خطائیں معاف اور ساری نیکیاں قبول۔ بلکہ معمولی نیکیاں بھی قبولیت کے اعلیٰ درجہ میں ہیں (روح) ۹۔ یہ سوال انگاری ہے اور ہندے سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس میں حضور کو تسلی دی گئی کہ کفار آپ کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔ ہم آپ کو کافی ہیں ۱۰۔ شان نزول:- کفار حضور کو اپنے بھروسے ڈراتے ہوئے کہتے تھے کہ آپ ان کی برائی بیان نہ کیا کریں ورنہ وہ آپ کو نقصان پہنچا دیں گے۔ اس کے حلق یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ روح البیان نے فرمایا کہ یہ آیت دوبار نازل ہوئی۔ ایک بار حضور کے لئے دوسری بار خالد ابن ولید رضی اللہ عنہ کے حق میں کہ حضور نے انہیں وہ درخت کاٹنے بھیجا جس کی پوجا کی جاتی تھی۔ جب اس درخت کے پاس پہنچے تو کفار بولے کہ اس میں ایک دیو رہتا ہے، وہ آپ کو دیوانہ کر دے گا۔ آپ نے بغیر ہوا کئے درخت کاٹ دیا۔ اس کی جڑ میں ایک بد شکل آدمی تھا جو نکل کر بھاگ گیا ۱۱۔ اس طرح کہ اس کی بد عملیوں کے سبب اس میں گمراہی

۴۳۷	۴۳۸	۴۳۹
فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللَّهِ وَكَذَبَ	فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللَّهِ وَكَذَبَ	فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللَّهِ وَكَذَبَ
تو اس سے بڑھ کر ظالم کون ہو گا کہ جو اللہ پر جھوٹ باندھے اور حق کو	تو اس سے بڑھ کر ظالم کون ہو گا کہ جو اللہ پر جھوٹ باندھے اور حق کو	تو اس سے بڑھ کر ظالم کون ہو گا کہ جو اللہ پر جھوٹ باندھے اور حق کو
بِالصِّدْقِ إِذْ جَاءَهُ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَتْوًى	بِالصِّدْقِ إِذْ جَاءَهُ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَتْوًى	بِالصِّدْقِ إِذْ جَاءَهُ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَتْوًى
بھٹکانے کا جب اس کے پاس آئے کیا جہنم میں کافروں کا	بھٹکانے کا جب اس کے پاس آئے کیا جہنم میں کافروں کا	بھٹکانے کا جب اس کے پاس آئے کیا جہنم میں کافروں کا
لِلْكَافِرِينَ ۝ وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ	لِلْكَافِرِينَ ۝ وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ	لِلْكَافِرِينَ ۝ وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ
ٹھکانا نہیں کہ اور وہ جو یہ حق لے کر شہادت لائے اور وہ جنہوں نے ان کی	ٹھکانا نہیں کہ اور وہ جو یہ حق لے کر شہادت لائے اور وہ جنہوں نے ان کی	ٹھکانا نہیں کہ اور وہ جو یہ حق لے کر شہادت لائے اور وہ جنہوں نے ان کی
أُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ۝ لَكُمْ مَا يَشَاءُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ	أُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ۝ لَكُمْ مَا يَشَاءُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ	أُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ۝ لَكُمْ مَا يَشَاءُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ
تصدیق کی یہی ڈروالے ہیں کہ ان کے لئے ہے جو وہ چاہیں اپنے رب کے پاس	تصدیق کی یہی ڈروالے ہیں کہ ان کے لئے ہے جو وہ چاہیں اپنے رب کے پاس	تصدیق کی یہی ڈروالے ہیں کہ ان کے لئے ہے جو وہ چاہیں اپنے رب کے پاس
ذَلِكَ جَزَاءُ الْمُحْسِنِينَ ۝ لِيُكَفِّرَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَسْوَأَ	ذَلِكَ جَزَاءُ الْمُحْسِنِينَ ۝ لِيُكَفِّرَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَسْوَأَ	ذَلِكَ جَزَاءُ الْمُحْسِنِينَ ۝ لِيُكَفِّرَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَسْوَأَ
نیکیوں کو یہی صلہ ہے مگر اللہ ان سے اتنا دے کہ برے سے	نیکیوں کو یہی صلہ ہے مگر اللہ ان سے اتنا دے کہ برے سے	نیکیوں کو یہی صلہ ہے مگر اللہ ان سے اتنا دے کہ برے سے
الَّذِي عَمِلُوا وَيَجْزِيهِمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ الَّذِي	الَّذِي عَمِلُوا وَيَجْزِيهِمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ الَّذِي	الَّذِي عَمِلُوا وَيَجْزِيهِمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ الَّذِي
براکا جو انہوں نے کیا اور ان کے ثواب کا صلہ دے اچھے سے اچھے کا	براکا جو انہوں نے کیا اور ان کے ثواب کا صلہ دے اچھے سے اچھے کا	براکا جو انہوں نے کیا اور ان کے ثواب کا صلہ دے اچھے سے اچھے کا
كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ وَ	كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ وَ	كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ وَ
جو وہ کرنے لگے کیا اللہ اپنے بندہ کو کافی نہیں کہ اور	جو وہ کرنے لگے کیا اللہ اپنے بندہ کو کافی نہیں کہ اور	جو وہ کرنے لگے کیا اللہ اپنے بندہ کو کافی نہیں کہ اور
يُخَوِّنَكَ بِالَّذِينَ مِنْ دُونِهِ وَمَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ	يُخَوِّنَكَ بِالَّذِينَ مِنْ دُونِهِ وَمَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ	يُخَوِّنَكَ بِالَّذِينَ مِنْ دُونِهِ وَمَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ
نہیں ڈراتے ہیں اس کے سوا اوروں سے نہ اور جسے اللہ گمراہ کرے	نہیں ڈراتے ہیں اس کے سوا اوروں سے نہ اور جسے اللہ گمراہ کرے	نہیں ڈراتے ہیں اس کے سوا اوروں سے نہ اور جسے اللہ گمراہ کرے
فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ۝ وَمَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ مُضِلٍّ	فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ۝ وَمَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ مُضِلٍّ	فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ۝ وَمَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ مُضِلٍّ
اس کی کوئی ہدایت کرنے والا نہیں اور جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی بھٹکانے والا نہیں	اس کی کوئی ہدایت کرنے والا نہیں اور جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی بھٹکانے والا نہیں	اس کی کوئی ہدایت کرنے والا نہیں اور جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی بھٹکانے والا نہیں
أَلَيْسَ اللَّهُ بِعَزِيزٍ ذِي انْتِقَامٍ ۝ وَلَئِنْ سَأَلْتُمْ مَنْ	أَلَيْسَ اللَّهُ بِعَزِيزٍ ذِي انْتِقَامٍ ۝ وَلَئِنْ سَأَلْتُمْ مَنْ	أَلَيْسَ اللَّهُ بِعَزِيزٍ ذِي انْتِقَامٍ ۝ وَلَئِنْ سَأَلْتُمْ مَنْ
کیا اللہ عزت والا بدلہ لینے والا نہیں اور اگر تم ان سے بدلہ	کیا اللہ عزت والا بدلہ لینے والا نہیں اور اگر تم ان سے بدلہ	کیا اللہ عزت والا بدلہ لینے والا نہیں اور اگر تم ان سے بدلہ
خَلَقَ السَّمُوتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ قُلْ أَفَرَأَيْتُمْ	خَلَقَ السَّمُوتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ قُلْ أَفَرَأَيْتُمْ	خَلَقَ السَّمُوتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ قُلْ أَفَرَأَيْتُمْ
آسمان اور زمین کس نے بنائے تو وہ کہیں گے اللہ نے کہ تم بڑا بھلا تورا	آسمان اور زمین کس نے بنائے تو وہ کہیں گے اللہ نے کہ تم بڑا بھلا تورا	آسمان اور زمین کس نے بنائے تو وہ کہیں گے اللہ نے کہ تم بڑا بھلا تورا
منقول	منقول	منقول

پیدا فرمادے۔ جیسے ذبح کے سبب رب تعالیٰ جانور میں موت پیدا فرماتا ہے ۱۲۔ ہدایت سے مراد نور ایمانی ہے جو رب کی طرف سے مومن کے دل میں پیدا ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ بغیر کی اطاعت پر آمادہ ہوتا ہے اور بدوں سے دور بھاگتا ہے۔ یہ نور خاص کرم الہی ہے جسے یہ نور نصیب ہو جائے وہ کبھی ہمک نہیں سکتا ۱۳۔ اس آیت میں وہ کفار مراد ہیں جو رب تعالیٰ کی ہستی کے قائل تھے اور اسے خالق و مالک مانتے تھے۔ پھر اپنے بتوں کو بعض چیزوں میں رب کے برابر مان کر ان کی بھی پوجا کرتے تھے۔ لہذا مشرک تھے۔ رب فرماتا ہے کہ تم ان کی تائید نہ کرو اور وہ خود قیامت میں بتوں سے کہیں گے۔ اِنْ شِئْتُمْ بِعَدُوِّ الْعَالَمِينَ

۱۔ ان مشرکین عرب کا یہ عقیدہ تھا کہ اگرچہ خدا کی بھیجی ہوئی مصیبت کو ہمارے بت مال نہیں سکتے مگر ساتھ ہی کہتے تھے کہ وہ خدا پر وحوش دے کر اس سے ٹھوکتے ہیں کیونکہ رب کو ان کی مدد کی ایسی ضرورت ہے جیسے بادشاہ کو وزیر کی ان کے اس عقیدے کا رد اس آیت میں ہے۔ وَمَنْ يَتَّبِعْ أَهْوَاءَ ظَنِّهِ فَإِنَّ اللَّهَ يَهْدِي لِمَنْ يَشَاءُ لَكُم مَّا تَشَاءُونَ اور ان کی شفاعت سے کوئی تعلق نہیں ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ مخلوق کی مدد بھی رب ہی کی مدد ہے کہ اس کے ارادے سے ہے لہذا اس آیت میں اور اس آیت میں تضاد نہیں۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّا جَعَلْنَا لَكُمُ الْفِتْنَةَ وَابْتَلَاكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ یعنی آپ کو اللہ اور آپ کی اطاعت کرنے والے مومن کالی ہیں ۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم

ہوئے ایک یہ کہ کفار کو اپنی قوم کتنا جائز ہے مگر اس سے مراد ملکی یا نسبی قوم ہوگی نہ کہ دینی قوم۔ دوسرے یہ کہ تبلیغ نری سے چاہیے کہ ان خنوعداروں کو قوم فرما کر تبلیغ فرمائی گئی۔ تیسرے یہ کہ ہر امر و وجوب کے لئے نہیں ہوتا۔ دیکھو یہاں اصلوا امر ہے مگر نہ وجوب کے لئے ہے نہ اباحت کے لئے بلکہ عتاب اور غضب کے اظہار کے لئے یعنی جو ہو سکے میرا کر لو ۴۔ کہ چچا کون ہے اور جھوٹا کون۔ یہ جاننا یا تو دنیا میں ہو گا جہادوں کے موقع پر یا مرتے وقت یا قبر میں یا حشر میں عذاب الہی دیکھ کر ۵۔ رسوائی کے عذاب سے یا بدھ کے دن کا عذاب مراد ہے یا حشر کا عذاب۔ دوسری صورت میں اس سے یہ مسئلہ معلوم ہو گا کہ اللہ تعالیٰ کتنا گار مسلمان کو رسوا نہ فرمائے گا۔ وہاں کی رسوائی کفار کے لئے خاص ہے۔ ۶۔ رب تعالیٰ کی طرف سے ۷۔ یعنی عذاب و فتنہ جو کفار پر ہمیشہ عیش رہے ۸۔ نہ کہ تمہاری ہدایت کو کیونکہ تم تو نزول قرآن سے پہلے ہی ہدایت یافتہ تھے اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کی ہدایت نزول قرآن پر موقوف نہیں۔ آپ قرآن کریم کے عارف پیدا ہوئے۔ دوسرے یہ کہ حضور نے قرآن کی کوئی آیت لوگوں سے چھپائی نہیں ۹۔ یہاں اَنْزَلْنَا اَنْزَلْنَا کے معنی میں ہے کیونکہ انزال کے معنی ہیں ایک دم سب اُتارنا اور حضور پر قرآن کریم ۲۳ سال میں اترا یا اس اُتارنے سے وہ اُتارنا مراد ہے جو حضرت جبریل ہر رمضان میں ایک بار حضور کو سارا قرآن عطا کرتے تھے۔ معلوم ہوا کہ حضور پر قرآن کئی بار نازل ہوا۔ اَنْزَلْنَا اور اَنْزَلْنَا آیات میں تضاد نہیں ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہماری ہدایت یا گمراہی کا نفع نقصان خود ہم کو ہے۔ حضور اس سے غنی ہیں اگرچہ ہماری ہدایت سے ثواب حضور کو ملتا ہے لیکن وہ اس کے حاجت مند نہیں ۱۱۔ کیونکہ آپ نے تبلیغ میں کوئی نہ کی۔ مجرم لوہار کے گناہوں کی پوچھ مال باپ سے جب ہوتی ہے جب وہ اس کی تقسیم میں کوئی کریں لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۱۲۔ جان سے مراد روح ہے اور وفات سے مراد

مَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضَرْحٍ

جس میں تم اہل کے سوا دوسرے پھر اگر اللہ تمہیں بھڑکانا چاہے تو کیا وہ اس کی

هَلْ هُنَّ لَكُم مِّنْ شَيْءٍ اَوْ اَرَادَنِيَ بِرَحْمَةٍ هَلْ هِيَ

بھیجی تمہیں مال دے گی یا وہ مجھ پر رحم فرماتا چاہے تو کیا وہ اس کی

مَسْكَةٌ رَّحْمَتُهُ قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ

ہر کو روک رکھیں گے تم فرماؤ اللہ مجھے بس ہے نہ مجھ سے نہ میرے والے اس پر

الْمُتَوَكِّلُونَ قُلْ يَقَوْمِ اعْمَلُوا عَلٰی مَا كُنتُمْ

بھروسہ کرتے تم فرماؤ اے میری قوم اپنی جگہ کام کئے جاؤ تم

اِنِّیْ عَامِلٌ فَاَسُوْفُ تَعْلَمُوْنَ مَن يَّاتِيْهِ عَذَابٌ

میں اپنا کام کرتا ہوں تو آگے جان جاؤ گے کہ کس پر آئے وہ عذاب کرے

يَخْزِيْهِ وَيَجْلُسُ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيمٌ اِنَّا اَنْزَلْنٰا عَلَیْكَ

دوسرے گناہ اور کس پر اتارنا ہے عذاب مکرر ہائے گناہ۔ چنگ ہم نے تم پر کتاب

الْكِتٰبِ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ فَمِنْ اٰهْتَدٰی فَلْيَهْدِ

لوگوں کی ہدایت کے حق کے ساتھ ان کی حق سے جس نے راہ پا لی تو اپنے بھلے کو

وَمَنْ ضَلَّ فَلْيَضِلْ عَلَیْهَا وَمَا اَنْتَ عَلَيْهِمْ

اور جو بھلا وہ اپنے ہی بھلے کو بھلا نہ اور تم بھلا کے ذمہ دار

بِوَكِيْلٍ ۝ اللّٰهُ يَتَوَفٰی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِیْ

نہیں لے اٹھتا ہوں کہ وفات دیتا ہے ان کی موت کے وقت لے اور جو

لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَازِلٍ مِّنْہَا فَمِیْسُکُ الَّتِیْ قُضِیْ عَلَیْہَا الْمَوْتُ

موت میں ایسے ان کے لئے میں جگہ بھر جس پر موت کا حکم فرما دیا اس کو دیکھئے کہ

وَبِیْرُسُلٍ الْاٰخِرٰی اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی اِنِّیْ فِیْ ذٰلِكَ

اور دوسری ایک سیدھا سحر دمک جھڑپتا ہے کہ بے شک اس میں غور و نظر

قبض روح یعنی موت کے وقت اللہ تعالیٰ جسم سے روح کو قبض فرماتا ہے کہ وہ جسم کی پرورش نہیں کرتی ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ سونے کی حالت میں ایک روح نکل جاتی ہے جس سے ہوش و حواس قائم ہیں۔ یاد رہے کہ انسان میں دو روہیں ہیں۔ ایک مقالی یا سلطانۃ دوسری سلائی۔ پہلی روح سے زندگی قائم ہے دوسری سے ہوش و حواس پہلی روح موت کے وقت نکلتی ہے دوسری نیند میں ۱۴۔ کہ اسے دیکھیں نہیں سمجھتا بلکہ نیند میں موت دے دیتا ہے۔ ۱۵۔ اس طرح کہ لوگ مرتے وقت تک برابر سوتے جاگتے رہیں گے۔ اور بوقت موت دائمی نیند سو جائیں گے۔

۱۔ اور سوچیں کہ جو سونے کے بعد بچا سکتا ہے وہ مرنے کے بعد زندہ بھی کر سکتا ہے معلوم ہوا کہ قیاس شرعی برحق ہے ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ بت وغیرہ شفع میں دون اللہ ہیں اور انبیاء صالحین شفع من اللہ، شفع من دون اللہ کو ماننا کفر ہے اور شفع من اللہ کو ماننا ایمان۔ جیسے ولی اللہ اور ولی من دون اللہ سب کہ بت نہ شفاعت کے مالک ہیں نہ کسی کے نفع نقصان کے پھر ان کی پرستش کیسی ۳۔ کہ جسے چاہے شفاعت کی اجازت دے۔ جب اس نے جہوں کو اس کی اجازت نہ دی۔ تو وہ شفاعت کیسے کر سکتے ہیں۔ ۵۔ مومنوں کو خوشی سے کافروں کو مجبوراً۔ اسی لئے بزرگوں کی وفات کے دن کو عرس یعنی شادی کا دن کہا جاتا ہے مومن کی موت محبوب کا وصال ہے، کافر کی موت فراق، ۶۔ یعنی توحید کے ذکر سے ان کے دل بگڑتے ہیں جس کا اثر چہوں پر ظاہر ہوتا ہے۔ ۷۔ رب کے سوا سے مراد کفار کے بت ہیں نہ کہ انبیاء و اولیاء ۸۔ اس گل سے معلوم ہوا کہ دعا کے لئے زبان پاک چاہیے۔ دعا کے الفاظ بھی اعلیٰ ہوں اور زبان بھی کامل یعنی اسے محبوب یہ دعا تم اپنی زبان سے ادا کرو۔ اور پھر تمہارے بتائے دوسرے ادا کریں۔ اس سے اشارہ ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ دعاؤں و طہیوں کے اثر کے لئے کسی صاحب اثر کی اجازت چاہیے۔ رب فرماتا ہے۔ قُلْ أَقْدُ رَبِّیَ الْغَلْبٰی ○ قُلْ أَقْدُ رَبِّیَ الْغَلْبٰی ○ ان سب سے یہ فائدہ حاصل ہوتے ہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ دعا ماثرہ غیر ماثرہ سے افضل ہے۔ ۹۔ حضرت سعید ابن مسیب سے منقول ہے کہ یہ آیت پڑھ کر جو دعا مانگی جائے، قبول ہوگی انشاء اللہ۔ معلوم ہوا کہ دعا سے پہلے حوالہ الہی سنت انبیاء ہے ۱۰۔ ظالموں سے مراد کفار ہیں۔ یعنی کفار کا دوزخ کا عذاب ایسا سخت ہو گا کہ اگر ان کے پاس اس دن تمام دنیا کے خزانے ہوں اور ان کے فدیہ سے وہ عذاب کم ہو سکے تو یہ لوگ وہ بھی دے دیں۔ ۱۱۔ تاکہ یہ مال دے کر رب کے عذاب سے بچ جاویں۔ یعنی کفار کا مکمل صرف دنیا میں ہے، وہاں عذاب دیکھ کر بھل بھول جائیں گے۔ یہاں زکوٰۃ بھاری ہے وہاں سب دینے پر تیار ہوں گے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَتَفَكَّرُونَ ﴿٢٩﴾ أَمْ أَخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ

شَفْعًا قُلْ أَوْ لَوْ كَانُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَآتَيْنَهُمْ كِتَابًا وَلَوْ كَانُوا يَفْقَهُونَ ﴿٣٠﴾

بنا رکھے ہیں نہ تم فرماؤ کیا اگر وہ کبھی چیز کے مالک نہ ہوں اور نہ عقل رکھیں نہ

قُلْ لِلَّهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيعًا لَهُ مُلْكُ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٣١﴾

تم فرماؤ شفاعت تو سب اللہ کے ہاتھ میں ہے نہ اسی کیلئے ہے آسمانوں اور

الْأَرْضِ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٣٢﴾ وَإِذَا ذُكِّرَ اللَّهُ وَحْدَهُ

زمین کی بادشاہی پھر تمہیں اس کی طرف بلایا جائے اور جب ایک اللہ کا ذکر کیا جاتا

اشْهَدُوا قُلُوبُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ

ہے دل سمجھتے ہیں اللہ کے جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے نہ

وَإِذَا ذُكِّرَ الَّذِينَ مِنْ دُونِهِ إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ﴿٣٣﴾

اور جب اس کے سوا اوروں کا ذکر ہوتا ہے نہ بھی وہ خوشیاں مناتے ہیں

قُلِ اللَّهُمَّ فَاطِرَ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ عَلَمُ الْغَيْبِ

تم عرض کرو اللہ آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے نبی اور مہیا کے

وَالشَّهَادَةِ أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِي مَا كَانُوا

جاننے والے تو اپنے بندوں میں فیصلہ فرمائے گا جس میں وہ

فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿٣٤﴾ وَلَوْ أَنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا مَا فِي الْأَرْضِ

اختلاف رکھتے تھے نہ اور اگر ظالموں کے لئے ہوتا جو کچھ زمین میں ہے نہ

جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لَافْتَدُوا بِهِ مِنْ سُوءِ الْعَذَابِ

سب اور اس کے ساتھ اس جیسا تو یہ سب چھڑائی میں جتے روز قیامت کے

يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَذَرُ اللَّهُ مِنَ اللَّهِ مَا لَمْ يَكُونُوا

پسے عذاب لگے اور جیسے اللہ کی طرف سے وہ بات ظاہر ہوئی جو انکے خیال

۱۔ یعنی ایسے عذاب دیکھے جو ان کے خیال و گمان سے وراہ تھے یا جن نیکیوں پر انہیں بھروسہ تھا وہ کام نہ آئیں کیونکہ قبول اعمال کی شرط ایمان ہے یا جن جنوں کا بھروسہ تھا وہ سب نہ پھیر گئے۔ فرشتہ اس آیت کی بہت تفسیریں ہیں ۲۔ معلوم ہوا کہ کفار کے گناہ وہاں موجود ہوں گے اور نیکیاں ختم ہو چکی ہوں گی کیونکہ کفر نیکیاں مبراہ کر دیتا ہے ۳۔ یعنی جن عذابوں کا ذکر حضور سے سن کر وہ مذاق اڑاتے تھے وہ تمام عذاب سامنے آجائیں گے بلکہ مرتے وقت ہی بہت کچھ کھل جائیں گے ۴۔ آدمی سے مراد یا کافر ہے۔ یا قافل ہے۔ یا قافلہ ہے۔ یا قافلہ پر سر رکھتا ہے ۵۔ یعنی دولت کی فراوانی میری ہنرمندی کی وجہ سے ہے۔ حالانکہ یہ غلط ہے کیونکہ بہت ہنرمند فقیر اور بے ہنر امیر ہوتے ہیں ۶۔

دولت دنیا کافر کے لئے رب کی ذلیل بلکہ عذاب ہے اور مومن کے لئے اس کے شکر کا امتحان۔ رب تعالیٰ کبھی معصیت سے آزمانا ہے کبھی راحت سے ۷۔ چنانچہ قارون کا یہ قول خود قرآن کریم میں منقول ہے۔ فرعون و شداد وغیرہ بھی اسی بھول میں تھے ۸۔ بلکہ مال ان کے لئے دیال بن گیا۔ جو چیز رب سے قافل کرے وہ دیال ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت عثمان غنی کے خزانہ کا مال دے نہ کہ قارون کے خزانہ کا ۹۔ اس طرح کہ اس مال کے ذریعہ سے ان پر گناہوں کے دروازے کھل گئے اور آخر کار مال انہیں لے ڈیا۔ معلوم ہوا کہ مومن کا مال عبادتوں کے دروازے کھولا ہے اور کافروں کا مال گناہوں کے دروازے ۱۰۔ یہ کفار کہ میں سے جو حضور کے زمانہ میں موجود ہیں ان کا بھی یہی حال ہو گا۔ یعنی ضرور معلوم ہے۔ کیونکہ کبھی بے ہنر مالدار اور ہنرمند فقیر ہوتے ہیں۔ نیز ایک ہی آدمی کبھی غنی ہو جائے کبھی فقیر۔ معلوم ہوا کہ ڈور کسی اور کے ہاتھ میں ہے ۱۱۔ دنیا کی دولت ہارش کے پانی کی طرح ہے۔ کہیں زیادہ کہیں کم۔ اور ایک جگہ کبھی زیادہ کبھی کم۔ جیسے ہارش ہمارے ہی قبضہ میں ہے ایسے ہی تمہاری دولتیں و فقریں ہمارے ہی قبضہ میں ہے اس سے دھوکا نہ کھاؤ۔ ۱۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تمام مسلمان حضور کے بندے اور غلام ہیں۔ دوسرے یہ کہ عبد کو غیر اللہ کی طرف نسبت کر سکتے ہیں۔ مگر اس وقت عبد کے معنی غلام ہوں گے۔ رب فرماتا ہے۔ **يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا اَمْرَ الْمُشْرِكِيْنَ**۔ یعنی سیدنا عبد اللہ ابن عمر فرماتے ہیں۔ گفت عبد کو غلامت میں حضور کا عبد یعنی خادم تھا اس کی بحث ہماری کتاب جاہ الحق میں دیکھو ۱۳۔ یہاں یہی ترجمہ بہتر ہے کہ اے میرے بندو یعنی نبی کے بندے کیونکہ اگر اللہ کے بندے مراد ہوں تو بقول اللہ پر شیعہ ماننا پڑتا ہے کہ اس سے پہلے قل آچکا ہے نیز پھر اس میں کفار بھی شامل ہو جاویں گے۔ کیونکہ وہ بھی اللہ کے بندے ہیں اور انہوں نے زیادتی بھی کی ہے حالانکہ کفار خارج ہیں ۱۴۔ اس سے مراد مومن گنہگار ہے نہ کہ کافر کیونکہ کافر اگرچہ اللہ کا بندہ تو ہے مگر رسول اللہ کا بندہ اور غلام نہیں اور یہاں رسول اللہ کے بندوں غلاموں سے خطاب ہو رہا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَبَدَا لَهُمْ سَيِّئَاتٌ مَّا كَسَبُوْا وَحَاقَ بِهٖمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝۱

میں نہ تھی نہ اور ان پر اپنی کمائی ہوئی برائیاں کھل گئیں نہ اور ان پر

وَمِمَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝۲ **وَكَذٰلِكَ اَمْسَ الْاِنْسَانُ ۝۳**

آپڑا وہ جس کی ہنسی پہناتے تھے نہ پھر جب آدمی کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے نہ

ضُرٌّ دَعَانَا ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا قَالَ اِنَّمَا ۝۴

تو ہمیں جاتا ہے پھر جب اسے ہم اپنے پاس سے کوئی نعمت عطا فرمائیں کہتا ہے

اُوْتِيْتَنِيْهِ عَلٰی عِلْمٍ بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ وَلٰكِن اَكْثَرُهُمْ ۝۵

نہ تو مجھے ایک لمحہ کی دولت ملی ہے نہ بلکہ وہ تو آزمائش ہے مگر ان میں بہتوں کو

لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۶ **قَدْ قَالَتِ الْاِثْنَيْنِ مِنَ قَبْلِهِمْ فَمَا ۝۷**

طر نہیں نہ ان سے اگلے بھی ایسے ہی کہہ چکے تھے تو

اَغْنٰی عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝۸ **فَاَصَابَهُمْ ۝۹**

ان کا کھانا ان کے پکڑا نہ آیا نہ تو ان پر پڑ گئیں

سَيِّئَاتُ مَّا كَسَبُوْا وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ هٰۤؤُلَاءِ ۝۱۰

ان کی کمائیوں کی برائیاں نہ اور جو ان میں ظالم ہیں نہ

سَيَصِيْبُهُمْ سَيِّئَاتُ مَّا كَسَبُوْا وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝۱۱

مختریب ان پر پڑیں گی ان کی کمائیوں کی برائیاں اور وہ قائل سے نہیں بچ سکتے

اَوْ لَمْ يَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۝۱۲

کیا انہیں معلوم نہیں کہ اللہ روزی کشادہ کرتا ہے جس کے لئے چاہے اور تنگ

وَيَقْدِرُ اِنْ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝۱۳

فرماتا ہے نہ ہے شک اس میں ضرور نشانیاں ہیں ایمان والوں کے لئے

قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا ۝۱۴

تم فرماؤ اُنہیں کہ وہ بددعا جنہوں نے اپنے جانوں پر زیادتی کی کہ اللہ کی رحمت سے

نے زیادتی بھی کی ہے حالانکہ کفار خارج ہیں ۱۵۔ اس سے مراد مومن گنہگار ہے نہ کہ کافر کیونکہ کافر اگرچہ اللہ کا بندہ تو ہے مگر رسول اللہ کا بندہ اور غلام نہیں اور یہاں رسول اللہ کے بندوں غلاموں سے خطاب ہو رہا ہے۔

۱۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اسلام کی برکت سے کفر کے تمام چھوٹے بڑے گناہ معاف ہو جاتے ہیں 'دوسرے یہ کہ اسلام سے کفر کے نفاذ کے حقوق معاف نہیں ہوتے۔ لہذا کافر اسلام لاکر بھی کفر کے زمانہ کا قرض ادا کرے گا۔ ذنوب اور ہیں 'حقوق کچھ اور ۲۔ (شان نزول) غیر بعض مشرکین نے حضور سے سوال کیا کہ آپ کا دین تو برحق ہے لیکن اگر ہم مسلمان ہو جاویں تو کیا ہمارے زمانہ کفر کے گناہ معاف ہو جاویں گے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی (خزائن)۔ نمبر ۲ حضرت وحشی جو امیر غزوہ رضی اللہ عنہ کے قاتل ہیں 'انہوں نے حضرت نبی پاک کی خدمت میں کھانا بھیجا کہ اگر میں ایمان قبول کروں تو کیا میرے گناہ معاف ہو جائیں گے تب

یہ آیت آئی (روح) ۳۔ توبہ کرو 'کافر اسلام لاکر 'گنہگار گزشتہ پر نام ہو کر' نیک کار یہ سمجھ کر کہ میری عبادت اس دربار کے لائق نہیں۔ غرضیکہ سب رجوع کریں ۴۔ کہ اغلاص کے ساتھ اس کی فرمائندہ واری کرو ۵۔ اس سے دنیا کی سزائیں مراد ہیں یا قبر کی یا آخرت کی ۶۔ ماشاء اللہ بہت فیض ترجمہ ہے۔ یہاں اضافت بیانیہ ہے کیونکہ سارا قرآن کریم ہی اچھا واجب العمل ہے۔ ۷۔ اس عذاب سے مراد جگہوں میں گھلتا 'قطر' دہاؤ وغیرہ ظاہری عذاب ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ موت مراد ہو کہ کافر کی موت بھی عذاب الہی ہے۔ غیبی عذاب مراد نہیں۔ ۸۔ معلوم ہوا کہ بغیر کے حق میں کوتاہی کرنا رب تعالیٰ کے حق میں کوتاہی ہے۔ کیونکہ یہ کفار زیادہ تر حضور کے حق میں کوتاہی کرتے تھے۔ جسے رب کے حق میں کوتاہی قرار دیا گیا۔ اسی طرح حقوق مصطفویٰ پورے کرنے درحقیقت حقوق الہیہ پورے کرنا ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ اطَاعَ اللَّهَ ۹۔ رب کے دین 'اس کے نبی' اس کی کتاب کی 'معلوم ہوا کہ یہاں کفار کا ذکر ہے ۱۰۔ حق قبول کرنے کی توفیق دینا 'لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ عمل کی جگہ دنیا ہے نہ کہ آخرت 'کیونکہ کفار اعمال کے لئے دنیا میں آنے کی تمنا کریں گے۔ یہ نہ کہیں گے کہ موتی ہم یہاں ہی نیکیاں کے لئے لیتے ہیں۔ ۱۲۔ قرآن کریم کی آیات یا حضور کے 'مہجرات یا دونوں' تیسرے معنی زیادہ قوی ہیں۔

من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً	۶۱	مومن افلاک ۳۳	الزمر ۳۵
ناہید نہ ہو جے تمک اللہ رب منہ بخش دیتا ہے کہ			
اِنَّهُ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝۳۷ وَاَنْبِیْوْا اِلٰی رَبِّکُمْ وَ			
جے تمک وہی بخشے والا ہریان ہے کہ اور اپنے رب کی طرف رجوع لاؤ کہ			
اَسْلِمُوْا لَهُ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّآتِیْکُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ			
اور اس کے حضور گردن رکھو قبل اس کے کہ تم پر عذاب آئے پھر			
لَا تُنْصَرُوْنَ ۝۳۸ وَاَتَّبِعُوْا اَحْسَنَ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ			
تہاری حدود بھرت اور اس کی پیروی کرو جو اچھی سے اچھی تمہارے رب سے تمہاری			
رَبِّکُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّآتِیْکُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّانْتُمْ			
طرت تمہاری کوئی نہ قبل اس کے کہ عذاب تم پر اچانک آجائے کہ اور تمہیں			
لَا تَشْعُرُوْنَ ۝۳۹ اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ یُّحْسِرُنِیْ عَلٰی			
خبر نہ ہو کہ کہیں کوئی بیان نہ کہے کہ ہائے افسوس الہ قصیوں			
مَا فَرَطْتُ فِیْ جَنْبِ اللّٰهِ وَاِنْ کُنْتُ لَمِنَ			
پر جو میں نے اللہ کے بارے میں کہیں نہ اور جے تمک میں ہوں			
السَّخِرِیْنَ ۝۴۰ اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰیْنِیْ لَکُنْتُ			
بنایا کرتا تھا نہ ہائے اگر اللہ مجھے راہ دکھاتا نہ تو میں			
مِنَ الْمُتَّقِیْنَ ۝۴۱ اَوْ تَقُوْلَ حِیْنَ تَرٰی الْعَذَابَ			
ڈر والوں میں ہوتا یا کہے جب عذاب دیکھے			
لَوْ اَنَّ لِّیْ کَرَّةً فَاکُوْنُ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ ۝۴۲ بَلٰی قَدْ			
کسی طرح مجھے واپسی ہے طے کہ میں نیکیاں کروں لا ہاں کیوں نہیں			
جَاءَتْکَ اٰیَتِیْ فَکَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَکُنْتَ			
جے تمک میرے پاس میری آیتیں آئیں کہ تو نے انہیں جھٹلایا اور تکبر کیا اور تو			
مَنْزِل ۶			

اب اپنی قدرت و اختیار سے کفر کر کے کافر رہ لہذا تصور وار ہے کہ اس کے لئے شرک یا اولاد ثابت کی۔ یا اس کے رسولوں کو جھوٹا کہہ رسول کو جھوٹا کہنا
رب کو جھوٹا کہنا ہے کہ رب انہیں سچا کہہ رہا ہے۔ جھوٹے کی تصدیق بھی جھوٹ ہے۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ منہ کالا ہونا کافروں کے لئے ہو گا۔
گنہگار مومن اگرچہ کچھ دن کے لئے دوزخ میں رکھا جائے گا مگر خدا اس کا منہ کالا نہ کرے گا کہ اس میں امت حبیب کی رسوائی ہے۔ دوسرے یہ کہ قیامت میں کافرو
مومن میں بالکل ظاہر فرق ہو گا۔ بغیر مجھے پتہ لگ جائے گا۔ لہذا یہ کہنا کہ قیامت میں حضور کافر و مومن کو نہ بچائیں گے غلط ہے۔ رب فرماتا ہے۔ تَبٰرَکَ الَّذِیْ یُؤْتِی
بِیْنٰیہُمْ ۳۲۔ ہر چیز گاروں سے مراد مومن متقی ہیں۔

تجلی کی جگہ سے مراد جنت ہے۔ جہاں ہر مصیبت سے
بچاؤ ہے۔ اس سے اشارہ ”معلوم ہوا کہ جتنی مومن کو
کسی جہنمی کافر سے محبت نہ ہوگی اگرچہ وہ اس کا بیٹا ہو۔
ورنہ جتنی کو اس کے دوزخ میں رہنے کا غم و طلال ہو تا اور
جنت طلال کی جگہ نہیں ۱۔ کفر و ایمان ”تقویٰ و صیانت“
رحمت و شیطان اس فی نے پیدا فرمائے۔ معلوم ہوا کہ
بری چیزوں کا پید کرنا برا نہیں۔ اس میں ہزار بار تمکین ہیں
۷۔ اسے یہ بھی اختیار ہے کہ اپنے بعض بندوں کو عقار بنا
دے اگر عقار نہ کر سکے تو مجبور ہوا اس ہی لئے اس نے ہم
کو اپنے گھریار کا پادشاہ کا ملک کا حضور کو ساری خدائی کا
عقار بنایا ہے۔ دیکھو ہماری کتاب سلطنت مصطفیٰ ۸۔ یعنی
رحمت رزق بارش وغیرہ کا مالک وہ ہے۔ جب چاہے جتنا
چاہے دے اس کو نہ کوئی روک سکتا ہے نہ اس پر کسی کو
اعتراض کا حق ہے۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ مفاہیح و مقلید
کے متقی ہیں۔ چاہیں۔ عمدہ مقلح الغیب اور مقلح کا اول
و آخر حرف م۔ ح ہے اور مقلید کا اول و آخر ہم دال
ہے جس سے مراد ہے۔ اشارہ اس طرف ہے کہ حضور
کی ذات اقدس تمام آسمانی نبی نوازان کی ایہ کی جالی
ہے۔ ۹۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ دنیا میں ان کی
کوئی نیکی قبول نہیں۔ آخرت میں ان کی بخشش نہیں۔
اس سے بڑھ کر اور کیا خسار ہو گا ۱۰۔ کفار مکہ کہتے تھے کہ
آپ ہمارے معبودوں کو مان لیں ہم آپ کے الا کو مان
لیتے ہیں اس طرح ہماری آپ کی صلح ہو جائے گی۔ اس
آیت میں ان کی تردید ہے ۱۱۔ ان کفار کو جاہل اس لئے
فرمایا گیا کہ انہیں نبی کے درجہ کی خبر نہیں کہ نبی کا شرک و
بت پرستی کرنا ایسا ہی ناممکن ہے جیسے دوالہ ہونا۔ کیونکہ
ان کا رب حافظ ہے۔ پس ان کے امارہ نہیں۔ شیطان
ان سے مایوس ہو چکا۔ وہ کہہ چکا ہے۔ اَلَا مَآذِلَ مِنْہُمْ
الْمُخْلِصِیْنَ جب ان کے حق میں کفر کے سارے اسباب
ناممکن ہیں تو ان کا کفر بھی ناممکن ۱۲۔ اس میں حضور سے
خطاب ہے اور مراد سننے والے ہیں اور اگر مراد نبی ہی

سج

فصل اظہر ۱۲

۷۴۲

الزمر ۳۹

مِنَ الْکَافِرِیْنَ ۱۱) وَیَوْمَ اَقِیْمَتِ تَرٰی الَّذِیْنَ کَذَبُوْا

کافر تھا اور قیامت کے دن تم دیکھو گے انہیں جنہوں نے اللہ پر

عَلٰی اللّٰہِ وَجُوْہُہُمْ مَّسْوُوْدَةٌ الْیَسْرِ فِیْ جَہَنَّمَ

جھوٹ باندھا کہ ان کے منہ کالے ہیں گہما منور کا ٹھکانا جہنم میں

مَتَّوٰی لِّلْمُتَّکِبِیْنَ ۱۲) وَیَبْجِیْ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰثَقَّا

جہیں اور اللہ بھائے گا بد پر کاروں کو ان کی بھات

بِمَفَازَتِهِمْ لَا یَسْہَمُ لَہُمُ السَّوْءُ وَلَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ ۱۳)

کی جگہ نہ انہیں عذاب جھوٹے اور نہ انہیں تم پر

اللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ وَہُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ وَکِیْلٌ ۱۴)

اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور ہر چیز کا قیام دہے

لَہٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا

اس کے لئے ہے آسمانوں اور زمین کی کھیاں اور انہوں نے اللہ کی آیتوں

بَاٰیٰتِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۱۵) قُلْ اَغْفِیْرُ

کا انکار کیا وہی نقصان میں ہیں نہ تم فرماؤ تو کہا اللہ

اللّٰہُ تَاْمُرُوْنِیْ اَعْبُدُ اٰیٰہَا الْجَہْلُوْنَ ۱۶) وَقَدْ اَوْحٰی

کے سوا دوسرے کے بل بوتے پر کہ جسے کہتے ہوں اے ہماروں کو اور بے شک وہی کی گئی

اِلَیْکَ وَاِلٰی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکَ لَیْسَ اَشْرَکَتْ

تبار کی طرف اور تم سے انہوں کی طرف کر لے سننے والے اگر تو نے اللہ کا

لَیَحْبِطَنَّ عَمَلُکَ وَلَتَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ۱۷) بَکَل

شرک کیا تو ضرور تباہ کیا دھواں ہو جائے گا اور ضرور تو تباہ رہے گا بلکہ

اللّٰہُ فَاَعْبُدْ وَکُنْ مِنَ الشَّکْرِیْنَ ۱۸) وَمَا قَدَرُوْا

اللہ ہی کی بندگی کر اور شکر والوں سے ہو کہ اور انہوں نے اللہ کی قدر

منزل ۶

ہوں تو یہ ناممکن کو ناممکن پر موقوف کرنا ہے جیسے قرآن کریم میں ہے کہ اگر رب کے فرزند ہو تو پہلے اس کی پوجا میں کروں۔ ۱۳۔ اے صلواتو شکر کو اور شاکرین کی
بجاعت میں رہو۔ ان کا ساتھ نہ چھوڑو۔ یا اے محبوب اس ہی طرح رب کی عبادت اور شکر پر قائم رہو۔

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر کی قدر نہ بچانے والا رب کی قدر نہیں جانتا کیونکہ کفار حضور ہی کی عزت و قدر کے منکر تھے۔ رب فرماتا ہے وَمَا تَدْرُوْنَ أَنَّ اللَّهَ هُوَ الَّذِي تُكْفَرُونَ
مَآ تَدْرُوْنَ أَنَّ اللَّهَ هُوَ الَّذِي تُكْفَرُونَ ۳۲ حضور فرماتے ہیں کہ رب تعالیٰ قیامت میں آسمانوں کو لپیٹ کر اپنے دست قدرت میں لے گا اور فرمائے گا میں ہوں بادشاہ۔ کہاں ہیں
پلو شہادت و حکومت کے دعویدار پھر زمینوں کو لپیٹ کر اپنے دست قدرت میں لے گا اور یہ ہی فرمائے گا۔ ہاتھ سے مراد وہ ہاتھ ہے جو اس کی شان کے لائق ہے ۳۳۔ اس
سے مراد صور کا پہلا نصف ہے جو ہلاک کرنے اور بے ہوش کرنے کے لئے ہو گا۔ دوسرا نصف چالیس سال کے بعد ہو گا زندہ کرنے اور ہوشیار کرنے کے لئے۔ قرآن کریم

میں پانچ نصفوں (چھوٹے) کا ذکر ہے۔ رب کا حضرت آدم
میں روح پھونکا۔ حضرت جبریل کا بی بی مریم کے گرجان
میں پھونکا عطاء فرزند کے لئے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کا
مٹی کے پرندوں میں پھونکا انہیں زندگی بخشے کے لئے۔
ذوالقرنین کا آگ میں پھونکا اوبا گھانے کے لئے، اسرائیل
علیہ السلام کا صور پھونکا (روح) ۳۴۔ حضرت جبریل
میکائیل، اسرائیل، عزرائیل، علیہم السلام کہ ان کی فنا
نصفہ سے نہ ہو گی۔ بلکہ نصف کے بعد حکم الہی سے۔ یا
شداء یا موسیٰ علیہ السلام کہ وہ گدھ طور پر بے ہوش ہو
چکے ہیں یا جنت کی حوریں رضوان اور دوزخ کے فرشتے
اور وہاں کے ساپ۔ چھو (خزائن العرفان) روح البیان
و غیرہ ۵۵۔ دوسرا نصف چالیس سال کے بعد چالیس سال
سے مراد اتنا وقت ہے ورنہ اس وقت سورج فنا ہو چکا ہو
گا۔ یعنی اپنی قبروں سے اٹھ کر کھڑے ہوں گے۔ خیران
یا انکس افکار و دیکھیں گے کہ اب کیا ہوتا ہے، پھر
میدان محشر کی طرف چلیں گے۔ مسلمانوں کی قبروں پر
سوار ہوں حاضر ہوں گی جن پر سوار ہو کر روانہ ہوں گے۔

رب فرماتا ہے۔ يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ فِي الْأَرْضِ وَنَحْشُرُ
(خزائن) سب سے پہلے حضور بیدار ہوں گے اور سب
سے پہلے حضرت ابراہیم کو حلقے لے گا (روح) اور حضور قبر
سے ہی ستر پوش اٹھیں گے (مزات) ۷۔ محشر کی زمین جو
اس زمین کے علاوہ ہو گی۔ رب فرماتا ہے۔ يَوْمَ نَحْشُرُ
الْأَرْضَ غَيْرَ الْمَذْبُوحِ ۱۱ اور اسے نور ہو گی۔ چاند
سورج تارے بے نور ہوں گے۔ اس نور کی کیفیت بیان
نہیں ہو سکتی۔ انشاء اللہ دیکھ کر معلوم ہو گا ۸۔ لوح محفوظ
سب کے سامنے رکھی جاوے گی یا ہر ایک کے نامہ اعمال
اس کے ہاتھ میں دیئے جاویں گے۔ مومنوں کو دائیں ہاتھ
میں کافروں کو بائیں ہاتھ میں ۹۔ قیامت میں انبیاء کرام
مدنی کی حیثیت سے اور امت مصطفیٰ کو انہوں کی حیثیت
سے اور حضور شاہی گواہ کی شان سے کہ سارے عالم کا
فیصلہ حضور کے جہنم لب پر ہو گا۔ سبحان اللہ کیا عجیب
ظہارہ ہو گا۔ اللہ خیر سے دکھائے۔ ۱۰۔ کہ بے قصور کو پکڑ

الفرقان ۳۹	۶۴۳	نقص اظہار ۳۴
<p>اللَّهُ حَقُّ قُدْرِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ</p> <p>نہ کی جیسا اس کا حق تھا اور وہ قیامت کے دن سب زمینوں کو سمیٹ لے گا کہ</p> <p>وَالسَّمَوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ سُبْحَنَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ ۳۲</p> <p>اور اسی کی قدرت سے سب آسمان پٹ وپٹ دینے جائیں گے اور ان کے شرک سے پاک</p> <p>يُسَبِّحُكُونَ ۳۳ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَبَقَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ</p> <p>اور ہر ترے اور حضور پھونکا جانے گا کہ توبے کی کوشش ہو جائیں گے ۳۴۔ آسمانوں</p> <p>وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ</p> <p>میں ہیں اور پھونکے زمین میں ہر کسی کو اللہ چاہے کہ پھر وہ دوبارہ پھونکا</p> <p>أُخْرَىٰ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ ۳۵ وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ</p> <p>جانے گا کہ جیسا وہ دیکھتے ہوئے کہنے ہو جائیں گے کہ اور زمین جگمگا اٹھے گی کہ</p> <p>بِنُورٍ سَابِقِهَا وَوُضِعَ الْكِتَابُ وَجُانِبُ بِالْأَيْمَنِ وَ</p> <p>رب کے نور سے اور رکھی جائے گی کتاب الہی اور لائے جائیں گے انبیاء اور</p> <p>الشَّاهِدَاءُ وَقُضِيَ بَيْنَهُم بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۳۶</p> <p>یہ نبی اور اس کی امت کے ان ہر گواہوں کے لئے اور لوگوں میں ہر فیصلہ فرما دیا جائے گا اور ان</p> <p>وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُونَ ۳۷</p> <p>ان پر نیک نہ ہو گا اور ہر جان کو اس کی ہر ہر کردار دیا جائے گا اور اسے خوب معلوم ہے کہ کرتے</p> <p>وَسَيُقَالُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ زُمَرًا ۳۸ إِذَا</p> <p>۳۸ اور کافر جہنم کی طرف لائے جائیں گے کہ گروہ گروہ نہ یہاں تک کہ جب</p> <p>جَاءُوا وَهَافُتَحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ</p> <p>دہانہ پہنچیں گے اس کے دروازے کھولے جائیں گے کہ اور ان کے دروازے ان سے کہیں گے کہ</p> <p>يَا نَكُمْ رَسُولٌ مِّنْكُمْ يَتْلُونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِ رَبِّكُمْ وَ</p> <p>نہارے پاس رسول میں سے وہ رسول نہ آئے تھے جو تم پر نہارے رب کی آیاتیں پڑھتے تھے کہ</p>		
منازل ۱۱		

لایا جاوے یا تک کار کو خط دیا جاوے ۱۱۔ کسی کی نیکی کا بدلہ کم نہ دیا جاوے گا۔ اور بدی کا بدلہ زیادہ نہ ہو گا۔ لہذا یہ آیت نہ تو تمناہوں کی معافی کے خلاف ہے اور
نہ نیکی کا ثواب بڑھانے کے خلاف ۱۲۔ یعنی یہ گواہی رب کے علم کے لئے نہیں۔ وہ تو عظیم و خیر ہے ۱۳۔ قیدیوں کی طرح نہایت سختی سے اپنے اپنے پیشواؤں کے ساتھ
ہر کافر اپنے سردار کے ساتھ ہو گا۔ کوئی پیدل کوئی منہ کے بل خدا پہنچائے ۱۴۔ کیونکہ دنیا میں کفار کی جماعتیں مختلف تھیں۔ ایسے ہی وہاں مختلف طریقے سے دوزخ کی
طرف روانگی ہو گی۔ مختلف حالات سے۔ ۱۵۔ دوزخ کے سات طبقوں کے علیحدہ علیحدہ دروازے ہیں جو بند رہتے ہیں ہر دروازہ اس ہی وقت کھولا جائے گا جب وہاں
داخلہ کے لئے کوئی جماعت پہنچے گی جیسے آج جیل کے دروازے بلا ضرورت کھولے نہیں جاتے۔ ضرورت پر کھولے جاتے ہیں عاب کفار کو کھڑا کر کے اولاً یہ گفتگو

فوسن اقلاد ۴۴

اور بجا جائے گا کہ سب کو چاہیے اللہ کو بڑھانے کی بات

تو حضور کے لئے کل جائیں گے مومن حضور کے پیچھے
پنچیں گے دروازے کھلے پائیں گے اس لئے یہاں واؤ
ارشاد ہوا۔ وَتُحِثُّ عَلَىٰ حُرَّتَيْنِ يَمْرُؤَانِ يَخْرُجَتَانِ مِنْ حَتِّ
دَرْوَاذَیْنِ ۚ فَمَنْ رَکِبَ اَیْکَ وَرَخَّصَ الْاُخْرٰی ۚ فَسَیَکُونُ
تَحْتَہٗ ۚ ہن۔ جنتی ایک چشمہ سے غسل کریں گے۔ دوسرے
سے نکلیں گے۔ غسل سے ظاہر پینے سے باطن صاف و پاک
ہو جائیں گے فرشتے دروازہ جنت پر استقبال کریں گے۔
(خزانہ) ۸۔ کہ دنیا میں رسول کے دامن سے وابستہ
رہے۔ دنیا میں وہی خوب رہا جو ان کے دامن میں رہا۔ ۹۔
جو جنت میں جزا کے لئے گیا وہ کبھی وہاں سے نہ نکلے گا۔ ۱۰۔
اس سے معلوم ہوا کہ مومن جنت میں اپنی جگہ بھی لے گا
اور کافر کی جگہ بھی۔ پیچھے کافر دوزخ میں اپنی جگہ بھی لے
گا اور مومن کی بھی۔ ہر شخص کے لئے جنت و دوزخ
دونوں میں جگہ رکھی گئی ہے یہ آیت اس کی تفسیر ہے۔
اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْتُوا مَالَهُمْ سَوَآءٌ ۚ لِّلْعَالَمِیْنَ ۚ زَمِنَ سَعْدُ
زَمِنَ سَعْدُ ۚ اِنَّ مَوْمِنَیْکُمُ الَّذِیْنَ یُؤْتُوا مَالَهُمْ سَوَآءٌ ۚ لِّلْعَالَمِیْنَ ۚ

三才圖會

دس گنا زیادہ ہوگی ۱۰ اعلیٰ مومن کا کیا پورا چھٹا ۱۶۔ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن جبکہ فرشتے دوبارہ زندہ کئے جاویں گے (روح) طے پانہ کہ کر عرش اعظم کا ایسا طواف کریں گے جیسے حاجی کعبہ کا طواف کرتے ہیں۔ ۱۳۔ بینہم کی ضمیر انسانوں کی طرف لوٹ رہی ہے نہ کہ فرشتوں کی طرف۔ کیونکہ وہاں فیصلہ انسانوں ہی کا ہو گا نہ کہ فرشتوں کا فرشتے نہ مکمل تھے نہ ان میں کوئی گنہگار۔ جنت کے لئے جنت کا فیصلہ نہ ہو گا۔ انکے مجرم دوزخ میں جائیں گے۔ ان کے نیک دوزخ سے نجات جائیں گے۔ لہذا یہ آیت بالکل واضح ہے ۱۴۔ معلوم ہو کہ جنت میں جو الٰہی ہوگی مگر لذت کے لئے ہوگی نہ کہ تکلیفی طور پر۔

۱۔ سورہ مومن کا نام سورۃ عافری بھی ہے ۲۔ اس قرآن میں عزت بھی ہے، علم بھی، قرآن جاننے والا بہترین علم والا ہے۔ قرآن کی خدمت کرنے والا دنیا و آخرت میں عزت والا ہے۔ چونکہ قرآن کریم آج بھی سے ازل اللہ اتزل فرمایا گیا۔ ۳۔ بیش ہر شخص کے ہر قسم کے گناہ بخشے والا کیونکہ نہ عافری میں کوئی قید ہے نہ ذنب میں۔ جیسے اللہ اللہ میں ہے ۴۔ کافروں کی توبہ کفر سے، مومنوں کی توبہ گناہوں سے، کیونکہ کافر کی گناہ سے توبہ قبول نہیں۔ لہذا آیت بالکل واضح ہے۔ خیال رہے کہ مجرم کا گناہ سے انکار کرنا بے حیائی ہے۔ گناہ کے بھان بننا کرمذرت کرنی ہلاکت ہے۔ گناہ کا اقرار کر کے اپنے کو مجرم جاننا ناممکن ہوتا توبہ ہے وہی یہاں مراد ہے (روح) ۵۔ کافروں پر کفر کی وجہ سے، خیال رہے کہ بندہ مطہر پر عقاب ہوتا ہے۔ بندہ نافرمان پر عذاب، حکومت کے باغی پر عقاب کفار حکومت الہیہ کے باغی ہیں۔ ۶۔ عافروں پر دین و دنیا میں انعام کی بارشیں فرمانے والا۔ ۷۔ مومنوں کو خوشی سے کافروں کو جبراً موت مومن کے لئے محبوب کا بلاوا ہے، کافر کے لئے وارنٹ ۸۔ یہاں جھگڑے سے مراد قرآن کا انکار کرنا یا اس پر طعن کرنا یا اسے جادو شمر، کلمات کہنا ہے علماء دین کا آیات قرآنیہ سے مسائل نکالنا اس میں علمی بحثیں کرنا، مشکل آیات کو حل کرنا بھڑا نہیں بلکہ قرآن میں تدریس ہے جو اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے آخر مجتہدین کے اختلافات اسی تدریس کا نتیجہ ہیں۔ قرآن کریم فرماتا ہے۔ تَنَزَّلُوا دُنِيَ الْاَلْبَابِ لَعَلَّآ آیت واضح ہے۔ ۹۔ کیونکہ ان کا پوری آزادی سے سفروں میں پھرنا تجارت سے نفع اٹھانا عارضی ہے، آخر کار گرفتار ہوں گے جیسے وارنٹ والا مجرم ۱۰۔ اس کے باوجود انہیں لمبی عمریں امت مال۔ دنیاوی شیب ٹاپ بخشی گئی۔ قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود وغیرہ کی تاریخ دیکھو اللہ اور تبلیغ سے روک دیں، قیدی یا قتل کر کے معلوم ہوا کہ ہر پھول کے ساتھ کائنات ہے۔ ہر نبی کے مقابلہ جھٹلانے والے ہوئے۔ اس ہی سے نبی کی شان ظاہر ہوتی ہے۔ ۱۱۔ جیسے فرعون نے جادو سے عصا موسیٰ کا مقابلہ کیا۔ اس ہی طرح ہر زمانہ کے کفار ۱۲۔ اور انبیاء کا نام متا دیں معجزہ کو جادو سے مشتبہ کر دیں ۱۳۔ غور کرو ان میں سے کوئی بچا نہیں۔ یہی حال ان کافروں کا ہونے والا ہے۔ کہ یا تو مسلمان ہو جائیں گے یا برباد۔ ایسا ہی ہوا۔ ۱۵۔ یہاں کافروں سے وہ مراد ہیں جو علم الہی میں کافر ہو چکے ہیں، ان کی موت کفر پر ہونے والی ہے۔ ورنہ امت سے کافر مومن ہو کر جنتیں کے سردار بن چکے۔

الفصل ۱۳
۴۵
المؤمن

۱۵ اَيُّهَا ۱۶ سُوْرَةُ الْمُؤْمِنِ مَكِّيَّةٌ ۱۷ اَرْسَلْنَاهُ ۱۸

سورة مؤمن کی ہے سورۃ و آیات کے اس میں ۱۹ و کرم آیات ۲۰ آیات ۲۱ کلمات ۲۲ و ۲۳ حروف ہیں و ۲۴

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

حَدَّثَ تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ۱

۱۔ کتاب اتارنا ہے اللہ کی طرف سے جو عزت والا علم والا ۲

غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيدِ الْعِقَابِ ۳

۳۔ بخشنے والا ۴ اور توبہ قبول کرنے والا ۵ سخت عذاب کرنے والا ۶

ذِي الطَّوْلِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ إِلَهٌ الْمَصِيرُ ۷

۷۔ جسے انعام والا ۸ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اسی کی طرف پھرنا ہے اللہ کی باتوں میں

فِي آيَاتِ اللَّهِ إِلَّا الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَا يَغْرُرُكَ تَقْلِبُهُمْ ۹

۹۔ جھگڑا نہیں کرتے مگر سادہ سننے والے جیسے دیکھنا نہ دیکھنا ان کافروں میں

فِي الْبِلَادِ ۱۰ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَالْأَحْزَابُ مِنْ ۱۱

۱۱۔ اہل گیلے پھرنا ان سے پہلے قوم کی قوم اور ان کے بعد کے گروہوں نے

بَعْدَهُمْ وَهُمْ تَكَلَّمُوا كُلُّ أُمَّةٍ بِرَسُولِهِمْ لِيَأْخُذُوهُ ۱۲

۱۲۔ جھٹلایا نہ اور ہر امت نے یہ قسم لیا کہ اپنے رسول کو پکڑ لیں ۱۳

وَجَدُوا نُؤَابَ الْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ فَأَخَذْتَهُمْ ۱۴

۱۴۔ اور باطل کے ساتھ جھگڑنے لگے کہ اس سے حق کو مائل دھکیل دیں تو میں نے انہیں پکڑا

فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ۱۵ وَكَذَلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ ۱۶

۱۶۔ پھر کیسا ہوا میرا عذاب تم اور میں ہی تمہارے رب کی بات کافروں پر

عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا وَأَنَّهُمْ أَصْحَابُ النَّارِ ۱۷ الَّذِينَ ۱۸

۱۸۔ ثابت ہو رہی ہے کہ وہ دونوں میں ۱۹ وہ جو

۶ صفحہ

۱۔ تین چار فرشتے عرش اٹھائے ہوئے ہیں قیامت میں آٹھ اٹھائیں گے۔ رب فرمایا ہے۔ **وَيَجْعَلُ عَرْشُكَ ذِكْرًا لِلَّذِينَ آمَنُوا حَتَّىٰ يَخُوضُوا فِي طَوَافِهِ** جو عرش اعظم کا طواف کرتے رہیں ہیں انہیں کروٹیں کہتے ہیں۔ ان کی تعداد رب ہی جانتا ہے۔ ۳۔ یعنی اول صبح پھر حمید کرتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں **سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اِنَّا نَسْتَغْفِرُكَ** چلیجہ **بَعْدَ عِلْمِكَ** ۴۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ شفاعت ملا کہ برحق ہے کہ وہ مومنوں کے لئے آج بھی دعا مغفرت کر رہے ہیں۔ دوسرے یہ کہ مومن بڑی عزت والے ہیں کہ رب تعالیٰ کے قرب حضوری میں ملا کہ کی زبان سے حمد الہی کے ساتھ ان کا ذکر بھی ہو رہا ہے۔ اور ان کے لئے دعائیں بھی ہو رہی

المؤمن ۴۰

۷۴۶

افضل المظہر

يَجْمَلُونَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ

عرش اٹھاتے ہیں اور جو اس کے گرد ہیں وہ اپنے رب کی حمد کے ساتھ

رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا

اس کی ہاکی کرتے ہیں اور اس پر ایمان لاتے اور مسلمانوں کی مغفرت مانگتے ہیں کہ

رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَعِلْمًا فَاغْفِرْ

اے رب ہمارے بڑے رحمت و علم میں ہر چیز کی صفائی ہے تو انہیں بخشن دے

لِلَّذِينَ تَابُوا وَاتَّبَعُوا سَبِيلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ

جنہوں نے توبہ کی اور تیری راہ پر چلے اور انہیں دوزخ کے عذاب

الْحَجِيمِ رَبَّنَا وَادْخُلْنَاهُمْ جَنَّاتٍ عِدْنٍ الَّتِي

کے بھلائے اے ہمارے رب اور انہیں جنے کے باغوں میں داخل کر جن کا تو نے

وَعَدْتَهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ

ان سے وعدہ فرمایا ہے اور ان کو جو نیک ہوں ان کے باپ دادا اور بیویوں

وَذُرِّيَّتِهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ وَقِيمْ

اور اولاد میں ہے شک تو ہی عزت و حکمت والا ہے اور انہیں نیک ہوں

السَّيِّئَاتِ وَمَنْ تَقِ السَّيِّئَاتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهُ

کی شرارت سے بھلائے اور جسے تو اس دن نیک ہوں کی شرارت سے بھلائے تو نہ شک تو نے اس

وَذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا

پر رحم فرمایا اور بھی بڑی کاسیابی ہے کہ بے شک جنہوں نے کفر کیا

يُنَادُونَ لِمِثْقَلِ ذَرَّةٍ مِنَ الْإِيمَانِ لِيَبْذُلَ اللَّهُ الْكَبِيرُ مِنْ مَقْتِكُمْ أَنْفُسَكُمْ

ان کو نہاد کی جائے گی کہ ضرور تم سے الٹ کر بڑی اس سے بہت زیادہ ہے جیسے تم

إِذْ تَدْعُونَ إِلَى الْإِيمَانِ فَتُكْفَرُونَ قَالُوا رَبَّنَا

اپنی جان سے بیزار ہوئے جب کہ تم ایمان کی طرف بلاتے جاتے تو تم کفر کرنے لگے کہیں گے اے ہمارے

مذہب

ہیں۔ تیسرے یہ کہ مسلمانوں کو بھی چاہیے کہ ان فرشتوں کا ذکر خیر سے کیا کریں اور ان کے لئے دعا خیر کیا کریں کیونکہ بدلہ ملے گا نیکی سے۔ رب فرماتا ہے **هَذَا جَزَاءُ** **الَّذِينَ آمَنُوا إِلَّا أَتَيْنَهُمْ مَوْتٌ** چوتھے یہ کہ مسلمانوں کے لئے عاقبت دعا کرنی اور یہ غرض دعا کرنی سنت ملا کہ ہے اور رب کی رضا کا ذریعہ۔ پانچویں یہ کہ مقدس مقامات پر جا کر حمد الہی کے ساتھ مسلمان بھائیوں کے لئے دعا مانگی زیادہ قبول کے قریب ہے۔ جان و چاہیے کہ کعبہ معظمہ اور منبر جالی پر تمام مسلمان بھائیوں کے لئے دعا کرے ۵۔ معلوم ہوا کہ دعا سے پہلے حمد الہی کرنی سنت ملا کہ ہے ۶۔ کفر سے یا گناہوں سے۔ سبحان اللہ! توبہ کیسے پیاری عبادت ہے کہ اس کی قبولیت کی فرشتے دعائیں کر رہے ہیں ۷۔ معلوم ہوا کہ صرف زبانی توبہ کافی نہیں ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنتی جنت میں اپنی مومن اولاد اور مومن بیوی کے ساتھ رہے گا ۹۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ رب جب کسی کو کچھ دینا چاہتا ہے تو اپنے مقبول بندوں کو اس کے حق میں دعاء خیر کا حکم دیتا ہے اپنے محبوب سے فرماتا ہے۔ **وَضَلَّ عَنْهُمْ دُورٌ** دوسرے یہ کہ رب کی رحمتیں اس کے مقبولوں کے وسیلہ سے ملتی ہیں۔ اگر بغیر وسیلہ دیا کرتا تو ہمارے لئے اپنے فرشتوں سے دعا نہ کرتا، رب فرماتا ہے۔ **وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ** حضور تمام جہان کے لئے وسیلہ عظمیٰ ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ تیسرے یہ کہ سرکاروں کو خوش کرنے کے لئے ان کے غلاموں کو دعائیں دی جاتی ہیں۔ فرشتے ہم مسلمانوں کو اس لئے دعائیں دے رہے ہیں کہ سبز گنبد والا منبر جالی والا ان سے خوش ہو جاوے۔ ہم کو بھی چاہیے کہ حضور کو خوش کرنے کے لئے ان کے آل و اصحاب ان کے مدینہ والوں کو دعائیں دیا کریں ان کے چہرے کیا کریں ان کے ذکر خیر سے کیا کریں۔ عرس بزرگان کا یہی مقصد ہے ۱۰۔ اس طرح کہ گنگاروں کو توبہ کی توفیق دے اور ان کی توبہ قبول فرمائے۔ معلوم ہوا کہ گنگاروں پر نظر کرم ہے۔ اب اللہ ہر مومن کو نصیب فرمائے سب کی

مثیل مجھے عذاب خطا کا کو بھی۔ آمین ۱۱۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ کفار کے جرم و گناہ قیامت میں اطالیہ پکارے جاویں گے تاکہ ان کی رسوائی ہو۔ اور ان کی نیکیوں کا ذکر نہ ہو گا دوسرے یہ کہ مومن کی نیکیاں اطالیہ دکھائی جائیں گی۔ اور ان کے گناہوں کا غلبہ صلب ہو گا ۱۲۔ قیامت میں کفار اپنی جان سے بیزار ہوں گے۔ موت چاہیں گے مگر نہ آئے گی۔ رب فرماتا ہے۔ **وَيَقُولُ الْكَافِرُ كَيْفَ أَتَىٰ عَلَى الْإِيمَانِ الَّذِي كُنَّا مُؤْمِنِينَ وَإِنَّا لَكَاظِمُونَ لَهُ وَلَئِنِ اتَّخَذْتُمْ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حِمْلًا لَّا يُفِيدُكُمْ شَيْئًا وَتُرِيدُونَ كَيْدًا** آج رب تم سے بیزار ہے۔

۱۔ اس کی تفسیر وہ آیت ہے: **لَنْ نَقْرَأَ الْقُرْآنَ عَلَيْكُمْ أَنْتُمْ يَكْفُرُونَ** یعنی تم پہلے بے جان نطفہ تھے۔ پھر زندہ ہوئے پھر مرے۔ پھر قیامت میں اٹھے۔ ۲۔ اس کا جواب یہ ہو گا کہ اب نہ تمہاری توبہ قبول ہے نہ تمہارے لئے دوزخ سے نکلنے کی کوئی صورت اس سے معلوم ہوا کہ مومن گنہگار اگر دوزخ میں گیا تو پھر وہاں سے نکل دیا جاوے گا۔ مومنوں کی شفاعت سے ۳۔ یعنی تمہارے دوزخ میں بیٹھ رہنے کی وجہ تمہارا کفر ہے اور شیعوں کی بات نہ مانتا۔ اپنے سرداران کفر کی بات سن کر مان لینا جو تم دنیا میں کرتے تھے۔ دہی اللہ میں ایمان کے سارے ارکان داخل ہیں۔ اللہ کی عبادت نبی کی اطاعت ۴۔ یہاں دعا کو شرک کا مقابل ٹھہرایا گیا جس سے معلوم ہوا کہ دعا۔ معنی عبادت ہے۔ اور غیر خدا کی عبادت شرک۔ دعا۔ معنی پکارنا کسی بندے کو پکارا جائے شرک نہیں۔ نمازی التیمات میں حضور کو پکار کر سلام عرض کرتا ہے۔ **اَللّٰمَّ صَلِّ عَلٰى اَبْنِیَّ النَّبِیِّ** ۵۔ یعنی کھوئی حکم صرف اللہ کا ہے یا قیامت کے دن صرف اللہ کا حکم ہو گا۔ تمام دنیاوی بادشاہوں کی بادشاہت ختم ہو چکی ہو گی۔ دنیا میں حضرات انبیاء کرام باذن رب شرعی حاکم ہیں۔ بعض اولیاء اللہ رب کے حکم کھوئی کے منظر ہو جاتے ہیں کہ جو کہہ دیتے ہیں وہ ہو کر رہتا ہے۔ ۶۔ تاکہ تم ان کو معرفت الہی کا ذریعہ بناؤ۔ دنیا کی ہر چیز معرفت رب کی کتاب ہے ۷۔ یا یہ مطلب ہے کہ بارش نازل فرماتا ہے۔ جو روزی کا سبب ہے یا یہ کہ ہر شخص کی روزی آسمان میں ہے جسے رب بذریعہ فرشتوں کے اتارتا ہے۔ **ذِی السَّلاٰوٰتِ** ۸۔ معلوم ہوا کہ روزی تو سب کے لئے ہے مگر ہدایت سب کے لئے نہیں۔ افسوس کہ ہم کو روزی کی فکر ہے ہدایت کی نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ہدایت اس کو ملتی ہے جس کا رجوع رسول کی طرف ہو۔ کنوئیں سے پانی، سورج سے نور ملتا ہے ہدایت کے آفتاب سے ہدایت ملتی ہے ۹۔ یعنی رب کو راضی کرنے کی سعی کرو۔ سب کی رضا کی فکر نہ کرو۔ رب راضی ہو جائے تو سب کی پرواہ نہیں ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ اپنے فضل سے بچوں کے درجے اونچے فرماتا ہے۔ اور بلا وجہ اونچوں کو نیچا نہیں کرتا۔ بلندی نبی کو ملتی ہے ان کے صدمے سے ان کے غلاموں کو رب فرماتا ہے۔ **اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سُلَیْمٰنَ بْنِ دَاوُدَ** ۱۱۔ یہاں روح سے مراد وحی الہی ہے۔ اسی لئے قرآن کریم کو روح فرمایا گیا۔ **اَوْحٰی اِلَیْكَ ذٰلِکَ** ۱۲۔ یعنی جس کو چاہتا ہے نبی بناتا ہے۔ اس پر وحی بھیجتا ہے۔ معلوم ہوا کہ نبوت کسی چیز نہیں۔ وہ صرف عطاریاتی ہے۔ ہاں بعض نبیوں کو دعا سے نبوت ملی۔ جیسے حضرت ہارون و لوط علیہ السلام۔ ۱۳۔ قبروں سے نکل کر اور کہیں چھپنے کی جگہ نہ پائیں گے ۱۴۔ خود ان کے خیال میں بھی۔ ورنہ رب سے آج بھی کچھ

۴۷۷
۴۷۸

اٰمَنَّا اِثْنَتَيْنِ وَاٰجِبَتِنَا اِثْنَتَيْنِ فَاَعْتَرَفْنَا

تو نے ہیں دو بار مردہ کیا اور دو بار زندہ کیا اب ہم اپنے گناہوں

بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰی خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝۱۰ ذٰلِکُمْ بِاَنَّهُ

بہر مقرر ہوئے تو ان سے نکلنے کی بھی کوئی راہ ہے نہ یہ اس پر ہمارا کجب

اِذَا دَعٰی اللّٰهُ وَحْدَهُ کَفَرْتُمْ وَاِنْ یُّتْرَکْ بِہِ تَوَمُّوْا

ایک اللہ بھلا رہا تا تو تم کفر کرتے ت اور اس کا شرک ٹھہرا یا جاتا تو تم مان لینے کی

فَاَلْحَکُمُ اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ ۝۱۱ هُوَ الَّذِیْ یُرِیْکُمْ اٰیٰتِہٖ

تو حکم اللہ کے لئے ہے جو سب سے بلند بڑا ہے وہی ہے کہ جسے اپنی نشانیاں

وِیَنْزِلْ لَکُمْ مِّنَ السَّمَآءِ رِزْقًا وَّمَا یَتَذٰکُرُ اِلَّا

دکھاتا ہے اور تمہارے لئے آسمان سے روزی اتارتا ہے اور نصیحت نہیں مانتا مگر

مَنْ یُّنِیْبُ ۝۱۲ فَاَدْعُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہٗ الدِّیْنَ

جو رجوع کرے تو اللہ کی بندگی کرو غرض اس کے بندے ہو کر

وَلَوْ کَرِهَ الْکٰفِرُوْنَ ۝۱۳ رَفِیْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ ۝۱۴

بڑے بڑا مانتا کا فرشتہ بلند درجے دینے والا نہ عرش کا مالک

یُلْقِی الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِہٖ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ

ایمان کی جان وحی ڈالتا ہے اپنے حکم سے اپنے بندوں میں جس پر چاہے

لَیْسَ بِیَوْمِ التَّلَاقِ ۝۱۵ یَوْمَہُمْ بَارِزُوْنَ لَا یُخْفِیْ عَلٰی

نہ کو وہ غنے کے دن سے درائے جس دن وہ بالکل ظاہر ہو جائیں گے نہ اللہ پر انھیں کچھ

اللّٰہُ مِنْہُمْ شَیْءٌ لِّمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۝۱۶

حال بھلا نہ ہو گا کہ آج کس کی بادشاہی ہے ایک اللہ سب پر غالب کی گئے

اَلْیَوْمَ تُجْزٰی كُلُّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ لَا ظُلْمَ الْیَوْمَ

آج ہر جان اپنے کئے کا بدلہ پائے گی نہ آج کسی پر زیادتی نہیں ملے

مَنْزِلہ

چھپائیں۔ لیکن کافر چھپا ہوا سمجھتے ہیں۔ ۱۳۔ جب سب بندے فنا ہو جائیں گے تو رب خدا فرمائے گا کہ آج ملک کس کا ہے، اب کون ہے جو جواب دے پھر خود ہی جواب دے گا کہ اللہ واحد قہار ۱۵۔ یہاں اعمال سے مراد وہ گناہ ہیں جو معاف نہ ہو گئے اور وہ نیکیاں جو پروانہ ہو گئی ہوں کیونکہ ان نیکیوں کا بدلہ کچھ نہ ملے گا لہذا اپنے عموں پر ہے اور یہ آیت معافی گناہ والی اور فضیلتی اعمال والی آیتوں کے خلاف نہیں، رب فرماتا ہے: **اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذَّنْبَ جَمِیْعًا** اور فرماتا ہے: **یَغْفِرُ الذَّنْبَ کُلَّہٗ** ۱۶۔ یہاں حکم سے مراد یہ ہے کہ گناہ کی مزا زیادہ یا نیکی کی جزا کم دی جاوے۔ گناہ معاف فرمادینا، نیکی پروانہ دینا اس کا رحم و کرم ہے۔

۱۔ کہ تمام مخلوق کا سارا حساب چار گھنٹہ کی مدت میں لے لے گا۔ قیامت کا باقی دن حضور کی اظہار عظمت میں صرف ہو گا۔ بعد ہمال شفع کی تلاش میں کشیں گے۔ پھر حضور کے مقام محمود پر جلوہ گر رہنے اور نعت خواتین کی نعت خواتین میں عروج ہوں گے۔ رب فرماتا ہے۔ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَقَامًا مَخْصُودًا ۳۲۔ یا تو اس کے ظاہری معنی مراد ہیں کہ دل اپنی جگہ سے ہٹ کر حلقوم میں آجھیں گے کہ نہ باہر آویں نہ اپنی جگہ واپس جاویں مگر موت واقع نہ ہوگی۔ یا سخت صدمہ و رنج مراد ہے۔ ۳۳۔ ہمارے حضور سے کہا جاوے گا۔ قُلْ شَيْئًا مِّنْ عِندِ اللَّهِ يُفْعَلُ۔ محبوب کو تمہاری سنی جاوے گی، شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول ہوگی۔ خیال رکھو کہ رب جس کی بھی

سنتا ہے یا سنے گا حضور کے واسطے۔ حضور برحق کیلری ہیں خالق و مخلوق کے درمیان، دیکھو ہماری کتاب شان حبیب الرحمن انشاء اللہ مومنوں کے دوست بھی کام آئیں گے اور سفارشی بھی اور مومنوں کے سفارشیوں کی بات مانی جائے گی۔ کیونکہ دوستوں اور سفارشیوں کا کام نہ آتا کفار کے عذاب میں شمار کیا گیا ہے۔ ۳۴۔ نکلیوں سے ناغرم عورتوں کو دیکھنا مراد ہے۔ اس پر بھی پکڑ ہے کیونکہ بری نگاہ دل میں شمت کا تخم ہوتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو نگاہ بغیر قصد پڑ جائے وہ معاف ہے مگر عداوت دیکھنے پر پکڑ ہے۔ فرماتے ہیں۔ اَلَّذِي نَكَحَ اَخْتَيْتُهُ عَلَيَّ هَبْ مَعْلُومٌ ہوا کہ بعض دل کی پوشیدہ چیزوں پر بھی حساب و عذاب ہو گا۔ جیسے برے عقیدے اور برے ارادے وہاں غیر اختیاری برے خیالات پر پکڑ نہیں رب فرماتا ہے۔ لَا يَخْفَىٰ لَكَ شَيْءٌ اَلَا نَحْنُ بِاَعْيُنِنَا ۚ لَٰذَآ اٰتٰتُ الْاٰيٰتِ مِمَّنْ تَحٰضِرُ ۚ نَحْنُ ۙ لَٰذَآ اَسَارَةُ شَرِّ اَكْثَرِ اَحْكَامِ بَرِّحْنَ ۚ خَوَاهِ ۙ ہمارے سمجھ میں آئیں یا نہ آئیں جو فیصلے آخرت میں ہوں گے برحق ہوں گے۔ کیونکہ وہ بے جان پتھر ہیں نہ پولیس نہ سٹیں ۳۸۔ کہ اس کا سنا ہمارے بولنے پر موقوف نہیں۔ جب ہم کو یوں نہ آتا تھا تب بھی وہ ہماری سنتا تھا۔ مصرع۔ لطف تو ناگفتہ مای شتوہ۔ ۳۹۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ آیات الہیہ دیکھنے کے لئے سفر کرنا بہتر ہے۔ رب فرماتا ہے قُلْ سِيرُوا فِي الْاَرْضِ فَانظُرُوا ۚ۔ دوسرے یہ کہ جب کفار کی بیٹیوں میں جانا آنا عذاب دیکھنے کے لئے عبادت ہے تو محبوبوں کی بیٹیوں میں جانا آنا رحمت دیکھنے کے لئے بھی عبادت ہے ۴۰۔ بڑی مضبوط عمارتیں ٹہریں، پل وغیرہ جن سے ان کی قوت بالداری اور کارگیری ظاہر ہوتی ہے۔ ۴۱۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کے لئے عذاب سے بچانے والے بہت ہندے مقرر فرماوے گا۔ ۴۲۔ معلوم ہوا کہ نبی کی نافرمانی سے عذاب آتا ہے اس کے بغیر نہیں۔ فرعون نے چار سو سال دعویٰ خدا کی کیا مگر پتار تنک نہ ہوا۔ موسیٰ علیہ السلام کی مخالفت سے عرق ہوا۔

اِنَّ اللّٰهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝۱۱۰ وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاَزْفَةِ

بے شک اللہ جلد حساب لینے والا ہے اور انہیں ڈراؤ اس نزدیک آنے والی آفت

اِذَا الْقُلُوبُ لَدٰى الْخَنَازِرِ كَظٰبِیْنَ ۝۱۱۱ دَمًا لِّلظٰلِمِیْنَ

کے دن سے جب دل خنزیروں کے پاس آجائیں گے ظالموں کے لئے خون کا

مِنْ حَبِیْمٍ ۝۱۱۲ وَلَا تَشْفِعُ ذٰلِکَ ۝۱۱۳ یَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاٰیْمِیْنَ

دوست نہ کوئی سفارشی جس کا کہا نا جائے نہ اللہ جاننا ہے جو پوری ہچکے کی نگاہ

وَمَا تَخْفٰی الصُّدُوْرُ ۝۱۱۴ وَاللّٰهُ یَقْضِیْ بِالْحَقِّ ۝۱۱۵ وَالَّذِیْنَ

اور جو کہ سینوں میں چھپا ہے نہ اور اللہ سہا فیصلہ فرماتا ہے نہ اور اس کے سوا

یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ لَا یَقْضُوْنَ شَیْءًا ۝۱۱۶ اِنَّ اللّٰهَ

جن کو بل رہے ہیں وہ کچھ فیصلہ نہیں کرتے نہ بے شک اللہ ہی

هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۝۱۱۷ اَوَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ

سنتا دیکھتا ہے نہ تو کیا انہوں نے زمین میں سفر نہ کیا

فَیَنْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ کَانُوْا مِنْ

کہ دیکھتے کیا انجام ہوا ان سے

قَبْلِہُمْ کَانُوْا هُمْ اَشَدَّ مِنْہُمْ قُوَّةً وَّاَشَارَکَیْ الْاَرْضِ

انہوں کا علم ان کی قوت اور زمین میں جو نشانیاں پھرتے گئے

فَاَخَذَہُمْ اللّٰهُ بِذُنُوْرِہُمْ ۝۱۱۸ وَمَا کَانَ لَہُمْ مِنَ اللّٰهِ مِنْ

ان سے زائد تو اللہ نے انہیں ان کے گناہوں پر پکڑا اور اللہ سے ان کا کوئی بھائی

وَرٰقٍ ۝۱۱۹ ذٰلِکَ بِاَنَّهُمْ کَانَتْ تَاْتِیْہُمْ رُسُلُہُمْ بِالْبَیِّنٰتِ

ہوا کہ یہ اس لئے کہ ان کے پاس ان کے رسول روشن نشانیاں لے کر آئے

فَلْکَفَرُوْا فَاَخَذَہُمْ اللّٰهُ اِنَّہٗ قَوِیٌّ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۝۱۲۰

پھر وہ کفر کرنے لگے تو اللہ نے انہیں پکڑ لیا بے شک اللہ زبردست سخت عذاب والا ہے

۱۔ چونکہ موسیٰ علیہ السلام مثل سلطان کے تھے۔ اور حضرت ہارون مثل وزیر کے اس لئے یہاں حضرت ہارون کا ذکر نہ فرمایا۔ نیز خصوصی معجزات صرف موسیٰ علیہ السلام کو عطا ہوئے تھے ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ قارون بھی اولاً ذکوۃ کے مسئلہ میں آپ کے خلاف ہوا پھر اصل ثبوت کا منکر ہو گیا۔ یہ تاکہ کبھی ایک مسئلہ شرعی کی مخالفت کفر تک پہنچا دیتی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اسلام کے ایک رکن کا انکار بھی ایسا ہی کفر ہے جیسے سارے رکن کا انکار کیونکہ قارون اولاً "صرف ذکوۃ کی فرضیت کا انکاری تھا مگر اس کا ذکر فرعون کے ساتھ ہوا۔ ۳۔ اس سے مراد فرعون اور فرعون کی لوگ ہیں 'قارون اس سے خارج ہے' کیونکہ وہ اس شورہ میں کبھی

شامل نہ ہوا ۴۔ خیال رہے کہ موسیٰ علیہ السلام سے پہلے فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کی خاطر بنی اسرائیل کے بچے ذبح کرائے تاکہ آپ دنیا میں نہ آئے پائیں۔ مگر اس میں اسے سخت ناکامی ہوئی کیونکہ اس ہی نے آپ کو پالا۔ اب لوگوں کو اسلام سے روکنے کے لئے ذبح کرنا شروع کیا۔ کام ایک ہی ہے مگر مقصد میں فرق ہے ۵۔ اس طرح کہ فرعونوں کا یہ داؤ بھی بیکار ہوا۔ موسیٰ علیہ السلام کے دین کا رواج ہو گیا ۶۔ اپنی جماعت سے محض اپنی عزت و آبرو قائم رکھنے کو ذمہ وہ حضرت موسیٰ سے ذرا تعاد مقابلہ کے دن جوتے چھوڑ کر بھاگ چکا تھا ۷۔ فرعون کا یہ کہنا اس لئے تھا کہ لوگ سمجھیں کہ فرعون موسیٰ علیہ السلام کو قتل تو کر سکتا ہے مگر لوگوں کے سمجھانے بھانے سے قتل نہیں کرتا۔ ورنہ حقیقت میں وہ خود مجبور تھا۔ جو ظالم ہزار ہائے گناہ بچوں کو قتل کر چکا ہو اسے ایک جان لیتی کیا مشکل تھی ۸۔ یعنی تمہیں میری پوجا سے روک دے اللہ واحد قہار کا عبادہ ۹۔ اس طرح کہ اپنی جماعت تیار کر کے میرے مقابل آجائے معلوم ہوا کہ بے ایمان لوگ اصلاح کو فساد کہتے ہیں۔ ۱۰۔ فرعون کی دشمنیاں سن کر لوگوں کے ایمان کے لئے فرمایا ۱۱۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بے ایمانوں کی سختیوں کے جواب میں اپنی بڑائی بیان نہ کرنی چاہیے۔ دوسرے یہ کہ مومن کو اللہ پر توکل چاہیے۔ تیسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ کو صفت ربوبیت سے یاد کرنا چاہیے۔ رب اپنے مراد کی مخالفت فرماتا ہے۔ چوتھے یہ کہ دشمنوں کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے یہ دعا بہت مفید ہے۔ کیونکہ ایک پیغمبر کے منہ سے نکلے ہوئی ہے ۱۲۔ فرعون کا پچھا زاد بھائی جس کا نام شمعان تھا موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لا چکا تھا۔ مگر فرعونوں سے چھپا ہوا تھا۔ ۱۳۔ معلوم ہوا کہ بعض قبیلے لوگ بھی ایمان لا چکے تھے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ خطرہ کے وقت کفار سے اپنا ایمان چھپانا جائز ہے جان بچانے کے لئے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ایسا مجبور مومن کفریات میں شرکت نہ کرے کیونکہ اس

۴۳۹	۴۴۰	۴۴۱
وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِينٍ ۝۲۳	اور بے شک ہم نے موسیٰ کی اپنی نشانیوں اور روشن سند کے ساتھ بھیجا	۴۴۱
إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَقَارُونَ فَقَالُوا سِحْرٌ	فرعون اور ہامان اور قارون کی طرف کہ وہ بولے جادو کر رہے	۴۴۲
كَذٰبٌ ۝۲۴ فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا	بڑا جھوٹا پھر جب وہ ان پر ہمارے پاس سے حق لایا بولے جو اس پر	۴۴۳
اقْتُلُوا أَبْنَاءَ الَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ وَاسْتَحْيُوا نِسَاءَهُمْ	ایمان لانے والوں کے بیٹے قتل کرو اور عورتیں زندہ رکھو کہ	۴۴۴
وَمَا كَيْدُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلٰلٍ ۝۲۵ وَقَالَ فِرْعَوْنُ	اور کافروں کا دلوں میں مگر بھٹکا پھرتا ہے اور فرعون بولا کہ	۴۴۵
ذُرُونِي أَقْتُلْ مُوسَىٰ وَلْيَدْعُ رَبَّهُ إِنِّي أَخَافُ	مجھے چھوڑ دو میں موسیٰ کو قتل کروں اور وہ اپنے رب کو پکارے گا میں ڈرتا ہوں	۴۴۶
أَنْ يُبَدِّلَ دِينَكُمْ وَأَنْ يُظْهِرَ فِي الْأَرْضِ الْفُسَادَ	کہیں وہ تمہارا دین بدل دے گا یا زمین میں فساد پھیلے گا	۴۴۷
وَقَالَ مُوسَىٰ إِنِّي عُذْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُمْ مِنْ كُلِّ	اور موسیٰ نے کہا کہ میں تمہارے اور اپنے رب کی پناہ لیتا ہوں ہر شے سے	۴۴۸
مُتَكَبِّرٍ ۝۲۶ لَا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ ۝۲۷ وَقَالَ رَجُلٌ	کہ حساب کے دن پر یقین نہیں لاتا ہے اور بولا فرعون	۴۴۹
مُؤْمِنٌ ۝۲۸ مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ آيَاتِنَا اتَّقَتْلُونَ	والوں میں سے ایک مومن کہ اپنے ایمان کو چھپاتا تھا کیا ایک مذکور کو اس پر	۴۵۰
رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ	مارے ڈالتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور بے شک وہ روشن نشانیاں تمہارے پاس	۴۵۱
۴۵۲	۴۵۳	۴۵۴

مومن نے حضرت موسیٰ کے قتل کا مشورہ نہ دیا لہذا اس آیت کو روافض کے تفسیر سے کوئی تعلق نہیں 'روافض کا تفسیر یہ ہے کہ دنیاوی نفسانی خواہش کے لئے کفار میں رہنا ان کی حمایت کرنا' انہیں جو کارنا اور دنیا حاصل کرنا جیسا کہ وہ اہل بیت کے لئے ثابت کرتے ہیں محاذ اللہ یہ بھی خیال رہے کہ جان کے خطرہ کے وقت منہ سے کفر تک دنیا بشرطیکہ دل میں ایمان رہے 'جائز ہے ۱۴۔ یہ سوال انکار اور سرزنش کے لئے ہے یعنی ایسا نہ کرو یا ایسا نہ کر سکو گے معلوم ہوا کہ نبی کی حمایت مومنوں کی صفت ہے۔

۱۔ جس سے تمہارے دلوں نے بھی ان کی حقانیت مان لی۔ اگرچہ تم اس کا اقرار نہ کرو۔ یہ کلام درحقیقت تبلیغ بھی ہے جس میں صاف بتایا گیا کہ تمہارا رب فرعون نہیں بلکہ وہ ہے جس نے موسیٰ علیہ السلام کو معجزات دے کر بھیجا ۲۔ یہ نامکن کو نامکن پر معلق کرنا ہے لہذا کفر نہیں جیسے اِنْ تَنْتَظِرُوْنَ فَلَا تَمُوتُوْا۔ ۳۔ اس میں واجب کو واجب پر معلق کرنا ہے جس سے تاکید مقصود ہے۔ یعنی وہ ضرور سچے ہیں۔ اور تم پر ضرور آفت آئے گی۔ بعض اس لئے کہا کہ کچھ عذاب دنیا میں آئے گا اور کچھ آخرت میں ۴۔ کہ خدا پر جھوٹ بات نہ مانی نہ ہو اور نبی بنے یا جھوٹا خدا بنے جیسے اے فرعون تو وہ۔ یعنی تم مصر کے بادشاہ ہو اور نبی اسرائیل پر غالب بھی۔

مَنْ رَبِّكُمْ وَاَنْ يَّكَ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهُ وَاَنْ

تمہارے رب کی طرف سے لائے گئے اور اگر بالفرض وہ غلط کہتے ہیں تو اسی غلطی کا وبال ان پر

يَّكَ صَادِقًا يَّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِي يَعِدُكُمْ اِنَّ

تمہارا اللہ وہ ہے جس نے تمہیں سچا کچھ دیا ہے اور وہ جس کا ہمیں وعدہ دیتے ہیں اس کے بے شک

اللَّهُ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ۝۱۰ يَقُومُ

اللہ راہ نہیں دیتا اسے جو حد سے بڑھنے والا بڑا جھوٹا ہو لے میری قوم

لَكُمْ الْمَلِكُ الْيَوْمَ ظَهْرِيْنَ فِي الْاَرْضِ زُفَرُنْ

آج بادشاہی تمہاری ہے اس زمین میں ظہر رکھتے ہو تو اللہ کے

تَبَصَّرْنَا مِنْ بَاسِ اللَّهِ اِنْ جَاءَنَا قَالِ فِرْعَوْنُ

عذاب سے ہمیں کون بچائے گا ان اگر ہم پر آئے فرعون بولا

مَا اَرْيَكُمْ اَلَا مَا اَرَى وَمَا اَهْدِيْكُمْ اِلَّا سَبِيلَ

میں تو نہیں وہی چھٹاتا ہوں جو میری سوجھ بوجھ میں وہی بتاتا ہوں جو بھلائی

الرَّشَادِ ۝۱۱ وَقَالَ الَّذِيْ اٰمَنَ يَقُومُ اِنِّيْ اَخَافُ

کی راہ ہے ک اور وہ ایمان والا بولا لے میری قوم ک مجھے تم پر اٹھنے

عَلَيْكُمْ مِّثْلَ يَوْمِ الْحَزَابِ ۝۱۲ مِثْلَ دَابِ قَوْمِ

گروہوں کے دن کا سانحہ ہے ک جیسا دستور گزرا قوم کی

نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ وَالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِهِمْ وَمَا

قوم ک اور عاد اور ثمود اور ان کے بعد اوروں کا ک اور اللہ

اللَّهُ يَرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ ۝۱۳ وَيَقُومُ اِنِّيْ اَخَافُ عَلَيْهِمْ

خداوند پر ظلم نہیں چاہتا اور لے میری قوم میں تم پر اس دن سے ڈرتا ہوں

يَوْمَ التَّنَادِ ۝۱۴ يَوْمَ تَوَلَّوْنَ مَدْيَنَ مَّا لَكُمْ مِنْ

جس دن پکار پکارے گی ک جس دن پھوٹے کر بھاگے گے ک اللہ سے نہیں کوئی

تمہیں رب کا زیادہ شکر چاہیے تاکہ تمہاری حکومت و ظلم قائم رہے ۶۔ اس سے منظم خارج ہے جیسے اَنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ وَلَكِنْ اَدْمُ وَعَذُ كَا طَرِيقَہِ یہ ہی مفید ہے کہ وعظ اپنے کو بھی مجرموں میں داخل کر کے گفتگو کرے۔ جیسے کہ ہم آج بے نماز ہو گئے حالانکہ خود نمازی ہے تاکہ وعظ کی خیر خواہی واضح ہو جائے۔ ۷۔ یعنی میرا خیال تو یہ ہی تھا کہ موسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا جائے اگر تمہاری رائے نہیں تو نہ قتل کرو۔ اس سے فرعون کی بے بسی ظاہر ہوتی ہے۔ ورنہ وہ کسی کی رائے ماننے والا کب تھا ۸۔ اگر تم نے موسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا یا ستیا تو یا اگر تم موسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہ لائے تو وہ مگرہوں سے مراد پچھلی باتیں ہیں جو اپنے انبیاء کی مخالفت کی وجہ سے ہلاک ہو گئیں۔ جیسے قوم عاد و ثمود وغیرہ۔ جن کا ذکر آگے آ رہا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ظالم بادشاہ کے سامنے حق بات کہہ دینی بڑا جہاد ہے۔ یہ شخص مجاہد اعظم تھا۔ ۱۰۔ معلوم ہوا کہ فرعون اور فرعون تاریخ سے واقف تھے اور گزشتہ قوموں کی ہلاکت کی انہیں خبر تھی بے خبر نہ تھے۔ ایک قبیلہ یہ تاریخی واقعات بیان کر رہا ہے۔ اور لوگ خاموش ہیں۔ ۱۱۔ جیسے قوم لوط و شعیب وغیرہ۔ ۱۲۔ کہ بغیر نبی جیسے انہیں ہلاک کر دے یہ بھی اس ہی مومن کا کلام ہے اس میں یہ بھی فرمایا گیا کہ فرعون رب نہیں۔ رب قادر و قیوم اللہ تعالیٰ ہی ہے ۱۳۔ یعنی قیامت کے دن جب فرشتے ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ پکاریں گے یا لوگ ایک دوسرے کو پکاریں گے یا اعراف میں کھڑا ہو کر فرشتہ پکارے گا کہ آج موت بھی ذبح کر دی گئی۔ اب جنتی بیش جنت میں اور دوزخی بیش دوزخ میں رہیں گے۔ یہ بھی اس مومن کی تبلیغ ہے کہ لوگوں کو قیامت سے ڈرا رہا ہے ۱۴۔ قبروں سے میدانِ محشر کی طرف یا حساب کے بعد محشر سے دوزخ کی طرف معلوم ہوا کہ وہ مومن تمام عقائد سے واقف ہے۔

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ قیامت میں بچانے والا نہ ہونا کفار کے لئے ہو گا۔ مومنوں کے لئے اللہ تعالیٰ بہت سے بچانے والے قائم فرما دے گا۔ کیونکہ یہ کفار کے بڑا ہی ذکر کیا گیا ہے۔ اس طرح کہ اس کی بد جہلیوں کی وجہ سے اس میں گمراہی پیدا فرما دے جیسے ذبح کی وجہ سے موت۔ لہذا رب کو گمراہ کرنے والا نہیں کہہ سکتے۔ گمراہ کر شیطان ہے جو گمراہی کی رغبت دیتا ہے۔ جیسے رب کو قاتل نہیں کہہ سکتے وہ قاتل موت ہے قاتل نہیں قاتل تو وہ جو جب موت کا سبب کرے ۳۔ موسیٰ علیہ السلام سے نو سو برس پہلے تیسارے باپ دادلوں کے پاس۔ حضرت یوسف علیہ السلام تبلیغ کے لئے شریف لائے۔ خیال رہے کہ فرعون کی عمر چار سو برس سے زیادہ

ہے اور موسیٰ علیہ السلام یوسف علیہ السلام سے نو سو برس بعد ہوئے (روح) ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ فرعون کے زمانہ میں حضرت یوسف علیہ السلام کی تعلیم و تبلیغ کا کچھ نہ کچھ اثر مصر میں پائی تھا۔ اس لئے یہ مرد مومن اس کا حوالہ دے رہا ہے۔ بیانات سے مراد یوسف علیہ السلام کے معجزات ہیں جیسے غیر خواہیے کی بات کرنا خواہوں کی تعبیر بغیر پردے ملک رانی کا اعلیٰ طریقہ وغیرہ ۵۔ کہ تم نے انہیں جلدوگر، شاعر وغیرہ کہا۔ تو ان کے متعلق خود تو کوئی فیصلہ نہ کر سکے۔ لہذا آیت پر یہ اعتراض نہیں کہ کفار کو ان کے حقائق تک نہیں تھا۔ وہ تو ان کے نبی نہ ہونے پر یقین کرتے تھے ۶۔ کہ جب ہم نے یوسف علیہ السلام کی اطاعت نہ کی تو اب کوئی شخص رسول ہونے کا دعویٰ نہ کرے گا اور اگر یہ سچے رسول تھے تو اللہ تعالیٰ اور کسی رسول کو نہ بھیجے گا کیونکہ ہم رسولوں کی بات مانا ہی نہیں کرتے۔ معلوم ہوا کہ مومن کی شان یہ تھی کہ موجودہ نبیوں پر بھی ایمان لائے اور گزشتہ اور آئندہ پر بھی۔ اب مومن وہ ہے جو حضور پر اور سارے گزشتہ نبیوں پر ایمان لائے۔ معلوم ہوا کہ نبی کو بھٹانے والا کوئی نبی بات پا نہیں سکتا۔ اسے اچھے عقائد کی ہدایت ملے ۸۔ اس طرح کہ انبیاء کے معجزات بھٹاتے ہیں۔ بھگوتے سے جھٹانا مراد ہے ۹۔ یہ بیان واقعہ کی صفت ہے۔ یعنی نبی کا مخالف بیش بہے سند ہے دلیل ہی ہانکا کرتا ہے۔ ۱۰۔ معلوم ہوا کہ کفار اور کفر سے بیزاری سنت الہیہ اور سنت مومنین ہے کفار سے راضی ہونا کفار کا طریقہ ہے ۱۱۔ کفری، جس سے اس کے دل میں ہدایت قبول کرنے کی صلاحیت ہی نہیں رہتی۔ جیسے پانی میں رہنے سے لوہے میں کھل جاتا ہے۔ لہذا یہ مردو لا کافر بھی مجرم ہے کہ اس نے مردو لے گناہ کیوں کئے آیت فاکل واضح ہے ۱۲۔ حقائق کے طور پر بیان سے ۱۳۔ اس طرح کہ پہلے پختہ ایٹیں بنا۔ پھر ایٹوں سے محل تیار کر جو موت اونچا ہو۔ رب نے اس کا قول دو سری جگہ یہ نقل فرمایا۔ فَاَوْفَيْتُ بِمَا نَفْسُكَ عَلَيْهِ فَصَدَّقَتْ ۱۴۔ یعنی اس کو اپنے فعل میں آسمان پر

فہم اظہار ۲۳	۶۵۱	المومن ۳۰
اللَّهُ مِنْ عَاصِمٍ وَمَنْ يُضِلِلْ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ۖ وَقَدْ جَاءَكُمْ يُوسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنَاتِ		
بچانے والا نہیں ملے اور میرے اللہ گمراہ کرے اس کا کوئی راہ دکھانے والا		
فَمَا زِلْتُمْ فِي شَكٍّ مِمَّا جَاءَكُمْ بِهِ حَتَّىٰ إِذَا هَلَكَ نَوْمُكُمُ الَّذِي كُنْتُمْ بِهٖ بِهٖ بَاسٍ رُجُوتَ مِنْهُ نَشَافَا تُرَىٰ ذُنُوبَكُمْ حَرَاكَ يَوْمَ تَكُنُ أَفْئِدَةُ كَاذِبَةً وَّطَبَعٌ وَقُورًا ۖ قُلْتُمْ لَنْ يُبْعِثَ اللَّهُ مِنْ بَعْدِهِ رَسُولًا كَذَلِكِ		
ہمیں کبھی اور بے شک اس سے پہلے نہ تھا کہ اس سے موت روغن نشا نیاں لے کر آئے تھیں		
قُلْتُمْ لَنْ يُبْعِثَ اللَّهُ مِنْ بَعْدِهِ رَسُولًا كَذَلِكِ		
تم بولے کہ ہم اللہ کوئی رسول نہ بھیجے گا کہ اللہ یوں ہی		
يُضِلُّ اللَّهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابٌ ۚ الَّذِينَ		
گمراہ کرتا ہے جسے جو حد سے بڑھنے والا شک لانے والا ہے نہ وہ جو اللہ کی		
يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ أَتَتْهُمْ كِبٰرُ		
آیتوں میں جھگڑا کرتے ہیں کبھی کسی سند کے انہیں ملے ہوئے کس قدر سخت		
مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ وَعِنْدَ الَّذِينَ آمَنُوا كَذَلِكِ يَطْبَعُ		
بیزاری کی بات ہے اللہ کے نزدیک اور ایمان والوں کے نزدیک نہ اللہ یوں ہی ہرگز کرتا		
اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ قَلْبٍ مُّتَكَبِّرٌ جَبَّارٌ ۖ وَقَالَ فِرْعَوْنُ		
ہے کبھی شکر سرکش کے سادے دل پر اور فرعون بولا کہ		
يٰٓهٰٓأَيُّهَا مَنِ ابْنِىٓ صِرْحًا لِّعَلِّىَ ۖ اَبْلَغُ ۚ اَلْاَسْبَابُ ۚ اَسْبَابُ		
اے اے ماہان میرے لئے لو بھٹا ملے شالہ شاید میں پہنچ جاؤں راستوں تک کہ کھاتے		
السَّمٰوٰتِ فَاظْلَعْ اِلٰى اِلٰهِ مُوسٰى ۖ وَاِنِّىٓ لَا اَظُنُّهُ		
آسمانوں کے لئے تو موسیٰ کے خدا کو جھانک کر دیکھوں گا اور بے شک میرے گمان میں		
كَاذِبًا ۚ وَكَذٰلِكَ زَيْنُ لِّفِرْعَوْنَ سُوٓءُ عَمَلِهٖ ۚ وَصَدَّقَتْ		
تو وہ جو ماہانہ اور میں ہی فرعون کی گناہوں میں اس کا بھلا کا بھلا کر دیکھا گیا تھا اور وہ راستے سے		
منزل ۶		

چڑھنے کا نہ بنا کر آسمان پر چڑھ جاؤں ۱۵۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو کسی جگہ میں ماننا کفار کا طریقہ ہے۔ رب تعالیٰ نہ کسی خاص جگہ پر ہے نہ ہر جگہ وہ ہند سے پاک ہے۔ آسمان ہماری روزی کی جگہ ہے نہ کہ روزی دینے والے کی۔ ۱۶۔ فرعون کی یہ کہ اس بھی صرف اپنا مجرم رکھنے کو تھی ورنہ اس کا دل مان چکا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام سچے رسول ہیں اور ان کا بیچے والا چارپ ہے اس لئے ایسی نرم گفتگو کر رہا ہے۔ ورنہ صاف کہتا کہ میرے سوا کوئی رب ہو سکتا ہی نہیں۔ آسمان و زمین کا مالک خود میں ہوں اور اگر دہریہ تھا تو کہتا کہ آسمان و زمین خود بخود بن گئے ہیں۔ بہر حال اس کی مجبوری و مقسوری اس عبارت سے ظاہر ہے کہ اب رسول کو بھٹانا دعویٰ نہ کیا کرتا۔ ۱۷۔ سے گناہوں میں مشغول رہنا اس کی اس حالت کے سبب۔

۱۔ اسے شیطان اور نفس مارہ نے راہ حق سے روکا۔ ان بد عملوں کی وجہ سے ۲۔ یعنی فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں جتنے دلوں چلائے سب میں ناکام رہا۔ آخر کار فتح موسیٰ علیہ السلام کی ہوئی۔ یہ سنت الیہ قیامت تک جاری رہے گی ۳۔ یعنی میں موسیٰ علیہ السلام کی اتباع کرتا ہوں تم میری اتباع کرو۔ ہدایت میرے پاس ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جیسے نبی کی اطاعت رب کی اطاعت ہے۔ ایسے ہی علماء دین و مشائخ کی اتباع نبی کی اطاعت ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کے زمانہ حیات میں بھی علماء کی اتباع کی جاوے چنانچہ غیر تقید صحابی فقہا صحابہ کی اتباع کرتے تھے۔ اسی لئے فقہاء فرماتے ہیں کہ حضور کے زمانہ حیات میں اتباع امت کا اعتبار نہیں مگر

قیاس فقہاء کا اعتبار ہے حضرت معاذ بن جبل کو حضور نے حاکم یمن بنا کر بھیجا تو پوچھا کس سے فیصلہ کرو گے۔ عرض کیا کتاب اللہ سے، فرمایا اگر اس میں نہ پاؤ تو عرض کیا اس کے رسول کی سنت سے، فرمایا اگر اس میں بھی نہ پاؤ عرض کیا تمہارے بڑائی خود قیاس کروں گا اس پر حضور بہت خوش ہوئے (ترمذی وغیرہ) ۴۔ اس مرد مومن نے پہلی ہدایت یہ کی کہ دنیا کی برائی اس کی فنان کے ذہن نشین کرائی کیونکہ محبت دنیا تمام برائیوں کی بڑ ہے۔ اسی محبت دنیا میں فرعون خدا بنا اور مرزا قلابانی نبی بن بیٹھا۔ نوز باللہ منہ ۵۔ یعنی آخرت میں اگر آرام ہے تو داعی اور اگر مصیبت ہے تو عیش کی اس لئے آگے نیک و بد اعمال کا ذکر فرمایا کہ یہ آخرت کے آرام و تکلیف کا ذریعہ ہیں۔ ۶۔ یعنی گناہوں کی سزائیں زیادتی نہ ہوگی۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کے ناکچھ بچے دوزخی نہیں ۷۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نیک اعمال کے لئے ایمان ایسی شرط ہے جیسے نماز کے لئے وضو۔ دوسرے یہ کہ ایمان لاکر بدہ نیک اعمال سے بے نیاز نہیں ہوتا۔ عمل ضروری ہے ۸۔ خیال رہے کہ جنت اللہ کے فضل سے ملے گی۔ وہاں کا داخلہ ایمان کے ذریعہ ہے وہاں کے درجات اعمال کے ذریعہ۔ مومنوں کے بچے اپنے ماں باپ کے ایمان و عمل کی وجہ سے جنت اور وہاں کے درجات پائیں گے ۹۔ یعنی اتنا ملے گا کہ حساب بھڑ آئے یا وہاں کے کھانے پینے کا کوئی حساب نہ ہو گا۔ جیسے دنیا کے ہر کام کا حساب ہے۔ یا حساب۔ معنی گمان یعنی انہیں بے گمان روزی ملے گی ۱۰۔ موسیٰ علیہ السلام کی اتباع کی طرف جو جنت ملے گا ذریعہ ہے۔ یہاں مالی، فرمانا ایسا ہے جیسے عرب والے کما کرتے ہیں۔ مالی نازک حینا مجھے کیا ہوا کہ تجھے شکین دیکھتا ہوں۔ یعنی تجھے کیا ہوا۔ (روح) ۱۱۔ یہ قیدیان واقعہ کے لئے ہے کیونکہ خدا کے شریک پر نہ کوئی دلیل قائم ہے نہ کسی کو اس کا علم واقعی ہے لوگ محض اپنے وہم سے شرک کرتے ہیں ۱۲۔ معلوم ہوا کہ نبی کی طرف بلانا درحقیقت رب کی طرف بلانا ہے کیونکہ

۴
۵
۶

الصف

المؤمن

۴۵۲

بسم اظلم ۴۴

عَنِ السَّبِيلِ وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ إِلَّا فِي تَبَابٍ ۝

روکا گیا اور فرعون کا داؤں ہلاک ہونے ہی کو تھا

وَقَالَ الَّذِي آمَنَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُونِ اِهْدِكُمْ سَبِيلَ

اور وہ ایمان والا بولا اے میری قوم میرے پیچھے چلو میں تمہیں بھلائی کی راہ

الرِّشَادِ ۝ يٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الدُّنْيَا مَتَاعٌ

بلاتو اے میری قوم یہ دنیا کا بیٹنا تو کہہ رہتا ہی ہے

وَالْآٰخِرَةُ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ۝ مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً

اور بے شک وہ پہلا ہمیشہ رہنے کا گھر ہے جس جو برا کام کرے تو اسے

فَلَا يَجْزِي الْاَمْتِلَهَا وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ

بدلہ نہ ملے گا مگر اتنا ہی جسے اور جو اچھا کام کرے

اَوْ اَنْتَنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ

نواہ عورت اور جو مسلمان ہو تو وہ جنت میں داخل کئے جائیں گے

يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ وَيَقُوْمُ مَا لِيْ اَدْعُوْكُمْ

وہاں بے گنتی رزق پائیں گے اور اے میری قوم مجھے کیا مواں نہیں بلاتا ہوں

اِلَى النَّجْوٰى وَتَدْعُوْنِنِيْ اِلَى النَّارِ ۝ تَدْعُوْنِنِيْ

نجات کی طرف بلاتے اور تم مجھے جلائے ہو دوزخ کی طرف مجھے اس طرف بلاتے ہو

لَا كُفْرَ بِاللّٰهِ وَاَشْرَكَ بِهٖ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ۝

کہ اللہ کا انکار کروں اور اسے شریک کر دوں جو میرے علم میں نہیں ہے

وَاَنَا اَدْعُوْكُمْ اِلَى الْعَزِيْزِ الْغَفَّارِ ۝ لَا جَرَمَ اَتَمْنَا

اور میں تمہیں اس عزت والے بہت بخشنے والے کی طرف بلاتا ہوں کہ آپ ہی ثابت ہو کر بھی

تَدْعُوْنِنِيْ اِلَيْهٖ لَيْسَ لَهُ دَعْوَةٌ فِى الدُّنْيَا وَلَا

کی طرف مجھے بلاتے ہو اسے بلاتا نہیں کام کا نہیں دنیا میں نہ

مستزل ۶

اس مومن نے لوگوں کو موسیٰ علیہ السلام کی طرف بلایا تھا کہ ان کی پیروی کرو۔ ۱۳۔ اس کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ ان چھوٹے پیروں کی طرف سے کوئی داعی اور مبلغ نہیں آئے۔ رب کی طرف سچے پیغمبر اور مبلغ دعوت دینے کے لئے بھیجے گئے۔ اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ انبیاء کرام اور علماء و صوفیاء رب تعالیٰ کی دلیل ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ تَصٰلٰٓیْ اَنْتُمْ اَنْتُمْ لَا يٰلَهُدٰی فِی الدُّنْيَا وَلَا فِی الْاٰخِرَةِ سچا رب وہ ہے جس کی طرف سچے رسول جاتا رہے ہیں۔

اب بعد موت سزا و جزا کے لئے لفظ اسے راضی کر دیا۔ یعنی نزل عذاب کے وقت میری نصیحت یاد کرو گے اور پچھتاؤ گے۔ مگر اس وقت پچھتانا کام نہ آئے گا۔ معلوم ہوا کہ وہ ولی اللہ یہ بھی جانتا تھا کہ قوم ایمان نہ لائے گی یہ بھی جانتا تھا کہ ان پر عذاب الہی آئے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے مقبولوں کو ظلم غیب دیتا ہے۔ ۳۔ فرعونوں نے بجائے نصیحت قبول کرنے کے اس مومنین کو دھمکانا شروع کیا کہ ہم تجھیں قتل کر ڈالیں گے۔ اس لئے اس نے یہ کہنا یہ دعا برصیبت اور دشمن کے مقابلہ کے وقت پڑھنی چاہیے۔ بہت مفید ہے۔ ۴۔ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اس قبلی مومنین نے بھی نجات پائی اگرچہ وہ فرعون کی قوم سے تھا۔ نیز اس قبلی نے بھی نجات پائی جو

ہر وہی تھا اور موسیٰ علیہ السلام کا ہتھکڑیاں رہا کرتا تھا۔ صرف موسیٰ علیہ السلام کی سی شکل بنانے کی وجہ سے جیسا کہ مرقاة شرح مشکوٰۃ میں مَنْ شَبَّهَ يَفْقَهُمْ حدیث کی شرح میں ہے ۵۔ چنانچہ وہ مومنین شمعان یا حریتل فرعونوں سے نکل کر پہاڑ میں داخل ہو گیا۔ نماز کی نیت باندھ دی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے آس پاس درندوں جانوروں کا پہرہ مقرر فرما دیا۔ فرعون نے ایک ہزار سپاہی اس کی تلاش میں بھیجے جو اس غار تک پہنچے۔ ان میں سے بعض کو درندوں نے پھاڑ ڈالا بعض بھاگ کر فرعون کے پاس پہنچے اور یہ واقعہ اس سے بیان کیا۔ فرعون نے ان سپاہیوں کو سولی دے دی تاکہ یہ راز ظاہر نہ ہو جائے (خزانة العرفان و روح البیان) ۶۔ کہ دنیا میں تو فرعون کے ساتھ ڈبو دیئے گئے۔ قبر و آخرت میں سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ ۷۔ اس طرح کہ ان کی قبروں میں دوزخ کی گرمی تو ہر وقت ہی رہتی ہے مگر آگ کی پٹی صبح و شام ہوتی رہے گی قیامت تک۔ قبر سے مراد عالم برزخ ہے اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ عذاب قبر برحق ہے دوسرے یہ کہ عذاب قبر جہنم میں داخل ہو کر نہ ہو گا بلکہ دوسرے دوزخ کی گرمی پہنچا کر۔ تیسرے یہ کہ حساب قبر صرف ایمان کا ہے اور حساب قیامت میں ایمان و اعمال دونوں کی جانچ ہے اس لئے کہ اس آیت میں آل فرعون کے لئے دو عذابوں کا ذکر ہوا جہنم کی آگ پر پیش ہونا قیامت سے پہلے پھر قیامت میں دوزخ میں داخل ہونا ۸۔ اس دن عذاب کے فرشتوں کو علانیہ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کے عذاب مختلف ہوں گے سخت کافروں کا عذاب بھی سخت ہے بلکہ کافروں کا عذاب بھی ہلکا جیسا کہ اشد سے معلوم ہوا۔ ۱۰۔ فرعون اور فرعونوں کو یا سارے کفار۔ معلوم ہوا کہ دوزخ میں یہ لازمی جگہ کے کفار کے ساتھ خاص ہیں۔ مومنین گنہگار اگرچہ دوزخ میں جاویں لیکن یہ آہیں کے لہن طعن نہ ہوں گے۔ انشاء اللہ ۱۱۔ کہ تمہاری بدولت کافر بنے آج کچھ کام آؤ۔ ان کی یہ بکواس ہر طرف سے مایوسی کے بعد ہو گی۔ ۱۲۔ یعنی ہم

۲۳	۵۳	۲۳
فی الاخرة وان مودنا الى الله وان المسرفين		
آخرت میں اور یہ ہماری پھرنا اللہ کی طرف سے ہے اور یہ کہ حد سے گزرنے والے		
هم اصحاب النار ۴۳ فستذكرون ما اقول لكم		
یہ دوزخی ہیں تو جلد وہ وقت آتا ہے کہ جو میں تم سے کہہ رہا ہوں		
وافوض امری الى الله ان الله بصير بالعباد ۴۴		
اے بلکہ وہ گھرے اور میں اپنے کام اللہ کو سونپتا ہوں۔ بے شک اللہ بندوں کو دیکھتا ہے		
فوقه الله سيئات ما مكروا و احاق بال فرعون		
تو اللہ نے اسے بھال دیا ان کے مکر کی برائیوں سے اور فرعون والوں کا		
سوء العذاب ۴۵ النار يعرضون عليها غدا و		
برے عذاب نے آج کل آگ میں ہو صبح و شام پیش کئے		
وعشيائ و يوم تقوم الساعة ۴۶ ادخلوا ال		
جاتے ہیں شام اور جس دن قیامت قائم ہو گی تم ہو گاتے فرعون والوں کا		
فرعون اشد العذاب ۴۷ واذ يكتاجون في النار		
سخت تر عذاب میں داخل کرو گے اور جب وہ آگ میں باہر نکلنے لگیں		
فيقول الضعفاء الذين استكبروا انا كنا لكم		
تو کمزور ان سے کہیں گے جو بڑے ہوتے تھے ہم تمہارے تابع		
تبعنا فقل انتم مغنون عنا نصيبا من النار ۴۸		
تھے لہ تو کیا تم ہم سے آگ کا کوئی حصہ گھٹا کر دے گے		
قال الذين استكبروا انا كل فيهما ان الله قد		
اور تکبر والے بولے ہم سب آگ میں ہیں لہٰذا بے شک اللہ بندوں		
حكم بين العباد ۴۹ وقال الذين في النار لخرقة		
میں فیصلہ فرما چکا کہ اور جو آگ میں ہیں اس کے داروغوں		
مذلول		

بھی چو طرف سے آگ میں ہیں تمہاری آگ میں سے اپنے پر کس طرح لیں ۱۳۔ دوزخی دوزخ میں اور جنتی جنت میں جا چکے۔ اب عذاب ہلکا کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافر کو جو تکلیف اول داخلہ کے وقت ہو گی وہ ہی بیش رہے گی دنیا کی طرح عادت پڑنے کے بعد کم محسوس نہ ہو گی۔

۱۔ معلوم ہوا کہ جنہی کفار دوزخ میں پہنچ کر ہرزگوں کے وسیلہ کے قائل ہو جائیں گے اگرچہ دنیا میں اس کے منکر تھے۔ اسی لئے وہ دوزخ کے فرشتوں سے دعا کے لئے عرض کریں گے۔ ۲۔ ہم کافروں کے لئے دعائے مغفرت نہیں کرتے معلوم ہوا کہ کافروں کے لئے دعا مغفرت کوئی منع ہے ۳۔ یعنی آخرت میں کفار کی دعا قبول نہ ہوگی۔ دنیا میں ان کی دعا کی قبولیت میں اختلاف ہے۔ حق یہ ہے کہ ان کی بعض دعائیں قبول ہو جاتی ہیں ۴۔ اس طرح کہ ان کے دلائل قوی کریں گے۔ ان کا دین سب دینوں پر غالب کریں گے ان کے دشمنوں سے بدلہ لیں گے۔ خیال رہے کہ کبھی مسلمانوں کا مغلوب ہو جانا عارضی طور پر امتحان کے لئے ہوتا ہے۔ پھر انجام کار غلبہ مومنوں ہی کو حاصل ہوتا ہے۔ رب فرماتا ہے۔ **وَأَنذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظَّى** ۵۔ قیامت کے دن جبکہ فرشتے اور امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کزشتہ رسولوں کی تبلیغ اور کفار کی سرکشی کی گواہی دیں گے۔ ایسے ہی اللہ تعالیٰ مومن کی مدد مرتے وقت اور قبر میں بھی فرماتا ہے کہ ایمان پر قائم رکھتا ہے۔ اس ہی کی مدد سے ایمان پر خاتمہ قبر کی کامیابی نصیب ہوتی ہے فرماتا ہے **بِئْسَ اللَّهُ الَّذِينَ هَمُّوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ** ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار مسلمانوں کی توبہ و مغفرت وہاں بھی قبول ہوگی کافر کا ایمان مرتے وقت کی توبہ قبول نہیں مسلمان کی مرتے وقت کا توبہ قبول ہوگی۔ مومن کے لئے رحمت اور اچھا گھر ہو گا۔ اس طرح کہ کافر دوزخی ایک دوسرے پر لعنت کریں گے اور فرشتوں، جتنی مسلمانوں بلکہ خود رب تعالیٰ کی طرف سے ان پر پھنکار پڑے گی۔ یہ لعنت بھی صرف کفار کے لئے ہے۔ گنہگار مومن اس سے محفوظ ۸۔ حدی سے مراد یا تورات ہے یا معجزات یا رہنمائی۔ تیسرے معنی نہایت موزوں ہیں۔ یعنی ہم نے مومن علیہ السلام کو رہنمائی بادی بنایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام لوگوں کو ہدایت نبی سے ملتی ہے۔ اور نبی کو براہ راست حق تعالیٰ سے جیسے تمام جہان کو روشنی سورج سے اور سورج کو روشنی رب تعالیٰ نے بلا واسطہ بخشی۔ پیغمبر ظہور نبوت اور کتاب کے نزول سے پہلے ہی ہدایت پر ہوتے ہیں۔ مومن علیہ السلام فرعون کے گھر پرورش پانے کے زمانہ میں بھی ہدایت پر تھے کہ فرعون کو چیت لگاتے رہتے تھے ۹۔ کتاب سے مراد تورات یا تمام وہ کتاب و صحیفے ہیں جو نبی اسرائیل کو بواسطہ رسل ملے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ علماء و ارباب رسول ہوتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کی وراثت مالی تقسیم نہیں ہوتی۔ ان کی وراثت مالی نہیں نکالی ہے۔ ان سے کمال لوہے میراث ہمیشہ ملتی رہے گی ۱۰۔ معلوم ہوا کہ پیغمبروں کی تعلیم سے عقلمند لوگ ہی فائدہ اٹھاتے ہیں۔ یہاں عقل سے مراد وہی عقل ہے جو دین کی طرف رہنمائی کرے۔ ۱۱۔ وہ تمہارا دین ضرور غالب فرما دے گا

رب نے یہ وعدہ پورا فرمایا۔ ۱۲۔ یہاں گناہ کی نسبت حضور کی طرف کسب کی نہیں بلکہ تصدیق کی ہے یعنی جن چیزوں کو آپ نے گناہ بنا دیا جیسے کہا جاتا ہے کہ چوری اسلام کا گناہ ہے یعنی جسے اسلام نے گناہ قرار دیا۔ یا یہ نسبت ذمہ داری کی ہے۔ جیسے وکیل کتاب ہے میرا مقدمہ ۱۳۔ مع شام سے مراد ہمیشہ ہے رب فرماتا ہے۔ **وَلَا يَهْدِيكُمْ فِيهَا مَن كَانَ كَاذِبًا** ۱۴۔ یعنی کفار قریش جو قرآنی آیات جھٹلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ لہذا اس سے علماء کرام کی قرآنی صحیح تائیلیں اور علمی خدمات خارج ہیں۔ کہ وہ جھگڑا نہیں بلکہ جھگڑا مٹاتا ہے۔

جَهَنَّمَ أَدْعَاؤُكُمْ يُخَفِّفُ عَنَّا يَوْمَ الْقِيَامِ الْعَذَابَ ۱۵

سے بلوے اپنے رب سے دعا کرو گے ہم پر عذاب کا ایک دن ہلکا کر دے

قَالُوا أَوَلَمْ تَكُ تَأْتِيكُمُ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا

انہوں نے کہا کیا تمہارے پاس رسول روشن نشانیاں نہ لاتے تھے بولے

بَلَىٰ قَالُوا فَاذْعُوا وَمَا دَعَا الْكَافِرِينَ إِلَّا رَفِي

ہوں نہیں بلوے تو تمہیں دعا کرو گے اور کافروں کی دعا نہیں سحر بھٹکتے

ضَلِيلٌ ۚ إِنَّا لَنَنصِرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا إِنَّا

پھرنے کو کس بے شک ہم ضرور اپنے رسولوں کی مدد کریں گے اور ایمان والوں کی

الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْقَادُ ۚ يَوْمَ لَا

گناہ دنیا کی زندگی میں اور تمہیں دن گواہ کھڑے ہوں گے جس دن

يُنْفَعُ الظَّالِمِينَ مَعَذَرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ

ظالموں کو انکے بہانے بکھڑا نہ دیں گے اور انکے لئے لعنت ہے ث اور

سُوءُ الدَّارِ ۚ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْهُدَىٰ وَأَوْرَثْنَا

ان کے لئے برا گھر اور بے شک ہم نے موسیٰ کو رہنمائی عطا فرمائی ث اور

بَنِي إِسْرَءِيلَ الْكِتَابَ ۚ هُدًى وَذِكْرَىٰ لِأُولَىٰ

بنی اسرائیل کو کتاب کا وارث کیا ہ عقلمندوں کی ہدایت اور

الْأَلْبَابِ ۚ فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَاسْتَغْفِرْ

نصیحت کو نہ تو لے محبوب تم مبرک روئے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے ث اور انہوں کے

لِذُنُوبِكُمْ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ ۚ

گناہوں کی معافی چاہو گے اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے صبح اور شام اسکی پاکی پلو

إِنَّ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ بِغَيْرِ سُلْطَانٍ

تک وہ جو اللہ کی آیتوں میں جھگڑا کرتے ہیں بے کسی سند کے جو انہیں ملی ہو

ہم نے یہ وعدہ پورا فرمایا۔ ۱۲۔ یہاں گناہ کی نسبت حضور کی طرف کسب کی نہیں بلکہ تصدیق کی ہے یعنی جن چیزوں کو آپ نے گناہ بنا دیا جیسے کہا جاتا ہے کہ چوری اسلام کا گناہ ہے یعنی جسے اسلام نے گناہ قرار دیا۔ یا یہ نسبت ذمہ داری کی ہے۔ جیسے وکیل کتاب ہے میرا مقدمہ ۱۳۔ مع شام سے مراد ہمیشہ ہے رب فرماتا ہے۔ **وَلَا يَهْدِيكُمْ فِيهَا مَن كَانَ كَاذِبًا** ۱۴۔ یعنی کفار قریش جو قرآنی آیات جھٹلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ لہذا اس سے علماء کرام کی قرآنی صحیح تائیلیں اور علمی خدمات خارج ہیں۔ کہ وہ جھگڑا نہیں بلکہ جھگڑا مٹاتا ہے۔

۱۔ جس نے انہیں حضور کی اطاعت سے محروم رکھا کہ ہم قوم کے سردار ہیں۔ کسی کی اطاعت کیوں کریں۔ خیال رہے کہ کافر کے مقابل جہاد میں مومن کا تکبر کرنا مہارت ہے۔ مسلمان بھائی کے مقابل تکبر حرام ہے اور نبی کے مقابل تکبر کفر شیطان نے تیسرا تکبر کیا مارا گیا۔ ۲۔ بلکہ ذیل ہوں گے، ایسا ہی ہوا ۳۔ معلوم ہوا کہ حاسدوں کے کرے اللہ کی پناہ مانگنی چاہیے، رب فرماتا ہے۔ **وَمِنْ شَرِّ مَا بَدَأَ أَحَسُّهُ ۝۳ تَسَادُّيْ دَانَسْتُمْ** ذرہ رب کی قدرت سب چھوٹی بڑی چیز پر یکساں حاوی ہے رب فرماتا ہے۔ **إِنَّمَا أَفْكُهُمْ أَفْكُهُمْ لَكُلِّ شَيْءٍ قَدْ لَدُنَّ عَيْنٌ** آیت کا مقصد یہ ہے کہ جب ہم نے آسمان و زمین ایجاد فرما دیئے تو انہیں دوبارہ پیدا فرمانا کیا مشکل ہے۔

معلوم ہوا کہ دینی قیاس نہ کرنا جرم ہے۔ کفار نے اپنی دوبارہ پیدا کرنا کو آسمان و زمین کی پیدائش پر قیاس نہ کیا اس لئے یہ عتاب فرمایا گیا۔ ۶۔ یہ اندھے اور اٹھارے کا بیان ہے۔ یعنی یہاں اندھے سے مراد کافر اور اٹھارے سے مراد مومن ہے۔ ۷۔ قیامت کا نام ساعت بھی ہے کیونکہ وہ مومن کو ایک گھڑی سی معلوم ہوگی۔ یا اس لئے کہ قیامت کا قیام اچانک مل بھر میں ہو جاوے گا۔ ۸۔ حالانکہ قیامت پر ہزار ہا دلائل قائم ہیں۔ ہمارا روزانہ سو کر جانا قیامت کی دلیل ہے۔ خشک کھیتوں کا بارش سے ہرا ہوا ہو جانا قیامت کی برہان ہے۔ یہاں بہت لوگوں سے مراد قیامت کے منکر کافر ہیں اور کثرت سے کثرت اضافی مراد ہے کیونکہ کافر زیادہ ہیں مومن تھوڑے۔ ۹۔ یعنی میری عبادت کرو میں قبول کروں گا۔ جیسا کہ اگلی آیت سے معلوم ہو رہا ہے، یا مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔ یا مجھے پکارو میں جواب دوں گا پانچھ سے بھیک مانگو میں عطا کروں گا بہر حال دعا کرنی ہے رب سے ہر چھوٹی بڑی چیز مانگنی بھی عبادت ہے کہ اس کا حکم دیا گیا۔ خیال رہے کہ اس عبادت یا دعا کے قبول کرنے کا وعدہ ہے جو قابل قبول ہو۔ رب فرماتا ہے۔ **إِنِّي يَفْعَلُ مَا تَكَلِّمُ الطَّيِّبُ ۝۱۰** اس طرح کہ رب کی عبادت میں اپنی توہین سمجھتے ہیں۔ مسجد میں آئے، فقراء کے ساتھ کھڑے ہونے میں اپنی ذلت تصور کرتے ہیں جیسے عام سرداران قریش کا حال تھا۔ لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ۱۱۔ معلوم ہوا کہ رسوائی اور ذلت صرف کفار کے لئے ہوگی۔ اور گنہگار مومن اگرچہ جہنم میں جائے مگر اس کی رسوائی اور ذلت نہ ہوگی اس کا حال کسی کو معلوم نہ ہو گا ۱۲۔ اول رات میں سو کر آخر رات میں رب کی بارگاہ میں رو کر جہنمی اور روحانی آرام پاؤ۔ معلوم ہوا کہ رات کھیل تماشوں میں گزارنا گناہ ہے۔ بلکہ بلاوجہ جاگتے رہنا مناسب نہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ۱۳۔ تاکہ اس میں کمائی کرو اور ہر کام اطمینان سے انجام دو۔

فیہ ناظم ۳۳	۵۵	الدون ۴۰
<p>أَتَمُّهُمْ إِنْ فِي صُدُورِهِمْ الْكَبِيرُ مَا هُمْ بِبَالِغِيهِ ان کے دلوں میں نہیں مگر ایک بڑائی کی ہوس نے جسے نہ پہنچیں گے نہ</p> <p>فَأَسْتَعِذُّ بِاللَّهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ۝۱۱ لَخَلَقَ تو اللہ کی پناہ مانگو بے شک وہی نشا دیکھا ہے کہ بے شک</p> <p>السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ أَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلَكِنَّ آسمانوں اور زمین کی پیدائش آدمیوں کی پیدائش سے بہت بڑی دیکھیں</p> <p>أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝۱۲ وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَى بہت لوگ نہیں سمجھتے کہ اور اندھا اور اٹھارے</p> <p>وَالْبَصِيرُ ۝۱۳ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ برابر نہیں اور نہ وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے</p> <p>وَلَا الْمُسِيءُ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ۝۱۴ إِنَّ السَّاعَةَ اور بدکاروں کا کتنا کہ دھیان کرتے ہو بے شک قیامت ضرور</p> <p>لَأْتِيَةٌ ۝۱۵ لَأَرَىٰ فِيهَا وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَوْمِنُونَ ۝۱۶ آنے والے ہے تاکہ اس میں بدکاروں کو نہیں دیکھیں بہت لوگ ایمان نہیں لاتے نہ</p> <p>وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ اور تمہارے رب نے فرمایا مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا بے شک وہ جو</p> <p>يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ میری عبادت سے اونچے سمجھتے ہیں نہ عنقریب جہنم میں جائیں گے</p> <p>دَاخِرِينَ ۝۱۷ اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِتَسْكُنُوا ذیل ہو کر اللہ ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی کہ اس میں آرام</p> <p>فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۝۱۸ إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَىٰ پاؤں اور دن بنایا آنکھیں کھولنا کہ بے شک اللہ لوگوں پر فضل</p>		

۱۔ معلوم ہوا کہ جس کو جو ملا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ملا، نہ کہ اپنے ذاتی استحقاق سے ۲۔ خیال رہے کہ ہر نعمت کا شکر جدا لگانا ہے۔ وقت کا شکر یہ ہے کہ ہر وقت جائز کام میں صرف کرے اور کچھ وقت اللہ کے ذکر اور دینی خدمت میں خرچ کرے۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ ہر چیز کی ذکوۃ ہے ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر چھوٹی بڑی، بری بھلی چیز کا اللہ تعالیٰ خالق ہے۔ جو کسی چیز کا خالق غیر اللہ کو مانے وہ اس آیت کا مخالف ہے جیسے معتزلہ کہ وہ اعمال کا خالق خود بندے کو مانتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بری چیزوں کا پیدا فرمانا برائیاں ہیں۔ شیطان برا ہے مگر شیطان کا پیدا کرنا برا نہیں۔ اس میں ہزار بار شکایتیں ہیں ۴۔ کہ رب کو چھوڑ کر بتوں کی پوجا کرتے

ہو۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر کا راستہ سیدھا ہے جو خدا تک پہنچاتا ہے۔ باقی راستے اونڈھے ۵۔ اللہ کی آیتوں سے مراد یا تو قرآنی آیات یا حضور کے معجزات ہیں، ان کے انکار کرنے سے مراد ان کا قبول نہ کرنا اور نہ ماننا ہے یا آیتوں سے مراد دلائل قدرت ہیں جو عالم میں پھیلے ہوئے ہیں۔ تو ان کے انکار سے مراد ان میں غور نہ کرنا ہے یا ان چیزوں کو کسی اور کی مخلوق ماننا۔ آیت کا مقصد یہ ہے کہ جو اسلام سے محروم رہا وہ ہمیشہ اونڈھے ہی کام کرے گا قلب ٹھیک ہو تو قالب درست ہوتا ہے۔ عقیدے درست ہوں تو اعمال خیر ہوتے ہیں ۶۔ جس میں کہ تم زندگی اور موت کے بعد ٹھہرو گے خیال رہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر قیام عارضی ہے جیسے ہم کچھ دیر کے لئے ہوائی جہاز کے ذریعے ہوائیں اڑیں۔ عیسیٰ علیہ السلام بھی زمین پر ہی رہیں گے اور زمین میں ہی دفن ہوں گے۔ یا یہ مطلب ہے کہ تمہاری خاطر زمین کو ٹھہرا دیا کہ بالکل جنبش نہ کرے۔ لہذا موجودہ سائنس کا زمین کو متحرک ماننا باطل ہے ۷۔ جو تہ کی طرح ہمیشہ تم پر سایہ کئے ہوئے ہے ۸۔ کہ تمہیں سیدھی قامت بخشی، جانوروں کی طرح نہ بنایا۔ تمہیں کھانے کے لئے ہاتھ بخشے تاکہ تمہارا سر رزق کے آگے نہ جھکے رازق کے آگے جھکے سبحان اللہ ۹۔ حلال و مزیدار چیزیں کہ بھوسہ جانور کھائیں۔ دائرہ ہزار طرح کی غرائیں بنا کر تم کھاؤ۔ اس سے معلوم ہوا کہ حلال مزیدار رزق چھوڑ دینا فقیری نہیں بلکہ گناہ ہے مگر چھوڑ دینا فقیری اور کمال ہے حضور نے مرغ بھی کھائے ہیں ۱۰۔ کہ بڑے چھوٹے اس کے حاجت مند ہیں، وہ سب سے بے نیاز غنی، خیال رہے کہ اللہ رب العالمین ہے حضور رحمتہ للعالمین ہیں۔ یعنی جس کا اللہ رب ہے اس کے لئے حضور رحمت ہیں ۱۱۔ حقیقی زندہ ہمیشہ سے زندہ ہمیشہ تک زندہ صرف وہ ہے باقی مجازی عارضی زندہ ہیں۔ ایسے ہی حقیقی کارساز صرف وہ ہے۔ مجازی کارساز اس کے محبوب بندے ۱۲۔ ظاہری باطنی شرک سے بچتے ہوئے ۱۳۔ دنیا میں تشریف لانے سے پہلے ہی کیونکہ حضور نے نبوت کے ظہور اور قرآن

النَّاسِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ﴿١﴾ ذَلِكُمْ

والا ہے نہ لیکن بہت آدمی شکر نہیں کرتے نہ وہ ہے

اللَّهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ لَّا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ذَا الَّذِي

اللہ تمہارا رب ہر چیز کا بنانے والا ہے اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں کو کہاں اونڈھے

تَوْفُكُونَ ﴿٢﴾ كَذَلِكَ يُؤْفِكُ الَّذِينَ كَانُوا بِآيَاتِ اللَّهِ

جاتے ہوئے یوں ہی اونڈھے ہوتے ہیں وہ جو اللہ کی آیتوں کا

يُجْحَدُونَ ﴿٣﴾ اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ قَرَارًا

انکار کرتے ہیں اللہ ہے جس نے تمہارے لئے زمین ٹھہراؤ بنائی ہے

وَالسَّمَاءَ بَنَاءً وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُورَكُمْ وَ

اور آسمان پچھتاتے اور تمہاری تصویریں اچھی بنالیں ہے

رَبُّكُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ ذَلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ فَتَبَرَّكُوا

اور تمہیں سفیدی چیزیں روزی دینے والے ہے اللہ تمہارا رب تو بڑی برکت والا

اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴿٤﴾ هُوَ الْحَيُّ لَّا إِلَهَ إِلَّا هُوَ

ہے اللہ رب سارے جہان کا وہی زندہ ہے اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں

فَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ

تو اسے پوچھو جو اسے ہی کے بندے ہو کر تم سب کو دیا اللہ کو جو سارے

الْعَالَمِينَ ﴿٥﴾ قُلْ إِنِّي نُهَيْتُ أَنْ أَعْبُدَ الَّذِينَ

جہان کا رب تم فرماؤ میں منع کیا گیا ہوں کہ انہیں پوجوں جنہیں

تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَمَّا جَاءَنِيَ الْبَيِّنَاتُ مِنْ

تم اللہ کے سوا پوجتے ہو گئے جب کہ میرے پاس روشن دلیلیں میرے

رَبِّي وَاهْتَرْتُ أَنْ أُسَلِّمَ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٦﴾ هُوَ

رب کی طرف سے آئیں کہ اور مجھے حکم ہوا کہ رب العالمین کے حضور گردن رکھوں کہ

کے نزول سے پہلے بھی غیر خدا کی عبادت نہ کی۔ ۱۴۔ یہاں دعا کے معنی صرف پکارنا نہیں بلکہ پوجنا ہیں کیونکہ اس کے مقابلہ میں اسلام کا ذکر ہے۔ نیز اس سے پہلے بھی پوجنے کا ذکر ہو چکا ہے۔ نہایت اہل علم اسلام میں غیر خدا کی پوجا شرک ہے نہ کہ محض پکارنا۔ اس کی تحقیق ہماری کتاب جاء الحق میں ملاحظہ کریں۔ ۱۵۔ یہاں روشن دلیلوں سے مراد وہ دلائل توحید ہیں جو رب تعالیٰ نے حضور کو پہلے سے سمجھا دیئے تھے۔ نہ کہ صرف آیات قرآنیہ (روح) کیونکہ حضور اول ہی سے دین فطرت پر قائم، رب کے عابد و ساجد تھے لہذا آیت کے معنی یہ نہیں کہ جب قرآن انرا تو میں نے بتوں کی عبادت چھوڑی۔ دیکھو ابراہیم علیہ السلام نے بچپن شریف میں ہی چاند سورج تاروں کو ڈوبتے دیکھ کر فرمایا کہ یہ رب کیسے ہو سکتے ہیں (قرآن کریم) ۱۶۔ یعنی اس کی اطاعت و فرمانبرداری کروں، اس میں ساری عبادات داخل ہیں۔ اس

(بقیہ صفحہ ۷۵۶) سے معلوم ہوا کہ حضور اول سے ہی عبادت سے واقف ہیں۔

۱۔ اس طرح کہ آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا فرمایا۔ پھر ان کی نسل کو نطفے سے یا اس طرح کہ مٹی سے غذائی غذا سے نطفہ اور نطفہ سے انسان۔ بہر حال آیت کریمہ پر کوئی اعتراض نہیں۔ خیال رہے کہ انسان کے خیر میں اگرچہ پانی ہوا آگ بھی ہے۔ مگر یہ چیزیں مٹی کے تابع ہیں۔ جیسے روٹی پکانے کے لئے پانی سے آتا گوندھا جاتا ہے۔ ۲۔ کہ نطفہ ماں کے رحم میں چالیس دن کے بعد قطرہ خون بن جاتا ہے۔ پھر چالیس دن کے بعد پارہ گوشت پھر پچھ ۳۔ تا سمجھ 'مکروہ روح البیان' نے

فرمایا کہ چھ سال کی عمر تک انسان طفل کہلاتا ہے۔ پھر صبی انسان کی عمریں اور ان کے نام ہم پہلے تفصیل وار ذکر کر چکے ہیں ۳۔ جوانی ۱۸ سال سے تیس سال تک کی عمر کا نام ہے۔ بعض نے فرمایا کہ یہ عمر شباب کی ہے اکیس سال کی عمر اشد کی (روح) ۵۔ پچاس سال سے آخر عمر تک کا نام بڑھاپا ہے۔ بعض نے فرمایا کہ اسی برس تک بڑھاپا پھر ہریم یعنی شہاپا جبکہ انسانی عقل کٹ جاتی ہے۔ اسے اردو میں سٹھ جانا۔ پنجابی میں سترہ ہمتہ ہو جانا کہتے ہیں۔ واللہ و رسولہ اعلم ۶۔ بڑھاپے سے پہلے یا جوانی سے بھی پہلے موت آ جاتی ہے۔ یہ بھی رب کی قدرت ہے کہ بعض قوی لوگ جلد مر جاتے ہیں اور کمزور دیر تک جیتے رہتے ہیں ۷۔ مقرر وعدے سے مراد یا موت ہے تب تو یہ پچھلے مضمون ہی کا بیان ہے یا قیامت ہے تو مطلب یہ ہوا کہ جیسے دنیا میں ایک خاص وقت تک رہتے ہو ایسے ہی عالم برزخ میں بھی خاص وقت تک ہی رہو گے وہاں بھی ہنگامی نہیں ۸۔ کہ خالق وہ ہے جو ان سب کو حرکت دے رہا ہے جس کی قوت و ارادے سے سارے عالم میں انقلاب ہو رہے ہیں ۹۔ اس میں قدرت کا ذکر ہے اور پہلی آیت میں قانون کا یعنی قانون ہے مٹی نطفہ وغیرہ سے بنانا۔ قدرت ہے فقط ارادہ سے پیدا فرمانا یا وہاں اجسام کی پیدائش کا ذکر ہے یہاں عالم امر کی پیدائش کا ذکر ۱۰۔ اس طرح کہ آیت قرآنیہ کو جھوٹا ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں یعنی کفار اس آیت کو مجتہدین علماء کے اختلاف سے کوئی تعلق نہیں کہ ان کے اختلافات آیات کی تحقیق کے لئے ہیں۔ اسی لئے آگے ارشاد ہے۔ کذبوا بالکتب ۱۱۔ انہیں نفس امارہ اور شیطان حق سے باطل کی طرف پھیلتا ہے۔ پھر اسی بکری کو کھاتا ہے جو ربوڑ سے علیحدہ ہو جائے ۱۲۔ اس سے انبیاء کرام کی کتابیں یا ان کے معجزات یا ان کے عقائد مراد ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کو تمام انبیاء ان کی کتب ان کے معجزات ان کے درجات پر ایمان لانا ضروری ہے۔ ۱۳۔ معلوم ہوا کہ یہ تینوں عذاب کفار سے خاص ہیں گنہگار مومن ان سے محفوظ رہے گا یعنی گلے میں طوق پاؤں میں زنجیر۔ محبت کردوزخ میں پھینکا جانا مرے ہوئے کتے کی طرح ۱۴۔ معلوم ہوا کہ کفار کو پہلے کھولتے پانی میں غوطہ دیا جائے گا پھر دوزخ میں پھینکا جائے گا۔ یہ تمام کام فرشتے کریں گے ۱۵۔ بت یا چاند سورج وغیرہ یا ان کے سرداران کفر۔ غرضیکہ اس کو انبیاء سے کوئی تعلق نہیں۔

فون اظہر ۳۳	۷۵۷	المؤمن ۳۰
<p>الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوا أَشَدَّكُمْ ثُمَّ لِيَكَونُوا شِيبًا وَهَؤُلَاءِ مِنْكُمْ مَنْ يَتُوبُ مِنْ قَبْلُ اس لئے کہ بولٹھے ہوٹ اور تم میں کوئی پہلے ہی اٹھا یا جاتا ہے کہ</p> <p>وَلِتَبْلُغُوا أَجَلَ مَسْمُومٍ وَلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۱۰ ھو اور اس لئے کہ تم ایک مقررہ عمر تک پہنچو اور اس لئے کہ سمجھو کہ وہی ہے</p> <p>الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰ ۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ </p>		

انہ کے یہ سب چیزیں دوزخ میں ہی موجود ہوں گی مگر ان کفار کی امداد نہ کر سکیں گی بلکہ سورج و چتر وغیرہ تو اور عذاب دیں گے ۲۔ اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ ہم کسی بت کی پوجا کرتے ہی نہ تھے۔ تب تو یہ اپنے شرک کا انکار ہے یا جن کی ہم پوجا کرتے تھے وہ کچھ بھی نہ تھے۔ ہم تو ان کی مدد کی آس لگائے تھے۔ آج معلوم ہوا کہ وہ کچھ نہیں کر سکتے۔ ۳۔ کہ آج وہ اپنے شرک کو بھی بھول گئے۔ یاد دیا میں باطل کو حق سمجھ بیٹھے ۴۔ اس طرح کہ بت پرستی پر فخر کرتے اور خوش ہوتے تھے ۵۔ معلوم ہوا کہ ناحق خوشی کفر ہے اور حق عبادت ہے۔ رب فرماتا ہے۔ قَدْ يَفْضِلُ اللَّهُ ذُرِّيَّتَهُ لِيُذِيكَ ذُرِّيَّتَهُمَا لَقَدْ اَهْوَى دِيْوَالِي كِيْ خُوشِي كُفْرِيْ

عید کی خوشی عبادت، دیوتاؤں کے جنم دن منانا کفر ہے اور حضور کا عید میلاد منانا عبادت ۶۔ کفار کا ہر گروہ اس دروازے سے جائے جس کا وہ اہل ہے۔ جہنم کے مختلف طبقے ہیں ہر طبقے کے علیحدہ دروازے جنت کا بھی یہی حال ہے ۷۔ جو انبیاء و اولیاء علماء امت کے مقابل غرور اور تکبر کرتے تھے، ان کے پاس بیٹھے، ان کی اطاعت کو اپنی توہین سمجھتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کی بارگاہ میں تکبر کفر ہے۔ وہ بیٹھے ہونے کی جگہ ہے ۸۔ ان کفار کی ایذا پر اور ان پر جہاد نہ کرو یا ان کے عذاب میں جلدی نہ کرو۔ یہ اپنے وقت پر ضرور آئے گا۔ پہلی صورت میں یہ آیت منسوخ ہے دوسری میں محکم ۹۔ یہ اگر مگر رب کے علم کے لحاظ سے نہیں وہ تو عظیم و خیر ہے مقصد یہ ہے کہ کفار پر بعض عذاب آپ کی حیات شریف میں آئیں گے جیسے بدر و حنین کے عذاب اور بعض آپ کی وفات کے بعد جیسے زمانہ حجاب خصوصاً عمر فاروق کے زمانہ کی فتوحات کے عذاب جو جنگ قادسیہ و یرموک وغیرہ میں آئے۔ ظاہری آنکھوں سے حیات شریف میں دکھانا ہے ورنہ حضور اب بھی سارے عالم کو دیکھ رہے ہیں ۱۰۔ قرآن شریف میں صراحت، خیال رہے کہ قرآن کرم میں بعض رسولوں کے نام صراحت آئے مگر ان کا واقعہ بالکل مذکور نہ ہوا جیسے حضرت یس علیہ السلام بعض کے واقعات تو مذکور ہوئے مگر نام نہ آئے جیسے حضرت حزقیل و خضر علیہ السلام بعض پیغمبروں کے نام بھی مذکور ہیں اور قصے بھی جیسے حضرت عیسیٰ و موسیٰ علیہما السلام۔ بعض کا بالکل ذکر نہیں جیسے حضرت دانیال وغیرہ مگر اجمالی ذکر سب کا ہے۔ خیال رہے کہ کل ان پیغمبروں کا قرآن میں صریحی ذکر ہے ۱۱۔ یہاں حضور کے علم کی نفی نہیں بلکہ قرآن میں بیان کرنے کی نفی ہے ورنہ حضور ہر پیغمبر کے حال کو جانتے ہیں رب فرماتا ہے لَقَدْ نَقَّصَ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ رُسُلٍ حُضُور لَمْ يَمْرُجْ فِي تَمَامِ پیغمبروں سے ملاقات فرمائی۔ حضور ان انبیاء سے گفتگو بھی فرماتے تھے۔ رب فرماتا ہے۔ وَاسْتَفْزِجْنَا مِنْ أَنْبَاءِ رُسُلٍ قَدْ كُفِرْنَا بِهِمْ ۱۲۔ شان نزول کفار مکہ دن

صَلُّوا عَنَّا بَلْ لَمْ يَكُنْ نَدْعُوا مِنْ قَبْلُ شَيْئًا

وہ تو ہم سے تم کو نہ پکارتے بلکہ ہم پہلے کچھ بلاتے ہی نہ تھے

كَذَلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ الْكَافِرِينَ ۱۲ ذَلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

اللہ یوں ہی گمراہ کرتا ہے کافروں کو کہ یہ اس کا بدلہ ہے جو تم

تَفْرَحُونَ فِي الْأَمْصِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ

زیرین میں باطل بد خوش ہوتے تھے اور اس کا بدلہ ہے جو تم

تَتَرَحَّضُونَ ۱۳ اَدْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَلِدِينَ فِيهَا

اترتے تھے فی جہنم کے دروازوں میں نہ اس میں ہمیشہ رہنے

فِي سَفْسَفٍ مِّنْ مَّوْءِي الْمُنْكَبِرِينَ ۱۴ فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ

تو کیا ہی برا تھا کتنا مفرودوں کا کہ تو تم صبر کرو کہ بے شک اللہ کا

اللَّهُ حَقٌّ ۱۵ فَمَا تُرِيكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ

وعدہ پہنچا ہے تو اگر ہم نہیں دکھا دیں کہ وہ چیز جس کا انہیں وعدہ دیا جاتا

أَوْ تَوَفِّيكَ ۱۶ فَالْيَنَّا يَرْجِعُونَ ۱۷ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا

جہاں ہمیں پہلے ہی وفات دی تھی ہر حال انہیں ہماری ہی طرف پھرنا اور بے شک ہم نے

رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ

تم سے پہلے کتنے رسول بھیجے کہ جن میں کسی کا احوال تم سے بیان فرمایا نہ

وَمِنْهُمْ مَّنْ لَمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ

اور کسی کا احوال نہ بیان فرمایا نہ اور کسی رسول کو ہمیں پہنچتا

أَنْ يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ فَإِذَا جَاءَ أَمْرٌ

کہ کوئی آیت نہ آئے بلکہ حکم خدا کے بل پھر جب اللہ کا حکم

اللَّهُ قُضِيَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكَافِرُونَ ۱۸

آئے گا چاہے فرما دیا جائے گا اور باطل والوں کا وہاں خسارہ

رات نئے نئے معجزات حضور سے مانگتے تھے دیکھے ہوئے معجزوں پر بس نہ کرتے تھے کہتے تھے کہ سونے کے پہاڑ دو وغیرہ ان کی تردید میں یہ آیت نازل ہوئی۔ خیال رہے کہ سب معجزات رب کے اذن سے ہوتے ہیں کسی میں پیغمبر کو اختیار دیا جاتا ہے جیسے عصا کا سانپ کہ جب والا سانپ بنا کسی میں نہیں دیا جاتا جیسے نزول آیات قرآنیہ۔ ۱۳۔ یعنی اب یہ لوگ عذاب یا موت دیکھ کر ہی ایمان لائیں گے جب کہ ایمان لانا مستحکم نہ ہو گا۔ ورنہ قبول ایمان کے لئے ایک معجزہ ہی کافی ہوتا ہے۔ انہوں نے تو ہزار ہا معجزے دیکھے تھے

۱۔ یعنی تمہارے استعمال کے بعض جانور وہ ہیں جن پر تم صرف سوار ہوتے ہو، کھاتے نہیں جیسے گھوڑا، بکری، بعض کو صرف کھاتے ہو سوار نہیں ہوتے جیسے بکری، مرغی، بعض کو کھاتے بھی ہو ساری میں بھی استعمال کرتے ہو۔ جیسے اونٹ، بیل، یہ حرم مع جمع کے لئے نہیں ۲۔ ان کے دودھ، ان کا اڑنے استعمال ہوتے ہیں ۳۔ کہ ان پر لاد کر سامان تجارت لے جاؤ اور نفع کماد ۴۔ جنگلی میں جانوروں پر سمندر میں کشتیوں پر سفر کرتے ہو، پانی کشتی کو غرق نہیں کرتا ۵۔ ان سواروں سے پتہ لگاؤ کہ جیسے سمندر کا سفر کشتی کے بغیر ناممکن ہے ایسے ہی دنیا کا سفر شریعت کی نئی کے بغیر نہیں ہو سکتا ۶۔ یعنی یہ نشانیاں ایسی ظاہر ہیں یا ظاہر ہوں گی کہ ان کے انکار کی کوئی صورت نہ ہوگی۔ انکا انکار نہ کرے مگر عقل کا

اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَنْعَامَ لِتَرْكَبُوا مِنْهَا وَ

اللہ ہے جس نے تمہارے لئے جو پائے بنائے کسی پر سوار ہو اور

مِنْهَا تَأْكُلُونَ ۝ وَلَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ وَلِتَبْغُوا

کسی کا گوشت کھاؤ اور ان میں سے ہی فائدے ہیں اور اس لئے کہ

عَلَيْهَا حَاجَةٌ فِي صُدُورِكُمْ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ

تم ان کی پیٹھ پر اپنے دل کی مرادوں کو پہنچاؤ اور ان پر اور کشتیوں پر

تَحْمَلُونَ ۝ وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ فَاسْمِعُوا آيَاتِ اللَّهِ تَتَذَكَّرُونَ ۝

سوار ہوئے ہوئے اور وہ آپس اپنی نشانیاں دکھاتا ہے تو اللہ کی کوئی نشانی کا انکار کرے

أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ

لے کیا انہوں نے زمین میں سفر نہ کیا کہ وہ دیکھتے ان سے

عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَانُوا أَكْثَرُ مِنْهُمْ

انگوں کا کیا انجام ہوا کہ وہ ان سے بہت تھے کہ

وَأَشَدَّ قُوَّةً وَآثَارًا فِي الْأَرْضِ فَمَا أَعْنَى

اور ان کی قوت اور زمین میں نشانیاں ان سے زیادہ تو ان کے کیا کام

عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝ فَلَمَّا جَاءَتْهُمْ

آیا جو انہوں نے کمایا نہ تو جب ان کے پاس

رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَرِحُوا بِمَا عِنْدَهُمْ مِنْ

ان کے رسول روشن دلیلیں لائے تو وہ اس پر خوش رہے اور ان کے پاس

الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ۝

دنیا کا علم تھا اور انہیں ہر اٹھ بڑا جس کی ہنسی بناتے تھے اٹھ

فَلَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا قَالُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَحْدَهُ وَكَفَرْنَا

پھر جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھا بولے ہم ایک اللہ پر ایمان لائے تھے

جہالت یا ان کے عقلی علوم جو نبی کی تعلیم کے خلاف تھے۔ جیسے آج سائنس والے کہتے ہیں کہ آسمان کچھ نہیں یا زمین گھومتی ہے یا معراج ناممکن ہے کہ ان میں قرآن و حدیث کی مخالفت ہے ۱۳۔ دنیا میں رب کا عذاب جس کو وہ عقل کے خلاف جانتے تھے۔ ۱۴۔ یعنی اب عذاب دیکھ کر ایمان لائے یہ ایمان بالیقین نہ ہوا جو ضروری ہے۔

ایک یہ کہ قرآن کریم آہستگی سے تیس سال میں نازل ہوا۔ دوسرے یہ کہ قرآن صفت جمال الہی کا مظہر اتم ہے اس لئے رحمت و کرم کا ذکر فرمایا۔ ۵۔ مثالیں 'وعدے' وعید' ذات و صفات کی آیات تفصیل وار مذکور ہیں۔ ۶۔ معلوم ہوا کہ قرآن صرف عربی میں ہے لہذا اس کا ترجمہ قرآن نہ ہو گا۔ نہ اسے نماز میں پڑھ سکیں نہ اس کی تلاوت پر تلاوت قرآن کے احکام جاری ہوں۔ نہ ترجمہ سے سجدہ تلاوت واجب۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن کریم لوگوں کی ہدایت کے لئے آیا نہ کہ حضور کی ہدایت کے لئے۔ حضور تو پہلے سے ہی ہدایت یافتہ تھے۔ یہاں سننے سے مراد توجہ اور قبول کا سنا ہے۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ تلاوت قرآن کے وقت خاموشی چاہیے۔ ۸۔ کفار یہ کہ اس مذاق یا فخر کے طور پر کہتے تھے کہ ہم کفر میں ایسے پختہ ہیں کہ آپ کی تعلیم ہمارے دلوں پر اثر نہیں کرتی۔ معلوم ہوا کہ جب دن برے آتے ہیں تو انسان عیب کو ہنر سمجھنے لگتا ہے۔ جیسے آج بعض غافل مسلمان نمازیوں کا مذاق اڑاتے ہیں اپنے سینما بازی اور لغو پر فخر کرتے ہیں۔ اللہ محفوظ رکھے۔ ۹۔ ان کی یہ باتیں بالکل سچی تھیں جس کا قرآن کریم نے بھی جگہ جگہ ذکر فرمایا۔ مگر یہ سچ بولنا کفر تھا معلوم ہوا کہ کبھی سچ بھی کفر ہوتا ہے۔ شیطان نے کہا اَعْدِیْنِیْ خدا یا تو نے مجھے گمراہ کر دیا۔ سچ تھا مگر یہ بولنا کفر ہوا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا یہ خلاف واقع تھا۔ نبی ظالم نہیں ہوتے مگر یہ بولنا تو بہ و ایمان قرار پایا۔ صوفیاء نے اس سے بہت سے عشقی مسائل مستنبط فرمائے ۱۰۔ یعنی تم ایمانی کام کئے جاؤ ہم کفر کئے جائیں۔ یا جو تم سے ہو سکے ہمارا بگاڑ لو جو ہم سے ہو سکے گا تمہیں نقصان پہنچائیں گے ۱۱۔ یہاں قل صرف حضور کے فرمانے کے لئے فرمایا گیا کسی اور کو حق نہیں کہ حضور کو بشر کہہ کر پکارے۔ رب فرماتا ہے۔ لَا تَجْعَلُوْا دَعَاۃَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ دَعَاۃَ بَعْضِهِمْ بَعْضًا جیسے کہ بعض پیغمبروں نے اپنے آپ کو ظالم یا ضال کہہ کر فرمایا۔ اگر ہم انہیں ان الفاظ سے یا ان کو کافر ہو جائیں۔

استاذ

مَنْزِلٌ

۱۔ کہ نہ خدا ہوں نہ خدا کا بیٹا۔ خالص بندہ ہوں۔ یہ جبر اضافی ہے الوہیت کے لحاظ سے۔ یہ مطلب نہیں کہ میں نہ رسول ہوں نہ شفاعت کرنے والا نہ عالم کا مختار۔ صرف بشر ہوں تمہاری طرح۔ خیال رہے کہ نبی کو بشر منقسم کہنے والا یا خدا تعالیٰ ہے یا خود نبی، یا شیطان و کفار۔ اب انہیں بشر کہہ کر پکارتے والا خود سوچ لے کہ وہ کون ہے۔ ۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ہم میں اور نبی میں وحی الہی کا فرق ہے کہ وہ صاحب وحی ہیں ہم نہیں۔ اس وحی کے فرق نے نبی کو امتی سے ایسا ممتاز فرمادیا جیسے باطن نے انسان کو دیگر حیوانات سے جیسے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ انسان و جانوروں میں فرق ہی کیا صرف باطن کا فرق ہے ایسے ہی یہ نہیں کہا جاسکتا کہ ہم میں اور رسول میں فرق ہی کیا ہے صرف وحی کا فرق ہے۔ دوسرے یہ کہ ہمارے عقیدہ توحید اور رسول کے عقیدہ توحید میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ انہوں نے وحی سے توحید جانی مانی۔ ہم نے ان کے بتائے سے۔ ان کا استاذ رب تعالیٰ ہے ہمارے استاد وہ حضرات ہیں۔ ۳۔ یعنی وہ عقیدے و اعمال کرو جو رب تک پہنچادیں، اس کا نام صراطِ مستقیم ہے یہ وحی ہے جو نبی لے کر دنیا میں تشریف لائے ۴۔ کفار کفر سے معافی مانگیں گنہگار گناہ سے۔ نیک کاری کی کر کے بھی معافی مانگیں کہ مولا تیرے دربار کے لائق نیکی نہ ہو سکتی ۵۔ ایسے مقام پر شرک سے مراد کفر ہے لہذا آیت کا یہ مطلب نہیں کہ مشرکین کے لئے تو خرابی ہے دیگر کفار کے لئے نہیں ۶۔ اس طرح کہ ایمان اختیار نہیں کرتے، ایمان جانی ذکوۃ ہے کیونکہ یہ آیت کہہ ہے اور ذکوۃ مدنیہ طیبہ میں فرض ہوئی۔ یا ذکوۃ کو واجب نہیں سمجھتے یا آئندہ جو ذکوۃ کا حکم آئے والا ہے اسے یہ فرض نہ سمجھیں گے ورنہ کافر یہ ذکوۃ دینی فرض نہیں ہے جو کبھی ختم نہ ہو یعنی جنت کی داعی نعمتیں یا جو مسلمان نیک اعمال کرتا ہو پھر یروڑھا یا لالچ و مجبور ہو جاوے تو اس کو ایسا ہی ثواب ملتا رہتا ہے (خزانہ) یا صدقہ جاریہ اور نیک اولاد کے باعث مومن کو قبر میں بھی ثواب ملتا رہتا ہے ۸۔ اس طرح کہ اس کے رسول کو نہیں مانتے کیونکہ مشرکین عرب خدا کے منکر نہ تھے ۹۔ یعنی دونوں کی مدت میں، کیونکہ اسوقت سورج نہ تھا۔ ایک دن زمین بنائی دوسرے دن پھیلائی۔ رب فرماتا ہے

مَنْ أَظْلَمُ ۚ ۶۱ ۚ

۱۔ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحٰى اِلٰى اِنَّمَا الْهَكَمُ اِلٰه

۲۔ آدمی جوئے میں کو میں نہیں بیٹھا ہوں۔ مجھے وحی ہوتی ہے کہ تمہارا مجبور ایک ہی

۳۔ وَاٰحَدٌ قٰسْتَقِيْمُوْا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ وَوَيْلٌ

۴۔ مجبور ہے نہ تو اس کے حضور سیدھے رہو نہ اور اس سے معافی مانگو نہ اور

۵۔ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ۚ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ

۶۔ خرابی ہے شرک والوں کو نہ وہ جو ذکوۃ نہیں دیتے نہ اور وہ

۷۔ بِالْآخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۚ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

۸۔ آخرت کے منکر میں بے شک جو ایمان لائے اور اچھے

۹۔ الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرٌ مِّمَّنْوْنَ ۚ قُلْ اِنْتُمْ لَتَكْفُرُوْنَ

۱۰۔ کا کہے ان کے لئے یہ انہما کو اب ہے نہ تم ہاؤ کیا تم لوگ اس کا انکار رکھتے ہو نہ

۱۱۔ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهُ

۱۲۔ جس نے دو دن میں زمین بنائی نہ اور اس کے ہمسرہ نہ

۱۳۔ اِنْدَادًا ۚ ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۚ وَجَعَلَ فِيْهَا رَاسِي

۱۴۔ ہو نہ وہ ہے سارے جہان کا رب نہ اور اس میں اس کے اوپر سے

۱۵۔ مِنْ فَوْقِهَا وَبَرَكَ فِيْهَا وَقَدَّرَ فِيْهَا اَقْوَامًا ۚ فِيْ

۱۶۔ تنگ کر دئے اور اس میں برکت رکھی نہ اور اس میں اس کے بسنے والوں کی روزیاں مقرر

۱۷۔ اَرْبَعَةً اَيَّامٍ ۚ سَوَآءٌ لِّلْسَآئِلِيْنَ ۚ ثُمَّ اسْتَوٰى اِلٰى

۱۸۔ کہیں یہ سب ملا کر چار دن جس دن چھبیس جواب پڑھتے والوں کو چھ آسمان کی طرف قصد

۱۹۔ السَّمٰوٰتِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وِلَدَارِضِ اٰتِيْنِا

۲۰۔ فرمایا اور وہ دھواں تھا کہ اس سے اور زمین سے فرمایا کہ دونوں حاضر ہوں

۲۱۔ طَوْعًا اَوْ كَرْهًا قَالَتَا اٰتَيْنَا طَارِعِيْنَ ۚ فَقَضٰهُنَّ

۲۲۔ خوشی سے چاہے ناخوشی سے دونوں نے عرض کی ہم رعبت کے ساتھ حاضر ہوئے نہ تو انہیں پڑے

۲۳۔ مَآزِلُ ۚ ۶۲ ۚ

۱۵

زمین میں پیدا فرمائیں۔ باطنی برکت رکھی کہ اس ہی زمین میں انبیاء اولیاء پیدا فرمائے۔ معلوم ہوا کہ زمین آسمان سے افضل ہے کہ نبیوں کی جائے سکونت ہے ۱۳۔ دو دن زمین کی پیدائش کے دو دن روزی کی پیدائش کے کل چار دن ہوئے۔ اتوار۔ پیر۔ منگل۔ بدھ (روح) اس سے معلوم ہوا کہ رزق کی پیدائش مردوق سے پہلے ہو چکی ہے پھر انسان رزق کی زیادہ فکر کیوں کرے۔ رزق جسم سے چار ہزار سال پہلے پیدا ہوئی اور رزق روح سے چار ہزار برس پہلے پیدا ہوا (روح۔ ابن عباس) ۱۵۔ یعنی لوگ اگر پہچین تو یہ جواب دیدو تاکہ آپ کی نبوت کا ثبوت ہو ۱۶۔ معلوم ہوا کہ زمین کی پیدائش آسمان سے پہلے ہے جو پانی کے جھاگ کی شکل میں وہاں تھی جہاں آج کعبہ منظم ہے۔ آسمان پانی کا بخار ہے جو دھوئیں کی شکل میں تھا ۱۷۔ یعنی فرمانبرداری کرو۔ ظاہر یہی ہے۔ زمین و آسمان کو یہی یہ حکم دیا گیا۔ ان

۲۔ یعنی ہر آسمان کے رہنے والے فرشتوں کو ان کے مناسب احکام جاری فرمائے چنانچہ بعض فرشتے ہمیشہ سے قیام میں ہیں۔ بعض رکوع میں بعض جہدے میں بعض

سَبْعَ سَمَوَاتٍ فِي يَوْمَيْنِ وَأَوْحَىٰ فِي كُلِّ سَمَاءٍ

اَمْهَا وَ اَنْتَا السَّيِّءُ الدِّينِ اَصَابِعُ حَفْظًا

احکام ایچھے نہ اور مانے پیچھے کے آمان کو چلا غرض سے آراستہ کیا نہ اور نیکیاں کے لئے ہی

ذٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ﴿١٦﴾ ۞ فَاِنْ عَرَضُوا فَقُلْ

أَنْذَرْتُكُمْ صَاعِقَةً مِثْلَ صَاعِقَةِ عَادٍ وَثُيُودٍ

نہ فرماؤ کہ میں نہیں ڈرتا ہوں ایک کوک سے جس کوک عاد اور نوح پر آئی تھی

جب رسول ان کے آگے پہنچے پھرتے تھے ۛ

خَلِقُمْ لَاتَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ قَالُوا لَوْ شَاءَ رَبُّنَا

لَا تَزَلْ مَلَائِكَةٌ فَاتَايَ مَا أُرْسِلْتُمْ بِهِ كِفْرُونَ ﴿١٥﴾

و فرشتے اتارنا نہ تو جو کہ تم لے کر بیٹھے گئے ہم اسے نہیں مانتے کہ

يَا مَعْشَرَ آدَمَ اسْتَقْبِلُوا آيَاتِي وَلَا تُخَلَّفُوا فِي الدِّينِ وَافِدًا ۚ

وہ جو عمارتوں کے لئے زمین میں ناسحق بکری کیا

وَقَالُوا مِنْ أَشَدِّ مَقَاوِفَةٍ أَوْلَمْ يَرَائِنَ

اللّٰهُ الَّذِي خَلَقَهُمْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً

اللہ جس نے انہیں بنایا ان سے زیادہ قوی ہے ﴿۱۵﴾

اور ہمارے آیتوں کا انکار کرتے تھے تو ہم نے ان پر ایک آندھی

۲ منزل

کہ کفار و رسولوں اور ان کی کتابوں کا انکار کرتے تھے مگر یہ انکار رب کا انکار قرار دیا گیا ہے۔

تھے ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ تکبر حق بھی ہوتا ہے اور ناحق بھی۔ حق تکبر اچھا ہے اور ناحق کی وجہ سے عزت والا جاننا عبادت ہے۔ لیکن دیوں، نبیوں اور اللہ کے مقبول بندوں کے

وہ گڑھا۔ بڑی بڑی چٹانیں اکیلا آدی اٹھالیتا تھا۔ وہ سمجھتے تھے کہ اگر عذاب آج ہی گیا تو ہم میں سو جتیں۔

تہذیب میں۔ ان عبادتوں کا مجموعہ اسلامی نماز ہے (از روح)
نیز کسی آسمان سے روشنی آ رہی ہے، کسی سے رزق، کسی
سے موت، خیال رہے کہ یہاں حکم سے مراد بخوبی حکم
ہے بشر۔ حق یا نکلیفی نہیں۔ اسی لئے فرشتوں کو عبادت
پر ثواب نہیں ۳۰۔ یہاں فحطے آسمان سے مراد پہلا آسمان
ہے اور چوتھا آسمان سے مراد تارے ہیں ۳۱۔ اس سے معلوم
ہوگا کہ تاروں سے تقدیر اور غیب کے حالات معلوم کرنے
درست نہیں کیونکہ تاروں کی خلقت اس مقصد کے لئے
نہیں۔ حفظ کے معنی حفاظت ہیں۔ تارے آسمانوں کی
حفاظت کا ذریعہ ہیں کہ ان سے آسمان قائم ہے اور ان ہی
کی وجہ سے شیاطین آسمان تک نہیں پہنچ سکتے۔ جب
تارے مٹ جائیں گے۔ آسمان فنا ہو جائے گا۔ خیال
رہے کہ حضور کے صحابہ و علماء زمین کے تارے ہیں جن
سے زمین کی رونق اور بقا ہے۔ ان کے فنا ہونے پر زمین
فنا ہو جائے گی ۳۲۔ کہ جس آسمان پر جو فرشتہ یا حکم مقرر
فرمایا اس میں رب کی لاکھوں نگاہیں ہیں ۳۳۔ کہ ایسا تبلیغ
بیان سکر ایمان نہ لائیں ۳۴۔ چونکہ عاد و ثمود کی اجڑی
ہستیاں مکہ والوں نے دیکھی تھیں، نیز عاد و ثمود اپنے
پیغمبروں کے ہم قوم تھے اس کے باوجود کفر کے سبب ہلاک
ہو گئے۔ انہیں پیغمبر کا رشتہ کام نہ آیا اس لئے خصوصیت
سے ان دو قوموں کا ذکر فرمایا۔ خیال رہے کہ حضور کی
تشریف آوری سے عام آسمانی عذاب آنا بند ہو گیا۔ لیکن
خاص لوگوں پر آسکتا ہے بلکہ آخر زمانہ میں آئے گا۔ لہذا
یہ دُرُ اُنا بالکل درست ہے اور اس آیت سے مسئلہ امکان
کتاب ثابت نہیں ہوتا ۳۵۔ یعنی ان قوموں کے رسول ہر
طرح سے انہیں تبلیغ کرتے تھے اور ہر تدبیر سے انہیں
ہدایت دیتے تھے ۳۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ مشرک و کافر
صرف ایمان کے مکلف ہیں، ایمان لانے کے بعد احکام
شرعیہ کے مکلف ہوتے ہیں کیونکہ رسولوں نے انہیں
صرف ایمان کا حکم دیا ۳۷۔ یعنی اگر رب تعالیٰ کسی کو نبی
جانتا تو فرشتے کو بتاتا۔ نہ کہ ہم جیسے انسان کو۔ کیونکہ نبوت
انسانی قابلیت سے اعلیٰ درجہ ہے یہ لوگ لکڑی پتھر کو خدا

مان لیتے تھے مگر انسان کو نبی ماننے میں تامل کرتے تھے اب اس سے جو یمن کے علاقہ میں شہر اشفاق میں آباد تھے۔ ان کے رسول ہود حق برا۔ مومن کا کافر کے مقابلہ میں تکبر کرنا انہیں ذلیل سمجھتا تھا، مقابلہ میں اپنے کو بڑا سمجھنا یا حرام ہے یا کفر ۱۳۔ قوم عاد میں معبود اپنی قوت سے دفع کر دیں گے ۱۵، جب دین نہیں ہو تا تو انسان کو

۱۔ یعنی اب دوزخ میں داخل ہونا ہے جس کا تم دنیا میں انکار کرتے تھے، اب دیکھ کر معلوم کرو ۲۔ ظاہر یہ ہے کہ یہ کلام بھی ان کے اعضاء کا ہے۔ یعنی اسے کافرو تم گناہ کے وقت سب لوگوں سے چھپتے تھے مگر رب سے نہیں چھپ سکے، اس کے گواہ یعنی ہم تمہارے اعضاء موجود تھے۔ اور ہو سکتا ہے کہ یہ کلام رب کا ہو۔ ۳۔ اپنے عقیدوں میں یا اپنے عمل سے اگر رب کو ناظر جائے تو گناہ کی جرأت نہ کرتے ۴۔ بعض کفار عرب کا یہ خیال تھا کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ظاہری اعمال کو تو جانتا ہے خفیہ اعمال نہیں جانتا جیسے کہ بعض فلاسفہ کا عقیدہ ہے کہ رب کلیات کو تو جانتا ہے جزئیات کو نہیں جانتا۔ ۵۔ تم اس خیال سے گناہ پر دلیر ہو گئے اور آج دوزخ میں جا رہے ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کو بدکاریوں پر بھی عذاب ہو گا۔ ۶۔ اس طرح کہ عذاب پر شور پکارت نہ کریں۔ دنیا میں صبر اجر کا باعث تھا۔ آج یہاں انہیں صبر دے مہری سب برابر ہیں۔ ۷۔ یعنی اگر کفار دوزخ میں پہنچ کر صبر کریں تبھی دوزخ میں ہی رہیں گے اور اگر بے صبری سے شور مچائیں تو بھی دوزخ میں ہی رہیں گے اللہ کی پناہ۔ ۸۔ آج رب منا رہا ہے وہ نہیں مانتے، کل کفار رب کو منائیں گے، رب نہ مانے گا ۹۔ دنیا میں ان کے ساتھی شیطان، اور برے انسان مقرر فرمائے گئے۔ معلوم ہوا کہ برا ساتھی رب کا عذاب ہے، اچھا ساتھی رب کی رحمت ۱۰۔ کہ دنیا کے گناہوں کو اچھا کر دکھایا اور آخرت کا انکار کرایا ۱۱۔ اس بات سے مراد رب تعالیٰ کا یہ فرمان ہے۔ لاملئ جہنم الا ۱۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ کفار جہنم دوزخ میں جائیں گے اور وہاں ہمیشہ سزا میں رہیں گے۔ دوسرے یہ کہ کافر انسان اس قسم کے کفار کے ساتھ ہونگے جس قسم کافر کریں گے کہ مشرک مشرکوں کے ساتھ عیسائی عیسائی یہودی یہودیوں کے ساتھ۔ اگرچہ دنیا میں یہ لوگ مختلف زمان و زمین میں ہوئے ہوں۔

فیہن اظلمہ ۲۳

۶۲۲

حمہ اللہ ۲۴

وَهُوَ خَلَقَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿۲۱﴾ وَمَا

اور اس نے تمہیں پہلی بار بنایا اور اسی کی طرف تمہیں پھرنا ہے نہ اور تم اس

كُنْتُمْ تُسْتَرْزَوْنَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ

سے کہاں چھپ کر جاتے تھے کہ تم پر گواہی دیں تمہارے کان

وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ وَلَكِنْ ظَنَنْتُمْ

اور تمہاری آنکھیں اور تمہاری کھالیں لیکن تم تو یہ سمجھے بیٹھے تھے کہ

أَنَّ اللَّهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيرًا مِمَّا تَعْمَلُونَ ﴿۲۲﴾ وَذَلِكُمْ

سے کہ اللہ تمہارے بہت سے کام نہیں جانتا کہ اور یہ ہے

ظَنُّكُمُ الَّذِي ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ أَرْدَبَكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ

تمہارا وہ گمان جو تم نے اپنے رب کے ساتھ کیا اور اس نے تمہیں ہلاک کر دیا تو اب

مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿۲۳﴾ فَإِنْ يَصْبِرُوا فَالنَّارُ مَثْوًى

رہ گئے بارے ہوؤں میں پھر اگر وہ صبر کریں تو آگ ان کا ٹھکانا ہے

لَهُمْ وَإِنْ يَسْتَعِزُّوْا فَمَا هُمْ مِنَ الْمُعْتَصِينَ ﴿۲۴﴾

اور اگر وہ ماننا چاہیں تو کوئی ان کا ماننا نہ مانے گا

وَقِيضْنَا لَهُمْ قَرْنًا فَزَيَّنُوا لَهُمْ مَا بَيْنَ

اور ہم نے ان پر کوئی ساتھی تعینات نہ کیا انہوں نے انہیں بھلا کر دکھایا جو انکو

أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلَقَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ

آگے ہے اور جو ان کے لیے تھے اور ان پر بات ہلادی ہوئی

فِي أُمِّهِمْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِنَ الْجِنَّ وَ

ان گروہوں کے ساتھ جو ان سے پہلے گزر چکے جن اور

الْإِنْسِ إِنَّهُمْ كَانُوا خَاسِرِينَ ﴿۲۵﴾ وَقَالَ الَّذِينَ

آدمیوں کے کہ بے شک وہ زبان کار تھے اور کافر

منزل ۶

۱۶

۱۔ مردارانِ کفر نے اپنے ماتحت کفار کو حکم یا مشورہ دیا کہ قرآن نہ سنو، نہ دوسروں کو سننے دو کہ مسلمانوں یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت قرآن کے وقت چالیاں بکو، شور کرو، ہاجے بھاجے جس طرح ہو سکے ان کی آواز دباؤ، کہ قرآن تمہارے دلوں میں اتر نہ جائے اور تم اپنے دین سے نہ پھر جاؤ۔ معلوم ہوا کہ تاخیر قرآن کے کفار بھی قائل تھے۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ تلاوت قرآن کریم کے وقت شور مچانا جس سے تلاوت کرنے والے کو دشواری ہو شرکین کا دستور ہے۔ لہذا قمار باجماعت کے وقت مسجدوں کے پاس دھول ہاجے بھاجا، وعظ قرآن پر شور مچانا حرام ہے۔ اس سے بہت سے مسائل منبسط ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح چند فصوصِ کامل کر بلند آواز سے تلاوت قرآن منع ہے غرضیکہ تلاوت قرآن کے

وقت ہر وہ کام منع ہے جو سننے میں حارج ہو۔ ۳۔ اس طرح کہ حضور تمہارے شور کی وجہ سے تلاوت موقوف فرمادیں ۴۔ اس طرح کہ ان مشورہ دینے والے کفار کو سخت سزا دیں گے انہیں کفار فرما کر بتایا گیا کہ یہ حرکت کفر ہے۔ ۵۔ حضرت عبداللہ ابن عباس نے فرمایا کہ عذاب شدید تو بدر کے میدان میں دیا گیا۔ اور حقیقی سزا آخرت میں دی جائے گی۔ لہذا آیت میں تکرار نہیں۔ ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کا دشمن، قرآن کا دشمن، اللہ کا دشمن ہے کہ ان کا فوٹو نے قرآن کی آواز روکنی چاہی تو انہیں اللہ کا دشمن قرار دیا گیا۔ ۷۔ یا اس طرح کہ دونوں کے جس حصے میں اولاً رکھے جائیں گے اس ہی میں ہمیشہ رہیں گے یا دونوں میں ہمیشہ رہیں گے اگرچہ مقامات بدلنے رہیں گے۔ ۸۔ دونوں میں جا کر کہیں گے لیکن چونکہ یہ واقعہ یقینی ہے اس لئے اسے ماضی سے تعبیر کیا گیا ۹۔ بعض نے فرمایا کہ ان دونوں سے مراد قاتیل اور اہلبیٹ ہے کیونکہ قاتیل نے قتل ناحق ایجاد کیا اور اہلبیٹ نے شرک و کفر۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں مردود علیحدہ آگ کے صندوقوں میں بند ہو گئے دونوں کی نگاہ سے پوشیدہ ۱۰۔ خوب روندیں اور ان سے بدلہ لیں ۱۱۔ اور ہمارے روندنے سے خوب ذلیل ہوں یہاں نیچے سے مراد ذلت و خواری ہے ۱۲۔ اللہ کو رب ماننے کے معنی یہ ہیں کہ اس کے تمام غیوب کو بھی برحق مانا جائے جیسے اپنے والد کو باپ ماننے کے معنی یہ ہیں کہ اس کے تمام پیاروں کا اوب و احترام کیا جاوے اور اس کے عزیزوں کو اپنا عزیز مانا جاوے کہ اس کی ماں اپنی دادی، اس کا بھائی اپنا چچا، نیز رب کی بھیجی ہوئی مصیبتوں پر صبر کیا جاوے۔ اسکی راحتوں پر شکر جو پیارے کی طرف سے آئے وہ پیارا ہے۔ ۱۳۔ مرتے دم تک، اس طرح کہ اس کے احکام بجا لائے، اخلاص سے عمل کرے رنج و خوشی، راحت و تکلیف میں اس کے دروازے سے نہ بٹے ۱۴۔ دنیا میں ہر مصیبت کے وقت، جو ان کے دلوں کو تسکین دیتے ہیں

كَفَرُوا لَا تَسْمَعُوا لِهَذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْفِیَّةِ لَعَلَّكُمْ
 تَعْلَمُونَ ﴿٢٦﴾ فَلَنْ يَقْنَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا عَذَابًا شَدِيدًا
 وَلَنْ جَزِيَّةً لَهُمْ أَسْوَأَ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٢٧﴾ ذَلِكَ
 جَزَاءُ أَعْدَاءِ اللَّهِ النَّارُ لَهُمْ فِيهَا دَارُ الْخُلْدِ جَزَاءُ
 بِمَا كَانُوا يَأْتِنَا بِجَحْدُونَ ﴿٢٨﴾ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا
 رَبَّنَا ارْنَا الدِّينَ أَضَلَّنَا مِنْ الْجَنِّ وَالْإِنْسِ فَجَعَلْنَاهُمْ
 تَحْتَ أَقْدَامِنَا لِيَكُونُوا مِنَ الْأَسْفَلِينَ ﴿٢٩﴾ إِنَّ الَّذِينَ
 قَالُوا رَبَّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَفْصَمُوا تَنْزِيلَ عَلَيْهِمْ
 الْمَلِكَةُ الْأَتَخَفُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَابْشِرُوا بِالْجَنَّةِ
 الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ﴿٣٠﴾ نَحْنُ أَوْلِيُّكُمْ فِي الْحَيَاةِ
 الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهَى أَنْفُسُكُمْ
 فِيهَا أَنْزَلْنَا الْمَلَائِكَةَ خَالِدِينَ فِيهَا فَهُمْ فِيهَا
 مَا يَشَاءُونَ فِي ظِلٍّ ذِي ظُلُمَلٍ ثَلَاثِينَ
 أَلْفَ سَنَةٍ لَا تَضْحَكُ فِيهَا فَكَاكِلَةٌ
 وَلَا تَحْزَنُ خَالِدَةٌ فِيهَا
 قُلُوبٌ كَافَّةٌ أُولَئِكَ
 هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٣١﴾

جنہیں کیلئے کہا جاتا ہے، رب فرماتا ہے۔ **يُنَادِيَنَّ اللَّهُ رُحُودَهُمْ** موت کے وقت جس سے جان کنی کی سخت محسوس میں ہوتی اور قبر میں شہر میں بشارت دیتے ہیں۔ ۱۵۔ نہ آئندہ سے درود نہ گزشتہ پر غم کرو تمہاری دنیا بھی اچھی آخرت بھی اچھی تمہیں جنت عطا ہوگی۔ ۱۶۔ یہ بشارت مومن کو مرتے وقت ہی دے دی جاتی ہے جس سے اسے بہت زیادہ خوشی ہوتی ہے اس لئے اولیاء کی وفات کو عرس یعنی شادی کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نصیب کرے بعض کو دنیا میں ہی یہ بشارت ملی ہے۔ ۱۷۔ یہ کلام بھی فرشتوں کا ہے (روح و خزانہ) یعنی ہم تمہارے دنیا میں بھی مددگار ہیں اور مرتے وقت بھی، قبر میں بھی، آخرت میں بھی۔ مظلوم ہوا کہ فرشتے مومن کی مدد کرتے ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ **وَالْمَلٰٓئِکَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ عَلٰیہِمْ** حضور بھی مشکل کشا حاجت روا ہیں۔ اللہ کے مقبولوں کی مدد برحق ہے ۱۸۔ یعنی جنت میں تمہیں ہر وہ نعمت

(بقیہ صفحہ ۷۶۵) سنگی جس کی تم خواہش کرو۔ یہاں نفس سے مراد نفس امارہ نہیں کیونکہ وہ تو فنا کر دیا جائے گا۔ اس لئے جتنی کوئی بڑی چیز چاہیگا ہی نہیں حتیٰ کہ مومن باپ کا فریضے کی نجات نہ چاہے گا۔

۱۔ پہلے جملہ میں خواہش و تمنا کا ذکر تھا۔ یہاں من سے مانگنے کا۔ لہذا آیت میں تکرار نہیں مطلب وہی ہے جو اوپر ذکر ہوا۔ ۲۔ جتنی لوگ خاطر تواضع کے لحاظ سے رب کے دائمی مہمان ہو گئے۔ ۳۔ اس میں اول نمبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں، ان کے صدقہ سے اولیاء و علماء جو تبلیغ کریں۔ بلکہ موزن بحیرہ کئے والے اور

ہر وہ مومن جو اللہ کی مخلوق کو کسی نیکی کی طرف بلائے۔ معلوم ہوا کہ رب کو اس کی بولی بولی پیارتی معلوم ہوتی ہے جو دعوت خیر دے اگرچہ اس کی آواز موتی اور باتیں معمولی ہوں۔ اللہ نصیب کرے۔ ۴۔ نیکی سے مراد دل کی نیکی بھی ہے یعنی معرفت الہی اور بدن کی نیکی بھی یعنی تمام عبادات۔ ایک جملہ میں تمام شریعت و طریقت داخل ہے۔ ۵۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ کوئی مسلمان اپنا دین نہ چھپائے قول، عمل، صورت، سیرت سے اپنا مسلمان ہونا ظاہر کرے۔ تھے کرنا شیطان کا کام ہے۔ دوسرے یہ کہ یہ نہ کہے کہ انشاء اللہ میں مومن ہوں بلکہ یقین سے اپنے کو مومن جانے ۶۔ یعنی اچھے برے عقیدے، اچھے برے اعمال برابر نہیں، اچھے برے اقوال برابر نہیں، اچھے برے برتاوے برابر نہیں۔ اچھی چیزوں کا انجام اچھا ہے بری کا انجام برا۔ پھر نبی اور غیر نبی کیسے برابر ہو سکتے ہیں۔ ۷۔ یعنی اپنے ذاتی معاملات میں برائی کو بھلائی سے دفع کرو، غصہ کو صبر سے جہالت کو علم سے، کسی کی بدسلوکی کو معافی سے، کج خلقی کا خوش خلقی سے جواب دو، یا یہ مطلب ہے کہ کفر کو تموار سے دفع کرو۔ ۸۔ شان نزول۔ یہ آیت ابو سفیان کے متعلق نازل ہوئی کہ وہ حضور سے عداوت رکھتے اور ایڑا پہنچاتے تھے مگر حضور نے انکے ساتھ ہمیشہ اچھے سلوک کئے۔ حتیٰ کہ ان کی صاحبزادی ام حبیبہ کو اپنی زوجیت کا شرف بخشا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ابو سفیان حضور کے جان نثار صحابی بن گئے۔ رضی اللہ عنہ ۹۔ جو غصہ میں اپنے نفس کو روکنے پر قادر ہوں، خیال رہے کہ مجبوراً صبر کرنا اور ہے قدرت پاک صبر و تحمل سے کام لینا کچھ اور، دو صرا صبر بہت اعلیٰ ہے۔ یوسف علیہ السلام کے بھائی جب مصر میں دربار یوسفی میں حاضر ہوئے تو انکی یہ حد تواضع فرمائی اور سب کے قصور معاف فرمائے۔ اللہ ایسے اخلاق نصیب کرے۔ ۱۰۔ معلوم ہوا کہ اچھے اخلاق اللہ کی بڑی نعمت ہیں۔ مال ملنا آسان ہے، اعمال اور کمال ملنا بہت دشوار ۱۱۔ اس میں خطاب عام مسلمانوں سے ہے۔ یعنی اگر ایسے موقع پر

فصل اقصیٰ ۲۰

۷۶۶

حصہ السجۃ ۴

وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدْعُونَ ﴿۱﴾ نَزَلًا مِّنْ غَفُورٍ

اور تمہارے لئے اس میں جو مانگو گے جہاں بخشش والے مہربان کی

رَحْمَةٍ ﴿۲﴾ وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ

طرف سے کہہ اور اس سے زیادہ کس کی بات اچھی جو اللہ کی طرف بلائے کہ

وَعِبِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿۳﴾

اور نیکی کرے کہہ اور کہے میں مسلمان ہوں

وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۚ ادْفَعْ بِالَّتِي

اور نیکی اور بدی برابر نہ ہو جائیں گی نہ اچھے نہ بُرائی کو

هِيَ أَحْسَنُ ۚ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ

بجلائی سے مثال شدہ جیسا کہ تھریں اور اس میں دشمنی تھی

كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ ﴿۴﴾ وَمَا يُلْقِيهَا إِلَّا الَّذِينَ

ایسا ہو جائے گا جیسا کہ ہمراہ دوست کہہ اور یہ دولت نہیں ملے مگر

صَبَرُوا وَمَا يُلْقِيهَا إِلَّا ذُو حِظٍّ عَظِيمٍ ﴿۵﴾ وَإِنَّمَا

صابروں کو کہہ اور اسے نہیں پاتا مگر بڑے نصیب حالات اور اگر

يَنزِعَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْعٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ إِنَّهُ

تجھ سے شیطان کا کرتی کو بھٹا بچنے کہہ تو اللہ کی پناہ مانگ بے شک

هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿۶﴾ وَمِنَ آيَاتِهِ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ

وہ ہی سنا جانتا ہے اور اس کی نشانیوں میں سے ہیں رات اور دن

وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۚ لَا تَسْجُدُ لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ

اور سورج اور چاند کہہ سورج نہ کرو سورج کو اور نہ چاند کو سجدہ

وَاسْجُدْ لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ إِن كُنتُمْ رَآيَاهُ

اور اللہ کو سجدہ کرو جس نے انہیں پیدا کیا کہہ اگر تم اس کے

منزل ۹

شیطان برائی پر ابھارے تو اچھوڑنا اللہ پر دھو غصہ کے وقت اچھوڑنا بہت مفید ہے۔ معلوم ہوا کہ ایسے موقعوں پر شیطان بہت بھگاتا ہے ۱۲۔ کہ ان چیزوں کو دیکھ کر رب کی قدرت، اپنے عجز و نیاز کا پتہ لگاؤ۔ جب رات و دن چاند سورج کو ایک حال پر قرار نہیں تو میں ایک حال پر کیسے رکھا جاوے گا۔ مصیبت میں گھبرانہ جاؤ، آرام میں اترنا۔ جاؤ ۱۳۔ یہاں سجدہ سے مراد سجدہ عبادت ہے نہ کہ سجدہ معنسی۔ ورنہ یہاں تعبدون نہ فرمایا جاتا۔ سجدہ تعطیسی کی حرمت بہت سی احادیث سے ثابت ہے، کسی آیت سے صحت اور قطعاً ثابت نہیں۔ اسی لئے ۱۴۔ مت کے مگر کہ کافر نہیں کہا جاسکا البتہ تعطیسی سجدہ کرنے والا سخت گنہگار، فاسق ملعون ہے۔ مستحق عذاب و قہر قرار ہے۔ یہ بھی خیال رہے کہ سورج کو تعطیسی سجدہ کرنے والا بھی کافر ہے کیونکہ یہ عمل مشرکین کا ہے۔ جو عمل مشرک کی علامت ہو وہ کفر

(بقیہ صفحہ ۷۶) ہے جیسے بت کو سجدہ ۱۳ چاند سورج، آسمان و زمین، دن رات کو عبادت کا مستحق خالق ہے نہ کہ مخلوق۔

۱۔ معلوم ہوا کہ تمام عبادات میں نماز اور نماز میں سجدہ بہت افضل عبادت ہے۔ یہ سجدہ تجدد زندگی کی خاص علامت ہے۔ خیال رہے کہ یہ اگر مگر تاکید کے لئے ہے نہ کہ شک کے لئے یعنی تم یقیناً اللہ کے بندے ہو لہذا ضرور عبادت کو ۲۔ آپ کی اطاعت اور اللہ کی عبادت کرنے سے لہذا اس میں رب کے مکر کفار بھی داخل ہیں اور مشرکین بھی ۳۔ یعنی مقررین ملائکہ۔ یہاں پاس سے مراد مکانی قرب نہیں۔ اللہ تعالیٰ جگہ اور مکان سے پاک ہے۔ ۴۔ مقرب فرشتوں میں بعض رکوع میں ہیں

جو کروڑوں برس سے رکوع کر رہے ہیں۔ بعض اسی طرح سجدہ میں، بعض قیام میں، بعض تشدد میں جیسے کہ پہلے گزرا چکا۔ ۵۔ یہ ہی انسانوں کا حال ہے کہ جس کو نبوت کی بارش نہ لگے اس کے اعمال غیر مقبول اور وہ خود بے قدر رہے۔ ۶۔ کہ قرآن کریم کی غلط تاویلیں و تحریفیں کرتے ہیں، جیسے فی زمانہ مرزائی اللہ کا خوف نہیں کرتے۔ ۷۔ ظاہر یہ ہے کہ اس سے مراد سارے کفار ہیں خواہ رب کے مکر ہوں یا مشرک، یا نبی کے مکر ہوں یا منافق یا مرتدین۔ سب جہنم میں دائمی طور پر رہنے کے لئے ڈالے جائیں گے۔ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن کو قیامت میں امان ہوگی۔ رہا اطمینان قلبی وہ بعض مومنوں کو اول سے ہی حاصل ہوگا اور بعض کو آخر میں۔ بہر حال آخر کار سارے مومنوں کو اطمینان نصیب ہوگا۔ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ امر بھی غضب کے لئے بھی ہوتا ہے۔ رب فرماتا ہے۔ فمن شاء فليكتب۔ کیونکہ اس آیت کے معنی یہ نہیں کہ جو تمہارے جی میں آئے اس کی رب نے اجازت دے دی ۱۰۔ یعنی جو چاہو کرو مگر یہ سمجھ کر کرو کہ ہم تجھیں اور تمہارے کاموں کو دیکھ رہے ہیں۔ اگر یہ سمجھ لیا، اور اس کا خیال رکھا تو انشاء اللہ کبھی گناہ کو گئے ہی نہیں، یونہی اگر مسلمان یہ خیال رکھے کہ مجھے میرے نبی دیکھ رہے ہیں تو کبھی جرم نہ کرے ۱۱۔ ذکر سے مراد ذکر اللہ ہے یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا قرآن کریم۔ ان کے انکار کی بہت صورتیں ہیں۔ حضور کی اصل نبوت کا انکار، یا آپ کی کسی صفت کا انکار یا آپ کی اطاعت سے سرتابی ۱۲۔ اس سے اشارہ ”معلوم ہوا کہ جس تک ثبوت یا قرآن کی خبر نہ پہنچی۔ اس کا یہ حکم نہیں۔ جیسے زمانہ نفرت کے لوگ کیوں کہ بغیر جانے انکار نہیں ہو سکتا۔ ۱۳۔ عزیز سے مراد یا بے مثل ہے یا عظمت والی، یا بڑی نفوذ و برکت والی۔ قرآن کی عظمت کا یہ عالم ہے کہ قرآن کے اوراق اس کی جلد، اس کا جزو ان سب عزت والے ہیں۔ کہ ان کی بے ادبی حرام ہے۔ جس سینہ میں قرآن کریم ہو وہ سینہ اور سینہ والا بھی عظمت والا ہے۔ ۱۴۔

تَعْبُدُونِ ﴿۳۵﴾ فَإِنْ اسْتَكْبَرُوا فَالَّذِينَ عِنْدَ رَبِّكَ
بندے ہو نہ تو اگر یہ تکبر کریں گے تو وہ جو ہمارے رب کے
يَسْبَحُونَ لَهُ بِالْيَلِّ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْأَمُونَ ﴿۳۶﴾
پاس ہیں نہ رات دن اس کی پاکی بولتے ہیں اور کبھی بے نہیں لگتے
وَمَنْ آيَاتِهِ أَنْ تَرَى الْأَرْضَ خَاشِعَةً فَإِذَا أَنْزَلْنَا
اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ تو زمین کو دیکھتے ہو کہ ہلکی ہو رہی ہے تو ہم نے جس پر
عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَتْ وَرَبُّنَا الَّذِي أَحْيَاَهَا
پانی اتنا تر تازہ ہوئی اور پھر پھل پلے شک جس نے اسے جلایا
لَمْ يَمُتْ الْمَوْتُ إِنَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ إِنَّ الَّذِينَ
مرد مرے جلانے کا بے شک وہ سب کچھ کر سکتا ہے بے شک وہ جو
يُجَادُونَ فِي آيَاتِنَا لَا يَحْقُقُونَ عَلَيْنَا أَفَمَنْ يُلْقَى
ہماری آیتوں میں مڑھے پٹتے ہیں نہ ہم سے بچے نہیں تو کیا جہنم میں
فِي النَّارِ خَيْرٌ أَمْ مَنْ يَأْتِي آمِنًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اعْمَلُوا
ڈال جائے گا وہ بھلا یا جو قیامت میں آسان سے آئے گا نہ جہنم میں
مَا شِئْتُمْ إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿۳۷﴾ إِنَّ الَّذِينَ
آئے کرو نہ بے شک وہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے نہ بے شک جو
كُفَرُوا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَاءَهُمْ وَإِنَّهُ لَكِتَابٌ عَزِيزٌ ﴿۳۸﴾
ذکر سے منکر ہوئے نہ جب وہ ان کے پاس آیا لکھی خزانہ کا کچھ حال نہ بدلتا اور بے شک نہ عزت
لَا آيَاتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ
دال کتاب ہے نہ باطل کو اس کی طرف راہ نہیں لگے نہ اس کے آگے سے نہ اس کے پیچھے
خَلْفَهُ تَنْزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ ﴿۳۹﴾ مَا يَقَالُ
سے نہ اتارا ہوا ہے نہ نکت والے سب خوبوں سرا ہے نہ فرمایا

اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ برحق ہیں، امتین ہیں، پرہیزگار ہیں۔ اگر وہ مومن نہ ہوتے تو انہیں قرآن جمع کرنے اور اشاعت کرنے کا کام سپرد نہ کیا جاتا۔ جو کہے کہ صحابہ نے اس میں کمی بیشی کر دی وہ کافر ہے۔ رب نے الفاظ قرآن کی حفاظت کے لئے حافظ، قراءت قرآن کے لئے قاری، معانی قرآن کی حفاظت کیلئے علماء اور اسرار قرآن کی حفاظت کے لئے اولیاء پیدا فرمائے۔ یہ حضرات قرآن کی مضبوط تفصیل ہیں، جو باطل کو قرآن تک نہیں پہنچتے دیتے۔ ۱۵۔ یعنی قرآن کریم ہر طرف سے محفوظ ہے۔ اس کے الفاظ اسرار، احکام سب پر مضبوط پہرہ ہے۔ الفاظ تو بدل سکتے ہی نہیں۔ معانی وغیرہ بدل ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر بدل نہیں سکتے۔

۱۔ یعنی رب تعالیٰ نے آپ کو بھی توحید و ایمان کی تبلیغ کا ویسے ہی حکم دیا جیسے اور سارے پیغمبروں کو دیا تھا۔ ورنہ احکام میں بڑا فرق ہے۔ نیز حضور کے القاب حضور کے صفات تمام انبیاء سے بہت اعلیٰ ہیں۔ لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۲۔ یہ گزشتہ قول کی تفسیر ہے یعنی اور رسولوں سے بھی کہا گیا تھا اور آپ سے بھی کہا جاتا ہے کہ رب غفار بھی ہے تبار بھی۔ مومنوں پر رحیم کافروں پر قہار۔ ۳۔ کفار کما کرتے تھے کہ قرآن عربی میں کیوں آیا، کسی اور زبان میں کیوں نہ آیا۔ اس آیت میں ان کے اس سوال کا بہترین جواب ہے۔ ۴۔ یعنی ابھی تو کفار کہتے ہیں کہ قرآن شریف عربی میں کیوں آیا، ابھی زبان میں کیوں نہ آیا۔ لیکن اگر ابھی زبان میں آتا تو کہتے کہ

تجب ہے نبی عربی اور کتاب نبی۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ بہر حال نہ اب قرآن کو مانتے ہیں نہ پھر مانتے۔ خیال رہے کہ بیشک نبی اپنی قوم کی زبان میں بھیجے گئے اور کتاب نبی کی زبان میں اتاری گئی۔ یہ نہ ہوا کہ نبی کی زبان اور کتاب کی زبان اور البتہ مرزا قادیانی نبی پنجابی تھے مگر ان کے الہام بھی انگریزی بھی اردو میں اور کبھی ایسی زبان میں جو مرزا صاحب خود بھی نہ سمجھ سکیں۔ یعنی کسی نبی اور ولایت الہام۔ ۵۔ کہ عربی میں کیوں نہ آئیں جنہیں ہم سمجھتے۔ ہمارے لئے اس کتاب سے کیا فائدہ۔ ۶۔ معلوم ہوا کہ قرآن اس لئے عربی میں آیا کہ قرآن والا محبوب عربی ہے اور ان کی زبان عربی ہے۔ خیال رہے کہ قرآن کریم ہدایت اور روحانی شفاء تو صرف مومنوں کے لئے ہے مگر داعی الی اللہ اور ظاہری جسمانی بیماریوں سے شفاء سارے عالم کے لئے ہے۔ اس سے دم درود اس کا تعویذ مومن و کافر دونوں کو شفا بخش ہے جیسا کہ تجربہ ہے ۸۔ کہ دل کے کفر کی وجہ سے قرآن کریم کو قبول کا سنا نہیں سنتے ۹۔ جس کی وجہ سے وہ قرآن کریم میں شک و شبہ ہی کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ قرآن سے نفع وہ حاصل کر سکتا ہے جس کے دل میں قرآن والے سے تعلق ہو۔ اس لئے کافر کو کلمہ پڑھا کر مسلمان بناتے ہیں پھر قرآن سکھاتے ہیں۔ ۱۰۔ یعنی جیسے دور والا پکارنے والے کی آواز سنتا ہے مگر بات نہیں سمجھتا، ایسے ہی یہ لوگ قرآن کی صرف آواز سنتے ہیں، سمجھتے کچھ نہیں، رب کی شان ہے کہ مکہ میں رہنے والا ابو جہل ذور تھا اور یمن میں رہنے والے اویس قرنی قریب تھے۔ ۱۱۔ کہ بعض نے مانا، بعض نے نہ مانا۔ ۱۲۔ یعنی ہمارا فیصلہ یہ ہو چکا کہ کفار کو دوزخ کا عذاب بعد قیامت دیا جائے گا لہذا ان پر ابھی یہ عذاب نہیں آتا یا ہمارا قانون یہ ہے کہ اے محبوب تمہاری تشریف آوری کے بعد ان پر غیبی عذاب عام طور پر نہ آئے گا۔ ۱۳۔ اے جزاء ضرور ملے گی، اگرچہ دوسروں کو بھی اس کا فائدہ پہنچ جاوے۔ لہذا یہ آیت ایصال ثواب کے خلاف نہیں۔ ۱۴۔ بلکہ رب تعالیٰ کفار سے عدل فرمانے والا اور مسلمانوں پر فضل فرمانے والا ہے۔

لَكَ إِلَّا مَا قَدْ قِيلَ لِلرَّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ إِنَّ رَبَّكَ

جائے گا مگر وہی جو تم سے اگلے رسولوں کو فرمایا گیا کہ بیشک تمہارا رب

لَدُوْكُمْ مَغْفِرَةٌ وَذُوْ عِقَابٍ أَلِيمٌ ۝۲۱ وَلَوْ جَعَلْنَاهُ

بخشنش والا اور دردناک عذاب والا ہے اور اگر ہم اسے

قَرَأْنَا أَعْجَبِيَّا لِّقَالُوْا الْوَلَا فَصَلَّتْ آيَتُهُ ۝۲۲

عجبی زبان کا قرآن کرتے نہ تو ضرور کہتے نہ کہ اس کی آیتیں کیوں نہ کھولی نہیں تھیں

ءَاَعْجَبِيْ وَعَرَبِيٌّ قُلْ هُوَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هٰدِيْ

کیا کتاب عجبی اور نبی عربی نہ تم فرماؤ وہ ایمان والوں کے لئے ہدایت

وَشِفَاءٌ ۝۲۳ وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْ اٰذَانِهِمْ وَقُرْ

اور شفاء ہے اور وہ جو ایمان نہیں لاتے ان کے کانوں میں فٹ ہے نہ

وَهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى اُولٰٓئِكَ يَنْاٰدُوْنَ مِنْ مَّكَانٍ

اور وہ ان پر اندھا پن ہے نہ گویا وہ دور جگہ سے پکار رہے

بَعِيْدٍ ۝۲۴ وَلَقَدْ اَتَيْنَا مُوسٰى الْكِتٰبَ فَاخْتَلَفَ

جائے میں نہ اور بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی تو اس میں اختلاف

فِيْهِ ۝۲۵ وَلَوْ لَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَفُضِيْ

کیا گیا نہ اور اگر ایک بات تمہارے رب کی طرف سے گزرنے نہ ہوتی تو جمہور ان کا

بَيْنَهُمْ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ قَرِيْبٍ ۝۲۶ مِّنْ

فیصلہ ہو جانا ان اور بے شک وہ ضرور اس کی طرف سے ایک دھوکا کھانے والے شک میں

عَمَلٍ صٰلِحٍ اَلَا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ۝۲۷

میں جو نیکی کرے اور اپنے وہ بھلے کوئلہ اور جو برائی کرے تو ایسے رہے کہ

وَمَا رَبُّكَ بِظٰلِمٍ لِّلْعٰبِدِيْنَ ۝۲۸

اور تمہارا رب بندوں پر ظالم نہیں کرتا نہ

یعنی تمام انبیاء و اولیاء قیامت کے علم کو رب کے حوالہ کرتے ہیں جو ان سے اس کا وقت پوچھتے تو کہہ دیتے ہیں اللہ جانتے یا یہ مطلب ہے کہ قیامت کا علم رب کے بغیر بتائے کسی ذریعہ سے حاصل نہیں ہو سکتا صلیبی شریف نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو قیامت کا علم دیا مگر اس کے چھپانے کی تاکید فرمائی کہ یہ اسرار الہیہ میں سے ہے، تفسیر روح البیان میں ہے کہ مشائخ صوفیاء فرماتے ہیں کہ اللہ نے اپنے محبوب کو علم قیامت بخشا الخ۔ حضور نے قیامت کی علامات 'اس کا دن' تاریخ' مہینہ بتا دیا کہ دسویں عرم جمعہ کو ہوگی اگر حضور کو قیامت کا علم نہ دیا گیا ہوتا تو علامات قیامت اور دن و تاریخ بتانے کے کیا معنی، البتہ یہ نہ بتایا کہ کتنے عرصہ کے بعد ہوگی کہ

یہ اسرار الہیہ میں سے ہے ۲۔ یعنی اللہ تعالیٰ پھل کے غلاف سے ظاہر ہونے سے پہلے انکے حالات جانتا ہے کہ ناقص ہوگا یا کامل، اور مادہ کے حمل کی سماعتوں اور حالات سے خبردار ہے کہ بچہ کب پیدا ہوگا، کیا ہوگا، کتنا بچے گا، کیا کھائے گا کیا کرے گا، اگر شہہ کرو کہ یہ باتیں نبوی بھی بتا دیتے ہیں اور بہت دفعہ اولیاء اللہ اور کشف والے بزرگ بتا دیتے ہیں اور بالکل صحیح نقلی ہیں، تو جواب یہ ہے کہ پندوں، نجومیوں کی خبریں محض اٹکل سے ہوتی ہیں، اکثر غلط کبھی اتفاقاً صحیح، اولیاء کی خبریں بالکل سچی ہوتی ہیں، مگر یہ علم ان کا ذاتی نہیں، رب کے بتانے سے ہے (خازن و خزان) ۳۔ یہ خدا فرشتہ کے ذریعہ رب تعالیٰ کی ہوگی، شریکین کو اور شریک سے مراد ان کے گھڑے ہوئے بت ہیں ۴۔ یعنی آج ہم میں کوئی یہ گواہ دینے کو تیار نہیں کہ میرا کوئی شریک ہے، ہم گواہ ہیں کہ تو وحدہ لا شریک ہے ۵۔ اس ماہے مراد انکے بت ہیں، لکڑی پتھر کے، ورنہ ان کے نبی تو ان کے خلاف دعویٰ فرمائیں گے، ۶۔ یہاں ظن، معنی یقین ہے، معلوم ہوا کہ ہر جگہ ظن کے معنی گمان کے نہیں ہوتے، یہ بات بہت جگہ کام آوے گی ۷۔ یہاں آدمی سے مراد کافر ہے اور خیر سے مراد دنیاوی اسباب و سامان ہے جیسے تمدنی و مالداری، اولاد وغیرہ۔ یعنی کافر دنیا کا بڑا حریص ہے اس کا دل دنیا سے بھرتا نہیں، ہوس کبھی ختم نہیں ہوتی، اسباب دنیا کو خیر فرمانا ظاہر اعتبار سے ہے ورنہ یہ چیزیں کافر کے لئے نری شر ہیں ۸۔ شر سے مراد دنیاوی تکالیف ہیں یعنی کافر تکلیف میں بہت جلد رب سے آس توڑ لیتا ہے اس لئے اکثر خود کشی کر لیتا ہے مومن بیشہ رب سے امید رکھتا ہے اس کی تفسیر وہ آیت ہے وَذَکَآیَئُشْ مِنْ دَفْعِ اللّٰهِ اِلَآ النَّفْسِ الْفَاجِرَۃِ ۹۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ دنیا میں راحت تمویزی ہے تکلیف زیادہ کہ رحمت کو چھٹا مڑ دینا فرمایا، دوسرے یہ کہ مصیبت بندہ پر اپنی بدکرداری سے آتی ہے، رحمت رب کے فضل سے ۱۰۔ میرا حق ہے۔ میرے ہنر و کمال کی وجہ سے ملی ہے۔ یعنی بھلائی کو

الحمد للہ	۷۶۹	الہدایہ ۲۵۵
<p>اَلَيْهِ يَرْدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرَاتٍ</p> <p>قیامت کے علم کا اسی پر حوالہ ہے نہ اور کوئی بھل</p> <p>مَنْ اَكْمَامُهَا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اَثْقَى وَلَا تَضَعُ</p> <p>اپنے غلام سے نہیں بھتا اور نہ کسی مادہ کو بیٹھ ہے اور نہ ہٹنے</p> <p>اَلَا يَعْلَمُہٗ وَيَوْمَ يُنَادِيہُمْ اَيْنَ شُرَکَآئِیْ قَالُوْا اَذْکَ</p> <p>مگر اس کے علم سے نہ اور جس دن انہیں نہادے گا کہاں میں میرے شریک تھے</p> <p>مَا مِنَّا مِنْ شَہِیْدٍ ۚ وَضَلَّ عَنْہُمْ مَّا کَانُوْا یَدْعُوْنَ</p> <p>ہم تجھ سے کہہ چکے ہیں کہ ہم میں کوئی گواہ نہیں کہ ہم کیا ان سے جسے پہلے پوچھتے تھے</p> <p>مِنْ قَبْلُ وَظَنُّوْا اَنَّهُمْ مِنْ فَحِیْصٍ ۚ لَا یَسْمِعُ الْاِنْسَانُ</p> <p>اور سمجھ لیتے ہیں کہ انہیں نہیں بھانگنے کی جگہ نہیں آدمی بھلا نہ سانسے</p> <p>مِنْ دُعَآءِ الْخَیْرِ ۚ وَاِنْ مَّسَّہُ الشَّرَفِیُّوْسُ فَنُطُوْا</p> <p>نہیں آتا نہ اور کوئی برائی پہنچے تو نا امید آس توڑتا</p> <p>وَلٰیۤنْ اَذَقْنٰہٗ رَحْمَۃً مِّنَّا مِنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءٍ مَّسَّتْہٗ</p> <p>اور اگر ہم اسے اپنی رحمت کا مزہ دیں اس تکلیف کے بعد جو اسے پہنچی تھی</p> <p>لَیَقُوْلَنَّ ہٰذَا لِیْ وَمَا اَظُنُّ السَّاعَۃَ قَآئِمَۃً ۚ وَلٰیۤنْ</p> <p>تو کہے گا یہ تو میری ہے نہ اور میرے گمان میں قیامت قائم نہ ہوگی اور اگر میں</p> <p>رَجَعْتُ اِلٰی رَبِّیْۤیْ اِنَّ لِیْ عِنْدَہٗ لِلْحُسْنٰی فَلَنُنَبِّئَنَّ</p> <p>رب کی طرف لوٹا یا بھی گیا تو ضرور میرے لئے اس کے پاس بھی خوب ہی ہے ان کو ضرور</p> <p>الَّذِیۡنَ کَفَرُوْا وَاٰیۡمَآعِہٖمُۤ اُولٰٓئِۦکَ یَقِیۡنَہُمْ مِّنْ عَذَابِ</p> <p>ہم بتا دیں گے کافروں کو جو ابھولے کیانکہ اور ضرور انہیں کاڑھا عذاب</p> <p>عَلِیۡظٍ ۚ وَاِذَا النُّعْمَانُ عَلٰی الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَا</p> <p>بھکانے لگے اور جب ہم آدمی پر احسان کرتے ہیں تو منہ پھیر لیتا ہے</p>		
<p>مستزل ۶</p>		

اپنے کمال کا نتیجہ سمجھتے ہیں، اور برائی کو رب کی طرف نسبت کرتے ہیں۔ یا یہ کہ اب یہ نعمت میری ہو چکی، مجھ سے کبھی نہ چھینے گی۔ مومن کا خیال ان دونوں کے برعکس ہے ۱۱۔ یعنی اولاً قیامت آنے کی ہی نہیں۔ اور اگر بغرض حال آئے بھی جیسے کہ مسلمان کہتے ہیں، تو مجھے وہاں بھی آرام ہی ملے گا کیونکہ دنیا میں مجھے رب نے آرام دیا ہے ۱۲۔ مقصد یہ ہے کہ آخرت کی بھلائی نیک اعمال کی جزا ہوگی، لہذا وہاں ان کے بد اعمال دکھا کر اقرار کرا کے جہنم میں پھینکا جاوے گا ۱۳۔ سخت سے مراد ہمیشہ کا عذاب اور رسوائی و ذلت کا عذاب ہے۔ ۱۴۔ یہاں بھی انسان سے مراد کافر ہے، منہ پھرنے سے مراد رب کو بھول جانے نعمت پر اتر اچانک اور زیادہ گناہ کرنا ہے۔ شرعاً ظفر آدمی اس کو نہ جانے گا، ہو وہ کتنا ہی صاحب فہم و ذکا جسے عیش میں یاد خدا نہ رہی، جسے عیش میں خوف خدا نہ رہا۔

تمام مخلوق سے عظیم ہیں۔ شیخ مریدین سے عظیم اور بادشاہ و علیا سے عظیم ہے (روح)

منزل ۶

۱۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی بیعت و عظمت کا یہ عالم ہے کہ آسمان جیسی عظیم الشان مخلوق اس کی کبریائی کی نسبت سے پختے کے قریب ہو جاتی ہے ۲۔ یعنی سارے فرشتے خواہ مقربین ہوں یا مدبرین امر رب کی تسبیح و حمد کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ نمازی مومن فرشتوں کی طرح عظمت والے ہیں۔ ۳۔ یعنی مسلمانوں کے لئے اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ شفاعت ملائکہ برحق ہے۔ دوسرے یہ کہ فرشتوں کو اس شفاعت کا اذن مل چکا ہے، اور آج وہ مسلمانوں کی شفاعت کر رہے ہیں، پھر حضور کی شفاعت میں کیوں تامل ہے، تیسرے یہ کہ جب رب کسی کو کچھ دینا چاہتا ہے تو مقبول بندوں کی دعا سے دیتا ہے، دیکھو رب مسلمانوں کو بخشا چاہتا ہے تو فرشتوں سے کہہ

دیا ہے کہ ان کے لئے بخشش مانگا کرو، حضور کو راضی کرنا ہو، تو اس کے غلاموں کو دعائیں دو۔ فرشتے حضور کو راضی کرنے کے لئے ان کی امت کو دعائیں دیتے ہیں، ہم کو چاہئے کہ حضور کے صحابہ حضور کے ہال بچوں کے لئے

دعاگو رہیں، تاکہ بیک لے ۴۔ اس لئے رب۔ فرشتوں کو تمہارا دعاگو بنایا سبحان اللہ ۵۔ ولی سے مراد معبود ہیں لہذا آیات میں تعارض نہیں، یا یہ مطلب ہے کہ اللہ کے دشمنوں کو اپنا دوست بنا رکھا ہے اولیاء اللہ اور ہیں، اولیاء من دون اللہ کچھ اور ۶۔ یعنی ان کا سوال تم سے نہ ہوگا وہ تمہارے محتاج ہیں تم ان سے غنی ہو، کیونکہ غنی کے محبوب ہو ۷۔ کیونکہ تم عربی ہو مکہ میں آئے، لہذا قرآن

بھی عربی ہے، اور مکہ میں آیا ہے، معلوم ہوا کہ قرآن وہاں ہی رہے گا جہاں قرآن والا رہے گا، یعنی فی الحال مکہ والوں کو ذراؤ اور آئندہ تمام جہاں کو رب فرماتا ہے لیکون للعالمین نذیراً اولاً حکم ہوا کہ اپنے اہل قربابت کو ذراؤ، پھر اس آیت میں اہل مکہ کو ذرا لے گا حکم دیا پھر تمام

جہانوں کو، فریضہ اس سے یہ نہیں آنا جاسکتا کہ حضور کی نبوت صرف حجاز کے لئے مخصوص تھی ۹۔ معلوم ہوا کہ قیامت میں پہلے سب جمع ہوں گے، بعد کو علیحدہ علیحدہ ہو جائیں گے، اس لئے اسے یوم حشر بھی کہتے ہیں، اور یوم فصل بھی ۱۰۔ معلوم ہوا کہ رزق سب کو ملے گا، مگر ہدایت سب کو نہ ملے گی، ہدایت کی فکر کروا، یہاں غالموں سے مراد کفار ہیں۔ یعنی کافروں کا نہ دنیا میں کوئی مددگار ہے جو انہیں عذاب الہی سے بچائے نہ آخرت میں ہوگا، جو ان کی بات پوچھتی ہے کہ کسی پورے ہی بھی کفار کے لئے

عذاب الہی ہے، جس میں وہ گرفتار ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومنوں کے لئے رب نے ولی اور مددگار مقرر فرمائے ہیں، رب فرماتا ہے: اَشَدُّ إِلَيْكُمْ اللَّهُ ذُوْنُ الْوَلِيّ ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ خدا کے دشمنوں کو ولی بنانا

مشرک و کافر کا کام ہے، جیسے اللہ کے دوستوں کو ولی بنانا مومن کا عمل، کعبہ کو قبلہ بنانا عین ایمان ہے، کسی بت کو قبلہ بنانا کفر ہے۔ ولی اللہ اور ولی من دون اللہ میں فرق

ہے۔ ۱۲۔ ولی سے مراد معبود خالق اور حقیقی مددگار ہے لہذا یہ آیت ان آدمیوں کے خلاف نہیں جن میں اللہ کے محبوبوں کو ولی یا ولی فرمایا گیا، ان کی ولایت اللہ کی ہی ولایت ہے ۱۳۔ قیامت میں دوسرے نفیر کے وقت یا رب مردے جلاتا ہے بذریعہ انبیاء کے عیسیٰ علیہ السلام سے مردے زندہ ہوئے، ہمارے حضور نے اپنے والدین اور بہت سے مردوں کو زندہ فرمایا ۱۴۔ سب کچھ سے مراد سارے ممکنات ہیں، محال و واجب اس میں داخل نہیں کیونکہ وہ شے نہیں۔

يَقْطُرْنَ مِنْ فَوْهِنَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَسْبُحُوْنَ مُحَمَّدًا

اپنے اوپر سے تھیں ہو جائیں گے اور فرشتے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی

رَبِّہُمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ اَلَا اِنَّ اللّٰهَ

محسوس ہے اور زمین والوں کے لئے معافی مانگتے ہیں جس نے سن لو بیشک اللہ ہی

هُوَ الْعَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِہٖ

بجائے والا مہربان ہے نہ اور جنہوں نے اللہ کے سوا اور والی بنا رکھے

اَوْلِيَآءَ اللّٰهُ حَقِيْبٌ عَلَيْهِمْ وَاَنْتَ عَلَيْهِمْ يُوْكِدُ ۝

میں شہدہ اللہ کی نگاہ میں ہیں اور تم ان کے ذمہ دار نہیں

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّنُنْذِرَ رَاۤءَہٗ

اور یوں ہی ہم نے تمہاری طرف عربی قرآن وحی بھیجا کہ تم ذراؤ سب خبروں کی اصل

الْقُرْاٰنِ وَمَنْ حَوْلَہَا وَنُنْذِرَ يَوْمَ الْجُمُعِ لَا رٰسِیَ

مکروالوں کو اور بچتے اس کے گرد زمین شہ اور تم ذراؤ اٹھتے ہونے کے دن سے جس میں

فِیْہٖ فَرِیْقٌ فِی الْبَحْثِ وَفَرِیْقٌ فِی السَّعِیْرِ ۝ وَلَوْ شَاءَ

کچھ نہیں، ایک گروہ جنت میں ہے اور ایک گروہ دوزخ میں ہے اور اگر اللہ چاہتا

اللّٰهُ لَجَعَلَنَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰکِنْ یُّدْخِلُ مَنْ یَّشَآءُ

تو ان سب کو ایک دین بنادے کہ دینا لیکن اللہ اپنی رحمت میں لینا ہے جسے

فِی رَحْمَتِہٖ وَالظّٰلِمُوْنَ مَا لَکُمْ مِنْ وَّلٰی وَلَا نَصِیْرٍ ۝

بچا ہے نہ اور ظالموں کا نہ کوئی دوست نہ مددگار نہ

اِمَّا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِہٖ اَوْلِیَآءَ فَاَللّٰهُ هُوَ الْوَلِیُّ وَہُوَ

کیا اللہ کے سوا اور والی نہیں لئے ہیں کہ تو اللہ ہی ولی ہے کل اور وہ

یُّحْیِ الْمَوْتٰی وَہُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ وَمَا

مردے جلاتے تاکہ اور وہ سب بکھر سکتا ہے وہ تم جس

۱۔ یعنی کافرو مومن کے درمیان اللہ عملی فیصلہ قیامت میں فرمائے گا۔ کہ مومن کو جنت میں اور کفار کو دوزخ میں بھیجے گا۔ لہذا اس آیت میں پکڑا لوں کی کوئی دلیل نہیں وہ بھی پکڑی میں حدمات لے جا کر حاکم سے فیصلہ کراتے ہیں باختلاف میں خطاب کفار سے ہے معلوم ہوا کہ مومن حق پر ہیں۔ کافر مخالفت کرتے ہیں ۲۔ علماء کا توکل ہے اسباب جمع کر کے سبب اسباب پر نظر کرنی، صوفیاء کا توکل ہے اسباب سے منہ موڑ کر سبب اسباب پر نظر کرنی حضور نے دونوں توکل کر کے دکھائے ہیں دیکھو ہماری کتاب شان حبیب الرحمن ۳۔ یعنی میں نے رب پر توکل تو پہلے ہی کر لیا ہے اور اس کی طرف ہمیشہ رجوع کرتا ہوں کہ جو کہیں سے ملے رب کی طرف سے

کھتا ہوں اگرچہ حیران سے نکلتا ہے مگر کمان والے کا بھیجا ہوا ہوتا ہے ۴۔ اس طرح کہ تمہاری جس سے تمہاری پیویاں بنائیں اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں مرد کا نکاح جن یا جانور سے نہیں ہو سکتا۔ جنت دوسرا مقام ہے جہاں حوریں بھی انسانوں کی پیویاں ہوں گی اگرچہ حوریں نہ انسان ہیں نہ حضرت آدم کی اولاد ۵۔ دوسری جگہ قرآن کریم نے فرمایا کہ ہر چیز کے جوڑے ہیں، لکڑی چٹروں کے بھی، درختوں کے بھی، رب فرماتا ہے۔ فَبَعَثَ اللَّهُ نُوحًا وَعِيسَىٰ وَهَارُونَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ۖ وَآلَهُمْ فِي الدُّنْيَا طَيِّبَاتٌ ۚ وَلِئَلَّا تُفْسَدَ الْأَرْضُ بَعْدَ زَيْدِهَا وَنَحْنُ نَقْبَرُهُمْ فِي الْأَرْضِ ۚ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۖ ۱۔ نکاح کے ذریعہ بغیر نکاح جو اولاد ہو وہ باپ کی نسل سے نہ ہوگی، نہ باپ کی میراث پائے ۲۔ یعنی آسمانی و زمینی خزانوں کی کتبوں کا رب ہی مالک ہے لہذا ایمان لے کر آیا عیسیٰ نے فرمایا کیونکہ رب مالک ہے خزانچی نہیں۔ حضور فرماتے ہیں اوتیت مفاتیح خزائن الارض رب نے زمین کے خزانوں کی کتبچیاں مجھے سپرد فرمائیں لہذا اس آیت و حدیث میں تعارض نہیں ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں رزق کی وسعت یا تنگی محض ہمارے اعمال کا نتیجہ نہیں یہ رب کا حکم ہے ۹۔ کہ کون امیری کے لائق ہے، کون فقری کے سزاوار، لہذا اس پر اعتراض نہ کرو ۱۰۔ خیال رہے کہ نوح علیہ السلام پہلے صاحب شریعت نبی ہیں اور آپ نے ہی پہلے کفار کو تبلیغ کی، آپ ہی کی نافرمان امت پر پہلے عذاب آیا اسی لئے آپ کا نام شریف خصوصیت سے لیا گیا ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ عقاید تمام آسمانی دینوں میں یکساں ہیں، اعمال میں فرق ہے، عقاید کو دین اور اعمال کو مذہب کہا جاتا ہے، اس لئے یہاں دین فرمایا ۱۲۔ ان پانچ رسولوں کا خصوصیت سے اس لئے ذکر فرمایا کہ یہ بہت پایہ اور مرتبہ کے رسول ہیں ورنہ تمام پیغمبروں کو یہ ہی حکم تھا ۱۳۔ یعنی اپنی اپنی امتوں کا دین ٹھیک کرو، اور ٹھیک رکھو ۱۴۔ کیونکہ جماعت اللہ کی رحمت ہے، جماعت مسلمین سے علیحدہ ہونا عذاب، یعنی اصولی عقاید میں اختلاف نہ پیدا ہونے دو۔ اگرچہ انبیاء کے اعمال شریعہ و عبادات میں فرق ہے، رب فرماتا ہے۔ لَئِنْ جَعَلْنَا دِينَكَ مِنْ دُونِ الَّذِي بَارَأْنَا مِنْ لَدُنْهِ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ وَلِلَّهِ الْأَمْرُ ۖ فَهُوَ يَرِي مَا يُفْعَلُ ۚ ۱۵۔ معلوم ہوا کہ

اٰخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ ذَلِكُمُ اللَّهُ

بات میں اختلاف کرو تو اس کا فیصلہ اللہ کے پہنچے لے یہ ہے اللہ

رَبِّي عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ۝۱۰ فَاطْرَ السَّمَوَاتِ

مبارک میں نے اس پر بھروسہ کیا، اور میں اس کی طرف رجوع لاتا ہوں سہ آسمانوں

وَالْأَرْضِ جَعَلْ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَمِنَ الْأَنْعَامِ

اور زمین کا بنانے والا تمہارے لئے نہیں میں سے جوڑے بنائے گی اور نر و مادہ جوڑائے گی

أَزْوَاجًا يَذُرُّوْكُمْ فِيهِ لَبَاسٌ كَمَا بَدَأَكُمْ ۚ إِنَّهُمُ النَّاسُ

اس سے تمہاری نسل پھیلاتا ہے، اس میں اس کوئی نہیں اور وہی سستا

الْبَصِيرُ ۝۱۱ لَهُ مَقَالِيدُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ يَبْسُطُ

دیکھتا ہے اسی کے لئے، میں آسمانوں اور زمین کی کتبچیاں ڈال دیتا

الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ إِنَّهُ يُكَلِّمُ شَيْءٍ عَالِمٌ ۝۱۲

کرتا ہے جس کے لئے چاہے اور ننگ فرماتا ہے بے شک وہ سب کو جانتا ہے

شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ مَا وَصَّى بِهِ نُوحًا وَالَّذِي

تمہارے لئے دین کی وہ راہ ڈالی جس کا حکم اس نے نوح کو دیا اور جو ہم نے تمہاری

أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ

طرف دہی کی لہ اور جس کا حکم ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور

عِيسَىٰ أَنْ أَقْبِلُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ كَبُرَ

جہلی کو دیا کہ دین ٹھیک رکھو لہ اور اس میں پھوٹ نہ ڈالو لہ مشرکوں پر

عَلَى الْمُشْرِكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ اللَّهُ يَجْتَبِي

بہت ہی گراں ہے وہ جس کی طرف تم انہیں بلاتے ہو، اور اللہ اپنے قریب کیلئے

إِلَيْهِ مِنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ يُنِيبُ ۝۱۳ وَمَا

چن لیتا ہے جسے چاہے اور اپنی طرف راہ دیتا ہے اسے جو رجوع لائے اور انہوں

مشرکین کو آپ کی ذات بھاری نہیں، آپ کو امین، صادق الوعد کہتے ہیں۔ آپ کی تبلیغ اسلام اور بتوں کی برائی بھاری ہے۔ ۱۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہدایت تو اپنے اعمال سے بھی مل جاتی ہے مگر رب تعالیٰ کا چناؤ صرف اسی کے فضل سے نصیب ہوتا ہے چناؤ سے مراد نبوت یا خصوصی ولایت ہے اس میں عمل کو دخل نہیں اس لئے چناؤ کے لئے مَنْ يَشَاءُ فرمایا اور ہدایت کے لئے یُتَبَيَّنُ۔

۱۔ یعنی اہل کتاب کا یہ دینی اختلاف کہ ان میں کوئی شرک میں مبتلا ہے کوئی کفر میں، یہ ان کا اپنا پید کیا ہوا ہے ان کے رسولوں کی یہ تعلیم نہیں ۲۔ ہر ایک مذہب اپنی ریاست چاہتا ہے اس لئے اختلاف ڈالتا ہے ۳۔ یعنی ان جھڑا لوگوں پر اس لئے عذاب نہیں آتا کہ ان کے عذاب کے لئے وقت مقرر ہو چکا ہے، جس سے پہلے عذاب نہ آئے گا۔ وہ عذاب یا تو صحابہ کرام کے فتوحات کے موقع پر یا ان کی موت کے وقت یا قیامت میں آئے گا ۴۔ یہاں کتاب سے مراد یا تو قرآن شریف ہے تو بعد ازاں کتب میں خیر یہود و نصاریٰ کی طرف لوٹنے کی اور وارث سے مراد اہل مکہ ہیں یعنی یہود و نصاریٰ کے بعد جس قوم میں قرآن بھیجا گیا وہ ملک میں ہیں یا کتاب سے مراد

تورات و انجیل ہے یعنی جو بعد میں یہودی و عیسائی آئے اور انہوں نے آپ کا زمانہ پایا وہ قرآن میں شک کرتے ہیں یا آپ کی نبوت میں (روح و خزانہ) ۵۔ چونکہ ان میں اختلاف ہے لہذا آپ انہیں دعوت اسلام دیں ۶۔ تبلیغ پر ان کی ضد و حسد سے دل تنگ نہ ہوں معلوم ہوا کہ استقامت سنت انبیاء ہے، صوفاء فرماتے ہیں کہ ایک استقامت ہزار کرامتوں سے افضل ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور تا قیامت ساری مخلوق کے نبی ہیں کیونکہ حضور کی دعوت میں زمین و زمان کی قید نہیں لگائی گئی، یہ بھی خیال رہے کہ حضور کافروں کو ایمان کی، مومنوں کو تقویٰ کی، صوفیوں کو عرفان کی، عشیہ دعوت دیتے ہیں کوئی حضور کی دعوت سے باہر نہیں ۷۔ کیونکہ ہر چیز کے لئے آفت ہے دین کی آفت ہڈی ہے (نفسانی خواہش) ۸۔ یعنی میں ظہور نبوت سے پہلے ہی قرآن اور تمام آسمانی کتب پر ایمان لا چکا ہوں حضور کی ہدایت نزول قرآن پر موقوف نہیں ۹۔ یعنی تمہارے مقدمات انصاف سے ملے کر دوں معلوم ہوا کہ حضور حاکم مطلق ہیں، اور حاکم کو فیصلہ میں انصاف چاہیے، خواہ کفار ہی کا فیصلہ ہو یا یہ مطلب ہے کہ تم نے جو ظلم کے قوانین گھڑ لئے ہیں انہیں دور کر دوں، چنانچہ حضور نے لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا، قومی شرافت و رذالت، غریب پر ظلم و تعدی سب کچھ مٹا دیا ۱۰۔ تو چاہیے کہ ہم سب اس ہی کی عبادت کریں، اس میں نہایت لطف و کرم سے اپنی طرف مائل فرمایا گیا ۱۱۔ یہاں لکم میں لام علیٰ کے معنی میں ہے، کیونکہ کافر کسی نیکی کی جزا نہ پائے گا ان کی نیکیوں کو رب نے برباد فرما دیا ۱۲۔ کیونکہ حق اتنا ظاہر ہو چکا ہے کہ مناظرہ کی ضرورت نہیں، حجت سے مراد مناظرہ ہے معلوم ہوا کہ ہٹ دھرم سے مناظرہ نہ کرنا بہتر ہے اور اگر حجت سے مراد تعلق یا سردکار ہو تو یہ آیت حکم جہاد سے منسوخ ہے (خزائن و روح) ۱۳۔ روز قیامت کہ اولاً ”سب مومن و کافر ایک میدان میں جمع ہوں گے“ پھر مومن جنت میں اور کافر دوزخ میں جائیں گے ۱۴۔ اس آیت میں ان یہود و

الشوری ۶۷
۷۷۳
البقرہ ۲۵۵

تَقْرَأُوا الْآلَامِنْ بَعْدَ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَيِّنَاتٍ لَهُمْ

لے پڑھو ڈال عکس بعد اس کے کہ انہیں علم آچکا تھا اُن آپس کے حسد سے

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى لَفُضِّى بَيْنَهُمْ وَإِنَّ الَّذِينَ أُورِثُوا الْكُتُبَ مِنْ بَعْدِهِمْ لَفِي شَكٍّ

اور اگر ہمارے رب کی ایک بات گزر نہ چکی ہوتی ایک مقرر کیا دنگ تو کب کا ان میں فیصلہ

مِنْهُ قَرِيبٌ ۚ فَلَنْ يَكْفُرُوا بَعْدَ مَا بَيَّنَّنَا دُخَانَ الْأَنْفُسِ ۚ وَفِي هَٰذَا آيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ

ڈالنے والے تنگ میں میں نہ تو ای لئے بلا ڈھٹ اور ثابت قدم رہو جیسا ہمیں حکم ہوا ہے

تَتَّبِعُوا هَٰؤُلَاءِ ۖ وَقَدْ آمَنَتْ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ

اور اسی حق باتوں پر بند چلو اور کیونکہ میں ایمان لایا اس پر جو کوئی کتاب اللہ نے نازل کی

وَأَمْرٌ لِأَعْدِلَ بَيْنَكُمُ اللَّهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ لَنَا أَعْمَالُنَا

اور مجھے کہہ ہے کہ میں تم میں انصاف کروں اللہ ہمارا اور تمہارا سب کا رب ہے نہ ہمارے لئے

وَلَكُمْ أَعْمَالُنَا ۚ لَا حِجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ اللَّهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا

ہمارا عمل اور تمہارے لئے ہمارا کیا کوئی حجت نہیں ہم میں اور تم میں اللہ سب کو

وَالِيَهُ الْمَصِيرُ ۚ وَالَّذِينَ يَحْمِلُونَ فِي اللَّهِ مِنْ

میں کرے گا لا اور اسی کی طرف پھر جائے اور وہ جو اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں بعد اس کے

بَعْدَ مَا اسْتَجِيبَ لَهُمْ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةً عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ

کہ سمان اس کی دعوت قبول کر گئے ہیں ان کی دلیل معص بے نہایت ہے مگر ان کے رب کے

عَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۚ اللَّهُ الَّذِي

پاس اور ان پر غضب ہے اور ان کے لئے سخت عذاب ہے لا اللہ ہے جس نے

أَنْزَلَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ وَالْمِيزَانَ ۚ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ

حق کے ساتھ کتاب نازل کی اور انصاف کی مراد کو لا اور تم کیا جانتے ہو قیامت

مَنْزِل ۶

نصاری کی تردید ہے جو مسلمانوں کو بھگانے کے لئے قرآن کے متعلق جھگڑے کرتے تھے کہ ہمارا دین پرانا ہے، ہماری کتاب تم سے پہلے آئی۔ لہذا ہم تم سے بہتر ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ قرآن میں جھگڑا کرنا اللہ میں جھگڑا کرنا ہے کہ فرمایا گیا نبی اللہ ۱۵۔ جس کا سر نہ پاؤں کہ اگر صرف پرانا ہونا حقانیت کی دلیل ہوتی تو چاہیے تھا کہ آدم علیہ السلام کا دین ہی حق ہوتا، اور باقی تمام دین ناقص اور بہن سے نکاح کرنا درست ہوتا ۱۶۔ ان کج بحثی کرنے والے یہود و نصاریٰ پر غضب تو دنیا میں بھی ہے اور سخت عذاب آخرت میں ہو گا۔ ۱۷۔ یہاں میزان سے مراد یا حضور ہیں، آپ کو توازن اس لئے فرمایا کہ حضور کی ذات اندازہ ایمان معلوم ہونے کا ذریعہ ہے، ہر ایک کو بقدر ایمان حضور سے محبت ہوگی

۱۔ (شان نزول) مشرکین عرب مذاق کے طور پر پوچھا کرتے تھے کہ قیامت کب ہوگی؟ ان کے جواب میں یہ آیت اتری۔ یہاں لعل شک کے لئے نہیں بلکہ تحقیق و تاکید کے لئے ہے یعنی قیامت بہت قریب ہے کیونکہ آخری نبی آخری کتاب آخری دین آچکا حضور فرماتے ہیں کہ میں اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح ہیں رب فرماتا ہے نہ انفرجت الساعة یہ بھی خیال رہے کہ یہاں درایت کی نفی ہے نہ کہ علم کی ۲۔ ان کا یہ جلدی چاہا بھی دل گلی کے لئے ہے ۳۔ معلوم ہوا کہ قیامت سے متعلق بھی ڈرتے ہیں گھبراہٹ بھی قیامت کا خوف علامت ایمان ہے بلکہ جتنا تقویٰ زیادہ اتنا ہی خوف زیادہ اللہ نصیب کرے ۴۔ کیونکہ قیامت کی اس نے خبر دی ہے

السَّاعَةُ قَرِيبٌ ۝ يَسْعَىٰ بِهَا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِهَا ۝
 وَالَّذِينَ آمَنُوا مُشْفِقُونَ مِنْهَا وَيَعْلَمُونَ أَنَّهَا الْحَقُّ ۝
 الْآنَ الَّذِينَ يُبَارُونَ فِي السَّاعَةِ لَقَدْ ضَلُّوا سُبُلًا ۝
 اللَّهُ لَطِيفٌ بِعِبَادِهِ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ ۝ وَهُوَ الْقَوِيُّ ۝
 الْعَزِيزُ ۝ مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ نَزِدْ لَهُ فِي ۝
 حَرْثِهِ ۝ وَمَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَا ۝
 لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ نَصِيبٍ ۝ أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُمْ ۝
 قَوْلَ الَّذِينَ مَالَهُمْ يَدٌ ۝ بِهِنَّ اللَّهُ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ ۝
 لَفُضِّي بَيْنَهُمْ وَإِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝
 تَرَى الظَّالِمِينَ مُشْفِقِينَ مِمَّا كَسَبُوا وَهُوَ وَاقِعُهُمْ ۝
 الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي رَوْضَةٍ أَلْبَنَىٰ ۝

۱۔ اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہ جنت کی پھولدار یوں میں ہیں ۲۔

دین کے خلاف ناجائز و غلط دین بنادیتے ہیں جن کی یہ بیروی کر رہے ہیں اور اگر ان کے معنی یا ہوں تو مطلب یہ ہو گا کہ دیکھا ہے کہ آیا یہ لوگ ایمان قبول کرتے ہیں یا گھڑے ہوئے دیوں میں پھنسے رہتے ہیں جو ان کے معبودوں نے بنائے ۳۔ یعنی چونکہ ہمارا فیصلہ ہو چکا ہے کہ کفار کو حقیقی سزا قیامت میں دی جاوے گی۔ اس لئے ابھی ان پر روزخ کا عذاب نہیں بھیجتے ۴۔ ظالمین سے مراد کفار ہیں اور دردناک عذاب سے مراد دائمی عذاب رسوائی کا عذاب نہایت سخت عذاب کافروں کے لئے خاص ہے مومن اگرچہ کتنا ہی گنہگار ہو مگر ان عذابوں سے محفوظ رہے گا ۵۔ قیامت میں اول ہی سے مگر اس دن سنا کام نہ آئے گا ۶۔ یعنی جس قدر نیکیوں کا انہیں وقت اور موقع ملا اسی قدر نیکیاں کیں۔ اگر کسی کو بالکل موقع نہ ملا تو وہ صرف ایمان کی بدولت جنت میں جاوے گا۔ جیسے وہ نو مسلم جو ایمان لاتے ہی فوت

جس کی زبان سے پیش ہی نکلتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ مومن موت بھی جلدی نہیں مانگا وہ عمر کو قیمت جان کر اعمال کرتا ہے ۵۔ کہ ان کی ہدایت کی امید نہیں کیونکہ خوف قیامت ہی بندے کو ایمان لانے پر مجبور کرتا ہے۔ جب قیامت ہی کا انکار ہے تو خوف کس چیز کا اور ایمان کیوں اختیار کیا جائے ۶۔ اللہ تعالیٰ کا لطف عام یعنی دنیاوی رزق ہر عرصے پر ہے ان الطاف کا شمار ناممکن ہے ہمارے ہر دو گتے پر کہ دونوں الطاف شہادت ہیں ہم گناہ کرتے ہیں وہ روزی ہمارے نہیں کرتا ہم عیب کرتے ہیں وہ رسوا نہیں کرتا یعنی ایمان عرفان تقویٰ ولایت نبوت وغیرہ خاص خاص بدلوں پر کرتا ہے ۷۔ اگر روزی سے مراد جسمانی روزی ہے تو معنی یہ ہیں کہ جسے جتنی چاہتا ہے دیتا ہے ہر مہمند کو قریب ہے ہر کو مالدار کو دیتا ہے معلوم ہوا کہ روزی اپنے کمال سے نہیں عطاء ذوالجلال ہے اور اگر روحانی روزی ایمان و تقویٰ مراد ہے تو مطلب بالکل ظاہر ہے کہ ایمان و تقویٰ عقل سے نہیں بلکہ اس کے فضل سے ملتا ہے۔ ابوجہل جو عاقل تھا کافر رہا سیدھے سادے بلال کو مومنوں کا سردار بنا دیا ۸۔ اس طرح کہ اپنے نیک اعمال سے نفع آخرت یعنی اللہ کی رضا اور جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی چاہے رہا کے لئے اعمال نہ کرے ۹۔ اس طرح کہ اسے زیادہ نیکیوں کی توقع دیں گے نیک کام آسان کر دیں گے اعمال کا ثواب بے حساب بخشیں گے ۱۰۔ کہ محض دنیا کمانے کے لئے نیکیاں کرے عزت و جاہ کے لئے عالم حاجی بنے قیمت کے لئے غازی ۱۱۔ اتنا ہی جتنا اس کی تقدیر میں ہے لہذا آیت بالکل صاف ہے ۱۲۔ کیونکہ اس نے آخرت کے لئے اعمال کئے ہی نہیں معلوم ہوا کہ نیکار ثواب سے محروم رہتا ہے مگر شرما اس کا عمل درست ہے ریا کی نماز سے فرض ادا ہو جائے گا ثواب نہ ملے گا۔ اس لئے فی الآخرۃ کی قید لگائی ۱۳۔ اگر ان کے معنی بلکہ ہوں تو مطلب یہ ہو گا کہ اے محبوب ان کفار کے لئے ان کے معبودین باطلہ اطمینان وغیرہ نے اللہ کے

(فقیر صفحہ ۷۷۳) ہو گیا ۱۸۔ اس طرح کہ بعد موت قیامت سے پہلے جنت کی پہلوا ریاں ان کی قبروں میں ہوں گی اور بعد قیامت وہ خود جنت کی پہلوا ریاں میں ہوں گے، اللہ نصیب کرے اپنے حبیب کے فضل سے گلدستہ میں پھول کے ساتھ گھاس بھی شاخیں تخت پر پہنچ جاتی ہے۔ حضور کے ساتھ ہم گنگار بھی دہاں پہنچ جائیں تو کیا عجب ہے۔

۱۔ فرشتہ دنیا میں جو رب چاہے تم کو آخرت میں جو تم چاہو گے رب کرے گا ۲۔ معلوم ہوا کہ جنت میں اپنے عمل سے نہیں رب کے فضل سے نصیب ہو گی ۳۔

اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کا کام رب کا کام ہے دیکھو بشارت حضور دیتے ہیں مگر رب نے فرمایا کہ ہم دیتے ہیں دوسرے یہ کہ ایمان عمل سے مقدم ہے جیسے وضو نماز سے پہلے ہے تیسرے یہ کہ ایمان کے ساتھ نیک اعمال بھی ضروری ہیں چوتھے یہ کہ ایک ہی نیکی پر اتنا فائدہ کرے جس قدر ممکن ہو کر گزرے دانہ چھینکے جاؤ نہ معلوم کونسا لاکھ جالوسے ۴۔ (شان نزول) جب انصار نے حضور کے ہمت سے مصارف اور مال کی کسی محسوس کی تو آپس میں ہمت سال سال جمع کیا اور خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ حضور کی بدولت ہمیں ایمان ملا قرآن ملا وطن ملا حضور کے مصارف زیادہ ہیں ہم یہ حقیر نذرانہ ہار گاہ میں حاضر لائے ہیں شرف قبولیت بخشا جاوے تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور حضور نے وہ مال واپس فرما دیے یہ آیت مدحیہ ہے ۵۔ یعنی تم لوگ آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرو۔ اسلامی قربات کا لحاظ رکھو رب فرماتا ہے۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَتَوَسَّطُوا بَيْنَهُمْ أُولَٰئِكَ يَقْبِضُ اللَّهُ بِرَبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَتَوَسَّطُوا يَوْمَئِذٍ يَكُونُ لَكَ عِندَ رَبِّكَ ذَلِيلٌ ۚ (سورہ شوریٰ ۴۳) یعنی جو ان سے محبت کرے گا ہم اسے اور نیک اعمال کی توفیق دیں گے اور ایسے کاموں کی توفیق بخشیں گے جو طاقت انسانی سے باہر معلوم ہوتے ہوں (خزائن و روح البیان) ۷۔ دعویٰ نبوت کر کے یا قرآن شریف کو کتاب اللہ کہہ کر ۸۔ جس سے آپ کے قلب اطہر کو ان کی بدگوئیوں سے بالکل ایذا نہ ہو یہاں ختم کے یہ معنی نہایت موزوں ہیں مطلب یہ ہے کہ یہ بھی ہو سکتا ہے مگر ایسا نہ ہو گا قلب مبارک کو ہماری راہ میں کچھ طال پہنچے گا یہ رب بھی عبادت ہے وہ اب کوئی دم جاتا ہے کہ تمہارا سورج چمکے گا اور کفر کی تاریکی دور ہو جائے گی اللہ نے اپنا وعدہ پورا فرما دیا دیکھو آج تک حرمین طہیین شرک و بت پرستی سے محفوظ ہیں اللہ محفوظ رکھے ۱۰۔ ہر گناہ سے توبہ کرنی چاہیے توبہ سے ہر گناہ معاف ہو جاتا ہے توبہ میں چند چیزیں ضروری ہیں

الشوریٰ ۴۳	۷۷۵	البقرہ ۱۰۵
لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ذَلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ		
ان کے لئے ان کے رب کے پاس ہے جو چاہیں نہ بھی بڑا فضل ہے نہ		
ذَلِكَ الَّذِي يَبَشِّرُ اللَّهُ عِبَادَهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا		
یہ ہے وہ جس کی خوشخبری دیتا ہے اللہ اپنے بندوں کو جو ایمان لائے اور اچھے کام		
الطَّاهِرَاتِ قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي		
کلمے تم فرماؤ میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قربت کی		
الْقُرْبَىٰ وَمَنْ يَقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهُ فِيهَا حَسَنًا إِنَّ		
محبت اور جو نیک کام کرے تم اس کے لئے اس میں اور عافیت دے گا میں بیشک		
اللَّهُ غَفُورٌ شَكُورٌ أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا		
اللہ بخشنے والا قدر فرمانے والا ہے یا یہ کہتے ہیں کہ اللہ نے کذب پر جھوٹ باندھ دیا ہے		
فَإِنْ يَشَأْ اللَّهُ يُخَيِّمِ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ وَيَخَيِّمُ اللَّهُ الْبَاطِلَ		
اور اگر اللہ چاہے تو تمہارے دل پر اپنی رحمت و حفاظت کی ہر چیز دے گا اور شر		
وَيُخَيِّمُ الْحَقُّ بِكَلِمَاتِهِ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝۱۶		
ہے باطل سر اور حق کو ثابت فرماتا ہے اپنی باتوں سے بیشک وہ دلوں کی بات جانتا		
وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُو عَنِ		
ہے اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور گناہوں سے دھو کر		
السَّيِّئَاتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ۝۱۷ وَيَسْتَجِيبُ الَّذِينَ آمَنُوا		
فرماتا ہے کہ اور جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو اور دعا قبول فرماتا ہے اچھے کاموں		
وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَيَزِيدُهُمْ مِنْ فَضْلِهِ وَالْكَافِرُونَ لَهُمْ		
لئے اور اچھے کام کئے ان اور انہیں اپنے فضل سے اور انہیں آگے لے گا ان کا ذہن کے		
عَذَابٌ شَدِيدٌ ۝۱۸ وَلَوْ بَسَطَ اللَّهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهِ لَبَغَّوْا		
لئے سخت عذاب ہے ان اور اگر اللہ اپنے سب بندوں کا رزق وسیع کر دیتا تو ضرور زمین پر		
مختل ۴		

مغزیت پر شرمندگی آئندہ بچنے کا ارادہ جنت چھوٹے ہوئے فرائض کی قضا حقوق عباد کی اوائلی ایسی توبہ انشاء اللہ ضرور قبول ہوتی ہے کفر کی توبہ ایمان ہے ۱۱۔ اس آیت سے اشارہ معلوم ہوا کہ گناہ کبیرہ توبہ سے معاف ہوتے ہیں اور گناہ صغیرہ توبہ کے علاوہ اور طرح بھی معاف ہوتے ہیں کیونکہ یہاں قبول توبہ کے بعد سببت کی معافی کا ذکر فرمایا رب فرماتا ہے۔ إِنَّ أَفْضَلَ مِنْ جَنَّتِ السَّيِّئَاتِ اور فرماتا ہے اِنَّ تَحْسِبُ الْكِبْرِيَا تَحْسِبُ عَذَابَ تَغْفِرُ عَنْكَ سَيِّئَاتِكُمْ ۱۲۔ اگر ہم گناہ کرتے وقت یہ سوچ لیا کریں تو کبھی گناہ کی ہمت نہ کریں۔ ۱۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مقبول بندوں کی دعائیں زیادہ قبول ہوتی ہیں اگر دعا قبول کرانی ہو تو صلاحت ہو تم اس کی مانو وہ تمہاری مانے دیکھو جلیل نے جو کما جلیل نے مانا پھر جلیل اللہ نے جو کما رب جلیل نے مانا دوسرے یہ کہ مجھ سے گناہ کو چاہیے کہ اللہ کے پیاروں سے دعا

۱۔ کیونکہ دنیا میں نفس امارہ ساتھ ہے اگر اسے معاش کی فکر نہ ہو تو پھر عزت و جاہ کی طلب کرتا ہے اور جب سب عزت چاہتے گئیں تو فساد و خربیزی لازم ہے معلوم ہوا کہ دنیاوی افکار بھی اللہ کی رحمت ہیں ۲۔ لہذا جس کے لائق ہے وہ ہی اسے دیتا ہے حکیم کے پاس شد بہت ہے مگر جس مریض کو گرمی ہو اسے نہیں دیتا کہ

سے پہنچتی ہے تو دودھ پیتے بچوں کی بیماریاں اور
تکالیف ان کی پہلی جون کے گناہ سے پہنچتی ہیں کیونکہ

اس وقت تو وہ گناہ کر نہیں سکتے، اس ترجمہ سے ان کا اعتراض اٹھ گیا۔ کہ یہاں کسی خاص مصیبت کی طرف اشارہ ہے، ورنہ مصیبت کبھی بلندی درجات کے لئے بھی آجاتی ہے۔ یعنی یہ مصیبت جو تم پر آئی وہ تمہاری کوتاہی کی وجہ سے آئی، اس کے معنی یہ نہیں کہ ہر مصیبت گناہوں کی وجہ سے آتی ہے ورنہ پیغمبروں اور بچوں اور جانوروں پر مصیبت کبھی نہ آیا کرتی کہ یہ بے گناہ ہیں۔ لہذا اس میں خطاب عام مسلمانوں سے ہے۔ انبیاء کرامؑ کا سمجھ بیچے وغیرہم کو اس سے کوئی تعلق نہیں، خیال رہے کہ چھوٹے بچے اور دیوانہ لوگ آیات قرآنیہ کے مخاطب نہیں ہو سکتے، لہذا اس میں ان سے خطاب نہیں، نہ اس سے آریوں کا مسئلہ تاریخ ثابت ہو سکتا ہے۔

۸۔ جو مصیبتیں تمہارے لئے مقدر ہو چکی ہیں وہ پہنچیں گی، چنا چاہتے ہو تو نیک بنو، ۹۔ جو تمہیں رب کی مرضی کے خلاف تکلیف سے نجات دے، لہذا اس میں بزرگوں کی دعائیں وغیرہ داخل نہیں۔ ان کی دعاؤں سے بلائیں ٹل جاتی ہیں۔ ۱۰۔ بڑی بڑی کشتیاں جن میں بارہا بن بندے ہوتے ہیں، جو اس وقت عرب میں رائج تھیں، اس قدر

فِي الْأَرْضِ وَلَكِنْ يُنْزِلُ بِقَدَرِ مَا يَشَاءُ إِنَّهُ بِعِبَادِهِ
 خَبِيرٌ بَصِيرٌ ﴿٢٥﴾ وَهُوَ الَّذِي يُنْزِلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا
 قَطَوْا وَيُشْرَحُ رَحْمَتَهُ ۖ وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيدُ ﴿٢٦﴾ وَمَنْ أَيْتَهُ
 بِمَرْغَبٍ أَوْ رَغْمٍ أَجَبْنَاهُ ۖ وَمَنْ أَرَادَ أَنْ يَنْتَهِ ۖ فَإِنَّهُ
 خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا مِنْ دَابَّةٍ ۚ وَهُوَ
 عَلَىٰ جَمْعِهِمْ إِذْ يَأْتِيهِمْ قَدْ يَرَوْنَ مَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ
 فَمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ ﴿٢٧﴾ وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ
 فِي الْأَرْضِ ۚ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ﴿٢٨﴾
 وَمَنْ أَيْتَهُ الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ ﴿٢٩﴾ إِنَّ يَسَاءُ لِسُكُنِ
 الرِّيحِ قَيْظَلُنَّ ۖ رَوَاكِدٌ عَلَىٰ ظُهُورِهِ ۖ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً
 لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ﴿٣٠﴾ أَوْ يُوقِنُ أَنَّهَا كَسْبُكُمْ وَيَعْفَىٰ عَنْ
 كَثِيرٍ ۖ وَيَعْلَمَ الَّذِينَ يُحَادُّونَ فِي آيَاتِنَا مَا لَهُمْ مِنْ
 مُجْدٍ ۚ

ذہنی ہونے کے باوجود پانی میں نہیں ڈوبتیں، یہ بھی اس کی قدرت کے عیت گاری ہیں۔ ۱۱۔ اس زمانے میں کشتیوں کی روانی موافق ہوا سے ہوتی تھی ارشاد ہو رہا ہے کہ اگر ہم ہوا موافق نہ چلائیں تو تم کیسے منزل مقصود تک پہنچو؟ یا اگر ہم مخالف ہوا چلا دیں تو تم کیسے پار لگو لہذا اس کا شکر کرو ۱۲۔ وہ مخلص مومن جو مصیبتوں میں صبر اور راحتوں میں اللہ کا شکر کرتے ہیں وہ ان کشتیوں سے بچے لگاتے ہیں کہ زندگی کی کشتی دنیا کے دریا سے جب ہی بھری پارت لگ سکتی ہے جب فضل و کرم کی ہوا چلتی رہے صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ نصف ایمان صبر ہے اور نصف شکر ۱۳۔ ہوا مخالف بھیج کر کشتیوں کو ڈبو دے اور ان میں جو مخلص و نیک بندے ہوں انہیں غرق سے بچالے

اب دیکھ لیں کہ جیسے منشی ڈوبنے وقت کوئی فرق سے بچائیں سکتا سارے اسباب ختم ہو جاتے ہیں ایسے ہی آخرت کے عذاب سے کوئی بچا نہ سکے گا۔ دنیا کے عذابوں کو دیکھ کر آخرت کا پتہ لگاؤ تاکہ ایمان نصیب ہو دنیا آخرت کا نمونہ ہے ۲۲ دنیاوی ساز و سامان ٹوٹنے سے معلوم ہوا کہ یہاں کی نعمتیں اپنی کمائی سے نہیں ملتی عطائے ذوالجلال سے ہیں ۲۳ جو تمہارے جیتے ہی یا بعد موت تمہارا ساتھ چھوڑ دے گا ایسے بے وفا سے دل نہ لگاؤ جو تمہارا نہیں تم اس کے کیوں بنے جاتے ہو ۲۴ آخرت کا ثواب صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ اخلاص والے متحول اعمال بھی اس میں داخل ہیں یہ اعمال کبھی فنا نہیں ہوتے ۲۵ ثواب آخرت کی دو خوبیاں یہاں ذکر ہوئیں وہ خیر ہیں کیونکہ ان میں شرکی ملاوٹ نہیں دنیا کی خیر ہزارہا شر کے ساتھ ہوتی ہے دوسرے یہ کہ وہ ابد الابد تک باقی ہیں کبھی تمہارا ساتھ نہ چھوڑیں گی ۲۶ شان

نزول حضرت علی مرتضیٰ فرماتے ہیں کہ یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق کے حق میں نازل ہوئی جب آپ نے اپنا سارا مال اللہ کی راہ میں خیرات کر دیا۔ اور عرب کے لوگوں نے اس پر آپ کو ملامت کی اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ آخرت کی بھلائی صرف متقی مومن کے لئے ہے دنیا کی طرح ہر ایک کو نہ ملے گی دوسرے یہ کہ حضرت ابو بکر صدیق بشارت قرآن مومن و متوکل ہیں نیز آپ بعد انبیاء سب سے افضل اور متقی ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ وَلَا يَأْتِيَنَّكَ أُولَ الْأَفْضَلِ اور فرماتا ہے۔ وَسَيَجْزِيكَ اللَّهُ يَوْمَ الْحَقِّ ۱۷ مومن کو جیسے اللہ کی توحید حضور کی نبوت پر ایمان لانا ضروری ہے ایسے ہی ابو بکر صدیق کی افضلیت تقویٰ اعلم المومنین ہونے پر ایمان لانا ضروری کہ یہ سب چیزیں قرآن کریم سے ثابت ہیں ۱۸ گناہ بڑے وہ ہی ہیں جن پر دنیاوی یا اخروی سزا مقرر کی گئی ہو (روح) ۸ فاحشہ وہ گناہ ہے جسے عقل انسانی بھی برا جانتی ہے اور ہر ملت والے اسے معیوب سمجھتے ہیں جیسے زنا چوری وغیرہ ۹ اپنے مجرم سے درگزر کرتے ہیں نہ کہ شریعت کے مجرم سے کہ پہلی صورت اخلاق میں داخل ہے اور دوسری صورت بے دینی ہے ۱۰ (شان نزول) یہ آیت کریمہ انصار کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے حضور کی دعوت قبول کی ایمان و اطاعت اختیار کی معلوم ہوا کہ حضور کی دعوت قبول کرنی رب کی دعوت قبول کرنی ہے۔ ۱۱ یعنی وہ جلد بازی یا خود رانی سے کام نہیں لیتے خیال رہے کہ احکام شریعہ میں کسی مشورہ کی ضرورت نہیں ان پر ہر حال عمل کیا جائے گا باقی دینی قوی شخص کاسوں میں مشورہ بہت مفید ہے امامت خلافت جماد بیاہ شادی وغیرہ میں مشورہ ہونا چاہیے دیکھو ہماری کتاب نئی تقریریں ۱۲ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی راہ میں سارا مال خرچ کرنا لازم نہیں عوام کے لئے

الہدایہ ۲۵۵
الشوری ۲۲

مَجِئُصٌ قَبْلًا أَوَيَتَمُّ مَن شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

کی جگہ نہیں نہ نہیں جو کہ ملا ہے نہ وہ عینی دنیا میں برتنے کا ہے نہ

وَمَاعِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ لِلَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ۝۲۳

اور وہ جو اللہ کے پاس ہے نہ بہتر ہے اور زیادہ باقی رہنے والا ہے ان کے لئے جو ایمان لائے

وَالَّذِينَ يَخْتَفُونَ بَلَدًا ۖ إِنَّمَا وَفَّاءُ الْحَفَاظِ

اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں اور وہ جو بڑے بڑے گناہوں میں اور بے ایمانیوں سے بچتے ہیں

وَإِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ ۝۲۴ وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ۝۲۵ وَالَّذِينَ إِذَا أَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُونَ ۝۲۶ وَجُزْءًا مِّنْ سَيِّئَةٍ فَنَقُصَّهَا مِمَّنْ عَفَا

دینے سے کہ ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں اور وہ کہ جب انہیں بھارت پہنچے بدلے میں ملے اور برائی کا بدلہ اسی کی برابر برائی ہے نہ تو جس نے صاف

وَأَصْلَحَ فَاجْزُءُهُ عَلَىٰ الْإِثْمِ إِنَّهُ لَا يَجِبُ الظَّالِمِينَ ۝۲۷

کیا اور کا سزا تو اس کا اجر اللہ ہر سے نہ بلے شک وہ دوست نہیں رکھتا ظالموں کو

وَلَمَنَ أَنْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهِ فَأُولَٰئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيلٍ ۝۲۸

اور جو نے شک میں اپنی مظلومی پر بدلہ لیا ان پر کچھ مواخذہ کی راہ نہیں

إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَىٰ الَّذِينَ يَظْلِمُونَ النَّاسَ وَيَبْغُونَ

مواخذہ تو انہیں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین میں ناحق

فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۖ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝۲۹ وَلَمَن

سرکشی پھیلاتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے اور بے شک

منزل ۶

یہی مناسب ہے کہ کچھ مال خیرات کریں کچھ رکھیں۔ ہاں جو صدیق اکبر جیسا نفس مشر رکھتے ہوں وہ سارا مال بھی خیرات کر دیں تو سبحان اللہ اسی لئے جہاد و قتال میں من فرمایا گیا ۱۳ پچھلی آیتوں میں معافی کا ذکر تھا اس میں بدلہ لینے کا معلوم ہوا کہ معافی اعلیٰ ہے اور بدلہ لینا بھی اچھا کافر حربی سے ظالم سے بدلہ لینا من کے قیام کا ذریعہ ہے ۱۴ برائی سے مراد تکلیف رسانی ہے نہ کہ گناہ کیونکہ برائی کا بدلہ لینا گناہ نہیں ۱۵ اس طرح کہ اگر اپنا معاملہ ہو تو معاف کر دے نہ دوسرے سے مسئلہ ہو تو صلہ کر دے بہت ثواب پائے گا۔ ۱۶ یعنی ان کو جو ظلم کی ابتدا کریں یا لوگوں کو لڑائیں ۱۷ معلوم ہوا کہ مظلوم کا ظالم سے بدلہ لینا ظلم نہیں بلکہ اس پر سزا ہے مگر جن ظلموں کی سزا صرف حاکم دے سکتا ہو اسے دوسرا سزا نہیں دے سکتا۔ جیسے قاتل سے قصاص ۱۸ یہاں سبیل سے مراد دنیاوی یا اخروی پکار اور سزا ہے ظلم

(بقیہ صفحہ ۷۷) سے مراد ستانا ہے، ستانا بہت عام ہے، جانی ظلم، مالی ظلم وغیرہ، غرض ظلموں کی بہت قسمیں ہیں پھر ان ظلموں کی سزائیں بہت ہیں، کسی ظلم کی سزا قتل، کسی کی سزا ہاتھ پاؤں کاٹنا، کسی کی سزا قید و کوڑے وغیرہ، یہ آیت کہہ کر کلی انتظامات، فیصلہ حکام، معاملات کی جامعہ آیت ہے ۱۹۔ بقیہ الحق صفت کا شے ہے کیونکہ سرکشی بیش ناحق ہی ہوتی ہے، کسی حق نہیں ہوتی، خیال رہے کہ ظلم دو قسم کا ہے، محض اور قومی، بظلموں الناس میں محض ظلم مراد ہے جیسے کسی کو مارنا، گالی دینا، مال مار لینا، اور بیخون میں قومی ظلم مراد ہے، جیسے ملک و قوم سے غداری، بادشاہ اسلام سے بغاوت وغیرہ، دونوں قسم کے ظالموں سے بدلہ لینا چاہیے مگر پہلے ظالم کو معافی دے دینا حسن اخلاق ہے، دوسرے کو معافی دینا سخت ظلم ہے، دوسروں کے لئے فرمایا لَعْنَةُ عَذَابٍ اَلِیْمٌ۔

اب اس نے مجرم کو اپنے ذاتی معاملات میں مثلاً قرض تھا، معاف کر دیا، کسی نے گالی دے، اس سے درگزر کر لی، کسی نے بارگاہ بخش دیا لیکن جس نے اسلام یا مسلم قوم سے غداری کی اسے ضرور شکستے ہیں، کسو اور جبر تھاک سزا دو کہ آئندہ کوئی ایسا نہ کرے، کیونکہ اس میں نفس کا مقابلہ ہے اپنے مجرم سے بدلہ لینے کا نفس قضا کرتا ہے اسے مغلوب کرنا ہمارا ہی ہے، ہزار کافروں کو مارنا آسان ہے نفس امارہ کا مارنا مشکل، اس سے معلوم ہوا کہ گمراہ کا کوئی مددگار نہیں، مومنوں کے مددگار رب کی طرف سے بہت ہیں اگر تم اپنے ولی و مددگار دنیا و آخرت میں چاہتے ہو تو ایمان و تقویٰ اختیار کرو، جو کہے کہ میرا مددگار آج یا قیامت میں کوئی نہیں، وہ اپنے کفر و گمراہی کا اقرار کر رہا ہے، ۳۔ ظالموں سے مراد، مشرکین یا کفار ہیں، خیال رہے کہ کافر دنیا میں دوبارہ آنا چاہے گا۔ کفارہ کفر کرنے کے لئے ۵۔ اے مسلمانو! قیامت سے فارغ ہو کر، یا دوزخیوں کو دوزخ میں ڈالتے وقت، معلوم ہوا کہ کفار کا دوزخ میں ڈالا جانا علانیہ طور پر ہو گا، جس کا تماشا مومنین دیکھیں گے یہ بھی خیال رہے کہ حضور تو وہ واقعات آج بھی دیکھ رہے ہیں معراج میں سرکار نے دوزخ میں کفار کو سزا پاتے دیکھا حالانکہ انکا داخلہ بعد قیامت ہو گا ۶۔ کہ کفار ڈر کے مارے آگ و دوزخ کو ایسی چھین ٹھگھوں سے دیکھیں گے جیسے قتل کا طرم جلاؤ کی تلواریں کو دیکھتا ہے کہ یہ اب مجھ پر چلنے والی ہے۔ خدا یا تیری پناہ ۷۔ پوری ہار میں جس نے اپنی ساری کمائی کھودی، جنہوں نے دین کی خاطر اپنی دنیا بگاڑی تو وہ اچھے سوئے کر گئے جیسے امام حسین اور ا کے رفقاء ۸۔ جان تو اس طرح ہاری کہ کفر کر کے دوزخ کے مستحق ہو بیٹھے اور گھروالوں کی ہاری کہ کفر کے باعث جنت کے گھر بار، حوروں سے محروم ہو گئے، جو ان کے لئے تھیں اگر ایمان لاتے تو پاتے ان کا حصہ مسلمان سنبھالیں گے، خیال رہے کہ ہر انسان کا ایک گھر جنت میں ایک دوزخ میں بنایا گیا ہے۔ ۹۔ یعنی جس کا خاتمہ کفر ہو ان کے لئے دوزخ کا دائمی عذاب ہے، خیال رہے کہ عذاب جنس ہے جس میں لاکھوں قسم کے عذاب شامل ہیں، آگ کا عذاب، بھوک کا، پیاس کا، ذلت و خواری کا، فیکہ و فحشاء کا، مجبور ہے رب محفوظ رکھے۔ ۱۰۔ یعنی کفار کو جن دوستوں پر دنیا میں بھروسہ تھا یا جن قربات داریوں کے حلقے ان کا خیال تھا کہ قیامت میں ہماری مدد کریں گے وہ کوئی مدد نہ کریں گے ۱۱۔ اس طرح کہ اس کی بدکاریوں، بے ادبیوں کی وجہ سے رب تعالیٰ اس میں گمراہی پیدا فرما دے، جیسے زنج کی وجہ سے مذہب میں رب موت پیدا فرما دیتا ہے۔ ۱۲۔ کہ نہ دنیا میں اچھے کام کی توقعیں تھیں نہ آخرت میں جنت کی راہ نام و نمود کے لئے ہزار ہا روپیہ حرام کاموں میں چھوٹیں، اللہ کے نام پر دینے میں انہیں موت آئے ۱۳۔ اس کے جیب کی اطاعت کر کے حضور کی ماننا رب کی ماننا ہے ۱۴۔

صَبَرُوا وَعَفِّرَانَ ذٰلِكَ لِمَنْ عَزَمَ الْأُمُورَ وَمَنْ يُضِلِلْ

جس نے صبر کیا اور غفلت نہ کی تو یہ ضرور بہت کے سہا ہیں نہ اور جسے اشر گمراہ

اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ دَرَجَةٍ مِّنْ بَعْدِهِ وَتَرَى الظَّالِمِينَ

کرے اس کا کوئی رشتہ نہیں اللہ کے عتاب سے اور تم ظالموں کو دیکھ گے

لَتَبَارَأُوا الْعَذَابَ يَقُولُونَ هَلْ إِلَىٰ مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيلِ

کہ جب عذاب دیکھیں گے کہیں گے کیا واپس جانے کا کوئی راستہ ہے

وَتَرَاهُمْ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا خَشِيعِينَ مِنَ الدِّنَارِ لِيُظْهَرُوا

اور تم انہیں دیکھ گے کہ وہ آگ پر پیش کیے جاتے ہیں ذلت سے وہ بے بسی

مِنْ كُلِّ طَرَفٍ خَقِيَ وَقَالَ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّا لَنَاصِرِينَ

تھک رہے ہیں دیکھتے ہیں نہ اور ایمان والے کہیں گے بے شک ہمارے وہ ہیں

الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ وَأَهْلِيَهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ أَلَا إِنَّ

جو اپنی جائیں اور اپنے گھروالے ہار بیٹھے قیامت کے دن نہ سنتے ہو

الظَّالِمِينَ فِي عَذَابٍ مُّقِيمٍ ۝۲۵ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ أَوْلِيَاءَ

بے شک ظالم ہر قسم کے عذاب میں ہیں نہ اور انکے کوئی دوست نہ ہوئے نہ

يُنصِرُونَ لَهُمْ مِّنْ دُونِ اللَّهِ وَمَنْ يُضِلِلْ اللَّهُ فَمَا لَهُ

کہ اللہ کے مقابل انہی مدد کرتے اور جسے اشر گمراہ کرے نہ اس کے لئے کہیں

مِنْ سَبِيلٍ ۝۲۶ اسْتَجِيبُوا لِلرَّبِّ ۝۲۷ مِّنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ

راستہ نہیں ۲۶۔ اپنے رب کا حکم مانو ۲۷۔ اس دن کے آنے سے پہلے

يَوْمَ لَا مَرَدَّ لَهُ مِنَ اللَّهِ مَا لَكُم مِّنْ مَّجَاجٍ ۝۲۸

جو اللہ کی طرف سے ٹھکنے والا نہیں ۲۸۔ اس دن نہیں کوئی پناہ نہ ہو گی نہ

وَمَا لَكُم مِّنْ تَكْوِيْنٍ ۝۲۹ فَإِنْ أَعْرَضُوا فَمَا أَرْسَلْنَاكَ

اور نہ تمہیں انکار کرتے بنئے نہ تو اگر وہ نہ پھیریں نہ تو ہم نے تمہیں ان پر بھیجا

ایک دوزخ میں بنایا گیا ہے۔ ۲۹۔ یعنی جس کا خاتمہ کفر ہو ان کے لئے دوزخ کا دائمی عذاب ہے، خیال رہے کہ عذاب جنس ہے جس میں لاکھوں قسم کے عذاب شامل ہیں، آگ کا عذاب، بھوک کا، پیاس کا، ذلت و خواری کا، فیکہ و فحشاء کا، مجبور ہے رب محفوظ رکھے۔ ۳۰۔ یعنی کفار کو جن دوستوں پر دنیا میں بھروسہ تھا یا جن قربات داریوں کے حلقے ان کا خیال تھا کہ قیامت میں ہماری مدد کریں گے وہ کوئی مدد نہ کریں گے ۳۱۔ اس طرح کہ اس کی بدکاریوں، بے ادبیوں کی وجہ سے رب تعالیٰ اس میں گمراہی پیدا فرما دے، جیسے زنج کی وجہ سے مذہب میں رب موت پیدا فرما دیتا ہے۔ ۳۲۔ کہ نہ دنیا میں اچھے کام کی توقعیں تھیں نہ آخرت میں جنت کی راہ نام و نمود کے لئے ہزار ہا روپیہ حرام کاموں میں چھوٹیں، اللہ کے نام پر دینے میں انہیں موت آئے ۳۳۔ اس کے جیب کی اطاعت کر کے حضور کی ماننا رب کی ماننا ہے ۳۴۔

(بقیہ صفحہ ۷۷۸) اس دن سے مراد موت یا قیامت کا دن ہے اور دن، معنی وقت ہے نہ کہ رات کا مقابلہ ۱۵۔ اس وقت نیکیوں کی تمنا کرو گے، مگر نصیب نہ ہوگی، ابھی وقت ہے کچھ بولو۔ آج وہ منارہا ہے تم نہیں مانتے کل تم مناؤ گے وہ نہ مانے گا ۱۶۔ اگر کفر برہم گئے اور اگر ایمان پر خاتمہ ہو تو رب کا کرم اس کے حبیب کا دامن پناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں ان کے دامن کی پناہ میں رکھے ۱۷۔ کیونکہ ٹائڈ اعمال کی تحریر فرشتوں، بلکہ تمہارے ہاتھ پاؤں کی گواہی تمہارے خلاف ہو گی۔ ۱۸۔ اس طرح کہ یہ سب کچھ سن کر بھی ایمان نہ لائیں، تمہاری اطاعت نہ کریں۔

کے لئے ہے۔ ۱۲۔ یعنی کوئی شخص اس دنیا میں بے حجاب رب سے کلام نہیں کر سکتا، موسیٰ علیہ السلام نے رب سے کلام کیا مگر حجاب سے، ہمارے حضور نے بے حجاب رب سے کلام کیا مگر دوسری دنیا میں بلکہ عرش سے دراء پہنچ کر، لہذا آیت بالکل واضح ہے ۱۳۔ بلا واسطہ فرشتہ خواب میں یا بیداری میں بطریقہ الہام، حضرت ابراہیم کو خواب میں ذبح فرزند کا حکم دیا اور حضرت داؤد کو بیداری میں زبور کا الہام فرمایا ۱۴۔ جیسے موسیٰ علیہ السلام سے طور پر کلام فرمایا کہ آپ حجاب میں رہے ۱۵۔ جو رب چاہے فرشتوں کی معرفت وحی بھیجے جیسے انبیاء کرام کو عام وحی ہوتی ہے ۱۶۔ شان نزول یہود نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر آپ سچے رسول ہیں تو وحی کے وقت رب تعالیٰ کو دیکھتے کیوں نہیں جیسے ہمارے موسیٰ علیہ السلام بوقت کلام دیکھا کرتے تھے حضور نے فرمایا کہ وہ دیکھتے نہ تھے صرف کلام سنتے تھے حضور کی تائید میں یہ

(بقیہ صفحہ ۷۷) آیت اتری (روح) ۷۷ جیسے اور نبیوں کو وحی بھیجتے تھے، اس میں اشارہ ”معلوم ہو رہا ہے کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں“ کیونکہ یہاں یہ نہ فرمایا گیا کہ آئندہ بھی وحی بھیجا کریں گے ۱۸ قرآن کریم کیونکہ اس سے دلوں کی زندگی ہے اور یہ ایمان کی جان ہے ۱۹ یہاں درایت کی نفی ہے یعنی آپ ایمان اور کتاب کو انکل و قیاس سے نہ جانتے تھے، ”مطلقاً“ علم کی نفی نہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وحی آنے سے پہلے عابد، زاہد، متقی پرہیزگار تھے، بلکہ پہلی وحی انکشاف و عبادت کی حالت میں آئی، نیز نبی کسی وقت ایمان سے بے خبر نہیں ہوتے، عیسیٰ علیہ السلام نے پیدا ہوتے ہی فرمایا و جعلت نبیاً یہ بھی خیال رہے کہ حضرت جبریل جب پہلی وحی آنے تو حضور نے غشی طور پر یہ بھی جان لیا کہ یہ

جبریل ہیں اور یہ بھی کہ جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ قرآن ہے، یہ ہم، کہ یہ رب کے بھیجے ہوئے ہیں اسی لئے نہ تو حضور نے ان سے پوچھا کہ تم کون ہو نہ یہ کہ تم اپنی طرف سے یہ باتیں کر رہے ہو، یا قرآن سنا رہے ہو اگر آپ کو ان تمام باتوں کا علم نہ ہوتا تو یہ آیت حضور کے لئے مشکوک رہتی، حالانکہ قرآن میں شک کفر ہے رب فرماتا ہے لَا تَنبِئُکُمْ وَرَدَّ بَنُو نَافِلٍ کے پاس جانا انہیں ایمان بخشنے کے لئے تھا نہ کہ اپنی تسلی کے لئے

۱۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قرآن نور و روشنی ہے دوسرے یہ کہ اس سے سب ہدایت نہیں پاتے بلکہ وہ جسے رب ہدایت دے، تیسرے یہ کہ حضور کی ہدایت قرآن پر موقوف نہیں حضور نزول قرآن سے پہلے ہدایت پر تھے، چہاں کہ میں نشانہ سے معلوم ہوا ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ باذن پروردگار حضور ہدایت دیتے ہیں

اِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ اَشِیْتَ میں مراد یہ ہے کہ جس کی ہدایت

رب نہ چاہے اسے تم ہدایت نہیں دے سکتے لہذا آیات میں تعارض نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہدایت ہی ملتی ہے گمراہی دور ہوتی ہے، مگر قرآن سے ہدایت بھی ملتی ہے اور گمراہی بھی یَقِیْظُ پس، تَنْوِیْزُ اَوْ یُطِیْقُ یُطِیْقُ قرآن اس کو ہی ہدایت دیتا ہے جس کے دل میں صاحب قرآن کا نور ہو ۳۔ روشن کتاب سے مراد قرآن شریف ہے جس نے مسلمانوں کے لئے بالخصوص اور دیگر لوگوں کیلئے یا صومرہ ہدایت ظاہر کر دی اور حضور کے لئے تمام غیوب ظاہر فرما دیئے رب فرماتا ہے۔ نَزَّلْنَا عَلَیْكَ الْکِتَابَ بَیِّنًا فَیُحَکِّمُ فِیْهِ مَن یَّشَاءُ کہ قرآن کے سوا کوئی آسمانی کتاب عربی میں نہ آئی کیونکہ حضور کے سوا عرب میں اسامیل علیہ السلام کے بعد کوئی نبی آیا، ساری کتب عبرانی زبان میں بھیجیں، اب وہ زبان بھی مٹ گئی مگر قرآن کی وجہ سے عربی عام ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ عربی زبان تمام زبانوں سے اشرف ہے، کہ اس زبان میں قرآن آیا، بعد مرنے کے سب کی زبان

مِنْ عِبَادِنَا وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ

بندوں سے جسے چاہتے ہیں اور بے شک تم ضرور سیدھی راہ بتاتے ہو

صِرَاطُ اللّٰهِ الَّذِیْ لَهُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی

الارض کی راہ کہ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ

الارض الّا اِلٰی اللّٰهِ تَصِیْرُ الْاُمُوْر

زمین میں، جسے ہر سب کا اللہ ہی کی طرف پھرتے ہیں

اٰیٰتُهَا ۴۳ سُوْرَةُ الزَّخْرِیْفِ مِکِیْمَةٌ ۲۳ رُکُوْعَاتُهَا ۴

سورۃ الزخرف بھی ہے اس میں سات رکوع ۸۹ آیات اور تین ہزار چار سو حرف ہیں (خزانہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

حَمْدٌ وَاَلِکِتٰبِ الْبَیِّنِ ۱ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءَانًا عَرَبِیًّا

روشن کتاب کی قسم کہ ہم نے اسے عربی قرآن بنا دیا

لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۲ وَاِنَّہٗ فِیْ اَمْرِ الْکِتٰبِ لَدِیْنَا لَعَلٌّ

کہ تم سمجھ رہے اور بے شک وہ اصل کتاب میں ہمارے پاس ضرور ہندی

حٰکِمٌ ۳ اَفَضْرَبُ عَنْکُمُ الذِّکْرُ صَفْحًا اِنْ کُنْتُمْ قَوْمًا

حکمت والا ہے نہ تو کیا تم سے ذکر کا پہلو پھیر دیں اس ہدایت کو کہ تم لوگ جسے بڑھتے

مُسْرِفِیْنَ ۴ وَکُمُ اَرْسَلْنَا مِنْ نَّبِیِّیْ فِی الْاَوَّلِیْنَ ۵ وَمَا

والے ہوں اور ہم نے کئے ہی غیب بتانے والے (نبی) انہوں میں بھیجے اور ان

یَاْتِیْہُمْ مِنْ نَّبِیِّ الْاِکَاثٰنِ ۶ یَسْتَفْہِرُوْنَ ۷ فَاھْلَکْنَا

کے پاس جو غیب بتانے والا (نبی) آیا اس کی ہنسی ہی بنایا کئے نہ تو ہم نے وہ ہلاک کر دیئے

اَشَدَّ مِنْہُمْ بَطْشًا وَمَضٰی مَثَلُ الْاَوَّلِیْنَ ۸ وَلَیِّن

جوان سے بھی چڑ میں سخت تھے نہ اور انہوں کا حال گزر چکا ہے نہ اور اگر

عربی ہو جاتی ہے عربی میں ہی حساب قبر و حساب قیامت ہوگا، اہل جنت کی زبان عربی ہوگی۔ ہمارے حضور کی زبان عربی تھی، غرضیکہ عربی زبان روحانی ہے باقی زبانیں جسمانی ۷۔ اے عرب والو اور تمہارے ذریعہ اور لوگ سمجھیں، تم سب کے استاد ہو، سب تمہارے شاگرد ۶۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قرآن شریف پہلے سے لوح محفوظ میں ہے، وہاں سے نقل ہو کر تینیں سال میں حضور پر اترا تو جن کی نگاہ لوح محفوظ پر ہے وہ قرآن سے واقف ہیں دوسرے یہ کہ قرآن تمام کتب سے عند اللہ اشرف و اعلیٰ ہے تیسرے یہ کہ خدائی صفات نے بعض ماسوا اللہ کو موصوف کر سکتے ہیں ۷۔ کہ جنہیں شرعی احکام نہ دیں، نزول قرآن بند فرما دیں جو آچکا ہے وہ اٹھائیں، ایسا نہ کریں گے ورنہ تم ہلاک ہو جاؤ گے، قرآن کا رہنا تمہارے امن کا باعث ہے ۸۔ ایسا ہرگز نہ ہوگا بلکہ تمہاری اصلاح کی جائے گی، معلوم

(بقیہ صفحہ ۷۸۱) نے خدائے تعالیٰ کو خالق عالم مانتے ہوئے اس کے لئے اولاد ثابت کی کہ فرشتوں کو رب کی لڑکیاں کہاں۔ یسود حضرت عزیر کو عیسائی حضرت عیسیٰ کو رب کا بیٹا کہتے ہیں، معلوم ہوا کہ اولاد باپ کی جز ہوتی ہے ۱۳۔ کیونکہ انسان کے سوا کوئی مخلوق رب کے لئے اولاد نہیں مانتی رب کا زیادہ احسان انسان پر ہے اور یہ ہی بہت ناشکرا ہے ۱۵۔ مشرکین عرب لڑکیوں کو بہت برا کہتے تھے، اس لئے انہیں زندہ دفن کر دیتے تھے اس کے باوجود رب کے لئے بیٹیاں مانتے تھے۔
۱۱۔ معلوم ہوا کہ لڑکیوں کی پیدائش سے گھبرانا کافروں کا طریقہ ہے، ہاں دینی خدمت کے لئے بیٹے کی دعا کرنا سنت انبیاء ہے، ابراہیم علیہ السلام، زکریا علیہ السلام نے

الہیہ یسود	۷۸۲	الزخرف ۳۳
<p>أَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمَنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا</p> <p>کسی کو زخرفی دی جائے اس چیز کی جس کا وہ صد رخن کیلئے بنا چکا ہے تو دن بھر اس کا منہ کالا ہے</p> <p>وَهُوَ كَظِيمٌ ۱۵ اَوْ مَنْ يَنْشَأُ فِي الْحَبَاءِ وَهُوَ فِي الْخَصَامِ</p> <p>اور تم کہا مگر سہ اور کہا وہ جو کہنے میں پھنسا ہوا ہے اور کھٹ میں مات</p> <p>غَيْرُ مُبِينٍ ۱۶ وَجَعَلُوا الْبَيْكَةَ الَّذِينَ هُمْ عِبْدُ</p> <p>بات نہ سگرے نہ اور انہوں نے فرشتوں کو کہ رخن کے بندے</p> <p>الرَّحْمَنِ اِنَّا تَاْشِرُهُمْ وَآخَلَقْنَاهُمْ سَتَكْتُبُ شَاهِدَهُمْ</p> <p>ہم عورتیں ٹھہرا یا کی کیا ان کے بناتے وقت یہ حاضر تھے اب کھل جائے گی ان</p> <p>وَيُسْأَلُونَ ۱۷ وَقَالُوا لَوْ شَاءَ الرَّحْمَنُ مَا عَبَدْنَاهُمْ</p> <p>کی گواہی اور ان سے جواب طلب ہو گا ہر دلوں کے افراتفرج ہاں ہم انہیں نہ بدست</p> <p>مَا لَهُمْ بِذَلِكَ مِنْ عِلْمٍ اِنْ هُمْ اِلَّا خَرُصُونَ ۱۸</p> <p>انہیں اسکی حقیقت کہ معلوم نہیں ہوں ہی انہیں دوزخ میں لے</p> <p>اَمْ اَتَيْنَهُمُ كِتَابًا مِنْ قَبْلِهِ فَهُمْ بِهِ مُسْتَمْسِكُونَ ۱۹</p> <p>یا اس سے قبل ہم نے انہیں کوئی کتاب دی ہے جسے وہ چھانے ہوئے ہیں</p> <p>بَلْ قَالُوا اِنَّا وَجَدْنَا عَلٰی اُمَّةٍ وَّارِثًا عَلٰی</p> <p>کہہ بولے ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک دین پر پایا اور ہم ان کی</p> <p>اَنْكَارِهِمْ مُّهْتَدُونَ ۲۰ وَكَذٰلِكَ مَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ</p> <p>کبیر پر پہلے رہے ہیں نہ اور ایسے ہی ہم نے تم سے پہلے جب کسی</p> <p>فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ ذٰلِكَ اِلَّا قَالَتْ تَتَّبِعُوْهُمَا اِنَّا وَجَدْنَا اٰبَاؤَنَا</p> <p>پھر میں کوئی ڈرنے والا بھجوا دیاں کے آدوں نے ہی کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو</p> <p>عَلٰی اُمَّةٍ وَّارِثًا عَلٰی اٰثَرِهِمْ مُّقْتَدُونَ ۲۱ قُلْ اَوَلَوْ</p> <p>ایک دین پر پایا اور ہم انکی بچہ کے بچے ہیں نہ نبی نے فرمایا اور کیا</p>		

منزل

بیٹوں کی دعائیں مانگیں، حضرت ابراہیم دعا مانگ کر کہتے تھے۔ اسمع یا نبیل اے اللہ سن لے جب فرزند پیدا ہوئے تو اس کا نام اسی مناسبت سے اسماعیل رکھا، اسی دعا کی یادگار ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ مردوں اور لڑکوں کو زیور پہننا منع ہے، کیونکہ زیور عورتوں کے لئے ہے، مردوں کا زیور علم و ہنر، تقویٰ و طہارت ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مناظرہ میں کلام پر قادر ہونا اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے۔ ۱۳۔ عورت بحث میں جب دلیل دیتی ہے تو اکثر اپنے خلاف دلیل دے جاتی ہے (خزانہ) ۱۴۔ یعنی کفار نے اس کو اس میں تین کفر کئے۔ ایک تو اللہ کے لئے اولاد ماننا، دوسرے اپنے لئے بیٹے اور رب کے لئے بیٹیاں ماننا، تیسرے فرشتوں کو عورتیں ماننا کہ اس میں فرشتوں کی توہین ہے، معلوم ہوا کہ فرشتوں کی توہین کفر ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنی اولاد اپنا کلام و بندہ نہیں بن سکتی ۱۵۔ کیونکہ فرشتوں کے صفات عقل سے تو معلوم ہو نہیں سکتے اب وہی صورتیں ہیں یا تو انہیں دیکھا ہو یا نبی کے ذریعہ خبر لی ہو کسی نبی نے ان کی لڑکیاں ہونے کی خبر نہیں دی، تم نے انہیں دیکھا بھی نہیں، پھر یہ کچھ اس کیسے کرتے ہو ۱۶۔ معلوم ہوا کہ کفار کے کفر و گناہ کی تحریر ہوتی ہے نیکیوں کی تحریر نہیں ہوتی، چونکہ کفار کہتے تھے کہ ہمارے باپ دادا سے فرشتوں کو رب کی لڑکیاں کہتے تھے ہم گواہی دیتے ہیں کہ وہ سچے تھے، اس لئے اسے شہادت فرمایا ۱۷۔ کفار ارادۃ الہی اور رضائے الہی میں فرق نہ کرتے تھے ارادہ، حکم، رضا ان سب میں فرق ہے رب نے ذبح اسماعیل کا حکم دیا۔ مگر وہاں نہ رضائے الہی نہ ارادہ۔ کفار کہتے ہیں کہ چونکہ ہم رب کے ارادے سے کفر کر رہے ہیں لہذا رب ہمارے کفر سے راضی ہے اگر راضی نہ ہوتا تو ارادہ نہ کرتا۔ ۱۸۔ حالانکہ عقائد میں انکل، تحجیح، یوں ہی سنی سنائی باتیں کافی تھیں۔ ۱۹۔ ایسا بھی نہیں کیونکہ عرب شریف میں قرآن کریم کے سوا کوئی کتاب الہی نہ آئی، اور کسی کتاب الہی میں کفر کی اجازت ہو سکتی بھی نہیں ۲۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ شریعت کے مقابلہ میں

جلیل باپ داداؤں کی رسم و رواج کی پابندی کرنا بدترین جرم ہے جیسے آج بعض جاہل مسلمان شادی بیاہ کے حرام رسومات صرف اپنے پرانے جاہل باپ دادوں کی پیروی میں مضبوط پکڑے ہوئے ہیں ۱۱۔ معلوم ہوا کہ انبیاء کرام کی تلاوی اکثر فقراء نے کی، مالدار بہت کم مطیع ہوئے اب بھی دین غراء سے قائم ہے، عالم، حافظ، مشائخ مساکین میں ہی عام طور پر پائے جاتے ہیں ۱۲۔ کہ ہماری سمجھ میں آئے، یا نہ آئے، تم نسخ کرو یا نہ کرو، ہم دہی کریں گے جو باپ دادا سے کہتے تھے یہ کفر ہے۔

اب خیال رہے کہ یہاں احدی اسم تفضیل نہیں کیونکہ ان مشرکین کے عقاید ہدایت تھے ہی نہیں تاکہ یہ دین زیادہ ہدایت کھلاوے بلکہ وہ گمراہی تھی، یہ ہدایت ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کے فرمان کے مقابل دنیا کا اجماع و اتفاق بے کار ہے۔ اگرچہ تم حق پر ہی سہی۔ مگر ہم تو اپنے باپ دادوں کو مانیں گے۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بغیر انکار نبی عذاب نہیں آتا۔ خواہ انسان کتنے ہی کفر کرے، دوسرے یہ کہ اپنے محبوب بندوں کا بدلہ رب لیتا ہے۔ اسی طرح مجبوروں کے خدام کو خدمت کا بدلہ رب دے گا۔ نبی کی اطاعت کرو رب سے بدلہ ۴۰۔ اس میں کفار سے خطاب ہے جو اپنے سفروں میں ان قوموں کی اجڑی بستیوں دیکھتے تھے۔

معلوم ہوا کہ عبرت کے لئے عذاب والی قوموں کی بستیوں دیکھنا چاہئیں۔ لہذا رب کی رحمت دیکھنے کے لئے اس کے مجبوروں کے رونق والے شہر دیکھنے چاہئیں جہاں ان بزرگوں کی دھوم مچ رہی ہے ۵۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ تفسیر کرنا سنت ابراہیمی کے خلاف ہے، رب نے اس اعلان دین کو ہمیشہ کے لئے باقی رکھا۔ اور دھوکہ دینے کے لئے دین کو چھپانا جرم قرار دیا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ انبیاء کرام پر بڑے جری دہرے ہوتے ہیں، انہیں غیر اللہ کا خوف نہیں ہوتا، یہ بھی معلوم ہوا کہ کفار سے بیزاری

۵۰

اتنی ہی ضروری ہے، جتنی اللہ کے پیاروں سے محبت و الفت، اگرچہ وہ کفار رشتہ دار ہی ہوں ۶۰۔ میری ہجرت گاہ کی، جہاں جا کر میں رب کی عبادت کروں، روح البیان نے فرمایا کہ سین ٹاکیہ لگائے اور مضارع دوام استمراری کے لئے ہے یعنی ہمیشہ مجھے ہدایت دیتا رہتا ہے۔ لہذا آیت کے یہ معنی نہیں کہ پہلے ابراہیم علیہ السلام ہدایت پر نہ تھے بعد میں ہدایت ملی۔ انبیاء کرام ایک ساعت کے لئے بھی گمراہ نہیں ہو سکتے۔ جب آپ آج ہی فرما رہے ہیں کہ میں تمہارے معبودوں سے اور تم سے بیزار ہوں، رب کا عبادت گزار ہوں، پھر آپ کی ہدایت میں کیا شبہ رہ گیا؟ ۷۰۔ یعنی آپ کے بعد سارے پیغمبروں نے، اولیاء نے، مسلمانوں نے کفار سے یہ ہی کہا کہ ہم تم سے تمہارے معبودوں سے بیزار ہیں۔ معلوم ہوا کہ کفار سے بیزاری سنت ابراہیمی ہے، تو اسے کفار مکہ تم بھی ابراہیمی کہلاتے ہو تو ان کے فرمان پر عمل کیوں نہیں کرتے، اس آیت سے جہاں یہ معلوم ہوا کہ گمراہ باپ دادوں کی پیروی نہ کی جائے، وہاں ہی یہ بھی معلوم ہوا کہ صالح باپ دادوں کی پیروی ضروری کی جائے ۸۰۔ یعنی ان بد بختوں کے کفر و عناد کی وجہ یہ ہے کہ انہیں دنیا میں آرام و عیش ملے، جس میں وہ مشغول ہو کر غافل ہو گئے۔ ۹۰۔ اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ کو بھی مبین فرمایا، قرآن شریف کو بھی اور حضور کو بھی مبین فرمایا، کیونکہ حضور محبوب کو ظاہر فرمانے والے ہیں اور آپ کی نبوت بالکل ظاہر ہے، آپ کے معجزات

الزخرف ۵۳

۷۸۳

البقرہ ۲۵۵

جِئْتُمْ بِأَهْدَىٰ مِمَّا وَجَدْتُمْ عَلَيْهِ آبَاءُكُمْ قَالُوا

جب نبی کی میں پہلے پاس وہ لاؤں پیر پیرسی راہ ہوا اس سے ہی پر ہمارے باپ دادا تھے۔

إِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُمْ بِهِ كُفْرُونَ ﴿۵۹﴾ فَأَنْتَقِمْنَا مِنْهُمْ فَأَنْظُرْ

لو کہ ہر وہ کہہ کر بھیجے گئے ہم اسے ہیں مانتے کہ تو ہم نے ان سے بددلیاں تو

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكْذِبِينَ ﴿۶۰﴾ وَادَّكَالَ الْإِسْرَامِ

دیکھ کہ ہٹانے والوں کا کیسے انجام ہوا کہ اور جب ابراہیم نے اپنے

لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ إِنَّنِي بَرَاءٌ مِّمَّا تَعْبُدُونَ ﴿۶۱﴾ إِلَّا الَّذِي

باپ اور اپنی قوم سے فرمایا میں بیزار ہوں تمہارے معبودوں سے تو اس کے بدلے

فَطَرَنِي فَإِنَّهُ سَيُفِيدُنِي ﴿۶۲﴾ وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً

مجھے پیدا کیا کہ ضرور وہ بہت جلد مجھے راہ دکھائے گا اور اسے اپنی نسل میں باقی کلام

فِي عَقِبِهِ كَعَلَمْ يُرْجَعُونَ ﴿۶۳﴾ بَلْ مَتَّعْتُ هَؤُلَاءِ وَ

رکھا کہ میں وہ باز آئیں گے بلکہ میں نے انہیں اور ان کے

أَبَاءَهُمْ حَتَّىٰ جَاءَهُمُ الْحَقُّ وَرَسُولٌ مُّبِينٌ ﴿۶۴﴾ وَلَمَّا

باپ دادا کو دنیا کے ٹانوسے دئے گئے یہاں تک کہ ان کے پاس حق اور صاف بتانے والا رسول

جَاءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوا هَذَا سُحْرُؤُنَا إِنَّهُمْ كُفْرُونَ ﴿۶۵﴾ وَقَالُوا

تشریف لاؤں اور جب ان کے پاس حق آیا لو کہ یہ جادو ہے اور ہم ان کے معبودوں سے اور اپنے

لَوْلَا نَزَلَ هَذَا الْقُرْآنُ عَلَىٰ رَجُلٍ مِّنَ الْفَرِثِيِّينَ عَظِيمِ

کیوں نہ آتا کہ یہ قرآن ان دو شہزادوں کے کسی بڑے آدمی پر نہ

أَهُمْ يَقْسِمُونَ رَحْمَتَ رَبِّكَ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ

کیا تمہارے رب کی رحمت وہ بانٹتے ہیں کہ ہم نے ان میں انجی زلیت کا

مَعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ

سامان دنیا کی زندگی میں بانٹا کہ اور ان میں ایک دوسرے پر درجوں

منزل ۶

آپ کی حقانیت کی کملی دلیل ہیں ۱۰۔ معلوم ہوا کہ نبی کا انکار تمام کفروں کی جڑ ہے، کفار نے پہلے حضور کا، قرآن کا انکار کیا۔ پھر سب کے مگر ہو گئے ایسے ہی حضور کو ماننا تمام ایمانیات کی اصل ہے، اسی لئے کافر کو مکہ پر حاکم مسلمان بناتے ہیں، باقی چیزیں پھر بتاتے ہیں۔ ۱۱۔ معلوم ہوا کہ نبی کو عظیم نہ سمجھتا، اہل دنیا کو عظیم جانتا کفار کا کام ہے سب سے زیادہ عظمت والے نبی، پھر ان کے ظلام ہیں، رب فرماتا ہے اَلْعَبْدُ يَذُوقُ عَذَابَهُ فَلْيُنذِرْ بَعْدَ ذَلِكَ نَعْلَمُ یہ بھی معلوم ہوا کہ عربی میں بڑے شکر کو قریہ کہا جاتا ہے، کیونکہ کفار نے مکہ اور طائف کو قریہ کہا۔ لہذا احمد صرف شہر میں ہو گا۔ جولائی قریہ یعنی پورا شہر تھا (شان نزول) کافر کہتے تھے کہ اگر قرآن انسان پر اتارنا ہی تھا، تو ولید بن مغیرہ پر آتا، جو مکہ کا بڑا آدمی ہے، یا عروہ بن مسعود ثقفی پر جو طائف کا امیر ہے، ان کے رد میں یہ آیت نازل ہوئی ۱۲۔ یعنی نبوت و رسالت کی کتابیں ان کے ہاتھ

(بقیہ صفحہ ۷۸۳) میں نہیں جسے ہم چاہیں نبوت دیں، یہ تو ہمارے کرم سے ملتی ہے ۱۱۳ جسے چاہا دے دیا۔ جسے چاہا امیر کیا جسے چاہا فقیر بنایا، جب وہاں کوئی سوال نہیں کر سکا کہ فلاں امیر کیوں ہوا، فلاں غریب کیوں تو نبوت کی عطا پر یہ سوال کیوں ہے، سبحان اللہ۔
اب دولت و قوت و دیگر دنیاوی نعمتوں میں بعض کو بہت اونچا کیا، ایسے ہی دینی نعمتوں کا حال ہے ۱۱۴ کہ کفار الدار غریبوں کی ہنسی اڑاتے ہیں لہذا یہ لام انجام کا ہے، جیسے کہا جاتا ہے چور نے چوری کی تاکہ جیل جائے یا یہ مفتی ہیں کہ امیر غریب کو مسخر تاجدار کر کے ان سے اپنا کام لیں، ان کے کام نکلیں غریب کی پرورش ہو

۱۱۳ دنیا میں ہدایت ایمان عرفان، نبی کی غلامی، آخرت میں جنت اور وہاں کی نعمتیں ۱۱۴ کیونکہ دنیا کا مال و اولاد وغیرہ سب فانی ہیں وہ رحمت عیشہ باقی ۱۱۵ یعنی اگر اس کا لحاظ نہ ہو تاکہ کفار کا مال و عیش دیکھ کر سب لوگ کافر ہو جائیں گے، تو ہم کفار کو بہت مال دیتے ۱۱۶ یعنی انہیں سونا، چاندی اتار دے دیتے کہ وہ بجائے پینے کے گھروں کی چھت وزینہ میں استعمال کرتے ۱۱۷ خیال رہے کہ اسلام میں مرد و عورت سب کے لئے چاندی سونے پر مکئی لگانا، اس کے ہنسر پر بیٹھنا سب کچھ حرام ہے عورتوں کو چاندی سونے کے صرف زیور پہننا حلال ہے۔ ۱۱۸ کیونکہ دنیاوی ٹیپ ٹاپ کی بارگاہ الہی میں پھجھر کے پکے برابر عزت نہیں اور کافر کی کینے پر بہت وقعت نہیں، لہذا ذلیل چیز ذلیل قوم کو دی جاتی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ نافرمانی اور کفر کے باوجود دولت ملنا رب کا عذاب ہے۔ جس سے انسان زیادہ قائل ہو کر زیادہ گناہ کرتا ہے۔ ۱۱۹ جس کی بنیاد ہوا پر ہے، یعنی تمہاری سانس پر۔ جس محل کو ہوا پر چنا جاوے، سمجھ لو کتنا مضبوط ہو گا ۱۲۰ معلوم ہوا کہ آخرت دنیا سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہے اور آخرت صرف متقی کو ملے گی، خواہ بذات خود متقی ہو یا کسی متقی کے تابع، جیسے مومن کے تابع سمجھ نیچے جو بغیر عمل صرف مال باپ کے تابع ہو کر جنت میں جائیں گے، یا ہم جیسے گنہگار جو انشاء اللہ حضور کے صدقہ بخشے جائیں گے۔ ۱۲۱ اس طرح کہ قرآن کی ہدایتوں سے اندھا بین جائے کہ نہ انہیں دیکھے نہ انا سے فائدہ اٹھائے ۱۲۲ یہ شیطان اس شیطان کے علاوہ ہے جو ہر انسان کے ساتھ رہتا ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے اس سے معلوم ہوا کہ برا ساتھی اللہ کا عذاب ہے، اچھا ساتھی نصیب ہونا اللہ کی رحمت ۱۲۳ یہ گمراہی کا آخری درجہ ہے جو تپ دق کے آخری درجہ کی طرح لاعلاج کہ گمراہ اپنے کو ہدایت پر اور ہدایت والوں کو گمراہی پر جانے، جب مریض اپنے کو صحت مند اور طبیب کو دیوانہ سمجھنے لگے تو پھر اس کا علاج کیسے ہو، رب محفوظ رکھے ۱۲۴ قیامت کے دن خیال رہے کہ قرین شیطان مرنے کے بعد ساتھ چھوڑ دیتا ہے، پھر قیامت میں کافر کے ساتھ ہو جائے گا۔ اسے ساتھ لے کر دوزخ میں جائے گا اگر اللہ کے محبوبوں کی ہر اسی نصیب ہو جائے تو انشاء اللہ شری بھی انہیں کے ساتھ ہو گا رب فرماتا ہے: **وَرَفَعْنَا لَهُمْ الشَّيْطَانَ** اور اللہ تعالیٰ انہیں اللہ علیہم رحمۃ اللہ کے ساتھ رہنا ہی پڑے ۱۲۵ کافر آج شیطان کو اس کی اصلی شکل میں دیکھے گا، جو نہایت خوفناک ہو گی تب یہ کہے گا اے اللہ یعنی اے کافر اس ساتھی سے تجھے آج فائدہ نہ پہنچے گا۔ معلوم ہوا کہ مومن کو قیامت میں اس کے اچھے ساتھی فائدہ پہنچائیں گے ۱۲۶ تم اور تمہارے شیطان اور سرداران کفر سب عذاب میں شریک ہو۔

بَعْضُ دَرَجَاتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سَجْدًا وَرَحْمَةً

بہندسی دی کہ ان میں ایک دوسرے کی جہی بنائے گا اور تمہارے رب کی

رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ ﴿۱۱۷﴾ وَلَوْلَا اَنْ يَّكُونَ النَّاسُ اُمَّةً

رحمت کے ان کی جمع جتناسے بہتر نہ اور اگر یہ نہ ہوتا کہ سب لوگ ایک دین پر

وَاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِيُؤْتِيَهُمْ سَقْفًا

ہو جائیں کہ تو ہم ضرور رحمان کے سکروں کے لئے چاندی کی چھتیں اور

مِنْ فِضَّةٍ وَمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُونَ ﴿۱۱۸﴾ وَلِيُؤْتِيَهُمْ اَبْوَابًا

سیر صباں بناتے جن پر چڑھتے اور ان کے گھروں کے لئے چاندی کے دروازے

وَسَرَارًا عَلَيْهِمْ لِيَتَكُونُوا خَرِفًا ﴿۱۱۹﴾ وَانْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا

اور چاندی کے تخت میں پر چڑھ لگاتے کہ اور طرح طرح کی آرائش اور ہر جگہ ہے

مَتَاعًا الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِينَ ﴿۱۲۰﴾

مٹائی دنیا ہی کا اسباب ہے اور آخرت تمہارے رب کے پاس پر ہر گناہوں کیلئے ہے

وَمَنْ يَّعِشْ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقِصْ لَهُ شَيْطٰنًا

اور جسے تو نہ دے رہن کے ذکر سے لہ ہم اس پر ایک شیطان تعینات کر دیں

فَهُوَ لَهُ قَرِيْنٌ ﴿۱۲۱﴾ وَاِنَّهُمْ لَيَبْصِرُوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَ

کہ وہ اس کا ساتھی رہے اور اچھے لنگ وہ شیطان ان کو راہ سے روکنے میں

يَحْسِبُوْنَ اَنْهُمْ مُّهْتَدُونَ ﴿۱۲۲﴾ حَتّٰى اِذَا جَاءَهُمْ نَقَالَ يٰكَيْتُ

اور سمجھتے ہیں کہ وہ راہ پر ہیں لہ یہاں تک کہ جب کہ فرما رہے پاس آئے گا کہ اپنے

يٰبَنِيَّ وَبَيْنَكَ بَعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَيَنْسُ الْقَرِيْنُ ﴿۱۲۳﴾ وَلَنْ

شیطان سے کہے گا کہ کسی طرح مجھ میں اور تجھ میں پھر کبھی کا فاصلہ نہ ہو تاہی تو کہا ہی برا ساتھی

يَنْفَعُكَ الْيَوْمَ اِذْ ظَلَمْتُمْ اَنْتُمْ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُونَ ﴿۱۲۴﴾

ہے کہ اور ہر گناہ کو اس سے بھلا نہ ہو گا آج جو تم نے ظلم کیا ہے کہ تم سب عذاب میں شریک ہو جاؤ

کے بعد ساتھ چھوڑ دیتا ہے، پھر قیامت میں کافر کے ساتھ ہو جائے گا۔ اسے ساتھ لے کر دوزخ میں جائے گا اگر اللہ کے محبوبوں کی ہر اسی نصیب ہو جائے تو انشاء اللہ شری بھی انہیں کے ساتھ ہو گا رب فرماتا ہے: **وَرَفَعْنَا لَهُمْ الشَّيْطَانَ** اور اللہ تعالیٰ انہیں اللہ علیہم رحمۃ اللہ کے ساتھ رہنا ہی پڑے ۱۲۵ کافر آج شیطان کو اس کی اصلی شکل میں دیکھے گا، جو نہایت خوفناک ہو گی تب یہ کہے گا اے اللہ یعنی اے کافر اس ساتھی سے تجھے آج فائدہ نہ پہنچے گا۔ معلوم ہوا کہ مومن کو قیامت میں اس کے اچھے ساتھی فائدہ پہنچائیں گے ۱۲۶ تم اور تمہارے شیطان اور سرداران کفر سب عذاب میں شریک ہو۔

۱۔ یہاں ہم نے اندھے سے مراد دل کے بہرے اندھے ہیں، یعنی کفار اگرچہ ظاہری طور پر وہ اگلیارے ہوں ۲۔ اس طرح کہ گمراہی اس میں نہیں بلکہ وہ گمراہی میں ہے جس سے وہ نکل نہیں سکتا اگر کشتی دریا میں ہو تو بار لگ سکتی ہے۔ لیکن اگر دریا کشتی میں آجائے تو پھر کیسے پار لگے ۳۔ یعنی وقت دے، معلوم ہوا کہ حضور بعد وقت بھی زندہ ہیں مگر ہماری نگاہ سے چھپے ہوئے ہیں، جیسے سورج غروب ہونے کے بعد بھی روشن ہے اگرچہ ہم سے چھپا ہے کہ کنگرہ رب نے اسے لے جانا فرمایا جس میں چائے والا لوگوں کی نگاہ سے چھپ جانا ہے مگر موجود رہتا ہے ۴۔ دنیا آخرت میں رب نے وعدہ پورا فرمایا خلفاء راشدین کے زمانہ میں یوٹی فوجیات ہوئیں، ہ

اَقَانَتْ تَسْمِعُ الصُّمَّ اَوْ تَهْدِي الْعُصَى وَمَنْ كَانَ فِي

ہیں اور انہوں نے توریت و انجیل میں لکھ بھی دیا تھا یہ بھی خیال رہے کہ حضور سے یہ نہ فرمایا گیا کہ ان انبیاء کی قبور پر جاکر پوچھو۔ پتہ لگا کہ وہ حضرات خود حضور سے ملنے آتے ہیں ۳۳ نشانوں سے مراد موسیٰ علیہ السلام کے ۳۶ مجرے ہیں جن کا ذکر سورہ قصص وغیرہ میں گزر گیا ۳۴ معلوم ہوا کہ انبیاء کرام سب سے پہلے نبوت کی تبلیغ فرماتے رہے کیونکہ نبوت تمام عقائد اسلام کی اصل ہے نبی کو مان لیا سب کچھ مان لیا، نبی کا انکار کیا، ہر عقیدے کا انکار کر دیا، اسی لئے ہمارے حضور نے سب سے پہلی تبلیغ جو کہ مسافر کی تھی وہ یہ کہ بتاؤ میں کیسا ہوں، صلی اللہ علیہ وسلم صاب وہ سمجھے کہ آپ جاؤ سیکھ کر آئے ہیں اور نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں ہمارے ملک میں ہزار ہا جاؤ کر رہیں مگر کسی نے نبوت کا دعویٰ نہ کیا وچ یہ تھی کہ پہلے عصاب اور بدیہ صا کیا گیا۔ یہ مجرے اس زمانے کے جاؤ کے ہم شکل محسوس ہوئے اس سے وہ

(بقیہ صفحہ ۸۷۵) جس پر ۷۶ معلوم ہوا کہ محبوب بندے کا کام رب کا کام ہے، کیونکہ فرعون کو معجزات موسیٰ علیہ السلام نے دکھائے۔ مگر رب نے فرمایا کہ ہم نے دکھائے۔ اس طرح کہ ہر نشانی اپنی خصوصیت میں دوسری سے بڑھ چڑھ کر تھی، ایک سے ایک اعلیٰ (خزائن) ۱۸۔ یہ عذاب قحط سالی، طوفان، مٹی، خون، بھوسہ وغیرہ کے چھوٹے عذاب تھے۔

۱۔ اس وقت انہوں نے یہ لفظ تشظیم کے لئے کہا، کیونکہ ان کے دلوں میں جادو کی بڑی عظمت تھی، وہ جادو گروں کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے ورنہ جب دعا کرنا

رہے ہیں تو ذلت کا لفظ کیسے بول سکتے ہیں ۷۲۔ عدد سے مراد یا موسیٰ علیہ السلام کا مقبول دعا ہوتا ہے یا آپ کی نبوت (خزائن) اس سے چار مسئلے معلوم ہوتے ایک یہ کہ اپنے لئے محبوب بندوں سے دعا کرانی بڑی پرانی سنت ہے دوسرے یہ کہ کفار حتیٰ کہ فرعون بھی مانتے تھے کہ نبی حاجت روا، مشکل کشا، فریاد رس ہیں کہ بوقت مصیبت اپنی مشکل کشائی کے لئے نبی کے پاس آتے تھے جو ان چیزوں کا انکار کرے وہ فرعون سے زیادہ جاہل ہے۔ کیونکہ رب نے فرعون کے اس عمل کو کفر و شرک نہ قرار دیا، تیسرے یہ کہ بزرگوں کے پاس حاضری سے سخت کفار کی مشکلیں بھی حل ہو جاتی ہیں تو مسلمانوں کی بدرجہ اولیٰ چوتھے یہ کہ اضطرابی و مجبوری حالت میں اللہ اور نبی کو مان لینا ایمان نہیں ۳۔ موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے معلوم ہوا کہ مومن کی دعا کفار کی بھی مشکلات حل کر دیتی ہے ۴۔ اس طرح کہ ایمان لانے کا وعدہ پوچھا گیا ۵۔ جو چالیس فرخ لمبی چالیس فرخ چوڑی ہے (روح) اسکندریہ سے شام تک طول نیل سے اسوان تک عرض چونکہ اسے مصر ابن سام ابن نوح علیہ السلام نے بسایا اس لئے اس کا نام مصر ۷۱۰ء دیا۔ نیل سے تین سو ساٹھ نہریں نکالی گئی تھیں جن میں بڑی طبلان، طولون، دمیاط، تینس، چار نہریں تھیں، جو قہر شامی کے نیچے بہتی تھیں، وہ ان پر پھول کر خدہ امین گیا۔ معلوم ہوا کہ نبی کو ذلت کے الفاظ سے یاد کرنا یا اپنے کو نبی سے اعلیٰ کہنا فرعونی کفر ہے ایسے گستاخوں کا شر فرعون کے ساتھ ہو گا۔ اس سے اسماعیل اور اسماعیلی فرقے کو عبرت پکڑنا چاہیے۔ حضرات انبیاء تمام جہان سے اعلیٰ و افضل ہیں ۸۔ کیونکہ ان کی زبان شریف میں لکنت ہے۔ جو بچپن شریف میں انگارہ منہ میں رکھ لینے کی وجہ سے ہے۔ وہ پرانے خیال میں تھا۔ رب نے آپ کو خطا بخش دی تھی، آپ کی طور والی دعا سے وَلَهُلْ عُدَّةٌ مِّنْ نِّسَانٍ ۹۔ یعنی اگر رب نے موسیٰ علیہ السلام کو رسول بنایا ہے تو انہیں سونے کے کنگن کیوں نہ پہنائے جیسے میں اپنے سرداروں کو پہناتا ہوں۔ ۱۰۔

وَقَالُوا يَا أَيُّهَا الشُّجْرَادُ كُنَّا رَبَّكَ بِمَا عَاهَدَ عِنْدَكَ

اور لو کہ اے جادو گروں ہمارے لئے اپنے رب سے دعا کر اس عہد کے سبب جس کا

اِنَّا لَمُهْتَدُونَ ﴿۵۶﴾ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمْ الْعَذَابَ اِذَا هُمْ

تیسرے پاس ہے۔ بے شک ہم ہدایت پر آئیں گے پھر جب ہم نے ان سے وہ مصیبت

يَنْكُثُونَ ﴿۵۷﴾ وَتَادِي فِرْعَوْنَ فِي قَوْمِهِ قَالَ يَقَوْمِ

مثال دی تہ جیسی وہ عہد توڑ گئے تھے اور فرعون اپنی قوم میں پھار کر اسے میری قوم

الْيَسَّ لِي مَلِكٌ وَهَٰذِهِ اَلْاَنْفَرُ تَجْرِي مِّنْ

کیا میرے لئے مصر کی سلطنت نہیں ہے اور یہ نہریں کہ میرے نیچے بہتی ہیں

تَحْتِيْ اَفَلَا تَبْصُرُونَ ﴿۵۸﴾ اَمْ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ هَٰذَا الَّذِيْ

ہوں تو کیا تم دیکھتے نہیں یا میں بہتر ہوں اس سے کہ ذیل

هُوَ قَرِيبٌ ۙ وَلَا يَكْدِيْبِيْنَ ﴿۵۹﴾ فَلَوْلَا اَلْقِيَ عَلَيْهِ اَسْوَدَةٌ

بے شک اور بات صاف کرتا معلوم نہیں، برتاؤ تو اس پر ہر گز نہ ڈالے گئے سونے کے

مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ جَاءَ مَعَهُ الْهٰكِلُكَةُ مُقْتَرِنِينَ ﴿۶۰﴾ فَاسْتَفْ

کنگن نہ یا اس کے ساتھ قریش آئے کہ اس کے پاس رہتے نہ پھر اس نے اپنی قوم کو

قَوْمَهُ فَاطَاعُوْهُ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۶۱﴾

کہ عقل کر یا تو وہ اس کے کہنے پر چلے بے شک وہ بے عمل لوگ تھے لہ

فَلَمَّا اَسْفَوْنَا اَنْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنَاهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۶۲﴾

پھر جب انہوں کو ہم نے ہار دیا اور غصہ ان پر آیا کہ ان سے بدلہ لیا تو ہم نے ان کو سب کو

وَجَعَلْنَاهُمْ سُلٰفًا وَمَثَلًا لِّلْاٰخِرِيْنَ ﴿۶۳﴾ وَلَمَّا ضُرِبَ

ڈکھو دیا کہ انہیں ہم نے کر دیا اگلی داستان اور کہاوت پھلوں کے لئے اور جب ابن مریم کی

اِبْنِ مَرْيَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ ﴿۶۴﴾ وَقَالُوا

مثال بیان کی جاتی جیسی تمہاری قوم اس سے منسلک تھے کہ انہوں نے کہا

جنہیں ہم دیکھتے ہیں ورنہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ فرشتے رہتے تھے ۱۱۔ جو دنیاوی ٹیپ ٹاپ دیکھ کر موسیٰ علیہ السلام کی شان نہ پہچان سکے۔ ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کی ناراضگی رب تعالیٰ کی ناراضگی اور اس کے غضب کا باعث ہے، ایسے ہی نبی کی رضا اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی کا ذریعہ ہے نبی راضی تو رب راضی ۱۳۔ تا قیامت لوگوں کے لئے چنانچہ اب تک سرکش کو لوگ فرعون کہتے ہیں برائی سے اسے یاد کرتے ہیں معلوم ہوا کہ برا شرہ اللہ کا عذاب ہے اور ذکر خیر اللہ کی رحمت ۱۴۔ جب یہ آیت کریمہ اَنۡزَلْنٰهُ وَمَا يَكْفُرُوْنَ مِّنۡ دُوْنِ اللّٰهِ خَبَرۡتُمۡ یعنی تم اور تمہارے معبود دوزخ کا بندہ ہیں تو انہیں زہری وغیرہ بولے کہ یہ آیت صرف ہمارے معبود کے لئے ہے یا دوسری قوموں کے معبودوں کے لئے بھی، حضور نے فرمایا تمام جھوٹے معبودوں کے لئے، تو وہ بولے کہ صحتی و مریم علیہ السلام

۱۔ جب ہماری پوجا کی وجہ سے ہمارے بت درونخ میں جائیں گے تو یہ حضرات بھی نصاریٰ و یہودی کی پوجا کی وجہ سے وہاں جانے پائیں محاذ اللہ ۲۔ کیونکہ ابن زبیری اور تمام کفار عرب جانتے ہیں کہ آیت کریمہ میں لفظ ما ہے جو بے جان ہے عقل چیزوں پر بولا جاتا ہے اور یہ انبیاء کرام و فرشتے عقل والے ہیں وہ اس آیت میں کیسے داخل ہو گئے مگر محض جھگڑنے کے لئے یہ کہو اس کرتے

ہیں ۳۔ یعنی نہ وہ خدا ہیں نہ خدا کے فرزند خالص بندے۔ یہ حصر الوہیت کے لحاظ سے ہے ورنہ ان میں اور بہت سی صفات جمع ہیں، وہ روح اللہ ہیں، کلمۃ اللہ ہیں، رسول ہیں، نبی مرسل، صاحب کتاب ہیں، حضور کے بمثل اعظم ہیں، اس آیت میں عیسائیوں کا بھی رو ہے، جو عیسیٰ علیہ السلام کو خدا یا خدا کا بیٹا مانتے ہیں اور یہود کا بھی رو ہے جو آپ کی نبوت کے منکر ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ مقبول بندوں کی طرف داری اور تعریف کرنا سنت الہیہ ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کسی محبوب بندے کو لوگ خدا بھی مان لیں تو تم ان کی تردید میں اس بندے کی توہین نہ کرو اس کی عظمت باقی رکھو ۴۔ اپنی قدرت کاملہ کا کہ انہیں بغیر باپ پیدا کیا اور انہیں نبوت و رسالت سے سرفراز فرمایا ۵۔ جو ہماری عبادت کرتے اور زمین بھی آسمانوں کی طرح نور خاندن بن جاتی کہ یہاں کوئی گناہ نہ ہوتا، مگر یہ حکمت کاملہ کے خلاف تھا ۶۔ معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام کا قریب قیامت اترنا برحق ہے کیونکہ وہ علامت قیامت ہے، لیکن آپ کا وہ آنا ہمارے نبی کے امتی ہونے کی حیثیت سے ہو گا، یعنی نبوت پر بھی فائز ہوں گے اور امتی بھی ہوں گے، خالق کے نزدیک درجہ نبوت پر اور مخلوق کے لحاظ سے مجتہد اسلام جیسے کوئی حاکم دوسرے حاکم کی پچھری میں گواہ بن کر پیش ہو جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ نہ مانے وہ اس آیت کا منکر ہے اور سیدھے راستہ پر نہیں، رب نے اس کو ہی سیدھا راستہ فرمایا ۷۔ اس طرح کہ میرے رسولوں کی پیروی کرو، ان کی پیروی اللہ کی پیروی ہے، ورنہ براہ راست کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی پیروی نہیں کر سکتا، فرمان ماننا اطاعت ہے۔ کسی کی مثل کام کرنا اتباع اور پیروی ہے ۸۔ قیامت پر اعتقاد رکھنے سے یا نزول عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدے سے، یا نبی کی اتباع و اطاعت سے ۹۔ کہ وہ تمہارے والد آدم علیہ السلام کی وجہ سے جنت سے نکالا گیا ہے پھر وہ تمہارا دوست کیسے ہو سکتا ہے۔ ۱۰۔ انجیل شریف کی

آیتیں یا اپنے 'مجازات' مردے زندہ کرنا، اندھے کو زحیٰ اچھے کرنا، غیب کی خبریں بتانا کہ تم گھر میں یہ کھا کر یہ پکا کر آئے ہو۔ انجیل شریف اور اپنے حکیمانہ وعظ و نصیحت، عیسیٰ علیہ السلام بے مثل حکیمانہ کلام فرماتے تھے ۱۲۔ میا یا تو بعض، معنی کل ہے، جیسے کل، معنی بعض بھی بولا جاتا ہے، رب فرماتا ہے۔ **قُلْ جَعَلْتُ لِي مِثْلَ جَنِّي وَتَهْنُوتُ** یا مراد وہی امور ہیں جو کوریت میں مذکور تھے ۱۳۔ یعنی جیسے رب تعالیٰ تمہار رب ہے۔ میرا بھی رب ہے، میرا اب یعنی باپ نہیں، خیال رہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے ربوبیت الہیہ کو پہلے اپنی طرف نسبت فرمایا، پھر دوسروں کی طرف، کیونکہ انبیاء کرام تمام مخلوق کے لئے وسیلہ عطا ہوئے ہیں ۱۴۔ یعنی اللہ کی عبادت کرنی سیدھا راستہ ہے، 'میری عبادت کرنا ٹیڑھا راستہ جو دور رخ میں پھنچاے گا ۱۵۔ اس طرح کہ بعض نے عیسیٰ علیہ السلام کو خدا بعض نے خدا کا بیٹا بعض نے خدا کا

(یعنی صفحہ ۷۸۷) طول ۷۸۷۔ یعنی ان اختلاف کرنے والوں میں جو ظالم و کافر ہیں وہ عذاب کے مستحق ہیں جو حق پر ہیں مگر انہیں رب کا بندہ مانتے ہیں وہ ثواب کے مستحق۔

۱۔ خیال رہے کہ قیامت کا دن بچاس چار مراحل کا ہے اور قیامت کی نشانیوں سے پہلے سے ظاہر ہو رہی ہیں۔ مگر قیامت کا آنا ایک اور آیت ۲۸۷ ہے کہ ”لوگ بالکل بے خبر ہو کر اپنے کام کاج میں مشغول ہوں گے کہ قیامت آجائے گی“ یہاں اس آیت کا ذکر ہے رب فرماتا ہے۔ ”وَمَا مَرَّاسُفًا وَلَا كَلَامًا“ بلکہ صراحتاً ”وَمَا مَرَّاسُفًا وَلَا كَلَامًا“ یعنی دنیا کی

دوستیاں، قرابتیں قیامت میں دشمنی میں تبدیل ہو جائیں گی، مومن باپ کافر بننے کا دشمن ہو جائے گا، بلکہ کافر کے اعضاء بھی کافر کے دشمن ہو جائیں گے، اور اس کے خلاف گواہی دیں گے ”دنیا فانی ہے“ تو دنیا کی دوستی بھی فانی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومنوں کی قرابتیں اریاں اور دوستیاں قیامت میں کام آئیں گی مگر مومنوں کو ”فدا“ یعنی اور ولی کی قرابت ضرور کام آئے گی ۳۔ اللہ تعالیٰ مومن کو اس کے دوستوں اور مومن عزیزوں کے ساتھ جمع کر کے فرمائے گا کہ اب تم ہمیشہ ساتھ رہو نہ تمہیں کچھ غم نہ پہنچے اور نہ کسی اور کا کلمہ، انشاء اللہ حضور کے عاشق حضور کے ساتھ ہوں گے ۵۔ یہ خطاب صرف مومن متقی سے ہو گا۔ یہاں ایمان سے مراد درستی عقائد ہے اور اسلام سے مراد اچھے اعمال ہیں یا ایمان سے مراد اچھے عقیدے ہیں اور اسلام سے مراد ان کا اعلان و اظہار ۶۔ یعنی دنیا کی وہ مومن بیویاں جو تمہارے نکاح میں فوت ہوئیں، کیونکہ جو ریس تو پہلے سے ہی جنت میں ہیں انہیں داخل کرنے کے کیا معنی اور کافر بیوی روزی ہے جس عورت مومن کے چند نکاح ہوئے، وہ اپنے آخری خاوند کے ساتھ ہو گی، اس لئے حضور کی بیویاں دوسروں پر حرام ہیں کہ وہ حضور کے ساتھ جنت میں ہوں گی ۷۔ ایسی خاطر و واضح جس کا اثر تمہارے چہروں پر نمودار ہو گا، غرضیکہ رب تعالیٰ اپنی شان کے لائق دے گا ۸۔ اس طرح کہ غلام سونے کے پالوں میں شرباً ”طلوڑ“ بھر کر پیش کریں گے، چونکہ جنتی لوگ جتنے جتنا کر بیٹھا کریں گے اس لئے غلام ان حلقوں میں گردش کریں گے ۹۔ کیونکہ جنتی بری چیز چاہے گا ہی نہیں کہ وہاں نفس امارہ نہ ہو گا وہ خوبصورت بالغ و نرس اور حسین بیویاں بلکہ دیدار جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیدار جمال پروردگار، جو تمام نعمتوں سے اعلیٰ نعمت ہے، رب نصیب کرے کیونکہ یہ لوگ دنیا میں حضور کے لئے ترس گئے تھے، عشق الہی کی آگ میں جلنے جھنسنے تھے ۱۱۔ اس طرح کہ نہ تمہیں فنا نہ ان نعمتوں کو فنا، دنیا کے پھل موسم میں ہی ہوتے ہیں مگر وہاں ہمیشہ رہیں گے رب فرماتا ہے۔ اکلنا دائم ۱۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جنت محض رب کے کرم سے ملے گی، اس لئے اسے دراخت فرمایا جو اپنی کمائی کی نہیں ہوتی، دوسرے یہ کہ اس دراخت کا ذریعہ نیک اعمال ہیں، ”حَسْبُنَا“ ہوں یا کلمہ ۱۳۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ جنت کے درخت مددگار ہیں، ان کے پھلوں میں کی نہیں آتی، ایک پھل توڑا کہ دوسرا اس کی جگہ اسی وقت نمودار ہو گیا، دوسرے یہ کہ وہاں کوئی چیز معزز نہ ہو گی کسی سے پرہیز نہ ہو گا، تیسرے یہ کہ باوجود خوب کھانے کے وہاں کچھ کی نہ آئے گی اس لئے یہاں دیکھا فرمایا گیا ۱۴۔ مجرم سے مراد کافر ہے کیونکہ روزی جنتی کفار کو ہے ۱۵۔ نہ واقع میں نہ احساس میں جس قدر شدت اول وقت ہو گی اسی قدر ہمیشہ محسوس ہوتی رہے گی ۱۶۔ اللہ کی رحمت سے مایوسی کفار کا عذاب ہے، اگر گنہگار مومن روزی میں گیا تو اس

هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَنْ تَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ١٧

کافروں کے انتظار میں ہیں مگر قیامت آجائے کہ ان پر اچانک آجائے اور انہیں

لَا يَشْعُرُونَ ١٧

خبر نہ ہو بلکہ گمراہ دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے ۱۷

إِلَّا الْمُتَّقِينَ ١٨

مگر پرہیزگاروں ان سے فرمایا جائے گا کہ تمہارے بندہ آج نہ تم پر غور

أَنْتُمْ تَحْزَنُونَ ١٩

نہ تم کو غم ہو نہ وہ جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے اور

مُسْلِمِينَ ٢٠

مسلمان تھے داخل ہو جنت میں تم اور ہماری بیویاں اور ہماری خاطر میں ہوں

يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِيفَاتٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَأَكْوَابٍ ٢١

ان پر درود ہو گا سونے کے پہاڑوں اور ہماؤں کا شہ اور

فِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ وَأَنْتُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ٢٢

اس میں جو جی چاہے اور جس سے آکھ کو لذت پہنچے نہ اور تم

فِيهَا خَالِدُونَ ٢٢

اس میں ہمیشہ رہو گے اور وہ جہ جنت جس کے تم وارث کئے گئے اپنے اعمال سے

كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ٢٣

تمہارے لئے اس میں بہت مہرے ہیں کہ ان میں سے

تَأْكُلُونَ ٢٤

کھاؤ گے جیسے شکم، مجرم جنہم کے عذاب میں ہمیشہ رہنے والے ہیں

لَا يَفْتَرَعْنَهُمْ وَهُمْ فِيهِ مَبْسُورُونَ ٢٥

اور کبھی ان پر سے ہلکا نہ پڑے گا اور وہ اس میں پکڑا رکھے گئے اور تم نے ان پر

۱۔ اللہ تعالیٰ نے اسے دراخت فرمایا جو اپنی کمائی کی نہیں ہوتی، دوسرے یہ کہ اس دراخت کا ذریعہ نیک اعمال ہیں، ”حَسْبُنَا“ ہوں یا کلمہ ۱۳۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ جنت کے درخت مددگار ہیں، ان کے پھلوں میں کی نہیں آتی، ایک پھل توڑا کہ دوسرا اس کی جگہ اسی وقت نمودار ہو گیا، دوسرے یہ کہ وہاں کوئی چیز معزز نہ ہو گی کسی سے پرہیز نہ ہو گا، تیسرے یہ کہ باوجود خوب کھانے کے وہاں کچھ کی نہ آئے گی اس لئے یہاں دیکھا فرمایا گیا ۱۴۔ مجرم سے مراد کافر ہے کیونکہ روزی جنتی کفار کو ہے ۱۵۔ نہ واقع میں نہ احساس میں جس قدر شدت اول وقت ہو گی اسی قدر ہمیشہ محسوس ہوتی رہے گی ۱۶۔ اللہ کی رحمت سے مایوسی کفار کا عذاب ہے، اگر گنہگار مومن روزی میں گیا تو اس

(بقیہ صفحہ ۷۸۸) کی آس نہ ٹوٹے گی، اسے امید رہے گی۔

۱۔ کہ وہ خود سرکشی اور نافرمانی کر کے اس حال کو پہنچے، اس سے معلوم ہوا کہ کفار کے چھوٹے بچے جو ناگہبی میں فوت ہو گئے وہ دوزخی نہیں والہ و رسول اعظم ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں دیکھنے کے منکر وہاں دیکھنے کے قائل ہو جائیں گے ۳۔ یعنی ہمیں موت نہ آنے کی، بیشک ایسے ہی رہو گے مالک کی طرف سے یہ جواب ایک ہزار برس کے بعد ہو گا۔ اس مدت میں دوزخی جیتنے ہی رہیں گے (از روح) ۴۔ معلوم ہوا کہ نبی کے کام رب کے کام ہیں، دنیا میں حق لانے والے نبی ہیں مگر رب نے

فرمایا کہ ہم حق لائے ۵۔ اکثر اس لئے فرمایا کہ ان میں سے بعض ایمان لانے والے بھی تھے، معلوم ہوا کہ دینی چیزوں سے کراہت کرنا کفار کا کام ہے ۶۔ حضور کو ایذا پہنچانے کا جس کی وہ دن رات تدبیریں سوچتے ہیں، لہذا یہ احتیاط اقراری ہے ۷۔ کہ آپ کو ان کے منکر و فریب سے محفوظ رکھیں گے، رب نے یہ وعدہ پورا فرمادیا، دیکھو ہجرت کی رات کیا ہوا، جو دشمنوں میں گھرا ہوا وہ اس آیت کا وحیہ کرے، انشاء اللہ محفوظ رہے گا، مگر یہ ۸۔ معلوم ہوا کہ تحریر یا گواہی انسان کی دین دوزی کے لئے ہے رب کے علم کے لئے نہیں، یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر بالغ مکلف کا ہر قول و فعل کھسا جاتا ہے، خواہ مومن ہو یا کافر، بعض علماء نے فرمایا کہ کافر کی صرف بدیاں کھسی جاتی ہیں اور دوسرا فرشتہ اس پر گواہ ہوتا ہے، ان کے نزدیک اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ جو خفیہ سازشیں یہ کر رہے ہیں، ہم انہیں لکھ رہے ہیں ۹۔ (شان نزول) نصر ابن حارث نے حضور سے عرض کیا کہ فرشتے خدا کی لڑکیاں ہیں۔ اس کی تردید میں یہ آیت اتری، نافر خوش ہوا کہ قرآن میں میری تصدیق آگئی، حضور نے فرمایا کہ اس میں تمہاری تردید ہے، اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ بیٹا باپ کی بیٹا ہوتا ہے، لہذا خدا کا بیٹا خدا ہوتا، دوسرے یہ کہ ناممکن کو ناممکن پر مطلق کر سکتے ہیں، دیکھو نہ رب کے لئے اولاد ممکن ہے نہ حضور کا اس کی عبادت کرنا ممکن، تیسرے یہ کہ ساری مخلوق میں سب سے پہلے رب کی عبادت نور محمدی نے کی، فرمایا گیا اگر رب کے بیٹا ہوتا، تو سب سے پہلے میں اس کا عابد ہوتا۔ ۱۰۔ یعنی چونکہ رب تعالیٰ تمام چیزوں کا رب ہے۔ لہذا اس کی تسبیح پڑھو اور اسے عیوب سے پاک مانو، اولاد بھی اس کے لئے عیب ہے، اس سے معلوم ہوا کہ اگرچہ ساری مخلوق کا رب اللہ تعالیٰ ہی ہے مگر وہ یہ ہے کہ اسے اچھی چیزوں کی طرف نسبت دولا، یعنی ان کی پروا نہ کرو ان کے کفر و رنج و غم نہ کرو، لہذا آیت منسوخ نہیں، اس سے معلوم ہوا کہ حضور مومنوں اور اپنے غلاموں کو چھوڑتے نہیں اپنے

واحد کرم میں رکھتے ہیں، رب فرماتا ہے وَتَقِضُ جَنَّتُكَ لِلْمُؤْمِنِينَ ۱۳۔ اس سے قیامت کا دن مراد ہے یعنی قیامت تک ان سے بے پروا رہو۔ معلوم ہوا کہ مومن کی قیامت تک حضور پروا کرتے ہیں، بعد موت سب عزیز و اقارب چھوڑ جائے مگر وہ رحمت والے نہیں چھوڑتے ۱۴۔ بہت اعلیٰ ترجمہ ہے، اس ترجمہ پر کلمہ کی تکرار کا اعتراض نہیں ۱۵۔ لہذا اس کی ہر مخلوق میں حکمت ہے، بری چیزیں خود بری ہیں مگر ان کا پیداکرنا برا نہیں۔

الزخرف ۳۳

۷۸۹

الہد ۲۵

وَلَكِنْ كَانُوا هُمُ الظَّالِمِينَ ۲۷ وَنَادُوا إِلَيْكَ لِيُقْضَىٰ

بِكَلْمٍ تَحْكُمُ بِهِ بَيْنَ يَدَيْهِ عَالِمُ غَيْبٍ ۲۸ وَنَادُوا يَحْيَىٰ ۲۹

عَلَيْكَ يَا رَبُّ ۳۰ قَالَ إِنَّا لَكُمْ مُّكْتَبُونَ ۳۱ لَقَدْ جِئْتُمُ بِالْحَقِّ

۳۲ وَلَكِنْ أَكْثَرَكُمْ لِرِجْءٍ ۳۳ أَمَّا بَرْمُؤَا أَمْرًا

فَإِنَّا مُّبْرَمُونَ ۳۴ أَمَّا يُجَسِبُونَ أَتَالَا سَمْعُ سِرِّهِمْ

وَنَجْوَاهُمْ بَلَىٰ ۳۵ وَرَسُولُنَا كَذِبٌ يَكْتُبُونَ ۳۶ قُلْ

إِنْ كَانَ لِلرَّحْمَنِ وَلَدٌ ۳۷ فَإِنَّا أَوَّلُ الْعَبِيدِينَ ۳۸

سُبْحَنَ رَبِّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ

عَظِيمٍ ۳۹ فَذَرَهُمْ مَبْجُوضًا وَيَلْعَبُوا حَتَّىٰ

يُلْقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي يُوْعَدُونَ ۴۰ وَهُوَ الَّذِي فِي

السَّمَاءِ إِلَهٌ وَفِي الْأَرْضِ إِلَهٌ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ ۴۱

وَتَبَرَّكَ الَّذِي لَهُ مَلَكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا

بَيْنَهُمَا ۴۲

۶۹

۶۹

۶۹

۶۹

۶۹

۶۹

۶۹

۶۹

۶۹

۶۹

۶۹

۶۹

۶۹

۶۹

۶۹

۶۹

۶۹

۶۹

۶۹

۶۹

۶۹

۶۹

۶۹

۶۹

۶۹

۶۹

۶۹

شفاعت کریں گے، شفاعت کی نفیس تحقیق اور شفاعت کی قسمیں ہماری تعمیر نفسی میں ملاحظہ کرو ۵۔ یہ جواب دینے والے مشرکین عرب ہیں نہ کہ دہریہ کہ وہ تو رب کو مانتے ہی نہ تھے، اس کے باوجود وہ کافر ہیں کیونکہ وہ حضور کو نہیں مانتے اس سے معلوم ہوا کہ حضور کا انکار کر کے خدا تعالیٰ کی ذات و صفات مان لینے سے ایمان نہیں ملتا جیسے شیطان کافر ہے اگرچہ نبوت کے سوا تمام چیزوں کا اقرار ہی ہے۔ ۶۔ کہ اس اقرار کے باوجود رب کی توحید اور تمہاری نبوت کے انکاری ہیں ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ کو نبی کی ہر لوا محبوب ہے اسی لئے ان کے شہر، ان کے زمانہ، ان کی عمر، ان کے کلام کی قسم فرمائی، خیال رہے کہ رب کی قسمیں یقین دلانے کے لئے نہیں ہوتیں، بلکہ جن کی قسم فرمائی جائے ان کی محبوبیت یا اہمیت دکھانے کے لئے ہوتی ہے ۸۔ ان کے کفر پر طول نہ ہو یہ مطلب نہیں کہ انہیں تبلیغ نہ کرو۔ تبلیغ تو ہر کافر کو آخر تک کی جائے گی ۹۔ یہ سلام بیزاری اور مبارکت و ترک تعلیق کا ہے نہ کہ محبت کا، کیونکہ کفار کو سلام کرنا ممنوع ہے یہ ایسا ہی ہے جیسے کہا جاتا ہے تجھے دور ہی سے سلام خیال رہے کہ التحیات میں حضور کو سلام اظہار نیاز مندی کے لئے ہے، ایک دوسرے کو سلام تحیۃ کا ہے رب تعالیٰ کا اپنے خاص بندوں کو سلام فرمانا عزت و اکرام کدرب فرماتا ہے۔ وَسَلَامٌ عَلٰی اٰلِہٖمُ سَلَامٌ کافروں کو سلام نفرت و بے زاری ہے، فرشتوں کا سلام اعزاز و تکریم کا ہے، غرضیکہ سلام کی بہت نوعیتیں ہیں ۱۰۔ اس رات سے مراد یاشب قدر ہے، ستائیسویں رمضان یاشب معراج یاشب برات، پندرہویں شعبان، اس رات میں پورا قرآن لوح محفوظ سے دنیاوی آسمان کی طرف اتارا گیا پھر وہاں سے تیس سال کے عرصہ میں تھوڑا تھوڑا حضور پر اترا اس آیت سے معلوم ہوا کہ جس رات میں قرآن اترا وہ مبارک ہے، تو جس رات میں صاحب قرآن دنیا میں شرف لائے وہ بھی مبارک ہے۔ ۱۱۔ اس رات میں سال بھر کے رزق، موت، زندگی، عزت و ذلت، فرض تمام

منزل ۶

کام لے ہمارے پاس کے حکم سے لے شک ہم بچھنے والے ہیں

۱۔ یعنی اگر تمہیں یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ تمام عالم کا ہی رب ہے تو یہ بھی یقین کر لو کہ حضور تمام عالموں کے رسول ہیں کیونکہ وزیر اعظم کی وزارت ساری مملکت میں ہوتی ہے۔ ۲۔ یعنی جسمانی زندگی و موت اسی کے قبضے میں ہے، روح جسم کی زندگی کا سبب ہے، اور ایمان یعنی حضور کی غلامی روحانی و دل کی زندگی کا سبب ہے۔ ۳۔ ہمارے جسمانی باپ داؤد علیہ السلام اور ان کی اولاد ہے، روحانی باپ داؤد علیہ وسلم اور حضور کے صحابہ ہیں۔ ۴۔ اب تک کفار یہ ہی فیصلہ نہ کر سکے کہ رب وہ ہیں یا زیادہ کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ، ایسے ہی انہیں یقین نہیں کہ حضور کون ہیں، کوئی کہتا ہے شاعر ہیں کوئی ساحر کوئی مجنون، تعوذ باللہ، لہذا ان کا شک میں ہونا بالکل ظاہر ہے اور آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ۵۔ جو قریب قیامت ظاہر ہو گا، مشرق و مغرب بھر دے گا اس دھوکے سے مسلمان کو زکام سا محسوس ہو گا۔ اور کافروں کو دھوکہ ہو گی، یا وہ دھواں جو عرب میں نمودار ہو چکا

حضور کے زمانہ میں کہ وہاں سخت قحط پڑا۔ جس کے سبب لوگ مردار کھا گئے، اور بھوک کی وجہ سے نظریں ضعیف ہو گئیں جب آسمان کو دیکھتے تو دھواں سا مطبوع ہوتا (خزائن وغیرہ)۔ ۶۔ چنانچہ اس قحط سالی سے تنگ آ کر ابوسفیان حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ دعا فرمائیں اگر قحط دور ہو گیا تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے (روح)۔ ۷۔ یعنی جھوٹ بول رہے ہیں ایمان نہ لائیں گے جیسا کہ بعد میں ظاہر ہوا۔ یا قیامت کے قریب دھواں دیکھ کر ایمان معتبر نہیں۔ ۸۔ معلوم ہوا کہ عذاب دیکھ کر ایمان لانا اس لئے قبول نہیں ہوتا کہ اس میں پیغمبر کی زبان پر اعتماد نہیں ہوتا بلکہ اپنی آنکھ یا عقل پر اعتماد ہے اور ایمان نام ہے پیغمبر پر اعتماد کا یہ ہی ایمان بالغیب ہے اور اگر قحط کا دھواں مراد ہو تو مطلب یہ ہے کہ جب یہ لوگ حضور کے بڑے بڑے معجزات دیکھ کر ایمان نہ لائے تو دھواں دیکھ کر کیا ایمان لائیں گے (روح)۔ ۹۔ اس میں کفار کی حماقت کا ذکر ہے کہ وہ حضور کو دیوانہ بھی کہتے تھے، پھر معلوم یعنی سکھایا پڑھایا ہوا بھی مانتے تھے، حالانکہ دیوانہ، سکھائے پڑھائے نہیں جاتے۔ ۱۰۔ خیال رہے کہ جو عذاب ہلاک کرنے آتا ہے اسے دیکھ کر ایمان لانا معتبر نہیں ہوتا، اور جو عذاب تنبیہ کے لئے آتا ہے اسے دیکھ کر ایمان لانا قبول ہے، دیکھو فرعون پر خون، یوں، مینڈک وغیرہ کے بہت سے عذاب آتے رہے پھر بھی اسے ایمان لانے کی دعوت دی جاتی رہی لیکن غرق ہونے کے وقت ایمان لایا قبول نہ ہوا۔ کیونکہ پچھلے عذاب تنبیہ کے لئے تھے اور یہ عذاب ہلاکت کے لئے لہذا آیت: کوئی اعتراض نہیں۔ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ ہم قحط دور کئے دیتے ہیں، حضور کی دعا کی برکت سے، معلوم ہوا کہ کفار مکہ بھی حضور کو مشکل کشا سمجھتے تھے اس کا منکران سے بھی بدتر

وقف لازم وقف لازم

الحمد لله	۶۹۱	البیہود ۲۵۵
<p>رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ رَّبِّ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا إِنَّ كُنْتُم مَّقُوتِينَ ۝ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ ۝ اس کے سوا کسی کی ہندگی نہیں وہ جلانے اور مارنے سے تمہارا رب اور تمہارے اجداد کا رب ہے ۝ بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ يَلْعَبُونَ ۝ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ ۝ کادب تلہ بکروہ تنگ میں پڑے کھیل رہے ہیں نہ تو تم اس دن کے منظر جو جب آسمان ایک پدِ خانِ مبین ۱۱ یغشی الناس هذا عذاب الیم ۱۲ ظاہر دھواں لائے گا کہ لوگوں کو دھماپ لے گا یہ ہے دردناک عذاب ۱۳ رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ ۱۴ اُنی کہہ اسی دن کہیں گے اے ہمارے رب ہم پر سے عذاب کھول دے ہم ایمان لائے ہیں نہ کہاں الذکر ی وَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مُّبِينٌ ۱۵ لَمْ تُولَوْا عَنْهُ ۱۶ سے ہوا نہیں نصیحت ماننا نہ ملانے کی پاس صاف بیان فرماتے والہ رسول تشریف لا چکا ۱۷ وَقَالُوا مَعْلَمٌ مَّجْنُونٌ ۱۸ اِنَّا كَا شَفُو الْعَذَابَ قَلِيلًا ۱۹ پھر اس سے دو گدال ہوئے اور بولے سکھایا ہوا دیوانہ ہے ہم کچھ دنوں کو عذاب کھول دیتے اِنكُمْ عَابِدُونَ ۲۰ يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَى ۲۱ ہم لو پھرم وہی کر دے گا جس دن ہم سب سے بڑی بڑے پکڑیں گے ۲۲ اِنَّا مُنْتَقِمُونَ ۲۳ وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ ۲۴ بے شک ہم بدلتے بدلتے ہیں اور بے شک ہم نے ان سے پہلے فرعون کی قوم کو جانچا ۲۵ وَجَاءَهُمْ رَسُولٌ كَرِيمٌ ۲۶ اِنْ اَدُّوْا اِلَى عِبَادِ اللّٰهِ ۲۷ اور آئیے پاس ایک معزز رسول تشریف لایا کہ اگر تمہارے بندوں کو مجھے پہرہ کر دو</p>		
منازل ۶		

۱۱۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ قحط دور ہو جانے پر وہ لوگ ایمان نہ لائے۔ ۱۲۔ قیامت کے دن یا کفار کی موت کے وقت کیونکہ کافر کی موت پکڑ ہے۔ مومن کی موت یار کے گھر کا بلالہ۔ ۱۳۔ انہیں نعمتیں سلطنت دے کر اور موسیٰ علیہ السلام کو بھیج کر، معلوم ہوا کہ دنیاوی نعمتیں رب کی آزمائش ہیں، انہیں پاکر غافل نہ ہو جانا چاہیے۔ ۱۴۔ معلوم ہوا کہ انبیاء کرام اطلاق و نسب کے لحاظ سے بھی اعلیٰ و اشرف ہوتے ہیں، اور خالق و مخلوق کے نزدیک بڑی تعظیم و توقیر کے مستحق، اس آیت سے بہت سے مسائل نکل سکتے ہیں، جو انہیں ذیل کے وہ خود غور و ذیل ہے۔ ۱۵۔ اپنی غلامی و قید سے آزاد کر کے میرے سپرد کر۔ معلوم ہوا کہ اللہ کی رحمت نبی کے ذریعہ ہم کو ملتی ہیں خیال رہے کہ بنی اسرائیل کا اصلی وطن شام تھا۔ یوسف علیہ السلام کے زمانہ سے وہ مصر پہنچے، یہاں وہ مہمان یا مسافر کی حیثیت سے تھے، آپ نے فرمایا

(بقیہ صفحہ ۹۸) کہ انہیں میرے پروردگار میں انہیں ان کے وطن شام لے جاؤں

۱۔ بلکہ میری طاقت کہ مجھ پر ایمان لائے کہ آپ فرعونوں کے بھی تھے ۲۔ اپنے ہجرات عصا، پدیشا وغیرہ۔ معلوم ہوا کہ ہجرات ثبوت ثبوت کے لئے ہوتے ہیں ۳۔ فرعونوں نے آپ کو قتل کی دھمکی دی تھی اس پر آپ نے یہ فرمایا ۴۔ اور میرے قتل کے ارادے سے ہلاک ہوا ہے دشمنی نہ کہو کہ اس میں تمہاری ہی پہچان ہے مگر وہ باندہ آئے۔ یہ بنی اسرائیل کو لے کر ان دنوں رات صبر سے نکل جاؤ۔ یہ دسویں عہد کی رات تھی رات میں اس لئے نکلا کہ صبح کو فرعون

لوگ جمع ہو کر ان کے پیچھے نکلیں اور سارے بحر قلزم میں ڈوبیں، اگر دن میں نکلے تو یہ دعا حاصل نہ ہوتا۔ ۶۔ یعنی تمہارے لئے جو بحر قلزم میں خشک راستے پیدا فرمائے گئے ہیں، تم ان راستوں کو عصا مار کر دریا کا پانی جاری فرما کر بند نہ کرو، ایسے ہی رہنے دو تاکہ فرعون تمہاری طرح ان میں داخل ہو جاویں تو پھر پانی ان پر منطبق ہو جائے جس سے وہ ڈوب جائیں ۷۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرعونوں کے وقت موت، جگہ، کیفیت سے مطلع فرمایا تھا۔ یہ سب چیزیں علوم غیبیہ سے ہیں جو کہ فرعون کو پانی کی نہروں پر نازل تھا اس لئے اسے پانی میں ہی غرق کیا۔ ۸۔ فرعونی طاقت رشید سے اسوان تک تھے، میں دن کی مسافت میں یہ باغات بہت نکلتے بہت پھلدار تھے (روح) اس کے محلات بہت مزین و آرامتھے، جنہیں بعد میں بنی اسرائیل نے استعمال کیا۔ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کی ہستیوں اور ان کے مکانات میں رہنا منع نہیں، ہاں جہاں عذاب الہی آیا وہاں رہنا منع ہے قوم فرعون پر مصر میں عذاب نہ آیا بلکہ وہاں سے نکال کر دریا میں غرق کیا گیا لہذا مصر میں رہنا جائز ہوا حدیث اور قرآن میں تعارض نہیں، اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مصر میں خود بنی اسرائیل آباد ہوئے یہ تواریخ کے خلاف ہے، تواریخ جھوٹی ہیں قرآن سچا، موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا تَسْمِعُ الْكَلِمَةَ اَنْ يَّهْلِكَ عَذَابُكُمْ وَذَيْفَتُكُمْ فِي الْاَرْضِ سوره الاعراف میں ہے۔ وَاقْرَأْ لَنَا الْقُرْآنَ اَلَمْ يَكُنْ لَكَ آيَاتٌ تُفَصِّلُهَا لَهُمْ وَهِيَ بَنِي اِسْرَآئِيلَ جُو پیلے فرعون کی قید میں تھے مصر میں فرعون کی املاک کے مالک ہوئے۔ معلوم ہوا کہ کفار کا چھوڑا ہوا مال مسلمانوں کی ملک ہے جیسے پاکستان میں ہندوؤں کی چھوڑی ہوئی جائیدادیں ملک اس سے معلوم ہوا کہ مومن کے مرنے پر آسمان و زمین روتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ چالیس دن تک روتے رہتے ہیں (ترمذی - خزائن) مومن کی نماز کی جگہ ذکر الہی کی جگہ، آسمان کے وہ دروازے جس سے اس کی عبادتیں

۱۰۳

۱۰۳

الدرخان ۳۰

۷۹۲

البقرہ ۲۵۵

اِنِّیْ لَکُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ۝۱۰۱ وَ اَنْ لَا تَقْنُوْا عَلٰی اللّٰہِ اِنِّیْ

جے شک میں تمہارے لئے امانت والا رسول ہوں اور اللہ کے مقابل سرکشی نہ کرو گے میں

اَتِیْکُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِیْنٌ ۝۱۰۲ وَاِنِّیْ عٰذَتُ بِرَبِّیْ وَرَبِّکُمْ

تمہارے پاس ایک روشن مندر آگاہی لے اور نہ پہا پنا ہوں اپنے رب اور تمہارے رب کی

اَنْ تَرْجُمُوْهُ ۝۱۰۳ وَاِنْ لَّمْ تُوْمِنُوْا لِیْ فَاَعِزُّوْا لَوْ

اس سے کہ تم مجھے نشانہ کر دو گے اور اگر تم میرے متبعین نہ لائے تو مجھ سے کہتے ہو جاؤ گے

فَدَعَا رَبَّہٗ اَنْ هُوَ لَا یَقُوْمُ فِیْہُمْ ۝۱۰۴ فَاَسْرِ بِعَبَادِیْ

تو اس نے اپنے رب سے دعا کی کہ میرا لوگ ہم نے تم پر ہمارے میرے بندوں

لِیْلًا اِنَّکُمْ مُّتَّبِعُوْنَ ۝۱۰۵ وَ اَتْرٰکَ الْبَحْرَ رُھُوًا اِنَّہُمْ جُنْدٌ

کو راتوں رات لے کر ضرور تمہارا پیچھا کیا جائے گا قاف اور دریا کو رو بھی جبکہ سے کھڑا ہو

مُعْرِقُوْنَ ۝۱۰۶ کَمْ تَرٰکُمْ اَمِنْ جَنَّتٍ وَ عِیُوْنَ ۝۱۰۷ وَ زُرُوْہِ

جسے کہ بے شک شکر دیا جائے گا قاف کے چھوڑنے کا باغ اور دھنسنے اور کھیت

وَمَقَامِ دَرِیْمٍ ۝۱۰۸ وَ تَعْمَلُ کَا تُوْفِیْہَا فِکْرِیْنِ ۝۱۰۹ کَذٰلِکَ

اور عمدہ مکانات اور زمینیں ہیں وہ فارغ اہمال تھے ہم نے یاد بھی کیا

وَ اَوْرَثْنَاہُمْ اٰخَرِیْنَ ۝۱۱۰ فَمَا بَکَتْ عَلَیْہِمْ السَّمٰوٰتُ

اور ان کا وارث دوسری قوم کو کر دیا تو ان پر آسمان اور زمین نہ

وَ الْاَرْضُ وَ مَا کَانُوْا مُنْظَرِیْنَ ۝۱۱۱ وَ لَقَدْ بَخَّیْنَا بِنَبِیِّ

روئے نہ اور انہیں حکمت نہ دی تھی اور بے شک ہم نے بنی

اِسْرَآئِیْلَ مِنَ الْعَذَابِ الْمُبِیْنِ ۝۱۱۲ مِنْ فِرْعَوْنَ

اسرائیل کو ذلت کے عذاب سے بھلائی بخشی کہ فرعون سے بے شک

اِنَّہٗ کَانَ عَلٰیہِ مِنَ الْمُسْرِفِیْنَ ۝۱۱۳ وَ لَقَدْ اخْتَرْنَا لَہُمْ

وہ منکر حد سے بڑھے تھے ان میں سے تھا اور بے شک ہم نے انہیں آلہ راست

منزل ۶

جائی تھیں عجب تھے ہیں (روح) بلکہ مومن کی موت پر زمین کی مخلوقات آسمان کے فرشتے روتے ہیں کہ اس کی عبادتیں ختم ہو گئیں، امام حسن کی شہادت پر آسمان سے خون برسا کہ کفر سے توبہ کر کے مومن ہو جائیں۔ ۱۱۲۔ ذلت کا عذاب یہ تھا کہ فرعون نے بنی اسرائیل کے مردوں کو سڑک چھاڑنے اور خواری کے کھانوں پر مقرر کیا تھا، ان کی عورتوں کو اپنے گھروں میں خدمت کے لئے رکھا تھا۔ آج ان سب کو ان ذلتوں سے نجات ملی، معلوم ہوا کہ دشمن سے نجات رب کی رحمت ہے، ۱۱۳۔ یعنی ہم نے اس زمانے میں بنی اسرائیل کو تمام جہان سے افضل کیا تھا، کیونکہ وہ اولاد انبیاء تھے، بعض قبلی اگرچہ موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے جن کا درجہ بہت بلند ہوا۔ فرعون کا درجہ اور حضرت آسیہ نے تمام حضرات پر درجہ والے ہیں مگر بنی اسرائیل اولاد انبیاء ہونے کی بناء پر ان سے افضل تھے

اب معلوم ہوا کہ نبی کی اولاد ہونا عزت کا باعث ہے کیونکہ نبی اسرائیل اس لئے افضل تھے کہ وہ اولاد انبیاء تھے مگر یہ فیسی شرافت مومن کے لئے ہے کافر کے لئے نبی زادہ ہونا عیب ہے کعبان نوح علیہ السلام کا بیٹا تھا مگر ہلاک ہوا ۲۱۔ آیت سے یہ لازم نہیں آتا کہ نبی اسرائیل حضور کی اولاد یا حضور کی امت سے افضل ہیں اب حضور کی امت ہی تمام سے بڑھ کر ہے۔ لہذا آیات میں تعارض نہیں رہتا ہے۔ مَثَلُ خَيْرِ أَصْنَاءٍ وَرَبِّ مُؤْمِنِينَ اور فرماتا ہے۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا كُنْزُ الْاٰثٰرِ الَّذِيْنَ اَتٰتٰكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ لَا يَحْمِلُهَا مِنْ وَزْنِهَا هِيَ اَثَرُكُمْ يَوْمَ تَبْعَثُوْنَ ۝۳۰ جیسے نبی اسرائیل کے لئے دیا چیزنا من و سلویٰ اتارنا ہلاک کا سایہ فرمانا وغیرہ چونکہ نعمتیں بھی رب کی آزمائش ہیں اس لئے انہیں یہاں بلوا فرمایا ۳۱۔ یعنی قہر و عتاب کی طرح کافر آخرت اور وہاں کی جزا و سزا کے انکار کی ہیں۔

لہذا یہ لوگ اس کی طرح سرکش اور اس ہی کی طرح سزا کے مستحق ہیں خیال رہے کہ اس کلام سے کفار کا شفا قیامت کا انکار تھا۔ روز اسلام بھی ایک ہی موت مانا ہے۔ ۵۵۔ یہ پہلے جملہ کی تفسیر ہے لہذا آیت پر یہ اعتراض نہیں کہ ایک موت ماننا کفر نہیں ۵۶۔ یعنی اگر مرنے کے بعد الصالح ہے تو ہمارے مرے باپ دادوں کو زندہ کر دو یہ منگوا ایسی ہی اعتقاد ہے جیسے کوئی نئے پورے کے متعلق کہے کہ اگر اس کا پھل رونا برحق ہے تو ابھی اس سے پھل نکال لو ہر کام اپنے وقت پر ہوتا ہے ۵۷۔ یمن کے بادشاہ کا لقب تھا ہوتا تھا یہ تیج حارث ابن حمل حمیری تھے جو خود مومن تھے مگر ان کی قوم سخت سرکش شدہ زور کفار تھی جو کفر کے سبب ہلاک ہوئی اس تیج نے مدینہ منورہ بسایا اس تیج نے حضور کو غائبانہ خط لکھ کر لوگوں کو پکار دیا تھا کہ جب حضور جلوہ گر ہوں تو میرا یہ خط پیش کر دیا جائے چنانچہ ایوب انصاری کے مکان میں جب حضور فروکش ہوئے تو پوچھنے والے وہ خط پیش کیا ۵۸۔ یعنی اگر مشر و نشر سزا و جزا یکھو نہ ہو تو عالم کا پیدا فرمانا عیب ہوا کھیل کود و عیب کا ہی حساب و کتاب نہیں ہوا کرتا ۵۹۔ اس لئے بتایا کہ لوگ ایمان لا کر ہماری اطاعت کریں اور ہم مطیع کو ثواب مجرم کو عذاب دیں ۱۰۔ فصل کے معنی فیصلہ بھی ہیں۔ فاصلہ بھی چونکہ قیامت میں حق و باطل کا عملی فیصلہ ہو گا یا مومن و کافر کو علیحدہ علیحدہ کر دیا جائے گا۔ اس لئے اسے یوم فصل کہا جاتا ہے۔ ۱۱۔ یعنی تمام وعدے اور وعیدوں کے پورا ہونے کا دن روز قیامت ہے۔ جبکہ مومنوں کو وعدے کے مطابق جزا و ثواب دیا جاوے گا اور کفار کو وعید کے مطابق سزا ہوگی دنیا رب کی سزا و جزاء کی جگہ نہیں۔ ۱۲۔ یہ دونوں چیزیں کافروں کے لئے ہیں کہ نہ انہیں قربات واریاں دوستیاں کام آئیں گی۔ نہ ان کی کوئی مدد کرے گا مومن کو رب تعالیٰ یہ دونوں رحمتیں نصیب کرنے کا مومن کے بچے بھی کام آویں گے انبیاء اولیاء ان کی مدد بھی کریں گے۔ لہذا آیات میں تعارض

۲۴
۷۳
۲۵

عَلَىٰ عِلْمٍ عَلَى الْعَالَمِينَ ۝۱۰۱ وَآتَيْنَهُمْ مِّنَ الْآيَاتِ مَا فِيهَا

بَلَاءٌ مُّبِينٌ ۝۱۰۲ إِنَّ هَٰؤُلَاءِ لَيَقُولُونَ ۝۱۰۳ إِنَّ هٰٓؤُلَاءِ إِلَّا

مَوْتُنَا الْأُولَىٰ وَمَا نَحْنُ بِمُنشَرِينَ ۝۱۰۴ فَأَنذَرْتُ أَبَا بَكْرٍ

إِن كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝۱۰۵ أَهَلَمْ خَيْرًا مِّمَّنْ تَبِعُوا ۝۱۰۶ وَالَّذِينَ

مِن قَبْلِهِمْ أَهْلَكْنَاهُمْ إِنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ ۝۱۰۷ وَمَا خَلَقْنَا

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعِٰیْنِ ۝۱۰۸ مَا خَلَقْنَاهُمَا

إِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝۱۰۹ إِنَّ يَوْمَ

الْفَصْلِ مِيقَاتُهُمْ أَجْمَعِينَ ۝۱۱۰ يَوْمَ لَا يُغْنِي مَوْلًى

عَنْ مَوْلًى شَيْئًا وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ۝۱۱۱ إِلَّا مَن رَّحِمَ

اللَّهُ إِنَّهُ هُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝۱۱۲ إِنَّ شَجَرَتَ الرَّقْمِ ۝۱۱۳

طَعَامُ الْآثِمِينَ ۝۱۱۴ كَالْمُهْلِ يَغْلِي فِي الْبُطُونِ ۝۱۱۵ كَغُلٍّ

۲۴
۷۳
۲۵

نہیں جیسا کہ آگے استثناء سے معلوم ہو رہا ہے ۱۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس پر اللہ رحم کرے گا۔ اس کی اللہ کے بندے بھی کریں گے کیونکہ اللہ نے گزشتہ نفی کو توڑ دیا مروجہ بندے مومن ہیں ۱۱۴۔ خیال رہے کہ دنیا میں رب تعالیٰ کی رحمت کا ظہور ہے اس لئے دشمن دوست سب کو روزی دے رہا ہے۔ آخرت میں اس کی رحمت کی جلوہ گری ہوگی کہ صرف مومنوں پر رحم فرمائے گا دشمنوں پر عذاب کرے گا ۱۱۵۔ دوزخ کی تھوہر کی یہ کیفیت ہے کہ اگر اس کے عرق کا ایک قطرہ زمین پر پڑا دیا جاوے تو دنیا والوں کی زندگی تلخ ہو جاوے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے یہ تھوہر دوزخیوں کی غذا ہوگی۔ یہاں گندہ سے مراد وہی گندہ یعنی کافر ہیں

۱۔ یعنی یہ قوم منہ میں رہے تو نہایت بدمذہب ہو اور پیٹ میں پیچ کر چھلکے ہوئے نامے کی طرح تیز گرم ہو، چونکہ کفار دنیا میں حرام خور تھے، اس لئے انہیں یہ غذا دی گئی ۲۔ یعنی کافر کو یہ فرشتوں سے کہا جائے گا میدان محشر میں حساب و کتاب کے بعد ۳۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوتا ہے کہ مومن گنہگار اگر دوزخ میں گیا تو اس کی ذلت و رسوائی سے گھٹیت کر نہ پھینکا جائے گا، یہ ذلت و خواری کفار ہی کا عذاب ہے ۴۔ اس سے دو مکمل معلوم ہوئے ایک یہ کہ دینی دشمنوں سے استہزاء جائز ہے دوسرے یہ کہ استہزاء میں جو بات کہی جائے وہ خبر میں ہوتی اور نہ اس میں جھوٹ چچ کا اختلا ہو، حضور حوض کوثر میں منافقوں کے لئے فرمائیں گے کہ یہ میرے صحابی ہیں، چونکہ ابو جہل کہا کرتا تھا کہ عرب میں میں بڑا عزت والا ہوں، اسے فرشتے طعن کے طور پر یہ کہیں گے ۵۔ یہاں شبہ، معنی انکار ہے یا، معنی جھگڑا، یعنی تم قیامت کا انکار کرتے تھے یا اس کے حلق مسلمانوں سے جھگڑتے تھے، لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۶۔ دنیا میں بھی مرتے وقت بھی قیامت میں بھی اور قیامت کے بعد بھی کیونکہ وہ نبی کے دامن سے وابستہ ہیں (از روح) بلکہ آخرت کی امان دنیا کے امن کا نتیجہ ہے ۷۔ پانی دودھ، شراب بطور شہد کے جاری جیسے جو ان کے گھروں میں ہوں گے، کیونکہ وہ دنیا میں شریعت و طریقت کے چشموں سے حیران ہوتے رہے ۸۔ یعنی رشیم کے مختلف لباس باریک و دیرین نہیں گے، باریک رشیم کو سندس کہتے ہیں موٹے رشیم کو استبرق ۹۔ یعنی ملتے جلتے یا تر بیٹھائیں گے مگر کسی کی طرف کسی کی پشت نہ ہو جیسے دنیا میں اللہ کے ذکر کے ملتے ہوتے ہیں ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنتی لوگوں کا نکاح حوروں سے ہو چکا ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ دنیا میں نکاح کے لئے جنسیت ضروری ہے مگر جنت میں نہیں کیونکہ حوریں انسان نہیں ہیں مگر انسانوں کے نکاح میں ہیں چونکہ حوروں کی آٹھ نہایت ہی حسین ہوگی۔ اس لئے انہیں حور عین فرمایا گیا ۱۱۔ اپنے خدام کو حاضر کرنے کا حکم دیں گے اس لئے بندھنوں فرمایا نہ کہ بٹنوں ۱۲۔ نہ میوے ختم ہونے کا اندیشہ نہ اپنی زندگی ختم ہونے کا کھکا سب کو غلو ہے ۱۳۔ یعنی دنیا میں جو موت آچکی اب انہیں موت نہ آوے گی، اگرچہ دوزخی کفار کو بھی موت نہ آوے گی مگر ان کی زندگی موت سے بدتر ہوگی۔ اس لئے یہاں خصوصیت سے اس کا ذکر فرمایا، رب فرماتا ہے

لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَخْضَى ۱۴۔ معلوم ہوا کہ دوزخ سے بچنا محض فضل الہی سے ہے نہ کہ اپنی بہادری سے ایمان و تقویٰ بھی اس کی مرہانی سے نصیب ہوتا ہے۔ ۱۵۔ یعنی عربی میں قرآن اس لئے آیا کہ تمہاری زبان عربی ہے۔ یا تمہاری زبان شریف کے ذریعہ لوگوں کو قرآن میسر ہوا۔ اگر تمہارا واسطہ نہ ہو تا تو یہ عرشِ نعمت ان فرشتوں کو کیسے

الْحَمِيمِ ۱۵ خذوه فاعتلوه الى سوا الجحيم ۱۶

جوش مارے لے اسے پھڑک لے ٹھیک بھڑکائی ال کی طرف بزرگ گھسیٹنے لے جاؤ لے

ثُمَّ صَبُّوا فَوْقَ رُءُوسِهِمْ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيمِ ۱۷ ذُقْ إِنَّكَ

پھر اس کے سر کے اوپر کھولتے پانی کا عذاب ڈالو۔ چھو ہاں

أَنْتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ ۱۸ إِنَّ هَذَا مَا كُنْتُمْ بِهِ تَمْتَرُونَ ۱۹

ہاں تو ہی بڑا عزت والا کرم والا ہے بلکہ یہ وہ ہے جس میں تم ٹہرتے تھے

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي مَقَامِ آيَاتٍ ۲۰ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۲۱

بے شک ڈروالے امان کی جگہ میں ہیں ان باغوں اور چشموں میں

يَلْبَسُونَ مِنْ سُنْدُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُتَقَابِلِينَ ۲۲

پہنہیں گے کمریب اور کناہیز آئے سامنے

كَذَلِكَ وَزَوَّجْنَاهُمْ بِحُورٍ عِينٍ ۲۳ يُدْعُونَ فِيهَا

یوں ہی ہے اور ہم نے انہیں بہاؤ دیا نہایت بہاؤ اور روشن بڑی آنکھوں والیوں سے

بِكُلِّ فَاكِهَةٍ آمِنِينَ ۲۴ لَا يَذُقُونَ فِيهَا الْمَوْتَ

اس میں ہر قسم کا میوہ مانگیں گے نہ امن و امان سے لے اس میں پہلی موت کے

إِلَّا الْمَوْتَةَ الْأُولَىٰ وَوَقَّعَهُمْ عَذَابِ الْجَحِيمِ ۲۵

سوا پھر موت نہ چکس گے لے اور اللہ نے انہیں آگ کے دھاب بھجایا

فَضْلًا مِّنْ رَبِّكَ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۲۶

تمہارے رب کے فضل سے لے یہی بڑی کامیابی ہے

فَالْيَايِسِرُنَّ بِأَسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۲۷

تو ہم نے اس قرآن کو تمہاری زبان میں آسان کیا کہ وہ سمجھیں

فَارْتَقِبْ إِنَّهُمْ مُّرْتَقِبُونَ ۲۸

تو تم انتظار کرو وہ بھی کسی انتظار میں ہیں

نصیب ہوتی، اب بھی تمہاری برکت سے لوگوں کو قرآن کی قسم نصیب ہوتی ہے ۱۶۔ ہلانڈ کے تین معنی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ تمہاری زبان عربی میں قرآن کرم کو عرب والوں کے لئے آسان کیا یعنی قرآن عربی میں آیا جو عرب والوں کے لئے آسان ہے، دوسرے کے لئے مشکل، یہ لیل عرب پر ہمارا احسان ہے یا تمہاری زبان پر قرآن کو آسان کیا کہ دوسرے لوگ قرآن حفظ کرنے اس کی تجوید سیکھنے اس کے علوم حاصل کرنے میں بڑی محنت کرتے ہیں مگر تمہیں یہ سب کچھ بغیر محنت و مشقت حاصل ہے یا تمہاری زبان کے ذریعہ سے لوگوں پر قرآن کو آسان کیا کہ جو قرآن کو تمہاری تعظیم سے سمجھے اس کے لئے قرآن آسان ہے اور تمہارے بغیر یہ قرآن سخت و دشوار ہے، کسی کی سمجھ میں قطعاً نہیں آ سکتا حضور کے بغیر تانے اُفیتوا النصلا ذلک الذکوۃ کا ترجمہ بھی انسان نہیں کر سکتا ۱۷۔ یعنی کفار تو اس انتظار میں ہیں

(بقیہ صفحہ ۷۹۵) معلوم ہوا کہ تکبر و ہٹ دھرمی ایمان سے روکنے والی آڑ ہیں۔

اب دنیا میں بھی مرنے وقت بھی آخرت میں بھی چنانچہ نضر ابن حارث ہاندہ کہ قتل کیا گیا (روح) ۲۔ اس طرح کہ لوگوں سے کہتا ہے کہ میرے معصوق تم کو فرعون و ملان کے قہر سے جانتے ہیں، میں تمہیں رستم و اسفندیاری کی کمائیاں سناتا ہوں، میرا قرآن ان کے قرآن سے بہتر ہے، تعوذ باللہ ۳۔ کہ قبر میں عذاب بھی پائیں اور ذلیل بھی ہوں، کہ فرشتے انہیں جھڑکیں ملائیں کریں۔ اس میں اشارہ "عذاب قبر کا ثبوت ہے، دوزخ کے عذاب کا آگے ذکر آ رہا ہے ۴۔ یعنی کفار کو پہلے قبر کا عذاب ہو گا

آگے چل کر دوزخ کا ۵۔ یعنی کفار کو ان کا مال و اعمال و اولاد غرض کوئی کمائی کام نہ آوے گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ انشاء اللہ مومن کو ہر چیز کام آوے گی۔ کہ اولاد شفاعت کرے گی اور خیرات کیا ہوا مال فائدہ پہنچائے گا۔ ۶۔ وہ بت جن کی پوجا کرتے تھے، سرداران کفر مومن کو انشاء اللہ بزرگان دین کی شفاعت پہنچے گی، جیسا کہ دوسری آیت میں وارد ہے اس آیت کا مومنوں سے کوئی تعلق نہیں ۷۔ یعنی سارا قرآن خواہ اس کے قہر ہوں یا احکام سب کچھ تمام لوگوں کے لئے ایمان و عرفان کے رہبر ہیں ۸۔ یعنی کفار کو سخت سے سخت عذاب ہے جو تمہارے دہم و گمان سے وراہ ہے۔ معلوم ہوا کہ مومن جھگڑا کو اگر عذاب ہوا تو عذاب الیم نہ ہو گا ۹۔ اس طرح کہ دریائی سفر سے تجارت کرو۔ غوطے لگا کر صوفی جہر نکالو۔ دیگر ممالک کے لوگ دریا کا سفر کر کے حج کریں، خدا کا شکر ادا کریں ۱۰۔ چاند تارے وغیرہ آسمانی چیزیں درخت جانور پھوس وغیرہ زمین کی چیزیں مخلوق ہماری ہیں۔ مگر کام ۱۱۔ تمہارا کرتی ہیں تو تم کو چاہیے کہ کام ہمارا کر۔ اب معلوم ہوا کہ دینی فکر رب کی اعلیٰ نعمت ہے، دنیاوی فکر جو رب سے غافل کرے عذاب ہے ایک ساعت کی فکر ہزار سال کے محض زبانی ذکر سے افضل ہے۔ خیال رہے کہ خالق میں فکر کفر ہے مخلوق میں فکر ایمان، جب دیگر مخلوقات کے احوال سوچنا عبادت ہے تو حضور کے اوصاف میں غور و تامل کرنا قرآن کریم میں فکر و تدبر کرنا بدرجہ اولیٰ عبادت ہے جسے خدا یہ فکر میں جھٹا فرمائے وہ دنیا کی فکروں سے آزاد ہو جاتا ہے۔

العاشیہ ۳۵

۷۹۶

الیہ ۲۵۵

كَانَ لَكُمْ سِمَعُهَا فَبَشِّرْهُ بِعَذَابِ الْيَمِّ ۖ وَإِذْ أَعْلَمَ

خود کرتا گو یا انہیں سنا ہی نہیں تو اسے خوشخبری سناؤ ورنہ عذاب کی آواز اور ہمدردی

مِنْ آيَاتِنَا شَيْئًا اتَّخَذَهَا هُزُوًا أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ

آیتوں میں سے کسی پر اطلاع پانے اس کی ہنسی بناتا ہے نہ انکے لئے غمخواری کا

مُهِينٌ ۚ مَنْ ذَٰلِكَ جَهَنَّمُ ۖ وَلَا يُغْنِي عَنْهُمْ مَالُهُمْ

عذاب نہ ان کے مجھے جہنم ہے نہ اور انہیں کہ نہ کمانا دے سکے ان کا

كُسْبُوا شَيْئًا وَلَا مَا اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ أَلْبَابًا ۚ

کما یا ہوا ث اور نہ وہ جو اللہ کے سوا محتاجی ٹھہرا رکھے نئے نہ

وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۚ هَٰذَا هُدًى وَالَّذِينَ

اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔ یہ راہ دکھانا ہے نہ اور جہنم نے

كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَهُمْ عَذَابٌ مِّن رَّجْزِ الْيَمِّ ۚ

اپنے رب کی آیتوں کو دھما نا ان کے لئے دردناک عذاب میں سے سخت تر عذاب

اللَّهُ الَّذِي سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لَتَجْرِيَ الْفَلَكَ فِيهِ ۚ

اللہ ہے جس نے تمہارے بس میں دریا کر دیا کہ اس میں اس کے حکم سے کشتیاں

بِأَمْرِهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ ۚ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۚ

پہنچیں اور اس لئے کہ اس کا فضل تلاش کرو و خدا اور اس لئے کہ حق مانو

وَسَخَّرَ لَكُم مَّا فِي السَّمُوتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا

اور تمہارے لئے سب اس لئے جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمین میں ہے اپنے

مِّنْهُ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُونَ ۚ قُلْ

مک سے بے شک اس میں نشانیاں ہیں سوچنے والوں کے لئے ایمان والوں

لِّلَّذِينَ آمَنُوا يَغْفِرُوا لِلَّذِينَ لَا يَرْجُونَ أَيَّامَ

سے فرماؤ درگزر میں ان سے جو اللہ کے دنوں کی امید نہیں

مختل ۶

اس کے شان نزول کے متعلق اور بھی اقوال ہیں خیال رہے کہ یہ آیت مدنیہ ہے ۲ یعنی تمہارا یہ صبر تحمل کفار منافقین کے اچھے اعمال کا بدلہ بن جاوے اور آخرت میں انہیں نیکیوں کا کوئی عوض نہ ملے، یا رب چاہتا ہے کہ تم انہیں اس بکو اس کی سزا نہ دو پوری سزا بروذ قیامت ہم یں گے ۳ یعنی اپنے عمل سے، اپنا ہی فرض ادا ہو گا، کوئی کسی دوسرے کی طرف سے فرض نماز نہیں پڑھ سکتا یا مطلب یہ ہے کہ اپنی نیکی کا ثواب اپنے کو ضرور ملے گا اگرچہ دوسرے کو ثواب بخش دیا ہو، لہذا یہ آیت ایصالِ ثواب کے خلاف نہیں ۴ علیٰ کفر وکفر کے لئے ہے، کوئی شخص گناہ کر کے اس کا عذاب کسی کو نہیں بخش سکتا خود ہی سزا بھگتے گا، اگرچہ بھگانے والے اور گناہ کرانے والے کو بھی عذاب ہو گا، مگر بھگانے اور گناہ کرانے کا جو خود اس کا اپنا عمل ہے، لہذا آیت بالکل صاف ہے، اس پر کوئی اعتراض نہیں ۵ مومن خوشی سے جیسے مسمان عزیز میزبان کے گھر جاتا ہے کافر جزا جیسے مجرم حاکم کے روبرو پیش کیا جاتا ہے بذریعہ پولیس، بہتر ہے کہ خوشی خوشی جاؤ ۶ یہاں کتاب، حکم، نبوت کو زبور انجیل آسمانی کتابیں اور سلطنتیں بخشیں اور ٹپی بھیجے، خیال رہے کہ اسحاق علیہ السلام کے بعد سارے پیغمبر بنی اسرائیل میں آئے ۷ مقام تیبہ میں من و سلویٰ اتارا اس کے علاوہ حلال رزق عطا فرمائے ۸ اس سے دو مسئلے معلوم ہونے ایک یہ کہ مومن کے لئے نبی کی اولاد ہونا فضیلت کا سبب ہے دوسرے یہ کہ کافر کے لئے خاندان نبوت سے ہونا بیکار ہے، دیکھو وہ بنی اسرائیل جو اولاد انبیاء ہیں اب مردود و خائب و خاسر ہیں حضور کا انکار کر کے ۹ یعنی آپ کی بعثت آپ کی حقانیت کی روشن دلیل بنی اسرائیل کو بخشیں کہ ان کی کتب میں آپ کی صفات حمیدہ کا تفصیل سے ذکر فرمایا ۱۰ اس طرح کہ آپ کی تشریف آوری سے پہلے وہ سب آپ کے منتظر تھے تشریف لانے پر بہت سے منکر ہو گئے ۱۱ اس سے معلوم ہوا کہ علم بخبر کے کو

الحاشية ٣٥

767

البيبر ٢٥

رکھتے تھے تاکہ اللہ تعالیٰ ایک قوم کو اس کی کمائی کا بدلہ دے تاکہ جو بھلا کام کرے

تو اس کے اپنے لئے ملے اور برا کرے تو اپنے برے کوئی پھر اپنے رب کی طرف

پھیرے جاؤ گے اور بیشک ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب اور

حکومت اور نبوت عطا فرمائی ہے اور ہم نے انہیں سبھی روزیاں دیں ہے اور انہیں ان

عَلَى الْعَالَمِينَ ۝^(١٧) وَإِنَّهُمْ يَنْتِ مِنَ الْأَمْرِ فَمَا

وَمَا يَكْفُرُ لَكُمْ وَيَعْتَذِرُ لَكُمْ إِنَّهُ كَانَ خَالِئًا مِمَّا تَدْعُونَ

انہوں نے اختلاف نہ کیا بلکہ بعد ازاں سرسبز علاقہ سرسبز ہوا اور آج کل اس سرسبز علاقہ

اِنَّ رَّبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَمَا كَانُوا

جے سب مہاراج پھیانتے وہ ان میں پھل کرے گا اس بات میں

۱۳۱

الْأَمُّ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْلَ الدِّمَارِ لَا يَعْلَمُونَ (١٨)

و اسی ۲۵ پیر چلو اور نادانوں کی خواہشوں کا ساتھ نہ دو گے

وَالَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ طَائِفَةٌ مِّنْ ذِي الْقُرْبَىٰ

عضو أو ليا لعضو

۱۱ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور دونوں کا دوست اللہ ہے

مَنْزِلٌ

(الفی صفحہ ۷۹) ہم لوگوں سے۔ کفار کی کثرت دولت سے مسلمان مرعوب نہ ہو جاویں یہ سب بیکار ہے دیکھو قارون کو نہ اس کے مال نے بچایا۔ نہ دوستوں نے سب دبا ل ہو گئے۔ ۱۶۔ صرف دنیا میں کیونکہ ہر ایک اپنی جنس کی طرف مائل ہے آخرت میں یہ دوستی ٹوٹ جاوے گی رب فرماتا ہے الاخلاء یومئذ بعضهم لبعض علو اس سے معلوم ہوا کہ کافر مومن کا بھی دوست نہیں ہو سکتا مسلمانوں کے مقابلہ میں سب ایک ہو جاتے ہیں اس پر اعتبار نہ کرو ۱۷۔ دنیا میں بھی مرتے وقت بھی آخرت میں بھی اور جب اللہ مومن کا دوست ہو گیا تو اس کے سارے مقبول بندے فرشتے نیک انسان اس کے دوست ہو گئے۔

۱۔ معلوم ہوا کہ قرآن کریم کے تینوں قاندے یعنی دنیا میں آنکھیں کھولنا آخرت میں جنت کی راہ دکھانا اور دونوں جہان میں رحمت ہونا صرف مسلمانوں کے لئے ہیں ۲۔ یہاں برائیوں سے مراد کفر ہے جو تمام گناہوں کی جڑ ہے یا کفر و گناہ دونوں، معلوم ہوا کہ مومن و کافر یکساں نہیں ۳۔ (شان نزول) کفار مکہ کہتے تھے کہ اگر قیامت ہوئی تو ہم تم سے اچھے ہوں گے، جیسے یہاں ہیں ورنہ تمہارے برابر ضرور رہیں گے، کیونکہ ہم ایک قوم ہیں ان کے رد میں یہ آیت نازل ہوئی (خزائن و روح وغیرہ) اس سے معلوم ہوا کہ مومن و کافر زندگی اور موت میں مختلف ہیں جو مومن اپنی صورت، حیرت زندگی کافروں کی طرح بنائے وہ بیوقوف ہے مومن کو مشرک سے ممتاز ہونا چاہیے۔ خیال رہے کہ مومن کی زندگی رب کی اطاعت میں کافر کی زندگی ظاہری میں گزرتی ہے۔ مومن کی موت بشارت و کرامت پر کافر کی موت ندامت پر ہوتی ہے مومن کا شتر انشاء اللہ حضور کے ساتھ ہو گا کافر کا شتر شیاطین کے ساتھ ۴۔ کہ آسمان و زمین برابر نہیں بلکہ آسمان کے سارے حصے آپس میں برابر نہیں زمین کے سارے طبقے برابر نہیں۔ کہتے اللہ شریف کی زمین کچھ اور شان رکھتی ہے عام زمین کی اور حالت ہے۔ مسجد کی زمین عظمت والی، باغیانہ کی زمین گندی، جب زمین آپس میں برابر نہیں تو مومن و کافر کیسے برابر ہو سکتے ہیں، اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو نبی کو عام انسانوں کے برابر جانتے ہیں ۵۔ معلوم ہوا کہ اس عالم کا پیرا فرمانا اللہ تعالیٰ کے عدل کے لئے ہے رحمت کا ظہور قیامت میں ہو گا اگر قیامت نہ ہو تو عالم پیدا فرمانے کا مقصد ہی فوت ہو جائے گا ۶۔ اس طرح کہ مجرم کی سزا میں زیادتی کر دی جائے یا مطیع کا ثواب بلا وجہ کم ہو جائے، ہاں مجرم کی معافی مطیع کو زیادہ عطا فرما دینا اس کا رحم و کرم ہے ایسے ہی بعض لوگوں کی ضابطی اعمال ان کے اپنے قصور سے ہو گی نہ کہ رب کے ظلم سے، نعوذ باللہ۔ ۷۔ مشرکین کچھ روز تک ایک پتھر پوچھتے رہتے تھے جب اس سے اچھا دوسرا پتھر مل جاتا تو پہلے کو پیچھ دیتے

بَصَائِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ ﴿۱۶﴾

یہ لوگوں کی آنکھیں کھولنا ہے اور ایمان والوں کے لئے ہدایت و رحمت

أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ نَجْعَلَهُمْ

کیا جنہوں نے برائیوں کا ارتکاب کیا ہے سمجھتے ہیں کہ ہم انہیں ان جیسے کر دیں گے

كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَوَاءٌ فِيْنَا هُمْ

جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے کہ ان کی ان کی زندگی اور موت برابر

وَمِمَّا تَهْمُ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ﴿۱۷﴾ وَخَلَقَ اللَّهُ السَّمَوَاتِ

جو بنائے، کیا ہی برا حکم نکالتے ہیں کہ اور اللہ نے آسمانوں اور

وَالْأَرْضِ بِالْحَقِّ وَلَيُجْزَى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ

زمین کو حق کے ساتھ بنایا کہ اور اس لئے کہ ہر جان اپنے کئے کا بدلہ

وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿۱۸﴾ أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَهَهُ

ہائے کہ اور ان پر ظلم نہ ہو گا نہ بھلا دیکھو تو وہ جس نے اپنی خواہش

هُوَ ۚ وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَىٰ سَمْعِهِ

کو اپنا خدا ٹھہرایا اور اللہ نے باوصت علم کے گمراہ کیا اور اس کے کان

وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلَىٰ بَصَرِهِ عَشْرَةَ ظُلُمٍ ۖ فَمِنْ يَهْدِيهِ

اور دل پر چھ لگا دی اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈالا کہ تو اللہ کے بعد اسے

مَنْ بَعْدَ اللَّهِ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿۱۹﴾ وَقَالُوا مَا هِيَ إِلَّا

کو نہ دھوکے تو کیا موصیان نہیں کرتے کہ اور بولے کہ وہ تو نہیں مگر

حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ

یعنی ہماری دنیا کی زندگی مرتے ہیں اور جیسے ہیں۔ اور ہمیں ہلاک نہیں کرتا مگر زمانہ

وَمَا لَهُمْ بِذَلِكَ مِنْ عِلْمٍ إِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ ﴿۲۰﴾

لے اور انہیں اس کا علم نہیں وہ تو نہ گمان دھرتے ہیں کہ

دوسرا پوچھتے تھے اس آیت میں ان کی اس حرکت کی طرف اشارہ ہے کہ یہ درحقیقت اپنے نفس کی پوجا کرتے ہیں، اپنے نفس کے محکوم ہیں ۸۔ علم سے مراد یا تو رب کا علم ہے یعنی انہیں اللہ نے اپنے علم کی بنا پر گمراہ کیا وہ جانتا تھا کہ یہ اس ہی کے لائق ہیں یا ان لوگوں کا علم ہے یعنی یہ لوگ علم کے باوجود گمراہ ہو گئے، معلوم ہوا کہ بغیر رب کے فضل کے علم و ہنر بیکار ہے، ہدایت رب کے فضل سے ملتی ہے نہ کہ محض اپنے علم سے ۹۔ اس طرح کہ آدمی کی بدعتی گویں، بدعتیوں، عداوت رسول کی وجہ سے ان کے دل میں ہر لگا دی، ان کے کان دھک دینے ۱۰۔ معلوم ہوا کہ جو ادھر سے محروم ہے اسے یہاں کچھ نہیں مل سکتا ۱۱۔ وہ کفار جو خدا کے منکر ہیں یعنی دہکتے، آگ بجھ، بعض ۱۲۔ کہتے ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ سے معلوم ہوا کہ بعض کفار خدا کے منکر سمجھتے تھے کہ جو قرآن جو، مے کے مشرکین، ہم کو خالق، مالک

(بقیہ صفحہ ۷۹۸) جانتے ہیں۔ اس آیت میں دہراؤں کے علاوہ دوسرے مشرکوں کا ذکر ہے، لہذا آیات میں تضاد نہیں۔ ۱۳۔ یعنی ذہبوں کی یہ بکواس تعلیم نبی کی بناء پر نہیں نہ ان کے پاس کوئی دلیل ہے، محض اپنے انگلی پچھ قیاس سے کہتے ہیں، خیال رہے کہ معصیت کے وقت زمانہ کو برا کتنا سخت ممنوع ہے اس سے مراد قرآن کریم کی وہ آیتیں ہیں جن میں قیامت کے ثبوت کے قوی دلائل بیان ہوئے ہیں ۲۔ یعنی ابھی ہمارے باپ داداؤں کو زندہ کر دو۔ یہ مطالبہ بے جا تھا۔ ہر کام وقت پر ہوتا ہے ۳۔ اس طرح کہ بے جان لطفہ کو جاندار بنانا ہے پھر جب تک چاہے زندہ رکھتا ہے، جب چاہے موت دے دیتا ہے ۴۔ اولاً جمع فرمائے گا، پھر صالح و بدکار کی چھٹ فرمادے گا کہ صالح علیحدہ

کھڑے ہوں گے بدکار علیحدہ۔ لہذا آیات میں تضاد نہیں ۵۔ اس لئے اس پر ایمان نہیں لاتے۔ معلوم ہوا کہ شرعی امور میں جہالت عذر نہیں بے علم کو بھی سزا ملے گی کہ تو بے علم کیوں رہا ۶۔ کفار ہارے ہوئے تو آج ہیں مگر قیامت میں ان کی ہار کا ظہور ہو گا۔ خواہ مومن ہو یا کافر سب کی نشست یہ ہی ہوگی۔ بارگاہ الہی کے ادب کے طور پر سب پر قیامت کا ہول طاری ہو گا، اس دن حضور سجدہ فرما کر شفاعت کریں گے نری سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حال ہمارے حضور کا نہ ہو گا کیونکہ حضور سب کی اس حالت کا معائنہ فرماتے والے ہوں گے ۸۔ سب کو حکم ہو گا کہ اپنا نامہ اعمال پڑھو۔ معلوم ہوا کہ اس دن ان پڑھ کوئی نہ ہو گا۔ اور سب کی زبان عربی ہوگی۔ کیونکہ نامہ اعمال عربی میں ہے ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب کے مقبول بندوں کے کام رب کی طرف اور رب کے کام بندوں کی طرف منسوب ہو سکتے ہیں، دیکھو اعمال لکھنا فرشتوں کا کام ہے مگر رب نے فرمایا کہ ہم لکھ رہے تھے۔ حضرت جبریل نے بی بی مریم سے کہا میں تم کو سخریا بنانا بخشوں، حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے تھے، میں مردوں کو زندہ، کوڑھوں کو اچھا کرتا ہوں، وغیرہ، حالانکہ یہ کام رب کے ہیں لہذا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ حضور نے ہم کو ایمان دیا، عزت بخشی۔ حضور دوزخ سے بچاتے ہیں جنت دلواتے ہیں ۱۰۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ کفار و مومن سب کے تمام نیک و بد کام لکھے جاتے ہیں، بعض کا قول ہے کہ کفار کے صرف گناہ لکھے جاتے ہیں کیونکہ انہیں نیکی پر کوئی ثواب نہیں ملتا۔ دوسرا فرشتہ اس تحریر کا گواہ ہوتا ہے، اس صورت میں عمل سے مراد کفار کے گناہ ہیں، یہ بھی خیال رہے کہ کفار کا کفر بھی لکھا جاتا ہے، کہ کفر دل کا عمل ہے، لہذا اس آیت پر کوئی اعتراض نہیں، صوفیاء فرماتے ہیں کہ مومن کا عشق و محبت نہیں لکھا جاتا کہ عمل نہیں بلکہ دلی کیفیت ہے، تمام اعمال کا بدلہ جنت کا۔ عشق کا بدلہ محبوب حقیقی کا وصال ۱۱۔ حقیقتاً نیک کام

الحاجیۃ ۱۴۰۵ھ

۷۹۹

الجلد ۲۵

وَإِذْ أُنْتَلَىٰ عَلَيْهِمُ الْآيَاتُ بَيِّنَاتٍ مَّا كَانَ حُجَّتُهُمْ إِلَّا أَنْ

اور جب ان پر ہماری روشن آیتیں پڑھیں جائیں لے تو بس انکی حجت یہی ہوتی ہے کہ

قَالُوا أَأَتُونَا بِآيَاتِنَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝۷۵ قُلِ اللَّهُ

کہتے ہیں کہ ہمارے باپ دادا کو لے آؤ تم اگر سچے ہو لے تم فرمادے

يُحْيِيكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَمَةِ لَا رَيْبَ

جیس جلا تا ہے تم کو پھر تم کو مارے گا پھر تم سب کو اکٹھا کرے گا قیامت کے دن جس میں کوئی

فِيهِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝۷۶ وَلِلَّهِ مُلْكُ

شک نہیں لیکن بہت آدمی نہیں جانتے ۷۶ اور اللہ ہی کے لئے ہے

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُومِئِينَ

آسمانوں اور زمین کی سلفت اور جس دن قیامت قائم ہوگی باطل دانوں کی

يَخْسِرُ الْمُبِطُونَ ۝۷۷ وَتُرَىٰ كُلُّ أُمَّةٍ جَانِبَهُ كُلِّ فِتْنَةٍ

اس دن ہارے لے اور تم ہر گروہ کو دیکھو گے زانو کے بل گرے ہوئے ہر گروہ اپنے

تُدْعَىٰ إِلَىٰ كِتَابِهَا الْيَوْمَ تُخْرَجُونَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝۷۸

نامہ اعمال کی طرف بلایا جائے گا لے آج نہیں تمہارے کئے کا بدلہ دیا جائے گا

هَذَا كِتَابُنَا يُطِيقُ عَلَيْكُمْ بِأُحْقَ إِنْ أَكُنَّا نَسْتَنْسِخُ

ہمارا یہ نوشتہ تم پر حق ہوتا ہے ہم لکھتے رہے تھے لے جو

مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝۷۹ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

تم نے کیا نہ تو وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام

الصَّالِحَاتِ فَيَدْخُلُهُمْ رَحْمَتُنَا فِي رَحْمَتِنَا ذَلِكَ هُوَ

کئے لے ان کا رب انہیں اپنی رحمت میں لے گا لے یہی کھلی

الْفَوْزُ الْمُبِينُ ۝۸۰ وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا أَفَلَمْ تَكُنْ

کا سیوا ہی ہے لے اور جو کافر ہوئے ان سے فرمایا جائے گا کیا نہ تھا کہ میری

۶۱

کئے ہوں یا حکما، جیسے مومن کی ناجائز اولاد جو ماں باپ کی نیکیوں کی وجہ سے بخشی جاوے گی، خیال رہے کہ نیک عمل بقدر طاقت کرتے ضروری ہیں، اس لئے ان کی تعداد یا مقدار بیان نہ فرمائی، یہ بھی خیال رہے کہ اعمال سے ایمان مقدم ہے، اس لئے ایمان کا ذکر پہلے فرمایا اعمال کا بعد میں، اللہ نصیب کرے۔ آمین ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی شخص محض اپنی نیکیوں کی وجہ سے جنتی نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ رحمت الہی اس کی دھیکری نہ کرے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ایمان کے ساتھ تقویٰ بھی ضروری ہے، کوئی شخص نیک اعمال سے مستغنی نہیں ہو سکتا۔ ۱۳۔ لہذا ہر شخص کو اس کامیابی کی کوشش کرنی چاہیے، دنیا کی کامیابی ناپائیدار ہے۔

اب اس آیت میں ان کفار کا ذکر ہے جن تک نبی کی تعلیم پہنچی اور انہوں نے قبول نہ کی لیکن وہ لوگ جو قدرت کے زمانہ میں گمراہ تھے اگر موجد تھے تو جہالت پائیں گے اگر مشرک تھے تو پچھلے جائیں گے مگر ان سے یہ سوال نہ ہو گا کیونکہ ان تک آیات الہیہ پہنچی ہی تھیں۔ کفار کے بچوں اور پاگلوں سے بھی یہ سوال نہیں ۷۲ کہ اس کے وعدوں میں نہ جھوٹ کا احتمال ہے نہ امکان کذب یہ الوہیت کے ایسے ہی خلاف ہے جیسے موت ۷۳ یعنی عقل سے جانتے ہیں نہ تمہاری مانند ہیں ان کا یہ قول نبی کا فریاد جھٹلانے کے لئے ہے نہ کہ اپنی بے عملی کے اقرار کے لئے ۷۴ اس سے معلوم ہوا کہ قیامت کے حلقہ گمان غالب رکھنا یا نبی کو چھوڑ کر اور دلائل سے ماننا

ایمان کے لئے کافی نہیں ایمان یہ ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور تمام ایمانی چیزوں کو اس لئے مانے کہ نبی نے ان کی خبر دی نبی کے مقابل نہ عقل کی مانند نہ کسی ماہر کی ہماری عقل قطعی کر سکتی ہے مگر ان کا کلام غلط نہیں ہو سکتا۔ جس طرح کہ ان کے بد اعمال نہایت بری مشکلوں میں ان کے سامنے نمودار ہو گئے جن سے وہ آج بھاگتے اور نفرت کرتے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے یا ہر ایمان سے مراد گناہ و فحش کی سزائیں ہیں جو دنیا میں چھپی ہوئی تھیں آج ظاہر ہو رہی ہیں اللہ پہلے ۷۵ روح البیان نے فرمایا کہ حاق عذاب کے لئے استعمال ہوتا ہے رحمت کے گھیرے کو حق یا حقیق نہیں کہا جاتا۔ ۷۶ اس طرح کہ عیش عذاب و دوزخ میں رکھیں گے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ گنہگار مومن کو اگرچہ عارضی طور پر دوزخ میں داخل فرما دے مگر اسے وہاں چھوڑے گا نہیں خیال رہے کہ خدا تعالیٰ بھول سے پاک ہے لہذا یہاں بھول کا نتیجہ یعنی چھوڑنا مراد ہے ۷۸ یہاں بھی بھولنے سے مراد نہ ماننا اور تیاری نہ کرنا ہے نہ وہ بھول چوک جس کی صفائی کا اعلان ہو چکا ہے کیونکہ کافر و بدہ دانت قیامت کا انکار کرتا ہے ۷۹ معلوم ہوا کہ قیامت میں مددگار نہ ہو گا کفار کا عذاب ہے گنہگار مومنوں کو نیک کار جتنی دوزخ سے نکال لائیں گے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ۸۰ آیتوں سے مراد نبی کے معجزات کلام الہی کی آیات سب ہی ہیں معلوم ہوا کہ کسی دینی چیز کا مذاق اڑانا کفر ہے ۸۱ تم اس میں ایسے پھنسے کہ آخرت کو چھوڑ بیٹھے خیال رہے کہ دل دنیا میں ہو تو کوئی مضائقہ نہیں مگر دنیا دل میں ہو تو ہلاکت ہے کشتی میں دریا آجائے تو ڈوب جاتی ہے ۸۲ یعنی کفار کو نہ تو معافی دے کر دوزخ سے نکالا جاوے گا۔ اور نہ ان سے یہ کہا جاوے گا کہ اب نیکیاں کر کے اور کفر سے توبہ کر کے رب کو ماننا اسے راضی کر لو۔ آج دنیا میں رب انہیں سزا دے رہا ہے۔ وہ نہیں مانند کل قیامت میں وہ کفار رب کو ملنا چاہیں گے وہ نہ ماننے کا شہرہ۔

آج لے ان کی پٹلا آج مدد مانگ ان سے پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گئے

لہذا مومن کو چاہیے کہ ایمان اللہ رسول کو راضی کرے ۸۳ حقیقی بولائی رب کی ہے پھر جسے وہ پکارے وہ بولائی والا ہے جیسے نغمیاء کو لایا وہ خاص مومنین۔

اِیْتِی تَشْلٰی عَلَیْکُمْ فَاَسْتَكْبَرْتُمْ وَکُنْتُمْ قَوْمًا فَجْرٰمِیْنَ ۷۱

آئیں تم میری تعزیت پہنچاؤں تو تم کبر کرتے تھے ملہ اور تم غم و غم تھے

وَ اِذَا قِیْلَ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ السَّاعَةُ اَلَارِیْبُ فِیْہَا ۷۲

اور جب کہا جاتا ہے جس کا وعدہ سچا ہے ملہ اور قیامت میں شک نہیں

فَلَنْتُمْ مَا نَدْرِیْ مَا السَّاعَةُ اِنَّ لِّلنَّاسِ الْاَضْغَاثَ وَ ۷۳

تم کہتے ہو ہم نہیں جانتے قیامت کیا چیز ہے ملہ میں تو بولنا ہی کچھ گمان ملہ

مَا فَعْنُ بِمُسْتَبْقِیْنَ ۷۴ وَ بَدَّالْہُمْ سِیَّاتٍ مَا عَمِلُوْا ۷۵

ہے اور ہمیں مقین نہیں ملہ اور ان پر کھل گئیں ان کے کاموں کی برائیاں

وَ حَاقَّ بِہُمْ مَا کَانُوْا بِہٖ یَسْتَفْہِرُوْنَ ۷۶ وَ قِیْلَ الْیَوْمَ نُنَسِّکُمْ ۷۷

اور انہیں گھریا اس عذاب نے جس کی ہمت نہ تھی اور فرمایا آج ہم تمہیں چھوڑ دیں

کَمَا نَسِیْتُمْ لِقَآءَ یَوْمِکُمْ ہٰذَا وَاَوَلٰکُمْ النَّارُ وَاَمَّا لَکُمْ مِّنْ ۷۸

جسے تم جیسے اپنے زمانہ کے ملے کو بھولے ہوئے تھے اور تمہارا کفار کا دل ہے اور تمہارا

نَصْرِیْنَ ۷۹ ذٰلِکُمْ بِاَنَّکُمْ اَتَّخَذْتُمْ اٰیٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّ ۸۰

کوفی مددگار نہیں ملہ یہ اس لئے کہ تم نے اللہ کی آیتوں کا ہنسا بنایا نہ اور دنیا کی زندگی

عَزَّیْتُمْ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا فَاَلْیَوْمَ لَا یُخْرِجُوْنَ مِنْہَا ۸۱

نے نہیں فریب دیا کہ تو آج نہ وہ آگ سے نکالے جائیں

وَاَلْہُمْ یَسْتَعْتَبُوْنَ ۸۲ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ ۸۳

اور نہ ان سے کوئی سنا نا چاہے کہ تو اللہ ہی کے لئے سب حمدیں ہیں آسمانوں

وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۸۴ وَلَہٗ الْکِبْرِیَّا فِی ۸۵

کا رب اور زمین کا رب اور سارے جہان کا رب اور اسی کے لئے بڑی ہے گلہ

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَہُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۸۶

آسمانوں اور زمین میں اور وہی عزت و حکمت والا ہے۔

۱۔ معلوم ہوا کہ قیامت میں پتھروں، لکڑیوں میں احساس و شعور ہو گا جس سے وہ کفار کے خلاف گواہی دیں گے و درخ میں انہیں عذاب دیں گے جیسے کہ مؤذن کے ایمان کی گواہی وہاں تک کہ پتھر لکڑی گواہی دیں گے، جہاں تک اس کی آواز پہنچتی ہے ۲۔ بت یہ نہ کہیں گے کہ یہ لوگ ہماری پوجا نہ کرتے تھے ورنہ پھر ان کے دشمن کیوں ہوتے بلکہ عرض کریں گے کہ ہم نے انہیں اپنی پوجا کا حکم نہ دیا تھا ۳۔ تبلیغ کے لئے معلوم ہوا کہ کفار کو قرآن سنانا پڑھانا جائز ہے، اس نیت سے کہ شاید یہ ایمان لے آویں، قرآن مسلمانوں کو تو عمل کیلئے بنایا سکھایا جاوے کفار کو ایمان کے لئے ۴۔ کہ دلوں پر اثر تو بہت کرتا ہے مگر اس کی حقیقت کچھ نہیں، معلوم ہوا کہ

قرآن کی تاثیر کے کفار بھی قائل تھے ۵۔ یعنی حضور نے قرآنی آیات خود بخود پڑھیں اور کہتے ہیں کہ یہ رب کا کلام ہے یہ ایسی بے ہودہ بکواس تھی جسے وہ خود بھی غلط مانتے تھے، کیونکہ قرآن کریم نے بارہا یہ اعلان فرمادیا تھا کہ اگر یہ انسانی کلام ہے تو تم سب مل کر ایک آیت ہی بنا لاؤ ۶۔ یعنی میں جانتا ہوں کہ اللہ پر جھوٹ باندھنا عذاب الہی آنے کا سبب ہے یہ بھی جانتا ہوں کہ اس کے عذاب سے کوئی بچا نہیں سکتا، ایسا جاننے والا کبھی افتراء جیسے جرم کا ارتکاب نہیں کر سکتا ۷۔ یعنی جب میں سچا ہوں اور تم مجھے جھوٹا کہتے ہو، تو تم سزا کے مستحق ہوئے تم اپنی فکر کرو۔ کیونکہ رب تمہیں بھی دیکھ رہا ہے۔ ۸۔ خیال رہے کہ حضور رب کی وحدانیت کے گواہ ہیں اور رب تعالیٰ حضور کی نبوت اور رسالت کا گواہ، اسی لئے رب نے حضور کے دست مبارک پر معجزات ظاہر فرمائے ۹۔ اس میں نہایت نرمی سے کفار کو ایمان کی طرف مائل فرمایا گیا ہے، یعنی تم نے عمر بھر شرک و کفر کیا۔ لیکن اگر اب بھی ایمان لے آؤ تو رب تمہارے سارے گناہ بخش دے گا، اس کی رحمت تمہارے گناہوں سے زیادہ ہے ۱۰۔ معلوم ہوا کہ بدعت وہ ہے جو بے اصل ہو نہ وہ کہ جو بے مثل ہو کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میں بدعت نہیں یعنی اگرچہ بے مثل ہوں مگر بے اصل نہیں۔ مجھ سے پہلے بہت نبی تشریف لائے ہیں ۱۱۔ خیال رہے کہ ہر علم کو درایت نہیں کہا جاتا۔ درایت وہ علم ہے جو اشکل، قیاس، گمان وغیرہ سے حاصل ہو، اس لئے رب تعالیٰ کے علم کو درایت نہیں کہا جاتا، حضور کی وحی بھی درایت سے وراء ہے۔ ۱۲۔ اس آیت کا فشاء یہ ہے کہ آئندہ کی جو باتیں مجھے معلوم ہیں وہ وحی سے معلوم ہیں نہ کہ درایت اور قیاس سے کیونکہ درایت کا علم خلقی ہوتا ہے یعنی نہیں ہوتا۔ عقل انسان غیب سے عاجز ہے، یہ مطلب نہیں کہ مجھے خبر ہی نہیں، کہ تم سے اور مجھ سے کیا معاملہ ہو گا۔ رب فرماتا ہے۔ یَقْفِرْ لَكَ ذُنُوبَكَ ۚ اِنَّكَ تَقْدَرُ ۚ اور صحابہ کے لئے فرماتا ہے۔ وَكَذَلِكَ عَلَّمْنَا خُشْعِيْ حُضُورًا كُورًا

اَعْدَاءُ وَكَانُوا اِبْعَادَ تَرْتِمُ كُفْرِيْنَ ۝ وَاِذَا انْتَلٰی عَلَيْہِمُ

ہوں گے ملے اور ان سے شکر ہو جائیں گے اور جب ان پر پڑھی جائیں

اِیْتِنَا بَیِّنٰتٍ ۚ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوا لِلْحَقِّ لَمَّا جَاءَہُمْ هٰذَا

ہماری روشن آئیں گے تو کافر اپنے پاس آئے ہوئے حق کو کہتے ہیں یہ

سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ۝ اَمْ یَقُولُوْنَ اَفْتَرٰہُ قُلٌّ اِنْ اَفْتَرٰہُ

کھلا عار و بے کیا کہتے ہیں انہوں نے اسے جی سے بنایا کہ فرماؤ اگر میں نے اسے جی سے

فَلَا تَمْلِكُوْنَ لِیْ مِنْ اِلٰہِ شَیْءٌ ۚ ہُوَ اَعْلَمُ بِمَا تَفِیْضُوْنَ

بنالیا ہو گا تو تم اللہ کے سامنے میرا کچھ اختیار نہیں رکھتے وہ خوب جانتا ہے میں بالوں میں

فِیْہُ کُفْرٌ ۚ بِہٖ شَہِیْدٌ اَلْبَیْنُ وَبَیْنُکُمْ وَہُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ

تم مشغول ہوتے ہو کافی ہے میرے لئے درمیان گواہ اور وہی بخشنے والا مہربان ہے کہ

قُلْ مَا كُنْتُ بِدَاعٍ مِنَ الرُّسُلِ وَمَا اَدْرِیْ مَا یَفْعَلُ لِّیْ

تم فرماؤ میں کوئی اور کھارسل نہیں نہ اور میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا

وَلَا یُکْمِلُنَّ اَتْبَعُ الْاَمَّا یُوحٰی اِلَیْہِ وَمَا اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ

اور تمہارے ساتھ میں کوئی کامیاب ہوں جو مجھے وحی ہوتی ہے لا اور میں نہیں گناہ ڈرنا نے

قُلْ اَرَاَیْتُمْ اِنْ کَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ وَکَفَرْتُمْ بِہٖ وَ

واللہ تم فرماؤ بھلا دیکھو تو اگر وہ قرآن اللہ کے پاس سے ہو گا اور تم نہ اسکا انکار نہ کیا

شَہِیْدٌ شَہِیْدٌ مِّنْ بَنِیْ اِسْرَآءِیْلَ عَلٰی مِثْلِہٖ ۚ قَالَمَنْ

اور نبی اسرائیل کا ایک گواہ اس پر گواہی سے بھلا کہ تو وہ ایمان لایا

وَاسْتَكْبَرْتُمْ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظَّالِمِیْنَ ۝

اور تم نے سیکر کیا ہے شک اللہ راہ نہیں دیتا ظالموں کو ملہ

وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوا لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَوْ کَانَ خَیْرًا مَّا

اور کافروں نے مسلمانوں کو کہا اگر اس میں کچھ بخلائی ہوتی تو یہ ہم سے آگے اس تک

انسانوں کے انجام کی خبر ہے، اس لئے حضور قیامت میں سب کے گواہ ہیں، رب فرماتا ہے۔ وَیَخْرُجُ الرُّسُلُ عَلٰیکُمْ شَہِیْدًا ۚ ۱۳۔ یعنی میں تمہارے کفر و ایمان کا ذمہ دار نہیں ہوں تا کہ تمہارے کفر کا قیامت کے دن مجھ سے سوال ہو، لہذا اس آیت میں حضور کی معذوری و مجبوری کا ذکر نہیں بلکہ حضور کے مستغنی ہونے کا ذکر ہے کہ مخلوق کے کفر سے حضور کا کچھ نہیں بگڑتا ۱۴۔ خیال رہے کہ واجب کو واجب پر معلق کرنا تاکید کا قاعدہ دیتا ہے جیسے موجود کو موجود پر معلق کرنا خبر کا ۱۵۔ گواہ سے مراد سیدنا عبد اللہ ابن سلام رضی اللہ عنہ ہیں جو تورات کے بوسے عالم تھے، حضرت ہارون کی اولاد سے تھے، پہلے یہودی تھے بعد میں حضور کے صحابی ہوئے، آپ کا نام ابن حارث تھا حضور نے آپ کا نام عبد اللہ رکھا، جب حضور مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہ دیدار کے لئے حاضر ہوئے، چہرہ انور دیکھتے ہی لوٹ گئے شعور، آنکھوں آنکھوں

(بقیہ صفحہ ۸۰۱) میں اشارے ہو گئے ہمارے ہم شمارے ہو گئے قرآن کریم نے ان کی ایسی عزت افزائی فرمائی کہ انہیں حضور کا قرآن کا حقانیت اسلام کا گواہ اعظم قرار دیا ۱۶۔ کوئی ظالم ظالم رہے ہوئے ہدایت پر نہیں آسکا یا قیامت میں کافر کو جنت کی راہ نہ ملے گی یا جس کے دل میں حضور کا حسد و عداوت ہو اسے ایمان کی توفیق نہ ملے گی۔

۱۷۔ (شان نزول) کفار مکہ فخر مسلمین کو دیکھ کر کہتے تھے کہ اگر اسلام برحق ہوتا تو ہم سے پہلے ان غریبوں کو نہ ملتا بلکہ پہلے ہم کو نصیب ہوتا، کیونکہ اللہ تعالیٰ ہم سے

راضی ہے اس لئے اس نے ہم کو دنیاوی دولت دی ہے ان کی تردید میں یہ آیت آئی ۲۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ جسے قرآن سے ہدایت ملتی ہے وہ قرآن کا باطن دیکھتا ہے جسے ہدایت نہیں ملتی وہ قرآن کا محض ظاہر دیکھ کر اسے جادو وغیرہ کہتا ہے۔ مولانا فرماتے ہیں شعر: ظاہر قرآن جو محض آدمی است۔ کہ نقش ظاہر و جالش غشی است یہی قرآن والے محبوب کا حال ہے کہ کوئی غلاف کو دیکھ کر انہیں محض بشر کہتا ہے کوئی اندرون غلاف پر نظر رکھ کر انہیں محبوب خدا مانتا ہے ۳۔ مصدق کے معنی ہیں سچا کہنے والی یا سچا کر دکھانے والی قرآن کریم نے تمام آسمانی کتابوں کو ساری دنیا سے سچا کھلویا۔ یا قرآن نے تشریف لا کر ان کتابوں کو سچا کر دیا۔ کیونکہ انہوں نے قرآن کی تشریف آوری کی خیردی تھی، اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کے بعد نہ کوئی آسمانی کتاب آئے گی نہ نبی کیونکہ قرآن صرف تصدیق فرما رہا ہے۔ کسی نبی کی بشارت نہیں دیتا ۴۔ خیال رہے کہ یہاں بشارت ڈرانے کے ساتھ ہے لہذا اس کے معنی ہیں اللہ کے ثواب کی بشارت نہ کہ آئندہ کسی نبی یا کتاب کی بشارت ۵۔ اللہ کو رب ماننے کی حقیقت یہ ہے کہ اس کے سارے رسولوں کتابوں وغیرہ کو مانے اگر کسی کو اپنا والد تسلیم کیا گیا تو اس کے سارے عزیزوں کو اپنا بزرگ یا عزیز مان لیا کہ والد کا باپ اپنا دادا ہے اس کا بھائی اپنا چچا اس کی بیوی اپنی ماں تو جو کوئی رب کو مانے کا دعویٰ کرے مگر اس کے رسول کا انکار کرے وہ دعویٰ میں جھوٹا ہے وہ رب کو مانا ہی نہیں ۶۔ اس طرح کہ ایمان پر ہی ان کا خاتمہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہر مومن کو نصیب کرے ۷۔ ان خوش نصیبوں کو مرتے وقت دنیا چھوٹے کا غم نہیں اور قیامت میں عذاب کا خوف نہیں۔ اس تفسیر سے آیت پر کوئی اعتراض نہیں اس کی تفسیر سورہ یونس میں بھی گزر چکی ۸۔ بھائی ب سببیہ ہے یعنی نیک اعمال کے سبب جنت میں جائیں گے ورنہ جنت درحقیقت رب کے فضل سے ملے گی عمل تو فضل حاصل کرنے کا ایک ذریعہ و سبب ہے ۹۔ بھلائی

الاحقاف ۴۰	۸۰۳	صفحہ ۱۶
<p>سَبَقُونَا إِلَيْهٖ وَإِذْ لَمْ يَهْتَدِۦٓا بِهِ فَمَسَقُونَا ۖ هَٰذَا أَفْكَ نہ پہنچ جاتے تھے اور جب انہیں اس کی ہدایت نہ ہوئی تو اب کیسے گمے کر پڑنا بیتان</p> <p>قَدِيمٌ ۚ وَمِنْ قَبْلِهِ كُتِبَ مُوسَىٰٓ إِمَامًا وَرَحْمَةً ۚ وَهَٰذَا ہے گم اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب ہے پیشوا اور مہربانی اور یہ</p> <p>كُتِبَ مُصَدِّقٌ لِّمَا عَرَبِيًّا لِّنَذِرَ الَّذِينَ ظَلَمُوا ۚ کتاب ہے تصدیق فرماتی ہے عربی زبان میں کہ ڈرنا ہے ظالموں کو</p> <p>وَبَشِّرِ الصَّالِحِينَ ۚ إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اور نیکوں کو۔ بشارت ہے کہ وہ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر</p> <p>اسْتَقَامُوا فَالْأَخْوَفُ عَلَيْهِمُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۚ ۚ ۚ ثابت قدم رہے نہ ان پر خوف نہ ان کو غم نہ وہ جنت</p> <p>أَصْحَابُ الْجَنَّةِ خَالِدِينَ فِيهَا جَزَاءً لِّمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۚ والے ہیں، ہمیشہ اس میں رہیں گے ان کے اعمال کا انعام ہے</p> <p>وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا ۚ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا اور ہم نے آدمی کو حکم کیا کہ اپنے ماں باپ سے بھلائی کرے اور اسکی ماں نے اسے ہیبت</p> <p>وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا وَفَصَلَّهُ لِنُحُوتٍ ۚ ثُمَّ هَرَّاجًا میں رکھا تحفیت سے اور حق اس کو تکلیف دے کر اسے کھڑا کر دیا اور اسکو دھڑلایا پس پڑا</p> <p>إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَبَلَغَ أَرْبَعِينَ سَنَةً ۚ قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي میں ہے کہ یہاں تک کہ جب پہنچے نہ ہو کہ بھلائی اور کالی بھلائی میں کا پورا لڑائی کے لیے میرے رب</p> <p>أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ میرے دل میں ڈال کہ میں تیری نعمت کا شکر کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کر دیا</p> <p>وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي اور تیرے کاموں کو بخوبی سمجھ لے کہ اور میرے ذریعہ کی اولاد میں صلاح رکھ دے</p>		
صفحہ ۱۶		

میں جان و مال ہر طرح کی خدمات داخل ہیں ماں باپ اگرچہ کافر ہوں مگر ان کی خدمت اولاد پر لازم ہے کیونکہ رب نے والدین مطلق فرمایا ۱۰۔ معلوم ہوا کہ حق خدمت ماں کا زیادہ ہے کیونکہ ماں نے بچہ کو خون پلا کر پالا اور باپ نے زر پلا کر یہ بھی معلوم ہوا کہ ماں اگر بچہ کی پرورش نہ بھی کر سکے جب بھی حق ماری اس کا ضرور ہے کیونکہ یہاں پیٹ میں رکھنے اور جننے کو وجہ بتایا گیا نیز اگر ماں خاوند سے اجرت لے کر بچہ کو پالے جب بھی اس کا حق ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے آپ کو فرعون کی اجرت پر پرورش کیا ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ صل کی مدت انسان کے لئے کم از کم چھ ماہ ہے اور دودھ کی مدت دو سال، کل اڑھائی سال یعنی تیس مہینے یہی صامین کا قول ہے ان کی دلیل یہی آیت ہے امام اعظم کے نزدیک دودھ کی مدت ڈھائی سال ہے دلائل کتب فقہ میں دیکھو ۱۲۔ (شان نزول) یہ ساری

(بقیہ صفحہ ۸۰۳) آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔ آپ دو برس کچھ ماہ حضور سے عمر میں چھوٹے تھے اٹھارہ برس کی عمر میں حضور کے ہمراہ تجارت کے لئے شام کی طرف گئے راہ میں ایک منزل پر قیام کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک بیری کے درخت کے نیچے فروکش ہوئے وہاں قریب ہی ایک راہب رہتا تھا۔ صدیق اکبر اس کے پاس گئے اس نے پوچھا یہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ آپ نے فرمایا محمد بن عبد اللہ ہیں۔ راہب بولا یہ کچے نمی ہیں کیونکہ اس بیری کے سایہ میں بیٹھی علیہ السلام کے بعد آج تک کوئی نہ بیٹھا۔ یہ ہی نبی آخر الزمان ہیں۔ راہب کی بات صدیق اکبر کے دل میں اتر گئی اور آپ دل سے حضور پر ایمان لے آئے اور سایہ کی طرح حضور کے ساتھ رہے، حضور کے ظہور نبوت کے وقت صدیق کی عمر شریف کچھ ماہ کم اڑتیس سال تھی جب چالیس سال کو پہنچے تو آپ نے وہ دعا مانگی جو اس آیت میں مذکور ہے، (خزائن) صدیق اکبر ۶ ماہ شکم مادر میں رہے اور ۲ سال دودھ پیا۔ ۱۳ کہ انہیں صحابی بنایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ابوبکر صدیق کے ماں باپ دونوں مسلمان اور صحابی ہیں، یہ آپ کی خصوصیت میں سے ہے ۱۳ آپ کی یہ دعا کامل طور پر قبول ہوئی۔ آپ نے وہ نیک اعمال کئے جو امت رسول میں سے کسی کو میسر نہ ہوئے۔ آپ حضور کے غار کے ساتھی اور جامع قرآن اور آپ اسلام کے پہلے تاجدار مسلمانوں کے محکمہ ہیں، آپ کی غار والی نیکی تمام مسلمانوں کے سارے اعمال صالحہ سے افضل ہے بقایات کوئی مسلمان ایسی نیکی نہ کر سکے گا، اس غار کی خدمت پر حضرت عمر اپنے سب اعمال قریان کرنے کو تیار تھے، رضی اللہ عنہما ۱۵ معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق کی ساری اولاد مسلمان اور صحابی تھے بلکہ بعض پوتے بھی صحابی ہیں، جیسے حضرت یوسف علیہ السلام چار پشت کے نبی ہوئے۔

اپنے ہی ابوبکر صدیق چار پشت کے صحابی ہوئے کہ ماں باپ صحابی، خود صحابی، ساری اولاد صحابی کچھ ٹوٹے اور پوتے صحابی۔ عبداللہ ابن زبیر صدیق اکبر کے نواسہ اور صحابی ہیں۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر کے صاحب زادہ ہیں، ابوبکر صدیق کی پڑپوتی فرود بنت قاسم ابن محمد ابن ابی بکر الصدیق امام جعفر صادق کے نکاح میں آئیں، جن سے تمام سادات کرام کی نسل چلی، لہذا تمام سید حضرات علی مرتضیٰ کے پوتے صدیق اکبر کے ٹوٹے ہیں، یہ ہے اولاد کی اصلاح، اور یہ ہے آپ کی اس دعا کی قبولیت، دیکھو ہماری کتاب امیر معاویہ پر ایک نظر۔

۱۷ یعنی دل و زبان سے مومن ہوں اور ہمیشہ وہ کام کروں گا جن میں تیری رضا ہو۔ آپ نے یہ وعدہ پورا کر کے دکھا دیا ۲۲ جو قبل اسلام ان سے صادر ہوئی ہوں، خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکر صدیق کو اسلام سے پہلے بھی بت

زنا، شراب وغیرہ گناہوں سے محفوظ رکھا۔ ۳۱ اس سے معلوم ہوا کہ ابوبکر صدیق قطعی جنتی ہیں کہ رب کا ان سے وعدہ ہو چکا رضی اللہ عنہ، جو ان کے ایمان و تقویٰ مقبول بارگاہ ہونے میں شک کرے وہ اس آیت کا منکر ہے، دیکھو اصحاب کف کے غار پر جو کتا سو رہا ہے اس پر اللہ کی رحمتیں ہیں اور وہ جنت میں جاوے گا تو جو مومن غار میں یا رکولے کر بیٹھے جس کا زانو قرآن والے کی رحل ہو، اس کے مراتب کا کیا پوچھنا ۳۲ اس طرح کہ دنیاوی میں حضور نے ابوبکر صدیق کو جنت میں اپنے ساتھ رکھنے کا وعدہ فرمایا بلکہ انہیں ہمیشہ کے لئے قبر میں اپنے ساتھ سلا لیا۔ ۵۰ اس آیت میں ہر وہ شخص داخل ہے جو کافر اور ماں باپ کا نافرمان نالائق ہے اور اس کے ماں باپ مومن ۶۱ یعنی بہت سی قومیں مرجعیں ان میں سے کوئی زندہ ہو کر لوہیں نہ ہوئی ۷۰ وہ ضرور روز قیامت میں مردوں کو زندہ فرمائے گا، اس سے معلوم ہوا کہ

اِنِّیْ تَبَّتْ اِلَیْکَ وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۱۰ اُولَئِکَ الَّذِیْنَ

میں تیری طرف رجوع لایا اور میں مسلمان ہوں کہ یہ ہیں وہ جن کی نیکیاں

تنتقبل عنہم احسن ما عملوا و تتجاوز عن سبائهم ۱۱

ہم قبول فرمائیں گے اور انہی تقصیروں سے درگزر فرمائیں گے کہ

فِیْ اَصْحَابِ الْبَحْتَةِ وَعَدَّ الصِّدِّیْقُ الَّذِیْ کَانُوْا یُوْعَدُوْنَ

جنت والوں میں تھے بھلا وعدہ جو انہیں دیا جاتا تھا کہ

وَالَّذِیْ قَالَ لِوَالِدِیْہِ اِفْ لَکُمَا اَعْدٰنِیْ اِنْ اُخْرِجَ

اور وہ جس نے اپنے ماں باپ سے کہا ان تم سے دل پرک کرنا مجھے یہ وعدہ

وَقَدْ خَلَّتِ الْقُرُوْنُ مِنْ قَبْلِیْ وَہِمَا یَسْتَعِیْنِ اللّٰہُ

دیئے ہو کر پھر زندہ کیا ہوں گا حالانکہ مجھ سے پہلے سنگین گزر چکے ہیں اور وہ دونوں

وَبَلَکَ اَمِنْ اِنْ وَعَدَ اللّٰہُ حَقًّا فِیَقُوْلُ مَا هٰذَا اِلَّا

اللہ سے فریاد کرتے ہیں تیری غرابی ہو ایمان لا بیٹھ اللہ کا وعدہ بچا ہے نہ تو بھٹا ہے

اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ۱۲ اُولَئِکَ الَّذِیْنَ حَقَّ عَلَیْہِمُ الْقَوْلُ

یہ تو نہیں مگر اگلوں کی کہانیاں یہ وہ ہیں جن پر بات ثابت ہو چکی

فِیْ اَمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہُمْ مِنَ الْاِجْنِ وَالْاِنْسِ اَنْہُمْ

ان گروہوں میں کہ جو ان سے پہلے گزرے تھے انہی اور آدمی بے شک وہ

کَانُوْا خَیْرَیْنِ ۱۳ وَلَیْکَ دَرَجَتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا وَلِیُوْقِیْہِمُ

ریاں کار تھے کہ اور ہر ایک پہلے اپنے اپنے عمل کے درجے میں لے اور تاکا ٹھہرنے

اَعْمَالُہُمْ وَہُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ۱۴ وَیَوْمَ یُعْرَضُ الَّذِیْنَ

کافرا انہیں بلورے بھرے اور ان پر ظلم نہ ہو گا اور جس دن کافر آگ پر پیش کئے

کَفَرُوْا عَلٰی النَّارِ اَذْہَبْتُمْ طِبَّتْکُمْ فِیْ حَیَاتِہِ الدُّنْیَا

جائیں گے ان سے فرمایا جلتے کام اپنے حصہ پاک پیڑ میں اپنی دنیا ہی کی زندگی میں فنا ہو گئی

۱۰ اُولَئِکَ الَّذِیْنَ حَقَّ عَلَیْہِمُ الْقَوْلُ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰

(بقرہ صفحہ ۸۰۳) ماں باپ پر فرض ہے کہ اولاد کو راہ راست پر لگائیں ورنہ ان کی بھی پکڑ ہوگی ۸۔ ان کی اصل کچھ بھی نہیں۔ غرضیکہ باذیل مال باپ کی بات رو کر رہا ہے یعنی ایسے کافروں کا حشر پچھلے کافروں کے ساتھ ہو گا۔ معلوم ہوا کہ آخرت میں ہر شخص اپنے ہم جنس کے ساتھ اٹھے گا۔ اللہ تعالیٰ انھوں کے ساتھ حشر نصیب کرے، یہ بھی معلوم ہوا کہ کافر اولاد اپنے مومن ماں باپ کے ساتھ قیامت میں نہ ہوگی۔ بلکہ کفار کے ساتھ ہوگی۔ کیونکہ یہاں فرمایا گیا کہ یہ اولاد پچھلے جن و انس کفار میں شامل ہوگی، قیامت میں ایمانی رشتہ معتبر ہو گا۔ نہ کہ محض خونی رشتہ مکیان، حضرت نوح علیہ السلام کا نسبیتا تھا مگر رہا کفار کے ساتھ، انہیں کے ساتھ ہلاک ہوا۔ انہیں کے ساتھ دوزخ میں گیا۔ ۱۰۔ معلوم ہوا کہ قیامت میں مردوں کے ساتھ حشر ہونا بھی نقصان کا باعث ہے ۱۱۔ میدان قیامت میں ہر شخص اپنے اعمال کے مطابق جگہ پر کھڑا ہو گا یا جنت دوزخ میں کہ جنتی کے جتنے اعمال اعلیٰ انتہائی درجہ اونچا اور دوزخی کے جتنے اعمال خراب اتنا ہی اس کا طبقہ نیچا ۱۲۔ اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ جو کچھ دنیا میں تم نے نیکیاں کی تھیں ان کے عوض دنیا میں آرام سے رہ لئے اب یہاں کیا چاہتے ہو جیسے مومن سے کہا جائے گا کہ جو دنیا میں تو نے گناہ کئے تھے ان کے عوض دنیا میں تکلیف اٹھا چکا تو وہاں سے پاک و صاف ہو کر آیا اس صورت میں طہیات سے مراد کفار کے نیک اعمال ہیں جو بظاہر طیب ہیں، دوسرا مطلب یہ ہے کہ دنیا کی نعمتیں سب اپنے نفس کے لئے خرچ کر چکے، ان میں سے آخرت کے لئے کچھ نہ جمع کیا۔ اس صورت میں طہیات سے مراد دنیاوی مال و متاع ہے، تیسرا مطلب یہ ہے کہ تم نے اپنی جسمانی طاقتیں دنیا جمع کرنے میں ہی صرف کیں آخرت کی فکر نہ کی اس صورت میں طہیات سے مراد جسمانی قوتیں ہیں۔

۱۔ اب تمہارا حصہ یہاں کچھ نہیں، مومن اپنی چیز محض دنیا کے لئے نہیں برتا، ہر شے سے آخرت کا حصہ نکالتا ہے۔ لہذا وہ وہاں چین میں ہو گا۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ مومن وقت مال، اولاد ہر چیز میں ذکوۃ نکالتا ہے ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن گنہگار کو اگرچہ عذاب ہو گا، مگر رسوائی اور ذلت سے اللہ اسے محفوظ رکھے گا ۳۔ حق تکبر اچھا ہے اور ناحق تکبر برا، کفار کے مقابلے اپنے کو اور اپنے دین کو برا سمجھتا، کفر اور کفار کو حقیر جانتا حق تکبر ہے یہ عبادت ہے، ولی کے مقابلہ میں تکبر محرومی اور نبی کے مقابلہ میں تکبر کفر ہے، غرضیکہ تکبر کی تین قسمیں ہیں ہر قسم کا طعیدہ حکم ہے ۴۔ جن بزرگوں نے ترک دنیا اختیار فرمائی ان کی دلیل یہ آیت کریمہ ہے۔ حضرت عمر فاروق فرمایا کرتے تھے کہ میں تم سے اچھا کھا پین سکتا ہوں لیکن میں اپنا پیش آخرت کے لئے رکھتا ہوں ۵۔ یعنی ہود علیہ

۱۲

الاحقاف ۴۲

۹۰۵

حجۃ ۲۰

وَأَسْتَمِعْتُمْ بِهَا فَأَلْبِیَوْمَ تَجْرُونَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا

اور انہیں برت چکے نہ آج تمہیں ذلت کا عذاب بدلہ دیا جائے گا کہ

كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ

منا اس کی کرتے زمین میں ناحق تکبر کرتے تھے اور سزا اس کی کہ حکم مدولی

تَفْسُقُونَ ۱۰ وَأَذْكُرْ أَخَا عَادٍ إِذْ أَنْذَرْنَاهُ إِلَى الْخِثَافِ

کرتے تھے اور یاد کرو عاد کے ہم قوم کو کہ جب اس نے اسکی سر زمین احقاف میں ڈرایا

وَقَدْ خَلَّتِ النَّذْرُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ أَلَّا

ادب سے شک اس سے پہلے ڈر تانے والے غرر چکے اور اس کے بعد آئے نہ کہ

تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۱۱

اللہ کے سوا کسی کو نہ بلو جو بے شک مجھے تم ہر ایک پر سے دن کے عذاب کا اندیشہ ہے

قَالُوا أَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَكَ إِنَّا لَنَجِدُكَ فِتْنًا وَإِنَّا بِمَا تَعْبُدُونَ

بولے کیا تم اس لئے آئے کہ ہمیں ہمارے معبودوں سے بھیر دو تو ہم جلاؤ جس کا ہمیں ذمہ

كُنْتُمْ مِنَ الصَّادِقِينَ ۱۲ قَالَ إِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللَّهِ وَإِنَّمَا

دیتے ہو اگرم جیسے ہوا اس نے فرمایا اس کی خبر تو اللہ ہی کے پاس ہے نہ

أُبَلِّغُكُمْ مَا أُرْسِلْتُ بِهِ وَلَكِنِّي أَرَأَيْكُمْ قَوْمًا بَٰئِلُهُونَ ۱۳

میں تو نہیں اپنے رب کے پیام پہنچاتا ہوں بلکہ ہاں میری طاقت میں تم نے بے جا بل کر

فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ أَوْدِيَّتِهِمْ قَالُوا هَذَا عَارِضٌ

پھولہ پھر جب انہوں نے عذاب کو دیکھا بادل کی طرح آسمان کے کنارے میں پھیلا ہوا انکی طرف

مُّطَرِنًا بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهِ رِيحٌ فِيهَا عَذَابٌ

کی طرف آتا ہو رہی ہے بادل ہے کہ ہمہر برت کا لہ بکلیہ تو وہ ہے جسکی تم جلدی چاہتے تھے

أَلِيمٌ ۱۴ تَدْمِرُ كُلَّ شَيْءٍ بِأَمْرِ رَبِّهَا فَاصْبِرْ ۚ وَالْأَبْرَارُ

ایک نوبی ہے۔ یہیں وہاں عذاب نہ ہو پھر کہ تباہ کر داتی ہے اپنے رب کے حکم سے ہر شے کو مٹانے کے لئے

منزل ۶

السلام جو قوم عاد سے ہی تھے، اپنی ہی قوم کے نبی بنا کر بھیجے گئے تھے، دوسرے ملک سے نہ آئے تھے۔ نہ دوسری قوم سے تھے، یہ مطلب نہیں کہ قوم کو انہیں بھائی کہہ کر پکارنے کی اجازت تھی، لہذا آیت بالکل صاف ہے ۶۔ جو ملک یمن کے علاقہ میں حضر موت کے نزدیک ایک ریتیلے میدان میں واقع ہے ۷۔ جیسے حضرت ادریس و نوح علیہ السلام جو حضرت ہود سے پہلے گزرے اور حضرت ابراہیم اور اسحاق و اسماعیل علیہم السلام جو حضرت ہود کے بعد گزرے ان کا بھی ذکر کرو، معلوم ہوا کہ بزرگوں کا ذکر کرنا، ان کا ذکر منانا عبادت اور تبلیغ کا ذریعہ ہے، بزرگوں کے عرس منانے کا بھی یہ ہی مقصد ہے کہ اس ذریعہ سے ان کے تذکرے لوگوں کو سنائے جائیں ۸۔ حکیم فرمانے سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام خود اپنے متعلق قیامت کے خوف سے محفوظ ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ لَا تَخَفُ خَافَهُمْ ۙ ہاں اللہ کی عظمت و

اے مکہ والو! تم عذاب کا مذاق نہ اڑاؤ! اللہ کا شکر ہے کہ
 میں اللہ کا شکر کروں گا! ۱۶۔ جیسے حجرواں کے اور قوم شود وغیرہ جن کی
 چاہیے۔ آیات سے مراد یا گزشتہ قوموں کے قصے ہیں یا
 نبیوں کے معجزات دکھائے۔ دنیاوی تکالیف سمجھیں۔ کہ ایمان
 چھوٹے خدا ہیں۔ اللہ تعالیٰ بڑا خدا۔ ان بتوں کی پوجا سے

منازل ۶

اے مکہ والو! تم عذاب کا مذاق نہ اڑاؤ، اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ہم کو تمام قوموں سے پیچھے پیدا فرمایا کہ ہم اس سے عبرت لیں۔ دو سرے لوگ ہم سے عبرت نہ لیں اللہ اللہ! یہ جبر والے اور قوم ثمود وغیرہ جن کی بتیاں عرب کے علاقوں میں تھیں، مکہ والوں کے سفروں کے راہ میں پڑتی تھیں، ان سے عبرت حاصل کرنی چاہیے۔ آیات سے مراد یا گزشتہ قوموں کے قصے ہیں یا جنہوں سے مجزے، یا ان پر معمولی تکالیف یعنی ہم نے ان قوموں کو پہلے گزشتہ قوموں کے قصے سنائے، انہیں ان کے مجزات دکھائے، دنیاوی تکالیف سمجھیں، کہ ایمان آویں، مگر جب ان تمام چیزوں سے بھی نہ ڈرے تو عذاب بھیجا۔ ۸۔ بت پرست کہا کرتے تھے کہ بت چھوئے خدا ہیں۔ اللہ تعالیٰ بڑھا، ان بتوں کی پوجا سے ہمیں قرب الہی نصیب ہو گا۔ اور اگر کسی وقت بڑھا ایم سے ناراض ہو گیا تو یہ بت ہمیں اس کے عذاب

(بقیہ صفحہ ۸۰۶) سے بچائیں گے۔ ارشاد ہوا کہ اگر یہ سچے تھے تو ان کے بتوں نے انہیں عذاب سے کیوں نہ بچایا۔ اس آیت کو اولیاء اللہ انبیاء کرام سے کوئی تعلق نہیں، اسی لئے یہاں اللہ ارشاد ہوا، خدا کے سوا کسی کو اللہ یا معبود ماننا شرک ہے اور خدا کے محبوب بندوں کو ولی یا وسیلہ قرب الہی ماننا ایمان ہے، رب فرماتا ہے۔
وَأَشْفِقُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ فِي الْمَوْتِ وَبِالْغَيْبِ قُلُوبُهُمْ لَعَلَّكُمْ أَتَقَرُّوْنَ إِلَى اللَّهِ فَيَرْحَمَكُمُ اللَّهُ ذُنُوبَكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (۸۰۶)

عبدہ کرنا، آب زمزم کی تعظیم ایمان ہے، بت کی طرف سجدہ کرنا، گنگا کے پانی کی تعظیم کفر ہے رب فرماتا ہے مَنْ يُضِلِّهُمُ الرَّسُولُ فَعَلَّا طَاعَ اللَّهُ۔ لہذا یہ آیت نبیؐ، ولی پر چسپاں کرنا پوری جہالت ہے، حضور سے پہلے جنات آسمان پر جاتے تھے وہاں فرشتوں کا کلام سننے تھے، حضور کے زمانہ میں ان کا وہاں جانا بند کیا گیا، ان پر شائبہ مارے جانے لگے تب انہیں فکر ہوئی کہ دنیا میں کون آیا جس کی وجہ سے ہماری بادشاہت گئی، اس تلاش میں ان کی مختلف جماعتیں مختلف جانب نکلیں علاقہ نصیبیں کی جماعت جن میں سات یا نو جن تھے ملک عرب کی طرف آئے، جن کے نام یہ ہیں۔ سلیط، شاصر، ماصر، حاصر، مینا، عظیم، ارقم، اوس، یہ لوگ سوق عکاظ پر پہنچے جو مکہ معظمہ اور طائف کے درمیان ہے۔ یہ وقت فجر کا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم عکاظ کے پاس باغ میں بنے بطن، نخلہ کھا جاتا تھا صحابہ کو نماز فجر پڑھا رہے تھے، ان جنات کے کالوں میں جب حضور کی قراۃ شریف کی آواز پہنچی، تو یہ سب ٹھہر کر خاموشی سے سننے لگے مگر یہ نماز فجر وہ تھی جو سرکار بطور الہام پڑھا کرتے تھے کیونکہ جنات کا یہ واقعہ معراج سے پہلے کا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن پڑھتے وقت خاموش رہنا اور سننا چاہیے، یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض صالحین قدرتی طور پر مسائل حق پر عامل ہوتے ہیں۔ دیکھو جنات نے خود بخود قرآن سننے پر خاموشی اختیار کی، حالانکہ یہ خاموشی حکم الہی ہے، جس کی انہیں خبر نہ تھی ۱۲۔ یعنی یہ لوگ قرآن کریم سن کر خود ایمان لے آئے اور حضور نے انہیں اپنی طرف سے اس جن قوم کا نقیب مقرر فرمایا حکم کے مطابق اپنی قوم کے پاس پہنچے اور اپنی قوم کو دعوت ایمانی دینے لگے ۱۳۔ یعنی قرآن شریف، معلوم ہوا کہ قرآن کریم کی ہر آیت قرآن ہے کیونکہ ان جنات نے سارا قرآن نہ سنا تھا، چند آیات ہی سنی تھیں۔

۱۔ جس میں وعدہ نصیحت کے ساتھ شرعی احکام بھی ہیں جیسے تورات شریف میں تھے، انجیل و زبور میں صرف نصیحتانہ وعظ تھے، احکام شریعہ کثرت سے نہ تھے، اس لئے انہوں نے انجیل و زبور کا ذکر نہ کیا۔ بلکہ عام لفظ بولا، معلوم ہوا کہ قرآن کریم میں کسی نبی یا کسی آسمانی کتاب آنے کی بشارت نہیں کیونکہ یہ آخری کتاب ہے اور حضور آخری نبیؐ اس لئے مصدق کے ساتھ مبعوث فرمایا ۱۳۔ ظاہری بھی اور باطنی بھی، یعنی شریعت اور طریقت کی جامع کتاب ہے۔ (روح) ۳۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جو ذات الہی کی طرف سارے عالم کو دعوت دیتے ہیں، پچھلے انبیاء داعی الی الصفات تھے ۵۔ اسلام سے پہلے کے گناہ حقوق العباد کے سوا اس لئے کچھ گناہ ارشاد فرمایا ۶۔ اس سے پتہ لگا کر جنات کے لئے جنت نہیں، ان کی نیکیوں کی جزا عذاب سے نجات ہے، دعو قول ابی حنیفہ، کیونکہ ان جنات نے صالحین کی جزا صرف نجات بتائی۔ اور رب نے تردید نہ

۸۰۶	۱۱۴	الإحکاف
<p>بَعْدَ مُوسَىٰ مَصَدِّقًا لِّبَيِّنٍ يَدِّيهِ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ <small>موسیٰ کے بعد اعلیٰ کتابوں کی تصدیق قرآنی ہے حق اور</small></p> <p>وَأَلَىٰ طَرِيقٍ مُّسْتَقِيمٍ ۚ يَقُومُنَا أَجِيبُوا دَاعِيَ اللَّهِ <small>سیدھی راہ دکھائی کہ لئے ہماری قوم اللہ کے منادی کی بات مانو گے</small></p> <p>وَأَمْنُوْا بِهِ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابِ <small>اور اس پر ایمان لاؤ کہ وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں دردناک عذاب سے</small></p> <p>الْأَلَمِ ۚ وَمَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللَّهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي <small>بچانے کے اور جو اللہ کے منادی کی بات نہ مانے وہ زمین میں قابو سے نکل کر</small></p> <p>الْأَرْضِ وَلَيْسَ لَهُ مِّنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءُ أُولَٰئِكَ فِي ضَلٰلٍ <small>جانے والا نہیں اور اللہ کے سامنے اس کا کوئی مددگار نہیں کی وہ گمراہی</small></p> <p>مُبِينٍ ۚ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ <small>میں ہیں۔ کیا انہوں نے نہ جانتا کہ وہ اللہ جس نے آسمان</small></p> <p>وَالْأَرْضِ وَلَمْ يَكُنْ يَخْلُقْهُمْ يَخْلُقْ عَلٰى أَنْ يُحْيِيَ <small>اور زمین بنائے اور انہیں بنانے میں نہ ٹھکا قادر ہے کہ مرے</small></p> <p>الْمَوْتِ بَلٰى إِنَّهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۚ وَيَوْمَ يُعْرَضُ <small>جلانے کے کیوں نہیں ہے ملک وہ سب کچھ کر سکتا ہے اور جس دن</small></p> <p>الَّذِينَ كَفَرُوا عَلٰى النَّارِ أَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ قَالُوا <small>کہ اگر آگ ہم پر پیش کئے جائیں گے اس سے فرمایا جانے لگا کیا یہ حق نہیں بنائیں گے</small></p> <p>بَلٰى وَرَبَّنَا قَالْ فَذُوْا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۚ <small>کیوں نہیں، ہمارے رب کی قسم فرمایا جائے گا تو عذاب کچھ بدل دے کہ کفر کا</small></p> <p>فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعُرُوْفِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ <small>قوم مبرکرو جیسا صبرت والے رسولوں نے میری راہ اور انہیں لئے جلدی</small></p>		
۶۱۱		

مذہل

111

1964-1965

وقد يتبادر بقلوب ذالك ولكن احسن الصلوات اليهما قبله ويوقف على ذالك

گھر یا بیوی، خادموں کو چمٹا پہچانتا ہو گا یہ سہ قیدیہم کا

مَنْزِل ۶

مغزل ۶

مرنے والے شہید، معلوم ہوا کہ بہت سی عبادتیں کفار پر موقوف ہیں، کفر و کفار برے ہیں مگر ان کا پید افرمانا برا نہیں ہے۔ اسلامی جماد میں اللہ کا نام بلند کرنے کے لئے، معلوم ہوا کہ ملک گیری کے لئے جنگ جماد نہیں، جماد میں خالص خدمت دین کی نیت چاہیے۔ ۶۔ (شان نزول) یہ آیت جنگ اہل حق میں نازل ہوئی، جب مسلمان بہت شہید و زخمی ہوئے، فرمایا گیا کہ ان شہداء کی شہادت رائیگاں نہ جاوے گی۔ ۷۔ کہ اس شہادت کی برکت سے انہیں جانکی کی تکلیف بائبل نہ ہوگی، حساب قبر نہ ہو گا۔ شہید اپنے اہل قربات کی شفاعت کرے گا۔ اور بلند درجوں اور جنت کی طرف راہ دکھائے گا، شہید قتل ہوتے ہی رب کے سامنے حاضر ہوتا ہے کہ کچھ تنہا کر اسی لئے اسے شہید کئے ہیں، یعنی رب کے حضور حاضر ۸۔ شہید جنت میں ایسا جاوے گا جیسے ہمیشہ کارہنہ والا تھا۔ اپنے گھریا بیوی، خادموں کو بہت پانچنا ہو گا یہ سب ہر جہم کا

(بقیہ صفحہ ۸۰۹) بیان ہے ۹۔ اس سے پتہ لگے کہ اللہ کے بندوں کی مدد لینا شرک نہیں، جب کہ رب غنی ہو کر اپنے بندوں سے مدد مانگ رہا ہے تو بندہ استدعا سے کیسے بے پروا ہو سکتا ہے، اللہ کی مدد سے مراد اللہ کے رسول اور اس کے دین کی مدد ہے، رب کا مدد فرمانا مسلمانوں کو کامیابی دیتا، انہیں درجائے بھلا ہے، معلوم ہوا کہ جہاد صرف دینی خدمت کے لئے چاہیے ۱۰۔ جہاد کفار میں فرمان ظہر میں اور پی مرابطہ پر غرضیکہ جہاد میں دینی اور دنیاوی بے شمار منافعی ہیں اب یہاں کفر کے دو نتیجے بیان ہوئے، دنیا میں خواری و رسوائی۔ آخرت میں نیک اعمال خیرات و صدقات وغیرہ کی بربادی، خیال رہے کہ کافر کو دنیا میں اگر ظاہری عزت مل جائے تو وہ عارضی ہے اور

مسلمانوں پر تکلیف آجائے تو وہ بھی افاقہ ہے، غفلت تعالیٰ ۱۲۔ کہ انہوں نے حضور کے نبی ہونے کو ناپسند کیا، شرعی پابندیاں رواشت نہ کر سکے، اس لئے انہیں برا جانا، نفس کو آزاد رکھنا چاہا، آزاد مکاری کو بھیڑیا کھاتا ہے۔ ۱۳۔ کہ قوم شوم عاد، نمرہ پر دنیا میں عذاب آئے، جن کی دیران بستیاں سین کے علاقہ میں اب تک موجود ہیں، جنہیں یہ لوگ اپنے سفروں میں دن رات دیکھتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ کفار کی تباہ شدہ بستیوں کو دیکھنے کے لئے وہاں سفر کر کے جانا جائز ہے، تا کہ خوف خدا نصیب ہو، لہذا مقبولوں کی بستیوں میں سفر کر کے جانا وہاں ان کی محبوبیت کے نظارے کرنا بھی جائز ہے ۱۴۔ انہیں ان کی اولاد ان کے اموال سب کچھ برباد کئے ۱۵۔ یعنی ان موجودہ کفار کا بھی یہ ہی انجام ہو سکتا ہے، اگر یہ آپ پر ایمان نہ لائے۔

۱۔ یہاں مولیٰ، معنی دوست یا مددگار ہے یعنی کفار کا دوست یا مددگار کوئی نہیں، نہ اللہ تعالیٰ نہ ان کے جھوٹے مددگار نہ دوست و آشنا عذاب آنے پر سب بھاگ جاتے ہیں، مومن کے مددگار اللہ تعالیٰ بھی ہے، اور اس کے مقبول بندے بھی، رب فرماتا ہے۔ اَقْبِلُوا نِعْمَ الْوَسِيلَةَ لِيُؤْتِيَكُمْ اَللّٰهُ زَكٰوٰتِكُمْ وَلَئِنْ اَنْتُمْ اِلَّا جَاهِلُونَ ۲۔ یا تو خود اچھے کام کہے یا اچھوں کے تابع ہو جیسے مسلمانوں کے، تا سمجھ پئے ۳۔ جنت میں نمر ہے، بگڑا دیا نہیں، چند وجہ سے ایک یہ کہ نمر قبضہ میں ہوتی ہے، بحر قبضہ میں نہیں ہوتا۔ دوسرے یہ کہ نمر میں حسن ہوتا ہے، بحر میڑھی حسن سے خالی، تیسرے یہ کہ نمر صرف مفید ہوتی ہے مگر سیلاب سے نقصان بھی پہنچا دیتی ہے، چوتھے یہ کہ نمر گھروں میں لائی جاسکتی ہے، بحر نہیں آتی، یہاں انہار جمع اس لئے فرمایا گیا کہ جنت میں چار نمریں ہوں گی، دودھ کی، شراب طہور کی، شہد خالص کی اور مائی کی جن کا حسن ہمارے خیال سے باہر ہے ۴۔ کفار دنیا کا نفیس کچھ روز برت کر چھوڑ جاتے ہیں مومن دنیاوی نعمتوں کو آخرت کا وسیلہ بنا کر ہمیشہ ان سے فائدہ اٹھاتے کہ اس کے صدقے و خیرات قبر میں بھی اسے فائدہ پہنچاتے ہیں رکھائی کہ جو رب کی عبادت کی وہ محشر میں

۲۶	۸۱۰	محمد
<p>لَهُمْ ۱۱ اِنَّ اللّٰهَ يَدْخُلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ</p> <p>نہیں نہ ہے شریک اللہ داخل فرمائے گا انہیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے نہ</p> <p>جَدَّتْ بَحْرُیْ مِنْ تَحْتِهَا اَلْاَنْهَارُ ۱۲ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا</p> <p>باغوں میں ہیں جن کے نیچے نہریں رواں نہ اور کافر برستے</p> <p>يَتَمَتَّعُوْنَ ۱۳ وَّيَا كٰلُوْنَ كَمَا تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ ۱۴ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا</p> <p>ہیں نہ اور کھاتے ہیں جیسے جو پھاسے کھاتے ہیں اور ان کا ٹھکانا</p> <p>لَهُمْ ۱۵ وَكَانَ مِنْ قَرْيَةٍ هِيَ اَشَدُّ قُوَّةً مِنْ قَرْيَةٍ ۱۶</p> <p>ہے نہ اور کہنے ہی ہنس کر اس شہر سے قوت میں زیادہ تھے جس نے پہلے</p> <p>الَّتِيْ اَخْرَجَتْكَ اَهْلَكْتُمْ فَاَنْصَرِكُمْ ۱۷ اَفَمِنْ كٰنٍ</p> <p>تمہارے شہر سے باہر کھائے انہیں ہلاک فرمایا تو انہوں نے مددگار نہیں تو کیا جو اپنے</p> <p>عَلٰی بَيِّنَةٍ ۱۸ مِّنْ رَّبِّكَ كَمَنْ زُرَّيْنَ لَهُ سُوْءُ عَمَلٍ ۱۹ وَ</p> <p>رب کی طرف سے روشن دلیل پر مبنی اس جیسا جو کس کے برے عمل اسے بھلے دکھائے</p> <p>اَتَّبِعُوْا اَهْوَاَءَهُمْ ۲۰ مِّثْلَ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وَعَدَ الْمُتَّقُوْنَ ۲۱</p> <p>گئے اور وہ اپنی خواہشوں کے، چھپے ہوئے احوال اس جنت کا جس کا وعدہ پر مہینہ کاروں کے</p> <p>فِيْهَا اَنْهَارٌ مِّنْ مَّاءٍ غَيْرِ اَسْنٍ ۲۲ وَاَنْهَارٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ</p> <p>اس میں ایسی پانی کی نہریں ہیں نہ جو کبھی نہ بجھوے اور ایسے دودھ کی نہریں ہیں</p> <p>يَتَغَيَّرُ طَعْمُهُ ۲۳ وَاَنْهَارٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشَّرْبِ لَيْسَ فِيْهَا سُكْرٌ ۲۴ وَاَنْهَارٌ</p> <p>جس کا مزہ نہ بدلا لک اور ایسی شراب کی نہریں ہیں جس کے پینے میں لذت ہے نہ</p> <p>مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّی ۲۵ وَلَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۲۶</p> <p>اور ایسی شہد کی نہریں ہیں جو صاف کیا گیا اور ان کے لئے اس میں ہر قسم کے پھل ہیں کہ</p> <p>وَمَغْفِرَةٌ ۲۷ مِّنْ رَّبِّهِمْ ۲۸ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَسُقُوْا</p> <p>اور اپنے رب کی مغفرت مل گیا ایسے جہنم والے اپنی برابر جو جہنم کے نہیں، بیشہ آگ میں رہتا</p>		
۶ منزل		

بھی کام آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نصیب کرے ۵۔ معلوم ہوا کہ جو شخص حلال حرام میں فرق نہ کرے جو سامنے آجائے کھالے جانور کی طرح بلکہ جانور سے بھی بدتر ہے کہ وہ بے عقل ہیں یہ عقل والا ہے پھر بھی وہ سو گتہ کر منہ ڈالتے ہیں اور یہ ویسے ہی نیز جو صرف جسمانی راحت کے لئے کھائے وہ جانور ہی ہے، مومن رب کی عبادت کے لئے کھاتا ہے ۶۔ یعنی کفار کی روزی کا نتیجہ روز کی آگ ہے جیسے جانور کو کھلا پلا کر ذبح کیا جاتا ہے کیونکہ انہوں نے روزی کھا کر کفر کیا۔ (شان نزول) یہ آیت کریمہ ہجرت کی حالت میں نازل ہوئی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کے دن مکہ معظمہ سے روانہ ہوئے تو مکہ معظمہ کو دیکھ کر فرمایا کہ تو مجھے بہت پیارا ہے اگر مجھے مشرکین نہ نکالتے تو میں تجھ سے کبھی نہ نکلتا، اس موقع پر یہ آیت آئی لہذا یہ آیت کہیے جو مدنیہ سورت میں مذکور ہے یا کما جاوے کہ جو آیت راستہ میں

(بقیہ صفحہ ۸۱۰) ہجرت کی حالت میں اتنی وہ بھی مدنی ہے، خیال رہے کہ ہجرت سے پہلے حضور کو مکہ معظمہ سے بہت محبت تھی۔ پھر مدینہ منورہ سے زیادہ محبت ہو گئی۔ نسیم الریاض میں ہے کہ ہجرت سے پہلے مکہ معظمہ افضل تھا، بعد ہجرت مدینہ منورہ افضل ہے یہ ہی مذہب مالکی ہے ۸۔ اس سے سارے مسلمان مراد ہیں، جن کے عقاید و اعمال کتاب و سنت اجماع و قیاس مجتہدین سے ثابت ہیں، مومن کو اپنے دین کی حقانیت پر کامل یقین ہوتا ہے، کافر کو اپنے دین پر یقین نہیں ہوتا، کفار بیماری میں مسلمانوں سے دم درود کراتے ہیں، مزارات اولیاء سے فیض لیتے ہیں، دیکھو بدایوں، کچھ چھ مقدمہ اور امیر شریف جاکر جہاں بوسے بوسے کفار مزارات اولیاء پر حاضری دے کر فیض پاتے ہیں ۹۔ معلوم ہوا کہ کفار کے عقاید و اعمال نفسانی خواہشات سے گھڑے ہوئے ہیں، خواہ خود انہوں نے گھڑے ہوں یا ان کے پیشواؤں نے، ان کے پاس وحی کی دلیل نہیں، اس لئے کافر قبر میں اپنا دین بھول جاتا ہے، مومن کہتا ہے کہ میں مسلمان ہوں۔ ۱۰۔ ہر گھر میں پانی کی ایک ٹھہری جنت میں بے شمار ٹھہریں ہیں، لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا کہ پانی کی چند ٹھہریں نہ ہوں گی۔ ۱۱۔ بخلاف دنیا کے کہ یہاں کے پانی اور دودھ کچھ دیر رہنے سے بگڑ جاتے ہیں، ہزار بدل جاتا ہے، بڑا ہو جاتی ہے۔ وہاں کروڑوں برس سے یہ ٹھہریں ہیں اور ابد الابد تک رہیں گی، مگر نہ بگڑیں نہ بدلیں، جیسے سورج و چاند کہ لاکھوں برس سے کام کر رہے ہیں مگر کبھی مرمت کے لئے کارخانے نہ گئے نہ نور میں کچھ فرق آیا۔ ۱۲۔ یعنی وہاں کی شراب صرف لذت کے لئے ہوگی نہ بدمزہ ہو نہ بدبودار نہ نشہ دے نہ سر میں درد پیدا کرے جیسے کہ دنیاوی شراب میں یہ ساری خرابیاں ہیں ۱۳۔ دنیا کی شہد کی طرح اس میں موم کی آمیزش نہ ہوگی نہ کبھی کے پیٹ سے نکلے، مصلیٰ کے معنی ہیں پیدا کنٹی صاف، یہ معنی نہیں کہ پہلے مخلوط تھا پھر صاف کیا گیا ۱۴۔ یعنی جنت میں ہر قسم کے مزیدار پھل ہیں جو وہاں ہمیشہ ہوں گے، نہ موسم کی پابندی نہ کھانے پر کوئی روک ٹوک، دنیا میں ایک جگہ سارے پھل نہیں ہوتے، ہر زمانہ میں نہیں ہوتے، پھر سب کو موافق نہیں ہوتے جن سے معلوم ہوا کہ جنت کے میوے باوجود بہت کثرت کے خزانہ قدرت میں سے بعض ہیں۔ لہذا من تعصیہ اور کل میں کوئی تعارض نہیں، من بھی درست ہے، کل بھی درست ۱۵۔ گزشتہ خطاؤں، گناہوں کی معافی اور آئندہ ہر چیز کھانے کی عام اجازت کوئی شرعی پابندی نہیں۔

۱۔ خیال رہے کہ دوزخ میں بیٹھنے والے اور کھولتا پانی پلانا کفار کے لئے ہوگا، مومن گناہگار ان چیزوں سے انشاء اللہ محفوظ ہوگا۔ یہ کھولتا پانی اور تکلیف دہ غذاؤں اس کی سزا ہیں کہ کفار دنیا میں ہر حرام چیز جائز سمجھ کر کھا جاتے ہیں

صفحہ ۸۱۱	محکم دلائل
<p>مَاءٌ حَمِيمًا فَقَطَّعَ أَمْعَاءَهُمْ^{۱۵} وَمِنْهُمْ مَّنْ يَسْتَمِعُ إِلَيْكَ^{۱۶}</p> <p>اور انہیں کھولتا پانی پلایا جائے گا انہوں نے تجھ سے کھڑے ہوئے اور ان میں سے بعض</p> <p>حَتَّىٰ إِذَا خَرَجُوا مِنْ عِنْدِكَ قَالُوا لِلَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ^{۱۷}</p> <p>تمہارے ارشاد ملتے ہیں نہ یہاں تک کہ جب تمہارے پاس سے نکل کر عین علم والوں سے</p> <p>مَاذَا قَالَ إِنْكَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ طَبَعَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ^{۱۸}</p> <p>کہتے ہیں نہ ابھی انہوں نے کیا فرمایا کہ یہ ہیں وہ جن کے دلوں پر اللہ نے ہر کوری ش</p> <p>وَاتَّبِعُوا أَهْوَاءَهُمْ^{۱۹} وَالَّذِينَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى</p> <p>اور ابھی خواہشوں کے تابع ہوئے اور جنہوں نے راہ پائی اللہ نے ان کی ہدایت اور زیادہ</p> <p>وَأَنَّهُمْ تَقْوَاهُمْ^{۲۰} فَوَلَّيْهُمْ يَنْظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَن تَأْتِيَهُمْ^{۲۱}</p> <p>فرمانی اور ابھی ہرگز گمراہی انہیں عطا فرمائی نہ تو کام ہے کے انتظار میں ہیں نہ مگر قیامت</p> <p>بَغْتَةً فَقَدْ جَاءَ أَشْرَاطُهَا فَأَنَّىٰ لَهُمْ إِذَا جَاءَهُمْ^{۲۲}</p> <p>کہے کہ ان پر اچانک آجائے گا اس کی علامتیں تو آ ہی چکی ہیں نہ پھر جب وہ آجائے</p> <p>ذِكْرُهُمْ^{۲۳} فَأَعْلَمَ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاسْتَغْفَرَ لِذُنُوبِهِ</p> <p>کی تم کہاں وہ اور کہاں انہما بھٹانے تو جان لے کہ اللہ کے سوا کسی کی تہی نہیں نہ اور بے</p> <p>وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مُتَقَلِّبَكُمْ وَ</p> <p>مَتَوَلِّكُمْ^{۲۴} وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا لَوْلَا نَزَلَتْ سُورَةٌ</p> <p>اللہ جاننا ہے نہ کوئی تہیہ نہ پھرنا اور بات کو تہیہ نہ ازم لینا اور مسلمان کہتے ہیں کوئی سورت کیوں نہ</p> <p>فَإِذَا نَزَلَتْ سُورَةٌ مُحْكَمَةٌ وَذُكِرَ فِيهَا الْقِتَالُ^{۲۵}</p> <p>انباری گئی نہ پھر جب کوئی بختہ سورت انباری گئی اور اس میں جہاد کا حکم فرمایا گیا</p> <p>رَأَيْتَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ نَظَرَ</p> <p>لو تم دیکھو گے انہیں جن کے دلوں میں بیماری ہے نہ کہ تہیہ نہ طرف اسکا بھٹانہ دیکھتے ہیں</p>	
مغزل ۶	

مومن اگر حرام چیز کھانا پیتا بھی ہے تو اسے حرام سمجھ کر اپنے و مجرم جانتے ہوئے، اگر حلال جان کر کھائے تو کافر ہے ۲۔ یعنی بعض منافق تمہارے وعظ میں شرکت کرتے ہیں اور تمہارا کلام بظاہر غور سے سنتے ہیں، تا کہ لوگ انہیں حلال مسلمان سمجھیں ۳۔ علماء صحابہ جیسے عبداللہ ابن عباس اور ابن مسعود وغیرہم رضوان اللہ علیہم پوچھتے ہوئے کہتے ہیں تاکہ لوگ جانیں کہ یہ حضور کے کلام کو سمجھنا چاہتے ہیں، غرضیکہ ان کا آپ کی مجلس میں آنا، کلام سنتا، یہ پوچھنا سب کچھ قبیح ہے ۴۔ یہ سوال پوچھنے کے لئے نہیں بلکہ مذاق یا اہانت کے لئے ہے، اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر کے کلام کا مذاق اڑانا کفر و فحاشی ہے، یا یہ سوال تردید کے لئے ہے، یعنی انہوں نے ابھی کیا کچھ بھی نہ کہا۔ معلوم ہوا کہ نبی کے کلام کی توہین کفر ہے ۵۔ یعنی ان کے کفر و فحاشی کی وجہ سے اب ان کے دل کا حال یہ ہو گیا کہ حق قبول کرنے کے

۱۔ یعنی حکم جہاد سن کر منافقوں کی آنکھیں ڈگمگاتی اور تیرتی ہیں جیسے موت کے وقت فرشتوں کو دیکھ کر مرنے والے کی آنکھیں تیرتی ہیں۔ معلوم ہوا کہ منافق کم ہمت اور مومن بہادر ہوتا ہے۔ ۲۔ یعنی ہر حکم کی فرمانبرداری کرتے ہیں خواہ عقل میں آئے یا نہ آئے۔ دل چاہے یا نہ چاہے، حضور کی بارگاہ میں عقل قربان کر دیتے۔ ۳۔ یعنی جہاد کا قطعی فیصلہ ہو گیا اب منسوخ بھی نہ ہو گا خواہ منافق راضی ہوں یا ناراض۔ ۴۔ ہر طرح کہ مار آئے تو عازلی، مرجائے تو شہید لٹ جائے تو روزہ، لوٹ لائے تو عید۔ ۵۔ اسے منافق اگر ہم تم کو سلطنت دے دیں تو تم رشوتیں لے کر ایک دوسرے پر ظلم کر کے آپس میں لالچ کر زمین میں فساد پھیلا دو گے، کیونکہ تم دنیا کے

حریص، دین میں مست ہو۔ ۶۔ یہ تمام عیوب منافقوں کے ہیں جو جہاد سے جان چراتے تھے اور غنیمت تقسیم ہوتے وقت سب سے آگے ہوتے تھے۔ ۷۔ یعنی جن کے دلوں میں نفاق کے کھنسل گئے ہیں وہ نہ تو قرآن کرم میں تدبر کر سکتے ہیں نہ قرآن کی ہدایت ان کے دل میں اترتی ہے نفل کھلے تو ہدایت داخل ہو۔ ۸۔ اس سے مراد یا کفار اہل کتاب ہیں جو پہلے حضور کو مانتے تھے اپنی کتب کے ذریعہ پھر حضور کی تشریف آوری کے بعد آپ کے منکر ہو گئے یا وہ منافقین ہیں جو حضور کا وعظ سن کر بھی ہدایت پر نہ آئے۔ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ اہلین انسانوں کو دو طرح دھوکا دیتا ہے، ایک یہ کہ برے اعمال کو ان کی نگاہ میں اچھا کر کے دکھاتا ہے، دوسرے یہ کہ اسے سمجھاتا ہے کہ ابھی تیری عمر زیادہ ہے بیش کرمے کے قریب توبہ کر لیانا۔ مومن عاقل ہر سانس کو آخری سانس سمجھ کر نیک کام میں جلدی کرتا ہے۔ پہلا قریب دوسرے قریب سے سخت تر ہے۔ ۱۰۔ قالوا کا فاعل یا منافقین ہیں یا اہل کتاب کفار جن کا ذکر ہو رہا ہے اور کرموا کا فاعل کلمے کفار و مشرکین ہیں ایک کام سے مراد حضور کی مخالفت ہے یعنی منافق و اہل کتاب مشرکین سے کہتے ہیں کہ اگرچہ تمہارا دین اور ہے ہمارا دین کچھ اور، لیکن اسلام کے مٹانے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں ہم تمہارے ساتھ ہیں آؤ سب مل کر اسلام کو مٹالیں۔ معلوم ہوا کہ اسلام کے مقابلہ میں تمام کفار ایک ہیں، انہوں نے غزوہ خندق میں یہ کر کے دکھا بھی دیا مگر اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی، اس آیت کی تفسیر وہ آیت ہے، وَإِنْ قُتِلْتُمْ تَنْصُرْكُمْ ۱۱۔ لہذا ان سب کو مزارعے گا دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی معلوم ہوا کہ اگر مسلمان ایمان پر قائم رہیں تو تمام دنیا کے کفار ان کا کچھ بگاڑ نہیں سکتے۔ ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرنے والے کافر کو مرنے وقت گرزوں سے مارتے ہیں، کافر پر مرنے کا پھر بعد مرنے کے بھی پتا ہے۔

الْمَغْنَمِ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ فَأُولَٰئِكَ لَمْ يَكُنْ طَاعَةٌ وَ

جس پر مردنی چھائی ہوئی لڑائی کے حق میں بہتر ہے جہاد کے فرمانبرداری کرنے اور

قَوْلٌ مَّعْرُوفٌ ۖ وَإِذْ عَزَمَ الْأَمْرَ فَلَوْصِدْقُ اللَّهِ لَكَانَ

اچھی بات کہتے نہ پھر جب حکم ناطق ہو چکات تو اگر اللہ سے بچے رہتے تو انہیں

خَيْرَ الْأَمْرِ ۚ فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا

بجائے نجات تو کیا تمہارے یہ بچنے نظر آتے ہیں کہ اگر تمہیں حکومت ملے تو زمین میں

فِي الْأَرْضِ وَتَقَطَّعُوا أَرْحَامَكُمْ ۚ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُ

فساد پھیلاؤ اور اپنے رشتے کاٹ دو۔ یہ ہیں وہ لوگ جن پر اللہ نے

اللَّهُ فَاصِمَهُمْ وَأَعَمَّى أَبْصَارَهُمْ ۚ أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ

لعنت کی اور انہیں حق سے ہٹا کر دیا اور انہی آنکھیں پھوڑ دیں تو کیا وہ قرآن کو

الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا ۚ إِنَّ الَّذِينَ ارْتَدُّوا

سوچتے نہیں یا بعض دلوں پر ان کے قفل لگے ہیں بیشک وہ بولہ بولہ بھیجے

عَلَىٰ آذَانِهِمْ ۚ مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَىٰ الشَّيْطَانُ

پلٹ گئے بعد اس کے کہ ہدایت ان پر کھلی چکی تھی شیطان نے

سَوَّلَ لَهُمْ وَأَمْلَىٰ لَهُمْ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لِلَّذِينَ كَرِهُوا

انہیں فریب دیا اور انہیں دنیا میں مدتوں رہنے کی امید دلانی ہے یہ اس لئے کہ انہوں نے کہا

مَا نَزَّلَ اللَّهُ سَنُطِيعُكَ فِي بَعْضِ الْأَمْرِ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ

ان لوگوں سے جنہیں اللہ کا اتارا ہوا ناکوار ہے ایک کام میں ہم تمہاری مانیں گے نہ اور

إِسْرَارَهُمْ ۚ فَكَيْفَ إِذَا تَوَلَّيْتُمْ الْمَلَائِكَةَ يُضْرَبُونَ

اللہ اچھی چھپی ہوئی جانتا ہے کہ تو کیا ہو گا جب فرشتے ان کی روح قبض کریں گے انہیں

وَجُوهُهُمْ وَآذَانُهُمْ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ اتَّبَعُوا مَا اسْتَحْضَا اللَّهُ

منہ اور انکی ہڈیوں سے مارے ہوئے ہیں یہ اس لئے کہ وہ ایسی بات کے تابع ہوئے جس میں اللہ

۱۔ یعنی ان سب نے رب کو ناراض کرنے والے کام کے حضور کی مخالفت اور اسلام منانے کی کوشش کی۔ ۲۔ یعنی چونکہ کفار نے رب کو راضی کرنے والے کام نہ کئے اس کی ناراضگی کے کام کے لہذا ان کے صدقات و خیرات وغیرہ سب برباد ہو گئے معلوم ہوا کہ اللہ و رسول جن لوگوں سے راضی نہ ہوں ان کے کاموں سے بھی راضی نہیں ہوتے کام کی قبولیت کام والے کی قبولت کا نتیجہ ہے ۳۔ یعنی ابھی تو منافقین کا فحاش چھپا ہے مگر چھپانہ رہے گا۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ اس آیت کے نزول کے بعد حضور سے کوئی منافق چھپانہ رہا حضور ہر منافق کو چہرے سے پہچان لیتے تھے (خرائن) ۴۔ اس طرح کہ قیامت کے دن کی طرح آج ہی ان کے منہ کالے

ہوت نپلے ہو جائیں اور ہر جگہ رسوا ہو جائیں اس میں حضور کے علم کی نفی نہیں بلکہ ان کے علاوہ رسوا کرنے کی نفی ہے یہ بھی حضور کی رحمت ہے خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر منافق کو جانتے پہچانتے تھے آپ کے بتانے سے صحابہ بھی جانتے تھے ۵۔ معلوم ہوا کہ حضور کو منافقوں کی پہچان تھی۔ لہذا آیت لاندعہم نحن نعلمہم یا تو منسوخ ہے یا اس میں تغلیظ ہے جیسے کہ بد معاش متعلق کہا جائے کہ اسے تم نہیں جانتے۔ یہ بڑا بد معاش ہے اسے تو میں ہی جانتا ہوں حضور کے صدقہ سے آج بھی بعض مومن کافر اور مومن کو پہچان لیتے ہیں ۶۔ یعنی اگرچہ منافق اپنا فحاش چھپانے کے لئے کتنی ہی خوشامد کی باتیں کرے مگر اسے محبوب تم اس کے لب و لہجہ سے ہی پہچان لو گے کہ یہ اوپر سے دل سے کہہ رہا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو جہاں اور علوم بخشے وہاں یہ بھی علم دیا کہ حضور ہر شخص و منافق کی صورت دیکھ کر لب کی جنبش ملاحظہ فرما کر پہچان لیتے تھے (خرائن) روح البیان نے فرمایا کہ اولیاء اللہ سچے جھوٹے مرید کو جانتے ہیں ۷۔ یعنی تمہارا اپنے منہ سے کہنا کہ ہم مخلص مومن ہیں خیریں ہیں ان خبروں کی تصدیق یا تکذیب تمہارے عمل کریں گے خیال رہے کہ رب کا بندوں کو جاننا اپنے علم کے لئے نہیں بلکہ مخلوق پر ظاہر کرنے کے لئے ہے معلوم ہوا کہ حضور کھڑے کھڑے کی کوئی ہیں ۸۔ یعنی خود بھی کافر رہے دوسروں کو بھی کافر رکھا اسلام سے روکا۔ معلوم ہوا کہ کافر گر کا عذاب بہت سخت ہے ۹۔ معلوم ہوا کہ نادانی سے کافر رہنے والے کی سزا نرم ہے دیدہ دانستہ کفر کرنے والے سے یا تو اہل کتاب کفار مراد ہیں یا منافقین یا عام کفار عرب کیونکہ ان سب پر حضور کی نبوت ظاہر ہو چکی تھی ہزار ہا ہجرات دیکھ چکے تھے لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۱۰۔ یعنی رسول اللہ کو نقصان نہ پہنچائیں گے جیسے فرماتا ہے اللہ تعالیٰ بخدا عون اللہ ۱۱۔ یعنی رسول اللہ کو دھوکہ دیتے ہیں ۱۲۔ اس خدا سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفار پر عبادات اسلامیہ فرض نہیں پہلے

۸۱۳

وَكِرْهُوَ رِضْوَانُهُ فَاحْطِ أَعْمَالَكُمْ ۝ أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ

کی ناراضی ہے اور اس کی خوشی انہیں گوارا ہوئی تو اس نے اعلیٰ اعمال امارت کر لیجئے

فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ أَنْ لَنْ يُخْرِجَ اللَّهُ أَضْغَانَهُمْ وَلَوْ

کہا جن کے دلوں میں بیماری ہے اس گھٹنہ میں میں کہ اللہ ان کے چہرے پر ظاہر نہ فرمائے گا

نَشَاءُ إِلَّا رَيْبَكُمْ فَلَعَرَفْتُمْ بِسِيمَتِهِمْ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ

اے اور اگر تم یہ مانیں تو ہمیں انکو دکھاؤں کہ تم ان کی صورت سے پہچان لو گے اور ضرور تم

الْقَوْلِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَعْمَالَكُمْ ۝ وَلَيَبْلُوَنَّكُمْ حَتَّى تَعْلَمَ

ابھی تک بات کا سلوب میں پہچان لو گے ان اور اللہ تمہارے عمل جانتا ہے اور ضرور تم کو

الْمُجْهِدِينَ مِنْكُمْ وَالصَّابِرِينَ وَتَبَيَّنُوا أَخْبَارَكُمْ ۝

جانتے گے یہاں تک کہ دیکھ لیں تمہارے جہاد کرنے والوں اور صابروں کو اور تمہاری خبریں

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدَّوْا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَشَاقُّوا

آزاد ہیں کہ جتنے وہ جہول نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا اور رسول کی

الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَىٰ لَنْ يُضْرَبُوا ۝ وَاللَّهُ

مخالفت کی بعد ان کے کہ ہدایت ان پر ظاہر ہو چکی تھی وہ ہرگز انہیں کہ نقصان

شَيْءٌ وَسَيَحْطِ أَعْمَالَكُمْ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا

پہنچائیں گے نہ اور بہت جلد اللہ ان کا کیا دھرا امارت کرے گا اے ایمان والو کہ اللہ کا

اللَّهُ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تَبْطُلُوا أَعْمَالَكُمْ ۝ إِنَّ الَّذِينَ

عقل مالو اور رسول کا حکم مانو گے اور اپنے عمل باطل نہ کرو گے جتنک جنہوں نے

كَفَرُوا وَصَدَّوْا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ مَاتُوا وَهُمْ كُفَّارًا

کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا اہل پھر کافر ہی رہ گئے

فَلَنْ يَعْرِفَ اللَّهُ لَهُمْ ۝ فَلَا تَهْمَوْا أَنْ دَعَوْا إِلَى السَّلَامِ وَأَنْتُمْ

لو اللہ ہرگز انہیں نہ جانتے گا ان کو تم سستی نہ کرو اور آپ صلی علیہ وسلم کی طرف نہ بلاؤ اور تم ہی

مذہب

ایمان لاؤ پھر روزہ نماز کرو دوسرے یہ کہ مومنوں کے خطاب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا داخل ہونا ضروری نہیں دیکھو اس خطاب میں حضور داخل نہیں ۱۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قرآن کے ساتھ حدیث کے احکام ماننا بھی فرض ہیں کیونکہ اطاعت رسول کا علیحدہ حکم دیا گیا دوسرے یہ کہ اللہ کی اطاعت صرف فرمان میں ہے رسول کی اطاعت فرمان میں بھی ہے ان کے افعال طیبہ میں بھی اس لئے دو جگہ اطاعت کا ذکر ہوا بعض مسلمانوں کا خیال تھا کہ جیسے شرک سے تمام نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں ایسے ہی ایمان کی برکت سے کوئی گناہ نقصان نہیں دیتا مسلمان جو چاہے کرے انکے متعلق یہ آیت آئی ۱۳۔ معلوم ہوا کہ نیک عمل شروع کرنے کے بعد نہ توڑے نقل نماز جب شروع کر دی جاوے تو اس کا توڑنا حرام ہے فقہا فرماتے ہیں کہ ہر نفل شروع کر دینے سے واجب ہو جاتا ہے اگر کسی

(بقیہ صفحہ ۸۱۳) دلیل یہ آیت ہے اور حضور کا وہ عمل کہ اپنے نقلی عمرہ کا احرام باندھا مگر ادا نہ کر سکے اور حدیبیہ میں کفار سے صلح ہو گئی تو سال آنکھہ تھا کہ ۱۱۳ یا اس طرح کہ لوگوں کو ایمان سے روکا یا مومن کو نیک اعمال سے روکا۔ معلوم ہوا کہ نیکی سے روکنا بڑا جرم ہے موجودہ وہابیوں کو مجرت چاہیے جو عیشہ بھلائی سے لوگوں کو روکتے ہیں گناہ سے روکنے کی کوشش نہیں کرتے ۱۵۔ معلوم ہوا کہ خاتمہ کا اعتبار ہے اگر کوئی شخص زندگی بھر کافر رہا۔ مرنے سے کچھ پہلے ایمان لے آیا وہ مشغور ہے اور اگر عمر بھر مومن رہا مرنے وقت کافر ہو گیا تو دو ذبیہ ہے اللہ محفوظ رکھے ۱۶۔ یعنی اے مسلمانو کفار کے مقابلہ میں سستی نہ دکھاؤ اور بلا ضرورت کفار سے

صلح کی درخواست نہ کرو جس سے تمہاری کمزوری ظاہر ہو
لہذا نہ تو آیت منسوخ ہے اور نہ وہ آیت ذلنا جَنَّوْنَا السَّلَامَ
۱۷۔ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اگر کفار خود صلح کی
پیشکش کریں اور صلح میں تمہاری مصلحت ہو یا تمہیں صلح
کی ضرورت ہو تو ان سے صلح کر لو۔

۱۔ اگر تم مومن ہو دو سری جگہ رب کا ارشاد ہے۔ وَاَنْتُمْ
الْاٰخِلُوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ وَهَ آیت اس آیت کی تفسیر ہے۔
۲۔ ہر وقت خصوصاً جہاد میں رب تمہارے ساتھ ہے تم
اس پر توکل کرو اپنی کمی سے نہ ڈرو اگر تم شہید ہوئے تو
بھی جیتے اگر خراج پائے تو بھی جیتے ۳۔ دنیا کی زندگی وہ ہے
جو غفلت میں گزرے یہ زندگی بہت جلد گزرنے والی ہے
اس میں مشغولیت نقصان دہ ہے جو زندگی اللہ کی یاد اور
اس کی اطاعت میں گزرے وہ دینی زندگی ہے ۴۔ یعنی
اگر تم مومن متقی ہو تو تمہارا ہر عمل سونا، چاندی، پھرتا
تمہارے لئے باعث ثواب ہو گا سب عبادت میں شمار ہو
گا ۵۔ سارے مال خیرات کرنے کا حکم نہ دے گا بلکہ
بعض کا جیسے چالیسواں حصہ زکوٰۃ۔ عام مومنوں کو سارا مال
خیرات کر دینا منع ہے لہذا بعض مال خوشی سے خیرات کیا
کرو ۶۔ یعنی اگر اللہ تعالیٰ تم پر تمام مال کی خیرات فرض
فرما دیتا تو تم میں سے اکثر لوگ نہ کر سکتے، جس سے
تمہارے دلوں میں گندگی پیدا ہوتی اور تم بدنام بھی ہوتے
اس لئے رب نے کچھ حصہ خیرات کرنے کا حکم دیا ۷۔
اس جگہ جہاں خرچ کرنا فرض ہے جیسے زکوٰۃ اور جہاد کی
بعض صورتوں میں ضرور خرچ کرو۔ اگر مال خرچ کرنا
پڑے تو وہ خرچ کرو اور اگر جان خرچ کرنا پڑے تو وہ کرو۔
۸۔ یعنی جو بخیل فرائض صدقات ادا نہیں کرتا وہ خدا کا
کچھ نہیں بگاڑتا اپنی ہی بگاڑتا ہے کیونکہ بخل کا وبال اس
پر ہی پڑے گا کہ دنیا میں بخل سے مال برباد یا بے برکت ہو
گا آخرت میں یہ مال وبال بن جائے گا کہ بخیل کا مال
گنجے سانپ کی شکل میں اپنے مالک کو ڈسے گا جیسا کہ
حدیث شریف میں وارد ہے ۹۔ خیال رہے کہ سارے
بندے شاہ و گرد اللہ کے محتاج ہیں مگر بعض بندے بعض
بندوں کے محتاج اور بعض ان کے محتاج الیہ جیسے فقیر مالدار کا حاجت مند ہے اور سارا جہان حضور کا محتاج لہذا یہ آیت اس آیت کے خلاف نہیں اِنْتُمْ اَقْدَرُ دُونَکُمْ
حضور غنی ہیں بلکہ جس کو چاہیں غنی کر دیتے ہیں ۱۰۔ علماء فرماتے ہیں کہ تو قرآن سے کفار کہہ اور قوتاً خیرتکم سے انصار مدینہ مراد ہیں دیکھ لو کہ مرداران قریش نے
اسلام کی خدمت نہ کی تو رب نے دین کی خدمت کے لئے مدینہ منورہ کے انصار کو کھڑا کر دیا دین ہمارا محتاج نہیں۔ ہم دین کے محتاج ہیں دین ہم سے پہلے بھی تھا
اور ہمارے بعد بھی رہے گا اگر رب ہمیں خدمت دین کی توفیق دے تو اس کی بندہ نوازی ہے ۱۱۔ پوری سو فتح کراخ عظیم میں نازل ہوئی جو کہ معطلہ سے دو
منزل پر واقع ہے، عسکان کے پاس اس کے نزول صلح حدیبیہ کے بعد حدیبیہ سے واپس ہوتے وقت ہوا۔ حدیبیہ ایک کنوئیں کا نام ہے اس سورت کے نزول پر

الْاَعْلُوْنَ وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَّبْرِكَنَّ اَعْمَالُكُمْ ۝۱۸

غالب آؤ گئے اور اللہ تمہارے ساتھ ہے اور وہ ہرگز تمہارے اعمال میں تیس نقصان نہ

الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَمْ هُوَ وَاِنْ تُوْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا يُؤْتِكُمْ
مِنْ كَمَالِ دُنْيَا کی زندگی تو مٹی کی گیل کو دے گا اور اگر تم ایمان لاؤ اور پھر بھلائی کرو

اَجُوْرُكُمْ وَلَا يَسْأَلُكُمْ اَمْوَالُكُمْ ۝۱۹ اِنْ يَسْأَلْكُمْ مَوْهَا
تو وہ تم کو تمہارے ثواب عطا فرمائے گا اور تم سے تمہارے مال نہ مانگے گا اگر

فِيْ حِفْظِكُمْ تَبْخُلُوْا وَيُخْرِجْ اَضْعَافُكُمْ ۝۲۰ هَآنَا هُمْ هٰۤؤُلَاءِ
انہیں تم سے طلب کرے اور زیادہ طلب کرے تم بخل کرو گے بخل تمہارے دلوں کے میل ظاہر کرے گا

تُدْعُوْنَ لِتَنفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخُلْ
ہاں ہاں یہ جو تم ہو بلائے جاتے ہو کہ اللہ کی راہ میں خرچ کر دو تم میں کوئی بخل کرنا

وَمَنْ يَّبْخُلْ فَاِنَّمَا يَخْشَىٰ لِنَفْسِهٖ وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ
ہے اور جو بخل کرے وہ اپنی ہی جان پر بخل کرتا ہے اللہ اور اللہ بے نیاز ہے

وَاَنْتُمْ الْفُقَرَاءُ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ
اور تم سب محتاج لا اور اگر تم نہ پھرو کرو وہ تمہارے سوا اور لوگ بدل لے گا

ثُمَّ لَا يَكُوْنُ لَكُمْ اَمْثَالُكُمْ ۝۲۱

پھر وہ تم جیسے نہ ہوں گے

اٰیٰتُہَا ۲۹ ۳۸ سُوْرَةُ الْفَتْحِ مَدَنِيَّةٌ ۱۱ رُوْعَانِہَا
یہ سورہ مدنی ہے اس میں ۲۹ آیات ۳۸ کلمات ۲۵۵ حروف ہیں (خزانہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِیْنًا ۝۱ لِيُغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ

بے شک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح فرمادی لا تاکہ اللہ تمہارے سب گناہ بخشنے تک

بندوں کے محتاج اور بعض ان کے محتاج الیہ جیسے فقیر مالدار کا حاجت مند ہے اور سارا جہان حضور کا محتاج لہذا یہ آیت اس آیت کے خلاف نہیں اِنْتُمْ اَقْدَرُ دُونَکُمْ
حضور غنی ہیں بلکہ جس کو چاہیں غنی کر دیتے ہیں ۱۰۔ علماء فرماتے ہیں کہ تو قرآن سے کفار کہہ اور قوتاً خیرتکم سے انصار مدینہ مراد ہیں دیکھ لو کہ مرداران قریش نے
اسلام کی خدمت نہ کی تو رب نے دین کی خدمت کے لئے مدینہ منورہ کے انصار کو کھڑا کر دیا دین ہمارا محتاج نہیں۔ ہم دین کے محتاج ہیں دین ہم سے پہلے بھی تھا
اور ہمارے بعد بھی رہے گا اگر رب ہمیں خدمت دین کی توفیق دے تو اس کی بندہ نوازی ہے ۱۱۔ پوری سو فتح کراخ عظیم میں نازل ہوئی جو کہ معطلہ سے دو
منزل پر واقع ہے، عسکان کے پاس اس کے نزول صلح حدیبیہ کے بعد حدیبیہ سے واپس ہوتے وقت ہوا۔ حدیبیہ ایک کنوئیں کا نام ہے اس سورت کے نزول پر

(بقیہ صفحہ ۸۱۴) صحابہ نے حضور کو مبارکبادیاں پیش کیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھا تھا کہ ہم جماعت صحابہ کے ساتھ مکہ معظمہ گئے وہاں عمرہ ادا کیا، سرمنڈائے صحابہ کرام کو اس خواب کی خبر دی جس سے وہ سب حضرات بہت خوش ہوئے اور حضور چودہ سو صحابہ کے ساتھ مکہ معظمہ آجھ کو روانہ ہوئے، راہ میں بہت سے ہجرات صحابہ نے دیکھے، مقام عسفان پہنچ کر معلوم ہوا کہ کفار مکہ جنگ کے لئے تیار ہیں۔ حضور نے عسفان سے تین میل کے فاصلہ پر نزول اجلال فرمایا۔ اور ہر کفار کی طرف سے کئی آدمی تحقیق حال کے لئے مسلمانوں کے پاس آئے، سب نے جاکر کفار سے یہ ہی کہا کہ حضور جنگ کرنے نہیں آئے، عمرہ کرنے آئے ہیں، اور حضور نے اپنی طرف سے حضرت عثمان غنی کو مکہ معظمہ بھیجا۔ جس کا واقعہ آخری سورت میں آدسے گا۔ آخر کار بہت رد و قدح کے بعد حسب ذیل شرطوں پر صلح ہوئی (۱) اس سال حضور واپس جائیں، سال آئندہ عمرہ کے لئے تشریف لائیں اور تین دن مکہ معظمہ میں قیام فرما کر لوٹ جاویں، مکہ تھیں یا نہ لائیں (۲) جو کافر مسلمان ہو کر مدینہ منورہ جاوے اسے ہمارے حوالے کر دیا جاوے، لیکن جو مسلمان مرتد ہو کر ہم میں آجاوے ہم اسے واپس نہ کریں گے اور اگر ہمارے حلیف آپس میں لڑیں تو کوئی اپنے حلیف کی مدد نہ کرے۔ حضور نے یہ شرائط منظور فرمائیں، اس صلح کا نتیجہ بہت اچھا ہوا، اور یہ صلح ہی فتح مکہ کا سبب بنی، اس صلح کو رب نے فتح فرمایا ۱۲ یعنی فتح مکہ کے سبب سارے مکہ والے اسلام قبول کر کے ہمارے توسل سے انکے گناہ معاف ہوں، لہذا صلح ان کے اسلام کا ذریعہ ہے اور اسلام مغفرت کا ذریعہ۔

الفجر ۳۸

۸۱۵

حجۃ

مِنْ ذُنُوبِكَ وَمَاتَ أَخْرَجْنَاهُ مِنْ بَهْدِكَ وَيَهْدِيكَ

تمہارے گناہوں کے اور تمہارے بھگلوں کے اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کر دے اور تمہیں

صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا وَيُنْصِرُكَ اللَّهُ نَصْرًا عَظِيمًا ۝۳

سیدھی راہ دکھائے گا اور اللہ تمہاری زبردست مدد فرمائے گا

هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ

وہی ہے جس نے ایمان والوں کے دلوں میں اطمینان اتارا

لِيُزِيدَ إِيمَانًا مَعَ إِيْمَانِهِمْ وَلِلَّهِ جُنُودُ السَّمَوَاتِ

تاکہ انہیں یقین پر یقین بڑھے اور اللہ ہی کی ملک میں تمام لشکر آسمانوں

وَالْأَرْضِ وَكَانَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ حَكِيمًا ۝۴

اور زمین کے اور اللہ علم و حکمت والا ہے تاکہ ایمان والے

الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ حَتَّى تُخْرِجُوا مِنْ تَحْتِهَا

مردوں اور ایمان والی عورتوں کو باغوں میں لے جائے تاکہ ان کے نیچے

الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَيُكَفِّرُ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَكَانَ

نہریں رواں ہمیشہ ان میں رہیں اور انکی برائیوں ان سے اتار دے اور یہ

ذَلِكَ عِنْدَ اللَّهِ فَوْزٌ عَظِيمًا وَيُعَذِّبُ الْمُنَافِقِينَ

اللہ کے یہاں بڑی کامیابی ہے لہ اور عذاب ہے منافق مردوں

وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكَاتِ الظَّالِمِينَ

اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو اللہ پر گمان رکھنے

بِاللَّهِ ظَنُّ السُّوءِ عَلَيْهِمْ دَإِيرَةُ السُّوءِ وَغَضِبَ اللَّهُ

میں اللہ انہیں پر ہے بری گردش گنہ اور اللہ نے ان پر غضب فرمایا

عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ۝۵

اور انہیں لعنت کی اور انکے لئے جہنم تیار فرمایا اور وہ کیا ہی برا انجام ہے

منزل ۶

۱۔ سورہ محمد میں ہم عرض کر چکے ہیں کہ یہاں حضور کے گناہ سے امت کے وہ گناہ مراد ہیں جن کی شفاعت حضور کے ذمہ ہے، جیسے وکیل مقدمہ کہتا ہے کہ یہ میرا مقدمہ ہے یعنی جس کی پیروی میں کر رہا ہوں، اسی لئے یہاں لکھ فرمایا یعنی تمہارے طفیل تمہارے وسیلے سے ۲۔ اس طرح کہ اس فتح کی برکت سے تمہارا دین تمام دنیا میں پھیلاوے اور تمہیں نبوت کے ساتھ سلطنت و بادشاہت بھی عطا فرما دے لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۳۔ اس طرح کہ تمہیں اپنی طرف سے رعایا پروری ملک رانی بادشاہت کے طریقے سکھاوے۔ ملکی انتظام بہت مشکل چیز ہے رب تعالیٰ نے جن پیغمبروں کو سلطنت بخشی انہیں اس کی تعلیم اپنی طرف سے دی ۴۔ چنانچہ رب نے فتح مکہ اور غزوہ خیبر میں ایسی مدد فرمائی کہ سبحان اللہ، حضور نے کفار کے فقط ملک نہ جیتے بلکہ ان کے دل بھی جیت لئے کہ سارے کفار مکہ اور سارے قبیلہ ہوازن والے کفار ایمان لائے ۵۔ کہ اس صلح کے سبب مکہ والوں کے جوش کچھ ٹھنڈے

ہوئے ۶۔ یہاں پہلے ایمان سے مراد ولی اطمینان ہے اور دوسرے اطمینان سے مراد یقین قلبی ہے یعنی آسمانی فرشتے، زمین کے جانور، ہوا، پانی وغیرہ سب اللہ کے لشکر ہیں۔ جس سے چاہے اپنے حبیب کی مدد کرے، چنانچہ ہر میں فرشتوں اور غزوہ خندق میں ہوا کے ذریعہ حضور کی مدد کی ۸۔ اس لئے رب نے پہلے اپنے حبیب کو خواب دکھائی پھر فتح دی، اس ترتیب میں اس کی ہزار ہا مثالیں ہیں ۹۔ تاکہ مسلمان اس فتح پر خدا کا شکر اور شکر کی برکت سے جنت میں جاویں فتح مکہ شکر کا سبب اور شکر جنت میں جانے کا ذریعہ ۱۰۔ یعنی صلح حدیبیہ، بیعت رضوان، پھر فتح مکہ یہ تمام مسلمانوں کے لئے معافی کا ذریعہ بن جائیں ۱۱۔ جو دنیا میں مفید آخرت میں نافع ہے دیکھ لو ان صحابہ کرام کا دنیا میں غلغلہ ہے اور آخرت انتہائی عزت و احترام ۱۲۔ یعنی یہ صلح حدیبیہ یا فتح مکہ مدینہ منورہ کے منافقین اور مکہ معظمہ کے مشرکین پر ہوا

(بقیہ صفحہ ۸۱۵) مشرکین کے لئے دنیا و آخرت کے عذاب کا ذریعہ ہے، خیال رہے کہ صلح حدیبیہ کے موقعہ پر کوئی منافق وہاں موجود نہ تھا یہ لوگ جنگ کے ذریعہ مدینہ منورہ سے ہی نہ آئے تھے، ۱۳۔ حدیبیہ کے سال جب مسلمانوں مدینہ منورہ سے بغرض عمرہ چلے تو منافقوں نے سوچا کہ یہ بغیر ہتھیار جارہے ہیں۔ جنگ ضرور ہو گی یہ سب شہید ہو جائیں گے، اس لئے وہ لوگ ہمانہ بنا کر مدینہ پاک رہ گئے۔ بیعت الرضوان میں صرف خالص مسلمان شریک ہوئے، اس آیت میں اس کا ذکر ہے ۱۴۔ اور ایسا ہی ہوا کہ منافق بیعت الرضوان سے محروم رہے۔ مسلمان پر ان کا ففاق اور بھی کھل گیا، آخرت میں سخت عذاب کے مستحق ہوئے۔

وَلِلّٰهِ جُنُودُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيزًا

اور اللہ ہی کی ملک ہیں آسمانوں اور زمین کے سب لشکر اور اللہ تعالیٰ عزت و عظمت

حَکِیْمًا ۝ اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ شَٰهِدًا وَّاَوْفِیْرًا ۝

والا ہے، نہ ہے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور نفی اور خوش اور درست بنا کر

لَتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَتَعْرِضُوْا وَتُوقِرُوْا ۝

تا کہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ گے اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو گے

وَتَسْبِّحُوْهُ بُکْرَةً وَّاَصِیْلًا ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ یَبِیْعُوْنَكَ

اور صبح و شام اللہ کی پاکی لولوٹ وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں

اِنَّمَا یَبِیْعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْہِمۡ فَہِنٌ

وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے تو جس نے

تَنَکَّتْ وَاِنَّمَا یَبِیْعُکَ عَلٰی نَفْسِہٖ وَہِمِّنٌ اَوْفٰی بِمَا

عہد توڑا اس نے اپنے بڑے عہد کو توڑا اور جس نے بدوایا وہ عہد جو اس نے

عہد عَلَیْہِ اللّٰہُ فِیْ سُوْرَتِہٖ اَجْرًا عَظِیْمًا ۝ سَیَقُوْلُ

اللہ سے کیا تھا تو بہت جلد اللہ اسے بڑا ثواب سے گناہ اب تم سے

لَکَ الْخَلْفُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَعَلْتُنَا اَمْوَالَنَا

اہل کے جو گنوار چھپے وہ گئے چھپے کہ ہیں ہمارے مال اور ہمارے گھوڑوں نے جانے سے

وَاَهْلُوْنَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا یَقُوْلُوْنَ بِالْسِّنْتِہِمۡ مَا لَیْسَ

مستول رکھا اب حضور ہماری سفرت چاہیں کہ اپنی زبانوں سے وہ بات کہتے ہیں جو

فِیْ قُلُوْبِہِمۡ قُلْ فَمَنْ یَمْلِکُ لَکُمۡ مِّنَ اللّٰہِ شَیْئًا

ان کے دلوں میں ہیں کہ تم فرماؤ تو اللہ کے سامنے کس تمہارا کچھ اختیار ہے اگر وہ

اِنْ اَرَادَ بِکُمْ ضَرًّا اَوْ اَرَادَ بِکُمْ نَفْعًا بَلْ کَانَ اللّٰہُ

تمہارا برا چاہے یا تمہاری بھلائی کا ارادہ فرمائے کہ بلکہ اللہ کو تمہارے

اب عبد اللہ بن ابی منافق نے کہا تھا کہ اگر حضور کے عہد پر فتح کر بھی لیں تو فارس و روم پر کیسے غالب آئیں گے، انکی تو زبردست طاقت ہے، رب نے اس آیت میں جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نبی لشکروں کا مالک ہے، ۲۔ شاید کے معنی ہیں محبوب حاضر اور مشاہدہ کرنے والا گواہ، گواہ کو شاید اس لئے کہتے ہیں کہ وہ موقعہ و اوقات پر حاضر تھا، محبوب کو شاید اس لئے کہتے ہیں کہ وہ عاشق کے دل میں حاضر رہتا ہے، حضور ان تینوں معنی سے شاید کمال ہیں حضور کی محبوبیت انسانوں اور زمانوں سے محدود نہیں، خدا کے محبوب ہیں اور خدا کی محبوب، لکڑیاں، پتھر، جانور بھی حضور کے فراق میں روتے تھے، نیز آج بھی بغیر دیکھے لاکھوں کروڑوں حضور کے عاشق ہیں، نیز حضور خالق کے دربار میں مخلوق کے گواہ ہیں کہ سب کے فیصلے حضور کی گواہی پر ہوں گے اور مخلوق کے سامنے خالق کے یعنی گواہ۔ حضور نے جس کے جتنی یا دوزخی ہونے کی گواہی دی برحق دی ۳۔ حضور کی بشارت اور ڈرانے کو شہادت کے ساتھ ذکر فرمایا، تاکہ معلوم ہو کہ گزشتہ نبی میں کریم و نذیر تھے، اور دیکھ کر حضور نے جنت دوزخ کا ملکہ بلکہ خود رب کو چشم سرمہ حراج میں دیکھا ۴۔ اس میں تمام جہان سے الٰہی دم اقامتہ خطاب ہے۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ تمام مخلوق پر حضور کی اطاعت واجب ہے دوسرے یہ کہ ہمارا ایمان حضور کی بشارت و شہادت پر موقوف ہے نہ کہ حضور کا ایمان ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر وہ تعظیم جو خلاف شرع نہ ہو حضور کی کی جائے گی یعنی انہیں اللہ یا اللہ کا مثل نہ کہ وہ بانی جو احرام کے الفاظ طیس وہ عرض کرو انہیں سجدہ سر نہ کرو، باقی ہر قسم کی تعظیم کرو کیونکہ یہاں توقیر میں کوئی قید نہیں، امام مالک مدینہ منورہ کی زمین میں کبھی گھوڑے وغیرہ پر سوار نہ ہوئے ۶۔ یعنی بچو نماز کی پابندی کرو۔ صبح کی تسبیح میں نماز فجر اور شام کی تسبیح میں باقی چار نمازیں شامل ہیں ۷۔ اس بیعت سے مراد بیعت الرضوان ہے جو حدیبیہ میں حضور نے تمام مہاجرین و انصار سے لی تھی اور یہ بیعت

جہاد پر تھی نہ کہ اسلام پر، اس کا ذکر آگے آ رہا ہے، اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تمام صحابہ خصوصاً بیعت الرضوان والے بڑی ہی شان والے ہیں ان کی تعداد چودہ سو ہے، دوسرے یہ کہ حضور کو وہ قرب الہی حاصل ہے کہ حضور سے بیعت رب سے بیعت ہے، حضور کا ہاتھ رب کا ہاتھ ہے، تیسرے یہ کہ حضرت عثمان بڑی شان والے ہیں کہ یہ بیعت انہیں کی وجہ سے ہوئی، چوتھے یہ کہ بزرگوں کے ہاتھ پر بیعت سنت صحابہ ہے، خواہ بیعت اسلام ہو یا بیعت تقویٰ یا بیعت توبہ یا بیعت اعمال وغیرہ پانچویں یہ کہ بیعت کے وقت مصافحہ بھی سنت ہے، مگر مردوں کے لئے عورت کو کلام سے بیعت کیا جاوے ۸۔ یہاں نامکن کو نامکن پر معلق کیا گیا ہے، ورنہ جو اللہ سے بیعت کریں وہ کیسے پھر سکتے ہیں، رب نے میثاق کے دن کردہ انبیاء سے بھی بیعت لے کر یہی فرمایا تھا۔ کہ فَمَنْ قُوْلُیْ بَعْدَ ذٰلِکَ نَادِیْکَ هُمْ الْفٰقِقُوْنَ ورنہ

(بقیہ صفحہ ۸۸) نہ تو انبیاء کرام کے پھر جانے کا خطرہ تھا نہ ان صحابہ کے پھر جانے کا اندیشہ۔ الحمد للہ کہ بیعت رضوان والے تمام صحابہ نے وفاداری و حق مگزاری کا نمونہ قائم فرمادیا۔ وہ سب ہی اجر عظیم کے مستحق ہوئے۔ جیسا کہ آئندہ بیعت کے بیان میں آوے گا۔ وہ (شان نزول) جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیبیہ کے سال عہد کی نیت سے مکہ مکرمہ روانہ ہوئے تو اطراف مدینہ میں رہنے والے قبیلہ غفار، مزینہ، جہینہ، اخی، اسلم کے لوگ قریش مکہ کے خوف سے حضور کے ہمراہ نہ گئے۔ بہانے بنا کر رہ گئے وہ کہجے کہ جنگ ضرور ہو جاوے گی اور کوئی مسلمان زندہ نہ بچے گا۔ انکے حلق یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، مظلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے منافقین اور ضعیف الاعتقاد لوگوں کو بیعت رضوان میں شریک ہی

بِمَا تَعْمَلُونَ خَيْرًا ۖ بَلْ ظَنَنْتُمْ أَنْ لَنْ يَنْقَلِبَ

(بقیہ صفحہ ۸۸) نہ تو انبیاء کرام کے پھر جانے کا فطرہ تھا نہ ان صحابہ کے پھر جانے کا اندیشہ۔ اہل اللہ کہ بیعت رضوان والے تمام صحابہ نے وفاداری و حق گزارگی کا نمونہ قائم فرمادیا۔ وہ سب ہی اجر عظیم کے مستحق ہوئے، جیسا کہ آنکہ بیعت کے بیان میں آوے گا۔ ۱۰۱۔ (شان نزول) جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیبیہ کے سال عہد کی نیت سے مکہ مکرمہ روانہ ہوئے تو اطراف مدینہ میں رہنے والے قبیلے غدار، مزید جھینڈ اٹھی، اسلم کے لوگ قریش مکہ کے خوف سے حضور کے ہمراہ نہ گئے۔ ہمارے خاکہ کردہ گئے وہ گئے کہ جنگ ضرور ہو جاوے گی اور کوئی مسلمان زندہ نہ بچے گا، انکے حلق یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے منافقین اور ضعیف الاحقاد لوگوں کو بیعت رضوان میں شریک نہ ہونے دیا، اس بیعت میں جاں نثار صحابہ ہی شریک ہوئے۔ ۱۰۲۔ یعنی ہماری عورتیں بچے اکیلے تھے، ان کا کوئی گرانہ کرنے والا نہ تھا، اس لئے ہم آپ کے ساتھ نہ گئے تھے۔ ۱۰۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ دعا کرنا اور ہے دعا لینا کچھ اور دعا لینا یہ ہے کہ کوئی ایسی خدمت کی جائے کہ خود بخود دل سے دعا نکلے، جیسے یعقوب علیہ السلام کے فرزندوں نے والد کو خوش کر کے عرض کیا یا رب استغفرنا اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر منافقوں کا حال بخوبی روشن تھا کہ رب تعالیٰ انہیں وقت سے پہلے یہ خبر دے رہا ہے، خیال رہے کہ اس آیت میں ان منافقین یا حلفاء کے دعا کرانے کا ذکر ہے نہ کہ دعا لینے کا، دعا کرنا کوئی کمال نہیں، قرآن کریم میں حضور کی جن دعاؤں کی توثیق کی گئی ہے یہ وہ دعائیں جو کرائی گئیں ۱۰۴۔ یعنی یہ لوگ ظاہر کچھ کرتے ہیں دل میں کچھ رکھتے ہیں، ان کا آپ کے ساتھ نہ جانا اپنے بال بچوں کے خوف سے نہ تھا بلکہ کفار مکہ کے خوف سے تھا، انہیں آپ کے خواب پر اعتقاد تھا معلوم ہوا کہ حضور کی خبروں خواہوں پر اعتقاد نہ کرنا منافقوں کا کام ہے ۱۰۵۔ مطلب یہ ہے کہ اگر تمہارے مال و اولاد پر آفت آنے والی ہوئی تو تم یہاں رہ کر وہ آفت دفع نہ کرو دیتے اور اگر نہ آنے والی ہوئی تو تمہارے جانے سے وہ ہلاک نہ ہو جائے، پھر تم کیوں ایسی نعمت غلطی یعنی بیعت رضوان سے محروم رہے۔

(فقیر صفحہ ۸۷) میں ہوئی اور حج خیرہ بھری میں خیر نعت آسانی سے حج ہو گیا اور وہاں مسلمانوں کو بہت غنیمتیں ملیں مگر جنگ خیر میں صرف انہیں کو جانے کی اجازت دی گئی جو صلح حدیبیہ میں شریک تھے اس آیت میں بھی خبر ہے کہ اب مغرب تم خیر حج کرنے جاؤ گے تو یہ حدیبیہ سے رہ جانے والے لوگ غنیمت کے لالچ میں تمہارے ساتھ جانا چاہیں گے تو تم انہیں یہ جواب دے دو کہ یہ بھی خیال رہے کہ حضرت جعفر فرج اپنے ہمارہوں کے جنگ خیر کے موقع پر جوش سے پہنچے حضور نے انہیں بھی غنیمت سے حصہ دیا مگر یہ علیہ سلطان تھا لہذا آپ پر کوئی اعتراض نہیں۔ ۸۔ یہاں کلام اللہ سے مراد رب تعالیٰ کا یہ حکم ہے کہ خیر میں صرف حدیبیہ

الْأَعْرَابُ سَتُدْعُونَ إِلَى قَوْمٍ أُولَىٰ بِأَسْ شَدِيدٍ

مراؤں کو مغرب تم ایک سخت لڑائی والی قوم کی طرف بلائے جاؤ گے

تَقَاتِلُونَهُمْ أَوْ يُسَلِّمُوا ۚ فَإِنْ يَصِيعُوا يُؤْتِكُمْ اللَّهُ

کہ ان سے لڑو یا وہ دشمنان ہو جائیں گے پھر اگر تم فرمان مانو گے انہیں نہیں اچھا

أَجْرًا حَسَنًا ۚ وَإِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ قَبْلُ

تو اب دے گا عمدہ اور اگر پھر جاؤ گے جیسے پہلے پھر گئے تو نہیں

يُعَذِّبُكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۖ لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَىٰ

درد ناک عذاب دے گا کٹ اندھے پر

حَرْجٌ وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرْجٌ وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ

نہیں لڑنے والا نہ لنگھنے والا نہ محتاج اور نہ بیمار

حَرْجٌ ۚ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يَدْخُلْهُ جَنَّتِ

مواخذہ اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے اللہ اسے باغوں میں

تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۚ وَمَنْ يُتَوَلَّ يَعْذِبْهُ

لے جائے گا جہنم کے نیچے نہریں رواں اور جو پھر جائے گا اسے عذاب

عَذَابًا أَلِيمًا ۖ لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ

عذاب فرمائے گا کہ اللہ راضی ہو جائے ایمان والوں سے

إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ

جب وہ اس پر بیعت کرتے تھے تو اللہ نے جان لیا ان کے دلوں میں ہے

فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا ۚ

تو ان پر الطمان آمارا اور انہیں جلد آنے والی فتح کا انعام دیا

وَمَغَانِمَ كَثِيرَةً يَأْخُذُونَهَا ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا

اور بہت ہی غنیمتیں جہنم کو لیس اور اللہ عزت و حکمت

والے جائیں اور وہاں کی غنیمت انہیں کا حصہ ہے لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ہے یعنی معنی یہی ہے یعنی نہیں جنگ خیر میں جانے کی اجازت نہیں تم میں جا سکے رب نے منع فرما دیا ہے۔ ۱۱۔ اس سے دو مکے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ان صحابہ کرام کے کام رب کی طرف سے تھے ان پر اعتراض رب پر اعتراض ہے دو مرتبہ یہ کہ صحابہ خصوصاً بیعت الرضوان والوں کو حامد یا خائف کہنا منافقوں کا کام ہے وہ حضرات دین کی کوئی ہیں ۱۲۔ یعنی یہ منافقین صرف دنیا کی باتیں سمجھتے ہیں دین کی باتیں نہیں سمجھتے۔ دین کے کام بھی دنیا کے لئے کرتے ہیں بیعت الرضوان میں شریک نہ ہوئے خیر میں جانے کی تیار نہیں ہیں محض مال کے لئے۔

۱۳۔ خیال رہے کہ قرآن کریم انہیں بار بار غنیمتیں فرما رہا ہے تاکہ معلوم ہو کہ پیچھے رہ جانا سخت جرم تھا ان بدویوں میں سے بعض لوگ آئندہ صحیح توبہ کرنے والے تھے بعض اپنے فحاشی پر قائم رہ جانے والے ان میں فرق کرنے کے لئے یہ حکم ہو رہا ہے۔ ۱۴۔ یہ عبادہ والے قبیلہ بنی حنیفہ کے لوگ ہیں جو سیدہ کذاب پر ایمان لاکر مرتد ہوئے خلافت صدیقی میں ان سے سخت تریک ہوئی۔

جس میں بہت صحابہ شہید ہوئے سیدہ خنیم رسید ہوا اسنے خلافت صحابہ شہید ہوئے کہ قرآن کریم کی حفاظت خطرے میں پڑ گئی تب قرآن کریم جمع کیا گیا تاکہ کتبہ کل میں بھی آجولے ۱۵۔ کیونکہ وہ لوگ مرتدین ہوں گے مرتد سے جزیہ نہیں لیا جاتا ان کے لئے قتل ہے یا اسلام اس سے معلوم ہوا کہ حضور کے زمانہ میں یا حضور کے بعد کسی کو نبی ماننا کفر اور کفر ہے کہ عبادہ والے سیدہ کو نبی ماننے کی بنا پر مرتد مانے گئے نیز معلوم ہوا کہ مرتد کی سزا قتل ہے خیال رہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد حضور کے زمانہ میں کسی جملہ کے لئے انہیں دعوت نہیں دی گئی کیونکہ فرما دیا گیا تھا قُلْ نَبِيِّنَا اور حضرت علی کے زمانہ میں کسی کافر یا مرتد سے جلا نہ ہو ۱۶۔ صرف باغیوں یا خارجیوں سے جنگیں ہوئیں

لہذا اس آیت میں صرف زمانہ صدیقی کے جہاد مراد ہیں جو مرتدین وغیرہم سے ہوئے (صواعق عذیرہ) لہذا یہ آیت خلافت صدیقی کی حاکمیت کی کھلی دلیل ہے یہ بھی خیال رہے کہ صرف اسلام یا قتل مرتد کے لئے ہے شریک کے لئے نہیں اس سے جزیہ بھی لے سکتے ہیں لہذا اس آیت میں قتل مرتدین مراد ہے جو بعد صدیقی میں ہوا۔ شریکین عرب سے اگرچہ جزیہ نہ لیا جلائے گا لیکن انہیں غلام بنا کر رکھا جاسکتا ہے صرف قتل یا اسلام مرتدین کے لئے اور مرتدین سے جنگ ابوبکر صدیق نے کی یعنی جنگ عبادہ خیال رہے کہ خولہ بنت جعفر حنیفہ کو صدیق اکبر نے لوطی بنا کر حضرت علی کے حوالہ کیا اس لئے کہ وہ عورت تھیں مرتد مرد کا غلام نہیں بنایا سنا ۱۷۔ معلوم ہوا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا منکر یا جنگ عبادہ میں آپ کا ساتھ چھوڑنے والا سخت عذاب کا مستحق ہے کیونکہ قُلْ نَبِيِّنَا دونوں کو شامل

۱۔ خیال رہے کہ رب نے ان شخصوں کو کثیر فرمایا اور دنیا کو حق قلیل، کیونکہ وہ قیمت انعام تھا، انعام تو دوا بھی بہت ہے جیسے شعلی تھو یا یہ شخصیں جس دنیا نہ پائیں بلکہ دین سے حق تھیں لہذا کثیر جیسے سفر ہو سے مل کر ایک کو دس گنا کرتا ہے بلکہ ہو تو کچھ نہیں جہاں مسلمان خیر کے جہلوں میں گئے تو خیر والوں کے حلیف بنی اسد و غفلان نے جہاں مسلمانوں کے پیچھے عین پر حملہ کر کے ان کے گھرا لوٹ لیں، اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر ایسا رعب ڈالا کہ انہیں اس کی ہمت نہ ہوئی، اس آیت میں یہ واقعہ مذکور ہے ۳۔ یا خود خیر والوں کے دل میں رعب ڈال دیا کہ وہ بلو جو ستر ہزار ہونے کے بھاگ کر قلعوں میں چھپ گئے ۴۔ یعنی یہ شخصیں

تاقیامت صحابہ کے بچے باطل ہونے کی دہلیس ہوں کہ جیسے یہ قیمت سارے ہدیہ والوں کو ملی ایسے ہی جنت ان سب کو ملے گی، صرف چار پانچ کو نہیں جیسا کہ روافض نے سبھا روافض کہتے ہیں کہ بیعت الرضوان والوں میں صرف پانچ چار صحابہ سوسن تھے باقی منافق تھے تو جیسا ہے تھا کہ خیر میں صرف چار پانچ ہی جاتے ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ صلح حدیبیہ میں حاضر ہونے والے مومنین ہدایت پر تھے اور ہدایت پر رہے ان میں سے کوئی ہدایت سے نہ تھا جو اس کا انکار کرے وہ اس آیت کا منکر ہے ۶۔ فتح مکہ یا فارس و روم کی فتوحات جو عہد فاروقی میں مسلمانوں کو نصیب ہوئیں جو اس وقت مسلمانوں کی ظاہری حالت کے لحاظ سے وہم و خیال سے بالاتر تھیں یہ آیت خلافت فاروقی کی حقانیت کی مکمل دلیل ہے اس سے معلوم ہوا کہ عہد فاروقی کی شاندار فتوحات رب کے فضل و کرم سے ہوئیں ورنہ مسلمانوں کے بل بوتے سے باہر تھیں۔ ۷۔ یعنی مکہ والے خیر والے اور بنی اسد و غفلان نے آپ سے لڑنے کی ہمت نہ کی اگر یہ ہمت کرتے بھی اور تمہارے مقابلہ میں آتے تو مارے جاتے اور فتح تمہاری ہی ہوتی۔ خیر میں حضرت علی مرتضیٰ حیدر مشکل کشا نے جو بہادری کا مظاہرہ کیا وہ اس کی روشنی دلیل ہے اس فتح کا پورا واقعہ تفسیر روح البیان میں دیکھو ۸۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ اگر اب بھی مسلمان صحیح مسلمان ہو کر رب کی رضا کے لئے جنگ کریں تو بدروحمین کے نظارے نظر آسکتے ہیں ۹۔ کہ اللہ تعالیٰ کفار کے مقابلہ میں مومنوں کی مدد فرماتا ہے جیسا کہ گزشتہ آیتوں کے حالات سے ظاہر ہے ۱۰۔ یعنی یہ کبھی نہ ہو گا کہ رب تعالیٰ کفار کے مقابلہ میں مومنوں کی مدد بلاوے نہ فرمائے اگر کبھی مسلمان شکست کا سامن تو یا ان کی اپنی غلطی ہو گی یا اس میں رب کی خاص حکمت اور یہ شکست عارضی ہو گی لہذا آیت پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ بہت دفعہ مسلمان مغلوب ہو جاتے ہیں ۱۱۔ یعنی فتح مکہ کے دن اللہ تعالیٰ نے کفار مکہ کے دلوں میں تمہارا ایسا رعب ڈال دیا کہ وہ

الحق ۴۰
۸۱۹
صفحہ ۳۰

حَكِيمًا ۱۰ وَعَدَكُمْ اللَّهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً تَأْخُذُونَهَا
 والا سچے اور اشرے تم سے وعدہ کیا ہے بہت سی جیتوں کا کم رو گئے تو نہیں

فَعَجَلْ لَكُمْ هَذِهِ ۱۱ وَكَفَّ أَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ
 یہ جلد عطا فرمادی یہ اور لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیئے ت

وَلِتَكُونَ آيَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا
 اور اس لئے کہ ایمان والوں کے لئے نشان ہوئے اور انہیں سیدھی راہ

مُسْتَقِيمًا ۱۲ وَأُخْرَى لَمْ تَقْدِرُوا عَلَيْهَا قَدْ أَحَاطَ
 دکھائے تے اور ایک اور جو تمہارے بل کی نہ تھی نہ وہ اشر کے قبضہ

اللَّهُ بِهَا وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا ۱۳ وَلَوْ
 میں ہے اور اشر ہر چیز پر قادر ہے اور اگر

قَاتَلْتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَلَوْ أَآدَبْنَا رَثْمًا لَا يَبْجِدُونَ
 کا فرق سے لڑیں تو ضرور تمہارے مقابلہ سے ہٹ بھڑ دیں گے شہر کوئی طاقت نہ پائیں

وَلِيَّا وَلَا نَصِيرًا ۱۴ سُبْحَانَ اللَّهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِ
 گئے نہ مددگار نہ اللہ کا دستور ہے کہ پہلے نے بلا آتا ہے نہ

وَلَنْ تَجْعَلَ لِسَانُ اللَّهِ تَبْدِيلًا ۱۵ وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ
 اور ہرگز تم نہ اشر کا خود بدلتا نہ پاؤ گے نہ اہ وہی ہے جس نے ان کے ہاتھ تم سے

عَنْكُمْ وَأَيِّدِيَكُمْ عَنْهُ بِطَرْفِ عَيْنٍ مِّنْ بَعْدِ إِذْ أَظْهَرْتُمْ
 روک چکے اور تمہارے ہاتھ ان سے روک دیکھو ادنیٰ لمحہ میں اہ ان کے کہ نہیں ان

عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ۱۶ هُمُ الَّذِينَ
 پر قابو پائے دیا تھا اور اللہ تمہارے کام دیکھتا ہے لگہ وہ وہ ہیں جنہوں نے

كَفَرُوا وَاصْنَدُوا لَكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيِ
 کفر کیا اور نہیں مسجد حرام سے روکا اور قربانی کے جانور

مغفل ۶۰

مقابلہ کی ہمت نہ کر سکے اور مکہ معظمہ یا آسانی فتح ہو گیا تم کو بھی کشت و خون کرنے کی ضرورت پیش نہ آئی، اس سے معلوم ہوا کہ مکہ معظمہ قوت سے فتح ہوا نہ کہ قضا صلح سے یا مطلب یہ ہے کہ حدیبیہ میں اللہ تعالیٰ نے کفار کو تم سے اور تم کو کفار سے روک دیا، حضرت انس فرماتے ہیں کہ حدیبیہ کے دن اسی کفار مکہ، انصاریہ، تنعیم، ہباز سے لڑے مسلمانوں پر حملہ کرنے کو، مسلمانوں نے انہیں گرفتار کر کے حضور کی بارگاہ میں پیش کیا حضور نے انہیں معافی دے کر چھوڑ دیا، اس آیت میں اس کا ذکر ہے ۱۲۔ یعنی ہم تمہارے حدیبیہ والے اور فتح مکہ والے کلاہوں سے راضی ہیں۔ تم نے بہت ٹھیک کیا۔

اب یعنی ان کفار مکہ کے جرم تو اس ہی قابل تھے کہ تم ان پر سخت حملہ کر کے انہیں تہ تیغ کر دے، یا ان پر رب کا عذاب آجاتا کیونکہ انہوں نے اللہ کے گھر سے اللہ کے محبوب کو روکا، قرآنی کے جانور قرآن گاہ تک نہ لے جانے دیے، جس کی وجہ سے حدیث میں ہی ذبح کئے گئے لیکن مکہ معظمہ میں ختماء مومنین کی موجودگی ان دونوں چیزوں سے مانع ہے کہ ان بے کس مسلمانوں کی وجہ سے نہ تم کو سخت حملہ کی اجازت دی گئی نہ عذاب الہی آیا نہ کہ معظمہ میں موجود ہیں جو مجبوری کی وجہ سے ہجرت نہ کر سکے ۳۔ مکہ معظمہ میں بہتر مسلمان وہ تھے جو مجبوراً اپنا اسلام ظاہر نہ کر سکتے تھے دیکھو روح البیان ان میں حضرت عباس اور امیر مہاجرین بھی تھے

دیکھو ہماری کتاب امیر مہاجرین پر ایک نظر ۳۔ یا اس طرح کہ تم انہیں غیر مسلم سمجھ کر قتل کر ڈالو یا اس طرح کہ تمہارے تیروں سے وہ بھی مارے جاویں بغیر تمہارے قصد کے ۵۔ یعنی تم کو کہ معظمہ پر سخت حملہ ہے اس لئے روکا تا کہ اللہ تعالیٰ ان کفار کو ایمان کی توفیق دے کراچی رحمت میں لے، چنانچہ سارے ہی مکہ والے مسلمان ہو گئے پھر انہیں سے اسلام کو بڑی قوت پہنچی ۶۔ یعنی اگر موجودہ مومن کفار مکہ سے علیحدہ ہو جاتے۔ یا جن کو اسلام کی توفیق ملنے والی ہے وہ ان کفار سے علیحدہ ہو جاتے جو کفر پر مرنے والے ہیں تو کفار پر عذاب الہی آجاتا۔ معلوم ہوا کہ نیکوں کی فضیلت بدوں سے عذاب مل جاتا ہے وسیلہ کا جوہر ہوا یعنی کفار مکہ پر اس لئے عذاب نہیں آتا کہ ان میں مومنین صالحین موجود ہیں اگر یہ نہ رہیں تو عذاب آجائے مَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ اِس کی تائید ہے قیامت ہم جیسے گنہگار اللہ کے مقبول بندوں کی فضیلت امن میں رہیں گے بلکہ صالحین کی قبول کی برکت سے امن ملتا ہے حضرت یوسف علیہ السلام کے مزار شریف کی وجہ سے شہر مصر میں عذاب نہ آیا، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی آغوش مصطفویٰ میں سو رہے ہیں جب مومنوں کی برکت سے کفار پر عذاب نہیں آتا ہے۔ تو حضور مصطفیٰ کی برکت نے آغوش میں سوئے والے مومنوں پر کیا کچھ نعمتیں نہ اتریں گی، اصحاب کف کے دروازے پر جو کتا سو رہا ہے اس پر اللہ کا فضل ہو گیا کیونکہ اولیاء کے قریب ہے ۸۔ کفار مکہ نے اس پر ضد کی کہ ہم اس سال آپ کو محروم نہ کرنے دیں گے، سال آئندہ کرنا یہ نری جہالت کی ضد تھی یہ ہی اس جگہ مراد ہے ۹۔ کہ انہوں نے سال آئندہ عمرہ کرنے پر صلح قرآنی اس سال ہی کرنے پر اصرار نہ فرمایا اگر مسلمان بھی ضد کرتے تو جنگ ہو جاتی جس میں اگرچہ فتح مسلمانوں کو ہو مگر ان حکمتوں کے خلاف ہو تاجو ابھی ذکر ہو سکے، اس سے معلوم ہوا کہ وہ تمام حضرات غلط مومن تھے کیونکہ یہ سیکھ سب پر اترا جو کہے کہ اس

مَعْكُوفًا أَنْ يَبْلُغَ مَجَلَّةً وَلَوْ أَرَجَّاهُ مُؤْمِنُونَ وَ

رکے بچے اپنی جگہ پہنچے نہ اور اگر وہ نہ ہوتا تو کچھ مسلمان مرد

نِسَاءً مُؤْمِنَاتٍ لَمْ تَعْلَمْهُنَّ أَنْ تَكُنَّ لَهُنَّ فُتُيْبِكُمْ

اور کچھ مسلمان عورتیں نہ جانتی تھیں غیر نہیں کہ کہیں تم انہیں روزہ ڈالو تو نہیں انہی

مِنْهُمْ مَعْرُوفٍ يُغَيِّرُ عِلْمًا يَدْخُلُ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ مَنْ

طرف سے اجنبی میں کوئی مکر وہ پہنچے تو تم نہیں انکو مثال کی اجازت دیتے انکا یہاں

يَشَاءُ لَوْ تَزَيَّلُوا لَعَذَّبْنَا الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابًا

اس لئے ہے کہ اللہ اپنی رحمت میں داخل کرے جسے چاہے اگر وہ ہوا جو جاتے نہ تو تم

اَلْيَسَاءُ اِذْ جَعَلَ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْحَمِيَّةَ

مزدان میں کے کافروں کو دردناک عذاب دیتے جب کہ کافروں نے اپنے دلوں میں

حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَى رَسُولِهِ

اور رکھی وہی زمانہ جاہلیت کی اڑٹ تو اللہ نے اہل ایمان اپنے رسول

وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَى وَكَانُوا

اور ایمان والوں پر آمادہ اور ہم پر کلمہ کی کلمہ ان پر لازم فرمایا نہ اور

أَحَقُّ بِهَا وَأَهْلُهَا وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا

وہ اس کے زیادہ سزاوارک اور اس کے اہل تھے کہ اور اللہ سب کچھ جانتا ہے

لَقَدْ صَدَقَ اللَّهُ رَسُولَهُ الرُّيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ

بیشک اللہ نے سچ کر دیا اپنے رسول کا ہمارا جواب کہ بے شک تم ضرور

الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ آمِنِينَ مُحَلِّقِينَ

مسجد حرام میں داخل ہو گئے اگر اللہ چاہے امن و آمان سے اپنے رسول

رِعَاؤَكُمْ وَمُقَصِّرِينَ لَا تَخَافُونَ فَعَلِمَ مَا لَمْ

کے بال مشائے یا ترغوا تے حق بلے خوف تو اس نے جانا جو نہیں

۱۷۱

جماعت میں صرف حضرت علی مومن تھے وہ ان تمام آیات کا مگر ہے اگر وہ حضرات مومن نہ تھے تو پھر دنیا میں کوئی مومن نہیں ہم سب ان کے حقد سے مومن ہیں ۱۰۔ کہ یہ کلمہ تقویٰ یعنی ایمان و اخلاص ان سے جدا ہو سکتا ہی نہیں اس میں ان سب کے حسن خاتمہ کی جتنی خبر ہے کہ ان صحابہ کرام سے دنیا میں وفات کے وقت قبر میں مشر میں تقویٰ چرانہ ہو سکے کالم الحق اتم تفضیل ہے جو مشعل علیہ چاہتا ہے۔ مشعل علیہ یا تو تمام نبیوں کے صحابہ ہیں یا قیامت تک کے ہم جیسے مومنین یا فرشتے وغیرہ یعنی یہ صحابہ تمام نبیوں کے صحابہ سے یا تمام مسلمانوں سے یا تمام فرشتوں سے بڑھ کر کلمہ تقویٰ کے حقدار ہیں معلوم ہوا کہ حضور کے صحابہ تمام خلق سے افضل ہیں بعد انبیاء اور کوئی غیر صحابی مومن صحابی کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا کلمہ اسے مراد ہے یا ہیں ۱۱۔ کیونکہ رب تعالیٰ نے ان بزرگوں کو اپنے محبوب کی صحبت

سچائی بہت جلد مسلمانوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لی کہ
۷۷ھ میں اسمن سے عمرہ کیا اور ۸۸ھ میں مکہ معظمہ میں
فاتحانہ شان سے داخل ہوئے ۱۳۰ سالہ اگلے سال 'خلاصہ یہ
ہے کہ خواب کی تعبیر میں دیر ہونا خواب کی سچائی کے
خلاف نہیں' یوسف علیہ السلام کا خواب چالیس سال بعد
ظاہر ہوا ۱۵۱ھ اس سے دو مہینے معلوم ہوئے ایک یہ کہ
کبھی ساری حرم شریف کو مسجد حرام کہہ دیتے ہیں 'ہاں
ایسا ہی ہے کیونکہ خاص مسجد حرام شریف میں حاجی ہاں
نہیں منڈاتے' دوسرے یہ کہ حج وغیرہ میں ہاں منڈانا
کتروانے سے افضل ہے کہ رب نے پہلے منڈانے کا ذکر
فرمایا۔

۱۔ یعنی اس خراب کے دیو سے ظاہر ہونے میں حکمت الہی
یہ ہے کہ یہ خراب اور یہ دیو جس کا ذکر ہے بنی ۲۰ یعنی
حرم شریف میں داخلہ سے پہلے شیخ غیبر جہارے نصیب میں
کبھی چنانچہ مسلمانوں نے صلح حدیبیہ کے بعد ہی غیبر فرمایا
پھر آئندہ سال عمرہ لکھا گیا ۳۔ معلوم ہوا کہ حضور صلی

اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی شاندار مخلوق ہیں جن سے رب کی شان ظاہر ہوئی ہے کہ آپ پر دست قدرت کو بھی ناز ہے، اسی لئے فرمایا کہ اگر ہماری شان دیکھنی ہے تو اس شاندار بندے کو دیکھو جس رب نے ایسے شاندار کو بنایا تو جان لو وہ خود کیسا شاندار ہے ۴۔ چنانچہ رب نے یہ وعدہ پورا فرمایا کہ حضور نے تمام گزشتہ دینوں کو منسوخ فرما دیا۔ صحابہ کرام کو بہت شاندار فتوحات بخشیں صدہا سال تک دنیا بھر میں مسلمانوں کا راج رکھا اب بھی اگرچہ ہم کمزور ہیں مگر دین ہماری غالب ہے مسجدیں ہماری آباد حج قربائیں اسلام کی ہی شائع ولایات تاقیامت اسلام میں ہی ہے ۵۔ حضور توحید الہی کے گواہ اور رب تعالیٰ نبوت مصطفیٰ کا گواہ حضور کے معجزات رب کی گواہی ہیں یا قرآن میں انہیں رسول اللہ فرماتا رب کی گواہی ہے یا سکندروں چوروں سے گلہ پڑھا دیا رب کی گواہی معلوم ہوا کہ توحید کی گواہی سنت رسول اللہ ہے اور نبوت محمدی کی گواہی سنت الہیہ ہے، مگر طیبہ میں دونوں سنتیں جمع ہیں

۷۔ ساری مخلوق کی طرف کیونکہ رسالت بغیر قید و کڑ ہوئی جس کا اللہ رب ہے اس کے حضور رسول ہیں آدم علیہ السلام کی ابوت سارے انسانوں کے لئے ہے مگر حضور کی جوت ساری مخلوق کے لئے خیال رہے کہ قرآن کریم میں چار جگہ لفظ محمد آیا۔ اللہ کے حروف، محمد کے حروف، فرشتوں کے سردار۔ آسمانی کتابیں، کتاب والے رسول جاری ہیں، انسان کا اخیر بھی چار چیزوں سے ہے، حضور کا نام رب نے محمد رکھا کیونکہ دنیا اور آخرت میں حضور کی حمد ہوتی رہی ہے اور ہوتی رہے گی۔ مقام محمود حضور ی کے لئے ہے قیامت میں لوہ المجد حضور کے ہاتھ ہو گا اس کی نفیس تعمیر ہماری کتاب شان حبیب الرحمن میں دیکھیں ۷۔ حضور کے صحابہ خصوصاً ابو بکر صدیق جو غار کے ساتھی اور قبر کے بھی ساتھی ہیں ۸۔ سارے صحابہ کفار پر ایسے سخت ہیں جیسے شیر شکار پر خصوصاً حضرت عمر فاروق کہ ان سے شیطان بھانکتا ہے ان کے دل میں

معلوم نہیں کہ تو اس سے پہلے ایک نزدیک آنے والی فتح رکھی تھی

وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور پکے دین کے ساتھ بھیجا

کہ اے بندگان! میں غالب کرے گا اور افسدہ کاٹی ہے گواہ

محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے شوکا فوہ پر سخت ہے

اور آئیں، میں نے دل لے لیا تو انہیں دیکھ کر گھر کے سچے میں کہہ کر ان کے فضل

و رضا جانے انکی ملائت انکے پھروں میں ہے

کے نشان سے لے کر انکی صفت تواریت میں ہے اور انکی صفت

انہوں نے یہ بھی ایک کتبہ ۳۱۸ نے اپنا بیٹھا تھا لکھ اسطاعت

دی پھر دینر ہوئی پھر ایسی ساق پر سر سے کٹی ہوئی کسانوں کی جھانپتی ہے

تاکہ ان سے کافروں کو دل چسپی نہ لے اور نہ وہ مسلمانوں سے جو ان میں ایمان اور

الحق کا ہوا، والحق ہو، لا، بقضتہ اور بٹے ثواب کا

۱۱

هینزل ۶۶

۷۔ ساری مخلوق کی طرف کیونکہ رسالت بغیر قید و کڑ ہوئی جس کا اللہ رب ہے اس کے حضور رسول ہیں آدم علیہ السلام کی ابوت سارے انسانوں کے لئے ہے مگر حضور کی جوت ساری مخلوق کے لئے خیال رہے کہ قرآن کریم میں چار جگہ لفظ محمد آیا۔ اللہ کے حروف، محمد کے حروف، فرشتوں کے سردار۔ آسمانی کتابیں، کتاب والے رسول جاری ہیں، انسان کا اخیر بھی چار چیزوں سے ہے، حضور کا نام رب نے محمد رکھا کیونکہ دنیا اور آخرت میں حضور کی حمد ہوتی رہی ہے اور ہوتی رہے گی۔ مقام محمود حضور ی کے لئے ہے قیامت میں لوہ المجد حضور کے ہاتھ ہو گا اس کی نفیس تعمیر ہماری کتاب شان حبیب الرحمن میں دیکھیں ۷۔ حضور کے صحابہ خصوصاً ابو بکر صدیق جو غار کے ساتھی اور قبر کے بھی ساتھی ہیں ۸۔ سارے صحابہ کفار پر ایسے سخت ہیں جیسے شیر شکار پر خصوصاً حضرت عمر فاروق کہ ان سے شیطان بھانکتا ہے ان کے دل میں

خصوصاً "تھوڑے والے کے چہرے پر دنیا و آخرت میں نمودار ہے اور ہو گا، بعد ہوا چودھویں شب کے چاند کی طرح چمکے گی اسی لئے چو فرمایا پیشانی نہ فرمایا ۱۲۔ یعنی حضور کے صحابہ کی درج و مراتب توراۃ و انجیل میں بھی ذکر کی گئیں اور خصوصیت سے ان کی یہ مثال ان دونوں کتابوں میں ذکر ہوئی تھی جو یہاں بیان ہو رہی ہے۔ معلوم ہوا کہ جیسے حضور کی نعت شریف توریت و انجیل میں بھی ایسے ہی حضور کے صحابہ کے مراتب بھی تھے ۱۳۔ صحابہ کرام کو کہتی ہے اس لئے تشبیہ دی کہ جیسے کہتی پر زندگی کا دار و مدار ہے ایسے ہی ان پر مسلمانوں کی ایمانی زندگی کا دار و مدار ہے اور جیسے کہتی کی بیشہ گمرانی کی جاتی ہے ایسے ہی اللہ تعالیٰ بیشہ صحابہ کرام کی گمرانی فرماتا رہے گا۔ نیز جیسے کہتی اولاً "نکرور ہوتی ہے پھر طاقت پکڑتی ہے ایسے ہی صحابہ کرام اولاً "بت نکرور معلوم ہوتے تھے پھر طاقتور ہوئے ۱۴۔ ایسے ہی صحابہ کی جماعت رب کی بڑی پیاری بھلی معلوم ہوتی ہے۔ معلوم ہوا کہ صحابہ سے محبت سنت الہیہ ہے۔ ۱۵۔ معلوم ہوا کہ صحابہ سے چلنے والے سب کافر ہیں، قرآن کریم نے کسی اسلامی فرقے پر صراحہً "کفر کافری" نہ دیا سوا دشمن صحابہ کے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان کی الفت و محبت نصیب فرمائے آمین ۱۶۔ خیال رہے کہ منہم میں مرن بنایا ہے من جنہینہ شمس، کیونکہ سارے صحابہ مومن و صالح ہیں، رب فرماتا ہے۔ وَكَذَلِكَ قَالَ اللَّهُ أَنَا خَيْرٌ مِنْ دُونِ مُحَمَّدٍ وَأَنَا خَيْرٌ مِنْ دُونِ الْغَالِبِينَ رَب نے سب سے جنت کا وعدہ فرمایا ۱۷۔ معلوم ہوا کہ صحابہ کا ثواب تمام مسلمانوں کے ثواب سے زیادہ ہے، حضور نے فرمایا کہ صحابی کا چار سو خیرات کرنا تمہارے پہاڑ بھر سونا خیرات کرنے سے افضل ہے معلوم ہوا کہ حضور ازل سے ہی ہدایت اور دین سے متصف ہیں اس سے کبھی علیحدہ نہ ہوئے یا اس طرح کہ وہ تمہارے لئے ہدایت اور دین لے کر آئے اس سے معلوم ہوا کہ حضور ہی سے ہدایت مل سکتی ہے اور حضور سے ہر قسم کی ہدایت ہی ملتی ہے۔ خیال رہے کہ قرآن سے ہدایت بھی ملتی ہے۔ گمراہی بھی یُضِلُّ بِهَا كَثِيرًا مِّنْ أَهْلِ الْإِسْلَامِ کہتا ہے صرف ہدایت ملتی ہے بولے شفا ملی ہے۔

سورۃ حجرات ہے اس میں ۲ رکوع ۱۸ آیات ۳۴۵ کلمے اور ۷۷ حروف (مخلافات)

اللہ کے نام سے شروع جو ہدایت مہربان رحم والا

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آمگے نہ بڑھو!

اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ نہتا جانتا ہے کہ اے ایمان والو

۱۔ یہی آواز اس اویسی کی ذکر و اس غیب تھا۔ (یہی) کی آواز سے ملے اور اچھے

حضرت بات چلا کر نہ کہو: جسے آپس میں ایک دوسرے سے کہہ رہے ہیں۔

نمایند عمل امارت نه مو جانکس اور چشمه غمر نه جو یک کوه و خوان افرا آواز است که گشته

۵. حساب اشیاء در حساب اشیاء

کتابخانه عمومی مسجد جامع اصفهان

وَمِنْهُمْ مَن يَخُصُّكَ فِي الْوَيْلِ وَالْجَنَابِ

[illegible]

اگر اللہ کے پیغام کو مان لیا تو اسے پھر کس شریعت کا مان لے گا؟

۱۔ (شان نزول) بعض صحابہ نے بقرہ کے دن حضور سے پہلے یعنی نماز عید سے قبل قربانی کر لی اور بعض صحابہ رمضان سے ایک دن پہلے ہی روزے شروع کر دیئے تھے ان لوگوں کے حلق یہ آیت نازل ہوئی "اس سے چند مہینے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کی بے ادبی حق تعالیٰ کی بے ادبی ہے کہ ان حضرات نے حضور پر پیش قدمی کی تو فرمایا گیا کہ اللہ و رسول پر پیش قدمی نہ کرو" دوسرے یہ کہ راستہ پہلے بات کرنے، کسی چیز میں بھی حضور سے آگے بڑھنا منع ہے کیونکہ یہاں لفظ "مطلق" ہے۔ تیسرے یہ کہ بعض اہل لب والے لوگ بزرگوں یا قرآن شریف کی طرف پہنچے نہیں کرتے ان کا مآخذ یہ آیت ہے ۲۔ یعنی دوبار رسول میں تمہاری ہر نقل و حرکت

(بقیہ صفحہ ۸۴۲) نشست و برخاست کی ہم نگرانی فرما رہے ہیں خبردار محبوب کی بے ادبی نہ ہونے پائے ۳۔ (شان نزول) یہ آیت حضرت عیسیٰ بن قیس ابن شمس رضی اللہ عنہ کے حقیقی نازل ہوئی جو کچھ اونچا سنتے تھے اور خود بلند آواز تھے انہیں علم ہوا کہ اس بارگاہ میں آواز پست رکھو حضرت عیسیٰ اس آیت کہہ کر کے نزول کے بعد خانہ نشین ہو گئے پھر گاندوڑی میں حاضر نہ ہوئے حضور نے ان کی غیر حاضری کا سبب حضرت سعد سے پوچھا جو حضرت عیسیٰ بن قیس کے پڑوسی تھے انہوں نے عیسیٰ بن قیس سے پوچھا وہ بولے میں تو دوزخی ہو چکا ہوں میری آواز اونچی ہو گئی تھی حضور نے فرمایا ان سے کہہ دو کہ وہ جتنی ہیں ۴۔ معلوم ہوا کہ حضور کی

ادبی بے ادبی کفر ہے کیونکہ کفر ہی سے عیسیاں برآمد ہوتی ہیں جب ان کی بارگاہ میں اونچی آواز سے بولنے پر عیسیاں برآمد ہیں تو دوسری بے ادبی کا ذکر ہی کیا ہے آیت کا مطلب یہ ہے کہ نہ ان کے حضور چلا کر بولتے انہیں عام القاب سے پکارو جن سے ایک دوسرے کو پکارتے ہو چکا ابا ہانیؓ حضرت کو رسول اللہ شیخ الحدیثین کو ۵۔ (شان نزول) یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے حق میں نازل ہوئی کہ یہ حضرات کچھلی آیت اترنے کے بعد نہایت ہی دھیمی آواز سے گفتگو کرتے تھے ۶۔ معلوم ہوا کہ تمام عبادات بدن کا تقویٰ ہیں اور حضور کا ادب دل کا تقویٰ یعنی یحکم شاکر اللہ فلا نقاوی تقویٰ القلوب اللہ نصیب کرے یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کے دل رب نے تقویٰ کے لئے پرکھ لئے ہیں جو انہیں فاسق مانے وہ اس آیت کا منکر ہے ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابو بکر صدیق اور عمر فاروق کی بخشش ایسی ہی جتنی ہے جیسے اللہ کا ایک ہونا جتنی کہ رب نے ان کی بخشش کا اعلان فرمادیا یہ بھی معلوم ہوا کہ ان دونوں بزرگوں کا ثواب و اجر ہمارے خیال و وہم سے بالا ہے کہ رب نے اسے عظیم فرمایا تمام دنیا قلیل ہے مگر ان کا ثواب عظیم ۸۔ (شان نزول) یہ آیت قبیلہ بنی تیم کے وفد کے حقیقی نازل ہوئی جو دوپہر کے وقت حضور کی خدمت میں پہنچے جب کہ محبوب دولت خانہ میں آرام فرماتے انہوں نے مجروح کے باہر سے ہی پکارا شروع کر دیا۔ سرکار شریف لے آئے تب یہ آیت کریمہ اتری ۹۔ یعنی انہیں چاہیے تھا کہ میرے باہر جھٹے جب آپ خود ہی تشریف لاتے تو عرض معروض کرتے معلوم ہوا کہ دنیاوی پلوشاہوں کے درباری آداب انسانی ساخت ہیں مگر حضور کے دروازے شریف کے آداب رب نے بنائے رب نے سکھائے نیز یہ آداب صرف انسانوں پر ہی جاری نہیں بلکہ جن و انس و فرشتے سب پر جاری ہیں فرشتے بھی اجازت لے کر دولت خانہ میں حاضری دیتے تھے پھر یہ آداب ہمیشہ کے لئے ہیں خیال رہے کہ یہاں

۸۴۳

وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ

اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اے ایمان والو اگر کوئی فاسق تم

فَاسِقٌ بَيِّنًا قَبِيتَ تَوَّأَنَّ تَصِيْبُوا قَوْلًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْحَفُوا

بہلے پاس کوئی ظہر لائے تو تحقیق کروں کہ میں کسی قوم کو بے جا نے بیلا زورے بیٹھوں

عَلَى مَا فَعَلْتُمْ نَذِيرٍ وَعَلِمُوا أَنَّ فِيكُمْ رَسُولًا

پہلے کئے ہر پھٹکتا رہ جاؤ اور جان لو کہ تم میں اللہ کے رسول ہیں

اللَّهُ لَوْ يُطِيعُكُمْ فِي كَثِيرٍ مِّنَ الْأَمْرِ لَعَنِتُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ

بہت مصلحتوں میں اگر یہ تمہاری غوغائی کر دے تو تم ضرورشت میں پڑو لیکن اللہ

حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ

نے تمہیں ایمان پیا کر دیا ہے اور اسے تمہارے دلوں میں آراستہ کر دیا اور تمہارے

الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ أُولَٰئِكَ هُمُ الرَّشِدُونَ

کفر و بدعتوں اور نافرمانی تمہیں ناگوار کر دی وہ ایسے ہی رنگ راہ ہوں

فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَنِعْمَةً وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ وَإِنْ

اللہ کا فضل اور احسان اور اللہ مہربان و حکیم والا ہے اور اگر

طَافِتِينَ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلَحُوا بَيْنَهُمَا

مسلمانوں کے درگزر آپس میں لڑیں تو ان میں صلح کرادو

فَإِنْ بَغَتْ أَحَدُهُمَا عَلَى الْآخَرِي فَقَاتِلُوا الَّتِي

پھر اگر ایک دوسرے پر زیادتی کرے تو اس زیادتی والے سے لڑو

تَبَغَّى حَتَّى تَفِي إِلَىٰ أَمْرِ اللَّهِ فَإِنْ فَاءَتْ فَأَصْلَحُوا

یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طاعت پٹ آئے پھر اگر پٹ آئے تو صلح

بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ

کے ساتھ ان میں اصلاح کر دو اور عدل کر دو بے شک عدل والے اللہ کو پسند ہیں

مآثر

الکفر معنی کل ہے۔

۱۔ یعنی ان سے جو یہ بے ادبی ہوئی اس سے توبہ کریں تو ہم بخش دیں گے اس سے معلوم ہوا کہ اس قانون کے نازل ہونے سے پہلے بھی ان پر یہ ادب و احترام لازم تھا اس لئے ان سے توبہ کرائی گئی حضور کا ادب فطری چیز ہے قانون بننے سے پہلے بھی ضروری ہے ۲۔ یہ آیت ولید ابن عقبہ کے حقیقی نازل ہوئی جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی مطلق کے صدقات وصول کرنے بھجوا زمانہ جاہلیت میں ولید اور اس میں پرانی عداوت تھی مگر جب ان لوگوں کو پتہ چلا کہ ولید حضور کی طرف سے عامل مقرر ہو کر آ رہے ہیں تو وہ لوگ استقبال کے لئے آئے ولید کچھ کچھ قتل کرنے آ رہے ہیں ولید فوراً واپس لوٹ گئے اور حضور کی خدمت میں یہ ماجرا

۱۔ یعنی لڑنے بھڑنے والے بھی مومن ہیں اور ہر مومن، مومن کا بھائی ہے، لہذا ان میں ہر طرح صلہ کی کوشش کرو، خیال رہے کہ یہاں مومنوں کو مومن کا بھائی فرمایا نہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضور تو ہیں ایمان ہیں ان کی نہیں پاک پر ہزاروں ماں باپ قربان لہذا حضور کو بھائی کہنا ہرگز جائز نہیں رہا ہے۔ لا نسلوا دُعَاةَ الْقَوْمِ الَظَّالِمِیْنَ ۝۲۰ (شان نزول) یہ آیت بنی تمیم کے متعلق نازل ہوئی جو قراء مسلمین حضرت بلال، صیب و عمار رضوان اللہ علیہم کو نظر حقارت سے دیکھتے اور ان کی بنی اڑاتے تھے، یا حضرت طاہت ابن قیس کے متعلق نازل ہوئی جنہوں نے ایک غریب صحابی سے فرمایا تھا، اوفلائی کے بیٹے، یہ لفظ عرب میں توہین کا تھا ۳۔ اس

سے تمہیں مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مسلمانوں کی کوئی قوم ذلیل نہیں، ہر مومن عزت والا رب فرماتا ہے۔ اَلْاِیْمَةُ لِلْعِزِّ وَلِلْعِزِّ مَوْلَانِ ۝۱۰ (تیسرے یہ کہ عظمت کا وارو ہر محض نسب پر نہیں تعلق پر ہی ہو گاری پر ہے۔ رب فرماتا ہے۔ اِنَّ اَكْبَرَكُمْ مِّنْذَلٰلٍۭہٗۤ اَفْکُمْ تِسْرَہٗۤ یَہٗ کہ مسلمان بھائی کو کسی طعن دینا حرام اور مشرکوں کا طریقہ ہے آج کل یہ بیماری مسلمانوں میں عام پھیلی ہوئی ہے ۳۔ یہ آیت حضرت ام المومنین صفیہ بنت حبیبہ کے حق میں نازل ہوئی کہ انہیں ایک بار حضرت حنفہ نے یہودی کی لڑکی کہہ دیا تھا جس پر وہ روئیں، اور حضور سے شکایت کرنے لگیں حضور نے فرمایا تم نبی کی اولاد میں ہو اور خاتم النبیین کی زوجہ ہو (آپ حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں تھیں) اور حضرت حنفہ سے فرمایا کہ حنفہ خدا سے ڈرو، کسی طعن کی بیماری عورتوں میں زیادہ ہے، انہیں اس آیت سے سبق لینا چاہیے۔ نہ معلوم بارگاہ الہی میں کون کس سے بہتر ہو۔ شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام پر یہ ہی اعتراض کیا تھا کہ میں آگ سے ہوں یہ خاک سے ۵۔ یعنی کوئی مسلمان کسی کو عیب نہ لگائے کہ یہ درحقیقت اپنے حق کو عیب لگاتا ہے۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق کچھ شکایت کی تھی جس کی توبہ اس طرح کی کہ حکم پروردگار انہیں سجدہ کیا (روح) لہذا اگر کسی مسلمان کو عیب لگایا ہو یا غیبت کی ہو تو اس کی عاجزی سے معافی مانگے ۶۔ اس سے چھ مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مسلمان کو کتا ملو، سور وغیرہ نہ کھو، دوسرے یہ کہ جس جنگدار نے اپنے گناہ سے توبہ کر لی ہو پھر اسے اس گناہ کا طعن نہ دو۔ تیسرے یہ کہ مسلمان کو ایسے لقب سے نہ پکارو جو اسے ناگوار ہو اگرچہ وہ عیب اس میں موجود ہو، اولکائے، اوفی، اولنگزے، اندھے کہہ کر نہ پکارو۔ اگرچہ یہ تیاریاں اس میں ہوں، چوتھے یہ کہ جو لقب نام کی طرح بن گئے ہوں کہ اب اس سے اسے تکلیف نہ ہو تو ان القاب سے پکارنا منع نہیں۔ جیسے اعش، اطرح وغیرہ (نثرانی

الحجۃ ۲۹

۸۲۴

خبر ۲۲

اَلْاِیْمَةُ لِلْعِزِّ وَلِلْعِزِّ مَوْلَانِ ۝۱۰

مسلمان بھائی ہیں دو اپنے دو بھائیوں میں صلہ کرنا اور

اَتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝۱۱ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا

اگر سے ڈرو کہ تم بہر رحمت ہو اسے ایمان والو

لَا یَسْخَرُ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَلٰی اَنْ یَّکُوْنُوْا خَیْرًا اِمْنَهُمْ

نہ مرد مردوں سے ہنسیں نہ عجب نہیں کہ وہ ان بھلے والوں سے بہتر ہوں کہ

وَلَا نِسَاۗءٌ مِّنْ نِّسَاۗءِ عَلٰی اَنْ یَّکُوْنَنَّ خَیْرًا اِمْنَهُمْ وَلَا

اور نہ عورتیں عورتوں سے اور نہ انہیں کہ وہ ان بھلے والوں سے بہتر ہوں نہ اند

تَلْمِیْزًا وَّالْاَنفُسُ لَا تَنْۢبِرُ وَاِلَّا لِقَابٍ یُّسَّی الْاَسْمُ

آہیں میں طعن نہ کرنا اور ایک دوسرے کے برے نام نہ بھول کر کہا ہی ہوا ہم سے

اَلْفُسُوْۤقُۙۤ بَعْدَ الْاِیْمَانِ وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ

مسلمان ہو کر فاسق کہلاتا ہے اور جو توبہ نہ کرے تو وہی

الظَّالِمُوْنَ ۝۱۲ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْۤا کَثِیْرًا مِّنْ

ظالم میں سے اسے ایمان والو بہت گناہوں سے

الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اَنَّمْ وَلَا تَحْسَبُوْۤا وَاِلَّا یَغْتَبِ

بھوکے بے شک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے نہ اور عیب نہ دوسروں کو اور ایک سے

بَعْضُکُمْۙ بَعْضًاۙ اَیُّحَبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاکُلَ لَحْمَ

کی غیبت نہ کر دہ کہ تم میں کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت

اٰخِیْہٖۤ مِمَّنْ فَاَکَرِهْتُمُوْۤا وَاَتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ

کھائے تو یہ نہیں گوارا دے گا کہ وہ کھائے اور اللہ سے ڈرو کہ جب اللہ بہت توبہ قبول

رَّحِیْمٌ ۝۱۳ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَّکْوٍ

کرنے والا مہربان ہے اسے تو کو ہم نے نہیں ایک مرد

منزل ۲

العرفان ۱۔ یعنی ایسی حرکتیں قس ہیں تم مسلمان ہو کر فاسق کیوں بنتے ہو، ان سب حرکتوں سے علیحدہ رہو ۸۔ اس سے وہ فرقہ عبرت بکلاے جو صحابہ کرام کو گالیاں دینا بہترین عبادت سمجھتا ہے جس کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایک گلی دینا اسی یرس کی خالص عبادت سے افضل ہے، یہ لوگ اس آیت کے حکم سے ظالم ہیں ۹۔ یعنی مسلمان بھائی پر بدگمانیاں نہ کیا کرو اگر اس کے کام یا کلام میں اچھا پسند نہ لگتا ہو تو اسے خواہ مخواہ برے پہلو پر محمول نہ کرو، اس لئے علماء فرماتے ہیں کہ اگر کسی مسلمان کے کلام میں ۹۹ معنی کفر کے ہوں ایک معنی ایمان کے تو اسے اس بنا پر کافر نہ کہو اس سے موجودہ وہابیوں کو عبرت پکڑنی چاہیے جو مسلمانوں کو بات بات پر مشرک کہہ دیتے ہیں وہ خیال رہے کہ بعض گمان فرض ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اچھا گمان رکھنا کہ وہ اپنے فضل سے مجھ جنگدار کو بخشے گا بعض

(بقرہ صفحہ ۸۲) گمان مستحب جیسے مسلمان بھائی سے اچھا گمان رکھنا بعض گمان حرام ہیں جیسے رب پر بدگمانی کہ وہ مجھے ہرگز نہ بخشے گا یا ایک مسلمان پر بلا وجہ بدگمانی ال۔ یعنی مسلمانوں کے چھپے عیب نہ تلاش کرو جنہیں رب نے اپنی ستاری سے چھپا لیا ہے کیونکہ تم میں بھی بہت سے چھپے عیب ہیں، تم دوسروں کا پردہ رکھو تا کہ تمہارا یہ وہ رہے، بہتر ہے کہ خود اپنے عیب ڈھونڈو اور توبہ کرو۔ ۱۲۔ خیال رہے کہ کسی کے واقعی عیب اس کی پیٹھ پیچھے بیان کرنا غیبت ہے، غیبت جائز بھی ہے ناجائز بھی، ناجائز ہونے کی چند شرطیں ہیں ایک یہ کہ جس کی غیبت کی وہ مسلمان ہو دوسرے یہ کہ خاص شخص تو تیسرے یہ کہ وہ عیب اس میں موجود ہو اگر نہ ہو تو بہتان ہے

چوتھے یہ کہ وہ عیب علانیہ نہ ہو یا فحش یہ کہ اس عیب کے بیان کرنے کی کوئی شرعی ضرورت درپیش نہ ہو لہذا کافر کی غیبت جائز غیر متعین شخص کی غیبت جائز، ظاہری علانیہ شرابی یا فاسق کی غیبت جائز جس کو سب جانتے ہوں کہ وہ فاسق ہے، محدثین کا روایان حدیث کے عیوب بیان کرنا یا کسی شاگرد کی استاد سے شکایت کرنا یا کسی شرے کے شر سے کسی کو بچانے کے لئے اس کے عیب پر مطلع کرنا جائز ہے کہ ان میں ضرورت شرعی موجود ہے ۱۳۔ غیبت کو مرے بھائی سے تشبیہ دی چند وجہ سے، ایک یہ کہ غیبت گناہ ہے مگر بے لذت ہے فائدہ جیسے مرے بھائی کا گوشت کھانا، زنا اور سود گناہ ہیں مگر زنا میں لذت اور سود میں کچھ مالی فائدہ تو ہے دوسرے یہ کہ غیبت نہایت گھناؤنا اور گند اکام ہے جس سے نفس انسانی نفرت کرتا ہے۔

۱۔ یعنی سب انسانوں کی اصل حضرت آدم و حوا ہیں اور ان کی اصل مٹی ہے تو تم سب کی اصل مٹی ہوئی پھر سب پر اکڑتے اور اتراتے کیوں ہو ۲۔ یعنی انسان کو مختلف نسب و قبیلہ بنانا ایک دوسرے کی پہچان کے لئے ہے نہ کہ شبنی مارنے اور اترانے کے لئے ۳۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بازار مدینہ میں تشریف لے گئے۔ وہاں ملاحظہ فرمایا کہ ایک غلام یہ کہہ رہا ہے کہ جو مجھے خریدے وہ مجھے حضور کے چھپے بچ گناہ نماز سے نہ روکے اسے ایک شخص نے خرید لیا پھر وہ غلام پیار ہو گیا تو سرکار اس کی تباداری کو تشریف لے گئے پھر اس کی وفات ہو گئی تو حضور اس کے دفن میں شریک ہوئے، اس پر بعض لوگوں نے حیرانی کا اظہار کیا کہ غلام اور اس پر اتنا انعام اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ۴۔ (شان نزول) یہ آیت بنی اسد کی اس جماعت کے متعلق نازل ہوئی جو قحط کے زمانہ میں مدینہ منورہ میں آئے اور صرف زبان سے مسلمان ہو گئے دل میں کافر رہے ان کے آنے سے مدینہ منورہ میں اور گرانی ہو گئی، چیزوں کے بھاؤ چڑھ گئے کیونکہ یہ بہت تھے اور جب حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو اپنے اسلام لانے کا اعلان جباتے تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی

الحجۃ ۲۶	۸۲۵	انجیروت ۵۹
<p>اَنْتُمْ وَجَعَلْنَكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا اِنَّ الْكُوفَةَ</p> <p>اور ایک عورت سے پیدا کیا اور انہیں شاہیں اور قبیلے کیا کہ آپس میں پہچان رکھیں بیشک اللہ</p> <p>عِنْدَ اللّٰهِ اَتَقْسِمُ اَنْ اللّٰهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ۝۱۰ قَالَتْ</p> <p>کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جس میں زیادہ پورا ہوگا کہ بیشک اللہ جاننے والا مہربان ہے</p> <p>الْاَعْرَابُ اَمْثَلُ قُلُومًا لَّمْ يُؤْمِنُوا وَلٰكِنْ قَوْلُوا اَسْلَمْنَا</p> <p>گنوار پورے ہم ایمان لائے تم فرماؤ ہم ایمان تو دیتے تھے یا نہ دیتے ہو کہ ہم بیعت ہوئے تھے</p> <p>وَلْتَبَيِّنْ دُخُلَ الْاِيْمَانِ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَاِنْ تُطِيعُوا</p> <p>اور ابھی ایمان تمہارے دلوں میں کہاں داخل ہوا کہ اگر تم اللہ اور اس کے</p> <p>اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ لَا يَلِيْتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْءٌ اِنَّ</p> <p>رسول کی فرمانبرداری کرو گے تا کہ تمہارے عمل کا ہمیں نقصان نہ ہو بیشک</p> <p>اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۱۱ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا</p> <p>اللہ بخشنے والا مہربان ہے ایمان والے تو وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر</p> <p>بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ ثُمَّ لَمْ يَزَلْا يَاجْهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ</p> <p>ایمان لائے تو پھر تک نہ کیا اللہ اور اپنی جان اور مال سے</p> <p>وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ</p> <p>اللہ کی راہ میں جہاد کیا وہی سچے ہیں کہ</p> <p>قُلْ اَتَعْلَمُوْنَ اللّٰهَ بَدِيْنِكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِيْ</p> <p>تم فرماؤ کیا تم اللہ کو اپنا دین بتاتے ہو کہ اور اللہ جانتا ہے جو کہ</p> <p>السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ</p> <p>آسمانوں میں اور جو کہ زمین میں ہے اور اللہ سب پر</p> <p>عَلِيْمٌ ۝۱۲ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَسْلَمُوْا قُلُوبَكُمْ لِمَا كُنْتُمْ</p> <p>جانتا ہے کہ اللہ محبوب وہ تم پہچان سکتے ہیں کہ مسلمان ہو گئے تم فرماؤ اپنے اسلام کا</p>		
منزل ۶		

(خزائن و روح وغیرہ) ۵۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ دل سے ماننے کا نام ایمان ہے اور زبان سے اقرار کا نام اسلام ان کے نزدیک ایمان و اسلام میں فرق ہے ان کی دلیل یہ آیت ہے جن کے نزدیک ایمان و اسلام ایک ہے وہ فرماتے ہیں کہ یہاں اسلام لغوی معنی میں ہے یعنی اطاعت کر لینا جیسے رب فرماتا ہے۔ نَقْلًا لِّمَا یَمْنٰی قول قوی ہے لہذا منافق نہ مومن ہے نہ مسلم ۶۔ معلوم ہوا کہ بغیر اعتقاد درست ہوئے کلمہ پڑھ لینا اللہ کے نزدیک بیکار ہے ۷۔ اس طرح کہ دل سے مسلمان ہو جاؤ یا یہ معنی ہیں کہ ایمان لا کر اطاعت ظاہری کرو، ورنہ منافق کی عبادت ضائع ہیں جن کا کوئی ثواب نہیں ۸۔ بلکہ تمہیں اپنی شان کے لائق جزا دے گا جو تمہارے وہم و گمان سے باہر ہے، بادشاہ اپنے نیاز مندوں کے حقیر دیہوں پر بے با انعام دے دیتے ہیں ۹۔ واؤ کے عطف سے معلوم ہوا کہ حضور پر ویسے ہی ایمان لانا ضروری ہے

(فقیر صفحہ ۸۲۵) جیسے کہ تعالیٰ پر لقا حضور ہمارے ایمان میں ہماری طرح مومن نہیں، اس لئے رب العالمین حضور کو عام مومنوں میں داخل نہیں فرمایا ان کا علیحدہ ذکر فرماتا ہے اِنَّ اَوَّلَ مَا اَنْزَلَ الْبَيِّنَاتِ الْوَحْيِ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَكَانَ الْوَحْيُ الْوَحْيُ الْوَحْيُ۔ حضور رب کے مومن ہمارے ایمان میں وہ اپنے ایمان میں لقا یہ کہنا صحیح ہے کہ میں انشاء اللہ مومن ہوں اپنے ایمان پر یقین چاہیے اب معلوم ہوا کہ تمام صحابہ سچے مومن ہیں کہ ان میں یہ تمام صفات کامل طور پر موجود ہیں، رب نے ان کے صدق کی گواہی دی ۱۳۔

گزشتہ آیت کے نزول پر ان لوگوں نے تمہیں کھار کھا کہ ہم تمہیں مومن ہیں تب یہ آیت کہہ اتری۔ معلوم ہوا کہ حضور سے عرض و معروضی کہنا رب سے عرض کرنا ہے ان لوگوں نے حضور کو اپنا اخلاص بتایا تھا مگر ارشاد ہوا کہ کیا خدا کو بتاتے ہو۔ سبحان اللہ اگر رب کو دیکھنا ہے تو حضور کو دیکھو اگر رب سے کچھ کہنا ہے تو حضور سے کہو اگر رب کے ساتھ بیٹھنا ہے تو حضور کی بارگاہ میں بیٹھو مولانا فرماتے ہیں۔

ہر کہ خولہ ہم نفسی با خدا
او نشند در حضور اولیاء

یعنی تم اپنے ایمان کا اللہ رسول پر احسان نہ دھو بلکہ اگر تمہیں سچا ایمان نصیب ہو جائے تو تمہارے اللہ رسول کا احسان ہے کہ تمہیں اس کی توفیق بخشے۔

منت منہ کہ خدمت سلطان ہستی
منت شمار ازو کہ بخدمت گماشت

۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی مخلوق کا حضور پر احسان نہیں بلکہ سب پر حضور کا احسان ہے کہ ہمیں جو نعمتیں ملیں وہ حضور کے فضل ہی ملیں، اگر تمام جہان کافر ہو جائے تو حضور کا کچھ نہیں بگڑتا اور اگر تمام دنیا مومن و متقی ہو جائے تو حضور پر کچھ احسان نہیں، اگر ہم سورج سے نور لے لیں تو ہمارا احسان سورج پر نہیں بلکہ اس کا ہم پر احسان ہے اس سے معلوم ہوا کہ کبھی اسلام و ایمان میں فرق کیا جاتا ہے۔ اس صورت میں ایمان کا اعتبار ہے نہ کہ محض اسلام یعنی ظاہری اطاعت کا، خیال رہے کہ یہاں اللہ تعالیٰ نے ایمان کا احسان بتلایا وہ سری جگہ حضور کے مبعوث فرمانے کا کہ فرمایا فَذَرْنِیْ اَللّٰہُ مَعْلُوْمٌ ہوا کہ حضور اور ایمان لازم و ملزوم ہیں یا یہاں ایمان سے مراد حضور ہیں ۳۔ یعنی جو علیم و خیر تمام آسمانوں کے غیوب جانتا ہے اس پر تمہارے دل کے حالات کیسے چھپ سکتے ہیں اس کی بارگاہ میں اپنا ایمان ظاہر کرنا عبث ہے، خیال رہے کہ ہم گنہگاروں کا یہ عرض کرنا کہ مولا ہم گنہگار ہیں یا اے مولیٰ ہم تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا، رب پر ظاہر کرنے کے لئے نہیں بلکہ اس سے بھیک مانگنے کے لئے ہے لہذا یہ آیت ان آیتوں کے خلاف نہیں جن میں اس کے انکار کا حکم ہے جیسے وَنَبِّئْنَا عَنْ عِبَادِکَ

۳۔ قرآن کریم دنیا میں بھی عزت والا ہے کہ جس کاغذ پر لکھا جاوے اس کو بے وضو چھونا منع ہے جس خلاف میں لپیٹا جاوے اس کی بے حرمتی حرام جس زبان و سینہ میں پہنچ جاوے وہ عالم برکت والا ہے، جس نبی پر اترا وہ نبی سید الانبیاء ہے۔ اور آخرت میں بھی عزت والا کہ اپنے ماننے والے کی شفاعت فرمائے گا، اس کی شفاعت رب قبول کرے گا عالم قرآن کے سر پر سنری تاج ہو گا جس کے موتی سورج سے زیادہ چمکیں گے ۵۔ یعنی یہ کفار آپ پر ایمان تو نہ لائے بلکہ تعجب کرنے لگے کہ انسان کو نبوت کیسے مل گئی یہ تو کسی فرشتے کو ملنی چاہیے تھی افسوس ہے کہ یہ لوگ کلمہ پتھر کو خدا ماننے لگے مگر افضل البشر کو نبی ماننے میں تامل کرتے تھے ۶۔ تعجب دو طرح کا ہوتا ہے انکار کا اور اقرار کا یہاں انکاری تعجب ہے کہ یہ کفار کا مقولہ ہے حضور کی شان دیکھ کر مومن کا حیران ہو جانا کمال ایمان کی دلیل ہے ۷۔ واقعہ سے یا ہماری عقل و سمجھ سے کیونکہ معنی اور

۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ کبھی اسلام و ایمان میں فرق کیا جاتا ہے۔ اس صورت میں ایمان کا اعتبار ہے نہ کہ محض اسلام یعنی ظاہری اطاعت کا، خیال رہے کہ یہاں اللہ تعالیٰ نے ایمان کا احسان بتلایا وہ سری جگہ حضور کے مبعوث فرمانے کا کہ فرمایا فَذَرْنِیْ اَللّٰہُ مَعْلُوْمٌ ہوا کہ حضور اور ایمان لازم و ملزوم ہیں یا یہاں ایمان سے مراد حضور ہیں ۳۔ یعنی جو علیم و خیر تمام آسمانوں کے غیوب جانتا ہے اس پر تمہارے دل کے حالات کیسے چھپ سکتے ہیں اس کی بارگاہ میں اپنا ایمان ظاہر کرنا عبث ہے، خیال رہے کہ ہم گنہگاروں کا یہ عرض کرنا کہ مولا ہم گنہگار ہیں یا اے مولیٰ ہم تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا، رب پر ظاہر کرنے کے لئے نہیں بلکہ اس سے بھیک مانگنے کے لئے ہے لہذا یہ آیت ان آیتوں کے خلاف نہیں جن میں اس کے انکار کا حکم ہے جیسے وَنَبِّئْنَا عَنْ عِبَادِکَ

۳۔ قرآن کریم دنیا میں بھی عزت والا ہے کہ جس کاغذ پر لکھا جاوے اس کو بے وضو چھونا منع ہے جس خلاف میں لپیٹا جاوے اس کی بے حرمتی حرام جس زبان و سینہ میں پہنچ جاوے وہ عالم برکت والا ہے، جس نبی پر اترا وہ نبی سید الانبیاء ہے۔ اور آخرت میں بھی عزت والا کہ اپنے ماننے والے کی شفاعت فرمائے گا، اس کی شفاعت رب قبول کرے گا عالم قرآن کے سر پر سنری تاج ہو گا جس کے موتی سورج سے زیادہ چمکیں گے ۵۔ یعنی یہ کفار آپ پر ایمان تو نہ لائے بلکہ تعجب کرنے لگے کہ انسان کو نبوت کیسے مل گئی یہ تو کسی فرشتے کو ملنی چاہیے تھی افسوس ہے کہ یہ لوگ کلمہ پتھر کو خدا ماننے لگے مگر افضل البشر کو نبی ماننے میں تامل کرتے تھے ۶۔ تعجب دو طرح کا ہوتا ہے انکار کا اور اقرار کا یہاں انکاری تعجب ہے کہ یہ کفار کا مقولہ ہے حضور کی شان دیکھ کر مومن کا حیران ہو جانا کمال ایمان کی دلیل ہے ۷۔ واقعہ سے یا ہماری عقل و سمجھ سے کیونکہ معنی اور

۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ کبھی اسلام و ایمان میں فرق کیا جاتا ہے۔ اس صورت میں ایمان کا اعتبار ہے نہ کہ محض اسلام یعنی ظاہری اطاعت کا، خیال رہے کہ یہاں اللہ تعالیٰ نے ایمان کا احسان بتلایا وہ سری جگہ حضور کے مبعوث فرمانے کا کہ فرمایا فَذَرْنِیْ اَللّٰہُ مَعْلُوْمٌ ہوا کہ حضور اور ایمان لازم و ملزوم ہیں یا یہاں ایمان سے مراد حضور ہیں ۳۔ یعنی جو علیم و خیر تمام آسمانوں کے غیوب جانتا ہے اس پر تمہارے دل کے حالات کیسے چھپ سکتے ہیں اس کی بارگاہ میں اپنا ایمان ظاہر کرنا عبث ہے، خیال رہے کہ ہم گنہگاروں کا یہ عرض کرنا کہ مولا ہم گنہگار ہیں یا اے مولیٰ ہم تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا، رب پر ظاہر کرنے کے لئے نہیں بلکہ اس سے بھیک مانگنے کے لئے ہے لہذا یہ آیت ان آیتوں کے خلاف نہیں جن میں اس کے انکار کا حکم ہے جیسے وَنَبِّئْنَا عَنْ عِبَادِکَ

۳۔ قرآن کریم دنیا میں بھی عزت والا ہے کہ جس کاغذ پر لکھا جاوے اس کو بے وضو چھونا منع ہے جس خلاف میں لپیٹا جاوے اس کی بے حرمتی حرام جس زبان و سینہ میں پہنچ جاوے وہ عالم برکت والا ہے، جس نبی پر اترا وہ نبی سید الانبیاء ہے۔ اور آخرت میں بھی عزت والا کہ اپنے ماننے والے کی شفاعت فرمائے گا، اس کی شفاعت رب قبول کرے گا عالم قرآن کے سر پر سنری تاج ہو گا جس کے موتی سورج سے زیادہ چمکیں گے ۵۔ یعنی یہ کفار آپ پر ایمان تو نہ لائے بلکہ تعجب کرنے لگے کہ انسان کو نبوت کیسے مل گئی یہ تو کسی فرشتے کو ملنی چاہیے تھی افسوس ہے کہ یہ لوگ کلمہ پتھر کو خدا ماننے لگے مگر افضل البشر کو نبی ماننے میں تامل کرتے تھے ۶۔ تعجب دو طرح کا ہوتا ہے انکار کا اور اقرار کا یہاں انکاری تعجب ہے کہ یہ کفار کا مقولہ ہے حضور کی شان دیکھ کر مومن کا حیران ہو جانا کمال ایمان کی دلیل ہے ۷۔ واقعہ سے یا ہماری عقل و سمجھ سے کیونکہ معنی اور

۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ کبھی اسلام و ایمان میں فرق کیا جاتا ہے۔ اس صورت میں ایمان کا اعتبار ہے نہ کہ محض اسلام یعنی ظاہری اطاعت کا، خیال رہے کہ یہاں اللہ تعالیٰ نے ایمان کا احسان بتلایا وہ سری جگہ حضور کے مبعوث فرمانے کا کہ فرمایا فَذَرْنِیْ اَللّٰہُ مَعْلُوْمٌ ہوا کہ حضور اور ایمان لازم و ملزوم ہیں یا یہاں ایمان سے مراد حضور ہیں ۳۔ یعنی جو علیم و خیر تمام آسمانوں کے غیوب جانتا ہے اس پر تمہارے دل کے حالات کیسے چھپ سکتے ہیں اس کی بارگاہ میں اپنا ایمان ظاہر کرنا عبث ہے، خیال رہے کہ ہم گنہگاروں کا یہ عرض کرنا کہ مولا ہم گنہگار ہیں یا اے مولیٰ ہم تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا، رب پر ظاہر کرنے کے لئے نہیں بلکہ اس سے بھیک مانگنے کے لئے ہے لہذا یہ آیت ان آیتوں کے خلاف نہیں جن میں اس کے انکار کا حکم ہے جیسے وَنَبِّئْنَا عَنْ عِبَادِکَ

۳۔ قرآن کریم دنیا میں بھی عزت والا ہے کہ جس کاغذ پر لکھا جاوے اس کو بے وضو چھونا منع ہے جس خلاف میں لپیٹا جاوے اس کی بے حرمتی حرام جس زبان و سینہ میں پہنچ جاوے وہ عالم برکت والا ہے، جس نبی پر اترا وہ نبی سید الانبیاء ہے۔ اور آخرت میں بھی عزت والا کہ اپنے ماننے والے کی شفاعت فرمائے گا، اس کی شفاعت رب قبول کرے گا عالم قرآن کے سر پر سنری تاج ہو گا جس کے موتی سورج سے زیادہ چمکیں گے ۵۔ یعنی یہ کفار آپ پر ایمان تو نہ لائے بلکہ تعجب کرنے لگے کہ انسان کو نبوت کیسے مل گئی یہ تو کسی فرشتے کو ملنی چاہیے تھی افسوس ہے کہ یہ لوگ کلمہ پتھر کو خدا ماننے لگے مگر افضل البشر کو نبی ماننے میں تامل کرتے تھے ۶۔ تعجب دو طرح کا ہوتا ہے انکار کا اور اقرار کا یہاں انکاری تعجب ہے کہ یہ کفار کا مقولہ ہے حضور کی شان دیکھ کر مومن کا حیران ہو جانا کمال ایمان کی دلیل ہے ۷۔ واقعہ سے یا ہماری عقل و سمجھ سے کیونکہ معنی اور

۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ کبھی اسلام و ایمان میں فرق کیا جاتا ہے۔ اس صورت میں ایمان کا اعتبار ہے نہ کہ محض اسلام یعنی ظاہری اطاعت کا، خیال رہے کہ یہاں اللہ تعالیٰ نے ایمان کا احسان بتلایا وہ سری جگہ حضور کے مبعوث فرمانے کا کہ فرمایا فَذَرْنِیْ اَللّٰہُ مَعْلُوْمٌ ہوا کہ حضور اور ایمان لازم و ملزوم ہیں یا یہاں ایمان سے مراد حضور ہیں ۳۔ یعنی جو علیم و خیر تمام آسمانوں کے غیوب جانتا ہے اس پر تمہارے دل کے حالات کیسے چھپ سکتے ہیں اس کی بارگاہ میں اپنا ایمان ظاہر کرنا عبث ہے، خیال رہے کہ ہم گنہگاروں کا یہ عرض کرنا کہ مولا ہم گنہگار ہیں یا اے مولیٰ ہم تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا، رب پر ظاہر کرنے کے لئے نہیں بلکہ اس سے بھیک مانگنے کے لئے ہے لہذا یہ آیت ان آیتوں کے خلاف نہیں جن میں اس کے انکار کا حکم ہے جیسے وَنَبِّئْنَا عَنْ عِبَادِکَ

۳۔ قرآن کریم دنیا میں بھی عزت والا ہے کہ جس کاغذ پر لکھا جاوے اس کو بے وضو چھونا منع ہے جس خلاف میں لپیٹا جاوے اس کی بے حرمتی حرام جس زبان و سینہ میں پہنچ جاوے وہ عالم برکت والا ہے، جس نبی پر اترا وہ نبی سید الانبیاء ہے۔ اور آخرت میں بھی عزت والا کہ اپنے ماننے والے کی شفاعت فرمائے گا، اس کی شفاعت رب قبول کرے گا عالم قرآن کے سر پر سنری تاج ہو گا جس کے موتی سورج سے زیادہ چمکیں گے ۵۔ یعنی یہ کفار آپ پر ایمان تو نہ لائے بلکہ تعجب کرنے لگے کہ انسان کو نبوت کیسے مل گئی یہ تو کسی فرشتے کو ملنی چاہیے تھی افسوس ہے کہ یہ لوگ کلمہ پتھر کو خدا ماننے لگے مگر افضل البشر کو نبی ماننے میں تامل کرتے تھے ۶۔ تعجب دو طرح کا ہوتا ہے انکار کا اور اقرار کا یہاں انکاری تعجب ہے کہ یہ کفار کا مقولہ ہے حضور کی شان دیکھ کر مومن کا حیران ہو جانا کمال ایمان کی دلیل ہے ۷۔ واقعہ سے یا ہماری عقل و سمجھ سے کیونکہ معنی اور

۵۰ ق ۸۲۶ ۲۲

عَلٰی اِسْلَامِکُمْ یٰۤاَللّٰہُ یَسِّرْ عَلَیْکُمْ اَنْ هٰذَا کُمْ

احسان چھہ ہر درگاہ بلکہ اللہ ہم پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے ہمیں اسلام کی

لِّلْاٰیْمَانِ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ اِنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ غَیْبَ

ہدایت کی کن جہت ہے کہ جو ہے اللہ جانتا ہے آسمانوں

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَاللّٰہُ بِصٰیِرٍ رَّحِیْمٌ ۝

اور زمین کے سب غیب اور اللہ ہمارے کام دیکھ رہا ہے

اٰیٰتِہَا ۲۵ ۵۰ سُوْرَةُ قِ مَکِیَّةٌ ۳۲ رُکُوْعَاتُہَا

یہ سورہ مکہ سے اس میں ۳۲ رکوع ۵۰ آیات، ۲۵ کے ۱۲۹ آیتوں میں (تحریر)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع ہو نہایت مہربان رحم والا

ق وَالْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ ۝ بَلْ عَجَبُوْا اَنْ جَآءَہُمْ

عزت والے قرآن کی شہرہ بگڑ انہیں اس کا لینا ہوا کہ انکے پاس انہیں میں کا

مِّنْذِرٍ مِّنْہُمْ فَقَالَ الْکٰفِرُوْنَ هٰذَا شَیْءٌ عَجِیْبٌ ۝

ایک ڈر سنانے والا تشریف لایا کہ تو کافر بولے یہ تو عجیب بات ہے

عٰذًا مِّنْہُمْ وَتَنٰزِلًا ۚ ذٰلِكَ رَجْعٌ بَعِیْدٌ ۝ قَدْ عَلِمْنَا

کیا جب ہم ہر جا میں اور نبی ہو جائیں گے یہ پشاندور ہے نہ، ماننے میں جو کہ زمین

مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْہُمْ وَعِنْدَنَا کِتٰبٌ حَفِیْظٌ ۝

ان میں سے کمٹائی ہے اور ہمارے پاس ایک یاد رکھنے والی کتاب ہے

بَلْ کَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَہُمْ فَہُمْ فِیْ اَفْرِیْجٍ ۝

بلکہ انہوں نے حق کو جھٹلایا جب وہ انکے پاس آیا تو وہ ایک منظر پر نہایت بات میں

اَقْلَمُ یَنْظُرُوْا اِلَی السَّمَآءِ فَوْقَہُمْ کَیْفَ بَنَیْنٰہَا وَ

لہ تو کیا بھولنے اپنے اوپر آسمان کو نہ دیکھا ہم نے اسے کیسا بنایا اور

مَنْزِلٌ

جس کاغذ پر لکھا جاوے اس کو بے وضو چھونا منع ہے جس خلاف میں لپیٹا جاوے اس کی بے حرمتی حرام جس زبان و سینہ میں پہنچ جاوے وہ عالم برکت والا ہے، جس نبی پر اترا وہ نبی سید الانبیاء ہے۔ اور آخرت میں بھی عزت والا کہ اپنے ماننے والے کی شفاعت فرمائے گا، اس کی شفاعت رب قبول کرے گا عالم قرآن کے سر پر سنری تاج ہو گا جس کے موتی سورج سے زیادہ چمکیں گے ۵۔ یعنی یہ کفار آپ پر ایمان تو نہ لائے بلکہ تعجب کرنے لگے کہ انسان کو نبوت کیسے مل گئی یہ تو کسی فرشتے کو ملنی چاہیے تھی افسوس ہے کہ یہ لوگ کلمہ پتھر کو خدا ماننے لگے مگر افضل البشر کو نبی ماننے میں تامل کرتے تھے ۶۔ تعجب دو طرح کا ہوتا ہے انکار کا اور اقرار کا یہاں انکاری تعجب ہے کہ یہ کفار کا مقولہ ہے حضور کی شان دیکھ کر مومن کا حیران ہو جانا کمال ایمان کی دلیل ہے ۷۔ واقعہ سے یا ہماری عقل و سمجھ سے کیونکہ معنی اور

(بقیہ صفحہ ۸۲۶) انسان میں بہت دور کا فاصلہ ہے مٹی جملوات میں سے ہے اس پر نباتات اس پر حیوانات اس پر انسان پھر بلا واسطہ ہم مٹی سے انسان کیسے بنیں گے ۸۔
یعنی مردوں کے گوشت پوست ہڈی وغیرہ جو کچھ زمین کھا جاتی ہے اور اسے مٹی کر دیتی ہے وہ سب ہمارے علم میں رہتی ہے پھر اس مٹی کو گوشت پوست بنا دیتا ہمیں
کیا مشکل ہے جیسے تم آدمی سے مٹی بن جاتے ہو ایسے ہی مٹی سے آدمی بن جاؤ گے ۹۔ جس کتاب میں ان سب کے نام مرنے کا وقت اور کس مٹی نے کونسا عضو
کھلایا یہ سب کچھ لکھا ہے جن فرشتوں کے پاس یا جن میوں ولیوں کے علم میں وہ کتاب ہے انہیں ان سب باتوں کی خبر ہے کیونکہ یہ کتاب خدا کے علم کے لئے نہیں بلکہ

خاص بندوں کو علم دینے کے لئے ہے ۱۰۔ حق سے مراد یا
حضور یا یا حضور کے مجربات یا قرآن کریم یا قیامت یعنی
یہ لوگ دلائل میں غور نہیں کرتے انہیں تو صرف
بھٹانا آتا ہے ۱۱۔ کہ کبھی حضور کو شاعر کہتے ہیں کبھی
ساحر کبھی کائنات وہ خود ایک بات پر قائم نہیں۔

۱۲۔ کہ آسمان بغیر ستون قائم ہیں اس پر چاند سورج تاروں
کے بلب روشن ہیں نہ ان میں تیل ہے نہ تپتی اگر تھیں
بھی بغیر ظاہری اسباب زندہ کر دیں تو کیا عید ہے ۱۳۔ فروج
سے مراد خرابی کی پٹھن ہے ورنہ آسمان میں دروازے
ہیں۔ رب فرمانا ہے فَتَحْتُمُ آبَابَ السَّمَاءِ ۳ یعنی پانی پر
اس طرح پھیلا دیا کہ پانی میں گھل کر فنا نہیں ہوتی ورنہ مٹی
پانی میں گھل جاتی ہے ۱۴۔ اس پر پہاڑ قائم کئے تاکہ
جنتیں نہ کرے اور تم آرام سے رہو، بسو معلوم ہوا کہ
زمین حرکت نہیں کرتی ۱۵۔ سبزوں پھولوں پھولوں کا معلوم
ہوا کہ درختوں میں بھی نروادہ ہے آج سائنس بھی یہ
مانتی ہے ۱۶۔ معلوم ہوا کہ سارا عالم معرفت الہی کی کتاب
ہے حضور اس کتاب کے پڑھانے والے ہیں، مومن
پڑھنے والے کتاب کا فائدہ استاد سے ہوتا ہے ۱۷۔ یعنی
بارش جس میں ہزار بار نفع ہیں اس سے ہر جاندار کی زندگی
قائم ہے اور اس کا فیض ایک سال تک رہتا ہے خیال
رہے کہ برکت کے معنی ہیں بندھی ہوئی نعمت جو جنتیں نہ
کرے ۱۸۔ جو ہر سال بونے اور کاٹے جاتے ہیں جیسے
گندم جو چنے وغیرہ خیال رہے کہ باغات کے پھل لذت
کے لئے اور کھیت کے دانے بقاء زندگی کے لئے کھائے
جاتے ہیں مگر یہ دونوں بارش سے پیدا ہوتے ہیں ایسے ہی
مسائل غریبت کی غذا طریقت کے میوے، آسمانی نبوت
صلی اللہ علیہ وسلم کی بارش فیض سے ہے جس سے ایمان
کی بقاء ہے ۱۹۔ چونکہ سمجھو تمام میوہ جات سے افضل ہے
اس لئے اس کا طبع ذکر فرمایا ورنہ بارش میں یہ بھی داخل
ہے ۲۰۔ بارش بندوں کی جانی و ایمانی روزی کا ذریعہ ہے
کہ بارش میں غور کر کے اللہ کی قدرت اور حضور کی
رحمت کا پتہ لگائیں کہ جیسے بغیر بارش ختم نہیں آتا ایسے ہی

بغیر فیض نبوت عہدات قبول نہیں ہوتی ۲۱۔ آسمانی بارش سے خشک شر کو ہرا بھرا کر دیا اور ایمانی و روحانی بارش سے مردہ دل زندہ کر دینے ۲۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ
قیاس جائز ہے اور کبھی عقائد بھی قیاس سے ثابت کئے جاتے ہیں ۲۳۔ یہ علاقہ عدن میں ایک کنواں تھا جس کے پاس ایک بستی تھی اس بستی کا نام بھی رس تھا یہاں
کا بدشاہ ملیح تھا جس کے مرنے کے بعد شیطان اس کے جسم میں داخل ہو کر بولنے لگایا کہ لوگ اس کی پوجا کرنے لگے حضرت مثلاً ابن صفوان کو نبی بنا کر ان میں بھیجا
تھا، قوم نے انہیں سخت ایذا نہیں دے کر قتل کر دیا تب ان پر عذاب الہی آیا کہ کنوئیں کابلی زمین میں دھنسن گیا یہ لوگ اور ان کے جانور پیاس سے بہت پریشان
ہوئے آخر کار زمین میں دھنسا دیئے گئے (روح و خزائن) ۲۴۔ لوط علیہ السلام کی امت یعنی علاقہ سدوم والے لوگ امت کو بھی قوم کہا جاتا ہے ورنہ لوط علیہ السلام

۵۳
۸۲۶
خبر

زَيِّتُهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوجٍ ۝ وَالْأَرْضُ مَدَدُ نَهَا ۝

سنوارا نہ اور اس میں کبھی رخسار نہیں نہ اور زمین کو ہم نے پھیلا دیا نہ

وَالْقَيْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَلْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ

پور اس میں نگر ڈالے نہ اور اس میں ہر بارونق

زَوْجٍ بَهِيجٍ ۝ تَبَصُّرَةً ۝ وَذَكَرْنَا لِكُلِّ عِبْدٍ مُنِيبٍ ۝

چرخا اگایا نہ سوختہ اور کچھ ہر زوج والے بندے کے لئے نہ

وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً مُبَارَكًا فَأَنْبَتْنَا فِيهَا جَنَّتٍ ۝

اور ہم نے آسمان سے برکت والا پانی اتارا نہ تو اس سے باغ اٹکائے

وَحَبَّ الْحَصِيدِ ۝ وَالنَّخْلُ بَاسِقَاتٍ لِّهَا طَلْعٌ ۝

اور اناج کرکھا لیا نہ ہے نہ اور کھجور کے پتے درخت جین کا بکھا

لِّغُضْبٍ ۝ لَّزْنٍ ۝ قَالَ لِّلْعِبَادِ ۝ وَأَحْيَيْنَا بِهِ بَلْدَةً مَّيْتًا ۝

گاہ بگا نہ خندوں کی روزی کے لئے نہ اور ہم نے اس سے مردہ شہر جلا دیا نہ

كَذَلِكَ الْخُرُوجُ ۝ كَذَبْتَ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَأَصْحَابُ

یہ بھی خروج سے تمہارا انتخاب ہے کہ ان سے پہلے جتھل یا نوح کی قوم اور جس

الرَّسْلِ ۝ وَثَمُودَ ۝ وَعَادَ وَفِرْعَوْنَ ۝ وَإِخْوَانُ لُوطَ ۝

واوول کہ اور ثمود اور عاد اور فرعون اور لوط کے ہم قوموں کے

وَأَصْحَابُ الْآيَةِ ۝ وَقَوْمٌ تَبِعَ كُلُّ كَذَبِ الرُّسْلِ ۝

اور جس واوول کہ اور نبی کی قوم نے کہ ان میں ہر ایک نے رسولوں کو جھٹلایا

فَحَقُّ وَعِيدِ ۝ أَفَعَيْنَا بِأَخْلَاقِ الْأَوَّلِ ۝ بَلْ هُمْ فِي

تو میرے عذاب کا وہ ثابت ہو گیا کہ تو کیا ہم پہلے بار بنا کر خشک کئے نہ بلکہ وہ نئے نئے

لَيْسَ مِنْ خَلْقٍ جَدِيدٍ ۝ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ

سے شہبہ میں جس نے کہ اور بے شک ہم نے آدمی کو پیدا کیا

(بقیہ صفحہ ۸۶) سدوم کے رہنے والے نہ تھے؟ آپ وہاں مہاجر تھے لہذا آیات میں تعارض نہیں ۱۵۔ شعیب علیہ السلام کی قوم چونکہ ان کی بستی چری کی جھاڑیوں میں واقع تھی اس لئے انہیں بن والا کہا گیا ان کا واقعہ سورہ حج میں گزر گیا ۱۶۔ بیچ جمہیری شاہ بن جس کا متصل واقعہ سورہ دخان میں گزرا ۱۷۔ یعنی یہ تمام قومیں اپنے اپنے رسولوں کو جھٹلانے کی وجہ سے ہلاک ہوئیں۔ معلوم ہوا کہ نبی کے جھٹلائے بغیر عذاب نہیں آتا۔ خواہ انسان کتنے ہی جرم کرے، دیکھو فرعون نے دعویٰ خدائی کیا۔ بنی اسرائیل کے اسی ۸۰ ہزار بچے ذبح کئے مگر عذاب نہ آیا، جب موسیٰ علیہ السلام کا انکار ہوا تب عذاب الہی میں گرفتار ہوا ۱۸۔ اس میں ان لوگوں

کی تردید ہے جو اللہ تعالیٰ کو عالم کا خالق و مالک مان کر قیامت کا انکار کرتے تھے۔ مقصد یہ ہے کہ جب ہم ان چیزوں کو ایجاد کر چکے تو اب دوبارہ بنانا کیا مشکل ہے؟ دوبارہ بنانا اچھلے سے آسان ہے۔ ۱۹۔ یعنی ان کا انکار وہم و شبہ کی طرح کمزور ہے لہذا اس پر یہ اعتراض نہیں کہ یہ لوگ تو بہت زور سے قیامت کے منکر تھے پھر اسے شبہ کیوں کیا گیا۔

۱۔ انسانی دوسرے میں بدعتیگی، بدعتی، دوسرے برے خیالات سب دلائل ہیں انہیں رب تعالیٰ پہلے ہی سے جانتا ہے خیال رہے کہ مومن کے غیر اختیاری دوسروں کی نہ کھڑ ہوگی نہ حساب، بدعتیگی وغیرہ پر بھڑکے ہیں اور حساب بھی اس آیت کا نشانہ ہے کہ اپنے عقیدے و خیال درست رکھو ہم سب کچھ جانتے ہیں لہذا آیت و حدیث میں تعارض نہیں ۲۔ یعنی ہمارا علم و قدرت اس رگ سے زیادہ قریب ہے جس میں خون جاری ہو کر بدن کے ہر حصہ میں پہنچتا ہے پھر ہم انسان سے کیسے غافل ہو سکتے ہیں۔

خیال رہے کہ رب تعالیٰ مکانی قرب سے پاک ہے کیونکہ وہ مکان و جگہ سے پاک ہے یہاں علم و قدرت مراد ہے صوفیاء فرماتے ہیں کہ رب کا قرب ہی ہمارے لئے عذاب کا باعث ہے جیسے جان زیادہ قرب کی وجہ سے نظر نہیں آتی خیال رہے کہ رب نے اپنے مطلق یہ فرمایا اور اپنے محبوب کے مطلق فرمایا اَللّٰہُ یُؤْتِی الْوَحْیَ الْوَحْیَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ معلوم ہوا کہ رب ہم سے شہ رگ سے زیادہ قریب ہے اور حضور جان سے زیادہ قریب سبحان اللہ یہ بھی خیال رہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ دور سے سنا دور سے دیکھا اللہ کی صفت ہے یہ محض ظن ہے دور سے وہ نہ دیکھے جو دور ہو وہ تو شہ رگ سے زیادہ قریب ہے ۳۔ یعنی ہر مائل بالغ انسان کے ساتھ دو فرشتے رہتے ہیں ایک دائیں، ایک بائیں، دایاں عینیاں لکھتا ہے، دایاں کتہہ یہ دونوں فرشتے حافظین فرشتوں کے علاوہ ہیں، یہ فرشتے ان ہی لوگوں پر مقرر ہیں جو شرعاً مکلف ہیں یعنی عاقل و بالغ ۴۔ جو اس کی ہر بات لکھے اچھی بات دائیں طرف والا

وَنَعْلَمَ مَا تُوَسَّوَسُ بِهِ نَفْسُهُ وَنَحْنُ اقْرَبُ

الہدیم جانتے ہیں جو دوسرا اس کا نفس ڈالتا ہے نہ اہدیم دل کی رگ سے بھی

اَلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ ۱۵ اذیت لقی المتتقیین

اس سے زیادہ نزدیک ہیں نہ جب اس سے پتے ہیں دو لینے والے

عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيدٌ ۱۶ مَا يَلْفُظُ

ایک دہانتے، بیٹھا اور ایک بائیں وہ کوئی بات وہ زبان

مِنْ قَوْلٍ اَلَا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ ۱۷ وَجَاءَتْ

سے نہیں نکلتا کہ اس کے پاس ایک محافظ تیار نہ بیٹھا ہو کہ اور آتی موت

سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذَلِكُمْ فَكَانَتْ مِنْهُ تَعْبُدُ ۱۸

کی سختی حق کے ساتھ یہ ہے جس سے تو بھانپتا تھا نہ

وَنُفِخَ فِي الصُّورِ ذَلِكُمْ يَوْمُ الْوَعْدِ ۱۹ وَجَاءَتْ

اور صُور پھونکا گیا ۱۹ ہے دفعہ عذاب کا دن ۱۹ اور ہر جان یوں

كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَائِقٌ وَشَهِيدٌ ۲۰ لَقَدْ كُنْتُمْ فِي

حاضر ہوئی کہ اس کے ساتھ ایک بانٹنے والا ایک گواہ ہے شک تو اس سے

هَفْلَةٍ مِّنْ هَذَا فَاشْفَعْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ

غفلت میں تھا نہ تو ہم نے تجھ بدلے سے پردہ اٹھا دیا تو آج تیری نگاہ

اَلْيَوْمَ حَدِيدٌ ۲۱ وَقَالَ قَرِينُهُ هَذَا مَا لَدَىٰ عَتِيدٍ ۲۲

تیرا ہے کل اور اس کا ہم نشین فرشتہ بولا یہ ہے جو میرے پاس حاضر ہے کل

اَلْقِيَانِ فِي جَهَنَّمَ كُلٌّ كَفَّارٌ عِنْدَ ۲۳ مَتَاعٍ لِلْخَيْرِ

حکم ہو گا تم دونوں جہنم میں ڈال دو ہر بڑے ناشورے ہتھ مار کر مل جو بھلائی سے بہت

مُعْتَبَرٌ قَرِيبٌ ۲۴ الَّذِي جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ الْهٰذَا اٰخَرَ

روکنے والا شک حد سے بڑھتا الاشک کہنے والا کہ جس نے اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود نہ بنا

فرشتہ لکھتا ہے بری بات بائیں والا، سوا پیشاب، پھاند کی حالت کے، اس وقت یہ دونوں فرشتے طہرہ ہو جاتے ہیں اسی لئے اس وقت بات کرنی منع ہے تا کہ اس کے لکھنے والے فرشتہ کو قریب آنے کی تکلیف نہ ہو۔ یہ فرشتے بیمار کا کہنا بھی لکھتے ہیں نیکی والا فرشتہ ایک کی دس لکھتا ہے برائی والا ایک کی ایک ہی لکھتا ہے اگر بندہ استغفار و توبہ کرے تو محو کرتا ہے صوفیاء فرماتے ہیں کہ عشق و محبت فرشتوں کی تحریر میں نہیں آتے کیونکہ یہاں بولنے کا ذکر ہے، بندہ مومن کے مرنے کے بعد وہ دونوں فرشتے قیامت اس کی قبر پر شیع و حلیل کرتے رہتے ہیں جس کا ثواب اس بندے کو ملتا ہے ۵۵۔ یعنی موت کی سختی قریب آ رہی ہے تیار ہو۔ مومن مرتے وقت جمال مصطفوی کا نظارہ کرتا ہے جس سے اسے یہ سختی محسوس نہیں ہوتی جیسا کہ روایات میں ہے، موت کی سختی سب کو ہے مگر اس سختی کا احساس سب کو نہیں ۵۶۔ یہ

(صفحہ ۸۲۸) کلام کافریا غافل سے ہو گا فرشتے فرمائیں گے بھانجے سے مراد موت سے گھبرانا، دنیا میں پھنسا رہتا ہے مومن تو موت کو یار کے ملنے کا پل یا زینہ سمجھتا ہے مرتے ہی جہاں مصطفیٰ کا نظارہ نصیب ہوتا ہے، اس لئے اس کی موت کو عرس یعنی شادی کہا جاتا ہے۔ دوسری بات یہ کہ مردے انھیں چوتھہ یہ واقعہ یقینی ہے اس لئے اسے ماضی سے تعبیر فرمایا ورنہ یہ آئندہ ہونے والا ہے۔ ۸۔ کافروں کے لئے اور رحمت کا دن ہے فرما تیز داروں کے لئے زیادہ سے ملے گا دن ہے عاشقوں کے لئے یہاں کفار سے خطاب ہے۔ ۹۔ یہ بھی کفار کے لئے ہے کہ انہیں قیامت کے دن ایک فرشتہ تو ایسے ہلکے گا جیسے جانوروں کو چوہا دو سرفرشتہ یا اس کے بدن کے اعضاء اس کے خلاف گواہیہ دونوں فرشتے نہایت ذلت

سے اسے میدان محشر میں لے جائیں گے۔ مومن اپنی قربانی کی سواری پر اس طرح جاوے گا جیسے کہ دولہا رب فرماتا ہے۔ یَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ فِي الْآرْضِ وَالْأَسْمَانِ لَقَدْ آتَيْنَا فِي تَحَارُشِ نَحْنُ ۱۰ یعنی تو قیامت کا منکر تھا اس لئے تو نے اس دن کی تیاری نہ کی یہاں غفلت، یعنی بے خبری نہیں کیہ کہ انبیاء نے دنیا میں تشریف لاکر قیامت کی خبر دے دی ہے ۱۱۔ اس طرح کہ تمام چھپی چیزوں کو حیرے سامنے کر دیا اب تو سب چیزوں کا اقرار ہے اگر نبی کے فرمان سے مان لیتا تو آج ایمان پاتا ۱۲۔ مظلوم ہوا کہ قیامت میں کوئی غصہ اٹھا، کانا، ضعیف البصر نہ ہو گا سب انگھارے ہوں گے ۱۳۔ اس کافر کا نامہ اعمال جس میں اس کے گناہ لکھے گئے ہیں۔ کیونکہ کفار کی نیکیاں تو دنیا میں ہی برباد ہو چکیں۔ ۱۴۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جو فرشتے کفار کے نامہ اعمال لکھنے کے لئے مقرر ہیں وہی انہیں دوزخ میں ڈالیں گے دوسرے یہ کہ کفار کو دوزخ میں پھنسیا نہ جاوے گا بلکہ اوپر سے پھینکا جاوے گا اللہ کی پناہ، گنہگار مومن اگر دوزخ میں گیا پھر بھی اسے پھینکا نہ جائے گا اس لئے یہاں تَحَارُشِ فرمایا گیا ۱۵۔ جیسے اس زمانہ کے وہابیہ کہ انور خیر کو ہزار جیلوں سے روکتے ہیں، شرکے روکتے کی پرواہ نہیں کرتے ان کے فتوے ہمیشہ صداقت و خیرات اور ذکر رسول روکنے کے لئے ہوتے ہیں، شراب خوری، جو، سنہا پازوں کی طرف توجہ نہیں، رب تعالیٰ عقل دے ۱۶۔ کافر اپنی حد سے نکل کر رسول کی ہمسری کا دعویٰ کرتا ہے کہ کفر ہے اور اللہ کی توحید و رسول کی رسالت کا انکار کرتا ہے مگر اپنے دین پر بھی اسے پورا یقین نہیں ہوتا، مسمولی آفت میں مسلمانوں سے دعا کرتا ہے۔ حضور کو کبھی شاعر کبھی جاوگر کہتا ہے، قبر میں فرشتوں کو اپنا دین سمجھ نہ سکا، گاس تفسیر سے آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔

۱۔ جو عذاب سخت بھی ہے اور دائمی بھی یہ دونوں چیزیں کفار کے لئے ہوں گی۔ مسلمان کو برا بھی نرم ہو گی اور

عذاب میں مبتلی بھی نہ ہو گی ۲۔ قرن وہ شیطان ہے جو انسان کے ساتھ پیدا ہوتا ہے اور مرتے وقت تک اس کے ساتھ رہتا ہے ہمیشہ اسے برے مشورے دیتا ہے ۳۔ یعنی گمراہ یہ خود ہوا تھا میں نے تو فتنہ گرائی کا مشورہ دیا تھا خیال رہے کہ نفس مارا کو مشورہ دینے والا قرن شیطان ہے اور دل کو مشورہ دینے والا فرشتہ ہے ۴۔ قیامت میں کفار کہیں گے کہ مومن تم کو شیطان نے بکا دیا ہم تو بے قصور ہیں شیطان اس سے برات ظاہر کرے گا ان دونوں سے یہ کہا جاوے گا کہ اب خاموش ہو جاؤ دوزخ میں داخل ہو۔ مظلوم ہوا کہ کفار کو شیاطین سے جھگڑنے کی اجازت نہ ہو گی مگر مسلمان ظالم و مظلوم جھگڑیں گے مظلوم اپنا عوض مانگے گا، رب فرماتا ہے۔ وَتَذَرُ تَحْتَهُمْ لَقَدْ آتَيْنَا فِي تَحَارُشِ نَحْنُ ۵۔ کہ انبیاء کرام اور ان کی کتابوں کے ذریعہ تم تک تمام، عدے و عہد پہنچا دیئے تھے جو کہ کفار صرف وعدہ کے مستحق

۵۰	۸۲۹	۲۱
<p>فَالْقِيَةُ فِي الْعَذَابِ الشَّدِيدِ ۱۱ قَالَ قَرِينُهُ رَبَّنَا اگر دونوں اے سخت عذاب میں ڈالو اس کے ساتھی شیطان نے کہا اے ہمارے رب</p> <p>مَا أَظَعَيْتُهُ وَلَكِنْ كَانَ فِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ ۱۲ قَالَ لَا میں نے اسے سرکش نہ کیا ہاں یہ آپ ہی دوزخ کی گمراہی میں گھماتے ہوئے گامیرے</p> <p>تَخْتَصِمُوا لَدُنِّي وَقَدْ قَدَّمْتُ إِلَيْكُمْ بِالْوَعِيدِ ۱۳ یا اس نہ جھگڑو میں نہیں پہلے ہی عذاب کا وعدہ سننا چکا تھا</p> <p>مَا يَبْدُلُ الْقَوْلُ لَدُنِّي وَمَا أَنَا بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيدِ ۱۴ میرے یہاں بات بدلتی نہیں کہ اور نہ میں بندوں پر ظلم کروں گی</p> <p>يَوْمَ نَقُولُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَأْتِ وَتَقُولُ هَلْ مِنْ جس دن ہم جہنم سے فرمائیں گے کیا تو بھر گئی وہ عرض کرے گی کہ اور زیادہ</p> <p>مَزِيدٍ ۱۵ وَأَلْقَيْتُ الْجِنَّةَ لِلْمُتَّقِينَ خَيْرٌ بَعِيدٍ ۱۶ ہے کہ اور باس ڈالی جائے گی جنت بہترین گاہوں گے کہ ان سے دوزخ بدتر ہے</p> <p>هَذَا مَا تَوْعَدُونَ لِكُلِّ آوَابٍ حَفِيفٍ ۱۷ مَنْ خَشِيَ یہ ہے وہ جہنم کا تم وعدہ دیتے جاؤ ہو لہذا ہر دروازے والے ہلکا درخت والے کے لئے کہ</p> <p>الرَّحْمَنُ بِالْغَيْبِ وَجَّاءٌ بِقَلْبٍ مُنِيبٍ ۱۸ ادْخُلُوهَا جو رحمن سے بے پندہ و تلبہ کہ اور جو کھڑا کرنا ہوا لہذا ان سے فرمایا جائے گا جنت میں جاؤ</p> <p>بِسَلَامٍ ذَلِكَ يَوْمُ الْخُلُودِ ۱۹ لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ فِيهَا مسلمان کے ساتھ ملے یہ جنتی کا دن ہے کہ ان کے لئے ہے اس میں جو چاہیں اور جیسے چاہیں</p> <p>وَلَدَيْنَا مَزِيدٌ ۲۰ وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنْ قَرْنٍ هُمْ سے بھی زیادہ ہے جن کا اور ان سے پہلے ہم نے کتنی سنکیں ہلاک فرمادیں کہ</p> <p>أَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا فَنَقَبُوا فِي الْبِلَادِ هَلْ مِنْ مُخِصٍّ ۲۱ گرفت میں ان سے سخت تھیں تو شہروں میں کاوشیں کیں ڈالے کہیں بچانے کی جگہ کہ</p>		

منزل ۱۶

(بقیہ صفحہ ۸۲۹) ہیں اس لئے یہاں وعید کا ذکر کیا گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ دعا اور نیک کام سے اللہ کے نزدیک تقدیر نہیں بدلتی بلکہ وہ تبدیلی ہمارے علم کے لحاظ سے ہوتی ہے، دعا اور نیک عمل خود تقدیر میں داخل ہیں لہذا اس میں اور اس حدیث میں کہ دعا سے تقاضا بدل جاتی ہے تعارض نہیں نیز آیات کا رخ ان کی تبدیلی نہیں بلکہ حکم کی امتثال کا بیان ہے لہذا رخ آیات اس آیت کے خلاف نہیں یا یہ مطلب ہے کہ ہمارے وعدے و وعید بدلتے نہیں جن سے جنت کا وعدہ کیا وہ جنتی ہیں، کفار روز قیامت لہذا آیت صاف ہے۔ اس طرح کہ کسی بندے کو بغیر جرم سزا دوں، معلوم ہوا کہ کفار کے ساتھ بچے روز قیامت میں ۸۸ رب تعالیٰ نے دوزخ و جنت دونوں کے بھرنے کا وعدہ فرمایا ہے تمام روزنیوں کو دوزخ میں

۱۰۔ ڈال کر دوزخ سے پوچھتے گا کیا تو بھرنے کی تو وہ یہ جواب دے گی ۱۱۔ یعنی ابھی نہیں بھری مجھ میں اور ابھی گنجائش ہے۔ ۱۲۔ یعنی قیامت میں متقی لوگ عرش کے دائیں طرف کھڑے ہوں گے وہاں سے ان کو جنت نظر آتی ہو گی۔ خیال رہے کہ واقعہ میں تو یہ لوگ جنت کے قریب لائے گئے مگر یہ محاورہ ایسا ہے جیسے مسافر کہتے ہیں کہ لاہور قریب آگیا یعنی ہم لاہور کے قریب آگئے لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں یا یہ مطلب ہے کہ بعض لوگوں سے جنت ایسی قریب ہو گی کہ بغیر حساب وہاں داخل ہو جائیں گے صوفیاء فرماتے ہیں کہ متقی مومن سے دنیا میں ہی جنت قریب ہے کہ مرے ہی جنت میں داخل ہو جائے پہلے متقی زیادہ قوی ہیں واللہ و رسولہ اعلیٰ دنیا میں رسولوں کی معرفت، کیونکہ رسول کا وعدہ رب کا ہی وعدہ ہے ۱۲۔ رجوع لانے والا وہ ہے جو گناہ پر قائم نہ رہے تو یہ کرے۔ حقیقت وہ جو اپنے ہر کام میں شرعی حدود کی حفاظت کرے ۱۳۔ جس ڈر میں ہیبت اور تعظیم ہو اسے خشیت کہا جاتا ہے خشیت اللہ تعالیٰ کی بڑی نعت ہے بے دیکھے ڈرنے کے معنی ہیں یہ انبیاء کرام سے سن کر رب کی ہیبت رکھنے ۱۴۔ یعنی ایسا دل ساتھ لایا جو مصیبت میں صابر آرام میں شاکر ہر حال میں رب کا ذکر قیام و قیام فرماتے ہیں کہ قلب فیہ اللہ کی بڑی نعت ہے جو خوش نصیب کو ملتی ہے گناہ کہ نہ توجہ میں جس کوئی تکلیف ہو نہ موت آئے نہ جنت سے نکالے جاؤ اس سے معلوم ہوا کہ جنتی لوگوں کا داخلہ بہت عزت و عظمت کے ساتھ ہو گیا خود رب تعالیٰ یہ فرمائے گا یا فرشتے یا رضوان و داروقہ جنت ۱۵۔ اس طرح کہ یہی دن ہمیشہ رہے گا نہ رات آئے گی نہ کوئی حال بدلے گا لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں کہ دن ہمیشہ نہیں رہتا رات سے نما ہو جاتا ہے۔ ۱۶۔ دیدار الہی جو ان کے خیال و گمان سے بھی باہر ہے یہ نعت تمام نعمتوں سے اعلیٰ ہو گی رب نصیب کرے۔ ۱۸۔ یعنی پچھلی امتیں ان عرب والے کفار سے زیادہ ہمارے جہنم جنوں

خۃ ۸۳۰ ۵۰۳

إِنِّ فِي ذَلِكَ لَذِكْرٌ لِّمَن كَانَ لَهُ قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ
 پلے ٹھک اس میں نصیحت ہے اس کے لئے جو دل رکھتا ہو یا کان لگائے

وَهُوَ نَهِيدٌ ۱۳ وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا
 اور متوجہ ہو رہا اور پلے ٹھک ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو

بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ۱۴ وَمَا مَسْنُمُونَ ۱۵ الْغُوبُ ۱۶ فَاصْبِرْ
 بلکہ ان کے درمیان ہے چھ دن میں بنایا علم و گمان ہمارے پاس نہ ان کی ترائی ہاتھ

عَلَى مَا يَقُولُونَ ۱۷ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ
 پر صبر کر دو اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی کو اور سورج

الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ ۱۸ وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ ۱۹
 دیکھتے سے پہلے اور ڈوبنے سے پہلے اور اس کے رات گئے اس کی تسبیح کر دو اور

أَدْبَارَ السُّجُودِ ۲۰ وَأَسْمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادُ مَن مَّكَّنَ
 نمازوں کے پھر اور کان لگا کر سنو جس دن پکارنے والا پکارے گا ایک پاس جو

قَرِيبٌ ۲۱ يَوْمَ يَسْمَعُونَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ذَلِكَ يَوْمٌ
 ہے جس میں گناہ گاروں کے حق کے ساتھ یہ دن ہے قیامت سے باہر

الْخُرُوجِ ۲۲ إِنَّا نَحْنُ نُحْيِي وَنُمِيتُ وَاللَّيْلَةُ الْمَصِيرُ ۲۳
 آنے کا پلے ٹھک ہم جلائیں اور ہم ماریں اور ہماری طرف پھرنا ہے نہ

يَوْمَ تَشْهَقُ الْأَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ۲۴ ذَٰلِكَ حَشْرُ عَلَيْنَا
 جس دن زمین ان سے پھٹے گی تو جلدی کرتے ہوئے نکلیں گے نہ یہ صرے ہم کو

يَسِيرٌ ۲۵ نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَقُولُونَ ۲۶ وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ
 آسان ہم خوب جان رہے ہیں جو وہ کہہ رہے ہیں کہ ان پر ہم بدھ کر کرنے والے

يَجْبَارُونَكَ فَاذْكُرْ بِالْقُرْآنِ مَن يَخَافُ وَعَبِيدٌ ۲۷
 جبریں تو قرآن سے نصیحت کر دے جو میری دھکی بے ڈرے ہیں

منزل ۷

نے شہروں میں بڑے بڑے مضبوط قلعے بنائے مگر عذاب کے وقت کام نہ آئے ۱۹۔ یعنی جب ان پر عذاب آیا تو بچنے کی جگہ اور پناہ کے ٹھکانے ڈھونڈتے پھرے مگر پناہ نہ ملی۔

۱۰۔ معلوم ہوا کہ حفظ و نصیحت و عبرت سے فائدہ دہی اٹھا سکتا ہے جس کے پاس عبرت پکڑنے والا دل ہو اور قبول کرنے والے کان حاضر دل سے جو نیک کام کیا جا اس میں برکت ہوتی ہے ۲۔ اتوار سے ہفتہ تک اتوار کو پیدا انش کی ابتداء ہوئی جہد کو تکمیل زمین دو دن میں بنی زمین چھ دن میں آسمان دو دن میں خیال رہے کہ یہاں وقت خلق کا ذکر ہے اور سخن جنوں میں قدرت کا ذکر ہے ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ آسمانوں کو چھ دن میں پیدا فرماتا مگر روزی یا جسکی کی بنا پر نہ

۱۔ یعنی ان ہولوں کی قسم جو خاک اور گرد و غبار اڑاتی ہیں، اس میں چاروں ہوائیں شامل ہیں، ہوا، بھجور، جنوبی، شمالی ۲۔ یعنی جو ہوائیں گھٹائیں یا بدلیاں اٹھائیں، جن میں لاکھوں فن پانی ہے جو کہ یہ رحمت کی ہوائیں ہیں اس لئے خصوصیت سے ان کا ذکر فرمایا۔ ان کشتیوں کی قسم جو دریا میں سموت سے تھرتی ہیں، سواریوں اور سہلان کو ہار لگاتی ہیں ۳۔ یعنی قشتیوں کی وہ جماعتیں جو بارش، رزق، موت، اولاد وغیرہ تقسیم کرتی ہیں، جنہیں مدیریت امر کرتے ہیں معلوم ہوا کہ اللہ کی رحمت فرشتے تقسیم کرتے ہیں، اگر حضور کو قسم رزق اللہ کا جلد سے تو نہ حرام ہے نہ شرک، خیال رہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ہوائیں تقسیم کرتے ہیں، میکائیل بادشیں، عزرائیل موت، اسرافیل احکام (علیم السلام)

(روح) ۵۔ یہاں وعدے میں وعید بھی داخل ہے یعنی شرف و سزا جزا۔ بلکہ تمام وہ آئندہ کی خبریں جن کا فی کی معرفت تم سے وعدہ یا وعید کیا گیا، سب سچے ہیں، ان کے جھوٹ کا امکان بھی نہیں ۶۔ کہ قیامت میں مطہروں کو جنت تو بہ والوں کو محبت اولیاء کو قربت عارفوں کو وصل الہی، طالبوں کو وجدان اور غافلوں کو عذاب سیزان ضرور ملتا ہے ۷۔ یعنی اس آسمان کی قسم جو رنگ برنگے تاروں سے مزین ہے، یا اس آسمان نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قسم جو رنگ برنگے صحابہ کی رحمت سے آراستہ ہے۔ ۸۔ کوئی شرک دو معبود ہوتا ہے، کوئی پچاس، کوئی تین سو ساٹھ، کوئی حضور کو ساحر کہتا ہے، کوئی شاعر نہیں خود اپنے قول پر قرار نہیں ۹۔ کفار کہ جب کسی کو اسلام کی طرف مائل دیکھتے یا جو حضور کی خدمت میں حاضر ہوتا چاہتا تو اس کو ہکا کے ان کے پاس کیا دھرا ہے وہ تو ساحر ہیں، شاعر ہیں وغیرہ، اس آیت میں اس کا ذکر ہے کہ جس کے نصیب میں ایمان ہے وہ تو ان باتوں سے ہٹنے کا نہیں اور جو تقدیر کا فی مارا ہوا ہے وہ ہٹک چاہے گا۔ معلوم ہوا کہ جسے حضور سے کچھ نہ ملے وہ شقی اڑی ہے ان کے پاس سب کچھ ہے تم لینے والے بنو ۱۰۔ کوئی جہالت کے نش میں محمور ہے، کوئی علم کے، کوئی دولت کے نش میں، کوئی افتاد اور عزت ذیادہ کے، اللہ ان مب نش سے بچائے ۱۱۔ یہ سوال پوچھنے کے لئے نہ تھا، بلکہ مذاق کے لئے اس کے مطابق انہیں جواب دیا گیا کہ جس دن تم دوزخ میں پہنچو گے بس وہی دن عین انصاف کا ہو گا۔ یعنی اگر تم ایسی جگہوں میں پڑے رہے تو انجام یہ ہے ۱۲۔ یہ کلام بلا واسطہ رب تعالیٰ فرمائے گا، یا عذاب کے فرشتے یا مالک دوزخ، جہاں ارشاد ہوا کہ ہم ان سے کلام نہ کریں گے، وہاں رحمت و محبت کا کلام مراد ہے، لہذا آیات میں تعارض نہیں ۱۳۔ آج دنیا میں بھی قبر میں بھی اور آئندہ محشر میں بھی اور محشر کے بعد بھی، دنیا میں مومن شریعت کے باغات، طریقت کے چشموں میں رہتا ہے اللہ کی عبادت

۱۲۳۱

۱۰

۵۱

۶۰

۱۲۳۱

سورة الغزات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ

وَالَّذِیْ تَزِدُّوْا قُلُوْبَیْ وَفَرَّادِیْ یُسْرًا

وَالْمَقْسَمِیْ اَمْرًا اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٍ قَوْلًا

الدِّیْنِ لَوَاقِعٍ وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْحُبُكِ اِنَّكَ لَفِیْ قَوْلٍ

فَخْتَلَفَ یُؤْفَکُ عَنْهُ مَنْ اُفِکَ قَتَلَ الْخَرَصُوْنَ

الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ غَمَّةٍ سَاهُوْنَ یَسْأَلُوْنَ اَیَّانَ یَوْمٍ

الدِّیْنِ یَوْمَ هُمْ عَلَی النَّارِ یَفْتَنُوْنَ ذُوْقُوْا فِتْنَتَهُمْ

هَذَا الَّذِیْ کُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ اِنَّ الثَّقِیْنِ فِیْ

جَنَّتٍ وَغِیُوْنٍ اِخْدِیْنِ مَا اَنْتُمْ رَیُّهُمْ کَاَنْوَاقِلٍ

ذٰلِكَ فَحْشٰنٌ کَاَنْوَاقِلٍ مِّنَ الْبَیْلِ مَا یُدْجِعُوْنَ

مَنْزِل

میں حضور کی محبت میں وہ لذت پاتا ہے کہ سبحان اللہ اس کی قبر جنت کی کیاری بن جاوے گی، میدان محشر میں حوض کوثر کی ایک نہر موجود ہوگی جہاں یہ مزے سے پیتے ہوں گے، اس نہر مرتدین آویں گے، جنہیں فرشتے نکالیں گے، یہی اس حدیث کا مطلب ہے کہ اس حدیث ۱۳۔ ان نیکیوں کا بدلہ بھی اور رب تعالیٰ کی خاص رحمت بھی، خطاب کو شامل ہے ۱۵۔ کہ دنیا میں نیک کام کرتے تھے یا ان کی پیدائش سے پہلے ان کے نام نیکیوں کی فہرست میں تھے۔ ۱۶۔ یعنی رات تہجد اور شب بیداری میں گزارتے تھے بہت تھوڑی دیر سوتے تھے اور اس سونے کو بھی اپنا قصور سمجھ کر صبح کو استغفار پڑھتے تھے، اس سے معلوم ہوا کہ تمام رات سوتا بھی اچھا نہیں اور تمام رات جاگنا بھی بہتر نہیں، اول رات سو جاؤ آخر رات تہجد کے لئے جاگو، پھر اگر روز سوؤ، یہ ہی سنت ہے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ اس آیت میں انصاری کی تفسیر ہے

(بقیہ صفحہ ۸۳۱) جو عشاء کی نماز مسجد نبوی میں پڑھ کر اپنے گھر جاتے جو مسجد قبا کے پاس مدینہ منورہ سے تین میل دور ہے پھر کچھ سو کر تہجد پڑھتے پھر فجر کی نماز مسجد نبوی میں آکر پانچواہ پڑھتے تھے اس صورت میں یہ آیت مدنیہ ہے (روح) ان کا یہ آنا جانا بھی عبادت تھا جیسے عالم کا سونا عبادت ہے۔
اب معلوم ہوا کہ وقت حراستغفار اور دعا کے لئے بہت موزوں ہے کہ صبح کے وقت کئے کے سوا کوئی نہیں سوتا فجر کی سنتوں کے بعد ستر بار استغفار اول آخر درود شریف ہر مصیبت کا ذوق ہے رزق کی برکت کا ذریعہ ہے ۲۔ اس میں چند صفات بیان ہوئے ایک یہ کہ ان مومنوں کے ہر مال میں غریا کا حصہ ہوتا ہے۔ کھانا پینا وغیرہ

و غیرہ دوسرے یہ کہ ہر قسم کے فقیر کو دیتے ہیں خواہ اسے جائیں بچائیں یا نہیں تیسرے یہ کہ ان کی عطا سائل کے مانگنے پر موقوف نہیں بیکاریوں کو بھی دیتے ہیں اور تلاش کر کے ان مساکین کو بھی جو شرم سے مانگ نہ سکیں اور اس شرم کی وجہ سے وہ اکثر صدقات سے محروم رہتے ہوں چوتھے یہ کہ وہ فقراء پر احسان نہیں دھرتے بلکہ ان کا اپنی کمائی میں حق سمجھتے ہیں ان کا احسان ماننے ہیں کہ انہوں نے قبول کر لیا خیال رہے کہ مال والوں کے مال میں فقیروں کا حق ہوتا ہے اور کمال والوں کے کمال میں بے ہنروں کا حصہ ہوتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ حضور کی عبادت میں ہم جیسے گنہگاروں کا حصہ ہے ان کے ایک ایک سجدے کی برکت سے ہم جیسے کمزوروں کا پیرا ہوا ہو گا۔ خیال رہے کہ یہاں صدقہ نقل مراد ہے کیونکہ زکوٰۃ بعد ہجرت فرض ہوئی۔ اس لئے یہاں تمام مصارف زکوٰۃ کا ذکر نہ ہوا ۳۔ یعنی مومنوں کے لئے زمین معرفت ہلکی کا دفتر ہے وہ اس زمین کے حالات کو دیکھ کر رب کی قدرت بلکہ حشر و نشر جنت و دوزخ کو مان لیتے ہیں زمین سے شریعت اور طریقت کے ہزارہا مسائل حل ہو جاتے ہیں۔ زمین خشک ہو کر پھر سرسبز ہو جاتی ہے معلوم ہوا کہ ہمیں بھی مرکز جہان ہے زمین میں جو بوؤں گے وہی کانٹوں کے معلوم ہوا کہ وہاں حساب و کتاب ہے زمین میں معجز و انکسار ہے اسی لئے اس میں باغات و کھیت ہیں معلوم ہوا کہ فقیر کا کام صبر و رضا ہے وغیرہ ۴۔ کہ تمہاری پیدائش، اعضا کی عجیب ترتیب دنیا میں تمہارے حالات کا بدلنا سب کچھ ہو کر کچھ نہ رہنا رہا ہے کہ تم کسی اور کے قبضہ میں ہو صوفیاء فرماتے ہیں کہ عرش و فرش، بحر و یز، کوہ و جبل، شیطان و رحمت و دوزخ سب کچھ تجھ میں ہے مگر تو غور کرے جس نے اپنے کو پہچان لیا رب کو جان لیا ۵۔ دنیاوی رزق سورج، بارش وغیرہ یا مطلب یہ ہے کہ تمام رزقوں کے اصل خزانے آسمانوں میں ہیں وہاں سے مخل ہو کر زمین پر آتے ہیں صوفیاء فرماتے ہیں کہ رزق جسمانی اور معنوی دونوں سب کچھ آسمان میں ہے وہی بھی آسمان

وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ﴿۸۳﴾ وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ

اور پھیلانے والے استغفار کرتے ۸۳ اور ان کے مالوں میں حق تھا سائل اور

وَالْمَحْرُومِ ﴿۸۴﴾ وَفِي الْأَرْضِ آيَاتٌ لِّلْمُوقِنِينَ ﴿۸۵﴾ وَفِي أَنْفُسِكُمْ

پہلے نصیب کا حق اور زمین میں نشانیاں ہیں یقین والوں کو حق اور خود تم میں،

أَفَلَا تَبْصُرُونَ ﴿۸۶﴾ وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ ﴿۸۷﴾

تو کیا نہیں سمجھتا نہیں کہ اور آسمان میں تمہارا رزق ہے اور جو تمہیں وعدہ دیا جائے

رَبِّ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَا أَنْتُمْ تُنطِقُونَ ﴿۸۸﴾

تو آسمان اور زمین کے رب کی قسم ہے کہ قرآن حق ہے جیسا کہ وہی زبان میں بولتے ہو

هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ الْمُكْرَمِينَ ﴿۸۹﴾

اے محبوب کیا تمہارے پاس ابراہیم کے معزز مہمانوں کی خبر آئی ہے جب

دَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلَامًا قَالَ سَلَامٌ قَوْمٌ مُّنْكَرُونَ ﴿۹۰﴾

وہ اس کے پاس آکر بولے سلام نہ کیا سلام ناشناسا لوگ ہیں کہ

فَرَاغَ إِلَىٰ أَهْلِهِ فَجَاءَ بِعِجْلٍ سَمِينٍ ﴿۹۱﴾ فَقَرَّبَهُ إِلَيْهِمْ ﴿۹۲﴾

پھر اپنے گھر گیا تو ایک فرہنگ بھڑا لے آیا کہ پھر اسے ان کے پاس رکھا

قَالَ أَلَا تَأْكُلُونَ ﴿۹۳﴾ فَأَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً قَالُوا لَا

کیا کیا تم کاتے نہیں تو عجب ہی میں ان کے ڈرنے لگا کہ وہ بولے

تَخَفُ وَبَشْرُوهٖ بَعْلُمُ عَلِيمٍ ﴿۹۴﴾ فَأَقْبَلَتْ امْرَأَتُهُ فِي صَرَقَةٍ

ڈرے نہیں نہ اور اسے ایک علم والے کی بشارت دی اس پر اس کی بی بی ہلائی آئی

فَصَلَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوزٌ عَقِيمٌ ﴿۹۵﴾ قَالُوا كَذَلِكَ

پھر اپنا ماتھا تھمکا اور بولی کیا بڑھیا بانجھ انہوں نے کہا تمہارے رب نے

قَالَ رَبُّكَ إِنَّهُ هُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ ﴿۹۶﴾

نہ نہیں فرما دیا ہے حق اور وہی حکیم دانہ ہے

سے ہی آئی ہے ۹۶ کہ جنت آسمانوں میں ہے یا لوح محفوظ آسمان میں ہے جس میں سب کچھ تحریر ہے ۹۷۔ یہاں رب تعالیٰ نے اپنی قسم فرما کر قرآن کی حقانیت بیان فرمائی اور سورہ یسین میں قرآن کی قسم فرما کر حضور کی حقانیت بیان کی ۹۸۔ معلوم ہوا کہ قرآن عربی زبان میں ہے قریش کی لغت میں اترا لفظ قرآن کے تھے قرآن نہیں ہے ان پر قرآن کے احکام جاری ہوں ۹۹۔ یہ دس بارہ فرشتے تھے جو شکل مہمان حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے ۱۰۰۔ اس سے دو سکے معلوم ہوئے ایک یہ کہ سلام بڑی پرانی سنت ہے دوسرے انبیاء کے دین میں بھی تھی۔ دوسرے یہ کہ آنے والا بیٹھ ہوئے کو سلام کرے خواہ مارے لوگ سلام کریں یا ان میں سے ایک ظاہر ہے کہ یہاں اس نے سلام کہا ۱۰۱۔ آج کے دن میں فلاں کو سلام ہے، ان سے وقت نہیں، مگر، معنی انجی ہے اسی لئے قبر کے فرشتوں کو مگر

اب یعنی اے فرشتہ بشارت کے سواہ اور کس کام کے لئے آئے ہو معلوم ہوتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے قرینہ سے جان لیا تھا کہ یہ حضرات کسی قوم پر عذاب بھی لائے ہیں شاید ان میں وہ فرشتے بھی ہوں گے جو عذاب پر مامور ہیں اس لئے اپنے یہ سوال فرمایا ۲۔ لوط علیہ السلام کی قوم جو سدوم اور اس کے آس پاس کی بیٹیوں میں آباد تھی وہاں اولاد ان کو جرم کرتے خود مشاہدہ فرمائیں گے پھر انہیں ہلاک کریں گے ۳۔ گارے سے بنائے کا اس لئے ذکر فرمایا تاکہ معلوم ہو کہ ان پر اولے نہ برسیں گے بلکہ پکی مٹی کے پتھر جو کارخانہ قدرت میں تیار ہوئے ہیں ہر پتھر پر اس کا نام لکھا ہے جس کو وہ لگنے والا ہے اس لئے مسومہ فرمایا ۴۔ اس نشان سے معلوم ہوتا ہے کہ قدرتی پتھری تھے ہر پتھر پر اس کا نام تھا

جس کو لگتا تھا ۵۔ یعنی جب سدوم پر عذاب آیا تو وہاں سے پہلے حضرت لوط علیہ السلام اور آپ پر ایمان لانے والے باہر بھیج دیئے گئے جب اس شہر میں صرف کفار رہ گئے تو عذاب الہی آیا۔ جہاں اللہ کے مقبول بندوں کی قبریں ہوں وہاں بھی عذاب نہیں آتا فرعون پر مصر میں رہتے ہوئے عذاب نہ آیا کہ وہاں یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کی قبریں تھیں افسوس ہے ان لوگوں پر جو حضرت صدیق و فاروق کو عذاب میں مانتے ہیں حالانکہ یہ دونوں حضرات حضور کے پہلو میں سو رہے ہیں ۶۔ معلوم ہوا کہ صالحین کی موجودگی میں قاصتوں پر عذاب نہیں آتا جب عذاب آتا ہوتا ہے تو صالحین کو نکال دیا جاتا ہے رب فرماتا ہے۔ رَبِّیْزِلْ عَلَیْہِا الذِّبْنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوا ۷۔ یعنی صرف لوط علیہ السلام کا گھر جس میں آپ الہد آپ کی دو صاحبزادیاں مومنہ تھیں بعض نے فرمایا کہ کل مومنہ تیار تھے۔ آپ نے میں سال تبلیغ فرمائی ۸۔ یعنی قوم لوط کی ہلاکت کے بعد بھی نشانی باقی رکھی جس سے پتہ لگے کہ یہاں عذاب آچکا ہے وہ نشانی خود یہ پتھر تھے جو عرصہ تک وہاں دیکھے گئے اور بدھوار پانی جو اس زمین سے بہتا تھا ۹۔ کہ وہ اس نشان کو دیکھ کر عبرت پکڑیں اور کفر و گمانہ نہ کریں ۱۰۔ یعنی موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ میں بھی عقل والوں کے لئے عبرت ہے نبی کی مخالفت سے بڑی طاقتور قویں بھی ہلاک ہو گئیں خیال رہے کہ سلطان عین ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات مراد ہیں جیسے عصا اور ید بیضاء وغیرہ ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کی بعثت تمام اہل مصر کی طرف تھی خواہ بنی اسرائیل ہوں یا قبطی ان سب پر آپ کی اطاعت لازم تھی ۱۲۔ کہ خود ایمان لایا نہ کسی کو لانے دیا جہاں لشکر سے مراد اس کے سارے پیر و کار ہیں ۱۳۔ دیوانہ اس لئے کہتا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام اکیلے ہو کر مجھ جیسے جابر بادشاہ کا مقابلہ کرنے آئے ہیں اگر ان میں عقل ہوتی تو ایسا نہ کرتے (روح) ۱۴۔ چنانچہ دوسرے وقت ایمان لایا جو

قال فما خطبکم ایہا المرسلون ۸۴۳
قال فما خطبکم ۸۴۳

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ ۸۴۳ قَالُوا إِنَّا أُرْسِلْنَا

ابراہیم نے فرمایا تو لے فرشتہ تم کس کام سے آئے ہو۔ بولے ہم ایک ہر قوم کی

إِلَىٰ قَوْمٍ مُّجْرِمِينَ ۸۴۴ لَنُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حِجَارَةً مِّنْ

طین یصیر گئے ہیں کہ ان پر گارے کے بنائے جوئے پتھر

طِينٍ ۸۴۵ مُّسَوَّمَةٌ عِنْدَ رَبِّکَ لِلْمُصْرِفِينَ ۸۴۶ فَأَخْرَجْنَا

بہر ذلک جو تمہارے رب کے پاس حد سے بڑھنے والوں کے لئے نشان کنے کے ہیں کہ قوم

مَنْ كَانَ فِيہَا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ۸۴۷ فَمَا وَجَدْنَا فِيہَا

نے اس شہر میں جو ایمان والے تھے وہ نکال لئے تھے تو ہم نے وہاں ایک

غَبْرِیَّتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۸۴۸ وَتَرٰکُنَا فِیْہَا آیَۃٌ لِّلَّذِیْنَ

بھی گھر مسلمان پایا تھا اور ہم نے اس میں نشانی باقی رکھی تھی ان کے لئے

یَخَافُونَ الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ ۸۴۹ وَفِی مَوْسٰی اِذَا رُسِلَہٗ

جو دردناک عذاب سے ڈرتے ہیں کہ اور موسیٰ میں ملے جب ہم نے اسے

اِلٰی فِرْعَوْنَ بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ۸۵۰ فَقَوْلِیْ بِرَبِّکَ وَقَالَ لَیْسَ

دو گونہ سند کے فرعون کے پاس بھلا تھا تو اپنے فکر سمیت پھر گھاٹ اور لڑ لایا اور

اَوْجُھُنَّ ۸۵۱ فَاخَذَہٗ وَجُودَہٗ فَنَبَذَہُمْ فِی الْیَمِّ وَہُوَ

سے باہر نہ لے لے تو ہم نے اسے اور اس کے فکر کو پھینک کر دریا میں ڈال دیا اس حال میں کہ وہ اپنے

مَلِیْمٌ ۸۵۲ وَفِی عَادٍ اِذَا رُسِلَنا عَلَیْہِمُ الرِّیْحُ الْعَاقِیْمَ ۸۵۳

آپ کو طاعت کر رہا تھا کہ اور عاد میں جب ہم نے ان پر خشک آنکھی ہمیں

مَا تَدْرُہُمْ شَیْءٌ اِنَّتَ عَلَیْہِ الْاِجْعَالُ کَالرَّمِیْمِ ۸۵۴

جس پتھر پر لڑتی تھی اسے گلی ہوئی چیز کی طرح کر پھڑکتی

وَفِی ثَمُودَ اِذْ قِیلَ لَہُمْ تَمَسَّعُوا حَتّٰی جِئْنَا فَعَتُوا ۸۵۵

اور ثمود میں ملے جب ان سے فرمایا تم ایک وقت تک برت لو کہ تو انہوں نے

مازل ۶

قبول نہ ہوا ۱۵۔ قرآن شریف میں ریح غضب کی ہوا کے لئے اور ریح رحمت کی ہوا کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ ۱۶۔ وہ ہوا آدمی جانور مال متاع جسکو لگ جاتی ہلاک کر دیتی معلوم ہوا کہ انسان کے گناہوں کے سبب جانور بھی عذاب میں گرفتار ہو جاتے ہیں گندم کے ساتھ گھن بھی پس جاتے ہیں ۱۷۔ صالح علیہ السلام کی قوم جو نہایت سرکش تھی معلوم ہوا کہ بدکار لوگوں کے قصوں سے ایمان ملتا ہے تو نیک کاروں کے قصے بھی ترقی ایمان کا ذریعہ ہیں ۱۸۔ اونٹنی کے ذبح کے بعد صالح علیہ السلام نے انہیں خبر دی کہ اب تم تین دن چو گے بدھ جمعات جمعہ ہفتہ کو ہلاک ہو جاؤ گے معلوم ہوا کہ اللہ کے بندوں کو لوگوں کے موت کے وقت اور جگہ اور موت کی نوعیت سب کا پتہ ہوتا ہے

۱۔ جو حضرت جبریل کی آواز تھی جس سے ان کے سینے پھٹ گئے، چونکہ وہ آواز بہت ہولناک تھی، اس لئے اسے کڑک فرمایا گیا ۲۔ حضرت جبریل سے یا صالح علیہ السلام سے ۳۔ فاسق گنہگار مسلمانوں کو بھی کہتے ہیں، کافر کو بھی، یعنی فاسق اعتقادی بھی ہوتا ہے اور عملی بھی، یہاں فاسق اعتقادی مراد ہے یعنی کفر ۴۔ بغیر وسیلہ فرشتوں کے آسمان ہائے گئے دست قدرت سے، ورنہ سب چیز کا خالق رب تعالیٰ ہے ۵۔ کہ زمین اس قدر وسیع ہے کہ باوجود گول ہونے کے فرش کی طرح بھی ہوئی معلوم ہوتی ہے، نیز نہ تو لوہے کی طرح سخت ہے، جس پر چلنا پھرنا دشوار نہ پانی کی طرح تہی کی مخلوق اس میں ڈوب جاوے، یہ رب تعالیٰ کی قدرت کی بڑی دلیل ہے، پھر اتنی بڑی زمین آسمان کی وسعت کے مقابل ایسی ہے جیسے میدان میں کوڑی پڑی ۶۔ جیسے زمین آسمان دن رات، نر و مادہ، چاند سورج، گرمی سردی، بخار و بر، میدان و پہاڑ، جن و انس، ایمان و کفر، سعادت و شقاوت، حق و باطل، موت و زندگی، دایاں بایاں، فقیری و غنا، غرضیکہ ہر چیز کی ضد رکھی، پاک ہے وہ جو جس ضد سے پاک ہے ۷۔ بلکہ اب سامعین کی تحقیق سے پتہ لگا کہ درخت اور پتھروں میں نر و مادہ ہیں، نر درخت سے ہوا لگ کر مادہ درخت سے جب چھوٹی ہے تو پھل زیادہ آتا ہے اگرچہ نر درخت دور ہو، ان پتھروں کی بھی نسل ہے مگر نسل کا طریقہ جداگانہ ہے ۸۔ اس طرح سوال اللہ سے فرار کر کے اللہ سے قنارہ کفر، کفر سے بھاگو، ایمان کی طرف غفلت سے بیداری کی طرف، گناہ سے توبہ کی طرف، ناراضگی سے رضا کی طرف، غیر میں مشغولیت سے معزولیت کی طرف، غرضیکہ اس کی بہت تفسیریں ہیں ۹۔ یعنی تم نہ سب لوگ حیری طرف آؤ، کیونکہ حضور کے پاس

عَنْ أَهْلِ بَيْتِهِمْ فَأَخَذَتْهُمْ الصَّعِقَةُ وَهُمْ يَنْظُرُونَ ﴿۳۷﴾

اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی تو انہی آنکھوں کو سامنے انہیں کڑک نے آجائے

فَمَا اسْتَطَاعُوا مِنْ قِيَامٍ وَمَا كَانُوا مُتَصَرِّفِينَ ﴿۳۸﴾

تو وہ نہ کھڑے ہو سکے اور نہ وہ بدلے سکتے تھے نہ اور ان سے بدلے

نُوحٍ مِنْ قَبْلُ إِنَّكُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ﴿۳۹﴾ وَالسَّمَاءُ بَنِينَ ﴿۴۰﴾

نوحؑ اور نوحؑ کے ہاں ایک وہ فاسق لوگ تھے تلو اور آسمان کو ہم نے باخوں سے

بَايِبِينَ وَإِنَّا لَكُمُوسِعُونَ ﴿۴۱﴾ وَالْأَرْضُ فَرَشَهَا فَنَعْمَ

بنایا ہم اور سب تم ہم وسعت دیتے ہیں اور زمین کو ہم نے فرش کیا تو ہم کیا ہی

الْمُهْدُونَ ﴿۴۲﴾ وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ

اچھے بنھانے والے اور ہم نے ہر چیز کے دو جوڑ بنائے، تاکہ تم

تَذَكَّرُونَ ﴿۴۳﴾ فَقَرُّوْا إِلَى اللَّهِ إِنَّي لَكُمْ مِنْهُ نَذِيرٌ مُبِينٌ ﴿۴۴﴾

دھنا کر دو، تو اللہ کی طرف بھاگو، کیونکہ میں اس کی طرف سے تمہارے لئے نذرین

وَلَا تَجْعَلُوا مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ إِنِّي لَكُمْ مِنْهُ نَذِيرٌ مُبِينٌ ﴿۴۵﴾

سامنے والا ہوں، اور اللہ کے ساتھ اور سمجھو نہ مجھ کو بیشک میں اس کی طرف سے تمہارے لئے

كَذَلِكَ مَا آتَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا قَالُوا

عزیز و دربارے والا ہوں نہ پڑھنی جب ان سے انگوں کے پاس کوئی رسول نہ پہنچتا تو

سَاحِرٌ أَوْ مَجْنُونٌ ﴿۴۶﴾ اتَّوَصَّوْا بِهِ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُونَ ﴿۴۷﴾

بولے کہ جادوگر ہے یا دیوانہ کیا آپ میں ایک دوسرے کو بہات کر رہے ہیں بلکہ ہر کس

فَقُولْ عَنْهُمْ مَا أَنْتَ بِمَلُومٌ ﴿۴۸﴾ وَذَكَرْ فَإِنَّ الدَّكْرَى

لوگ ہیں تاکہ تو نے مجھ کو تم ان سے نہ پھر لو، تو ہم کو بہانہ نہیں لگاؤ اور سمجھاؤ کہ سمجھنا

تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۴۹﴾ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا

مسلمانوں کو نفع دینے کے لئے اور میں نے جن و انس کو نہ بنائے کہ میری

علیہ کفر میں شرکت کی وجہ یہ ہے کہ ان سب کو بھگانے والا ایک ہی ہے، یعنی اللہ، اس سے معلوم ہوا کہ اگرچہ کفر کی نوعیتیں بہت ہیں مگر سرکشی و بغاوت میں سارے کفار ایک ہیں ۱۲۔ ان کی بکواس کی پرواہ نہ کرو، لہذا یہ آیت حکم ہے، منوع نہیں، یہ مطلب نہیں کہ انہیں تبلیغ نہ کرو۔ تبلیغ تو آخر دم تک کی جائے گی ۱۳۔ یعنی اگر کوئی بھی ایمان نہ لائے، تو آپ پر کچھ اعتراض نہ ہو گا کیونکہ آپ نے تبلیغ فرمادی، معلوم ہوا کہ حضور مخلوق سے بے نیاز ہیں، مخلوق ان کی نیاز مند ہے ۱۴۔ (شان نزول) جب پچھلی آیت میں اعراض کا حکم دیا گیا، تو صحابہ کرام کو غم ہوا وہ سمجھے کہ اب وحی نہ آئے گی، بلکہ عذاب الہی کفار پر نازل ہو گا، کیونکہ رب نے اپنے محبوب کو کفار سے بے توجہی، اور اعراض کا حکم دے دیا، تب یہ آیت کریمہ اتری ۱۵۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ تبلیغ کسی حال میں نہ چھوڑنی

علیہ کفر میں شرکت کی وجہ یہ ہے کہ ان سب کو بھگانے والا ایک ہی ہے، یعنی اللہ، اس سے معلوم ہوا کہ اگرچہ کفر کی نوعیتیں بہت ہیں مگر سرکشی و بغاوت میں سارے کفار ایک ہیں ۱۲۔ ان کی بکواس کی پرواہ نہ کرو، لہذا یہ آیت حکم ہے، منوع نہیں، یہ مطلب نہیں کہ انہیں تبلیغ نہ کرو۔ تبلیغ تو آخر دم تک کی جائے گی ۱۳۔ یعنی اگر کوئی بھی ایمان نہ لائے، تو آپ پر کچھ اعتراض نہ ہو گا کیونکہ آپ نے تبلیغ فرمادی، معلوم ہوا کہ حضور مخلوق سے بے نیاز ہیں، مخلوق ان کی نیاز مند ہے ۱۴۔ (شان نزول) جب پچھلی آیت میں اعراض کا حکم دیا گیا، تو صحابہ کرام کو غم ہوا وہ سمجھے کہ اب وحی نہ آئے گی، بلکہ عذاب الہی کفار پر نازل ہو گا، کیونکہ رب نے اپنے محبوب کو کفار سے بے توجہی، اور اعراض کا حکم دے دیا، تب یہ آیت کریمہ اتری ۱۵۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ تبلیغ کسی حال میں نہ چھوڑنی

(بقیہ صفحہ ۸۳۳) چاہیے، دوسرے یہ کہ وعدہ نصحت صرف مومنوں کو مفید ہے یا انہیں جن کے نصیب میں ایمان ہو، ہر زمین میں عجم نہیں آتا

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ عبادت اختیاری جس پر سزا، جزاء مرتب ہو صرف جن و انسان کے لئے ہے، عبادت اضطراری ساری مخلوق کرتی ہے، رب فرماتا ہے، کُلُوا مِن ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ بِغَيْرِ حِسَابٍ مِّمَّنْ لَّهِ جَنَّاتٌ فِيهَا نَضُوءٌ خَالِدِينَ فِيهَا أُولَئِكَ يَرْجَوْنَ رَحْمَتَ اللَّهِ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ (نور)۔ یا میری مخلوق کو یا خود اپنے کو، کیونکہ سب کا رازق میں ہوں، خلاصہ یہ ہے کہ جن و انس کی پیدائش کا اصل مقصد روزی کمانا نہیں بلکہ عبادت ہے روزی عبادت کے تابع ہے، جیسے بادشاہ نوکروں کو اپنی خدمت کے لئے رکھتا ہے، تنخواہ خدمت کی طفیل ملتی ہے اگر وہ خدمت چھوڑ دیں، تو تنخواہ کے مستحق نہیں، رب کی رحمت ہے کہ نکلوں کو بھی رزق دیتا ہے،

۳۔ جیسے دنیا کے بادشاہ رعایا سے ٹیکس چاہتے ہیں، اپنی روزی اور ملک کے انتظام کے لئے، لہذا وہ رحمت کے حاجت مند ہوتے ہیں۔ سلطنت الہیہ غنی ہے ۳۔ کہ سب کو روزی دیتا ہے، خیال رہے کہ روزی عامہ تو عام مخلوق کو دیتا ہے، جیسے سورج کی روشنی ہو، زمین کا فرش، آسمان کا سایہ اور روزی خاصہ مخصوص بندوں کو دیتا ہے، جیسے ایمان، عرفان، ولایت، ہدایت، نبوت وغیرہ، اگر روزی بندے کے کسب پر موقوف ہوتی، تو اس کے پیٹ میں بچہ کو نہ ملتی ۵۔ لہذا قوی کے مقابلہ میں رب کی پناہ لو، شیطان ہمارا دشمن قوی ہے، رب کی پناہ ہی اس سے بچا سکتی ہے ۶۔ ذنوب کنوئیں کے ڈول کو کہتے ہیں، جو کبھی اس طرف پانی ڈالتا ہے، کبھی اس جانب، یعنی ہر کافر قوم کے عذاب کی باری اور وقت ہے جب وقت آ جاتا ہے عذاب آ جاتا ہے ۷۔ کہ وقت عذاب سے پہلے عذاب نہ آ سکتا ۸۔ وہ دن یا بدر کے عذاب کا ہے یا ان کی موت کا یا قیامت کا ۹۔ طور پہاڑ مصر و مدین کے درمیان وادی سینا میں واقع ہے، اس پہاڑ کا نام زبیر ہے لقب طور، یہاں ہی موسیٰ علیہ السلام رب تعالیٰ سے ہمکلام ہوئے تھے، اس عظمت کی وجہ سے اس کی قسم ارشاد ہوئی، معلوم ہوا کہ جس پتھر پہاڑ کو نبی سے نسبت ہو جائے وہ بھی عظمت والا ہے ۱۰۔ معلوم ہوا کہ خاص بندوں کی تحریریں رب کو باری ہیں کہ رب نے ان کی قسم فرمائی، رب فرماتا ہے۔ وَاقْعُوهَا بِأَنفُسِكُمْ أَفَلَا تُفَكِّرُونَ (نور)۔ یا تو میری فتویٰ اور نعت گوئی کی نعت کی تحریریں، قرآن و حدیث کی کتابت و تفسیریں، سب اس میں داخل ہیں، یا اس سے مراد قرشتوں کی تحریریں ہیں، یعنی لوگوں کے نامہ اعمال یا کاتب تقدیر فرشتے کی تحریر، یا لوح محفوظ کی تحریر، یا تو میری و انجیل و قرآن کی تحریر، تحریر کے جو معنی کئے جاویں، اس مناسبت سے کلمہ دفتر کے معنی کرتے چاہئیں۔ ۱۱۔ بیت

۳۴

الطور

۸۳۵

قال فما خطبكم

لِيُعَذِّبُوا ۚ مَا آتَايَهُمْ مِّن رَّزْقٍ وَهُمْ لَا يَسْتَحْسِبُونَ ۝۵۱

نہ کی کریم لے، ان سے کہ رزق نہیں مانگتا، اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھا تاروں تک

إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ ۝۵۲ قَالِ لِلَّذِينَ

بیشک اللہ ہی بزرگ رزق دینے والا، قوت والا قدرت والا ہے، تو بے شک ان ظالموں کے

ظَلَمُوا أَذْنُوبًا مِّثْلَ ذُنُوبِ أَصْحَابِهِمْ فَلَا يَسْتَحْسِبُونَ ۝۵۳

لے، عذاب سب ایک باری ہے، جسے ان کے ساتھ والوں کی طرح ایک باری ہی لے، تو بے شک جلدی

قَوْلٍ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِن يَوْمِهِمُ الَّذِي يُوْعَدُونَ ۝۵۴

کہیں، تو کافروں کی طرف سے ان کے اس دن سے جس کا وعدہ دیتے جاتے ہیں،

إِنَّا أَنزَلْنَاهُ ۝۵۲ سُورَةُ الطُّورِ مَكِّيَّةٌ ۝۵۱ وَكَوْنُهَا ۱۲

یہ سورت بھی سب اس میں ۲ رکعت ۹۹ آیات ۳۱۲ کلمے ایک ٹکڑے یا دو جھوٹ ہیں (افغان)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

وَالطُّورُ ۝۱ وَكُتِبَ مَسْطُورٌ ۝۲ فِي رَقٍّ مَّنشُورٌ ۝۳ وَالْبَيْتُ

طور کی قسم کہ اہر زبیر کی ہے جو کلمہ دفتر میں لکھا ہے اور بیت

الْمَعْمُورُ ۝۴ وَالسَّقْفُ الْمَرْفُوعُ ۝۵ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُورُ ۝۶

معمر کی اور بلند بھٹ کی اور بلند کئے ہوئے سمندر کی

إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ۝۷ مَا لَهُ مِنْ دَافِعٍ ۝۸ يَوْمَ تَمُورُ

بے شک تیرے رب کا عذاب ضرور ہو ناہی کی اسے کوئی ٹالنے والا نہیں، جس دن آسمان

السَّمَاءِ مَمُورًا ۝۹ وَتَسِيرُ الْجِبَالُ سَيْرًا ۝۱۰ قَوْلٍ يَوْمَئِذٍ

بلانا سا ہمیں گزرنے والا اور پہاڑ چلنا سا ہیں، گزرنے والا تو اس دن جھٹلانے والوں کی

لِلْمَكْنِيِّينَ ۝۱۱ الَّذِينَ هُمْ فِي حَوْضٍ يَلْعَبُونَ ۝۱۲

غرائی سے ۱۱۔ وہ جو مشغلہ میں کھیل رہے ہیں ۱۲۔

منزل

معمر کے معنی ہیں آہلو گھر، یہاں اس آیت میں اس سے مراد یا تو کعبہ معظمہ ہے، جو حاجیوں نمازیوں سے آباد رہتا ہے یا بیت السجود جو ساتویں آسمان پر ہے، قرشتوں کا قبلہ جو حضور نے معراج میں ملاحظہ فرمایا یا مقبولوں کے دل ہیں جو رب کی یاد سے معمر و آباد ہیں، یا مسلمانوں کے وہ گھر جو اللہ کے ذکروں سے آباد ہوں (روح) ۱۳۔ اس سے مراد یا تو آسمان ہے جو دنیا کی چھت ہے، یا عرش جو جنت کی چھت ہے گھر کے ساتھ چھت کا ذکر بہت ہی موزوں ہے (خزائن و روح) ۱۴۔ اس سے مراد یہ ہی سمندر ہیں جن میں آج پانی ہے، قیامت میں اس پانی میں آگ لگا دی جائے گی، یہ آگ لگا ہو پانی دونوں کی آگ کو اور بھی بڑھ کا دے گا، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ۱۵۔ اس سے مراد یا عذاب قبر ہے یا عذاب قیامت، دوسرے معنی زیادہ قوی ہیں جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے ۱۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ تقدیر مہرم کو

(بقیہ صفحہ ۸۳۵) کوئی شے نہ ٹال سکتی ہے نہ بدل سکتی ہے، رب فرماتا ہے۔ مَا يَهْدِي اللَّهُ فَرْجًا يُضَيِّعْ لِي فِيهِ كَفَّارًا يَدْعُو أَنَا لِقَدْرِ مِزْمٍ هُوَ دَهْلٌ نَحْنُ سَلَامٌ ۚ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَفِي كُفْرِهِمْ هُمْ سَامٌ (۸۳۵) کہ پہلے جنگ کی طرح گھومیں گے پھر پھرت جائیں گے، معلوم ہوا کہ آج آسمان نہیں گھومتے، بلکہ چاند تارے گردش میں ہیں۔ اے کہ پہلے تو بادل کی طرح پھر دھن ہوئی روٹی کے ریزہ بادل کی طرح، پھر غبار کی طرح اڑیں گے، یہ قیامت کا دن ہے ۱۸۔ رسولوں کو بھٹانے والے کفار کی، اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جن لوگوں نے کسی نبی کی رسالت نہ پائی، جیسے حضور کے والدین ان کی نجات کے لئے صرف توحید کا عقیدہ کافی ہے، دوسرے یہ کہ کفار و مشرکین کے ناجو بچے دوزخی نہیں، تیسرے یہ کہ کفار مسلمان کو اگرچہ سزا ملے، مگر اس کے لئے خرابی نہیں۔

يَوْمَ يُدْعُونَ إِلَى نَارِ جَهَنَّمَ دَعْوًا كَهِينَ النَّارِ الَّتِي

اصْلُوْهُمُا صٰبِرُوْا وَاُولٰٓئِصٰبِرُوْا سَوّٰٓءٌ عَلٰیْكُمْ اَلْمُبَاجِرُوْنَ

اِس میں جاؤ اب چاہے میر کو مار دے کرو تہ سب ہم پر ایک سا ہے جس اسی کا بدلہ

فَلْيَهْدِنَا رَبَّنَا إِنَّكَ أَنْتَ اللَّهُمَّ وَوَقِّمْ لَهُمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ (١٤)

کَلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۸﴾ مُتَكِبِينَ

کھاؤ اور بہ خوش گواری سے کھانا اپنے اعمال کا یہ ثمنوں پر بھیجیے

اگرچہ یہ قطار ٹھاکر کے پیش نہ آ سکی تھی، مگر انہیں بہادری اور شجاعت کی خاطر حوصلہ سے لے کر

اور جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ اپنی پیروی کی کہ انہی کو وہ ان سے ملے گی

کسبِ رزق (۶۱) و افادۃ فی القافۃ و احیاء المیتۃ (۶۲)

کے گزند میں نکلے اور ہم نے ان کی مدد فرمائی یہوے اور گرفت سے جو چاہیں

دوسرے سے ملتے جلتے دو عالم جہاں میں رہے ہو وہی اور نہ کچھ گھڑی اٹھ اور اگلے خدا کا

کیونکہ تکلیف لگانا آرام میں ہوتا ہے مگر بیماری نہ ہوگی، عیش و عشرت دیدار پار کے مشاغل ہوں گے، بیماری بری ہے آرام اچھا۔۔۔ خیال رہے کہ دنیا میں انسان کا نکاح غیر انسان سے نہیں ہو سکتا، جانوروں یا جنت سے نکاح نہیں، مگر جنت میں غیر جنس سے نکاح ہوگا، کیونکہ حوریں نہ انسان ہیں نہ اولاد آدم مگر انسان کے نکاح میں ہوں گی۔ ۱۲۔ یعنی اگر مومنوں کی اولاد مومن ہو تو ہم اولاد کو جنت میں اس کے ماں باپ کے ساتھ رکھیں گے، علیحدہ نہ کریں گے، ایمان کی قید اس لئے لگائی کہ مومن کی کافر اولاد اس کے ساتھ نہ ہوگی، اس سے معلوم ہوا کہ ماں باپ کے دیلے سے اولاد کے درجے بلند ہو جاتے ہیں۔ خضور کی اولاد نبی نہیں، مگر خضور کے ساتھ جنت میں ہوگی، دیلے ثابت ہوا، یہ بھی ثابت ہوا کہ مومن کے چھوٹے بچے جنتی ہیں، یہ بھی معلوم ہوا کہ جنتی آدمی اپنے ہاں بچوں کے ساتھ جنت میں رہے گا، اس طرح

(بقیہ صفحہ ۸۳۶) کہ اگر باپ کا درجہ اونٹنی ہے اور اولاد کا اعلیٰ تو باپ کو ترقی دے کر اولاد کے پاس پہنچایا جائے گا۔ لہذا انشاء اللہ بی بی آمنہ خاتون حضرت عبداللہ اور حضور کی اولاد حضور کے ساتھ ہوں گے ۱۳۔ یعنی اعلیٰ و اونٹنی جنتیوں کو ملانے کے لئے اعلیٰ کو اونٹنی نہ کیا جاوے گا بلکہ اونٹنی کو اعلیٰ کیا جاوے گا لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۱۴۔ یعنی ہر کافر اپنی بدکاریوں میں گرفتار ہو گا۔ یہاں آدمی سے مراد کافر آدمی ہے، اگر ناسمجھ بچے کہاں باپ میں سے کوئی مومن ہو، تو بچہ اس مومن کے ساتھ ہو گا، ۱۵۔ یعنی جنتیوں کی تعین دم بدم ہوتی جہنم کی نہیں ۱۶۔ معلوم ہوا کہ جنت میں مومنین میں گناہ کرنے کی قدرت ہی نہ رہے گی، کیونکہ گناہ نفس امارہ کرتا ہے اور وہ جنت میں قتا ہو چکا ہو گا۔ نیز وہاں شراب وغیرہ میں بھی بے فساد نہ ہو گا کہ پینے والا گناہ کرے یا اس سے عقل زائل ہو۔

۱۔ یہ لڑکے جنتیوں کے نہ اپنے بیٹے ہوں گے نہ دنیا کے خدمتگار، بلکہ حوروں کی طرح جنت کی ایک مخلوق ہے جو اہل جنت کی خدمت کے لئے پیدا کی گئی، فرشتے ان کے علاوہ ہیں۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ کفار کے ناسمجھ بچے جو لڑکپن میں فوت ہو گئے وہ بھی جنتی لوگوں کے خدمتگار ہوں گے، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر جنتی کو خدمتگار ملیں گے، خواہ اونٹنی جنتی ہو خواہ اعلیٰ ۲۔ یعنی صاف شجرے موتی کی طرح جو کسی کے چھونے سے میلان نہ ہوا ہو، ہر جنتی کو کم از کم ایک ہزار غلامان عطا ہوں گے، جو ان کی مختلف خدمتیں کریں گے، اعلیٰ جنتی کے غلام اور زیادہ ۳۔ یعنی جنتی ایک دوسرے سے اس کے دنیاوی اعمال پوچھیں گے کہ تم نے کیا کیا کیا کیں، یہ پوچھ گچھ اظہار نعمت کے لئے ہوگی، نہ کہ اپنی جنتی کے لئے، جیسا کہ آگے معلوم ہو رہا ہے ۴۔ اس سے عین باتیں معلوم ہوتی ہیں، ایک یہ کہ جنتیوں کو ایک اپنے دنیاوی مشاغل یاد ہوں گے جن کا وہ تذکرہ کریں گے دوسرے یہ کہ خوف الہی تقویٰ کی جڑ ہے کہ نیکی کر کے بھی ڈرے، تیسرے یہ کہ دنیا کا خوف آخرت کی بے خوفی کا ذریعہ ہے ۵۔ یعنی ہم کو دنیا میں نیک اعمال کی توفیق بھی رب کی رحمت ہے پھر ان اعمال پر قائم رکھنا بھی اس کا فضل، پھر انہیں قبول فرما کر جنت دینا بھی اس کی مہربانی ۶۔ یعنی اس ہی نے اپنی مہربانی سے اپنی عبادت کی توفیق بخشی، یہ اس لئے کہانا کہ معلوم ہو کہ اپنی عبادت پر ہم کو فخر نہیں بلکہ رب کی رحمت کا شکر ہے ۷۔ ساری مخلوق کو کافروں کو ایمان کی مومنوں کو اعمال خیر کی، مطیعوں کو عرفان کی، غرضیکہ تمہاری صحت سے کوئی بے نیاز نہیں ۸۔ یعنی تمہاری فقیہی خبریں کمالت سے نہیں بلکہ حق سے ہیں، دیوانے کو اپنی جہنم خبر نہیں ہوتی، تمہیں دونوں جہنم کی خبر ہے، جس کی کوئی خبر نہ لے اس کی خبر آپ رکھتے ہیں یا جنتوں کے

عَلَيْكُمْ غُلَامَانِ لَكُمْ كَانَهُمْ لَوْ تَوَكَّلْتُمْ عَلٰى بَعْضِ تَيْتَسَاءِ لَوْنٌ ۱۴ قَالَ لَوْ اِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِيْ اَهْلِنَا ۱۵

دوسرے کی طرف نہ کیا بلکہ بچے ہوئے نہ بولے بلکہ ہم اس سے پہلے اپنے غمروں میں تھے

مُشْفِقِينَ ۱۶ فَمِنْ اَللّٰهِ عَلَيْنَا وَوَقَدْ اَعَذَابُ السَّمُومِ ۱۷

ہوئے تھے نہ تو اللہ نے ہم پر احسان کیا اور ہمیں رکے عذاب سے بھاریا

اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوْهُ اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ ۱۸

ہے شک نہ ہے اپنی پہلی زندگی میں اس کی عبادت کی تھی بے شک ہی احسان فرماتے والا

فَذِكْرُ فَمَا اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَلَا جَاهِلُوْنَ ۱۹

مہربان ہے نہ تو نے محبوب تم نیت کرنا توں کہ تم نے عذاب کے عقل سے نہ کاہن ہو نہ

اَمْ يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ تَتَّبِصُّ بِهٖ رِيْبَ الْمُنُوْنَ ۲۰

جہنم کا یا کہنے میں یہ شاعر ہیں نہ ہمیں ان پر حلاوت زمانہ کا اظہار ہے نہ تمہارا

تَرٰبُوْا فَاِنِّیْ مَعَكُمْ مِنَ الْمُرْصِيْنَ ۲۱ اَمْ تَاْمُرُهُمْ ۲۲

اظہار کئے جاؤ میں بھی تمہارے اظہار میں ہوں کہ کیا انکی عقلیں

اَحْلَامُهُمْ يَهْدٰ اَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ۲۳ اَمْ يَقُوْلُوْنَ ۲۴

انہیں بھی بتاتی ہیں یا وہ سرکش لوگ ہیں کہ یا کہنے میں انہوں نے یہ

تَقُوْلُهٗ بَلْ لَا يَوْمُنُوْنَ ۲۵ فَاِنَّا نُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖ ۲۶

قرآن بنا یا بلکہ وہ ایمان نہیں رکھتے کہ اس جیسی ایک بات تو نے انہیں

اِنْ كَاْنُوْا صٰدِقِيْنَ ۲۷ اَمْ خَلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ ۲۸

اگر پہلے ہیں کہ کیا وہ کسی اصل سے نہ بنائے گئے یا وہی

هُمْ الْخٰلِقُوْنَ ۲۹ اَمْ خَلِقُوْا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَلْ ۳۰

بنائے والے ہیں کہ یا آسمان اور زمین انہوں نے پیدا کئے بلکہ

مَنْزِلٌ

یعنی ہیں مستور یعنی چھپایا ہوا نہ حضور مخلوق سے پہلے ہیں نہ مخلوق حضور سے چھپی مخلوق کیا چھپی آپ سے تو خالق بھی نہ چھپاوا۔ یہاں شاعر سے مراد آج کل کے عرفی شاعر نہیں یعنی اشعار اور منظوم کلام بنانے والا کیونکہ یہی حضور نے شعر نہ فرمایا، بلکہ شاعر سے مراد ناول گو ہے، جو بات اس طرح بنا کر بیان کرے کہ سچی معلوم ہو، رب فرماتا ہے وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ مِمَّا يَتَّبِعُونَ ۱۰۱ کہ جیسے گزشتہ شاعروں کے نام دنیا سے مٹ گئے حضور کے بعد ان کا نام بھی چھپ جائے گا نوحذ باللہ۔ وہ تو ایسے سچے سورج ہیں کہ جس پر ان کی نیکی پڑ جائے، وہ زندہ جاوید بن جاوے، دیکھ لو حضور غوث پاک امام حسین رضی اللہ عنہما، تم پر عذاب آئے گا، چنانچہ یہ بدیہاٹن کفار حضور کی حیات شریف میں ہی بڑی ذلت و خواری سے مارے گئے ۱۲۔ یعنی اے محبوب آپ ان کی بجواس پر رنج نہ فرمادیں یہ سرکش و بے عقل ہیں اگر کچھ عقل

(فقہ صفحہ ۸۳۷) رکھے، تو اپنی ایک بات پر قائم رہے انہیں خود اپنی بات پر بھی قرار نہیں، کبھی آپ کو شاعر کہتے ہیں کبھی مجنون، حالانکہ شاعر یا مجنون ہوتا ہے اور مجنون بے عقل، تو ایسوں کی بکواس پر کیا روک کرنا ۸۳۸ کیونکہ اللہ کی چیز کی پہچان یہ ہی ہے کہ اس کی شکل انسان سے نہ بن سکے، جیسے چاند و سورج یا چوٹی و جھنڈو، لہذا جب قرآنی آیت تم سے نہ بن سکی تو ان لوگوں پر رب کا کلام ہے ۸۳۹ یعنی وہ خود سوچ لیں کہ اگر وہ خود بخود پیدا ہو گئے ہیں یا اپنے کو انہوں نے خود پیدا کر لیا ہو تب تو وہ کسی کی عبادت نہ کریں کہ کوئی ان کا خالق نہیں اور اگر انہیں کسی نے پیدا کیا ہے کوئی ان کا مالک و رازق ہے تو چاہیے کہ اپنے مالک و خالق کو پوجیں، سبحان اللہ کس

نہیں طریقہ سے سمجھایا گیا ہے ۸۴۰ یعنی یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت سے بے پرواہ کیسے ہو گئے آپا یہ لوگ خود بخود بن گئے ہیں، ان کا خالق کوئی نہیں، یا یہ لوگ آسمانوں اور زمین کے خود خالق ہیں، اگر خود خالق ہوں تو رب کے برابر ہو گئے پھر انہیں عبادت کی ضرورت نہیں، اور ان میں سے کوئی بات نہیں یعنی یہ خالق بھی نہیں اور غیر مخلوق بھی نہیں، بلکہ رب کی مخلوق ہیں تو انہیں اپنے خالق کی عبادت کرنی چاہیے۔

۸ رب کی خالقیت کا اگرچہ اس کا زبانی اقرار کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ جس کا عمل قول کے مطابق نہ ہو وہ عمل جھوٹا ہے وہ رب کو خالق مان کر عبادت بتوں کی کرتے تھے، اس لئے ان سے یہ خطاب ہوا ہے ۸۲ یہ کلام ان کی اس بکواس کی تردید ہے کہ حضور نبی کیوں ہوئے ہم کیوں نہ ہوئے، فرمایا گیا کہ رب کے خزانے ہمارے پاس نہیں کہ تم جسے چاہو نبی بناؤ، رب مالک و مختار ہے جو نعمت جسے چاہے دے تم اعتراض کرنے والے کون ۸۳ اور سن کر کہتے ہیں کہ معاذ اللہ حضور کے بعد ان کا دین فنا ہو جائے گا ۸۴ عرب کے مشرک فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں بتاتے تھے، اور خود اپنے لئے لڑکی ناپسند کرتے تھے، حتیٰ کہ اگر لڑکی پیدا ہوتی، تو اسے زندہ دفن کر دیتے تھے، اس آیت میں اس کا ذکر ہے ۸۵ یہ آیت کفار کے اس کلام کی تردید ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سرداری و مالداری حاصل کرنے کے لئے نبوت کا دعویٰ فرما رہے ہیں، جواب دیا کہ اگر ان کی یہ غرض ہوتی تو وہ تبلیغ پر کوئی ٹکس لگا دیتے اور تم سے اجرت طلب فرماتے، جب یہ نہیں ہے وہ تو دیتے ہیں کسی سے لیتے نہیں تو تمہاری یہ بکواس بھی غلط ہے ۸۶ یہ کفار کے اس بکواس کی تردید ہے کہ نہ قیامت ہو گی نہ سزا جزا، یعنی محبوب نے ان چیزوں کی خبر لوح محفوظ دیکھ کر اور وحی الہی کے ذریعہ دی، تم اس کی تردید کو نبی وحی اور کونسا غیب جان کر کرتے ہو ۸۷ یعنی اے محبوب یہ لوگ صرف زبانی طور پر آپ کی مخالفت نہیں کرتے بلکہ دارالندوہ کشتی گھروں میں جمع ہو کر آپ کے قتل و ایذا

لَا يُوقِنُونَ ﴿۸۶﴾ أَمْعِنْدَهُمْ خَزَائِنُ رَبِّكَ أَمْ لَهُمُ

انہیں یقین نہیں کہ یا ان کے پاس ہمارے رب کے خزانے ہیں یا وہ

الْمُصِيطِرُونَ ﴿۸۷﴾ أَمْ لَهُمْ سُلُبُ مِثْقَالِ ذَرَّةٍ فَبِئْسَ

کودھ سے ہیں نہ یا ان کے پاس کوئی ذرہ سہ ہے جس میں ہزار گھنٹہ پلے ہیں نہ

مُسْتَعْمِلُونَ ﴿۸۸﴾ أَمْ لَهُ الْبَلَدُ أَكْمَلُ

توان کا سننے والا کوئی روشن سنہ لائے۔ کیا اس کو، بیٹیاں اور تم کو

الْبَنُونَ ﴿۸۹﴾ أَمْ تَسْأَلُهُمْ أَجْرًا فَهُمْ مِنْ مَغْرُومٍ مُثْقَلُونَ ﴿۹۰﴾

بیٹے کے یا تم ان سے کچھ اجرت مانگتے ہو تو وہ بھی کے بوجھ میں دے دیں گے

أَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُمُونَ ﴿۹۱﴾ أَمْ يُرِيدُونَ

یا ان کے پاس غیب ہیں جس سے وہ کلمہ کاتے ہیں یا کسی داؤں کے ارادہ میں

كَيْدًا فَإِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا هُمْ الْمَكِيدُونَ ﴿۹۲﴾ أَمْ لَهُمْ آلِهَةٌ

ہیں نہ، تو کافروں ہی پر داؤں پڑتا ہے نہ یا اللہ کے سوا ان کا کوئی

غَيْرَ اللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿۹۳﴾ وَإِنْ يَرَوْا كِسْفًا

اور خدا ہے اللہ کو پاکی ان کے شرک سے نہ اور اگر آسمان سے کوئی کھڑا

مِّنَ السَّمَاءِ سَاقِطًا يَقُولُوا سَحَابٌ مَّرْكُومٌ ﴿۹۴﴾ فَذَرْهُمْ

گروا دیجیں تو انہیں گمے نہ ہاں ہے نہ تو تم انہیں چھوڑ دو

حَتَّىٰ يُلَاقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي فِيهِ يُصْعَقُونَ ﴿۹۵﴾ يَوْمَ

بہان تک کہ وہ اپنے اس دن سے ہیں جس میں بے ہوش ہوں گے نہ جس دن

لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ﴿۹۶﴾

ان کا داؤں کچھ کام نہ دے گا اور نہ ان کی مدد ہو گی

وَإِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا عَذَابًا دُونَ ذَلِكَ وَلَكِنَّ

اور ہے تک قاتلوں کے لئے اس سے پہلے ایک عذاب ہے کہ حکم ان میں

مستقل

کی تفسیریں سوچتے ہیں ۸۸ رب نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا کہ برصائے اپنے واسطے خود ہی ہلاک ہوئے حضور کا بال بیکامی نہ کر سکے، یعنی اے محبوب آپ کا حافظہ و ناصر تو رب تعالیٰ ہے جو ان کے فریب سے آپ کو بچائے گا۔ ان کا مددگار کون ہے جس کی مدد سے وہ اللہ کا مقابلہ کر کے آپ کو قتل کریں۔ معلوم ہوا کہ حضور کا مقابلہ رب تعالیٰ کا مقابلہ ہے۔ ۸۹ اللہ تعالیٰ ان کے شرک سے پاک اس کے حبیب ان کے شر سے محفوظ، بلکہ جو ان حبیب کی پناہ میں آجائے وہ محفوظ ہو جائے، پتہ والے کتے کو کوئی نہیں مارتا ۹۰ معلوم ہوا کہ جب نصیب میں ایمان نہ ہو تو بڑے معجزہ سے بھی اسے ہدایت نہیں مل سکتی وہ جو کہتے تھے کہ آپ ہم پر آسمان کا ٹکڑا گرا دیں یہ اس کا جواب ہے ۹۱ اس آیت کی دو تفسیریں ہو سکتی ہیں، ایک یہ کہ اے محبوب کفار سے اس وقت تک جہاد نہ کرو جب تک آپ کو جہاد کا حکم نہ مل جائے، جس

طرف مائل ہونا، یا عجم سے مراد زمین پر پھیلے ہوئے تیل بوٹے ہیں اور صوفی سے مراد ان کا جنس کرنا ہے۔
 سے مراد ان کا معراج سے واپس آنا ہے، تیسرے معنی زیادہ قوی اور لذیذ ہیں کیونکہ آگے حضور ہی کا ذکر
 ساتھی، حضور کو سب کا ساتھی فرمایا، کیونکہ حضور جان کے، ایمان کے ساتھی ہیں، جہاں سب ساتھ چھوڑ
 سے دو چیزوں کی نفی فرمائی، خلال اور غلوی یعنی حضور کا قلب برے خیالات اور حضور کا قالب ناپسندیدہ
 اے محبوب ہم نے آپ کو عظیم الشان نشان دہایت پایا تو آپ کے وسیلہ سے سب کو ہدایت دی ۹۰ یہ آیت

۱۔ یہاں دو بار سے مراد بار بار دیکھنا ہے۔ حضور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عرض کرنے پر نمازیں کم کرنے کے لئے بار بار بارگاہ الہی میں حاضر ہوئے اور ہر بار رب کا جمال دیکھا۔ بلکہ آج رات موسیٰ علیہ السلام کی تمنا پوری ہوئی، طور والی آرزو دیدارِ ربّ برآئی کہ آئینہ رخسارِ مصطفیٰ میں یار کے نظارے انہیں بھی میسر ہوئے اس لئے انہوں نے امت پر نمازیں کم کرانے کی آزاد اختیار کی، امت کا ہمانہ تھا کام اپنا بنانا تھا۔ حضور سدرۃ المنتہی کے پاس یعنی اس سے بہت آگے تھے، ایک چری کا درخت ہے جس کی جڑ چھپے آسمان پر ہے اور اس کی شاخیں ہر آسمان پر موجود ہیں بلندی میں ساتویں آسمان سے بھی دور ہے چونکہ فرشتے اور شدائد کی رو میں اس

سے آگے نہیں جڑ میں اس لئے اسے سدرۃ المنتہی کہا جاتا ہے یہ جبرئیل علیہ السلام کا مقام ہے ۳۔ جو جنت کا ایک درجہ ہے جہاں آدم علیہ السلام کا قیام تھا (روح) ۴۔ یعنی اس سدرہ کو فرشتوں اور انوار نے گھیرا ہوا تھا مگر محبوب کسی طرف متوجہ نہ ہوئے ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ طاقت مصطفیٰ طاقت حضرت موسیٰ سے زیادہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام تجلی صفات دیکھ کر بے ہوش ہو گئے اور حضور نے رب کی ذات کو دیکھا نہ آنکھ جھپکی نہ دل گھبرایا یعنی محبوب رب کے دیدار کے طالب رہے نہ سدرہ دیکھا نہ وہاں کے انوار کے نظارے میں مشغول ہوئے، رب کے جویاں رہے اور جب رب کو دیکھا تو جھپکے نہیں ۶۔ حضور نے معراج کی شب صرف تھل الٹی ہی نہ دیکھے بلکہ تمام فرشتے دیکھے، جنت دوزخ دیکھے، یعنی اسے مشرکوں تم لات و عزلی وغیرہ جوں کو دن رات دیکھتے ہو کیسے بے جان بے شعور ہیں، رب کو چھوڑ کر اس کے حبیب سے منہ موڑ کر ان کی پوجا کیوں کرتے ہو ۸۔ مشرکین عرب فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے۔ اور خود لڑکیوں سے گھبراتے تھے بلکہ بعض لوگ انہیں زندہ دفن کر دیتے تھے، فرمایا جو اپنے لئے پسند نہیں کرتے وہ خدا کے لئے تجویز کرتے ہو تمہاری محفل ماری مٹی ہے ۹۔ یعنی جن جوں کی تم پوجا کرتے ہو۔ یہ فقط وہی چیز ہیں، آج کل ہندوؤں کے دیوتا اور بت بھی محفل و مہمات کی پوٹ ہیں کہ کسی بت کا جسم انسان کا منہ پر سونہ۔ کسی کے چوڑے پردہ، ایسی مخلوق کبھی نہ ہوگی محفل وہم کی گرامت ہے افسوس ان مسلمانوں پر جو انہیں نبی ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہ ایسی مخلوق کی کسی نبی نے خبر نہ دی ایسے ہی کرشن کرشنیشن، ہومان وغیرہ کا حال ہے کہ نہ کسی پیغمبر نے ان کی خبر دی نہ کسی آسمانی کتاب نے محفل وہی و خیالی صورتیں ہیں جو ہندوؤں کا خدا بن گئیں۔ ۱۱۔ یعنی یہ بت وہی چیزیں ہیں ان کی پوجا جس امارہ کی پیروی ہے ۱۲۔ ہدایت سے مراد حضور ہیں یا قرآن شریف ۱۳۔ یہاں انسان سے مراد مشرک ہے اور اس کی تمنا سے مراد

وَلَقَدْ رَأٰهُ نَزْلَةً أُخْرٰی ۝۱۷ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی ۝۱۸
اور انہوں نے تو وہ بار بار دیکھا سدرۃ المنتہی کے پاس نہ
عِنْدَ هَاجِنَةِ الْمَآوٰی ۝۱۹ اِذْ يَغْشٰی السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰی ۝۲۰
اس کے پاس جنت المآویٰ ہے شہ جب سدرہ ہر
مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی ۝۲۱ لَقَدْ رَآیْ مِنْ اٰیٰتِ رَبِّہٖ
بہا رہا تھا آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ دھڑ سے بڑھی نہ شہک پڑنے کی بہت بڑی
الْکُبْرٰی ۝۲۲ اَفَرءَیْتُمُ اللَّتَّ وَالْعِزٰی ۝۲۳ وَمَنْوۃُ الثَّالِثَہُ
انسان دیکھیں نہ تو کیا تم نے دیکھا لات اور طوی اور اس عیسوی
الْاُخْرٰی ۝۲۴ اَلَمْ تَذْکُرْ وَلَہٗ الْاٰنْتٰی ۝۲۵ تِلْکَ اِذَا قُسِمَہُ
سنت کوٹ کیا تم کو پیش اور اسکو بیٹی شہب تو یہ سخت بھرنی
ضَیْرٰی ۝۲۶ اِنْ هٰی اِلَّا اَسْمَآءٌ سَمِیْتُمُوہَا اَنْتُمْ وَ
انہیں ہے وہ تو نہیں مگر یہ کہ نام کہ تم نے اور تمہارے باپ دادا نے
اٰبَاؤُکُمْ مَا نَزَّلَ اللّٰہُ بِہَا مِنْ سُلْطٰنٍ اِنْ یَتَّبِعُوْنَ
رکھ لئے میں نے اللہ نے ان کی کوئی سند نہیں آگئی نہ وہ تو نرسے گمان
اِلَّا الظَّنُّ وَمَا تَهْوٰی الْاَنْفُسُ ۝۲۷ وَلَقَدْ جَآءَہُمْ مِنْ
اور نفس کی خواہشوں کے پیچھے ہیں نہ حالانکہ بے شک انہیں پاس ان کے
رَبِّہُمْ الْہُدٰی ۝۲۸ اَمْ لِّلْاِنْسَانِ مَا تَمْنٰی ۝۲۹ فَلِلّٰہِ الْاٰخِرَۃُ
رب کی طرف سے ہدایت آئی نہ کیا آدمی کو مل جانے کا جو کہ وہ خیال بانہ سے کل ترافرت اور
وَالْاَوَّلٰی ۝۳۰ وَکُمْ مِّنْ مَّلَکٍ فِی السَّمٰوٰتِ لَا تَغْنٰی شَفَاعَتُہُمْ
دنیا سب کا مالک اللہ ہی ہے گل اور گئے ہی فرشتے ہیں آسمانوں میں کہ انہی سفارشل پوکا
شَیْءًا اِلَّا مِّنْۢ بَعْدِ اَنْ یَّآذِنَ اللّٰہُ لِمَنْ یَّشَآءُ ۝۳۱ وَیَرْضٰی ۝۳۲
نہیں آتی مگر جب کہ اللہ اجازت دے دے جس کے لئے چاہے اور پسند فرمائے قل
منزل

جوں کی شفاعت ہے یعنی ان کی یہ آرزو پوری نہ ہوگی۔ بت ان کی شفاعت نہ کریں گے ۱۳۔ جسے چاہے شفاعت کی اجازت دے اس نے شفاعت کی اجازت اپنے محبوب ہندوؤں کو دی ہے نہ کہ جوں کو ۱۵۔ معلوم ہوا کہ مومن کی شفاعت فرشتے بھی کریں گے، خیال رہے کہ سارے فرشتے اللہ کے پسندیدہ بندے ہیں مگر سارے انسان پسندیدہ نہیں، یہاں پسندیدہ کی قید انسانوں کے لئے ہے۔

اساب بھی ہندوؤں کے اکثر جوں کے نام زندہ ہیں جن سے پتہ لگا کہ یہ بیماری ہمیشہ سے مشرکین میں چلی آئی ہے یعنی زن پرستی، ہندو تو اپنے ملک کو بھی عورت سمجھے ہوئے ہیں اسے بھارت مانتا کتے ہیں۔ مشرکین عرب نے فرشتوں کے نام عورتوں کے سے رکھے ہوئے تھے اس آیت میں اس کا بیان ہے ۲۔ یعنی اللہ کے رسول کے فرمان کے قتل عن و تمین جن میں بلکہ باطل ہے جیسے شیطان کا عن علم الہی کے مقابلہ میں اس کی ہلاکت کا باعث ہوا اور اگر عن قیاس نص کے موافق ہو بالکل حق ہے رب فرماتا ہے۔ يَهْزُونَ اَهُمْ مَلَاَقَاتِهِمْ اور فرماتا ہے۔ ذٰلِكَ سَبْحُكُمْ عَلٰٓى اُمُوْمُوْنَ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْغٰلِبِيْنَ وَالْغٰلِبِيْنَ وَالْغٰلِبِيْنَ قیاس کے انکار کے لئے ۳۔ یعنی اے محبوب مشرکوں سے بے توجہ

اور بے تعلق ہو جاؤ معلوم ہوا کہ حضور مومن سے کبھی بے توجہ اور بے تعلق نہیں ہوتے اگرچہ وہ کبھی گنہگار ہو ۴۔ یعنی مشرکین نہ آخرت کو مانتے ہیں نہ وہاں کی تیاری کرتے ہیں ان کی ہر کوشش دنیا کے لئے ہے ان کی بیماری لا علاج ہے ان کے علاج کی کوشش نہ کرو ۵۔ معلوم ہوا کہ ایک ہی عمل کی جزائیں مختلف ہو گئیں جیسی عامل کی نیت ویسی جزا ۶۔ یہاں برائی عام ہے دل کی برائی اور بے بدنی برائی کچھ اور یعنی ہم بد عقیدہ کو بھی سزا دیں گے اور بد عمل کو بھی، غافل کو بھی ایسے ہی یک عقیدہ نیک کار کو اعلیٰ درجہ کی جزا دیں گے ۷۔ حشری سے مراد جنت ہے یا وہاں کی نعمتیں یا رب کی رضا اور اس کا دیدار یا حضور کا قرب اس حشری میں بہت مختلش ہے۔ ۸۔ بڑے گناہ وہ ہیں جن کی سزا شریعت نے مقرر کی خواہ دنیا میں یا آخرت میں نیز گناہ صغیرہ ہمیشہ کرنا گناہ کبیرہ ہے اس آیت سے معلوم ہوا کہ اگر بندہ گناہ کبیرہ سے بچتا رہے تو اللہ تعالیٰ گناہ صغیرہ معاف فرما دیتا ہے ۹۔ خیال رہے کہ ہر قس گناہ ہے مگر ہر گناہ قس نہیں قس گناہ وہ جسے عقل انسانی برا سمجھے اور اس سے غیرت کرے جیسے چوری زنا وغیرہ بعض نے فرمایا کہ فاحشہ وہ گناہ ہے جس پر شریعت نے حد مقرر فرمائی ۱۰۔ یہ رک جانا خدا کے خوف سے ہو اس رک جانے کا پورا درجہ ہے رب فرماتا ہے وَلَمَّا خَلَّصْتُمْ اَمْوََالَكُمْ مِمَّا فُتِنْتُمْ بِهَا فَاُولٰٓئِكَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْمَغْفِرَةُ ۱۱۔ یہ آیت ان لوگوں کے مطلق نازل ہوئی جو اپنی نیکیوں پر فخر کرتے تھے اور فخر یہ کہتے تھے کہ ہماری نمازیں ایسی ہیں ہمارے روزے ایسے ہم ایسے ۱۲۔ یعنی ابھی تمہیں کیا خبر کہ تمہارا انجام کیا ہو گا اور تم کس فرست میں ہو دو زنجیروں کی یا جنتیوں کی لذائذ کیوں مارتے ہو

قالہا خطبہ ۲۰	۸۴۱	النجمہ ۵۲
<p>اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْآخِرَةِ لَيَسْمُوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ یہ شک وہ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہیں ملائکہ کا نام عورتوں کا</p> <p>تَسْمِيَةً اَلَا اَنْتَ ۙ وَمَا لَكُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِنْ يَتَّبِعُونَ اِلَّا سارکھتے ہیں لہ اور ایسا اس کی جگہ خبر نہیں وہ تو بڑے گمان کے بچھے</p> <p>الظَّنَّ وَاِنَّ الظَّنَّ لَا يَغْنِيْ مِنْ الْحَقِّ شَيْئًا ۚ فَاَعْرِضْ میں اور بے شک گمان یقین کی جگہ پر کسا نہیں دیتا کہ تو م اس سے</p> <p>عَنْ مَّنْ تَوَلٰٓى عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا منہ پھیر لو جو جاری یاد سے بھرا کہ اور اس نے نہ چاہی مگر دنیا کی زندگی</p> <p>ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ یہاں تک ان کے علم کی پہنچ ہے بے شک تمہارا رب خوب جانتا ہے جو اس کی</p> <p>عَنْ سَبِيْلِهٖ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ اهْتَدٰى ۚ وَلِلّٰهِ مَا فِى راہ سے بھگا اور وہ خوب جانتا ہے جس نے راہ چائی ۲۔ اور اللہ ہی کا ہے جو</p> <p>السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوْا بِمَا بکر آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں تاکہ برائی کرنے والوں کو انکے کئے کا بدلہ</p> <p>عَمِلُوْا وَيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحَسَنٰى ۚ الَّذِيْنَ دے نہ اور نیکی کرنے والوں کو نہایت اچھا صلہ عطا فرمائے ۳۔ وہ جو</p> <p>يَجْتَنِبُوْنَ كَبِيْرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشِ اِلَّا اللَّحْمَ اِنَّ رَبَّكَ رکھتا ہوں نہ اور بے مہاشوں سے بچتے ہیں نہ کھانا کھانہ کے پاس کئے اور رک گئے نہ</p> <p>وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ۚ هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذَا اَنْشَأْتُمْ مِنَ الْاَرْضِ بیکر تمہارے رب کی مغفرت وسیع ہے وہ نہیں خوب جانتا ہے کہ تمہیں نبی سے پیدا کیا</p> <p>وَاِذَا اَنْتُمْ اَجْنَةٌ فِىْ بُطُوْنِ اُمَّهَاتِكُمْ فَلَا تُزَكُّوْا نَفْسَكُمْ اور جب تم اپنی ماؤں کے پیٹ میں ممل تھے تو آپ اپنی ماؤں کو ستر نہ بناؤ وہ خوب</p>		
مسئلہ ۶		

۱۔ اس ہی کا جاننا کافی ہے تم اپنے تقویٰ و طہارت کا لوگوں میں کیوں اعلان کرتے ہو، لطف تو جب ہے کہ بندہ کے کہ میں گنہگار ہوں، رب کے یہ پرہیز گار ہے جیسے ابو بکر صدیقؓ ۲۔ (شان نزول) یہ آیت ولید بن مغیرہ کے حطلق نازل ہوئی جو پہلے اسلام کی طرف مائل تھا۔ یا مسلمان ہو گیا تھا مشرکوں نے اسے عار دلائی کہ تو باپ دادوں کے دین سے پھر گیا۔ مغیرہ بولا کہ عذاب الہی کے خوف سے پہلے میں نے حضور کا اتباع کیا وہ بولے کہ تو اسلام سے پھر جا اور اتنا مال ہم کو دے تو تیرا عذاب ہم اپنے ذمہ لے لیں گے، اس سے ولید مرتد ہو گا۔ اور کچھ تو فوراً مال دیا باقی سے انکار کر دیا (غزائن و روح) خیال رہے کہ اس وقت قبل مرتد کے احکام نہیں آئے تھے ۳۔ بعض علماء نے فرمایا کہ یہ آیات بدرجہل یا عاص ابن وائل کے حطلق نازل ہوئیں جو اسلام کی بعض باتوں کو کسی وقت اچھا کہتے تھے پھر اس سے برگشتہ ہو جاتے تھے تب آیات کے معنی یہ ہوں گے کہ اس بد نصیب نے تو فوراً اقرار کیا پھر اس سے پھر گیا ۳۔ اور عالم آخرت کے احوال دیکھ کر کہہ رہا ہے کہ آخرت میں میرا بوجھ فلاں اٹھائے گا۔ ۵۔ اس سے مراد یا تو یہ شریف کہ تختیاں ہیں یا موسیٰ علیہ السلام کے چھینے جو رسالوں کی طرح ان پر نازل ہوئے ۶۔ یعنی ابراہیم علیہ السلام رب کے وفادار دوست ہیں کہ رب نے جو حکم دیا وہ بجالائے جیسے فرزند کا ذبح اور اپنے آپ کو آگ نمود میں پیش کر دینا، یعنی ابراہیم علیہ السلام کے صحیفوں میں بھی وہ مضمون ہے جو آگے آ رہا ہے ۷۔ نہ دنیا میں نہ آخرت میں اس طرح کہ مجرم کے مجرم کا بدلہ دوسرے کو دیا جائے مجرم چھوٹ جائے ابراہیم علیہ السلام سے پہلے لوگ کسی کو دوسرے کے گناہ پر بھی پکڑ لیتے تھے کہ قاتل کی بجائے اس کے بیٹے یا بھائی کو قتل کر دیتے تھے، ابراہیم علیہ السلام نے اس کی ممانعت فرمائی (دیکھو تفسیر غزائن العرفان) ۸۔ یعنی فرائض بدنی و معنوی کی طرف سے ادا نہیں ہو سکتے، معنی سے اس ہی طرف اشارہ کیا گیا، ورنہ اپنی نیکیوں کا ثواب دوسرے کو بخش دینا جائز ہے بہت سی احادیث میں وارد ہے۔ یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ اپنی ملک اپنے اعمال ہی ہیں اس طرح کہ لاحسان میں لام ملکیت کا ہو، لہذا دوسروں کے ثواب بھیجنے کی امید پر نیکی چھوڑ بعض نے فرمایا انسان سے مراد کافر ہے مطلب یہ ہے کہ کافر کے لئے ایصال ثواب درست نہیں ۹۔ یعنی نیک اعمال کی تحقیق فرمائی جائے گی کہ اخلاص سے کئے یا ریا سے اور کون عمل کس درجہ کا ہے، اور اس کی جزا کیا ہونی چاہیے، یہ تحقیقات فرشتوں کے ذمہ ہے یا معنی یہ ہیں کہ کھائی جائیں گی اس طرح کہ بندہ اپنے کام قبر میں محشر میں جنت میں دیکھے گا۔ نامہ اعمال میں ان کی تحریر دیکھے گا۔ اور خود اعمال کو اچھی بری نعمتوں میں ملاحظہ کرے گا ۱۰۔ اس طرح کہ گناہ کے بدلہ

۱۱۔ میں زیادتی نہ کی جائے گی۔ نیکی کے بدلہ میں کمی نہ ہوگی لہذا یہ آیت گناہوں کی معافی اور ثواب میں زیادتی کے خلاف ہمیں ۱۱۔ اس طرح کہ آخرت میں سب کو رب کی طرف جانا ہے کسی کو خوشی خوشی کسی کو مجبوراً ۱۲۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہی جسے چاہے خوش کرے جسے چاہے عذبین کرے، صوفیاء فرماتے ہیں کہ رب غافل کو دنیا میں ہنساتا ہے آخرت میں دلائے گا۔ یا قیامت میں جنتی کو ہنسیاں دوزخی کو دلائیگا یا بدلہ کو دلائے گا جن کو ہنساتا ہے یا عطف کو بشارت سے ہنساتا ہے ڈرا کر دلاتا ہے یا عارفین کے دل ہنساتا ہے آنکھ کو دلاتا ہے اور بھی اس کی بہت تفسیریں ہیں ۱۳۔ یعنی دنیا میں موت دیتا ہے آخرت میں زندگی بخشے گا یا تمہارے باپ دادوں کو موت دی اور تمہیں زندگی بخشی جس سے تم ان کی جانیو اد کے مالک بنے یا کفار کو کفر کی موت دی، مومن کو ایمان کی زندگی بخشی یا عارفوں کے دل اپنے مشاہدے سے زندہ

هُوَ عَلَّمَهُمْ بَيْنَ اَثَقِيَ ۱۷ اَفَرَيْتَ الَّذِي تَوَلَّى وَاَعْطَى

جاننا ہے جو بد مذہب گناہ میں لے کر کیا تم نے دیکھا جو پھر گیا اور کچھ تو فوراً سا دیا

قَبِيلًا وَاَكْدَى ۱۸ اَعِنْدَهُ عِلْمُ الْغَيْبِ فَهَوِيَ اِيَّيْ ۱۹

اور روک رکھا ہے کیا اس کے پاس غیب کا علم ہے تو وہ دیکھ رہا ہے کہ

اَمْ لَمْ يُتَبَّأْ بِمَا فِي صُحُفِ مُوسَى ۲۰ وَاِذْ اَرْهَمَ الَّذِي

کیا اسے اس کی خبر نہ آتی جو صحیفوں میں ہے موسیٰ کے کہ اور ابراہیم کے جو احکام

وَقِيَ ۲۱ اَلَا تَذَكَّرُوْنَ اِنَّهُ وَاَزْوَاجُ رَاٰ اٰخِرَىٰ ۲۲ وَاَنْ لِّسَ لِلْاِنْسَانِ

پلوسے بھالایا نہ کر کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسری کا بوجھ نہیں اٹھاتی نہ اور یہ کہ آدمی نہ پلے

اَلَا مَسْعَىٰ ۲۳ وَاَنْ سَعِيَةً سَوْفَ يَرَىٰ ۲۴ ثُمَّ يَجْزِلُهُ

گناہگر اپنی کوشش نہ اور یہ کہ اس کی کوشش غریب رہیں جائیگی پھر اس کا بھر پور

اَلْجَزَاءُ الْاَوْفَىٰ ۲۵ وَاَنْ اِلَىٰ رَبِّكَ الْمُنْتَهَىٰ ۲۶ وَاِنَّهُ هُوَ

بدلہ دیا جائے گا نہ اور یہ کہ بے شک تمہارے رب ہی کی طرف اٹھا ہے نہ اور یہ کہ وہی

اَضْحَكُ وَاَبْكِي ۲۷ وَاِنَّهُ هُوَ اَمَاتٌ وَاَحْيَا ۲۸ وَاِنَّهُ خَلَقَ

ہے کہ نے ہنسا یا اور دولا یا نہ اور یہ کہ وہی ہے جس نے مارا اور جلا یا نہ اور یہ کہ کسی نے زور

اَلزَّوْجَيْنِ الذَّاكِرِ وَالْاُنْثَىٰ ۲۹ مِنْ نُّطْفَةٍ اِذَا تَمَنَّى ۳۰

رجوئے بنائے نر اور مادہ کل لفظ سے جب ڈالا جائے کل

وَاَنْ عَلَيْهِ النَّشَاةُ الْاُخْرَىٰ ۳۱ وَاِنَّهُ هُوَ اَعْنَىٰ وَاَقْنَىٰ ۳۲

اور یہ کہ اسی کے ذمہ ہے پچھلا اٹھانا لہ اور یہ کہ اسی نے غنی دی اور فاقہ

وَاِنَّهُ هُوَ رَبُّ الشُّعْرَىٰ ۳۳ وَاِنَّهُ اَهْلَكَ عَادًا الْاُولَىٰ ۳۴

دی کل اور یہ کہ وہی ستارہ شمر کی کارب ہے اور یہ کہ اسی نے پہلی مادہ کو ہلاک فرمایا

وَنَهَمُوْا فَمَا اَبْقَىٰ ۳۵ وَقَوْمٌ لَّوْجٌ مِّنْ قَبْلِ اِنَّهُمْ كَانُوْا

اور خود کو نہ کوئی باقی نہ چھوڑا نہ اور ان سے پہلے لوج کی قوم کو تہہ شک نہ ان سے

میں زیادتی نہ کی جائے گی۔ نیکی کے بدلہ میں کمی نہ ہوگی لہذا یہ آیت گناہوں کی معافی اور ثواب میں زیادتی کے خلاف ہمیں ۱۱۔ اس طرح کہ آخرت میں سب کو رب کی طرف جانا ہے کسی کو خوشی خوشی کسی کو مجبوراً ۱۲۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہی جسے چاہے خوش کرے جسے چاہے عذبین کرے، صوفیاء فرماتے ہیں کہ رب غافل کو دنیا میں ہنساتا ہے آخرت میں دلائے گا۔ یا قیامت میں جنتی کو ہنسیاں دوزخی کو دلائیگا یا بدلہ کو دلائے گا جن کو ہنساتا ہے یا عطف کو بشارت سے ہنساتا ہے ڈرا کر دلاتا ہے یا عارفین کے دل ہنساتا ہے آنکھ کو دلاتا ہے اور بھی اس کی بہت تفسیریں ہیں ۱۳۔ یعنی دنیا میں موت دیتا ہے آخرت میں زندگی بخشے گا یا تمہارے باپ دادوں کو موت دی اور تمہیں زندگی بخشی جس سے تم ان کی جانیو اد کے مالک بنے یا کفار کو کفر کی موت دی، مومن کو ایمان کی زندگی بخشی یا عارفوں کے دل اپنے مشاہدے سے زندہ

(بقیہ صفحہ ۸۴۲) کے غافلوں کے دل مردہ فرما دیئے، یا بعض محبوبوں کے دل زندہ کئے نفس لہارہ مار دیئے، اور بھی بہت تفصیلات ہیں ۱۴۔ انسان اور دیگر حیوانات کے ۱۵۔ یعنی اس کی قدرت ہے کہ سانچہ ایک ہے مگر اس میں بننے والے برتن مختلف ہیں کہ ایک رحم ایک ہی نطفہ مگر کبھی اس سے لڑکا بنتا ہے کبھی لڑکی۔ (سبحان اللہ) ۱۶۔ چونکہ رب تعالیٰ نے قیامت میں زندہ فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے تو یہ اس کے ذمہ کر پرم ضروری اور لازم ہو گیا یہ وجوب خود اس کا اپنا ہے۔ یعنی امیروں کو غنا، فقیروں کو مبرور قناعت بخشی یا اپنے محبوبوں کا دل غنی بنایا اور ظاہری قناعت عطا فرمائی، بعض امیروں کو غنا کے ساتھ قناعت بھی دی، ہوس سے بچایا ۱۷۔ قوم عاد و ہن میں پہلی عاد جن کے نبی حضرت ہود علیہ السلام تھے نوح علیہ السلام کے بعد سب سے پہلے یہ ہلاک ہوئے، نیز آندھی سے، یہ عاد ابن ارم کی اولاد تھے، دوسری عاد موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تھی جن سے آپ نے مقام اریحا میں جنگ کی (روح) ان کے واقعات پہلے ذکر ہو چکے ۱۸۔ یہ صالح علیہ السلام کی قوم ہے جو حضرت جبریل کی پیچ سے ہلاک ہوئی، اس میں کوئی باقی نہ بچا، ان کے صرف قصے رہ گئے ۲۰۔ یعنی قوم نوح قوم عاد و ثمود سے پہلے ہلاک ہو چکی تھی۔ خیال رہے کہ سب سے پہلے قوم نوح ہلاک ہوئی غرق ہو کر۔

۱۔ کیونکہ انہوں نے ساڑھے نو سو برس نوح علیہ السلام کو ستایا۔ اور انہیں انتہائی دکھ دیئے، کئی بار آپ کو مردہ سمجھ کر چھوڑا (روح) ۲۔ یعنی لوط علیہ السلام کی قوم جن کی بہتیاں کو حضرت جبریل علیہ السلام نے الٹ دیا تھا۔ اس لئے ان بہتیوں کو موقوفہ کئے ہیں ۳۔ کہ ان پر اتنے پتھر برسائے کہ زمین ڈھک گئی۔ اس لئے غشا فرمایا ۴۔ اس میں مسلمانوں کے لئے خطاب ہے یعنی ان قوموں کو ہلاک کیا، تمہیں اپنے محبوب کی غلامی نصیب کر کے دین و دنیا کی نعمتوں سے نوازا ۵۔ یہ قرآن شریف اعلیٰ کتابوں کی طرح ڈرانے والا ہے یا یہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اگلے رسولوں کی طرح نذیر ہیں۔ معلوم ہوا کہ اصل دین میں تمام رسول برابر ہیں، مسائل فریہ میں آپس میں مختلف ہیں ۶۔ یعنی قیامت قریب آگئی کیونکہ آخری رسول اور آخری کتاب آچکی اب قیامت ہی کا انتظار کرو ۷۔ یعنی قیامت کی مصیبت اللہ تعالیٰ ہی دور کر سکتا ہے ۸۔ یہاں تعجب سے انکار کا تعجب مراد ہے جو کفر ہے یعنی اسے کافروں نے قرآن سے تعجب کرتے ہوئے منکر کیوں ہوتے ہو کہ اللہ نے انسان کو نبی کیسے بنادیا ۹۔ معلوم ہوا کہ قرآن سن کر دوتا محبوبوں کا طریقہ ہے، اس پر ہنسنا کفار کی علامت ۱۰۔ بندگی سے مراد نماز ہے، اس سے معلوم ہوا کہ یہاں سجدے سے مراد نماز کا سجدہ نہیں اسی لئے اس آیت پر سجدہ تلاوت واجب ہے ۱۱۔ اس طرح کہ قیامت کی بڑی

قال ضابطہ
۸۴۳
القمہ

هَمْ أَظْلَمَ وَأَطْعَىٰ ۝ وَالْمَوْتِفَكَ أَهْوَىٰ ۝ فَعَشَّاهَا عَشِيًّا ۝

یعنی ظالم اور ستمگر تھے نہ اور اس نے اسے دلی دوستی کر لی مگر ایمان تو اس پر چھایا جو کچھ چھایا

فَبَايَ الْأَكْرَبُكَ تَتَمَارَىٰ ۝ هَذَا نَذِيرٌ مِّنَ النَّذَرِ الْأَوَّلِ ۝

تو نے سنے والے پسندے رب کی کون سی نعمتوں میں شک کرے گا کہ یہ ایک ڈرسانے والے

أَزِفَتِ الْأَرْفَافُ ۝ لَيْسَ لَهَا مَن دُونِ اللَّهِ كَاشِفَةٌ ۝

زبان اٹھنے والے دائروں کی طرح وہ پاس آئی ہیں اس لئے اللہ کے سوا اس کا کوئی کھولنے

أَفِينُ هَذَا الْحَدِيثِ تَعَجُّبُونَ ۝ وَتَضْحَكُونَ وَلَا تَبْكُونَ ۝

والا نہیں نہ تو کیا اس بات سے تم تعجب کرتے ہو ہوتے ہو اور دھتکتے ہو اور روتے نہیں

وَأَنْتُمْ سَمِدُونَ ۝ فَاسْجُدُوا لِلَّهِ وَاعْبُدُوا ۝

اور تم کھیل میں پڑے ہو تو اللہ کے لئے سجدہ اور اسکی بندگی کرو

۵۴ سُوْرَةُ الْقَمَرِ مَكِّيَّةٌ ۲۷ رُكُوْعَاتُهَا ۳

۵۴ سُوْرَةُ الْقَمَرِ مَكِّيَّةٌ ۲۷ رُكُوْعَاتُهَا ۳

یہ سورت مکی ہے اس میں ۳ رکوع ۵۵ آیات ۳۴۲ کلمے ۱۲۴۳ حروف ہیں ذخراں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

إِقْرَبْتَ السَّاعَةَ وَأَشَقَّ الْقَمَرُ ۝ وَإِنْ يَرَوْا آيَةً يُعْرَضُوا ۝

پاس آئی قیامت کا اور شوق ہو گیا چاند لہ اندر اگر دیکھیں کوئی نشانی تو نہ پھرتے

وَيَقُولُوا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ۝ وَكَذَّبُوا وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ ۝

اور کہتے ہیں یہ تو عادیہ ہے چلا آسان اور انہوں نے جھٹلایا اور اپنی خواہشوں کے پیچھے

وَكُلٌّ أَفْرِ مُسْتَقَرٌّ ۝ وَلَقَدْ جَاءَهُمْ مِنَ الْآثِبَاءِ مَا فِيهِ

ہر گز نہ اور ہر کام قرار پا چکا اور شک اسنے پاس وہ خبریں آئیں کہ جن میں کافی

مَرْدَجَةٌ ۝ حَكِيمَةٌ بِالْغَةِ فَمَا تَغْنِ النَّذَارُ قَتْلَ عَنْهُمْ

لوگ تھی مگر انہیں ہوتی حکمت نہ چھڑ کیا کام دین و دہانے والے تو ان کے لئے پھیر لوں

منزل

نشان حق القمر ظاہر ہو گئی ۱۲۔ اس آیت میں حضور کے ایک بڑے معجزہ شق القمر کا ذکر ہے اس کا مفصل واقعہ ہماری کتاب شان حبیب الرحمن میں دیکھو۔ مختصر یہاں عرض کر دیتے ہیں کہ علامہ احمد خروانی نے شرح قصیدہ بردہ میں فرمایا کہ ابو جہل نے اپنے یعنی دوست حبیب یعنی کھولایا تاکہ وہ کہہ دالوں کہ اسلام سے روکنے میں اس کی مدد کرے حبیب مکہ معظمہ آیا تو ابو جہل نے حضور کی بہت شکایتیں کیں، اس نے کہا کہ اچھا میں ان سے بھی مل کر دریافت کروں، حضور کی خدمت میں قاصد بھیجا کہ میں یمن سے آیا ہوں فلاں جگہ سرداران قریش کے ساتھ بیٹھا ہوں آپ سے ملنا چاہتا ہوں یہ رات کا وقت ہے جو وہیں شب تھی، حضور تشریف لے گئے، حبیب نے حضور سے دریافت کیا کہ آپ کیا دعوت دیتے ہیں، حضور نے فرمایا اللہ کی توحید اور اپنی رسالت کی۔ حبیب بولا کہ آپ کے پاس معجزہ کیا ہے تو فرمایا جو تو چاہے

(بقیہ صفحہ ۸۴۳) حبیب نے کہا کہ میں دو معجزے چاہتا ہوں ایک یہ کہ آپ چاند چرویں، دوسرا مطالبہ پھر عرض کروں گا حضور نے فرمایا کہ اچھا صاف پاڑ پر چل، حبیب مع تمام سرداران قریش کے حضور کے ساتھ صفا پر گئے۔ حضور نے چاند کی طرف انگلی سے اشارہ کیا، چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے، اور ان ٹکڑوں میں اتنا فاصلہ ہو گیا کہ ایک ٹکڑا پہاڑ کے اس طرف دو سرا اس طرف بہت دیر کے بعد خوب دیکھا کہ پھر جو اشارہ کیا تو دونوں ٹکڑے مل گئے، حضور نے پوچھا حبیب دوسرا مطالبہ کرو وہ بولا کہ حضور خود معلوم کر لیں کہ میرے دل میں کیا ہے تب سرکار نے فرمایا کہ تیرے ایک لڑکی ہے نکلتی، لوبلی، اندھی، بہری جو ان ہو چکی ہے تو چاہتا ہے کہ یا تو اسے

شفا ہو جائے یا مرجائے، جانے شفا، لگی اور تو یہاں کھڑا رہ لے حبیب اور بہت سے لوگ ایمان لے آئے، ابو جہل نے کہا یہ سب جادو ہے۔ ۱۳۔ یعنی پچھلے بیوں نے بھی جادو ہی کئے تھے، اور حضور بھی جادو ہی کرتے ہیں حالانکہ جادو کبھی آسمان پر نہیں چلتا اور جادو میں نظر بندی ہوتی ہے حقیقت کچھ نہیں ہوتی ۱۴۔ یعنی ان ضدی کفار نے چاند چرے دیکھ کر بھی حضور پر ایمان قبول نہ کیا جادو بتایا حالانکہ باہر کے آنے والے لوگوں نے بھی خبر دی کہ ہم نے فلاں شب چاند چر دیکھا مگر یہ جادو ہی کہتے رہے محض خواہش نفسانی سے ۱۵۔ یعنی جس کے کفر پر مرنے کا ارادہ ہو چکا وہ کسی معجزے سے ایمان نہیں لاسکتا، یا دین اسلام کا غلبہ ضرور ہو گا۔ اس کا وقت مقرر ہے کفار کچھ بھی کہیں، ٹل نہیں سکتا ۱۶۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ شریعت میں مشہور خبر کا اعتبار ہے کیونکہ عرب میں گزشتہ قوموں کی ہلاکت مشہور تھی ان کے مقامات بھی مشہور تھے دوسرے یہ کہ گزشتہ لوگوں کے حالات معلوم کرنا ان سے عبرت حاصل کرنا اچھا ہے لہذا تاریخ اچھا فن ہے ۱۷۔ یعنی کفار مکہ کو پچھلی امتوں کی جانی کے حالات معلوم تھے اگر ان پر غور کر لیتے تو نبی کا انکار نہ کرتے مگر غور نہیں کرتے ۱۸۔ یعنی قرآن کریم انتہائی فصیح، بلیغ، حکیمانہ تعلیم پر مشتمل ہے لیکن جس کے نصیب میں ایمان نہ ہو اسے کیسے لے ۱۹۔ یعنی ان کے کفر پر رنج نہ کرو اس صورت میں یہ آیت محکم ہے یا ان پر جمانہ نہ کرو اس صورت میں یہ حکم جہاد سے منسوخ ہے۔ ۱۔ اس طرح کہ اسرائیل علیہ السلام بیت المقدس کے محرم پر کھڑے ہو کر مردوں کو پکاریں گے جس نے سب جی انھیں گے ۲۔ بے شمار مخلوق ہر طرف سے ایسی دوڑے گی جیسے بڑی دن آتا ہے ۳۔ اس آواز کی طرف بھاگتے ہوں گے۔ ۴۔ یعنی میدانِ محشر کی طرف چلتے ہوئے اپنے دل میں کہہ رہے کہیں گے کیونکہ اس وقت منہ سے کوئی نہ بولے گا، اس سے معلوم ہوا کہ قیامت کا دن کافروں پر بھاری ہو گا مومنوں پر ہلکا، کفار گھبراہٹیں گے مومن صابر

يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ إِلَى شَيْءٍ نَّكِرٍ ۖ خَشَعُوا أَبْصَارَهُمْ

جس دن بلائے والا ایک سخت بے پہچانی بات کی طرف بلائے گا انہیں اپنے بصرے

يُخْرِجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ كَانَتْهُمْ جُرَادٌ مُنْتَشِرَةٌ ۚ

جڑوں سے نکلیں گے گویا وہ بڑی بڑی بیلے بیلے ہوں گے

مُّقَطِّعِينَ إِلَى الدَّاعِ يَقُولُ الْكَافِرُونَ هَذَا يَوْمَ عَسَرْنَا

بلائے والے کی طرف پٹکے ہوئے تھکا کر کہیں گے یہ دن سخت ہے

كَذَّبْتَ قَبْلَهُمْ قَوْمَ نُوحٍ فَكَذَّبُوا عَبْدَنَا وَقَالُوا لَوِ اجْتَنُونا

ان سے پہلے نوح کی قوم نے جھٹلایا تو ہمارے بندہ کو جھٹایا بنایا اللہ نے وہ مجنون

وَأَرْجَوْا ۚ فَذَارِبَةٌ آتَتْهُمُ مَغْلُوبٌ فَانْتَصَرَ ۚ فَفَتْحْنَا

اور اسے جھڑکائی تو اس نے اپنے سب سے دھماکی لڑکر میں مغلوب ہوں تو میرا بدلہ

أَبْوَابُ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ۚ فَفَتْحْنَا السَّمَاءَ

تو ہم نے آسمان کے دروازے کھول دیئے لہذا کہہ رہے تھے کہ انہیں پھینک دے کہ

فَالْتَقَى الْمَاءُ عَلَى أَرْقٍ قَدَرٍ ۚ وَحُصِّلَتْ عَلَى ذَاتِ

وہی نہ تھوڑوں پانی مل گئے اس مقدار پر جو مقدار علیٰ لہذا ہم نے نوح کو سدا کیوں

الْوَاخِ وَدُسِرَ ۚ فَجَرَىٰ بِأَعْيُنِنَا جُرَّاءُ لَمِينٍ كَانُوا يُفَكِّرُونَ

اور کیوں والی پر لڑکر ہماری نگاہ کے رو برو ہوئے ان کے صلہ میں جس کے ساتھ کفر کا

وَلَقَدْ تَرَكْنَاهَا آيَةً فَهَلْ مِنْ مُدَّكٍ ۚ فَلَكَيفَ كَانِ

اللہ اہم نے اسے نشان چھوڑا تو ہے کوئی دھماکا کرنے والا نہ تو کیسا بڑا میرا عذاب

عَذَابِي وَنَذِيرٍ ۚ وَلَقَدْ يَسْرُنَا الْقُرْآنُ لِلَّذِينَ هُمْ

اور میری دھمکیاں اہ بیگم ہم نے قرآن یاد کرنے کے لئے آسان فرما دیا تو ہے

مِنْ مُدَّكٍ ۚ كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانِ عَذَابِي وَنَذِيرٍ

کوئی یاد کرنے والا نہ جھٹلایا تو کیسا بڑا میرا عذاب لہذا ہم نے قرآن کے فرمان

خوش ہوں گے رب فرماتا ہے۔ وَهَمَّ بِفِئْزِهِ يَوْمَئِذٍ ۚ ۵۔ نوح علیہ السلام کو ڈر لیا دھمکا کہ اگر تم نے تبلیغ بندہ کی تو ہم تم کو قتل کر دیں گے وغیرہ ۶۔ بہت عرصہ صبر کرنے کے بعد لہذا ایمان صرف بعدیت کے لئے ہے فوراً کے لئے نہیں یاد دھکانے سے ان کا آخری دھمکانا مراد ہے، بہر حال آیت پر اعتراض نہیں ۷۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفار کی ہلاکت کی دعا کرنا سنتِ انبیاء ہے دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ بغیر کسی مقبول بارگاہ کے ستارے دنیا میں عذاب نہیں بھیجتا فرماتا ہے۔ وَمَا كُنَّا مُنْعِدِينَ يَوْمَئِذٍ ۚ ۸۔ جو مسلسل چالیس دن تک برساتا رہا، ایک منٹ کے لئے بھی نہ رکا ۹۔ یعنی زمین بجائے پانی گرنے کے اگلے گلی اور ساری زمین پانی کا چشمہ بن گئی کہ ہر جگہ سے پانی ابلتا تھا ۱۰۔ آسمان و زمین کے پانی اس طرح مل گئے کہ زمین کا پانی پہاڑوں سے اوپر چڑھ کر بادل کے قریب پہنچ گیا ۱۱۔ پانی

(بقیہ صفحہ ۸۴۳) چڑھنے کی جو عداوت اہل حق میں مقرر تھی وہاں تک پہنچ گیا ۱۲۔ معلوم ہوا کہ نجات میں نوح علیہ السلام اصل تھے، اور باقی مومن ان کے طفیل، آپ کشتی کے موجد ہیں آپ نے یہ کشتی ساگون لکڑی کی بنائی تھی ۱۳۔ یعنی وہ کشتی ہماری حفاظت کی وجہ سے محفوظ رہی ورنہ پانی کی طغیانی بہت تھی، اس سے معلوم ہوا کہ اگر وہ کفار بھی لکڑیوں وغیرہ سے کشتی کا کام لینا چاہے تو بھی ہرگز نہ بچ سکتے کیونکہ وہ رب کی حفاظت میں نہ تھے ۱۴۔ ان سے مراد نوح علیہ السلام ہیں کیونکہ انہیں کافکار نے انکار کیا تھا۔ یعنی یہ نجات اصل میں تو نوح علیہ السلام کو دی گئی ان کے طفیل ان کے اہل کار کرنے والے مومنوں کو یہ معلوم ہوا کہ وسیلہ بڑی چیز ہے ۱۵۔

یعنی اسے کشتی کو بطور نشانی ہم نے عرصہ تک باقی رکھا، چنانچہ حضور کے بعض صحابہ نے اس کشتی کو دیکھا (روح و خزائن وغیرہ) یا قیامت تک کشتیاں اس عذاب کی یادگار ہیں کیونکہ کشتی کے موجد نوح علیہ السلام ہیں اس واقعہ کو قرآن میں نشانی کے لئے ذکر فرمایا، مگر پہلے معنی زیادہ قوی ہیں۔ ۱۶۔ اس سے یہ ظہور ہوتا ہے کہ قرآن صرف یاد کرنے کے لئے آسمان ہے مسائل نکالنے کے لئے آسان نہیں ورنہ اس کی تعلیم کے لئے حضور تشریف نہ لاتے، اور رب حضور کو قرآن نہ پڑھاتا۔ رب فرماتا ہے۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ اور فرماتا ہے۔ وَبَعَثْنَاكَ بِالْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ اسی لئے قرآن کے سوا کسی کتاب کے حافظ نہ ہوئے اب اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ قرآن کی تلاوت عبادت ہے، قرآن کی تعلیم اس کا یکینا عبادت، قرآن میں غور کرنا عبادت، اسے حفظ کرنا عبادت، دوسرے یہ کہ قرآن یاد کرنے والے کی غیبی مدد ہوتی ہے اس امداد کی برکت سے یاد ہو جاتا ہے علماء کی بھی رب تعالیٰ ہی مدد فرماتا ہے تو وہ تفسیریں لکھ دیتے ہیں ۱۸۔ ہود علیہ السلام کو اس باعث ان عذاب آیا

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض فن محسوس ہوتے ہیں محسوس
دن وہ ہی ہے جس میں اللہ کی یاد نہ ہو یا عذاب الہی
آئے۔ بعض انسان محسوس ہیں۔ بعض جنکس محسوس، جو
چیز اللہ سے غافل کرے وہ ہی محسوس ہے بعض لوگ مینے
کے آخری بدھ کو محسوس کتے ہیں اور یہ آیت پیش کرتے
ہیں مگر یہ غلط ہے اس بدھ کی محسوس ان کے لئے تھی۔ اب
قوم عاد بڑی قد و طاقت والی بہادر تھی رب فرماتا ہے نہ
يَخْلُقُ مِثْلَهُمَا فِي الْمَلَاٰئِکَہِ مگر جب عذاب الہی آتا ہے تو نہ
طاقت کام آتی ہے نہ قوت۔ اس آیت میں رب تعالیٰ
حفظ قرآن کی رغبت دے رہا ہے کہ تم اس کے حفظ کی
ہمت کرو، ہم آسمان فرمادیں گے، خیال رہے کہ ہر زمانہ
میں اتنے لوگوں کا قرآن حفظ کرنا فرض ہے، جس سے
قرآن شریف کا قاتر قائم رہے۔ صلح علیہ السلام کا
انکار کیا مگر چونکہ ایک نبی کا انکار سارے نبیوں کا انکار ہے

قال فما خطبك ٢٥ ٨٢٥ القبر ٥٣

إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ رِجَالًا بِأَيُّ صِرَافٍ أَنَّى يَوْمٍ نَحْشُرُ مُسْتَمِرًّا ۝

بے تک جم نے ان پر ایک سخت آدھی کبھی ایسے دن میں جسکی سوخت ان پر ہمیشہ کیلئے

تَنْزِعُ النَّاسُ كَانَهُمْ أَعْجَازُ فُخْلٍ مُنْقَعٍ ۖ فَيَكْفُكَانَ

یہ لے لوگوں کو یوں سے مارتی تھی کہ گویا وہ اٹھری ہوئی کھجوروں کے ڈنڈے میں سے توکیا ہو میرا

عَلَيَّ وَنَذِرٌ ۖ وَلَقَدْ يَسِّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ

عذاب اور دوزخ کے فرمان اور بیشک ہم نے آسان کیا قرآن یاد کرنے کے لئے تو ہے کوئی یاد کرنے

مُتَدَكِّمٌ ۚ كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِالنَّدَى ۚ فَقَالُوا أَإِذَا مَاتَ

الان خود نے رسولوں کو بھڑایا کہ تم لوگ کھانے پر نہیں

اِحْدًا تَتَّبِعُهُ اَنَا اِذَا لَقِيَ ضَلَّ وَسُعُرُ ﴿٣٧﴾ اَلَيْسَ الَّذِي

ایک آدمی کی تابعداری کرتے ہیں جب تو ہم ضرور نگاہ اور دل ان پر مرکب رہیں۔

مَلِكِهِ مِنْ بَيْنَايِلْ هُوَكْدَاتْ اَشْرَ ٧٨ سَعْلَمُونْ

پس سے اس پر ذکر اتنا لکھا کہ یہ شخص تھا اترنا ہے وہ یہ کہ وہ

فَدَا مَن الْكَذَّابُ الْآثِرُ ﴿٢٧﴾ تَأْمُرُ سَاءَ النَّاقَةِ فِتْنَةً

میں نے کہا کہ میں نے تم سے کہا تھا کہ تم میری بات نہ مانتے تھے۔

وَمَا يَفْقَهُكُمْ وَأَصْحَابُكُمْ (١٤) وَالْمَاءِ قُسْبَةً لِّدِينِهِمْ

وَالصَّابِرِينَ وَالَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْ مَوَاجِدَ الْبَحْرِ حَمَلَ الْبِطَانُ إِذْ يَقُولُ لَوْ أَنَّا لَمَدِينٌ مِّنْ دُونِ الْمَدِينِ فَأَوْتَوْا بِهِمْ وَأُفٍّ لِّالَّذِينَ لَمْ يَمْلِكُوا إِلَّا يَتَحَدَّوْنَ الْأَوَّلِينَ

۹۔ بے فحشہ ۱۰۔ قناد ۱۱۔ اصاحہ ۱۲۔ قنطاریہ ۱۳۔ فقہ

سَبَّاحُكَ بِحَمْدِكَ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ

كَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذْرِي ۚ اِنَّا اَرْسَلْنَا عَلَيْنَا صَاحِبَةً

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حدیث فکراً الرشید المحتظ (۶۱) واقدیہ کا القادریہ

أَجِدَاهُ كَمَا لَوْ أَنَّ هَيْبَتَهُ لَمْ يَخْطِرْ وَلَقَدْ يَسِّرْنَا الْقُرْآنَ

سنزلہ

اس لئے مذکر جمع فرمایا گیا۔ یہ قرآن شریف میں نبی کو بشری اور رب نے کمایا خود جمیوں نے اپنے کو کیا کفار نے اب جو نبی کو بشر کے وہ نہ خدا ہے نہ پیغمبر تیسرے گروہ سی میں داخل ہے یعنی کافرا۔ صلح علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ اگر تم نے میری اطاعت نہ کی تو تم گمراہ اور بے عقل ہو ان بد نصیبوں نے ان کے جواب میں کہا کہ اگر ہم ان کی پیروی کریں تو بے عقل ہیں۔ یعنی ہم خود میں ذر میں زیادہ ہیں اگر انسان کو نبوت ملتی تو ہم کو ملتی چاہیے تھی ۸۔ یہ ان کفار ہی کا قول ہے، یعنی انہیں رب تعالیٰ نے نبی نہیں بنایا کیونکہ یہ غریب ہونے کی وجہ سے نبوت کے اہل نہیں، اب جو یہ دعویٰ نبوت کر رہے ہیں جھوٹے ہیں اور نبوت کے بہانے سے مالدار ی و سرداری چاہتے ہیں معلوم ہوا کہ نبی پر بدگمانی کفار کا طریقہ ہے۔ یعنی عذاب الہی دیکھ کر خود فیصلہ کر لیں گے کہ جھوٹا کون ہے مگر اس وقت کا فیصلہ فائدہ مند نہ ہو گا۔

(بقیہ صفحہ ۸۴۵) قوم ثمود نے صالح علیہ السلام سے یہ معجزہ مانگا تو رب نے اطلاع دی کہ معجزہ تو آجائے گا لیکن پھر جو ایمان نہ لائے وہ ہلاک ہو گا۔ کیونکہ نہ یہ رہیں گے نہ ان کی ایذا ۱۲۔ یعنی کنوئیں کا پانی ایک دن تم سب پر ہوگا ایک دن یہ بے گئی اس کی باری میں تم پانی نہ لیتے ان کی ہستی میں ایک ہی کنواں تھا جس کا پانی شام تک ختم ہو جاتا تھا رات میں پھر بھر جاتا تھا اونٹنی اپنی باری کا سب پانی پی لیتی تھی اور اتنا دودھ دیتی تھی کہ ساری قوم کو کافی ہوتا ۱۳۔ جس کا نام قیدار بن سالف تھا ۱۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ کرنا کرنا اس سے راضی ہو سب ایک درجہ کے گناہ ہیں اونٹنی کو ایک آدمی نے قتل کیا مگر عذاب سب پر آیا۔ کیونکہ سب نے

رائے دی تھی۔ اور قتل کر لیا تھا ۱۵۔ حضرت جبریل علیہ السلام کی ایک جھڑک جس سے ان کے کلیجے پھٹ گئے آج بھی بجلی کی کڑک بادل کی گرج سے لوگ مرجاتے ہیں ۱۶۔ کہ انہیں کوئی دُشمن بھی نہ کر سکا۔ ان کی لاشیں ذلت سے خراب ہوئیں خیال رہے کہ مومن کی زندگی میں بھی اور موت کے بعد بھی عزت ہے کافر کو کبھی عزت نہیں مومن کو فرشتے قبر میں کہتے ہیں تم کون العروس یہ نہیں کہتے کہ تم ہالسون یعنی عزت والا آرام کر۔

۱۔ انہوں نے لوط علیہ السلام کا انکار کیا ایک ہی نبی کا انکار سارے پیغمبروں کا انکار ہے۔ گویا انہوں نے سارے رسولوں کا انکار کیا ۲۔ اکثر عذاب الہی رات کے آخری حصے میں آئے کہ بے خبری میں تمام اس طرح ہلاک ہوں کہ کوئی بھاگ نہ سکے یہ ہی وقت مومنوں پر رحمتیں اترنے کا ہے اس لئے اس وقت تہجد پڑھنی چاہیے۔ ۳۔ نبی پر ایمان لانے والے رب کے شکر گزار بندے ہیں اور رب کی نعمتوں کے مستحق اس آیت سے معلوم ہوا کہ عذاب سے نجات ملنا رب کی رحمت ہے ہماری اپنی بھاری نہیں ۴۔ یعنی لوط علیہ السلام نے انہیں پہلے ہی اس عذاب کی خبر دے دی تھی۔ مگر انہوں نے ان کی بات نہ مانی ۵۔ یہاں شک بمعنی انکار ہے کیونکہ کفار لوط علیہ السلام کے قطعاً منکر تھے جیسے کبھی غن۔ معنی یقین بھی آ جاتا ہے ۶۔ کہ کفار نے لوط علیہ السلام سے کہا کہ اپنے مہمان ہمارے حوالہ کر دو مہمان سے مراد وہ فرشتے ہیں جو خوبصورت لڑکوں کی شکل میں آپ کے ہاں آئے تھے ۷۔ کہ حضرت جبریل نے اپنا بازو ان کے منہ پر مل دیا جس سے ان کی آنکھوں کی جگہ بھی مٹ گئی۔ وہ حیران ہو کر بھاگے رات نہ پا سکے تو لوط علیہ السلام نے انہیں دروازے سے نکالا (روح) معلوم ہوا کہ فرشتے مومنوں کے لئے رحمت اور کفار کے لئے عذاب لاتے ہیں رب کی رحمت کا وہ حق دار ہے جو اس کے نبی کا غلام ہو ۸۔ فرمان سے مراد لوط علیہ السلام کے ڈرانے والے وعظ ہیں یعنی ان کے وعظوں کی تصدیق اپنی آنکھوں سے دیکھ لو

لِلَّذِیْزِ فَعَلَ مِنْ مُّذْکِرٍ ۚ کَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ بِالنَّذْرِ ۚ

ہم نے آسمان کا قرآن یاد کرنے کے بعد تو بے کوئی یاد کرنے والا۔ لوط کی قوم نے رسولوں کو جھٹلایا

اِنَّا ارسلنا علیکم حاصِبًا ۚ اِلَّا اَل لُّوْطُ نَجَیْنَاهُ ۚ سَمِعَ

یہ حکم ہم نے ان پر بھرا دیا جیسا کہ لوط کے گھر والوں کے ہم نے انہیں بچھلے پھر بچھلایا

نَعْمَةً ۚ مِّنْ عِنْدِکَ اِنَّکَ نَجِزٌ مِّنْ شَکْرِ ۚ وَلَقَدْ

اپنے پاس کی نعمت فراہم کیوں ہی صلہ دیتے ہیں اسے جو شکر کرتے تھے اور بے شک

اَنْذَرْنَاهُمْ یٰطٰشٰتِنَا فَاْتَمٰرًا ۚ وَاِلَّا لَیْسَ لَیْسَ اِلَّا لَیْسَ ۚ وَلَقَدْ سَرَّوْهُ

اسی زائیں ہماری گرفت سے ڈرایا تو انہوں نے ذکر کے زمانوں میں شک کیا انہوں نے

عَنْ صَیْفٍ ۚ فَطَمَسْنَا عَیْنَهُمْ فَاذَوْا عَذَابَیْ وَاِنَّا

اسے اس کے ہاتھوں سے پھیلانا چاہتا تو ہم نے انکی آنکھیں میٹھیں میں نہ فرمایا پھر عذاب اور

وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بِکُورَةٍ عَذَابٍ مُّسْتَقِرٍّ ۚ فَذَوْا عَذَابَیْ

وڈر کے فرمان نہ اور بے شک صبح ہوئے ان پر ٹھہرنے والا عذاب آیا تو کچھ مہمانانہ اور

وَاِنَّا لَنَرٰکَ فَاِنَّمَا اَنْتَ قَرْنٌ لِّلَّذِیْزِ فَعَلَ مِنْ مُّذْکِرٍ ۚ

ڈر کے فرمان نہ اور بے شک ہم نے آسمان کا قرآن یاد کرنے کیونکہ تو بے کوئی یاد کرنے والا

وَلَقَدْ جَاءَ اِلَ فِرْعَوْنَ النَّذْرُ ۚ کَذَّبَ اُولَیٰئِنَّا لَمُخَلَّمًا

اور بیشک فرعون والوں کے پاس رسول آئے لہذا انہوں نے جاری سب نشانیاں جھٹلائیں

فَاَخَذْنَاهُمْ اَخْذًا عَزِیْزًا مُّقْتَدِرًا ۚ اَلْکٰفَرُ کَمْ خَیْرٍ مِّنْ

تو ہم نے ان پر گرفت کی جو ایک لڑتے والے اور عظیم قدرت والے کی شان تھی لایا تھا سے

اَوْ لَیْکُمْ اَمْ لَکُمْ بَرَاءَةٌ فِی الدِّیْنِ ۚ اَمْ یَقُولُوْنَ نَحْنُ

کفار ہیں یا ہمارے لئے بے گناہی ہے یا ہم کہتے ہیں کہ ہم سب

جَمِیْعٌ مُّتَّقِرٌ ۚ سِیْهَمُ اَجْمَعُ ۚ وِیُوْلُوْنَ الدِّیْنَ

مل کر ہمارے لئے ہیں گناہ اب بھگائی جاتی ہے یہ جماعت اور ہمیں پھیر دیں گے

۹۔ اس طرح کہ دنیاوی عذاب برزخی عذاب سے اور برزخی عذاب اخروی عذاب سے ملا ہوا ہے لہذا نفس عذاب دائم قائم ہے اس آیت سے عذاب قبر کا ثبوت ہوتا ہے اگر عذاب قبر حق نہ ہو تو ان کا عذاب مستقر نہیں رہتا ۱۰۔ یہ کلام ان سے رب نے فرمایا بواسطہ فرشتوں کے ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن صرف یاد کرنے کے لئے آسان ہے نہ کہ اس سے مسائل مستنبط کرنے کے لئے اگر قرآنی اسرار آسان ہوتے تو اس کی تعلیم کے لئے حضور نہ تشریف لاتے۔ مشکل کتاب بڑا عالم سکھاتا ہے رب فرمانا ہے۔ فِیْمَنْهُمْ اَیُّکُمْ اَفْکَرٌ یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن کا حفظ کر لینا صرف رب کے آسان فرمان سے ہو اور نہ ناممکن تھا ۱۲۔ یہاں دو کے لئے جمع ارشاد ہوئی کیونکہ فرعون کی طرف حضرت موسیٰ ہارون علیہما السلام ہی بھیجے گئے تھے۔ ۱۳۔ یہاں آیات سے مراد موسیٰ علیہ السلام کے معجزات ہیں نہ کہ توریت

اعمال کی تحریر ہر ایک کے عمل کے بعد ہوتی ہے۔ اس طرح کہ دودھ و شہد وغیرہ کی نرس ان کے باخو
قوطہ زن ہوں گے لہذا آیت بالکل واضح ہے۔ یعنی ان کی مجلسیں جھوٹ نبیحت اور تمام گناہوں سے
حضور ہمارے حضور کو دنیا میں بھی حاصل تھا، فرماتے ہیں کہ میں اپنے رب کے پاس شب گزارتا ہوں
أَسْتَعِذُّ وَالْحَقُّ اَنِّیْ اَتَرٰی تو انکار یوں کہ ہم رحمن کو نہیں جانتے کون ہے ان کے جواب میں یہ آیت اتری
چند مسئلہ معلوم ہونے ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو بہت علم بخشا کیونکہ یہ تعلیم رحمت و محبت

(بقیہ صفحہ ۸۴) دیتا ہے۔ دوسرے یہ کہ حضور تمام انبیاء سے بڑے عالم ہیں، کیونکہ حضرت آدم کو رب نے چیزوں کے نام سکھائے حضرت سلیمان کو پرندوں کی بولی، حضرت داؤد کو زور بنانا، حضرت خضر کو علم پانی سکھایا حضرت نوح کو کشتی بنانا (علیم السلام) مگر ہمارے حضور کو قرآن سکھایا جس میں لوح محفوظ کے علوم کی تفصیل ہے۔ تیسرے یہ کہ حضور تمام خلق سے زیادہ عالم ہیں کہ اور لوگ مخلوق کے شاکر نہ ہوتے ہیں حضور رب تعالیٰ کے جب پڑھائے والا رب پڑھنے والے محبوب رب، جو کتاب پڑھیں وہ قرآن تو تبارک و تعالیٰ علم مصطفیٰ میں کی کسی چیز سے یہ کہ حضور حضرت جبریل کے شاکر نہیں ۱۳ یعنی ہم نے اپنے حبیب کو الفاظ قرآن، معانی قرآن، احکام قرآن، اسرار قرآن، رموز قرآن خوب سکھائے

کب سکھائے، حق یہ ہے کہ سکھا کر دنیا میں بھیجا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کتاب پڑھا کر بھیجا اس سے معلوم ہوا کہ حضور کا علم بلا واسطہ مخلوق رب کا عطیہ ہے لہذا اس کی پائش یا اندازہ نہیں ہو سکتا، جیسے سمندر کا پانی یا ہوا یا آفتاب کا نور کہ ان کی پائش کے لئے کوئی میٹر نہیں بنا ہاں بجلی اور واٹر ورکس کا پانی اس سے ٹاپا جاسکتا ہے کہ اس میں انسان کی صنعت کو دخل ہے اس کی باقی تقریر ہماری کتاب نئی تقریروں میں دیکھو، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کو تشابہات قرآنیہ کا علم دیا گیا کیونکہ جب سارا قرآن رب نے سکھایا تو اس میں تشابہات بھی آ گئے۔

۱۔ تفسیر خازن وغیرہ میں ہے کہ انسان سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور بیان سے مراد تمام ممالک کا، وَمَا يَكُونُ كَالْعِلْمِ ہے یعنی ہم نے انہیں سارے غیبی علم بخشے ۲۔ یعنی چاند و سورج کی رفتاریں، رب نے مقرر فرمادیں، جس اندازے سے وہ اپنے ہر درجہ منزلیں طے کرتے ہیں لوگ ان کی رفتار سے قمری و شمسی میٹروں و سالوں کا حساب لگاتے ہیں ۳۔ ہر وقت اس کے مطیع و فرمانبردار ہیں یا واقعی سجدے کر رہے ہیں اگرچہ ان کے سجدے ہماری عقل و سمجھ میں نہ آویں ۴۔ کہ آسمان دیکھنے میں بھی زمین سے اونچا ہے اور مرتبے میں بھی کہ وہاں سے فیض آتے ہیں وہاں ہی فرشتوں کا قیام ہے وہاں ہی ہماری روزی، وہاں کفر و شرک اور گناہ نہیں ہوتے وہاں سے احکام الہی جاری ہوئے ہیں، خیال رہے کہ جزوی طور پر آسمان زمین سے افضل ہے مگر کلی طور پر زمین آسمان سے افضل کہ وہ انبیاء کرام خصوصاً سید الانام کا مقام ہے ۵۔ یعنی دنیا میں ترازو پیدا کی تاکہ لین دین میں عدل و انصاف ہو یا آخرت میں وزن اعمال کے لئے ترازو پیدا فرمائی کہ اس میں بندوں کے نیک و بد افعال تولے جاویں خیال رہے کہ ترازو اولاً نوح علیہ السلام پر اتری پھر سب نے استعمال کی رب فرماتا ہے۔ اَنْزَلْنَاهُمْ مَعَهُمَ الْكَيْتَابَ وَالتَّوْزَانَ

۶۔ یعنی تولے وقت آخرت کی ترازو کا خیال رکھو اور حق والوں کو پورا ناپ تول کر دو، خیال رہے کہ کچھ زیادہ تول کر دینا اور کچھ کم تول کر لینا رحم ہے ۷۔ اس طرح کہ پانچ والی ترازو سے وزن نہ کر لہذا یہ آیت عجیب سے مکر نہیں ۸۔ مخلوق سے مراد زمین یا دریائی ساری مخلوق ہے جیسے جن و انس و دریائی جانور، فرشتے آسمانی مخلوق ہے یعنی زمین کو یہاں والی مخلوق کے نفع کے لئے فرش کی طرح بچھایا ۹۔ اگرچہ مجبور بھی میوہ ہے مگر اشرفیت کی وجہ سے اسے علیحدہ بیان فرمایا، کیونکہ یہ انبیاء کرام خصوصاً حضور سید الانبیاء کی غذا شریف ہے، بعض علماء نے اس آیت کی بنا پر فرمایا کہ مجبور میوہ نہیں بلکہ غذا ہے ۱۰۔ پیدا فرمایا تاکہ بھوسے میں اناج محفوظ رہے اور اناج تم کھاؤ بھوسے جانور، صوفیاء فرماتے ہیں روحانی غذا میں اناج ہیں جسمانی غذا میں بھوسے جو نفس کی خوراک ہے ۱۱۔ جو روحانی لوگوں کی روحانی غذا

الْبَيَانَ ۵ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ مُحْسِبَانِ ۶ وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ

بیان انہیں سکھایا سورج اور چاند حساب ہیں ۵ اور نجرے اور درخت سجدہ

يَسْجُدَانِ ۷ وَالسَّمَاءُ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيزَانَ ۸ اَلَا

کرتے ہیں ۷ اور آسمان کو اٹھائے بلند کیا تاکہ اور ترازو رکھی کہ

تَطْفَعُوا فِي الْمِيزَانِ ۹ وَاقِيمُوا الْوِزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا

ترازو میں بے اعتدالی نہ کرو کہ اور انصاف کے ساتھ تول قائم کرو اور وزن

تُخْسِرُوا الْمِيزَانَ ۱۰ وَالْأَرْضُ وَضَعَهَا لِلْأَنَامِ ۱۱ فِيهَا

نہ گھٹاؤ تاکہ اور زمین رکھی مخلوق کے لئے تاکہ اس میں

فَاكِرْهُمُ ۱۲ وَالنَّخْلُ ذَاتُ الْأَكْمَامِ ۱۳ وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ

مکرتے اور غلات والی غجر دیں تاکہ اور حبس کے ساتھ اناج تاکہ اور

وَالزَّيْتَانُ ۱۴ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ۱۵ خَلَقَ

خوشبو کے پھول تاکہ اور زیتون پائے حبس کی کوئی نعمت جھٹلاؤ گے تاکہ اس

الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ۱۶ وَخَلَقَ الْجَانَّ

آدمی کو بنایا بجلی مٹی سے جیسے مٹی کی مٹی اور جن کو پیدا فرمایا

مِنْ مَّرْجٍ ۱۷ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ۱۸

آگ کے لکڑے سے گل تو تم دونوں اپنے رب کی کوئی نعمت جھٹلاؤ گے۔

رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ ۱۹ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ۲۰ فَبِأَيِّ آلَاءِ

دونوں بڑے رب کا رب اور دونوں بڑے رب کا رب تو تم دونوں اپنے رب کی

رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ۲۱ مَرْجَ الْبَحْرِ ۲۲ يَبْتَقِينَ ۲۳ يَنْهَمَا

کوئی نعمت جھٹلاؤ گے اس نے دو سمندر، ہمارے لئے کہ دیکھنے میں معلوم ہوں طے ہوئے

بَرْزَخٍ لَّا يَبْغِينَ ۲۴ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ۲۵

اور ہے ان میں روک کر ایک دوسرے پر بڑھ نہیں سکتاں تو اپنے رب کی کوئی نعمت جھٹلاؤ گے

۱۔ یعنی تولے وقت آخرت کی ترازو کا خیال رکھو اور حق والوں کو پورا ناپ تول کر دو، خیال رہے کہ کچھ زیادہ تول کر دینا اور کچھ کم تول کر لینا رحم ہے ۷۔ اس طرح کہ پانچ والی ترازو سے وزن نہ کر لہذا یہ آیت عجیب سے مکر نہیں ۸۔ مخلوق سے مراد زمین یا دریائی ساری مخلوق ہے جیسے جن و انس و دریائی جانور، فرشتے آسمانی مخلوق ہے یعنی زمین کو یہاں والی مخلوق کے نفع کے لئے فرش کی طرح بچھایا ۹۔ اگرچہ مجبور بھی میوہ ہے مگر اشرفیت کی وجہ سے اسے علیحدہ بیان فرمایا، کیونکہ یہ انبیاء کرام خصوصاً حضور سید الانبیاء کی غذا شریف ہے، بعض علماء نے اس آیت کی بنا پر فرمایا کہ مجبور میوہ نہیں بلکہ غذا ہے ۱۰۔ پیدا فرمایا تاکہ بھوسے میں اناج محفوظ رہے اور اناج تم کھاؤ بھوسے جانور، صوفیاء فرماتے ہیں روحانی غذا میں اناج ہیں جسمانی غذا میں بھوسے جو نفس کی خوراک ہے ۱۱۔ جو روحانی لوگوں کی روحانی غذا

(ایضاً صفحہ ۸۳۸) یا روحانی پھل ہے ۱۲۔ چونکہ آسمان و زمین واندھوسے و میزان وغیرہ کا تعلق جن و انس دونوں سے ہے اس لئے ان نعمتوں کا ذکر فرما کر دونوں سے خطاب کیا کہ تم کو کئی نعمتیں جھلاؤ گے ہمارا احسان مانو، شکر یہ ادا کرو، فرشتے اور دیگر مخلوق میں کوئی ناشکرا ہے ہی نہیں لہذا اس میں ان سے خطاب بھی نہیں ہوا ۱۳۔ یہاں انسان سے مراد آدم علیہ السلام ہیں کہ رب نے ہر قسم کی مٹی جمع فرما کر اسے ہر قسم کے پانی سے گوندھا۔ پھر سکھایا، جب خشک ہو کر ٹکھنٹانے لگی تب روح پھونکی ۱۴۔ جان سے مراد الجلیس ہے کہ اس کی پیدائش دوزخ کی آگ سے ہے جس میں دھواں وغیرہ نہیں پھر تمام جنت کو اس کے ذریعہ وہ ابوالجہن ہے ۱۵۔ دونوں

پورب پیچھے سے مراد گرمی و سردی کے شرق و مغرب ہیں یعنی شرقی و غربی جانب کے کنارے جہاں سے سورج لوٹ پڑتا ہے ان سے آگے نہیں بڑھتا ۱۶۔ بیٹھے و کھاری ایسے بنائے کہ بیچ میں بظاہر کوئی آڑ نہیں ہے، بہانے سے مراد جاری کرنا نہیں کیونکہ سمندر بہتے نہیں، اس سے مراد چھوڑنا ہے ۱۷۔ رب کی قدرت تو دیکھو کہ پانی آہیں میں غلط خط ہو جاتا ہے مگر سمندر میں بیٹھے و کھاری پانی کے درمیان کوئی ظاہری آڑ نہیں اس کے باوجود کھاری بیٹھے اور بیٹھا کھاری سے مخلوق نہیں ہوتے، صوفیاء فرماتے ہیں کہ انسان میں دل و نفس رکھا، ایک دوسرے سے ممتاز، ایک ماں کے پیٹ سے لڑکا یا لڑکی پیدا کئے، ایک باپ کی پیٹھ سے مومن و کافر سعید و شقی پیدا فرما دیئے، ایک دوسرے سے ممتاز

۱۔ یعنی بحیرہ روم و بحیرہ فارس سے موتی موگے نکلتے ہیں، اس صورت میں تکوین کی ضرورت نہیں یا بیٹھے و کھاری سے نکلتے ہیں تو مٹی میں ان کے بعض یعنی صرف کھاری سے، جیسے کہا جاتا ہے نر و مادہ سے بچ پیدا ہوتا ہے۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ روح و قلب سے موتی موگے نکلتے ہیں حضرت علی و فاطمہ زہرا سے حسن و حسین رضی اللہ عنہم ائمہین موتی موگے کی طرح پیدا ہوئے۔ ۲۔ یہ آیت اس سورت میں اکتیس بار ارشاد ہوئی، تاکہ ہر دفعہ انسان اپنی ناشکری کا اقرار کرے ۳۔ یعنی جن چیزوں سے تم کشتی و جہاز بناتے ہو وہ بھی رب نے پیدا فرمائیں پھر کشتی بنانے کی عقل بھی رب نے دی۔ پھر کشتیوں کو تیرنے کی طاقت بھی رب نے بخشی ۴۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ طریقت دریا ناہید اکناہ ہے، شریعت اس دریا میں چلنے والے جہاز و کشتیاں، ہم لوگ اور ہمارا امتع ایمان و عرفان ان کشتیوں کی سواہیں ہیں، توفیق خداوندی و موافق ہوا ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس کشتی کے ناخدا ہیں اولیاء علماء ان کے خدام ہیں، جو ان جہازوں میں مختلف کلام کرتے ہیں ہم لوگ ان بزرگوں کی مدد سے یہ دریا و سمندر پار کر رہے ہیں، اس جہاز میں ہم نور نبی و نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

۸۳۹	الرحمن ۵۵	قال فما خبركم
يُخْرِجُ مِنْهَا الزُّوْلُوَ وَالْمَرْجَانُ ﴿٢٢﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا		
ان میں سے موتی اور مونگا نکلتا ہے ۲۲۔ تو اپنے رب کی کونسی نعمت		
تَكَذِّبُنَ ﴿٢٣﴾ وَلَهُ الْبَحْرَانِ الْمُنْشَعَتَانِ فِي الْبَحْرِ كَالْأَخْلَامِ ﴿٢٤﴾		
جھلاؤ گے ۲۳۔ اور اسی کی ہیں وہ چلتے واپس آئیں اور اسی کی ہیں تیرتے جیسے پہاڑ		
فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبُنَ ﴿٢٥﴾ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿٢٦﴾		
تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھلاؤ گے ۲۵۔ زمین پر رہتے ہیں سب کو فنا ہے ۲۶۔		
وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ﴿٢٧﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ		
اور باقی ہے تمہارے رب کی ذات عظمت اور بزرگی و الاء ۲۷۔ تو اپنے رب کی		
رَبِّكُمَا تُكَذِّبُنَ ﴿٢٨﴾ يُسْأَلُهُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ		
کونسی نعمت جھلاؤ گے ۲۸۔ اسی کے چلنا ہیں جتنے آسمانوں اور زمین میں ہیں ت		
كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ ﴿٢٩﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبُنَ ﴿٣٠﴾		
اے ہر دن ایک کام ہے ۲۹۔ تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھلاؤ گے		
سَفَرُهُ لَكُمْ آيَةُ الثَّقَلَيْنِ ﴿٣١﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا		
جلد سب کام بنا کر ہم تمہارے حساب کا قاعدہ فرماتے ہیں اے دونوں کھاری و گروہ ۳۱۔		
تَكَذِّبُنَ ﴿٣٢﴾ يَمْعَشِرُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِنِ اسْتَطَعْتُمْ		
تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھلاؤ گے ۳۲۔ تم جن و انس کے گروہ اگر تم سے ہو سکے کہ		
أَنْ تَنْقُذُوا مِنْ أَقْطَارِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ فَانْقُذُوا		
آسمانوں اور زمیں کے کناروں سے نکل جاؤ تو نکل جاؤ ۳۳۔		
لَا تَنْقُذُونَ إِلَّا بِسُلْطٰنٍ ﴿٣٤﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا		
جہاں نکل کر جاؤ گے اسی کی سلطنت ہے ۳۴۔ تو اپنے رب کی کونسی نعمت		
تَكَذِّبُنَ ﴿٣٥﴾ يُرْسِلُ عَلَيْكُمْ شَوَاطِئَ مِّنْ نَّارٍ		
جھلاؤ گے ۳۵۔ تم پر پھونکری جائے گی بے دھوئیں کی آگ کی پٹ اور جلے پٹ کا کالہ		
مَنْزِلَةٌ		

مگر ہم پار لگنے کو حضور پار لگائے کو وہ۔ اس آیت میں زمین پر بننے والوں کی فنا کا ذکر ہے، دوسری آیت میں ہے کل نفس ذائقة الموت جس سے معلوم ہوا کہ ہر جاندار کو موت ہے۔ آیت میں تعارض نہیں ۳۶۔ یعنی رب کی ذات و صفات باقی ہے سب مخلوق اور ان کی صفات کو فنا ہے، معلوم ہوا کہ صفات الہیہ واجب ہیں اس سے چند واجب لازم نہیں آتے کہ صفات باری رب کے غیر نہیں ۳۷۔ ہر مخلوق رب (باقی صفحہ ۸۴۰ پر)

(بقیہ صفحہ ۸۴۹) سے مانگتی ہے کوئی رب سے رب کو مانگتا ہے۔ کوئی رب سے مصطفیٰ کو مانگے، کوئی دین کی دولت مانگے کوئی دنیا کی کوئی زمین کی، غرضیکہ سب اس کے بھکاری ہیں، بیک مختلف رنگ کی ہے، خیال رہے کہ اللہ کے محبوب سے کچھ مانگنا، فقیر کا امیر ہوں سے مانگنا، رعایا کا حکام سے کچھ مانگنا یہ بھی درحقیقت رب سے مانگنا ہے لہذا آیت بالکل واضح ہے اس پر کوئی اعتراض نہیں ۸۔ اس طرح کہ ہر وقت اور ہر آن اپنی قدرت کے آثار دکھاتا ہے کسی کو عزت دیتا ہے کسی کو ذلت وغیرہ۔ یہود کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سچا کا دن آرام اور چھٹی کرتا ہے، اس سے ان کی بھی تردید ہوئی ۹۔ یعنی اے جن و انس وہ وقت غنیمت آ رہا ہے کہ رب تعالیٰ تمام کام بند فرما دے گا۔ مخلوق کے حساب لے گا۔ یعنی قیامت، جس دن دنیاوی کاروبار سارے بند ہوں گے سب کے ہوئے کاموں کا حساب دیں گے ۱۰۔ اس آیت میں ان لوگوں کی دلیل ہے جو کہتے ہیں کہ جنت کے لئے بھی جنت ہے۔ کیونکہ جنت کی نعمتیں بیان فرما کر جن و انس سے خطاب فرمایا کہ تم کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے مگر یہ دلیل کمزور سی ہے اس لئے یہ خطاب تو دنیا اور کشتیاں پیدا فرمانے اور وہاں سے مونگا موتی نکالنے پر بھی ہو رہا ہے حالانکہ ان چیزوں سے جنت فائدہ نہیں اٹھاتے صرف انسان فائدہ اٹھاتے ہیں ۱۱۔ نکل جانے کا حکم عاجز کرنے کا ہے چونکہ جن و انس ہی میں کفار و گناہ گار ہوتے ہیں اس لئے ان سے ہی خطاب ہے اور چونکہ جنت انسانوں سے پہلے پیدا ہوئے لہذا جن کا ذکر پہلے ہوا یعنی اے مجرم جن و انس اگر تم سمجھتے ہو کہ ہم رب سے بچ جائیں گے تو آج ہمارے ملک سے نکل کر دکھا دو۔ نہ تم آج کہیں بھاگ سکتے ہو نہ کل قیامت میں۔

۱۔ یعنی ایسی آگ جس کے سارے اجزا جلانے والے ہیں اور ایسا دھواں جس میں نام کو روشنی نہیں، یعنی آگ دھوئیں سے خالص ہوگی اور دھواں آگ سے کھرا ہوا، خدا کی پناہ (خزائن) آج خبر دے دی تاکہ اس سے بچنے والے اعمال کر لو ۲۔ ظالم سے مظلوم اپنا بدلہ لینے پر دوزخ میں قادر نہ ہو گا، یا ایک دوسرے کی مدد نہ کر سکے گا۔ ۳۔ اس طرح کہ آسمان کا رنگ سرخ ہو گا۔ اور جگہ جگہ سے چیرا ہوا ہو گا۔ خیال رہے کہ قیامت میں آسمان و زمین ہوں گے مگر موجودہ آسمان و زمین سے بدلے ہوئے رب فرمانا ہے۔ یَوْمَ تَبْدِلُ الْأَرْضَ ۴۔ کیونکہ ان کے گناہ چروں کی علامتوں سے ہی نمایاں ہوں گے، ہاں حساب و کتاب کے لئے سوال ہو گا۔ لہذا آیتوں میں تعارض نہیں اب جو کہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دن مومن اور منافق کی پہچان نہ ہوگی وہ اس آیت کا منکر ہے خیال رہے کہ یہاں دن سے مراد قیامت ہے جو قبر سے اٹھنے اور فیصلہ ہونے کے درمیان ہے ۵۔ خیال رہے کہ

وَلَحَاسٌ فَلَا تَتَّخِذْنَ ۚ قَبَائِلَ الرَّسَائِمِ تَكْذِبْنَ ۚ

دھواں نہ تو پھر بدلہ نہ لے سکو گے نہ تو اپنے رب کی کوئی نعمت جھٹلاؤ گے۔

فَإِذَا انشَقَّتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ۚ

پھر جب آسمان پھٹ جائے گا تو کھلا ہو جائے گا جیسے سرخ نری تھ

قَبَائِلَ الرَّسَائِمِ تَكْذِبْنَ ۚ فَيَوْمَ لَا يُسْأَلُ

تو اپنے رب کی کوئی نعمت جھٹلاؤ گے تو اس دن گنہگار کے گناہ کی

عَنْ ذُنُوبِهِ إِنْسٌ وَلَا جَانٌ ۚ قَبَائِلَ الرَّسَائِمِ تَكْذِبْنَ ۚ

بد چھ نہ ہوگی کسی آدمی اور جن سے نہ تو اپنے رب کی کوئی نعمت جھٹلاؤ

تَكْذِبْنَ ۚ يَعْرِفُ الْمُجْرِمُونَ بِسِيمَاهُمْ فَيُؤْخَذُ

گئے ۴۔ مجرم اپنے پہرے سے پہچانے جائیں گے تو مانتا اور پاؤں

بِالنَّوَاصِي وَالْأَقْدَامِ ۚ قَبَائِلَ الرَّسَائِمِ تَكْذِبْنَ ۚ

پھو کو جہنم میں ڈالے جائیں گے نہ تو اپنے رب کی کوئی نعمت جھٹلاؤ گے نہ

هَذِهِ جَهَنَّمُ الَّتِي يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُونَ ۚ لَئِنْ قِيلَ

یہ ہے وہ جہنم جسے مجرم جھٹلاتے ہیں تو پھر سے کہیں گے

يَنْهَاهَا وَيَقِينُ حَمِيمٌ إِنَّ قَبَائِلَ الرَّسَائِمِ تَكْذِبْنَ ۚ

اک ہیں اور اہنسا کے جلتے کھولتے پانی میں نہ تو اپنے رب کی کوئی نعمت جھٹلاؤ گے نہ

وَلَمِنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتٍ ۚ قَبَائِلَ الرَّسَائِمِ تَكْذِبْنَ ۚ

اور جو اپنے رب کے حضور ڈرتے ہوئے نہ اس کیلئے دوسری جنت میں نہ تو اپنے رب

تَكْذِبْنَ ۚ ذَوَاتِ أَفْنَانٍ ۚ قَبَائِلَ الرَّسَائِمِ تَكْذِبْنَ ۚ

کی کوئی نعمت جھٹلاؤ گے بہت سی ڈالوں والیاں نہ تو اپنے رب کی کوئی نعمت جھٹلاؤ گے

فِيهِمَا عَيْنِينَ تَجْرِيْنِ ۚ قَبَائِلَ الرَّسَائِمِ تَكْذِبْنَ ۚ

ان میں دو آنسو بہتے ہیں نہ تو اپنے رب کی کوئی نعمت جھٹلاؤ گے

قیامت کے حالات کی دنیا میں خبر دے دینا اللہ کی رحمت ہے، تاکہ لوگ یہاں اطاعت الہی کر لیں۔ اس لئے اس ذکر کو نعت فرمایا گیا لہذا آیت پر اعتراض نہیں کہ عذاب کی آیات کے بعد یہ جملہ کیوں ارشاد ہوا ۶۔ کہ کفار کے منہ کاٹے ہوئے نیلے ہوں گے اور مومن صالحین کے منہ اجالے، پیشانی چمیلی ہوگی، جیسے دنیا میں اندرونی بیماری چرے سے معلوم ہو جاتی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ قیامت میں نیک و بد چروں سے ہی ظاہر ہو جائیں گے، پوچھنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ فرشتوں کا کفار سے پوچھنا ماسد لکھنے میں سہرا انہیں شرمندہ کرنے کے لئے ہو گا۔ اس طرح کہ پاؤں پیچھے سے لاکر پیشانی سے ملا کر ہاندھ دیئے جائیں گے اور گیند کی طرح دوزخ میں لڑکا دیئے جائیں گے، یہ دونوں عذاب کفار کے لئے ہوں گے گنہگار مومن اس سے محفوظ رہے گا انشاء اللہ ۸۔ ان عذابوں کی خبر دے دینا بھی رب تعالیٰ کی اعلیٰ

(ابتدہ صفحہ ۸۵۰) نعت ہے 'اس کا شریہ ادا کرو ۹ یعنی دوزخ کو دنیا میں کفار بھٹلاتے ہیں معلوم ہوا کہ اس سے پہلے آیت میں بھی مجرمین سے کفار ہی مراد تھے ۱۰ دوزخیوں پر بھوک کا عذاب مسلط ہو گا۔ کھانے کے لئے چھین گے، تو تھوہر کھلایا جاوے گا جو خلق میں چھب جاوے گا تب پانی کے لئے شور مچائیں گے پھر انہیں وہاں لے جایا جاوے گا جہاں کھولے پانی کا چشمہ ہے اس آیت سے معلوم ہوا کہ دوزخیوں کو کھانا پانی ان کے رہنے کی جگہ نہ دیا جاوے گا۔ بلکہ چشمے پر جا کر پینے کے لہذا بطوفوں فرماتا درست ہے ۱۱ کہ تھیں غیب کے عذاب اپنے حبیب کی معرفت یہاں ہی بتا دیئے ۱۲ یعنی جو مومن انسان قیامت کے حساب سے خوف کر کے گناہ چھوڑ دے۔

کیونکہ جہنم اور جانوروں کے لئے جنت نہیں اگرچہ ان کا حساب ہو گا، فرشتوں کے لئے نہ حساب ہے نہ جنت ۱۳ معلوم ہوا کہ خوف الہی اعلیٰ نعت ہے کہ اس کی دو جنتیں ہیں ایک جنت اعمال کی جزاء دوسری رب کا انعام یا ایک جنت رب کے خوف کی دوسری اس کی اطاعت کی یا ایک جنت جسمانی راحتوں کی دوسری روحانی آرام کی، ان کی وسعت رب ہی جانتا ہے۔ ۱۴ یعنی ایک جڑ میں بہت شاخیں، ہر شاخ میں بہت پھل پھول، چونکہ درخت کا حسن شاخ سے ہوتا ہے کہ پتے پھل پھول اس میں ہی ہوتے ہیں اس لئے شاخ کا ذکر فرمایا ۱۵ پانی کی دو نہریں ایک تنہم دوسری سلسیل جو ایک تنگ کے پٹارے سے نکلتی ہے (روح) چونکہ ان لوگوں کی دو تو آنکھوں سے آنسو بہتے تھے خوف الہی میں اس کا یہ بدلہ دیا گیا۔

۱۶ بعض وہ میوے جو دنیا میں دیکھے گئے، بعض وہ عجیب و غریب جو اس سے پہلے کبھی نہ دیکھے گئے۔ یا بعض خشک بعض تر یا بعض خالص شیریں بعض مائل بہ ترشی، نہایت لذت چونکہ انہوں نے دنیا میں ہر نیکی کے جوڑے ادا کئے تھے، فرض و نفل وغیرہ، لہذا انہیں پھلوں کے بھی جوڑے ہی دیئے گئے، جوڑے اعمال کے بدلہ جوڑے پھل۔ ۱۷ کیونکہ جنت میں کوئی کام کاج نہیں صرف آرام ہے، وہاں ایسے طبقے بنا کر بیٹھیں گے جیسے دنیا میں اللہ کا ذکر کرنے کے طبقے ہوتے ہیں ۱۸ دوزخ و جہنم کا جب استرا کا یہ حال ہے تو ایرا کیسی شان کا ہو گا۔ ایرا استرا سے اعلیٰ ہوتا ہے ۱۹ اس طرح کہ کھڑے بیٹھے لینے توڑ کر کھالو، خود بخود جھکیں گے انہیں گے (روح) ۲۰ حوریں اور چونکہ عورت کا سب سے بڑا کمال تقویٰ و شرم و حیا ہے، اس لئے خصوصیت سے اس کا ذکر فرمایا گیا ۲۱ جنتی حوریں اپنے شوہروں سے کہیں گی کہ ہمیں تجھ سے زیادہ کوئی چیز عزیز نہیں، شکر ہے خدا کا جس نے تجھے میرا شوہر کیا اور مجھے تیری بیوی بنایا اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ جیسے مرد اجنبی عورت کو نہ دیکھے ایسے ہی عورت اجنبی مرد کو نہ دیکھے۔ شرم و حیا جو رکھتی صفت ہے۔ دوسرے یہ کہ

فِيهَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ رُوحٌ ۝ فَيَأْتِي الْاَسْرَٰبُ بِكُمْ

ان میں ہر میوہ دو دو قسم کا ہے تو اپنے رب کی کونسی نعمت

تُكَذِّبُ ۝ مُتَكَبِّرِينَ عَلَىٰ فُرُشٍ بَطَاطِنُهَا مِنْ

جھٹلاؤ گے اور ایسے بھونچوں پر جو کچھ نکلے گا جن کا استرا قنادیز

اَسْتَبْرَقٌ وَجَنَّا الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ ۝ فَيَأْتِي الْاَسْرَٰبُ بِكُمْ

کاماتہ اور دونوں کے میوے اتنے جھکے ہوئے کہ کچھ سے بھی لوگ تو اپنے رب کی کونسی نعمت

تُكَذِّبُ ۝ فِيهِمْ قَصْرَتُ الطَّرْفِ لَمْ يَبْطِئْهُمْ

جھٹلاؤ گے، ان بھونچوں پر وہ عورتیں ہیں کہ شوہر کے سوا کسی کو آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھیں

اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌ ۝ فَيَأْتِي الْاَسْرَٰبُ بِكُمْ تَكْذِبُ ۝

ان سے پہلے انہیں نہ چھو کسی آدمی اور نہ جن نے نہ تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے

كَأَنَّهُنَّ الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ ۝ فَيَأْتِي الْاَسْرَٰبُ بِكُمْ

گویا وہ لعل اور مرجان ہیں نہ تو اپنے رب کی کونسی نعمت

تُكَذِّبُ ۝ هَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ۝

جھٹلاؤ گے۔ نیکی کا بدلہ کیا ہے مگر نیکی

فَيَأْتِي الْاَسْرَٰبُ بِكُمْ تَكْذِبُ ۝ وَمِنْ دُونِهَا جَنَّاتٌ

تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے اور ان کے سوا دوسری جنتیں اور ہیں

فَيَأْتِي الْاَسْرَٰبُ بِكُمْ تَكْذِبُ ۝ مَدَّ هَامَتُنِ ۝ فَيَأْتِي

تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے نہایت بڑی سے سیاہی کی جھلک سے وہی ہیں نہ تو

اَلْاَسْرَٰبُ بِكُمْ تَكْذِبُ ۝ فِيْهَا عَيْنٌ نَّصَاحَتٌ ۝

اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے، ان میں دو جنتیں ہیں جھٹلاؤ گے

فَيَأْتِي الْاَسْرَٰبُ بِكُمْ تَكْذِبُ ۝ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَنَخْلٌ

تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے ان میں میوے اور کھجوریں

اجنبی عورت کا متقی پرہیزگار مرد سے بھی پردہ ہے کیونکہ جنت میں سب متقی ہوں گے، مگر ان سے بھی پردہ ہو گا، پردہ اللہ کی وہ نعمت ہے جو جنت میں بھی ہو گی، بلکہ جنت کے مکانات در و دیوار صرف پردے کے لئے ہوں گے نہ کہ چوروں سے حفاظت و سردی گرمی و بارش وغیرہ سے بچنے کے لئے کہ وہاں یہ نہیں ہے۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حوریں پیدا ہو چکی ہیں جنت کی تمام نعمتوں کی طرح وہ بھی موجود ہیں، دوسرے یہ کہ اگرچہ آدم علیہ السلام جنت میں رہے وہاں کی نعمتیں کھائیں، مگر حوروں کی طرف التفات نہ فرمایا کیونکہ حوریں صرف جزا کے طور پر ملیں گی۔ تیسرے یہ کہ حوریں جہنم کو بھی عطا ہوں گی، مگر یہ قول ضعیف ہے اور دلیل کمزور ۸ یعنی جنتی حوریں حسن و صفائی میں یا قوت و مہر کی طرح ہیں، حدیث شریف میں ہے کہ حور کی پٹلی کا مغز اوپر سے نظر آئے گا، جیسے شیشے کی صراحی

(لقیہ صفحہ ۸۵۱) کے باہر سے اندر کی شراب سرخ ۹۔ پہلے احسان سے مراد کلمہ طیبہ اور نیک اعمال ہیں۔ دوسرے احسان سے مراد جنت اور وہاں کی نعمتیں ہیں جی جس نے دنیا میں نیکی کی اس کا بدلہ آخرت میں اچھا ہے یا دنیا میں جو کوئی تم سے بھلائی کرے تم بھی اس سے بھلائی کرو تاکہ آخرت میں اس کا اچھا بدلہ دیکھو اس میں ماں باپ اہل قربت کے ساتھ ہر بھلائی شامل ہے ۱۰۔ یعنی جن دو جنتوں کا ذکر اوپر گزرا ان کے علاوہ دو جنتیں اور بھی ہیں مگر یہ دونوں ان پہلی جنتوں سے اون کی کہ انہیں دوسرا فرمایا (روح) یا ان دونوں سے یہ افضل یعنی ان دونوں سے زیادہ قریب الی العرش دون۔ بمعنی قریب ان کا سامان یا قوت و زبرد کا وہ دونوں جنتیں مقرر ہیں کی

ہیں یہ ایرار کی ۱۱۔ یعنی ان درختوں کے پتے سبز مائل بہ سیاہی جو انتہائی خوشنما رنگ ہے، نور نظر کے لئے بہت مفید ہے ۱۲۔ پانی کے جن میں مشک، عنبر یا مشک و کافور کی خوشبو اب اگرچہ مجبور و انار بھی میوے ہیں مگر ان کے اشرف ہونے کی وجہ سے ان کا ذکر خصوصیت سے فرمایا، امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک کھجور و انار میوے میں داخل نہیں۔ ان کی دلیل یہ آیت ہے جو یہود نہ کھانے کی قسم کھا کر کھجور یا انار کھائے تو حائن نہ ہو گا ۱۳۔ یعنی ایسی حوریں جن کی سیرت بھی اچھی، صورت بھی پاکیزہ، اس سے معلوم ہوا کہ اچھی عادت اچھی صورت سے افضل ہے۔ کہ رب نے پہلے اس کا ذکر فرمایا۔ بیش نیک خلعت پیوی کو ترجیح دینی چاہیے، اگرچہ مومن کو اپنی دنیا کی مومنہ پیوی بھی عطا ہوگی جو اس کے نکاح میں فوت ہوئی مگر وہ عورت جنت کی چیز نہیں بلکہ وہ بھی وہاں ثواب حاصل کرنے گئی ہے۔ اس لئے فیہن صرف حوروں کے لئے فرمایا گیا۔ عورتیں فیہن میں داخل نہیں ان کے لئے لمن فرمایا جاسکتا ہے۔ ۱۴۔ مجھوں سے مراد جنتی گھر ہیں جو ایک موتی کے خیمہ کی طرح ہیں۔ یعنی ہر مومن کی بیویاں حوریں صرف اپنے خیموں میں رہتی ہیں کہیں باہر نہیں جاتیں اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جنت میں پردہ ہو گا، پردہ جنتی نعمت ہے۔ بے پردگی دوزخ کا عذاب کہ وہاں عورت و مرد مخلوط اور ننگے ہوں گے دوسرے یہ کہ متقی پرہیزگار سے بھی پردہ لازم ہے۔ ۱۵۔ یعنی جیسے ان دو جنتوں کی حوریں جن و انس کے چھوٹے سے محفوظ تھیں ایسے ہی ان دونوں جنتوں کی حوریں بھی محفوظ ہیں لہذا آیت میں تکرار نہیں ۱۶۔ بعض علماء نے فرمایا کہ عبقرا ایک شخص تھا جو بہت اچھے اعلیٰ پیرے بنانا تھا جس گاؤں میں وہ رہتا تھا اس گاؤں کا نام عبقر ہو گیا تھا۔ اہل عرب ہر خوبصورت اور نادر الوجود چیز کو عبقری کہہ دیتے تھے ان کی اصطلاح کے مطابق جنت کے بستروں کو عبقری فرمایا۔ ۱۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنت اور وہاں کی تمام نعمتیں اعمال کا بدلہ ہیں۔ مگر دیدار الہی کسی

۳۳

وقف لازم

الواقعة ۵۶

۸۵۲

قال فضا خطبکم

وَرَمَانَ ۱۰ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ۱۱ فَبِأَيِّ

اور انار میں لے تو اپنے رب کی کونسی نعمت بھلاؤ گے، ان میں عورتیں ہیں

خَيْرَاتٍ حَسَانٍ ۱۲ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ۱۳

عادت کی نیک صورت کی اچھی عادت تو اپنے رب کی کونسی نعمت بھلاؤ گے۔

حُورٌ مَّقْصُورَاتٌ فِي الْخِيَامِ ۱۴ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا

حوریں ہیں خیموں میں پردہ نشین عادت تو اپنے رب کی کونسی نعمت بھلاؤ

تُكَذِّبِينَ ۱۵ لَمْ يَطْمِئْهُمْ مِنْ أَنْفِ قَبْلِئِهِمْ وَلَا جَانِ ۱۶

گئے ان سے پہلے انہیں ہاتھ نہ لگایا کسی آدمی اور نہ جن نے کی

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ۱۷ مَتَّكِينَ عَلَى رَقَبٍ

تو اپنے رب کی کونسی نعمت بھلاؤ گے نیکہ لگائے ہوئے سبز پتھروں اور منقل

خُضْرٍ وَعَبْقَرِيٍّ حَسَانٍ ۱۸ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ۱۹

غوبصورت چاندنیوں پر عادت تو اپنے رب کی کونسی نعمت بھلاؤ گے۔

تَبَارَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ۲۰

بڑا برکت والا ہے تمہارے رب کا نام جو عظمت اور بزرگی والا ہے

إِنَّا أَنْتُمْ ۹۶ سُوْرَةُ الْوَاقِعَةِ مَكِّيَّةٌ ۳۷ رُكُوْعَاتُهَا ۱۳

سورت واقعہ میں ہے کہ اس میں ۲۲ رکوع ۹۶ آیات ۳۷۰ کلمے ہزار سات سو تین حروف ہیں اور

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

انش کے نام سے شروع ہوا نہایت مہربان رحم والا

إِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۱۰ لَيْسَ لَوْفَعَتِهَا كَاذِبَةٌ ۱۱

جب ہوئے گی وہ نہ ہوئے والی اس وقت اس کے بولنے میں کسی کو کھارک نہ لگائی ہوگی

خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ۱۲ إِذَا رُجَّتِ الْأَرْضُ رَجًا ۱۳

اٹکی کی کوہست کرنے والی نہ کی کو بلند کی دینے والی جب زمین کا نہ ہوگی تھو تھو کر اٹ

میں

عمل کا عوض نہیں، وہ محض فضل رب سے ہے، کیونکہ یہاں اعمال کی جزائیں دیدار کا ذکر نہیں ہوا بلکہ یہاں ارشاد ہوا کہ ہم بڑی بزرگی والے ہیں کچھ اور بھی دیں گے جو تمہارے خیال و گمان سے ورا ہے یعنی اپنا دیدار ۱۔ سواد آفتوں کے اِنْهَذَا الْجَدْبُ الْوَقْعَةُ لَقَبُ خَازِنٍ نے فرمایا کہ جو کوئی ہر رات کو سورہ واقعہ پڑھ لیا کرے اسے کبھی فائدہ نہ ہوگا ۸۔ یعنی جب قیامت آجائے گی، چونکہ قیامت کا تاخیر بھی ہے اس لئے اسے واقعہ فرمایا گیا خیال رہے کہ قیامت کے بہت نام ہیں۔ ایک نام واقعہ بھی ہے ۹۔ یعنی دیکھ کر تو سب مان لیں گے مگر جو دنیا میں قیامت کے منکر رہے انہیں اس دن کاماتا مفید نہ ہو گا ۱۰۔ یعنی کفار کو دوزخ انہیں گرا کر ذلیل کرے گی۔ ان کفار میں تمام قسم کے کفار داخل ہیں خواہ رب کے منکر ہوں یا اس کے رسول کے ۱۱۔ عام مومنوں کو عام بلندی۔ خاص مومنوں کو اہل اللہ علامہ کرام کو

(بقیہ صفحہ ۸۵۲) خاص بلندی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہائی عظمت کا ظہور بھی اس دن ہی ہو گا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کچھ دنیا میں اونچے بننے تھے انہیں ذیل کرے گی اور جو دنیا میں تواضع و اکتدار کرتے تھے انہیں اونچا کرے گی ۱۲۔ جس سے تمام عمارتیں گر جائیں گی اور تمام اندرونی چیزیں باہر آجائیں گی (روح)۔

۱۔ جیسے خشک ستو، اول روئی کے گالے کی طرح ہوں گے پھر ستو کی طرح۔ لہذا آیتوں میں تعارض نہیں ۱۲۔ یا تو آپس میں ٹکرا کر ایسے ہو جائیں گے، یا صورت کی آواز

کے صدمے سے۔ آج بھی بارود کے دھماکے سے پہاڑ پھٹ جاتے ہیں ۱۳۔ اے سارے انسانوں ان تین میں سے دو جماعتیں جنتی ہیں۔ اصحاب یمنین اور سابقین، ایک جماعت روز قیامت یعنی اصحاب شمال جن کا ذکر آگے آ رہا ہے ۱۴۔ یعنی جو عرش اعظم کی دائیں جانب ہوں گے یا جن کے نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے وہ مومن ہیں۔ یا جو آدم علیہ السلام کے دائیں جانب تھے مشائخ کے دن ۱۵۔ یہ جملہ ائمہ ارشاد شان کے لئے ہے، دیکھو تو کیسے خوشحال ہیں کیسے مزے میں ہیں، لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۱۶۔ یعنی جو عرش اعظم کے بائیں طرف ہیں، یا جن کے نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں ہیں یا جو مشائخ کے دن آدم علیہ السلام کی بائیں جانب تھے ۱۷۔ دیکھو تو وہ کیسے برے حال میں ہیں ۱۸۔ یعنی جو دنیا میں نیکیوں میں آگے رہے وہ آج درجوں میں آگے ہیں، اس میں ہجرت پہلے کرنے والے صحابہ، پہلے اسلام لانے والے صحابہ، اور دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھنے والے، اور نیک اعمال میں پیش قدمی کرنے والے مسلمان داخل ہیں۔ بعض نے فرمایا کہ وہ علماء باعمل ہیں۔ بعض نے فرمایا کہ وہ جوانی میں عبادت کرنے والے، گناہوں سے بچنے والے، میں، اس سے اشارہ ”معلوم ہوا کہ سابقین کو نامہ اعمال دیئے ہی نہ جائیں گے، نہ داہنے ہاتھ میں نہ بائیں میں، نہ ان کا حساب ہو گا کیونکہ رب نے ان کا ذکر یمنین و شمال والوں کے علاوہ فرمایا۔ خیالی رہے کہ یمنین میں فوت ہو جانے والوں کو بھی نامہ اعمال نہ دیئے جائیں گے۔ کیونکہ آگے پاس اعمال ہی نہیں۔ ۱۹۔ عرش اعظم سے قریب یا جنت میں جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نزدیک یا بارگاہ الہی میں قرب حضوری والے ہیں ۲۰۔ یعنی امت محمدیہ میں سے اگلے لوگوں یعنی صحابہ کرام میں مقررین زیادہ ہیں، پچھلے مسلمانوں میں مقررین تھوڑے، شیعہ اس کے برعکس کہتے ہیں کہ عہد نبوی میں صرف دس بیس ہی مومن ہوئے۔ پھر بعد میں بہت شیعہ پیدا ہو گئے، وہ اس آیت کے منکر ہیں اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی امت

قال ضاعطکم	۸۵۳	الواقعة ۵۶
وَبَسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا فَكَانَتْ هَبَاءً مُنْبَثًا ۝ وَكُنْتُمْ		
اور پہاڑ بڑے بڑے ہو جائیں گے چوڑا، کوئلہ تو ہو جائیں گے جیسے روزی کی دھوپ میں ہمارے		
أَرْوَاجًا ثَلَاثَةً ۝ فَأَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ مَا أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ ۝		
باریک دسے پھیلے ہوئے ت اور ہم میں قسم کے چوڑا گئے تو داہنی طرف والے ت		
وَأَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ مَا أَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ ۝ وَالسَّابِقُونَ		
کیسے داہنی طرف والے ت اور بائیں طرف والے ت کیسے بائیں طرف والے ت اور جو سبقت		
السَّابِقُونَ ۝ أُولَٰئِكَ الْمُقَرَّبُونَ ۝ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ۝		
لے گئے وہ تو سبقت ہی لے گئے ت وہی مقرب بارگاہ میں ت یمنین کے ہاتھوں میں		
ثَلَاثَةً ۝ مِنَ الْأَوَّلِينَ ۝ وَقَلِيلٌ مِنَ الْآخِرِينَ ۝ عَلَى سُرُرٍ		
اگلوں میں سے ایک گروہ اور پچھلوں میں سے تھوڑے ت جزائروں سمیت		
مَوْضُوعَةٍ مُّشْكِيْنَ عَلَيْهِمُ مَّقَابِلِينَ ۝ يُطُوفُ عَلَيْهِمْ		
ہوں گے ت ان پر سجھ لگائے ہوئے آئے سامنے ت انکے گردے پھرن گے		
وَلَدَانِ مُخْلَدُونَ ۝ أَبَاقُوبَ وَأَبَاسِقُ ۝ وَكَاسٍ		
بہشتہ رسنے والے ٹوکے لہ کوزے اور آفتابے اور جام اور آنھوں کے		
مِّن مَّعِينٍ ۝ لَا يَصُدُّعُونَ عَنْهَا وَلَا يَنْفُونَ ۝		
سامنے بہتی شراب ت اس سے نہ انہیں درد مر ہو اور نہ بوس میں فرق آئے ت		
وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُونَ ۝ وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُونَ ۝		
اور میوے جو پسند کر لیں اور پکڑندوں کا گوشت جو چاہیں ت		
وَحُورٌ عِينٌ ۝ كَأَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُونِ ۝ جَزَاءُ بِمَا		
اور بڑی آنھ والیاں حوریں جیسے چھپے رکھے ہوئے موت ت صلہ ان کے		
كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا تَأْتِيهَا		
اعمال کا شل اس میں نہ سین کے نہ کوئی بیکاربات نہ کہنے کی لگ		
مَنْتُولٌ		

ساری گمراہ نہ ہوگی۔ قیامت تک ان میں اللہ کے مقبولین بھی رہیں گے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ بعض نے فرمایا کہ اگلوں سے مراد اگلی امتیں ہیں۔ از آدم تا عیسیٰ علیہم السلام اور پچھلوں سے مراد امت محمدیہ ہے۔ مگر یہ قول حدیث کے خلاف ہے کیونکہ جنتی لوگوں کی ایک سو بیس (۱۳۰) صفیں ہوں گی۔ اسی (۸۰) صفیں مت محمدیہ کی چالیس صفیں باقی امتوں کی تو زیادہ جنتی اس امت میں ہیں ۱۱۔ جن میں لعل، یا قوت جڑے ہوئے سونے چاندی کے تاروں سے بنے ہوئے ۱۲۔ یعنی جنتی لوگ حلقہ بنا کر بیٹھا کریں گے۔ اس لئے آج بھی درس اور ذکر الہی کے حلقے بنائے جاتے ہیں کہ جنتی حلقوں کے مشابہ ہو جائیں ۱۳۔ کہ نہ انہیں موت آوے اور نہ ان کا لڑکپن بدلے، غلام جنت میں ہی پیدا کئے گئے۔ حوروں کی طرح لعل جنت کے خدام ہیں۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین کے فوت شدہ بچے بھی

۱۔ کہ جنتی ایک دوسرے کو فرشتے جنتیوں کو سلام کریں گے، رب تعالیٰ ان پر سلام بھیجے گا۔ سلام کہ لا ینزل علیہم الذلیلۃ ۲۔ معلوم ہوا کہ جنت کے پھلوں میں اعلیٰ درجہ کے پیر بھی ہیں، جن میں شعلی نہیں، اور ان کا گودا خوشبودار مکھن کی طرح، دنیا میں جنس ہر ایسے لذیذ ہوتے ہیں کہ سبحان اللہ! خیال رہے کہ پیری کا درخت بڑا برکت والا ہے۔ حضرت جبریل کا مقام صدرة المنین ہی ہے، جہاں شاندار پیری ہے۔ پیری کے فضائل ہماری کتاب اسرار الاحکام میں دیکھو ۳۔ جو بڑے چوٹی تک پھل سے بھرے ہوئے۔ پھلوں کا گودا، میٹھے مکھن کی طرح لذیذ نہایت خوشبودار ۴۔ جنت میں ہمیشہ صبح صادق کا سماں وقت رہے گا۔ نہ دھوپ نہ گرمی، کیونکہ وہاں سورج نہیں، لہذا یہاں سایہ کے عنی متقی مراد نہیں۔ جو حدیث شریف میں آیا ہے کہ درخت طوبی کے سایہ میں سو سال سوار دوڑ سکتا ہے، وہاں اس درخت کا پچھلاؤ مراد ہے۔ کہ اگر سورج ہوتا۔ تو اس درخت کا سایہ اتنا وسیع ہوتا۔ ۵۔ کہ ایک پھل توڑتے ہی فوراً اس جگہ دوسرا پھل پیدا ہو جائے گا۔ نہ وہاں موسم کی شرط ہے نہ کسی حفاظت کی ضرورت، ہر قسم کا پھل ہمیشہ کثرت سے ہو گا رب فیض کرے ۶۔ یعنی پھلوں کے استعمال سے کسی کو روک ٹوک نہ ہو گی نہ شرعی رکاوٹ، نہ طبی پابندی، نہ کسی ہندے کی طرف سے ممانعت، ہر ایک کے پاس بہت کثرت سے میوے ہوں گے، معلوم ہوا کہ جنت میں مرض نہ ہو گا۔ کیونکہ یہ بھی نعمتوں سے روکتا ہے۔ ۷۔ پھلوں سے مراد آرام کے بستر ہیں نہ کہ سونے کے، کیونکہ جنت میں نیند نہیں یعنی ان کے بستر عالی شان اونچے جڑاؤ تختوں پر

ہوں گے، یا انہیں رفع المشان، بیویاں عطا ہوں گی، فرش سے باوجود لاکھوں سال کے اپنے حسن و شباب میں اس ہی حال پر بیوی بھی جنت میں جوان پاکر، حسینہ جلیلہ ہوگی، ان کی جوانی کا کنوارا پن و حسن و جوانی کبھی ختم نہ ہو گا معلوم ہوا کہ بدن از عمر ساٹھ ہاتھ لہبائی سات ہاتھ چوڑائی، آ، م علیہ السلام کے قد

منزل

(بقیہ صفحہ ۸۵۴) جن کے دانے ہاتھ میں نامہ اعمال دیئے گئے ۱۲ یعنی ان دانے والوں کے دو گروہ ہوں گے، کچھ اگلوں یعنی صحابہ کرام کے اور کچھ پچھلوں یعنی بعد والوں کے اس کے معنی یہ نہیں کہ صحابہ میں بعض دانے والے ہیں اور بعض بائیں والے کیونکہ وہ سارے جنتی ہیں رب فرماتا ہے: **يَوْمَ تَفُتُّهُنَّ لَئِنْ آتَيْتَ** پر کوئی اعتراض نہیں ۱۳ یعنی کفار جن کے نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے اور وہ عرش اعظم کی بائیں طرف کھڑے ہوں گے ۱۴ وہ عجیب ہی بد بخت لوگ ہیں یہ بائیں ہاتھ والے کے لئے ہے ۱۵ ان کو یہ عذاب دوزخ پر پہنچنے پر دیئے جائیں گے نہ کہ میدان محشر میں خیال رہے کہ کافر کی قبر میں گرم ہو اور دوزخ کا دھواں د

تپش پہنچنے میں کھول پانی نہیں ۱۶ معلوم ہوا کہ اگر دنیا میں رب کی نعمتوں کا شکر ادا نہ کیا جائے تو وہ زمین میں ہیں۔ کہ ان کے سبب عذاب زیادہ ہو گا ۱۷ یعنی کفر پر خدا سے قائم تھے۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفر تمام گناہوں سے بڑا ہے کہ اسے رب نے عظیم فرمایا، دوسرے یہ کہ مشرکین کے نامہ سمجھ بچے دوزخی نہیں کیونکہ وہ خدا سے کفر پر قائم نہیں تیرے یہ کہ بعض لوگوں کو بغیر عمل بھی جنت لے گی کیونکہ رب نے یہاں دوزخی ہونے کی یہ وجہ بیان فرمائی مگر جنتی کے لئے کوئی وجہ عمل کی ذکر نہ فرمائی۔ تاکہ معلوم ہو کہ جنت میں داخلہ کے لئے عمل نیک شرط نہیں، رب فضل کرے تو گنہگار مومن کو بھی بخش دے ۱۸ یہ سوال انکار کے لئے کرتے تھے، یعنی ایسا نہیں ہو سکتا۔

۱۔ آدم علیہ السلام سے حضور کے زمانہ تک کے لوگ اگلے ہیں اور حضور کے زمانہ سے قیامت تک کے لوگ پچھلے، معلوم ہوا کہ محشر میں اختصاص کو ہے اگرچہ دنیا میں ایک ساعت کے لئے آیا ہو ۲۔ قیامت میں پہلے سب اکٹھے ہوں گے پھر کافرو مومن علیحدہ چھانٹ دیئے جائیں گے۔ پہلے معنی سے قیامت کو روز حشر کہتے ہیں دوسرے معنی سے اسے یوم الفصل کہتے ہیں، رب فرمادے گا **وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ وَلَئِيكَمُ الْعَذَابُ** لہذا آیات میں تعارض نہیں، میقات یا وقت مقرر کو کہتے ہیں یا جگہ مقررہ کو، اس لئے احرام باندھنے کی جگہ کو میقات کہا جاتا ہے۔ ۳۔ اس میں ان کفار کہ سے خطاب ہے جن کا کفر مرنا علم الہی میں ہے ورنہ ان میں بعض وہ لوگ بھی تھے جو آئندہ ایمان لا کر صحابی بننے والے تھے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ زقوم صرف کافروں کو کھلایا جائے گا۔ ۴۔ یعنی زقوم تمہاری دائمی غذا ہو گی جس سے تم بھوک کا عذاب دفع کرنے کی کوشش کرو گے۔ وہ دوا یا میوے کے طور پر نہ کھاؤ گے ۵۔ جیسے تونس کے مارے اونٹ کہ پانی سے سیری و تسکین نہیں ہوتی، پئے ہی جاتا ہے، ایسے ہی تمہیں اس سے سیری نہ ہو گی نہ پئے ہی جاؤ گے ۶۔ یعنی قیامت کے دن جس کی انتہاء

أَيَاوُنَا الْأَوَّلُونَ ۝ قُلْ إِنَّ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ ۝

ہمارے اگلے باپ دادا بھی تم فرماؤ بے شک سب اگلے اور پچھلے

لَكِبْجُمُوعُونَ ۝ إِلَىٰ مِيقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُومٍ ۝ ثُمَّ إِنَّكُمْ

ضرور اکٹھے کئے جائیں گے ایک جانے ہوئے دن کی میعاد بڑی پھر ایک تم

أَيُّهَا الضَّالُّونَ الْمَكِيدُونَ ۝ لَا تَكُونُوا مِنْ شَجَرٍ مِّنْ

اے گمراہو جھٹلانے والو تم ضرور شجر کے بیج میں سے

زَقْوَمٍ ۝ فَبَالِئُونَ مِنْهَا الْبُطُونَ ۝ قَتَرُونَ عَلَيْهِم مِّنْ

کھاؤ گے پھر اس سے بیج بھرو گے نہ پھر اس پر کھولتا پانی

الْحَبِيمِ ۝ قَتَرُونَ شُرَبَ الْهَيْمِ ۝ هَذَا نَزْلُ يَوْمٍ

بیج گئے پھر ایسا ہی ہو گے جیسے سخت بار سے اونٹ نہیں لے یہ اسی مہابی ہے انعام

الَّذِينَ ۝ نَحْنُ خَلَقْنَاهُمْ فَلَوْلَا تَصَدَّقُونَ ۝ أَفَرَأَيْتُمْ

کے دن کی ہم نے نہیں پیدا کیا تو تم کیوں نہیں دے دینا تو بھلا دیکھو تو

مَا تَشْكُرُونَ ۝ أَأَنْتُمْ تَخْلُقُونَ أَمْ نَحْنُ الْخَالِقُونَ ۝

وہ معنی جو گراتے ہو ش کیا تم اس کا آدمی بناتے ہو یا ہم بنانے والے ہیں تم

نَحْنُ قَدَرْنَا بَيْنَكُمْ الْمَوْتَ وَما نَحْنُ بِمُسْبِقِينَ ۝

ہم نے تم میں مرنا بھرا دیا اور ہم اس سے ہمارے نہیں لے

عَلَىٰ أَنْ يَكُونَ لَكُمْ مَوْتٌ وَنُنشِئُكُمْ فِي مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝

کہ تم جیسے اور بدل دیں گے اور تمہاری صورتیں وہ کردیں جسکی تمہیں خبر نہیں

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْأَةَ الْأُولَىٰ فَلَوْلَا تَذَكَّرُونَ ۝

اور بے شک تم جان چکے ہو پہلی اٹھان پھر کیوں نہیں سوچتے

أَفَرَأَيْتُمْ مَا تَحْرَثُونَ ۝ أَأَنْتُمْ تَزْرَعُونَهُ أَمْ نَحْنُ

تو بھلا بناؤ تو جو بوتاے ہو کیا تم اس کی کیفیت بناتے ہو یا ہم بنانے

جنت و دوزخ کے داخلہ پر ہے لہذا آیت پر اعتراض نہیں ۷۔ قیامت کے بعد اٹھنے کو یا حضور کی تمام غیبی خبروں کی حقانیت کو، پہلے معنی قوی ہیں کہ آگے اس کا ذکر ہو چکا ۸۔ عورتوں کے رحم میں صحبت کے وقت جس سے بچے پیدا ہوتے ہیں وہ خیال رہے کہ خلق کے معنی ہیں بنانا پیدا کرنا، یعنی کو ہستی بخشنا۔ گھڑنا آخری معنی سے بندے کی طرف بھی خلق کی نسبت ہو جاتی ہے رب فرماتا ہے۔ **وَنُفِثْنَاكَ فَمِنْ كَيْفَ تَجْعَلُ لَكَ خَلْقًا مِّنْ غَيْرِ كَيْفَ تَجْعَلُ** الخ یعنی پہلے معنی کے لحاظ سے خدا کے سوا کسی کی طرف خلق کی نسبت نہیں ہو سکتی، لہذا آیات میں تعارض نہیں، یعنی خالق ہم ہی ہیں، اگر پیدا کرنا تمہارے قبضہ میں ہوتی تو تم اپنی مرضی کے مطابق بچے پیدا کر لیا کرتے ۱۰۔ (روح البیان نے فرمایا) کہ قرآن میں رب نے بعض جگہ اپنے کو جنس کے صیغہ سے ارشاد فرمایا۔ تعظیم اور

(فقیر صفحہ ۸۵۵) ذات و صفات کی طرف اشارہ فرمانے کے لئے ہندہ پیشہ رب کے لئے واحد کا صیغہ بولے بھی جمع نہ بولے کہ اس میں شرک کا دھوکہ ہے یہ نہ کہے کہ اسے اللہ آپ یہ کر دیجئے یہ کہے کہ تو یہ کر دے۔ یعنی تمہاری پیدائش بھی ہمارے قبضہ میں ہے اور موت بھی کہ کسی کو بچپن میں مار دیتے ہیں کسی کو بڑھاپے میں، ہر ایک کی موت و زندگی کا اندازہ لوح محفوظ میں ہے۔ یعنی ہم دن رات مخلوق کو پیدا بھی کر رہے ہیں، مار بھی رہے ہیں، ہر آن قدرت کے کروڑوں کرتے دکھا رہے ہیں مگر نہ ہمیں اس سے شک نہ ہوتی ہے نہ آرام کی ضرورت نہ کسی قسم کی بار۔ ہم نے لوگوں کی عمریں مختلف رکھیں، ہزارہا مصلحتوں کی بنا پر نہ کہ اپنی کمزوری سے۔ ۱۳۔ کہ تم کو کفار کے تمہاری جگہ دوسری قوم آباد کر دیں ۱۴۔ کہ جنہیں مسیح کر کے ہندو مذہب کا وغیرہ بنادیں، جیسے تم سے پہلے ہوا معلوم ہوا کہ اب بھی مسیح و صفت کے عذاب آسکتے ہیں بلکہ قریب قیامت آئیں گے، حضور کی تشریف آوری کے بعد عام مسیح و صفت ہند فرما دیئے گئے، لہذا آیت و حدیث میں تعارض نہیں ۱۵۔ یعنی اپنی کجی زندگی میں غور کر کے اگلی زندگی پر ایمان لاؤ، جو تمہیں مٹی سے انسان بنا سکتا ہے، وہ آئندہ بھی تمہیں مٹی بنا کر دوبارہ انسان بنا سکتا ہے۔

۱۔ یعنی کھیتوں میں بیج تم ڈالے ہو اور اسے اگانا ہماری قدرت سے ہے، سبحان اللہ ہم بگاڑنے والے وہ بنائے والا۔ اس سے پہلے لگا کہ رب کو حادث نہیں کہہ سکتے، زارع کہہ سکتے ہیں، جیسے اسے طیب نہیں کہہ سکتے۔ حکیم و شافی کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ حرت، معنی محنت ہے زرع، معنی قدرت، رب تعالیٰ محنت سے پاک ہے، ایسے ہی طیب وہ جو طہارت کا پیشہ کرے، رب اس سے پاک ہے۔ ۲۔ یعنی کھیت کو خشک گھاس بناویں۔ جو ریزہ ہو کر ہوا میں اڑتی پھرے ۳۔ حسرت و رنج سے کہو کہ ہمارا غم بھی واپس نہ ہو، اور محنت و اٹکل گئی، یہی حال اعمال کا ہے اگر اس پر قبولیت کی ہوا نہ چلے تو سب برباد ہے۔ ۴۔ خیال رہے کہ بعض ممالک میں بارش کا ہی پانی پیا جاتا ہے۔ سال بھر تک اس پر گزارہ کرتے ہیں ان کے لئے تو یہ آیت ظاہر ہے جہاں کوڑوں کا پانی پیا جاتا ہے ان کے لئے بھی یہ آیت درست ہے کہ کنوئیں میں پانی بارش ہی سے ہوتا ہے۔ جس سال بارش نہ ہو کنوئیں خشک ہو جاتے ہیں۔ لہذا آیت بالکل واضح ہے ۵۔ بارش اتارنا فرشتوں کا کام ہے مگر چونکہ رب کے حکم سے ہے، لہذا فرمایا گیا کہ ہم اتارتے ہیں ۶۔ اجاز اس کھاری پانی کو کہا جاتا ہے جو پینے کے قابل نہ ہو۔ یعنی کڑوا جیسے شور سمندر کا پانی ۷۔ عرب میں دو درخت ہوتے ہیں نروادہ مرغ جسے زندہ بھی کہتے ہیں، غبار جسے زندہ کہتے ہیں ان کی رگڑ سے آگ کا شعلہ پیدا ہوتا ہے اس میں اس طرف

الزُّرْعُونَ ﴿۳۳﴾ وَنُشَاءُ لَجَعَلْنَاهُ حُطًا مَّا فَظَلَمْتُمْ تَفَكُّهُنَّ ﴿۳۴﴾

والے بولے ہم چاہیں تو اسے روغن کو دیں نہ پھر تم بایں بناتے وہ جادو

إِنَّا لَمَغْرُمُونَ ﴿۳۵﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ ﴿۳۶﴾ أَفَرَأَيْتُمُ الْمَاءَ الَّذِي تَشْرَبُونَ ﴿۳۷﴾

کہ ہم برباد ہیں بڑی بڑی بلکہ ہم بے نصیب رہے تو بھلا بتاؤ تو

الْمَاءَ الَّذِي تَشْرَبُونَ ﴿۳۷﴾ أَنْتُمْ أَنْزَلْتُمُوهُ مِنَ الْمُزْنِ أَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُونَ ﴿۳۸﴾

وہ پانی جو پیتے ہو کیا تم نے اسے بادل سے اتارا کہ

الْمُنْزِلُونَ أَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُونَ ﴿۳۸﴾ لَوْ نَشَاءُ جَعَلْنَاهُ

یا ہم میں اتارنے والے نہ ہم چاہیں تو اسے کھاری کو دیں کہ

أَجَا جًا فَلَوْلَا تَشْكُرُونَ ﴿۳۹﴾ أَفَرَأَيْتُمُ النَّارَ الَّتِي تُورُونَ ﴿۴۰﴾

پھر کیوں نہیں شکر کرتے۔ تو بھلا بتاؤ تو وہ آگ جو تم روشن

تُورُونَ ﴿۴۰﴾ أَنْتُمْ أَنْشَأْتُمْ شَجَرَتَهَا أَمْ نَحْنُ

کرتے ہو کہ کیا تم نے اس کا بیج پیدا کیا یا ہم میں پیدا

الْمُنْشِئُونَ ﴿۴۱﴾ نَحْنُ جَعَلْنَاهَا تَذْكُرَةً وَزُكْرًا

کرنے والے ہم نے اسے جہنم کا یادگار بنایا اور جہنم میں مسافروں

لِلْمُقْوِينَ ﴿۴۲﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ﴿۴۳﴾

کا فائدہ نہ لو کہے محبوب تم ہاکی بولوپنے عظمت والے رب کے نام کی توجہ

أَقْسِمُ بِمَوَاقِعِ النُّجُومِ ﴿۴۴﴾ وَإِنَّهُ لَقَسَمٌ لِّوَعْلَمُونَ

تم ہے ان جہوں کی جہاں تارے دوہتے ہیں نہ اور تم مجھ کو یہ بری قسم

عَظِيمٍ ﴿۴۵﴾ إِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ ﴿۴۶﴾ فِي كِتَابٍ مَّكْنُونٍ ﴿۴۷﴾

بے شک یہ نکتہ و نصرت والا قرآن ہے نہ محفوظ نوشتہ میں

لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ ﴿۴۸﴾ تَنْزِيلٌ مِّنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۴۹﴾

اسے نہ چھوئیں نہ مگر باوجود اتارا ہوا ہے سارے جہان کے رب کا فضل

اشارہ ہے ۸۔ کہ دنیا کی آگ دیکھ کر دوزخ کی آگ یاد کرلو۔ دوزخ کی آگ دنیا کی آگ سے ستر گنا زیادہ تیز ہے ۹۔ اور اب تو سفر آگ سے ہو رہا ہے انجن وغیرہ آگ سے چل رہے ہیں، ممکن ہے اس میں خبر غیب کی ہو، رب سواروں کے بارے میں فرماتا ہے۔ وَنُخَلِّقُ مِثْلَ مَا لَا تُحِيطُونَ مسافر کو سفر میں آگ سے بہت فائدہ ہوتے ہیں، آگ مسافر کے لئے رہبر بھی ہوتی ہے اور آگ سے ہی نہ افر نزل پر کھانا تیار کر لیتے ہیں۔ آگ سے ہی سردی دفع کرتے ہیں ۱۰۔ یعنی صحابہ کرام کی قیور کہ اس میں وہ صحابہ سو رہے ہیں جو امت کی ہدایت کے تارے ہیں۔ حضور نے فرمایا اَنْتُمْ لِي كَالنُّجُومِ چونکہ صحابہ عظمت والے ہیں تو ان کی قبریں بھی عظمت والی ہیں۔ چونکہ یہ قسم بڑی اعلیٰ چیز کی ہے لہذا قسم بھی عظیم ہے (روح) ۱۱۔ کیونکہ یہ محبوبوں کی آخری خواب گاہوں یا مقبرین کی عبادت کے اوقات کی قسم ہے۔ یہ دونوں

(بقیہ صفحہ ۸۵۶) رب کی بڑی پیاری ہیں کہ پیاروں سے تعلق رکھتی ہیں ۱۲۔ قرآن شریف خود بھی عزت والا ہے دوسروں کو بھی عزت دینے والا کہ جس کاغذ سیانی کو اس سے نسبت ہو جاوے اس کی عزت بڑھ جاتی ہے ۱۳۔ یعنی گندے جسم والا نہ چھوئے یا گندے دل والے اسے مس بھی نہ کریں گے، نور قرآن پاک دل، پاک سینہ میں رہتا ہے، پہلی صورت میں یہ نئی ہے، دوسری صورت میں نفی ۱۴۔ خیال رہے کہ نبی، عائشہ و نفاس والی عورت قرآن کریم کو بغیر غلاف نہیں چھو سکتے، یہ لوگ اپنے پنپے ہوئے کپڑے کے گوشہ سے بھی چھو نہیں سکتے، بے وضو آدمی اپنے کپڑے کے پلو سے چھو سکتا ہے، نیز بے وضو بغیر چھوئے قرآن پڑھ سکتا ہے۔ مگر کورہ بالا

لوگوں کو پڑھنا بھی حرام ہے۔ ہاں وہ لوگ تلاوت قرآن کے سوا اور ہر طرح کا ذکر الہی کر سکتے ہیں ۱۵۔ یعنی قرآن شریف اللہ تعالیٰ کی طرف سے آہستہ آہستہ ۲۳ سال کی مدت میں اتارا گیا، اس طرح کہ حضرت جبریل آئے اور کچھ سنا گئے دیگر کتب کی طرح لکھا ہوا نہ ۱۶۔ قرآن رب العالمین فرما کر اشارہ کیا کہ یہ قرآن عالمین کے لئے آیا ہے بیش کے لئے آیا۔

۱۔ یہاں حدیث سے مراد قرآن شریف ہے کیونکہ اس میں ہر قسم کی باتیں ہیں، احکام، مثالیں، قصے، شریعت طریقت کے احکام، سستی کرنے سے مراد یا نہ ماننا ہے یا ماننے میں دیر لگانا، یا اسے حقیر جانتا ۲۔ یہاں رزق، معنی حصہ ہے یعنی اس قرآن سے بعض لوگ ہدایت لیں گے بعض زیادہ گمراہ ہو جائیں گے، تم نے اس کے بھٹلانے کو اپنا حصہ بنا کر گمراہی اور بڑھائی۔ حضرت حسن فرماتے ہیں کہ بڑا بد نصیب وہ ہے جس کا حصہ قرآن شریف کو بھٹلانا ہو ۳۔ یعنی اے لوگو اگر تم میں کچھ مل پوتا ہے تو کسی کو مرتے ہوئے دیکھ کر اس کی جان واپس کیوں نہیں کر لیتے، جب تم اتنے کمزور بے بس ہو تو قادر مطلق رب تعالیٰ پر ایمان لاؤ، اس طرح کہ اس کے رسولوں کو مانو ۴۔ یعنی ہمارا عالم و قدرت اس سے قریب ہے یا یہ کہ ہمارے فرشتے ملک الموت اور ان کے خدام اس سے قریب ہیں، ورنہ رب تعالیٰ قرب مکانی سے پاک ہے اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے خاص بندوں کا قرب رب کا قرب ہے۔ جو رب کے بندوں کے پاس ہے وہ رب کے پاس ہے ۵۔ ہماری شانوں میں غور نہیں کرتے یا ہمارے فرشتوں کو نہیں دیکھتے، تَجِیروُنَّ بَابِلَیَّتَ سے بنایا بصیرت سے۔ ۶۔ اس قول میں کہ رب تعالیٰ دوبارہ زندہ نہ فرمائے گا بعض کفار کا عقیدہ تھا اور ہے کہ روح انسانی جسم انسانی سے نکل کر دوسرے جاتوروں کی شکلوں میں دنیا میں آوے گی جسے آواگون کہتے ہیں اس آیت سے ان لوگوں کی بھی تردید ہو سکتی ہے کہ اگر روح پھر لوٹ کر آ سکتی ہے تو تم تعلق ہوئی روح کو نکلنے نہ دو واپس لوٹاؤ، جب تم واپس نہیں کر سکتے

۵۶۱ الواقعہ ۸۵۷ ۱۲ خالص احکامکم

اَفِیْہَذَا الْحَدِیْثِ اَنْتُمْ مُدْہِنُوْنَ ۱۲ وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَکُمْ اَنْتُمْ تَکْذِبُوْنَ ۱۳ فَاِذَا بَلَغَ الْحَقُوْمَ ۱۴ رَکْعَتَیْہِمْ اَنْتُمْ تَجْعَلُوْنَ ۱۵ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِمْ مِنْکُمْ ۱۶ وَلَکِنْ لَا تَبْصِرُوْنَ ۱۷ فَاِذَا اِنْ کُنْتُمْ غَیْرَ مَدْبِیْنِیْنَ ۱۸ تَرْجِعُوْنَهَا اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۱۹ فَاَمَّا اِنْ کَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ ۲۰ فَدُرُوْهُ وَرِیْحَانٌ ۲۱ وَجَدْتُ نَعِیْمٌ ۲۲ وَاَمَّا اِنْ کَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْبَیْیْنِ ۲۳ فَسَلِّمْ لَکَ مِنْ اَصْحٰبِ الْبَیْیْنِ ۲۴ وَاَمَّا اِنْ کَانَ مِنَ الْبُکْدِیِّیْنَ الصّٰلِحِیْنَ ۲۵ فَتَزَلْ مِنْ حَبِیْمٍ ۲۶ وَتَصْلِیۃٌ جَاجِیْمٌ ۲۷ اِنَّ هٰذَا لَہُوَ حَقُّ الْیَقِیْنِ ۲۸ فَسَبِّحْ بِاَسْمِ رَبِّکَ الْعَظِیْمِ ۲۹

۱۲۔ کیا اس بات میں تم سستی کرتے ہو کہ اپنا حصہ یہ رزق تم کو ملتا ہے تو تم کہتے ہو کہ فلاں فلاں بلوغت تک پہنچتے ہو کہ بھٹلاتے ہو کہ پھر کیوں نہ ہو جب جان گئے تک پہنچتے ہو کہ بھٹلاتے ہو کہ پھر کیوں نہ ہو کہ اور ہم اس کے زیادہ پاس ہیں کہ تم سے اور تم اس وقت دیکھ رہے ہو کہ اور ہم اس کے زیادہ پاس ہیں کہ تم سے

۱۳۔ اور تم اس وقت دیکھ رہے ہو کہ اور ہم اس کے زیادہ پاس ہیں کہ تم سے

۱۴۔ اور تم اس وقت دیکھ رہے ہو کہ اور ہم اس کے زیادہ پاس ہیں کہ تم سے

۱۵۔ مگر ہمیں سمجھا نہیں کہ تو کیوں نہ ہوا اگر تمہیں بدلہ

۱۶۔ مَدْبِیْنِیْنَ ۱۸ تَرْجِعُوْنَهَا اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۱۹ ملنا نہیں کہ اسے لوٹا لاتے اگر تم سچے ہو تو

۱۷۔ فَاَمَّا اِنْ کَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ ۲۰ فَدُرُوْهُ وَرِیْحَانٌ ۲۱ پھر دھرنے والا اگر مقربوں سے ہے تو راحت ہے اور پھول

۱۸۔ وَجَدْتُ نَعِیْمٌ ۲۲ وَاَمَّا اِنْ کَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْبَیْیْنِ ۲۳ اور چین کے باغ ۲۲ اور اگر دہشتی طرف والوں

۱۹۔ اَلْبَیْیْنِ ۲۳ فَسَلِّمْ لَکَ مِنْ اَصْحٰبِ الْبَیْیْنِ ۲۴ سے ہو تو اے محبوب تم پر سلام ہے دہشتی طرف والوں سے

۲۰۔ وَاَمَّا اِنْ کَانَ مِنَ الْبُکْدِیِّیْنَ الصّٰلِحِیْنَ ۲۵ فَتَزَلْ مِنْ حَبِیْمٍ ۲۶ اور اگر بھٹلانے والے گمراہوں میں سے ہو کہ تو اسکی ہماری

۲۱۔ مِنْ حَبِیْمٍ ۲۶ وَتَصْلِیۃٌ جَاجِیْمٌ ۲۷ اِنَّ هٰذَا لَہُوَ کھولنا پانی اور بھڑکتی آگ میں دھنسا ناگ ۲۶ بے شک اعلیٰ درجہ کی

۲۲۔ حَقُّ الْیَقِیْنِ ۲۸ فَسَبِّحْ بِاَسْمِ رَبِّکَ الْعَظِیْمِ ۲۹ یعنی بات ہے کہ تو اے محبوب کہتے عظمت والے رب کے نام کی پاکی لوگوں

۲۳۔ منزل

۳۴

تو مان لو کہ تم بے بس ہو رب قوی قادر ہے۔ ۷۔ معلوم ہوا کہ مقربین کو نامہ اعمال دیئے ہی نہ جائیں گے نہ دائیں ہاتھ میں نہ بائیں میں، ان کا حساب کوئی نہیں ایسے ہی بچے کہ ان کے پاس اعمال کوئی نہیں، یہ وہ لوگ ہیں جو بے حساب جنت میں جائیں گے کیونکہ یہاں مقربین کا ذکر دائیں بائیں والوں کے مقابلہ میں ہو رہا ہے سرکاری دربار میں عوام تو پاس لے کر جاتے ہیں مگر وزراء کو اس کی ضرورت نہیں ۸۔ کہ موت کے فرشتے اس کی وفات کے وقت جنت کے پھول سونگھاتے ہیں، ان کی خوشبو لے کر وہ وفات پاتا ہے۔ ۹۔ یعنی جنت کو وہ مقرب اپنی قبر سے دیکھتا ہے، قیامت کے بعد ان میں داخل ہو گا، شہداء کی رو میں مرتے ہی جنت میں پہنچ جاتی ہیں۔ مگر عسائی داخلہ بعد قیامت ہو گا، صوفیاء فرماتے ہیں کہ مقربین کے لئے دنیا میں وصال کی خوشبو اور جمال یار کے پھول ہیں (روح) ۱۰۔ روح البیان نے

(بقیہ صفحہ ۸۵) فرمایا کہ جتنی آدمی کے مرتے وقت اس کے اہل قربت کی رو میں استقبال کے لئے آتی ہیں اسے سلام کرتی ہیں تو مسمیٰ یہ ہوئے کہ اے یحییٰ والے تجھے مرتے وقت یحییٰ والوں کی طرف سے سلام ہو گا۔ خزانہ العرفان نے فرمایا کہ اے محبوب آپ یحییٰ والوں کی طرف سے بے فکر رہیں وہ بڑے آرام سے ہیں آپ کو سلام بھیجتے ہیں قبول فرمادے۔ یہ وہ ہیں جنہیں مثل والا فرمایا تھا یعنی کفار جن کے نامہ اعمال یا نہیں ہاتھ میں ہوں گے ۱۲ یعنی روز قیامت کفار کو ان کے مرتے وقت نہ استقبال کے لئے ان کے پہلے مرے ہوئے لوگوں کی رو میں آئیں نہ انہیں کوئی سلام کرے یوں ہی بعد موت قبر میں اور کل قیامت میں ان کا حجابی یا استقبالی کوئی نہیں ان کی خاطر تواضع و درجہ میں قیام وہاں کے کھولنے پانی اور کائے والی غذاؤں سے ہے دنیا میں ہی دیکھ لو محبوبوں کے مزارات پر سلام کرنے والوں کا میلہ لگا رہتا ہے تمام قبرستان میں لوگ دعا مانگاں پڑھتے رہتے ہیں مردودوں کی قبروں کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتا ۱۳ یعنی ان تینوں گروہوں کے جو حالات بیان ہوئے وہ سب برحق ہیں جن میں تردد کی گنجائش نہیں

۱۲ جب یہ آیت پڑھ لی تو حضور نے فرمایا کہ اسے رکوع میں پڑھا کر وہ تسبیح کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کو بے عیب جانا یا بے عیب کہنا یا اس کی بے عیبی پر دلالت کرنا پہلی تسبیح اعتقادی ہے دوسری قولی تیسری قری یہاں تسبیح قولی مراد ہے یعنی آسمان و زمین کی تمام جاندار و بے جان چیزیں رب تعالیٰ کی پاکی بولتی ہیں بعض اولیاء نے ان کی تسبیح سن لی ہے حضور کے فیض سے ابو جہل نے بھی مٹی کی کنگریوں کی تسبیح سن لی ۲۔ اس طرح کہ حقیقی بادشاہ وہی ہے جسے چاہے عارضی طور پر بادشاہت عطا فرمادے ۳۔ یعنی جب تک چاہے تمہیں زندہ رکھتا ہے جب چاہے گیارہ دے گا یا قیامت میں مردوں کو زندہ فرمائے گا۔ نہ یعنی اللہ تعالیٰ سب سے پہلے ہے کہ کچھ نہ تھا اور وہ تھا اور سب سے آخر ہے کہ کچھ نہ رہے گا مگر وہ رہے گا ازلی الہی ہے خیال رہے کہ یہ اولیت و آخریت زمانی نہیں کہ رب تعالیٰ زمانہ سے پاک ہے یا اسباب کی ابتدا رب سے ہے اور مسببات کی انتہا رب پر ہے یا عارفین کی سرروحانی کی ابتدا اس سے ہے اور انتہا اس ہی پر ہے انتہا کا کمال یہ ہے کہ ابتداء پر پہنچ جاوے جیسے دائرہ کا مرکز اس کی اور بھی تفسیریں ہیں ۵۔ یعنی رب تعالیٰ دلائل سے ایسا ظاہر ہے کہ بچہ بچہ ذرہ ذرہ اسے جانتا مانتا ہے مگر اس کی ذات ایسی پوشیدہ ہے کہ عقل کی اس تک رسائی نہیں۔ خیال رہے کہ جنت میں رب کا دیدار ہو گا۔ مگر اور اک نہ ہو گا۔ کیونکہ وہ باطن ہے غرضیکہ اس کا جلوہ ظاہر ہے ذات باطن ۶۔ عیشہ سے عیشہ تک ہر ایک کو ہر طرح جانتا ہے شیخ عبدالحق اللہ نے مدارج کے خطبے

میں فرمایا کہ یہ پانچوں صفات ۱۔ کہ بھی ہیں کہ حضور اول مخلوق ہیں اور آخر میں ظاہر ہوئے نور محمدی سب پر ظاہر حقیقت محمدیہ تک کسی عقل کی رسائی نہیں حضور ہر مومن و کافر کو جانتے پہچانتے ہیں اس کی لذیذ تفسیر ہماری کتاب شان حبیب الرحمن میں دیکھو ۷۔ اس آیت میں پیدا کرنے کی مدت کا ذکر ہے اور دوسری آیت میں قدرت کا تذکرہ لہذا آیات میں تعارض نہیں اس پیدائش کا پہلا دن اتوار تھا آخری دن جمعہ جیسا کہ تمام تفسیر میں ہے ۸۔ یعنی عرش اعظم کو اپنا گلیا گاہ بنایا وہاں سے احکام نافذ فرمائے خیال رہے کہ عرش اعظم پیدائش میں زمین و آسمان سے پہلے ہے لیکن اس پر تجلی فرمانان کی پیدائش کے بعد وہ ہی یہاں مذکور ہے لہذا اس آیت اور احادیث میں تعارض نہیں ۹۔ بارش کے قطرے والے خزانے مردے وغیرہ ۱۰۔ دائرہ اور بارش سے نباتات و مندر سے موتی کان سے سونا

۵۴ سُوْرَةُ الْحَرِيِّ مَدِيْنَةُ ۱۹۳ رُكُوْعَاتُهَا ۲۹

یہ سورہ مدنی ہے اس میں ۱۹ رکوع ۱۹ آیات ۵۴ کلمات ۲۴۷۰ حروف ہیں (خازن خزانہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

سَبِّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِیْزُ

اللہ کی پاکی بولنا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے نہ اور وہی عزت و

الْحَكِیْمُ ۱ لَہٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یُحِیْ وَیُمِیْتُ

حکمت والا ہے اسی کے لئے ہے آسمانوں اور زمین کی سلطنت نہ جلاتا ہے اور مارتا ہے

وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۲ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَ

اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے وہی اول وہی آخر کہ

الظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۳ هُوَ الَّذِیْ

وہی ظاہر وہی باطن نہ اور وہی سب کچھ جانتا ہے نہ وہی ہے

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِی سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی

جس نے آسمان اور زمین پتہ دن میں پیدا کئے نہ پھر عرش پر استوی

عَلِی الْعَرْشِ یُعَلِّمُ مَا یَلِیْجُ فِی الْاَرْضِ وَمَا یَخْرُجُ

فرمایا جیسا اس کی شان کے لائق ہے نہ جانتا ہے جو زمین کے اندر جاتا ہے نہ اور جو اس سے

وَمِنْهَا وَمَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا یَعْرِجُ فِیْهَا وَهُوَ مَعَكُمْ

باہر نکلتا ہے نہ اور جو آسمان سے اترتا ہے اور جو اس میں پڑھتا ہے نہ اور وہ ہماری ساتھ

اٰیْنَ مَا كُنْتُمْ ۴ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ۵ لَہٗ مُلْكُ

ہے تم کہیں ہو گے اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے نہ اسی کے ہے آسمانوں

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۶ وَآلِی اللّٰہُ تَرْجِعُ الْاُمُوْرَ ۷ یُوْلِیْجُ

اور زمین کی سلطنت نہ اور اللہ ہی کی طرف سب کاموں کی رجوع من و ات کو دن

(بقیہ صفحہ ۸۵۸) چاندی وغیرہ قیامت میں مروے وہ سب رب کے علم میں ہیں ۱۱۔ یعنی آسمان سے جو رحمتیں بارشیں فرشتے، آسمانی کتب اترتی ہیں ان کی بھی رب کو خبر ہے اور جو دعائیں بندوں کے اعمال، نیک بختوں کی روحیں وہاں جاتی ہیں انہیں بھی جانتا ہے ۱۲۔ عوام کے ساتھ رب کا علم و قدرت ہے خواص کے ساتھ اس کی رحمت، دشمنوں کے ساتھ اس کا غضب ورنہ رب تعالیٰ کی ذات مکانی ہر اسی سے پاک ہے وہ جگہ میں ہوئے سے پاک ہے اس کی تفسیر وہ آیت ہے۔ بِرَحْمَةِ اللَّهِ قَرِيبُونَ الْمُحْسِنِينَ ۱۳۔ ان پر تم کو سزا و جزا دے گا۔ اگر بندہ یہ خیال رکھے کہ رب مجھے دیکھ رہا ہے تو کبھی گناہ پر دلبر نہ ہو ۱۴۔ خیال رہے کہ جیسے رب کی سلطنت ہر جگہ ہے ایسے ہی حضور کی نبوت ہر جگہ کہ وزیر اعظم کی وزارت ساری سلطنت میں ہوتی ہے اس لئے رب نے اپنی صفت قربانی رب العالمین اور حضور کی صفت بیان کی رَحْمَةً لِّعَالَمِينَ تَسْمِعُ اور فرمایا لِّعَالَمِينَ تَذَرُ ۱۵۔ اس طرح کہ تم اور تمہارے سارے اعمال رب کی بارگاہ میں پیش ہوں گے اس پیشی کی تیاری کرلو۔

۱۔ اس طرح کہ گرمیوں میں دن کو بڑا، رات کو چھوٹا کر دیتا ہے، سردیوں میں اس کے برعکس یا کبھی نفس کی غلطی دل میں اور کبھی دلی نور نفس میں داخل فرماتا ہے ۲۔ یعنی جب رب تعالیٰ تمہارے دلوں کے ارادے اور نیقوں پر مطلع ہے تو تمہارے دن رات کے ظاہر و پوشیدہ اعمال بھی جانتا ہے ۳۔ اے لوگو اس آیت کا خطاب خود حضور انور سے نہیں کیونکہ حضور صرف مومن نہیں بلکہ ہمارے مومن یہ یعنی ہمارا ایمان ہیں، صوفیاء کے نزدیک حضور رب کے مومن ہیں، بندوں کے ایمان اس لئے ان کا نام رکھے، اذان و نماز میں داخل ہے اس کی تحقیق کے لئے ہماری تفسیر یعنی آخر سورہ بقرہ میں دیکھو ۴۔ یعنی رب نے جیسے تمہارے پیچھلوں کو موت دے کر ان کا مال تمہیں دیا، ایسے ہی تمہیں مار کر تمہارا مال دوسرے لوگوں کو دے گا تو ہتھیار ہے کہ تم خود راہ الہی میں خرچ کر کے یہ مال اپنے ساتھ ۵۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تمام اعمال پر ایمان مقدم ہے رب نے ایمان کا ذکر پہلے فرمایا، دوسرے یہ کہ صحابہ کا ثواب ہمارے ثواب سے زیادہ کہ رب نے فرمایا منکم تم لوگوں میں، تیسرے یہ کہ صحابہ کا اجر ہمارے وہم سے درآ ہے کہ رب نے کبیر فرمایا۔ ۶۔ یعنی اے صحابہ کرام کی مبارک جماعت، یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تم مخلص مومن نہ ہو تم نے تو رسول کو دیکھا ان کی تبلیغ سنی، معجزات دیکھے، قرآن اترتے دیکھا اس لئے آگے حضور کے معجزات کا ذکر آ رہا ہے، اگر صحابہ مومن نہیں (معاذ اللہ) تو پھر دنیا میں کوئی بھی مومن نہیں، کیونکہ ہم کو ایمان ان کی معرفت ملا، حضور خالق و مخلوق کے درمیان وسیلہ اور صحابہ نبی و امت کے درمیان واسطہ، جیسے بجلی کا

تالیف صاحب مکہ،
۸۵۹
الحمد لله

الَّذِينَ فِي الْفَارِ يُؤَلِّجُ النَّهَارَ فِي الْبَيْلِ وَهُوَ عَلَيْهِمْ

بَنَاتِ الصُّدُورِ ۝ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَاٰتِقُوْا

وَمَا جَعَلَكُمْ مُّسْتَحْلِفِيْنَ فِیْهِ ۚ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ

وَاٰتِقُوْا اَلَّهَ اَجْرُكُمْ ۝ وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ

الرَّسُوْلِ يَدْعُوْكُمْ لَتُؤْمِنُوْا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ اٰخَذْتُمْ مِّثَاقَهُ

اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ عَلٰی عَبْدٍ

اٰیٰتٍ بَّیِّنٰتٍ لِّیُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۚ اِنَّ

اللّٰهَ بِكُمْ لَدُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُتَّقُوْا فِیْ سَبِيْلِ

اللّٰهِ وَلِلّٰهِ مِیْرٰتُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَا یَسْتَوِی

مِنْكُمْ مَّنْ اٰتَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَتْلٍ ۚ اُولٰٓئِكَ

اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اٰتَقُوْا مِنْۢ بَعْدِ وَقَتْلٍ ۚ

ان سے بڑے ہیں گاہ جنہوں نے بعد فتح کے

منزل

تار پاور ہاؤس و قہقہوں کے درمیان ۷۔ ميثاق کے دن رب تعالیٰ یا بیعت کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوسرے معنی ظاہر ہیں کہ پہلے حضور کی دعوت کا ذکر ۸۱۔ یہ ان ملک کے لئے نہیں بلکہ وجوب کے لئے ہے، جیسے رب فرماتا ہے۔ اِنَّكَ اَنْتَ وَرَسُوْلُكَ كُنْتُمْ اَوَّلَ الْاٰیٰتِ حضور پر قرآنی آیات یا معجزات معلوم ہوا کہ حضور رب کے مظہر تم ہیں کہ رب نے اپنی پہچان حضور کی معرفت کرائی ۱۰۔ نکالنے کا فاعل حضور ہیں اور اندھیروں سے مراد ہر قسم کا کفر یا گناہ ہے، نور سے مراد ایمان یا نیک ہے۔ یعنی رب نے یہ آیات و معجزات اس بندے صلی اللہ علیہ وسلم پر اس لئے اتارے تاکہ وہ محبوب تم سب کو کفر سے ایمان کی طرف مصیبت سے نیکوں کی طرف، گمراہی سے ہدایت کی طرف لکے، اس لئے آگے ارشاد ہوا ۱۱۔ اگر پھر دنیا میں کوئی بھی مومن نہیں، کیونکہ ہم کو ایمان ان کی معرفت ملا، حضور خالق و مخلوق کے درمیان وسیلہ اور صحابہ نبی و امت کے درمیان واسطہ، جیسے بجلی کا

(جہ صفحہ ۸۵۹) (روح) اس کی تفسیر وہ آیت ہے۔ یعنی: **لَا تَقْرَأُ الْقُرْآنَ حَتَّىٰ تَغْتَسِلَ بِمَاءٍ طَهُرٍ** یا وہ آیت **وَلَا تَقْرَأُ الْقُرْآنَ حَتَّىٰ تَغْتَسِلَ بِمَاءٍ طَهُرٍ** معلوم ہوا کہ حضور کفر سے نکلتے ہیں ایمان دیتے ہیں اے مسلمانوں! اس لئے اس نے تمہیں اپنے حبیب کی امت بنایا ۱۲۔ اس میں صحابہ کرام کو ان کی طفیل سارے مسلمانوں کو خیرات و صدقہ کی رغبت دی گئی ہے، یعنی سب کچھ اللہ کا ہے تمہاری مالک ہو تو اللہ کی راہ میں کیوں خرچ نہیں کرتے ۱۳۔ (شان نزول) یہ آیت ابو بکر صدیق کے حق میں نازل ہوئی (خرائن) آپ نے ہی سب سے پہلے اسلام قبول کیا، سب سے پہلے راہ خدا میں خیرات کی، سب سے پہلے حضور کی خدمت کی اگرچہ نزول خاص ہے مگر حکم عام لہذا اس میں سارے

صحابہ داخل ہیں، جو فتح مکہ سے پہلے ایمان لائے ۱۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی مسلمان صحابی کے برابر نہیں ہو سکتا، اور کسی مسلمان کا عمل صحابی کی طرح نہیں ہو سکتا کیونکہ صحابہ کو حضور کی خدمت کا موقع ملا، اور ان کے اعمال کی قبولیت کی شدت رب کی طرف سے آگئی ۱۵۔ معلوم ہوا کہ زمانہ اور وقت کے اعتبار سے اعمال کا ثواب زیادہ یا کم ہوتا ہے، رمضان میں نماز و صدقہ، اور روزہ کا درجہ زیادہ ہے۔

۱۔ یعنی اے مسلمانو! اس اختلاف کی وجہ سے تم بعض صحابہ کی تنقیص نہ کرنا، ان کے درجے اگرچہ مختلف ہیں مگر ان سب کا جنتی ہونا بالکل یقینی ہے کیونکہ رب وعدہ فرما چکا ہے اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تمام صحابہ عادل و متقی ہیں کیونکہ سب سے رب نے جنت کا وعدہ فرمایا، جنت کا وعدہ فاسق سے نہیں ہوتا جو تاریخی واقعہ ان میں سے کسی کا فسخ ثابت کرے وہ جھوٹا ہے، قرآن سچا ہے، دوسرے یہ کہ جو صحابہ بوقت مشکل خادم رہے ان کا بڑا درجہ ہے لہذا بی بی خدیجہ صدیق اکبر بڑے درجہ والے ہیں کیونکہ آڑے وقت کے ساتھی ہیں رب فرماتا ہے **ثَانِيًا اَتَيْنَا اِيْضًا فِي الْفَاثِرَةِ** یعنی خوش دلی کے ساتھ اللہ کی راہ میں خرچ کرے، چونکہ اس صدقہ پر جنت کا وعدہ ہے اس لئے اسے قرض فرمایا، قرض حسن وہ ہے جو خوش دلی کے ساتھ دیا جاوے مقروض سے نفع نہ لے، تقاضا نہ کرے ۲۔ اس سے اشارہ "معلوم ہوا کہ بندہ اور مولیٰ میں نفع سو نہیں، رب نے قرض پر زیادہ عطا کا وعدہ فرمایا۔ خیال رہے کہ دوئے سے مراد دگنا نہیں، بلکہ بہت زیادہ مراد ہے جس کی مقدار رب تعالیٰ ہی جانتا ہے مطلب یہ ہے کہ صدقہ کی برکت سے دنیا میں زیادتی آخرت میں ثواب و عزت ہے، بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ کارِ درجہ یعنی سے زیادہ ہے کہ رب نے فقیر کے لئے طلب فرمایا، ارغنی سے طلب فرمایا ۳۔ یہ نور پیچھے نہ ہو گا یا اس لئے کہ پیچھے نور کی ضرورت نہیں، یا اس لئے کہ پل صراط پر پیچھے کفار گزر رہے ہوں گے، اگر یہ نور پیچھے بھی

الحمد لله	۸۶۰	قال خدا خلیکم
<p>وَكَلَّا وَعَدَ اللَّهُ الْحَسَنَىٰ وَاللَّهُ بِمَا تَعْبَلُونَ خَبِيرٌ ۝۱۰</p> <p>اور ان سب سے اللہ جنت کا وعدہ فرما چکا، اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے</p> <p>مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضِعَّهُ لَهُ</p> <p>کون ہے جو اللہ کو قرض دے اچھا قرض کہ وہ اس کے لئے دوئے کرے کہ</p> <p>وَلَهُ أَجْرٌ كَرِيمٌ ۝۱۱ يَوْمَ تَنزِي الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ</p> <p>اور اس کو عزت کا ثواب ہے جس دن تم ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو نازل</p> <p>يَسْعَىٰ تَوْرَهُم بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَيَاكُنْ لَهُمْ بُشْرًا لِّیَوْمٍ</p> <p>گے کہ ان کا نور ہے ان کے آگے اور ان کے دہنے دروازے لہذا ان سے فرمایا جا رہا ہے کہ آج</p> <p>جَنَّتْ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ذَلِكَ</p> <p>تمہاری جنت زیادہ خوش کی بات وہ جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں ہیں نہ تران میں ہمیشہ بہ</p> <p>هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝۱۲ يَوْمَ يَقُولُ الْمُنْفِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ</p> <p>یہی بڑی کامیابی ہے جس دن منافق مرد اور منافق عورتیں مسلمانوں سے کہیں گے کہ</p> <p>لِلَّذِينَ آمَنُوا أَتُؤْتُونَ نَفَقَاتٍ مِنْ تَوْرَكُمْ قَلِيلٌ</p> <p>ہمیں اب کچھ دیکھو کہ تم تمہارے نور سے کچھ حصہ میں کہا جائے گا پانچ</p> <p>أَرْجِعُوا وَرَاءَكُمْ فَالْتَمِسُوا نُورًا فَضَرْبَ بَيْنِهِمْ لُبُورٌ</p> <p>وہ بھولتے لوٹو وہاں نور دوںدو وہ لوہیں گے جہاں ان کے درمیان ایک دیوار کھڑی کر دی</p> <p>لَهُ بَابٌ بَاطِنُهُ فِيهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهَرُهُ مِنْ قَبْلِهِ</p> <p>جائے گی جس میں ایک دروازہ ہے اس کے اندر کی طرف رحمت اور اس کے باہر کی طرف</p> <p>الْعَذَابُ ۝۱۳ ينادونهم ألم کنن معکم قالوا بلی</p> <p>عذاب میں منافی مسلمانوں کو پکاریں گے کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے وہ کہیں گے کیوں</p> <p>وَلَكِنَّمْ فَتَنَّاكُمْ فِئْسَكُمْ وَتَرَبَّصْنَا وَاتَّبَعْنَا وَغَرَّتْكُمْ</p> <p>ہمیں تمہارے توبہ کی باتیں تھیں تمہاری باتیں اور مسلمانوں کی برائی تھیں اور تمہارے کھٹکے اور</p>		
مغزل		

ہو تو وہ کفار فائدہ اٹھالیں گویا بیڑی کی طرح روشنی ہوگی اس کا ذکر اگلی آیت میں آ رہا ہے ۱۵۔ اس نور سے جنتی لوگ صراط پر آسانی سے گزریں گے اور جنت میں اپنی جگہ پر بہ آسانی پہنچ جائیں گے۔ ۱۶۔ یعنی پل صراط پر نور ملنا وہاں سے بخت گزرتا، وہاں دہشت و وحشت سے امن، یہ تمہاری حقیقی خوشی یا کامیابی نہیں یہ تو اصلی و حقیقی کامیابی کا پیش خیمہ ہے جو آگے آ رہی ہے یعنی جنت اور وہاں کی نعمتیں خیال رہے کہ مومن کا دنیا میں مرتے وقت قبر میں میدانِ محشر میں آرام و خوشی و غری اس کے اعمال کا اصلی عوض نہیں، اصلی عوض انشاء اللہ جنت ہے جو ان سب کے بعد ہے۔ یہ کلام یا تو فرشتوں کا ہو گا، یا رب تعالیٰ کا یہ ہی ظاہر ہے کہ پل صراط پر خیریت سے گزر جانے پر یہ فرمایا جائے گا ۱۸۔ خیال رہے کہ کفار مسلمانوں سے محشر میں جدا ہو جائیں گے۔ کہ فرمایا جاوے گا **وَأَمَّا الَّذِينَ لَا يَهْتَدُونَ لِبَإِلَہِمُ الْحَرِیمُونَ** مگر منافق اس

(بقیہ صفحہ ۸۶۰) چھانٹ میں علیحدہ نہ ہوں گے، یہ مسلمانوں کے ساتھ محشر سے روانہ ہوں گے پھر اڑھائی گز سے گزرنے لگیں گے مگر مسلمانوں کی پیشانیوں میں جہنم کی آیت پر یہ وجہ سے نور ہوں گی، منافق محروم ہوں گے، تب یہ محنگو ہوگی یہاں منافقوں کی غلصہ سے چھانٹ ہوگی، اللہ غلصہ کے ساتھ محشر نصیب کرے، لہذا آیت پر یہ اعتراض نہیں کہ پل صراط پر مومن و منافق ساتھ ساتھ کیوں گزر رہے ہیں اور یہ محنگو کیسے ہو رہی ہے؟ وہ پیچھے مڑ کر معلوم ہوا کہ پل صراط پر غلصہ آگے ہوں گے منافق پیچھے، غلصہ کی پیشانیوں میں جہنم کی آیت پر یہ وجہ سے نور ہوں گے، منافق محروم ہوں گے، تب یہ محنگو ہوگی، اللہ غلصہ کے ساتھ محشر نصیب کرے، لہذا آیت پر یہ

آؤ، یہ سن کر وہ واپس ہوں گے اللہ روح البیان نے فرمایا کہ محشر سے چلنے وقت منافقوں کو نور دیا جاوے گا ان کے ظاہری نیک اعمال کا، اس نور میں وہ چلیں گے مگر جب پل صراط پر پہنچیں گے تو مومنوں کا نور باقی رہے گا، مگر منافقوں کا نور بجھ جاوے گا تب وہ مومنوں کو پکارتیں گے، ہمارا نور تو بجھ گیا، اب تم اپنا چہرہ ہماری طرف کرو، تاکہ تمہاری چمکی پیشانیوں سے ہم بھی فائدہ حاصل کریں تب مومن انہیں یہ جواب دیں گے ۱۲۔ جس کا نام اعراف ہے اس میں اور بھی قول ہیں (روح و خزائن) ۱۳۔ یعنی اس دیوار کے دو رخ ہوں گے۔ ایک رخ جنت کی طرف یہ باطنی ہے اور ایک رخ دوزخ کی طرف۔ دوسرے رخعت اور عذاب ۱۴۔ یعنی دیوار کے پیچھے سے منافق مسلمانوں کو پکارتیں گے کہ ہمیں ساتھ لے لو ۱۵۔ اس طرح کہ تمہارے ظاہر ہمارے ساتھ رہے اور تمہارے دل کفار کے ساتھ ۱۶۔ حضور کی نبوت اسلام کی حقانیت میں یا آج کے اس دن میں خیال رہے کہ منافق کبھی اسلام کو چھوڑ دیتے تھے بھی کفر کو، جس کی فتح ہو جاتی اس کو حق مان لیتے لہذا آیت بالکل واضح ہے۔

۱۔ یعنی تم سمجھے کہ کافر و مومن سب سے ملنا فائدہ مند ہے، دونوں کو راضی رکھنا سیاسی چال ہے یا تم نے آخر تک سمجھا کہ اسلام ایک عارضی دین ہے پھر ہم کو کفار ہی سے کام پڑتا ہے لہذا ان سے نہ لگاؤ، یا تم محض دنیاوی لاچ میں مسلمانوں سے ملتے رہے۔ غرضیکہ امانی میں بہت احتمال ہیں، خیال رہے کہ جمہوری طبع کو امید کہا جاتا ہے اور سچی طبع کو طمع، امید بری ہے طمع دینی اچھی ہے، رب سوره اعراف میں فرماتا ہے لَمْ يَدْخُلُوا عَادًا يَنْطَفِقُونَ ۲۔ یعنی مرتے وقت تک تم منافق رہے۔ معلوم ہوا کہ مرنے سے پہلے کفر و فتناء سے توبہ قبول ہو جاتی ہے، علامات موت اور فرشتے عذاب دیکھ کر ایمان لانا قبول نہیں ۳۔ جو دے کر تم عذاب سے بچ جاؤ، اس سے معلوم ہوا کہ مخلص و مومن کاذب کفار نہیں گئے کیونکہ فدیہ نہ ہوا کفار و منافق کے لئے ہے ۴۔ خیال رہے کہ لوگ چار قسم ہیں، مخلص

مومن، ظاہر کافر، منافق جس کے دل میں کفر زبان پر ایمان ہو، سائر جس کے دل میں ایمان زبان پر کفر ہو، منافق و کفار کا شر ایک ساتھ ہو گا، سائر کے متعلق ہماری تفسیر فیضی کا مطالعہ فرمادیں۔ ۵۔ (شان نزول) ایک بار حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم دو قحانے سے باہر تشریف لائے، ملاحظہ فرمایا کہ مسلمان آپس میں ہنس رہے ہیں فرمایا کہ تم جتنے ہو، ابھی تک تمہارے پاس ایمان نہ آئی، تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، صحابہ نے عرض کیا کہ حضور اس فہمی کا کفارہ کیا ہے، فرمایا انتہائی رونا (خزائن و روح) زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کرتا ہے خوف الہی عشق مصطفوی میں روناد دل بیدار کرتا ہے ۶۔ یعنی اے مسلمانوں، تم اہل کتاب یہود و نصاریٰ کی طرح نہ ہو، اپنے کو ان سے ممتاز رکھو ۷۔ یعنی اہل کتاب کا حال یہ ہوا کہ جب زمانہ نبوی ان سے دور ہو گیا تو وہ غفلت میں مبتلا ہو گئے، الحمد للہ مسلمان اب بھی ہدایت پر قائم ہیں ان میں

۸۶۱	۸۶۱	۸۶۱
الْأَمَانِي حَتَّى جَاءَ أَمْرُ اللَّهِ وَعَزَّكَمُ بِاللَّهِ الْعَزَّوَرُ ۝۱۰	طبع نے نہیں قریب دیا کہ یہاں تک کہ اللہ کا حکم آگیا اور ہمیں اللہ کے حکم پر اس بڑے	فَالْيَوْمَ لَا يُوْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَلَا مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا
فرجی نے مسطور رکھا تو آج نہ تم سے کوئی فدیہ مان جائے گا اور نہ کلمہ کافروں سے کہ	مَاؤُكُمْ التَّارِثِي مَوْلَاكُمْ وَبَشَّ الْمَصِيرُ ۝۱۱	تمہارا ٹھکانا آگ ہے وہ تمہاری رفیق ہے اور کیا ہی برا انجام کیا ایمان
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُكُمْ لِرَبِّكُمْ لَكُمْ وَمَا	دالوں کو ابھی وہ وقت نہ آیا کہ ان کے دل جھک جائیں اللہ کی یاد اور اس	نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ
حق کے لئے جو اترا ہے اور ان جیسے نہ ہوں جن کو پہلے کتاب دی گئی تھی	مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ ۝۱۲	پھر ان پر مدت دراز ہوئی تھی تو ان کے دل سخت ہو گئے
وَكُنْزِهِمْ فَمِنْهُمْ فَمِنْهُمْ فَمِنْهُمْ فَمِنْهُمْ فَمِنْهُمْ فَمِنْهُمْ	اور ان میں بہت فاسق ہیں نہ جان کر کہ اللہ تعالیٰ زمین کو زندہ کرتا ہے	بَعْدَ مَوْتِهِمْ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۝۱۳
اس کے مرنے کے بعد بھی نہ بیک ہونے کے لئے نشانیاں بیان فرمادیں کہ تم سمجھو	إِنَّ الْمَصْدِقِينَ وَالْمَصْدِقَاتِ وَأَقْرَضُوا اللَّهَ قَرْضًا	بے شک صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ لینے والی عورتیں ان اور وہ جنہوں نے اللہ کو
حَسَنًا يَصْعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ أَجْرٌ كَرِيمٌ ۝۱۴ وَالَّذِينَ آمَنُوا	اچھا قرض دیا انہیں دے دیں اور ان کے لئے عزت کا ثواب ہے اور وہ جو اللہ کو اس	بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ أُولَئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ وَالشَّهَادَةُ
کے سب رسولوں پر ایمان لائیں وہی میں کامل پہنچے تھے اور اوروں پر گواہ	مَنْزِلٌ ۝۱۵	

قال فيها خطبة كريمة

205

منزلے

آدم علیہ السلام کی خطا بھی دنیا نہیں، وہ مقبول توبہ اور بلندی درجات کا ذریعہ بنی، خیال رہے کہ لوہو و لب وہ ہے جس میں مغفولیت زیادہ ہو، مگر نتیجہ کچھ نہ ہو۔ خیال رہے کہ قوی اور مالی شئی وغیرہ دنیا ہے۔ دینی فخر دین ہے۔ ایسے ہی آرام نفس کے لئے مال بوجھنا دنیا ہے دینی خدمت کے لئے مال جمع کرنا دین ہے جیسے جمادی ج کے لئے۔ ۱۔ یعنی دنیا کی مثال اس ہرے بھرے کھیت کی طرح ہے جو پہلے خوشنما اور بھلا معلوم ہو۔ پھر تھوڑی ناموافق ہو یا دھوپ یا بارش سے برباد ہو جائے۔ جیسے کھیتی کے لئے بہت سی آفات ہیں ایسے ہی دنیا کے لئے، خیال رہے کہ کسانوں کو کفار اس لئے فرمایا کہ کفر کے معنی ہیں چھپانا۔ یہ بھی دانہ زمین میں چھپاتے ہیں۔ یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ ظاہری رونق پر کافر اترتا ہے، مومن رب پر توکل کرتا ہے۔ ۷۔ ایسے ہی دنیا دار بہت مشقت سے کسی درجہ پر پہنچتا ہے اور موت کی ایک

(بقیہ صفحہ ۸۱۲) پہلی آیت ہی سب کچھ چھوڑ چھاڑ چلا رہا ہے۔ ایسی بے وقافتہ پر کیا اترا تا ۸۱۲۔ اس غافل کے لئے جو طالب دنیا ہو کر جیا اور مرا ۹۹ اس کے لئے جس نے دنیا کو آخرت کمانے کا ذریعہ بنایا۔ کسی میں رب سے غافل نہ رہا۔ اللہ تعالیٰ دے۔ ۱۰ جیسے کالج کا برتن جو نہیں لگتے ہی ٹوٹ جاوے، یہ اس کے لئے جو دنیا پر اعتماد کرے ۱۱ یعنی اے مسلمانوں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔ اس طرح کہ استغفار نیک اعمال میں اوروں سے آگے نکل جاؤ معلوم ہوا کہ دینی امور میں غلبہ رکھ، ہوس حرص عبادت ہے، صوفیاء فرماتے ہیں کہ جنت کا کھانا اور سیدھا راستہ شریعت ہے جو عبادت کے قدم سے ملے ہوتا ہے اور جنت کا پیچیدہ مگر

قریب تر راستہ طریقت ہے جو عشق کے پروں سے ملے ہو سکتا ہے۔ مگر طریقت والے شریعت سے بے نیاز نہیں ہو سکتے ۱۲ یعنی اگر ساتوں آسمان ساتوں زمین پھیل کر ایک دوسرے سے ملا دیئے جائیں تو جنت کی چوڑائی کے برابر ہوں پھر اس کی لمبائی کا کیا پوچھنا وہ تو ہمارے وہم و گمان سے باہر ہے ۱۳ معلوم ہوا کہ جنت محض عمل سے نہ ملے گی، جب تک رب فضل نہ کرے، ہاں بعض مومن محض فضل الہی سے جنت پالیں گے اور بعض اعمال کے ذریعہ اس سے معلوم ہوا کہ کافر کے لئے جنت نہیں ۱۴۔ چونکہ رب تعالیٰ خود عظیم ہے لہذا اس کا فضل و کرم بھی عظیم۔

۱۵ یعنی مصیبت سے مراد قحط سالی مالی نقصانات ہیں، جانی مصیبت سے مراد بیماری اولاد کی موت وغیرہ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں ہر طرح کی مصیبتیں آئیں گی کیونکہ یہ جگہ جنت نہیں ہے جہاں ہر طرح کا امن ہو پھر یہ مصیبت صابروں کے لئے ترقی درجات کا سبب بنے گی، بے صبروں کے لئے بربادی اعمال کا ذریعہ ۱۶۔ یعنی تم پر دنیاوی مصیبتیں آتا محض اتفاقاً نہیں جسے (BY CHANCE) بانی چانس کہہ کر ٹال دو بلکہ یہ سب کچھ پہلے ہی ملے ہو چکا ہے، اور لوح محفوظ میں لکھا جا چکا ہے، ہاں بعض مصیبتیں بعض چیزوں سے آتی ہیں مگر یہ وہ نہیں بھی لوح محفوظ میں درج ہیں کہ فلاں ہندہ فلاں کام کرے گا۔ جس کے باعث اس پر آفت آئے گی۔ لہذا بندہ نہ مجبور محض ہے نہ قادر مطلق، یہ آیت مسئلہ تقدیر کے خلاف نہیں ۱۷۔ لہذا ان بزرگوں کی نظر لوح محفوظ پر ہے وہ آئندہ آنے والے واقعات کو جانتے ہیں، کیونکہ یہ سب لوح محفوظ میں ہیں اور لوح محفوظ ان کے علم میں، جیسے انبیاء کرام، بعض اولیاء اللہ اور مدبر امر فرشتے ۱۸۔ لوح محفوظ میں سب چھوٹے بڑے واقعات لکھ دیتا رب پر آسان ہے یا مصیبتیں بھیجتا۔ مصیبتیں نانا رب پر آسان ہے ۱۹۔ یہاں غم سے مراد ناشکری کا غم ہے اور خوشی سے مراد شہی و تکبر کی خوشی، یہ دونوں چیزیں بری ہیں۔ صبر کے ساتھ غم اور

قال فما خطبكم؟
۸۱۳
الحمد لله

مُصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِّنْ قَبْلِ أَن نَّبْرَأَهَا إِنَّ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ۚ لَّكِن لَّا تَأْسُوا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ۚ الَّذِينَ يَبْخُلُونَ

ہمیں بھاتا کوئی اترا تا بڑائی مارنے والا نہ وہ جو آپ بخل کریں

وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَمَن يَتَوَلَّ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ۚ لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ

ان کے ساتھ کتاب ملے اور عدل کی ترازو اتاری تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہوں

وَأَنزَلْنَا الْحَدِيدَ فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ

اور ہم نے لوہا اتارا کہ اس میں سخت آہنج اور لوگوں کے فائدے ہیں

وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ وَرُسُلَهُ بِالْغَيْبِ إِنَّ اللَّهَ غَوِيٌّ عَزِيزٌ ۚ لَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا وَإِبْرَاهِيمَ وَجَعَلْنَا

جسٹک اٹھ قوت والا غالب ہے وہ اور بے شک ہم نے نوح اور ابراہیم کو بھیجا اور انکی

فِي ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ فِيهِم مَّهْمٌ وَكَثِيرٌ

اولاد میں نبوت اور کتاب رکھی تھی ان میں کوئی راہ ہدایا اور ان میں

منازل

شکر کی خوشی عبادت ہے۔ لہذا یہ آیت فَيَقْرَأُهَا کے خلاف نہیں اس لئے آگے محفل و فخر فرمایا۔ ۶۔ یہاں عدم محبت سے مراد ناراضگی ہے یعنی رب ان سے ناراض ہے۔ ۷۔ خود بھی تجھ کو جس میں خیر ہے خیر نہیں کرتے اور دوسروں کو بھی خیر فی سبیل اللہ سے روکتے ہیں، جیسے اس وقت کے یہود یا آج کل کے وہابی جو عیسائے صدقہ و خیرات ہی کو روکتے پھرتے ہیں۔ مردہ مسلمانوں کے دشمن ہیں ۸۔ یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کا دین تمہاری سخاوت کا محتاج نہیں، سخاوت کا نفع خود تم کو ہی ملے گا ۹۔ کتاب یا صحیفہ نئی یا پرانی، لہذا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہر نبی کو نئی کتاب ہی ملی ہو ورنہ نبی ایک لاکھ چوبیس ہزار میں کتابیں کل چار صحیفے کل سو یا ایک سو دس ۱۰۔ ترازو نوح علیہ السلام پر اتری۔ پھر سب پیغمبروں نے استعمال فرمائی۔ یا اس کے استعمال کا حکم دیا۔ معلوم ہوا کہ ایک پیغمبر کو نعمت دینا سب کو دینا

(انجیل صفحہ ۸۶۳) ہے، کیونکہ ترازو حضرت نوح کو بذریعہ حضرت جبریل دی، مگر فرمایا: سب کو دی ۱۱۔ کہ معاملات میں کسی کا حق نہ ماریں۔ صوفیاء کرام کے نزدیک شریعت اعمال کی ترازو ہے جس سے اچھے برے، نیکے بھاری اعمال تو لے جاتے ہیں ۱۲۔ اس طرح کہ آدم علیہ السلام جنت سے لوہے کے پانچ اوزار لائے، 'ہرن'، 'تھوڑا'، 'سوئی'، 'چھوڑا'، 'لگن'، (روح) خداؤں العرفان نے فرمایا کہ بوا، 'سب'، پانی، 'نیک آسمان سے آئے ہیں ۱۳۔ آج سے مراد جنگی ہتھیار ہیں، منافع سے مراد صنعت و حرفت کے اوزار لوہے سے تیار کھوار نیزے بھالے بندوق، توپ، گولے جتنے ہیں، نیز اس سے ہر کارِ مگر کے اوزار تیار ہوتے ہیں، بلکہ مرہہ کا کفن سوئی سے ملتا ہے۔ جو

لوہے کی ہے ۱۴۔ کہ اسے راضی کرنے کو جہاد میں لوہے کا اسلحہ استعمال کرتا ہے، خیال رہے کہ اللہ کی مدد سے مراد اس کے بندوں کی مدد ہے ۱۵۔ اسے اس کے رسولوں، اس کے دین کو تمہاری مدد کی حاجت نہیں، تمہیں غازی یا شہید بنانے کے لئے حکم جہاد دیا ۱۶۔ چونکہ نوح علیہ السلام سب سے پہلے کفار کے مبلغ ہیں، اور ابراہیم علیہ السلام نبیوں کے والد ماجد، اس لئے ان کا خصوصیت سے ذکر فرمایا۔ ورنہ رسولوں میں یہ بزرگ بھی داخل تھے ۱۷۔ یعنی وہ بنی نبی ہوا جو حضرت نوح اور ابراہیم علیہم السلام دونوں کی اولاد میں ہو۔ لہذا مرزا نبی نہیں، کہ وہ حضرت نوح کی اولاد تو ہے، مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد نہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد تمام رسول ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں تشریف لائے، حضرت آدم، شیث، ادریس، نوح، صالح، ہود، علیہم السلام ان سے اگلے نبی ہیں۔ لوط علیہ السلام آپ کے زلمہ کے نبی۔ پھر سارے پیغمبر آپ کی اولاد میں ہیں۔

۱۔ یعنی ان بزرگوں کی ذریت میں کچھ تو مومن متقی ہوئے، اور زیادہ فاسق ۲۔ یعنی نوح و ابراہیم علیہما السلام کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک بہت رسول آئے، قارہم میں ہم ضمیر ان دونوں کی طرف لوتی ہے۔ کیونکہ یہ انبیاء کرام ذریت میں تھے نہ کہ ذریت کے بعد ۳۔ یعنی ان سب رسولوں کے بعد عیسیٰ علیہ السلام بھیجے گئے۔ جو بنی اسرائیل کے آخری نبی ہیں جیسے ہمارے حضور تمام عیوں سے آخری رسول عیسیٰ علیہ السلام کو یک دم پوری انجیل کتابی شکل میں عطا ہوئی، اس آیت سے معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام بغیر والد صرف والدہ سے پیدا ہوئے، ورنہ انہیں ماں کی طرف نسبت نہ دی جاتی اور عیسیٰ ابن مریم نہ فرمایا جاتا۔ لڑکے کی نسبت باپ کی طرف ہوتی ہے۔ رب فرماتا ہے اذْعَوْهُمْ لِآبَائِهِمْ ۴۔ معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے حواری آپس میں ایک دوسرے پر ایسے رحیم و کریم تھے، جیسے حضور کے صحابہ جن کے بارے میں رَحِمْنَا رَحْمَةً فرمایا گیا ۵۔ یعنی دنیا ترک کرنا عبادات

الحمد لله

۸۶۴

قال ضابطہ

مَنْهُمْ فَسَقُونَ ۱۶ ثُمَّ تَقِينَا عَلَىٰ اَنْ اَرْسِلَهُمْ بِرُسُلِنَا وَ

بہتر سے فاسق ہیں نہ پھر ہم نے انکے پیچھے اسی راہ پر اپنے اور رسول بھیجے اور

تَقِينَا يَعِيسَىٰ ابْنِ مَرْيَمَ وَابْنَةَ الْاَحْمَرِ ۱۷ وَجَعَلْنَا

ان کے پیچھے عیسیٰ بن مریم کو بھیجا اور اسے انجیل عطا فرمائی اور اس کے

فِي قُلُوبِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ رَافَةً وَرَحْمَةً ۱۸ وَرَهْبَانِيَّةً

بہروں کے دلی میں نرمی اور رحمت رکھی مگر اور راہب بننا

ابْتَدَعُوها مَا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اِلَّا الْبَتَّ ۱۹ رَضَوْنَ اَللّٰهُ فَمَا

تو یہ بات انہوں نے دین میں اپنی طرف سے نکالی وہ ہم نے ان پر مقررہ کی تھی ہاں یہ بدعت

رَعَوْهَا حَقَّ رِعَابِهَا فَاتَيْنَا الَّذِينَ اٰمَنُوا مِنْهُمْ اُجْرَهُمْ

انہوں نے ان کی رضا چاہنے کو پیدا کیا نہ پھر اسے دیا ہاں جیسا انکے بنائے کا حق تھا تو ان

وَكَيْفَ مِنْهُمْ فَسَقُونَ ۲۰ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ

کے ایمان والوں کو ہم نے انکا ثواب عطا کیا اور ان میں سے بہتر سے فاسق ہیں نہ اسے

وَاٰمِنُوا بِرِسُوْلِهِ يُوْتِكُمْ كَفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهِ وَيَجْعَلَ

ایمان والوں کو اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ لڑ وہ اپنی رحمت کے دو حصے

لَكُمْ نُورًا تَمْشُونَ بِهِ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۲۱

تمہیں عطا فرمائے گا نورا اور تمہارے لئے نور کرنے کا جس میں نور اور تمہیں بخشے گا اور اللہ

لَيْسَ يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اِلَّا يَقْدِرُوْنَ عَلَىٰ شَيْءٍ

کوئی نہ والا ایمان ہے کہ یہ اس لئے کہ کتاب والے کافر جان جائیں کہ اللہ کے فضل پر

مَنْ فَضِّلَ اللّٰهُ وَاَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُوْتِيْهِ

ان کا کچھ ناپو نہیں ہے اور یہ کہ فضل اللہ کے ہاتھ ہے دیتا ہے

مَنْ يَّشَاءُ ۲۲ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۲۳

جسے چاہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے خدا

منزل ۴

کی تخت مشقیں انہوں خود ایجاد کر لیں، چنانچہ عیسائیوں میں پہاڑوں میں رہنا خلوت نشینی، نکاح نہ کرنا، موٹا کھانا۔ موٹا پہننا بڑی عبادت تھی۔ ۶۔ یعنی جن عیسائیوں نے رب کو راضی کرنے کے لئے یہ مشقیں ایجاد کیں، انکی نیت بخیر تھی ۷۔ کہ بعد میں بہت عیسائی تثلیث میں پچس کر مشرک و بت پرست ہو گئے، بادشاہوں کے دین میں داخل ہو گئے ۸۔ یعنی مومن عیسائیوں کو ان کی ایجاد کردہ بدعت کا ثواب دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ دین میں اچھے طریقے ایجاد کرنا جسے بدعت کہتے ہیں بہت باعثِ ثواب ہے جیسے قرآن کریم کے تیس پارے رکوع بنانا۔ علم حدیث وفقہ مرتب کرنا۔ محفل میلاد شریف اور فاتحہ بردگان وغیرہ۔ ہاں بدعتِ حق ایجاد کر کے اسے نہ بھگانا برا ہے کہ اس پر عقاب فرمایا گیا۔ خیال رہے کہ ترک دنیا ہمارے دین میں منع ہے ۹۔ اس پوری آیت کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے

(البقرہ صفحہ ۸۶۵) درمیان میں رمضان شریف ہو نہ وہ ممنوع پانچ تاریخیں نہ کسی اور وجہ سے روزہ چھوڑے، اگر ان میں سے کوئی وجہ ہوئی تو تسلسل ٹوٹ گیا تو نئے سرے سے روزے رکھے، دوسرے یہ کہ ان روزوں سے پہلے اور درمیان میں صحبت اور محبت کے اسباب بوس و کنار وغیرہ حرام ہیں، اگر درمیان میں کچھ کر لیا تو پھر دوبارہ روزے رکھے۔

اب پڑھائیے تیاری کی وجہ سے یا تو روزہ ہی نہ رکھ سکے یا روزوں کا تسلسل نہ کر سکے تو کھانا دے، خواہ ہر مسکین کو سوا دو سیر گندم دے دے یا دو تھ پیٹ بھر کر

کھلا دے روزانہ ایک فقیر کو اگر ایک دن ساتھ مسکینوں کو کھلا دیا تو ایک دن ہی کا ادا ہوا۔ اب آٹھ دن اور دے۔ (کتب فقہ) ۲۔ معلوم ہوا کہ روزوں کی طرح کھانا دینے میں فحش سے پہلے ہونا ضروری نہیں اگر دوران روزہ میں صحبت کر لی تو دوبارہ روزے رکھے اور اگر کھانا دینے کے دوران میں جماع کر لیا تو بقیہ ہی پورے کرے، کیونکہ یہاں فحش سے پہلے ہونے کی قید نہیں سب اور زمانہ جاہلیت کے خیالات چھوڑ دو، اب ظہار کو طلاق نہ مانو ۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ کی حدود توڑنا کفار کا کام ہے، دوسرے یہ کہ دردناک عذاب صرف کافروں کے لئے ہے۔ گنہگار مومن کو اگر عذاب ہوا بھی تو اللہ الیم نہ ہو گا ۵۔ اس سے بھی دو مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ حضور کی مخالفت اللہ کی مخالفت ہے کیونکہ براہ راست رب کی مخالفت کوئی نہیں کرتا، دوسرے یہ کہ اللہ کے پیاروں کے دشمن کو اعلان جنگ بھی ہے، اور اعلان مغلوبیت بھی۔ جیسا کہ حدیث شریف اور اس آیت سے معلوم ہوا ۶۔ گزشتہ تین توغیبی عذاب بھیج کر ذیل کی گئیں، یہ کفار دوسری طرح رسوا کئے جائیں گے ۷۔ گزشتہ رسولوں پر ان کے معجزات یا اے محبوب آپ پر قرآن کی آیات اور ہزار ہا معجزے جن سے آپ کی نبوت روز روشن کی طرح ظاہر ہو گئی اسی لئے انہیں مبینات فرمایا ۸۔ ایک وقت میں اٹھائے گا اور ایک جگہ جمع فرمائے گا ۹۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اولاً قیامت میں سب کافر مومن جمع ہوں گے، چھانٹ بعد میں ہوگی، دوسرے یہ کہ خاص بندوں کے کام رب کی طرف منسوب ہوتے ہیں کیونکہ قیامت میں اعمال جتلانا فرشتوں کا کام ہے مگر رب نے فرمایا کہ اللہ انہیں خبر دے گا۔ ۱۰۔ دنیا میں، مگر آخرت میں ہر ایک کو اپنے سارے اعمال یاد آجائیں گے، یا یاد دلانے جائیں گے ۱۱۔ جب حاکم خود واردات پر گواہ ہو تو مجرم کا پچانا ممکن ہے، ۱۲۔ (شان نزول) ایک دن ربیعہ اور حبیب عرو کے بیٹے اور صفوان ابن امیہ بائیں کر رہے تھے، ان میں سے ایک

لَمْ يَسْتَعْ طَاعًا سِتِينَ مَسْكِينًا ذَلِكَ لَتَوْمُوا

روزے بھی نہ پوچھیں نہ ساتھ مسکینوں کا بیت بھرنالہ یہ اس لئے کہ تم اللہ اور اس کے

بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ وَلِلْكَافِرِينَ

رسول پر ایمان رکھو کہ اللہ کی حدیں ہیں اور کافروں کے لئے

عَذَابٌ أَلِيمٌ إِنَّ الَّذِينَ يُكَذِّبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ

دردناک عذاب ہے گی، بیشک وہ جو مخالفت کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی

كَيْتُوا كَمَا كَيْتَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَقَدْ أَنْزَلْنَا آيَاتٍ

ذلیل کئے گئے، جسے ان سے انگوٹ کو ذلت دی گئی نہ اور بیشک تم نے ان آیتیں

بَيَّنَّتْ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ مُهِينٌ يَوْمَ يُبْعَثُ اللَّهُ

انہیں نہ اور کافروں کیلئے عذاب ہے جس دن اللہ ان سب کو

جَمِيعًا فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوا أَحْصَاهُ اللَّهُ وَسَوْفَ اللَّهُ

افشائے گا پھر انہیں ان کے کوٹنگ بتائے گا، اللہ نے انہیں گن رکھا ہے ورنہ بھول

عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي

گنہ گار اور ہر چیز ان کے سامنے ہے اے سننے والے کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ

السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَا يَكُونُ مِنْ نَجْوَى ثَلَاثَةٍ

آسمانوں میں ہے اور جو تین زمین میں، الہ جہاں کہیں تین شخصوں کی سرگوشی ہو

إِلَّا هُوَ أَرْبَعَةٌ إِلَّا اللَّهُ هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَا أَدْنَى

تو چھٹا وہ، چاروں کے علاوہ اللہ ہی چھٹا وہ اور نہ اس سے

مِنْ ذَلِكَ وَلَا أَكْثَرُ اللَّهُ مَعَهُمْ إِنْ مَا كَانُوا نَمِيْنَهُمْ

کہ اللہ اس سے زیادہ کی بڑھ کر وہ ان کے ساتھ ہے جہاں کہیں ہوں ہی پھر انہیں قیامت کے دن

بِمَا عَمِلُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ أَلَمْ تَرَ

بتائے گا جو کچھ انہوں نے کیا بیشک اللہ سب کچھ جانتا ہے اے کیا تم نے

بولایا، رب ہماری ان باتوں کو جانتا ہے، دوسرا بولا بعض کو جانتا ہے، بعض کو نہیں، تیسرا بولا اگر بعض کو جانتا ہے تو سب کو جانتا ہے تب یہ آیت اتری (روح) ۱۳۔ اس طرح کہ انہیں دیکھ رہا ہے ان کی ہر بات سنا ہے، ورنہ رب تعالیٰ کا کسی جگہ میں ہونا غیر ممکن ہے، مقصد یہ ہے کہ خلوت جلوت میں انسان اللہ کو اپنے ساتھ جانے، تاکہ گناہ کرنے کی ہمت نہ کرے، یہ تصور کہ خدا میرے ساتھ ہے، تعوی اور توکل کی اصل ہے، خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ علم و قدرت کے لحاظ سے ہر ایک کے ساتھ ہے۔ مگر رحمت کے لحاظ سے مومنوں کے ساتھ، غضب کے لحاظ سے کفار کے ساتھ۔ ۱۴۔ یعنی جہاں اچھی بری مجلس میں یہ لوگ ہوں رب تعالیٰ ان کے ساتھ ہو گا خیال رہے۔ جیسے سورج کی دھوپ ہر گندی و ستھری جگہ پڑتی ہے مگر اس سے نہ دھوپ گندی ہو نہ سورج کی شان میں فرق آئے، یوں ہی رب کا علم و قدرت ہر

۱۔ (شان نزول) کفار و منافقین آپس میں سرگوشیاں کرتے۔ اور مسلمانوں کی طرف اشارے کرتے جاتے تھے۔ تاکہ مسلمان سمجھیں کہ ہمارے متعلق باتیں کر رہے ہیں۔ مسلمانوں کو اس سے رنج ہوتا تھا، اس کی شکایت بارگاہ نبوی میں کی گئی۔ حضور نے ان یهود و منافقین کو اس سے منع کیا۔ مگر وہ نہ مانے، ان کے متعلق یہ آیت کرمہ اتری (خزائن) لہذا یہاں نجوئی سے مراد وہ خفیہ باتیں ہیں، جن سے مسلمانوں کو تکلیف ہو ۲۔ یعنی ان کی سرگوشیاں تین وجہ سے جرم ہیں، ۱۔ کانہ کی سرگوشیاں کرنا، مسلمانوں کو تکلیف دینا، حضور کی ممانعت کی مخالفت کرنا۔ لہذا وہ معصیت بھی ہے، عدوان بھی۔ حضور کی مخالفت بھی ۳۔ معلوم ہوا کہ حضور کو ان الفاظ سے یاد کرنا چاہیے اور ان الفاظ سے سلام کرنا چاہیے جن سے اللہ نے حضور کو یاد فرمایا۔ لہذا حضور کو باوا، چچا، بھیا، ابا وغیرہ نہ کہا جاوے کیونکہ رب نے انہیں ان الفاظ سے یاد نہ کیا، اس لئے اہل قربات بھی حضور کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے تھے، بھائی والد نہ کہتے تھے، بشر بھی انہیں الفاظ میں سے ہے جس سے رب نے یاد فرمایا نیز سلام میں ادب کا لحاظ رکھے، یہود حاضر ہو کر کہتے تھے، السلام علیک، سلام موت کو کہتے ہیں ۴۔ (شان نزول) یہود آپس میں کہتے تھے کہ اگر حضور سچے رسول ہیں تو ہم پر اس گستاخی کی وجہ سے عذاب کیوں نہیں آتا۔ ہم تو بجائے السلام علیکم کے السلام علیکم کہتے ہیں، ان کے جواب میں یہ آیت آئی ۵۔ یعنی ہر چیز کا ایک وقت ہے، ان کے عذاب کا بھی وقت مقرر ہے اگر کسی جرم پر فوراً عذاب نہ آئے تو یہ معنی نہیں کہ وہ جرم جرم نہیں، رب کے اس حکم سے بہت لوگوں نے دھوکا کھایا ہے ۶۔ اس میں اشارۃً فرمایا گیا کہ مسلمان صلاح مشورے خلط و ملط مسلمانوں ہی سے رکھیں، کفار سے نہ رکھیں، انہیں اپنا شیر، قلص نہ بنائیں، رب فرما ہے۔ لَا تَتَّخِذُوا بَطَانَةً مِنْ دُونِكُمْ لَا يَأْمِنُكُمْ خِلَالًا أَوْ آخِرًا فِي مِلَّةِكُمْ مَن يَفْعَلْ يَفْعَلْ فِي مِلَّةِ الْكَافِرِينَ میں بھی اچھے کریں برے نہ کریں ۷۔ یعنی مسلمانوں کی خلوت میں جلوت کی طرح پاکیزہ چاہیے۔

ایکے میں بھی حضور کا ادب و احترام ملحوظ رکھے مبارک ہے وہ عالم جو اپنی تنہائی میں حضور کے فضائل گزرے ۸۔ تلاوت قرآن، علم دین کی تعلیم مسلمانوں کو اچھی باتوں کا حکم، بری باتوں سے روکنا، ہمدردی ہیں، ان میں شرکت عبادت ہے۔ معلوم ہوا کہ بعض مشورے واجب ہیں، بعض مستحب، بعض حرام، ہوں وہ کینیاں شیطانی اور مشورے ایلیسی ہیں لہذا جو کینشی مشورے دینی کام کے لئے ہوں وہ ایمانی ہیں لہذا اچھے کام، مجلہ کہ اچھا کو برے کام کی مجلس کو برا لہذا میلاد شریف کی مجلس ایمانی مجلس ہے کہ اس

(بقیہ صفحہ ۸۶۷) مشورہ کرنے والا، معلوم ہوا کہ مومن اپنے اپنے والا کلام سخت برا ہے اس میں شیطان کی شرکت ہوتی ہے۔ اس میں مسلمانوں کو تسکین دی گئی کہ تم ان حیثیتوں کے مشوروں سے مشغوم نہ ہو یہ تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے، جو تمہیں تکلیف پہنچے گی وہ رب کی طرف سے، جس میں ہزارہا حکمتیں ہوں گی ۱۲۔ توکل دو قسم کا ہے۔ توکل عام توکل خاص، اسباب چھوڑ کر رب پر نظر رکھنا توکل خاص ہے اسباب سے تعلق رکھ کر سبب اسباب پر نظر توکل عام ۱۳۔ (شان نزول) اصحاب بدر کی حضور کی بارگاہ میں بڑی عزت تھی ایک دن کچھ بدری صحابہ حضور کی مجلس شریف میں پہنچے، جگہ بھر چکی تھی۔ انہیں جگہ نہ ملی انہوں نے سلام کر کے جگہ ملنے کا

انتظار کیا، کسی نے انہیں جگہ نہ دی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس والوں کو اٹھا کر ان کی جگہ بتائی اٹھنے والوں کو کچھ گراں گزرا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

۱۔ جنت میں یا اپنی رحمت میں یا تمہاری قبروں کو وسیع کر دے گا۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بزرگوں کے لئے جگہ چھوڑنا ان کی تعظیم کرنا۔ مسجد میں بھی جائز بلکہ سنت ہے کہ یہ واقعہ مسجد نبوی شریف میں ہی ہوا اگر تلاوت قرآن کی حالت میں اللہ کا مقبول بندہ آ جائے تو قرآن کریم بند کر کے اس کی تعظیم کرے پھر قرآن شریف پڑھے۔ صحابہ کرام تو عین نماز کی حالت میں بھی حضور کا ادب کرتے تھے کہ حضور کے لئے امام پیچھے آ جاتا تھا۔ دوسرے یہ کہ مسلمان بھائی کی تعظیم رب کو بڑی پیاری ہے کہ اس پر اجر کا وعدہ فرمایا ۲۔ نماز کے لئے یا جہاد کے لئے یا کسی کو جگہ دینے یا کسی کی تعظیم کے لئے۔ لہذا اگر واعظ سامعین سے کہے کہ اٹھ کر سلام پڑھو تو سب اٹھ کھڑے ہوں اس آیت سے ثابت ہے ۳۔ علم سے مراد علم دین ہے معلوم ہوا کہ علماء دین بڑے درجہ والے ہیں دنیا میں آخرت میں ان کی عزت ہے رب تعالیٰ نے ان کی پابندی درجات کا وعدہ کیا انہیں دنیا و آخرت میں عزت ملے گی ۴۔ شان نزول حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں اغیاء اپنی عرض و معروض کا سلسلہ اتنا دراز کر دیتے تھے کہ فقراء صحابہ کو کچھ عرض کرنے کا موقع نہ ملتا تھا۔ تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک دنار صدقہ کر کے حضور سے دس سوال کئے، اس آیت پر صرف حضرت علی مرتضیٰ نے عمل کیا کسی اور کو موقع نہ ملا کہ آیت منسوخ ہو گئی (خزان و روح البیان) خیال رہے کہ یہ پابندی حضور سے خفیہ عرض و معروض کرنے پر تھی، مجلس شریف میں حاضری وعظ شریف سننے یا علانیہ طور پر کچھ عرض کرنے پر یہ پابندی نہ تھی، علی مرتضیٰ کے سوا کسی صحابی کو اس مدت میں مشورہ کرنے کی ضرورت نہ ہوئی، ورنہ حضرت ابو بکر و عثمان غنی تو اشارہ ابو بکر لاکھوں خیرات کر دیتے تھے ۵۔ اس کا وجہ منسوخ ہو گیا۔ مگر استنباب باقی ہے معلوم ہوا کہ رب سے عرض و معروض کرنی ہو یعنی نماز پڑھنی ہو تو صرف وضو کافی مگر رب کے محبوب سے کچھ عرض کرنا ہو تو صدقہ دینا واجب تھا۔ حضور سے کلام کرنا بھی اعلیٰ عبادت ہے ۶۔ اس جملہ سے معلوم ہوتا ہے کہ صدقہ کے حکم سے فقراء و مساکین علیحدہ تھے، صرف مقدرو والوں کو یہ حکم تھا، یہ بھی پتہ لگا کہ صدقہ کا حکم وجوبی تھا نہ کہ محض استحبائی ۷۔ یعنی کیا تم کو یہ صدقہ کی پابندی گراں ہے، اچھا ہم اس پابندی کو اٹھائے دیتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ صحابی کی دلجوئی فرماتا ہے کہ معافی کا اعلان ہو گیا۔ ۸۔ یہاں تو یہ سے مراد یہ حکم واپس لے لینا ہے کیونکہ کسی صحابی نے اس حکم کی خلاف ورزی نہ کی تھی مگر ان کی توبہ قبول فرمائی جاتی ۹۔ معلوم ہوا کہ حضور سے ہم کلامی تمام عبادت سے افضل

يَفْسَحُ اللَّهُ لَكُمْ وَادَّاقِيلَ أَنْشُرُوا فَأَنْشُرُوا يَرْفَعُ

اللہ تمہیں بگھڑے گا اور جب کہا جائے اٹھ کھڑے ہو تو اٹھ کھڑے ہو

اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ

اللہ تمہارے ایمان والوں کے اور انکے جن کو علم دیا گیا درجے بلند فرمائے گا

وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝ يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا

اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔ اے ایمان والو جب تم

نَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِمْوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ

رسول سے کوئی بات آہستہ عرض کرنا چاہو تو اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقہ

صَدَقَةٌ ذَلِكَ خَيْرٌ لَكُمْ وَأَطْهَرُ فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا

دے لو یہ تمہارے لئے بہت بہتر اور بہت سستا ہے پھر اگر نہیں ملے تو نہ ہو

فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ أَشَفَقْتُمْ أَنْ تُقَدِّمُوا

تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے نہ کیا تم اس سے ڈرے کہ تم اپنی

بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَتْ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا وَتَابَ

عرض سے پہلے کچھ صدقہ دینا پھر جب تم نے یہ نہ کیا اور اللہ نے اپنی ہمت سے

اللَّهُ عَلَيْكُمْ فَاقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَاطِيعُوا

تمہارے جوع فرمائے نہ تو نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور اللہ اور اس کے

اللَّهُ وَرَسُولَهُ ۝ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝ أَلَمْ تَرَ إِلَى

رسول کے فرمانروا رہو اور اللہ تمہارے کاموں کو جانتا ہے کیا تم نے انہیں

الَّذِينَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مَا هُمْ مِنْكُمْ

نہ دیکھا جو انہوں کے دوست ہوئے جن پر اللہ کا غضب ہے لہذا وہ تم میں

وَلَا مِنْهُمْ وَيَخْلِفُونَ عَلَى الْكُذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۝

سے نہ ان میں سے لہذا وہ دانستہ جھوٹی قسم کھاتے ہیں ۱۲

مختزل

مکان غنی تو اشارہ ابو بکر لاکھوں خیرات کر دیتے تھے ۵۔ اس کا وجہ منسوخ ہو گیا۔ مگر استنباب باقی ہے معلوم ہوا کہ رب سے عرض و معروض کرنی ہو یعنی نماز پڑھنی ہو تو صرف وضو کافی مگر رب کے محبوب سے کچھ عرض کرنا ہو تو صدقہ دینا واجب تھا۔ حضور سے کلام کرنا بھی اعلیٰ عبادت ہے ۶۔ اس جملہ سے معلوم ہوتا ہے کہ صدقہ کے حکم سے فقراء و مساکین علیحدہ تھے، صرف مقدرو والوں کو یہ حکم تھا، یہ بھی پتہ لگا کہ صدقہ کا حکم وجوبی تھا نہ کہ محض استحبائی ۷۔ یعنی کیا تم کو یہ صدقہ کی پابندی گراں ہے، اچھا ہم اس پابندی کو اٹھائے دیتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ صحابی کی دلجوئی فرماتا ہے کہ معافی کا اعلان ہو گیا۔ ۸۔ یہاں تو یہ سے مراد یہ حکم واپس لے لینا ہے کیونکہ کسی صحابی نے اس حکم کی خلاف ورزی نہ کی تھی مگر ان کی توبہ قبول فرمائی جاتی ۹۔ معلوم ہوا کہ حضور سے ہم کلامی تمام عبادت سے افضل

(بقیہ صفحہ ۸۶۸) ہے جس کو یہ نصیب ہو جائے وہ تمام مسلمانوں سے اعلیٰ ہے اس لئے حکم ہوا کہ اس نعمت کے شکر یہ میں آئندہ زندگی نماز و عبادت میں گزار دو۔ قرآن پڑھنے والا قاری، کتب کو دیکھنے والا حاجی، حضور کو دیکھنے والا صحابی ہو جاتا ہے۔ اور صحابی تمام اولیاء سے اعلیٰ و افضل ہے، خیال رہے کہ صدیقی نظر سے حضور کو دیکھنا صحابی بناتا ہے نہ کہ ابوہریرہ کی نظر سے دیکھنا۔ یعنی اے جماعت صحابہ! ہم نے جو بصدقہ کا حکم تو ختم کر دیا مگر یہ حکم اب بھی ہے کہ جو میرے محبوب سے چمکلائی کا شرف پائے ان کی بارگاہ میں باریاب ہو، وہ اس نعمت کے شکر یہ کا پکا متقی و پرہیزگار رہے۔ بعض بزرگوں کو دیکھا گیا کہ وہ مدینہ منورہ کی حاضری کے بعد یکدم

گناہ چھوڑ دیتے ہیں بڑے متقی و پرہیزگار بن جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تقویٰ اس حاضری کی نعمت کا شکر یہ ہے، یہ اس آیت پر عمل ہے، ایسے لوگ دین و دنیا میں کامیاب ہیں، ان زائرین کی آنکھوں کی زیارت بھی عبادت ہے۔ شعر:-

جن نیماں نے دلبر دیکھا وہ نینماں تک لیاں
توں ملیوں تاں ساجن ملایا ہن آساں گل گیاں
۱۱۔ (شان نزول) یہ آیت منافقوں کے متعلق آئی جو یہود سے دوستی رکھتے تھے، ان کی خیر خواہی کرتے تھے۔ مسلمانوں کے رازوں سے انہیں مطلع کرتے رہتے تھے، معلوم ہوا کہ مغضوب علیہم یہود ہیں ۱۲۔ (شان نزول) یہ آیت عبداللہ ابن نبیل منافق کے متعلق نازل ہوئی جو حضور کی مجلس میں حاضر رہتا اور یہاں کی باتیں یہود کو پہنچاتا، ایک دن اس سے حضور نے فرمایا کہ تم لوگ ہمارے پیچھے ہمیں کیوں گالیاں دیتے ہو، وہ اور اس کے ساتھی قسم کھا گئے کہ ہم ایسا نہیں کرتے، تب یہ آیت نازل ہوئی (خزائن و روح) معلوم ہوا کہ منافق قومی مسلمان ہیں۔ مذہبی کافر کی طرف بھی پورے طور پر نہیں ۱۳۔ معلوم ہوا کہ کفار سے دلی محبت رکھنا اور اپنے ایمان ثابت کرنے کے لئے تمہیں کھانا منافقوں کا کام ہے سکرے سونے کے پیواری کو قسم کی ضرورت نہیں پڑتی، آج کل عام دیوبندی قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ ہم سنی ہیں یہ وہ ہی منافقوں کا طریقہ ہے۔

۱۔ معلوم ہوا کہ منافق کی ہوا اصلی کافر سے زیادہ سخت ہے۔
۲۔ یعنی منافقین اپنی جھوٹی قسموں کے ذریعہ اپنے مال و جان محفوظ رکھتے تھے ۳۔ پہلی آیت میں عذاب قبر مراد تھا اور یہاں عذاب آخرت لہذا تکرار نہیں ۴۔ یعنی منافقوں کی اولاد و اموال قیامت میں انہیں اللہ کے عذاب سے نہ بچا سکیں گے، جن کی وجہ سے وہ آج منافق بنے ہوئے ہیں معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو ان کی اولاد و مال کام دیں گے کیونکہ کام نہ دینا کفار کا عذاب ہے، ایک اولاد کی وجہ سے اللہ تعالیٰ گناہ گار ماں باپ کو بخش دے گا۔

اَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا لِّئَلَّا تُهْمَسَاءَ مَا كَانُوا

اللہ نے ان کے لئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے تاکہ بے شک وہ بہت ہی برے کام

يَعْمَلُونَ ۱۵ اِتَّخَذُوا اٰيٰمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوا عَن

کرتے ہیں انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا لیا ہے تو اللہ کی راہ سے

سَبِيلِ اللَّهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّبِينٌ ۱۶ لَنْ تَغْنِي عَنْهُمْ

روکاوے تو ان کے لئے غوری کا عذاب ہے تاکہ ان کے مال اور ان کی

اَمْوَالُهُمْ وَلَا اَوْلَادُهُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا اُولٰٓئِكَ اَصْحَابُ

اولاد اللہ کے سامنے انہیں کچھ کام نہ دیں گے وہ روزِ غی میں

النَّارِ هُمْ فِيهَا خٰلِدُونَ ۱۷ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ جَمِيعًا

انہیں اس میں ہمیشہ رہنا تاکہ جس دن اللہ ان سب کو اٹھائے گا

فَيُحَافُونَ لَهُ كَمَا يُحَافُونَ لَكُمْ وَيَحْسَبُونَ اَنَّهُمْ

تو اس کے حضور بھی ایسے ہی قسمیں کھا لیں گے جیسی تمہارے سامنے کھا رہے ہیں اور وہ

عَلٰی شَيْءٍ اِلَّا اَنَّهُمْ هُمُ الْكَذِبُونَ ۱۸ اَسْتَوْدِعُهُمُ

یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے کچھ گواہ سننے کو بے شک دے دیں گے میں نے ان پر شیطان

الشَّيْطٰنُ فَاَنَسَهُمْ ذِكْرُ اللَّهِ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ

غالب آیا تو انہیں نے اللہ کی یاد بھلا دی تاکہ وہ شیطان کے گمراہ بنیں۔

اَلَا اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُونَ ۱۹ اِنَّ الَّذِيْنَ

سنتا ہے ایک شیطان ہی کا گمراہ ہوا میں ہے تاکہ وہ جو

يُحَادِّثُوْنَ اِلٰهًا وَرَسُوْلًا اُولٰٓئِكَ فِي الْاَذٰلٰتِ ۲۰ كَتَبَ

اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں ان کو وہ سے زیادہ ذلیلوں میں ہیں تاکہ اللہ

اَللَّهُ لَا غَلِبَ لَہٗ اَنَا وَرُسُلِیْ اِنَّ اِلٰهَ قَوْمِیْ عَزِیْزٌ ۲۱

کچھ چکا و ضرور میں غالب آؤں گا اور میرے رسول کے ایک اللہ قوت والا ہے۔

۵۔ معلوم ہوا کہ منافق بھی روزِ غی میں ہمیشہ رہیں گے کہ وہ کافر ہیں ۶۔ یہ قیامت کے اول وقت میں ہو گا کہ کہیں گے وَالَّذِيْنَ دَخَلْنَا مَآکِنًا مِنْہُمْ یٰحٰیثُ پھر بعد میں اپنے کفر غیرہ کا اقرار کریں گے۔ لہذا آیات میں تعارض نہیں، اس سے معلوم ہوا کہ اپنے گناہ کا انکار یا مجھوٹے بھانے بازی ذلیل گناہ ہے اقرار گناہ عبادت ہے۔ آدم علیہ سلام نے عرض کیا تھا رَبَّنَا ظَنَّمَا ظَنَنَّاکَ فَاَنْفَسَتْ اس سے ان کی محبوبیت ظاہر ہوئی ۷۔ کہ جھوٹی قسمیں کھا کر مسلمانوں کے دوست بنے رہے اور کفار کے بھی ہم بڑے ہی سیاست دان اور پالیسی باز ہیں، معلوم ہوا کہ گناہ پر غور ہونا منافقوں کا کام ہے ۸۔ معلوم ہوا کہ زیادہ قسمیں کھانا خصوصاً جب کہ جھوٹی ہوں۔ منافقوں کی علامت ہے۔ روایات میں ہے کہ زیادہ قسموں سے روزی گھٹی ہے۔ ۹۔ یعنی منافقین شاطرانہ چالوں سے ہی فرصت نہیں پاتے اللہ کی عبادت کب کریں ان کی نمازیں اور

(بقیہ صفحہ ۸۶۹) قسمیں بھی چال بازی کے لئے ہیں نہ کہ عبادت الہی کے لئے ۵۰ معلوم ہوا کہ بری نیت سے نیک کام بھی کرنا شیطانی عمل ہے 'منافقین چال بازی کے لئے نماز روزہ و زکوٰۃ ادا کرتے تھے مگر انہیں شیطانی نولہ قرار دیا گیا ۱۱ معلوم ہوا کہ حضور کی مخالفت اللہ کی مخالفت ہے کیونکہ کوئی شخص اپنی دانت میں اللہ کی مخالفت نہیں کرتا کافر کفر بھی کرتا ہے تو یہ سمجھ کر کہ رب اس سے راضی ہے ہاں حضور کی مخالفت کرتے ہیں اسے رب نے اپنی مخالفت فرمایا ۱۲ یعنی قیامت میں تو یقیناً اور بھی دنیا میں بھی یا اللہ کے نزدیک ذلیل ہیں اگرچہ دنیا میں کچھ ظاہری عزت پائیں لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۱۳ اس لئے کوئی نئی میدان جہاد میں مقابلہ کرتے ہوئے شہید نہ ہونے اور جو انبیاء کفار کے ہاتھوں شہید ہوئے وہ مجاہد نہ تھے اور ان کی شہادت ان کے غلبہ کا ذریعہ ہوئی کہ دین کا غلبہ ہوا۔

۱۰ یعنی ساری ایمانی چیزوں پر بعض ایمانی چیزیں فرما کر کل مراد لی گئیں نہ یعنی مومن کامل کی علامت یہ ہے کہ اس کا دل کفار کی طرف نہیں جھکتا اور ان سے مطلقا الفت نہیں ہوتی اس کے ماں باپ بھائی بن کافر ہوں تو اس کے دل میں ان سے الفت نہیں ہوتی محبت الہیہ دل میں دشمنان دین کی محبت نہیں آنے دیتی شرعاً۔

۱۱ ہزار خوشی کہ بیگانہ از خدا باشد دعا: یک تن بیگانہ کاشا باشد اللہ تعالیٰ ایسا کامل ایمان نصیب کرے اس آیت سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو کہتے ہیں کہ ہر مومن و کافر کو اپنا بھائی سمجھو سب صحابہ کرام کی زندگی اس آیت کی جتنی جاگتی تفسیر ہے جو کبھی مٹ نہیں سکتی ابو عبیدہ ابن جراح نے احد میں اپنے باپ جراح کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بدر

۱۲ میں عقبہ ابن ربیعہ کو قتل کیا حضرت عمر نے اپنے ماموں عاص ابن ہشام کو معصب ابن عمیر نے اپنے بھائی عبداللہ ابن عمیر کو بدر میں قتل کیا۔ ابو بکر صدیق نے اپنے بیٹے عبدالرحمن کو پکارا کہ آپ بیٹے کے دو دو ہاتھ ہو جائیں مگر حضور نے منع کیا۔ بعد میں عبدالرحمن ایمان لے آئے یہ ہے اس آیت کی تفسیر ۳ روح سے مراد قرآن کریم ہے یا حضرت جبریل یا فیہ مد خیال رہے کہ دنیا میں صحابہ کرام یا مسلمانوں پر تکالیف آتا اس آیت کے خلاف نہیں وہ تکالیف گنہگاروں کے گناہوں کا کفارہ ہوتی ہیں نیکیوں کے درجات بلند ہونے کا ذریعہ ایک ہی طاعون کفار کے لئے عذاب ہے مومنوں کے لئے رحمت اس پر صبر کی توفیق ملنا بھی اللہ تعالیٰ کی مدد ہے ۵ یعنی ایسے مخلص مومنوں کو دنیا میں یہ انعام ہے کہ انہیں ایمان پر استقامت نصیب ہوگی جیسے سکے سے اس کے گھر سے

نقل نہیں ملتے ایسے ہی ان کے دل سے ایمان زائل نہ ہو گا اور آخرت میں یہ انعام ملے گا کہ اللہ ان کا وہ اللہ کے جب اللہ ان کا ہو گیا تو اللہ کی سب چیزیں جنت اور وہاں کی نعمتیں بھی ان کی ہو گئیں۔ اللہ نصیب کرے آمین ۶ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ کی رضا بڑی نعمت ہے جو کسی کسی کو ملتی ہے دوسرے یہ کہ بزرگوں کو رضی اللہ عنہ کہہ سکتے ہیں خواہ وہ صحابی ہوں یا اولیاء اللہ یا علماء رب فرما تا ہے۔ یعنی اللہ عنہم وَرَضُوا عَنْهُ ذَلَّتْ لِيْضُنَّ حَسْبِيْ رَيْبُهُ جو اللہ سے ڈرے وہ اللہ سے راضی ہے اللہ اس سے راضی ہے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام اللہ کی جماعت ہیں اور تاقیامت جو ان کے ساتھ ہو وہ اللہ کی جماعت ہے جو ان سے علیحدہ ہو وہ شیطانی جماعت میں داخل ہے۔ ۸ (شان نزول) یہ سورہ کہ یہ یہود مدینہ میں سے بنی تفسیر کے متعلق نازل ہوئی جب حضور انور مدینہ منورہ میں رونق افروز ہوئے تو انہوں نے حضور سے اس شرط پر صلح کر لی کہ ہم غیر جانبدار رہیں گے نہ آپ سے لڑیں گے نہ آپ سے لڑنے

۱۳ اللہ کے نام سے شروع جو ہدایت مہربان رقم والا

۱۴ اللہ کے نام سے شروع جو ہدایت مہربان رقم والا

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ

مَنْ يَأْذَنُ الْكُفْرَ لَكُمْ وَلَمْ يَأْذَنُوا بِالْكُفْرِ لَكُمْ وَمَنْ يَأْذَنُ بِالْكُفْرِ لَكُمْ

مَنْ يَأْذَنُ بِالْكُفْرِ لَكُمْ وَمَنْ يَأْذَنُ بِالْكُفْرِ لَكُمْ وَمَنْ يَأْذَنُ بِالْكُفْرِ لَكُمْ

مَنْ يَأْذَنُ بِالْكُفْرِ لَكُمْ وَمَنْ يَأْذَنُ بِالْكُفْرِ لَكُمْ وَمَنْ يَأْذَنُ بِالْكُفْرِ لَكُمْ

مَنْ يَأْذَنُ بِالْكُفْرِ لَكُمْ وَمَنْ يَأْذَنُ بِالْكُفْرِ لَكُمْ وَمَنْ يَأْذَنُ بِالْكُفْرِ لَكُمْ

مَنْ يَأْذَنُ بِالْكُفْرِ لَكُمْ وَمَنْ يَأْذَنُ بِالْكُفْرِ لَكُمْ وَمَنْ يَأْذَنُ بِالْكُفْرِ لَكُمْ

مَنْ يَأْذَنُ بِالْكُفْرِ لَكُمْ وَمَنْ يَأْذَنُ بِالْكُفْرِ لَكُمْ وَمَنْ يَأْذَنُ بِالْكُفْرِ لَكُمْ

مَنْ يَأْذَنُ بِالْكُفْرِ لَكُمْ وَمَنْ يَأْذَنُ بِالْكُفْرِ لَكُمْ وَمَنْ يَأْذَنُ بِالْكُفْرِ لَكُمْ

مَنْ يَأْذَنُ بِالْكُفْرِ لَكُمْ وَمَنْ يَأْذَنُ بِالْكُفْرِ لَكُمْ وَمَنْ يَأْذَنُ بِالْكُفْرِ لَكُمْ

مَنْ يَأْذَنُ بِالْكُفْرِ لَكُمْ وَمَنْ يَأْذَنُ بِالْكُفْرِ لَكُمْ وَمَنْ يَأْذَنُ بِالْكُفْرِ لَكُمْ

مَنْ يَأْذَنُ بِالْكُفْرِ لَكُمْ وَمَنْ يَأْذَنُ بِالْكُفْرِ لَكُمْ وَمَنْ يَأْذَنُ بِالْكُفْرِ لَكُمْ

مَنْ يَأْذَنُ بِالْكُفْرِ لَكُمْ وَمَنْ يَأْذَنُ بِالْكُفْرِ لَكُمْ وَمَنْ يَأْذَنُ بِالْكُفْرِ لَكُمْ

مَنْ يَأْذَنُ بِالْكُفْرِ لَكُمْ وَمَنْ يَأْذَنُ بِالْكُفْرِ لَكُمْ وَمَنْ يَأْذَنُ بِالْكُفْرِ لَكُمْ

مَنْ يَأْذَنُ بِالْكُفْرِ لَكُمْ وَمَنْ يَأْذَنُ بِالْكُفْرِ لَكُمْ وَمَنْ يَأْذَنُ بِالْكُفْرِ لَكُمْ

مَنْ يَأْذَنُ بِالْكُفْرِ لَكُمْ وَمَنْ يَأْذَنُ بِالْكُفْرِ لَكُمْ وَمَنْ يَأْذَنُ بِالْكُفْرِ لَكُمْ

مَنْ يَأْذَنُ بِالْكُفْرِ لَكُمْ وَمَنْ يَأْذَنُ بِالْكُفْرِ لَكُمْ وَمَنْ يَأْذَنُ بِالْكُفْرِ لَكُمْ

مَنْ يَأْذَنُ بِالْكُفْرِ لَكُمْ وَمَنْ يَأْذَنُ بِالْكُفْرِ لَكُمْ وَمَنْ يَأْذَنُ بِالْكُفْرِ لَكُمْ

مَنْ يَأْذَنُ بِالْكُفْرِ لَكُمْ وَمَنْ يَأْذَنُ بِالْكُفْرِ لَكُمْ وَمَنْ يَأْذَنُ بِالْكُفْرِ لَكُمْ

مَنْ يَأْذَنُ بِالْكُفْرِ لَكُمْ وَمَنْ يَأْذَنُ بِالْكُفْرِ لَكُمْ وَمَنْ يَأْذَنُ بِالْكُفْرِ لَكُمْ

مَنْ يَأْذَنُ بِالْكُفْرِ لَكُمْ وَمَنْ يَأْذَنُ بِالْكُفْرِ لَكُمْ وَمَنْ يَأْذَنُ بِالْكُفْرِ لَكُمْ

مَنْ يَأْذَنُ بِالْكُفْرِ لَكُمْ وَمَنْ يَأْذَنُ بِالْكُفْرِ لَكُمْ وَمَنْ يَأْذَنُ بِالْكُفْرِ لَكُمْ

۶۔ تمہارے ہاتھوں انہیں قتل یا قید کرنا، جیسے بنی قریظہ کا حشر ہوا۔ یعنی اس جلاوطنی کے سبب ان کا عذاب آخرت بلکا نہ ہوا۔ وہ پورا پورا طے لگا ہے۔ ۸۔ اس طرح کہ پہلے حضور سے معاہدہ کیا پھر مشرکین مکہ سے مل گئے، اور غزوہ خندق میں کفار مکہ کی پوری مدد کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت رب کی مخالفت ہے۔ ۹۔ لہذا اے مسلمانوں! تم سیدھے راستہ پر قائم رہنا اللہ و رسول سے کہے ہوئے عہد پورے کرنا اس واقعہ سے عبرت لے کر ۱۰۔ (شان نزول) جب بنی نضیر اپنے قلعوں میں پناہ لے گئے تھے تو حضور نے ان کے باغات وغیرہ کاٹ ڈالنے اور جلا دینے کا حکم دیا تاکہ وہ لوگ اس سے گھبرا کر باہر آ جاویں یا انہیں صدمہ ہو۔ بعض مسلمانوں نے درخت کاٹ دینے بعض نے کھانا نہ کاٹوئے بال غنیمت ہے جو آخر ہمارے ہاتھ آئے گا۔ اس پر یہ آیت کریمہ اتاری جس میں ان دونوں

ہے ۶۔ تمہارے ہاتھوں انہیں قتل یا قید کرنا جیسے بنی قرطبہ کا شہر ہوا۔ یعنی اس جلا وطنی کے سبب طرح کہ پہلے حضور سے معاہدہ کیا پھر مشرکین مکہ سے مل گئے اور قرۃ خندق میں کفار مکہ کی پوری مخالفت رب کی مخالفت ہے ۹۔ لہذا اے مسلمانوں! تم سیدھے راستہ پر قائم رہنا اللہ رسول سے کئے ہو جب بنی نصیر اپنے قلعوں میں پناہ لئے ہوئے تھے تو حضور نے ان کے ہاغات وغیرہ کاٹ ڈالنے اور جلا وطنی صدمہ ہو۔ بعض مسلمانوں نے درخت کاٹ دیئے بعض نے اکاٹ کاٹ دیا۔ مال غنیمت ہے جو آخر ہمار

(بقیہ صفحہ ۸۷۱) جماعتوں کی تشریف فرما گئی کہ کائنات والے بھی جے ہیں نہ کائنات والے بھی ناس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور انور کا حکم ماننا ہر مسلمان پر لازم ہے مگر رائے شریف ماننا ضروری نہیں۔ دوسری رائے دینا میں بھی جائز ہے کہ حضور نے درخت کائنات کی رائے دی تھی، دوسرے یہ کہ ہر مجتہد کو ثواب ملتا ہے اگرچہ قول ایک ہی کا مطابق واقعہ کہ ہو، تیسرے یہ کہ جہاد میں کفار کا مال برباد کرنا انہیں مسموم کرنے کے لئے جائز ہے۔ ۱۱۔ یعنی بنی نصیر کے چھوٹے ہوئے مال تمہیں بغیر جہاد کے میسر ہوئے لہذا یہ قیمت کی طرح تقسیم نہ ہوں گے، بلکہ خالص حضور کا حق ہیں۔ جس طرح چاہیں تصرف فرمادیں، چنانچہ حضور نے یہ اموال مہاجرین میں

تقسیم فرمائے انصار میں سے تین صاحبوں کو عطا فرمائے، ساک ابن خراہ، یعنی ابو جاند، سہل ابن حنیف، حارث ابن مرہ ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کا جو مال ان کے ہمارا جانے کے بعد دارالسلام میں رہ جائے وہ قیمت نہیں۔ حکومت اسلامیہ کی ملک ہے جہاں چاہے خرچ کرے، چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی نصیر کا مال قیمت نہ بنایا جو مال جنگ کے ذریعہ ہاتھ لگے وہ قیمت ہے، مہاجرین میں اس تفصیل سے تقسیم ہو گا جو دسویں پارہ میں گزر چکی۔

۱۔ وہ کمزوروں سے قوی لوگوں کو ہلاک کر سکتا ہے اہل بیت سے قتل ہوا سکتا ہے ۲۔ یعنی حضور کے رشتہ دار بنی ہاشم بنی مطلب جو حضور کے شمس میں سے تھے لیتے تھے، حضور کی وفات کے بعد اب انہیں قربات کی بنا پر حصہ نہ ملے گا بلکہ فقر کی وجہ سے اس صورت میں یہ آیت قیمت کے متعلق ہے یا وہ نے کامل جو بغیر جہاد مل جائے اس صورت میں یہ پہلے جملہ کی تفصیل ہے ۳۔ خیال رہے کہ بنی نصیر کے مال بغیر جہاد مسلمانوں کے قبضہ میں آئے، ایسے ہی خیبر بغیر جنگ قبضہ میں آیا۔ اس کے اموال نے بنے، اس سے معلوم ہوا کہ باغ فدک صرف فاطمہ زہرا کا حصہ نہیں بلکہ اس میں مساکین مسافروں وغیرہ سب کا حق ہے کیونکہ یہ فے ہے جو وقف ہوتا ہے باغ فدک نے کے طور پر حضور کا تھا۔ نے وہ کفار کا مال ہے جو بغیر جنگ ہاتھ آجائے اس لئے حضرت علی نے بھی فدک تقسیم نہ فرمایا ۴۔ (شان نزول) زمانہ جاہلیت میں دستور تھا کہ قیمت کا چوتھائی حصہ سردار لے لیتا، باقی تین حصے فوجی آپس میں اس طرح تقسیم کر لیتے تھے کہ مالدار لوگ زیادہ لیتے، تھوڑا سا غریب کو دے دیتے، ایک بار صحابہ کرام نے حضور سے عرض کیا کہ اس قیمت سے چوتھائی حضور قبول فرمائیں، باقی ہم لوگ رسم کے مطابق بانٹ لیں گے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ۵۔ یعنی قیمت سے جو حصہ حضور دیں۔ وہ لے لو۔ ۶۔ یعنی کفار کی مٹروکہ جائیداد خصوصیت سے ان مہاجرین کا حق ہے جو کہ معطلہ سے

شَيْءٍ عَقْدِيٍّ مَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرَى

اگر سکتا ہے کہ جو قیمت دلائی اللہ نے اپنے رسول کو ہشرواؤں سے

فَلِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ

وہ اللہ اور رسول کی ہے اور رشتہ داروں کے اور یتیموں اور مسکینوں

وَابْنِ السَّبِيلِ لَكَ لَا يَكُونُ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ

اور مسافروں کے لئے نہ کہ تمہارے اغنیاء کا مال نہ ہو جائے تھے

وَمَا أَتَاكُمْ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا

اور کہ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو

وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ

اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے۔ ان فقیر ہجرت کرنے والوں کے لئے

الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا

جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے اللہ کا فضل

مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا وَيَبْصُرُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَٰئِكَ هُمُ

اور اسکی رضا پہنچتے ہیں اور اللہ و رسول کی مدد کرتے وہی سچے

الضَّادُّونَ وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ

دوست رکھتے ہیں انہیں جو انکی طرف ہجرت کر کے گئے تھے اور اپنے دلوں میں کوئی

يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ

دوست رکھتے ہیں انہیں جو انکی طرف ہجرت کر کے گئے تھے اور اپنے دلوں میں کوئی

حَاجَةً مِّمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ

م حاجت نہیں پاتے اس چیز کی جو دینے کے لئے اور اپنی جانوں پر انکو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ

وَهُمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُوْثِقْ شَرَفَ نَفْسِهِ فَاُولَٰئِكَ هُمُ

انہیں شہید مہاجر جو مال اور جو اپنے نفس کے لالچ سے بچایا گیا تو وہی

نکالے گئے، ان کی جائیدادوں پر کفار کے حصہ نہ ملے کہ قبضہ کر لیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر مسلمان کفار کے مال پر قبضہ کر لیں تو اس کے مالک ہو جائیں گے کیونکہ رب تعالیٰ نے ان مہاجر مسلمانوں کو فقراء فرمایا۔ جو اپنے املاک کہ معطلہ میں چھوڑ کر آئے تھے۔ خیال رہے کہ سو (۱۰۰) مہاجر وہ تھے جنہیں کفار نے مکہ معطلہ سے نکالا باقی مہاجرین تو رضائے الہی کے لئے ہجرت کر کے آئے تھے۔ جیسا کہ تفسیر روح البیان میں ہے۔ ۱۔ یعنی ان مجبوروں کی ہجرت بھی اللہ رسول کی رضا کے لئے ہے ۲۔ یعنی ان مہاجرین کی ہجرت کا اصل مقصد اللہ و رسول کی مدد کرنا ہے، اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کی مدد کرنا درود رب کی مدد کرنا ہے کیونکہ مہاجرین حضور کی مدد کے لئے آئے تھے رب نے فرمایا میری مدد کے لئے آئے دوسرے یہ کہ اللہ کے بندوں کی مدد لینا شرک نہیں، ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ خلفاء راشدین

انصار کی تعریف میں یہ فرمایا ۱۲۔ یعنی مہاجرین کو جو غنیمت وغیرہ سے زیادہ اموال دے دیئے جاویں تو انصار اس پر رشک نہیں کرتے، حضور کے فیضِ صحبت سے ان کے دل ملکی بن چکے تھے، حدودِ رشک و حرص سے پاک ہو چکے ہیں ۱۳۔ (شانِ نزول) اس طرح کہ خود بھوکے رہ کر مہاجر بھائی کو کھلا دیتے ہیں، یہ آیت حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی کہ حضور کی بارگاہ میں ایک مسکین بھوکا حاضر ہوا، حضور نے فرمایا جو اسے مہمان بنائے، اللہ اس پر رحمتیں نازل کرے، ابو طلحہ اسے اپنے گھر لے گئے، گھر میں بچوں کے لئے تھوڑا کھانا تھا، باقی کچھ نہ تھا، آپ نے اپنی بیوی سے فرمایا کہ بچوں کو بھانہ سے بھوکا سلا دینا اور رات کو کھاتے وقت بھانہ سے چراغ گل کر دینا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ آپ مہمان کے ساتھ کھانے بیٹھے اور دکھانے کے لئے جھوٹ مومت ان کے ساتھ کھاتے رہے، سب نے بھوکے رات گزار دی، اس بھوکے کا پیٹ بھر دیا ان کے حق میں یہ آیت کریمہ اتری۔ جب صبح کو سرکار کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور نے یہ آیت سنائی اور فرمایا کہ رب تم سے راضی ہو۔

دل میں کسی صحابی سے عداوت ہے وہ مومن نہیں ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومنین کی تین جماعتیں ہیں، 'مہاجرین' انصار ان کے دعاگو مومن، لہذا روافض و خوارج ان تینوں سے خارج ہیں۔ کیونکہ اس آیت میں صحابہ کے بعد والے مومنوں کی علامت یہ بتائی گئی کہ وہ اہل بیت اور صحابہ کے دعاگو ہیں۔ اور ان کے بننے عام مسلمانوں خصوصاً صحابہ کے لئے پاک ہیں۔ ۶۔ معلوم ہوا کہ منافق کفار کے بھائی ہیں مومن کے بھائی نہیں اگرچہ بظاہر کلمہ پڑھیں، وہ وقت پر کفار ہی کا ساتھ دیتے ہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ کفار کو بھائی سمجھنا بھائی کتنا منافقوں کا کام ہے ۷۔ مدینہ منورہ کے منافقوں نے یود مدینہ بنی انصاریہ سے خفیہ معاہدے کئے تھے کہ اگر تم سے اور مسلمانوں سے جنگ ہوئی تو ہم تمہاری مدد کریں گے اور اگر مسلمان غالب آکر تمہیں جلا وطن کریں تو ہم تمہارے ساتھ چلیں گے' اس آیت میں اس خفیہ معاہدہ کا راز

فِي سَمْعٍ | اللَّهُ ٢١

ڈر ہے کہ یہ اس لئے کہ وہ ناسمجھ لوگ ہیں کہ یہ سب مل کر بھی تم سے

منزل ۷

(ایضاً صفحہ ۸۷۳) فاش کیا گیا ۸۔ یعنی اگر ہمیں تمہاری مدد سے مسلمان بلکہ خود حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم بھی منع کریں گے تب بھی ہم ان کی نہ مانیں گے، تمہارا ہی ساتھ دیں گے ۹۔ معلوم ہوا کہ منافق درحقیقت کسی کا ساتھی نہیں نہ اس کے وعدوں کا اعتبار نہ کفار کو اس پر اعتبار آتا ہے نہ مسلمانوں کو، یہ بھی معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ اپنے حبیب کو ان کے خفیہ رازوں پر اطلاع دیتا ہے کیونکہ منافقوں کی یہ فلتانگہ زبانت رازداری کے ساتھ تمناؤں میں ہوئی تھی۔ پھر جو رب نے کہا تھا وہی ہوا ۱۰۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بنی نضیعہ نکالے گئے کوئی منافق ان کے ساتھ نہ نکلا۔ یہود سے عموماً جنگیں ہوئی۔ بنی قریظہ قتل کئے گئے۔ منافقوں نے ان کی مدد نہ کی

الحشر ۹

۸۷۴

بسم اللہ

جَمِيعًا اَلْاَنِي قَرْمِي مُحَصِّنَةً اَوْ مِنْ وَرَآءِ جَدْرٍ

نہ قریبی گئے مگر غور بند شہروں میں نہ یا حصوں کے پیچھے

بِاسْمِ رَبِّهِمْ شَدِيدًا تَحْسِبُهُمْ جَمِيعًا وَقُلُوبُهُمْ

آپس میں الکی آج سخت ہے مگر تم انہیں ایک سمجھا سمجھو کے اور انکے دل

شَتَّىٰ ذَلِكْ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُونَ ﴿۱۰﴾ كَمَثَلِ الَّذِيْنَ

انک ایک ہیں نہ یہ اس لئے کہ وہ بے عقل لوگ ہیں۔ ان کی س کماوت جڑ ایسی

مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا ذَا قُوَا وَاَبَالَ اَمْرُهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ

قریب زمانہ میں ان سے پہلے تھے انہوں نے اپنے کام کا وبال بٹھا اور انکے لئے دردناک عذاب

اَلِيْمٌ ﴿۱۱﴾ كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اَكْفُرْ فَلَمَّا

بے شک شیطان کی کماوت جب اس نے آدمی سے کہا کفر کر نہ پھر جب

كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بِرَبِّیْٓ اَعْمٰنٌ اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰهَ سَابَّ

اس نے کفر کر لیا اور لایں تجھ سے ایک بول میں اللہ سے ڈرتا ہوں جو سارے جہان کا

اَلْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۲﴾ فَكَانَ عَاقِبَتُهُمَا اَنَّهُمَا فِی النَّارِ خٰلِدٰیْنِ

رہے تو ان دونوں کا انجام یہ ہوا کہ وہ دونوں آگ میں ہیں ہمیشہ اس میں

فِیْهَا وَذٰلِكَ جَزَاُ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۳﴾ یٰۤاَيُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

رہے اور ظالموں کی یہی جزا ہے نہ لئے ایمان والو

اَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَّاَتَّقُوا اللّٰهَ

اللہ سے ڈرو اور ہر جان دیکھ کر کل کئے کیا آگے بھجھا نہ اور اللہ سے ڈرو

اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَلَا تَوَلُّوْا كَالَّذِیْنَ

جنگ اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے نہ اور ان جیسے نہ ہو

تَسُوْا اللّٰهَ فَاَنْتُمْ اَنْفُسُكُمْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۱۵﴾

جو اللہ کو قبول دیکھو نہ تو اللہ نے انہیں ملا کر اپنی جانیں یاد نہ رہیں کہ وہی فاسق ہیں کہ

منزل ۹

۱۱۔ یعنی اگر بغرض محال یہ منافق یہود کی مدد بھی کریں تو ان کے ساتھ خود بھی بھاگ جائیں گے، پھر جب ان کے کفر کھل جائے پر ان کی خبری گئی تو ان کا مددگار کوئی نہ ہو گا کہ کفار تو پہلے ہی بھاگ چکے ہوں گے ۱۲۔ یعنی منافقین تمہارے۔ منے خوف خدا ظاہر کرتے ہیں مگر درحقیقت ان کے دلوں میں خدا کا خوف نہیں تمہارا ڈر ہے، یہاں خوف خدا سے مراد ان کا زبانی خوف ہے ورنہ منافقوں کے دل میں خوف خدا مطلق نہ تھا ۱۳۔ منافق نہ اللہ کو جانیں نہ اس کے رسول کو پہچانیں، صرف اپنی غرض نکالنا جانتے ہیں۔

۱۔ یعنی یہ منافقین یہود دل کر بھی آپ سے آنے سامنے مقابلہ میں جنگ نہیں کر سکتے۔ کافر کے دل میں ہمت نہیں ۲۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ مدینہ منورہ کے اہل کتاب و منافقین نے بھی کھلم کھلا مسلمانوں سے مقابلے کی ہمت نہ کی، بلکہ غزوہ خندق کے بعد جب مسلمانوں نے ان کی بدعہدی کی بنا پر ان سے مقابلہ کیا تو اپنے کوچہ بند محلوں میں بند ہو کر بیٹھ گئے پھر مجبوراً ”نکلتے تو بنی قریظہ قتل اور بنی نضیرہ جلا وطن کر دیئے گئے۔ رب نے جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔ یہاں صرف مدینہ کے کتابیوں کا ذکر ہے لہذا آیت پر یہ اعتراض نہیں کہ عہد نبوی میں، مشرکین اور عہد فاروقی میں یہود و نصاریٰ مسلمانوں کے مقابل آئے اور ان سے بڑے معرکہ کی لڑائیاں ہوئیں ۳۔ یعنی اگر یہود و منافقین آپس میں لڑیں تو بہت سختی سے لڑیں، مگر وہب کے فضل و کرم سے مسلمانوں کے مقابلہ میں بزدل ہیں ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار مسلمانوں کے مقابلہ میں صحتاً ایک ہو جاتے ہیں، ان پر مسلمانوں کو اعتماد نہ چاہیے، نیز کفار آپس میں حقیقتاً ایک نہیں، ان میں ہر۔ دشمنی ہے، جیسا کہ آج تک دیکھا جا رہا ہے، ”انگریز“ ”جر“ ”ہندو اور سکھ“ ”یہودی اور عیسائی“ ان میں ایسے اختلافات ہیں کہ قیامت تک نہیں مٹ سکتے۔ ۵۔ یعنی ان کا حال کفار کے کا سا ہے، جو بہت ساز و سامان کے مالک تھے مگر بدر میں غریب مسلمانوں کے ہاتھوں مغلوب ہوئے ”رب چاہے تو اہل بیت سے لیں مروارے۔ ۶۔ منافق لوگ شیطان کی طرح کفار سے کفر کراتے ہیں چہ وقت پہ منہ پھیر جاتے ہیں ۷۔ معلوم ہوا کہ خدا کا ہر ذرہ تقویٰ نہیں ہوتا بلکہ وہ ذرہ جو اطاعت الہی کا ذریعہ بن جائے ورنہ شیطان بھی خدا سے ڈرتا ہے۔ مگر وہ حقیقی یا مومن نہیں، ”رب سے ڈر چار طرح کا ہے، گناہ کرنے پر سزا سے ڈرنا، سبکی کر کے نہ قبول ہونے سے ڈرنا، اس کی عظمت سے ڈرنا، اس کے وعدوں کے خلاف ہونے سے ڈرنا یا فقط اہلیت سے ڈرنا ۸۔ ایسے ہی ظاہری کفار کے ساتھ منافقین بھی دوزخ میں پیشہ رہیں گے۔ معلوم ہوا کہ دنیا میں جس سے محبت ہوگی اس کے ساتھ آخرت میں رہنا سہنا ہوگا، انشاء اللہ حضور کے ظلام حضور کے ہمراہ ہوں گے ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایک سماعت کی فکر بہت سے ذکر سے بہتر ہے۔ مگر فکر سے مراد سوچنا ہے، ”رب کی عظمت، حضور کے حماد، اپنے گناہ سوچنا“

ہوئے ”رب چاہے تو اہل بیت سے لیں مروارے۔ ۶۔ منافق لوگ شیطان کی طرح کفار سے کفر کراتے ہیں چہ وقت پہ منہ پھیر جاتے ہیں ۷۔ معلوم ہوا کہ خدا کا ہر ذرہ تقویٰ نہیں ہوتا بلکہ وہ ذرہ جو اطاعت الہی کا ذریعہ بن جائے ورنہ شیطان بھی خدا سے ڈرتا ہے۔ مگر وہ حقیقی یا مومن نہیں، ”رب سے ڈر چار طرح کا ہے، گناہ کرنے پر سزا سے ڈرنا، سبکی کر کے نہ قبول ہونے سے ڈرنا، اس کی عظمت سے ڈرنا، اس کے وعدوں کے خلاف ہونے سے ڈرنا یا فقط اہلیت سے ڈرنا ۸۔ ایسے ہی ظاہری کفار کے ساتھ منافقین بھی دوزخ میں پیشہ رہیں گے۔ معلوم ہوا کہ دنیا میں جس سے محبت ہوگی اس کے ساتھ آخرت میں رہنا سہنا ہوگا، انشاء اللہ حضور کے ظلام حضور کے ہمراہ ہوں گے ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایک سماعت کی فکر بہت سے ذکر سے بہتر ہے۔ مگر فکر سے مراد سوچنا ہے، ”رب کی عظمت، حضور کے حماد، اپنے گناہ سوچنا“

(بقیہ صفحہ ۸۷۴) سب اس میں داخل ہیں یہ ہی مراقبہ کی اصل ہے، علی مرتضیٰ فرماتے ہیں، جو دنیا میں اپنا حساب کرتا رہے گا اس کے لئے آخرت کا حساب آسان ہو گا ۱۰۔ لہذا جب گناہ کرنے لگو تو سوچ لو کہ رب ہمارے اس گناہ کو دیکھ رہا ہے ۱۱۔ جیسے یہود و نصاریٰ اور منافقین جنہیں اللہ رسول کے حقوق یاد نہ رہے اس سے معلوم ہوا کہ اسلام کے سوا اور دین میں رہ کر رب کی یاد قبول نہیں، کیونکہ وہ کفار اپنے عقیدے کے مطابق رب کو یاد کرتے تھے، مگر رب نے فرمایا کہ یہ خدا کو بھول بیٹھے ۱۲۔ یعنی رب سے غافل ہونے کا اثر یہ ہوا کہ انہیں یہ بھی کبھی فکر نہیں ہوتی، کہ ہم دنیا میں کیوں آئے اور ہم کو کیا کرنا چاہیے۔ معلوم ہوا کہ آخرت کی فکر نہ ہونا رب کا عذاب ہے ۱۳۔ عقیدے کے بھی فاسق عمل کے بھی بدکار۔

۱۔ یعنی مومن و کافر خوش نصیب، بد نصیب فاسق و متقی درجے میں برابر نہیں، اگرچہ دنیا میں شکل و صورت میں یکساں معلوم ہوتے ہیں۔ جب جنتی اور دوزخی برابر نہیں بلکہ جنتی بھی آپس میں برابر نہیں۔ بعض بعض سے اعلیٰ ہیں تو نبی اور امتی کیسے برابر ہو سکتے ہیں۔ اس آیت سے انہیں عبرت حاصل کرنی چاہیے جو نبی سے ہمسر کا دعویٰ کرتے ہیں ۲۔ کہ زندگی اللہ کی رضا میں گزار دی اور آخرت میں اس کی نعمتوں کے مستحق ہوئے کفار دونوں جگہ نقصان میں رہے ۳۔ یہاں قرآن سے مراد کلام الہی ہے اور اتارنے سے مراد اس کلام کے اسرار و رموز پر مطلع کرنا ہے یعنی اگر ہم اسرار قرآن پر پہاڑ کو مطلع کر دیتے تو وہ تاب نہ لاتا پھٹ جاتا لہذا اس پر یہ اعتراض نہیں کہ قرآن مجید کے ہزار ہائے کلموں کی الماریوں میں رکھے رہتے ہیں وہ نہیں ٹوٹی۔ کیونکہ یہ اور اہل قرآن کا رکھنا ہے نہ کہ کلام الہی کا اتارنا ۴۔ اس آیت سے اشارہ "معلوم ہوا کہ حضور کا قلب شریف پہاڑ سے زیادہ قوی و مضبوط ہے۔ کہ اللہ کا خوف اسرار الہی سے واقفیت علی وجہ الکمال حاصل ہے پھر اپنے مقام پر قائم ہے۔ تجلی الہی کی طور پہاڑ تاب نہ لاسکا۔ مگر حضور نے عین ذات الہی کا نظارہ کیا۔ پلک بھی نہ بھپکا۔ مَارَآءَ أَنْفُسِهِ مَا كَلَفِي نَبِيٍّ اس سے کفار کی سخت دلی ظاہر ہے کہ قرآن سن کر بھی عاجزی نہیں کرتے ۵۔ اور خیال کریں کہ جب ہم اشرف المخلوقات ہیں تو چاہیے کہ ہمارے اعمال بھی اشرف و اعلیٰ ہوں۔ ۶۔ یعنی جو چیزیں بندے کے لئے غیب و شہادت ہیں رب ان سب کو جانتا ہے، ورنہ رب کے لئے کوئی چیز غیب نہیں، ہر معدوم و موجود اس پر ظاہر ہے ان چیزوں کا غیب ہونا ہمارے لحاظ سے ہے خیال رہے کہ غیب اور غائب میں بڑا فرق ہے غیب وہ جو ہر ایک سے ہر طرح پوشیدہ ہو کہ نہ تو اس سے معلوم ہو سکے نہ ہدا ہتہ عقل سے، غائب وہ جو کسی سے کسی طرح پوشیدہ ہو۔ ملک و

۸۷۵

قُلْ سَمِعَ اللَّهُ ۲۸

لَا يَسْتَوِي أَصْحَابُ النَّارِ وَأَصْحَابُ الْجَنَّةِ أَصْحَابُ

دوزخ والے اور جنت والے برابر نہیں نہ جنت والے

الْجَنَّةِ هُمُ الْفَائِزُونَ ۱۰ لَوْ أَنزَلْنَا هَذَا الْقُرْآنَ عَلَى

ہی مراد کو پہنچے نہ اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر اتارتے نہ

جَبَلٍ لَّرَأَيْتَهُ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللَّهِ ۱۱

تو ضرور تو اسے دیکھنا بھکا ہوا پاش پاش ہوتا اللہ کے خوف سے نہ

وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ لِنُذِرَ بِهَا النَّاسَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ۱۲

اور یہ مثالیں لوگوں کے لئے ہم بیان فرماتے ہیں کہ وہ سوچیں نہ

هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عِلْمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ

وہی ہے اللہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں، ہر بہاں و غماں کا جاننے والا نہ

هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ ۱۳ هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا

وہی ہے بڑا مہربان رحمت والا وہی ہے اللہ جس کے سوا کوئی معبود

هُوَ الْمَلِكُ الْقَدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُبِينُ ۱۴

نہیں، بادشاہ شہ نہایت پاک سلامتی دینے والا امان بخشنے والا حافظ فرمانے والا

الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۱۵

عزت والا عظمت والا مجبور والا قہر والا اللہ کو پاکی ہے ان کے شرک سے۔

هُوَ اللَّهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْأَسْمَاءُ

وہی ہے اللہ بنانے والا پیدا کرنے والا الہ ہر ایک کو صورت دینے والا الہی کے ہیں

الْحُسْنَى يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ

سب اپنے نام لے الہی کی پاکی لو تا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے

وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۱۶

اور وہی عزت و حکمت والا ہے کہ

مَنْزِلٌ

ملکوت کا سچا داعی حقیقی مالک ظاہری عالم کو ملک کہتے ہیں باطنی دپوشیدہ عالم کو ملکوت جیسے عالم احوال یا عالم امر وغیرہ ۸۔ اپنے فرمانرواؤں کو دنیا میں نفس و شیطان سے امن دینے والا آخرت میں عذاب دوزخ سے، خیال رہے کہ اللہ بھی مومن ہے۔ حضور بھی مومن اور عام مسلمان بھی مومن، مگر ان مومنوں کے معنی میں بڑا فرق ہے جیسے لفظ مومن کو دیکھ کر ہم رب کو اپنا بھائی نہیں کہہ سکتے، ایسے ہی حضور کو مومن کہہ کر اپنا بھائی کہنا حرام ہے ۹۔ یعنی اپنی بڑائی بندوں پر ظاہر فرمانے والا تکبر بندے کے لئے عیب ہے، رب کا کمال ہے، بندے کا کمال عجز و انکساری ہے، ہاں رب کے شکر کے لئے اس کی نعمتیں ظاہر کرنا تکبر نہیں بلکہ شکر ہے ۱۰۔ بندوں کو ظاہری شکل و صورت بخشا خلق ہے باطنی اوصاف بخشا بزرگ یا اندازہ لگانا خلق ہے نیست کو بہت فرمانا بزرگ۔ لہذا رب تعالیٰ خالق بھی ہے باری بھی ۱۱۔ ہر مخلوق کو ایسی

(فقہ صفحہ ۸۷۵) صورت دیتا ہے جو اس کے لائق ہے ۱۲۔ ایک نام ذاتی ہے 'اللہ' باقی نام صفاتی، کل نام نانوائے ہیں بعض روایات کی رو سے ایک ہزار مگر ہر نام بہت اعلیٰ معنی والا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ رب کو معمولی ناموں سے یاد کرنا سخت جرم ہے جیسے پرہیز و غیرہ ۱۳۔ حقیقی عزت و غلبہ اور حقیقی حکمت رب کی ہے اس کی عطا سے بعض بندے بھی عزیز و حکیم ہیں رب فرماتا ہے تَعْلَمُونَ أَنِّي مُنذِرٌ لَّكُمْ آيَاتِي وَلَئِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُوا أَمْرِي (شان نزول) کہ تم میرے ایک کافرہ عورت سارہ خنکائی سے نکل آ کر مدینہ منورہ آئی۔ مسلمانوں نے اس کی بہت مدد کی، ایک صحابی حاطب ابن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے اسے دس دینار ایک چادر اور ایک خط مکہ والوں کے نام دیا۔ اس خط میں لکھا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تم پر حملہ آور ہونے والے ہیں فتح مکہ کے لئے تم لوگ اپنا انتظام کر لو، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی خبر صحابہ کو دی اور حضرت علی مرتضیٰ و دیگر اصحاب سے فرمایا کہ تم خانہ باغ میں جاؤ وہاں ایک مسافرہ عورت ہے جس کے پاس حاطب ابن بلتعہ کا خط ہے وہ خط اس سے لے آؤ، اسے چھوڑ دو اور اگر عورت انکار کرے تو قتل کر دو۔ ان حضرات نے اس عورت کو اس باغ میں گرفتار کر لیا۔ اس نے بولا "تو انکار کیا پھر قتل کی دھمکی سے اپنے بالوں گئے جوڑے میں سے خط نکال کر دیا۔ حضور نے حضرت حاطب کو بلا کر پوچھا کہ حاطب یہ کیا انہوں نے عرض کیا کہ حضور میرے ہال بچے مکہ معظمہ میں بالکل بے کس ہیں میرا وہاں کوئی عزیز و اقارب نہیں، میں نے چاہا کہ کفار مکہ پر یہ احسان کر دوں تاکہ اس کے عوض وہ میرے بچوں کی حفاظت کریں کیونکہ ان پر عذاب یقیناً آئے گا۔ میرا خط انہیں بچانے کے گا۔ حضور نے ان کا عذر قبول فرمایا۔ حضرت عمر فاروق نے حاطب کے قتل کی اجازت چاہی مگر حضور نے فرمایا کہ حاطب پدر کے غازیوں میں سے ہیں تب یہ آیت کریمہ اتری، اس سے نبی کریم کا علم غیب ثابت ہوا ۱۴۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ کے نیک بندوں کا دشمن اللہ کا دشمن ہے کفار مکہ مسلمانوں کے دشمن تھے مگر رب نے فرمایا میرے دشمن، دوسرے یہ کہ کافروں سے دوستی مطلقاً حرام ہے اگرچہ کافر اپنا باپ یا بیٹا یا بیوی وغیرہ ہو۔ تیسرے یہ کہ کفار کو مسلمانوں کے راز سے خبردار کرنا غداری اور دین و قوم کی بغاوت ہے چوتھے یہ کہ گناہ سے انسان کافر نہیں ہوتا رب نے انہیں مومن فرمایا ۱۵۔ حق سے مراد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کا ہر کلام ہر کام حق ہے اور حق کی طرف سے ہے یا قرآن کریم یا دین اسلام مراد سے (روح وغیرہ) ۱۶۔ یعنی کفار تمہیں مکہ معظمہ سے ہجرت کرنے پر مجبور کرتے ہیں، ورنہ کفار نے حضور کو مکہ

معظمہ سے نکالنا نہ چاہا تھا شہید کرنا چاہا تھا ۱۷۔ یعنی وہ تمہارے ایمان کے دشمن ہیں اور تم انہیں مدد دے رہے ہو، کتنی بری بات ہے ایمان کا دشمن جان کے دشمن سے زیادہ خطرناک ہے، انہوں نے تمہیں مکہ سے صرف اس لئے نکالا کہ تم مومن ہو، ورنہ تمہارا کوئی قصور نہ تھا ۱۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی راہ میں جہاد جب ہی ہو گا، جب مجاہد کا دل مومن کی محبت کافر کی عداوت سے پر ہو اگر مجاہد کے دل میں کافر کی طرف تمنا یا سامیلاں بھی ہو، تو وہ مجاہد کی سمیل اللہ نہیں ہے۔ یعنی تم کفار کو وہ پیام بھیجے جو جس سے انہیں تم سے محبت ہو اور اس محبت سے وہ تمہارے مکہ میں رہ جانے والے بال بچوں کی حفاظت کریں، محبت کے پیام سے یہ ہی مراد ہے کیونکہ حضرت حاطب نے یہ ہی تو کیا تھا ۱۸۔ یعنی رب تعالیٰ تمہارے ولی میلان اور بدنی اعمال سے خبردار ہے، تم اپنے دل کفار کی محبت سے پاک و صاف رکھو ۱۹۔

۱۱۳ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوْكُمْ اَوْلِيَاءَ تُلْقُوْنَ الْيَمُّ بِالْمُؤَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَاءَكُمْ

۹۱ سُوْرَةُ الْمَمْتَحَنَةِ مَكِّيَّةٌ ۱۱۳ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوْكُمْ اَوْلِيَاءَ تُلْقُوْنَ الْيَمُّ بِالْمُؤَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَاءَكُمْ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوْكُمْ اَوْلِيَاءَ تُلْقُوْنَ الْيَمُّ بِالْمُؤَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَاءَكُمْ

اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ کہ

اَوْلِيَاءَ تُلْقُوْنَ الْيَمُّ بِالْمُؤَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَاءَكُمْ

تم انہیں خبریں پہنچاتے ہو دوستی سے حالانکہ وہ منکر ہیں اس حق کے جو تمہارے

مِنْ اٰتِيْكُمْ يُخْرِجُوْنَ الرُّسُوْلَ وَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوْكُمْ اَوْلِيَاءَ تُلْقُوْنَ الْيَمُّ بِالْمُؤَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَاءَكُمْ

پاس آتا کہ گھر سے نکالتے ہیں رسول کو اور انہیں کہ اس پر کہ تم اپنے رب اللہ پر ایمان

رَبِّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِیْ وَابْتِغَاءَ

لا رِبَّ لَہِ اِلَّا اَنَا تَعَالٰی اَنَا اَمْرٌ بِمُؤَدَّةِ اَمْرِیْ اَمْرٌ بِمُؤَدَّةِ اَمْرِیْ اَمْرٌ بِمُؤَدَّةِ اَمْرِیْ

مَرْضَاتِيْ نَسُوْنَ الْيَمُّ بِالْمُؤَدَّةِ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَا خَفِيْتُمْ

ذکر کرتے تم انہیں خفیہ پیام محبت کا بھیجتے ہو دشمن اور دشمنوں کو جاننا ہوں جو تم بھلاؤ

وَمَا اَعْلَمْتُمْ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيْلِ

اور جو ظاہر کرو اور تم میں جو ایسا کرے بے شک وہ میری راہ سے ہٹا کر

اِنْ يَّتَّقَوْكُمْ يَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَاءٌ وَّيَسْطُوْا اِلَيْكُمْ

اگر تمہیں پائیں تو تمہارے دشمن ہوں گے نہ اور تمہاری طرف اپنے

اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوْكُمْ اَوْلِيَاءَ تُلْقُوْنَ الْيَمُّ بِالْمُؤَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَاءَكُمْ

یا تمہارا اپنی زبانیں برائی کے ساتھ دوا کر میں گے اور اسی مناسب ہے کسی طرح تم کافر ہواؤ

لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَلَا اَوْلَادُكُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ

ہرگز نہ آؤ آئیں گے تمہیں تمہارے رشتے اور نہ تمہاری اولاد کی قیامت کے دن

میں سے نکالنا نہ چاہا تھا شہید کرنا چاہا تھا ۱۷۔ یعنی وہ تمہارے ایمان کے دشمن ہیں اور تم انہیں مدد دے رہے ہو، کتنی بری بات ہے ایمان کا دشمن جان کے دشمن سے زیادہ خطرناک ہے، انہوں نے تمہیں مکہ سے صرف اس لئے نکالا کہ تم مومن ہو، ورنہ تمہارا کوئی قصور نہ تھا ۱۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی راہ میں جہاد جب ہی ہو گا، جب مجاہد کا دل مومن کی محبت کافر کی عداوت سے پر ہو اگر مجاہد کے دل میں کافر کی طرف تمنا یا سامیلاں بھی ہو، تو وہ مجاہد کی سمیل اللہ نہیں ہے۔ یعنی تم کفار کو وہ پیام بھیجے جو جس سے انہیں تم سے محبت ہو اور اس محبت سے وہ تمہارے مکہ میں رہ جانے والے بال بچوں کی حفاظت کریں، محبت کے پیام سے یہ ہی مراد ہے کیونکہ حضرت حاطب نے یہ ہی تو کیا تھا ۱۸۔ یعنی رب تعالیٰ تمہارے ولی میلان اور بدنی اعمال سے خبردار ہے، تم اپنے دل کفار کی محبت سے پاک و صاف رکھو ۱۹۔

(تقریب صفحہ ۸۷۶) اس میں حضرت حاطب پر کرم کا عتاب ہے، خیال رہے کہ کافر سے دینی محبت کرنی کفر ہے قوی محبت گمراہی اور محض محبت گناہ لفظ خدا ان سب کو شامل ہے، ہاں کافر اولاد سے غیر اختیاری میلان قلبی جرم نہیں حضرت نوح علیہ السلام کا کھان کے متعلق عرض کرنا کہ انہیں اپنے حق میں اس چوتھی قسم میں داخل تھا لہذا حضرت نوح علیہ السلام پر کوئی اعتراض نہیں ۱۰ یعنی کفار کی عداوت کا یہ حال کہ تم ان کے ساتھ کتنے ہی اس قسم کے سلوک کرو، لیکن انہیں جب بھی موقع ملے گا تمہاری دشمنی میں کمی نہ کریں گے، جیسے سانپ کہ مالک کا دودھ پی کر زہر پلاتا ہے اور کائنات ہے ۱۱ یعنی کفار کے ہاتھ تمہیں قتل کرنے میں ان کی زبانیں تمہیں برا کہنے میں ان کے دل تمہاری عداوت میں کمی نہیں کرتے، سانپ تمہاری جان کا دشمن ہے کافر تمہارے ایمان کا دشمن لہذا کافر سانپ سے زیادہ خطرناک ہے ۱۲ یعنی اے مسلمانو! تمہاری کافر اولاد و قرباندار قیامت میں تمہیں نفع نہ دیں گے جن کی خاطر تم گناہ میں مبتلا ہو جاتے ہو، اس سے وہ کافر اولاد مراد ہے جس کے آباء مومن ہوں مومنوں کی مومن اولاد ضرور کام آئے گی اور شفاعت کرے گی جنت میں ساتھ رہے گی، رب فرماتا ہے

المہتنة

۸۷۷

قد جمع الله

يَقْضِلُ بَيْنَكُمْ وَاللَّهِ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ قَدْ كَانَتْ

تہیں ان سے الگ کر دے گا اور اللہ ہمارے کام دیکھ رہا ہے بیشک تمہارے

لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي الْأَبْرَارِ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا

لے اچھی پیروی کی کہ ابراہیم اور ان کے ساتھ والوں میں کہ جب انہوں نے

لِقَوْمِهِمُ الْآبِرَاءُ وَأَمْنَكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ

اپنی قوم سے کہا بیشک ہم پیڑا نہیں تم سے نہ اور ان سے جنہیں اللہ کے سوا بولتے

اللَّهُ كُفَرًا بِكُمْ وَيُبْدَا بَيْنَكُمْ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ

جو کہ ہم تمہارے منکر ہوئے اور ہم میں اور تم میں دشمنی اور عداوت ظاہر ہو گئی

أَبَدًا حَتَّى تَوْمِنُوا بِاللَّهِ وَحَدَّثَهُ الْإِقُولِ الْإِبْرَاهِيمَ الْكَافِرِ

بیشک کے لئے جب تک تم ایک ایک الگ الگ ایمان نہ لاؤ گے مگر ابراہیم کا اپنے باپ سے

لَا تَسْتَغْفِرُ لَكَ وَمَا أَمَلُكَ لَكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ رَبَّنَا

کہنا کہ میں ضرور تیری مغفرت چاہوں گا اور میں اللہ کے سامنے تیرے کسی نفع کا مالک

عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنْبَأْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ رَبَّنَا لَا

ہمیں نہ لے ہمارے رہنے کی بھی پروا نہ ہو اور تیری ہی طرف رجوع لائے اور تیری ہی

تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِلَّذِينَ كَفَرُوا وَاعْفُ عَنَّا رَبَّنَا إِنَّكَ أَنْتَ

طرف پھرتا ہے نہ ہے ہمارے رب ہمیں کافروں کی آزمائش میں ڈالے اور ہمیں جس سے لے ہمارے

الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيهِمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن

نہ بیشک تیری قوم کی حکمت الہیہ ہے جس سے تمہارے لئے ان میں بھی پیروی کی گئی ہے جو

كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَمَنْ يَتَوَلَّ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ

اللہ اور پھر دل کا امیدوار ہوگا اور جو منہ پھیرے گا تو بیشک اللہ ہی

الْغَنَى الْحَبِيدُ عَسَى اللَّهُ أَنْ يَجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِينَ

بے نیاز ہے سب خوبوں کو قرب ہے کہ اللہ تم میں اور ان میں جو ان میں سے تمہارے

منزل

۱۔ اس طرح کہ مومن ماں باپ کو جنت میں اور کافر اولاد کو دوزخ میں بھیجے گا اور مومن کو کافر قرباندار سے بالکل الفت و محبت نہ ہو گی ۲۔ اس میں عام مسلمانوں سے خطاب ہے کہ کفار سے ایسی نفرت کرو، جیسے ابراہیم علیہ السلام کرتے تھے، خیال رہے کہ مسلمانوں پر تو حضور کی پیروی مطلقاً لازم ہے، دیگر انبیاء کرام کی پیروی خاص اعمال میں ہے، وہ بھی اس وقت جبکہ اللہ رسول نے حکم دیا ہو لہذا یہ آیت اس کے خلاف نہیں لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ کیونکہ یہاں خاص صورتوں میں خاص پیروی کا حکم ہے اور وہاں مطلقاً پیروی کا ۳۔ حضرت سارہ و لوط علیہم السلام اور ان پر ایمان لانے والے حضرات خیال رہے کہ یہاں ہر انبی سے ایمانی ہر امر مراد ہے قیامت تک ایمان رکھنے والے مومن انشاء اللہ انبیاء کرام کے ساتھ ہیں ۴۔ یعنی ہم کو تم سے سخت نفرت ہے ہم عقائد اعمال و صورت و سیرت میں تم سے علیحدہ ہیں، کفار سے یہ نفرت رکن ایمانی ہے ۵۔ معلوم ہوا کہ تقریب کرنا یا کفر سے یا حرام سنت انبیاء یہ ہے کہ اپنا ایمان اپنے قول و فعل سے ظاہر کرے۔ ۶۔ دنیا و آخرت میں ہم

۱۱

تمہارے دشمن ہیں معلوم ہوا کہ کفار سے دشمنی رکھنا انتہائی ضروری ہے جتنا مسلمانوں سے محبت رکھنا ضروری ہے ۷۔ اللہ پر ایمان لانا یہ ہے کہ اس کے رسولوں فرشتوں کتابوں جنت دوزخ، شر و غیرہ تمام ایمانیات پر ایمان لائے لہذا موحّد کفار سے بھی دوستی حرام ہے جیسے سکا یا آریہ ۸۔ یعنی اس مسئلہ میں تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اتباع نہ کرنا، کیونکہ انہوں نے اپنے مشرک باپ یعنی چچا کے لئے دعا مغفرت ایک خاص وجہ سے کی تھی، انہیں امید تھی کہ شاید وہ ایمان لے آئے گا، جب پتہ لگا کہ وہ کفر میں سخت ہے تو اس سے آپ علیحدہ ہو گئے لہذا ان کی اس دعا کو دوستی کفار کی دلیل نہ بناؤ ۹۔ یعنی میں تیرے لئے صرف دعا مغفرت ہی کر سکتا ہوں، اگر تو کافر رہا تو تجھ سے خدا کا عذاب دفع نہیں کر سکتا، اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام مومنوں کو کفاروں سے ملنا نہ دیکھنا، نہ کفاروں کے گھر نہ

۱۔ (شان نزول) جب اوپر کی آیات نازل ہوئیں تو صحابہ کرام اپنے عزیز و اقارب کفار کی دشمنی میں بہت سخت ہو گئے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا کہ عنقریب یہ کفار ایمان لا کر تمہارے بھائی بن جائیں گے اور اسلام کی زبردست خدمات انجام دیں گے، رب نے اپنا یہ وعدہ پورا فرمایا اور فتح مکہ میں سارے کفار قریش ایمان لائے، اور ابوسفیان، سہیل ابن عمرو، حکیم ابن حزام سرداران قریش نے دین کی بڑی خدمتیں انجام دیں ۲۔ لہذا رب تعالیٰ نے تمہاری یہ مخبری معاف فرمادی اور آئندہ ان کفار کو بھی معافی دے دیگا، جو اب تک کافر ہیں۔ وہ مسلمان ہو جائیں گے ۳۔ (شان نزول) یہ آیت بنی خزاعہ کے متعلق نازل ہوئی جو کافر تو تھے۔ مگر انہوں نے حضور سے اس شرط پر صلح کر لی تھی کہ ہم نہ آپ سے جنگ کریں گے، نہ جنگ کرنے والے کفار کو مدد دیں گے، مسلمانوں کو ان سے اچھے سلوک کی اجازت دی گئی، یا یہ آیت حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق کے متعلق نازل ہوئی۔ جب کہ ان کی والدہ قتیلہ بنت عبد العزی اسماء کے لئے مکہ سے تھکے لے کر آئیں۔ حضرت اسماء نے نہ تو ان سے تعلق قبول کئے نہ انہیں اپنے گھر میں آنے کی اجازت دی اور انہوں نے ان کے متعلق دریافت کیا، تب یہ آیت نازل ہوئی۔ حضرت اسماء کو قتیلہ کے تھکے قبول کرنے، ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی اجازت دی گئی۔ قتیلہ ابوبکر صدیق کی بیوی تھیں، جنہیں آپ نے طلاق دے دی تھی، ان کے شکم سے حضرت اسماء پیدا ہوئیں۔ (روح) ۴۔ خیال رہے کہ محبت اور چیز ہے اچھا

مستزل ۴

برتاؤ کچھ اور محبت تو کسی کافر سے جائز نہیں اچھا برتاؤ بعض کفار سے جائز ہے جیسے ذمی یا مستحق کفار، حق یہ ہے کہ یہ آیت حکم ہے منسوخ نہیں، اب بھی زیوں مسلمانوں اور جن کفار سے صلح ہو ان سے ایسے اچھے برتاؤ کے جاویں گے وہ لوگ ہمارے اخلاق کے ذریعہ اسلام کی طرف مائل ہو جاویں خصوصاً جب کہ کفار اپنے ملک سے مسلمانوں سے اچھا سلوک کرتے ہوں (روح و بدایہ وغیرہ) ۵۔ ایسے کفار سے اچھا برتاوا یہی ہے کہ انہیں قتل یا قید کرو، سانپ کے ساتھ اچھا برتاوا یہی ہے کہ اس دسمیکل دو ۶۔ یہاں دو قسم کے مراد اچھا برتاوا ہے نہ کہ دلی محبت رب فرماتا ہے لَا تُجَادِلُوا الَّذِينَ يَدْعُونَ إِلَى اللَّهِ وَآيَاتِهِ وَالْأَجْرُ لِلَّذِينَ يُدْعُونَ مِنَ حَذَرٍ لَّهُمْ يَوْمَئِذٍ الْعَذَابُ أَلِيمٌ ۷۔ معلوم ہوا کہ حربی کفار سے کسی قسم کا سلوک جائز نہیں عذر اور ضرورت کا حکم جدا ہے ۸۔ یعنی جو عورتنیں مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے آیات میں تعارض نہیں ۹۔

(فقیر صفحہ ۸۷۸) تمہارے پاس آئیں تو تحقیق کر لو کہ واقعی اسلام کی محبت میں آئی ہیں یا اپنے خاوندوں سے ناراض ہو کر ان کے نکاح سے نکلنے کے لئے یا منافقت کے طور پر مسلمانوں کو اپنا دینے کے لئے (شان نزول) یہ آیت حضرت عبدالرحمن ابن عوف کی بیوی ام کلثوم بنت عقبہ کے متعلق نازل ہوئی آپ حضرت عثمان غنی کی اخیانی یعنی ماں شریکی بنیں تھیں ' اور ہی ان دونوں کی والدہ تھیں (روح) اس سے معلوم ہوا کہ ایمان اعلیٰ علم سب کا امتحان لینا بہتر ہے ۹۱ یعنی ان ہمارے مومنہ عورتوں کا یہ امتحان تمہارے علم کے لئے ہے نہ کہ رب تعالیٰ کے علم کے لئے وہ تو عظیم و خیر ہے ۱۰۱ خیال رہے کہ صلح حدیبیہ اس شرط پر ہوئی تھی کہ جو مرد مکہ معظمہ سے کافر ہو کر مدینہ منورہ جائے اسے مسلمان

واپس کر دیں اور جو مومنہ مدینہ منورہ سے کافر ہو کر مکہ معظمہ پہنچے اسے مشرکین واپس نہ کریں۔ اس صلح میں عورتیں داخل نہ تھیں لہذا آیت پر یہ اعتراض نہیں کہ اس میں عہد شکنی کی اجازت دے دی گئی کیونکہ صلح حدیبیہ کے موقع پر صلح نامہ حضرت علی مرتضیٰ نے لکھا تھا جس کے الفاظ یہ ہیں لَا بَأْسَ بَكَ يَا رَجُلُ فَإِنْ كَانَ عَلَىٰ ذُنُوبِكَ إِلَّا ذُنُوبُهُ لَا۔ رجل مرد کو کہتے ہیں (خزانہ) ۱۱۱ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مسلمان و مشرک کا آپس میں نکاح کسی طرح نہیں ہو سکتا خواہ مرد مومن ہو عورت مشرک یا برعکس ' دوسرے یہ کہ اگر کافری کافرہ بیوی ایمان لا کر ہجرت کر جائے تو اس کافر کے نکاح سے نکل جاوے گی ۱۱۲ یعنی ان مومنہ ہمارے عورتوں کو ان کے کافر خاوندوں نے جو مرد یا تھا وہ تم انہیں مکہ معظمہ ' مسجد ' یہ حکم صرف مکہ معظمہ سے ہجرت کرنے والی عورتوں سے خاص تھا۔ اب یہ ضروری نہیں کہ مومنہ عورت کے کافر خاوند کو مرد واپس دیا جائے اور یہ حکم بھی اس صورت میں تھا کہ اس کافر خاوند نے اسے مرد سے دیا ہو اور اب مسلمانوں سے اس کی واپسی کا مطالبہ کرتا ہے اگر نہ دیا تھا یا اب مطالبہ نہیں کرتا تو کچھ نہ دیا جائے گا (خزانہ) ۱۱۳ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مومنہ عورت کافر کے نکاح سے نکل جاتی ہے ' دوسرے یہ کہ اس پر عدت واجب نہیں آج ہی ایمان لائی آج ہی مسلمان سے نکاح کر سکتی ہے ہاں اگر حاملہ ہو تو اس سے صحبت نہ کرے (خزانہ وغیرہ) ۱۱۴ مرد سے مراد اسے اپنے ذمہ لازم کر لینا ہے ' کیونکہ صحبت کے لئے اداۓ مہر شرط نہیں ' اس سے معلوم ہوا کہ جو مہران نو مسلمہ کے خاوند کو واپس کیا گیا وہ اس مہر میں شمار نہ ہو گا۔ اسے اب نیا مردنا ہو گا۔

۱۱۵ یعنی اگر تمہاری بیویاں مردہ ہو کر چلی جاویں ' یا وہ مکہ معظمہ سے آئیں ہی نہیں تو انہیں طلاق دیدو ' اپنی قید نکاح میں نہ رکھو۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ عورت کے مردہ ہو

ہو جانے سے نکاح نہیں ٹوٹتا۔ کیونکہ یہاں مردوں سے فرمایا کہ انہیں روکے رہو ' ان کے نکاح پر جتنے نہ رہو یعنی طلاق دے دو۔ ۱۱۶ یعنی اگر تمہاری بیویاں مردہ ہو کر مکہ معظمہ چلی جاویں۔ تو تم انہیں طلاق دے دو۔ اور ان کفار سے اپنا موصول کر لو۔ ۱۱۷ (شان نزول) گزشتہ آیت نازل ہونے پر مسلمانوں نے نو مسلمہ عورتوں کے مہران کے خاوندوں کو بھیج دیے لیکن کافروں نے مردہ عورتوں کے مہر مسلمانوں کو ادا نہ کئے تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ۱۱۸۔ یعنی جن مسلمانوں کی بیویاں مردہ ہو کر مکہ معظمہ چلی گئیں اور کفار مکہ نے ان کے مرد واپس نہ کئے تو اب جب کبھی جہاد میں مال خیریت ہاتھ آئے اس میں ان مسلمانوں کو ان کے مہر دے دو ' یہ حکم بھی منسوخ ہو چکا یا صرف ان کے لئے تھا جن سے حدیبیہ میں صلح ہوئی تھی ۱۱۹ فتح مکہ کے دن جبکہ اولاد ' مردوں نے حضور سے بیعت کی پھر عورتوں نے

۸۷۹
فی جمعہ ۲۸ شعبان ۶۱۰ھ

الممتحنۃ ۹۰

بِعِصْمِ الْكَافِرِ وَسَلُّوْا مَا أَنْفَقْتُمْ وَلَيْسَ لَكُمْ أَنْفَقُوا عَلَيْكُمْ

نکاح پر مٹے نہ رہو بلکہ اور مال گن کر جو تمہارا خرچ ہوا اور کافر مال گن لیں جو انہوں نے خرچ کیا

حَكَمَ اللَّهُ بِكُمْ بَيْنَكُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۱۰۱ وَإِنْ فَاتَكُمْ

نہ یہ اللہ کا حکم ہے کہ تم میں فیصلہ فرماتا ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے اور اگر مسلمانوں کے ہاتھ سے

شَيْءٌ مِّنْ أَرْوَاجِكُمْ إِلَى الْكُفَّارِ فَعَابْتُمْ فَاِنَّا الَّذِينَ

کچھ عورتیں کافروں کی طرف نکل جائیں تا پھر تم کافروں کو مزا دو تو جتنی عورتیں جاتی رہیں

ذَهَبْتُمْ أَرْوَاجَهُمْ وَمِثْلَ مَا أَنْفَقُوا وَاللَّهُ الَّذِي أَنْتُمْ

تھیں قیمت میں سے انہیں اتنا دے دو جو ان کا خرچ ہوا تھا کہ اور اللہ جسے تم دے رہے

بِهِ مُؤْمِنُونَ ۱۱۱ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يَبَايَعْنَكَ

ایمان سے۔ اے نبی جب تمہارے حضور مسلمان عورتیں حاضر ہوں تو اس پر بیعت کرنے

عَلَى أَنْ لَا يُبَيِّرَنَّ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يُبَيِّرَنَّ وَلَا يُبَيِّرَنَّ

کوئی کہ اللہ کچھ مشرک نہ ٹھہرائیں گی شے اور نہ پھیری کریں گی اور نہ بدکاری

وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَتَيْنِ بِمِثْمَلَيْنِ يَقْتَرِنَهُ بَيْنَ

اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ وہ بہتان لائیں گی جسے پہلے باپوں اور

ابْنَيْهِمَا وَأَوْجُلَهُنَّ وَلَا يُعْصِبَنَّ فِي مَعْرُوفٍ فَبَايَعَهُنَّ

پاؤں کے درمیان یعنی موضع ولادت میں اٹھائیں تا کہ کسی ایک بات میں تمہاری ناراضی نہ

وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۱۱۲ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

کرس گئے کہ تو ان سے بیعت کرو اور اللہ سے ان کی مغفرت پاؤ گے جسک اندر بخشے والا مہربان ہے کل

آمَنُوا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَپْسُوْا

لے ایمان والو ان لوگوں سے دوستی نہ کرو جن پر اللہ کا غضب ہے کہ وہ آخرت سے اس کو توڑ

الْآخِرَةَ كَمَا يَبْسُ الْكُفَّارُ مِنَ أَصْحَابِ الْقُبُورِ ۱۱۳

بٹھتے ہیں جیسے کافر اس کو توڑ بٹھتے ہیں ۱۱۴ دالوں سے مل

منزل ۱۱

۱۔ جاندار یا بے جان سمجھ والی یا نا سمجھ کیونکہ ماعام ہے ۲۔ (شان نزول) بعض صحابہ حکم جہاد آنے سے پہلے کہا کرتے تھے کہ اگر ہم کو خبر ہوئی کہ رب کو کون عمل پیرا ہے تو وہ ہی کرتے، اگرچہ اس میں ہمارے جان و مال کام آجائے مگر جہاد کا حکم آنے پر کچھ گھبرائے اس پر یہ آیت کریمہ اتری ۳۔ اس آیت میں بہت سی صورتیں داخل ہیں لوگوں کو اچھی باتیں بتائے مگر خود عمل نہ کرے یعنی بے عمل واعظ لوگوں کو اچھائی بتائے مگر خود برائیاں کرے، جیسے بد عمل واعظ، کسی سے وعدہ کرے وہ پورا نہ کرے یعنی وعدہ خلاف وعدہ کرتے وقت ہی خیال کرے کہ یہ کام کروں گا ہی نہیں۔ صرف زبانی وعدہ کئے لیتا ہوں۔ یعنی وہو کہ با زبان تمام باتوں سے یہاں روکا گیا

۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ جائز وعدہ پورا کرنا ضروری ہے خواہ رب سے کیا گیا ہو یا شیخ سے یا کسی بندے سے یا بیوی سے، اولیاء اللہ کی نذر پورا کرتا بھی اس آیت سے ثابت ہوتا ہے، نیز معلوم ہوا کہ عالم واعظ کو یا عمل ہونا چاہیے، ناجائز وعدے ہرگز پورے نہ کرے اگر اس پر قسم بھی کھائی ہو تو توڑ دے اور کفارہ ادا کر دے ۵۔ کفار سے جہاد کرتے ہیں محض دین اسلام کو بلند کرنے کے لئے نہ محض غنیمت کے لالچ میں نہ صرف ملک گیری کی ہوس میں یہاں مسلمانوں کا آپس میں لڑنا مراد نہیں یہ جنگ تو حرام ہے ۶۔ مقصود یہ ہے کہ اللہ کو ہمارا مجاہد پسند ہیں جو ڈٹ کر کفار کا مقابلہ کریں، پیٹھ نہ دکھائیں، اس زمانہ میں جہاد میں صفیں باندھی جاتی تھیں، اس لئے یہاں صف کا ذکر ہوا۔ اب خندقوں میں پیٹھ کر جہاد ہوتے ہیں، اب یہ ہی رب کو پسند ہے، پسند تو مجاہد کی ادائیں ہیں، جو بھی ہوں، رانگا پلائی ہوئی عمارت سے مراد ہے ایک دوسرے سے مل کر مضبوطی سے ایسا کھڑا ہونا کہ جہنم نہ ہو، تمام مجاہدوں کے دل ایک ہوں، آپس میں اختلاف نہ ہو۔ تمام مجاہدوں کا ثابت قدم رہنا اس کی تفسیر وہ آیت ہے اِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً فَاغْلِبُوا بِاِزْمَةِ اللَّهِ بِغَيْرِكُمْ ۷۔ مجھے جھوٹی تہمتیں لگا کر ہجرات کا انکار کرے یہ خطاب بنی اسرائیل سے ہے، جبکہ انہوں نے جبارین کے مقابلہ میں جانے سے انکار کیا، اور آپ کو قسم قسم کے الزام لگائے، مقصد یہ ہے کہ اسے محبوب بنی اسرائیل تو اپنے پیغمبر موسیٰ علیہ السلام کو بھی دکھ دیتے تھے، اگر آپ کو ایذا دیں تو ان سے کیا بعید ہے ۸۔ اور رسولوں کی اطاعت و تعظیم واجب ہے ۹۔ یعنی جب انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کی اطاعت نہ کی تو رب نے ان کی توفیق کا راستہ بند فرما دیا۔ معلوم ہوا کہ نبی کی مخالفت دل پر مر لگ جانے کا سبب ہے، اللہ بچائے ۱۰۔ یہاں فاسق سے مراد اذلی بد بخت ہیں، جن کا کفر پر مرنا علم الہی میں آچکا ہے، ایسوں کو ہدایت کیسے ملے، اس کی بحث بار بار ہو چکی۔ ۱۱۔ معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام بغیر یاب پیدا ہوئے، ورنہ ان کو ماں کی طرف نسبت نہ کیا جاتا

رب فرماتا ہے اَلَمْ نَخْلُقْ لَآدَمَ وَآلِهٖمُ ۱۲۔ معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام صرف بنی اسرائیل کے نبی ہیں ہمارے حضور سارے عالم کے رسول یہ بھی معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام بغیر یاب پیدا ہوئے کیونکہ آپ نے بنی اسرائیل کو اپنی قوم نہ فرمایا کہ قوم یاب کی طرف سے ہوتی ہے۔

۸۸۰

سُورَةُ الصَّفِّ مَدَنِيَّةٌ ۱۰۹

اِيَّا نَهَا ۱۳

سورہ الصف مدنی ہے اس میں ۲ رکوع ۱۲۱ آیات ۲۳۱ کلمے اور ۹۰۰ حروف ہیں (مطرازی)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

سَبِّحَ لِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۱۴

اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور وہی عزیز الحکیم

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۱۵

وہت والا ہے۔ اے ایمان والو کیوں کہتے ہو مے وہ جو نہیں کرتے مے

كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۱۶

کبھی سخت نا پسند ہے اللہ کو وہ بات کہ وہ کہو جو نہ کرو مے بے شک اللہ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهِ صَفَاكُمْ بِبَيِّنٰتٍ ۱۷

دوست رکھتا ہے انہیں جو اس کی راہ میں لڑتے ہیں مے پرا باندھ کر گواہ عمارت

مَرْصُوصٌ ۱۸

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يَقُوْمُوْا لِقَوْمِ رَبِّكُمْ تَوَدُّوْنَ ۱۹

پس راٹھا بلاتی تے اور یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم مجھے کیوں مے

وَقَدْ تَعْلَمُوْنَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللَّهِ اِلَيْكُمْ فَلِمَ تَاْعُوْا اَزَاغَ ۲۰

بوشہ حالانکہ تم جانتے ہو کہ میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں مے پھر جب مے پھر مے ہوئے

اللَّهُ قُلُوْبُهُمْ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۲۱

اللہ نے انہیں دل بیڑے کو پھینک دیا اور اللہ فاسق لوگوں کو راہ نہیں دیتا اور یاد کرو

قَالَ عِيسٰى ابْنُ مَرْيَمَ بَنِيْ اِسْرٰءِيْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللَّهِ ۲۲

جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول

اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيِّ مِنَ التَّوْرَةِ وَمُبَشِّرًا ۲۳

ہوں مے اپنے سے پہلے کتاب توریت کی تصدیق کرنا ہوا اور ان رسول کی

منزل

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور آخری نبی ہیں۔ کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام نے صرف آپ کی بشارت دی، یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد سواہ حضور کے اور کوئی نبی نہ آیا، یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کا نام پہلے ہی مشہور ہو چکا تھا، خیال رہے کہ حضور کی ولادت عیسیٰ علیہ السلام سے پانچ سو ستر برس بعد ہوئی، آپ نے حضور کو اس لئے فرمایا کہ قیامت میں لوہاء الحمد حضور کے ہاتھ ہو گا، عالم ادراج میں حضور احمد کے نام سے مشہور ہوئے حضور احمد سے امکان کی قسم کی وجہ سے ممتاز ہوئے (روح) خیال رہے کہ ساری عمریں اللہ کے لئے ہیں اس کے باوجود حضور محمد ہیں اور اللہ تعالیٰ محمود کیونکہ

رب تعالیٰ عالم کا محمود ہے، حضور رب کے محمد ہیں۔ رب کی حمد زیادہ ہے، یہ یعنی عیسائی بڑے ظالم ہیں کہ انہیں حضور اسلام کی طرف بلاتے ہیں اور وہ اللہ کے لئے پوری سچے ہمارے ہیں، اللہ پر جھوٹ باندھ رہے ہیں، یہ یعنی کافروں کو نیک اعمال کی ہدایت نہیں دیتا، کیونکہ نیک اعمال کے لئے ایمان شرط ہے جیسے نماز کے لئے وضو یا جو کافر ازیلی ہو اسے ایمان کی ہدایت نہیں دیتا، یا قیامت کے دن کفار کو راہ جنت کی ہدایت نہ دے گا، لہذا آیت پر یہ اعتراض نہیں کہ بہت ظالم ایمان قبول کر لیتے ہیں انہیں ہدایت مل جاتی ہے۔ یہ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلام کی تبلیغ میں کام کر دیں، معلوم ہوا کہ حضور اللہ کا نور ہیں اس لئے آگے حضور کا ذکر آ رہا ہے، مگر اگلی آیت اس آیت کی تفسیر ہے، ملا علی قاری نے موضوعات کبیر میں فرمایا کہ ان آیات میں نور اللہ سے مراد حضور ہیں ۶۔ معلوم ہوا کہ جس کے دل میں حضور سے کراہت ہو وہ کافر ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کا دین، حضور کا نام چمکا رہے گا، دشمن کتنی ہی دشمنی کریں۔ آج بھی اس کا کفارہ ہو رہا ہے ۷۔ اس سے دو سکے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور اللہ کا نور ہیں، کسی کے بجائے مجھ نہیں سکے۔ دیکھو، چاند سورج وغیرہ اللہ نے روشن کئے ہیں انہیں کوئی بجا نہیں سکتا، دوسرے یہ کہ حضور معرفت الہی کا بڑا ذریعہ ہیں اگر رب کو پہچانتا ہے تو یوں پہچانو کہ رب وہ ہے جس نے ایسی شان والے رسول کو بھیجا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور اللہ کی وہ مصنوع ہیں کہ دست قدرت کو بھی ان پر ناز ہے اس لئے فرماتا ہے۔ هُوَ الَّذِي اَلٰهِيَ شَانَ والا ہے جس نے اپنے ایسے رسول کو بھیجا، یہ بھی معلوم ہوا کہ ہدایت اور دین حق حضور کے ساتھ لازم و ملزوم ہے کہ نہ حضور کے سوا کسی نے اس کے لئے اور نہ کسی وقت حضور سے جدا ہو سکے، حضور نبوت سے پہلے بھی ایک آن کے لئے ہدایت سے ملے، نہ ہوئے، یہ انسان کی ہے ۸۔ اسلام اب بھی غالب ہے اور قیامت تک غالب رہے گا، انشاء اللہ، اگرچہ کسی جگہ کسی وقت مسلمان مغلوب ہو

بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ فَلَمَّا جَاءَهُمْ

بشارت مآ تا ہوا جو میرے بعد کثرت لائیں گے انکا نام احمد ہے نہ پھر جب احمد آئے پاس

بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا هَذَا سِحْرٌ مُبِينٌ وَمَنْ ظَلَمَ مِنْ قَوْمِي

روشن نشانیوں کے کثرت لائے ہوئے، کھلا ہوا دوسرے نہ اور اس سے بڑھ کر ظالم

عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَكْفُرُونَ ۚ وَإِلَى الْإِسْلَامِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝

کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے حالانکہ اسے اسلام کی طرف بلایا جاتا ہو تو ان کا ظالم لوگوں کو

النُّورَ الظَّالِمِينَ ۝ يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَقْوَامِهِمْ

انہرا رہ نہیں دیتا، چاہتے ہیں کہ اللہ نور اپنے لوگوں سے بجھا دیں ۵

وَاللَّهُ مِتُّ نُورُهُ وَلَكِنَّ الْكُفْرَانَ ۚ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ

اور اللہ کو اپنا نور بجھانا نہیں ہے براہین کافروں کی وہی ہے جس نے اپنے رسول کو

رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينٍ اٰلِیُّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ

ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا، کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے

وَلَا يُكْرِهُ الشِّرْكَ ۚ يَأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا هَلْ اَدْرٰكُمْ

پڑھے براہین مشرک۔ اے ایمان والو کیا میں بتا دوں وہ تجھ کو

عَلَىٰ تِجَارَةٍ تُنَجِّیْكُمْ مِنْ عَذَابِ اَلِیْمٍ ۝ تُوْمِنُوْنَ بِاللَّهِ

جو تمہیں دوزخ کا عذاب سے بچائے، اے ایمان رکھو اللہ

رَسُولَهُ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيلِ اللَّهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ

اور اس کے رسول پر اور اللہ کی راہ میں اپنے مال و جان سے جہاد کرو

ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ

یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو، وہ تمہارے گناہ بخش دے گا

وَيَدْخُلْكُمْ جَنَّتٌ تَجْرٰی مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ وَمَسٰكِنُ

اور تمہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں دھال اور باغزہ مملوں میں

جلاویں، قرآن، توریت و انجیل اور تمام دینی کتابوں پر غالب ہے۔ حضور کا چرچا تمام دینی پیشواؤں کے چرچا پر غالب ہے، حضور کی عزت تمام دینی پیشواؤں کی عزت پر غالب ہے۔ حضور کی مسجدیں تمام کلیساؤں، مندروں وغیرہ پر غالب ہیں۔ حضور کے شرعی احکام تمام دینوں کے احکام پر غالب ہیں، اللہ انہیں دائم قائم رکھے، اس کا دن رات مشاہدہ ہو رہا ہے۔ ۹۔ (شان نزول) مومنوں نے کہا تھا کہ اگر ہم جانتے کہ رب کو کونسا عمل پسند ہے تو وہی کرتے، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، جس میں ایسی تجارت کی طرف رہبری کی گئی، جس میں گمراہی اور خسارہ کا احتمال نہیں، نفع ہی نفع ہے اللہ نصیب کرے ۱۰۔ چونکہ اس وقت جہاد کی سخت ضرورت تھی اس لئے ایمان کے بعد جہاد کا ذکر فرمایا، ورنہ ایمان کے بعد نماز کا درجہ ہے ۱۱۔ کہ یہ نیک اعمال رب سے تجارت ہیں، جیسے مالی تجارتوں میں نفع کی امید ہوتی ہے، ایسے ہی

(بقرہ صفحہ ۸۸۱) ان اعمال میں بڑے نفع کی قوی امید ہے انشاء اللہ ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ مجاہد کے سارے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں حتیٰ کہ حقوق العباد بھی کہ رب تعالیٰ اس کے حق والے کو جنت دے کر راضی کر دے گا۔ اور حق معاف کر دے گا۔

۱۱۔ یعنی بڑی کامیابی یہ ہے کہ تم دنیا میں نیکیاں کر کے جنت اور وہاں کی نعمتوں کے مستحق ہو جاؤ، یہاں امیر یا وزیر بن جانا بڑی کامیابی نہیں، دیکھو بزرگ کے مقابل امام حسین رضی اللہ عنہ کامیاب ہوئے اور فرعون کے مقابل موسیٰ علیہ السلام، نمرود کے مقابل ابراہیم علیہ السلام کامیاب رہے رب فرماتا ہے فدا فلیح من نزلکی ۱۲۔ دنیا

میں ہی علاوہ اخروی نعمتوں کے اگرچہ یہ نعمت اس سے پہلے ہے لیکن چونکہ وہ نعمتیں زیادہ شاندار ہیں اس لئے ان کا ذکر پہلے فرمایا ۱۳۔ اس میں اشارۃً صریح و فاروق رضی اللہ عنہما کی خلافتوں کا ذکر ہے کیونکہ اس صحیح سے مراد فارس و روم کی فتح بھی ہے اور یہ فتوحات عبدالقادر و عثمان میں زیادہ تر ہوئیں۔ معلوم ہوا کہ وہ خلافتیں برحق ہیں، ان کی فتوحات رب کو پاماری ہیں، جن کی بشارت دی جا رہی ہے ۱۴۔ اس طرح کہ حضور کی حیات شریف میں حضور کے ساتھ جہاد کرو۔ اور حضور کے بعد خلفاء راشدین کے ساتھ رہو۔ دین پھیلاؤ ایسے ہی قیامت تک مجاہد رہو۔ ہاں معلوم ہوا کہ معصیت کے وقت اللہ کے بندوں سے دوا مانگنا سلت انجام ہے، یہ شرک نہیں اور ایماناً لکنہن کے خلاف نہیں ۱۵۔ یعنی علیہ السلام کے مخلصین کو حواری کہا جاتا ہے، یہ بارہ حضرات تھے جو آپ پر اولاً ایمان لائے، ان میں سے بعض کپڑے صاف کرنے والے تھے ۱۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ عیسائیوں کو نصاریٰ اس واسطے بھی کہا جاتا ہے کہ ان کے موروثی نے یعنی علیہ السلام نے کہا تھا اَنْتُمْ اَنْتُمْ، جیسے کہ ہمارے حضور کے مددگار صحابہ کا نام انصار ہوا، اگر غیر خدا سے دوا لینا حرام ہوگا تو یہ دونوں نام شرک ہو جاتے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کے پیاروں کی مدد کرنا درپردہ اللہ کے دین کی مدد کرنا ہے، کیونکہ حواریوں نے یعنی علیہ السلام کی مدد کی تھی۔ مگر فرمایا کہ ہم اللہ کے مددگار ہیں ۱۷۔ یعنی یعنی علیہ السلام کے آسمان پر تشریف لے جانے کے بعد عیسائیوں کے تین گروہ ہو گئے، ایک نے کہا کہ یعنی علیہ السلام خدا ہیں، دوسرے نے کہا خدا کے بیٹے ہیں، تیسرے نے کہا کہ آپ اللہ کے بندے اللہ کے رسول ہیں پہلے دونوں فرقے کافر ہو گئے۔ تیسرا فرقہ مومن رہا، ہم نے حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیج کر اس تیسرے فرقہ کی مدد کی، جن کی برکت سے یہ تیسرا فرقہ غالب ہوا۔ (خزائن و روح) ۹۔ زبان حال سے یا زبان قاتل سے، دوسرے معنی زیادہ قوی ہیں لیکن ان کی شیعہ کی

طَبِيبَةٌ فِي جَنَّتِ عَدْنُ ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۱۸ وَآخِرُ

جو بچنے کے باغوں میں ہیں یہی بڑی کامیابی ہے، اور ایک نعمت نہیں اور دے گا

يُحِبُّونَهَا نَصْرٌ مِنَ اللَّهِ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ وَلِئْسَ الْمُؤْمِنِينَ ۱۹

جو نہیں ہمارے ہمارے اللہ کی مدد اور فتح کرنے والی فتح اور لے محبوب مسلمانوں کو خوشی سناؤ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا أَنْصَارَ اللَّهِ كَمَا قَالَ عِيسَى ۲۰

اے ایمان والو! دین خدا کے مددگار ہو کہ جیسے عیسیٰ

ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيِّينَ مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللَّهِ قَالَ ۲۱

بن مریم نے حواریوں سے کہا تم میں سے کون اللہ کی طرف ہو کر میری مدد کرے گا حواریوں نے

الْحَوَارِيُّونَ كُنْ أَنْصَارَ اللَّهِ فَأَمَنْتَ طَائِفَةٌ مِّنْ ۲۲

ہم دین خدا کے مددگار ہیں تو یعنی اسرائیل سے ایک گروہ

بَنِي إِسْرَءِيلَ وَفَرَّقَتْ طَائِفَةٌ فَأَيَّدْنَا الَّذِينَ آمَنُوا ۲۳

ایمان لایا اور ایک گروہ نے کفر کیا تو ہم نے ایمان والوں کو

عَلَىٰ عَدُوِّهِمْ فَاصْبِرُوا ظَاهِرِينَ ۲۴

ان کے دشمنوں پر مدد دی تو غالب ہو گئے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۲۵

سورۃ محمد مدنیہ ہے۔ اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا اس میں ذکر ۱۱ آیات

بِسْمِ اللَّهِ تَافِي السَّمُوتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ الْمَلِكِ ۲۶

اللہ کی پاکی بڑا ہے جو کہ آسمانوں میں ہے اور جو کہ زمین میں ہے ۱۲۔ بادشاہ کمال

الْقُدُّوسُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۲۷ هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ ۲۸

پاکی والا نہ عزت والا حکمت والا وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں انہی میں سے

رَسُولًا قَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ لِيُبَيِّنَ لَهُ مَا يَشَاءُ اللَّهُ لِقَوْمٍ يُغَيِّبُونَ ۲۹

ایک رسول بھیجا کہ ان پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں کہ ادا نہیں پاک کرتے ہیں کہ اور انہیں

مَنْزِل

تاجیوں میں فرق ہے ۱۱۔ قدوس وہ جو ہر صفت سے ایسا پاک ہو کہ کوئی صفت اس کی بارگاہ تک نہ پہنچ سکے، اس کا جھوٹ موٹ ہالذات نامکن ہوا ۱۲۔ یعنی حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، اس لئے حضور کو ای کہتے ہیں، یعنی بے پڑھی جماعت میں جیسے ہوئے رسول یا ام القریٰ کہ میں ظاہر ہونے والے یا شائد ارماں کے نور نظر جس ماں کی طرح آج تک کوئی ماں نہ ہوئی۔ یا خدا ماں کے حکم سے عالم و عارف رسول ۱۳۔ تاکہ لوگوں کو قرآن پڑھنا آجائے اس لئے علیہم فرمایا، حضور قرآن پڑھتے ہیں ہمیں سکھائے کہ ۱۴۔ معلوم ہوا کہ دل کی پاکی حضور کی نگاہ کرم سے ملتی ہے، ایمان و اعمال پاکی کے اسباب ہیں، یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن و حدیث آسمان نہیں کہ ہر کوئی محض اپنی عقل سے سمجھ لے ورنہ ان کی تعلیم کے لئے حضور نہ بھیجے جاتے۔

۱۔ کتاب سے مراد قرآن شریف ہے حکمت سے مراد حدیث پاک، معلوم ہوا کہ ہدایت کے لئے حدیث کی بھی ضرورت ہے، نیز قرآن کو صرف اپنی عقل سے نہ سمجھو بلکہ حضور کی تعلیم سے سمجھو ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے، رب فرماتا ہے۔ قُيُتُفُّ بِهٖ عَيْنُكَ وَفِيهِ كَثْرًا ۝۲ یعنی عام اہل عرب گمراہ تھے اگرچہ ان میں بعض ہدایت پر بھی تھے جیسے ورقہ ابن نوفل اور زید ابن نفیل اور قیس ابن مسعدہ، یا جیسے حضور کے سارے آباء اجداد کہ ان میں کوئی مشرک نہ ہوا۔ سب مومن موجد تھے، اس سے معلوم ہوا کہ حضور دنیا میں کسی کے شاگرد نہیں کیونکہ آپ کی تشریف آوری کے وقت عام لوگ جاہل تھے ۳۔ یعنی حضور کا فیض صرف صحابہ پر موقوف نہیں بلکہ

تاقیامت رہے گا، لوگ ان کی نگاہ کرم سے پاک و صاف ہوتے ہیں۔ اور ہوتے رہیں گے نہ نبوت کا سورج غروب ہو گا نہ اسے گرہن لگے گا نہ اس پر ہول آئے گا ۴۔ اس طرح کہ وہ لوگ صحابہ کے بعد ہوں گے یا صحابہ کے درجہ تک پہنچ نہ سکے، معلوم ہوا کہ کوئی غیر صحابی مومن خواہ کتنا ہی بڑا ولی ہو صحابی کے گرد قدم کو نہیں پہنچ سکتا، کیونکہ وہ فیض یافتہ صحبت میں، سبحان اللہ قرآن دیکھنے والا قاری، کلمہ دیکھنے والا خانی مگر حضور کا رخ انور دیکھنے والا (سر کی آنکھوں اور ایمان سے) صحابی ہے اس لئے قیامت تک غوث قطب عالمی قاری ہوں گے مگر صحابی نہ ہوں گے، خواب میں حضور کو دیکھنے سے صحابی نہیں ہو سکتا اور علی حذا القیاس خواب میں خدا تعالیٰ یا عالم ملکوت دیکھنے کا نام سحراج نہیں، سحراج صرف نبی سے خاص ہے اور نبی خدا سے خاص، بعض بزرگوں نے جو خدا کو دیکھا یا جنت وغیرہ دیکھے تو وہ نبی نہیں ہو سکتے، نہ ان کا دیکھنا سحراج کہا جا سکتا ہے ۵۔ ہدایت و ایمان، یا صحابیت اللہ کے فضل سے نصیب ہوتی ہے، یا خود حضور اور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا فضل عظیم ہیں، ان کی غلطی نصیب والوں کو نصیب ہوتی ہے۔ شعوہ۔ میں نازم کہ ہستم امت تو۔ گنہگارم و لیکن خوش نصیب (جانی) ۱۔ یعنی یہود جنہیں تورات شریف کے احکام کا مکلف کیا گیا، علماء یہود جنہیں تورات شریف کا علم دیا گیا ۷۔ اس طرح کہ تورات پر عمل نہ کیا، یا اس طرح کہ علماء یہود نے حضور کی وہ نعت شریف چھپا دی جو تورات میں مذکور تھی ۸۔ جیسے کتابیں اٹھانے والا گدھ ۹۔ صرف بوجھ اٹھاتا ہے، کتابوں سے فائدہ نہیں اٹھاتا۔ ایسے ہی یہ بے عمل علماء یہود تورات کے الفاظ یاد کر لیتے ہیں مگر عمل نہیں کرتے، یہ ہی حال آج کے بے دین عالموں کا ہے یا بے ایمان واعقلوں کا ۹۔ یعنی یہ مثالیں بے ایمان عالموں کی ہیں، نہ کہ بے علم مسلمانوں کی، اس آیت کو مسلمانوں پر چسپاں کرنا نرا ظلم ہے ۱۰۔ یعنی کافر کو نیک اعمال کی راہ نہیں دیتا۔ ایمان پہلے، بعد میں اعمال۔ ۱۱۔ (شان نزول) یہود کہتے تھے کہ ہم اللہ کے پیارے اس کے دوست ہیں کیونکہ نبیوں کی اولاد ہیں تم خواہ کتنے ہی نیک اعمال کرو، ہمارے درجہ کو نہیں پہنچ سکتے، ان کی تردید میں یہ آیت نازل ہوئی ۱۲۔ معلوم ہوا کہ دیدارِ رب کے لئے موت کی تمنا جائز ہے، حدیث شریف میں ہے کہ دنیاوی مصیبت سے تنگ آکر موت کی تمنا نہ کرو، لہذا حدیث اور قرآن میں کوئی تعارض نہیں ۱۳۔ اپنے اس دعویٰ میں کہ تم اللہ کے پیارے ہو تو موت کی تمنا کرو۔ کیونکہ موت رب سے ملنے کا ذریعہ ہے ۱۴۔ چنانچہ آج تک دیکھا جاتا ہے کہ یہود اور ہندو موت سے بہت ڈرتے ہیں، جہاں دیام پھیلے تو بیماروں کو اکلیا چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں، ان کے اس ڈر سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں اپنے عذاب کا یقین ہے، خیال رہے کہ بعض مومنوں کو موت کی ہیبت ہوتی ہے یہ دوسری چیز ہے ۱۵۔ ظالم سے مراد کافر ہے، یعنی ہم کافر کو خوب جانتے ہیں اسے سخت سزا

الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ

کتاب اور حکمت کا علم عطا فرماتے ہیں، اور جب تک وہ اس سے پہلے ضلالت میں نہ تھے

مُبِينٌ ۝۱۱ وَآخِرِينَ مِنْهُمْ لَنَبَيِّلَهُمْ حَقُّوْا بِرَبِّهِمْ وَهُوَ الْعَزِيزُ

میں تھے، اور ان میں سے اوروں کو پاک کرتے اور ہم عطا فرماتے ہیں، جو ان کے گناہوں سے پاک

الْحَكِيمُ ۝۱۲ ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو

اور وہ ہی عزت و حکمت والا ہے، اللہ کا فضل ہے جسے چاہے جسے دے اور اللہ بے

الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝۱۳ مَثَلُ الَّذِينَ حُمِلُوا الثَّوْرَةَ ثُمَّ

فضل والا ہے، انہی مثال جن پر ثوریت رکھی گئی تھی نہ پھر انہوں

لَمْ يَجْعَلُوْهُمَا كَمَثَلِ الْإِصْحَارِ يُجْعِلُ اسْفَارًا يَنْسُ مَثَلُ

نے اس کی حکم برداری نہ کی نہ گدھے کی مثال ہے، جو پہلے کہ کتابیں اٹھانے کا یہی بری مثال

الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

ہے ان لوگوں کی جنہوں نے اللہ کی آیتیں جھٹلائیں، اور اللہ ظالموں کو گمراہ نہیں

الظَّالِمِينَ ۝۱۴ قُلْ يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ هَادُوا إِنْ زَعَمْتُمْ أَنَكُمْ

دینا نہ تم فرماؤ اے یہودیو اگر تمہیں یہ گمان ہے کہ تم اللہ کے

أَوْلِيَآءُ لِلَّهِ مِنْ دُونِ النَّاسِ فَتَمَتَّعُوا الْمَوْتَ إِنْ

دوست ہو اور لوگ نہیں ملے تو مرنے کی آرزو کرو، اگر

كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝۱۵ وَلَا تَتَمَتَّعُوا أَبَدًا بِمَا قَدَّمْتُمْ

تم پہنچے ہو، مرنے اور وہ کہیں اس کی آرزو نہ کریں گے ان کو تکوں کے سب

أَيُّهُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ ۝۱۶ قُلْ إِنْ الْمَوْتَ

جوان کے ہاتھ آئے، بھیج چکے ہیں، اللہ اللہ ظالموں کو جانتا ہے، تم فرماؤ وہ موت جس

الَّذِي تَقْرَوْنَ مِنْهُ فَإِنَّهُ مُلْقِيكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ إِلَىٰ عِلْمِ

تم بھانگے ہو وہ تو ضرور تمہیں ملے گا، پھر اس کی طرف پھیرے جاؤ گے

کہتے تھے کہ ہم اللہ کے پیارے اس کے دوست ہیں کیونکہ نبیوں کی اولاد ہیں تم خواہ کتنے ہی نیک اعمال کرو، ہمارے درجہ کو نہیں پہنچ سکتے، ان کی تردید میں یہ آیت نازل ہوئی ۱۲۔ معلوم ہوا کہ دیدارِ رب کے لئے موت کی تمنا جائز ہے، حدیث شریف میں ہے کہ دنیاوی مصیبت سے تنگ آکر موت کی تمنا نہ کرو، لہذا حدیث اور قرآن میں کوئی تعارض نہیں ۱۳۔ اپنے اس دعویٰ میں کہ تم اللہ کے پیارے ہو تو موت کی تمنا کرو۔ کیونکہ موت رب سے ملنے کا ذریعہ ہے ۱۴۔ چنانچہ آج تک دیکھا جاتا ہے کہ یہود اور ہندو موت سے بہت ڈرتے ہیں، جہاں دیام پھیلے تو بیماروں کو اکلیا چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں، ان کے اس ڈر سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں اپنے عذاب کا یقین ہے، خیال رہے کہ بعض مومنوں کو موت کی ہیبت ہوتی ہے یہ دوسری چیز ہے ۱۵۔ ظالم سے مراد کافر ہے، یعنی ہم کافر کو خوب جانتے ہیں اسے سخت سزا

(یعنی صفحہ ۸۸۳) دس کے اور اگرچہ کفر و ایمان دلی حالت کا نام ہے مگر ان کی علامات مقرر فرمادی ہیں جن سے مومن و کافر پہچانے جاسکتے ہیں ۱۶۔ لہذا موت سے بچنے کی کوشش نہ کر۔ بلکہ اسی کی تیاری کر۔

۱۷۔ قصارت سے اہل اعمال و دعا کر فحش کی بلکہ اعضاء کی گواہی دلو اگر۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ والوں کے کام رب کے کام ہیں کہ قیامت میں فرشتے کفار کو ان کے اعمال پر مطلع کریں گے مگر رب نے فرمایا کہ ہم کریں گے ۱۷۔ یعنی جمعہ کی پہلی اذان خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں نماز جمعہ کی صرف

ایک اذان ہوتی تھی وقت خطبہ بعد صبحی و فاردی میں یہ ہی رہی زمانہ عثمانی میں ایک اور اذان بڑھائی گئی یعنی اذان اول ۱۸۔ گھنٹہ کے بعد کہ اس پہلی اذان سے تجارت وغیرہ بچ کر حرام اور تیاری جمعہ واجب ہو جاتی ہے ۱۹۔ جمعہ کے دن کا نام عربی میں عروبہ قاصد ابن ابی نوری نے اس کا نام جمعہ رکھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بارہویں رجب الاول دو شنبہ کے دن مدینہ منورہ پہنچے کہ ہجرت کر کے ہجرات تک قبا میں قیام فرمایا جمعہ کے دن شرمینہ کی طرف روانہ ہوئے راستہ میں بنی سالم ابن عوف کی پہن وادی میں نماز جمعہ کا وقت ہو گیا وہاں ہی نماز جمعہ ادا فرمائی یہ پہلی نماز جمعہ ادا ہوئی وہاں اب مسجد ہے جس سے اس سے معلوم ہوا کہ جمعہ کے دن خطبہ سے پہلے مسجد میں آ جانا چاہیے اور خطبہ سنتا چاہیے کیونکہ رب نے اذان کے ساتھ نماز کا ذکر فرمایا۔ اور سنی کے لئے ذکر اللہ یعنی خطبہ کا ذکر فرمایا۔ خطبہ نہ سنا سخت محرومی ہے۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ جمعہ کے لئے شرط ہے ۱۶۔ یعنی سے عروہ لغوی معنی ہے یعنی دنیاوی کاروبار سے نماز جمعہ اور خطبہ وغیرہ معنی ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ حاضری واجب نہ ہو صرف مستحب ہوئے۔ معلوم ہوا کہ جمعہ کی نماز پڑھ چکے کے بعد ظہر نہ پڑھے کیونکہ رب نے بعد نماز جمعہ پھیل جانے کا حکم دیا جس پر نماز جمعہ فرض ہے اس پر ظہر فرض نہیں ورنہ چھ نمازیں فرض ہوں گی بعض لوگ بعد نماز جمعہ ظہر احتیاطی پڑھتے ہیں ظہر سمجھ کر ظہر کی طرح نوا کرتے ہیں اس میں حرج نہیں ۸۔ یعنی بعد نماز جمعہ تیس دنیاوی کاروبار کی اجازت ہے۔ یہ امر اہل احاد کے لئے ہے وجوب کے لئے نہیں خیال رہے کہ جمعہ کی نماز مرد آزلو بالغ عاقل سمندرست شری پر فرض ہے ۱۰۔ لکھوئے رہائی قلام عورت ۱۱۔ بچہ دیوانہ مسافر پر فرض نہیں ۹۔ یعنی نماز کے علاوہ بھی ہر حال میں رب کو یاد کیا کرو۔ ذکر اللہ تبارک و تعالیٰ ہونا چاہیے ۱۰۔ (شان نزول) ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ تمہاری قافلہ مدینہ پہنچا دستور کے مطابق

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۸۸۳

الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ فَبَيَّنْتُمْ لَهَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۙ يٰۤاَيُّهَا

الَّذِينَ اٰمَنُوْا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ تَوْبَةِ الْجَمْعَةِ

وَالرَّبِّ نَازِلٍ اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ تَوْبَةِ الْجَمْعَةِ

فَاسْعَوْا اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ وَذُرُوا الْبَيْعَ ۚ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ

اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۙ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا

فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا

لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۙ وَاِذَا رَاوُا تِجَارَةً اَوْ لَهْوًا اَنْفَضُوْا

اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قٰیْمًا ۚ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللّٰهْوِ

وَمِنَ التِّجَارَةِ ۙ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّٰثِقِيْنَ ۙ

اسم اللہ الرحمن الرحیم

اِذَا جَاءَكَ الْمُنْفِقُوْنَ قَالُوْا اِنَّ هٰذَا الَّذِیْ كَذَّبْنَا عَنْكَ

رَسُوْلَنَا اِنَّهٗ لَمُنْفِقٌ ۙ اِنَّهٗ لَمُنْفِقٌ ۙ اِنَّهٗ لَمُنْفِقٌ ۙ اِنَّهٗ لَمُنْفِقٌ ۙ

اِنَّهٗ لَمُنْفِقٌ ۙ اِنَّهٗ لَمُنْفِقٌ ۙ اِنَّهٗ لَمُنْفِقٌ ۙ اِنَّهٗ لَمُنْفِقٌ ۙ

میل سے اس کی آمد کا اعلان کیا گیا۔ غفلت و گمراہی کا زمانہ تھا حاضرین مسجد نے خیال کیا کہ اگر ہم در میں پہنچے تو سب مال فروخت ہو جائے گا ہم کو نہ مل سکے گا اس خیال سے سب لوگ اٹھ گئے صرف بارہ آدمی رہ گئے اس وقت یہ آیت انہی ۱۱۔ معلوم ہوا کہ خطبہ جمعہ بلکہ ہر خطبہ کفر ہو کر پڑھنا سنت ہے خطبہ جمعہ کے درمیان بیٹنا بھی سنت ہے ۱۲۔ یعنی نماز کا ثواب اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری کی سعادت وغیرہ ۱۳۔ خیال رہے کہ جو چیز رب کے ذکر سے غافل کرے وہ لوہے کے یہاں اس میل کو لوہا فرمایا جو آمد قافلہ کی اطلاع کے لئے بجایا گیا تھا ۱۴۔ یہاں رزق حاصل ہونے کے اسباب کو رازق فرمایا گیا اس لئے رازقین بے حد توجہ ارشاد ہوا لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ۱۵۔ معلوم ہوا کہ خفاق سے حضور کی بارگاہ میں آنا گناہ ہے کہ رب تعالیٰ نے منافقوں کی یہ حاضری ان

(بقیہ صفحہ ۸۸۳) کے محبوب میں شمار فرمائی جیسے کنار کا حضور کے چہرہ انور کو دیکھنا گناہ ہے ایمان کے ساتھ اس پارگاہ میں حاضری، انہیں دیکھنا بہترین عبادت ہے جو مومن کو صحابی بنا دیتی ہے، عمل ایک ہے مگر نیت کے اختلاف سے احکام مختلف ہیں ۱۶ یعنی ہم دل سے مانگتے جاتے ہیں عباد یعنی جو بات ان کے منہ سے نکلے ہے وہ بالکل درست ہے۔

۱۷ یعنی وہ خود اپنے کو اس قول میں جھوٹا سمجھتے ہیں یا ان کا اپنے اس قول کو کوئی بتاتا جھوٹ ہے مگر کوئی وہ ہے جو دل سے وہی جلتے یہ لوگ صرف زبان سے کہہ رہے

ہیں۔ معلوم ہوا کہ پارگاہ نبوی ایسی نازک ہے کہ کبھی انسان بات بھی کہتا ہے مگر جھوٹا ہوتا ہے وہاں صرف زبان نہیں دیکھی جاتی۔ دل کی گہرائیوں پر نظر ہے وہاں زبان سے شئی مارنے کی ضرورت ہی نہیں رہ فرماتا ہے۔ لَا تَزِرُ وَازِرَتُكَ يَوْمَئِذٍ بُرْءًا مِنْكَ وَلَا تَحْضِي أُولَاؤُكَ بِشَيْءٍ مِنْ دَعْوِكَ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ مَا نَبَّأَ بِالدِّينِ أَفَكَارًا ۚ أَفَسَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ مَا نَبَّأَ بِالدِّينِ أَفَكَارًا ۚ أَفَسَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ مَا نَبَّأَ بِالدِّينِ أَفَكَارًا ۚ أَفَسَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ۚ

تسلیں کہا کہ اپنے مومن ہونے کا ثبوت دینا منافقوں کا کام ہے مومن کو اس کی ضرورت نہیں اسے لوگ بغیر قسم کے ہی مسلمان جانتے جاتے ہیں۔ آج بھی بعض لوگ ضیروں پر کھڑے ہو کر قرآن اٹھاتے ہیں کہ ہم دہلی نہیں بنتے ہیں سنی اصل کی اصل یہی منافقوں کا عمل ہے ۳۰ یعنی یہ منافق زبان سے تو یوں کہتے ہیں مگر ان کا عمل یہ ہے کہ لوگوں کو ایمان لانے یا ایمان پر قائم رہنے سے روکتے ہیں ان کے دل میں طرح طرح کے شبہات ڈالتے ہیں ۳۱ یعنی ان منافقوں کا خلق سے آپ کی پارگاہ میں آنا دھوکہ دینے کو ایمان ظاہر کرنا تو لوگوں کو ایمان سے روکنا سب سے برا ہے ۳۲ نور اللہ کے دل کا کفر لوگوں پر ظاہر ہو گیا یہاں غیور کفر عروا ہے ورنہ منافق کل پڑتے وقت بھی دل میں کافر تھے لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ۳۶ یعنی منافقوں کو ان کی حرکتوں کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر کر دی گئی ہے اب ان کے دلوں میں ایمان کیسے داخل ہو لہذا آیت پر یہ اعتراض نہیں کہ جب ان کے دلوں پر مہر کر دی گئی تو وہ بے قصور ہیں ۳۷ یعنی اے مسلمان یہ منافق صورت کے ایسے پاکیزہ اور زبان کے ایسے تیز ہیں کہ تو انہیں دیکھ کر ان کی باتیں سن کر ان پر فریفتہ ہو جاوے عبد اللہ ابن ابی اور اس کے ساتھیوں کی ظاہری شکلیں خوب اور زبانیں نہایت تیز تھیں اب بھی دیکھا جا رہا ہے کہ جھوٹے لوگ تیز طرار بہت ہوتے ہیں ۳۸ جیسے لکڑی کی خوبصورت کڑیاں دیکھنے میں اچھی ہیں مگر بے جان و بے شعور ہیں ایسے ہی یہ لوگ ظاہری صورت و زبان میں اچھے مگر ایمان سے خالی اور لکڑی کی طرح دوسروں کے سارے سے قائم ہیں ۳۹ کہ اگر کوئی مسلمان کوئی اعلان کرے تو یہ سمجھتے ہیں کہ شاید ہماری

المنفقون	۸۸۵	ترجمہ اقصیٰ
لَكَذِبُونَ ۚ اتَّخَذُوا اِيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ		
جھوٹے ہیں اور انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال لیا ہے تو انہیں کی راہ سے		
اَللّٰهِ اِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۚ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا اَنَّهُمْ		
روکاؤں بلے ملک وہ بہت ہی برے کام کرتے ہیں کہ یہ اس لئے کہ وہ زبان سے ایمان لائے		
كَفَرُوْا فَطَمَعُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ فَمَنْ لَا يَفْقَهُوْنَ ۚ وَاِذَا رَايْتُمْ		
بھڑول سے کافر ہونے کی کوئی دلیں پر مہر کر دی گئی اور ہر کسے کھتے اور ہر		
تَعٰجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ ۚ وَانْ يَّقُوْا اَنَّهُمْ اَسْمَعُ لِقَوْلِهِمْ كَاَنَّهُمْ		
انہیں دیکھ کر تعجب ہے جسے مسلمانوں اور کفار کی بات تو تواری بات تو دوسرے سے نہ کہ		
خَشَبٌ مُّسْتَدَاكٌ يَّحْسِبُوْنَ كُلَّ صَبِيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ۚ		
وہ کڑیاں ہیں دیوار سے لٹائی ہوئی ہر جگہ آواز اپنے ہی اوپر بولے جاتے ہیں		
هُمُ الْعَادُوْا وَاقٰحِدٌ رَّهْمٌ ۚ قَالَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰی يُّوَفِّقُوْنَ ۚ		
وہ دشمن ہیں نہ تو ان سے بچتے رہتے اور اللہ انہیں مارے کہاں نفع دے جاتے ہیں		
وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا		
اور جب ان سے کہا جائے کہ آؤ رسول اللہ تمہارے لئے سال پانچواں اپنے سر		
رُءُوسَهُمْ وَرَاٰیهُمْ يَصْطَدُوْنَ ۚ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ۚ		
گھسائے ہیں اور تم انہیں دیکھو کہ غور کرتے ہوئے منہ پھیر رہے ہیں		
سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَنْ		
ان پر ایک سا ہے تم انہی معافی پناہ یا نہ پناہ ہو اللہ		
يَغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۚ		
انہیں ہرگز نہ بخشنے والا ہے ملک اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا		
هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تَنْفِقُوْا عَلٰی مَنْ عِنْدَ		
وہی ہیں جو کہتے ہیں کہ ان پر خرچ نہ کرو جو رسول کے پاس		

مناقت کا اعلان ہو رہا ہے شاید ہمارے حلق کوئی آیت نازل ہو گئی، فریاد ان کے دل دھڑکتے رہے ہیں مٹاؤ مٹاؤ ۴۰ کہ زبانی دوست ہیں اور دلی دشمن تمہاری خبریں کفار تک پہنچاتے رہتے ہیں یہ لوگ کفار کے جاسوس، دین و قوم کے نثار ہیں ۴۱ اور ان کی چرب زبانی، کلمہ گوئی، قرآن خوانی سے دھوکا نہ کھاؤ۔ ہر چمک دار چہرہ سونا نہیں آج کل ہر بے دین قرآن لئے پھر رہا ہے ۴۲ عرب شریف میں یہ کلمہ اعتبار غضب کے لئے بولا جاتا ہے۔ اس کا مقصد بددعا نہیں اللہ تعالیٰ دعاؤ بدعا کرنے سے پاک ہے۔ ۴۳ (شان نزول) غزوہ مؤبصہ میں جبہا غفاری اور سنان ابن ویرجنی آپس میں لڑ پڑے سنان عبد اللہ ابن ابی منافق کا حلیف تھا جبہا نے مہاجرین کو اپنی مدد کے لئے پکارا اور سنان نے انصار کو ابن ابی منافق نے اس موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور مہاجرین مومنین کی شان میں بہت گستاخانہ

(بقیہ صفحہ ۸۸۵) بکواس کی اور اپنی قوم سے بولا کہ اگر تم لوگ ان مہاجرین کو اپنا جھوٹا کھانا نہ دو تو یہ لوگ تمہاری گردنوں پر سوار نہ ہوں، اب تم انہیں کچھ نہ دینا اور بولا کہ میں نے پہلے ہی تم پر غمزدگی سے بکواس کی تھی اور تم نے ان کو نکال دیا ہے، حضرت زید ابن ارقم رضی اللہ عنہ اس کی بکواس سے چاہا ہو گئے اور فرمایا کہ تو ہی ذلیل ہے۔ حضور کے سر پر تو سراج کا تاج ہے۔ ابن ابی بولاس کہیں تو نہیں مل گئی کہ رہا تھا۔ حضرت زید نے یہ خبر حضور کی خدمت میں پہنچائی، حضور نے ابن ابی کو بلا کر دریافت کیا تو وہ جھوٹی قسم کھا لیا اس کے سامنے بولے کہ ابن ابی سچا ہے، زید ابن ارقم کو دھوکا ہو گیا ہو گا اس موقع پر یہ آیات نازل ہوئیں جن میں ابن ارقم کی تصدیق کی گئی اور ابن

ابی کی تکذیب فرمائی گئی ۳۴۔ یہ ارشاد اسی وقت تھا جب منافقوں کے لئے دعائے مغفرت کرنا ممنوع نہ تھا پھر اس سے منع فرما دیا گیا لہذا اب منافقوں کافروں کے لئے مغفرت کی دعا کرنا منع ہے ۱۵۔ یہاں ان کے لئے دعا کرنا نہ کرنا ان پر یکساں ہے کہ انہیں اس سے کچھ نفع نہیں، مگر تمہارے لئے یکساں نہیں تمہیں دعا کرنے کا ثواب ملے گا بعض علماء نے فرمایا کہ مشرک کے لئے دعاء مغفرت کرنا حرام ہے مگر منافق کے لئے نہیں کیونکہ ان پر کچھ اسلامی احکام جاری ہیں۔ خیال رہے کہ حضور کی یہ دعا قبول نہ ہونا حضور کی انتہائی عظیم ہے مطلب یہ ہے کہ جو مردود اپنے کو آپ سے بے نیاز جانے اور آپ اپنی رحمت سے اس کے لئے دعا کریں ہم نہ بخشیں گے، ہم تو صرف اسے بخشیں گے جو آپ کا نیاز مند ہو، خیال رہے کہ دعا کرنا اور بے دعا لینا کچھ اور، صحابہ کرام حضور کی دعا لیتے تھے اور منافق بھی کبھی ریا کاری سے حضور سے دعا کراتے تھے۔ ۱۶۔ یہاں فاسق سے مراد منافق ہے یعنی جس نے آپ کے دل میں آپ کا وہب و احترام نہ ہو اسے بھی ہدایت نصیب نہ ہو گی ۱۷۔ یعنی اسے محبوب میں انہیں بخشیں گے، یہ تو آپ کے صحابہ کے دشمن ہیں اور لوگوں کو ان کی خدمت میں کرنے سے روکتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ صحابہ کا دشمن بھی نہ بخشا جائے گا، صحابہ کی خدمت ایمان کی سند ہے۔

۱۸۔ اور غریبی سے شک آکر حضور چھوڑا ہو جاویں، آپ کا ساتھ چھوڑ دیں ۱۹۔ وہ آپ کے غلاموں کو غنی کر دے گا، رب نے یہ وعدہ ایسا پورا فرمایا کہ سبحان اللہ، صحابہ کرام کو مال مال کر دیا ۲۰۔ منافقوں کو ابھی تک صحابہ کرام کی چٹائی ایمان کا حال معلوم نہیں کہ وہ کسی طرح بھی حضور کا ساتھ نہیں چھوڑ سکے اور ان کا رزق بندوں پر نہیں رب پر ہے وہ رب پر متوکل ہیں ۲۱۔ غزوہ مریضہ سے واپس ہو کر جب مدینہ منورہ پہنچیں گے تو ۵۔ ان بد نصیبوں نے اپنی جماعت کو عزت والا کہا اور مسلمانوں کو ذلیل سمجھا ۱۶۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ ہر مومن

رَسُولُ اللَّهِ حَتَّى يَنْفَضُوا وَلِلَّهِ خَزَائِنُ السَّمَوَاتِ

میں یہاں تک کہ پریشان ہو جائیں ۱۔ اور اللہ ہی کے لئے ہیں آسمانوں اور

وَالْأَرْضِ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَفْقَهُونَ ۝ يَقُولُونَ

زمین کے خزانے ۲۔ مگر منافقوں کو سمجھ نہیں آتے کہ ہم

لَيْنَ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنَّا الْأَذَلَّ

مدینہ پھر کہیں تو دور جو بڑی عزت والا ہے وہ اس میں سے نکال دے گا اسے جو ہدایت دینا والا ہے

وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ

اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لئے ہے نہ مگر منافقوں کو

لَا يَعْلَمُونَ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتْلُوا صَوْتَكُمْ

غیر نہیں ۳۔ اے ایمان والو تمہارے مال نہ تمہاری اولاد کو

وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ

جہیز نہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کرے ۴۔ اور جو ایسا کرے تو وہی لوگ

هُمُ الْخُسْرَاءُونَ ۝ وَأَنْفِقُوا مِنْ مَّا رَزَقْنَاكُمْ مِنْ قَبْلِ

نقصان میں ہیں ۵۔ اور تمہارے دینے میں سے کچھ جاری راہ میں خرچ کرو گے قبل

أَنْ يَأْتِيَنَّ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُولَ رَبِّ لَوْلَا أَخَّرْتَنِي

اے اللہ کہ تم میں کسی کو موت آئے نہ پھر کہنے لگے اے میرے رب تو نے مجھے تنہا ہی

إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ فَأَصْدَقْ وَأَكُنْ مِنَ الصَّالِحِينَ ۝

تک کیوں نہ ملت ویسا کہ میں صدق دیتا اور نیکیوں میں ہوتا لی

وَلَنْ يُؤَخِّرَ اللَّهُ نَفْسًا إِذَا جَاءَ أَجَلُهَا وَاللَّهُ خَبِيرٌ

اور پھر تو اللہ کسی جان کو ملت نہ دے گا جب اس کا وعدہ اجل ملے ۶۔ اور اللہ کو تمہارے

بِمَا تَعْمَلُونَ ۝

کاموں کی خبر ہے۔

منزل ۷

عزت والا ہے کسی مسلم قوم کو ذلیل جانا یا اسے کمین کرنا حرام ہے دوسرے یہ کہ مومن کی عزت ایمان و نیک اعمال سے ہے، روپیہ پیسہ سے نہیں۔ تیسرے یہ کہ مومن کی عزت دائمی ہے غالی نہیں اس لئے مومن کی فخر اور جبر کی بھی عزت ہے، چوتھے یہ کہ جو مومن کو ذلیل سمجھے وہ اللہ کے نزدیک ذلیل ہے، غریب مسکین مومن عزت والا ہے مالدار کافر کے سے بدتر ہے ۷۔ چنانچہ اس واقعہ کے چند روز بعد ابن ابی منافق نہایت ذلت سے مرگیا اور آج تک اس پر لعنت ہو رہی ہے، ان کے دروازے کا ٹکڑا ہوا مرے بعد بھی چھین نہیں پاتا ۸۔ شریعت میں ذکر غرض سے مراد نماز پنج گانہ ہے اور طریقت میں مطلقاً ذکر جیسے نماز پنج گانہ، طحاوت، قرآن شریف، درود شریف وغیرہ، یعنی ہاں بچوں میں مشغول ہو کر ذکر الہی سے غافل نہ ہو جاؤ معلوم ہوا کہ نہ تو ہاں بچوں کو چھوڑنا اللہ کا ذکر، دست بکار دل بچار رہے

۱۔ ایسے جھگڑتے جن سے ان کی خفایت روز روشن کی طرح ظاہر ہو جاتی تھی۔ معلوم ہوا کہ ہر نبی کو معجزے ضرور دیئے گئے، کسی کو ایک کسی کو زیادہ ہمارے حضور کو

الحسين

منزل،

اور گزشتہ مثنویوں کی مثنوی بھی ہو جاتی ہے ۱۲۔ اس طرح کہ مثنوی نہ مرے نہ وہاں سے جیتے جی نکلا جاوے ۱۳۔ لہذا چاہیے کہ اس بڑی کامیابی کے حاصل کرنے کے لئے جوئے اچھے کام کریں، یعنی ایمان لائیں حضور کی فرمانبرداری کریں ۱۴۔ درحقیقت یہ پہلے جملہ کی تفسیر ہے کیونکہ آیات الہی کا بھٹکانا ہی کفر ہے، رب کا انکار یا رسول اللہ کا قیامت کا یا فرشتوں کا انکار، رب کی آیات کا انکار ہے۔ جو کفر ہے۔ خیال رہے کہ ایک رسول کا انکار اللہ تعالیٰ اور اس کی تمام آجوں کا انکار ہے ۱۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ دوزخ میں ہمیشہ رہنا اور نخت عذاب ہونا صرف کفار کے لئے ہے، گنہگار مومن خواہ کیسا ہی گنہگار ہو انشاء اللہ دوزخ میں ہمیشہ نہ رہے گا، نیز رب تعالیٰ ایسے رسوا نہ کرے گا۔ اپنے حبیب کے نام کی لاج کے لئے اس کے عیب چھپائے گا۔

اب خیال رہے کہ بعض صحیحین ہمارے گناہوں کی شامت سے آتی ہیں مگر آتی اللہ کے علم سے ہیں، لہذا یہ آیت اس آیت کے خلاف نہیں، خدا صاف چاہتا ہے کہ ہم اپنے گناہوں کی شامت سے محفوظ رہیں۔ یہ بھی خیال رہے کہ دنیا کی صحیحین مومن کے لئے یا گناہ کا کفارہ ہیں، یا بدعتیوں کی وجہ سے کفار کے لئے عذاب، لہذا آیت بالکل صاف ہے کہ اللہ پر ایمان لانا یہ ہے کہ اس کے تمام رسولوں اور آیات پر ایمان لائے، ہدایت دینے کے یہ معنی ہیں کہ رب اسے نیک اعمال کی ہدایت دے گا۔ یعنی بغیر ایمان نیک اعمال کی ہدایت نہیں ملتی۔ لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ۳۔ قرآن کریم پر عمل اللہ کی اطاعت ہے، حدیث شریف پر عمل رسول اللہ کی اطاعت، یا فرائض ادا کرنا

اللہ کی اطاعت، سنت پر عمل حضور کی اطاعت، اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضور کی اطاعت اللہ کی اطاعت کی طرح ضروری ہے، کیونکہ دونوں اطاعتوں کو ایک ہی طریقہ سے فرمایا درمیان میں داؤا ارشاد ہوا کہ ف ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا کی مخالفت سے رسول کا کچھ نہیں بگڑتا، ان کے ذمہ صرف تبلیغ ہے جو وہ کر دیتے ہیں اور رب جانتا ہے کہ انہوں نے تبلیغ کر دی ۵۔ اس طرح کہ اگرچہ اسباب پر عمل کریں مگر اعتماد اور بھروسہ صرف رب تعالیٰ پر کریں۔ لہذا ایمان میں طالع کرنا مصیبت میں حکام ظاہری یا حکام باطنی اولیاء اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونا توکل کے خلاف نہیں ۶۔ (شان نزول) بعض مسلمانوں نے کہ معظمہ سے ہجرت کرنے کا ارادہ کیا تو ان کے بیوی بچوں نے انہیں روکا، اور کہا کہ ہم تمہاری جدائی پر صبر نہ کر سکیں گے وہ ہجرت سے باز رہے پھر کچھ عرصہ کے بعد ہجرت کر کے آئے تو انہوں نے دیکھا کہ حضور کے مہاجر صحابہ حضور کی صحبت شریف میں رہ کر علم و فضل میں بہت دور پہنچ چکے ہیں، انہیں اس پر افسوس ہوا اور چلا کر اپنے ان بیوی بچوں سے قطع تعلق کر لیں، جنہوں نے انہیں ہجرت سے روکا تھا، اس پر یہ آیت کریمہ اتزیٰ جس میں آئندہ ایسے بیوی بچوں کی بات ماننے سے منع کیا گیا اور ترک تعلق سے بھی روکا گیا۔ ۷۔ معلوم ہوا کہ جو بیوی بچے اللہ کی اطاعت، نماز، حج، ہجرت سے روکیں وہ ہمارے دشمن ہیں، ان کی نہ ماننا چاہیے کیونکہ یہ آیت ان لوگوں کے حق میں اتزیٰ جن کو ان کے ہال بچوں نے ہجرت سے روکا تھا حالانکہ ہجرت ان پر فرض تھی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہمارا وہ قرابت دار جو اللہ رسول سے روکے وہ دشمن ہے اور وہ انجمنی اور غیر جو ہم کو اللہ و رسول تک پہنچائے وہ ہمارا عزیز ہے۔ شریف۔

ہزار خوش کہ بیگانہ از خدا باشد
فداء یک تن بیگانہ کاٹا باشد
۸۔ کہ ان کے کہنے میں آکر نیکی سے باز نہ رہو۔ معلوم ہوا کہ اللہ و رسول کے مقابل کسی کی اطاعت نہیں ۹۔ یعنی

کوشش نہ کریں سزا نہ دو، ان سے تعلق ترک نہ کرو، ان کا خرچ بند نہ کرو۔ معلوم ہوا کہ بیوی بچوں کے قصور معاف کرنا رب تعالیٰ کو محبوب ہے جو مخلوق پر رحم کرے گا خالق اس پر رحم فرمائے گا۔ ۱۰۔ کہ کبھی ان کی وجہ سے انسان نیکی سے محروم ہو جاتا ہے۔ یہ بھی رب تعالیٰ کی طرف سے آزمائش ہے۔ ۱۱۔ یعنی ہال بچے پالنے پر اور ان کی رکاوٹوں کے باوجود رب کی یاد کرنے پر نہیں ہوا، اب بچے کا، معلوم ہوا کہ فرشتوں کی عبادت سے انسانوں کی عبادت افضل ہے۔ کیونکہ فرشتوں کے لئے کوئی رکاوٹ نہیں، اسی لئے فرشتے جنت کے حقدار نہیں ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر شخص پر بقدر طاقت تقویٰ و پرہیزگاری لازم ہے، رب فرماتا ہے۔ لَا يَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ اَلَا وَتَعْتَذِرُنِي وَهُوَ يُعْتَذِرُ لَكَ اَلَا تَتَّقُونَ ۱۳۔ اللہ تعالیٰ کا اس کے رسول کا، اور رسول کے تابعین علماء و مسلمانین

۸۸۹ التاجین ۱۳

اصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ الْاِيَادِ وَاللَّهُ وَمَنْ يُؤْمِنُ
صیبت نہیں پہنچتی مگر اللہ کے حکم سے ۱۔ اور جو اللہ پر ایمان

يَا لِلّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهُ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝ وَاَطِيعُوا
لئے اللہ اس کے دل کو ہدایت فرمائے گا، اللہ سب کچھ جانتا ہے اور اللہ کا حکم

اللَّهُ وَاَطِيعُوا الرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَإِنَّمَا عَلَى
مانا۔ اور رسول کا حکم مانو، پھر اگر تم نہ بھرو تو ایمان ہو کہ ہمارے

رَسُولِنَا ابْلَغُ الْهُدَى ۝ ۱۳ ۝ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَعَلَى
رسول پر صرف مروج ہوتا ہے کہ اللہ ہے جس کے سوا کسی کی ہدایت نہیں اور

اللَّهُ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ۝ ۱۴ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
اللہ ہی پر ایمان والے بھروسہ کریں ۱۳۔ لے ایمان والو ۱۴۔

إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عِدُوَّكُمْ فَاحْذَرُوهُمْ
تمہاری کچھ بیویاں اور بچے تمہارے دشمن ہیں ۱۵۔ تو ان سے احتیاط رکھو

وَأَنْ تَعْفُوا وَتَصْفَحُوا وَتَغْفِرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ
اور اگر معاف کرو اور درگزر کرو اور بخشن دو تو بے شک اللہ بخشنے والا

رَحِيمٌ ۝ ۱۶ ۝ إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَاللَّهُ عِنْدَهُ
ہر مان ہے ۱۶۔ تمہارے مال اور تمہارے بچے ہمارے ہی ہیں، نہ اور اللہ کے پاس بڑا

أَجْرٌ عَظِيمٌ ۝ ۱۷ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَأَسْمِعُوا
تو اب ہے ۱۷۔ تو اللہ سے ڈرو جہاں تک ہو سکے اور فرمان سنو

وَأَطِيعُوا وَأَنْفِقُوا خَيْرًا لِّأَنْفُسِكُمْ وَمَنْ يُوقِ شَهْرَ
اور حکم مانو، اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو، اپنے بچے کو اور جو اپنی جان کے لای

نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَالِحُونَ ۝ ۱۸ ۝ إِنَّ تَقْرِضُوا اللَّهَ
سے بچھا یا گیا ۱۸۔ تو وہی نفع پائے والے ہیں۔ اگر تم اللہ کو اچھا

منقول

(فقہ صفحہ ۸۸۹) اسلام کا ۱۳۔ زکوٰۃ، صدقات، بلکہ مال بچوں پر اس نیت سے خرچ کرنا کہ حضور کا حکم ہے، سب اللہ کی راہ میں خرچ ہے ۱۵۔ اس طرح کہ اس نے عمل کی وجہ سے صدقات و خیرات بند نہ کئے۔

اب خوش دلی سے خیرات کرنا قرض حنت کہلاتا ہے، چونکہ اس کی جزاء ضرور ملے گی، لہذا یہ گویا قرض ہے اور چونکہ جزاء خرچ سے کہیں زیادہ ملے گی، لہذا یہ حسن ہے۔ کبھی اس قرض کو بھی حنت کہہ دیتے ہیں جس کو معاف کر دیا جائے اس سے معلوم ہوا کہ عہد اور مولیٰ میں سود نہیں ہوتا، کیونکہ رب نے قرض فرما کر زیادتی کا

وعدہ فرمایا کہ وہ حقیقت میں قرض ہی نہیں۔ سب کچھ مولیٰ کا ہے ۱۶۔ وہ رب نہ تو تمہاری خیرات سے بے خبر ہے نہ تمہارے اغلاس سے غافل، نہ اس کے خزانوں میں کچھ کمی، پھر یہ نہیں ہو سکتا کہ خیرات کا بدلہ نہ ملے یا کم ملے ۱۷۔ اپنی امت سے فرما دیجئے، اس لئے طلقم صیفہ جمع ارشاد ہوا، ۱۸۔ (شان نزول) سیدنا عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ رجوع کر لو، پھر اگر طلاق دینا ہی چاہو تو طہر میں دینا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (خزائن العرفان) ۱۹۔ معلوم ہوا کہ مرد کو عدت کی شمار رکھنا چاہیے کیونکہ عورتیں حساب میں لگی ہوئی ہیں خیال رہے کہ اگر عدت حیض سے ہو اور عورت دعویٰ کرے کہ میری عدت گزر چکی خاوند انکار کرے تو عورت کی بات مانی جائے گی، بشرطیکہ وہ عدت عدت کے قائل ہو۔ ۲۰۔ خواہ خواہ عورتوں کو عدت دراز کر کے ٹھک نہ کرو، عدت دراز کرنے کی بہت صورتیں ہیں جو فقہ میں مذکور ہیں ۲۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیوی اہل بیت ہوتی ہے اور سکونت کا گھر اس کی طرف منسوب ہوتا ہے اگرچہ گھر کا مالک مرد ہے رب فرماتا ہے۔ وَفَرَّقَ بَيْنَهُنَّ يَتَرَفَعُ الْغَايِبُ لِحُكْمِ اللَّهِ وَالْغَائِبُ لِحُكْمِ اللَّهِ عَدَّةٌ عَلَيْهَا ۲۲۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ عدت کے زمانہ میں مطلقہ عورت کو گھر سے نہ نکالا جائے اسے گھر میں رکھے کھانے پینے کا خرچ دے اور عورت عدت میں دن رات میں کسی وقت گھر سے باہر نہ نکلے ۲۳۔ زمانہ عدت میں گھر سے باہر نہ دن میں نہ رات میں، یہ عدت طلاق کا حکم ہے، وفات کی عدت میں عورت دن میں نکل سکتی ہے، کمائی وغیرہ کے لئے ۲۴۔ اس طرح کہ چوری یا زنا کریں تو شرعی سزا کے لئے انہیں نکالا جائے گا ایسے ہی اگر عورت بد زبان ہو کہ خاوند پر زبان درازی کرتی ہو تو خاوند نکال سکتا ہے وہ ناشرہ کے حکم میں ہے ایسے ہی اگر مکان ٹھک ہو خاوند فاسق ہو طلاق ہانتہ ہو چکی ہو تو عورت نکل سکتی ہے (دیکھو کتب فقہ اور تفسیر خزائن العرفان) ۲۵۔ جو اس نے اپنے بندوں کے لئے مقرر فرمائیں جن کے اندر رہنا

بندوں پر لازم ہے ۲۶۔ یعنی ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے بعد خاوند کے دل میں عورت کی طرف میلان پیدا فرما دے اور وہ رجوع کرے، لہذا ایک دم تین طلاقیں نہ دے دو تاکہ بعد میں بچھڑتا نہ پڑے ۲۷۔ اس طرح کہ ان سے رجوع کر لو، یہ حکم اس طلاق میں ہے جو مغلطہ نہ ہو۔ طلاق مغلطہ کے بارے میں رب فرماتا ہے کہ تَوَدُّ نَفْسُكَ أَنْ يَنْفَعَكَ نَفْسُكَ وَيُغْفِرَ لَكَ ذُنُوبَكَ ۲۸۔ اگر تین طلاقیں دے دی ہوں تو رجوع نہیں کر سکتا۔ ایسے ہی طلاق بائن میں رجوع کا حق نہیں دوبارہ نکاح کی ضرورت ہے ۲۹۔ اس طرح کہ رجوع نہ کرو، عدت گزر جائے وہ یا بقاء طلاق بھی دے دو معلوم ہوا کہ طلاقیں علیحدہ علیحدہ دینی چاہئیں، ایک دم تین طلاقیں دے دینا مکروہ ہے لیکن اگر دے دیں تو واقع ہو جائیں گی۔

قُرْصًا حَسَنًا يَضَعُفُهُ لَكُمْ وَيُغْفِرُ لَكُمْ وَاللَّهُ شَكُورٌ

قرض دوگے وہ تمہارے لئے اس کے دو گے گا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ قدر فانی

حَلِيمٌ ۱۱ عِلْمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۱۲

والا علم والا ہے، ہر بنیاد اور جہاں کا جاننے والا عزت والا حکمت والا

۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰ ۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴

اب طلاق دینے پر اور رجوع کرنے پر یہ حکم ہے ورنہ بغیر گواہ بھی طلاق اور رجوع درست ہے اس سے معلوم ہوا کہ گواہ مسلمان متقی چائیں، کافر و فاسق کی گواہی قبول نہیں جیسا کہ صیغہ اور دعویٰ عقل سے معلوم ہوا اور کم سے کم دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں ہوں ۳۔ یعنی گواہی میں کسی کی روایت نہ کرو، محض رضا الہی کے لئے گواہ ہو اور گواہی دو، اس سے معلوم ہوا کہ محض گواہی دینے پر اجرت لینا جائز نہیں، سورۃ بقرہ کے آخر میں اس کی بحث گزر چکی۔ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ شرعی احکام کفار پر جاری نہیں وہ صرف عقیدہ کے مکلف ہیں ۵۔ اس طرح کہ طلاق مبنی دے یعنی ہر طرح میں ایک طلاق اور طلاق کی عدت میں عورت کو گھر سے نہ نکالے

اور عدت پھسلنے کی کوشش نہ کرے اور طلاق یا رجوع پر شرعی گواہ بنائے غرضیکہ طلاق میں شریعت کی حدود کا خیال رکھے ۵۔ اس طرح کہ اگر طلاق کے بعد بچھڑائے تو رجوع کا موقع ہو گیا اس مرد کو اچھی بیوی اور اس عورت کو اچھا خاوند عطا فرمائے گایا دین و دنیا کے ثمنوں سے آزاد فرما دے گایا زندگی، موت، قیامت کی غلی سے بچائے ۶۔ (شان نزول) حضرت عوف ابن مالک کے فرزند سالم ابن عوف کو مشرکین قید کر کے لے گئے، حضرت عوف نے بارگاہ نبوی میں اپنے فقر و فاقہ اور بیٹے کی گرفتاری کی شکایت کی حضور نے فرمایا کہ تقویٰ اختیار کرو اور ولا حول و لا قوت الا باللہ حضرت عوف نے ایسا ہی کیا چند روز بعد ہی بیٹے نے دروازہ کھٹکھٹایا، دروازہ کھولا تو دیکھا بیٹا آگیا اور سواونت ہمراہ لایا، کفار غافل ہو گئے تھے یہ ان کا اتنا عظیم مال بھی ساتھ لیتا آیا (روح خزائن العرفان) نے فرمایا کہ چار ہزار بکریاں لایا تھا، حضرت عوف نے حضور سے دریافت کیا کہ کیا یہ مال مجھے حلال ہے فرمایا ہاں کفار حملی کا مال ہے اس پر یہ آیت کریمہ اتزی، معلوم ہوا کہ تقویٰ سے ثمنوں سے نجات اور غیبی روزی اور روزی میں برکت ملتی ہے اس آیت کے ذر و ذر عمل سے دست غیب نصیب ہوتا ہے۔ دنیا میں بھی آخرت میں بھی اور جسے اللہ کافی ہو اسے دوسرے دروازے پر جانے کی ضرورت نہیں ہوتی، بلکہ دوسرے اس کے دروازے پر آتے ہیں۔ ۸۔ لہذا تم توکل کرو یا نہ کرو، ملے گا وہی جو مقدر ہے، تو توکل چھوڑ کر ثواب سے محروم کیوں ہوتے ہو ۹۔ (شان نزول) اس میں کہ ان کی عدت کیا ہے، صحابہ کرام نے بارگاہ نبوی میں عرض کیا کہ حیض، ان عورتوں کی عدت تو معلوم ہو گئی، جنہیں حیض نہ آتا کی عدت کیا ہے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ۱۰۔ بچپن کی وجہ سے ان کی عدت بھی تین مہینے ہیں ۱۱۔ خواہ انہیں طلاق ہوئی ہو یا ان کا خاوند فوت ہوا ہو، ان کی عدت وضع حمل ہے ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر حاملہ مطلقہ کا بچہ ساقط ہو جائے جبکہ اس کے اعضا نہ بنے ہوں تو

۸۹۱۰

الطلاق ۵۵

عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَأَقِيمُوا الشَّهَادَةَ لِلَّهِ ذَلِكُمْ يُوعَظُ بِهٖ مَن كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرَةِ وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ إِنَّ اللَّهَ بَالِغُ أَمْرِهِ قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ۝۱۰

اور ہماری عورتوں میں جنہیں حیض کی عید نہ رہی اگر ہمیں کچھ اَرَبْتُمْ فَعَدَّتْھُنَّ ثَلَاثَةَ اَشْھَابٍ وَّآلِیْ لَمْ یَحْضُنَّ ۝۱۱

ثلاث تو ان کی عدت تین مہینے ہے اور انہی جنہیں ابھی حیض نہ آیا تھا وَاُولَاتِ الْاَحْصَالِ اَجَلُھُنَّ اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَھُنَّ ۝۱۲

اور حمل والیوں کی ميعال، یہ ہے کہ وہ اپنا حمل بن لیں اَلْوَمَن یَّتَّقِ اللّٰہُ یَجْعَلْ لّٰہُ مِنْ اَمْرِہٖ یُسْرًا ۝۱۳

اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے کام میں آسانی فرمائے گا کہ یہ اللہ کا اَمْرُ اللّٰہِ اَنْزَلْہٖ اِلَیْکُمْ وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یُکَفِّرْ عَنْہُ سَیِّآتِہٖ ۝۱۴

حکم ہے کہ اس نے ہماری طرف اتارا اے اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کی برائیاں اُتار دے وِیُعْظِمُ لَہٗ اَجْرَہٗ اَسْکُنُوھُنَّ مِنْ حَیْثُ سَکَنْتُمْ ۝۱۵

گاہ اہل اسے بڑا ثواب دے گا جہاں گھر لیں اور جہاں خود رہتے ہو

منزل ۶

اس کی عدت پوری نہ ہوگی کیونکہ یہ حمل جنما نہیں بلکہ گرنا ہے اس لئے ایسے اسقاط کے بعد جو خون آتا ہے وہ نفاس نہیں کہلاتا اور اگر عورت کے سانپ یا کوئی اور جانور پیدا ہو تو بھی عدت پوری نہ ہوگی کہ نہ یہ اس کا بچہ ہے نہ اسے جنما کہا جاسکے گا۔ بلکہ یہ فاسد غذا ہے جیسے کبھی پاخانہ سے سانپ کی طرح کپڑے خارج ہوتے ہیں اس لئے اس پر نماز جنازہ نہیں ہوتی اور اس کے بعد کا خون نفاس نہیں کہلاتا، ہاں جس بچہ کے اعضا پورے بن چکے ہوں، جان نہ پڑی ہو تو اس سے عدت پوری ہو جائے گی، کہ یہ وضع حمل ہے، مزید تحقیق کے لئے کتب فقہ کا مطالعہ کریں ۱۳۔ اس طرح کہ آئندہ گناہوں سے بچتے اور نیکی کی توفیق دے گا۔ ۱۴۔ یعنی طلاق و عدت کے مذکورہ احکام براہ راست رب نے دیئے، ان پر مضبوطی سے عمل کرو ۱۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ تقویٰ دینی و دنیوی نعمت، ملنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے

(بقیہ صفحہ ۸۹۱) ہوتی ہیں دنیا میں رحمتیں آتی ہیں اور آخرت میں رب کرم فرماتا ہے مگر خیال رہے کہ تقویٰ میں شرط یہ ہے کہ دنیا حاصل کرنے کے لئے نہ کیا جاوے۔ صرف اللہ رسول کی رضا کے لئے ہو۔

۱۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ زنانہ عدت میں عورت کو خاوند خرچہ اور مکان دے گا دوسرے یہ کہ مکان اپنی حیثیت کے لائق دے گا لیکن اگر خود اپنے مکان میں رکھے تو طلاق مغضہ میں عورت اس سے پردہ کرے۔ لہذا جہاں رہے ہو کا مطلب یہ نہیں کہ بغیر پردہ غلط طوط ہو کر اس کے ساتھ رہو طلاق رجعی

قسم اللہ
۸۹۲
الطلاق

مَنْ وَجَدَكُمْ وَلَا تَضَارُّوهُنَّ لِتُضَيِّقُوا عَلَيْهِنَّ
اپنی طاقت بھرن اور انہیں ضرر نہ دو کہ ان پر تنگی کرو گے

وَأَنْ كُنَّ أَوْلَاتٍ حَمِلْنَ فَلْيَضْحَكُوا حَتَّى يَضَعْنَ
اور اگر حمل والیاں ہوں تو انہیں ناں دلفتہ دو جہاں تک کہ ان کے بچہ پیدا ہو کر پھر اگر وہ تمہارے لئے بچہ کو دودھ پلائیں تو انہیں اسکی اجرت دو دہ اور انہیں

يُنَبِّئُكُمْ بِهِمْ مَعْرُوفٍ وَإِنْ تَعَاَسَرْتُمْ فَسْتَرْضِعُوهُنَّ لِأَخْرَجِي
میں معمول طور پر مشورہ کروں پھر اگر باہم مصلحت نہ کروں تو قریب ہے کہ اسے اور دودھ پلانے

لِيُفِيقَ ذَوْسَعَةً مِّنْ سَعَتِهِ وَمَنْ قَدَّرَ عَلَيْهِ رِزْقَهُ
والی میل جانے کی نہ متددور والا اپنے مندر کے قابل نفقہ دے گا اور جس پر اسکا حق تنگی

فَلْيُفِيقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ لَا يَكْفِ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا مَّا
کیا گواہ اس میں سے نفقہ دے جو اسے اللہ نے دیا اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں رکھتا مگر اس

أَتَاهَا سَيَجْعَلُ اللَّهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا وَكَأَيُّنْ مِّنْ
قابل جتنا اسے دیا ہے نہ قریب ہے اللہ دشواری کے بعد آسانی فرمادے گا لہذا کہنے کی

قَرْبَةٍ عَثَتْ عَنْ أَفْرِهَا وَرَسُولُهُ فَحَاسِبُنَا حَسَابًا
پھر تھے جنہوں نے اپنے رب کے حکم اور اس کے رسولوں سے سرکشی کی تو ہم نے ان سے

شَدِيدًا أَوْ عَذَابٍ مُّاعَدًا أَبَا ثَكْرَةَ ۖ فَذَاقَتْ وَبَالَ
جنت حساب لیا لال اور انہیں بری مار دی تو انہوں نے اپنے کئے کا وبال

أَفْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ أَفْرِهَا خُسْرًا ۖ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ
پہنچا لال اور ان کے کام کا انجام گھٹانا ہوا لال اللہ نے ان کے لئے

عَذَابًا شَدِيدًا ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ يَا أُولِيَ الْأَلْبَابِ الَّذِينَ
سخت عذاب تیار کر رکھا ہے لال تو اللہ سے ڈرو لال عقل والو وہ جو

منزل

میں پردہ کی ضرورت نہیں۔ ممکن ہے کہ خاوند رجوع کر لے ۲۔ یعنی عدت میں ان عورتوں کو رہنے سنے کی تنگی نہ دو جس سے وہ مکان سے نکلنے پر مجبور ہو جاویں مکان کی تنگی یہ ہے نہ انہیں تنگ و تاریک جگہ دے یا یہ کہ ان کے ساتھ کسی نیت مزاج عورت کو رکھے جو اسے پریشان کرے ۳۔ کیونکہ حاملہ کی عدت وضع حمل سے پوری ہو گی خیال رہے کہ ہر طلاق والی عورت کو خرچہ عدت دینا واجب ہے حاملہ ہو یا نہ ہو یہ ہی امام اعظم کا قول ہے ۴۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ عورت عدت گزرنے کے بعد اپنے بچہ کو دودھ پلانے کی اجرت لے سکتی ہے دوسرے یہ کہ اگر ماں بعد عدت بچہ کو دودھ پلانا چاہے تو دوسری عورت کو بچہ نہ دیا جائے تیسرے یہ کہ بچہ باپ کا ہوتا ہے اس کی پرورش دودھ وغیرہ کا خرچہ باپ پر لازم ہے جیسا کہ لکم سے معلوم ہوا خیال رہے کہ جب تک مطلق دوسرے سے نکاح نہ کرے تب تک بچہ کی مستحق ہے ۵۔ بچے کے ماں باپ معلوم ہوا کہ بعد طلاق بھی بچہ کی پرورش میں ماں کا مشورہ لیا جاوے کیونکہ اسے بچے سے زیادہ الفت ہے ۶۔ اس طرح کہ ماں دودھ پلانے کی زیادہ اجرت مانگے باپ اس پر راضی نہ ہو ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر دوسری دایہ خرچہ کم لیتی ہو ماں زیادہ تو باپ دوسری دایہ سے دودھ پلوا سکتا ہے ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ خاوند پر اپنی حیثیت کا خرچہ دینا لازم ہے اگر عورت فقیرہ ہو اور مرد غنی تو غنی کا سا خرچہ دے یعنی عدت میں مرد اپنی حالت کے مطابق عورت کو خرچہ دے ۹۔ یعنی غریب آدمی عدت کا خرچہ اپنی بساط کے مطابق دے گا خیال رہے کہ اگر باپ فقیر ہو تو ماں پر بچہ کا دودھ پلانا واجب ہے ۱۰۔ لہذا غریب پر مالدار کی کا خرچہ واجب نہیں فرماتا ۱۱۔ یعنی غریب آدمی رب تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بقدر طاقت حقوق ادا کرے اللہ تعالیٰ عنقریب اسے غنی فرمادے گا اگر چاہے ۱۲۔ کہ دنیا میں ان کے کفر و گناہوں کی وجہ سے ان پر عذاب بھیجے اور آخرت میں سخت سزا کا مستحق ٹھہرایا۔ معلوم ہوا کہ غریب

مقی بشارت کے مستحق ہیں اور امیر فاسق عذاب کے خیال رہے کہ یہاں قریہ سے مراد بھی والے ہیں ۱۳۔ معلوم ہوا کہ کفار پر دنیاوی عذاب آخرت کے عذاب کے مقابلہ میں بہت ہلکے ہیں اس لئے ان کے متعلق چکنا چار شاد ہوا اور ان عذابوں سے ان کا عذاب آخرت کم نہ ہو گا ۱۴۔ کہ انہیں موت و قبر میں عذاب سخت دیا گیا بشنہ تعالیٰ مومن اس سزا سے محفوظ ہے اور رہے گا ۱۵۔ اس سے مراد آخرت کا عذاب ہے جو بعد قیامت ہو گا لہذا آیت میں تکرار نہیں

۱۔ ذکر کے معنی فصاحت یا دلائل یا ذکر کرنا۔ عزت عظمت ہیں یہاں سارے معنی درست ہیں اور ہر معنی حضور پر صادق آتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ حضور ذکر کرنا شروع
اور ذکر اللہ سے بے چین دل چین پاتے ہیں قرآن گواہ ہے لہذا حضور دلوں کا چین ہیں۔ اِنَّا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطَفُّعٌ شَرِيفٌ اس لئے درود شریف اور نعت شریف اختلاج
قلب کا بہترین علاج ہیں جو ہمیشہ درود شریف کی کثرت کرے گا انشاء اللہ اسے یہ بیماری نہ ہوگی حضور اللہ کو یاد دلانے والے ہیں رب فرما ہے۔ اِنَّمَا اَنْتَ مُذَكِّرٌ حضور
کا ہم شریف ذکر اللہ بھی ہے حضور ہماری عزت ہیں دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی حضور ذکر اللہ نور اللہ سب کچھ ہیں حضور کے جسم اطہر کی پیدائش مکہ معظمہ

میں ہوئی روح اطہر لامکان سے اتری اس لئے قرآن فرمایا
۳۔ یہاں حضور کی تشریف آوری کی دو جگہیں بیان
ہوئیں قرآنی آیات کی تلاوت لوگوں کو سکھانا اور سب کو
مگر اسی سے ہدایت کی طرف غفلت سے بیداری کی طرف
باطل سے حق کی طرف نکالنا الفاظ قرآن بھی حضور ہی
سے ملے اور فیوض قرآن بھی سرکاری سے حاصل ہوئے
خیال رہے کہ حضور کے یہ دونوں وصف نہ زمانہ سے متبدل
ہیں نہ مکان سے ۳۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے
ایک یہ کہ کفرائے ہر جہاں اسلام روشنی دوسرے یہ کہ کفر
ہزاروں جسم کا ہے مگر اسلام ایک ہی ہے کیونکہ رب نے
کفر کے لئے ظلمات جمع فرمائی اور اسلام کے لئے نور واحد
ارشاد فرمایا تیسرے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کفر
سے ایمان کی طرف، جہل سے علم کی طرف، حق سے
تقویٰ کی طرف نکالتے ہیں یہاں بخیر کا قائل رسول
ہیں جو قریب ہی مذکور ہوئے ۳۔ اس طرح کہ اللہ کی
ذات صفات اس کے رسولوں اس کی آسمانی کتابوں وغیرہ
تمام عقائد اسلامیہ کو دل سے ملتے بغیر نبوت صرف توحید
ماننا دوزخ کا راستہ ہے شیطان مشرک نہیں وہ پکا موحد
ہے مگر دوزخی ہے ۵۔ بقدر طاقت اغلاص کے ساتھ
۶۔ خیال رہے کہ مومن مرتے وقت اور قبر میں جنت کا
مشاہدہ کرتا ہے مگر جنت میں جسمانی داخلہ بعد قیامت ہی
ہو گا ہاں شداء کی دوحس فوت ہوتے ہی جنت میں پہنچ
جاتی ہیں ۷۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ
ایمان عمل سے مقدم ہے دوسرے یہ کہ نجات کے لئے
ایمان کے ساتھ نیک اعمال کی بھی ضرورت ہے تیسرے
یہ کہ اللہ تعالیٰ ایک مومن کو چند جہنمیں عطا فرما دے گا
نماز کی علیحدہ ذکوۃ کی علیحدہ اپنی رحمت کی علیحدہ چوتھے
یہ کہ جنت میں بیٹھتی ہے نہ وہاں موت نہ وہاں بے نکلتا
۸۔ معلوم ہوا کہ زمینیں سات ہیں یا تو سات دلاستیں
ہیں۔ جنہیں ہفت اقلیم کہا جاتا ہے یا سات طبقے لیکن
چونکہ یہ تمام طبقے مٹی کے ہیں اور ایک دوسرے سے ملے
ہوئے اس لئے قرآن کریم میں ارض کو واحد فرمایا جاتا

قرآن مجید ۲۸۵ ۸۹۲ التحدید

اٰمَنُوْا قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ الْكِتٰبَ الَّذِیْ ذُکِّرَ لَکُمْ سُوْرًا لِّتَذٰکُرُوْا عَلَیْکُمْ
ایمان لائے ہو بیشک اللہ نے تمہارے لئے عزت باری ہے وہ رسول لا کر تم پر اللہ کی روشنی
اٰیٰتِ اللّٰهِ مَبِیْنٰتٍ لِّیُخْرِجَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰو الصَّلٰتِ
آیتیں بڑھاتا ہے تاکہ انہیں جو ایمان لائے اور ایمان لائے اور ایمان لائے اور ایمان
مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النَّوْرِ وَمَنْ یُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَیَعْمَلْ
اندر جہنم سے اچالے کی طرف لے جائے اور جو اللہ پر ایمان لائے اور ایمان لائے اور ایمان
صٰلِحًا یُدْخِلْہٗ جَنَّۃٍ تَجْرٰی مِنْ تَحْتِہَا الْاَنْهٰرُ
کا کرے وہ اسے باخون میں لے جائے گات جن کے نیچے نہریں ہیں
خٰلِدِیْنَ فِیْہَا اَبَدًا قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَہٗ سَرٰقًا ۝ اللّٰهُ
جن میں ہمیشہ رہیں بے شک اللہ نے اس کے لئے اچھی روزی رکھی اللہ نے اس کے لئے
الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَمِنَ الْاَرْضِ فَمَنْ یُّشٰکِکْ
جس نے سات آسمان بنائے اور انہی کے برابر زمینیں
یَنْزِلُ الْاَمْرَیْنِیْنِ لِنَعْلَمَ مَا اَنْ اللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ
حکم ان کے درمیان کرتا ہے تاکہ تم جان لو کہ اللہ سب کچھ
قَدِیْرٌ ۝ وَاَنَّ اللّٰہَ قَدْ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا ۝
کر سکتا ہے اللہ کا علم ہر چیز کو محیط ہے
اٰیٰتُہَا ۱۲ سُوْرَةُ التَّحْوِیْمِ مَدَنِیَّةٌ ۱۰۷ رُوْعًا ۱۲
سورت التھوم مدنی ہے اس میں ۲۲ کو ۱۲ آیات ۲۲۷ کلمے اور ۱۰۶۰ حروف ہیں بخلاف
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا
یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تَحْرِمْ مَّا حَلَّ اللّٰهُ لَکَ تَبَتَّغِیْ
اے نبی بتانے والے دیکھ تمہارا پند اور حکم کئے لئے ہو لا وہ چیز جو اللہ نے تمہارے لئے
مذلول

ہے آسمان مختلف چیزوں کے ہیں اور ایک دوسرے سے دور لہذا انہیں سلوات جمع فرمایا جاتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے احکام آسمان و زمین میں جاری ہیں ایسی کوئی
جگہ نہیں جہاں اس کا حکم نافذ نہ ہو۔ ۱۰۔ یعنی جو رب تعالیٰ آج آسمان و زمین میں اپنے احکام نافذ فرما رہا ہے وہ کل قیامت میں بھی حساب کتاب لے گا سزا جزا دے گا
۱۱۔ لہذا اسے مردوں کا جلالنا ساری مخلوق کا حساب لینا کچھ مشکل نہیں۔ نیز یہ حساب اس کے علم کے لئے نہیں بلکہ مخلوق کا منہ بند کرنے کو ہے ۱۲۔ (شان نزول)
حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے تو وہ آپ کی خدمت میں شہدائش فرماتی تھیں اس وجہ سے وہاں
قیام زیادہ فرماتے تھے یہ زیادہ ٹھہرنا حضرت عائشہ و حفصہ رضی اللہ عنہما کو گراں گزرا اور رشک ہوا ان دونوں نے آپ میں مشورہ کیا کہ آپ جب ہم میں سے کسی

کر سکیں ۹۔ یعنی حضور نے حضرت خضہ سے یہ فرمایا کہ تم نے شد کی حرمت کی خبر کیوں شائع کر دی یہ نہ فرمایا کہ دوسری بات بھی ظاہر کر دی یہ حضور کی شانِ کریمی تھی کہ بعض کا ذکر نہ فرمایا ۱۰۔ حضرت خضہ نے پوچھا کہ یا حبیب اللہ یہ خبر آپ کو کس نے دی وحی الہی سے خبر ہوئی یا حضرت عائشہ نے بتایا ۱۱۔ یعنی یہ خبر مجھے رب نے دی ۱۲۔ تو یہ تم پر واجب و ضروری ہے ۱۳۔ یہاں دل چٹ جانے سے مراد فحش و فجور نہیں بلکہ ناپسندیدہ بات کو پسند کرنا ہے کیونکہ کوئی صحابی فاسق نہیں ہو سکتا۔ رب فرماتا ہے۔ **وَأَنذَرْتُمْ كَيْدَ الْفِتْنَىٰ** ان سے گناہ صادر ہو سکتا ہے مگر وہ اس پر قائم نہیں رہتے فوراً توبہ نصیب ہو جاتی ہے اس کی بہت مثالیں ہیں ۱۴۔ اس طرح کہ تم آپس میں مل کر وہ طریقہ اختیار کرو جو حضور کو گوارا ہو۔ ۱۵۔ یعنی اے پیو! اگر تم نے ہمارے نبی کی خدمت و ہدوت کی تو ان کے مددگار بہت ہیں ان کا مددگار خود

تفسیر رضی اللہ عنہما کو اپنے پر حرام فرمالینا حلال ازدواج کو
 راضی کرنے کے لئے تھا نہ کہ بے علی کی وجہ سے کیونکہ
 اپنے منہ کی بوغیب نہیں وہ تو محسوس ہوتی ہے، لہذا وہابی
 اس آیت سے حضور کی بے علی پر دلیل نہیں پکڑ سکتے ۴۷
 اس نے آپ کی ان دونوں مبارک بیویوں کا یہ تصور
 حائل فرما دیا اور آپ کے لئے اس قسم کا کفارہ بیان فرما
 دیا جس سے آپ کی ساری امت پر آسانی ہو گئی ۴۸ اس
 سے معلوم ہوا کہ حلال کو حرام کر لینا قسم ہے مگر حرام کو
 حلال کر لینا قسم نہیں مثلاً کہا کہ اگر میں یہ کروں تو مجھ پر
 میری بیوی حرام یہ قسم ہے اور اگر کہا کہ اگر فلاں کام
 کروں تو سور کھاؤں یہ قسم نہیں، یہ بھی معلوم ہوا کہ قسم
 کا کفارہ صرف اس دین میں ہے، پچھلی شریعتوں میں یہ نہ
 تھا اس لئے رب تعالیٰ نے ایوب علیہ السلام کو کفارہ کا حکم
 نہ دیا بلکہ قسم پوری کرنے کا حیلہ بتایا کہ اپنی بیوی کو حجاز و
 باز دیں ۴۹ اے پیغمبر اور ان کے گھر والو اس لئے
 تمہارے گھر کے انتظامات خود فرما تا ہے۔ اور تمہارے گھر
 کے آداب مسلمانوں کو سکھاتا ہے ۵۰ یہ بیوی حضرت
 حصہ ہیں اس لئے معلوم ہوا کہ حضور کی وہ شان ہے کہ
 حضور کے خانگی معاملات بھی رب طے کرتا ہے، حضور نے
 حضرت حصہ سے فرمایا تھا کہ شہد یا ماریہ تفسیر کو حرام
 فرمایا لینے کی خبر کسی کو نہ دینا اپنے بکے ہی رکھنا ۵۱ خیال رہے
 کہ حضور کی بیویاں اس قسم کے دن نو حیلے پانچ قرشہ
 عائشہ، حصہ، ام حبیبہ بنت ابی سفیان، ام سلمہ بنت امیہ،
 سوودہ بنت زمعہ، چار بیویاں غیر قرشہ زینب بنت جحش امید،
 میمونہ بنت حارث بلالیہ، صفیہ بنت حبیبہ، جویریہ
 بنت حارث مصلحیہ رضی اللہ عنہن، حضور نے حضرت
 حصہ سے دو باتیں راز کی فرمائیں ایک شہد یا حضرت ماریہ
 کو اپنے پر حرام فرمالینا، دوسرے یہ کہ میرے بعد حضرت
 ابوبکر و عمر ظلیفہ ہوں گے ۵۲ یعنی حضرت حصہ نے یہ
 دونوں باتیں حضرت عائشہ حدیثہ کو بتا دیں ۵۳ کہ اے
 محبوب حصہ نے تمہاری دونوں راز کی باتیں حضرت عائشہ
 حدیثہ رضی اللہ عنہما سے کہہ دیں، آپ کی رازداری نہ

اب اس سے وہ پیو یاں بہت اثر پذیر ہوئیں اور انہوں نے حضور کی خدمت و اطاعت کو تمام نعمتوں سے اعلیٰ و افضل سمجھا۔ ۲۔ اس طرح کہ خود بھی نیک رہو اور اپنی پیروی چلوں کہ بھی نیک بننے کی ہدایت کرو، معلوم ہوا کہ پیوی بھی اہل میں داخل ہے ۳۔ آدمی سے مراد کافر اور پتھر سے مراد ان کے بت ہیں۔ معلوم ہوا کہ ہر شخص پر تبلیغ ضروری ہے اور پہلے اپنے ہال چلوں کو تبلیغ کرے۔ ۴۔ جن کے دل میں بالکل رحم نہیں اور ان کی پکڑ سے کوئی چھوٹ نہیں سکتا۔ ۵۔ معلوم ہوا کہ سارے فرشتے معصوم ہیں، ہاروت و ماروت جب شکل انسانی میں آئے تب ان سے گناہ مرزد ہوئے لہذا آیات میں تعارض نہیں، جیسے عصا موسوی سانپ بن کر کھائے لگتا تھا ۶۔ سچی توبہ جس کا اثر یہ ہو کہ برے اعمال چھوٹ جائیں نیک کاموں کی عادت پڑ جائے، خیال رہے کہ توبہ کی حقیقت گزشتہ پر نزات، آئندہ گناہ نہ کرنے کا عہد ہے، توبہ بہت قسم کی کفر سے توبہ، فسق سے توبہ، حقوق العباد سے توبہ وغیرہ۔ توبہ النصوح یہ ہے کہ آدمی توبہ کے بعد گناہ کی طرف نہ لوٹے، جیسے تھن سے نکلا ہوا دودھ تھن میں نہیں لوٹتا (از خزان العرفان) ۷۔ معلوم ہوا کہ توبہ گناہوں کی معافی اور جنت کے استحقاق کا ذریعہ ہے، کریم کا عہد دلانا بھی

وعدہ ہے ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن اگرچہ گنہگار ہو۔ انشاء اللہ آخرت کی رسوائی سے محفوظ رہے گا۔ اگر اسے سزا بھی دی جائے گی تب بھی اس طرح کہ اس کی رسوائی نہ ہو، کیونکہ محبوب کا امتی ہے رسوائی کفار کے لئے مخصوص ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ متقی مومن قیامت میں حضور کے ساتھ ہوں گے، روح البیان نے فرمایا کہ قیامت میں بعض متقیوں کا حساب بالکل نہ ہو گا۔ بعض کا حساب یس پر وہ ہو گا، رب ان سے عجب نہ فرمائے گا۔ ان کی شفاعت قبول کرے گا۔ ان کے چہرے روشن ہوں گے۔ ۹۔ مومنوں کے ایمان کا نور، مصلیوں کی اطاعت کا نور، غصوں کے اخلاص کا نور، محبوں کے صدقہ و وفا کا نور، مساجدوں کی پیشانی یعنی جہدہ گاہ کا نور، پھر اطراف آگے بھی ہو گا دائیں بائیں بھی پیچھے نہ ہو گا تاکہ پیچھے آنے والے منافقین اس سے فائدہ نہ اٹھا سکیں ۱۰۔ یعنی خدا یا مل سے بارگاہ تک یہ نور پانی رکھ تاکہ

(بقیہ صفحہ ۸۹۵) خیریت سے گزر جائیں، مومن یہ دعا اس وقت مانگیں گے جب دیکھیں گے کہ منافقوں کا نور درمیان میں بجھ گیا معلوم ہوا کہ "اولا" منافقوں کو نور ملے گا درمیان صراط پر بجھ جائے گا۔ بعض مومنین پہلی صراط سے بجلی کی کوئہ کی طرح گزر جائیں گے، بعض چیز ہوا کی طرح بعض چیز سوار کی طرح، بعض چھ تھوں پر گھمٹیں گے، یہ دعا اس آخری جماعت کی ہے (روح) دعاء مغفرت اس لئے کریں گے کہ وہ کفار کو دوزخ میں گرتا ہوا دیکھیں گے۔

اب کلمے کا فروع پر تلواریں اور چھ کافروں یعنی منافقوں پر سخت کلامی اور مضبوط دلائل سے جہاد کرتے رہو کیونکہ منافقوں پر تلواریں نہیں چلائی جاتی، اس سے معلوم

ہوا کہ حضور جمال والے ہیں، اور موسیٰ علیہ السلام جلال والے کیونکہ حضور کو سختی کا حکم دیا گیا اور موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: **فَقُلْنَا لَنُنَا فِرْعَوْنَ** سے نرم کلام کرنا، یہ بھی معلوم ہوا کہ بے دینوں کا فروع پر سختی کرنا مست ہے ہاں جن کے ایمان کی امید ہو ان پر انتہائی نرمی کرو، کفار سے نرمی ایسی ہی جرم ہے جیسے مسلمانوں پر سختی اور زیادتی، سانپ جان کا دشمن ہے۔ یہ کفار ایمان کے دشمن، خیال رہے کہ حربی کفار کا اور حکم ہے ذی وستان کفار کا کچھ اور ۳۔ معلوم ہوا کہ منافقین و کفار سب بیشہ دوزخ میں رہیں گے بلکہ منافقین نچلے درجے میں کہ ان کا کفر کلمے کا فروع سے سخت تر ہے ۴۔ عذاب دیئے جانے میں اور مسلمانوں کی قربت کام نہ آنے میں ۵۔ لوح علیہ السلام کی پیروی کا نام واد یا والدہ تھا حضرت لوح کی پیروی کا نام وادہ تھا ۵۔ کہ کافر رہیں وادہ کتنی تھی کہ لوح علیہ السلام دوانے میں اور والدہ کفار کی جاسوسی کرتی تھی، خیال رہے کہ کسی نبی کی پیروی زانیہ نہ ہوگی ۶۔ معلوم ہوا کہ ایمان کے بغیر بزرگوں کی صحبت فائدہ نہیں پہنچاتی، لوح علیہ السلام کا بیٹا کافر رہا، یہ بھی معلوم ہوا کہ کفار کے لئے نبی کا رشتہ یا نبی کا نسب کام نہیں آتا یہ بھی معلوم ہوا کہ قیامت میں ہر شخص اس کے ساتھ ہو گا جس سے دنیا میں محبت کرتا تھا۔ ۷۔ کہ مومن کو کفار کے گناہ کا اثر نہ ہو گا جب وہ ان سے بیزار ہو اگرچہ ایک ہی گھر میں رہتے ہوں ۸۔ حضرت آسیہ بنت مزاحم کہ آپ موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائیں، فرعون کو خبر ہوئی تو اس نے ان پر سخت عذاب کیا کہ چار بچوں سے آپ کے ہاتھ پاؤں بندھوا دیئے اور سخت دھوپ میں ڈال دیا ۹۔ معلوم ہوا کہ جنت میں وہ گھر زیادہ درجہ والا ہے جس میں بڑے کو قرب الہی زیادہ ہو عرب کہتے ہیں **الْبَادِيَةُ لِلَّهِ** گھر سے پہلے پڑوسی کو دیکھو ۱۰۔ اس طرح کہ مجھے ایمان پر خاتمہ نصیب فرما دے معلوم ہوا کہ دینی خطرے پر اپنی موت کی دعا کرنا جائز ہے اللہ تعالیٰ نے ان پر فرشتے مقرر فرما دیئے جنہوں نے آپ پر سایہ کر لیا اور ان کا جنتی گھر انہیں دکھا دیا۔ جس سے آپ ان تمام معیتوں کو بحال لگیں۔ بعض روایات میں ہے کہ آپ مع جسم آسمان پر اٹھالی گئیں (روح) حضرت آسیہ بنت مزاحم کے حضور کے نکاح میں ہوں گی ۱۱۔ خیال رہے کہ قرآن شریف میں ۲۷ جگہ حضرت مریم کا نام آیا اور آپ کے سوا کسی عورت کا نام قرآن میں نہیں آیا کہ آپ کو کسی مرد نے نہ چھو اس کی تعمیر وہ آیت ہے **ذَلِكَ نَسْتَبِيحُ** ۱۳۔ اس طرح کہ حضرت جبریل نے آپ کے سینے پر چھوٹ ماری، جس سے آپ حاملہ ہو گئیں، اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ کے مقبولوں کا کام درحقیقت رب کا کام ہے، کیونکہ چھوٹ جبریل نے ماری، رب نے فرمایا ہم نے چھوٹا دوسرے یہ کہ فیض دینے کے لئے دم کرنا مست ملا کہ ہے مشائخ کے دم درود کی اصل یہ آیت کہ ہے تیرے یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روح اللہ اس لئے کہتے ہیں کہ آپ کی پیدائش

التحریر

۸۹۶

بسم اللہ

وَاعْلَظْ عَلَيْهِمْ وَمَا لَهُمْ جَهَنَّمَ وِبَشَّ الْهَٰصِرِ

کہو اور ان پر سختی فرماؤ اور انکا گناہنا جہنم ہے اور کیا ہی بڑا اہتمام

ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا لِلَّذِينَ كَفَرُوا امْرَأَتِ لُوطٍ وَ

اللہ کا فروع کی مثال دیتا ہے لوط کی عورت اور

امْرَأَتِ لُوطٍ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا

لوط کی عورت ۲۔ وہ ہمارے بندوں میں دو منظر اور قرب بندوں کے نکاح

صَالِحِينَ فَخَاتَمَهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللَّهِ

میں جس پھر انہوں نے ان سے نکاح نہ کر لیا کہ اللہ کے سامنے انہیں نہ کام آئے اور

شَيْءٍ وَفِيلٍ اَدْخَلَا النَّارَ مَعَ الدَّٰخِلِينَ ۝ وَضَرَبَ

فرما دیا گیا کہ تم دونوں عورتیں جہنم میں جاؤ جانے والوں کے ساتھ اور اللہ

اللَّهُ مَثَلًا لِلَّذِينَ آمَنُوا امْرَأَتِ فِرْعَوْنَ رَأَتْ

مسلمانوں کی مثال بیان فرماتا ہے فرعون کی بیوی ۳۔ جب

قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِي عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِي

اس نے عرض کی لے میرے گھر میرے لئے اپنے پاس جنت میں گھر بنا دو اور مجھے

مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهِ وَنَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّٰلِمِينَ ۝

فرعون اور اس کے کام سے بچات دے اور مجھے ظالم لوگوں سے بچات دے

وَمَرْيَمُ ابْنَتْ عِمْرَانَ الَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا

اور عمران کی بیوی مریم ۴۔ جس نے اپنی بارسائی کی حفاظت کی

فَنَفَخْنَا فِيهِ مِنْ رُّوحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمَاتِ رَبِّهَا

تو ہم نے اس میں اپنی طرف کی روح پھونکی اور اس نے اپنے رب کی باتوں

وَكُتِبَ لَهُ وَكَانَتْ مِنَ الْقَانِتِينَ ۝

اور اسکی کتابوں کی تصدیق کی گئی اور نرا بازداروں میں ہوئی

مستزل

دیا۔ جس سے آپ ان تمام معیتوں کو بحال لگیں۔ بعض روایات میں ہے کہ آپ مع جسم آسمان پر اٹھالی گئیں (روح) حضرت آسیہ بنت مزاحم کے حضور کے نکاح میں ہوں گی ۱۱۔ خیال رہے کہ قرآن شریف میں ۲۷ جگہ حضرت مریم کا نام آیا اور آپ کے سوا کسی عورت کا نام قرآن میں نہیں آیا کہ آپ کو کسی مرد نے نہ چھو اس کی تعمیر وہ آیت ہے **ذَلِكَ نَسْتَبِيحُ** ۱۳۔ اس طرح کہ حضرت جبریل نے آپ کے سینے پر چھوٹ ماری، جس سے آپ حاملہ ہو گئیں، اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ کے مقبولوں کا کام درحقیقت رب کا کام ہے، کیونکہ چھوٹ جبریل نے ماری، رب نے فرمایا ہم نے چھوٹا دوسرے یہ کہ فیض دینے کے لئے دم کرنا مست ملا کہ ہے مشائخ کے دم درود کی اصل یہ آیت کہ ہے تیرے یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روح اللہ اس لئے کہتے ہیں کہ آپ کی پیدائش

(بقیہ صفحہ ۱۹۷) نعت رات کے چراغ، انہوں نے کہا کہ اس سے معلوم ہوا کہ کافر جہنم میں جائیں گے اگرچہ ان کی پیدائش ایک سے ہے مگر ایک کا عذاب پانچس کے جیسے ہم مٹی کے ڈھیلے سے زخمی ہو کر تکلیف پاتے ہیں ۱۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کے ایک فرمان کا انکار رب تعالیٰ کا انکار ہے کیونکہ یہاں ہر کافر کو عذاب پانچس میں داخل فرمایا کیونکہ نبی رب کی طرف سے فرمان دے گا کہ وہ جگہ بھی تکلیف وہاں کا انکار پانی بھی تکلیف نہ سبب بچھو تکلیف نہ سبب بھی

لَهَا شِهْقَاتٌ مُّهِمَّةٌ لِّتَقُولَ ۖ تَكَادُ تَمَيِّزُ مِنَ الْغَيْظِ ۚ كُلَّمَا

میں گئے گوش مبارک ہے نہ معلوم ہوتا ہے کہ شدت غضب میں بھٹ جائیں نہ جب کبھی

الْقَىٰ فِيهَا قُورٌ سَالَمٌ خَزَتْهَا أَلَمٌ يَأْتِيَنَّهُمْ نَذِيرٌ ۚ قَالُوا

کوئی گروہ اس میں ڈالا جائے جلتا اسے طوفان سے بد نہیں گئے کیا ہمارے پاس کوئی ڈر

بَلَىٰ ۚ قَدْ جَاءَ نَاذِرُهُ ۚ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللَّهُ مِنْ

سنائے والا نہ آتا تھا کہ کہیں گے کہوں نہیں یہ ایک ہمارے پاس ڈرنا ہے والے نصیحت لائے

شَيْءٍ ۚ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا فِي ضَلَالٍ كَبِيرٍ ۚ وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ

بھرم نہ مبتلا ہوا اور کہا اللہ نے کیا نہیں اتنا کہ تم تو انہیں مگر بڑی گمراہی میں لے آؤ گے

أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ ۚ فَأَعْرَضُوا لِمِائِمٍ

گے اگر ہم سنتے یا سمجھتے تو دوزخ والوں میں نہ ہوتے اب اپنے گناہ کا انکار کیا

فَسَحَقْنَا أَسْحَابَ السَّعِيرِ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يُخْشَوْنَ رَبَّهُم

تو بھگا رہو دوزخیوں کو کہ بے شک وہ جو بے دیکھ اپنے رب سے

بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ۚ وَأَسْرُوا قَوْلَكُمْ وَأَوْ

ڈرنے میں نہ ان کی بدگوشی اور بڑا قذاب ہے لا اور تم اپنی بات آہستہ کہو یا

أَجْهَرُوا بِأَنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۚ أَلَا يَعْلَمُ

آواز سے وہ تو دلوں کی جانتا ہے نہ کیا وہ نہ جانے

مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ۚ هُوَ الَّذِي جَعَلَ

جس نے پیدا کیا لا اور وہی ہے ہر بار کی جانتا خبردار وہی ہے جس نے تمہارے

لَكُمْ الْأَرْضَ ذُلُولًا فَامْشَوْا فِي مَنَاكِبِهَا وَكُلُوا مِنْ رِزْقِ

لئے زمین رام کردی لا تو اس کے رستوں میں چلو اور اللہ کی روزی میں سے کھاؤ

وَالْيَهُ النَّشُورُ ۚ أَمْ أَنْتُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ أَنْ يُخْسِفَ

اور اس کی طرف اٹھائے لا کیا تم اس سے ڈرو گئے یہی سلطنت آسمان میں ہے کہ تمہیں زمین

لِغِيَا سَمَاءٍ غَرِيْبَةٍ ۚ هَرَّكَتْ بِهَا كَتِفَافَ مَعْمُومٍ ۚ

دوزخ مقام صرف کفار کا ہے، مومن کو کفار کا وہاں کچھ دن

رہتا ہے لیا ہوا گا جیسا مسافر کا منزل پر غمزدہ

۱۔ کوئی ہانسی کی طرح یا ریل کے انجن کی شل، مگر یہ

آواز صرف دوزخی میں گرتے وقت اور رہنے کی

حالت میں، جتنی اگرچہ بل صراط پر گزریں گے مگر اس کی

یہ دہشت ناک آواز نہ سنیں گے رب فرماتا ہے۔

لَا يَذْكُرُونَ حَسْبَ مَا هُمْ فِي دَارِهِمْ مِنْ عَذَابٍ ۚ

وہ غصہ بھی کرتا ہے بلکہ کلام بھی کرتا ہے۔ رب فرماتا

ہے کہ ہم دوزخ سے پوچھیں گے کہ کیا تو بھر گیا تو وہ

جواب دے گا کہ نہیں بڑھ گیا کچھ اور زیادہ بھی ہے ۳۔

معلوم ہوا کہ کفار دوزخ میں فوج در فوج جائیں گے، ہر

قسم کا کافر اپنے ہم جنس کے ہمراہ ہو گا، اگر کچھ مسلمان

دوزخ میں جائے گا تو اکیلا کسی کو اس کے حال کی خبر نہ

ہو گی، تاکہ امت رسول کی رسوائی نہ ہو ۴۔ یعنی نبی

بلواسطہ یا نبی کے جانشین علماء جن کا پہنچ جانا یا ان کی تبلیغ

کا پہنچ جانا خود نبی ہی کا پہنچ جانا ہے ۵۔ چونکہ کفار قرآن

سے سمجھ لیں گے کہ اب انبیاء کی تعریف آوری کا انکار

فرشتے سے مار کھانے کا ذریعہ ہے اس لئے جھ بول دیں

گے، محشر کی طرح یہاں جھوٹ نہ بولیں گے ۶۔ معلوم ہوا

کہ جن لوگوں تکہ نبی کی تعلیم بالکل نہ پہنچی، صرف انہیں

شرک پر عذاب ہو گا۔ باقی کسی چیز پر نہیں، جیسے فحرت

والے لوگ جو حضور کی تعریف آوری سے پہلے فوت ہو

گئے، کسی نبی کی تعلیم انہیں نہ پہنچ سکی ۷۔ معلوم ہوا کہ

کہ جس عقل سے دین نہ سمجھا جاوے وہ بے عقل ہے جو

کان و آنکھ نبی کے احکام نہ سنیں اللہ کی آیات نہ دیکھیں،

وہ میرے اندھے ہیں اگرچہ دنیاوی امور میں کام آویں

۸۔ گناہ سے مراد دل کا گناہ یعنی کفر و شرک ہے خیال

رہے کہ کفار کو کفر و شرک پر بھی سزا ملے گی اور شرعی

احکام ادا نہ کرنے پر بھی کیونکہ وہ سزا میں احکام شرعیہ کے

مکلف ہیں ۹۔ یہ رب کا فرمان ہے یا اس وقت فرشتے

کہیں گے یعنی تم اللہ کی رحمت سے دور ہو وقت پکار

واعت کے مستحق ۱۰۔ یعنی نبی کے فرمان سے ان کے دل میں خوف خدا پیدا ہوا، ورنہ مرتے وقت عذاب دیکھ کر تو سب ہی ڈریں گے شیطان نے بھی کہا تھا اِنَّا نَفَاتُ اللہ ذلّٰلًا لِّتُنْفِتِنَا مِغْرِبَ خُوفِ نَجَاتٍ دَارِهِمْ نَسِیَ ۱۱۔ روح البیان نے فرمایا کہ حضرت ابو بکر صدیق کے بیٹے شریف سے بھی ہوئی تھی کی خوشبو آتی تھی، آپ کا بگڑ خوف الہی میں، بہن چکا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز تہجد میں اتار دیتے تھے کہ آپ کے سینہ مبارک سے ہانسی کھولنے کی سی آواز آتی تھی، یہ ہے خوف خدا، اللہ تعالیٰ ان پاک جنوں کی عقل ہم جیسے گنہگاروں کو بھی اپنا خوف نصیب کرے، آمین ۱۲۔ مشرکین مکہ آپس میں یکساں کرتے وقت کہتے تھے کہ آہستہ بولو، اھم کا رے نہ کر، لے، اس آیت میں ان کی تردید کی گئی کہ تمہارا کوئی کھلا چپا کلمہ ہم سے پوشیدہ نہیں، رب کی شان تو بہت بلند و بالا ہے، اس کے محبوب بندے حضرت

(بقیہ صفحہ ۸۹۹) پھر میں 'مومن' کے سارے اعمال درست ہیں کیونکہ ایمان کے ساتھ ہیں کافر کا حقد و خیرات کرنا اور دعا چلنا ہے کیونکہ یہ اسے منزل پر نہیں پہنچا سکتا۔ مومن و کافر کے تمام اعمال کا یہی حال ہے۔ ۳۳۔ یعنی دنیا میں مومن تو سیدھی راہ پر ہے اور جا بھی سیدھا رہا ہے مگر کافر اونٹ سے رستے پر بھی ہے اور چل بھی لودھا رہا ہے کیا یہ دونوں یکساں ہیں؟ ہرگز نہیں اسلام سیدھا راستہ ہے۔ پھر اسلام کو صحیح طور پر سمجھنا اور درست اعمال کرنا اس پر سیدھا چلنا ہے۔ ۳۴۔ یعنی اے محیب ان مشرکوں سے فرما دو کہ میں تمہیں جس رب کی عہد کی دعوت دیتا ہوں وہ وہ رب ہے جس نے اسی کے برائے نہیں بخشیں 'اس سے معلوم ہوا کہ خاص بندوں کے

کام رب کے کام ہوتے ہیں کیونکہ ماں کے پیٹ میں ناک کان بٹانا قریش کا کام ہے مگر وہ کام رب کا قرار پایا ۵۱۔ کہ اس کی دی ہوئی نعمتوں کو اس کی نافرمانی، ملکہ مخالفت و مقابلہ میں استعمال کرتے ہو، کچھ تو انصاف کرو! اس آیت سے مسلمانوں کو بھی عبرت پکڑنی چاہیے۔

۱۔ یعنی رب تعالیٰ سب کا سارا اور خدائی ہے۔ خیال رہے کہ یہاں صفات الہیہ کو قل سے بیان فرمایا گیا۔ یعنی اے محبوب آپ فرما دیں تاکہ پتہ لگے کہ خدا کی صفات ماننا جب ہی فائدہ دے سکتا ہے جب کہ نبی کی تعلیم سے مانی جاوےں، نبی کو چھوڑ کر توحید وغیرہ ماننا دونوں کا راستہ ہے۔ ۲۔ یعنی اگر تم قیامت یا عذاب کی خبر دینے میں سچے ہو، تو بتاؤ ان کا ظہور کب ہو گا۔ اس شرط سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا یہ سوال محض دل لگی کے لئے تھا نہ کہ تحقیق کے لئے۔ ۳۔ کسی مخلوق کو اندازے، تخمینے، حساب، جنسی، وغیرہ سے معلوم نہیں ہو سکتا، جب تک رب تعالیٰ الہام یا وحی کے ذریعہ نہ بتائے۔ ۴۔ اس سے یہ ثابت

نہیں ہوتا کہ رب نے حضور کو قیامت کا علم نہیں دیا کیونکہ یہاں یہ نہ فرمایا کہ مجھے علم نہیں دیا گیا۔ اَلْعِلْمُ مِلْفُ اللہ وہاں بھی کہتے ہیں جہاں بتاتا نہ ہو، حق یہ ہے کہ اللہ نے حضور کو قیامت کا علم دیا خود فرماتے ہیں کہ میں اور قیامت دو ملی ہوئی انگلیوں کی طرح ہیں، قیامت کی علامتیں ارشاد فرمائیں۔ اس کے آنے کا دن بتایا کہ جمعہ کو ہوگی

۵۔ یعنی علامات قیامت یا علامات موت، یا علامات عذاب دیکھ کر کفار کے چہرے گیز جائیں گے، اس سے معلوم ہوا کہ موت کے وقت اور قیامت کے دن مومن کے چہرے پر شگفتہ ہوں گے، اب بھی بعض صالحین کو بوقت موت مسکراتا ہوا دیکھا گیا۔ ۱۰۔ نبیوں یا مومنوں سے اس کا مطالبہ کرتے تھے تو اب سامنے ہے، دل بھر کر دیکھ لو (اللہ کی پناہ) ۱۱۔ کفار کہ حضور کی اور صحابہ کی وفات کے شہر رہتے تھے، یہاں فرمایا گیا کہ ہمارا وفات پا جانا ہمیں عذاب سے بچا نہیں سکتا، پھر تم کیوں اس کی آس لگاتے بیٹھے ہو معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی موت کا انتظار کفار کا شیوہ ہے

۹۰۰
القلم

قُلْ هُوَ الَّذِي ذَرَأَكُمْ فِي الْأَرْضِ وَإِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ﴿۳۳﴾

تم فرماؤ وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں پھیلا دیا اور اسی کی طرف اٹھائے جاؤ گے۔

وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿۳۴﴾

اور کہتے ہیں یہ وعدہ کب آنے کا اگر تم بکے ہو نہ تم فرماؤ یہ

إِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللَّهِ وَإِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿۳۵﴾ فَلَمَّا رَأَوْهُ

علم تو اللہ کے پاس ہے کہ اللہ میں تو بھی صاف ڈرنا نہ والا ہوں نہ بھڑکے ہوں

زُلْفَةً سَيِّئَةٍ وَجَوَّالٍ ذِينَ لَعَنُوا وَقِيلَ لَهُمُ هَذَا الَّذِي

دیکھیں مگر کافروں کے منہ بکڑ جائیں گے اور ان سے فرمایا جائے گا یہ

كُنتُمْ بِهِ تَدَّعُونَ ﴿۳۶﴾ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَهْلَكْنِي اللَّهُ وَمَنْ

جو تم مانگتے تھے تم فرماؤ بھلا دیکھو تو اگر اللہ مجھے اور میرے ساتھ والوں کو ہلاک

مَعِيَ أَوْ جَعَلَ مَفْنِينَ يَبْدِئُ الْكَافِرِينَ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿۳۷﴾

کر دے نہ مافن یا بدرم فرمائے نہ لودھا نہ سب سے کافروں کو دکھ کے عذاب سے بھالے گا

قُلْ هُوَ الرَّحْمَنُ أَمَّنٌ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا فَسْتَعْلِمُونَ ﴿۳۸﴾

تم فرماؤ وہی رحمن ہے ہم اس پر ایمان لائے اور اسی پر بھروسہ کیا لہٰذا تو اب جان

مَنْ هُوَ قُلْ ضَلُّوا مُبِينٌ ﴿۳۹﴾ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَصْبَحَ

جاؤ گے نہ کون کھل کر لڑی میں ہے تم فرماؤ بھلا دیکھو تو اگر صبح کو تمہارا پانی

مَّا وَكُمُ عَوْرًا فَمِنْ يَأْتِيكُمْ بِهِ بَاءٌ مَّعِينٌ ﴿۴۰﴾

زمین میں وحش جائے نہ تو وہ کون ہے جو تمہیں پانی لائے نہ گناہ کے سامنے بہتا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ﴿۱﴾

اللہ کے نام سے شروع ہو نہایت مہربان رحم والا

ن وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ ﴿۲﴾ مَا أَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ

تعليم نہ اور ان کے لکھنے کی قسم تلو تم اپنے رب کے فضل سے

۸۔ اس طرح کہ ہمیں دراز عمریں دے، تاکہ ہم نیکیوں کا توشہ خوب جمع کر لیں۔ معلوم ہوا کہ مومن کی زندگی بھی رحمت ہے۔ ۹۔ یعنی اوپر کی شہیں تمہیں سمجھانے کے لئے ہیں ورنہ رب تعالیٰ ہم پر مہربان ہے کیونکہ ہم اس کے مطیع ہیں اور وہ رحمن ہے۔ ۱۰۔ یعنی موت کے وقت، کیونکہ ہر کافر مرتے وقت حقانیت اسلام مان لیتا ہے مگر اس وقت کا نام کام نہیں آتا۔ ۱۱۔ یعنی تمہارے کنوؤں، دریاؤں کے پانی، جو تمہارے قبضہ میں دیا گیا ہے۔ یا تمہاری آنکھ منہ پیٹ کا پانی خشک ہو جائے یا تمہارے عشق الہی و محبت مصطفویٰ کا پانی خشک ہو جائے جو تمہارے اعمال کی مٹی میں مل کر مرشد کی نگاہ سے تمہیں عارف وغیرہ بناتا ہے تو پھر کس میں طاقت ہے جو تمہیں یہ پانی بخشے ۱۲۔ اس سورۃ کا نام سورہ قلم ہے یا سورہ لون، یہ کب ہے، قلم سے مراد یا تو وہ قلم ہے جس نے لوح محفوظ پر قیامت سارے واقعات لکھ دیئے جس کا طول

(تقریباً ۹۰۰) آسمان و زمین کے برابر ہے یا کرنا کہ انہیں کے کلم جس سے وہ لوگوں کے اعمال لکھے ہیں یا علماء دین کے کلم جس سے وہ حضور کی نصرت و رب کی حمد دینی مسائل و فرائض لکھے ہیں، صوفیاء فرماتے ہیں کہ کلم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک ہے جو کن کی گنجی ہے اس کی لذت تفسیر ہماری کتاب شان حبیب الرحمن میں دیکھیں ۱۳۔ کوٹا کہ انہیں کے لکھے کی حم یا علماء دین کی تحریر کی حم جس سے وہ دین کی خدمت کرتے ہیں

۱۔ یا اپنے رب کی نصرت کی وجہ سے جہنم میں نہ جھوٹے اور جہنم کا ایجنٹ نہ بنیں یہی بر جہان کے ایمان کا جوہر ہے وہ جہنم ہوں تو عالم جاہ ہو جائے جیسے انجمن کا دارائے ریحانی موتی قیمتی ڈیسے میں رکھا جاتا ہے۔ ۴۔ اس لئے کہ تمام امت کی نیکیوں کا ثواب آپ کو ہے۔ کیونکہ یہ نیکیاں آپ نے سکھائی ہیں اور آپ کا دین منسوخ نہ ہو گا لہذا آپ کا ثواب بندہ نہ ہو گا یا آپ کو جو ثواب ملے گا۔ اس میں کسی کا آپ پر احسان نہیں بلکہ سب پر آپ کا احسان ہے۔ ۳۔ حضور کا مطلق قرآن ہے یہ قرآن خاموش ہے اور حضور جیسے جانتے بولتے ہوئے قرآن ہیں۔ معلوم ہوا کہ کوئی بھی حضور کے اخلاق کا حاکم بیان نہیں کر سکتا کیونکہ وہ عظیم ہیں خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا اور دنیا کی تمام نعمتوں کو قلیل فرمایا کہ فرمایا اللہ متاع الدنیا فقلل اس کے باوجود کوئی شخص دنیا کی نعمتیں شمار نہیں کر سکتا۔ فرمایا ہے۔ وان تعدوا نعت اللہ لاتعدوا صرحاً جب قلیل کو شمار کرنا غیر ممکن ہے تو جسے رب تعالیٰ عظیم کے اسے شمار کرنے کی کس میں طاقت ہے۔ ۴۔ یعنی جو کچھ غیب کی خبریں آپ نے دی ہیں ان میں سے بہت کفار بھی دیکھ لیں گے اور اے محبوب آپ بھی اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے حضور تو سب کچھ آج بھی دیکھ رہے ہیں مگر یہاں بطور کا دیکھنا مراد ہے۔ ۵۔ تو جس کو بتائے اس کو بھی اس کے بتانے سے علم ہو گا جیسے کاتب تقدیر فرشتہ اور دایت الارض اور آدم علیہ السلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اللہ تعالیٰ نے خال اور مہدی کا علم دیا نیز حضور کی ذات اخصاص و اتفاق کی کوئی ہے جو انہیں جہنم کے وہ گمراہ ہے جو تفریقیں کرے وہ ہدایت پر ہے جیسے آدم علیہ السلام ملا کہ اور شیطان کی حیلوات کی کوئی ہوئے ۶۔ اس میں بظاہر حضور کو خطاب ہے لیکن درحقیقت مسلمانوں کو سنا ہے اس سے معلوم ہوا کہ کسی بے دین کی دینی اطاعت کرنا یا کفر ہے یا حرام الاعتدال اکراہ ۷۔ (شان نزول)۔ مرداران قریب حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر بولے کہ اگر آپ کو کوئی بیماری ہے تو ہم اس کا علاج کرا دیں اگر دنیاوی عیش و عشرت کی خواہش ہے تو اس کا سارا سامان مہیا کر دیں اگر کچھ نہیں تو آپ صرف ہمارے بچوں کو برا کہنا

تفہیم القرآن	۹۰۱	الفصل ۲۸
<p>يَمْجُنُونَهُ ۖ وَاِنَّ لَكَ لَاجْرًا غَيْرَ مَمْنُونٍ ۝ وَاِنَّكَ لَعَلَّ خُلُقٍ عَظِيمٍ ۝ فَسَتَبْصِرُ وَيَصْبِرُونَ ۝ يَا أَيُّهَا الْمَقْتُولُونَ ۝ شان کی ہے کہ ثواب کوئی دم جاتا ہے کہ کچھ دیکھ لو گے اور وہ بھی دیکھ لیں گے کہ کلم میں</p> <p>اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ اعْلَمُ كَوْمَنَ يَتَّبِعُ فَكُلٌّ يَلْزَمُ رَبَّ يَانَا هُوَ اسکی راہ سے نکلے اور وہ خوب جانتا</p> <p>يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَطْعَمُوا الْمَالَكَيْنِ ۝ وَذَوَا أَلْوَدَاهُنَّ ۝ فَيَذَرُوهُنَّ ۝ وَلَا تَطْعَمُوا كُلَّ حَلِافٍ مِّمَّيْنِ ۝ هَيَّا رَمَلًا ۝ ثاں وہ بھی نرم پڑ جائیں اور ہر ایسے کی بات دستا جو برا نہیں کہانی والا ذلیل بہت طبعی</p> <p>يَنْبَغِي ۝ تَمَاءٌ لِلْخَيْرِ مَعْتَدٍ ۝ عَتِلٌ ۝ بَعْدَ ذَلِكَ ۝ دینے والا بہت صبر کی اور رکھا پھر والا عسلانی سے بڑی دینے والا انکار و پشت خور اس</p> <p>زَيْنِ ۝ اِنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَبَنِينَ ۝ اِذَا نَسَلْنَا عَلَيْهِ اِثْنَا ۝ سب پر طرفہ کہ اس کی اصل میں خطا اس سے کہ مال اور بیٹے رکھتا ہے لا جب اس پر</p> <p>قَالَ اَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ۝ سَنَسِيهَ عَلَى الْخُطُومِ ۝ ہماری آنکھیں بڑی ہائیں کہتا ہے کہ ان لوگوں کی کہانیاں ہیں کہ قریب کہ ہر کسی سر کی سی</p> <p>اِنَّا بَالُوْنُهُمْ كَمَا بَالُوْنَا اصْحَابَ الْجَنَّةِ اِذَا قُمُوا لِيَصْرِفَتْهَا ۝ خصوص پر داغ دی گئے ہیں کہ ہم نے انہیں جاپنا ہوا جیسا اس باغ والوں کو جاپنا تھا لہذا جب</p> <p>مُصْبِحِينَ ۝ وَلَا يَسْتَنْوُونَ ۝ فَطَافَ عَلَيْهِ طَافِيفٌ ۝ انہوں نے قسم کھائی کہ ضرور صبح ہوتے سے کھینک کر کاش میں گئے اور انشاء اللہ کہا تو اس پر تیرے</p> <p>مَنْ رَبِّكَ وَهُمْ نَائِبُونَ ۝ فَاصْبِرْ ۝ كَا لَصَرِيمٍ ۝ رب کی طرف سے ایک پھیر لکھ غولا پھیر کر گیا اور وہ سوتے تھے تو صبح نہ گیا جیسے پہل و تار ہوا</p>		
مَنْزِل ۱۰		

چھوڑ دیں تو ہم بھی آپ سے تعرض نہ کریں اس پر یہ آیت کریمہ اتزی (تفسیر عزیزی) اس سے معلوم ہوا کہ ہر مسلمان کو دین میں پختہ ہونا چاہیے دین میں چلنے پھرنے کا نام ہدایت ہے ذاتی حالات میں اچھے برائے کا نام اخلاق ہے آج ہم دین میں نرم اور نفسانی معاملات میں سخت ہیں ۸۔ (شان نزول) یہ آیات ولید بن مغیرہ کے حلق نازل ہوئیں جو حضور کو جہنم کہتا تھا قرآن کریم نے اس کے دس عجیب بیان فرمائے آخر میں فرمایا کہ وہ حرامی ہے۔ معلوم ہوا کہ رب ستار العیوب ہے لیکن جو اس کے محبوب کو عیب لگائے رب اس کی پردہ دوری کر دیتا ہے ۹۔ ولید بن مغیرہ اپنے اہل و عیال سے کہتا تھا کہ اگر تم اسلام لائے تو تمہیں اپنے مال سے محروم کر دوں گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اچھی باتوں سے روکنا ولید بن مغیرہ کا شیوہ ہے آج بھی بعض لوگ جوئے، سیمنا، شراب سے نہیں روکتے ہاں میلاد شریف، یز رنگان دین کا ختم

(بقیہ صفحہ ۹۰۱) انصاف سے گفتگو کرتا ہے: 'یہ ہے منع خیر'۔ یعنی بد مزاج اور بد زبان معلوم ہوا کہ یہ دونوں عیب کفار کے ہیں مومنوں کو ان سے دور رہنا چاہیے، طبیعت نرم رکھیں، زبان نہایت شیریں۔ یعنی حرام کا کچھ، حرامی، ولد الزنا، اس آیت کے نزول پر ولید اپنی ماں کے پاس پہنچا اور بولا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے دس عیب بیان فرمائے تو کو تو میں اپنے اندر پاتا ہوں دسویں کی تجھے خبر ہے کچھ تائیں حرامی ہوں یا حلالی کچھ کہتا رہتا تیری گردن مار دوں گا، تب اس کی ماں بولی کہ تیرا باپ مارد تھا، مجھے اندیشہ ہوا کہ اس کے بعد اس کا مال غیر لے جائیں گے تب میں نے فلاں چرواہے کو بلا لیا تو اس سے پیدا ہوا (خرائن و روح و تفسیر صادی وغیرہ) اس سے معلوم ہوا کہ جس کے دل میں حضور سے عداوت ہو اور

حضور کی بدگواہی اس کا مشغلہ ہو وہ حرامی ہوتا ہے ۱۲۔ یعنی اس کی تمام اکر مال اور اولاد کے بل بوتے پر ہے، ان آیات سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ اپنے حبیب کا بدلہ خود لیتا ہے ایک کے بدلے دس سنا ہے۔ ۱۳۔ یہ ولید غیث قرآن کریم سن کر کہتا تھا کہ یہ گفزی ہوئی باتیں ہیں ان پر کان نہ دھرو ۱۴۔ یعنی قیامت میں ولید کا منہ سورا کا سا ہو گا، جس پر خاص داغ ہو گا، تمام اہل عشر پچان لیں گے کہ محبوب کے بدگو کا منہ یہ ہے، ولید بدر سے پہلے مر گیا تھا ۱۵۔ یعنی ہم نے مکہ والوں پر حضور کی دعا سے سخت قحط بھیجا، جس میں وہ مراد تک کھا گئے ۱۶۔ اس بارگ کا نام فزوان تھا جو ملک یمن میں ضضاء سے دو کوس فاصلہ پر تھا، اس کا مالک ایک تھی آدمی تھا، جب پھل توڑنے کا وقت آتا تو منادی کر کے قہراء کو جمع کر لیتا، بہت حصہ قہراء کو تقسیم کر دیتا کھیت کی پیداوار میں بھی دسواں حصہ مساکین کو دیتا تھا، جس سے اس کے مال میں بڑی برکت تھی، اس کے بعد اس کے تین بیٹے وادٹ ہوئے، جو سمجھتے تھے انہوں نے بارگ پکنے پر آپس میں مشورہ کیا کہ ہمارے کنبے بہت ہیں پھل توڑے ہیں، اگر ہم بھی باپ کی طرح سخاوت کریں گے، تو فقیر ہو جائیں گے، چلو صبح بڑے ہی پھل توڑ لیں، کسی فقیر کو خیر نہ ہونے دیں، ان آیات میں یہ قصہ مذکور ہے، یہ واقعہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ہوا، آپ کے آسمان پر جانے کے قریب ۱۷۔ یعنی صبح ہی دنیا کے کام میں مشغول ہو جائیں گے بغیر ذکر خدا کے اور اپنے باپ کی نیک و رسم بند کر دیں گے انہوں نے مال سے رب کے نام کا حصہ نہ نکالا یہ بھی گناہ ہے برائی کرنے پر رحم کھائی یہ بھی گناہ، انشاء اللہ نہ کیا یہ بھی قصور کہ اپنے پر اعتماد ہے ۱۸۔ رات میں بارگ پر آفت ناگمانی آئی جو سب کچھ تباہ کر گئی ۱۹۔ جس میں کوئی پھل باقی نہ رہا، مگر انہیں کچھ خبر نہ ہوئی

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ صبح سویرے ہی بغیر اللہ کا ذکر کئے ہوئے دنیاوی کام میں لگ جانا غفلت کا کام ہے، عاقل

مومن کو چاہیے کہ صبح سویرے پہلے اللہ کی یاد کرے پھر دنیاوی کام شروع کرے جس کی ابتداء اچھی ہے اس کی انتہاء بھی اچھی ہے اسی لئے اسلام میں فجر کی نماز اور بعد نماز تلاوت و ذکر وغیرہ ہے۔ ۲۔ تاکہ کوئی فقیر نہ من لے اور خیرات لینے کے لئے حسب دستور بارگ میں پہنچ جائے۔ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب کسی کام کو جانتے تو خدا کا ذکر کرتے ہوئے اور نیک ارادے سے جائے، ان کے ارادے برے تھے جس کا انجام برا ہوا ۴۔ وہ لوگ پہلے تو سمجھے کہ ہم بہک کر دوسری جگہ آ گئے ہیں ہمارا بارگ ایذا اچھا ہوا نہ تھا پھر غور سے دیکھ کر بولے کہ میں ہم راہ نہیں بھولے، بلکہ بارگ ہی برباد ہو چکا ہے ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ ارادہ گناہ بھی گناہ ہے اور گناہ پر عذاب الہی دنیا میں بھی آ جاتا ہے، پیداوار کی ذکوۃ واجب ہے ۶۔ کہ ہم نے اپنے مرحوم باپ کی رسم خیر بند کرنا چاہی۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کے اچھے مراسم

تبارک الذی ۱۹ ۹۰۲ الفصل ۱۶

فَتَنَادَوْا مُصْبِحِينَ ۱۱ اِنْ اَعْدَا عَلٰی حَرْثِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ طَرِيقِينَ ۱۲ فَاَنْطَلَقُوا وَهُمْ يَتَخَفَتُونَ ۱۳ اَنْ اَرٰ جَبَلًا مِّنْ مَّاءٍ يَخْرُجُ مِنْ اَحْسَاۡءِهَا يَنْتَبِهُ لَهَا فَيَنْهٰى عَنْهَا يَدَّ بَرٍّ ۱۴ لَا يَدُّ بِهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مَّرْصُكُنَ ۱۵ وَاعْدُوا عَلٰی حَرْثِكُمْ اَنْ تَكُوْنُوْا مِّنْ مَّاءٍ يَخْرُجُ مِنْ اَحْسَاۡءِهَا يَنْتَبِهُ لَهَا فَيَنْهٰى عَنْهَا يَدَّ بَرٍّ ۱۶ قَدَرَيْنَ ۱۷ فَلَمَّا رَاُوْهَا قَالُوْا اِنَّا لَظَالِمُونَ ۱۸ بَلْ لَّعَنَ قَدَرَتُ ۱۹ فَجَعَلَ يَحْمِلُ يَدَّ بَرٍّ ۲۰ مَحْرُومُونَ ۲۱ قَالَ اَوْسَطُهُمْ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ لَوْ لَا تَسْبِحُوْنَ ۲۲ قَالُوْا سُبْحٰنَ رَبِّنَا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۲۳ قَاقِلْ ۲۴ بَعْضُهُمْ عَلٰی بَعْضٍ تَبٰۤیْءًا ۲۵ قَالُوْا يٰوَيْلَنَا اِنَّا كُنَّا ۲۶ طٰغِيْنَ ۲۷ عَسٰی رَبَّنَا اَنْ يُبَدِّلَنَا خَيْرًا ۲۸ اِنَّا اِلٰی ۲۹ رَبِّنَا رٰغِبُونَ ۳۰ كَذٰلِكَ الْعَذَابُ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ ۳۱ رَجِيْۡتُ لَآئِيْۤهٖۤنَ ۳۲ مَا رَآیْۤهٖۤنَ ۳۳ اَوْ يَكُنْ اٰخِرَتُ۫یۡ مَا رَآیْۤهٖۤنَ ۳۴ اَلْکِبْرُ لَوْ کَانَ لَا یَعْلَمُوْنَ ۳۵ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۳۶ بَرِّیۡۤیۡۤنَ ۳۷ کَمَا یَکْفٰی ۳۸ وَکَانَ ۳۹ جَزَآءُ الْتَّٰوٰیۡنَ ۴۰ اَفْجَعَلُ الْمَسٰلِیۡنَ ۴۱ کَالْمَجْرُمِیۡنَ ۴۲

منزل

(بقیہ صفحہ ۹۰۲) زندہ رکھے جائیں، ورنہ رب کی رحمت سے محروم ہو جاؤ گے، ختم ہر رگان، اصل ثواب، میلاد شریف، عیار ہویں شریف بزرگوں کی مراسم ہیں۔۔۔ ان میں سے ہر ایک دوسرے کو طاقت کرتا تھا کہ تو نے مجھے یہ برا مشورہ دیا تھا، آخر کار بولے کہ ہم سب قصور وار ہیں اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ باپ دادوں کی نیک رہنمائی بند کرنا خرابی کا باعث ہے اور سرکشی ہے، دوسرے یہ کہ اپنے جرم کا اقرار کر لینا توبہ ہے، ورنہ رب نے انہیں اس توبہ سے پہلے بھی بہتر شاخ دیا، جس کا نام باغ حیوان تھا جس میں بہت پھل آتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ توبہ رب کی رحمت کی زیادتی کا سبب ہے (محل) اگر کسی کو نقصان پہنچا ہو اور وہ ہر نماز کے بعد یہ آیت اور یا غفرلہ یا غفرلہ یا غفرلہ پڑھ لیا کرے تو انشاء اللہ پہلے سے بہتر لے گا۔ ۱۰ اب اے کفار کہ! کفار ہوش سے کام لو اپنا انجام سوچ لو، اب معلوم ہوا کہ کفار پر دنیاوی عذاب آجائے ان کے اخروی عذاب کو کم نہ کر دے گا اور دنیا کا عذاب خواہ کتنا ہی زیادہ ہو آخرت کے عذاب سے ہلکا ہے آخرت کا عذاب بہت سخت ہے، اللہ کی پناہ

۱۱ اور اس جگہ سے جبریت پکارتے جیسے ضروان والوں نے باغ کی برادری دیکھ کر فوراً توبہ کر لی ۱۲۔ یہاں متقین اور ڈر والوں سے مراد مومنین ہیں، تقویٰ کے بہت درجے ہیں، پہلا درجہ جسے تقویٰ عامہ کہتے ہیں وہ ہر مسلمان کو ملتا ہے، حاصل ہے کہ وہ رب سے صحیح سمتی میں ڈرتا ہے تو ایمان لانا ہے، دوسرا درجہ جسے تقویٰ خاص کہتے ہیں وہ نیک کار مومنوں کو حاصل ہے، تیسرا درجہ جسے خاص الخاص کہتے ہیں وہ حضرات اولیاء اللہ کو نصیب ہوتا ہے پھر جیسا تقویٰ دیکھی اس کی جزاء اور ویسے ہی جنت میں اس کے درجات، یہ آیت تمام قسم کے متقین کو شامل ہے، اس لئے اس کی بہت تفسیریں ہیں ۱۳۔ یعنی آخرت میں قبر سے اٹھنے کے بعد، آخرت کو پہنچنے پر اس لئے فرمایا کہ وہاں کسی کی ظاہری حکومت نہ ہوگی، رب فرماتا ہے۔ مَا لِلظَّالِمِينَ ۱۵۔ ایک ایک جنتی کو کئی کئی باغ دیئے جائیں گے، جہاں نہ بیماری ہوگی نہ موت، نہ دشمنی اور نہ کوئی مصیبت، حقیقی جنتیں وہاں نصیب ہو گا، یٰۤاَيُّهَا النَّاسُ لِمَ تَعْبُدُونَ ۱۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ باغ اہل جنت کی ملک ہوں گے ۱۷۔ معلوم ہوا کہ مجرم اور مسلم برابر نہیں تو نبی اور غیر نبی کیسے برابر ہو سکتے ہیں فرق مراتب پر ایمان کا دار و مدار ہے، خیال رہے کہ یہاں مجرم سے مراد کفار ہیں، کیونکہ ان کا مقابلہ مسلم سے ہے

۱۸۔ (شان نزول) کفار کہہ سکتے تھے کہ اگر ہم مرنے کے بعد اٹھائے بھی گئے، تو بھی ہم تم سے اچھے رہیں گے کیونکہ دنیا میں ہم امیر ہیں تم غریب اس کی تردید میں یہ آیات نازل ہوئیں جن میں فرمایا گیا کہ آخرت کو دنیا پر قیاس نہ کرو، حکمت میں دانے اور بھوسہ ایک ہی جگہ ہوتا ہے مگر

گاہنے کے بعد بھوسہ کی جگہ اور ہے اور دانوں کی جگہ اور ۱۔ یعنی اے کافرو تم یہ فیہی خبر کہاں سے دے رہے ہو کہ آخرت میں تم مسلمانوں سے اچھے رہو گے وہ کوئی آسمانی کتاب اتاری جس میں یہ لکھا ہے ۳۔ یعنی اے جو تو کو کیا ہم تمہارے متعلق قسم اٹھا چکے ہیں کہ تم خواہ کچھ بھی کرو تمہیں جنت ہی دیں گے، جس قسم سے مجبور ہو کر تمہیں جنت ہی دی جائے، معلوم ہوا کہ گناہ کر کے جنت کی امید رکھنا کفار کا طریقہ ہے، مہمانوں پر ندامت رحمت ہی سے امید چاہیے ۴۔ کفر کے باوجود جنت اور اللہ کی رحمت ۵۔ اس سے اشارہ معلوم ہوا کہ مومنوں کی جزاء کے بفضل پروردگار بغیر ضامن ہیں، کفار کی جزاء کا ضامن کوئی نہیں مومن و کافر کے اعمال میں یہ ہی فرق ہے کافر لاوارث ہے مومن ولی و وارث والا ہے۔ ۶۔ جو انہیں ہم سے جنت دلاو دیں وہ اگرچہ کفری کرتے رہیں ۷۔ یعنی وہ خود بھی سمجھتے ہیں کہ وہ

تَبٰرَکَ الَّذِی ۲۹
۹۰۳
القلم ۷۸

مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ﴿۲۹﴾ اَمْ لَكُمْ كِتَابٌ فِیْهِ تَدْرُسُونَ ﴿۳۰﴾

ہمیں کیا ہوا کہ اس طرح حکم دیتے ہو کہ تمہارے لئے کوئی کتاب ہے اس میں پڑھتے ہو

اِنَّ لَكُمْ فِیْهِ لَمَّا تُخَيَّرُونَ ﴿۳۱﴾ اَمْ لَكُمْ اٰیْمَانٌ عَلَیْنَا ﴿۳۲﴾

کہ تمہارے لئے اس میں جو تم بہتر کرو گے یا تمہارے لئے ہم بہتر نہیں ہیں قیامت

بَالِغَةً اِلٰی یَوْمِ الْاٰخِرَةِ اِنَّ لَكُمْ لَمَّا تُحْكُمُونَ ﴿۳۳﴾

تک پہنچتی ہوئی نہ کہ تمہیں ملے گا جو تمہاری دعویٰ کرتے ہو کہ تم ان سے بدتر

اَیْمَانٌ بِذٰلِكَ زَعِیْمٌ ﴿۳۴﴾ اَمْ لَكُمْ شُرَکَآءُ فَلَیْئَا تُوَٰشِرُکَآءُہُمْ ﴿۳۵﴾

ان میں کوئی اس کا ضامن ہے یا ان کے پاس کچھ شریک ہیں نہ تو اپنے شریکوں کو دیکھ لیں

اِنَّ کَا تُوَٰصِدِ قِیْنَ ﴿۳۶﴾ یَوْمَ یُکْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّیَدُ عَوْنٍ ﴿۳۷﴾

اگر پہلے میں ہی جس دن ایک ساق کھول جائے گی جس کے معنی اٹھ جائے گا ہے

اِلٰی السَّجُوْدِ فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ﴿۳۸﴾ حَاشَیۃً اَبْصَارُہُمْ ﴿۳۹﴾

اور ہمدرد کو ہلانے جائیں گے نہ تو نہ کر سکیں گے نہ بھی دکھائیں گے جوئے اللہ ان پر

تَرْهَقُہُمْ ذُلٌّ مُّوَقَّدٌ کَا تُوَٰیْدُ عَوْنٌ اِلٰی السَّجُوْدِ وَہُمْ ﴿۴۰﴾

خواری پڑھ رہی ہوگی لہ اور جنگ دنیا میں مجبورہ کے لئے ہلانے جاتے تھے لہ جب

سَلِیْمُونَ ﴿۴۱﴾ قَدْ رَمٰنِیْ وَمَنْ یُّکَذِّبُ بِہَذَا الْحَدِیْثِ ﴿۴۲﴾

تندرست تھے کہ تو جو اس بات کو جھٹلاتا ہے اسے مجھ بہت بھڑک چھوڑ دو لہ

سَکُنْتُ دَرَجَتِہُمْ مِّنْ حَیْثُ لَا یَعْلَمُونَ ﴿۴۳﴾ وَاَمَلِیْ لَہُمْ ﴿۴۴﴾

قریب ہے کہ انہیں آہستہ آہستہ لے جائیں گے جہاں سے انہیں خبر نہ ہوگی لہ اور میں انہیں

اِنَّ کَیْدِیْ مَتِیْنٌ ﴿۴۵﴾ اَمْ تَسْأَلُہُمْ اَجْرًا فَمِنْ مَّنْ مَّعْرِفٍ ﴿۴۶﴾

ڈھیل دوں گا ایک میری غیبی تدبیر بہت ہی ہے یا تم ان سے اجرت مانگتے ہو لہ کہ وہ

مُنْقَلَبُونَ ﴿۴۷﴾ اَمْ عِنْدَہُمْ الْغِیْبُ فَمِنْ یَّکْتُبُونَ ﴿۴۸﴾ قَاصِدٌ ﴿۴۹﴾

بہن کے بارے میں چوہ میں ملے یا ان کے پاس بیٹے کہ وہ کہہ سہے ہیں لہ تو تم اپنے رب کے

منزل ۷

(فقہ صفحہ ۳۴) جو ملے ہیں محض خود میں یہ باتیں کرتے ہیں ۸۔ یعنی ایسی شہادت ہوگی کہ گھبراہٹ میں لوگوں کی چیزیں کھل جائیں گی یا رب قہقہہ یعنی سابق قدرت لوگوں پر ظاہر فرما دے گا ۹۔ یہ جہرہ تھپھنی نہ ہو گا کیونکہ قیامت میں کوئی شکست نہیں بلکہ یہ جہرہ ٹھکس و متانق کی بچان کے لئے ہو گا اس سے معلوم ہوا کہ وہاں وہی جہرہ کر سکے گا جو دنیا میں عبادت گزار اور فرمانبردار رہا ہو گا ۱۰۔ قیامت میں کفار کا ہر گز وہ اپنے باطل معبود کے ساتھ دوزخ میں بھیج دیا جائے گا مومن و متانق کھڑے رہ جائیں گے ۱۱۔ شرم و عزت سے جاگتی اٹھیں گی تب نہ لائیں گی وجہ سے (دوح و عن ربی) معلوم ہوا کہ مومن دیا اٹھیں کریں گے متانق نہ کر سکیں گے

۱۲۔ منہ کالے ہو جائیں گے بلکہ تمام جسم پر زلت و خواری کے آثار نمودار ہوں گے جس سے ان کا خالق ظاہر ہو گا رب کی پناہ ۱۳۔ کہ مومن ہی علی السلوۃ پکارتا تھا مگر یہ حاضر نہ ہوتے تھے معلوم ہوا کہ جماعت بھی واجب ہے اور مسجد میں حاضری بھی لازم بلانظر گھر میں نماز پڑھ لینا یا اکیلے پڑھ لینا متانق کی علامت ہے جس کی یہ سزا ہے ۱۴۔ معلوم ہوا کہ مجبوری و بیماری میں جماعت اور مسجد کی حاضری حثاف ہے جس پر پکڑ نہیں نیز تندرستی میں عبادت نہ کرنا محرومی ہے ۱۵۔ معلوم ہوا کہ کافر کو ایمان لانے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا اسے دینی آزادی دی جاتی ہے رب فرماتا ہے لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ ۱۶۔ کہ انہیں باوجود کفر و گناہ کے دنیاوی تقصیر بخشیں گے جس سے یہ اور زیادہ قائل ہو کر گناہ کریں گے معلوم ہوا کہ جو مال و دولت غفلت پیدا کرے وہ رب کا عذاب ہے اللہ بجائے مال و معلوم ہوا کہ انبیاء کرام تبلیغ نبوت پر کبھی مخلوق سے اجرت نہیں مانگتے انہیں رب اجر دیتا ہے ہاں امت پر لازم ہے کہ ان کا شکر ادا کرے درود شریف پڑھنا حضور کے قربت داروں اور عرب والوں سے محبت مدینہ پاک کی تعظیم کرنا شکر یہ ہے اجرت نہیں شکر یہ ادا کرنا سعادتمندی کی علامت ہے ۱۸۔ یعنی ان کفار کے ایمان نہ لانے کی وجہ یہ نہیں کہ انہیں ایمان پر کچھ خرچ کرنا پڑتا ہے اور وہ تجویس ہیں بلکہ صرف انہی بدعتی اس وقت سے روکتی ہے ۱۹۔ یعنی یہ لوگ آپ سے بے نیاز نہیں کیونکہ ان کے سامنے لوح محفوظ تھیں جس سے علوم غیبیہ معلوم کر کے خود ہدایت پالیں اور قرآن کی طرح آسمانی کتاب تیار کر لیں یہاں غیب سے مراد لوح محفوظ ہے اور کھنے سے مراد آسمانی کتاب ہدایت کے لئے لکھنا ہے۔

۱۔ آیات حماد آنے کا اس صورت میں یہ آیت حکم حماد سے مشغول ہے یا رب کے عذاب آنے کا بعض کفار پر اور توبہ کی توفیق ملنے کا بعض کو تب یہ آیت حکم ہے ۲۔ معلوم ہوا کہ بزرگان دین حتیٰ کہ انبیاء کرام کی خطاؤں میں بیرونی نہ کی جائے اور نہ ان خطاؤں کو سنت کہا جاسکتا ہے

لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوتِ إِذْ نَادَىٰ هُوَ

مَكْظُومٌ ۝ وَلَا أَنْ تَذَرُكَ نِعْمَةً مِّنْ رَبِّهِ لَكِنِّدًا بِالْعَرَاءِ

وَهُوَ مِنْ مَّوْمِنٍ ۝ فَاجْتَبِهْ رَبِّهٖ فَجَعَلَهُ مِنَ الصَّالِحِينَ

وَلَنْ يَّكَذِّبَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَكَ وَلَٰكِن لَّيْلُكَ بِأَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا

الَّذِي كُورِئَهُمْ فَكَفَرُوا بِهِ ۝ وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ

الْحَاقَّةُ ۝ مَا الْحَاقَّةُ ۝ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحَاقَّةُ ۝ كَذَّبَتْ

ثَمُودُ وَعَادُ الْفَارِغَةِ ۝ فَمَا تَبَدَّلُوا بِهَا بَلَاءَهُمْ إِلَّا تَبَدَّلَ بَالَهُمْ

بِئْسَ مَا لَكُم مِّنَ الْيَوْمِ عَاقِبَةُ ۝ وَمَا عَادُ الْفَارِغَةِ ۝ فَمَا تَبَدَّلُوا بِهَا بَلَاءَهُمْ إِلَّا تَبَدَّلَ بَالَهُمْ

بِئْسَ مَا لَكُم مِّنَ الْيَوْمِ عَاقِبَةُ ۝ وَمَا عَادُ الْفَارِغَةِ ۝ فَمَا تَبَدَّلُوا بِهَا بَلَاءَهُمْ إِلَّا تَبَدَّلَ بَالَهُمْ

بِئْسَ مَا لَكُم مِّنَ الْيَوْمِ عَاقِبَةُ ۝ وَمَا عَادُ الْفَارِغَةِ ۝ فَمَا تَبَدَّلُوا بِهَا بَلَاءَهُمْ إِلَّا تَبَدَّلَ بَالَهُمْ

بِئْسَ مَا لَكُم مِّنَ الْيَوْمِ عَاقِبَةُ ۝ وَمَا عَادُ الْفَارِغَةِ ۝ فَمَا تَبَدَّلُوا بِهَا بَلَاءَهُمْ إِلَّا تَبَدَّلَ بَالَهُمْ

بِئْسَ مَا لَكُم مِّنَ الْيَوْمِ عَاقِبَةُ ۝ وَمَا عَادُ الْفَارِغَةِ ۝ فَمَا تَبَدَّلُوا بِهَا بَلَاءَهُمْ إِلَّا تَبَدَّلَ بَالَهُمْ

بِئْسَ مَا لَكُم مِّنَ الْيَوْمِ عَاقِبَةُ ۝ وَمَا عَادُ الْفَارِغَةِ ۝ فَمَا تَبَدَّلُوا بِهَا بَلَاءَهُمْ إِلَّا تَبَدَّلَ بَالَهُمْ

بِئْسَ مَا لَكُم مِّنَ الْيَوْمِ عَاقِبَةُ ۝ وَمَا عَادُ الْفَارِغَةِ ۝ فَمَا تَبَدَّلُوا بِهَا بَلَاءَهُمْ إِلَّا تَبَدَّلَ بَالَهُمْ

منزل

اسی لئے حدیث پاک میں ارشاد ہوا عَلَيْنَكُمْ بِخَيْرِيْنِ یہ نہ فرمایا عَلَيْنَكُمْ بِخَيْرِيْنِ کیونکہ حدیث تو حضور کے ہر قول و فعل کو کہا جائے گا خواہ خصائص میں سے ہو مگر سنت صرف انہی کو کہا جائے گا جن کی بیرونی نہ کی جائے اس لئے رب نے قرآن مجید میں خطائیں حدیث میں داخل نہیں آیت کا مطلب یہ ہے کہ اسے محبوب آپ یونس علیہ السلام کی طرح قوم کے معاملہ میں جلدی نہ کریں ۳۔ یعنی اپنی قوم پر غم و غصہ کی وجہ سے اس حالت میں انہوں نے قوم کے لئے دعا عذاب فرمائی خیال رہے کہ یونس علیہ السلام کا یہ غم و غصہ رب کے لئے تھا نہ کہ اپنے لئے اس منہ پر عتاب نہ ہوا بلکہ جلدی فرماتے پر محبوبانہ عتاب آیا ۴۔ یعنی رحمت الہی نے پھلی کے پیٹ میں ان کی دھجیری کی کہ ان کی تسبیح و تہلیل و دعا کی برکت سے اس کے پیٹ کو آرام وہ روشن کر دیا اور وہاں سے باہر آنے پر ان پر سبزہ اگا دی گئی تو خدمت کے باقی صفحہ ۹۷ پر

۱۔ معلوم ہوا کہ حضور کی نگاہ اگلی پہلی چیزوں کو ملاحظہ فرمائی ہے کیونکہ قوم مدو کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ تم دیکھ رہے ہو حالانکہ وہ واقعہ بہت پہلے کا ہے ۲۔ قوم لوط کی بتیں جن کا تختہ الٹ دیا گیا یہ کل پانچ تھیں 'صید' 'معد' 'مود' 'مدوم' (دوح) ۳۔ دنیا میں اسی قوم پر عذاب آیا جس نے رسول کی نافرمانی کی 'فقط خدا کی نافرمانی پر عذاب نہ آیا۔ رب فرماتا ہے وَتِلْكَ نِعْمَتُيَِّ عَلٰی بَنِي اٰدَمَ اَنۡ يَّكُوۡنَ لَہُمۡ لَمۡحَۃٌ مِّنۡ عَمَلِہِمْ لَعَلَّہُمْ يَّرْجِعُوۡنَ ۝۱۰۰' یہاں ان کی ہلاکت کو نبی کی نافرمانی پر جتنی فرمایا کہ چونکہ انہوں نے رسول کی نافرمانی کی لہذا وہ ہلاک ہوئے ۱۰۰ خیال رہے کہ پاپ دانوں پر احسان لولہ پر احسان ہے مگر عرب خود بخود نبی میں سواڑ ہوئے تھے مگر چونکہ یہ لوگ ان کی اولاد تھے جو اس کشتی میں سوار ہوئے لہذا فرمایا گیا کہ تمہیں سوار کیا' حضور کی

تشریف آوری ہم سب پر احسان ہے ۵۔ معلوم ہوا کہ اہم واقعات کی یادگار قائم کرنا بہتر ہے لہذا حضور کی پیدائش کی یادگار منانا اچھا ہے 'یعنی علیہ السلام نے عرض کیا تھا کہ مولیٰ ہم پر فقیہ دسترخوان نازل فرما جو ہمارے اگلوں بچپلوں کے لئے عید ہو۔ ۶۔ یعنی ان واقعات کو سن کر وہی لوگ فائدہ اٹھائیں گے جو انہیں یاد رکھیں اور عبرت پکڑیں ۷۔ یہ آیت اور اس جیسی آیات صوفیاء کرام کے دم درد کی اصل ہیں 'جبریل علیہ السلام نے حضرت مریم کے گریبان میں پھونکا' رب نے آدم علیہ السلام میں روح پھونکی 'قیامت میں صور پھونکا جائے گا۔ معلوم ہوا کہ فیض دینے کے لئے پھونکنا سنت الہیہ اور سنت ملائکہ ہے لہذا اب بھی مشائخ کرام کچھ پڑھ کر دم کرتے ہیں ۸۔ اس لغز سے مراد صور کا پھونکا ہوا ہے جس سے تمام زندے مردہ ہو جائیں گے پھر سارے عالم میں انقلاب رونما ہو جائے گا ۹۔ قیامت قائم ہو جائے گی' یہ عام موت ابتداء قیامت ہو گی ۱۰۔ یعنی آسمان باوجود اس قدر مضبوط ہونے کے اس دن نہایت ضعیف و کمزور ہو گا ۱۱۔ یعنی آسمانی فرشتے آسمان پہننے پر کناروں پر کھڑے ہو جائیں گے' پھر رب کے حکم سے زمین پر اتر کر اس کا احاطہ کر لیں گے ۱۲۔ یعنی آٹھ فرشتے یا ان کی آٹھ صفیں اس سے پہلے حاملین عرش چار تھے قیامت میں آٹھ کر دیئے جائیں گے' اس کی حکمت رب جانتا ہے دنیا میں رب تعالیٰ کی چار صفوں کا ظہور ہے 'علم' 'قدرت' 'ارادہ' 'حکمت' قیامت میں ان چار صفات کے ساتھ اور چار صفات کا بھی ظہور ہو گا 'العلم' 'الکمال' 'القدس' 'عدل' (عزیزی) ۱۳۔ قیامت میں بندوں کی تین پیشیاں ہوں گی' پہلی دو پیشیوں میں عذر و معذرت اور توبہ و جھڑک ہو گی' تیسری پیشی میں نائے اعمال تقسیم ہو جائیں گے' کسی کو دائیں ہاتھ میں کسی کو بائیں ہاتھ میں ۱۴۔ یعنی کوئی شخص رب سے چھپ نہ سکے گا سب کو حاضر بارگاہ ہونا پڑے گا' یا کوئی شخص اپنے نیک اعمال و بد اعمال اپنی قوت سے

فَرَقَ النَّاسَ	۹۰۵	الْعَاقِبَةُ
<p>مِّنۡ بَاقِيَةٍۢ تَوَجَّأُوۡا فِرْعَوۡنَ وَمِنۡ قَبْلَہٗۙ وَالْمَوۡتٰتِکُمۡۙ</p> <p>دیکھتے ہو کہ اور فرعون اور اس سے آگے اور انہی والی</p> <p>بِالْخَاطِئَةِۙ ۝۱۰۰ فَعَصَا رَبُّہُمۡ فَاَخَذَہُمۡ اَخَذًا</p> <p>بہشتیان و خطائے تو انہوں نے اپنے عذاب کے رسول کا حکم دیا تو اس نے انہیں</p> <p>رَآبِیَۃًۙ ۝۱۰۱ اِنَّا لَنَاطِقُا۟ الْمَآءِۙ حَمَلْنَاکُمۡ فِی الْجَارِیۃِۙ ۝۱۰۲</p> <p>بڑی بڑی گھڑیوں سے پہڑا بنے ٹنگ جب پاؤں نہ رکھنا یا تھا ہم نے ہمیں کشتی میں سوار کیا</p> <p>لِنَجْعَلَ لَکُمۡ تَذٰکِرًاۙ وَیَعِیۡا۟ اٰذَنٌۭ وَّاعِیۡۃٌۙ ۝۱۰۳ فَاِذَا نَفَخَ</p> <p>کر اسے ہمارے لئے یادگار کرے اور اسے غور کرے وہ کان کن کر غور کرے رکھنا ہو</p> <p>فِی الصُّوۡرِ نَفَخَۃًۙ وَاحِدَۃًۙ ۝۱۰۴ وَحَمَلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ</p> <p>پھر جب صور پھونکا دیا جائے ایک دھڑاں اور زمین اور پہاڑ اٹھا کر</p> <p>قَدْ تَذٰکِرًاۙ وَاحِدَۃًۙ ۝۱۰۵ فِیۡ یَوْمَیۡمِیۡدٍ وَقَعَتِ الْوَاقِعَۃُۙ ۝۱۰۶</p> <p>دنشا چور کر دیئے جائیں گے وہ دن ہے کہ ہو پڑے گی وہ ہونے والی گ</p> <p>وَاَنشَقَّتِ السَّمَآءُ فِیۡ یَوْمَیۡمِیۡدٍ وَّاٰہِیۡۃٌۙ ۝۱۰۷ وَالْمَلٰٓئِکَةُ عَلٰی</p> <p>اور آسمان چٹ جائے گا تو اس دن اس کا پہلا حال ہو جائے اور فرشتے اس کے کناروں پر</p> <p>اَرۡجَآءِہَا وَیَحۡمِلُ عَرۡشُ رَبِّکَ فَوْقَہُمۡ یَوْمَیۡمِیۡدٍ ثَابِتَۃًۙ ۝۱۰۸</p> <p>کھڑے ہوں گے لہ اور اس دن ہمارے رب کا عرش اپنے اوپر آٹھ فرشتے اٹھائیں گے</p> <p>یَوْمَیۡمِیۡدٍ تَعۡرُضُوۡنَ لَا تَخۡفٰی مِنْہُمۡ خَافِیۃٌۙ ۝۱۰۹ فَاَمَّا مَنۡ اُوۡقِیۡ</p> <p>اس دن تم سب بیٹے ہو گے کہ تم میں کوئی پہننے والی جان چھپ نہ سکے گی نہ تو وہ جو اپنا</p> <p>کِتٰبَہٗۙ بِیَمِیۡنِہٖۙ فِیۡقُوۡلُ هَآؤُمۡ اَقۡرَبُ وَاٰتِیۡۃٌۙ ۝۱۱۰ اِنِّیۡ ظَنٰنُتُ</p> <p>ناشرا اعمال دہنے ہاتھ میں دیا جائے گا کہے گا اور میرے نائے اعمال پڑھو گے جسے</p> <p>اِنِّیۡ مُلِیۡقُ حِسَابِہٖۙ ۝۱۱۱ فَہُوۡنِیۡ عِیۡشَۃً رَّٰضِیۃًۙ ۝۱۱۲ فِیۡ جَنۡۃٍ</p> <p>خفا کہ تم اپنے حساب کو پڑھو گے کہ تو وہ سن مانتے ہیں میں سے مل بلند باع</p>		

منزل ۴

چھپانہ سکے گا' ہاں رب تعالیٰ کی شان ستاری ہم گنہگاروں کی پردہ پوشی فرمائے تو اس کی مہربانی و عنایت ہے لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۱۵۔ جس سے اسے اپنے جتنی ہونے کا یقین ہو جائے ۱۶۔ یعنی خوشی کی وجہ سے اپنے اعمال نامے اپنے دوستوں 'قربت داروں سے پڑھوائے گا جیسے آج خوشی کا خط آجائے تو خود بھی پڑھتے ہیں اور لوگوں سے بھی پڑھواتے ہیں 'معلوم ہوا کہ دنیا میں قرآن خود بھی پڑھنا چاہیے اور لوگوں سے بھی پڑھوا کر سنا چاہیے 'کیونکہ اس میں لذت آتی ہے' خوشی ہوتی ہے یہ یاد رکھنا اور اس کا خط ہے ۱۷۔ یہاں علم 'معنی یقین ہے یعنی مجھے دنیا میں یقین تھا کہ قیامت میں میرا حساب ہو گا' اسی لئے میں نے اس کی تیاری کر لی تھی 'حساب دینے سے پہلے اپنا حساب خود کر لیا تھا ۱۸۔ قیامت میں بھی یقین و آرام میں ہو گا' اور جنت میں پہنچ کر بھی

تبارك الذي ٥٩

کسانک یقین رکھتے ہوئے اور نہ کسی کا ہن کی بات کسانک دھیان کرے ہوئے

عذاب ہے۔ فرماتا ہے۔ **الْأَنفَالُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ لَّأُخُوهُمْ**۔ کیونکہ کافروں میں ہر حلال و حرام کھا جاتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ دوزخیوں کی پیٹیا کھانا بھی کفار کا عذاب ہے اللہ تعالیٰ مسلمان گنہگار کو اس سے محفوظ رکھے ۱۸۔ عقیدے کے خطا کار یعنی کفار لہذا آیت بالکل واضح ہے ۱۹۔ یعنی ظاہری چیزیں جیسے دنیا، اجسام، سارا عالم شہادت اور اعمال ظاہری ۲۰۔ جیسے آخرت، ارواح، جنات و قرشتے اور سارا عالم غیب، یا مقبولوں کے خفیہ اعمال جن کی خبر خدا کے سوا کسی کو نہیں ۲۱۔ معلوم ہوا کہ سارا قرآن اللہ کی وہ باتیں ہیں جو اس نے اپنے رسول سے کہیں، دوسروں نے حضور کی طفیل سنیں، اس لئے قرآن میں بعض وہ آیات ہیں جن کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کو نہیں یعنی مشاہدات، اس سے حضور کی شان معلوم ہوئی، یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور پورے مبعی ہیں کہ رب نے

ماگنا ۱۲۔ (شان نزول) کنفہ بن حارث اور ابو جہل وغیرہ سرداران قریش نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ جس عذاب سے آپ ہمیں ڈراتے ہیں، اس کے منتقم کون ہیں، اس کے جواب میں یہ آیت اتری (خزائن) اس صورت میں سوال سے مراد پوچھنا ہے۔ تفسیر عزیزی نے فرمایا کہ یہ لوگ خانہ کعبہ کے پردے پکڑ کر دعا کرتے تھے کہ موئی اگر اسلام سچا ہے تو ہم پر پتھر برسا، ان کے متعلق یہ آیت آئی، اس صورت میں سوال یعنی ماگنا اور دعا کرنا ہے، مقصد یہ ہے کہ لوگ عذاب کی دعا کریں یا نہ کریں وہ تو بہر حال کفار پر آنے ہی والا ہے۔ کسی تدبیر سے ٹلے گا نہیں ۱۳۔ سات آسمانوں اور عرش و کرسی کا مالک ہے جہاں کسی کا دعویٰ ملکیت نہیں، اس لئے خصوصیت سے اس کا ذکر فرمایا، ورنہ ہر بلندی و پستی کا رب ہی مالک ہے ۱۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام فرشتوں سے حضرت جبریل افضل ہیں کہ ان کا ذکر

(بقیہ صفحہ ۹۰) ملا کہ کے بعد خصوصیت سے کیا گیا یہ بھی معلوم ہوا کہ ان کا نام روح بھی ہے۔ انہیں بھی کہہ سکے وہ وحی لاتے ہیں جو مومنوں کے ایمان کی روح ہے۔ نیز روح اللہ یعنی معنی علیہ السلام ان کی پھونک سے پیدا ہوئے یہاں ملا کہ سے وہ فرشتے مروا دیں جو حکم الہی زمین پر آتے رہتے ہیں۔ عابدین فرشتے جو صرف عبادت کرتے ہیں وہ مراد نہیں ۵۵۔ زمین سے آسمان یا اپنے مقام پر جاتے ہیں۔ سب سے اوپر حضرت جبریل کا مقام ہے سورۃ النبی ۱۸۔ اور بعض کے لئے ایک ہزار برس اور بعض کے لئے ایک ساعت، جیسے تیار کو رات دراز معلوم ہوتی ہے۔ سوئے والے کو معمولی معلوم ہوتی ہے اور جو محبوب سے وصال کرے اسے ایک ساعت محسوس ہوتی ہے لہذا آیات میں تضاد نہیں ہے۔ اور

کفار کی جہنم پر دل ٹھک نہ ہو، لہذا یہ آیت محکم ہے منسوخ نہیں۔ خیال رہے کہ جبریل وہ ہے جو محض رضا الہی کے لئے کیا جائے، اسی پر ہر اجر ملے گا ۱۸۔ یعنی عقل سے دور سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قیامت اور وہاں کے عذاب ناممکن ہیں، لہذا آیت پر یہ اعتراض نہیں کہ کفار تو عذاب کے قائل ہی نہ تھے، پھر دور سمجھنا کیا سستی ۱۹۔ کہ وہ عذاب عقل انسانی سے بھی قریب ہے اور زمانے کے لحاظ سے بھی نزدیک، اس عذاب کے مقدمات مرتے ہی شروع ہو جاتے ہیں ہماری قدرت سے کوئی چیز بعید نہیں ۲۰۔ پہلے تو آسمان کا یہ حال ہو گا پھر سرخ تری کی طرح ہو جائے گا۔ رب فرماتا ہے۔ فَكَانَتْ وَدْدَةً كَالْوَبْحَانِ لہذا آیات میں تضاد نہیں

۱۔ یہ بات نہ پوچھنا کفار کے لئے ہو گا یا اول قیامت میں۔ پھر شفاعت کبریٰ کے بعد، بعض مومنین بعض مومنوں کی شفاعت کریں گے، بات پوچھیں گے، لگزی بنائیں گے، لہذا یہ آیت دوسری آیات کے خلاف نہیں ۲۔ یعنی کفار ایک دوسرے کو دیکھیں گے مگر ہر ایک اپنی مصیبت میں ایسا گرفتار ہو گا کہ دوسرے کا حال نہ پوچھنے گا ۳۔ معلوم ہوا کہ کفار کو اس دن اپنے کسی عزیز سے محبت نہ ہو گی، چاہے گا کہ میرے بیوی بچے سب میرے بدلہ دوزخ میں پھینک دیے جاویں اور میں بچ جاؤں، مومنوں کی دینی محبتیں باقی رہیں گی کام بھی آئیں گی۔ یہاں محرم سے مراد کافر ہے ۴۔ یعنی کافر اپنے قرابت داروں ہی کو فدیہ میں دیتا نہ چاہے گا بلکہ اس کی تمنا تو یہ ہو گی کہ میرے اپنے پرانے عزیز وغیرہ ساری دنیا کے لوگ میرے عوض دوزخ میں چلے جاویں اور میں بچ جاؤں ۵۔ یعنی ایسا ہرگز نہ ہو گا اسے اپنے جرم کی سزا ضرور جھگٹی پڑے گی نام لے لے کر آئے رہی ہے کہ اے فلاں ادھر آ، میں تیری جگہ ہوں، معلوم ہوا کہ دوزخ میں سمجھ بوجھ زبان وغیرہ ہے اور پہچانتی ہے کہ کون کافر ہو کر مرے گا۔ کون مومن ہو کر جیسے جنت سے حور عین، اس عورت پر عتاب کرتی ہے، جو

وَلَا يَسْتَلْ حِمِيمًا ۱۰ يَبْصُرُونَ مَا يُودَّ الْمَجْرِمُ ۱۱ تَوَقَّفُوا

اور کوئی دوست کسی دوست کی بات نہ پوچھے کمال ہوں گے انہیں دیکھتے ہوئے کمال اللہ

مِنْ عَذَابٍ يَوْمَئِذٍ ۱۲ وَصَاحِبِهِ وَآخِيهِ ۱۳ وَفَصِيلَتِهِ

کے کمال اس دن کے عذاب کے دیکھنے کے بدلے میں سے اپنے بچے اور اپنی قوم اور اپنا کھانا

الَّتِي تُؤْتِيهِ ۱۴ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ يُنْجِيهِ ۱۵ كَلَّا

اور اپنا کھانا جس میں اس کی جگہ ہے اور جسے زمین میں میں سب سے پہلے دینا سے کھالے کر

إِنَّمَا أَطْلَى ۱۶ تَرَاعَةً لِلشَّوْىِ ۱۷ تَدْعُو عَوَامٍ ۱۸ دَبْرًا وَتَوَلَّى ۱۹

نہیں کہ وہ تو بڑی بڑی آگ ہے کمال ملنے والی ہمارے ہے اسکو جس نے پھوٹی اور سزا

وَجَمْعًا قَاوِلِي ۲۰ إِنَّ الْإِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا ۲۱ إِذَا مَسَّهُ

پھیرا اور جوڑ کر سنت رکھتا، بیشک آدمی بنا یا گیا ہے بڑا بے صبر اور جس سے جب لے برائی

الشَّرَّ جَزُوعًا ۲۲ وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوعًا ۲۳ إِلَّا الْمُصَلِّينَ ۲۴

پہنچنے تو منت گھبرانے والا اور جب بھلائی پہنچے تو روک رکھنے والا لاں مگر نمازی

الَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ ۲۵ وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ

جو اپنی نماز کے پابند ہیں اور وہ جن کے مال میں ایک

حَقٌّ مَّعْلُومٌ ۲۶ لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ ۲۷ وَالَّذِينَ يُصِدُّونَ

معلوم حق سے نہ اس کہنے جو مانگے اور جو مانگ بھی نہ سکے اور وہ جو اوصاف کا حامل

يَوْمَ الدِّينِ ۲۸ وَالَّذِينَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُونَ ۲۹

پہنچ جانتے ہیں اور وہ جو اپنے رب کے عذاب سے ڈر رہے ہیں

إِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَأْمُونٍ ۳۰ وَالَّذِينَ هُمْ لِقَرْحِهِمْ

بیشک ان کے رب کا عذاب بڑا ہوتا ہے کی چیز نہیں ملے اور وہ جو اپنی شرکاءوں کی مخالفت

حَفِظُونَ ۳۱ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ ۳۲ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ ۳۳ فَإِنَّهُمْ

کرتے ہیں مگر اپنی بیویوں یا اپنے ہاتھ کے مال گیروں سے کہ ان پر

اپنے جنتی خاوند سے لڑتی ہے، حور کہتی ہے کہ اس سے نہ لڑا، یہ تیرے پاس سمان ہے ہمارے پاس آنے والا ہے ۱۔ مال جو راہ خدا میں خرچ نہ کیا، معلوم ہوا کہ عذاب اللہ کفار شرعی احکام کے سبب ہے، جن جن پر انہیں سزا دی جائے گی ۲۔ اس کی تفسیر آگے آ رہی ہے کہ نہ تو وہ مصیبت پر صبر کر سکتا ہے نہ راحت میں شکر ۳۔ یہ آیت ہلوٹا یعنی بے صبرے ہونے کی تفسیر ہے یعنی انسان کی بے صبری اس طرح ہے کہ جب اسے تھوڑی برائی پہنچے تو گھبرا کر اللہ کا دروازہ چھوڑ دیتا ہے اور اگر اسے کچھ بھی بھلائی مالی وغیرہ پہنچے تو اسے راہ خدا میں خرچ نہیں کرتا وہ ڈرتا ہے کہ خیرات سے ہی فقیر ہو جاؤں گا، مال سنبھال کر رکھو کہ مصیبت کے وقت میرے کام آوے، اللہ پر توکل نہیں کرتا ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز کی پابندی کمال ہے پڑھ کر چھوڑ دینا برا، اگر کوئی شخص تہجد شروع کر دے تو پھر پیش پڑھے، وہ علی صلواتہم

(بقیہ صفحہ ۹۸) دھنوں میں داخل ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ بندہ مومن کو نماز کی برکت سے دنیاوی محبوب حرص، ہوس وغیرہ سے بچالے گا نماز ہی پیاری عبادت ہے۔ خواہ شریعت کا مقرر کیا ہو یا خاصہ جیسے زکوٰۃ و فطرہ یا اپنا مقرر کیا ہو یا خاصہ۔ معلوم ہوا کہ اپنی طرف سے صدقہ فطری اور خیرات کا وقت مقرر کرنا اچھا ہے جیسے ہر گیارہویں سال کو گیارہ آنے کا صدقہ ۱۱ یعنی نماز کے پابند مسلمان اپنے مال کی خیرات بھکاریوں کو بھی دیتے ہیں اور ان فقیروں کو بھی جو مانگتے سے شرم کرتے ہیں۔ اس لئے لوگوں کے صدقات سے محروم رہتے ہیں۔ یہ نمازی الیہوں کو تلاش کر کے دیتے ہیں ۱۱ یعنی قیامت پر ایمان رکھتے ہیں اس ایمان کی وجہ سے وہ صدقہ خیرات کرتے ہیں خیال رہے کہ ایمان اعمال

پر مقدم ہے اگرچہ یہاں اس کا ذکر بعد میں ہوا بلکہ ایمان شرط ہے باقی اعمال مشروط ۱۳ اس طرح کہ نیک کام کرتے ہیں اور رب سے ڈرتے ہیں کہ نہ معلوم قبول ہے یا نہیں یہ خوف اپنی کوتاہی کا ہے نہ کہ رب کے وعدوں پر بے اعتمادی کی وجہ سے لہذا اس سے امکان کذب پر دلیل نہیں پڑ سکتے ۱۴ انسان کتنا ہی متقی پارہا ہو مگر عذاب الہی سے ڈرتا ہے کہ خاتمہ کی خیر نہیں بلکہ جن کے جتنی ہونے کی قرآن نے خبر دی وہ بھی حد درجہ خوف رکھتے تھے سب سے خوف و امید ایمان کا رکن ہے ۱۵ اس طرح نہ کسی کو اپنا سزا دکھاتے ہیں نہ کسی کا سزا دیکھتے ہیں زنا کا ذکر کیا، فریضہ زنا کے اسباب سے بھی پرہیز گار پرہیز کرتے ہیں اس بنا پر تاہم عورت کو دیکھنا حرام ہے۔ الا بالضرورت بخار روکنے کے لئے زکام روکو ۱۶ معلوم ہوا کہ اپنی منکوحہ بیوی اور وہ مملوکہ لونڈی جس سے صحبت حلال ہے ان سے پردہ نہیں ایک دوسرے کا بدن دیکھ سکتے ہیں جس لونڈی سے صحبت حرام ہے اس کا سزا دیکھنا بھی حرام ہے۔ ۱۷ اس سے معلوم ہوا کہ متعہ حرام ہے کیونکہ متعہ عورت نہ بیوی ہے نہ لونڈی اس لئے نہ اس کے لئے طلاق ہے نہ خلع نہ احسان نہ میراث۔ اگر بیوی ہوتی تو سب کچھ ہوتا اور لونڈی ہوتا ظاہر ہے نیز متعہ بیوی کا بچہ اپنے باپ اور باپ کے قرابت کو نہیں پہچانتا ممکن ہے کہ جوان ہو کر اپنے باپ کی بیٹی یا بہن سے متعہ کرے فریضہ متعہ ہزار ہا خرابیوں کا باعث ہے۔ ۱۸ یعنی خالق و مخلوق کی امتوں میں خیانت نہیں کرتے لہذا اپنے اعضاء سے ناجائز کام نہیں لیتے کہ اس میں رب کی خیانت ہے ۱۹ یعنی توحید و رسالت کی گواہی پر زندگی و موت، قبر و حشر میں قائم رہتے ہیں۔ اور دنیاوی حقوق کی گواہی دینے میں اپنی قرابت وغیرہ کا لحاظ نہیں کرتے بے خوف و خطر بے رورعایت گواہی دے دیتے ہیں ۲۰ اس طرح کہ نماز صحیح پڑھتے ہیں صحیح وقت پڑھتے ہیں ہمیشہ پڑھتے ہیں اور فطری نماز شروع کر کے پابندی کرتے ہیں

۹۸	۹۹	۱۰۰
<p>غَيْرِ مُؤْمِنِينَ ۝ فَمِنْ أَيْنَ يَأْتِيكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ</p> <p>بلکہ طاعت نہیں لے تو جو ان دو کے سوا اور چاہے وہی جسے چاہے والے ہیں نہ</p> <p>وَالَّذِينَ هُمْ لِأَهْلِهَا خَائِفُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ رِعُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ</p> <p>اور وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے جہد کی حفاظت کرتے ہیں نہ امداد ہو اپنی</p> <p>بَشَرَاتِهِمْ قَائِمُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ</p> <p>گواہیوں پر قائم ہیں نہ امداد وہ جو اپنی نماز کی حفاظت</p> <p>يُحَافِظُونَ ۝ أُولَٰئِكَ فِي جَنَّاتٍ مُّكْرَمُونَ ۝ فَبِأَلِیِّیْنَ</p> <p>کرتے ہیں نہ میں بھی کا بائوں میں اعزاز ہو گاتہ تو ان کا قول کر لیا ہوا</p> <p>كُفْرًا ۝ فَبِأَلِیِّیْنَ ۝ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِّیْنِ</p> <p>تہاری طرف تیرے گناہ سے دیکھتے ہیں نہ دابھے اور بائیں گروہ کے گروہ</p> <p>أَيُّظْمَعُ كُلُّ أَمْرٍ مِّنْهُمْ أَنْ يَدْخُلَ جَنَّةٌ تَعْلَمُ ۝ كَلَّا</p> <p>کیا ان میں ہر شخص یہ طمع کرتا ہے کہ چین کے بارے میں داخل کیا جائے نہ ہرگز نہیں</p> <p>إِنَّا خَلَقْنَاهُمْ مِّمَّا يَعْلَمُونَ ۝ فَلَا أُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشَارِقِ</p> <p>بلکہ ہم نے انہیں اس چیز سے بنایا جسے جانتے ہیں نہ تو مجھے قسم ہے اس کی جو سب طرفوں</p> <p>وَالْمَغْرِبِ إِنَّا لَلْقَادِرُونَ ۝ عَلَىٰ أَنْ نُبَدِّلَ خَيْرًا مِّنْهُمْ وَمَا</p> <p>سب بچوں کا مالک ہے نہ کہ ضرور ہم قادر ہیں کہ ان سے اچھے بدل دیں اور ہم سے کوئی</p> <p>نَحْنُ بِمُسْبِقِينَ ۝ قَدْ زُفِّرُوا بِنُحُوسٍ وَأُيَعَبُوا حَتَّىٰ يَلْقَیَوا</p> <p>نکل کر نہیں جاسکتا نہ تو انہیں چھوڑ دو اکی ہے ہر گزوں میں نہ سے اور کھیلے ہوئے نہ</p> <p>يَوْمَهُمُ الَّذِي يُوعَدُونَ ۝ يَوْمَ يُخْرِجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ</p> <p>یہاں تک کہ لے اس دن سے میں جس کا انہیں وعدہ دیا جاتا ہے جس دن نبیوں سے</p> <p>سِرَاعًا كَأَنَّهُمْ إِلَىٰ نُصُبٍ يُوفِضُونَ ۝ خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ</p> <p>نکلیں گے چھپتے ہوئے نہ اگر زیادہ نشانوں کی طرف پک سے ہیں نہ آنکھیں بھی کھلے ہوئے</p>		
<p>منزلہ</p>		

چونکہ نماز بہت اہم عبادت ہے اس لئے اس کا ذکر کر رہا ہوں کہ جنت میں فرشتے بھی ان کی تعظیم کریں گے اور خود جنتی بھی ایک دوسرے کا ادب کریں گے رب تعالیٰ ان کا احترام کرے گا اپنے فضل و کرم سے ۲۱ معلوم ہوا کہ حضور کو ایمان و محبت کی نگاہ سے دیکھنا مومن اور صحابی بنادیتا ہے۔ بغض و عدوت کی نگاہ سے دیکھنا کفر کا موجب ہے، آگے ایک ہے مگر اس کی نگاہیں مختلف، مال کو دیکھنے کی اور نگاہ بیوی کو دیکھنے کی دوسری نگاہ، اس طرح اولاد اور باپ اور دوستوں کو دیکھنے کی الگ الگ نگاہیں۔ لہذا اجنب مطلق کو دیکھنے کے لئے بھی صدیقی نگاہ چاہیے۔ ابوہللی نگاہ معز ہے دور بین سے دور کی چیز اور خوردبین سے چھوٹی چیز دیکھی جاتی ہے، اسی طرح محبوب بین نگاہ سے حضور کو دیکھا جاتا ہے مولانا نے کیا خوب کہا ہے۔ دیدہ بھنوں اگر بودے ترا جملہ عالم ہے خبر بودے ترا پھر اس نگاہ کو تیز کرنے کے

(فقیر صفحہ ۹۰۹) نے حیرانہ صورت کی ضرورت ہے، اس شخص کو حیر کرنے کے لئے اولیاء اللہ کے دروں کی خاک اکسیر ہے۔ شعر مرید کن در چشم خاک اولیاء ہوتا ہے
 بنی زاہد اور آتا آہنا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جب نصیب میں ہدایت نہ ہو تو نبی کی محبت سے بھی نہیں ملتی، نبی کی محبت رحمت کی بارش ہے، بارش اسی غم کو اگلنے کی، جو بویا
 گیا ہو گا بارش خادہ دار کو ہاردار میں کر سکتی، یہ بھی معلوم ہوا کہ کلام دل میں تب ہی اثر کرتا ہے، جب کہ مظلوم کا وقار دل میں موجود ہو، ان کفار کے دلوں میں حضور
 کا وقار نہ تھا۔ وعظ سے فائدہ نہ اٹھا سکے، اسی لئے حضور نے تبلیغ اول میں پہلے اپنی معرفت رکھ کر فرمایا اِنَّا نَعْبُدُكَ اِنَّا نَعْبُدُكَ ۝۸ (شان نزول) یہ آیت ان کفار کے حلق

نوحی

۹۱۰

تذکرہ النبی

تَرْهَقُمْ ذٰلِكَ ۝۹ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَاثُرًا يُؤْعَدُونَ

ان ہر ذلت سوار ملے یہ ہے ان کا وہ دن جس کا ان سے وعدہ تھا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّا نَعْبُدُكَ اِنَّا نَعْبُدُكَ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت ہرمان گم والا

اِنَّا ارْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖۤ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ

جسے فلک نے زح کر اس کی قوم کی طرف بھیجا کہ انکو ڈرا اس سے پہلے

اَنْ يَّآتِيَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۱۰ قَالَ يَقَوْمِ اِنِّیْ لَكُمْ نَذِیْرٌ

کہ ان ہر دردناک عذاب آئے گا اس نے فرمایا میری قوم میں تمہارے مرید

مُبِیْنٌ ۝۱۱ اَنْ اَعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ وَاَطِيعُوْنَ ۝۱۲ كَيْفَیْزُ

مٹانے والا ہوں کہ اللہ کی بندگی کرو اور اس سے ڈرو اور میرے مژدہ نماز سے

لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَاَوْخِزْهُمْ اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی اِنْ اَجَلَ

کچھ گناہ بخش دے گا ان اور ایک عمر مہیا کرے گا جس میں ہلکتے ہو گا اللہ

اللّٰهَ اِذَا جَاۤءَ لَا یُؤْخِرُ لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۱۳ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ

کا وعدہ جب آتا ہے بتایا نہیں جاتا کسی طرح تم کہنے کے عرض کی کہ اے میرے رب

دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلًا وَنَهَارًا ۝۱۴ قُلْهُمْ يَزِدُّهُمْ دَعَاۤءِیْ اِلَّا

میں نے اپنی قوم کو رات دن بلایا بلکہ تو میرے بلانے سے انہیں بھلائی ہی

فِرَارًا ۝۱۵ وَاِنِّیْ لَكُمْ مَّادَعُوْهُمْ لَتَغْفِرْ لَكُمْ جَعَلُوْا اَصَابِعَهُمْ

بڑھا لے اور میں نے بتی ہا انہیں بلایا کہ انکو بخشے گا انہوں نے اپنے کانوں

فِیْۤ اَذَانِهِمْ وَاسْتَقْسَمُوْا بِہُمْ وَاَصْرُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا

میں انہیں کانوں سے لیں لے اور اپنے کپڑے اوڑھ لے اور ہٹ کی اور بڑا زور کیا

ثُمَّ اِنِّیْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ۝۱۶ ثُمَّ اِنِّیْ اَعْلَنْتُ لَہُمْ وَاَسْرَرْتُ

پھر میں نے انہیں علانیہ بلایا بلکہ پھر میں نے ان سے باطن بھی کیا اور آہستہ خفیہ

منزل

نازل ہوئی جو حضور کے گرد حلقہ باندھ کر بیٹھے اور حضور کو
 گھور گھور کر دیکھتے تھے اور غریب مسلمانوں کو دیکھ کر کہتے
 تھے کہ اگر یہ لوگ جنت میں گئے تو ہم بھی ضرور جائیں
 گے، اور حضور کے وعظ شریعت کا مذاق اڑاتے تھے
 (خزائن) ۹ یعنی انسان کی پیدائش نطفہ سے ہے، صرف
 نطفہ سے پیدا ہو جاتا جتنی ہونے کا سبب نہیں، جنت کا
 ذریعہ تو ایمان اور نیک اعمال ہیں، گناہ نطفہ قابلِ تعظیم
 کیسے ہو سکتا ہے ۱۰ سال میں تین سو ساٹھ مشرق ہیں اور
 اتنے ہی مغرب، کیونکہ ہر روز سورج نئی جگہ طلوع و
 غروب ہوتا ہے اس لئے انہیں جمع فرمایا ۱۱ یعنی اسے
 محبوب آپ کو ان کے عوض اچھے خدام و قلام عطا فرما
 دیں، چنانچہ رب نے حضور کو انصار جیسی محبوب و پاکیزہ
 جماعت رحمت فرمائی جو فرشتوں سے بھی افضل و اعلیٰ ہیں
 ۱۲ لہذا یہ نامکمل ہے کہ ہم کسی کافر سے دہر کر مجبور
 اسے جنت دے دیں، اس کی تعظیم و اکرام کریں (عزیزی)
 ۱۳ یعنی ان کے لو و لعب اور ایمان نہ لانے پر غم نہ
 کرو، یہ مطلب نہیں کہ انہیں تبلیغ نہ کرو، لہذا آیت پر
 کوئی اعتراض نہیں ۱۴ عسکری طرف دوڑتے جائیں
 گے، کوئی پیدل، کوئی اونٹ سے منہ چرے کے بل انشاء اللہ
 مومن سواروں پر ہوں گے، جیسا کہ احادیث شریفہ میں
 ہے ۱۵ جیسے جھنڈے والے لوگ اپنے گاڑے ہوئے
 جھنڈے کی طرف دوڑتے جاتے ہیں، ہر شخص چاہتا ہے
 کہ پہلے میں پہنچوں۔

۱۱ معلوم ہوا کہ قبروں سے اٹھتے ہی کفار و مومنین میں
 فرق ہو گا جس سے ہر ایک پہچان لیا جائے گا کافر چرے
 کے بل چلے گا۔ ۱۲ اس میں اول سے آخر تک صرف
 نوح علیہ السلام کا ذکر ہے، نوح علیہ السلام اس وقت تمام
 انسانوں کے نبی تھے، اس وقت انسان تھے ہی تھوڑے
 آپ کا نام عبد القفار یا بشکر ہے، لقب نوح، کیونکہ آپ
 نوحہ کرتے تھے آپ چوتھے نبی ہیں اور سب سے پہلے
 آپ نے ہی کفار کو تبلیغ کی، سب سے پہلے آپ ہی کی قوم
 پر عذاب آیا ۱۳ دنیا میں مرتے وقت، قبر میں اور آخرت

میں یعنی عذاب سے پہلے ڈراؤ، عذاب آنے پر آپ کا ڈرنا اور ان کا ڈرنا بیکار ہو گا ۱۴ معلوم ہوا کہ مومن کفار کو اپنی قوم کہہ سکتے ہیں۔ اگرچہ ان سے محبت و الفت
 حرام ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ تبلیغ میں نرمی چاہیے ۱۵ ہندگی سے مراد ایمان لانا ہے یعنی دلی بندگی، ورنہ کافر کوئی عبادت واجب نہیں تقویٰ سے مراد ولی خوف ہے
 اور اطاعت سے مراد ظاہری عبادت، لہذا یہ آیت ایمان و عرفان سب کو شامل ہے ۱۶ یعنی حقوق العباد نہ بخشے گا اس سے معلوم ہوا کہ زمانہ کفر کے تمام گناہ ایمان
 لانے پر بخش دیئے جاتے ہیں، مگر حقوق نہیں بخشے جاتے، لہذا فرض ادا کرنا ہو گا، مظلوم کا قصاص دینا ہو گا۔ اس طرح کہ تم پر عمر بھر عذاب نہ بھیجے گا لہذا آیت پر
 کوئی اعتراض نہیں ۱۷ یعنی اگر تم ایمان نہ لائے تو تم پر عذاب یقیناً آئے گا مگر جلد نہ آئے گا بلکہ اس کا جو وقت مقرر ہو چکا اس وقت ہی آئے گا تاخیر عذاب

(بقیہ صفحہ ۹۱۰) سے دھوکا نہ کھاؤ۔ اس تاخیر عذاب کی حکمت کو اور ایمان لے آئے اس تاخیر عذاب سے دھوکا نہ کھاؤ۔ نوح علیہ السلام نے یہ دعا بہت عرصہ تبلیغ فرمانے کے بعد کی۔ جب آپ ان کی ہدایت سے مایوس ہو گئے، آپ نے ساڑھے نو سو برس تبلیغ کی ۱۱ رات دن سے مراد ہر وقت تبلیغ کرتا ہے، یعنی سوئی میں نے انہیں ہر وقت ہر طرح تبلیغ کی، مگر ان بد نصیبوں نے اس تبلیغ کا انکار کر لیا کہ یہ کفر میں اور پختہ ہوتے چلے گئے خیال رہے کہ اس زیادتی کفر میں آپ کی تبلیغ کا قصور نہیں، بلکہ ان کی اپنی طبیعت کا خور تھا، جیسے پکار کو بھی ابھی دعا بخاری ہو جاتی ہے، خدا تو ابھی عمر بیکار کا وعدہ خراب ہے یا سورج سے چنگاڑو نہ ہوا جاتا ہے

۱۲۔ اس دعا سے چند مسائل معلوم ہوئے ایک یہ کہ دعا کے وقت اللہ تعالیٰ کو اس کی رحمت والے ناموں سے پکارنا چاہیے، دوسرے یہ کہ اپنے نیک اعمال کا وسیلہ پکڑنا چاہیے، تیسرے یہ کہ جس پر بد دعا کرتی ہو اس کی شکایت کرنی چاہیے۔ اور وجہ دینی ہونی چاہیے، چوتھے یہ کہ صالحین کی صحبت سے بھاگنا محرومی کی علامت ہے، پانچویں یہ کہ گناہ پر اصرار بد نصیبی ہے، چھٹے یہ کہ نبیوں و پیوں کو خالی جانتا اور ان کے مقابل تکبر کرنا طریقہ کفار ہے ایسے لوگ بیش رب کی رحمت سے محروم ہیں، جو فقیر کسی دروازے پر جاتا ہے تو اپنے کو خالی اور گھروالے کو غنی سمجھ کر جاتا ہے۔ دیکھو فرمایا۔ واستکبر واستنکبر دہلیوں کو اس سے عبرت لینی چاہیے ۱۳۔ یعنی میرا ان کو بلانا اپنے نفع کے لئے نہ قاصر اس کی نفع کے لئے تھا ۱۴۔ تاکہ میری تبلیغ ان کے کان میں نہ پہنچ جاوے، یہ ایسے مردود ہیں ۱۵۔ تاکہ مجھے نہ دیکھ سکیں، یعنی میری صورت تک سے بیزار ہیں، چنگاڑو سورج سے گھبراتا ہے ۱۶۔ یعنی انہوں نے ایمان قبول کرنے میں اپنی بے عزتی سمجھی، معلوم ہوا کہ نبی کے مقابل تکبر و غرور ایمان سے محروم رکھتا ہے، اللہ بجائے وہ جگہ بڑی ہے ۱۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ تبلیغ علانیہ اور خفیہ ہر طرح کرنی چاہیے۔ لہذا لاؤڈ سپیکر پر وعظ کنا درست ہے کہ یہ تبلیغ جری ہے، اور جلوس نکالنا درست ہے کہ یہ علانیہ اور چل پھر کر تبلیغ ہے۔

۱۔ ایک ایک کو علیحدہ علیحدہ تبلیغ کی غرض سے کوئی کسر اٹھانہ زحمتی ۲۔ ایمان لا کر کیونکہ بغیر ایمان لائے استغفار پر حنا بے کار ہے ۳۔ کیونکہ عبادت و استغفار سے دین و دنیا کی رحمتیں ملتی ہیں ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ استغفار کا توبہ کے دیباوی اور دینی بے شمار فوائد ہیں، استغفار کا بہترین وقت صبح صادق ہے رب فرماتا ہے۔ بِالْأَسْفَادِ يَسْتَغْفِرُونَ اس سے بارشیں آتی ہیں مال و اولاد میں برکتیں ہوتی ہیں، جیسا کہ حضرت حسن سے منقول ہے کہ آپ کی خدمت میں چند لوگ مختلف شکایات لائے کسی

نے قلت بارش کی کسی نے بے اولاد ہونے کی، کسی نے کھیت میں پیداوار کم ہونے کی شکایت کی، آپ نے سب کو استغفار کا حکم دیا، اور اسی آیت سے استدلال فرمایا ۵۔ کہ رب تعالیٰ کے نبی پر ایمان نہیں لائے تاکہ وہ تمہیں عزت و عظمت دولت بخشے۔ ۶۔ کبھی نطفہ، کبھی خون بہتہ، کبھی گوشت کا لوتھرا، پھر کال پچ، پھر جو ان، پھر بڑھا، کبھی امیر کبھی فقیر، کہ ایک کے اوپر دوسرا درمیان میں بوجہ فاصلہ، اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آسمان آپس میں جھنے ہوئے ہیں ۸۔ چاند پہلے آسمان پر ہے اس کا آدھا حصہ منور ہو آ ہے، آدھا سیاہ۔ مگر تمام آسمانوں میں اس کی روشنی پہنچتی ہے، کیونکہ سب آسمان شفاف ہیں۔ لہذا فیہر فرمایا بالکل درست ہے۔ کیونکہ چاند کا نور سب آسمانوں میں ہے ۹۔ خود بھی روشن دوسروں کو بھی روشن کرنے والا، کہ چاند تارے سب اس سے منور ہیں، اسی لئے چاند و غور اور سورج کو سران

تِلْكَ الدِّينَارُ ۹۱۱	نور ۹۱
<p>لَمْ أَسْرَارًا ۱۱ فَقُلْتُ أَسْتَغْفِرُكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا ۱۲</p> <p>میں کہاں تو میں نے کہا اپنے رب سے ساری غلطیوں وہ بڑا معاف کرنے والا ہے</p> <p>يُرْسِلُ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا ۱۳ وَيُمِدُّكُمْ بِأَمْوَالٍ ۱۴</p> <p>تم پر شرائے کا مینہ بھیجے گا اور مال اور بیڑوں سے</p> <p>وَبَيْنِينَ ۱۵ وَيَجْعَلُ لَكُمْ جَنَّتٍ وَيَجْعَلُ لَكُمْ أَنْهَارًا ۱۶</p> <p>تہا ری مدد کرے گی آسمانوں سے بارشیں بھیجے گا اور تمہارے لئے بہنیں بنائے گا کھج</p> <p>مَالَكُمْ لَا تَرْجُونَ لِلَّهِ وَقَارًا ۱۷ وَقَدْ خَلَقَكُمْ أَطْوَارًا ۱۸</p> <p>تمہیں کہا ہوا اللہ سے عزت حاصل کرنے کی امید نہیں کرتے حالانکہ اس نے تمہیں ہر طرح</p> <p>أَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللَّهُ سَبْعَ سَمَوَاتٍ طِبَاقًا ۱۹ وَجَعَلَ</p> <p>بنایا ان کی بات نہیں دیکھتے اللہ نے کیونکر سات آسمان بنائے ایک بر ایک اور ان میں</p> <p>الْقَمَرَ فِيهِنَّ نُورًا وَجَعَلَ الشَّمْسُ سِرَاجًا ۲۰ وَاللَّهُ</p> <p>چاند کو روشن کیا اور سورج کو چراغ اور اللہ نے</p> <p>أَنْتَبَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ نِبَاتًا ۲۱ ثُمَّ يُعِيدُكُمْ فِيهَا وَيُخْرِجُكُمْ</p> <p>نبیوں سے زمین سے اٹھاتا ہے پھر میں اسی میں لے جائے گا اور دوبارہ نکالے</p> <p>إِخْرَاجًا ۲۲ وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمْ الْأَرْضَ سَاطًا ۲۳ لَتَسْكُنُوا</p> <p>گاہ لہ اور اللہ نے تمہارے لئے زمین کو بیکھنا بنایا تاکہ اس کے</p> <p>مِنْهَا سَبِيلًا فَبِاجَا ۲۴ قَالَ نُوحُ رَبِّ إِنَّهُمْ عَصَوْنِي وَ</p> <p>دینے راستوں میں چلو گئے نوح نے عرض کی اے میرے رب انہوں نے میری نافرمانی</p> <p>اتَّبَعُوا مَنْ لَّمْ يَزِدْهُمْ مَالَهُ وَلَهُ الْآخْسَارُ ۲۵ وَكَفَرُوا ۲۶</p> <p>کی قیادت اور ایسے کے پیچھے ہوئے جیسا کہ مال اور اولاد نے نقصان ہی میں جھانپا</p> <p>مَكَرًا ابْتَارًا ۲۷ وَقَالُوا لَا تَنْدِرُنَّ إِلَهُتَكُمْ وَلَا تَنْدِرُنَّ</p> <p>اور بہت بڑاؤں کیلئے ملے اور بولے ہرگز نہ چھوڑنا اپنے خداؤں کو ملے اور ہرگز نہ چھوڑنا</p>	

(بقیہ صفحہ ۹۱۱) فرمایا ۱۰۰ انسان کو سبزے سے اس لئے تنبیہ دی کہ سبزہ ہر وقت نگران کا محتاج ہے ایسے ہی انسان ہر وقت رب کی حفاظت کا محتاج، نیز سبزہ زمین کے سوا آسمانی امداد کا حاجت مند ہے بارش دھوپ وغیرہ ایسے ہی انسان اعمال میں آسمانی مدد اور رحمت الہی کا محتاج ہے، نیز سبزہ کو ہر وقت آفات کا خطرہ رہتا ہے، ایسے ہی انسان پر ہر وقت خطرہ ہے ۱۱۔ تمہارے اجزائے بدن کو مٹی میں ملا دے گا، خواہ دفن ہو کر خواہ آگ میں جل کر یا دریا میں ڈوب کر، یا جانوروں کی غذا بن کر، لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں، روح اپنے ٹھکانے پر پہنچ دی جائے گی، غرضیکہ ہر شے اپنی اصل پر پہنچے گی ۱۲۔ قیامت کے دن سزاوار کے لئے، جو کہ مار کر زمین میں پھینکا اور زندہ کر کے زمین سے نکالنا رب کو کیسا ہے، اس لئے

یہاں تم نہ فرمایا۔ واؤ ارشاد ہوا ۱۳۔ کہ جیتے جی اس پر رہو، مرے بعد اس میں رہو، نہ لوہے کی طرح سخت ہے نہ پانی کی طرح نرم ۱۴۔ یعنی رب نے زمین کو مختلف حصوں میں تقسیم فرمایا، پھر ان حصوں میں پھرنے کے لئے راستے بنائے جن میں چل کر تم دین و دنیا کے نفع کماد، تجارتیں چکاد، حج و زیارت اور طلب علم کرو ۱۵۔ سب سے پہلے اپنی نافرمانی کا ذکر فرمایا، کیونکہ پیغمبر کی مخالفت تمام بد عقیدگیوں اور گناہوں کی جڑ ہے۔ شیطان اسی سے مردود ہوا ۱۶۔ نیز دنیاوی عذاب بنی کی مخالفت کے بغیر نہیں آتا۔ رب فرماتا ہے۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ تَبْغِثَ نَفْسُكَ عَنْهُ تَبِغًا ۚ یعنی نبی کی اطاعت تمام نیکیوں کی اصل ہے ان کی مخالفت تمام گناہوں کی جڑ ہے، شیطان اسی سے مردود ہوا ۱۷۔ یعنی میری قوم کے مالدار تو مال اور اولاد کی وجہ سے مجھ سے سرکش ہوئے، اور غریب ان مالداروں کی پیروی کر کے، اس سے دوسرے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نبی کی مخالفت کے باعث مال و اولاد عذاب بن جاتے ہیں، دوسرے یہ کہ سرکشوں کی پیروی سرکش کر دیتی ہے اب مجھے متانے اور مومنوں کو بھگانے کے لئے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی کافر قوم سے بہت دکھ اٹھائے ۱۸۔ امیروں نے غریبوں سے کہا کہ نوح علیہ السلام کی وجہ سے اپنے بچوں کی

پوجا نہ چھوڑو۔

۱۔ اگرچہ قوم نوح کے بت بہت تھے مگر یہ پانچ ان کے نزدیک بڑی عزت والے تھے، ود مرد کی شکل کا سواع عورت کی شکل کا یغوث شیر کی، یعوق گھوڑے کی، نسر کرس (گدھ) کی شکل پر، انیس بچوں کی پوجا عرب میں پہنچی، آج ہمارے ہاں کے ہندو، مرد، عورت، بندر، سانپ وغیرہ شیطوں کی پوجا کرتے ہیں، ان کی اصل بھی وہی بت پرستی ہے ۲۔ ان بچوں نے یا سرداران کفر نے، بتوں کو بگا دیا، ان کی گمراہی شعلہ بیاری کی طرح بجھل گئی، آئندہ بھی رہے گی، اس سے معلوم ہوا کہ پانچوں بت قوم نوح کے صالحین نہ تھے، کیونکہ صالحین گمراہ نہیں کیا کرتے

وَدَّ اَوْ لَا سَوَاعَاہٗ وَلَا یَعُوْثَ وَیَعُوْقَ وَنَسْرًا ۙ وَكَدَّ

ود اور سواع اور یغوث یعوق اور نسر کو بلے اور شیر

اَصْلًا ۙ اَکْثَرُ اَہٗ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا ضَلٰلًا ۙ مِمَّا

انہوں نے بہتوں کو، بھکایا، اور کولاموں کو زیادہ نہ کرنا مگر گمراہی تہ اپنی

خَطِیْئَتِهِمْ اَعْرِضُوْا فَاَدْخَلُوْا اَنَا رَاہٗ فَلَمْ یُجِدُوْا اِلٰہَ مِمَّنْ

کسی مخلوق پر ڈالنے کے لئے پھر آگ میں داخل کئے گئے تو انہوں نے ان کے خلاف ہٹا

دُوْنِ اللّٰہِ اَنْصَارًا ۙ وَقَالَ نُوْحٌ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ عَلٰی

کوئی مددگار نہ پامال اور نوح نے عرض کی اے میرے رب زمین پر کافروں

الْاَرْضِ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ دَیَّارًا ۙ اِنَّکَ اِنْ تَذَرْهُمْ

میں سے کوئی بے حسے والا نہ چھوڑے گا، بلے شک اگر تو انہیں رہنے دے گا تو میرے

یُضِلُّوْا عِبَادَکَ وَلَا یَلِیْدُوْا اِلَّا فَاَجْرًا کَفٰرًا ۙ رَبِّ اَغْفِرْ

بندوں کو مکر کر دینی گے اور ان کی اولاد ہوگی تو وہ بھی نہ ہوگی مگر بھلا کر ہی ناشیروں کے

لِیْ وَلِیِّ الدِّیْنِ وَلَمِنْ دَخَلَ بَیْتِیْ مُؤْمِنًا ۙ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ

میرے رب مجھے بخش دے اور میرے باپ کو اور میرے بھائی کو، کیونکہ میں نے سب سے پہلے

وَالْمُؤْمِنٰتِ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا تَبٰرًا ۙ

مسلمان مردوں اور سب مسلمان عورتوں کو نہ بڑھا مگر تباہی دے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّا اَنْزَلْنٰہُ فَاِذَا

ان کے نام سے شروع جو نہایت مہربان و مہر والا

قُلْ اَوْحِیْ اِلَیَّ اِنَّہٗ اَسْمَعُ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْا اِنَّا سَمِعْنَا

تم فرماؤ، انہیں بھی وہی ہونے لگا، جنہوں نے میرا ہڈیوں کا ٹکڑا کرنا کہ تو بولے، ہم نے ایک

قُرْاٰنًا عَجَبًا ۙ یَّہْدِیْۤ اِلَی التَّرْشِیْدِ فَاَمْتَابَہٗ وَلٰکِنْ نُّشْرِکْ

عجیب قرآن سننا کہ بھلائی کی راہ بتا دے، لہذا تو ہم اس پر ایمان لائے، لہذا اور ہم ہرگز کسی کو

وہ ہدایت دیتے ہیں، انہیں گمراہ کن نہیں کہا جا سکتا ۳۔ یعنی اب انہیں ایمان کی توفیق ہی نہ دے، انہوں نے مجھے بہت ستایا۔ معلوم ہوا کہ کسی کے کفر پر مرنے کی دعا کرنا گناہ نہیں، موسیٰ علیہ السلام نے فرعونوں کے بارے میں عرض کیا۔ وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُبَیِّنْ لِلنَّاسِ اَمْرًا لَّا یُحِیْیْہٖ اِلَّا بِرِزْقِ رَبِّكَ ۚ وَرَبُّكَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۙ طوفان نوح میں رہے، ان کی دوسری دوزخ میں، بعد قیامت ان کے جسم بھی دوزخ میں ہوں گے لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں، اس آیت سے عذاب قبر کا ثبوت ہوا یہ بھی معلوم ہوا کہ عذاب قبر دفن ہونے پر موقوف نہیں، مردے کا جسم بھی ہو عذاب قبر ہو گا کہ قوم نوح پانی میں ڈوب کر بھی عذاب قبر میں گرفتار ہوئی ۵۔ معلوم ہوا کہ کافر کا مددگار کوئی نہیں، رب فرماتا ہے۔ وَنُفِظْنٰہُمْ فِی الْغَابِ اِلَیَّہِ مَوْتِیْنَ ۚ وَہم مار کر رب نے بہت مقرر فرما دیے ہیں، فرماتا ہے۔ خٰلِفٰہُ خُفُوْا

(بقیہ صفحہ ۹۱۲) چہرہٗن وصالہٗم تَوْبَتُنَّ نَعْدَ ذٰلِكَ ظَلَمْتُمْ دیکھ لو اس قوم کے مومن نوح علیہ السلام کی مدد سے طوفان سے بچ گئے۔ کوئی کافر انسان باقی نہ بچے، اس بددعا سے انہیں اور کافرجن خارج ہیں، کیونکہ وہ زمین پر نہیں بیٹے، آپ کو خبر تھی کہ شیطان قیامت تک بچے گا۔ نیز آپ جنات کے نبی نہ تھے، پھر انہیں اس بددعا میں کیوں شامل فرماتے (عزیزی و روح)۔ ۷۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر نور نبوت سے آئندہ نسلوں کی بدعتی اور نیک بدعتی سے خبردار ہوتے ہیں کہ نوح علیہ السلام نے عرض کیا کہ اب ان کی پشت سے مومن نہ پیدا ہوں گے یہ علوم غیبی ہیں جو رب نے انہیں بخشا پھر ہمارے حضور کے علم کا کیا پوچھنا ۸۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نوح علیہ السلام کے والدین مومن تھے۔

دور نہ آپ ان کے لئے دعاء مغفرت نہ فرماتے۔ دوسرے یہ کہ نبی کا گھر دار الامن ہوتا ہے کہ جو مومن ان کے دامن میں پناہ لے، اللہ ہی کے امن میں آجائے ۹۔ معلوم ہوا کہ کھانا کی غرقابی بھی آپ کی اس دعا سے ہوئی، یعنی جو ظالم و کافر میرے گھر میں بھی ہوں انہیں بھی ہلاک فرما دے جیسے میری بیوی واطل اور بیٹا کھانا ۱۰۔ اسے محبوب ان کفار سے تاکہ معلوم ہو کہ تم جن و انس کے نبی ہو اور جب غیر ض جنات تم پر ایمان لے آئے تو افسوس ان لوگوں پر جو انسان ہو کہ ایمان نہیں لاتے ۱۱۔ بازار عکاظ کو جاتے ہوئے مقام مخدہ پر جو مکہ و طائف کے درمیان ہے، نماز فجر میں نصیبین کے جنات نے میری قراۃ بغور سنی ۱۲۔ اپنی قوم میں جا کر بفرض تبلیغ اسلام اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان جنات نے نہ تو حضور سے ملاقات کی، نہ کوئی کلام شریف سنا، صرف حضور کو دیکھا، آپ کا قرآن سنا اور مومن، عارف، صحابی بلکہ مومن

بن گئے، تو جو لوگ سایہ کی طرح حضور کے ساتھ رہے ان کے ایمان و عرفان کا کیا پوچھنا ۱۳۔ درستی عقاید کی بھی اور درستی اعمال کی بھی ہدایت سے دونوں ہدایتیں مراد ہیں۔ یہ جملہ بہت معانی رکھتا ہے۔ ۱۴۔ یعنی قرآن پر ایمان لائے، یا قرآن کے ذریعہ صاحب قرآن پر ایمان لائے، مکملہ طیبہ اور سوال قبر میں ایمانیات میں سے صرف توحید و رسالت کا ذکر ہے قیامت اور ملائکہ وغیرہ کا نہیں، جس سے معلوم ہوا کہ مدار ایمان یہی ہیں، ان پر ایمان ہو گیا تو سب پر ہو گیا ہو سکتا ہے کہ بلکہ میں اب ہدایت کی ہو اور معنی یہ ہوں کہ اس قرآن کے ذریعہ حضور پر ایمان لائے۔

۱۵۔ یعنی آئندہ بھی ہم مومن رہیں گے، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ان میں سے ہر ایک کا خاتمہ ایمان پر ہوا، معلوم ہوا کہ مومن کا حسن ظن صحیح ہوتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض دفعہ انشاء اللہ دل میں کھٹا کٹائی ہے کیونکہ انہوں نے انشاء اللہ زبان سے نہ کہا ۱۶۔ معلوم ہوا کہ ان جنات نے حضور کو ایک نگاہ دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات معلوم

کر لیں۔ اے لقاء ہر سوال پر نوح محفوظ است پیشانی یار۔ ۱۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ سب جن مشرک نہ تھے، بعض موجد بھی تھے، جیسے کہ اسلام کے ظہور سے پہلے بعض انسان موجد تھے، جیسے حضور کے آباؤ اجداد ۱۸۔ کہ بعض جنات رب کے شریک ٹھہراتے تھے اور بعض اس کے لئے بیوی بچے، یہ دونوں جھوٹ ہیں ۱۹۔ یعنی ہم بھی اب تک ان مشرکوں کی باتیں یہ سمجھ کر مانتے تھے کہ یہ لوگ اللہ پر جھوٹ نہیں بولتے۔ معلوم ہوا کہ یہ جنات اس سے پہلے مشرک تھے، اب مومن ہوئے ۲۰۔ خیال رہے کہ جب رجال بغیر قید بولا جائے تو اس سے انسان مرد مراد ہوتے ہیں جن مردوں کو بغیر قید رجال نہیں کہا جاتا یہاں اسی لئے جن الجن کی قید لگائی، لہذا وہ آیت فَمَا رُسُلُنَا لَیْلُکَ الْاَلْبَابُ اَلَا نُنَجِّیْہِمْ مِّنْ اِنْسَانٍ مُّرد، مراد ہیں، نہ کہ جن بھی، نبوت انسانوں سے خاص ہے کیونکہ وہاں رجال بغیر قید ارشاد ہوا۔

يَرْبُّنَا اَحَدًا ۚ وَاِنَّهٗ تَعْلٰی جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً

اپنے رب کا شریک ذکر میں گئے اور یہ کہ ہمارے رب کی شان بہت بلند ہے اس نے عورت اختیار

وَلَا وَلَدًا ۚ وَاِنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِیْهُنَا عَلٰی اللّٰهِ سَطَطًا

کی اور نہ بچہ اور یہ کہ ہم میں کس کے لئے توفیق اللہ بہر بڑھ کر بات کہتا تھا کہ

وَاَنَّا ظَنَنَّا اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰی اللّٰهِ

اور یہ کہ ہمیں خیال تھا کہ ہرگز آدمی اور جن اللہ پر جھوٹ نہ باندھیں

کَذِبًا ۚ وَاِنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ یَعُوْذُوْنَ

گئے تھے اور یہ کہ آدمیوں میں کچھ مرد جنوں کے کچھ مردوں کے تھے

بِرِجَالٍ مِّنَ الْاِنْحٰی فَرَادُوْهُمْ رَهَقًا ۚ وَاَنَّهُمْ ظَنُّوْا کَمَا

پناہ لینے تھے نہ تو اس سے اور بھی انکا بھڑکا اور یہ کہ انہوں نے گمان

ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ یَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا ۚ وَاَنَّا کُفِیْنَا السَّمَاءَ

کسا جیسا نہیں گمان ہے کہ اللہ ہرگز کوئی رسول نہ بھیجے گا اور یہ کہ ہم نے آسمان کو قیلا

فَوَجَدْنَاهَا مِلْدَتْ حَرًّا شَدِیْدًا وَّشَہْبًا ۚ وَاَنَّا کُنَّا

تو اسے پایا کہ سخت بہرے اور آگ کی چٹکاروں سے بھر دیا کیلئے نہ اور یہ کہ ہم پہلے

نَقَعْدُمُھُمْ مَّقَاعًا لِّلْاَسْمَعِ فَمِنْ یَّسْمَعُ الْاَن یَّجِدَ

آسمان میں سننے کے لئے کچھ موقوفوں پر بیٹھا کرتے تھے لہ جھراب جو کوئی سنے وہ

لَہٗ شَہَابًا رَّصَدًا ۚ وَاَنَّا لَا نَدْرِیْ اَشْرَارٌ یَّبْدُوْنَ فِی

ایسی تاک میں آگ کا پکا پکڑا ہے اور یہ کہ ہم نہیں معلوم کہ زمین والوں سے کوئی برائی کا

الْاَرْضِ اَمَّا رَادُّہُمْ رَبُّہُمْ رَشَدًا ۚ وَاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ

ارادہ فرمایا گیا ہے یا اللہ رب نے کوئی بھلائی مباحی ہے نہ اور یہ کہ ہم میں کچھ نیک ہیں

وَمِنَادُوْنَ ذٰلِکَ کُنَّا طَرِیْقٌ قَدَدًا ۚ وَاَنَّا ظَنَنَّا اَنْ

اور کچھ دوسری طرح کے ہیں ہم کئی راہیں بچھے ہوئے ہیں کہ اور یہ کہ ہم کو یقین ہوا کہ ہرگز

(بقیہ صفحہ ۹۱۳) اس کا خیال ضروری ہے کہ جب سفر میں کسی خطرناک جگہ ٹھہرتے تو کہتے کہ ہم اس جنگل کے سردار کی پناہ لیتے ہیں، یا بیماری و نظردفع کرنے کے لئے جنت کی نیاز پکارتے تھے، غرضیکہ بہت طرح جنت کی پناہ لیتے تھے (عربی) اس سے معلوم ہوا کہ جنت کی پناہ لینا حرام ہے کہ اس سے ان کی سرکشی بوضعی ہے، نبی ولی کی مدد لینا جائز کہ ان بزرگوں میں اس سے تکبر نہیں پیدا ہوتا۔ یعنی جنت کے تکبر و غرور بونے کی ایک وجہ یہ بھی ہوئی کہ بعض انسانوں نے اپنے سقرو حضرتیں ان کی پناہ لینے شروع کر دی، تو یہ جنت سمجھے کہ واقعی ہم میں بہت قدرت ہے کہ اشرف المخلوق یعنی انسان بھی ہمارے حاجت مند ہیں، یہ انسان ان جنت کی

لَنْ نَعْجَزَ اللَّهُ فِي الْأَرْضِ وَلَنْ نَعْجِزَهُ هَرَبًا ۝۱۴

زمین میں اللہ کے قابو سے نکل سکیں گے اور نہ بھاگ کر اس کے قبضہ سے باہر ہوں گے اور یہ کہ

لَمَّا سَمِعْنَا الْهَدْيَ امْتَابَهُ فَمَنْ يَوْمَئِذٍ بِرَبِّهِ فَلَا

ہم نے جب ہدایت سنی اس پر ایمان لائے کہ تو جو اپنے رب پر ایمان لائے

يَخَافُ بَخْسًا وَلَا رَهَقًا ۝۱۵ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَمِنَّا

اسے نہ کسی کی کاغوث اور نہ زیادتی کا تلہ اور یہ کہ تم میں کچھ مسلمان ہیں اور کچھ

الْقِسْطُونَ فَمَنْ أَسْلَمَ فَأُولَئِكَ تَحَرَّوْا شَدًّا ۝۱۶ وَأَنَا

ظالم کہ تو جو اسلام لائے انہوں نے بھلائی سوچی ہے اور ہے

الْقِسْطُونَ فَكَانُوا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ۝۱۷ وَإِنْ لَوْ اسْتَقَامُوا

ظالم وہ جہنم کے ایندھن ہوئے نہ اور فرماؤ کہ مجھے وہ دہی ہوئی ہے کہ

عَلَى الطَّرِيقَةِ لَا اسْتَفِينُهُمْ مَاءٌ عَذَقًا ۝۱۸ لَنَقْتَنُمُ فَبِهِ

اگر وہ راہ پر سیدھے رہتے نہ تو ضرور ہم انہیں دافر پانی دیتے کہ اس ہوائیں باہر ہیں

وَمَنْ يَعْزُضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِ يَسْلُكُهُ عَذَابًا صَعَدًا ۝۱۹

اور جو اپنے رب کی یاد سے منہ پھیرے وہ اسے چڑھتے عذاب میں ڈال دیتا ہوں

وَأَنَّ الْمَسْجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا ۝۲۰ وَأَنَّ لِلَّهِ

اور کہ مسجد اللہ کی ہے نہ کسی کے ساتھ کسی کی بندگی نہ کرو اور یہ کہ جب

قَامَ عَبْدُ اللَّهِ يَدْعُوهُ كَادُوا يَكُونُونَ عَلَيْهِ لِبَدًا ۝۲۱

اللہ کا بندہ اس کی بندگی کرنے لگا ہوا تھا تو قریب تھا کہ وہ اس پر شیعہ کے ٹکڑے ہو جائے

قُلْ إِنَّمَا أَدْعُوا رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِهِ أَحَدًا ۝۲۲ قُلْ إِنِّي لَا

ملا تم فرماؤ میں تو اپنے رب کی بندگی کرتا ہوں اور کسی کو اس کا شریک نہیں ٹھہراتا میں تم فرماؤ میں

أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا رَشَدًا ۝۲۳ قُلْ إِنِّي لَنْ يُغَيِّرَ مِنِّي اللَّهُ

تبدلے کسی کے برے بھلا کا مالک نہیں ہے تم فرماؤ میں گمراہی اللہ سے کوئی نہ بچائے

زیادتی طغیان کا باعث بنے ۱۴۔ موسیٰ علیہ السلام یا عیسیٰ

علیہ السلام کے بعد، حالانکہ خاتم النبیین اب تشریف لائے

۱۵۔ یعنی اب جو ہم آسمان پر فرشتوں کی غیبی خبریں سننے

جاتے ہیں تو آسمان کو سپرہ دار فرشتوں اور شباب کی گولی

کار توں سے بھرا ہوا پاتے ہیں۔ جو ہمیں وہاں سے روکتے

ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی ولادت سے پہلے

جنت بے تکلف آسمان پر جاتے تھے اور فرشتوں کی باتیں

سننے تھے، حضور کی آمد سے ان کی یہ آمد و رفت بند ہوئی،

اس سے معلوم ہوا کہ حضور سے پہلے یا تو بالکل شباب تھے

ہی نہیں، یعنی تارے ٹوٹا نہیں کرتے تھے، یا تھے تو مگر بہت

کم، اور شیاطین کا آسمانوں پر جانا بند نہ ہوا تھا۔ حضور کی

تشریف آوری سے جنت کو آسمانوں سے روکا گیا، حضور

کی تشریف آوری سے عالم میں انقلاب آگیا۔ حضور عرش

و فرش کے بادشاہ بنا کر بھیجے گئے ۱۷۔ اور فرشتوں کا کلام

سن کر نجومیوں تک پہنچاتے تھے، جس سے نجومی زمین

والوں کو غیبی خبریں دیتے تھے ۱۸۔ اس سے پتہ لگا کہ حضور

کی تشریف آوری سے جنت کا آسمان پر جانا بند ہوا۔ جس

سے نجومی چنڈتوں کی غیبی خبریں قطعاً غلط ہونے لگیں،

پہلے ان کی کچھ باتیں ٹھیک بھی ہو جاتی تھیں، جو فرشتوں

کی تھیں ۱۹۔ اب نئی اور قرآن کو بھیج کر، ہم نہیں کہہ

سکتے، تم خود ہی فیصلہ کر لو، ظاہر ہے کہ حضور اولین و

آخرین کے لئے رحمت ہیں۔ اب آپ کی موجودگی میں

کسی کو آسمان سے غیبی خبریں لانے کی ضرورت نہیں۔ ان

جنتی خبروں میں بڑے فتنے تھے، تو لامحالہ ہمارا آسمان سے

روکا جانا اللہ کی رحمت ہے ۲۰۔ روح البیان نے فرمایا کہ

حضور سے پہلے جنت میں کافر، مشرک، موجد سب تھے

اب ان میں شیچہ، سنی، خوارج، جبریہ، قدریہ وغیرہ ہیں،

انسانوں کی طرح۔

۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ سے بھاگنا برا ہے مگر اللہ کی

طرف بھاگنا اچھا، رب فرماتا ہے۔ ففردا لی اللہ اللہ کی

طرف بھاگنا یہ ہے کہ مصیبت میں نیک اعمال، مساجد اور

بزرگان دین کی طرف بھاگے۔ ان کی طرف بھاگنا گویا رب

کی طرف آنا ہے، رب فرماتا ہے۔ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ

کی طرف آتا ہے، رب فرماتا ہے، ۲۰۔ تو اسے دوستو تم بھی ہماری طرح ایمان لے آؤ، ہم نے نبی کا دیدار کیا تم ہمیں دیکھ لو، ہم صحابی

ہوئے، تم تابعی بن جاؤ غرضیکہ اپنا ایمان بیان کرنا انہیں ایمان کی تبلیغ کے لئے ہے ۲۱۔ یعنی مومن کی نہ تو نیکیاں ضبط ہوں، نہ گناہوں کی سزا میں زیادتی ہو بخلاف

کفار کے کہ ان کے نیک اعمال برباد ہیں گناہ قائم، ایمان اللہ کی حکیمانہ کلام ہے ۲۲۔ یعنی جنت میں بعض مومن موجد ہیں بعض کافر کیونکہ جو لوگ حضور کا قرآن شریف

سن کر آئے تھے، وہ تو سب ہی ایمان لائے تھے، ان میں کوئی کافر نہیں، لہذا آیت صاف ہے ۲۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن جن جنت میں نہ جائیں گے اور کافر

میں نہ آئیں، مگر نہ کفار، نہ مومن، جن، کما جزاء میں جنت کا ذکر نہ کیا گیا، اس کی بحث سورہ اخلاف میں گزر چکی ۲۴۔ معلوم ہوا کہ کفار جن کے لئے دوزخ ہے اور

(بقیہ صفحہ ۹۱۳) وہ آگ سے عذاب پائیں گے، جیسے انسان یا وجود خاکی ہونے کے مٹی پتھر سے تکلیف پالیتا ہے۔ یعنی اسے محبوب فرما دو کہ اگر انسان مومن متقی بن جاوے تو انہیں دنیا میں ہر وقت بارش اور وسیع رزق عطا ہوں، چونکہ پانی پر رزق کا مدار ہے اس لئے پانی کا ذکر فرمایا۔ ۸۔ یعنی اس وسیع روزی دینے میں ان کا امتحان ہو کہ آئندہ شکر گزاری کرتے ہیں یا نہیں۔ ۹۔ ایسے عذاب میں جو دم بدم زیادہ ہی ہوتا جائے گا بھی نرم یا ہلکا نہ ہو گا، جیسے دنیا میں تکلیف پہلے زیادہ محسوس ہوتی ہے پھر کم۔ ۱۰۔ ساری مسجدیں، خواہ مسجد حرام ہو یا اور کوئی، اس سے تین مسئلے معلوم ہوتے ایک یہ کہ احکام وقف و احترام میں تمام مسجدیں برابر ہیں، اگرچہ اجرو ثواب

میں فرق ہے، دوسرے یہ کہ مسجد کسی کی ملک نہیں، نہ ہو سکتی ہے وہ خاص اللہ تعالیٰ کی ہے۔ تیسرے یہ کہ شرک و بت پرستی ہر جگہ جرم ہے، مگر مسجد میں زیادہ جرم کہ اس میں مسجد کی بے ادبی بھی ہے۔ ۱۱۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ مسجد میں کسی کو آواز دینا یا پکارنا منع ہے، ہم التحیات میں پڑھتے ہیں اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی اَنْبِيَائِكَ اَللّٰهُمَّ اس میں حضور کو ندا اور پکارنا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مسجد میں غیر خدا کی عبادت جرم ہے جیسا کہ کفار عرب خاص کعبہ میں بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ ۱۲۔ یہ جملہ یا تو رب کا قول ہے یعنی مجھ پر یہ بھی وحی کی گئی کہ جب اللہ کا خاص بندہ یعنی میں نماز کے لئے کھڑا ہوا تو جنت کے شوق و ذوق کا یہ عالم تھا کہ ان کے ٹھٹھہ لگنے کے قریب ہو گئے قریب اس لئے فرمایا کہ ان کے ٹھٹھہ لگے نہیں کیونکہ جنت تھوڑے تھے یا اولاً، جن تھوڑے تھے پھر اور آکر زیادہ ہو گئے یا یہ واقعہ خلد سے واپس آتے وقت مقام بھون میں ہوا، جب جنت زیادہ تھے (روح) یا یہ ان جنت کا کلام ہے جو انہوں نے اپنی قوم سے کیا۔ ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ ذکر الہی میں خاص لذت ہے جیسے جسمانی غذاؤں میں لذت ہوتی ہے، ایسے ہی اس روحانی غذا میں ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ لذت ذکر انسان، جنت بلکہ حیوانات کو بھی محسوس ہوتی ہے۔ شجر و حجر بھی محسوس کرتے ہیں، اس سے صوفیاء کا وجد ثابت ہوا۔ ۱۴۔ حضور ساری مخلوق سے پہلے رب کے عابد ہیں، اور یا وجود اس کے کہ مشرکین میں جلوہ گر ہوئے مگر آپ کا دامن شرک و کفر، معاصی اور عیوب سے پاک رہا، یہ حضور کی نعت ہے معلوم ہوا کہ اپنا دین و ایمان، اخلاص لوگوں پر ظاہر کرنا چاہیے، تاکہ لوگ اس پر عمل کریں، اس سے تفسیر کی جڑ کٹی گئی۔ ۱۵۔ اس میں مشرکین سے خطاب ہے (روح) یعنی تم چونکہ مشرک ہو، اس لئے میں تمہارے نفع نقصان کا مالک نہیں۔

۱۔ اگر بقرض محال میں رب کی نافرمانی کروں اس کی تفسیر وہ آیت ہے مَنْ يَنْصُرْنيْ مِنْ اَللّٰهِ اِنَّ عَذَابَہٗ وَّرنہ حضور تو خود ہم جیسے کروڑوں کی پناہ ہیں۔ ۲۔ یعنی تبلیغ نبوت و

النمل ۴۹	۹۱۵	البقرہ الذی ۲۹
<p>اَحَدًا وَّلٰنْ اٰجِدَ مِنْ دُوْنِہٖ مُلْتَحِدًا ۙ اِلَّا بِالْعَاقِبِیْنَ</p> <p>گا اور ہرگز اس کے سوا کوئی پناہ نہ پاؤں مگر اللہ کے پیام پہنچانا</p> <p>اَللّٰہُ وَرَسٰلَتُہٗ وَمَنْ یَّعِصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَاِنَّ لَہٗ نَارَ</p> <p>اور اس کی رسالت اور اللہ اور اس کے رسول کا کھنڈن نہ ملے گا تو بیشک اس کیلئے جہنم</p> <p>جَہَنَّمَ خٰلِدًا ۙ فَاٰیْذَا رَاَوْ مَا یُوْعَدُوْنَ</p> <p>کی آگ ہے جس میں ہمیشہ ہندویش بہاں تک کہ جب دیکھیں گے جو وعدہ دیا جاتا ہے</p> <p>فَسِیَعْلَمُوْنَ مَنْ اَضَعُ نَصْرًا وَّاَقْلَّ عَدَدًا ۙ قُلْ</p> <p>تو اب جان جائیں گے کہ کس کا مددگار کمزور رہے اور کس کی گنتی کم رہے تم فرماؤ</p> <p>اِنْ اَدْرٰی اَقْرَبُ مَا تُوْعَدُوْنَ اَمْ یَجْعَلُ لَہٗ سَبِیْلًا</p> <p>میں نہیں جانتا آیا نزدیک ہے نہ وہ جس کا ہمیں وعدہ دیا جاتا ہے یا میرا رب اسے کچھ وقفہ</p> <p>اَمَدًا ۙ عَلِمَ الْغٰیْبُ فَلَا یُظٰہِرُ عَلٰی غٰیْبِہٖ اَحَدًا ۙ اِلَّا</p> <p>دے گا نہ کتب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا نہ سوائے</p> <p>مَنْ اٰتٰی مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّہٗ یَسْلُکُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْہِ</p> <p>اپنے پسندیدہ رسولوں کے کہ ان کے آگے بھیجے، بہرہ مقرر کر دیتا ہے نہ</p> <p>وَمِنْ خَلْفِہٖ رَصَدًا ۙ لِّیَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَلْبَعُوْا رَسُوْلَہٗمْ</p> <p>تاکہ دیکھ لے کہ انہوں نے اپنے رب کے پیام پہنچا دینے کا اور جو رکھے پاس</p> <p>وَاَحَاطَ بِمَا لَدَیْہِمْ وَاَحْصٰی کُلَّ شَیْءٍ عَدَدًا ۙ</p> <p>سب اس کے علم میں ہے اور اس نے ہر چیز کی گنتی شمار کر رکھی ہے نہ</p> <p>بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۙ اٰیٰتُہٗا وَذٰکُمَا</p> <p>اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا</p> <p>یٰۤاٰیہَا الْمَمْلُکُ ۙ قُمْ اِلَیْلَ الْاَقْلِیْلِ ۙ نَصْفَہٗ اَوْ</p> <p>اے جبرئیل مائے لے لے لے رات میں قیام فرما سو کچھ رات کے لے لے دھیمات یا اس سے</p>		

رسالت میرا فرض ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ میں اگر رب کے احکام کی تبلیغ کروں، تو یقیناً میرے لئے پناہ اور امن ہے، اور میں نفع پہنچا سکتا ہوں (روح) ۳۔ معلوم ہوا کہ عذاب کا اشتقاق اللہ رسول کی نافرمانی پر ہے اگر صرف اللہ کی نافرمانی ہو تو عذاب نہیں آتا، رب فرماتا ہے۔ ۴۔ اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی رَسُوْلِہٖ اس لئے جس وقت تک نبوت کے احکام نہ پہنچے وہ کسی کام سے جہنمی نہیں ہو سکتا، صرف توحید کا عقیدہ اس کی نجات کے لئے کافی ہے، اسی لئے فرعون و عمرو بن لُحی کی مخالفت کے معذب نہیں ہوئے یہ بھی جانتا چاہیے کہ یہاں نافرمانی سے مراد عقائد میں نافرمانی ہے، کیونکہ ظلم اسی کے لئے ہے۔ ۵۔ کافر کے مددگار زیادہ ہیں یا مومن کے یقیناً، مومن کے مددگار زیادہ ہیں کہ ان کے مددگار نبی فرشتے، صالح مومن سب ہی ہیں، کافر کا مددگار کوئی نہیں معلوم ہوا کہ اللہ

(بقیہ صفحہ ۹۱۵) تعالیٰ نے مومنوں کے مددگار اور نبی کے خدمت گزار بہت مقرر فرمائے ہیں، رب فرماتا ہے۔ **إِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاُ الْمُؤْمِنِينَ وَاللَّهُ مَعَهُ** ذِبْتُ الْظُلُمِ ۖ یعنی بغیر تقسیم الہی میں نہیں جاتا، لہذا یہ آیت اس کے خلاف نہیں بافتقر بہ التسلط والنفوذ انقصر نے اس حدیث کے خلاف ہے کہ حضور نے فرمایا ہم اور قیامت ملی ہوئی دو انگلیوں کی طرح ہیں۔ یہاں درایت کی نفی ہے نہ کہ علم کی، درایت کہنے میں انکل و قیاس سے جانا۔ یعنی یہ علم وحی سے حاصل ہوا نہ کہ انکل و قیاس سے اس لئے آگے فرمایا جا رہا ہے۔ **وَالْأَمْرُ أَهْضَمُ مِنْ رُؤُوسِ** رب فرماتا ہے۔ **وَمَا أَدْبُرُ مَا بُعِثُوا بِئِنَّ وَلَا يَكُنْ لَهُمْ** فَاكُنْتُ تَدْرِي مَا يُكَلِّفُكَ وَلَا الْإِيْثَانَ ان

سب میں درایت کی نفی ہے اور کبھی یہ الفاظ سوال پر اظہار ناراضگی کے لئے بولے جاتے ہیں، اور کبھی نہ بتانے کے لئے ۸۔ عالم کی چیزیں صفات الہی کی منظر ہیں، مگر بعض صفات کی تجلی رب نے ساری مخلوق پر ڈالی ہے جیسے وجود و حیات اور بعض کی خاص پر جیسے ملک علم، اور بعض کی کمی پر نہیں، جیسے اذلی یا خالق ہونا، آئینہ آفتاب کی تجلی یا کر سورج نہیں بن جاتا، ایسے ہی ہندہ تجلی صفت الہی پا کر رب نہیں بن جاتا، کہ انہیں خاص غیوب پر پوری اطلاع دیتا ہے اور اعلیٰ درجہ کا کشف دیتا ہے، اگرچہ بعض اولیاء اللہ کہ بھی علوم غیبیہ بخشے جاتے ہیں۔ مگر نبی کے واسطے، پھر نبی بھی کا علم ان کے علم سے اعلیٰ ہوتا ہے ۱۰۔ یعنی جب رب تعالیٰ علوم غیبیہ کی وحی بھیجتا ہے تو وحی لانے والے فرشتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آس پاس فرشتوں کا پہرہ ہوتا ہے تاکہ شیاطین دور رہیں اور کوئی غیبی وحی سن کر کانٹوں تک نہ پہنچاویں ۱۱۔ یعنی یہ پہرہ اس لئے لگایا جاتا ہے کہ وحی الہی صحیح طور پر اپنی جگہ پہنچ جائے یعنی نبی تک درمیان میں پوری نہ ہو ۱۲۔ یعنی یہ پہرہ چونکہ اس غیبی خبر کی حفاظت کے لئے ہے، رب تعالیٰ علیم و خیر ہے اور اس کے فرشتے و رسول سب امین ہیں ان کے علوم رب کی عطا سے ہیں، عداوے معلوم ہوا کہ چیزیں متناہی ہیں اور شمار کے لائق، کیونکہ کتنی محدود ہی کی ہو سکتی ہے ۱۳۔ اسے چادر اوڑھنے والے، ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم چادر اوڑھے ہوئے آرام فرما رہے تھے اس حال میں اس اوڑھے آپ کو پکارا گیا، اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ دیگر نبیوں و قرآن کریم میں ان کے نام شریف سے پکارا گیا مگر حضور کو آپ کی صفات شریف سے، دوسرے یہ کہ محبوب کی ہر ادا محبوب ہے اس کے معنی صوفیاء یہ فرماتے ہیں کہ اسے بہریت کی چادر اوڑھ کر مخلوق میں جانے والے محبوب یا اسے عبادت و ریاضت کا لباس پہننے والے (از عریزی) ۱۴۔ یعنی رات کا بہت حصہ رب کی عبادت میں گزارو، کچھ وقت آرام کرو۔

انْقُصْ مِنْهُ قَلِيلًا ۖ أَوْ زِدْ عَلَيْهِ ۖ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا ۝

کچھ کم کر دو یا اس پر کچھ بڑھاؤ اور قرآن خوب شہر شہر سحر پڑھو نہ

إِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا تَقْبِلُهُ ۖ إِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ

بیشک مقربیم تم پر ایک بھاری بات ڈالیں گے تاکہ بیشک رات کا اٹھنا وہ زیادہ

أَشَدُّ وَطْأً وَأَقْوَمُ قِيلًا ۖ إِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا

دیاؤ ڈالتا ہے کہ اور بات خوب سیدھی نکلتی ہے، بیشک دن میں تو تم کو بہت سے

طَوِيلًا ۖ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَتَبَتَّلًا ۖ رَبُّ

کا میں ت اور اپنے رب کا نام یاد کرو اور سب سے ٹوٹ کر اس کے پور ہوؤ وہ پورب

الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ ۚ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا ۝

کا رب اور پھر کا رب ت اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو تم اس کی کو اپنا کارساز بناؤ نہ

وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَبِيلًا ۝

اور سافروں کی باتوں پر صبر فرماؤ اور انہیں اچھی طرح چھوڑ دو نہ

وَذُرْنِي وَالْمُكَذِّبِينَ أُولَى النَّعْتَةِ ۚ وَمَقَلَّتْ قَلِيلًا ۖ إِنَّ

اور مجھ پر چھوڑ دو ان تکملہ نے والے مالداروں کو ملے اور انہیں حضور کی ہمت و دل بیشک

لَدَيْنَا أَنْكَالٌ وَجَحِيمًا ۖ وَطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَعَذَابًا

ہمارے پاس بھاری سزیاں ہیں اور بھڑکتی آگ اور گلے میں بھخت کھانا اور دردناک

إِلَيْمًا ۖ يَوْمَ تَرْجُفُ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ

عذاب ۱۱ جس دن تمھارا میں گئے زمین اور پہاڑ اور پہاڑ جو جائیں گے ریتے کا ٹیلا

كُنُيبًا مَّقْبِلًا ۖ إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ

بستا ہوا بے شک ہم نے تمھاری طرف ایک رسول بھیجے تاکہ تم پر عاقل ناظر میں اللہ

كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ رَسُولًا ۖ فَعَصَىٰ فِرْعَوْنُ

جیسے ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجے اللہ تو فرعون نے اس رسول کا حکم

۱۔ آدھی رات عبادت کرو، یا اس سے کچھ کم و بیش، آپ کو اختیار ہے، معلوم ہوا کہ نماز تہجد بقدر رغبت پڑھے، اس کی زیادتی کمی کا بندہ کو اختیار ہے، کہ تم از کم دو گھنٹے زیادہ آٹھ یا بارہ، خیال رہے کہ شروع اسلام میں نماز تہجد واجب یا فرض تھی ۲۔ معلوم ہوا کہ نماز میں تلاوت قرآن نہایت اطمینان سے کرنی چاہیے۔ ۳۔ حرف صحیح ادا ہوں۔ ۴۔ شد و غیرہ ظاہر کرنا فرض ہے، خیال رہے کہ ایک رات میں قرآن کریم ختم کرنا اس کو منع ہے جو قرآن صاف نہ پڑھ سکے یا بے رمبی اور سستی سے پڑھے۔ ۵۔ یعنی عقرب احکام کی آیات نازل فرمائیں گے جو لوگوں پر بھاری پڑیں گی اس لئے آپ ابھی سے انہیں بھاری احکام کا عادی بنائیں ۶۔ یعنی رات کو نماز کے لئے سو کر جاگنا دیگر نمازوں سے گراں ہے معلوم ہوا کہ تہجد کی نماز سو کر پڑھنی چاہیے ۷۔ تہجد کی نماز بہت اہم اور فائدہ مند ہے۔ جیسا



وغيره کا ذکر نازل نہ ہوا تھا مگر فرمایا گیا کہ انیس ذراۃ اگر

نزد (نزل) حضور فرماتے ہیں کہ کوہ حرا پر مجھے ندا ہوئی کہ اے ہادوگے اور اللہ سے بخش مانگو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الْمَدِیْنَةُ ۝۱ قُمْ فَاَنْذِرْ ۝۲ لَّیْلًا مَّا كَانَ ۝۳

فصل ۳۲ والرحز فاجرو ولا تہنن تستکبر ولربک

فروز (ماں کے پیٹ سے) اس وقت نہ اس کے ماں مال

وَحْدًا ۝ وَحَلَّتْ لَهُ بِالْمَقْدُونِ ۝ وَبِالْبَطْنِ ۝ وَبِالسَّيْلِ ۝ وَبِالنَّجْدِ ۝ وَبِالشَّامِ ۝ وَبِالسُّدَنِ ۝ وَبِالْعَبْقَرِيِّ ۝ وَبِالْحَمْرِ ۝ وَبِالسَّيْلِ ۝ وَبِالنَّجْدِ ۝ وَبِالشَّامِ ۝ وَبِالسُّدَنِ ۝ وَبِالْعَبْقَرِيِّ ۝ وَبِالْحَمْرِ ۝

درم نے اسکے اے طرح طرح کی تیار کیا کہ اس کا کھانا کھانے کے بعد اس کا

م کا چودہری تھا، لوگوں کے فیصلے کرتا تھا اور سب اسے

یہ نہ ہو گا۔ اس آیت کے نزول کے بعد اس کے مال و عزت میں کچھ شروع ہو گا، آخر کار یہ دنیا خالی رہے گا۔

۱۔ جلد ۱، صفحہ ۱۱۱ میں اور جلد ۲ میں عرفی کی، جس سے قوم بھڑک گئی، ابو جہل نے کہا کہ میں ولید کو ٹھیک کروں گا ولید کے پاس آکر

یہاں کی سڑکیں گلیاں سب سے پہلے میں جاسکے فرسٹ سیرے کے کچھ چندہ کرنے کو تیار ہیں دلچسپ غصہ

۱۔ معلوم ہوا کہ حضور کو صدیقی نگاہ سے دیکھنا عبارت ہے جس سے صحابیت حاصل ہوئی ہے اور ابو جہلی نگاہ سے دیکھنا بے ایمانی ہے 'دیکھو یہاں رب نے ولید کی یہ

کتابوں میں اس تعداد کو دیکھ کر حضورؐ کی سچائی مان لیں اور کفار اس تعداد پر عقلی گھوڑے دوڑا کر انکار کریں، مذاق اڑائیں، معلوم ہوا کہ حضور کے فرمان پر بلا دلیل ایمان لانا کمال ہے، یہاں بے عقلی عین عقل ہے۔ مصرع :-

عقل قریاں کن بہ پیش مصطفیٰ

شورۃ الذی ۲۹ ۹۱۶ المائدہ ۵۴

ثُمَّ لَظَرَ^(۳۱) ثُمَّ عَسَ وَبَسَّ^(۳۲) ثُمَّ أَذِبرَ وَأَسْتَكْبِرَ^(۳۳) فَقَالَ
 پھر نظر اٹھا کر دیکھا کہ پھر غوری ہو جاتی اور منہ بکاڑا پھر پیٹھ پھری اور ہنکارتا پھر بولا
إِنَّ هَذَا إِلَّا سِحْرٌ يُؤْثَرُ^(۳۴) إِنْ هَذَا إِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ^(۳۵)
 یہ تو وہی جادو ہے انگوٹوں سے سیکھا ہے نہیں مگر آدمی کا کلام نہ کوئی دم ماننا ہے کہ میں اسے
سَأَصْلِيهِ سَقَرًا^(۳۶) وَمَا أَدْرَاكَ مَا سَقَرٌ^(۳۷) لَا تُبْقَى وَلَا
 دوزخ میں دھستا ہوں گے اور تم نے کیا جانتا دوزخ کیا ہے نہ چھوڑنے نہ بھی
تَذَرُ^(۳۸) لَوْ أَحَاطَ لِلْبَشَرِ^(۳۹) عَلَيْهِمَا تِسْعَةُ عَشْرِ^(۴۰) وَمَا جَعَلْنَا
 رکھے نہ آدمی کے کمال اتاریتی ہے اس پر نائنس وار دوزخ ہیں گے اور ہم نے دوزخ کے
أَصْحَابِ النَّارِ الْأَمْلِكَةِ^(۴۱) وَمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ إِلَّا
 دارود نہ کئے مگر فرشتے کی اور ہم نے نہ گنتی نہ رکھی مگر
فِتْنَةً^(۴۲) لِلَّذِينَ كَفَرُوا لَيَسْتَغْفِقَنَّ الَّذِينَ أَوْتُوا الْكِتَابَ
 کافروں کی جانچ کو ٹھہ اس لئے کہ کتاب والوں کو یقین آئے کہ
وَيَزِدَادَ الَّذِينَ آمَنُوا إِيمَانًا وَلَا يَزِيدَ تَابَ الَّذِينَ أَوْتُوا
 اور ایمان والوں کا ایمان بڑھے گا اور کتاب والوں اور مسلمانوں کو
الْكِتَابَ وَالْمُؤْمِنُونَ لَا يَقُولُ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ
 کوئی شک نہ رہے نہ اور دل کے روگے اور کافر
مَّرَضٌ^(۴۳) وَالْكُفْرُونُ مَاذَا أَرَادَ اللَّهُ بِهَذَا امْتِلَاحًا^(۴۴) كَذَلِكَ
 کہیں کہ اس اپنے کی بات میں اللہ کا کیا مطلب ہے کہ ایسا ہی اللہ گزار
يُضِلُّ اللَّهُ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ
 کرتا ہے جسے چاہتا اور ہدایت فرما تا ہے جسے چاہے گا اور بتائے گا شکر خدا کو اس کے
رَبِّكَ إِلَّا هُوَ وَمَا هِيَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْبَشَرِ^(۴۵) كَالْوَيْلِ^(۴۶)
 سو کوئی نہیں جانتا کہ اور وہ تو نہیں مگر آدمی کیلئے نصیحت ہے یاں ہاں چاند کی جسم

منزل،

کتابوں میں اس تعداد کو دیکھ کر حضور کو کچھ مانیں اور کفار اس تعداد پر عقلی غور سے دوڑا کر انکار کتابوں میں اس تعداد کو دیکھ کر حضور کو کچھ مانیں اور کفار اس تعداد پر عقلی غور سے دوڑا کر انکار ایمان لانا مکمل ہے، یہاں بے عقلی عین عقل ہے۔ مصرع :-

(ابتدائی صفحہ ۹۱۹) یا کافر جاہل۔ آج بھی بعض ظاہری مسلمان چپے کافر ہیں، ان جیسی آیات کا مذاق اڑاتے ہیں ۱۲۔ اس نے دوزخ کے فرشتے کم و بیش کیوں مقرر نہ کئے؟ انہیں کیوں رکھے ۱۳۔ معلوم ہوا کہ قرآنی آیات سے سب کو ہدایت نہیں ملتی، سورج سے سب روشنی نہیں لیتے، چکاؤڑ بھاتا ہے، ان جیسی آیات کا مذاق اڑانے والے گمراہ ہو جاتے ہیں، مان لینے والے ہدایت پر آ جاتے ہیں ۱۴۔ یعنی رب کی مخلوق کے اقسام، یا مخلوق کی تعداد یا فرشتوں کا شمار رب ہی جانتا ہے، خیال رہے کہ سب سے بڑی مخلوق فرشتے ہیں، اور سب سے چھوٹی اور کم تعداد مخلوق انسان ۱۵۔ قرآنی آیتیں یا دوزخ کے حالات یا ان فرشتوں کی تعداد انسانوں کی نصیحت کے لئے ہے۔

الحدیث ۴۰

۹۲۰

البُزْک الذی ۲۹

وَالْبَلَّاءُ إِذَا دُبِّرُوا وَالصُّبْحُ إِذَا أَسْفَرَ ۚ إِنَّهَا إِتْمَانٌ

اور رات کی جب بیٹھ بچھے اور صبح کی جب اُجالا ڈالے۔ بیٹھ دوزخ بہت بڑی چیزوں میں

الْكِبَرُ ۚ نَذِيرٌ لِلْبَشَرِ ۚ لِمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ يَتَّقِدَ ۚ مَا أَوْ

کی ایک ہے آدمیوں کو ڈراؤنٹ لے جو تم میں سے جسے کہ آگے آئے کہ یا بچھے

يَتَأَخَّرُ ۚ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ ۚ إِلَّا الْأَصْلَ ۚ

رہے کہ ہر جان اپنی کرنی میں گروی ہے مگر ذاتی طرت

الْيَمِينِ ۚ فَمَنْ جَدَّتْ يَكْسِبُ لَوْنٌ ۚ عَنِ الْمَجْرِمِينَ

والے ش باغوں میں بلوٹھتے ہیں مجرموں سے کہ

مَا سَأَلَكُمْ فِي سَقَرٍ ۚ قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمَصْلُومِينَ ۚ

نہیں کیا بات دوزخ میں لے گئے تھے وہ بولے ہم نماز نہ پڑھتے تھے

وَلَمْ نَكُ نَطْعِمُ الْمَسْكِينِ ۚ وَكُنَّا فَخْضٌ مَعَ الْخَافِضِينَ ۚ

اور مسکین کو کھانا نہ دیتے تھے اور بے ہودہ فکر والوں کے ساتھ بیہودہ فکر میں کرتے

وَكُنَّا نَكْذِبُ يَوْمَ الدِّينِ ۚ حَتَّىٰ آتَيْنَا الْيَقِينَ ۚ

تھے نہ اور ہم انصاف کے دن کو جھٹلاتے رہے یہاں تک کہ ہمیں موت آئی کہ

فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ ۚ فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكُرَةِ

تو انہیں سفارشوں کی سفارش کا کیا نہ دے گی کہ تو انہیں کیا ہوا نصیحت سے نہ

مُعْرِضِينَ ۚ كَذَلِكَ هُمْ قَسْتَنَفَرَةٌ ۚ فَتَرَىٰ مِنْ

بچھرتے ہیں کہ گویا وہ بھڑکے ہوئے گدھے ہوں کہ بھڑ سے بھاگے

قَسْوَرَةٍ ۚ بَلْ يَرِيْدُ كُلُّ أَمْرٍ مِنْهُمْ أَنْ يُوْتِيَ

ہوں کہ بلکہ ان میں کا ہر شخص مطالبہ ہے کہ کھلے صفینے اس کے ہاتھ میں

صُحُفًا مَّنْشُورَةً ۚ كَذَلِكَ بَلْ لَّا يَخَافُونَ الْآخِرَةَ ۚ كَلَّا

دے دیئے جائیں کہ ہرگز نہیں بلکہ ان کو آخرت کا ڈر نہیں ملے ہاں ان

منزل ۴

۱۔ خیال رہے کہ چاند عجیب مخلوق ہے جس سے نظام عالم قائم ہے اور رات کا آخری حصہ عاشقان الہی کے گریہ و زاری کا وقت ہے۔ صبح توبہ و استغفار کی ساعت، اس وجہ سے رب تعالیٰ نے ان تینوں کی قسم فرمائی، یا چاند سے مراد حضور ہیں اور رات جانے سے مراد غفلت نفس کا دور ہونا اور صبح آنے سے مراد نور ایمان کا دل میں آنا ہے، یہ دونوں چیزیں حضور کا فیض ہیں ۲۔ یعنی دوزخ سے ڈر کر لوگ ایمان و تقویٰ و عرفان اختیار کرتے ہیں، یہ خوف ہی انسان کو سیدھا کرتا ہے ۳۔ ایمان کی طرف آئے کفر سے بھاگے یعنی دوزخ کا ڈر کہ اسے فائدہ پہنچائے گا جس میں یہ صفت ہو ۴۔ یعنی قرآن شریف ہر بشر کو ڈرانے والا ہے خواہ وہ بشر ایمان و نیک اعمال کر کے آگے ہو جائے یا بے ایمانی و بد عملی کر کے پیچھے رہ جائے قرآن شریف سب کو ڈرا رہا ہے۔ معلوم ہوا کہ انسان اپنے اعمال میں خود مختار ہے ۵۔ یعنی قیامت میں ہر شخص اپنی بد عملی کے باعث ایسا قید ہو گا جیسے مہموں چیز، قرض خواہ کے پاس، سوا ان صالحین کے جو عرش کے دائیں جانب ہوں، وہ آزاد ہوں گے ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ جتنی لوگوں کی تمام قوتیں ایسی قوی ہو جائیں گی کہ باوجود انتہائی فاصلہ کے جہنمیوں کے حالات دیکھ لیں گے، اور ان سے بات کر لیں گے، جیسے دنیا میں بعض مقبول بندے ہمارے عالم کو کف دست کی طرح دیکھتے ہیں۔ حضرت سلیمان نے بہت دور سے چوٹی کی آواز سن لی ۷۔ یہ سوال دوزخیوں کو شرمندہ کرنے کے لئے ہو گا ورنہ جتنی جانتے ہوں گے کہ یہ لوگ کفر کے باعث دوزخ میں رکھے گئے، خیال رہے کہ گنہگار مومن جو دوزخ میں ہوں گے جتنی لوگ ان سے یہ سوال نہ کریں گے ان کی تو شفاعت کریں گے اور انہیں باذن الہی دوزخ سے نکال لے جائیں گے، لہذا آیت واضح ہے ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار عذاب آخرت کے حق میں عبادتوں کے سکھتے ہیں کہ انہیں نماز نہ پڑھنے، زکوٰۃ نہ دینے پر بھی عذاب ہو گا، شریعت میں وہ اس کے سکھتے

نہیں، اس لئے تو مسلم پر زمانہ فکر کی نمازوں کی تقاضا نہیں، یا یہ مطلب ہے کہ ہم نماز پڑھنے والی جماعت سے نہ تھے، یعنی مومن نہ تھے مگر پہلے معنی زیادہ ظاہر ہیں ۹۔ یعنی صدق مقبول نہ دیتے تھے، ورنہ بہت کفار بڑی بڑی خیراتیں کرتے سبیلیں لگاتے، فکر جاری کرتے ہیں مگر بالکل بیکار بڑکٹ جاتے پر شاخوں کو پانی دینا بے کار ہے ۱۰۔ یعنی کافروں کے ساتھ اسلام اور پانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو عیب لگاتے تھے ۱۱۔ معلوم ہوا کہ خاتمہ کا اعتبار ہے، عمر بھر کا کافر مرتے وقت مومن ہو جائے تو مومن ہے ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ شفاعت نہ ہو گا کفار کے لئے ہو گا، مومن کے لئے شفاعت ہو گی یہ بھی معلوم ہوا کہ شفاعت کرنے والے بہت ہیں، جیسا کہ شامین تبع سے پتہ چلا حضور کو شفیع اللہ نہیں اسی لئے کہتے ہیں کہ شفاعت کبریٰ کا سرا حضور کے سر ہے ۱۳۔ خیال رہے کہ یہاں شفاعت کے نفع نہ دینے کے یہ معنی

(بقیہ صفحہ ۹۲۱) آئیں عذاب الہی دیکھ کر اللہ اس طرح کہ بالکل سیاہ ہو جائے گا ۱۳۔ اس طرح کہ دونوں بے نور ہو کر مغرب سے طلوع ہوں گے، یہ طمانانے نور ہونے اور مغرب سے طلوع ہونے پر ہو گا، یہ اجتماع خصوصی صرف قیامت میں ہے ۱۴۔ یعنی مگر قیامت کافر کے کاکہ کہاں جاؤں جو عذاب سے بچوں، مومن تو دامن محبوب کے دارالامان میں ہوں گے ۱۵۔ کافر کو لیکن مومن کی بناء رب کی رحمت ہو گی ۱۵۔ اس دن خدا کے ہوا کسی کو حساب دینا نہیں، سب کو اس کے حضور کھڑا ہونا ہے ۱۶۔ یعنی جو نیکیاں جو انی میں کیں اور جو برہا پے میں، جوانی کے اعمال کا ثواب زیادہ ہے، برہا پے کا کم، یا جو مال آگے بھیجا اور جو پیچھے چھوڑ آیا، جو نیکی

فور آ کر لی، موقع پاتے ہی اور جو مؤخر کی، یہاں تک کہ نہ کر سکا ۱۷۔ معلوم ہوا کہ دنیا میں بھی قریباً ہر شخص اپنے گناہ مانتا ہے، آخرت میں تو سب کچھ یاد ہو گا۔

۱۔ یعنی اگرچہ کفار قیامت میں اپنے گناہوں کا انکار کریں گے، یا ہمارے بنائیں گے، مگر ان سب کے مانتے ہوں گے کہ ہم گنہگار مجرم ہیں، ہر شخص کو اپنی بد عملی قدرتی طور پر یاد ہو گی، نامہ اعمال سامنے ہوں گے، فرشتوں بلکہ خود اس کے اپنے اعضاء کی گواہی ہو گی، کوئی بنائے نہ بن سکے گی، لہذا ضروری ہے کہ ہمارے نہ بنائے۔ جرم کا اقبال کرے۔ ۲۔ (شان نزول) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نزول قرآن کے وقت بھول جانے کے خوف سے سننے کی حالت میں پڑھتے بھی تھے جس سے دشواری ہوتی تھی تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوتے ایک یہ کہ درحقیقت جامع قرآن اللہ تعالیٰ ہے کہ اس نے حضور کے سینہ مبارک میں قرآن کریم کو ترتیب وار جمع فرمایا، دوسرے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام مظہر ذات کبریا ہیں ان کا کام رب کا کام ہے کیونکہ حضور نے لوگوں کے سینوں اور ہڈیوں، پتھروں میں قرآن جمع کیا پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قرآن کی سورتوں کو علیحدہ علیحدہ صحیفوں میں جمع فرما کر ایک جگہ رکھا۔ پھر عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان تمام صحیفوں کو کتابی شکل میں جمع فرمایا مگر ان تمام کاموں کو رب نے اپنا کام قرار دیا۔ یہ بھی خیال رہے کہ حضور کے زمانہ میں ہر فیصلے کو اپنی اصطلاح میں قرآن پڑھنے کی اجازت تھی کیونکہ ایک ہم سب کی زبانیں بدل نہ سکتی تھیں، زمانہ عثمانی میں صرف ایک قرآن کی اجازت باقی رہ گئی، کہ قرآن کا اختلاف فساد کا باعث تھا ۴۔ یعنی اولاً آپ کے سینہ مبارک میں قرآن جمع فرما دینا، پھر آپ کا اسے صحیح پڑھنا ہمارے ذمہ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور رب کی طرف سے قرآن کے حافظ، قاری، عالم، صاحب اسرار ہیں۔ کسی چیز میں کسی مخلوق کے شاگرد نہیں دوسرے یہ کہ حضرت جبریل رب و محبوب کے درمیان پیغام رساں ہیں

۹۲۲

بَصِيرَةً ۱۴ وَلَا تَلْقَىٰ مَعَاذِيرَهُ ۱۵ لَا تَخْلُكُ بِهِ لِسَانَكَ ۱۶

اور اگر ان کے پاس جتنے بھانے ہوں اور کبھی نہ سنا جائے گا۔ تم یاد کرنے کی جلدی نہ کرنا ۱۴۔ اِن عَلَيْنَا جُمُعُهُ وَقُرْآنُهُ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰ ۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ۱۴۸۳ ۱۴۸۴ ۱۴۸۵ ۱۴۸۶ ۱۴۸۷ ۱۴۸۸ ۱۴۸۹ ۱۴۹۰ ۱

(بقرہ صفحہ ۹۲۲) میں کوئی آپ جیسا عالم نہیں ہو سکتا، کیونکہ سب لوگ مخلوق سے علم لیتے ہیں حضور نے خالق سے علم لیا، اے کافرو تم دنیا کی بہت محبت سے آخرت کو بھول یا چھوڑ بیٹھے ہو معلوم ہوا کہ محبت دنیا پر چیز ہے جبکہ آخرت بھول جاوے ۱۹۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قیامت میں کفار و مومنین چروں سے ہی بچاؤں لئے جائیں گے دوسرے یہ کہ مومنوں کے لئے دیدار الہی برحق ہے ضرور ہو گا یہ مسئلہ آیات و احادیث سے ثابت ہے ۲۰۔ کالے اور بد نما دل کا حال چروں پر نمودار ہو گا جیسے آج دل و جگر کی بیماری چرے سے ظاہر ہو جاتی ہے ۲۱۔ سخت عذاب اور رسوائی، غریبہ قبر سے اٹھتے ہی ہر ایک کو اپنے انجام کا پتہ لگ جائے گا بلکہ مرتے وقت ہی ۲۲۔ تمام جسم سے کھینچ کر کیونکہ جان کا ٹکٹا پاؤں کے ناخنوں سے شروع ہوتا ہے ۲۳۔ کہ مرتے والے کی جان آسانی سے نکلے یا اسے شفا ہو، دوسرے معنی زیادہ قوی ہیں اس سے معلوم ہوا کہ دم درود، جھاڑ پھونک برحق ہے ۲۴۔ معلوم ہوا کہ غافل کے لئے موت چھوٹے کا ذریعہ ہے کہ وہ اپنے مال بچوں، گھریار سے چھوٹا ہے اور عاقل کے لئے ملنے کا ذریعہ کہ وہ حضور سے ملتا ہے، اسی لئے ان کی وفات کے دن کو عرس یعنی شادی کہا جاتا ہے جیسے ریل کسی کو چھڑاتی ہے کسی کو ملائی ہے ۲۵۔ یعنی بعد موت کفن میں پاؤں لپیٹے جائیں گے یا بوقت موت سختی پر سختی ہوگی، جان کنی اور گھریار چھوٹنے کی خیال رہے کہ بعض عاشقوں کو بوقت وفات حضور انور کا دیدار کرایا جاتا ہے جس سے شدت محسوس نہیں ہوتی جیسے مصری عورتوں کو جمال یوسفی میں محو ہونے کی وجہ سے ہاتھوں کے کٹنے کی شدت محسوس نہ ہوئی یا آج کلور افارم سنگھانے سے اپریشن کی تکلیف نہیں ہوتی لہذا

آیات و احادیث میں تعارض نہیں ۲۶۔ کفار کو ذلت کے ساتھ مومنوں کو عزت کے ساتھ ایسا پہنچایا جاوے گا جیسے پیارا پیارے کے پاس ۲۷۔ یعنی کفار پر یہ عذاب اس لئے ہوں گے کہ وہ دنیا میں نہ ایمان لائے نہ نماز پڑھی۔ معلوم ہوا کہ کفار پر عند اللہ عبادت لازم ہیں ۲۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن سے منہ پھیرنا اور ہریت کرنا طریقہ کفر ہے اور نہ ماننے کی علامت، اس سے ہر مسلمان کو چٹنا چاہیے ۲۹۔ اپنے کفر و عناد پر شہنی مارتا ہوا معلوم ہوا کہ متکبرانہ چال کفار کی علامت ہے، مسلمان اس سے بچے، مجر و انکساری کی چال چلے رب فرماتا ہے۔ ہشون علی الارض حونا ۳۰۔ چٹانچہ جنگ ید میں ابو جہل بہت ذلت و خواری سے دو بچوں کے ہاتھ مار گیا، معلوم ہوا کہ ابو جہل فرعون سے بدتر ہے کہ اس کی خواری چار دفعہ بیان ہوئی، کفر پر مرنا، قبر کی سختی، قیامت کی گرفتاری، دوزخ کی ذلت و خواری (خزائن)۔

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام رشتے مرتے پر ٹوٹ جاتے ہیں، مگر رب کی عہدیت اور حضور کی غلامی کا رشتہ دنیا و آخرت میں بھی نہ ٹوٹے گا، اسی لئے قبر میں حضور کی پہچان کراتے ہیں، ماں باپ کی نہیں اور ہم اپنے ماں باپ کے مرنے کے بعد کہتے ہیں کہ فلاں ہمارا باپ تھا، مگر حضور کے لئے کہتے ہیں کہ وہ ہمارے رسول ہیں، نیز دنیاوی قانون مرنے سے ٹوٹ جاتے ہیں مگر حضور کے قانون باقی رہتے ہیں کفن، دفن، غسل و نماز حضور کے قانون ہیں، یعنی انسان دنیا و آخرت میں ہمارے قانون سے آزاد نہیں ہو سکتا، ہر جگہ قانون کا پابند ہے ۳۱۔ یعنی انسان گندے، ذلیل و بے قدر پانی سے پیدا ہوا ۳۲۔ اس کے اعضا کامل کر دیئے اس میں روح پھونکی اب اگر اچھا بنے تو پاک ہے، ورنہ ناپاک کا ناپاک ہی ہے ۳۳۔ یعنی جو رب تعالیٰ ایسی قدرتوں والا ہے کیا وہ قیامت میں مردے زندہ نہ کرے گا، ضرور کرے گا، یہ آیت پڑھ کر مومن کو کتنا چاہیے بس یعنی ہاں ۳۴۔ سورۃ وہ اس کا نام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۹۲۳

اَنْ يَّتْرَكَ سُدًى ۱۰ اَلَمْ يَكْ نُطْفَءٌ مِّنْ مِّنًى ۱۱

يَمِينِ ۱۲ ثُمَّ كَانَ عِلْقَةً فَخَلَقَ فَسُوًى ۱۳ فَجَعَلَ ۱۴

مِنْهُ الرُّوْحَيْنِ الذِّكْرَ وَالْاُنْثٰى ۱۵ اَلَيْسَ ذٰلِكَ ۱۶

بِقَدْرِ عَلٰى اَنْ يَّخِيءَ الْمَوْتٰى ۱۷

اِسْمُ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۱۸ اِنَّا نَحْنُ الرَّحْمٰنُ ۱۹

هَلْ اَنْى عَلٰى الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ ۲۰

شَيْئًا مَّا كُوْرًا ۲۱ اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِّنْ نُّطْفَةٍ ۲۲

اَمْشٰجٍ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِیْعًا بَصِیْرًا ۲۳ اِنَّا هَدَيْنٰهُ ۲۴

السَّبِيْلَ اَمْ اَشَّاكَرًا ۲۵ اَمْ اَكْفُوْرًا ۲۶ اِنَّا اَعْتَدْنَا ۲۷

لِّلْكَافِرِيْنَ سَلَاسِلًا وَّاَغْلًا وَّسَعِیْرًا ۲۸ اِنَّا اَبْرَارًا ۲۹

یَشْرَبُوْنَ مِّنْ كَاۡسٍ ۳۰ کَانَ مِنْ جُهٰۤنَّ كَاۡفُوْرًا ۳۱ عِیْنًا ۳۲

مِثْلًا ۳۳

۱۔ حضرت علی مرتضیٰ، حسن، حسین، فاطمہ الزہرا اور بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہم اور ان کے صدقے سے ان کے گھرانے غلام، اللہ ہمیں ان کی قلابی نصیب کرے ۲۔ معلوم ہوا کہ جتنی نرس، جنتیوں کے تابع فرمان ہوں گی جدھر چاہیں گے اور ہر بیس کی ۳۔ کسی غیر ضروری عبادت کو خاص شرط کے ماتحت لازم کر لینے کو منت کہا جاتا ہے۔ منت پوری کرنی واجب ہے۔ آیت کا مقصد یہ ہے کہ اہل لوگ رب کے وابستہ کے علاوہ خود اپنی واجب کی ہوئی نذروں کو بھی پورا کرتے ہیں۔ ۴۔ یعنی اس قدر نیک اعمال کرنے کے باوجود قیامت اور رب کا خوف کمال درجے کا رکھتے ہیں کہ نیکی کرتے ہیں پھر ڈرتے ہیں ۵۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ اپنا مرغوب طبع کھانا خیرات کرنا چاہیے۔ اسی لئے فاتحہ میں میت کا مرغوب کھانا خیرات کرتے ہیں نیز اپنی زندگی، تندرستی میں خیرات کرتے ہیں جبکہ خود کو بھی ضرورت ہوتی ہے۔ تندرستی کا صدقہ افضل ہے ۶۔ اسیرانہ سے معلوم ہوا کہ یہ آیت مدنی ہے کیونکہ ہجرت سے پہلے جہاد نہ تھا اور بغیر جہاد کے قیدی نہیں آسکتے، اسلام میں کسی مجرم کے لئے قید مستقل سزا نہیں ہے۔ اس بنا پر بعض احتیاط والے فقیر کو خیرات دے کر دعا کے لئے بھی نہیں کہتے کہ کہیں یہ شکریہ نہ بن جائے۔ بعض علماء و مشائخ اپنے شاگردوں اور مریدوں سے بھی کوئی دنیاوی عوض کی امید نہیں رکھتے فرماتے ہیں کہ علم روحانی غذا ہے اس کی خیرات بھی محض رضا الہی کے لئے کرنی چاہیے مگر شاگرد اور مرید کو شکریہ اور خدمت ضروری کرنی چاہیے احسان کا بدلہ احسان ہے ۸۔ اس بنا پر ہم تمہیں یہ صدقہ دے رہے ہیں تم سے اس کا بدلہ نہیں چاہتے رب سے چاہتے ہیں ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت علی فاطمہ، حسن، حسین و بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہم یقیناً جنتی ہیں۔ ۱۰۔ معلوم ہوا کہ شکر سے صبر افضل ہے کیونکہ قرآن مجید نے شکر کی جزا زیادتی نعمت قرار دی کہ فرمایا لَنْ يَزِيدَكُمْ مِنْهُنَّ اور صبر کی جزا یہاں تو جنت و سامان جنت بتائی دوسری جگہ فرمایا کہ اللہ صابروں کے ساتھ ہے جس کے ساتھ اللہ ہو اسے کیا کمی خیال رہے کہ صبر چار طرح کا ہے اطاعت پر صبر، معصیت سے صبر، صدمہ اولیٰ پر صبر آفات و مصائب میں صبر، اہل بیت رسول میں یہ چاروں صبر پوری طرح موجود ہیں۔

حضرت حسین تو صابروں کے سردار ہیں ۱۱۔ جنت میں سردی، گرمی وغیرہ کے موسم نہ ہوں گے نہ سورج نہ پاند وغیرہ کی وہاں روشنی وہاں نور الہی کی بجلی ہوگی ہمیشہ صادق کی طرح سناٹا وقت رہے گا ۱۲۔ ہشتی درختوں کے سامنے نزدیک ہوں گے ۱۳۔ تاکہ پیٹنے لپٹے ہر حالت میں خوشے تو نہ سکیں، معلوم ہوا کہ جنتی درختوں کی بلندی اہل جنت کی خواہش کے مطابق ہوگی اور ان کے خوشے دائمی ہوں گے۔

بعض ختم نہ ہو سکیں گے ۱۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنتی لوگ حلقے بنا کر کھلیا کریں گے حلقہ بنا کر نیکی بٹھا کریں گے رب فرماتا ہے علیٰ سبب مثابین اسی لئے حضور کی مجلس شریف سے ہوا کرتی تھی کہ وہ جنتی مجلس تھیں، اب بھی ذکر کی، وحظ کی، کھانے کی مجلسیں گول حلقہ کی طرح چائیں تاکہ ان پاک مجلسوں کی نقل ہو جائے البتہ نماز میں صفیں چائیں کہ وہ قریشوں کی نقل ہے ملا کہ صف بستہ نماز اور آیتیں ۱۵۔ چاندی کی طرح سفید و مضبوط، ٹوٹ پھوٹ سے محفوظ شیشے کی طرح صاف و شفاف کہ باہر سے اندر کی چیز نظر آوے، سبحان کیونکہ دنیا کا شیشہ ریت سے بننا ہے وہاں کا شیشہ جنت کی زمین سے بنا ہوگا وہاں کی زمین چاندی کی ہوگی۔

يَسْرِبْ بِهَا عِبَادُ اللَّهِ يُفَجِّرُونَهَا تَفْجِيرًا ۝ يُوفُونَ

کیا ایک چشمہ جس میں سے اللہ کے نہایت فاس بندے پئیں گے اپنے غلوں میں اسے جہاں

بِالنَّدْرِ وَيُنْفُخُونَ يَوْمًا مَّا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا ۝ وَ

چاہیں، ہمارے بائیں گے اپنی نہیں پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جسکی برائی

يُطْعَمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ۝

پھیلے ہوئے ہوں اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پرست مسکین اور یتیم اور اسیر کو نہ

إِنَّمَا نَطْعَمُكُمْ لَوْجَهُ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنْكُمْ جَزَاءً وَلَا

ان سے کہتے ہیں ہم نہیں فاس اللہ کے لئے کھانا دیتے ہیں تم سے کوئی بدلہ یا شکر گزاری نہیں

شُكْرًا ۝ إِنَّا نَخَافُ مِنْ رَبِّنَا لَوْ كُنَّا عَبُوسًا قَطَطِينَ ۝

مانگتے ہیں، بیشک ہمیں اپنے رب سے ایک ایسے دن کا ڈر ہے جو بہت ترش نہایت سخت ہے

فَوْقَهُمْ اللَّهُ شَرُّ ذَلِكَ الْيَوْمِ وَلَقَدْ لَهُمْ نُصْرَةٌ وَسُورَةٌ ۝

تو انہیں اللہ نے اس دن کے شر سے بچالیا اور انہیں تازگی اور شادمانی دی گئی

وَجَزَاهُمْ بِمَا صَبَرُوا جَنَّةً وَحَرِيرًا ۝ مَتَكِبِينَ ۝

اور ان کے صبر پر انہیں جنت اور دریشی پر شرے صلہ میں دے گا جنت میں غلوں

فِيهَا عَلَى الْأَسْرَافِ لَا يَرَوْنَ فِيهَا شَمْسًا وَلَا

پر تنہیم لگائے ہوں گے نہ اس میں دھوپ دیکھیں گے نہ

زَمْهَرِيرًا ۝ وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلُّهَا وَذَلَّكَ قُضُوفُهَا ۝

چھٹھ لہ اور اس کے سامنے ان پر کھجے ہوں گے لہ اور اس کے کچے جھکا کر کپے کر دینے لگے

تَذَلُّيلًا ۝ وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِانِّيَّةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّاكَوَابٍ ۝

ہوں گے لہ اور ان پر چاندی کے برتنوں اور کوزوں کا دور گدگد کا گونج

كَانَتْ قَوَارِيرًا ۝ قَوَارِيرًا مِّنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوهَا

کے مثل جو ہے ہوں گے کیسے شیشے چاندی کے قواریروں کے لئے ایسے اندازہ پر رکھا

۱۔ یعنی جنت کے خدام جام بقدر ضرورت بھرس گئے جتنی کو جتنی خواہش ہوگی اسی قدر جام بھرا جاوے گا تا کہ نہ تو خواہش باقی رہے نہ بچا ہوا پھینکا جائے ۲۔ بعض شربتوں میں اورک کی ملاوٹ بعض میں کافی، لہذا آیات میں تعارض نہیں ۳۔ یہ چشمہ تمام مشروبات سے اعلیٰ و لذیذ ہوگا مقربین تو خاص یعنی جنکس کے دوسرے جتنی لوگوں کے مشروبات میں اس کی آمیزش ہوگی ۴۔ ان غلمان و ولدان میں بعض تو جتنی مخلوق ہیں حوروں کی طرح اور کفار کے وہ بچے ہیں جو ناجہ کی حالت میں فوت

ہوئے نہ خود نیک اعمال کر سکے نہ ان کے ماں باپ مومن، ان کا بچپن دائمی ہوگا، کبھی جوان نہ ہوں گے۔ اندر باہر کی خدمت ان کے سپرد ہوگی، معلوم ہوا کہ جتنی کے گھروں میں اجنبی جوانوں کو بے پردہ جانے کی اجازت نہ ہوگی پردہ جنت میں بھی ہوگا رب فرماتا ہے، **خُذُوا مَقْعُودَاتِ فِي الْجَنَّاتِ** دینا کا پردہ جتنی نعمت ہے، بے پردگی بے حیائی دوڑتی عذاب ۵۔ یعنی یہ غلمان جتنی گھروں میں چلتے پھرتے ایسے معلوم ہوں گے جیسے مخفی فرش پر آباد ہوتی بکھرے ہوں ۶۔ جتنی نعمتیں دہم و خیال سے بالا ہیں، معمولی جتنی کا ملک ایک ہزار سال کی مسافت میں پھیلنا ہوا ہوگا، غلمان و فرشتے سب خدمتگار ہیں ۷۔ سندس باریک ریشم اور استبرق دیزر ریشم کو کہتے ہیں یعنی بعض لباس باریک ریشم کے ہوں گے اور بعض موٹے ریشم کے یا کبھی باریک ریشم کے کبھی موٹے کے، خیال رہے کہ جتنی لباس سردی گرمی سے بچنے کے لئے نہ ہوں گے، کیونکہ وہاں سردی گرمی نہیں پردے اور زیبائش کے لئے ہوں گے،

۸۔ یعنی ہر جتنی کے ہاتھوں میں تین تلگن ہوں گے، ایک سونے کا ایک چاندی کا، ایک موتی کا جو نہایت ہی خوشنما اور دیدہ زیب ہوں گے، لہذا آیات میں تعارض نہیں، خیال رہے کہ دنیا میں جہاد ہوتے رہتے ہیں۔ لہذا ممالک حوروں کو سونا چاندی پہننا حرام قرار دیا گیا، تا کہ ان کی زندگی سپاہیانہ ہو، جنت میں جہاد نہیں اس لئے وہاں زیور پہنائے گئے ۹۔ دنیا میں عشق الہی بھی دل کی شراب بطور ہے اور ہرگز دل کا دیدار، ان کے پاؤں کا دیون وغیرہ شرابا، طہورا ہے کہ اس سے جسمانی و روحانی بیماریوں سے شفا حاصل ہوتی ہے۔ آخرت میں شراب طہور کا ایک چشمہ ہوگا، اس شراب میں بدبو و نشہ نہ ہوگا ۱۰۔ یعنی یہ تمام نعمتیں تمہاری دنیاوی فرمائندہاریوں کا بدلہ ہیں، یہ کلام ان سے ہوگا جنہیں جنت کب سے ملی، بعض لوگ عطائی یا وہی طور پر جتنی ہوں گے، جیسے مسلمانوں سے، یا وہ لنگار جو دوسروں کی طفیل جتنی ہوں گے یا وہ مخلوق جو جنت پر کرنے کے لئے پیدا ہوگی ۱۱۔ اس طرح کہ مرنے

تَقْدِيرًا ۱۱) وَيُسْقَوْنَ فِيهَا كَأْسًا كَانَتْ مِنْ جَهَنَّمَ نَجِيًّا ۱۲)	۹۴۵	الذی ۲۹
ہوگا کہ اور اس میں وہ جام پائے جائیں گے جس کی مخلوق اورک ہوگی		
عَيْنًا فِيهَا تُسَمَّى سَلْسَبِيلًا ۱۳) وَيُطَوَّفُ عَلَيْهِمْ ۱۴)		
دہ اورک کیا ہے جنت میں ایک چشمہ ہے جسے سلسیل کہتے ہیں اور اسے اس پاس خدمت میں		
وَلَدَانِ مُخَلَّدُونَ ۱۵) إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا		
بھریں گے، بیشتر بننے والے لڑکے کہ جب تو انہیں دیکھے تو انہیں بچے کہو گی میں تجھے		
مَنْشُورًا ۱۶) وَإِذَا رَأَيْتَ ثَمَرًا رَأَيْتَ نَعِيمًا وَمُلْكًا		
ہوئے ۱۷ اور جب تو ادھر نظر اٹھائے ایک زمین دیکھے اور بڑی		
كَبِيرًا ۱۸) عَلَيْهِمْ تَبَاطُوسٌ خُضْرٌ وَأَسْتَبْرَقٌ ۱۹)		
سلطنت ۲۰ ان کے بدن پر ہیں کریم کے سبز پوشے اور مخمور دیز کے ۲۱		
حُلَاوًا ۲۲) مِنْ فَضَّةٍ وَسَقَمُ رِيحِهِمْ شَرَابًا طَهُورًا ۲۳)		
اور انہیں چاندی کے نکتے پہنائے گئے ۲۴ اور انہیں ان کے رہنے سہنے کی شراب		
إِنَّ هَذَا كَانَ لَكُمْ جَزَاءً وَكَانَ سَعْيَكُمْ مَشْكُورًا ۲۵)		
یلائی ۲۶ ان سے فرمایا جائے گا یہ تمہارا صلہ ہے نہ اور تمہاری محنت تمہارے عملی ۲۷		
إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ تَنْزِيلًا ۲۸) فَاصْبِرْ بِحُكْمِ		
بے شک ہم نے تم پر قرآن بتدریج اتارا کہ تو اپنے رب کے حکم پر صابر		
رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مَنْهُمْ إِثْمًا وَكَفُورًا ۲۹) وَادْكُرْ اسْمَ رَبِّكَ		
بھول نہ اور ان میں کسی بیکار یا ناشکرے کی بات نہ منو کہ اور اپنے رب کا نام		
بُكْرَةً وَأَصِيلًا ۳۰) وَمِنَ الْبَيْلِ فَاسْجُدْ لَهُ وَسَبِّحْهُ ۳۱)		
صبح و شام یا ذکر و سجد اور کھڑات میں اسے سجدہ کرو کہ اور بڑی بات ملک		
لَيْلًا طَوِيلًا ۳۲) إِنَّ هَؤُلَاءِ يُحِبُّونَ الْعَاجِلَةَ وَيُبْذَرُونَ		
اسکی پاکی بولوں، چٹک یہ لوگ، پاؤں تلے کی تیز رفتاری میں ۳۳ اور پھر مجھے ایک بھلی دن		

منزل ۷

قبول فرمائی، اور اپنے دیدار و ہم کلامی سے تمہیں نوازا، خیال رہے کہ رب کا دیدار کسی عمل کا بدلہ نہ ہوگا، یہ عشق الہی کا نتیجہ اور محض فضل ربانی ہوگا ۱۲۔ تا کہ تمہاری بکھلائی و پیغام رسائی کا سلسلہ ہمیشہ قائم رہے اور لوگوں پر احکام کا ایک دم بوجھ نہ پڑ جائے، نزول قرآن کریم تیس سال میں مکمل ہوا ۱۳۔ اور تبلیغ پر مشفق برداشت نہایت رہو، یا رب کی سبھی ہوئی مصیبتوں پر صبر کرو، یا شریعت کے احکام کی پابندی کرو، غرضیکہ اس آیت کا کسی کو نالایم نہیں ۱۴۔ (شان نزول) بعض علماء نے فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ولید بن مغیرہ اور قتیبہ بن ربیعہ حاضر ہوئے، غنیمہ بولا کہ اگر دین کی تبلیغ بند کر دیں تو میں اپنی بیٹی آپ سے بیام دوں، اور بغیر حاضر کردوں، ولید بولا کہ میں آپ کو اتمام دوں کہ آپ راضی ہو جائیں، اس پر یہ آیت اتری (فرائن) اس صورت میں یہ آیت یہ ہے۔ یعنی

(بقیہ صفحہ ۹۲۵) نماز فجر و عصر و مغرب کی پابندی کرو، صبح میں فجر، شام میں عصر و مغرب آگئیں، ذکر سے مراد نماز ہے۔ کیونکہ ہر نماز میں اللہ کا ذکر ہوتا ہے ۱۶۔ نماز مغرب و عشاء کی پابندی کرو۔ ان دو جملوں میں پانچوں نمازوں آگئیں ۱۷۔ یعنی فرائض کے علاوہ نوافل بھی پڑھا کرو۔ نوافل میں تہجد بھی داخل ہے یا نماز کے علاوہ اور طرح بھی اللہ کا ذکر کیا کرو، ہر حال یہ امر واجب کے لئے نہیں ۱۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا کی محبت جب دین چھوڑ کر ہو تو بری ہے اور طریقہ کفار ہے اور اگر دین کے لئے وسیلہ بنائی جاوے تو اچھی ہے دنیا صغر ہے اور دین عدد صفر اکیلا ہو تو کچھ نہیں اور اگر عدد سے مل جائے تو دس گنا کر دیتا ہے، ایسے ہی دنیا اگر دین میں مل جائے تو سبحان اللہ جیسے حضرت عثمان کا مال اور انبیاء کی اولاد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۹۲۶

الموصلت علی

وَرَأَاهُمْ يَوْمًا ثَقِيلًا ۝ نَحْنُ خَلَقْنَاهُمْ وَشَدَدْنَا أَسْرَهُمْ

کو چھوڑ بیٹھے ہیں، ہم نے انہیں پیدا کیا اور ان کے جوڑ بند مضبوط کئے

وَإِذَا شِئْنَا بِدَلٍّ لَّنَا أَمْثَلُكُمْ تَبْدِيلًا ۝ إِنَّ هَذِهِ تَذَكُّرَةٌ

اور ہم جب چاہیں ان جیسے اور بدل بدل دے گا، یہ تذکرہ ہے

فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذْ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا ۝ وَمَا تَشَاءُ وَلَا أَنْ

تو جو چاہے اپنے رب کی طرف راہ لے لے اور تم کیا چاہو مگر یہ کہ

تَشَاءُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝ يَدْخُلُ مَنْ

اللہ چاہے بے شک وہ علم و حکمت والا ہے نہ اپنی رحمت میں لینا

تَشَاءُ فِي رَحْمَتِهِ وَالظَّالِمِينَ أَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝

ہے جسے چاہے نہ اور ظالموں کے لئے اس نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے

سُبْحَانَ اللَّهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا ۝ فَالْعَصْفُ عَصْفًا ۝ وَالنَّشْرِ

قسم اس کی جو بھیجی جاتی ہیں لگاتار نہ چھوڑو سے خبر کا شے والیاں پھر ابھار کر اٹھانے

نَشْرًا ۝ فَالْفَرْقُ فَزَقًا ۝ فَالْمَلِيقُ ذِكْرًا ۝ عَدْرًا

والیاں نہ پھر حق ناموں کو خوب جدا کرنے والیاں پھر اپنی قسم جو ذکر کا انکار کرتی ہیں نہ حجت تمام

أَوْ ذَرًا ۝ إِنَّمَا تَوْعَدُونَ كَوَافِعًا ۝ وَإِذَا النُّجُومُ

کرتے یا ڈرنے کو نہ بلکہ جس بات کا تم وعدہ دیتے جاتے ہو لگ ضرور ہوتی ہے پھر جب تارے ٹوکر

طُبِسَتْ ۝ وَإِذَا السَّمَاءُ فُرْجَتْ ۝ وَإِذَا الْجِبَالُ

دبے جائیں اور جب آسمان میں رخنے پڑیں اور جب پہاڑ ٹکڑ ٹکڑ کر کے اڑا دیئے

نُسِفَتْ ۝ وَإِذَا الرُّسُلُ أَقْنَتْ ۝ لَّأَيَّ يَوْمٍ أَجَلَتْ ۝

جائیں اور جب رسولوں کا وقت آئے کہ کس دن کیلئے چھلنے کئے تھے

مَنْزِل

اس کا نام غار ممرات ہے اس کے نزول کے بعد ایک سانپ نکلا صحابہ کرام نے اسے مارنے کی کوشش کی مگر وہ چھپ گیا حضور نے فرمایا کہ وہ تم سے تم اس سے بچ گئے (خزائن وغیرہ) ۱۰۔ یہ پانچوں صفات جو یہاں مذکور ہیں یا ہواؤں کی ہیں یا کامل نفوس کی جو بدن کامل کرنے کے لئے بھیجی جاتی ہیں پھر وہ ریاضتوں کے مجموعوں سے ماموس اللہ کو اترادیتے ہیں، تمام اعضاء میں اس کا اثر پھیلاتے ہیں۔ اور سوا ذات حق سب کو فنا کر دیتے ہیں پھر اللہ کا ذکر القاء کرتی ہیں، بعض نے فرمایا کہ یہ پانچوں صفات فرشتوں کی ہیں اور بھی اس میں دو قول ہیں (خزائن) بعض نے فرمایا کہ یہ صفات آیات قرآنیہ کی ہیں (عزیزی) ۱۱۔ یعنی وہ رحمت کی ہواؤں جو بادل اٹھاتی ہیں ۱۲۔ ایک احتمال یہ ہے کہ یہ پانچوں صفات فرشتوں کی ہیں تو معنی یہ ہونے کے ان فرشتوں کی جو لگاتار آپ کی خدمت میں بھیجے جاتے ہیں پھر وہ تمہارے اور تمہارے

(نقیضہ صفحہ ۹۲۶) رب کے درمیان ایسی تیزی سے دورہ کرتے ہیں جیسے ہوا کا جھونکا اور آپ کے حضور وہ ادب سے پر پھیلا دیتے ہیں پھر وہ آیات لاتے ہیں جو حق و باطل میں فرق کریں پھر وہ فرشتے ذکر الہی آپ پر پیش کرتے ہیں اس تفسیر سے چند فائدے حاصل ہوئے ایک یہ کہ حضور کی محبوبیت کا یہ عالم ہے کہ حضور کے خدام فرشتوں کی بھی رب نے قسم فرمائی دوسرے یہ کہ جب یہ فرشتے ایسے اعلیٰ ہوئے کہ تھوڑی خدمت کے باعث قسم کے لائق ہو گئے تو وہ صحابہ جو سایہ کی طرح حضور کے ساتھ رہے ان کی عظمت کا کیا پوچھا ۱۳ یعنی ان ہواؤں کا چلنا یا فرشتوں کا آیات قرآنیہ لانا ڈرانے اور جنت الہی پورا کرنے کے لئے یہ کمال قیامت میں کوئی اپنی بے خبری کا بہانہ نہیں کر سکتا ۱۴ قیامت اور وہاں کی

جزاء و سزا جس کی خبریں حضور نے دس ۱۵ انکا نور مٹا کر پھر بھاڑ دیئے جائیں لہذا یہ آیت اس کے خلاف نہیں ذی الذکر ایک انتہی ۱۶ شگاف پڑ جاویں اور آسمان پھٹ جاوے اس سے پہلے آسمان پر رخنہ نہ تھارپ فرماتا ہے ماہاں نروج یا آسمان کے دروازے کھل جاویں جن سے فرشتے نازل ہوں رب فرماتا ہے وَتُفْعِلُنَّ الشَّكَاةَ مُكَاشَفَاتٍ بُزْأًا پہلی تفسیر زیادہ قوی ہے ۱۷ یعنی ریزہ ریزہ ہو کر ایسے اڑ جائیں جیسے آج ہوائیں غبار ۱۸ اور وہ حضرات اٹھوں پر گواہی دینے کے لئے جمع کئے جائیں ۱۹ یعنی یہ گواہیاں اور فیصلے دنیا میں نہ ہوئے قیامت پر ملتوی تھے اس دن سب کچھ ہو گا۔

۱۰ اس سے معلوم ہوا کہ حساب کتاب ثواب و عذاب قیامت میں ہو گا دنیا میں نہیں کیونکہ رب کے عذاب و ثواب دائمی ہیں اور دنیا میں دوام نہیں نیز اس کے عذاب میں خالص تکلیف ہے اور ثواب میں خالص آرام دنیا میں خاص تکلیف و آرام ناممکن ہے نیز سب کا سارا حساب دنیا میں ممکن نہیں کیونکہ ان سب کا اجتماع دنیا میں کبھی نہیں ہوتا بعض اہل حقوق یا بعض اعمال ابھی باقی ہیں جب سارے ظالم و مظلوم جمع ہوں اور سارے اعمال ہو چکے ہوں وہ قیامت ہی کا دن ہے ۲۰ یعنی اسے سننے والے قیامت کی ہولناکی و دہشت وغیرہ تیرے خیال و گمان سے وراء ہے۔ ۳۰ جھٹلانے والوں سے مراد کفار ہیں خواہ وہ توحید کے منکر ہوں یا رسالت کے یا کسی اور اسلامی عقیدے کے اس سے معلوم ہوا کہ پوری خرابی اس دن کفار ہی کی ہوگی مومن گنہگار کی خواری خرابی نہ ہوگی دوزخ میں اس کا جانا گناہوں کے میل سے صاف ہونے کے لئے ہو گا۔ جیسے گندے سونے کا آگ میں جانا ۴۰ یعنی اسے کفار مکہ اگرچہ تم پر گزشتہ اٹھوں کی طرح دنیوی عذاب نہ آئے لیکن آخرت میں تم اور وہ کفار ایک ساتھ رہو گے کیونکہ عقائد و اعمال میں یکساں ہو اس سے معلوم ہوا کہ انشاء اللہ مسلمان اپنے محبوبوں انبیاء

اولیاء صحابہ کے ساتھ ہوں گے ۵۰ ہر جنس کو اس کی ہم جنس کے ساتھ رکھتے ہیں ۶۰ یعنی جب دنیا میں عذاب آئے تو کفار پر خرابی آئی کہ ان کو توبہ کی مسلت نہ دی لہذا یہ آیت مکرر نہیں کہ پہلے قیامت مراد تھی یہاں عذاب دنیا آنے کا دن (روح) ۷۰ یعنی اپنی گزشتہ پیدائش پر غور کر کے ہماری قدرت پر ایمان لاؤ کہ تمہیں ناپاک قہر سے بنایا۔ اس قہر کو وقت مقررہ تک نوماہ یا کم و بیش ماں کے رحم میں رکھا ۸۰ یعنی جیسا تمہارا ماں کے پیٹ میں رہنا اندازے سے تھا ایسے ہی دنیا میں رہنا اندازہ سے ہے جو ہم نے مقرر فرمادیا۔ کوئی اس اندازہ سے کم یا زیادہ نہیں جی سکتا ۹۰ کہ زمین میں ہر قسم کے انسان رہتے بیٹے ہیں۔ یعنی علیہ السلام کا آسمان پر قیام عارضی ہے ان کا اصل مقام زمین ہی ہے ۱۰۰ اس طرح کہ زندے زمین کی پشت پر اور مردے زمین کے پیٹ میں جمع ہیں جن مردوں کو دفن نصیب نہ

تَبٰرَكَ الَّذِي ۲۹
۹۲۷
المصلحت ۱۰۰

لَيَوْمِ الْفَصْلِ ۳۰ وَمَا أَذْرِيكَ مَا يَوْمَ الْفَصْلِ ۳۱ وَيْلٌ

روزِ فیصل کے لئے ۳۰ اور تو کیا جانے وہ روز فیصلہ کیا ہے کہ جھٹلانے

يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ۳۲ أَلَمْ نُفَبِّكِ الْأَوَّلِينَ ۳۳ لَمْ يَنْتَبِعِهِم

دالوں کی اس دن خرابی ۳۲ کیا ہم نے انہوں کو ہلاک نہ فرمایا پھر پھلوں کو انکے

الْآخِرِينَ ۳۴ كَذَلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِينَ ۳۵ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ

پھر پھینچائیں گے گے مجرموں کے ساتھ ہم ایسا ہی کرتے ہیں ۳۵ اس دن جھٹلانے

لِلْمُكَذِّبِينَ ۳۶ أَلَمْ نَخْلُقْكُمْ مِنْ مَّاءٍ مَّهِينٍ ۳۷

دالوں کی خرابی ۳۶ کیا ہم نے تمہیں ایک بے قدر پانی سے پیدا نہ فرمایا

فَجَعَلْنَاهُ فِي قَدَرٍ مَّكِينٍ ۳۸ إِلَى قَدَرٍ مَّعْلُومٍ ۳۹ فَقَدَرْنَا

پھر اسے ایک محفوظ جگہ میں رکھا ایک معلوم اندازہ تک کہ پھر ہم نے اندازہ فرمایا کہ

فَنِعْمَ الْقَادِرُونَ ۴۰ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ۴۱ أَلَمْ

تو ہم کیا ہی اچھے قادر اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی کیا ہم

نَجْعَلِ الْأَرْضَ كِفَاتًا ۴۲ أَحْيَاءَ وَأَمْوَاتًا ۴۳ وَجَعَلْنَا فِيهَا

نے زمین کو جمع کرنے والی نہ کیا کہ تمہارے زندوں اور مردوں کی نہ اور ہم نے اس میں

رَوَاسِيَ شَهِبَتٍ وَأَسْقَيْنَاكُمْ مَاءً فَرَّانًا ۴۴ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ

اوپر اچھے لنگر ڈالے اور ہم نے تمہیں نہ توبہ پھینچائی نہ پلا یا کھل اس دن جھٹلانے

لِلْمُكَذِّبِينَ ۴۵ انْطِقُوا إِلَى مَا كُنْتُمْ بِهِ تَكْذِبُونَ ۴۶

دالوں کی خرابی ۴۵ چلو اس کی طرف جسے جھٹلانے تھے ۴۶

انْطِقُوا إِلَى ظِلٍّ ذِي ثَلَاثِ شُعَبٍ ۴۷ لَا ظَلِيلٌ وَلَا

چلو اس دھوئیں کے سامنے کی طرف جس کی تین شاخیں ۴۷ نہ سایہ نہ ہٹ

يُغْنِي مِنَ الْهَبِ ۴۸ إِنَّمَا تَرَفُّ فَيْ بَشَرٍ كَالْقَصْرِ ۴۹ كَأَنَّهُ

سے بچائے ۴۸ بے شک دوزخ چٹکار یاں اڑاتی ہے بل جیسے اونچے محل کو روہ

منزل ۷۰

(بقیہ صفحہ ۹۲) وہ زمین ہیں، زمین سے علیحدہ نہیں ہو گئے، لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ زمین ٹھہری ہوئی ہے حرکت نہیں کرتی کیونکہ پہاڑوں کو لنگروں سے تشبیہ دی اور لنگر جہاز کو روکنے کے لئے ڈالے جاتے ہیں ۱۲۔ اے انسانوں! خواہ مطیع ہو یا نافرمان ۱۳۔ زمین سے اس طرح کہ اس سے پانی کے جسٹے، ٹہرس، دریا پیدا کئے، خیال رہے کہ بارش اگرچہ آسمان کی طرف سے آتی ہے لیکن وہ پانی بھی زمین ہی کا ہوتا ہے کہ بادل سمندر سے بنتے ہیں اور سمندر زمین پر ہے، سمندر کا پانی اگرچہ کھاری ہے۔ مگر بارش کا پانی مٹھا ۱۴۔ تم دنیا میں دوزخ اور عذاب دوزخ کے انکاری تھے اب چل کر آنکھوں سے دیکھ لو، حق

ہے یا نہیں ۱۵۔ یعنی دوزخ کے دھوکے کی طرف چلو جو اتنا زیادہ ہے، کہ تین طرف پھیلتا ہے، اوپر اور دائیں بائیں، جیسا کہ دنیا میں بہت زیادہ دھوکے کا حال ہوتا ہے۔ کہ وہ گیسوں کی طرح اوپر اور دائیں بائیں پھیلتا ہے، پھر یہ دھواں کفار کو اوپر اور دائیں بائیں سے گھیرے گا۔ اس لئے اسے تین شاخ والا فرمایا۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ دوزخ کا دھواں میدان قیامت میں بھی پہنچے گا۔ جہاں کفار کو رکھا جائے گا۔ حساب کے لئے۔ جیسے مسلمانوں کے لئے میدان محشر میں حوض کوثر کی ضرورت آئے گی۔ جہاں مسلمان حساب دینے کی حالت میں پانی سے سیراب بھی ہوتے رہیں گے، اس شر سے مرتدین کو بھگا دیا جائے گا جن کے متعلق حضور فرمائیں گے کہ کفار ایسا ہی۔ یہ مردود میرے اصحاب تھے، دوسرے یہ کہ کفار نے نفس امارہ، شیطان، برے ساتھیوں کی اطاعت کر کے دل، زبان، اعضاء سے خراب کام لئے، لہذا ان تینوں جرموں کی وجہ سے دھواں انہیں تین طرف سے گھیرے گا ۱۶۔ یعنی یہ سایہ میدان محشر میں نہ تو سورج کی گرمی سے بچائے گا۔ نہ آگ کی تپش سے، کیونکہ اس میں خود گرمی ہو گی، دنیا کے سایوں کی طرح ٹھنڈا اور گرمی سے بچانے والا نہ ہو گا۔ ۱۷۔ بڑے بڑے شعلے جن کی بڑائی آگے مذکور ہے۔

۱۸۔ یعنی شعلے بلندی میں مخلوق کی طرح رنگت میں زرد اونٹوں کی طرح کفار عرب زرد اونٹ بہت پسند کرتے تھے، ان کی محبت میں دین سے غافل تھے، اسی لئے ان کے لئے یہ سزا تجویز ہوئی ۱۹۔ کہ قیامت میں بھی ان کی خرابی ہے اور بعد قیامت بھی رسوائی، اور ندامت بھی ۲۰۔ ایسی صحیح بات نہ بول سکیں گے، جو انہیں نفع دے اگرچہ جھوٹی بکواس کریں گے یا حساب کتاب کے بعد ان کی کج بخشی ختم ہو جائے گی ۲۱۔ کیونکہ ان کے پاس صحیح عذر ہو گا ہی نہیں، صرف جھوٹے حیلے کریں گے جن کا مکمل جواب پاکر خاموش ہو جائیں گے، لہذا آیات میں تعارض نہیں، ان کا بولنا، شور، فریاد کرباں دوسرے وقت دوسری قسم کا ہو گا

۲۲

المومنون

۹۲۸

تَبٰرَكَ الَّذِي

جَعَلْتَ صَفْرًا ۱۹ وَيْلٌ لِّیَوْمِئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ۲۰ هٰذَا یَوْمٌ

زرد رنگ کے اونٹ ہیں، اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی، یہ دن ہے کہ وہ

لَا یَنْطِقُوْنَ ۲۱ وَلَا یُؤْذِنُ لَهُمْ فِیْعَتٍ رُّوْنٌ ۲۲ وَیْلٌ

نہ بول سکیں گے نہ اور نہ انہیں اجازت ملے کہ عذر کریں، اس دن

یَوْمِئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ۲۳ هٰذَا یَوْمُ الْفَصْلِ ۲۴ جَمْعُكُمْ

جھٹلانے والوں کی خرابی، یہ ہے فیصلہ کا دن، تم نے تمہیں جمع کیا

وَالْاَوَّلِیْنَ ۲۵ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ كِبٰی فَاِیْدُوْنَ ۲۶ وَیْلٌ

اور سب اگلوں کو، اب اگر تمہارا کوئی داؤں ہو تو بھہر پھر چل لو، اس دن

یَوْمِئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ۲۷ اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ ظِلٍّ وَعِیُونٌ

جھٹلانے والوں کی خرابی، بے شک ڈر دے سائوں اور چشموں میں ہیں،

وَقَوَایِہِمْ مِّمَّا یَنْشَئُوْنَ ۲۸ کُلُّوْا وَاَشْرَبُوْا هٰذَا یَوْمَ اُتِیْتُكُمْ

اور میوؤں میں جو ان کا پی پاسبان کھاؤ اور پیو چتا ہوا، اپنے اعمال کا

تَعْمَلُوْنَ ۲۹ اِنَّا کُنَّا لَنَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ۳۰ وَیْلٌ

صلہ نہ بے شک نیکیوں کو ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں، اس دن

یَوْمِئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ۳۱ کُلُّوْا وَتَمَتَّعُوْا قَلِیْلًا ۳۲ اَتُكْمَرُ

جھٹلانے والوں کی خرابی، کچھ دن کھا لو اور بہت لو کھو ضرور

مُجْرَمُوْنَ ۳۳ وَیْلٌ یَّوْمِئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ۳۴ وَاَذْقِیْلٌ

تم مجرم ہو کھو، اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی، اور جب ان کے بے کیا جائے

لَهُمْ اَرْکَعُوْا لَا یَرْکَعُوْنَ ۳۵ وَیْلٌ یَّوْمِئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ۳۶

اگر نماز پڑھو تو نہیں بڑھتے، اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی

فِیْآئِیْ حَدِیْثٍ بَعْدَہُ یَوْمُنُوْنَ ۳۷

پھر اس کے بعد کون سی بات پھر ایمان لائیں گے نہ

مستزل

خاموش رہتا دوسرے وقت اور دوسری قسم کا خیال رہے کہ فیعدروں کی فاعظہ ہے۔ نہ کہ جو ابیہ، اس لئے نون نہ گرا، یعنی ان کا خاموش رہنا اس لئے ہو گا کہ ان کے پاس صحیح عذر ہو گا ہی نہیں ۵۔ جب رب تعالیٰ عملی فیصلہ فرمائے گا، ورنہ کوئی فیصلہ دنیا میں بھی ہو چکا یا فاصلہ کا دن ہے کہ مومن و کافر میں علیحدگی کر دی جائے گی، جیسے گاہنے کے بعد جو سے اور گندم میں علیحدگی کر دی جاتی ہے ۶۔ کہ ہر قسم کا کافرا اپنے ہم جنسوں کے ساتھ جمع ہے اور مومن اپنے ہم جنس مومنوں کے ساتھ، اقسام اہلین و آخرین ایک میدان میں جمع ہیں، اسی لئے اسے یوم الجمع اور یوم المحشر کہتے ہیں ۷۔ اور اپنے کو عذاب سے بچاؤ۔ یہ امر ان کی عاجزی ظاہر کرنے کے لئے ہے، چونکہ دنیا میں یہ کفار انبیاء کرام کے مقابلہ میں مختلف داؤ چلا کرتے تھے اس لئے یہ فرمایا جائے گا ۸۔ یعنی دنیا میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کے سایہ

۱۔ بڑی خطرناک خبر یعنی قیامت کی یا بڑی خوشی کی خبر حضور کی نبوت یا بڑی تعلیم الشان خبر حضور کی ذات و صفات و نعمت کی حضور کی خبر کو اس لئے عظیم کہا کہ حضور کی صفات نہ جگہ سے محدود نہ وقت سے، نیز رب تعالیٰ نے حضور کی صفات کی خبریں دیں، نیز ساری مخلوق نے آپ کی نعمت خواتی کی، نیز جو کوئی حضور کا نعمت گوینے لگا وہ عظیم ہو گیا۔ ۲۔ کوئی کافر حضور کو جادوگر کہتا ہے، کوئی شاعر کوئی مجنون، یا کوئی قیامت کا انکاری کوئی اقراری۔ ۳۔ اپنے کفر کا نتیجہ، یا تو مرتے وقت یا قبر میں یا قیامت میں، یا زندگی ہی میں جگہوں میں شکست کھا کر ۳۔ مرد، عورت، کافر، مومن، عالم، جاہل، خوش نصیب، بد نصیب ۵۔ عوام کے لئے نیند قابل کا آرام ہے، اور خواص کے لئے قلب اور روح کی راحت ہے، کہ وہ نیند میں داخل باللہ ہوتے ہیں۔ اس لئے پیغمبر کی خواب وحی ہے۔ خیال رہے کہ نیند میں قیامت کا ثبوت ہے۔ نیند میں بندہ اپنے کو رب کے سپرد کر دیتا ہے۔ نیند بڑے پہلوان کو بچھاڑ دیتی ہے، نیند بڑے عالم کا علم بھلا دیتی ہے، نیند سے انسان کی بے بسی ظاہر ہوتی ہے ۶۔ معلوم ہوا کہ جنت و دوزخ میں نیند اور رات و دن نہ ہوں گے، کیونکہ جنت میں تھکن نہیں کمائی کرنی نہیں، لہذا آرام کی ضرورت نہیں۔ دوزخ میں کسی کو آرام دینا نہیں ۷۔ سات آسمان جو نہ ٹوٹیں نہ ٹھکیں، جن پر زمانہ گزرنے کا اثر نہیں ۸۔ فصل کے معنی فیصل ہیں یا فاصلہ۔ پہلے معنی کا مقصد یہ ہے کہ قیامت میں مقبول و نامقبول نیکوں، مفسور و نامفسور گناہوں، مردود و محبوب انسانوں کا فیصلہ ہو گا۔ ابھی دنیا میں ان کے متعلق کسی چیز کا یقین نہیں کیا جاتا، دوسرے معنی کا مقصد یہ ہے کہ اس دن جسمانی رشتہ دار جن سے ایمانی رشتہ نہ ہو، جدا ہو جائیں گے۔ رب فرماتا ہے۔ یوم یفصل الذین اخبہ رامہ دایہ ۱۰۔ اور جن سے ایمانی رشتہ ہو، وہ اگرچہ دنیا میں علیحدہ رہے ہوں۔ مگر وہاں مل جائیں گے۔ حدیث شریف میں ہے المرء مع من احب خیال رہے کہ یہ فیصلہ تو میثاق ہی کے دن ہو چکا ہے، جسے رب تعالیٰ اور اس کے مقبول بندے جانتے ہیں۔ قیامت میں اس فیصلہ کا ظہور ہو گا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت لوگوں اور ان کے اعمال کی خبر دی۔ قرآن کریم نے بعض کے جنتی یا دوزخی ہونے کا اعلان فرمایا۔ ۹۔ میقات وقت سے بنا، اس کے معنی ہیں مقرر شدہ طے شدہ وقت۔ جس میں تبدیلی نہ ہو سکے نہ کسی صورت سے مل سکے، قیامت کا ملنا یا مقدم موخر ہونا غیر ممکن ہے لہذا اسے میقات فرمایا۔ دوسری چیزیں دعا سے یا نیک اعمال سے مل بھی جاتی ہیں۔ اور بدل بھی جاتی ہیں، اس لئے انہیں میقات نہیں فرمایا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے قیامت کا علم اپنے خاص بندوں کو دیا، فرماتا ہے۔ سخی شئیٰ احصیہا کتبنا، قیامت بھی کل شے میں داخل ہے، نیز لوح

۳۰ عم ۹۲۹ النبی ۵۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّہٗ کے نام سے شروع ہوا جو نہایت مہربان رحم والا

عَمَّ یَسْأَلُونَ عَنْ النّبِیِّ الْعَظِیْمِ الَّذِیْ هُمْ فِیْہِ

یہ آپس میں کاہے کی بات چھ کر رہے ہیں بڑی خبر کی کہ جس میں وہ کئی

مُخْتَلِفُونَ ۱۰ کَلَّا سِیَعْلَمُونَ ۱۱ ثُمَّ کَلَّا سِیَعْلَمُونَ ۱۲ اَلَمْ

راہ ہیں نہ ہاں ہاں اب جان جائیں گے پھر ہاں ہاں جان جائیں گے کیا ہم

یَجْعَلِ الْاَرْضَ مِہْدًا ۱۳ وَاجْجَالَ اَوْتَادًا ۱۴ وَخَلَقْنٰکُمْ

لے زمین کو بچھنا نہ کیا اور پہاڑوں کو میٹھیں اور تمہیں جوڑے

اَزْوَاجًا ۱۵ وَجَعَلْنَا تَوْمَکُمْ سِبْکًا ۱۶ وَجَعَلْنَا الْبَیْلَ لِبَاسًا

بنایا تم اور تمہاری نیند کو آرام کیا اور رات کو پردہ ہلوی کیا

وَجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ۱۷ وَبَنَیْنَا فَوْقَکُمْ سَبْعَ سِدَادًا ۱۸

اور دن کو روزگار کے لئے بنایا اور تمہارے اوپر سات مضبوط چٹائیاں بنیں کہ

وَجَعَلْنَا سِرَاجًا وَهَّاجًا ۱۹ وَاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرَاتِ مَاءً

اور ان میں ایک نہایت چمکتا چراغ رکھا اور پھر بدلیوں سے زور کا پانی

تَجَّاجًا ۲۰ لِّنُخْرِجَ بِہٖ حَبًّا وَنَبَاتًا ۲۱ وَجِئْتَ الْفَاقَا ۲۲ اِنَّ

اتارا کہ اس سے پیدا فرمائیں آماج اور پتھر اور کھنے باغ بے شک

یَوْمَ الْفَصْلِ ۲۳ کَانَ مِیْقَاتًا ۲۴ لِّیَوْمَ یُفْقَرُ فِی الصُّورِ قَتَاتُونَ

فیصل کا دن نہ ٹھہرا ہوا وقت ہے نہ جس دن سور پھینڈ کا جائے گا نہ تو مچھلے آؤ گے تو جوں

اَفْوَاجًا ۲۵ وَفَتَحَتْ السَّمَاۃُ فَکَانَتْ اَبْوَابًا ۲۶ وَسِیْرَتِ

کی فوجیں آئیں اور آسمان کھولا جائیگا کہ دروازے ہو جائیگا اور پہاڑ پلائے جائیں گے کہ جو باہیں

الْجِبَالُ فَکَانَتْ سَرَابًا ۲۷ اِنَّ جَهَنَّمَ کَانَتْ مِرْصَادًا ۲۸

گئے جیسے چمکتا دیر سے پانی کا دھوکا دیتا بلکہ شک بہنہ تاک میں ہے کہ

منزل۔

محفوظ میں اشیاء کا لکھنا اپنے خاص بندوں کو بتانے کے لئے ہے ۱۰۔ یہاں صور کا دوسرا پھونکنا مراد ہے۔ جس سے سب زندہ ہو کر رب کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے، قیامت کی ابتداء پہلے نفخ سے ہوگی۔ انتہا جنتی و دوزخی کے اپنے ٹھکانے پر پہنچ جانے پر، اس سے معلوم ہوا کہ صوفیاء کا دم درود کرنا برحق ہے کہ فیض پہنچانے کے موقع پر چوکنا ہی جاتا ہے۔ حضرت جبریل نے بی بی مریم کے گریبان میں چوکنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام چوک کر روح ڈالتے تھے، رب نے حضرت آدم میں روح چوک کر، چوکنا موثر ہے ۱۱۔ مومن علیحدہ علیحدہ جماعتوں میں الگ الگ پیشواؤں کے ساتھ حاضری دیں گے۔ کافر مختلف جماعتوں میں مختلف پیشواؤں کے ہمراہ۔ یوم ہودا، کل اناس باہامہم ۱۲۔ آسمان میں بے شمار دروازے ہیں، جن میں سے بعض خصوصی ہیں، بعض عمومی، ہر شخص کے رزق اتارنے، اعمال چمکنے کا علیحدہ دروازہ ہے، تو

(بقیہ صفحہ ۹۲۹) اس کی موت پر بند کر دیا جاتا ہے حضور کی معراج کے لئے خاص دروازہ تھا۔ جو حضرت جبریل نے معراج میں حضور کے لئے کھلوا یا، اسی لئے دربان نے پوچھا کہ تم کون ہو اور تمہارے ساتھ کون ہے، معلوم ہوا کہ آپ نے دروازے سے گئے تھے، عموماً دروازے بست قسم کے ہیں، جیسے توبہ کا دروازہ جو ہر وقت کھلا رہتا ہے، قریب قیامت بند ہو گا۔ یہاں ان دروازوں سے مراد وہ دروازے ہیں جو خاص قیامت کے دن کھولے جائیں گے، جن سے قیامت کے منتظرین فرشتے اتریں گے، یہ دروازے لوگوں کو محسوس ہوں گے، اسی لئے ارشاد ہوا تَحْتَ آيَاتِنَا ۱۳۰ یعنی خود دوزخ کا فروں کی ناک میں ہے یا وہاں کے فرشتے، پہلی صورت پر ثابت ہوا

کہ دوزخ میں حواس ہیں، وہ اپنے مستحق اور غیر مستحق کو پہچانتا ہے۔ بلکہ دنیا میں تمام حیوانات و ہمدادات میں سمجھ بوجھ ہے، وہ سنتے بولتے ہیں، ان کی بولی اولیاء اللہ سمجھ لیتے ہیں۔ ستون حنظلہ کا رونا، کلام کرنا خود صاحب نے سنا، دوسرے معنی پر ثابت ہوا کہ دوزخ کے فرشتے جانتے ہیں کہ کون کافر مرے گا، کون مومن، حضور کا علم تو ان سے زیادہ ہے، لہذا حضور بھی سب کچھ جانتے ہیں، اس سے یہ ثابت ہوا کہ جتنی اور وہاں کے حور و غلام و فرشتے مومنوں کے منتظر ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ جب جتنی کی بیوی اس سے لڑتی ہے تو جنت سے حور پکارتی ہے کہ اس سے نہ لڑ، یہ تیرے پاس مہمان ہے، ہمارے پاس آنے والا ہے۔

۱۔ طافی، طفی سے بنا، معنی حد سے بڑھ جانا، شریعت نے عقاید و اعمال کی حدیں مقرر کر دی ہیں، جو ان سے آگے بڑھے وہ طافی ہے، عقاید میں حد سے بڑھنے والا کافر ہے۔ اعمال میں حد سے بڑھنے والا فاسق، پہلا طافی مراد ہے، یعنی کافر جیسا کہ اگلی آیات سے معلوم ہو رہا ہے، خیال رہے کہ نیک اعمال میں حد سے بڑھنا بھی محمود ہوتا ہے۔ حدیث اکبر نے تمام مال خیرات کر دیا۔ نیز جن چیزوں کی اللہ نے حد نہیں رکھی جیسے حضور کے حامد، ان میں جتنی بھی زیادتی کی جائے طغیان نہیں، جیسے سمندر کے پانی، سورج کی روشنی کی حد نہیں، ایسے حضور کے اوصاف کی حد نہیں ۲۔ احقاب، حقب سے بنا، حقب کے معنی ہیں لمبی مدت، عرب میں یہ لفظ بھیگنے کے لئے بولا جاتا ہے۔ جیسے اردو میں کہہ دیتے ہیں کہ جنت لاکھوں برس رہے گی۔ یعنی ہمیشہ یا حقب ستر ہزار سال کا، سال بارہ ماہ کا، مہینہ تیس دن کا، چونکہ احقاب جمع ہے جس کی انتہا نہیں، اس لئے اس میں بھیگنے کے معنی پیدا ہو گئے، یا احقاب کا تعلق آگ سے ہے، یعنی مدتوں تک گرم جگہ رہیں گے پھر ٹھنڈی جگہ پر منتقل کر دیئے جائیں گے، یہ ہی تبادلہ ہوتا رہے گا اگر شکیہ یہ آیت خالد بن ولیدؓ کے خلاف نہیں ۳۔ کیونکہ وہ قیامت کے منکر تھے، معلوم ہوا کہ مذکورہ

۳۰۰ ۹۳۰ الباقی

لِّلطَّغْيٰنِ مَا بَا ۱۲۹ لِّلنَّارِ فِيْهَا اَحْقَابًا ۱۳۰ لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا

سرکشوں کا ٹھکانا، ان میں قرون رہیں گے، اس میں کسی طرح کی ٹھنڈک کا

بِرْدٌ اَوْ لَا شَرَابٌ ۱۳۱ اِلَّا اَحْمِيْمًا وَّعَسَاقًا ۱۳۲ جَزَاءً وَّفَاقًا ۱۳۳

مزدہ نہ پائیں گے اور نہ کچھ پینے کو نہ کھولنے والی دوزخوں کا جتنا سبب جیسے کوئی سدا بہ

اَنْهُمْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ حِسَابًا ۱۳۴ وَكَذٰلِكَ بَوَّأْنَا لِيَتَنَازَعُوْا ۱۳۵

بے شک انہیں حساب کا خوف نہ تھا، اور انہوں نے ہماری آیتیں مد بھر جھٹلائی

وَكُلُّ شَيْءٍ اَخْصِيْنَاهُ كِتَابًا ۱۳۶ وَفَوَقَ اٰلِهِنَ تَرْبِيًّا ۱۳۷ اَلَا

اور ہم نے ہر چیز کو شمار کر رکھی ہے کتاب میں، اب چھو کر ہم نہیں نہ بڑھائیں گے منکر

عَذَابًا ۱۳۸ اِنَّ لِّلْمُتَّقِيْنَ مَفَاازًا ۱۳۹ اَحْدَاقًا وَّاعْنَابًا ۱۴۰ وَ

عذاب بے شک دوزخوں کو کامیابی کی جگہ ہے، باغ ہیں اور انجور اور

كَوَاعِبَ اَنْرَابًا ۱۴۱ وَكَاسًا دِهَاقًا ۱۴۲ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّ

نکٹے جو بن دایاں ایک عمر کی تہ اور چھلکا جام جس میں نہ کوئی بے بودہ بات نہیں نہ

لَا يَكُنْ لَّآلٍ جُزْءٌ مِّنْ رَّبِّكَ عَطَاً حِسَابًا ۱۴۳ رَبِّ السَّمٰوٰتِ

جھٹلانا صد تمہارے رب کی طرف سے نہایت کافی عطا، وہ جو رب ہے آسمانوں کا

وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمٰنُ لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا ۱۴۴

اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے رحمن کر اس سے بات کرنے کا اختیار نہ رکھیں گے

يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰئِكَةُ صَفًّا لَا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَن

جس دن جبرائیلؑ ظہر کرے گا اور سب فرشتے پرا باندھے نہ کوئی نہ بول سکے گا مگر جسے رحمن نے

اٰذَنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ۱۴۵ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ فَمَنْ

اذن دیا اور اس نے ٹھیک بات کہی تہ وہ سہا دن ہے کہ اب جو

سَلَّ اَتَّخَذَ اِلٰی رَبِّهِ مَا بَا ۱۴۶ اِنَّا اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا يُّوْمَ

پہلے اپنے رب کی طرف راہ بنائے ہم نہیں ایک عذاب قریب ڈرانے ہیں کہ نزدیک آگیا جس دن

۱۴۷

منزل ۷

عذاب صرف کفار کو ہوں گے ۱۴۷ یعنی ہر شخص کے سارے نیک و بد اعمال لوح محفوظ میں پہلے ہی لکھے جا چکے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جن بندوں کی نظر لوح محفوظ پر ہے، انہیں ہر ایک کے ہر حال کی خبر ہے، اگر رب کو جانا منظور نہ ہوتا تو یہ لوح محفوظ میں لکھے ہی نہ جاتے، یہ بھی معلوم ہوا کہ مقبول بندوں کے کام رب کی طرف نسبت ہو جاتے ہیں، کیونکہ کتاب میں لکھنا فرشتوں کا کام ہے نہ کہ رب کا، مگر رب نے فرمایا کہ ہم نے لکھا۔ نیز جیسے ہم کو عالم شہادت سکھایا گیا، تاکہ ہم اس میں کاروبار کر سکیں، ایسے ہی جنہیں عالم غیب میں کاروبار کرنا ہے، رب نے انہیں اس عالم کا علم دے دیا۔ بغیر علم کا روپا نہیں ہو سکتا۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ متقی لوگ جنت کے مالک ہیں۔ جیسا کہ لام سے معلوم ہوا، دوسرے یہ کہ دائمی مالک ہیں جیسا کہ جملہ امیہ سے معلوم ہوا، تیسرے یہ کہ جنت کے صرف

(بقیہ صفحہ ۹۳۰) متقی مالک ہیں۔ جیسا کہ للہم فیہ کے مقدم کرنے سے معلوم ہوا۔ چوتھے یہ کہ کامیابی دنیا میں بلکہ جنت ہے، دنیا میں کامیاب وہ ہے جو جنت کمالے، خیال رہے کہ متقی جسمانی وہ ہے جو نیک اعمال کرے اس کا ذکر اس آیت میں ہے۔ **هَذِهِ نَجَاتُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْغَنَیْبُ** اور دل متقی وہ ہے جس کے دل میں اللہ والوں کا وہاب ہو اس کا ذکر ان آیتوں میں ہے۔ **وَمَنْ يَعْظَمْ شَعَارَ اللَّهِ** اور ان الذین بغضوا اوصالہم ۶۔ پیویاں، خوریں، اور اپنی دنیا کی مومن پیویاں، اور کفار کی مومن پیویاں جو ان جنتیوں کے نکاح میں ہوں گی یہ سب آپس میں ہم عمر ہوں گی ۷۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ دنیا دار الجہنم نہیں، جزا کی جگہ جنت یا دوزخ ہے، دوسرے یہ کہ جو رب کو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے سمجھ کر مانے اس کی نجات ہے، تیسرے یہ کہ مومن کو جزاء بھی ملے گی اور عطا بھی۔ کافروں کو صرف جزا۔ اسی لئے وفات فرمایا گیا۔ یہاں عطا کا ذکر بھی ہوا۔ خیال رہے کہ جنت کی نعمتیں صورتاً جزا ہوں گی۔ حقیقتاً رب کی عطا جیسے کریم بہانہ بنا کر دیا کرتے ہیں، یا بعض نعمتیں جزا ہیں، جیسے حور و قصور وغیرہ، اور بعض عطا جیسے دیدار رب غفور وغیرہ، یا اعمال کا بدلہ ایک کا ہزار گنا۔ یہ زیادتی عطا ہے ۸۔ اس طرح کہ بغیر اجازت رب کے کوئی کلام نہ کر سکے گا جیسا کہ اگلی آیت میں ہے ۹۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ حضرت جبریل خادم انبیاء ہونے کی وجہ سے تمام ملائکہ سے افضل ہیں کیونکہ انہیں فرشتوں سے علیحدہ بیان کیا گیا، دوسرے یہ کہ نماز کی محض فرشتوں کی صفوں سے مشابہ ہیں، وہ بھی صف بستہ بارگاہ میں کھڑے ہوں گے۔ ۱۰۔ یعنی رب تعالیٰ سے ہم کلامی کا شرف انہیں خاص ہو گا جو دنیا میں اچھی باتیں کرتے تھے، حمد و نعت بولتے تھے۔ اور آج انہیں اس کا اذن بھی ملے گا جس کا آثار حق ہے اور اس دن ہر کام حق ہی ہو گا باطل نہ ہو گا۔

۱۔ یا تو اپنے اعمال نامہ کی تحریر دیکھیں گے۔ کیونکہ اس دن کوئی بے پڑھانہ ہو گا۔ اور سب کی زبان عربی ہوگی، یا خود اعمال کو ان کی نکلوں میں دیکھیں گے جیسے حدیث شریف میں آیا ہے جیسے آج بھی آئندہ حالات خواب میں نکلوں میں نظر آتے ہیں ۲۔ جب کافر دیکھے گا کہ جانور ایک دوسرے کا بدلہ دے کر خاک کر دیئے گئے۔ تو یہ تمنا کرے گا کہ میں بھی خاک کر دیا جاتا اور عذاب نہ پاتا۔ ۳۔ یعنی جان نکالنے والے فرشتوں کی قسم جو کفار کی جان سختی سے اور مومنوں کی جان نرمی سے نکالتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ مومن کو سکرات کی شدت محسوس نہیں ہوتی کیونکہ اسے جمال مصطفوی دکھایا جاتا ہے، جیسے زنان مصری کو جمال یوسفی میں محویت کی وجہ سے ہاتھ کٹنے کا درد محسوس نہ ہوا یا قانون یہ ہے کہ مومن کی جان آسانی سے نکالی جاوے۔ اگرچہ بعض مومنوں کی جان سخت ہوتی ہے بعض گناہوں کی وجہ سے، تا کہ سخت کے عذاب سے بچ جائیں، لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۴۔ یعنی ان فرشتوں کی قسم جن کی صفت یہ ہے کہ اپنی خدمت پر جس پر وہ مامور ہیں جد بچتے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ فرشتے رب کو اس لئے پیارے ہیں کہ وہ اس کی اطاعت میں سبقت کرتے ہیں، سبقت کی چند صورتیں ہیں، حکم کی وجہ دریافت نہ کرے، بحث مباحث میں وقت ضائع نہ کرے، تمام کاموں پر اللہ کی اطاعت مقدم کرے، رب کی اطاعت خوش دلی اور جوش سے کرے بوجہ نہ سمجھے، بعض انسان بھی اس صفت سے موصوف ہیں۔ جیسے انبیاء کرام اولیاء عظام، دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعات محل قالب سے، اور دلی جوش اس کی روح، خوش دلی سے تھوڑا عمل بہت ہے اور بد دلی سے زیادہ عمل بیکار ۵۔ اس سے چند مسئلے معلوم

ع۔ ۳۰ ۹۳۱ النہضت ۹

بَيِّنُ الْمَرْءَ مَا قَدَّمَ يَدَهُ وَيَقُولُ الْكَافِرُ لِيَتَنَبَّيْ كُنْتُ تَرَبًّا

آؤ کر مجھے کا جو کہ اس کے ہاتھ نے آگے بھجوانے اور کافر کہے گا اے میں کسی طرح خاک ہو جاتا تھا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ اِنَّا نَحْنُ الرَّحْمَنُ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت بھرپور رسم والا

وَاللَّزْعَتِ عَزَاقًا ۝ وَاللَّشْطِ نَشْطًا ۝ وَالسَّيِّئَاتِ سَبْحًا ۝

قسم ان کی کہ سختی سے جان بچھیں اور نرمی سے بند کھولیں گے اور آسانی سے ہیر میں

فَالسَّيِّئَاتِ سَبْحًا ۝ فَلَمَّا دُرِّتْ اَفْرَافُكُمْ تَرْجَفُ الرَّاجِفَةُ ۝

پھر آگے بڑھ کر جلد، پیچھے کی پیر کا کی تیز تیز کر کے کافروں پر زور عذاب ہو گا جس میں پھر پھرائے گی

تَتَّبِعُهَا الرَّادِفَةُ ۝ قُلُوبٌ يُّوْمِيذٌ ۝ وَاجْفَةُ ۝ اَبْصَارُهَا

پھر پھرنے والی آگے بچھنے والی گے، پیچھے آنے والی کٹنے والی اس دن دھڑکتے ہوں گے آنکھوں اور

خَاشِعَةً ۝ يَقُولُونَ اِنَّا لَمَرْدُودُونَ فِي الْحَاذِرَةِ ۝

ناٹھا سکیں گے کافر کہنے میں کیا ہم پھر لے پاؤں ہمیں گے

اِذَا اُنْثَا عِظَامًا نَّحْوَةً ۝ قَالُوا تِلْكَ اِذَا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ۝

کیا جب کھی ٹریاں جو جائیں گے بولے یوں تو یہ پلٹنا تو نرا نقصان ہے نہ

فَاَتَمَّاهِي زَجْرَةً وَاحِدَةً ۝ فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ۝ هَلْ

وہ نہیں مگر ایک جھڑکی جیسی وہ کھلے میدان میں آہٹے بول گئے کیا ہمیں

اَتَاكَ حَدِيثُ مُوسَى ۝ اِذْ نَادَاهُ رَبُّهُ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ

موسیٰ کی خبر آئی کہ جب سے اس کے رب نے ایک جھیل طری میں ندا

طُوى ۝ اِذْ هَبَّ اِلَى فِرْعَوْنَ اَنَّهُ طَعَى ۝ فَقُلْ هَلْ لَكَ

فرمانی کہ فرعون کے پاس جا اس کو سناٹھا یا اس سے کہہ کیا تجھے رغبت اس

اِلَى اَنْ تَنْزِلَ ۝ وَاَهْدِيكَ اِلَى رَبِّكَ فَتَخْشَى ۝ فَاَرَاهُ

طرف ہے کہ تھکا ہو اور تجھے ترے رب کی طرف لے تاؤں کہ تو ڈرے نہ پھر موسیٰ نے

منازل ۹

سے نکالی جاوے۔ اگرچہ بعض مومنوں کی جان سخت ہوتی ہے بعض گناہوں کی وجہ سے، تا کہ سخت کے عذاب سے بچ جائیں، لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۴۔ یعنی ان فرشتوں کی قسم جن کی صفت یہ ہے کہ اپنی خدمت پر جس پر وہ مامور ہیں جد بچتے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ فرشتے رب کو اس لئے پیارے ہیں کہ وہ اس کی اطاعت میں سبقت کرتے ہیں، سبقت کی چند صورتیں ہیں، حکم کی وجہ دریافت نہ کرے، بحث مباحث میں وقت ضائع نہ کرے، تمام کاموں پر اللہ کی اطاعت مقدم کرے، رب کی اطاعت خوش دلی اور جوش سے کرے بوجہ نہ سمجھے، بعض انسان بھی اس صفت سے موصوف ہیں۔ جیسے انبیاء کرام اولیاء عظام، دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعات محل قالب سے، اور دلی جوش اس کی روح، خوش دلی سے تھوڑا عمل بہت ہے اور بد دلی سے زیادہ عمل بیکار ۵۔ اس سے چند مسئلے معلوم

۱۔ یعنی عصا جس میں ہمت سے "عجرات" تھے، سانپ بن جاتا تھا۔ کونہیں میں رسی ڈول کا کام دیتا تھا اور گمراہی کے بھڑک رہا ہوتا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام کے سوتے میں پرہ دیتا تھا۔ رات کو مشعل کی طرح چمکتا تھا، بکریوں کی چوپائی کرتا تھا، چتر پر لگ کر پانی کے چشمے نکالتا تھا، دریا میں لگ کر اسے پھاڑ دیتا تھا (تفسیر عزیزی) ۲۔ یعنی بت جو تمہارے پوجنے کے لئے میں نے بنائے ہیں۔ وہ تو چھوٹے رب ہیں اور میں ان سب سے بڑا ہوں کیونکہ وہ میری نقل ہیں، میں اصل ہوں، یا جس خدا کا ذکر موسیٰ علیہ السلام فرما رہے ہیں اگر ہو تو وہ چھوٹا رب ہے میں بڑا ہوں، دیکھ لو اس خدا کے کارندے موسیٰ علیہ السلام مسکین آدمی ہیں اور میرے کارندے ہالان وغیرہ شاندار ہیں

۳۔ اس طرح کہ دنیا میں اسے خون، جوں، میزک وغیرہ پھر غرق کے عذابوں میں مبتلا کیا، آخرت میں دوزخ میں داخل فرمائے گا۔ چونکہ وہ عذاب بھی یقینی ہے، اس لئے اسے بھی ماضی سے تعبیر فرمایا ۴۔ معلوم ہوا کہ انگوں کے مصائب سے عبرت لے کر پکڑنی ہمت ضروری ہے اس سے خوف خدا پیدا ہوتا ہے ۵۔ اس سے چند فائدے حاصل ہوئے ایک یہ کہ رات اگرچہ زمین کے سایہ کا نام ہے مگر وہ سایہ سورج سے حاصل ہوتا ہے اور سورج آسمان پر ہے لہذا رات آسمان سے ہی ہے، دوسرے یہ کہ آسمان چاند، سورج، لاکھوں میل کے فاصلہ سے تمہیں فائدہ پہنچاتے ہیں کہ تمہاری زندگی ان سے وابستہ ہے، ایسے ہی انبیاء اولیاء دور سے تمہیں فائدہ پہنچاتے ہیں تیسرے یہ کہ سورج چمک کر بھی تمہیں فائدہ پہنچاتا ہے کہ دن نکال دیتا ہے اور ڈوب کر رات بنا دیتا ہے۔ ایسے ہی انبیاء اولیاء زندگی اور بعد وفات ہر طرح تمہیں فائدہ پہنچاتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آسمان نبوت کے وہ چمکتے سورج ہیں جو نہ ڈوبے نہ گمے۔ ۶۔ خیال رہے کہ زمین پیدا تو آسمان سے پہلے ہوئی مگر پھیلائی آسمان کے بعد گئی، لہذا آیات میں تقارض نہیں ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ قیامت میں ہر شخص اپنے سارے اعمال کو بخوبی جانے پہچانے گا لہذا انبیاء کا یہ عرض کرنا کہ لا علم لنا ادب کے لئے ہو گا۔ نہ کہ بے علی کی وجہ سے جیسے صحابہ کرام حضور کے دن پوچھنے پر عرض کرتے تھے۔ اللہم ادرنا ما نفعنا۔ ۸۔ اس طرح کہ ہر کافر و مومن اسے دیکھے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہاں نگاہ اتنی تیز ہو گی، کہ میدان محشر سے دوزخ نظر آنے لگا جو وہاں سے ہمت دور ہو گا۔ لیکن مومن کا دیکھنا خوشی کے لئے ہو گا کہ میں اس سے بچ گیا اور کافر کا دیکھنا غم کے لئے ہو گا کہ اسے وہاں جانا ہے جیسے مجرم کا جیل دیکھنا اور وزیر اعلیٰ کا یا دوسرے آدمی کا دیکھنا۔ بلکہ دنیا میں جس کو نیکیوں سے محبت ہو وہ جنتی ہے، نئے بروں اور برائیوں سے الفت ہو، وہ جنتی ہے ۹۔ یعنی جو شخص انبیاء کی اطاعت سے سر پیچھے اور

یعنی

الْآيَةُ الْكُبْرَى ۝ فَكَذَّبَ وَعَصَى ۝ ثُمَّ أَذْبَرَ يَسْعَى ۝

اسے بہت بڑی نشانی دکھائی گئی اس پر اس نے تشکیک کیا اور نافرمانی کی، پھر پیٹھ پھیر کر اپنی اہلی کو بخش

فَحْشَرَ قُنَادَى ۝ فَقَالَ أَنَا رَبُّكُمُ الْأَعْلَى ۝ فَأَخَذَهُ اللَّهُ

میں لٹکا تو لوگوں کو حیرت کیا پھر پکارا پھر بولا میں تمہارا سب سے اونچا رب ہوں کہ تو اللہ نے اسے دینا

نَكَالَ الْآخِرَةِ وَالْأُولَى ۝ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَن

و آخرت دونوں کے عذاب میں پکڑنا ہے شک اس میں دیکھتا ہے اسے جو

يَخْشَى ۝ إِنَّمَا أَشَدُّ خَلْقًا أَمَ السَّمَاءِ بَنِينَهَا ۝ رَفَعَ

دُور سے کیا تمہاری سب کے مطابق تمہارا بنانا مثل اس آسمان کا اللہ نے بلند کیا اس

سَمَكُهَا فُسُودَهَا ۝ وَأَغْطَشَ لَيْلَهَا وَأَخْرَجَ ضُحَاهَا ۝

کی چھت اور بھئی کی پھر اسے ٹھیک کیا اس کی رات اندھیری کی اور اس کی روشنی چمکانی کہ

وَالْأَرْضَ بَعْدَ ذَلِكَ دَحَاهَا ۝ أَخْرَجَ مِنْهَا مَاءً هَارًا وَمِنْهَا

اور اس کے بعد زمین بھیلانی گئی اس میں سے اس کا پانی اور پھر نکالا

وَالْجِبَالَ أُرُسُهَا ۝ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِأَنفُسِكُمْ ۝ فَإِذَا جَاءَتْ

اور پہاڑوں کو جھایا تمہارے اور تمہارے چرواہوں کے فائدہ کو پھر جب آگے لے گا وہ عام

الطَّامَةِ الْكُبْرَى ۝ يَوْمَ يَبْدَأُ كُرَّالِ الْإِنْسَانِ مَا سَعَى ۝ وَبَرَزَتْ

معیشت سب سے بڑی اس دن آدمی یاد کرے گا جو کوشش کی تھی اور جنم نہ دیکھنے

الْجَحِيمِ لِمَن يَرَى ۝ فَأَقَامَنُ طُغْيٰى ۝ وَأَثَرُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۝

و اے ہر ظالم کہ جلتے گی کہ تو وہ جس نے سرکش کی اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی

فَإِنَّ الْجَحِيمَ هِيَ الْمَأْوَى ۝ وَأَقَامَنُ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ ۝

تو جنت جنم ہی اس کا ٹھکانا ہے کہ اور وہ جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے

وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَى ۝ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَى ۝

تو اور نفس کو خواہش سے روکا تو جنت جنت ہی ٹھکانا ہے کہ

مستزل

آخرت کے مقابل دنیاوی زندگی کو اختیار کرے وہ دائمی جنتی ہے کیونکہ وہ کافر ہے خیال رہے کہ دنیاوی زندگی وہ ہے جو نفسانی خواہشات میں خرچ ہو۔ اور جو زندگی آخرت کی تیاری میں صرف ہو، وہ دنیا کی زندگی نہیں اگرچہ دنیا میں زندگی ہے۔ دنیا کی زندگی اور ہے۔ دنیا میں زندگی کچھ اور۔ دنیا کی زندگی فانی ہے مگر جو دنیا میں زندگی آخرت کے لئے ہے فنا نہیں۔ بَلْ أَتَيْنَا بِكُمْ دَٰرَ الْجَهَنَّمَ ۝ یعنی جو دنیا میں گزارنے لگے، پھر رب کے سامنے کھڑے ہونے، اسے حساب دینے کو یاد کر کے گناہ سے ہمت جاوے وہ جنتی ہے یا جو کوئی خوف قیامت کی وجہ سے نفس کو بری خواہشوں سے روکے وہ جنتی ہے۔ ہنوی سے مراد ناجائز خواہشیں ہیں۔

۱۔ (شان نزول) کفار مکہ دل لگی اور مذاق کے طور پر قیامت کا دن اور تاریخ وغیرہ پوچھتے تھے، ان کے متعلق یہ آیت کریمہ اترتی جس میں حضور کو بتانے سے فرمایا گیا، ورنہ مسلمانوں کو حضور نے قیامت کا دن، تاریخ، مہینہ، بتا دیا کہ عاشورہ کے دن بروز جمعہ ہوگی اور قیامت کی بے شمار علامات بتا دیں ۲۔ اس کے ایک معنی یہ بھی کے گئے ہیں کہ جیسا سوالیہ انتہا میں ذکر کیا ان کا یہ سوال کس شمار میں ہے تم خود قیامت یاد دلانے والوں میں سے ہو کہ آپ آخری نبی آچکے، اب قیامت ہی آتی باقی ہے اس سے دوسرے معلوم ہوتے ایک یہ کہ ہر سال کا یہ اب دینا نہیں چاہیے، رب نے قیامت کی تاریخ پوچھنے والوں کا جواب نہ دیا۔ دوسرے یہ کہ حضور سے سوال رب سے سوال ہے کیونکہ ان لوگوں نے حضور

۳۔ سے پوچھا تھا، رب نے یہ جواب دیا ۳۔ کہ رب کے بغیر بتائے کوئی شخص اندازے صاحب وغیرہ سے قیامت کو بتا نہیں سکتا ۴۔ یعنی قیامت سے ڈرنا آپ کا فرض منصبی ہے۔ قیامت کا بتانا آپ کو لازم نہیں، چونکہ ڈرانے کا فائدہ صرف مومن ہی اٹھاتے ہیں، اس لئے ان کا ذکر فرمایا گیا ۵۔ ورنہ حضور عالمین کے لئے نذیر ہیں ۵۔ یعنی کفار قیامت دیکھ کر دنیا کی زندگی کو صرف رات بھری زندگی محسوس کریں گے جیسے آج صبحیت میں گرفتار آدمی کو راحت کا دروازہ زمانہ خواب و خیال معلوم ہوتا ہے۔ ۶۔ غائب کا معنیہ فرمانے میں انتہائی محبوبیت کا اظہار ہے، یعنی ہمارے ایک محبوب ہیں جو اپنے ایک غلام سے ناراض ہو گئے، خیال رہے کہ یہاں کو نامی حضرت عبداللہ بن ام مکتوم کی تھی کہ درمیان کلام سوال عرض کر دیا، یہ آداب مجلس کے خلاف تھا، حضور کی کیسگی خاطر شریف بالکل حق تھی مگر عشاق آداب سے بے خبر ہوتے ہیں، ان کے ایسے قصور معافی کے لائق ہیں، اس لئے انہیں ناپایا فرمایا، یعنی جو آپ کے عشق میں آداب سے ناپایا ہے، رب نے حضور کے عاشق کی طرف درازی فرمائی اس میں بھی حضور ہی کی شان کا اظہار ہے کہ ان کے عاشق کی غلطیاں معاف ہیں ۷۔ یعنی اس کا آپ کے پاس آنا عبادت ہے، عبادت پر خوش ہونا چاہیے نہ کہ ناراض، نیز وہ ناپایا بڑی صمیمیت سے آپ تک پہنچا، آنکھیں تھیں نہیں، کسی سے آپ کا پتہ پوچھ نہ سکتا تھا ورنہ کافر تاتائے، نیز وہ بوجہ ناپایا ہونے کے آپ کے چہرہ انور پر غضب کے آثار دیکھ نہ سکا، نیز جو آپ کے عشق میں ناپایا ہو گیا اس پر آداب مجلس، اجازت لے کر کلام کرنا وغیرہ سب کچھ معاف ہے تو انہیں عاقلوں کے لئے ہیں جو عشق میں عقل کھو چکے، ان کے لئے نہیں۔ مصری عورتوں نے ہمال یوسفی دیکھ کر اپنے آپ کو زخمی کر لیا گنگار نہ ہوئیں ۸۔ ان آیات کا شان نزول یہ ہے کہ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سرداران قریش کو دعوت اسلام دے رہے تھے کہ اس

عج ۳۰	۹۳۳	عجس ۱۰
<p>يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا ۚ فِيمَا أَنْتَ مِنْ ذِكْرِهَا ۚ إِلَىٰ رَبِّكَ مُنْتَهَاهَا ۚ إِنَّا أَنْتَ مُنْذِرٌ مِّنْ يُخْشَاهَا ۚ</p> <p>کیا تم کو اس کے بارے میں پوچھا ہے کہ وہ کب آئے گی؟ تم نے انہیں اس کے بارے میں یاد دلانے والے ہو جو اس سے ڈرتے ہیں۔</p> <p>كَا تَمَّ يَوْمٌ يَرَوْهَا كَالَّذِي نَوَىٰ الْإِعْشَاءَ ۚ وَخُذْهَا ۚ</p> <p>وہ دن آئے گا جیسے وہ دن جسے تم نے نوازا ہے جیسے تم نے نوازا ہے کہ اس کے دن بڑھے گا۔</p> <p>بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝ إِنَّا أَنْتَ مُنْذِرٌ مِّنْ يُخْشَاهَا ۚ</p> <p>ان کے نام سے شروع ہو نبی بن رحمان رحیم والا</p> <p>عَبَسَ وَتَوَلَّىٰ ۖ إِنَّ جَاءَهُ الْأَعْمَىٰ ۚ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّهِ</p> <p>نور کی چٹھائی پر نہ بٹھاتا اس پر کہ اس کے پاس دھندلا ہوا تھا اور نہیں کیا معلوم تھا یہ وہ</p> <p>يَزْكِي ۚ أَوِ يُدْرِكُهُ الْفُتُقُوعُ ۚ أَلَمْ يَأْمُرْ أَنْتَ لِقَائِهَا ۚ</p> <p>ستارہ جو بالصفحت لے تو اسے نصیحت فرما دے کہ وہ جو بے پروا بنائے لے</p> <p>فَأَنْتَ لَهُ تَصَدَّىٰ ۚ وَمَا عَلَيْكَ أَلَّا يَزْكِي ۚ وَأَمَّا مَنْ</p> <p>تم اس کو تو بچھو تو بھلا کہ زار نہیں اس کی کہ وہ ستارہ نہ بھولے اور وہ جو تمہارے</p> <p>جَاءَهُ لَيْسَ لِي ۚ وَهُوَ يَخْشَىٰ ۚ فَأَنْتَ عَنْهُ تَلَهَّىٰ ۚ</p> <p>حضور کھڑا آیا اور وہ ڈر رہا ہے کہ اسے چھو کر اور طوفان شوق ہوتے ہوئے ہوں نہیں</p> <p>إِنَّا هَاتَذِكْرَةَ ۚ فَمِنْ شَاءَ ذَكَرَهُ ۚ فِي صُفْحٍ مُّكْرَمَةٍ ۚ</p> <p>یہ تو سمجھا رہا ہے کہ جو چاہے اسے یاد کرے کہ ان صحیفوں میں کرامت والے ہیں</p> <p>مَرْفُوعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ۚ بِأَيْدِي سَفَرَةٍ ۚ كِرَامٍ بَرَرَةٍ ۚ</p> <p>بلندی والے ہاتھ والے ہاتھوں کو ہاتھ لکھ گئے جو کرم والے کوئی ہاتھ لے</p> <p>قَتَلَ الْإِنْسَانَ مَا اكْفَرَهُ ۚ مِنْ أَمْرِ شَيْءٍ خَلَقَهُ ۚ</p> <p>آدمی مارا جانے کیا ناشکر ہے اسے کا ہے سے بنایا پانی کی</p>		

حالت میں سیدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ ناپایا حاضر ہوئے اور انہوں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو بار بار پکار کر عرض کیا کہ جو رب نے آپ کو سکھایا ہے مجھے بھی سکھائیے، ان کا درمیان میں قطع کلامی کرنا خاطر اقدس پر گراں گزرا، جس کے آثار چہرہ انور پر نمودار ہوئے اور سرکار اپنے دولت خانہ میں تشریف لے گئے بغیر عبداللہ کو جواب دینے اس موقع پر یہ آیات اتریں ۹۔ آپ سے اس سے معلوم ہوا کہ اپنے کو حضور سے بے پروا نہ جانا بدترین کفر ہے سب حضور کے محتاج ہیں، یہ کفار اپنے کو رب سے بے نیاز نہ جانتے تھے، حضور سے بے پروا سمجھتے تھے اس پر عتاب ہے، مطلب یہ ہے کہ سرداران قریش جو اپنے کو آپ سے بے پروا سمجھتے ہیں آپ ان کی پروا کیوں کرتے ہیں، آپ ان مساکین کی پروا کریں جو اپنے کو ہمیشہ آپ کا نیاز مند جانتے ہیں ۱۰۔ یعنی اس کے ایمان سے اس ہی کو فائدہ ہے اگر

(بقیہ صفحہ ۹۳۳) کوئی بھی آپ پر ایمان نہ لائے تو آپ کا حرج نہیں ۱۱۔ معلوم ہوا کہ آپ کے پاس آنا اور آنے میں دقت اٹھانا، دل میں خوف ہونا بڑی عبادت ہے ۱۲۔ یعنی یہ آیات قرآن پر گزشتہ عدد و بیان، یا آئندہ واقعات کو یاد دلانے والی ہیں یا نصیحت ہیں، تذکرہ کے تیوں معنی ہیں۔ نصیحت کے معنی تیر خواہی ہیں، انسان اپنے تیر خواہ کے فرمان پر بے تامل عمل کرتا ہے، جیسے حکیم اور ماں باپ، تو بندے کو چاہیے کہ رب کے احکام پر بھی بلا توقف عمل کرے، ۱۳۔ یعنی جو چاہے اس قرآن سے اگلی یا پچھلی باتیں یاد کرے یا جو چاہے اس سے نصیحت لے، یا جو چاہے اسے حفظ کرے، صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ رب جس کی ہدایت چاہے وہ ہی قرآن کی ہدایت لیتا

ہے ۱۴۔ اس سے مراد وہ فرشتے جو قرآن کریم کو لوح محفوظ سے صحیفوں میں نقل کرتے ہیں، رب نے ان کی تعریف فرمائی، اس سے معلوم ہوا کہ جن کاغذوں پر قرآن لکھا جائے، جن قلموں سے لکھا جائے، جو قلمیں، سب حرمت والے ہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن کو سب سے اونچا رکھو، اور ہر پاؤں یا پتھہ نہ کرو، گندا آدمی اسے نہ چھوئے جیسا کہ کمرتہ، مرفوضہ اور مطہرہ سے معلوم ہوا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ تمام صحابہ کرام متقی ہیں۔ کیونکہ وہ حاملین قرآن میں حاملین کو رب نے کرام بھی فرمایا اور برہ بھی فرمایا۔ ۱۵۔ صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ کاغذ تو نقوش قرآن کی جگہ ہے، زبان اور کان الفاظ قرآن کی جگہ اور دماغ معانی قرآن کی جگہ، عقل مومن اسرار قرآن کی اور صوفیاء کا دل جذبہ قرآن کی جگہ ہے، لہذا صحیفہ کرمہ اہل اللہ کے سینے ہیں، جو اسرار قرآن کے سمجھتے ہیں، جیسے قرآن کا کاغذ اس کی جگہ، اس کا غلاف سمجھتے ہیں، ایسے ہی اولیاء کے سینے، ان کی قبور تمام معظم و محترم ہیں کہ یہ اسرار قرآن کے صفحے ان کے غلاف وغیرہ ہیں۔

۱۔ اس طرح کہ بدن کے اعضاء ان کی قوتیں اندازے کے مطابق ہمیشہ پھر روزی، زندگی و موت، مال و دولت عزت و عظمت سب کے اندازے لگائے اور ہر ایک کو اندازے سے عطا فرمائے ۲۔ ہاں کے پیٹ سے باہر آنے کا یا زندگی میں مومن کے لئے راہ ہدایت آسمان فرمائی ۳۔ مومن کی موت بھی اللہ کی نعمت ہے کہ اس موت کے ذریعہ وہ دنیاوی مصیبتوں سے چھٹکارا پا کر محبوب حقیقی کا وصال حاصل کرتا ہے مومن کی موت مصیبتوں سے چھوٹنے کا دن ہے اور کافر کی موت اس کی پکڑ کا وقت ۴۔ خیال رہے کہ سب سے پہلے بائبل کی موت قاتل کے ہاتھوں واقع ہوئی، رب نے ایک کوئے کے ذریعہ اسے دفن کرنا بتایا، پھر آدم علیہ السلام کی وفات پر فرشتے اولاد آدم کے پاس آئے، اور جنتی کا فورہ راہ لائے، اور ان کے سامنے آپ کا قتل و کفن و دفن کیا تا کہ یہ اسے

نُفْطَةَ خَلْقِهِ فَقَدَرَهُ ۝ ثُمَّ السَّبِيلَ يَسْرَهُ ۝ ثُمَّ أَمَاتَهُ ۝

یونہ سے اسے پیدا فرمایا پھر اسے طرح طرح کے اندازوں پر رکھا نہ پھر اسے راستہ آسمان کیا نہ پھر اسے

فَأَقْبَرَهُ ۝ ثُمَّ إِذْ أَنشَأَ نَشْرَهُ ۝ كَلَّا لَيَمْلِكُنَّ مَّا أَفَرَهُ ۝

موت دی نہ پھر قبر میں رکھا یا نہ پھر جب چاہا اسے باہر نکالا کوئی نہیں اس نے آپ تک پورا دنیا

فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ إِلَى طَعَامِهِ ۝ أَنَا صَبَبْنَا الْمَاءَ صَبًّا ۝

جو اسے حکم ہوا تھا تو آدمی کو پہلے اپنے کھانوں کو دیکھ کر کہ ہم نے کبھی طرح پانی ڈالا نہ

ثُمَّ نَسْفَقْنَا الْأَرْضَ نَسْفًا ۝ فَالْبَتْنَا فِيهَا حَبًّا ۝ وَعُتْبًا ۝

پھر زمین کو خوب چھراٹ تو اس میں اگایا اناج اور انجور

وَقَضْبًا ۝ وَزَيْتُونًا وَنَخْلًا ۝ وَحَدَّائِقٍ غُلْبًا ۝ قَ ۝

اور چارہ اور زیتون اور کھجور اور گنے باجھے اور

فَاذْكُوهٗٓ وَاآتَا ۝ مِّنَّا عَالِمُكُمْ ۝ وَلَا تَعْلَمُكُمْ ۝ فَاذْجَأَتْ

بیوے اور دُوب نہ قبائے فائدے کو اور قبائے جو پاؤں کے نہ پھر جب آئے گی وہ

الصَّاحَّةُ ۝ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَاءُ مِنْ أَخْبِهِ ۝ وَأَوَّلَهُ ۝ وَآبِيهِ ۝

کان بچانے والی بچھڑا اس دن آدمی بھاگے گا اپنے بھائی اور ماں اور باپ

وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ ۝ لِكُلِّ أُمَّرٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ

اور جو رو اور بیٹوں سے ملے ان میں سے ہر ایک کو اس دن ایک کربہ کے دیئے گئے

يُعِينُهُ ۝ وَجْهَ يَوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ۝ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ۝

ہنس رہے گئے منہ اس دن روشن ہوں گے نہ ہنسنے خوشیاں مناتے نہ

وَوَجْهَ يَوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ۝ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ۝

اور گئے مومنوں پر اس دن گرد بڑی ہوگی ان پر سیاہی چڑھ رہی ہے نہ

أَوَّلِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجْرَةُ ۝

تو وہی ہیں کافر بدکار

منزل ۵

سیکھ لیں، خیال رہے کہ قبر میں دفن بھی مردہ کی عزت افزائی ہے۔ چونکہ انسانی ابتداء خاک سے ہے تو چاہیے کہ اس کی انتہائی خاک پر ہو، نیز بڑی چیزوں کو جلایا جاتا ہے، قبر سے میت کی یادگار باقی رہتی ہے، اچھی چیز کو امانت کر کے زمین میں دفن کیا جاتا ہے۔ لوگ اس سے فیض حاصل کرتے ہیں، درخت کی جڑ زمین میں شاخیں زمین پر ہوتی ہیں، مکان کی بنیاد زمین میں عمارت اوپر ہوتی ہے، ایسے ہی مسلمان مردے زمین میں اور زندے زمین پر ہیں، مردے کو جلاسنے میں یہ فائدہ نہیں اس لئے مردے کو دفن کرنا نعمتوں میں شمار فرمایا۔ ۵۔ غلظت نظر الانساد میں صیغہ امر و جواب کے لئے ہے یا استنباب کے لئے، نظر آنکھ سے دیکھنے کو بھی کہتے ہیں اور دل سے دیکھنے، غور کرنے کو بھی، آنکھ کی نظر وہی منفید ہے جو غور کے ساتھ ہو، انسان سے ہر آدمی مراد ہے کافر ہو یا مومن، قاجر ہو یا متقی اس نظر سے کافر کو ایمان، مومن کو

(بقیہ صفحہ ۹۳۴) عرفان ملا ہے ایک ساعت کی فکر ہزار برس کے ذکر سے افضل ہے 'طعام میں ہر کھانا داخل ہے غذا ہو یا پھل فروٹ' جب ہم کھانا پکارتے والے کی تعریف کرتے ہیں تو کھانا بنانے والے کی بھی حمد و ثنا چاہیے ۶۔ جو ترو تاؤ کی بارش سے ہوتی ہے وہ کنوئیں کے پانی سے نہیں ہوتی 'کیونکہ بارش کا پانی عرق ہے جو بہت دور سمندر سے آتا ہے اور سے گرتا ہے مگر نہ زمین کا دانہ باہر نکل پڑتا ہے۔ نہ زمین میں گڑھے پڑتے ہیں' ایسے ہی اپنے اعمال اس وقت تک کام نہیں آتے جب تک کہ ولایت اور نبوت کا فیضان نہ ہو 'غذا جسمانی میں بھی غور کرو اور غذا روحانی میں بھی ہمارے اعمال دانہ ہیں فیضان نبوت رحمت کی بارش ہے۔ جس سے دانہ کا

کمزور پودا نمودار ہوتا ہے اگر رب تعالیٰ زمین کو چیر نہ دیتا تو کمزور کو پہل باہر کیسے نکلتی ۸۔ خیال رہے کہ "قنوت بھی چارہ کو کہتے ہیں اور آب بھی" لیکن قنوت وہ چارہ ہے جس کی جڑیں انسان کھائیں اور پتے جانور کھائیں۔ جیسے شکر قدی گاڑ وغیرہ لیکن اب وہ جس کی جڑیں اور پتے سب جانور کھائیں ۹۔ آیت کا مقصد یہ ہے کہ جب یہ سب کچھ ہم نے تمہارے لئے کیا تو تمہیں بھی چاہیے کہ کچھ ہمارے لئے کرو ۱۰۔ قیامت کے اول وقت ہر ایک کو اپنی پڑی ہوگی کوئی کسی کو نہ پوچھے گا 'انبیاء کرام نفسی نفسی فرمائیں گے' جب حضور شفاعت کا دروازہ کھول دیں گے پھر ہر مومن دوسرے کو پوچھے گا 'حق کی کچھونٹے بچے ماں باپ کی شفاعت کریں گے یہاں اول وقت کا ذکر ہے لہذا آیت میں تعارض نہیں ۱۱۔ جیسے دنیا کی بیماری 'نفس' سکون' مالداری' غریبی' تعجب' حیرت وغیرہ چرے سے معلوم ہو جاتے ہیں ایسے ہی آخرت میں ایمان و کفر' برائی و نیکی وغیرہ چرے سے معلوم ہوگی بلکہ عام مومنین و

اولیاء اللہ انبیاء کرام کے چروں میں فرق ہو گا۔ چہرہ رب تعالیٰ کی کتاب ہے اس لئے چہرے پر مارنا اور چہرہ بگاڑنا منع ہے ۱۲۔ یعنی غوثیت نیکیوں کی بنا پر ان کے منہ اجالے ہوں گے اور قیامت کی موجودہ عزت افزائی کی بنا پر ہشتے ہوں گے اور آئندہ راحتوں کے خیال سے خوشیاں مناتے ہوں گے یہ نہی غفلت کی نہ ہوگی ۱۳۔ کفار پر کیونکہ رب تعالیٰ مومن کا منہ کالا نہ کرے گا ۱۴۔ قیامت میں کفار کے چروں پر کفر کی وجہ سے سیاہی اور ان کی بد عملیوں کی وجہ سے گرد ہوگی 'اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اگرچہ کفار دنیا میں عبادت کے مکلف نہیں مگر آخرت میں ان پر پکڑ ضرور ہوگی' رب فرمانا ہے۔ فالاولم نجد من المصلین دوسرے یہ کہ کفر و ایمان کی طرح نیکی و بد اعمال بھی چروں پر نمودار ہوں گے پیشہ و بیکاری کے چرے پر گوشت نہ ہو گا' بیویوں میں عدل نہ کرنے والوں کی ایک کھوت ساقط ہوگی تیسرے یہ کہ ہر شخص کو قیامت میں چروں کے آثار سے ہر ایک کی پہچان

ع۔ ۱۰	۹۳۵	التکوین ۱۱
<p>بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ</p> <p>اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے</p>		
<p>إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۝ وَإِذَا النُّجُومُ انْكَدَرَتْ ۝ وَإِذَا الْجِبَالُ</p> <p>جب دھوپ پھینک جائے گی اور جب ستارے جھڑ پھریں اور جب پہاڑ چلائے</p>		
<p>سَبَّحَتْ ۝ وَإِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ۝ وَإِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ ۝</p> <p>جائیں اور جب ہنسیاں چھوٹی پھریں اور جب وحشی جانور جمع کئے جائیں</p>		
<p>وَإِذَا الْبِحَارُ سُجُوتٌ ۝ وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ ۝ وَإِذَا</p> <p>اور جب سمندر سلا گئے جائیں اور جب جانوروں کے جوڑے بنیں اور جب</p>		
<p>الْمَوءُ دُتْ سِجِلَتْ ۝ يَا أَيُّ ذُنُوبِكُمْ قَبْلَتْ ۝ وَإِذَا الصُّخُفُ</p> <p>زندہ دانی ہوئی سے بدل چکا جائے گی کسی خطا پر ماری گئی اور جب نامہ اعمال</p>		
<p>نُشِرَتْ ۝ وَإِذَا السَّمَاءُ كُشِطَتْ ۝ وَإِذَا الْجَحِيمُ سُعِرَتْ ۝</p> <p>کھولے جائیں اور جب آسمان جگڑے کھینچ لیا جائے اور جب جہنم جھڑکایا جائے</p>		
<p>وَإِذَا الْجَنَّةُ أُزْلِفَتْ ۝ عَلِمْتُ نَفْسٌ مَا أُخِذْتُ ۝ فَلَا</p> <p>اور جب بہشت پاس لائی جائے گی ہر جان کو معلوم ہو جائے گا جو حاضر لائق نہ تو</p>		
<p>أَقِمْ بِالنَّحْسِ ۝ الْجَوَارِ الْكُنْزِ ۝ وَالْيَلِيلُ إِذَا عَسْعَسَتْ ۝</p> <p>تمہیں ان کی جولنے پھر میں سیرھے چلیں خیر میں نہ اور رات کی جب بچھٹے</p>		
<p>وَالصُّبْحُ إِذَا تَنَفَّسَتْ ۝ إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ۝ ذِي قُوَّةٍ</p> <p>اور صبح کی جب دم لے گی بے شک یہ نبوت والے رسول کا کہنا ہے بلا جوت و لالہ</p>		
<p>عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ يَكِينٍ ۝ قُطَاعٍ ثَمَرٍ أَمِينٍ ۝ وَمَا صَاحِبُكُم</p> <p>نہ مالک غم کے حضور عزت والا نہ ہاں اس کا حکم مانا جاتا ہے امامت پر ہے اور نبیائے صاحب</p>		
<p>بِمَجْنُونٍ ۝ وَلَقَدْ رَآهُ بِالْأَفْقِ الْمِيمِينَ ۝ وَهُوَ عَلَى الْغَيْبِ</p> <p>مجنون نکالیں اور بیشک انہوں نے اسے دیکھ کر بارہ پر دیکھا اور یہ ہی غیب بتائے میں</p>		
<p>مَنْزُولٌ ۝</p>		

ہوگی جو کہے کہ حضور کو کافر و مومن کی پہچان نہ ہوگی وہ اس آیت کا انکار ہی ہے۔

۱۔ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو قیامت کو آج دیکھنا چاہے وہ سورہ تکوین پڑھے (غزالی) ۲۔ اس طرح کہ سورج میں روشنی نہ رہے مگر گرمی اور بھی زیادہ ہو جائے ۳۔ یعنی قیامت کی دہشت و وحشت کا یہ حال ہے کہ اہل عرب اپنی دودھ والی اونٹنیوں سے بے خبر اور بے پروا ہو جاویں 'عرب والے دودھ کی اونٹنی سے بہت محبت کرتے تھے ۴۔ کہ ظالم جانور کا مظلوم سے بدلہ لے کر انہیں خاک کر دیا جائے ۵۔ اس طرح کہ نیک بندے نیکیوں کے ساتھ اور برے بروں کے ساتھ کر دینے جاویں۔ یارو میں جسموں سے جوڑ دی جاویں یا جنتوں کا جنتی حوروں سے نکاح کر دیا جائے ۶۔ یعنی سمندر روں میں آگ لگ جائے اور پانی جلا کر فکا کر دیا جاوے۔ یہ بقیہ صفحہ ۹۳۶ پر

۱۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب دیا گیا، دوسرے یہ کہ حضور نے اس میں سے بہت کچھ بتادیا، ظاہر ہے کہ بخیل نہ ہونا سچی ہونا، اس ہی کی صفت ہو سکتی ہے جس کے پاس چیز ہو اور وہ لوگوں کو دینا رہے، غیب سے مراد مسائل شرعیہ ہیں جو عالم غیب سے آئے، یا مراد کوشش و آئندہ زمانہ کے فیصلی حالات ہیں یا عالم غیب کی خبریں، پہلی صورت میں دو فائدے حاصل ہوں گے ایک یہ کہ عالم کو شرعی مسائل چھپانا نہ چاہئیں، دوسرے یہ کہ حضور نے کوئی مسئلہ نہ چھپایا جو لوگ حدیث قرآن سے اعتراض کرتے ہیں اس سے لازم آتا ہے کہ حضور نے تبلیغ عمل نہ فرمائی، نیز یہ کہ حضور نے بعض صحابہ سے دہ کر

بعض مسائل بیان نہ کئے، یہ عقیدہ اس آیت کے بھی خلاف ہے اور اس آیت کے بھی یا ایہا النبی بلغ ما نزل الیہ من ربک نیز لازم آتا ہے کہ دین مکمل نہ پہنچا، حالانکہ رب فرماتا ہے۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْیَسْلَمَ تَقْرِیْرَکُمْ مَعْلُوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو علم غیب دیئے اور حضور نے صحابہ کرام کو بتائے ۳۔ (شان نزول) کفار کبھی کہتے تھے کہ کوئی جن یا شیطان حضور کو یہ کلام سنا جاتا ہے ان کی تردید میں یہ آیت نازل ہوئی ۳۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہانوں کے خیر خواہ ہیں یا سب کی عزت یا سب کی اگلی یا پچھلی باتیں یاد دلانے والے ہیں، یا قرآن کریم، لہذا اس آیت کی دس تفسیریں ہو سکتی ہیں۔ ۴۔ کہ وہی حضور سے فائدہ اٹھا سکتا ہے بارش عالم کے لئے رحمت ہے مگر عمدہ زمین ہی اس سے فائدہ اٹھاتی ہے ۵۔ یعنی تم رب کے چاہے بغیر کچھ بھی نہیں کتے، تمہارا ارادہ اور چاہنا رب کے ارادے کے تابع ہے خیال رہے کہ ارادہ مشیت اور حکم میں بڑا فرق ہے ۶۔ اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ انسان اپنے اختیاری کام میں مختار ہے، جیسا کہ الان یشاء کے استثناء سے معلوم ہوا دوسرے یہ کہ انسان کا اختیار مستقل نہیں بلکہ رب تعالیٰ کی مشیت کے تابع ہے، تیسرے یہ کہ دنیا کا ہر کام رب کی مشیت و ارادہ سے ہے مگر اس کے حکم اور اس کی پسندیدگی سے نہیں، چوتھے یہ کہ اللہ تعالیٰ بندے کے ہر کام کا ارادہ فرماتا ہے مگر اسے برے کام کی رغبت یا مشورہ نہیں دیتا۔ بلکہ اس سے منع فرماتا ہے، برے کاموں کی رغبت الیہیں لینا دینا ہے۔ ۷۔ نہ کھاری ٹھٹھے سب رل مل جاویں جو قیامت میں ہو گا ۸۔ اور مروے زندہ کر کے نکالے جاویں ۹۔ یعنی جو کچھ صدقہ اور خیرات کر کے آگے بھیجے، اور جو کچھ حج کر کے بطور میراث پیچھے چھوڑ دیا، یہ جانتا یا تو اپنے نامہ اعمال کو پڑھ کر ہو گیا ہر نفس کو خود اپنے سارے اعمال یاد آجائیں گے، رب فرماتا ہے۔ اَعْلَمَکُمْ ۱۰۔ کہ تیرے غضو، جسم میں ہر عضو وہاں ہی لگایا جہاں اسے لگنا چاہئے تھا ۱۱۔ کسی کو کلا کسی کو گور۔

کوئی لبا کوئی پست قد، کوئی عورت کوئی مرد، یعنی اے کافرو تم نبی کے اس لئے منکر ہو کہ قیامت پر یقین نہیں کرتے اگر قیامت کو مانتے ہو تو یغیر پر ضرور ایمان لے آتے۔ ۱۳۔ اس سے چند مسائل معلوم ہوئے ایک یہ کہ انسانوں کی جان و اعمال کی حفاظت کے لئے فرشتے مقرر ہیں، جان کی حفاظت کے لئے ساتھ، اعمال کی حفاظت کے لئے چار، دودن کے، دو رات کے، دوسرے یہ کہ فرشتے صرف انسانوں پر مقرر ہیں دیگر مخلوق پر نہیں، اسی لئے مالک پہلے فرمایا۔ تیسرے یہ کہ اللہ کے کام اس کے بندوں کی طرف منسوب ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ حافظ و ناصر رب تعالیٰ ہے مگر ارشاد ہوا کہ فرشتے حفاظت کرتے ہیں۔ لہذا یہ کہنا جائز ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری حفاظت فرماتے ہیں ہمیں مصیبتوں سے بچاتے ہیں، چوتھے یہ کہ انسان کو بری جگہ نہ جانا چاہیے تاکہ ہماری وجہ سے ان فرشتوں کو وہاں نہ جانا

(بقیہ صفحہ ۹۳۶) پڑے ۱۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ فرشتے اللہ کی بارگاہ میں عزت والے کریم ہیں دوسرے یہ کہ ان پر ہمارے سچے ظاہر کوئی عمل پوشیدہ نہیں، تب ہی تو وہ ہر عمل کو لکھ لیتے ہیں۔ خیال رہے کہ کرام کریم کی جمع ہے کریم یا کرامت سے بنایا کرم سے یعنی اللہ کے نزدیک معزز یا اے مسلمانوں تم پر مہربان کہ تمہیں نظر نہیں آتے ورنہ تم پوشیدہ کام نہ کر سکتے، وہ تمہارے گناہ کسی پر ظاہر نہیں کرتے، نیکی ایک کی دس، اور گناہ ایک کا ایک لکھتے ہیں، خیالی نیکی کو لکھ لیتے ہیں، خیالی گناہ کو نہیں لکھتے۔ ۱۵۔ اس کرنے میں قلب و قالب، دل و دماغ سب اعضاء کے کام داخل ہیں، اگر صرف دل کے کام مراد ہوں تو وہ فرشتے ہمارے

ایکھے برے ارادے اور اچھے خیالات، سانس اور دل کے ذکر و فکر، مومن کا ایمان، منافق کا کفاح کیسے لکھیں، حالانکہ وہ فرشتے سب لکھتے ہیں، یہ سنی بھی ہو سکتے ہیں کہ جو تم کرتے ہو یا کرو گے وہ سب جانتے ہیں جیسا کہ مترجم قدس سرہ کے ترجمہ سے ظاہر ہے، کیونکہ وہ فرشتے لوح محفوظ پر نظر رکھتے ہیں، روزانہ کی لکھی ہوئی دائری لوح محفوظ کے مطابق کرتے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ رب نے ان فرشتوں کو ہمارے متعلق وسیع علم غیب دیا، اور ہمارے حضور کا علم ان سے کہیں زیادہ ہے ۱۶۔ رہے گنہگار مومن، وہ اللہ کے ارادہ پر موقوف ہیں، سزا دے یا معاف فرمادے، نیک کاروں کی چھوٹی اولاد اپنے ماں باپ کی طفل نیک کاروں میں شمار ہے، لہذا آیات کا آپس میں تعارض نہیں دیکھو مومن کا بچہ مومن ہے باپ کے سبب سے ۱۷۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ کفار کے چھوٹے بچے انشاء اللہ روز قیامت میں کیونکہ وہ بدکار نہیں، واللہ ورسولہ اعلم۔

۱۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ سزا جزا کے لئے جنت و دوزخ میں جسمانی داخلہ قیامت کے بعد ہو گا۔ فوت ہوتے ہی شہیدوں کی روحیں جنت میں جاتی ہیں۔ نہ کہ جسم، آدم علیہ السلام جنت میں جزا کے لئے نہ رہے تھے بلکہ ریشہ نگ کے لئے ۱۹۔ اے انسان تو کیا جانے کہ قیامت کیا ہے اگر تو لاکھ غور کرے مگر ملاحظہ، اس دن کی وحشت اور دہشت کو نہیں پہچان سکتا، یا اے نبی، آپ اپنی عقل و رائے سے نہیں جان سکتے کہ قیامت کیا ہے، یہ تو ہم نے اپنی وحی اور معراج کے مشاہدے سے آپ کو بتا دیا۔ خیال رہے کہ نبی کی نگاہ اگلی پچھلی، حاضر غائب تمام چیزوں کو دیکھتی ہے ۲۰۔ یعنی کوئی کافر کسی کی شفاعت نہ کر سکے گا (غازن) یا کوئی مومن کسی کافر کی حاجت روائی نہ کر سکے گا لہذا اس آیت سے شفاعت کی نفی نہیں ہوتی شفاعت باذن اللہ ہوگی، یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ قیامت میں مالک احکام یعنی حاکم صرف رب تعالیٰ ہے، انبیاء و مرسلین حاکم نہیں، حاکم کی بارگاہ میں شفیع ہیں، وکیل و گواہ فیصلہ کے مالک

نہیں ہو کرتے، اس آیت میں ملک کی نفی ہے ۲۱۔ یعنی دنیا میں بعض انسان مجازاً ظاہری یا باطنی حکام ہیں، مگر قیامت کے دن اللہ کے سوا کوئی مجازی حاکم بھی نہ ہو گا۔ لہذا اس دن سے ڈر کر اعمال اچھے کرو ۲۲۔ (یہ سورۃ کی ہے یا مدنی یا بحالت ہجرت راستہ میں نازل ہوئی) شان نزول یہ عرب کے تاجر لینے کا لینا نہ اور رکھتے تھے دینے کا اور جو کم تھا جیسے ابو جہتہ، ان کے متعلق یہ آیات نازل ہوئیں (خزائن) ۲۳۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی دنیا میں لوگوں کی گالیاں کھاتا ہے، اس کا اعتبار اٹھ جاتا ہے کم تولنے سے تجارت کا فروغ نہیں ہوتا، رزق میں بے برکتی ہوتی ہے، آخرت میں اس کا یہ گناہ معاف نہ ہو گا کیونکہ اس نے بندے کا حق مارا، نیز حرام رزق جاتا ہے کم تولنے سے تجارت کا فروغ نہیں ہوتا، رزق میں بے برکتی ہوتی ہے، آخرت میں اس کا یہ گناہ معاف نہ ہو گا کیونکہ اس نے بندے کا حق مارا، نیز حرام رزق جاتا ہے

۳۰۵۷
۹۳۷
الطہقین

يَوْمَ الدِّينِ ۝ وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَائِبِينَ ۝ وَمَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمَ الدِّينِ ۝ ثُمَّ مَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمَ الدِّينِ ۝ يَوْمَ كُيَسَافَتُ النَّاسُ كَمَا كَانُوا ۝ كَيْسَ النَّاسِ لَمَّا كُنُوا فِي يَوْمِ الدِّينِ ۝ لَا تَتَّبِعْ نَفْسَكَ لِنَفْسِكَ شَيْئًا ۝ وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِلَّهِ ۝

کوئی جان کسی جان کا کچھ اختیار نہ کرے گی، نہ اور اس کا کہ اس دن اللہ کا ہے، کس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اٰلِیٰہِہٖمَا شَہٰدَتُہٗمَا

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

وَبِئْسَ لِلْمُطَفِّفِينَ ۝ الَّذِينَ اِذَا اُكْتُلُوا عَلٰی النَّاسِ

کم تولنے والوں کی خرابی ہے، تو وہ کہ جب آدمیوں سے باپ لیں

یَسْتَوْفُونَ ۝ وَاِذَا کَانُوْهُمُ اَوْزُوْا ۝ وَهُمْ یُخْسِرُوْنَ ۝

پورا لیں گے اور جب انہیں باپ تول کر دیں کم کر دیں گے

الْاٰیِطْنَ اُولٰٓئِکَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْتُوْنَ ۝ لَیَوْمٍ عَظِیْمٍ ۝ یَوْمَ

کیا ان لوگوں کو گمان نہیں کہ انہیں اجناسے لے ایک وقت والے دن کیسے نہ جس دن

یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝ کَلَّا اِنَّ کِتٰبَ الْفَجْرِ لَفِیْ

سب لوگ رب العالمین کے حضور کھڑے ہوں گے، بیشک کا ذکر کی کتب سے بھیجے گا

سَبْحِیْنٍ ۝ وَمَا اَدْرَاکَ مَا سَبْحِیْنٍ ۝ کِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۝ وَبِئْسَ

بکھیرا ہوا ہے اور تو کیا جانے یہیں کیسی ہے لہ وہ کتب ایک مہ کیا نوشتہ ہے اس دن

یَوْمَئِذٍ لِّلْمُکَذِّبِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ یُکَذِّبُوْنَ یَوْمَ الدِّیْنِ ۝

جھٹلانے والوں کی خرابی ہے جو انصاف کے دن کو جھٹلاتے ہیں، نہ

وَمَا یُکَذِّبُ بِہٖ اِلَّا کُلُّ مُعْتَدٍ اَیْمٍ ۝ اِذَا تَتَلٰوٰی عَلَیْہِ

اور اسے نہ جھٹلائے گا مگر ہر سرکش مٹا جب اس پر جاری آیتیں

منزل ۷

ذاتیہ صفحہ ۹۳) حالانکہ رب نے ترازو عدل کے لئے آفریں تھی مگر یہ شریف بد معاش ہے، پہلے مجرم سے چھپا مجرم زیادہ خطرناک ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بری نیت سے جائز کام بھی گناہ میں شمار ہوتا ہے کیونکہ خریدار کو اپنا حق پورا دینا گناہ نہیں، لیکن چونکہ آئندہ کم تول کر دینے کی نیت سے یہ لیا گیا ہے۔ لہذا اسے بھی گناہ میں شمار کیا گیا۔ چوری کی نیت سے مسجد میں آنا بھی گناہ ہے۔ یا اس طرح کہ بات کم رکھتے ہیں، یا اس طرح کہ کم تولنے ہیں یعنی ڈھڑی مارتے ہیں یا اس طرح کہ ترازو میں پائنگ رکھتے ہیں، پہلے پلڑے میں چیز اوپر والے میں بات رکھتے ہیں۔ یہ آیت سب کو شامل ہے۔ یعنی انہیں قیامت کا یقین ہے کیونکہ اس میں ان مسلمانوں کے

ذکر ہے جو ان حکم کے آنے سے پہلے کم تولنے کے عادی تھے، یا یہود و نصاریٰ کا یا ان مشرکین کا جو قیامت کے قائل تھے اور جن کو اپنا شفیع مانتے تھے، لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں کیونکہ یہ سوا انکاری ہے۔ ۱۰۰ اپنی قبروں سے اٹھ کر رب کے حضور حاضر ہوں گے کوئی مجرم کی حیثیت سے، کوئی گواہ کی، کوئی شفیع کی، کوئی وکیل کی، قیامت کی نوعیت میں فرق ہو گا۔ یعنی نہایت ہولناک جگہ ہے ساتویں زمین کے نیچے وہاں ابلیس اور اس کے لشکر کا دفتر ہے، معلوم ہوا کہ بدوں کے نامہ اعمال بری جگہ میں رکھے گئے ہیں، اگرچہ ان کا کافذ، روشنائی سب رب کی طرف سے ہے، قرآن کا ورق قابل تنظیم ہے، ناول تعمیر کے اور ارق جلاوینے کے لائق ۱۲ یعنی پوری خرابی و ان کی ہے جو قیامت کا انکار کر کے گناہ کریں اور کچھ خرابی ان کی بھی ہے جو قیامت کو مان کر مومن ہو کر گناہ کریں، خلاصہ یہ ہے کہ کافر گنہگار پوری خرابی میں ہے کہ عذاب سے کبھی چھکارا نہ پائے گا۔ اور گنہگار مومن کافر سے کم خرابی میں ہیں کہ سزا پا کر چھوٹیں گے، ۱۳ معتد بد عقیدہ ہے، اور احمق بد عمل، کیونکہ قیامت کا منکر رب کے عدل، اس کی دائمی ملکیت، اس کی قدرت کا منکر ہے، یا معتد ظالم ہے اور احمق عبادات کا چھوڑنے والا۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی دینی عقیدے کا انکار، کسی نفسانی خواہش کے پورا کرنے کے لئے ہوتا ہے، یہ کفار گناہ کرنے کے لئے قیامت کے منکر تھے، آج وہابی حضور کے علم غیب کا انکار اس لئے کرتے ہیں کہ حضور ان کے پول کھولتے ہیں کہ فرمایا شیطانی فرقہ نجد سے نکلے گا، بعض آزاد لوگ علماء کے اس لئے دشمن ہیں کہ علماء ان کی نفسانی خواہشوں کے لئے آڑ ہیں۔

اس لئے قرآن کا ہمارے دلوں میں اثر نہیں ہوتا، کہ ایمان لانا ضروری نہیں ہوتا، جیسے عام قصبے کمیونیوں کی کتابیں، معلوم ہوا کہ الفاظ قرآن کان سے اور اسرار قرآن ایمان سے معلوم ہوتے ہیں ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ دل کو میلا کرتے ہیں، اور گناہوں کی

ذاتی دل کے رنگ کا باعث ہے جیسے نیک اعمال خصوصاً بزرگوں کی محبت دل کی صفائی کا ذریعہ ہیں ۱۳۔ یعنی قیامت میں کفار رب کے دیدار سے محروم ہوں گے، معلوم ہوا کہ مومنوں کو دیدار الہی ہو گا، کیونکہ دیدار سے محرومی کفار کا عذاب ہے، اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قیامت میں ہر شخص کو عشق الہی اور اس کے دیدار کی تمنا ہوگی اس لئے دیدار سے محرومی سخت عذاب ہو گا۔ دوسرے یہ کہ مومنوں کو رب کا دیدار ہو گا مگر یہ دیدار کسی عمل کا بدلہ نہیں صرف فضل ربانی ہو گا، اس فضل کے لئے نماز، حج و عمرہ کی پابندی کرنی چاہیے۔ تیسرے یہ کہ دیدار الہی وہی کر کے گناہوں سے دنیا میں دل کی آکھ سے جہاں مصطفائی کا تقاریر کیا ہو گا، یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عشاق، خیال رہے کہ کلام الہی سب سے ہو گا مگر مومنوں سے رحمت کا کلام، کافروں سے غضب کا لیکن دیدار الہی صرف مومنوں کو ہو

اَيُّهَا قَالِ اسَاطِيرُ الْاَوَّلِينَ ﴿۱۳﴾ كَلَّابٌ رَّانٌ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ

پڑھی جائیں گے انگوٹوں کی کہانیاں ہیں، کلابیں بلکہ ان کے دلوں پر رنگ پڑھا دیا ہے

مَا كَانُوا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۴﴾ كَلَّا اَنَّهُمْ عَنْ رَبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْنُونَ ﴿۱۵﴾

ان کی کمائیوں نے انہیں ہاں ہاں بیشک وہ اس دن اپنے رب کے دیدار سے محروم رہیں گے

ثُمَّ اَنَّهُمْ لَصَالُو الْجَحِيْمِ ﴿۱۶﴾ ثُمَّ يُقَالُ هَذَا الَّذِي كُنْتُمْ

پھر یہ بیشک انہیں جہنم میں داخل ہونا پھر کہا جائے گا یہ ہے وہ جسے تم

بِه تَنكِیْطُوْنَ ﴿۱۷﴾ كَلَّا اِنَّ كِتٰبَ الْاٰمِرِ لَفِيْ عِلِّيْنِ ﴿۱۸﴾

جھٹلاتے تھے ہاں ہاں بیشک تجوں کی کھت سب سے اوپر علی علین میں ہے

وَمَا اَدْرٰكَ مَا عَلِيُوْنَ ﴿۱۹﴾ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ﴿۲۰﴾ يَشْهَدُ

اور تو کیا جانتے علین کیسی ہے وہ کھت ایک مہر کیا نوشتہ ہے کہ مقربوں میں اس کی

الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۲۱﴾ اِنَّ الْاٰمِرَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ﴿۲۲﴾ عَلٰی الْاَمْرِ اَيُّكَ

زیارت کرتے ہیں ان بے شک ان کو کار فرود ہیں میں ہیں محفوظ پر دیکھتے

يَنْظُرُوْنَ ﴿۲۳﴾ تَعْرِفُ فِیْ وُجُوْهِهِمْ نُصْرَةَ النَّبِيِّ ﴿۲۴﴾ يَسْتَقُوْنَ

میں نہ تو ان کے بہروں پر ہمیں کی تازگی پہچانے نہ تھری شرب پلانے

مِنْ رَّحِيْقٍ مَّخْمُوْمٍ ﴿۲۵﴾ خَتَمَهُ مَسْكِ وَفِیْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَفَّسْ

جانتے گے جو صبر کر ہوئی رکھی ہے نہ اس کی جو شرب پڑے اور اس کی پر چاہیے کہ علیا میں

الْمُتَنَفِّسُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَفَرَّجَ لِهٖ مِنْ تَسْلِيْمٍ ﴿۲۷﴾ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا

پہچانے والے اور اس کی کوئی تسلیم سے ہے نہ وہ چشمہ جس سے مہربان بارگاہ

الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۲۸﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اَجْرُهُمْ اَكْثَرُ مِنَ الَّذِيْنَ

پہنتے ہیں ان بے شک مجرم لوگ ایمان والوں سے

اٰمَنُوْا بِصَحْحُوْنَ ﴿۲۹﴾ وَاِذَا مَرَّوْا بِهِمْ يَتَغَامَزُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَاِذَا

بہنسا کرتے تھے اور جب وہاں پر گزرتے تو یہ آپس میں ان پر آنکھوں سے نشانے کرتے اور

بہنسا کرتے تھے اور جب وہاں پر گزرتے تو یہ آپس میں ان پر آنکھوں سے نشانے کرتے اور

۱۔ یعنی دنیا میں کفار تین بڑے جرم کرتے تھے مسلمانوں پر ہتھ، مسلمانوں کو دیکھ کر آپس میں اشارہ بازیاں کرنا، اور گناہوں پر خوش ہونا، اس سے معلوم ہوا کہ نسبت صرف زبان سے ہی نہیں ہوتی بلکہ آنکھ وغیرہ کے اشاروں سے بھی ہوتی ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ کفار معاملات درست رکھنے کے بھی مکلف ہیں اگرچہ عبادات کے مکلف نہ ہوں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ گناہ پر خوش ہونا بھی گناہ اور کافروں کا طریقہ ہے ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کو گمراہ کن کافروں کا کام ہے نیز ان کا مذاق اڑانا کفر ہے، ۳۔ لہذا انسان کو چاہیے کہ اپنی فکر کرے، دوسروں کی فکر میں اپنے انجام سے غافل نہ ہو ۴۔ یعنی جتنی لوگ اپنے گناہوں پر بیٹھے ہوئے کفار کو ملاحظہ کریں گے، اور ان پر نہیں گے یہ دنیا کی جیسی کا بدلہ ہو گا۔ کہ کفار ان پر ہتھے تھے، اس آیت سے دو مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ جتنی کو دوزخی سے کوئی محبت نہ ہوگی، نہ رحم آئے گا، جتنی باپ دوزخی کا فریبے کو دیکھ کر روئے گا نہیں بلکہ ہنسے گا، دوسرے یہ کہ جنت سات آسمانوں سے اوپر، دوزخ سات زمینوں کے نیچے اور کھودوں میل گمراہ ہے لیکن جتنی اپنے پلنگ پر بیٹھے ہوئے وہاں سے سب کچھ دیکھیں گے، لہذا اگر حضور گنبد خضراء سے تمام عالم کو ملاحظہ فرمائیں تو کوئی مضائقہ نہیں ۵۔ یعنی کفار سے کہا جائے گا کہ بولو تمہیں اپنے کچھ کا بدلہ پورا پورا ملایا نہیں، اپنے دنیا کے عمل یاد کرو، اور یہاں کی مزامیں دیکھو، پھر حساب لگاؤ۔ ۶۔ پھٹ جانے کا اور فوراً پھٹ جاوے گا۔

اس طرح کہ زمین کے تمام شیب و فراز یکساں کر دیے جائیں، اور تمام عمارات چاڑ وغیرہ فنا کر دیے جائیں ۸۔ اس طرح کہ اپنے اندر کے مردے اور تمام خزانے دھینے کاٹیں وغیرہ باہر نکال دے (عمل) یہ آیت اگر دم کر کے وضع حمل کے وقت گڑ کھلایا جاوے تو ولادت آسانی سے ہو، انشاء اللہ تعالیٰ ۹۔ اس حکم سے مراد اندر کی چیزیں نکال دینے کا ہے لہذا آیت میں تکرار نہیں ۱۰۔ قبروں سے اٹھ کر میدان محشر کی طرف دوڑنا یا اے انسان تیرا ہر سانس تجھے موت سے اور رب کے ملنے سے قریب کر رہا ہے، یا اے انسان، تو مرتے وقت تک اور رب سے ملنے تک دوڑ دھوپ کے لئے پیدا کیا گیا ہے رب سے ملنا آسان نہیں، بہت جدوجہد سے حاصل ہوتا ہے جیسے دنیاوی محبوب سے ملاقات بہت محنت سے ہوتی ہے، رب تو حقیقی محبوب ہے ۱۱۔ یعنی جن کو نامہ اعمال دائیں میں دیئے جائیں گے، ان کا حساب آسان یعنی صرف اعمال کی جتنی، پھر بخشش ہوگی اور جن کو نامہ اعمال دیئے ہی نہ جائیں گے وہ بغیر حساب جتنی ہیں یعنی مقربین جن کا ذکر پہلے گزر چکا، یہ بھی خیال رہے کہ بچے دیوائے وغیرہ کے اعمال نہیں لکھے جاتے۔ یونہی دلی احوال، عشق الہی وغیرہ تحریر میں نہیں آتے، نیز بعض محبوبوں کے اعمال کی تحریر

۳۰	۹۳۹	الانشقاق، ۳
<p>انْقَلِبُوا إِلَىٰ أَهْلِكُمْ اُنْقَلِبُوا فِكْرَهُمْ ۖ وَ اِذَا رَاوْهُمْ قَالُوْا</p> <p>اپنے گھر پلٹے خوشیاں کرتے پلٹے نہ اور جب مسلمانوں کو دیکھتے کہتے</p> <p>اِنَّ هٰؤُلَاءِ لَصٰلُوْنَ ۚ وَ مَا اُرْسِلُوْا عَلَيْهِمْ حٰفِظِيْنَ ۝۳۰</p> <p>بے شک یہ لوگ بیکے ہوئے ہیں نہ اور یہ گناہ ان پر نگہبان بنا کر نہ بھیجے گئے نہ</p> <p>فَاَيُّوْمَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْ الْكُفَّارِ يَضْحَكُوْنَ ۝۳۱</p> <p>تو آج ایمان والے کافروں سے ہنستے ہیں گناہوں پر</p> <p>اَلَمْ اَكُنْ يَنْظُرُوْنَ ۚ هَلْ تُؤْتٰبُ الْكُفَّارِ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝۳۲</p> <p>دیکھتے دیکھتے میں ہی کیوں کچھ بدلہ مسلمانوں کو اپنے کے ساتھ</p> <p>سُوْرَةُ الْاِنْشِقَاقِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزِلًا</p> <p>اللہ کے نام سے شروع جو نہایت بھرپور نام رحم والا</p> <p>اِذَا السَّمَاءُ اُنْشَقَّتْ ۚ وَ اِذْنَتْ لِربِّهَا وَ حَقَّتْ ۖ وَ اِذَا</p> <p>جب آسمان شق ہوئے اور اپنے رب کا حکم سنے اور اسے سزا داری ہی ہے اور جب</p> <p>الْاَرْضُ مُدَّتْ ۚ وَ اُلْقَتْ مَا فِيْهَا وَ تَخَلَّتْ ۚ وَ اِذْنَتْ</p> <p>زمین راز کر جائے اور جو کچھ اس میں ہے ڈال دے اور خالی ہو جائے نہ اور اپنے</p> <p>لِربِّهَا وَ حَقَّتْ ۚ يٰٰ اَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلَىٰ رَبِّكَ</p> <p>رب کا حکم سنے اور اسے سزا داری ہی ہے نہ اے آدمی بے شک تجھے اپنے رب کی طرف</p> <p>كَدًّا حَافِلِقِيْهِ ۚ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهُ يَمِيْنًا ۚ فَسَوْفَ</p> <p>مزدور دوڑنا ہے پھر اس سے منانہ تو وہ جو اپنا نامہ اعمال دلہنے ہاتھ میں دیا جائے اس سے</p> <p>يُجَاسِبُ حَسٰبًا يَّسِيْرًا ۚ وَ يَنْقَلِبُ اِلٰى اٰهْلِهِ مَسْرُوْرًا ۝۳۱</p> <p>معترب سب حساب لیا جائے گا اور اپنے گھروں والوں کی طرف شاد و پلے گا اور</p> <p>وَ اَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهُ وَّرَآءَ ظَهْرِهِ ۚ فَسَوْفَ يَدْعُوْا ثُبُوْرًا ۝۳۲</p> <p>اور وہ جس کا نامہ اعمال اس کی پیٹھ کے پیچھے دیا جائے گا وہ معترب موت مانگے گا اور</p> <p>مَنْزُوْلًا</p>		

نہیں ہوتی، لہذا نامہ اعمال کا دیا جانا تمام بندوں کے لئے نہ ہو گا اکثر کو ہو گا بعض کو نہ ہو گا ایسے ہی اعمال کے وزن کا حال ہے اس سے معلوم ہوا کہ رب کے نزدیک دایاں ہاتھ جائیں سے افضل ہے ۱۲۔ خیال رہے کہ وقت حساب اس کے گھر والے اور دوست، احباب اس کے مرہون ہوں گے تاکہ اس کے گناہوں پر مطلع نہ ہوں۔ بلکہ میدان محشر میں ہوں گے، حساب دے کر بندہ ان کے پاس خوشیاں منانا اور اپنی کامیابی پر خنداں آئے گا ۱۳۔ اس طرح کہ کفار کے ہاتھ بندھے ہوں گے اور پیچھے سے ان کے جائیں ہاتھ میں اٹھائے دیئے جائیں گے کیونکہ اچھے کام دائیں ہاتھ سے کئے جاتے ہیں، اور خراب کام بائیں ہاتھ سے، روٹی دائیں ہاتھ سے کھاتے ہیں، استغاثہ بائیں ہاتھ سے کرتے ہیں، چونکہ کفار کے اعمال ان سے ان کے گندے عمل درج ہیں، لہذا دائیں ہاتھ سے پکڑنے کے لائق نہیں، نیز کفار نے دنیا میں اوندھے

(بقیہ صفحہ ۹۳۹) کام کئے لہذا انہیں ایمان لائے بھی اوندھی طرف یعنی پیٹھ کے پیچھے سے دینے گئے ۱۳۔ یعنی موت کی دعا کرے گا۔ یا موت کو پکارے گا یا موت کی تمنا و آرزو کرے گا۔ تاکہ موت کے ذریعہ سے عذاب سے چھٹکارا پائے، کافر یہاں دنیا میں موت سے ڈرتا چلتا ہے وہاں موت کی آرزو کرے گا۔
۱۴۔ یعنی روزِ قیامت میں اس سے معلوم ہوا کہ مومن گنہگار اور فحرت والے اہل توحید کے نادر اعمال ہائیں ہاتھ میں نہ ہوں گے کیونکہ یہ کفار کے لئے خاص ہے۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ تکبر اور جہتِ حرام سے اسلام کی مخالفت کر کے خوش ہونا کفر ہے، یہی وہ خوشیاں یہاں مراد ہیں، رحمت الہی ملنے پر جائز خوشی منانا عبادت ہے ۳۔

۳۰۵۰ ۹۳۰ البروج ۵

وَيُصَلِّي سَبْعِينَ ۱۳ اِنَّهٗ كَانَ فِيْ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ۱۴ اِنَّهٗ

اور نصیحت کرتی آگ میں جلنے کا لے بے شک وہ اپنے گھر میں خوش تھا نہ سمجھا

ظَنَّ اَنْ لَّنْ يُّجُوْرَ ۱۵ بَلٰۤی اِنَّ رَبَّهٗ كَانَ بِهٖ بَصِيْرًا ۱۶

کر اسے پھرنے نہیں تھیں کیوں نہیں بے شک اس کا رب اسے دیکھ رہا ہے

فَلَا اَقْسَمُ بِالْشَّفَقِ ۱۷ وَاللَّیْلِ وَمَا وَسَقَ ۱۸ وَالْقَبْرِ اِذَا

تو مجھے قسم ہے شام کے جلنے کی اور رات کی اور جو چیزیں اس میں جمع ہوتی ہیں اور چاند کی جب

اَسْقٰ ۱۹ لَتَرْکِبُنَّ طَبَقًا عَنۢ طَبَقٍ ۲۰ فَمَا لَهُمْ لَا

پورے ہوئے ضرور تم منزل بہ منزل چڑھو گے نہ تو کیا ہوا انہیں ایمان

یُؤْمِنُوْنَ ۲۱ وَاِذَا قُرِیْ عَلَیْہِمُ الْقُرْاٰنُ لَا یَسْجُدُوْنَ ۲۲

نہیں لاتے اور جب قرآن پڑھا جائے سجدہ نہیں کرتے

بَلِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُکَذِّبُوْنَ ۲۳ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا یُذٰعُوْنَ ۲۴

بلکہ کافر جھٹلا رہے ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے جو اپنے جی میں رکھتے ہیں

فَنَبِّئْہُمْ بِعَذَابِ الْیَوْمِ ۲۵ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

تو تم انہیں دردناک عذاب کی بشارت دو نہ مگر جو ایمان لائے اور اپنے

الصَّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَیْرِ مَمْنُوْنَ ۲۶

کام کئے ان کے لئے وہ ثواب ہے جو کہیں ممتنع نہ ہو گا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۲۷ اِنَّا نَحْنُ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ۲۸

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

وَالسَّیِّءَاتِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ۲۹ وَالْیَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ۳۰ وَشَٰہِدٌ

قرم آسمان کی جس میں برج ہیں اور اس دن کی جس کا وعدہ ہے تاکہ اور اس دن کی جو گواہ

مَشْہُوْدٌ ۳۱ قَتَلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ۳۲ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ ۳۳

ہے اور اس دن کی جس میں حاضر ہوتے ہیں کھائی والوں پر لعنت ہو اس بھڑکائی آگ والے

منزل ۱۱

یعنی کہ قیامت اور وہاں کے حساب و کتاب کے منکر ہیں اسی لئے وہ آخرت کی تیاری نہیں کرتے ۱۴۔ یعنی وقتِ صبح کی قسم جب سورج تو چھپ جاتا ہے مگر اس کے نورانی آثار باقی رہتے ہیں ان وقت مومنین نماز مغرب پڑھتے ہیں، ذکر و فکر میں مشغول ہوتے ہیں، نیز رات کی قسم جو صوبوں کے اپنے رب سے راز و نیاز کا وقت ہے اور ان نیک کاموں کی قسم جو اندھیری راتوں میں کئے جاتے ہیں، نماز تہجد، گریہ و زاری، آہ و بکا، توبہ، استغفار، چونکہ یہ چیزیں رب کو پیاری ہیں۔ اس لئے ان کے اوقات بھی پیارے، اللہ تعالیٰ اس حال ہائے ۵۔ علماء کے نزدیک ان تینوں کے ظاہری معنی مراد ہیں۔ چونکہ ان اوقات میں عموماً مسلمان اعلیٰ کام کرتے ہیں لہذا رب نے ان کی قسم فرمائی، یوسفؑ کے نزدیک یہ تینوں چیزیں بعد موت کے حالات ہیں، مرنے سے چالیس دن تک مردے کی روح کا تعلق اس عالم سے بھی ہوتا ہے، اور اس طرف سے بھی، گویا وہ شفق ہے یعنی شام، اس کے بعد عوام کی ادھر سے بے تعلق ہو جاتی ہے اور اس طرف متوجہ ہو جاتی ہے وہ گویا رات ہے، قبر سے اٹھنے کے بعد کا وقت ظہور اعمال کا وقت ہے، وہ گویا چاند مکمل ہونے کا زمانہ ہے، (تفسیر عزیزی) ۲۔ اس سے خطاب یا تو حضور سے ہے یعنی اے محبوب تم ہمیشہ درجات میں ترقی کرتے رہو گے کہیں تمہاری ترقی کی انتہا نہ ہوگی اور کیوں نہ ہو حضور رب تعالیٰ کی ذات و صفات کے مظہرِ اتم ہیں اور رب تعالیٰ کی بھی یہی صفت ہے کل بوم صوفی شان لقا حضور کی بھی صفت ہے کہ ہمیشہ مراتب طے فرماتے ہیں، جیسے سورج کا عکس آئینۂ سورج کے صفات رکھتا ہے، مگر پھر وہ عین سورج نہیں، یا صحابہ کرام کو خطاب ہے کہ پہلے بھی توبہ دار طے کرتے ہوئے اس حد تک پہنچے ہو آئندہ بھی موت قبر، رزق اور حشر کی منزلیں طے کرو گے۔ ۳۔ (شہادت) ایک باری صلی اللہ علیہ وسلم نے سورت اقرار شریف کی تلاوت فرمائی، آپ نے اور تمام صحابہ کرام نے سجدہ تلاوت کیا جو مشرکین وہاں موجود تھے ویسے ہی بیٹھے رہے، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اس سے دو مسئلہ معلوم ہوتے ہیں ایک یہ کہ سجدہ تلاوت فرض ہے۔ محض سنت نہیں۔ کیونکہ عتاب فرض کے چھوڑنے پر ہوتا ہے۔ (مثنوی) دوسرے یہ کہ کفار پر بھی عبادت فرض ہیں کہ ایمان لائیں اور عبادت کریں۔ انہیں فرائض چھوڑنے پر عتاب یا عذاب ہو گا کہ رب نے یہاں ان کفار پر عتاب فرمایا۔ جنہوں نے اس موقع پر سجدہ تلاوت نہ کیا۔ ۸۔ اللہ تعالیٰ کو، قرآن کریم کو، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو، تیسری بات قوی ہے کیونکہ حضور کو جھٹلانے سے سب کا جھٹلانا لازم آ جاتا ہے۔ ۹۔ بغض و حسد اور عداوت کیونکہ حضور کی توحید، اسی کی زبان سے نکلتی ہے جس کے دل میں ہزارا فساد ہوتے ہیں اور جس کا نہرونی معاملہ نہایت خراب ہوتا ہے، ۱۰۔ منبر کے کلمات کا انکار، اپنی بدکاریوں کا اظہار ہے، جیسے سورج کی نورانیت کا انکار اپنے اندھے ہونے کا اقرار ہے۔ ۱۱۔ اس سے

بیٹھے رہے، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اس سے دو مسئلہ معلوم ہوتے ہیں ایک یہ کہ سجدہ تلاوت فرض ہے۔ محض سنت نہیں۔ کیونکہ عتاب فرض کے چھوڑنے پر ہوتا ہے۔ (مثنوی) دوسرے یہ کہ کفار پر بھی عبادت فرض ہیں کہ ایمان لائیں اور عبادت کریں۔ انہیں فرائض چھوڑنے پر عتاب یا عذاب ہو گا کہ رب نے یہاں ان کفار پر عتاب فرمایا۔ جنہوں نے اس موقع پر سجدہ تلاوت نہ کیا۔ ۸۔ اللہ تعالیٰ کو، قرآن کریم کو، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو، تیسری بات قوی ہے کیونکہ حضور کو جھٹلانے سے سب کا جھٹلانا لازم آ جاتا ہے۔ ۹۔ بغض و حسد اور عداوت کیونکہ حضور کی توحید، اسی کی زبان سے نکلتی ہے جس کے دل میں ہزارا فساد ہوتے ہیں اور جس کا نہرونی معاملہ نہایت خراب ہوتا ہے، ۱۰۔ منبر کے کلمات کا انکار، اپنی بدکاریوں کا اظہار ہے، جیسے سورج کی نورانیت کا انکار اپنے اندھے ہونے کا اقرار ہے۔ ۱۱۔ اس سے

(نصفہ صفحہ ۹۴۰) معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک کے انجام سے خبردار ہیں کہ کون دوزخی ہے کون جنتی کیونکہ اس کے بغیر معین اشخاص کو شہادت اور ڈر نہیں سنا سکتے۔ یعنی مومنوں کو جنت میں دائمی ثواب دیا جاوے گا، معلوم ہوا کہ جنت اور وہاں کی نعمتیں دائمی ہیں انہیں فانی نہیں یا مسلمانوں کو دنیا میں تاقیامت اجر ملتا رہتا ہے۔ ان کے صدقات جاریہ سے لوگ فائدے اٹھاتے رہتے ہیں، ان کی اولاد اور دوسرے مسلمان ان کے لئے ایصال ثواب اور دعائے خیر کرتے رہتے ہیں۔ ۱۳۔ جنتی بارہ برج۔ چونکہ آسمان اور اس کے برج دنیا کے نظام کی بقا کا ذریعہ ہیں کہ مومنوں کا اختلاف، والے اور پھل کا پکنا، آفتاب کے ان بروج میں جانے سے تعلق رکھتا ہے، اس لئے رب نے ان کی قسم فرمائی ۱۳۔

وعدہ کا دن یا قیامت کا دن یا ہر ایک کی موت کا دن ہے، قیامت میں نظام عالم درہم برہم ہو گا۔ یا عالم ایمان کا نظام قیامت سے وابستہ ہے کہ لوگ اس دن کے خوف سے ایمان و اعمال صالح اختیار کرتے ہیں، اس لئے اس کی قسم ارشاد ہوئی، قیامت کا وعدہ رب نے اپنے بندوں سے اور تمام غیوں نے اپنی امتوں سے کیا اس لئے یوم موعود فرمایا گیا، نیز اللہ تعالیٰ نے قیامت میں مسلمانوں سے جنت کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خفاقت کبریٰ کا مقام محمود وغیرہ کا صلحین ابرار سے اپنے قرب کا کفار و فجار سے عذاب کا وعدہ فرمایا، اس لئے اسے یوم موعود فرمایا گیا ۱۴۔ شاہد و مشہود کی کل تیرہ تفسیریں ہیں، اس لئے کہ یہ لفظ یا مشہود سے بنا، یا مشاہدہ سے، یا شہادت سے، اگر مشہود سے ہو تو شاہد، معنی حاضر ہے اور مشہود وہ جگہ جہاں حاضری دی جائے، جہتہ شاہد ہے۔ جو مسلمانوں کے پاس خود حاضر ہو جاتا ہے، عرفات کا دن مشہود ہے، جس میں تمام حاتی عرفات کے میدان میں حاضری دیتے ہیں۔ اگر شہادت سے ہو تو شاہد گواہ، مشہود جس کی گواہی دی گئی حضور شاہد ہیں اور تمام انبیاء اور ان کی امتیں مشہود، یا ہمارے اعضاء شاہد ہیں، ہم مشہود، خانہ کعبہ، منک اسود، ماہ رمضان، قرآن سب شاہد ہیں، اور ہم مشہود، کہ یہ چیزیں قیامت میں ہمارے گواہ ہیں، یا ہمارے خلاف گواہ ہیں، اگر مشاہدہ سے ہے تو شاہد دیکھنے والا۔ مشہود وہ جسے دیکھا جائے، حضور شاہد کہ معراج میں رب کی ذات، اس کے جمال کو دیکھا، اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات مشہود، ہر حال اس کی بہت تفسیریں ہیں۔

۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت عرصہ پہلے ملک شام میں ایک جابر بادشاہ تھا۔ جس کی سلطنت ایک چاروگر کے زور چارو سے قائم تھی، جب چاروگر بڑھا ہو گیا، تو اس نے بادشاہ سے کہا کہ میری موت قریب آگئی ہے، کسی لڑکے کو میرے پاس بھیج دیا کہ جسے میں سکھا جاؤں گا کہ میرے بعد تیرے ملک کو زوال نہ آئے بادشاہ نے ایک

۳۰	۹۴۱	البرور ۵۶
<p>اِذْهُمْ عَلَيْهِمْ قَعُودٌ ۝ وَهُمْ عَلَىٰ مَا يَفْعَلُونَ بِالْمُؤْمِنِينَ</p> <p>جب وہ اپنے کناروں پر بیٹھے تھے کہ اور وہ خود گواہ ہیں کہ جو کچھ مسلمانوں کے ساتھ کر رہے</p> <p>شُهُودٌ ۝ وَمَا تَقْضُوا مِنْهُمْ إِلَّا أَنْ يُؤْمِنُوا بِاللَّهِ الْغَوِيِّ</p> <p>تھے اور انہیں مسلمانوں کا کیا برا کھینچ رہی تھی کہ وہ ایمان لائے اللہ عزت والے</p> <p>الْحَمِيدِ ۝ الَّذِي لَهُ مَلَأُكَ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ ۝ اللَّهُ</p> <p>سب خوبوں پر ہے ہر گز کہ اسی کے لئے آسمانوں اور زمین کی سلطنت ہے اور اللہ</p> <p>عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۝ إِنَّ الَّذِينَ قَتَلُوا الْمُؤْمِنِينَ</p> <p>تعالیٰ ہر چیز پر گواہ ہے کہ بے شک جنہوں نے ایذا دی مسلمان مردوں</p> <p>وَالْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوبُوا فَلَهُمْ عَذَابٌ تَحْتَهُمُ وَلَهُمْ</p> <p>اور مسلمان عورتوں کو پھر تو بہ نہ کی ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے اور ان کے لئے</p> <p>عَذَابٌ الْحَرِيقِ ۝ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ</p> <p>آگ کا عذاب ہے بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے</p> <p>لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۝ ذَلِكَ الْفَوْزُ</p> <p>ان کے لئے باغ ہیں جس کے نیچے نہریں رواں رہی ہوں گی کامیابی</p> <p>الْكَبِيرُ ۝ إِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ ۝ إِنَّهُ هُوَ يَبْدِئُ</p> <p>ہر نہ بے شک تیرے رب کی گرفت بہت سخت ہے نہ بیشک وہ پہلے کرتے اور پھر</p> <p>وَيُعِيدُ ۝ وَهُوَ الْغَفُورُ الْودُودُ ۝ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيدُ ۝</p> <p>کرتے اور وہی ہے بخشنے والا اپنے ایک بندوں پر پھیرا راہ عزت والے شہنشاہ ملک</p> <p>فَعَالٌ لِّمَآ يُرِيدُ ۝ هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْجُنُودِ ۝</p> <p>ہمیشہ جو چاہے کرینے والا کیا تمہارے پاس لشکروں کی بات آئی نہ</p> <p>فِرْعَوْنُ وَنَمُودُ ۝ بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي تَنْذِيرٍ ۝</p> <p>وہ لشکر کون فرعون اور نمود کہ جو کافر جہنم نے میں میں</p>		

۱۳۔

۱۴۔

مذلل ۵

لڑکا مقرر کر دیا، جو اس کے پاس جا کر چارو سیکھنے لگا، اس لڑکے کے راستہ میں دین سیکھی کا ایک راہب رہتا تھا، لڑکا اس کے پاس بیٹھ لگا، اس مقبول خدا راہب کے فیض صحبت سے لڑکے کا دل روشن ہو گیا، ایک دن راستہ میں ایک زبردست اڑدیا ملا جس نے راستہ بند کر رکھا تھا۔ لڑکے نے یہ کہہ کر سانپ کو پتھر مارا کہ الٹی اگر راہب کا دین سچا ہو تو اسے ہلاک کر، وہ سانپ مر گیا۔ جس سے لڑکے کا بہت شہرہ ہو گیا۔ اور یہ لڑکا ایسا مقبول الدعا ہوا کہ جو بھی بیمار اس کے پاس آتا، لڑکے کی دعا سے تندرست ہو جاتا۔ اور یحییٰ علیہ السلام پر ایمان لے آتا، بادشاہ کا وزیر اندھا ہو گیا۔ پھر لڑکے کی دعا سے اچھا بھی ہو گیا اور مومن بھی، جب بادشاہ کے دربار میں یہ وزیر پہنچا۔ تو بادشاہ نے تندرستی کا سبب پوچھا وہ بولا مجھے میرے رب نے اچھا کر دیا، بادشاہ بولا کہ میرے سوا تیرا رب کون ہے اور تو یہ دین کہاں سے سیکھ آیا، اس نے لڑکے

۱۔ یعنی اگر کفار مکہ کو قرآنی چیزوں پر اعتقاد نہیں تو خود اپنی زندگی میں غور کریں کہ وہ ہر حال میں رب کی قدرت میں گھرے ہوئے ہیں اس کے ارادے بغیر نہ سوسکتے ہیں نہ جاگ سکتے ہیں نہ کھا پی سکتے ہیں خیال رہے کہ مومن تو اللہ کی رحمت کے گھیرے میں ہیں اور کافر اللہ کے قہر و غضب کے گھیرے میں ۲۔ یعنی یہ کام جادو، شعر، کمانت، انسانی کلام نہیں بلکہ یہ قرآن ہے عزت والا، لوح محفوظ میں ہے ۳۔ یہاں کلام الہی کے تین صفات کا ذکر ہے قرآن ہوتا، مجید ہوتا، لوح محفوظ میں ہوتا۔ قرآن کے معنی ہیں ملائے والا۔ یعنی بندوں کو رب سے، حتیٰ کو نبی سے، بندوں کو بندوں سے، زندوں کو مردوں سے ملائے والا ہے کہ قرآن کریم نے عالمگیر برادری پیدا فرمادی۔ یا قرآن کے معنی ہیں ملنے والا، یہ پیارا،

زندگی، موت، قبر، حشر، میں مسلمان کے ساتھ رہتا ہے سب چھوٹ جائیں مگر یہ نہ چھوٹے، مجید کے معنی ہیں عزت والا، کہ خود ایسا عظمت والا کہ بغیر شعل اس کا پڑھنا حرام، بغیر وضو اس کا چھونا منع، اس کی طرف پیٹھ نہ جوتے کرنا منع ہے اور دوسروں کو ایسی عزت دیتا ہے کہ اس کا لانے والا فرشتہ سب فرشتوں سے افضل، جس مینے میں آیا، جس رات میں نازل ہوا۔ جس جگہ آیا وہ ماہ یعنی رمضان، شب قدر، عرب شریف سب سے افضل ہیں، جس عربی زبان میں آیا وہ تمام زبانوں سے افضل، جس نبی پر آیا وہ تمام رسولوں کا سردار، جس دماغ اور سینے میں رہے، وہ تمام سینوں اور زبانوں سے افضل، اب جو حضور کو اپنی مثل کہے وہ بے دین ہے۔ ۴۔ خیال رہے کہ قرآن کریم پہلے لوح محفوظ میں تھا، پھر حضور کے سینہ مبارک میں آیا، جو مثل لوح محفوظ ہے، جسے رب نے کہنا، ارادہ نگاہ، بھول وغیرہ سے محفوظ رکھا، پھر یہ قرآن حافظوں کے سینوں، علماء کے دماغوں میں قیامت تک محفوظ رہے گا۔ کوئی آسمانی کتاب اس طرح حفظ نہ کی گئی جیسے قرآن حفظ کیا گیا۔ ۵۔ (شان نزول) ایک بار ابوطالب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ ہدیہ لائے، حضور نے انہیں دودھ روٹی عطا فرمائی، ابوطالب کھا رہے تھے کہ ایک تارہ ٹوٹا، جس سے تمام فضا جگمگا گئی، ابوطالب گھبرا کر بولے، یہ کیا، حضور نے فرمایا کہ یہ نشان قدرت ہے اور یہ وہ تارہ ہے جس سے شیطان مارے جاتے ہیں، ابوطالب کو سخت تعجب ہوا۔ اور حضور کی تصدیق میں یہ آیت نازل ہوئی ۶۔ یعنی آسمانی تاروں کی قسم جو رات میں چمکتے ہیں، آنے سے مراد لوگوں کو نظر آنا ہے، چونکہ آسمان اور تارے رب تعالیٰ کی قدرتوں کے مظہر ہیں، اس لئے ان کی قسم فرمائی گئی، آسمان بندوں کی روزی کا خزانہ ہے، رب کے قوانین جاری ہونے کی جگہ، شرک و کفر، گناہ وغیرہ سے پاک و صاف ہے، اس لئے آسمان کی قسم ارشاد ہوئی، تارے روشنی دیتے ہیں،

الطریق

۹۴۲

عہد ۳

وَاللَّهُ مِنْ سَمَاءٍ مَّحِيطٌ ۝۱۰۰ بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَجِيدٌ ۝۱۰۱

اور اللہ ان کے پیچھے سے انہیں گھیرے ہوئے ہے تاکہ وہ کہاں شرف والا قرآن ہے

فِي لَوْحٍ مَّحْفُوظٍ ۝۱۰۲

لوح محفوظ میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝۱۰۳

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ ۝۱۰۴ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الطَّارِقُ ۝۱۰۵

آسمان کی قسم اور رات کو آنے والے کی اور کہتے تھے جانا وہ رات کو آنے والا کیا

النَّاقِبِ ۝۱۰۶ إِنَّ كُلَّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ۝۱۰۷ فَلْيَنْظُرْ

بے غور بھٹتا تارہ کوئی جان نہیں جس پر نگہبان نہ ہو تو چاہیے کہ

الْإِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ۝۱۰۸ خُلِقَ مِنْ مَّاءٍ دَافِقٍ ۝۱۰۹ يُخْرَجُ

آدمی خون کے کس چیز سے بنایا گیا جسے کرتے پانی سے جو نکلتا ہے

مِنْ كَيْنَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَائِبِ ۝۱۱۰ إِنَّهُ عَلَى رَجْعِهِ لَقَادِرٌ ۝۱۱۱

بیشک آدمی کے پیچھے سے دو شکم انسان کے واپس کرے پھر تارہ سے اللہ

يَوْمَ تَبْلَى السَّرَائِرَ ۝۱۱۲ فَبَالَهُ مِنْ قُوَّةٍ وَلَا نَاصِرَ ۝۱۱۳

جس دن چھپا باتوں کی جانچ ہوگی لاؤ آدمی کے پاس نہ کچھ زور ہوگا نہ کوئی مددگار آسمان کی

ذَاتِ الرَّجْعِ ۝۱۱۴ وَالْأَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ۝۱۱۵ إِنَّهُ لَقَوْلُ

قسم جس سے سینہ آہستہ سے نکلتا اور زمین کی جو اس سے نکلتی ہے تارے شکم قرآن ضرور

فَصْلٌ ۝۱۱۶ وَمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ۝۱۱۷ إِنَّهُمْ يَكِيدُونَ كَيْدًا ۝۱۱۸

فیصل کہ بات ہے نہ ہلکا باتوں کی ہنسی کی بات نہیں ہے شک کا فریاد سادوں جلتے ہیں اور

اَكِيدُ كَيْدًا ۝۱۱۹ فَمَنْ يَلِكُ الْكَافِرِينَ ۝۱۲۰ أَفَلَمْ يَرَوْا ۝۱۲۱

میں اپنی غیبت میں فرماتا ہوں کہ تو تم کافروں کو ٹھیل دو انہیں کو تھوڑی جھلت دو

مستقل

وقت اور سمت بتاتے ہیں پھلوں میں رشت، رس، پویدہ کرتے ہیں اس لئے ان کی قسم ارشاد ہوئی، غرضیکہ ان کی قسم ان کے اہتمام شان کے لئے ہے (از تفسیر مزہبی) صوفیانہ طریقہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم آسمان ہیں کہ آسمان کی طرح عالم کو مختلف فیوض پانچا رہے ہیں آپ کی نبوت و رحمت آسمان کی طرح تمام مخلوق کو گھیرے ہوئے اور آسمان کے پانی کی طرح تمام لوگوں کے تک اعمال آپ کی نگاہ کرم پر موقوف ہیں اور طارق سے مراد حضور کے صحابہ ہیں جو تاروں کی طرح مخلوق کے باہر ہیں، زمین کی بھا کا ذریعہ ہیں، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ۷۔ کہ تارے کی روشنی آسمانوں کو چھوڑ کر زمین پر پہنچتی ہے اور اس میں سے شباب نکل کر شیطان کو پیم دیتا ہے، مٹی کی طرح، ایسے ہی صحابہ کی روشنی، خانوں، تاریک کو غریبوں میں پہنچ کر دلوں کو نورانی کرتی ہے کسی کو ان کے درجات کا مکافہ علم نہیں

عیسیٰ و سلیمان علیہما السلام کو دنیا بھر کے الزامات کی گندگی سے رب کے نام کو مشرکین کے لگائے ہوئے عیوب سے پاک فرماتے ہیں، اس طرح ہمارے دل میں دماغ، ایمان و اعمال کو پاک کی حضور ہی سے ملے گی، اور اگر عام بندوں سے خطاب ہے تو معنی یہ ہوں گے کہ رب کو ہر عیب سے پاک سمجھو، زبان سے اس کی بے یبھی بیان کرو ۳۔ خیال رہے کہ اس آیت میں شیخ کا حکم بغیر قید کے ہے، لہذا ہر طرح شیخ پر مبنی درست ہے، خواہ خدا سے جیسا سمجھاؤ۔
اللہم یا بغیر خدا جیسے سبحان ربی الاعلیٰ ایسے ہی درود میں صلوا و سلموا مطلق ہے لہذا ہر طرح کا درود شریف درست ہے، خدا سے ہو یا بغیر خدا جیسے کھانے پینے کا حکم مطلق ہے سکھوادا شدیوا ۴۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ہر خیر و شر چھوٹی بڑی چیز کا رب خالق ہے، دوسرے یہ کہ ہر چیز کے پیدا فرمانے میں حکمت ہے، کفر و طغیان، فسق و شیطان خود رب ہے ہیں مگر ان کا پیدا فرمانا برا نہیں اس میں صدا بخششیں ہیں ۵۔ اس طرح کہ ہمارے اعضاء حالات، صفات، روزیاں، زندگی و موت اندازے سے رکھیں، جو اندازے لوح محفوظ میں لکھ دیئے، یہ اس عالم کے لئے ہیں، مگر جنت کی نعمتیں بے حساب و بے انداز ہوں گی رب فرماتا ہے۔ يَوْمَ ذُوْنِ يَنَّا بِغَيْرِ حَاسِبٍ کیونکہ دنیا تجارت کی جگہ ہے وہ مسمانی کی جگہ، مسمان کی خاطر تواضع حساب یا قیمت سے نہیں ہوتی، لہذا آیات میں تعارض نہیں ۶۔ کنوئی و طبعی ہدایت جس سے ہر جانور اپنی غذا، دوا، طریقہ زندگی پہچانتا ہے، بعض جانور ایسے گھربلتے ہیں کہ انسان حیران رہ جاتا ہے انسان کا چھوٹا بچہ بے پروا ماں کو رو کر بلاتا ہے، بغیر کی صحبت یافتہ جانور ہدایت والے ہوتے ہیں کہ ان کی برکت سے لوگوں کو ہدایت مل جاتی ہے دیکھو حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہد کے ذریعہ سارے ملک یمن کو ہدایت ملی جو حضور کے صحابہ کو ہدایت پر نہ مانے وہ بڑا بے وقوف ہے، یا یہ مطلب ہے کہ ہر فرشتے کو رب نے اپنے اس مقرر کردہ اندازے کی فریدی، جس سے اس فرشتے کا تعلق

ہے، چنانچہ حضرت عزرائیل کو سب کی زندگی و موت کا اندازہ ہے، حضرت میکائیل کو سب کے رزق کا اندازہ، ساری مخلوق سے زیادہ عالم، تو حضور کو بھی امتیاز ہے جیسا کہ احادیث میں ہے یا یہ معنی ہیں کہ قبور پر جتنی پھر ہر ایک کو اسی طرف راہ دی، جس کے لئے وہ بنائے، یا ہر مخلوق کی عبادت و شیع مختلف اندازوں سے ہے کہ سبزے اور جالوروں کی عبادتیں بھی مختلف ہیں، ان کی تاثیریں جدا گانہ یا انسانوں کو ہدایت و مگر اسی نکل کیا جس کے لئے وہ پیدا ہوا ہے، یہ ہی حال دنیا اور اس کی نعمتوں کا ہے کہ سبزہ کی طرح خوشنما ہیں، مگر

۱۔ اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو قیامت کی خبر آچکی ہے پہلے ہی سے، کیونکہ حضور ظہور نبوت سے پہلے عقائد اسلامیہ سے پورے واقف تھے، ان میں قیامت بھی ہے۔ ۲۔ قیامت میں کافروں کے دلوں پر فتنی، چروں پر سیاہی چھا جائے گی، مسلمانوں کے دلوں پر خوشی، چروں پر روشنی چھا جائے گی۔ ۳۔ جو دنیا میں اللہ والوں کے دودھ اُکرتے تھے وہاں ہر طرح ذلیل ہوں گے، قبروں سے جیت کے مل چل کر جہنم میں پہنچیں گے، وہاں منہ کالے، دونوں ہاتھ بندھے، نگے میں طوق، ہر دو نازے پر بجیک مائلگیں گے، گرد و رکاوٹے جائیں گے، ایک دوسرے پر لعنت کریں گے، ۴۔ قیامت کے دن، اس طرح کہ تاخیر قیامت آگ کے پاؤں چھیں گے، اتریں گے،

رب فرماتا ہے۔ سادھتہ معوا ان کے سونے چاندی کے پترے بنا کر ان کی پسلیاں، پیشانیوں، داغی جاویں ان کے جانور سینک گھونپیں، پاؤں سے روندیں، یا دنیا میں کہ مرتے وقت تک دنیاوی کاروبار، محنت و مشقت میں ایسے مشغول رہیں کہ خدا یاد نہ آئے، یا دنیا میں ظاہری نیکیاں کریں، مگر آخرت میں پھل نہ پائیں، جیسے بھوکوں، سادھوؤں کی ترک دنیا، اور تکلیف اٹھانا، یا جیسے بے دین مسلمانوں کے روزے نماز اور کتب وغیرہ لکھنا کہ انجام خواری ہے، کیونکہ دامن مصطفوی سے وابستگی نہیں بغیر پاور بجلی کی فٹنگ عبث ہے۔ بغیر روح جسم بے کار، بغیر عشق مصطفوی عبادت برباد ہے۔ کیونکہ انہوں نے دنیا میں روزہ رمضان، گرمیوں کے چچ اور جہاد کی چٹیں نہ جھیلیں، لہذا اس آگ کی گرمی جھیلیں، جو دنیا کی آگ سے ستر گنا تیز ہے۔ ۶۔ کیونکہ انہوں نے دنیا میں پانی کے متعلق شرعی پابندیاں برداشت نہ کیں، شرابیں پئیں، تمام حرام و حلال چیزیں ہر طرح نوش کیں سونے چاندی کے برتنوں میں بائیں ہاتھ سے کھڑے کھڑے پانی پیا، رمضان میں دن کے وقت شربت پئے، لہذا آج یہ پانی پئیں گے۔ ۷۔ ضریح عرب میں ایک خاردار زہریلی گھاس ہے، جو جانور کے پیٹ میں آگ سی لگا دیتی ہے، نہایت بد مزہ سخت نقصان دہ، لہذا اس کا ترجمہ آگ کے کائے نہایت موزوں ہے، یعنی پیٹ میں آگ لگا دینے والے کائے، خیال رہے کہ اس آیت میں حصر اضافی ہے، یعنی اس طبقہ والوں کی غذا صرف ضریح ہے، دوسرے طبقہ والوں کی غذا زقوم یعنی تھوہر اور غلین یعنی کچاو ہے لہذا آیات میں تعارض نہیں، چونکہ کفار دنیا میں سور، سود، جوئے وغیرہ حرام کامیوں کی پروا نہ کرتے تھے شریعت کی پابندیاں توڑ کر کھاتے تھے لہذا انہیں یہ کھانے دیئے جائیں گے، لہم کے مقدم کرنے سے معلوم ہوا کہ صرف کفار کو دی جائے گی، گنہگار مومن اگرچہ عارضی طور پر دوزخ میں جائے گا، مگر انشاء اللہ اس غذا سے محفوظ رہے گا۔ ۸۔ کیونکہ کفار نے دنیا میں کھانے یا شیطانی کھانے یا نفسانی، ایمانی، روحانی

تذکرہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّا نُنَادِیْكَ كَذِبًا

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت نہر بان رحم والا

هَلْ اَنْتَكَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَةِ ۱ وَجُوْهُ یَوْمَ ذٰلِكَ خَاشِعَةٌ ۲

پلے شک تمہارے پاس اس نصیحت کی خبر آئی کہ جو ہر جا لے گئے ہیں منہ اس دن ذلیل ہو گئے

عَالِمَةٌ نَّاصِبَةٌ ۳ تَصْلٰی نَارًا حَامِیَةً ۴ تَشْقٰی مِنْ

گہا کر میں مشقت پھیلیں کہ جہاں بھڑکن آگ میں نہ نہایت جگہ پئے کما ہاں

عِیْنِ اَنْیَۃٍ ۵ لَیْسَ لَہُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِیْعٍ ۶ لَا

پلائے جائیں نہ ان کے لئے کچھ کھانا نہیں مگر آگ کے کائے سے نہ

یَسْمِنُ ۷ وَلَا یَغْنٰی مِنْ جَوْعٍ ۸ وَجُوْهُ یَوْمَ ذٰلِكَ اَعْمٰیۃٌ ۹

فرہمیں لائیں اور نہ بھوک میں کام دیں نہ کئے ہی منہ اس دن چہن میں ہیں نہ

لَسَعِیْہَا رَاضِیَۃٌ ۱۰ فِیْ جَنَّةٍ عَلٰیۃٍ ۱۱ لَا تَسْمَعُ فِیْہَا

اپنی کوشش پر راضی نہ بلند باغ میں لہ لہ اس میں کوئی دہرودہ بات

لَاغِیَۃٌ ۱۲ فِیْہَا عِیْنٌ جَارِیَۃٌ ۱۳ فِیْہَا سُرُورٌ مُّرْقُوۃٌ ۱۴

نہ سنیں گے نہ اس میں رواں چشم ہے نہ اس میں بلند نعت ہیں نہ

وَاَكْوَابٌ مَّوْضُوۃٌ ۱۵ وَنٰرٌ رَّاقٍ مَّصْفُوۃٌ ۱۶ وَزَیْرٰتٌ

اور چنے ہوئے گزے اور برابر برابر بچھے ہوئے تالین نہ اور پھیل ہوئی

مَبْنُوۃٌ ۱۷ اَفَلَا یَنْظُرُوْنَ اِلَی الْاِبْلِیِّ کَیْفَ خَلَقَتْ ۱۸

چاندنیاں تو کیا اونٹ کو نہیں دیکھتے نہ کیسا بنایا گیا نہ

وَالِی السَّمٰۗءِ کَیْفَ رَفَعَتْ ۱۹ وَالِی الْاَجْبَالِ کَیْفَ اُنْصَبَتْ ۲۰

اور آسمان کو کیسا اونچا کیا گیا نہ اور پہاڑوں کو کیسے قائم کئے گئے نہ

وَالِی الْاَرْضِ کَیْفَ سَطَحَتْ ۲۱ فَذٰکِرٌ اِنَّمَا اَنْتَ

اور زمین کو کیسے بھائی گئی نہ تو تم نصیحت

کھانے نہ کھائے، لہذا اس کی یہ سزا ملی، شیطانی کھانا وہ جو گناہ کرنے کے لئے کھایا جائے نفسانی کھانا وہ جو جانوروں کی طرح محض نفس پروری کے لئے کھایا جائے، رب فرماتا ہے۔ یا مخلص کھانا کھانا روحانی یا ایمانی کھانا وہ جو رب کی عبادت کے لئے کھایا جائے، یہ کھانا بھی عبادت ہے اس لئے رمضان محرمی و انظار غازی کی غذا سب عبادت ہے، وہ دنیا میں چروں سے مراد چرے والے ہیں، یعنی انسان، مطلب یہ ہے کہ قیامت میں مومن متقی جہنم میں ہوں گے، نہ انہیں سورج کی گرمی ستائے نہ زمین کی ٹپش، نہ انہیں خوف ہو نہ غم، نہ رب کا عتاب ہو نہ فرشتوں کی لعن طعن، نہ قیامت کی گھبراہٹ، کیونکہ یہ حضرات دنیا میں بے چین رہے، دنیا میں خوف نہ ان بے چینی قیامت کے چین کا زریعہ ہے۔ ۱۰۔ اس سے اشارہ معلوم ہوا کہ مومن دنیا میں اپنی نیکیوں پر راضی یا نازاں نہیں ہونا، کیونکہ انجام کی خبر میں، معشر

۱۔ یعنی اے محبوب عالم کی چیزیں معرفت الہی کی کتاب ہیں، اور تم ان کے معلم کہ لوگ تمہارے ذریعہ سے ان چیزوں میں غور کریں۔ اور رب کو پہچانیں، خیال رہے کہ استاذ بغیر کتاب پڑھا سکتا ہے، مگر کتاب بغیر استاذ نہیں سکھا سکتی، دیکھو رب نے قرآن کو کتاب فرمایا اور حضور کو نور کہ کتاب اس کے بغیر مفید نہیں۔ مگر نور بغیر کتاب بھی مفید ہے، بہت حضرات نزول قرآن سے پہلے حضور پر ایمان لائے، جیسے حضور کے والدین، پیغمبر، راہب وغیرہ، یا وہ صحابہ جو حضور کو دیکھ کر ایمان لائے اور فوراً شہید ہو گئے۔ مگر ایسا کوئی نہ ملے گا جو حضور کے بغیر قرآن سے ایمان لایا ہو ۲۰۔ مذکر حضور کے ناموں میں سے ایک نام ہے مذکر، ذکر سے بنا۔ ذکر کے معنی ہیں۔ نصیحت، یاد دلانا، تذکرہ کرنا، خیر خواہی، شرف و عظمت و عزت، ہر معنی کے لحاظ سے حضور مذکر ہیں، حضور اللہ کی ذات و صفات یاد دلاتے، میثاق کا بھولا ہوا عہد یاد دلاتے، گزشتہ انبیاء، ان کی امتوں کو یاد دلاتے، حضور تمام خدائی کے سچے خیر خواہ ہیں اور ان کا ہر کلام و ہر کام مخلوق کے لئے نصیحت ہے، حضور کی برکت سے انبیاء، اولیاء، مومنین، حضور کے تعلق والے حضرات، بلکہ مکہ و مدینہ کے ذرات، فرشتہ زمان و زمین کو شرف و عظمت ملی۔ یہ بھی خیال رہے کہ مذکر میں وقت، نوعیت وغیرہ کی قید نہیں، کیونکہ حضور سب کو ہمیشہ ہر طرح مذکر ہیں حضور کی ہر ادا تبلیغ ہے ۳۔ یعنی ان کی ہدایت کے آپ ذمہ دار نہیں۔ اگر سارے لوگ کافر ہیں۔ تو آپ کا کچھ نہیں بگڑتا، اگر سورج سے کوئی روشنی نہ لے، یا دل سے فیض نہ لے تو اس سے سورج یا یا دل کا نقصان نہیں ہے، یا یہ مطلب ہے کہ آپ انہیں جبراً مسلمان نہ کریں ۴۔ اللہ تعالیٰ کی ذات یا صفات یا اس کے احکام کا انکار کر کے، یا قرآن کے نزول یا اس کی بھائی اس کے احکام سے، یا حضور کی ذات یا صفات یا حضور کے فرمانوں سے منہ پھیرے، اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کی اطاعت سب پر فرض ہے، کیونکہ من بغیر قید ذکر ہوا دوسرے یہ کہ قرآن کریم یا ہندو گان دین کی طرف پشت پھیر کر بیعتنا منع ہے کہ یہ بھی بیعت پھیرنے کی ظاہر صورت ہے، اس سے بھی پرہیز چاہیے ۵۔ دوزخ کا دائمی عذاب، خیال رہے کہ کافر کے لئے پانچ عذاب ہیں دنیاوی، نزع کے وقت، قبر محشر، دوزخ کے عذاب ان سب میں بڑا عذاب دوزخ کا ہے۔ باقی چار چھوٹے، کیونکہ دوزخ کا عذاب دائمی ہے، دوزخ میں سخت رسوائی بھی ہے، دوزخ میں ہر طرح کا عذاب ہے، کھانے، پینے، رہنے، سننے، زہریلے جانور سب کا عذاب، ان تین وجہوں سے اسے بڑا عذاب کہا گیا۔ اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ہر ایک پر حضور کی اطاعت واجب ہے، اطاعت سے انکار کفر، کیونکہ من میں کوئی قید نہیں، دوسرے یہ

۱۳

الفجر ۸۹

۹۲۵

عمر ۳۰

مَذْكُرٌ ۱۰ لَسْتُ عَلَيْهِمْ بِصَبِيطٍ ۱۱ إِلَّا مَنْ تَوَلَّى وَ

سناؤ نام تو ہی نصیحت مانے والے ہوئے تم کہہ ان پر کڑوا نہیں ہاں جو منہ پھیرے کہ

كُفْرًا ۱۲ فَيُعَذِّبُهُ اللَّهُ الْعَذَابَ الْأَكْبَرَ ۱۳ إِنَّ إِلَيْنَا

اور کفر کرے تو اسے اللہ بڑا عذاب دے گا کہ سبے شک ہماری ہی طرف

إِيَابَهُمْ ۱۴ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ۱۵

ان کا پھرنے والے پھر بے شک ہماری ہی طرف ان کا حساب ہے کہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۱۶

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

وَالْفَجْرِ ۱۷ وَلَيَالٍ عَشِيرٍ ۱۸ وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ۱۹ وَالْيَلِّ إِذَا

اس صبح کی قسم اور دس راتوں کی کہ اور جنت اور عاق کی نٹ اور رات کی جب

يَسِيرُ ۲۰ هَلْ فِي ذَلِكَ قَسَمٌ لِّذِي حُجْرٍ ۲۱ أَلَمْ تَرَ كَيْفَ

جائے نہ کیوں اس میں عقل مند کے لئے قسم ہوئی تہ کیا تم نے نہ دیکھا تھا کہ

فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۲۲ إِرْمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۲۳ الَّتِي لَمْ يُخَلِّقْ

رب نے عاد کے ساتھ کیا کیا وہ ارم مدے زیادہ طول والے ہی کران جیسا تہروں میں

مِثْلَهَا فِي الْبِلَادِ ۲۴ وَتَمُودَ الَّذِي جَابُوا الصَّخِرَ بِالْوَدِّ ۲۵

پیدا نہ ہوا کہ اور تمود جنہوں نے وادی میں پتھر کی چٹانیں کاٹیں تہ

وَفَرَعُونَ ذِي الْأَوْتَادِ ۲۶ الَّذِينَ طَعَوْا فِي الْبِلَادِ ۲۷

اور فرعون کہ ہو بیٹا کرتا تہ جنہوں نے شہروں میں سرکشی کی تہ

فَاكْثَرُوا فِيهَا الْفُسَادَ ۲۸ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ

پھر ان میں بہت فساد بھیلایا کہ تو ان پر تمہارے رب نے عذاب کا کڑا بھوت

عَذَابٍ ۲۹ إِنَّ رَبَّكَ لَبَاسٌ مُّصَادٍ ۳۰ فَأَمَّا الْإِنْسَانُ إِذَا

مارا نہ بے شک تمہارے رب کی نظر سے کچھ غائب نہیں لیکن آدمی تو جب

منزلہ

کہ کفار کے نام مجھ سے دوزخی نہیں، کیونکہ منہ پھیرنا، کفر کرنا، ان سے نہ پایا گیا، تیسرے یہ کہ حضور کے والدین جنتی ہیں۔ کیونکہ جو توبی اور کفر کرے وہ دوزخی ہے، ان سے یہ چیزیں سرزد نہ ہوں، چوتھے یہ کہ کفر تمام گناہوں سے بدتر ہے، کہ اس پر عذاب اکبر ہو گا ۶۔ مرتے وقت یا قبر میں پہنچ کر یا قیامت میں جبکہ انہیں خود بھی یقین ہو جائے گا کہ ہمارا مددگار رب کے سوا کوئی نہیں، ورنہ اس وقت بھی وہ رب کے بغض میں ہیں خیال رہے کہ سب کو رب کی بارگاہ میں جانا ہے، کوئی خوشی سے جائے گا۔ جیسے دو ہمارا برات کے ساتھ، سسرال میں جاتا ہے۔ کوئی ناچار ہو کر، جیسے چھانی کا ظلم کرنا ہو کر، یہاں دوسرا پھرنا مراد ہے، کیونکہ روئے سخن کفار کی طرف ہے، جنہیں عذاب اکبر ہونے والا ہے۔ یہاں حساب سے مراد قیامت کا حساب ہے جو عقائد و اعمال سب کا ہو گا، قبر میں صرف ایمان کا حساب ہے، اس لئے یہاں

اے خود میرے اپنے کمال کی بنا پر یعنی شکر کے طور پر نہیں، بلکہ فخریہ کتاب ہے، یا یہ کہ اب یہ عزت میری ملک ہو گئی، مجھ سے جدا نہ ہوگی، اگر شکر کے طور پر ہوتا تو عثمان طور پر ذکر نہ ہوتا۔ رب کی شکایت سب سے کرتا ہے، نیز رب کے احسانات چھپاتا ہے، اس کی بھیجی ہوئی تکلیفوں پر شور مچاتا ہے، یا یہ مطلب ہے کہ غریبی کو اپنی ذات سمجھتا ہے حالانکہ یہ کبھی رب کی نعمت ہوتی ہے۔ امیری کبھی عذاب، اکثر انبیاء کرام، اولیاء علماء، مساکین ہوئے، خیال رہے قدر کے معنی قدرت، اندازہ عزت اور تنگی میں ۳۰ (شان نزول) امیہ بن خلف کے پاس قدام بن شمعون یتیم تھے امیہ نے ان کا حق نہ دیا، ان سے اچھا برتاؤ کیا، اس کے متعلق یہ آیات نازل ہوئیں: (روح و خزائن) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے:

ایک یہ کہ یتیم کی پرورش اس کی اچھی تعلیم و تربیت، اعلیٰ درجہ کی عبادت اور دینی اور قوی فرض سے دوسرے یہ کہ یتیم کی پرورش کے کفار بھی ملکیت ہیں کہ امیہ بن خلف پر اس کوتاہی کی وجہ سے عتاب فرمایا گیا ۳۱ یعنی تم خود بھی کھانے کی خیرات نہیں کرتے، دوسروں کو بھی اس کی رغبت نہیں دیتے، بلکہ اس سے روکتے ہو، اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ سخاوت محمود صفت ہے، بخل برا عیب ہے، دوسرے یہ کہ کھانے کی خیرات دیگر صدقات سے بہتر ہے کہ اس سے جان بچتی ہے، حتیٰ کہ جانوروں کو کھانا بھی ثواب ہے، بھوکے انسان کا پیٹ بھرنا تو سبحان اللہ، تیسرے یہ کہ حیلے بہانوں سے صدقات روکنا، خیرات بند کرنا، کفار کا طریقہ ہے، اس سے موجودہ وہابیوں کو عبرت پکڑنی چاہیے، چوتھے یہ کہ سخاوت کے مسئلہ کفار بھی ہیں کہ بخل پر انہیں عتاب فرمایا، مگر یہ تکلیف شرعی نہیں، اسی لئے ان کے اسلام لانے پر زمانہ کفر کی ذکوۃ دینا واجب نہیں ۵۰ لہذا کے معنی ہیں جمع اور غلط کھانے سے مراد ہے استعمال کرنا، یعنی اپنے عزیزیت کے متروک مال پر حرام و حلال کا فرق کے بغیر قبضہ کرتے ہو، کہ میت کا قرض، امانتیں، ادا نہیں کرتے، اس کی وصیت پوری نہیں کرتے، اس کے پاس جوئے، چوری، ذکیت، وغیرہ کا جو حرام مال ہو۔ اسے علیحدہ نہیں کرتے، اس کی پوری اور لڑکیوں کو حصہ نہیں دیتے، غرضیکہ بغیر سوچے سمجھے میراث لینے کی کرتے ہو، اس آیت سے تین فائدے حاصل ہوئے ایک یہ کہ اسلام سے پہلے عرب میں ابراہیمی شریعت کے مطابق تقسیم میراث مروج تھی، جس میں یہ لوگ بے اعتدالیاں کرتے تھے۔ ورنہ یہ آیت کیہ ہے اور اسلامی میراث کے احکام مدینہ منورہ میں آئے دوسرے یہ کہ حضور کی میراث تقسیم نہیں، ورنہ لازم آئے گا کہ حضرت علی مرتضیٰ نے اپنی خلافت میں میراث پر غلط قبضہ کیا کہ حضور کا مملوک علاقہ خود لیا، حضور کے وارثوں کو نہ دیا اور صدیق و فاروق عثمان غنی کے

بجائے

مفتوحہ علاقے ان کے وارثوں کے حوالے نہ کئے لہذا اس آیت کی زد میں علی مرتضیٰ بھی آجائیں گے، نووا باللہ، تیسرے یہ کہ میراث کی غلط تقسیم، لڑکیوں کو محروم کرنا کفار کا طریقہ ہے اور سخت عذاب کا باعث، اس سے وہ مسلمان عبرت پکڑیں جو لڑکیوں کو میراث دیتے گھبراتے ہیں ۶۰ اس سے معلوم ہوا کہ ماں کی محبت بری نہیں بلکہ بہت گہری محبت بری ہے، گہری محبت کی تین صورتیں ہیں، مال خرچ نہ کرے، بیع کر کے چھوڑ دے، سوتے جاگتے مال حاصل کرنے کی فکر میں رہے، آخرت سے بے پروا، اللہ و رسول سے غافل ہو جاوے۔ ہر حال و حرام ذریعوں سے مال حاصل کرے، خیال رہے کہ ماں کی محبت حد کے اندر جائز ہے حد سے زیادہ بری، مگر اللہ و رسول کی محبت حد میں جائز، حد سے زیادہ بہت ہی اعلیٰ، بلکہ اس کی کوئی حد ہی نہیں ہے۔ اس طرح کہ زمین کے ٹکڑے اڑ جاویں، اور اس پر کوئی عمارت پہاڑ

مَا آتَيْنَاهُ رَبِّهِ فَآكَرَمَهُ وَتَعَمَّهُ فَيَقُولُ رَبِّي أَكْرَمَنِ ۝

اے اس کا رب آزمائے کہ اس کو بہاؤ اور نعمت سے جب تو کہتا ہے میرے رب سے مجھے عزت دی گئی

وَأَمَّا إِذَا مَا آتَيْنَاهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهُ فَيَقُولُ رَبِّي

اور اگر آزمائے اور اس کا رزق اس پر تنگ کرے تو کہتا ہے میرے رب نے مجھے

أَهَانَنِ ۝ كَلَّا بَلْ لَا تَكْرُمُونَ الْيَتِيمَ ۝ وَلَا تَحْضُونِ

خوار کیا ان یوں نہیں بلکہ تم یتیم کی عزت نہیں کرتے، اور آپس میں ایک دوسرے کو

عَلَى طَعَامِ الْمُسْكِينِ ۝ وَتَأْكُلُونَ الثَّرَاثَ أَكْلًا لَّمًّا ۝

مسکین کے کھانے کی رغبت نہیں دیتے، اور میراث کا مال آپس میں کھاتے ہو،

وَتُحِبُّونَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ۝ كَلَّا إِذَا دُكَّتِ الْأَرْضُ

اور مال کی نیت محبت رکھتے ہو، ہاں مال حبب زمین بھرا کر یا ش

دَكَاةً ۝ وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ۝ وَجِئْتُ

کردی جلتے، اور تمہارے رب کا حکم آئے، اور فرشتے قطار قطار اور اس دن

يَوْمَئِذٍ يَجْهَنَّمُ يَوْمَئِذٍ يَتَذَكَّرُ الْإِنْسَانُ وَأَنَّى لَهُ

جہنم لانی جائے، اس دن آدمی سوچے گا اور اب اسے سوچنے کا وقت

الذِّكْرَى ۝ يَقُولُ يَلَيْتَنِي قَدَّمْتُ لِحَيَاتِي ۝ فَيَوْمَئِذٍ

کہاں لے کے گا، بے گناہوں کی طرح میں نے جتنے بھی نیکیاں کیں، مگر اب بھی جوتی لے تو اس دن اس کا سا

لَا يُعَذِّبُ عَذَابُهُ أَحَدًا ۝ وَلَا يُؤْتِي وَثَاقَهُ أَحَدًا ۝

عذاب کوئی نہیں کرتا، اور اس کا سا باندھنا کوئی نہیں باندھتا

يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً

اے اطمینان والی ماں، اپنے رب کی طرف واپس جوتی، یوں کہ تو اس سے راضی

مَرْضِيَّةً ۝ فَادْخُلِي فِي عِبَادِي ۝ وَادْخُلِي جَنَّاتٍ

وہ تجھ سے راضی، پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہو، اور میری جنت میں آ

منزل ۱

مفتوحہ علاقے ان کے وارثوں کے حوالے نہ کئے لہذا اس آیت کی زد میں علی مرتضیٰ بھی آجائیں گے، نووا باللہ، تیسرے یہ کہ میراث کی غلط تقسیم، لڑکیوں کو محروم کرنا کفار کا طریقہ ہے اور سخت عذاب کا باعث، اس سے وہ مسلمان عبرت پکڑیں جو لڑکیوں کو میراث دیتے گھبراتے ہیں ۶۰ اس سے معلوم ہوا کہ ماں کی محبت بری نہیں بلکہ بہت گہری محبت بری ہے، گہری محبت کی تین صورتیں ہیں، مال خرچ نہ کرے، بیع کر کے چھوڑ دے، سوتے جاگتے مال حاصل کرنے کی فکر میں رہے، آخرت سے بے پروا، اللہ و رسول سے غافل ہو جاوے۔ ہر حال و حرام ذریعوں سے مال حاصل کرے، خیال رہے کہ ماں کی محبت حد کے اندر جائز ہے حد سے زیادہ بری، مگر اللہ و رسول کی محبت حد میں جائز، حد سے زیادہ بہت ہی اعلیٰ، بلکہ اس کی کوئی حد ہی نہیں ہے۔ اس طرح کہ زمین کے ٹکڑے اڑ جاویں، اور اس پر کوئی عمارت پہاڑ

یعنی مکہ معظمہ کی جو سب سے پرانا شہر ہے، جسے خلیل اللہ نے بسایا، جس میں کعبۃ اللہ، مقام ابراہیم وغیرہ ہے، جہاں ہمیشہ سے حج ہوتا ہے، جہاں ہر شخص کو امن و امان ہے، جو سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت گاہ ہے، معلوم ہوا کہ حضور کی نسبت سے مکہ معظمہ کے کوچہ و بازار کو وہ حرمت ملی کہ رب نے ان کی قسم فرمائی تو جو صحابہ کرام حضور کے ساتھ مدینہ کی طرح رہے ان کی عظمت کا کیا پوچھنا ۳۲ حل یا طول سے ہے، یا حلال سے، یعنی اسے محبوب تم اس مکہ معظمہ میں عارضی طور پر تشریف فرما ہو، ورنہ تم کو یہاں رکھنا جاوے گا۔ تا کہ تمہاری زیارت کعبہ کی وجہ سے نہ کی جاوے یا آئندہ شاہانہ شان سے تشریف فرما ہونے والے ہو، یا تم حلال ہو کر مکہ معظمہ میں تشریف لانے والے ہو، حج مکہ کے دن، خیال رہے کہ اس وقت مکہ معظمہ کی قسم اس لئے فرمائی گئی کہ وہ محبوب کی قیام گاہ ہے، اب چونکہ مدینہ منورہ حضور کا دائمی قیام گاہ ہے، لہذا بہت عظمت والا ہے، صوفیا فرماتے ہیں کہ عشاق رسول کا دل و جگر وہ شہر ہے جس میں حضور جلوہ گر ہیں، یا اس شہر میں دیدار یار کا بازار لگا ہے، یہاں عشق مصطفیٰ کے مژدے طے ہیں، ان کی قسم ارشاد فرمائی، خیال رہے کہ جیسے مختلف شہروں میں مختلف چیزوں کی منڈیاں ہیں کسی سینہ میں کفرو طغیان کی منڈی ہے، کسی میں ایمان و عرفان کی، کسی میں عشق مصطفیٰ کی منڈی ہے، یہاں ان سینوں کی قسم ہے، جہاں عشق کی منڈی ہے، یہ بھی خیال رہے کہ جیسے سورج کا نور لاکھوں شیشوں میں بیک وقت آسکتا ہے ایسے ہی حضور کی تجلی لاکھوں سینوں میں بیک وقت جلوہ گر ہے اور جیسے لیمپ کی جلی کا نور گھر کے ہر گوشہ میں ہے ساتھ ہی چمکی کا رنگ ہر جگہ ہے، ایسے ہی جہاں اللہ کا نور ہے وہاں حضور کا رنگ ہے، جہاں رنگ مصطفیٰ نہیں، وہاں نور خدائی سے محروم ہے، لہذا ارشاد ہو ذات حل جہذا بیلد، تم ان سینوں میں جلوہ گر ہو، اس سے معلوم ہوا کہ حضور محبوب اکبر ہیں، جس چیز کو حضور سے نسبت ہو جائے وہ بھی رب کی محبوب ہے، لہذا اولیاء کا سینہ رب کو پیارا ہے، کہ اس کی قسم فرمائی، ۳۳ یہاں والد سے مراد یا آدم علیہ السلام ہیں، اور ولد سے مراد ان کی اولاد، اس صورت میں اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ تمام مخلوق میں انسان اشرف ہے کہ رب نے اس کی قسم فرمائی، دوسرے یہ کہ باپ کا درجہ ماں سے زیادہ ہے کہ رب نے باپ کی قسم فرمائی نہ کہ ماں کی، یا باپ سے مراد ابراہیم علیہ السلام ہیں اور اولاد سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس سے معلوم ہوا کہ جماعت انبیاء علیہم السلام میں حبیب اللہ پھر خلیل اللہ بہت عظمت والے ہیں، یا والد سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اولاد سے مراد آپ کی امت، جیسے باپ اولاد کی اصل ہے ایسے ہی حضور آپ کی امت، جیسے باپ اولاد کو تربیت دینے والا ہے، ایسے ہی حضور اپنی امت کو پالنے اور تربیت دینے والے ہیں، جیسے بیٹا کسی درجہ میں پہنچ کر باپ کے برابر نہیں ہو سکتا، ایسے ہی امتی نبی کے برابر نہیں ہو سکتا، جیسے باپ کا رشتہ مر کر بھی نہیں ٹوٹتا، ایسے ہی امتی مر کر بھی امتی رہتا ہے، جیسے باپ کے تمام رشتہ دار اپنے عزیز ہوتے ہیں، کہ باپ کی ماں داوی، اس کا بھائی چچا، ایسے ہی حضور کے صحابہ، اہل بیت، اولیاء، علماء ہمارے لئے باعث عزت و فخر ہیں، جیسے باپ اپنے ہر کالے، گورے، عالم، جاہل اولاد کو بھائی بھائی بنا دیتا ہے ایسے ہی حضور نے سارے مسلمانوں کو آپس میں بھائی بنا دیا، حضور نے انسانوں میں عالمگیر برادری پیدا فرمادی، اس صورت میں اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ نبی امتی کے روحانی باپ ہیں، بھائی نہیں، اسی لئے ان کی پیروی امتی کی بھانج

۳۰
۹۴۷
المائدہ

۱۰
سُورَةُ الْبَلَدِ مَكِّيَّةٌ ۳۵
رُكُوْعُهُ ۱

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

لَا اَقْسِمُ بِهَذَا الْبَلَدِ ۝ وَاَنْتَ حِلٌّ بِهَذَا الْبَلَدِ ۝

مجھے اس شہر کی قسم کہ اسے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو گے

وَالْاِلٰهِ وَمَا وَلَدَ ۝ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ ۝

اور تمہارے باپ ابراہیم کی قسم اور اس ولادت کی تم ہو گے بیک وقت آدمی کو مشقت میں پڑا

اَلَيْحْسِبُ اَنَّ لَّنْ يَّقْدِرَ عَلَيْهِ اَحَدٌ يَقُوْلُ اَهْلَكْتُ ۝

بیدار کیا نہ کیا آدمی یہ سمجھتا ہے کہ ہر کوئی اس پر کوئی قدرت نہیں پائے نہ کہ کتا بے سرنے

مَا لَا لَبَدًا ۝ اَلَيْحْسِبُ اَنَّ لَّمْ يَرِهٖ اَحَدًا اَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ دُخٰنٍ وَّوٰلًا ۝

دھندوں میں نہ دھند کیا آدمی یہ سمجھتا ہے کہ کسی نے نہ دیکھا نہ کیا بھائی اس کی دو

عَيْنَيْنِ ۝ وَلِسَانَ اَوْشَقَتَيْنِ ۝ وَهَدٰىنَا النُّجْدَيْنِ ۝

آنکھیں نہ بنائیں نہ اور زبان اور دو نوٹ لے اور اسے دو اجڑی جڑوں کی راہ بتائی نہ

فَلَا اقْتَحَمَ الْعُقَبَةَ ۝ وَمَا اَدْرَاكَ مَا الْعُقَبَةُ ۝ فَالْ

پھر بے نائل گھاٹی میں نہ کوئل اور تو نے کیا مانا وہ گھاٹی کیا ہے کسی بندے کی

رَقَبَةً ۝ اَوْ اطْعَمْتُ يَوْمَ ذٰی مَسْجَةٍ ۝ يَّتِيْمًا

گردن چھڑانا نہ یا بھوک کے دن کھانا دینا نہ رشتہ دار

ذَا مَقْرَبَةٍ ۝ اَوْ مَسْكِنًا ذَا مَتْرَبَةٍ ۝ ثُمَّ كَانَ مِنَ

یتیم کو کھانا یا غناک نشین مسکین کو کھانا پھر ہو ان سے جو

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْحُرْمَةِ ۝

ایمان لائے نہ اور اہل نہ آپس میں صبر کی وصیتیں کیں نہ اور آپس میں مہربانی کی

مَنْزِل ۱۰

ساری امت کی اصل، جیسے باپ اولاد کو تربیت دینے والا تعلیم دلانے والا اور پالنے والا ہے، ایسے ہی حضور اپنی امت کو پالنے اور تربیت دینے والے ہیں، جیسے بیٹا کسی درجہ میں پہنچ کر باپ کے برابر نہیں ہو سکتا، ایسے ہی امتی نبی کے برابر نہیں ہو سکتا، جیسے باپ کا رشتہ مر کر بھی نہیں ٹوٹتا، ایسے ہی امتی مر کر بھی امتی رہتا ہے، جیسے باپ کے تمام رشتہ دار اپنے عزیز ہوتے ہیں، کہ باپ کی ماں داوی، اس کا بھائی چچا، ایسے ہی حضور کے صحابہ، اہل بیت، اولیاء، علماء ہمارے لئے باعث عزت و فخر ہیں، جیسے باپ اپنے ہر کالے، گورے، عالم، جاہل اولاد کو بھائی بھائی بنا دیتا ہے ایسے ہی حضور نے سارے مسلمانوں کو آپس میں بھائی بنا دیا، حضور نے انسانوں میں عالمگیر برادری پیدا فرمادی، اس صورت میں اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ نبی امتی کے روحانی باپ ہیں، بھائی نہیں، اسی لئے ان کی پیروی امتی کی بھانج

۱۔ جو میثاق کے دن آدم علیہ السلام کی دائیں طرف تھے یا جو قیامت میں عرش کے دائیں جانب ہوں گے یا جن کے نام اعمال واسطے ہاتھ میں دیئے جائیں گے یا وہ جنت میں ہوں گے جو عرش کے دائیں طرف ہے یا اصحاب مینہ کے معنی ہیں، لیکن دربرکت والے لوگ برکت کے معنی ہیں نعمت کا داعی نفع، تو مطلب یہ ہو گا کہ یہ لوگ اپنے اعمال سے دنیا، نزع، قبر و حشر، جہنم، نفع اٹھائیں گے یا ان کے اعمال سے خلقت پخت نفع اٹھاتی ہے یا برکت ان کے دم قدم سے وابستہ ہے کہ ان میں سے بعض اپنے خاندان کے لئے، بعض اپنی قوم کے لئے، بعض اپنے ملک کے لئے، بعض ساری دنیا کے لئے باعث برکت ہیں، غرضیکہ اس آیت کی بہت تفسیریں

ہیں ۲۔ جتنی تفسیریں مینہ کی گزر چکیں اس کے مقابل تمام تفسیریں یہاں شمشہ کی ہوں گی، یعنی بائیں ہاتھ میں اعمال نامہ پانے والے، یا عرش اعظم کے بائیں طرف کھڑے ہونے والے وغیرہ یا وہ محسوس لوگ ہیں، کیونکہ انہوں نے دنیا کی زندگی کی قدر نہ کی یا اپنے نیک اعمال سے آخرت میں فائدہ نہ اٹھایا، معلوم ہوا کہ تفسیر محسوس ہے ایمان برکت خیال رہے کہ بعض اعمال بھی محسوس ہیں، جیسے عشاء کی نماز سے پہلے سونا، فجر کے وقت سوتا رہنا، ماں باپ کی نافرمانی، کھانے کے بعد بھاڑ دینا، پیاز کے چٹکے جلاتا وغیرہ ۳۔ اس طرح کہ روزن کی چھت میں نہ روزن ہے نہ سوراخ، جس سے باہر سے ہوا یا روشنی آئے، یا اندر کا دھواں باہر نکلے، ۴۔ اس سورت میں سات قسمیں مذکور ہیں، پہلے سورج اور اس کی روشنی کی قسم، چونکہ سورج سے عالم کا نظام، جانداروں کی عمریں، کیمٹوں، پانوں، دانوں و پھلوں کا پکنا وابستہ ہے، اس لئے پہلے اس کا ذکر ہوا۔ صوفیاء کے نزدیک سورج حضور ہیں۔ اور شریعت و طریقت حضور کی روشنی، خیال رہے کہ حضور کو چند وجوہ سے سورج کہا گیا، ایک یہ کہ دنیا میں ہر وقت سورج کا فیض رہتا ہے، دن میں بلا واسطہ، رات میں چاند تاروں کے واسطے سے، ایسے ہی حضور کا فیض عالم میں ہمیشہ رہا۔ اور رہے گا۔ ظہور سے پہلے انبیاء کرام کے ذریعہ سے اور پردہ فرمانے کے بعد علماء و اولیاء کے ذریعہ سے، حضور سورج ہیں، انبیاء، تارے، علماء امت ذرے، دوسرے یہ کہ چاند تارے، گیس بجلی وغیرہ رات میں روشنی تو کر سکتے ہیں، مگر رات کو بھگا نہیں سکتے، سورج رات کو دفع کر کے دن نکال دیتا ہے، ایسے ہی دل سے کفر کی رات صرف حضور کے ذریعہ سے دفع ہو سکتی ہے، کفار ہزارہا نیکیاں کرنے پر بھی مومن نہیں ہوتے، تیسرے یہ کہ سورج ہزارہا میل دور سے ٹپاک زمین کو خشک کر کے پاک کر دیتا ہے۔ ایسے ہی حضور ہزارہا میل سے ہمارے گندے دلوں کو پاک فرماتے ہیں، دُوبِزِیْم، چوتھے یہ کہ رات بھر کی برف و اوس کو پانی بنا کر بہا دیتا ہے، حضور کی نگاہ کرم دور ہی سے ہمارے دلوں سے گناہ و غفلت کی برف نکال دیتی ہے، حضور ہی نے کعبہ سے بت نکالے، کعبہ دل سے بھی بت دی نکالتے ہیں، پانچویں یہ کہ سورج نکلنے پر لوگوں کی غفلت دور ہو جاتی ہے، چوروں سے امن نصیب ہوتا ہے، جس دل میں حضور کی تجلی ہو، وہاں نہ غفلت ہو، نہ شیطان کا کھٹکا، چھٹے یہ کہ ہر شاہ و گدا، امیر و فقیر کو سورج کی ضرورت ہے ایسے ہی ہر نبی ولی، نیک کار گنہگار کو حضور کی حاجت ہے، ساتویں یہ کہ سورج سے سب تارے نور لیتے ہیں، سورج نے ہر راہ راست رب سے نور لیا۔ ایسے ہی حضور سے سب فیض پاتے ہیں حضور نے رب سے سب کچھ لیا، انھوں نے یہ کہ سورج کی تجلی ایک ہی ہے مگر مختلف تاروں میں مختلف رنگ ظاہر ہوتے ہیں، ایسے ہی حضور کا نور قادر یوں، پشٹیوں، سرد رویوں، نقشبندیوں کے سینوں میں مختلف قسم کی تجلی دکھائی دے رہا ہے، خیال رہے کہ حضور کی تجلی دو قسم کی

۹۳۸ ع ۳۰ شمس ۹۱

اولئک اصحاب البیئمة والذین کفروا بائیننا

وہم اصحاب البیئمة علیہم نار موصدة

وہ بائیں طرف والے تھے ان پر آگ ہے کہ اس میں دال کراؤ ہر سے بند کر دی گئی ت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّا نَحْنُ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

والشمس وضحاها والقمر اذا تلبها والنهار اذا

سورج اور اس کی روشنی کی قسم کی اور چاند کی قسم اس کے پیچھے آئے اور دن کی جب

جلها واللیل اذا یغشها والسماء وما بینها

اسے چمکائے اور رات کی جب اسے چھائے اور آسمان اور اس کے بنائے والے کی قسم نہ

والارض وما طحها ونفس وما سواها فاللهم

اور زمین اور اس کے پھیلانے والے کی قسم کی اور جان کی اور اس کی جس نے اسے ٹھیک بنایا

فجورها وتقواها قد افلح من زکها وقد خاب

پھر اس کی بدکاری اور اس کی پرہیزگاری دل میں ڈالی لا بیٹک مراد کو پہنچا جس نے اسے

من دسها کذبت ثمود بطعواها اذ ابعت

سمرا کمال اور نامراد ہوا جس نے عصیت میں چھپا یا کمال ٹھونڈے اپنی سرکشی سے جھٹلایا یا کجاس کا

انشقها فقال لهم رسول الله ناقة الله وسقیا

جسے بدعت اٹھ کھڑا ہوا تو ان سے اللہ کے رسول نے فرمایا اللہ کے ناک اور اس کی شے کی باری سے

فکذبوا فغروهاه فدم علیکم ربم یدبرکم

بجور نہ انہوں نے اسے جھٹلایا پھر ناک کی کو بیس کاٹ دیا تو ان پر ان کے رب نے انھیں گناہ

فسولها ولا یخاف عقبا

کے سب تباہی ڈال کر وہ بستی برا کر دی اور ان کے پیچھا کرنے کا اسے خوف نہیں

۱۰۷

نگاہ کرم دور ہی سے ہمارے دلوں سے گناہ و غفلت کی برف نکال دیتی ہے، حضور ہی نے کعبہ سے بت نکالے، کعبہ دل سے بھی بت دی نکالتے ہیں، پانچویں یہ کہ سورج نکلنے پر لوگوں کی غفلت دور ہو جاتی ہے، چوروں سے امن نصیب ہوتا ہے، جس دل میں حضور کی تجلی ہو، وہاں نہ غفلت ہو، نہ شیطان کا کھٹکا، چھٹے یہ کہ ہر شاہ و گدا، امیر و فقیر کو سورج کی ضرورت ہے ایسے ہی ہر نبی ولی، نیک کار گنہگار کو حضور کی حاجت ہے، ساتویں یہ کہ سورج سے سب تارے نور لیتے ہیں، سورج نے ہر راہ راست رب سے نور لیا۔ ایسے ہی حضور سے سب فیض پاتے ہیں حضور نے رب سے سب کچھ لیا، انھوں نے یہ کہ سورج کی تجلی ایک ہی ہے مگر مختلف تاروں میں مختلف رنگ ظاہر ہوتے ہیں، ایسے ہی حضور کا نور قادر یوں، پشٹیوں، سرد رویوں، نقشبندیوں کے سینوں میں مختلف قسم کی تجلی دکھائی دے رہا ہے، خیال رہے کہ حضور کی تجلی دو قسم کی

۔ (شان نزول) یہ سورت حضرت ابوبکر صدیق کے حق میں نازل ہوئی، جب آپ نے حضرت بلال کو امیہ بن خلف سے بہت زیادہ قیمت دے کر خرید لیا اور آزاد کیا۔ خیال رہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سات سوڑی غلاموں کو خرید کر آزاد کیا، جو نہایت مخلص مومن تھے اور کفار کے ہاتھوں سخت مصیبت میں گرفتار تھے جن میں حضرت بلال اور مالک بن نبیرہ بڑے اولیاء کاملین اور شہداء ہیں۔ رضی اللہ عنہم، نیز مسجد نبوی کی زمین حضور نے ابوبکر صدیق ہی کے مال سے خریدی، چالیس ہزار اشرفیاں حضور پر اور دینی خدمات میں خرچ فرما کر، کبیل کا لباس پہنا، جس کو کانٹوں سے سیا (تقیر عریزی) اہل مال یا تو عام رات و دن کی قسم ہے، کیونکہ

رات موت کو اور دن قیامت کو یاد دلاتے ہیں، نیز رات انسان کے علم، ہوش، قوت و قدرت سب کو ڈھانپ لیتی ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ چیزیں ہماری اپنی نہیں، نیز رات فاسق، صالح، غافل و ذاکر کو ظاہر کر دیتی ہے، کیونکہ رات ہی میں چور، زانی، بد معاش جرم کرتے ہیں، عشاق تہذیب میں روتے ہیں، چونکہ رات دن سے پہلے بھی ہے، اور افضل بھی، اس لئے رات کا ذکر پہلے ہوا، دن کا بعد میں، یا رات اور دن سے مراد حضرت بلال کے وہ دن رات ہیں جن میں وہ امیہ بن خلف کے گھر سخت مصیبتوں میں ذکر اللہ کرتے تھے، چونکہ محبوب کی ہر چیز پیاری ہے، اس لئے حضرت بلال کی ان رات و دن کی قسم ارشاد ہوئی، یا رات و دن سے عشاق کی راتیں و دن مراد ہیں کہ ان کی راتیں نگہ یار میں، دن ذکر یار میں کتنے ہیں، لہذا ان کی قسم ارشاد ہوئی، یا رات سے مراد مومن کے غفلت کے اوقات ہیں، جن میں وہ خطا کر لیتا ہے دن سے مراد بیداری کے وقت ہیں، جن میں توبہ، آہ و فغاں کرتا ہے، چونکہ مومن کا لگناہ گریہ و زاری، توبہ و شرمساری کا ذریعہ ہے، اس لئے اس کی قسم بھی ارشاد ہوئی، توبہ پیدا کرنے والا لگناہ، تکبر پیدا کرنے والی عبادت سے افضل ہے آدم علیہ السلام کا گندم کھا لیتا، ابلیس کی تمام عبادات سے افضل ہے ۷۲ انسانوں میں یا تمام حیوانات میں یا ساری مخلوق میں، مگر خالق جوڑے پاک ہے، خلقت جوڑے والی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ خشی شکل واقع میں نہ ہے یا مادہ، علیحدہ چیز نہیں، اسی طرح پتھر نہ ہے یا مادہ، کیونکہ رب نے صرف زیادہ پیدا فرمائے، نہ کہ تیسری قسم ۳۔ اسے ابوبکر صدیق، اور امیہ بن خلف، یا اسے قرآن پڑھنے والو، یا اسے انسانوں پہلے معنی زیادہ مناسب ہیں کہ یہ آیات ابوبکر صدیق پر رحمت، امیہ بن خلف پر عتاب کے لئے اتریں، اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضرت ابوبکر صدیق مومن برحق، صحابی اور بڑے متقی ہیں، کہ انہیں رب نے کفار سے مختلف قرار دیا، دوسرے یہ کہ انسان کو بے کار نہ رہنا چاہیے، کوشش رہنا رہے،

۹۴۹ الیل ۹۲

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۱﴾ اِنَّا نُرْغِبُكَ وَنُرْجُوكَ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت بھراں رم والا ہے

وَالَيْلِ اِذَا يَغْشَى ﴿۱﴾ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلَّى ﴿۲﴾ وَمَا خَلَقَ

رات کی قسم جب بھائے اور دن کی جب بھٹکے لہ اور اس کی جس نے

الذِّكْرُ وَالْاُنْثَى ﴿۳﴾ اِنْ سَعَيْكُمْ اَشْتَى ﴿۴﴾ فَاَمَّا مَنْ اَعْطَى

نر و مادہ بنائے گئے بے شک ہماری کوشش نہ مختلف ہے کہ تو وہ جس نے دیا اور

وَاتَّقَى ﴿۵﴾ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى ﴿۶﴾ فَسَنِيْسِرُهُ لِيَسْرى ﴿۷﴾

پر امید ہماری کی اور سچے اچھی کو سچ مانا تو بہت جلد ہم اسے آسانی میں سر دیں گے

وَاَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَى ﴿۸﴾ وَلَكِنَّ بِالْحُسْنَى ﴿۹﴾ فَسَنِيْسِرُهُ

اور وہ جس نے بخل کیا لہ اور بے پروا بنا لہ اور سچے اچھی کو بھٹلایا تو بہت جلد ہم اسے

لِلْعُسْرَى ﴿۱۰﴾ وَمَا يُغْنِي عَنْهُ مَالُهُ اِذَا تَرَدَّى ﴿۱۱﴾ اِنْ عَلَيْنَا

دغڑاری میں سر دیں گے اور اس کا مال اسے کا نہ آئے گا جب ہلاکت میں پڑے گا نہ بیشک

لَلْهُدَى ﴿۱۲﴾ وَاِنْ لَنَا الْاٰخِرَةُ وَالْاَوَّلٰى ﴿۱۳﴾ فَاَنْذَرْتَكُمْ

ہدایت فرماتا ہمارے ذمہ ہے لہ اور بیشک آخرت اور دنیا دونوں کے ہمیں مالک ہیں لہ تو ہمیں نہیں

كَارَ اَتَلَطَّى ﴿۱۴﴾ لَا يَصْلُهَا اِلَّا الْاَشَقَى ﴿۱۵﴾ الَّذِي كَذَّبَ

ڈرا تا ہوا اس آگ سے جو بھڑکے ہی ہے لہ نہ جانے گا اس میں بڑا بد بخت جس نے بھٹلایا

وَتَوَلَّى ﴿۱۶﴾ وَسَيَجْزِيْهَا الْاَتَقَى ﴿۱۷﴾ الَّذِي يُوْرِيْ مَالَهُ

اور نہ پھیرے لہ اور اس سے بہت دور رکھا جائیگا جو سچے بڑا بد بخت کا مال جو اپنا مال دیکھے کہ

يَنْزَلِيْ ﴿۱۸﴾ وَمَا لِحٰبِ عِنْدَهُ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰى ﴿۱۹﴾ اِلَّا

سجھل ہوئے اور کسی کا اس پر کہ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے لہ صرف اپنے رب کی

اِبْتِغَاءً وَجْهَ رَبِّهِ الْاَعْلٰى ﴿۲۰﴾ وَلَسَوْفَ يَرْضٰى ﴿۲۱﴾

رضا چاہتا ہے جو سچے بند ہے لہ اور بیشک قریب ہے کہ وہ راضی ہو گا

منزل ۷

جسم کی مشین کو معطل نہ کروالے، تیسرے یہ کہ تمام انسان یکساں نہیں، مومن و کافر، متقی و فاسق، دنیا دار و دیندار مختلف ہیں، ان کے اعمال و کوششیں جداگانہ، جو ان سب کو ایک کرنا چاہے، وہ قدرت کا مقابلہ کرتا ہے، ان میں ہمیشہ سے اختلاف رہا ہے اور ہمیشہ رہے گا ۴۔ ابوبکر صدیق کی کوشش اور ہے، امیہ بن خلف کی کوشش کچھ اور، عقل کی کوشش اور ہے، روح کی کچھ اور، ہر چیز اپنے اصل میں جانے کی طرف کوشاں ہے، نفس مادہ کا وطن آگ ہے، روح کا وطن جنت کا گھڑا، خیال رہے کہ انسان جانی، مالی لاکھوں اعمال کرتا ہے مگر یہ تین قسم کے ہیں، محض خیر، محض شر، ایک لحاظ سے خیر ایک لحاظ سے شر، اگر کام بھی اچھا ہو کرنے والی کی نیت بھی خیر ہو، عقیدہ بھی درست تو عمل بالکل خیر ہوتا ہے، جیسے حضرت بلال کو صدیق اکبر کا آزاد فرماتا، جن کے متعلق یہ آیات نازل ہوئیں ۵۔ یعنی وہ ابوبکر صدیق جنہوں نے اپنا باقی ۹۸۳۔

۔ اس سورۃ کا شان نزول یہ ہے کہ ایک دفعہ کچھ ونوں کے لئے وحی بند ہو گئی۔ تو بعض بد باطن کفار بولے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے رب نے چھوڑ دیا اور انہیں پابند فرمایا، ان کے جواب میں یہ سورہ شریف نازل ہوئی (غزائن و روح وغیرہ) سورہ وائل میں ابوبکر صدیق پر سے کفار کے طعن دفع فرمائے گئے تھے۔ اس سورت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دفع کئے گئے غرضیکہ وہ سورت صدیقی تھی یہ سورت محمدی ہے، علیہ الصلوٰۃ والسلام (عزیزی) اب یا تو چاشت سے مراد عام دوپہر ہے، اور رات کے پردہ ڈالنے سے مراد شب کا آخری حصہ ہے، چونکہ ان وقتوں میں نماز چاشت و تہجد ہوتی ہے، نیز موسیٰ علیہ السلام کی فرعون کو پہلی تبلیغ،

جادو گروں پر فتح، فرعون سے نجات، نیز حضور کو عطاء نبوت چاشت کے وقت ہوئی، اور موسیٰ علیہ السلام سے طور والا کلام اور حضور کو معراج رات میں ہوئی۔ اس لئے ان دونوں کی قسم ارشاد ہوئی، یا چاشت سے مراد حضور کا رخ روشن ہے، جس سے دل چمک گئے، اور رات سے مراد ان کی زلف غبریں جس کے حدقہ میں سیاہ کاروں کی عیب پوشی ہوگی، یا چاشت سے مراد حضور کے ظاہری احوال کچھ، جو روز روشن کی طرح سب پر ظاہر ہیں۔ اور رات سے مراد حضور کے چھپے ہوئے اسرار و احوال جن کی خبر بغیر پروردگار کسی کو نہیں، یا چاشت سے مراد حضور کا زمانہ ہے جب کہ نبوت کا سورج ظاہر تھا، اور رات سے مراد حضور کے بعد کا زمانہ، خلافت راشدہ کے دور میں چاندنی رات تھی، بعد میں اندھیری رات ہے، جس میں علماء و صوفیاء کی مشعلیں چمک رہی ہیں، یا چاشت سے مراد ظہور عظمت کا زمانہ ہے، اور رات سے مراد غربت اسلام کا زمانہ ہے، جو قریب قیامت ہو گا وغیرہ (عزیزی) ۳ یعنی گزشتہ زمانہ میں رب کی رحمت کا تعلق ہمیشہ ہمارے ساتھ رہا، کیونکہ دوزخ ماضی مطلق ہے، اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ہی سے نبی ہیں، اگرچہ نبوت کا ظہور چالیس سال کی عمر میں ہوا، دوسرے یہ کہ حضور میں خدائی طاقتیں ہیں، کیونکہ آپ کا کنکشن ہمیشہ رب سے ایسا ہے، جیسا مشین کا تعلق بجلی کی پاور سے، جیسے مشین میں بجلی کی پاور ہوتی ہے، حضور میں اللہ تعالیٰ کا علم و قدرت ہے، اس پر آیات و احادیث شاہد ہیں، صوفیاء فرماتے ہیں کہ حضور کو رب تعالیٰ سے ایسی وابستگی ہے، جیسے لیپ کے نور کو چینی سے کہ جہاں لیپ کا نور ہے وہاں چینی کا رنگ جو حضور سے وابستہ ہے، وہ رب سے تعلق رکھتا ہے۔ جو حضور سے علیحدہ ہے وہ رب سے علیحدہ ۳۔ یعنی رب تعالیٰ آپ سے کبھی ناراض نہ ہوا۔ معلوم ہوا کہ حضور سے کبھی کوئی ایسا فعل سرزد نہ ہوا، جو رب کی ناراضگی کا باعث ہو، انبیاء کرام کی خطائیں رب کی عطائیں ہوتی ہیں، دیکھو ہماری

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

وَالصُّحُفِ ۝ وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ ۝ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَىٰ ۝

چاشت کی قسم اور رات کی جب پردہ ڈالے گا کہ تیرے رب سے نہ چھوڑا لے اور نہ سکروہ

وَلَا أُخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ ۝ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ

جائزات اور بیشک تجھے تیرے لئے پہلی سے بہتر دے گا اور بیشک قریب ہے کہ تمہارا

فَتَرْضَىٰ ۝ أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَىٰ ۝ وَوَجَدَكَ ضَالًّا

رب تیرے آسان سے نکال کر تیرا پیہر جو جادو گر کی آگاہی نہ تھیں تیرے نہ پایا پھر مدد دی کہ اور

فَهَدَىٰ ۝ وَوَجَدَكَ عَالِيًا فَاَعْنَىٰ ۝ فَآلَا يُبْتِغِیْ فَلَآتُقَمَّرُ ۝

میں اپنی محنت میں خود رفتہ پایا تو اچھی طرف راہ دی کہ اور تیرے حاجت مند پایا پھر غنی کر دیا

وَأَمَّا السَّابِلُ فَلَآتُقَمَّرُ ۝ وَأَنَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَنِّثُ ۝

۱۰ کہ تو ہم پر دافذ ڈالو اور مسکنا کو نہ جھڑکو اور اسے رب کی نعمت کا ان خوب پر جا کر دل

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝ وَوَضَعْنَا عَنكَ وِزْرَكَ ۝

کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا ۱۱ اور تم پر سے تمہارا دھ بوجھ اتار لیا

الَّذِي أَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۝ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝

۱۲ جس نے تمہاری ہڈ تڑی تھی ۱۳ اور ہم نے تمہارا ذکر بلند کر دیا ۱۴

فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝

تو بہ شک دشواری کے ساتھ آسانی ہے ۱۵ یہ ہے شک دشواری کے ساتھ آسانی ہے ۱۶

فَإِذَا فَرَغْتَ فَانصَبْ ۝ وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَارْغَبْ ۝

تو جب تم فرائض سے فارغ ہو تو دعا میں بخت کرو کہ اور نہ رب کی طرف رغبت کرو کہ

منزل ۷

کتاب قبر کبریا، ان پر رب کا عتاب بخوبیاں ہوتا ہے۔ ۳۰ یعنی آپ کے لئے برزخی زندگی، دنیاوی زندگی سے بہتر ہے کہ اس میں آپ کو ہر وقت وصال اور ہر آن آپ کو معراج ہے، اس سے مسئلہ حیات الہی ثابت ہوا، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح برزخ میں بہترین جگہ ہے، اور بہتر جگہ حضور کا جسم اطہر اور قبر انور ہے۔ جو جنت بلکہ عرش اعظم سے بھی افضل ہے، یا آپ کی اخروی زندگی جو بعد قیامت شروع ہوگی۔ دنیاوی زندگی سے افضل ہے کہ دنیا میں آپ کے فضائل قال سے معلوم ہوئے وہاں حال سے معلوم ہوں گے، جن کا کوئی انکار نہ کر سکے گا، یوسف علیہ السلام کی قدر مصر میں معلوم ہوئی، حضور کی عظمت کا حقد، قیامت میں ظاہر ہوگی، وہاں آپ کے لئے مقام محمود، شفاعت کبریٰ تمام نبیوں کے حق میں آپ کی گواہی ہوگی جو ض کوثر، وسیلہ عطاء فرمایا جاوے گا۔ یا ہر آخری گزری آپ کے لئے پہلی گزری ہوا ۹۵۰

خاص خاص علاقوں کی ضرورتیں پوری ہوتی ہیں، لیکن مکہ معظمہ میں تمام جہان کی ضرورتیں مکہ یہ ہر ملک کے مسلمان کی منڈی ہے، ہر جگہ کا سکھ اور آدمی یہاں ملتا ہے، اس لئے یہ بڑا شرف ہے، امین کے معنی ہیں امن والا، مکہ یہاں انسان ملک شکاری جانوروں، خود رو درختوں کو بھی امان ہے، یا امین کے معنی ہیں امانت والا، مکہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بطور امانت کچھ عرصہ رہے، پھر آپ نے مدینہ ہمایا، امین فرما کر اس جانب اشارہ فرمایا کہ مکہ حضور کی وجہ سے قسم فرمانے کے لائق ہوا۔ کیونکہ حضور کے سوا اپنی تمام مشرک چیزیں کعبہ، عرفات، منیٰ وغیرہ وہاں ہی رہیں، خیال رہے کہ مکہ معظمہ میں حضور سے کلام الہی ہوا۔ حضور کو قرآن ملا، حضور کو معراج ملی، جیسے کوہ طور پر موسیٰ علیہ السلام کو، اس لئے طور کے بعد مکہ معظمہ کا ذکر فرمایا، عشاق کے مشرب میں امانت والا شرف قلب پاک معظمی صلی اللہ علیہ وسلم باقی ص ۹۸۷ پر

اب (شان نزول) یہ آیت ابو جہل کے مطلق نازل ہوئی، اس نے حضور کو بیت اللہ شریف میں نماز سے روکا تھا۔ اور اپنے دوستوں سے کہا تھا کہ اگر میں حضور کو یہاں نماز پڑھتے دیکھوں گا تو ان کی گردن کچل دوں گا۔ (معاذ اللہ) حضور وہاں نماز پڑھ رہے تھے کہ وہ مردود اس برے ارادے سے بڑھا، مگر فوراً اٹلے پاؤں پیچھے ہٹا گا، لوگوں نے پوچھا کیا ہوا تو یوں لاکہ میرے اور حضور کے درمیان آگ کی خندق اور خطرناک پر تھے ہیں، حضور نے فرمایا اگر ابو جہل میرے قریب آتا تو فرشتے اس کے گلے کر دیتے یہاں الٰہی دھبے سے ابو جہل مراد ہے، اور عدا سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ نماز میں اپنی بندگی کا اظہار ہوتا ہے نیز طراز جب کار سرکار میں ہو تو اس کا مقابلہ حکومت کا مقابلہ ہوتا ہے اسی لئے یہاں عہد ارشاد ہوا، لہذا آیت کریمہ میں حضور کی انتہائی عظمت کا اظہار ہے، اور ابو جہل پر انتہائی غضب، اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ یہ آیت حکم نماز آچکنے کے بعد یعنی معراج کے بعد کی ہے، گزشتہ آیات سے ۱۳ برس بعد کی، کیونکہ ظاہر یہ ہے کہ نماز سے پہلی شرعی نماز مراد ہے، جو معراج میں فرض ہوئی، دوسرے یہ کہ جب کعب معظمہ میں بت تھے، تب بھی حضور اسی کا طواف، اسی کی طرف نماز ادا کرتے تھے، لہذا اگر مقابلہ اولیاء اللہ پر ناجائز چیزیں ہوتی ہوں تو وہ مقابلت متبرک ہی رہیں گے، تیسرے یہ کہ مسلمان کو نماز سے روکا ابو جہل کا کام ہے۔ مسئلہ، چند موقعوں پر نماز سے روکا جائز ہے، مکروہ وقت میں نماز سے، مضروب زمین میں نماز سے، خاندنہ بیوی کو تہجد و نوافل سے، مالک غلام کو، اور اجیر خاص کو نوافل سے روک سکتا ہے۔ جب کہ ان کی خدمت میں خلل پڑتا ہو، مگر فقہاء فرماتے ہیں کہ جو کراہت کے وقت نماز پڑھنے لگے، تو اسے نماز سے نہ روکو، بعد میں مسئلہ مسجد دو، تا کہ اس آیت کی زد میں نہ آجاؤ۔ چوتھے یہ کہ مسلمان کو مسجد سے روکا گیا نماز ہی سے روکنا ہے، کیونکہ ابو جہل نے حضور کو حرم شریف سے منع کیا تھا، نہ کہ نفس نماز سے، مگر رب تعالیٰ نے اسے نماز سے منع کرنا قرار دیا۔ مسئلہ: چند مخصوص کو مسجد سے روکا جا سکتا ہے، یا ناجائز پچ، یا دیوانہ کو جسے پیشاب پاخانہ کی تمیز نہ ہو، جس کے منہ سے کچے پیاز یا لسن یا حقہ کی بو آ رہی ہو، جس کے جسم پر بدبودار زخم ہو، وہ بد مذہب جس کے مسجد میں آنے سے فساد ہو، دیکھو حضور نے حج مکہ کے بعد مشرکین کو حج و طواف سے روک دیا، بلکہ یہود و نصاریٰ کو جزیرہ عرب سے نکال دینے کا حکم دیا، یعنی اسے محبوب ذرا دیکھو، تو یا اسے قرآن پڑھنے والو غور تو کرو کہ اگر ابو جہل بدایت پر ہوتا یا دوسروں کو بھی بدایت کرتا، تو اس کا کیا درجہ ہوتا کہ وہ مومن ہوتا پھر حضور کو دیکھ کر صحابی بن جاتا۔

الَّذِي يَنْهَى ۙ عَبْدًا اِذَا صَلَّى ۖ اَرَأَيْتَ اِنْ كَانَ

جو منع کرتا ہے بندے کو جب وہ نماز پڑھے، لے بھلا دیکھو تو اگر وہ

عَلَى الْهُدَى ۙ اَوْ اَمْرًا بِالتَّقْوَى ۖ اَرَأَيْتَ اِنْ كَذَّبَ

ہدایت پر ہوتا تو ایسا نہ ہوتا تو اگر کذب تھا تو بھلا دیکھو تو اگر کذب تھا تو

وَتَوَلَّى ۖ اَلَمْ يَعْلَم بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى ۖ ۙ كَلَّا لَنْ لَّمْ يَنْتَهُ

کیا حال ہوگا کہ کیا نہ جانتا کہ اللہ دیکھ رہا ہے نہ بائیں بائیں اگر باز نہ آیا

لَنْسُقًا بِالتَّاصِيَةِ ۖ ۙ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ۖ ۙ

تو ضرور ہم پیشانی کے بال پھڑک کر کہیں گے کسی پیشانی صوفی خطا کار کے

فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ ۖ ۙ سَدَّ الرِّبَا نِيَةً ۖ ۙ كَلَّا لَا تَطْعَمُهُ

اب پکارے اپنی مجلس کو لکھی ہم یہاںوں کو بلاتے ہیں نہ بائیں بائیں اسکی نہ سنو

وَأَسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۖ ۙ

اور سجدہ کرو اور ہم سے قریب ہو جاؤ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَائِرِ الْمُرْسَلِیْنَ ۝

اللہ کے نام سے شروع ہو نہایت برہان رحمہ و لا

اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ۖ ۙ وَمَا اَدْرٰنٰکَ مَا لَیْلَةُ

جنگ ہم نے اسے شب قدر میں اتارا، اور تم نے کیا جانا کیا شب

الْقَدْرِ ۖ ۙ لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۖ ۙ

قدر شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے

تَنْزِیْلُ الْمَلٰٓئِکَةِ وَالرُّوْحِ فِیْهَا یَاۤذِیْنَ سَبِّحْهُم مِّنْ

اس میں فرشتے اور جبرئیل اترتے ہیں، اپنے رب کے حکم سے

کُلِّ اَمْرٍ ۖ ۙ سَلَّمَ هٰی حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۖ ۙ

ہر کام کے لئے وہ سلامتی ہے صبح پہنچنے تک

حضور کا عزیز ہو کر رب کا پیارا بن جانا، بیت اللہ شریف میں رہنا تھا، ایک نیکی کا ثواب ایک لاکھ پانچا، قوم کا سردار تھا، اس کی وجہ سے اس کے ماتحت لوگ بھی ایمان لے آئے، تو سب کا ثواب اسے ملتا خیال رہے کہ ہدایت کے بت معنی ہیں جیسا ممدی اور جیسا اس کا مقابل، ویسے ہی اس کے معنی ہیں، یہاں طغیان کے معنی میں مقابل ہے، لہذا اس سے مراد مجز و نیاز اور دل کی نرمی، یہ چیزیں اللہ کی بڑی نعمت ہیں کھیت و باغ نرم زمین میں ہی لگتے ہیں، سنگلاخ میں نہیں لگتے، جہاں کچھ ہونا ہوتا ہے اس زمین کو نل و نیرہ سے اور بھی نرم کر لیتے ہیں، جس دل میں اللہ ایمان و عرفان کا تخم ہونا چاہتا ہے اسے نرمی اور مجز بخشتا ہے، اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ گزشتہ لوگوں کے طغیان و عرفان اور ایمان میں غور کرنا بھی عبادت ہے، کہ اس سے ہدایت نصیب ہوتی ہے، میلاد شریف و عرس بزرگان کا یہی منشا ہے،

مومن کو حضور سے خصوصی نسبت ہو جاوے اس کا کیا پوچھنا؟ دوسرے یہ کہ حضور نے ایسی قوم کو درست فرمایا، کہ جس کی اصلاح نظر ہونا نامکن تھی۔ تیسرے یہ کہ آسمانی کتابوں پر عمل ان کے فتح سے پہلے ہدایت تھا، فتح کے بعد سگرائی ہو گیا، جیسے طبیب کا پرانا نسخہ جواب مریض کو مسخر ہے۔ ۲۔ روشن دلیل سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، کیونکہ آپ توحید الہی، تمام دینی امور بلکہ خود اپنی آپ دلیل ہیں یعنی اے محبوب اہل عرب اپنی ہدایت میں آپ کے منتظر تھے، یا اے محبوب اس خطہ میں آپ کے سوا کوئی دوسرا ہدایت نہ دے سکتا تھا۔ یہاں اگر کوئی جلالی پیغمبر جلوہ گر ہوتا تو ان سے مایوس ہو کر انہیں توبہ دعا سے ہلاک کرا دیتا اور سرزمین کو دیران کرا دیتا، جیسے ثمود و عاد کا حال ہوا۔ تم نے انہیں مومن صحابی بنایا، اور مکہ و مدینہ میں ہماریں لگا دیں، خیال رہے کہ دلیل وہ ہے جس سے دعویٰ ثابت کیا جاوے، اور روشن دلیل وہ جس پر جرح قرح نہ ہو سکے، جیسے سورج کے لئے دھوپ، یا آگ کے لئے دھواں، یا گواہوں میں سرکاری گواہ، چونکہ حضور سراپا معجزہ ہیں، پھر آپ کا عرب جیسے ملک میں پاک باز، راست گو رہنا بغیر کسی کی شاگردی کے، غیب و شہادت پر عظیم و خیر ہونا، رب کی الوہیت، خود حضور کی نبوت کا روشن ثبوت ہے، اس لئے حضور کو بینہ فرمایا۔ ۳۔ حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، یہاں یہ نہ فرمایا کہ کس کی طرف رسول، معلوم ہوا کہ حضور ساری خدائی کے رسول ہیں، رسول اور وکیل دونوں دوسرے کا کام کرتے ہیں، مگر وکیل اپنی ذمہ داری پر، رسول، پیچھے والے کی ذمہ داری پر کہ رسول کا کلام و کام اپنا نہیں ہوتا، پیچھے والے کا ہوتا ہے، حضور کا ہر کلام و کام بلکہ ہر ادارہ کی طرف سے ہے، کیونکہ اس کے رسول ہیں، اور ہر حالت میں رسول ہیں لہذا حضور پر اعتراض رب پر اعتراض ہے، حضور کی مدح رب کی حمد ہے، خیال رہے کہ رسول کی تئیں تعظیمی ہے، یعنی شائد رسول ہمیشہ سے رسول ہیں، حضرت آدم آب و گل میں تھے کہ وہ ہی تھے ہمیشہ

[illegible]

تک رسول کہ انسان مرکز بادشاہ کی حکومت سے نکل جاتا ہے۔ مگر حضور کا امتی رہتا ہے، اس لئے قبر میں ان کی پہچان کرائی جاتی ہے، حضور سے پہلے یہ سوالات قبر میں تھے، ہر حالت میں رسول کہ سوتے جاگتے چلتے پھرتے رسول ہیں، اسی لئے حضور کی عادت پر عمل ہمارے لئے عبادت ہے، سب کے رسول کہ قیامت میں اپنا کلمہ پڑھانے والے سارے رسول حضور کا پڑھیں گے، سن لے، یہ بتایا کہ ان کی رسالت تمہارے دو نوٹوں سے نہیں، تاکہ تم انہیں ریٹائز یا خارج کر سکو، بلکہ وہ رب کی طرف سے رسول ہیں، جیسے تم چاند و سورج کو بجا نہیں سکتے، ایسے ہی انہیں گھٹا نہیں سکتے، یعنی قرآن شریف جو تمام صحیفے صحیفوں کا جامع ہے، اور ہر طرح پاک ہے کہ پاک جگہ سے پاک فرشتوں کے ذریعہ پاک نبی ہر آیا، پھر ہمیشہ پاک زبانوں، پاک سینوں، پاک ہاتھوں میں رہے گا، نیز ملاوٹ، رد و بدل سے محفوظ ہے، خیال رہے کہ

اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ دنیاوی نعمتیں صالحین کی جزائیں یہ تو جنت کی طرح کرم ہے، جیسا کہ جنت بہشت سے معلوم ہوا۔ دنیا میں مصیبتیں بھی آئیں گی، دوسرے یہ کہ آخرت کی نعمتیں ایمان و عمل کا عوض ہیں، اچھا کٹا چاہتے ہو، تو اچھا پودہ جیسا کہ جنتاؤصم سے معلوم ہوا، تیسرے یہ کہ دنیا منزل ہے جنت اصلی مقام، جیسا کہ عدن سے معلوم ہوا، عدن کے معنی ہیں اصلی مقام، اسی لئے کان کو معدن کہتے ہیں، کہ وہ دعوات کی اصلی قیام گاہ ہے، چوتھے یہ کہ جزا کے لئے جنت میں داخلہ کے بعد، اس سے لگتا ہے نہ موت جیسا کہ بعض مفسرین نے، اس سے معلوم ہوا، حضرت آدم علیہ السلام کا پہلا قیام جنت اور حضور کا معراج میں وہاں داخلہ جزا کے لئے نہ تھا، لہذا وہاں سے یہ حضرت

تشریف لے آئے ۳۰ یا تو جنت میں پہنچ کر وہاں اعلان ہو گا، کہ جنتیہ ہم تم سے راض ہیں، کبھی ناراض نہ ہوں گے، اس اعلان سے جنتیوں کو جو ورو فرحت حاصل ہو گی، وہ بیان سے باہر ہے، خیال ہے کہ یہاں رضا غضب کا مقابل نہیں، بلکہ، معنی خوشنودی ہے، جس کا ظہور خاص جنت میں ہو گا ورنہ دنیا میں بھی نہ رب ان سے ناراض تھا، نہ وہ رب تعالیٰ سے، اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ اللہ کی خوشنودی جنت کی تمام نعمتوں سے اعلیٰ ہو گی، عاشق کے لئے محبوب کی رضا سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں، اس لئے اس کا ذکر خصوصیت سے علیحدہ ہوا، اسی رضا کے لئے حضرت خلیل نے فرزند کی، حضرت حسین نے اپنے نفس و اہل کی قربانی دی، اسی رضا کے لئے مسلمان مجاہد و شہید جنت میں، دوسرے یہ کہ رب کی رضا اور اس کا دیدار کسی عمل کا بدلہ نہیں، یہ خاص کرم ہے، یا دنیا میں رب ان سے وہ رب سے راضی ہیں، رضا الہی کی علامات یہ ہیں، کہ بندہ کو اعمال خیر کی توفیق ملتی ہے، مخلوق کے دل اس کی طرف کھینچے ہیں اور لوگوں میں اس کا ذکر خیر رہتا ہے۔ فرشتے بھی اس سے محبت کرتے ہیں، بندے کی رضا کی علامت یہ ہے کہ بندہ رنج و خوشی، عیش و مصیبت ہر حال میں رب سے راضی رہتا ہے، اس کے تشریفاتی سخت احکام بخوشی بجالاتا ہے، جب بیمار واکثر سے راضی ہے، تو اس کی نگرانی دوا، اپریشن سے بھی راضی، یہ نعمت کسی کسی کو ملتی ہے ۳۱ یعنی یہ رضا ان خوش نصیبوں کو ہے، جن کے دل میں خوف خدا ہے، خیال رہے کہ خوف ایذا کا بھی ہوتا ہے جیسے سانپ، بچھو سے خوف اور ظلم کا بھی، جیسے ظالم حاکم کا ڈر، ان کا نتیجہ نفرت ہے، اور خوف محبت والا بھی ہوتا ہے، جیسے کریم سلطان کے دربار کی ہیبت، یا بچے کے دل میں مہربان باپ کا ڈر، اس کا نتیجہ اطاعت ہے، رب تعالیٰ سے خوف تیسری قسم کا چاہیے یہ خوف بقدر ایمان ہوتا ہے کہ جس قدر ایمان کامل اسی قدر خوف خدا زیادہ، جس کے دل میں رب کا ڈر

ہو گا، اس کے دل میں مخلوق کا خوف نہ ہو گا، بلکہ مخلوق اس سے ڈرے گی، اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہر دلی و بزرگ کو رضی اللہ عنہ کہہ سکتے ہیں، یہ لفظ صحابہ سے خاص نہیں، من حسی عام ہے ۳۲ اس آیت کی دو تفسیریں ہیں، ایک یہ کہ قیامت کے قریب عام زمین پر سخت زلزلہ آوے گا، جس سے زمین پھٹ کر اپنے اندر کے بھنے، خزانے، سونے چاندی کی کانیں نکال پھینکے، تب تو بوجہ سے مراد یہ بظنیہ وغیرہ ہیں، دوسرے یہ کہ قیامت کے دن دوسرے نغز پر صورت کی آواز کے صدمہ سے زمین میں سخت زلزلہ ہو گا، اور زمین پھٹ کر اپنے اندر کے مدفون جن و انس کی نعشیں نکال دے گی، خیال رہے کہ جن و انس اپنی زندگی میں زمین پر بوجہ ہیں، بعد دفن زمین کا بوجھ اسی لئے انہیں عقلمیں کہا جاتا ہے، یہ بھی خیال رہے کہ زمین کا زلزلہ کبھی کسی چیز کی عظمت کے اظہار کے لئے ہوتا ہے، جیسے حضور کی ولادت پر

۹۵۲

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا ۖ وَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ

أَنْفُسَهَا ۖ وَقَالَ الْإِنْسَانُ مَا لَهَا ۚ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ

أَخْبَارَهَا ۚ إِنَّ رَبَّكَ أَوْحَىٰ لَهَا ۚ يَوْمَئِذٍ يُصْدِرُ

النَّاسُ أَشْتَاتًا لَّيُّوْا أَعْمَالَهُمْ ۖ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۚ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ۚ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَالْعَادِيَاتِ ضَبْحًا ۚ فَالْمُورِيَاتِ قَدْحًا ۚ فَالْمُغِيرَاتِ صُبْحًا

فَأَثَرُنَّ بِهِ نَقْعًا ۚ فَوْسَطُنَّ بِهِ جَمْعًا ۚ إِنَّ الْإِنْسَانَ لِرَبِّهِ

لَكَنُودٌ ۚ وَإِنَّهُ عَلَىٰ ذَلِكِ لَشَهِيدٌ ۚ وَإِنَّهُ لِحُبِّ الْخَيْرِ

لَشَدِيدٌ ۚ إِنَّ الْإِنْسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُودٌ ۚ

۹۵۱

ہو گا، اس کے دل میں مخلوق کا خوف نہ ہو گا، بلکہ مخلوق اس سے ڈرے گی، اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہر دلی و بزرگ کو رضی اللہ عنہ کہہ سکتے ہیں، یہ لفظ صحابہ سے خاص نہیں، من حسی عام ہے ۳۲ اس آیت کی دو تفسیریں ہیں، ایک یہ کہ قیامت کے قریب عام زمین پر سخت زلزلہ آوے گا، جس سے زمین پھٹ کر اپنے اندر کے بھنے، خزانے، سونے چاندی کی کانیں نکال پھینکے، تب تو بوجہ سے مراد یہ بظنیہ وغیرہ ہیں، دوسرے یہ کہ قیامت کے دن دوسرے نغز پر صورت کی آواز کے صدمہ سے زمین میں سخت زلزلہ ہو گا، اور زمین پھٹ کر اپنے اندر کے مدفون جن و انس کی نعشیں نکال دے گی، خیال رہے کہ جن و انس اپنی زندگی میں زمین پر بوجہ ہیں، بعد دفن زمین کا بوجھ اسی لئے انہیں عقلمیں کہا جاتا ہے، یہ بھی خیال رہے کہ زمین کا زلزلہ کبھی کسی چیز کی عظمت کے اظہار کے لئے ہوتا ہے، جیسے حضور کی ولادت پر

یہاں آخری دو بحثیں مراد ہیں، پہلی بحثیں تو عبادت ہیں حضرت سلیمان نے فرمایا تھا 'اے حبیب خدا! غیور حضور کو ہماؤ کے گھوڑوں سے بڑی محبت تھی' چونکہ مال بہت خیر کا ذریعہ ہے، اسی لئے اسے خیر فرمایا گیا، سو فیاء کے نزدیک نعمت سے ایسی محبت بری ہے جو دل کو بھردے کہ نعم کی محبت کی جگہ نہ رہے، وہی یہاں مراد ہے، اندرون دل صرف یاری کی محبت ہو، وہاں اغیار نہ ہوں، باقی بحثیں دل کے باہر رہیں، کشتی پانی میں رہے سلامت ہے، اگر پانی کشتی میں آجاوے تو ڈوب جاوے گی۔ یہ سوال انکاری ہے یعنی انسان قیامت کو جاتا ہے مگر تیار ہی نہیں کرتا۔ مومن تو جاتا بھی ہے مانتا بھی ہے، کافر جاتا ہے اگرچہ مانتا نہیں کیونکہ کفار مکہ حضور کو سچا جانتے تھے، حد سے انکاری تھے، چونکہ قیامت میں جانور بھی اٹھیں گے، اور ان کی تعداد انسانوں سے زیادہ ہے۔ نیز اٹھنے وقت انسان جانوروں کی طرح بے عقل ہوں گے اس لئے یہاں متا فرمایا گیا۔ قبروں سے مراد عالم برزخ ہے۔ لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ اس طرح کہ دل کا ایمان، کفر، فحاشی حضور سے محبت یا عداوت چہوں پر نمودار ہوگی۔ حضور سے شفاعت چاہتے وقت اور حضور کو مقام محمود پر دیکھ کر اہل سنت کے چہرے خوشی سے دھکتے ہوں گے، معلوم ہوا کہ قیامت میں مومن و کافر پہچانے جائیں گے، یا اس طرح کہ کفر و ایمان مختلف شکلوں میں کافر و مومن کے سامنے ہوں گے، یا اس طرح کہ کفر و ایمان کی تحریریں سامنے ہوں گی، خیال رہے کہ دل کے بے اختیاری خطرے و وسوسے کی نہ تحریر ہے نہ ان پر سزا و جزا، لیکن اختیاری ارادوں وغیرہ کی تحریر بھی ہے، ان پر سزا و جزا بھی ہے، کفر ایمان اختیاری چیزیں ہیں، اسی لئے ان کی تحریر بھی ہے، ان پر سزا و جزا بھی، ان کی صورتیں بھی ہوں گی، لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ اگرچہ رب کو بیش سے ہی خبر ہے مگر اس خبر کا ظہور قیامت میں ہو گا کہ بندوں کو سزا و جزا دی جاوے گی، جو لوگ دنیا میں اس کے علم کے منکر تھے وہ بھی وہاں مان لیں گے۔ لہذا وہاں سینوں کی

٩٩٢

مَنْزِلٌ ۛ

مسئلہ

یعنی اسے کافرو اگر تم عذاب قبر، حساب، حشر وغیرہ کو اپنی زندگی میں مان لیتے یا اسے غافل مسلمانوں، اگر تم موت کی تلقین، قبر کی وحشت، حشر کی پیشی وغیرہ پر وحیان رکھتے تو دنیا کی محبت میں اللہ سے ہرگز غافل نہ ہوتے لہذا یہاں ان کی جزا پوشیدہ ہے، خیال رہے کہ سن کر یقین علم یقین ہے، دیکھ کر یقین عین یقین ہے، اور داخل ہو کر یقین، حق یقین، جیسے مکہ معظمہ کو سن کر ماننا، پھر درود سے دیکھ کر ماننا، پھر وہاں داخل ہو کر وہاں کی سیر کر کے ماننا ہم لوگوں کا ایمان علم یقین والا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایمان حق یقین بلکہ عین یقین، صحابہ کرام بلکہ بعض اولیاء اللہ کو ایمانیت کا عین یقین حاصل ہوتا ہے، وہ دنیا میں رہ کر جنت و دوزخ کا مشاہدہ، بلکہ

حضور کی ملاقات بھی کرتے ہیں ۲۔ مرنے کے بعد قبر میں مومن کو تو دوزخ دکھا کر فوراً چھپا دی جاتی ہے پھر جہنم کے لئے جنت کی کھڑکی کھول دی جاتی ہے۔ تاکہ خوشی زیادہ ہو، کافر کو قبر میں پہلے تو جنت دکھا کر چھپا دیتے ہیں۔ پھر جہنم کے لئے دوزخ کھڑکی کھول دی جاتی ہے۔ تاکہ اسے حسرت ہو، مگر جن لوگوں سے حساب قبر نہیں، وہاں دوزخ دکھانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، جیسے انبیاء کرام، شہداء، مومن بچے، وغیرہم ۳۔ میدان حشر میں اس طرح کہ وہاں سے مومن جنت کے نظارے کریں گے، کو شری نہروں پہنچی ہوگی، جس سے پانی پیتے ہوں گے، رب فرمانا ہے۔ وازلت الجنة لعیتین اور کفار وہاں ہی سے دوزخ کو دیکھ کر کھینچتے ہوں گے، رب فرمانا ہے۔ وبرزت الجحیم للغادین اس دیکھنے سے سب کو علم یقین حاصل ہو گا، پھر وہاں پہنچ کر حق یقین، خیال رہے کہ بعض مقبولین دنیا میں بھی جنت و دوزخ کا مشاہدہ کرتے ہیں، جیسے حضور نے نماز کسوف میں، یا حضرت طلحہ، زید، اور شہداء بدر نے یہ یعنی اے کافرو، یا اے غافلو، میدان حشر یا دوزخ کے کنارہ پر تم سے فرشتے یا خود رب تعالیٰ نعمتوں کے متعلق سوال فرمائے گا کہ کہاں سے حاصل کیں، کہاں خرچ کیں، ان کا کیا شکر یہ ادا کیا، چند مسائل خیال میں رکھو، ایک یہ کہ بعد موت تین وقت اور تین جگہ حساب ہو گا، قبر میں ایمان کا، حشر میں ایمان و اعمال کا، دوزخ کے کنارہ نعمتوں کے شکر کا، دوسرے یہ کہ یہ سوالات بعض مخصوصین سے نہ ہوں گے، جیسے انبیاء کرام، بعض اولیاء بچے وغیرہم، رب فرمانا ہے۔ یدخلون الجنة ویرزقون فیہا بغیر حساب تیسرے یہ کہ حضرات انبیاء کرام سے ان کی قوم کے متعلق سوال ہو گا کہ انہوں نے آپ سے کیا برتاؤ کیا، جیسے پیارا پیارے سے بوقت ملاقات خیریت پوچھتا ہے، چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام سے فرمایا جاوے گا، وامت قلت للناس۔ یا حضور سے تمام انبیاء کرام کے حق میں کوئی لی جاوے گی وحبائیل علی ہذا شہید، چوتھے یہ کہ یہ سوال ہر نعمت کے متعلق ہو گا، جسمانی یا روحانی،

۱۰۰

۱۰۰

عَلَمَ الْيَقِينِ ۝ لَتَرَوْنَ الْجَحِيمَ ۝ ثُمَّ لَتَرَوْنَهَا عَيْنَ

محبت نہ رکھتے نہ بے شک ضرور جہنم کو دیکھو گے نہ پھر بے شک ضرور اسے دیکھنا

الْيَقِينِ ۝ ثُمَّ لَتَسْأَلَنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ ۝

دیکھو گے نہ بے شک ضرور اس دن تم سے نعمتوں کی پرسش ہوگی نہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اِنَّا نَحْنُ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ۝

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت ہر مان رحم والا

وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَکَفٍ حَسِیۡمٍ ۝ اِلَّا الَّذِیۡنَ

اس زمانہ محبوب کی قسم ہے بے شک آدمی ضرور نقصان میں ہے نہ مگر جو ایمان

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَّصَّوْا بِالْحَقِّ ۝

لانے نہ اور اپنے کام کئے نہ اور ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی نہ

وَتَوَّصَّوْا بِالصَّبْرِ ۝

اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی نہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اِنَّا نَحْنُ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمُ ۝

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت ہر مان رحم والا

وَيْلٌ لِّکُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ۝ الَّذِیۡ جُمِعَ مَالًا وَّ

خرابی ہے اس پہلے نہ جو لوگوں کے منہ پر جب کرے بے شک تو چھوڑ کرے نہ جس نے مال

عَدَدَةٌ ۝ یَحْسَبُ اَنَّ مَالَهُ اَخْلَدَ ۝ کَلَّا لَیَبْدَنَ

جوڑا اور گن کر رکھا نہ کیا نہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال اسے بیستہ رکھے گا نہ ہرگز نہیں

فِی الْحُطْمَةِ ۝ وَمَا اَدْرِکَ مَا الْحُطْمَةُ ۝ نَارُ اللّٰهِ

مذہبہ روزی والی میں چھینکا جائے گا اور تو نے کیا جاننا کہ کیا روزی والی اللہ کی آگ کہ

الْمَوْقَدَةِ ۝ الَّتِیۡ تَطْلِعُ عَلٰی الْاَفْدَةِ ۝ اِنَّهَا

بھڑک رہی ہے نہ وہ جو دلوں پر جلوہ جائے گی نہ بے شک

مغل،

ضرورت کی ہو، یا عیش و راحت کی، حتیٰ کہ ٹھنڈے پانی، درخت کے سایہ، راحت کی غینہ کا بھی، جیسے کہ حدیث شریف میں ہے، اور نعیم کے اطلاق سے معلوم ہوتا ہے۔ پانچویں یہ کہ بغیر استحقاق جو عطا ہو، وہ نعمت ہے، رب کا ہر عطیہ نعمت ہے، خواہ جسمانی ہو یا روحانی، اس کی دو قسمیں ہیں، کسی وہی، جو نعمتیں ہماری کمائی سے ملیں وہ کسی ہیں، جیسے دولت سلطنت وغیرہ جو شخص رب کی عطا سے ہوں، وہ وہی جیسے ہمارے اعضاء، چاند، سورج، وغیرہ کسی نعمت کے متعلق تین سوال ہوں گے، کہاں سے حاصل کیں، کہاں خرچ کیں، ان کا شکر یہ کیا ادا کیا، وہی نعمتوں کے متعلق آخری دو سوال ہوں گے، چھپے یہ کہ تغیر خازن، عزیزی روح البیان وغیرہ میں ہے کہ یہاں نعیم سے مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ہم سے حضور کے بارے میں سوال ہو گا کہ تم نے ان کی اطاعت کی یا نہیں، حضور تو تمام نعمتوں کی اصل ہیں، وہ

یعنی ان کے دلوں میں آگ ہوگی اور سانس وغیرہ کے ذریعہ نہ ٹھنڈی ہوا پیئے، نہ خارجی ٹھنڈک، تا کہ تپش میں کمی نہ ہو، جیسے دنیا میں ٹھنڈی ہوا یا برف وغیرہ کی ٹھنڈک سے اندرونی تپش بجھاتے ہیں، یا انہیں آگ میں ڈال کر دروازے بند کر دیئے جائیں گے، نہ روزن ہو نہ کھڑکی، وہ بجلی کی طرح بند ہوگی، جس کی گیس و تپش فولاد کو گھادے، چونکہ دنیا میں ان کے دلوں میں حضور کی حسد کی آگ بھڑکتی تھی۔ اس لئے وہاں وہ آگ دھماکی جاوے گی، خیال رہے کہ رب نے انسان کی اندرونی آگیں دو طرح کی پیدا کی ہیں، حسد کی آگ، عشق کی آگ، حسد کی آگ ایمان و عبادت کا خاتمہ کر دیتی ہے، عشق کی آگ محبوب کے سوا سب کچھ جلا دالتی ہے ذبح

اسماعیل اور شادت کر لیا میں، آتش عشق کی جلوہ گری تھی، شیطان کی مردودیت، یزید کا ظلم، آتش حسد کی بنا پر ہوا۔ ۲۱ یعنی ان کفار کو دوزخ کی کوٹھڑیوں میں بند کر کے، آتشیں لوہے کے ستونوں سے بند شیں مضبوط کر دی جائیں گی، یا خود کفار کو آتشیں ستونوں سے پاندھا جاوے گا۔ خیال رہے کہ پچھلی صورت میں حضور کے دشمنوں کے اخروی عذاب کا ذکر تھا، اس سورت میں خانہ کعبہ کے دشمنوں کے دنیاوی عذاب کا تذکرہ ہے، چونکہ حضور کا درجہ کعبہ سے زیادہ ہے اور حضور کے دشمن کعبہ کے دشمنوں سے زیادہ عذاب کے مستحق ہیں۔ اس لئے پہلے دشمنان رسول کا ذکر ہوا۔ آپ دشمنان کعبہ کا ۳۱ امیرہ اور اس کے لشکر اور ان کے ہاتھیوں کا جو یمن کے دار الخلافہ صنعاء سے کعبہ ڈھانے مکہ معظمہ آئے تھے، اور کعبہ معظمہ سے تین میل کے فاصلہ پر وادی محرم میں اترا، جہاں ابابیل کے سنگروں سے ہلاک ہوا۔ واقعہ شاہ جہشہ نے امیرہ بن صباح اشرم کو یمن کا گورنر بنا کر وہاں کے دار الخلافہ صنعاء میں بھیجا، امیرہ نے دیکھا، کہ یمن والے اپنی نذر و نیاز و تحفے کعبہ معظمہ بھیجا کرتے تھے، اس سے اسے حد ہوا، اور کعبہ کے مقابل صنعاء میں سنگ مرمر کا ایک بڑا ڈوگر بنایا جس کا نام قلیس رکھا، اہل یمن سے اس کا طواف وغیرہ کرانا شروع کیا، زبیر بن عمو کی نے وہاں پہنچ کر موقوفہ پا کر قلیس میں پاخانہ بھر دیا، پھر مکہ معظمہ کے ایک مسافر قافلہ نے قلیس کے پاس آگ جلائی، جس کی چنگاری اڑ کر قلیس میں جا پڑی، اور وہ جل گیا، جس پر امیرہ بھن گیا، اور بارہ ہاتھی اور بڑا لشکر لے کر کعبہ ڈھانے کے لئے مکہ معظمہ پہنچا، وادی محرم میں اترا، کیونکہ اس کا بڑا ہاتھی محمود اس سے آگے نہ بڑھا، امیرہ کے لشکریوں نے حضرت عبدالملک کے اونٹ پکڑ لئے تھے، آپ امیرہ کے پاس گئے۔ وہ بہت تعظیم سے پیش آیا، آپ نے فرمایا، میرے اونٹ واپس دلوادے، وہ بولا میں سمجھا تھا کہ آپ کعبہ بچانے کی کوشش کے لئے آئے ہیں، آپ نے فرمایا کہ اونٹ میرے ہیں اور کعبہ

الحملہ قریشیہ، الماحول

۹۵۴

عمر ۳۰

عَلَيْهِمْ مَّوَصَّةٌ ۙ فِي عَمَدٍ مُمَدَّدَةٍ ۝

وہ ان پر بند کر دی جائے گی کہ جسے بے ستونوں میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اٰیٰتُہَا زُکُورُہَا

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

الَّذِیْ تَرٰکِیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصْحٰبِ الْفِیْلِ ۙ الَّذِیْ یَجْعَلُ

اسے محبوب کیا تم نے نہ دیکھا تمہارے رب نے ان ہاتھی والوں کو کیا حال کیا تاکہ کیا انہماؤں

کَیْنًا ۚ هُمْ فِیْ تَضَلُّیْلٍ ۙ وَاَرْسَلَ عَلَیْہِم طَیْرًا اَبَیْلَ ۝

تباہی میں نہ ڈالا تم اور ان پر ہندوؤں کی چوکیاں بھیجیں

تَرْوِیْہِمۡ بِحَآرَةِ مِّنۡ یَّحِیْلِ ۙ فَجَعَلْہُمْ کَعْصِفًا مَّا کُوْلُ

کر انہیں کھوکے پتھروں سے مارے تاکہ تو انہیں کر ڈالا جیسے کھائی کھیتی کی ہتی کو

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اٰیٰتُہَا زُکُورُہَا

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

اِیْلَیْفَ قُرَیْشٍ ۙ الْفَرَمۡ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّیْفِ ۝

اس لئے کہ قریشیوں کو نہیل دلا یا سب سے ہارنے اور گرمی دوزوں کے کوہ میں نہیل دلا یا

فَلِیَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَیْتِ ۙ الَّذِیْ اٰطَعَهُمْ

تو انہیں چاہیے اس گھر کے رب کی بندگی کریں تاکہ جس نے انہیں بھوک میں کھانا دیا

مِّنۡ جُوعٍ ۚ وَاٰمَنَهُمْ مِّنۡ خَوْفٍ ۝

اور انہیں ایک بڑے خوف سے امان بخشا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اٰیٰتُہَا زُکُورُہَا

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

اَرٰیْتَ الَّذِیْ یُکَذِّبُ بِالْاٰیٰتِ ۙ فَذٰلِکَ الَّذِیْ

دیکھا دیکھو تو جو دین کو جھٹلاتا ہے تاکہ پھر وہ وہ ہے جو

منزل ۷

رب کا ہے اسے وہی بچائے گا۔ خریدہ کی طرف سے سبز رنگ کی چھوٹی چڑیاں نمودار ہوئیں ہر ایک کے پاس مسود کی برابر تین پتھر تھے، ایک چوڑے میں ایک ایک بیٹوں میں، ان پر یہ پتھر سے جن سے یہ سب ہلاک ہوئے، یہ واقعہ الحرم کو ہوا (روح البیان و عزیزی وغیرہ) کہ باوجودیکہ امیرہ کے ساتھ بڑا لشکر اور ساز و سامان تھا اور کچھ عرب والے بھی اس کے ساتھ مل گئے، کہ طاقت والوں نے امیرہ کو مکہ کا راستہ دکھایا، اور خود مکہ والے مکہ خالی کر کے پہاڑوں، غاروں میں جا چھپے، اور کعبہ اکیلا رہ گیا۔ مگر رب نے اسے بچایا۔ ایسے ہی اسے محبوب تم اگرچہ اکیلے ہو اور تمہارے مقابل بیٹ امیرہ ہیں، مگر رب تمہیں محفوظ رکھے گا، کہ وہ کعبہ اجسام ہے، تم کعبہ ارواح، وہ کعبہ قرآن ہے، تم کعبہ ایمان، وہ سروں کا کعبہ ہے تم دلوں کے کعبہ، خیال رہے کہ باطل کا شور زیادہ ہوتا ہے مگر عمر کم، اخباروں کی عمر ایک دن

۱۔ کہ یتیم کا مال کھا جاتا ہے۔ اور اس پر سختی کرتا ہے اگر وہ قیامت میں اپنی بے کسی کا خیال رکھتا تو یتیم و بے کسی پر سختی نہ کرتا، اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ یتیم پر ظلم انکار قیامت کی علامت ہے، اسی لئے اس کے ساتھ اس کا ذکر ہوا۔ دوسرے یہ کہ معاملات کے کفار بھی مکلف ہیں۔ سلطان اسلام انھیں ظلم چوری وغیرہ سے جبراً روکے گا۔ آخرت میں بھی ان پر سزا ہوگی ۲۔ یعنی نہ خود خیرات دیتا ہے۔ نہ لوگوں سے دلاتا ہے۔ بلکہ روکتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ حلے ہانے بنا کر صدقہ و خیرات سے روکتا ابو جہل طریقہ ہے اس سے وہابی عبرت پکڑیں جو میلاد شریف، گیارہویں شریف، محرم وغیرہ کی خیراتوں سے مسلمانوں کو روکتے ہیں جوئے

الکوشۃ الکبریٰ

۹۵۸

۳۰

يَدْعُ الْيَتِيمَ ۝ وَلَا يَحْضُ عَلَى طَعَامِ الْمُسْكِينِ ۝

یتیم کو دھکے دیتا ہے ۱ اور مسکین کو کھانا دینے کی رغبت نہیں دیتا ۲

قَوْلٍ لِلْمَصْلِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝

تو ان نمازیوں کی خرابی ہے کہ جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں ۳

الَّذِيْنَ هُمْ بِرَأْوٍ ۝ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۝

وہ جو دکھانا کرتے ہیں ۴ اور برتنے کی چیز مانگے نہیں دیتے ۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اِنَّا نَحْمَدُكَ ۝

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ ۝ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝

اے محبوب بے شک ہم نے تجھ پر عطا فرمایا کثرت تو تم اپنے رب کیلئے

اِنْ شَاءَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝

نماز پڑھو اور قربانی کو قربان کرنا جو تمہارا دشمن ہے وہی ہر غیر سے محروم ہے ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اِنَّا نَحْمَدُكَ ۝

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ ۝ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ ۝

تم کفارو، اے کافرو! نہ میں پوجتا ہوں جو تم پوجتے ہو ۷

وَلَا أَنْتُمْ عِبُدُونَ مَا أَعْبُدُ ۝ وَلَا أَنَا عَابِدٌ مَا

اور نہ تم پوجتے ہو جو میں پوجتا ہوں ۸ اور نہ میں پوجوں گا جو تم نے

عَبَدْتُمْ ۝ وَلَا أَنْتُمْ عِبُدُونَ مَا أَعْبُدُ ۝

پوجا ۹ اور نہ تم پوجو گے جو میں پوجتا ہوں ۱۰

لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ ۝

تمہیں تمہارا دین اور مجھے میرا دین ۱۱

مترجم

اور شراب سے نہیں روکتے۔ ۳۔ یہ آیات مدینہ میں عبد اللہ بن ابی وغیرہ منافقین کے متعلق نازل ہوئیں جو عقیدت سے نہیں بلکہ مسلمانوں کے دکھلاوے کو کبھی نمازیں پڑھ لیا کرتے تھے بے دلی سے وہ دوزخ کے ایک طبقہ کا بھی نام ہے اور خرابی اور افسوس کو بھی ویل کہتے ہیں چونکہ یہ منافق نمازی کا فر بھی تھے اور دھوکہ باز بھی لہذا ان کا عذاب کلمے کافروں سے سخت ہے نمازیوں سے مراد وہ نمازی ہیں جو نماز کا صرف قالب بنا دیں خیال رہے کہ ارکان نماز جو ہمارے قالب سے ادا ہوں اور شرط جواز ہیں وہ قالب نماز ہیں اور خشوع و خضوع جو ہمارے قلب کا کام ہے اور شرط قبول ہے قلب نماز ہے۔ اس کے بغیر نماز عبث جیسے پاور کے بغیر بجلی کی فٹنگ عبث و بیکار مگر یہ خشوع کسی پاور ہاؤس سے ہی مل سکتا ہے رب نصیب کرے اس سے معلوم ہوا کہ غلط نماز دنیاوی و اخروی خیراتوں کا باعث ہے مسلمان کی درست نماز نمازی کو درست کر دیتی ہے۔ رب فرماتا ہے۔ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَا وَالْمُنْكَرِ لٰذٰلِكَ اٰیٰتٌ مِّنْ تَعَارُضِ نہیں ۳۔ نماز سے بھولنے کی چند صورتیں ہیں کبھی نہ پڑھنا پابندی سے نہ پڑھنا بلا وجہ مسجد میں نہ پڑھنا صحیح وقت پر نہ پڑھنا بلا وجہ بغیر جماعت پڑھنا نماز صحیح طریقہ سے ادا نہ کرنا شوق سے نہ پڑھنا مجھ بوجھ کو ادا نہ کرنا کسل و سستی بے پروائی سے پڑھنا اسی لئے فقہاء فرماتے ہیں کہ آستین چڑھا کر رومال کا نہہ یا سر پر لٹا کر بن کھلے چھوڑ کر نماز پڑھنا منع ہے کہ یہ سستی اور بے پروائی کی علامت ہے خیال رہے کہ نماز اللہ کی عبادت ہے اسلام کا قانون ہے بندے کے لئے ثواب ہے لہذا اسے ہر طرف نسبت کر سکتے ہیں اللہ کی نماز اسلام کی پابندی یا بندے کی نماز یہاں تیسری قسم کی نسبت ہے ۵۔ یعنی منافقین اللہ کے لئے نہیں بلکہ مخلوق کو دکھانے کے لئے عبادتیں کرتے ہیں اس لئے لوگوں کے سامنے تو نمازیں پڑھ لیتے ہیں اکیلے میں نہیں پڑھتے خیال رہے کہ دکھلاوے میں دو چیزیں قابل غور ہیں کسے دکھانا اور کیوں دکھانا حضور کو دکھانے کے لئے نیکی کرنا یا نہیں حضور کو راضی کرنے سے تو نیکی زیادہ قبول ہوتی ہے۔ رب فرماتا ہے۔ واللہ ورسولہ ان یرضوکہ اور فرماتا ہے کہ عبادات اللہ ورسولہ اسی لئے صحابہ کرام حضور کو راضی کرنے کی نیت سے عبادت کرتے تھے دیکھو ہماری کتاب شان حبیب الرحمن اور سلطنت مصلحت ایسے ہی تعلیم کے لئے عمل دکھانا تبلیغ ہے یا نہیں۔ حضور نے اونٹ پر طواف کیا دوسروں کو رغبت دینے کے لئے عمل اعلانیہ کرنا ترغیب ہے یا نہیں دفع اہتمام کے لئے علانیہ عمل کرنا یا نہیں فرائض علانیہ ادا کرو عام نقل خفیہ ہاں اس لئے نیکی دکھانا کہ لوگ اسے کچھ دیں عزت کریں یہ ریا شرک فحشی ہے ریا کی تین صورتیں ہیں ۱۔ اصل عمل میں ریا کہ لوگوں کے سامنے نماز پڑھے اکیلے میں نہ پڑھے۔ ۲۔ حلف عمل میں ریا کہ سامنے اچھی طرح پڑھے اکیلے میں معمولی ارادہ میں

اور فرماتا ہے کہ عبادت اللہ ورسولہ اسی لئے صحابہ کرام حضور کو راضی کرنے کی نیت سے عبادت کرتے تھے دیکھو ہماری کتاب شان حبیب الرحمن اور سلطنت مصلحت ایسے ہی تعلیم کے لئے عمل دکھانا تبلیغ ہے یا نہیں۔ حضور نے اونٹ پر طواف کیا دوسروں کو رغبت دینے کے لئے عمل اعلانیہ کرنا ترغیب ہے یا نہیں دفع اہتمام کے لئے علانیہ عمل کرنا یا نہیں فرائض علانیہ ادا کرو عام نقل خفیہ ہاں اس لئے نیکی دکھانا کہ لوگ اسے کچھ دیں عزت کریں یہ ریا شرک فحشی ہے ریا کی تین صورتیں ہیں ۱۔ اصل عمل میں ریا کہ لوگوں کے سامنے نماز پڑھے اکیلے میں نہ پڑھے۔ ۲۔ حلف عمل میں ریا کہ سامنے اچھی طرح پڑھے اکیلے میں معمولی ارادہ میں

۱۔ (شان نزول) ۷ جری میں صلح حدیبیہ کے بعد رومیوں نے لبید بن اسیم یہودی سے کہا کہ تو اور ہمیری لڑکیاں جاو گری میں بیٹا ہیں، حضور پر جاو کر لبید نے حضور کے ایک یہودی غلام سے حضور کی شکست کٹگی کے دندانے اور کچھ بال شریف حاصل کر لئے، اور موم کا ایک چٹا بنایا، اس میں گیارہ سو نیلایاں چھوئیں، ایک تانت میں گیارہ گرہیں لگائیں، یہ سب کچھ اس پتلے میں رکھ کر یہ رواں میں پانی کے نیچے ایک پتھر کے نیچے دبا دیا، اس کا حضور کے خیال شریف میں یہ اثر ہوا کہ دنیاوی کاموں میں بھول ہو گئی، چھ ماہ تک یہ اثر رہا۔ پھر جبریل امین یہ دونوں سورتیں خلق و ناس لائے، جن میں گیارہ آیتیں ہیں، اور حضور کو اس جاو کی خبر دی، حضرت علی

مرتضیٰ کو اس کنوئیں پر بھیجا گیا، آپ نے جاو کا یہ سامان پانی کی یہ سے نکالا حضور نے یہ سورتیں پڑھیں، ہر آیت پر ایک گرہ کھلتی تھی، تمام گرہ کھل گئیں، اور حضور کو شفا ہو گئی، اس سے چند فائدے حاصل ہوئے ایک یہ کہ جاو اور اس کی تاثیر حق ہے، دوسرے یہ کہ نبی کے جسم پر جاو کا اثر ہو سکتا ہے، جیسے تلوار، تیر اور نیزہ کا، یہ اثر خلاف نبوت نہیں، موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں جاو گر ٹپل ہوئے، کیونکہ وہاں جاو سے معجزہ کا مقابلہ تھا، بلکہ موسیٰ علیہ السلام کے خیال پر بھی، اس جاو نے اثر کیا کہ ان کو خیال ہوا کہ یہ لاشیاں رسیاں چل رہی ہیں، رب فرماتا ہے۔ یخیل الیہ من سحرہم اہا نسے، حضور انور کے خیال پر یہی اثر ہوا۔ تیسرے یہ کہ دفع جاو کے لئے دعائیں جائز، تعویذ و منتر کرنا جائز ہے، چوتھے یہ کہ اللہ تعالیٰ نبی کی عقل کو جاو سے محفوظ رکھتا ہے، تاکہ تبلیغ دینی میں رکاوٹ نہ ہو۔ پانچویں یہ کہ بال اور ٹوٹی کٹگی باہر نہ پھینکا جائے، محفوظ جگہ ڈالے کہ اس پر جاو بہت ہوتا ہے۔ ۲۔ یعنی جیسے رب تعالیٰ صبح کے ذریعہ رات کو دفع فرماتا ہے، ایسے ہی وہ دعاؤں کے ذریعہ پیاریوں کو دفع فرماتا ہے، معلوم ہوا کہ دعا کرنے والا اپنی حاجت کے مطابق صفات سے اسے یاد کرے ۳۔ انسان ہو یا حیوان، یا جن یا بے جان مخلوق، یہ بہت جامع دعا ہے ۴۔ یعنی چاند جب گرہن میں سیاہ ہو جاوے، یا آخر زمین میں غائب ہو، کیونکہ ان اوقات میں جاو زیادہ کیا جاتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ بعض اوقات بھی غم ہوتے ہیں۔ ان سے رب کی پناہ مانگے رب فرماتا ہے۔ فیوم غم ۵۔ یعنی لبید کی جاو گر لڑکیوں، جنہوں نے حضور کے بال تانت دھاگے پر گرہیں لگا کر پھونکیں ماریں، اس سے معلوم ہوا کہ جاو گر کے دم میں اثر ہے، تو ضرور اللہ کا نام پڑھ کر دم کرنے میں تاثیر ہے، لہذا آیت قرآنیہ پیاریوں پر پڑھ کر گنڈے بنانا، ان میں گرہیں لگانا جائز ہے، حضور پیاریوں پر دم فرماتے تھے ۶۔ حاسد وہ ہے جو دوسروں کی نعمت کا زوال چاہے، مستغید وہ ہے جو اپنے لئے بھی دوسروں کی سی نعمت چاہے، حسد مطلقاً برا ہے غیظ دینی امور میں جائز ہے، حسد ہی پہلا وہ گناہ ہے جو آسمان میں ابلیس سے ہوا اور زمین میں قاتیل سے ہوا۔ ان کا انجام سب کو معلوم ہے، اس سے معلوم ہوا کہ جاو اور حسد سب سے بدتر جرم ہیں کہ عام شرلوں کے بعد ان کا ذکر خصوصیت سے فرمایا گیا۔ ۷۔ اس کا شان نزول سورت خلق میں گزر چکا ہے ۸۔ اے محبوب اپنی زبان مبارک سے تاکہ دعا کی تاثیر کے ساتھ زبان شریف کی تاثیر بھی جمع ہو جاوے، اور تمہاری اجازت سے دوسرے مسلمان کہیں، کیونکہ بغیر اقل کار توں ماریں کرتا، بغیر پاک زبان دعا کیے اثر کرے۔ دعاؤں کی تاثیر کے لئے خود پاک بویا پاکوں سے دعا کرو، یا ان سے اجازت لو ۹۔ اللہ تعالیٰ ہماری مخلوق کا رب ہے، مگر چونکہ انسان اشرف المخلوق ہے، اس لئے ان کا خصوصیت سے ذکر فرمایا، خیال رہے کہ رب وہ جو ہر وقت ہر جگہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اٰیٰتُهَا رُكُوْعَاتُهَا

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت ہرمان دم والا ہے

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝۱ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝۲ وَمِنْ

تم فرماؤ میں اس کی پناہ لیتا ہوں جو کچھ پیدا کرتے والا ہے، اس کی سب مخلوق کی شر سے

شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝۳ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثِۃِ فِی

اور اندھیری ڈالتے والے کے شر سے جب وہ ڈوبے اور ان غورتوں کے شر سے جو کہوں میں

الْعُقَدِ ۝۴ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝۵

جو کھنکھاتی ہیں اور حسد والے کے شر سے جب وہ بھڑکے سے بھڑکے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اٰیٰتُهَا رُكُوْعَاتُهَا

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت ہرمان دم والا ہے

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝۱ مَلِكِ النَّاسِ ۝۲ اِلٰهِ

تم کہوں میں اس کی پناہ میں آیا جو سب لوگوں کا رب ہے سب لوگوں کا بادشاہ، سب

النَّاسِ ۝۳ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝۴ الَّذِیْ

لوگوں کا خدا ہے اس کے شر سے جو دل میں برے خطرے ڈالتا اور دیکھ بے تادہ جو

یُوسَّسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝۵ مِنْ اِجْتِهٰۃٍ وَالنَّاسِ

لوگوں کے دلوں میں دوسرے ڈالتے ہیں، جن آدمی

دُعَاۃُ الْفٰرِسِ ۝۶

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت ہرمان دم والا ہے

وَاللّٰہُ لَا یَاۡخُذُ بِدِیۡنِ الْغٰیظِ ۝۷ وَہُوَ عَلٰی ہٰذَا عَلٰمٌ ۝۸

وَاللّٰہُ لَا یَاۡخُذُ بِدِیۡنِ الْغٰیظِ ۝۹

دوسروں کی سی نعمت چاہے، حسد مطلقاً برا ہے غیظ دینی امور میں جائز ہے، حسد ہی پہلا وہ گناہ ہے جو آسمان میں ابلیس سے ہوا اور زمین میں قاتیل سے ہوا۔ ان کا انجام سب کو معلوم ہے، اس سے معلوم ہوا کہ جاو اور حسد سب سے بدتر جرم ہیں کہ عام شرلوں کے بعد ان کا ذکر خصوصیت سے فرمایا گیا۔ ۷۔ اس کا شان نزول سورت خلق میں گزر چکا ہے ۸۔ اے محبوب اپنی زبان مبارک سے تاکہ دعا کی تاثیر کے ساتھ زبان شریف کی تاثیر بھی جمع ہو جاوے، اور تمہاری اجازت سے دوسرے مسلمان کہیں، کیونکہ بغیر اقل کار توں ماریں کرتا، بغیر پاک زبان دعا کیے اثر کرے۔ دعاؤں کی تاثیر کے لئے خود پاک بویا پاکوں سے دعا کرو، یا ان سے اجازت لو ۹۔ اللہ تعالیٰ ہماری مخلوق کا رب ہے، مگر چونکہ انسان اشرف المخلوق ہے، اس لئے ان کا خصوصیت سے ذکر فرمایا، خیال رہے کہ رب وہ جو ہر وقت ہر جگہ

بہ باطل سے نفرت کرتا ہے اور حق پر رافض ہوتا ہے۔ ۹۔ کیونکہ نیکوں کی برکت سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ ان الحسنات بخصیہ النہات تقویٰ بڑی چیز ہے۔ ۱۰۔ کفار قریش اپنے کھنٹی کھنٹی دارالندوہ میں جمع ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی کے حلق مشورہ کرنے لگے۔ شیطان ایک بڑے آدمی کی شکل میں آیا اور بولا کہ میں شیخ سعدی ہوں تمہیں مفید مشورہ دیتے آیا ہوں۔ کفار نے اسے بھی شامل کر لیا۔ ابوالخضریٰ بولا کہ حضور کو مضبوط مکان میں قید کر دینا چاہیے تاکہ لوگ ان سے مل نہ سکیں اور آپ وہاں ہلاک ہو جائیں۔ شیخ سعدی نے کہا کہ ان کے یاد دہندگان انہیں وہاں سے نکال لیں گے۔ ہشام بن عمرو بولا کہ حضور کو جلا وطن کر دیا جائے۔ شیخ سعدی بولا کہ پھر وہ دوسری جگہ جا کر اپنا دین پھیلائیں گے اور بڑی جماعت تیار کر کے تم پر چڑھائی کر دیں گے۔ ابو جہل بولا کہ ہر خاندان نے جو لوگ تیرے گھوڑے پر کھڑے ہو جائیں وہ حضور پر یکبارگی حملہ سے شہید کر دیں، مٹی ہاشم سب قبیلوں کا مقابلہ نہ کر سکیں گے اور ہم سے خون بہا لے لیں گے۔ شیخ سعدی نے یہ رائے پسند کی اور سب کفار کا اس پر اتفاق ہو گیا۔ جبریل امین نے اس مشورہ کی حضور کو خبر کر دی اور عرض کیا کہ سرکار آج شب اپنی آرام گاہ میں قیام نہ فرمائیں اور اب مدینہ منورہ ہجرت کر جائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی غربت کا پر اپنی چادر اوڑھا کر علی مرتضیٰ کو سلا دیا اور فرمایا کہ بے فکر ہو تمہیں کوئی تکلیف نہ پہنچے گی اور خود دولت خانہ سے باہر تشریف لائے۔ دیکھا کہ کفار نے چاروں طرف سے دروازہ گھیرا ہوا ہے۔ حضور نے انجعلنافینفلقم نلالا لایا ایک مشت خاک پر دم فرمائی اور محاصرہ کرنے والوں کی طرف وہ خاک پھینک دی سب ایسے اندھے ہو گئے کہ حضور ان کے درمیان سے گزر گئے اور انہیں خبر تک نہ ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر صدیق کو ہمراہ لے کر غار ثور میں تشریف لے گئے اور علی مرتضیٰ کو انہیں کفار کی امانتیں عطا فرما گئے کہ تم ان کی امانتیں دے کر مدینہ منورہ آجانا۔ مشرکین تمام رات حضور کا دروازہ گھیرے کھڑے رہے۔ جب صبح کو حملہ کرنے کا ارادہ کیا تو بستر شریف پر بچائے حضور کے علی مرتضیٰ کو پایا۔ پریشان ہو کر حضور کی تلاش کرنے لگے اللہ تعالیٰ نے غار ثور کے منہ پر حکوی کو مضبوط فرما دیا جس نے جلاوطن دیا۔ کفار وہاں پہنچے مگر کبھی کا جلا دیکھ کر اس غار کی تحقیق نہ کی۔ سرکار تین دن اس غار میں رہے پھر مہر صدیق اکبر مدینہ طیبہ روانہ ہو گئے۔ اس آیت میں بھی واقعہ مذکور ہے معلوم ہوا کہ رب چاہے تو کھڑی کا جلا مضبوط قلعہ کا کام دے۔

(بقیہ ۳۰۸) احزاب وغیرہ میں یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی ہجرت میں بھی مدد فرمائی اور ان غزوات میں بھی اور یہ حضور پر بلا واسطہ حق اور سارے مسلمانوں پر حضور کے واسطے سے یا ہجرت میں فرشتوں سے حضور کی ہمد کی فرشتوں نے ان کفار کا منہ پھیر دیا۔ غار کے منہ پر گھبرائے یا غور نہ کرنے دیا۔ نیز صدیق اکبر اور حضور کی آواز نہ سننے دی ۶۔ اس طرح کہ حضور اور صدیق اکبر تین دن تک غار ثور میں رہے۔ عبد اللہ ابن ابی بکر رات کو غار میں آکر دن بھر کے کفار کے حالات بتا جاتے تھے اور صدیق اکبر کے غلام مالک بن عبیدہ صدیق کی بہریوں کا دروازہ غار میں پہنچاتے رہے کفار کہنے لگے یا اس ہو کر اعلان کیا کہ جو ان دونوں حضرات کو قتل یا قید کرے اسے سوا اونٹ انعام ملے گا سرانہ بن مالک حضور تک پہنچ گئے مگر بجائے قید کرنے کے خود ان کی ذلف کے قیدی ہو کر ایمان سے شرف ہو گئے جس کا واقعہ بہت مشہور ہے۔ کفار کی تمام کوششیں ناکام ہو کر رہ گئیں۔ یعنی پیشہ سے پیشہ تک اللہ کا بول بالا ہے اس کی بات اونچی ہے غدار اس کے گھبڑوں کا بھی بول بالا تھا اور یہ اور رہے گا۔ انہیں داغی عزت ہے ۸۔ یعنی جو ان ہو یا بڑے 'غریب ہو یا امیر' سوار ہو یا پیادے 'نہار ہو یا تندرست' ہمارا دل چاہے یا نہ چاہے 'قارغ ہو یا کار و بار میں پہنچے ہوئے' اکیلے ہو یا گھرمار میں گرفتار بحر حال جگے اور بھاری میں بہت احتمال ہیں۔ ہر صورت میں تمہیں توک کی طرف یا حضور کے ہمراہ جلا میں جانا ہو گا۔ اس صورت میں یہ آیت اس سے صریح ہے ایسی علی الضعفاء ودلای المرحضی (ایں محاسن روح البیان) ۹۔ معلوم ہوا کہ جہاد کی طرح کا ہے۔ جان سے 'مال سے' 'کلم سے' زبان سے جیسا موقع اور ضرورت دیا جہاد۔ مہار کہ ہے وہ جسے ہر طرح کا جہاد نصیب ہو۔ ۱۰۔ یعنی جو کہ مال غنیمت کے لالچ میں ۱۱۔ معلوم ہوا کہ حضور کی اتباع وہ چاہے جو محبت قلبی کے ساتھ ہو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جہاد میں منافقین بھی جاتے تھے مگر نہ اللہ کے لئے بلکہ مال غنیمت کے لالچ میں ۱۲۔ معلوم ہوا کہ حضور کی اتباع وہ چاہے جو محبت قلبی کے ساتھ ہو۔ دنیاوی لالچ یا جوتا کے خوف سے تو منافق بھی اتباع کر لیتے تھے۔ اس لئے رب نے فرمایا کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو۔ تب میں تم کو محبوب بنالوں گا اور تمہارے سارے گناہ بخش دوں گا۔ اللہ یہ اتباع نصیب کرے۔ آمین ۱۳۔ معلوم ہوا کہ جہاد میں جہاد کی علامت ہے۔ علامہ فرماتے ہیں کہ زیادہ تمہیں کھانا رزق گھاتا ہے۔ اس آیت میں بھی خبریں ہیں۔ یعنی مدینہ منورہ پہنچنے پر یہ منافقین تمہیں کھا کر سحر میں کریں گے اور ایسا ہی ہوا ۱۴۔ یعنی جہاد میں تمہیں کھا کر اس سے معلوم ہوا کہ جہاد میں جہاد کی علامت ہے۔ منافقوں کی علامت ہے۔ ۱۵۔ یہ کلمہ محبت و کرم کا ہے جسے پیادوں سے دور ان گفتگو نہا جاتا ہے اللہ تیری عمر بڑھائے اللہ تھک کو ایمان دے اس لئے کہ حضور کا اجازت دینا کوئی قصور نہ تھا کیونکہ اس سے پہلے اجازت دینے کی ممانعت نہ کی گئی تھی ۱۶۔ معلوم ہوا کہ حضور کو منافقوں کی پکوان تو پہلے بھی تھی۔ البتہ ان کی پردہ پوشی فرمائی تھی۔ فرمایا جا رہا ہے کہ آپ نے انہیں رسوا کیوں نہ فرمایا۔ آپ انہیں جلا سے رہ جانے کی اجازت نہ دیتے پھر وہ نہ جاتے تو رسوا ہوتے۔ نیز علم سے علم مراد ہے۔ رب فرماتا ہے۔ ولتعدنہم فذلن الفل

(بقیہ صفحہ ۳۲۰) معلوم ہوا کہ نیکی نہ کر سکتے پر انفس کرنا۔ رونا بھی عیلت ہے۔ اسی طرح گناہ کر کے بچھٹانا، رونا بھی عیلت ہے ۹۔ یعنی سواری اور مسلمان جہاد پر قدرت رکھتے ہیں۔ یہ غنی ہونا اس جہاد میں شرط ہے جو ہماری جگہ سے دور ہو اور اگر خود ہمارے وطن میں جہاد کی ضرورت پڑ جائے تو قریب و فقیر سب پر فرض ہے بشرطیکہ تندرست ہو اور مسلمان جہاد بھتیار اس کے پاس ہوں خواہ اپنے یا مانگے ہوئے ۱۰۔ معلوم ہوا کہ عورتوں پر جہاد فرض نہیں ہاں جب ان کی بھی ضرورت پڑ جائے تب ان پر بھی فرض ہے۔

(بقیہ صفحہ ۳۲۶) اللہ علیہ وغیرہ کفار حرام ہے۔ ۲۔ مال باپ اور قرابتہ ۳۔ اس طرح کہ وہ کفر پر مر گئے خیال رہے کہ کسی مشرک کا مرتے وقت تک مسلمان نہ ہوتا

اس کی علامت ہے کہ وہ کافر مراد لہذا اس پر اسلام کے احکام جاری نہیں ہوتے اگرچہ حقیقت حال کی خبر اب کو ہے جیسے کسی کا مرتے وقت تک مسلمان رہنا اس لئے اسلام پر مرنے کی علامت ہے۔ اگرچہ اس کے خاتمہ کا حال ہمیں معلوم نہیں یہی آیت کریمہ کا مقصد ہے ۴۔ شان نزول۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اپنے شرک مان باپ کے لئے دعا مغفرت کر رہا ہے آپ نے اسے منع فرمایا۔ اس نے عرض کیا کہ ابراہیم علیہ السلام نے بھی اپنے شرک چچا کے لئے بخشش کی دعا کی تھی۔ ساستغفرلک دینی حضرت علی رضی نے یہ واقعہ حضور کے خدمت میں عرض کیا۔ اس پر یہ آیت کریمہ اتزی (خزانہ) ۵۔ یعنی ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد سے دعا مغفرت کا وعدہ فرمایا تھا اور یہ وعدہ اس کی ضمانت سے پلے ہو چکا تھا۔ بعد میں مشرکین کے لئے دعا مغفرت سے منع فرمایا گیا۔ یا ان کے چچا نے ایمان کا وعدہ کیا تو آپ نے دعا کا وعدہ کیا۔ اس نے اپنا وعدہ پورا نہ کیا۔ آپ نے پورا فرمایا۔ ۶۔ یا اس طرح کہ آپ پر وحی آگئی کہ آذر کا خاتمہ کفر ہو گا یا اس طرح کہ وہ کفر پر فوت ہو گیا۔ تو آپ نے اس کے لئے دعا مغفرت فرمائی بند کر دی۔ ۷۔ اس طرح کہ دعائے مغفرت ترک فرمادی اور دل سے کفر ہو گئے معلوم ہوا کہ کافر سے نفرت چاہیے اگرچہ وہ اپنا قرہی رشتہ دار ہو۔ ۸۔ معلوم ہوا کہ ابراہیم علیہ السلام مظہر تہل ہیں کہ دشمن پر بھی بخشنے نہیں فرماتے۔ حضرت نوح اور موسیٰ علیہ السلام مظہر جلال ہیں۔ ۹۔ اس طرح کہ انہیں گمراہوں میں داخل فرما کر سزا دے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ حضور کی تحریف آوری سے پہلے گمراہے ان کے لئے صرف عقیدہ توحید کافی تھا جیسے حضور کے والدین ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ دیوانے یا بے سمجھ بچے شرعی احکام کے تکلف نہیں۔ عاقل آدمی بھی ان احکام کے تکلف نہیں جنہیں عقل دریافت نہیں کر سکتی جب تک کہ انکو شریعت کی تبلیغ نہ پہنچے، نفرت والے لوگ شرک کے سوا جو کچھ جرم کریں، انہیں گمراہ نہیں کہا جائے گا۔ نہ اس پر ان کی پکڑ ہو (روح) شریعت نے جس کو حرام نہ کیا وہ حلال ہے اس کے کرنے پر پکڑ نہیں (خزانہ) ۱۱۔ شان نزول۔ جب مسلمانوں کو مشرکین کے لئے دعا مغفرت سے روکا گیا تو انہیں غلہ پیدا ہوا کہ کہیں ہماری ان دعاؤں پر پکڑ نہ ہو جائے جو ہم ان کے لئے پہلے کر چکے ہیں۔ اس پر آیت نازل ہوئی ۱۲۔ یہ کلام حقیقت پر مبنی ہے۔ یعنی اللہ کے سوا نہ کوئی آسمان و زمین کا حقیقی مالک ہے اور نہ اس کے سوا کوئی حقیقی مددگار ہے، مجازی طور پر بعض بندے مالک بھی ہیں اور رب کی حلاوت مددگار بھی۔ لہذا یہ آیت اس آیت کے خلاف نہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ و رسولہ ۱۳۔ مشکل گھڑی سے مراد غزوہ جو کہ ہے جسے غزوہ عسرت بھی کہتے ہیں اس جہاد میں جنگی کامیابی کا ایک اونٹ پر دس پہاڑی باری باری سے سوار ہوتے تھے ایک گھوڑے پر کئی آدمی دن بھر گزار دیتے تھے۔ عمروہ حضرات حضور کے دل و جان سے ساتھ رہے، ابوہریرہؓ نے حضور کی خدمت میں دعا بارش کے لئے عرض کیا کہ حضور نے دعا فرمائی بارش آئی، جس سے پانی کی فراوانی ہوئی۔ (خزانہ) معلوم ہوا کہ غزوہ جو کہ والے مارے صحابہ کا جتنی ہوا قطعی اور یقینی ہے جو اس میں شک کرے۔ وہ اسی آیت کا منکر ہے۔ ۱۴۔ اور گمراہ کا حضور کا ساتھ چھوڑ دیا۔ یہ گمراہت جبلت بشری کی بنا پر تھی نہ کہ بے مبری کی وجہ سے۔ ۱۵۔ اور انہیں ثابت قدم رکھا۔ ان کے اخلاص و وفاداری کی تمکیدی فرمائی ۱۶۔ معلوم ہوا کہ ارادہ کنہا کنہا نہیں۔ جب تک عزم یا مجہوم نہ ہو

(بقیہ صفحہ ۳۴۰) ہیں جن پر دنیا میں عذاب آئے یعنی بغیر رسول جیسے رب نے کسی امت کو ہلاک نہ فرمایا اس آیت کی تفسیر وہ آیت ہے وہ کلام اللہ تعالیٰ حقیقی نصرت رسول اللہ جن امتوں میں رسول نہ آئے، جیسے نفرت والے لوگ، ان پر دنیا میں بھی عذاب نہ آیا۔ یہ بھی خیال رہے کہ جیسے رسول اعلیٰ اپنے خاندانوں میں تشریف لائے (مخاری شریف) آدمی لوگ ان کے تابع رہے لہذا اس آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ہر قوم میں اس قوم کا نبی تشریف لایا۔ معاذ اللہ، دیکھو ہمارے حضور باہمی ہیں، سب کے رسول ہیں ۱۰۔ معلوم ہوا کہ انبیاء کرام کی تشریف آوری خوش نصیبوں کے لئے رحمت ہوئی ہے۔ بد نصیبوں کیلئے عذاب جیسے چنگاڑ کے لئے سورج کا کائنات مصیبت ہے یا بارش بعض پھل و گھاس کے لئے خشک و خراب ہو جائے یا کاہٹ ہے ۱۱۔ شان نزول۔ جب آیت کریمہ و اما نزل نازل ہوئی تو کفار عرب از روئے مذاق بولے کہ وہ عذاب کب ہو گا۔ تب یہ آیت کریمہ اتزی ۱۲۔ اسے رسول اور اے مسلمانو! یوں کہ لکھار حضور سے بھی یہ سوال کرتے تھے اور مسلمانوں سے بھی ۱۳۔ یعنی جس بغیر رب کی عطا کے اپنے لئے بھی نفع و نقصان کا مالک نہیں، ورنہ حضور تو عالم کے نفع و نقصان کے ہڈن پر دروگر مالک ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ انشاء اللہ و رسولہ من فضلہ حضور فرماتے ہیں کہ اگر میں چاہوں تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ پلین۔ یعنی علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ میں مردے زندہ اور اندھے کو زخمی کو اچھا کر سکتا ہوں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا تھا میری قیصر لے جاؤ ۱۴۔ یعنی لوح محفوظ میں ہر امت کی ہلاکت کا وقت لکھا ہوا ہے۔ جس کی نگاہ لوح محفوظ پر ہے وہ جانتے ہیں۔ ۱۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ تقدیر ہم میں تبدیلی نہیں ہو سکتی مگر تقدیر مطلق میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔ رب فرماتا ہے و یحو اللہ حاشا و دینت و عندہ ام کتاب۔ حضرت آدم علیہ السلام کی دعا سے داؤد علیہ السلام کی عمر بچانے ۶۰ برس کے سو برس ہو گئی تک اعمال اور مدد سے عمر اور مال بڑھتا ہے اس لئے دعائیں مانگنے کا ہم بے خیال رہے کہ موت کا آگے پیچھے نہ ہونا قانون ہے اور آگے پیچھے ہو جانا قدرت کا قانون ہے پابند ہیں۔ رب تعالیٰ نہیں اس لئے یہاں یشاخون در بستند صوں کو جمع فرمایا۔ یعنی لوگ اپنی مرضی سے آگے پیچھے نہیں ہٹ سکتے، یعنی علیہ السلام کا مردے زندہ فرمانا ابراہیم علیہ السلام کا چار پندرہ دن کے پھر جانا، عزیز علیہ السلام کا سو برس عمر وہ کریمی انصاف اسرائیلیوں کا مرکز پھر زندہ ہونا رب کے حکم سے تھا وہاں اس کی قدرت کا ظہور ہے۔ یہ سارے واقعات صراحت قرآن کریم میں مذکور ہیں۔ لہذا یہ آیت ان آیات کے خلاف نہیں ۱۶۔ یعنی تمہاری غفلت کی حالت میں، کیونکہ رات کو کفار نیند میں اور دن کو طلب معاش میں ایسے غافل ہوتے ہیں کہ انہیں کچھ خبر نہیں ہوتی ۱۷۔ یعنی کفار تو عذاب کا مذاق اڑاتے اور غفلت میں رہتے ہیں اور مومن عذاب سے خوف اور اس سے بچنے کی تدبیروں میں کوشش کرتے ہیں

(بقیہ صفحہ ۳۴۰) یوسف علیہ السلام کی انتہائی پاکدامنی بیان فرمائی کہ باوجود یہ کہ آپ اس کے گھر میں رہتے تھے، جو ان تھے حسین تھے اور رغبت بھی عورت کی طرف سے تھی مگر بھی بالکل محفوظ رہے۔ ۱۸۔ یعنی ایک اکیلے مکان میں جس کے سات دروازے تھے آپ کے پاس پہلی اور ہر دروازہ کو قفل لگا دیا، اس آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یوسف علیہ السلام اس گھر میں زنا کے ساتھ یا اس کے پیچھے پیچھے، بلکہ سب کام زینا کے لئے اس نے ان سب کا قائل زینا کو قرار دیا کیا ۱۸۔ ظاہر یہ ہے کہ نیک ضمیر عزیز مصر کی طرف لوثی ہے اور رب، یعنی مری ہے، قرآن کریم نے پرورش کرنے والوں کو نیک بلکہ رب فرمایا ہے کہ ماریا فی حقہا اور فرمایا ہے

رجع لی رنک ۹۔ معلوم ہوا کہ یوسف علیہ السلام نے زلیخا کا ارادہ بھی نہ کیا ورنہ قرآن کریم دونوں کے لئے ایک ہی میثاق ارشاد فرماتا۔ طبعہ طبعہ صیف فرما کر اتنی دراز عمارت نہ لائی جاتی ۱۰۔ یوسف علیہ السلام نے اس نازک موقع پر دیکھا کہ یعقوب علیہ السلام سامنے کھڑے ہیں۔ اور دانت میں انگلی دبا کر اشارہ سے فرما رہے ہیں کہ نبی کے بیٹے ہو! ایمان نہ ہو کہ جتنی چادر پر دج لگ جائے (خزائن العرفان) اس سے چند سٹکے معلوم ہوئے ایک یہ کہ یعقوب علیہ السلام یوسف علیہ السلام کے ہر حال سے خبردار تھے۔ دوسرے یہ کہ اللہ کے بندے دوسرے بند کو غرضی کی بھی خبر رکھتے ہیں۔ تیسرے یہ کہ حضرات دور سے مدد کرتے ہیں اور جہاں کسی کی مدد نہ پہنچے وہاں ان کی مدد پہنچتی ہے۔ چوتھے یہ کہ یہ حضرات حاضر و ناظر ہوتے ہیں کہ آپ کھان میں رہتے ہوئے مصر میں بھی پہنچ گئے۔ جیسے فرشتے ایک وقت میں چند جگہ میں پہنچ کر کام کرتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ یوسف علیہ السلام آنکھ سے دیکھا ہو جلدیہ سے معلوم کہ یعقوب علیہ السلام کو دیکھا قرآن مجید نے نبی کو یہاں رب فرمایا ہے قذحکم بھوان من دیکم کہ وہاں حضور کو یہاں فرمایا۔ پانچویں یہ کہ حضرت یوسف علیہ السلام ارادہ گناہ سے بھی محفوظ رہے۔ کیونکہ رب نے فرمایا کہ برائی اور بے حیائی کو چھوڑ دین یعنی دور رکھیں اور ارادہ کرنا برائی ہے اور خود ڈانٹا ہے حیائی وہ نے انہیں دونوں چیزوں سے بچایا ۱۱۔ یوسف علیہ السلام بھانے کے لئے دوڑے اور زلیخا آپ کو پکڑنے کے لئے اس وقت یہ آپ کی کرامت ظاہر ہوئی کہ دو دروازوں کے قفل اور کنڈیاں صرف آپ کے اشارے پر کھلنے لگے ورنہ چابیوں زلیخا کے پاس تھیں ۱۲۔ چونکہ عزیمت و مصروفیت میں آپ کا مالک نہ تھا کیونکہ آپ تو آزاد تھے غلام بیچے گئے تھے اس لئے اس کو یوسف علیہ السلام کا بند نہ کیا گیا۔ اس سے دو سٹکے معلوم ہوئے ایک یہ کہ آزاد کی بیعت باطل ہے دوسرے یہ کہ بیعت باطل سے جو چیز خریدی جاوے اس کی بیعت بھی باطل ہے کیونکہ کلمہ والوں نے آپ کو بیعت باطل سے خریدنا خریدنا باطل ہوا اور فروخت کیا تو فروخت کرنا بھی باطل ہوا

(بقیہ صفحہ ۳۸۳) دروغ کو فروغ میں ہونے اور ساق کو آگ میں آگ نہیں آتی۔ مکار کا انجام خراب ہوتا ہے۔ ہر عالم و دماغ کو چاہیے کہ ان عورتوں اور زلیخا کو برائی سے یاد نہ کرے یہ سب توبہ کر چکی ہیں۔

(بقیہ صفحہ ۳۸۳) نے خواب پورا کرنے کو ذبح فرزند فرمایا نہ دین اور ابھی میں ذبح فرزند حکم شری تھا نہ دین یعقوب میں جہد نجات حکم شری کا پاسکتا ہے۔ البتہ بعض احادیث سے ثابت ہے کہ گزشتہ دعویٰ میں جہد تعلیمی جاز تھا جسے حضور نے منسوخ فرمایا۔ لہذا حدیث سے حدیث کا رخ ہوا ہے نہ کہ قرآن کا رخ حدیث سے۔ نیز یہ جہد جہد تہذیب تھا نہ جہد تعلیمی۔ ورنہ یعقوب علیہ السلام جہد نہ کرتے بلکہ یوسف علیہ السلام کرتے کیونکہ آپ فرزند تھے ۱۳۔ جو آج اسی برس یا چالیس برس کے بعد ظاہر ہوئی۔ ۱۵۔ کوئی کا ذکر اس لئے نہ فرمایا کہ بھائی فرستہ نہ ہوں نیز کوئی سے نکلے میں انسان کی وسالت جی مگر جیل سے رب تعالیٰ نے برہ راست نکالا۔ کسی کا تو دل درمیان نہ تھا نیز کوئی میں حضرت جبریل کا ساتھ تھا اور جیل میں کافروں چوروں و ڈاکوؤں کا قرب اس سے معلوم ہوا کہ کسی کی خطا معاف کر دینے کے بعد پھر اس کا ذکر بھی نہ کرنا چاہیے ۱۶۔ معلوم ہوا کہ بھائیوں کا اختلاف اگرچہ کسی حد تک پہنچ جاوے بھائی چارہ کو حقیقت میں کرنا ایسے ہی امیر معلوم یہ دلی مرتضیٰ کا اختلاف خولہ بنت مکتومہ اس کے بلوچہ بھائی بھائی تھے اسی لئے حضرت علی نے فرمایا تھا کہ یہ لوگ ہمارے بھائی ہیں ہم پر بدلتے کر بیٹھے۔ دیکھو یوسف علیہ السلام نے اس قدر مخالفت کے بلوچہ انہیں بھائی فرمایا اور ناچاقی کا سبب شیطان کو قرار دیا نہ۔ زلیخا کے حکم سے یوسف علیہ السلام کے دو فرزند افرام اور نیشا اور ایک دختر مت پیدا ہوئیں جو ابوب علیہ السلام کے نکاح میں آئیں یہ سب حضرات یعقوب علیہ السلام کے سامنے حاضر ہو کر آداب بجالائے۔ آپ نے خوش ہو کر دعائیں دیں (روح البیان) ۱۸۔ یعقوب علیہ السلام نے مصر میں ۲۳ سال قیام فرمایا وہیں آپ کی وفات ہوئی وصیت فرمائی کہ مجھے لہظین میں اسحاق علیہ السلام کے برابر دفن کیا جاوے۔ یوسف علیہ السلام نے ایسا ہی کیا اور خود لہظین شریف لے گئے واپسی پر آپ ۲۳ سال زندہ رہے۔ یعقوب علیہ السلام کی عمر شریف ۱۱۷ سال ہوئی اور یوسف علیہ السلام کی عمر مبارک ۱۲۰ سال ہوئی جب یوسف علیہ السلام نے طمانت و قناعت فرمائے تو یہود کو اپنا جانشین کر کے اپنی اولاد ان کے سپرد فرمائی اور یہ دعا مانگی ۱۹۔ کیونکہ سب سے پہلے نبوت اور مصلحت آپ ہی میں جمع ہوئی آپ چار پشت سے نبی ہوئے آپ کے ہاتھ میں تمام دنیا کی روزی دی گئی آپ ہی علم تفسیر کے امام مانے گئے ۲۰۔ اس میں عام مسلمانوں کو تعلیم ہے کہ وہ اپنے حسن خاتہ کی دعا کیا کریں اور دعا سے پہلے ہوائی کیا کریں اور ہر دعا میں آخرت کی دعا ضرور مانگا کریں۔ صرف دنیا کی دعاؤں پر کفایت نہ کیا کریں اس میں اختلاف ہے کہ زلیخا یوسف علیہ السلام سے پہلے فوت ہوئیں یا بعد میں اکثر علماء کا قول ہے کہ کچھ دن بعد فوت ہوئیں آپ کو اہل مصر نے درمیان نخل میں دفن کیا۔ پھر جب چار سو برس کے بعد موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر مصر سے پہلے تو ایک ہڈیا کے تانے پر یوسف علیہ السلام کا تابوت شریف اپنے صہرا لیا۔ یوحنا نے موسیٰ علیہ السلام سے جنت کا وعدہ لے کر یوسف علیہ السلام کی قبر شریف کا پتہ بتایا یوسف علیہ السلام بنی اسرائیل کے پہلے نبی ہیں اور یہی علیہ السلام ان کے آخری نبی ہیں۔ یعنی ہاؤر دیکھ آپ باپیں جسم شریف وہاں موجود نہ تھے علماء تاریخ کے ساتھ آپ کو جینے کا موقع نہ ملا پھر ایسے پرانے واقعات کی اس طرح صحیح خبریں دینا آپ کی نبوت کی دلیل ہے۔

(بقیہ صفحہ ۳۱۲) ہوئی تو پچاس ہزار برس کا دن ہوتا صرف چار گھنٹہ کا ہوتا۔ قیامت کا اصل قصود اعمار شیان معطیٰ علی اللہ علیہ وسلم ہے نہ کہ صرف حساب ۱۔ اس سے دو سٹکے معلوم ہوئے ایک یہ کہ سارا قرآن تبلیغ کے لئے آیا۔ کسی آیت کا چھپا ہوا نہ تھا۔ دوسرے یہ کہ قرآن سارے لوگوں کے لئے آیا۔ کسی وقت اور کسی جگہ سے خاص نہیں کیونکہ حضور کی نبوت سب کو عام ہے ۸۔ یعنی آیات قرآن اللہ تعالیٰ کی توحید کی دلیل ہیں آیات اللہ سے حد مؤثر دوسرے دلائل سے توحید ماننا نجات کے لئے کافی نہیں ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کا ڈرائیو کو عام ہے مگر ڈرائیو ایک کے نصیب میں نہیں قسمت والے اس سے نصیحت پذیر ہوں گے بد نصیب نہ ہوں گے اس لئے بلاغت فاس فرمایا گیا۔ اور یہاں مودیلانہ یہ بھی معلوم ہوا کہ جس محل سے خوف خدا حاصل ہو۔ وہی محل ہے۔ ۱۰۔ یعنی اس کام شریف کا نام قرآن بھی قرآن اس لئے کہ یہ چار ہوا ازان کتب اس لئے کہ لوح محفوظ میں لکھا ہوا تھا

(بقیہ صفحہ ۳۳۸) دوسرے یہ کہ خواص کے لئے دلائل ہیں عوام کے لئے حکایت و رعبت اور ڈرائیو ہے۔ اور متاخرہ جھوٹا کے لئے ہے۔ لوگ تین طرح کے ہیں تو تبلیغ بھی تین طرح کی ہے (روح البیان) ۸۔ یعنی تبلیغ اور متاخرہ سے لوگوں کی نفرت یا تقرب نہ بدل جاوے گی سب لوگ ایمان نہ لائیں گے ہاں آپ کا قریضہ ادا

ہو جلدے گا۔ ہدایت تو رب کے فضل سے ملتی ہے۔ ۹۔ (شان نزول) جنگ احد میں کفار نے بعض مسلمان شہداء کے ناک کاٹنے، امیر حمزہ کے ساتھ بھی یہ ہی کیا۔ حضور کو یہ ملاحظہ فرما کر بہت صدمہ ہوا۔ آپ نے قسم کھائی کہ میں ایک حمزہ کے بدلہ میں ستر کافروں کو قتل کر کے ان کا شہد (ناک) ناک کاٹاں گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ حضور نے یہ ارادہ چھوڑ دیا۔ اور قسم کا کفارہ دیا۔ مسئلہ ہر ایک کو سزا جرم کے برابر دو۔ مسئلہ مقتول کے کان، ناک، کات کر اس کی مثل بگاڑنا حرام ہے۔ (معلوم ہوا کہ یہ آیت مدنی ہے) ۱۰۔ یعنی اگر بقتل جرم بھی مجرم سے بدلہ نہ لو تو یہ میرے، اور میرے بدلہ لینے سے اچھا ہے، مگر یہ احکام ذاتی معاملات کے لئے ہیں۔ دینی، قوی، ملکی مجرم کو معاف کرنا جرم ہے ۸۔ یہ تو عیسائے انبیاء کرام سے فریب کرتے رہے، اللہ تعالیٰ آپ کو ان کے شر سے بچائے گا۔ پھر آپ کو ان پر مسلط فرمادے گا۔ یہ تمام وعدے پورے ہو کر رہے۔ ۹۔ معلوم ہوا کہ جو اللہ کے بندوں پر مہربانی کرتا ہے، اللہ اس پر مہربان ہوتا ہے۔

(بقیہ صفحہ ۳۵۹) کام ہے، تیسرے یہ کہ رب کے حکم پر عمل نہ کرنا فسق ہے اور اسے حق نہ جاننا کفر ہے۔ ۵۔ کہ مجھے ساجد بنانا چاہا۔ اور آدم علیہ السلام کو سجود حالانکہ میں لاکھوں برس کا جادہ عالم صوفی ہوں۔ اور آدم علیہ السلام نے ابھی کوئی مہلت نہ کی۔ ۶۔ انیس نے اولاد کا ذکر اس لئے کیا کہ وہ جاننا تھا کہ آدم علیہ السلام نبی ہیں اور نبی کو میں گمراہ نہیں کر سکتا اور ان کی اولاد میں جو نبی یا خاص ولی ہوں گے ان پر میرا قبو نہ ہو گا۔ اسی لئے یوحنا الانجیلیا خیال رہے کہ شیطان ہمارے دوا کا بدلہ ہم سے لیتا ہے، ہم سب کو اس سے غافل نہ رہنا چاہیے۔ ۷۔ معلوم ہوا کہ رب کے سامنے شیطان نے بھی جھوٹ بولا جو اسے کرنا تھا صاف کہہ دیا۔ تو جو رب سے جھوٹ بولے وہ شیطان سے بدتر ہے۔ ۸۔ رخصت یا جنت سے یا ہماری بارگاہ سے تجھے قیامت کے پہلے نفع تک سلت دی گئی، معلوم ہوا کہ کبھی کافر کی دعا بھی قبول ہو جاتی ہے بلکہ اس غیبت کی دعا سے عمر بھی بڑھ گئی۔ تو بزرگوں کی دعا سے بھی تقدیر میں بدل جاتی ہیں، عمریں بڑھ جاتی ہیں اگر پہلے ہی سے اس انیس کی عمر دراز ہوتی تو وہ دعا درازی عمر کے لئے نہ مانگا، دوسرے مقام پر ہے خانقاہ چمن الشجرہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ درازی عمر اس کی دعا سے ہوئی ۹۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ انیس کو بھی روزخ میں ہی سزا دی جائے گی اور اسے آگ میں ایسی ہی تکلیف ہوگی، جیسے ہم کو مٹی پتھر سے تکلیف ہو سکتی ہے، دوسرے یہ کہ انیس انسان و جنات کو روزخ دیا جائے گا جو شیطان کی بیروی کریں، لہذا کفار کے بیٹے جنسی نہیں ملے۔ اس سے معلوم ہوا کہ گانے پانے اور جھوٹے گمراہ کن و مٹا سب شیطان کی آواز ہیں اور شیلوگ شیطان کے پیادے اور سوار ہیں، یعنی اس کا لشکر، حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ جو آواز مرضی رب کے خلاف نکلے، وہ شیطان کی آواز ہے خواہ گانے بجانے کی آواز ہو، یا جھوٹے وعدے یا غلط تقریروں کی ۱۰۔ جس کھانے یا صحبت پر ہم اللہ نہ پڑھی چلوے۔ اس میں شیطان کا حصہ ہے، ایسے ہی بیٹے کا نام عبد العیس و غیرہ نہ رکھو ۱۱۔ مشرکین کو کفر و شرک پر نجات کی امید دلاتا جیل مسلمانوں کو کھل پر مالدار کی امید دلاتا اور برے غریبوں پر پاموری کی ڈھارس بندھانا سب شیطان وعدے ہیں۔ سب معلوم ہوا کہ انبیاء معصوم ہیں اور بعض اولیاء محفوظ، معصوم وہ جو کلمہ نہ کر سکے محفوظ وہ جو کلمہ نہ کر سکے نہیں، نبوت کے لئے عصمت لازم ہے، مگر ولایت کے لئے حفاظت لازم نہیں، جسے رب چاہے محفوظ رکھے جیسے خلفاء راشدین و غیرہم

(بقیہ صفحہ ۳۶۰) فضا کی میان کرنے رب کی نعمت کے اقدار کے لئے سنت پیغمبر ہے، ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ بغیر باپ پیدا ہوئے ورنہ آپ باپ کی طرف نسبت کئے جاتے رب فرماتا ہے۔ ۵۔ وعصا یا نهم ۳۔ یعنی چھی بات فرمانے والے کہ میں اللہ کا بندہ ہوں ۴۔ کہ نبی صوفی علیہ السلام کو جادوگر کہتے تھے اور عیسائی خدا کا بیٹا، ان کی تعلیم بھول گئے خیال رہے کہ عیسیٰ علیہ السلام سکندر کے پائل فتح کرنے سے ۵۶ برس بعد پیدا ہوئے۔ تیس برس کی عمر میں نبی ہوئے اور ۳۳ سال کی عمر میں آسمان پر اٹھائے گئے۔ آپ کے بعد نبی نبی مریم چھ برس زندہ رہیں حضرت مریم بیروں بادشاہ کے خوف سے آپ کو مصلے گئیں، آپ مصر میں بارہ برس کی عمر شریف تک رہے۔ پھر بیروں کے مرجانے پر آپ کو شام واپس لایا گیا ۵۔ اس کی قدرت کا یہ کمال ہے مگر قانون یہ ہے کہ تمام دنیاوی کام آہنگی سے ہوتے ہیں۔ آسمان چودون میں جیسے لفظ آیات میں تضاد نہیں ۶۔ یعنی علیہ السلام کافران شریف ہے، درمیان میں رب تعالیٰ نے بلور جملہ معترف اپنا کلام ارشاد فرمایا ہے ۷۔ یعنی علیہ السلام کے آسمان پر تشریف لے جانے کے بعد عیسائیوں کے کئی فرقے بن گئے۔ یعقوب نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ ہے جو خود زمین پر آیا تھا، اب آسمان پر چلا گیا۔

نظر یہ کہنے لگے کہ آپ اللہ کے بیٹے ہیں۔ لکھانویہ کہتا تھا کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ یہ مرد مومن صا سیرہ و م و ران ۸۔ پو نہ سیرا جو کا ایک فرقہ مومن بھی تھا اس لئے فرمایا گیا کہ کافروں کے لئے خرابی ہے، نہ کہ ہر عیسائی کے لئے ۹۔ یعنی انعام بانی میں گے اور دیکھیں گے جو تمہارے خیال میں نہیں آ سکتا ۱۰۔ قیامت میں ہر نیک کار اور بدکار حسرت کرے گا۔ بدکار تو اس لئے کہ اس نے گناہ کیوں کئے اور نیک کار اس لئے کہ میں نے زیادہ نیکیاں کیوں نہ کیں جیسا کہ روایات میں ہے اس لئے قیامت کا نام یوم المرت بھی ہے ۱۱۔ اس طرح کہ جنتیوں کو جنت میں اور دوزخیوں کو دوزخ میں پہنچا کر موت کو بھی ذبح کر دیا جائے گا کہ اب ہر شخص عیش کے لئے اپنی جگہ رہے۔ کسی کو موت نہیں آئے گی ۱۲۔ یعنی یہ لوگ نہ قیامت کو مانتے ہیں نہ اس کی تیاری کرتے ہیں ۱۳۔ قیامت میں رب کے سوا کوئی کسی چیز کا ظاہر ملک یا مالک نہ ہو گا۔ دنیا میں مجازی طور پر ظاہری بادشاہ بھی ہیں اور مالک بھی۔ یہاں وراثت سے ہی مراد ہے ورنہ وراثت کے متعلق معنی سے رب تعالیٰ پاک و بے نیاز ہے۔ ۱۴۔ مومن خوشی سے اور کافر بجوا فریضہ جنازہ کو رب کی طرف ہے مگر جانے کی نوعیت علیحدہ ہے ۱۵۔ حدیث وہ جو کبھی جھوٹ نہ بول سکے۔ صادق وہ جو جھوٹ نہ بولے۔ حضرت ابراہیم جھوٹ نہ بولے وہ تین باتیں جو آپ نے تو یہ سے فرمائی تھیں جھوٹ نہ تھیں۔ بالکل سچ تھا کہ اپنی بیوی سارہ کو اپنی دینی بہن فرمایا۔ وغیرہ خیال رہے کہ جھوٹ بذات خود برا نہیں کبھی جھوٹ عبارت ہوتا ہے جیسے بے گناہ شخص کے کہ میں برا کھاتا ہوں ظالم ہوں۔

(بقیہ صفحہ ۶۳۵) کے ساتھ ہے، اس کی تقریر وہ آیت ہے ۱۔ زعموا اننا فریق بیننا وبينکم ۷۔ دوی لوگ عیسائی تھے، فارسی لوگ آتش پرست تھے۔ اس لئے مسلمان رومیوں کی فتح چاہتے تھے اور مشرکین عرب فارسیوں کی۔ ایک بار رومیوں اور فارسیوں میں جنگ ہوئی اتفاقاً فارسی رومیوں پر غالب آ گئے جس سے مسلمانوں کو رنج ہوا اور کفار کو خوشی۔ کفار بولے کہ ہمارے بھائی فارسی تمہارے بھائی رومیوں پر غالب آ گئے اگر ہماری تہذیبی جنگ ہوئی تو تم پر ہم غالب آئیں گے تب یہ آیت کر۔ نازل ہوئی جس میں خبر دی گئی کہ چند سال بعد پھر ان میں جنگ ہوگی اس میں رومی فارسیوں پر غالب آئیں گے۔ اے کاروا اس عارضی فتح سے تم خوش نہ ہو۔ خیال رہے کہ یہاں روم رومی کی جمع ہے رومی لوگ روم ابن عیسیٰ ابن اسحاق ابن ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ہیں دوسرے قسم کے رومی اور بھی ہیں۔ جو

روم ابن ہانی ابن یافث ابن نوح علیہ السلام کی اولاد میں ہیں۔ فارسی لوگ فارس ابن سام ابن نوح علیہ السلام کی اولاد میں ہیں یہاں روم اول کی جنگ فارس سے ہوئی تھی ۸۔ جن کا علاقہ عرب کے قریب ہے کیونکہ یہ دوی دجلہ و فرات کے درمیان جزیرہ میں تھے اس وقت فارس کا بادشاہ پرویز ابن ہرمزان نو شیروان ابن قیاس تھا خیال رہے کہ جو شاہ فارس محمد فاروقی میں مارا گیا اس کا نام پرویز ابن شیروان تھا اور اس جنگ کے وقت روم کا بادشاہ ہرقل تھا (روح) ۹۔ یعنی آئندہ جنگ میں دوی فارسوں پر غالب آئیں گے ۱۰۔ جس میں سے لے کر نو تک کو کہا جاتا ہے یہاں نو برس مراد ہیں چنانچہ ان آیات کے نزول کے بعد حضرت ابو بکر صدیق نے کفار مکہ سے کہا کہ ہمارے نبی نے ہم کو خبر دی ہے کہ مغرب دوی فارسوں پر غالب آجائیں گے۔ ابی ابن خلف کافر نے انکار کیا آخر حضرت صدیق اور ابی میں سو۔ اذت کی شرط ہو گئی کہ اگر نو برس میں دوی فارسوں پر غالب آجائیں تو سوائت ابو بکر صدیق کو ابی دے اور اگر غالب نہ آئیں تو ابی کو ابو بکر صدیق دیں اللہ تعالیٰ نے اس دن دویوں کو فارس پر فتح دی جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ میں صلح فرمائی چنانچہ ابو بکر صدیق نے سوائت ابی بن خلف کے وارثوں سے وصول کئے اس سے معلوم ہوا کہ حضور فاسدہ کے ذریعہ اگر کافر حبشی کامل مسلمان کو مل جائے تو وہ مسلمان کو حلال ہے جیسے یہود وغیرہ بھی قول امام ابو حنیفہ اور امام محمد کا ہے (خزانة العرفان) ۱۱۔ یعنی اولاد فارس کا روم پر غالب آنا محمد روم کا فارس پر غالب آنا اللہ کے ارادے سے ہے۔ ۱۲۔ شہرہ کی خوشی جو عبادت ہے نہ فرد تکبر کی خوشی جو باعث عذاب ہے اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مشرکین سے اللہ کتاب غیبت ہیں۔ مشرکین کے مقابلہ میں ان کی حج چاہنا معتبر ہے۔ دوسرے یہ کہ اللہ کی نعمت پر خوش ہونا محمود ہے لہذا میلاد کی خوشی اعلیٰ عبادت ہے ۱۳۔ یعنی اس دن مسلمانوں کو بھی کفار کے مقابلہ کا سامنا حاصل ہوگی اور دوسرے روم کے غلبہ کی خبر جلائے گی تو مسلمانوں کو دینی خوشی ہوگی۔ ۱۴۔ جیسے ابی بن خلف وغیرہ کفار جو اس وقت کہتے ہیں کہ دوی فارسوں پر غالب آئیں گے نہیں۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے وعدوں میں غلطی کا امکان ٹھکانا کفر ہے امکان کذب ماننا جہالت ہے

(بقیہ صفحہ ۹۹۷) بالغ مردوں کو قتل اور بچوں عورتوں کو قید ۴۔ معلوم ہوا کہ کفار کی حروک جائیداد حکومت اسلامیہ کے ملک ہے اس کی اجازت سے مسلمان اپنے تصرف میں لائیں ۵۔ یعنی زمین بنی قریبہ کے علاوہ اور بہت زمین بھی تم کو عطا فرمائے گا اور وہ اٹنی ہو چکا ہے یہاں تک ابھی تمہارے قدم نہ پہنچے ہیں۔ اس زمین سے مراد یا تو خیبر کی زمین ہے جو بنی قریظہ کے بعد ہی مسلمانوں کے قبضہ میں آئی یا عام فوجیات جو حد صحابہ میں ہوئیں۔ یا قیامت تک فوجیات جو دلائل و قیام ہوئی رہیں گی رب نے اپنا وعدہ پورا فرمایا ۶۔ (شان نزول) حضور کی ازواج پاک نے آپ سے دنیاوی سامان اور خرچ بڑھانے کا مطالبہ کیا تھا جو حضور پر گراں گزر اکیونکہ سرکار کے گھر زبہ و قنات تھے۔ اس پر یہ آیت کریمہ اتزی جس میں حضور کی ازواج کو وہ اختیار دیا گیا جو آئندہ مذکور ہے خیال رہے کہ اس وقت حضور کی نو بیویاں تھیں۔ پانچ قریشی خاندان کی حضرت عائشہؓ، حفصہؓ، یعنی ام حبیبہ بنت ابوسفیانؓ، ام سلمہ بنت ابی اسدؓ، سودہ بنت زیدؓ، اور چار غیر قریشیہ۔ زینب بنت جحشؓ، اسدیہ بیومنہ بنت عمارؓ، علیہؓ، منیہ بنت جحشؓ، خیبر یہ یور یہ بنت عمارؓ، رضی اللہ عنہا (خزانة العرفان) ۷۔ یعنی اگر تم دنیاوی چیز و آرام چاہتی ہو تو مجھ سے طلاق لے لو اور اگر اللہ رسول سے قرب چاہتی ہو تو ہمارے ہاں کی چلی تشری سے راضی رہو۔ قنات و میر اختیار کرو ۸۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ عورت کو طلاق کا اختیار دینا طلاق نہیں جب تک وہ طلاق اختیار نہ کرے دوسرے یہ کہ جس عورت کو غلط محمد کے بعد طلاق دی جائے اسے جو ذرا دنیا سب ہے اور جس کا سر مقرر نہ کیا گیا ہو اور غلط سے پہلے طلاق دی جائے اسے جو ذرا سب ہے یہاں پہلی صورت مراد ہے ۹۔ خیال رہے کہ جس عورت کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبل زفاف طلاق دے دی وہ دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے جیسے ایمر حبیبہ کہ اس نے دوسرے سے نکاح کیا مگر جو شرف تقرب سے شرف ہوئیں وہ نکاح نہیں کر سکتیں مگر تحقیق یہ ہے کہ جو بیویاں حضور کے پردہ فرمانے کے بعد رہ جائیں وہ دوسرے سے نکاح نہیں کر سکتیں مطلقہ کر سکتی ہیں۔ رب فرماتا ہے دلائل تنکحوا ازواجہ ما بعدہ۔ اگر مطلقہ بھی کہیں نکاح نہ کر سکے تو طلاق بے کار ہوگی۔ حضور کی ازواج احرام میں مسلمانوں کی مائیں ہیں نہ کہ سارے احکام میں ۱۰۔ معلوم ہوا کہ حضور کو اختیار کرنا در حقیقت اللہ تعالیٰ کو اور قیامت کو اختیار کرنا ہے جسے حضور مل گئے اسے خدا اور ساری خدائی مل گئی۔ جو حضور سے دور ہوا وہ اللہ تعالیٰ سے دور ہو گیا۔ ۱۱۔ مسکرا کر مایوسی ہے۔ نہ کہ جیغیہ کیونکہ حضور کی ساری ازواج مطہرات بیگنوں کی سردار ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی ازواج کی نیکیوں کے اجر و ثواب سارے عالم کی نیکیوں کا ثواب سے زیادہ۔ اس کی تفسیر وہ حدیث ہے کہ میرے صحابی کے چار بیرو جو خیرات کرنا تمہارے پناہ گزینوں کی خیرات سے افضل ہے ۱۲۔ یہاں فاضل مبینہ سے مراد خداوند کی تائیدی ہے کیونکہ الفاضل سے مراد زبایا اعظام ہوتا ہے اور فاضل سے مراد عام گناہ ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی بیویاں تمام جہان کی عورتوں سے افضل ہیں کیونکہ ہر آدمی کا دیکھا ہوا ناسی لئے ہے کہ ان پر اللہ کی نعمتیں سب سے زیادہ ہیں اور یہ عذاب ایسا ہے جیسے رب نے مشیق کے دن انبیاء کرام سے فرمایا تھا۔ نادانہم العاصون لہذا اس آیت سے رد انفس دلیل نہیں چک سکتے۔ ۱۴۔ معلوم ہوا کہ بڑے مرتبہ والوں کی جرم پر سزا زیادہ ہوتی ہے کیونکہ ان پر رب کا احسان زیادہ ہے لہذا عطا و سوات کرام کو بڑے اعمال سے بہت بچنا چاہیے۔

(بقیہ صفحہ ۹۹۸) اس کے کام عقلت سے خالی ہوں ۴۔ (شان نزول) مشرکین تو مذاق کی نیت سے اور یہود امتحان کے لئے حضور سے پوچھا کرتے تھے کہ قیامت کس دن کس تاریخ کس سال واقع ہوگی۔ ان سب کی تردید میں آیت کریمہ اتزی۔ یہود کا مقصد یہ تھا کہ اگر قیامت کی خبر حضور دے دیں تو ہم کہیں گے آپ بچے رسول نہیں کیونکہ تو بیت میں قیامت کو غفلت رکھا گیا اور نبی آخر الزمان کی علامت یہ بتائی گئی کہ وہ روح قیامت اور اصحاب کف کی قتل و لوگوں کو نہ بتائیں گے۔ اور اگر نہ بتائیں تو ہم کہیں یہ کیسے رسول ہیں جو قیامت کو نہیں جانتے ۵۔ یعنی قیامت بہت قریب ہے۔ پوچھو تم تیار کی کرو۔ حق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو قیامت کی خبر دینی مگر اس کے اعلان سے منع فرمایا (تفسیر صافی) اس کی بحث ہماری کتاب جاہ الحق میں دیکھو۔ اس لئے حضور نے علامات قیامت اور قیامت کی تاریخ و دن تک بتادی کہ وہ عاشورہ اور جمعہ کے دن واقع ہوگی۔ ۶۔ اس لئے یہ کفار بجائے قیامت کی تیاری کرنے کے کھیل کود اور اسلام اور قیامت کا مذاق اڑانے میں لگے ہوئے ہیں۔ یعنی غفلتی ہونے کی علامت ہے ۷۔ معلوم ہوا کہ دوزخ کے عذاب میں بیٹہ رہتا اور قیامت میں بے یار و مددگار ہونا کفار یا منافقین کے لئے ہوگا۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان دونوں آفتوں سے بچائے گا ۸۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تمام کفار کو آخرت میں اپنے کفر پر شرمندگی اور ندامت ہوگی۔ دوسرے یہ کہ

وہ نہ امت فائدہ مند نہ ہوگی۔ کیونکہ توبہ و نہ است کی جگہ دیا ہے غم بے وقت ہو یا بیکار ہے اس سے بچل نہیں ۹۔ لہذا ہم کو عذاب نہ دے بجائے ہمارے ان سرداروں کو عذاب دے یہاں سرداروں سے مراد سردارانِ کفر ہیں جو دنیا میں لوگوں کو رذلت دیکر کفر کراتے تھے۔ اس میں اولیاء اللہ بزرگانِ دین کو داخل کرنا صحیح ہے دینی ہے ۱۰۔ یہ کہ ہم صرف گمراہوں کو یہ لوگ خود بھی گمراہ ہیں اور دوسروں کو گمراہ کرنے والے بھی ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کے کسی فعل کو نظر اعتراض سے دیکھنا انہیں ستا ہے جو مومن کی شان کے خلاف ہے ۱۲۔ بنی اسرائیل سب کے سامنے تھے نہایت تھے موسیٰ علیہ السلام علیہم السلام میں پروردہ سے حمل فرمایا کرتے تھے تو بنی اسرائیل بولے کہ موسیٰ علیہ السلام کو کوئی اندرونی بیماری ہے جس کے چھپانے کے لئے وہ ظاہر طور پر نہیں نہاتے۔ ایک بار موسیٰ علیہ السلام حمل فرماتے کھڑے ہوئے تو جس چتر کپڑے کے لئے وہ چتر قدرت خداوندی سے آپ کے کپڑے لے کر ہاگ آپ کپڑے لینے کے لئے اس کے پیچھے چلے جب بنی اسرائیل نے دیکھا کہ جسم مبارک پر کوئی داغ یا بیماری نہیں ہے اس آیت میں وہ واقعہ مراد ہے۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حبشہ حملِ تعالیٰ پر وہ میں کرنا چاہتے یہ سنت انبیاء میں دوسرے یہ کہ نبی کو جب لگنا کفار کی پرانی عادت ہے۔ تیسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول سے لوگوں کے اعتراض دور فرماتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی بے مین دکانے کے لئے چتر میں دوڑنے کی طاقت بخشی۔ چوتھے یہ کہ بوقت ضرورت دوسرے کو سزا دکھانا جائز ہے۔ دیکھو آج بھی طبیب مرض کی جگہ کو دیکھ سکتا ہے۔ دلی عورت کا ستر ضرورت پر دیکھ سکتی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کے ستر شریف کان لوگوں کو دکھانا ان کا ایمان بچانے کے لئے تھا۔ ۱۳۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے پیغمبر اللہ تعالیٰ کی راہگار میں بڑے دجاہت والے عزت والے ہوتے ہیں۔ جو انہیں رب کے سامنے ذلیل جانے وہ خود ذلیل ہے حبیبی علیہ السلام کے بارے میں رب فرماتا ہے وہ جہاد فائدہ دینا والاخرة بلکہ ان کے صدمے سے ان کے غلاموں کو بھی رب عزت بخلا ہے

(نیر صفحہ ۹۹۴) کہ اپنی عقابیت تم پر ظاہر کر دی۔ اب اگر تم نے ایمان قبول نہ کیا تو اپنی پاکت کے خود ذمہ دار ہو گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان بزرگوں نے ایسے خطرناک موقع پر بھی تیرے نہ کیا۔ جب حضرت حبیبی علیہ السلام کے صحابہ تیرے یہ پاک تھے تو حضور کے اہل بیت المبارک تیرے کیسے کر سکتے ہیں اس سے روافض کو جبریت حاصل کرنی چاہیے ۱۰۔ کیونکہ جب سے تم یہاں آئے ہو تب سے بارش نہ ہوئی خیال رہے کہ ان کے کفر و عداوت کو دھڑے بارش رک جتی تھی جس کو ان بد نصیبوں نے ان بزرگوں کی طرف منسوب کر دیا۔ خدا جب دین لیتا ہے تو محل بھی جین لیتا ہے۔ ۱۱۔ دین کی تبلیغ سے لہذا تم یہاں سے چلے جاؤ یا اپنی تبلیغ بند کرو ۱۲۔ اس طرح کہ ہم صرف گالی گونچ یا ایک دو چتر مارنے پر قناعت نہ کریں گے بلکہ تم کو چتر مار کر ہلاک کر دیں گے کٹاری کے علاوہ اور بھی طرح طرح کی آفت پھانسیں گے ۱۳۔ یعنی تسمار کفر و تافرنی بارش بند ہو جائے گا جب ہے ۱۴۔ اس طرح کہ ہمارا شریعہ ادا کرنے کی بجائے ہم کو ستاتے اور دکھ پہنچاتے ہو ۱۵۔ حبیب ابن مری تبار جو پہلے ہی ان بزرگوں پر ایمان لایکے تھے۔ اور کٹارہ ضرور یہاں سے بارہ میل کے قافلے پر تھا ایک عارض میں عداوت اہل میں مصروف تھے جب انہیں پتہ لگا کہ قوم نے ان بزرگوں کو گمراہ کیا ہے۔ تو وہ گوشِ عداوت پھر ڈر کھاتے ہوئے یہاں پہنچے۔ روح البیان نے فرمایا کہ حبیب ابن مری سکدر روی کی اولاد میں سے تھے۔ یہی وہ حبیب ہیں جن سے مدینہ منورہ آئندہ ہوا کہ ایک سفر میں اس سرزمین سے گزرے جو اس وقت مدینہ مطلقہ تھی تو آپ نے فرمایا کہ یہ جگہ قائم النبیین کے قیام کی ہے۔ ان کے ساتھ بارہ ہزار آدمی تھے جن میں سے چار ہزار عطا و حکم تھے جو سب میل آئندہ ہو گئے حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ حبیب بنی کی اولاد میں سے تھے اور ابویوب انصاری کا مکان وہی تھا جہاں حبیب نے خیر لگایا تھا۔

(نیر صفحہ ۸۸) لائق نہ رہا جیسے زہر کھائے بعد رب کا موت پیدا فرما دینا۔ لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۱۔ خیال رہے کہ قرآن کریم میں حدود ان خواہشوں کے فرمایا جاتا ہے جو دین کے خلاف ہوں حق خواہش تو اللہ کی رحمت ہے ۲۔ یعنی آپ کے دھڑا شریف آپ کی محبت پاک کی برکت سے مسلمانوں کے ایمان تقویٰ پر اہمیت میں زیادتی ہوتی ہے وہاں ایک ہے مگر منافقوں کے لئے نقصان وہ مومنوں کے لئے فائدہ مند سورج کا نور ایک ہے مگر چمکناؤ کو معرکہ دیکر مخلوق کو منہ پر خیال رہے کہ یہاں زیادتی سے مراد کیفیت کی زیادتی ہے۔ نہ کہ مقدار کی۔ کیونکہ ایمان میں زیادتی مقداری ناممکن ہے اس کی بحث ہماری کتاب اعتراض بخاری حاشیہ بخاری میں ملاحظہ کرو ۸۔ یعنی جو منافق و کفار آپ کے دھڑا سے اہمیت نہ لے سکے اب وہ کس ہادی کے شکر ہیں آپ کے بعد کوئی نبی تو آنے والا نہیں۔ قیامت ہی آنے والی ہے جو سب کو اہمیت دے دے گی سارے کافروں کو مومن بنادے گی مگر اس وقت کا ایمان منہ نہیں ۹۔ حضور کی تحریف آوردی قیامت کی علامت کبریٰ ہے آخری نبی آچکے اب قیامت ہی ہے نیز چاند پخت جانا اور حضور کے دیگر معجزات علامات قیامت ہیں ۱۰۔ قیامت آنے پر سب لوگ کچھ جائیں گے مگر یہ سمجھنا بیکار ہو گا ۱۱۔ اے محبوب اس علم و حقین پر قائم رہو یا حق الباقین سے جان لو۔ ورنہ حضور تو توحید پہلے ہی سے جانتے سمجھتے تھے یا عام بندوں کو سنا حضور ہے۔ لہذا آیت پر یہ اعتراض نہیں کہ حاصل شدہ چیز کو حاصل کرنا غیر ممکن ہے۔ ۱۲۔ ہم لوگوں نے سن کر توحید مانی اور حضور نے دیکھ کر ہم کو توحید کا علم الباقین ہے اور حضور کو حق الباقین حضور نے سراج میں رب کو چشمہ سر دیکھا جیسے ابراہیم علیہ السلام نے مرزہ زندہ ہونے کا واقعہ چشمہ سر ملاحظہ فرمایا لہذا ہمارے اور حضور کے ایمان میں فرق عقیم ہے ۱۳۔ یہاں اس گناہ کو حضور کے دامن شفاعت کی طرف نسبت دی گئی جو حضور کے خاص عدم سے مرزہ ہو جاوے لہذا یہ آیت حضور کی شفاعت کبریٰ کی دلیل ہے یا آیت کا مطلب کچھ اور ہے یعنی جس چیز کو آپ نے گناہ بنادیا اور وہ آپ کی امت سے مرزہ ہو جاوے تو اس کی معافی کی سفارش کرو۔ یہ ایسا ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ زنا اسلام کا گناہ ہے یا دیکھ سکتا ہے کہ یہ میرا عقیدہ ہے ورنہ پیغمبر گناہ کا ارادہ بھی نہیں فرماتے حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا تھا وما یدعون احادکم الی ما انہکم رب نے شیطان سے فرمایا تھا ان بادی یس دن علیہم سلطان۔ میرے خاص بندوں پر تجھے تسلط نہ ہو گا تو ان سے گناہ مرزہ نہ کرا سکے گا نیز انبیاء کے نفس مارہ نہیں ہوتے جب وہ شیطان اور نفس مارہ سے محفوظ ہیں تو ان سے گناہ کون کرائے ۱۴۔ اس میں امت مرحومہ کی عزت افزائی ہے کہ ان کی شفاعت فرماتے کا رب تعالیٰ اپنے محبوب کو حکم دے رہا ہے معلوم ہوا کہ جب رب کسی کو کچھ دینا چاہتا ہے تو حضور سے کھوا کر دیتا ہے امت کو بخشنا تو خود ہے مگر محبوب سے فرماتا ہے کہ تم شفاعت کرو تاکہ ہم بخشیں مگر مومن مسلمان حضور سے مستثنیٰ نہیں دیتا وہ دلاتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم ۱۵۔ اے لوگو یا اے مسلمانوں یا اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم۔ تیری صورت میں تم جمع فرماتا عظمت کے لئے ہے اور مقصد یہ ہے کہ اے محبوب تم ہر وقت ہماری نظر کرم میں ہو تم چلے پھرتے ہو یا آرام کرتے

ہو، ہم تمہیں دیکھتے ہیں اس کی تفسیر وہ آیت ہے اللہ باری تعالیٰ تم ہماری نظروں میں ہو ۱۲۔ حکم جہاد آنے سے پہلے بعض مسلمان شوق جہاد میں کہتے تھے کہ جہاد کا حکم کیوں نہیں آتا۔ تاکہ ہم اپنی قوت ایمانی کے جوہر دکھائیں۔ تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ معلوم ہوا کہ حکم جہاد کی آیات حکم میں نہ منسوخ ہو گئیں نہ ہو سکتی ہیں جو جہاد کو منسوخ بنانے وہ مرتد و جال ہے جیسے مرزا قادیانی، اگر آج پاکستان مرزا کی تعلیم پر عمل کر کے تیار جہاد چھوڑ دے تو معاذ اللہ فنا ہو جائے۔ بچے بیوں کی تعلیم زندگی بخش ہے، مگر مرزا کی تعلیم موت آور ہے۔ اے نفاق کی بیماری، اس سے معلوم ہوا کہ جہاد کی تمنا مومنوں کا کام ہے، اور جہاد سے گھبرانا منافقوں کی عادت کہ آرزو کرنے والوں کو امنوا فرمایا اور ان لوگوں کو پیار

(بقیہ صفحہ ۸۱۸) ہے ۶۔ (شان نزول) جب کجی آیت اتری تو پانچ صفرو لوگوں نے عرض کیا کہ حضور ہمارا کیا حکم ہے ہم جہاد میں کر سکتے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی ۷۔ یہاں بیماری سے وہ بیماری مراد ہے جس کے سبب مریض نہ کافر پر حملہ کر سکے نہ اپنے بچاؤ کے لئے بھاگ سکے، جیسا کہ ظاہر ہے ۸۔ یعنی ان وہ جانے والوں کو بھی چاہیے کہ ان کا یہ رہنما بھی اللہ و رسول کی اطاعت کے لئے ہو مگر وہ کبھی حتی المقدور غازیوں کے ہل بچوں کی خدمت کریں ۹۔ یعنی جو اللہ و رسول کی اطاعت سے مدد مانگے گا یا جو کفر و نفاق پر رہے گا ۱۰۔ چرکہ حدیث میں بیعت کرنے والوں کو رضائے کا حق تھا، اس لئے اسے بیعت الرضوان کہتے ہیں، اس بیعت کی وجہ یہ ہوئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان غنی کو کہہ دیا کہ تمہارا کفار قبیل سے فرما دیں کہ ہم لوگ جنگ کرنے میں آئے ہو کہ تمہارے لئے اور فقراء مسلمین کو جو کہ معظہ میں پیسے ہوئے ہیں خوشخبری دے دیں کہ قریب کہ معظہ پہنچا ہوا ہے، حضرت عثمان کا انتخاب اس لئے ہوا کہ کفار کہہ پر آپ کے بڑے اصحاب تھے، وہ آپ پر حملہ نہ کرے، چنانچہ عثمان غنی وہاں تشریف لے گئے، کفار کہنے لگے کہ حضور سال آئندہ کے لئے آئیں، اس سال میں ہمارے آپ کے لئے کعبہ موجود ہے مگر کس عثمان غنی نے فرمایا کہ میں اس کعبہ شریف کا طواف جب ہی کر سکا ہوں جب کعبہ دل کے مہرہ آؤں، فرشتہ عہدہ کیا اور مہر مسلمانوں میں غریب بھیل گئی کہ عثمان غنی شہید کر دیئے گئے، عام جوش پھیل اٹھا، اس جوش کو ملاحظہ فرما کر حضور نے سب حضرات سے جہاد پر بیعت لی کہ اگر جنگ ہو جائے تو دیکھنا چہ پیریں، یہ بیعت ایک ٹکڑے (پول) کے درخت کے نیچے لی گئی۔ حضور نے اپنا ہاتھ اٹھا کر فرمایا کہ یا اللہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور دایاں ہاتھ اٹھا کر فرمایا کہ یہ محمد رسول اللہ کا ہاتھ ہے۔ ۱۱۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بیعت الرضوان والے مبارک ہی مجلس مومن ہیں کہ انہیں رب نے بلا تخصیص مومن فرمایا، دوسرے یہ کہ ان سب سے اللہ راضی ہو چکا تیسرے یہ کہ اس خصوصی رضا کا سبب یہ بیعت ہے کہ ارشاد ہوا ۱۲۔ یعنی بیعت جہاد معلوم ہوا کہ بیعت ایمان کے سوا اقل وغیرہ بھی ہونی چاہیے۔ ۱۳۔ اس طرح کہ نہ انہیں کفار کہ کا خوف رہا نہ غریبی غارت کا اندیشہ جب رب نے ہاتھ پکڑ لئے پھر دیکھ کیسے کر سکتے ہیں، نہ انہیں آئندہ فتنہ و فساد کا اندیشہ، وہ ہمیشہ کے لئے حق مومن ہو چکے، قرآن کو وہ ہے ۱۴۔ فتح ثبیر جو صلح حدیبیہ کے چھ ماہ بعد ہوئی ۱۵۔ بغیر تکلیف و مشقت کے جیسا کہ خیبر میں ہوا، رب نے اپنا وعدہ پورا فرمایا۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ جیسے دنیاوی انعام یعنی خیر کی نعمتیں تمام حدیبیہ والوں کو دی گئیں، ایسے ہی آخرت کی بشارت بھی ان سب کے لئے ہیں کیونکہ ان سے یہ دونوں وعدے کئے گئے تھے، ایک تو یہاں دے دیا، یہ انعام دوسرے کی علامت ہے،

(بقیہ صفحہ ۸۲۳) عرض کیا، حضور نے حضرت خالد ابن ولید کو بھیجا تو انہوں نے ان تمام قبیلہ والوں کو آوازیں دیتے نمازیں پڑھتے پایا، اور فوراً صدقات حاضر کر دیئے، اس پر یہ آیت اتری، ۱۶۔ خیال رہے کہ رب تعالیٰ نے یہاں ولید کو فاسق نہ فرمایا کوئی صحابی فاسق نہیں، نیز یہ گمانی اور غلو و خوف گناہ نہیں، چہ جائیکہ فتنہ ہو بلکہ اسلامی قانون بتایا، ۱۷۔ معلوم ہوا کہ ایک حق کی خبر بغیر تحقیق بھی قبول کر لینی جائز ہے، فقہاء اربعہ احد متبر ہے ۱۸۔ اگر صرف ولید کے کہنے پر مسلمان اس قبیلہ پر حملہ کر دیتے تو فتنہ شرمندہ ہوتے اس سے معلوم ہوا کہ حاکم ایک طرف بیان پر فیصلہ نہ کرے، یہ بھی معلوم ہوا کہ نصیحت کرنے والے اور چغل خور کی بات ہرگز قبول نہ کی جائے اور کسی کام میں جلدی نہ کی جائے ورنہ بچتا نہ رہے گا ۱۹۔ اگر تم ان کے حضور بھوت بولو گے تو تمہارا بھوت چھپ نہ سکے گا، یہ دل کی گمراہیوں کی خبر رکھتے ہیں، اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کی بارگاہ میں بھوت بولنا سخت گناہ ہے دوسرے یہ کہ نصیحت لکھتے پڑھتے والوں عرض و معروض کرنے والوں کو چاہیے کہ اپنا سچا درد دکھ عرض کریں وہاں مبالغہ نہ کریں ۲۰۔ یعنی ہمارے محبوب تمہاری ہر رائے میں مانتے، تاکہ تم نصیحت میں نہ پڑ جاؤ جیسے رب تعالیٰ ہماری ہر دعا قبول نہیں فرماتا یا حلق حکیم بیماری ہر رائے میں مانتا ورنہ بیمار نصیحت میں پڑ جاوے ۲۱۔ اس کی برکت سے تم ان محبوب کی حکم بدولی میں کر سکتے، اور تم نے ولید کی خبر پر اس قوم پر حملہ نہیں کر دیا معلوم ہوا کہ ایمان بپا رہا معلوم ہوا، اللہ کی بڑی رحمت ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ کمال ایمان اپنی کوشش سے نصیب نہیں ہوتا فضل ربانی ہے ۲۲۔ جس کے باعث تم نافرمانی سے خضر ہو، معلوم ہوا کہ گناہ نہ کرنا، بڑا کمال نہیں، بلکہ گناہ سے دل میں نفرت پیدا ہو جانا بڑا کمال ہے، یہ صحابہ کرام کو اور ان کے محدثوں سے بعض محبوب بندوں کو نصیب ہوتا ہے ۲۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام صحابہ کرام کفر و فتنہ سے دلی بیزار ہیں، ان کے دلوں میں ایمان تقویٰ رشد و ہدایت ایسی رہی گئی ہے جیسے گلاب کے پھول میں رنگ و بو ۲۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ ٹکڑے نہیں، جنگ و جدال گناہ ہے، مگر دونوں فرق کو مومن فرمایا گیا، اس لئے حضور نے امام حسن کی یہ بزرگی بیان فرمائی کہ وہ مسلمانوں کے دو گروہ میں، صلح کا باعث ہوں گے، حضرت علی و صحابہ رضی اللہ عنہما کی جنگ اس قسم کی تھی کہ امیر صحابہ نے امام برحق حضرت علی کی غلطی سے مخالفت کی ۲۵۔ (شان نزول) ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر تشریف لے جا رہے تھے، انصار کی ایک جماعت پر گزر ہوا، وہاں ابن ابی منافق بھی بیضا تھا، چمچے پیشاب کیا تو اس منافق نے ناک بند کر لی، عبداللہ ابن رواحہ نے کہا کہ حضور کے پیچھے کا پیشتاب تیرے منک سے بہرے، اس پر ابن ابی کی قوم ناراض ہوئی، اور دونوں جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان میں صلح کرا دی۔ اس موقع پر یہ آیت کریمہ اتری، اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں میں صلح کرنا حضور کی سنت اور اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے ۲۶۔ حکم کرے اور صلح پر آمادہ نہ ہو تو اے مسلمانوں تم آیت کریمہ اتری، اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ باقی یعنی بادشاہ اسلام کی غلطی سے مخالفت یا جنگ کرنے والا کافر فاسق نہیں، مومن ہے، دوسرے یہ کہ سلطان اسلام باغیوں سے جنگ کرے، تیسرے یہ کہ جنگ جہاد نہ ہو گی، نہ ان باغیوں کا بل فیصلہ ہونے ان کے قیدی کو غریبی غارت بنائے جاویں۔ بلکہ ان کا زور تو زکر

(بقیہ صفحہ ۸۴۲) گلیہ کہا جاتا ہے کہ وہ ایسی ہوتے ہیں ۱۲ معلوم ہوا کہ گائے لاکوٹ کھانا سنت ابراہیم ہے اور مسمان کی تواضع کرنا سنت ہے اگرچہ اس سے واقفیت نہ ہو ۱۳ یہ ممکن ہے کہ پیغمبر فرشتہ کو نہ پہچانیں مگر جب جبکہ وحی لے کر نہ آئے ہوں ورنہ وقت ادا وہی معرفت ضروری ہے ورنہ وحی غلطی ہو جائے گی ۱۴ کیونکہ اس زمانہ میں جو کسی سے لڑنے آتا تھا وہ اس کے گھر کھانا نہ کھاتا تھا ۱۵ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو علوم غیبی عطا فرماتا ہے۔

(فقید صفحہ ۸۳۹) اللہ کے درجہ میں ہیں کہ آپ کا ہر کام ہر کام رب کی طرف سے ہے وہ اپنی خواہش رب کے ارادے میں فائز کر چکے، جب بندہ اس درجہ پہنچ جاتا ہے تو اس سے خدا کی کام مرزدہ ہوتے ہیں، خدا کی طاقت سے وہ کام کرتا ہے۔ جیسے کوئلہ آگ میں فائز ہو کر آگ کا کام کرتا ہے۔ وہ حضور نے حضرت زینب سے نکاح کیا، رب نے فرمایا کہ ہم نے نکاح کر لیا حضور نے نکل کر چھپکے، رب نے فرمایا ہم نے چھپکے، حضور کے ہاتھ پر لوگوں نے بیعت کی، رب نے فرمایا کہ ہم سے بیعت کی، معلوم ہوا کہ حضور کے سارے کام اور کام رب کی طرف سے ہیں کیونکہ حضور نے یہ نکاح کیا، یہ بیعت آیات اترنے سے پہلے کئے تھے اس لئے حضور پر اعتراض رب پر اعتراض ہے، خیال رہے کہ قرآن و حدیث سب وحی الہی ہے جیسا کہ اس آیت سے معلوم ہوا، البتہ قرآن ظاہری وحی ہے اور حدیث غفل حضور کے وہ کام یا کام شریف جس کے خلاف آیات قرآنیہ آئیں، جنہیں لغزش کہا جاتا ہے۔ وہ بھی درحقیقت رب تعالیٰ ہی کی طرف سے ہیں، اس لغزش اور اس کے خلاف آیت آنے میں صدا بائیں ہیں، دیکھو آدم علیہ السلام کا اندم کھالینا لغزش تھی، مگر یہ بھی رب کی طرف سے تھی اس لغزش پر دنیا کا طور ہوا، اس کی تحقیق ہماری کتاب سلطنت مصطفیٰ میں دیکھو۔ اللہ اس سے مراد اللہ تعالیٰ ہے، رب فرمایا ہے۔ اَلَّذِیْنَ عَلِمْتَ اَنْزَلْنَا اور فرمایا ہے۔ اِنَّ لَیْسَ لَیْسَ الْعَالَمِیْنَ حکیم حمید۔ وہ آیات اس آیت کی تفسیر ہیں، لہذا حضرت جبرئیل حضور کے استاد تھے اس لئے یہ وہ حضور کا ادب کرتے تھے ۱۲۔ یہ دونوں حضرات رب تعالیٰ کی ہیں، یعنی قرآن کا نزول بھی رب کی طرف سے ہوا، اور اللہ تعالیٰ نے ہی اپنے حبیب کو سب کچھ سکھایا، حسن بصری کا یہی قول ہے، (خزانة الروح) ۱۳۔ ان آیات میں حضور کی معراج جسمانی کا ذکر ہے، یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آسمانوں کے بلند کناروں سے گزرتے ہوئے عرش بریں پر جلوہ گر ہوئے کہ حضرت جبرئیل تو سدرہ پر رک گئے مگر حضور آگے بڑھ گئے یہی قول حسن کا ہے، یہ تفسیر کبیر و روح البیان و خزانة القرآن میں ہے ۱۴۔ یعنی حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نور الہی سے قریب ہوئے یا نور کبریا حضور سے

قرب ہوا ۱۵۰۔ وہ جلوہ نور الہی اپنے حبیب کی طرف یا حضرت جبریل حضور کی طرف پہلے معنی قوی ہیں ۱۶۔ اس میں محبوب اور نور رب العالمین میں انتہائی قرب بتاتا مقصود ہے اہل عرب انتہائی نزدیکی بیان کرتے ہیں تو یہی کیا کرتے ہیں کہ دو کمالوں یا دو باتوں تک پہنچ گیا 'صوفیاء فرماتے ہیں کہ جب کسی کو آغوش محبت میں لینا ہوتا ہے تو دونوں باتوں کی کمانیں مل کر دائرہ بناتے ہیں اور اس میں محبوب کو لے کر گنگے لگاتے ہیں یعنی رحمت الہی نے اپنے محبوب کو اپنی آغوش میں لے کر لیا گنگے لگایا جیسے پیار پیار سے سے گلے ملتا ہے یا جیسے دائرہ مرکز کو اپنے میں لے لیتا ہے، خیال رہے کہ دو کمالوں کے ملنے سے دائرہ بن جاتا ہے۔ اس وقت نگار یہ تھا کہ چار طرف رحمت خدا غور خدا میں حضور محمد مصطفیٰ تھے ۱۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرکز آجوں میں تمام خیریں اللہ تعالیٰ کی طرف راجع تھیں نہ کہ حضرت جبریل کی طرف۔ نہ کہ حضور اللہ کے بندے ہیں نہ کہ حضرت جبریل کے، نیز وحی فرمانے والا اللہ تعالیٰ ہے نہ کہ حضرت جبریل ۱۸۔ یعنی سراج کی رات اس قرب خاص میں بلا واسطہ جبریل۔ اب نے اپنے حبیب سے وہ خاص باتیں کہیں جو کسی دہم دگمان میں بھی نہیں 'صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس قرب خاص میں اپنے محبوب کو سارے علوم نبیہ بخشے 'اس کی تائید حدیث شریف سے ہوئی ہے ۱۹۔ یعنی حضور کی آنکھ نے رب کا جمال دیکھا اور دل نے تقدیر کردی کہ واقعی صحیح دیکھا کوئی غلطی نہ ہوئی اگر حضور نے فطرت سے خدا کو دیکھا ہوتا تو اس کا صدق نہ ہوتا، دیکھنے والا اور ہونا ہے تقدیر کرنے والا اور سرا 'نیز موسیٰ علیہ السلام کی طرح حضور پر اس وقت طغی نہ آئی بلکہ آنکھوں سے ٹھنکی ہاتھ کر دیا یا رکھا 'دل ہوش و ہوا اس قائم رکھتے ہوئے کلام الہی سمجھتا رہا آنکھ کی تقدیر کرتا رہا 'حضرت عائشہ صدیقہ دیدار الہی کا انکار فرماتی ہیں کیونکہ انہیں وہ احادیث نہ پہنچیں 'اس لئے انہوں نے دیدار نہ ہونے پر کوئی حدیث پیش نہ کی بلکہ آیت لاندک لابصار سے دلیل پکڑی حالانکہ اس آیت لاندک کے معنی یہ ہیں کہ آنکھیں دنیا میں رب کا اور اک نہیں کر سکتیں وہ دوسرا عالم تھا جہاں حضور نے دیکھا پھر حضور نے نگاہ کیا اور اک نہ کیا اور اک گھیرنے سے ہوتا ہے۔ ۲۰۔ یعنی اسے مشرک تو جسائی سراج اور دیدار الہی کا انکار کیوں کرتے ہو 'رب دے 'محبوب لے تم ملنے والے کون

(بقرہ صفحہ ۸۶۳) والوں کے دل میں ہم نے نری اور آپس کی محبت و رحمت رکھی 'پھر انہوں نے اسی نرم دلی اور خوف خدا کے باعث ناک اللہ دیا ہو جانا۔ یہاں کے بیش و آرام چھوڑ دینا اپنی طرف سے ایجاب کر لیا۔ جس کا انہیں حکم نہیں دیا گیا مگر سب کچھ انہوں نے طلب رضاء الہی کے لئے کیا۔ لیکن بعض تو اس ترک دینا ترک لذات وغیرہ بدعات نہ کر بھانکے اور اس پر قائم رہے مگر اکثر نہ بھانکے اور فاسق بن گئے مثلاً اکثر اہل ترک کلام کر کے بدترین گناہوں کا انکار کرتے گئے۔ ترک دنیا کو تحصیل دنیا کا ذریعہ بنا لیا۔ انجیل شریف سے بجائے دین حاصل کرنے کے دنیا حاصل کرنے لگے وغیرہ۔ فریضہ تھوڑے تو اپنے مقصد پر قائم رہے اور بہت سے بدکار و فاسق بن گئے ۲۱۔ اے یہود و نصاریٰ جو اپنے رسولوں پر ایمان لائے ایمان ایمان لٹوئی معنی میں ہے 'نہ کہ شرعی اصطلاحی معنی میں ۲۲۔ حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ ان کے بغیر مانے تمام رسولوں کا ماننا ہے کار ہے 'ایمان کا دار یہ ہی ہے ۲۳۔ معلوم ہوا کہ جو اہل کتب ہمارے حضور پر ایمان لے آئے اسے دگنا ثواب ملتا ہے نہ ایک اپنے رسول پر ایمان لانے کا دوسرا حضور پر ایمان لانے کا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ۲۴۔ یعنی پل مراہ پر خیریں نور دے گا جس سے تم آسمان سے وہ مشکل راستہ طے کرو گے ۲۵۔ معلوم ہوا کہ ایمان کی برکت سے کفر کے زمانہ کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ نیکیاں پاتی رہتی ہیں ۲۶۔ یعنی اگر تم حضور پر ایمان نہ لائے۔ تو خیریں کچھ اجر نہ ملے گا 'اس میں اہل کتب کے اس دہم کا وہ ہے کہ اگر ہم حضور پر ایمان لائیں تو ہمیں دگنا اجر اور اگر نہ لائیں تو ایک اجر ملے گا ۲۷۔ یعنی وہاں تمہارے حساب کتاب کام نہ دیں گے اس کا فضل اور جہ سے مسلمان ہونے پر دگنا اجر دے گا نہ ہونے پر کچھ نہ دے گا ۲۸۔ اس آیت میں بنی اسرائیل کے اس خیال کی بھی تردید ہے۔ کہ نبوت بنی اسرائیل سے خاص ہے۔ چونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بنی اسرائیل سے ہیں۔ لہذا وہ نبی نہیں ہو سکتے۔ فرمایا گیا کہ نبوت اللہ کا فضل ہے جسے چاہے بخشے۔

(بقرہ صفحہ ۸۷۹) ۲۹۔ خیال رہے کہ حضور نے عورتوں سے بیعت صرف زبان و کلام سے لی نہ ان کا ہاتھ چھوا۔ نہ کپڑا 'اس لئے یہاں ہاتھ شریف کا ذکر نہ ہوا اور مردوں کی بیعت کے حلق فرمایا گیا بدلتہ ذوق دیدہم کیونکہ وہاں مصافحہ ہوتا تھا۔ یعنی اسلام پر قائم رہیں گی کبھی کفر نہ کریں گی 'ورنہ وہ عورتیں فی الحال مومنہ نہیں ہوگیا یہ استقامت اسلام پر بیعت سے ۸۔ جیسے زمانہ جاہلیت میں لڑکیوں کو قتل یا زندہ دفن کر دیتی تھیں 'یا بچہ میں جان چڑ جانے کے بعد حمل ساقط نہ کریں گی ۹۔ اہل عرب اس بیوی سے بہت نفرت کرتے تھے جس کے اولاد نہ ہو 'یا صرف لڑکیاں ہوں 'تو عورتیں اپنے خاندانوں کے خوف سے پر لیا بچہ لے کر کہہ دیتی تھیں کہ جب تو سفر میں تھا تو میرے یہ بچہ پیدا ہوا یا اگر اس کے لڑکی ہوئی تو دوسری عورت کا لڑکا خود لے لیں اور اپنی لڑکی اسے دے دیتیں اور کتیں لڑکائیں لے جاتا ہے 'یہاں اس سے ممانعت ہے ۱۰۔ اس طرح کہ پر لیا بچہ لے کر اپنا خاندان خود کو دھوکا دینے کے لئے ۱۱۔ یعنی آپ کا ہر حکم مانیں گیں مشورہ میں انہیں اختیار ہو گا کہ کفر کریں یا نہ کریں مگر وہ سے مراد حضور کا ہر حکم ہے کیونکہ حضور بری بات کا بھی حکم نہیں دیتے ۱۲۔ اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مرشد کسی کو مرید کرتے وقت عمومی قہ کے ساتھ خاص ان گناہوں سے بھی قہ کر اسے جن میں مرید گرفتار ہے 'مثلاً بے نماز یا سود خوار سے سود خواری 'ترک نماز سے خصوصاً 'قہ کر اسے 'اور ہتکدہ کے لئے اس پر قائم رہنے کا حکم دے 'دوسرے یہ کہ بیعت لے چیتے پر اپنے مرید کے لئے دعا مغفرت کرے کہ خدا یا اس کے گزشتہ گناہ بخش دے تیسرے یہ کہ خود قہ کرنے کا اور حکم ہے اور کسی اللہ کے بندے کے ہاتھ پر قہ کرنے کا دوسرا حکم ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کا مشایخ کے ہاتھ پر بیعت ہونا سنت ہے کیونکہ یہ مومن عورتیں حضور کے ہاتھ پر اس کی بیعت کرتی تھیں کہ ہم آئندہ گناہوں سے بچیں گی یہی مشایخ کی بیعت کا مشافہ ہے 'بیعت چار قسم کی ہے 'بیعت اسلام 'بیعت خلافت 'بیعت تقویٰ 'بیعت قہ 'آج کل کی بیعت قہ یا تقویٰ کی بیعت ہے اس بیعت کا مشافہ یہ آیت اور اس میں دوسری آیات ہیں ۱۴۔ اس قوم سے مراد سارے کفار ہیں۔ یا یہود جن پر بار ہا دنیا میں اللہ کا غضب آیا۔ انہیں میں سے بعض لوگ سور اور بندہ بنائے گئے ۱۵۔ یعنی یہود ثواب آخرت سے مایوس ہیں 'اس لئے کہ انہیں حضور کی حقانیت تو بہت شریف سے معلوم ہے پھر آپ کا انکار کرتے ہیں تو وہ اپنے عقیدے سے خود کافر اور آخرت کے ثواب سے محروم ہیں۔ اس غامضی سے چند چلے کہ وہ یہود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی برحق جانتے تھے اور اپنے کو اسلام نہ لانے کی وجہ سے رب کی رحمتوں سے محروم سمجھتے تھے مگر خدا پر تھے۔ ۱۶۔ یعنی جیسے کافر مردوں کے انٹے سے مایوس ہیں یا جیسے کافر مردوں کے انٹے سے مایوس ہیں یا جیسے کفار مردوں کی بددیا ان کے سننے

سے بائیں ہیں اس سے معلوم ہوا کہ قبر والوں سے بائیں ہو چکا کہ وہ لب کعبہ نہیں کر سکتے کافروں کا عقیدہ ہے۔ مومن کا عقیدہ یہ ہے کہ قبر والے صالحین بندوں کی مدد کرتے ہیں۔ مومن علیہ السلام نے پچاس نمازوں کی پانچ گراویں اب بھی حضور کے نام کی برکت سے ہم مسلمان ہوتے ہیں

(بقیہ صفحہ ۹۷۲) لے مقرر فرمادیا (تفسیر عزیزی) ۵۰ کہ نہ ان پر کدو کا سبز آنا نہ جانور خدمت کرتے یہ سب کچھ رب کی رحمت سے ہے ۶۱۔ اس سے مراد علاج میں ترقی دینا ہے اور نہ نماز و ہر وقت صلح ہوتے ہیں پانچ علیہ السلام چھلی کے بیٹ میں بھی بی بی تھے۔ آپ کی نبوت مسخوع نہ ہو گئی تھی۔ علاوہ فرماتے ہیں۔ کہ چھلی کے بیٹ میں جانا آپ کی سرخ تھی۔ اور اس چھلی کا بیٹ مرثی اعظم سے افضل تھا۔ سو اٹھ فرماتے ہیں نماز پانچ ہزار رکعت واجب۔ رحمت حق راضی باشد حبیب بن خریفہ نے آج تک نہ دیکھا کیا ایسا ہے تو وہ آدمی یا جانور فوراً ہلاک ہو جاتا تھا کہ بت لائی دے کر انہیں لائے یہ حسب عادت تین دن بھوکے رہے پھر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے جب کہ آپ صلاوات قرآن فرما رہے تھے انہوں نے بار بار یہی کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو ان کی نظیر سے محفوظ رکھا اس پر آیت آئی 'معلوم ہوا کہ بدعتی سے حضور کا چہرہ الود و یکتا کفر ہے' اختلاف سے روئے انور کی زیارت، صحابی حادثی ہے 'یہاں حال قرآن شریف کا ہے' بدعتی سے اس کا پورا کفر ہے تنگ تھی سے صلاوات ۸۔ اس دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نظیر حق ہے 'دوسرے یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رب کے ایسے محبوب ہیں کہ رب انہیں نظر بد سے بچاتا ہے کیونکہ کفار نے ان لوگوں سے نظیر لگانے کو کہا تھا جن کی بری نظروں کو ہلاک کر دیتی تھی 'اللہ نے اپنے حبیب کو ان کے شر سے محفوظ رکھا یہ آیت نظیر سے بچنے کے لئے اکسیر ہے۔ ۹۔ یعنی کفار آپ جیسے کامل محل کو اپنی بے عقلی سے دوانہ کہتے ہیں خیال رہے کہ سارے عالم کو محل کا ایک حصہ تقسیم ہو کر ملا۔ حضور کو جو محل ملا ہوئی ۱۰۔ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس سے معلوم ہوا کہ حضور ذکر اللہ ہیں رب فرماتا ہے۔ 'اللہ انکم دکارسلنا اور فرماتا ہے' 'اللہ انکم فطنت اللہ علیہ معلوم ہوا کہ حضور سے بے چین دل چین پاتے ہیں 'یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور بیش ہر شخص کے لئے ذکر اللہ ہیں لا قیامت کا ایک نام حلقہ بھی ہے یعنی اس کا آثار حق و یحییٰ ہے و سادہ رک سے بتایا گیا کہ قیامت کی روشت و ہولانی انسانی انداز سے دیکھنے میں نہیں آسکتی اے محبوب آپ کو بدینہ وحی بتائی گئی یہاں بدیہت کی نفی ہے نہ کہ علم کی ۱۱۔ قارہ بھی قیامت کا نام ہے کیونکہ اس دن لوگوں کو سخت مذبذہ ہو گا یعنی قوم علود قوم ثمود قیامت کے منکر ہونے کی وجہ سے ہلاک ہو گئی ہو گا کہ بھی اپنا انجام سوچ لیں ۱۲۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے جھڑک دی۔ ان کی آواز کی یہ تاب نہ لاکر ہلاک ہو گئے جیسے بعض لوگ توپ کی آواز یا دلوں کی گرج سے مر جاتے ہیں خیال رہے کہ حضرت جبریل کی آواز سے دہان کی زمین لرز گئی اور لوگ مر گئے لہذا یہ آیت اس آیت کے خلاف نہیں ناخذ تمہم البقیۃ ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب نے قوی قوموں کو معمولی چیزوں سے ہلاک فرمایا تاکہ اس کی قدرت معلوم ہو 'الہاتل سے لعل ہلاک کئے پھر سے نمود کو ہلاک کیا' قوم عاد کی ہلاکت کا واقعہ تفصیل وار پہلے ذکر ہو چکا ۱۵۔ ۱۶۔ شعل چار شنبہ سے چار شنبہ تک ۱۷۔ یعنی موت نے انہیں ایسا اٹھایا جیسے کھڑو کو قوی بچھاڑ دے ۱۸۔ یعنی قوم عاد بہت روز تھ تھوند تھی جب وہ ہلاک ہوئی تو ایسی معلوم ہوئی تھی جیسے کجوروں کے کئے ہوئے ڈنڈ پھرتے ہوئے ان کی لاشیں سمندر میں پھینک دیں

(بقیہ صفحہ ۹۷۲) ۳۔ یعنی اگر تم کافر مر گئے تو قیامت کے عذاب سے بچنے کی کوئی صورت نہیں ہے یعنی اگر اس دن بچے ہوئے تو دہشت سے بڑھتے ہو جاتے ۵۔ معلوم ہوا کہ قرآن عاقلوں کے لئے صحبت یا اگلی چھلی یا حق یاد دلانے والا ہے 'عاقلوں کے لئے نور' مگر انہوں کے لئے بدایت مومنوں کے لئے رحمت اور بناروں کے لئے عذاب ہے 'یہ تمام اوصاف آیات میں مذکور ہیں اور یہی حق قرآن نے حضور کے بیان کئے 'جن پر آیات شاہد ہیں' مومن تب ہی کامیاب ہو گا جب کہ نور قرآن و نور نبوت سے مستفیض ہو 'جیسے کہ نور نور نور چراغ دونوں سے بدایت ملتی ہے۔ ۶۔ شریعت طریقت حقیقت سرفت' سب رب کے راستے ہیں ۷۔ یعنی بھی آدمی رات، کبھی شبانی کبھی اس سے کم و بیش ۸۔ یعنی اے محبوب تمہارے ساتھی مومن دو گروہ ہیں۔ ایک گروہ تو آپ کی طرح آدمی یا تنہا یا دو تنہا رات مہلات کرتا ہے اور دوسری جماعت ساری رات مہلات میں گزارتی ہے کیونکہ اس وقت سب پر تہہ فرض تھی مگر نصین وقت میں اختیار تھا اس آیت کا یہ مطلب نہیں کہ مومنوں کی ایک جماعت تو آپ کے ساتھ تہہ لوار کرتی ہے اور دوسری جماعت غافل رہتی ہے 'صحابہ میں غافل کوئی نہیں' لہذا آیت واضح ہے ۹۔ اور جانتا ہے کہ کون دن رات کے کتنے حصے میں مہلات کرتا ہے سب کو جزا دے گا اصل ڈیوٹی کی بھی اور قائم کی بھی۔ ۱۰۔ کیونکہ اس وقت گزریاں وغیرہ نہ تھیں اس لئے بعض مسلمان تمام رات نماز پڑھنے کے نصف یا تنہا رات سے کم نہ ہو جائے مسلمانوں کے پاؤں پر درم آگئے تب یہ آیات نازل ہوئیں جو کھلی آیات کی مانع ہیں ۱۱۔ یعنی رات کا سہا قیام معاف فرمادیا اب نماز میں منقطع قراۃ فرض ہے 'ایک بیوی آیت یا تمہیں چھوٹی آیات ۱۲۔ یعنی نماز تہہ آئندہ بناروں مسافروں نمازیوں پر بھاری پڑے گی' اس لئے رب نے تہہ کی فرضیت مسخوع فرمادی یہ مطلب نہیں کہ آج تم میں نہ کوئی تہہ ہو تا ہے نہ مسافر وہ حضرات جو حال تہہ لوار کرتے تھے انہیں کوئی چیز نماز سے روکتی نہ تھی ۱۳۔ یعنی رب تعالیٰ نے حکم تہہ اسی لئے مسخوع فرمادیا کہ وہ جانتا ہے کہ آئندہ بعض مسلمان تہہ ہوں گے بعض ناہو مسافر پھر نماز پنج گانہ سے تہہ کا اصل وجوب بھی مسخوع ہو گیا (خزان) ۱۵۔ یعنی جب زکوٰۃ فرض ہو جائے تب دیا کہو کیونکہ سورہ مزمل کی ہے اور زکوٰۃ بعد ہجرت فرض ہوئی یہ ایسا ہے۔ جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پیر اور کرمایا راضان بالصلوٰۃ والاؤۃ یعنی بعد بلوغ مجھے نماز کا حکم دیا (احمد یا خاں) ۱۶۔ فرض سے مراد زکوٰۃ واجبہ کے سوا دوسرے نقلی صدقات ہیں۔ یہ صدقے اچھی نیت خوش دلی سے دیئے جالیں تاکہ ان کا اچھا بدلہ ملے

(بقیہ صفحہ ۹۷۳) سورہ انسان بھی ہے یہ سورت بعض کے نزدیک ایک ہے جسور کے نزدیک مدنیہ ۷۔ آدم علیہ السلام یا ہر انسان پر اس کی پیدائش سے پہلے ایک وقت دو بھی گزارا ۸۔ زمانہ حمل میں یا اس سے بھی پہلے کوئی اسے جانتا تھا خیال رہے کہ ہمارے حضور کی اول سے ہی شریعت تھی 'یعنی علیہ السلام نے صد ہا سال پہلے قوم کو خبر دی تھی' اسلئے صدقہ ان کا نام امہ ہے 'یہ نہ کہا کہ امہ ہو گا' حضرت آدم نے عرش اعظم اور جنت کے ہر پیر پر حضور کا نام لکھا ہوا دیکھا تھا آپ کی فضیلت

سے دعا مانگتے تھے، لہذا یہاں انسان میں حضور داخل نہیں ہوا۔ ماں باپ کے نطفہ سے باپ کی مٹی سے بڑی، چنے اور ماں کے نطفہ سے گوشت و خون، ہاں بنتے ہیں، اسی لئے نسب باپ سے ہوتا ہے نہ کہ ماں سے، خیال رہے کہ اس قانون سے حضرت آدم و حوا علیہما السلام اور حوا علیہہا ہیں، ان کی پیداوار مکمل مطلقاً مٹی سے نہیں، نہ باپ کی نہ ماں کی، قانون اور ہے، قدرت کچھ اور ۱۰۔ تقریباً تمام انسان بننے دیکھتے ہیں مگر کوئی شیطان کی سنتا ہے اور اسے دیکھتا ہے کوئی رخصی کی اور اس کے جہاں کا مشاہدہ کرتا ہے نیز انسانوں سماعت و بصارت مختلف ہے، انبیاء کی سماعت بصراتی قوی ہوتی ہے کہ دور کی چیز دیکھ لیتے ہیں اور دور کی آواز سن لیتے ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے پانچ میل سے بیچوئی کی آواز سن لی، حضور کی نظر رب کو دیکھ کر بھی نہ جھپکی ملائکہ البصر واطلاقاً غریبہ سمع و بصر مختلف ہیں دیکھ لو، کسی کی ظاہری برکت تیز ہو آج۔ کسی کی کمزور پھر بصارت تیز کرنے کا سرور اور ہے اور بصیرت تیز کرنے کا میرہ کچھ اور ۱۱۔ عقلی دلائل قائم فرما کر انبیاء کرام بھیج کر، اپنے تک پہنچنے کا راستہ دکھا دیا۔ ۱۲۔ اے قبول کیا کسی نے نہیں۔ ۱۳۔ اس حصر سے معلوم ہوا کہ وہاں کی زنجیریں طوق اور دوزخ میں بیٹھ رہنا کفار کے لئے خاص ہے اللہ تعالیٰ اس۔ مومن کفار کو غلط دیکھے گا، خیال رہے کہ کفار کو یہ زنجیریں طوق جنم میں لے جاتے وقت پٹنائے جائیں گے (روح) میدانِ محشر میں ہاتھ بندھنا علیحدہ ہو گا ۱۴۔ یہ افکار آیات حضرت علی و حسین و فاطمہ الزہرا اور بی بی فاطمہ (جو کہ ان کی خاوندہ تھیں) کے حق میں نازل ہوئیں کہ ان بزرگوں نے حضرات حسین کے پیار ہونے پر تین روزوں کی نذر مانی، ان کی صحت بالی پر تین روزے رکے مگر ہر روز انظار کے وقت مسکین یا غریب یا قیدی آگئے، انہیں روٹیاں دے دیں، اور خود تینوں دن بھوکے سو رہے ہیں اس لئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو تہجد اور اہل بیت کے گھر میں بھیجی، ہر روز وہ اپنا جو قرض آتا تھا کہ فی کس ایک روٹی آجاتے جب شام کو انظار کرتے تو کوئی نہ کوئی ساک آجاتا، یہ حضرات اپنی اپنی روٹیاں خیرات کر دیتے، اور خود بھوکے سو رہتے۔

(بقیہ صفحہ ۹۴۳) میں زندگی گزارتے ہیں مرتے وقت فرشتوں کے پروں، خودوں کے دامن کے سایہ میں قبر میں قرآن اور صلوٰۃ کے سایہ میں، محشر میں مرضِ اعظم کے سایہ میں، ملی صراط پر حضور کی دعا کے سایہ میں، جنت میں طوقی کے سایہ میں، ایسے ہی یہ لوگ دنیا میں شریعت کے پالنے والے عطاء کے ہاتھوں اور طریقت کے چھلکے ہوئے جامِ مشائخ کے ہاتھوں سے پیتے ہیں، ۹۔ دنیا میں تو جو رب چاہتا تھا یہ لوگ کرتے تھے اور آخرت میں جو یہ چاہیں گے رب دے گا کسی قسم کی طبی یا شرعی پابندی اور روک ٹوک نہ ہو گی، ۱۰۔ خوشنما، خوش ذات، زور بھتم جس سے کوئی نقصان نہیں ہو تا، بلا واسطہ یا بالواسطہ نیک اعمال کا بدلہ، کیونکہ مومن کی نیکوئی لوہار بھی بنتی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ کوئی مسلمان کسی وقت بھی عمل سے بے نیاز نہیں ہو سکتا، ۱۱۔ ایک کا بدلہ دس یا اس سے بھی زیادہ، اس سے اشارہ، معلوم ہوا کہ ہر ایک کو نیکی کا بدلہ نہ ملے گا، صرف مومن کو ملے گا، کفار مومن نہیں ۱۲۔ خیال رہے کہ دنیا میں مومنوں کو کھانے کی اجازت دینا ایسا ہے، جیسے فرمانبردار خادم کو غذا دینا، جنت میں مومنوں کو کھانا دینا ایسا ہو گا، جیسے مسلمان کی خاطر دنیا میں کفار کو غذا دینا ایسا ہے۔ جیسا کہ چھائی کے مجرم کو تارخ سے پہلے غذا دی جاتی ہے ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کا کھانا چھائی جرم ہے کیونکہ کھانا کی کفر کرتے ہیں، لہذا مومن کا کھانا چھائی نہیں ہے کہ وہ کھانا کی کرنیاں کرتا ہے، نیز مومن برائی سے حضور دولا، برات میں برائیوں کا کھانا مسلمان کے طور پر ہوتا ہے، مگر انجینی کا کھانا چور کی طرح حرام، یعنی جب کفار سے کھانا جاتا ہے کہ مسلمان ہو کر نماز پڑھو، تو نہ اسلام لاتے ہیں، نہ نماز پڑھتے ہیں، کیونکہ بغیر اسلام لائے کافر کو نماز کا حکم نہیں دیا جاتا، اس سے معلوم ہوا کہ نماز بڑی اہم عبادت ہے، اس کے ترک پر کفار کو بھی عذاب ہو گا ۱۴۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں اور قرآن کے بعد کوئی کتاب نہیں۔

(بقیہ صفحہ ۹۴۳) ہونے ایک یہ کہ عابد سے دینا کا منتظم افضل ہے کیونکہ مقرب فرشتے کھل عبادت کرتے ہیں اور مہربان امر دینا کا انتظام بھی کرتے ہیں مگر درجہ انہیں، زیادہ ہے کہ ان کی قسم فرمائی دوسرے یہ کہ رب کی قدرت تو یہ ہے کہ ہر چھوٹا بڑا کام بغیر وسیلہ خود اس کے حکم سے ہو جائے، مگر قانون یہ ہے کہ ہر کام وسیلہ سے ہو کیونکہ دینا کا ہر کام مہربان امر فرشتوں کے سپرد ہے، بخوبی اولیاء اللہ فرشتوں کی طرح عالم کے انتظام بخوبی کو سنبھالے ہوئے ہیں، تیسرے یہ کہ بعض نام اللہ اور مخلوق کے درمیان شترک ہیں، جیسے علی سید، اسمیر، انہیں میں سے ہر بھی ہے کہ رب بھی مہربان ہے اور فرشتے بھی بندہ اور انبیاء کرام کو حاکم یا مالک کہہ سکتے ہیں ۱۶۔ قیامت میں کفار کے دل گھبراہٹ سے دھڑکتے ہوں گے، مومنوں کے دلوں کو چین ہو گا، ۱۷۔ یا اس طرح کہ وہاں میں پھر دنیا کھلی پڑے گی، یا اس طرح کہ ہم یہاں قیامت کے منکر ہیں، اور اگر وہ قائم ہو گئی تو ہمیں عذاب ہو گا۔ ہر حال ان کی یہ بکواس مذاق میں حسی کران کے منہ سے بات چھی نکلے کہ واقعی قیامت ان کے لئے خدمت کا سبب ہے یا ان کا مقصد یہ تھا کہ اگر ہم قیامت میں آئے تو ہم کو پھر پیچیں، جو انی، جو چاہے کی خبریں ملے کرنی پڑیں گی ۱۸۔ یعنی حضرت اسرائیل کے ایک نطفہ سے جو جنم کی طرح ہو گا مرنے اپنی قبروں سے نکل کر میدانِ حشر یعنی زمین شام میں پہنچ جائیں گے، ۱۹۔ مومن علیہ السلام کے قصے کو قیامت سے یہ مناسبت ہے کہ آپ بھی انجینی کو اچانک ساپ بنا دیتے تھے۔ صور چوکنے پر بھی اچانک مارے بندے ہی انہیں گئے، نیز فرعون اس مجرے کو دیکھ کر بھی ایمان نہ لایا۔ اگر آج بھی سرور زندہ کرنے کا مجرہ دکھایا جائے تو کفار کہ ایمان لانے والے نہیں لہذا اس واقعہ میں حضور کے قلب مبارک کو تسلی اور مسلمانوں کے دلوں کو تسکین دی گئی ہے، اس میں یا خطاب حضور کو ہے اور محلِ تدکس معنی میں ہے یا خطاب مسلمانوں سے یا منکرین قیامت سے، اس سے چند مسائل معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور اللہ تعالیٰ کے ایسے محبوب ہیں کہ رب ان کے رنج و غم دور فرمائے کے لئے گذشتہ رسولوں کے تاریخی واقعات بیان فرماتا ہے، دوسرے یہ کہ بزرگوں کے ذکر سے رنج و غم دور ہوتے ہیں، خوشی، راحت حاصل ہوتی ہے، تیسرے یہ کہ علم تاریخ اچھا علم ہے بشرطیکہ درست ہو۔ چوتھے یہ کہ نبی کی مخالفت ہلاکت کا موجب ہے، فرعون جیسا جاہل بادشاہ مومن علیہ السلام کی مخالفت سے ہلاک ہوا، بجلی سے امیر وزیر سب ڈرتے ہیں کیونکہ اس کا تعلق پاور ہاؤس سے ہوتا ہے، ایسے ہی نبی کا تعلق رب تعالیٰ سے ہے، ان کی مخالفت سے ڈرنا، اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تبلیغ میں بشارت اور خوشخبریاں زیادہ چاہئیں، تاکہ لوگ اطاعت کی طرف مائل ہوں دوسرے یہ کہ بڑے سے بڑا مجرم بھی خدا کی رحمت سے پاپس نہ ہو، فرعون جیسے مجرم کو بھی توبہ کی دعوت دی گئی، تیسرے یہ کہ رب تعالیٰ تک پہنچنا پیغمبری کا کام ہے جیسا کہ لہدیک سے معلوم ہوا، چوتھے یہ کہ انبیاء کرام تبلیغی، اور شرعی علوم میں کسی کے شاگرد نہیں ہوتے، انہیں سب کچھ رب ہی سکھاتا ہے۔ دیکھو مومن علیہ السلام کو

رب نے تبلیغ اور دعا کی بھی تعلیم دی۔ علم کامل تو پہلے ہی آتا تھا۔ دسے دیا تھا۔ پانچویں یہ کہ اللہ کی بڑی نعمت خوف خدا ہے جو ایمان کامل سے نصیب ہوتا ہے جیسا کہ فتنہ سے معلوم ہوا۔ چھٹے یہ کہ رب جو کسی کو دیتا ہے بواسطہ جبر و تدبیر ہے۔ جیسا کہ فضل سے معلوم ہوا

(تقریباً صفحہ ۹۷۵) بھی قیامت کے قیام پر ہو گا، تنج بھی ایسے ہم تیار ہو چکے ہیں جو سند میں آگ لگا دیں۔ تاکہ اس کے دفن کرنے والے کو قتل کی سزا دی جائے اور اگر شرک ہے تو قتل اور شرک دونوں کی سزا دی جائے وہ جو حدیث پاک میں ہے کہ دائدہ اور موحودہ دونوں دونوں میں جائیں گی۔ اس سے مراد موحودہ ہے جو بالغ ہو کر زندہ دفن کی گئی، جیسے کہ ہندوستان میں بعض شرک و عورتیں خود کو مردہ خاندن کے ساتھ جلوا دیتی تھیں غالباً بچی مراد نہیں لفظ آیات و حدیث میں تعارض نہیں ۸۔ یعنی کفار عرب کی وہ سختی بچاؤ جنہیں یہ لوگ فخر و افتاد یا عاریا عبادت کے لئے زندہ دفن کر دیتے تھے اس سے سوال ہو گا کہ تجھے کس قصور میں تیرے ماں باپ نے قتل کیا اس سے چند مسائل معلوم ہوئے، ایک یہ کہ کفار کے ننھے بچوں کا قتل حرام ہے اگرچہ کفار عربی ہوں دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ اس دن ننھے یا بچوں کو بھی ایسی سزا دے گا کہ وہ اپنے بے گناہ قتل ہونے کی گواہی دیں گے۔ تیسرے یہ کہ جب حمل میں جان پڑ جائے تو اسے گناہ حرام ہے کہ یہ جان کا قتل ہے، چوتھے یہ کہ عبداللہ بن عباس نے اس آیت سے استدلال کیا کہ کفار کے ننھے بچے دونوں میں نہ جائیں گے کہ جب ان کا قتل نہایت ہوا تو انہیں رب دونوں میں کیسے بھیجے گا پانچویں یہ کہ کفار اگرچہ اصحاب فترت ہوں مگر پر سزا دیئے جائیں گے جیسے ظالم جانور سے مظلوم کا بدلہ لیا جائے گا۔ یعنی اس کی بھڑک اور زیادہ کر کے اسے کفار کے جلانے کو تیار کیا جاوے ورنہ جہنم بھڑک تو آج بھی رہی ہے ۱۰۔ اس طرح کہ جنتی جنت کے پاس پہنچائیں جائیں۔ جیسے مسافر حجاز سے قریب پہنچ کر کتا ہے کہ منزل قریب آگئی۔ یعنی میں منزل کے قریب آچکا ہوں نہ جنت اپنی جگہ رہے گی وہ نہ لائی جائے گا۔ یعنی اس وقت ہر شخص کو اپنے سارے اعمال یاد آجائیں گے ۱۱۔ حضرت علی مرتضیٰ فرماتے ہیں کہ ان سے مراد وہ پانچ گروہ ہیں جنہیں اللہ حقیقہ کا جانا ہے، ذل، حقیری، مرغ، زہرہ، عطارد، یہ اپنی رفتار میں تدویروں کی وجہ سے بھی آگے دوڑتے معلوم ہوتے ہیں کبھی ٹھہرے ہوئے کبھی پیچھے لوٹتے، جیسا کہ علم ریاضی والوں پر ظاہر ہے رب نے ان رفتاروں کا یہاں ذکر فرمایا ۱۲۔ رات کے آخری حصے اور صبح سے مراد یا ہر رات دوسرا ہے چونکہ یہ صالحین کے رونے و صوئے مناجات اور عرض حاجات کے اوقات ہیں اور وہ لوگ پیارے ان کا رونا دھونا پیارا لفظاً یہ وقت بھی پیارے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ جس جگہ یا وقت کو اللہ کے پیاروں سے نسبت ہو جائے وہ بھی پیارے ہیں کہ مطلقہ منامرہ بہاؤ مقام ابراہیم اس لئے پیارے ہیں کہ انہیں محبوبوں سے نسبت ہے، یا رات سے مراد معراج کی رات اور صبح سے مراد محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی صبح، چونکہ ایک بار ان میں بڑے اہم واقعات ہو چکے ہیں، اس لئے بیش متامیسوں رب اور بارہویں رب لالہ قابلِ قسم ہو گئی، جیسے شب قدر، ماہ رمضان، بیت کے لئے عسکرت والے ہو گئے یا رات اور صبح سے مراد نفس انسانی کے حالات ہیں، فطرت رات ہے بیداری دن، مگر ایسی رات ہے جو امت دن، رب کی نافرمانی رات ہے اطاعت دن، چونکہ ان حالات میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا تصور ہے اس لئے ان کی قسمیں ارشاد ہوئیں ۱۳۔ یعنی قرآن شریف، توریت و انجیل کی طرح لکھا ہوا نہیں اترا بلکہ پڑھا ہوا اترا ہے کہ حضرت جبریل نے حضور کو آکر زبانی سنایا اس لئے اسے قرآن کہتے ہیں۔ یعنی پڑھی ہوئی کتاب، خیال رہے کہ قرآن سب سے پہلے حضرت جبریل نے پڑھا اور سب سے پہلے حضور نے اس پر عمل کیا، یہ قرآن کلام تو اللہ کا ہے پڑھا ہوا جبریل کا عمل کیا ہوا ای اور مسلمانوں کا ہے، خیال رہے کہ حضرت جبریل بھی اللہ کے رسول ہیں اور حضور بھی لیکن ان رسالتوں میں کمی فرق ہیں ایک یہ کہ حضرت جبریل صرف نبیوں کے لئے رسول ہیں اور حضور ساری مخلوق کے لئے ۱۴ دوسرے یہ کہ حضرت جبریل کی رسالت حضور کی وفات سے ختم ہو گئی مگر حضور کی رسالت ابدل آباد تک قائم رہے گی تیسرے یہ کہ حضور باعتبار رسول ہیں حضرت جبریل بے اختیار، جیسے ڈاکیر اور سفیر، اس لئے حضرت جبریل حضور کی امت ہیں نہ کہ اس کے برعکس ۱۵۔ ذی قری: میں اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل کی تمام قوتوں کا انجیل ذکر فرمایا، یعنی وہ جسمانی قوت والے بھی ہیں اور روحانی قوت والے بھی۔ اس طرح کہ ان کا حافظہ اس قدر قوی ہے کہ قرآن کے ایک لفظ کو بھی نہیں بھولتے، زبانی قوت کا یہ عالم ہے کہ ہر لفظ صحیح ادا کر کے پچھا دیتے ہیں، نیز ہر انسان کو پہچانتے ہیں کہ غیر نما پر وہی نہیں پہچانتے لفظ اس ذی قوت سے قرآن کریم کی حفاظت میان ہوئی اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ذی قوت بتایا کہ انہوں نے جیسا جبریل سے سنا ویسا ہی پچھایا، جیسے حضرت جبریل ہر فرد بشر کو جانتے ہیں ویسے ہی حضور ہر فرشتے کو پہچانتے ہیں، اسی لئے حضور نے پہلی وحی کے موقع پر حضور جبریل سے یہ نہ پوچھا کہ تم کون ہو حالانکہ یہ پہلی ہی ملاقات تھی اور اگر نہ پہچانتا ہوتا تو آیت اقراء حضور کے نزدیک مملوک رہتی، اور یہ نامکن ہے ۱۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت جبریل تمام فرشتوں سے افضل اور سب سے زیادہ عزت والے ہیں، اس لئے کہ انبیاء کرام خصوصاً حضور کے خادم ہیں معلوم ہوا کہ صحابہ کرام تمام مومنین سے افضل اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ بلکہ بعد رسول تمام خلق سے افضل ہیں کہ حضور کے خادم خاص ہیں، خیال رہے کہ عزت و محبت کسی بھی ہوتی ہے وہی بھی، آپ کا وفادار خدمت گزار تو کہ بھی آپ کو عزیز و محبوب ہے اور اپنا بیٹا بھی مگر تو کہ کی عزت کسی ہے بیٹے کی وہی، اور قدرتی عبادت گزار مومن کسی معزز و محبوب ہے حضرت انبیاء کرام و مخصوص اولیاء پیدائشی محبوب، پھر محبوب کی ہر چیز بھلا، محبوب، پیچہ کے کپڑے اور اس کے دوست یا پیارے ہیں، لہذا جبریل امین رب کو اس لئے محبوب و عزیز ہیں کہ وہ محبوب جبریلوں کے خدمت گزار ہیں ۱۷۔ یعنی حضرت جبریل کی سب فرشتے اطاعت کرتے ہیں اور وہ وحی الہی پر امین ہیں اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کی حقانیت کے لئے حضرت جبریل کا امین ہونا ضروری ہے تاکہ قرآن میں ان کی طرف سے کمی بیشی کا احتمال نہ ہو، اسی طرح نبی کا امین ہونا، پھر ان صحابہ کا امین ہونا ضروری ہے جنہوں نے تبع قرآن کی خدمت کی تاکہ جیسا قرآن کا آسمان سے اتار دیا گیا ہو ایسے ہی زمین پر اس کا درست رہنا صحیح ہو تو جو شخص کسی صحابی کو امین نہ جانے وہ اس آیت کو مملوک جانتا ہے، جو ان صحابی سے ملی، بعض مشرکین نے فرمایا کہ یہ تمام صفات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں حضور ہر زمانہ اور ہر جگہ میں رسول ہیں، حضور مال و احوال کے بھی دیکھ میں، ہر طرح قوت والے ہیں کہ ان کی آنکھ، کان، ہاتھ، پاؤں وغیرہ میں خدائی طاقت ہے، جیسا کہ حدیث میں وارد ہے رب کے نزدیک ایسے عزت والے ہیں کہ جو ان کا سچا غلام ہو جائے وہ بھی رب کے ہاں عزت والا، مطاع ہیں کہ رب بھی ان کی مانتا ہے اور ساری خدائی ان کے زیر فرمان ہے رب کی امتوں کے امین ہیں، جب ان کی زبان شریف سے قرآن پڑھا گیا تو قرآن بن گیا، جو زبان قرآن کو قرآن بنادے وہ خود کیسی ہو گی ۱۸۔ معلوم ہوا کہ نبی دجوانگی سے

محفوظ ہوتے ہیں۔ گو تھیں 'سراپن' دیوانگی تبلیغ کے مانع ہیں 'یہ بھی معلوم ہوا کہ جو اعتراض حضور پر ہو اس کا جواب جواب دیتا ہے۔ اور جو اعتراض رب پر ہو اس کا جواب حضور دیتے ہیں۔ وہاں غل اور شاہ ہوتا ہے کیونکہ حضور رب کے اور رب ان کا گواہ ہے گواہ دعویٰ کا زور دار اور پھر ہوتا ہے ۱۱۔ یعنی حضور نے حضرت جبریل کو ان کی اصلی شکل میں مشرقی کنارہ آسمان پر دیکھا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

(بقیہ صفحہ ۹۳۸) گاہ پھر کافروں سے رب محبوب نہ ہو گا بلکہ کفار محبوب ہوں گے۔ یعنی نیکوں کے نام حلیین میں لکھے ہیں 'یا نیکوں کے نامہ اعمال حلیین میں رکھے ہیں حلیین کے معنی ہیں اونچی شان والا یا اونچے روئے والا دفتر۔ معلوم ہوا کہ جس کتاب میں اللہ والوں کے نام لکھے جائیں اس کا درجہ اونچا ہو جاتا ہے۔ حلیین ساتویں آسمان کے بھی اوپر عرش کے نیچے واقع ہے۔ ۵۔ پیشہ یا مشورہ سے بنا یا شہادت سے 'یا مشاہدہ سے یعنی حلیین کے پاس مقرب فرشتے حفاظت یا عبادت کے لئے حاضر رہتے ہیں معلوم ہوا کہ حیرت مقامات پر عبادت کرنے کا پورا درجہ ہے 'یا قیامت میں فرشتے نہایت ادب سے وہاں حاضر ہوں گے تاکہ بالادب بارگاہ اعلیٰ میں پیش کریں 'یا فرشتے اس پر گواہی دیں گے یا مقرب بندے اس حلیین کا مشاہدہ کر رہے ہیں 'انہیں خبر ہے کہ کون مومن کس درجہ کا ہے۔ ۶۔ مقرب سے مراد یا تو مقرب فرشتے ہیں جو بیش اللہ کی عبادت میں رہتے ہیں 'یا مقرب انسان جنہیں قرب اعلیٰ حاصل ہے یعنی مقرب انسان حلیین کا مشاہدہ کرتے ہیں انہیں جتنی دوزخی لوگوں کا تفصیل وار علم ہے 'تقریر مزیدی میں ہے کہ بعض صالحین کی رو میں حلیین میں ہیں بعض کی ارواح زمزم میں 'بعض کی آسمان و زمین کے درمیان رہتی ہیں ۷۔ اپنی ساری اہلک کو 'یا رب کے جمال کو 'یا جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کرام کو 'یا دوزخیوں کو 'اور ان کے عذاب کو بلکہ دوزخ سات زمیوں کے نیچے ہے اور جنت سات آسمانوں کے اوپر ہے۔ ۸۔ اے مسلمان تو جنتیوں کے چروں پر نعمتوں کی تازگی و رونق ان کی وفات کے وقت یا حشر میں یا جنت میں پہچانے گا۔ یا اے محبوب آپ تمام جنتیوں کے چروں پر نعمتوں کی رونق پہچان رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ حضور از آدم علیہ السلام تا روز قیامت تمام جنتیوں کے چروں کو ملاحظہ فرما رہے ہیں اور پہچانتے ہیں۔ حضور نے معراج میں اور نماز کسوف میں خود جنت و دوزخ کو ملاحظہ فرمایا۔ ۹۔ رقیق مخموم شراب طور کے علاوہ شراب ہے جو بونگوں میں بیک کی ہوئی ہے 'اور شراب طور کی نہ ہوگی۔ شراب طور تو دیوالی شراب چھوڑنے کا عوض ہوگی اور یہ شراب عشق اعلیٰ و عشق مصطفویٰ پیئے کا بدلہ ہوگی 'دنیا میں مشاق نے اس عشق کی شراب لی تھی 'جس پر شریعت کی مہر تھی 'اس لئے انہیں وہاں بھی مہر کی شراب ملے گی ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنت میں تین قسم کی شراب ہوگی شراب 'طور' جس کی نہر مگر میں پہنچے گی۔ رقیق مخموم جو بوتلوں میں بیک ہوگی 'تسمیم جس کے چند قطرے رقیق مخموم میں خوشبو کے لئے ملائے جائیں گے وہ ابرار ہیں گے 'اور مقررین خالص تسمیم نوش کریں گے ۱۱۔ یعنی عام جنتیوں کو تو تسمیم کے چند قطرے ڈال کر شراب طور یا رقیق مخموم دی جاوے گی 'مگر مقررین بیشہ خالص تسمیم پیئیں گے کیونکہ ان کے گھروں میں تسمیم کے جیشے ہوں گے 'تسمیم کی لذت و خوشبو لہوق کے خیال سے و راہ ہے انشاء اللہ بی کرہ پے لگے گا 'رب نصیب کرے'

(بقیہ صفحہ ۹۳۱) کا پدہ دیا 'لاکے کے ذریعہ اس راہب کا پدہ لگا 'تو بادشاہ نے اس راہب اور وزیر کو تو آدھے سے چڑھا دیا کیونکہ انہوں نے اسلام نہ چھوڑا لڑکے کو اسلام چھوڑنے کی رعبت دی 'مگر لڑکانہ مانا تو اسے پولیس کے ساتھ پہاڑی چوٹی پر بھجوا کر اور پھر سے گرانے کا حکم دیا 'وہاں پہنچ کر لڑکے نے دعا کی تو پہاڑ کا پناہ جس سے پولیس والے ہلاک ہو گئے اور لڑکا محفوظ رہا۔ پھر بادشاہ نے ڈبے کا حکم دیا 'پولیس جب اس کو لے کر کشتی میں دیا کے بیچ پہنچی تو لڑکے نے دعا کی۔ تو پولیس ڈوب مٹی لڑکا بچ رہا۔ آخر کار اس لڑکے نے خود بادشاہ کو سکھایا کہ میں تیرے مارے نہ مروں گا۔ اگر مجھے مارنا ہے تو سب لوگوں کو جمع کر۔ پھر سب کے سامنے مجھے بھجور کے ڈبے پر سولی دے 'اور یہ کہہ کر مجھے تیرا مار 'بسم اللہ رب العالمین چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ وہ تیر لڑکے کی کشتی پر لگا۔ اس نے دایاں ہاتھ دائیں کشتی پر رکھا اور جان دے دی 'تمام لوگ یہ نظارہ دیکھ کر مومن ہو گئے 'جس سے بادشاہ بہت غصہ ہوا۔ اس نے خندقیں کھدوا کر اس میں آگ جلائی 'اور حکم دیا کہ جو اسلام نہ چھوڑے اسے اسے آگ بجائی آگ میں ڈال دو کسی نے دین نہ چھوڑا۔ اور آگ میں پڑے رہے۔ ایک عورت جس کی گود میں بچہ تھا وہ بچہ بھجلی 'شیر خوار بچے نے آواز دی کہ اماں تو نہ بھگ 'تو حق پر ہے 'یہ آگ نہیں نور ہے۔ پھر اس آگ کا شعلہ بزمک اس بادشاہ اور اس کے تمام ساتھیوں کو جلا دیا اس آیت میں اس واقعہ کا ذکر ہے۔ (صحیح مسلم 'مزیدی' خزائن' خازن وغیرہ) اس واقعہ سے حسب ذیل فائدے حاصل ہوتے ہیں:۔ (۱) کہ کرامت اولیاء اللہ برحق ہے (۲) ولایت عمل پر موقوف نہیں۔ چھوٹے بچوں کو بھی مل جاتی ہے 'بی بی مریم مادر زانوہ تھیں۔ (۳) بزرگوں کی محبت کا فیض عبادت سے زیادہ ہے۔ (۴) یہ کہ اولیاء کا وجود دین کی حفاظت کی دلیل ہے جس دین میں وہ نہیں وہ دین باطل ہے جیسا یوں میں آج ولی کوئی نہیں وہ دین منسوخ ہے 'ایسے ہی وہابی 'دھواڑیوں میں اولیاء اللہ نہیں۔ کیونکہ وہ باطل ہیں (۵) یہ کہ تیسرے حرام ہے چھپنے کے اہل اللہ سے بعد وفات بھی ہدایت ملتی ہے۔ ۲۔ یعنی قیامت میں سارے کفار ایک دوسرے کے خلاف گواہی دیں گے 'اس سے معلوم ہوا کہ علانیہ گناہ سخت نقصان دہ ہے ۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کافر مومن کے ایمان کی وجہ سے دشمن ہیں۔ کوئی مومن 'مومن رہتے ہوئے کفار کو خوش نہیں کر سکتا۔ رب فرماتا ہے۔ 'وَنُفِثَ مِنْهُمَا لِبَدٌ اُولٰٓئِہٖ۔' دوسرے یہ کہ مسلمانوں کے اخلاق ایسے بلند ہونے چاہئیں کہ کفار کو کوئی اخلاقی عیب نکالنے کا موقع نہ ملے 'صرف ایمان کی وجہ سے مخالف رہیں 'تیسرے یہ کہ مومن کی علامت یہ ہے کہ کافر اس سے ناخوش رہیں 'مومن خوش رہیں 'جس سے کافر بھی خوش ہوں 'وہ کامل مومن نہیں 'بلکہ وہ ایمان فی الدین ہے۔ ۴۔ یعنی اللہ ہر جہز کا مشاہدہ فرما رہا ہے 'جیسے گواہ و ارادت پر حاضر ہو کر مشاہدہ کرتا ہے لہذا اس سے کوئی چیز چھپی نہیں 'خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے سامنے اپنی توحید حضور کی رسالت کی گواہی دی کہ اپنے حقائق فرمایا شہد اللہ انھما اللہ اور رسالت محبوب کے حقائق فرمایا زکریٰ بالانفیس شہیداً 'بحمان اللہ خود ہی خود گواہ اور خود ہی سب کا دعا۔ صریح:۔ 'خود کو زور و خود کو زور و خود گل کو زور ہوا۔ ۵۔ یعنی وہ خدق والے جنہوں نے ان مومنوں کو جلایا ان کے لئے دنیا میں خدق کی آگ کا عذاب ہے 'اور آخرت میں دوزخ کا یا جو کفار آج مومنوں کو ستارہ ہیں 'ان کے لئے قبر میں آگ کا اور آخرت میں دوزخ کا عذاب ہے یا آئندہ جو مسلمانوں میں فتنہ پھیلائیں 'ان کے لئے یہ عذاب ہیں 'اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قتل کے قتل سے بھی تو بچہ ہو سکتی ہے 'اگر کافر بحالت جنگ مومن کو قتل کرے 'پھر مسلمان ہو جائے تو قصاص 'یا خون بجا واجب نہیں 'اگر مومن 'مومن کو قتل کرے اس کی توبہ کے لئے

قصص یا دیت ضروری ہے، دوسرے یہ کہ مسلمانوں میں قند پھیلانے والا بڑا مجرم ہے عالم کو چاہیے کہ ایسا غیر ضروری مسئلہ نہ بیان کرے جس سے قند ہو۔ حضور نے خانہ کعبہ دم کر کے ٹھیک نہ بنایا کہ قند ہو ۶۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ایمان، افعال پر مقدم ہے جیسے وضو نماز سے پہلے ہے، دوسرے یہ کہ ایمان کے بعد افعال ایک کی بھی ہر ایک کو ضرورت ہے، تیسرے یہ کہ نیکوں کو جنت کا ملنا محض اپنے عمل سے نہیں بلکہ رب کے فضل سے ہے، لیکن بدکاروں کو دوزخ ملنا محض ان کی بدکاری سے ہے نہ کہ رب کے ظلم سے، کیونکہ جہنم آیت میں فاقہ مذاب جہنم فرمایا، جزائے کے ساتھ اور یہاں ہم فرمایا، بغیر جزائے کے کہ اس کی پکڑ سے مجرم زور، زور، سٹارش یا موت وغیرہ کسی ذریعہ سے نہیں چھوٹ سکتا، اس کی پکڑ سے چھوٹنے کا صرف ایک ہی ذریعہ ہے، یعنی اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ اختیار کر کے آستانہ پر زاری ۸۔ یعنی رب تعالیٰ بندوں کو دنیا میں عمل کرنے اور آخرت میں سزا و جزا کے لئے زندہ فرماتا ہے، یا دوزخ میں بار بار عذاب دے گا۔ یا دوزخ میں دوزخیوں کو ابتدا عذاب دے اور پھر اس کا جسم بار بار نکال کر دوبارہ، بار بار عذاب دے گا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ۹۔ دوزخ مہلک کا صیغہ ہے اسم قائل کا مہلک ہے یا اسم مفعول کا۔ یعنی رب تعالیٰ اپنی مخلوق کا پیارا ہے۔ کہ تمام مخلوق اس سے محبت کرتی ہے، مگر بعض کی محبت ظاہر ہے۔ جیسے موسیٰ اور بعض کی دہ گئی ہے جیسے کفار۔ یا رب تعالیٰ اپنی مخلوق سے محبت دائمی فرماتا ہے، اسی لئے انہیں روزی دیتا ہے، ان کی ہدایت کے لئے انبیاء بھیجے ۱۰۔ اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم، یا اسے قرآن پڑھنے والے مسلمان، یا مکہ کے کافروں، اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کچی تاریخی خبریں معلوم کرنا عبرت حاصل کرنے کے لئے جائز بلکہ ثواب ہے، دوسرے یہ کہ جب کفار کے عذاب کی خبریں معلوم کرنا ثواب ہے تو انبیاء کرام اولیاء اللہ کی تواریخ پڑھنا، پڑھنا، سننا، سنانا بھی ثواب ہے، تاکہ ان کی پیروی اور عبادت الہی کا شوق پیدا ہو، عرس، عیاد ہو، وغیرہ کا یہی غرض ہے کہ مجمع کر کے لوگوں کو ان بزرگوں کے بچے حالات زندگی سنانے جائیں ۱۱۔ کہ فرعون اور قوم ثمود کو رب تعالیٰ نے بڑی نعمتیں بخشیں، مگر ان لوگوں نے رب کی نافرمانی کی، فرعون پانی سے اور قوم ثمود ہوا سے بہاؤ ہلاک ہوئے، معلوم ہوا کہ جس مال و عزت سے رب کی بندگی کی توفیق ملے، وہ رحمت ہے، اور جو رکھی کا عتاب مل جائے وہ عذاب ہے، ۱۲۔ اسی لئے وہ ان آیات اور مکرر تاریخی حالات سے فائدہ نہیں اٹھاتے، معلوم ہوا کہ قرآن اور تمام ایمانیت سے وہ ہی فائدہ اٹھا سکتا ہے جس کے دل میں حضور کی اہمیت اور تصدیق ہو، دل میں حضور کا نور پہلے آتا ہے، پھر قرآن اثر کرتا ہے۔ قرآن کم رحمت کی بارش ہے بارش سے وہی غم اٹتا ہے۔ جو زمین میں پڑا گیا ہو۔

(بقرہ صفحہ ۹۴۳) ۸۔ اس طرح کہ عالم ارواح جس فرشتے ہماری عمرانی کرتے تھے، دنیا میں مل کے جہنم سے لے کر قبر میں جانے تک ہماری جان و جسم کی مختلف نگرانیاں کرتے ہیں، جان کی، اعمال کی، ہمارے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ کی، اور موت کے بعد قیامت تک جان کی نگرانی کرتے ہیں، ایسے ہی انبیاء، اولیاء ہمارے ایمان اور نیکوں کے محافظ ہیں، کہ ان کی برکت سے یہ نیکیاں خیریت سے حل منظور تک پہنچ جاتی ہیں، ورنہ راست میں ذلتی ہو جائے، غرضیکہ یہ فرشتے اور متبول بندے ہمارے محافظ ہیں، اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اگرچہ رب تعالیٰ قادر ہے کہ خود سب کی ہر طرح حفاظت فرمائے، مگر قانون یہ ہے کہ یہ کام اس کے تمام کریں، دوسرے یہ کہ رب تعالیٰ کے نام اس کے بندوں کو دے سکتے ہیں، دیکھو اللہ کا نام حافظ ہے، مگر فرشتوں کو حافظ بتایا گیا، اہم کہ سکتے ہیں کہ اللہ و رسول ہمارے حافظ و ناصر ہیں۔ تیسرے یہ کہ انبیاء، اولیاء فرشتے، حکم رب و افلاک، مشکل کشا ہیں، کیونکہ وہ حافظ ہیں۔ جو بلائیں نہ آئے دیں، مشکلیں آسان کریں، حکومت محافظ کو بندوں وغیرہ طاقت دیتی ہے رب نے بھی ان حافظوں کو طاقت بخشی ہے ۹۔ مگر کون قیامت کو، قیامت پر دو شے تھے، ایک یہ کہ بے شمار انسانوں کے جسمی اجزاء کا سمندر و خشکی میں پھیل جانے کے بعد جمع فرماتا، اور ان کی چھات کے کسی کے بدن کا کوئی جزو دوسرے کے بدن میں نہ پہنچ سکے، ناممکن ہے، دوسرے یہ کہ ان اجزاء کو پھر انسانی شکل دینا غیر ممکن ہے، ان دونوں شبہوں کو اس آیت میں جمع فرمایا کہ تمہارے نباتاتی اور حیوانی اجزاء جن سے خلق کیا، پھر تمہارے جسم بنے، عالم میں منتقل تھے، ہم نے انہیں جمع فرما کر شکل انسانی بخشی، جس دانہ یا سبزی یا گوشت سے زید کا لفظ بننے والا تھا، وہ بکر کے باپ کے جہنم میں نہ پہنچ سکا، ایسے ہی آئندہ تمہیں دوبارہ بنایا جائے گا ۱۰۔ یعنی خلق جو مرد کی بیٹہ اور عورت کے سینہ کی بیڑوں میں سے ہوتا ہوا آتا ہے، ان بیڑوں کی دیواریں اس ایک بیڑہ پانی کو نہیں روک سکتیں، ورنہ خلق جسم کے ہر عضو سے نکلے اور ہاں باپ کے ہر عضو سے بچے کا ہر عضو بنتا ہے، لہذا تحقیقات اس آیت کے خلاف نہیں ۱۱۔ رجب کے معنی ہیں پہلی حالت کی طرف لوٹنا، یعنی رب قیامت میں دنیا کی طرح تمہیں شکل و صورت دے گا، یا قبر میں پھر تم کو مٹی بنادے گا یا دنیا میں مالدار کو فقیر، زوردار کو کمزور، حسین کو بد شکل، عالم کو بے علم اور اس کے برعکس بناتا رہتا ہے، لہذا مایوس نہ ہو، یا تم عالم نور سے دنیا کے ظلمت کردہ میں گرے ہو۔ وہ تمہیں دوبارہ وہاں پہنچانے پر قادر ہے، تم اپنی قوت سے نہیں پہنچ سکتے ۱۲۔ اس طرح کہ ایک وہ عقیدے، اچھے برے افعال و ارادے اور نیکیوں، چروں کی رحمت یا تقویٰ کے کلمے یا بند ہونے اور نامہ افعال و ایمان یا نیکیاں یا باتھ میں اور پھر فرشتوں کے اعلان سے تمام اولین و آخرین کے سامنے ظاہر کئے جائیں گے، پھر سب کی تحقیقات کی جائے گی، خیال رہے کہ آفت کو بلا اور امتحان کو امتحان اس لئے کیا جاتا ہے، کہ اس سے کبرے کھولے، گھس و غیرہ گھس کا ظہور ہوتا ہے، ۱۳۔ یعنی کافروں کے پاس قیامت میں نہ زور ہو گا نہ مددگار، کیونکہ اس کے پاس دنیا میں جہنمی، مالی، یا حکومت وغیرہ کے زور تھے، جو ختم ہو گئے روحانی و ایمانی طاقت نہ تھی، مومن کی قوتیں وہاں اور زیادہ ہو جائیں گی، اس کی قوت رفتار، گفتار، پہچانی، قوت سامع، بوجہ جلدیں کی، کہ پل صراط کو آن میں ملے گا، بڑے فاصلے کے باوجود، دوزخی کافروں کا حال جنت سے دیکھ لے گا، منتہیٰ سن لے گا، کلام کر لے گا، نبی مددگاروں کا معاملہ ہے کہ مومن کے مددگار نبی، ولی، چھوٹی لولہ، ملہ رمضان، قرآن شریف سب کچھ ہوں گے، غرضیکہ جس قوت اور مدد کی بنیاد دین پر تھی وہ قائم رہے گی، جس کی بنیاد دنیا پر تھی فنا ہو جائے گی ۱۴۔ اس طرح کہ سمندر کا پانی بہاں بن کر پھر آسمان کی طرف سے پانی بن کر واپس ہو تا ہے، یا فرشتے اس طرف واپس جاتے ہیں، یہ انسان کی روحیں، یا اعمال اور حواس ہوتے ہیں، یا قسم ہے آسمان نبوت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جن کی طرف لوگوں کے افعال اور خود لوگوں کا رجوع ہے، خیال رہے کہ جیسے آسمان ساری زمین کو گھیرے ہوئے ہے، ساری زمین سے اونچا ہے، ایسے ہی سب مخلوق میں حضور باطنی ہیں، جیسے حضور سے فیض آ رہے ہیں۔ اور جیسے زمین بیٹھ آسمان کی چٹان ہے کہ بغیر سورج کی روشنی بارش کے ہرگز نہیں اگتی ایسے ہی سارا عالم حضور کا بیٹھ چٹان ہے۔ کہ بغیر ان کی نظر کے کوئی عمل قبول نہیں، سب کا رجوع حضور کی طرف ہے ۱۵۔ دانہ لیتے وقت، ہنرہ لٹالے وقت، کھانہ دینے، دیتے وقت، مردہ کو

اپنے اندر لیتے وقت اور قیامت میں مردوں کو کالائے وقت ’غریبکہ زمین کے اس ٹھلے پر زنجی مخلوق کی موت و زندگی وابستہ ہے یا مومنوں کے دل‘ جو آسمان نبوت کے فیض لیتے وقت گفت ہو کر نکلتے ہیں۔ جن میں ایمان و عقائد وغیرہ کے باغ گتے ہیں ۱۶۔ فصل، معنی فاصلہ ہے یا، معنی فیصلہ یعنی حق و باطل میں فیصلہ کن کلام یا کافر و مومن میں جدا کرنے والی کتاب خیال رہے کہ رب تعالیٰ نے آسمان و زمین کی قسم سے قرآن کی حقیقت بیان کی اور سورہ یونس میں قرآن کی قسم سے حضور کی رسالت بیان کی۔ وَالْقُرْآنَ حَکِیمٌ اِنَّهُ لَمَنْ اَشْرَفَ عَلَی الْاَرْضِ لَیْسَ بِالْمَرْسُومِ ایسے ہی قرآن کو فیصلہ کن فرمایا اور حضور کو حاکم مطلق حتیٰ جسکو کث معلوم ہوا کہ جیسے آسمان و زمین دونوں کی مدد سے جسمانی روزی ملتی ہے ایسے ہی قرآن اور حضور کی مدد سے روحانی روزی نصیب ہوتی ہے جیسے کب طب پر طبیب کی مدد سے اور تعمیرات پاکستان پر حاکم کی مدد سے عمل ہوتا ہے ایسے ہی حضور کی مدد سے قرآن سے فیصلہ ہوتا ہے۔ عاب چنانچہ کفار نے اسلام، قرآن، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف زبانی، مالی، بدنی، شافی، تدبیریں کیں لیکن ان کی تمام تدبیریں اسلام کی ترقی کا باعث بنیں انہوں نے اعتراض کئے رب نے جواب میں حضور کے توصیف، قیامت وغیرہ کے دلائل دیئے ان کے اعتراض تو فنا ہو کر رہ گئے نعمت کی آیات قیامت تک جگمگاتی رہیں گی جنگوں میں اسلام کی فتح، فکری گفت خانیت اسلام کی دلیل بن گئی ۱۷۔ اس طرح کہ ان پر جہاد نہ کرو چنانچہ ظہور نبوت سے چودہ برس بعد تک کفار پر جہاد نہ کیا گیا صرف سکھایا گیا یہ امت جہادی امت سے مشوع ہے

(بقیہ صفحہ ۹۳) مضامین ”احکام“ اسرار بنو ناید اکابر ہیں، اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ علم رب تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے کہ رب نے دنیاوی مال دینے کا تذکرہ نہ فرمایا، بلکہ علم حقاقریبانے کا احسان فرمایا، اس علم کی برکت سے آدم علیہ السلام مہجود ملکاً ہوئے، دوسرے یہ کہ حضور تمام مخلوق سے افضل و اعلیٰ ہیں کہ انھیں رب نے پناہ دیا، بڑے استقامت سے بڑے ہی شاکرد چاہ سکتے ہیں، تیسرے یہ کہ حضرت جبریل حضور کے استاد تھے، وہ صرف پیغام لانے والے خادم ہیں، اسی لئے حضرت جبریل حضور کا لوب کرتے تھے، چوتھے یہ کہ حضور کا علم بہت اعلیٰ ہے جب شاکرد بھی کامل، استاد بھی اعلیٰ کتاب بھی مکمل تو علم ناقص کیسے ہو سکتا ہے۔ پانچویں یہ کہ کوئی حضور کے برابر عالم نہیں ہو سکتا کہ حضور حق تعالیٰ کے شاکرد ہیں اور تمام مخلوق حضور کی شاکرد، رب فرماتا ہے۔ وَنُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ بِمَا كَسَبُوا یعنی ہم انہیں کرام کے بھول و نشیان بھی رب کی طرف سے ہوتے ہیں، جن میں ہزار ہا معلمین ہوتے ہیں، سارے عالم کا طور آدم علیہ السلام کے ایک لیسان کی برکت سے ہے لہذا ہماری نور ان کی بھول میں بڑا فرق ہے، ہماری بھول نفسانی یا حیوانی ہے، ان کی بھول رحمت و رحمانی حدیثِ فطرت، انہیں مشتبہ صرف بھول میں ہے۔ ۹- یعنی اپنی کمزوری کی بنا پر نہیں بھول سکتے، اگر رب چاہے تو بھولیں، لیکن رب نے چاہا نہیں لہذا آپ بھولے نہیں، (تفسیر خازن و خزائن القرآن) رب فرماتا ہے۔ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ اور بھول بھی کیسے سکتے ہیں، کمزور حافظہ والے کی روایت حدیث صحیحہ نہیں، تو روایت قرآن کیسے صحیح ہو سکتی ہے، نیز حضرت ابوہریرہ کو حضور نے دعا دے دی، تو وہ کبھی نہ بھولے، جو دو مردوں کی بھول کو دور کر دے وہ خود کیسے بھول سکتا ہے، جس کیس نماز و قیوم میں حضور کو لیسان ثابت ہے وہ ظالم لیسان ہے اور رب کی مشیت سے ہے جس میں ہزار ہا معلمین ہیں ورنہ حضور کمزوری حافظہ، لیسان کی بیماری سے پاک ہیں، انسان کے اعمال و نیت کو باظہاری و پوشیدہ اعمال کو، یا اسے محبوب تسہاری ظاہری پوشیدہ صفات کو جہاں تک کسی کے وہم و گھٹل کی رسائی نہیں، پہلی تفسیر سے معلوم ہو کہ انسان کو ظاہر و باطن دونوں ٹھیک کرنے چاہئیں، جسمانی زندگی، قلب و قالب دونوں ٹھیک ہونے سے قائم ہے، ایمانی زندگی صورت و سیرت درست ہونے سے وابستہ ہے، دوسری تفسیر سے معلوم ہوا کہ مومن کو کچھ نیکیاں ظاہر کرنی چاہئیں، کچھ چھپ کر نماز جہد و عبادت طایفہ پھر تنہا غلبہ، تیری تفسیر سے چھ چلا کہ غضبت محمدی ص ب پر ظاہر، حقیقت محمدیہ مجرب رب کسی کو معلوم نہیں آج تک پتہ نہ لگا کہ سورج کی روشنی کس پادری ہے تو حضور کی پادری جاننے والا اس طرح کہ دنیا کے تسمارے سارے کام آسان ہو جائیں گے، اس آسانی کا یہ نتیجہ ہوا کہ حضور نے بغیر ظاہری اسباب و کام کر دکھائے جو ہماری عقل سے وراء ہیں، یا اسے محبوب تسہاری برکت سے مخلوق کی عقلیں آسان فرما دیں گے، اسی لئے صحابہ کرام ہر مشکل میں حضور کی خدمت میں فریاد کرتے تھے اور حضور کے تبرکات سے شفا حاصل کرتے تھے معجز میں بھی سب مخلوق مشکل آسان کرانے کے لئے حضور کے آستانہ پر جلوے کی شفاعت چاہے گی، یوسف علیہ السلام کی قمیص سے حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں روشن ہوئیں، حضرت موسیٰ ہارون علیہما السلام کے تیمرات کی برکت سے بنی اسرائیل کو لازوال میں فتح نصیب ہوتی تھی، ایوب علیہ السلام کی ایڑی کے پانی سے شفا ہوئی، یہ تمام تجزیس قرآن کریم میں مذکور ہیں، حضرت اسماعیل کی ایڑی سے پتہ اشہ پانی (آب زمزم) شفا ہے، مدینہ کی خاک شفا ہے، فریخہ معجزیوں کے تبرکات بھی عمل مشکلات ہیں، و نبیرک نمبر ۱۲ ذکر تذکرہ سے، تذکرہ کی معنی ہیں یاد کرانا یا دلانا، نصیحت خیر خواہی یعنی اسے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنی امت کو تمام شرعی احکام و

عقاید یاد کرو، یا انہیں مشتاق کے عہد و بیان گزشتہ یا آئندہ قیامت تک کے واقعات یاد دلاؤ، یاد دہی دلاتا ہے جسے سب کچھ خود یاد ہو، یا مخلوق کی خیر خواہی کو، خیال رہے کہ ذکر میں زمان یا مکان یا کسی خاص مخلوق کی قید نہیں، تو کسی یہ ہوئے ہر ایک کو ہر وقت، ہر جگہ یاد دلاؤ، قیامت تک حضور کی تذکیر کا سلسلہ قائم رہے گا، علماء کے وعظ حضور کی تذکیر میں، نیز حضور کی تذکیر تو فی بھی ہے عملی بھی، حضور کے بزرگوں کی یادگار میں ملانے کا حکم دیا، عاشورہ کا روزہ حج کے ارکان، قربانی بزرگوں کی یادگار میں ہیں معلوم ہوا کہ عید میلاد، عید معراج، عرس، اعلیٰ چیزیں ہیں کہ یہ سب تذکیر کی قسمیں ہیں ۳۳ اور فصاحت کام تو ضرور دے گی، آپ کو ثواب کا اکثر سننے والوں کو ہدایت کا، لہذا ضرور فصاحت کرو، خیال رہے کہ موجود شرط پر مطلق کرنا ناکید کے لئے ہوتا ہے، جیسے اگر تو میرا بیٹا ہے تو عالم بن رہا، تو اے انسان بن، ہذا اللہ، ثم کفر، تہمہ اور حضرت یوسف کے گواہ نے کہا تھا، ان کا من قصہ قدیم دہرا، حضور فرماتے ہیں اگر میری امت میں اولیاء ہوئے تو عمران میں سے ہیں، یعنی اولیاء ضرور ہیں، اور عرفا راق رضی اللہ عنہ ضرور ان میں سے ہیں لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں، تبلیغ ہر حال کی جائے ۳۴ یعنی کفار کے میں بعض وہ ہیں جن کے دلوں میں خوف الہی کا حکم ہے، وہ عقرب آپ پر ایمان لائیں گے بعض ازلی بد نصیب ہیں وہ کافر مرس گئے، اور ایسا ہی ہوا اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ خشیت اس خوف الہی کو کہتے ہیں جس سے اطاعت کا بند پید ہو، یہی ایمان کا مدار ہے، دوسرے یہ کہ کسی تبلیغ سے سارے لوگ ہدایت نہیں پاتے، سورج سے سب نور نہیں لیتے، تیسرے یہ کہ نیک بخت کی پہچان یہ ہے کہ اس کا دل حضور کی طرف جھکے اگرچہ گنہگار ہو، چوتھے یہ کہ جو حضور کے دروازے سے محروم رہا، وہ بڑا بد نصیب ہے، اسے کبھی بھی ہدایت نہ ملے گی اسے رب نے اشتیٰ فرمایا، لہذا آیت پر یہ اعتراض نہیں کہ رب کا خوف فصاحت سے حاصل ہوتا ہے، نہ کہ خوف کے بعد فصاحت،

بہا کہ دیا نہ دے گا ۱۵۔ (شان نزول) روح البیان نے فرمایا کہ یہ آیت گم۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی مدح اور ایک صاحب کی برائی میں نازل ہوئی واقعہ یہ تھا کہ ایک انصاری نے اپنے چڑوسی کی شکایت بارگاہ نبوی میں پیش کی کہ وہ میرا چڑوسی ہے۔ اس کے درخت کی ایک شاخ میرے گھر میں ہے، اگر اس شاخ کا پھل میرے گھر میں گر جاتا ہے۔ تو بہت سختی سے اٹھالیتا ہے۔ حضور نے اس کو بلا کر فرمایا کہ تو یہ درخت میرے ہاتھ فروخت کر دے، اس کے عوض تجھے جنت میں درخت دیا جائے گا، اس نے انکار کیا، حضرت عثمان غنی نے ایک باغ کے عوض وہ درخت خرید کر اس انصاری کو دے دیا، اس پر یہ آیت اتری، اس صورت میں یہ آیت مدنی ہوئی واللہ و رسلہ اعلم ۱۶۔ دوزخ کی آگ میں جو دنیا کی آگ سے سخت تر ہے، یا پانی کی آگ میں جو دوزخ کے اوپر کے طبقے کی آگ سے زیادہ تیز ہے، جس میں منافقین، فرعون، لوگ، بائعہ والے رکے جائیں گے، خیال رہے کہ دوزخ کی آگ ایک ہے، مگر یکساں نہیں، کسی طبقہ میں سخت خیز، کسی میں کم خیز، جیسے سورج کی گرمی، کسی وقت کسی جگہ تیز گرم، دوسری جگہ دوسرے وقت کم، یا آگ کے ٹکڑے دھیرے میں مختلف ہوتے ہیں، صوفیاء کے نزدیک یہ آگ دنیا میں غفلت کی آگ ہے، آخرت میں قباب کی آگ ۱۷۔ آرام کا بیٹا دوزخ میں موت نہیں، نہ زندگی و موت کے علاوہ اور کوئی حالت ہے ۱۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ دل کی پاکیزگی کے ساتھ رب کا نام لینے کی تاثیر کچھ اور سی ہوتی ہے، اولیاء کے ذکر اللہ اور عوام کے ذکر اللہ میں فرق ہے، اسی لئے بزرگوں سے وعادہ کراتے ہیں کہ دل کی پاکیزگی جو انہیں حاصل ہے وہ ہمیں حاصل نہیں، کار قس ضرور مار کر تا ہے بشرطیکہ اچھی راقص سے استعمال کیا جائے ۱۹۔ یعنی صدقہ دیا پھر عہدہ گاہ کے راستہ میں بھیجی کہتا ہو گیا، پھر عہدہ بھیج کر نماز پڑھی اس صورت میں یہ آیت مدنیہ ہے، کیونکہ نماز عید بود بھرت شروع ہوئی، یا جسم دھک کو خوب پاک کیا پھر بھیج کر کسی پھر نماز پڑھی اس سے معلوم ہوا کہ بھیج کر قہر میں صرف اللہ اکبر کہتا ضروری نہیں، رب کا کوئی نام پاک لے جاتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بھیج کر قہر۔ نماز کی شرط ہے، رکعتیں نہیں، کیونکہ نماز کو بھیج کر معلوم کیا گیا، صوفیاء کے نزدیک نزدیک دل پر سے عقیدے، برے خیالات تصور غیر سے پاک کرنا ہے، دل کی صفائی یا وہی ہے، یا کسی، یا جلالی، وہی ترکیب پیدا ہوتی ہو تا ہے، کسی اپنے اعمال سے، جلالی کسی کی نظر سے، جیسے بادل اور سورج دور رہتے ہوئے بھی گندی زمین کو پاک کر دیتے ہیں، ایسے ہی اللہ والوں کی نظر دور سے بھی گندے دلوں کو پاک کر دیتی ہے ۲۰۔ خیال رہے کہ دنیاوی زندگی چار قسم کی ہے۔ طبعانی، شیطانی، نفسانی، اعلیٰ، طبعانی زندگی وہ ہے جو اللہ و ربوہ کی مخالفت میں گزرے، جیسے فرعون یا ابولہل کی زندگی، نفسانی و شیطانی زندگی وہ جو نفس نامہ کی پرورش اور رب سے غفلت میں گزرے، جیسے عام مخلوق کی زندگی، اعلیٰ جو آخرت کی تیاری میں گزرے، جیسے صحابہ کرام کی زندگی، یہاں پہلی دو زندگیاں مراد ہیں، دنیاوی زندگی صطری حش ہے اگر اکیلی رہے تو خالی، اور اگر کسی عہد سے مل جائے تو اس کو دس گنا عداوت ہے، اگر یہ آخرت سے مل جائے تو دس گنا ملکہ ملت سونگنا کر دے اللہ نصیب کرے آمین ۲۱۔ آخرت سے مراد آخری زندگی ہے جس کی ابتداء قبروں سے اٹھنے پر ہے، انتہاء کوئی نہیں، وہ پچھلی تین زندگیوں سے اعلیٰ ہے۔ یعنی دنیا میں آنے سے پہلے کی زندگی، دنیاوی زندگی، برزخی زندگی، یہاں آخرت کی زندگی دو حصوں سے اعلیٰ فرمائی گئی، غیرہ ابقی، غیرہ تو اس لئے ہے کہ وہاں کی راحتیں تکلیف سے مخلوط نہیں، کسی نعمت میں حاکم، حکیم عالم کی روک ٹوک نہیں، رب کی ناراضگی کا اندیشہ نہیں، اچھی اس لئے ہے کہ اسے فانیوں وہاں فاکر کرنے والی چیزیں موت بھی لٹا ہو جائے گی، جس نیکی کا ثلث آخرت سے ہو جائے۔ وہ باقی بن جاتی ہے ۲۲۔ جیسے نعمت میں ان لوہا کو کہتے ہیں، جن پر کلام الہی لکھا ہو، اصطلاح میں وہ آسمانی کلام ہے جو رسالہ کی شکل میں نبیوں پر آیا جیسے آسمانی کل چار سو ہیں جن میں سے دس آدم علیہ السلام پر، پچاس شیث علیہ السلام پر، دس ابراہیم علیہ السلام پر اترے (تفسیر عزیزی) حاشیہ کشف میں ہے کہ کل جیسے ایک سو دس ہیں، جن میں سے دس موسیٰ علیہ السلام پر اترے اس صورت میں موسیٰ علیہ السلام پر کتاب توریت بھی اتری۔ دس جیسے بھی، پہلی صف موسیٰ سے مراد توریت شریف ہے۔

(بقیہ صفحہ ۹۳۳) میں مقبولیت کی تحریر دیکھ کر راضی و خوش ہو گا، اور بلکہ دنیا میں نیکی کرنے کا موقع نہ ملا۔ وہ اللہ کی دین، نبی کی شفاعت پر خوشیاں مناں گے، یا یہ مطلب ہے کہ مومن کے نیک اعمال نہایت اچھی شکلوں میں اس کے ساتھ ہوں گے، جن کو دیکھ کر انہیں دلی شادمانی ہوگی ۱۱۔ یعنی جنت میں جو شان کے لحاظ سے بھی بلند ہے، مکان و جگہ کے لحاظ سے بھی اونچی، چونکہ مومن دنیا میں عاجز و سکیں بن کر رہے، خوف اور غرور سے دور رہے، اس کے عوض رب تعالیٰ انہیں بلندی اور شان عطا فرمادے گا۔ ۱۲۔ تو تاجاںز بات سنیں، جیسے جسوت، نیت، نہ تکلیف، نہ جیسے طعن و تفتیح، نہ بے فائدہ بات، نہ دوزخیوں کی جتنی پکار۔ جس سے عیش و مکر ہو، چونکہ جنتی لوگ دنیا میں گائے بھالے کی آوازوں سے دور رہتے تھے۔ اس کے بدلے میں یہ نعمت ملی ۱۳۔ پانی کا، شہد کا، دودھ کا، شراب ملو رک۔ یہاں چشمہ سے جس چشمہ مراد ہے۔ لہذا یہ نہ تو اس کے خلاف دنیا عیناں نہیں، ان اور نہ اس کے خلاف غیرہ من تحتہ اللہ اندر خیال رہے کہ یہ جاری چشمے جنتی لوگوں کے صدقات جاری یہ مسجدیں کو نہیں، نیک اولاد و غیرہ کا بدلہ ہے ۱۴۔ جن کی بلندی سو گز ہے مگر جب جنتی ان پر چڑھتے ان سے اترا جائیں گے، تو وہ خود بخود نیچے آجائیں گے روح وغیرہ ۱۵۔ کوڑے تو چشموں کے کنارے چنے ہوئے اور قاتلین گھروں میں بچے ہوئے، جو آرام وہ اور نہایت ہی خوشنما ہیں ۱۶۔ (شان نزول) جنت و دوزخ کے حالات من کر لکھا کہ لے لکھا کہ زہری لکھا کہ دوزخی جی نہیں سکتے، اور جنت اور جنت کے وقت اوپر نیچے نہیں آجاسکتے، اور اتنی پرانی جنت کا تمام سالانہ پانا ہوا کہ خراب کیوں نہیں ہو گیا، ان کے جواب میں یہ آیات نازل ہوئیں ۱۷۔ اونٹ قدرت کی عجیب صنعت ہے، اس میں چند چیزیں بہت عجیب ہیں، اول یہ کہ جانور ذمت کے لئے پالے جاتے ہیں، یا کھیتی باڑی کے لئے، یا بوجھ لانے، یا سواری کے لئے، یا دودھ یا گوشت کے لئے، اونٹ میں یہ چھ باتیں موجود ہیں، دوسرے یہ کہ یہ رہنے کا جگہ ہے، جو کائنات اور معمولی چیزوں کو کھاکر گزار دے لیتا ہے، وہاں پندرہ دن بغیر کھانے پانی کے کھال لیتا ہے، تیسرے یہ کہ اونٹ میں اطاعت اور عشق کمال درجے کا ہے، چنانچہ ایک بچہ اس کو جساں چاہے لے جائے، عشق کی مستی میں طاقت سے زیادہ بوجھ اٹھا کر بہت راہ طے کر جاتا ہے، چوتھے یہ کہ یہ جگہ کا آلہ اور انبیاء کرام کی سواری ہے یا بچوں کی، اس کا پیشاب، دودھ، اون، بہت بیماریوں کی دوا ہے (عزیزی و خازن وغیرہ)۔ صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ اطاعت و عشق اونٹ سے سیکھو، کہ اونٹ میں یہ دونوں چیزیں کمال طور پر موجود ہیں، جو یار کے ذکر پر وجد و مستی میں نہ آئے، اور جو حضور کے ہر غلام کی فرمانبرداری نہ کرے، وہ اونٹ سے بدتر ہے۔ لہذا اونٹ سے ہر مومن و کافر کو سبق ملتا ہے اور یہ بہت کار آمد جانور ہے۔ ۱۸۔ کہ آسمان پر اس کے تارے اس تیزی سے حرکت کرتے ہیں مگر کوئی تارا اس سے

ہمزا نہیں، ایسے ہی جتنی انسانوں کے تحت اگرچہ تیز حرکت کریں مگر ان کے کوڑے نہ گریں گے، صوفیاء فرماتے ہیں کہ ہر آدمی اس کے آئینان ہم سے بہت دور ہے مگر ہزار ہا میل وہاں سے آ رہے ہیں، ایسے ہی اگرچہ ہر مذہب منورہ دور ہے مگر سارے فیض وہاں سے آ رہے ہیں، لاکھوں کوس سے سورج گندی زمین کو پاک کر دیتا ہے، ایسے ہی مدینہ کا سورج ہمارے گندے دلوں کو پاک فرماتا ہے۔ یا جیسے تم کسی صورت سے آسمان تک نہیں پہنچ سکتے، ایسے ہی کوئی شخص نبی کی عظمت تک نہیں پہنچ سکتا، جیسے آسمان کے تارے دریاؤں کی شکل میں مسافروں کو ہدایت دیتے ہیں، ایسے ہی آسمان نبوت کے تارے، یعنی صحابہ کرام مسافر آخرت کے لئے ہادی ہیں نیز کوئی شخص اگر آسمان تک نہیں پہنچ سکتا، ایسے ہی عابد و زاہد ہو کر نبی کے درجہ تک نہیں پہنچ سکتا، نیز کوئی شخص آسمان کی رحمت سے نہیں نکل سکتا، ایسے ہی کوئی شخص زندگی میں، قبر میں، حشر میں، حضور کی رحمت و نبوت سے نہیں نکل سکتا، خدا تعالیٰ رب العالمین ہے، حضور رحمت اللعالمین ۱۹۔ جو نہ ہوا اے اڑتے ہیں۔ نہ ڈرتے سے گرتے ہیں، زمین کو بھی جہنم نہیں کرنے دیتے، ان میں سے نسل، میرے، دریا، نمک و دیگر ہزار ہا قسم کی چیزیں نکلتی ہیں، صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ روحانی پناہ ہیں جو بھی راہ حق سے نہیں ہٹکتے، اپنے معتقدین کو قائم رکھتے ہیں، ایمان و عرفان کے سرچشمے ہیں، جن کا سلسلہ تاقیامت قائم رہے گا ۲۰۔ زمین اگرچہ گول ہے، مگر فراہی کی وجہ سے پگھلی، یعنی پچھی ہوئی معلوم ہوتی ہے، بظاہر ساری زمین یکساں ہے مگر اس کے جوہر مختلف ہیں، بنگال کی زمین اور، پنجاب کی اور، پھر کسی سے سونا لکڑی ہے، کسی سے دیگر دھاتیں، کیس بیل کے جتنے، ایسے ہی انسان بظاہر یکساں ہیں، مگر در حقیقت مختلف ہیں، کسی دل سے گندگی نکلتی ہے، کسی سے صرفت الٹی کے جتنے پھوٹتے ہیں

(بقیہ صفحہ ۹۷۵) ہم ارشاد ہوا کہ وہ حساب مرے، قبر میں جائے، اٹھنے کے بہت عرصہ بعد ہے، علیحدہ سے معلوم ہوا کہ قیامت میں حساب لینا رب کا قانون ہے، اگر کرم فرماتے تو بغیر حساب ہی مٹا دے۔ لہذا یہ آیت بغیر حساب والی آیت کے خلاف نہیں، خیال رہے کہ اس حساب کے لئے قیامت کا دن ختم ہوا، نہ دنیا میں لیا گیا، نہ قبر میں، کیونکہ وہ حساب مکمل ہو چکا ہو گا، دنیا میں انسان مرتے وقت تک عمل کرتا رہتا ہے، نیز ہر ایک آدمی بھی اچھا ہوتا ہے کبھی برا۔ لہذا یہاں مکمل حساب نہیں ہو سکتا، ورنہ حساب لینے کے بعد والے اعمال رہ جائیں گے، قبر میں بھی، مومن کے صدقات جاریہ، زندوں کے ایصال ثواب تاقیامت پہنچتے رہتے ہیں، نیز انہی حق والے جن کا بدلہ دلوانا ہے، یا جن سے بدلہ دلوانا ہے انہی زندہ ہیں، لہذا قبر میں بھی مکمل حساب نہیں ہو سکتا، اس لئے یہ حساب صرف قیامت میں ہو گا (تفسیر عزیز بی بی یہ مکمل بحث مطالعہ کریں) ۸۔ پھر سے مراد یا تو صبح کی نماز ہے کیونکہ اس وقت رات و دن کے فرشتے جمع ہوتے ہیں، یا صبح صادق کا وقت کہ اس وقت تمام مخلوق اللہ کا ذکر کرتی ہے، نیز وہ صبح قیامت کا نمونہ ہے، تمام سونے والے جاگ جاتے ہیں، یا یکم حرم کی صبح ہے جس سے سال شروع ہوتا ہے، یا یکم ذی الحجہ کی صبح، یا حضور کی ولادت پاک کی صبح، جس میں آسمان نبوت پر مکہ کا سورج چکا، جس کی برکت سے مکر کی رات مٹ گئی، ایمان کا دن نکلا، معلوم ہوا کہ جس وقت کو اللہ کے مشیروں سے نسبت ہو جائے، وہ عظمت والا ہے کہ رب نے اس کی قسم فرمائی، صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ انسان کی عظمت رات ہے جو خود اپنے نفس لہارہ کی اصلی حالت ہے، اور حضور الی اللہ ہو ناؤں سے جو مدینہ کے سورج کی توجہ سے ہوتا ہے، خیال رہے کہ رات خود زمین کا اپنا سایہ ہے، دن سورج کا نور ہے، یا اولیاء اللہ کا دنیا میں شافل ہونا قبض ہے، جو گویا رات ہے، اور ان کا مشغل ہلاہ ہو ناؤں یا فجر ہے، قریشک فجر کی چھ تیسریں ہیں، چار عالمانہ، دو صوفیانہ، ۹۔ ہر عید کی پہلی دس راتیں، کہ اس زمانہ میں حج کے ارکان لوٹا کئے جاتے ہیں، یا رمضان کی آخری دس راتیں، جن میں احکاف و شب قدر ہے، یا حرم کی پہلی دس راتیں، جن میں انبیاء کرام کے بڑے بڑے واقعات ہوئے اس سے معلوم ہوا کہ عبادت کے اوقات بھی اللہ کو پیارے ہیں، اور پیادوں سے نسبت رکھنے والی راتیں بھی محبوب ۱۰۔ یعنی جوڑے اور اکیلے کی قسم، مخلوق میں جوڑے ہیں، رب اکیلا ہے، مخلوق کی صفات میں جوڑے ہیں، علم، عقل، قدرت، ضعف، عمدہ، نیکی، زندگی، موت و غیرہ۔ رب کی صفات صرف انہی اور بلند ہیں۔ یا ہم لوگوں کے کام اچھے رہے ہیں۔ حضور کے کام صرف اچھے کہ ان سے گناہ سرزد ہوتا غیر ممکن ہے، یا چار نمازیں جوڑے ہیں اور نماز مغرب و ترہ طاق، لہذا یہ آیت حمد الہی بھی ہے، نعمت مصطفویٰ بھی، خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ ذات، صفات، افعال میں وتر ہے، ہم لوگ شیخ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم ذات و صفات میں شیخ، افعال طیبہ میں وتر کہ اچھے کام ہی کرتے ہیں ۱۱۔ اس رات سے یا صبح کی رات مراد ہے جو اندھیری بھی تھی، اور اس میں انبیاء فرشتے چلے پھرے تھے، حضور آسمانوں سے اوپر تشریف لے گئے تھے، یا شب قدر، جس میں رحمت کا نزول ہے یا مزدقہ کی رات، جس میں خلیج ذکر الہی کے لئے جمع ہوتے ہیں، پھر منی کو چلے جاتے ہیں، یا عام راتیں جن میں لوگ تہجد کے لئے اٹھتے ہیں ۱۲۔ یعنی عقل والے جانتے ہیں کہ ان مذکورہ وقتوں کو اللہ والوں سے نسبت ہے، اس لئے ان کی قسم ارشاد ہوئی، معلوم ہوا کہ برکت والے ہیں وہ وقت جو اللہ کی یاد یا اللہ والوں کی صحبت میں گزریں ۱۳۔ اسے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم، معلوم ہوا کہ پیغمبر کی نگاہ اگلے پچھلے تمام واقعات کا مشاہدہ کرتی ہے، حضور نے صبرائے میں ان لوگوں کا عذاب ملاحظہ فرمایا، جو اس وقت اپنی پیدائش میں نہ ہوئے تھے، ۱۴۔ خیال رہے کہ قوم عاد و ہن میں عاد اول یا قلدس، عاد بن، عوص بن، ارم بن، سام بن نوح علیہ السلام کی اولاد ہیں، انیس عاد ارم بھی کہتے ہیں، یہ عدن کے قریب رہتے تھے، دوسرے عاد آخری، جو حضر موت کے قریب احاف میں رہتے تھے، جن کے پیغمبر ہود علیہ السلام تھے، عاد اولی کا اسماعیلی قصہ صرف دو جگہ قرآن شریف میں مذکور ہے، النجم میں اور یسٰں، اس عاد اول میں شداد ہوا، جو تمام روئے زمین کا پدر شاہ تھا، اس نے عدن کے قریب جنت بنائی، جو تین سو برس میں تیار ہوئی۔ شداد کی عمر نو سو برس ہوئی ۱۵۔ جو بڑے قد آور خصوصیت نوح جو ان تھے، ان میں کا چھوٹا آدمی بارہ گز کا تھا، یا جنت ارم کی طرح کوئی ہستی پیدا نہ ہوئی، جو سونے چاندی کی اینٹوں، نمک و گھیر کے گارے سے تیار ہوئی، یا قوت و زبرد کے ستون تیار ہوئے، بچے سو تئیس برس تیار کی گئی، بھائے عکبر یزوں کے آبدار موتی لال دیا قوت بچھائے گئے ۱۶۔ قوم ثمود قوم عاد کے بچا زاد تھے، حجاز و شام کے درمیان آباد تھے، حجر سے والوی قرنی تک سترہ سو بڑے شرابور کئے تھے، سنگتراشی میں استو سے بہت قد آور مالدار تھے۔ حضرت صالح علیہ السلام ان میں نبی ہو کر تشریف لائے، آپ کی مخالفت کی وجہ سے کفار ثمود ہلاک ہوئے۔ ۱۷۔ فرعون نے چار سو سنوں کو جو بیٹا کیا یعنی دھوپ میں جتنی زمین پر ہاتھ پاؤں پھیلا کر لٹایا اور پتیلیوں پاؤں میں نہیں ٹھوکت دیں، جن میں سے حضرت آسیہ بھی ہیں اور آپ کی مشاطہ فریبت کی پیروی جس کو چھو بیٹا کیا اور اس کے تین بچوں کو اس کے سینہ پر ذبح کیا۔ اس لئے فرعون کو اسی اللہ آثار فرمایا ۱۸۔ قوم عاد و ثمود توحید کی حد تو ذکر شرک میں جکڑا ہوئے، اور فرعون بندگی کی حد سے گزر کر

خدا ہوتا، نفی کے معنی ہیں حد سے نکل جانا، اس لئے سیلاب کو طغیانی کہا جاتا ہے۔ ۱۸۔ فساد سے مراد دوسرے کو بھگانا، کثرت فساد سے مراد یا تو بہت عرصہ تک بھگانا ہے یا بہت طرح سے بھگانا، معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ جرم پر فوراً پکڑائیں فرماتا، خیال رہے کہ نفس لامارہ اولاً، مال و عیاشی کی رغبت دیتا ہے، پھر عزت حاصل کرنے کی، پھر دوسروں کو ذلیل کرنے کی، یہ تین چیزیں فساد کی جڑ ہیں، شریعت نے ذکوۃ صدقہ کا حکم دیا، تاکہ محبت مال دل میں نہ آئے، جماعت سے نیاز لازم کی، تاکہ دل میں غرور پیدا نہ ہو، غمخوار کے ساتھ کلمہ ہے کہ بندگی کرے، حیثیاتی زمین پر رگڑے ۱۹۔ اس سے دو سکے معلوم ہوئے ایک یہ کہ دنیاوی مطالب اگرچہ کتنے ہی سخت کیوں نہ ہو، مگر اخروی عذاب کے مقابل معمولی ہیں، دوسرے یہ کہ کفار پر یہ عذاب آخرت کے حساب میں وضع نہ ہوں گے، وہ عذاب پورا ہو گا کیونکہ رب نے ان عذابوں کو عذاب نہ فرمایا، بلکہ عذاب کا کوڑا فرمایا، جو کسی حساب میں نہیں ہے، ۲۰۔ قرآن کریم میں بھی انسان سے مراد انسان کی ذات ہوتی ہے، بھی مومن انسان، بھی نبی، بھی ولی، بھی خائف، بھی کافر، یہاں یا تو خائف انسان مراد ہے یا کافر، جو بے مبرا ادا شکر ہے، جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے، اسے نبی ولی سے کوئی تعلق نہیں

(بقیہ صفحہ ۹۶۸) غار وغیرہ پانی نہ رہیں، یہ پہلے جو کے وقت ہو گا دوسرے جو پر زمین لوہے کی طرح سخت اور میدہ کی روٹی کی طرح پختی و صاف ہوگی، رب فرماتا ہے جو ہم موبدل الارض غیر لادریں ۱۸۔ رب کے آنے سے مراد اس کے احکام کا آنا ہے، کیونکہ رب آنے جانے سے پاک ہے، کیونکہ وہ مکان سے خواہے اور حکم سے مراد حساب و کتاب کا حکم، اور لوگوں کا فیصلہ ہے نہ کہ شرعی احکام، ۱۹۔ میدان محشر میں ہر انسان کے فرشتوں کی علیحدہ قطار یا دونوں کے ہر طبقہ اور جنت کے تمام طبقوں کی علیحدہ قطاریں یا مقرب فرشتوں یا مدبرات امر کی علیحدہ قطاریں ہوں گی، وہاں کا انتظام کرنے کو اسی دینے، جتنی لوگوں کا استقبال کرنے، حضور کی خدمت کو خالی کرنے کے لئے، فرشتہ جیب بیت ناک اور خوش منظر موقع ہو گا، ۲۰۔ یعنی دونوں محشر والوں کے سامنے کی جگہ سے یا اپنی جگہ سے ہمارے میدان محشر کے قریب عرش کی بائیں طرف قائم کی جائے گی، اسے دیکھ کر سب نفسی نفسی پکاریں گے، سوار ہمارے حضور کے کپڑے اتنی اتنی فرمائیں گے، حدیث شریف میں ہے کہ دونوں کی ستر بزار بارائیں ہوں گی، ہر ایک پر ستر بزار فرشتے ہوں گے، جو کچھ کرنا نہیں گے، معلوم ہوا کہ جنت اپنی جگہ ہی رہے گی، یا دونوں اپنے معبود مقام پر ہی رہے گی، مگر محشر والے میدان محشر سے اسے نزدیک دیکھیں گے، ۲۱۔ یعنی کافراں دن اپنے گھرنے اعلیٰ سر پہے گا، بچھٹانے کا، تو یہ کہے گا، کافراں دن اپنے پیٹ پر کی صحت قبول کر لے گا، انہوں نے سچ کہا تھا، اب مجھے اجازت ہو تو نیکیاں کر لوں، مگر اس وقت نہ تو یہ مفید نہ صحت قبول کرنا قاعدہ مدہ، کیونکہ وقت گزر چکا ہے، وقت بڑھا ہوا حکمت چل نہیں دیتا، وہ جگہ عمل کی نہیں نتیجہ عمل کی ہے، ۲۲۔ یہاں زندگی سے مراد یا دنیاوی زندگی ہے یا اخروی زندگی، پہلی صورت میں آیت کا مطلب یہ ہے کہ کاش میں دنیاوی زندگی میں کچھ نیکیاں کما کر آگے بھیج دیتا دوسری صورت میں مطلب یہ ہے کہ کاش میں نے اس دنیا کی زندگی کے لئے کچھ بھیج دیا ہو، ساری عمر فانی زندگی کے لئے کمالی کی، خیال رہے کہ کفار کے لئے یہ بچھٹانا بھی عذاب ہو گا، دنیا میں ایک کار مومن کا کلام ہو تو ترقی و رجعت کا سبب ہے، محشر مومن کا بچھٹانا تو یہ ہے مگر کافر کا قیامت میں بچھٹانا محض عذاب ہے، ۲۳۔ یعنی کافر کو قیامت میں فتنہ تعالیٰ کی طرح کوئی عذاب و قید نہ دے گا، کیونکہ فرشتے، آگ، سب، پھوہ وغیرہ اسے جسمانی عذاب دیں گے، اللہ تعالیٰ اسے دلی اور روحانی عذاب میں جکڑا فرمائے گا کہ اس کے دلی میں گھبراہٹ اور روح کو بے حد بے چینی ہوگی، ایک قرأت میں عذاب اور یقینی قبول کے مینہ پر ہے، یعنی قیامت میں کافر کی طرح کسی انسان کو عذاب و قید نہ دی جائے گی، اس صورت میں آیت کے دو فائدے حاصل ہوں گے ایک یہ کہ سخت گھبراہٹ مومن کا عذاب بڑے نیک کافر کے عذاب سے بڑھا ہو گا، کافر باقی ہے، گھبراہٹ مومن مجرم نہ دوسرے یہ کہ کافر کو قیامت میں دنیا کے عذابوں سے سخت تر عذاب ہو گا، جیسے مومن کو آخرت میں دنیا کی راحتوں سے اعلیٰ راحت دی جائے گی، اس لئے دنیا کافر کی جنت ہے، مومن کی حوائط، اگرچہ یہاں کافر تکلیف میں ہو، اور مومن آرام میں، ۲۴۔ (شان نزول) یہ آیت کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ یا عثمانؓ غنیؓ یا حبیب بن ہدیٰ غسانیؓ کے حق میں ٹانل ہوئی، مگر حق یہ ہے کہ آیت عام ہے (مخازن) نفس سے مراد یا دل ہے یا بدن یا خود انسان، ملت وہ ہے جسے ایمان کے ساتھ یقین بھی نصیب ہو، عقیدے فرمایا کہ نفس ملت وہ ہے جو راضی، خفا، و ابن عطائے فرمایا کہ نفس ملت وہ ہے جو بغیر زور یا مبرہ نہ کرے، بعض نے فرمایا کہ ملت وہ جو اللہ کے ذکر میں مشغول ہو کر دنیا و دنیا کے غم سے آزلو ہو جائے (تفسیر صلی) عذاب یہ نفس مومن سے بوقت موت کما جائے گا، یا قبر سے اٹھنے وقت، یا حساب و کتاب سے فارغ ہو کر جنت میں جائے وقت

(تفسیر دارک) خیال رہے کہ رب کی طرف لوٹنے سے مراد ہے اس کی رحمت و قرب حضوری میں حاضر ہونا، نفس انسانی کے تین درجے ہیں، نفس لامارہ جو انسان کو برائی کی رغبت دیتی ہے، نفس لوارہ جو گھبراہٹ کو گناہ کے بعد طاعت کر کے توبہ کی طرف راغب کرتی ہے۔ نفس ملت جو اللہ والوں کو ذکر یا رے، اور آخرت میں دیدار بار سے شرف ہو کر سکون و اطمینان کا باعث ہوتی ہے (عربی) ۲۵۔ تو دنیا میں اللہ کی بھیجی معیتوں پر صابر و راجحوں پر شاکر رہ کر راضی برضا رہا، رب تیرے گناہوں کے باوجود تجھ سے راضی ہے تیری تھوڑی مہارت پر بڑا ثواب دے گا، دنیا میں اللہ والوں کے ساتھ ذکر کر کے حلقوں میں داخل ہو، یا وہ دین اختیار کر جو اللہ والوں کا ہے، یا مکرر صدقین، شہداء صالحین کی جماعت میں شامل ہو، کیونکہ تجھے ان سے محبت تھی، اور ہر نفس اپنے محبوبوں کے ساتھ ہو گا، یا قبر سے اٹھ کر نیکیوں کی جماعت کے ساتھ محشر میں جا، یا محشر سے فارغ ہو کر اللہ والوں کے ساتھ جنت میں جا، اس سے معلوم ہوا کہ انہوں کے ساتھ رب کی بڑی نعمت ہے، جو خوش نصیب کو میسر ہوتی ہے۔ دیکھو رب نے اس نعمت کا جنت سے پہلے ذکر فرمایا۔ لکھی کے سارے لوہا تر جانا ہے، پھول کے ساتھ گھاس گھدڑ میں بندھ کر تو تیرا جاتی ہے، اصحاب کف کے کہنے کو اولیاء کی محبت سے دائمی زندگی اور عظمت مل گئی۔

(بقیہ صفحہ ۹۶۸) سب سے پہلے مومن ہیں، ان سے نکل حرم ہے، دوسرے یہ کہ ان کی بھری کا دعویٰ کفر ہے، بیش ان کا بعد ہے زور و مال لازم ہے، ۳۸۔ اس طرح کہ انسان کو بخوبی معیتوں اور تشویع تکلیفوں میں ایسا گھیر دیا، جیسے برتن میں پانی کہ انسان کو بے کھجیو، افرمایا، ہزار بار تیاریاں اس پر مصلتا فرمائیں، روزی کما، اس کے ذمہ کیا، علاوہ کھانے کے کپڑے اور مکان کا حاجت مند عطا، فرشتوں، جنت، جانوروں میں سے کسی پر یہ بوجھ نہ ڈالے، پھر دنیا و دین کی لاکھوں ذمہ داریاں انسان پر رکھیں، پھر چاہتی کی شدت، قبر کی وحشت، حساب قیامت کی دہشت آگے ہے، اللہ جیسا یاد لگائے خیال رہے کہ ان معیتوں، تکلیفوں میں رب تعالیٰ کی بے شمار عطیہ ہیں، ہمارا نفس لامارہ مست گھوڑا ہے، اگر اس کے من میں ان تکالیف کی لگام نہ ہو، تو ہم کو ہلاک کر دے، ان تکالیف کے باوجود دعویٰ خدا الٰہی انسان ہی نے کیا،

(بقیہ صفحہ ۹۶۸) سب سے پہلے مومن ہیں، ان سے نکل حرم ہے، دوسرے یہ کہ ان کی بھری کا دعویٰ کفر ہے، بیش ان کا بعد ہے زور و مال لازم ہے، ۳۸۔ اس طرح کہ انسان کو بخوبی معیتوں اور تشویع تکلیفوں میں ایسا گھیر دیا، جیسے برتن میں پانی کہ انسان کو بے کھجیو، افرمایا، ہزار بار تیاریاں اس پر مصلتا فرمائیں، روزی کما، اس کے ذمہ کیا، علاوہ کھانے کے کپڑے اور مکان کا حاجت مند عطا، فرشتوں، جنت، جانوروں میں سے کسی پر یہ بوجھ نہ ڈالے، پھر دنیا و دین کی لاکھوں ذمہ داریاں انسان پر رکھیں، پھر چاہتی کی شدت، قبر کی وحشت، حساب قیامت کی دہشت آگے ہے، اللہ جیسا یاد لگائے خیال رہے کہ ان معیتوں، تکلیفوں میں رب تعالیٰ کی بے شمار عطیہ ہیں، ہمارا نفس لامارہ مست گھوڑا ہے، اگر اس کے من میں ان تکالیف کی لگام نہ ہو، تو ہم کو ہلاک کر دے، ان تکالیف کے باوجود دعویٰ خدا الٰہی انسان ہی نے کیا،

جھوٹے نبی انسان ہی بنے، ظلم و کثرت و خون انسان ہی کرتا ہے، مقبولان بارگاہ کے نفوس مارہ نہیں، ان کے لئے یہ تکلیفیں ترقی درجات کا باعث ہیں، غرضیکہ ہم وہ گندالوا ہیں، جو بجلی میں چپ کر، جھوٹے کی چوٹ کھا کر ہی سحر ہوتا ہے، وہ حضرات وہ خالص سونا ہیں جو بجلی کی گرمی پاکر زلزلہ کی طرح قرب محبوب حاصل کرتے ہیں، خیال رہے کہ ان تمام مصیبتوں میں اللہ کا ذکر بہترین علاج ہے، ظاہری نیک لادینے سے آپریشن کی تکلیف محسوس نہیں ہوتی، ذکر اللہ کے یکے سے مصیبتوں کی تکالیف کا پتہ نہیں لگتا، زبان معر حسن یوسف میں جب محو ہوئیں، تو انہیں اپنے ہاتھ کھینچنے کی خبر تک نہ ہوئی، ۵۰ (شان نزول) یہ آیت اسید بن خلفہ کے حقیقی نازل ہوئی، جو بڑا پہلوان تھا، اس کی طاقت کا یہ حال تھا کہ اگر چھڑ پاؤں کے دبا لیتا اور دس آدمی اسے کھینچتے، تو چھڑ پھٹ کر ٹکڑے ہو جاتا، مگر اس کے پاؤں تلے سے نہ نکل سکتا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تبلیغ اسلام فرمائی، جنت کی بشارت سنائی، دوزخ سے ڈرایا، تو وہ بلا دوزخ کے فرشتے میرا کیا کریں گے، ان سب کو اس کیلئے کافی ہوں تب یہ آیت آئی (روح و خزانہ) خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جسمانی طور پر لولا، ماں باپ، پھر استاد، پھر حکام و بادشاہ کے بس میں رکھا، تاکہ ان سب کی قدرتیں رب تعالیٰ کی قدرت کی دلیل بنیں، ایسے ہی روحانی طور پر ہم کو شیخ، عالم، اولیاء، فرشتوں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ماتحت اور ان کے بس میں رکھا، تاکہ یہ قدرتیں رب کی قدرت اور ہماری اپنی بنے، کسی کی دلیل بنیں، جو انبیاء، اولیاء، فرشتوں کی قدرتوں کا انکار کرے، وہ درحقیقت کفار کا ساقیہ رہتا ہے، جب ہم جسمانی پرورش میں بندوں کے حاجت مند ہیں، تو روحانی پرورش میں بھی متحول بندوں کے محتاج ہیں، ۱۰۰ (شان نزول) یہ آیت یا قودید بن مغیوہ کے حقیقی نازل ہوئی، جس نے حضور کی بدولت اور اسلام سے لوگوں کو روکنے کے لئے رشتہ میں دیں مگر اسلام کا زور نہ رکھا، تو تکلف انفس لیتے ہوئے یہ کہنے لگا، اس سے معلوم ہوا کہ وہ ہی مال اللہ کی رحمت ہے، جو اچھی جگہ خرچ ہو جائے، بری جگہ خرچ کیا ہوا مال دنیا میں انفس، آخرت میں شرمندگی کا باعث ہے، اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو ہمیری وزارت حاصل کرنے یا شادی یاہ کی ناجائز رسولا میں بیدار رہیں، خرچ کرتے ہیں، یا یہ آیت اسید بن خلفہ کے حقیقی اتزی جس نے حضور سے لغویہ عرض کیا تھا کہ میں نے خدمت خلق میں بہت چیز خرچ کیا، میں حق فیاض ہوں، تب اس آیت سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ جس صدقہ و خیرات میں رضامندی مقصود نہ ہو، صرف دنیا کا دکھلاؤ، رسوم کی پابندی ہو، وہ مال کی بربادی ہے، دیکھو رب نے اس خرچ کو مال کی بربادی فرمایا، یعنی کیا کافر کا گناہ ہے کہ ہم اس کے اعمال و نیت وار اوے نہیں دیکھتے، اس سے معلوم ہوا کہ مال خرچ کرنے میں مصرف بھی اچھا چاہیے، اور نیت بھی خیر، صدقہ کے لئے اچھا مصرف ایسا ہے جیسے دانہ کے لئے اچھی زمین، دکھلاؤ اور نیت خیر ایسی ہے جیسے دانہ کے لئے پانی، دونوں کی مدد سے دانہ اٹتا ہے، اگرچہ آنکھیں جانوروں کو بھی ملیں مگر انسان کی آنکھ جس قدر کام دیتی ہے، جانور کی آنکھ نہیں دیتی، انسان آنکھوں سے آنسو بہا کر گندہ صاف کر لیتا ہے، کھب دیکھ کر حاجی اور نبی کو دیکھ کر صحابی بن جاتا ہے، اس آنکھ سے ماں، بیٹی، پوری دوست، دشمن کو مختلف نگاہوں سے دیکھتا ہے، اس آنکھ میں آسمان و زمین سمندر سب کچھ سما جاتے ہیں، نور نظر نہ آگ سے جلا ہے، نہ برف سے ٹھنڈا ہوتا ہے، شیشوں سے گزر جاتا ہے۔ آن کی آن میں آسمان و مشرق و مغرب کی سیر کرتا ہے، اس میں غور کر کے ہم ہزار ہا عقائد کے مسائل حل کر سکتے ہیں، جیسے مسئلہ معراج، یا حضور کا حاضر ناظر ہونا یا اولیاء اللہ کی کرامت طے ارض، یعنی تیز رفتاری، سو فیاض فرماتے ہیں، دو آنکھوں سے مراد دماغ اور دل کی آنکھیں ہیں، دماغ کی آنکھ میں بصارت ہے اور دل کی آنکھ میں بصیرت، دماغ کی آنکھ سے عالم شہادت دیکھا جاتا ہے، دل کی آنکھ سے عالم غیب کا نظارہ کیا جاتا ہے، بصارت سے قرآن کے الفاظ دیکھے جاتے ہیں، بصیرت سے قرآن کے اسرار، بصارت سے حضور کی جہت کا مشاہدہ کیا جاتا ہے، بصیرت سے حضور کی نورانیت کا نظارہ ہوتا ہے، بصارت و نیاوی سرمد سے تیز ہوتی ہے، بصیرت خاک پائے اولیاء سے، جب بصارت کے ساتھ بصیرت کا نور کھل ہو جاتا ہے، تو یہ بصارت سارے عالم کی سیر کرتی ہے، جیسے بجلی کی نارنگ جانے سے آج ہم ہزار ہا میل کی آواز سن لیتے ہیں، بصارت، بصیرت کے بغیر کفر و العاد تک پہنچاتی ہے، بصیرت سے مل جاوے تو جب کرشمے دکھائی ہے۔ شعر

۱۰۰

☆ عقل زیرِ حکم دل پر دانی است! ☆ چوں زول آزاد شد شیطانی است ☆

اب پڑھو اہم جعلت عینین ۹۰ خیال رہے کہ آنکھ دو سرے کو دیکھتی ہے، اپنے کو نہیں دیکھ سکتی، اور زبان اپنا حال بیان کر سکتی ہے، دوسرے کا نہیں، ان کا آپس میں تقابل ہے، دیگر ظاہری اعضاء دو ہیں، مگر زبان ایک، تاکہ انسان کلام کم کرے، کلام زیادہ کرے نیز اپنی زبان ایک رکھے، دو زبان ولا متعلق ہوتا ہے، نیز زبان بھی ایک ہے۔ دل بھی ایک، تو چاہیے کہ دل و زبان ایک رہیں، زبان کو دو ہونٹ کے چمک میں قید کیا، اس پر ۳۲ دانتوں کا پہرہ لگایا، تاکہ معلوم ہو کہ زبان کی آزادی نہیں اچھی، آزاد زبان خالق و مخلوق سے دور کر دیتی ہے، یہ بھی خیال رہے کہ کسی کی زبان پر نفس مارہ ہوتا ہے، کسی کی زبان پر شیطان کسی کی زبان پر فرشتہ، اور کسی کی زبان پر رب تعالیٰ ہوتا ہے، غرضیکہ انسانی زبان رب تعالیٰ کی قدرت کاملہ کی مظہر اتم ہے، اسی لئے اپنی خاص نعمتوں میں اس کا ذکر فرمایا، آیات قرآنیہ اور تمام دعائیں گویا کائنات میں زبان را نقل، اچھی را نقل سے لائق تر ہو کر کرتا ہے۔ پاک زبان سے قرآن و دعائیں زیادہ اثر کرتی ہیں، فدا زبان پاک رکھو، تاکہ قرآن کا نور دیکھو، صوفیاء کرام کے نزدیک اسلام و ہدایت کی زبان قرآن شریف ہے، اور حضور کے عمل و قول دونوں لب ہیں جیسے بغیر لبوں کی مدد کے زبان دل کا راز نہیں کھول سکتی، ایسے ہی بغیر عمل و قول مصطفیٰ قرآن سے اسرار الہیہ کھل نہیں سکتے، ۱۰۰ یعنی ماں کے دودھ بھرے پستانوں کی کہ بچے کو ان کا چوسنا، اور بھوک کے وقت رو رو کر ماں کو بلانا سکھایا، معلوم ہوا کہ رحمت الہی رو رو کر مانگی چاہیے، اور رب سے بھی تائید نہ ہونا چاہیے، جب اس نے ہمیں ایسی بے بسی میں روزی حسب ضرورت بخشی، تو کیا اب نہ دے گا ضرور دے گا، یا رب نے انسان کو خیر و شر کے راستے دکھائے، خیر کا راستہ اختیار کرنے کے لئے دکھایا، شر کا راستہ بچنے کے لئے یا شریعت و طریقت کے راستے دکھائے، شریعت سے جسم کی پاکائی ہے، طریقت سے دل کی صفائی، یہ دونوں راستے رب تک پہنچنے کے ہیں، معلوم ہوا کہ دین وہ سچا جس میں شریعت و طریقت دونوں ہوں۔ ۱۰۱ یعنی انسان نے ان مذکورہ نعمتوں کے شکر یہ ہیں وہ نیکیاں نہ کیں، جو نفس پر گراں ہیں، جن کا ذکر آگے آ رہا ہے، حلاکہ بادشاہ کی تحفہ لے کر اس کی بھاری بھاری خدمتیں انجام دیتا ہے، یہاں رب نے انسان کی بیوقوفانہ ناگہری کی شکایت اپنے حبیب سے کی، اس سے معلوم ہوا کہ نیکیوں میں جلدی کرنی چاہیے، جیسا کہ غنیمت سے معلوم ہوا اور نیکیاں جنت کا نیک و شوار راستہ ہیں جیسا کہ عتبہ سے معلوم ہوا ۱۰۲ یعنی اسے مسلمان قہجے کیا خبر کہ جنت کا دودھ

دشوار راست کیا ہے 'معلوم ہوا کہ آخرت کی چیزیں انبیرونی کی رہبری کے اپنی عقل و سمجھ سے معلوم نہیں ہو سکتیں۔ عقل دنیا کی چیز ہے، دنیا ہی کو سمجھ سکتی ہے یا اسے محبوب جیسے کیا خبر کہ وہ مقب کیا ہے' اس صورت میں یہ کلام اگلے مضمون کی اہمیت دکھانے کے لئے ہے، نہ کہ حضور کے علم کی نفی کے لئے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام اعمال پر نبوت سے پہلے ہی عامل تھے، جن کا ذکر آئندہ ہو رہا ہے، جنہیں رب نے عقبہ فرمایا، پھر کیسے ہو سکتا ہے کہ حضور کو اس کا علم نہ ہو۔ اس لئے غلام کو آزاد کر دینا، یا دوسرے کے غلام کو آزاد کر دینا، یا مسکب کا بدلہ کثرت لوار کر کے آزاد کر دینا، یا مقروض کو قرض سے رہائی دینا، غلام تہدی کو قہر سے چھڑانا، صحبت زدہ کو صحبت سے بھارت دلانا، سب کچھ اس میں داخل ہے۔ موصوفہ فرماتے ہیں کہ دل کو نفس لہارہ کی قید سے آزاد کرنا، اپنے کو دنیا کے مجسمت سے دور کرنا، ایک اعمال کر کے اپنے کو دوزخ سے آزاد کر لینا، اس میں داخل ہے 'مومن میت کے زہر اگر روزے، نماز رکھے ہوں، تو ان کا فائدہ یہ (جلد استقامت) کر کے اسے آخرت کی گرفتاری سے چھڑانا، بھی اس میں شامل ہے، بلکہ یہ بدرجہ اولیٰ ہے کہ میت مجبور و لاچار ہے، اس آیت سے ایصال ثواب، ختم قاضی، خیر، دوساں، جلم وغیرہ کا ثبوت اعلیٰ درجہ کا ہوتا ہے کہ ان سب میں میت کی گردن کو خطاب الہی سے چھڑانا ہے۔ اس وقت سال کا زمانہ ہے کہ اس وقت خود اپنے کو کھانے کی رغبت و حاجت بہت ہوتی ہے، محتاجوں کو کھانے کی تکلیف ہوتی ہے، 'معلوم ہوا کہ حاجت کے وقت پیاری چیز خیرات کرنا بہت اجر کا باعث ہے، یا بلا رمضان مراد ہے، 'معلوم ہوا کہ رمضان شریف میں کھانے کی خیرات کا بہت ثواب ہے، صلا انسانوں میں وہ بچہ جیم ہے، جس کا باپ مر جائے، جانوروں میں وہ بچہ جیم ہے جس کی ماں مر جائے، موتی وہ جیم ہے جو سچ میں آگیا ہو، سب ہی اچھا بھلا مٹتا ہے، سب غم اچھا ہو بروقت بڑا جائے، اچھی زمین میں کاشت ہو، محال کھانا اچھا ختم ہے، قضا کا زمانہ، کاشت کا موسم، قربات دار اچھی زمین ہے، اس صدف کے بہت اجر ہیں، قربات عام ہے، نسبی ہو یا سراسر، الہی یعنی نہایت ننگ دست جس کے پاس نہ تو رہنے کے لئے مکان ہو، نہ بچانے کے لئے ہنر، مکمل زمین میں فرش خاک پر گزارہ کرنا ہو، اس میں امام اعظم رضی اللہ عنہ کی دلیل ہے کہ مسکین وہ جس کے پاس کچھ نہ ہو، فقیر وہ جس کے پاس نصاب سے کم مال ہو، یا خاک فقیر سے مراد غازی یا بے وسیلہ مسکین ہے، یا وہ فقیر جو بھیک نہ مانگے، اپنے فقر کو چھپائے کہ ان کو صدقہ دینا افضل ہے، عباد اس طرح کہ پہلے ہی سے مومنین صالحین کی جماعت میں سے ہو، کیونکہ ایمان ایک عمل کی شرط ہے اور شرط شرط سے پہلے ہوتی ہے، اسی لئے تھان ارشاد ہوا، یا مطلب یہ ہے کہ کوئی کار زمانہ نکلیں نہ کہ وہ نیکیاں کرے، پھر مومن ہو جائے، تو اس کی وہ نیکیاں کار آمد ہیں، پہلی صورت میں تم ترتیب ذکر کے لئے ہے، دوسری صورت میں ترتیب واقعی کے لئے، اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہر مومن مسلمانوں کے راست پر رہے، علیحدہ راست اختیار نہ کرے، اور اپنے کو مسلمانوں میں سے ایک جانے، شان و شوکت کا مالک نہ کیجے، عبادات مسلمانوں کے ساتھ کرے، جماعت کی عبادت قبول ہے جیسا کہ من لادن سے چہ لا کا ۱۸ صبر کی فرد میں شمار سے باہر ہیں، کیونکہ دنیاوی تکالیف حد سے دور ہیں، ہر تکلیف پر علیحدہ صبر ہے، مگر صبر عین قسم کا ہے، عبادات پر صبر عین عبادت کرنا، عبادت کی سختی برداشت کرنا، کما ہوں سے صبر کہ باوجود نفس کے کھانے کے گھٹنے نہ کرے، معیتوں میں صبر، کھانا، شہامت، سخاوت، ریاضت، صبر ہی کی قسمیں ہیں، صبر ہی افضل ہے، اس لئے صبر کا ختم نماز سے پہلے دیا گیا کہ فرمایا، واستعین بالصبر والصلوة، صبر کا بدلہ ذات ذوالجلال ہے، مگر ارشاد ہوا، ولا تفسدوا الصلوات بمتاعنا، باب تفصل سے، 'معلوم ہوا کہ ہر مسلمان کو مطلع ہونا چاہیے، اور ہندو طاقت تخلیق کرنی چاہیے، وہ کسی کاکل یا بیض حق بار بار غم ہے، پھر واقعہ یہ ہے کہ حق سے زیادہ یا بلا احتیاط نہ رازم، رزم اپنے نفس پر یہ ہے کہ اپنے گود نرغ سے بچایا جائے، جنت والے اعمال کے جاویں اپنی اولاد پر یہ رزم ہے کہ انہیں دین و دنیا کی کامیاب زندگی سکھائی جاوے، مرنے والوں کو دوستوں پر رزم یہ ہے کہ انہیں اچھی باتوں کا ختم، بری باتوں سے منع کیا جاوے، ذاتی دشمنوں پر رزم یہ ہے کہ انہیں صفائی دے دی جاوے، قوی دشمنوں پر رزم یہ ہے کہ ان کے شر سے دنیا کو بچایا جاوے، کہ ان کی دشمنی کو، یا خود ان کو خفا کر دیا جاوے، گئے حضور کو کثرت دعا، کثرت سے زہریل گھاس نکال دینا رزم ہے، غرضیکہ رزم و مہربانی میں بہت وسعت ہے

(بقیہ صفحہ ۹۸۲) ہے، ظاہری و باطنی، عقلی ظاہر کا نام شریعت ہے جو ہمارے قاب کو درست کرتی ہے، عقلی باطنی کا نام طریقت ہے، جو ہمارے قلب کو مستباحی ہے۔ وضو میں ان دونوں ہی تعلیم کی طرف اشارہ ہے، یا سورج سے مراد انسان کی روح ہے، اور چمک و روشنی سے مراد جسم میں اس کے اثرات، اب اس طرح کہ جب سورج اڑے تو چاند نکلے، جیسے چودھریں شب میں، یا سورج کے طلوع کے بعد چاند طلوع ہو، اور غروب کے بعد غروب ہو، جیسے کیم نام کو چاند کا یہ انداز چھاد انسانی زندگی، اور قوموں کی ترقی و تہذیب کی خبر دے رہا ہے، یا سورج سے مراد حضور ہیں اور چاند سے مراد حضرت ابو بکر صدیق، کیونکہ آپ بعد ہی تمام خلق سے افضل ہیں، جیسے سورج کے بعد چاند، نیز آپ حضور کے خلیفہ بلا فصل اور حضور کے بعد وفات پا کر حضور کے ساتھ دکن ہوئے والے ہیں، پیچھے آنے کے یہ معنی ہیں کہ اس سے آپ کی انصافیت اور خلافت بلا فصل ثابت ہوئی، یا طمس سے مراد حضور اور قر سے مراد حضور کی امت کے اولیاء و علماء ہیں، جو تاقیامت امت کو حضور کا پچھانے رہیں گے یا طمس سے مراد روح انسانی ہے اور قر سے مراد اس کا دل، جس پر روح کی جگہ پڑتی ہے، اور دل میں ایمان و عرفان وغیرہ پیدا ہوتے ہیں، یعنی مومن کے دل کی قسم جب وہ روح کے پیچھے ہو، نفس لہارہ، یا شیطان کے پیچھے نہ ہو، دل زمین کی طرح ہے، کہ کبھی اس پر روح کرتی ہے، کبھی نفس لہارہ، یعنی سورج کو ظاہر کرے، اس طرح کہ صبح صادق کا نور دیکھ کر لوگ طلوع آفتاب کو قریب سمجھیں، اور دھوپ دیکھ کر سورج کا طلوع معلوم کر لیں، وجود خالق میں سورج دن کی طلع ہے، قضا آیت پر یہ اعتراض نہیں کہ سورج سے دن چمکتا ہے، نہ کہ دن سے سورج، بلکہ خیال رہے کہ دن رات سے عمریں ختم ہوتی ہیں، ان ہی سے عالم میں انقلاب آتے ہیں، ان ہی سے موت و حشر کا پتہ لگتا ہے، ان ہی سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان پر صحت بیماری، ملاحاری، ناواری، آبی ہی رہیں گی، اس لئے رب تعالیٰ نے دن و رات کی تقسیم فرمائی، موصوفہ کرام فرماتے ہیں کہ جو وقت رب کی یاد میں گزرے، وہ دن ہے، جو غفلت میں گئے وہ رات، اولیاء اللہ پر بسط کا وقت دن ہے، قبض کا وقت رات، لیکن اس دن کی قسم ہے، جو سورج یعنی نور لہی کو اکر کے دل پر چکاوے، نگاہ دیکھیں، وغیرہ کی عبادت دن میں، مومن کی عبادت دن ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سخاوت و عبادت میں فرق ہیں جو نیکی حضور کے قوسل سے کی جائے، وہ عبادت ہے، اس پر ثواب ہے، اس کے بغیر عبادت ہے، جس پر کوئی ثواب نہیں، ۸۔ چونکہ آسمان زمین کو تعمیر ہوئے ہے، اور زمین پر بادش و دھوپ وغیرہ تمام رحمتیں آسمان ہی سے آتی ہیں، آسمان رب کی قدرتوں، رحمتوں کا ظہر ہے، اس لئے اس کی قسم ارشاد ہوئی، یا آسمان سے مراد نبوت محمدیہ ہے جو ساری خلق کو جنت سے پیش تک گھیرے ہے اور رب کی ساری رحمتیں حضور کے ذریعہ بندوں تک پہنچتی ہیں

(یعنی صفحہ ۹۸۲) بہترین مآل (فطاس غلام) اللہ کی راہ میں دیا اور روز ازل سے منتقل ہوئے کہ دنیا میں آکر بھی گناہ نہ کیا اور جنہوں نے ہر اچھی بات یعنی حضور کے ہر قول و فعل کو قوالہ "مطابق" اعتقاد رکھا، انہی کے لئے دنیا، نزع، قبر، حشر میں ہر طرح کی آسائیاں مہیا کر دیں گے بلکہ ان کی عقلی عالم کی عقلیں آسمان کر دیں گے، حضور کی وفات کے بعد اسلام و مسلمین کی عقلیں انہیں عقل مشکلات صدیق اکبر کی عقلی حل ہوئیں، یا یہ مطلب ہے کہ جو شخص ہر طرح کامل ہندوؤں کو دے اور زیادہ صحت و شفا، اچھا اور مسلمان سے بچے، تمام ایمانیات کی تصدیق کرے، اسے دنیا میں مرتے وقت قبر، حشر میں آسائیاں ہوں گی، غرضیکہ یہ آیت بہت جامع ہے، خیال رہے کہ صدقہ مال کا بھی ہونا ہے، اہل کا بھی، مکمل کا بھی لفظ یہ آیت صرف امیروں کے لئے نہیں، بلکہ امیر و غریب سب کے لئے ہے، اسی لئے رب نے اعلیٰ کو مطلق فرمایا، مال کی قید نہ لگائی، ۱۶۔ اسے بنی خلف جس نے اپنا مال بیٹھ خلافت دین میں خرچ کیا، معلوم ہوا کہ حرام جگہ خرچ کرنا حلال نہیں، بلکہ اول درجہ کا نفل ہے۔ ۱۷۔ اپنے کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بے نیاز جانا، معلوم ہوا کہ اپنے کو حضور سے بے نیاز جانا اسے بنی خلف کا طریقہ ہے، اور اپنے کو بیٹھ حضور کا محتاج جانا سنت صدیقی ہے۔ ان کا تو کعبہ معظمہ بھی حاجت مند ہے۔ کہ حضور کی رضا پر قبلہ بنا، اور حضور کے ہاتھوں ہوں سے پاک ہو، ۱۸۔ زندگی میں بھی کہ ایسے کاموں کی طرف رعبت ہوگی، جو دوزخ کا ذریعہ ہیں، زندگی غفلت میں گزارے گا، مرتے وقت بھی کہ حاجتی کے ساتھ گمراہ چھوئے، آگے مذاب قبر و حشر کا صدر ہو گا، قبر میں بھی کہ حساب قبر میں اسے دشواری ہوگی، حشر میں بھی کہ حساب اس کا سخت ہو گا، اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے، ۱۹۔ چنانچہ اسے بنی خلف بدر میں بے کسی کی موت مارا گیا، اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ عام مومنوں کی موت کو وفات اور خاص مومن کی موت کو عرس کہہ سکتے ہیں، مگر کافرو غافل کی موت کو ہلاکت کہتے ہیں، مومن اپنی زندگی کا مقصد چار کر کے مرنے پر جیسے ایک کار ملازم ٹیک ٹائی کے ساتھ رہنا، جو کرکٹ میں جانا ہے، مگر کافر اپنی زندگی کا مقصد چار رکے بغیر ایسا مرنے پر جیسے غافل کو کرکٹ کے ساتھ ٹیک ٹائی کرکٹ میں بھجا جاتا ہے، دوسرے یہ کہ کافرو غافل کامل موت کے وقت کام نہیں آتا، مگر مومن کامل، اولاد وغیرہ سب چمک کام آئے گا، کیونکہ مال کا کام نہ آتا، کفار کا مذاب ہے، بنی یعنی ہمارے دہر صرف اچھا برا راہ دکھاتا ہے، نہ کہ کسی کو مجبور کر کے اچھا بناتا، ورنہ فرشتوں کی طرح انسان بھی بڑا ذوق کا اقتدار نہ ہوتا، جیسے دنیاوی اچھائی برائی کی ہدایت کے لئے آگ، کان، ناک، زبان، جی، جس سے بھول و گمان، غیبت، کڑوے، گھنڈے گرم میں فرق کر کے، پھر سورج کے نور، اظہار یونان کے ذریعہ ہدایت بخشی، ایسے ہی روحانی اچھائی برائی سمجھانے کے لئے عقل سلیم بخشی اور انبیاء اولیاء طہارہ پیدائے، لفظ اولاد بھی نہیں ہی سے مانگو، اور آخرت بھی، بعض لوگ صرف دنیا مانگتے ہیں، بعض صرف آخرت اور بعض دونوں، پہلے لوگ اشدی ہیں، تیسرے لوگ اقلی، دوسرے درمیانے، چونکہ دونوں جہان آباد رکھنا ہے، لہذا اشدی اور اقلی لوگ پیدا فرمائے، خیال رہے کہ انبیاء کرام اولیاء سے دین و دنیا مانگنا ایسا ہے، جیسے دنیاوی حکام و حکیموں سے داد و دانا مانگنا، شرک ہے، نہ گناہ، بلکہ عہد غلوئی ہے، چونکہ آخرت دنیا سے افضل ہے کہ وہ ہائی ہے، دنیا اقلی، اور آخرت منصور ہے، دنیا وسیلہ ہے، آخرت میں کوئی ظالمین نہ ہو گا، دنیا میں لاکھوں ہیں، آخرت کے بڑاؤں مگر ہیں، دنیا کا کوئی مگر نہیں، ان دونوں سے آخرت کا ذکر پہلے فرمایا، دنیا کا بعد میں، دنیا باغ لگانے یا مکان بنانے، یا اولاد پالنے یا تحصیل علم کا زمانہ ہے، جو شغف میں گمراہ ہے، آخرت بچل کھانے، آرام پانے کا زمانہ ہے، وہاں انشاء اللہ جہن ہو گا، ۲۰۔ جو خاص اسے بنی خلف کے لئے تیار کی گئی ہے، جیسا کہ آئندہ صرے معلوم ہو رہا ہے، یا پادری کی آگ، جس سے دوزخ کے باقی بچتے چاہتے ہیں، اس میں صرف بدترین کفار رہیں گے، بائیس سال کی راہ سے کافروں کو کیچنے کی ۳۱۔ اسے بنی خلف جو بیواہی بد نصیب ہے کہ حضور کے عجزات دیکھ کر بھی ایمان نہ لایا، جیسے حضور کو دیکھنے والے مومن بڑے خوش نصیب ہیں، ایسے ہی حضور کو دیکھ کر کافر رہنے والے بڑے بد نصیب، یا اس نے بلال، جیسے ولی کو ستایا، ولی کے دشمن کو رب نے اعلان جنگ دیا (صحت) لفظ وہ بڑا بد نصیب ہے، معلوم ہوا کہ ولی کا دشمن بڑا بد بخت ہے، اگرچہ اس کے پاس مال و اعمال کا ذخیرہ ہو، ۲۱۔ یعنی اسلامی احکام یا قرآن کریم، یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دل سے بھجوا جانا، اور عقل سے ان کی مخالفت کی، غرضیکہ قلب و قالب کا بکھر ہول، اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ کھار مومن سخت آگ کا شحق نہیں، کہ اس کا دل انکاری نہیں، دوسرے یہ کہ کفار کے ساتھ بچے دوزخی نہیں، کیونکہ انہوں نے دل و جسم کے دونوں جرم نہ کئے، تیسرے یہ کہ قرآن شریف اور بزرگوں کی طرف پیٹھ کرنا نہ چاہیے، کہ یہ بھی نوابی میں شمار ہے، ۲۲۔ ان آیتوں میں ابوبکر صدیق کے بہت مناقب ارشاد ہوئے، ایک ان کا دوزخ سے بہت دور رکھا جانا، یا اس طرح کہ دنیا میں نہ کوئی گناہ سرزد ہوا نہ ہو گا، قبر و حشر میں دوزخ سے اتنا فاصلہ کہ وہاں کی گرمی تو کیا آواز بھی نہ آئے، رب فرماتا ہے، لا یصعبون حبیباً یا اس طرح کہ ان کی اولاد بلکہ تاقیامت ان کے سامنے والوں کو دوزخ سے نجات ہو گی، ۲۳۔ یہ حضرت ابوبکر صدیق کی دوسری منجبت ہے، اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ ساری امت محمدیہ میں ابوبکر صدیق بڑے عقل و پرہیزگار ہیں، کیونکہ اقلی مطلق ارشاد ہوا، دوسرے یہ کہ بعد انبیاء ابوبکر صدیق کا بیڑا پرہیزگار ہو نا، چنانچہ قرآن سے ثابت اور بڑے پرہیزگار کا افضل ہونا بھی قرآن سے ثابت، لہذا الفضیلت صدیق قطعی ہے، اس کا مگر گمراہ ہے، اس لئے رب نے انہیں، ورنہ انھیں فرمایا، دلاہا قل و لا یغفل عنکم، اور حضور نے انہیں اپنے عرض و وفات میں تمام صحابہ کی امامت کے لئے منتخب فرمایا، تیسرے یہ کہ جو شخص یا تاریخ حضرت صدیق کا مہیب بیان کرے، وہ جھوٹی ہے، کہ قرآن کے خلاف کہتا ہے، ۲۴۔ اس سے چند فائدے حاصل ہوئے، ایک یہ کہ ابوبکر صدیق کے تمام صدقات و خیرات قبول ہیں، کیونکہ یہاں بذاتی مضارع فرمایا گیا، جو دوام تجدیدی چاہتا ہے، حضرت صدیق نے اپنا سارا مال غزوہ تبوک کے موقع پر خیرات کر دیا۔ حضور ان کا مال ایسا خرچ کرتے تھے جیسے باپ حلال سے منہ دینے کا مال ہے، مال خرچ کرتا ہے، مسجد نبوی کی زمین ابوبکر صدیق نے وقف کی، جس پر آج گنبد فقراء جنت کی کیاری، منبر رسول وغیرہ واقع ہے، حضرت بلال اور بہت سے غلاموں کو آزاد کیا، دوسرے یہ کہ ابوبکر صدیق کے ہر صدقہ میں اعلیٰ درجہ کا اخلاص ہے، جس کی رب کو اپنی دے رہا ہے، تیسرے یہ کہ صدقہ و خیرات سے دل کی صفائی حاصل ہوتی ہے، کیونکہ یہاں نزکی شری ذکوہ مراد نہیں، کہ وہ توبہ و ہجرت فرض ہوئی اور سورہ وائل کی ہے، دل کی طہارت اور فضا کی زیادتی مراد ہے، بلکہ بزرگوں کے دینے والے مال، پانی، خشک روٹیوں کے کھانے سے دل منور ہوتا ہے، حضور کے پاؤں کے دھوئے سے شفا حاصل ہوتی تھی، ۲۵۔ (شان نزول) بعض کفار کہہ لے کما تھا، کہ شاید حضرت بلال یا اسے بنی خلف کا ابوبکر صدیق پر کوئی احسان ہو گا، جس کے بدلہ میں انہوں نے اتنی گراں قیمت میں حضرت بلال کو خرید کر آزاد کیا، ان کی تردید میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، جس میں فرمایا گیا، کہ حضرت صدیق پر تم میں سے

دی کہ تھارے ذریعہ کعبہ پیش کے لئے بجائے، تہ خانہ کے خانہ خدا بن جائے گا، عرب کی بدعتی کعبہ کی حالت، تھارے عظمت شان دکھانے کے لئے ہے، سورج کی قدر اندھیرے سے ہوتی ہے، یا تاقیامت امت کی بدعلییاں ملاحظہ فرما کر قلب پاک کو دکھ تھا، رب نے شفاعت دے کر حضور کے قلب کو تسلی دی، معلوم ہوا کہ حضور انجی امت کے سارے حالات سے خبردار ہیں، ورنہ آپ کو دکھ نہ ہوتا، کیونکہ اس زمانہ میں سارے صحابہ متقی تھے، صوفیا فرماتے ہیں کہ بوجہ سے مراد نبوت، شفاعت، تبلیغ، امت الہیہ کی تقسیم، قرآن کی تبلیغ و تقسیم کی ذمہ داریوں کا بوجہ ہے، جو حضور پر گراں تھا، اور اس بوجہ کے اٹارنے سے مراد ہے حضور کو ایسے جان نثار صحابہ عطا فرمائے جنہوں نے ان سارے کاموں میں حضور کا ہاتھ بٹایا، لہذا یہ آیت حضور کی نعمت اور صحابہ کرام کی محنت ہے، خیال رہے کہ ذمہ داریاں ایماندار کے لئے بوجہ ہیں، اور بے ایمان، خدا کے لئے بیش کاملاں، اس بوجہ کو ملاحظہ فرما کر موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا تھا، رب! شریف جلیل صدقہ! حضرت سلیمان علیہ السلام نے عرض کیا، ہا، جلیل مصلایہ! لا، صدقہ! یوسف علیہ السلام زمانہ قحط سالی میں ایک وقت صرف چند تھکے کھاتے تھے، فاروق اعظم نے اپنی خلافت میں بھی کھانا چھوڑ دیا تھا، لہذا جو فرمائے میں حضور کی امانتداری کا اظہار ہے نہ کہ آپ کی توہین، یا یہ مطلب ہے، اپنے بعد اسلام و قرآن قاریاں جانے کا اندیشہ، غم تھا، ہم نے وعدہ فرمایا کہ آپ کی امت میں تاقیامت علماء اولیاء پیدا کئے جائیں گے، جس سے دین محفوظ رہے گا، آپ کا یہ فہم دور ہو گیا، معلوم ہوا کہ حضور کے صحابہ اور علماء دین حضور کا ایسا ہاتھ بٹانے والے ہیں، جیسے لائق بیٹا باپ کا، اس لئے رب نے حج قرآن و جمع حدیث، علوم دینیہ بٹانے کا کام ان بزرگروں سے لیا، یا مطلب یہ ہے کہ آپ کو نبوت کی ذمہ داریوں سے دلی غمی ہوتی تھی تو ہم نے آپ کو سبکست، امت، جبرائیل، اسحاق، دل کی وسعت کی نعمتیں بخش کر یہ بوجہ اٹھا دیا، خیال رہے کہ سکون قلبی تین قسم کا ہے، دینی، عطا، اور عطا، دینی سکون انبیاء خاص اولیاء کو رب کی طرف سے بلا واسطہ ملتا ہے، کسی ذکر، نیک اعمال، خدا کے خوف سے نصیب ہوتا ہے، لا یدکر اللہ یطمنن القلوب، اور عطا، سکون و جرات، اچھی محبت سے عیسر ہوتا ہے، عیارہ برس کے بچوں نے ابو جہل کو مار دیا، موسیٰ علیہ السلام کے جلدو گروں نے فرعون سے کہہ دیا نہایت لا پرواہی سے کہ ناقض مائدہ قاضی، یہ نبی کے فیض محبت سے حاصل ہوا، سکون قلبی مرے وقت، قبر میں، شہر میں ہر جگہ کام آتا ہے، یہ رب کی بڑی نعمت ہے، رب نصیب کرے، صلا، چند طرح نبرا انبیاء کرام سے، آپ پر ایمان لائے اور آپ کی خدمت کا حامی لیا، نمبر ۲، سب کے ذکر فقط قریش پر ہی تھارے ذکر قریش و عرش، جنت میں نمبر ۳، اپنے نام کے ساتھ تھارے نام رکھا، گھر اذان، نماز، خلبہ ہر جگہ انبیاء کرام کا نام سے پکارا، جن میں اچھے اچھے القاب سے نمبر ۴، تھارے ذکر کو اپنے ذکر کا حلقہ قرار دیا، کہ تھارے ذکر کو چھوڑ کر رب کا ذکر مفید نہیں، نمبر ۵، ہر وقت ہر جگہ تھارے ذکر جاری رکھا، سارے بازار بھی نہ کبھی بند ہو جاتے ہیں، مگر تھارے بازار کبھی بند نہ ہو گا، خیال رہے کہ رخصتا ماضی ہے، جس سے معلوم ہوا کہ تھارے ذکر کی عیش سے بلند ہے، گھر پر جگہ ہم نے بلند کیا ہے، اس لئے اسے کوئی نہیں بند کر سکتا، جیسے کوئی شخص چاند سورج کو نہیں بجا سکتا کہ یہ اللہ کے روشن کئے ہیں، ایسے ہی جنہیں کوئی نپا نہیں کر سکتا، نیز اوروں کو دولت و سلطنت وغیرہ سے بلندی ملتی ہے، مگر جنہیں بلندی بلا واسطہ رب سے ملی، خیال رہے کہ ہم پر تین زمانے آئے ہیں، نمبر ۱، دنیا میں آئے سے پہلے کا، نمبر ۲، دنیا میں آئے اور یہاں رہنے کا وقت، نمبر ۳، دنیا سے جانے کے بعد، ہم پہلے اور تیسرے زمانے میں کم نام ہوتے دوسرے میں کچھ نامور، مگر حضور ان تینوں زمانوں میں نامور ہیں، کیونکہ ان کے نمونہ ذات الہی ہیں، نمونہ کبھی نہیں چھپایا جاتا، رخصتا ہر زمانے کے لئے ہے، ۱۵، یہ آیت یا تو حضور کی نعمت ہے، یعنی اسے محبوب، آپ کو جو دشواریاں پیش ہیں، اسباب کی کمی اور ذمہ داریوں کی فراوانی، ان کے ساتھ بڑی آسانیاں بھی عتریب ظاہر ہوں گی، خیال رہے کہ حضور پر دشواریاں ڈالنا بھی حضور کے اٹھار شان کے لئے ہے کہ تمام مقاتل مات کھائیں، حضور کا سورج چمکے، تو بے اختیار زبان سے نکلے (مصرع)۔۔۔۔۔ مصطفیٰ تیری شرکت پہ لاکھوں سلام۔۔۔۔۔ اور یا آئندہ امت کی دھارس بندھانے کے لئے کہ کسی دشوار پر گھبران جائیں، حضور کے واقعات کو مشعل رو دھائیں، یا اس آیت میں قانون قدرت کا بیان ہے، اس میں دو قانون ارشاد ہوئے، ایک یہ کہ دنیا میں غمی تشری اور محنت ضرور پیش آئے گی، دوسرے یہ کہ ہر غمی کے ساتھ نرمی اور ہر غمی کے ساتھ فراخی بھی ہو گی، اس صورت میں اس سے مراد یا تو حقیقی ہر مہر ہے، یعنی ہر مصیبت کے اندر راحت ہے، سخت گرمی میں ہزار ہا امراض کا دغیرہ ہے اور کھیتوں کے لئے مفید ہے، بے موسم بارش پیاریوں کا طالع ہیں، اور دانوں کو ٹھنڈا کر کے کھانے کے قابل بناتی ہیں، نزول، دھام، دھامی امراض کا دغیرہ ہے، دست و بخار ہزار ہا پیاریوں سے بچاؤ، حکیم کے ہر نشت میں شفا ہے، گزوی دوا میں مصلحت ہے، رب تو احکم الحاکمین ہے یا مع سے مراد مجازی امرای مینی ہر مصیبت کے بعد مصلحت ہی راحت ہے، جیسے کہا جاتا ہے کہ جمعہ کے ساتھ ہفتہ ہے، یہ قانون زمین و آسمان اور ہر طرح کی مخلوق پر جاری ہے، اندھیرے کے بعد اجالا ہے، سخت گرمی کے بعد سردی، غزاں کے بعد مبارک ہے، ایسے ہی انشاء اللہ خسارہ کے بعد نفع ہے، پیاری کے بعد شفاء، غفلت کے بعد فتح، رونے کے بعد ہنسی، عبادت کے بعد قبولیت، توبہ کے بعد بخشش، فراق کے بعد وصال، عشق کے بعد محبوبیت، لہذا رب سے امید رکھو، امید بہتر من عبادت ہے، خیال رہے کہ مصیبت اس بھی کی طرح ہے، جو گندے لوبے کو صاف اور صاف لوبے کو پرزہ بنا کر قیمتی، اور سونے کو زہر بنا کر محبوب کے وصال کے لائق کر دیتی ہے، ایسے ہی مصیبت گندہ کاروں کو گناہوں کی سیل سے صاف کرتی ہے، نیک کار کے مراتب بڑھاتی ہے اور مجبوروں کا قرب زیادہ کرتی ہے، ۱۶۔ اس آیت میں یا تو تاکید کے لئے عرار فرمائی تھی یا ایک خاص نعمت کی طرف اشارہ فرمایا، کیا کہ دونوں جگہ عسکر معترف اور لبر کو نکرہ فرمایا تاکہ معلوم ہو کہ ایسا غمی کے بعد دوسرے ہیں، یا تو دنیا میں یا ایک دنیا میں، اور دوسری مرتے وقت، یا قبر میں یا حشر میں، کہ رب تعالیٰ صابر مومنوں کو ان مقامات میں تسلی بخشے گا، کیونکہ جب کمرہ مقرر ہو، تو دوسرے کمرہ سے پہلے کا غیر مراد ہوتا ہے، جیسے میرے پاس ایک آدمی آیا، اور ایک آدمی نے کہا، معلوم ہوا کہ آنے والا اور ہے اور کئے والا دوسرا ہے، کیونکہ نماز کے بعد دعا زیادہ قبول ہوتی ہے۔ خصوصاً نماز تہجد کے بعد، یا سستی ہیں، کہ جب تم تبلیغ سے فارغ ہو تو دوسرے کام میں کوشش کرو، کیونکہ بیکار رہنا منوع ہے، ۱۸۔ اس طرح کہ دست بکار اور دلی چار ہو، یا اپنی عبادت کے عوض جنت بھی نہ چاہو، صرف رضام، رب کے طلب گار ہو، یا دنیا میں دل نہ لگاؤ کہ قافی ہے رب سے دل لگاؤ کہ وہ ہائی ہے، دنیا میں کشتی ہو تو نجات ہے اور کشتی میں دریا آ جائے تو ہلاکت ہے، دل دنیا میں رہے، دل میں دنیا نہ رہے، وہاں کے رہنے کی جگہ ہے، خیال رہے، رب سے محبت کی وہ خصوصیت نشانیاں ہیں، ایک اس کے محبوب بندوں اور محبوب چیزوں سے محبت، دوسرے کسی حال میں اس سے ناراض نہ ہونا۔

(بقیہ صفحہ ۹۵۱) ہے 'جہاں دیار یا بازار لگا ہے' جہاں سب کی جانیں پوری ہوتی ہیں 'جہاں اللہ کی تمام نعمتوں کے سودے ملتے ہیں بشرطیکہ عقیدت و محبت کی نقدی لائے' یا اس سے حضرت علی مرتضیٰ مراد ہیں جو ہندو طم کے دروازہ ہیں جن کے ذریعہ تاقیامت اولیاء اللہ کو ولایت کے سودے ملیں گے خیال رہے کہ چیز نفی ہے کارخانوں میں مگر ملتی ہے بازار میں اللہ کی نعمتیں نفی ہیں کارخانہ قدرت میں مگر ملتی ہیں ان بازاروں سے ۴۰۰۰ شریکین انسان کو ساری مخلوق سے اولیٰ ماننے ہیں اس لئے چھوڑ دو ان 'چاند سورج کی پوجا کرتے ہیں' موصدین کا خیال تھا کہ جن فرشتے انسان سے افضل ہیں کہ جن طاقت میں فرشتے رب کی اطاعت میں زیادہ ہیں اس لئے رب تعالیٰ نے انسان کی اغلیت چھٹا کیوں سے بیان فرمائی 'ہمارے تئیں اور لام و قدر اگر انسان اپنا درجہ پہچان لے تو نہ بت پرستی کرے نہ گناہ' کیونکہ اعلیٰ معنی کے مالک کو کام بھی اعلیٰ کرنا چاہیے 'انبیاء کرام بھی اسی لئے تشریف لائے کہ انسان کو اس کا مرتبہ بتائیں من معرفتہ فسد صفت (جہ) کے یہی معنی ہیں ۵۰ تقویم کے معنی صورت بھی ہیں اور ترکیب بھی یہاں دونوں معنی درست ہیں رب نے انسان کو اپنے دست قدرت سے بنایا اس لئے اس کو بشر کہتے ہیں یعنی رب کے ہاتھ سے بنائی ہوئی مخلوق 'مباشرت' باید سے بنا 'تیز اسے بنانے سے پہلے اس کی عظمت و خلافت کا اعلان فرما کر فرشتوں کو اس کے سجدے کے لئے تیار فرمایا' پھر اسے انوکھی صورت بخشی 'صورت عید می' صورت جمیل کہ جہاں فرشتے بھی اس پر فریضہ ہوتے ہیں بلکہ اللہ کا محبوب بھی انسان ہی بنا 'صلی اللہ علیہ وسلم' کھانے کے لئے ہاتھ دیئے 'تا کہ کھانے کے آگے نہ جھکے' صرف رب کے آگے جھکے ہر عضو مناسب ہنسا کہ نہ ناک باجی کی طرح لیکن نہ پردوں کی طرح غائب و فیہو' جسم ایسا ہنسا کہ اس سے قیام رکھ کر 'جہہ' قندہ ساری عبادتیں ہو سکیں 'دوسری مخلوق میں یہ نہیں' اسی لئے حضرت جبریل جب حضور کو نماز پڑھ کر آئے تو فصل انسانی میں آئے کہ جبریل صل میں پوری نماز پڑھا غیر ممکن تھی انسان جب بیٹھا ہے تو ٹھہرتا ہے 'سریم' کندہ صراح 'کریم' ذوالقول 'اگر تقویم معنی ترکیب ہو تو مطلب یہ ہو گا کہ ہم نے انسان کو اچھے اعضاء سے مرکب کیا کہ اس کے اعضاء وہ کام کرتے ہیں جو جانوروں کے اعضاء نہیں کرتے یہ آگے سے دیکھا بھی ہے' اشارے بھی کرتا ہے 'درا کر گناہ بھی بخشنا لیتا ہے' زبان سے چکنا چکی ہے 'یوں بھی ہے' اس کا دل یا رکشا نہ بھی ہے 'اس کے اندر غضب' شہوت 'وہم' خیال کے چار ملک آباد ہیں جن پر عقل مکران ہے 'عقل کے وزیر نفس و قلب ہیں' عقل کی ہدایت کے لئے شریعت کی روشنی بخشی 'عقل کی تکتے ہیں کہ رب نے جماعت انسانی کو اچھے برے لوگوں سے مرکب فرمایا' جیسے گھر میں پختہ بھی ہوتا ہے آرام کرہ بھی 'ایسے ہی اس جماعت میں قرون بھی ہے اور موسیٰ علیہ السلام بھی یہ جماعت انسانی کی احسن تقویم ہے 'جیسے پختہ آرام کو کی شکل نہیں' اگرچہ دونوں اعضا چونہ سے بنے ایسے ہی فیہو' لکھا کی طرح نہیں ہے اگرچہ اعضاء یکساں ہیں ۶۰ یعنی انسان نے نہ کوہ نعمتوں کی قدر نہ کی 'اور کفر پر عمل اختیار کی' نہ ہم نے اسے جانوروں سے بدتر کیڑوں مکروں ہندوؤں سے کٹر کر دیا کہ اس کا ٹھکانہ دونوں قرار دیا 'معلوم ہوا کہ کافر جانور سے بدتر ہے اسی لئے حضرت نوح علیہ السلام کی شخصی میں جانوروں کے لئے جگہ تھی مگر کفار کے لئے نہ تھی 'یا یہ مطلب ہے کہ یوحنا میں انسان کو بچوں اور دیوانوں سے بھی کم کر دیا کہ حسن 'عقل اور ذور دے کر چھین لئے' معلوم ہوا کہ یہ جڑیں ہماری نہیں بلکہ رب تعالیٰ کی ہیں' اولاذین سے معلوم ہوا کہ مومن حق کو یوحنا کی بدحواسی سے محفوظ رکھا جاتا ہے ۷۰ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے 'ایک یہ کہ ایمان اعلیٰ پر مقدم ہے ایمان کے بغیر کوئی نیکی درست نہیں 'دوسرے یہ کہ نیکی بیش کئی چاہیے' صرف ایک بار پر کھانہ نہ کرے' تیسرے یہ کہ ہر جسم کی نیکی کرے کسی کو معمول سمجھ کر چھوڑے نہیں کیونکہ رب نے ایمان کو عمل پر مقدم کیا' اور معلوم کو باطنی دائمی فرمایا' صفات جمع اور شاہد ہوئی' خیال رہے کہ مومنوں کی چھوٹی اولاد کو ان کے والدین کے ایمان و عمل کام آئیں گے ایسے ہی ہم جیسے ہمارے کسی نیک کار کی عقل بٹنے جائیں گے 'فدا' یہ آیت ایساں ثواب کے خلاف نہیں بخشنا برہمن کو یا حکما' خود اس کا ہی عمل ہے جس کو بخشنا ۸۰ یعنی دائمی 'اس طرح کہ نیک کار بندہ کو یوحنا کے 'ہماری' سزائیں اتنی ہی نیکیوں کا ثواب ملتا ہے' یعنی وہ جو اتنی سزائی 'اقتضا' میں کرتا تھا اور اس کے مرے کے بعد اس کے محققین فرشتے اس کی قبر پر تاقیامت عبادت کرتے ہیں جس کا ثواب اس صاحب قبر کو ملتا رہتا ہے (عزیز و روح) ۹۰ یعنی اسے کافرا اپنے پر اتنے اتار چھاؤں دیکھ کر قیامت کا کیسے انکار کرے' جو رب تم کو ایک ہاریت سے مست کر سکتا ہے' وہ دوبارہ بھی کر سکتا ہے' یا اسے محبوب اب کون ہے جو تمہارے دین کو جھٹلائے' اتنے دلائل دیکھ کر (روح) معلوم ہوا کہ دلائل قدرت میں غور و فکر کرنا عبادت ہے 'کفار چرک کہ حضور کو دنیاوی امور میں ایمان صادق الودعہ مانتے تھے' آپ کے دین کے مخرتے' اس لئے یہاں دین کا ذکر فرمایا۔ ۱۰۰ اس سے اور ضرور ہے' اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے 'ایک یہ کہ رب نے اپنے بعض بندوں کو بھی حاکم بنایا ہے۔ بادشاہ ملک کا ظاہری حاکم ہے' انبیاء و اولیاء اندرونی حکام' ہمارے حضور ملک و حکومت کے حاکم' جیسا کہ حاکمین جمع فرمائے سے معلوم ہوا۔ دوسرے یہ کہ رب کے سوا کوئی احکم المائکین نہیں' کیونکہ احکم المائکین وہ ہے جس کی حکومت بیشہ سے ہو' بیشہ نیک رہے' جس کی حکومت ساری مخلوق پر ہو' جس کی حکومت سے کوئی مکر بھی نہ نکل سکے' جس کی حکومت میں حق فیصلہ نہ ہو سکے' جس کی حکومت سے کوئی بھاگ نہ سکے' یہ عقائد رب تعالیٰ کے سوا کسی کی حکومت میں نہیں' ہمارے حضور رب کی حکومت کے مظہر اہم ہیں دیکھو ہماری کتاب سلطنت مصطفیٰ (۱۱) (شان نزول) تصور نبوت کے قریب حضور کو چھ ماہ تک جی خواہیں آئیں' پھر حضور نے جبل نور کے قاروڑ میں چلے گئے' یعنی طبع کی میں عبادت الہی سترہ رمضان دو شبہ کے دن مکر کے وقت اسی عمارت میں جبریل امین حاضر ہوئے اور عرض کیا 'ہر اے حضور پڑھئے' جواب دیا کہ ہم پڑھنے والے نہیں' تین بار اسی طرح عرض و جوابات کے بعد جبریل امین نے حضور کو سینے سے لگایا پھر سورہ ازلہ کی پانچ آیتیں مسلم معلوم تک سنائیں (روح البیان وغیرہ) اس سے چند فائدے حاصل ہوئے 'نبراہن رنگوں کے چلے اور چلوں میں ترک دنیا' ترک حیوانات برحق ہے رب نے حضور کو قرآن اور موسیٰ علیہ السلام کو تورات چلے کر اکر عطا فرمائی 'نبراہن' کسی کا کسی کو توجہ دینا' سینے سے لگا کر فیض دینا برحق ہے کہ حضرت جبریل نے حضور کو سینے سے لگا کر یحیٰی الہی بخشا' نمبر ۳ حضور تصور نبوت سے پہلے عارف باللہ عابد و زاہد تھے' اسی لئے قرآن نے فرمایا 'ہو فتاس' یا ہدی للشفق' یہ نہ فرمایا کہ ہم حضور کے ہادی ہیں۔ سراج کو جاتے ہوئے نبیوں کو نماز پڑھائی' حالانکہ نماز لامکان میں بھیج کر عطا ہوئی نمبر ۴ حضور پہلے سے ہی جبریل امین کو جانتے پہچانتے تھے کہ حضور اس وقت نہ ان سے ڈرے نہ پوچھا کہ تم کون ہو' اگر آپ جبریل کو نہ پہچانتے تو آپ کو ان آیات کا کلام الہی ہونا مشکوک ہوتا' یہ شان نبوت کیا' شان ایمان کے بھی خلاف ہے ۱۱۔ اس آیت کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ اپنے رب کے نام کو پڑھو یعنی اس کی تلاوت کرو' تب اس سے چند فائدے حاصل ہوں گے' ایک یہ کہ ذکر اللہ باقی

صرف کھانے کے حاجت مند ہیں انسان کھانے پینے مکان سب کا حاجت مند پھر جانور صرف ہنر وغیرہ کھا لیتے ہیں مگر انسان کی غذا میں بیسیوں چیزیں جانوروں کی بیماریاں توڑی علاج آسان انسان کی بیماریاں زیادہ علاج مشکل یہ زیادہ محتاجیاں اس لئے ہیں کہ انسان مستحق ہو کر سرکش نہ ہو جائے اس آیت سے چند فائدے حاصل ہوئے ایک یہ کہ جیسے زمین آسمان سے بھی بے نیاز نہیں کبھی بارش بھی دھوپ کبھی ہوا کبھی اچھے موسموں کی حاجت ہی رہتی ہے ایسے ہی ہم کو کبھی حضور سے بے نیاز نہیں ہو سکتے کافر کلمہ میں مومن تک اعمال میں نیکیت میں مرتے وقت حسن خاتمہ میں قبر میں کامیابی امتحان میں عشرت میں شفاعت میں حضور کے حاجت ہیں دوسرے یہ کہ دنیا والوں سے بے نیازی اچھی چیز ہے مگر اللہ و رسول کا حاجت رہنا ہوا کفر ہے تیسرے یہ کہ اپنے میں غور و فکر کرنا عبادت بھی ہے مگر اللہ بھی بلکہ بھی کفر بھی اپنے گناہوں رب کی رحمتوں میں غور و فکر عبادت ہے اپنے اندر رب کی صفوں میں غور و فکر عبادت ہے اپنے میں برائی دیکھ کر اللہ و رسول سے غمی ہو جانا غفلان ہے چوتھے یہ کہ علم مال سے افضل ہے رب نے مال کی برائی اور علم کی فضیلت بیان فرمائی ۲۲۔ یعنی ہر شاہ و گدا کو دنیا کے ہر حال میں پھر مرتے وقت پھر قبر میں پھر عشرت میں رب تعالیٰ ہی کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے اور پڑے گا پھر وہ رب سے بے نیاز کیسے ہو گیا۔ امیر کا اپنے کو رب سے غمی جان لینا حماقت ہے صوفیاء فرماتے ہیں کہ کوئی خوشی سے رب کی طرف رجوع کرنا ہے کوئی بے خوشی سے پہلے رجوع اگر کا ذریعہ ہے تشریحی رجوع عبادت ہے دوسرے بخوبی رجوع کو کفار بھی کر لیتے ہیں یا آیت کا مطلب یہ ہے کہ اے مستحق مجرم تو رب کی رحمت سے مایوس نہ ہو تجھے ہر وقت رب کی طرف رجوع و توبہ کا موقع ہے توبہ کر لئے خیال رہے کہ کفر سے توبہ غفرہ سے پہلے تک ہو سکتی ہے گناہوں سے توبہ غفرہ پر بھی ہو جاتی ہے۔

(بقرہ ص ۹۵) دوسرے یہ کہ حضور کے زمانہ والوں کو ایمان کے ذریعہ جو درجے نصیب ہو سکتے تھے وہ بعد والوں کو ممکن نہیں اب کوئی صحابی نہیں بن سکتا تیسرے یہ کہ بڑا بد نصیب وہ ہے جسے رب تعالیٰ اچھا موقع دے اور وہ اس سے فائدہ نہ اٹھائے ۳۔ یعنی اگر ابو جہل مرتے دم تک آپ کو جھٹلاتے اور آپ کی فریادیں برداری سے نہ موڑنے پر قائم رہا تو اس کا برا حال ہو گا کیونکہ جیسے حضور کو دیکھنے والے مومن سارے مومنوں سے افضل ہوتے ہیں ایسے ہی حضور کو دیکھ کر کبھی کافر رہنے والے کفار تمام کفار سے بدتر ہیں۔ پھر میں حاکم کے سامنے جرم کرنے والا بڑا مجرم ہے کہ اس نے جرم بھی کیا بدعت کی توہین بھی حاکم کی بے ادبی بھی خیال رہے کہ ابو جہل حضور کو جھٹلاتا بھی تھا اور آپ کی نافرمانی بھی کرتا تھا پھر ان کذب فرمایا تو خاتمہ کفر کے لحاظ سے ہے یا ڈرانے دھمکانے کے لئے اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفار پر بھی حضور کی اطاعت فرض ہے جس پر انہیں سزا ملے گی کیونکہ یہاں تک کہ ساتھ خوش بھی فرمایا دوسرے یہ کہ فاسق و گدار مسلمان بھی سزا کا مستحق ہے۔ کیونکہ وہ رب نے تو نبی کو بھی سزا کا عاقبت قرار دیا ۱۳۔ اور جب حاکم علم و غیرہ بھی ہو حکیم بھی تقدیر بھی تو کیسے ہو سکتا ہے کہ وفادار کو انعام اور خدا کو سزا نہ دے اگر انسان یہ خیال رکھے تو گنہگار کی جرات نہ کرے ۱۵۔ یعنی اگر ابو جہل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی سے باز نہ آیا تو ہم قیامت میں اسے قبر سے ٹھکرے یا ٹھکرے دوزخ تک یا بدر کے میدان میں قتل کے بعد پیشانی کے بال پکڑ کر ٹھٹھکیں گے چنانچہ جنگ بدر ختم ہونے پر حضرت عبداللہ بن مسعود ابو جہل کا سر کاٹ کر اس کی ناک کان میں سوراخ کر کے ان میں تاجہ وری ڈال کر پیشانی کے بال رسی میں باندھ کر مرے ہوئے کتے کی طرح ٹھٹھکے ہوئے حضور کی یادگار میں لائے (روح البیان و عزیزی) چونکہ پیشانی جسم انسانی کا اشرف و اعلیٰ عضو ہے غور و فکر بڑا اہمکار اس میں رہتے ہیں اس لئے غور کو سرکش یا گردن کشی کہا جاتا ہے لہذا خصوصیت سے پیشانی کا ذکر فرمایا اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کی ایذا رسانی تمام جرموں سے بدتر ہے کہ رب نے یہ ذلت و خواری کی سزا کسی اور جرم کی نہ فرمائی اور یہاں بھی فرمایا کہ اگر ابو جہل حضور کی ایذا رسانی سے باز نہ آیا تو اسے یہ سزا دی جائے گی یعنی اگر باز آگیا تو اگرچہ کافر رہے مگر یہ سزا نہ دی جائے گی دوسرے یہ کہ رب تعالیٰ اپنے پیغمبروں کا بدلہ خود لیتا ہے تیسرے یہ کہ رب تعالیٰ اپنے خاص بندوں کے کام اپنی طرف نسبت فرماتا ہے۔ دیکھو پیشانی کے بالوں سے ٹھٹھکیا یا فرشتوں کا کام ہے یا حضرت ابن مسعود صحابی کا مکر رب نے فرمایا۔۔۔۔۔ کہ ہم ٹھٹھکیں گے (بحال اللہ) ۱۷۔ (شان نزول) جب ابو جہل نے حضور کو کتب معظّمہ میں نماز سے روکا تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جھڑک دیا۔ اس پر وہ بولا کیا مجھے آپ جانتے نہیں کہ معظّمہ میں سب سے بڑا جتنے والا مجلس والا ہیں اور اگرچہ آپ کے مقابل نوجوانوں سے جنگ بھڑوں اس پر یہ آیت نازل ہوئی (غزائن وغیرہ) اس میں فرمایا گیا کہ وہ اپنے ہم مجلس جتنے کو بلا لے۔ ہم اپنے زبانہ فرشتوں کو بلا لیں گے زبانہ زن سے بنا۔ معنی پکڑنا۔ گرفتار کرنا زبانہ فرشتوں کی وہ جماعت ہے جو کفار کو بھڑے پکڑ کر دوزخ میں ڈالے گی (عزیزی و روح وغیرہ) اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رب تعالیٰ کے ایسے محبوب ہیں کہ آپ کا دشمن رب کا دشمن ہے دیکھو ابو جہل نے حضور سے مقابلہ کیا تو حضور نے نہ فرمایا کہ ہم جماعت صحابہ کو بلا لیں گے بلکہ رب نے فرمایا کہ ہم زبانہ فرشتوں کو بلا لیں گے دوسرے یہ کہ تمام فرشتے حضور کے خدام ہیں کیونکہ زبانہ فرشتے حق تعالیٰ کی دیوار و فوج ہے جو حضور کی خدمت کے لئے آئے کو تیار ہے صرف حضور کی شان ظاہر کرنے کو دوزخ کفار کی ہلاکت کے لئے ایک ہی فرشتہ کافی ہے تیسرے یہ کہ ہر امر و وجوب کے لئے نہیں ہوئے مگر وجوب کے لئے نہیں انکار غضب کے لئے ہے۔ ۱۸۔ خیال رہے کہ جہود بہت قسم کے ہیں جہود عبادت نماز کا جہود جہود شکر جہود تلاوت جہود سو جہود دعا وغیرہ۔ یہاں یا تو جہود عبادت مراد ہے یعنی آپ ابو جہل کی کواں نہ کریں حرم شریف میں نمازیں پڑھا کریں ہم آپ کے حافظ و ناصر ہیں یا جہود شکر مراد ہے یعنی آپ اس کا جہود کریں کہ ہم آپ کے حافظ اور ہمارے فرشتے آپ کے خدام ہیں اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جہود بہترین عبادت ہے کہ اس میں بندہ زمین پر اپنا سر رکھ کر اپنے جگر کا انکار کرتا ہے اور زبان سے رب کی عقل کا انکار اس لئے ہر رکعت میں جہود دو ہیں قیام و رکوع ایک ایک دوسرے یہ کہ حضور کی عبادتیں صوفیائے کمال کے لئے نہیں قرب الہی کے لئے ہیں ۱۸۔ (شان نزول) ایک دفعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ تمہوں اسرائیلی ایک ہزار ماہ یعنی تراسی سال چار ماہ صائم اللہ پر قائم الکل رہا تو ایک صحابی نے عرض کیا کہ حضور ہم میں اس جیسا کون ہو سکتا ہے۔ قیامت میں وہ ہم سے افضل ہو گا تب یہ سورۃ اتزیٰ جس میں فرمایا گیا کہ ہم نے لوح محفوظ سے آسمان اول کے بیت العزت کی طرف قرآن شریف شب قدر میں اتارا تو جو مسلمان اس رات میں عبادت

کرے، اسے ہزار ماہ کی عبادت سے زیادہ ثواب ملے گا، اس سے چند فائدے حاصل ہوئے، ایک یہ کہ اللہ کے بندوں کے کام رب کے کام ہیں، دیکھو قرآن آمارا فرشتے کا کام ہے، مگر رب نے فرمایا کہ ہم نے آمارا دوسرے یہ کہ جس تاریخ میں کوئی اہل کام ہو جائے، وہ تاریخ باقیات افضل رات ہے، دیکھو شب قدر میں ایک دفعہ قرآن مجید آچکا، مگر یہ رات قیامت تک افضل ہے، لہذا شب ولادت مصطفیٰ، یا شب حراج وغیرہ بیش افضل ہیں، تیسرے یہ کہ رات دن سے افضل ہے، دیکھو معراج رات کو ہی ہوئی، اور نزول قرآن، فرشتوں کی پیدائش، جنت میں باغ لگانا، مادہ آدم علیہ السلام کا اجتماع شب قدر میں ہوا، (تفسیر عزیزی) بقول دعا کی ساعت ہر آخر رات ہی ہوتی ہے، گردن میں صرف جہد میں ہے۔ ۹۔ یعنی اسے مسلمان بننے کا معلوم کہ شب قدر کبھی رات ہے، اس کی تعریف کا خلاصہ، اللہ سے بیان نہیں ہو سکتی، یا اسے محبوب نہیں درایت انگل و قیاس سے شب قدر کا پتہ نہ لگا، بلکہ وحی سے اس کی عظمت و قدر و منزلت معلوم ہوئی، بہر حال اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضور کو شب قدر کے مراتب کی خبر نہیں، قدر کے معنی ہیں عزت و تقدیر و تفضل، ایا اندازہ دعا منزلہ الا بقدر معلوم یا عقل و ایمان قد علمید و زکوة اس رات کو شب قدر اس لئے کہتے ہیں کہ یہ عزت والی رات ہے، یا اس میں سال بھر کے ہونے والے واقعات کی فہمیں و اندازے فرشتوں میں تقسیم ہو جاتی ہیں اور ہر قسم کے فرشتوں کو ان کے کاموں کے اندازے بتا دیئے جاتے ہیں، یا اس رات میں فرشتے اس قدر نازل ہوتے ہیں کہ زمین تک ہو جاتی ہے، قابلہ، یہ رات ستائیسویں رمضان ہے، کیونکہ یہاں لیلت القدر تین جگہ ارشاد ہوا، اور لیلت القدر میں نو حرف ہیں۔ ۳۰۹ = ۲۷۰ نیز اس سورت میں نہیں لگے ہیں می ستائیسون لفظ ہے می یعنی پوری شب قدر از مغرب تا فجر، ان ہزار ہیبتوں سے مطلقاً افضل ہے، جو شب قدر سے خالی ہوں، لہذا اس آیت پر کوئی اعتراض نہیں، چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسنون اسرائیلی کے قصہ میں ہزار ہیبتوں کی ذکر فرمایا، یہاں ہزار ہیبتوں سے مراد طویل مدت ہے، پہلی میں ہزار سے آگے لکھی نہیں، اس لئے ہزار فرمایا گیا، خیال رہے کہ غیر سے مراد یا تو اس رات کی قرب و منزلت ہے یا یہ مراد ہے کہ اس رات کی عبادت ہزار ماہ کی عبادت سے زیادہ ثواب کا باعث ہے، اس آیت سے دو

فائدے حاصل ہوئے، ایک یہ کہ بزرگ چیزوں سے نسبت ہوئی ہی مفید ہے کہ شب قدر کی یہ فضیلت قرآن کی نسبت سے ہے، اصحاب کف کے کہنے کو ان بزرگوں سے منسوب ہو کر دانی زندگی، عزت نصیب ہوئی، دوسرے یہ کہ تمام آسمانی کتابوں سے قرآن شریف افضل ہے، کیونکہ تورات و انجیل کی تاریخ نزول کو یہ عظمت نہ ملی، یعنی شب قدر میں شام سے صبح تک سارے عرش فرشتے یا سدرہ یا عبادت کرنے والے بے شمار فرشتے اور روح الامیں حضرت جبریل یا روح اللہ حضرت جی علیہ السلام یا روح محمدی یا فرشتوں کی خاص روحانی جماعتیں، یا وہ روح فرشتہ جس کی بے شمار زبانیں ہیں جن سے مختلف کلمات میں حمد الہی کرتا ہے۔ اور اس رات تمام زبانوں سے موسیقین کے لئے دعاۓ معقوت روئے زمین پر خصوصاً مسجد اور موشین مابین کے گھروں میں اترتے رہتے ہیں (روح وغیرہ) تاکہ آج بجائے سدرہ کے زمین پر مسلمانوں کے ساتھ عبادت کریں، اور مسلمانوں کی دعاؤں پر آمین کہیں، نیز صالح مومنوں سے یہ فرشتے فیض پائیں نیز یہ فرشتے اس رات کی برکتیں حاصل کریں (تفسیر عزیزی) اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ زمین آسمان سے افضل ہے، مگر قرب فرشتے اس رات قرب الہی حاصل کرنے زمین پر آتے ہیں دیکھو جبریل علیہ السلام دعائیں مانگتے مدینہ منورہ حاضر ہوتے تھے (حدیث) دوسرے یہ کہ بزرگوں کے قرب میں دعا و عبادت زیادہ قبول ہوتی ہے، مگر یہ فرشتے نور انبیاء و صالحین کے قرب عبادت کرنے کے لئے یہاں آتے ہیں، بنی اسرائیل نے جب توبہ کرنی چاہی تو ہم ہوا کہ شہریت المقدس میں سجدہ کرتے جاؤ، وہاں جا کر توبہ کرو، قبول ہو گی، (قرآن کریم) تیسرے یہ کہ شب قدر وغیرہ معظم و قوتوں کے برکات زمین پر زیادہ ظاہر ہوتی ہیں، جیسے حاصل کرنے فرشتے یہاں آتے ہیں، چونکہ یہ کہ بعض فرشتے صرف آسمان پر رہتے ہیں، بعض صرف زمین پر، بعض زمین و آسمان میں دن رات آتے رہتے ہیں، بعض وہ جو صرف شب قدر میں زمین پر آتے ہیں، پانچویں یہ کہ اگرچہ ساری شب قدر افضل ہے مگر اس کا آخری حصہ زیادہ بہتر ہے کہ اس وقت سارے فرشتے جمع ہو جاتے ہیں۔ اس سے پہلے تو اترتے رہتے ہیں، چھٹے یہ کہ اگرچہ جی علیہ السلام چوتھے آسمان پر اور روح محمدی اعلیٰ ملین میں جلوہ گر ہے، وہاں سے ہی سارے عالم کا مشاہدہ فرما رہی ہے، مگر حیرت کو لگاتار خصوصاً شب قدر میں زمین پر رونق افروز ہو کر تمام دنیا کے حالات دیکھتے ہیں، جیسا کہ بدیع کی چوٹی اور پانچویں تفسیر سے معلوم ہوا۔ یعنی ساری رات شب قدر شیاطین اور آفات و عذاب الہی سے سلامت و محفوظ ہے، بخلاف دوسری راتوں کے کہ ان کے لول میں جہنم و شیاطین کا پھیلاؤ اور میان میں غفلت، آخر میں رحمت ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے دم قدم کی برکت سے عذاب ہے امن شیطانوں کا دفع ہوتا ہے کہ شب قدر میں فرشتوں اور مقدس روحوں کی برکت سے سلامتی ہے، یہ سب کچھ طلوع فجر تک ہوتا ہے

(ایضہ صفحہ ۹۵۳) حضور کی عبادت مجبور ہے، کہ آپ نے بغیر کسی سے سکے قرآن پڑھا پڑھا، کیا اور سمجھا، یا اہل عبادت مجبور نہیں کہ ہر وقت ہر حال میں عالم، شیخ سے اس کی عبادت قرأت احکام و اسرار سیکھتے ہیں، نیز حضور کی عبادت کے ذریعہ فرشتوں کو عرش قرآن ملا، کہ گزشتہ و آئندہ واقعات احکام و اسرار جو کچھ بھی قرآن میں ہے، بالکل درست اور ناقابل تبدل ہے، یعنی حضور کی تعریف اور یہ سے پہلے سارے اہل کتاب تعلق تھے کہ حضور کی آمد پر ایمان لائیں گے، مگر جب حضور روتی افروز ہوئے، تو بعض ایمان لائے، اور بعض انکاری ہو گئے، اس سے چند فائدے حاصل ہوئے، ایک یہ کہ جن اہل کتاب کو کتاب کے صرف الفاظ یا معانی ملے تھے، انہیں ایمان نصیب نہ ہوا، مگر جن کو کتاب کا نور و اسرار ملا وہ ایمان لے آئے، یہی قرآن شریف کا حال ہے کہ صرف الفاظ یا معنی پڑھ لینے سے ایمان نہیں ملتا، یہ تو آریہ، یہاں بھی پڑھ لینے ہیں، ایسے ہی حضور کی صرف بشریت دیکھنے والے کو ایمان نہیں ملتا، بشریت تو شیطان و اوہل نے بھی دیکھی تھی، بلکہ ان جناب کی نواہیت دیکھنے والا مومن ہوتا ہے، دوسرے یہ کہ بعض اہل کتاب کو کتاب کا علم کسی ملاحظہ اور بعض کو علم لدنی محض کسی علم والے کافر رہے، لدنی علم والے ایمان لائے، صرف کنوئیں کے پانی سے کھیت عمل نہیں ہوتا، جب تک کہ بارش نہ پڑے، تیسرے یہ کہ عالم کا لکھ جانے کے گناہ سے سخت تر ہے، دیکھو رب تعالیٰ نے یہاں خصوصیت سے اہل کتاب پر عتاب فرمایا، اگرچہ مشرکین کا بھی یہی حال ہے، چونکہ یہ کہ نبی سے ہر شخص کو فیض نہیں ملتا، بعض محروم بھی رہتے ہیں، سورج سے چکاڑ نور نہیں لیتا۔ یعنی اہل کتاب کو حضور کے ذریعہ وہی حکم دینے گئے، جو تورات و انجیل میں بھی تھے، اللہ کی عبادت کرنا، اچھے عقیدے رکھنا، اور بے ایمانوں

کے دن مردے قبروں سے نکل کر مختلف حالات میں محشر کی طرف جائیں گے، کوئی سواہی پر تیز یا ست اور کوئی پیدل، کوئی منہ کے بل، کوئی اندھا کوئی اکتھا، کوئی کالا، کوئی گورا یا محشر کے حسب سے فارغ ہو کر کوئی عرش کے دانے راستے سے جنت کو جائے گا۔ کوئی جائیں رواہ سے دوزخ کو اس سے معلوم ہوا کہ قیامت میں جنتی دوزخی پہچانے جائیں گے، جو کہے کہ حضور کو بھی ان کی پہچان نہ ہوگی، وہ ان جیسی آیات کا منکر ہے، آج کو جس میں ان ہی کو سول سرجن مقرر کرتی ہیں جنہیں بیمار و یاریوں کی پہچان ہو، اس پہچان کے لئے ہزار ہا آفات ایجاد کئے گئے ہیں۔ تو کیا رب نے شفاعت کبریٰ اس کے ہاتھ دے دی ہے جیسے شفاعت کے مستحق و غیر مستحق کی پہچان نہ ہو، کیا حضور اپنی امت سے یہ فرمادیں گے کہ مجھے خبر نہیں تم کون ہو، مومن یا کافر، ہرگز نہیں، اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جو مسلمان ذرہ بھر نیکی کرے گا، اس کی جزا دیکھے گا، اور جو کافر ذرہ بھر برائی کرے گا، اس کی سزا دیکھے گا، لہذا یہ استدلال کی تحصیل ہے، جو کہ مومن کے گناہ بخلاف تعالیٰ منظور ہیں، اور کافر کی نیکیاں ضبط اس لئے ان دونوں کا ذکر نہیں ہوا، یا یہ مطلب ہے۔ کہ ہر مومن و کافر اپنے ہر نیک و بد عمل کی تحریر اپنے نامہ اعمال میں دیکھے گا، مومن گناہوں کی مغفرت کے ساتھ، کافر نیکیوں کی جہلی کے ساتھ، لہذا یہ آیت نہ تو شفاعت و بخشش کے خلاف ہے، نہ جہلی کی آیات کے خلاف، یہاں چند چیزیں خیال رکھو۔ ایک یہ کہ من سے مراد صرف وہ انسان ہیں جن کے اعمال جزا و سزا کے لائق ہیں، جانور، جن، فرشتے، خارج ہیں، کیونکہ یہ عباد اللہ میں انسان ہی کا ذکر ہوا، نیز فرشتوں اور جانوروں کے عمل جزا و سزا کے لائق نہیں، جنت کو اگرچہ گناہوں پر سزا ہے، مگر نیکیوں پر جنت نہیں، دوسرے یہ کہ بھلائی برائی کرنے کی چند صورتیں ہیں، خود کرے، کسی سے وکالت کرے، عمل ایجاد کرے، کہ دوسرے اس پر عمل کریں۔ تیسرے یہ کہ خبر ہر وہ جائز کام ہے، جو اچھی نیت سے کیا جاوے، شر ہر وہ ناجائز کام ہے، یا وہ جائز کام جو بری نیت سے ہو، لہذا یہ آیت سارے قرآن کی جامع ہے، سورہ والعداۃ بقول حضرت ابن مسعود کہ اور بقول حضرت ابن عباس دینیہ ہے، رضی اللہ عنہم، عا۔ عادیات حد سے مٹا، یعنی دوزخ کا حد سے نکل جانا، اسی لئے دشمن کو ہمد کئے ہیں کہ وہ جنت کی حد سے نکل گیا، یعنی غازیوں کے ان گھوڑوں کی قسم جو جہاد میں اپنی سرحد سے نکل کر کفار کی حدود میں داخل ہوتے ہیں، اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ سورہ عادیات غالباً دینیہ ہے کیونکہ ہجرت سے پہلے نہ جہاد تھا، نہ غازیوں کے گھوڑے، اگر کہے ہو تو کیا جاوے گا، کہ یہاں آنکھ کے خبر ہے، دوسرے یہ کہ غازی کی شان بہت اعلیٰ ہے کہ رب نے ان کے گھوڑوں بلکہ گھوڑوں کی سانس، ناپ، غبار وغیرہ کی قسم ارشاد فرمائی، تیسرے یہ کہ جب غازی کے گھوڑے نے اپنی پشت پر غازی کو لیا، تو اس کی شان لوہی ہوئی، تو جب ابو بکر صدیق نے ہجرت کی رات جناب مصطفیٰ کو اپنے کندھے پر لیا، اور علی مرتضیٰ نے حضور کو مقام صبا میں اپنے زانو پر سلا یا، مائتہ صدیقہ نے حضور کی وفات کے وقت حضور کے سر مبارک اپنے سینہ پر لیا، بلکہ وہ آمنہ خاتون و حلیہ والی جنہوں نے حضور کو اپنی گودوں میں گھلایا، ان کی کیا شان ہوگی، چوتھے یہ کہ جب غازی کے گھوڑے کی سانس برکت والی ہے، کہ اس کی قسم ارشاد ہوئی، تو ذاکر کی سانس بھی برکت والی ہے، جس سے شفا ہوتی ہے، صوفیاء کرام کے شرب میں آیت کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ قسم ہے ان اللہ والی جماعتوں کی جو غسانی و حیاطی حدود سے نکل کر اللہ کا ذکر کرتے ہوئے رحمانی حدود میں داخل ہوتے ہیں، یعنی جب یہ گھوڑے پتھری زمین پر چلیں، تو ان کی فعل کی رگڑ سے شعلہ نکلے، یہ پتھر سے شعلہ بھی رب کو اتنا پیارا ہے کہ اس کا بھی قسم میں ذکر کیا، معلوم ہوا کہ مقبولوں سے دور کی نسبت بھی عزت کا سبب یہ صوفیاء طریقہ پر یہ ہے کہ پتھر جیسے سخت دل کو بھی اگر اللہ والوں کے قدم سے نسبت ہو جاوے تو اس میں بھی چمک پیدا ہو جاتی ہے، ۱۲۔ اس طرح کہ رات بھر سفر کر کے کے اندر صبر سے من کفار پر حملہ کر دیتے ہیں، معلوم ہوا کہ صبح کے وقت جہاد برکت ہے، بلکہ اس وقت کے ہر دینی و دنیاوی کام میں برکت ہوتی ہے، ۱۳۔ معلوم ہوا کہ جہاد کے وقت کفار بھی رب کو پیارا ہے کہ وہ اللہ کی راہ کا غبار ہے، خوف خدا کا آئینہ راہ خدا کا جہاد دوزخ کی آگ بجھانے کے لئے اکیر ہے، ۱۴۔ یعنی غازیوں کے وہ گھوڑے اس حمل میں کفار کے لشکروں میں بے خوف گھس جاتے ہیں، یہ گھس بھی رب کو پیارا ہے، ایسے ہی جو مومن بدکاروں میں پھنسا ہونے کے باوجود دین پر قائم رہے وہ مقبول ہے، ۱۵۔ یہاں آوی سے مراد غافل یا کافر آوی ہے کہ انبیاء اولیاء رب فرماتے ہیں، من جہاد الذکور اور انبیاء کرام کے حلق فرماتا ہے۔ منہ عبد الذکور مطلب یہ ہے کہ غافل انسان رب کے ناشکر ہے، جو کہ بعض تو رب کے قائل ہی نہیں، جیسے دہریے، اور بعض رب کو مان کر اس کی نعمتیں دوسروں کی طرف سے سمجھتے ہیں، جیسے مشرکین، اور بعض لوگ نعمتوں کو اپنے کمال سے جانتے ہیں، اور بعض لوگ غوری نہیں کرتے، کہ ہمیں یہ کیوں ملیں، اور ان کا شکر یہ کیا ہے، خیال رہے کہ تمام مخلوق میں سب سے زیادہ احسان انسان پر ہوئے، اسی کو اشرف المخلوق بنایا گیا، اسی کو تمام مخلوق کا خدوم بنایا، اسی میں انبیاء و اولیاء پیدا ہوئے پھر بہت ناشکر ابھی انسان ہی ہوا، کہ خدا کی کا اور جھوٹی نبوت کا دعویٰ اور انبیاء کرام کا مقابلہ اسی نے کیا، شکر دل کا بھی ہوتا ہے، زبان کا بھی، عملی بھی، پھر عملی شکر کی بہت قسمیں ہیں، ساری عبادتیں اور خدمت خلق عملی شکر کی قسمیں ہیں، ایسے ہی ناشکری دلی بھی ہوتی ہے، زبان بھی، عملی بھی، عملی ناشکری کی بہت سی قسمیں ہیں، ان میں سے کوئی ناشکری کفر ہے، کوئی فسق، ناشکری دلی پیاریوں میں سے ایک خلیفہ کا پیاری ہے۔ جس کے ذاکر شاکرین لوگ ہیں اور ان کی صحبت، ان کے حالات و کتب کا مطالعہ، اور دنیا میں اپنے سے نیچے کو دیکھا، دین میں اپنے سے اوپر کا خیال کرنا، نیز یہ سمجھنا کہ اللہ کی نعمتیں ہماری ملک نہیں، بلکہ رب کی نعمتیں ہیں، انہیں بے جا صرف کرنا امانت میں خیانت ہے، یہ اس پیاری کی دو باتیں ہیں، ۱۶۔ مذکی خمیر یا رب کی طرف لوثی ہے یا انسان کی طرف (بیشادی و خازن) یعنی رب تعالیٰ انسان کی ناشکریوں پر خود گواہ ہے کہ اس کی ہر حرکت دیکھ رہا ہے، یا انسان اپنی ناشکریوں پر خود گواہ ہے، کل قیامت میں اس کے اعضاء اس کے اعمال گواہی دیں گے، یا آج ہی انسان اپنی ناشکریوں پر خود گواہ ہے کہ گناہ کرنے پر اس کا دل خود ملامت کرتا ہے اور وہ لوگوں سے چھپاتا ہے یا انسان دوسروں کے ان محبوب پر انہیں طعنہ دیتا ہے، جو اس میں خود بھی موجود ہوں، دوسروں کا نام لے کر اپنے خلاف گواہی دے رہا ہے (عزیزی)

(بقیہ صفحہ ۹۹۵) پیاری کر، اور اگر حضور سے خطاب ہو تو مطلب یہ ہو گا۔ کہ اے محبوب قیامت کی ہولناکی و عذاب الہی ہے کہ آپ بھی محض و قیاس سے اس کا اندازہ نہیں لگا سکتے، اگرچہ آپ کی محض و دانش تمام خلق سے زیادہ ہے، آپ کو اس کا علم وحی الہی اور کشف سے ہوا، لہذا اس میں حضور کے علم کی نفی نہیں، حضور نے ملامت قیامت، خود قیامت، بلکہ دوزخ و جنت اور وہاں کے عذاب و ثواب، معراج و فیروزہ میں ملاحظہ فرمائے، یعنی قیامت کے پہلے نفع کے وقت لوگ گہرا کر ہر

طرف ایسے بھاگیں گے، جیسے شمع گل ہو جانے پر بج شہ چنگے منتشر ہو جاتے ہیں، اس صورت میں اگلی آیت کا مضمون واضح ہے، لوگوں کا پہلے لئے کے لئے بھانکار اور
 پانوں کا ریزہ ہو کر اڑ جانا پہلے نطفہ کے وقت ہو گا، یا دوسرے نطفہ کے وقت لوگ اپنی قبروں سے فطری طرف ہر سمت سے ایسے دوڑیں گے جیسے شمع بجنے پر ہر
 طرف سے چنگے دوڑتے ہیں، اس صورت میں اگلے مضمون میں پہلے نطفہ کے جل کا ذکر ہے، خیال رہے کہ اگرچہ قیامت میں جہات، حیوانات بھی اٹھائے جائیں گے
 مگر چونکہ انسان کا اٹھنا اصل قصود ہے، اس لئے اسی کا ذکر ہوا، یہاں انسان میں چھوٹے، بڑے، بھلے، برے سب لوگ داخل ہیں، چونکہ یہ اٹھنا اور جمع ہونا ہے لہذا
 سے اور تھوڑی سی دیر میں ہو گا، اور سب پر خاموشی طاری ہوگی، کسی میں غشی و بیہوشی نہ ہوگی، اس لئے چنگوں سے تشبیہ دی گئی، ۸۔ یعنی پہلے نطفہ پر صورت کی تراز
 کے مدد سے اور دمک سے رنگ برنگ پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر ہوا میں ایسے اڑتے پھریں گے، جیسے رنگ برنگی لون کے ریزے دھننے وقت ۹۔ یعنی قیامت میں جس کی
 نیکیاں تراز میں بھاری ہوں گی وہ جنت کے دائمی و خاص میں ہیں، جیسے رہے گا، یہاں چند مسائل کا خیال رکھو، ایک یہ کہ قیامت کی میزان اور غلہ اعمال کا وزن حق
 ہے، دوسرے یہ کہ یہ وزن صرف انسانوں کے لئے ہے، جن کے لئے جنت و دوزخ ہے، فرشتوں، پتھروں کے اعمال کا وزن نہیں کہ ان کے لئے نہ جنت ہے نہ
 دوزخ، کافر جہات کے لئے اگرچہ دوزخ ہے، مگر مومن جہات کے لئے جنت نہیں، لہذا ان کے اعمال کا بھی وزن نہیں، تیسرے یہ کہ صرف ان اعمال کا وزن ہو گا، جن
 کی تحریر غلہ اعمال میں ہو چکی ہے، لہذا انہوں نے انہوں کے اعمال، ایسے ہی مٹن، اعلیٰ، محبت، سطوئی کا وزن نہیں مگر ان کی تحریر نہیں، چوتھے یہ کہ وہاں اعمال کا وزن
 کی دیشی پر موقوف نہیں، بلکہ انصاف و محبت پر ہے، حضور کا ایک جہہ دنیا بھر کی تمام جہات سے افضل ہے، پانچویں یہ کہ بے گناہ قبولین کے لئے، اور جن کفار
 کے پاس کوئی نیک نہیں، ان کا وزن نہیں، ان کا وزن نہیں، کیونکہ یہ وزن بات سے نہیں بلکہ نیکیوں کا ہوا ہے، رب لہما ہے۔ فلا یصلیٰ علیہم ورم حبیبہ مننا
 میزان ہم جیسے مسلمانوں کے لئے ہے، اور ان کفار کے لئے جن کے پاس ظاہری نیکیاں بھی ہوں، مگر ان کی نیکیوں میں باطل ہو جہ نہ ہو گا، چھٹے یہ کہ وہاں وزن اصل کے
 لئے ہے، فعل کے لئے نہیں، یعنی ہر رب کا فعل ہو گا، ہر وزن ہو گا، ہر جہت میں، پنجویں گے، غریب لوگوں کو کہتے ہیں کہ مگر مکاری کو پھیرنے والے بیکسی جاتی ہے، پانوں
 کو دھت میں سے ٹپے لے کر لٹایا جاتا ہے، مگر مکاری کو دھت میں سے ٹپے لے کر لٹایا جاتا ہے، مگر خود مومن پر بالکل ہلکی اس لئے جب دوزخ کو مع ان نیکیوں کے چلے جائیں
 ہو جو کچھ نہ ہو گا، بلکہ وہ بعض نیکیوں پر خود سوار ہو گا، جیسے قرآن کریم کا ذکر کے لئے تراز میں بھی ہوئی اور اس کے کتبے پر بھی، جو جہل و تکبر والے پر بھی، کافری
 ہو جہ نہیں ہو گا، مگر محض بھروسہ۔ تو اس میں وزن ہوتا ہے، انہوں نے یہ کہ ہر قسم کے اعمال کا نتیجہ وزن ہو گا، کسی لئے موازنہ جمع کرنا ہو گا، یعنی جس کی نیکیاں ہلکی ہوں
 اس کا نقصان دوزخ ہے، یا اس طرح ہلکی ہوں کہ ان میں بالکل ہی وزن نہ ہو، جیسے کفار کے صدق و خیرات وغیرہ، یا ان میں وزن تو ہو
 مگر کم ہوں، کم، جیسے بعض کفار مسلمانوں کی تھوڑی نیکیاں، خیال رہے کہ قیامت میں دوزخی پہلو پھا ہو گا، اور ہلاک ہو گا، دوزخ (دوزخ الہیوں) اور جس کے
 دونوں پہلو برابر ہوں گے، ان پر رب کرم فرمائے گا، دوزخ کے نیچے جہت میں جس کا نام ہوا ہے، جہاں عذاب بہت سخت ہے، جس سے دوزخ کے دوسرے طبقے بھی
 پتہ مانگتے ہیں، یا ہادی لغوی معنی میں ہے، یعنی گمراہی، مٹن، معنی کرنا خیال رہے کہ ہادی طبقے میں صرف بعض کفار رہیں گے۔ (شان نزول) ایک ہادی مہد متلف
 اور بنی سیم میں خاندانی بوائی پر متاثر ہوا، ہر ایک نے کہا کہ ہم تم سے مل، پیش، مسلمان نوازی، عزت و تھوڑی میں زیادہ ہیں، بنی مہد متلف کی تھوڑی زیادہ، علی بنی سم
 بولے، کہ زندے مردے مار کر شمار کرو، ہمارے مردے مل کر ہم تم سے زیادہ ہیں۔ یہ کہہ کر دونوں قبرستان گئے۔ اور قبروں کی طرف اشارے کر کے کہنے لگے، کہ یہ
 ایسی شان کا مالک تھا، اس پر یہ آیت کرمہ نازل ہوئی (از تفسیر قرطبی) دوزخ الہیوں) ہم موت کے ذکر، قبر کی فکر، آخرت کے اندیشہ سے، یا اللہ کی لطافت و
 فرمائندگی سے، یا حضور کی یاد سے، خیال رہے کہ جو چیز اللہ و رسول سے غافل کرے۔ وہ لہو ہے، وہ العاہلو ہے، یا سب، کٹاڑ کٹڑ سے ہا اس کے معنی ہیں ایک
 دوسرے کے مقابلہ میں زیادتی کا اکتھار، یا طلب، اکتھار، بلور شکر تو عبادت ہے، مگر بلور قرین غشی کتبہ ہے، خواہ ظلم پر غشی ہو یا ظلم پر، یا عزت و اعمال پر، اور زیادہ ظلمی
 دین کی تو ابھی ہے، مگر دنیا کی ہوس بری، خصوصاً جب کہ رب سے غافل کر دے، یہاں کٹاڑ سے کسی مردے سے کسی مردے دم تک حرص و ہوس یا غشی میں
 گرفتار رہتے ہو، چونکہ قبر بھی انسان کی ایک منزل ہی ہے، اصل ٹھکانہ تو جنت یا دوزخ ہے، اس لئے درم نہ فرمایا، حضور نے فرمایا کہ مہت کے ساتھ تین جاتے ہیں،
 ماں، اہلی قربات، اعمال پہلے دونوں لوٹ آتے ہیں، اعمال ساتھ رہ جاتے ہیں، اپنا مال وہی ہے، جو بندہ کما کر کسب کر لے، یا پھر کر پھاڑے، یا خیرات کر کے، آگے بھیج
 دے، یا آیت کا مطلب یہ ہے کہ تم یہاں تک غشی مارتے ہو کہ مرے باپ دلوں پر فکر کرتے ہو، ان کی قبروں کی زیارت کرتے ہو، اس سے معلوم ہوا کہ فکر کے لئے
 زیارت تصور ممنوع ہے۔ زیارات تصور یا اپنی موت یاد کرنے کے لئے ہو یا فاتحہ خوانی کے لئے یا صاحب قبر سے فیض حاصل کرنے کے لئے، حصول فیض کے لئے سزا کرنا
 بھی درست ہے، اسی لئے حدیث پاک، بعد از شرف و فیوہ کی طرف سڑکایا جاتا ہے، یا اسے کفار تم لوگ غشی کے لئے اپنے وطن شدہ باپ دلوں کا بھی ذکر کرتے ہو،
 معلوم ہوا کہ قبرداروں، چودہ ہراں کی نسبت پر فکر متع ہے، ہاں بزرگان دین صالحین کی نسبت پر فکر، جیسے ہم کو فکر ہے کہ ہم حضور کی امت اور فرشتہ پاک کے مرید
 ہیں۔ ۱۵۔ جب تم پر قہر و فیوہ کے عذاب آئیں گے، یا جب تم پر مسلمانوں کو غشی دی جاوے گی، تم خواہ کھلو مسلمان ہو، گھر سے کہ آج بخوشی ایمان لے آؤ،
 تاکہ تمہارا درجہ بلند ہو، یا مرے وقت عذاب کے فرشتے دیکھ کر کھراس وقت کا جانا نام نہ آوے، ۱۶۔ اپنی قبروں میں پہنچ کر، یا قیامت میں اٹھ کر اور عذاب الہی دیکھ
 کر، مگر اس وقت کا جانا ماننا مفید نہیں، حضرت علی مرتضیٰ فرماتے ہیں کہ آیت کے نزول پر ہم کو عذاب قبر کی حقانیت کا یقین ہو گیا، کیونکہ یہاں پہلی آیت میں عذاب
 قبر کا ذکر ہے، دوسری آیت میں عذاب شکر (روح البیان) خیال رہے کہ دنیا بروز کے مقابلہ میں خواب ہے، اور بروز آخرت کی نسبت سے خواب، مسلمانوں کو دنیا
 میں آخرت کا علم البقیں ہے، بروز میں مین البقیں ہو گا، اور قیامت میں حق البقیں، لہذا یہاں غافل مسلمانوں سے بھی خطاب ہو سکتا ہے

(بقیہ صفحہ ۹۹۲) جس کے دل میں آجلیں، اس کے لئے تمام نعمتیں، رحمتیں ہیں، جس کے دل میں حضور نہ ہوں، اس کے لئے سب نعمتیں، رحمتیں ہیں، دولت مٹنی
 رحمت حق، دولت ابو جہل، رحمت۔ (شان نزول) ایک دفعہ کلید بن اسبہ حضرت ابو بکر صدیق سے بولا کہ تم تو تجارتی کاروبار میں بہت ہو، شیار تھے، تم نے یہ کیا شیارہ
 اٹھایا کہ اسلام لا کر ایموں کی دوستی کے عوض قبروں کی محبت، چند معبودوں کے مقابلہ میں ایک اللہ کی عبادت قبول کی، حضرت صدیق نے فرمایا کہ مومن متقی نقصان میں

نہیں رہتا، تب حضرت صدیق کی تائید میں یہ سورت نازل ہوئی (عزری) لہذا یہ سورت صدیق اکبر کے فضا میں سے ہے۔ ۵۔ عصر نماز عصر کو بھی کتے ہیں وقت عصر کو بھی زمانہ کو بھی یعنی نماز عصر کی قسم جو کچھ کی نماز ہے جس میں دن رات کے فرشتے جمع ہوتے ہیں یا وقت عصر کی قسم جب دن سلطان سفر کرتا ہے رات کی آمد ہوتی ہے یا مطلقاً زمانہ وہ وقت کی قسم جس سے عمریں ختم ہوتی ہیں مسطحین بدلتی ہیں عالم کے حالات میں تبدیلی ہوتی ہے یا اس وقت و زمانہ کی قسم جس میں عطف فریق میں منکسر توب میں بدکار استغفار میں روئے ہیں اور صالحین عبادت میں مشغول ہوتے ہیں مگر بہترین ترجمہ یہ ہے کہ حضور محبوب کے زمانہ کی قسم جو تمام زمانوں سے افضل و باہر کرت ہے جس میں مومنین دیدار بار سے صحابی بنے نظر آتے ہیں یا حضور کے زمانہ نبوت کی قسم جو قیامت بلکہ ابدال آباد تک ہے یا حضور کے زمانہ فیض کی قسم جو ازل سے اب تک ہے مگر کوشش لہجہ اور ان کی اسوں کو حضور سے فیض ملا، اسی لئے حضور کا لقب رحمت اللعالمین ہے (از روح وغیرہ) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور رب کے محبوب اکبر ہیں مگر رب نے ان کے زمان و مکان عمر کی قسم فرمائی دوسرے یہ کہ جس وقت یا جس جہز کو حضور سے نسبت ہو جائے وہ بھی محبوب و محترم ہے لہذا حضور کے صاحب و ملحق بیت محبوبان ہار گاہ ملی ہیں تیسرے یہ کہ حضور کا زمانہ خیر القرون ہے اس وقت پر تین رخصتیں بہت تھیں جو کہ اس وقت صرف دو چار آدمی ایمان لائے اور آج مومن لاکھوں ہیں وہ حضور کے زمانہ کو بدترین مانتا ہے ۶۔ اپنی اصل پوچھی مرکو کفر کلمہ غفلت دنیا ملی کھیل کود میں برباد کر رہا ہے اسے آخرت پٹے کا ذریعہ نہیں جانتا انسان تاجر ہے زندگی اس کی دکان اور اعمال دکان کے سودے ہیں اگر اچھے ہیں تو ان کا خریدار خدا تعالیٰ ہے اور جنت ان کی قیمت ان کے حسنات سے ملے گی اگر برے ہیں تو شیطان خریدار ہے اور دوزخ ان کی قیمت جیسا سودا دیے خریدار شراب کی دکان پر شرابی اور مسیح و مسیحی کی دکان پر غلام خریدار ہوتے ہیں نیز تھوڑی پوچھی کا نفع و نقصان بھی تھوڑا ہوتا ہے بڑی کا بڑا انسان کی زندگی تمام مخلوقات کی زندگیوں سے زیادہ قیمتی ہے کہ وہ اس کے ذریعہ ولایت قرب الہی جنت کا سکہ ہے فرشتے جنت جاوڑوں کی زندگیوں کی نہیں لہذا اگر انسان نفع کمائے تو غوث و قلب بنے نقصان اٹھائے تو دوزخ میں جوتے کھائے لہذا آیت ہائل حق ہے کہ انسان کو بھی خسارہ میں ہے نہ وہ نقصان میں نہیں بلکہ نفع میں چر اوں دوزخ منہ السخوفہ پھر جیسا ایمان قوی ایسا ہی نفع زیادہ اس نفع کا مزہ شہید کرنا ہے پوچھو جنوں نے سب کچھ لٹا کر سب کچھ کھلیا موفیہ فرماتے ہیں کہ مائل کے ہر سانس پر عمر گنت رہی ہے مجھے سورج والے گھڑے کا ہر قطرہ بر کر ملو ہو رہا ہے اور گھڑا خلی ہو رہا ہے مومن صالح کا ہر سانس خزانہ ملی میں جمع ہو کر بھرا رہا ہے مجھے قرعہ انبیاء سے مٹی کے قطرے تھک کر پوکوں میں جمع ہو کر پیادوں کے لئے شکار اور پٹساری کے لئے نفع کا باعث ہے اسی لئے شہداء ان سانوں کے ختم ہونے پر مرتے نہیں بلکہ ابدال آباد کی زندگی حاصل کرتے ہیں بل اسباب و لکن لا یشعرون زندگی کا نفع بندگی ہے ورنہ شرمندگی اگر فرشتے جنت وغیرہ بھی مومن ہیں مگر یہاں انسان مومن ہی مراد ہیں کیونکہ جنت صرف انسان کے ایمان کا نتیجہ ہے ۸۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ایمان اعمال پر مقدم ہے بغیر ایمان کوئی نیکی مقبول نہیں دل بد شدہ ہے پانی تمام اعضا ملایا بد شدہ خراب ہو تو لک خراب ہے دل بد عقیدہ ہو تو نیکیاں برباد ہیں دوسرے یہ کہ کوئی مومن نیکیوں سے بے پروا نہ ہو پھل دین کھائے گا جو جز اور شاخوں کو محفوظ رکھے گا تیسرے یہ کہ مومن ہر قسم کی نیکیاں کرے جیسا کہ صالحات کے عموم سے معلوم ہوا خیال رہے کہ ظاہری باطنی بہت سے اعضاء ہیں ہر عضو کے طبعہ کام ہیں ہر کام تین طرح کا ہے مباح ذاب مہلہ مباح و ذواب کا کام کو مہلہ ہے جو چوتھے یہ کہ بیش نیکیاں کرے جیسا کہ حصول کے اطلاق سے معلوم ہوا ایمان کھیتی کتنے تک اس کی عمرانی و خدمت کرتا ہے مومن مرتے وقت نیکیاں کرے دشمن شیطان سے یہ کھیت محفوظ رکھے ۹۔ یعنی ایمان و نیک اعمال کا ہر ایک کو تائیدی حکم پیش دیا یا مرتے وقت تک لوگوں کو نیکیوں کی وصیت کی مجھے حضرت ابراہیم و یعقوب علیہما السلام نے اپنی اولاد کو اور ہمارے حضور نے آخری سانوں میں اپنی امت کو نماز اور تلاوت سے اچھے برکتوں کی وصیت فرمائی اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ پہلے خود نیک بنے پھر دوسروں کو ہدایت کرے جیسا کہ اس ترتیب ذکر سے معلوم ہوا دوسرے یہ کہ بیش تبلیغ کرے جیسا کہ نصوص کے اطلاق سے معلوم ہوا تیسرے یہ کہ ہر مسلمان کو مبلغ ہونا چاہیے جسے جو مسئلہ معلوم ہو لوگوں کو بتا دے صرف علماء پر تبلیغ نہیں جیسا کہ نصوص کے ماحل کے عموم سے پتہ لگا چوتھے یہ کہ ہر حال میں تبلیغ کرے صرف جلد یا استیج پر موقوف نہ ہو پانچویں یہ کہ نماز روزے کی طرح تبلیغ بھی ضروری ہے پچھلے یہ کہ عوام دل و زبان سے علماء زبان و قلم سے حکام زور و طاقت سے تبلیغ کریں جیسا کہ نصوص کے عموم سے معلوم ہوا ۱۰۔ صبر کے لغوی معنی ہیں روکا ٹھہرانا اصطلاح میں نفس کو شرعی حدوں توڑنے سے روکا صبر ہے مست گھوڑے کی باگ مضبوط پکڑو تاکہ سیدھا چلے دائیں بائیں کند میں نہ ڈال دے ایسے ہی نفس کو شریعت کی لگام دے کر سیدھا رکھو خوشی میں غم غمراہی سے روکا عبادتوں سے آگاہ ہوا ممبر کی تین قسمیں ہیں اور یہ آیت بہت جامع ہے (شان نزول) لفسن بن شریق ولید ابن منقہ اب بن خلف وغیرہ سرداران کفر اپنے مال پر ناز اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کرام پر زبان طعن دراز کرتے تھے ان کے مصطفیٰ یہ سورت نازل ہوئی (تفسیر عزری وغیرہ) ۱۱۔ دنیا میں مرتے وقت بھی اور قبر و حشر میں بھی دلیل کے معنی ہیں غرابی و انوس اور دوزخ کا ایک طبقہ جہاں عذاب بہت سخت ہے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے صحابہ کی بدگوئی بدترین کفر ہے ۱۲۔ ہمزہ ہمز کی جمع ہے لز لازمی ہمز و لز میں چند طرح کا فرق ہے سامنے براکتا ہز ہے پیچھے براکتا لز زبان سے براکتا ہز ہے اشاروں سے براکتا لز جگہ واسطہ کسی کو براکتا ہز ہے اس کی کسی چیز کو براکتا لز مراد براکتا ہز ہے و عزو اشارہ سے براکتا لز خیال رہے کہ حضور کی گستاخی کی تین صورتیں ہیں اور تینوں کفر ہیں مکمل گستاخی کرنا جیسے ابن لجنون شان اقدس میں ایسا لفظ بولا جس کے برے معنی بھی ہوں جیسے دامن تیرے دھوکہ دہی کے لئے بدینتی سے تعریف کرنا جیسے منافقوں کا عرض کرنا کہ آپ رسول اللہ ہیں پہلی قسم ہز ہے آخری دو قسمیں لز اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام اور مدینہ منورہ کی ادنیٰ توہین ہے اعلیٰ ہے خیال رہے کہ محمد اٹنی سنت رسول ہے اور سنت مسطیٰ سنت الہی ہے اور توہین پیغمبر سنت شیطان ساری عبادتیں ختم ہو جائیں گی مگر حضور کی نعت قبر و حشر میں بھی ہو گی اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کا محمود ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام خلق کے بھی محمود ہیں خالق کے بھی محمود اسی لئے آپ کا نام شریف محمد ہے یعنی بہت سراہے ہوئے ۱۳۔ مال جمع کرنا گن گن کر رکھنا چند صورتوں میں ہر ایک ایک یہ کہ حرام ذریعوں سے جمع کرے حرام غور کی نہ دعا قبول نہ عبادت میں لذت دوسرے یہ کہ جمع شدہ مال سے شرعی حقوق ادا نہ کرے تیسرے یہ کہ جمع مال میں ایسا مشغول ہو کہ

رب کو بھول جانے چوتھے یہ کہ مال کو دفع آفات کا ذریعہ سمجھے رب پر توکل نہ کرے بارش کا پانی بھدھ ضرورت رو کو ملتا جانے دو ایسے ہی مال سے ضرورتیں پوری کرو کچھ آگے جانے دو صوفیاء فرماتے ہیں کہ کافر کا مال کھانا بھی حرام منع کرنا بھی حرام مومن کے لئے یہ دونوں کام عبادت ہیں برات کا کھانا دوسرا سے قطع رکھنے والوں کے لئے ہے انہیوں کا آنا بھی حرام ہے کھانا بھی حرام دینا برات ہے حضور دوسرا مومن براتی کھانا دشمن سے یعنی محبت مال میں ایسا بدست ہے کہ گویا کچھ چکا ہے کہ یہ مال اس کے پاس بیٹھ رہے گا اور وہ اس کی بدولت موت و اسباب موت سے محفوظ رہے گا ورنہ مشرکین عرب موت کے منکر نہ تھے خیال رہے کہ جو مال فضلی یا شیطانی راہ میں خرچ ہو وہ فانی ہے مگر جو رحمانی راہ میں خرچ ہو وہ باقی اور چلوانی ہے رب فرماتا ہے۔ ریبی الصدقات ایسے ہی ہیں جن اللہ کی راہ میں جانے لے جاتا ہے۔ بل اعبدوا لیکن لا تشعروا صلا یعنی بدنامیوں میں پھیلنا نہ جانے گا وگرنہ جانے گا بلکہ کافروہ دونوں سے ذلت کے ساتھ پھیلنا اور پھیلنا چاہو گے اور اس طبقہ میں پہنچے گا جہاں کی آگ صرف کھل ہی نہیں جھلساتی بلکہ پڑاں پھیلوں جلا کر ریزہ ریزہ کرتی ہے مگر جہاں نہ لگتی۔ کیونکہ یہ بدبخت دنیا میں اللہ کے پیادوں کو گرانا چاہتا تھا اس کا بدلہ یہ ملا اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ یہ آیت کفار کے حلق میں تھی مگر کفار مومن دونوں میں پڑے یا پہنچے نہ جائیں گے دوسرے یہ کہ آخرت میں سزا یا جزا عمل کے مطابق ہوگی تیسرے یہ کہ جو عظیم اپنا بدلہ خود نے تو رب تعالیٰ اس کا بدلہ لیتا ہے کیونکہ ان عیبوں نے ان کفار سے اپنا بدلہ نہ لیا تو رب تعالیٰ نے اس کا بدلہ دیا چوتھے یہ کہ وہ انفس ابو جہل انفس بن شریک وغیرہ کفار کے قتل قدم پر چلے ہوئے صاحب کو مہم لگاتے ہیں ان کی سزا بھی ان جیسی ہی ہے ۱۶۔ اسے کافر کیونکہ تو نے حضور کو نہ جانا جس نے انہیں نہ مانا اس نے نہ خدا کو پہچانا نہ ایمان کی کسی چیز کو ابو جہل وغیرہ نے قرآن سنا مگر ایمان نہ پایا کیونکہ قرآن والے کو نہ مانا یا اسے قرآن پڑھنے والے کیونکہ تو نے دنیا کی آغیس یا سورج کی گرمی یا بخار کی حرارت دیکھی ہے نہ ہادی ہیں اور وہ آگ مادہ سے وراء ہے لہذا ان آگوں سے اس آتش کا پورا پورا پتہ نہیں لگ سکتا خیال رہے کہ یہاں خطاب حضور سے نہیں حضور نے تو شب مزاح میں دونوں کے ہر طبقہ کی سیر فرمائی عباد دونوں کی آگ کو اللہ کی آگ اس لئے فرمایا کہ وہ اسباب سے وراء ہے بلکہ واسطہ رب کے حکم سے بزرگ رہی ہے جیسے صلی علیہ السلام کو روح اللہ فرمایا کیا ورنہ ساری آگیں اللہ کی ہیں جیسے سورج بھر تیل ہی روشن ہے ایسے ہی وہ آگ اس سے معلوم ہوا کہ دونوں اور وہاں کی تمام چیزیں پیدا ہو چکی ہیں ہاں مومن کا واسطہ بھر قیامت ہو گا ۱۷۔ یعنی دونوں کی آگ کفار کے ظاہر و باطن کو جلائے گی حتیٰ کہ دل کو بھی دنیا کی آگ دل کو نہیں جلاتی وہاں آگ بجھنے سے پہلے ہی جان نکل جاتی ہے دل گرمی برداشت نہیں کرتا دونوں میں دل جلے گا مگر جہاں نہ لگے گی کیونکہ اس دل میں اللہ والوں کی عداوت کفر حد بھارتا اس سے معلوم ہوا کہ کفار مومن کے دل کو وہ آگ نہ جلائے گی کہ اس میں ایمان تھا بلکہ شیطانی کی عہدہ گا بھی محفوظ رہے گی بعض بزرگوں کے جسون کو ملی نہیں کھاتی

(بقیہ صفحہ ۹۹۵) ریلوے ٹائم نیل کی عمر چھ ماہ جزیری نور کینڈور کی عمر ایک سال پانچ روٹھی کے نصاب کی عمر تین سال مگر قرآن کی عمر بیٹھ ہے۔ تہذیب کی عمر تھوڑی کتب کی عمر دانی۔ ابو جہل کی عمر کھانا چاہ مصطفیٰ کی عمر تالیف ہے ۵۔ جو عہد کی طرف سے سند سے خلف جماعتوں میں آئیں ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو کجرت کے موقع پر کھڑی کے جانے کی ہمتی کے انہوں کے ذریعہ کفار سے بچایا اور احزاب کے دن بے شمار لشکر کفار سے ہوا کے ذریعہ بدر کے دن ابو جہل کے شر سے دو بچوں کے ذریعہ اسی طرح رب نے اسلام کو مدد با برہ جیسے دشمنوں سے معمولی ذریعوں سے بچایا ۱۸۔ یعنی وہ چڑیاں ابرہہ کے لشکر کو ناک ناک کر اس پر چڑھاتی تھیں کہ جس چڑیہ جس کافر کا نام تھا وہی اس کے لگنا تھا اور خود کو توڑ کر سر کو پھوڑ کر جسم کو چیر کر ہاتھی کو پھاڑ کر زمین میں سوراخ کر دیتا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان چیزوں کو چھڑوں کی بھی پہچان تھی اور ہر کافر کی بھی کہ واکہ کی طرح ہر چہر اس کے نام والے کافر پر پہچانتی تھیں جانوروں میں بھی شعور اور کافروہ مومن کی پہچان ہے حضرت سلیمان کی حیوانی اور بددہ کی دانائی تو قرآن کریم میں مذکور ہے شریعت حضور کے نظام حضرت سفینہ کی حفاظت کی یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ چڑیاں چھڑوں پر لکھے ہوئے نام کو بھی جانتی تھیں۔ اور اتنی ہونی انسانی بھیڑ میں ہر کافر کو چھانت سکتی تھیں اور ایسا درست نشانہ لگاتی تھیں کہ ہر چہر کافر کی کھوپڑی پر پڑتا تھا اس سے وہ لوگ جہت پکڑیں جو حضور کی شفاعت کا اس لئے انتظار کرتے ہیں کہ حضور اپنی اہل بیت کو کیسے پہچانیں گے۔ یعنی جیسے کھلیا ہوا ہوسا کو بر یا لید بن کر ریزہ ریزہ ہو کر بے قدر و گندہ ہو جاتا ہے یہی اس لشکر کا حال ہوا۔ صوفیاء کے نزدیک مومن کا دل گویا کعبہ ہے نفس لامرہ ابرہہ کے سامنے اور دنیاوی جھگڑے ابرہہ کا لشکر باجی ہیں حضور کی ذات رحمت کا سند رہے جہاں سے تو قیامت الہیہ کے ابتلا چلے ہیں عبادات شریعہ چھڑیں جن سے نفس لامرہ کا ابرہہ مع لشکر چاہا ہوتا ہے اور کعبہ دل محفوظ رہتا ہے اس سورت سے چند فقرے حاصل ہوئے ایک یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ولادت سے پہلے واقعات عالم کو ملاحظہ فرما رہے تھے کہ اصحاب قبل کا واقعہ ولادت شریف سے پہلے کا ہے مگر فرمایا کہ نہ کیا تم نے نہ دیکھا یعنی دیکھا ہے یہاں واقعہ کے آثار دیکھنا مراد نہیں کیونکہ حضور کے ظاہری ہوش سنبھالنے سے پہلے یہ آثار منت چکے تھے نہ لوگوں سے سنا مراد ہے کہ بلا وجہ مجازی معنی مراد نہیں ہوتے اور جب ولادت سے پہلے واقعات عالم کو دیکھ رہے تھے تو وقت کے بعد بھی ہر شے کو ملاحظہ فرما رہے ہیں دوسرے یہ کہ حضور نے یہ واقعات تفصیل وار ملاحظہ فرمائے نہ کہ اجمالاً اسی لئے مافصل نہ فرمایا بلکہ کیف مشغل فرمایا تیسرے یہ کہ حضور کے بعض معجزات ولادت سے پہلے ظاہر ہوئے ان میں سے یہ لیل کا واقعہ بھی ہے چوتھے یہ کہ یہ واقعہ حضور کی عزت افزائی کے لئے ہوا اسی لئے متعدد دلیل فرمایا۔ ضل اللہ نہ فرمایا (عربی) ورنہ کعبہ معظمہ کی قوم قراہہ اور لاحدہ نے پھر زید و حجاج نے بے حرجیاں کیں مگر ان پر یہ مذاب نہ آیا (روئے البیان) قوم عاکہ کے حلقی ارشاد ہوا۔ الم ترکیف فعل و ب بعد۔ حالانکہ قوم عاکہ حضور سے ہزاروں سال پہلے ہلاک ہوئی۔ ۸۔ نصیر بن کنانہ کی اولاد کو قریش کہتے ہیں جو ہمارے حضور کے تیرھویں وادہ ہیں حضور کا نسب نامہ یہ ہے محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ابن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب ابن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نصر بن کنانہ قریش چوتھے لولہ ابراہیم ہیں اور حرم کے باشندے کعب کے خادم زمزم کے منتظم ہیں اور آخر میں ہمارے حضور کے ہم نسب اسی لئے انہیں پہلے بھی دینی شرافت حاصل تھی اور اب بھی ہے قریش قریش سے ہوا۔ معنی ظہر اسی لئے اس روایتی جانور کو بھی قریش کہتے ہیں جو دیگر جانوروں کو کھا جاتا ہے اسے کوئی نہیں کھاتا (عربی وغیرہ) ۹۔ کہ کہ معظمہ چاندروں سے گھرا ہوا دیکھتی طاقت تھا جہاں پیدوار بالکل نہ تھی زمانہ حج کی آمدنی ان لوگوں کو سال کے لئے کافی نہ تھی۔ اس لئے قریش ہمسلا تمہارت سردیوں میں یمن اور گرمیوں میں شام جاتے تھے ان قحطوں سے قریش کو بہت

رفتہ تھی اور چونکہ قریش مذکورہ مشغلوں کے مالک تھے اس لئے راستوں میں ان پر دیکھ نہ ہوتی تھی اور جہاں گھسرتے تھے وہاں ان کی خاطر تواضع نہ دینے لگے تھے خوب ہوتے تھے نیز یہ لوگ ان سفروں کی وجہ سے سفر کے ملوکی تجربہ کار ملکوں سے خیردار ہو گئے تھے۔ اسی لئے ان کے ذریعہ ملکوں میں تبلیغ اسلام اور فتوحات خوب ہوئیں اور بخاری مکرملی کر کے یہ سفر ان کے لئے بہت ہلکتا ہوا ہے اس لئے ان سفروں کا خصوصیت سے ذکر فرمایا گیا۔ یعنی اسے قریش کہ جب لوگ تیساری خدمت اس لئے کرتے ہیں کہ تم کہہ کے غلام ہو تو تم کو بھی چاہیے کہ کہہ کے رب کی عہدت کرو (عزیزی) اس سے معلوم ہوا کہ جس کو رب دینی عزت دے وہ دین کی خدمت کرے جیسے علامہ 'مطالع' مملات کہ یہ حضرت حضور کے نام پر پیش کر دے ہیں تو ان کی تک طاعت بھی کریں خیال دے کہ یہ سورت یکہ ہے اور علامہ 'سراج' سے پہلے نقل ہوئی جب لفظ دونہ وغیرہ کوئی عہدت نہیں آتی تھی لہذا یہاں عہدت سے مراد اللہ رسول کا نام جیسا یعنی کہ پڑھنا اور حضور کا چہرہ محبت سے دیکھنا ہے جو اسلام کی پہلی عہدات اور تمام عہدات سے اہم ہے اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفار بھی عہدات شریعہ کے مختلف ہیں کہ ایمان لائیں اور عہدات کریں دوسرے یہ کہ عہدات کفر کوئی بھی صحیح عہدات نہیں کیونکہ کفار کہ طواف حج عمرہ حجاج کی خدمت کرتے تھے مگر انہیں کاہنم قرار دیا گیا تیسرے یہ کہ کہہ معظفہ معظرفات ذوالجلال ہے چوتھے یہ کہ اللہ تعالیٰ اگرچہ ہر لوئی و اعلیٰ کا رب ہے مگر اسکی رویت کو اس کی اعلیٰ مخلوق کی طرف نسبت کرنا چاہیے یوں کہ اسے معظف کے رب اسے کہہ معظفہ کے رب پانچویں یہ کہ اگرچہ کہہ بھی دوسرے گھروں کی طرح پتھر گھڑی درو دیوار و بہت سے جگہ ہے لیکن ان کی طرح نہیں قرآن اگرچہ دوسری کتابوں کی طرح لکھ و روشنی ہے جیسا مگر ان کی شکل نہیں ایسے ہی جیسا اگرچہ کھاتے پیتے ہیں مگر ہم سے ممتاز ہیں لہذا اس طرح کہ کہہ کہہ کی پناہی و غیر ملاتہ میں کہہ معظفہ کے ذریعہ انہیں روزی دی یا جب کہ والوں نے مسلمانوں کا مکمل پایکا کیا تو رب نے ان پر بارش اور غلہ کی در آمد بند کر دی پھر جب انہوں نے کھانا تو بارشیں ہوئیں در آمد شروع ہو گئی اور انہیں بھوک سے امن ملی اس سے معلوم ہوا کہ بھوک میں روٹی اللہ کی نعمت ہے اس کا شکر لازم ہے یا کہ والوں کو روٹی بھوک سے نجات دی کہ حضور کے ذریعہ روٹی خدا انہیں ایمان و عہدات بخش لہذا کہ حرم شریف میں امن ہے یا کہ والوں کو مرض جذام کے خوف سے غلو رکھا کہ یہ بیماری وہاں بھی نہ ہوگی نیز وہاں امراض سے وہاں امن ہے یا حرم شریف کی برکت سے کہ والوں کو گل و فرائ سے غلو رکھا کہ عرب میں ہر طرف لوٹ مار کا بازار گرم ہے یا حضور کے صدقہ سے انہیں قبر و اوقات کے خوف سے امن بخشتا کہ ایمان قبول کریں جنت جائیں یہودی مسک یہ شرف خاص مگر یہ ہے۔ سورہ مومن اعلیٰ نصف یکہ ہے ابو جہل یا عاص بن وائل کے حشمتی نقل ہوئی اور آخری نصف مدنیہ ہے جو عبد اللہ بن ابی سلول وغیرہ منافقین کے حشمتی نقل ہوئی (شان نزول) کہ معظفہ میں جب کوئی مال دار مرنے لگے تو ابو جہل وغیرہ اس کے پاس جا کر کہتے کہ اپنی جہیم تولد اور اپنا مال عمارت سے بد کر جاتا کہ ان کی بدوشی و مگرملی ابھی طرح کریں مرنے والا یہ کہتا اس کے بعد یہ مال پر تو جہنم کر لیتے اور میت کے قیاموں کو دیکھ دے کہ نکال دیتے تھے چنانچہ ان حرم ریموں میں سے ایک جہنم حضور کے پاس فرمادی ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسے لے کر ان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ کیا تجس رب کا خوف قیامت کا ڈر نہیں وہ لوگ قیامت کا مذاق اڑانے لگے حضور مغموم ہو کر واپس ہوئے تب اس سورت کا اگلا حصہ نقل ہوا (عزیزی) اس دین سے مراد ملت اسلامیہ ہے یا قیامت کا دن بھٹانے سے مراد قوی و عملی بھٹانا ہے یعنی اسے محبوب خود تو کہہ ابو جہل وغیرہ کی غرالی پر کہ اسلام جیسی پاک ملت کو یا قیامت جیسی ظاہر حق کو قتل و قتل بھٹانا ہے کہ زبان سے ان کا انکاری ہے اور قیاموں کو ستارہ قتل بھٹانا ہے۔ چونکہ کفر تمام گناہوں سے بدتر ہے اس لئے پہلے اسی کا ذکر ہوا۔

(بیش صفحہ ۵۵۸) دیا کہ لفظ تو ہر حالت میں یکساں پڑے مگر اکتفا پند کرے ان تینوں کے احکام علیہ ہیں ۶ مامون معنی سے یا ہدزن مامون معنی کے معنی ہیں قلت یا فقرات ذکوہ کو بھی اسی لئے مامون کہتے ہیں کہ اس کی حصار تھوڑی ہے یعنی چالیسواں حصہ یا دیگر دینوں کی ذکوہوں سے کم ہے معمولی برتنے کی چیزوں کو بھی مامون کہا جاتا ہے جیسے سوئی نمک آگ پانی وغیرہ یعنی منافقین کی عہدات بھی خراب ہیں اور محاطات بھی کندہ ہے اپنے پادشہوں کو معمولی برتنے کی چیزیں عاریت بھی نہیں دیتے آگ پانی نمک پر ان کی جان تھکی ہے یا یہ لوگ اپنی ضرورت سے بچی چیزیں جو ان کے لئے بیکار ہیں کسی کو نہیں دیتے اگرچہ خراب ہی ہو جلدیں اس آیت سے وہ پاکستانی زمیندار ہجرت نکلیں جو اپنا فخر لفظ بازار میں نہیں لاتے یا زیادہ جاتا ہے یا چوری چوری بھارت بھیج دیا جاتا ہے۔ ۷ سورت کوثر جسور علامہ کے نزدیک مدنیہ ہے بعض نے فرمایا کہ ہے (شان نزول) جب حضور کے صاحبزادے قاسم کا انتقال کہ مظلہ میں اور حضرت ابراہیم کا وصال مدینہ منورہ میں ہوا تو عاص بن وائل وغیرہ کفار نے کہا کہ حضور ابراہیم صلی اللہ علیہ وسلم ہو گئے آپ کے بعد نہ آپ کا نام رہے گا نہ دین ان کی تریہ اور حضور کی تسلی خاطر کے لئے یہ سورت شریفہ نقل ہوئی (تفسیر روح البیان وغیرہ) ۸ کوثر ہدزن قول جہنم کا صیغہ ہے کثرت سے یا بیشتر زیادہ اکثریت زیادہ شمار بہت ہی زیادہ اور کوثر ہے حد زیادہ جو طلق کی محل دھم سے روا ہے اس سے مراد یا تو جوش کوثر ہے جس کی وسعت ایک ماہ کا راستہ ہے یا قوت و ہمتوں پر جاری ہے اس کے کنارے پر ایک ایک موتی کے بے شمار نیچے سرسبز درختوں کی قطاریں ہیں اس کے کوڑے ستاروں کی طرح بے شمار ہیں جس کی ایک نر جنتیوں کے گھروں میں ہے دوسری نر میدان محشر میں ہوگی جس سے مرتدین روکے جائیں گے یا حضور کی کثیر تولد یا بہت امت مراد ہے جو دنیا کے ہر گوشہ و کونہ میں پھیلی ہوئی ہے یا حضور کے بے پایاں علم یا عمل یا حضور کی بہت خواہاں و اوصاف یا شفاعت کبریٰ یا عالم کثرت مراد ہے (عزیزی وغیرہ) عبد اللہ بن عباس نے فرمایا کہ کوثر سے مراد بہت خیر ہے اس میں جوش کوثر بھی داخل ہے (بخاری) یہاں چند باتیں خیال میں رکھو ایک یہ کہ اس مضمون کو اس سے شروع فرمایا کیونکہ کفار عرب حضور کی اس ملکیت کے منکر تھے جیسے آن بعض بد باطن منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ حضور کے پاس کچھ نہیں وہ کیا دیں گے رب سے مانگو دوسرے یہ کہ رب سب کچھ حضور کو دے چکا حضور لے چکے تمام نبیوں فرشتوں نے حضور ہی سے کلمات پائے فرماتے ہیں اللہ دیتا ہے ہم تقسیم کرتے ہیں دوسرے یہ کہ حضور کو یہ سب کچھ خود رب نے دیا دیناے حضور سے لیا ہے دیا نہیں تیسرے یہ کہ کوئی شخص حضور سے کچھ نہیں سکتا کیونکہ یہ رب کا عطیہ ہے جیسے کوئی سورج کو بجھا نہیں سکتا چوتھے یہ کہ حضور تمام دنیا کے مالک ہیں کیونکہ دنیا تعوی ہے اور جو حضور کو دیا وہ بہت ہی زیادہ ہے دینا تو حضور کی ملک کا ادنیٰ حصہ ہے ۹ یعنی نماز بیگانہ کی پابندی کو یا اس مظلہ شرافت

کے شکر میں خواہش پڑی کہ نماز بترجمہ لیا کہ اور نماز بترجمہ کے بعد قربانی کرے اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ پابندی نماز رب تعالیٰ کی نعمتوں کا بحر ہے شکر یہ ہے دوسرے یہ کہ قربانی اسلامی شکار ہے اس کے بدلہ میں قیمت وغیرہ نہیں دی جاسکتی تیسرے یہ کہ قربانی صرف کے معصومہ والوں یا مایوسوں کے لئے خاص نہیں جیسا کہ بعض یہ قوفوں نے سمجھا ہے کیونکہ عید پاک میں سرکار کو قربانی کا حکم ہو رہا ہے چوتھے یہ کہ سورت مدنیہ ہے کیونکہ قربانی بھی ہجرت واجب ہوئی جو لوگ اسے کیا کرتے ہیں ان کا خیال ہے کہ خرے مراد مطلقاً ذبیحہ ہے کہ کفار تو جن کے نام پر جانور ذبح کرتے ہیں تو رب کے نام پر ذبح کرنا مکر قول اول قوی ہے ۱۱۔ کہ نہ اسے ایمان نصیب ہو نہ ذکر غیر نہ برکت نہ کوئی اور بھری نہ آخرت میں اس کی بخشش چنانچہ عاص بن وائل اگرچہ صاحب اولاد تھا مگر رب نے اس کی اولاد کو ایمان کی توفیق دے کر احماسے متعلق قتل ہلاک کیا اب بھی دیکھا جاتا ہے کہ جن لوگوں نے حضور کی بدگوئی کو اپنا شعار بنالیا وہ اکثر اولاد ہو کر مرے ۱۲۔ (شان نزول) بعض سواروں قریش نے حضور کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ مجھے باتیں آپ ہمارے دین کی مان لیں اور کچھ باتیں ہم آپ کے دین کی قبول کر لیں یا ایک سال آپ ہمارے جن کو پوچھیں اور ایک سال آپ کے رب کی ہم عبادت کریں اس طرح ہماری آپ کی صلح ہو جاوے حضور نے فرمایا ملاحظہ میں شرک نہیں کر سکتا تو وہ بولے اچھا آپ ہمارے جن کو نصیحا پڑھ دیں تو ہم آپ کو سچا لیں گے تب یہ سورت نازل ہوئی (خزان خازن عزیزی وغیرہ) اس سے معلوم ہوا کہ کفار سے دینی صلح حرام بلکہ کفر ہے نیز ناجائز و حرام پر صلح حرام ہے نیز کفار کے جن ان کے بڑے دلوں کی تعلیم کفر ہے اس سے وہ مسلمان ہجرت نکلیں جو گندمی کی سادہ پر پول چڑھانے یا ہولی دیوالی پر چڑھانے کرتے یا رنگ بچھتے ہیں ۱۳۔ اس سے وہ کفار مراد ہیں جو علم الہی میں کافر تھے اور کفر پر مرنے والے تھے جیسے ابو جہل عاص بن وائل امیہ بن خلف وغیرہ جیسا کہ آئندہ مضمون سے معلوم ہو رہا ہے چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سورت کے نزول پر حرم شریف میں تشریف لے گئے جہاں کفار کا مجمع تھا اور یہ اعلان یہ سورت تلاوت فرمائی جس سے وہ لوگ آپ سے ہامس ہو گئے پھر حضور نور مصاب پر علم توڑنے شروع کر دیئے اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ہامس کے دل میں کفار کی ہیبت نہ چاہیے دوسرے یہ کہ کفار کو بلا شرعی مدار کے اچھے القاب سے یاد نہ کرے تیسرے یہ کہ کافر کو کافر کی کٹا اسلامی تہذیب ہے کہ حضور نے ان بدعتوں کو بھیا کیا کہ نہ کفار بلکہ فرمایا اے کافر ۱۴۔ یعنی جب میں نے نبوت سے پہلے بھی بدعت پرستی نہ کی تو اب تصور نبوت کے بعد کیسے ممکن ہے کہ جن کو پوچھوں خیال رہے کہ کافر چھوٹوں اور عورتوں تاروں اور بعض بزرگوں کی تصویروں کی بھی پوجا کرتے تھے اور خدا کی بھی عبادت کرتے تھے مگر خلاف کانون اسلام میں دافرا کہ پہلی قسم کے معبودوں کی عبادت سے انکار فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ تہذیب اسلام کے خلاف ہے کہ حضور نے انکی مجبوری میں بھی اپنا دین نہ چھپایا بلکہ اس کا اعلان فرمایا اپنا دین سورت قول عمل سے ظاہر کرنا چاہیے اس سے وہ لوگ ہجرت نکلیں جو مسلمان ہو کر بھگوان داس کی سی شکل بناتے ہیں ۱۵۔ یعنی اے کافر تم رب تعالیٰ کے عابد نہیں کیونکہ تم یا تو جن کی پوجا کرتے ہو یہ رب کی عبادت نہیں رب کی عبادت وہ ہے جو حضور کی تعلیم کے مطابق ہو دوسرے یہ کہ حضور کی خدمت کا تارک ہو اپنی تجویز سے ہی عبادتیں نکال کر دے وہ دلی نہیں شیطان ہے جیسے آج کل کے بھٹی پو پستی جو تارک نماز ہے روز ہیں اور لوگ انہیں ولی سمجھتے ہیں تیسرے یہ کہ جن بزرگوں کی طرف خلاف شرع چلے عبادتیں منسوب ہیں وہ غلط ہیں کہ غلط بزرگ بارہ برس کنوئیں میں گئے رہے کیونکہ وہ حضرت اس زمانہ کی نمازیں عبادتیں نہیں چھوڑ سکتے تھے چوتھے یہ کہ مسلمان خواہ انجی ہوا ہمارا بھائی ہے کافر خواہ چٹا ہوا ہمارا بھائی نہیں دیکھو یہاں کفار سے اس لئے صلح نہ کی گئی کہ ہمارا اور ان کا معبود پیڑ ہے نہ جہاں یعنی میں اپنی آئندہ زندگی میں بھی کبھی بدعت پرستی نہ کروں گا کیونکہ انسان چاروں طرف سے گمراہ ہوتا ہے یا دین حق سے بے خبری حضور پیدا انکی عارف ہیں یا غش امارہ کی شرارت سے حضور کا نفس امارہ نہیں یا شیطان کے بھگانے سے حضور شیطان سے محفوظ ہیں یا بڑی محبت سے حضور کی محبت دوسرے سمجھتے ہیں حضور اللہ کے رنگ میں رنگے ہوئے ہیں لہذا یہاں گمراہی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ انسان دنیاوی مصلحت میں نرم ہو مگر دین میں نہایت سخت ہو کہ کفار اس سے ہامس ہوں (روح البیان) دوسرے یہ کہ حضور کو اپنے مستقبل کی خبر قسمی کہ میں کبھی کفر و شرک و فسق نہیں کر سکتا تیسرے یہ کہ مسلمان کو چاہیے کہ اپنے متعلق کفار کو ہامس کر دے ۱۶۔ یعنی میں تمہیں خبر دیتا ہوں کہ جس رب تعالیٰ کی میں عبادت کرنا ہوں تم اس کی عبادت بھی نہ کرو گے بلکہ قاصد کافر ہو کر مرو گے اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو لوگوں کے اچھے برے خاصہ کی خبر دی ہے کہ کون کفر مرے گا اور کون ایمان پڑے گا روئے حق ان کفار سے ہے جو کفر مرنے والے تھے ۱۷۔ یعنی اے کافر تم کو کفر و طغیانی و سرکشی ہے ایمانی ایسا لازم ہو چکی ہے جیسے آگ کو گرمی یا پانی کو نہایت کے تم سے کفر بھی جدا نہیں ہو سکتا اور مجھے میرا ایمان و عرفان قرب الہی ایسا لازم ہو چکا جیسے سورج کو نور کہ مجھ سے یہ صفات بھی جدا نہیں ہو سکتیں اس صورت میں یہ بھی خبر ہے اور آیت حکم ہے منسوخ نہیں یا یہ مطلب ہے کہ اے کافر مجھے تمہارے کفر سے کوئی تعلق نہیں تم بڑے کافر ہو اور ہمیں میرے دین و ایمان سے کوئی تعلق نہیں اس صورت میں یہ آیت جہاد کی انھوں سے منسوخ ہے کیونکہ جہاد میں اگرچہ کفر مٹایا نہیں جائیگا مگر کفر کا زور ضرور توڑا جائیگا جو سوتے وقت یہ سورت پڑھ لیا کرے اے اللہ اللہ خاتم البخیر نصیب ہو گا۔

(بقیہ صفحہ ۹۹۵) کے بعد بجاس دن حیات شریف رہی پھر انعاماً یہ ما فوجوں فیہ الہ اللہ اتزی جس کے بعد حضور کی حیات شریف سات دن رہی فرمیکہ روایات مختلف ہیں (خزان الخزان) ۱۷۔ (شان نزول) جب آیت کریمہ راوند عن عبد تک الافدہ اتزی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معاف تشریف لے گئے اور اپنے تمام اہل قربات کو آواز دے کر وہاں جمع فرما کر توحید و رسالت کی تبلیغ قربانی تو ابوسب جل کر بلا کہ تم ہلاک ہو جاؤ کیا تم نے اسی لئے ہم کو یہاں جمع کیا اس بدعت کے جواب میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (فائدہ) اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ رب کے بدگوئیوں کو حضور نے جواب دیا اور حضور کے بدگوئیوں کا رب نے جواب دیا دشمن خدا کی جو ایسی سخت رسول ہے اور دشمن رسول کو جواب دینا سخت الہ ہے دوسرے یہ کہ جس قسم کی کوا اس کفار نے حضور سے کی اسی قسم کا جواب رب نے دیا معلوم ہوتا ہے کہ حضور رب تعالیٰ کے محبوب اکبر ہیں تیسرے یہ کہ قرآن کریم نے تمام بھرموں کی سزا میں بیان فرمائی جن میں سب سے زیادہ سخت سزا حضور کے بدگوئی ہے کہ قرآن کریم نے اس کے متعلق بھی فرمایا ذہب بھی فرمایا۔ بعد بھی فرمایا نہایت بد بھی فرمایا بنیفا اللہ ہم ایسی سخت سزا نہیں

کسی مجرم کی ذکر نہ ہو کہیں ایسے ہی جیسے انھیں حضور کے ادب پر دینے گئے، ایسے بھی مہلوت پر نہ دینے گئے، دیکھو۔ ہماری کتاب **صفت صلی** چوتھے پر یہ کہ بڑی شرافت، عزت و نسب والے دہل والے حضور کی صفت سے ذیل و غرار ہو گئے، تو دوسروں کا کیا پوچھنا۔ ابولب کا نام عبد العزی تھا، عبد المطلب کا بیٹا جو بنی بنت باجرہ کے شتم سے تھا، حضور کا علاقہ چچا تھا، کیونکہ حضرت عبد اللہ فاطمہ بنت عمرو بن مالک کے شتم سے تھے، جو عبد المطلب کی دوسری بیوی تھیں، اس کی کنیت ابولب تھی، بہت خوبصورت و دلدار تھا، اس کے بیٹوں قحط اور حبیب کے نکاح میں حضور کی صاحبزادیاں رقیہ و خولم تھیں، اس سورت کے نزول کے بعد ابولب نے ان صاحبزادیوں کو مطلق دلوا دی، جبکہ کو شیر نے چار ملا منہ سو گھر کر (عزیزی دراج وغیرہ) دونوں ہاتھ ہلاک ہونے سے مراوس کی ذات کی ہلاکت سے ۸۔ اگرچہ ابولب کی ہلاکت جنگ بدر کے ایک ہفتہ بعد ہوئی، کالے دانہ کی بیماری سے مرا بنے علی میں عدسہ کہتے ہیں، اہل عرب اسے شہری بیماری سمجھ کر اس سے بہت بچتے تھے۔ اس لئے تین دن تک اس مردود کی لاش پڑی رہی، پھر لپٹ کر بدو دینے لگی، تب جنتی مزدوروں سے پھینکوائی گئی، (تفسیر بیضاوی) مگر چونکہ یہ ہلاکت جنتی تھی۔ اس لئے یہاں ماضی سے ارشاد ہوا، خیال رہے کہ تینتہا بدو عابے اور ذلت خیز لڑا کر نہیں، رب کے کلام میں بدو اعتبار غضب کے لئے ہوتی ہے ۹۔ (شان نزول) ابولب نے اس سورت کی گزارش دو آیتیں سن کر کہا کہ اگر بقول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر عذاب آیا گیا تو میں اپنی جان کے لئے اپنے مال و اولاد کو فدیہ دے دوں گا، تب یہ آیت اتری۔ مدہ سے مراوس کی درالحد کا مال ہے اور ماکب سے اپنا نکلیا ہوا مال مراوس ہے۔ یا ماکب سے جاہ و عزت مراوس ہے یعنی ابولب کو اس کی دولت و عزت و اولاد عذاب الہی سے بچاؤ گئے گی، جیسے کارون کو اس کا مال عذاب سے نہ بچا، ماکب یعنی ابولب مرکز قبریں اور قیامت کے بعد دوزخ میں داخل ہو کر آگ کا عذاب پائے گا، اس سے معلوم ہوا کہ ابولب کا دوزخی ہونا چھٹی ہے۔ لیکن اس سے یہ لازم نہیں کہ اس کا ایمان مستحکم نہ ہو بلکہ وہ جلد سے توبہ کر لے، کیونکہ اس سے سو من گھٹکار بھی دوزخ میں عذاب پائیں گے لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں، کیونکہ یہاں اہل ایمان کافی ہے (روح البیان) ۱۰۔ ام جیلہ بنت حرب ابن اسہ، یعنی ابو سفیان کی بہن، اس کا نام عوراء تھا، کنیت ام جیلہ، یہ بھی دوزخ میں جائے گی، کیونکہ وہ بھی حضور کی خدمت دشمن ہے، مگر جنگ سے کانٹے کا بوجھ سر لاتی، اور حضور کے راہ میں بچھاتی ہے، تا کہ حضور کے نازک قدموں میں جھپیں، اور حضور کو تکلیف پہنچے، اس سے معلوم ہوا کہ مشرکین کے آپس کے نکاح کے درست ہیں، اگرچہ اسلامی قاعدے سے نہ کئے گئے ہوں۔ کیونکہ رب نے ام جیلہ کو ابولب کی بیوی فرمایا۔ لہذا کافر کی اولاد مطلق ہے اور میراث پائے گی ۱۱۔ یعنی ام جیلہ حضور کی عدوت میں اتنی سخت ہے کہ بلوچ و دلداد ہونے کے خود جنگلات جاتی ہے، وہاں سے خاردار و ریشوں کی شاخوں کا گھٹا اپنے سر لاتی ہے، جنہیں وہ حضور کے راست میں بچھاتی ہے۔ اپنی لوطیوں، غلاموں سے یہ کام نہیں لیتی، معلوم ہوا کہ یہ بھی اس فحش پر دہناوی عذاب تھا کہ جس سر میں حضور کی عدوت ہو، اس پر یہاں بھی کانٹے اور آختر میں بھی کانٹے، جیسے آج سحابہ سے عدوت رکھنے والے اپنے نام کے بنانہ پینے کوئے جاتے ہیں، یہاں بھی کہتے ہیں، آخرت میں بھی انھیں زنجیروں سے کہیں گے، ۱۲۔ یعنی ام جیلہ مرے گی، یہی اسی طرح کے کانٹوں کے گھٹے کا درد، اس کے گھٹے میں پڑے گا، اس چٹائی سے مرے گی، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ایک دن یہ بوجھ لاری تھی، اور سخت دھوپ و گرمی تھی، تھک کر آرام کے لئے ایک چکر پر بیٹھ گئی، ایک فرشتہ نے رب کے حکم سے اس گھٹے کو پھینک دیا، جس سے گھٹا تو پیچھے گرا، اور اس کے گھٹے میں پھانسی لگ گئی، وہاں ہی ذلت سے مر گئی، جیسے آج بعض بد بخت چاقو اور زنجیر کے ماتم میں پیٹے پیٹے مرجاتے ہیں، معلوم ہوا کہ حضور کا دشمن نہ دنیا میں جہنم پائے نہ قبر میں، اور نہ آخرت میں۔ ۱۳۔ اس سورت کے میں نام ہیں، انھیں، تزیمہ، ترجمہ، نجات وغیرہ (صاوی) اس سورت کے بڑے تفصیل ہیں، اس کی تین بار تلاوت کا ثواب پورے قرآن کے ثواب کے برابر ہے، جو شخص گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کرے، اگر گھر خالی ہو تو حضور کو سلام کرے اور ایک بار بقلہ، **الحمد لله** پڑھ لیا کرے تو انشاء اللہ شرف و فائدہ سے محفوظ رہے (صاوی) بہت تجرب ہے۔ (شان نزول) کفار عرب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے حلق قطع سوال کرتے تھے، کہ اللہ سونے کا ہے یا چاندی کا، وہ کیا کہتا بیٹا ہے، اس کا نسب حسب کیا ہے وغیرہ، ان سب کے جواب میں یہ سورت شریفہ نازل ہوئی۔ (خزان وغیرہ) ۱۴۔ کس سے فرمایا یا ہم سے کہ محمد ہماری محمد جان تمہاری کہ ہم معبود ہوں تم مائد، تم کو ہم نہیں، یا کافروں سے فرمایا کہ ہماری توحید تمہارے کہنے سے مانیں یا مسومنوں سے فرمایا، یا سارے انسانوں یا سارے جہان سے کیونکہ تم نبی مالمین ہو ۱۵۔ حقیقت کہ نہ اس کے اجزا ہیں، نہ کوئی اس کا سیم و شریک نہ اس کی مثل، خیال رہے کہ عرب میں کفار بہت قسم کے تھے، دہریہ، مشرک، رب کی صفات کے منکر، رب کے لئے اولاد ماننے والے وغیرہ، اس سورت میں ان سب کی تردید ہے، اللہ میں دہریوں کی، احد میں مشرکین کا عمل رد ہے، اگلی آیات میں بقیدہ کفار کا رد ہے، ۱۶۔ ہر جہ سے فنی کہ نہ کھاتے نہ پینے، نہ کسی کام میں کسی کا عبادت مند، اس میں ان لوگوں کی تردید ہے جو کہتے تھے کہ اکیلا اللہ اتنے بڑے جہان کو نہیں بن سکتا، اس نے اپنی مدد کے لئے اپنے بعض بندے جن لئے ہیں انھیں اللہ کا بندہ مان کر دیا، خدا کہتے تھے اور ان کی پوجا کرتے تھے، انہیں کی تردید کے لئے ارشاد ہوا، ولم یکن احد منکم من دون الله احد، اللہ ہی تعالیٰ کا انتظام کرتے ہیں، مگر رب کی کمزوری کی وجہ سے نہیں، بلکہ محض اعزازی طور پر رب کی شان ظاہر کرنے کو ۱۷۔ کیونکہ اولاد باپ کی جنس سے ہوتی ہے، رب تعالیٰ جنس و شکل سے پاک ہے، نیز جو کسی سے پیدا ہو، وہ حادث ہوتا ہے، رب تعالیٰ عیشہ سے ہے، اولاد کی ضرورت بقاء نسل کے لئے ہوتی ہے، جس کا محتاج قافی ہے، جو عیشہ باقی ہو، اسے نسل سے کیا کام، اس میں مشرکین اور یہود اور نصاریٰ کا رد ہے، مشرکین فرشتوں کو اللہ کی لڑکیاں کہتے تھے، یہود حضرت عزیر کو، عیسیٰ یعنی علیہ السلام کو خدا کا بیٹا مانتے تھے، ۱۸۔ نہ ذات میں نہ صفات میں، کیونکہ وہ واجب ہے، خلق ہے، باقی سب ممکن مخلوق اور حادث، اس کے صفات ذاتی قدیم، غیر محدود مخلوق کے صفات حائل، حادث، اور محدود ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ حضور کو عالم غیب یا حاضر یا ظہر ماننا شرک نہیں کہ اس میں رب کی ہمسری نہیں جیسے انسان کو سمجھ، صبر، حق، کھانا پینا، خیال رہے کہ یہ سورت توحید اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور نصت مصطفیٰ کی جنگ بھی دے دی گئی، کیونکہ اس میں اس جانب اشارہ ہے کہ مسومن وہ ہے جو رب کی یہ تمام صفات تمہاری تعلیم سے مانے، تم کو چھو ذکر یہ سب ماننا ایمان نہیں، اگر نوٹ سے حکومت کی محدودی جانے تو بازار میں اس کی کوئی قیمت نہیں، دیکھو شیطان مسودہ ہے مگر طہوں ہے، کیونکہ نبوت سے انکاری ہے،

(بقرہ ص ۱۶۰) بلاغرض پالے اس کی پرورش عالم اودان دنیا قبر آخرت ہر جگہ ہے۔ اب یعنی باپ وہ ہر چند روز صرف جسم کو اپنی غرض سے پالے اور اللہ تعالیٰ رب ہے اب یعنی باپ نہیں پوچھ کر انسان بچپن میں صرف پرورش ہی پاتا ہے اس لئے پہلے اس صفت کا ذکر فرمایا۔ اب سب کا حقیقی حاکم و مالک پوچھ کر انسان پرورش میں مست ہر کر رہ رہا ہوتا ہے اس وقت اس پر قانونی گرفت کی ضرورت ہے اس لئے یہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر فرمایا۔ اللہ سارے لوگوں کا حقیقی مہود و مہود پوچھ کر انسان جو حیات میں مخلوق ہوتا ہے اس لئے آخر میں رب تعالیٰ کی الوہیت و مہودیت کا ذکر فرمایا۔ یعنی شیطان جو انسان کے دل میں برے خیالات پیدا کرتا ہے برے خیالات کو دوسرے کا جاتا ہے اچھے خیالات کو اللہ کے نام دوسرے شیطان کی طرف سے ہے اس پر لاغزل پڑتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اس پر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا چاہیے۔ جس لئے اللہ کے قلب میں دوسرے زیادہ ہوتے ہیں جس لئے اللہ کے قلب میں اللہ زیادہ ہے۔ اس طرح کہ غفلت کے وقت شیطان بہت دوسرے اللہ ہے اور ذکر اللہ کے وقت دیکھا رہتا ہے مگر جب کہ بھی اپنا کام کئے جاتا ہے نماز میں ایسے دوسرے اللہ ہے مگر رب کی پند خیال رہے کہ شیطان ہمارا ہیاد دشمن ہے جو ہمیں نظر نہیں آتا یعنی وہ ہمیں دیکھتا ہے ہم اسے نہیں دیکھتے۔ لہذا اس حالات والے رب کی پند مانگو جو اسے دیکھتا ہے اور وہ رب کو نہیں دیکھتا قوی دشمن سے قوی رب کی پند اور اللہ تعالیٰ ذہن و آواز سے نہیں بکاتا بلکہ رب و دست دل پر اثر اللہ ہے بری چیز کو اچھی کر دیتا ہے دشمن سے مگر دوستی کے لباس میں آتا ہے رب کی پند پھر جیسا انسان دیکھا اسے دوسرے اللہ ہے یہ دوسرے اللہ والے شیطان کا ذکر ہے کہ وہ جوں سے بھی ہے اور انسانوں میں سے بھی بہت گروہ کہ انہیں غرور و غلبہ کی علامت ہے پس آتے ہیں۔ اگر من کی ایک بات میں لو تو آئندہ زیادہ دھانے کی کو غش کرتے ہیں اگر پہلے ہی انہیں درکار دیا جاوے تو ہٹ جاتے ہیں ان سے غافل نہ رہنا چاہیے دولت ایمان کے واکو بہت ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم شب کو بستر پہنچ کر یہ دونوں سورتیں پڑھ کر دونوں باتوں پر دم کر کے اپنے تمام جسم شرف پر اتار بیٹھتے تھے ہر صلوٰۃ کو یہ عمل کرنا چاہیے۔

خم شہ

سَرِیْفِیْکِط

ہم نے اس قرآن مجید کو نہایت غور سے مرقا و فاسد فہم پڑھا ہے
ہم تصدیق کرتے ہیں کہ قرآن پاک ہدایت کوئی کمی بیشی یا کتابت
کی غلطی نہیں ہے۔

مکتبہ مصلحہ اموان
صابری و شہق

محمد سلیم

حافظ طارق جاوید

محمد سلیم

محمد سلیم

حافظ طارق جاوید

مولانا خلیل احمد نوری صاحب

حافظ قاری محمد فیض رسول سدیدی صاحب

دُعَا خَيْرِ الْقُرْآنِ

صَدَقَ اللَّهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ ○ وَصَدَقَ رَسُولُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيمُ ○ وَنَحْنُ عَلَى ذَلِكَ مِنَ
 الشَّاهِدِينَ ○ رَبَّنَا نَقْبَلُ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ○ اللَّهُمَّ ارْزُقْنَا بِكُلِّ حَرْفٍ مِنَ الْقُرْآنِ
 حَلَاوَةً وَبِكُلِّ جُزْءٍ مِنَ الْقُرْآنِ جِزَاءً اللَّهُمَّ ارْزُقْنَا بِالْأَلْفِ أَلْفَةً ○ وَالْبَاءِ بَرْكََةً ○ وَالشَّاءِ
 تَوْبَةً ○ وَالنَّاءِ ثَوَابًا ○ وَالْجِيمِ جَمَالًا ○ وَالْهَاءِ حِكْمَةً ○ وَالْخَاءِ خَيْرًا ○ وَالْدَّالِ دَلِيلًا ○ وَالذَّالِ
 ذِكَاً ○ وَالزَّالِ رَحْمَةً ○ وَالزَّوْ رُكُوتَةً ○ وَالسِّينِ سَعَادَةً ○ وَالشِّينِ شِفَاءً ○ وَالضَّادِ صِدْقًا ○
 وَالضَّادِ ضِيَاءً ○ وَالطَّاءِ طَرَاوَةً ○ وَالظَّاءِ ظُفْرًا ○ وَالْعَيْنِ عِلْمًا ○ وَالغَيْنِ غِنًى ○ وَالْفَاءِ فَلَاحًا
 ○ وَالْقَافِ قَرَبَةً ○ وَالكَافِ كِرَامَةً ○ وَاللَّامِ لُطْفًا ○ وَالْمِيمِ مَوْعِظَةً ○ وَالنُّونِ نُورًا ○ وَالْوَاوِ
 وَصْلَةً ○ وَالْهَاءِ هِدَايَةً ○ وَالْيَاءِ يَقِينًا ○ اللَّهُمَّ انْفَعْنَا بِالْقُرْآنِ الْعَظِيمِ ○ وَارْفَعْنَا بِالْآيَاتِ
 وَالذِّكْرِ الْحَكِيمِ ○ وَتَقَبَّلْ مِنَّا قِرَاءَتَنَا وَجَاوِزَنَا مَا كَانَ فِي قِلَادَةِ الْقُرْآنِ مِنْ خَطِيئَةٍ أَوْ لِسَانٍ
 أَوْ تَحْرِيفٍ كَلِمَةٍ عَنْ مَوَاضِعِهَا أَوْ تَقْدِيرٍ أَوْ تَأْخِيرٍ أَوْ زِيَادَةٍ أَوْ نُقْصَانٍ أَوْ تَأْوِيلٍ عَلَى
 غَيْرِ مَا أَنْزَلْتَهُ عَلَيْهِ أَوْ رَيْبٍ أَوْ شَكٍّ أَوْ سَهْوٍ أَوْ سُوءِ الْحَاثِ أَوْ تَعْجِيلٍ عِنْدَ بَدَلَةِ الْقُرْآنِ
 أَوْ كُسْلٍ أَوْ سُرْعَةٍ أَوْ مَرِيغٍ لِسَانٍ أَوْ وَقْفٍ بغيرِ وَقُوفٍ أَوْ إِدْغَامٍ بغيرِ مُدْغَمٍ أَوْ
 إِظْهَارٍ بغيرِ بَيَانٍ أَوْ مَدٍّ أَوْ تَشْدِيدٍ أَوْ هَمْزٍ أَوْ جَزْمٍ أَوْ اِعْدَابٍ بغيرِ مَا كَتَبَهُ أَوْ قَلَّةٍ
 رَغْبَةٍ أَوْ مَرْهُبَةٍ عِنْدَ آيَاتِ الرَّحْمَةِ أَوْ آيَاتِ الْعَذَابِ فَاعْفُ رَنَاتِنَا وَتَبَاتُكُنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ ○
 اللَّهُمَّ نُورِقُوا بِنَا بِالْقُرْآنِ وَزَيِّنْ أَخْلَاقَنَا بِالْقُرْآنِ وَنَجِّنَا مِنَ النَّارِ بِالْقُرْآنِ وَأَدْخِلْنَا فِي
 الْجَنَّةِ بِالْقُرْآنِ اللَّهُمَّ اجْعَلِ الْقُرْآنَ لَنَا فِي الدُّنْيَا قَرِينًا ○ وَفِي الْقَبْرِ مَوْسَا ○ وَعَلَى الصِّرَاطِ
 نُورًا ○ وَفِي الْجَنَّةِ رَفِيقًا ○ وَمِنَ النَّارِ سِتْرًا ○ وَجِجَابًا ○ وَإِلَى الْخَيْرِ كَلِمَةً ○ لَيْلًا ○ فَانْتَبِهْنَا عَلَى التَّكْمِيلِ
 وَارْزُقْنَا أَدَاءً ○ بِالْقَلْبِ ○ وَاللِّسَانِ ○ وَحُبِّ الْخَيْرِ ○ وَالسَّعَادَةِ ○ وَالْبَشَارَةِ ○ مِنَ الْإِيمَانِ ○ وَصَلَّى اللَّهُ
 تَعَالَى عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ مَظْهَرِ لُطْفِهِ ○ وَنُورِ عَرْشِهِ ○ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ ○ وَإِلَيْهِ وَأَصْحَابِهِ
 أَجْمَعِينَ ○ وَسَلِّمْ وَسَلِّمْ كَثِيرًا ○ كَثِيرًا ○ أَبَدًا ○

فہرست قرآن مجید

مکتبہ حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی مدظلہ

مضمون				مضمون			
صفحہ	سورہ	پارہ	مضمون	صفحہ	سورہ	پارہ	مضمون
حضور ﷺ اللہ کی دلیل ہیں				حضور ﷺ آخری نبی ہیں			
۱۴۴	النساء	۶	لَقَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِنْ رَبِّكُمْ	۲۰	الاحزاب	۶۲	وَلَكِنْ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ
۲۸	الفتح	۲۲	هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ	۳	المائدة	۶	الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ
حضور ﷺ حاضر و ناظر ہیں				حضور ﷺ ساری خدائی کے نبی ہیں			
۸	الفتح	۲۶	إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَهِيدًا	۸۹	البقرة	۱	مُصَدِّقٌ لِمَا مِنْهُمْ
۱۳۳	البقرة	۲	وَتَكُونُ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا	۲۵	الاحزاب	۳۲	إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَهِيدًا
۴۱	النساء	۱۵	وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا	حضور ﷺ ساری خدائی کے نبی ہیں			
۱۲۸	التوبة	۱۱	لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ	۲۸	السبا	۲۲	وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَلِيفَةً لِّلنَّاسِ
۶۴	النساء	۵	وَوَرَوْا أَنَّهُمْ إِذْ ظَنَنُوا أَنَّهُمْ جَاءَهُمْ	۱	الفرقان	۱۸	لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا
۶	الاحزاب	۲۱	النَّبِيِّ أَوَّلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ	۱۰۴	الانبیاء	۱۴	وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ
۳۳	الانفال	۹	وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ	۱۵۸	الاعراف	۹	إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا
۱۵	الزمل	۲۹	إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَهِيدًا	۱	الکوثر	۳۰	إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ
۱۰۱	الاعمران	۴	وَتَكُونُ رُسُلُهُ	حضور ﷺ نور ہیں			
۱۰۳	الاعمران	۴	وَأَعَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا	۱۵	المائدة	۶	لَقَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ
حضور ﷺ کو علم غیب دیا گیا ہے				۳۵	النور	۸	مَثَلُ نُورِهِ كَمِشْكَاةٍ
۲۶	الجن	۲۹	فَلَا يَظْهَرُ عَلَىٰ غَيْبٍ أَحَدًا إِلَّا مِنْ	۴۵	الاحزاب	۲۲	إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ - مِرَاجًا مُبِينًا
۱۴۹	الاعمران	۴	وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُظْلِمَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ	۳۲	التوبة	۱۰	يُرِيدُونَ أَن يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ
۱۱۳	النساء	۵	وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُن تَعْلَمُ	۸	الصف	۲۸	يُرِيدُونَ يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ
۳۸	الانعام	۴	مَا قَرَرْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ	حضور ﷺ اللہ کا ذکر ہیں			
۸۹	النحل	۱۲	وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ	۱۰	الطلاق	۲۸	قَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ إِلَيْكُمْ ذِكْرًا رَسُولًا
				۲۸	الرعد	۱۳	أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ
				۳۱	الغاشية	۳۰	إِنَّمَا آتَتْ مَذَكَّرٌ
				۵۲	القلم	۳۰	وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ

صفحہ	سورت	پارہ	مضمون	صفحہ	سورت	پارہ	مضمون
۶۱	التوبة	۱۰	يُؤْفُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ	۳۷	يونس	۱۱	تَفْصِيلُ الْكِتَابِ لَا رَيْبَ فِيهِ
۵۷	الاحزاب	۲۲	إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ	۱۰۳	الرحمن	۲۷	لِرَحْمَنِ عِلْمُ الْقُرْآنِ
۷۷	ص	۲۳	أُخْرِجَ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ	۲۴	التكوير	۳۰	وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ
				۵۹	الانعام	۷	وَلَا يَطْبَخُ وَلَا يَأْسِي إِلَّا فِي كَيْسٍ
نبی سیف زبان ہوتے ہیں				حضور ﷺ کا ادب رکن ایمان ہے			
۹۷	طہ	۱۶	فَإِنَّ لَكَ فِي الْحَيَاةِ أَنْ تَقُولَ لَا مِسَاسَ	۹	الفتح	۲۶	وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ
۴۱	يوسف	۱۲	فَقُضِيَ الْأَمْرُ الَّذِي فِيهِ تَسْتَفْتِينَ	۲	الحجرات	۲۶	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا
۸۸	يونس	۱۱	رَبَّنَا اطْمِسْ عَلَى أَمْوَالِهِمْ				أَصْوَاتَكُمْ
۱۲۶	البقرة	۱	رَبِّ اجْعَلْ هَذَا الْبَلَدَ آمِنًا	۱	الحجرات	۲۶	لَا تَقْدُمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ
۱۲۹	البقرة	۱	رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ	۵۳	الاحزاب	۲۲	لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ
۳۷	ابراهيم	۱۳	رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي				لَكُمْ
۲۶	نوح	۲۹	رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ	۲۳	النور	۱۸	لَا تَجْعَلُوا ذَعَاءَ الرُّسُولِ بَيْنَكُمْ
							كَذَعَاءِ بَعْضِكُمْ
				۶۵	النساء	۵	حَتَّى يُحْكَمَ لَكُمْ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ
				۳۶	الاحزاب	۲۲	إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا
							يَكُونُ لَهُمُ الْحَيَرَةُ
				۱۵۷	الاعراف	۹	وَعَزَّزُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبِعُوا
				۱۲	المائدة	۶	وَأَمْسِكُمْ بِرُسُلِي وَعَزَّرْتُمُوهُمْ
				۲۴	الانفال	۹	اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ إِذَا دَعَاكُمْ
				حضور ﷺ کی گستاخی کفر ہے			
۱۳۳	البقرة	۲	وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا	۱۰۴	البقرة	۱	لَا تَقُولُوا زَانِعًا
۳۲	الاحزاب	۲۲	يَسَاءَ النَّبِيُّ لَسُنَّ كَاخِيذٍ	۲	الحجرات	۲۶	أَنْ تَحْبِطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا
							تَشْعُرُونَ
				۶۶	التوبة	۱۱	لَا تَحْزَنُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ
				رب تعالیٰ حضور ﷺ کی رضا چاہتا ہے			
۱۴۴	البقرة	۲	فَلَنُؤْتِيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا				
۵	الضحى	۳۰	وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى				

صفحہ	پارہ	سورت	آیت	صفحہ	پارہ	سورت	آیت
فضائل صحابہ کرام <small>رضی اللہ عنہم</small>				اولئك الذين امنوا بالله فلهم			
۱۳۷	البقرة	۱	فان امنوا بمثل ما امنتم به	۲۶	الحجرات	۳	للقوى
۱۳۸	البقرة	۱	واذا قيل لهم امنوا كما امن الناس	۲۶	الحجرات	۳	الزمهم كلمة التقوى
۲۱۸	البقرة	۳	والذين امنوا وهاجروا	۱	البقرة	۳	ذلك الكب لا ريب فيه هدى
۷	الحجرات	۲۶	ولكن الله حبيب اليكم الايمان	۳۰	البينة	۸	للمتقين
۱۱۳	النساء	۵	وما يضلون الا انفسهم	۱۱	التوبة	۱۰۰	رضي الله عنهم ورضوا عنه
۷	المائدة	۶	اذا قلتم سمعنا واطعنا	فضائل اهل بيت النبي <small>عليه السلام</small>			
۷	البقرة	۱	ربنا وابنت فيهم رسولا منهم	۲۲	الاحزاب	۳۳	انما يريد الله ليذهب عنكم
۱۲۹	البقرة	۱	ويعلمهم الكب والحكمة و	۳	آل عمران	۵۶	الرجس
۱۲۹	البقرة	۱	يؤتاهم	قل تعالوا ندع ابناءنا			
۳	الجمعة	۲۸	واخرين منهم لئلا يلهووا بهم	۲۵	الشورى	۲۳	قل لا اسئلكم عليه اجرا
۷	المنافقون	۲۸	هم الذين يقولون لا تنفقوا على من	۲۳	الاحزاب	۵۶	ان الله وملكه يصلون على النبي
۱۱۷	التوبة	۱۱	لقد تاب الله على النبي	۱۹	طه	۸۲	واني لفار لمن تاب وامن
۱۱۷	التوبة	۱۱	والمهجرين	۴	آل عمران	۱۰۳	واعصموا بحبل الله جميعا
۱۱۷	التوبة	۱۱	ولقد غفا الله عنهم	۵	النساء	۵۴	يحملون الناس على ما اثمهم الله
۱۵۲	آل عمران	۴	ولقد غفا عنكم	۹	الانفال	۳۳	وما كان الله ليذهبهم وانت فيهم
۱۰	الحديد	۲۷	وكلا وعد الله الحسنى	۳۰	الضحى	۵	ولسوف يعطيك ربك فترضى
۲۹	الفتح	۲۶	والذين هم اشداء على الكفار	۳۰	البينة	۴	اولئك هم خير البرية
۲۹	الفتح	۲۶	كدرع اخرج شطاها	۲۳	الصف	۲۴	وقضوهم انهم مستولون
۲۸	الحشر	۲۸	للفقراء المهجرين	ازواج پاک بھی اہل بیت ہیں			
۲۸	الحشر	۲۸	والذين تروا لدار	۲۲	الاحزاب	۳۳	ليذهب عنكم الرجس اهل البيت
۹	الانفال	۹	اولئك هم المؤمنون حقا	۴	آل عمران	۱۲۱	واذ غدوت من اهلك
۴۲	المبا	۴۲	لهم مغفرة ورزق كريم				

صفحہ نمبر	سورت	آیت	مضمون	صفحہ نمبر	سورت	آیت	مضمون
کرامات اولیاء اللہ برحق ہیں				فضائل عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا			
۳۷	آل عمران	۳	كَلَّمَا دَعَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا	۳۲	الاحزاب	۲۱	يَسَاءَ النَّبِيِّ لَسُنَّ كَاخَذَ مِنَ النَّسَاءِ
۲۵	مریم	۱۶	وَهَزَمَ إِلَيْكَ بِجَذَعِ النُّخْلَةِ	۵	النساء	۱۸	فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا
۴۰	النمل	۱۹	قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِنَ الْكِتَابِ	۴۳	النور	۱۸	إِنَّ الْبَلْبَيْنِ جَاءُوا بِالْإِلَافِ غَصَّةً مِنْكُمْ
۱۸	كهف	۱۵	تَحْسِبُهُمْ يَقَاطًا وَهُمْ رُقُودٌ	۲۶	النور	۱۸	أُولَئِكَ مِرَّةً يُرْءَوْنَ مِنَّا يَقُولُونَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ
۷۱	كهف	۱۵	فَانْطَلَقَا حَتَّى إِذَا رَكِبَا فِي السَّيْفَةِ				
۸۲	كهف	۱۶	إِنَّا مَكْنَأُ لَهٗ فِي الْأَرْضِ				
بزرگوں کے تہذیب و اخلاق کا پلاء ہیں				خلافت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ			
۴۲	ص	۲۳	أَرْحَضَ بِرَحْلِكَ هَذَا فَغَضَلْنَا نَارَهُ وَشَرَابًا	۵۴	المائدة	۶	مَنْ يَرْثُ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ
۹۳	يوسف	۱۳	إِذْخَبُوا بِمِصْرَى هَذَا فَالْقُوَّةُ	۵۴	المائدة	۶	فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ
۲۶	مریم	۱۶	فَكُلِّي وَاشْرَبِي وَفَرِي عَيْنًا	۱۶	الفتح	۲۶	سَدْعُونَ إِلَى قَوْمٍ أُولَى نَاسٍ شَدِيدٍ
۳۸	البقرة	۲	إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ التَّانُوتُ	۸۵	النور	۱۸	وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ
۹۶	طه	۱۶	لَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِنَ آتِ الرَّسُولِ	۸	الحشر	۲۸	لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ - أُولَئِكَ هُمُ الصَّابِقُونَ
مومنوں کے مددگار ہست ہیں				امت مصطفیٰ پترین امت ہے			
۷۵	النساء	۵	وَأَجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ نَصِيرًا	۱۴۳	البقرة	۲	وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا
۴	التحریم	۲۸	وَالْمَلِكَةُ بَعْدَ ذَلِكَ ظَهِيرٌ	۱۱۵	النساء	۵	وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ
۵۲	آل عمران	۳	مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللَّهِ	۱۵۲	النساء	۵	نُورُهُ مَا تَوَلَّى
۵۵	المائدة	۶	إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا	۱۵۳	آل عمران	۴	وَكُنْتُمْ عَلَى شَفَا حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِنْهَا
۶۴	الانفال	۱۰	يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ	فضائل اولیاء اللہ			
			وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى	۶۲	یونس	۱۱	إِلَّا أَنْ أَوْلِيَاءُ اللَّهِ لَا خَوْفَ عَلَيْهِمْ
۲	المائدة	۶	إِلَّا مَنْ آتَى اللَّهُ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ	۳۴	الانفال	۹	إِنْ أَوْلِيَائِهِ إِلَّا الْمُتَّقُونَ
۸۹	الشعراء	۱۹	فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِينَ وَلَا صُدُوقٍ				

آيت	سورة	پاره	مضمون	آيت	سورة	پاره	مضمون
٤٣	التوبة	١٠	وَمَا لَهُمْ فِي الْأَرْضِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ	١٩	الشعراء	١٠١	حَمِيمٌ
٩٤	بني اسرائيل	١٥	وَمَنْ يُضِلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِهِ	١٥	انعام	٨٠	وَاجْعَلْ لِي مِنْ لَدُنْكَ سُلْطٰنًا نَصِيرًا
١١٣	هود	١٢	وَمَا كَانَ لَهُمْ مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ	١	البقرة	٨٢	وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ
١١٣	هود	١٣	وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ أَوْلِيَاءَ	١٢	الكهف	٩٥	أَعْيُنُنَا بِقُوَّةٍ
١٤	الاحزاب	٣١	وَلَا يَجِدُونَ لَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا	ہے ایمانوں کا کوئی مددگار نہیں			
٨	الشوری	٢٥	وَالظَّالِمُونَ مَا لَهُمْ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ	٢٥	الشوری	٢٥	وَمَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ وَلِيٍّ
٩١	آل عمران	٣	وَمَا لَهُمْ مِنْ نَاصِرِينَ	١٥	الكهف	١٤	وَمَنْ يُضِلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُرْسِدًا
١٢٣	النساء	٥	وَلَا يَجِدُ لَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا	٢٥	الشوری	٢٥	وَمَا كَانَ لَهُمْ مِنْ أَوْلِيَاءَ يَنْصُرُونَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ
٤١	الحج	١٤	وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ نَصِيرٍ	٣١	العنکبوت	٢٢	وَمَا يُؤْمِرُكَ النَّارُ وَمَا لَكُمُ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ
٥١	الانعام	٤	لَيْسَ لَهُمْ مِنْ دُونِهِ وَلِيٌّ وَلَا شَفِيعٌ	٣	الروم	٢٩	فَمَنْ يَهْدِي اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ آفِلٍ
١٠٤	البقرة	١	وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ	٣	ال عمران	٩١	وَمَا لَهُمْ مِنْ نَصِيرِينَ
٥١	الانعام	٤	لَيْسَ لَهَا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيٌّ وَلَا شَفِيعٌ	٣	البقرة	٢٤٠	وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ نَصَارٍ
١٦	حم	٢٢	وَهُمْ لَا يَنْصُرُونَ	٥	النساء	٥٢	وَمَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ نَصِيرًا
١٣٠	البقرة	١	مَا لَكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ	١٤	الحج	٤١	وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ نَصِيرٍ
٤٣	التوبة	١٠	وَمَا لَهُمْ فِي الْأَرْضِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ	٢٣	الاحزاب	٦٥	خٰلِدِينَ فِيهَا أُنَبِّئُكَ لَا تَجِدُونَ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا
٣٠	السجدة	٢١	مَا لَكُمْ مِنْ دُونِهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا شَفِيعٍ	٢٢	المؤمن	١٨	وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ حَمِيمٍ وَلَا شَفِيعٍ
٣٤	الرعد	١٣	مَا لَكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا وَاقٍ	٣٢	المؤمن	٢١	وَمَا كَانَ لَهُمْ مِنْ اللَّهِ مِنْ وَاقٍ
				٦	النساء	١٤٢	وَلَا يَجِدُونَ لَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا

صفحہ	پارہ	سورت	آیت	صفحہ	پارہ	سورت	آیت
۱۱	۲۱	السجدة	تَرَوْنَهُمْ قُلْ يَعْقُوبُكُمْ مَلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي وَكَّلَ بِكُمْ وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ وَكَذَلِكَ نُبَيِّنُ لِإِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ وَهُمْ بِهَا لَوْ لَا أَنْ رَأَى بُرْهَانَ رَبِّهِ	۹۱	۳	آل عمران	وَمَا لَهُمْ مِنْ تَصَوِّيرٍ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْلِيَاءَ وَلَيْسَ لَهُ مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ
۲۷	۱۷	الحج		۲۰	۱۲	هود	
۷۵	۷	الانعام		مردے بنتے ہیں			
۲۴	۱۲	یوسف		۲۵	۲۵	الزعرور	وَأَسْأَلُ مَنْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُسُلِنَا قَوْلَ عَنْهُمْ وَقَالَ يَوْمَ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ (صالح علیہ السلام) قَوْلَ عَنْهُمْ وَقَالَ يَوْمَ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ (شعیب علیہ السلام)
				۷۹	۸	الاعراف	
				۹۳	۹	الاعراف	
اولیاء اللہ مشکل کشا صاحب عطاء ہیں				محبوبین بعد وفات مدد کرتے ہیں			
۹۶	۱۳	یوسف	فَلَمَّا أَنْ جَاءَ الْبَشِيرُ أَلْقَاهُ وَهُمْ بِهَا لَوْ لَا أَنْ رَأَى بُرْهَانَ رَبِّهِ وَأَبْرَأَ الْأَكْمَنَةَ وَالْأَبْرَصَ فَلَمَّا أَضْرِبَ بَعْضُكَ الْحَجَرَ لَأَهَبَ لَكَ غُلَامًا زَكِيًّا لَوْ تَزَيَّلُوا لَعَذَّبْنَا الَّذِينَ كَفَرُوا فَأَعْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيهَا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ لِيَهُمْ فِيهِ سَكِينَةٌ مِنْ رَبِّكَ وَبَقِيَّةٌ مِمَّا	۸۱	۳	ال عمران	لَقَوْمُنَ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَكَانُوا مِنْ قَبْلِ يَسْتَفْهِخُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا
۲۴	۱۳	یوسف		۱۰۷	۱۷	الانبیاء	
۴۹	۳	ال عمران		۲۸	۲۲	البقرة	
				۸۹	۱		
۶۰	۱	البقرة		محبوبان خدا دور سے دیکھتے سنتے اور مدد کرتے ہیں			
۱۹	۱۲	مریم		۱۹	۱۹	النمل	فَتَسَمَّ صَاحِبُكَ مِنْ قَوْمِهَا إِنِّي لَأَجِدُ رِيحَ يُوسُفَ أَنَا إِلَيْكَ بِقَبْلِ أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرَفُكَ وَأَنْتُمْ بِمَا تَاكُلُونَ وَمَا تَدْعَوْنَ فِي بُيُوتِكُمْ إِنَّهُ يَرِيكُمْ هُوَ وَقَبِيلُهُ مِنْ حَيْثُ لَا
۲۵	۲۶	الفتح		۲۰	۱۹	النمل	
۳۵	۲۷	النزیر		۲۹	۳	آل عمران	
۳۲	۹	الانفال		۳۷	۸	الاعراف	
۲۷۸	۳	البقرة		بزرگوں کے قرب میں دعا مقبول ہوتی ہے			
۳۸	۳	آل عمران	هَذَاكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبِّهِ وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا حِطَّةٌ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ	بزرگ مقامات کا ادب کرو			
۵۸	۱	البقرة		۵۸	۱۶	طہ	وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طَوًى لَا أَقْسِمُ بِهَذَا الْبَلَدِ وَأَنْتَ حِلٌّ بِهَذَا
۶۴	۵	النساء		۱۲			
۵۸	۱	البقرة		۱	۳۰	البلد	

صفحہ	ردہ	سورت	آیت	صفحہ	ردہ	سورت	آیت
۴۸	الحج	۱۷	وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ	۲	البہد	۳۰	لَا أُقْسِمُ بِهَذَا الْبَلَدِ وَأَنْتَ حِلٌّ
۱۱۵	النساء	۵	وَيَبِيعَ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ				بِهَذَا
تقیہ حرام ہے				۳	والعین	۳۰	وَهَذَا الْبَلَدِ الْأَمِينِ
۶۴		۳	لَقُولُوا أَشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ	۱۲۵	البقرة	۳۰	وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى
۶۷	المائدة	۶	يَأْتِيهَا الرُّسُولُ يَلْعَنُ مَا أَنْزَلَ إِلَهُكَ	۱۵۸	البقرة	۱	إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ
۱۴	البقرة	۱	وَإِذَا قُلُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا	یادگار میں قائم کرنا			
۲	المنافقون	۲۸	اتَّخِذُوا أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً	۵۸	یونس	۱۱	فَبَدَّلْكَ فَلَيْسَ حَرًّا
۹۷	النساء	۵	أَلَمْ تَكُنْ أَرْضَ اللَّهِ وَاسِعَةً	۵	ابراہیم	۳	وَذَكَّرْهُمْ بِأَيِّمِ اللَّهِ
۲۱	الاعراف	۸	وَقَلَّسْنَهُمَا إِلَى لَكُنَّاءٍ لَيِّنَ النَّصِيحِينَ	۱۴۱	المائدة	۷	تَكُونُ لَنَا حِجَابًا وَأَرْحَامًا
۵۲	الانبیاء	۱۷	مَا هَذِهِ الصَّائِلُ إِلَيْيَ أَنْتُمْ لَهَا	۷	المائدة	۷	وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ
۱۰۴	یونس	۱۱	عَكُفُونَ	۱	القدر	۳۰	إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ
			قُلْ يَا أَيُّهَا الرُّسُولُ إِنْ كُنْتُمْ فِي شَكٍّ	۱۸۵	البقرة	۲	شَهْرٍ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ
			مِنْ دِينِي	عذاب قرب برحق ہے			
حد حرام ہے				۲۵	نوح	۲۹	أَعْرِضُوا فَأَدْخِلُونَا نَارًا
۲۴	النساء	۵	غَيْرِ مُسَفِّحِينَ	۷۶	المؤمن	۲۴	النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا
۳۱	المعارج	۳۹	وَمَنْ ابْتَغَى وَرَاءَ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ	۵۰	الانفال	۱۰	وَذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ
			الْعُلُونِ	۱۰	جاثیہ	۲۵	مِنْ وَرَائِهِمْ جَهَنَّمُ
۳۳	النور	۱۸	وَلَيْسَتِ الْيَدَيْنِ	۴۷	طور	۱۶	وَأَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا عَذَابًا دُونَ ذَلِكَ
حضور ﷺ کو معراج جسمانی ہوئی				تقلید عامہ ضروری ہے			
۶۰	بہی اسرائیل	۱۵	وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا	۷	الانبیاء	۱۷	فَاسْتَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا
			فَصْنَةً لِلنَّاسِ				تَعْلَمُونَ
۸۰۹	النجم	۲۷	ثُمَّ دَنَى قَدْرِي فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ	۸۳	النساء	۵	لَعَلِمَةُ الَّذِينَ يَسْتَطِيعُونَهُ
۷۵	الاحزاب	۲۲	يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَهِيدًا	۱۳۲	التوبة	۱۱	وَلْيَذْكُرُوا لِقَاءَهُمْ إِذَا رَجَعُوا
	بہی اسرائیل	۱۵	مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ	۱۱۹	التوبة	۱۱	وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ
لواطت حرام ہے				۶	الفتحہ	۱	صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ
			أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ	۱۵	لقمن	۲۱	وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنْابَ إِلَيَّ

صفحہ	سورت	پارہ	مضمون	صفحہ	سورت	پارہ	مضمون
۸۰	النساء	۵	مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ	۸۰	الاعراف	۸	أَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطَرًا
۷	الحشر	۲۸	وَمَا أَتَاكُمْ الرَّسُولَ فَخُذُوهُ	۸۴	البقرة	۲	قُلْ هُوَ أَذَىٰ فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ
۱۵۷	الاعراف	۹	وَيَحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبِيثَ	۲۲۲	المومنین	۱۸	وَمَنْ ابْتغَىٰ وَرَاءَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ
۶۵	النساء	۵	فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ				الْعَدُونَ
			يَحْكُمُوكَ	نمازیں پانچ ہیں			
			قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ	۱۷	الروم	۲۱	لَسُبْحَنَ اللَّهِ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ
۱۵	المائدة	۶					تُصْبِحُونَ
۲۶	البقرة	۱	يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا	۲۳۸	البقرة	۲	حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ
۵۲	الشورى	۷۵	إِنَّكَ أَتَاهِ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ	۲۳۸			الْوُسْطَىٰ
مردوں کو پکارنا				ہم سب حضور ﷺ کے غلام ہیں			
۲۷	الحج	۱۷	وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ	۶	الاحزاب	۲۱	النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ
۲۶۰	البقرة	۳	ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِيَنَّكَ سَعْيًا				
۴۵	الزخرف	۳۵	وَأَمْسَلْ مَنْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ	۳۶	الاحزاب	۲۲	وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا لِمُؤْمِنَةٍ إِذَا
			رُسُلُنَا				قَضَىٰ اللَّهُ
۹۳	اعراف	۹	فَقَوْلَىٰ عَنْهُمْ وَقَالَ يَاقَوْمِ	مرد کی سزا قتل ہے			
۷۹	اعراف	۸	فَقَوْلَىٰ عَنْهُمْ وَقَالَ يَاقَوْمِ	۵۶	البقرة	۱	فَأَقْضُوا أَنفُسَكُمْ
نزول عیسیٰ علیہ السلام علامت قیامت ہے				۸۹	البقرة	۱	فَخُذُوهُمْ وَأَقْلَبُوهُمْ حَيْثُ
۶۱	الزخرف	۲۵	وَأَنَّهُ لَعَلَّهَا السَّاعَةِ				وَجَدْتُمُوهُمْ
حضور ﷺ مومنوں کے گھروں میں جلوہ گر ہیں				۱۶	الفتح	۲۶	تَقَابَلُوهُمْ أَوْ يُسَلِّمُوا
۶۱	التور	۱۸	فَسَلِّمُوا عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِنْ عِنْدِ	نئی کامیابی بھی دلیل دے			
			اللَّهِ	۶۴	النمل	۲۰	قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِن كُنْتُمْ
خوش اور یوق وغیرہ گمراہ گمراہ تھے نہ کہ اولیاء				۱۵۰	الانعام	۸	فَإِنْ شَهِدُوا فَلَا تَشْهَدْ نَعْمُهُمْ
۲۳	نوح	۲۹	وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ	حدیث کی بھی ضرورت ہے			
۲۴	نوح	۲۹	وَقَدْ أَضَلُّوا كَثِيرًا	۳۲	آل عمران	۳	أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ
				۱۳۹	البقرة	۱	وَيَعْلَمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ

مضمون				مضمون			
آیت	سورت	پارہ	مضمون	آیت	سورت	پارہ	مضمون
رب معنی مربی بندہ کو کہا جاتا ہے				چھاتی ماتھا بیٹھا طریقہ کفار ہے			
۵۰	یوسف	۱۲	ارْجِعْ اِلٰی رَبِّكَ	۵۲	یس	۲۳	يُوَلِّئْنَا مَنْ يَّشَاءُ مِنْ مَّرْقَدِنَا
۴۲	یوسف	۱۲	وَاذْكُرْنِي عِنْدَ رَبِّكَ	۳۱	المائدة	۶	يُوَلِّئُ اَعْبَدَتْ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا
۲۴	بنی	۱۵	كَمَا رَّبَّنِيْ هٰمِيْرًا	اولیاء من دون اللہ شیطان ہے			
۲۳	اسرائیل	۱۲	اِنَّهُ رَتٰی اَحْسَنَ مَثْوٰی	۳۵۴	البقرة	۳	وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا اُولٰٓئِهِمُ الطَّاغُوتُ
کفار کیلئے شفاعت نہیں				۲۷	الاعراف	۸	اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيْطٰنَ اَوْلِيَّآءَ
۲۵۴	البقرة	۳	لَا يَخْلُقُ لِيْهِ وَلَا خَلَّةً وَلَا شَفَاعَةً	۲۷	الاعراف	۸	لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ
۲۵۴	المدثر	۳	فَمَا تَفْعَلُوْنَ شَفَاعَةَ الشَّافِعِيْنَ	۳۰	الاعراف	۸	اِنَّهُمْ اتَّخَذُوْا الشَّيْطٰنَ اَوْلِيَّآءَ مِنْ
۴۸	الزمر	۲۹	اَمْ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شَفَاعَةً	۶۳	النحل	۱۴	دُوْنِ اللّٰهِ
۴۳	المؤمن	۲۴	وَمَا لِلظَّالِمِيْنَ مِنْ وَّلٰی وَلَا شَفِيعٍ	۵۰	كهف	۱۵	فَهُوَ وَرَثَتُهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ
۱۸	الشعراء	۲۴	فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ	نیکوں کے طفل بروں پر کرم			
۱۰۰	الحريم	۱۹	لَا يَسْلُكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ اتَّخَذَ	۸۲	الكهف	۱۶	وَكَانَ اَبُوهُمَا صٰلِحًا
۶	المنافقون	۱۶	سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ	۴۱	الطور	۳۷	وَاتَّبَعْتَهُمْ فَزَيَّغْتَهُمْ بَآيْمَانًا
عید معنی خادم				۲۱	الطور	۳۷	اَلْحَقُّا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا اَلَّتْهُمْ
۳۲	النور	۱۸	مِنْ عِبَادِكُمْ وَاٰمٰنِكُمْ	۶۹	النساء	۵	فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ
۵۳	الزمر	۲۴	قُلْ يَّعٰدِيْ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی	مومنوں کے لئے شفاعت ہے			
کفار برے، گونگے، اندھے، مردے ہیں				۱۱	التوبة	۱۱	وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ
۱۸	البقرة	۱	صُمُّ بُكْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ	۲۵۵	البقرة	۳	مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا بِاِذْنِهٖ
۷۲	بنی	۱۵	وَمَنْ كَانَ فِیْ هٰذِهِ اَعْمٰی فَهُوَ فِیْ	۳۸	النبا	۳۰	وَلَا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا لِمَنْ اٰذَنَ لَهُ
۲۱	النحل	۱۴	الْآخِرَةِ	۱۰۹	طه	۲۲	الرَّحْمٰنُ
۴۴	حم	۲۴	اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْيَآءٍ	۶۴	النساء	۵	لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اٰذَنَ لَهُ
	السجدة		وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِیْ اٰذَانِهِمْ وَقُرْ				الرَّحْمٰنُ وَرَضِیَ لَهُ قَوْلًا
			وَهُوَ عَلَيْهِمْ عُمْیٌ				وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ الرُّسُوْلُ لَوْ جَدُّوا اللّٰهَ

صفحہ	سورت	پارہ	مضمون	صفحہ	سورت	پارہ	مضمون
۵۳	یوسف	۳	إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالشَّرِّ إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّي	۲۳	محمد	۲۶	أُولَئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَاصْمُتْ لَهُمْ وَاعْمَى أَبْصَارَهُمْ إِنَّكَ لَا تَسْمَعُ السَّمَوَاتِي وَلَا تَسْمَعُ الْأَرْضُ الدُّعَاءَ أُولَئِكَ يُبَادُونَ مِنْ مَكَانٍ بَعِيدٍ
۲	النجم	۲۸	مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَى لَيْسَ بِي ضَلَالَةٍ وَلَكِنِّي رَسُولٌ	۸۰	النمل	۲۰	أُولَئِكَ يُبَادُونَ مِنْ مَكَانٍ بَعِيدٍ
۶۱	الاعراف	۸	اللَّهُ يَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضُ الْأَقَاوِيلِ لَوْلَا أَنَّ تِلْكَ لَقَدْ كِدَتْ	۴۴	الحج السجدة	۲۴	وَأَنَّكَ تَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ إِنَّ هَذَا الْقُرْآنُ يَهْدِي لِلَّذِي هِيَ أَقْوَمُ
۴۴	بنی اسرائیل	۱۵	مَا كَانَ لَنَا أَنْ نُنْشِرَكَ بِاللَّهِ مِنْ شَيْءٍ	۵۲	الشوری	۲۵	لِيُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَتُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمَهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ
۳۸	یوسف	۱۲	وَمَا أُرِيدُ أَنْ أَمْلِكَكُمْ إِلَى مَا آلِهَكُمْ	۹	بنی اسرائیل	۱۵	تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا
۸۸	هود	۱۲	لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَى آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ إِبْرَاهِيمَ	۱	ابراہیم	۱۳	وَيَجْعَلُ مَا يُنْفِقُ قُرْبًى عِنْدَ اللَّهِ وَصَلَوَاتُ الرَّسُولِ وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِلْسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ
۱۳۴	البقرة	۱	لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ	۱۶۴	آل عمران	۴	وَالْحَقُّنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا آتَانَاهُمْ مِنْ عَمَلِهِمْ مِنْ شَيْءٍ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ
۳۳	آل عمران	۳	وَأَنْ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ	۱۰۳	التوبة	۱۱	وَيَجْعَلُ مَا يُنْفِقُ قُرْبًى عِنْدَ اللَّهِ وَصَلَوَاتُ الرَّسُولِ وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِلْسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ
۲۱	الاحزاب	۲۱	وَأَنْ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ	۹۹	التوبة	۱۱	وَيَجْعَلُ مَا يُنْفِقُ قُرْبًى عِنْدَ اللَّهِ وَصَلَوَاتُ الرَّسُولِ وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِلْسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ
بدنی عبادت کوئی کسی کی طرف سے نہیں کر سکتا				۱۹	الذہریت	۳۶	وَالْحَقُّنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا آتَانَاهُمْ مِنْ عَمَلِهِمْ مِنْ شَيْءٍ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ
۳۹	النجم	۲۸	وَأَنْ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ	۲۱	طور	۲۸	وَالْحَقُّنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا آتَانَاهُمْ مِنْ عَمَلِهِمْ مِنْ شَيْءٍ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ
۲۸۶	البقرة	۳	وَأَنْ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ	۴	النساء	۵	وَالْحَقُّنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا آتَانَاهُمْ مِنْ عَمَلِهِمْ مِنْ شَيْءٍ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ
نبیوں کے درجوں میں فرق ہے				نبی بے عیب اور معصوم ہوتے ہیں			
۷۶	یوسف	۱۳	تَرْفَعُ ذَرْجَتَكَ مِنْ نَشْأَةٍ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ	۴۳	بنی اسرائیل	۱۵	إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ
۲۵۳	البقرة	۳	تَرْفَعُ ذَرْجَتَكَ مِنْ نَشْأَةٍ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ	۸۳	ص	۲۳	إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ
اصل نبوت میں انبیاء برابر ہیں				نبی بے عیب اور معصوم ہوتے ہیں			
۲۸۵	البقرة	۳	لَا تَفْرُقْ بَيْنَ أَخَدٍ مِنْ رُسُلِهِ وَلَمْ يَفْرُقُوا بَيْنَ أَخَدٍ مِنْهُمْ				
۱۵۲	النساء	۶	لَا تَفْرُقْ بَيْنَ أَخَدٍ مِنْ رُسُلِهِ وَلَمْ يَفْرُقُوا بَيْنَ أَخَدٍ مِنْهُمْ				

صفحہ	سورت	پارہ	مضمون	صفحہ	سورت	پارہ	مضمون
۶۸	یوسف	۱۳	مَا كَانَ يُغْنِي عَنْهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ	جنوں کے نام پر چھوڑا گیا جانور حلال ہے اگر اللہ کے نام پر ذبح ہو جائے			
ذکر میلاد شریف سنت الہی ہے				۱۰۳	المائدہ	۷	مَا جَعَلَ اللَّهُ مِنْ تَحِيَّةٍ وَلَا فُكُلُوا مِمَّا غِيْمَتُمْ خَلَاءَ طَيِّبًا
۱۳۸	التوبة	۱۱	لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ	۶۹	الانفال	۱۰	قُلْ لَا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَى طَاعِمٍ وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هَذَا خَلَلٌ وَهَذَا
۱۵	المائدہ	۶	قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ	۱۴۵	الانعام	۸	وَمَا أُهْلٌ بِهِ لِقَابِ اللَّهِ
۱۶۴	آل عمران	۴	لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ	۱۱۶	النحل	۱۴	وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ
۳۳	التوبة	۱۰	هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى	تھان کی حیثیت غیر اللہ کے نام کا ذبیحہ حرام ہے			
۲	الجمعة	۲۸	هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا	۱۴۳	البقرة	۳	وَمَا أُهْلٌ بِهِ لِقَابِ اللَّهِ
۱۶	مريم	۱۶	وَأَذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ	۳	المائدہ	۶	وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ
۶	الصف	۳۸	مُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ	رب کے بتائے بغیر کسی کو علم غیب نہیں			
۷	القصاص	۲۰	وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّ مُوسَىٰ أَنْ أَرْضِعِيهِ	۶۵	النمل	۳۰	قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ
۱۸۴	النساء	۶	قَدْ جَاءَكُمْ بَرَاهَانٌ مِنْ رَبِّكُمْ	۹	الاحقاف	۳۶	وَمَا أَدْرَىٰ مَا يَفْعَلُ بِهِ وَلَا يَكُمُ
علم اللہ کی بڑی نعمت ہے				۱۸۸	الاعراف	۹	وَلَوْ كُنْتَ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْرَهْتَ مِنَ الْخَيْرِ
۳۱	البقرة	۱	وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا	۳۴	لقمان	۲۱	إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ
۱۸	آل عمران	۳	وَأَوْثَرُوا الْعِلْمَ قَائِمًا بِالْقِسْطِ	۱۰۹	المائدہ	۷	لَا يَعْلَمُ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ
۱۱۴	طہ	۱۶	وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا	بے ارادہ الہی کوئی کچھ نہیں کر سکتا			
۹	الزمر	۲۳	قُلْ هَلْ يَسْتَعْرِئُ الَّذِينَ يَعْلَمُونَ	۱۱۸	الاعراف	۹	قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي ضَرًّا وَلَا نَفْعًا
۱۳۲	التوبة	۱۱	قُلُوا لَا نَفَرٌ مِنْ كُلِّ قَبِيلَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ يَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ	۲۷	يوسف	۱۳	وَمَا أَغْنَىٰ عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ
۶۶	كهف	۱۵	قُلْ أَتَبِعُكَ عَلَىٰ أَنْ تَعْلَمَنِي	۱۰۷	البقرة	۱	وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ
۱۱۳	النساء	۵	وَعَلَّمَكُمَا لَمْ تَكُن تَعْلَمُ	۴	الفاتحة	۱	إِيَّاكَ تَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ
۱۰۳	الرحمن	۴۷	الرَّحْمَنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ				
۷۵	الكهف	۵	وَعَلَّمَهُ مِنْ لَدُنَّا عِلْمًا				
۱۶	النمل	۱۹	عَلَّمَنَا مَنَظِقَ الطَّيْرِ				

صفحہ	سورت	آیت	مضمون	صفحہ	سورت	آیت	مضمون
۳۵	الذہریت	۲۷	فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيهَا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ	۳۸	فاطر	۳۳	إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ
۲۷	نوح	۳۹	وَلَا يَلْدُوا إِلَّا فَاَجْرًا كَفَرًا	۱۹۷	الشوری	۱۹	أَنْ يُعَلِّمَهُ عُلَمَاءُ بَنِي إِسْرَآئِيلَ
۳۸	الحج	۱۷	إِنَّ اللَّهَ يُدْفِعُ عَنِ الَّذِينَ آمَنُوا	۷	الانبیاء	۱۷	فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ
وسیلہ اولیاء ضروری ہے				۳۶۹	البقرہ	۳	مَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا
۵۷	بہی اسرائیل	۱۵	يَسْتَفْتُونَ إِلَى رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ	انبیاء کو بشر کما طریقہ کفار ہے			
۸۹	البقرہ	۱	وَكَانُوا مِنْ قَبْلِ يَسْتَفْتِعُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا	۳۳	الحجر	۱۲	قَالَ لَمْ أَكُنْ لَأَسْجِدَ لِشَيْءٍ
۱۷۲	البقرہ	۲	فَلَنُؤَلِّقَنَّ بَقِيَّةَ تَرْجِيهِمْ	۲۴	المؤمنون	۱۸	مَا هَذَا إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ
۳۷	البقرہ	۱	فَلَنُلْقِيَ أَهْلَهُ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَةً	۳۲	"	۱۸	لَئِنْ أَطَعْتُمْ بَشَرًا مِثْلَكُمْ
۱۳۲	الاعراف	۹	لَئِنْ كَشَفْتُ عَنْ آلِ الْكَافِرِينَ لَكُنْ	۱۵	یس	۲۲	قَالُوا مَا أَنْتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا
۱۳۲	الاعراف	۹	وَلَنُرْسِلَنَّ عَلَيْكَ بِنِي إِسْرَآئِيلَ	۶	التغابن	۲۸	أَبَشَرٌ يَهُودُنَا فَكَفَرُوا
۱۰۳	التوبة	۱۱	تُطَهَّرُهُمْ وَتَرْكِبُهُمْ بِهَا	رب تعالیٰ جموع سے پاک ہے			
۳۸	آل عمران	۳	وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا	۸۷	النساء	۵	وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ حَدِيثًا
۶۱	البقرہ	۱	هَٰذَا لَكَ دُعَاؤُكَ رَبِّ تَابَ	۱۲۲	"	۵	وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ قِيلًا
۴۱	الكهف	۱۵	فَادْعُ لَنَا رَبَّنَا يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُثِيبُ	۹	آل عمران	۳	إِنَّ اللَّهَ لَا يُخَلِّفُ الْوَعْدَ
۱۲۲	آل عمران	۳	الْأَرْضِ	۱۹۲	آل عمران	۲	إِنَّكَ لَا تُخَلِّفُ الْوَعْدَ
			لَتَنخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَسْجِدًا		عمران		
			وَيَرْكَبُهُمْ وَيَعْلَمُهُمُ الْكِتَابُ	۱۶۱	آل عمران	۳	لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ
			وَالْحِكْمَةُ		عمران		
اصل اشیاء میں اباحت ہے				۶۱	آل عمران	۳	فَنَجْعَلَ لَعْنَةَ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ
۲۹	البقرہ	۱	خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا	اچھوں کے صدقے بروں پر عذاب نہیں آتا			
۱۷۵	الانعام	۸	قُلْ لَا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ مُخَرَّمًا	۳۳	الانفال	۹	مَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ
۱	التحریم	۲۸	لَمْ يُخَرِّمْ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ	۲۵	الفتح	۳۶	لَوْ تَرَىٰ أَنَّ لَعَذْبًا الَّذِينَ كَفَرُوا

صفحہ	سورت	آیت	صفحہ	سورت	آیت
لا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبَدَّ لَكُمْ تَسْأَلُكُمْ وَقَدْ فُصِّلَ لَكُمْ مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ وَحَرِّمُوا مَا رَزَقَهُمُ اللَّهُ الْفِرَآءَ كُلُوا مِنْهُ رَزَقَكُمْ اللَّهُ قُلْ أَلَمْ أَذْكُرْ خَرَّمَ أَمِ الْأَنْثَيْنِ قُلْ هَلُمْ شُهَدَاءُ كُمْ الْيَمِينِ يَشْهَدُونَ أَنَّ اللَّهَ حَرَّمَ هَذَا قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي لَا تَحَرِّمُوا طَيِّبَاتٍ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ	المائدة	۱۰۱	الانعام	۸	۱۱۹
وَذَاعِبًا إِلَى اللَّهِ بِأَذْنِهِ وَسِرَاجًا مُبِيرًا وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ يُخْرِجُ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ	الاحزاب	۵۲	الانعام	۸	۱۲۰
موت معنی روح کا جسم کی پرورش چھوڑ دینا خاص اولیاء اللہ کو جنس وہ زندہ ہیں	آل عمران	۱۲۴	الانعام	۸	۱۲۱
وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءُ وَلَا تَحْسَبِ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا مَا ذَلَّهُمْ عَلَى مَوْتِهِ إِلَّا دَائِيَةُ الْأَرْضِ وَلَا أَنْ تَنْكِحُوا أَزْوَاجَهُ وَاسْتَلْ مَنْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ وَيَسْتَشِيرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ مِنْ لِقَائِهِ	البقرة	۱۵۴	الاعراف	۸	۳۳
موت معنی روح کا نکلنا سب کو ہے	آل عمران	۱۶۹	المائدة	۷	۸۷
إِنَّكَ مَيِّتٌ وَ إِنَّهُمْ مَيِّتُونَ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ أَفَإِنْ مَاتَ فَهُمْ الْخَالِدُونَ	الزمر	۳۳	آل عمران	۴	۱۴۴
موت معنی روح کا نکلنا سب کو ہے	آل عمران	۱۸۵	آل عمران	۴	۱۸۵
قَالَ رَبِّ إِنِّي بَعَثْتُ لِي رَسُولًا مِنْ رَبِّي يُخْبِرُنِي بِمَا أَعْمَلُ قَالَ إِنِّي بَعَثْتُ لِي رَسُولًا مِنْ رَبِّي يُخْبِرُنِي بِمَا أَعْمَلُ قَالَ إِنِّي بَعَثْتُ لِي رَسُولًا مِنْ رَبِّي يُخْبِرُنِي بِمَا أَعْمَلُ	الرحمن	۲۶	الانبياء	۱۷	۳۴
قرآن سے بعض گمراہی لیتے ہیں	البقرة	۱	المائدة	۶	۶۲
يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا وَيُزِيدُنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ طُغْيَانًا وَكُفْرًا نُهِدِي بِهِ مَنْ نَشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا كَذَلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ مَنْ يَشَاءُ	الزخرف	۵۲	المدثر	۲۹	۲۱
حضور ﷺ ہدایت ہی دیتے ہیں	الزخرف	۷۳	الزخرف	۱۸	۷۳
وَأَنْتَ لَتَدْعُوهُمْ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ	الزخرف	۷۳	الزخرف	۱۸	۷۳

صفحہ	سورت	پارہ	مضمون	صفحہ	سورت	پارہ	مضمون
			ورسولہ	۷	مریم	۱۶	يٰۤاَيُّهَا اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اسْمُهُ يَحْيٰى
مدهوش و مجذوب پر شرعی احکام جاری نہیں ہوتے				حضرات انبیاء کرام شرعی احکام کے مالک بنائے گئے ہیں			
۴۳	النساء	۵	لَا تَقْرُبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكْرٰى	۵۰	آل عمران	۳	وَلَا حِلُّ لَكُمْ بِعَصَى الَّذِیْ حُرِّمَ عَلَیْكُمْ
۱۵۰	الاعراف	۹	وَالْقٰی اَلْاَلْوَاخَ وَاَخَذَ بِرَاسِ أَخِیْهِ یَجْرُهُ اِلَیْهِ	۱۵۷	الاعراف	۹	وَيُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبِیْثَ
۱۴۳	الاعراف	۹	وَاَخْرَجَ مُوسٰی صَعَقًا	۲۹	التوبة	۱۰	وَلَا یُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ
۳۱	یوسف	۱۲	وَقَطَّعْنَ اَیْدِیْهُنَّ	۱۵۷	الاعراف	۹	وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَاَلْغَلَّلَ اَبٰی كَانَتْ عَلَیْهِمْ
بیعت ہونا ضروری ہے قیامت میں پیشوا کے ساتھ شر ہوگا				اللہ رسول کو ملانا ایمان ہے			
۹۸	ہود	۱۲	یَقْدُمُ قَوْمَهُ یَوْمَ الْقِیَمَةِ	۵۹	النساء	۵	اطِيعُوا اللّٰهَ وَاَطِيعُوا الرَّسُوْلَ
۷۱	بنی اسرائیل	۱۵	یَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اَنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ	۷۱	الاحزاب	۲۲	وَمَنْ یُّطِيعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ
۱۰	الفتح	۲۶	اِنَّ الَّذِیْنَ یَبْتَغُوْنَكَ اِنَّمَا یَبْتَغُوْنَ اللّٰهَ	۶۲	التوبة	۱۰	وَاللّٰهُ وَرَسُولُهُ اَحَقُّ اَنْ یُّرْضَوْهُ
۱۸	الفتح	۲۶	لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذَا یَبْتَغُوْنَكَ	۷۱	التوبة	۱۰	اَنْ اَغْنَهُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ
۱۲	المتحنة	۲۸	اِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ یَبْتَغِیْنَكَ	۸۰	التوبة	۱۰	كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ
علیہ السلام صرف رسولوں کے لئے ہے				۱۰۰	النساء	۵	وَمَنْ یُخْرِجْ مِنْ بَيْتِهِ مُهَاجِرًا اِلَی اللّٰهِ وَرَسُولِهِ
۱۸۱	ص	۲۳	وَسَلَّمَ عَلٰی الْمُرْسَلِیْنَ	۱۰۵	التوبة	۱۱	فَسَبَّیْ اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ
۷۹	صفت	۲۳	سَلَّمَ عَلٰی نُوْحٍ فِی الْعَمِیْنِ	۱	الحجرات	۲۶	لَا تَقْدُمُوْا بَیْنَ یَدَی اللّٰهِ وَرَسُولِهِ
۹۱	الحلید	۲۷	فَسَلَّمَ لَكَ مِنْ اَصْحَابِ الْیَمِیْنِ	۵۹	التوبة	۱۰	وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوا مَا اَتَاهُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ
۱۰۹	صفت	۲۳	سَلَّمَ عَلٰی اِبْرٰهیم	۲۹	الاحزاب	۲۱	وَإِنْ كُنْتُمْ تُرَدُّنَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ
السلام علیکم عام مسلمانوں کیلئے ہے				۵۹	التوبة	۱۰	سَبَّوْنَا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهِ وَرَسُولُهُ
۲۴	الرعد	۳	سَلَّمَ عَلَیْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبٰی الدَّارِ	۳۷	الاحزاب	۲۲	اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَیْهِ
۷۳	الزمر	۳۴	سَلَّمَ عَلَیْكُمْ طَبَعُكُمْ فَاَدْخَلُوْهَا خَلِیْدِیْنَ	۳۶	الاحزاب	۲۳	اِذَا قَضٰی اللّٰهُ وَرَسُولُهُ اَمْرًا
اللہ رسول کو الگ کرنا کفر ہے				وَيُرِيدُوْنَ اَنْ يُفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰهِ			
				۱۵۰	النساء	۶	

صفحہ	سورت	پارہ	مضمون	صفحہ	سورت	پارہ	مضمون
۸۱	الانبیاء	۱۶	وَلَسْلِمْنَ الرِّيحَ عَاصِفَةً تَجْرِي بِأَمْرِهِ إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَرَكْنَا فِيهَا إِنَّ مَكْنَا لَهُ فِي الْأَرْضِ وَآتَيْنَهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ رَبُّ قَدْ أَتَى مِنَ الْمُلْكِ وَآتَيْنَهُمْ مُلْكًا عَظِيمًا وَأَحْيَا الْمَوْتَى بِإِذْنِ اللَّهِ أَنِّي أَعْلَقُ لَكُمْ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ لَهُ مَا يَعْمَلُونَ لَهُ مَا يَشَاءُ مِنْ مَحَارِبَ وَتَمَاثِيلَ	گنجی احکام بعض بندوں کے سپرد ہیں			
۸۲	الکہف	۱۶		۵	النزعت	۳۰	فَالْمُذْتَبِرَاتِ أَمْرًا
۱۰۱	یوسف	۱۳		۳۶	ص	۲۳	فَسَخَرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ قَالَ فَادْهَبْ فَإِنَّ لَكَ فِي الْحَيَوةِ أَنْ تَقُولَ لَا مِسَاسَ
۵۴	النساء	۵		۹۷	طہ	۱۶	وَهَزَى إِلَيْكَ بِجِدْعِ النَّحْلَةِ وَأَسْحَى الْمَوْتَى بِإِذْنِ اللَّهِ
۶۹	آل عمران	۳		۲۵	مریم	۱۶	
۶۹	آل	۳		۴۹	آل عمران	۳	
۱۳	عمران	۲۲		شیعہ کافراور فسادی قوم کو کہتے ہیں			
	النساء			۲	القصص	۲۰	إِنْ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْأَرْضِ وَجَعَلْ أَهْلَهَا شِيْعًا
				۱۵۹	الانعام	۸	إِنَّ الَّذِينَ قَرَّوْا وَبَيْنَهُمْ وَكَانُوا شِيْعًا
				۶۵	الانعام	۷	أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيْعًا
۲۷	نور	۱۸	لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْذِنُوا	۳۱-۳۲	الروم	۲۱	وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ مِنَ الَّذِينَ قَرَّوْا وَبَيْنَهُمْ وَكَانُوا شِيْعًا
۳۰	نور	۱۸	قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ	۵۴	السا	۲۲	كَمَا فَعَلْ بِأَصْحَابِهِمْ مِنْ قَبْلِ إِنْهُمْ كَانُوا فِي شَكٍّ مُرِيبٍ
۳۱	نور	۱۸	وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَأْذِنُوا	۵۱	القمر	۲۷	وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا أَصْحَابَكُمْ
۵۹	نور	۱۸		۸۳	الصف	۲۳	وَإِنْ مِنْ شَيْعَةٍ لِإِبْرَاهِيمَ
۵۹	الاحزاب	۲۲	يُذِينَ عَلَيْهِنَ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ	۶۹	مریم	۱۶	ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ أَيُّهُمْ أَشَدُّ
۳۲	الاحزاب	۲۲	فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فِيهِنَّ قَصِرَتْ الظُّرُفُ	محبوبان خدا اللہ کے ملک کے مالک و متصرف ہیں			
۵۶	رحمن	۲۷	خَوْرٌ مَقْصُورَتٌ فِي الْخِيَامِ	۳۶	آل عمران	۳	قُلِ اللَّهُمَّ مِلْكُ الْمُلُوكِ تَوَلَّى
۷۲	رحمن	۲۷	وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ				الْمُلُوكِ مَنْ تَشَاءُ
۳۳	الاحزاب	۲۲	وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا	۳۶	ص	۲۳	فَسَخَرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُحَاءَ حَيْثُ أَصَابَ
۵۳	الاحزاب	۲۲	قُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ	۱	الکوثر	۳۰	وَالشَّيْطَانِ كُلِّ نَبَأٍ وَغَوَاصٍ
۳۱	النور	۱۸	أَنْ يَسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَهُنَّ	۸۱	الکوثر	۱۷	إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ
۶	النور	۱۸	لَا تَخْرُجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ				
۱	الطلاق	۲۱	فَأَمْسِكُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ				
۱۵	النساء	۴					

عورتوں پر پردہ ضروری ہے

مختصر تعارف

رانا محمد امیر حسین خان صاحب

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی الہ واصحابہ وازواجه واولیاء
 امتہ وعلماء ملتہ اجمعین الحمد للہ رب العالمین اللہ جل شانہ واحدہ لا
 شریک لہ کی حمد و ثناء راۓ لاوری ہے۔ لیکن اسکے فضل و رحمت کے امیدوار اور حقدار ہونے کے
 لئے ہر کلمہ کو کا حق ہے کہ ان برگزیدہ، سربر آوردہ، مغفور و مقبول ہستیوں کی فہرست میں آنے کے لئے اپنی
 حتی الامکان صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اس دار فانی میں اللہ تعالیٰ جل شانہ کے فضل سے کچھ کرنے
 اور پھر اللہ تعالیٰ واحدہ لا شریک اسے قبول فرمائیں اور اسکے فضل سے خدامان دین متین کی فہرست جلیلہ میں
 اسکا نام آجائے۔ آمین ثم آمین آج مورخہ 04/07/1996 کو آسمان کی وسعتوں کی طرف دیکھتے ہوئے
 ماضی کی ان مٹ پسنائیوں میں کھو گیا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس بندہ حقیر پر تقصیر کو تقریباً
 1970ء میں پتہ چلا کہ حضرت قبلہ حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن پاک کا
 حاشیہ لکھا ہے۔ چنانچہ جب پڑھنا شروع کیا تو دل نہایت مسرور اور محفوظ ہوا۔ بالخصوص اس وجہ سے کہ مجھے
 رموز شناس استوگر امی قدر کی اشد ضرورت تھی۔ کیونکہ بلوجود عمر رسیدہ ہو جانے کے بی۔ اے۔ تک میں
 نے قرآن پاک ہی نہیں پڑھا تھا اور اس کے بعد بھی کئی سال یونہی گزر گئے۔ لیکن حاشیہ میں میں نے دیکھا
 کہ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اکثر و بیشتر قرآن کے حوالہ جات پیش کرتے ہیں تو یہ نہیں لکھتے کہ وہ
 آیت کہاں ہے کس سورۃ کریمہ میں ہے۔ یہ دیکھ کر اللہ تعالیٰ کے فضل سے پختہ عزم کر لیا کہ اللہ تعالیٰ
 بندہ حقیر کو یہ کام سرانجام دینے کا موقعہ فراہم فرمائے۔ چنانچہ سال ہا سال کی محنت کے بعد الحمد للہ بندہ
 کامیاب ہو گیا۔ 1986ء میں جب میری ٹرانسفر بطور ڈپٹی کمرشل منیجر واپس اسلام آباد ہوئی تو ایک دن قرآن
 حکیم جس پر الحمد للہ حوالہ جات مکمل کئے تھے لیکر مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند حضرت مولانا
 مفتی محمد مختار احمد نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گجرات حاضر ہوا۔ حضرت صاحب کو نہایت بااخلاق پر خلوص
 پاکر بندہ نے اپنی محنت اسکے گوش گزار کی حیران ہو گئے کہ اتنا بڑا کام آپ نے کیسے کر لیا۔ جبکہ آپ حافظ
 قرآن نہیں ہیں۔ بندہ نے جواب دیا مولانا صاحب ذلک فضل اللہ یؤتہ من یشاء اور الحمد للہ
 اب بفضلہ تعالیٰ معتد بہ حصہ حفظ ہے اللہ تعالیٰ اسی زندگی میں پورا حفظ کرنے کی توفیق دے ورنہ بفضلہ
 تعالیٰ روز محشر کو تو اللہ کے فضل سے حفاظ کرام کے ساتھ انشاء اللہ حشر ہو گا آمین ثم آمین۔ حوالہ جات کے علاوہ
 اور بھی جو اغلاط نظر آئیں وہ بفضلہ تعالیٰ نشان دی کر کے دیں اور اس کے بعد قرآن مجید میں بالکل آخری
 صفحات پر اشاریہ پہچنا شروع ہو گیا۔ اوھر زندگی میں اور واقعات کے ساتھ ساتھ یہ بھی ہوا کہ اٹھارہ اکتوبر 1993ء
 کو بندہ گریڈ 19 میں تقریباً پانچ چھ سال رہ کر ریٹائرڈ ہو گیا تو اللہ تعالیٰ واحدہ لا شریک نے ایک میرے پرانے دوست
 حاجی محمد اسلم صاحب کو (جو اس وقت اور اب بھی کریم قلور ملز جی۔ ٹی کامونگے چلا رہے تھے) میرے پاس بھیج دیا
 کہ آپ اپنی خدمات مذکورہ ملز میں بروئے کار لائیں چنانچہ چند شرائط کے ساتھ بندہ مان گیا اور وہ شرائط بفضلہ

تعالیٰ دین کے متعلق تھیں چنانچہ بروز پیر مبارک مورخہ یکم نومبر 1993ء کو بندہ مذکورہ طرز میں اپنی کتابوں کے ساتھ پہنچ گیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے حاجی محمد اسلم صاحب کو ایسے ایسے دینی امور سرانجام دینے کی توفیق دی کہ سبحان اللہ بجز سبحان اللہ العظیم کے کلمات شریف بلا کلف زبان سے ادا ہو جاتے ہیں اور اب جب قرآن پا۔ دوبارہ پڑھتے ہو تو جناب مولانا انصار احمد مفتی صاحب نے دوبارہ وہی کام بندہ کے سپرد کیا چنانچہ آج بندہ اس ضروری اور مختصر تعارف کے ساتھ دوبارہ پہلا کام شروع کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے اور "طرز" کے ساتھیوں کو بھی اپنے فضل سے اجر عظیم عطا فرمائے آمین ثم آمین ہر پڑھنے والے کی خدمت میں ضروری گزارش ہے کہ جب بھی قرآن پاک پڑھیں حوالہ جات کو تلاش کر کے آپس میں مربوط کر کے ذہن نشین کریں اور آگے اللہ تعالیٰ کے دین کی تبلیغ میں حصہ لیں۔ ربنا تقبل منا کرمات حبیبک و برحمت صلح اللہ علیہ وآلہ واصحابہ واجوابہ واولیاء امتہ وعلماء ملتہ اجمعین۔ وما توفیقی الا باللہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ علیہ العظیم۔ اور اس دعا کے ساتھ ختم کرتا ہوں۔

جو کچھ ہوا ہوا کرم سے تیرے * جو کچھ ہو گا تیرے کرم سے ہو گا
ورنہ اپنی حالت کو تو میں نے 1985ء میں الحمد للہ جج جانے سے پہلے مختصراً یوں بیان کیا تھا۔
زندگی میری ساری ندامت * سب کچھ حماقت سب کچھ حماقت
کبھی ادھر سے رہ گیا کبھی ادھر سے رہ گیا * کبھی کچھ کہہ گیا کبھی کچھ کہہ گیا
تمام ذی شعور اور عقل سلیم رکھنے والے مسلمانان پاکستان و ہندوستان سے گزارش ہے کہ اس چیز سے قطع نظر کرتے ہوئے کہ بے شک وہ کسی بھی مکتبہ فکر کے ہوں زندگی میں صرف ایک دفعہ حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ لکھا ہوا قرآن مجید بنظر عمیق مطالعہ کر لیں انشاء اللہ العزیز رموز جاودہی سے فیضیاب اور برہ ور ہوں گے میں یہ اسلئے کہہ رہا ہوں کہ تمام مسلمان دینی بھائی! بسن اپنے دوسرے بھائی کی ضرورت بھائی چاہتا ہے۔ ورنہ اس فقیر پر تعقیر بندہ کی زندگی جو واپڈا میں گزاری ہے شاید ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندہ حقیر کو کذب اور رشوت ستانی سے اور دیگر امور سے ساری زندگی بفضلہ تعالیٰ بچائے رکھا اور ایک باکدار زندگی گزار کر لوکری سے فارغ ہوا۔ مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آیات قرآنی کو آیات قرآنی کے ساتھ مربوط کر کے امت محمدیہ پر احسان عظیم فرمایا ہے۔ پیشتر اسکے کہ زندگی کی متاع عزیز موت کے ہاتھوں کٹ جائے صرف ایک دفعہ مطالعہ ضرور کر لیں بغض و کینہ سے سینہ کو پاک کر کے رموز و اسرار ربانی کی دولت سرمدی سے نکل حیات کی آبیاری ضرور کر لیں۔

دعا گو

رانا محمد امیر حسین خان ریٹائرڈ واپڈا آفیسر
پیدائش مشرقی پنجاب 9 اکتوبر 1935ء موضع
محکم پور نزد ازمنہ ضلع ہوشیار پور
اور اب الحمد للہ ڈراماٹکس 35- ڈی رانا چوک گلشن راوی لاہور میں مقیم ہیں۔

اشاریہ

مرتب: رانا محمد امیر حسین خان
ڈپٹی کمشنر مینجرواپڈا۔ لاہور

قارئین کی سہولت کیلئے درج ذیل اشاریہ مرتب کیا گیا ہے۔
”تفسیر نور العرفان“ میں جہاں جہاں قرآنی آیات کا حوالہ ہے
ان آیات کو متن قرآن مجید میں دیکھنے کے لئے زیر نظر صفحات سے استفادہ فرمائیں۔

صفحہ نمبر	آیت	آیت نمبر	صفحہ نمبر	آیت نمبر	صفحہ نمبر	آیت	صفحہ نمبر	آیت نمبر	صفحہ نمبر	آیت	صفحہ نمبر
۲	اقربا باسم	۱	۹۶	۱۵	ومن یبع	۸۵	۳	۳۲	ومن یطع	۸۰	۴
۱	بسم اللہ	۳۰	۲۶	۱۱	خدمنا اتیناکم	۶۳	۲	۳۳	واللہ علی کل	۶	۵۸
۱	وَتَعَاوَنُوا	۲	۵	۱۹	ومن ذریتنا	۱۲۸	۲	۳۵	وامتازوا لیوم	۵۹	۳۶
۱	کو نوامع	۱۱۹	۹	۲۰	وكان حقاً	۲۷	۳۰	۱	لقد من اللہ	۱۶۴	۳
۱	ادعو اربکم	۵۵	۷	۱۱	لا غلبن آنا	۲۱	۵۸	۱	لیکون	۱	۲۵
۳	ومن یعظم	۳۲	۲۲	۲۱	لا تنکحوا	۲۲	۳	۱	خذ من	۱۰۳	۹
۱	عندہ مفاہیم	۵۹	۶	۱۱	مبشراً برسل	۶	۶۱	۳۶	لئن شکرتکم	۱۲۸	۲
۱	فلا یظهر	۲۶	۷۲	۳۳	ثم ان علینا	۱۹	۷۵	۷۵	”وَرَبُّکُمْ بِرَحْمَتِکُمْ	۷	۱۲
۱	لن تنالوا	۹۲	۳	۱۱	فاتبعونی	۳۱	۳	۳۶	ولا تحسبن	۱۶۹	۳
۴	قد اقلع	۱۲	۸۷	۲۴	وننزل من	۸۲	۱۷	۳۷	الن قد	۹۱	۱۰
۱	وتاسمها	۲۱	۷	۱۱	ابری الاکمه	۲۹	۳	۱۱	ولیت التریه	۱۸-۱۷	۴
۱	الامن اکره	۱۰۶	۱۶	۲۵	بخیر منها	۱۰۶	۲	۱۱	وفی السماء	۲۲	۵۱
۷	انکم وما	۹۸	۲۱	۱۱	اتما ولیکم	۵۵	۵	۳۸	المحقنا بهم	۲۱	۵۲
۸	انک لقری	۵۲	۲۲	۲۶	ومن یقیم	۸۵	۳	۳۹	وكونوا مع	۱۱۹	۹
۱	یحیی الارض	۱۹	۳۰	۱۱	ان المدین	۱۹	۳	۴۰	لن تنالوا	۹۲	۳
۱	اجعلنی	۵۵	۱۲	۲۷	اتما المشرون	۲۸	۹	۱۱	یا ایہا الذین	۳-۱	۲۹
۱۰	لا یجذبکم	۱۰۳	۲۱	۱۱	حیت ما کنتم	۱۵۰-۱۴۳	۲	۴۳	ان رحمۃ اللہ	۵۶	۷
۱۲	تقاتلونکم	۱۶	۲۸	۱۱	لن نومن	۵۵	۲	۴۴	جاؤک لوجد	۶۴	۴
۱۳	ومن یعظم	۳۲	۲۲	۲۸	اتما ولیکم	۵۵	۵	۴۶	جیزاؤسیہ	۴۰	۲۲
۱	ان الصفا	۱۵۸	۲	۱۱	ان الارض	۱۰۵	۲۱	۱۱	ان رحمۃ اللہ	۵۶	۷
۱۴	وكان حقاً	۲۷	۳۰	۱۱	لتکونوا شہدا	۱۲۳	۲	۱۱	وهو معکم	۴	۵۷
۱	لا غلبن	۲۱	۵۸	۳۱	تلك الرسل	۲۵۳	۲	۴۸	عسوان	۷۹	۱۷
۱	واتم الاعلون	۳۲	۳۲	۱۱	واتم الاعلون	۶	۳	۵۰	وللہ العزۃ	۸	۶۳

صوفير	آيت	آيت نمبر	سورة نمبر	صوفير	آيت	آيت نمبر	سورة نمبر	صوفير	آيت	آيت نمبر	سورة نمبر
٥١	واضله الله	٢٣	٢٥	٨٥	فلولا نفر من	١٢٢	٩	١٠٦	الحقنا بهم	٢١	٥٢
"	لن تناولوا	٩٢	٣	٨٦	الرجال	٢٠١	٢	١٠٦	من يطعم الرول	٨٠	٢
٥٢	واعد وانهم	٦٠	٨	٨٦	ادخلوا اباب	١٥٢	٢٠	"	فانتبعوني	٢١	٢
٥٣	ان الله لا يعفر	١١٦	٢	٨٦	ان قران الفجر	٤٨	١٦	١١٠	ان عبادي	٢٢	١٥
٥٤	واما بنعمة	١١	٩٣	٨٦	يا نساء النبي	٣٢	٣٣	١١٢	استجابوا لله	٢٢	٨
٥٩	واذا كنت	١٠٢	٢	"	انا ارسلناك	٨	٢٨	١٢٠	ان الحسنات	١١٢	١١
٦٢	ولولا اذ	١٢	٢٢	٨٨	ان مثل عيسى	٥٩	٣	"	ان تجتنبوا	٣١	٢
"	واعد والهم	٦٠	٨	٩٠	التي ذاهبت	٩٩	٣٤	١٢٢	فلا تأخذوا	٢٠	٢
٦٥	ادعوهم	٥	٣٣	"	انما وليكم	٥٨	٥	١٢٣	يربوا لله	١١	٢
"	الاخلاء	٦٤	٢٣	٩١	نطوعت	٢٠	٥	١٢٩	ومن امنغى وراء	٤	٢٣
٦٦	فلا تقعد بعد	٦٨	٦	٩١	قل هاتوا	١١١	٢	"	واحل لكم	٢٢	٢
"	انما وليكم	٥٥	٥	٩١	ان فريقا	٥-٦	٨	١٣١	والوالدات	٢٣٣	٢
"	لتخرج الناس	١	١٢	"	ما كان ابراهيم	٦٠	٣	"	ان امهاتهم	٢	٥٨
٦٩	لا يجوزهم	١٠٣	٢١	"	وما كفر سليمان	١٠٢	٢	"	حرمات عليكم	٢٢	٢
"	ان تبدوا	٢٤١	٢	"	فلما اسلمنا	١٠٣	٣٤	"	ابانك ابراهيم	١٣٣	٢
"	قال ربنا	٢٥	٢٠	"	هو سمعكم	٤٨	٢٢	"	واثم واجه	٦	٣٣
٤٠	ان تصبط	٢	٢٩	٩٢	والزمهم	٢٦	٢٨	١٣٢	قل يا ايها الكافرون	١	١٠٩
٤١	انما وليكم	٥٥	٥	"	كرة اليكم الكفر	٤	٢٩	"	ان من انزاجكم	١٢	٦٢
٤٥	احل لكم	١٨٤	٢	"	وما يضلون	٦٩	٣	١٣٥	ولا تشكروا الشركين	٢٢١	٢
"	ولا يضر	٢٨٢	٢	"	" " "	"	٢	١٣٦	انما وليكم	٥٥	٥
٤٩	ركن الك	٤٥	٦	"	وجعلنا في	٢٦	٥٤	"	وتعاونوا على	٢	٥
"	نبيض وجرة	١٠٦	٣	١٣	كلا انهم عن	١٥	٨٣	١٣٩	ان الحكم الا لله	٥٤	٦
٨٠	وما كنا معذبين	١٥	١٤	٩٢	من عبادكم	٣٢	٢٢	"	" " "	٢٠	١٢
"	" " "	"	٢٨	"	ارجع الى ربك	٥٠	١٢	"	" " "	٦٤	١٢
"	اذ القيمة	٢٥	٨	"	رب ارحمهم	٢٢	١٤	١٢٠	وانتم الاعلون	١٣٩	٣
٨٣	بيد مكرت	٨٨	٢٣	٩٥	ان كان للرحمن	٨١	٢٣	١٢١	المرتكم ارض	٩٤	٢
"	العزة لله	٨	٦٣	٩٦	الاعراب اشد	٩٤	٩	١٢١	نخاد ان يفر	٢٥	٢٠
٨٣	ومن يتق الله	٣٠٢	٦٥	٩٨	ان الصفا	١٥٨	٢	١٢٢	وما اصابكم	٣٠	٢٢
"	ولا تتخذوا منهم	٨٩	٢	٩٩	وتتبع غير سبل	١١٥	٢	١٢٤	فقاتلوا حتى	٩	٢٩
"	المرتكن	٩٠	٢	١٠٠	ذق انك انت	"	٢٢	"	فقد جعلنا	٣٣	١٤

صفحة	آيت	آيت	سورة	آيت	صفحة	آيت	آيت	سورة	آيت	صفحة
١٢٤	والله يشهد	١	٦٣	اذ القيمة	٢٥	٨	٢٠٦	يوم يتذكر	٣٥	٤٩
١٢٤	غير اولى	٥٥	٢	ان تجتبر	٢١	٢	٢٢	كذبوا على	٢٢	٦
١٢٩	يا ايها الذين	١٣٠	٣	ان الله لا يظلم	١٠	٢	٢٠٤	كلا انهم عن	١٥	٨٣
١٥١	يا ايها النبي	٢٥	٣٣	وان احكم	٢٩	٥	٢٠٩	مثل نور	٣٥	٢٢
١٥٢	من ذلذي	٢٥٥	٢	ان الشرك	١٣	٣١	٢١٠	فلما ان ادرك	٩٠	١٠
١٥٢	وما يضلون	٦٩	٣	والقينا بينهم	٦٢	٥	٢١٠	قل بفضل الله	٥٨	١٠
١٥٢	والله يعصمك	٦٤	٥	تخسبهم جميعا	١٢	٥٩	٢١٠	دمرناهم تدميرا	٣٦	٢٥
١٥٢	قل متاع الدنيا	٤٤	٢	فاما الذين	١٢٢	٩	٢١١	معيشة ضنكا	١٢٢	٣٠
١٥٣	فان جهنم للسلم	٦١	٨	بعضهم ادياء	٤١	٩	٢١١	اخوانهم الله	٤٢	٩
١٥٣	ولا تسألهن	٢٣١	٢	كتب الله لافليس	٢١	٥٨	٢١٢	قد جاءكم	١٢٨	٢
١٥٣	انما وليكم	٥٥	٥	قل ايها الناس	١١٠	١٨	٢١٣	وما ارسلناك الا	١٠٤	٢١
١٥٤	ولسرت يعطيك	٥	٩٣	نبهذي هم	٩٠	٩	٢١٤	اطيعوا الله	٥٩	٢
١٥٤	قرني الصلح	٢٦	٣	وكونوا مع	١١٩	٩	٢١٤	اشدأء على	٢٩	٢٨
١٥٨	قل يوم الفتح	٢٩	٣٢	عسى الله ان	٤	٦٠	٢١٤	عسى ان يبيحك	٤٩	١٤
١٥٩	ان المنافقين	١٥٩	٢	لا يستوي	٢٠	٥٩	٢١٤	من ذالذي	٢٥٥	٢
١٦٢	فاخلف نعليك	١٢	٢٠	وقال الرسل	٣٠	٢٥	٢١٤	ولوا نهم	٦٢	٢
١٦٢	ختم الله على	٤	٢	يوم يتذكر	٣٥	٤٩	٢١٤	والتي ابا نك	١٣٣	٢
١٦٣	ورفع ابريه	١٠٠	١٢	امر كض بر	٢٢	٣٨	٢١٨	ان الشرك	١٣	٣١
١٦٢	وكلا نقص عليك	١٢٠	١١	واوحينا الى	٤	٢٨	٢١٩	ان عبادي ليس	٢٢	١٥
١٦٥	فلا يظهر على	٢٤٠٢٦	٤٢	واوحى ربك	٦٨	١٦	٢١٩	وجعلنا في	٢٦	٥٤
١٦٥	نز لنا عليك	٨٩	١٦	رب اني كيف	٢٦٠	٢	٢٢١	انما وليكم الله	٥٥	٥
١٦٥	الله يعلم حيث	١٢٢	٦	وما كان الله	٣٣	٨	٢٢٢	والحقا بينهم	٢١	٥٢
١٦٦	ادعوهم لا باء	٥	٣٣	فلا يظهر على	٢٤٠٢٦	٤٢	٢٢٢	ولم يكن لئ	١١١	١٤
١٦٦	هو الذي ارسل	٢٨	٢٨	وجعل من الماء	٣٠	٢١	٢٢٢	وفي السماء	٢٢	٥١
١٦٤	واعصموا بحبل	١٠٣	٣	وما ارسلنا من	١٠٩	١٢	٢٢٣	خذوا حذرهم	٤١	٢
١٦٨	ومن يعظم شعائر	٥٥	٥	" " "	٤	٢١	٢٢٣	ولقدس انزلنا	١٣	٥٣
١٦٨	ان الصفا والبررة	١٨٥	٢	" " "	٢٣	١٦	٢٢٣	وجوه يومئذ	٢٢٣	٤٥
١٦٩	انما المشركون	٢٨	٩	لو كان للرحمن	٨١	٢٣	٢٢٣	قد جاءكم	١٤٣	٢
١٤٣	واما نبعت	١١	٩٣	واما من واليوم	٥٩	٢٦	٢٢٣	انكم وان تعبدون	١٤١	٣٨
١٤٣	لان شكرتم	٤	١٢	ذق انك انت	٢٩	٢٢	٢٢٣	عتل بعد ذلك	١٣	٦٨

صفحة	آيت	سورة	آيت	سورة	صفحة	آيت	سورة	آيت	سورة	صفحة	آيت	سورة
٢٢٢	وقاسمها الى	٢١	٤	٢٢١	وقليل من	١٣	٣٣	٢٤٤	ولكن اكثر الناس	١٨٤	٤	سورة نمر
٢٢٣	يتبشرون	١٤٠	٣	٢٢٥	يحو الله	٣٩	١٣	٢٤٨	اغناهم الله	٤٢	٩	سورة نمر
٢٢٤	قل لا اجد	١٢٥	٦	٢٢٦	انك من المنظور	١٥	٤	٢٤٩	انا اعطيتك	١	١٠٨	سورة نمر
٢٢٥	وجاد لهم بالتي	١٢٥	١٦	٢٢٧	انا	٢٤	١٥	٢٥٠	ومن يوت الحكمة	٢٢٩	٢	سورة نمر
٢٢٦	انك لا تسمع	٨٠	٢٤	٢٢٨	انا	٨٠	٢٨	٢٤٩	انا وليكم الله	٥٥	٥	سورة نمر
٢٢٧	واذا امرنا ان	١٦	١٤	٢٢٩	قل يتوفكم	١١	٣٢	٢٨١	كذكركم بالذمكم	٢٠٠	٢	سورة نمر
٢٢٨	وفي اموالهم	٢٢	٤٠	٢٢٧	وليعلمن	١٣	٢٩	٢٨١	فاتبعوني	٣١	٣	سورة نمر
٢٢٩	وما ارسلنا من	١٩	٥١	٢٢٨	فتبسم ضاحكا	١٦	٢٤	٢٨٢	لا خوف عليهم	١١٣	٢	سورة نمر
٢٣٠	وما ارسلنا من	١٩	١٢	٢٢٩	وحرام على	٩٥	٢١	٢٨٢	عفا الله عنهم	١٥٥	٣	سورة نمر
٢٣١	وما ارسلنا من	١٩	١٢	٢٣٠	ان تبدوا	٢٤١	٢	٢٨٢	ان الحسنات	١١٢	١١	سورة نمر
٢٣٢	وما ارسلنا من	١٩	١٢	٢٣١	فاذكر الله	٢٠٠	٢	٢٨٢	انا جعلنا في	٨	٣٦	سورة نمر
٢٣٣	وما ارسلنا من	١٩	١٢	٢٣٢	ولا تجهرون بها	١١٠	١٤	٢٨٢	ان رحمة الله	٥٦	٤	سورة نمر
٢٣٤	وما ارسلنا من	١٩	١٢	٢٣٣	وما ارسلناك	١٠٤	٢١	٢٨٢	وما ارسلناك	١٠٤	٢١	سورة نمر
٢٣٥	وما ارسلنا من	١٩	١٢	٢٣٤	وما ارسلنا من	٤	٢١	٢٨٨	حق يعطوا	٢٩	٩	سورة نمر
٢٣٦	وما ارسلنا من	١٩	١٢	٢٣٥	وما كنا معذبين	١٥	١٤	٢٨٨	امرت ان اقاتل	حديث مبارك	٢١	سورة نمر
٢٣٧	وما ارسلنا من	١٩	١٢	٢٣٦	واذ راجه	٤	٣٣	٢٨٩	ان كان من	٥٢	٢١	سورة نمر
٢٣٨	وما ارسلنا من	١٩	١٢	٢٣٧	ان النفس لا مآل	٥٣	١٢	٢٩٢	ان الله لا يغير	١١	١٣	سورة نمر
٢٣٩	وما ارسلنا من	١٩	١٢	٢٣٨	ان عبادي ليس	٢٣	١٥	٢٩٢	او فوا بالعهد	٣٢	١٦	سورة نمر
٢٤٠	وما ارسلنا من	١٩	١٢	٢٣٩	واخذت الذين	٦٤	١١	٢٩٢	من انصاري الى	١٢	٤١	سورة نمر
٢٤١	وما ارسلنا من	١٩	١٢	٢٤٠	وان	٩٢	١١	٢٩٥	اركان للرحمن	٨١	٢٣	سورة نمر
٢٤٢	وما ارسلنا من	١٩	١٢	٢٤١	فاخذهم عذاب	١٨٩	٢٤	٢٩٥	فاما ما بعدو	٢	٢٤	سورة نمر
٢٤٣	وما ارسلنا من	١٩	١٢	٢٤٢	ومن يتق الله	٢	٤٥	٢٩٦	والوا لا رهام	٤٥	٨	سورة نمر
٢٤٤	وما ارسلنا من	١٩	١٢	٢٤٣	بل فعله	٦٣	٢١	٢٩٨	اغناهم الله	٤٢	٩	سورة نمر
٢٤٥	وما ارسلنا من	١٩	١٢	٢٤٤	لا تدركه	١٣	٤	٣٠٢	او لك هم	٦	٩٨	سورة نمر
٢٤٦	وما ارسلنا من	١٩	١٢	٢٤٥	واخذوا الواح	١٥٣	٤	٣٠٥	اطيعوا الله	٥٩	٢	سورة نمر
٢٤٧	وما ارسلنا من	١٩	١٢	٢٤٦	يضل بها كثيرا	٢٦	٢	٣٠٨	ان مني ربي	٦٢	٢٤	سورة نمر
٢٤٨	وما ارسلنا من	١٩	١٢	٢٤٧	ذلك مثلهم	٢٨٠	٢٨	٣٠٨	ليس على الضعفاء	٩١	٩	سورة نمر
٢٤٩	وما ارسلنا من	١٩	١٢	٢٤٨	ليكون للعالمين	١	٢٥	٣٠٩	ولتعرفنهم في	٣٠	٢٤	سورة نمر
٢٥٠	وما ارسلنا من	١٩	١٢	٢٤٩	واذا اخذ الله	٨١	٣	٣٠٩	الا يذكر الله	٢٨	١٣	سورة نمر
٢٥١	وما ارسلنا من	١٩	١٢	٢٥٠	ولم يصروا على	١٣٥	٣	٣١٢	مناج للخير	١٢	٤٨	سورة نمر

صفحة	آيت	آيت	سورة	آيت	سورة	صفحة	آيت	آيت	سورة
٥١٨	لا يحزنهم الفزع	١٠٣	٢١	٥٣٩	القي الشيطان	٥٢	٢٢	٥٥٨	وانكحوا الاياطي
٥١٩	فلا نقيم لهم	١٠٥	١٨	٥٢١	قد جاءكم	٩٤	١٠	٥٥٨	ولا تنكحوا المشركين
٥٢٠	يدخلون الجنة	٢٠	٢٠	٥٢٠	ان الله يمسك	٣٥	٣٥	٥٦٠	وكلا وعد الله
٥٢١	ولم يتخذ	١١١	١٨	٥٢٢	افنه عبد اشكرها	٣	١٤	٥٦٠	رضي الله عنهم
٥٢١	وقاسمهما اتي	٢١	٤	٥٢٢	اخرج منها	٣٢	١٥	٥٦٢	وكان ابوهما
٥٢٢	ذق انك انت	٢٩	٢٢	٥٢٣	فاستعزائي	٢٠	٤	٥٦٣	لا تدخلوا بيت
٥٢٣	واوصاني بالصلاة	٣١	١٩	٥٢٣	ومن يعظم	٣٢	٢٢	٥٦٣	وقرن في بيتكن
٥٢٣	لا تذر على الارض	٢٦	٤١	٥٢٤	فلا وربك لا	٤٥	٢	٥٦٥	واذا سالتموهن
٥٢٤	ورنعنا مكانا	٥٤	١٩	٥٢٥	ومن يتق الله	٢	٤٥	٥٦٥	ليس كمثله شيء
٥٢٥	لاهب لك غلاما	١٩	١٩	٥٢٦	وتخلقون انكا	١٤	٢٩	٥٤٢	انما يستاذنك
٥٢٦	ما تعبدون من	٩٨	٢١	٥٢٦	الطين كهية	٢٩	٣	٥٤٣	استحيوا الله
٥٢٦	وقالوا الحمد لله	٤٤	٣٩	٥٢٦	والله خير المزارتين	١١	٢٢	٥٤٣	فمن تولى بعد
٥٢٦	وبالمؤمنين	١٣٨	٩	٥٢٦	وفي السماء رزقكم	٢٢	٥١	٥٤٥	انا اعطينك الكوثر
٥٢٦	ولنبلونكم	١٥٥	٢	٥٢٦	لا يلدوا الا	٢٤	٤١	٥٤٦	دينا واتنا ما
٥٢٦	ومن يتق الله	٣	٤٥	٥٢٨	يا فخر اصبط	٢٨	١١	٥٤٦	انكم وما تعبدون
٥٢٦	قليل من عبادي	١٣	٣٢	٥٥٠	وما كنا معذبين	١٥	١٤	٥٤٨	ورتل القرآن
٥٢٦	العزة لله	٨	٤٣	٥٥٠	ربنا لا تجعلنا	٨٥	١٠	٥٤٨	وتعوا ونرعى البر
٥٢٦	صراط الذين	٤	١	٥٥٠	ادعهم	٥	٣٣	٥٨٠	ولا تسمع الصم
٥٢٦	كوزم الصادقين	١١٩	٩	٥٥١	اني اخلفت اننا	١٦	٥٩	٥٨٠	(ان)
٥٢٦	انا يعبر صايد	١٨	٩	٥٥١	(ان)	٢٨	٨	٥٨٠	ان
٥٢٦	حرمتم عليكم	٣	٥	٥٥٣	فبارك الله	١٢	٢٣	٥٨٠	(ان)
٥٢٦	فضل لربك	٢	١٠٨	٥٥٤	وما مهلكا	٢٢	٢٥	٥٨٠	اقربا باسم ربك
٥٢٦	اذ قربا قربنا	٢٤	٥	٥٥٤	هو الذي ارى	٩	٩١	٥٨١	ان مثل عيسى
٥٢٦	ظهر الفساد	٢١	٣٠	٥٥٤	اذ انتم كنتم	٩٨	٢٤	٥٨١	فما سألتم من
٥٢٦	وما انت بهلى	٨١	٢٤	٥٥٤	ولم يتخذ ويدا	١١١	١٦	٥٨٣	فاسلوا اهل
٥٢٦	من كان في هذه	٤٢	١٤	٥٥٥	ما كان الله	٣٢	٨	٥٨٣	ما كان لمرمن
٥٢٦	وجداد لهم بالقي	١٢٥	١٦	٥٥٦	الا خلا يومئذ	٤٤	٢٣	٥٨٣	جعلني على خزائن
٥٢٦	حاج ابراهيم	٢٥٨	٢	٥٥٦	الحقنا بهم	٢١	٥٢	٥٨٣	لا يمدون علوا
٥٢٦	ومائة الثالثة	٢٠	٥٣	٥٥٦	فلا نقيم لهم	١٠٥	١٨	٥٨٣	العزة لله ولرسوله
٥٢٦	لا غالب لكم اليوم	١٨	٨	٥٥٦	وما دعاء	٥٠	٢٠	٥٨٣	والشعرو

صفحة	آيت	سورة	صفحة	آيت	سورة	صفحة	آيت	سورة	صفحة	آيت	سورة
٥٨٤	عزير عليهم	١٢٤	٩	٦١٤	رب الى ظلمت	١٦	٢٨	٦٢٢	اذ تسركم رب	٩٨	٢٦
٥٨٥	فانك باعينا	٢٨	٥٢	٦١٥	يستغفر لك الله	٢	٢٨	٦٢٣	ثم الذين كفروا	١	٦
٥٨٩	اليوم تحييك	٩٢	١٠	٦١٩	ان تتغوا بما راكم	٢٢	٣	٦٢٥	ان رحمة الله	٥٦	٤
٥٩١	وما كان استغفار	١١٢	٩	٦٢٠	واتوا النساء	٣	٢	٦٢٦	واما زوا اليوم	٥٩	٣٦
٥٩٢	انك ان تذرهم	٢٤	٤١	٦٢١	وتعاونوا على	٣	٥	٦٢٩	واضله الله على	٢٣	٢٥
٥٩٣	ظهر الفساد	٢١	٣٠	٦٢٢	العزة لله	٨	٦٣	٦٣٠	كل في فلك يسبحون	٢٠	٣٦
٥٩٤	وقليل من عبدي	١٣	٣٢	٦٢٣	فاورخي الى عبده	١٠	٥٣	٦٣١	ليس كشئ شئ	١١	٢٢
٥٩٥	فاتقوا النار التي	٦	٦٦	٦٢٤	المتركي فعل	١	١٠٥	٦٣٢	مثل نوره كشوة	٣٥	٢٢
٥٩٦	هولاء جاتي	٤٨	١١	٦٢٥	فاتوا بسيرة من	٢٣	٢	٦٣٣	وان طافان	٩	٢٩
٥٩٧	اتقوا الله	١٤٩	٢٦	٦٢٦	وادعوا شهداءكم	٢٣	٢	٦٣٤	فلما نجهم الى	٣٢	٣١
٥٩٨	فمن ابغى وراء	٣١	٤٠	٦٢٨	زوحكها	٢٤	٣٣	٦٣٥	قل بفضل الله	٥٨	١٠
٥٩٩	لولا اذ سمعتموه	١٢	٢٢	٦٢٩	قل بفضل الله	٥٨	١٠	٦٣٦	واما نهعت	١١	٩٣
٥٩٨	انزل علينا	٣٢	٨	٦٣٠	ظهر الفساد	٢١	٣٠	٦٣١	لا تقنطوا من	٥٣	٣٩
٥٩٩	ولوا انهم اذطلوا	٦٢	٢	٦٣١	واجعلنا للفقير	٤٢	٢٥	٦٣٢	ولا تمنن تستكثر	٦	٤٢
٦٠٠	منهم من يعبد	١١	٢٢	٦٣٣	ان تحبط اعمالكم	٢	٢٩	٦٣٣	والعاقبة	٢٩	١١
٦٠١	ان الانسان لقي	٣	١٠٣	٦٣٤	ان الحسان	١٢	١١	٦٣٥	واسئل من	٨٣	٢٨
٦٠٢	انا اعطيتك الذر	١	١٠٨	٦٣٥	ان اشكر لي	١٢	٣١	٦٣٦	واما من	٢٥	٢٣
٦٠٥	اشدء على الكفا	٢٩	٢٨	٦٣٦	وما للظالمين من	٢٤٠	٢	٦٣٧	امرات غير احياء	٢١	١٦
٦٠٤	ان الشوك نلظم	١٣	٣١	٦٣٨	انا وركبكم الله	٥٥	٥	٦٣٨	مثل الفريقين	٢٢	١١
٦١٠	ان المحكم لا الله	٦٤	١٢	٦٣٩	الاخلاء يرصد	٦٤	٢٣	٦٣٩	لئن شكرتم	٤	١٢
٦١١	وما من غايه	٤٥	٢٤	٦٣٩	وما كنا معذبين	١٥	١٤	٦٣٩	فمن يعمل مثقال	٤	٩٩
٦١٢	وما يشعرون	٦٥	٢٤	٦٣٩	احد منهم الصيعة	٤٣	١٥	٦٣٩	قاولك بيدل	٤٠	٢٥
٦١١	وما ارسلناك	١٠٤	٢١	٦٣٩	راي	٨٣	١٥	٦٣٩	وكونا مع	١١٩	٩
٦١٢	وبالمومنين	١٢٨	٩	٦٣٩	الذي	٢١	٢٣	٦٣٩	ولا تسئل عن	١١٩	٢
٦١٣	فانها لا تعص	٢٦	٢٢	٦٣٩	اولياهم الطغوت	٢٥٤	٢	٦٣٩	قل متاع الدنيا	٤٤	٢
٦١٤	لا يحجزهم	١٠٣	٢١	٦٣٩	فاذكروني اذكركم	١٥٢	٢	٦٣٩	وما يهلكنا الا	٢٢	٢٥
٦١٥	وهو من فرغ	٨٩	٢٥	٦٣٩	انزل عليكم ذكرا	١٠١	٦٥	٦٣٩	اغناهم الله	٨٢	٩
٦١٦	في امام مبين	١٢	٣٦	٦٣٩	وما ارسلناك	١٠٤	٢١	٦٣٩	كل في فلك	٢٠	٣٦
٦١٧	ان الذي فرض	٨٥	٢٨	٦٣٩	وبالمومنين	١٢٨	٩	٦٣٩	الاخلاء يرصد	٦٤	٢٣
٦١٨	الذين اتيناهم	٥٢	٢٨	٦٣٩	كل من عليها	٢٦	٥٥	٦٣٩	الحقناهم ذريتهم	٢١	٥٢

صفر	آيت	آيت نبر	سورة نبر	صفر	آيت	آيت نبر	سورة نبر	صفر	آيت	آيت نبر	سورة نبر	صفر	آيت	آيت نبر	سورة نبر
٢٢١	فلا يظهر على	٢٤٠	٢٤	٢٨٤	لا يحزنهم الفزع	١٠٣	٢١	٤٠٨	وزوجناهم	٥٢	٢٢	٢٢١	فلا يظهر على	٢٤٠	٢٤
٢٢٢	هدى للعالمين	٩٦	٣	٢٨٥	واعتاز اليوم	٥٩	٣٦	٢٢١	ولدينا مزيد	٣٥	٥٠	٢٢٢	هدى للعالمين	٩٦	٣
٢٢٣	ليكون للعالمين	١	٢٥	٢٨٦	فانك من المنقرضين	١٥	٤	٤٠٩	بل افتراه بل هو	٥	٢١	٢٢٣	ليكون للعالمين	١	٢٥
٢٢٤	ماله من قرار	٢٦	١٢	٢٨٧	اذ نسوكم حبيا	٩٨	٢٦	٤١٠	لن تناووا البرحق	٩٢	٣	٢٢٤	ماله من قرار	٢٦	١٢
٢٢٥	ودرسوا الى نبى	٢٩	٣	٢٨٨	يعرفن المجرمين	٢١	٥٥	٢٢١	نصرون الله	١٣	٢١	٢٢٥	ودرسوا الى نبى	٢٩	٣
٢٢٦	ويكون الرسول	٤٨	٢٢	٢٨٩	يوم لا ينفع مال	٨٩	٢٦	٤١١	انا اعطيناك الكوثر	١	١٠٨	٢٢٦	ويكون الرسول	٤٨	٢٢
٢٢٧	قوته رسلا	٢١	٦	٢٩٠	ان الشر لظلم	١٣	٣١	٤١٢	لما خلقت بيدي	٤٥	٣٨	٢٢٧	قوته رسلا	٢١	٦
٢٢٨	الله يتوفى الا	٢٢	٣٩	٢٩١	قل لا اسئلكم	٢٣	٢٢	٤١٣	في ستة ايام	٥٣	٤	٢٢٨	الله يتوفى الا	٢٢	٣٩
٢٢٩	والله ورسوله	٢٣	٩	٢٩٢	ويغفر ما دون	٢٨	٢	٤١٤	من صلصال	٢٦	١٥	٢٢٩	والله ورسوله	٢٣	٩
٢٣٠	لا يستوى اصعب	٣٠	٥٩	٢٩٣	ان الحسنات	١١٢	١١	٤١٥	والقرآن الحكيم	١	٣٦	٢٣٠	لا يستوى اصعب	٣٠	٥٩
٢٣١	ان امهاتهم	٢	٥٨	٢٩٤	العزة لله وليرسله	٨	٢٣	٤١٦	فلا وربك لا	٢٥	٢	٢٣١	ان امهاتهم	٢	٥٨
٢٣٢	واذ لخذ الله	٨١	٣	٢٩٥	واذ يكره الذين	٣٠	٨	٤١٧	لا استكلم عليه	٢٣	٢٢	٢٣٢	واذ لخذ الله	٨١	٣
٢٣٣	ان الذين يبا	١٠	٢٨	٢٩٦	فانك من المنقرضين	١٥	٤	٤١٨	نحن جميع منتصر	٢٢	٥٢	٢٣٣	ان الذين يبا	١٠	٢٨
٢٣٤	ولا ان تكفرا	٥٣	٣٣	٢٩٧	فانك من المنقرضين	١٥	٢٨	٤١٩	الاخلا لا فيضد	٢٤	٢٣	٢٣٤	ولا ان تكفرا	٥٣	٣٣
٢٣٥	فاولئك هم	٨٢	٣	٢٩٨	فانك من المنقرضين	١٥	٢٨	٤٢٠	وما علمناه الشعر	٢٩	٣٦	٢٣٥	فاولئك هم	٨٢	٣
٢٣٦	نقال لاهله	١٠	٢٠	٢٩٩	انا اعطيناك الكوثر	١	١٠٨	٤٢١	وكونوا مع	١١٩	٩	٢٣٦	نقال لاهله	١٠	٢٠
٢٣٧	رحمة الله وبركاته	٤٣	١١	٣٠٠	انعم الله عليه	٣٤	٣٣	٤٢٢	انى اركض وقوفك	٤٢	٦	٢٣٧	رحمة الله وبركاته	٤٣	١١
٢٣٨	واذ غدوت من	١٢١	٣	٣٠١	ليس كشبه شئ	١١	٢٢	٤٢٣	قد صدقت	١٠٥	٣٤	٢٣٨	واذ غدوت من	١٢١	٣
٢٣٩	رشا ودهم في	١٥٩	٣	٣٠٢	اغناهم الله ورسله	٤٢	٩	٤٢٤	الذين امنوا وكافوا	٢٣	١٠	٢٣٩	رشا ودهم في	١٥٩	٣
٢٤٠	اغناهم الله	٤٢	٩	٣٠٣	ان تسعة الا من	٨١	٢٦	٤٢٥	وما كنا معذبين	١٥	١٤	٢٤٠	اغناهم الله	٤٢	٩
٢٤١	اليوم اكملت لكم	٣	٥	٣٠٤	ولا تسئل عن	١١٩	٢	٤٢٦	وما ينطق عن	٢٤	٥٣	٢٤١	اليوم اكملت لكم	٣	٥
٢٤٢	انا اعلنالك	٥٠	٣٣	٣٠٥	قل حل يمتري	٩	٣٩	٤٢٧	ان النفس لامارة	٥٣	١٢	٢٤٢	انا اعلنالك	٥٠	٣٣
٢٤٣	وجيها في الدنيا	٢٥	٣	٣٠٦	كل في فلك	٢٠	٣٦	٤٢٨	وجعلني مباركا	٣١	١٩	٢٤٣	وجيها في الدنيا	٢٥	٣
٢٤٤	عسى ان يبعثك	٤٩	١٤	٣٠٧	والسما ذات	١٣	٨٦	٤٢٩	يهب المنيش	٢٩	٢٢	٢٤٤	عسى ان يبعثك	٤٩	١٤
٢٤٥	لا تجعلوا دعا	٢٣	٢٢	٣٠٨	ان ربى على صراط	٥٦	١١	٤٣٠	اغناهم الله	٤٢	٩	٢٤٥	لا تجعلوا دعا	٢٣	٢٢
٢٤٦	وخرصني صاعقا	١٢٣	٤	٣٠٩	لا تعذبن لهم	١٦	٤	٤٣١	قد مرض الله	٢	٢٦	٢٤٦	وخرصني صاعقا	١٢٣	٤
٢٤٧	انما يعمر مساجد	١٨	٩	٣١٠	ظهر الفساد في	٢١	٣٠	٤٣٢	الا بذكر الله	٢٨	١٣	٢٤٧	انما يعمر مساجد	١٨	٩
٢٤٨	انا اعطيناك الكوثر	١	١٠٨	٣١١	وقليل من عبادى	١٣	٣٢	٤٣٣	اتجعل فيهما من	٣٠	٢	٢٤٨	انا اعطيناك الكوثر	١	١٠٨
٢٤٩	واخلق لكم من	٢٩	٣	٣١٢	ومن كل شئ	٢٩	٥١	٤٣٤	وما دعاء الكافرين	٥٠	٢٠	٢٤٩	واخلق لكم من	٢٩	٣
٢٥٠	ولو انهم اذ ظلموا	٢٢	٢	٣١٣	وجعه الشمس	٩	٤٥	٤٣٥				٢٥٠	ولو انهم اذ ظلموا	٢٢	٢

صفحة	آيت	آيت	سورة	نمبر	صفحة	آيت	آيت	سورة	نمبر	صفحة	آيت	آيت	سورة	نمبر
٤٣١	وابتغوا اليه الوسيلة	٣٥	٥	"	٢٢	٢٢	٤٧١	فما بكت عليهم	٢٩	٢٣	٢٣	٢٣	٢٣	٢٣
"	قل يا عبادي	٥٢	٣٩	ويجعل عرش	١٤	٤٩	٤٧٣	اخذتهم الصيحة	٢١	٢٣	٢٣	٢٣	٢٣	٢٣
٤٣٢	خلق الزوجين	٢٥	٥١	هل جزاء الاثم	٦٠	٥٥	"	لوتزليوا العذبا	٢٥	٢٨	٢٨	٢٨	٢٨	٢٨
"	وليجعلن انفسهم	١٣	٢٩	دلو انهم لظالمون	٦٢	٣	٤٧٢	لاملن جهنم	١٨	٤	٤	٤	٤	٤
٤٣٣	ومن يتق الله	٢	٦٥	ويقول الكافر	٢٠	٤٩	٤٧٥	فما نزل الله	٢٦	٩	٩	٩	٩	٩
٤٣٤	يوم يغشاهم	٥٥	٢٩	كنتم امواتاً	٢٨	٢	"	(ال)	٢٠	٩	٩	٩	٩	٩
"	اني اخاف الله	٢٨	٨	وفي السماء دلكم	٢٢	٥١	"	(ال)	٢٦	٢٨	٢٨	٢٨	٢٨	٢٨
"	(ال)	١٤	٥٩	العزة لله ولولي	٨	٦٣	"	والملكة بعد	٣	٦٦	٦٦	٦٦	٦٦	٦٦
٤٣٦	بل لحياتكم ولكن	١٥٢	٢	اروحنا اليك	٥٢	٢٢	٤٧٤	فمن شاء فليكتب	٢٩	١٨	١٨	١٨	١٨	١٨
٤٣٤	ولسوف يرضى	٢١	٩٢	ان الله يغفر	٥٣	٣٩	٤٧٩	لا يالىئس من	٨٤	١٢	١٢	١٢	١٢	١٢
٤٣٨	ثم الذين كفروا	١	٦	ان تحبط اعمالكم	٢	٢٩	٤٤٠	يا ابناء النبي	٣٢	٣٣	٣٣	٣٣	٣٣	٣٣
"	اذ نرى كرمك الحب	٩١	٢٦	عسى ان يعثبك	٤٩	١٤	"	وكفى بالله شهيداً	٢٨	٢٨	٢٨	٢٨	٢٨	٢٨
"	ولم تتخذوا لي	١١١	١٤	لا يكلف الله	٢٨٦	٢	٤٤١	ليكون للعالمين	١	٢٥	٢٥	٢٥	٢٥	٢٥
"	يا ايها النبي	٦٢	٨	قل سيروا في	١٣٤	٣	"	انعار لكم الله	٥٥	٥	٥	٥	٥	٥
٤٣٩	قل اعوذ برب الفلق	١	١١٣	ان كان للرحمن	٨١	٢٣	٤٤٢	ومن كل شئ	٢٩	٥١	٥١	٥١	٥١	٥١
"	قل اعوذ برب الناس	١	١١٢	فاوقدلى على	٣٨	٢٨	"	لكل جعلنا منكم	٢٨	٥	٥	٥	٥	٥
٤٤١	من عبادكم	٢٢	٢٢	هو الذي ارسل	٢٨	٢٨	٤٤٣	اقربت الساعة	١	٥٢	٥٢	٥٢	٥٢	٥٢
"	من يطع الرسول	٨٠	٢	وافقم الاعلون	١٣٩	٣	٤٤٥	والمرمون والموت	٤١	٩	٩	٩	٩	٩
٤٤٢	يعرف المجرمون	٢١	٥٥	(ال)	٣٥	٢٤	"	ان تجتنبوا كبائر	٣١	٢	٢	٢	٢	٢
"	عندة مفاتيح الغيب	٥٩	٦	يثبت الله الذين	٢٤	١٢	٤٤٤	ولا ياكل اولو	٢٢	٢٢	٢٢	٢٢	٢٢	٢٢
"	الاعمال منه	٨٣	٣٨	ومن شر حاسد	٥	١١٣	"	وسيجزيها الا	١٤	٩٢	٩٢	٩٢	٩٢	٩٢
٤٤٣	وما قدر الله	٩١	٦	وامرأة اذا اردت	٨٢	٣٦	٤٤٩	اغناه الله	٤٢	٩	٩	٩	٩	٩
"	يوم نحشر	٨٥	١٩	اليه يصعد	١٠	٣٥	٤٨٠	وجعلني نبياً	٣٠	١٩	١٩	١٩	١٩	١٩
"	يوم تبدل الارض	٢٨	١٢	قل بفضل الله	٥٨	١٠	"	لاريب فيه	٢	٢	٢	٢	٢	٢
٤٤٤	لاملن جهنم	٨٥	٣٨	كل نقص عليك	١٢٠	١١	"	انك لا تهدي	٥٦	٢٨	٢٨	٢٨	٢٨	٢٨
"	يوم ندعو كل	٤١	١٤	واسئل من ارسلنا	٢٥	٢٣	"	يهدي به كثيراً	٢٦	٢	٢	٢	٢	٢
"	وكوفوا مع الصادقين	١١٩	٩	افويتنى	١٦	٤	"	فز لنا علينا الكتاب	٨٩	١٦	١٦	١٦	١٦	١٦
"	ان الارض يرثها	١٠٥	٢١	(ال)	٣٩	١٥	٤٨١	وما فيها الا	٢٢	٢٥	٢٥	٢٥	٢٥	٢٥
٤٤٥	فاعتبروا يا اولي	٢	٥٩	لا تجعلوا دعا	٤٣٠، ٤٣١	٢٢	٤٨٢	في امام مبين	١٢	٣٦	٣٦	٣٦	٣٦	٣٦
"	"	"	١٢	والارض بعد	٣٠	٤٩	"	ان هو الا ذكر	٤٩	٣٦	٣٦	٣٦	٣٦	٣٦

صفحة	آيت	سورة	نمبر	آيت	سورة	نمبر	صفحة	آيت	سورة	نمبر	
٤٨٤	جاوهم الحق	٢٩	٢٣	وما اريد ان اخا	٨١٢	٨٨	١١	٨٢٢	لولا اذ سمعتموه	١٢	٢٢
٤٨٥	اولئك مع الذين	٥٨	١٩	ان عبادي ليس	٨١٣	٢٢	١٥	٨٢٣	ولن خاف مقام	٢٤	٥٥
٨٨	ان يبق على صراط	٥٤	١١	وان قوتلم	٨١٤	١١	٥٩	٨٢٤	وما كنا معذبين	١٥	١٤
٨٨	وما امر سلان	٢	١٢	فمن تولى فنعبد	٨١٥	٨٢	٣	٨٢٥	ويعلمهم الكتاب	٢	٢٢
٤٨٦	واحل عقد	٢٤	٢٠	يا بابت استغفرنا	٨١٦	٩٤	١٢	٨٢٦	لم يخلق مثلها	٨	٨٩
٤٨٦	انكم وما تعبدون	٩٨	٢١	ما كان الله ليعذ	٨٢٠	٣٣	٨	٨٢٧	سجد والرحمن	٢٠	٢٥
٤٨٨	لما جعل على	٢٤٠	٢	وكلا وعد الله	٨٢١	٩٥	٢	٨٢٨	الله الذي انزل	١٤	٢٢
٨٨	وما امر الساعى	٤٤	١٦	ومن يعظم شعائر	٨٢٢	٣٢	٢٢	٨٢٩	كل نفس ذاتة	٥٤	٢٩
٤٩٢	عسى ربكم ان	١٢٩	٤	لا تجعلوا دعا	٨٢٣	٢٣	٢٢	٨٣٠	يوم تبدل الارض	٢٨	١٢
٨٨	واورثنا القوم	١٣٤	٤	العزة لله ولرسوله	٨٢٤	٨	٢٣	٨٣١	ما سلككم في سقر	٢٢	٤٢
٤٩٣	كنتم خير امة	١١٠	٣	ان اكرمكم عند الله	٨٢٥	١٣	٢٩	٨٣٢	سلام قولنا من	٥٤	٣٤
٨٨	يا نساء النبي	٣٢	٣٣	لقد من الله	٨٢٦	١٢٢	٣	٨٣٣	وكلا وعد الله	٩٥	٢
٤٩٢	ثما لا يموت	١٣	٨٤	ربنا اننا سمعنا	٨٢٧	١٩٣	٣	٨٣٤	وامتاز واليوم	٥٩	٣٤
٤٩٦	يعلمهم الكتاب	٢٨	٣	ففتحنا ابواب	٨٢٨	١١	٥٢	٨٣٥	ويخلق ما لا	٨	١٤
٨٨	اطيعوا الله	٥٩	٢	النبي واطيعوا لما بين	٨٢٩	٢	٣٣	٨٣٦	ان رحمة الله	٥٢	٤
٨٨	ويتبع غير سبيل	١١٥	٢	يوم نحشر المتقين	٨٣٠	١٥	١٩	٨٣٧	رحمة للعالمين	١	٢٥
٤٩٨	الاخلا يومئذ	٦٤	٢٣	عند ربكم تحضم	٨٣١	٣١	٣٩	٨٣٨	ان كان من عند	١	١٢
٨٠٢	ليغفر لك الله	٢	٢٨	لا اكره في الدين	٨٣٢	٢٥٤	٢	٨٣٩	لتخرج الناس من	١	١٢
٨٨	وكلا وعد الله	٩٥	٢	لوتذيلوا لعذبا	٨٣٣	٢٥	٢٨	٨٣١	وما دعا الكافرين	١٢	١٣
٨٨	ويكون الرسول	١٢٣	٢	ولو انهم اذ ظلموا	٨٣٤	٢٢	٢	٨٣٢	واذ واجى امهم	٢	٣٣
٨٠٥	وكفى بالله وكيفا	٣	٣٣	ويريدون ان	٨٣٥	١٥٠	٢	٨٣٣	لا تتخذوا بطانة	١١٨	٣
٨٠٦	واستغرا اليه	٣٥	٥	ما كان الله ليعذ	٨٣٦	٣٣	٨	٨٣٤	ما زال البصر	١٤	٥٣
٨٠٦	من يعظم الرسول	٢٩	٢	واصطنعتك يفتش	٨٣٧	٢١	٣٠	٨٣٥	العزة لله ولرسوله	٨	٢٣
٨٨	ولقد ذرانا لجهنم	١٤٩	٤	وطن من شئ	٨٣٨	٢	١٤	٨٣٦	يعلمهم الكتاب	٢٨	٣
٨٠٨	نزل على محمد	٢	٢٤	والقلم وما يسطرون	٨٣٩	١	٢١	٨٣٧	ان ابني من ادلى	٢٥	١١
٨٨	محمد الرسول	٢٩	٢٨	ما يبدل القول	٨٣١	١٦	٥٠	٨٣٨	الاخلا يومئذ	٢٤	٢٣
٨٨	وما محمد الا	١٢٢	٣	وما علمناه الشعر	٨٣٢	٢٦	٣٦	٨٣٩	الحقنا بهم	٢١	٥٢
٨٨	ما كان محمد	٣٠	٣٣	ان يراك حين	٨٣٣	٢١٨	٢٦	٨٤٠	لقد كان لكم	٢١	٣٣
٨٠٩	فاقتلوا المشركين	٨٩	٢	الرحمن علم القرآن	٨٣٤	١	٥٥	٨٤١	لا تجد قوما	٢٢	٥٨
٨١٠	اناد ليكم الله	٥٥	٥	انك لتلقى القرآن	٨٣٥	٢	٢٤	٨٤٢	اذ القيمة نزلت	٢٥	٨

صفحة	آيت	سورة	نمبر	آيت	سورة	نمبر	آيت	سورة	نمبر	آيت	سورة	نمبر
٨٨٣	١٢	١٤	٩١٢	واشد على قلوبهم	٨٨	١٠	ربهم ويحيى	١٤٩	٣	١٢	١٤	٩١٢
٨٨٤	٣٢	٥٢	"	وما للظالمين	١٩٢	٣	اخلع نعليك انك	١٢	٢٠	٣٢	٥٢	"
٨٨٨	٣٢	٤	"	"	٢٤٠	٢	لا يجزئهم الفزع	١٠٣	٢١	٣٢	٤	"
"	٣٩	١٣	"	فان الله مولاه	٢	٦٦	فلا يقيم لهم	١٠٥	١٨	٣٩	١٣	"
"	١٥١	٤	٩١٢	ففر واتي الله	٥٠	٥١	واذلفت الجنة	٩٠	٢٦	١٥١	٤	٩١٢
"	"	٤	"	ولوا بهم اذ ظلموا	٦٢	٢	"	٣١	٥٠	"	٤	"
"	٣٠	٣٠	"	فمن ينصرتي من	٦٣	١١	وبرئت المحجم	٩١	٢٦	٣٠	٣٠	"
٨٩١	٢٣٠	٢	٩١٥	وما كنا معذبين	١٥	١٤	يدخلون الجنة	٢٠	٣٠	٢٣٠	٢	٩١٥
"	٣٣	٣٣	"	ان الله هو مولاه	٢	٦٦	وانت قلت للناس	١١٦	٥	٣٣	٣٣	"
٨٩٣	٢٨	١٣	"	اقتربت الساعة	١	٥٢	وجنتنا بك شهيدا	٨٩	١٦	٢٨	١٣	"
"	٢١	٨١	"	ما ادرى ما يفعل	٩	٢٦	اليوم اكملت لكم	٣	٥	٢١	٨١	"
٨٩٤	٢٦	٢٨	"	ما كنت تدري	٥٢	٢٢	والقوا يوما	٢٨١	٢	٢٦	٢٨	"
٨٩٥	٤	٢٠	٩١٦	ليكون للعلمين	١	٢٥	وانذر عشيرتاك	٢١٢	٢٦	٤	٢٠	٩١٦
"	٣٨	٢٤	"	وما ارسلاك	١٠٤	٢١	ولم يتخذوليا	١١١	١٤	٣٨	٢٤	"
"	"	٣٩	٩١٤	واوصاني بالصلاة	٣١	١٩	ولن ترضى عنك	١٢٠	٢	"	٣٩	٩١٤
٨٩٦	٢٢	٢٠	"	(بهي ويحيى)	٣٤	٢٢	اقراء كتابك	١٢	٢٤	٢٢	٢٠	"
٨٩٧	١٩	٤٨	٩٢٢	يشرون على الارض	٦٣	٢٥	والقران الحكيم	٣٠٢	٣٦	١٩	٤٨	٩٢٢
٨٩٨	١٠٢	٢١	٩٢٣	اسماء احمد	٦	٦١	حق يحكموك	٦٥٥	٢	١٠٢	٢١	٩٢٣
"	١٦	٥٩	"	ما ذا غلبصر	١٤	٥٣	ونيسرك لليسرى	٨	٨٤	١٦	٥٩	"
"	٣٣	٨	٩٢٢	لن شكرتم	٤	١٢	فيهما عيانان	٥٠	٥٥	٣٣	٨	٩٢٢
٩٠٠	٤٤	٢	"	على سرر متقابلين	١٥	٥٦	تجري من تحتها	١١	٨٥	٤٤	٢	"
"	١٨	١٦	"	حرد مقصروا	٤٢	٥٥	يوم تبدل الارض	٢٨	١٢	١٨	١٦	"
٩٠١	١٠	٦٥	٩٢٦	واذا الكواكب	٢	٨٢	غير المغضوب	٤	١	١٠	٦٥	٩٢٦
"	٢٨	١٣	"	وفتحت السما	١٩	٤٨	فعلتها اذ ارانا	٢٠	٢٦	٢٨	١٣	"
"	١٥	١٤	"	مالها من زوج	٦	٥٠	انك لفي ضلالك	٩٥	١١	١٥	١٤	"
"	٢١	٨٨	٩٢٩	يوم يفرا المرء	٣٥	٨٠	ماضل صاحبكم	٢	٥٣	٢١	٨٨	٩٢٩
٩٠٤	٣٤	٥٥	"	يوم ندعو اكل	٤١	١٤	فارحى الى عبدة	١٠	٥٣	٣٤	٥٥	"
٩١١	١٤	٣	٩٣٣	لا علم لنا ادب	١٠٩	٥	رب هب لي نكاحا	٣٥	٣٨	١٤	٣	٩٣٣
"	١٨	٥١	٩٣٥	قالوا لعنك	٣	٤٢	الا بذكر الله	٢٨	١٣	١٨	٥١	٩٣٥
"	١٥	١٤	٩٣٥	يرزقون فيها	٢٠	٢٠	وانزلنا من السما	٩	٥٠	١٥	١٤	٩٣٥

صفحہ نمبر	آیت	سورۃ نمبر	صفحہ نمبر	آیت	سورۃ نمبر	صفحہ نمبر	آیت	سورۃ نمبر	صفحہ نمبر
۹۷۱	وجعلنی مبارکاً	۳۱	۱۹	۹۸۳	ان اللہ اشتري	۱۱۱	۹	۹۸۶	واللہ رسولہ
۹۸۲	من بعثنا من	۵۲	۳۶	۹۸۴	اولئک ہم	۳۹	۳۰	۹۹	تربايت عند اللہ
				۹۸۵	بل احياد و لکن	۱۵۴	۲	۹۸۷	يخيل اليه من
	فلا تسمع الا همساً	۱۰۸	۲۰	۹۸۵	ان الصلوة	۴۵	۲۹	۱۶	في ايام نحس
	انی احب حب	۳۲	۳۸		المترکف	۶	۸۹		

رموز اوقاف قرآن مجید

ہر ایک زبان کے اہل زبان جب گفتگو کرتے ہیں تو کہیں ٹھہرتے ہیں کہیں نہیں ٹھہرتے۔ کہیں کم ٹھہرتے ہیں کہیں زیادہ اور اس ٹھہرنے اور نہ ٹھہرنے کے بات کے صحیح بیان کرنے اور اس کا صحیح مطلب سمجھنے میں بہت دخل ہے۔ قرآن مجید کی عبارت بھی گفتگو کے انداز میں واقع ہوئی ہے اسی لئے اہل علم نے اس کے ٹھہرنے نہ ٹھہرنے کی ملائیں مقرر کر دی ہیں جو رموز اوقاف قرآن مجید کہتے ہیں۔ ضروری ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرتے والے ان رموز کو ملحوظ رکھیں اور وہ یہ ہیں۔

جہاں بات پوری ہو جاتی ہے وہاں چھوٹا سا دائرہ کھینچتے ہیں۔ یہ حقیقت میں گول تہ ہے جو صورت ق کے ٹکس ہاتی ہے اور یہ وقف نام کی علامت ہے یعنی اس پر ٹھہرنا چاہیے۔ اب ق تو نہیں لکھی جاتی، چھوٹا سا علاقہ ڈال دیا جاتا ہے اس کو آیت کہتے ہیں۔

ح۔ یہ علامت وقف لازم کی ہے اس پر ضرور ٹھہرنا چاہیے۔ اگر نہ ٹھہرائے تو احتمال کے مطلب کے کاکھ ہو جائے اسکی مثال اردو میں یوں لکھی جائے کہ کشاکش کو یہ کہنا کہ لاشعور است یخفی جس میں لاشعور اور نہ یخفی کی بھی ہے۔ تو اٹھو پٹھنا لازم ہے اگر ٹھہرا نہ جائے تو اٹھو نہ یخفی ہو جائے گا جس میں لاشعور کی بھی ہے اور نہ یخفی کے لاشعور احتمال ہے اور یہ قائل کے مطلب کے خلاف ہو جائیگا۔ ط۔ وقف مطلق کی علامت ہے اس پر ٹھہرنا چاہیے مگر علامت ویاں ہوئی ہے جہاں طلب علم نہیں ہوتا اوقات کہنے والا بھی کچھ دیکھتا جاتا ہے ج۔ وقف جائز کی علامت ہے۔ یہاں ٹھہرنا بہتر اور نہ ٹھہرنا جائز ہے۔

ز۔ علامت وقف مجتذ کی ہے۔ یہاں نہ ٹھہرنا بہتر ہے۔ ص۔ علامت وقف مرقع کی ہے۔ یہاں ملا کر پڑھنا چاہیے۔ لیکن اگر کوئی ٹھک کر ٹھہر جائے تو رخصت ہے معلوم ہے کہ ص پر ملا کر پڑھنا تو کتبیت زیادہ ترجیح رکھتا ہے۔ طے الرحمن اولی کا اعتبار ہے۔ یہاں ملا کر پڑھنا بہتر ہے۔

ق۔ قیل علیہ الوقف کا خلا ہے۔ یہاں ٹھہرنا نہیں چاہیے۔ صل۔ قدر وصل کی علامت ہے یعنی یہاں بھی ٹھہرا بھی جاتا ہے کبھی نہیں۔ لیکن ٹھہرنا بہتر ہے۔

قف۔ یہ وقف وقف ہے جسکے معنی میں ٹھہرنا زیادہ علامت ویاں استعمال کی جاتی ہے جہاں پڑھنے والے کے ملا کر پڑھنے کا احتمال ہو۔ ص یا سکے۔ سکے کی علامت ہے۔ یہاں کسی قدر ٹھہرنا چاہیے مگر سانس نہ ٹوٹنے پاتے۔

وقف۔ وقفہ جیسے سکے کی علامت ہے۔ یہاں سکے کی نسبت زیادہ ٹھہرنا چاہیے لیکن سانس نہ ٹوٹے سکے اور وقفہ میں یہ فرق ہے کہ سکے میں کم ٹھہرنا ہوتا ہے وقفہ میں زیادہ۔

لا۔ لاکے معنی نہیں کیں۔ یہ علامت کہیں آیت کے اوپر استعمال کی جاتی ہے اور کہیں عبارت کے اندر عبارت کے اندر ہو تو ہرگز نہیں ٹھہرنا چاہیے۔ آیت کے اوپر ہو تو اوقات ہے بعض کے نزدیک ٹھہرنا چاہیے اور بعض کے نزدیک نہ ٹھہرنا چاہیے لیکن ٹھہرنا جائے یا نہ ٹھہرنا جائے اس سے طلب میں عمل واقع نہیں ہوتا۔ وقف اگر نہیں چاہیے جہاں عبارت کے اندر لکھا ہو۔

۱۔ کذک کی علامت ہے۔ یعنی جو رمز پہلے ہے وہی یہاں بھی جائے

قرآن مجید کی سورتوں کی فہرست

شمار سورت	نام سورت	نمبر فقرے	شمار پارہ	شمار سورت	نام سورت	نمبر فقرے	شمار پارہ	شمار سورت	نام سورت	نمبر فقرے	شمار پارہ
۱	الفاتحہ	۲	۱	۳۹	الزمر	۳۹	۱	۲۹	المرسلات	۴۴	۲۲
۲	البقرہ	۲۸۶	۲۸۶	۴۰	المؤمن	۴۰	۲۸۶	۳۰	النبا	۴۱	۲۳
۳	آل عمران	۲۱۸	۲۱۸	۴۱	طہ السجدۃ	۴۱	۲۱۸	۳۱	النزعۃ	۴۹	۲۵
۴	النساء	۱۷۶	۱۷۶	۴۲	الشوری	۴۲	۱۷۶	۳۲	عنکب	۸۰	۲۵
۵	المائدۃ	۱۲۰	۱۲۰	۴۳	الزخرف	۴۳	۱۲۰	۳۳	التکویر	۸۱	۲۵
۶	الانعام	۱۶۵	۱۶۵	۴۴	الدخان	۴۴	۱۶۵	۳۴	الانفطار	۸۲	۲۵
۷	الاعراف	۲۰۶	۲۰۶	۴۵	الجاثیہ	۴۵	۲۰۶	۳۵	المطففین	۸۳	۲۵
۸	الانفال	۲۵۴	۲۵۴	۴۶	الاحقاف	۴۶	۲۵۴	۳۶	الانشقاق	۸۴	۲۶
۹	التوبة	۱۲۹	۱۲۹	۴۷	محمد	۴۷	۱۲۹	۳۷	البروج	۸۵	۲۶
۱۰	یونس	۲۱۰	۲۱۰	۴۸	الفتح	۴۸	۲۱۰	۳۸	الطارق	۸۶	۲۶
۱۱	ہود	۲۱۰	۲۱۰	۴۹	الحجرات	۴۹	۲۱۰	۳۹	الاعلیٰ	۸۷	۲۶
۱۲	یوسف	۳۶۴	۳۶۴	۵۰	ق	۵۰	۳۶۴	۴۰	الغاشیہ	۸۸	۲۶
۱۳	الرعد	۳۶۵	۳۶۵	۵۱	الذاریات	۵۱	۳۶۵	۴۱	الفجر	۸۹	۲۶
۱۴	ابراہیم	۵۲	۵۲	۵۲	الطور	۵۲	۵۲	۴۲	البدر	۹۰	۲۶
۱۵	الحجر	۱۲۵	۱۲۵	۵۳	النجم	۵۳	۱۲۵	۴۳	الشمس	۹۱	۲۶
۱۶	المحل	۱۲۵	۱۲۵	۵۴	القمر	۵۴	۱۲۵	۴۴	البیل	۹۲	۲۶
۱۷	نبی اسرائیل	۲۵۴	۲۵۴	۵۵	الرحمن	۵۵	۲۵۴	۴۵	الضحیٰ	۹۳	۲۶
۱۸	الکہف	۲۵۴	۲۵۴	۵۶	الواقعة	۵۶	۲۵۴	۴۶	المنشجر	۹۴	۲۶
۱۹	مریم	۲۰۶	۲۰۶	۵۷	الحديد	۵۷	۲۰۶	۴۷	التین	۹۵	۲۶
۲۰	طہ	۲۰۶	۲۰۶	۵۸	المجادلہ	۵۸	۲۰۶	۴۸	العلق	۹۶	۲۶
۲۱	الانبیاء	۵۱۳	۵۱۳	۵۹	الحشر	۵۹	۵۱۳	۴۹	القدر	۹۷	۲۶
۲۲	الحج	۵۲۸	۵۲۸	۶۰	الممتحنہ	۶۰	۵۲۸	۵۰	البینۃ	۹۸	۲۶
۲۳	المؤمنون	۵۴۵	۵۴۵	۶۱	الصف	۶۱	۵۴۵	۵۱	الزلزال	۹۹	۲۶
۲۴	النور	۵۵۸	۵۵۸	۶۲	الجمعة	۶۲	۵۵۸	۵۲	العدۃ	۱۰۰	۲۶
۲۵	الفرقان	۵۴۳	۵۴۳	۶۳	المنفقون	۶۳	۵۴۳	۵۳	القارعة	۱۰۱	۲۶
۲۶	الشعراء	۵۸۲	۵۸۲	۶۴	التغابن	۶۴	۵۸۲	۵۴	التكاثر	۱۰۲	۲۶
۲۷	النمل	۶۱	۶۱	۶۵	الطلاق	۶۵	۶۱	۵۵	العصر	۱۰۳	۲۶
۲۸	القصص	۶۱	۶۱	۶۶	التحریم	۶۶	۶۱	۵۶	الہمزۃ	۱۰۴	۲۶
۲۹	العنکبوت	۶۱	۶۱	۶۷	الملک	۶۷	۶۱	۵۷	الفیل	۱۰۵	۲۶
۳۰	الروم	۶۱	۶۱	۶۸	القلم	۶۸	۶۱	۵۸	قريش	۱۰۶	۲۶
۳۱	لقمن	۶۱	۶۱	۶۹	الحاقة	۶۹	۶۱	۵۹	الماعون	۱۰۷	۲۶
۳۲	السجدة	۶۱	۶۱	۷۰	المعارج	۷۰	۶۱	۶۰	الکوثر	۱۰۸	۲۶
۳۳	الاحزاب	۶۶	۶۶	۷۱	نوح	۷۱	۶۶	۶۱	الکفرون	۱۰۹	۲۶
۳۴	سبا	۶۱	۶۱	۷۲	الجن	۷۲	۶۱	۶۲	النصر	۱۱۰	۲۶
۳۵	فاطر	۶۱	۶۱	۷۳	المزمل	۷۳	۶۱	۶۳	الہب	۱۱۱	۲۶
۳۶	یٰس	۶۱	۶۱	۷۴	المدثر	۷۴	۶۱	۶۴	الاخلاص	۱۱۲	۲۶
۳۷	الصفۃ	۶۱	۶۱	۷۵	القیلۃ	۷۵	۶۱	۶۵	الفلق	۱۱۳	۲۶
۳۸	ص	۶۱	۶۱	۷۶	الدهر	۷۶	۶۱	۶۶	الناس	۱۱۴	۲۶